طلسم ہوش ربا

جلد اوّل

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

مہ جبین حسن کی ان ن احمنستان گو و مکان کا فرمان ورئی ماشاں کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر
نوعروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنے

جلد اول

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار ہشتم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوئے شیرین بیان سخن سنج معنا خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی محمد حسین جاہ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مشہور آفاق میں بطبع مجلی ہوئی

باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثناے لاتعد اُس ساقی ازل کو سزاوار ہو کہ جس نے خراب آباد گیتی کو بصداے مستانہ کن فیکون آرایش
دی اور نعت معتخفہ درود اُس مست پیمانۂ الست کی ہر جرعہ نوش جام خرد کو درکار ہو کہ جس نے بہرستان
خمخانۂ کفر و ضلالت کی بیک ساغر ظہور خمار شکنی فرمائی صلے اللہ علیہ وآلہ العظام و اصحابہ الکرام زان بعد خوشہ چین
خرمن ارباب علم و ہنر و رمز شناسان دقائق معانی پرور عالی پایگاہ خاک راہ سید محمد حسین جاہ بگوش
ہوش سخندان ذی ہوش خطا پوش عرض رسا ہو کہ داستان امیر حمزہ فسانۂ دلکش و مرغوب پسندیدۂ ہر طالب
و مطلوب ہو زہے گوہر دریاے خوش بیانی زہے آفتاب سپہر زور زبانی کہ زبان توصیف و بیان تعریف نسبت
اُسکے قاصر ہو مجملہ اُس کے ایک طلسم حیرت زا مسمی بطلسم ہوش رُبا نہایت نادر ہو لہذا اُس شاہد دلربائے رعنائی
و محبوب خوش اداے زیبائی کو جا بجا کہ زبان اُردو میں بطرز فصیح و محاورت صحیح جلوہ گاہ تحریر میں لائے اور مشتاقان
ادائے محبوب قصص کو اُسکی کرشمہ سنجی پر ریجھائے بفضلہ و کرمہ و منہ التوفیق وہو الرفیق الاعلے۔

التماس مترجم بخدمت ناظرین والا تمکین فسانۂ ہذا

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ کے سات دفتر ہیں اور بغیر ملاحظہ دفاتر مذکور کے دشوار ہو امیر اور عمرو اور
زمرد شاہ اور بختیارک اور افراسیاب جادو وغیرہ کے نام سمجھ میں آئیں باین خیال گزارش ہو کہ امیر حمزہ
پسر سید خواجہ عبد المطلب سردار خانہ کعبہ کے ہیں اور عمرو اُن کا عیار ہو اور امیر حمزہ نے اپنے پوتے کو بادشاہ
لشکر کیا ہو کہ نام اُسکا سعد بن قباد ہو اور آپ سپہ سالاری لشکر کی کرتے ہیں اور جتنے بیٹے امیر حمزہ کے ہیں
وہ سب مطیع اُسی پوتے کے ہیں جو بادشاہ ہو اور بادشاہ روئے زمین بہت سے کہ جنکا ذکر اس قصہ میں آئیگا
وہ سب ہمراہ لشکر کے اپنی اپنی فوج لیے رہتے ہیں اور امیر حمزہ ایک بادشاہ جلیل القدر زمرد شاہ باختری

سے کہ جسکو لقا بھی کہتے ہین اور اُس نے دعوے خدائی کا کیا ہی لڑ رہے ہین اس لیے کہ وہ دعویٰ باطل سے باز آئے اور امیر کے ہاتھ سے جس ملک مین لقا بھاگ کر جاتا ہی وہان کا بادشاہ اور رعایا سب اُسکو اپنا خدا سمجھکر اطاعت کرتے ہین اور بنابر اسکے حکم کے امیر سے لڑتے ہین اور لقا کے ساتھ بیٹا نوشیروان کا فرامرز بن نوشیروان بھی ہی کہ اُس سے امیر پہلے لڑ چکے ہین اب اُسنے لقا کا ساتھ کیا ہی اور وزیر فرامرز کا بختیارک بن بختک شیطان درگاہ لقا بنایا گیا ہی کس لیے کہ خدائی مین کوئی شیطان بھی چاہیے غرض لقا نے پہلے جاکر طلسم ہزار شکل مین پناہ لی تھی جب وہ امیر نے فتح کرلیا تو لقا کوہستان کی طرف آیا ہی طلسم ہزار شکل کا ذکر پہلے اسم طلسم لکھے ہی بوجہ اس کے کہ طلسم ہوشربا کا تقریر کو بیان کرنا منظور رہا اس لحاظ سے اُس طلسم کو ترک کیا کہ باعث طوالت افسانہ نہ ہو۔

آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوش رُبا اور داخلہ لشکر لقا کوہستان مین نظم

مغنی نوائے کہ آمد جوان ÷ درین زرنگار پردہ آسمان ÷ ودین دور دوار ظلم چونے ÷ بہ احوال جم یا باحوال کے

فروزنگارندہ نقاش معنی قریب		عروس سخن را چنین دادہ زیب	

ساقیان میخانہ اسرار و جرعہ نوشان جام افکار بادۂ ارغوانی تحریر سے ساغر قرطاس کو یا سطح مملو کرتے ہین کہ جب زمرد شاہ باختری نے طلسم ہزار شکل سے رہائی پائی اُسکے وزیر بدتدبیر نے صلاح بتائی کہ ملک کوہ عقیق گلزار سلیمانی کا بادشاہ عالیجاہ فوج بیکران و پہلوانان ذی شان رکھتا ہی اور اُسی ملک سے ڈانڈا طلسم ہوشربا کا ملا ہی حاکم طلسم افراسیاب جادو شہنشاہ ساحران نہایت زور آور ہی کہ نہیب شمشیر سے اُس کے سرکشان دہر کانپتے اور تھراتے ہین اور سحر آزمائی سے سامری عہد و جمشید روزگار کان پکڑتے ہین ابیات خداوند اورنگ چتر و کلاہ ÷ کہ از وی لدسکہ زر تا بماہ ÷ بدینگونہ آرایش تاج داد ÷ کہ دوران زبخشش باو باج داد ÷ فی الجملہ بصلاح وزیر رخصت شیر زمرد شاہ سمت کوہ عقیق روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل جب قریب اُس ملک کے پہونچا سرکار وہان نے خبر آمد زمرد شاہ کوہ عقیق کے بادشاہ سلیمان عنبرین موے کوہی کو دی وہ کشتیان زر و جواہر کی نذر کے لیے تیار کرکے مع ارکان سلطنت شہر کے باہر آیا اور شہر کو واسطے آراستگی کے حکم دیا تمام شہر آئینہ بند ہوا الحاصل استقبال کرکے لقا کو داخل شہر کیا اور دار العمارۃ شاہی مین پہونچایا یہان امرا و وزرا وارکین سلطنت اور مشیران باہمت حاضر تھے آنکا مجرا و سلام ہوا مقام صدر مین تخت شاہی بچھا تھا اُسمین جواہر اعلیٰ کی بیش قیمت جڑا تھا اُسپر لقا آکر جلوہ فرما ہوا ارباب نشاط و ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز و با مذاق حاضر تھے مغنون نے اپنی خوش لحالی سے ہر شخص کو اپنا محو و دیدار بنایا دور جام مے گلفام بے دغدغہ نیرنگی ایام چلنے لگا یہان کا بادشاہ دو سپہ سالار رکھتا ہی کہ ایک کا نام منظور زاغ چشم کوہی اور دوسرے کا نام ناظر زاغ چشم کوہی ہی

ور یہ دونون بھانجے بادشاہ کے ہین کئی لاکھ سپاہ اپنے ماتحت رکھتے ہین اور سب کا سردار ایک بہادر ہی کہ نام اسکا
لالان لال قبا ہی فن سپاہگری مین یکتا ہی غرض ان بھون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ ہم سب جانبازی
و جان نثاری کو حاضر ہین آپ اطمینان سے اس جگہ تشریف رکھیے لقا کو ان کلمات سے تسکین ہوئی اور جاے
سکونت رہنے کو ملی سلیمان عنبرین مو بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا کیا سرا قیا و اطاعت لقا مین
جھکایا راوی کہتا ہی کہ جب لقا ہزار شکل سے بھاگا تھا زیرہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر علی شان نے
لشکر ظفر پیکر سے اپنے چار ہرکارے صبا دم تیز رفتار کہ نام اُن کے نامیان خیبری و تومیان خیبری و
مہر ہنگ مکی و ابوطاہر خونریز ہین اقا بے بقا کے ہمراہ روانہ فرمائے تھے کہ جس جگہ یہ برگشتہ بخت بآرام تمام
مسکن گزین ہو اور جو اسے پناہ دے اُس بادشاہ کی حقیقت سے اور اُس ملک و سپاہ کی کیفیت سے
ملازمان عالی اور بندگان حضرت قدر قدرت شاہنشاہی کو اطلاع دین وہ ہرکارے ہمراہی لقا یہان
تک آئے تھے اور باشکال مختلفہ دربار مین سلیمان عنبرین مو کے موجود تھے انھون نے بیان سپہ سالاران
سلیمان سب سنا و رحال فوج اور ملک کا سب دریافت کر کے خدمت امیر کشور گیر مین چلنے کا ارادہ کیا
القصہ قلعے سے نکل کر مثل برق و باد مانند صرصر کے روانہ ہوئے یہان امیر حمزہ بعد فتح طلسم ہزار شکل بارگاہ سلیمانی
مین دنگل ناو عنبر زرنگین تھے و بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے سراپچے بارگاہ کے
اُٹھوا دیے تھے سیر و کیفیت صحرا کی ملاحظہ فرماتے تھے کہ یکایک ہرکارے روان دوان خدمت سلطان
عالی شان مین آکر پہونچے اور اس قدر بہ عجلت تمام آئے تھے کہ پنڈلیان ہونٹھون پر بندھی تھین کفنیان کچی
تھین انھون نے آکر مجرا گاہ پر سے شہنشاہ عالی جاہ کو مجرا کیا اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا
اور ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے شہریاری بجا لائے اور یون عرض کرتے تھے کہ لے بادشاہ عالی تبار خسروِ فلک نشان

تا سبزہ دمد از آب سبز باشی	تا صبح دمد مہر ساغر باشی	تا تاج حیات بر سر خضر بود	در خانہ اقبال سکندر باشی

عدوے برگشتہ طالع جو سامنے سے لشکر نصرت اثر کے روگردان ہوا بادیہ ضلالت کو وہ خرس تبہ ہلاکت طے کر کے
کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین پہونچا اور وہان سکونت ٹھہرائی ہی بادشاہ نے وہان کے اعانت کرنے کا
وعدہ کیا ہی تسلیمن ذرہ باقی اور جو احوال کہ ہرکاروان نے دیکھا تھا وہ سب من و عن و مفصلاً گزارش خدمت
سلطان عالی شان کیا بادشاہ نے اپنے سپہ سالار حمزہ صاحبقران کی جانب دیکھا صاحبقران نے
عمرو بن امیہ سے حکم دیا کہ پہلوان دوران عادی کو بلاؤ اور پیش خیمہ طرف کوہ عقیق کے روانہ کرو حسب ارشاد
فیض بنیاد امیر باتوقیر کوس رحیل لشکر ظفر پیکر مین بجا اور بہادر لے سامان روانگی کیا فرود اور پیش خیمہ بعد دوم و چہارم
کہل جل پڑی بسر دم و شام + پلٹنیں اور رسالے بہ کر و فر کرب ہاے تازی پر سوار پیادے بے شمار بعد عجیب

دواب کوچ کرنے لگے بازارین لشکر کی روانہ ہوئین خیمہ خرگاہ بالائی بارگاہ کے اشتر و قاطر دن پر بار ہوئے دلاور
مسلح و مکمل ہو کر چلنے پر تیار ہوئے بادشاہ مع سرداران گرامی کے اور صاحبقران مع عیاران نامی کے سوار ہو کر
بہ رہبری اہلکاران کے اسی طرف چل نکلے ؎ سوے دشت شہ کی سواری چلی * کہ توکہ باد بہاری چلی *
قصہ کوتاہ بعد کوچ و مقام و شام و پگاہ لشکر جلالت پژوہ نے قریب کوہ عقیق نزول اجلال ورود اقبال
فرمایا بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازارین لشکر مین کھل گئین پلٹنین مسل در مسل با آراستگی تمام صحراے پاکیزہ
اور مقام عمدہ مین اترنے لگین طبل نقارے داخل لشکر مخالفون کے ہوش مثل طائر پریدہ اڑے سلیمان نے
آمد فوج کی خبر سنکر حکم ربط ضبط ملک فوج کو اپنی دیا اور در قلعہ بند کیا توپین برجی و آہنی ڈھلی ہوئی لگائین
برج و بارے و کنگرے و فصیلین درست ہوئین الغرض یہان تو یہ تیاری شروع ہوئی اور صاحبقران منتظر مقابلہ
عدو سامنے قلعہ کے فروکش ہوئے مگر فرزند رشید حمزہ صاحبقران ؎ مبہج خوبی شہ انجمن * بدیع الزمان
گرد لشکر فگن * کو ہواے خوش اور صحراے سبزہ زار دیکھکر شکار کھیلنے کی ہوس ہوئی امیر سے اجازت چاہی
امیر خاموش ہو رہے بدیع الزمان اپنی والدہ ملکہ گردیہ بانو شہزادی ملک اردبیل کے پاس گئے اور
گزارش کیا کہ آپ مجھے والد ماجد سے اجازت شکار کے لیے جانے کی دلا دین ملکہ نے منظور کیا اور جب امیر بارگاہ
مین ملکہ کی تشریف لائے ملکہ نے شاہزادے کی سفارش کی امیر نے بناچاری رخصت دی مگر فرمایا کہ یہ صحرا تمام
ساحران جہان کا مسکن ہے اسلیے مین اجازت نہین دیتا تھا کہ شاہزادہ کسی آفت مین مبتلا ہو لیکن تمہارے
کہنے سے ایک روز کی اجازت دیتا ہون کہ بعد ایک روز کے پھر آئین زیادہ عرصہ نہ لگائین بدیع الزمان
نے ارشاد صاحبقران قبول کیا اور سامان شکار کھیلنے کا رات بھر درست ہوتا رہا جسوقت صیاد فلک دام شعاع
بر دوش کاشانۂ مشرق سے بسبزہ زار فلک بہ صید افگنی ثوابت و سیارگان ہوا وہ آفتاب عالمتاب سپہر
صاحبقرانی کوکب خجستہ بہجت افروز فلک کامرانی یعنی بدیع الزمان عالی شان بہر شکار عازم میدان ہوا
نور کا تڑکا نسیم سحر کا چلنا شمعون کا جھلملانا غنچون کا مسکرانا بلبلان شوریدہ کا شور جنگل مین رقصان مور
طائرون کا اپنے اپنے کاشانون اور آشیانون سے تلاش آب و دانہ مین تال مار کر اڑنا یاد صانع عالم مین
ہر ذی روح مصروف ہر قلب ذکر حق سے مالوف مؤذن قمری منبر سرو پر خطبہ خوان حق سرہ گویان بیت
ہر گیاہی کہ بر زمین روید * وحدہ لا شریک لہ گوید * خلاصہ مرام شاہزادۂ عالی مقام با حشم و خدم صحرا مین
صید افگن تھا اور ہر طرف فضاے نزہت انتہاے دشت و کوہ دیکھتا جاتا تھا سامنے کچھار سے ایک آہو
مثل معشوق طناز سراپا ناز اٹکھیلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا ابیات جل زر لفت پشت کے اوپر * واہ رے
آہوے پری پیکر * رم محبوب وس سے عاری تھا * دل کے رمنے کا وہ شکاری تھا * بدیع الزمان اسکی

رعنائی اور زیبائی دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوئے سرداران کو اپنے حکم دیا کہ اسکو زندہ گرفتار کرو خبردار جانے نہ د
و بمجرد حکم ہمراہیون نے حلقہ باندھکر اُسے گھیرا مگر ہرن سنبھلا کنوتیان بدلکر طرارہ بھر سر پر سے شاہزادہ کے
نکلکر چلا بدیع الزمان نے اُسکے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اور کئی کوس نکل آیا سب ساتھی چھٹ گئے اور یہ اکیلے رہے
اُس وقت کہ جب ہرن پر دسترس نہ پہونچا اور وہ زندہ گرفتار نہوا فوراً ترکش سے تیر بار دہشت عقاب پر
نشستہ سوفار بہ کمان مین پیوستہ کرکے لگایا ؎ قضا گفت گیر و قدر گفت دہ * فلک گفت احسن
ملک گفت زہ * تیر اسکے دوسار ہوا وہ ہرن زمین پر گرا شاہزادے نے مرکب سے کودکر اُسے ذبح کیا جیسے ہی
وہ ہرن ہلاک ہوا ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ جس سے دل ثور فلک کا ہلگیا اور ماہ و ماہی تک زلزلہ
پڑگیا کہ ای فرزند حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ قتل کیا غزال جادو کو یہ سرحد طلسم ہوشربا ہی یہان سے بچکر جانا
اب دشوار ہی جو ہو وہ تھوڑا ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ تمام صحرا گرد و غبار سے تاریک ہی آندھیون کا طوفان
برپا ہی بعد لمحہ کے شاہزادے پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی اپنے کو قید گران مین قید پایا سر زانوے
تفکر پر جھکایا اور یہان اُمیہ بن عمرو نامدار عیار شاہزادے کا سگار جب آیا دشت کو تیرہ و تار پایا قیامت کا
آثار دیکھا یہ بھی جاننا چاہیے کہ عمرو عیار کے بیٹے امیر حمزہ کے بیٹون کے عیار ہین کیونکہ امیر کے یہان لڑکا
جب شاہزادی سے ہوتا ہی اُسکی وزیرزادی سے عمرو کے یہان لڑکا ہوتا ہی اور وہ اس شاہزادے کا وہی عیار
ہوتا ہی غرض اُمیہ عیار نے دیکھا کہ جب وہ تاریکی دور ہوئی لاش بدیع الزمان کی خاک پر پڑی ہی وہ
چاند سی صورت خون مین بھری ہی واضح ہو کہ شاہزادہ جب سرحد طلسم پر پہونچا خبر مالک طلسم افراسیاب
کو ہوئی اُسنے محافظ طلسم ملکہ شرارہ جادو سے حکم دیا کہ شاہزادے کو گرفتار کرے اور اُنکی صورت کا پتلا بزور
سحر بنا کر ڈالدے اسلیے کہ دوسرون کو عبرت ہو اور طلسم کے اندر آنے کی جرأت نہ کرین الغرض عیار شہزادے
نام والی لاش سے لپٹ کر رونے لگا اور گریبان اپنا چاک کیا خاک سر پر اڑاتا لاشے کو گھوڑے پر ڈالکر
لشکر صاحبقران کی طرف چلا راہ مین ہمراہی اور رفیق شاہزادہ کے ملے انھین جو یہ ماجرا غم انگیز نظر آیا
فرط الم سے کلیجہ منھ کو آیا روتے پیٹتے خاک اڑاتے خدمت امیر مین آئے جب اہل لشکر اور امیر نامور نے یہ سانحہ
جانگزا ملاحظہ فرمایا بے تامل نالہ و شیون کیا سارے لشکر اور محلات عظمی مین شور گریہ و بکا بلند تھا ملکہ گردیہ
بانو مان شہزادہ کی پچھاڑین کھاتی تھی اور زبان حال سے سناتی تھی بیت اے راحت جان و دل ہمارے تو
تنہا ہمین چھوڑکر سدھارے * بلکہ فرد رفتی و مرا خبر نہ کردی * بر بیکسیم نظر نہ کردی * یہان تو یہ شور و
نوحہ و زاری برپا تھا مگر عمرو سے امیر نے فرمایا کہ جلد مرکب اشقر دیوزاد کو تیار کرے تاکہ مین تلاش قاتل شہزادے
کے لیے جاؤن اور اُسے قتل کرکے اُسکا بھی سر لاؤن عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار گردون وقار مین نے سنا ہی

کہ شاہزادے کو کسی انسان نے نہین شہید کیا ہی بلکہ صحرا تاریک ہوگیا کچھ معلوم نہوا سوا اسکے یہ کہ لاشۂ
بے سر ملا امیر نے فرمایا کہ واللہ اسمین کچھ اسرار ہی اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ فرزندان خواجہ
بزرجمہر وزیر نوشیروان کو کہ یہ امیر سے نہایت محبت رکھتے ہین اپنے لڑکون کو لشکر امیر کے ساتھ کر دیا ہی
کہ وہ بطور ملازمین کے ہر وقت مستعد رہتے ہین حال خواجہ بزرجمہر اور امیر اول کے دفترون مین مذکور
ہو یہان برائے تفہیم ناظرین فسانہ اسی قدر کافی ہو الحاصل حسب ارشاد امیر فرزندان خواجہ بزرجمہر کو
بلایا اور بارگاہ مین باعزاز تمام صدر عزت پر بٹھایا شاہزادے کا حال پوچھا خواجہ بزرگ امید اور
خواجہ سیاوش اور خواجہ دریا دل فرزندان خواجہ بزرجمہر نے تختۂ تفکر پر قرعۂ تعقل کو پھینکا اور زائچہ
کھینچکر نظرات سال کان بروج و اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے بعد خوض و غور بسیار سر اٹھا کر فرمایا کہ
اے شہریار ذیوقار شہزادہ صحیح و سالم ہو مگر قید شدید مین ساحرون کی گرفتار بیکس و لاچار ہو اور یہ جو لاش
آپ کے سامنے آئی ہو ماش کے آٹے کی تصویر بنائی ہو آپ اسم اعظم پڑھکر پانی پر پھونکیے اور اس لاش پر
چھڑک دیجیے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھیے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کرکے لاش پر چھڑکا وہ لاش ماش
کے آٹے کی تصویر نظر آئی امیر نے گردن پئے سجدہ باری جھکائی کہ شکر ہو ترا کہ تو نے خبر حیات فرزند سنائی خواجہ
زادون کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور لاش کو پھکوا دیا لشکر مین شور و فریاد جو بلند تھا موقوف
ہوا سب نے جان تازہ پائی زندہ رہنے کی شاہزادے کی خوشی منائی امیر نے عمرو کو بلایا اور بہت کچھ زر و جواہر
دیکر واسطے خبرگیری شاہزادۂ نامور کے مامور کیا عمرو نے باسباب عیاری سے اپنے جسم کو آراستہ کیا زنبیل اور
جال الیاسی اور گلیم عیاری اور کمند آصفی اور دیو جامہ اور قنطوری پتیا و سنے منڈھی دانیالی
وغیرہ کو سنبھالا اور سب تحفہ اور تبرک جو کہ سرا ندیپ سے ساتھ لیے راوی کہتا ہو کہ جب لشکر امیر حمزہ
ہندوستان کو تسخیر کرنے آیا تھا اسی زمانے مین عمرو نے مزار انبیا علیہم السلام کی زیارت کی اور وہان عمرو
کو ایک غنودگی آئی عالم خواب مین جمال باکمال چند انبیا کا دیکھا اور عمرو سے انھون نے فرمایا کہ ہمارے
مزار کے روضہ مین زنبیل وغیرہ اشیائے عیاری رکھے ہین انھین کے لیے زنبیل ایک کیسہ ہو کہ علاوہ اس
دنیا کے ایک عالم اسمین بھی آباد ہو جب تم چاہو گے اسمین سے ہر چیز جو مانگو گے نکلے گی اور جو چاہو گے
وہ اسمین رکھلو گے گلیم عیاری ایسی ہو کہ جب تم اسے اوڑھ لو گے تم سب کو دیکھو گے اور تمھین کوئی نہ دیکھیگا
اور جال الیاسی یہ صفت رکھتا ہو کہ اگر کروڑون من کے وزن کی چیز ہو مگر جب تم جال پھینکو گے وہ سمٹ آ
کی ہو کر اسمین آجائیگی اور جہان کہین منڈھی کھڑی کرو گے اور اسکے نیچے بیٹھو گے کوئی گرفتار نہ کر سکیگا جو
اسکے اندر آئیگا الٹا ہو کر لٹک جائیگا اور کمند آصفی کو پھینک کر جتنا کہو گے گھٹ جائیگی اور بڑھنے کو

کھو گے بڑھ جائیگی اور کسی چیز سے وہ نہ کٹے گی نہ ٹوٹے گی اور دلیو جامہ جب پہنو گے سات رنگ بدلے گا کبھی
سبز ہو جائیگا اور کبھی سُرخ کبھی زرد وغیرہ اس طرح سے جتنی چیزین ہین سب کرامت رکھتی ہین عمرو کو جب یہ
بشارت ہوئی ان اشیا کو لے لیا ذکر اُسکا دفتر اول مین ہوگیا خلاصہ ناظرین فسانہ آن اشیا کا جہان
ذکر آوے تو اسی مضمون سے اُسے سمجھ لین اور اُنھین اشیا کو عمرو نے درست کرکے واسطے تلاش کرنے بدیع الزمان
کے راستہ لیا اور بسرعت تمام صحرا کی طرف روانہ ہوا کہ ؎ چنان می دوید از نشیب و فراز ✽ کہ گردش ندیدید
شاہین و باد ✽ وہ سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری بعد طے مراحل جب اُس جگہ جہان بدیع الزمان
گرفتہ سحر ہوے تھے پہونچا صحرا مین سبزہ زار اور نزہت افزاے فردوس ایک مرغزار دیکھا فرد ہوا سبزہ اُسکا
گوہر گستہ ✽ زمرد را بمروارید بستہ بیت ہر گلے گونہ گونہ از رنگے ✽ بوے از گل مے رسید فرسنگے عمرو پرسان
سراغ مطلب کے لیے ہر طرف روانہ تھا کہ یکایک سامنے سے ایک غول عورتون کا پیدا ہوا عمرو ایک
جھاڑی مین چھپ رہا دیکھا کہ کئی سوار نیان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین فردبرس پندرہ یا سولہ کا سن
جوانی کی راتین مرادون کے دن ڈھلی آتی ہین اور انکے بیچ مین ایک شاہزادی غیرت بخش مہر جبین غزال
صحراے رعنائی طاؤس مست گلشن زیبائی پوشاک نفیس زیب جسم کیے جواہر کا زیور پہنے خواصون کے کاندھے
پر ہاتھ رکھے ؎ جیسے گل بلبلون مین بیچ مین شاہ ✽ شمع فانوس مین ستارون مین ماہ ✽ خرامان خرامان ریحان جہان
جنگل کی کیفیت دیکھتی ہوئی روانہ ہین عمرو بیٹھا ہوا یہ کیفیت دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان عورتون مین سے ایک
عورت کو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی وہ سب سے علیحدہ ایک جھاڑی مین پیشاب کرنے بیٹھ گئی اور ساتھ کی
سب عورتین شاہزادی کے ہمراہ آگے بڑھ گئین عمرو نے خیال کیا کہ اگر ان عورتون کے ساتھ چلوگے یقین ہے
کہ کچھ مطلب برآری ہوگی یہ تصور کرکے جھاڑی سے نکلکر اُس عورت کو کہ پیشاب کر رہی تھی کمند ماری اُس نے
غل مچائی عمرو نے گیند عیاری کا اُسکے منھ مین ڈالدیا اور تھوڑی بیہوشی اُسکے منھ پر ملدی وہ بیہوش ہوگئی اُسے
ایک درخت سے باندھا اور آئینہ نکال اپنے سامنے رکھا رنگ و روغن عیاری کا اپنے منھ مین لگایا اور
اُسکی صورت دیکھکر ویسی ہی صورت بنائی اور پوشاک اُسکی اُتارکر آپ پہنی اور اُسے چھوڑ کر آپ بجلدی تمام
اُن عورتون مین جاکر جو آگے جاتی تھین ملگیا انھون نے اُسے اپنے ساتھ والی سمجھکر کہا اے شگوفہ تو بڑی
دیر مین آئی وہان کیا کرتی تھی عمرو سمجھا کہ جسے تو بیہوش کر آیا ہے اُسکا نام شگوفہ ہے کہا کچھ ایسی دیر تو نہین ہوئی
غرض باتین کرتی ہوئی وہ سب عورتین ایک باغ کے قریب پہونچین عمرو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا
مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہے ہواے سرو مسیح دم عیسی نفس وزان ہے وہ نازنین اندر باغ کے آئین
عجب تیاری کا باغ ہے عمرو نے دیکھا کہ وہ گلشن نگارین گویا ریاض فردوس برین تھا ابیات

باغ کا درمیان دیدہ وا اُس گلستان روح افزا کا	محو نظارہ گل رعنا باغبان ازل چمن آرا	جتنے گل تھے جہان کے اندر زمین آسمان بھرور گل	سب تھے اس بوستان کے اندر نماندہ درجہان گوئی مگر گل

اگر فردوس بر روے زمین ست - ہمین ست وہمین ست + روش پٹری سے درست ہی روش
پر بجاے سُرخی کے جواہرات کو ٹکڑا ڈالا ہی درختون کو بادلے سے منڈھا ہی مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور ہر ایک
آراستہ وپیراستہ گرد سبزۂ نوخاستہ باد صبا مستانہ وار آتی ہی نہر بینائے شجر سے ٹکراتی ہی کٹورے پھولون کے
شراب تراوٹ ونزہت سے لبریز ہین گل ہر ایک عنبر بیز ہین وسط باغ مین چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہی سو گز
تک کا مربع اُسپر فرش ملوکانہ بچھا ہی مسند مغرق جواہر نگار شاہانہ آراستہ ہی نگیرہ با سلاک مروارید استادہ ہی
اور مسند پر ایک عورت ادھیڑ پوشاک نفیس پہنے قریب پچاس برس کے اُسکا سن تکیہ پر کہنی دھرے
بصد شان وشوکت بیٹھی ہی عطر دان پاندان چوگھڑے چنگیر رکھے ہین جیسے ہی یہ شاہزادی کہ جسکے
ساتھ عمرو آیا ہی وہان پہونچی وہ عورت مسند سے اُٹھی اور ہنستی ہوئی اُسے لینے چلی اُسنے بھی آگے بڑھکر
بادب تمام سلام کیا اور سب خواصین بھی باعزاز ونیاز دست بستہ مجرا کرکے پیچھے ہٹین وہ ضعیفہ کہ اُسکا
نام شرارہ جادو ہی کہ جسنے بدیع الزمان کو کشتۂ سحر کرکے مقید کیا ہی اور یہ شاہزادی جو اُسکے پاس
آئی ہی بیٹی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو کی ہی اور اُسکی بھانجی ہوتی ہی الغرض
شرارہ نے ملکہ تصویر جادو دختر حیرت جادو کی بلائین لین اور پیار کرکے مسند پر بٹھایا پھر رقاصان
پر طلعت کو حکم دیا کہ حاضر ہون اور سامنے آکر مجرا کرین غرض ناچ ہونے لگا اور جام شراب چلنے لگا اُسی
جلسۂ نشاط مین تصویر جادو نے شرارہ سے پوچھا کہ اے فرزند یون پاپیادہ سر شام صحرا مین کس
باعث سے نکلکر آئین اُس نازنین نے گزارش کیا کہ اے مادر گرامی قدر خالہ جان مین نے سنا ہی کہ آپنے
کسی بیٹے کو صاحبقران کے گرفتار کیا ہی اور مجھے مسلمانون کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہی کیونکہ یہ لوگ
ایسے زبردست ہین کہ جنھون نے خداوند لقا کو عاجز کر رکھا ہی اور خداوندان لوگون کے ہاتھ سے
دیار بدیار بھاگتے پھرتے ہین اور سنا ہی کہ ان لوگون نے سیکڑون ملکون کو تہ تیغ کیا ہی اور صدہا طلسمات
کو خاک سیاہ وبرباد کر دیا ہی لہذا مجھے بھی آرزو ہوئی کہ اُنکی صورت دیکھون کہ کیسی توانائی اور طاقت
خداوند لقا نے اُنکو دی ہی اور کیسی شوکت عطا فرمائی ہی شرارہ نے یہ بیان سُنکر ہنس دیا اور
حسب خواہش ملکہ تصویر حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ اور اُسکا حال ملکہ کو دکھاؤ کچھ جادوگرنیان بموجب
حکم کے چلین اور باغ کے اندر بارہ دری اور عمارات عالی کئی کوس تک تعمیر ہی اُسی عمارت کے ایک
حجرے مین بدیع الزمان کو قید کیا ہی یہان بھی ساحرنیون کا پہرہ ہی اُن کنیزون نے پہرہ والیون کو

حکم شمسارہ جادو پہونچایا اور بدیع الزمان کو بزور سحر غل و زنجیر مین گرفتار رہا تھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن
مین بیڑیان بغلون مین خاردار لسوڑا انمین جوڑے فولاد کے چڑھے کمر کی زنجیر کو جادوگرنیان تھامے
سامنے شمسارہ اور ملکہ تصویر کے لائین اور تصویر نے صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کو شہزادہ والا تبار
کی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین جمیل آفتاب عالمتاب سپہر زیبائی گوہر آبدار محیط خوشنمائی ہے ابیات

جوانی دیداز حد بشر دور + ندیدہ از پری نشنیدہ از حور + جوانی روی نیکش آفتابی + کہ از نظارہ دردل اضطرابی +
زباغ نوجوانی سرو چمن + بہار بر بہار چمن بر حسن + گل نرگسش از سر ناز + ز مژگان بر جگر ہا ناوک انداز +
مقوس ابروان محراب پاکان + معنبر حاجبان بر خواب تاکان + یہ دیکھتے ہی ایک خانہ ابرو سے کمان شاہزادے
کے تیر عشق جو رہا ہوا ملکہ تصویر کے سینہ سے پار گزرا جینا دشوار ہوا نظم تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی +
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ +
ملکہ مسند پر سر رکھکر بیہوش ہوگئی شمسارہ جادو نے گلاب کیوڑہ بیدمشک رخسار پر چھڑکا اور ہنگامہ ہوا
شہزادے نے بھی ملکہ کو دیکھا کہ ایک نازنین غش سے فرصت پاکر میری طرف بنظر حسرت نگران ہے عجب
صورت زیبا اور طلعت جہان آرا ہے کہ مصور آفرینش نے تمثال بے مثال اسکی بنائی ہے شاہزادے کا دل مضطر
باوجود اس قید گران کے بیقرار ہو کر اسکے کمند طرہ تابدار مین اسیر ہوا فی الحقیقت اگرچہ تمام نام نامی اس
بغیرت وہ نگار خانہ مانی کا ملکہ تصویر جادو تھا مگر نظارۂ جمال عدیم المثال سے اسکے انسان شکل تصویر بیجس
وصورت آئینہ حیران ہوتا تھا سکتہ ہوجاتا تھا نظم

مانی چو نقش آن بت بدست می کشند
نقاش چون شمائل آن ماہ می کشند
چون می رسد بپاعدد دست می کشند
نوبت بزلف او چو رسد آہ می کشند

کاتب ندرت طراز قدرت نے دل فریب اسکی لوح زیبائی پر قلم رعنائی سے آپ لکھی تھی ورنہ مرقع دہر مین ایسی صورت
زیبا دوسری خلق ہوئی تھی شاہزادہ دیکھتے ہی ایک جان کیا بلکہ ہزار جان سے اسیر شیدا ہوا صبر کا یارا نہ رہا ابیات

صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق
جنون کا علم دل نے برپا کیا
کہا صبر نے الفراق الفراق
سرکنے لگا پاس ناموس و ننگ
تسلط حواسون نے پیدا کیا
گئی عقل اور عشق ہی نے جنگ

طرح اپنے تئین سنبھالا اور خیال کیا کہ ایک قید شدید مین تو مبتلا ہوا اگر یہ راز عشق فاش ہوگا ہر ایک اس طلسم مین
دشمن جان دکھائی دیگا جینا دشوار ہو جائیگا ضبط کرکے خاموش ہو رہا مگر ملکہ شمسارہ نے جب ملکہ تصویر کا حال ابتر
دیکھا خواصون کو حکم دیا کہ اس قیدی کو یہان سے لیجاؤ کہ میری لڑکی نے کبھی کسی کو ایسے رنج و مصیبت مین نہ دیکھا
تھا آج اسکو دیکھکر اسے غش آگیا ابھی نام خدا کنواری ابتدا ہے خون جسم کا بہت ہلکا ہے یہ حکم سنکر جادوگرنیان

شاہزادہ کو ایک حجرۂ باغ مین لائین اور بند کر کے چلی گئین شاہزادے کو اپنی قید کی مصیبت اسکے عشق مین
سب بھولی اداسی کی یاد دل حزین کو بیتاب کرنے لگی بزبان حال اس قید مین یہ ورد تھا **نظم**

عالم کا ترے جہان جہان ہو	بیتابی دل وہان وہان ہو	زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو	دیوانے کا پانوں درمیان ہو

اور یہ خیال آتا تھا کہ لے بدیع الزمان علاوہ مغرور حسن وجمال کا اسکو تمھارا خیال رکھتی ہوگی اگر تم اب
اس قید سے رہائی پاؤگے تو یقین ہو کہ تڑپ تڑپ کر مرجاؤگے قید عشق مین سے مدت قید اسیران محن کیا کہیے؛
گل کے سوبار گرے تختۂ زندان سر پر؛ خلاصہ بیان تو شاہزادے کی یہ کیفیت ہو مگر وہان تصویر جادو نے
جب سامنے اپنے مطلوب کو نہ دیکھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس باغ مین گل خوبی کو تلاش کیا جب نظر نہ آیا
ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور انجام کے خیال سے کچھ سوچکر خاموش ہو رہی شرارہ نے پوچھا کہ
کیون بیٹی مزاج تمھارا کیسا ہو کہا خالہ جان کیا کہون جی بیٹھا جاتا ہو دل مین ہول سمایا ہو کہ ایسی مصیبت
بھی لوگ سہتے ہین یون گرفتار رہتے ہین شرارہ نے کہا کہ اے فرزند تم تو نام خدا شاہزادی ہو تمھین ایسی
وحشت نہ چاہیے شاہان روزگار کے یہان گنہگار و امیدوار بھی ہوتے ہین کوئی سولی دیا جاتا ہو گردن
مارا جاتا ہو کوئی نوازش خسروانہ سے خلعت وزر پاتا ہو یہ شخص فرزند حمزہ دشمن ساحران ہو افراسیاب جادو
نے اسے قید کیا ہو چھوٹنا اسکا بہت دشوار ہو اگر کوئی اور قیدی ہوتا تو مین تمھاری خاطر سے اُسے رہا کر دیتی
بلکہ مال وزر دیتی اب تم جاؤ اپنے باغ مین جاکر غنچۂ خاطر شگفتہ کرو ایسے خیال لاطائل دل سے نکال ڈالو
تمھارا حال مین اور کچھ دیکھتی ہون کہ ماتھے پر پسینہ ہو ابتک وہی خوف و وہم کا قرینہ ہے اگر یہان ٹھہروگی
وہی حال پیش نظر رہیگا اس سے بہتر ہو کہ اپنے مقام پر جاکر ہمرازون کے ساتھ دل بہلاؤ اور کچھ اس قیدی کی
فکر نہ کرنا یہ باتین شرارہ کی سنکر تصویر جادو وہان سے اُٹھی اور جی مین کہتی تھی کہ چلو اچھا ہو کہ اسنے
آپ سے مجھے رخصت کر دیا اگر یہان ٹھہرتی کوئی کلمۂ درد و غم منھ سے نکلتا تا راز عشق کھلتا اب اپنے
باغ مین چلکر غم سے دلکو خالی کرینگے اور جی کھولکر خوب روئینگے غرض شرارہ کو اُس ماہ کامل نے بہ شکل
ہلال خم ہو کر سلام کیا اُسنے بلائین لین اور دعا دیکر رخصت کیا سب کنیزین کہ باغ مین سیر کر رہی تھین ملکہ
کے جانے کی خبر سنکر حاضر ہوئین عمرو بھی کہ بشکل کنیز تھا اپنے دل مین سوچا کہ ملکہ چلی جائیگی اسکے ساتھ خدا معلوم
کہان جانا ہو تمھارا شاہزادہ اسی جا قید ہو اس حرامزادی شرارہ جادو کو قتل کرو اور بدیع الزمان کو
چھوڑا لو یہ خیال کر کے ملکہ شرارہ جادو کے سامنے آیا اور دست بستہ عرض کیا لونڈی کو یہ مقام اور باغ
بہت پسند آیا ہو آج میرا جی نہین چاہتا ہو کہ آپ کے قدمون سے جدا ہون اور دوسرے مین نے
علم موسیقی کو خوب حاصل کیا ہو اور آج آپ ایسا قدردان مجھے ملا ہو چاہتی ہون کہ شب بھر رہ کر

وہ سب کمال آپ کو دکھاؤن اور اُس کے عوض انعام پاؤن شمرارہ نے کہا اے شگوفہ جیسے تصویر کا مکان ویسے یہ جگہ ہم دہ کہین الگ نہین جہان تیرا جی چاہے بآرام تمام ایک دن دو دن جتنے دن جی مین آئے رہ اور ای فرزند ملکہ تصویر اسے یہین چھوڑتی جاؤ تصویر نے کہا بہت اچھا غرض تصویر جادو تو رخصت ہوکر چلی اور شگوفہ جادو یعنے عمرو بن اُمیہ یہین ٹھہر گئے لیکن تصویر جادو کا یہ حال ہی کہ پیر کہین ڈالتی ہو اور پڑتا کہین ہی فرط رنج سے جی نڈھال ہی اس سوچ مین چلی جاتی ہی کہ ای ملکہ دل بھی آیا تو کس شخص پر کہ جو دشمن جان دایان اور کشندہ ساحران ہی اس قید سے اُسکا چھوٹنا دشوار ہی افسوس مفت جان گئی یہ باتین کرتی دل سے روانہ تھی کہ یکایک سامنے سے اُسکی کنیز شگوفہ بدن سے ننگی روتی ہوئی آکر پہونچی تصویر حیران ہوئی کہ شگوفہ ابھی تو شمرارہ کے یہان رہ گئی تھی اور ابھی یہان آپہونچی اور کپڑے اسکے کس نے اتار لیے اس عرصہ مین شگوفہ شاہزادی کے پاؤن پر آگر پڑی اور عرض کیا کہ ای ملکہ مین آپ کے ساتھ چلی آتی تھی راہ مین رفع احتیاج کو گئی ایک جھاڑی مین سے ایک شخص نکلا اور اُسنے نہین معلوم کیا کیا مین بیہوش ہوگئی وہ مجھے ننگا کرکے ایک درخت سے باندھکر چلا گیا جب مجھے ہوش آیا آیندہ روندو کو منت کرکے بلایا اور اپنے تیئن رہا کرا کر آپکی خدمت مین چلی تھی شکر خدا کا پھر حضور کی صورت نظر آئی واضح ہو کہ یہ وہ شگوفہ ہی جس کی صورت عمرو بنکر ملکہ کے ساتھ گیا تھا غرض ملکہ کو اس ماجرے کے سننے سے حیرت ہوئی اور دل مین کہا کہ اس ماجرے کو مخفی کرو شاید کوئی دوست شاہزادہ بدیع الزمان کا اُسکی شکل بنکر اُنکی رہائی کی فکر مین وہان ٹھہرا ہی معلوم ہوا کہ وہ شگوفہ نہین ہی کوئی اور ہی اور اگر اس حال کا چرچا کروگی شمرارہ آگاہ ہوگی وہ بیچارہ بھی گرفتار ہوگا غرض شاہزادے کی محبت سے کچھ خالہ کا بھی ملکہ نے پاس نہ کیا اور کنیزون کو بلاکر شگوفہ کو اور کپڑے دلوائے اور کہا دیکھو یہ مستانی میرے ساتھ سے ملکہ شمرارہ پاس رہ گئی تھی اسلیے کہ ملکہ کو جانے دو تو مین اکیلی جو جی مین آئے وہ کرون آخر نہین معلوم کہان گئی تھی کہ اپنے کپڑے بھی چھنوا آئی ہر چند شگوفہ نے کہا واری مجھ پر یہ سانحہ گذرا ملکہ نے کہا چل جھوٹی مجھے کب یقین آتا ہی قسم ہی سامری کی اب جو مجھسے ایسی باتین کریگی سزا دلواؤنگی غرض اسکو دھمکا دیا کہ یہ بار بار اپنی کیفیت بیان نہ کرے اور اس امر کا چرچا نہو اور ملکہ آپ نظر بہ کریم کارساز مسبب الاسباب کرکے کہ یقین ہی کہ اب کوئی صورت بدیع الزمان کی رہائی کی نکل آئیگی اپنے باغ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب داخل باغ ہوئی بغیر اپنے گلعذار کے وہ گلشن سراسر نظرون مین خار تھا بقول شاعر نظم

بن ترے سیر چمن خوش لگے کیا ای سرو ناز
جو خمیدہ گل کی ٹہنی ہو دم وہ دل تنگ کہان

پھول جو ہی میری نظرون مین ہر نگ خار رہے
شکل طوق مورج بوے گل جگر کے پاس ہو

لالہ وار دل غم عشق سے داغ دار نرگس آسا چشم براہ انتظار سنبل نمط پریشان و زار ملکہ تصویر جادو و یاد شہزادہ
والا تبار مین دہان فروکش ہوئی مگر بیتاب و بیقرار ہو اب حال ریش تراشندہ کافران و سربریدہ جادوگران
خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار کا سنیئے کہ یہ جو باغ مین ملکہ شرارہ کے پاس ٹھہرے شام تک تو بارہ دری مین
شرارہ کی خواصون کے ساتھ خوش فعلی اور مذاق کرتے رہے کسی کے چٹکی لی کسی کے گال پر گال رکھدیا آنکھ
بچا کر جسکا جو مال پایا زنبیل مین رکھ لیا اب کسی کا پاندان ندارد کسی کا سقابہ غائب ایک ہنگامہ ہے نہین معلوم
ہوتا کون لیگیا غرض اسی ہنگامہ مین شام ہوئی تو شرارہ نے کھانا شراب کباب سب نعمتین اپنے خاصے پر چنین
جب سب ضروریات سے فراغت ہوئی چبوترہ بلورین پر شرارہ فرش بچھوا کر بیٹھی باغ مین روشنی ہوئی قندیلین
مثل قبہ ہائے نور ہر درخت مین آویزان ہوئین بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ کنول جملہ شیشہ آلات
فراشون نے خوب درست کر کے روشن کیے سبحان اللہ ایسی جگہ کا کیا کہنا ؎ آئینہ کا تھا باغ جو ہر تھا +
بے تکلف دل سکندر تھا + زر دیوار گیریون مین بہار + کیے پستان شاہد گلنار + طرفہ فرشی کنول تھا جو بہار
بہار ولنور لیکھا پہ تھے روشن + فوارون کے خزانے مین بادلہ کتر کر ڈالدیا نہرون کا پانی جھلکایا گیا القصہ جب
آراستگی ہو چکی اسوقت ارباب نشاط کی طلب ہوئی شرارہ نے کہا شگوفہ کو بلاؤ بمجرد حکم شگوفہ حاضر ہوئی اور
پیشواز منگا کر پہنی چوڑاسی گھونگھرو پاؤن مین باندھے سازندون اور گائیون سے جو ملازم شرارہ تھین
حکم دیا کہ ساز اپنے اپنے ملائین اور عمرو نے جوڑی نے کی اپنے پاس سے نکالی جاننا چاہیے کہ عمرو کو کوہ ابوقبیس
پر امیر کے ساتھ حضرت جبرئیل نے شاگرد کیا ہے اور تین دانے انگور کے کھلائے ہین کہ ایک دانہ کی خاصیت
یہ ہے کہ عمرو خوش الحان ہے اور لحن داؤدی رکھتا ہے اور دوسرے دانے کی تاثیر سے بہتر صورتین بدل سکتا ہے
جس صورت کا خیال لائے بقدرت خدا وہی بنجائے اور تیسرے دانے کے سبب عمرو زبان ہر قوم کی سمجھتا
ہے اور انھین کے محاورے مین گفتگو کرتا ہے الحاصل عمرو نے بانسری نکال کر لبون سے لگائی اور تھوڑے سے
موتی پھانک لیے اور تار بر نجی انگوٹھے مین پاؤن کے باندھا اور دوسرا سرا لبون سے دبایا اور گلابی شراب
کی بغل مین دبائی اور پیمانہ ہاتھ مین لیا گت ناچنا شروع کیا اس طرح کہ جب چاہا ایک گھنگرو بجا اور جب چاہا
سب بجے اور جب چاہا ایک نہ بجا منھ سے موتی ہر تال اور گت مین نکلکر تار زمین پر دتے جاتے تھے اور پیمانہ مین
شراب ہر بار بھرتا تھا اور اہل انجمن کو پلاتا تھا ناچ مین جھلبل اور ادا دکھاتا تھا کہ ہر طرف سے تحسین
و آفرین کی صدا بلند تھی کہ نظم

وہ گھٹنا وہ بڑھنا ادا و نکے ساتھ نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا	دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ دوپٹے کو کرنا کبھی منھ کی اوٹ	کبھی دلکو پاؤن سے مل ڈالنا کہ پردیین ہو جائے دل لوٹ پوٹ

شرارہ کو ایک عالم حیرت ہی کہ یہ انسان ہی یا شعلہ ہی یا شرارہ عجب طلسم کا ناچ ہی بانسری مین گت کا ٹھیکہ بج رہا موتیون کا تسلسل جاری ہی شراب برابر اہل مجلس کو پہونچتی ہی ملکہ شرارہ نے تعریف کی اور مالہ اوتار کر دیا عمرو نے سلام کیا ناچتے ہوئے جاکر سر سامنے کر دیا شرارہ نے گلے مین پہنا دیا اب گت موقوف کر کے عمرو نے گانا شروع کیا کہ صدائے دل چسپ اور نغمۂ دل کش سے ہر ایک کو غش آگیا اور شرارہ پر عالم وجد طاری ہوا کہ مثنوی - ہوا بند ھگئی اس گھڑی اس اصول + بسیرا گئے جانور اپنا بھول + درختون سے مل مل کے باد صبا + لگی وجد مین بولنے واہ وا + جب شرارہ حالت ذوق مین آکر رونے لگی عمرو نے گانا موقوف کیا شرارہ نے کہا ری بسمل کیون چھوڑتی ہی ذبح کیا ہی تو دم نکلجانے دے شگوفہ نے عرض کیا ہی ملکہ حال اپنا مین غزل مین بیان کرتی ہون غزل

آنکھون کو جانتی ہون پیالہ شراب کا — مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا — گھٹی مین مل گیا مری قطرا شراب کا
خمخانۂ جہان مین وہ علامۂ دہر ہون — دیتا ہی مجتہد مجھے فتوے شراب کا

جب یہ اشعار شرارہ نے سُنے سمجھی کہ یہ طالب شراب ہی لحاظ سے مانگ نہین سکتی بڑی تمیزدار ہی کہ اس نے اہل محفل کو شراب پلائی اور آپ نہین پی بس فوراً حکم دیا کہ میخانے کا اسباب حاضر کرو کنیزین دوڑین اور کشتیان شراب کی اور ساغر و کنٹر و گلابیان سب لاکر موجود کر دین شرارہ نے کہا ای شگوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا مین نے تجکو اپنا مقرب بنایا اور اپنی انیسون مین داخل کیا آج ساقی گری ہماری صحبت مین کر ہمین بھی شراب پلا عمرو یعنی شگوفہ نے بڑھکر پانچ اشرفیان نذر دین کہ عہدہ ملا شرارہ نے خلعت فاخرہ دیا خلعت پہنکر میخانہ کو شگوفہ نقلی نے آراستہ کیا کنٹر اور شیشہ کو شراب کے جہان جہان جھاڑ روشن تھے وہان مثل گلدستہ کے آراستہ کیا سبز کنٹر اور شیشہ کو سرخ کے برابر رکھا اور اس طرح جھاڑ کے مقابل کیا کہ اسکی روشنی اُسپر پڑے فرش پر گلدستہ رکھے ہوئے معلوم ہون اس طرح کے پھیر بدل کرنے سے غرض یہ تھی کہ جلدی تمام شراب مین بیہوشی آغشتہ کرے غرض آنکھ سب کی بچاکر سب شراب کو آغشتہ بدارو ے بیہوشی کر دیا اور پھر اسی طرح ناچنا شروع کیا اور گلابی شراب کی بغل مین دابکر شراب پیالہ مین بھر کر ناچتا ہوا ملکہ شرارہ کے قریب آیا اور جام کو سامنے کر کے عرض کیا کہ ع خوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + شرارہ جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لیکر پیے شگوفہ نے اُس جام کو اچھال دیا اور اُسے سر پر روکا لیکن ایک قطرہ شراب کا چھلک کر نہ گرا اور سر کو سامنے لیجاکر جھکایا اور عرض کیا کہ ای ملکہ افسرون اور سردارون کو نسر سے خراب

پلاتے ہین شرارہ جادو کو اُسکے ہنرہاے شایستہ پر ایک حیرت طاری ہوئی ہو الغرض جام شراب اُسنے
لیکر چاہا کہ پی جائے وہ شراب جب اُسکے مُنھ کے قریب آئی اور سانس لی ہوا شرارہ کی اُسکو لگی وہ شراب
شعلہ ہوکر اوڑی اور جام خالی رہ گیا اب شرارہ کو ہوش آیا کہ یہ کیا ماجرا ہو معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص کوئی
عیار ہو فوراً کچھ سحر پڑھا اور عمرو پر کہ جو شگوفہ بنا ہوا ساقی گری کر رہا تھا پھونکا عمرو کا رنگ اور وہ
روغن جو عیاری کے لیے لگایا تھا اُجڑ گیا اور صورت اصلی عمرو کی ظاہر ہوئی شرارہ نے جادوگرنیون کو
حکم دیا کہ اسے گرفتار کرو اُنھون نے عمرو کی مشکین باندھ لین شرارہ نے کہا او موئے تو نے مجھے مار ہی ڈالا
ہوتا دیکھ تو تجھے کس حال زار سے قتل کرتی ہوں عمرو نے کہا او قحبہ اب کیا بچ جائیگی ماید ولت جہان تشریف
لاتے ہین بے نیل مقصود پھر کے نہین جاتے ہین دیکھ تھوڑے عرصہ مین تجھے واصل جہنم کرتا ہون شرارہ
کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا راوی کہتا ہو کہ جب بدیع الزمان کو شرارہ نے مقید کیا ہو سحر کے بیر مقرر کر دیے
کہ اگر کوئی عیار شاہزادہ نامدار کو چھوڑانے آئے تو مجھے خبر ہو جائے یہ باعث تھا کہ شراب شعلہ
بنکر اوڑی اور عمرو کو اس نے گرفتار کر لیا فی الجملہ کلمات درشت عمرو سے سُنکر عمرو کو ایک درخت سے
بندھوایا اور سحر کا حصار کر دیا کہ اب کوئی شخص باہر نہ نکل سکے اور ایک عرضی مالک طلسم افراسیاب
کو مشتمل بر حالات عمرو تحریر کی کہ مین نے اُسے گرفتار کیا ہو اگر حکم ہو سر اسکا کاٹکر بھیجدون اور اگر ارشاد ہو زندہ
روانہ کر دون اور یہ عرضی اپنی ایک کنیز شعلہ رخسار نامی کو دی کہ خدمت شہنشاہ ساحران مین
جاکر پہونچا ے شعلہ عرضی لیکر چلی لیکن اب حال افراسیاب جادو مالک طلسم سُنیے کہ اُسکی عملداری
مین ساٹھ ہزار ملک جادوگر اور جادوگرنیون سے آباد ہین اور انکے بادشاہ سب اُسکے مطیع و منقاد
ہین اور اس طلسم مین تین مقام ہین ایک پردہ ظلمات ایک طلسم باطن ایک طلسم ظاہر
پردہ ظلمات مین بزرگ افراسیاب کے مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چہار دست
وغیرہ رہتے ہین کہ ذکر انکا وقت فتح طلسم آئیگا اور طلسم باطن مین وزرا امرا مقربان شاہ یعنی افراسیاب
کے رہتے ہین مثل ملکہ حیرت وغیرہ اور طلسم ظاہر مین رعایا اور اکابران شہر ساکن ہین اور ظاہر و باطن طلسم
کے درمیان ایک دریاے سحر بنایا ہو کہ نام اُسکا دریاے خون ہو اور اُسپر ایک پل دھوین کا بنا ہو اور دو
شیر دھوین کے اندر پل پر کھڑے ہین اور ایک عمارت پل کے اوپر تین درجہ کی بنی ہوا اول درجے مین اُسکے
پریزادین شہنائیان اور قرنائین مُنھ سے لگائے ہین اور دوسرے درجہ مین پریان موتی جھولی مین بھرے
ہوے کھڑی اوچھالتی ہین کہ موتی دریا مین گرتے اور دریا کی مچھلیان ان موتیون کو مُنھ مین لیے تیرتی پھرتی
ہین اور تیسرے درجے مین بڑے بڑے قد آور جوان قوم کے حبشی ہین کہ وہ دو صفین باندھے ہوے باشمشیر برہنہ

کھڑے ہین اور آپس مین لڑ رہے ہین اور خون اُنکے جسم سے بہکر دریا مین گرتا ہی کہ پانی اُسکا وہی خون ہی اسی
سے نام اسکا دریاے خون رواں اور نام پل کا پل پرزادان ہی افراسیاب ہر جگہ سیر کرتا پھرتا ہی اور ہر
مقام مین باغ اور عمارتین اور سیرگاہین اور مکانات افراسیاب کے تعمیر ہین کہ ذکر اُنکا بروقت داخلہ عمرو و
طلسم کشا شاہزادہ اسد کے بیان ہوگا غرض یہ ساحرہ فرستادہ شرارہ بزور سحر اوڑکر روانہ ہوئی اور
دریاے خون رواں کے کنارے پر پہونچکر پکاری کہ اے شہنشاہ ساحران مین فرستادہ شرارہ جادو کی
حضور پرنور کی خدمت مین حاضر ہوئی افراسیاب اندر طلسم باطن کے ایک باغ ہی کہ نام اُسکا باغ سیب
ہی وہان ارکان سلطنت کے ساتھ جلوہ فرما تھا کہ یکایک شعلہ رخسار کے آنے کی خبر اُسکے جادو نے
پہونچائی راوی کہتا ہی کہ افراسیاب اتنا بڑا ساحر ہی کہ اندر طلسم کے جو اُسے پکارتا ہی سحر اُسے خبر دیتا ہی
اور ایک کتاب اُسکے پاس ہی کہ نام اُسکا کتاب سامری ہی اسمین سب حال ہر ایک کا معلوم ہوتا ہی اور
بہت سے پتلے کہ بعضے فولاد کے اور بعضے مٹی کے ہین کہ وہ حکم سے افراسیاب کے بڑتے ہین اور سب کام
کرتے ہین اور جسکو حکم ہوتا ہی پنجہ کی صورت ہوکر اُسکو اُٹھا لیجاتے ہین خلاصہ کلام جب شعلہ کے آنے کی
خبر بذریعہ سحر معلوم ہوئی افراسیاب نے ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ اگر شعلہ کو اُٹھا لیگیا اور سامنے افراسیاب
کے پہونچا کر پنجہ تو غائب ہوگیا مگر شعلہ نے دیکھا کہ باغ کی بارہ دری مین کئی ہزار دنگل اور کرسیاں یاقوت احمر
کی بچھی ہین اور دنگلون کے نیچے پاے شیر وہان اور فیل چہرہ لگے ہین اور منھ سے اُن چہرون کے شعلہ آگ
کے نکلتے ہین اور کرسیون اور دنگلون پر معززان طلسم اور ساحران نامی بہ لباس فاخرہ بیٹھے ہین مثل ملکہ
بہار جادو و ناقرمان جادو و زعفران جادو و طاؤس جادو و شکیلن موے کاکل کشا و مخمور
سرخ چشم وغیرہ کہ نام اور ون کے وقت پر تحریر ہونگے اور ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب تخت پر
پہلوے افراسیاب مین جلوہ گیر وہ تخت مقام صدر مین آراستہ ہی جواہرات بیش بہا جڑا ہی اور
سامنے ملکہ حیرت کے پانچ عیار بچیان کہ نام اُنکے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و
غزالہ کمند انداز و تیر زن گاہ خنجر زن ہین حاضر ہین صرصر شاہزادی ہی اور چار عیار بچیان صرصر کی
مصاحبین ہین اور دو وزیرزادیان کہ نام اُنکے یاقوت جادو اور زمرد جادو ہین ملکہ حیرت کے
سر پر رومال سے مگس رانی کر رہی ہین حضار دربار رعب و داب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے
ہین اور چار وزیر افراسیاب جادو کے کہ نام اُنکے باغبان قدرت و صنعت سحر ساز و ابرق
کوہ شگاف و سرطیہ برق انداز ہین سر پر شہنشاہ جادوان افراسیاب کے مروحہ جنبانی
کر رہے ہین الحاصل شعلہ فرستادہ شرارہ کی جب سامنے آئی مجرا کر کے عرضی پیش کی افراسیاب نے

بعد ملاحظہ جواب لکھدیا کہ عمرو کو قتل کرو شعلہ جواب لے کر رخصت ہوئی افراسیاب نے سحر کا پنجہ بلاکر
دریاے خون رواں کے پار اسے پہنچوادیا یہ وہان سے شرارہ کے پاس چلی مگر یہان سے شرارہ کے باغ
کا فاصلہ ہی یہ تو دوسرے روز پہونچیگی مگر اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ بلبل شاخسار گلشن عیاری ایک درخت
سے بندھے ہین کہ اسی ہنگام مین جب زیادہ رات گئی شرارہ جاکر بارہ دری مین سورہی عمرو نے دل مین فکر
کی کہ کسی تدبیر سے رہا ہون اور شرارہ کو قتل کرون اسی تدبیر مین تھا کہ اتفاق سے ایک کنیز شرارہ اُدھر
آنکلی کہ جدھر یہ بندھے ہوے تھے اُسے دیکھکر اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا اے بندی لقا کی
ذرا دو باتین میری سُن لے جب وہ کنیز قریب آئی عمرو نے رونا شروع کیا اور کہا کہ مین صبح کو تم جانتی ہو
کہ گردن مارا جاؤنگا اور جلاد وغیرہ جو کچھ مال ہی لے لیگا اسلیے چاہتا ہون کہ تجھے مال اپنا سپرد کرون اگر تو
میری وصیت سُنے اور کہنا میرا قبول کرے اور یہ بھی تجھے معلوم ہی کہ مین عیار حمزہ صاحبقران ہون جواہر
و زر و گوہر بے انتہا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کنیز کہ نام اسکا سمن عذار ہی مال کا نام سُنکر لالچ مین آئی اور پاس
عمرو کے بیٹھ گئی اور کہا بیان کرو کیا وصیت ہی اور کس قدر مال ہی عمرو نے کہا مال تو بہت ہی مگر پہلے وصیت
سُن لو اور وہ یہ ہی کہ جب مین قتل ہو جاؤن تو کچھ مال صرف کرکے شرارہ سے لاش میری مانگ لینا اور اسے
کفن دے کر دفن کر دینا اور لشکر صاحبقران مین جاکر نصف مال میرا میری اولاد کو اور بی بی کو دینا اور باقی
تم صرف کرنا سمن عذار نے کہا اچھا وہ مال کیا ہی عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھول دو تاکہ وہ سب مال نکال کر
مین تمھین دیدون سمن عذار نے عمرو کا ہاتھ کھولدیا عمرو نے کسوت عیاری نکال کر زمین پر رکھدی اور کہا میرا
دوسرا ہاتھ بند ہا ہی تم اسے کھول دو اور جو مین کہون اور دون لیلو اُسنے وہ کسوت کھولی اُسمین سے اسباب
عیاری کرنے کا نکلنے لگا کہین زنانی پوشاک کوئی مردانی پوشاک کچھ مٹھائی کچھ رنگ و روغن وغیرہ برآمد ہوا عمرو
بتلاتا جاتا ہے کہ یہ سب عیاری کرنے کے اشیا ہین اس طرح ہم عورت کی شکل بنتے ہین اور یون فقیر بنتے ہین یون
بادشاہ بنتے ہین اس مٹھائی مین بیہوشی ملی ہی یہ میوے آغشتہ بدارو بیہوشی ہین غرض ایک کیسہ زر بھی ان سب
چیزون کے بعد نکلا کہ اسمین جواہرات اور اشرفیان تھین عمرو نے کہا یہ تھیلی لے لو سمن عذار بہت خوش
ہوئی اور وہ روپیہ لے لیا پھر اس کسوت کو تلاش کرنے لگی اب کی بار ایک ڈبیہ یاقوت احمر کی نہایت سبک
ترشی ہوئی کہ جسکی ضو سے وہ جگہ تمام منور اور روشن ہوگئی اُسمین سے نکلی عمرو نے وہ درج جلدی سے اُٹھایا
سمن عذار نے کہا اس مین کیا ہی کہا اسمین میری جان ہی جو کچھ مین نے کمایا ہی سب اسمین رکھا ہی کنیز نے
کہا یہ بھی مجھے دے دو عمرو نے کہا یہ اپنی قبر مین ساتھ لے جاؤنگا سمن عذار نے کہا اچھا بتلا اس ڈبیا مین
کیا چیز ہی عمرو نے کہا اسمین ایک گوہر بے بہا ہی کہ جسکی قیمت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ملے جب بھی کم ہی

سمن عذار نے کہا اے عمرو آخر تو مارا ہی جائیگا یہ بھی مجھے دیدے تیرے عیال و اطفال کے ساتھ
کمال سلوک کرونگی عمرو نے کہا خیر تو بھی کیا یاد کرے گی اسے لے لیکن ایکبار مجھے یہ ڈبیا کھول کر پھر
دکھادے سمن عذار نے عمرو سے وہ ڈبیا لیکر چاہا کہ اُسے کھولے وہ کھل نہ سکی عمرو نے کہا سینے کے برابر
رکھکر دونون ہاتھون سے زور کرکے کھولو اُسنے قریب سینے کے لاکر زور کیا وہ ڈبیا کھلی اور اُسمین سے
غبار بیہوشی اوڑا اور اُسکے منہ پر پڑا کہ ایک چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی عمرو کا ایک ہاتھ تو کھلا ہوا تھا دوسرا
بھی اسنے کھول لیا اور سمن عذار کو اُٹھا کر علیحدہ لاکر ایک گوشہ باغ مین رنگ و روغن عیاری لگاکر اُسکو اپنی
صورت بنایا اور آپ اُسکی شکل بنا اور اسکی زبان مین ایک روغن ایسا لگایا کہ زبان اُسکی مُنھ مین پھول گئی اور
کلام کرنے سے معذور ہوئی اُسے لاکر اسی درخت سے اپنی جگہ باندھ دیا اور سب اسباب اپنا کسوت عیاری مین
باندھکر وہان آیا کہ جہان سمن عذار سویا کرتی تھی کس لئے کہ جب عمرو شگوفہ بنا ہوا تھا تو سب کنیزون کے رہنے
کی جگہ اُنکے ساتھ رہکر دیکھلی تھی غرض اُسکے پلنگ پر آکر عمرو لیٹ رہا یہان تک کہ زندانی فلک قید خانہ
سے مشرق کے زنجیر شعاع مین مسلسل میدان چرخ مین آیا اور خسرو انجم سپاہ نے دربار سیارگان برخاست کیا

ابیات

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
لحاف غنچہ از رخ در کشیدند

خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روے خود شست

عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

دم سحر شرارہ جادو خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور کنیزین بھی سب اُٹھین بعد فراغ امور ضروری شرارہ
بارہ دری کے چبوترہ پر فرش بچھواکر بیٹھی اور سب خواصین مع عمرو کے کہ جو بشکل سمن عذار تھا اُسکی خدمت مین
حاضر ہوئین کہ اس عرصہ مین شعلہ رخسار جواب لیے ہوئے عرضی کا افراسیاب کے پاس سے پہونچی اور شرارہ کو وہ تحریر
افراسیاب کی دی اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو درخت سے کھول کر لاؤ اور قلماقنی سے کہا کہ سر اُسکا کاٹے کنیزین
جاکر سمن عذار کو جو بشکل عمرو تھی سامنے شرارہ کے لائین اور قلماقنی خنجر لیکر سر کاٹنے پر مستعد ہوئی سمن عذار بسبب
روغن لگا دینے خواجہ کے مُنھ سے بولتی نہین ہر چند رو رو کر اشارے کیا کی مگر کوئی نہ سمجھا ایک ہی ہاتھ مین قلماقنی
نے سر اُسکا بحکم شرارہ جدا کیا وہ ساحرہ تھی اُسکے مرتے ہی شور بلند ہوا اور اُسکے ہیرون نے غل مچایا کہ افسوس کشتی
سمن عذار جادو اور ایک تاریکی چھا گئی عمرو جو اُسکی شکل بنا ہوا تھا اُسی اندھیرے مین بھاگ کر ایک گوشہ باغ
مین جا چھپا اور شرارہ سیہ بخت یہ تاریکی دیکھکر اور شور و غوغا سنکر گھبرائی کہ سمن عذار کا نخل ہستی برباد ہوا و عمرو سے
بلفن مکاری خار دیا اور آپ چھوٹ گیا کنیزون سے کہا کہ سمن عذار کی جگہ دیکھو کہ وہ باغی وہان بیٹھا ہے کنیزین
تسلیم بسا برائے تعمیل چلین اور سمن عذار کی جگہ پر جاکر دیکھا کسی کو نہ پایا شرارہ کو مطلع کیا کہ وہان کوئی نہین ہے اسنے کہا

اچھا صندوقچہ سحر کا جو بارہ دری کے بیچ کے طاق مین رکھا ہے اُٹھا لاؤ مین نے رات کو حصار سحر کر دیا تھا
کہ کوئی باغ کے باہر نکل کر نہ جا سکے یقین ہے کہ وہ دزد تم کنیزون مین ملا ہی مین اُس صندوقچہ سے دریافت
کرلونگی یہ حکم کرتے ہی وہ صندوقچہ سحر اُسکے سامنے حاضر کیا تو شرارہ نے اُسکا پٹرا اُٹھایا اُسمین سے ایک
کڑا آتش حلقے کے بیچ مین لگا تھا اُسنے حکم دیا کہ اس حلقے مین سب ہاتھ ڈالو جو عمرو ہوگا اُسکا ہاتھ اسمین
سے نکل نہ سکیگا سب نے ہاتھ حلقے مین ڈالا مگر کسی کا ہاتھ نہ پھنسا شرارہ نے کہا جاؤ صندوقچہ رکھ آؤ
تم مین کوئی عمرو نہین ہے اب مین رات کو اپنا سحر جگا کر دریافت کرونگی کہ عمرو کہان ہے کنیزین صندوقچہ رکھ
آئین لیکن یہ حال عمرو نے گوشہ باغ سے دیکھا خاموش ہو رہا چار طرف نگاہ کی ایک طرف کو ایک جھونپڑی
باغبانون کے رہنے کی معلوم دی عمرو درختون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُس درخت کے قریب آیا دیکھا کہ
ایک بڑھیا اسی جگہ لیٹی ہے عمرو نے اس سے پوچھا تو کون ہے کہا گلشن باغبانی کی ماں ہون میرا نام چمپا ہے
عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اُسکے منھ پر مار کر اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اُسکی صورت بنکر لکڑی ہاتھ مین لے
سامنے شرارہ کے آیا اور اُسکی بلائین لین گرد پھرا شرارہ نے کہا کیون چمپا آج کیا ہے گزارش کی قربان جاؤن
مین نے آج سنا ہے کہ کوئی چور آپکا بھاگا ہے اور آپنے جو جو باغ مین رہتے ہین سب کا امتحان کیا ہے لونڈی
بھی حاضر ہوئی کہ میرا بھی امتحان لیجئے شرارہ نے کہا اے چمپا تیرے امتحان کی کیا ضرورت ہے مین آج رات
کو سحر تیار کرونگی جہان عمرو ہوگا وہان سے خود چلا آئیگا چمپا نے کہا واری جاؤن کل کی بات کل کے ہاتھ
ہے آج جو سب کے ساتھ کیا ہے وہی میرے ساتھ کیجئے شرارہ نے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا اُٹھا لا چمپا نے کہا حضور مین لاتی
ہون بتلا دیجئے کہان رکھا ہے کہا بیچ طاق مین بارہ دری کے چمپا لاٹھی پکڑے چلین اور اندر بارہ دری کے جاکر صندوقچہ
کو کھولا سب تو باہر ہی تھین کیلئے قابو پاکر بیہوشی کا غبار سب اُسمین رکھ کے کہ کڑے مین ہاتھ نہ گھسنے پائے بھر دیا اور پٹرا بند کرکے
صندوقچہ لیکر آہستہ آہستہ چلی شرارہ نے کنیزون سے کہا ارے وہ بڑھیا ہے تم جاکر اُس سے لے لو غرض ہاتھون ہاتھ صندوقچہ شرارہ کے
پاس آیا اور عمرو بھی چمپا کی شکل بنا ہوا قریب شرارہ کے آکر کھڑا ہوا شرارہ نے جو ہین اُسکا پٹرا کھولا ایک
لکہ بیہوشی کا دھوئین کی طرح نکلا گرد کی خواصین اور شرارہ جادو چھینک مار کر بیہوش ہوئین عمرو نے
جیسے ہی شرارہ بیہوش ہوئی خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور قیامت کا سامان برپا ہوا ابر و تاریکی اور سنگباری
بزور سحر ہونے لگی پریون نے غل مچایا مگر اس ہنگام مین عمرو نے گلیم عیاری اوڑھ لی اور نظر مردم سے نہان ہوکر
سفید مہرہ جس کی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہے اور دشمن اور اشیاء کے ایک یہ بھی ہے نکالا سب نے اُس آفت مین سنا کہ
کوئی کہتا ہے جلدی یہان سے بھاگو ورنہ تم سب مارے جاؤگے ایک صدائے مہیب کے سنتے ہی باقی کنیزین اور
ملازم شرارہ کے باہر باغ کے بھاگے اور عمرو نے جو کنیزین کہ بیہوش ہوگئی تھین اُن سب کا سرکاٹ لیے پر کی

دیر تک شور و غل اور تاریکی رہی آخر وہ ہنگامہ موقوف ہوا عمرو نے دیکھا کہ لاشین جادوگرنیون کی پڑی
ہین اور باغ مین جو درخت اور مکانات سحر سے بنے ہوے تھے وہ غائب ہو گئے ہین اصلی درخت اور
مکان رہ گئے اور بدیع الزمان چھوٹے ہوے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے عمرو کا تماشہ
دیکھ رہے ہین عمرو نے جب شاہزادے کی جانب دیکھا اُسوقت شاہزادے نے سلام کیا عمرو نے کہا اے
فرزند تم کیونکر رہا ہوے عرض کیا شرارہ ساحرہ کے سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان تھین جب وہ واصل جہنم ہوئی وہ سب قید
دفع ہوئی اور حجرہ کھل گیا مین باہر نکل آیا عمرو یہ باتین بدیع الزمان سے کر رہا تھا کہ یکایک ہوا تیز و تند
چلی اور لونڈرے اُٹھنے لگے اور کچھ بگولے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شرارہ کی لاش کے گرداگرد چکر مارنے لگے
اور لاش کو چکر دیتے ہوئے زمین سے اوڑا کر ایک سمت کو لیکر چلے عمرو نے کہا اے بدیع الزمان اب یہان
سے جلدی چلو معلوم ہوتا ہے کہ اش شرارہ کی مالک طلسم کے پاس جائیگی اور کوئی لمحہ مین آفت آجائیگی شاہزادے
نے کہا کوئی مرکب اگر ہوتا تو راستہ جلدی چلا جاتا عمرو نے کہا گھوڑا تو ایک جگہ بکاؤ ہے مگر روپیہ درکار ہے
بدیع الزمان نے لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا عمرو نے زنبیل سے قلم و دوات کاغذ نکالا کہ
لکھدو تم نوجوان ہو شاید نہ دو تو مین نالش کر کے لے لونگا بدیع الزمان بہت ہنسے اور رقعہ
لاکھ روپیہ کا لکھدیا کہ لشکر مین چلکر دونگا عمرو نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا اور باہر باغ کے جاکر
زنبیل سے گھوڑا نکالا اور ساز و یراق نکال کر اُسے کسا اور سامنے بدیع الزمان کے لایا اور کہا
کہ ایک سوداگر سے جاکر ابھی مین نے مول لیا ہے بدیع الزمان نے کہا اچھا تھا کہ دروازے پر
گھوڑا لیے منتظر آپکا ایسی آفت مین کھڑا تھا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ تجھے سوائے تقریر کے اور
کچھ بھی آتا ہے جلد یہان سے چل ایسا نہو کوئی آفت آتی ہو غرض بدیع الزمان سوار ہوے
اور عمرو ہمراہ ہوا دونون باغ سے نکلکر چلے راہ مین عمرو سے بدیع الزمان نے کہا اے عم نامدار
معلوم ہو کہ عمرو دودھ شریک بھائی حمزہ صاحبقران کا ہے اس وجہ سے بیٹے امیر حمزہ کے اسکو چچا
کہتے ہین اور تعظیم کرتے ہین الحاصل شاہزادے نے کہا کہ چچا جان میرا جانا یہان سے لشکر مین
میرے لیے ننگ و عار ہے کس لیے کہ مین ملکہ تصویر جادو پر عاشق ہون وہ سُنیگی تو کہیگی
کہ فرزند حمزہ میرا جویا تھا اور جان بچاکر اپنے لشکر کو چلا گیا عمرو نے یہ باتین جب سنین بنگاہ
غضب بدیع الزمان کو گھورا اور کہا اورے ناشدنی فرزند ایک آفت سے تو مر مر کے
ہوا تھا جینا ؂ بگڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی ؂ ہنوز زخم جگر آئے ہین طلسم مین خار و گل سب
آفت کے پرکالے ہین ابھی لشکر تک مین پہونچے نہین کہ آپ نیا روگ لائے جلدی یہان

سے چل ورنہ قسم ہو اُسی حمزہ صاحبقران کی مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا بدیع الزمان نے
کہا مین آپ کو یہ بازوبند قیمتی کئی لاکھ روپیہ کا دیتا ہون اگر کوئی تدبیر کرکے میری معشوق کو مجھسے
ملا دیجیے میرا یہ حال ہو بیت یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ؛ دست از طلب ندارم تا کار من
برآید ؛ عمرو نے جب نام بازوبند کا سُنا ایکبار خفا ہوکر کہا تو نے کوئی مجھکو قرم ساق مقرر کیا ہو رنڈیان
ملوانا مین کیا جانون مگر ہان ملکہ تصویر شاہزادی ہو اُسکی نسبت البتہ کوشش کرونگا لا وہ بازوبند
مجھے دے بدیع الزمان نے بازوبند عمرو کو دیا عمرو بدیع الزمان کو لیکر اس طرف چلا کہ جدھر
سے تصویر کو آتے دیکھا تھا سمجھا کہ اسی طرف اسکے رہنے کا مقام ہوگا جب وہان پہونچا کہ جس جگہ
جھاڑی مین شگوفہ کو بیہوش کیا تھا اور اُسکی شکل عمرو بنا تھا وہ مقام بدیع الزمان کو دکھایا اور
سارا حال سُنایا بدیع الزمان ہنسے اور آگے چلے اب ملکہ تصویر کا ماجرا سُنیے کہ عشق بادشاہزادہ
عالی تبار مین بیتاب و بیقرار شرارہ کے پاس آتی تھی اُس روز سے یہ حال تھا بیت دن کٹتا فریاد
سے اور رات زاری سے کٹی ؛ عمر کٹتے کٹتے کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی ؛ تصویر خیالی شاہزادے کے
لوح سینہ پر کندہ تھی نام کی بدیع الزمان کی رٹ دلکو لگی تھی بیت ہون تصور مین تری صورت تصویر
کی ؛ جسم بیجان ہو مرا پیکر بیجان کی طرح ؛ جب یہ حال ملکہ کا کنیزون انیسون جلیسون نے دیکھا با علاج
ماجرای خشق استفسار کیا کہ واری کہان دل لگا یا کس ظالم جفا کار نے حضور کا یہ حال بنایا آنکھون کو
تری حواس مین ابتری روز بروز بدتری ہی ہم سے تو بتلایئے کہ اُسکی تدبیر کرین اور اُسکو آپ تک
پہونچائین ملکہ نے کہا درد اپنا دوا ہو اُس کے علاج مین بیکار مسیحا ہو قطعہ

ہم تو کہتے تھے کہ نادان ہو جو دلکو دیوے
اب اسی شخص کے ہو زیر قدم سر اپنا

دیکھیں تو چھین لے دل مجھسے وہ کون ایسا ہو
سچ کہا ہو کہ بڑے بول کا سر نیچا ہو

انیسون نے کہا اے ملکہ عالم قربانت شویم اب جا ہے خوش ہون یا ناراض مگر حضور نے سچ تو یہ ہو کہ
جبسے اُس قیدی کو دیکھا ہو حال اپنا غیر کیا ہو ایک بولی کہ بوا وہ مرد وا بھی ایسا سجدار نکیلا حسین جبین
ہو کہ ملکہ پر کیا موقوف میرا بھی اپنے دیدونکی قسم عجب حال ہو جب سے اُسے دیکھا ہو اُسکی زلف گرہگیر
مین دل اُلجھا ہوا ہو سودا سا ہو گیا ہو راتون کو نیند نہین آتی ہو وہی صورت دیکھنے کو طبیعت چاہتی
ہو جب تصویر نے یہ کلمات محبت آمیز انیسون اور کنیزون سے مُنے اسوقت اپنے حال سے اُنھین
آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم بزو بحر کبوتر اور فاختہ کی شکل بنکر جاؤ شرارہ کے باغ کے گرد ٹھہرو اور جو کیفیت
وہان گزرے اس سے مطلع کرو غرض ایک روز کنیزون نے آکر عمرو کی خبر سنائی کہ بی بی عمرو جو شگوفہ

بنا ہوا تھا وہ پکڑ لیا گیا ملکہ نے کمال حال اپنا تباہ کیا اس رنج مین تھی کہ دوسرے دن خبر مرگ شہزادہ کی
پہونچی اُس وقت وہ لالہ رو گل کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور کنیزون سے کہا کہ اب شاہزادہ چھوٹ کر لشکر مین
جائیگا تم جا کر اُسے یہان لے آؤ طالب کو مطلوب سے ملاؤ کنیزین اُسطرف سے چلین اور عمرو اُسطرف سے
لیے ہوئے بدیع الزمان کو آتا تھا کہ یکایک دیکھا پانچ چار عورتین کمسن سراپا غرق دریاے جواہر مانگ مین
سر کے سیندور بھرا ہے نہین ہر مانگ مین سیندور کی یہ سیدھی لکیر ہے سر پہ رکھی ہی قاتل نے خون بھری شمشیر
نازنینان حور شمائل پری تمثال اُسیمین خوش فعلیان کرتین ناز و انداز سے قدم دھرتی آتی ہین ابیات

ایک ایک اُنمین شوخ دیدہ تھی — پردۂ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین و ایسی گرما گرم — برق و سیماب کو بھی آئے شرم

قریب مرکب شاہزادہ عالی وقار آکر دست ادب باندھکر تسلیم ادب بجا لائین اور عرض کیا ہماری شہزادی
یعنی ملکہ تصویر جادو نے بعد سلام شوق عرض کیا ہی کہ اگر ہرج کار تصور نہو تو دو گھڑی کے لیے ہمارے
باغ مین قدم رنجہ فرمایئے یہان تشریف لا کر دل بہلایئے بعد لمحہ کے چلے جایئے عمرو نے یہ سنکر تجاہل کر کے
کہا کہ ہم جادوگرنیون کو منھ نہین لگاتے اور اُنکے لوٹا بھی نہین اُٹھوتے اُن عورتون نے عمرو کی طرف
بھیانک ہو کر دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا سوکھا یہ کلام کرتا ہی وہ شوخ مزاج تھین عمرو پر پھبتیان کہنا
شروع کین ایک نے کہا کہ بوا یہ تو مرجیا جن ہی دوسری بولی مٹھیا دیو معلوم ہوتا ہی تیسری نے کہا مین تو
جانتی ہون نسانس ہی عمرو نے کہا مین وہ مرجیا جن ہون کہ سب کو تیتا کا ناچ نچاؤنگا بدیع الزمان
نے کہا خواجہ کیا ہرج ہی چلو یہان بھی ہوتے چلین اور اُس شاہزادی سے ملاقات کرلین عمرو نے کہا
جہان تو نے کسی رنڈی کا پیام سنا بس ریجھ کر لٹو ا دیکھ تو چل کے حمزہ سے کیسا ٹھیک بنواتا ہون غرض
یہ باتین کرتے ہوئے اُن کنیزون کے ساتھ چلے اور قریب باغ تصویر پہونچے ایک عورت نے اُنمین سے
بڑھکر ملکہ کو شاہزادے کے آنے کی خبر پہونچائی تصویر نے حکم دیا کہ باغ کو آراستہ کرو سامان عیش و عشرت
مہیا کرو بس جلد جلد فراشون نے مکان مین فرش قاقم دو دیبا بچھایا اور سب طرح اسباب ملوکانہ عیش اور راحت
کا موجود کیا ملکہ در باغ پر انتظار مین شاہزادے کے آکر کھڑی ہوئی کہ سامنے سے سواری اُس نہال حدیقہ
صاحبقرانی کی پیدا ہوئی اور تصویر جادو کو دیکھکر شاہزادہ گھوڑے سے اُترا کنیزان ملکہ نے گھوڑا لیجا کر ایک
جگہ بندھوا دیا عمرو بھی ساتھ ہو بدیع الزمان جب قریب دروازۂ باغ کے آیا تصویر جادو کو نرگس
آسا چشم براہ انتظار پایا اُسوقت عجب تجمل و شان سے ملکہ تھی آنچل بلو کا دوپٹہ پاجامہ لوٹنے والا اطلس کا
پہنے زر و زیور سے آراستہ نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا — وہ تجلی تھی کہ موسی کے بھی اُڑجائین ہوش
غرق دریاے جواہر مین قدم سے تافرق — زیور نور صفا زیب بدن گوہر پوش
وہ جبین جسکی محبت مین دل بدر مین داغ — خم ابرو وہ کہ جس کا مہ نو حلقہ بگوش
حلقۂ چشم سیہ یا ورِ میخانۂ ناز — مردمک آنکھ مین یا مغبچۂ بادہ فروش
کان کی بجلیون مین تابش برق سرطور — اختر نور صبیحان تھا کہ نجم در گوش
روی تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح — میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو بر دوش
حور آئینہ قمر طلعت و آئینہ جمال — نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم — بیحجابانہ تھے جلوہ تا کہ رو پوش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے — ناز کی کا یا اشارہ تھا کہ بس لب خاموش

بس وہ نازنین خواصونکے کاندھے پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی اور مسکرا کر بدیع الزمان کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور منت عرض کیا کہ اے شاہزادہ کامگار آپنے اس کنیز بے تمیز کو سرفراز کیا زہے فخر و افتخار میرا کہ آپ تشریف لائے ؎

ز آمدنت اگر خبر داشتمے — در رہگذرت گل و سمن کاشتمے
نگذاشتمی کہ پاے بر خاک نہی — خاک قدمش ز دیدہ بر داشتمے

شہزادہ نے کہا کہ اے ملکہ میرا بھی تمھاری محبت مین یہ حال ہو بیت مارا ز خاک کویت پیراہنیست بر تن ✤ آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن ✤ اس جامع المتفرقین نے تمکو مجھے ملا دیا یہ باتین کرتے ہوئے وہ گل و بلبل داخل باغ ہوے شہزادے نے دیکھا کہ یہ گلشن نگارین رشک ریاض رضوان ہی نہایت سرسبز و شاداب گلستان ہو درختون کی سبزی و شادابی سنبلہ چرخ اخضر پر طعنہ زن ہو سبزہ غیرت بخش سبزہ گوش شاہدان پرفن ہو جوش و بہار سے یہ حال ہو کہ نظم

عجب نہین جو اسیوقت ہووے زمزمہ سنج — شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار
چمن کو دیکھ کے دیکھو اگر بدن اپنا — نظر پڑین پر طاؤس کے سے نقش و نگار
ہوائے قوت بالیدگی یہ بخشی ہو — کہ نخل یک شبہ پہونچے ہو تا سر دیوار
ہر اک شگوفہ نے ہو اپنا عطردان کھولا — شمیم گل کا ہو دوش نسیم پر انبار
اگرچہ سرو روانہ نہین ہو گلشن مین — پر اسکا عکس تو آب روان پہ ہو سیار
ہو نہر مین جلتی آئینہ کی خاصیت — سو دیکھتے ہین جو انان باغ اپنا عذار
گل و ثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز — کیے ہو پنجہ دست دعا اُٹھا کے چنار

	مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجیے		الٰہی حرمتِ فیضِ ہوا و فصلِ بہار	

ہر درخت اصلی کے مقابل درخت جواہر کا نقلی صناعان چابک دست نے بنا کر لگایا ہو اور اسی درخت کا عطر اسکے خوشے
مین داخل کیا ہو کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی ہو دماغ جان معطر و معنبر کرتی ہو الحاصل یہ کیفیت بہار دیکھتے ہوے دونون
شیدا باہم بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا ایک طرف چوکی بچھی کشتی شراب کی اُسپر لگی ایک
سمت سہری سنہری جواہر نگار ایک طرف چھپر کھٹ مرصع پاؤن کا طرحدار شیشہ آلات فرش شجر سے مکان
پیراستہ کرسے ؎ لطیف و دلکش و آب و ہوائے + مبارک منزل و فرخندہ جائے +. ملکہ یہان کی کیفیت دکھا کر
لب نہر جو بنگلہ تھا شاہزادے کو وہان لائی یہان بھی سب سامان نشاط و طرب موجود تھا مسند شاہانہ بچھا تھا مثل
عروس شب اول کے وہ بنگلہ سجا تھا دونون عاشق معشوق لب نہر فرش تکلف پر جلوہ گر ہوئے کشتیان شراب کی
حاضر ہوئین ارباب نشاط گانیین ناہید طلعت بلائی گئین ملکہ پہلو مین اور عمرو روبرو بدیع الزمان کے
دونون بیٹھے عمرو نے مضحکہ کرنا شروع کیا کہ لے بدیع الزمان یہ عورت دیکھو کیسی بدصورت ہو کہ آنکھ مین بامھنی اور
سر مین بال خورہ رکھتی ہو تصویریہ باتین سنکر کھسیانی ہوئی بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ یہ مرد صاحب طمع ہو اگر
اسکو کچھ انعام دو تو ابھی یہ تمھاری تعریف کرنے لگے ملکہ نے ایک صندوقچہ پر از زر و گوہر عمرو کو دیا عمرو نے کہا
ای بدیع الزمان کیون سنو آخر پھر یہ شاہزادی ہو کیا تو خوش قسمت ہو کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کا لڑکا
ہوکر اسکا ہم پہلو ہو بدیع الزمان نے کہا کیون ملکہ دیکھا اب میری مدحت اسنے شروع کی سب عمرو
کی باتون پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے جام شراب سے بھر کر شاہزادے کو دیا اور کہا کہ ای شہریار یہ بادۂ محبت ہو
اسے نوش فرمایئے ؎ الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا + کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا +
شاہزادے نے کہا ای بلبل گلستان خوبی تم ساحرہ ہو اور مین مسلمان مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ
کجاست + میرے آپکے صحبت برآری مشکل ہو اگر سحر سے توبہ کرو تو البتہ شریک بزم ہون اور تمھاری
اطاعت مین تمام عمر بسر کرون ملکہ نے کہا ای شہریار مین سحر نہین جانتی ہون کس لیے کہ ابھی کمسن ہون سیکھا
نہین ناز و نعم مین اوقات صرف کی ہو مگر اب آپکے دین کو اختیار کرتی ہون مبرا تو یہ مقولہ ہو ؎
کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست + ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + الحاصل ملکہ نے اسلام قبول
کیا پھر تو دور جام دمادم اور پے در پے چلنے لگا ہر دم زبان پر یہ جاری تھا ؎ ساقیا برخیز و در دہ جام را +
خاک بر سر کن غم ایام را + رقاصون نے مجرا کرنا شروع کیا بیت مغنی چنگ عشرت ساز کردہ + نوائے
خرمی آغاز کردہ + عمرو نے تسخیر کرنا آغاز کیا تفراص زنبیل سے نکالکر دو انگلیون مین اسطرح چھپائی کہ ثابت منہ
اور رقاصہ کے پیچھے جاکر اس پھرتی سے پیشواز کاٹی کہ معلوم نہوا جب رقاصہ نے ہنگام رقص گردش کی

پیچھے سے بالکل برہنہ تھی اہل محفل نے ہنسنا شروع کیا وہ رقاصہ گھبرائی عمرو نے بجا لا کی دوسری بار آگے سے
بھی پیشواز کاٹ لی اب آگے پیچھے سب طرف ننگی تھی شاہزادے نے کہا اری کمبخت ننگی ناچتی ہو اُسنے جو گے
دیکھا شرم کے مارے بیٹھ گئی سب نے قہقہہ مارا بدیع الزمان نے کہا یہ کام عمرو کا ہو ملکہ بہت ہنسی اور رقاصہ
عمرو کو گالیان دینے لگی خلاصہ کلام اسی طرح شاہزادہ عالیمقام ہمراہ ملکہ مصروف بعیش و آرام تھا کہ فلک تفرقہ
پرداز و گردون شعبدہ باز کو اس صحبت پر رشک آیا ؎ یہ دو دل کو اکجا بیٹھا تا نہین ÷ کسی کا اسے وصل
بھاتا نہین ÷ یکایک سامنے جو نہر موجزن تھی اُسکے پانی نے جوش کھایا اور ایک شور و غل پیدا ہوا کہ
ہر ایک گھبرایا بعد لحظے کے سب نے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک دیو شکل مہیب نکلا ہاتھ مین چقماق چادر
لیے تھا اُس ناپاک نے بدیع الزمان کو للکارا کہ باش باش ای پسر حمزہ کے گذارم کہ از دست من زندہ
و سلامت بدر روی بدیع الزمان نے ملکہ کو اپنی پشت پر کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو کر ٹھکر ڈانٹا کہ او نابکار
ادھر آ تو میرا شکار رہا اس دیو نے چقماق چادر چرخ دیکر سر پر شہزادے کے لگائی شہزادے نے بیترا بدلکر خالی دی
اور ایک ہاتھ تیغے کا مارا کہ وہ دیو دو پرکالے ہوا لیکن جب وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا وہ دونون ٹکڑے اسکے
جسم کے تڑپ کر اسی نہر مین جا گرے اور ایک ساعت کے بعد وہی دیو پھر زندہ ہو کر نکلا اور بدیع الزمان پر
حملہ آور ہوا بدیع الزمان نے اُسکے حملے کو رد کر کے پھر تلوار سے دو ٹکڑے کیا پھر وہ تڑپ کر دونون ٹکڑے نہر مین
جا گرے اور دیو زندہ ہو کر باہر آیا اور اُسنے بدیع الزمان کا مقابلہ کیا جب یہ ہنگامہ ملکہ کی وزیرزادی
نیرنگ جادو نے دیکھا ملکہ تصویر جادو سے کہا واری جاؤن یہ دیو سات بار اس طرح نکلے گا اور قتل ہوگا
اور آٹھوین مرتبہ جو زندہ ہو کر نکلے گا پھر قتل نہو سکے گا اور شہزادہ کے دشمنون کو پکڑ لیگا ملکہ نے کہا اے
نیرنگ تجھے اسکے قتل ہونے کی تدبیر معلوم ہو تو بتلا دے نیرنگ جادو نے کہا مین اتنا جانتی ہون کہ اس دیو
کو شرارہ جادو نے آپکی حفاظت کے لیے یہان معین کیا تھا اور اسکے مرنے کے لیے ایک کمان اور تیر سحر سے بنا کر
اسی باغ کی ایک کوٹھری مین رکھدیے تھے پس اگر اُس کمان مین وہی تیر پیوستہ کر کے کوئی اُسپر لگائے اگر وہ
تیر اسپر پڑیگا مارا جائیگا اور اگر تیر نہ پڑے دوسرا لگائے دوسرا نہ پڑے تیسرا لگائے کہ یہ ہلاک ہو اور اگر تینون تیر خالی
جائینگے تو یہ پھر کسی طرح مارا نجائیگا یہ باتین سنکر ملکہ نے کہا وہ کوٹھری کہان ہو نیرنگ جادو نے کہا شرارہ نے اس
کوٹھری کو سحر کر کے نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا مگر اب شرارہ جادو مر گئی ہو اسکا سحر بھی دور ہو گیا ہوگا۔
یقین ہو کہ وہ کوٹھری دکھلائی دے حضور اندر بارہ دری کے میرے ساتھ چلیے کہ مین تلاش کرون
تصویر جادو ہمراہ نیرنگ جادو کے بارہ دری مین آئی دیکھا تو حقیقت مین وہ کوٹھری جسکو کہ
کبھی نہ دیکھا تھا یہان موجود ہی خوش ہو کر اسکو کھولا اور اندر جا کر دیکھا تو ایک کمان اور تین تیر

رکھے ہین اُس کمان اور تیرون کو ملکہ لیکر دوڑی یہان بدیع الزمان پانچوین بار ہو کہ اُس دیو سے مقابل ہو کر اُسے قتل کر چکا ہے اور ٹکڑے اُسکے بدن کے نہر مین گر چکے تھے ابھی پھر زندہ ہو کر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لا کر دیے اور کہا اب جو وہ دیو نکلے تو نے اُسے قتل کرنا بدیع الزمان تیر کمان مین پیوستہ کر کے منتظر نکلنے اُس دیو کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کی طرف لپکا بدیع الزمان نے تیر سینہ پر اُسکے تاک کر مارا بقدرت قادر بیچون چلا ہی تیر ہدف مراد پر بیٹھا اور اُسکے تودہ پشت سے پار گزرا کہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور جہان تیر جسم پر لگا تھا وہان سے ایک شعلۂ آتش نکلا کہ اُسکے سارے بدن کو جلا کر راکھ کر دیا ایک شور و غل غایت برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی محافظ جادو را اُسوقت بدیع الزمان نے سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کیا اور ملکہ کو تسکین اور دلاسا دیا مگر عمرو نے جسوقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا اور اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا کہ ای عمرو بدیع الزمان جانے اور ملکہ جانے یہ کمبخت آپ سے آکر اس بلا مین گرفتار ہوا ورنہ مین چھڑا کر اب تک لشکر مین بھی پہونچا دیتا اب جا کر حمزہ سے کہدینا کہ لونڈا تیرا خراب ہو گیا اور سب حال بیان کرنا غرض جب وہ دیو مارا گیا عمرو نے اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا او ناشدنی خبردار اب یہان نہ ٹھہرنا جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی ہی بدیع الزمان نے کہا ای تصویر اب مین رخصت ہوتا ہون تصویر جادو نے کہا مین بھی آپ کے ساتھ چلتی ہون یہان رہ کر کیا کرونگی یہ سب خبرین جب افراسیاب کو آپ کے حالات کی پہونچینگی تو مین مار ڈالی جاؤنگی اُسوقت بدیع الزمان نے خواصون سے اپنا گھوڑا منگایا اور اُسپر ملکہ کو بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصون سے کہا کہ تم ملازم ہو تم سے کوئی مزاحم نہ ہوگا بعد ہمارے چلے جانے کے تمہارا جدھر جی چاہے چلے جانا یا ہمارے لشکر مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی طرف آنا یہ کہکر مع عمرو باغ سے نکلکر لشکر اسلام کی طرف کا راستہ لیا اب ذرا احوال افراسیاب سنیئے کہ باغ سیب مین منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا ثمرارہ جادو کے پاس سے آتا ہوگا کہ یکایک بگولے لاش کو ثمرارہ کی چکر دیتے ہوئے باغ سیب مین لائے اور بیرون نے اسکے صدا دی کہ ای شہنشاہ ساحران ثمرارہ ماری گئی افراسیاب یہ سنتے ہی غضبناک ہوا اور کتاب سامری کو اُٹھا کر دیکھا کہ ثمرارہ کا قاتل اب کہان ہو اور بدیع الزمان جو قید مین ثمرارہ کے تھا چھوٹ کر کدھر گیا اُس کتاب مین معلوم ہوا کہ عمرو نے ثمرارہ کو مارا اور بدیع الزمان اور عمرو دونون باغ مین تصویر کے پہونچے اور بدیع الزمان نے محافظ جادو کو مارا اب مع تصویر کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہی بس یہ معلوم کرکے افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اُسکے منھ اور ناک کان سے شعلے آگ کے نکلتے تھے

گھور چندن مے تمام جسم مین لگے تھے بت کہنی سے شانے تک بندھے تھے اس نے افراسیاب کو سلام کیا
افراسیاب نے کہا ای اژدر جلد جا بدیع الزمان اور تصویر جادو مع عمرو کے دونون لشکر اسلام کی
کی طرف جاتے ہین انھین گرفتار کرکے زندانخانہ طلسم مین لیجاکر مقید کر اور عمرو کو نہ گرفتار کرنا کہ وہ جاکر حمزہ
کو اس حال کی خبر دیگا اور حمزہ ڈرکے ادھر آنے کا ارادہ نکریگا بمجرد حکم افراسیاب اسی وقت اژدر جلا یہان
بدیع الزمان کی کوس باغ سے تصویر جادو کیساتھ نکل آئے تھے کہ ایکبار جھاڑی کے اندر سے ایک
اژدہے نے سر نکالا اور بدیع الزمان کا سدراہ ہوا عمرو نے تو فوراً گلیم اوڑھلی اور غائب ہوگیا مگر
بدیع الزمان گھوڑا بڑھاکر اُسکے سامنے آئے اور تیر کمان مین جوڑکر اژدہے پر لگایا وہ تیر جب قریب اژدہے
کے پہونچا اُسنے شعلۂ آتش مُنہ سے چھوڑا کہ تیر جل گیا اسی طرح بہت سے تیر لگائے سب تیر جل گئے اور اژدہے
نے اپنا دم اوپر کو کھینچا بدیع الزمان اور تصویر جادو کو نگل گیا عمرو نے اُسوقت پتھر فلاخن مین رکھکر مارے
وہ پتھر سب خالی گئے اور اژدرنے پکارکر صدا دی کہ ای عمرو جاکر حمزہ سے یہ ماجرا کہدینا کہ یہ صحرائے
طلسم ہوش رُبا ہی خبردار یہان کوئی آنے کا قصد نہ کرے اب بدیع الزمان کا رہا ہونا دشوار ہی حمزہ
اس فرزند سے اپنے صبر کرے کس لیے کہ جو یہان اُسکے چھوڑانے کو آئیگا گرفتار بلا ہوگا اور مارا جائیگا مجھے
گرفتار کرنے کا حکم نہ تھا ورنہ اے عمرو تیرا ابھی بچکر جانا نہوتا یہ کہکر وہ اژدر نظر سے غائب ہوگیا اور عمرو گریان
و نالان گریبان چاک سر پر خاک اڑاتا لشکر امیر کی طرف چلا اور بعد قطع منازل لشکر مین داخل ہوا
بارگاہ مین صاحبقران تشریف فرما تھے کہ عمرو نے سلام کیا اور کرسی پر پرشکن ہوا صاحبقران
اور بادشاہ لشکر اور سب سردارون نے پوچھا کہ خواجہ مزاج تو تمھارا اچھا ہی عمرو نے بعد ادائے دعا و
ثنا بادشاہی کے سب ماجرا بدیع الزمان اور تصویر کا خدمت امیر مین عرض کیا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا کہ شکر ہی خداوند عالم کا کہ فرزند میرا زندہ ہی اب تدبیر فتح طلسم کرنا چاہیے مگر سلیمان عنبرین مو
کوہی سے فی الحال مقابلہ درپیش ہی کچھ انتظام جنگ کرلون تو فتاحی طلسم کے لیے کسی کو بھیجون یہ فرماکر امیر
تدبیر جنگ مین مشغول ہوتے ہین لیکن اب حال سلیمان عنبرین مو سے سُنیئے کہ اسنے لقا کو اپنے یہان اُتارا
ہی اور لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا ہی کہ مین لڑونگا

داستان نامہ لکھنا سلیمان عنبرین مو کا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم کو واسطے کمک کرنے لقا کے
اور آنا افراسیاب کی طرف سے اجلال جادو کا مع چالیس ہزار ساحرون کے واسطے
مقابلہ صاحبقران کے اور عیاری کرکے پکڑ لینا اجلال جادو کو عمرو کا ع لمولفہٗ

	دو اک جام سے ساقی تندخو		مدد کر ذرا بادہ خوارون کی تو	

کہاں تک پئیں خون دل بادہ خوار — سے ارغوانی کی دکھلا بہار
وہ جادو بھری آنکھ دکھلا ذرا — کہ ہر معرکہ ساحروں سے پڑا
کسی کا فسون مجھپہ کیا چل سکے — کہ مین تیری آنکھین ہون دیکھے ہوئے
پلا مجکو وہ جام افسون گری — مرے دم سے شیشے مین اترے پری
سخن سنج وغواص دریائے ہوش — چنین ریخت گوہر بدامان گوش

جادو طرازان دفتر فصاحت و منشیان بدائع نگار دیوان کدۂ بلاغت سحر سازی خامۂ سامری کیش سے نیرنگی تحریر حکایت یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر ظفر اثر صاحبقران ستعاقب زمرد شاہ بے ایمان داخل کوہ عقیق ہوا سلیمان نے کثرت فوج اور حشم و خدم امیر کا دیکھکر اپنے دل سے خیال کیا کہ مین مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے نہ کر سکون گا یہ سوچکر اپنے اطراف و جوانب مین اپنے ملک کے بادشاہون کو نامے تحریر کیے اور یہ مضمون ان مین مندرج کیا کہ خداوند لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے شکست کھا کر میرے ملک مین تشریف لائے ہین بنا بر اسکے کہ وہ تم سب کے خدا ہین کچھ میرا پاس نکرو بلکہ اپنے خداوند کی آکر مدد کرو اور اُن کے مخالفون کو قتل کرو اور خداوند کو اُن کے ملک باختر مین بھجا کر پھر تخت خدائی پر بٹھاؤ اور اگر اس مرقومہ کی نسبت غفلت کروگے خداوند تم سب سے ناراض ہوکر اپنے قدرت غضب سے تمھین غارت کر دینگے اور یہ خداوند کی رحم دلی ہو کہ ان کے بندے انھین عاجز کر رہے ہین اور خداوند انکو ہلاک نہین کرتے ہین بلکہ فرماتے ہین کہ وہ بندے این مین نے عالم خواب مین موقت مین کہ جب مین مست نشۂ شراب تھا پیدا کیے ہین اسی وجہ سے کہ ہنگام مستی مین غافل تھا قلم تقدیر میران بندون کو سرکش اور مغرور لکھ گیا اور اب وہ تحریر مٹ نہین سکتی یہی باعث ہو کہ خداوند ان بندون کو غارت کرنے سے مجبور ہین اور ایسے انسے خفا ہین کہ وہ بندے توبہ قبول کرانے کے لیے زبردستی کرتے ہین مگر خداوند توبہ بھی انکی قبول نہین فرماتے بلکہ بھاگتے پھرتے ہین اور وہ لوگ کہتے ہین کہ توبہ ہماری قبول نہیں ہوتی اب خداوند سے سرکشی جہان تک ہو سکے کرین فی الجملہ مناسب ہو کہ جلد آکر شریک خداوند ہو غرض یہ لکھکر سب کوہستان کی سرحد کے بادشاہون کو بھیجا کہ تمام ان بادشاہون کے بروقت انکے آنے کے مدد کرنے کو جیان ہونگے منجملہ انکے ایک عرضی سلیمان نے افراسیاب مالک طلسم کو بھی لکھی اور اسکے ملک کی سرحد پر ایک پہاڑ ہو کہ وہین سے طلسم شروع ہی اور اس کوہ پر ایک نقارہ اور چوب رکھی ہو جو کچھ سلیمان کو نامہ و پیام کرنا منظور ہوتا ہو اس کوہ پر رکھکر رکھدیتا ہو اور نقارہ بجا دیتا ہو وہ نقارہ سحر کا ہو اُسکی آواز افراسیاب کے کان مین ہو نکتی ہو وہ پنجہ سحر کا بھیجکر نامہ منگا لیتا ہو

الحاصل جب عرضی سلیمان نے لکھی اور نقارہ بجایا افراسیاب نے پنجے کو بھیجکر عرضی منگا کر پڑھی اور جواب
لکھا کہ زہے فخر میرا کہ مین اور خداوند کی مدد کرون معلوم ہوا کہ خداوند کو اپنے بندون کی عزت افزائی منظور
ہے اسی وجہ سے خود اپنے بندگان مخالف کو غارت نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ کوئی بندہ میرا انھین برباد کرے
اور اس بندے کو خداوند بدلے اس کام کے سرافراز کرین پس جو خداوند کی مشیت مین گذرا ہے بہت مناسب
ہے کیا حقیقت ہے حمزہ کی اور اُسکے لشکر کی مین ایک ساحر زبردست مع چالیس ہزار فوج ساحران
کے روانہ خدمت خداوند کرتا ہون وہ پہونچکر کل لشکر حمزہ کو ایک دن مین تباہ و برباد کردیگا یہ جواب عرضی
کا لکھکر اسی کرہ پر پنجے سے پھکوا دیا سلیمان کا ایک ملازم منتظر جواب ٹھہرا ہوا تھا اس نامے کو لیکر سلیمان
کے پاس آیا یہ اسے پڑھکر بہت خوش ہوا اور تیاری حرب وضرب کی شروع کی لیکن افراسیاب نے بعد جواب
بھیجنے عرضی کے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُسوقت ایک ٹکڑا ابر برروے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اُتر آیا اُسپر
ایک ساحر کہ نام اُسکا اجلال جادو ہے سوار تھا اُسنے اُترکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کہا سرکار نے مجھے
کیون یاد فرمایا افراسیاب نے کہا خداوند لقا قلعۂ کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین تشریف لائے ہین اور اُنکو
کچھ بندگان مغضوب درگاہ خداوندی نے ستایا ہے ان بندون کو تو جاکر ہلاک کرکے خداوند کو انکے شر سے بچا
اجلال جادو نے عرض کیا بہت اچھا اور اسی ابر پر سوار ہوکر اپنی جگہ پر آیا چالیس ہزار ساحر کی جمعیت اپنے
پاس رکھتا ہے اور طلسم کے متعلق جو ساتھ ملک ہین انہین سے ایک ملک کا یہ بھی بادشاہ ہے غرض اس
چالیس ہزار فوج کو اُسنے حکم تیاری کا دیا اور خود بھی سامان سفر اور رزم درست کرکے ایک اژدہے پر
سوار ہوا پھر تو سب ساحر سحر کے جانورون پر کہ جو کاغذ کے اور آرد ماش کے بزور سحر بنائے ہین مثل بط اور
قرقرے اور ہنس اور طاؤس اور اژدر وغیرہ پر سوار ہوے ترسول اور پھسول ہاتھو مین لیے مشعلہاے آتشین
برموم گراتے گوگل سلگاتے گلون مین جھولیان بادلے کی ڈالے کہ ان جھولیون مین اسباب سحر کرنے کا رہتا ہے
لیکر ڈیرے کروفر سے طرف کوہ عقیق کے چلے یہان زمرد شاہ اور سلیمان دار العمارۃ شاہی مین بیٹھے
تھے کہ یکایک ابر تیرہ و تار اُٹھا اور آندھی بڑے زور شور سے آئی برفباری اور سنگباری ہونے لگی سلیمان
کہ یہان کا رہنے والا ہے سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آیا ہے فوراً مع امراے نامدار استقبال کے لیے چلا اور در قلعہ پر جب
پہونچا اجلال جادو کو چالیس ہزار ساحرون سے آتے دیکھا کہ سب ساحر دھوتیان تہبری باندھے
اور دونے مردے کے تیے آگ اور دھتورے کے پھل کمر مین رکھے سحر آزمائیان کرتے آتے ہین سلیمان
استقبال کرکے ان سب کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا لقا تخت پر بیٹھا تھا اجلال اور اُسکے ہمراہیون نے
سجدہ کیا اور نذر دی دنگل تخت کے داہنی طرف بچھا تھا وہان بیٹھا سلیمان نے اُسکے لشکر کو ایک مقام

عمدہ مین اتارا اور ایک باغ ایوان شاہی کے متصل خالی کرکے اجلال کی دعوت کا سامان وہان موجود کیا وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوا ساقیان خوش ادا و مغنیان زہرہ لقا لولیان قمر پیکر و رامشگران سیم بر حاضر ہوئے دربار لقا نے برخاست کرکے مع اجلال اسی باغ مین آکر صحبت عیش کو برپا کیا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے صاحبقران کی خدمت مین عرض کین امیر واسطے رہائی بدیع الزمان کے تدبیر فتح طلسم مین تھے اس خبر کو سنکر فرمایا کہ خداوند وحدہ لاشریک ہمارا نگہبان ہی عمرو بارگاہ مین حاضر تھا کہنے لگا یا امیر مین جب سے یہان آیا ہون قلعہ کوہ عقیق کے اندر نہین گیا فی الحال جی چاہتا ہی کہ جاکر قلعہ کی سیر کرون اور اجلال کی دعوت کا تماشا دیکھون امیر نے فرمایا کہ ای عمرو وہ سب ساحر ہین ایسا نہو تمھین کوئی پہچان لے اور گرفتار کرے عمرو نے کہا ہرچہ بادا باد مین قلعہ مین جاکر دو چار کوڑیون کا روزگار کرونگا امیر نے فرمایا تو بسم اللہ تمھین تجارت کرنے کو ایسی جگہ کون روکتا ہی خیر جایئے عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوا جب قریب دروازے کے پہونچا یہان کچھ افسران فوج سلیمان کی طرف سے حفاظت کو مقرر رہین انکو دیکھکر عمرو ایک ساحر کی قطع بنا جھولی گلے مین ڈالے دھوتی تہمبری باندھے بت کہنی سے شانے تک باندھکر کھڑاؤن پانون مین پہنکر قریب دروازے کے آیا جسنے عمرو کو دیکھا معلوم کیا کہ کوئی ساحر ہمراہیان اجلال جادو سے ہی یہ سمجھکر مزاحم نہ ہوئے عمرو نے اندر شہر کے آکر دیکھا کہ کٹورا کھنک رہا ہی گرم بازاری ہر طرف ہی کرسی دکانون کی برابر دونون طرف بیچ مین پختہ پتھر کی سڑک درخت مولسری کے سایہ دار کنارے سڑک کے لگے ہین خریدار بیوپاری سیاح ہر قسم کے لوگ خوشحال و دلشاد ہر طرف لین دین کرتے پھرتے ہین سقون کے کٹورون کی جھنکار دلالون کی بول چال ہر سمت دھوم دھام خلقت کا اژدحام عمارتین گچ اور پختہ تعمیر کمرے نفیس و خوش قطع و دلپذیر عمرو سیر کنان قریب دروازۂ عمارۂ شاہی کے پہونچا یہان سے اہل عملہ کو اسی باغ کی طرف کہ جہان سامان دعوت اجلال ہوا ہی جاتے دیکھا عمرو بھی انھین کے ساتھ ساتھ اس باغ مین آیا یہان بڑا سامان اور تجمل شاہانہ دیکھا کہ باغ سرسبز و شاداب آبیاری رحمت نخلبند حقیقی سے سیراب ہی طائران خوش الحان زمزمہ سنج گلشن گلہاے

زنگار رنگ سے پھولا پھلا
آن پر از لالہ ہاے زنگار رنگ
گسترانیدہ فرش بوقلمون

روفتہ ما رنہرہا سلسال
دین پر از میوہاے گوناگون

دوحۃ مجمع طیرہا موزون
باد در سایۂ درختان نفس

صحن باغ لب نہر سرو چراغان رشک دہ داغہاے خاطر عاشقان

ہر فرش مکلف بچھا ہی اجلال مسند پر بیٹھا ہی سامنے ناچ ہو رہا ہی سلیمان خاطرداری مین مصروف ہی عجب طرح کا سمان بندھا ہی جام شراب چل رہا ہی نظم

زوش باغ تھی یا خطرۂ کاہکشان
خوشۂ تاک پہ تھا خوشۂ پروین کا گمان

جا کے طوبےٰ سے ملا نخل کا شجرۂ رضوان
تھا مکان نور محل باغ تھا گر نورافشان

تھا تلے سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا
یا پہ پریون کے جھرمٹ سے پریخانہ تھا

سنتے مردنگ تو گردی بھی ہو جاتے دنگ
اور تالون سے ملایک پہ ہوا عرصہ تنگ

دلربا طبلون کے پرتو کا عجب بے رنگ
دل کھچا راگ کی تاثیر سے پانی تھا سنگ

خیال وہ گائے کہ جو خیال مین آئین نہ کبھو
واہ رے واہ رے گر سنتے تو گر تے بیجو

خلاصۂ کلام عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا اجلال جادو کی پشت پر جا کر کھڑا ہوا ساحر کی صورت بنا ہوا ہو اجلال جہان بیٹھا ہو اسکے سامنے ایک مکان معلوم ہوتا ہو اور اُسکے دروازہ پر پردہ پڑا ہو وہ پردہ بار بار اُٹھا کر ایک زن حسینہ و جمیلہ اجلال کو دیکھتی ہو اور یہ بھی اسی طرف نگران ہو اہل محفل تو ناچ دیکھ رہے ہین کوئی اجلال کے ادھر دیکھنے کا خیال بھی نہین رکھتا ہو عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا معلوم کیا کہ یہ باغ شاید محلات شاہ سلیمان سے ملا ہوا ہو اور عورتین بھی محلات کی در و بام پر سے ناچ دیکھ رہی ہین اور جس طرف کہ اجلال دیکھ رہا ہو اور وہ عورت جھانکتی ہو یہ بھی سلیمان کی کوئی زوجہ یا دختر ہو بس عمرو یہ خیال کر کے اسی پردہ کی جانب آیا اور ٹھہر رہا کہ ایک کہاری وہان سے کسی کام کو باہر نکلی عمرو نے اُس سے کہا کہ ہماری بی بی بادشاہ کی بی بی پاس ملازم ہو ذرا انھین بلا دو کہاری نے کہا اس پردے مین شاہزادی نسرین عنبرین مو دختر بادشاہ ناچ دیکھنے آئی ہین اور بی بی بادشاہ کی علٰحدہ دوسرے کمرے مین ہین وہان مین نہین جا سکتی تم وہ جو سامنے داہنی طرف کو کمرہ بنا ہو وہان جا کر اپنی زوجہ کو دریافت کرو عمرو نے کہا اچھا اور وہان سے علٰحدہ ہوا اور سمجھ گیا کہ اس پردے مین دختر شاہ ہو کہ جسکو اجلال دیکھتا ہو غرض کچھ عیاری تجویز کر کے عمرو گوشۂ باغ مین گیا اور ایک مرد پیر کی صورت بنا شملہ نما پگڑی سر پر باندھی چپکن کھریا کی ہوئی پہنی تمغہ کمر مین لگایا عصا سونے اور چاندی کا گنگا جمنی ہاتھ مین لیا اور داڑھی سینے تک سفید درست کر کے قریب اُس پردہ کے آیا اور کونا پردے کا اپنی پشت کے نیچے لیکر دیوار سے تکیہ کر کے کھڑا ہوا یہان نسرین نے جو پردہ اُٹھایا کونا دبا پایا چاہا کہ پردے کو چھوڑ دے مگر عمرو نے کہا اب ہو شرط بادشاہ سے کہدون کہ یہان جو عورتین ہین وہ اجلال جادو سے اشارے کرتی ہین ملکہ یہ سُنکر دم بخود ہو گئی کہ معلوم ہوتا ہو اس مرد پیر نے مجھے اشارے کرتے دیکھ لیا ایسا نہو کہ میرے باپ سے کہدے یہ سوچکر جھانکنا موقوف کیا

ادھر اجلال نے جب دیکھا کہ جہان سے وہ نازنین جھانکتی ہے اب اُسجگہ ایک چوبدار بوڑھا کھڑا ہے اسکا دل بیقرار ہوا چاہا کہ چوبدار کو ہٹوا دے مگر کچھ بس نہ چلا کیونکہ سمجھا اگر سلیمان سُنیگا تو آزردہ ہوگا کہ زنانی ڈیوڑھی سے کیا کام تھا جو چوبدار کو ہٹا دیا یہ خیال کرکے خاموش ہو رہا مگر دل بیقرار تھا دمبدم عمرو کو دیکھتا تھا عمرو نے اجلال کے دیکھنے پر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ الگ ٹھکر چلو تو تمسے کچھ کہون اجلال سمجھا کہ چوبدار اس نازنین کا جو مجھسے نظارہ بازی کرتی تھی محرم راز ہے اسی کا کچھ پیام دیگا یہ سمجھکر مسند پر سے اُٹھا سلیمان سمجھا کہ رفع احتیاج کو جائیگا لیکن اجلال نے کسی ملازم تک کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا اور الگ آکر عمرو کو اشارہ سے بلایا عمرو پاس آیا اجلال چمنستان مین باغ کے لیجا کر عمرو کو کہنے لگا میان مرد ہے آپنے مجھے کیون اشارے سے بلایا ہے عمرو نے دعا دینا شروع کی اور کہا اے بادشاہ عالیو قار یہ غلام داد ملکہ نسرین عنبرین مو کا ہے اور ملکہ کو مین نے گودیون مین پالا ہے اور اب ملکہ مجھسے کوئی امر پوشیدہ نہین کرتی ہین اور ملکہ آپ پر فریفتہ ہوئی ہین اور کہلا بھیجا ہے کہ اگر آپ میرے عاشق ہین تو ایک مکان میرے باپ سے کہکر الگ خالی کر لیجیے اور وہان آپ ہون اور وہ ساحر جو بڑے معتبر اور آپ کے خیرخواہ ہوئین وہ ہون اور کوئی نہو پس ان ساحرون کو بھیجیے کہ بزور سحر آڑتے ہوئے آئین اور مین کوٹھے پر اسی مکان کے سوتی ہونگی میرا پلنگ اُٹھا لیجائین رات بھر مین تمھارے پاس رہون اور صبح ہوتے پھر میرا پلنگ اسی جسگہ پہونچا دین یہی باتین کہنے کو مین نے آپ کو بلایا تھا اب فرمایئے کہ کب ملکہ کو بلوایئے گا مین ملکہ سے بیان کرون کہ اس دن وہ کوٹھے پر سوئین اجلال جادو یہ پیام سُنکر ایسا خوش ہوا کہ گلے سے اپنے مالا موتیون کا اُتار کر مردہ ہے کو دیا اور کہا مین تجھے مالا مال کرونگا تو ملکہ سے کہدینا کہ میرا بھی تمھاری فرقت مین حال غیر ہے مین آج مکان خالی کرا لونگا اور کل ملکہ کھٹے پر آرام کرین مین بلوا لونگا یہ وعدہ جب ہو گیا عمرو نے کہا اچھا جایئے اور مکان خالی کرانے کی تدبیر کیجیے اجلال نہایت مسرور ہوکر پھرا اور محفل مین آکر ناچ دیکھنے لگا لیکن عمرو وہان سے پھر کر اُسی پردے کے پاس آیا اور گلیم عیاری اوڑھکر اندر پردے کے گیا وہان دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین یعنی ملکہ نسرین عنبرین مو مع اپنی چند خواصون کے کرسی پر بیٹھی ناچ دیکھتی ہے عمرو نے یہ دیکھکر گلیم سے اپنے پیر اور دونون ہاتھ اور دونون پانؤن کو کھول دیا اب سارا جسم تو دکھائی نہین دیتا فقط سر اور دست و پا ظاہر ہین اس طرح سے ملکہ کے سامنے آیا اور کہا مین بے دھڑ کا شہید ہون تم سب کو کھا لونگا ملکہ اور خواصون نے جو یہ صدا سُنی اور دیکھا کہ ایک سر اور ہاتھ پانؤن کٹے ہوئے چلے آتے ہین مارے ڈر کے اوندھے مُنہ زمین پر گر پڑین عمرو نے غبار بیہوشی سب کے مُنہ پر مل دیا کہ سب بیہوش ہوئین اور جلدی اندر اور باہر سب طرف کے دروازے اُس

کمرے کے بند کر کے اسی جگہ بیٹھکر ملکہ کی صورت دیکھ دیکھ کے ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور ملکہ کے کپڑے اُتار کر آپ پہنے اور ملکہ کو
اٹھاکر زنبیل میں رکھ لیا جب اسطرح سے عمرو درست ہو چکا اسوقت خواصوں کو فتیلہ دفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا
جب وہ ہوش میں آئیں ملکہ کو دیکھا کہ فتیلہ سونگھا رہی ہے غرض جب حواس درست ہوئے کہنے لگیں کہ اے ملکہ عالم واسطہ
خداوند لقا کا جلد یہان سے تشریف لیجلیے ورنہ وہ بلا کہا جائیگی عمرو جو ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ دیوانیو تم سب سے تو
میں ہی مضبوط ہوں کہ تم سب بیہوش ہو گئیں اور میں ہوشیار ہی رہی سب نے کہا واری جاہے کچھ ہی ہو مگر ہم آپ کو
یہان نہ ٹھہرنے دینگے غرض وہ سب عمرو کو ملکہ کے شبہ سے اسطرف کا دروازہ کھولکر اندر ایوان شاہی کے
لائیں عمرو نے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہو جابجا کمرے اور شہ نشین تعمیر ہیں بارہ دری سراسر خوبی سے بھری پردہ
رنگ برنگ کے ہر دالان کے سرے پر آویزان ہیں اسباب شاہانہ ہر جگہ مہیا خوش قطع چلمنیں دیوار گیریاں ہیں مؤلف
قصر ایسے اسجگہ تعمیر تھے بد جیرخ چنبیر سجدہ کرتا تھا شاد + خم ہوں ابروے حسینان جہان + اسطرح کے طاق تھے مہر امداد
خلاصہ کلام عمرو نے وہان آکر حکم دیا کہ پلنگ میرا آراستہ کرو اور مسند مُزر بچھاؤ کنیزیں جہان نسرین رہتی تھی اس مقام کو
آراستہ کرنے لگیں عمرو یہ پہچان گیا کہ ملکہ جسکی تم صورت بنے ہو اسکی یہ خوابگاہ ہے بس اسجگہ جا کر بآرام تمام مقیم ہوا کہ کل رات
کو حسب وعدہ اجلال بالائے بام جا کر آرام کرونگا اب یہ تو یہان ٹھہرتے ہیں لیکن حال ذرا اجلال جادو کا سنو
کہ جب یہ وعدہ کر کے چوبدار سے محفل میں آیا سلیمان سے اسنے کہا کہ میں حمزہ سے لڑنے کے لیے سحر اپنا جگاؤنگا
مجھے ایک مکان کنارے شہر کے آبادی سے الگ خالی کر دیجیے سلیمان نے کہا بہت اچھا اور اسی وقت حکم
دیا کہ ایک خانہ باغ باغہائے شاہی سے خالی کر کے آراستہ کیا جائے ملازمان شاہی حکم پاتے ہی سرگرم انتظام ہوئے
اور ایک خانہ باغ کنارے شہر کے خالی کرایا اور اسباب بادشاہ کے یہان سے عیش و آرام کا وہان جانے لگا
اتفاقاً بیٹا عمرو کا چالاک بن عمرو واسطے سیر کرنے اس قلعہ کے صورت بدلکر آیا تھا کس لیے کہ جب عمرو امیر سے
واسطے سیر کرنے اس قلعہ کے رخصت ہوا تھا تو چالاک بھی عمرو کے پیچھے چلا کہ مبادا اگر والد کہیں گرفتار ہو جائیں
تو میں عیاری کر کے رہا کروں باین خیال یہان آکر سیر کر رہا تھا کہ ملازمان سلیمان واسطے اسباب لیجانے
کے اس باغ میں جو اجلال کے لیے خالی ہوا تھا مزدور ڈھونڈتے تھے چالاک ایک مزدور کی شکل بنکر حاضر ہوا
دیکھا کہ نگیرے باسلک مروارید قناتیں چھت پردے اور دیگر ضروریات کی چیزیں مزدوروں کے سر پر لاد کر
پر بار کر کے بھیجی جاتی ہیں چالاک کو بھی ایک شطرنجی دی کہ اسے پہونچا دے یہ اسے لیے ہوئے اسی خانہ
باغ میں آیا اور دری ملازموں کے حوالے کر کے ان سے کہا کہ اور بھی کوئی کام ہو تو مجھے بتلاؤ کہ پوری مزدوری
میری ہو جائے انھوں نے کہا ٹھہرا رہ اور آپ جاکر اجلال سے عرض کیا کہ مکان علیحدہ حسب
الارشاد حاضر ہے جہان ارشاد کیجیے وہان پلنگ حضور کا آراستہ کیا جائے

اجلال نے کہا کوٹھے پر ملازمون نے آکر چند مزدورون کو مع چالاک کے حکم دیا کہ فرش پلنگ تکیہ وغیرہ کوٹھے
پر لیچلو چالاک مزدورون کے ہمراہ بالاے بام اسباب لانے لگا اب کوٹھے پر فرش مکلف بچھایا تکیہ استادہ کیا
ایک جانب چھپر کھٹ جواہرنگار لگایا اسکے نیچے مسند مغرق فرش پر بچھائی ایک طرف میخانہ سجا ایک جانب
آبدار خانہ مقرر کیا جب یہ سب سامان درست ہوچکا اور ملازم نیچے کوٹھے کے اتر گئے مگر چالاک سبکی نگاہ بچاکر
پلنگ کے نیچے جاکر چھپ رہا اور فرش کا کونا اوڑھکر اپنے تئین اسنے مخفی کیا ملازمون نے مزدورون کو اجرت دیکر
رخصت کیا اور کہا کہ ایک مزدور اور چاہیے پھر آپ ہی کہا کہ مزدوری لینے خود آئیگا الحاصل اجلال سے جاکر عرض
کیا کہ حضور سب سامان تیار ہے اس عرصہ مین نیم بجی ہوگئی تھی اور سلیمان نے جو جلسہ دعوت کیا تھا وہ برخاست
ہوا اجلال رخصت ہوکر آتشی خانہ باغ کی طرف چلا اور اپنے افسران فوج کو بلاکر حکم دیا کہ مین نیا سحر تیار کرنے
جاتا ہون تم جب تک مین نہ بلاؤن میرے پاس نہ آنا یہ کہکر دو رفیقون کو اپنے کہ ایک کا نام انتظام جادو و
دوسرے کا نام منصرم جادو تھا ہمراہ لیا اور اس باغ مین آیا دیکھا کہ یہ مختصر سا باغ نہایت درجہ بہار آگین
رشک دہ فردوس بریں ہے ہر نخچہ فیض باغبان قدرت سے نہال ہو گل ہر ایک زر سے مالا مال ہو کر ابیات
چمن آتش رنگ گل سے دہکا ہوا ٭ ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا ٭ درختون نے برگون کے کھولے ورق ٭ کہ لین
طوطیان بوستان کا سبق ٭ حاصل کلام اجلال بالاے بام آکر رات بھر کا جاگا تھا پلنگ پر سو رہا وہ دونون
رفیق اسکے باغ مین سیر کرنے لگے اسی طرح وہ دن تمام ہوا ادھر عمرو بشکل ملکہ نسرین ہے اس روز محل مین
کنیزون سے پوشاک اور زیور ملکہ نسرین کے پہننے کا منگا کر دن بھر آرایش و زیبایش مین مصروف رہا چار
گھڑی دن رہے حکم دیا کہ پلنگ ہمارا بالاے بام بچھاؤ کہ چاندنی کی کیفیت دیکھین گے اور وہین آرام کرینگے بمجرد
حکم پلنگ کوٹھے پر آراستہ ہوا اور لوٹ پھولونکے کھرنے کر دیے گلاب اور کیوڑے کے قرابون کے اور عطر کے
شیشون کے منہ کھولکر رکھدیے گلدستہ جا بجا چن دیے غرضکہ ہر طرح کا سامان عیش نشاط مہیا کر دیا اور کنیزون
نے عرض کیا کہ واری خوابگاہ حضور کی درست ہے اسوقت ملکہ یعنی عمرو ہمراہ کنیزان ماہ پیکر کوٹھے پر آیا اور وہین
کنیزون سے کچھ میوہ منگا کر کھایا اور مسند پر بیٹھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت وہ زکوۃ حسن شب دیتا تھا بیٹھا بام پر
ماہ بھی سائل کھڑا تھا چرخ نیلی فام پر ٭ وہ چاندنی کی سیر ملکہ کے حسن کی بہار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی مانگ
موتیون سے بھری عجب عالم دکھائی تھی جادہ کہکشان کو راستہ بتاتی تھی کنیزین چکور کی طرح اس ماہ
تابان سپہر خوبی کے تصدق تھین اسی طرح پہر رات تک مصروف لہو ولعب رہین جب زیادہ رات گئی ملکہ اپنے
پلنگ پر جا لیٹی اور کنیزین گرد نیچے پلنگ کے سو رہین لیکن ملکہ یعنی عمرو نے دوپٹہ منہ پر ڈالکر سونے کے بہانے
جاگنا شروع کیا اور منتظر قدرت نمائی خدائی کا ہوا کہ دیکھیے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے مگر اب اجلال

نے پہر رات گئے انتظام اور منصرم اپنے دونون رفیقون سے کہا کہ مین تم سے ایک بات کہتا ہون اگر کسی سے نہ کہو گے اور میرا کام کردو گے تو مال دنیا سے غنی کردونگا اور کل لشکر کا اپنے سپہ سالار بناؤنگا اُنھون نے کہا کہ اگر ارشاد کیجیے تو ہم اپنا سر کاٹ کر حضور کے قدم پر نثار کرین آپ کو جو کچھ ارشاد کرنا ہو فرمایئے کہ غلام اُسے بجا لاوین اور یہ راز ہماری زبان سے ہمارے کان تک نہ پہنچنے گے اجلال نے کہا مرحبا یہی چاہیے تو سنو وہ بات یہ ہو کہ مین سلیمان عنبرین مو کی دختر ملکہ نسرین عنبرین مو پر عاشق ہون اور وہ بھی مجھ پر فریفتہ ہو اور اُسنے مجھے وعدہ کیا ہے کہ الگ مکان مین ساحرون کو بھیجکر مجھے بلا لو چنانچہ وہ اب کوٹھے پر مکان کے جہان دعوت میری ہوئی تھی اور ناچ ہوا تھا سوتی ہوگی تم جاکر پلنگ اُسکا اُٹھا لاؤ اور اُس کوٹھے پر اور جو عورتین سوتی ہون اُنکو سحر کرکے بیہوش کردینا کہ بعد اٹھالانے ملکہ کے کسی کی آنکھ نہ کھلے اور ملکہ کا کوئی متلاشی نہوا انتظام اور منصرم نے عرض کیا حضور یہ کتنی بڑی بات ہے اسیوقت غلام بجا آوری حکم کرتے ہین یہ کہکر دونون سحر پڑھکے اوڑے ملکہ نسرین کے کوٹھے کے قریب پہونچے دیکھا کہ ملکہ خواب نازمین مین ہے ایک پائجامہ رانون تک چڑھا ہے دوسرا پلنگ کے نیچے لٹک رہا ہے سراپا غرق دریاے جواہر ہے کرتی سوتے مین اوپر چڑھ گئی ہے شکم لوح سیمین کی طرح چمکتا ہے جوڑا بالون کا کھلا ہے زلف چلیپا کمر سے لپٹ گئی ہے ہاتھ کہین ہر پانون کسی جا ہر جوانی کی نیند مین کچھ خبر نہین کہ کیا کھلا ہر انتظام اور منصرم دونون نے دور سے سحر پڑھا کہ کنیزین جو پلنگ کے پاس سوتی تھین اُنپر بیہوشی طاری ہوئی اور ایسی ہوا ٹھنڈی چلی کہ جو جاگتی تھین وہ بھی سوگئین اسوقت وہ دونون ساحر کوٹھے پر سے اُترے اور ملکہ کے پلنگ کو دو طرف سے دونون نے اُٹھایا عمرو کہ باطن مین بیدار تھا سمجھ گیا کہ اب اجلال نے بلایا دیکھیے اب کیا گذرتی ہو غرض نظر بہ فضل کردگار کرکے خاموش ہو رہا اور ساحر پلنگ لیے ہوے ایک لحظہ مین پاس اجلال کے حاضر ہوے اور پلنگ فرش پر لاکر رکھدیا اجلال چشم براہ انتظار رکھتا تھا انھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اب تم دونون جاکر نیچے کوٹھے تے آرام کرو اور خبردار کسی کو یہان آنے ندینا اور تم بھی بغیر میرے بلائے یہان نہ آنا وہ دونون یہ حکم سُنکر نیچے کوٹھے کے اُتر کر گئے اور آپسمین مشورہ کیا کہ شاید کسی کام کو اجلال طلب کرے تو اسلیے ایک شخص آرام کرے اور ایک جاگتا رہے غرض ایسا ہی کیا اور باری آپسمین مقرر کی لیکن اجلال یہان ملکہ کے قریب آیا اور وہ چہرۂ رخ روشن سے ہٹکا شعلہ برق حسن کی چمک سے نظر اسکی خیرہ ہوئی عجب حسن خداداد نظر آیا کہ پیر فلک نے بھی کسی ایسے نوجوان کو بار نہ کہن سالی نہ دیکھا ہوگا اور گوش روزگار نے کسی کے حسن زیبا کا ایسا تذکرہ خوبی نہ سنا ہوگا۔ سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ
سانچے مین ڈھلا تھا جسم پر نور

وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ
شعلہ کہون یا کہ جلوۂ طور

تھا خرمن حسن دانۂ خال ‏ رو دکھیت تھے چاندنی کے دوگال

بالون کا وہ پیچ و تاب سر پر ‏ شب کو لیے آفتاب سر پر

نازک تھے جو برگ گل سے وہ گوش ‏ اڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش

پر نور گلے کی تھی صفائی ‏ مہتاب کی جیسے رونمائی

محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ ‏ سینے سے کیے ہوئے لگاوٹ

کرتی بھی نفیس ایک پر زر ‏ پہنے ہوئے ناز سے وہ دلبر

لپٹی ہوئی چست و تنگ بر مین ‏ تھا نور بھرا ہوا تسمر مین

کیا اسمین کرون شکم کا اظہار ‏ ہر برج سے نور کے نمودار

ظاہر وہ کمر نہ تھی سر مو ‏ تھا اسکو وبال بار گیسو

کچھ وصف بسیان ہو نہانی ‏ رندون کو ہو جس سے شادمانی

زیبا ہو جو دو ہلال کہیے ‏ لازم ہر کہ لامثال کہیے

جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین ‏ قربان ہزار دل سے جانین

گلبرگ سے نرم تر کف پا ‏ کانٹون سے زیادہ فرش گل کا

ہر دل کو عزیز جان سے تھی ‏ نازک بھی وہ پھول پان سے تھی

اجلال کو صورت دیکھکر بیہوشی طاری ہوئی مگر اپنے تئین سنبھال کر لگا پاؤن ملکہ کے دبانے کہ ایکبار عمرو کروٹ لیکر بیدار ہوا اور کنیزون کا نام لیکر پکارا اجلال نے سر اپنا قدم پر رکھدیا اور عرض کیا کہ کنیزین تو یہان نہین ہین مگر یہ غلام تازہ حضور کا حاضر ہی ع چہ نامیکہ مولا ے نام توام ٭ درم ناخریدہ غلام توام ٭ ملکہ نے ایکبار تیوری چڑھا کر اجلال کی طرف دیکھا اور دوپٹہ سنبھال کر اٹھی اور بال بکھرے ہوئے کھسوٹ کر جوڑا باندھا اور دونون پاؤن کو پلنگ سے لٹکا دیا اجلال کی جانب سے منھ پھیر لیا اس ادا ے معشوقانہ کو اجلال دیکھکر مر گیا اور پروانہ وار گرد اس شمع کے پھرا ملکہ نے کہا آخر یہ کیا ماجرا ہی تم کوئی جن ہو یا آسیب ہو کون ہو مجھے یہان کون لایا ہی یہ مکان کس کا ہی اجلال نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ ای جان جہان و آرام دل مشتاقان جیسا آپ کے دادا جی نے مجھے فرمایا ویسا حسب الارشاد حضور یہ غلام محل مین لایا اور سب ماجرا چوبدار کی گفتگو کا بیان کیا ملکہ یہ حال سنکر مسکرائی اور دامن کو جھٹک کر اٹھی اور کہا ای نابکار ساحر غدار مین اسی طرح پیادہ پا اپنے گھر جاتی ہون اور اس موے بڈھے چوبدار کو جس نے مجھ پر یہ طوفان جوڑا ہی اور تیری عاشقی کا الزام مجھ پر لگایا ہی دیکھ تو کیسی سزا دلواتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے اور اس مرکی

خبر اپنے باپ سے کر کے **افراسیاب** کو نامہ لکھاتی ہون کہ مونڈی کاٹے تجھے وہ ذلیل کر کے طلسم سے نکالدے اسی طرح تو ننگ و موس مین بادشاہون کے دراندازی کرتا ہے اور پرائی بہو بیٹیون کا ستیاناس کھوتا ہے **اجلال** یہ باتین غصہ ناک سنکر ڈرا اور منتین کرنے لگا کہ اے ملکہ عالم حضور ایک لمحہ یہان تشریف فرما ہون تاکہ مین شرط خدمت بجالاؤن اور پھر حضور کو خوابگاہ کی جانب پہونچا دون ملکہ نے کہا خدمت تو جاکر اپنی والدہ یا ہمشیرہ کی کرنا خبردار مجھے ایسے کلام زبان پر لائیگا تو سزا پائیگا **اجلال** نے پھر دست بستہ کہا کہ اے ملکہ آپ تھوڑی دیر مسند پر جلوہ افگن ہون مین نظارۂ گلشن جمال کرون اور گلچینی باغ حسن کی کر کے دامن نظارہ بھرون مجھے سوائے آپ کی صورت دیکھنے کے اور کچھ کام نہین ہے گر بسرو بچشم من نشینی بنازت بکشتم کہ نازنینی + اے مونس جان عاشقان وائے شہنشاہ خوبان مین تیرا ایک ادنیٰ غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اور ملکہ اسکی منت دیکھکر خرامان خرامان کہ بیت چال چلتے ہین وہ اس انداز سے + مردے جیتے ہین خرام ناز سے + آکر مسند پر بیٹھی اور **اجلال** سامنے مودب بیٹھ گیا اب یہ کیفیت ہے کہ

چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود + تو اگر زیست بر آنکس کہ پاکباز بود + **اجلال** جب دست ہوس بڑھاتا ہے ملکہ کبھی تیوریان چڑھاتی ہے کبھی روکھی صورت بناتی ہے کبھی سسکی بھرتی ہے کبھی مسکرا کر اسکے خرمن جان پر برق آفت گراتی ہے خنجر موج تبسم کا زخمی بناتی ہے ہنگامہ راز و نیاز گرم ہے ادھر شوق اُدھر شرم ہے جب زیادہ الحاح وزاری **اجلال** نے کی ملکہ نے کہا کہ تو بھی بڑا بیوقوف کاٹھ کا الو ہے پہلے غمزے کرتا ہے اور خوان دعوت کو بے تکلف رکھتا ہے نہ شراب نہ کباب اور پھر یہ اضطراب مہمان کو یون بلاتے ہین خالی اپنا مطلب جتاتے ہین سچ ہے مردوے بھی کتنے خود غرض ہوتے ہین اور تجھ مین تو بوئے محبت ذرا نہین سوائے اپنے مطلب کے دوسرے کی پروا نہین **اجلال** یہ باتین سنکر شرمندہ ہوا اور دل مین سوچا کہ ملکہ سچ کہتی ہے شراب دافع حجاب ہے دو ایک جام پیکر بدمست ہو جائیگی اور تیری آرزو بر آئیگی اب بخت خفتہ بیدار ہے کوئی دم مین ہم پہلو یہ دلدار ہے بس اُسی وقت میخانے سے اٹھکر کشتیان شراب کی اور قابون گزک کے سیخ کباب کی لایا اور گلابی اٹھا کر جام جواہر نگار مین شراب ارغوانی لبریز کی اور ساغر ہاتھ پر رکھکر سامنے ملکہ کے پیشکش کیا کہ یہ بادۂ محبت حاضر ہے اسے نوش کیجئے اور داد عیش و خرمی دیجیے کہ ابیات

خلوت ما را فروغ از عکس جام بادہ باد
بے چراغ جام در خلوت نمی آرم نشست
مجلس دانش بہار و بحث عشق آمد میان

زانکہ رخ اہل دل باید کہ نورانی بود
وقت گل مستوری مستان ز نادانی بود
جام مے نگرفتن از جانان گرانجانی بود

ملکہ نے وہ جام دست نازک مین لیا اور منھ پھیر کر تیوری چڑھا کر سسکی بھر کر لبون سے لگایا اور اپنا منھ بنا کر ساری شراب **اجلال** پر پھینکدی اور کہا یہ شراب میرے کام کی نہین افسوس ہے کہ تو بادشاہ کہلاتا ہے مگر ٹکے کا ٹھرا پیتا ہے

بلکہ وہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہی اجلال نے عرض کیا کہ ای ملکہ یہاں پیر ملک مال نہیں آپ ہی کے باپ کی جو میخانہ بیجا ہوا ہے وہی تصرف مین ہی ملکہ نے کہا کہ بادشاہون کو سب جگہ ہر نعمت مہیا ہی ع منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست + اگر تو میرے آنے کے لیے اہتمام کر کے عمدہ شراب کیفی کھینچا رکھتا تو یہ مشکل تھا مگر تجھے سوا اپنے مطلب کے کسی بات کا کب خیال تھا خیر اب تو آ پھنسی جو کچھ تقدیر دکھائیگی دیکھین گے یہ کہکر ایک قلم شراب کی اپنی محرم سے نکال اور جام شراب سے بھر کر اس قلم سے چند قطرے ساغر مین ڈالے کہ رنگ شراب کا گلنار ہو گیا اور اس جام کو پنجۂ نگارین خورشید نما پر اپنے رکھکر سامنے اجلال کے ہاتھ بڑھایا اور کہا او بیمروت ساقی گری کرنا ہمارا کام ہی یہ جام عنایت ہمارے ہاتھ سے نوش کر سہ کی پیر مغان مین کہ چو ما بد مستان + ہر چہ کردیم بچشم کرمش زیبا بود بیت اجلال یہ چشم عنایت اپنے ساقی کی دیکھ کر مرہون منت ہوا اور جام اس گلفام کے ہاتھ سے لیکر پی گیا معاذ اللہ وہ قطرے جو قلم سے جام مین ٹپکائے تھے وہ بیہوشی قاتل تھی جو عمرو نے ملادی تھی یکایک اجلال کو چکر آیا اور کہا ای ملکہ بڑی تیز و تند شراب پتی ہو کہ مجھے تو اسنے ایک ہی جلوہ مین اُلٹو بنایا ملکہ نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو فرحت حاصل ہوگی اور عجب مزا یہ شراب دکھائیگی اجلال اُٹھا اور دو قدم چلا تھا کہ ہوا منھ پر جو لگی بیہوش ہوکر گرا عمرو نے خنجر زنبیل سے نکالکر چاہا کہ اسے ذبح کرے اسوقت چالاک بن عمرو جو نیچے پلنگ کے چھپا ہوا تھا اور یہ ماجرا دیکھکر حیران ہو رہا تھا کہ یہ کون شاہزادی ہے مگر اب جو دیکھا کہ اسنے اجلال کو بیہوش کیا اور قتل کیا چاہتی ہی سمجھ گیا کہ والد ماجد ہین شاہزادی بنکر یہان آئے ہین دل سے کہا کہ واہ واہ کیا عیاری پاکیزہ فرمائی ہی مگر اب قتل کرنا اجلال کا برا ہی یہ سوچکر پلنگ کے نیچے سے نکلا عمرو اجلال کو قتل کیا چاہتا تھا کہ چالاک پر جا پڑا اسنے خنجر کو خالی دیا اور کہا مین ہون فرزند آپکا چالاک عمرو نے ہاتھ روکا اور کہا او نالائق کیون یہان آیا اور کس لیے اس ساحر دشمن صاحبقران کو قتل کرنے سے منع کرتا ہی چالاک نے کہا ای والد ماجد ساحر کا قاعدہ ہی کہ جب مرتا ہی بیر اسکے غل مچاتے ہین اگر اسکو آپ ذبح کرتے اور شور و غل ہوتا نیچے کو ٹھے کے انتظام اور منصرم جو پلنگ آپکا لائے ہین موجود تھے فوراً صدا سنکر دوڑے آتے اور گرفتار کر لیتے عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہی مگر پھر کیا کرون چالاک نے کہا مین ملکہ کی شکل بنتا ہون یعنی جو آپ بنے ہوئے ہین اور آپ اب اجلال کی صورت بنیے اور مین بشکل ملکہ پلنگ پر جا کر لیٹتا ہون حضور انتظام اور منصرم کو بلا کر حکم دین کہ پلنگ ملکہ کا تم پہونچا آؤ اور اجلال کو زنبیل مین ڈال لیجیے اور اس طرح یہان سے بچاؤ کر کے چلیے آئندہ جو کچھ اور عیاری کیجیے گا بن پڑیگی عمرو کو یہ تدبیر پسند آئی اور آپ اجلال کی صورت بنا اور چالاک کو ملکہ بنا کر پلنگ پر سلا کر اجلال کو زنبیل مین ڈال لیا اور دونون ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ وہ بزور سحر پلنگ لیکر اُڑے اور ملکہ کے کوٹھے پر جہان پہلے پلنگ بچھا تھا وہین لا کر رکھا اور آپ وہان سے علٰحدہ ہو کر سحر پڑھا کہ خواصون کو جو بیہوش کر گئے تھے

وہ ہوشیار ہوئیں یہ دونوں تو خدمت اجلال میں جو عمرو بنے ہوئے اور وہاں خواصوں نے دیکھا کہ صبح قریب ہے
ملکہ اسی طرح سو رہی ہے غرض سب اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم کار ہوئیں اور جالاک بھی تھوڑی دیر کے بعد انگڑائی لیکے
اٹھا اور عمرو نے سب نام خواصوں کے اور رہنے کی جگہ ملکہ کی بتادی ہر اسی دستور کے موافق ہمراہ کنیزوں کے
خیمے کو ٹھے سے اتر کر آیا اور جہان کا خواجہ نے پتا بتلا دیا تھا اسی جگہ آرام و عیش میں مصروف ہوا مگر عمرو بشکل جلال
صبح کو مع اپنے رفیقوں کے سوار ہو کر دربار میں سلیمان کے آیا سب نے تعظیم کی یہ ذگل پر بیٹھا اور کہا یا خدا زملا کیا لشکر
لے کر باہر قلعے کے چلئے تاکہ میں لشکر حمزہ کو غارت کروں اور خدمت شہنشاہ افراسیاب میں جاؤں لقا نے سلیمان
کو حکم دیا کہ افسران فوج اور سپہ سالاران لشکر درست ہو کر بیرون قلعہ چلیں اور مقابل لشکر حمزہ سے کریں بمجرد حکم خیمے
و خرگاہ میں بارگاہیں لڑنے لگیں اور متوجہ جنگ تھا جبکہ اِن ہوئے یہاں امیر نامدار بیٹھے تھے کہ ہلکارے خبر با جاسوسی
برقلعہ میں دوڑے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ آج غلامان جانباز بشکل مبدل دربار میں سلیمان
کی حاضر تھے کہ اجلال نے تہیہ جنگ کیا اور لشکر لقا کا مع لشکر ساحروں کے اور لشکر سلیمان کا مع کوہیوں کے قلعے کے
باہر آتا ہے امیر مع سرداروں کے واسطے دیکھنے آمد لشکر کے دربار گاہ پر آکر ٹھہرے دیکھا یک دروازہ کوہ عقیق کا کھلا
اور نشان فوج کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے انکے بعد ساٹھ ہزار سوار حلقہ پوش چار آئینہ سنہ دوش بدوش پرے سے پرا
ملائے مرکب ہائے دور کا بہ پر سوار گزرے کہ اُن کے چقا چاق سے گنبد گردان میں غلغلہ پڑ گیا بعد انکے پیچھے ستر ہزار پیادے
کمانیں پشت پر ترکش بغل طاؤس جلو کے بار ولا تیاں کمر سے باندھے بانے جنگ کے آراستہ کیے برآمد ہوئے بعد انکے
فوج ساحران پیدا ہوئی کہ ساحر اژدہوں اور شیروں پر سوار سنا رہے کانوں میں جڑے کنڈل اور حلقے ڈالے
ہے سامری و جمشید کی بولتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے نکل گئے لیکن عمرو کہ جو اپنی کو اجلال بنا ہوا تھا نے مظفر
اور منصرم سے حکم دیا ہو کہ باید ولت کے لیے ایک اژدہا تم اپنے سحر سے بنا لاؤ کہ اسپر سوار ہو کر میں بحرا میدان
رزم میں دکھاؤنگا یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں وہ ساحر حسب الحکم ایک اژدہا بنا کر لائے عمرو اس اژدہے پر
سوار ہوا انھوں نے رکاب لی اور سحر کرتے آگ اور پتھر برساتے چلے اور عمرو اب آگے آگے فوج ساحران کے
تعویذ سحری گلے میں ڈالے تاج بادشاہی سر پر قبائے فرمانروائی پہنے بازوؤں پر نورتن باندھے نکلا اسکے بعد دیکھا
کہ چالیس ہاتھی زنجیرہ بند کیے ہیں اور ایک تخت مرصع کھنچا ہے موتیوں کا بنگلہ انباری کے عوض تخت پر چھایا ہے اور
اس تخت پر لقا بیٹھا ہے برابر اسکے بیٹا اسکا یاقوت شاہ اور فرامرز بیٹا نوشیروان کا ہے خواصی میں خواجہ
رازالدین ملک بختیارک شوم کافر میدان میں بیٹھا ہوا رومال سر پر لقا کے جھل رہا ہے اور گرد سواری لقا کے
ککال خوں آشام اور طائر عاد کرسی نشین اور ضیغم قدرت اور زنگال خون آشام اور بہت سے سردار
بجانی باختر مشتری حصاری اور سالار فوج مرکب سے پری پیکر پر سوار گردنکش و تاجدار برآمد ہوئے پھر کی

لاکھ کا لشکر زامرز کے سپہ سالار قارون رزم زن اور قارن فیل من بداع لاہوت وجم زرین کلاہ لیے ہوے اور لشکر سلیمان سب کے بعد آیا کہ اس لشکر کے سردار ناظر زاغ چشم و منظور زاغ چشم دلالان لال قبا تھے الغرض امیر نے یہ لشکر فراوان ملاحظہ فرما کر خدا کو یاد کیا کہ الٰہی تو قادر و توانا ہے اور یہ لشکر شل مور و ملخ کے میدان جنگ کا فاصلہ لشکر امیر سے دیکر اُتر گئے ادھر دہل اور دمامے طبل زرمی بروقت داخلہ لشکر بجنے لگے ابیات

برآمد شدہ لشکر بے قیاس
زمین ورتزلزل فلک در ہراس

حفیض زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

خیمہ ہاے عالیشان استادہ ہونے لگے کندلے سرا پچے چوبے قبے سے سجے سائر کی قنات تنی بارگاہ مین مسل دمسل پائین چھولداریان نمگیرے کھڑے ہوے سرداروں کے لیے بارگاہ مین سواروں کے لیے طنبو استادہ تھے لشکر جب اُتر چکا اسوقت بازاری بیوپاری کنجڑے قصائی نانبائی کوٹھے ہر جگہ لیجا کر آباد کرنے لگے بازار کے لیے ہر جگہ کوتوال اہلکار محافظ ہوا لشکر میں ایک شہر کی کیفیت حاصل تھی دوکانین کھلی ہوئین خرید فروخت ہوتی تھی کہ شام آئی اسدم دور رسیر چوک مین گلاس روشن ہوے دوکانون مین چراغ جلنے لگے مردمان لشکر پھرنے لگے چار سپہ سالار لشکر کئی کئی ہزار سوار لیکر لشکر کے گرد طلایہ پر مقرر ہوے کوتوال گشت کو اُٹھے زنگے بھنکے بدمعاش گھرنے لگے بیدار باش خبردار باش کی صدا بلند ہوئی اور ادھر لشکر صاحبقران مین بھی تمام تھا طلایہ پھر رہا تھا الحاصل دونون لشکر کی طرح ہوشیاری ایک دن اور رات مقابلے میں اترے رہے جب دوسرا دن ہوا قریب شام اجلال جادو نے ساحرون کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور سلیمان اور لقا اور جتنے بادشاہ موجود تھے سب نے اپنی اپنی فوج کو ایسا ہی حکم سنایا یاد لاوران روز ہیجا اور شیران بیشہ وغا نے نقار خانون مین جاکر نقارہ رزم پر چوب لگائی دشت قتال گونج گیا طاس فلک مین جھنا کا ہوا یہ خبر ہلکارے لشکر اسلام کے خدمت صاحبقران مین لائے اور مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد اداے آداب یون عرض کیا نظم

الٰہی تا جہان باشد تو باشے
جہان را تا نشان باشد تو باشے

رہین اسد رہے ہر دم مثل دربان
شہ روم و عجم اور چین کا خاقان

عمر و دولت شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روز کارزار و زبون ہو آج لشکر ضلالت اثر عدو مین طبل جنگ بجا سو ہر ایک نامرد آمادہ کارزار ہوا ہے یقین ہے کہ کل میدان رزم مین آکر آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہے امیر نے یہ خبر سنکر طرف بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ یا امیر آپ بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی حکم دیجیے کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خداے پاک طبل جنگ بجے اور نقارہ سکندری پر چوب پڑے کس لیے کہ جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری پیشانی

میں تحریر فرمایا ہو وہی پیش تر لی ہو عیاران لشکر اسلام بہ کلام شادمانی لشکر لایے صاحبقران نامور نقارخانہ سلیمانی اور سکندری میں آکے داروغہ نقارخانہ قلابہ جینی اور کیابہ جینی شاہزادگان چین اور باچین نے طبل سکندر کو سینگ کر درست کر رکھا تھا غاشیہ اسپر سے اُٹھالیا تھا اور صدائے نقارۂ رزم لشکر مخالف سنکر منتظر حکم بادشاہ تھے کہ عیارون نے آکر حکم شاہ سُنایا اُنھون نے عوض عمرو کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل رزم سوائے عمرو کے کوئی نہین بجاتا ہی منصب عمرو کا ہی اور اگر عمرو نہ ہو تو اُسکے بدلے بیٹے عمرو کے یا داروغہ نقارخانہ کے تعمیل حکم شاہ کرتے ہین الحاصل طبل جنگ جب بجا زمین و زمان مین زلزلہ پڑ گیا یہ وہ طبل سکندری ہی کہ جب صاحبقران نے ہندوستان مین دریا کے اندر میل سکندری پر پایا تھا اور عمرو جال لیا سی مین باندھکر اسے لایا تھا ذکر اسکا دفتر اول مین مذکور ہی جو نسخہ کو مراس طبل کی صدا جانے کا دستور ہی غرض یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ بجا نسر طائر اسکی صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاؤ زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ دشت ہلگیا نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال ۔ زناہید مریخ کرد این سوال
سرافیل صور قیامت دمید ۔ بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است
جہا نزا اگر شور آخر رسید ۔ ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا بہادر و نام در ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہی نقد جان کی خریداری ہی سر تن سے جدا ہونگے بازار خون کے بکین گے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا تیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصقل ہونے لگین کمانین سینگ کر درست کی جانے لگین بہادر رزم پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرائے ہوئے منھ نوچتے تھے منچلے جو تھے قشاقان مورچون کو غور کرکے ہنس ہنس کر رزم گاہ کو دیکھتے پھرتے نامرد بلے ہونے کا طور سوچتے جرار زرہ جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہرون پر سُرخی چھائی تھی نامردون کے منھ پر ہوائی تھی لشکر مخالف مین اجلال کے ساحر سحرا تیار کرتے تھے دھڑ دھجا تھا جو کے خون خوک سے دیے گئے تھے مرچین جلتی تھین گوگل سلگتا تھا کلوا بیرون اور ناردن پکارا جاتا تھا دو پہر رات سے دونون لشکرون کے نقیب نکلکر شجاعون کو ترغیب جنگ لاتے تھے کہ ســہ جوانان جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ با آخر کار وہ وقت آیا کہ اریکہ آرائے زنگاری مشرق بکرہ فرنمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار لائی سفیدۂ صبح آشکارا ہوا اشعار

علم آفتاب نکلا جب ۔ فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا ۔ ہوا میدان چرخ پر اک باب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ۔ شہ انجم سیاہ رو بفرار

دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل گروہ گروہ فشون فشون میدان کارزار مین مسلح و مکمل آنے لگے اور امیر با توقیر مسجد کرپاس مین تشریف لائے فریضۂ نماز سحر ادا کرکے درود وظائف مین مشغول ہوئے اور

دست دعا اُٹھا کر دعای فتح و ظفر درگاہ رب الاکبر مین کرتے تھے کہ ای قادر و توانا تو مجکو اس لشکر اشقیا پر فتحیاب فرمانا

ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی — وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ — بکشائے خدایا کہ کشایندہ توئی

امیر یہ دعا کر رہے تھے کہ مقبل وفادار تیر اندازون کا سپہ سالار غلام امیر با وقار حاضر ہوا آمین کہی امیر نے مقبل کو دیکھکر ارشاد کیا کہ لشکر کا کیا حال ہی مقبل نے عرض کیا ؎ دو لشکر رسید ند جاے مصاف ✤ دو دریا کہ ایستند چون کوہ قاف ✤ امید وار قدوم میمنت لزوم صاحبقران ہین امیر نے فرمایا کہ صندوق اسلحہ کا لاؤ مقبل نے صندوق اسلحہ بجوگ رکھنے کا حاضر کیا امیر نے تمام تبرکات جو مزار ابنیا علیہم السلام پر سے جہان سے عمرو کو تبرکات ملا ہو اور اسکا مذکور قبل ہو چکا ہی پایا ہی اور وہ خود ہود[۲] اور زرہ داؤد[۳] اور کمان صالح[۴] اور نیزہ سام بن نوح اور موزے راگے چار آئینے وغیرہ ہین اُن سب تبرکات کو ذات بابرکات پر اپنے آراستہ کیا اور تیغہ صمصام اور قمقام کہ بلاغ ابراہیمی سے ملے ہین اور ذکر انکا دفتر اول مین ہی اور شمشیر عقرب سلیمانی اور نیمچہ سہراب اور سپر گرشاسپ یہ سب پردہ قاف مین پائی ہین غرض ان اسلحہ کو زیب جسم فرماکر مسجد سے صاحبقران برآمد ہوے دروازے پر مسجد کے دیوانہ بن قندس دیوانہ اشقر بن دیوار تا ئیس کہ ساز و یراق سے درست کرکے کھڑا تھا امیر کو دیکھکر اسنے تسلیم کی اور گھوڑا حاضر کیا مرکب راکب کو دیکھکر فرفر کرنے لگا امیر نے گردن توسن پر انگشت شہادت سے یا علی لکھکر حلقۂ رکاب مین کہ ہمہ تن منتظر قدم سعادت توام امیر تھا پاؤن رکھکر ایال پر ہاتھ ڈالکر گھوڑے کی پیٹھ پر جلوہ فرما ہوے جلوہ دار نے دامن قبا درست کیا بسم اللہ کا شور بلند ہوا غرض دست راست مین نیزہ دو سر اژدہا پیکر بائین مین عنان مرکب رشک صرصر لیکر نادعلی پڑھا گھوڑے کو مہمیز کیا سب سردار بھی شل گربت سپر گردان نعمان بن منظر شاہ یمنی و عامر رو د باری و سیف ذوالیدین و ابوالعدن کرد و طوق حرانگر و اور فرزندان امیر علم شاہ رومی و ملک قاسم بن علمشاہ اسفندیار شاہ گیلانی و داراب کشور کشا و ایرج بن قاسم و خورشید بن ہاشم و ہاشم تیغزن بن حمزہ و کرب دلاور و اسد بن کرب لندھور بن سعدان جانشین حمزہ و مالک اژدر جانشین حمزہ وغیرہ بکر و فرا پنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے یہ سب پانسو پچپن سردار ہین کہ انھین لیکر امیر در دولت آستان بارگاہ ظل اللہ جہان پناہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر آرا قیصر شاہ سعد بن قباد بن صاحبقران پر حاضر ہوئے اور منتظر آمد سلطانی جلوہ خانہ مین ٹھہرے کہ یکایک عیش محل ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر کھنچا صدا غراتی کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا اول بارہ ہزار طفلان ماہ پیکر لباس عمدہ پر زر پہنے ہوئے ہاتھون مین

کرتے سونے کے زرّے لوٹتے لٹانے کے لیے عود و عنبر انگیٹھیون پر جھونکتے نکلے پھر ہزارہا پنجشانے والیان طلائی و نقرئی پنجشانے
لیے وردیان سُرخ سُرخ زیب جسم کیے نکلے پھر کنول برداریان کنول بلورین منقش لیے پیدا ہوئین پھر ہزارہا
نواب ناظر خواجہ سرا انتظام کرتے گزرے اور تخت شاہی کو خادمان محل گھیرے بادشاہ تخت پر سوار کہاریان
پیاریان پیاریان لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہاتھون مین کڑے گردہان پڑے کانون مین بالے ناز و انداز سے ایک طرح
کے نرالے جسم گدرایا خضاب چھایا تمغے اور مچھلیان سرون پر لگائے تخت کو اٹھائے ظاہر ہوئین مرد ہے بسم اللہ خدا اکبر
پکارے امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جاکر کھڑے ہوئے ادھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادھر سب نے گردن بہ تسلیم
جھکائی مرد ہا پکارا بادشاہ مہابلی سلطان جہان نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھاکر دیکھا
صاحبقران نے فرشی مجرا کیا شاہ نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ جگہ تمھاری دل مین ہے امیر تسلیم کرکے بیٹھے پھر سب
سردارون کا مجرا اور سلام ہوا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن اور فرامرز عاد مغربی وغیرہ اور سردار نامدار
بالا ہر ایک نے بعد سلام مجرے کے پایۂ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا کیا سب سردار
سوار ہوکر تخت شاہی کو مانند دل قلب مین قائم کرکے گرد حلقہ کیے ہوئے طرف دادگاہ مصاف کے لیکر چلے
ڈنکے پر چوب پڑی بیت نقارہ آواز آمد عجیب ✤ کہ نصر من اللہ فتح قریب ✤ نقیب کڑکا کہتے ہین وہ نور کا تڑکا
نسیم عنبر شمیم وزان بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آگے باد بہاری غرضکہ بڑی تیاری
سے بادشاہ عالی تبار وارد دشت مصاف ہوئے یہان ایک جانب کو فوج سلیمان نے پرا جمایا اور لقا اور
فرامرز کا لشکر نظر آیا کہ جوڑے جوڑے تیغے گردنون مین گینڈون پر پہلوان سردار گرز بر دوش با تیغ و تفنگ صف آرا
سطوت در در جبینون پر شکن ڈالے نیزون کو سنبھالے حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی ہنگام مین میدان
آتش فشان ہوا برق شعلہ بار چمکنے لگی ابر تیرہ و تار گھر آیا ساحرون کا لشکر اجلال جادو یعنی عمرو لیکر اسی طرف اژدہاے
سحر پر سوار آیا انتظام اور منصرم رکاب پکڑے سحر کی نیرنگی دکھاتے اور چالیس ہزار ساحر بجلیان چمکاتے پتھر برساتے
ترئی پھونکتے نرسنگا بجاتا گھنٹے اور ناقوس کی صدا بلند آکر ایک سمت ٹھہرے کہ آنے سے دونون لشکرون کے گرد ہوا
کرۂ خاک بنا گاؤ زمین کا اس اچھل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھولے صحراے رزم مین خوف سے ہر ایک کے
ہاتھ پانون پھولے روے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمہ خورشید غبار زمین سے گدلا ہوا کہ ؏

	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت		ز سم ستوران دران پہن دشت	

آخر کار بیلچہ کار ہوشیار نکلے اور میدان کارزار پست و بلند و ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خار چنکر جدا انبار لگایا
کہین نقب اور کہین کمینگاہ کو درست کیا جھنڈی جھاڑی درخت کا ٹکڑا زمین آئینہ سان صاف بنائی پھر سقون کے
آبپاشی کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا لنگیان باندھے اور کھاروے کی باندھے وردیان پہنے

گھوڑے کمر سے لگائے تسمے گلون مین اسکے آبشار سنبھالے ہزاری کے فوارے دہانے پر شکون کے چڑھائے چھڑکاؤ
کرنے نکلے کہ انکے آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار کو بٹھا دیا مبارزون کو صورت بہادرون
کی نظر آئی سب فوج دریائے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از سر تا پا غرق بحر آہن تھا سوا
لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ؎ چنان مرد خود را در آہن گرفت * کہ مژگان او شکل سوزن گرفت بہا
صف آرائی شروع ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین مثل سد سکندر کے
آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار دریائے لشکر مین موج
در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتھنی سے تھوتھنی پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نقیب جو آگے بڑھ
آیا تھا اسے پیچھے کو ہٹاتے تھے گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دمبدم باجے رزمی بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کہ یکایک
نقبائے خوش آواز اور گویئے کے لڑکے سرود نواز کہ لٹ پٹی دستارین باندھے تھے رنگین لباس زیب قامت کیے انھون
نے باالحان دلکش سرود بجا کر مذمت دنیائے دنی گائی یہ صدا بہادرون کو سنائی کر ؎

ای مکان نہ سقف سپہر غدار
تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار

اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار

رات دن چہلین ہا کرتی تھین سبزہ زمین
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

بار دان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
واہ ری تیری تنکظرفی بایں عز و وقار

جن پہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
آجکل وہ لب جو چغد کے ہین آئینہ دار

گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار

چیلین منڈلاتی ہین آڑتے ہین بگولے ہر سمت
ہین بیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار

قصر کو جاینند و باشندون کو آنکھ دیکھیں
تکیۂ گور نہ گوزن آج ہے ہر اک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

ای بہادران زمان اب نہ سام ہے نہ صفحہ ہستی پر نشان زال خون آشام ہے برزو رہا نہ بیژن ہے تہ اس بلندی و پستی پر
اسفندیار روئین تن ہے کیسے بہادر صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان پیر فلاک نے بچشم زدن تہ خاک کیے
مگر جرأت سے نام باقی ہے ہر ایک کا ذکر شجاعت کافی ہے لڑائی حسن اتفاق ہے کس لیے سے ؎ دور مجنون گذشت

ولوبت ماست + ہر کرا بجز دزنوبت اوست + تلوار کی آنچ مشہور ہو گیلے سو کھے دونون جلتے ہین سروگردن مین لاگ ہی جی غضب کی آگ ہی زندگی دونون کے نام ہی نام کرلوا ے نوجوا تو لو بڑھکر سرخرو ہو جس کا قدم ڈگمگا گیا وہ پھر کہین آبرو نہ پا ئیگا دو ہرہ لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بری بلاے + پگ آگے ہٹ رہے اور پگ پاچھے ہٹ جاے + غرض یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیرون نیستان شجاعت کے شیرون کو شراب رنگال ہوئی بہادری کا نشہ آگیا آنکھین ہر ایک کی لال ہوئین قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے مرکب پرست ہو کر جھومنے لگے کہ یکایک اجلال جادو نے انتظام اور منصرم سے حکم دیا کہ میرے اژدر کو بڑھکر میدان مین پہونچاؤ انھون نے بحر ٹڑھکر دستک دی اژدہا بیچ میدان مین اڑکر آیا اجلال نے پکار کر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران خداوند لقا سامنے موجود ہین جلد انکی خدمت مین حاضر ہو کر سجدہ کرو ادورہ صورت گردن تابی مین تیری سرکوبی کو آیا ہون میدان مین آ تمنا دلی بر لا امیر نے یہ سنکر اشقر دیوزاد کو تخت شاہی کی طرف پھیرا ادہر بولے گرد نے علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا کلہ اژدر کی طرح کے اسمین چھتیس شقہ ہین جب اُنکو جنبش ہوئی صدا انمین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہوئی یہ علم خواجہ بزرجمہر حکیم نے اژدہے کے پوست کا بنایا ہو اور چھتیس شقہ اسمین کلہ اژدر کی صورت رکھکر ایسے مخرج بنائے ہین کہ جب انمین ہوا بھرتی ہو مشک وعنبر کی بو ان سے آتی ہو اور یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا سنائی دیتی ہو الحاصل میدان مین قرق ہوا کہ اور کوئی سردار سواے امیر کے لڑنے نہ نکلے سب سردار سپہ سالار پیادہ ہوے اور لشکر علم جلوہ گری پر آئے امیر سامنے تخت بادشاہ کے آکر گھوڑے سے اتر کر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے شاہ نے جام کلہ عفریت پر از شربت قند ونبات عنایت فرمایا امیر نے اُسے نوش کرکے پہلوان عادی درگ سالار لشکر کو دیا یہ جام دیو عفریت کو قتل کرکے امیر نے اسکے کلے کی صورت بنایا ہو کہ روز جنگ جبیر رحمت خسروانہ بادشاہ فرماتے ہین تو اس جام مین آسے شربت دیتے ہین ذکر اسکا دفتر اول مین ہو غرض جام عنایت بادشاہ سے سیر ہو کر اور اجازت حرب لیکر خلعت سے مخلع ہو کر امیر نے دوبارہ خانۂ زین کو مشرق آفتاب منور وروشن فرمایا کہ چو شیر یکہ گیر و برآہو کمین + بجست از زمین برآمد بزین + سب سردار صف کارزار مین رخصت ہو کر ٹھہرے اور امیر گھوڑے کو جولان کرکے طرف نادرد گاہ کے چلے مرکب بگڑ رہی تر طرارے بھرتا کلائیان تیر کی طرح مارتا روانہ تھا کہ ابیات

دے چو مرکب کہ برق یا بادے
تیزگامے زباد چابک تر

طرفہ دیوانۂ پریزادے
زرے گوشش زمی کاکل

خوش خرامے ز آب نازک تر
سنبل دمیدہ دستہ سنبل

غرض کہ وہ مرکب تین طرارون مین مقابل اجلال جادو پہونچا اجلال نے بعد گفت وشنید بسیار ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولے سے نکالکر اسپر کچھ افسون پڑھا مگر وہ افسون نہ تھا بلکہ زبان جی تھی کس لیے کہ جب

امیر و عمرو پردۂ قاف گئے تھے تو زبان جنون کی یاد کر آئے تھے ذکر پردۂ قاف دفتر اول مین ہی فی الجملہ عمرو نے
بحیلۂ افسون پڑھنے کے امیر سے کہا کہ مین ساحر نہین ہون آپکا غلام عمرو ہون آپ مجھے اسم پڑھکر گرفتار کریجیے
مگر اس طرح گرفتار نہ کرنا کہ مجھ دبلے سوکھے آدمی کو آپ ایسے موٹے تنگڑے سے ضرر پہونچے اور کوئی عضو میرا بیکار
ہو جائے امیر نے جب یہ باتین سنین بغور عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اور روا ضح ہو کہ خواجہ
عمرو کی آنکھ مین تل ہی کہ اس نشان سے عمرو پہچانا جاتا ہی امیر کو خواجہ کی عیاری پر ایک حیرت ہوئی اور عمرو نے
ایک ناریل پڑھکر امیر پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ ناریل زمین پر گر پڑا اور امیر نے گھوڑا بڑھا کر اسم اعظم عمرو پر
پھونکا تو سواری کا اثر درماش کے آٹے کا ہو گیا اور سب نے دیکھا کہ اجلال پیادہ ہوا اور ترسول لیکر امیر پر حملہ کیا
امیر نے گھوڑے سے کودا اور ترسول خالی دیکر اجلال کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ اے لشکر ساحران
مین نے تمھارے افسر کو گرفتار کیا لشکر یہ ماجرا دیکھکر چارطرف سے لینا لینا کہکر دوڑا امیر نے اجلال یعنی عمرو کو جو
عیار کے ساتھ تھا اُسے حوالے کیا اُسنے بظاہر مقید کیا اور لشکر امیر جہان اُترا تھا وہان لے گیا اور امیر اسم اعظم
پڑھتے ہوے لشکر مخالف پر آگرے پھر تو فرامرز اور سلیمان نے فوج کے افسرون کو للکارا اُدھر سے شاہ اسلام
نے نعرہ مارا ابر سیاہ چارسمت سے گھر آیا اور برق شمشیر چمکنے لگی دونون لشکر آپسمین ملگئے کہ بیت دو لشکر ز لشکر
در آمیختہ + قیامت زگیتی برانگیختہ + اسی گرمی جنگ مین اجلال کے دونون رفیقون انتظام اور منصرم
نے ساحرون کے افسرون کو بلاکر یہ سمجھایا کہ مالک ہمارا گرفتار ہو گیا ہی نہین معلوم وہ اطاعت امیر کی کرے یا
نہ کرے لہذا ہمین لڑنا مناسب نہین ہی چاہیے کہ الگ ٹھہرین اور جب لڑائی یکسو ہوا سوقت اپنے مالک کا
ساتھ دین غرضکہ سب ساحر ایک طرف ہوے اور لقا اور سلیمان دونون کی فوج نے حملے کیے لشکر اسلام
مین نعرے سردارون کے بلند ہوئے زیر تیغ بڑے بڑے خود پسند ہوے ایک طرف امیر کا نعرہ تھا ۵
امیر عرب حمزہ شیر دل + کز دو گشتہ سہراب و رستم خجل + کسی سمت لندھور پکارتا تھا ۵ منم صاحب عمود
و جانشین حمزہ درگردان + شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + ایک جانب مالک اژدر
صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و صاحب حیدر نعرہ زن تھے ۵ منم مالک اژدر خشمگین + علمدار لشکر اہل دین
ایسی جم کر تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زخمی پانی کیا بلکہ پناہ پانے کو ترستا تھا صاعقہ شمشیر اور باران تیر
اور ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر ڈلے کی طرح گرتے تھے دریاے خون رنگ کھیت مین موج مارتے کشتے بے گور و
کفن کہین سر اور کہین بدن تھے شپاشپ تلوارون کے شور شن شن کا لطف تھا تیرون کی بوچھار زخمون
کے ہار تیرون کے گھاؤ سوراخ دار سہرے جوانون کے چہرے مرد و نامرد دولھا دولھن کا لطف تھا
اور بقول اس نظم کے کہ نظم

زچشم زرہ خون روان ہر کنار
خدنگ جگر دار پر خندہ لب
پراگندہ شد اہل جمع عناد
بدنبال کین پروران تاختند
چہ گویم چہ آمد دران انجمن
نہ دل ماند باکینہ جویان نہ ہوش

زخود کردہ قطع نظر روزگار
زخون بردہ تیغ ہلالے گرد
زہامون چو خاروخس و تند باد
پلنگ دلاور زخون سیر نیست
زتیغ دلیران لشکر شکن

کمانہا زبس کشمکش در تعب
زرنگین کمانہا فلک تو بہ تو
دلیران دین خنجر افراختند
بہ نخجیر کس مانع شیر نیست
زفوج ستمگر برآمد خروش

خلاصہ کلام لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لقا اور سلیمان کے لشکر کو شکست ہوئی حریف پسپا ہوے اور تاب جنگ نہ لا سکے بختیارک نے دیکھا کہ اس ملک سے بھی بھاگنا پڑیگا پھر کچھ قابو نہ چلے گا یہ سوچکر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور نقارہ امان بجا کہ لشکر جانبین سے جدا ہوے ادھر کے پہلوان بفتح ونصرت اُدھر برگشتہ بخت بصد خفت و ذلت اپنے اپنے ڈیرے خیمے کی طرف چلے امیر نے کشتون کو میدان سے اٹھوایا تین ہزار آدمی لشکر امیر سے اور تین لاکھ فوج شریر سے کام آیا کشتے لشکر اسلام کے دفن ہوے لشکر مخالف کے تو پھکئے الگ زخمیون کی زخم دوزی ہوئی پٹیان زخمون پر چڑھین امیر نے اسدن تو دربار موقوف رکھا دوسرے دن اجلال کو سامنے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ شناخت مین خداے دو جہان کے کیا کہتا ہی اجلال کہ اصل مین عمرو تھا عرض کیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم امیر نے یہ سنکر خلعت دیا اجلال اُسوقت سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور اہل لشکر کو بلوا کر سمجھایا کہ مین نے اطاعت حمزہ کی اختیار کی ہی تمھین بھی لازم ہی کہ میرے ساتھ رہو اور میری مخالفت نکرو اسوقت کچھ ساحر جو بڑے سیہ قلب تھے وہ تو طرف طلسم کے پاس افراسیاب کے چلے اور باقی مطیع ہوکر ہمراہ اجلال خدمت امیر مین آئے امیر نے سب کو خلعت دیا اسوقت عمرو نے زنبیل سے اجلال کو نکالا اور ستون بارگاہ حشامی سے باندھا جاننا چاہیے کہ امیر کے بیٹھنے کی تین بارگاہ ہین ایک بارگاہ دانیالی دوسری بارگاہ حشامی کہ اس بارگاہ کو خزانہ نوشیروان صرف کرکے حشام پہلوان نے بنایا تھا اور ایک نقارہ بھی درست کیا تھا کہ صدا اسکی بارہ کوس تک جاتی تھی ان دونون چیزون کو امیر نے قتل کرکے حشام کو حاصل کیا اور تیسری بارگاہ سلیمان ہی کہ ملکہ آسمان پری نے بھیجی ہی اور اس بارگاہ سے یہ کرامت ظاہر ہوتی ہی کہ جب اسمین کوئی ساحر آتا ہی جلجاتا ہی اور اسمین کوئی عیار نقب لگا کر نہین آسکتا کس لیے کہ سراپچے بارگاہ کے جسقدر زمین کھودتی ہی اسقدر نیچے ہوجاتے ہین اور سراپچے اور پردہ اور کوئی چیز اس بارگاہ کی خنجر و تلوار کسی سلحہ سے چاک نہین ہوتی اور کوئی عیار سراپچہ قنات کو اس بارگاہ کی پھاند کر نہین آسکتا کیونکہ جسقدر انسان جست کرکے بلند ہوا اُسی قدر سراپچہ بارگاہ بلند ہوجاتا ہی غرض اس لحاظ سے کہ ساحر اس بارگاہ مین جلجاتا ہی امیر و بکاری

ساحر کی بارگاہ خشاہی مین فرماتے ہین فی الجملہ عمرو نے اجلال کو باندھکر پھر فتیلہ دافع بیہوشی سنگھانے وقت زبان
اسکے منہ سے کھینچکر سوزن سے چھید دی تاکہ سحر نہ کرے پھر ہوشیار کیا جب آنکھ اجلال کی کھلی اپنے تئین گرفتار
دیکھا اور سامنے اپنی صورت کا دوسرا اجلال پایا حیرت ناک ہوکر گھبرایا عمرو نے کہا ذرا اے اجلال جادو چشم خود را
واکن و حال خود را تماشا کن منم سرہنگ سرہنگان عالم مولا سے ملوک العرب والعجم دوندہ بیدرنگ
صاحب تنطورہ ذرنگ مردان سرہنگ و نامردان از پیش من پالنگ منم جناب فطرت مآب حضرت شیخ الاصحاب
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار بیکر طراز خواجہ عمرو بن امیہ نام دارد دیکھا تو نے قدرت
خدا کو کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا وہ دختر سلیمان نہ تھی جسے کوٹھے پر بلایا تھا وہ یہ عبد ذلیل خدا تھا جو
تجھے پکڑ لیا اور لشکر تیرا مطیع ہوکر داخل ملازمان صاحب قران ہوا اور ملکہ یعنی معشوقہ تیری میرے پاس
گرفتار ہی اگر تو اطاعت کرے معشوق ملے جان بچے اور اگر ملک کا اپنے خیال ہی کہ افراسیاب ضبط کرلے گا
تو حمزہ ایک ملک کے بدلے چار ملک دیگا اجلال نے جب یہ کیفیت دیکھی اور جملہ مضمون پر مطلع ہوا دل سے
یقین کیا کہ لقا جھوٹا ہی اگر وہ خدا ہوتا اس حال کو نہ پہونچتا اور عمرو کے ہاتھ سے ذلت اسکا کوئی دوست
بناتا الحاصل اجلال نے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتا ہون عمرو نے سوزن زبان سے نکالا اور کھولدیا
اجلال دوڑکر امیر کے قدم پر آگرا صاحبقران نے خلعت دیکر اپنے سردارون مین داخل کیا اور بارگاہ مین
چہل ستون کے باہر دنگل بیٹھنے کو ملا واضح ہو کہ اندر چہل ستون بارگاہ تخت شاہی بچھا ہی اور برابر اسکے دنگل
امیر کا ہی اور دنگل امیر کے بعد بیٹے اور پوتے اور جانشین امیر و عمرو کے بیٹھنے کی جگہ ہی باقی سردار تاجدار عیار
بیرون چہل ستون دست راست اور دست چپ ہین صاحبقران کے بیٹھتے اور وہ جانشین امیر کے ہین
کہ ایک دست راست کے سردارون کا ہی افسر اور نام اسکا لندھور ہی اور دست چپ کے سردارون کا جو
افسر ہی نام اسکا مالک اژدر ہی اور جو سردار دست راست کے ہین وہ چاہتے ہین کہ ہم زیادہ بہادری کھائین
اور دست چپ چاہتے ہین کہ ہم اپنی شوکت جتائین اسوجہ سے آپسمین چشمک رہتی ہی اور ایک دوسرے
سے دست راست اور دست چپ کے سردار سے چوٹ چلتی ہی اور اسی طرح جو عیار دست راست کے
سردارون کے ہین وہ دست چپ کے بہادرون کے عیارون سے چشمک رکھتے ہین اگرچہ سب شاگرد
اور بیٹے عمرو کے ہین اور یہ سب عیار ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین اور ان سب عیارون مین چودہ افسر
ہین اور ان افسرون کے چار شخص افسر ہین اور ان چار افسرون کا ایک شخص افسر ہی اور اس افسر کا ایک
استاد اور مالک عمرو ہی اور بعد عمرو کے جوان سب کا افسر ہی بجائے خلیفہ عیاران لشکر ہی نام اسکا مہتر قران
ہی اور یہ نظر کردہ حضرت امیر المومنین ہی کبھی عورت کی صورت بضرورت بنتا ہی اور نہ کبھی یہ عیار لشکر مخالف

کے سردار اور عیار کے ہاتھ سے گرفتار رہتا ہی غرض بعد قران کے جو چار افسر ہین نام اُنکے مہتر برق فرنگی و چالاک
بن عمرو اور مہتر بزرگ ختائی اور ابوالفتح اصفہانی ہین اور اُنکے چودہ افسر ہین وہ گلباد عراقی و سمک
یلطاقی و عمران ختائی و سیارہ بن عمرو و فاقولہ سمرقندی و مہتر سنجر بلخی و مہتر کجبر و اصفہانی و امیر
بن عمرو و فرخ بن عمرو و ابو شہاب خرقہ پوش و ابوسعید لنگری و ضرغام شیر دل ہین حال انکے
چشمک کا خالی لطف سے نہین ہی کسی جگہ بیان ہوگا القصہ بر سر مطلب اجلال جادو سے امیر نے فرمایا کہ تمھین جس صفت
مین بیٹھنا منظور ہو وہان بیٹھو اور یہان کا یہی دستور ہی کہ جسجگہ سردار بیٹھنا پسند کرتا ہی وہان بیٹھتا ہی اجلال کو دست چپ
کے سردارون سے الفت پیدا ہوئی اور بائین طرف دنگل بچھوایا مالک نے کمال تنظیم کی اور محبت ظاہر فرمائی امیر نے
فرمایا کہ ای اجلال ساحری سے توبہ کرو کہ سنیوہ ہم لوگون کا سحر کرلے کا نہین ہم مین ہر ایک شمشیر کا دھنی ہے اُسنے
حسب ارشاد امیر سحر کرنے سے توبہ کی اور لقا پرستی ترک کرکے وہ مسلمان ہوا امیر نے حکم جشن کرنے کا دیا عشرت کا سامان
مرتب ہوا ساقیان خوش ادا پیمانہ خراب ہوش ربا لیکر حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے مستانہ
ہوشیا ہوش اور نوشا نوش کی بلند ہوئی ع ہر طرف ایک جوش مستی شور مستانہ رہا + خوب ہی ابر کی برس ورد نہ
پہ میخانہ رہا + امیر نے سب کے ساتھ شراب نوشی کی ناچ سامنے ہونے لگا اور ہر ایک مصروف عیش و طرب
اُسوقت تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور ایک عورت نازنین مہ جبین زہرہ تمکین لباس عمدہ پہنے بارگاہ
مین آئی اور امیر کو آکر تسلیم کی اجلال نے پہچانا کہ میری معشوقہ ملکہ نسرین عنبرین مو دختر سلیمان ہی یہ گھبرایا
کہ محفل مین ایسی بیغیرت ہو گئی جو چلی آئی مگر ذکر سنئیے کہ چالاک نے جو محل مین ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا جب دیکھا
کہ خواجہ چلے گئے اور لشکر مین امیر کے پہونچے اور سلیمان طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اسوقت قلعہ سے اس حیلہ سے سوار
ہوا کہ مین اپنے باپ کو دیکھ آؤن جب سواری باہر قلعے کے آئی چالاک محافے سے نکلکر جست و خیز کرتا ہوا لشکر امیر
کی طرف چلا خواصین اور اہل عملہ سواری کے لوگ حیران ہو کر ملکہ کو پکڑنے دوڑے مگر کب پاتے ہین یہ کود پھاند کر
عیاری سے نکل گیا اور امیر کے پاس آیا وہان ملازمون نے سلیمان سے جا کر عرض کیا کہ صاحبزادی تمھاری نکل
گئین سلیمان تلوار پکڑ کر چلا کہ مین حمزہ کے لشکر مین جا کر اُسے قتل کرونگا لیکن بختیارک نے دامن پکڑا کہ کہان
جاتے ہو ایسے سانحے تم پر کیا موقوف ہین ہمارے خداوند لقا پر جو مٹھے ہین گزرے ہین دو صاحبزادیان اُنکی ایک
ملکہ جہان افروز اور دوسری ملکہ گیتی افروز پسران حمزہ کے ساتھ نکل گئین سلیمان یہ کلام سنکر ٹھہر گیا اور خداوند
لقا نے بختیارک سے کہا ارے حرامزادے شیطان میری لڑکیون کا کیون ذکر کرتا ہی اُسنے کہا خداوند مین دنیا کی مثل
کہتا ہون کچھ برا نہ مانیے غرض وہ بات تو ہنسی مین ٹل گئی اور یہان امیر ملکہ کو دیکھکر حیران تھے کہ اُسنے عرض کیا یا امیر
مین چالاک بن عمرو ہون اور سب ماجرا گزارش کیا اجلال کو عیاری کا حال سنکر بڑی حیرت ہوئی کہ اللہ کیا کیا

عیار ہین یون محل مین رہے اور کوئی پہچان نہ سکا ادھر جاسوس لشکر کفار بشکل مبدل بارگاہ مین حاضر تھے اُنھون
نے یہ خبر جاکر سلیمان سے کہی کہ وہ دختر آپ کی نہ تھی چالاک عیار تھا اور سارا ماجرا بیان کیا بختیارک یہ حال
سنکر بہت ہنسا اور کہا واہ ای سلیمان میان اجلال جادو طلسم سے آئے مگر پیر و مرشد یعنی عمرو نے لڑنے بھی نہ پایا
اور پکڑ لے گئے تمھین اپنے گھر کا بھی کچھ حال نہ معلوم ہوا بھلا تم انتظام سلطنت اور فوج کا کیا کروگے اور کیونکر امیر
سے بہادر اور ہوشیار سے لڑوگے سلیمان نے کہا ملک جی مین دوسری عرضی خدمت افراسیاب مین بھیجتا ہون
اور مدد طلب کرتا ہون اور اب کی بار نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دوسری عرضی افراسیاب کو لکھی اور
سارا حال اجلال کا لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بہت جلد کسی ساحر زبردست کو بھیجیے کہ وہ اگر خداوند کی مدد کرے اس
عرضی کو بنا بر دستور کے جیسا اوپر بیان ہوچکا اُسی پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا افراسیاب کو خبر ہوئی پنجہ روانہ
کیا اور عرضی کو منگایا پڑھا اور غضبناک ہوکر اپنے اہل دربار سے کہا کہ سنا تم نے اجلال جادو نمک حرام ہوگیا
اور خداوند کا دین ترک کرکے مطیع دشمنان خداوند ہوا لہذا چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک ساحر یا ساحرہ خداوند کی
خدمت مین جائے اور حمزہ کے لشکر کو غارت کرکے اجلال کو رنمک کو باندھکر میرے پاس لائے جب افراسیاب
نے یہ کلام تمام کیا دربار مین اسکے ایک ساحرہ نام حسینہ جادو منجملہ اور جادوگرون کے کرسی پر نشیمن تھی حکم خدا سنکر
اُٹھی اور عرض کیا کنیز اس جنگ کے لیے جائیگی افراسیاب نے خلعت دیا اور کہا عیارون سے بہت احتیاط رکھنا
جاؤ خداوند سامری اور جمشید کے سپرد کیا ملکہ حسینہ جادو دربار سے رخصت ہوکر جس ملک کی طلسم مین حاکم ہی
وہان آئی اور بیس ہزار اور جادوگرنیون کو حکم دیا کہ سامان روانگی پئے جنگ وجدال درست کرو اور کوہ عقیق
مین میرے ہمراہ چلو غرض یہ سب تیاری چلنے کی کرتے ہین لیکن افراسیاب نے جواب عرضی لکھکر پہاڑ
پر پنجے سے بھجوا دیا ملازم سلیمان اُٹھا لیگئے سلیمان کو جاکر دیا اُسنے پڑھا۔ لکھا تھا ملکہ حسینہ جادو وہان آتی
ہین کل لشکر حمزہ کو برباد کردیگی تم اطمینان رکھو یہ مضمون پڑھکر سلیمان بہت خوش ہوا یہ سب خبرین جاسوسان
لشکر امیر سے جاکر کہین کہ سلیمان نے مدد طلسم سے طلب کی اور جواب بھی عرضی کا آگیا اسے پڑھکر سلیمان خوش ہوا
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر مدد کو آیا چاہتا ہی امیر نے یہ خبر سنکر ارشاد کیا کہ جبتک طلسم فتح نہ ہوگا اسی طرح ساحرون
کی آمد رہیگی اور بدیع الزمان میرے فرزند کی بھی رہائی نہ ہوگی لہذا ای عمرو پہلے ملکہ نسرین دختر سلیمان کو
زنبیل سے نکالکر محلات مین داخل کردو اور اجلال کے ساتھ نکاح کردو اور ہمارے خزانے سے جمیع مصارف ملکہ
مقرر ہو بشرطیکہ دین اسلام قبول کرے اور لقا پرستی سے باز آئے عمرو نے کہا مین زنبیل سے ملکہ کو جب نکالونگا
جب کچھ ملے گا ورنہ زنبیل داخل کرنے روپیہ کے لیے ہی نکالنے کے لیے نہین ہی زنبیل کے اندر جو چیز جاتی ہی آ سکا
یہ حال ہی کہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد امیر خواجہ کی باتون پر بہت ہنسے اور کئی لاکھ روپیہ عنایت

فرمایا عمرو نے جاکر روپیہ خزانچی سے وصول کیا اور ملکہ نسرین کو زنبیل سے نکالکر اپنے خیمے مین بٹھایا امیر نے پوشاک
بھجی ملکہ نے پہنی اور حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہی اور مین کہان آئی ہون اسی ہنگامہ مین امیر خود خیمے مین تشریف لائے
اور ارشاد فرمایا کہ ای ملکہ اس طرح عیار میرا تمھین یہان لایا ہی اور سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ عاشق تمھارا
یہان اجلال جادو موجود ہی اب تمکو اختیار ہی چاہو یہان رہکر اپنے عاشق سے نکاح کر لو اور اگر یہ منظور نہو تو
مین تمھین تمھارے باپ کے پاس بھیجدون ملکہ نے امیر کی مروت دیکھکر عرض کیا کہ مین آپکا دین اختیار کرتی ہون
غرض امیر نے برضا مندی ملکہ اجلال جادو سے نکاح کر دیا اور ملک و مال ان دونون کو بہت کچھ دیا بعد فراغت
اس امر کے حکم کیا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ حسب ارشاد خواجہ زادے حاضر ہوئے امیر نے تعظیم کی اور بعزت
تمام بٹھایا اور فرمایا کہ آپ ملاحظہ کرین قرعہ پھینک کر کہ طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اور افراسیاب کس بہادر کے
ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہ زادون نے موافق سوال امیر کے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا اور بڑی فکر کر کے حال اشکال
رمل کی سعادت و نحوست کا دریافت فرماکر کہا کہ یا صاحبقران علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا لیکن
ہم از روے قواعد رمل کے عرض کرتے ہین کہ اس طلسم کے فتح کرنے کو نواسا آپ کا شاہزادہ اسد بن کرب غازی
تشریف لیجائے اور اسکے ساتھ پانچ عیار بھی ہون کہ ایک ان مین مہتر قران نظر کردہ مولانا علی ابن ابی طالب
علیہ السلام ہو اور دوسرا برق فرنگی تیسرا عیار شہزادہ اسد کا کہ خود اپنے آقا کے ساتھ جائیگا اور وہ ضرغام
شیر دل ہو اور چوتھا عیار جسے جانا چاہیے وہ جانسوز بن قران ہو اور پانچوین عیار کا نام ہم نہین عرض
کرسکتے مگر سرنام پر اسکے حرف عین ہی عمرو سمجھ گیا کہ مجھے کہتے ہین بول اٹھا کہ یا امیر ایک حکیم زادہ بھی طلسم مین
جاکے خالی عیارون سے مطلب برآری نہوگی خواجہ زادون نے کہا کہ دیکھیے ہمنے اسی وجہ سے نام نہین بتلایا
کہ آخر انھون نے ہمپر اعتراض جڑ دیا خلاصہ آپ جائیے عیار جائین ہم نے صرف بتا دیا امیر نے کہا خواجہ
تمھارا نام نکلتا ہی تمکو جانا پڑیگا عمرو نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا امیر نے خواجہ زادون کو تو رخصت کیا حسب قدر
حوصلہ انعام و خلعت دیا بعد اسکے شاہزادہ اسد بن کرب غازی سے ارشاد کیا کہ ای فرزند طیاری سفر کرو
اور واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہو اسد اپنے دنگل پر سے اٹھا اور آداب بجا لاکر بارگاہ مین آیا اور مصروف
انتظام روانگی ہوا پھر صاحبقران نے دس لاکھ روپیہ منگواکر پانچ لاکھ انھین سے واسطے زادراہ کے
چارون عیار کو جن کا بھیجنا منظور ہی عنایت کیے اور پانچ لاکھ جو باقی رہے وہ عمرو سے کہا تم لیکر طرف طلسم
کے جاؤ عمرو نے جب روپیہ کثیر دیکھا کہ ملتا ہی کہا یا صاحبقران کچھ روپے پیسے کی مجھے خواہش نہین اور مین
ہرگز طلسم مین نہ جاتا مگر کیا کرون کہ فرزند آپ کا گرفتار ہی اس سبب سے مجھے چار و ناچار جانا پڑا لیکن آپ میرے
شاگردون کو روپیہ دیکر خراب کیا چاہتے ہین یہ کہکر ان چارون عیارون سے کہا کہ اوحاسشدنیو تم یہ

پانچ لاکھ روپیہ لیکر سب برباد کروگے لاؤ مجکو دو مین رکھ چھوڑون تمھارے وقت پر کام آئیگا اور تم عیاری کیا خاک کروگے اپنے پاس کا روپیہ صرف کر کے طلسم مین جاؤگے چاہیے کہ وہان سے اور پیدا کر کے لاؤ نہ کہ یہان سے لیجاؤ اور مین نے جو روپیہ لیا تو میرا خرچ بہت ہی وہ عیار سمجھے کہ استاد یہ روپیہ دیکھ چکے ہین چھوڑینگے نہین غرض انھون نے وہ پانچ لاکھ روپیہ بھی عمرو کی نذر کیا اُنھون نے سب روپیہ زنبیل مین داخل کیا اور بارگاہ سے اپنے خیمے مین آیا اور تیاری سفر کرنے لگا ادھر وہ چارون عیار بھی درستی سامان سفر مین مصروف ہوے اسیچ اُنکو عمرو سے مخفی بہت سا روپیہ دیا

روانہ ہونا شیر بیشہ شجاعت وجلادت وبہادری شاہزادہ اسد بن کرب غازی کا مع خواجہ عمرو اور مہتر قران اور برق فرنگی اور جانسوز بن قران اور ضرغام شیر دل کے واسطے فتح کرنے طلسم ہوش ربا کے اور ہر ایک کا داخل ہونا طلسم مین علیحدہ علیحدہ اور مقابلہ ہونا ساحرون سے۔ لمؤلفہ

ترے در پہ اے ساقی لالہ فام
کہ سر بادہ خوارونکے پھرنے لگے
وہ ساغر پلا جو روانی دکھاے
دکھادون مین نیرنگ عالم تمام
روان صفحے پر ہو قلم اس طرح
کہ ہو رنگ زیر زمین سامری

ہوے جمع پھر آکے میکش تمام
شا گردش بخت فرخندہ خو
طبیعت کی میرے گرانی دکھاے
جو اک جام مئے اور مین پاؤنگا
چلے جو ستا بادہ کش جس طرح
مرصع خیال سخن آفرین

طلب جام مے تجسے یا تنک کیے
تُجھا دور مین مجکو زندونکے تو
بدولت ترے ساقی نیکنام
طلسمات کی سیر کرآؤن گا
دکھاؤن قلم کی وہ جادوگری
سخن را کرسی نشاندا یہ چنین

رہروان جادۂ اقلیم معانی وفتاحان طلسم خوش بیانی سیاران منازل غرائب ونادرات طرازان حکایات عجائب طلسم معنا مین بدیع کو بدستیاری لوح میدان قلم یون فتح کرتے ہین اور عالم خیال مین بترتیب تفکر ہو کر اس طرح قدم دھرتے ہین کہ اسد دلاور نے اپنی جگہ پر آکر چالیس ہزار سواران جرار کو حکم دیا کہ طیار ہو کر واسطے فتح کرنے طلسم کے چلین بمجرد حکم شاہزادہ گردون وقار بارگاہین اور خیمے چھکڑون پر بار ہوئے اور بہادر افسران فوج مسلح مکمل ہو کر چلنے پر تیار ہوے اسد محلات عظمی مین آیا اور پائے ادب کو اپنی مادر مہربان دختر صاحبقران ملکہ زبیدہ شیر گیر کے بوسے دیکر آنکھون سے لگایا اور عرض کیا کہ اے والدہ ماجدہ یہ غلام آپکا طرف طلسم کے واسطے رہائی ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان کے جاتا ہی آپ بھی بدل مجھے رخصت فرمایئے اور معاف فرمایئن جو کچھ مجھسے عمداً یا سہواً ہوئی ہون اُنکو معاف فرمایئے ملکہ زبیدہ شیر گیر ایک تو بھائی کے غم مین مبتلا تھی اب فرزند کے جانے سے آنسو آنکھون مین بھرلائی

اور اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا یہ خبر تمام محلات مین ہوگئی کہ شاہزادہ اسد چھوڑانے بدیع الزمان کو
جاتے ہین اسوقت سب بیبیون نے صاحبقران کی آکر اسد کی بلائین لین اور نذر امام ضامن مائین اشرفیان
بازو پر باندھین ملکہ کرویہ بانو کہ اسد کی حقیقی نانی ہین مفارقت سے اسد کی بے قرار ہوکر خوب روئین آخر
سب نے دعاے حرز جان پڑھ کر شاہزادے پر دم کی اور دعا دیکر رخصت کیا اسد نے وہان سے آکر اسلحہ خانہ
کھلوایا اور اسلحہ طلسم فیروزہ جمشیدی کہ جو انھون نے فتح کیا ہے اور ذکر اسکا دفتر ایرج نامہ مین ہے نکلوایا
چالیس ہزار خفتان فیروزی نگار اور تیغ ہاے شرربار لیکر اپنے لشکر مین تقسیم فرمائین اور کئی ہزار جوڑیان نقرئی
اور طلائی نقارون کی فستر اور ہاتھیون پر بار کرائین اور عرابے زر شخ ابسفید کے ہمراہ لیے اور ایک روز لشکر
مین ٹھہر کر سب سردارون سے رخصت ہوا سب امیر الامراے صاحبقران خیمے مین اسد کے آئے اور
سب نے گلے لگایا اور رخصت کیا ایک رات اور ایک دن یہی ہنگامہ رہا جب دوسرے روز مسافر مغرب
دولتسراے مشرق سے بعزم طے منازل بروج آسمان برآمد ہوا شاہزادہ اسد کے لشکر مین کوس سفر بجا اور
شاہزادہ بعد اداے فریضہ نماز سحر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی نوبت و نقارہ کی صدا بلند ہوئی امیر مسجد مین
مع سرداران نماز پڑھتے تھے بعد فراغ نماز پوچھا کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ شاہزادہ اسد
جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا چلو ہم سواری کا سامان دیکھین اور ایکبار وقت رخصت پھر اپنے فرزند کے
دیدار سے مسرور ہون یہ فرماکر مسجد سے برآمد ہوے اور ایک مقام بلند پر سر راہ جاکر ٹھہرے سب سردار ساتھ
تھے یکایک ہاتھی سامنے سے نمودار ہوے مستکون پر انکے آئینے نصب تھے جھولین زربفت پڑی تھین علم دار
علمون کو جلوے دیتے تھے پھریرون پر تعریف خداے لایزال تحریر پرچم پر ہر ایک کے سورہ انا فتحنا کی تفسیر
انکے بعد گجبال شتر نال دامی اور نقارے نقرئی و طلائی ہاتھیون اور شترون پر نقارچی بادلہ پوش پگڑیان
گلنار باندھے چپکنین کمخواب کی پہنے دوال مرصع لیے نقارون پر چوب لگاتے دمامے رعد آسا گڑگڑاتے
تجمل و شان دکھاتے نکلے پھر بانون کی تیغیان اونٹون پر جنکے جھڑیان جواہر کار مرصع پوش طرحدار اونٹون
کے غور بند سقیشتی ہر ایک گنگا جمنی گلے مین پڑے اپنی سج دھج دکھاتے آگے بڑھے برابر انکے ہزارہا آدمی پیادہ
جنگ پر آمادہ باہم تقل باندھے گروہ کیے تعداد مین پانچ ہزار لاکھون کے غول کا انبوہ کیے تفنگالوی
پگڑیان سر پر انگرکھے چست ڈاٹے جوتے خرد نوکے پاؤن مین پہنے خواصیان شیر دہان کاندھے پر سنبھالے
جس پر غلاف زربفت چڑھے ایک طرف روانہ تھے اور چار ہزار مرکب کوتل جنکا ساز و یراق مرصع کندن کے
کرتے ہیکلین پہنے کلغیان دوہری ایک سر پر اور دوسرے کنوتی کے بیچ مین لگائے پاکھر ہر ایک کے پڑی
کھنڈیان پھٹون پر چڑھین سائیس گلس رانی کرتے پیدل ہوئے پھر کئی ہزار سقہ کھاروے کی لنگیان باندھے

ور دیان زربفت کی پہنے گلاب کیوڑا بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے گرد و غبار بٹھاتے ساتھ ساتھ اُنکے بیلدار کنکر چنتے چلے گئے پھر طفلان ماہ طلعت منقلین سونے اور چاندی کی لیے عود بر کی کا بگشا ڈالتے جنگل کو رشک تاتار یا غیرت دہ طبلہ عطار بناتے اپنی سج دھج دکھاتے لباس رنگین پہنے جواہر کے کڑے ہاتھون مین پڑے ہر ایک شعلہ رخسار ماہ جبین وطرحدار گزر گئے بعد اُن کے مرد ہے عصاہاے نقرئی وطلائی لیے ادب وتفاوت پکارتے سہ

نقیب اور جلودار اور چوبدار
دو جانب سے باگین لیے آئیو
بڑھے جاؤ آگے سے چلنا قدم

یہ آپس مین کہتے تھے ہر دم پکار
اُسی اپنے معمول و دستور سے
بڑھے عمرو دولت قدم با قدم

بلاتون جو آلو بڑھے جائیو
ادب سے تفاوت سے اور دور سے
علم شیر پیکر کا پھریرا کھلا اُسکے

سایے مین گھوڑا شاہزادہ تہمتن وصف شکن مرد میدان دلاور نبیرہ حمزہ حجازی اسد بن کرب غازی کا شاہزادہ اسلحہ طلسم جمشیدی لگائی زرہ فیروزہ نگار پہنے ارابے زر سرخ و سفید کے لدے شاہزادہ کے سر پر زر نثار کرتے نقارے کئی ہزار ایک ساتھ بجتے پس پشت چالیس ہزار سوار جرار حلقہ پوش چار آئینہ شجاعت کا ہر ایک کو جوش گھوڑے سے گھوڑا ملاے باگین اُٹھائے برچھی کنوتیون پر مرکب کے رکھے دلاتیان کمر سے لگائے گرز گران بار لیے ارابے ساتھ بڑے حشم وخدم سے ظاہر ہوئے اور امیر کو اسد نے کھڑے دیکھکر مجرا کیا گھوڑے سے اتر کر خدمت مین حاضر ہوا صاحبقران نے گلے سے لگایا اور دعاے فتح وظفر دی دل بھر آیا اسد نے عرض کیا کہ نانا جان آپ کو حفظ وحمایت خداے پاک مین مین نے دیا امیر نے قبول فرمایا سب سردار گلے سے لپٹ گئے اور ہر ایک نے تنگا تنگ بغل گیر کیا پھر اسد نے کہا سہ یا امیری وانت مولائی + بسفر رفتنم چہ فرمائی + صاحبقران نے فرمایا سہ بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روے وباز آئی + ای فرزند پروردگار عالم جلد تر تمھاری صورت پھر ہمین دکھائے اور طلسم مین دشمن پر مظفر ومنصور فرمائے لو سدھارو قادر وتوانا خداے دو جہان کے سپرد کیا اسد قدم کو اپنے نانا کے بوسہ دیکر پھر اور مرکب پر سوار ہوا سواری بڑے عظم وشان سے مثل باد بہاری آگے بڑھی امیر ادھر پھرے سردار رونے لگے محلات مین گریہ وزاری کی صدا بلند تھی امیر کے پھرتے وقت شاہزادہ کے بہیر و بنگاہ کے لوگ خیمے ڈیری بارگاہین گردون پر لادین جملہ سامان کوچ و مقام شکار کا اسباب سامان جلسہ ادبا نشاط جنگ ورباب لیے جاتے تھے امیر بارگاہ تک نہ پہونچے تھے کہ یکایک آواز زنگولون کی آئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عمرو بن امیہ چاہدا آتے ہین چارون عیار ہمراہ ہین لباس عیاری اور کلاہ سرداری پہنے بانے عیاری کے جسم پر لگائے کمند ہر ایک کے سر سے بندھے گوپھن بازو پر لپٹی

تھرون کا توبڑا گلے مین ڈالے قنطورہ زربفتی اور تنیادے سقرلاتی جیلہاے جسم نا حق بادین بھرتی چست وچالاک بنے ہوے کسوت عیاری ومکاری زیب قد کیے ہوئے امیر کے قدم سے آکر لپٹ گئے امیر نے ہرایک کو گلے لگایا اور امیر کی مفارقت یاد کرکے ہرایک بے اختیار رو دیا عمرو نے عرض کیا کہ ای آقاے نامدار واے مولاے قدر شناس اس ساتھ کے کھیلے کو فراموش خاطر عاطر نہ فرمایئے گا اور حقوق دیرینہ خدمتگزاری کے عوض دعاے خیر کیجیے گا اس سفر مین دیکھیے کیا ہوگا مقابلہ شہنشاہ ساحران افراسیاب سے ہی طلسم مین جاتا ہون دیکھیے کیا پیش آتا ہی یا امیر اپنی جگہ پر اپنے فرزند کو سردار عیاران کیے جاتا ہون اسکو میری جگہ پر بٹھایئے گا اور جو مجھسے خدمت لیتے تھے اُس سے اس کام کو فرمایئے گا امید کہ وہ یہ منصب ادا کرے اور وہ چالاک بن عمرو ہوا امیر نے منظور فرمایا چالاک اور سب عیار پہونچانے ساتھ گئے تھے انکو یہ حکم بنا بر وصیت خواجہ سنایا سب نے بدل قبول کیا اور چالاک کو اپنا امیر بنایا الحاصل عمرو بھی رخصت ہوکر آگے بڑھے اور تھوڑی دور جاکر ان چار دن عیارون سے کہا ای برادران مثل شہور ہوکر اپنی اپنی ڈفلی اپنا راگ الگ الگ صحراے طلسم طی کرکے طلسم مین داخل ہون اور علیحدہ چلنے مین فائدہ بھی متصور ہی کہ اگر کسی جگہ پر کسی کو ضرر ہوگا اور کوئی گرفتار ہوگا تو ایک دوسرے کا وقت پر اکر یاور ہوگا اور جو سب ساتھ چلین گے ایکبارگی گرفتار ہوجاینگے عمرو کے کہنے سے عیار علیحدہ ہوے مہتر قران کسی سمت برق فرنگی ایک جانب ضرغام کسی طرف جانسوز کسی راہ سب الگ الگ چلے اور عمرو جست وخیز کرتا اُس راہ کو چھوڑ کر کہ جدھر سواری شاہزادۂ اسد کی جاتی تھی ایک طرف کو چلا مگر اب اول حال شاہزادہ کامگار اسد شہسوار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ با حشم وخدم قلعۂ کوہ عقیق کی سرحد سے گزر کر دہ راہ طی کرکے اس مقام پر کہ جہان نقارہ اور چوب پہاڑ پر رکھی رہتی ہی اور سلیمان اُسکے ذریعے سے نامہ وپیام افراسیاب سے کرتا ہی پہونچے اس کوہ بلند کو دیکھا کہ ایک کوہ کہ سنزلون تک بلندی اسکی تا فلک ہی کمند فکر کی رسائی محال طائر وہم پہونچے کیا مجال ہے

سیلے کوہ بود وبغایت بلند
برد کہکشان گشتہ گونہ کمند

برفعت زدہ طعنہ بر چرخ پیر
زسنگش برخ ماہ گشتہ زریر

شاہزادہ والا گہر وہان پہونچکر ایک لمحہ ٹھہرا اور اس کوہ کو اس حق پژوہ نے ملاحظہ کیا قلہ کوہ سے پایین کوہ تک کوہ پارہ رشک لالہ وزگستان کو اکب کھلا تھا بہار مثل گلدستے کے بنا تھا گھا ٹیون سے ابشار ہورہا تھا جھرنا جھوٹتا تھا تدرو کہساری کے تہقہے تھے بلبل شوریدہ کے چہچہے تھے سرکوہ پر نقارہ رکھا تھا اور ایک پیر صد سالہ بیٹھا تھا جب اسد عازم داخلہ درکوہ ہوا وہ پیر پکارا کہ ہان ہان

نوجوان کیا غضب کرتا ہے دانستہ دہن اژدر مین قدم دھرتا ہے اس پہاڑ کے ادھر طلسمات ہے بلا کی جگہ ہے وہان کا
گیا ہوا پھرا نہین ملک عدم کے سوار استہ ملا نہین اپنی جوانی پر رحم کر پھر جا ورنہ تو کجا اور زندگی کجا اسد یہ
کلام سنکر للکارا کہ باش اے پیر نابالغ جوانمرد کہین مرنے سے ڈرتے ہین قدم ہمت بڑھا کر پیچھے کب پھرتے ہین
منم درہم کنندۂ طلسمات سیارۂ عجائبات نبیرۂ حمزہ حجازی شہزادہ اسد بن کرب غازی تیرے روکے
سے کب رکتا ہون جان بیچکر طلسم مین چلا ہون اُس پیر نے جب نام نامی شہزادہ گرامی سُنا پکار کر کہا کہ اگر یہ
ارادہ ہے اور فتح طلسم کا تہیہ کیا ہے تو بسم اللہ کون روک سکتا ہے تشریف لیجائیے جو قصد ہو پورا کیجیے شاہزادہ
نے گھوڑا آگے بڑھایا اور مع لشکر داخل درۂ کوہ ہوا پہاڑ پر یہان طائران طلسمی اڑے اور نقارہ بجنے لگا
طائرون نے جاکر افراسیاب کو خبر دی کہ بارادۂ فتح طلسم نبیرۂ حمزہ اسد نام اس قدر فوج سے داخل
سرحد طلسم ہوا افراسیاب نے یہ خبر سنکر فی الفور سرحدداران طلسم کو نامے لکھے کہ اسد نامے
شہزادہ حمزہ کا نواسا داخل طلسم ہوا ہے جہان پانا فوراً گرفتار کر لینا ہر ایک ساحر طلسم آمد شاہزادۂ
والا تبار سے آگاہ ہوا اور فکر گرفتاری کرنے لگا لیکن شہزادہ نے درۂ کوہ طے کر کے جب سر بدر کیا تو
ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا مین گزر ہوا کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا گل خودرو کی خوشبو سے جنگل
بسا تھا اگر کہین خار تھا وہ بھی گل کے گلے کا ہار تھا جھاڑیان زلف معشوق کو شرماتی تھین دریا کی لہرین
رفتار جانان یاد دلاکر دل بیتاب کو لہراتین سبزہ چرخ اخضر کا سبزہ تھا خلاصہ یہ جنگل ہرا بھرا تھا ؎

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ — مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ
سوئے اس سبزے پر اگر بیمار — تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوائے خوش اس سے آتی تھی — روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام — مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
کفت پا جس نے اُس زمین پہ دھری — چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان — ہون اسی سبزہ زار پر غلطان
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز — اک طرف تھی نسیم عنبر بیز

شاہزادۂ عالی صفات ہمراہ رفیقان نیکذات سیر گلزار کرتا دشت کو نزہت آباد کرتا ایک طرف روانہ تھا کہ
سامنے ایک باغ نظر آیا سب نے عرض کی کہ حضور اس باغ پر بہار مین تشریف لے چلین اور نظارہ گل وریاحین فرمائین
اسد اسی طرف چلا اور قریب باغ پہونچا دیکھا دروازہ باغ کا کاریگرون نے پتھر کا مع چوکھٹ بازو بنایا ہے
سنگ موسیٰ اور سماق اور معدنیات کو تراش کر مثل آئینہ صاف کیا ہے در باغ مثل آغوش تمنائے عاشق وا

ہو نہ کوئی باغبان نہ کوئی چوکیدار مگر منتظم وہان کی بہار تہی شہزادہ اندر باغ کے آیا اہل لشکر کو بھی لایا ہر طرح کے گل شگفتہ تھے نہرین جاری تھین فوارہ چھوٹتے تھے متصل نہر کے انگور کی تاک تہی ہر شجر کی اسپر تاک تہی جواہر نگار ستون کھبا پنج کے بدلے سنہری بتیان خاتم بندی کا کام خوشون پر زربفت کی تھیلیان مستانہ وار ہر شجر کا جھومنا وجد مین خوشہ کو خوشے سے چومنا چمن کی روش پٹری خوش قطع ڈالی ہر درخت کی ہموار کم و بیش چھانٹ ڈالی تہی نئی نئی روش نکالی تہی نہرون کے گرد پٹریان بلور کی قریب اُسکے ہری ہری گھانس زمرد کو شرماتی تہی نہرون مین فوارے چڑھے بلبل کی روح بلبلائے درر و ٹپ پڑھے پانی کی شفافی پر جان لہراتی نسیم صبا و عنبر فشان گویا یہ باغ وہ روضۂ رضوان تھا ہر گل و غنچہ نہال فیض نسیم سے مالا مال ؎

کیوڑا اور چنبا گل با چین گڑہل
لالہ و صد برگ نافرمان کنول

منہدی اور بیلا و نرگس جعفری
کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری

ہوتی داؤدی و بابونہ کنار
موگرا شببو سبھی تھے بے شمار

سنبل و ریحان صنوبر یاسمن
سیکڑون ہر قسم کے دیکھے چمن

کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار
اپنے اپنے موقع پر سب کی بہار

چادرین تھین چھوٹتی لاکھون ہزار
حوض تھے لبریز نہرین تھین روان

چھوٹتے فوارے یون تھے بیشمار
جسطرح ساون مین پڑتی ہو پھوہار

تھا وہ فرحت بخش دل ایسا مکان
جس کو کہیے ثانی باغ جنان

لیکن اُس باغ مین سناٹے کا عالم سنسان پایا کوئی انسان نہ حیوان بیچ چمنستان مین ایک چبوترہ سو گز سے سو گز تک مربع سو گز کا مرتفع بنا تھا گرد اسکے جا بجا چمن ہر ایک مین لالہ پھولا تھا چبوترہ پر جو بنگلہ پڑا تھا اسمین آکر شاہزادہ ٹھہرا اور لشکر گرد چبوترہ کے اوترا کہ یکایک صدا قہقہے کی آئی اور لالہ کا تختہ جو لگا تھا پھول اسکے کھل گئے اور پھولون کے اندر سے اژدہون کے منہ ہزارون پیدا ہوئے قد ہائے آتش چھوڑ کے دم جو اژدہون نے کھینچے شاہزادہ کا سارا لشکر مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ اُنکے منہ مین چلا گیا اور اسد تنہا رہ گیا چبوترہ سے اوترکر اپنے رفیقون کی طرف دوڑا پھر ایک آواز قہقہے کی آئی پیچھے پھر کر جو دیکھا تو بس گھوڑے پر سوار تھا اُسکے پر نکل آئے ہین اوڑکر ایک طرف چلا جاتا ہے شاہزادہ اُس ہنگامہ مین حیران تھا کہ لمحہ بھر مین پھر اسی طرح وہ باغ نظر آنے لگا اور ویسا ہی لالے کا تختہ ہو گیا شاہزادہ یاد مین اپنے رفیقون کے خوب رویا اور پکارا کہ او گردون ناہنجار وائے فلک کج رفتار تجکو اتنی صحبت پسند نہ آئی مجھسے تنہا بیابان کی خاک چھنوائی اور بیتابی مین یہ شعر پڑھا ؎ توہم بان قافلہ سے کہدائی صبا نہ ایسے ہی

اگر تمھارے قدم ہین تو ہم رہے ✦ کبھی تلوار پکڑ کر اُٹھتا تھا لیکن کسی کو نہ پاتا کہ اسپر وار کرے اور دل کی بھڑاس نکالے وہ باغ نظر مین خار ہوا اور وہ آسیب یہ دیکھا کہ وہ بھی نظر آئی نہ کسی رفیق کی صورت دکھائی دی ناچار ہو کر اس چبوترے پر بیٹھا خیال مین آیا کہ ای اسد یہ مقام طلسم ہوا ابھی ایسے ایسے سحر کے بہت پیش آئینگے ساحران طلسم کیا کیا نہ دکھائینگے اس پہلی ہی منزل مین گھبرانا یون بلبلانا نچاہیئے قدم ہمت آگے بڑھاؤ اور یکہ و تنہا راہ منزل مقصد چلکر تلاش کرو یہ سوچکر اس باغ مین سب طرف پھرا ایک طرف کو دوسرا دروازہ اور دکھائی دیا اسی دروازے سے نکلکر راستہ لیا سفر پیادہ پائی نصیب ہوا ہر گام پر چھالے لب پر آہ و نالے طلسم کا صحرا جہان کا پھول بھی اُنکے حق مین کانٹے ہوتا شاہزادہ یہ شعر ورد زبان فرماتا چلا جاتا تھا

بیت مدد ای خضر بیابان بلا ✦ نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا ✦

اسی طرح تین شبانہ روز راہ طے کی اور کوئی جاے سکونت و آسائش نظر نہ آئی تیسرے روز ایک سواد شہر دکھائی دیا شاہزادہ افتان و خیزان وہان پہونچا دیکھا حصار شہر بلور کا ہے سر سر نور کا ہے دیوار مین نقش و نگار تصویرین شاہ و شہریار کی بنائی ہین شکارگاہین صحرا کوہ و دریا کی صورتین اصل کر دکھائی ہین در شہر وا ہے پھاٹک فیل مست کی طرح جھوم رہا ہے ہزار ہا ساحر کھوپڑی پر چندن لگاے صورت مہیب بنائے ہاتھون تلک دیے گرلے فولادی ہاتھ مین لیے کسی کا سر انسان کا دھڑ حیوان کا کسی چہرہ حیوان کا جسم انسان کا کوئی فیل سر کوئی اژدر صورت کوئی ببر صورت ہر قسم کی شکلین سحر سے بنائے کھڑے ہین سامنے ان کے آگ کے لکڑ سلگتے ہین ہوم ہو رہے ہین دروازے کے قریب قلعہ ہے ہزار ہا برج اسمین بنا ہے ساحر روئین تن فیل بدن برج مین بیٹھا ہے گھنٹے اور ناقوس بجتے ہین بھجن سامری و جمشید کی تعریف مین گا رہے ہین شاہزادہ یہ ماجرا ملاحظہ کرتا داخل شہر ہوا کسی نے منع نہ کیا جب اندر شہر کے آیا ملک کو آباد پایا گلی کوچے صاف دل عاشق کی طرح دکانین ستھری اور شفاف ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سرگرم کاروبار لین دین اور بیوپار جاری ہر مکان دکان کی تیاری بڑی ایک طرف صرافہ دوسری طرف بزازہ چار طرف صراف چادرین بچھائے کوڑی پیسے اور درم دینار کا ڈھیر لگائے بزاز اطلس و گلبدن کے تھان کھولے بیٹھے ہین خریدار پھرتے ہین کسی سمت حلوائی تھال سونے چاندی کے لگائے جنمین مٹھائی انواع و اقسام کی لذیذ و عمدہ چنی ہوئی بیچ رہے ہین کہین نانبائی ہین کسی طرف کنجڑے اور قصائی ہین کہین بساط خانہ کی سجاوٹ ہے کہین گل فروشون کی بہار کسی طرف ساقنون کی بناوٹ ہے رنڈیان طرحدار چکلہ چوک مین آباد تماشا بین دل شاد عورتین جوان لہنگے زر لفت کے دھوتی کے انداز پر کسے ساریان آدھی اوڑھے اور آدھی باندھے بعض سکھ و دشٹ مین پھکا ٹکا کرن لگی آسکی گاتی سورج سے زیادہ جگمگاتی سب گو کھرو کی انگیا کھچی وضع دار کچونکا او بہار جوبن کا

کرتے ہاتھون مین بڑے پاؤن مین تین تین سونے کے چھڑے نازوانداز دکھاتی عاشقون کو لبھاتی تھین کہین کبریٔن سنگریٔن سونے چاندی کی ترازو مین میوے تولتین عاشق تنون کو نارپستان و سیب زنخدانکی بہار دکھاتین کہ

سدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن ❊ کہ لے نارپستان و سیب ذقن ❊

شاہزادہ اس شہر کی سیر دیکھتا پھرتا اور ازبسکہ بھوکا تھا ایک حلوائی کی دوکان کے پاس آیا مشت زر جیب سے نکالکر اسکے حوالے کیا کہ تھال مٹھائی کا میرے واسطے لگا کر بھیجے اور آپ ارادہ کیا کہ آگے جا کر ٹھہرے حلوائی نے وہ زر جو اسد نے دیا اسکو پھینکدیا اور کہا اے شخص یہ زر اپنا لے ہمین یہ روپیہ نہین چاہیے اسد نے وہ پھیر لے لیا اور فرمایا کہ بھائی اسمین کیا برائی ہی اُس نے کہا ایسے روپے میرے یہان انبار لگے ہین بلکہ لڑکے بجائے کنکر ٹھیکرے انھین اشرفیان روپے سے کھیلتے ہین یہ کہکر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جا کر تھوڑا سا زر و جواہر دامن مین بھر لائے اور اس مرد اجنبی کو دکھائے وہ گیا اور جھولی بھر کر جواہر لایا اسد کو دکھایا شاہزادے نے کہا پھر یہان خرید و فروخت کی کیا صورت ہی کہا سکہ رائج الوقت ہمین دو اور جو چیز جی چاہے مول لو شہزادہ نے کہا یہان کس کا سکہ چلتا ہی کہا افراسیاب کا اسد نے کہا اس شہر کا کیا نام ہی کہا شہر ناپرسان اسے کہتے ہین اور کاغذ کے روپے چلتے ہین یہ کہکر اُسنے اپنے غلے سے ایک روپیہ نکالکر دکھایا کہ یہ سکہ یہان چلتا ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ کاغذ کے پرچے پر تصویر ایک بادشاہ کی ہی دوسری طرف کاغذ کے کچھ نقش و نگار ہین حلوائی نے کہا ایسا ہی روپیہ دو تو سودا ملے ورنہ اپنا راستہ لو اسد نے جب یہ کلام سنا وہان سے دوسری دوکان پر آیا اور چاہا کہ اس سے کچھ سودا لے وہان بھی یہی جواب پایا اسد بھوکا تھا از حد غصہ مین آیا اور کہا آخر تو اس شہر کو ناپرسان کہتے ہین کوئی پوچھنے والا نہین تم بھی بازار لوٹ لو تمام شہر مین غدر کردو یہ سوچکر ایک حلوائی کی دوکان سے تھال اُٹھایا اُسنے چور چور کہکر غل مچایا لوگ دوڑے اسد نے جو قریب آیا گردن پکڑ کے ایک کا دوسرے سے سر لڑا دیا اور دو ایک کو جہنم مین بھیجا ایک غلغلہ ہوا کوتوال شہر دوڑا اسد نے تلوار کھینچی اور دو ایک کو زخمی کیا اور دوکان پر حلوائی کی چڑھ گیا اور اسکے بیٹھنے کی چوکی بیچ سڑک پر بچھائی تھال مٹھائی کا آگے رکھ لیا اور کھانا شروع کیا اور جو پاس آیا اُسے مارا وہ کانداد بھاگ کے حاکم پاس گئے راوی کہتا ہی افراسیاب نے اپنی زوجہ ملکہ حیرت جادو کے لیے یہ شہر آباد کیا ہی اور حاکم یہان کی حیرت ہی اور اسجگہ ایک گنبد بنا ہی کہ نام اُسکا گنبد بے نور رہی اور اسمین تین درجے ہین ایک درجے مین بارہ ہزار ساحر رہتے ہین اور دوسرے مین کئی ہزار گھنٹے ٹنگے ہین ناقوس رکھے ہین اگر وہ بجین تمام ساکنان طلسم بیہوش ہو جائین اور تیسرے درجے مین حیرت جادو بیٹھکر سیر طلسم کرتی ہی یہان سے طلسم کی سب کیفیت دور تک دکھائی دیتی ہی اور اُسکے ایک طرف طلسم گلشن سے ہے

ملکہ حیرت کا خاص مسکن ہی عجب دلچسپ جگہ ہی طلسم ظاہر مین یہ مکان بنا ہی اور یہ شہر اسی لیے آباد ہوا ہی تاکہ ملکہ
جب گنبد کی سیر کو آئے کسی چیز کی تکلیف نہو سب چیزین یہان پائے فی الجملہ اسوقت ملکہ حیرت اسی گنبد
مین جلوہ گر ہی طلسم کی سیر دیکھنا مد نظر ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی سترہ سو کنیز زیور سے آراستہ دست بستہ
سامنے کھڑی ہین کہ یکایک فریاد ہی کا غل سُنا زمرد جادو اپنی وزیرزادی سے حکم دیا کہ دیکھو یہ کون استغاثہ
کرتا ہی کس نے ظلم کیا ہی یہ کیا ماجرا ہی زمرد جادو نے جاکر حال دریافت کیا اور فریادیون کو سامنے گنبد کے لائی
ملکہ نے ماجرا پوچھا رعایا نے اسد کے ظلم کی کیفیت سنائی ملکہ نے ایک خواص گلشن جادو نام سے حکم
دیا کہ جاکر اس لٹیرے کو پکڑ لائے تاکہ سزا دی جائے گلشن جادو بموجب حکم کے ہمراہ فریادیون کے چلی
اور قریب شاہزادے کے آئی دیکھا کہ ایک جوان رعنا رشک مہ پیر کنعان تخت پر بازار مین بیٹھا ہی
تلوار ہاتھ مین ہی مٹھائی کھا رہا ہی لیکن شعشعہ نور حسن سے اُسکے وہ بازار تمام منور اور روشن ہی گلی کوچہ
رشک وہ وادی ایمن ہی ایسا حسن کبھی دیکھا نہ سُنا کہ ع سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے +
ایسا بچھل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا + گلشن جادو دیکھتے ہی اسد کو فریفتہ ہوئی اور پکاری کہ کیون صاحب
تم کون ہو جو ہماری ملکہ کی رعیت پر اسطرح کا ظلم کرتے ہو اور چیزین چھین کر کھاتے ہو اسد نے اسکی صدا
سنکر سر اُٹھایا دیکھا ایک ساحرہ ماتھے پر ٹیکا سیندور کا لگائے ساری باندھے جھولی گلے مین سحر کی ڈالے
چلی آتی ہی دل مین خیال کیا کہ مقرر یہ تجھ پر سحر کریگی اور پکڑ لیجائیگی پھر ساری شیخی کرکری ہو جائیگی کچھ کر تجیے
اور اس حرامزادی کو سزا دیجیے یہ سوچکر پکارا کہ ذرا ہمارے پاس آؤ تو اپنا حال سُنا ئین اور تمھارے ساتھ
تمھاری ملکہ کے پاس چلین گلشن جادو قریب اسد کے آئی اسد نے آنکھ سے اشارہ کیا گلشن سمجھی کہ یہ
مرد امجھپر ریجھا فوراً آکر اسد کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال لیا اور کہا چلو ملکہ کے پاس لیچلون اور دل مین یہ ہی کہ
ملکہ سے مانگ کر مزے اڑاؤن اپنے گھر لیجاؤن اسد نے جب ہاتھ اسکا پایا ایک جھٹکا دیا کہ یہ گری اسکی
گردن پکڑ کے کپڑا اپنا پیراہن پھاڑ کر اسکے منہ مین ٹھونسا کہ سحر نکرے اور اسی کے دوپٹہ سے مشکین باندھکر
ایک دوکان کے ستون سے باندھ دیا اور پانچ چار کوڑے مارے کہ بلبلا گئی اسد نے پھر بیٹھکر مٹھائی کھانا
شروع کی دوکاندار یہ حال دیکھکر دور سے غل مچاتے ہین اسد کو دھمکاتے ہین مگر کوئی پاس نہین آتا ہی
اسد مٹھائی کھائے جاتا ہی آخر پھر جاکر ملکہ حیرت سے کہا حیرت نے یہ سنکر ہنس دیا اور اپنی وزیرزادی
زمرد جادو سے کہا جاکر اس موئے کو پکڑ لا اور گلشن کو چھڑا اُسے لاکر یہان پہونچا دے وزیرزادی یہ سنکر
سحر کرکے اُڑی اور آکر اسد پر سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن کی طاقت جاتی رہی گلشن کو کھولدیا اور اسد کی گردن
مین پنجہ ڈالکر لے کر اُڑی گلشن بھی ساتھ ہوئی اسد کو ملکہ حیرت کے سامنے لاکر ڈالدیا اسد نے دیکھا کہ ایک

زن حسینہ لباس پرزر پہنے مسند پہ بیٹھی ہی ستر و سو عورت سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہی اسد نے منھ اس کی جانب سے پھیر لیا لیکن حیرت صورت اسد کی دیکھکر حیرت مین آگئی اور پوچھا کہ اے گرفتار رنج والم تو گل کسکے گلستان کا ہی یہان کیونکر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ نواسا حمزہ صاحبقران کا ہون واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون ملکہ حیرت نے جب نام صاحبقران کا سنا فرط حیرت سے سر دھنا اور گھبراکر خواصون سے کہا میرا صندوقچہ اٹھا لاؤ وہ گئین صندوقچہ جا کر لے آئین ملکہ نے صندوقچہ کھولکر ایک تصویر نکالی اور شاہزادہ اسد کی صورت سے ملائی بعینہ مطابق پائی اسد سے پوچھا کہ نام تیرا کیا اسد ہی فرمایا ہان اسد ہی عبد ذلیل خداے صمد ہی حیرت نے خواصون سے کہا یہ بیشک طلسم کشا ہی تصویر مطابق ہی نام سے نشان اور پتہ ملتا ہی اسے صحراے طلسم مین پھینکدو اگر طلسم کشا ہی از خود طلسم سے نکلجائیگا اور اگر کوئی دوسرا ہی تو صحرا مین سرگردان ہوکر جان دیگا یہ حکم سنکر جادوگرنیون نے کچھ سحر پڑھا شاہزادہ اسد بیہوش ہوگیا وہ اٹھاکر صحراے طلسم مین لائین اور چھوڑکر چلی گئین بعد لمحہ کے شاہزادہ کی آنکھ کھلی ایک صحراے سبزہ زار مین اپنے تئین پایا اٹھکر ایک طرف روانہ ہوا دیکھا کہ یہ صحرا نزاہت آگین نمونہ بہشت برین ہی ۵ ہر نخل کی شان جیسے طوبے ٭ سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا ٭ سرو شمشاد

دقمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی ۵

سنبل مین تھا طرز دود دوانب ٭ شبنم مین تھا جلوہ کواکب
مانند شفق وہ پھول رنگین ٭ تھا رشک نجوم لطف نسرین

کنوئین جا بجا پختہ بنے جنکی چاہ مین باؤلی دوالی ہوشیار ڈالوان ڈول پھرے پڑیان جگت کی ایسی تحفہ کہ انگور کی تاک جو انھین جھانکے تو شرماے ہر طرف نہرین اور چشمہ جاری لب گردانون پر آنکے گلکاری درخت گلدار بیلا موتیا نسترن جوہی شبو چنبیلی نرگس یاسمن کسی جگہ لالہ کے پیالے یاقوت رنگ کسی طرف گل فرنگ کہین نیبو نارنگی ترنجاوے کی میٹھی میٹھی اور بھینی بھینی خوشبو کہین سنبل بازلف پریشان کہین سوسن سو زبان سے باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین باد بہاری مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولون کے پھولنے سے اتراتی ۵ ہر خیابان مین دوڑتی تھی نسیم ٭ لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم ۵

نہرین تھین لطیف مثل کوثر ٭ لہرین تھین تمام سلک گوہر
پانی تھا اثر مین آب حیوان ٭ نظارہ تھا جس کا مایہ جان

چھیلین لہراتین رفتار معشوق کی ادا دکھاتین گھانس کوسون تک ہری ہری اگی ہوئی تازگی اور سرسبزی بھری ہوئی ہرن پاڑھے چیتل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے دعا دان کو کلا ہریل ید اکو مل دہر ضیا

درختون پر جھولا جھولتے نہال نہال ہوکر جھومتے نہرون کے کنارے قازبط و مرغابی قرقرے پانی مین منقارین ڈالکر پرون کو بھگوتے اور صاف کرتے پھریریان لیتے پرون کو اپنے چہرچہراتے ہیں

چه دشتے رنگ فردوس برین بود — خیابان در خیابان حور عین بود
مثال خط خوبان سبزه در گل — چو زلف از ہر طرف پیچیده سنبل
ز فیض باغبان گردیده گل ہا — چو چشم مے پرستان مست شہلا

اسد یہ کیفیت بہار دیکھتا ایک مقام پر آیا کہ وہان چمنستان مین بہت آدمیون کو گلچینی کرتے پایا پوچھا کہ ای برادران یہ کون مقام ہی اور تمھارا کیا نام ہی گلچینی کرنے سے کیا کام ہی انھون نے کہا کہ حال ہمارا ایک بڑی داستان ہی مگر مختصر سا یہ بیان ہی کہ ہم سب اپنے اپنے ملک کے شہزادے ہین بہر شکار نکلے تھے اس صحرا مین آکر پہونچے اس سے پھر کے جا نہ سکے کس لیے کہ جب جاتے ہین راستہ نہین پاتے ہین آخر بناچاری اسی جگہ بود و باش اختیار کی ہی یہان ایک شاہزادی رہتی ہی ہر روز گہنا پھولون کا پہنتی ہی اسکے لیے ہم پھول چنکر گہنا بناتے ہین خواص اسکی آکر سر شام گہنا لیجاتی ہی ہمین اسکے بدلے مین کھانا دے جاتی ہی نظر بفضل خدا رکھتے ہین اور وہی کھانا کھاکر عمر عزیز بسر کرتے ہین اب تم بھی اس صحرا سے نکل نہ سکوگے ہمارے ساتھ رہو اور پھول چنکر گہنا بناؤ اسی طرح یہان زندگی ہوگی اور روٹی ملے گی اسد نے کہا استغفر اللہ مجکو مالی پن نہین آتا یہ تمھین کو مبارک رہے انھون نے کہا ابھی تازہ وارد ہو پیٹ بھرا ہی موٹے تازے بنے ہو جب کچھ دن رہوگے چربی گھلے گی فاقہ کروگے آپ ہی بناؤگے اسد یہ باتین سنکر اُنسے ہمکلام نہ ہوا اور الگ جا بیٹھا قصد کیا درختون سے کچھ میوہ توڑ کر کھائے اور چشمے سے پانی پیکر پیاس بجھائے یہ سوچکر شاخ درخت پر ہاتھ ڈالا وہ ہاتھ مین نہ آئی اونچی ہوگئی اور جو میوہ کہ گرا پڑا تھا وہ بھی نظر سے غائب ہوگیا جب درخت پر چڑھنے کا قصد کیا چڑھا نہ گیا اور پانی چشمون کا بھی ہاتھ نہ آیا جب پانی مین ہاتھ ڈالا دیکھا پانی نہین ریگ ہی ناچار بیٹھ رہا یہانتک کہ وہ دن تمام ہوا اور قریب شام چند کنیزان ماہ تمام مزدورنیون کے سر پر خوان کھانے کے رکھوائے آئین اور پکارین کہ لے مقیدان طلسم کھانا لو اور گہنا دو سب آدمی دوڑے گہنا لیکر حوالے کیا اور کھانا لیا کنیزین چلی گئین اور وہ سب کھانا کھانے لگے اسد بیچارے دور سے بیٹھے دیکھا کیے یہانتک کہ انھون نے سب کھانا کھالیا اور انھین ایک نوالہ بھی نہ دیا اسد اُس رات کو بھوکا پیاسا سو رہا جس دم مرغ زرین بال فلک آشیانہ مشرق سے چراگاہ فلک میں آیا ابیات

تاگه از جیب افق خضر صبح — بر تن شب کسوت ظلمت درید
تاکه کند زنده دل مرده را — صبح چون عیسے نفسے برکشید

راس فلک دستہ ریحان درود | سُرخ گل اندر دستہ گردون دمید

وہ سب قیدی پھول چننے مین مصروف ہوے اور شہزادے نے اُٹھکر فریضہ نماز سحر ادا کیا پھر قیدیون نے
آکر سمجھایا کہ ای گل نو رستہ حدیقہ جوانی واے زیب و زینت باغ کامرانی کیون اپنی بہار زندگی پر خزان
لاتا ہی یہ پھول سا چہرہ گل کی طرح کمھلایا جاتا ہی آج ہمارے ساتھ چلکر گہنا بنا شام کو باسایش تمام کھانا
کھا ورنہ صحراے طلسم مین بھوکا پیاسا مرجائیگا پانی ملے گا نہ دانہ پائیگا شہزادے نے کہا تم جاکر اپنے کام مین
مشغول ہو میرے سمجھانے سے باز آؤ وہ سب جاکر پھول چننے لگے اور اسد بیٹھا رہا آخر وہ دن بھی تمام ہوا
شام کو خواصین کھانا لیکر آئین شہزادے نے اپنی جگہ سے اُٹھکر عورتون کو ڈانٹا کہ سب کھانا رکھدو
اور تم چلی جاؤ ان عورتون نے جب اُسے برسر پرخاش دیکھا قیدیون کو پکارا کہ جلد آؤ یہ موا سنڈا تمھارا
کھانا چھینے لیتا ہی وہ سب دوڑے اسد نے دو ایک کے سر قبضہ شمشیر مار کر پھوڑے خواصون کو طمانچے لگا
مزدور ٹیکولاتین مارین سب کھانا چھین لیا اور کپڑے اُتر والیے آپ بیٹھکر ان قیدیون کو دکھا دکھا کر کھانا
شروع کیا اور خواصین روتی پیٹتی برہنہ پاس اپنے مالک کے آئین ملکہ مہ جبین الماس پوش بھانجی
افراسیاب جادو مالک طلسم کی ہی کہ افراسیاب نے اُسکو اپنی بیٹی کیا ہی اور طلسم کی سلطنت کا مختار
بنایا ہر روز نوروز تخت پر ملکہ کو بٹھاتا ہی اور جشن کرتا ہی اُس جشن مین اٹھارہ ہزار شہزادیان اور
بادشاہ مالکان ممالک طلسم ظاہر و باطن و ظلمات سب ملکہ مہ جبین کو نذر دیتے ہین اور سلام
کرتے ہین چنانچہ ملکہ کو طلسم مین یہ صحرا پسند آیا ہی اسجگہ افراسیاب نے ایک مکان اسکے رہنے کو بنایا ہی ملکہ
یہان رہتی ہی اور صندل جادو بہن افراسیاب کی رہکر ہمراہ اسکی حفاظت کرتی ہی اتفاق سے
اُسوقت صندل جادو دربار افراسیاب مین گئی تھی کہ خواصین روتی ہوئی آئین ملکہ نے کہا خیر
تو ہی کہا حضور ایک قیدی نیا آیا ہی کہ وہ نہ پھول چنتا ہی نہ گہنا بناتا ہی زبردستی دکھاتا ہی چنانچہ
اسوقت اُسنے سب قیدیون کو اور ہمین مارا اور کھانا چھین لیا ملکہ نے کہا ابکی بار تم نہ جاؤ محلدار اور کہاریان
قیدیون کو کھانا پہونچا آئین بموجب ارشاد ملکہ محلدار عصا لگنگا جمنی لیے کہاریون کے سر پر خوان
کھانے کے رکھوا کر چلین جب قریب اسد کے پہونچی کہا او موے قیدی کیون تیری شامتین آئی ہین
قضا سر پر کھیلتی ہی کہ تو نے سرکاری آدمیون کو مار کر کھانا چھین لیا اور دیکھو تو موا کس ڈھٹائی سے
بیٹھا زہر مار کر رہا ہی جیسے اسی نے پکوایا ہی اسد کو یہ باتین سُنکر غصہ آیا اور دل سے کہا کہ تم بھی بہت
دق ہوے ہو اُنکو بھی مار دو اُٹھکر محلدار کو مارنا شروع کیا اور دو پٹہ اور عصا اور ہاتھون کے کڑے
سب چھین لیے کہاریان خوان چھوڑ کر بھاگین اور قیدی سب جابجا چھپ رہے اور اسد کہاریون کے

پیچھے دوڑا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ملکہ غل سنکر باہر مکان کے نکل آئی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین کمسن آفتاب روخال ہند و چشم یوسف ثانی اٹھتی جوانی ہو نشہ شراب مین چور ابیات

دو چشمش دو آہوے مردم شکار ۔ دو ابرو دو سر فتنۂ روزگار
بہر خندہ کز لب برانگیختے ۔ نمک بر دل خستگان ریختے

کہاریون کے پیچھے چلا آتا ہو رفتار مستانہ سے خفتگان کو جگاتا ہو دیکھتا تھا کہ ملکہ اسد پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اور پکارا ہان ہان ای نوجوان یہ کیا کرتا ہو شہزادے نے نگاہ اُٹھاکر جو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سامنے نظر آیا جسنے اپنے تیر نگاہ کا دل کو صید بنایا عجب مہر درخشان سپہر خوبی و گوہر بے بہا درج محبوبی کو جلوہ گر دیکھا کہ جسکی زلف شبگون ظلمات پر طعنہ زن اور مانگ سے اُسکی جادۂ کہکشان فلک کو راستی کا چلن سکھاتی جبین نور آگین مانند حوصلہ والا ہمتون کے بلند پشت جسکے رو برو خود پسند ابرو کمان نار پستان سیب زنخدان نازنین نازک بدنی یاقوت لب صنمے کبک رفتاری طوطی گفتاری شمشاد قدی ماہ رخساری شمس سپہر رعنائی و زیبائی سے

دو زلفش منزل دلہاے آگاہ ۔ دران منزل ہزاران خضر گمراہ
ز رویش گر عرق بر گل چکیدے ۔ ازان گل تا ابد بیلے دمیدے
دو ابرو بر بیاضِ گردن حور ۔ چو بسم اللہ بر سر سورۂ نور
جفا پرورده چشم سیاہش ۔ اجل صیقل گر تیر نگاہش
پریشان گیسوان آن پری زاد ۔ چو سنبل ریختہ بر فرق شمشاد
فتادی سایہ گر بر رخ ز مویش ۔ نشستی چون رگ گوہر بر ویش
دہان او شکر ریز تبسم ۔ چو غنچہ گشتہ لبریز تبسم
ز دندانش سخن ناگفتن اولے ۔ در شاداب را ناسفتن اولے
لب لعلش بہ بہنا ئے کمیدن ۔ ز قن چون آب در عین چکیدن
قدش سروے کہ چشم بلا زو دور ۔ بیاضِ گردنش فوارۂ نور
بلا مشغول چشم نیم مستش ۔ شکست بندی دہا بد ستش
رعونت با خرام او ہم آغوش ۔ ہر آنکس دید او رفتا ز ہوش
سخن کوتہ کنم با وصف آن حور ۔ ز سر تا پاے او نور علی نور

اسد دیکھتے ہی اس سراپا نور کو نقد حال کھو بیٹھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا وہ نازنین بھی مسکرائی اور

اسد کے پاس آئی کہا ای شخص لیٹرا ہن کرنا اچھا نہین اپنا مطلب دلی ہم سے بیان کر اس لوٹ مار سے کیا فائدہ ہو شہزادہ اسکی گہر ریزی کلام سے مالامال ہوکر گویا ہوا کہ ای یار دلنواز و ای مایۂ ناز مین اپنی جان سے تنگ تھا جب باعث اس تنگ کا ہوا کئی فاقہ گزرے تھے کہ مین نے کھانا چھینا ملکہ نے کہا فاقہ مستی تمھاری ظاہر ہوا ہے مین کیا کرون کہین اپنا ٹھکانا کرو کوئی اور گھر دیکھو شاہزادے نے کہا ای ملکہ ہم تشنہ دیدار تمھارے ہین زکوٰۃ حسن تمسے مانگتے ہین ملکہ نے کہا بیغیرتی کا خدا بھلا کرے سوال دیگر جواب دیگر مین کچھ کہتی ہون تم اور سنتے ہو چلو اپنا راستہ لو اسد نے کہا سہ خاک ہی اپنی اُٹھے تو اس مکان سے اُٹھ سکے ٭ ہم جان چون نقش پا بیٹھے نہ دوا سے اُٹھ سکے ٭ ای ملکہ ہم کہان جائینگے تمھارا سنگ آستان ہمارا سر ہی محبت سے مجبور ہر بشر ہو یہ باتین صحرا مین ہو رہی تھین کہ خواصون نے عرض کیا ای شہزادی یہ راستہ کا مقدمہ ہی یہان نہ ٹھہریے انکو بھی گھر لیچلیے ایسا نہو کوئی آجائے دشمنون کو ریخ پہونچانے کے الزام دے بدنام کرے ملکہ نے یہ سنکر شہزادے سے کہا اگر ایسے ہی آپ بھوکے ہین میرے غریب خانہ مین تشریف لیچلیے کھانا نوش فرمایئے دل بہلا یئے شہزادہ ہنسکر ملکہ کے ساتھ ہوا ملکہ انھین لیے ہوئے قریب اُس مکان کے آئی اسد نے اس مکان رشک وہ گلستان کو دیکھا کہ چار دیواری پر اُسکے مصقلہ کیا ہوا ہی جواہر کی پچی کاری ہی مذہب مطلا ہی در و دیوار کی صفا کے روبرو آیئنہ سکندر کو زنگ غیرت حاصل اور حوالی زنگین کے مقابل فغفور چین کا آتش حسرت پر دل کمرے گرداگرد تعمیر نشین سر تا پا پری کی تصویر بلند قصر تا اوج فلک شاردن کی چمک سہ

طیور وہم بر عرشے پریدہ		بہ دیوارے حصارش نارسیدہ	
ز سنگ انداز او سنگے کہ جستے		پس از فرقے سر کیوان شکستی	

ملکہ مہ جبین شاہزادے کو دروازے پر چھوڑ کر ایک کمرے پر چڑھ گئی کنیزون کو حکم اہتمام کرنے کا دیا مسند زرد بچھوائی لیکن یہان اسد نے بیتابی کرکے چاہا کہ کمرے کے زینے پر چڑھ جاؤن جیسے ہی دو تین سیڑھی پر قدم رکھا کسی نے اُٹھا کر نیچے پھینکدیا پھر قصد کیا ایسا ہی ہوا دو تین بار اسی طرح اسد نے ٹھوکر کھائی لیکن کمرے پر جانہ سکا اس عرصہ مین ملکہ اوتر کر آئی کیفیت شہزادے کی دیکھی تو ہنسی اور کہا پرائے مکان مین آپ نے چلے آنا کھیل سمجھ لیا یہ کہکر اپنی وزیرزادی ملکہ دل آرام جادو سے کہا کہ پھوپھی صاحبہ یعنی صندل جادو اس جگہ حصار سحر کا باندھ گئی ہین کہ کوئی غیر آدمی مکان مین جانہ سکے اسوقت تو کوئی ایسا سحر کر کہ راستہ ہو جائے اور مین اسد کو مکان کے اندر لیجاؤن دلارام نے افسون پڑھکر دستک دی راہ کھل گئی ملکہ مہ جبین شہزادے کو لیکر کوٹھے پر آئی اور مسند پر لاکر بٹھا دیا خواصون کو حکم دیا دسترخوان چنو خاصہ حاضر کرو بجرد ارشاد ملکہ فی الفور اغذیۂ لطیف گونا گون اور طعامہائے لذیذ بوقلمون انھون نے حاضر کیا ملکہ نے اسد سے کہا بسم اللہ نوش فرمایئے

اور بعد فراغ تشریف لیجائیے اسد نے کہا ای جانجان تیرے سیب ذقن کو دیکھکر میری پیاس بھوک گئی اب
کھانے کو ہمین لخت دل اور پینے کو خون جگر ہی تمھارا دیدار مد نظر ہو اگر ہمین کھانا کھلانا منظور ہو گلشن اسلام
کی سیر کرو خارستان ضلالت سے نکلکر سحر کرنے سے تائب ہو ملکہ یہ سوال شاہزادہ کا سنکر دم بخود ہوئی اور کچھ سوچکر
جواب دیا کہ سحر کرنا مجھے نہین آتا مگر دین سامری اور خداوند لقا کے ترک کرنے مین کلام ہی کس لیے کہ ان خداوند کا
کا بڑا نام ہی اسد نے کہا ای ملکہ اگر لقا سچا ہوتا تو میرے نانا حمزہ صاحبقران سے بھاگتا نہ پھرتا ملکہ نے
جب نام امیر کا سنا سمجھی کہ یہ شخص عالی نسب والا حسب ہی بہت خوش ہوئی اور اسد کے سمجھانے سے لقا
پرستی کو ترک کیا شہزادہ اور ملکہ دونون کھانا کھانے مین مصروف ہوئے باتین محبت کی کرتے جاتے تھے کہ
یکایک آندھی تیرہ و تار اٹھی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی شہزادہ گھبرایا دود سے پناہ مانگنے لگا دیکھا ایک ساحرہ
اژدہے پر سوار ڈرونی صورت بنائے پیرزالہ نیلا قصابہ باندھے کالی پھریا اور ھے بالون کی جٹا مین لٹکائے
مٹی تھوپے ہڈیون کھوپڑیون کے ہار گلے مین ڈالے آپہونچی ملکہ اور اسد کو بیٹھے دیکھکر پکاری او شوخ دیدہ
تنگ خاندان یہ کون ہی جسے تو لیے بیٹھی ہی ملکہ یہ سنکر کھڑی ہوگئی اور کہا ای پھوپھی یہ مقید طلسم بھوکا پیاسا
یہان آنکلا تھا مین نے رحم کھاکر بلا لیا اور کھانا کھلایا اب یہ چلا جائیگا وہ ساحرہ کہ نام اسی کا صندل
جادو ہی یہ باتین سنکر اسوقت تو خاموش ہو رہی مگر دل مین سوچی کہ یہ قیدی گنہگار افراسیاب ہی
آپ ہی قتل ہو جائے گا لیکن ملکہ کو یہان سے لے چل اب یہان رکھنا اچھا نہین ابھی خیر ہی ورنہ خراب
ہو جائیگی یہ سوچکر وہ بھی اسبات پر آمادہ ہوگئی کہ اسکو لیکر وہان سے کسی طرح چلدے بس دیکھتے ہی
شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بڑھیا ہی طلسم مین تجھے کوئی پوچھتا نہین یہ قیدی اپنا جان بچنا غنیمت جانے گا
اسے تو افراسیاب سے مانگ لینا اور مزے اوڑانا فی الحال اس سے سوال وصل کر ایسی فکر کرکے ملکہ سے
کہا کہ مین سامنے جو کمرہ ہی اسمین جاکر ٹھہرتی ہون تو اس جوان کو میری صحبت کے لیے راضی کرکے وہان
بھیجدے مین خطا تیری معاف کردونگی ورنہ تجھے اسکے پاس بیٹھنے کی سزا دونگی یہ کہکر اسد کے پاس
آئی کہا ای شخص لیت و لعل کرنا اچھا نہین صورت پندرہ برس کی حسینہ و جمیلہ جیسی کوئی عورت ہو ایسی بنالی
کہ اب جو کوئی اسے دیکھے اسکے جمال پر فریفتہ ہوئے اور یہان ملکہ نے اسد سے کہا لو صاحب مبارک ہو
پھوپھی جان تم پر عاشق ہوئین اب ہمین آپ کیون پوچھین گے کیونکہ خدا نے ایسی معشوق طرحدار کہ
جسکا سن سات سو برس کا ہوگا عنایت فرمائی جائیے اسکے ساتھ مزے اوڑائیے اسد نے ان باتون کا
ملکہ کو جواب نہ دیا اور اٹھکر صندل جادو کے پاس چلا مہ جبین نے آبدیدہ ہو کر دامن پکڑ لیا اور
کہا کیون صاحب اتنی ہی دیر مین آپ نے ہماری محبت دل سے بھلا دی جیسے ان تلون مین تیل ہی نہ تھا

اسد نے ملکہ کو گلے لگایا آنسو پونچھے تسکین دی کہ جانی مین تیرا غلام ہون دیکھنا کہ مین اس قحبہ کے پاس
جا کر کیا کام کرتا ہون الغرض ملکہ تو روتی رہی اور اسد دامن جھٹک کر کمرے مین صندل جادو کے گیا
دیکھا کہ وہ ایک عورت خوبصورت بنی ہوئی بصد انداز مسند نازپر بیٹھی ہے سامنے کشتی شراب کی لگی ہے پلنگڑی
جواہر کے پایون کی بچھی ہے اسد جا کر برابر بیٹھ گیا اُسنے پہلے تو اغماض جتایا پھر جام شراب بھر کر دیا اسد
نے جام لیکر کہا کہ ای جانمن اپنی جھوٹی شراب مجھے دے کہ پیون اور دل مضطر کو اپنے تسکین دون اور مین
تو تیرا تشنہ آب زلال وصال ہون یہ کہکر گود مین اُٹھا لیا صندل جادو غمزہ کی وجہ سے نہین نہین
کیا کی لیکن اسد نے پلنگڑی پر لٹایا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور دونون ٹانگون کو بالون سے گانٹھا
صندل جادو سمجھی کہ یہ پیار کرتا ہے اب مطلب تیرا حاصل ہوا چاہتا ہے مگر اسد نے اس طرح گلے
کو دبایا کہ نفس جسد مین پیچیدہ ہوا گلا اسد دبائے تھا پھر بھی نہ ہوسکا لاکھ تڑپی مگر پنجہ مین شیر کے آچکی
تھی کب چھوٹ سکتی تھی آخر کو طائر روح نے قفس تن سے پرواز کی اُسوقت وہ صداے مہیب
آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ پڑا اسد کود کر الگ جا کھڑا ہوا اور مہ جبین روزن در سے اختلاط اسد
کا دیکھ دیکھ کر جل رہی تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ہم سے تو کیا کہکر آیا تھا یہان یہ مردوا اس بڑھیا پر ریجھ کر
کیا کیا دار و مدار کر رہا ہے اس عرصہ مین صداے دار و گیر کی بلند ہوئی تاریکی عالم مین چھا گئی آندھیان اُٹھنے
لگین پتھر پڑنے لگے آگ برسنے لگی بعد تھے کے صدا آئی کہ مارا مجھے دغا سے نام میرا صندل جادو تھا
افسوس ہے کہ سات سو برس کی عمر مین کوئی پھول باغ جوانی سے نہ چنا تھا کہ صرصر اجل نے گل حیات
کو پژمردہ کیا ملکہ یہ سُنتے ہی گھبرائی اور دل آرام جادو سے کہا بڑا غضب ہوا پھوپھی جان کو انھون
نے مار ڈالا دلآرام نے کہا واری آپ کی محبت مین شہزادے نے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اور
اُسے ہلاک کیا ذرا تشریف جا کر دیکھیے تو حال کیا ہے اور کیا گزری ہے ملکہ مع دلآرام کے اندر کمرے کے
آئی اسوقت وہ تاریکی بھی دور ہو چکی تھی لاش صندل جادو کی برہنہ پڑی تھی اور اسد ایک جانب
کھڑا ہنس رہا تھا کہ ملکہ روتی ہوئی آئی اور کہا واہ واہ صاحب تمنے میری پھوپھی کو مار ڈالا اسد نے
کہا کیون ملکہ کیا مین نے اسے جلد جہنم واصل کیا مہ جبین نے کہا سبحان اللہ کیا کہنا ڈریے آپ کے دیدے
سے کہ ایسی چاہنے والی پر کچھ رحم نہ کیا دوسرے یہ کہ میری ہی پھوپھی کو مارا اور مجھی سے تعریف کرایا چاہتے
ہو اسد نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈالدیے پیار کیا ملکہ نے ہاتھ جھٹک کر کہا کیا میرا بھی گلا گھونٹ دو گے
اسد نے کہا میری جان تجھپر قربان اگر مین تیرا گلا گھونٹ دون تو پھر مین بھلا کب زندہ بچون یہ باتین
ہو رہی تھین کہ یکایک صندل جادو کی کھوپڑی چٹخی اور ایک طائر خوشرنگ اُسمین سے نکلا اور

افسوس افسوس کہتا ہوا اڑا دلارام نے کہا ای ملکہ یہ طائر نہین ہی یہ سحر جو صندل جادو کے جسم ناپاک
مین تمام عمر کا سمایا تھا وہ نکلا ہی افراسیاب پاس جاکر اسکے مرنے کا حال کہیگا آپ کے بھی دشمن مثل
مالکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کے گرفتار ہو جاینگے مہ جبین نے گھبرا کر کہا پھر مین
کیا کرون دلارام جادو نے کہا اسد کو لیکر بھاگیے اور طلسم سے باہر نکل جایئے اسد نے کہا مین
واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون بغیر قتل کیے افراسیاب کو طلسم سے نجاؤنگا مہ جبین نے منت
کرکے کہا ای دلارام مجکو سحر نہین اتا اگر تجھسے ہو سکے ہم دونون کو بھگا لے چل دلارام جادو نے
عرض کیا ای ملکہ مین ایسی ساحرہ نہین کہ کسی ملازم افراسیاب سے مقابلہ کر سکون یا طلسم کے باہر
آپ کو لیجاؤن مگر آپ کے کہنے سے مین کمرے کے نیچے اوتر کر ایک پہاڑ کی صورت بزور سحر بنتی ہون آپ شاہزادہ
کو لیکر آیئے اور اس پہاڑ کی کسی گھاٹی مین مع اسد کے چھپ رہیئے مین آپ کو لیکر اس شکل سے بھاگون
ملکہ نے کہا اچھا دلارام جادو نیچے کمرے کے جاکر زمین پر غلطک مار کر ایک پہاڑ بنگئی اور مہ جبین اسد کو
لیکر نیچے کمرے کے اوتری اور پہاڑ پر جاکر ایک جگہ پوشیدہ ہوئی اسوقت وہ پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر چلا
اور جتنی کنیزین انیسین جلیسین ملکہ کی تھین وہ یہ ماجرا دیکھکر رونے لگین مگر دلارام نے کچھ خیال نہ کیا
اور انھین روتا ہوا چھوڑکر ملکہ اور شاہزادے کو لیکر روانہ ہوئی ادھر وہ طائر جو کہ صندل جادو کے
سر سے نکلا تھا پاس افراسیاب کے باغ سیب مین پہونچا افراسیاب تخت سلطنت پر متمکن تھا ارکان
دولت وزرا امرا حاضر تھے ناچ ہو رہا تھا کہ یہ طائر سامنے تخت کے جاکر گرا اور پکارا کہ ای شہنشاہ ساحران
صندل جادو کو اسد نے قتل کیا یہ کہکر اس جانور کے منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور پر دن مین
ساری آگ لگی جلکر خاک ہوگیا افراسیاب یہ خبر سنکر رونے لگا اور سب اہل دربار کو سیاہ پوشش ہونے کا
حکم دیا اور ملکہ حیرت جادو کو شہر ناپرسان سے بلوایا اوس سے سب حال کہا وہ بھی رونے لگی
افراسیاب مع تمام ارکان سلطنت واکابران طلسم جہان صندل جادو کی لاش پڑی تھی آیا کنیزین
مہ جبین کی حاضر تھین آکر قدم پر گرین کہ ہم بے قصور ہین افراسیاب نے پوچھا کہ مہ جبین کہان گئی
کنیزون نے سب ماجرا مفصلاً اسد اور ملکہ کا عرض کیا افراسیاب نے کہا باہر طلسم کے کیا مجال جو جا سکے
اب پہلے مین لاش صندل جادو کی اوٹھوا لون بعد اسکے اس گیسو بریدہ کو سزا دون یہ کہکر حکم دیا کہ
تجمل و جلوس طلسمی حاضر ہو بموجب حکم گھنٹے اور ناقوس بجانے والے نام سامری و جمشید کا لینے والے حاضر ہوے
فولاد کے سواران طلسمی پتلے ہین بانیان طلسم نے بنائے ہین جلوس طلسم کا لیکر آئے تمام اکابران طلسم جمع
ہوئے اور لاشش صندل جادو کی بڑی دھوم سے بنا بر آئین دین جمشیدی اوٹھائی الغرض جب

افراسیاب نے اسکام سے رخصت پائی بادل ملول باغ سیب مین آکر فرمان واجب الاذعان بنام
شاہان ممالک طلسم اس مضمون کے لکھکر روانہ کیے کہ دلارام جادو و مہ جبین نبیرہ حمزہ اسعد کو
لیکر بھاگی ہین انکو جہان پانا حضور مین گرفتار کرکے لانا اور منجملہ اُن فرمانون کے ایک حکم نامہ بنام ملکہ
مہرخ جادو لکھا مہرخ جادو مہ جبین الماس پوش کی نانی ہی کاہنہ بے بدل ہو ساحری اور نجمی مین
بھی لاثانی ہی افراسیاب کی رشتہ دار ہی ذی لیاقت و ہوشیار ہی پہلے طلسم باطن مین رہتی تھی لیکن جب سے
بیٹیا اسکا تشکیل جادو ملکہ خوبصورت جادو دختر حیرت جادو پر عاشق ہوا مہرخ سحر چشم بخوف
افراسیاب طلسم ظاہر مین چلی آئی اور شہر رنگین حصار ایک طلسم ہی طلسم ظاہر مین بود و باش اختیار کی
افراسیاب جب حال عشق خوبصورت سے آگاہ ہوا اُسے گرفتار کرکے سحر کرکے ہنڈولے پر بٹھادیا
دریاے خون رواں کے اُس طرف ایک بیابان سبزہ زار ہی کہ وہان خوبصورت ہنڈولے پر جھولا
کرتی ہی اور ترنا اُسپر سے ممکن نہین ہی اور تشکیل جادو کو افراسیاب نے پاس خاطر مہرخ سحر چشم چھوڑ دیا
ہی اس سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا ہی اسلیے کہ مہرخ سحر چشم معززان طلسم سے ہی اور راز طلسم جانتی ہی بارہ ہزار
ساحر اسکے مطیع و منقاد ہین شہر رنگین حصار مین آباد ہین یہ انکی حاکم ہی افراسیاب خوفناک رہتا ہی بظاہر
خاطر داری کرتا ہی اور باطن مین عداوت رکھتا ہی فی الحال اُسنے یہ خیال کیا کہ اگر مین مہ جبین کو مشل
تصویر جادو کے گرفتار کرونگا مہرخ سحر چشم کہ نانی اسکی ہی برا مانیگی ایسا نہو فتور کرے اور طلسم کشا سے ملجائے
بدین لحاظ پہلے نامہ ہی کو تحریر کیا کہ ای ملکہ مہرخ نواسی تمھاری ہمراہ اسعد کے بھاگی ہی باوجود اسکے کہ مین نے
اسے بادشاہ طلسم بنایا مرتبہ بڑھایا لیکن اُسنے کچھ میرا خیال نہ کیا ننگ و ناموس سے ہاتھ دھویا چاہیے
کہ بمجرد دیکھنے نامے کے مہ جبین کو تلاش کرکے حاضر حضور کرو تاکہ تمھاری خاطر سے ملکہ کو چشم نمائی کرکے
چھوڑ دون اور طلسم کشا کو قتل کرون اگر تمکو اس حکم کی تعمیل مین کچھ عذر ہوگا ملک و مال ضبط کرکے قتل
کی جاؤگی سرکار کی باغی کہلاؤگی یہ مضمون عتاب مشحون ضبط تحریر مین لاکر زنار جادو نام اپنے ملازم والا
احترام کو دیا کہ مہرخ کے پاس لیجائے اور جواب باصواب لائے زنار جادو نامہ لیکر بعد قطع مسافت راہ شہر
رنگین حصار مین پہونچا خبر اسکے آنے کی مہرخ سحر چشم کو ہوئی اُسنے استقبال کرایا دار العمارۃ مین لائی سامان
دعوت مہیا کیا ناچ راگ و رنگ کا جلسہ ہوا بعد فراغ امورات مہمانداری باعث تشریف آوری پوچھا کہ
کس سبب سے آپ نے کلبۂ احزان کو اس عاجزہ کے سرفراز فرمایا زنار جادو نے نامہ افراسیاب کا دیا
مہرخ نے جب مضمون نامہ پر اطلاع پائی چونکہ عقیلہ و فہیمہ ہی آہستہ یہ زبان پر لائی کہ ای زنار جادو آپ
ٹھہرے رہین مین جواب نامہ سمجھکر دیتی ہون اپنے مشیرون سے صلاح لیتی ہون زنار جادو مقیم رہا اُدھر

مہرخ وہان سے اُٹھکر الگ مکان مین آئی از بسکہ علم کہانت مین دخل تمام رکھتی ہو زائچہ کھینچا اور اسد اور
افراسیاب کے طالع کا حال دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ اسد شہسوار عالیجناب قاتل افراسیاب ہی طلسم کو
فتح کریگا جو اُسکا شریک ہوگا وہ عزت پائیگا جان بچے گی آبرو ملے گی جو اُس سے مخالفت کریگا مارا جائیگا
گھر برباد ہوگا کہین ٹھکانا نہ پائیگا غرض جب یہ اُسے علم سماوی سے ظاہر ہوگیا دل سے کہا مہ جبین
تیری نور نظر ہو اُسکی شراکت کر افراسیاب نمک حرام ہی اُس سے کنارہ کرنا بہتر ہی کس لیے کہ لاچین جادو
جو پہلے بادشاہ اس طلسم کا تھا اسکو اُسنے قید کیا ہو اور تیرے فرزند شکیل جادو سے بسبب عشق خوبصورت
جادو عداوت رکھتا ہی اور اسکی معشوقہ کو طرح طرح کی تکلیف دیتا ہی عجب نہین جو فرزند تیرا اس غم مین
مرجائے دنیا سے گزر جائے چاہیے کہ بیٹے اور نواسی کی جان بچاؤن افراسیاب سے لڑکر دل کی لگی بجھاؤن
اسوقت سے بہتر پھر کوئی زمانہ نہ ملے گا فال بھی نیک ہی طلسم کشا بھی آیا ہی فی الجملہ یہ سوچکر نامے کے جواب
مین عرضی افراسیاب کو لکھی جسکی عبارت یہ تھی ای شاہ جادوان و اے شہنشاہ ساحران ایک توقیع
وقیع جہان مطاع نے اس نحیفہ کے ورود فرمایا سر حقیر خاکسار کو تا باوج آسمان پہونچایا جو کچھ کہ نسبت
میری نواسی کے عتاب ظاہر ہوا ہی جان نثارون کو بڑا استعجاب ہوتا ہی لونڈی تو کمترینہ ہمیشہ سے معتوب
درگاہ ہی کوئی نہ کوئی الزام ضرور رہا ہی چشم ترحم اور نظر مکرمت میری طرف مدت سے نہین ہی دور افتادہ
بساط عزت خانہ نشین ہی مگر اس امر خاص مین سراسر بقصور ہی محبت سے بشر مجبور ہی کوئی بشر اپنے نور نظر
کو زیر تیغ نہ رکھے گا خود مریگا لیکن اُسکا مرنا گوارا نہ کرے گا خلاصہ یہ کہ اس حقیرہ سے ممکن نہین کہ مہ جبین
کو ڈھونڈھکر گرفتار کرے اور اسکی گردن زیر تیغ بیدریغ دھرے حضور مالک ہین چاہے مجکو سرفراز
کرین خواہ اُسکے عوض سزا دین جو کچھ ہو سکے میرے حق مین قصور و کوتاہی نکرین مجھے نہ آپ سے کچھ سروکار
ہی نہ مہ جبین کی ذلت درکار ہی زیادہ حد ادب عرضی تیار ہوئی زنار جادو کے حوالے کی وہ لیکر طرف
افراسیاب کے روانہ ہوا ادھر مہرخ نے اپنے بارہ ہزار ساحرون کو حکم تیار ہونے کا دیا وہ سب
مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوئے خیمے ڈیرے لدے مہرخ نے اپنی مان ملکہ ماہ جادو کو بھی ساتھ لیا اور ایک
نامہ اپنے بیٹے شکیل جادو کو لکھا بیٹا اُسکا کوہستان مین بسبب عشق ملکہ خوبصورت کے رہتا ہی صحرا پسند ہی
گھر بُرا معلوم ہوتا ہی بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ بہر حفاظت مہرخ نے کردیے ہین وہ بھی صحرا مین رہتے ہین غرض
اسکو اطلاع دی کہ ای فرزند ہم سے اور افراسیاب سے بگڑ گئی تمھین لازم ہی کہ ہم تک آؤ اور فوج کو بھی اپنے
ساتھ لاؤ جب نامہ شکیل کے پاس پہونچا بہت خوش ہوا کہ اب یا تو افراسیاب کے ہاتھ سے مارے جائینگے یا اپنی
معشوقہ ملکہ خوبصورت کو پا مینگے ~ یا تو سر دیتے ہین یا لیتے ہین دلبر اپنا ÷ آج جھگڑا ہی چکا لیتے چلکر اپنا ÷ اُسنی

وقت بارہ ہزار کا لشکر لیکر اپنی ماں کے پاس آیا مہرخ جو بیس ہزار کی جمعیت سے واسطے ڈھونڈھنے مہ جبین کے روانہ ہوئی لیکن زنار جادو نے جاکر جواب مین نامہ کے عرضی مہرخ کی افراسیاب کو دی یہ ناری آتش غضب سے جلا جب عرضی پڑھی فوراً چند ساحرون کو حکم دیا کہ مہ جبین کو گرفتار کرلاؤ اور جو اُسکی حمایت کرے اُسے بھی سزا دو اور مین لشکر کشی کیا ایک عورت پر کرون تم چند ساحر مہرخ کی فوج کے لیے کافی ہو مجرد حکم دینے کے ساحر بہر گرفتاری مہ جبین و اسد روانہ ہوے نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے مگر اب حال ان دونون شیدائے یکدیگر یعنی اسد و مہ جبین کا سنیے کہ دلارام جادو اسی طرح پہاڑ بنی ہوئی پانچسو کوس نکلگئی مگر سرحد طلسم سے باہر نہ جا سکی کہین کوہ چینی نظر آیا کسی طرف کوہ لاجورد دکھائی دیا طلسم کے عجائبات و غرائبات نظر آئے کہین خارستان نظر آیا کہین گلزار دکھائی دیے اسیطرح کوہستان اور دریاے ذخار سب مقام طے کیے جب بہت دور اپنی دانست مین نکل گئی اُسوقت ایک جگہ ٹھہری اسد اور مہ جبین سے کہا کہ پہاڑ پر سے اوتر آؤ وہ اوترے آپ بصورت اصلی بنی اور براہ پوشیدہ پھر ان دونون کو لیکر چلی تھوڑی دور پر ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ جہان ہر سمت پھولون کا انبار تھا درخت گنجان سایہ دار لگے تھے نیچے اُسکے چشمے پانی کے بہتے تھے **نظم** پڑی آبجو ہر طرف کو بہے ✤ کہین سرو بر قمریان چہچہے ✤ کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال ✤ رہین ہاتھ جون مست گردن مین ڈال ✤ ملکہ نے کہا اے دلارام اس جنگل مین کچھ دل آرام پاتا ہے بھوکے پیاسے بھی ہین دل بیٹھا جاتا ہے ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر کسل راہ سے آسودہ ہون کچھ ممکن ہو تو کھاؤن دلارام کو حال پر شہزادی کے رونا آیا کہ افسوس یہ وہ شہزادی عالیجاہ ہے کہ جسکے ہوادار کا پایہ پکڑکر ستر ہزار بادشاہزادیان چلتی تھین جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ دھرتی تھین آج وہی بیسر و پا صحرا مین رواں دواں ہے نہ ڈنکا نہ تخت نہ چتر شاہی سچ ہے کہ بادشاہ عشق کی بارگاہ رفیع مین رتبہ شاہ و گدا یکسان ہے اور اسپر بھی دیکھیے جو جان بچے کس جا امان ملے زمین و آسمان دشمن ہے ہزار طرح کا درپیش رنج و محن ہے افراسیاب جو یہان ہوگا ہزارہا ساحر بھیجا ہوگا کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہے آئینہ خیال مین جلوہ عروس مرگ دکھائی ہے مگر خیر یہ شاہزادی تھک گئی ہے ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے اور مقدر کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر دلارام اُس بیشۂ فرحناک مین قریب ایک پہاڑ کے ٹھہری لیکن ملکہ اپنے حال پر فریاد آسا سر پیٹ کر رونے لگی اسد نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی ملکہ نے کہا اے بیوفا ہم نے تیرے لیے کیا کیا نہ رنج سہل لیا **قطعہ**

اگرچہ تجھ مین تخم الفت کا اے ستمگر ہم اپنا بوتے	تو تھا یقیناً کہ اسکے نیچے کبھی تو روتے کبھی تو سوتے
نہ ایسی گلیون مین تیری خاطر کیے ہین نالے بھرے ہین روتی	خراب خستہ ذلیل و رسوا نہ تجھسے ملتے نہ ایسے ہوتے

خیر اسکا کیا گلہ ہے یہ بھی قسمت کا لکھا ہے مگر اسوقت کچھ غذا ممکن ہو تو کہین سے بہم پہونچاؤ تاکہ شدت گرسنگی دور ہو اسد نے کہا اے ملکہ تم یہان ٹھہرو مین کوئی آہو شکار کر لاؤن اور اُسکے کباب لگاکر کھلاؤن یہ کہکر تیر و کمان لیکر اسد روانہ ہوا اور دلارام کو ملکہ پاس چھوڑا پہاڑ سے دور جاکر ہرن ملا از بسکہ بیدل تھا اُسکے تعاقب مین دور نکل گیا اور یہان

جب شاہزادہ کو عرصہ ہوا دلارام نے کہا مین جاکر شہزادہ کو بلا لاؤن ایسا نہو کوئی ساحر ملجائے اور انکے دشمنون کو گرفتار کرے یہ کہکر روانہ ہوئی تو مہجبین اکیلی رہی اور شہزادے کی تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی تھی اور کہتی تھی

اے فلک کبتک مجھے دربدر پھرائیگا سہ

دادی غربت مین پھری پہر دن ہمین وحشت لیے
ہر دم غم واندوہ سے سو بار مر مر کر جیے

کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیے
فریاد با فتادہ دن کی ہم وانکے بہت رویا کیے

غربت مین جا نکلے تھے کل اک شہر ویرانی کی طرف

اس سوچ مین تھی کہ وہ ساحر جو افراسیاب نے روانہ کیے تھے انمین ظلمات جادو نام ایک ساحر ادھر نکلا مہجبین کو بیٹھے دیکھکر دل سے خیال کیا کہ ایسی حسینہ جمیلہ زر و زیور سے آراستہ ہو اور شاہ نے حکم اسکے قتل کرنے کا دیا ہو اسے دھوکے سے اپنے گھر مین لیجا کر سوال وصول کی اگر منظور کرے تو عورت بھی شکیلہ ہو اور مال و زر بھی ملتی ہو بڑی آسائش سے بسر ہوگی اس ہنگامہ مین یہ کوئی گمان کریگا کہ مہجبین تیرے یہان ہی بلکہ یہ سمجھین گے کہ اسد بھگالے گیا غرض یہ سوچ سوچکر قریب ملکہ کے آیا اور سلام کیا ملکہ اس بیچارے کو دیکھکر دل مین ڈری کہ یہ مجھے گرفتار کر لیجائیگا لیکن اسنے کہا اے ملکہ مین آپکا دوست ہون شہزادہ اسد اور دلارام جادو کیون آپ سے جدا ہوے ملکہ نے کہا واسطے تلاش آب روانے کے گئے ہین ظلمات نے صرف حال دریافت کرنے کو پوچھا تھا جب دلارام و اسد کی کیفیت معلوم کر چکا اسی وقت مکاری سے کہا اے ملکہ شاہزادہ اسد میرے باغ مین تشریف لیگئے اور مجھے اپنا مطیع کیا اب اسی جگہ بیٹھے ہین اور مجھے آپ کی بلانے کو بھیجا ہو ملکہ نے کہا دلارام آئے تو مین چلون اسنے کہا مین آپکو پہونچا کر اسے بھی ڈھونڈھ لاؤنگا ملکہ اسکے کہنے سے اٹھکر ہمراہ ہوئی یہ ملکہ کو لیکر اپنے باغ مین آیا ملکہ نے اس باغ کو نہایت سرسبز پایا درخت گلدار لگے تھے چمن نسیم عطرآگین سے بسے تھے خلاصہ کلام ملکہ آکر بارہ دری مین باغ کی ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی کہا اسد کس مقام پر ہین انھین بلاؤ ظلمات نے کہا مہجبین اب نام اسد کا نہ لو مین تمپر فریفتہ ہون دھوکا دیکر یہان لایا ہون تم میرا وصل منظور کرو تمہاری جان بچے گی یہان بحفاظت تمام بیٹھی رہو گی جب اسد قتل ہو جائیگا اور شہنشاہ کا غصہ کم ہوگا اسوقت اپنے گھر چلی جانا ملکہ جب اس مضمون سے آگاہ ہوئی گھبرا گئی اور کہا اے ظلمات اتنا سمجھ لینا کہ اگر میری آبرو مین کچھ فرق آیا مین فوراً اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگی اور انگشتری الماس چبا لونگی ظلمات منت کرنے لگا قدم پر سر دھرنے لگا ملکہ نے نمانا اسوقت یہ دھمکانے لگا زبردستی دکھانے لگا ملکہ نے استغاثہ درگاہ خدا مین کیا کہ اے خدائے دو جہان وارث مظلومان مجھ مظلومہ کی بروا اس ظالم کے ہاتھ سے بچا اسوقت قدرت خدا سے ایک ساحر خان جادو نام متلاشی ملکہ نامدار ادھر آنکلا اور آواز ملکہ کی سنکر اندر باغ کے آیا ظلمات کو ملکہ کے ساتھ دست اندازی کرتے دیکھا اسنے ڈانٹا کہ او بیحیا کیا کرتا ہو ظلمات اسے دیکھکر سمجھا کہ راز میرا فاش ہوگیا یہ جاکر افراسیاب سے کہیگا وہ مجھے اس حرکت ناشایستہ کی سزا دیگا لازم ہو کہ اسے مار ڈالون اور ملکہ کے ساتھ

زبردستی وصل کرون یہ سوچکر دخان پر ایک گولا فولادی سحر کرکے مارا کہ وہ پھٹا اسمین سے دھوان نکلا سارے باغ مین تاریکی ہوگئی دخان لے یہ سحر اُسکا دیکھکر فوراً ایک مشکیزہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُسمین سے پانی لیکر اور اُسپر پڑھکر اُس تاریکی کی طرف اوچھال دیا وہ سیاہی دھوان ہوکر ایک طرف سمٹکر ہوگئی آسنے پھر دوسرا چھینٹا پانی کا مارا کہ وہ ظلمات پر پڑا اور قطرے پانی کے چنگاریان بنکر اُسکے جسم کو جلانے لگین آخر سارے جسم سے ظلمات کے شعلے نکلنے لگے اور جلکر خاک ہوگیا صداہائے مہیب پیدا ہوئین غلغلہ عظیم برپا ہوا بعد کچھ عرصہ کے وہ آفت مٹی اور صدا آئی کہ گشتی مرا نام من ظلمات جادو بود دخان اُسے قتل کرکے ملکہ کے پاس آیا اُس شعلہ رو کے جمال سے وہ جگہ سوربائی اُسکے دل مین بھی بُرائی آئی ملکہ پر ہزار جان سے فریفتہ ہوا اور دست بستہ ملکہ سے عرض کیا کہ اے شہ خوبان اگر تو میرے یہان رہنا گوارا کرے تو مین تمام عمر گردن تابی نکرون اور شہنشاہ سے عرض کرکے خطا تیری معاف کرا دون اور مقربان شہنشاہ سے مین ہون کوئی ایسا ویسا نہین ہون ملکہ نے جب یہ کلام اُس نا فرجام سے کہا کہ دخان جادو تیری تو وہ مثل ہوئی ؎ کلاغ چنگال گرگم در ربودے ؏ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ✤ اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کر جو میری عصمت مین فرق لائیگا تو پھر تجھکو زندہ نپائیگا دخان سمجھا کہ یہ عاشق طلسم کشائی ہے تجھسے راضی ہوگی یہ تصور کرکے سحر پڑھکر ملکہ پر پھونکا کہ ملکہ خود اُسپر فریفتہ ہوئی اور کہا مجھے تیرے کہنے سے انکار نہین ہے دخان نے خیال کیا کہ یہ مکان پرایا ہے اور مالک مکان کو تو قتل بھی کر چکا ایسا نہو کہ کوئی وارث آجائے یا کوئی فرستادہ افراسیاب ادھر آنکلے تو پھر قباحت ہوگی جان بھی جائیگی اور ملکہ بھی چھن جائیگی یہ سوچکر وہان سے اُٹھکر چلا کہ ملکہ سحر کے زور سے اُسپر شیدا ہے یہ بھی اُٹھکر چلی دونون باغ سے نکلکر صحرا مین روانہ ہوے اور دخان اپنے گھر ملکہ کو لیچلا اتفاقاً اسد ہرن کو شکار کرکے وہان گیا تو ملکہ کو جہان ٹھہرا آیا تھا جب اس جگہ ملکہ نملی ڈھونڈھتا ہوا ادھر آنکلا کہ دخان ملکہ کو لیے جاتا تھا اسد نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کے پیچھے ملکہ دوڑی چلی جاتی ہے سمجھا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سحر مین مبتلا ہے بس ایک تیر تاک کر مارا دخان غافل تھا کہ تیر سینے پر پڑا پشت کو توڑ گیا قلابازی کھاکر گرا اور مرگیا غل اور شور اُسکے مرنے کا بھی پیدا ہوا اسد پاس ملکہ کے آیا ملکہ اُسکے مرنے سے ہوش مین آچکی تھی اسد سے لپٹ گئی اور درد کرب ماجرا کہا اسد ملکہ کو لیکر ایک درۂ کوہ مین آیا اور کمر سے دوشالہ کھولکر بچھایا اور لکڑیان جنگل کی جمع کرکے اپنی تلوار کو پہاڑ کے پتھر سے رگڑا شرارہ پیدا ہوا آگ نکلی ہرن جو شکار کرکے لایا تھا اُسکے کباب لگائے آپ بھی کھائے اور ملکہ کو بھی کھلائے پانی چشمے سے لاکر پلایا اور شکر خدا کا کیا ہنوز آسودہ نہوے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور رعد بڑے زور شور سے گرجا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون فرستادہ افراسیاب سے آکر پہونچا اسد اور مہ جبین کو دیکھکر للکارا کہ اب کہان جاؤگے منم شعلہ جادو یہ نعرہ

اسد جھنکر تلوار پکڑ کر دوڑا اس ساحر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین اسد کا نصف جسم غرق ہو گیا اُسوقت حسب اتفاق دلارام جو اسد کو ڈھونڈھنے نکلی تھی یہان آکر پہونچی اور اس ساحر کو دیکھکر ایک ناریل بیڑی دار سحر کا مارا شعلہ جادو نے پھر کچھ افسون پڑھا کہ سحر دلارام جادو کا رد ہو گیا اور پھر آپ ایسا سحر کیا کہ شعلہ نبکر اسد اور دلارام اور مہ جبین کے لپٹ گیا اور اُڑا کر لیچلا راہ مین اسنے خیال کیا کہ مبادا کوئی مددگار انکا ملجائے اور تجھ سے چھین لے اس سے بہتر ہے کہ اُنکے سر کاٹ کر پاس افراسیاب کے لیچلون اور انعام مین ملک و مال لون یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہر اور ارادہ انکے قتل کرنے کا کیا اُسوقت مہ جبین نے روکر کہا او ظالم پہلے میرا سر تن سے جدا کر تاکہ اپنے مطلوب کو بیجان نہ دیکھون خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون یہ نابکار ملکہ کا سر کاٹنے چلا اُسوقت اسد نے پکار کر کہا اے نامرد ازلی و ابدی پیشتر مجکو ہلاک کر کب جائز ہے کہ مرد زندہ رہے اور عورت اُسکے سامنے قتل کیجاے یہ ساحر ملکہ کی طرف سے شاہزادہ کی طرف پھرا اسوقت دلارام نے للکارا کہ اے بانی جفا کہان زیبا ہے کہ کنیز زندہ رہے اور مالک اسکے ہلاک ہون قبل اُنکے قتل کرنے کے میرا کام تمام کر شعلہ انکے کلام سے حیرت مین تھا کہ پہلے کسے قتل کرون لیکن اس حال مین اسد نے رجوع قلب سے درگاہ دادرس غریبان مین بلبلا کر دعا کی کہ اے پروردگار مجکو شر سے اس ظالم اظلم کے بچا

ابیات

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین — رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا — مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی — فرعون کو تونے غرق کیا رود نیل کا
طوفان مین ناخدا ہے کشتی ہے نوح کی — حقا جواب ہی نہین تجھسے جلیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہے لبکہ گوش زد — پشّے سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

خداوند ایسا سبب ظاہر کر کہ یہ کافر واصل جہنم ہو شہزادہ کا دعا کرنا تھا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور خدا نے ایک دیو کو اس ظالم پر مسلط فرمایا ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران والی ملک کوہ قاف کبھی کبھی عبرت اپنے شوہر کی منگاتی ہے اسوقت بھی ایک دیو خیریت نامہ لیے طرف لشکر حمزہ کے قاف سے اُڑا ہوا جاتا تھا شور گریہ و زاری سنکر متوجہ زمین کا ہوا اسد کو گرفتار دیکھا اور ایک ساحر کو درپے قتل پایا ازبسکہ اسد کو یہ دیو پہچانتا تھا فوراً اُسنے گردن شعلہ جادو کی پکڑ کر بے اعتنائی سے توڑ مروڑ لقمہ بنا کر منھ مین ڈال لیا اور نگل گیا پیٹ مین جانا تھا کہ معلوم ہوا دم نکلا دوڑنے لگا کہ کمبخت یہ لقمہ کیسا تھا جسنے معدہ مین جاکر یہ آفت برپا کی آخر خدا خدا کرکے وہ شور موقوف ہوا اسد نے رہائی پائی

دیو نے اکر سلام کیا اور حال پوچھا اسد نے کہا تو کون ہے دیو نے کہا آپ کی نانی ملکہ آسمان پری کا بھیجا ہوا پاس امیر کے جاتا ہون اسد نے کہا میری بھی تسلیم نانا جان سے کہدینا اور سب سردارون کو بھی سلام کہنا اور جو حال کہ ابتک گزرا تھا وہ سب بیان کرکے کہا امیر سے کہدینا اور تو نے بہت برا کیا کہ جو اس ساحر کو مار ڈالا ہم لوگ اگر چاہین تو سارے عالم کے ساحرون کو دیوون سے کھلوادین اور ہلاک کرادین لیکن ہمت مردان روزگار سے بعید ہے کہ جو انسان کو جنون سے لڑائین کس لیے کہ جو فعل انسان کر سکتا ہے اُس سے جن بری ہے پھر جنون سے ہنگام جنگ مدد لینا نامردی ہے اگر میری حیات خدا کو رکھنا ہوتی کوئی اور صورت اس ساحر کے مرنے کی نکلتی بس یہ کیا کم ہے کہ ساحر سحر کرتے ہین اور ہم اُنکو عیار سے ہلاک کراتے ہین سحر کا معاوضہ مکاری کر کے لیتے ہین دوسرے جنگ مبنی بر خدع ہے جنگ مین دھوکا دینا خدا اور رسول نے نہین منع فرمایا ہے ابتو جا لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا دیو سلام کرکے اوڑکر چلا اور اسد ملکہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تینون درہ مین چھپکر بیٹھے افراسیاب اُنکا متلاشی ہے اور مہرخ سحر چشم ڈھونڈھنے نکلی ہے ساحر ہر طرف فکر مین تینون کی پھرتے ہین غرض انکو تو اس حال مین رکھیے اب ذکر خواجہ عمرو اور چارون عیارون کا سنیے

داخل ہونا خضر دشت طراری رہبر و بادیہ مکاری سالک مسالک جادۂ عیاری خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری کا طلسم مین مع چارون عیاران نامدار کے براہ مختلف اور قتل کرنا ساحرون کو اور پہونچنا پاس اسد اور مہ جبین کے اور ملاقات ہونا مہرخ سحر چشم سے لمؤلفہ

وہ دارو پلا ساقی مے پرست
کہ جو ایک ہی جام مین کر دے مست

بہانہ نہ کر بادہ خوارون سے تو
حوالے کر اب ساغر مشک بو

پھرین مست بڑ مارتے ہر طرف
چلین رند بنکارتے ہر طرف

ترے فیض سے ہون مین جادو کلام
فسونساز مشہور ہو میرا نام

دہ فقرے دون مین زاہد خشک کو
چلے میکدے کی طرف مست ہو

سکھا مجھکو ساقی وہ عیاریان
کہ رندن جاکے واعظ سے مکاریان

سنو حرمت دخت رز کا خیال
بنے رند کا قول سحر حلال

ذرا جاہ پھر میکدے کو چلو
کہ راہ طلسمات دریافت ہو

بہ بزم سخن طوطی خوش نوا	بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سخن سازان معانی دلفریب و رمز شناسان کلام بے ریو وریب جادو بیانی سے تسخیر طلسم ضمیر زنگ تدبیر معجز نمایان اسطرح فرماتے ہین و بنظر دور اندیشی جادۂ خطرناک کی طرف سرپیکر یون قدم اٹھاتے ہین کہ جب عیار بےنظیر والا تدبیر ہنر پرور خواجہ عمرو اور چارون عیار نامور جنکے نام پہلے بیان ہوئے الگ الگ طلسم کی جانب چلے جاتے تھے براہ مختلف صحرا کو طے کرکے سرحد طلسم مین آئے لیکن ایک دوسرے کا حال جو بیان رہا ساحرون کی صورت بناکر چار طرف طلسم مین پھرنا شروع کیا کہین صحراے سرسبز دیکھا کسی طرف دریاے زخار موجزن پایا پہاڑون کی دانگ طلسم پر کے نئے نئے سوانگ ہر طرف بنگلے ساحرون کے بنے چوکیان جادوگرون کی بحکم افراسیاب بیٹھین ساحر سحر کرتے آگ اور پتھر برستے الغرض عیار علیحدہ علیحدہ سب کیفیت دیکھتے چلے جاتے ہین کہ ایک مقام پر جو عمرو آکر پہونچا صحراے عجیب وہان دیکھا کہ گھانس کے بدلے کوسون تک منقش اُگا ہے جنگل سارا چاندی کا ہے عمرو نے اپنے دل سے کہا یہ سارا جنگل ممکن ہوتا تو مین زنبیل مین رکھ لیتا ہاے کیا کرون کچھ بس نہین کیونکر اسے اُٹھاؤن اسی فکر مین تصور کیا کہ جہانتک ہو سکے گھانس یہان کی کاٹ لون بس ہنسیا زنبیل سے نکالکر گھانس کاٹنے لگا مگر ہر طرف پھر پھر کر دیکھتا جاتا کہ ایسا نہو کوئی آجائے اور جلدی جلدی کاٹے جاتا تھا کچھ تھوڑی گھانس کاٹی تھی کہ یکایک صدا آئی باش اے دزد مکار مین تیرے تلاش مین تھا اب کہان جائیگا عمرو نے یہ آواز سنکر گردن اُٹھائی اور کہا افسوس کیا تقدیر بُری ہے ناچار اُٹھکر جو نگاہ کی تو سامنے سے ایک ساحر کو آتے دیکھا کہ سارا بدن اُسکا چاندی کا ہے بال سر کے منقش کے ہین اسباب سحر کا لیے کالے سانپ سر سے لپیٹے للکارتا ہے عمرو اُسے دیکھکر بھاگا اُسنے سحر پڑھکر دستک جو دی پاؤن عمرو کے زمین مین چمٹ گئے آگے نجا سکا وہ ساحر تلوار کھینچکر قریب آیا اور کہا تیرا ہی نام عمرو ہے افراسیاب کو فکر تیری بیشتر ہے مین نے تیری گرفتاری کو یہ جنگل بزور سحر چاندی کا بنایا ہے آخر تجھے پایا اب شہنشاہ کے پاس سر تیرا کاٹ کر لیجاؤنگا انعام پاؤنگا عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون گھسیارا ہون مصیبت کا مارا ہون اُسنے کہا تو مجھسے مکاری کرتا ہے افراسیاب پہلے ہی خبر تیری دے چکا ہے یہ باتین ہوتی تھین کہ اور عیار جو الگ ہین اُن مین سے مہتر قران نے ایک بلندی پر سے یہ سب ماجرا دیکھا اور ایک عیاری سوچکر روانہ ہوا جہان یہ ساحر کہ نام اُسکا مقرنس جادو ہے عمرو کو قتل کیا چاہتا تھا کہ ایک سمت سے صدا آئی بھائی ذرا ٹھہرنا مقرنس نے

جو دیکھا ایک ساحر جسکے گلے مین سانپ لپٹے ہین ترسول لیے ہے مندرے کان مین پہنے ہے پکارتا
چلا آتا ہے مقرنس ٹھہر گیا وہ ساحر قریب آیا اور کہا اس چور سے جب تک مال میرا نہ قبول کرا لیجے
اسوقت تک قتل نہ فرمائیے یہ میرے گھر سے سارا اسباب اُٹھا لایا خبردار اسباب تو درکنار دیکھیے یہ
موتی اکیلا رہگیا اسکی جوڑی کا یہ چور لایا یہ کہکر ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے نکالکر مقرنس کو دکھایا
یہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور کہا بھائی یہ تحفہ نایاب چیز پائی ہے ذرا مجھے دو تو اچھی طرح دیکھون یہ تم
کہان سے لائے اُس ساحر نے کہا مین کوہ مروارید پہ رہتا ہون اور وہان گوہر قدرت سے سامری
کی زمین مین پیدا ہوتے ہین یہ اُنھین موتیون مین سے مین نے دو چھانٹ کر رکھے تھے ایک یہ
چور لایا دوسرا میرے پاس ہے لو دیکھو یہ کہکر مقرنس کو موتی دیا اُسنے لیکر سب طرح سے دیکھا اور
بڑی تعریف کی اُس ساحر نے کہا بھائی اسکو ذرا منھ کی بھاپ دے لو پھر اسکی چمک اور آب و تاب دیکھو مقرنس
نے اُس موتی کو دہن کے قریب لاکر منھ کی ہوا دینا شروع کی وہ موتی شق ہو گیا اور جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہے اس
طرح سے دھوان اُس مین سے نکلا مقرنس کے دماغ مین گھسا اور ناک کی راہ سے جاکر پیچیدہ ہوا اور وہ چکر
کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اُس ساحر نے کہ جو موتی لیکر آیا تھا ایک نعرہ کیا نعرہ قران سریع السیر چون باد
بہاری ✤ جہان سر بسنگ در خنجر گزاری ✤ بہ میدان اژدر آتش فشانم ✤ منم مہتر قران غیر زبانم ✤ یہ نعرہ کرکے
ایک بغدہ مارا کہ مقرنس جادو کا سر پھٹ گیا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا وہ جنگل چاندی کا سب مٹگیا بیابان
ہول خیز دکھائی دیا عمرو نے رہائی پائی قران کو گلے سے لگایا اور عیاری کی تعریف کی قران نے کہا یہ سب
حضور ہی کی تربیت کا اثر ہے اب فرمائیے کیا ارادہ ہے چلنے کا قصد کدھر ہے عمرو نے کہا بیٹا الگ الگ چلنا
صلاح ہے تم اپنی راہ لو خدا حافظ جاؤ قران سلام کرکے روانہ ہوا اور عمرو ایک طرف چلا لیکن خبر مرگ
مقرنس جادو سحر کے طائرون نے افراسیاب کو پہونچائی اُسنے فی الفور دستکدی ایک پتلا فولاد کا پیدا
ہوا اُس سے کہا یہ نامہ میرا مہتاب جادو کے پاس بیابان رخشان مین لیجا پتلا نامہ لیکر چلا اور بیابان
رخشان مین پاس مہتاب کے آیا نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا اے مہتاب جادو عمرو اور چار عیار مقرنس
کو مار کر تمھارے جنگل کی سرحد مین آئے ہین اُنکو گرفتار کرنا خبردار غافل نہ ہونا پتلا تو نامہ دے کر چلا گیا لیکن
افراسیاب نے مقرنس کے چند عزیز ساحرون کو حکم دیا کہ جاکر لاش مقرنس کی اُٹھاؤ اور قاتل
کی اُسکے تلاش کرو وہ لوگ بھی روانہ ہوے اور بعد لاش اُٹھانے کے فکر گرفتاری عیاران کرنے لگے مہتاب
جادو کو جو پتلا نامہ دے گیا ہے اُسنے بنا بر احتیاط ایک مکان وسط صحرا مین بزور سحر بنایا اور اسے خوب آراستہ کیا
فرش مکلف بچھوایا پلنگ مرصع فرش پر لگایا کوئی سامان راحت ایسا نہ تھا جو وہان موجود نہ کیا چند ساحر

دروازے پر پہرا دینے بیٹھے اور ایک چاند کاغذ کا کاٹکر دروازے پر اُس مکان کے لگا دیا اور کچھ ایسا سحر پڑھا کہ چاند
ماہ فلک کی طرح روشن ہوا مہتاب کمرے مین مکان کے بیٹھکر مے نوشی کرنے لگا پھر اُسکے خیال مین آیا کہ عیار
بشکل مبدل آتے ہین پہچانے نہین جاتے ہین اس سے بہتر ہے کہ وہ تدبیر کرون کہ جس طرح کی صورت بنکر عیار
آئین پہچان لیے جائین یہ سوچکر کچھ کاغذ کی چڑیان کترین اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ سب زندہ ہوکر اوڑین اور کمرے
کی کانس پر جا بیٹھین خاصیت انمین یہ رکھی کہ جب عمرو آئے ایک چڑیا کانس سے اُڑکر زمین پر گرے اور پکار کر
کہے عمرو آیا اور چڑیا جلجائے پھر جب اور کوئی آئے دوسری چڑیا گرے اور اُسکا نام بتائے اور جلجائے اسی طرح اب
جو غیر شخص آئیگا چڑیان اُسکا نام بتلاوینگی یہ سحر بناکر مہتاب جادو باطمینان تمام بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا کہ عمرو اور
قران وغیرہ عیار جنگل مقرنس جادو کاٹے کرکے اُسکے صحرا مین آئے اور عمرو نے دور سے دیکھا کہ بیچ جنگل مین
ایک مکان بنا ہے اور چاند بڑا سا نکلا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان کا چاند ہے بلکہ وہ بھی مقابل اُسکے
ماند ہے دروازے پر ساحر بیٹھے ہین کڑھاو چڑھے ہین پکوان پکتا ہے ساحر ڈفلیان بجاتے ہین بھجن سامری کی توصیف
مین گاتے ہین عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر تصور کیا کہ یہ حرامزادے مزے سے بیٹھے ہین انکو چلکر ہلاک کر اس صحرا کو اُنکے
جسد ناپاک سے پاک کر یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت اپنی بنائی اور روانہ ہوا جب قریب اُس مکان کے پہونچا
ساحرون کے گانے کی تعریف کی اُنھون نے پوچھا کہ تم کہان رہتے ہو کیا نام رکھتے ہو عمرو نے کہا مجھے نواز جادو کہتے ہین
اور کوہ قلماق کا رہنے والا ہون ساحرون نے کہا اچھا بیٹھو اور کچھ گانا سُناؤ عمرو بیٹھ گیا اور اسطرح بلحن دلکش
ایک تان لگائی کہ مہتاب اندر کمرے کے بیقرار ہوگیا اور دروازے سے کمرے کے سر نکالکر ساحرون سے کہا کہ اس گانے
والے کو یہان لے آؤ ساحر عمرو کو اندر مکان کے لائے جب عمرو نے قدم اندر کمرے کے رکھا ایک چڑیا کانس سے
گری اور پکاری عمرو آیا عمرو نے جو سُنا کہ چڑیا نے نام میرا بتا دیا فوراً گلیم اوڑھکر نظر سے غائب ہوگیا مہتاب نے
دیکھا کہ اب وہ گویا نہین ہے ساحرون سے کہا وہ گویا نہ تھا عمرو تھا چڑیا کو بولتے سُنکر چھپ گیا تم سب جاکر بہت
ہوشیاری سے باہر بیٹھو ساحر یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوئے اور باہر آکر باہم مشورہ کیا کہ اب کوئی شخص آئے
اُسے گرفتار کرلین گے خلاصہ کلام یہ سب ہوشیاری تمام بیٹھے اور عمرو یہان کی سب حقیقت دریافت کرکے اس
جگہ سے دور جنگل مین نکل گیا اور زنبیل عیاری بجائی عیار جو جابجا منتشر تھے اُنمین سے برق فرنگی نے زنبیل کی
صدا سنکر آپ کو پاس عمرو کے پہونچایا اور کہا استاد خیریت تو ہے عمرو نے کہا اے فرزند مین مناسب جانتا
ہون کہ تم اپنی صورت میری شکل کی طرح بناؤ اور یہ سامنے مکان بنا ہے ساحرون کا مجمع ہے اس طرف جاؤ
وہ لوگ تمھین عمرو سمجھکر گرفتار کرینگے کس لئے کہ وہان سحر کی چڑیان بولتی ہین اور اپنے جانے کا سب حال کہا اور
کہا جب تم پکڑے جاؤ گے ساحرون کو اطمینان ہوجائیگا کہ عمرو کو ہمنے گرفتار کرلیا ہے پھر مین جاکر عیاری کرون گا

ادھر بین چھوڑا تو نگار برق نے کہا بہت خوب اور اسیوقت اپنی صورت کو عمرو کی طرح بنایا اور ساحرون کیطرف روانہ ہو جب
قریب اُنکے پہونچا وہ تو شور و کر ہی چکے تھے کہ اب جو آئیگا اُسے گرفتار کرینگے برق کو عمرو سمجھکر قید کر لیا اور شور و غل جو اُسکے قید کرنے سے
ہوا مہتاب نے کمرے پر سے پوچھا کسے گرفتار کیا ساحرون نے کہا آپ پہچانئے کون ہے ہم تو جانتے ہین عمرو ہو مہتاب نے کہا یہان لاؤ
مین پہچانون برق کو سامنے اُسکے لیگئے جیسے ہی برق نے قدم اندر کمرے کے رکھا چڑیا گرکر پکاری کہ برق آیا اور جل گئی مہتاب نے کہا کیون
عیار تیرا نام برق ہو اُسنے کہا نہین میرا نام عمرو ہو ساحر نے جواب دیا کہ میری چڑیا جھوٹی نہین ہو برق نے کہا بھلا میرا
نام برق ہوتا اور مین اپنے تئین عمرو بتلاکر کیون بتلا کرتا کیا مین نہین جانتا کہ عمرو کے سب طلسم مین
دشمن ہین اچھا اگر آپ مجھے عمرو نہین جانتے نہ سہی مہتاب دل مین سوچا کہ یہ بھی سچ کہتا ہے کوئی
اتنے بڑے مجرم کے نام سے اگر بری ہوتا ہوگا تو وہ اور اپنے تئین بچائیگا نہ کہ اور گنہ گار بنائیگا یہ خیال کرکے
کہا اچھا اے عمرو تو نے اپنے تئین چھپایا کیون نہین کہدیا ہوتا کہ مین برق ہون اُسنے کہا میرے کہنے سے کیا
ہوتا آپ سحر سے دریافت کرلیتے آپ کو سب طرح کی سحر سے قدرت حاصل ہے مہتاب نے کہا
تقریر تیری سچی ہے مگر میرے سحر نے جو نام تیرا اخلاف بتلایا شاید تیرا نام علاوہ عمرو کے برق بھی ہو برق
نے کہا میرا اصلی نام برق ہے اور مشہور عمرو ہے مہتاب نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ سحر میرا غلط نہین
اب ظاہر ہوا کہ تو بھی سچا ہے اور سحر بھی درست ہے مگر ایک امتحان اور کرلون کہ تصویر عمرو کی میرے
پاس شہنشاہ نے بھیجی ہے اُس سے تیری صورت ملالون یہ کہکر صندوقچہ سے تصویر نکالکر مطابق کی
کچھ سر مو عمرو کی صورت مین اور اُس قیدی کی شکل مین فرق نہ پایا یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو ہے بہت
خوش ہوکر ایک طرف بندھوا دیا لیکن اب حال عمرو کا سُنئے کہ جب برق گرفتار ہوچکا اور اُنھون نے
دور سے یہ سب ماجرا دیکھا پس اپنی صورت ایک زن حسینہ جمیلہ کی بنالی کہ جسکے جمال جہان آرا کو دیکھکر
فرط حجاب و ندامت سے بدر کامل بھی گھٹکر ہلال ہوجائے سراسر شعلہ نور قدرت خدا کا ظہور حور و پری
کہنا خطا حسن ایسا کسی نے دیکھا نہ سنا شوخی و کرشمہ ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی
چودھوین رات کا چاند تھی بلکہ چاند کی بھی روشنی اُسکے آگے ماند تھی چشم غزالین سرمہ آگین آہوے رم خوردہ
کشور چین سے چشم تو نقاد دست یا آہوست یا صیاد خلق ٭ یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این ٭ لب
لعلین درج یاقوت رخسار تابناک آئینہ اسکندری دندان سلک گوہر سے بہتر دندان لب نے کر دیا
بقدر عالم مین ٭ گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو ٭ بازو سے ناز و ادا کلائی بلورین جسکے
دیکھنے سے عشاق کو کل آئی جب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی سے یہ آئے ہے
ساعد دیکھا عالم کہ جینے دیکھا ہوا وہ بیدم ٭ نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا ٭ سینہ

گنجینہ نور شکم تختہ بلور چھاتیان انمول سے سوہن موہن من ہرن کنچن برن اڈول ؛ کڑے کرارے چکنے اونچ گورے سگون ؛ بلکہ فرد حسن روز افزون نے گنجائش نپائی سینے مین ؛ بنگیا انگیا کے پردے مین سمٹکر چھاتیان ؛
اور ناف کا شکم مین یہ عالم ہے بیت ہے نور کا دریا شکم صاف نہین ہے ؛ گرداب یم حسن مین ہے ناف نہین ہے ؛
ساق پا کا وہ نورانی عالم کہ بیدل جسکی یاد مین سر بزانو رہین لاکھ فکر کرین مگر اُسے نپائین سے لے سر سے تا بناف تو تھا نور کا بدن ؛ رانین بنائین گوندھ کے میدا شہاب مین ؛ پائے نازک کی صفت کیا بیان ہو معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد ؛ پاؤن صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان ؛ الغرض اس حسن وجمال سے اپنی صورت کو آراستہ وپیراستہ کیا سے زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مینگرم ؛ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ؛
لباس سرخ سونے کا زیور اپنے قد زیبا پہ مزین وتجلی کیا کنگنا کلائی مین باندھا اور پیراہن کو تا بدامن چاک کیا زلف مشکفام رخ انور پہ بکھیر کر گھونگھٹ بنایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان ابر سیہ مین آگیا ہے اس صورت سے زار زار مانند ابر نوبہار کے روتا ہوا عمرو روانہ ہوا اور جہان مہتاب جادو کمرے مین بیٹھا جنگل کی کیفیت دیکھ رہا تھا اُسکے سامنے کی جھاڑیون مین رونا شروع کیا اور شور وفریاد بلند کر کے شکوہ فلک بے مہر اور مذمت دنیائے فانی کرنے لگا **نظم**

ہان دلا کر نظر بدیدہ غور
نہین دُنیا مقام آسائش
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے
اور کہین شور مرگ فرزندان

دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین افضال حق تعالیٰ ہے
ہے یہ دنیائے دون کا سر رشتہ

بھول مت دیکھ دیکھ آرائش
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
ہے کہین شادی خانہ بدان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اے چرخ کج مدار واے گردون ناہنجار یہ تو تو بتا کہ مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جسکے بدلے اور پاداش مین تو نے مجھکو یہ سزا دی ہے افسوس صد ہزار افسوس سے جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول انکے ہوگئے باسند ہے وہ لعل اُٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے ؛ اسطرح پر تڑپکر اور بلبلا کر عمرو رویا کہ دل سنگ آب ہوگیا اور شور واویلا کان مین مہتاب جادو کے نہیں پہنچا اُسنے جھاڑی کیطرف جو بغور دیکھا ایک عروس شب اوّل کو کہ ماہ تابندہ فلک حسن ہے خسوف کے رنج ومحن مین مبتلا پایا لباس سارے جسم کا تار تار ہے دشنہ غم سے سینہ فگار ہے سر کے بال پریشان ہین تنہائی کے عالم مین اپنے حال پر گریان ونالان ہے مہتاب اُسے دیکھکر درپے حقیقت ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ اس عورت کو بدلداری تمام بلاؤ ساحر حکم سنکر چلے جب قریب پہنچے وہ نازک اندام ساحرونکو دیکھکر گرتی پڑتی اور طرف چلی ہر چند منت سے کہا کہ ہمارے مالک تمھین بلاتے ہین مگر اُسنے کچھ جواب نہ دیا ساحرون نے آکر مہتاب سے اُسکے سماعت نکرنے کی حقیقت کہی یہ اُس رشک ماہ خورشید خاوری کو دیکھکر بیقرار ہوا تھا خود اُٹھکر چلا اور جھاڑی کے پاس جب آیا پھر وہ گلفام افتان وخیزان بھاگی اُسنے بڑھکر ہاتھ پکڑلیا اور اُسکے روے زیبا وسراپائے خوش ادا کو

بنظر غور دیکھا شعاع تنویر حسن کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی ابیات

وہ صبح جبین تھی صبح جنت　　　ہر چین تھی موجۂ لطافت
بینی کے قریب کب تھے ابرو　　　شہباز نے واکیئے تھے بازو
آنکھین اُستاد سامری تھین　　　نشے مین شراب کے بھری تھین
دنبالۂ کب آن مین سرمے کا تھا　　　بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

دیکھتے ہی دست وپا کی قوت جاتی رہی جی سنسنا گیا قریب تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے تئین سنبھالا اور کہا اے غیرت وہ بتان آذری واسطہ خداوند سامری کا اپنے حال پر ملال سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس قلزم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گران بہا کی جوہر ہے اسطرح کیون زار و نزار ہے کیا تجھے آزار ہے اس زہرہ جبین نے یہ کلام سُنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور اس طرح پھوٹ کر روئی کہ مہتاب جادو کا دل بھر آیا اور تسکین کرنے لگا اسوقت اُس عاقلہ نے کہا کہ مین کیا اپنا حال زار بتاؤن اور کس کس رنج کا اظہار کرون ؎ چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل ؛ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ؛ جسکے ہم طالب دیدار ہین انکی صورت زیبا ملک عدم مین جاکر دیکھین گے ہائے وہ ہمین چھوڑ کر پیوند خاک ہوے مین انھین اچھی طرح جی بھر کر دیکھنے بھی نپائی کہ وہ دنیا سے چل بسے بیت انکو روتا ہون جو تھے اپنے ہنسانیوالے ؛ گور مین سوتے ہین پہلو کے سُلانیوالے ؛ یقین ہے کہ ہماری قبر پر بعد مردن نرگس آگے گی پتہ کشتۂ انتظار کا بتائیگی غزل

ہماری قبر پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار　　　اُٹھو اُٹھو کہ پھر آئی چمن مین فصل بہار
پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے　　　رہے نہ ایک گریبان مین کسی کے تار
پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند　　　عدم کے خواب سے مجنون نہو کہین بیدار
بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل　　　ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
شہر شہر کے ہر ایک آشنا کی تربت پر　　　جو دیکھتا ہون کہ اک سمت کو ہی نرگس زار
سوال اُس سے کیا مین نے اے گل نرگس　　　تو سرنگون ہے بھلا کس لیے بخاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا　　　عزیز مجھکو تو نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین　　　سو اُسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گذار
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے　　　کہ زیر خاک بھی ابتک ہے حسرت دیدار

اے عزیز مین ایک ساحر جلیل القدر کی بیٹی ہون کہ نام اُسکا عیب جادو تھا ہمیشہ سے پیشہ تجارت کرتا تھا مین اپنے چچا کے لڑکے پر عاشق ہوئی کہ نام اُسکا ماہ سیما جادو تھا ابھی ہنوز سبزہ بھی رخسار پہ آغاز نہ ہوا تھا

عین شباب وجوانی کے دن تھے مرنیوالے بہت کمسن تھے جب میرے باپ نے ماجرائے محبت میرا نسبت اُسکے سُنا مجھے اُسکے ساتھ منسوب کرکے شادی کی فکر کی خلاصہ کلام جس روز میری برات تھی اُس روز ایک زنگی کہ مجھپر ایک مدت سے فریفتہ تھا اور میں اُسکے قبضہ میں نہ آتی تھی میری شادی کی خبر سُنکر رات کو مع دس بیس قزاقون کے آکر کود امیرے شوہر کو کہ ہنوز آپنے شربت وصل نہ پیا تھا کہ ذائقہ تلخی مرگ کا چکھایا اور میرے والدین اور چچا سب کو قتل کیا مین اُسی ہنگامہ آفت زا میں بھاگ کر صحرا نورد ہوئی یہ کہانی میری ہے اب کچھ دن میں کی اس جہان فانی مین مین بھی مہمان ہون اس غم سے جان دونگی مہتاب جادو یہ قصہ جانکاہ سُنکر رونے لگا اور اپنی زبان کو بہر تسکین اُس غنچہ دہان کے کھولا کہ اے معشوق سراپا ناز جو مرگئے اُنکا غم تا کجا ؎ کسی کی مرگ پر اے دل نکیجے چشم تر ہرگز ؛ بہت سا رو ئیے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین ؛ اب تمھین لازم ہی کہ میرے کلبۂ احزانکو اپنے قدوم مسرت لزوم سے چلکر آباد کرو اور عمر عزیز بمصاحبت مجھ ایسے عاشق جانباز کے بسر بخاطر شاد کرو ؎ بیت وگرنہ تو بھی ترک کے مرجائیگی اسی طرح جی سے گذر جائیگی ؛ مین بھی افراسیاب کا مصاحب ہون مالک طلسم صاحب طاقت ہر قسم ہون تمام عمر غلامی کرونگا اور اچھی طرح رکھونگا ورنہ ؎ یہ حسن وجوانی اور اُسپر یہ غم ؛ ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم ؛ اُس نازک بدن نے یہ باتین سُنکر کہا کہ مین شوریدہ سر وبجنت کسیکے یہان رہنے کے قابل ہون فرد در محفل خود راہ مدہ ہمچو منی را ؛ افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را ؛ مہتاب جادو نے بہت قسمین دین اور پاؤن پر سر رکھا منتین کین اُس سراپا ناز نے کہا بھلا صاحب تمھارا نام کیا ہے کیا پیشہ کرتے ہو کام کیا ہے آپنے کہا مہتاب جادو مجھے کہتے ہین یہان سے سرحد کوہ لاجورد تک کے ساحر میری اطاعت کرتے ہین اس قمر پیکر نے جب نام اُسکا سُنا کانون پر ہاتھ رکھے کہا مین ساحر کے نام سے ڈرتی ہون کار خانہ سحر کا دیکھکر میرے دم پر بنتی ہے ساحر ہزار ہزار برس کا سن رکھتے ہین جب چاہتے ہین فوراً عورت بنجاتے ہین جب جی چاہتا ہے مرد بنجاتے ہین مہتاب نے یہ کلام سُنکر دل سے کہا تو نے ناحق اپنے تئین ساحر اظہار کیا اب مطلب سارا فوت ہوگیا کہا اے دلدار مین تیرے نثار کبھی تیرے روبرو سحر نہ کرونگا اور مین ابھی کمسن ہون تین سو پچیس برس کا سن رکھتا ہون اس غارتگر ایمان نے کہا قسم کھاؤ کہ کبھی مین ساحری نہ کرونگا مہتاب نے قسم جمشید کی کھائی کہ کبھی اس قول سے نہ پھرونگا اُسوقت یہ محبوبہ مہتاب کے ساتھ ہوئی اور وہ لیے ہوے اُسی مکان مین آیا جیسے ہی اس گلفام نے اندر کمرے کے قدم رکھا کانس سے ایک چڑیا اُڑی اور زمین پر گر کر پکاری عمرو آیا اور چلگئی مہتاب نے اپنے دل مین کہا مین عمرو کو ایکبار قید کر چکا ہون تصویر ملائی وہ بھی مطابق پائی تھی اب یہ چڑیا جھوٹی ہے ادھر تو اسنے یہ خیال کیا اُدھر اُس معشوقہ نے کہا اسی باتون سے مین نہ آتی تھی لو اب جاتی ہون سحر کے سبب سے میری جان جائیگی مہتاب تو فریفتہ ہو رہا تھا کہنے لگا اے جانمن یہان عیار آتے ہین مین نے اپنی حفاظت کو یہ چڑیان تیار کی ہین کہ مجھے خبر دیتی ہین اسنے کہا تو مین باز آئی یہ چڑیا مجھی کو عیار بناتی ہے اب تم مجھسے پرہیز کرو مین عیار ہون ایسا نہ ہو مین تمھین مار ڈالون یہ کہکر

اُٹھکر چلی مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا اور خوشامد کرکے پھر اندر کمرے کے لایا ایک چڑیا گری اور پکاری کہ عمرو آیا اُس نازنین
نے کہا اے مہتاب اب کون شخص غیر آیا جو اس چڑیا نے تجھے آگاہ کیا مہتاب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سحر مین کچھ فرق
پڑگیا اور دوسرے یہ کہ تم ڈرتی بھی ہو مین اس سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ سب چڑیان زمین پر
گر کر جل گئین کہا لو اب بیخوف ہوکر بیٹھو عمرو مسند زرین پر بیٹھا سامنے برق فرنگی بندھا ہے کہ آنکھ سے آنکھ ملی برق
نے پہچانا کہ یہ عورت نہین ہے اُستاد ہین لیکن یہان عمرو کے لیے مہتاب نے کھانا منگایا اور کہا تم بھوکی ہو کھانا کھالو بعد
اسکے پھر ہم تم داد عیش دین اور آرام کرین اس غنچہ دہن نے کہا مین نے کئی دن سے شراب نہین پی حواس میرے
درست نہین ہین اب نہ مجھے بھوک ہی اور نہ پیاس ہے شراب کی تلاش ہے اپنا یہ تکلف دعوت موقوف رکھو اور ایک
جام شراب مجھے دو قطعہ نہ مجھے تخت چتر و افسر دے ؛ نہ مجھے دولت سکندر دے ؛ جام جم رکھدے طاق کسریٰ پر
میرا چلو شراب سے بھردے ؛ مہتاب نے اُسیوقت کشتی شراب کی سامنے لاکر رکھی کہ لو جس قدر دل چاہے پیو اس
گل اندام نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے اُسے دیا مہتاب نے کہا تمنے بڑے عرصے سے نہین پی پہلے تم پیو اُسنے کہا
مین بھی پیتی ہون تم تو تو سہی یہ باتین ہوتی تھین کہ وہان افراسیاب کو خیال آیا مہتاب کو مین نے لکھا تھا
اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا عمرو کو اُسنے گرفتار اب تک نہین کیا یہ کیا سبب ہے لاؤ کتاب جمشید و سامری دیکھکر اُسکی
کیفیت دریافت کرون بس کتاب اُسنے دیکھی تو ظاہر ہوا عمرو عورت بنا ہوا پاس مہتاب کے بیٹھا ہے اُسے
قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھکر اُسنے کچھ سحر پڑھا ایک پتلا زمین سے نکلا اُس سے کہا جلد جاکر مہتاب سے کہدے
کہ یہ عورت جو تیرے پاس بیٹھی ہے عمرو ہے اور جو بندھا ہے وہ برق عیار ہے دونون کو پکڑ کر کہنا کہ میرے
پاس لالے پتلا یہ حکم سنکر چلا اور یہان عمرو نے مہتاب کی آنکھ بچاکر تھوڑا سا سفوف بیہوشی مٹھی مین رکھ لیا تھا اور
جام شراب مین بھی بیہوشی ملائی اور اسے دیا ابھی مہتاب نے جام نہ پیا تھا کہ زمین تھرائی عمرو سمجھ گیا کہ کچھ آفت
آئی اس عرصہ مین پتلا زمین سے فرستادۂ افراسیاب کا عمرو اُسے دیکھکر مہتاب کے اوہی کہکر لپٹ گیا اُسنے
کہا دوڑو نہین مگر عمرو نے رخسار پر رخسار رکھکر مُنہ سے سفوف بیہوشی پھونکا اُسکی ناک مین وہ گیا چھینک آئی اور
مہتاب بیہوش ہوگیا ادھر پتلے نے کہا اے مہتاب یہ عمرو ہے حکم شہنشاہ ہے اسے گرفتار کرے ہر چند پتلا پکارا
کیا مگر مہتاب بیہوش ہو چکا تھا سنتا کون ناچار پتلا بڑھا کہ مین مہتاب کے قریب جاکر حکم شہنشاہ ادا کرون عمرو
نے پتلے کو آتے دیکھکر جال الیاسی اُسپر مارا کہ پتلا جال مین پھنسا عمرو نے جال سے ایک جگہ پتلے کو باندھ دیا اور برق کو
کھولدیا اور مہتاب کو مار ڈالا آواز دارو گیر آنے لگی غل ہنگامہ اور شور بلند ہوا تاریکی ہوگئی ملازم مہتاب کے جو چند
ساحر باہر بیٹھے تھے وہ دوڑے اس اندھیرے مین جسنے قدم کمرے مین رکھا عمرو اور برق نے نیمچے مارے کہ گردن کٹ
گئی اور زیادہ شعلے اُٹھنے لگے بہت سے جل گئے جو دو ایک بچے وہ مارے ڈر کے باہر ہی سے باہر بھاگ گئے کہ نہین معلوم

اندر کیا آفت ہے الغرض بعد کچھ دیر کے وہ آفت دور ہوئی عمرو نے چیلے کو جال سے نکالکر چھوڑ دیا اور کہا جاکر اُس سحر سے
افراسیاب سے کہدینا کہ با بدولت واقبال تجھے عنقریب قتل کیا چاہتے ہیں چیلا یہ حال سُنکر جال سے چھوٹتے ہی بھاگا اور
عمرو نے جو کچھ مہتاب کا مال واسباب تھا وہ لوٹ کر داخل زنبیل کیا برق کو لیکر صحرا میں آیا برق نے کہا اُستاد
فرمایئے کیا قصد ہے کہا بیٹا اپنی راہ لو الگ الگ چلو وقت پر آنا برق سلام کرکے ایک سمت جست وخیز کرتا ہوا روانہ
ہوا اور عمرو ایک طرف کو چلا لیکن چیلے نے خبر مرگ مہتاب جادو افراسیاب سے جاکر کہی اور اپنا جال میں گرفتار ہونا
جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب کو یہ حال سُنکر غیظ وغضب طاری ہوا اور خود قصد کیا کہ جاکر عمرو کو پکڑ کر لاوے
اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران ایک متنفس شاطر حمزہ کو گرفتار کرنے جانا حضور کو مناسب نہیں
بہت بندگان حضور ایسے ہیں کہ حمزہ تک کی گرفتاری کو کافی ہیں چہ جائے کہ ایک عیار اُسکی کیا حقیقت ہے آپ ایک
طلسم میں کسی ملازم کو اپنے ایک سحر ایسا تعلیم فرماکر بہر گرفتاری عمرو روانہ فرمایئے کہ عیار جس رنگ وقطع سے سامنے آئیں
وہ پہچان لے اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرے افراسیاب عرض اُنکی سُنکر سمجھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں اور بنگاہ غضب
باغ کے ایک چمن کی طرف دیکھا وہ چمن اُسکی گرمی آتش نگاہ سے جلنے لگا اور خود بھی شعلہ بنکر اُس آگ کے اندر غائب ہوا
بعد لمحہ کے جو بر آمد ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی ہاتھ میں تھی اُس تختی پر ایک تصویر زن حسینہ کی کھنچی تھی کہ سے
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری ✽ ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری ✽ افراسیاب نے دستک دی زمین
شق ہوئی اور ایک ساحر نکلا نہایت کریہ منظر بدہیئت تھا اُسے وہ تختی اُس ساحر کو دیکر حکم دیا کہ اے آذر جادو جلد روانہ
ہو عمرو عیار مہتاب کو قتل کرکے ہنوز اسی جنگل میں ہے اُسے تلاش کرکے گرفتار کر لا اور اُسکے پہچاننے کو یہ تصویر دیجاتی
ہے جو شخص تجھے راہ میں ملے پہلے تو اس تصویر کو دیکھ لینا یہ تصویر گو کہ عورت کی ہے مگر جو شکل عیار تبدیل کرکے آئیگا اور
اُسکی جو صورت کہ اصل میں ہوگی ویسے ہی یہ تصویر ہو جائیگی اور اگر وہ عیار نہو گا تو یہ تصویر جیسی اسوقت عورت کی ہے ویسی
ہی رہیگی آذر جادو وہ تختی تصویر کی لیکر روانہ ہوا اور مہتاب کے جنگل میں پہونچکر چار طرف عمرو کو ڈھونڈھنے لگا لیکن عمرو
بھی اُس جنگل میں ایک مقام پر بیٹھا دل سے کہ رہا تھا کہ اے عمرو دیکھیے انجام کار یہاں آنے کا کیا ہوتا ہے لاکھوں ساحر
موجود ہیں کہاں تک قتل ہو سکیں گے مقدمہ طلسم ہے نہیں معلوم لوح طلسم کہاں ہے خدا جانے اسد پر کیا گذری کدھر گیا ہے
زندہ ہے یا مر گیا اس سوچ میں عمرو بیٹھا تھا کہ ایک ساحر کو ہر طرف تجسس کناں دیکھا کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھ رہا ہے عمرو
نے دل سے خیال کیا کہ اس حرامزادے کو بھی مارنا چاہیئے جو ساحر کم ہو وہی سہی یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت بناکر چلا
اور آذر جادو نے دیکھا کہ ایک جادوگر مہیب صورت کہ جسکے کان آنکھ ناک سے شعلہ آگ کے نکلتے ہیں چلا آتا ہے آذر جادو
خود قریب اسکے آگیا اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا اپنا نام بتایئے آذر نے نام اپنا بتا دیا اور کہا عمرو کو ڈھونڈھنے آیا ہوں
عمرو نے کہا میں بھی اسی فکر میں ہوں مہتاب جادو کا عزیز ہوں جیسے خبر اُسکے مرنے کی سُنی ہے تلاش عمرو کی کرتا ہوں آذر

جادو

بولا کہ چلو ہم تم چلکر فکر کرین عمرو اُسکے ساتھ ہوا اور اس فکر مین تھا کہ قابو پاؤن تو قتل کرون لیکن آذر جادو کو خیال
آیا کہ شہنشاہ نے کہدیا تھا کہ جو راہ مین ملے پہلے تو تصویر کو دیکھ لینا یہ سوچکر اُسنے تصویر کو دیکھا تصویر نے صورت
اصلی عمرو کی پیدا کی تھی کہ تو تڑی سا سر زیرہ سی آنکھین خوبانی سے کان کلیجہ کیطرح گال تاگا سی گردن رسی کیطرح
ہاتھ پانون نیچے کا جسم چھ گز کا اوپر کا تین گز کا یہ حلیہ مبارک دیکھکر آذر جادو گھبرایا اور سمجھا کہ کوئی عیار ہے کہ مکاری
سے صورت اُسنے جادوگر کی بنائی ورنہ اصل صورت اُسکی ایسی ہی جیسی اس تصویر نے صورت بدلی ہے بس یہ دیکھکر
اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ عمرو کے دست وپا کی قوت جاتی رہی اور ایک زنجیر جھولی سے اپنی نکالکر عمرو کے ہاتھ باندھے اور
لے کر چلا عمرو نے ہرچند کہا کہ اے برادر مجھکو کیون بلاسبب آزار دیتے ہو آذر نے کہا او مکار تو مجھسے عیاری
کرتا ہے تیرا ہی نام عمرو ہے مجھے تیرے حال کی خبر ہے عمرو کو غصہ آیا کہا بچا اب بچے نہین معلوم ہوتے کوئی دم مین
جہنم رسید ہوا چاہتے ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار داخل طلسم ہوا ہی کوئی نہ کوئی آکر قتل کریگا آذر نے کہا مین
سبکو قتل کرونگا تیرے دھمکانے سے نہ ڈرونگا غرض عمرو کو لیکر چلا دور سے ضرغام شیردل نے دیکھا کہ استاد کو کوئی
ساحر پکڑے لیئے جاتا ہے یہ چھڑانے کی فکر مین کوس بھر آگے نکل گیا ایک جگہ اہیر گائے بھینس چرا رہا تھا اُسکے سامنے
صورت بدلکر آیا اور کہا دیکھو جھاڑی مین بھیڑیا بیٹھا تیری گائے کو تاک رہا ہے اہیر گھبرا کر جھاڑی کیطرف دوڑا
ضرغام نے پشت کیطرف سے کمند ماری حلقے کمند کے گردن مین پڑے ہوئے مُنھ سے بھی بولا نہ گیا ضرغام نے زمین مین
گرا کر بیہوشی منھ پر ملدی اہیر بیہوش ہو گیا کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے انگوچھا سر پر باندھا اور دھوتی باندھکر زنانی
پہنکر اُسکی شکل دیکھکر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی لیکر گاؤ وغیرہ چرانے لگا اہیر کو جھاڑی مین چھپا دیا اس
عرصہ مین آذر جادو مع عمرو یہان آکر پہونچا چونکہ دھوپ بھی تھی اور دور کا چلا ہوا آتا تھا اہیر کو دیکھکر کہا اگر تیرے پاس
لوٹیا اور ڈوری ہو تو پانی لاکر مجھکو پلا دے اہیر نے کہا گسیان تم گھام سے چلے آتے ہو کہو تو دودھ دوہ کر لاؤن وہ
پیو جل نہ پیو آذر نے کہا اچھا لے آ اہیر نے ایک گائے کو چمکار کر پاس بلایا اور دودھ دوہا اور پیتل کی لٹیا مین بھر کر بیہوشی
ملاکر آذر کو دیا اُسنے چاہا کہ پیون مگر خیال مین آیا کہ عتاب کو دو عیارون نے ملکر مارا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تصویر کو
دیکھ لو یہ سوچکر تصویر کو دیکھا اُسکی صورت بصورت اصل ضرغام ہو گئی تھی اُسنے فوراً ضرغام کو سحر پڑھکر قید کر لیا
ہرچند ضرغام نے کہا کہ مین اہیر ہون مجھپر کیون ظلم کرتا ہے نیکی کا عوض یہی ہے اُسنے کہا او نالایق تو بڑا مکار ہے مین خوب
پہچانتا ہون یہ کہکر جس زنجیر مین عمرو بندھا تھا اُسمین اُسے بھی باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا مین کہتا نہ تھا کہ ہزارون
عیار طلسم مین آئے ہین اب ہم دو کو گرفتار کیا تو کیا کوئی دم مین تو ہلاک ہوا چاہتا ہے مناسب ہے کہ ہماری اطاعت کر
آذر جادو دل مین ڈرا کہ یہ سچ کہتا ہے عیار سب طرف پھیلے ہین دیکھیے کیونکر طلسم باطن مین پاس شہنشاہ کے پہونچتا
ہون لازم ہے کہ اب جو راہ مین ملے بغیر تصویر دیکھے اُس سے بات نہ کرون یہ تہیہ کرکے آگے روانہ ہوا لیکن عیار جو سب

متفرق ہین اور دم بدم مقام بلند پر جاکر ایک دوسرے کے حال کو دریافت کرلیتا ہو انمین سے برق نے ایک جگہ
دور سے دیکھا کہ ایک ساحر دو عیار گرفتار کیے لیے جاتا ہو یہ دیکھکر پہاڑ کے درے مین بیٹھکر لہنگا پھریا اور سب سامان عیاری
کسوت سے نکالکر صورت اپنی زن مہ جمال کی بنائی ہاتھ پاؤن مہاور سے رنگے پور پور چھلے پہنے ؎ ہاتھون مین وہ
پور پور چھلے ؂ تھے جیسے بجون طلپان محلے ؂ لہنگا لہگام کا بنا چری سرخ رنگی اوڑھنی سیندور مانگ مین بھرا پٹیان پار کے
کاجل آنکھون مین لگایا بندیا اور جھمکا ماتھے پر لگایا جھلے اور ترکیان کانون مین پہنین ہاتھون مین پہونچیان اور پاؤن مین کڑے
اور دسون پیر کی انگلیون مین انوٹ بچھوے پہنکر بوتل شراب کی آغشتہ بدارو بیہوشی ہاتھ مین لی ایسی صورت بدلی کہ جیسے
کلوارن ہوتی ہو مگر وہ حسن وجمال رنگ روغن عیاری سے درست کیا کبت سندر روپ سروپ مہامن یون لکھے
جیسے آنکھون مین لیجے ؂ جیون مور سو جیون کے چھب دیکھے دکھی چھب دیکھے ہی چھیجے ؂ پان کھوات مہارا وسارس
چاہے تو چندر کو ندیجے ؂ انک اور بناؤ نہ بنے ٹھک بیٹھے ہی کمد کو دیکھا ہی کیجے ؂ الحاصل وہ دلفریب گھونگھٹ
نکالے ہاتھ مین بوتل شراب کی لیے اٹکھیلیان کرتی طرف آذر جادو کے چلی ؎ وہ اس طرح سے اچپلی آتی تھی ؂
قیامت جلو مین چلی آتی تھی ؂ آذر جادو کے سامنے جب ہوکر نکلی اسنے دیکھا ایک مہ پارہ حسین شوخی و ناز و ادا
بھری ہے رشک وہ حور و پری ہے مستانہ چال چلتی دل عاشق کو پاؤن سے ملتی آتی ہے ؎

ہو نام خدا ادا چھرے کچھ زور و تماشا
گات ایسی چھبن قہر چھبن اور جھگڑا
جادو ہر نگہ چھب ہر غضب تو ہی کھڑا
غارتگر دین وہ بت کافر ہے سراپا

یہ آپ کی زلمت
اور آسپہ ملاحت
اور قد ہی قیامت
اللہ کی قدرت

دیکھتے ہی آذر جادو مائل ہوا اور کہا بی کلوارن ذرا ادھر آؤ تھوڑی شراب دیتی جاؤ
اس نازنین نے ذرا سا گھونگھٹ ہٹاکر مسکراکر اسکی طرف دیکھا اور کہا یہ شراب
بکاؤ نہین ہے آذر جادو نے جب اسکے رخ زیبا کو دیکھا عقل و ہوش
کھویا کہ مطلع ۔ چشمم بتو افتاد وجودم حک شد ؂ ہر چیز کہ در کان نمک رفت
نمک شد ؂ آذر جادو قریب گیا اور کہا کہان جاتی ہو اس غنچہ
لب نے متبسم ہوکر کہا جہان میرا جی چاہتا ہے تم پوچھنے والے کون ہو
کوئی کوتوال ہو آذر جادو نے دیکھا کہ یہ ہنس ہنسکر باتین کرتی ہو معلوم
ہوتا ہے کہ راضی ہے یہ سمجھکر ہاتھ پکڑ لیا اسنے ہان ہان کرکے کہا دیکھو
کوئی آجائیگا مین بدنام ہون گی تمھارا کچھ نہ جائیگا آذر جادو نے کہا

ذرا چلکر سامنے درخت سایہ دار کے نیچے ہم تم دونون بیٹھین شراب پیئین دو دو باتین کرین پھر چلی جانا جلدی کیا ہی ہمارے تمھارے ملاقات ہو جایگی ہمیشہ اطاعت کرونگا جو کچھ کہاؤنگا وہ دونگا وہ نازنین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا ملاقات اپنے گھر والون سے کرو کیا میرے خاوند نہین ہے مین ایسے راہ گیرون سے بات نہین کرتی آذر منتین کرنے لگا پاؤن پر سر دھرنے لگا کہا مین اسی طلسم مین رہتا ہون مسافر نہین ہون مصاحب افراسیاب ہون اس مہوش نے کہا تم کوئی ہو مین ایسی شوخ دیدہ نہین ہون جو یکایک مردون کے دم پر چڑھ جاؤن آذر سمجھا کہ یہ ناز معشوقانہ کرتی ہے جس زنجیر مین عمرو اور ضرغام بندھے تھے اُسے اپنی کمر سے باندھا اور کلوارن کو گود مین اُٹھا کر چلا وہ نہین نہین کیا کی اُسنے درخت کے نیچے لا کر اُتارا اور کمر سے اپنی چادر کھولکر بچھائی عمرو اور ضرغام کو درخت سے باندھا اُس معشوقہ کو بٹھایا اور کہا میری جان تجھپر جاتی ہے تو میرے پہلو مین بیٹھکر دل غمگین کو شاد کر اُس ماہ پیکر نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر پڑھا کہ شعر ہم آزما چکے ہین بہت سرد و گرم عشق ؁ اسکو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو ؁ آذر جادو نے گلے لگایا اور بوسہ لینے کو منھ بڑھایا اُسنے ہاتھ سے مُنھ ہٹا دیا کہا بس بس مجھ سے ایسی باتین نکرو یہ مُنھ دیکھے کی محبت ہے مردون کی ذات بیمروت ہے خیر اگر مجھ سے دار ومدار منظور ہے قسم سامری کی کھاؤ کہ کسی عورت سے سوا تیرے بات نکرونگا آذر جادو نے قسم کھائی کلوارن نے جام شراب سے بھر کر دیا اُسنے جب جام ہاتھ مین لیا خیال آیا کہ تو نے تصویر کو نہین دیکھا لازم ہے کہ بنا بر احتیاط تصویر دیکھ لے پھر اس محبوبہ سے داد عیش وخرمی دے یہ سوچکر تصویر دیکھی اسنے صورت اصلی برق کی پیدا کی تھی آذر جادو نے کچھ سحر پڑھکر کلوارن پر پھونکا کہ رنگ روغن عیاری اُڑگیا اور برق کی صورت اصلی ہو گئی اُسنے اسکو بھی زنجیر سے باندھ لیا اور کہا عیارون نے تار باندھا ہے کہ قدم قدم پر آکر دھوکا دیتے ہین عمرو نے کہا او حرامزادے اب کیا بچ بھی جایگا کوئی آن مین قتل ہوا چاہتا ہے آذر خوفناک ہوا مگر ان تینون عیارون کو لیکر چلا ادھر سے جانسوز نے دیکھا

پیچھے پیچھے چلا اتفاقاً ایک جگہ جنگل مین کسی ساحر کا باغ بنا تھا نہایت سرسبز و آراستہ پھولون سے بھرا ہوا

عجب باغ تھا رشک مینو سواد — اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی کم ایک بار — کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار

آذر جادو از بسکہ تھکا ماندہ تھا اس باغ کے اندر آیا اور ایک چمن مین ٹھہرا جانسوز نے اسے باغ مین جاتے دیکھکر اپنی صورت مالی کی بنائی بیلچہ ہاتھ مین لیا قینچی درختون کی سرتراشی کرنیکی کمر مین گھڑسی پھول جھولی مین بھرے اور باغ مین آیا جنگل سے ایک درخت کھود کر لایا اسے چمن مین بویا آذر جادو سمجھا کہ یہ اس باغ کا باغبان ہے درخت لینے گیا تھا اب آیا ہے پاس جاکر کہا اے مالی یہ باغ کسکا ہے جانسوز نے نام بنا کر کہدیا کہ ملکہ بنفشہ جادو کا آذر سمجھا کہ طلسم مین ہزارہا ساحرہ رہتا ہے کوئی بنفشہ بھی ہوگا یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن مالی نے دو ایک گلدستے اور گجرے بنا کر ٹوکری مین لگائے بیچ مین اُسکے میوہ رکھا اور سامنے آذر کے ڈالی لگائی اُسنے کچھ روپیہ انعام دیا ڈالی سے میوہ نکالکر چاہا کھاؤن پھر یاد آیا کہ تصویر دیکھیون تصویر جو دیکھی وہ بشکل اصل جانسوز بنگئی تھی اُسنے کہا او نابکار باغبان تو مجھے فریب دیتا ہے معلوم ہوا کہ تو عیار ہے جانسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کرکے اُسے بھی گرفتار کیا اور اُسی زنجیر سے باندھکر مارے خوف کے اُس باغ مین نہ ٹھہرا ان سب کو لیکر چلا جب کچھ راہ طے کی خیال کیا کہ مین کہین مخفی ہوکر بیٹھون اور عرضی شہنشاہ کو لکھون کہ مجھے عیارون نے گھیرا ہے چار کو تو مین نے گرفتار کیا ہے لیکن ابھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہین حضور ساحرون کو میری مدد کے لیے بھیجین اور ان قیدیون کو منگوالین کہ مین انکے سبب سے ازخود نہین چلسکتا اگر اکیلا ہون تو اُڑکر بذریعہ سحر آپ کی خدمت مین آؤن بس یہ تصور کرکے چلا کہ کوئی جگہ عافیت کی ملے تو ٹھہرون لیکن ابھی بارنظر کردہ شاہ مردان یعنی مہتر قِران نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر اُستاد کو مع تین عیارون کے گرفتار کیے لیے جاتا ہے بحر عیاری مین غوطہ زن ہوا اور گوہر مقصد حاصل کیا کہ اے قِران چار یہ عیار پے در پے واسطے قتل اس نابکار کے گئے کیا سبب ہوا جو گرفتار ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسکے پاس ایسا سحر ہے کہ جو اسکے سامنے جاتا ہے پہچان لیتا ہے ایسی کوئی فکر کرو کہ نہ منہ سے بولو نہ اسکے پاس جاؤ اور مارو یہ سوچکر گلشن مکاری کی سیر کرنے لگا آخر گل مراد سے دامن بھر کر اُسکے آگے راہ تجویز کرکے کہ ادھر ہی سے آئیگا جاکر ٹھہرا اور جنگل سے لکڑیان جلدی جلدی کاٹ کر چار طرف ستون بنائے اور چھت پر پٹیان بچھا دین اور ساری چھت پر بیلدار درخت کی بیل چھادی یہ معلوم ہوتا تھا کہ منڈھی کسی فقیر کی ہے غرض اس منڈھی کے دروازے پر سیلی تاگے ٹخنے سے درست ہوکر تہمد باندھکر الف آزادی قشقہ کی طرح ماتھے سے ناک تک کھینچکر تلک پیشانی پر دیکر بیٹھا ایک ٹیک آگے رکھی گرد اپنے لکڑیان بڑی بڑی سلگادین اور دوا دافع بیہوشی روئی مین بھرکر نتھنون مین رکھی کہ دھوان تاثیر نہ کرے سیر دن بیہوشی لکڑیون پر ڈالی کہ دھوان چار طرف پھیلا بیچ مین لکڑیون کے آپ بیٹھا کہ بعد تھوڑے عرصے کے آذر

جادو چار ون عیاروں کو لیے آگر بہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا اپنی موج مین جھوم رہا ہی ٹھیک رکھی ہی دھونی رمائے
ہی دسینا ٹھیک مین گھر سا ہی سندلیسی کی ایک طرف تلسی کا پیڑ لگا ہی آتش بجھی ہی سامنے چلم گانجہ پینے کی رکھی ہی
تریل دھرا ہی تپشی معلوم ہوتا ہی آذر جادو نے یہ دیکھکر آگے بڑھ کے پالاگن کی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا باباجی
کچھ اشیس و تیجیے عیار میرے فراق مین پھرتے ہین مین کھیم کسل سے افراسیاب کے پاس پہونچ جاؤن
اس فقیر نے یہ باتین سنکر اسکی طرف بنگاہ قہر گھورا آذر نے دیکھا کہ آنکھین لال لال ہین مارے خوف
کے بیٹھ گیا یہان تک کہ خوب دھوان بیہوشی کا اسکے دماغ مین پہونچا اسوقت فقیر نے کہا او نالائق مین
بھی عیار ہون تجھے قتل کرنے یہان بیٹھا ہون آذر یہ کلام سنکر گھبرایا اور چاہا کہ اٹھکر پکڑلون بیہوشی دماغ
مین پہونچ چکی تھی اٹھتے ہی گرا قران نے اٹھکے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے برفباری سنگباری
ہونے لگی ہول خیز صدائین آنے لگین بعد لمحہ کے آواز آئی کہ کشتہ مرا نام من آذر جادو بود سر سے
اسکے ایک طائر خوش رنگ نکلا افسوس افسوس کہتا طرف افراسیاب کے چلا اور عمرو اور تینون عیار
رہا ہوے قران نے تسلیم کی عمرو نے شاباش کہی اور سب عیارون کو رخصت کیا ہر ایک الگ الگ
روانہ ہوا اور صحرا مین جاکر ایک دوسرے کی نظر سے چھپ گیا اور عمرو بھی لبطور مخفی چلا اس عرصہ مین
رات ہوگئی کہ مسافر چرخ سطرے مغرب مین جاکر فرو کش ہوا اور سیار دشت فلک رفقاے ثوابت انجمن
سپہر مین رونق بخش ہوا جانوران صحرائی آرام پذیر ہوے طائران دشت بسیرا درختون پر لینے لگے ابیات

شب چو سراپردہ ظلمت کشید		مہر فلک شد ز جہان ناپدید	
زنگی شب برمہ و بر اختران		خندہ زنان دست بدندان کشید	
از چمن طائر نیلو فرے		نسترن و نرگس و گل شگفید	

عیار سب درہ ہاے کوہ مین استقامت پذیر ہوئے کسو تہائے عیاری سے روٹی نکالکر کھائی جھرنون
سے پانی پیا شکر رزاق عالم کیا سو رہے لیکن عمرو نہین فاقہ سے درہ کوہ مین ٹھہرا دل سے کہا
زنبیل سے روٹی نہ نکالونگا حمزہ کی نوکری مین یہی نقصان عظیم ہی کہ اپنے پاس سے کھانا پڑتا ہی رات کا
وقت ہی کہین جا بھی نہین سکتا دن بھر کمبخت آذر نے قید رکھا خراب صبر کرون بھوکا سو رہون غرض
ایک جگہ پتھر کی چٹان پر لیٹا جب بہت بھوک نے غلبہ کیا اٹھکر درختون کے پھل توڑے اور کھائے
زنبیل سے بہت افسوس کرکے سوکھے ٹکڑے روٹی کے نکالے بھوک کو دور کیا اور لیٹ رہا مگر وہ طائر جو
سر سے آذر کے نکلا تھا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے گیا اور بآواز بلند پکار کر کہا کہ ای بادشاہ
طلسم آذر جادو مارا گیا افراسیاب یہ خبر سنکر تھرانے لگا مارے غصہ کے ہونٹھ چبانے لگا اور ایک ساحر

ارماق جادو سے کہا کہ تم جاکر فلان صحرا مین لاش آذر کی پڑی ہی اُٹھا کر دفن کر دینا اور جو تصویر زمین نے اُسے دی تھی واسطے گرفتار کرنے عیارون کے وہ اسکے پاس ہوگی اُسے لاکر مجھے دینا مین صبح کو ایک ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ سب عیارون کو گرفتار کر لائیگا اسوقت رات ہوگئی ہی تم بھی جنگل مین نہ ٹھہرنا تصویر لیکر لاش دفن کر کے چلے آنا یہ کہکر افراسیاب مشغول عیش وآرام ہوا اور ارماق وہان سے جہان آذر مارا گیا تھا آیا لاش اسکی دفن کی اور تصویر لیکر پھر گیا جاکر افراسیاب کو دی اس عرصے مین رات تمام ہوئی سلاح مشرق جھوئی زر شعاع کی لیے چرخ شعبدہ باز پر آیا نظم

صبح کہ قندیل زر آفتاب
شعلہ زد از گنبد نیلے قباب

مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ
یافت ز انوار فلک انقلاب

صنعت مشاطۂ صبح سفید
باز کشود از رخ زنگی نقاب

جوہری چرخ جواہر فروش
کرد عیان دانۂ در خوش آب

دم سحر عیاران نامور نے اطاعت خدا مین گردن جھکائی جب فارغ ہوے کمر ہمت چست باندھ کر اپنی اپنی جگہ سے آگے راہ لی افراسیاب بھی خواب نوشین سے بیدار ہوا اور باغ سیب مین جاکر سر جہانبانی پر بیٹھا ارکان سلطنت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام شراب چلنے لگا جب دماغ افراسیاب کا بادۂ ناب سے گرم ہوا چند ساحرون کو حکم دیا کہ عمرو اور چار عیار طلسم مین آئے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہوے قریب دریاے خونزوان پہونچ چکے ہین اور مہرخ صحراے نرگس زار تک اسد اور مہ جبین کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہی اور اسد وغیرہ بھی درہ کوہ مین چھپے بیٹھے ہین لہذا تم لوگ اب عیارون کے فراق مین نہ جاؤ بلکہ جہان اسد بیٹھا ہی اسطرف جاؤ کہ وہین مہرخ بھی آتی ہی اور عیار بھی آتے ہین ان سب کو گرفتار کر لانا یہ کہکر تھوڑی خاک اُن ساحرون کو دی کہ یہ مٹی قبر سامری و جمشید کی ہی جس ساحر پر تھوڑی خاک ڈالدوگے گو کہ کیسا ہی زبردست ہوگا مگر بیہوش ہو جائیگا وہ ساحر کہ نام اُنکے بروقت مقابلہ مہرخ بیان ہونگے خاک لیکر روانہ ہوے لیکن حال عیاران سُنیے کہ کوہ و دشت طلسم طے کرتے چست و چالاک اپنے اپنے سایہ سے رم کرتے چلے جاتے ہین اور سب الگ الگ ہین عمرو ابن امیہ کا بھوکا پیاسا یہ سوچتا چلا جاتا ہی کہ کوئی گانون یا شہر ملے تو عیاری کر کے صبح کا وقت ہی بھُنی کر دل کی در بدلی نکالون اسی سوچ مین کچھ دور چلا تھا کہ سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ جلد راہ طے کر کے قریب حصار شہر آیا دیکھا چار دیواری اسکی سنگ مرمر کی بنی ہی منقش و رنگین ہی دروازہ فولادی لگا ہی مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہی کوئی دربان نہین ہی بلکہ یہان کوئی انسان نہین ہی عمرو اندر شہر کے

گیا یہان دکانین آراستہ تھین جابجا اشیاے نفیسۂ و قیمتی و اجنس لطیفہ کا ڈھیر لگا تھا لیکن کسی دکاندار کا پتہ نہ تھا کسی سمت جوہری کی دوکان کہین بزازہ کسی طرف صرافہ تھا مگر کوئی نظر نہ آتا تھا عمارتین مرتفع و بلند جگہ دلپسند مکانات شہر کے خالی نہ کوئی انکا وارث نہ والی عمرو سیر کرتا ہوا ہر طرف شہر مین پھرا ایک سمت میدان نے دیکھا وہان قلعہ مستحکم اور نہایت استوار بنا تھا تا سقف سپہر دوار بلند و مرتفع تھا کہ نظم

یکے قلعۂ دید کز محکمی		کزو خیرہ گشتہ سر آدمی	
ز بامش سر چرخ کوتاہ دست		سپہر بلند از بلندیش پست	
سر برجہان برکشیدہ بجاہ		دران قلعہ چون ستارہ بماہ	
فلک نقشی از طاق ایوان او		مہ و مہر و بہرام دربان او	

دروازہ اس قلعہ کا بھی کھلا تھا کوئی روکنے والا نہ تھا عمرو اندر گیا دیکھا ایوان شاہی بنا ہے تخت جواہر کار بچھا ہے گرداگرد تخت کے کرسیان اور دنگل آراستہ ہین چار کرسیان قریب تخت بھی ہین اُنپر پتلیان کاغذ کی بیٹھی ہین عمرو جب اور آگے بڑھا پتلیون نے کہا کیون سوے تو یہان بھی آیا عمرو پتلیون کو بولتے دیکھکر حیران ہوا خیال کیا کہ مقام طلسم ہے ایسی باتون کا کچھ تصور نکرو اور یہان سے نکل چلو یہ سوچکر قلعہ سے باہر نکلا شہر مین آکر دوکانین خالی مالک سے پاکر کچھ چیزین اُٹھا کر چاہا کہ زنبیل مین رکھلون کہ یکایک زمین شق ہوئی انھین چار پتلیون مین سے جو قلعہ مین تھین ایک پتلی نے زمین سے نکلکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا موڈی کا لے چوٹٹے خیریت اسی مین ہے کہ جو چیز اُٹھائی ہے رکھدے عمرو نے جو اُٹھایا تھا جلدی سے رکھدیا پتلی نے ہاتھ چھوڑ دیا اور زمین مین سما گئی عمرو آگے چلا پھر لالچ آیا کہ افسوس یہ سب چیزین مفت جاتی ہین پھر ایک جگہ سے کچھ اسباب اُٹھایا فوراً زمین شق ہوئی عمرو سمجھا کہ پتلی آئی وہ چیزین لیکر بھاگا اور بہت دور جا کر ایک گلی مین ٹھہرا جیسے ہی پانون لگے تھے کہ پتلی نے زمین سے نکلکر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی وہین لائی جہان سے عمرو نے وہ چیز اُٹھائی تھی عمرو کا کچھ بس نہ چلا ناچار جو کچھ لیا تھا وہ سب رکھدیا پتلی غائب ہوگئی اور عمرو نے بمجبوری وہان سے آگے کی راہ لی دل مین کہتا تھا کہ کل سے آج تک دو کوڑیان بھی نصیب نہ ہوئین کیا بدقسمتی ہے آخر لاچار ہوکر اس شہر سے باہر نکلا اور جنگل کا راستہ لیا یہانتک کہ بعد قطع منازل دریاے خونخوار پر پہونچا دیکھا کہ بحر زخار ہے مواج تھا نہنگان خون آشام و سیدم سر پانی سے نکالتے ہین غوطہ مارتے ہین سہمگین آبے کہ مرغابی در وے ایمن نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود + بلکہ اشعار

آب تھا یا کہ بحر تھا زخار		جس کا ہر قطرہ موج تھا تہ دار	

موج کا ہر کنارہ طوفان پر
گذر آب جب نہ تب دیکھا
مارے چشمک حباب عمان پر
ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا

بیچ دریا پر پل بنا ہی لیکن وہ دھوئین کا ہی تین درجے پل کے ہین اوپر کے درجہ مین ہزارہا برج بنے
ہین پریان اور دیو بوقین اور شہنا منھ سے لگائے کھڑے ہین اگر ایک بوق بجے سارے طلسم کے ساکن
بیہوش ہو جائین پریزادین برج کے اندر موتی جھولیون مین بھرے اچھالتی ہین ایک درجے مین
زنگی لڑ رہے ہین سر کٹکر گر رہے ہین خون زخمون کا انکے بہکر دریا مین جاتا ہی بجاے پانی کے خون
بہتا ہی ہر چند عمرو نے کوشش کی کہ دریا کے پار جاؤن کسی طرح ممکن نہوا کس لیے کہ حد طلسم ظاہر اور
باطن کے درمیان مین یہ دریا واقع ہوا ہی اور اس طرف طلسم باطن ہی بغیر حکم افراسیاب کوئی وہان
نہین جا سکتا ہی ساحران نامی کے رہنے کی جگہ ہی ناچار جب عمرو نہ جا سکا روغن ورنگ عیاری لیکر
ایک گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی پندرہ سولہ برس کے نوجوان کی بنائی ڈاڑھی مونچھ کپڑے سے باندھکر
اسپر رنگ ایسا لگایا کہ چہرہ بھولا بھولا بچون کی طرح معلوم ہونے لگا آنکھون مین سرمہ کا دنبالہ دیا ہاتھون کو
حنا آلودہ کیا انگرکھا بسنتی رنگا ہوا پہنا گلبدن کا پائجامہ زیب تن کرکے کنگنا کلائی مین باندھا بھاری
اودی مقیش کی پھندنے لگے موتی اسمین ٹکے پاؤن مین پہنکر زنبیل سے لٹیا اور ڈور نکالکر دریا مین
شست پھینکی اور کنارے ڈور پکڑ کر آپ ٹھہرا اتفاقاً خمار جادو بہن مخمور سرخ چشم کی کہ یہ دونون
معشوقہ افراسیاب کی ہین اور بڑی زبردست ساحرہ ہین طلسم باطن مین رہتی ہین اسوقت خمار جادو
کسی کام کو گئی تھی پھری ہوئی اپنے گھر جاتی تھی جب قریب دریا کے پہونچی دیکھا ایک نوجوان کہ ہنوز
سبزہ بھی اسکے رخسار تابان پر آغاز نہین ہوا ہی سرو قامت سہی بالا ہی بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ہی
ابرو ہلال فلک ہین بدر سیما ہی قطعہ

سنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسف
سب کہنے کی ہی بات کہ یون تھا وون تھا
رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف

شست ہاتھ مین لیے کھڑا ہی خمار جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا نادان ہی جو اتنا نہین جانتا کہ
دریاے سحر ہی اسمین مچھلیان کہان یہان بھی شکار کھیلتا ہی لاؤ اسے سمجھاؤن اور مشقت بیفائدہ سے
بچاؤن یہ سوچکر اپنے اژدہے پر سے اتری اور قریب عمرو کے آئی کہا میان صاحبزادے یہ کیا سودا ہی
کہ دریاے سحر سے مچھلیان شکار کرنا چاہتے ہو عمرو نے اسکے پکارنے سے نگاہ اٹھاکر دیکھا کہ ایک
ساحرہ غیرت ماہ و مہر منیر حسین لباس اور زیور سے آراستہ مالے مروارید کے گلے مین پڑے بال بال موتی

پروے کے ابیات

لٹین منھ پہ چھوٹی ہوئین سربسر — کہ بدلی ہو جون مہ کے ایدھر اودھر
وہ بن بوجھی ہونٹون کی مسی غضب — کہ منھ پر تھی گویا قیامت کی شب
فقط کان مین ایک بالا پڑا — کہ توکر تھا مہ کے ہالا پڑا
وہ پشوازاگری وہ نرگس کے ہار — وہ کمخواب کی بند رومی ازار
بندھا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال — کمر کی لچک اور ٹھسک کی وہ چال
وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست — کنارون پہ مینا بنت کی درست
وہ اٹھتی ہوئی چین پشواز کی — وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی
وہ مستی کا عالم وہ توڑے چھڑے — وہ پائون مین سونے کے دو دو کڑے

دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا کہ فاقے سے تھے دو روز گزرے خدا نے شکار خوب فربہ بھیجا اس ساحرہ کو قتل کر کے زیور و لباس اوتار لو خیر کچھ قرض ادا ہو جائیگا یہ خیال کر کے اسکی جانب مسکرا کر دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتی ہو مین سنے سنا نہین خمار جادو نے کہا مین یہ سمجھاتی ہون کہ یہ دریا اصلی نہین ہے بلکہ سحر سے بنا ہوا اسمین شکار ماہی کرنا سراسر حماقت ہے اس رنج و تعب سے باز آ اور اپنے گھر جا عمرو نے کہا واہ ہم کئی مچھلیان شکار کر چکے کباب بھی لگائے اب دو ایک اور شکار کر لین تو جائین اور اپنی بی بی کو کباب کھلا کر راضی کرین خمار جادو نے جب سنا کہ مچھلیان یہ شکار کر چکا ہے بحر حیرت مین غرق ہوئی اور کہا ایعزیز تو کہان رہتا ہے اور بی بی کا ذکر کیا کرتا ہے عمرو نے کہا ہماری شادی کل ہوئی تھی جب ہم بی بی سے اختلاط کرنے لگے اسنے کہا ہم دریاے خونروان کی مچھلیون کے کباب کھائینگے تو تمسے بات کرینگے ورنہ منھ سے نہ بولینگے یہ سنکر ہم مچھلیان پکڑ کر لیے جاتے ہین خمار اسکی بھولی بھولی باتین سنکر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہا او سور کہ ناودان جورو تیری فاحشہ ہے تجھے اسنے خراب کیا ہو کہ دریاے سحر پر جا کر کچھ بے ادبی کرے تاکہ مارا جا اور مین مزے اوڑاؤن خبردار اب ایسی حرکت نہ کرنا میرے ساتھ چل تجھے چاند کی صورت کی جورو دلادون ایسی قحبہ عورت سے ہاتھ اٹھا عمرو نے یہ بات سنکر کہا خراب اور فاحشہ تو آپ ہو گی چل اپنا کام کر میری جان اپنی بی بی پر قربان ہے خمار جادو نے یہ خیال کیا کہ یہ ابھی بالکل بے سمجھ معلوم ہوتا ہے اور بچہ مسن ہے کسی سے پھنسا نہین نوش وصل عیش فصل کا مزا چکھا نہین اس وجہ سے اپنی بی بی پر فریفتہ ہے اگر ہو سکے تو ایسے کمسن کو اپنے پاس رکھو اور اسکی رعنائی و زیبائی کی بہار لوٹو اب اس سے گفتگو سخت نہ کر کچھ لگاوٹ کی باتین کر یہ منصوبہ کر کے قریب عمرو کے آئی اور کہا اے رشک قمر کس منزل مین تم رہتے ہو

عمرو نے کہا کہ تمھارے دل مین رہتے ہین خمار جادو نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لاؤ ہمین بھی اس مچھلی کے کباب جو تمنے شکار کی ہی کھلاؤ عمرو نے کہا خوب اگر ہم تمھین کباب کھلا دین تو اپنی بی بی کے لیے کیا لیجائین خمار جادو نے اسے گلے سے لگایا اور کہا ہم تمھاری بی بی بنین گے عمرو نے کہا سچ کہو تم ہماری بی بی بنوگی اسنے کہا ہان عمرو نے اسکو لپیٹ کر خوب پیار کیا اور کہا ہمین جورو سے مطلب ہی خواہ تم ہو یا کوئی ہو چلو الگ جاکر بیٹھین اور کباب کھلائین خمار جادو کنارے دریا کے ایک درخت کے نیچے آکر ٹھہری عمرو نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی اور اُسے بٹھایا اور جیب سے کباب ماہی نکالکر سامنے رکھے خمار جادو نے کہا اگر شراب بھی ہوتی تو لطف تھا عمرو نے کہا میرا گھر یہان سے قریب ہی ابھی لایا اور سحر کر کے بہت جلد آؤنگا مگر تمھین نہین لیجا سکتا کس لیے کہ زوجہ میری غل مچائیگی یہ کہکر اُٹھا اور گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا خمار جادو سمجھی کہ بڑا ساحر ہی جب تو نظر سے پوشیدہ ہوگیا الحاصل عمرو نے بعد لمحہ کے زنبیل سے گلابی شراب کی نکالکر آغشتہ بدارو ے بیہوشی کی اور گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور سامنے خمار جادو کے شراب حاضر کی اُسنے جام بھر کر عمرو کو دیا عمرو نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا جان جہان پہلے تم پیو اور لبون سے جام لگا دیا خمار جادو کو اسکا اُٹھلانا بہت پسند آیا اور منھ اپنا کھول دیا عمرو نے سارا جام حلق مین اونڈیل دیا حلق کے نیچے شراب کا اوترنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور چکر کھاکر زمین پر خمار گری اور بیہوش ہوگئی عمرو نے زیور اور لباس اوتار لیا اور اُسکے بالون مین موتی پروئے تھے عمرو نے استرا نکالکر سارا سر مونڈ لیا کہ اب کون ایک ایک موتی نکالے اور خنجر لیکر چاہا تھا کہ اسے ذبح کرے کہ یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور نگہبان دریاے خونزدان کے دوڑے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا لیکن پاسبان دریا خمار کو اُٹھاکر پاس افراسیاب کے لیگئے اُسنے معشوق کا یہ حال دیکھکر افسوس کیا اور لباس پنہایا ہوشیار کیا حال پوچھا خمار جادو نے کہا ایک شخص دریاے خونزدان پر مچھلیان پکڑ رہا تھا مین نے منع کیا اسنے کہا مین شکار کر کے کباب بھی لگا چکا ہون لو تم بھی کباب کھاؤ مین نے تعجب کر کے ایک کباب کھایا بیہوش ہوگئی یہ سب کہا مگر اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا افراسیاب نے کہا وہ عیار ہوگا اے ملکہ طلسم مین عیار آئے ہین اب تم جہان کہین جانا کسی کے فریب مین نہ آنا ورنہ عیار قتل کر ڈالین گے بڑے دمساز اور چلساز ہین مین نے ساحرون کو بھیجا ہی وہ آلین تو ملکہ حیرت جادو کو مع لشکر ساحران بہر جنگ مہرخ روانہ کرین اور اسد کو قتل کراؤن یہ کہکر دستک دی کہ چند ساحر خوشرنگ درختان باغ سے اڑکر پاس آئے اُسنے حکم کیا کہ جاکر جہان اسد او مہرخ بیٹھے ہون وہان کے درختون پر بیٹھو اور جو کچھ مشورہ وہ کرین وہ سب حال سنو اور مجھے آکر اطلاع دو طائر یہ حکم سنکر اوڑے اور اسد کی طرف چلے مگر عمرو دریا کے کنارے کنارے پھر روانہ ہوا اور اُس پار نہ جا سکا آخر کچھ عرصے کے بعد ایک پہاڑ کے قریب پہونچا دیکھا کہ یہ کوہ پُرشکوہ

زیور سے گلون کے مثل عروس شب اوّل کے آراستہ ہو دامن کوہ مانند قلب پاکدامنون کے مصفا ہو کوسون
تک زعفران کے کھیت ہین گلہاے زرد سے صحرا بسنتی ہو رہا

زردی گلون پہ چھائی تو ظاہر ہوا بسنت		دیکھو اگر تو رنگ یہ فصل خزان یہ ہو	

بلکہ بیت پسند دلکو مرے چھاؤن ہر ہو بونگی ÷ عجب بہار ہو ان روز ون زرد پھولونگی ÷ پہاڑ سے آبشار ہو رہا
ہو اوپر کوہ کے گانا ناچ ہوتا تھا صدا اسکی سنکر عمرو گھاٹیون کو طے کرکے سر کوہ پر آیا یہان عجب جلسہ نظر آیا دس
بیس نازنین ماہ پیکر لباس زعفرانی اور ارغوانی زیب تن کیے بیٹھی ہین فرش طلوکا نہ بچھا ہو ناچ ہو رہا ہو
درخت مین جھولا پڑا ہو کچھ عورتین جھولتی ہین تھوڑی سی کھڑی پینگ دیکر جھلا رہی ہین جب پینگ بڑھتا
ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ان کافرون کا ارادہ آسمان چھو لینے کا ہو ہر ایک مثل طاؤس مست جھومتی ہے
جھولے پر وہ غرور حسن ہو کہ ہوا سے باتین کرتی ہو عمرو نے انھین دیکھکر چاہا کہ کسی درخت کی آڑ مین بیٹھکر
شکل اپنی تبدیل کرون اور ان مہجبینون مین جاکر ملون لیکن انھون نے جیسے ہی عمرو نے پہاڑ پر قدم
اپنا رکھا ویسے ہی غل مچایا کہ عمرو آیا عمرو کو کچھ بن نہ آیا اور گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا اور خیال کیا کہ یہ مرحلے
طلسم کے ہین بغیر طلسم کشا کے فتح نہونگے ان عورتون پاس جانا بیکار ہو معلوم ہوتا ہو کہ یہ پتلیان بانیان
طلسم نے علم نیرنج سے بنالی ہین ان سب کا حال لوح طلسم بتائیگی یہ سوچکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور آگے
کا راستہ لیا یہانتک کہ بعد قطع منازل اسی طرف آنکلا کہ جہان درۂ کوہ مین ایک ساحرہ کھڑی ہو اور
اسد بیٹھا ہو ایک نازنین حور شمائل پہلو مین جلوہ گر ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ کوہ نہین ہو بلکہ برج حمل مین
قران شمس و قمر ہو عمرو نے پکار کر کہا کیون اے چھوکرے خوب واسطے فتح کرنے طلسم کے تو آیا تھا کہ
رنڈی بازی مین پڑگیا اسد نے آواز عمرو کی پہچانی نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور عمرو کو پہچانکر اُٹھ کھڑا ہوا کہا دادا جان
آیئے واضح ہو کہ عمرو نے اسد کے باپ یعنی کرب کو اپنا بیٹا کیا ہو اس وجہ سے اسد انھین دادا
کہتا ہو غرضکہ اسد نے تسلیم کی عمرو نے گلے لگایا دعاے جان درازی دی اور آکر درہ مین بیٹھا اور پھیانک
ہوکر ملکہ مہجبین کو دیکھا اور کہا اے اسد یہ کس بدقطع بدصورت عورت کو تو نے ہم پہلو کیا ہو لا حول
ولا قوۃ کیا تیری بھی نیت ہو ملکہ یہ کلام سنکر کچھ بگڑی اور شرمندہ ہوئی اسد نے کان مین کہا اے
ملکہ یہ لالچی بہت ہین اگر انھین کچھ دو تو ابھی تمھاری تعریف کرنے لگین انکے برا کہنے کا کچھ خیال نہ کرو
ملکہ نے کڑے جواہر کے ہاتھ سے اُتار کر عمرو کو دیے عمرو نے کہا اے ملکہ تیرے لائق یہ نواسا حمزہ عرب کا
کب ہو تو وہ شاہزادی عالیوقار ہو کہ تیرے ہم رتبہ بڑے بڑے شاہان روے زمین نہین اسد
اور دلارام اور ملکہ سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے عمرو نے کہا خدا تمھین ہنستا ہی رکھے اسد نے کہا اے

ملکہ طلسم فتح ہو جائیگا دادا جان آگئے کیا غم ہے انشاءاللہ سہلوانون کو مین ماروںگا اور ساحرون کو یہ فی النار کرینگے
ملکہ یہ باتین سُنکر خوش ہوئی لیکن حال سنیئے کہ مہرخ جو بیس ہزار ساحر کا لشکر لیکر چلی تھی اسد کو ڈھونڈھتی
لشکر سے آگے اکیلی بڑھ آئی اور شکیل جادو سے کہا کہ تم لشکر عقب مین لیکر آؤ غرضکہ مہرخ بھی آکر قریب
اسی درہ کوہ کے پہونچی جہان اسد وغیرہ تھے دلارام جو پہرے پر کھڑی تھی اُسنے مہ جبین کو خبر دی
کہ نانی جان آپکی آتی ہین یہ سنتے ہی ملکہ سمجھی کہ ہم سبکو گرفتار کرنے کو آتی ہے کہا اب بڑا غضب ہوا اسد
نے کہا مین جاکر قتل کرتا ہون اور تلوار لیکر اُٹھا اور عمرو گلیم اوڑھکر پوشیدہ ہوگیا کہ مبادا گرفتار ہو جاؤن
تو کچھ نہو سکے گا لیکن جب اسد تلوار لیے سامنے مہرخ کے آیا اُسنے کہا کہ اے شاہزادۂ عالی تبار یہ کس لیے آپ
مع شمشیر برہنہ تشریف لائے ہین مین آپکی دوست ہون اور اطاعت کرنے آئی ہون مہ جبین کی نانی ہون
میری بچی کہان ہے یہ باتین سُنکر مہ جبین اُٹھکر دوڑی اور مہرخ کے قدم پر گری اُسنے سر اُسکا سینے سے
لگایا اور کہا اے فرزند دیکھیے انجام ہمارا اور تمھارا کیا ہوا افراسیاب بڑا زبردست ہے مین بگڑکر چلی تو آئی
ہون لیکن مقابلہ شہنشاہ نہین کرسکتی وہ جاے گا تو ایک آن مین ہم سبکو برباد کردیگا اسد نے کہا وہ
کیا گیدی ہے جو برباد کردیگا خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہے تم باطمینان تمام یہان بیٹھو ہم جانبازی و سرفروشی
کو حاضر ہین اگر تم ہماری شریک ہوئی ہو تو خدا کی رحمت پر تکیہ و بھروسا کرو مہرخ نے کہا یہ سب جو تم نے
کہا سچ ہے مگر ظاہر بھی کچھ دیکھا جاتا ہے اسد بولا کہ ریش تراشندہ سُنکر ان دو سربریدۂ جادوگران یہان
تشریف لائے ہین ایک دن افراسیاب کو بھی مثل سگ نجس کے مار ڈالینگے مہرخ نے کہا سب کو
دیکھا ہے افراسیاب ایسا زبردست ہے کہ کوئی مقابلہ نہین کرسکتا لیکن مین جو آئی ہون تو کیا اب پھر تھوڑی
جاؤنگی جاے جان رہے یا نہ رہے مقابلہ کرونگی اُسوقت دلارام نے کچھ فرش بچھایا سب بیٹھے لیکن عمرو
ظاہر نہوا کہ شاید یہ باتین اُسکی ازراہ مکاری ہون اور چاہتی ہو کہ جب سب جمع ہولین اُسوقت گرفتار
کرون غرضکہ جب سب بیٹھے بعد مہرخ نے کہا اے شاہزادے مین نے نجوم مین دیکھا ہے کہ تو قاتل بادشاہ طلسم
ہے اسوقت صفت اور شوکت افراسیاب بیان کر کے تیری شجاعت کا امتحان کرتی تھی بارے الحمدللہ کہ
تو قوی دل اور مرد مردانہ و شیر بیشہ جلادت ہے ع اینکار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ الحاصل یہ آپسمین
سب بیٹھے گرم سخن تھے کہ فرستادگان افراسیاب مین سے راہدار جادو آکر پہونچا اور مہرخ کو بیٹھے
دیکھکر للکارا کہ باش او نمک حرام مثل مشہور ہے کہ دریا مین رہنا اور مگر سے بیر شہنشاہ سے بچکر کہان جائیگی مہرخ
نے اس ساحر کو آتے دیکھکر اپنے جھولے سے سحر کا گولا فولادی نکالا اور پڑھکر مارا کہ وہ گولا قریب راہدار
کے جاکر پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا پرکالے آتش کے مثل تیر شہاب کے نکلے اور راہدار پر چلے اسکے پاس

خاک قبر جمشید ہی ایک چٹکی خاک اُسنے اوڑائی وہ پرکالے آتش کے دور ہوے اور پیشقدمی کرکے دوسری
چٹکی خاک کی مہرخ اور دلارام پر ڈالی کہ یہ دونون بیہوش ہوگئین اُسوقت اسد نے اُٹھکر تلوار ماری
راہدار نے سحر پڑھکر جو پھونکا اسد بحس وحرکت ہوگیا اُسنے مع سرجبین سبکی مشکین باندھ لین اور لیکر چلا
عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور کلہ فلاخن مین پتھر ساڑھے پانچ سیر کا بلورین ہشت پہل ترشا
ہوا رکھکر پکارا کہ ای راہدار جادو ذرا ٹھہر نا راہدار آواز سُنکر رکا کہ اتنے عرصے مین نشانہ عمرو کا بندھ گیا اور
ایسا تاک کر پتھر مارا کہ کاسئہ سر ترشح کر دور جا گرا صداہاے مہیب پیدا ہوئین اور مہرخ ہوشیار ہوئی
دیکھا اُسنے کہ آندھیان اُٹھ رہی ہین اور شور رستخیز کا بلند ہی یہ دیکھکر اُسنے سحر کیا کہ وہ آفت تو موقوف
ہوئی اور لاش راہدار جادو کی پڑی دیکھی اور ایک عجیب الخلقت انسان یعنی عمرو کو کھڑا دیکھا ازبسکہ
عمرو کو پہچانتی نہ تھی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار کرلون یہ بھی کوئی ساحر ہی عمرو اُسکے ارادہ پر مطلع ہوا اور فوراً
حباب بیہوشی مارا کہ منھ پر پڑا پھٹا اور بیہوشی آمیز پانی ناک مین مہرخ کے گیا کہ یہ بیہوش ہوگئی اور عمرو گلیم اوڑھکر
پھر چھپ گیا لیکن دلارام اور اسد وغیرہ کہ سب رہا ہوچکے تھے انھون نے مہرخ کو پھر ہوشیار کیا اُسنے
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اسد نے کہا کہ دادا جان نے راہدار کو مار کر ہم آپ کو چھوڑایا اور آپ نے اُنکو گرفتار
کرنا چاہا انھون نے پھر آپ کو بیہوش کردیا اور یہان سے چلے گئے مہرخ نے کہا پھر اُنکو بلاؤ اسد نے
کہا آپ ہی بلائیے اُسنے باآواز بلند کہا ای شہنشاہ عیاران مین آپ کی بہت مشتاق ہون صورت مبارک
اپنی دکھائیے کیا مین قابل ملاقات نہین ہون جو مجھے آپ دیکھکر چھپ جاتے ہین عمرو نے کہا رونمائی
چاہیے اگر کچھ منھ دکھائی دو تو صورت دکھاؤن اسد اور سب ہنسنے لگے اور مہرخ نے زیور اپنا اُتار کر رکھا
اور کہا لیجیے رونمائی حاضر ہی عمرو روبرو دیکھکر ظاہر ہوا اور وہ زیور لیکر داخل زنبیل کیا مہرخ نے جو صورت
عمرو کی دیکھی جیسی کہ سابق مین ذکر کیگئی نہایت حقیر پائی سمجھی کہ یہ کیا کسی سے مقابلہ کریگا خواجہ نے اسکی
نگاہ پہچانی کہ مجھے بنظر حقارت دیکھتی ہی کہا تم جانتی ہو کہ یہ دبلا پتلا آدمی کیا کر سکیگا کسی سے کیونکر لڑیگا
مہرخ نے کہا تو بڑا فہیم ہی جو میرے دل مین آیا وہ پہچان گیا عمرو نے کہا مین پیشانی پر جو شکن پڑتی ہی اُسکی
سطر بنا کر پڑھتا ہون جو کسی آدمی کے دل مین آئے وہ بتلا دیتا ہون یہ باتین ہورہی تھین کہ دوسرا
ساحر فرستادۂ افراسیاب فولاد جادو نام آکر پہونچا اور عمرو نے اُسکو دیکھکر کہا ای مہرخ تم بڑی ساحرہ
ہو دیکھین اس سے کیونکر لڑتی ہو کیونکہ فولاد نے آتے ہی پہلے ان سبکو دور ہی سے ڈانٹا تھا کہ خبردار ای
باغیان مین آپہونچا اب کہان بچکر جاؤگے مہرخ نے کہا ای عمرو پہلی بار تو مین بیہوش ہوگئی تھی مین نے
نہین دیکھا کہ تم نے کیونکر راہدار جادو کو مارا اسوقت دیکھون کہ اسے کیونکر قتل کرتے ہو عمرو نے کہا مثل سگ

نجس کے اسے مارے ڈالتا ہون یہ کہکر بصورت اصل جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح اٹھکر سامنے فولاد جادو کے آیا اور للکارا کہ او بیحیا کیا بکتا ہوا ور جھک مارتا ہو ادھر آ کہ تو میرا شکار ہو فولاد جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر سحر پڑھنا شروع کیا عمرو نے بھی ایک ترنج نکالا اور کچھ بڑبڑانے لگا فولاد سمجھا کہ یہ بھی ساحر زبردست ہی غرضکہ عمرو نے کہا ای نالائق تو پرائے بھروسے پر لڑنے آیا ہی بس پشت تیرے اور ایک جادوگر آتا ہی فولاد نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے اتنی دیر مین جست کر کے اسکے قریب اپنے تئین پہونچایا اور جب اسنے ادھر دیکھا کہ کوئی بھی نہین عمرو جھوٹا ہی دھوکا دیتا ہی بس عمرو کی طرف پھرا عمرو نے حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ چھینک آئی اور چکر کھا کر گرنے لگا عمرو نے گرتے گرتے اسکے خنجر مارا کہ سر کٹکر دور گرا شور نشور قیامت آسا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ سیاہی موقوف ہوئی عمرو کو دیکھا کہ تسبیح لیے الگ کھڑے یا حافظ یا حافظ پڑھ رہے ہین کہ خداوندا بچانا مجھکو مہرخ پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ عیاران سبحان اللہ کیا کہنا کتنا جلد اسکو آپنے جہنم واصل کیا مین آپ کی کنیز ہون آئیے بیٹھیے یہ کلام ہو رہے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی اور نقارون کے بجنے کی صدا آئی دیکھا تو آگے آگے نقارچی زری پوش بادلے کی پوشاک پہنے دمامے شتری اور فیل بجاتے جنکی صدا سے کوہ و دشت تھراتے ہین پیدا ہوے اور ساحرونکی سواریان ظاہر ہوئین اژدہو نپر کاٹھرے کھینچے منہ سے انکے شعلے آگ کے نکلتے ساحر بزور سحر صورتین مہیب بنائے اسباب سحر کرنے کا لیے نمودار ہوے اور یکایک اس دشت مین آگ اور پتھر برسنے لگے اور ایک ہنس پر جسکا جسم مثل آگ کے روشن اور چمکتا تھا شکیل جادو بیٹا مہرخ کا اسپر سوار اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھے اور آتش کے جانورون پر مثل طاؤس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ پر بیٹھے چلے آتے ہین اور ماہ جادو مادر مہرخ تخت پر سوار اژدہے اٹھائے لیکر آئے لشکر چوبیس ہزار کا بڑے کر و فر سے آیا خیمے اور بارگاہین جملہ سامان حرب و ضرب شکیل اپنے ہمراہ لایا اسکی سواری کا اسوقت یہ جلوس تھا کہ شہزادہ اسد دیکھکر فرمانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے لشکر امیر کا کوئی سردار آتا ہی نظم۔

زبس تھا سواری کا ایسا ہجوم ۔۔۔ ہوا جب کہ ڈنکا پڑی ایک دھوم
برابر برابر کھڑے تھے سوار ۔۔۔ ہزارون ہی عقین ہاتھیونکی قطار
سنہری رو پہلی وہ عماریان ۔۔۔ شب و روز کی سی طرح داربان
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان ۔۔۔ وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے مکان
سوار و پیادے صغیر و کبیر ۔۔۔ جلومین تمامی امیر و وزیر
سجے اور سجائے سبھی خاص و عام ۔۔۔ لباس زری مین ملبس تمام

طرق کے طرق اور پرے کے پرے
چلی پایۂ تخت کے ہو قریب
کچھ ایدھر ادھر اُس سرے اِس سرے
بدستور شاہانہ پھنچی جریب

مہرخ نے کہا اے شاہزادۂ اسد آپکا غلام شکیل جادو میرا فرزند آتا ہے حضور دست مرحمت اسکے سر پر پھیرین
اور تسکین دین اس عرصہ مین شکیل شاہزادے کو اور اپنی مان کو سامنے کھڑا دیکھکر ہنس سے اترکر حاضر ہوا
اور اسد اور عمرو کو تسلیم کی اسد نے بغلگیر کیا عمرو نے تسکین دی مہرخ نے حکم کیا کہ لشکر اپنی جگہ اُترے بمجرد
ارشاد اُسی وقت بیلدار نکلے اور جنگل کی جھاڑیان جھنڈیان کاٹکر میدان کو صاف کرنے لگے سطح صحرا کو
شفاف صورت آئینہ کر دیا خیام ذوی الاحترام نصب ہونے لگے رن گڈھ بننے لگا دمدمے تیار
ہوے کہین نقب لگائی کسی جا سرنگ کا ڈھنگ کیا کہین مورچہ کشادہ بنایا کہین تنگ کیا جنگی سامان
درست ہو گیا بیچ لشکر مین چشمۂ آب کے قریب بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی منڈیون اور گنج کے
جھنڈے گڑ گئے چوک کا بازار سجا گیا دکانون کے نشان ڈالے گئے خیام شاہی کے روبرو اردوے معلی کا
طور مقرر ہوا اسکین بے چوبے کنڈلیان راوٹیان استادہ ہوئین لشکر اترا عیش محل کی زنانی بارگاہ
علحدہ استادہ ہوئی دردولت مقرر کی سردارون اور شاہ کے جلوس کے لیے وسط لشکر کی بارگاہ ٹھہرائی
پھر تخت طاؤسی مقام صدر مین آراستہ ہوا چار طرف ڈنگل کرسیان بچھ گئین سامان راحت جملہ درست ہوا
کسی طرف باورچیخانہ بنایا کہین آبدار خانہ مقرر کیا ایک سمت میخانہ سجا گیا لشکر مین بازار مین کھل گئین کٹورا
کھنکنے لگا مہرخ بارگاہ مین داخل ہوئی اور اسد سے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت سلطنت حاضر ہے جلوس کیجے
شاہزادے نے کہا مجھے دعوی سلطنت کا نہین مین نواسہ سالار بادشاہ لشکر اسلام کا ہون دعوی
سپاہگری کا رکھتا ہون یہ بادشاہت شہنشاہ لشکر اسلام کی ہے اسکی حکومت ملکہ مہ جبین کریگی اور
چند حقۂ زرین تحفہ جات انواع واقسام کے خدمت شاہ اسلام مین بطور خراج ہر سال بھیجا کریگی یہ
کہکر عمرو سے کہا آپ منجم ہین ساعت سعید تبلایئے کہ ملکہ کا جلوس میمنت مانوس اورنگ شاہی پر ہو عمرو
اور مہرخ نے کہ دونون بے بدل علم سماوی جانتے ہین زمان عشرت اقتران اور آوان سعادت توامان ہین ملکہ
مہ جبین کا ہاتھ پکڑکر تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا تاج شاہی سر پر رکھا اسد اور مہرخ وغیرہ اور سب
امرا دوسانے نذرین دین صداے مبارکباد بلند ہوئی رقاصان زہرہ جبین و مہرخان مہر تمکین
حاضر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا ساقیان حور پیکر جام وصراحی بادہ احمر لیکر آئے
اہل انجمن داد عشرت دینے لگے صداے نوشا نوش بلند ہوئی ہر طرف میکشون کی زبان پر
جاری تھا کہ اے ساقی خوش ادا اسد ایترا دور رہے عیش ونشاط کا یہی طور رہے بیت بر کن زیادہ جام

دم بدم بگوش ہوش ؎ بشنواز وحکایت جمشید وکیقباد ؎ عہدون کے خلعت بٹنے لگے ملکہ مہرخ کو وزارت
کا خلعت ملا دلارام کو مصاحب خاص بادشاہ کیا اسد نے لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی عمرو کو خزان
سلطنت مین داخل کیا اور یہ رتبہ دیا کہ جو خواجہ مشورہ دین اُسے بادشاہ لشکر ضرور منظور کرے اور خواجہ
عمرو کے حکم سے گردن تابی نکرے اور اگر خواجہ بادشاہ سے ناراض ہون تو اُسے سلطنت سے معزول کردین
غرضکہ کچہری وزارت مقرر ہوئی مہرخ آکر بیٹھی انتظام ہونے لگا پہلے جو خزانہ اپنی فوج کے ہمراہ لائی تھی
اُسے منگواکر میر بخشی کے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ ڈھنڈورا پیٹے اور قریب قریب جو اس جنگل کے گانون
قصبہ واقع ہوئے ہین وہان جاکر منادی ندا کرے کہ جس کسی کو نوکری کرنا ہو وہ آئے اور ملازمت کرے
اور فوج ساحران وغیر ساحران یعنی سپاہی وپہلوان وغیرہ بھرتی کیے جائین لام بندھے یہ ارشاد سنکر ملازم
بہ تعمیل حکم روانہ ہوئے ڈہل زنی شروع ہوئی لوگ آنے لگے وزیر اعظم کو نذر دیکر عہدے پانے لگے کسی کو
میدانی کا خلعت ملا کوئی رسالہ دار مقرر ہوا اُسوقت عیار جو الگ دور عمرو سے چلے آتے ہین انمین
سے ضرغام شیر دل اور مہتر قران اور جانسوز قریب اس صحرا کے پہونچے اور آواز ڈھنڈورے کی
سنکر ساحرون کی صورت بناکر لشکر مین آئے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو اور اسد کا لشکر ہے اور
انکی جانب سے فوج بھرتی ہوتی ہے یہ عیار بھی نذر لیکر بارگاہ مین آئے وزیر اعظم مہرخ کو نذر دی اُسنے
پوچھا تم کون ہو عیارون نے کہا شہر عجائب کے رہنے والے ہین جادو جانتے ہین نوکری کرنے آئے
ہین وزیر نے پوچھا کہ کیا تنخواہ لوگے کہا ہزار ہزار روپیہ ماہواری وزیر نے کہا اچھا تمھارا سحر دیکھین
کہ کیسے ساحر ہو عیار بولے بہت خوب اور قران نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر سب کے دکھانے کو
کچھ افسون پڑھا اور مہرخ کے مُنھ پر مارا ہر چند اُسنے دستک دی اور رد سحر کیا مگر وہ ناریل مُنھ پر پڑکر پھٹا اور دھوان
اُسمین سے نکلا کہ مہرخ بیہوش ہوگئی حاضران دربار ساحر جتنے تھے اُنھون نے سحر پڑھکر چاہا ہوش مین
لائین وہ تو بیہوشی سے بیہوش تھی کسی طرح سے ہوشیار نہوئی سب نے کہا یہ بڑے زبردست ساحر
ہین کہ انکا سحر کسی سے رد نہین ہوسکتا عیارون سے کہا بس امتحان ہوچکا آپ سحر اپنا اوتار لیجیے
قران نے تھوڑا پانی منگاکر رد سحر بظاہر پڑھا اور مہرخ کے مُنھ پر چھینٹا دیا وہ فوراً ہوشیار ہوگئی عیارون
نے کہا آپ نے ہمارا سحر دیکھا کہا ہان بڑا زبردست سحر ہے اچھا ہزار ہزار روپیہ کی تنخواہ ہر ایک کی ہم نے
مقرر کی عیارون نے کہا ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہم ایک مہینے کی پیشگی لینگے اور عمرو عیار کے برابر بارگاہ
مین بیٹھین گے مہرخ نے ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی منگوادی اور کہا خواجہ کے برابر بیٹھنے کے لیے چلو مین اُنسے
اجازت دلادون انھین لیکر پاس عمرو کے اندر بارگاہ سلطانی کے آئی عیارون نے دیکھا تخت شاہی

آراستہ ہی چار دن گوشون پر تخت کے طاؤسان زمردین بال جواہر کے کھڑے ہین اور دُمین اُنکی بلند اور کشادہ ہوکر سر بادشاہ پر چتر ہوگئی ہین مہ جبین الماس پوش بڑے کروفر سے جلوہ گر ہی تاج لعل و یاقوت کا سر پر ہی قباے قلم کار جواہر و زر پہنے ہی چار قب شہنشاہی در بر ہی لیکا بیش بہا کمر سے بندھا ہی ہار ہیکل گلے مین پڑا ہی دلارام سر پر مور چھل بال ہما کا لیے مگس رانی کر رہی ہی سامنے دست ادب باندھے ہزار ہا ساحر کھڑے ہین شاہزادہ اسد دنگل پر قریب تخت بیٹھے ہین خواجہ عمرو کرسی جواہر پر متمکن ہین عیارون نے وہ تینون توڑے جو تنخواہ مین ملے تھے خواجہ کو نذر دیے عمرو نے آنکھ چار ہوتے ہی پہچانا کہ میرے ساتھ کے عیار ہین اُٹھکر ہر ایک کو گلے لگایا مہرخ نے حیران ہوکر پوچھا کہ خواجہ آپ انکو کیا جانتے ہین عمرو نے کہا ای ملکہ یہ عیاران لشکر اسلام ہین اور جانسوز و ضرغام و قران انکے نام ہین انمین قران میرا شاگرد رشید نظر کردہ شاہ مردان اسد اللہ الغالب علیہ السلام ہی ہر جگہ آکر قید اعدا سے مجھے چھڑاتا ہی اور کبھی گرفتار نہین ہوتا ہی اور ایک شاگرد میرا اور برق فرنگی طلسم مین آیا ہی نہین معلوم کہان ہی یقین ہی کہ عنقریب ملے الغرض مہرخ عیارون سے ملی اور بہت خوش ہوئی اور قریب بارگاہ شاہی چار خیمہ بلند استادگرائے پلنگ اور فرش میز کرسی دنگل اور جملہ سامان راحت و آرام انمین موجود کردیے اور عیارون سے کہا خیمے مین چلکر آرام فرمائیے قرآن نے کہا مین کبھی خیمہ مین نہین رہتا پہاڑون کے درے اور غار میرے خیمے ہین مین نظر کردہ شیر خدا ہون ہمیشہ صحرا مین رہتا ہون یہ کہکر بغدا ٹیک کر جست کی سرنجہ بارگاہ پھاند گیا اور جنگل کا راستہ لیا وہ دو عیار جو باقی رہے انسے عمرو نے کہا تم خیمون مین فروکش ہو اور لشکر کی حفاظت کرو اور اندر خیمہ کے اس طرح رہنا کہ اگر کوئی تمکو ڈھونڈھے تو نپائے عیارون نے کہا بہت خوب اور خیمون مین آکر بیٹھے ہاتھ منھ دھو یا کسل سفر سے آسودہ ہوے کھانے کی قسم سے جملہ نعمتین موجود تھین نوش کرکے دربار مین آکر ناچ دیکھنے لگے لیکن حال برق فرنگی کا سنیے کہ یہ بھی صحرا نورد طلسم ہوا تھا اور سیر کرتا ہوا سب عیارون کی خبر لیتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک مقام بلند پر سے کھڑے ہوکر جو دیکھا تو صحرا مین لشکر کثیر اُترا نظر آیا برق ساحر بنکر لشکر کے اندر آیا حال پوچھا ایک آدمی نے کہا یہ لشکر اسد اور عمرو کا ہی اور سارا حال بیان کیا برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب استاد اور سب ساتھی تو بآسائش ایک جگہ مقیم ہین تو چلکر کوئی کار نمایان کر اسکے بعد لشکر مین چلا آ کہ یہ تصور کرکے صحرا مین چلا گیا اور ہر طرف صید مطلب کا جویا ہوا یہانتک کہ ایک جگہ کنوان پختہ جنگل مین بنا دیکھا اور گزرگاہ خلائق اس مقام کو پایا جی مین کہا ای برق یہ کنوان ایسی جگہ واقع ہوا ہی کہ ضرور ساکنان طلسم مسافر وغیرہ ادھر سے گزرتے ہونگے اور پانی پیتے ہونگے ایسا سوچکر برہمن کی صورت آپ

بنا زنار گلے مین ڈالا قشقہ ماتھے پر دیا دھوتی زانوؤن تک کی باندھکر ڈول اور رسی لیکر کنوئین کے چبوترے
پر بیٹھا بعد تھوڑے عرصہ کے پچاس ساحر ایک ملک کے ممالک طلسم سے لاکھ روپیہ خراج کے لیے
افراسیاب کے پاس جاتے تھے کنوئین پاس ٹھہرے اور برہمن سے کہا ہمین پانی بھر کر پلادے برہمن
نے پانی پلایا اور کہا میرے پاس ستو بھی ہین تمھارا جی چاہے تو لو بہت سستے دام کے ہین ساحرون
نے کہا کتنے سیر ہین برہمن نے کہا چار پیسے ان سب نے لالچ مین آکر مول لیا اور تھالیان اپنی نکالکر
نمک سے گھولکر کھاتے ہی بیہوش ہوگئے برق نے سب کے سر کاٹ ڈالے ایک حشر برپا ہوا بعد تھوڑی
دیر کے وہ آفت دور ہوئی برق نے دو لاکھ روپیہ ایک درخت کے نیچے خنجر سے گڈھا کھود کر دفن
کر دیا اور وہان سے پاس عمرو کے چلا اور لشکر مین ساحر کی صورت بنکر داخل ہوا اور دربارگاہ پر آکر
ملازمون سے کہا کہ ہماری خبر شہنشاہ عیاران سے کردو کہ جان نثار جادو حاضر ہے خادمون نے جاکر
عمرو سے عرض کیا عمرو حیران ہوا کہ یہ کون آیا غرض حکم دیا کہ بارگاہ مین آئے ملازم برق کو سامنے
لائے برق نے بھی سامان دربار دیکھا بہت خوش ہوا اسد اور مہ جبین اور عمرو کو سلام کیا اور ایک
رقعہ ہاتھ پر رکھکر عمرو کو نذر دی اس رقعہ کو عمرو نے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ لاکھ روپیہ مین آپکی نذر کے لیے
فلان صحرا مین درخت کے نیچے دفن کر آیا ہون چلکر وصول کیجیے عمرو نے پڑھکر بنگاہ غور برق کو
دیکھا اور پہچانکر گلے لگایا اور کہا اے ملکہ مہرخ اسی عیار کا ذکر مین کرتا تھا یہی برق فرنگی ہے الغرض اسکے
لیے بھی خیمہ نہایت عمدہ اور اسباب راحت مقرر کیا کہ یہ خیمے مین آیا اور غسل کیا رنج راہ سے آسودہ
ہوا کھانا تناول کیا اور سو رہا لیکن عمرو بارگاہ سے نکلکر بموجب نشان بتلانے برق کے اس کنوئین
کے قریب پہونچا اور درخت کے نیچے سے لاکھ روپیہ کھود کر داخل زنبیل کیا اور دل سے کہا ایک
اس بیچارے شاگرد نے تمھاری پریشانی کا خیال کیا ورنہ اور سب تو بالکل نالائق ہین یہ باتین دل
سے کرتا ہوا پھر لشکر مین آیا اور بآرام تمام مسکن گزین ہوا لیکن اس عرصہ مین وہ طائر خوشرنگ جو
افراسیاب نے واسطے خبرگیری اسد اور مہرخ کے مقرر کیے تھے وہ اس جنگل کے درختوں پر بیٹھے یہ سب
ماجرا یعنی آنا مہرخ کا اور مارا جانا راہدار اور فولاد کا پھر جمعیت لشکر ہونا آپس کا پتا کہ فوج بھرتی
کرنے کے لیے منادی کا تدارک نادیکھکر پاس افراسیاب کے آئے اور جملہ کیفیت بیان کی افراسیاب کو غصہ
آیا اور اسیوقت ایک نامہ ملکہ حیرت اپنی زوجہ کو لکھا کہ بمجرد دیکھنے نامہ کے اے ملکہ شہر نا پرسان سے
تم میرے پاس آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے یہ نامہ ایک پتلے کو دیا اسنے حیرت پاس پہونچایا وہ تخت بحر پر سوار ہوکر
مع کنیزون و انیسون جلیسون کے پاس افراسیاب کے آئی اسنے کہا اے ملکہ حیرت تمنے اس نمکحرام مہرخ کو دیکھا

کہ مجھپر جمعیت کی ہی اور فوج لوکر رکھتی ہی طلسم کشا کی شریک ہوئی ہی ای بابا ے خود اگر دریاے خونزدان کی
ایک پری کو حکم دون اورایک بوق اگر بجاوے تو ساری خلقت بیہوش ہو جائے مجھے ہنسی آتی ہی مہرخ اور
مجھسے مقابلہ حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مین مہرخ کو بلوا کر سمجھاتی ہون اسکی کیا مجال ہی جو آپ سے
مقابلہ کریگی افراسیاب نے کہا اچھا بلواؤ اور سمجھاؤ تمھاری عزیز بھی ہی اور اسی باعث سے مین بھی تامل کرتا ہون
اور دوسرے اپنی پرورش اور اسکے ملازم ہونے کا خیال ہی اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ بادشاہ طلسم سے
ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ رعیت اور ملازم اسکے منحرف ہوکر آمادۂ جدال و قتال ہونگے اسوقت شاہ طلسم اپنے
لطف و مدارکرے اور جنگ نہ کرے درحالت رزم و پیکار نقصان بادشاہ طلسم ہی ای حیرت قسم ہی سامری
کی اگر یہ امور مانع حرب و ضرب نہوتے تو ایک چشم زدن مین مانند حرف غلط کے ان باغیون کا نقش
ہستی مٹا دیتا حیرت نے عرض کیا اسمین کیا شک ہی مگر اسی سے ہی کہ بموجب ؎ پشہ چو پر شد بزند پیل را ٭
باہمہ تندی و صلابت کہ اوست ٭ الحاصل اسنے ایک نامہ مہرخ کو لکھا کہ ای ملکہ تمھین مناسب ہی کہ جسکا نمک
تمام عمر کھایا اور جسکے سایۂ عاطفت مین تمام عمر پلی ہو اسکے ساتھ آمادۂ رزم و پیکار ہو لہذا از راہ پرورش مالکانہ
و مرحمت خسروانہ تمھین اطلاع دیجاتی ہی کہ بمجرد دیکھنے منشور گرامی کے کمر خدمتگاری باندھکر میرے
پاس مثل کنیزون حلقہ بگوش کے اپنے تئین پہونچاؤ کہ خطا تمھاری شاہ طلسم سے اجازت لیکر معاف
کردون درصورت انحراف ورزی بادشاہ طلسم کا تو کیا مرتبہ ہی مین ایک کنیز ناچیز اسکی اس طرح تمھین
ہلاک کرونگی جس طرح مور ضعیف کو مار ڈالتے ہین اگر اپنا بھلا چاہتی ہو تو تھوڑے لکھے کو بہت جانکر فوراً
تعمیل حکم کرنا ؎ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ٭ اگر جنگجوئی نباید درنگ ٭ نامہ تمام والسلام ایک طائر
کو دیا کہ جاکر مہرخ کو پہونچادے اور جواب لادے وہ طائر منقار مین نامہ لیے بارگاہ مہرخ مین آیا اور آغوش
مین اسکے بیٹھ گیا مہرخ نے نامہ منقار سے لیکر پوچھا کہ ای طائر تجھے کس نے بھیجا ہی طائر نے کہا ملکہ حیرت جادو
نے مہرخ نے نامہ پڑھا بروقت آگاہ ہونے مضمون مندرجہ رنگت چہرے کی متغیر ہو گئی اور مارے
خوف کے کانپنے لگی عمرو نے جو یہ حال دیکھا نامہ آپ اسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور نامے کو مارے غصہ کے
چاک کرڈالا اور جواب اسکا ایک تختہ کاغذ پر اس طرح لکھا کہ حمد و نعت سے ابتدا کی ظاہر ہو کہ یہ قصہ
پہلے جناب رسول کے گزرا ہی مگر ہر پیغمبر نے خبر جناب پیغمبر کی دی تھی تو عمرو وغیرہ اعتقاد رکھتے ہین لہذا لکھا نظم

خداوندی کہ لطفش بیقیاس است
ز قہرش ہر دو عالم در ہراس است

محمدؐ آنکہ چون نورش علم زد
قلم بر صفحۂ ہستی رقم زد

ز لطفش روضۂ رضوان گلستان
ز قہرش آتش دوزخ فروزان

علی شیر خدا دست پیمبر — مس ایجاد را گوگرد احمر

پس از حمد و نعت بدان و آگاہ باش ای ملکہ حیرت و افراسیاب منم ریش تراشندۂ ساحران و سر برندۂ جادوگران میرے ہی خنجر جانستان نے دمامہ جادو جو پوتی سامری کی تھی اسکی گردن کاٹی اور مین نے ہی ساحر شمشمش کی جو دریا مین سکن گزین تھا اور ساحران روزگار کا استاد کہلاتا تھا جان لی مین وہ ہون کہ خداوند دم خبیثہ کو جسنے جہنم واصل کیا کشمیرہ کا شعزدام ابجال کے ساحران نامی کو مارا عنطلی آباد مین مالک بن زرد ہشت کا سر اوتارا غرض کس کسکا نام لون کہ جسے مین نے مارا ہی بلکہ شاہان روے زمین کو جنکا کلہ گوشہ تا بفر قدان پہونچا تھا تخت سے آتار کر تختۂ تابوت پر سلایا نظم

آن منم بادشاہ عیاران — کرستانیم باج از شاہان
برزبان کسان چو مہر مبین — نام من روشن ستان توتقین
ہرزمان صورت دگر وارم — از ضمیر کسان خبردارم
از قدم آتشین عالم سوز — گرکنم عزم یو یہ اول روز
ہمراہی من نہ کردگاہے نسیم — کہ بمغرب رسیم ور برگردیم
نالہ ماتم ہر کہ شنود — درہا ندم ودواع عمر نمود
مے کنم نعل از خر مردہ — بارہا از اجل گرد بردہ
باوجود حقارت تن من — نتوان بود غافل از فن من
ہر کس از من گرفت جب یافت — کرد قطع امید خود زحیات
آفت روزگار مردو رنم — ملک الموت وقت خوشتنم

لائق ولازم یہ ہی کہ ملکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ لیکر آستان عالیجاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر تم دونون حاضر ہو کہ فی الحال ملکہ موصوف بادشاہ طلسم ہی خطا تمھاری صاحبقران سے معاف کرادیگی درصورت انکار اس تحریر کے اگر ناک تمھاری کٹواکر گدھے پر روسیاہ کرکے نہ چڑھایا اور تشہیر نہ کرایا تو نام اپنا عمرو نہ پایا ہوگا یہ مضمون لکھکر طائر کے حوالہ کیا اور زبانی بھی کہدیا کہ اس غیبانی چڑیل حیرت سے کہدینا کہ مالزادی تیرا اب عنقریب سر مونڈونگا تو ہی کس بھروسے پر جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکرنا خدا مالک ہی یہ کہکر طائر کو رخصت کیا وہ اڑتا ہوا پاس حیرت کے آیا اور نامہ دیا اور زبانی پیام عمرو کا حرف بحرف کہا کہ مرغ ملکہ تو نامہ پڑھکر کانپنے لگی تھی مگر ایک دبلا سوکھا آدمی بیٹھا تھا اسنے نامہ کو آپ سے چاک کر ڈالا اور جواب نامہ لکھا اور بہت کچھ برا آپ کو کہا حیرت یہ ماجرا

لشکر نامہ لیے افراسیاب کے پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ آپ سچ فرماتے ہین کہ یہ لوگ بغیر سزا دیے نہ مانینگے دیکھیے یہ میرے نامہ کا جواب دیا ہو اور اُس عیار دزد نے بہت نا سزا آپکو اور مجھے کہا ہو افراسیاب نے نامہ لیکر پڑھا اور ایسا غصہ مین آیا کہ ہونٹھ چبانے لگا لال ہو گیا اور کہا جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تب ہی قضا آتی ہو اب مہرخ حرامزادی کی شامت آئی ہو راوی کہتا ہو کہ ادھر تو افراسیاب لشکر کشی کی فکر مین ہو اور اُدھر مہرخ نے عمرو سے بعد چلے جانے طائر سحر کے کہا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حیرت کو گالیان دین اب کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہو اور ہم تم سب مارے جائینگے عمرو نے کہا ای ملکہ تم بڑی بودی ہو صرنگا پہلے نجوم کے علم سے دریافت کر چکی ہو کہ شہزادہ کی فتح ہو گی اور پھر گھبرائی جاتی ہو مین نے نامہ دیکھا کہ تم پڑھکر بدحواس ہو گئی تھین افسران فوج جو حاضر بارگاہ تھے اُنکی دل شکنی کا احتمال تھا جب مالک دل ہار دیگا تو فوج کیا لڑیگی اسلیے مین نے یہ کلمات کہے کہ سب سنین اور سمجھین کہ کچھ تو یہ بھی قوت رکھتے ہین جب تو ایسے کلام مقابل میرے تنے بڑے اولوالعزم کے کرتے ہین اب تمھین چاہیے کہ دلکو مضبوط کرو اور ذرا سی بات مین گھبرا نہ جایا کرو دیکھو تو وہ قادر مطلق کیا کرتا ہو وہی معین سب کا یکسان ہو مہرخ نے فرمانا عمرو کا بدل قبول کیا بہرحال یہ لوگ تو حالت امید و بیم مین ہین مگر افراسیاب کا ذکر سنو

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب جادو کی عمرو اور مہرخ پر اور بھیجنا تین سردارون کو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران کے اور عیاریان کرنا عیارون کا اور مقابلہ دو لشکرون سے اور بعد جنگ عظیم کے شکست کھانا فوج افراسیاب کا اور مارا جانا ساحرون کا للمؤلفہ

کدھر ہی تو اے ساقی ہوشمند	وہ مے دے کہ جو نشہ کر دے دو چند
غضب مین ہی رندونکی جان حزین	سبو ہی کہین اور خم ہی کہین
ادھر آمد محتسب کی خبر	ہی پیر مغان کے بھی غصہ کا ڈر
اُدھر رند بگڑے ہین اب بےحساب	اِدھر عزم ہی میکدہ ہو خراب
بھلا ایسا رندون سے گردون دُون	ہے گا عبث دختر رز کا خون
خرابی پہ انجام کے ہی نظر	دل میکشان کو ہی خوف و خطر
دل بادہ خواران نہ توڑے کوئی	نہ شیشے کی گردن مروڑے کوئی
پلا رند کو وہ شجاعت کا جام	کہ زاہد کی ساقی ہو قلیا تمام
رحیق شجاعت کا یہ نشہ ہو	جو اک دار مین محتسب ہووے دو

شکم محتسب کا ہی شل سبو — عوض مے کے بہ جائے اسکا لہو
مسلح مکمل ذرا جاہ ہو — روان تیغ افسانہ گوئی کرد
تہمتن توان رستم این داستان — چنین داد رخش سخن را عنان

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصۂ سخندانی پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے عسکر مضامین و رایت افزایان لشکریان ظفر قرین بعد تمکین اشہب تیزگام زبان کو میدان تقریر مین اسطرح جولان گر فرماتے ہین اور تیغ تیز بیان کے جوہر معرکہ تحریر مین یون دکھاتے ہین کہ جب افراسیاب اور حیرت کو آئینہ ضمیر مہر منیر مہرخ نیک تقریر خالی از صفا و مکدر از غبار رنج و عنا ظاہر ہوا سوائے پیکار کے اور کوئی صورت دیکھی اور خود حیرت بہر مقابلہ عازم ہوئی افراسیاب مانع ہوا کہ ایک کنیز سے بھی جو ناچیز ہوا اُسکے مقابلہ کو شاہزادی طلسم اور زوجہ بادشاہ طلسم کا جانا مناسب نہین کیا اور کوئی ملازم باقی اب نہین یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ابر چارطرف سے گھر آیا اور ہزار ون بجلیان سنہری روپہلی رنگ کی چمکنے لگین بڑے آتشباری ہونے لگی اور سنگباری دیر تک رہی پھر وہ ابر شق ہوگیا اور تین تخت ظاہر ہوئے کہ ساحر اُنپر سوار تھے نہایت کریہ منظر بدقطع و نابکار تھے اُنھون نے افراسیاب کو مجرا کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہنشاہ نے غلامون کو کس لیے طلب فرمایا ہی افراسیاب نے حال مہرخ سے فساد ہونے کا اور اسد وغیرہ کا بیان کرکے کہا کہ تم تینون ساحر ساٹھ ہزار فوج ساحران لیکر جاؤ اور ان باغیون کو باندھکر حاضر حضور کرو وہ تینون ساحر کہ نام جاموش جادو و شہباز جادو و کوہان جادو وکوہ پیکر رکھتے ہین یہ حکم پاکر مستعد روانگی ہوئے اور اپنے مقام پر پھر آکر ساٹھ ہزار لشکر کے سردار ون کو بُلاکر حکم افراسیاب سے خبردار کیا طبل سفر بجا خیمے ڈیرے اژدرون پر لد گئے اور ساحر سحر کے جانور ون پر سوار ہوکر سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوئے اور دریائے خونروان سے گذر کر قریب لشکر مہرخ پہونچے یہان مہ جبین اور اسد وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے کہ میدان سے صدا ہیبت ہولناک رعد آسا آنے لگین مہرخ نے کہا خواجہ فوج آتی ہی عیار یہ کلمہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کے جست وخیز کرتے جنگل کی طرف چلے گئے اور سواریان ساحر ون کی نمودار ہوئین مہرخ نے سحر پڑھنا شروع کیا اور جتنے ساحر یہان تھے سب رد سحر پڑھنے لگے اسلیے کہ وہ فوج جو آتی ہی آگ پتھر برساتی ہی ایسا نہو کہ ہمین کچھ مضرت پہونچے الحاصل بڑے کروفر سے لشکر ساحران غدار کا داخل ہوا اور میدان رزم کیلئے جگہ چھوڑ کر لشکر مہرخ کے مقابل ترخیمے نصب ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین کھل گیئن جاموش وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے طائر بزور سحر بناکر خبر کو اسطے بھیجے ہر طرف ایک ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا ساحر ہجوم کرنے لگے جاموش نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ملازمون نے حکم کی تعمیل کی او نفیر سحر کو دم دیا نقارہ سحر کا بجنے لگا گوشش فلک

تک اُسکی صدا سے کرہ ہوا طاکران سحر خبر لیکر بارگاہ مین مہرخ کے آئے اور بزبان عجز شناسے ملکہ مہ جبین بادشاہ لشکر بجالائے کہ قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد　　داد عدلت در سراے آخرت معمور باد
از فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر　　تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

بعد دعا کے عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل رزم بجا ہی ہر ایک آمادہ حرب ہوا ہی یہ کہکر طائر اڑ گئے لیکن مہ جبین نے شہزادہ اسد کی طرف دیکھا اسد نے مہرخ کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی مدد طلاے قہار کے بھروسے پر طبل جنگ سنبجے اور نفیر سحر کو دم ملے بموجب ارشاد ملازم دوڑے اور نقارہ حربی پر چوب لگا مہرخ اور شکیل نے نفیر سحر بجائی کہ گنبد گردون تک صدا اُسکی گئی زمین ہلنے لگی ہر ایک آگاہ ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا گرم بازار قضا ہوگا

ز غرّیدن کوس رویینہ تاس　　نیوشندہ را داد بر جان ہراس
تبیرہ بغرید چون تند شیر　　برقص آمد آن اژدہاے دلیر

اس ہنگام مین وہ دن تمام ہوا اور وقت شام دونون لشکرون کے طلایہ دار نکلے حفاظت کرنے لگے جادو آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوے اور انتظار سحر جدال و قتال کرتے تھے نظم

چون ترک شاہ زنگ بر آمد ز کوہسار　　تاریک گشت دیدۂ بیناے روزگار
شد از براے لشکر شب بر فلک عیان　　چندین ہزار مشعل فانوس روزگار
پروین روانہ گشت براے سپاہ دلی　　جاسوس گشت زہرہ و مرشد طلایہ دار
بر خندق سپہر فگندند تخت پل　　تا شاہ زنگبار ازانجا کند گذار

طرفین کے ساحر تیاری سحر کی کرتے تھے جاموش جادو نے خون خوک سے زمین کو لیپا اور دہرو بجانے لگا کچھ گولے فولاد کے پتلے آہن دماغ کے تیار کیے سینکڑون کے تیر بنائے افسون پڑھکر دم کیا پھر جتنے قابو مین تھے سب کو پھینکا دیکر جگایا گوگل سلگایا اور اسطرح مہرخ نے جوت کھرسی کی اگیار کیا شراب کی بوتلون کو آگ پر لنڈھایا اور ایک پتلی موم کی بنائی جسکی وضع اور شکل ایک خوبصورت عورت کی تھی اُسکو زیور تنکون کا پہنایا اور اگیار مین ڈالدیا سحر پڑھکر دستک دی کہ اسوقت ای زن سحر جا وقت پر آمادہ پتلی آگ مین پگھل گئی اور آپ آرام گاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوئی مگر عیار جو جنگل مین لشکر حریف کو دیکھ کر چلے گئے تھے انھین سے برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اسلیے عیاری کے چلے برق نے اپنے تیئن ایک بڑھیا بنایا بال سر کے اور پلکین بھوین سب سفید سر ہلتا ہوا لکڑی ہاتھ مین لیے پرکے پایجامہ بچون کا یا پایجامہ پہنے چادر اوڑھے پٹاری بغل مین دبائے کوہان کے خیمے کی طرف چلا اور ضرغام خدمتگار بنکر پٹکا پگڑی باندھکر چادر سے کسکر بیسی باک کمر سے لگا کنی پر شالی رومال تہ کیا ہوا ڈالکر ہر طرف لشکر مین پھرنے لگا اتفاقاً

کوہان کا ملازم ایک ساقی خیمے سے نکل کر کسی کام کو بازار مین آیا ضرغام اُسکے پاس گیا سلام کیا اسنے کہا بھائی
مزاج اچھا ہی کہا جی خیریت ہی آپ سے کچھ کہنا ہی اگر نہ سُنیئے گا آپ کے لیے سخت قباحت ہی ساقی گھبرایا کہ
یہ خدمتگار کسی رئیس کا لشکر مین ہی شاید اسنے کوئی خبر بد تیری نسبت سُنی ہی یہ سوچکر کہا اے برادر کہو کیا ہی اُسنے
کہا الگ تنہائی مین چلو وہ ساتھ ہو لیا ایک گوشہ مین لایا اور کہا دیکھو تمھارے پیچھے کون آتا ہی ساقی نے پیچھے
پھر کر دیکھا ضرغام نے کمند ماری کہ گلے مین کمند پھنسی ہوئی مُنھ سے بولا نہ گیا اُسنے بیہوشی سُنگھا کر بیہوش کر کے کپڑے
اُسکے اُتار کر پہنے اور اُسکی صورت بنکر خیمہ مین جہان اہل عملہ کوہان کے اُترے ہین آیا اور منتظر اسکا ہوا کہ جس کام کو
مجھ سے حکم ہوگا مین سمجھ جاؤنگا کہ جسکی صورت مین بنا ہون وہ اسی کام پر مامور تھا اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص
نے کہا میان ساقی میخانہ درست کر رکھو شاید حضور شراب مانگین ضرغام سمجھا کہ تو ساقی کی شکل بنا ہی پس فوراً
لگا بیان شراب کی درست کرنے لگا لیکن برق بڑھیا بنا ہوا تھا قریب خیمہ کوہان آکر رونے لگا اور فریاد کا غل مچایا
کوہان خیمے سے نکل آیا اور بڑھیا سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا بیٹا اپنا حال کیا بیان کرون یہان قریب ایک
گانون ہی وہان رہتی ہون جب سے لشکر مہرخ آیا ہی سارا گھر لُٹ گیا مین فریاد لیکر آئی ہون گردون کی ستائی
ہون کوہان نے کہا تو چلکے میرے خیمے مین بیٹھ صبح کو مین سب نگوڑون کو قتل کرونگا جتنا مال تیرا گیا اسکا دونا
تجھے ملجائیگا بڑھیا دعا دیتی ہوئی اُسکے ساتھ خیمے مین آئی اسنے دیکھا کہ ایک پٹاری بڑھیا کے پاس ہی کہا بڑی بی
اس پٹاری مین کیا ہی بڑھیا نے کہا بیٹا تم سے تو کچھ پردہ نہین البتہ اور لوگ جو یہان ہین اگر انھین ہٹا دو تو اس
پٹاری کو دیکھو کوہان نے سب اپنے ملازمون کو خیمے سے باہر کر دیا بڑھیا نے پٹاری دی کہ لیجیے دیکھیے آپ کو خود ہی
معلوم ہوجائیگا جو کچھ اسمین ہی اُسنے پٹاری لیکر ڈھکنا اُٹھایا غبار بیہوشی کا بلقا ایسا اُڑا کہ کوہان چھینک مار کر
بیہوش ہوا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا کہ ذبح کرے لیکن کوہان نے ایک مٹی کی پتلی حفاظت کیواسطے
خیمے کے گوشے مین کھڑی کر دی تھی اور سحر کیا تھا کہ جو کوئی آفت مجھپر آئے تو یہ پتلی بچائے پس جیسے ہی برق
سینہ پر سوار ہوا پتلی دوڑی اور لپٹ گئی اور زمین پر گرا کر مشکین باندھلین کوہان پر پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور
کہا یہ بڑھیا نہین ہی عیار ہی تمھین قتل کرتا تھا کوہان نے کہا کیون او نابکار تو نے غضب کیا تھا کہ مجھے مار ہی ڈالا تھا
صبح کو تیرے حمایتیون کو بھی گرفتار کر لون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ستون سے اُسے باندھ دیا خدمتگار کو پکارا اور
کہا ساقی سے کہو کہ میخانہ حاضر کرے دو ایک جام شراب پیکر سورہون کہ صبح کو مقابلہ کرنا ہی خدمتگار نے
ساقی کو پکارا کہ صراحیان شراب کی حاضر کرو ضرغام صراحی و جام لیکر حاضر ہوا اور شراب آغشتہ بدارو
بیہوشی کوہان کو پلائی یہ پیتے ہی بیہوش ہوا اُسنے بھی چاہا کہ اسکو ہلاک کرون وہی پتلی دوڑی اور
ضرغام سے لپٹ گئی اسے بھی گرفتار کیا اور کوہان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اور کہا یہ بھی

عیار ہے تجھے قتل کرتا تھا میں نے اسے بھی باندھ دیا یہان تک کہ آثار سحر ظاہر ہوئے اور آمد شاہ خاور کی بارگاہ زنگاری چرخ مین مشتہر ہوئی کہ نظم

سپیدہ دوم کہ ازین صحن دشت نیلی فام
شدند منہدم از تیغ صبح لشکر شام
رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری
بسان مہر تبان گرچہ بود عنبر فام
نسیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب
کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام
شدند فیل کنیز حبش پس دیوار
چو نو عروس ختن پا نہاد بر سر بام

وقت سحر کوہان کوہ پیکر ساحرون کا لشکر لیکر سوار ہوا ایک طرف سے جاموس و رشہبا زکا لشکر آمادہ کارزار ہوا یہ تینون بجرے کروفر سے میدان مصاف مین آئے ادھر مہرخ اور شکیل بمدد خدائے جلیل فوج لیکر چلے تیس چالیس ہزار ساحر اور جو لوگ نئے ملازم ہوئے ہین سب ساتھ تھے شاہزادہ اسد بیدار ہوا وضو کر کے طاعت رب العزت بجالایا اور مسلح اور کمل ہو کر دولت پر آیا ملکہ مہ جبین کا تخت لیکر کہاریان عیش محل سے نکلین ہر ایک سردار نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجے یساول اور چوبدار دورباش پکارتے تھے علمون کے پھجے سلامی کے لیے جھکنے لگے قلب لشکر مین تخت شاہی قایم ہوا دلآرام طاؤس سحر پر سوار برابر تخت کے خدمتگاری ملکہ کی کرتی ہوئی ساتھ ساتھ باحشم و خدم داخل میدان مصاف ہوئی میدان جنگ جانبین کے ساحرون نے درست کیا کسی نے سحر کر کے بجلیان گرائین کہ جو درخت اور جھاڑیان میدان مین تھیں جل گئین کسی ساحر کے سحر سے ابر گھر آیا اور بارش ہوئی گرد و غبار دفع ہوا دشت نبرد صاف ہو گیا پرا جمنے لگا نارنج ترنج اچھلنے لگا برنجی تھالیان چھکنے لگین سامری و جمشید کی جے بولنے کی صدا بلند ہوئی سحر کے بیرون کا شور مچا نا سنائی دیا میمنہ میسرہ صفوف کارزار آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے اور پکارے کہ کہان ہین سامری و جمشید وزرد ہشت سب اپنی نیرنگیان دکھا کر اس دنیا سے روپوش ہوئے ساحران نامی آج دن معرکہ کا ہی نام کر لو خوب جی کھولکر لڑ بھڑ لو ابیات

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے
ہوئے زر کے خاطر تو منعم خراب
بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہے
عمارات عالی بناتے ہین کیون
یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہے
لحد کوئی اپنی بناتا نہین
جگہ جو کہ عقبےٰ مین راحت کی ہے
سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ آئینہ ہے بات حیرت کی ہے
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے
جگہ امتحان اور جرأت کی ہے

بڑھاکر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے | سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی

جب نقیب لقابت کرکے میدان جنگ سے کنارے ہوئے بہادر جلتے تھے وہ فرط شجاعت اور نشہ جرأت سے
جھومنے لگے اور شہباز جادو نے اپنے اژدر سحر کو میدان میں پہونچایا نیرنگیاں سحر کی دکھائیں پھر للکارا کہ اے نمک حرام
مہرخ آمیرے مقابلہ کو کہ ع بہ بینم تا سر بلندی کراست * درین کار فیروزمندی کراست * مہرخ نے نعرہ حریف
سنکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا ہر ایک اہل لشکر دعاے فتح و ظفر مانگنے لگا یہ سامنے شہباز کے پہونچی اُسنے
ایک تیر سحر کا مارا مہرخ نے افسون پڑھکر دستک دی کہ تیر اُلٹا پھر گیا شہباز نے فولاد کا گولا سحر پڑھکر مارا مہرخ نے
تخت سے پرواز کی گولا تخت پر پڑا کہ اُسے توڑ گیا لیکن مہرخ بلندی سے تلوار بنکر جو گری شہباز مع اژدر کے دو ٹکڑے
ہوا پتھر اور آگ برسنے لگی صداے ہولناک آئی ساحر مطیع شہباز نے دولے رائی بنولے سرسون کے دانے منقلہاے
آتشین پر جلنے لگے ہار مرچون کے ساحرون نے توڑکر گلون سے مارے وہ اژدہے بنکر مہرخ پر چلے ادھر شکیل نے
ساحرون کو حکم دیا انھون نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین میں زلزلہ آیا اور ابر گھر آیا برق چمکنے لگی پانی برسنے لگا
لشکر حریف میں جسکے سر پر بوند اُس پانی کی پڑی بیہوش ہو گیا یہ معاملہ دیکھکر جاموش میدان نبرد میں نکلا اور
ایک آفتاب کاغذ کا کترکر ہاتھ پر رکھکر سحر پڑھا کہ وہ سورج اُڑکر بلند ہوا اور دھوپ ہر طرف پھیل گئی ابر سحر
جو چھایا تھا کھل گیا اور لشکر مہرخ میں جسپر دھوپ پڑی وہ پتھر ہو گیا کوہان اور جاموش لشکر پر ترسول پکڑ کر
آگرے ہزارہا ساحر مارے گئے نارنج اور ترنج اور نارئیل سحر کے چلنے لگے اُسوقت اسد کاجی جنگ مغلوبہ دیکھکر
بیچین ہوا ملکہ سے کہا میں بھی تلوار کھینچتا ہون مہ جبین نے بظاہر کہا بسم اللہ اسد نے گھوڑا اُٹھایا اور چلا کہ
مہ جبین نے دلآرام سے کہا شاہزادہ سحر نہیں جانتا ہی اُس جگہ لڑنا اسکا مناسب نہیں گرفتار ہو جائیگا
دلآرام نے یہ کلام سنکر دستک دی کہ گھوڑا شاہزادے کا ہنوز صف دشمن تک نہ پہونچا تھا کہ پر پیدا کرکے اُڑ گیا
ہر چند اُس شہسوار نے روکا تازیانے لگائے مگر مرکب معلق درمیان ہوا کے جاکر ٹھہرا اسد ناچار اوپر سے سامان لڑائی
کا دیکھتا تھا اور پشت دست کاٹتا تھا مگر دلآرام دمبدم شاہزادے کو دیکھ لیتی تھی کہ مبادا وہاں کچھ آفت نہ آئے
اور کوئی ساحر گرفتار نہ کرلیجائے الحاصل لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا جاموش لڑتا ہوا قریب مہرخ کے آیا اور
سحر پڑھکر کچھ اسوئیون کا مارا مہرخ تخت سے گرکر زمین میں غرق ہوئی اور وہان سے طبقہ زمین توڑکر پشت پر
جاموش کے نکلی اور للکار کر ایک تیر جو مارا پیٹھ کے پار نکل گیا یہ مرکر گرا ہزارون آوازیں ہول خیز آئیں اور آفتاب
جو اُسنے بنایا تھا وہ کاغذ ہوکر گر پڑا دھوپ ڈھل گئی ساحر جو پتھر کے ہو گئے تھے وہ بہیئت اصلی ہوئے اور لڑنے
لگے کوہان نے جو یہ ماجرا دیکھا فوراً اپنی ران کو چاک کیا اور خون نکالیکر چند سنگریزون پر چھڑک کر سحر دم کرکے چار
طرف پھینک دیے ایک آندھی تاریک آئی اور سب کی آنکھیں بند ہوگئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی سب نے دیکھا

کہ بڑے بڑے پہاڑ عظیم الشان زمین سے اکھڑے ہوئے لشکر مہرخ پر گرا چاہتے ہین یہ دیکھکر فوج شکیل کی بھاگی اُسوقت مہرخ نے کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ اے زن سحر آؤ واضح ہوکہ پہلے ذکر کیا گیا کہ ایک پتلی مہرخ نے موم کی بناکر شب جنگ آگ مین ڈالدی تھی اور کہا تھا کہ اسوقت اے زن سحر جاؤ وقت پڑا نا لہذا اسوقت اُسی کو طلب کیا دستک کا دینا تھا کہ ایک برق چمکی اور صدا چھم چھم کی آئی اور ایک عورت تخت پر سوار گہنا پہنے پوشاک نفیس زیب جسم کیے ظاہر ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نازنین کو سراپا حور کہنا عقل کا قصور ہے مثنوی

وہ مکھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ　　شب ماہ ہو دیکھکر جسکو دنگ
وہ مسی اور اُسکے لب لعل فام　　سواد دیار بدخشان کی شام
ستم اُسپہ سرمے کی تحریر سے　　کھنچے ہاتھ کافر کی شمشیر سے

بلا آنکھون کا یہ عالم تھا کہ بت بڑے بڑے نینن لال لال ڈورا دیکارے کارے بھونرا تا مین نیلو منات تھی ترس چتراین تمانی چنچل سی چاہ دیکھے مین مرگ مجھن لجاتے ہی ✦ دامنی سی کوندے تانی اسو وہونہار وجات کو اکبار دیکھو تو پراتن انگھات ہی ✦ بیاہی گمے کاسے کہون بیا ہوتے ہوئے چپ رہون لاج کے جہاج مین مانو موتی بھرے جات ہی ✦ وہ جوبن کا عالم وہ اُبھری ہوئی گات وہ چھاتیان کہ نظم۔

نٹھی اُس کی ترکیب اور وہ بدن　　وہ پوشاک وزیور کی اُسپر پھبن
وہ چھب تختی اُس کی نزاکت نژاد　　چمن زار قدرت کی نخل مراد
لگا پاسے وہ نازنین تا بہ فرق　　سراپا جواہر کے دریا مین غرق

میدان مین اکر کھڑی کوہان جب لڑتا ہوا اُسکی طرف آیا اس مہ وش نے پکار کر کہا کہ اے کوہان ہم تمھارے واسطے یہان آئے اور تم ہمسے مخاطب بھی نہین ہوتے لو ہم جلتے ہین یہ صدا کوہان نے جو سُنی اس پری تمثال کے روے زیبا کو دیکھ خنجر ناز کا اُسکے زخمی ہوا اور قریب اُسکے آیا اُس پریزاد نے کہا کہو کیا ارادہ ہے اُسنے کہا تیرا عاشق وشیدا ہون جان ودل سے تجھپر فریفتہ وشیفتہ ہون پریوش نے کہا میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے یہ کہکر کھینچا اُس نازنین کے ہاتھ مین جواہر آگین تھی وہ کوہان کے جھلی ہوا جو اُسکے لگی کوہان شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مگر وہ زن حسینہ تخت اُڑا کر چلی کوہان نے پکار کر کہا سے مراکشتی وتکبیرے نگفتی ✦ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ✦ اور منت کر کے بلایا سر پانون پر رکھدیا ایسا مبہوت ہوا کہ لڑنا بھولا اس حور نژاد نے کہا کہ مین کنیز ملکہ مہرخ کی ہون اور تو میری ملکہ سے لڑتا ہے پھر کیسا تو میرا عاشق ہے فوج کو اپنی منع کر سحر اپنا دفع کر کوہان نے یہ سُنکر سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ جو گھیرے تھے کنکر ہوکر گرے اور فوج کو منع کیا کہ لڑنے سے رکی اور جب جنگ سے لشکر نے فرصت پائی سب محو دیدار اس کبک رفتار کے ہوے

اور ہر ایک نے عقل و ہوش کھوئے ادھر کوہان نے منت کرنا شروع کیا پری نے کہا مین نے سُنا ہی کہ تو نے عیارون
کو گرفتار کیا ہی اُنکو بلا دے اُسنے اُسی وقت عیارون کو حاضر کیا ملکہ نے خلعت و زر دیا ضرغام اور برق چھوٹ کے
اپنے لشکر مین گئے پھر ایک سے ملکہ بطرف جنگل کے روانہ ہوئے بعد رہائی عیارون کے اُس ترک ستمگر نے کہا کہ اے
کوہان اگر تو میرا عاشق صادق ہی تو اپنے ہاتھ سے گردن اپنی قلم کر کوہان یہ حکم پاکر مستعد ہوا اور خنجر کھینچکر اپنی گردن
پر رکھا اور پکارا کہ بیت یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہی + سر وقت ذبح اپنا اُس کے زیر پاے ہی + چاہتا ہی
کہ گردن اپنی جدا کرے اُس غارتگر جان نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا اگر تو مر جائے گا تو ہمارے حسن کی بہار کو کون
دیکھے گا کہ بیت نہ عاشق تو معشوقون کو پوچھے کون دنیا مین + جہان مین قدر ہی گل کی فقط عشق عنادل سے +
خیر ہم بھی تیرا ساتھ دینگے مگر ایک شرط سے کہ اگر تو حیرت کا سر لاکر ملکہ مہرخ کو نذر دے تو ذائقہ شربت وصل کا میرے
چکھے اُدھر تو اُسنے کوہان سے یہ شرط کی اور اِدھر سارا لشکر کوہان کا جو اُسپر عاشق ہو رہا تھا کہ گویا مصرعہ خلقے بمنت
یک طرف آن شوخ تنہا یک طرف + اُن سب نے پکار کر کہا کہ اے عاشقان ثابت قدم جاؤ اور حیرت حرامزادی
کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوے لاؤ اور یا سر اُسکا حاضر کرو کوہان اور کل لشکر یہ صدا سُنکر گریبان پھاڑ کر لینا لینا کہتے
خیمے خرگاہ سب سامان چھوڑ کر طرف طلسم باطن کے چلے اور دریاے خون روان سے گذر کر قریب باغ سیب کے
پہونچے یہان ہزارون ساحر ملازم افراسیاب تھے اُنھون نے روکا اُنھون نے قتل و غارت شروع کی لاش پر لاش
گرا دی شور عظیم بلند ہوا حیرت اور افراسیاب غلغلہ سُنکر باہر باغ کے آئے دیکھا کوہان لڑتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے
کتاب جامری دیکھی معلوم ہوا کہ تیلی سحر کی خاک جمشیدی سے مہرخ نے بنائی ہی اور اُسپر یہ ساحر فریفتہ ہو کر آئے ہین اب یہ
ہوشیار نہونگے یہ دیکھکر اُسنے گولا سحر کا بڑھکر کوہان کے سینے پر مارا کہ پشت سے گذر گیا اور ہزارہا برق سحر کر کے
گرائین فوج ہمراہی کوہان کی سب جل گئی اُدھر وہ سب ساحر مر کر گرے یہان تیلی سحر کی یعنی وہی عورت جسپر یہ سب
فریفتہ ہوے تھے میدان رزمگاہ مین کھڑے کھڑے جل گئی مہرخ نے کہا افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کوہان اور اُسکے ساتھیون
کو مارا کہ تیلی سحر کی اُنھین کے لیے بنی تھی وہ مرے یہ بھی جل گئی غرض نقارے فتح کے بجے اور خیمے ڈیرے لشکر حریف کے
لوٹ لیے گئے او جہان بارگاہ کوہان کی تھی وہان لشکر اپنا اُتارا آگے بڑھکر گئی کوس پہلی جگہ سے بارگہ مہ جبین کی استادہ
ہوئی اسد کو ہوا سے اُتارا داخل بارگاہ کیا سب سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ ہونے لگا جام شراب
گردش مین آیا اسد نے پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ مجھے گھوڑا کیون اُڑا لے گیا تھا اُسنے کہا اے شہزادۂ عالی وقار آپ
سحر نہین جانتے ہین بدین لحاظ کہ ساحرون سے کچھ دشمنان حضور کو گزند پہونچے دلآرام نے سحر کر کے
وہان بھیجدیا اسد نے کہا آپ لوگون نے مجھکو بزدل مقرر کیا ہی اے بایمان خود اگر بار دیگر کوئی ساحر ایسی
حرکت کریگا تو مین اُسکو قتل کر دونگا اے ملکہ جہان کہین ہم لوگ ہوتے ہین پہلے آپ سینہ سپر کرتے ہین

ہمارے لیے بڑا ننگ ہو کہ جان اپنی بروز نبرد بچا بیٹھیں مہرخ نے عرض کیا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ باتیں
کرکے مصروف عیش ہوے لیکن عیار جو بوقت جنگ جنگل میں چلے گئے تھے اُن میں سے چار عیار لشکر میں آئے
قران نہ آیا یہ سب تو بعشرت بیٹھے ہیں لیکن افراسیاب نے حیرت سے کہا کیا بُرا وقت ہو کہ اپنے نوکروں
اور مطیعوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا پڑا اور ساٹھ ہزار کا لشکر ایک آن میں مع تین سرداروں کے مارا
گیا بانیان طلسم سچ لکھ گئے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ادنی ملازم شاہ طلسم سے مقابلہ کرینگے اور بادشاہ
اگر صلح نہ دیگا تو نشانی اُسکے ادبار کی ہوگی فی الجملہ یہ وہی آثار ہیں اور وہی زمانہ ہو لیکن ای ملکہ میرے
لیے چاہیے کچھ ہو طلسم رہے یا نہ رہے جان بچے یا نہ بچے گوشمالی سے اس فرقہ شریر نمک حرام کی میں باز نہ آؤنگا
کیا یا کون کی جوتی سر پر چڑھاؤنگا الغرض اسی طرح کے کلام افراسیاب کر رہا تھا کہ یکایک آگ اور
پالا ایک ساتھ برسنا شروع ہوا افراسیاب نے کہا کوئی معزز ساحر آتا ہو اہل دربار میں چند ساحران
گرامی کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں ساحر لینے چلے بعد کچھ عرصہ کے نوبت و نقارے مابین ارض و سما
بجتے ہوے سُنائی دیے اور ایک ساحر شیر پر سوار تصویرین سامری و جمشید کی گلے میں پہنے صورت مہیب
بنائے بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے در باغ سیب پر آ کر اترا فوج کو باہر ٹھہرایا آپ اندرون باغ آیا افراسیاب
اور حیرت کو تسلیم کی حیرت نے پہچانا کہ میرا بھانجا ہو بہران شیر سوار جادو لبس پہچانکر اُٹھ کے گلے لگا یا بائیں
میں برابر اپنے بٹھایا پوچھا کہ ای فرزند کس وجہ سے آئے ہو اُسنے کہا میں نے سُنا ہو کہ چند ملازم خالو جان
سے منحرف ہوگئے ہیں اور آمادہ لڑنے پر ہیں لہذا اُنکی سرکوبی کو حاضر ہوا ہوں مجھے رخصت فرمایئے کہ
جا کر سزاے معقول دوں حیرت نے کہا بیٹا اور ملازم اُنکی سزا دہی کو موجود ہیں اُن باغیوں کی
حقیقت کیا ہو تمھارا جانا مناسب نہیں کچھ عیار لشکر حمزہ سے داخل طلسم ہوے ہیں وہ فریب دیکر ساحر
کو قتل کر ڈالتے ہیں اسوجہ سے ابتک وہ مفسد بچے ہیں ورنہ مدت ہوئی ہوتی کہ ہلاک ہو گئے ہوتے
بہران نے اصرار کیا کہ میں ضرور جاؤنگا اور عیاران اور سرداران لشکر حریف کا کام تمام کرونگا خلاصہ یہ کہ
بدقت تمام اُسنے اجازت جنگ پائی اور افراسیاب نے اپنے یہاں سے فوج بیکران اُسکے ساتھ کی ایک
غلغلہ طلسم باطن میں پڑگیا کہ بھانجا حیرت کا لڑنے جاتا ہو بڑے بڑے ساحر نامی گرامی واسطے رخصت کے
آئے اور بہران سے ملے حیرت نے افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ حضور بھی چلکر گنبد نور پر کہ وہاں سے
حال طلسم معلوم ہوتا ہو بیٹھیے اور تماشا جنگ کا دیکھیے اور بہران سے کہا ای فرزند تم قریب دریاے خون بہا
اترنا کہ وہاں سے منزل بھر پر لشکر مہرخ کا ہو اور قلعہ رنگین حصار وہاں سے قریب ہو غرض بہران نے یہ
سب منظور کیا اور فوج کو حکم کمربندی کا دیا کہ نظم

بفرمود زین را بیکران نہند | کہ برباد تخت سلیمان نہند
ہواہاے گردن کشان شد بلند | علم شد علم ہم سنان شد بلند
ز غریدن کوس و فریاد نائے | ندانست سر چرخ گردون ز پائے
بزیر پے نشستند گردان بزین | کہ برکند از نقش خود دل نگین
زمین یک قلم از سم بادپا | تو گفتی روان شد بسیر ہوا
چو اخگر قبا کرد خاکستری | دران دو رطۂ نیلوفر خاوری

غرض لشکر کثیر لیے دریاے خون رواں سے بہران گزرکر قریب بلشتہ رنگین حصار آکر پہونچا اور فوج کو اترنیکا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سارا لشکر مقیم ہوا طائران سحر ملکہ مہرخ نے طبل و نقارے کی آواز سنکر روانہ کیے کہ دیکھو یہ دہل دمامے کیسے بجتے ہیں طائر اڑے اور آکر لشکر پر مطلع ہو گئے یہان مہ جبین و اسد و عمرو وغیرہ بارگاہ میں مصروف عیش تھے کہ طائران سحر نے آکر عرض کیا۔

شہا باد بکام تو چرخ کبود رنگ | صد ملک زیر حکم تو باشد چہ روم و زنگ
لطف بدوستان تو باشد بہ بزم عیش | قہرت بدشمنان تو نازل بروز جنگ

لشکر حریف خود سر قریب دریا آکر اترا ہے ہم راستی سے کنارا چاہتا ہے باقی خیریت ہے۔ یہ خبر عیار سنکر بارگاہ سے نکل گئے اور صحرا میں مخفی ہوئے مہرخ نے کہا لشکر ہمارا ابھی کچھ آگے بڑھکر اترے بموجب حکم فوج نے کوچ کیا سامان جنگ ساتھ لیا ساحر تخت مہ جبین کو گھیرے بڑی چمک دمک سے چلے نظم

پس از چند روزے بصحرا رسید | کہ ہمسنگ آن چشم گردون ندید
زد خیمہ بر دامن این دشت | طناب خود از تہ اش پارہ گشت
شد از مجمر آسمان چون سپند | بلند این ندا بہر دفع گزند
جہان داد را چشم بد باد دور | ز اصحاب دین تا بیوم نشور

فی الجملہ دونوں لشکر میدان ہر جنگ چھوڑ کر مقابلہ میں آگئے بہران نے امروز لڑنے سے تامل کیا اور بارہ سو ساحران کا طلایہ گرد لشکر کے مقرر فرمایا اور اپنی بارگاہ کے گرد ایکسو ساحر انکو بٹھایا حکم ایسے کر دیا کہ کوئی عورت مرد اپنے یا پرائے لشکر کا اندر بارگاہ کے نہ آئے کس لیئے کہ عیار بصورت مید آکر قتل کر ڈالتے ہیں اور سب دربار گاہ پر نہایت ہوشیار رہیں کسی کو اپنے پاس آنے نہ دیں سب نے کہا ایسا ہی ہوگا اور گرد دروازے بر بارگاہ کے بیٹھے پہرا دینے لگے اس اثنا میں وہ باقی دن تمام ہوا اور ستاروں کی فوج کا میدان فلک میں آمادہ ہونے لگا ترک خنجر دار گردون ہر طلایہ گرد چرخ کے مقرر ہوا۔

خالی ز رخ جہان ز شب عنبرین نہاد	در مخزن انچہ داشت فلک بر زمین نہاد
ہندوے شب از روی عیان شد عروس چرخ	بر روے خرم کاہکشان آستین نہاد
آورد سر فرو ز رفتن شہ نجوم	انگشت انفعال فلک بر جبین نہاد

سر شام بصد انتظام لشکری مصروف استراحت و آرام ہوئے لیکن عیار جو صحرا مین گئے تھے انمین سے برق نے
ارادہ عیاری کرنے کا کیا اور درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر درویش تارک الدنیا کی صورت اپنی بنائی تہمد کمر سے
زانو تک باندھی جسم سارا خاک آلود کیا بال سر پر بڑے بڑے لگا کر زانو تک لٹکائے ناخن برابر ایک بالشت
کے انگلیون مین لگائے ایک ہاتھ سیدھا کر کے اس طرح کرخت کیا کہ معلوم ہو خشک ہو گیا ہی اور دوسرے
ہاتھ سے گھڑا شراب سے بھرا بیہوشی آمیز کمر پر رکھا اور وہان سے سامنے بارگاہ ہیران کے آیا وہ سو آدمی
جو پہرے پر تھے انکی طرف سے کترا کر نکلا ان سب نے اسکو تبشی جانکر مودب ہو کر سلام کیا مگر برق نے کسی
کو جواب ندیا اور انکے روبرو سے بھاگا انھون نے آپسمین کہا یہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتا ہی اسکے پیچھے چلو
اور ہو سکے تو اسے ٹھہرا کر کچھ اپنے حق مین پوچھو یہ خیال کر کے اٹھے اور فقیر کے پیچھے چلے درویش انھین آتے دیکھکر
ایک جگہ بیٹھ گیا اور زمین مین لکیرین کرنے لگا جب یہ قریب پہونچے پھر اٹھکر چلا اور اب کی بار دور جاکر ٹھہرا
مشت خاک اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکی منھ سے بڑبڑانے لگا جب یہ لوگ پھر پاس آئے فقیر بھاگ کر دوسری
طرف جاکر چکر کرنے لگا خوب گھوما یہ سب کھڑے دیکھا کیے بعد لمحہ کے فقیر پھر بھاگا اسی دفعہ لوگ بھی پیچھے دوڑے
فقیر ان سبکو لشکر سے دور لگا لایا اور گھڑا شراب کا زمین پر رکھکر آپ بھاگ کر جھاڑی مین چھپ رہا ساحرون
نے کہا یہ فقیر خدا رسیدہ تھا دنیا دارون سے ملوث نہوا جب ہم سبنے اسے بہت گھیرا تو وہ ہمارے لیے یہ
گھڑا چھوڑ گیا دیکھیں اسمین کیا ہی بس آگے جاکر اس سبو کو دیکھا ایک آبخورہ اسپر ڈھکا تھا اسکو جو اٹھایا
شراب سے گھڑے کو مملو پایا آپسمین کہا کہ اس شراب کے پینے سے کہ ایسے عارف تبشی کے پینے کی ہی دین و دنیا
کا فائدہ ہوگا کسی نے کہا یقین ہی کہ کوئی بیماری تمام عمر نہو گی کسی نے کہا بیماری کیسی عمر بڑھ جاویگی غرض سب جگہ
بیٹھ گئے اور ایک ایک آبخورہ شراب کا سب نے پیا اور اٹھکر بارگاہ ہیران کی طرف چلے فقیر کے غائب ہوجانیکا
تاسف کرتے جاتے تھے تھوڑی ہی دور گئے ہونگے کہ ہوا سرد صحرا کی جو لگی بیہوشی نے تاثیر کی سر نیچے ٹانگین اوپر
اوندھے منھ زمین پر گرے تن بدن کی خبر نرہی بیہوش ہو گئے برق جھاڑی مین چھپا بیٹھا تھا خنجر لیے نکلا اور
آکر قتل کرنا شروع کیا جلد جلد پچاس ساحرونکے سر کاٹ ڈالے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا برفباری ہونے لگی اور
برق شعلہ بار چمکنے لگی پتھر کی سلین برسنے لگین ہیرون نے غل مچایا جنکی گردنین قلم ہوئی تھین انکی لاشین اڑکر
بارگاہ ہیران مین گئین ہیران باطمینان مشغول مے نوشی تھا لاشین دیکھکر باہر نکل آیا ساحر دوڑے سبنے دیکھا کہ

آندھیاں اُٹھ رہی ہیں دیک حشر برپا ہی ساحر بیہوش پڑے ہیں ایک شخص خنجر لیے گردنیں کاٹتا پھرتا ہی بیران نے سحر پڑھکر دستک دی کہ برق کے پانوں زمین نے پکڑ لیے بعد لمحے کے جب وہ شور و غل و تاریکی دور ہوئی بیران گرفتار کرکے برق کو اندر بارگاہ کے لایا اور کہا او نالائق سچ بتا کہ تو کون ہی برق نے کہا کہ میں ملک الموت جان ساحران ہوں تجھے قتل کرنے آیا ہوں مجھے معلوم نہ تھا کہ ان ساحروں کی گردن کاٹنے سے یہ آفت آئیگی ہا تیں اندر بارگاہ کے جاتنگی ورنہ گڑھا کھود کے توپ دیتا سب کو زندہ درگور کرتا اور ابھی کیا گیا ہی عنقریب تجھے واصل جہنم کرونگا بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم ❊ دگرگون میشود احوال عالم ❊ گھڑی میں کچھ ہی لمحہ میں کچھ ہی ابھی ہم رہا تھے ابھی قید ہوے اب پھر رہائی ہوگی مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ❊ تجھے قتل کرکے لشکر میں صحیح و سلامت جائینگے بیران کا برق کی باتیں سنکر جی چھوٹ گیا کہ بل بے تیری جرأت اور حوصلہ سچ کہا تھا حیرت نے کہ عیار پرکالۂ آفت ہیں غرض دل قوی کرکے کہا ای برق لاکھ تو مجھے دھمکائے مگر میں تجھے صبح کو قتل کرونگا ابھی اسلیے ہلاک نہیں کرتا کہ شاید کوئی اور عیار تیرے رہا کرنے کو آئے تو اسے بھی گرفتار کروں برق نے کہا یہ بیچ ہی ابکی بار جو آئیگا تمھارا فیصلہ کردیگا الحاصل برق کو مقید کرکے بیران نے حصار کردیا کہ اندر بارگاہ کے جو کوئی آئے پھر نکلکر نجائے یہ سحر کرکے پلنگ پر لیٹ رہا برق کے پانوں زمین پکڑے ہی یہاں تو یہ حال ہی لیکن جب برق نے ساحروں کو قتل کیا تھا اور غل ہوا تھا تو دور سے قران نے دیکھا تھا پھر اسے گرفتار ہوتے دیکھا ساحر کی صورت بنکر لشکر بیران میں آیا چاہا اندر بارگاہ کے جاؤں پھر خیال آیا کہ اگر حصار سحر کا ہوگا تو نکلنا دشوار ہوگا اس خیال سے رات بھر گردش لشکر کے گرد کی مگر کچھ نہو سکا آخر گریبان سحر غم میں برق کے چاک ہوا اور جلاد فلک با تیغ تیز قتل گاہ سپہر میں داخل ہوا ابیات

چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود
بصد کرشمہ ز خواب سحرگہی بکشود

تبرک روز ندائے سحرگہی برسید
کہ سر ز خواب برآور کہ چشم شب بغنود

دواج زرد بپوشید ترک یغمائی
پرند کحلی گردون ز پشت شب بربود

لوائے شاہ سحر از افق علم برزد
ز چین فتاد بہندوستان درخش کبود

صبح کو بیران نے بیدار ہوکر چند جام مئے گلفام کے پیے اور باہر بارگاہ کے برآمد ہوا برق کو اُسی طرح قید رکھا باہر آکر ساحروں کو حکم دیا کہ سواری حاضر کرو میں ہوا کھانے جب آؤنگا تو اس بے ادب عیار کو قتل کرونگا ساحروں نے شیر لاکر حاضر کیا بیران سوار ہوکر صحرا کو چلا قران نے اسے جاتے دیکھکر صحرا کا راستہ لیا اور جنگل میں جاکر شیر کی تلاش کی ایک جگہ شیر بیٹھا تھا از بسکہ نظر کردۂ اسد اللہ الغالب ہی سامنے شیر کے جاکر بیدھڑک للکارا شیر بھر بھرا کر اُٹھا کر چلا قران نے پھرتی دکھائی دیکر دونوں کلائیاں پکڑ کر گھونسا مارا کہ شیر بیت ہوکر زمین پر گرا قران نے

کسوت عیاری سے ویسا ہی زین اور ساز جیسا بحران کے شیر کا دیکھا تھا نکالکر شیر کو آراستہ کرکے بحران کی صورت بنکر
سوار ہوا اور لشکر کی طرف چلا جب قریب بارگاہ پہونچا ساحر خدمت میں بنا مالک جاکر حاضر ہوئے قران نے
انسے کہا کہ اندر بارگاہ کے جاکر اس عیار کو بیلر سحر اتار کے لے آؤ کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجاکر قتل کرون اور فارغ ہوکر
ایک ہی بار سواری سے اترون جب ساحر حسب الحکم سحر دفع کرکے برق کو لائے قران اُسے لیکر لشکر کے کنارے لایا اور اپنا
نام برق سے بتاکر کہا جاؤ مجھ کو جھکر عیاری کرنا برق شیر پر سوار دیکھکر حیرت میں آگیا اور کہا اے خلیفہ یہ شرف خدا نے
آپ ہی کو عنایت کیا ہے کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے الحاصل دونون جنگل میں آئے قران نے شیر پر سے زین وغیرہ اتار کر
چھوڑ دیا کہا جاؤ اب تمھارا کام نہیں شیر بھاگ گیا اور برق پھر صورت بدلکر لشکر میں پے قتل بحران آیا ہر طرف
پھرنے لگا لیکن بحران جو ہوا کھا کر آیا ساحرون نے دیکھا سمجھے کہ عیار کو قتل کر آیا سب حاضر خدمت ہوئے یہ اتر کر
بارگاہ میں جب پہونچا دیکھا عیار قیدی نہیں ہے ساحرون سے کہا وہ عیار کہان گیا سب نے عرض کیا کہ آپ
ہی ابھی آکر اسے اپنے ہمراہ لے گئے تھے بحران نے کہا تم کچھ سودائی ہو میں جب کا گیا اب آیا ہون میں کب اُسے
لیگیا وہ سب قسمیں کھانے لگے اور سب حال بیان کیا بحران کی عقل دنگ ہوگئی کہ کیا زبردست عیار ہیں کہ میری
صورت بنکر کیا جلد اُلّو اپنا کام کر گئے اور سب تو سب یہ بخت شیر کہان سے لائے دل سے کہا اب جان بچنا مشکل
ہے ساحرون کو بلاکر حکم دیا کہ اگر حیرت اور افراسیاب بھی آئیں تو بغیر میری اطلاع بارگاہ میں نہ آنے دینا اور گرفتار کر لینا
یہ حکم دیکر مشغول مے نوشی ہوا اور قصد کیا کہ آج شام کو طبل جنگ بجواکر کل مہرخ اور اسکے لشکر سے مقابلہ کرون اور
سب کو قتل کرکے بازگشت کر جاؤن یہ تو اس فکر میں ٹھہرا ہے مگر وہان حیرت اور افراسیاب شہر ناپرسان میں آکر
گنبد نور میں بیٹھے ہیں باہم اختلاط کر رہے ہیں کہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ بیلر بھانجا دور و سے لڑنے گیا ہے
نہیں معلوم کیا کیفیت گزری آپ کتاب سامری دیکھکر خیریت اسکی تبلایئے بیلر جی لگا ہے افراسیاب نے کتاب
دیکھکر حال برق اور قران کی عیاری کا بیان کیا حیرت بدحواس ہوگئی اور کہا ایسا نہو عیار اُسے قتل کر ڈالیں
موئے حرامزادے ہیں کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے پس سنے اپنی وزیرزادی زمرد جادو سے کہا تم میرا نامہ
پاس بحران کے لیجاؤ اور کہنا تمھیں بلایا ہے اور نامہ لکھا کہ اے بحران تم میرے پاس آؤ مجھے تم سے ایک کام ضروری
ہے اکیلے آنا لشکر کو ساتھ نہ لانا حیرت نے قصد کیا ہے کہ بحران کو بلالون اور کسی افسر کو فوج میں بھیجدون غرضکہ نامہ
لیکر زمرد جادو دیر در سحر اُڑی اور لشکر کی طرف روانہ ہوئی یہ ساحرہ بہت خوبصورت ہے چہرہ مانند ماہ تابان ہے زلف
عنبر فام دراز مثل شب ہجر عاشقان سینہ ابھرا ہوا گات خوشنما سارا بدن نور کے سانچے میں ڈھلا لب لعلین
مسی آلود فام بدخشان کی کیفیت دکھاتی تھی دندان سلک گوہر کی آبرو مٹاتے تھے چاہ زنخدان میں
ہزارون دل ڈوب جاتے تھے نظم

جعد وہ جعد کہ کتھنے مین ہو جسکے ہر لہر — گھر ڈوبا دینے کو عشاق کے دریائے اشک
بھرے مین ایسی رہی گرمی کہ شب روز جیسے — یاد کرتی رہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین بکھری ہوئین یون چہرہ اور مانگین تھی دل — جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک

نیاز داد امہ پارہ نامہ حیرت کا لیے پران پران لشکر ہبران مین پہونچی جب اندر بارگاہ کے جلنے لگی ساحرون نے آکر گھیرا اور محاصرہ کرکے قید کیا ہبران سے جاکر کہا کہ زمرد جادو آئی ہین لیکن ہمنے آنے نہین دیا قید کر لیا ہو ہبران نے کہا مین ہوشیار ہون تم اندر بھیجدو شاید عیار نہو ساحرون نے آکر اسے اجازت دی زمرد جادو اندر بارگاہ کے آئی ہبران نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر سحر کرکے پھینکدی اور کہا ای زمرد جادو یہ انگشتری اُٹھاتی لاؤ اور آکر بیٹھو اگر تم اصل مین زمرد جادو ہوگی تو اسے اٹھا لوگی ورنہ ہاتھ جلے گا اور انگوٹھی نہ اٹھیگی زمرد نے کہا اول تو جب مین لشکر مین آئی بے عزت ہوئی کہ ساحرون نے گرفتار کیا اب تم یہ ڈھکوسلا تبلاتے ہو یہ کہکر اسنے سحر پڑھکر انگوٹھی اٹھالی اور آکر مسند پر بیٹھی ہبران نے جام شراب دیا مگر اسنے کہا چلو ہٹو مین ایسے بودے سے بات نہین کرتی ایسا ہی اگر عیارون کا ڈر تھا تو لڑنے کو کیون آئے تھے ہبران نے تنہائی مین جو ایسی حسینہ عورت کو ناز کرتے پایا فریفتہ ہو کر چاہا کہ سوال وصل کرون گال پر ہاتھ رکھکر کہا ای ملکہ اسقدر خفا نہو اچھا ہم بودے سہی لو شراب پیو زمرد جادو اسکا ارادہ سمجھ گئی اور گردن نیچی کرکے شرماکر کہا تم مجھ سے ایسی باتین نہ کرو نہین مین تمھاری خالہ سے کہدونگی ہبران خاموش ہو رہا اسنے نامہ دیا پڑھا کہا مین شام کو آؤنگا اسوقت یہان سے چلو نگار صد پیام لیکر چلی مگر ہبران اسکے عشق مین مبتلا ہوا بستر غم پر تڑپنے لگا اور زمرد جادو بھی پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی غرض نامہ لیے کنارے لشکر کے پہونچی برق گرد لشکر کے عیاری کرنے کی فکر مین تھا اسنے زمرد جادو کو جاتے دیکھا اسکے ساتھ ہوا مگر زمرد جب کنارے لشکر کے پہونچی بزور سحر اڑکر روانہ ہوئی برق حیران رہگیا آخر کچھ عیاری سوچکر درہ مین پہاڑ کے بیٹھکر دعائی جوڑا کہ سراسر جوہر دلستانی تھا زیب قد کرکے صورت کو متشکل بشکل زمرد جادو کیا لباس اور زیور زمردین سے جسم کو مزین کرکے گلزار دہر کو رشک سے خار دیا چشم غزالین سرمہ آگین سرمستان خمخانہ عشق کے لیے میخانہ تھین دیار بیخودی کی راہ بتاتی تھین جیسے یہی ارادہ ہو ان کالی کالی آنکھون کا ✤ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ✤ رخسار تابناک غیرت خورشید بلکہ ماہ کامل جو انسے لڑ جائے صاف منھ پر طمانچہ پڑ جائے۔ دہن تنگ نکتہ انتخاب غنچہ کا سا منہ اسکے دل خون لب نازک مسیحائی پر آمادہ گلو سے نازک صراحی بادہ

نظم

وہ گلا یار کا صراحی دار — پتلی پتلی رگون کا اس سے ابھار
وہ سینہ حسینون کی مد نظر — کو ابھرے ہوئے دو تھے انپر ثمر

ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے — تو لگائے وہ اپنے سینے سے
وصف موئے کمر ہے حد سے فزون — درد سر ہو جو موشگافی کردن
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا — تار خط شعاع مہر کہا
طبع نازک نے بھید یہ پایا — آئینے مین شکم کے بال آیا
آگے جگہ حیا کی ہے لب بند چاہیے — باہم شگاف کلک مین پیوند چاہیے
ساق پا مین تو نور کا تھا ظہور — یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور
پائجامے مین یون تھی عکس فگن — شمع فانوس مین ہو جیون روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا — ہاتھ ملتا تھا جنبیہ دزد حنا
قد کی تعریف مین ہے حیرانی — کلک قدرت کہو کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا — پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

غرض شراب ناب کی آغشتہ بلا روئے بیہوشی کرکے جام ہاتھ مین لیکر مقام سبزہ زار دیکھکر برق بشکل دلربائی اور خوش ادائی بیٹھکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ جو کوئی ساحر اسطرف آئیگا وہ تیرے حصہ کا ہے قتل کرو الغرض اس عرصہ مین دن ڈھلا اور بہران آج کے دن بھی جنگ موقوف کرکے ساحرون کو لشکر کی حفاظت کیلیے تاکید کرکے حیرت کے پاس چلا اور اڑتا ہوا اسی گلزار پر بہار مین پہونچا کہ جہان برق بصورت زمرد بیٹھا تھا اسنے اسے دیکھکر یہ پکار کر پڑھا کہ بیت فاتحہ قبر پہ پڑھ بیٹھ کے جانے والے ✦ کبھی ہم بھی تھے ترے ناز اٹھانے والے ✦ بہران نے صدا سنکر طرف پستی کے نگاہ کی زمرد جادو کو دیکھا کہ صحرا مین بیٹھی ہے وہین سے پکار کر پوچھا کہ اے ملکہ زمرد خیر تو ہے کیون یہان بیٹھی ہو کیا ابھی خالا پاس نہین گئین زمرد نے یہ سنکر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا تحقیق کیا آوارگان دشت محبت کا پوچھنا کیا جہان جی لگا وہین بیٹھکر روز ہجر کو شام کیا ابیات

غلام نرگس مست تو تاجدارانند — خراب بادہ لعل تو ہوشیارانند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین — کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

بہران سمجھا کہ بارگاہ مین تو نے اسے چھیڑا تھا یہ بوجہ اسکے کہ سارا لشکر وہان موجود تھا راضی نہوئی مگر تو نے جو وعدہ شام کے قریب جانے کا کیا تھا اسلیے بسنے راہ مین ٹھہر کر تیرا انتظار کیا ہے یہ بھی تجھپر فریفتہ ہے یہ سوچکر بروئے زمین اترا اور قریب زمرد کے گیا زمرد نے اسکے آنے سے یہ شعر پڑھا شعر جائے اوج سعادت بدام ما افتد ✦ اگر ترا گذری بر مقام ما افتد ✦ بہران نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور یہ شعر پڑھا کہ للمولفہ استقدر تاثیر دی حق نے ہماری آہ کو ✦ آپ سے بیچین دیکھا اس بت گمراہ کو ✦ یہ کہکر پاس اس نازنین کے بیٹھا اور چاہا بوسہ لے کہ لب شیرین کا لے زمرد نے کہا بس بس الگ رہو ایسے بےمروت دنیا مین دیکھے نہ سنے ہم دن بھر

ہوا ہی کہ فرہاد سا جان شیرین فراق مین برباد کر رہے ہین اور کوہ و دشت مین سر ٹکراتے ہین آپ اب محبت جتانے آئے ہین
ای بہران جب روز سے تجھے دربار مین ہمنے دیکھا ہی اسی دن سے اس کمبخت دل کا برا ہو کہ مبتلا ہوا تھا سے رسوا ہوا خراب ہوا
مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجھکو کیا ہوا + بہران نے کہا ہی جان جان میری بھی تجھپر جان جاتی ہی قطعہ

ایذا ہین اُٹھاے ہوے دکھ پاے ہوے ہین
اب تک تو غضب کرتا ہوا اپنا دل بیتاب

ہم دل سے بہت تنگ آئے ہین اُکتاے ہوے ہین
روکے ہوے ڈانٹے ہوے دھمکاے ہوے ہین

جان من تمھین بتاؤ کہ مین کیا کرتا مجبور و ناچار تھا کہ سے تا نہو دلبر کی جانب سے کشش + عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے +
تمھارے رعب حسن سے ای شہنشاہ خوبان لب سوال خاموش تھے ہم خود بیقرار و مدہوش تھے بارے سے للہ الحمد
ہرآن چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید + اب ہم تم داد عیش دین اور غم ایام ماضی فراموش کرین
زمرد نے کہا اے بہران ہمارا تو یہ حال ہی سے

تم سے دو بول کہہ کے ہارے ہین
تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہین

یہ کہکر رخسار پر رخسار رکھ دیا باہین گلے مین ڈالین بہران کو محبت نے یکو کے یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جوش تمنا
کا و فور حسرت دل ناصبور نے ہاتھ پاؤن نکالے تاب ضبط نرہی گلے سے لگایا خواہان وصل ہوا زمرد نے کہا ٹھہرو شراب
پی لین تو مزا اُڑائین یہ کہکر صراحی سے شراب جام مین نکالی اور کہا لو یہ بادۂ محبت ہو نوش کرو اس نے چاہا کہ جام
پیے مگر حال سنیے کہ حیرت کے پاس زمرد اصلی جاکر پہونچی اور کہا بہران نے شام کے قریب آنے کو کہا ہی جب دن کم ہوا
حیرت نے افراسیاب سے کہا ہی شہنشاہ کتاب دیکھیے کہ میرا بھانجا ابتک نہین آیا افراسیاب نے کتاب دیکھکر سر پیٹ
لیا کہا ای حیرت اسے برق عیار زمرد کی شکل بنکر قتل کیا چاہتا ہی اور فلان صحرا مین قریب بہار کے بیٹھا ہی حیرت
نے کہا ای زمرد جلد جا اور بہران کو آگاہ کر دے مین بلکہ پھر تیرے ساتھ کیے دیتی ہون اور خاک جمشیدی دیتی ہون کہ
بہران کو بیہوش کرکے اُٹھا لا زمرد خاک جمشید لیکر چلی اور قریب صحرا کے پہونچکر پکاری کہ ای بہران کیا غضب کرتا ہی اپنی
قضا اپنے ہاتھ بلاتا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی جلد اسے گرفتار کرلے کہ یہ عیار ہی برق یہ صدا سنکر گھبرایا اور زمرد
کو آتے دیکھکر کہا اے بہران فلک کو منظور نہین کہ ہم تم ایک جگہ بیٹھین دیکھو کوئی عیار
میری شکل بنکر تمھین دھوکا دینے آتا ہی بہران ایسا مزے مین تھا کہ اسکو آنا زمرد کا بہت ناگوار ہوا
اور یقین ہو گیا کہ بیشک یہ عیار ہی جو پکارتا آتا ہی زمرد جو وہان تھی اُس سے کہا چھپ جاؤ مین اس زمرد
کو جو آتی ہی پکڑے لیتا ہون برق اُٹھکر ایک جھاڑی مین چھپ گیا اور بہران کھڑا ہو گیا اس عرصہ مین
زمرد قریب پہونچی اور کہا ای بہران وہ عیار جو تمھارے پاس بیٹھا تھا کہان گیا اسنے کہا اے ملکہ
تمھین دیکھکر بھاگ گیا یہ کہکر قریب زمرد آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے نابکار تو مجھے بھکانے آیا

سے اس ہنگام مین برق بھی زمرد بنا ہوا جھاڑی سے نکلا اور پکارا اے بیران نہ چھوڑنا اس نابکار کو بیران
نے ایک تھپڑ زمرد اصلی کے سحر پڑھ کر مارا زمرد دیدۂ اوی حیرت کی ہر طرح محرز اور زبردست ساحرہ
ہے آسنے بزور سحر رخسار اپنا سخت مانند پتھر کے کرلیا اور دوسرا اسکا تن پر سے اُڑھا مارا اور غصہ مین آکر خاک شبدہ
بیران پر چھڑک دی کہ یہ بیہوش ہو کر گرا برق یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا مگر زمرد جادو نے سحر پڑھا کہا کہ زمین نے
باذن برق کے پکڑلیے زمرد نے دو بچہ کاغذ کے کاٹ کر سحر پڑھا کر وہ بچہ شکل بچۂ انسان کے ہو گئے انکو حکم دیا
اے بچۂ سحران دونون کو اٹھا کر طرف گنبد نور کے چلو بچے چلکر شکل برق کے گیے اور بیران اور
برق کو اُٹھا کر لے چلے زمرد بھی اُڑتی ہوئی پیچھے پیچھے بچون کے چلی اور گنبد نور پر آئی اور حیرت سے
کہا واہ واہ بی بھانجے آپ کے اپنا پرایا نہیں پہچانتے ایسی مستی مین آگئے دیدون مین چربی چھا گئی تھی
کہ مجھے تھپڑ سحر کا مارا اگر میرے مقام پر کوئی اور ساحرہ ہوتی تو یقین تھا کہ مر جاتی بیچے یہ وہ ہین
بھانجے آپ کے اور یہ وہ عیار ہے جسے بغل مین لیے بیٹھے تھے مگر مین آپ کی نوکری نہین کرتی مار پیٹ
کی مجھے عادت نہین حیرت نے زمرد کی دلداری کی اور بیران کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی
حیرت اور افراسیاب کو بیٹھے دیکھا اُٹھکر سلام کیا حیرت نے کہا عیار کو بغل مین لیے بیٹھے تھے
اور زمرد کو تنے تھپڑ مارا کچھ میرا بھی پاس نہ کیا اتنا نہ ہوا کہ دوست دشمن کو پہچانتے بیران نے کہا مجھے
قصور ہوا اور بہت نادم ہون حیرت نے برق کی طرف دیکھکر کہا کیا موے نے صورت بنائی ہے کیون بی
زمرد دھوکا کیونکر بیران نہ کھاتا بھلا کچھ بھی فرق تمھاری شکل مین اور اس موڈی کاٹے جوانا مرگ
کی صورت مین ہے لی بی بگڑنیکی جگہ نہین رنڈی مرد مین جب ساتھ ہوتا ہے طبیعت آپ مین بڑے بڑے
کی نہین رہتی یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق کی صورت اصلی ظاہر ہوئی اور رنگ روغن عیاری کا چھوٹ گیا
کہا اے برق مین تجھے چھوڑے دیتی ہون جا کر مہرخ سے کہدینا کہ کیون قضا آئی ہے وہ مہ جبین کو لے کر چلی آئے
مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا دونگی برق نے کہا اپنی جگہ پر بیٹھکر قصہ باتین کیسی بناتی ہے یہ خبر نہین کہ کچھ دن جو زندگی ہے
غنیمت ہے ورنہ لاش چیل اور کوے کھائینگے اور مہرخ انکے باپ کی نوکر ہے جو دوڑی چلی آئیگی حیرت نے یہ باتین سنکر
ایک ساحر کو حکم دیا کہ سر اس بے ادب کا کاٹ ڈالے برق نے جب یہ سامان دیکھا جوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کیا کہ۔

ہر کس بکسے نالد و ما را تو بےکسے
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

تو گوئی ہر آنکس کہ درد رنج و تاب
دعا ے کند من کنم مستجاب

چو عاجز رانندہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا بیران نے کہا خالہ جان اس عیار کے ہاتھ سے مجھے ذلت ہوئی ہے اے میرے

حوالے کیجئے کہ لشکر مُہرخ کے سامنے لیجا کر قتل کرون تاکہ سب کو عبرت ہو اور اسکا حال خراب دیکھین حیرت
نے کہا اے فرزند مین اب تمکو نہ جانے دونگی بہران نے کہا مجھے سب کے سامنے ذلت ہوئی ہے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا
جو مجھے جانے نہ دیجیے گا یہ کہکر خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا حیرت نے ہاتھ اسکا پکڑا اور بہت خمایش کی مگر اسنے نمانا حیرت
نے مجبوراً اجازت دی اور کہا جلد جا کر اس عیار کو قتل کر کے لشکر حریف کا بھی خاتمہ کرنا مین ساحران نامی تمھاری
مدد کو ضرور بھیجونگی بہران نے ایک شیر کاغذ کا کتر کر سحر کیا کہ وہ زندہ ہوا اسپر برق کو بٹھا کر پیچھے آپ بھی
سوار ہوا اور وہان سے طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن یہان قران نے جب برق کو رہا کیا تھا اسوقت سے متفکر حال
برق تھا اور ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرتا تھا وہ تھوڑا اسا دن تلاش مین گذرا اور اب وہ وقت آیا کہ مشاطہ روزگار
نے شاہد شب کی آرایش ستارون کے زیور سے کی اور پیشانی سپہر پر چاند ٹیکی قمر کی لگائی عالم ظلماتی نورانی
ہوا کہ فرد نکھری عروس زلف کی زلف سیاہ تھی ؛ روشن فلک پہ ہر جگہ قندیل ماہ تھی ؛ قران پھرتا ہوا
اس صحرا مین پہونچا کہ جہان برق گرفتار ہوا تھا اور زمرد بکار لیگئی تھی الغرض وہان لمحہ بھر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے
بہران کو دیکھا کہ شیر پہ سوار برق کو آگے بٹھائے آتا ہے سمجھا کہ گرفتار ہو گیا ہے بس ایک کاغذ خط کی طرح لپیٹ کر
اسپر لفافہ کیا اور اندر لفافہ کے غبار بیہوشی بھرا کاغذ اسطرح اندر لفافہ کے رکھا کہ اگر اسکو کوئی نکالے تو جب تک
زور سے نہ کھینچے کاغذ نہ نکلے اور مہر لفافہ پہ ملکہ حیرت کی کر کے صورت اپنی ساحر کی بنا کہ بہران کو پکارتا ہوا چلا
بہران دور نکل گیا تھا قران کی آواز سُنکر ٹھہرا قران قریب پہونچا اسنے پوچھا تو کون ہے قران نے کہا کہ فرستادہ
حیرت اسنے کہا ابھی مین انکے پاس سے آتا ہون تجھے مین نے وہان نہین دیکھا اور دوسرے ابھی مین آیا ابھی
انھون نے آدمی بھیجا قران کو یہ حال کچھ معلوم نہ تھا جواب کیا دیتا مگر تیوری چڑھا کر کہا مین کچھ نہین جانتا یہ خط
دیا ہے اسے پڑھو جو لکھا ہو اسکا جواب دو اور اے بہران کیا تو کر ہر وقت حیرت کی چھاتی پر چڑھے رہتے ہین
جو تم کہتے ہو کہ مین نے تجھے وہان نہین دیکھا مین اپنی جگہ پر تھا مجھے بلاکر نامہ دیا کہ بہران کو دے آؤ مین لیکر
آیا تم میرے ساتھ ہندی کی چندی کرتے ہو بہران نے یہ باتین سُنکر نامہ لیا اور کہا رات کا وقت ہے لشکر مین
چلو تو پڑھکر جواب دون قران نے کہا تو کسی کے ہاتھ جواب بھیجدینا مین جاتا ہون ورنہ تم ساحر ہو تو سحر کی مشعل
روشن کر کے خط پڑھکر جواب دیدو اگر برا نہ مانو تو مین روشنی کر دون بہران کو غیرت آئی ایک تنکا فوراً
زمین سے اٹھا کر سحر کیا کہ مشعل سا جلنے لگا اسے قران کے ہاتھ مین دیا کہ لیے رہو مین خط پڑھون قران
نے مشعل ہاتھ مین لی اور وہ خط کھولنے لگا قران نے غبار بیہوشی کا مشعل پر ڈال لیا بہران کے
منھ مین لگا دی اُسنے مُنھ اپنا ہٹایا مگر دھوان سب ناک کی راہ سے دماغ مین پیچیدہ ہوا
اور منھ بھی جل گیا چکر کھا کر زمین پہ گرا قران نے بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک

ہوا آفت برپا ہوئی صدائین مہیب آنے لگین برق چھوٹکر بھاگا قران جنگل مین چلا گیا شبخون اسکے لشکر پر گرا شکیل نے نفیر سحر بجائی مگر برق نے لشکر مین جاکر شکیل اور مہرخ سے کہا کہ جلد لشکر تیار کرو بیران مارا گیا شکیل نے نفیر سحر بجائی فوج مین کمربندی ہوئی ساحر اژدر اور طاؤس پر سوار ہوے مہرخ اور شکیل مع چالیس ہزار ساحران نامی کے آکر فوج پر گرے گولے فولادی بار فلفل کے اور گچھے پیکان کے سوئیان سحر کی برسنے لگین فوج بیران کی غافل اتری ہوئی تھی ایک دم مین ہزارون ساحر مارے گئے آندھیان بلند ہوگئین بجلیان چمک کر گرنے لگین نارنج اور ترنج اور ناریل چلنے لگا دریاے خون ہر طرف جاری ہوا عمرو جنگل مین تھا صدا بگیر و بکش کی سنکر دوڑا دیکھا لشکر بیران کا قتل ہو رہا ہے عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور گلیم عیاری کندھے پر رکھی کہ اگر ساحرون کے نرغہ مین پھنس جاؤنگا تو گلیم اوڑھ لونگا الحاصل لڑنا شروع کیا کہ جب غلطک ماری چھ چھ آدمی کے پاؤن کاٹے جب جست کی شانے پر ساحر کے پاؤن رکھے اسنے چاہا کہ پاؤن پکڑلون خواجہ نے خنجر مارا کہ سر قلم کیا پھر وہان سے دوسرے کے شانے پر پہونچا جو ساحر مر کر گرتا ہے اسکی ہمیانی کاٹ لیتے ہین جبکے قریب خیمہ پہونچے جال الیاسی مارکر مع فرش خیمہ وغیرہ نذر زنبیل کیا اُدھر اسد غل سنکر سوار ہوا مہ جبین کا تخت دلارام نے حاضر کیا نقارے بجنے لگے تخت شاہی روانہ ہوا اسد کی حفاظت کے لیے پچاس ساحر ملکہ نے مقرر کیے کہ ساحرون کے حربے سحر شہزادے کے اوپر نہ آنے دین وہ ساحر مخفی نگاہ اسد سے رو سحر پڑھتے چلے اور اسد تلوار کھینچکر لشکر ساحران پر گرا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیے ہر بار نعرہ بلند تھا **نظم**

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران

ایک طرف سے تخت ملکہ مہ جبین کے ہمراہ دلارام سحر کرکے آگ اور پانی برساتی چلی آتی ہے آخرش شمشیر زنی ہوئی کہ لشکر حریف مین بھگدر پڑ گئی لیکن بہادر جو تھے وہ سینہ سپر کیے جنگ پر تلے ہین ذرا ہراس نہین مر کر گر رہے ہین اسد نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا ہے ہزارہا کو مارا ہے **نظم**

شنیدم ہمی راند آن ناخدا
بہ دریاے خون کشتئ ناخدا
ز نوک سنانش فلک بستہ خاک
دمادم تن از خنجرش بردہ خاک
ز شستش خدنگ آنچنان جست صاف
ز سیمرغ و عنقا پر و پشت قاف
چو خط شعاعی عجم کمند
کشیدہ سر آفتاب بلند
ہم از سایۂ گرز او چرخ پیر
سر افگندہ تا روز محشر بزیر

عنان را دلیران رہا ساختند　　بیکبارہ بر دشمنان تاختند
ز نعل ستوران آتش نژاد　　بدریا بہ تپ لرزہ ماہی فتاد
زمین دید با بہرہ جائے خویش　　فلک راند انگشت لزہای خویش
بیکدم شد آئینۂ روزگار　　زگرد سپہ صورت زنگبار
زگرد سپہ نوک رخشان سنان　　نمایان چو شب انجم از آسمان
زبس برق تیغ آتش افروختہ　　ہوا خرمن کہکشان سوختہ

آخرکار ساحران غدار نالان و گریان دریاے خونزدان سے اُتر کر بھاگے ہوئے گنبد نور پر آئے اور افراسیاب اور حیرت کو خبر ہوئی کہ فوج بہران کی بھاگ آئی حیرت نے گھبرا کر کہا ارے لوگو میرے بچے کی تو خبر دو لوگون نے عرض کیا کہ وہ تو خدمت سامری مین گئے پہلے ہی عیارون نے مار ڈالا یہ سنکر حیرت نے سر پیٹ لیا کہا کہ ہائے میرا فرزند ہے ہے میرا نوجوان آخر موذی کاٹے عیارون نے نچھوڑا غلامہ کیا ایک ماتم گنبد نور مین برپا ہوا افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ بگولے اور آندھی پیدا ہوئی اور لاش بہران اُڑا کر گنبد نور پر لے گئے تمام ساحران ماتمی سیہ پوش ہوے اور لاش اُٹھانے کا انتظام کرنے لگے لیکن مہرخ وغیرہ نے اسباب خیمۂ بارگاہ لشکر حریف کا لوٹ لیا نوبت و نقارے فتح کے بجے جہان لشکر بہران تھا وہان لشکر کو اپنے اُتارا جہان سے دریاے خونزدان سامنے نظر آتا ہے اور قلعہ پشتہ رنگین حصار قریب ہے جب لشکر اُتر چکا عیار بھی لشکر مین آئے بارگاہ مین مہ جبین کو نذر فتح دی خلعت ملے ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا اس اثنا مین صبح ہوئی کہ خسرو انجم سپاہ شکست کھا کر میدان فلک سے رو بفرار لایا اور علم زرین شاہ خاور کے پرچم کو نسیم دولت سحر نصرت نے اُڑایا سوار سلطان سیارگان کی تجمل داخل دشت ہوئی ۔

دم صبح کاین قاتل بیدرنغ　　ز مشرق برآمد چو با طشت و تیغ
رُخ از آتش کینہ افروختہ　　کہ گردد جہانے ازان سوختہ

صبح کو لاش بہران کی بڑی دھوم سے افراسیاب نے اُٹھائی جب فراغت پائی حیرت نے کہا اے شہنشاہ مجھے رخصت فرمایئے کہ جا کر ان نمک حرامون کو قتل کردون افراسیاب نے کہا اب کی ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جو پہلے عیارون کو قتل کرے نہ اسے بیہوشی تاثیر کرے نہ کسی حربے سے مرے یہ کہکر سحر پڑھا اور پکارا کہ اے فولاد بیہوشی خوار جلد حاضر ہو پکارنا تھا کہ ایک ساحر گینڈے پر آگ کے سوار طویل قامت زشت چنگال ہوا سے اُترا اور افراسیاب کو تسلیم کی اسنے کہا کہ تم جلد بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہو عیار طلسم مین آئے ہین اندھیر مچا رکھا ہے بہران مارا گیا ہے اب تک مین نے طرح دی کہ اب بھی راہ پر یہ باغی آئین اور جس طرح مطیع و فرمانبردار تھے ویسے ہی رہین

مگر انکی قضا آئی ہے مین بارہ چیلے فولادی تمھارے ساتھ کیے دیتا ہون وہ نہ بیہوش ہونگے نہ کوئی انھین قتل کرسکیگا سب کو باندھکر وہ تمھارے حوالے کر دینگے یہ کہکر دستک دی کہ بارہ چیلے رویین تن ہاتھ مین تلوارین لیے زمین سے نکلے انکو حکم دیا کہ تم فولاد کے ہمراہ جاؤ اور انکا حکم بجا لاؤ فولاد نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ چیلون کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی ہون بیہوشی سیرون شراب مین ڈالکر پیتا ہون جب مجھے نشہ ہوتا ہے حربہ کوئی مجھپر اثر نہین کرتا نہ میرا کچھ عیار کر سکتے ہین نہ ساحر اور پہلوان مجھسے لڑسکتے ہین **افراسیاب** نے کہا براہ احتیاط کیا ہے انکو بھی لیتے جاؤ اور کار سرکار بجا لاؤ **فولاد** سلام کرکے بارہ ہزار ساحر لیکر مع خیمہ و خرگاہ روانہ ہوا بارہ چیلے ہمراہ رکاب چلے باوُرش لشکر اور بدنفاوت وہ دورباش کی صدا دینے لگے بڑے عظمت و شان سے **نظم**

روانہ ہوا لشکر کینہ جو　　تھے آراستہ ساحر زشت خو
پے سحر کرنے کا اسباب تھے　　پے جنگ دل اُنکے بیتاب تھے

بعد قطع منازل و طے مراحل دریا سے گذر کر قریب لشکر **مہرخ** آکر پہونچے نقارون کی صدا گوش دلاوران حق نیوش مین آئی **مہرخ** نے طائران سحر بہر خبر روانہ کیے طائر اوڑے اور لشکر حریف کی جاکر خبر دریافت کرکے حاضر خدمت ہوے اور زبان وصف بیان سے تعریف بادشاہی کرنے لگے **نظم**

ای بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد　　وے نگہدار تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارب ولم یولد بہ جا دستگیر　　دافع غم لم یکن مونس لہ کفوا احد

شہریار کی عمر دراز ہے دشمن کمبخت کا مزاج ناساز ہے **فولاد بیہوشی خوار** نام ایک ساحر ناکام فوج لیکر آتا ہے اور ملازمان حضور پرنور سے عزم گردن تابی و سرکشی رکھتا ہے طائر خبر عرض کرکے پھر چلے گئے اور جو یا خبر لشکر حریف ہوے یہان **مہرخ** نے نام فولاد کا سنکر **عمرو** سے کہا خواجہ انا للہ و انا الیہ راجعون یہ حرامزادہ نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے سیرون بیہوشی پی جاتا ہے سحر اسپر اثر نہین کرتا کوئی حربہ جسم پر اسکے کارگر نہین ہوتا ہے **عمرو** نے کہا اے ملکہ خداوند عالم کی مدد چاہیے بڑے بڑے سرکش جنھون نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جب ہم اپنی موت آپ طلب کرین اسوقت مرین اور قضا ہماری نہ دن کو آئے نہ رات کو اور اسوقت موت آئے کہ نہ ہم کھڑے ہون نہ بیٹھین نہ لیٹین یہ سب امر ارحم الراحمین نے اپنی شان قہاری دکھانے کو منظور فرمائے اور اس نافرمان کو اطمینان ہوگیا کہ مین کبھی نہ مرونگا پھر آخر فنا ہوے ذکر شداد بد سیر سنا ہوگا کہ کس طرح وہ حسرت داران ہلاک ہوا کہ بہشت مین بھی داخل نہوا تھا گھوڑے کی رکاب سے پانون نکل کے زمین تک بھی نہ پہونچا تھا کہ جان کے خواہان آگئے نہ دن تھا نہ رات تھی ہنگام صبح صادق تھا کہ وہ کاذب در بہشت پر واصل جہنم ہوا یہ **فولاد** مسخرا کیا لیاقت اور حقیقت رکھتا ہے اور وہ مالک اسکا

افراسیاب کیا ہے بلکہ وہ حرامزادہ لقا کیا بیہودہ ہو اے ملکہ سہ عزیز یکہ از در گش سیر تافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت ؂ جس نے پروردگار حقیقی سے انحراف کرکے اپنے تئین خدا بنایا خسر الدنیا والآخرۃ ہوا کہین ٹھکانا نہ پایا دیکھو لقا بندہ حمزہ صاحبقران کے کیسا در بدر خاک بسر بھاگتا پھرتا ہی اے ملکہ تم نظر بفضل کریم کارساز رکھو اگر کوئی آفت مین بھنس بھی جاؤ تو اپنے اعتقاد مین فرق نہ لاؤ مین جاتا ہون اور اس فولاد بے حیا کو قتل کرتا ہون یہ کہکر عمرو بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا لشکر کی خبر لشکر عیار پہلے ہی چلے گئے تھے اور تدبیر مین مشغول تھے قران جنگل مین تھا اور جب سے فوج حریف کی آئی تھی اسوقت سے یہ بھی بہ ہوشیاری فکر عیاری کر رہا تھا مگر اب اول حال عمرو اور ضرغام اور جانسوز کا بیان ہوتا ہے کہ یہ تینون عیار صورت ساحرون کی بنا کر لشکر فولاد مین آئے اور عمرو نے در بارگاہ پر آکر چوبدارون سے کہا ہماری خبر جا کر عرض کرو کہ موت جادو نام آپکی ملاقات کو آئے ہین چوبدار نے جا کر عرض کیا فولاد نے اذن باریابی دیا عمرو سے چوبدار نے آکر کہا تشریف لیجائیے بلاتے ہین عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا فولاد ذنگل پر بیٹھا ہے ہزار ہا شعلہ آگ کا ذنگل سے نکلتا ہے سر پر تاج رکھا ہے کہ جو آگ کی طرح دہکتا ہے کمر سے زنجیر آتشین باندھے ہے صدہا ساحر گرد و پیش بشکل مہیب کرسیون پر بیٹھا ہے بارہ چلے فولادی تلوارین لیے ٹہل رہے ہین جب کلام کرتے ہین چنگاریان آگ کی منھ سے گرتی ہین نقیب اور چوبدار بجر اگاہ پر حاضر ہین عمرو نے بھی آکر تسلیم کی مرد با پکار انگاہ روبرو فولاد نے نگاہ اٹھا کر اشارے سے سلام کیا اور دیکھا کہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے کالے سانپ سر سے لپٹے ہین ہر بار زبانین نکالتے ہین سوتی کے مالے گلے مین ڈالے ہی زنجیر سونے کی کمر مین بندھی ہے جھولی سحر کی اسباب رکھنے کی بادلے کی ہے فولاد نے معزز جان کر قریب اپنے طلب کیا اور ذنگل بیٹھنے کو دیا عمرو بیٹھا فولاد نے حال پوچھا کہ آپ کون ہین باعث تشریف آوری کیا ہی عمرو نے کہا مین قلعہ رنگین حصار کا رہنے والا ہون میرا گھر بار سب مہرخ نے چھین لیا ہے مدت سے اسکی بربادی کی دعا کرتا تھا تاب مقاومت اس سے نہ رکھتا تھا حضور کے تشریف لانے کا حال سنکر کمال خوشی حاصل ہوئی مین بھی حاضر ہوا فولاد نے کہا آپ نے بہت خوب کیا جو آپ چلے آئے یہ آپ کا گھر ہے مین ان نمک حرامون کو قتل کرکے انکا اسباب وہاں شہنشاہ سے تمہین دلا دونگا یہ کہکر خلعت منگوا کر عمرو کو دیا انھے نذر دی مقرب خاص بنا ادھر ضرغام اور جانسوز بھی لشکر مین پھر رہے تھے اور چاہتے تھے فولاد تک پہونچین کہ انھون نے دیکھا کہ دو خدمتگار بارگاہ سے نکلکر ایک طرف کو جاتے ہین عیارون نے تعاقب کیا اور جہان تنہائی دیکھی پکارے کہ بھائی ٹھہرنا وہ دونون ٹھہرے عیار قریب پہونچے اور کہا ہم تھوڑا عطر لیکر آئے تھے کہ یہان فروخت کرینگے مگر رسائی نہین ہوتی تم اپنی معرفت بکوا دو خدمتگارون نے کہا ہم دیکھین کیسا عطر

سے عیارون نے دو شیشے عطر کے کمر سے نکال کر دیے خدمتگار عطر سونگھکر بیہوش ہوئے اُنھون نے کپڑے
اُتار کر دونون کو گڑھے مین ڈالدیا اور روغن عیاری نکال کر اُنھین دونون کی صورت بنکر یہ بھی دونون عیار بارگاہ
مین آئے اور پس پشت فولاد کے آکر کھڑے ہوے اس عرصہ مین عمرو نے جو موت جادو بنا ہوا بیٹھا تھا جام شراب
سے بھر کر فولاد کو دیا اور کئی مثقال بیہوشی قاتل شراب مین ملادی فولاد جام لے کر بے اندیشہ انجام پی گیا کچھ بیہوشی
نے تاثیر نہ کی اور فولاد مزے شراب کے پہچان گیا کہ اس شراب مین بیہوشی تھی معلوم ہوتا ہے کہ موت جادو کوئی
عیار ہے بس یہ سوچکر کچھ افسون پڑھکر آہستہ موت جادو کی طرف پھونکا کہ عمرو زمین سے چمٹ گیا فولاد نے کہا
اے عیار جانا مین نے کہ تو میرے قتل کو آیا ہے لاحقنی چاہے بیہوشی مجھے پلاوے یہ کلام سنکر ضرغام اور جانسوز
جو پیچھے کھڑے تھے آپسمین کہنے لگے کہ اگر یہ بیہوش نہ ہوا تو اسے خنجر سے ہلاک کرین یہی نہ کہ پکڑ لیے جائینگے خدا مالک ہے یہ کہہ
دونون نے دہنی اور بائین جانب سے خنجر آبدار مارے کہ فولاد کے جسم پر پڑے جھنجھنا ہوا اور خنجر ٹوٹ گئے عیار بھاگے
فولاد نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دونون منھ کے بل گر پڑے اپنے حکم دیا ساحرون نے آکر مع عمرو اور دونون عیارون
کے گرفتار کرکے لاکر حاضر کیا فولاد نے سحر کی قید انکو پہنا کر حکم کیا کہ میری بارگاہ سے ملاکر ایک خیمہ ایستادہ کرو اور انکو وہان
رکھو بمجرد حکم خیمہ استادہ کرکے عیارون کو لیجا کر قید کیا فولاد نے ایک افسون پڑھا کہ گرد خیمہ مقیدان حصار آتش کا
ہوگیا اور کہا کہ اقبال شہنشاہ سے بکرم عنایت سے سامری کی پہلے عیار ہی گرفتار ہوے بس اب طبل جنگ بجے تاکہ
مہرخ کا بھی خاتمہ کرون اسکے کہنے کے بموجب لشکریون نے نفیر سحر کو دم دیا اور قرنائے
جنگ بجایا سارا لشکر خبردار ہوا کہ کل مقابلہ لشکر حریف سے ہوگا طائران سحر مہرخ کے دربار
مین آئے اور بعد ادائے دعا و ثنا حال گرفتاری عیاران اور بجنا نقارہ رزمی کا گزارش
کرکے بہر تجسس خبر روانہ ہوے یہان مہرخ کو ہراس ہوا اور کہا اے ملکہ مہ جبین
آپ نے سُنا کہ عیار گرفتار ہوگئے ہم مین سے کوئی مقابلہ فولاد سے نہین کرسکتا اگر تمھاری
راے مین آئے تو آج رات کو بھاگ کر کہین چھپ رہین ورنہ سب مارے جائینگے مجھے راہ
طلسم سے باہر جانے کی معلوم ہے تم سب کو پاس صاحبقران کے لے چلون وہ
خود تشریف لائینگے تو البتہ مقابلہ شاہ طلسم سے ہو سکے گا اسد نے یہ کلام سنکر کہا
اے ملکہ عمرو عیار ہزار بار قید ہوے ہین اور چھوٹے ہین کچھ اسکی فکر نہ کرو اور
تم بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دو بھاگنا غلامان صاحبقران کے لیے بڑا ننگ ہے
اگر بھاگ کر ہم لوگ لشکر امیر مین جائینگے تو وہ نکلوا دینگے اور کہینگے جان نہ دیگئی بھاگ کیون آئے
تمھارا امیر سے پاس کچھ کام نہین اب ملکہ تمھارا جی چاہے جاؤ تمھین عورت جانکر امیر پناہ دینگے لیکن

مین ہرگز نجاؤن گا مہرخ نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین اگر یہ مرضی ہو تو بسم اللہ حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے اسد نے ساحران لشکر اور سپہ سالاران فوج سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل رزم بجے لازم حکم شاہزادہ والاشیم بجالاتے ڈنکے پر چوب پڑی فوج جان دینے پر اڑی اس اثنا مین سلطان زرریز نے چرخ سے نیزہ خطوط شعاعی کے پرچم کو لپیٹ کر راہ گریز اختیار کی اور آمد زنگبار کی ہوئی ابیات

شاہ خاور چلا سما پر سے	اور انجم بھی نکلے اندر سے
ماہ نے موتیون کو راکھ کیا	اور بھبوت اسکا اپنے منھ پہ ملا
تاج نورانی رکھ کے سر اوپر	ہوا تخت فلک پہ جلوہ گر

ساحرون نے اسباب جنگ کو درست کرنا شروع کیا ہر ایک آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوا مہرخ و شکیل نے چارسو ساحر زبردست بلاکر ہوم کیا گرد اگیار کے ڈھیر و بجنے لگا موم کے اژدہے بناکر آگ مین ڈالے انسے وعدہ لیا کہ جب تمھین بلائین حاضر ہونا بیرون کو بھینٹ دیکر اقرار لیا لشکر کے ساحر اپنا اپنا سحر جگاتے تھے بھینٹ مین بھیجتے اور چیلین چڑھاتے تھے مرچین جلتی تھین گوگل سلگاتے تھے ہر جگہ جھکڑے ہوتے تھے ادھر اسد نے اپنی فوج کو حکم آراستگی دیا جو لوگ سحر نہین جانتے ہین انھون نے تلوار اور خنجر کو صیقل کرنا شروع کیا غرضکہ چاہے رات دونون لشکرون مین تیاری رہی طلایہ پھرا کیا باجا جنگی بجا کیا یہانتک کہ ہندوے دل شب کی تاریکی دعائے سحری سلیمان روزگار سے برطرف ہوئی اور زبان ہدایت نشان شاہد صبح سورۂ نور اور والشمس کی تلاوت کرنے لگی زمانہ مین دھوم آمد خورشید ہوئی نظم

برتخت مرصع نشست شاہ ملمع بدن	جیب مرقع درید شاہد گل پیرہن
ساقی سیمین شکست ساقی زرین قدح	پیکر پروانہ سوخت شمع زمرد لگن
خاتم زرین کہ داد دست سلیمان بباد	صبح بہ صحرا نشاد از دہن اہرمن
آتش سوے نمود از کر کوہسار	دامن گردون گرفت آہ دل کوہکن
بیضۂ زرین نہاد طائر مشکین جناح	جلوۂ طاؤس کرد طوطی شکر شکن

صبح کو اسد دلاور بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر دولت سرائے مہ جبین کے حاضر ہوا مہرخ اور شکیل نے افسران فوج کے ہمراہ لشکر [illegible] العیوق بمصاف کی طرف روانہ کیا اور خود جلوہ خانہ شہنشاہی مین آئے مہ جبین بہ تجمل تمام برآمد ہوئی ہر ایک کا مجرا سلام ہوا تخت ملکہ کا دلارام سلیمانی سحر آیا یا اور تخت کے ساتھ کل سرداران لشکر مع اسد نامور کے دادگاہ کی جانب چلے نقیب ابطال با ادب و مخاوت پکارتے تھے صدائے کرنا الحمد نقارے بجتے تھے نظم

علمداران علم بالا کشیدند	دلیران رخت بر صحرا کشیدند
غریو کوس بانگ ونائے برخاست	زمین چون آسمان از جاے برخاست

یہ سب دشت قتال مین داخل ہوے ادھر فولاد رات بھر سحر کرنے مین مصروف تھا صبح کو اپنے گینڈے
پر سوار ہو بارہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لیا بارہ تیلے تلوارین برہنہ کیے ساتھ چلے ترہیان بجو کنے لگے گھنٹے اور ناقوس بجنے
لگے گینڈا اسکا طرارے بھرتا چلا کر بیت گرگدنے کز سم خارا شگاف * رخنہ فگندے بدل کوہ قاف * بڑے
جوش وخروش سے لشکر حریف بھی میدان کارزار مین آیا ساحرون نے ابر برسا کے بجلیان سحر کی گرا کے میدان
جنگ کو صاف کیا صف آراؤن نے صفوف کارزار کو ترتیب دیا نقیب نکل کے نقابت کرنے لگے کہ اے نامور و سے
نام رستم کا شاد و آج ہر وہ معرکہ * پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ بیل جلوا کا * اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
سے روز جنگ ست جنگ باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * جب صدا دیکر نقیب کنارے ہوے فولاد
نے گینڈا اڑایا اور میدان مین آکر للکارا کہ اے فرقہ لشکر اسلام عازم دشت قتال ہو آمادہ جنگ وجدال ہو اسے لاف
زنی کرتے دیکھکر شکیل جادو نے مرکب سے اترکر دست بستہ سامنے تخت مہ جبین کے آکر اجازت حرب لی اور
سامنے فولاد کے آیا اُسنے کہا لا ضرب کیا حربہ چاہتا ہے شکیل نے سحر پڑھکر دستک دی کہ گرد فولاد کے تاریکی ہو گئی
اور اس اندھیرے مین کچھ پنجے پیدا ہوے اور نیزہ و تیر و شمشیر فولاد پر لگانے لگے فولاد نے گینڈے کو بڑھا کر مشت
خاک اُٹھا کر سحر کرکے طرف فلک کے اڑا دی وہ تاریکی دفع ہوئی اور پنجون کی ہستی مٹا دی اور ایک گولا افسون
پڑھکر مارا کہ شکیل کے گرد دھوان ہو گیا اور اسکی بو سے شکیل بیہوش ہوکے گرا فولاد نے تیلے سے کہا جا کر
اٹھا لا تیلا گیا اور شکیل باندھ کرکے آیا یہ حال دیکھکر ساحر اجازت لیکر مہ جبین سے فرداً فرداً مقابلے کو نکلے مگر جو آیا
فولاد نے ناریل مارا کہ اسمین سے دھوان نکلا اور مبارز کو بیہوش کر دیا تیلا آیا اور باندھ کر لے گیا یہان تک کہ ملکہ
مہرخ مقابلے کو نکلی اور ایسا سحر کیا کہ چار طرف سے آندھی آئی اور جو دھوان کہ فولاد نے بزور سحر پیدا کیا
تھا اسے اس آندھی نے پراگندہ کر دیا اور مہرخ نے نارنج سحر زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور ایک اژدھا
ہوا قلعہ آتشین منھ سے چھوڑکر اس نے دم اوپر کو جو کھینچا فولاد کھینچتا ہوا اُسکے منھ کی طرف چلا اور
پکارا کہ تیلا ہاے طلسم بچانا کہ مجھے اس قحبہ مہرخ نے بڑے غضب کا سحر کیا ہے تیلے اژدر کے لپٹ گئے
اور اسے چیر پھاڑ ڈالا پھر ادھر سے پھر کے تیلے مہرخ کو لپٹ گئے مہرخ نے بہت سحر کیے اور پنجے
سحر کے مارے مگر تیلون پر کچھ تاثیر نہوئی اُسوقت مہ جبین نے فوج سے حکم دیا کہ جا کر مہرخ کو بچاؤ
فوج ہر طرف سے لینا لینا کہکر چلی ساحر سحر کرنے لگے بجلیان چمکنے لگین صدائین مہیب پیدا ہوئین یہ
ماجرا دیکھکر فولاد نے چار ناریل میدان جدال کے چارون کونون پر مارے کہ وہ ناریل زمین مین غرق
ہو گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلکر ایسے بلند ہوے کہ چار طرف لشکر مہ جبین کے
دیوار آگ کی ہو گئی اور دھوان اس آگ سے نکلکر لشکر پر مثل سرپوش کے ڈھک گیا

اب ہر طرف دیواریں ہیں اور اوپر دھوان ہے جو ساحر نکلنے کا قصد کرتا ہے دیوار سے آگ بڑھکر جلا دیتی
ہے جو اڑ کر جاتا ہے دھوان بیہوش کرتا ہے فوج تو اس آفت میں پھنسی مگر ملکہ مہرخ کو جو پتلے لپٹ گئے ہیں ہر چند
ملکہ نے چاہا کہ انکے ہاتھ سے میں بچون مگر رہائی نہوئی اور پتلے باندھکر سامنے فولاد کے لائے فولاد نے
قید سحر کی ہتھکڑیاں بیڑیاں آگ کی شکیل اور مہرخ کو پہنا کر اراب پر بٹھایا اور اپنے لشکر کو کوچ
کرنے کا حکم دیا اسی وقت خیمہ ڈیرہ اکھڑا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر نے کوچ کیا عمرو اور ضرغام اور جانسوز
جنکو پہلے گرفتار کیا تھا انکو بھی قیدی بناکر ہمراہ لیا اور سحر پڑھا دستک دی کہ وہ حصار آتش جو گرد لشکر ماہ جبین
تھا از خود رواں ہوا اسد اور دلارام اور ساری فوج نے حصار کو اپنے قریب آتے دیکھکر ناچاری خود بھی راہ
اختیار کی کس لیے کہ اگر ٹھہریں تو دیواریں آتش سحر کی جلادیں لشکری نالان و گریان یا رب المستغیث پکارتے چلے
اور فولاد اسکے حال پر قہقہے لگاتا اپنی فوج کے سرداروں کو اولوالعزمی دکھاتا روانہ ہوا اس حال حیرت اشتمال کو
دور سے قران اور برق کیونکہ یہی گرفتار ہونے سے باقی ہیں اور سب فوج کے عیار و سردار جس گرد لشکر
تک اندر حصار کے مقید ہیں برق یہ کیفیت مصیبت کی دیکھکر رونے لگا اور قران سے کہا کہ خلیفہ میں جاتا ہوں
اس حرامزادے فولاد کو مارے خنجروں کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ڈالتا ہوں اور یا اپنی جان دیتا ہوں قران نے کہا اے
برادر بھلا تمہارے جانے سے کیا مطلب نکلیگا اس ساحر پر نہ کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے نہ بیہوشی تاثیر کرتی ہے جسپر
عیاری اسپر کیا ہو بہتر خدا کو یاد کرو اور اسکے ساتھ چلو جہاں کہیں منزل پر یہ ٹھہرے وہاں کچھ فکر کرو العرض
قران اور برق اسکے لشکر کے ساتھ الگ الگ بطور مخفی چلے لیکن گنبد نور پر افراسیاب نے کتاب
سامری دیکھی کہ فولاد پر دیکھوں کیا گذری کتاب میں معلوم ہوا کہ سب کو حصار آتش میں گرفتار کیے فولاد
لاتا ہے یہ دیکھتے ہی اپنے تاج کو براہ نخوت کج کیا اور کہا اے حیرت دیکھا تمنے ثمرہ بغاوت کا کہ اس طرح
حال زار سے سب قید ہوئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ سب نمکحراموں کو دار پر کھینچیے افراسیاب نے چند
ساحروں کو حکم دیا کہ خلعت گرانبہا اسطے فولاد کے لیجاؤ اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے سپہ سالار من
کیا کہنا مرحبا صد مرحبا کیا جلدی تمنے اس جنگ کا خاتمہ کیا ہمنے یہ خلعت تمہیں روانہ کیا ہے اور علاوہ اسکے بھی امیدوار الطاف
خسروانہ رہو دمبدم عنایت شاہانہ تمہارے حال پر افزوں ہوگی ان قیدیوں کو لیکر باغ عشرت میں
جو قریب شہر نافرمانیہ ہے اور اسی بار دریائے خونزدان کے طلسم ظاہر میں واقع ہوا ہے آؤ کہ ہم بھی
وہیں آتے ہیں سب کو سزا دینگے کیا ضرور ہے کہ اس طرف دربار کے سب قیدیوں کو لاؤ
اور تکلیف بیفائدہ اٹھاؤ یہ نامہ ساحروں کو دیکر مع خلعت فاخرہ کے روانہ کیا ساحر پاس فولاد
کے آئے نامہ دیا خلعت پہنایا فولاد بہت خوش ہوا اور ساحروں کو رخصت کرکے راہ

گنبد نور کی چھوڑ کر طرف باغ عشرت کے چلا اور **افراسیاب ملکہ حیرت** کو اور ساحران نامی کو لیکر بعد
پہنچنے نالے کے بحشم وخدم باغ عشرت مین داخل ہوا اور باغ کے سامنے جو میدان اور صحرا واقع ہوا تھا
اس مین دارین استادہ کرائین اور جلادون کو طلب کیا کئی ہزار جلاد تیغے باندھے ہار انسان کی ناک وکان
کٹے کا پہنے لنگ باندھے صافی تیغہ صاف کرنے کی جس سے خون تازہ کی بھبک پیدا کاندھے پر ڈالے حاضر
ہوے اور پکارے **بیت** سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست +
کس کا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے اور سر رشتہ حیات منقطع شہنشاہ کو کون سے گنہگارون کا قتل کرانا منظور ہے
افراسیاب کا حکم ہوا کہ تم سب مستعد رہو گنہگار آتے ہین کل یا پرسون میرا سپہ سالار لیکر حاضر ہوگا جلادون
نے زیر دار بستر لگائے اور حکم شاہ سے انعام بیکران پانے کے امیدوار ہوئے **افراسیاب** اندر باغ کے
صحبت آرا ہوا ناچ ہونے لگا قانون اور بین اور چنگ ورباب بجنے لگا درخت باغ کے باد سے منڈھے گئے
نہرین چھلکائی گئین اور فوارے چھوٹنے لگے یہان تو یہ سامان عشرت زا ہے مگر **فولاد** قیدیون کو
لئے برسم یلغز کہین نہ ٹھہرا یہانتک کہ شہر نافرمانیہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر سونے کا ہے ودر شہر
پناہ پر قلعہ بنا ہی ہزارون ساحر مختلف صورتین بزور سحر بنائے اترے ہین لکڑ سلگتے ہین ہوم کر رہے
ہین قلعے کے کوسون تک تختہ لالہ و نافرمان کے ہین پھول انکے کھلے ہین مالک اس قلعہ کی ملکہ
نافرمان جادو افراسیاب کی طرف سے ہے ساحرہ زبردست اور معزز ہے حسن وجمال بھی
رکھتی ہے ملک ومال بھی رکھتی ہے اسے طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ **فولاد بھوتنی خوار جادو**
سپہ سالار شاہ طلسم گنہگاران شاہ کو لیے آپ کی سرحد مین داخل ہوا ہے طرف باغ عشرت کے جاتا ہی
نافرمان یہ خبر سنکر تخت سے اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہوکر مع تحفہ وتحائف کے واسطے ملاقات کے
چلی اور قلعہ سے جب باہر آئی حصار آتش کوسون تک دیکھا اور اندرون حصار قیدیون کے رونے کی صدا
سنی **فولاد** کو بارہ پیلون سمیت اور فوج ساحرون کے ایک طرف جاتے پایا طاؤس آگے بڑھا کر پکاری کہ اے
بہادر زبردست کیا کہنا واہ وا ذرا ٹھہرو **فولاد** اسے دیکھکر ٹھہرا فوج بھی رکی سحر کیا کہ حصار بھی ٹھہرا
نافرمان قریب پہونچی اور کہا میرے قلعے مین تشریف لیچلیے ایک جرعہ آشکا نیار کرون نوش
فرمالیجیے تو جایے **فولاد** بھی سوچا کہ مین دور سے چلا آتا ہون کہین ٹھہرا نہین آج یہ جگہ آسایش اور
حفاظت کی ہے ٹھہر جاؤن یہ خیال کرکے کہا مجھے جانا ضرور ہے گنہگار ساتھ ہین مگر آپ کے فرمانے سے مجبور ہون
اچھا تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون **نافرمان** وعدہ مستحکم لیکر پھری اور شہر مین آکر حکم آرایش ملک
دیا تمام شہر آئین بند ہوا دکانین آراستہ ہوئین دکاندار پوشاکین نفیس پر زر پہنکر بیٹھے **نافرمان** نے

باغ پربہار مع عمارت دلکشا و فرح افزا کے خالی کرایا فرش شاہانہ بچھوایا سامان دعوت مہیا کیا جب درستی ہوچکی ارکان دولت واعیان سلطنت کو ہمراہ لیکر فولاد کے استقبال کو باہر قلعے کے نکلی فولاد بیرون قلعہ فوج کو گرد حصار قیدیون کے اُتار کر بارہ تیلون کو اور سردارون کو ہمراہ لیکر شہر کیطرف چلا تھا کہ راہ مین ملکہ نافرمان ملی اسکے ساتھ اندر شہر کے داخل ہوا دیکھا کہ ملک نہایت آباد ہر رعیت دلشاد ہے کہ **ابیات**

سب رعیت تھی چار دہ سالہ	ہر جوان غیرت گل لالہ
کیا عمارات شہر کا ہو بیان	چشم بد دور نور کے تھے مکان
جو مکان تھا بلند ایسا تھا	صاف آتی تھی قدسیون کی صدا
تھا جو بازار اس مین چوپڑ کا	چار رکن جہان سے بڑھکر تھا
قصر فردوس چوک کے کمرے	جھمکتے اُن مین لالہ رویون کے
قصر لیلے سے ہر مکان بڑھ کر	چشم مجنون ہر ایک روزن در
دونون جانب وہ نور کا بازار	بیچ مین اسکے اک سڑک ہموار
تھی ریاض جنان ہر ایک دکان	در نہایت تھے انکے عالیشان
خوبصورت تھا وہ خم محراب	کہیے قوس قزح کا اس کو جواب
تھے دوکاندار خوبرو سارے	فلک حسن کے وہ تھے تارے
بیچتے تھے وہ جنس حسن ادا	ماہ ہوتا تھا مشتری اُنکا

فولاد تماشاے شہر دیکھتا ہمراہ نافرمان اسجگہ پہونچا کہ جو باغ اسکے لیے خالی کیا گیا ہے سبحان اللہ جو شہر ایسا آراستہ ہو وہان کے باغ کا کہنا کیا جوڑی دروازے کی ہاتھی دانت کی خوبصورت ترشی ہوئی لگی سر دروازہ پر کلس سونے کے چڑھے اور سورج مکھی یاقوت کی بناکر لگائی تھی کہ سورج کو شرماتی تھی طاؤس جواہر کے زمردین بال کلس پر چڑھے تھے منقار مین مالے گوہر کے لیے تھے چاردیواری باغ کی برجی تھی طلائی احمر کا مصقلہ کیا ہوا تھا جواہر موقع اور مناسب جگہ پر جڑا تھا فولاد اندر باغ کے آیا اسے نہایت سرسبز پایا چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست و نہرین لطیف پٹڑیون پر سرخی یاقوت احمر کی کٹی تھی درخت پربہار مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین روان چشمہ ہر ایک قلب صافی و لالی مصفا ہر شجر پر طائرون کا ہجوم آمد بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہاے رنگا رنگ غیرت دہ نگارخانۂ ارژنگ سچ تو یہ ہے

نظم

سبز سبزے سے ہر روش پٹری	لعل و یاقوت کی کی سرخی
روشون پر ستارے چھڑکے تھے	ذرون کی طرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا	رشک جنت جو کہیے تو ہے بجا

تھے جواہر کے جس جگہ اشجار — لایق دید تھی وہان کی بہار
صحن گلشن تھا آسمان کا جواب — پھول سب غیرت گل مہتاب
چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو — قمریون کی وہ سرو پر کو کو
کہین کویل شجر پہ کوکتی تھی — کہہ رہا تھا پپیہا پی پی

ایک بارہ دری سراسر خوبی سے بھری بیچ مین چمنستان کے بنی تھی فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ تھی اسباب عیش و راحت مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا **فولاد** وہان آکر مسند پر بیٹھا بارہ چیلے اور سردار گردن کش بادب تمام بیٹھے ملکہ **نافرمان** نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت پیمانہ جواہر نگین مین شراب ارغوانی پر کالی کرکے دینے لگے ہر ایک بادہ پرست مست ہو کر ساقی سے خطاب کرتا تھا **نظم**

مین کب سے تھا ترا اشتیاقی ساقی — مدت مین ہوا ہے تو ملاقی ساقی
جانے نہ یہ دور جلد بھر دے مجھکو — شیشے مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

نافرمان ہر سمت انتظام کرتی پھرتی تھی اشیاء فردوسی اہل انجمن کو پہونچاتی تھی چاندنی رات کا عالم نسیم کا فرفر چلنا خوش گلوؤن کی آواز کا سنانا خلاصہ کلام بیان تو یہ جلسہ ہر خصوص و عام ہر خلقت کا اژدہام ہر کہ اہل محفل مصروف وجد و سماع ہین ہر تان پر رو رہے ہین کھڑے ہوئے ہین مگر حال **قران** اور **برق** کا سنیے کہ لشکر **فولاد** کے ہمراہ زار و نالان تدبیر سائی لشکر **مہرخ** مین فکر کرتے چلے جاتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ لشکر **فولاد** ٹھہرا صورتین ساحرون کی طرح بنا کے لشکر مین داخل ہوے اور **نافرمان** کا آنا دعوت کا کرنا سب حال دریافت کرکے یہ بھی ساتھ ساتھ **فولاد** کے شہر **نافرمانیہ** تک آئے **فولاد** تو جاکر باغ مین مصروف عیش و نشاط ہوا لیکن دونون عیار دروازہ شہر پناہ پر ٹھہرے اور **برق** سے قران نے کہا تم مزدور کی صورت بناؤ اسنے فوراً دھوتی باندھ ننگے سر ننگے پاؤن انڈوا سر پر رکھ کر مزدور اپنے تئین بنایا اور **قران** نے اپنی شکل باورچی کی بنائی میلے کچیلے کپڑے پہنے جسمین ہلدی اور گھی کے دھبے تھے کمر مین چھریان ترکاری چھیلنے کی رکھین اور ہاتی گھی اور مصالہ چھاننے کی کندھے پر ڈال کے لشکر **فولاد** مین آیا اور کئی من ترکاری آلو اور اروی وغیرہ خرید کرکے ٹوکرا سر پر **برق** کے رکھوا کر طرف شہر کے چلا اور دروازہ شہر پناہ پر پہونچا چاہا کہ داخل قلعہ ہون حاجب اور دربان مانع ہوے کہ بغیر حکم کے ہم جانے نہ دینگے **قران** نے کہا ہم سرکاری باورچی ہین لشکر **فولاد** سے حسب الحکم ملکہ **نافرمان** ترکاری لیئے جاتے ہین دربانون نے کہا ذرا ٹھہرو ہم اجازت تمھارے لیے منگالین **قران** نے کہا اگر دعوت مین کھانا دیر کو تیار ہوا جواب تم دے لینا اچھا ہم پھرے جاتے ہین اور یہ ترکاری سرکار نے منگوائی تھی تمھین پہونچا دینا یہ کہکر ٹوکرا ترکاری کا اونڈیل دیا اور آگے کا راستہ لیا چوبدار نے دیکھکر آپسمین کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کھانا پکنے مین دیر ہو خاصے کا وقت ٹلجا دے **فولاد** بھوکا رہے باورچی سے پرسش ہو وہ کہے دربان نے مجھے آنے نہ دیا تو ایسی آفت آئیگی کہ نوکری جاتا کیسا

جان بھی جائیگی اس باورچی کو جانے دو یہ سوچکر پکارے کہ میان صاحب اجی باورچی صاحب جائیے آپ کو کوئی روکتا نہین قران نے کہا اب کچھ ضرور نہین ہم نہین جاتے یہ کہکر آگے چلا سپاہی دوڑے اور اگر ہاتھ پکڑلیا کہا خفا ہوجیے جائیے قران نے کہا مین اب جا چکے کیا بناؤن تمھاری جھنجھٹ مین رتی دیر ہوئی اب تم گفتگو کرلینا مین نہ جاؤنگا سپاہی لگے منتین کرنے قران نے انکار کرنا شروع کیا یہان تک کہ جتنے سپاہی تھے سبنے اپنے پاس سے کچھ روپیے جمع کرکے دیے کہ باورچی صاحب اسکی مٹھائی کھائیےگا اور خفا ہوجیے ہم بھی حکم کے تابعدار ہین آپ شوق سے جائیے ہمنے پہچانا نہ تھا قران نے وہ روپے لیے اور ترکاری ٹوکرے مین بھر کر برق کے سر پر رکھا اور اندر شہر کے آیا دیکھا بازارین ہر قسم کے اشیا کی آراستہ ہین وضیع و شریف شہر کے خرید و فروخت مین مصروف ہین قران نے ترہ فروشون کی بازار مین آکر ایک کبڑیے سے کہا یہ ترکاری باورچی خانے سے ہمکو ملی ہے کس لیے کہ جو بچ رہتی ہر وہ ہم لوگون کا حق ہے غرض ہم اسے بیچتے ہین تم اپنا نفع رکھ کرلے لو کبڑیے نے اُن سے کہا چلو تابو ہین دو روپیہ دیتے ہین قران نے قیمت لے لی اور آگے بڑھکر دونون صورت خدمتگار کی بنے اور آگر اُس باغ مین پہونچے کہ جہان فولاد کی دعوت ہے باغ اور عمارت کو نہایت دلچسپ پایا سامنے فولاد کو مسند پر جلوہ گر دیکھا کسی سمت مہمانہ سجا تھا کہین آبدارخانہ ارباب نشاط کے بستر کسی چمن مین نونہالان باغ حسن کے جگمگتے تھے فولاد رقص و سرود کی کیفیت دیکھنے مین معروف تھا کہ برق نے قران سے کہا کسی طرح اسکو ہلاک کرو یہ رات گذرنے ندو اگر صبح ہوگئی تو لشکر مہرخ ہلاک ہوگا اسکی بھی صبح ہوجائیگی کیونکہ فولاد یہان سے جو چلےگا افراسیاب پاس پہونچے گا پھر وہان کچھ نہو سکے گا برق نے کہا اے خلیفہ میری عقل کچھ کام نہین کرتی کیا کرون اگر عیاری کرکے اسکے پاس بھی پہونچون تو کیا کرونگا نہ یہ بیہوش ہوگا نہ یہ مارا جائیگا قران نے کہا دیکھو یہ جو فولاد کے پہلو مین ساحر بیٹھا ہے اسکی صورت بخوبی غور کرلو اور اسکی صورت بنکر ملکہ نافرمان کو پکڑلو اور اُسکی شکل ہو تو مین ایک تدبیر کرون برق نے کہا بہت خوب اور ایک گوشۂ باغ مین بیٹھکر برق مصاحب فولاد کی شکل کہ نام اسکا مریخ جادو تھا بنا اور قران نے ایک فانوس روشن کرلی اب آگے آگے قران روشنی دکھاتا ہوا اور پیچھے برق دونون باغ سے باہر نکلے اور دارالعمارۂ شاہی کے پاس آکر دریافت کیا کہ ملکہ نافرمان کہان ہین ملازمون نے کہا دولتسرا مین مصروف انتظام دعوت ہین اُنھون نے کہا جاکر عرض کردو کہ ایک صاحب فولاد کے پاس سے آئے ہین ملازمون نے جاکر اُن کے آنے کی اطلاع دی نافرمان اسیوقت باہر نکل آئی دیکھا مریخ جادو ہے کہا کیون آپ باغ سے تشریف لائے مجھے بلالیا

ہوتا مریخ نے کہا آپ ذرا تکلیف فرماکر تنہا میرے ساتھ چلیے فولاد نے جس کام کو کہا ہے آ ئے میں وہ آپ
انجام دون نافرمان نے کہا اچھا چلیے غرض سب ملازمون کو چھوڑکر آپ تنہا مریخ کے ساتھ ہوئی یہان
تک کہ برق اسکو لیے ہوے ایسی جگہ لایا کہ جہان راستہ نہ تھا اور کوئی ادھر آتا نہ تھا گوشہ تنہائی تھا
برابر تو چلا ہی آتا تھا ایک حباب بیہوشی مارا کہ نافرمان کے مُنھ پر وہ پڑا بیہوشی اسمین سے اُڑی یہ
بیہوش ہوگئی اسکو برق نے اور زیادہ بیہوش کرکے زبان اسکی سوزن سے چھید دی تاکہ شاید ہوشیار
ہوجائے بحرف نہ کرسکے اور کپڑے اُسکے اُتار لیے قران نے اُٹھاکر ایک مقام پر درخت تجویز کرکے نافرمان
کو اوپر درخت کے چڑھکر باندھا اور پتون مین چھپادیا اور برق ملکہ نافرمان کی صورت بنا اور قران
نے کہا اے برق تم جاکر در باغ پر ٹھہرو مین بھی آتا ہون غرض برق یہان سے روانہ ہوا اور نافرمان
کی صورت بنا ہوا در باغ پر آیا جتنے ملازم اور ارکان سلطنت تھے اپنا مالک سمجھ کر حاضر ہوے اور دست بستہ
سامنے کھڑے تھے کہ اس اثنا مین ایک شخص میلے کپڑے پہنے کچھ پھلجھڑیان اور مہتابین ہاتھ مین لیے حاضر
ہوا اور نافرمان کو سلام کیا اسنے پہچانا کہ قران ہے اور وضع آتشباز کی بنائی ہے برق سمجھا کہ اس سے
آتشبازی کی نسبت کچھ پوچھون تو معلوم ہو کہ کیا عیاری خلیفہ نے سوچی ہے یہ سوچکر کہا ای آتشباز کتنے وزن تیرے
پاس تیار ہین اور کتنے اسوقت تیار کرسکتا ہے قران نے کہا حضور آتشبازی تیار کرسکتا ہون برق نے کہا
اچھا کیا لیگا اسنے کہا لاکھ روپیہ برق نے کہا اتنا روپیہ بہت ہے آتشباز نے کہا آپ روپیہ نہ دیجیے بارود دلوا دیجیے جتنی
صرف ہوگی آپ کے سامنے ہوگی مین گھر نہ لیجاؤن گا مزدوری میری دلوا دیجیے گا برق نے پوچھا کتنی بارود چاہیے آتشباز
نے کہا پچیس کُپّے برق نے کپتان کو طلب کرکے حکم دیا کہ پچیس کُپّے بارود کے حاضر کرو اسی وقت بارود کے چھکڑے
لدے ہوے آئے آتشباز نے کہا کہ پشت باغ پر یہ بارود رکھوا دیجیے اور ایک قنات گھروا دیجیے کہ مین اکیلا آتشبازی
بناؤنگا ایسا نسخہ بھی کسی کو یاد نہ ہوگا کہ اکیلے اتنی بارود دم بھر مین صرف کرے اور آتشبازی بنالے یہ کلام آتشباز
کا سنکر نافرمان یعنی برق سمجھ گیا کہ خلیفہ یقین ہے فولاد کو جلا دینگے پس بموجب انکی درخواست
کے قنات باغ کی پشت پر دور تک گھروا دی اور بارود رکھوا دی سبکو منع کر دیا کہ کوئی اُدھر نہ جائے آتشباز یعنی
قران نے وہان آکر جوڑی خنجر کی لیکر نیچے باغ کے جہان تک بارہ دری تھی اور فولاد مع اپنے سرداروں اور
تبلون کے بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا سرنگ کھودی اور از بسکہ جوان زبردست قوم کا حبشی ہے اور نظر کردہ بھی
ایک پہر کے عرصہ مین مشرق کی سمت سے مغرب کے جانب تک اور جنوب سے شمال کی حد باغ تک نقب لگاکے
اپنے چادرے کے دو فتیلے لمبا لمبا بنائے بارود سب نقب میں بچھائی پچیسون کُپّے ڈالدیے فتیلے دہنی
نقب مین سے لگاکے قنات سے باہر نکلا برق در باغ پر کرسی بچھائے انتظار مین بیٹھا

جاکر دیکھون خلیفہ کیا کرتے ہین اُسوقت آتشباز نے آکر کہا حضور آتشبازی تیار ہے ذرا میرے ساتھ آیئے تو مین اپنی استادی آپ کو بے چلکر دکھاؤن مگر کسی کو ساتھ نہ لایئے برق نے ملازمون ارکان سلطنت وغیرہ سے کہا ٹھہرو ہم بلاتے ہین گے اور آپ آتشباز کے ہمراہ باغ کی پشت پر آیا قران نے کہا اے برق مین نے نقب لگائی ہے تم جاؤ اور درخت پر سے ملکہ نافرمان جو بندھی ہے اُسے کھولکر ہوشیار کرو مین آگ نقب مین دیتا ہون یہ طبقہ اُڑکر طرف فلک کے جائیگا ذرا نافرمان بھی حال خراب فولاد کا دیکھے اور اشک حسرت بہائے کیونکہ زبان اسکی سوزن سے چھدی ہے کچھ کر نہ سکیگی مجبوری سے سب کچھ دیکھے گی برق بموجب ارشاد قران گرم رفتار ہوا اور درخت پر جاکر چڑھا نافرمان کو کھولا ہوشیار کیا جو آنکھ کھلی اپنے تیئن ایک عذاب الیم مین بالائے شجر گرفتار پایا اس عرصہ مین قران نے نقب کے فتیلون مین آگ لگائی اور بھاگ کر دور نکل گیا فتیلے سلگتے ہوئے جب سرنگ مین پہونچے یکایک باللہ وہ صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا فلک پھٹ پڑا اور بارہ دری مع فولاد اور اسکے سردار اور فتیلے سر پٹ کے اُڑکر طرف آسمان کے گئے تمام عالم مین تاریکی چھاگئی بارود اور پتھر اور مکان اور کنواڑے بارہ دری کے تمام قلعہ مین برسنے لگے صدمہ آواز سے شہر کے مکانات کی کنڈیان کھل گیئن رعایا بھاگی حاملہ عورتون کے حمل ساقط ہوئے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا جتنے ملازم نافرمان تھے سب باغ کی طرف دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی خلقت بھاگی کہ یکایک صدائین پیدا ہوئین بیرون نے ساحرون کے مرنے کا غل مچایا کہ کشتی مرا نام من فولاد بیہوشی خوار جادو بود آگ اور پتھر برسنے لگے قران ایسے وقت قیامت مین قابو پاکر حقہ ہائے نفتی داغ کر شہر کے مکانات پر پھینکے کہ جابجا شہر مین آگ لگی بہت آدمی جل گئے جب تک اُسکے بجھائین جب تک اور کئی مکان مین آگ قران نے لگادی تمام شہر مین یا جمشید و یا سامری کا غل ہوا شعلے آتش کے بلند ہوئے سارا شہر حصار پناہ کے باہر نکل گیا یہان حال سُنیئے کہ فولاد کے مرنے سے حصار آتش سحر لشکر مہ جبین اور اسد پر سے دور ہوا اور مہرخ اور شکیل اور عمرو مع دو عیارون کے جو مقید زنجیر سحر لشکر فولاد مین تھے چھوٹ گئے اور عمرو نے صدائے مہیب سُرنگ اُڑنے کی سُنکر کہا اے ملکہ مہرخ وہ مارا مہرخ نے کہا خواجہ کیا کہتے ہو عمرو نے کہا ہم سچ کہتے ہین یہ صدا جو آئی تھی فولاد کے مرنے کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ قران یا برق نے اُسے جہنم رسید کیا زندان خانے سے باہر نکلو دیکھو لشکر بھی ہمارا آرہا ہوگا فولاد کے بارہ ہزار ساحرون کو قتل کرنا چاہئے مہرخ اور شکیل وغیرہ کہنے سے عمرو کے باہر نکلے اور

نعرہ بلند کیا سحر کرکے دستک دی آندھی سیاہ اٹھی تیر آسمان کی جانب سے برسنے لگے ساحر محافظ زندان بھاگ گئے ادھر دلارام نے مہ جبین سے کہا واری جاؤن آپکی نانی جان ملکہ مہرخ نعرہ کرتی ہین لشکر آپ کا جس طرح کمر باندھے لڑنے آیا تھا اسی طرح حصار سحر مین گرفتار ہوا تھا اب وہ حصار نہین ہے آپ بھی لشکر فولاد پر جا گرے مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا بچاس ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر لشکر فولاد پر گری نارنج و ترنج سحر کے گولے فولادی اور بچہ پیکان کے سوئیان اور مرچون کے ہار سحر پڑھ پڑھکر جا بنین سے ساحر لگانے لگے بجلیاں چمک کر گرنے لگین ترسول و رنپسول چلنے لگے ایک طرف سے نعرہ اسد کا بلند ہوا اور گھوڑا اٹھا کر فوج ساحر مین در آیا ایک جانب سے عمرو ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑتا ہوا چلا اور نعرہ بلند کیا خنجر مارتا پکارتا ہر طرف جاتا تھا کہ نظم

سردار دزدگان آفاق — من آمدہ در دزدگی طاق
از راہ فنون و مکر و حیلہ — آشوب کنم در قبیلہ
شیر از دم تیغ من گریزان — آذر دپناہ سوے شیران
نامم عمرست شاہ عیارا — ہستیم قضا براے کفار

جب غلطک عمرو لگاتا تھا دس دس کے پاؤن اڑاتا تھا جب جست کرتا تھا دس دس کے سر کٹتے تھے جو سر کے گرتا تھا ہمیانی اسکی کاٹ لیتا تھا خلاصہ کلام اسد وغیرہ سب نے جم کر دہ ساکھے کی تلوار کی کہ نظم

درخشان سنانہا ز گرد و غبار — چو شمع فروزان بہ شبہاے تار
زچکاچاک شمشیر زہر آبدار — برآمد فغان از دل روزگار
شپاشاپ تیر و ترنگ کمان — چو قوس قزح شد زہ آسمان
ز بار کدورت چو گل تر نشین — بدریاے خون یکسرہ شد زمین
دلیران اسلام و مردان کین — خروشان زہر سو چو شیر عرین
جدا ہر یکے خنجر افراختہ — یکے کار صد کینہ جو ساختہ
زبس کشتہ صحرا پدیدار نہ — بروے زمین جاے رفتار نہ
بیفتاد چندان سر و پا و دست — کہ گفتے تو دست قضا را ببست

بارہ ہزار ساحرون مین سے فولاد کے ایک بھی زندہ نہ بچا سبکو گھیر کر بہادرون نے تہ تیغ کیا اور بیابان سے اسی طرح لڑتے ہوے سمت قلعہ نافرمانیہ چلے اس عرصہ مین وہ رات تمام ہوئی یعنی لشکر خسرو اختران شکست کھاکر خنجر بیضاے کینہ سوز شاہ نیمروز سے روبفرار لایا اور سلطان سیارگان نے قلعہ سپہر دوار کو تسخیر کرکے اپنا عمل ہر طرف بٹھایا رعب جلال دکھایا کہ نظم

صبح چون آفتاب نورانی — سر کشید از حجاب ظلمانی
خرمن جان بسوخت برق بلا — سبز شد گلشن جفا و قضا

صبح کو حال معلوم ہوا کہ رعایاے قلعہ نافرمانیہ اور فوج وغیرہ بھاگ کے باہر نکل آئی مہرخ اُس بھاگی ہوئی
فوج پر آگری وہ لشکر رات بھر کا خستہ و شکستہ تھا اور مالک اُسکا موجود نہ تھا وہ کیا لڑتا کوئی لمحہ بھر سحر کی
لڑائی اور شمشیر زنی ہوئی تھی کہ فوج بھاگی اور رعایا نے امان مانگی مہرخ نے نقارہ امان بجوایا اور سب
رعایا برایا کو لیکر اندر قلعہ کے داخل ہوئی اس عرصہ مین برق کے پاس قران آیا اور کہا قلعہ فتح
ہوگیا مہرخ کے پاس نافرمان کو لیچلو غرض یہ دونون نافرمان کو بیہوش کرکے پشتارہ لگاکر روانہ
ہوئے مہرخ دارالامارۃ شاہی مین آکر تخت پر ملکہ مہ جبین کو بٹھا چکی تھی شہر مین دوہائی پھر رہی
کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا سزا پائیگا دارالامارۃ مین ناچ ہو رہا تھا نذرین اکابران شہر کی
مہ جبین کو گذر رہی تھین کہ قران اور برق آکر پہونچے پشتارہ نافرمان کا سامنے رکھدیا مہرخ اُٹھکر
دونون سے لپٹ گئی اور کرسی زرین پر بٹھایا حال پوچھا قران نے کیفیت نقب دیکھے اُڑا دینے کی
بیان کی سارا دربار ہنسنے لگا مہ جبین نے بہت بھاری خلعت منگاکر دونون عیارون کو عنایت
کیا دونون نے وہ خلعت نذر عمرو کو دیا عمرو نے خلعت لیکر زنبیل مین رکھا اور ایک رومال گاڑھے کا نکالکر
بطور خلعت قران کے کندھے پر ڈالا قران نے عرض کیا کہ زہے فخر میرا کسی نے ایسا خلعت استاد سے کب
پایا تھا برق نے کہا استاد مین بھی اس عیاری مین خلیفہ کے شریک تھا مجھے بھی خلعت دیجیے عمرو نے
کہا تو ابھی اس قابل نہین اور قران جیلی جان بخش ہی تو انکی برابری کیا کریگا یہ اُنھین کا مرتبہ ہی کہ ایسا خلعت
مین نے دیا برق نے کہا اب دیکھیے دھوم کی عیاری کرونگا کہ آپ سے خلعت لونگا الحاصل نافرمان کو
ستون دارالامارۃ سے باندھا اور فتیلہ دافع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا ایک بار پہلے جو نافرمان ہوشیار
ہوئی تھی تو نقب اُڑتے اور شہر جلتے دیکھا تھا اب جو آنکھ کھلی عجب سامان نظر آیا کہ تخت پر مہ جبین جلوہ فرما ہی
دربار آراستہ ہی اسد دولہا شوکت پر بیٹھا ہی یہ دیکھ کر نافرمان نے آنکھین بند کرلین کہ شاید مین خواب پریشان
دیکھ رہی ہون مگر عمرو نے پکار کر کہا کہ ای ملکہ نافرمان یہ خواب نہین ہی بیداری ہی جسکی دعوت تمنے
کی تھی وہ سر سنگ دیکر اُلولیے گئے ملک تمھارا مع اموال مہ جبین کے قبضہ مین آیا درصورت اطاعت
تمھاری جان بخشی ہوگی اور مخالفت کرنے سے قتل کیجاؤگی نافرمان ساحرہ زبردست نہایت عقیلہ
ہی سمجھی کہ اوبار طلسم پر آیا ہی اسد بیشک طلسم کشا ہی یہ خیال کرکے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتی ہون
مجھے چھوڑ دیجیے عمرو نے اُٹھکر سوزن اسکی زبان سے نکالی اور ستون سے کھولدیا نافرمان نے آکر

تخت شاہی کو ملکہ مہ جبین کے بوسہ دیا ملکہ نے خلعت منگا کر دیا سرفراز کیا اور کہا جب ہم طلسم فتح کرینگے
علاوہ اس ملک کے اور بھی ملک تمھین دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ منادی ندا کرے جسکو ساتھ اپنی شاہزادی
ملکہ نافرمان کا دینا منظور ہو وہ افسر فوج آکر حاضر ہو حسب الحکم ملکہ دہل زنی ہوئی بھاگی ہوئی فوج کوہ
و دشت سے آکر حاضر ہوئی سب نے سوال اطاعت کیا ہر ایک نے قبول کر کے اپنا اپنا عہدہ بدستور لیا پچیس ہزار
ساحر جمع ہوے سب نے انعام بیکران پایا بعد اس تسلط کے عمرو نے کہا اے ملکہ اس قلعے مین ٹھہرنا نہ چاہیے
افراسیاب کی فوج آکر گھیرے گی کچھ بنائے نہ بنے گا یہان سے اپنی قدیم جگہ پر چلکر ٹھہرو اس مین یہ فائدہ
ہو کہ اگر کوئی زبردست آکر گرفتار کریگا راہ مین کہین ٹھہریگا عیار مارے گا اور اگر یہان سے آکر پکڑ لے جائیگا
بہت جلد افراسیاب پاس پہونچے گا کچھ تدبیر بن نہ پڑیگی مہرخ نے اُسیوقت بموجب مشورہ عمرو کے
نقارہ کوچ کا بجوایا نافرمان نے کہا مین ساتھ چلتی ہون ورنہ افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا غرضکہ لشکر
مین کمر بندی ہوئی عیار و سردار مع نافرمان کے سب طائران سحر اور سواریون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ
ہوے اور جہان فولاد سے مقابلہ ہوا تھا اسی جگہ قریب پشتہ رنگین حصار لشکر آکر اُترا بارگاہ فلک
پا نگاہ نصب ہوئی مہ جبین آکر تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی قران جنگل مین چلا
گیا یہان سب باطمینان ٹھہرے ہین مگر افراسیاب باغ عشرت مین مصروف عیش و نشاط تھا اور
انتظار فولاد کے آنے کا کرتا تھا اور ابن استادہ تھین جلاد حاضر تھے کہ دوسرے دن کچھ لوگ شہر نافرمانیہ
سے بھاگے ہوے قریب باغ عشرت پہونچے اور داد بیداد کرنے لگے افراسیاب نے حکم دیا کہ ان فریادیون
کو حاضر کرو ساحر و برد لائے افراسیاب نے کیفیت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ قلعہ نافرمانیہ
برباد ہوا اور فولاد کے ہلاک ہونے کی حقیقت کماحقہ جو کچھ گذری تھی بیان کی سنتے ہی افراسیاب نے
زانو پر ہاتھ مارا حیرت رونے لگی افراسیاب نے دلداری کی اور کہا ای حیرت اگر مین چاہون تو حجرہ ہفت بلا
کی ایک بلا کو حکم دون وہ سارے لشکر مہرخ کو کھالے مگر مین طرح دیتا ہون کہ یہ لوگ میرے ملازم اور
پرورش یافتہ ہین کیا انھین یکایک قتل کردون چاہتا ہون کہ ایسی گوشمالی دون کہ سرکشی چھوڑ دین
اور اسد وغیرہ کو گرفتار کر کے لائین حیرت نے کہا ای شہنشاہ اپنا کام اپنے ہی سے کچھ خوب ہوتا ہے مجھے
اجازت دیجیے فوج طلسم میرے ساتھ کیجیے کہ جا کر مقابلہ لشکر حریف سے کرون اور سب کو گرفتار کر کے حضور مین
لاؤن افراسیاب جواب دہ ہوا کہ ای حیرت تمنے دیکھا کہ عیارون نے فولاد کو کس طرح سر ننگ دیکر اُڑا دیا
پھر تمھین کیونکر ایسے سرکشون کے مقابلہ مین بھیجدون اب مین بھی پردہ ظلمات مین رہا کرونگا طلسم ظاہر مین
نہ آؤنگا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ای بادشاہ مین حکم احکام کس سے دریافت کرونگی افراسیاب نے

جواب دیا کہ تم خود پردہ ظلمات مین آنا اور اگر مین تمھارے پاس آؤن گا تو آئینہ سحر کرکے اندر رہونگا اور تم دیکھو گی کہ مین بیٹھا باتین کر رہا ہون مگر مین نہونگا بلکہ میری صورت کا پتلا ہوگا اور اب جو ساحر مقابلہ لشکر مہرخ کو جائے جہان اپنا خیمہ نصب کرے اس زمین کو زور سحر سے تعمیر کر دے کہ کوئی عیار سرنگ نہ لگا سکے اور بہت ہوشیاری سے رہے یہ باتین خوفناک افراسیاب نے جو کہین اسکا ایک چیلا ہوا ارژنگ جادو نام فن سحر مین مہارت تمام رکھتا ہو سر پر رومال جھل رہا تھا یکایک سامنے آیا اور دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ ای شہنشاہ غلام کو آپ نے کس دن کے لیے پرورش کیا ہے آپ مجھے حکم دیجیے کہ ان نمکحرامون کا جاکر خاتمہ کرون اور سب کو دم بھر مین گرفتار کرلاؤن مجکو نہ کوئی سرنگ سے اڑا سکے گا نہ کوئی عیار میرے پاس آسکے گا افراسیاب نے کہا کونسا سحر تجھے یاد ہے اسنے عرض کیا کہ جو شخص میرے پاس آئیگا مین افسون پڑھکر پھونکون گا اگر وہ عیار ہوگا تو صورت اسکی تبدیل ہو جائیگی مین گرفتار کر لونگا اور میرے گرد خیمہ کے تہ زمین سے بھی کوئی نہ آسکے گا افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ اور ابھی مہرخ شہر نافرمانیہ کے حوالی مین ہوگی گرفتار کرلاؤ اور عیارون سے بہت ہوشیار رہنا ارژنگ اسی وقت باغ کے باہر آیا نفیر سحر کو بجایا ساحران نامی حاضر ہوے اسنے حکم دیا کہ دس ہزار ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلین اور کام لشکر حریف کا تمام کرین ساحر یہ حکم سنکر تیار ہوے اور شیر واژدر پلنگ پر سوار ہوکر اسباب ساحری لیکر ہمراہ چلے نظم

صداے بوق تھی اک شور محشر ۔ ہوا تھا اس سے گوش چرخ بھی کر
ہوے میدان کی جانب وہ سبک خیز ۔ کیا اژدر کو ہر ساحر نے مہمیز
قد و قامت تھے انکے مثل کہسار ۔ سیہ کاری مین مانند شب تار
صدا کرنا کی تھی اک شور محشر ۔ پراگندہ ہو دل جس سے سراسر
زمین نعل ستوران سے مشبک ۔ صداے پاشنہ تھی آسمان تک

الغرض بشوکت تمام ارژنگ بعد قطع منازل و طی مراحل قریب قلعہ نافرمانیہ پہونچا اگر سارے شہر کو خراب و برباد دیکھا کہ عمارت شہر کی جلی ہوئی فوج فراری رعایا پریشان ہر شخص بیابان اسنے اس جا قیام کیا اور ایک نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا بس از تعریف خداوند جمشید و سامری ذبیر و شاہ باختری ای گروہ باغی آگاہ ہو کہ منم ارژنگ جادو سحر کی میرے پناہ نہین کوئی طلسم مین میرے منہ آج تک چڑھا نہین اور کوئی زبردست لڑکر سر بر ہوا نہین تمھارے نقش ہستی کو دم بھر مین مٹا دونگا گور مین سب کو سلا دونگا نظم

نہ اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور ۔ سلیمان کے ہی آگے دیو بھی مور
نہین ہی کام اژدر جاے آرام ۔ کہ شیشے کا ہی خارا سے بد انجام

نہین کچھ فائدہ اس شور و شر مین
مناسب آشتی ہی ہمدگر مین
دو سر رکھتا ہی کاروبار پر خاش
مسوزان خلق را بر جاے خود باش
عداوت ہی بہت خاہو نسے ممنوع
در توبہ ہی وا اور عذر مسموع
شراب تند لشکر سے نہ کھا جوش
خمار اسکا پشیمانی ہی بیہوش
اٹھا دے اپنی خاطر سے جو تو عذر
وہان چاہے صف نعلین یان صدر

اے مہرخ اگر دیکھتے ہی نامے کے یہان آکر حاضر نہوئی تو روز بد دیکھے گی نامہ تمام والسلام یہ لکھکر ایک تصویر جھولی سے پتھر کی نکالی اور کہا اے تصویر یہ نامہ مہرخ پاس لیجا اس تصویر نے نامہ اٹھا لیا اور زمین مین سماگئی مہرخ بارگاہ مین اپنی تمکین تھی ناچ ہو رہا تھا سامان عشرت مہیا تھا کہ پتلی زمین سے نکلی اور گود مین مہرخ کے گری نامہ یا جواب طلب کیا مہرخ نے نامہ جب پڑھا بدحواس ہوگئی عمرو نے منتشر دیکھکر پوچھا کہ اے ملکہ خیر تو ہی مہرخ نے کہا خواجہ ارژنگ چیلہ افراسیاب کا جسے شہنشاہ نے خود تعلیم کیا ہی اور بجاے اپنے فرزند کے پالا ہی وہ لڑنے آیا ہی اب سواے مرگ کے چارہ نہین مقابلہ کرنے کا یارا نہین عمرو نے کہا اے ملکہ خدا کو یاد کرکے جواب نامہ جنگ کر نا تبک جو آیا فرعون باسامان آیا مگر ہر فرعون نے راموسی دیکھا تمنے کہ عیاران نامدار نے کس طرح مار ڈالا کہ حسرت و آرزو واپسر گریبان تھی چیل کوؤن نے لاش کھائی تھی گور بھی بنا ئی تھی غرض عمرو کے کہنے سے جواب نامہ یون لکھا نظم

لکھا نام خدا آغاز مکتوب
کہ بسم اللہ ہی ہر کام مین خوب
پھر اسکے بعد توصیف رسالت
کہ یہ نقطہ ہی سر تاج عبادت
کیا پھر یہ جواب نامہ تحریر
مین تیری مدعی ہون مثل شمشیر
اسد خوش بخت ہی اور مرد جرار
جو اس فوج دلاور کا ہی سردار
نہ دیکھا تو نے کچھ نیرنگ ادبار
تصور کر ذرا تو اے گنہ گار
کہ نامی ساحرون کو ایک دم مین
عمرو نے دی جگہ ملک عدم مین
کریگا تجکو بھی گردون پشیمان
کر استغفار تو اور ترک طغیان
ہمین بھی تیری جان بخشی ہی منظور
وگرنہ صلح کرنا دل سے رکھ دور

یہ جواب باصواب رقم فرماکر تصویر کے حوالہ کیا وہ لیکر زمین مین سماگئی اور پاس ارژنگ کے پہونچی اور وہ تحریر دی اسنے پڑھکر قصد کیا کہ کوچ کرون اور ادھر مہرخ نے حکم کیا کہ تیاری فوج کرے اور لڑنے چلے اسوقت ملکہ نافرمان نے کہا اے ملکہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین یہانسے جاؤن اور ارژنگ سے کہون کہ مہرخ کے لشکر نے میرے ملک پر تسلط کر لیا تھا عیارون نے مجھے پکڑ لیا تھا اس سبب سے مصلحت وقت سمجھکر مین نے اطاعت کرلی تھی

فی الحال اے ارژنگ آپ تشریف لائے ہین میرے یہان اگر آ کر دعوت نوش فرمایئے مین بھی آپکے ہمراہ ہوکر کینہ
دیرینہ لشکر مہرخ سے نکالون اور سب باغیون کو قتل کرکے اپنا بدلہ لون بس وہ میرے یہان آئیگا کنیز اسے قتل کردیگی
یا گرفتار کریگی مہرخ نے کہا ایسا نہو وہ تمھین گرفتار کرلے کیونکر تنہا تمھین جانے دون اور مصیبت ڈالون اس اثنا
مین برق نے کہا اے ملکہ آپ نافرمان کو سہ فوج روانہ فرمایئے انکے نامہ و پیام مین وہ رہے گا مین جاکے قتل کرڈالونگا
آپ ابھی لشکر کشی نہ کرین اور زحمت بیفائدہ نہ اٹھایئن آخر مہرخ نے نافرمان کو روانہ کیا اور بطور اخفا
تشکیل کو پندرہ ہزار ساحر کی جمعیت سے بھیجا کہ ہم قریب لشکر ارژنگ وقت کے منتظر کمینگاہ مین جاکر
ٹھہر دیو بھی روانہ ہوا ساتھ لشکر کے برق اور ضرغام اور جانسوز بھی چلے اور بعد قطع مسافت راہ قریب
لشکر حریف پہونچکر کمینگاہ مین بیٹھے اب حال نافرمان سنئے کہ اپنے قلعے مین آکر ایک نامہ بلجاجت و منت ارژنگ
جادو کو لکھا کہ اے فرزند شہنشاہ افراسیاب یہ کنیز عجب مصیبت مین گھری تھی اطاعت مہرخ سے سراسر مجبوری تھی
کوئی حامی و مددگار اس وقت بد مین نہ تھا اگر مطیع اسکی نہوتی تو کیا کرتی زہے خوش نصیبی میری کہ جو حضور یہان
تشریف لائے غریبخانہ مین تشریف لایئے مجھے سرفراز فرمایئے مین معاذ اللہ اس قوم شریر سے لونگی اور ہمراہ آپکے
ہوکر لڑونگی یہ تحریر ایک ساحر معتمد لیکر ارژنگ پاس آیا اور نامہ دیا اسنے پڑھا اور براے امتحان کچھ سحر پڑھکر
دستک دی ایک پتلا زمین سے پیدا ہوا اسنے ایک کاغذ اسے دیا وہ بھی پڑھا لکھا تھا کہ یہ رقعہ از راہ فریب
نافرمان نے لکھا ہے وہ صدق دل سے شریک عمرو کی ہے اور تجھے قلعہ مین بلاکر قتل کیا چاہتی ہے خبردار اسکے
گھر مین نہ آنا اسنے وہ کاغذ توڑ مروڑ کر پتلے کو دیا کہ وہ لیکر زمین مین غرق ہوا اور نافرمان کے رقعہ کا جواب لکھا
کہ اے نمک حرام مین تیری چال جانتا ہون ایسے فقرے مین کب آتا ہون تو نے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا ساحر
تصور کیا ہے ہم ارژنگ جادو کوئی دم مین تجھے اور تیرے مددگار کو گرفتار کرکے عذاب الیم سے قتل کرونگا تو اپنی
سزا مین پہلے مہرخ کو جاکر گرفتار کرلاؤن پھر تجھے گرفتار کرون تو طلسم سے کہان جائیگی کوئی لمحہ مین اپنے کردار
ناسزا کا تماشا دیکھے گی یہ جواب لکھکر نامہ دار کو دیا وہ لے گیا مگر عیار کمینگاہ مین لشکر ٹھہرا کر بشکل مبدل گرد اسکے
خیمے کے پھر رہے ہین کہ ضرغام ایک خدمتگار کی صورت بنکر اندر اسکے خیمہ کے اور جانسوز ساحر بنکر در خیمہ
پر کھڑا ہوا اس عرصہ مین ارژنگ نے جو نگاہ کی دیکھا کہ ایک خدمتگار کھڑا ہے اسے شبہ ہوا اسی وقت سحر کیا
کہ ضرغام کا رنگ و روغن چھوٹ گیا اور صورت اصلی ہوگئی اسنے کہا خدمتگار ہے یہ رقعہ نافرمان کو دے آ
اور ایک کاغذ اٹھا کر دکھایا ضرغام کاغذ ہاتھ سے آکر لینے لگا اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او نابکار تو میرے ساتھ
بھی عیاری کرنے آیا تھا ضرغام نے چاہا کہ خنجر مارون مگر ارژنگ نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا کی حرکت جاتی
رہی اور پکارا کہ کوئی حاضر ہے جانسوز ساحر بنا دروازے پر کھڑا تھا حاضر حاضر کہتا ہوا اندر آیا ارژنگ نے

کہا عیار آتا تھا شروع ہوئے ایک کو مین نے گرفتار کیا ہو اسے لیجا کر قید کر جانسوز نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کر دیجیے مین اپنے سحر مین اسے مبتلا کر کے قید کرون اسنے اپنا سحر دفع کر دیا جانسوز باز و پکڑ کر ضرغام کو لیچلا مگر ارژنگ کو کچھ شعلہ ہوا جانسوز در خیمہ تک دونون نہ پہونچے کہ اسنے سحر کیا کہ جانسوز کی اصلی صورت ہو گئی بس پچانکر اسکو بھی مقید کر لیا اور ایسا سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین غرق ہو گئے اس عرصہ مین وہ دن گذرا اور نقاش قدرت نے صفحہ سپہر پر صورت ثوابت و سیار منقوش فرمائی اور مصور آفرینش نے پیکر دلفریب شاہد ماہ کو جلوہ بخش کیا نظم

چلا جب بادشاہ ملک خاور
شعاع مہر کا نیزہ اٹھا کر
ہوئی ظاہر یکایک فوج انجم
نشان مہر عالم سے ہوا گم
فلک پر تھا ستارون کا یہ انبوہ
کہ جیسے فوج مردم بر سر کوہ

سر شام برق بطور مخفی پاس نافرمان کے گیا اور کہا اے ملکہ جو عیار پاس ارژنگ کے جاتا ہو وہ بچانکر اسے گرفتار کر لیتا ہو مین اسکے پاس نجاؤنگا آپ مجھے ایک خیمہ اور پلنگڑی جواہر نگار کی و فرش شاہانہ عنایت کیجیے نافرمان نے کہا حاضر ہو لیجائیے برق نے چھکڑے پر سب اسباب مذکورہ بار کیا اور قلعے کے باہر آکر ایک صحراے سبزہ زار پر بہار قریب خیمہ ارژنگ تجویز کیا کہ جہان گلہاے رنگارنگ کھلے تھے چشمے چھلک رہے تھے نظم

چٹکے تھے غنچے لال تھے لب کو بلونکی طرح
پنکھا کرے تھی انکو صبا بسکہ ہر زمان
جھوکے سے باد کے تھیں کشاکش مین یکدیگر
شاخ کمان کی طرح سے پھولون کی ڈالیان
تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے
فتنے کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
قمری بھرے تھی نعرۂ حق سرہ کہین
اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی دان
تھا بسکہ بر فروختہ رخسارۂ چمن
ہردم سپند لا کے جلاتا تھا باغبان

برق نے چھکڑا تو قلعے مین بھیجدیا اور خیمہ اس مقام فرح افزا مین استادہ کیا اور پھولون کے ہار سے سارا خیمہ چھپا دیا وہ ہار سب عطر بیہوشی مین بسائے تھے گھیرے اس طرح ڈالے تھے کہ خیمہ گلدستہ معلوم دیتا تھا اور عطر بیہوشی بہت سا سارے خیمہ کے اندر اور باہر چھڑکا تھا اپنے دماغ کو بند کر لیا تھا ناک مین روئی رکھ لی تھی غرض اندر خیمہ کے پلنگڑی آراستہ کی اور گل تکیے لگائے عطر بیہوشی ان مین بھی ملدیا تھا چادر پلنگ پر عطر مین ڈوبی ہوئی بچھائی مسند زیر پلنگ لگائی سر اپچے اٹھا دیے روبرو خیمے کے وہ صحراے سبزہ زار ہو کہ جسکے دیکھے سے روح تازی ہوتی تھی فراش تماشا نے فرش چاندنی بچھایا تھا ہر ذرہ ریگ بیابان ثوابت آسمان سے

ہمسری کرتا تھا چشمہ ہر طرف موجزن انکے کنارے پہاڑ ہی چیتل گور وگوزن وہرن چاندنی مین پھرتے تھے برق
نے صورت اپنی جوگی کی بنائی کانون مین کنڈل اور مندرے پہنے بالون کی جٹائین بنکر خاک آلودہ کین ہاتھون
مین سلیمانی دانون کی سمرن باندھکر گلے مین سیلیان پہنین مالے ڈالے منھ پر موتیون کو خاک کرکے بھبھوت
ملا زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ چھالا در خیمہ پر بچھاکر بیٹھا اور طنبورا لیکر بجانے لگا اور بھجن سامری کی تعریف
کے گانے لگا یہان ارژنگ دونون عیارون کو قید کرکے اپنے خیمہ مین بیٹھا اور سحر کردیا کہ اب اندر خیمہ کے اپنا
پرایا کوئی نہ آسکے خدمتگارون تک کو باہر نکال دیا اور زمین کو پتھر سے بھی زیادہ سخت کردیا کہ کوئی عیار نقب
نہ لگائے خلاصہ کلام بانتظام تمام بیٹھا تھا کہ یکایک صدائے دلکش بھجن گانے کی کان مین آئی اٹھکر در خیمہ پر آیا
معلوم ہوا کہ پشت خیمہ پر جو جنگل ہے ادھر سے آواز آتی ہے اسی طرف روانہ ہوا اور قریب جنگل برق پہونچا چاندنی
چھٹکی تھی برق نے اسے آتے دیکھا آپ اٹھکر بھاگا اور ایک جھاڑی مین ندی کے کنارے آکر چھپ رہا لیکن
ارژنگ نے جاکر دیکھا کہ مرگ چھالا بچھا ہے خیمہ آراستہ ہے مسند پر زرنگار ہے پلنگ جواہر آگین بچھا ہے مگر کوئی نہین
ہے ایک سناٹا ہے یہ خیمہ کے اندر حیران ہوکر آیا ایسی جگہ معقول تھی اور لپٹ خوشبو کی آتی تھی کہ شام جان
اسکا معطر ومعنبر ہوا اور پلنگڑی پر بیٹھا خیال کیا کہ ایسا نہو کسی عیار نے یہ خیمہ اپنے رہنے کو درست کیا ہو یہ
سوچکر افسون پڑھا کہ زمین سے ایک تصویر پتھر کی کاغذ لیے نکلی اس سے کاغذ لیکر جو پڑھا لکھا تھا کہ یہ
خیمہ برق فرنگی عیار کا ہے اور تجھے وہ قتل کرچکا اب تو مردہ ہے یہ پڑھ ہی رہا تھا کہ عطر بیہوشی کی خوشبو تو کام
کرچکی تھی ہی سارے دماغ مین بس چکی تھی کہ یکایک چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق اسکو خیمہ کے اندر
جاتے دیکھکر آہستہ جھاڑی سے نکلا تھا اور قریب خیمہ چھپکر حال اسکا دیکھ رہا تھا جب ارژنگ بیہوش ہوا
برق خیمہ مین آیا اور خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈالا ایک شور عظیم برپا ہوا اور ڈھیلین برسنے لگین قیامت کی طرح ہنگامہ ہوا
صدا آئی مارا مجھے کہ نام میرا ارژنگ جادو تھا برق بھاگ کر لشکر شکیل جو کمینگاہ مین تھا وہان گیا اور کہا جلد چلو
اور ادھر ساحر صدائے دار و گیر سنکر دوڑے دونون عیار جو خیمہ مین ارژنگ کے قید تھے وہ چھوٹ گئے اور بھاگ کر قلعہ نافرمانیہ
مین پہونچے نافرمان سے کہا ارژنگ مارا گیا جلد لشکر تیار کرکے شبخون کرو نافرمان فوج کو ترتیب دیکر بعجلت تمام قلعہ سے
نکلی اور ایک طرف کو شکیل آکر پہونچا دو طرف سے ارژنگ کے لشکر کو گھیر کر شبخون مارا سحر کی لڑائی شروع ہوئی
شمشیر زنی ہونے لگی

نظم

برآئین دارا برون از حصار — برآمد سپہدار جم اقتدار
یلان تیغ و بازو برافراختند — رجز خوان بنا ورد گہ تاختند
سپاہ دو سو گرم پیکار گشت — دمہ تا بماہی خبردار گشت

زمین گشت رنگین زخون یلان — چنان کز شفق دامن آسمان
پس از وصف شیران شمشیر زن — کہ رنگین زبان گشتہ در کام من

الغرض ساری رات لڑائی سحر گی رہی اور تیغ آزمائی ہاتھون کی صفائی رہی صبح کو جب علم زرنگار شاہ خاور درمیان کوہسار بلند ہوا اور کہکشان کو ترک فلک نے نیام انتقام مین کیا قطعہ

چو خورشید در صبح دم طبل جنگ — فرو کوفت بر بام چرخ دو رنگ
تزلزل زمین و زمان را گرفت — تپش نبض جان جہان را گرفت

لشکر ازرنگ شکست کھاکر طرف باغ عشرت کے بھاگا نافرمان نے خیمۂ وخرگاہ افراسیاب نقد وجنس لوٹ لیا برق نے بہت کچھ لوٹا کہ چلکر عمرو کو نذر دونگا اور نافرمان سے کہا یہان نہ ٹھہر و اسی طرح لشکر مہرخ کی طرف چلو تو فوج سب مسلح و مکمل تھی ہی نقارے خوشی کے بجاتے قہقہے لگاتے روانہ ہوئے اور بعد مرحلہ پیمائی کے داخل عسکر نصرت اثر ہوے مہرخ نے سب کو گلے سے لگایا اور صداے مبارکباد بلند ہوئی کرسے عید کی طرح سب گلے مل مل + غنچہ کی طرح ہنستے تھے کھل کھل + برق کو مہ جبین نے بہت بھاری خلعت دیا اور سب عیارون کو سرفراز کیا لیکن فوج ازرنگ کی شکست خوردہ چاک گریبان وسینہ زنان باغ عشرت کے قریب پہونچی افراسیاب سرگرم عیش ونشاط تھا اور سترہ ہزار ساحر معزز گرد و پیش بیٹھا تھا رقاصہ مجرا کر رہی تھی دور مے گلگون کا چلتا تھا کہ یکایک صداے نوحہ وشیون کان مین آئی خبر دریافت کرائی معلوم ہوا کہ ازرنگ مارا گیا فوج جو اسکے ساتھ گئی تھی وہ بھاگ کر آئی ہے چند افسرون کو ان مین سے اپنے روبرو بلایا اور حال مفصل ازرنگ کے قتل ہونے کا دریافت فرمایا اور سب کیفیت سنی پشت دست کو دندان حسرت سے کاٹا حیرت نے کہا اے شہنشاہ اب مجھے تاب باقی نہین ہے مین جاتی ہون اور ان نمکحرامون کو سزا دیتی ہون افراسیاب نے کہا تمھارا جانا مناسب نہین تم باغ سیب مین جاکر معہ ارکان سلطنت ٹھہرو مین پردۂ ظلمات مین جاتا ہون وہان سے جب آؤنگا جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا یہ کہکر سوار ہوا چونسٹھ ہزار نقارے برروے ہوا بجنے لگے اور تخت طاؤسی جبیر افراسیاب سوار ہے سامنے اس تخت کے پریزادین طلسمی ہاتھون مین ساز لیے تخت روان پر بھر کے سوار اگر ناچنے لگین اور بہت سی پریان بچکاریان لیے سونے روپے کے گھڑے کولے پر رکھے رنگ کے بدلے گلاب اور کیوڑہ بید مشک انمین بھر آپس مین رنگ کھیلتی ہوئین قمقمے اچھالتی چلین چارون وزیر تخت کے گوشون پر کھڑے جنور بال ہما کا لیے مگس رانی مین مصروف ہوئے ایک ابر سرخ رنگ تخت پر آکر سایہ فگن ہوا اور موتی ابر سے برسے لگے اور تخت ازخود سواری کا سن سن ہوا کی طرح روانہ ہوا جدھر سے سواری نکلی درخت اور طائر اور انسان سب یا افراسیاب

یا افراسیاب کی صدا دینے لگے اسی طرح طرف ظلمات کے چلا گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کدھر سے واصل پردۂ ظلمات ہوا حال پردۂ ظلمات بروقت داخلۂ عمرو کے بیان ہوگا لیکن حیرت بعد جانے افراسیاب کے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور معہ ارکان دولت کے بڑے حشم و خدم سے آکر باغ سیب مین پہونچی اور تخت پر بیٹھی تمام سردار ساحر زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ شروع ہوا ساقیان مہ لقا جام بادۂ احمر دینے لگے اسوقت ہوا سرد سر دچلنے لگی اور گھٹا چارطرف چھاگئی سارے پھول باغ سیب کے کھل گئے درخت نشۂ جوش بہار سے جھومنے لگے طائران سحر سامنے حیرت کے آکر زمزمہ سرا ہوئے کہ ای ملکۂ عالم ملکہ بہار جادو تشریف لاتی ہین حیرت نے کہا جبھی یہ عالم بہار کا یکایک ہوا تھا اچھا کچھ لوگ استقبال کو جائین اور باعزاز تمام لائین ساحران معزز روانہ ہوے اور ملکہ بہار کا استقبال کیا بہار داخل باغ ہوئی سب اُٹھ کر کھڑے ہوے حیرت نے گلے سے لگایا بلائین لین پاس اپنے بٹھایا کس لیے کہ بہار جادو چھوٹی بہن حیرت جادو کی ہی اور ایسی خوبصورت ہی کہ باغبان قدرت نے چمن حسن کو اسکے اپنی آبیاری رحمت سے سرسبز فرمایا ہی اور گلشن روزگار مین سرو قامت کو اس غنچہ خوبی کے بوٹا سا جسم خلق کیا ہے **ابیات**

شہریار لشکر جور و جفا	زیب بخش کشور حسن و ادا
برق تمثال آتشین و شوخ و شنگ	سوز جان نازنینان فرنگ

افراسیاب ہزار جان سے اسپر شیفتہ و فریفتہ ہی اور صدہا مرتبہ سوال وصل کر چکا ہی مگر بہار نے حیرت اپنی بہن کے باعث سے انکار کیا ہی دربار مین کم آتی ہی کوہ آرام طلسم مین ایک مقام ہی وہان رہتی ہی طلسم مین غدر سنکر اور ساحرون کے مارے جانے کی خبر سنکر پاس اپنی بہن کے آئی ہی ہر ایک ساحر جلیل القدر اسپر مائل ہی مگر بخوف اسکے کہ افراسیاب اسے پیار کرتا ہی کوئی خواستگاری عقد کی نہین کرتا ہی بہار نا کتخدا ہی اور حیرت بوجہ عشق افراسیاب چاہتی ہی کہ بہار طلسم مین نہ رہے مگر ظاہر مین خاطر کرتی ہی خلاصہ کلام جب بہار بیٹھی حیرت نے اشارہ کیا ساقی جام سامنے بہار کے لایا میکشی شروع ہوئی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بہار نے کہا باجی یہ کیا غلغلہ طلسم مین ہی حیرت گویا ہوئی کہ اے بہن اس مہرخ حرامزادی کی قضا آئی ہی شامت زدی نے ملازمان شہنشاہ کے ساتھ بغاوت اختیار کی ہی جان نثارون کو حضور کے قتل کرتی ہی اب مین جاکر گرفتار کر کے ایسے بڑے حال سے جوتیان لگا کر قتل کرونگی کہ اس طلسم مین تو اس طرح کوئی بعزت نہوا ہوگا بہار نے یہ باتین سنکر برا مانا کس لیے کہ مہرخ اسکی عزیز ہی اور کہا کہ بہن یہ تو ناحق کہتی ہو ملکہ مہرخ سے اور مہ جبین سے آخر عزیزداری کیسی بلکہ خون شریک ہی کہین لاٹھی مارنے سے پانی جدا ہوتا ہی یہ کس طرح تمھارے منہ سے نکلا کہ جوتیان لگا کر قتل کرونگی

کچھ وہ ہم لوگون سے کم نہین ہان البتہ شہنشاہ اور ساحران صاحب مرحلۂ طلسم یا بلائے ہفت حجرہ یا ساکنان دریاے ہفت رنگ و دریاے نیل وغیرہ اسکے اوپر غالب آسکتے ہین یا ہم اور تم مقابلہ کرسکتے ہین یا چار دن وزیر شہنشاہ کے لائق مقابلہ ہین سنا ہے کہ فولاد بہوشی خوار کو سحر کرکے اژدہے سے نگلوالیا ہوتا اگر پتلے طلسمی ہوتے تو بچکر آنا فولاد کا میدان جنگ سے دشوار تھا پھر ایسے معزز بزرگ عالی خاندان کو تم کیونکر جوتیان لگاؤگی حیرت یہ کلام سنکر فرط غیظ سے آگ ہوگئی اور کہا او چھوکری تو سر دربار شوکت صرصر کی بیان کرکے میرے سردارون کو خوف زدہ کرتی ہے نمک حرامی در پردہ اسی کو کہتے ہین تو بھی انھین باغیون مین مل گئی ہے جب تو طرفداری کرتی ہے یہ کہکر لوگون سے کہا کہ کیا دنیا مین خون سفید ہوگیا ہے کہ جب ایسے شخص نمک حرامی کرین تو پھر اور کسی سے کیا امید ہوگی لو صاحب ہمارے سامنے اور صرصر کی تعریف وہ حرامزادی اب ہماری عزیز ہوئی یاد دشمن ہے مین اسے جوتیان نہ لگاؤنگی تو کیا سر پر چڑھاؤنگی بہار نے سخنان درشت سنکر کہا بس بس منہ سنبھالو نمک حرام جو ہوگا وہ ہوگا مجھے کیا کام کسی سے میری پیزار یہ جھگڑے جانے ذرا میرے منہ لگنا نہین مین بھی اپنے نام کی ہون سات شہزادی ہون تمھارا معلوم کردونگی مجھے ذرا پنا تو جہ شاہ ہونا نہ جتانا یہ باتین ہورہی تھین کہ یکایک سواری ظلمات کی طرف سے افراسیاب کی آئی تجمل سواری جو پہلے ذکر کیا گیا ایک جانب ٹھہرا اور افراسیاب دستنبو اچھالتا ہوا خوش طبعی کرتا تخت سے اترا اہل دربار بہر تعظیم اٹھے مجرا و سلام ہر ایک کا ہوا اور تخت پر بیٹھا دیکھا کہ بہار جادو کے اشک متصل و پیہم جاری ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشاطۂ حسن نے موتیون کا سہرہ چہرہ زیبا پر اس عروس بہار کے آراستہ کیا ہے یا صدف کا منہ کھلا ہے کہ آئی آبدار انگل رہی ہے رنگ چہرہ کا فرط نزاکت سے گل کی طرح سرخ ہوا افراسیاب یہ حال دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا اور پوچھا کہ اے غیرت وہ گلشن صرصر ریخ سے تو بری رہے کونسا الم پہونچا ہے کہ بشکل غنچہ دل تنگ ہے بہار نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب مین نمک حرام ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ بہار لشکر صرصر پر جا کر وہ خزان لاؤن کہ عندلیب اسکے مددگار نالہ و شیون کرین اور مجھے رحم نہ آئے اور باغ ہستی مین کسی باغ کا نخل قامت باقی نہ رہے لیکن باغ طلسم سے ہم بھی مانند بوے گل پریشان ہوے واے چمن بندر یا حق سلطنت آپ کے قدم سے جدا ہوے یہ کلام اُس غنچہ دہن کے افراسیاب نے جو سُنے اور دیکھا کہ چشم نرگسی مین اشک شبنم نمط بھرے ہین لب نازک مثل برگ گل حرارت غضب سے اور تیزی صہبائے کلام سے تھرا رہے ہین کہ ابیات

طبیعت کو پیدا ہوا ہے ملال
ٹھہرنا اُسے یان ہوا ہے محال

لبون پر ہنسی چتونون مین حجاب
[illegible] بظاہر بباطن عتاب

کھسیانی ہوکر باتین کر رہی ہوا افراسیاب نے حیرت کو گھڑکا کہ اگر یہی لوگ نمکحرام ہونگے تو نمک حلال تم کہانسے ہوئین حیرت نے کہا یہ باتین سب مجھپر آئینہ ہین چلو مجھ سے ایسی باتین بناوٹ کی نہ کرو مین آدمی کی نگاہ پہچانتی ہون تم انکی پشتی بھلا کیونکر نہ لوگے یہ طنز بھی بہار کو برا لگا اور افراسیاب پتے کی بات سنکر چپ ہو رہا بہار نے اپنے دل سے یہ مشورہ کیا کہ چلکر مہرخ کا لشکر برباد کرے اور وہان سے کسی طرف نکلجاے یہ تجویز کرکے گلریزی گلشن کلام مین کی کہ اے شہنشاہ آخر حضور کسی جان نثار کو بہر مقابلہ حریف بھیجیگا مجھی کو روانہ فرمایئے افراسیاب سوچا کہ اگر مین روکتا ہون حیرت کہیگی کہ معشوق کو لڑنے جانے نہ دیا اسس سبب سے بہار کو اجازت دی کہ اچھا جاؤ لیکن تم الگ رہنا کسی اپنے نوکر کو حکم دینا کہ وہ لشکر مہرخ کا فیصل کردے اور مین بھی تمھاری مدد بھیجونگا بہار نے کہا آج تک تو مین نے کسی کی مدد نہین چاہی اگر آپ بھی بہر امداد تشریف لائے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی کہین ایسا غضب نہ کیجئے گا جو کسی کو بھیجیے افراسیاب نے کہا سچ ہے اے ملکہ تم ایسی ہی ہو اور خلعت رخصت منگا کر دیا بہار تیوریان چڑھائے منھ پھلائے سوار ہوکر کوہ آرام مین آئی اور ایک دن اپنے مقام پر رہکر اپنے سپہ سالار میخوار کر گدن پیشانی کو حکم ترتیب لشکر دیا بارگاہ زرنگار بسنتی رنگ کی اژدر سحر پہ بار ہوئی اور ساٹھ ہزار جادوگرنیان اور ساحرا اسباب سحر کا لیکر آمادۂ سفر ہوئے جب کہ دوسرے دن اریکہ آراے چرخ زنگاری با چتر زرین شعاع اورنگ سپہر پر جلوہ گر ہوا ابیات

چو در خانۂ زین نشست آفتاب　　روان گشت فتح و ظفر در رکاب
برآمد یکے قرص زرین حباب　　فرو رفت ظلمت بدریاے آب
ز رخ خود نمود آفتاب منیر　　ز رویش جہان گشت روشن ضمیر

صبحدم نفیر سحر بجی اور لشکر نے کوچ کیا ملکہ بہار تخت پر سوار ہوئی سامنے ملکہ کے تخت پر گلدستے گلزار کو جو ہنستے رکھے تھے گھٹا تخت پر چھائی تھی اور مہین مہین بوندیان پڑتی تھین جدھر سے سواری نکلتی تھی ساونی کے تختے از خود ظاہر ہوتے تھے اور جھولتے تھے خواصین سر پر چتر زرین ملکہ کے لگائے تھین اور خود بخود کچھ پریزادین ظاہر ہوکر پچکاریان لیے رنگ کھیلتی تھین ہولیان گاتی تھین اور جادوگرنیان اور ساحر ہمراہ کے چاندی سونے کے پھول ملکہ کے اوپر سے نثار کرتی تھین سحر کی نیرنگیان دکھاتی تھین آگے آگے میخوار بعہدۂ سپہ سالاری اژدہے پر سوار پشت پر ساحر ساٹھ ہزار ابیات

کہ سب مثل بلبل کے تھے نغمہ سنج　　عدو گیر و بے رنج بر وقت سنج
زرہ پوش مردان جنگ آزما　　لیے ساتھ اسباب سب سحر کا
وہ اُڑتی ہوئی بیرق اُس فوج کی　　کہ دریاے لشکر کی وہ موج تھی

ہزاران جنگی بہ آئین جنگ — کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
یلان غرق آہن ز سر تا بپا — چو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا

غرضکہ لجرے جاہ وحشم سے پانچ پانچ کوس کا کوچ و مقام بہار کرتی روانہ ہوئی جب ایک منزل لشکر کوہ آرام سے نکل آیا ایک جگہ بہار ٹھہری تھی کہ میخوار کرگدن پیشانی نے عرض کیا کہ اے ملکہ اگر اجازت دیجیے تو بارہ ہزار ساحرون سے یہ غلام آپکا آگے جاکر لشکر مہرخ کو گرفتار کرے کس لیے کہ بروقت تشریف آوری حضور کے زحمت بندگان عالی کو نہو صرف سر کٹوا کر پاس شہنشاہ کے بھیجنا باقی رہے بہار نے کہا اچھا جا اور میرا سکھایا ہوا سحر جاتے ہی کرنا میخوار حسب الارشاد منجملہ ساٹھ ہزار ساحر کے بارہ ہزار ساحر جو اُسکی اردلی خاص کے تھے منتخب کر کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام راہ طے کر کے قریب لشکر مہرخ عالی مقام پہونچا اور خیمہ ایستادہ کرایا نقارے داخلے کے بجے لشکر اُترنے لگا مگر میخوار نے اپنے خیمے کے برابر خیمہ اور برپا کرایا اور اسباب سحر کا لیکر اسمین سحر کرنے بیٹھا خون خوک سے چوکا دیا صندل کی چوکی پر کھڑے ہوکر سحر پڑھنے لگا سور کے لہو سے آپ بھی نہایا منقل آتشین پر اگر وھتورے کے پھل رائی سرسون نبولے جلاتا تھا لیکن طائر سحر ملکہ مہرخ اسکے لشکر کو اُترتے دیکھکر بارگاہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور بزبان فصیح دعاے شہنشاہی بجا لائے کہ ابیات

اے تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو — وی خلعت شاہنشہی زیباست بر بالاے تو
بدر الدجاے مکرمت مہر سپہر آبہت — شد فخر تخت سلطنت کامد بزیر پاے تو

میخوار سپہ سالار بہار آیا ہے اور ارادہ فساد رکھتا ہے مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ خدا خیر کرے بہار کا آنا بڑا قہر ہوا اس سے ہم کوئی مقابلہ نہین کر سکتے تا انیکہ اسکے سپہ سالار کے بھی ہمسر نہین ہو سکتے ملکہ اور خواجہ مین تو باتین ہونے لگین اور عیار خبر سنکر لشکر سے نکل کے صحرا مین چلے گئے عمرو نے کہا ملکہ خدا مالک ہے گھبرانا نہ چاہیے لیکن عمرو ہر چند تسکین دیتا ہے مگر سارے لشکر مین کھلبلی پڑگئی اور کم اعتقاد بزدل جو تھے وہ بھاگنے لگے جو ساحر مطیع اور بہادر ہین انھین یقین واثق مرگ کا ہوگیا عمرو نے بعد دعا دینے کے چاہا کہ مین بھی لشکر سے نکل جاؤن اُسوقت یکایک آسمان پر ابر آیا اور اس ابر سے ہزارون ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے نافرمان نے کہا اے ملکہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا حاکم قلعہ سرو یان آتی ہے مہرخ نے ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا عمرو بھاگا جاتا تھا یا ٹھہر گیا کہ دیکھون کون آتا ہے لیکن جب شکیل وغیرہ براہ تعظیم سرخ مو کے پاس پہونچے سرخ مو ملکہ نافرمان کے گلے سے لپٹ گئی کس لیے کہ ان دونون مین بہنا پا ہے اور یہ نافرمان کو سمجھانے آئی ہے کہ کیون شریک عمرو کی ہوئی اب بھی بازگشت کرے اور میرے ساتھ چلے غرض کہ بارگاہ مین آئی ساحرہ جلیل القدر ہے اور صاحب ملک و مال ہے

تیس ہزار ساحر اُسکے مطیع ہین افراسیاب بھی خاطر کرتا ہی حسینہ جمیلہ بھی ہی مہرخ نے اُٹھکر تعظیم کی اور ذنگل زرین
پر بٹھایا اسنے دیکھا کہ ملکہ مہ جبین تخت پر جلوہ گر ہی در بارلگا ہی ایک کرسی جواہر نگین پر عمرو بیٹھا ہی عمرو کا
چونکہ حلیہ سارے طلسم مین افراسیاب نے پہلے ہی جاری کیا تھا اسی سبب سے مہرخ مو نے بھی شناخت
کیا اور عمرو کی صورت عجیب دیکھکر ہنسی اور کہا اے نافرمان بہن یہ تمنے کیا غضب کیا کہ شہنشاہ
سے بگاڑی افسوس مفت اپنی جان کھوئی نافرمان نے کہا بہن ستارۂ اقبال شہنشاہ عمرو اوج
پر ہی افراسیاب مارا جائیگا طلسم فتح ہوگا جو عمرو کا شریک ہوگا وہ بچے گا باقی سب مارے جائینگے
تم بھی بہن ملجاؤ مہرخ مو یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور کہا چہ خوش کجا افراسیاب اور کجا عمرو واہ ری
آپکی عقل کہان زمین اور کہان آسمان تم مجھے سمجھاتی ہو اگر ہزارون ساحرون کو عیار قتل کرینگے تو بھی کیا ہوگا
افراسیاب کی فوج اسقدر ہی کہ ایک قلعہ ہی اسمین کئی سو کنوئین ہین اسکے ہر ایک کنوئین مین بیشمار
مچھر بھرے ہین گروہ مچھر نہین ہین بلکہ ساحران طلسم اور لشکر افراسیاب ہی اگر اُس مین سے ایک کنوان
کھولدے تو سارا طلسم پر از فوج ساحران ہوجائے بھلا شہنشاہ سے کون مقابلہ کرسکتا ہی اور فرض کیا عمرو
سب طرح غالب آئیگا مگر لوح طلسم کہان سے پائیگا کیونکہ بے لوح طلسم فتح نہین ہوتا اور لوح اس
طلسم کی افراسیاب خود بھی نہین جانتا کہ کہان ہی پس عمرو کہان سے لائیگا نافرمان نے کہا ای مہرخ مو وہ
مسبب الاسباب کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ لوح ملے گی اور طلسم فتح ہوگا تمنے سنا نہین کہ مصرعہ دشمن اگر قویست
نگہبان قوی تر ست مہرخ مو نے کہا معلوم ہوا کہ اے بہن اب ہمارے تمھارے جدائی ہوئی ہم کسی طرح عمرو
ایسے ذلیل شخص کی اطاعت نہ کرینگے اس طرح کی باتین باہم بارگاہ مین ہورہی تھین کہ وہان مخمور اتنے
عرصہ مین سحر پڑھ چکا بھینٹ دیچکا اور اسی طرح خون خوک مین نہایا ہوا در خیمہ پہ آکر کھڑا ہوا لشکر مہرخ
کی طرف سحر پڑھکر پھونکا کہ ایک ابر لشکر پر محیط ہوا اور ہوا کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے مہرخ مو نے کہا
دیکھو کوئی آفت آئی یہ کہکر پرواز کرکے چلی لیکن ابر سارے لشکر پر محیط ہوگیا تھا ہوا ے سرد کا جھونکا لگا بیحس
ہوکر گری بعد کچھ عرصہ کے پھر ہوش مین آئی اور کہا ای نافرمان تیری محبت مین مین بھی گرفتار ہوئی
نافرمان اور مہرخ اور شکیل وغیرہ سب غافل تھے اور جانتے تھے کہ مخمور جب طبل جنگ بجوائے گا اُسوقت
مقابلہ ہوگا غرض کہ اس جلدی مین سب سحر پڑھنے لگے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور ہواے سرد کے جھونکے
جو جسم مین لگے سب بیہوش ہوگئے اور بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوے پکارتے تھے نظم

منادیست ور کوچۂ میفروش		کہ امروز در ہر کہ یابند ہوش	
گریبانش گیرند و دامان کشند		کشاکش بدیوان مستان برند	

سب بہوت ہوکر جھومتے تھے اور صراحی و جام لیکر میخواری کرتے تھے کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی کسی کی مونچھ اکھاڑتا تھا کسی کو عالم مستی مین دریا موجزن معلوم ہوتا تھا ناک پکڑکر زمین پر گرتا تھا اپنے دانست مین غوطہ لگاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ ؎

ارُنیا مین ذرا دیکھ ہوسناک تماشا ۔۔۔ پھر خاک مین تو دیکھے گا کیا خاک تماشا

اب تو یہ عالم ہو کہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہوکر ڈھولک مین پکھاوج لیکر ہولیان گانے لگا کہ فرد میکشو ابکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیئے ✣ واعظ آئین بھیٹون پر ہولیان گاتے ہوے نعرۂ مستان اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا ہر ایک میخوار کہ رہا تھا کہ غزل

بیا و کشتی ما در محیط شراب انداز ۔۔۔ غریو و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز
مرا بہ کشتی بادہ در افگن ای ساقی ۔۔۔ کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز
ز کوے میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا ۔۔۔ مرا دگر ز کرم در رہ صواب انداز
بیار زان می گلرنگ مشکبو جامی ۔۔۔ شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز
اگرچہ مست و خرابم تو نیز لطفے کن ۔۔۔ نظر برین دل سرگشتہ و خراب انداز
بہ نیم شب اگرت آفتاب مے تابد ۔۔۔ ز روے دختر گلچہر رز نقاب انداز
مہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند ۔۔۔ مرا بمیکدہ بر و در خم شراب انداز
گر از تو یک سر مو سرکشد دل حافظ ۔۔۔ بگیر و در خم زلفش بہ پیچ و تاب انداز

الحاصل یہ تو سب اس کیفیت سے ابر سحر کے نیچے مقید ہین کہ جو مہرخ کے لشکر سے باہر جانے کا قصد کرتا ہی اسکو ہواے سرد کا جھونکا ابر سے نکلکے بیہوش کر دیتا ہی اور جو زیر ابر ہی وہ مست ہو رہا ہی لیکن سواے عمرو کے اور عیار لشکر سے پہلے ہی نکل گئے تھے اُنھون نے دور سے یہ کیفیت اپنی فوج کی دیکھی زنبیل عیاری بجائی قران زنبیل سنکر عیارون کے پاس آیا اُنھون نے یہ حال کہا قران فکر کرتا ہوا عیاری کی ایک طرف چلا اور تینون عیار ایک سمت روانہ ہوے ادھر میخوار بعد فراغ سحر خوانی ازبسکہ خون خوک مین نہایا تھا اسلیے حکم دیا کہ پانی سقے حاضر کرین غسل کرونگا سقے مشک لیے دریا جو لشکر کے قریب تھا وہان آئے اتفاق سے قران تدبیر عیاری سوچتا دریا پر آنکلا سقون کو پانی بھرتے پایا اُسنے پوچھا کہ یہ پانی کہان جائیگا اُنھون نے کہا میخوار نہائیگا قران نے ایک سقے سے کہا کہ بھائی مجھے تم سے ایک بات کہنا تھی بلکہ ایک امانت تمھاری میرے پاس ہی تمھارے ایک دوست نے مجھے دی ہی سقا یہ کلام سنکر لالچ مین آیا اور سوچا کہ ہر چند مین اس شخص کو پہچانتا نہین مگر کیا حرج ہی شاید کسی نے کچھ بھیجا ہو تو الگ جاکر لے لون یہ سوچکر

علحدہ ہمراہ قران کے آیا قران نے اُسے لیجا کر حباب بیہوشی مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسے درخت سے باندھ کر قران اُسکی صورت بنا مشک کندھے پر ڈالی لنگی کھاروے کی پہنی تسمہ کمر سے لگایا کا نٹا سینے کے برابر لٹکایا اور وہان سے بجلدی تمام آکر دریا سے مشک بھری اور کمر مین بغدہ اپنا چھپا کر مشک اُٹھا کر لشکر میخوار مین آیا دیکھا اندر خیمے کے سب سقے جاتے ہین قران بھی خیمے مین آیا دیکھا میخوار چوکی پر بیٹھا ہی اور سقے مشک لاکر اسکے جسم پر ڈالتے ہین اور پھر پانی بھرنے جاتے ہین قران نے پشت پر آکر ایک ہاتھ سے دہانہ مشک کا کھولا اور دوسرے ہاتھ سے بغدہ کمر سے نکالا مشک کندھے پر سے اُتار کر میخوار کے سر پر اُلٹا دی وہ حیران ہو کر پھرا تھا قران نے چمک کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا تیورا کر گرا تھا کہ قران نے سر کاٹ ڈالا شور و غل پیدا ہوا تمام عالم مین تاریکی چھا گئی ساحر دوڑے قران جست کر کے خیمہ سے نکلکر بھاگا جب ساحر اندر خیمے کے آئے صدا سنی کہ مارا مجھے نام میرا میخوار گرگدن پیشانی تھا ساحرون نے لاش اُٹھائی رونے پیٹنے لگے لیکن لشکر مہرخ پر وہ ابر جو محیط تھا شق ہو کر برطرف ہو گیا اور سب کو ہوش آگیا وہ حالت مستانہ دفع ہوئی مہرخ مو نے کہا بہن نافرمان مین جاتی ہون یہ کیا تھا کیا ہو گیا نافرمان نے کہا میخوار کے سحر مین ہم سب مسحور تھے اُسکو کسی عیار نے قتل کیا ہم لوگ رہا ہو گئے مہرخ مو کے ہوش اُڑ گئے کہ کیا جلد عیارون نے میخوار کو قتل کیا کہا بہن مین مان گئی واہ واہ کیا کہنا نافرمان نے کہا بہن کہان جاؤ گی ٹھہرو دیکھو اب کیا ہوتا ہی مہرخ مو ٹھہر گئی اس عرصہ مین قران بھاگ کر صحرا مین پہونچا اور زنبیل عیاری بجائی برق صدا سُنکر دوڑا آیا اور کہا ای خلیفہ لشکر میخوار مین یہ شعلے کیسے بلند تھے شور و غل ہو رہا تھا قران نے کہا میخوار کو مین نے جہنم واصل کیا جلد جا کر لشکر مہرخ کو لاؤ اور فوج کو حریف کی قتل کرو برق بعجلت تمام پاس مہرخ کے آیا اور کہا جلدی چلیے لشکر میخوار کو قتل کیجیے مہرخ نے نفیر سحر بجائی جلد جلد فوج مین کمر بندی ہوئی ساٹھ ہزار ساحر آکر لشکر میخوار پر کہ بارہ ہزار ساحر تھے گرے سحر چلنے لگا سلین برف کی گرنے لگین کسی ساحر نے دریاے سحر کے زور سے ظاہر کیا کسی نے آگ برسائی کسی نے پتھر برسائے کسی سمت پیکان تیر برستے تھے ایک ہنگامہ قیامت رہا مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا دلارام نے سحر کی بجلیان گرائین عمرو موافق اپنے دستور کے کبھی لوٹ مار کر کبھی جست کر کے خنجر زنی کر کے سر دریا نون قلم کرتا تھا مردون کو لوٹتا تھا اسد کا نعرہ ایک طرف بلند تھا نعرہ

اسد نامور ضیغم روزگار — نظر کردہ شیر پروردگار
زتیغم بمیدان جنگ آوران — شود چار سو الامان الامان

ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تھا برق شمشیر چمکتی تھی سر مثل باران کے برستے تھے فیل شہزادہ اسد کی حفاظت کرتا ہوا ساتھ ساتھ لڑتا جاتا تھا اور صف لشکر دشمن کو پراگندہ کرتا تھا

نظم

بجوش غضب صورت شیر نر ۔ بہر سمت چون مے شدی حملہ ور
نمایان شدی این چنین کارزار ۔ زتن شد جدا سر ہزاران ہزار
بسے گیر چون گلۂ گوسفند ۔ گریزندہ از بیم جان می شدند
تزلزل فتادہ چو در رزمگاہ ۔ پراگندہ می گشت فوج و سپاہ
یکے داشت در سر ہوائے گریز ۔ یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے را روان خون ز زخم سنان ۔ بمیدان یکے تشنہ لب داد جان
بگیتی است تا رسم فتح و شکست ۔ چنین فتح کس راندا دست دست
نہ چشم زرہ این چنین فتح دید ۔ نہ گوش سپر در مصافے شنید

خلاصہ یہ کہ دم بھر مین بارہ ہزار ساحر لشکر حریف کے مارے گئے بھیر و بنگاہ بازاری لوگ بھاگ کر سمت بہار جادو روانہ ہوئے مہرخ نے خیمہ ڈیرہ مال و خزانہ ساز و سامان سب لوٹ لیا الیارن پڑا تھا کہ ؎ یک وجب جائے زسیلان خون پاک نبود + کشتہ تا بان بود دگر خاک نبود + غرضکہ لوٹ مار کرکے سب اپنے پڑاؤ پر آئے سردار داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی نذرین فتح و نصرت کی مہ جبین کو گذرنے لگین سرخ مو نے بھی اُٹھکر نذر دی اور کہا ای ملکہ اب اگر مین اپنے ملک کو جاؤنگی ازبسکہ آپ کے یہان جنگ مین شریک تھی افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا لہذا مین بھی آپ کی کنیز ہون خواہ جان جائے یا رہے مہرخ نے گلے سے لگایا اور خلعت سرخ مو کو دیا اسنے ایک نامہ اپنے سپہ سالار شمشاد فیل پیکر کو لکھا کہ مع فوج و لشکر و مال و خزانے کے لشکر مہرخ مین آکر پہونچو کہ ہمنے اطاعت عمرو کی اختیار کی یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ بزور سحر پرواز کرکے سمت ملک سرخ مو یان روانہ ہوا لیکن اب حال سُنیئے کہ ملکہ بہار منزل بمنزل اسطرف چلی آتی ہو اور منتظر ہو کہ نامہ میخوار مشعر بمضمون گرفتاری لشکر حریف آئے تو مین جلدی جاکر سر سب کے کاٹون اور افراسیاب کو بھیجون یہان تک کہ ایک دن صحرائے سبزہ زار و نشاط افزا مین اُتری تھی کہ ساحر نالان و گریان بھاگے ہوئے آکر پہونچے بہار نے صدائے استغاثہ سنکر رو برو اپنے طلب کیا اور حال استفسار فرمایا انھون نے حال بربادی لشکر اور خزان آنا بہار گلشن عمر میخوار پر بیان کیا العیاذ باللہ بہار یہ کیفیت سُنکر زرد ہوگئی اور فرط غضب سے پشت دست کو کاٹنے لگی اور اسیوقت طاؤس سحر پر سوار ہوئی طاؤس سحر بیرغ

تھا اسقدر عظیم الجثہ اور لحیم و شحیم تھا کہ نظم

پر د بالش چو شاخہاے درخت	پاے او بود مثل پایۂ تخت
چون ستونش بلند منقارے	نہ ستون لیک در میان غارے

تجمل سواری بھی سب چھوڑا اکیلی اُس طاؤس پر بیٹھکر روانہ ہوئی فوج کے سردارون نے جو بہار کو جاتے دیکھا اُسی وقت نقارہ کوچ کا بجایا اور ساحر جلد جلد سوار ہوئے مگر بہار نے افسرون سے کہا مین آگے جاتی ہون تم پانچ کوس جب لشکر صرصر باقی رہے وہان اگر ٹھہرنا مین جاکر اسکا خاتمہ کیے دیتی ہون لشکر لیجانے مین یہ قباحت ہی کہ عیار کثرت مردم سے شناخت نہین کیے جاتے ہین اور وہ لشکر یون مین ملکر آفت برپا کرتے ہین مین کھڑے کھڑے سبکو گرفتار کرکے چلی آؤنگی یہ کہکر دو چار کنیزون اور انیسون جلیسون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی یہان بارگاہ صرصر مین سامان عشرت مہیا ہر ایک مائل عیش و طرب بیٹھا تھا مگر صرصر اندیشہ ناک تھی کہ سیخوار سپہ سالار بہار کا مارا گیا وہ ضرور آئیگی بکھیڑا مچائیگی عمرو بھی سُن چکا تھا کہ سیخوار پہلے بہار سے آیا تھا وہ قتل ہوا ہی اب کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہی یہان سے نکل جانا چاہیے غرضکہ عمرو نے صرصر سے کہا خدا حافظ مین جاتا ہون تم ہر ایک بلا مین دست استقلال سے دامن صبر نچھوڑنا اور گھبرانہ جانا آمد بہار کی خبر ہی میرا ٹھہرنا مناسب نہین یہ کہکر بارگاہ سے نکل گیا عمرو کے جانے سے اور عیار بھی جنگل کی طرف روانہ ہوے اور صرصر تدبیر دفع سحر بہار مین مصروف ہوگئی اس عرصہ مین یکایک ہواے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان ہوئی اور خود بخود تمام لشکر مین صرصر کے غل پڑگیا کہ بہار آئی بہار آئی صرصر اور تمام افسر ساکنان بارگاہ بیتابانہ باہر نکل آئے دیکھا روبرو لشکر کے طاؤس زمردین بال تھرا رہا ہی اور ملکہ اُسپر سوار ہی جب سب بارگاہ سے اور اپنے اپنے خیمون سے لشکری باہر نکل آئے اور ایک جا جمع ہوکر صورت زیبا اور طلعت جہان آرا بہار کی دیکھنے لگے اُسوقت بہار نے کچھ سحر پڑھ کے دستک دی کہ بہار کی جانب سے گھٹا گھنگھور اُٹھی صرصر اور تمام ساحر سحر پڑھ پڑھکر دستکین دینے لگے مگر طرفۃ العین مین غبار زرد رنگ زمین سے اُڑا کل لشکر کی آنکھین بند ہوئین اور گھٹا ہر سمت چھا گئی پھر جو صرصر وغیرہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہر طرف جھنڈ ہاے طولانی لا انتہائی لگے ہین باد صبا جھومتی ہوئی بروش مستانہ خرامان ہی اور ایک گز بھر کا بلند حصار بلورین کوسون تک سامنے نظر آتا ہی کس لیے کہ جسوقت آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئی تھین تو ملکہ بہار نے ایک تختہ کاغذ کا اپنی جھولی سے سحر کی نکالکر اور قلم دوات لیکر اس تختہ کاغذ پر ایک طلسم لکھا کہ وہ تختۂ قرطاس ایک باغ بنکر تیار ہو رہا ہی یا ایسے طلسم بنایا کہ جو اندر اس باغ کے آئیگا مبہوت ہوجائیگا اور چونکہ تختہ کاغذ پر باغ بنا ہی اس مین کوئی

نقب زنگا کے الحاصل سب نے دیکھا کہ بہار جادو اپنے طاؤس کو اُڑاکر اندر اس باغ کے چلی گئی یہ دیکھتے ہی تمام لشکری اور عمرو اسی باغ کی طرف چلے کہ ابیات

دفعتاً وہ سامنے سے چار باغ آیا نظر
وصف فضا دانی مین جسکے ہو مری قاصر زبان

لغزش مستانہ دکھلانے لگا پائے خیال
بسکہ اُسکی چاردیواری تھی صاف آئینہ سان

پشتۂ دیوار پر اُسکے وہ سبزہ دوب کا
خوار سرسبزی سے جسکے سبز خط گلرخان

ہر دریچہ پر گمان تھا صاف چشم حور کا
قدرت حق کا نمایان تھا ہر اک جانب سمان

صورت تصویر سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی
فرط حیرت نے بھلا دی اپنے گھر و جہان

جون قدم آگے رکھا سب نے پئے گلگشت باغ
صنعتین کیسی ہین اس گلبن قدرت کی عیان

لڑکھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر قدم
نکہت گل نے ہر اک جانب ہین کھوئے عطردان

وجد کی حالت مین صف باندھے کھڑے ہین جو
ہر طرف کیلے نکل حلہ پوشان جنان

دار بستون سے عیان ہے حسن خضر کی بہار
تاک کے خوشے یہ ہے عقد ثریا کا گمان

طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی
ہر زمین فیروزہ گون ولاجوردی آسمان

سجدۂ خالق مین ہے جو شاخ نخل میوہ دار
حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے دہان

نشۂ عشرت مین سنبل ہے کہین باؤن پڑی
کرتی ہے تعریف سوسن باغ کی با صد زبان

آبشارون سے خجل ہین چشمہائے سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان

ہے تماشاگاہ روح مومنین ہر کنج باغ
خوش گلے سے ہر چمن ہے رشک گلزار جنان

نغمہ آرایان گلشن ہین ہمہ مرغولہ سنج
دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوش بیان

چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن
زمزمہ پرواز کو سرور ہین قمریان

قہقہہ زن کبک ہین شمشاد کے سائے تلے
کرتے پھرتے ہین قد رودان چمن اٹھکھیلیان

ہے نکلتا موج آب جو سے لہرا ساز کا
لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان

نخل کے پتون سے آتی ہے چلاجل کی صدا
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین اٹھکھیلیان

چل رہا ہے دور ساغر ہر طرف ہے بزم عیش
ہے کمند آہوئے دلگیر زلف مہوشان

تھا بجے طبلونکی ہے پیر فلک گردش مین آج
پہونچی بامین کی گمک ہے از ثری تا آسمان

اندر باغ کے چبوترہ بلور کا سر تا سر نور کا تعمیر تھا شمیرہ اسپر باسلاک گوہر استادہ تھا نیچے اُسکے فرش قاقم سنجاب کا بچھا تھا نازنینان قمر پیکر جام و سبو لیکر حاضر تھین ملکہ بہار کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی اور چھڑی جواہر کی جگنو جڑے

ہاتھ مین لیے آراستہ ملبابس وزیور تھی سامنے گلدستہ اور گلغنے رکھے تھے بہار کی صورت دلاویز دیکھکر اسوقت گلرخان گلشن روزگار مثل ہزار ہزار جان سے تصدق اور نثار تھے زلیخا نے یہ صورت خواب مین نہ دیکھی تھی اور پریون نے اُڑکر اگر پائی ہوگی تو اُسکی کنیزی ہاتھ آئی ہوگی بال سر کے طائر جان عاشقان کے لیے دام تھے زلف گرہ گیر مین گرفتار دلہاے بیدلان ناکام تھے کہ سراپا نظم

زبان منھ مین آگاہ اسرار غیب
سیہ خال اس مین سویدای دل
ترقی پہ جوشش بہار چمن
عیان شرم شوخی مین شوخی مین شرم
وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ
یہ سینے پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا
درخشندہ ناف اس دریاک کی
نہان چشم مین مثل تار نگاہ

دہن جسم الحمد بے شک و ریب
وہ غبغب مین اک موج آب زلال
بر و دوش گلدستۂ یاسمن
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست
کہین دیکھ کر جس کو اہل نگاہ
پسینے کے قطرون مین بوے گلاب
مگر زہرہ تھی پردۂ خاک کی
وہ رانین جبالی تھین سانچے مین ڈھال

بناگوش سے صبح محشر خجل
دکھاتے تھے اک جا پہ بدر و ہلال
سمن سینہ و نازک اندام نرم
کریں جس کی بیعت صنوبر پرست
زبس آئینہ سان ہی تن کی صفا
صفاے شکم سے خجل ماہتاب
وجود کمر کی لطافت گواہ
پھسل جاے جنپر نگاہ خیال

نہ ہو ساق کیون رشک شمع طور
کر تھی پشت پا اُسکی رخسار حور

اس باغ کی بہار اور شکل بہار دیکھ کر مہرخ اور شکیل ورا سد اور مہ جبین نافرمان اور سرخ مو اور ماہ جادو اور دلارام سالار سردار شب سے کہا ابیات

کہان گل کہان مرتبہ خار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہی بعید

کہان مین کہان سامنا یار کا
کہ دیکھون مین آنکھون سے یہ روز عید

ای ملکہ بہار ہم لوگ آپ کے پروانہ وار شمع رخسار پر عاشق اور نثار ہین ہمارے حال زار پر نظر فرمایئے نظم

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہوکر
آیئے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف
صبر و ہوش و خرد و تاب و توان لیگئے آپ
چپ ہو ان بہال خدا خیر سے کاٹے تیم

کیسے برباد ہوے آپکے شیدا ہوکر
فرش بنجائین ابھی دامن صحرا ہوکر
دل تڑپتا ہی یہان سینہ مین تنہا ہوکر
گھٹنے لگتا ہی مہ چار دہ پورا ہوکر

ای ملکہ ہمین اپنی غلامی اور کنیزی مین سرفراز فرمایئے ملکہ بہار نے کچھ اُنکے حال پر اعتنا نہ کیا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر اُنکی طرف کھینچ مارا پھر سب کی آنکھین بند ہوگئین اس گلدستے کی ایک ایک پنکھڑی الگ ہوگئی اور پھولون کا گجرا بنکر لشکریان مہرخ کے ہاتھون مین پڑگئی جب گجرے سب کے ہاتھون مین بندھ

گئے اُسوقت سب منتین کرنے لگے اور کہتے تھے کہ ای ملکہ بہار توبہ توبہ ہمکو عمرو عیار روزِ مکار نے بہکایا تھا اب ہماری خطا حضور معاف کرین اور ہم سبکو پاس شہنشاہ افراسیاب کے لے چلین بہار نے کہا اچھا تم سب میرے پیچھے چلے آؤ مین تمھین پاس شہنشاہ کے لیچلون یہ کہکر جست کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور باہر باغ کے نکل کے چلی جاتی خلقت پیچھے اُسکے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوئی وہ باغ سحر اُسکے جانے سے غائب ہوا لیکن عیاران لشکر نے دور سے سارے لشکر کو مستانہ روش پر جاتے دیکھا دفیل عیاری بجائی سب ایک جگہ جمع ہوے برق نے کہا استاد مین عیاری کو جاتا ہون عمرو نے کہا ساحرہ زبردست ہی تم اسپر غلبہ نہ پاؤگے اور اگر تمنے اسے بیہوش بھی کردیا تو قتل کروگے اور لشکر کو چھڑاؤگے اور مین چاہتا ہون کہ بہار کو گرفتار کرکے اپنا مطیع کرون لہذا اگر تم بہار کو قتل نہ کرو تو جاکر عیاری کرو برق اور سب عیارون نے کہا یہ ہمسے نہوگا عمرو نے کہا تم سب ٹھہرو اور آپ زنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ یا جناب آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میری صورت نظر مردم دنیا مین ایک طفل چہاردہ سالہ کی دکھائی دے یہ دعا مانگکر جام حضرت اسحاق پیغمبر علیہ السلام نکالا کہ جس مین آب جنت ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس آب طاہر و مطہر سے سارے جسم کو تر کیا ہوا گویا پانی چھڑکتے ہی پلٹ گئی یعنے عمرو کی شکل زیبا ایک طفل خوب صورت کی ایسی دکھائی دینے لگی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگرکھا گلنار پہنے ہی تین کمرٹیان لگی ہین ٹوپی گوٹا ٹنکی سر پر ہی جواہر اور گوہر ٹنکے ہین کہ سہرے جواہر فرق کلہ کو کیا دیکھین + ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہین + گلے مین طوق منت کے تیرہ پڑے ہین ظاہر ہوتا ہی کہ تیرہ برس عمر کے گذرے ہین ابھی چودھوان سال پورا نہین ہوا ہی جو طوق منت کا بڑھایا جاتا مگر جبتون سے اس طفل ماہ طلعت کی گویا عاشق مزاجی پیدا ہی ؎

اسیری عشق کو منظور تھی اپنی لڑکپن مین	بڑھائے طوق منت کے بہانے میری گردن مین

پائجامہ اطلس کا پاؤن مین جوتا بھاری پہنے کہ دم رفتار ہر ایک دیکھ کر کہے بیت

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل	اپنی آنکھون کو بچھائین دوست دشمن زیر پا

بھولی بھولی صورت رخسار نازک پھول سے حسن خداداد مین یگانہ زمانہ کہ بموجب اس مخمسہ کے

دیکھے زلیخا گر تجھے ہو جائے بیخود دیکھکر	یوسف کو کہتے ہین حسین لیکن نہوگا اسقدر
انسان کو کیا چیز ہی پریون کے پان جلجائین پر	ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسے ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

اس شکل مرغوب پرجب دکھانے کے لائق ہوا اسوقت بہار کی سواری سے دو کوس آگے نکل گیا اور

ایک صحراے پاکیزہ اور دشت ریاض روضۂ رضوان دیکھکر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا آنکھین بند کرلین اور بند انگرکھے کے کھولدیے ٹوپی اتار ڈالی ہاتھ کان پر رکھکر تانین مارنا شروع کین اور اشعار عاشقانہ اور غزل پر مضمون مہاجرت محبوب گانے لگا اور روتا جاتا تھا کہ

غزل

کشتۂ اک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا
استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا

ای تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھے
دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج کی
وحی آتا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہی گدائی کوچۂ محبوب کی
زیر پا ہر ایک قدم ہی یان محل آرام کا

ای صنم عاشق سے ملتی ہی ترسی آنکھین تری
نشۂ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا

گیسوؤن نے کردیا دہ چند حسن روے یار
نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا

عرصۂ روے زمین ہی خطۂ دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہی جو قتل عام کا

داخل کعبہ ہوا گتم علادم سے برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامہ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین شل ماہی آب اسیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہی چشمہ دام کا

ہو سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

بہار قیدیون کو لیے چلی آتی تھی جب کوئی آدھ کوس وہ مقام رہا کہ جہان یہ کھڑا گا رہا تھا اسنے صداے دلکش سُنی کلیجا تھام لیا اور بیقرار ہوکر اپنے طاؤس کو اُڑایا اور اُسی صدا کی طرف چلی کس لئے کہ جیسا یہ سحر باغ وبہار کا کرتی ہی ویسے ہی یہ رنگین مزاج اور علم موسیقی مین بھی دخل رکھتی ہی غرضکہ قریب عمرو کے پہونچی عجیب کیفیت دیکھی کہ ایک طفل حسین مہ جبین اُٹھتی جوانی محبوب لاثانی شاخ درخت پکڑے آنکھین بند کیے گا رہا ہی اور اسطرح ترنم سرا ہی کہ اس جگہ کے چرند اور پرند سب محو ہین کوئی طائر اس نازنین کے بازو پر بیٹھا ہی کسی نے سر پر آشیانہ کیا ہی کوئی ہاتھ پر مسکن گزین ہی مگر اس لڑکے کو اپنی دھن مین کچھ خبر نہین ہی کانون مین بالے پڑے ہین بازو بند جواہر کے بندھے ہین گلے مین ہیکل خوشنما پڑی ہی ہاتھون مین مہندی لگی ہی چہرہ چودھوین رات کا چاند ہی بلکہ وہ بھی روبرو اُسکے ماند ہی لباس پر تکلف سے آراستہ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا لاڈلا بیٹا ہی بہار قریب اُس گل رخسار کے گئی اور پکار کر پوچھا کہ ای سرو قامت تو نونہال کس گلشن شاداب کا ہی کہ اس طرح اس دشت پر خطر مین کھڑا ہی تیرے والدین کا کیا پتھر کا کلیجا ہی ابیات

اس وقت کہان اس دشت مین آ ہوا جلوہ گر اے بت نور لقا

میری جان ہی جاتی برائے خدا کچھ کہ تو ذرا تو حالت دل
نہ فقط تری زلف ہی دام بلا نہ فقط تیرے خال ہین ہوش ربا
ہین یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا بھی باندھے کمر پے غارت دل

عمرو نے یہ صدا سنکر آنکھین کھولین اور سہم کر بہار کی صورت دیکھی اور ہاتھ باندھکر سلام کیا اور کہا مین جاتا
ہون مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ جگہ آپکی ہی بہار نے دیکھا کہ مجھے دیکھکر اسکا رنگ رخ زرد ہوگیا ہی اور بسبب
بچپنے کے ڈرگیا ہی یہ سمجھکر اپنے طاؤس پر سے کود پڑی اور قریب آنے لگی عمرو ہاتھ جوڑتا روتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا
اور کہتا تھا کہ مجھ سے قصور ہوا اب کبھی یہان نہ آؤنگا بہار نے دل سے کہا ہی یہ بالکل ناسمجھ ہی نہین معلوم
کیونکر یہان آیا ہی بس اس نے چمکار کر کہا کہ میان ڈرو نہین ہم تمھین پیار کرینگے تم کس کے صاحبزادے ہو عمرو
چمکارنے سے بہار کے ٹھہرا اور اٹھلا کر بولا کہ تم ہمین مارو گی تو نہین ہمین باجی امان نے مارا ہم یہان
بھاگ آئے بہار نے یہ سنکر خیال کیا کہ افسوس والدین اسکے ڈھونڈھتے ہونگے اور یہ یہان بھاگ آیا ہی
جب ہی مین حیران تھی کہ یہ بچہ جنگل مین کیون کھڑا ہی معلوم دیا کہ مارے ڈر کے بھاگا ہی بس اس نے
کہا نہین نہین تم خوف نہ کھاؤ ہم تمکو نہ مارینگے عمرو نے کہا سامری قسم نہین مارو گی بہار نے کہا سامری
قسم کچھ نہ کہینگے عمرو آگے چند قدم بڑھا اور پھر سہم کر پیچھے ہٹا اسوقت بہار سوچی کہ کمبخت اسکے مان
باپ نے ایسا مارا ہی کہ لڑکا سہما جاتا ہی یہ تصور کرکے ایک گلدستہ بہت خوشرنگ اور پر بہار جھولی
سے نکالا اور کہا یہ لوگے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہی اگر سحر کردے گی تو کچھ نہ بنے گا گلدستہ
دیکھتے ہی ہنسکر بولا کہ ہان لینگے بہار نے گلدستہ چھپا لیا اور کہا آؤ ہمارے گلے لپٹ جاؤ تو دین عمرو دوڑ کر گلے سے
لپٹ گیا اور کہا وہی پھول دو باجی لاؤ وہی دو بہار نے دونون گالون پر خوب پیار کیا اور کہا چل
مین تجھے اپنا بیٹا کرونگی عمرو نے کہا باجی امان کیا تمھین ہو بہار بولی کہ ہان عمرو گویا ہوا کہ پھر ہمین
پھول دو بہار نے پوچھا کہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہی عمرو نے کہا ہمارا گھر بہت دور ہی ادھر دیکھو وہ سامنے
جو درخت ہی بس اودھر ہی ہمارا مکان ہی وہ دکھائی دیتا ہی بہار نے کہا چل جھوٹے گویا انکا گھر ایسا قریب
ہی کہ سامنے دکھائی دیتا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواصین اور لونڈیاں اگر بہار کی پہونچین عمرو
انھین دیکھکر بہار کی گود سے تڑپ کر نکلا اور بولا کہ ہم جاتے ہین بہار نے اپنی خواصون سے کہا کہ
بچہ ڈرتا ہی تم لشکر کی طرف جاؤ مین آتی ہون خواصین آگے بڑھ گئین اور بہار نے کہا میان باجی کو
اپنی چھوڑ جاؤ گے عمرو بولا کہ پھر کیا تمھارے گھر چلین بہار نے کہا ہان عمرو نے کہا ہمین ہرن پکڑ دوگی
بہار نے پوچھا کہ ہرن کیا کروگے عمرو گویا ہوا کہ اے باجی ہماری باجی امان ایک دن کہتی تھین کہ ہم

ہوا اپنے بھیا کی شادی کرینگے تو ہرن کا گوشت پکائینگے ہمنے سن رکھا تھا آج ہم جنگل مین جو بھاگ کے آئے
ہین تو ہرن لیتے جائین امان خوش ہوکر ہمارا بیاہ کر دینگی بہار خوب ہنسی اور کہا تجھے جو روکے ملنے کی بڑی
خوشی ہی اگر تو میرا بیٹا بنے گا تو شہزادی کوئی بیاہ لاؤنگی تو اپنے باپ کا نام بتا مین اُسے بلوا کر مانگ لون
عمرو نے کہا ہمارے ابا کا نام امیہ جادو اور ہمارا نام گلرنگ جادو و باجی ہمارے گھر چلو بہار نے کہا تمھین
گھر اچھی طرح یاد نہین ہی تم ہمارے ساتھ چلو مین گھر تمھارا لوگون سے ڈھونڈھوا کر تمھارے باپ کو بلوا بھیجونگی
عمرو نے کہا اچھا ہمین گود مین لیچلو بہار نے اسے گود مین لیکر اپنے طاؤس پر بٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی بہار
کے بموجب حکم لشکر اسکا پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر مہرخ سے آکر اُترا تھا بہار کئی کوس تو آہی چکی تھی
تھوڑے ہی عرصہ مین داخل لشکر ہوئی سرداران فوج کو بلا کر حکم دیا لشکر مہرخ میرے سحر مین گرفتار ہو کر آیا
ہی جب تک گجرے اُنکے ہاتھون مین بندھے رہین گے ہوش نہ آئیگا بنابر احتیاط تم لوگ بیدار رہو کوئی
افتاد تاکہ نہ پڑے اور کنیزون کو حکم دیا کہ اندر بارگاہ کے سب سامان عشرت مہیا کر کے تم سب بیرون
بارگاہ آج کی رات رہو خبردار کوئی اندر بارگاہ کے نہ آئے کہ عیار تم مین ملکر چلے آئینگے دل تمھارا ہی اسقدر
لشکر مہرخ کے سر کٹ نہ سکین گے کل صبح سب کو قتل کرونگی اور آج خستہ و شکستہ بھی ہون آمد و رفت
مین تھک گئی ہون گرد میری بارگاہ کے بھی کوئی نہ رہے مین اپنی حفاظت آپ کر لونگی کنیزون یہ حکم
پاکر مصروف کاروبار ہوئین اور فوج نے جاکر لشکر مہرخ کو گھیر لیا پہرا مقرر ہو گیا ادھر خواصون نے مسند پُر
زر بچھائی پلنگڑی جواہر کی آراستہ کی فواکہات کی ڈالیاں خوش رنگ نرالیان لگا دین کشتیان شراب ناب
کی قابون مین بھر گزک کباب کی رکھدین خاصے کے خوان چن دیے عطردان چنگیر جو گھوڑے پاندان جملہ سامان
موجود کر کے آپ سب بیرون بارگاہ چلی آئین اور ملکہ بہار مع عمرو کے داخل بارگاہ ہوئی سراپچے بارگاہ
کے فراشون سے اٹھوا دیے اور کہا شام قریب ہی تم بھی اب روشنی کر کے باہر چلے جاؤ فراشون نے دن ہی سے
شیشہ آلات روشن کر دیا اور چلے گئے صرف بہار اور عمرو تنہا رہے اس اثنا مین وہ دن تمام ہوا اور رقاصۂ
فلک پیشواز ستارہ دار زیب قامت فرما کر روبرو خسرو انجم کے مجرا کرنے کو حاضر ہوئی اور ترک سپہر
خنجر لیکر بعہدۂ پاسبانی خیمۂ چرخ کے در پر جا کھڑا ہوا

نظم

دکھایا ماہ نے جب روے پُر نور	دھوئین کی طرح ظلمت ہو گئی دور
ہوا گردون کا تخت آبنوسی	فروغ ماہ سے نور تجلی
وہ شب تھی روز روشن سے بھی بہتر	لبسان مہر تھا ہر ایک اختر

عمرو کو بہار نے کچھ میوہ اور مٹھائی کھلائی کھانے کے لیے خاصہ اور طعام لذیذ سامنے رکھا عمرو نے کہا مین کھانا نہ

کھاؤنگا غرضکہ میوہ کھایا اور بہار کھانا نوش فرماکر مسند پر بیٹھی اور کہا میاں صاحبزادے کچھ گاؤ عمرو نے کمر سے نے نکالی اور بجانے لگا اور کبھی اشعار مضامین عشق انگیز اور کبھی مہاجرت آمیز گاتا تھا نظم

تا عمر بود در ہوس روے تو باشم
در خاک شوم خاک سر کوے تو باشم

فرداے قیامت نروم جانب طوبےٰ
در سایۂ سرو قد دلجوے تو باشم

خوش آنکہ زبان از پے دشنام برآری
من دست برآوردہ دعاگوے تو باشم

پہلوے تو پیوستہ نشینند رقیبان
تا من نتوانم کہ بہ پہلوے تو باشم

از غمزۂ تو ساحری آموزم واز وے
موے شوم و در خم گیسوے تو باشم

ہرگہ کہ تو از ناز بری دست بچوگان
خواہم ہمہ تن سر شوم و گوے تو باشم

از شاخ گل تازہ منم بلبل این باغ
معذورم اگر شیفتۂ روے تو باشم

روزے کہ فلک خواند مرا نام ہلالی
میخواست کہ من مایل ابروے تو باشم

اسوقت گرد بارگاہ بہار کے جانوران صحرائی محو ہوکر چلے آئے اور ہوا چلنے سے تھم گئی سماں بندھ گیا بہار زار زار مثل ابر نوبہار کے گریان ہوئی اور تمام سم پر بیقرار ہوکر حسرت سے منہ تکتی تھی بعد بہر بھر کے عمرو نے نے کو رکھ دیا اور خاموش ہو رہا بہار بیتاب ہوگئی اور کہنے لگی کہ میاں صاحبزادے کیوں مجھے گھائل کرکے تڑپتا چھوڑتے ہو ابھی کچھ اور شغل کرو کہ یہ جان حزین تسکین پائے عمرو نے کہا میرے سر میں درد ہوتا ہے بہار نے خیال کیا کہ اگر ایک جام مے گلگوں اسکو پلا دوں تو اُسکے نشے میں خوب یہ کیفیت دکھائیگا بس ایک ساغر شراب سے بھر کر کہا لو میاں یہ شربت پی لو عمرو نے کہا خوب کیا ہم جانتے نہیں یہ شراب ہے ہمارے گھر میں بھی سب پیتے ہیں لاؤ ہم بھی پیتے ہیں بہار لے کشتی مین حاضر کی عمرو نے اپنے قاعدہ کے بموجب میخانہ آراستہ کیا اور گلابیوں کا گلدستہ بنایا سرخ شیشے کے برابر سبز کنٹر لگایا بہار بہت خوش ہوئی اور دل سے کہا یہ لڑکا کسی اولوالعزم کا معلوم ہوتا ہے لیکن عمرو نے اس اُلٹ پھیر کرنے میں شراب آغشتہ بدارو ے بیہوشی کی اور کہا اے ملکہ تم پہلے پیو کہ میر مجلس ہو تو پھر ہم بھی پیئنگے بہار اُسکی شایستگی پر آفرین کرنے لگی اور عمرو نے جام سامنے کیا بہار ساغر لیکر پی گئی پھر دوسرا جام عمرو نے پیش کیا کہ تنہا جام نہیں پیتے ہیں اور انکار میکشی سے زیبا نہیں نظم

دے پیر مے فروش کہ ذکرش بخیر باد
گفتا شراب نوش و غم دل ببر زیاد

گفتم بباد میدہد این بادہ نام و ننگ
گفتا قبول کن سخن و ہرچہ بادا باد

برکن زیادہ جام دو ما دم بگوش ہوش
بشنو از ین حکایت جمشید و کیقباد

بعد دو چار ساغر پلانے گے عمرو نے دو جام نگاہ بچا کے اپنے گریبان مین اونڈیل لیے کہ بہار کو معلوم ہو
کہ خود بھی پیتا ہی اور پھر ڈفلی لیکر بجانے لگا اسوقت بہار ایسی مست تھی کہ بار بار گلابی کا منھ چومتی تھی
اور مستی مین آکر خود بھی گاتی تھی دین و دُنیا فراموش تھا ہردم نوشا نوش تھا اور عمرو گا رہا تھا کہ شعر

شراب و مینا و جام و ساقی بہار باغ ابر و برق باران — سبب یکجا ہین اب آج باہم ہوا ہی تقدیر سے یہ سامان
فلک جدائی کی گھات مین ہی یہی محل دعا ہی یاران — ہوئی ہی مدت مین وصل کی شب نہ حشر تک ہو سحر نمایان
گمرون مین اپنے جھکا کے سر کو خدا سے تو ای صنم دعا کر

ہوے ہین مدت مین دونون باہم خوشی ہو دلکو گلہ نہ کیجیے — نہین ہی کوئی مخل صحبت گلے مین ہاتھونکو ڈال دیجیے
شراب گلگون بھری ہی شیشے مین دست تسکین جام لیجیے — حجاب بیجا ہی وصل کی شب نقاب اُلٹیے شراب پیجیے
ہماری تسکین کچھ اپنی کیجیے پیجیے اب منھ سے منھ ملا کر

یہی صحبت نا و نوش شب بھر رہی اور بہار کو اپنے تن و جان کی خبر نہ تھی یہانتک کہ معشوقہ سپہر نے حجلۂ مشرق
سے چہرۂ پرنور اپنا خلوتیان شب کو دکھایا اور محفل فروز انجم نے انجمن کوکب برخاست فرمایا نظم

شب ہوئی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح — آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح
روے روشن سے اُٹھایا مہر گردون نے نقاب — مردمان دہر تھے مصروف کاروبار صبح

عمرو نے دیکھا کہ بہار چادر مسند پر بیہوش پڑی ہی پائجامہ رانون تک چڑھ گیا ہی دوپٹہ کہین پڑا ہی سینہ کھلا ہی عمرو
نے زبان نکال کر بہار کی سوزن سے چھید دی اور اُٹھا کر ستون سے خیمے کے باندھا اور فلیتہ بیہوشی کے
دفع کرنے کا سلگا کر سنگھایا بہار کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا باجی تمنے ہمین
ہرن نہ منگا دیا بہار کو اجتک وہی خیال شبینہ تھا چاہا کہ جواب دے لیکن زبان منھ سے نکلی ہوئی اور چھدی
تھی بولا نہ گیا اور سارا نشہ ہرن ہوا گھبرا کر اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عمرو نے کوٹرا زنبیل سے نکالا
اور بغیظ و غضب تمام پکارا کہ منم شہنشاہ عیاران عالم ریش تراشندۂ منکران سر برندۂ ساحران

کزان استاد عیاران عالم — سراپا دانش و عقل مجسم
سپہر کشور بلاے جان کفار — عمرو آن شاہ عیاران عیار

ای بہار دیکھا تو نے قدرت کردگار کہ کس طرح مین نے تجھے اسیر اور دستگیر کیا درصورت اطاعت جان
بچے گی ورنہ کوئی دم مین سر و ملک عدم ہوگی بہار از بسکہ حیرت سے رنجیدہ ہو کر آئی تھی اور طلسم سے
باہر نکل جانے کی عازم تھی اس سبب سے اشارے سے کہنے لگی کہ مجھے رہا کر دو مین مطیع ہوتی ہون
عمرو نے فوراً سوزن زبان سے نکالکر کھول دیا بہار جب چھوٹی سوچنے لگی کہ اس عیار نے جس طرح

فریب کیا اسی طرح لازم ہی کہ اُسکے ساتھ دغا کرون اور دوسرے اسے لیاقت کیا ہی جو تجھ ایسی ساحرہ
اسکی اطاعت کرے بھرا ہی کو ملکہ حیرت اپنی بہن ہو اس سے انحراف اچھا نہین یہ سوچکر اسنے عمرو کی
جانب جنگاہ قہر دیکھا عمرو نے کہا اے بہار مین نے تیرے اشارہ کرنے کے اعتبار پر رہا کیا لیکن یہ خیال نکرنا
کہ اب مین رہا ہو چکی ہون میرا عمرو کچھ نہین کر سکتا اے بایان خود اسلح مار ڈالونگا کہ جیسے کوئی مچھر
یا چیونٹی کو مار ڈالتا ہی جو کچھ تجھ سے اسوقت ہو سکے تصور نہ کرنا بلکہ اپنے ساحرون اور مددگارون کو
بلالے یہ کہکر عمرو باہر بارگاہ کے نکل آیا اور بہار نے نعرہ کیا کہ لینا اس دزد کو ساحر دوڑے عمرو نے منڈھی
حضرت دانیال علیہ السلام کی جسکا ذکر تصریح وار پیشتر مین لکھ چکا ہون نکالی اور چھتری کی طرح استادہ
کرکے اسکے نیچے بیٹھ رہا بہار اور سب ساحرون نے آکر گھیرا اور کہا اے مکار اب تو کہان جائیگا یہ کہکر
بہار نے ایک گلدستہ عمرو پر مارا کہ چار طرف تختے لالہ و نافرمان کے کھل گئے اور عالم بہار پیدا ہوا مگر
عمرو منڈھی مین بیٹھا رہا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی کیونکہ منڈھی کی یہی خاصیت ہی اور عمرو جہان ایسا ہی
مجبور ہوتا ہی وہان برکات سے کام لیتا ہی صاحبقران نے قسم لے لی ہی کہ کسی کو گلیم اوڑھکر یا منڈھی
کھڑی کرکے قتل نکرنا کس لیے کہ بشر سے بعہدۂ بشری کام لینا چاہیے مردان عالم کو زیبا نہین کہ
کسی کو مجبور کرکے قتل کرین خلاصہ کلام جب عمرو پر سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت ساحرون سے بہار
نے کہا کہ اسے گھیرے رہو مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اندر منڈھی کے قدم رکھا اُسیوقت سر نیچے
اور پانون اوپر الٹی منڈھی کے دروازے پر لٹک گئی عمرو نے دو کوڑے مارے کہ یہ نازک اندام تڑپ
گئی عمرو نے زنبیل سے چار پریان نکالین اور ایک پلنگڑی جواہر کے پایون کی نکالکر منڈھی کے
براہ معجزہ کہا کہ مثل خیمے کے وسیع ہو جا بمجرد ارشاد منڈھی نے ہیئت خیمہ کی پیدا کی کہ کلس اسپر یاقوت
کے چڑھے تھے سلاسل پنچے اور پردے جواہر دوز تھے اور عمرو نے پلنگڑی بچھائی پریون نے فرش آراستہ کیا
عمرو پلنگڑی پر لیٹا پریان ہاتھ پانون دبانے لگین عمرو نے حکم دیا کہ تا بدولت رات بھر آرام پذیر نہین
ہوئے ہین خبردار بیدار نہ کرنا یہ کہکر آنکھین بند کرلین ادھر ساحرون نے جو بہار کو لٹکے دیکھا سحر
کرکے چھڑانے آگے جو آیا اُلٹا لٹک گیا اور سحر معطل گیا پری نے عمرو سے بیدار کرکے عرض کیا کہ کوئی
آیا ہی عمرو پری پر خفا ہوا کہ کہدیا تھا مجھے نہ جگانا اور تو نے جگا دیا اور اُٹھکر کوڑا ساحرون کو مارنا شروع
کیا اُنھون نے فریاد کرنا اور دوہائی دینا آغاز کیا اور ساحر جو باہر کھڑے تھے وہ سحر کرنے لگے کسی نے سحر کیا
کہ دریاے آتش پیدا ہوا اور منڈھی اسمین غرق ہو گئی اسقدر آتش نے مثل آب کے طغیانی کی لیکن
منڈھی کو کچھ ضرر نہوا جب آگ کو ساحرون نے اس ارادے سے کہ عمرو کو دیکھین جل گیا یا نہین فرو

کیا دیکھا عمرو اسی طرح زد و کوب ساحرون کو کر رہا ہی یہ دیکھکر پھر سحر کرنے لگے کبھی تیچھ و رسا کر منڈھی کو چھپا دیا
کبھی پانی مین سحر کرکے غرق کیا اور تلوارون سے منڈھی کو کاٹنے کا قصد کیا لیکن کچھ نہوا اور جو ا ندر گیا ا'سکا
ہوکر لٹک گیا اسوقت عمرو نے بہار سے کہا کہ ارے ملکہ اگر مین چاہتا تو تمھین پہلے ہی بغیر عیاری کے گرفتار
کر لیتا لیکن میرے آقا کا حکم نہین ہی کہ اس طرح کسی کو ہلاک کرون ہان تم لوگ ساحری کرتے ہو اس لحاظ
سے ہم لوگ تم سے بہ مکاری و عیاری پیش آتے ہین اور اگر تم لوگ بمردانگی مثل پہلوانون کے مقابلہ کرو تو شہزادہ
اسد ہم نبرد ہو اور پھر عیار عیاری مکرین اب بھی لازم ہی کہ اطاعت کرو ورنہ اے بہار قسم ہی پروردگار کی
قتل کرکے صاف مین چلا جاؤن گا کوئی میرا کچھ نہ کر سکے گا بہار نے کہا خواجہ مجھے چھوڑ دیجیے مین تابعدار ہون
عمرو نے منڈھی سے حکم کیا کہ بہار کو چھوڑ دے حسب ارشاد بہار رہا ہوئی اور منڈھی مین ٹھہر کر سوچنے
لگی کہ جان دینا ابنی گوارا کرون یا عمرو کی اطاعت کرون عمرو نے قیافے سے پہچانا کہ بہار کو ابھی مطیع
ہونے مین تامل ہی اسوقت کہا کہ ای بہار تجھ ایسی محبوبہ حسینہ زیرک اور دانشمند ہوکر زمرد شاہ کو
سجدہ کرے اور کچھ اپنے مآل کار پر غور نکرے یہ امر بہت بعید ہی زمرد شاہ اگر کسی طرح کی لیاقت اور قدرت
رکھتا ہوتا تو یون دربدر ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے بھاگتا نہ پھرتا بس آگاہ ہو کہ خداوند عالم خالق
دو جہان ہی کہ ابیات

شہ لاشبیہ و شریک لہٗ — الٰہ الصمد وحدہ وحدہٗ
سمیعٌ بصیرٌ علیمٌ خبیر — محیطٌ علے کل شئے قدیر
کریم و وحید و غفور الرحیم — حمید و مجید عزیز الحکیم
صفا بخش افلاک شمس و قمر — ضیا بخش نور جبین سحر
خداوند و علام و دانائے غیب — مبرا ز نقص و معرا ز عیب

پھر ایسے خداوند اور خالق حقیقی کی بندگی چھوڑ کر اسکے بندے یعنے لقا کو پرستش کرنا زیبا نہین اس خارستان
فسق و فجور سے نکلکر گلشن ہدایت کی سیر کرو لقا اور افراسیاب چند روز مین مار ڈالے جائینگے
یہ خیال بیجا ہی کہ لقا بچا لیگا الغرض عمرو نے ایسا کچھ وحدانیت پروردگار مین بیان کیا اور اپنی شوکت
از راہ عیاری دکھائی اور عظمت اپنی منڈھی استادہ کرکے جتائی کہ بہار کے آئینۂ دل سے زنگ کفر دور
ہوا قلب کو سرور ہوا اور گانے پر بھی عمرو کے فریفتہ تھی دوڑ کر قدم پر عمرو کے سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ
مین ایک کنیز ناچیز آپکی ہون عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا ای ملکہ از راہ عیاری جس طرح
مین تمکو باجی کہتا تھا اب بھی تم میری بہن ہو انشاء اللہ دیکھنا کہ اس طلسم مین کیا تمھارا رتبہ ہوتا ہی

بہار نے عرض کیا کہ مین بھی کوئی قصور جانبازی اور سرفروشی مین نہ کرونگی الحاصل یہ عہد و میثاق
باہم کر کے ملکہ بہار منڈھی کے باہر نکلی اور افسران فوج سے کہا کہ مین نے اطاعت عمرو اختیار کی تم
لوگ اگر میری نوکری کرو بہتر اور اگر تمھین اطاعت عمرو نہ منظور ہو تو جدھر جی چاہے چلے جاؤ غرضکہ کل
فوج نے اقرار اطاعت کیا اور بہار نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ لشکر مہرخ جو دیوانہ ہو رہا تھا اور شعر
عاشقانہ ہر شخص پڑھتا تھا وہ موقوف ہوا اور سب ہوش مین آئے گجرے پھولون کے جو بندھے تھے
وہ مرجھا کر ہاتھون سے کھل گئے اب ساٹھ ہزار کا لشکر بہار کا تھا اُس مین سے جو پہلے قتل ہوا وہ مارا
گیا باقی قریب پچاس ہزار ساحر کے مطیع الاسلام ہوے بہار جادو نذر لیکر چلی عمرو نے منڈھی اکھاڑی
اور روانہ ہوا بہار پاس مہرخ کے آئی اور مہ جبین کو نذر دی شہزادہ اسد نے اور مہرخ نے بہار
کو گلے لگایا اور کہا تمھارے آنے سے ہمارے لشکر کو تقویت ہوئی مہ جبین سب کو لیکر بارگاہ اور خیام شاہی جہان
نصب تھے وہان آئی کیونکہ وہ مقام پانچ کوس لشکر بہار سے تھا اب بہار اور نافرمان کے شریک
ہونے سے لشکر بہار اور مہرخ ایک ہوگیا وہ فاصلہ جاتا رہا لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج ساحران ملازم مہ جبین
ہوئی غرضکہ جب سب افسر وغیرہ اپنے مقام پر آئے عیش و عشرت مین مصروف ہوے بہار
آکر کرسی جواہر آگین پر دربار مین مہ جبین کے بیٹھی ارباب نشاط حاضر ہونے لگے جام مے
ارغوانی کا دور آغاز ہوا عیار بھی لشکر مین آئے اور شریک بزم عیش ہوئے اُسوقت خبر طائران سحر نے
آکر عرض کیا کہ سپہ سالار ملکہ سرخ مو مع لشکر داخل ہوا مہرخ نے لوگ بہر استقبال بھیجے لشکر کو اترنے کا
حکم صادر فرمایا شمشاد فیل پیکر پاس سرخ مو کے حاضر ہوا فرد اسباب و خزانہ کی جو ہمراہ لایا تھا پیش
کر کے اسباب و مال سپرد کیا الحاصل یہ سب بدلجمعی تمام عیش و آرام مین مشغول ہوے لیکن افراسیاب
کو آزردہ ہوکر ملکہ بہار کا چلے آنا بہت شاق گذرا تھا جب بہار اجازت رزم لیکر بسبب کج بختی حیرت
کے روانہ ہوئی اور ایک دن کا عرصہ ہوا افراسیاب از بسکہ عاشق ہی یہ بھی منغص ہوکر طرف کوہ چینی
کے چلا گیا جسدن کوہ چینی پر پہونچا یہ بہار گلہاے رنگا رنگ سے مثل گلدستہ کے ہے اور ہزار در ہزار
رنگ کے درخت گلدار اور سایہ دار لگے ہین جانور زمزمہ سرائی کرتے ہین افراسیاب دل بہلانے لگا
لیکن غنچہ و گل کو دیکھ کر اور زیادہ یاد اُس گل پیرہن یعنے ملکہ بہار جادو کی آئی چند شعر پڑھے اور غم دل
کو برطرف کرنا چاہا جب دل مضطر تسلی یاب نہوا اسوقت ایک نامہ پر از اشتیاق و عذر و معذرت
حال ماضی متضمن بہ شکر رنجی ملکہ حیرت تحریر کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بیت از خون دل نوشتم نزدیک
دوست نامہ + انی رایت دہراً من ہجرک القیامہ بلکہ ؎ سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو

کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو + جہاندار کشور خوبروئی شہریار اقلیم نکوئی سلطانۂ ملک حسن و جمال خسرو ماہ طلعتان خیرین مقال ضیا افروز چہرہ ور روے پری نور افزاے رخسار دلبری گلعذار سراپا بہار جان عشاق ملکہ بہار سلامت چمن آرزو گلہاے مراد سے دزات رنگین رہے ہر شاخ تمنا مین شکل لب لعلین تمھارے کے تزئین رہے غنچۂ راحت و آرام اس باغ ہستی مین بشکل دہن صبح خندان اور شام کلفت بصورت چہرۂ منفعل سرور گریبان اے جان جان تمھارے ناراض ہوکر روانہ ہونے سے اپنا درد مفارقت سے یہ حال ہو کہ ابیات

دل من ز در در دیت ز چمن فراغ دارد
گرچو سرو پاے بند ست و چو لالہ داغ دارد

سر فرو نیاید بکمال ابروے کس
کہ درون گوشہ گیران ز جہان فراغ دارد

ز چو ابر بہمن کہ درین چمن بگریم
طرب آشیان بلبل بنگر کہ زاغ دارد

من شمع صبحگاہی سزوار ہم بگریم
کہ بسوختیم و از ما بت ما فراغ دارد

سر درس عشق دارد دل دردمند حافظ
نہ بخاطر تماشا نہ ہواے باغ دارد

حیرت کے کہنے کا برا نہ ماننا مجھے اپنا عاشق صادق جاننا اس مہم عظیم سے واپس آؤ عاشق کو شربت دیدار پلاؤ کسی اور ملازم کو بھیجا جائیگا کام حریفون کا وہ تمام کریگا تمھین مسند ناز زیبا ہو سینۂ عاشق پر سونا اچھا ہو تم مبارز معرکہ شب زفاف ہو نہ میر دشت مصاف یہ قلمبند کر کے سحر پڑھا زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُسے نامہ دیکر حکم کیا کہ جہان بہار بیٹھی ہو وہین یہ نامہ پہونچا پتلا نامہ لیکر چلا یہان بہار ملبوس ہوکر بارگاہ مہرخ مین جلوہ فرما ہے کہ پتلا آکر پہونچا اور نامہ دیا بہار نے پڑھکر جواب لکھا کہ فلک بارگاہ و انجم سپاہ مشتری خصائل زہرہ شمائل برجیس خیم عطارد رقم بہتر سے بہتر ساحران جہان کے افسر عالی جناب شہنشاہ افراسیاب سلامت غرض عشق کس سے فارغ البالی نصیب رہے اور چشم خوبان مین صورت زیبا تمھاری حبیب رہے نامہ محبت شمامہ کہ سراسر گلدستۂ گلستان محبت اور لوبادۂ بوستان مودت تھا پہونچا عشق کجا اور عاشقی کا نام جہان سے آٹھ گیا کس لیے کہ سچ جاہت کو میری آپ نہ دم دے کے پوچھیے اپنے ہی دل سے آپ قسم دیکے پوچھیے + فی الحال اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرتے ہین قطعہ

بدنامی سہین گے ہم تمھاری خاطر
رسوائی سہین گے ہم تمھاری خاطر

تم بھی جو کرو بات ہماری منظور
تو کیون نکرینگے ہم تمھاری خاطر

آئینہ رخسار حیرت کے حیران رہو ہم سے ہاتھ اٹھاؤ اگر دعوی عشق ہمارا ہے تو تحفۂ طلسم لیکر مع قید شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ تصویر جادو کے یہان آؤ اور اطاعت عمرو کی اختیار کرو کہ اپنے اب بدل تابعداری

عمرو کی اختیار کی ہو اور اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کی ہو نامہ تمام والسلام جواب چیلے کو حوالے کیا وہ لیکر کوہ جینی پر آیا افراسیاب نے نامہ پڑھا اور ایک شعلہ آہ کا سینے سے نکالا کہ جسنے عقل و ہوش کو جلا دیا بیقرار و بیتاب ہوکر اسیوقت دستک دی کہ گھٹا برروے ہوا آئی اور ابر آکر پہاڑ پر اُترا اُسپر تین ساحر سوار تھے اُنھون نے افراسیاب کو مجرا کیا دیکھا کہ افراسیاب بکمال غمگین اور آزردہ ہی وہ ساحر دست بستہ سامنے کھڑے رہے افراسیاب نے حکم دیا کہ ای شدید جادو وای قہر جادو و عذاب جادو تمھین چاہیے باہم کہ با فوج بیکران یہان سے روانہ ہو اور ملکہ بہار مجھسے خفا ہوکر لشکر حریف سے ملگئی ہی اُسے جس طرح ہو سکے سمجھا کر میرے پاس لے آؤ اور اگر براہ آشتی نہ آئے تو زبردستی مقابلہ کرکے گرفتار کرنا اور مین تمھارے لیے قبر جمشید پر جاکر ایک تحفۂ طلسم لاتا ہون بہار زبردست بہت ہی یون گرفتار ہوگی مین چادر جمشیدی بھیجونگا اور اسی لیے قبر جمشید پر جاتا ہون لہذا تم روانہ ہو جاؤ پہونچنے کا انتظار کرنا وہ تینون ساحر کوہ جینی کے متصل جو ملک واقع ہین وہین کے حاکم ہین بموجب حکم افراسیاب اپنی جاے حکومت پر آئے اور ستر ہزار کا لشکر تیار کرکے روانہ ہوے کہ نظم

حرامی لعینان مردار خوار
زمرد پرستان ہمہ نابکار

بمیدان برفتند از ہر طرف
چو افواج دجال بستند صف

صداہا برون آمد از طبل جنگ
وزنگا وزنگ و وزنگا وزنگ

بود شور طبل و چنان کرنا ے
تو گوئی بجنبد کوہے زجاے

القصہ بعد کوچ و مقام شام و پگاہ متصل لشکر مہرخ پہونچے خیام لشکریان نصب ہوے اور دوسرے مصلے کا نقشہ درست ہوا لشکر اُترا شدید داخل خیمہ ہوا آمد فوج کی خبر طائران سحر نے جاکر مہرخ اور مہ جبین سے عرض کی مہرخ نے افسران فوج کو بلا کر حفاظت کی تاکید کی لشکری ہوشیار ہوے سردار سالار سحر جگانے لگے کہ مبادا شدید غفلت دیکر ضرر پہونچائے اور فوج پر چڑھ آئے باجے پلٹنون اور رسالون مین بجنے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے مگر افراسیاب کوہ جینی سے باغ سیب مین آیا سب نے تعظیم کی لیکن افراسیاب کے تیور پر بل پڑا ہوا بکمال آزردہ آکر تخت پر بیٹھا حیرت نے کہا ای شہنشاہ مزاج ہمایون کیسا ہی افراسیاب نے بغصہ جواب دیا کہ ای حیرت تمھاری کج بحثی نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ ملکہ بہار جادو جاکر شریک عمرو کے ہوئی حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اُس چھوکری کو بڑا غرور ہوگیا تھا اپنا ثانی دوسرے کو نہ جانتی تھی تیور اسکے پہلے ہی سے بدتھے میرے سامنے مہرخ کی تعریف کرتی تھی شہنشاہ کو اسکا ملال نہ چاہیے بہت جان نثار ایسے

ہین کہ آن واحد مین اُسے گرفتار کرکے حاضر حضور کرینگے افراسیاب نے کہا یہ فقط کہنے کی باتین ہین
لاکھون روپیے صرف کرکے مہرخ اور نافرمان اور بہار وغیرہ کو پرورش کیا سحر سکھلایا اب یکایک
کیونکر ان سب کو قتل کرڈالون اور مین اب تک یہی چاہتا ہون کہ ان سب کو راہ راست پر لاؤن
لہذا مین جاتا ہون قبر جمشید پر وہان سے چادر لاؤنگا اب تم گنبد نور پر جاؤ مجھے تمھارا رہنا نہین منظور
انسان تالیف قلوب کرکے اپنی فوج کے سردارون کا دل بڑھاتا ہی یا برا بھلا کہکر دشمن بناتا ہی یہ
کہکر طرف قبر جمشید کے روانہ ہوا اور حیرت رنجیدہ ہوکر طرف گنبد نور کے آئی مگر یہان شدید اور
قہر وغیرہ نے کئی نامے پے در پے پاس بہار جادو کے بھیجے اسمین مضمون فہمایش اور پند و نصیحت کے تھے
کہ اے ملکہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی مالک سے سرکشی کرنا اچھا نہین چلی آؤ نمکحرامون کا ساتھ نہ دو دین
جمشید و سامری نہ برباد کرو بہار نے ہر بار جواب سخت دیا دن بھر سوال و جواب تقریریہ جاری رہی
یہان تک کہ وہ دن گذرا اور ساحر شب نے ہوم کرنے کیلیے دانہاے انجم کو بدلے رائی سرسون کے
ظلمت کی جھولی سے نکالا اور ہندوے زحل فلک پر آسن مار کر بیٹھا اور سحر آنیا جگانے لگا سلطان
فلک چہارم سے مقابلہ ٹھہر گیا کہ ابیات

فروزان چو شد شمع پر نور ماہ	منور شد این اطلسی بارگاہ
برآمد پے گشت بہرام چرخ	نہ برداشت از فتنہ یک گام چرخ
سواد زحل بہر تیرہ دلان	چو سرمہ گلوگیر شد در جہان

شدید اور قہر وغیرہ نے مشورہ کیا کہ شہنشاہ کے اگر چادر جمشید لانے کا راستہ دیکھین گے تو سارے
طلسم مین نامرد کہلائینگے اس بہار کی حقیقت کیا ہی طبل جنگ بجوا کر اُسے گرفتار کرو جب تک چادر
آئے اپنا کام کر رکھو کہ باعث ماموری ہی یہ صلاح ٹھہرا کر حکم طبل رزم کے بجنے کا دیا ساحرون نے
نقارہ رزمی بجایا کہ نظم

برآمد ز نقارہ آتش این صدا	کہ آمد محل قضاے شما
بہ دوزخ بود جاے کافر مدام	بحق محمد علیہ السلام

مہرخ کو خبرطرازون نے سحر کے طبل رزمی بجنے کی دی ادھر بھی دہل زنی ہوئی اور نفیر سحر بجی فوج کے افسر
سامان حرب کرنے لگے چار پہر رات تیاری رہی بنگالی باجے بجاکے پوئین تالی گئین اور بیرون کو بھینٹ
دیکر قابو مین کیا جوگیان بلائین سو من بھوگ ہر ایک کو لگایا بھوگ دیکر وعدہ لیا ایک دوسرے نے حریفون
کے نام پر منتر کی جاپ کی جوت کا ٹیان آڑایا مال کی گیلی مٹی بزنار یل ناری کے ساگ مین لپیٹ کر دیا

جلایا کالا بھجنگا اور کلیجری اور نیل کنٹھ کے خون سے جوت اُڑایا گیا چراغ کی لو تیز کی مسان کی مٹی تیلی کے مردے کی راکھ مرگھٹ کے ٹھیکرے مُردون کی ہڈیان جمع کر کے دستک پڑھنت کی تیار کی ناریل اور ترنج و نارنج کی لاگ مقرر کی جو سامری و جمشید کی بول کرا گیاری بڑھائی رات بھر کی دھونی رما کر سو رہے ادھر بہادرون نے خنجر ہاے آبدار کو تیز کیا سان دیکر سنگ چٹایا تلوارون کی باڑھ کو دو ردا بنایا کھانڈون کے دو دوانگل کے پٹھے چڑھوا دیے باڑھ ہاتھ سے لپٹنے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بن گئی لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا رات بھر شجاعت کی باتین جوانمردی کی گھاتین رہین یہان تک کہ شعبدہ باز فلک نے حقہ زرین کیسہ مشرق سے نکالکر تماشاگاہ چرخ مین گردش دہ ہوا اور خنجر بیضاوی خورشید کو ترک فلک نے آسمان کی سان پر لگایا نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری — برآمد باین چرخ نیلو فری
بدانداز کفش ریزہ سندروس — فرو ریخت بر صفحۂ آبنوس

شاہزادہ اسد نے صبحدم فریضہ نماز بجا ادا کیا ہر ایک ساحر کہ مطیع الاسلام ہو دل سے یاد خدا کرنے لگا بظاہر اُسی طرح اپنی حالت ساحری پر رہا یکایک وردی بلٹن کی بجی لشکر مین ترئی پھکی کمر بندی ہوئی افسر سوار ہوئے سوار و پیدل مرنے پر تیار ہوے ایک طرف تخت مہ جبین کا دلارام بزور سحر اڑتی ہوئی ظاہر ہوئی مہرخ اور نافرمان اور شکیل اور مہرخ مو اور بہار بڑے کروفر سے تخت پر اور طاؤس ہاے سحر پر سوار حاضر خدمت ملکہ مہ جبین ہوئین اور سب نے فراشی مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہی کو رکھ لیا جوق جوق طوق طوق بیرق بیرق اور بجخ بجخ علم علم اور حشم حشم ساحران نامی بازو ے ابط دائر ویر سوار وار دو دشت مصاف ہوے ایک سمت سے شہزادہ اسد فوج غیر ساحران لیے مرکب کوہ طفل کوہ سرین پر سوار ران پٹری کی رنگت دکھاتا گھوڑا طرارے بھرتا ظاہر ہوا کہ ابیات

مشتری رایت و قمر منظر — آسمان گردش و زمین پیکر
سوے بالا چو دعوت مظلوم — سوے پستی چو رحمت داور

لشکر مہرخ کے آگے بعہدہ سپہ سالاری اگر اسد ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بجلیان چمکنے لگین رعد کی طرح آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کالے کالے بادل جنگل سے الڈے فوج شدید اور عذاب اور قہر لیے ہوئے مثل دریاے مواج کے بڑے جوش و خروش سے آ کر ہو پہنچے ساحرون نے بجلیان گرائین درخت اور جھاڑیان جل گئین سامنے کی آڑ ہٹی پھر ابر سحر برسایا گرد و غبار بٹھایا صف آراؤن نے صف آرائی کی چودہ صفین مثل سد سکندر کے جانبین سے آراستہ ہوئین نقیب شاہان ماضی کا حال پڑھکر ترغیب

جنگ بہادرون کو دلانے لگے کڑکیت ہر سمت پکارتے پھرتے تھے کہ بہادران

نظم

باحوال جم جاے عبرت نکوست | نشانی نہ از کاسۂ مغز اوست
سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت | ز آئینۂ مرگ چون زنگ باخت
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ | کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد | نداری ز کاؤس و دارا بیاد
فریدون خداوند اکلیل و تخت | ز دنیا بناچار بربست رخت
جگر خون شد از دہر افراسیاب | کہ گشتی از و زہرۂ شیر آب
بخاک سیہ فرق رستم نگر | کہ از تیغ و بیدے از گرز او کوہ سر
چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار | نماند آن یل برزوے نامدار
جہان با کسی پایدارے نکرد | بکس این جفا پیشہ یاری نکرد
مگر آن کہ نام شجاعان عصر | بماند نکو تا بہ فرداے حشر
شجاعت خدا و رسل را پسند | شجاعان دنیا بجنت رسند
کدام است کس آن یل ارجمند | کہ آید بہ میدان بتیغ و کمند
دہد جلوہ نام جد و پدر | بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبون کی صدا سنے ہر ایک کو مرنے کی آرزو جتائی لڑنے کی ہوس بڑھائی قہر نے اژدر بڑھایا اور میدان مین آیا آگ پتھر برسا کر اپنی اولوالعزمی دکھا کر نہیب دی کہ او فرقۂ نمک حرام آ میرے مقابلہ کو کہ گوشمالی تمھین واجبی دی جاے نافرمان نے اپنا طاؤس اُڑایا اور تخت مہ جبین کے سامنے آئی اجازت حرب چاہی مہ جبین نے خلعت دیا سپرد بخدا کیا نافرمان سامنے اس نافرمان کے آئی سحر چلنے لگا قہر نے ایک ناریل مارا کہ گولے کی طرح آ کر ران پر نافرمان کے پڑا توڑ کر پار نکل گیا یہ زخمی ہوئی اسوقت صرخ مو نے تخت بڑھایا اجازت لیکر سامنے اسکے گئی آتے گولا اُسکے بھی مارا صرخ مو نے خالی دیکر اپنی کاکل کو پریشان کیا اور ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اسکو کھولکر ستارے نکالے اور ہاتھ پر رکھکر اُڑا دیے کہ فلک کی جانب جا کر تابندہ ہوے اور وہان سے تیر شہاب کے مانند ٹوٹ کر جو گرے قہر کو توڑ کر زمین مین چلے گئے شور قیامت کی طرح صدائین آنے لگین صرخ کے ساحرون نے سحر پڑھکر بر قہر کے اپنے تابو مین کیے ران چاک کر کے خون کے چھینٹے بھینٹ مین دیے وہ آفت مٹی عذاب جادو نے بھر مقابلہ کیا اسطرف سے شکیل نے اپنا اژدر نکالا عذاب نے ترسول کے کئی حملے کیے شکیل نے سب چوٹین خالی دین

اور سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا کہ وہ تیغہ سحر برق بنکر جو گرا اُسکے خرمن ہستی کو جلا دیا اُسوقت شدید بغضب
شدید میدان مین آیا اور ایک سانپ جھولی سے نکال کر میدان مین پھینکا کہ اس سانپ نے شکیل کو کاٹا
ہر چند اُسنے رد سحر کیا کچھ نہوا بیہوش ہو کر گرا سرخ نے اُٹھوا منگایا اور ساحر جھاڑنے کے لیے مقرر کیے کہ مرنہ جائے
اُسوقت سرخ مو بہر مقابلے کو نکلی سانپ نے اُسے بھی گھیرا اُسنے ایک طاؤس کا غذ کا کتر کر سحر کر کے اڑایا کہ
وہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور سانپ کو منقار مین داب کر لے گیا دونون لشکرون سے واہ واہ ہوئی کہ شدید
کو غصہ آیا اور کمان مین تیر رکھ کر سحر پڑھکر مارا سرخ مو نے دستک دی چالیس سپرین آپ سے آپ سامنے آ گئین
مگر تیر شدید کا سب سپرون کو توڑ کر سرخ مو کے شانے پر لگا کہ یہ بھی زخمی ہوئی اور میدان سے ہٹ گئی
اسوقت شدید نے للکارا کہ ای بہار مین تیرے گرفتار کرنے کو آیا ہون تو آ کر مقابل ہو کہانتک چھپے گی بہار
تخت پر باز یب و زینت جلوہ گر تھی اور کئی سو خواص در در گوش مرصع پوش سامنے پھولون کی ڈالیان
لیے کھڑی تھی گلدستے سامنے چنے تھے کہ شدید کا پکارنا سُنا فوراً تخت آگے بڑھایا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر جنگل
کی طرف مارا کہ پہاڑون کی جانب سے ایک ظلمت مثل شب دیجور پیدا ہوئی اور تاریکی تمام عالم مین چھا گئی
اُسوقت بہار نے مقابلہ کھولکر اپنی پیشانی پر افشان اور چاند ٹیکی لگائی اُسوقت اس تاریکی مین ایک بلند
اور ستارے چھٹکے ہوے دکھائی دینے لگے اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاندنی رات ہے دن نہ ظاہر ہوتا تھا شدید دیکھ کر
رد سحر پڑھ کر دینے لگا کہ بہار نے دوسرا گلدستہ مارا اور پکاری کہ ای بہار آ جھونکے ہوا سے سرد کے آنے لگے اور
لشکر شدید کے ساحر تالیان بجانے لگے کہ بہار نے تیسرا گلدستہ مارا ہزار ہا عورت نازنین مہ جبین ہاتھون مین ساز
اور باجے لیے پیدا ہوئین اور وہ عورتین بعضی ترکن اور بعض فرنگن اور بہنما در ماڑ وار سب ملک کی اور
ہر ایک قوم کی تھین اور سب مہ پارہ غیرت وہ مہر و ماہ تھین پس اُنھون نے ساز اپنے اپنے بنہایت خوش آہنگی
سے بجائے کہ لشکر حریف ان زہرہ وشون پر عاشق ہوا کہ بہار نے چوتھا گلدستہ مارا کہ آنکھین اہل لشکر کی بند
ہو گئین اور موسم بہار کا ظاہر ہوا عجب لطف تھا کہ شب ماہ مین پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی اور باغ
و چمنستان دور تک دکھائی دیتے تھے نسیم مشک بار ہر نہالے شجر سے سر ٹکراتی تھی غنچے چٹک کر جماہی
لیتے تھے کہ بقول شاعر نظم

بساط خاک سے خوش کیون نہ مزاج ہوا | گر روکش ہے طوطی ہے سطحۂ غبر
نسیم ہو رہی ہر صدقے ہر خیابان پر | گلون سے بھرتی ہے دامن کو اپنے باد صبا
ہر ایک محو تماشائے لالہ و گل ہے | نہین جھپکتی ذرا چشم نرگس شہلا
شگوفے یون نظر آتے ہین باغ مین ہر جا | ہر ایک شاخ پہ گویا کہ ہین ید بیضا

کسی کے نرگس مخمور سے جھکے ہین یہ — جو سر جھکائے ہو ہر گل بروش باد صبا
صبا پہ ابکی برس اسقدر ہی رنگ نشاط — کہ ہاتھ ہوتے ہین رنگین چھوکے برگ حنا
کسی کے روے عرقناک کے تجسس مین — چمن مین قطرون سے شبنم کے گل ہین آبلہ پا
ہر ایک گل پہ کرے تا نثار گوہر اشک — اسی امید پہ کہسار سے اٹھی ہی گھٹا
چمن مین دیکھ کے گل نخل بار ور ہر سو — یہ کہ رہی ہی اٹھاکر چنار دست دعا
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجیو — الٰہی حرمت فصل بہار کا صدقا

بہار تخت سے اترکر درمیان چمنستان کے چلی گئی اور وہ زنان پری پیکر جو صحرا سے آئی تھین وہ بھی داخل باغ ہوئین شدید اور سب اہل لشکر گلشن کے اندر جب جانے لگے دیکھا کہ سامنے سے بہار ظاہر ہوئی اور اوسوقت اُسکے حسن وجمال کی یہ کیفیت تھی کہ اگر حور بھی دیکھتی تو اُسکی کنیز ہوجاتی نظم

ماہ سے کب جبین مقابل ہی — نقص داغ اُسمین ہی یہ کامل ہی
رشک خورشید تھی وہ پیشانی — چاند سے تھی دو چند نورانی
وصف ابرو مین کیا کرون تحریر — تھی دعاے ہلال کی تفسیر
کیا ہو تعریف چشم ہون حیران — صاد کہتے تھے قاری قرآن
روشنی قلوب تھین آنکھین — چشم بد دور خوب تھین آنکھین
غنچہ لب بینی وگل رخسار — چمنستان عیش کی تھی بہار

بہار کو دیکھتے ہی شدید شیفتہ ہوا لیکن بہار نے ایک خواص کو اشارہ کیا کہ وہ نشتر اور طشت لیکر آئی اور پکاری کہ ای فریفتگان جمال عدیم المثال ملکہ بہار مہر تمثال تھوڑا خون اپنے جسم کا نذر اُس سفاکہ کے کرو یہ نشتر اور طشت حاضر ہی اسکی رسید دو یہ صدا سنکر ساحران لشکر شدید دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت آنے مین کرنے لگا جو پاس اُس کنیز کے آیا اُسنے ہاتھ کی فصد کھولدی طشت ہاتھ کے نیچے رکھدیا کہ خون اُس مین گرنے لگا اور وہ بیہوش ہوگیا پھر دوسرا آیا اُسنے بھی رگ جان پر نشتر کھایا اور یہ کہتا ہوا بیہوش ہوا بیت

مرا کشتے وتکبیر نگفتی — عجب سنگین دلے اللہ اکبر

اب طرفہ ہنگامہ بیداد گرم تھا اور لاش پر لاش گر رہی تھی ایک دوسرے پر پیش قدمی نشتر کھانے مین کرتا تھا اسی اثناے مین بہار نے دوسری کنیز سے اپنی اشارہ کیا کہ شدید کو طلب کرے کنیز نے بہ آواز بلند کہا ای شدید ملکہ عالم تمھین طلب فرماتی ہین جلد آؤ شدید طرف بہار کے کنیز کی صدا سنکر چلا اور بہار اُسے آتے دیکھ کر وہان سے پھری اور اُس گلشن سحر مین دور جاکر ٹھہری شدید پیچھے پیچھے مست

تمام قریب آیا دیکھا کہ بہار چھڑی ہاتھ مین لیے گلگشت کر رہی ہی جوڑا زرچھا بندھا ہو آنچل بلو کا دوپٹا سینے سے
ڈھلکا ہوا ہی پائچے کلائچے پر پڑے ہین برابر زانون کے سلوٹین پڑی ہین گہنا پھولون کا پہنے سیر چمنستان
کے مصروف ہی جیسا حسن پہلے تھا اُس سے اِسوقت سو حصے زیادہ ہی شدید دست بستہ سامنے کھڑا ہوا بہار
نے ایک چھڑی ماری اور کہا اسی منہ پر دعوی عشق کا رکھتا ہی کہ حیرت نے سر دربار مجھے گالیان دین بُرا بھلا
کہا اور تو لے کچھ اُسکا معاوضہ نہ کیا شدید نے کہا اے راحت جان مجھے کب یہ کیفیت معلوم تھی بہار نے
دو تین چھڑیان اور لگائین اور کہا حرامزادے تو نے اب جو یہ ماجرا سُنا تو کیا کیا کچھ بھی تجھے میرا پاس ہوا
اُسنے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو حیرت کو جوتیان لگاتا سامنے لاؤن بہار نے چھڑی سے اُسے خوب پٹیا
کہ نخرے اہم حکم دین جب تو بدلا لے تجھے آپ سے کچھ ہماری محبت نہین شدید نے چھڑیان سحر کی جو کھائین
بیخود ہوگیا اور باقی حواس بھی جاتے رہے اور کہا اے ملکہ مین ابھی اُس غیبانی حیرت کو جھونٹے پکڑ کے
لاتا ہون بہار نے کہا تیری بات کا اعتبار نہین بلا اپنے افسران لشکر کو اُسنے افسرون کو طلب کیا اسوقت
بہار نے اُس کنیز کو جو فصد کھولتی تھی منع کیا اور سب سردار پاس آئے اُسنے کہا تم سب کو اطلاع دیتی
ہون اور رشتہ اقرار تمھارے ہاتھ مین باندھتی ہون کہ حیرت نے مجھے گالیان دی ہین جو اُسے جاکر
بذلت تمام قتل کرے وہ میرے وصل سے شادکام ہو یہ کہکر ایک ایک گجرا پھولون کا کنیزون سے
سب کے ہاتھ مین بندھوا دیا اور شدید کے ہاتھ مین خود گجرا باندھا بس شدید اور کل لشکر بتیابانہ
شعر عاشقانہ پڑھتے روانہ ہوے اور ہزارون لشکر کا راہی ملک عدم ہوے تھے غرض کل فوج خیمہ
خرگاہ مال اسباب چھوڑ کر طرف گنبد نور کے چلے جب یہ جا چکے بہار نے پیشانی سے افشان چھڑائی
اور پڑھکر دستک دی کہ وہ عالم بہار اور شب ماہ کی کیفیت سب برطرف ہوئی آفتاب نکل آیا لشکر مہرخ
مین نقارے فتح کے بجے اور مال و اسباب لشکر شدید اپنے قبضے مین مہرخ نے کیا بہار جادو کے سر پر
زر نثار کرتی ہوئی اور تعریف کرتی مہ جبین پھر بارگاہ مین داخل ہوئی اور خلعت گرانبہا عنایت
کیا لشکر نے کمر کھولی سامان جشن کیا تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا کہ بیت ہوئی گانے والون کی
اک دھوم دھام ✤ تماشائیون کا ہوا اژدحام ✤ یہان تو یہ سامان عشرت برپا ہی لیکن شدید دیوانہ
روے بہار بصد اضطرار زبون و زار دریاے خون رواں کے پار اُتر کر قریب گنبد نور پہونچا اور
وہین سے گالیان حیرت کو دینے لگا کہ پکڑ لاؤ اس قحبہ کو فاحشہ حرامزادی مردار حیرت نابکار کو اُسنے
میری معشوقہ کو گالیان دی ہین اور شہر ناپرسان مین آکر لوٹ شروع کر دی جو ساحر ملا اُسے ہلاک کیا
واویلا فریاد الغیاث کا شور تمام شہر مین برپا ہوا حیرت گنبد نور پر تھی جب یہ ہنگامہ اُسنے سُنا

ساحرون سے کہا دیکھو یہ کیا ماجرا ہو ساحر گئے اور خبلائے حیرت نے بارہ ہزار ناقوس نواز جو اُس گنبد کے
درجہ پائین مین رہتے ہین اور سابق مین ذکر اُسکا ہوا تھا اُنھین حکم دیا کہ ان سب کو روکو وہ ساحر چلے اور شدید
کی فوج سے لڑنے لگے سحر جانبین سے ہونے لگا ناقوس نواز ازبسکہ زبردست ہین اُنھون نے ہزار دن کو
قتل کیا لیکن شدید ردتا ہوا قریب گنبد نور کے پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا مگر وہ گنبد طلسمی سحر بند ہر شدید
سے چڑھا نہ گیا گر پڑا پھر اُٹھکر چاہا چڑھ جاؤن پھر گرا اُسکی تو یہ کیفیت ہوا اور لڑائی زیر گنبد ہو رہی ہو مگر حال
افراسیاب سُنیے کہ ظلمات مین گیا اور وہان سے بیابان ہستی مین پہونچا اور اس جگہ سے دریاے آتشین طلسم
کو طے کیا اور قبر جمشید کے قریب پہونچا حال ان مقامات مذکور کا آگے تفریح وار بیان ہوگا انشاء اللہ فی محلہ
اس جگہ لاکھون ساحر بہیئت مہیب قیام پذیر تھے اور ایک عمارت معلق بروے ہوا تعمیر تھی اور اُس قصر
مین جھولے پڑے تھے سات کنیزین جمشید کی ان پر جھول رہی تھین افراسیاب اُڑکر قریب اُس عمارت کے
پہونچا دیکھا سارا مکان جواہر کا بنا ہی ہزارہا گھنٹہ نشستگاہ گنبد بنے ہین یہان جو ساحر رہتے ہین بلاسے
بے دردان اور آفت روزگار ہین افراسیاب کے جانے سے گھنٹے بجنے لگے اور غلغلہ ہوا کنیزان جمشید جھولے
سے اُترکر آئین افراسیاب نے ایک پاؤن سے کھڑے ہوکر جمشید کی پوجا کی اور پاؤن کی بوٹی کاٹ کر
گنبد پر اُس مکان کے چڑھائی اندر مکان کے جانے کی اجازت ملی اندر جب آیا ساتون لونڈیون نے سلام
کیا اور کہا اے شہنشاہ ساحران آج کدھر آئے افراسیاب نے کہا قبر خداوند جمشید پر جاتا ہون کنیزون
نے کہا ابھی قبر خداوند بہت دور ہے بیابان سردستان جب طے کرے اور تخت الشعاع کی روشنی پر چلے
اسوقت حجرۂ ہفت بلا تک پہونچے پھر اسکے آگے جب چلے تو قبر خداوند پر پہونچے لیکن اسی جگہ سے
قبر کی سرحد ہے اور کچھ تحفۂ طلسم یہان بھی ہین تو کس لیے قبر خداوند پر چلا ہے افراسیاب نے کہا جادو جمشید کا
مجھے دو کہ مخالفون نے گھیرا ہے جس کی مذمت خداوند سامری و جمشید کتاب سامری نامے مین لکھ گئے
ہین یعنی عمرو کی وہ طلسم مین آیا ہے ہزار دن ساحر بندگان جمشید قتل ہو چکے ہین طلسم مین غدر ہو رہا ہے کنیزان
جمشید نے کہا جادو جمشید موجود ہے لیجا تو بادشاہ طلسم ہے تجھے اختیار ہے جو جی چاہے وہ کر ہان انگشتر
جمشیدی اور مالا وغیرہ نہین ہے اور کچھ چیزین خداوند کی طلسم نور افشان مین ہین کہ وہان کا
بادشاہ تیرا بھتیجا کوکب روشن ضمیر ہے کہ دریاے ہفت رنگ کے ادہر ہے ہمیشہ تجھ سے اور
اُس سے جھگڑا رہتا ہے افسوس تو نے سارا ملک اپنا برباد کیا اور اب تحفہ جات طلسم پر نیت لگائی ہے
خداوند جمشید فرما گئے ہین کہ آخر بادشاہ اس طلسم کا بہت نالائق ہوگا کہ اس سے بند و بست کچھ
طلسم کا نہوگا سارے تحفے اور عجائبات غارت ہونگے اور ہماری بھی قضا اب قریب ہے تو ایک

ون ہمکو بھی لیجا کر لڑوائے گا تو وہ ہی آخر بادشاہ ہی کہ جبکی خبر خداوند دے گئے ہین جاکر وہ صندوق
جو سامنے رکھا ہی اُس مین چادر جمشیدی ہی لے لے یہ کہکر کلید ایک کنیز نے سامنے پھینکدی مگر افراسیاب
یہ باتین ان کنیزون کی سنکر رونے لگا اور کہا اب آپ فرمائین تو مین چادر نہ لے جاؤن اور مین نے
ہر چند چاہا کہ مہرخ وغیرہ سے مقابلہ نہ کرون اور اب تک یہی تمام سوچکر طرح دیتا ہون اور چاہتا ہون
کہ وہ لوگ منحرف راہ راست پر آئین اسی لیے چادر لینے آیا ہون کہ سب کو گرفتار کرکے سزا دے کر
پھر بدستور انھین سرفراز کر دون کنیزون نے کہا یہ سب کچھ انتظام کرتا ہی لیکن صرصر شمشیر زن
عیارہ بچی کو واسطے مقابلے عیارون کے کیون نہ بھیجا کہ جو ساحر تیری طرف سے لڑنے جاتا اُسکی وہ
حفاظت کرتی اور یہ مکاری عیارون عمرو وغیرہ کی پیش نہ جاتی افراسیاب نے کہا سچ کہتی ہو
اب یہان سے جاکر عیارہ بچیون کو بھیجونگا یہ کہکر کنجی لیکر صندوق کے پاس آیا اور اسے کھولا ایک
شعلہ آتش اُسمین سے نکلا کہ جسم پر افراسیاب کے سوزش اسکی پہونچی افراسیاب نے فصد اپنی کھولکر
خون اپنا بھینٹ مین دیا وہ شعلہ آتش فرو ہوا اُس مین سے ایک چادر ریشمی جواہر دوز خاک قبر جمشید
سے بھری ہوئی نکلی تاثیر اسکی یہ ہی کہ اگر افراسیاب بھی سحر کرے تو صاحب چادر پر تاثیر نہ ہو اور اگر لشکر
مخالف پر اُس چادر کو ہلائے ہوا سے اسکی کیسی ہی زبردست ساحرون کا لشکر ہو مگر بیہوش ہو جائے گا
افراسیاب اُس چادر کو لے کر پھرا اور بزور سحر پرواز کنان طلسم باطن مین پہونچکر باغ سیب
مین ٹھہرا اور سحر کی دستک دی کہ ایک ساحر نامی گرامی کہ جسکا سارا جسم مثل آتش کے دہکتا تھا زمین
کے اندر سے نکل کر سامنے افراسیاب کے آیا اور سلام کیا افراسیاب نے اُسے دیکھکر حکم دیا کہ ای
روتاس جادو یہ چادر جمشید لیجا اور ملکہ بہار اور مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر لاؤ سواے تمھارے کون
لائق اُس چادر کے دینے کا تھا تم بھی معززان طلسم سے ہو روتاس نے عرض کیا کہ یہ شہنشاہ کی
عنایت ہی جو مجھے ایسا جانتے ہین ورنہ مین بھی ایک بندہ سامری ہون اور حضور کی رعیت اور
نوکر غرض روتاس نے فخر یہ چادر کو لیکر اپنے پاس رکھا اور عرض کیا کہ اکیلا جاؤن یا کچھ فوج بھی ہمراہ
لون افراسیاب نے کہا فوج پہلے مین سندید اور قہر دیو کے ساتھ بھیج چکا ہون تم بھی از راہ احتیاط
بارہ ہزار ساحر لے لو اور فی الفور روانہ ہو مین گنبد نور پر جاتا ہون وہین گرفتار کرکے سب کو لانا کہ
وہ مقام فی الجملہ اور مقامات سے نزدیک بھی ہی اور ایسا بلند ہی کہ مین بھی تماشا تمھاری جنگ کا وہان
سے دیکھونگا یہ کہکر خود سوار ہوکر افراسیاب گنبد نور کی طرف چلا اور روتاس نے اپنی جگہ پہ آکر بارہ ہزار
ساحر ہمراہ لیے اور خیمہ خرگاہ بار کرایا نقارہ کوچ کا بجایا خود ہنس پر سوار ہوا اور چلا

نظم

بجنبش در آمد از ایشان زمین — بمیدان کشیدہ عنان بہر کین
ہزبران جنگی بآئین جنگ — کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
بزرگ بریزک سو بسو در شتاب — نہ در دل سکونے نہ در دیدہ خواب

اب یا تو امی طرف چلا لیکن افراسیاب جو گنبد نور کی طرف آیا دیکھا تمام شہر نا پرسان قتل ہو رہا ہی اک غلغلۂ داد بیداد بلند ہی شدید گنبد پر جانے کا قصد رکھتا ہی یہ ماجرا دیکھکر سمجھا کہ سحر مین بہار کے گرفتار ہی پس غصہ ناک ہوکر چاہا کہ ایک ایسا سحر کرون کہ جو حال شدید کا وہی کیفیت بہار کی ہو جاے اور شدید ہوشیار ہو سحر اُلٹا پلٹ جائے مگر خیال کیا کہ بہار اس سحر کے پھیرنے سے مرجائیگی اور اگر جیتی بھی رہی تو کمال آزردہ اور خفا ہو جائیگی مراد دلی تیری بر نہ آئیگی معشوقہ کو ناراض کرنا اور ضرر پہونچانا اچھا نہین کہ؎

گو کہ ساقی مین نہین آج مروت باقی — خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی

یہ سوچکر ایک ترنج اُٹھاکر تخت سے شدید کے مارا کہ سینے کے پار ہو گیا غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا پھر افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو ہلایا برقین دسون انگلیون سے چمک کر گرین اور ہمراہیان شدید کے خرمن ہستی کو جلاکر خاک کر دیا بڑی دیر تک غل شور رہا جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا افراسیاب گنبد پر آیا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب نے کہا ای حیرت یہ تمھاری بھینجی بہار کا سحر تھا کہ شدید آپ مین نہ تھا یہ تمھاری ذات سے اتنا بڑا لشکر میرا ہلاک ہوا حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مجھے رخصت فرمایئے کہ جاکر اُس چھوکری کو سزا دون افراسیاب جواب دہ ہوا کہ جسطرح نے مجھ سے مخالفت کی اسکی گرفتاری کی تدبیر مین خود کرونگا لیکن تمھین اپنی بہن کے مقدمے مین اختیار ہی وہ اور تم برابر ہو جاؤ لیکن چادر جمشید دیکر مین نے رعد تماس کو بھیجا ہی وہ گرفتار کرلائیگا اگر اس سے گرفتار نہ ہو سکے گی تو تم جانا یہ کہکر افراسیاب گنبد کے ایک کمرے کو کھلواکر جدھر دریاے خون رواں ہی اور طلسم ظاہر و باطن دکھائی دیتا ہی تخت بچھواکر بیٹھا چارون وزیر اور ارکان دولت خدمت مین حاضر تھے ناچ ہونے لگا حیرت جام شراب سے بھر کر دینے لگی اُس وقت افراسیاب نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ ہماری پانچون عیار بچیون کو حاضر کرو وہ ساحر شہر نگارستان مین آ صرصر شمشیر زن کی جاگیر مین یہ ملک بادشاہ طلسم نے دیا ہی اور وزیرزادی اسکی صبا رفتار رہی اور باقی عیار بچیان یعنے شمیمہ نقب زن اور صنوبر کمند انداز اور تیز نگاہ خنجر زن مصاحب خاص صرصر ہین اور یہ پانچون یہ کم سن اور ہم سن ہین اور ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہین اور انکو سحر ساحری سے نفرت کلی ہی بسبب

سحر نہین جانتی ہین لیکن عیارہ بے بدل ہین الحاصل ساحر نے اگر حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اسیوقت یانے عیاری کے جسم پر آراستہ کرکے سب حاضر خدمت افراسیاب ہوئین اور تسلیم کرکے رو برو کھڑی رہین شاہ نے حکم دیا کہ ای صرصر کچھ عیار مع عمرو کے طلسم مین آئے ہین اور سیکڑون ساحرون کو قتل کر چکے ہین مین سمجھا تھا کہ سحر کے آگے عیاری نہ چلے گی مثل مشہور ہی کہ زور کے آگے ظلم نہین چلتا مگر عیارون نے آفت برپا کر دی ہی فی الجملہ مکار سے مکار ہی جیت سکتا ہی تمھین چاہیے کہ جاکر انسے مقابلہ کرو اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرو اور ہر چند کہ تم سحر نہین جانتی ہو مگر سارے طلسم مین جہان جی چاہے ظاہر و باطن و ظلمات وغیرہ مین پھرنا کوئی تمھین مانع نہوگا صرصر یہ حکم پاکر مع چارون عیارنجیون کے شاہ کو مجرا کرکے رخصت ہوئی خلعت رخصت ہر ایک کو ملا یہ سب چلین اور جست وخیز کرتی ہوئی قبل پہونچنے لشکر روتاس کے اس صحرا مین جو قریب لشکر مہرخ ہی پہونچین اور فکر عیاری کی کرنے لگین یہ جنگل تو عیارون کا مسکن ہی عمرو اور قران وغیرہ پھرا کرتے ہین اتفاقاً عمرو مع تین عیارون کے بارگاہ سے نکل کر واسطے بالا دوی کے جنگل مین آیا تھا کہ ایک سمت سے صدا زنگولہ عیاری کی سنائی دی سب عیار اس صدا پر چلے اور آگے بڑھکر دیکھا کہ پانچ عورتین کمسن حسینہ وجمیلہ بلانے عیاری کے جسم پر آراستہ کیے جوڑے ترچھے باندھے کانیان دوبٹہ کی مارے پائچون مین گرہ لگائے پاؤن مین فتلو رسے اور پتاوے سینہ کو چھپین بازو پر باندھے کمندین سونے لپیٹے پتھر کا توبڑا اور کسوت عیاری لگائے تھے اور خنجر بران ہاتھون مین لیے تیر و ترکش اور سپر سے دست زر و زیور سے آراستہ مانگ ہر ایک نکالے اپنے سائے سے بھڑکتی اچھل کود اور جست وخیز کرتی چلی آتی ہین کہ ابیات

وہ چھپین چھاڑ بہم اس طرح کی گرما گرم	کہ جنکی شوخیون سے دل کو ہوس زد بیٹ
کبھی جو انگلیون کی فندق انکی دیکھے وہ	بہار بیر بہوٹی کی طرح جاے سمٹ
شادین عشوہ گرون سے سرزمین ایران کی	ادا و ناز سے وہ روم و شام دوین الٹ
ہزارون کوس دبلا ورزمین کھسک جائے	کبھی جو انکے دبے پاؤن کی سنیے آہٹ

انکے سب کے تاج دلبری سر پر رکھے صرصر شمشیر زن اکڑتی اور بل کرتی کہ سینے پر دو لقا پیدا رسترانی اکڑا اور مرڑ ورین تیکھے وم رفتار دل کو عاشق کے پاؤن سے ملتی تھی آفت کے نخیل ستم کے رہوار خطو مین اس شاہ خوبان کے تھے غمزہ ادا و سن ناز کو سنبھالے تھے اور بعد اسکے وزیر زادی اسکی لعبت حسن و ناز سبزہ رنگ جنی بھوین آفت کا پرکالہ تھی اور اسکے برابر برابر اور تینون عیارنچیان شوخ و شنگ غارتگر جان ناموننگ تھین کہ سرو کو وقت خرام چتیون مین اڑاتی ہین گل کو رنگ دلبری سکھاتی ہین نظم

تھین حسین ایسی وہ گل خندان — آن پہ مرتے تھے مہوشان جہان
ان مین اک اک یہ خوبصورت تھی — آگے اُنکے پری کو خجلت تھی
شوخ دیدہ کوئی کوئی چنچل — چال مین انکی سیکڑون چھلبل
چال مستانہ کوئی چلتی تھی — کوئی پانؤن سے دلکو ملتی تھی
بکھرے جوڑون کی آن بان نئی — وہ نیا جوبن اور شان نئی
عمدہ زیور لباس سب ملبوس — خوب آراستہ مثال عروس
ناک مین کیل کوئی پہنے تھی — نتھ کسی کی تھی ایک موتی کی
سب کو بالا تبلاتے تھے بالے — طائر دل کے جال تھے چالے
نیلے ڈورے کسی کے زینت گوش — انتیان لوٹین رہزن دل و ہوش
بجلیان پہنے کوئی ماہ جبین — جبت کی بالیان کسی کی تھین
ایک گل رو کی ناک مین تنکا — تنکے جنوائے حسن کم سن کا
طوق منت کا پہنے ایک پری — تھی کسی گل کے پانؤن مین بڑی
نورتن تھے کسی کے بازو پر — پہنے ہیکل کوئی پری پیکر
اونچی چوٹی کسی کو دل سے پسند — مینڈھیون کا کسی کے حسن دوچند
رخ پہ چھوڑے ہوے کوئی پٹے — کوئی جوڑا ادا سے باندھے ہوے
تھی دھوان دھار ایک کی مستی — قہر ڈھاتی تھی پان کی سرخی
انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن — قتل کرتا تھا گوٹ کا جوبن
چست محرم غضب کچون کا اُبھار — تنگ کرتی دکھا رہی تھی بہار
پستے تھے دل کسی کے منہدی پر — فندق پا پہ صدقے تھے گل تر

عمرو نے انھین دیکھکر زنبیل عیاری بجائی قران زنبیل کی صدا سنکر جنگل مین جہان تھا دوڑکر عیارون پاس آیا اور عیار بچیون نے زنبیل کے بجتے ہی ہوشیار ہوکر خنجر نیام سے کھینچے اور نعرے کیے اور اپنا اپنا نام لیکر حملہ کیا عیارون نے بھی نعرہ کیا اور اپنا اپنا نام لیا تاکہ آپس مین ایک کو ایک پہچان لے اور بروقت عیاری کرنے کے دھوکا نہ کھائے غرض عمرو نے بڑھکر صرصر کو روکا اور صبا رفتار نے آکر قران کو ٹوکا شمیمہ نے برق سے چشمک کی اور صنوبر نے جانسوز کو کج ادائی دکھائی تیز نگاہ سے اور صرصر عام سے نظر بازی ہونے لگی اور سب عیارون نے انھین دیکھتے ہی تیر عشق کھایا اور

ایک دوسرے کے تیر مژگان اور خنجر ابرو کا گھائل ہوا اور شعر عاشقانہ زبان پر لایا عمرو نے صرصر سے
کہا ای جان جان بیت

اگر زلف سیاہت بر سر تاراج ایمان شد	بفکر رہزنی افتد سیاہی گر پریشان شد

صرصر نے ایک خنجر جھپٹ کر مارا اور جواب دیا ؎

منادی میکند امروز زنار سر زلفم	کہ بے ایمان بمیرد ہر کہ ایمان را نگہدارد

ادھر قران نے صبا رفتار سے کہا کہ ای یار دلنواز فرد

چو خنجر میزنی بر سینۂ من	تو ای در دل مبادا بر تو آید

صبا رفتار نے جھک کر خنجر مارا اور جواب دیا کہ بیت

سر نوشتے کہ بد افتاد بہ تدبیر چہ سود	کس بناخن نکشاید گرہ پیشانی

ادھر برق نے شمیمہ سے مقابل ہو کر صدا دی کہ ؎

ہزار سال پس از مرگ چون تو باز آئی	ز خاک نعرہ برآید کہ مرحبا ای دوست

شمیمہ نے مسکرا کر ایک تمچہ مارا اور کہا فرد

دشمنی را ہمچو تیغ خیمہ میخواہم مدام	سر بسنگ و تن بخاک ریسمان در گردنش

جانسوز نے ہنگام جدال صنوبر سے عرض کیا کہ بیت

عالمے کشتہ شد و چشم ترا ناز ہمان	صد قیامت شد و حسن تو در آغاز ہنوز

صنوبر نے تیوری چڑھائی اور بناز و ادا لڑتی ہوئی جب قریب آئی جواب دہ ہوئی کہ ؎

آفت صد دردمانم آتش صد خرمنم	سادہ لوحی بین کہ گوئی راحت جان منی

ضرغام جب تیز نگاہ سے لڑتا تو یہ شعر زبان پر لاتا کہ ؎

می توان پرسید احوال اسیران گاہ گاہ	رسم یاری اینچنین بود است یاران واہ واہ

تیز نگاہ اسکے حال زار پر بہت ہنسی اور کہنے لگی اے نادان ؎

نسخۂ افسانۂ غمہاے خود با من مگوی	سوختم از استماع این حکایت آہ آہ

القصہ بعد اس رمز و کنائے کے آپس میں خنجروں کی تھپکیاں اور سپروں کی ادھیڑیں چلنے لگیں عیار
بچیوں نے حلقۂ کمند کے جو دہ گانٹھ کے عیاروں پر مارے کہ گردن اور کمر میں آکر لپٹے عیاروں نے اتنا
جلد سبک ہو کر جست کی کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی ہو کہ سب حلقے پاؤں کی طرف سے الجھا ہو کر زمین
میں گرے اور عیاروں نے بلندی سے زمین تک اترتے اترتے تیغے مارے کہ عیار بچیاں جست کر گئے

دس دس قدم پر جاگرین پانچ عیار اور پانچ عیار بچیون نے اپنی کود پھاندین دو کوس کا میدان باندھا
شلنگین بھرنے لگے اور کبھی سمٹ کر گز بھر زمین سنگے گردمین گتھ جاتے تھے کبھی بسینہ بسبوغی چلتے تھے اور
کبھی جھلاوے باہم دیتے تھے نیمچون کی جھکائیان دیجاتی تھین خنجرون کی جھنکار بلند تھی عیار باتنگ کے پیچ
باندھ کر عیار بچیون کی گود مین بیٹھ جاتے تھے اور بوسے لیتے تھے عیار بچیان اپنے تئین قریب پہونچاکر
کاٹ کھاتی تھین دو گھنٹہ آپسمین بلارد و رعایت جنگ حریفانہ رہی اُس وقت عیار بچیان
جستین کرکے اور نعرے مارکے کہتی ہوئی کہ اے خانمان بربادان دیکھو توہم کس طرح تمھین ہلاک کرتے
ہین ایک طرف چلی گئین اور عیار بھی ایک درہ کوہ مین ٹھہرے عمرو نے کہا کہ بھائیو مین تمھین
چارون کو اطلاع دیتا ہون کہ صرصر میری معشوقہ دلنواز ہی اگر تم مین سے کوئی اسے مار ڈالے گا تو
مین اُس سے بہت بری طرح پیش آؤنگا قران نے کہا صبار فتار پر بندہ علی ہذاالقیاس فریفتہ ہی
اُسکی بھی حفاظت سب عیار دن کو ردا ہی برق نے تیمہ کا عشق بیان کیا اور جانسوز نے صنوبر کا
حال الفت مذکور کیا ضرغام نے تیز نگاہ کی نسبت سب سے سفارش کی بہذا ہر ایک کو ہر ایک کے
معشوق کی شناخت ہوگئی اور سب نے باہم عہد کیا کہ کسی کو کوئی قتل نہ کرے عمرو نے کہا اسوقت کہ
جب طلسم فتح ہوگا اور عیارہ بچیان گرفتار ہونگی اور مطیع الاسلام ہونگی تو صاحبقران کو اُنکے قتل کرنے کا
اختیار ہی فی الحال مناسب نہین کہ ہم تم انھین ہلاک کرین یہ باہم مشورہ اور پیمان کرکے حفاظت لشکر
مین مصروف ہوے اور اُسی طرف عیار بچیان بھی جنگل مین ایک جگہ ٹھہرین اور صبار فتار نے صرصر
سے کہا کہ تیرا رنگ آج مجھے اور ہی کچھ نظر آتا ہی ہونٹھ چاٹتی ہی چہرے کا رنگ زرد ہی پاؤن کہین ڈالتی
ہی پڑتا ہی کہین کا کل پریشان ہی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہی یہ کیا ماجرا ہی صبار فتار نے کہا واری مجھ کو
آپ کیا کہتی ہین از راہ ادب حضور کو کہہ نہ سکتی تھی اب جو حضور نے چھیڑا ہی تو الامر فوق الادب کسوت
عیاری سے آئینہ نکال کر ذرا چہرہ زیبا کو دیکھیے کہ صاف آثار عشق پیدا ہین آنکھون مین تری حواس مین
ابتری ہی آپ کی تو وہ مثل ہی کہ اپنی بالی اور پر گنوائی صرصر نے کہا نوج خدا نہ کرے یہ تیری ہی عادت ہی
کہ جہان مردوے کو دیکھا اور پھسل پڑی تو دیوانی ہی کہ مجھپر یہ گمان کرتی ہی اور خیر اگر مین ایسا بھی کرون تو
بہتر عاشق آج عیاران عالم کا شہنشاہ ہی حمزہ صاحبقران کا وزیر اعظم کلید عقل و نفس ناطقہ ہی
تو کیا سمجھ کے ریجھی ہی اور میری برابری کرتی ہی صبار فتار نے ہنسکر کہا کہ خفا نہو جیے تو مین عرض کرون مجھپر
اگر نگاہ ڈالی ہی تو نظر کردہ مولانا و مقتدانا حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے
جو جان بخش عمرو ہی اور اپنے ملک زنگبار کا بادشاہ ہی لیکن ان تینون چھوکریون نے کیا سمجھ کے اپنا حال غیر

کیا ہو تسیمہ نے کہا کیا خوب اب جو شاہزادی سے بس نہ چلا تو اپنی خفت ہم پر مٹالی تمھاری خجالت میری
آنکھوں پر ماشاء اللہ کیا ذہن کی تیزی ہو مانتی ہوں آپ کو اچھا صاحب یوں ہی سہی پھر عاشق مین میرے
تمنے برائی کیا تصور کی ہو ملک فرنگ کے ملکوں مین ایک ملک کا بادشاہ شاگرد رشید عمرو ہو ہان جو کچھ کہو
توان دونوں کو کہو صنوبر نے خفا ہو کر کہا بی تسیمہ تم مین کیا بری عادت ہو کہ اپنی بات اور پر ڈالتی ہو یہ تمھین
ایسی او دہاتی ہو میرا تو عاشق تم سب سے اچھا ہو مگر مین ذرا بھی حقیقت نہین جانتی بی صبا رفتار کی کہا
قران نظر کردہ اور بادشاہ زنگبار ہو اسکے فرزند نے مجھ سے محبت کی لیکن وہ پڑا جان دیا کرے مین کب
سماعت کرتی ہوں ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ہان بی تیز نگاہ کو جو کچھ کہو وہ بجا ہو یہ کلام تیز نگاہ نے
سنکر کہا آپکی گئی مجھپر ہوئی بی ہوش مین آؤ اپنے دہی کو کوئی بھی کھٹا کہتا ہو گو کہ مجھے تو حضر عام سے کچھ واسطہ
نہین لیکن جو وہ مجھ پر جان دے تو جتنی تم سب نے تعریف کی ہو ان سب سے افضل ہو اول تو نظر کردہ
مثل قران کے اور دوسرے وزیر طلسم کشا کا جو حاکم طلسم کا ہونے کو آیا ہو سچ پوچھو تو جو شخص ساکن
طلسم ہو وہ گویا اسکی رعیت ہو صنوبر نے یہ باتین سنکر ایک قہقہہ لگایا اور کہا مبارک ہو آج سے ہم آپ کو
تسلیم کرین گے تمھاری رعیت ہم کہتے ہین خدا حضور کو سلامت رکھے کیون نہو وہی مثل ہو کہ سیان
بھیے کوتوال اب ڈر کاہے کا تیز نگاہ کو سب نے آڑے ہاتھوں لیا اور یہ شرمائی پسینے پسینے ہو گئی اور
کہنے لگی واہ واہ تم سب نے مجھے دیوانی مقرر کیا ہو ای لوگو آپ اپنے لوتھون کی تعریف کرو تو کچھ نہو
مین نگوڑی بیوقوف جو بول اٹھی تو سب نے ہنسی دل لگی مین اڑانا شروع کیا ای بی ایک تو مجھ
کمبخت کو سات پانچ نہین آتا یہ تمھین لوگ چرب زبان ہو کہ آپ اپنے مطلب کی کہ جاؤ اور دوسرے
کو میٹھ کر ہنسو صبا رفتار نے کہا جردا تو جھاڑ دکا کانٹا کیون ہو گئی اسمین جھینپنے کا اور خجلت کا کیا موقع
تھا ہماری شہزادی نے یہی کہا نہ کہ اب ہم تمھاری رعیت ہوے پھر میری جان اسمین جھینپنا کیا تم نے
آپ ایسی بات کہی نہ آسمان پر تھوکو نہ گریبان مین آئے القصہ اسی طرح کی باتین باہم دگر
کرتی رہین اور مقصود اس کلیات سے انکا یہ تھا کہ ایک دوسری کے عاشق کو شناخت کرے اور گویا
در پردہ باہم رعایت کرنے کی عاشقوں کی نسبت سب نے سفارش کی کہ عیارون کو بباطن دوست
رکھنا چاہیے اور بظاہر دشمنی کرنا لازم ہو غرض سب ایک سمت چلین اس عرصہ مین روتاس جادو بعد
قطع منازل قریب لشکر مہرخ پہونچا اور قیام پذیر ہوا خبر مہرخ کو پہونچی یہ بھی ہوشیاری اور بیداری
مین مصروف ہوئی ادھر صحرا سے عیارون نے آمد لشکر دیکھی اور عیارہ بچیان بھی آگاہ ہوئین اور دونون
فکر عیاری کرنے لگے مگر روتاس ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا اور دوسرے روز جب پہر

دہقان فلک بیلچہ کہکشان کا لیکر واسطے آبیاری کشت انجم کے مزرعۂ فلک مین آیا اور شاہ خاور گشت کرکے مقام مغرب مین قیام پذیر ہوا مشعل ماہ خیمۂ زرنگاری روشن ہوئی نظم

از فراق شاہد شب روز را آمد زوال
داشتہ از بسکہ شوق دیدنش روز وصال

وز سرشک لالہ گون این سبز مینا پر شدہ
دیدہ شد از نور خالی در تماشا پر شدہ

طبل جنگ اور نفیر سحر لشکر روتاس مین بجا شور و غلغلہ قتلوا بلند ہوا طائران سحر آڑتے ہوئے دربار مین حاضر ہوے اور سامنے مہ جبین کے باادب تمام ٹھہر کر اس طرح عرض کرتے تھے ابیات

کف عطا سے ترے ابر گوہر افشان کے
صدف نے ابر سے منہ کھولکر گہر مانگے
ز چشم مہر نے دیکھا کوئی ترا ثانی
مدام تاکہ عروسان ماہ و انجم کا
ترے قبالے مین شاہا عروس دہر رہے

مناسبت نہ کرے طبع نکتہ سنج پسند
ترے کرم نے دیے بے سوال حاجتمند
شنانہ گوش فلک نے کوئی ترے مانند
ہو جلوہ گاہ لب بام آسمان بلند
الٰہی تو رہے اقلیم سبعہ کا خاوند

حریف نے رزم کے ارادے پر طبل جنگ بجوایا ہی اور ارادہ پیکار رکھتا ہی مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ خدا ہمارا نگہبان ہو اسیوقت افردن نے نائے ترکی اور نقارۂ رزمی بجایا نظم

بلرزید طاس فلک از صدا
کہ اے نامداران میدان کین

بہ ہیبت ز نقارہ آمد ندا
بر آرید سر دشمنان از زمین

ہر ایک بہادر خبردار ہوا اور تیاری جدال مین سرگرم تھا چار پہر رات شور ساحرون کے سحر کا اور غلغلہ بہادرون کی اسلحہ ورزی کا تھا یہان تک کہ وہ وقت آیا کہ شاطہ دہر نے روے زیبائے شاہد صبح کو آئینۂ خورشید دکھایا اور مانگ کو عروس دہر کے صندل سے سحر کے بھر کر جلوہ افروز عالم کیا قطعہ

چو زنگی شب دید روے سیاہ
ز داز غصہ آئینہ را بر زمین

در آئینۂ عالم افروز ماہ
بخندید تا گہ سحر از کمین

صبحدم فوج گروہ گروہ مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ لیکر روانہ دشت مصاف ہوئین مہ جبین مع اسد دلاور کے بہ تزک و احتشام رزمگاہ مین آئی اسوقت فوج عدو بھی بڑے دبدبے سے داخل رزم گاہ ہوئی ساحرون نے پرے جمائے دلاورون نے صف کشی کی میدان رزم تیار ہوا نقیبون نے صداے دلکش دی کہ ابیات

درین رواق زبرجد زخامۂ خورشید

نوشتہ یکدو سہ بیتے بآب زر دیدم

گدای بدولت دہ روز گشتہ مستغنی — مباش غرّہ کہ از تو بزرگتر دیدم
شنیدہ کہ تاج مرصع صباح بر سر داشت — نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم
زحادثات جہان بس ہمین پسند آمد — کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم
مساز خاطر خود با جہان دون کہ درو — ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

ای بہادران سرائے فانی مقام عبرت ہی یہ میدان قتال جائے غیرت ہی نام کرلو لڑ بھڑ لو پھر کون رہا ہی اور کس کی رہے گی ہے

رستم ہی نہ اب ہی سام باقی — مردون کا فقط ہی نام باقی

یہ کہکر جب لقیب خاموش ہوئے روتاس خود میدان مین نکلا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آپ
پتھر برسانے لگا بعد اس ولولۂ العزمی دکھانے کے للکارا کہ ای تحیرامو تم مین کوئی ایسا ہی کہ مجھسے مقابل
ہو اور میرے سحر کا جواب دے ساحران ملازمان مہرخ نے نکلکر مقابلہ آغاز کیا روتاس نے سحر پڑھ کر
دستک دی کہ صحرا کی طرف سے ہزار در ہزار طائر پیدا ہوئے اور لشکریان مہرخ کے سر پر بیٹھے جسکے سر پر جانور
بیٹھا فوراً وہ درخت ہوگیا اور نہال قامت مین اُسکے پتے ہرے ہرے نکل آئے کونپلین پھوٹین اور ر
ٹہنیان جھومنے لگین طائر آشیان نشین گزین ہوئے مہرخ اور شکیل وغیرہ ساحران نامی دستکین سحر
کی دیتے تھے اور اپنے تئین بچاتے تھے اُسوقت ملکہ بہار جو تخت طاؤسی پر بزینت و زیب سوا تھی
سمجھی کہ یہ سحر نہین سر ہوتا ہی گویا روتاس تجھ پر طعن کرتا ہی کہ سب کو درخت بناتا ہی یہ سوچ کر
تخت سے کود کر دوپٹے کو سر سے سنبھالتی ہوئی سامنے روتاس کے آئی اور اپنے جوڑے کو اُس
آفت روزگار نے کھولکر ایک ڈبیا نکالی اور ڈبیا کو جو وا کیا اسمین ایک پتلی بہت خوبصورت ہاتھی
دانت کی رکھی تھی اپنی اُنگلی کاٹ کر اُس پتلی پر خون ٹپکایا اور کہا ای سامری کی پتلی مین نے اسی دن
کے لیے تجھے سر پر چڑھا کر رکھا تھا کہ طائران سحر آکر میرے لشکر پر آشیانہ کرین اور انسانون کو شجر بنائین
یہ کلام بہار کے سُنکر پتلی قہقہہ مارکر ہنسی اور ڈبیا سے نکلکر غائب ہوگئی بعد لمحہ کے سبنے دیکھا کہ ایک
جال بر روئے ہوا پھیلا ہی اور اسقدر دراز ہی کہ منزلہا منزل گسترہ دکھائی دیتا ہی اور جملہ طائران
سحر روتاس اس دام مین گرفتار ہین اور وہی پتلی بہار کی ہاتھ مین چھری لیے جانورون کو جال سے
نکال نکالکر ذبح کر رہی ہی اور خون اُنکا لشکریان مہرخ پر چھڑکتی ہی کہ جو جو انسان درخت ہوگئے
ہین وہ سب آدمی بنے ہین یہ ماجرا روتاس نے جب دیکھا کہ پتلی نے سب کو آدمی بنایا اور
بہار تیرے مقابل کھڑی ہی اسکی یقین ہی کہ تجھ پر بھی حربہ کریگی اسکا سحر اُتارنا مشکل پڑے گا بڑا سخت مقابلہ

ہوگا یہ تصور کرکے اُسنے چادر جمشید کو نکالا اور پرواز کرکے برروے ہوا جاکر لشکر مہرخ پر اُس چادر کو جھاڑا خاک جمشید برسی اور اسی وقت بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ بیہوش ہوگئے اور جب سردار تمام مع ملکہ مہ جبین اور مہرخ موا اور شکیل اور دلارام کے بیہوش ہوے لشکر مین بھگدر پڑگئی اور ساحران روتماس نے ہزارون کو زندہ گرفتار کیا اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان اپنے سحر کی پنھاکر چادر جمشیدی کو ہلایا اور کہا اے چادر خداوند واسطہ خداوند جمشید کا یہ سب ہوشیار ہوکر اپنی گرفتاری کا حال خراب دیکھین اسی وقت بہار اور مہرخ وغیرہ سب سردار ہوشیار ہوئے اور دیکھا کہ ہم سب گرفتار ہین ناچار خاموش ہورہے اور روتماس نے حکم دیا کہ آج سب قیام پذیر ہون کہ مین لڑنے سے خستہ بہت ہون کل سب کو لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤنگا حسب الحکم لشکر نے اُسکے کمر کھولی سب قیدیون کو قید کیا اور پہرا مقرر ہوگیا روتماس اپنی بارگاہ مین مسند عزت پر آکر متمکن ہوا اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے کہا کہ جاکر ٹھہرو صرف اپنی رنڈی کو اندر بارگاہ کے رکھ لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ سواے اُس رنڈی کے اور جو کوئی اس بارگاہ مین آئے تو بیہوش ہوجائے کیونکہ اُسکو خوف عیاری کا ہوا کہ ایسا نہو عیار یہان آئین الحاصل یہ تو باطمینان تمام بیٹھا مگر عیارون نے گرفتاری دور سے دیکھکر صلاح کی اور سب بصورت مبدل لشکر مین آئے اور ضرغام نے ایک خدمتگار کو دربارگاہ پر سے الگ بلایا اور کہا مجھے تم سے کچھ کہنا ہے جب وہ علحدہ آیا ضرغام نے بیضہ بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کرکے پیرہن اُسکا اُتار لیا اور اُسکی صورت بنکر بارگاہ کے قریب آیا اور چاہا اندر جاؤن ساتھ کے نوکرون نے کہا اندر نجاؤ منع کیا ہے ضرغام نے کہا تم کیا جانو کہ مین کس کے لیے جاتا ہون یہ کہکر اندر بارگاہ کے قدم رکھا جیسے ہی اندر آیا بیہوش ہوکر گرا روتماس نے اُٹھکر اُسے اُٹھایا اور سحر پڑھکر جو پھونکا روغن ورنگ عیاری اُڑگیا صورت اصلی رہگئی روتماس نے سحر سے اندر بارگاہ کے مقید کیا اور پھر بیٹھکر رنڈی سے اختلاط کرنے لگا اسوقت جانسوز ساقی مہر طلعت اور زیبا صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اور خدمتگارون سے کہا مین نوکری کی خواہش رکھتا ہون اسوقت میان اکیلے بیٹھے ہین اگر کہو تو جاکر عرض حال کرون اُنھون نے کہا اندر جانے کا حکم نہین ہے اگر تمھارا جی چاہے تو جاؤ لیکن جو خفگی ہو تو ہم نہین جانتے جانسوز نے کہا مین اپنی کیفیت عرض کرکے ابھی آتا ہون یہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا اور تھوڑی دور گیا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا روتماس نے اُسکو بھی گرفتار کرکے بزور سحر روغن عیاری اسکا بھی دفع کیا اور کہا عیارون نے صورت بدل کر آنا شروع کیا الغرض یہ پھر اپنی محبوبہ سے ہمکلام ہونے لگا اور ادھر برق نے دور سے دیکھا کہ دو عیار اندر بارگاہ کے داخل ہوے مگر کچھ مطلب برآری نہوئی

بس یہ گرد بارگاہ کے پھرنے لگا اتفاقاً رُوتماس کے پاس طوالف ہو اُس کا خیمہ ایک طرف استادہ تھا
اور اُس رنڈی کا نوکر ایک چھوکرا گڑگڑی بھر رہا تھا برق اُس کے پاس آیا اور کہا بے سن تو ادھر تو آ
کل تو نے میرے کُتے کو کیون مارا تھا وہ چھوکرا حیران ہوا کہ کیسا کُتا کہنے لگا ابھی پہچانتے بھی ہو برق کان پکڑ کے
کھینچتا ہوا لیچلا کہ بچا آج مکرتے ہو چلو تو جس کے سامنے مارا ہی دیکھو تو اُس سے پوچھ کر کیسا ٹھیک بناتا
ہون یہ کہتا ہوا اُسے تنہائی کے مقام پر لایا اور بیہوش کر کے اُس کی صورت آپ بن کر آیا اور
گڑگڑی بھرنے لگا کہ اتنے مین ایک خدمتگار آیا اور کہا تو اب تک چلم ہی بھر رہا ہی بائی جی حقہ مانگتی ہین
برق نے کہا آگ تو سلگاتا ہون غرض تماکو مین بیہوشی ملا کر چلم بھری اور خدمتگار کو گڑگڑی تیار کر کے
دی کہ لیجاؤ اُس نے کہا تو آپ لیجا ہمین حکم اندر جانے کا نہین ہی برق گڑگڑی لیکر اندر بارگاہ کے
گیا یہ بھی اورون کی طرح سے بیہوش ہو گیا رُوتماس نے اسے بھی گرفتار کیا اور پھر پڑھ کر جو دم کیا اُسکی
صورت بھی اصلی ہو گئی اُس وقت اس نے کہا کیا عنایت سامری و جمشید کی ہی کہ عیار بغیر زحمت
کے گرفتار ہوئے کچھ تردد بھی نہ کرنا پڑا یہ کہتا ہوا پھر اپنی مطلوبہ کے ہم پہلو بیٹھا تینون عیارون پر سحر کر دیا
کہ دست و پا بجیں ہو گئے لیکن اب کی بار عمرو صورت صبار فتار عیار بچی کی بن کر آیا اور افراسیاب
کی مُہر بنا کر فرمان لکھ کر اس طرح لپیٹا کہ ہر ایک تہ مین کاغذ کی بہت باریک غبار بیہوشی بھر دیا لفافہ
پر مُہر کی اور دربار گاہ پر آیا اور نوکرون سے کہا میری خبر کر دو کہ صبار فتار شہنشاہ پاس سے آئی ہی ملازمون
نے کہا ہمین اندر جانے کا حکم نہین ہی آپ خود جایئے عمرو سمجھا کہ اندر جانے مین کچھ نہ کچھ قباحت ہی ہو
جب تو یہ نہین جاتے یہ سوچ کر دروازے ہی سے پکارا کہ اے رُوتماس جادو منم صبار فتار نامۂ
شہنشاہ لیکر آئی ہون یہ صدا جو رُوتماس نے سُنی کہا اندر آؤ عمرو نے کہا نامۂ شہنشاہ کی یہی تعظیم ہی
کہ دربارگاہ تک نہین آیا جاتا ہان صاحب مقرب جو زیادہ ہوتے ہین وہ یہی کرتے ہین یہ کلام جو رُوتماس
نے سنے شرمندہ ہو کر باہر آیا صبار فتار نے سلام کیا اور نامہ نکالا کہ لیجئے اس کا جواب لکھ دیجئے رُوتماس
نے کہا آپ اندر تشریف لیچلین اور ایک جام شراب پیجین مین جواب لکھون عمرو نے کہا تم جیسے پاتے ہو
اندر بارگاہ کے بُلاتے ہو عیارون کا تمھین کچھ ڈر نہین ہی رُوتماس نے کہا نہین بارگاہ سحر بند ہی جو
کوئی یہان آئیگا بیہوش ہو جائیگا صبار فتار نقلی نے کہا مین سحر نہین جانتی ہون اور عیار بھی ہون
اسی لیے تم بُلاتے تھے کہ مین بیہوش ہو جاؤن اور مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ ہر گرفتاری عیاران تم نے
کوئی تدبیر ضرور کی ہو گی پھر یہ عیاری سے بعید تھا کہ جو چلی آتی اگر آتی تو گرتی ہاتھ مُنھ ٹوٹتا رُوتماس
نے اُسکی عقل پر آفرین کی اور بارگاہ سے سحر کو اُتارا کہ اب جو آئے بیہوش نہو اور صبار فتار نقلی کا

ہاتھ پکڑ کر اندر بارگاہ کے لایا عمرو نے دیکھا کہ تین عیار بجیس دحرکت پڑے ہین اور ایک زن حسینہ وجمیلہ زر وزیور سے آراستہ مسند پر بیٹھی ہی عمرو بھی ایک جانب بیٹھا اور نامہ روتاس کو دیا لفافے سے نامہ نکالنے لگا غبار بیہوشی اُڑا اور خوشبو آنے لگی اُس نے نامہ کو سونگھا کہ یہ خوشبو کیسی ہی پس سونگھتے ہی بیہوش ہوا ادھر عمرو نے ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر اُس طوالف کے مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی اس وقت روتاس کا خنجر سے سر کاٹ ڈالا بیر اُس کے شور وغل کرنے لگے آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے رنڈی کا زیور وتارا لیکن اس کے مرنے سے عیار تینون رہا ہوئے اور لوٹنے لگے برق نے جلد چادر جمشید اُس کے جھولے سے نکال کر جست کی اور سلر تجیہ بارگاہ پھاند کر بھاگا اور غل جو ہوا ساحر دوڑے عمرو اور دونون عیار بھی کود کر بھاگے ادھر قید یون پر سے سحر روتاس کا دفع ہوا اور سب چھوٹ گئے بہار اور مہرخ وغیرہ نے زور سحر پرواز کی اور بر روئے ہوا جا کر ہار فلفل اور گچھے پیکان کے اور گولے فولاد کے لشکر روتاس پر مارے ابر سحر کے اُٹھے صدائین رعد آسا پیدا ہوئین کہین بجلیان گرنے لگین کہین آگ برسنے لگی بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا اور ہزار ہا ساحر دیوانہ وار صحرا کو چلا مہرخ اور شکیل نے ہزارون کو قتل کیا نافرمان اور شرخ مو نے ستارے گرائے تیر برسائے کہ نظم

برسنے لگے آگ پتھر وہان — بلند آتش سحر کا تھا دھوان
کبھی شعلے اُٹھتے تھے ہرسمت سے — نجاتے تھے غل بیر ہر ایک کے
ہزارون نے دی جان افسوس سے — بہت بھاگ کر دان سے زندہ بچے

الحاصل لشکر روتاس تباہ وبرباد ہوا اور بفتح وفیروزی مال واسباب لوٹ کر مہرخ اور مہ جبین اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین منادی نے ندا کی فوج بھاگی ہوئی کوہستان سے آئی لشکر بدستور آدل دوبارہ آراستہ ہوا جشن ہونے لگا لیکن عمرو جو بھاگا اُسے خیال آیا کہ چادر جمشیدی جو عیار لے گیا ہو اس سے جل کرنے لے یہ سوچکر جنگل مین آیا اور زفیل عیاری بجائی ضرغام اور جانسوز حاضر خدمت ہوئے لیکن برق نہ آیا کہ اُستاد چادر جمشید چھین لین گے یہان عمرو نے ان دونون عیارون سے پوچھا کہ تم مین چادر جمشید کون لایا ہو اُنھون نے کہا ہمین قسم نمک صاحبقران کی ہو کہ ہم نہین لائے عمرو نے کہا زفیل کی صدا پر برق نہین آیا معلوم ہوتا ہو کہ وہی لے گیا بس کو ڈھونڈھنے برق کے چلا لیکن برق جو چلا تھا اسکے ذہن مین آیا کہ اگر طلسم ظاہر مین رہونگا تو اُستاد چادر چھین لین گے اور استاد اپنے پاس زنبیل وگلیم وغیرہ رکھتے ہین اور میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہو کہ جس سے سحر تاثیر نہ کرے لہذا چادر جمشید اپنے پاس رکھون اسے استاد کو

نہ دون یہ خیال کرکے طرف طلسم باطن کے چلا مگر اب کیفیت سنیئے کہ عیار بچیان جنگل مین تھین اور ساتھ ساتھ لشکر روتاس کے آتی تھین لیکن انھین افراسیاب نے یہ حکم دیا تھا کہ عیارون کو پکڑ لاؤ یہ تو فکر گرفتاری عیاران کرتی تھین لشکر روتاس سے انھون نے کچھ مطلب نہ رکھا تھا ان کا اصل مطلب تو عیارون کا گرفتار کرنا تھا اسی فکر مین تھین اب روتاس جو قتل ہوا اور اس کے مرنے سے غلغلہ بلند ہوا صرصر نے کہا اے صبا رفتار بڑا غضب ہوا عمرو نے روتاس کو مارا شہنشاہ کہین گے کہ تم سب لشکر مین موجود تھین اور حفاظت نہ کر سکین جلد چلو اور عمرو کو گرفتار کرو بس سب متفرق ہو کر بہر گرفتاری عیاران چلین صبا رفتار گنبد نور کی طرف آئی اور صرصر لشکر مہرخ کی سمت گئی اور اس نے دور سے دیکھا کہ عمرو کو ڑا پکڑے ایک مقام بلند پر کھڑا ہر طرف نگران ہے اور بیک خیال چار طرف دوڑاتا ہے صرصر نے ایک گوشے مین بیٹھ کر صورت اپنی برق کی بنائی اور جست و خیز کرتی ہوئی عمرو کی طرف سے ہو کر نکلی عمرو تو جویاے برق کھڑا ہی تھا اسے دیکھ کر جھپٹا اور قریب آ کر کہا اے برق سچ بتا کہ تو چادر جمشید لایا ہے یا نہین اگر لایا ہے تو مجھے دے صرصر ہاتھ باندھ کر پانون پر عمرو کے گری اور کہا استاد وہ چادر آپ مجھ ہی کو عنایت کیجیے عمرو نے کوڑا اٹھایا کہ کچھ شامت آئی ہے لا مجھے دے صرصر نے پانون پکڑ کے عمرو کا کھینچ لیا اور گرتے وقت اسکے بجالا کی تمام ایک حباب بیہوشی مار کہ بیہوش کر دیا اور چادر عیاری بچھا کر دو دو حلقون سے کمند کے دونون ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن و کمر کو باندھ کر باقی تو ان حلقون اس طرح باندھا کہ عمرو ایک گٹھڑی ہو گیا صرصر نے چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی سینے کے قریب لگا کر جست و خیز کرتی طرف گنبد نور کے چلی لیکن برق جو گنبد نور کی طرف چلا تھا اس نے دور سے دیکھا کہ صبا رفتار کو دتی چلی آتی ہے برق بہت جلد صرصر کی صورت بنا اور صبا رفتار کی طرف سے ہو کر نکلا اس نے پکارا کہ اے شہزادی کہان چلین صرصر نے کہا الگ آؤ یہان نہ ٹھہرو صبا رفتار قریب آئی برق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ موے عیار بد بلا ہین ابھی مجھ سے اور عمرو سے سامنا ہوا تھا وہ سامنے جھاڑی مین چلا گیا ہے اب ایک طرف سے اے صبا رفتار تم جاؤ اور ایک سمت سے مین یہ کہکر اس کے ساتھ باتین کرتا ہوا دوڑا لایا اور کہا دیکھو پیچھے کون آتا ہے صبا رفتار نے پھر کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا آپ اس کی صورت بنا اور اسے عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ باندھ کر طرف گنبد نور کے روانہ ہوا اور بسبب چادر جمشید کے دریاے خونروان سے گذر کر شہر ناپرسان مین آیا کسی نے منع نہ کیا بلکہ دو ایک نے پوچھا بی بی صبا رفتار کسے لائی ہو اس نے کہا عمرو کو اسی طرح گنبد نور

چڑھ آیا یہان ہزار ہا ساحر ملازم اور رفیق افراسیاب بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا شہنشاہ تخت پر جلوہ گر
تھا کہ صبار فتار نقلی نے آکر سلام کیا اور پشتارہ سامنے ڈالدیا افراسیاب نے پوچھا کسے باندھا ہی اسنے
کہا کہ عمرو کو اور پشتارہ کھول کر عمرو کو ستون سے باندھ دیا اس عرصہ مین صرصر نے جو عمرو کو گرفتار کیا
تھا آکر پہونچی ہر طرف ایک غل ہوا کہ صرصر اور ایک عمرو کو لاتی ہی برق نے افراسیاب سے
عرض کیا کہ حضور مین جو عمرو کو لائی ہون اُس کے عقب مین کوئی عیار بشکل صرصر آیا ہوگا مین پوشیدہ
ہوئی جاتی ہون آپ صرصر کو گرفتار کریجیے یہ کہکر صبار فتار نقلی تخت شاہی کے پیچھے چھپ رہی اس اثنا
مین صرصر پشتارہ باندھے حاضر ہوئی اور سامنے تخت کے رکھدیا افراسیاب نے اُس وقت ایک
ساحرہ سے اشارہ کیا کہ اُس نے صرصر کو گرفتار کرلیا اور پشتارہ جو لائی تھی اسے بھی کھولا اُس وقت
برق جو تخت کے پیچھے چھپا تھا ظاہر ہوا اور عمرو کو بندمعا دیکھکر رونے لگا اور کہا ای شہنشاہ صرصر کو یہ
عیار عمرو کی شکل بنا کر لایا ہے اور آپ اُس کی صورت بن کر آیا ہی افراسیاب نے عمرو کو چھوڑ دیا اور
صرصر اصلی کو بندھوا دیا صبار فتار نقلی یعنے برق نے صرصر کے گرفتار ہونے کے بعد چاہا کہ سب کو شراب
پلاکر بیہوش کردون لیکن صرصر نے کہا ای شہنشاہ آپ غضب کرتے ہین مین صرصر ہون ہر چند
اس نے کہا مگر کسی نے نہ سُنا اور برق نے صرصر کے پاس آکر چپکے سے کہا کہ استانی منم برق تم استاد
کو پکڑ لائین اور سب کے سامنے ننگی کھلی پھرتی ہو کہو تو اس وقت ناک کی پھُنگی کٹوا لون یہ باتین
سن کر صرصر لگی دوہائی دینے اور برق نے حکم دیا کہ اس پر مار پڑے اُس وقت صرصر پر مار پڑنے لگی
اور صرصر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ کتاب سامری دیکھیے کہ اس مین عمرو کون ہی افراسیاب
نے یہ بات پسند کی اور کتاب سامری منگائی اس وقت برق نے کہا حضور ایک بات لونڈی کی سُن
لیجیے مین کان مین کہونگی یہ کہکر قریب افراسیاب آیا اس نے بات سننے کو کان لگایا برق نے ایک
ہاتھ سے تاج لیا اور دوسرے سے ایک دھول ماری اور نعرہ کیا منم برق فرنگی اور جست کر کے
بھاگا افراسیاب نے حکم دیا کہ لینا جانے نہ پائے ساحر بحکم دوڑے اور سحر پڑھنے لگے ہنگامہ جو ہوا
عمرو تو رہا ہو چکا تھا اُس نے لوٹنا شروع کیا اور جال الیاسی نکال کر بار اکر خیرت کا پاندان اور
مقابہ طلائی اور کرسی ہائے جواہر نگار سب لوٹ کر داخل زنبیل کین افراسیاب گھبرا کر تخت پر کھڑا
ہوگیا اور سحر پڑھا کہ ہزار ہا چیلا طلسمی دوڑا عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور گنبد کے نیچے اتر گیا ادھر برق بھی بھاگ کر
سیڑھی آیا ساحرون نے سحر کیا لیکن بسبب چادر جمشید کے تاثیر نہوئی اور جو ساحر گرفتار کرنے قریب
گیا چادر کی تاثیر سے شعلے جسم سے اُٹھنے لگے اور بدن مین آگ لگ گئی سب پھر آئے اور افراسیاب نے

مہر اور صبا رفتار کو جو بند می تھین کھلوا لیا اور دلاسا دیا مگر برق اور عمرو نے شہر ناپرسان مین
لوٹ شروع کی عمرو نے جال جس دوکان پر مارا فرش تک دوکان کا مع کل اسباب کے کھینچ لیا غلغلہ
ہوا دوکانین جلد جلد بند ہونے لگین کسی راہگیر نے پوچھا ارے بھئی یہ کیا ہنگامہ ہی ایک دوکاندار نے کہا
عمرو شہر مین آیا ہی لوٹتا پھرتا ہی راہگیر سمجھا کہ اکیلا کہان تک لوٹے گا معلوم ہوتا ہی فوج لیکر آیا ہوگا یہ سمجھکر
آگے چلا راہ مین جو ملا کہدیا ارے میان بھاگو فوج آگئی لوگ قتل ہوتے ہین یہ سن کر وہ شخص بھاگا
اُسے بھاگتے دیکھکر اور لوگ بھی بھاگے جدھر گئے بھگدڑ پڑگئی سب کی زبان پر جاری ہی کہ فوج آگئی
اب کوئی اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھاگا جاتا ہی کوئی اپنی عورتون کو لئے بدحواس ایک ایک سے
پوچھتا ہی ارے بھائی کوئی ناکہ بھی کھلا ہی کدھر جائین کوئی رو رہا ہی کہ افسوس گھر گئے لیکن بہادران ذی ننگ
ہتھیار لگائے اپنے اپنے دروازون پر موجود ہے اور کرسیان بچھائے جان دینے پر آمادہ باستقلال تمام
بیٹھے ہین لوگ آآکر اُن کے سامنے خبرین کہ رہے ہین کہ حضرت آپ بیٹھے کیا کرتے ہین مفت جان
دیجئے گا ابھی ابھی میرے سامنے جوہری بازار قتل ہو چکا ہی اور چوک لٹ رہا ہی ہم تو جاتے ہین آپ
بھی بھاگیے بہادرون نے جواب دیا کہ جناب ہم تو جو کوئی آئیگا اول تو عذر کرین گے اگر نہ مانا
دیکھیے گا وہ جگر ساکھے کی لڑائی ہوگی اور ایسی تلوار چلے گی کہ حریف کے دانت کھٹے کردین گے غرض کہ ایک
تہلکہ عظیم برپا ہی اور عمرو اور برق لوٹتے پھرتے ہین صرافون کی تھیلیان غائب ہوتی ہین اور جوہریون کے
ڈبے گم ہوتے ہین لباطخانہ برباد ہو رہا ہی بزازون کی گٹھریان ندارد ہوئی ہین ٹھٹھیرون کے برتن لٹ
رہے ہین اسباب کوئی پھینک کر بھاگا ہی کوئی اگر جان بچا کر نہین بھاگا ہی تو اہل محلہ کے خالی گھرون
مین کود کر اسباب اُٹھا رہا ہی کوئی ہتھیارون اور اسباب کو کنوئین مین پھینک رہا ہی کوئی تہ خانہ مین
چھپ کر بیٹھا ہی کوئی کہتا ہی میرا بھائی لشکر عمرو مین نوکر ہی مجھے اُس نے سند لادی ہی مین سب کو بچا لونگا
میرے یہان چلے آؤ الحاصل یہ غوغا جب افراسیاب نے سنا کہ شہر کے لوگ بھاگے جاتے ہین فوج اسد
کی آگئی اُس نے اُس وقت حکم دیا کہ ساحر جاکر جو کوئی ہو اُسے غارت کرین ساحر گنبد پر سے اُتر کر چلے
اور افراسیاب خود اُتر آیا حیرت نے ایک سحر کیا کہ لاکھون اژدہا پیدا ہوا اور شہر کی طرف چلا عمرو نے
سندلہی استاد کی اور برق نے چادر جمشید کی اوڑھی اور ایک طرف ٹھہر رہا اژدہون نے بہت لوگون
کو نگل گیا سب کو یقین بالکل ہوگیا کہ فوج آگئی اور زیادہ بھگدڑ پڑگئی اور اژدر کچھ آدمیون کو نگل کر
پھر گئے حیرت نے کہا ای شہنشاہ مین نے سب کو اژدہون سے نگلوا لیا یہ کہ رہی تھی کہ ایک ساحر
سامنے سے پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور افراسیاب کو سلام کیا اُس نے پوچھا پشتارہ مین کیا ہی

ساحر نے کہا عمرو کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ کھولنے لگا سب جھک کر دیکھنے لگے اُس ساحر نے یکایک جست کرکے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور دوسرا تاج لیکر بھاگا صنعت سحر ساز جو وزیر تھی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہو گئے مگر برق اور عمرو پر کچھ تاثیر نہوئی اور صنعت نے رد سحر کیا سب ہوشیار ہوئے اُس وقت دیکھا کہ شمیمہ آئی اور سلام کرکے الگ ٹھہری شاہ نے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لا اس نے عرض کیا کہ حضور سے جو تدبیر مین عرض کرون اس طرح عمرو گرفتار ہوگا افراسیاب نے کہا تبلا شمیمہ نے کہا تخلیہ چاہتی ہون افراسیاب علحدہ پاس شمیمہ کے آیا شمیمہ نے جست کرکے پھر ایک دھپ لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور تیسرا تاج جو ہر بلد افراسیاب منگاکر پہنتا ہو لیکر راہی ہوا اب کی بار سرمایہ برف انداز وزیر دوم نے سحر کیا کہ سلین برف کی گرنے لگین اور وہ سردی ہوئی کہ دانت ہر ایک کے بجنے لگے اور صدہا ساحر شہر کے مر گئے سرمایہ نے سحر اپنا رد کیا اور کہا برق اور عمرو مر گئے ہون گے اُس وقت ایک ساحر بھاگا ہوا آیا اور کہا دہائی شہنشاہ کی لوٹے لیتا ہی افراسیاب نے دستک دی کہ دیکھو تدبیر عمرو کی ہوئی جاتی ہی اُس ساحر نے کہا دیکھیے ای شہنشاہ آپ کے پیچھے برق کھڑا ہی تاج لیا چاہتا ہی افراسیاب نے پیچھے پھر کر دیکھا ادھر ساحر نے جست کی اور دھول مار کر نعرہ کیا کہ منم برق اور جو تھا تاج لیکر بھاگا اسوقت وزیر سوم باغبان قدرت نے ایک ہار اپنے گلے سے توڑ کر پھینکا کہ ہزار دن تختے گلاب کے ظاہر ہوئے اور پھولون سے گلابجے لال خوش رنگ نکل کر اُڑے اور چار طرف عمرو و برق کو ڈھونڈھنے لگے عمرو اندر منڈھی کے تھا اور برق کو بسبب چادر کے کوئی بتاتا تھا آخرکار جب یہ دونون نہ ملے وہ لال مردمان شہر کے سرون پر بیٹھے کہ اہل شہر دیوانے ہوئے اور نعرے مستانے کرتے شعر پڑھتے صحرا کو چلے اس وقت تو عجب عالم شہر کے لوگون کا تھا کوئی کسی کے گلے مین باہین ڈالے پیار کر رہا تھا کہ بمقتضائے نظم

کونسی بلا ہی جان تیرے نہین ای یار مست		دیکھیے جس کوچے مین پڑ مارتے ہین چار مست
میکدہ دین نشہ کی عینک دکھاتی ہی مجھے		آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

یہ حالت دیکھکر باغبان نے سحر اپنا رد کیا مگر عمرو اور برق کا پتہ نہ لگا پھر یکایک برق بصورت اصل ظاہر ہوا افراسیاب نے اُسے دیکھکر کچھ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ ایک آئینہ بمقدار قامت انسان کھڑا ہی اور افراسیاب مثل تصویر کے قلب آئینہ مین جلوہ گر ہی برق نے دور سے پتھر مارا اُلٹا پھر آیا اور ابرق کوہ شگاف جو تھے وزیر نے کچھ سنگریزہ ہائے سحر پڑھکر مارے کہ بڑے بڑے پہاڑ زمین سے معلق اُٹھکر طرف برق کے چلے برق کو بسبب چادر جمشید کے وہ پہاڑ کنکریان معلوم ہوئے لیکن اہل شہر پہ جو

گرے عیاذاً باللہ ہزاروں دب گئے ایک تہلکہ عظیم پڑگیا اُس وقت عمرو دابہ منڈھی سے نکلا اور لوٹنے
لگا مگر کلیم اوڑھے تھا ساحران زبردست تو سحر کرتے پہاڑوں کے نیچے سے نکلے اور ایسے ویسے مرگئے ابرق نے
غوغا سُن کر سحر کو دفع کیا عمرو نے اب کی بار جہاں افراسیاب کھڑا تھا اس کے سامنے آکر منڈھی کھڑی
کی سب نے دیکھا کہ عمرو فقیروں کی جیسے منڈھی ہوتی ہی اُس کے اندر پلنگڑی جواہر نگار بچھا کے بآرام
تمام لیٹا ہی اور دو پریان پانؤں دباتی ہین افراسیاب نے کہا عمرو بھی بڑا زبردست ساحر ہی تم مین ہی کوئی
ایسا کہ جو اس کا مقابلہ کرے اور گرفتار کر لے یہ کلام سُن کر ایک ساحر طمطراق جادو نام آگے بڑھا اور سحر
پڑھتا ہوا منڈھی کے اندر گیا سر نیچے اور پانؤں اوپر ہوگئے اُلٹا لٹک گیا عمرو نے اُٹھ کر کوئلے تھوڑے سے
سُلگائے اور ایک بوٹی اُس کے جسم کی کاٹی وہ چیخنے لگا عمرو نے کہا حرامزادے مین تیرے کباب لگا کر
کھاؤن گا کیونکہ ساحروں کا گوشت مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہی یہ کلام سُنکر ساحر بہت خائف ہوئے
اور بھائی طمطراق جادو کا کہ بنام دقواق جادو معروف تھا دوڑا آیا اور کہا ای عمرو میرے بھائی
کو نہ کھا چھوڑ دے مین تجھے ہزار اشرفی دون گا عمرو نے کہا پانچ ہزار اشرفی لون گا اُس نے کہا اچھا پانچ
ہزار اشرفی لے مگر چھوڑ دے اور اشرفیان منگا کر سامنے منڈھی کے ڈھیر کر دین عمرو نے اُس وقت
طمطراق کو منڈھی سے چھڑایا اور بیہوش کر کے زبان تھوڑی سی کاٹ لی اور منڈھی سے ہاتھ نکال کر
جال مار کر اشرفیان کھینچ لین اور طمطراق کو باہر ڈال دیا دقواق نے بھائی کو اپنے اُٹھایا دیکھا تو اُس
سے بولا نہین جاتا ہی زبان کٹی ہی بس غضبناک ہوکر ہزاروں طرح کے منڈھی پر سحر کیے کبھی پتھر سے منڈھی
کو چھپا دیا اور کبھی آگ سے پوشیدہ کر دیا مگر کچھ نہ ہوسکا اس وقت عمرو نے منڈھی کے چاروں ستون
پکڑے اور اُکھیڑ کر چھتری کی طرح سر پر لگائی اور ایک طرف روانہ ہوا اس وقت منڈھی مثل ایک گنبد
کے ہوکر روانہ ہوئی اور عمرو اُس کے اندر چلا اور برق بھی ساتھ ہوا افراسیاب نے کتاب سامری مین
دیکھا مگر کچھ نہ معلوم ہوا اور کہا ہم بھی جاتے ہین یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوا اسوقت دیکھا کہ آندھی
تیرہ و تار آئی اور ہزاروں گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوئے بر روے ہوا اسنائی دیے اور سواری بڑے
عزم و شان سے ایک اور افراسیاب کی آئی سب نے تعظیم کی افراسیاب نے اُس افراسیاب سے جو آئینہ
مین جلوہ گر تھا کہا کہ ای ہم شبیہ جاؤ تمھین بڑی تکلیف ہوئی اور عیاروں نے سخت بے ادبی کی یہ کہنا
تھا کہ افراسیاب جو آئینہ کے اندر تھا غائب ہوگیا اور افراسیاب اصلی نے کتاب سامری دیکھی معلوم
ہوا کہ برق کے پاس چادر جمشیدی تھی اس سبب سے سحر تاثیر نہ کرتا تھا اور تجھے کیا ضرورت شدید ایسی
تھی کہ تحفہ طلسم اور لباس خداوندکو جا کر لایا یہ اُسی کی شومی تھی جو ہم شبیہ نے تیری دھولین کھائین

اگر تو اپنے ہم شبیہ کو چھوڑ کر چلا نہ جاتا تو یہی حال تیرا ہوتا راوی کہتا ہی کہ عیارون نے صرصر وغیرہ کا جو دھوکا
اگر دیا تھا تو افراسیاب نے اپنے بائین ہاتھ کو دیکھا تھا اس مین معلوم ہوا تھا کہ دو پہر اس وقت کے تجھ پر بخت
ہین ذلت حاصل ہوگی اگر یہان ٹھہریگا چاہیے کہ اس جگہ سے ٹل جا بس افراسیاب نے یہ معلوم کرکے ایک
دستک دی تھی اور آہستہ سے کہا تھا کہ ای ہم شبیہ آؤ اُسی وقت ہم صورت اس کا آیا اور یہ خود غائب
ہو گیا ساحران درباری ہنگامہ پردازی مین عیارون کی مصروف تھے کسی پر ظاہر نہ ہوا کہ شہنشاہ
طلسم ہی یا کوئی اور ہی جاننا چاہیے کہ افراسیاب کے دہنے ہاتھ مین حال بہبودی اور فلاح معلوم ہوتا ہی
اور بائین ہاتھ مین اُسکی ذات کا حال بدی اور شر فساد و ذلت وادبار ظاہر ہوتا ہی اور سات شخص
نہایت زبردست اور معزز طلسم ہین کہ اُن کے ہمزاد دریائے نیل مین رہتے ہین اور جب تک وہ
ہمزاد نہ مارے جائینگے وہ ساتون شخص بھی نہین قتل ہونگے چاہے اُنھین ہزار مرتبہ عیار بیہوش
کرین از انجملہ اُن آدمیون مین سے افراسیاب اور حیرت بھی ہین کہ صدہا مرتبہ عیار اُنھین بیہوش
کرینگے مگر قتل نہ کر سکینگے اور باقی حال ہمزادون کا بروقت ملنے روزنامچہ میرمجبر کے طلسم کشا اور
عمرو کو بیان ہوگا آمدم برسر مطلب افراسیاب عیارون کی شورش دیکھکر غضبناک ہوا اور عیار بچیون
سے خطاب کیا کہ نالائقان تم کو مین نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ سارا شہر عیار آکر برباد کردین صرصر نے
عرض کیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ کنیز حسب الارشاد عمرو کو پکڑ لائی تھی اور عمرو شہنشاہ عیاران ہی آسان
نہین ہی کہ کوئی اُسے گرفتار کرے لیکن حضور نے اُس وقت میرا عرض کرنا پذیرا نہ فرمایا اور اُسے
چھوڑ دیا اب جیسا ارشاد عالی ہو بجا لاؤن افراسیاب نے کہا برق دریائے خونزوان کے پار اُتر
جائیگا اور عمرو نہ جا سکے گا کس لیے کہ اُس کے پاس تحفۂ طلسم نہین ہی اور اگر اس دروازے سے عمرو
نکل کے جائیگا کہ جدھر سے اسد داخل اس شہر مین ہوا تھا البتہ دریا نہ پڑیگا مگر جہان اب لشکر عمرو
ہی اس مقام سے پھر فاصلہ اتنا ہی ہو جائیگا کہ جیسا اسد نے راستہ طی کرکے اپنے تئین یہان پہونچایا ہی
الحاصل جس طرف سے عمرو جائے اُسے جاکر گرفتار کرلے اور جب گرفتار کرنا تو ایک اپنی عیار بچی سے
کہلا بھیجنا اور تو عمرو کو لیکر دریا کے پار جاکر ٹھہرنا کہ مین آکر سامنے صبح وغیرہ کے قتل کردونگا صرصر یہ حکم
پاکر روانہ ہوئی اور افراسیاب پھر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کیا سخت مشکل ہی کہ جسے
واسطے گرفتاری بہار بھیجتا ہون وہ مارا جاتا ہی ایسا کوئی نہین جو بہار کو پکڑ لائے اُس وقت ایک ساحر
تمرود جادو نام اپنے مقام سے اٹھا اور عرض کیا کہ بہار کی بھی یہ لیاقت ہوئی کہ وہ ملازمان شہنشاہ
سے گرفتار نہ ہوسکے مین جاتا ہون اور اُسے ابھی حاضر کرتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ فوج و لشکر

ہمراہ لو نمرود نے کہا ہمارا اس قابل نہیں ہو کہ جس پر مین فوج لیکر جاؤن اور دوسرے لشکر کی کثرت سے عیار شناخت نہیں ہو سکتے اور اگر فتور کرتے ہین مین خدمتگار بھی ساتھ نہ لون گا اور بارگاہ صرخ مین گھس کر بہار کو گرفتار کرون گا دیکھون میرا کوئی کیا کرتا ہی یہ کہکر پیز دبھر پرواز کر کے روانہ ہوا لیکن حال برق کا سنیے کہ یہ جو شہر سے نکل کے چلا دریا کے پار بسبب چادر کے چلا آیا واضح ہو کہ شہر نا پرسان کے چالیس دروازے ہین ہر طرف کی راہ ہر ایک دروازے سے ہی بعض دروازے ایسے ہین کہ طلسم ظاہر مین بغیر دریا کے اُترے آدمی آتا ہی اور بعض در ایسے ہین کہ بیرون طلسم چاہے تو ادھر سے چلا جاے اور بعض در ایسے ہین کہ بغیر دریا کے اُترے کوئی طلسم ظاہر مین نہین آسکتا ہی لہذا صرصر جو چلی خیال مین آیا کہ شاید عمرو اسی طرف سے گیا ہو کہ طلسم ظاہر مین پہونچ گیا ہو تو چاہیئے کہ مین بھی اُسی طرف سے چلون اور ڈھونڈھتی ہوئی دریا کو اُترون اس راہ مین جہان کہین عمرو ملے تو گرفتار کرون اور اُس مین یہ فائدہ ہی کہ عمرو جو اُس طرف سے آتا ہوگا اور تو طلسم ظاہر کی طرف سے چلے گی عین مقابلہ پر عمرو کے پہونچے گی یہ مضمون تجویز کر کے پہلے طلسم ظاہر مین آئی لیکن یہان کا حال سنیئے کہ برق جو پہلے آیا ہی اُس کو شمیمہ اور صنوبر اور تیز نگاہ ملین اور سب نے برق کو گھیر اتیغچہ چلنے لگا برق گو کہ اکیلا تھا مگر سب کو جواب دیتا تھا اُس وقت جانسوز بھی آگیا اور دونون لڑ بھڑ کر نکل کے چلے اور برق ایک طرف ہو گیا اور جانسوز ایک طرف چلا برق کو یہ خیال ہو کہ چادر میرے پاس ہی کوئی لے نہ لے اس لیے الگ رہتا ہی لیکن جانسوز کو عیارنیون نے پھر اکیلا پاکر ہر طرف گھیر الڑائی ہونے لگی صنوبر نے کمند پشت پر سے لگائی جانسوز جست کر کے نکلا تھا کہ شمیمہ نے دوسری سمت سے کمند ماری جانسوز الجھ کر گرا تیز نگاہ نے بیضہ بیہوشی لگاکر بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر صنوبر سے کہا تم اسے دربار شہنشاہ مین لیجاؤ ہم دونون اور عیارون کی فکر مین جاوینگے صنوبر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی اور وہ دونون اور طرف چلین لیکن صنوبر کو پشتارہ بدوش ضرغام نے جاتے دیکھا کوس بھر آگے جاکر ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا اور کمند کو دور تک پھیلا کر خس پوش کر کے سر کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا کہ صنوبر جب قریب کمند کے پہونچی دل اُسکا دھڑکنے لگا اور حفظ ما تقدم کی راہ سے پکار کر اُس نے کہا کہ اے عیار مین نے تجھے پہچانا ضرغام سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گئی چاہا کہ جھاڑی سے نکل کر اس کے مقابل ہون پھر خیال آیا کہ شاید یہ مکاری کرتی ہو ابھی ذرا ٹھہرو اسی فکر مین تھا کہ صنوبر نے پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ ضرغام کے برابر آکر گرا یہ سمجھا کہ بیشک یہ تجھے پہچان گئی چاہتا تھا کہ باہر جھاڑی کے نکلے اس وقت صنوبر نے دوسرا پتھر دوسری سمت لگایا ضرغام کو یقین ہوا کہ تقدم بالحفظ کرتی ہی جیکا بیٹھا رہا صنوبر نے خوب خوب امتحان کر لیا سمجھی کہ جنگل سنسان ہی اس سبب سے دل تیرہ خوفناک

ہوتا ہی بس جست کرکے بیچ مین کمند کے جاکر اُتری اور چاہا کہ دوسری جست کرکے اس راہ خطرناک سے گذر جاؤن ضرغام نے ایک ڈھڑ کا تیر کی صدا کا بنا کر مارا کہ صنوبر جھکی اور ضرغام نے کمند گھسیٹی چلتے بھی ہوئے اور صنوبر گری ضرغام جھپٹ کر آیا اور حباب بیہوشی لگا کر اُسے بیہوش کر دیا اور جانسوز کو پشتارہ سے کھول کر ہوشیار کیا اور چاہا کہ صنوبر کو باندھے اُسوقت صرصر جو عمرو کو ڈھونڈھتی آتی تھی اس طرف آنکلی اور صنوبر کو گرفتار ہوتے دیکھکر نیمچہ کھینچ کر دوڑی کہ با شیدا ے نا عیاران کہان جاؤگے میرے ہاتھ سے ضرغام اور جانسوز بھی خنجر پکڑ کر مقابل ہوئے اور کہا اُستانی صاحبہ جس دن اُستاد تمھین پکڑ لیجا ئینگے دانہ دلوائینگے چکی پسوائینگے ہمارے اُستاد روٹی کپڑا اپنی کسی زوجہ کو نہین دیتے ہین اور رات بھر پاؤن دلواتے ہین صرصر نے کہا تمھارے اُستاد کو گھری گور مین تو پون سوؤن جوانامرگ استانی تمھاری کون ایسی تیسی ہی اور بہ غیظ و غضب یہ کلمات کہکر لڑنے لگی اور نیمچے مثل برق کے چلنے لگے صرصر لڑتی ہوئی قریب صنوبر کے آئی اور ایک بیضہ دافع بیہوشی منھ پر مارا کہ صنوبر کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی پھر تو برابر سے مقابلہ شروع ہوا لیکن صرصر بہر گرفتاری عمرو آئی تھی اس کو عرصہ ہوتا تھا اس سبب سے جست کرکے ایک طرف چلی اسے جاتے دیکھکر صنوبر بھی ایک سمت روانہ ہوئی مگر صرصر متلاشی عمرو تھی دریاے خونروان سے تلاش کیا جب پار اُتری ایک مقام پر دیکھا کہ عمرو دریا سے چاہتا ہی کہ پار اُترون لیکن راہ نہین ملتی بھٹکتا پھرتا ہی صرصر نے سر راہ ایک رومال پھینک دیا جب عمرو اس طرف آیا دیکھا کہ رومال محمودی کا پڑا ہی اور اُس کے گوشون مین کچھ بندھا ہی عمرو نے اسے اُٹھا کر دیکھا اس کے ایک گوشے مین پچاس اشرفیان تھین اور ایک کونے مین کچھ روپیے اور پیسے اور ایک کونے مین چکنی ڈلیان اور الائچیان بندھی تھین رومال سارا عطر مین بسا تھا عمرو سمجھا کہ یہ طلسم باطن ہی ساحران معزز اس جانب سے گذرتے ہین کسی شوقین کا یہ رومال گر پڑا ہی اُس نے اشرفیان اور روپیے وغیرہ کھول کر چاہا داخل زنبیل کرون کہ رومال جو عطر مین بسا تھا اُس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور عمرو چکر کھاکر گرا صرصر جو پوشیدہ تھی نعرہ کرکے قریب آئی اور پشتارہ عمرو کا باندھ کر دریا سے بموجب حکم افراسیاب پار اُتری اور چاہا کہ کسی عیار بچی کو زنبیل بجا کر بلاؤن اور شہنشاہ کو اطلاع دون اسی فکر مین تھی کہ اُسے برق نے دور سے دیکھا بس فوراً اپنی صورت تیز نگاہ کی بنائی کہ زلفین دونون رخسارہ پر آراستہ کرکے دھانی دوپٹہ اوڑھ کر لبون کو مسی آلود کیا اور لکھوٹا پاؤن کا جمایا اور کسوت عیاری سے خون ایک بوتل مین جو بہر عیاری بھر رکھا تھا نکال کر مقوے کے ہاتھ اور پاؤن اور ایک سر مع گردن کے بنا کر اپنے

سر پر گردن مقتول کی لگائی اس کی رگون مین خون تازہ بھر دیا اور سر اور چہرہ اپنا اندر اُس گردن کے چھپا لیا اور سر مقتولے کا اس گردن پر لگا کر گردن سے جدا کر کے صرف تسمہ ایک لگا رہنے دیا اور وہی دست و پا بھی مقتولے کے پوست تازہ سے منڈھے ہوئے ہاتھ پاؤن پر لگا کر اصلی اعضا چھپا کر سب کو جدا کر کے باین ہیئت مجروحانہ و مقتولانہ گذر گاہ صرصر تجویز کر کے پڑ رہا صرصر جو عمرو کو لیے اپنی ساتھ والی عیارہ کو بلانے کی فکر مین ادھر آئی دیکھا ایک لاش پڑی ہی جس کے ہاتھ اور پاؤن کٹے ہین اور خون تازہ رگون سے جاری ہی سر جدا ہی نرخرہ کٹا ہی صرف تسمہ گردن مین لگا ہی یہ دیکھکر جب قریب آکر غور سے دیکھا تو تیز نگاہ اپنی عیارچی کو پایا از بسکہ یہ سب بہلین آپس مین ایک دوسرے کو کہتی ہین اور محبت ہر ایک کو باہم کمال ہی بس دیکھتے ہی دل صرصر کا اُمنڈ آیا اور کہا افسوس موے عیارون نے میری بہن کو مارا اور بتیابانہ روتی ہوئی ہاے میری بہن تیز نگاہ تم مجھ سے جدا ہو گئین یہ کہکر بیشتارہ عمرو کا پٹک کے لاش سے لپٹ گئی اور لگی بین کرنے یہ تو لپٹی ہوئی رو رہی تھی کہ یکایک کٹی ہوئی گردن سے ایک دھار خون کی نکلی اور صرصر کے منھ پر پڑی کہ تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی برق نعرہ کر کے اُٹھا اور چادر عیاری بچھا کر صرصر کو اُس چادر پر لٹا دیا اور عمرو کو پائینی بٹھایا پاؤن صرصر کے آغوش عمرو مین رکھدیے اور فتیلہ بیہوشی صرصر اور دوسرے ہاتھ سے عمرو کو سونگھایا کہ دونون ہوشیار ہوے اور برق لے سامنے صرصر کے آکر کہا کہ استانی مین آداب عرض کرتا ہون واہ دن دہاڑے آپ استاد کو میرے بیے جنگل مین پڑی ہین کوئی باغ میسر نہین تھا تو خیمے مین چلی آئی ہوتین یہ بدتمیزی حضور کو نہ چاہیے ادھر سے اس نے یہ کہا اور عمرو کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اپنا ہم بستر دیکھا ای جان جہان و آرام دل مشتاقان کہکر لپٹا کر ع

	ز بخت خویش بر خوردارم امشب		نہال عیشم از وصالش بر آورد	

صرصر نے جو یہ حال اپنا دیکھا کہا موے حرامیو تم بڑے غضب کے ہو اور ایک دولتی سینے پر عمرو کے لگائی کہ دور جا کر گرا عمرو پکارا کہ بیت لاتین چلین گی سینے پہ اپنے شب وصال ہوگیا کیا نہ غل مچا یگی خلخال پاے دوست ہہ صرصر شرما کر ایک طرف جست کر کے چلی گئی اور عمرو نے برق کا ہاتھ پکڑا کہا بیٹا مین تجھ سے چادر جمشیدی نہ لون گا بارگاہ مین آؤ بہلا کر بارگاہ مین لایا برق نے چارون تاج افراسیاب کے مہ جبین اور اسد کو نذر دیے اسد نے وہ تاج عمرو کو دیے اور مہ جبین نے لاکھ اشرفیان انعام برق کو دین اور بہار نے پچاس ہزار اشرفی عنایت کین سرداران نامی نے رطب اللسان تعریف کی ہر طرف سے آفرین آفرین کی صدا بلند تھی کہ مصرعہ تبارک اللہ ازین

فتنہ ہاکہ تست بد ساقیان مہوش پیمانہ شراب سرخوش سے کر مجلس افروز اس محفل خلد شاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمۂ دلکش سناتے تھے کہ ابیات

صبح دولت میدمد کو جام ہمچون آفتاب
خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو
شاہد ساقی بدست افشان و مطرب پاکوب

فرصتی زین بہ کجا باشد بدہ جام شراب
موسم عیش ست دور ساغر و عہد شباب
غمزۂ ساقی ز چشم می پرستان بردہ خواب

اس وقت عمرو نے برق سے کہا اے فرزند مین اس لیے تجھ سے چادر جمشید مانگتا ہون کہ حکم صاحبقران یہی کہ ایسی اشیاے نادرہ سے اور تبرکات انبیا علیہم السلام سے بغیر ضرورت شدید کے کوئی کام نہ لینا اور تم چادر پاتے ہی شہر ناپرسان مین چلے گئے اور افراسیاب سے مقابل ہوئے اگر ایسا مین جانتا تو کلیم اوڑھ کر اب تک سب کے سر کاٹ ڈالتا اور طلسم فتح کر لیتا پس تمھین چاہیے کہ صرف عیاری کرکے معین اور یاور طلسم کشا کے رہو اور چادر جمشید مجھے دو برق نے کہا مجھے چادر کیا کرنا ہی انشاء اللہ ہزارون ساحرون کو بغیر چادر کے قتل کرونگا یہ کہکر وہ چادر جمشید عمرو کے حوالے کی یہان تو یہ صحبت گفت و شنید ہو رہی تھی کہ یکایک صداے مہیب آئی اور ایک پنجہ چمک کر گرا نعرہ بلند ہوا کہ منم نمرود جادو اور بہار جادو کو پکڑ کے لے چلا اہل دربار مہرخ وغیرہ کھڑے ہوگئے اور ہزار ہا ناریل اور ترنج اس پنجہ پر مارے لیکن وہ دست ساحر زبردست تھا کچھ تاثیر نہ ہوئی اور بہار کو وہ پنجہ لیکر ایک پہاڑ پر آیا عمرو اور سب عیار بھی دوڑے گئے اُس وقت نمرود نے پہاڑ پر سے بزور سحر ایک نہیب دی کہ ای فرقہ ننگ حرام یہ نہ کہنا کہ نمرود چھپا کر بہار کو پکڑ لے گیا مین یہان ٹھہرا ہون تم مین سے جسے حوصلہ ہو وہ آکر چھین لے یہ نعرہ کر کے ایک پتلا سحر کا قلۂ کوہ پر مقرر کر دیا کہ جو کوئی آئے اے پتلے مجھے خبر کر دینا اور آپ پہاڑ پر بزور سحر فرش بچھا کر بیٹھا بہار اس کے سحر سے بیہوش ہوگئی تھی اس کو ایک طرف لٹا دیا اس عرصہ مین عمرو ایک ساحر کی صورت بن کر آیا اور کاسہ جواہر کا جس مین دانے انار کے نہایت خوشرنگ برابر بیضۂ مرغ کے تھے ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھ آیا پتلے نے منع کیا کہ یہان نہ آؤ عمرو نے نہ مانا اُس وقت پتلا پکارا کہ ای نمرود ہوشیار ہو جاؤ کہ عمرو آیا نمرود یہ صدا سُن کر گویا ہوا کہ آنے دے پتلا خاموش ہو رہا اور عمرو نمرود کے پاس آیا سلام کیا اور کہنے لگا ای نمرود میں تمھارا چھوٹا ساہی مین افراسیاب کا ملازم ہون یہ دانے انار کے باغ سیب سے آئے تھے اتنے تمھین بھیجے ہین یہ کلام سُن کر نمرود بہت ہنسا اور کہا ای عمرو تو بڑا مکار ہی مین تیرے فقرے مین نہ آؤنگا دیکھون کس طرح کے دانے ہین یہ کہکر کاسہ ہاتھ مین لیا دانے انار کے دیکھے کہ ایسے کبھی نہ دیکھے تھے ہاتھ مین اُٹھا کر بغور دیکھنے لگا دیکھین

سے بھاپ نکلنے لگی اور باریک دھوان نکل کے دماغ مین گیا کہ چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا اور تاریکی پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مارا نام مین نمرود جادو بود اور ایک طائر خوشرنگ اس کے سر سے نکل کے طرف افراسیاب کے گیا اور بہار رہا ہوئی عمرو کو لیکر لشکر مین آئی سب نے خوشی کی جلسۂ انبساط آغاز ہوا مگر طائر نے جاکر افراسیاب سے حال نمرود بیان کیا وہ جل گیا اسوقت حیرت نے اصرار کیا کہ مین ضرور بہر مقابلہ حریف جاؤن گی ساحران نامی کو ساتھ لون گی افراسیاب نے اجازت دی حیرت کارسازی لشکر مین مصروف ہوئی مگر حال لقا کا سنیے کہ پہلے ذکر ہوا تھا کہ سلیمان عنبرین موے کوہی نے نامہ بھیجا تھا کہ کسی کو بہر مدد خداوند بھیجو تو افراسیاب نے حسینہ جادو کو حکم دیا تھا کہ تم جاؤ مگر حسینہ اپنے مقام پر آکر بیمار ہو گئی لقا پاس نہ پہونچی عرصہ جو ہوا سلیمان نے دوسرا نامہ اسی مضمون کا لکھکر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ پاس افراسیاب کے اسوقت نامہ لایا کہ حیرت کارسازی مین مشغول تھی افراسیاب نے نامہ پڑھکر ایک سردار لشکر سے اپنے حکم دیا کہ اے سرمست جادو تم جاؤ اور خداوند کی مدد کرو سرمست حکم پاکر اپنی جگہ پر آیا اور فوج لیکر قریب بارہ ہزار ساحر کے سمت کوہ عقیق بڑے کروفر سے روانہ ہوا

داستان روانہ ہونا سرمست جادو کا واسطے مدد لقا کے اور مقابلہ کرنا امیر سے اور عیاری چالاک بن عمرو کی اور لشکر کشی کرنا حیرت کا بافواج قہار لشکر مہرخ پر اور مدت دراز تک مقابلہ کرنا سحر کی لڑائیان باہم ہونا اور عیاریان کرنا عیارون کا اور عیارچیون کا للمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی لالہ فام
ظلمات کا رنگ دکھلا دیا
شجاعت کے ساغر مین مے مین شامل
رہے سکۂ نقد جان کا رواج
گرجتے رہین پھر رعد آسا نقیب
رہے کھیت رن کا ہر اک لہلہا
فسون سازیان حیلہ پردازیان
ترے رند کے دل کا ہے یہ علاج
بیا بشنو اے ہمدم داستان

شراب شجاعت کا دے ایک جام
میرے ساقیا آج تیرا ہے دور
دکھا جوہر تیغ کی پھر بہار
گھٹا کالی کالی سپر کی اٹھی
شجاعون کو جام شہادت نصیب
کھلین نخل قامت پہ گل زخم کے
ہر اک سمت پھر و کین عیاریان
دکھا دون مین پھر معرکہ جنگ کا
کہ باز آمدم بر سر داستان

ترے جام نے ساقی مہ لقا
پلا دے مہرخ کا جام اندر
چمکنے لگے برق شمشیر آج
چلی آتی ہے فوج اڑی ہوئی
برسنے لگے خون کا دنگرا
بہے خون کی نہر ہر سمت ست
نہ کرے کے دینے مین کچھ دیر آج
ملے جام گر خون کے رنگ کا
چہرہ پردازان عروس شجاعت

وآرائش دہندگان شاہد رعنائے جلادت سواد زلف لیلائے بیان کی زینت شانۂ تقریر سے اصطلاح فرماتے ہین اور خال سیاہ نکات تحریر کو رخسار آئینہ تمثال محبوبہ قرطاس پر یون بتاتے ہین کہ جب حیرت بہر مقابلہ مہرخ عازم سفر ہوئی ساحران طلسم مثل گلنار جادو و طولان بن شہاب جادو اور شہاب آذر گیر جادو و قیتل جادو و شگوفہ جادو و قیماس جادو و معجور جادو وغیرہ ستر لاکھ ساحر ہمراہ رکاب کمر باندھ کر چلنے پر طیار ہوئے افراسیاب نے اپنے دو وزیرون ابریق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز کو ساتھ کر دیا زمرد جادو اور یاقوت جادو وزیر زادیان چنور بال ہما کا سر پر جھلنے لگین اور ملکہ حیرت سوار ہوئی تخت اسکا ایک ابر کے اندر غائب ہوگیا اور ہزارون نقارے طلسمی بجنے لگے اور مثل بنگلے کے معلوم دیتا تھا اور وہ بنگلہ مینا نگار تھا ہزارہا کر سیان یاقوت نگار اس مین بچھی تھین بیچ مین تخت جواہر آگین آراستہ تھا اور مثل شعلۂ جوالہ کے جسم حیرت کا اس تخت پر سوار اور روشن دکھائی دیتا تھا آگے بنگلے کے ناقوس اور گھنٹے ازخود بجتے تھے صدا سامری کے جے بولنے کی ازخود بلند تھی اور جب حیرت اشارہ کرتی طولان بن شہاب ایک ترنج فلک کی طرف اچھالتا تھا اور وہ ترنج شق ہوتا تھا اور ہزارون توپین چھوٹنے کی صدا آتی تھین اور لاکھون ستارے ٹوٹ کر گرتے اور سر پر حیرت کے نثار ہوتے تھے اور جبر آزمایان عرصۂ جلادت مرکبہائے برند پر سوار کہ جن کے اسلحہ کی صدا سے شور الامان از زمین تا آسمان بلند ہر ایک ذی رتبہ خود پسند ساحران نامی مبارزان گرامی روانہ تھے نظم

سپہ را چو حیرت بمیدان کشید
بنخوت در جا ماہ و ماہی فتاد
بپوشیدہ درع و کمر بستہ تنگ
بفتراک زین بستہ از ردی کین
بخون ریختن پنجہ را باز کرد

صف لشکر ساحران بستہ دید
بہ پشت سمند فلک اقتدار
بباز و کمانہا تیر کش خدنگ
تزلزل ز لشکر فتاد آنچنان
بہ تیغ و خدنگ آزمان ساز کرد

چو لشکر قدمہا بمیدان نہاد
بگشتہ ہزبران جنگی سوار
کمند چو زلف عروسان چین
کہ کرد آسمان روز محشر گمان

خلاصہ کلام بڑے جوش و خروش سے مثل دریائے زخار وہ لشکر قہار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب پشتۂ رنگین حصار پہونچا مہرخ اور مہ جبین دربار مین بصد آئین جلوہ فرما تھین کہ گھنٹون کے بجنے کی صدا آئی اور نقارون کی آواز نے زمین ہلائی سب سردار باہر نکل آئے فوج ساحران کی آمد دیکھی اور سواری حیرت کی نظر آئی سب الحفیظ والامان پکارے اور مہرخ وغیرہ بدحواس ہوگئین ہلچل پڑگئی لیکن حیرت کی بارگاہ میدان رزم کا فاصلہ درمیان لشکر حریف دیکھکر استادہ ہوگئی سو کلس یاقوت نگار چمکنے لگے اور منزلون تک سیخیمے

ساحروں کے استادہ ہو گئے بازار میں کھل گئیں جا بجا خرید و فروخت ہونے لگی بارگاہ کے رو برو دار و گیر معلے کا طور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا حیرت اتر کر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت حکومت پر بیٹھی گرد گردن کش ساحران سامری منش زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے آباد مقتون کے جنگل ہوئے عیار بھی بیابان بھی صحرا سے آکر حاضر دربار ہوئیں اور انتظام کرنے لگیں یہ تو اس جگہ فکر جنگ و جدال میں مصروف ہیں مگر سے ازین قصہ یکدم فراموش کن + زجائے دگر داستان گوش کن + سرمست جادو کا اول حال بیان کیا جاتا ہی کہ بارہ ہزار ساحر لیکر بہ تزک و احتشام بہر مددِ لقا سمت عقیق کوہ رہ نورد ہوا تھا بعد طے راہ طلسم سے باہر نکلا اور حوالی کوہ عقیق میں پہونچا اس جگہ صحرائے سبز و خرم پاکر ہوائے صید افگنی دل میں سمائی دامن کوہ میں خیمہ استادہ کیا فوج کو ٹھہرا کر آپ شکار کھیلنے لگا اور بعد شکار طائران صحرائی بموجب نظم

شکار افگنان در زمین تاختہ ۔ بقصد گوزن اسپ انداختہ
ز وحشی غزالان بسے ہر طرف ۔ بہ تیر کماندار گشتہ ہدف

بہت گور و گوزن شکار کیے لیکن ایک آہو تیر کھا کر سامنے سے بھاگا اُسنے اُس کے تعاقب میں گھوڑا اُٹھایا اتفاق سے داراب کشور کشا فرزند امیر پہلے سے اس دشت میں نخچیر کنان تھا اُسنے جو ہرن کو آتے دیکھا تیر جوڑ کر کمان میں لگایا کہ آہو گرا شہزادے نے اُسے ذبح کیا اس اثنا میں وہان سرمست آکر پہونچا اور اپنے صید کو سامنے داراب کے پڑا دیکھکر للکارا کہ ارے تو کون ہی کہ میرے صید کو تونے ذبح کیا داراب نے کہا ای بہادر میں نہ جانتا تھا کہ یہ شکار زبون تیرا ہی ورنہ دست اندازی نہ کرتا اب یہ آہو بلکہ اور جو میں نے شکار کیے ہیں تو لیجا اور مجھے معاف کر سرمست مست و مغرور تھا عذر شاہزادے کا نہ سُنا اور ڈانٹا کہ ارے نامعقول مجھے تو نے گوشت کا بھوکا تصور کیا ہی جو لالچ دیتا ہی منم سرمست جادو بدلے اپنے صید کے تجھے شکار کرونگا داراب نے کہا تم لوگ ساحر اپنے سحر کرنے پر بہت نازان ہو اگر تلوار کے رُخ آؤ تو معلوم ہو سرمست نے قسم کھائی کہ میں تجھپر سحر نکرونگا دیکھوں کہ تو میرا کیا کر لیتا ہی لاضرب مردان عالم شہزادے نے فرمایا سے تو اول برآور تمنائے خویش + کہ من خصم را میدہم جائے بیش + سرمست نے تیغہ کھینچکر سارے جسم کا زور بازوؤں میں شریک کر کے رکابوں پر کھڑے ہو کر بقوت تمام سر داراب پر لگایا داراب نے اسقدر مرکب اپنا حریف کے گھوڑے سے قریب کیا اور مانند غنچہ سمٹ کر زیر سپر سارا جسم اپنا مخفی کیا کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر پڑا باقی سارا ہاتھ خالی گیا اس گھات سے تلوار نہ پڑی کہ جو زورق حیات اُنکی طوفانی ہوتی سرمست تلوار لگا کر جھونک سے سنبھلنے نپایا تھا کہ داراب شمشیر کھینچکر پکارا خبردار خبردار یہ نہ کوئی کہے کہ غفلت میں مارا بیت تو ضربی زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل

فراموش کن ہے غرضکہ تلوار لگائی سرمست نے بازو پر قوت اور تیغہ باڑھ دار سر پر آتے دیکھکر اپنے تئین جست کرکے کفل مرکب پر پہونچایا اور سپر کو سامنے کیا شمشیر صاعقہ خصال شاہزادہ بلند اقبال سپر سے اس طرح گذری کہ جیسے ابر تیرہ سے برق ظاہر ہوتی ہے اور خود دہ دبلغا و زرہ ٹوپ و عرق چین وغیرہ کو کاٹ کر تا دو ابرو حریف کے پہونچی سرمست نے بعجلت تمام داستانے دم شمشیر مین مارے کہ وہ جھنجھنا کر سر سے نکلی مگر چادر خون کی منھ پر پڑگئی اور صدمۂ زخم سے یہ بیہوش ہوکر گرا داراب نے چاہا سر کاٹ لون پھر خیال کیا کہ بسمل و بیکس کو قتل کرنا شایان مردی نہین ہے یہ سوچکر ٹھہرا کہ ناگاہ آندھی سیاہ آئی اور سامنے سے ایک ساحرہ سیہ چردہ کریہ منظر آہن صورت کہ اُسکا ناگن جادو نام ہے اُس نے سرمست کو دودھ پلاکر پرورش کیا ہے آکر پہونچی اور اپنے فرزند کا یہ حال دیکھکر بہ غضب تمام سحر کیا کہ داراب کے گرد ایک برج آتشین بن گیا کسی طرف سے راہ نکلنے کی نہ رہی پھر اُسنے سرمست کو اُٹھایا اس عرصہ مین زردم جادو ملازم سرمست مع فوج جو پیچھے رہگیا تھا آکر پہونچا اور شہزادے کے ملازم بھی حاضر ہوئے باہم دونون فوجون مین جنگ آغاز ہوئی لیکن فوج ساحران نے بزور سحر ایک لمحہ مین شکست دی فوج داراب ہزیمت اُٹھاکر سمت کوہستان گئی مگر سرمست اُسی جا اُترا اس وقت فتاح کشوری جو ہمراہ فوج آیا تھا صورت اپنی بدل کے یعنے ایک ہیزم کش بنکے کہ لکڑیون کا گٹھا سر پر رکھکر جوتیان لاٹھی مین لگا کر لشکر سرمست مین آیا ادھر کچھ لوگ بھاگ کر لشکر امیر مین آئے اور سب کیفیت گرفتاری شہزادہ صاحبقران سے کہی امرا لشکر کے فکر مین قتل سرمست کے لیے روانہ ہوئے اور امیر بھی چلنے کی تیاری کرنے لگے لیکن وہان ناگن نے مرہم سحر زخم پر سرمست کے لگایا کہ وہ اچھا ہوگیا اُسوقت اُسنے بہت کچھ نشیب و فراز جنگ و جدال کرنے کے سرمست کو سمجھائے اور کہا اب یہان نہ ٹھہر کوچ کرکے خداوند پاس جا یہ کہکر آپ رخصت ہوئی اور سرمست بھی اُسی وقت مع لشکر ساحران ارادے پر قید داراب کی لیکر لشکر لقا مین پہونچا ساتھ اُسکے فتاح عیار بھی آیا یہان لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ یکایک آندھی اُٹھی اور آگ پتھر برسنے لگے تاریکی ایسی پھیلی کہ اندھیرا ہوگیا لقا فرط خوف سے تخت سے اُترکر نیچے چھپا بعد لمحہ کے سرمست آیا اور تخت خالی دیکھکر مستفسر ہوا کہ خداوند کہان ہین بختیارک نے تعظیم دی اور کرسی پر بٹھایا عرض کیا کہ آپ تشریف رکھین خداوند بھی آتے ہین اور تخت کے سامنے پردہ ڈالکر لقا کو اُسکے نیچے سے نکالا اور کہا یا خداوند اگر آپ اسی طرح زیر تخت ڈر کر پوشیدہ ہوجیے گا تو لوگ سست اعتقاد ہوجاینگے الحاصل درست ہوکر لقا تخت پر بیٹھا سرمست نے سجدہ کیا اور آنا اپنا بیان کیا کہ شاہ طلسم نے بہر مدد حضور مجھے بھیجا ہے لقا نے خلعت فاخرہ دیا سلیمان اور بختیارک نے لشکر ساحران مقام پاکیزہ و بہترین جاکر اُتروایا

ہر سمت ڈھرو بجنے لگا اور ناقوس پھونکے گئے ساحر آرام گزین ہوئے بارگاہ مین شراب و کباب چنگ و رباب کا
جلسہ شروع ہوا ناچ ہونے لگا لیکن نامیان تو میان خیبری ہرکارے بصورت مختلف دربار مین لقا کے
موجود تھے انھون نے بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ لشکر کی جا کر مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد عجز و نیاز دست دعا
بلند کیا اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے قطعہ

اے فریدون ہمت و دارا حشم — وے ز ذاتت رفت از دنیا ستم
یا الٰہی تا ابد باقی رہے — ملک و مال و جاہ و اقبال و علم

بہر امداد لقا ہمراہ سرمست جادو نام ایک ساحر ناکام با جمعیت دس بارہ ہزار ساحر تیرہ روزگار
برائے مقابلہ لشکر ملاذ مان حضور دشمن شکار آیا ہے داراب کو شکارگاہ سے قید کرکے ہمراہ لایا ہے صاحبقران
یہ خبر سنکر جو واسطے رہائی داراب کے جاتے تھے توقف پذیر ہوئے کہ آپ یہین وہ آگیا ہے سمجھا جائیگا
اور ادھر سرمست کی دعوت کا سامان ہوا اور اوسکے نائب زردم کے لیے لقا نے اپنا اولش خاص بھیجا
چوبدار خوان لیکر باہر بارگاہ کے آیا اور مزدور کی تلاش کی فتاح عیار جو لکڑی دالا بنکر ہمراہ لشکر آیا تھا
مزدور بنکر آیا اور خوان سر پر رکھ کر چلا جب کچھ دور گیا ایک جگہ پانون کو لغزش دیکر خوان کو گرا دیا چوبدار
اوسکو برا بھلا کہکر برتن اور کھانا جو گر گیا تھا اوٹھا کر درست کر کے رکھنے لگا فتاح بھی اسکے ساتھ اوٹھاتا جاتا
تھا اور نگاہ بچا کے کھانے مین بیہوشی ملاتا جاتا تھا جب سب کھانا درست کر کے وہان سے لیکر پاس
زردم کے چوبدار آیا اور عرض کیا کہ یہ خاصہ خداوند نے اپنا اولش بھیجا ہے زردم بہت خوش ہوا چوبدار تو
چلا گیا مگر فتاح پشت خیمہ پر چھپ کر ٹھہر رہا یہانتک کہ زردم کھانا کھا کر مع اپنے رفیقون کے بیہوش
ہوا فتاح سلاخچہ چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا اور سر زردم کا مع اوسکے رفقا کے جدا کیا غل برپا ہوا لوگ
دوڑے لینا لینا کا ہنگامہ ہوا فتاح سلاخچہ چاک کر کے نعرہ کر کے بھاگا اور آپ بھی لینا لینا کہتا ہوا نکل
گیا اس ہنگامہ کی خبر سرمست کو ہوئی اس نے بختیارک سے کہا کہ مین کسل سفر سے ابھی آسودہ نہونگا
طبل جنگ بجواؤ کہ مین ان سب کو غارت کرون بختیارک نے کہا بہت مناسب ہے غرض اتنا دن
جو باقی تھا اوسین لاشین زردم اور اسکے رفقا کی اوٹھوائین جبکہ وہ دن تمام ہوا اور وہ ہنگام آیا کہ
خورشید عالمگیر مانند اسیرون کے دستگیر اور ستیدہ ہوا اور لشکر خدیو زنگی ظلمت نے رایت سیاہ تعزیت
سرائے روزگار مین برپا کیا لاش بنات النعش کی گورستان فلک مین آئی اور شبنم اشک حسرت
بہانے لگی نظم

عروس بزم زمانہ چو گشت حجلہ نشین — ز غصہ معجر سلماے چرخ شد مشکین

خدیو نور بظلمت ز بی نیاہی رفت ‖ چو یونس ابن متی در دہان ماہی رفت

سر مست نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور نقارۂ رزم نواخت مین آیا ہرکارون نے مکرر خدمت شاہ اسلام مین جاکر بعد دعا و ثنا کے خبر طبل بجنے کی گذارش کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجے حسب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر طبل سکندری اور طبل جمشاہی کو بجایا زمان و زمین مین تزلزل آشکار ہوا نامے ترکی اور سنج کیومرثی اور نفیر افراسیابی کو دم ملا چار پہر رات تیاری آلات حرب و ضرب رہی اور دونون لشکرون مین نقیب بہادرون کو ہوشیار اور خبردار کرتے تھے دلاور جان دینے پر تیار تھے آخر شب گذر کر وہ وقت آیا کہ عروس لیل با خیل انجم طلایہ داری سے برخاست ہوا اور شہنشاہ فلک چہارم کی آمد کا غلغلہ شبستان مشرق سے چار دانگ عالم مین پھیلا کہ ابیات

چو دارائے خورشید شد بر سپہر ‖ جہان راست از لشکر دیو چہر ‖ ز روے زمین گرد غم دور شد
دل آئینہ عالم نور شد ‖ زمہ تا بماہی جہان یافت کام ‖ فلک شد بکام دل خاص و عام

دم سحر لشکر طائفہ طائفہ انبوہ انبوہ میدان رزم مین جانبین سے وارد ہوے اور امیر مسجد کرپاس مین آکر اوراد و وظائف مین مصروف تھے کہ چالاک نے آکر خبر عرض کی کہ فوج دریا موج دشت نبرد مین جا چکی امیدوار برآمد ہونے صاحبقران روزگار کے ہوا امیر سلح بجوگ سے آراستہ ہوکر مسجد سے باہر آئے سرداران بلند احتشام حاضر ہوے امیر مرکب اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر مع تمام سردارون کے در دولت ظل اللہ بادشاہ عالم پناہ پر پہونچے یہان بادشاہ تخت سلیمانی پر سوار علیش محل سے برآمد ہوے نقیبون نے صدا بسم اللہ کی دی سب سردارون نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجنے مردے ہے ادب اور تفاوت سے پکارنے لگے سواری حضور عالم کی طرف داوگاہ مصاف کے چلی گرد سرداران ذی وقار بیچ مین وہ شہریار بڑے جاہ و حشم سے دشت قتال مین پہونچے دیکھا کہ ایک طرف سے لقا بھی سر مست کو لیکر وارد ہوا اور بہادرون نے صف کشی کی پست و بلند زمین ہموار ہوئی سقے گرد و غبار بٹھا چکے نقیب نقابت کرنے لگے میدان جنگی پاک و صاف ہوا سر مست اجازت لقا سے لیکر بارادۂ رزم و پیکار اژدر سحر اڑا کر میدان مین نکلا اور لشکر امیر کو للکارا کہ ای بندگان مغضوب درگاہ خداوندی تم مین کون ایسا ہی جو مجھ سے آکر نبرد آزما ہو لشکر اسلام سے مندویل اصفہانی اجازت شاہ سے میدان مین آکر مقابل ہوا سر مست نے سحر کیا کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور ایک سوار آلات حرب سے مسلح و مکمل پیدا ہوا مندویل سے کہا لا حربہ غرضکہ باہم نیزہ چلا سوار قدرت نے نیزہ بعدرد و بدل ہونے کئی طعن کے ہاتھ سے نکال دیا مندویل نے تلوار کھینچی سوار قدرت نے بند دست پکڑ کے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر مندویل کو قاش زین سے اٹھا کر زمین پر

دے پٹکا اور مقید کرکے سپرد لشکر سرمست کے کیا اور پھر نشیب دی کہ اور تم مین جسے تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مقابل ہو سرداران فوج اسلام آتے تھے اور سوار قدرت کے ہاتھ سے گرفتار ہوتے تھے اس طرح کئی سو سردار گرفتار ہوے آخر وہ دن آخر ہوا اور لیلی لیل عذرا شال غم مفارقت دامن روزگار مین سیہ پوش ہو کر حجلہ نشین الم ہوئی اور عیسی گردون نشین نے دامن خورشید تھام کر طلوع ہونے سے ممانعت فرمائی نظم

کشندہ پردۂ ظلمت برئے خود خورشید — کہ پرتوش نشود از پس حجاب پدید
عطاروا ز غم تاثیر بخشش این تدبیر — کشیدہ بود قلم راز و فتر تقدیر

سر شام طبل باز گشت بجا کر سرمست پھر گیا دونون لشکرون کے سپاہیون نے کمر کھولی اور آسودہ ہوے لیکن چالاک واسطے تلاش کرنے سوار قدرت کے چلا کہ دیکھون یہ کہان سے آیا تھا یہان بختیارک نے سرمست سے کہا کہ حمزہ کو اسم اعظم یاد ہی جب وہ مقابلے مین آئیگا کوئی سحر اسپر تاثیر نہ کریگا اور سب جادو باطل ہو جائیگا سرمست نے یہ کلام سنکر سحر پڑھا کہ ناگن جادو آئی اُس سے کہا کہ حمزہ کے گرفتار کرنے کی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہو ناگن نے کہا مین جاتی ہون اور عیارون سے پوشیدہ ہو کر اسم اعظم امیر کا بند کردونگی کہ پھر اُسے یاد نہ آئے بختیارک نے کہا سردار جو مقید ہوئے ہین انکو عیار چھڑا لے جائینگے آپ کا رہنا یہان مناسب ہی ناگن نے ایک تعویذ بختیارک کو دیا کہ جب مجھے بلانا منظور ہوا اور میری ضرورت ہو تو اس تعویذ کو آگ سے سینکنا مین اسی وقت آؤنگی یہ کہکر ناگن پرواز کرکے کسی طرف چلی گئی مگر چالاک تلاش مین سوار قدرت کے ہر طرف پھرا کہین پتا اسکا نہ لگا آخر ایک خدمتگار کی صورت بنکر بختیارک کے خیمے مین آیا اُسنے چالاک کو پہچانا از بسکہ بختیارک کے باپ بختک کا ایسے عمرو نے بکالو بختیارک کو کھلایا ہی تو اُس روز سے بختیارک مقدمہ عیاران مین نہین دخل دیتا ہی جانتا ہی کہ یہ مار ڈالینگے اور بظاہر نہایت عجز و انکسار سے پیش آتا ہی الحاصل چالاک کی بڑی تعظیم کی اور مقام بلند پر بٹھایا اور عرض کیا مرشد زادے آج آپ کہان تشریف لائے پہلے یہ فرمایئے کہ میری جان کی خیر ہی یا نہین چالاک نے کہا اجل تمھاری قریب پہونچی ہی آج اسی ارادے سے ہم آئے ہین کہ ملک جی تم سے کچھ حال پوچھین اور اگر نہ بتلاؤ تو تمکو عذاب زندگی سے چھڑا دین بختیارک سفید چادر اوڑھکر سامنے چالاک کے لیٹا اس طرح کہ جیسے مردہ ہوتا ہی چالاک نے کہا ملک جی آج تم بچتے نہین لو اُٹھو یہ دو خرمے میرے ہاتھ سے کھالو بختیارک نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھین اور اگر قتل کرنا ہو تو سر حاضر ہی بیہوش کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہی چالاک نے خنجر دکھایا کہ ای قرم ساق یہ مجھ سے بھی چہ میگوئیان کرتا ہی جلد ان خرمون کو کھا بختیارک نے کہا بہت خوب کھاتا ہون اور ناچار وہ

خرمے کھائے اور بیہوش ہوا چالاک اسکا پشتارہ باندھکر خیمہ کو پھاندکر جست و خیز کرتا ہوا صحرا میں پہونچکر پہاڑ پر چڑھ گیا کہ ایسا نہ ہو کوئی آجائے اور وہان بختیارک کو ہوشیار کرکے پوچھا کہ سچ تبلا یہ سوار کہان سے آتا ہی بختیارک نے کہا اگر تبلا دون تو مجھے چھوڑ دیجیے گا پھر تو نہ قتل کیجیے گا چالاک نے دھمکایا کہ جلد تبلا یہ اقرار کیون لیتا ہی جی چاہیگا معاف کرینگے اور مزاج مین آیگا قتل کرینگے بختیارک نے کہا اور مین کچھ نہین جانتا ہون مگر اتنا معلوم ہی کہ ناگن اسم اعظم بند کرنے گئی ہی اور ایک تعویذ دے گئی ہی کہ جب اس تعویذ کو آگ پر رکھو تو ناگن اسیوقت آئے کہیے تو اُسے بلاؤن یہ اسلیئے بختیارک نے کہا کہ ساحرہ ہو آیگی مین چھوٹ جاؤنگا اور چالاک کو گرفتار کرا دیگا لیکن چالاک نے عیاری تجویز کرکے کہا کہ اچھا ناگن کو بلا بختیارک نے آگ پر تعویذ رکھا یکایک ایک سناٹا ہوا اور ساحرہ آئی اور اُسنے پوچھا کہ ملک جی تمنے کیون مجھے بلایا ہی اُسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا مگر اشارے سے چالاک کو تبلایا یعنے یہ دشمن ہی اسے گرفتار کرو ناگن اشارہ نہ سمجھی چارطرف دیکھنے لگی چالاک آسکے آنے سے پوشیدہ ہو گیا تھا جب اُسکو چارسمت متحیر ہو کر نگران دیکھا یہ چالاکی تمام پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ ناگن کا کاسہ سر ترشح کردور گرا اور یہ زمین پر گرکر واصل جہنم ہوئی شور و غوغا اسکے مرنے کا ہوا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا چالاک نے اُسے درخت سے باندھ دیا اور آپ ناگن کی صورت بنکر سر مست کے خیمے مین آیا اُسنے اپنی دایہ کو دیکھکر بادب تمام سلام کیا اور پوچھا کہ اسم اعظم بند کر آئین ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بچہ پر تین روز بہت سخت ہین عیارون سے جان بچنا مشکل ہی میرے ساتھ چل کہ ایک تدبیر تجھے تبلاؤن یہ کہکر سر مست کو جنگل مین لاکر ایک سیب اپنے پاس سے نکال کر دیا کہ اسے کھالے باغ سامری کا ہی اسکے کھانے سے عمر بڑھ جائیگی کوئی قتل نہ کرسکیگا سر مست نے سیب لیکر کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے سر اُسکا بھی کاٹ ڈالا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے اور داراب وغیرہ سردار جو مقید تھے وہ چھوٹ گئے اور سب نے مشورہ کیا کہ اس لشکر ساحر زادے کو قتل کرو بس تلوار لیکر لشکر پر اُسکے آگرے فوج ساحران غافل اتری تھی زد و کشت جو شروع ہوئی سمجھے کہ اہل اسلام بھی معلوم ہوتا ہی کہ بڑے زبردست ساحر ہین کہ جنھون نے ہمارے افسرون کو مارا بس یہ سوچکر بھاگ کھڑے ہوئے اور نامور بہادرون نے لشکر حریف پر

شمشیر زنی کی نظم

بناگہ چو تیر از کمینگاہ جست	جہان پہلوان تیغ رخشان بدست	سپاہ ستم تا خبردار شد
بیابان زخون ارغوان زار شد	بلا نے کہ بود تند اندر کمین	برون تاختند از یسار و یمین
چکاچاک شمشیر ہا شد بلند	ز ہر سو غرا تیر ہا شد بلند	سنان ہائے رخشان چو دندان فیل

نمودہ بہ شب تیرہ از چند میل
بگیر و بہ بند دبکش بود و بس
فتادہ بہ صحرا ز پیکر جدا
ز بس خون بداماں چرخ کبود

برآمد سرنے بر مح السماک
ہمہ داد خواہان بیداد رس
شدا زا تخوان ریزہ ہاریگ زار
شب تیرہ داغ دل لالہ بود

تو گفتی فتاد آسمان روئے خاک
سر و دست پائے یلان جابجا
نشستہ دلان تا بزانو سوار
آخر جسوقت چشم خونبار لیلائے

لیل سے اشک خون گرے اور دامن سحر شفق لالہ گون سے رنگین ہوا

بصبح زخادر بہ تخت سپہر
علم شد بہ زیر سپہر برین

بسر تاج زر شد چو داراے مہر
چو وسعت دعاے اجابت قرین

بہ فتح و فیروزی سرداران اسلام داخل لشکر ہوے اور لقار نجیدہ شکست خوردہ قلعہ عقیق مین چلا آیا
ساحر بھاگ کر طلسم مین گئے اور سلیمان نے عرضی پھر افراسیاب کو لکھی افراسیاب گنبد نور مین تخت پر متمکن ہی
اور حیرت مقابلہ کمہرخ مین آکر اُتری ہی کہ ساحر بھاگے ہوئے خدمت افراسیاب مین پہونچے اور
پُرچہ عرضی سلیمان کی بھی لایا عرضی پڑھکر افراسیاب کو غیظ و غضب طاری ہوا خیال مین گذرا کہ عیار قیامت
ڈھاتے ہین اور سرگروہ اُن عیارون کا مع چند عیارون کے طلسم مین آیا جبکہ وہ تجھ سے قتل نہین ہو سکتا
تو خداوند کے یہان تو لاکھون عیار ہین وہ تو حقیقت مین کمال پریشان ہونگے یہ مضمون تجویز کرکے دو نامے
اسیوقت لکھے ایک نامہ ملکہ حیرت کو بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے ملکہ ابھی طبل جنگ بجا کر مقابلہ نکرنا
اگر مقابلہ کرکے تم لشکر حریف کو زیر و زبر کروگی تو عیار اُسمین خلل انداز ہونگے اور فتور برپا کرین گے چاہیے کہ
اوّل صرصر وغیرہ کو بھیجکر عیارون کو گرفتار کرو بعد اسکے مہرخ وغیرہ کا گرفتار کرنا تمھارے نزدیک کیا بات
ہی یہ نامہ ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے پتلا نامہ لے کر روانہ ہوا اسوقت دوسرا
خط ملکہ حسینہ جادو کو بھیجا اُسمین لکھا تھا کہ اے ملکہ تم وعدہ کر گئی تھین کہ مین خداوند کی مدد کو جاؤنگی مگر سنا ہی
کہ مزاج تمھارا ناساز ہوگیا فی الجملہ اگر مزاج تمھارا اصلاح پر نہو تو اطلاع دو کہ بمدد خداوند کسی اور کو بھیجا جائے
اور اگر صحت سے ہو تو خداوند کے پاس جاؤ یہ نامہ بھی ایک پتلے کو دیا کہ وہ نامہ پاس حسینہ کے لایا اُسنے
نامہ پڑھکر عرضی لکھی کہ اب عنایت جمشید سے مین اچھی ہون اور خداوند کے پاس جاتی ہون آپ اطمینان کیجیے
یہ جواب جب افراسیاب پاس پتلا لایا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا مگر حیرت پاس نوشتہ پہونچا اُسنے بموجب
لکھنے افراسیاب کے صرصر سے کہا جا کر عمرو کو پکڑ لا کہ شہنشاہ کا حکم آیا ہی صرصر نے عرض کیا کہ بہت اچھا
اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی مگر حال عیارون کا سُنیے کہ بارگاہ مہرخ مین مشغول
جشن و نشاط تھے جس وقت حیرت فوج لیکر آئی اُسکے آنے سے عیار سب صحرا مین چلے گئے اور فکر عیاری

کرنے لگے کہ بارگاہ حیرت چلکر لوٹین اسی اندیشے مین عمرو ایک گانون مین کہ قریب گنبد نور کے تھا آیا وہان دیکھا تو ایک مقام پر شامیانہ استادہ ہی اور بہت سے ساحرون کا مجمع ہو ناچ ہو رہا ہی دولھا خلعت پُر زر پہنے مسند پر بیٹھا ہی شراب کا دور چل رہا ہی عمرو یہ ماجرا دیکھکر خوش ہوا کہ اچھی جگہ آئے کچھ مل رہیگا اس برات کو لوٹو مفلس بھی ہو کہین تو کچھ ملے یہ سوچکر علحدہ ٹھہر کر اپنی صورت کلاونت کی بنائی داڑھی سینے تک بڑھائی اور رنگت سرخ و سفید روغن لگاکر درست کی گالون پر جھریان پڑی معلوم دیتی تھین کوزہ پشت مرد پیر اپنے تئین بناکر کرتا پہنا اور پگڑی سر پر باندھ کمر جوڑی ڈی کی کمر سے لگائی دائرہ ہاتھ مین لیا اور سامنے اہل محفل کے آکر اس طرح مبارکباد گائی کہ سب کو وجد طاری ہوا تاثیر جادو میروہ کے لڑکے کی برات تھی اُسنے کلاونت کو فن موسیقی مین طاق دیکھا حرمت کرکے بلاکر بٹھایا اور کہا کچھ شغل کیجیے یہ آپکا گھر ہی جو مجھ مین مقدور ہوگا آپکی خدمت بھی کرونگا عمرو نے دعا دی کہ ترقی اقبال ہو مراتب اعلی رہے سرکار کا بول بالا رہے اور بیٹھ کر نی بجاکر گانے لگا غزل

ساقی حدیث سرو گل ولالہ میرود — وین بحث با ثلاثہ غسالہ میرود

مے دہ کہ نو عروس چمن حد حسن یافت — کار این زمان ز صنعت دلالہ میرود

بو سپاری وزداز بوستان شاہ — در ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود

آن چشم جادوانہ عابد فریب بین — کش کاروان سحر بد بنالہ میرود

خوی کردہ می خرامد و بر عارض سمن — از شرم روے او عرق از ژالہ میرود

ایمن مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوز — مکارہ مے نشنید و محتالہ میرود

چون سامری مباش کہ زردید و از خری — موسی بہشت و در پے گوسالہ میرود

اس شغل مین عمرو مصروف تھا کہ صرصر جو متلاشی عمرو روانہ ہوئی تھی جب جنگل مین پہونچی صدا گانے کی دور سے سُنکر اسی طرف آئی شادی مین ایک پیر کلاونت کو گاتے دیکھا بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو ہی پہلے تو گانا گھڑی بھر سُنا کی اور دل سے کہتی تھی کہ سبحان اللہ تیرا عاشق بھی ہر فن مین طاق اور شہرۂ آفاق ہی لیکن بموجب حکم اپنے مالک کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے آئی تھی اُسنے محفل مین آکر تاثیر جادو سے آہستہ کہا کہ یہ کلاونت عمرو ہی اسے گرفتار کر لو اور ادھر عمرو نے صرصر کے لب ہلتے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ یہ تیری گرفتاری کیلیے کہتی ہی تجھے پہچان گئی ہی یہ تجویز کرکے اُٹھا اور پاس تاثیر کے آیا اور کہا حضور دیکھیے وہ کون آتا ہی تاثیر پھر اُٹھا کہ عمرو نے دھول لگائی اور کلاہ مروارید نگار اُچکی لیکر بھاگا ساحر پیچھے دوڑے تھے کہ صرصر نے کہا آپ ٹھہرین مین گرفتار کیے لاتی ہون اور نیمچہ کھینچکر جھپٹی صحرا مین عمرو آکر ٹھہرا تھا کہ صرصر نے پہونچکر ڈانٹا کہ باش اے نابکار عیار

کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو نے بھی خنجر گھسیٹا اور لڑنے لگا اسوقت برق فرنگی بھی ایک سمت سے
پیدا ہوا اور کہا استانی صاحبہ کو آداب عرض ہی صرصر نے کہا ای برق ستادیتر اکیا شہنشاہ عیاران ہی کہ اکیلا مجھ
سے لڑ نہین سکتا اسی منھ پر دعوی عیاری کا اگر دعوی ہی تو یہان سے تو چلا جا مین اور یہ سمجھ لون برق نے کہا یہ
کام ہی کیا ہی جہان عاشق و معشوق یکجا ہون وہان ٹھہرنا نہ چاہیے آپ درپردہ مجھے ٹال کر تنہائی چاہتی ہین یہ
کہکر ایک طرف چلا تھا ادھر سے صبا رفتار آتی تھی برق سمجھا کہ جو یہ صرصر پاس جائیگی اُستاد کو لڑنے مین
دقت ہوگی پس اُسنے للکارا کہ کہان جاتی ہی صبا رفتار شمشیر کھینچکر آ پڑی برق سے چوٹ چلنے لگی لیکن صرصر
اور عمرو جو لڑ رہے تھے قضائے کار سیاح جادو نام ایک ساحر تاثیر جادو کے یہان شادی مین جاتا
تھا اس طرف سے ہوکر نکلا اُسنے دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد لڑ رہے ہین یہ دیکھکر بزور سحر دونون
کو گرفتار کیا صرصر نے کہا مین ملازم افراسیاب ہون تو نے مجھے کیون گرفتار کیا ہی عمرو نے کہا حضور یہ جھوٹی
ہی مین کلانوت ہون اور یہ میری زوجہ ہی از بسکہ مین بوڑھا ہون اور بیار دن کے پیچھے خراب ہی جب
مین اسے کسی سے گرفتار دیکھتا ہون اور اُسکے قتل کا ارادہ کرتا ہون یہ مجھ سے لڑتی ہی لیکن اب چھوڑ دیجیے
آج اس حرامزادی کی مین ناک کاٹونگا سیاح نے کہا مین نے بھی سُنا ہی کہ افراسیاب نے صرصر شمشیر زن
کو بہر مقابلہ عیاران بھیجا ہی لیکن مین پہچانتا نہین کس لیے کہ دربار شاہ مین ہم ادنی رعایا کیونکر جا سکتے ہین
جو ہر ایک کو پہچانین اس سبب سے شبہہ ہی کہ تم مین نہین معلوم کون سچا ہی عمرو نے کہا آپ ہمارا حال اس
شادی مین چلکر دریافت کر لیجیے سیاح نے کہا مین وہان تو جاتا ہی تھا یہ کہکر دونون کو پنجہ سحر سے اُٹھا کر
شادی مین لایا اور تاثیر جادو سے ملاقات کر کے سارا حال بیان کیا تاثیر نے کہا اتنا مین جانتا ہون کہ
پہلے یہ کلانوت آیا تھا اسکے بعد یہ عورت آئی کلانوت میری ٹوپی لیکر بھاگا یہ علامت اُسکے عیار ہونے
کی ہی اور صرصر کو مین بھی نہین پہچانتا اور نہ مین نے کسی عیار کو دیکھا لیکن بذریعہ رسائی دربار شاہی خوب نکلا ہی آپ
ان دونون کو باس حیرت کے لیجایے کہ وہ طلسم ظاہر مین تشریف لائی ہین سیاح نے کہا کہ اگر جو کا وغیرہ دیکر
سحر سے چاہون دریافت کر لون کہ عمرو ان مین کون ہی اور صرصر کون مگر یہ وسیلہ دربار کی رسائی کا خوب ہی
آپکی شادی مین ٹھہر لون تو جاؤن یہ کہکر عمرو اور صرصر دونون کا ہاتھ باندھ دیا اور آپ بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا
اس عرصہ مین برق جو صبا رفتار سے لڑ رہا تھا ہنگام جنگ جست کر کے ایک غار مین جا گرا صبا رفتار
سمجھ تیغ کھینچے غار مین کود دی کہ اب تو کہان جائیگا برق نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے جب صبا رفتار
کود دی برق نے جھٹکا مارا کہ الجھکر برق کی گود مین آ گری برق نے بیہوشی کا غبار منھ پر مل دیا کہ بیہوش
ہوگئی اُسکو عمرو کی صورت بنایا اور آپ اُسکی شکل بنکر پشتارہ باندھ کر تاثیر جادو کی شادی مین آیا اسنے

کہا کہ ایک عورت کسی کو لاتی ہی اس وقت صبار فتار یعنے برق قریب پہونچا دیکھا کہ صرصر اور عمرو بندھے
ہین اُسنے سیاح جادو کی بلائین لین اور کہا حضور نے میری بہن کو کیون باندھا ہی سیاح نے کہا مجھے
شناخت نہ تھی انھین حیرت کے پاس لیجاؤنگا برق نے کہا کہین عورت مرد کا فرق بھی چھپتا ہی مین وزیرزادی
صرصر کی ہون اور یہ صرصر شاہزادی ہی اور یہ کلانوت عمرو کے ساتھ کا عیار ہی عمرو نہین ہی عمرو کو مین گرفتار
کرلائی ہون سیاح کو برق کے کلام کی تصدیق ہوئی اسوقت ایک ساحر اور شادی مین مہمان آیا تھا
اُسنے کہا میرے پاس تصاویر عیاران و عیار بچیان ہین آپ مطابق کرلیجیے یہ کہکر اُسنے صندوقچہ منگاکر تصویرین
نکال کر مطابق کین اُسوقت صرصر کو چھوڑ دیا اور برق جو صبار فتار کو عمرو بناکر لایا تھا اُسے بندھوا دیا
صرصر جو چھوٹی اُسنے برق کو پہچانا مگر خیال کیا کہ یہ مسخرے جتنے اس شادی مین ہین سب اندھے ہین اپنی
سزا کو پہونچین گے مجھے انھون نے بے عزت کیا ہی ذرا ٹھیک بنتے دے یہ تصور کرکے چلی گئی لیکن یہان
برق نے سیاح سے کہا حضور مین نے منت مانی تھی کہ جب عمرو کو گرفتار کرونگی اُسوقت ایک
جلسہ عیش کرکے ساحران روزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤنگی دیکھیے کیا قدرت سامری ہی کہ ایسے وقت
مین عمرو کو پایا کہ جلسہ ساحران جمع ہی مجمع بھی معقول ہی یہین سب کی شراب سے دعوت کرون اے
تاثیر جادو میخانے کی نسبت جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لو اور خمخانہ میرے سپرد کرو تاثیر جادو نے کہا یہ تو
گھر ہی جسقدر جی چاہے شراب پیجیے اور سب کو پلائیے دام کی کیا احتیاج ہی صبار فتار یہ کلام سنکر مسکرائی
اور میخانہ اپنے قبضے مین کرکے جام و ساغر کے الٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بداروے بیہوشی کی اور
اہل محفل کو پلائی جب سب شراب پی کر بیہوش ہوئے برق نے عمرو جو کلانوت بنا ہوا بندھا تھا اُسے
کھول دیا اور سب ساحرون کے سر کاٹنے لگا اور عمرو جو رہا ہوا سب کو لوٹنے لگا دو چار ساحر قتل ہوئے
تھے کہ ادھر افراسیاب نے کتاب دیکھی کس لیے کہ جب سے حیرت کہ مقابلے کو گئی تو اسے خیال ہی کہ ایسا نہو
عیار میری زوجہ کو بھی بےعزت کرین تو دمبدم کتاب دیکھتا ہی الحاصل کتاب مین معلوم ہوا کہ گنبد نور
کے قریب جگانون ہی وہان عمرو اور برق نے آفت برپا کی ہی افراسیاب نے دل سے اپنے کہا کہ کہان
کسطرح دوڑون آج عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرڈالون بس اُسنے ملکہ خمار جادو کہ جسکا سر پہلے عمرو مونڈ چکا
ہی اور ذکر اُسکا سابق مین بیان کیا گیا ہی اُسے حکم دیا کہ ایک جگہ شادی مین عمرو اور برق قتل و غارت
کررہے ہین تم جاکر پکڑ لاؤ اور صبار فتار بندھی ہی اُسے کھول دینا خمار یہ حکم پاکر ازبسکہ عمرو سے نہایت
جلی ہی بزور سحر اڑی شادی کے مقام پر پہونچکر پکاری کہ باشید اے ناعیاران برق تو یہ صدا سنکر بہت
جلد جلد یا عمرو ایک جگہ بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور خمار چونکہ جویا عمرو ہی کی تھی برق بنکر جو گری عمرو کو

پنجہ من داب کرنے اڑی اور چلتے وقت ایک سحر ایسا کیا کہ صبار فتار جو بندھی تھی کھل گئی اور ایک سمت کو بھاگ کر چلی پھر خمار نے کچھ انگشت سے اشارہ طرف فلک کے کیا کہ ایک لکّہ ابر اگر شادی کے لوگ جو بیہوش پڑے تھے ابر برسنے لگا کہ وہ سب ہوشیار ہوئے اور حالت محفل دگرگون دیکھ کر اور لاشین ساحرون کی دیکھ کر آپس مین کہنے لگے کہ عیارون نے آخر مکاریان کرکے یہ نوبت پہونچائی غرض کہ یہ سب تو اپنے کار و بار مین مصروف ہوئے اور خمار گنبد نور پر عمرو کو لیے پاس افراسیاب کے آئی اور سلام کرکے عمرو کو سامنے پیش کیا عمرو تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب اُسکی آنکھ کھلی دربار افراسیاب دیکھا شاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون ای عمرو یہ دن بھی تجھے یاد تھا عمرو نے کہا کیون نہ تھا اب ہم اس دربار کو لوٹ کر جائینگے تمھاری ڈاڑھی مونڈ کر جائینگے آج اسی لیے آئے ہین افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکۂ عالم ہمنے عمرو کو گرفتار کیا ہی تمھین چاہیے کہ لشکر افسردن کو سپرد کرکے اس جگہ تنہا چلی آؤ کہ تمھارے سامنے عمرو کو قتل کرین کیونکہ تم بہت اسکے قتل سے خوش ہوگی اس نامہ کو پنجۂ سحر کو دیا وہ لیکر چلا اور عمرو کو ایک قفس آہنی منگا کر اُس مین بند کر دیا کہ حیرت آئے تو قتل کرون لیکن پنجۂ سحر نے نامہ جاکر حیرت کو دیا حیرت پڑھتے ہی نامے کے کھلکھلا کر ہنسی اور ایسی خوش ہوئی کہ کبھی خوش اس طرح نہوئی تھی افسران فوج کو بلایا اور سارا ماجرا بیان کیا لشکر کی نسبت حفاظت کرنے کی تاکید اکید کی اور حکم دیا کہ طبل البشارت رشادمانی بجین کہ عمرو قتل ہوتا ہی نوبت خوشی کی لشکر مین بجنے لگی اور حیرت سُرخ جوڑا پہنکر سراپا یاقوت کا زیور زیب بدن کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور طرف گنبد نور کے چلی لیکن یہ خبر جاسوسان سحر نے جاکر ملکہ مہ جبین اور مہرخ وغیرہ کو پہونچائی کہ عمرو قید ہو گئے ہین اور لشکر حیرت مین نقارے شادمانی کے بجتے ہین حیرت خود واسطے قتل کرنے عمرو کے گئی ہی بہار اور مہ جبین اور نافرمان وغیرہ سبنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم لوگ بھی جان دینگے یا خواجہ کو چھڑا لینگے مہرخ نے کہا گنبد نور پر پہونچنا بہت محال ہی اسد نے فرمایا کہ عمرو کو کوئی قتل کر سکے یہ کسکی مجال ہی وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین سر بر زندہ جادوگران ہین جب اپنے منھ سے تین بار خواستگار موت ہون جب اُنکی قضا آئے افراسیاب کی کیا طاقت ہی جو انھین کسی طرح کا ضرر پہونچائے لازم ہی کہ آنکے لیے ہم سب دست بدعا ہون اور التجا بدرگاہ حافظ حقیقی کرین یہ کہکر سب مصروف دعا ہوے اور پکارے کہ ای خالق اکبر کریم و رحیم ہم سب نے بسبب عمرو کے دین اسلام ملت بیضا اختیار کیا ہی تجھے وحدہٗ لاشریک جانا ہی تو ہی خواجہ کی جان کا حافظ و نگہبان ہی

نظم

اے خالق سرور دو عالم	ستار عیوب و رب اکرم
سلطان کریم نام تیرا	

رحمان و رحیم نام تیرا
بندہ عاجز ہی اور مجبور
چاہے جسے خاک مین ملا دے
یارب تو پناہ دے عمرو کو

خالق ہی تو ہی سمیع و ناظر
تجھ مین قدرت ہی اور مقدور
قادر ہی محیط ہی تو سب پر
صحبت کی سُنا دے پھر خبر کو

سب راز نہان ہین تجھ پہ ظاہر
چاہے جسے عرش پر بٹھا دے
اب میری دعا یہی ہی لب پر

یہ لوگ تو مصروف دعا مین مشغول گریہ و بکا ہین لیکن حیرت شادان و فرحان گنبد نور مین پہونچی حضاران دربار نے تعظیم دی پہلوے افراسیاب مین بیٹھی خواصون نے چنگیر چوگھڑے عطردان سامنے رکھدیے پاندان طلائی وا کر کے گلوری حیرت نے بنائی اور اپنے ہاتھ سے افراسیاب کو کھلائی گلے مین باہین ڈال کر بناز و تبختر کہا کہ اب دیر نہ فرمایئے اس سوذی کو راہ عدم دکھایئے افراسیاب نے حکم دیا کہ آج رات کو تمام ساکنان شہر ناپرسان سامنے اس قصر کے میدان مین جمع ہون اور اُسکے حال زار کو دیکھین اسوقت دن قلیل ہی بروز فردا عمرو کے کیے کی ندامت ہوگی بڑی حسرت سے جان اُسکی جایگی لہذا بجبرد حکم منادی نے دہل زنی کی اور تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل صبح کو عمرو قتل ہوگا اور اپنے کردار ناسزا کی سزا پائیگا اہل شہر آآکر جمع ہونے لگے اور باہم یون حرف زن تھے کہ دیکھیے آخر سرکشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ انجام کو انسان زندگی سے ہاتھ دھوتا ہی بعضے زیرک و دانا عبرت کرتے تھے کہ اے سہادران یہ وہی عمرو ہے کہ جو وزیر اعظم حمزہ صاحبقران ہی جنھون نے لقا ایسے کو جو دعوی خدائی کا رکھتا ہی عاجز کر رکھا ہی اسیطرح یہ فلک کج مدار اور گردون غدار صاحبان جاہ و اقبال کا دشمن ہی اُسنے بڑے بڑے ناموروں کو ہلاک کیا اور بظلم و ستم تہ خاک کیا کہ ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
رتبۂ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
کسکی اس نوم مین وشن ہوئی شمع اقبال
ہی خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
اُنکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط
ربط اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے

نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا
پایۂ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا
گرد اُٹھتے کہین دیکھی نہ سُنی بانگ درا
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
کف افسوس ہی پتا جو ہی اس گلشن کا
ٹھنڈی سانسین بھرے جسکے لیے باد صبا
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکی حیا
نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا
دفعتہً ہمسفر ایسا ہمین بھول گئے

اس شور و شین مین زمانی فلک قید خانہ مغرب مین جا کر مقید ہوا اور سارے دہر مین تعزیت قتل عمرو کی برپا

ہوئی شام غم نے سیہ پوش ہو کر منہ دکھایا نظم

بالون کو پریشان کیا لیلیٰ شب نے — اور شبنم غمدیدہ لگی اشک بہانے
سیارے ہر اک دیدۂ حسرت سے فلک کے — اور تیرگی کسی چھائی تھی انجم کی چمک پر

افراسیاب قفس کے در پر قفل دیگر سحر خوان ہوا کہ سوائے میرے کوئی بجز میرے کو عمرو کی قید کے کھول نہ سکے یا مین مارا جاؤن تو کھلے اس مستحکم طور سے خواجہ کو مقید کر کے سحر عمرو کے جسم پر سے رفع کر دیا جب رات زیادہ گئی سب عیش و عشرت مین سرگرم ہوئے عمرو کی جانب سے اعتبار تھا کہ پنجرے سے نکل نہ سکے گا بدین لحاظ چندان کوئی اسکی طرف نگران نہ تھا عمرو نے ایک تپلا متوسط کا زنبیل سے نکالا اور روغن اسپر لگا کر اپنی صورت کا بنایا اور اسے بجاے اپنے بٹھا کر آپ ایک گوشۂ قفس مین گلیم اوڑھ کر سب کی نظر سے غائب ہو گیا یہان رات بھر خلقت جمع ہوا کی اور تھاپ طبلے پر پڑا کی ہر ایک ساحر مستعد رہا کہ اسنے ہم سب کو لوٹا ہے کل ایک ایک ضرب اسپر لگا مینگے کوئی کہتا تھا مین ترسول اور سانگ سے کلیجہ اسکا چھید ونگا کوئی حرف زن تھا کہ زبان قفا سے کھینچونگا کوئی ارادہ رکھتا تھا کہ مین آنکھین اسکی نکالونگا اسی ہنگام مین آثار سحر ظاہر ہوئے اور مرغ منور فلک قفس مشرق سے نکل کر مائل پرواز ہوا اور بال زرین سے انجمن دہر پر ضیا بار ہو کر عالم نور افشانی اور تیرگی شب آئینے سے کافور ہوئی نظم

عیان چو گشت بمیدان چرخ چہرۂ نور — تتق کشیدہ برافلاک لمعہ لمعہ نور
ز آتش دل و از آب چشم چرخ دژم — بلالہ داغ رسید و بر دی گل شبنم

صبح کو افراسیاب نے سحر پڑھا کہ قفل در قفس کا کھلا اور ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو نکالو ساحرون نے ہاتھ ڈال کر تپلے کی گردن پکڑ کر باہر کھینچا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا ساتھ تپلے کے باہر نکل آیا اس طرف تو تپلے کو ساحر زد و کوب کرنے لگے اور عمرو نے اسباب کنیزان سہ جمال و جادوگرنیان حسینہ و بیمثال کا جو حاضر دربار تھین جال مار کر لوٹنا شروع کیا پاندان اور سقا با اور صندوقچہ و گلاس و عطردان و سبودان و خنگیر وغیرہ جو کچھ سامان راحت وہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور ایک خواص سے کہا ہم جاتے ہین اسنے دوسری اپنے ساتھ والی سے کہا کہ کوئی کہتا ہے ہم جاتے ہین کہ عمرو نے پھر کہا اے او مسخرے افراسیاب ہم جاتے ہین اس صدا کو سنکر سب ساحر گھبرائے اس اثنا مین کرسی و دنگل و میز و فرش و چلمین و پردے سب غائب ہوے اسوقت دیکھا تو وہ تپلا جسے عمرو سمجھ کر سیٹ رہے تھے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور سب نے دیکھا کہ کاغذ کا تپلا ہے جسے ہم سب زد و کوب کرتے ہین نہایت نادم ہوے افراسیاب نے خمار جادو سے کہا کیون ہمردار تو اپنی رسوخیت جتانے کو تپلا عمرو کی صورت کا بنا لائی تھی یہ کیا ماجرا ہے جلد کیفیت صحیح عرض کر خمار نے کہا دی

شہنشاہ جب مین پشتارہ لائی تھی تو آپ نے عمرو سے باتین کی تھین بھلا چیلا کیونکر گویا ہوتا اگر یہ فرمایئے کہ چیلا میرے سحر کا تھا تو حضور کتاب سامری دیکھین شرارت میری ظاہر ہو جائیگی افراسیاب نے کتاب ملاحظہ کی معلوم ہوا کہ خمار سچ کہتی ہی بیشک عمرو کو لائی تھی مگر وہ فریب دیکر نکل گیا یہ معلوم کر کے افراسیاب نے اپنے وزیر باغبان قدرت سے حکم دیا کہ جلد عمرو کو گرفتار کر باغبان نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دھوئین کی ایک لاٹ از زمین تا چرخ برین بندھ گئی اس دھوئین سے حکم کیا کہ جہان عمرو ہو وہان سے لا خبردار ساتھ اسکا نہ چھوڑنا دھوان منتشر ہو کر متلاشی عمرو چلا لیکن عمرو باہر گنبد کے نکلا جس قدر تماشائی اہل شہر جمع تھے انکی پگڑیان اور شملے اور ٹوپیان اور کمر کے پٹکے اور جو چیز دستیاب ہوئی جال مار کر لوٹی ایک ہنگامہ برپا ہوا سب بھاگے کہ کوئی نظر نہین آتا اور ہم لٹ رہے ہین ایسا نہو کہ ادل کی طرح آفت مین مبتلا ہون یک لمحہ مین سناٹا ہو گیا دروازے گھرون کے بند ہو گئے دکانین بڑھ گئین عمرو بھی جہان تک مل سکا لوٹتا ہوا ایک دروازے سے شہر کے اپنے لشکر کی جانب چلا گلیم اُتار کے نذر زنبیل کی اور آگے کی راہ لی کہ دفعۃً چار طرف سے دھوئین نے گھیر لیا اور بگولے کی طرح عمرو کو چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ سامنے باغبان کے لا کر حاضر کیا اُسنے ہاتھ پکڑ کے روبروے افراسیاب کے پیش کیا کہ یہ ہنگامہ حاضر ہوا افراسیاب نے عمرو کو دیکھکر خطاب کیا کہ کس طرح سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا مین تو زیر فلک کسی کو نہین دیکھتا جو بری نظر سے مجھے دیکھے افراسیاب نے کہا اسوقت تو میرے قابو مین ہی جو چاہون تجھے سزا دون عمرو نے جواب دیا کہ ہان یا مین تیرے قابو مین ہون یا تو میرے قابو مین ہی مین تو جانتا ہون کہ سیکڑون جوتی سر مبارک پر آپ کے اسوقت پڑجائینگی اور اس صورت سے دوسری صورت بدل جائیگی افراسیاب کو بہت غصہ آیا لیکن اہل دربار سے کہا اکی وہ مثل راست ہی کہ ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید از عمرو سے کہا اسکی وجہ کچھ بیان کر کر تجھے کیونکر یقین ہی کہ مجھے کوئی قتل نہین کر سکتا عمرو نے عرض کی کہ ای شہنشاہ اول ایک بات مجھے یہ تبلایئے کہ آپ لقا کو کیا سمجھتے ہین افراسیاب نے کہا ہم اپنا خدا جانتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ پھر خدا کے اختیار مین موت اور حیات ہی یا نہین سب ساحرون نے کہا بیشک خداوند کو سب باتون کا اختیار ہی چاہین جلائین اور چاہین ہلاک کرین عمرو نے کہا مین جو ساحرون کو قتل کرتا ہون تو حکم خداوند سے ورنہ مجھ ایسے ادنے متنفس کی کیا حقیقت ہی جو ملازمان شہنشاہ ساحران جہان کو قتل و غارت کرون ہندی مثل ہی کہ جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے + مجھے خداوند نے اُس طلسم مین اسلیے بھیجا ہی کہ بندے مجھے یاد نہین کرتے ہین تو جا کر انھین ہلاک کر لہذا مین ملک الموت خداوند ہون جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہی اُن بندگان سرکش و نافرمان کو غارت کرونگا مین خداوند کا

بندۂ خاص مقرب ہون افراسیاب اور سب ساحرون نے یہ کلام سنکر کہا کہ آمنا و صدقنا بغیر حکم خداوند پتا نہین ہلتا ہی عمرو بیشک سچ کہتا ہی اُسوقت سب تو یہ پکارنے لگے کہ حقیقت مین ہمسے نافرمانیان خداوند کی بیت سرزد ہوتی ہین لعینے کہتے تھے کہ ؎ رائی گھٹے نہ تل بڑھے بے صاحب کی چاہ ؛ لا تتحرک ذرۃً الا باذن اللہ افراسیاب نے اٹھکر بادب تمام ہاتھون کو عمرو کے بوسہ دیا اور سحر دفع کر کے مودب عرض کیا کہ ای ملک الموت خداوند تشریف شریف ارزانی فرمائیے اور یہ تبلائیے کہ کس کس کی قضا آئی ہی عمرو کرسی جواہر نگین پر بیٹھا اور کہا یا شہنشاہ مین یہ راز خداوندی نہین تبلا سکتا مگر علاوہ برین اور جو جو کمالات خداوند نے مجھے عطا فرمائے ہین بہتر صورتین بدلنے کا اختیار دیا ہی خوش گلو کیا ہی اگر حکم ہو تو وہ ہنر ہاے شایستہ دکھاؤن ورنہ مشیت خداوندی سے مین خود آگاہ نہین ہون آپ کو کیا تبلاؤن افراسیاب نے کہا اچھا ہنر و کمال اپنے ہمپر ظاہر کیجئے سچ ہی کہ راز خداوند پر کون اطلاع پاتا ہی عمرو یہ کلام سنکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا سب نے کہا یہ بیشک ملک الموت خداوند نما ہی لیکن خواجہ نے ایک گوشے مین جا کر گلیم اتاری اور صورت اپنی زن پری پیکر کی بنائی لباس پر تکلف پہنا زیور جواہر سے جسم کو مزین کیا اسوقت ؎

چو رویش مہر و مہ تابان نباشد
در دریا و لعل کان نباشد
بآن نسبت نباشد ہیچ تن را
بروے تو ازان ایمان نباشد

چو قدش سرو در بستان نباشد
چو فندق پستہ اش خندد بعالم
نہ تن باشد کہ شکلش جان نباشد

چو لعل و لولوش در دلفریبے
چرا با دام من گریان نباشد
سواد کفر زلف او کہ دل را

غرضیکہ افراسیاب کے سامنے باین خوبی و دلبری عمرو نے آکر سلام کیا وہ اس صورت زیبا و حسن دلآرا کو دیکھکر حیران تھا آخر اُسنے استفسار کیا کہ ای غنچۂ گلستان خوبی تو کون ہی اور یہان کیونکر آئی ہی اُس رنگین ادا نے جواب دیا کہ ؎

رد و در پیش نہادم و برمن گذر نہ کرد
صد لطف چشم داشتم و یک نظر نہ کرد

ای شہنشاہ یہ کنیز آپکے سلسلۂ الفت مین گرفتار ہی بادل بیقرار ہی افراسیاب نے ہاتھ پکڑ کر قریب اپنے بٹھا لیا حیرت کو غایت درجہ ناگوار ہوا آتش حسد سینے مین مشتعل ہوئی اُسوقت وہ حور رخ گویا ہوئی کہ ای ملکہ حیرت مین عورت نہین ہون بلکہ شیر بیشۂ عیاری عمرو بن امیہ ضمری ہون افراسیاب کو سکتہ ہوگیا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ بیشک بندۂ مقبول خداوند لقا ہی اس صورت بدلنے پر خلعت گران بہا عنایت کیا اور بعجز تمام کہا کہ بیت

تو ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا سنکی
عیان ہین تیرے اوپر اسکے سارے راز پنہانی

اب چاہیے کہ اہل مجلس کو ترنم سرائی کر کے محظوظ فرمائیے اور نغمہ سنج گلشن صحبت ہوجیے عمرو نے یہ حکم پاکر مجرا

لکر ناشروع کیا اور پہلے گت ناچ کے نے نوازی شروع کی اور اس طرح سے گایا کہ اہل مجلس کو وجد طاری ہوا اور جھومنے لگے اور یہ غزل عمرو گاتا تھا نظم

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید — وظیفہ گر سر سبز شدہ است گل زعید
صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست — فغان فتاد بہ بلبل نقاب گل کہ درید
زروی ساقی مہوش گلے بچین امروز — کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید
چنان کرشمۂ ساقی دلم ز دست ببرد — کہ با کسے دگرم نیست روی گفت و شنید
بکوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدم — کہ گم شد آنکہ درین رہ برہبری نرسید
ز میوہ ہائے بہشتی چہ ذوق دریابد — کسیکہ سیب زنخدان شاہدی نگزید
گلے بچید ز بستان آرزو دل من — مگر نسیم مروت درین چمن نوزید

پھر تو یہ حال تھا کہ ہر ایک مست و سرشار بیٹھا تھا اور عمرو میخانے نے رقیفہ لکر کے شراب آغشتہ بدارو بیہوشی سے جام لبریز کر کے سامنے افراسیاب کے آیا اور جام کو طرف فلک کے پرتاب دیکر سر پر رکھ کے پیش کیا افراسیاب مالا مال محبت تھا جام لیکر پی گیا پھر تو تمام ساحر انجمن نشین ہاتھ سے ساقی جفا و ستم شعار عمرو نامدار کے مست و سرشار ہوئے سب کو دور باندھ کر شراب بیہوشی آمیز پلائی جسوقت کہ ہوائے کسر دکا جھونکا منہ پر افراسیاب کے لگا پکارا کہ ای عمرو یونے دوسو خداوند تیرا گانا سننے آئے ہین اور سامری و جمشید تعریف کر رہے ہین عمرو نے عرض کیا سب کی ٹانگ لیجیے ہر ایک کو بلا کر بٹھایئے افراسیاب عالم مستی مین حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ناچتا ہوا اٹھا بیہوش ہو کر منہ کے بل گرا ادھر ساحران دربار آپس مین جوتی پیزار لڑ کر بیہوش ہوئے مئخوارون نے باہم کسی کی سوجھ اکھاڑی ایک نے دوسرے کے دھول ماری ترانے لگا کوئی اپنے کپنے بھر کا حال کہتا تھا غرضکہ جب سب بیہوش ہوئے عمرو نے خنجر لیکر دس بیس ساحرون کے سر جدا کیے اور جال الیاسی مار کر اسباب لوٹنے لگا اسوقت مرنے سے ساحرون کے غلغلہ دار و گیر برپا ہوا ابر جھوم کر ہر طرف سے اٹھے بجلیاں چمکنے لگین پر غل مچانے لگے لیکن عمرو افراسیاب اور حیرت کو قتل کرنے چلا جیسے ہی تخت کے قریب آیا یکایک زمین شق ہوئی اور چند پریان دُر در گوش مرصع پوش ظاہر ہوئین ہاتھون مین پچکاریان اور لگن پر از مشک و گلاب لیے تھین انھون نے سر افراسیاب کا زانو پر رکھا اور پچکاری منہ پر لگائی پکارین کہ اے شہنشاہ بیدار ہو جیسے افراسیاب ہوشیار ہوا اُس وقت پریان زمین مین سما گیئن عمرو لاشین جہان ساحرون کی پڑی تھین وہان چھپ کر لیٹ رہا اور لیٹے لیٹے پارچہ گوشت خون آلودہ زنبیل سے نکالکر اپنے گلے پر رکھا اور سارے منہ کو خون آلود گوشت رکھکر مجروح بنا یا اب عمرو بھی مقتول

معلوم دینے لگا مگر افراسیاب جو ہوشیار ہوا سب محفل کو بیہوش و رلٹا ہوا پایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا
ہوا دیکھا اُسی وقت کچھ اشارہ طرف فلک کے کیا ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا سب ہوشیار ہوے حیرت
نے کہا ای شہنشاہ عمرو نے کیسی مکاری کی افراسیاب نے کہا مجھ سے بچکر کہان جائیگا ابھی گرفتار کرتا ہون یہ
کہکر حکم دیا کہ جو کچھ اسباب لُٹ گیا ہی وہ سب حاضر کرو بمجرد حکم ایک آن مین کرسی و دنگل جام و ساغر گلدستے
و فرش وغیرہ سب موجود ہو گیا اور محبت آراستہ ہوئی ساحر لاشین اُٹھانے کی تدبیر مین مصروف ہوے
افراسیاب تخت پر جلوہ گر ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو لاشون کے درمیان مین مجروح
صورت بنائے لیٹا ہی اُسے کسی سے گرفتار کرا مگر تجھپر چند گھڑیان بہت سخت ہین خبردار یہان نہ ٹھہرنا
طرف طلسم باطن کے چلا جا یہ معلوم کرکے اُسنے ساحرون سے کہا کہ ابھی لاش کسی کی نہ اُٹھے ان مین
عمرو ہی یہ کہ رہا تھا کہ صرصر عیارہ بھی حاضر ہوئی اُسنے بھی خبر گرفتاری عمرو کی سُنی تھی افراسیاب نے اُسے
دیکھ کر کہا ای صرصر ان لاشون مین عمرو کو بچاکر گرفتار کر صرصر جاکر لاشون کو ڈھونڈھنے لگی اور سب ساحر
صرصر کی طرف دیکھنے لگے افراسیاب اُسوقت سب کو اور سمت مشغول دیکھ کر اپنی صورت کا پتلا
اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کب گیا بلکہ سب بظاہر ہی کہ شاہ بیٹھا ہی الحاصل
صرصر ہر طرف لاشون مین پھری اور عمرو کو پہچان کر جست کرکے سینے پر چڑھی چاہا کہ شکین باندھ لون
عمرو نے دونون پانون صرصر کے گلے مین ڈالکر مثل کشتی گیرون کے قفل مارا کہ صرصر نیچے اور آپ اوپر ہو گیا
اور جلد منھ سے سفوف بیہوشی منھ پر صرصر کے پھونکا کہ وہ بیہوش ہوئی عمرو اُسے گود مین لیکر بھاگا ساحر
حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہی مگر حیرت نے نعرہ مارا کہ کیا بیٹھے منھ دیکھتے ہو جلد اُسے گرفتار کرو ورنہ وہ صرصر
کو بچا لیگا ساحر دوڑے مگر عمرو گنبد نور سے نکل کر مثل برق و باد کے بھاگا ہوا شہر ناپرسان مین آیا
اور خیال کیا کہ شہر مین سب ساحر ہین مجکو گرفتار کر لین گے یہ سوچکر صحرا جو پشت گنبد کی طرف ہی اور
بہر سیر حیرت وہ جگہ مقرر ہی اُدھر بھاگا اتفاقاً اس طرف سے صبا رفتار اور شمیمہ عیارہ بھی دونون آتی
تھین انھین دیکھ کر صرصر کو ایک غار مین ڈال دیا اور آپ خنجر لیکر ان دونون سے لڑنے لگا ازبسکہ شہر
ناپرسان ہی عالم کی جائے آمد و رفت ہی ایک ساحر مصاحب افراسیاب ہوشیار جادو نام طائر سحر
پر سوار مع خادم و خدمتگار دربار افراسیاب مین جاتا تھا اُس طرف سے ہو نکلا عیارہ بچیون کو شخص
غیر سے لڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عمرو ہی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار کرون عیار بچیون نے کہا ای ہوشیار جادو
آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے عیاری کے فن مین زیبا نہین کہ کسی ساحر سے حریف کو گرفتار کرائین
ہوشیار نے کہا دیوانیان ہو دشمن کو قتل ہی کرنا چاہیے یہ کہکر سحر پڑھنے لگا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا

اسوقت وہ ساحر جو عقب عمرو کے دوڑے آتے تھے یہان آکر پہونچے اور عیار بچیون نے کہا کہ عمرو نے
صرصر کو ہمارے سامنے غار مین ڈال دیا ہو ساحر چلے کہ صرصر کو نکالین عمرو گلیم اوڑھے موجود تھا غار
مین کود گیا اور ایک اژدہا مقوے کا زنبیل سے نکال کر غار کے باہر اُسکا مُنہ نکالا ساحر جو قریب غار کے آئے
اژدر کو بیٹھے دیکھکر بھاگے اور دور جاکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ اژدر کے مُنہ سے قلہ ہاے آتشین نکلتے ہین
اب کوئی آگے نہین بڑھتا دور سے منتر سانپ پکڑنے کا پڑھ کر پھُپین مارتے ہین کنڈل گرد اپنے کھینچ
لیا ہو لیکن اُس اژدر پر کچھ تاثیر نہین کرتا آپسمین کہتے ہین کہ یارو یہ بڑا زبردست اژدہا ہو کسی سے دفع
نہ ہوگا افسوس صرصر کی مفت جان گئی اسوقت ایک رفیق ہوشیار کا ہمنشین جادو نام کہ نہایت
بوڑھا تھا اور ساحر بے بدل تھا اُسکو بہت کچھ زر و جواہر دینے کو کہا کہ جاکر کسی طرح صرصر کو نکال لائے
وہ سحر پڑھتا ہوا چلا عمرو نے اُسے آتے دیکھکر اژدر کو اندر غار کے کر لیا وہ سمجھا کہ میرے سحر نے اژدر کو دفع
کیا پس دلیرانہ اندر غار کے کودا عمرو نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے اُس مین اُلجھ کر گرا عمرو نے حباب
بیہوشی دماغ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا عمرو نے پھر اژدر کو باہر غار کے نکالا سب ساحر جو دور کھڑے تھے
سمجھے کہ ہمنشین کو بھی اژدر نے مار لیا یہ پھر اُسکے دفع کرنے کی تدبیر مین مصروف ہوے اور عمرو نے اس
عرصہ مین ہمنشین کے کپڑے اُتار کر اُسکی صورت آپ بنکر وہی لباس پہنا اور اُسکو زنبیل مین ڈال
لیا ہے جست کرکے اژدر کو کنارے غار کے بٹھا کر آپ باہر نکلا اور پکارا او میان یہان نہ صرصر ہو کوئی
ہو ساحرون نے جو اسے آتے دیکھا اور خیال کیا تو اژدر بھی پایا پکارے کہ ارے بھاگ بھاگ اژدہا لیا
نہو صرصر پہونچائے عمرو یہ سُنکر بے تحاشا بھاگا اور سامنے ہوشیار کے آکر گر پڑا بیہوش ہوگیا دانت بیٹھ گئے
ساحرون نے آکر اُٹھایا دیکھا جسم اسکا نیلا ہوگیا ہو ہوشیار نے عیار بچیون سے کہا صرصر ہم سے نہین
نکل سکتی عیار بچیان خود فکر نکالنے کی کرنے لگین اور ہوشیار نے اپنے رفیق یعنے عمرو کو اُٹھوا کر سواری
پر ڈال کر افراسیاب کے دربار مین آیا دیکھا کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہو اُسنے مجرا گاہ سے مجرا کیا اور قریب تخت
آکر سارا حال اپنے رفیق اور اژدر کا معرض بیان مین لایا افراسیاب اصلی تو چلا گیا تھا یہ ہمشبیہ اُسکا
تھا اُسنے حکم دیا کہ کوئی حکیم آئے اور علاج کرے شہر ناپرسان سے حکیم طلب کیا اُسنے دفع زہر کی دوا
عمرو کو دی ایک صحنچی مین اُس قطر کے پلنگ بچھا کر عمرو کو لٹا دیا علاج اور معالجہ ہونے لگا اس عرصے مین
صرصر کو اندر غار کے ہوش آیا جست کرکے باہر غار کے نکلی اور دیکھا ایک اژدر بیٹھا ہو پہلے تو رو مین نکل آئی
پھر ایسی خائف ہوئی کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اور دربار افراسیاب کیطرف چلی راہ مین شمیمہ اور صبا رفتار
سے ملاقات ہوئی اُن سے پوچھا عمرو کا کچھ حال معلوم ہو کہ کہان ہو انھون نے کہا واری عمرو آپ غار

مین پھینک کر آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا تھا ہم جانتے ہین کہ نکل گیا ہوگا صرصر نے کہا پھر دربار مین جانا
بیکار ہے مفت مین خفت ہوگی سب کہنے لگے کہ عمرو کو گرفتار نہ کر سکی چلو صحرا مین عمرو کو تلاش کرین یہ باہم ارادہ
کر کے تینون عیار بچیان روانہ ہوئین لیکن یہان جب عمرو کا علاج ہوا اُسکو ہوش آیا اس اثنا مین سواری
افراسیاب کی بڑے جاہ و حشم سے آئی اور تخت پر آکر جلوہ گر ہوا سب نے تعظیم کی شاہ نے کہا ای شبیہ جادو
وہ چیلا جو اُسکی صورت کا تھا غائب ہوگیا سب ساحر سمجھے کہ پہلے جو ہم سب کو عمرو نے ذلت دی اور بیہوش
کیا تھا تو شہنشاہ ہمارے ساتھ نہ تھا بلکہ اُسکا ہمشبیہ تھا بعض کہنے لگے کہ حضرت بھلا شہنشاہ ساحران بادشاہ
طلسم کیونکر بیہوش ہوتا ایک نے کہا ہم آج تک یہی نہین جانتے کہ شہنشاہ اصلی کون ہے ہمنے اصل صورت
افراسیاب کی نہین دیکھی باوجودیکہ تمام عمر دربار مین اُسکے رہے افراسیاب تک کون پہونچ سکتا ہے نہین
معلوم وہ کہان رہتا ہے اور کیا اسکا مرتبہ ہے الحاصل جب افراسیاب آیا رقاص سامنے آکر مجرائی ہوئی ہنگامۂ عشرت
گرم ہوا اُسوقت ہوشیار جادو نے سب حال اپنے رفیق کا مکر شہنشاہ سے عرض کیا افراسیاب نے کہا بڑے
خیر ہوئی ورنہ رفیق تمھارا ہلاک ہو جاتا اب کہو کیسا ہے اُسنے عرض کی کہ فیض سامری سے اب اچھا ہے اُسوقت
عمرو بھی سامنے افراسیاب کے اپنی جگہ پر سے اُٹھکر حاضر ہوا اور تسلیم کی افراسیاب نے مزاج پوچھا اُسنے عرض
کیا عنایت سامری اور اقبال شاہی سے اب اچھا ہون اُسے اجازت بیٹھنے کی ہوئی کرسی پر متمکن ہوا اور
ناچ دیکھنے لگا لیکن جو رقاصہ کہ گا رہی تھی اُسکو نام دھرنے لگا کہ یہ دیکھیے اس جگہ بے سُر ہوگئی یہان اُسکی
آواز نے بتی لی اس جگہ گلا اسکا بھر آگیا اس مقام پر آواز لہرا گئی دیکھیے ساز سے الگ تال اُڑی سم جاتا
رہا حلق اڑتا ہو بگڑ گیا یہ باتین افراسیاب سنکر گویا ہوا کہ ای ہمنشین جادو تمھین گانے مین خوب دخل
ہے اُسنے کہا آپکے اقبال سے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہین اور گانے پر کیا ہے سب علم مین دخل تمام ہے کس لیے کہ آپ
ایسے شہنشاہ کا دربار دیکھتا چلا آتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا کچھ گاؤ عمرو سلام کر کے سامنے بیٹھ کر گانے
لگا اور اس طرح ترنم سرا تھا المولفہ

فراق یار خو تمھو مین یہان شیون پہ شیون ہے
عجائب جوش گریہ ہے کہ تر دامن پہ دامن ہے

تہ زلف معنبر رخ پہ تیرے خال ہندو ہے
متاع جان و ایمان کے لیے رہزن پہ رہزن ہے

عجب شوق شہادت ہے ترے عشاق کو قاتل
کریگا قتل کس کس کو جھکی گردن پہ گردن ہے

تری تلوار مین جوہر نہین زخمون کے بان ان پر
ہمارے قتل سے قاتل عیان گلشن پہ گلشن ہے

جماتے ہین جو مہندی گیسو قبا کر منہدی سلتے ہین
پھٹا پڑتا ہے عالم آج کل جوبن پہ جوبن ہے

بیا لے بوسے لینے سے پڑے ہین نیل عارض پر
چمن مین حسن کے ای گل ترے سوسن پہ سوسن ہے

فنا کے بعد بھی باز آئے کب نظارہ بازی سے
چھری تختوں مین خشت قبر مین روزن پہ روزن ہے

مشبک کر دیا سینے کو خشت تیر مژگان نے
دل صد چاک مین اپنے نیا روزن پہ روزن ہے

رقیبون نے بھرے ہین کان وہ کہتے ہین محفل مین
نہ آئے جاہ آئے دربان یہی قدغن پہ قدغن ہے

افراسیاب اُسکا گانا سنکر بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیا عمرو نے کہا حضور مین ایک بتی ایسی روشن کرتا ہون کہ اُسکی روشنی مین پریان ناچتی ہوئی نظر آتی ہین اور راجہ اندر کے اکھاڑے کی سیر دکھائی دیتی ہی مین نے یہ سحر اپنے دادا کی کتاب مین لکھا ہوا دیکھا تھا اسمین سے یاد کیا ہو وہ سُنتا ہون کہ بنگالے سے سیکھ آئے تھے افراسیاب نے مشتاق ہوکر حکم دیا کہ ای ہمنشین وہ بتی جلد روشن کر دہم دیکھین کیسا سحر ہی عمرو نے کہا پانچ سیر چربی اور اسیقدر رال اور گھی وغیرہ منگائیے حسب الحکم اسی وقت جو اشیا طلب کیے حاضر ہو گئے عمرو نے پردہ ڈال کر الگ سب سے بیٹھ کر بہت بڑی مشعل بنائی اور بیہوشی سیرون اُس مین ملائی اور بیچ محفل مین اُسکو روشن کیا دھوان اسکا سارے قصر مین پھیلا عمرو نے کہا بعد دو گھڑی کے پریون کا ناچ دکھائی دیگا سب مشعل کی جانب تکیے جائین اور آپ الگ ہٹکر بُدبُدانے لگا اس لیے کہ معلوم ہو سحر پڑھ رہا ہی سب اہل دربار مع افراسیاب اور حیرت کے مشعل کی طرف دیکھ رہے ہین اور کثرت تماشائیان اسقدر ہی کہ ایک پر دوسرا جھکا ہوا ہی کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہی جب دو گھڑی گذرین دھوان بیہوشی کا اچھی طرح سے سب کے دماغ مین سرایت کر گیا اور اُسکے نشے مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت پریان ناچ رہی ہین بعضے کہتے تھے دیکھو وہ راجہ اندر سامنے بیٹھے ہین بعضے خود اُٹھکر ناچنے لگے یہان تک کہ افراسیاب اور حیرت مع اہل دربار کے سب بیہوش ہوکر گرے عمرو نے پھر دس بیس کے سر کاٹے اور جال الیاسی مار کر سارے قصر کا اسباب جو دوبارہ آراستہ کیا گیا تھا لوٹ لیا ویسے ہی ہنگامہ شور و قیامت از بلند ہوا ساحرون کا نام لیکر پیر سحر کے شور کرتے تھے آندھیان اُٹھتی تھین بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے عمرو پھر خنجر پکڑ کے افراسیاب کی جانب چلا کہ سر اُسکا جدا کرے دفعتہ زمین شق ہوئی اور پریان نکلین عمرو گلیم اوڑھ کر بہت جلد گنبد کر باہر نکل گیا اور پریون نے پچکاری گلاب و کیوڑے کی لگا کر افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اور آپ زمین مین سماگئین افراسیاب نے رنگ محفل دگرگون دیکھ کر ابر سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور مشعل بیہوشی کو بجھوایا پھر نئے سر سے اسباب راحت منگا کر قصر کی آرایش فرمائی جب بسبب زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے ہر ایک عمرو کی فطرت پر حیران کا بہ تھا اور افراسیاب نے ازراہ بناوٹ کہا کہ بیشک عمرو بندہ خاص خداوند لقا ہی اور کسی طرح ہلاک نہوگا وہ پیچ کہتا تھا کہ جس جس کو خداوند نے تبلا دیا ہی مین اُنکو قتل کر دونگا مجھے بھی یقین ہی کہ ضرور وہ ایسا ہی

کریگا لیکن چونکہ حکم خداوند مجکو یوہین ہی کہ عمرو کو قتل کرون اس لحاظ سے ای حیرت تم جاؤ اور لشکر مہرخ سے
مقابلہ کرو مین اور کچھ تدبیر کرتا ہون یہان بلانا عمرو کا اچھا نہین حیرت یہ سُنکر طاؤس سحر پر سوار ہو کر
طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور کنیزان مہ جمال ساتھ تھین مگر عمرو جو گنبد نور سے چلا خیال مین اسکے آیا کہ ایک بار
پہلے جو مین یہان سے چلا تھا تو دریاے سحر کے کنارے بھٹکتا پھرتا تھا اب کی بھی اس طرف سے نہ جا سکونگا
اس سوچ مین بتلاشی راہ دیگر صورت ساحر کی بنکر شہر ناپرسان مین پھرنے لگا کہ ایک جگہ چند ساحرون کو
باتین کرتے سُنا کہ آپس مین کہتے ہین کہ عمرو بلاے بے درمان ہی دوبار شہنشاہ کو زک دیکر نکل گیا ایک نے
کہا کہ یہان سے جانہ سکے گا دریا بیچ مین حائل ہی دوسرے نے کہا کہ اگر مشرق کے دروازے کی طرف جائیگا
تو طلسم ظاہر مین پہونچے گا اُس ملک کے چالیس دروازے ہین تیسرے نے کہا جو اتنا بڑا عیار ہوگا وہ راہ نہ جانتا
ہوگا عمرو اُنکی باتین سُنکر مشرق کے دروازے کی طرف چلا اور جب کنارے شہر کے پہونچا ایک دروازہ
عالیشان دیکھا ہزارہا ساحر کو بعہدۂ نگہبانی بیٹھے پایا ساحر کی صورت تو بنائے تھا بے اختیار دوڑا دربانون
نے کہا کہان جاؤگے عمرو نے کہا لشکر حیرت مین ملازم ہون عمرو کے تعقب مین جاتا ہون مجھ سے
باتین نہ کرو کہ دیر ہوگی شہنشاہ خفا ہونگے یہ کہتا ہوا باہر در کے نکل کر روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک
جانب دریاے خون روان دیکھا اور دوسری جانب سواد لشکر حیرت نظر آیا نہایت خوش ہو کر قدم
آگے بڑھایا تھوڑی دور راہ قطع کی تھی کہ لشکر مہرخ دیکھا عمرو داخل لشکر ہوا جسنے خواجہ کو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا
اور غل ہوا کہ خواجہ آئے جتنے سردار کہ مصروف دعا تھے شادان و فرحان باہر بارگاہ کے نکل آئے بہار و مہرخ
اور مہ جبین اور نافرمان سب آکر گلے ملے زرنثار کرکے داخل بارگاہ ہوے تو تین خوشی کی بجنے لگین عمرو کرسی
پر آکر بیٹھا اور سب ماجرا دربار افراسیاب کا بیان کیا سارے دربار مین قہقہے پڑنے لگے اس اثنا مین حیرت
داخل لشکر ہوئی طبل داخلے کے بجے افسران فوج نے پیشوائی کی تخت پر آکر بیٹھی اور فکر جنگ مین مصروف ہوئی
لیکن اب حسینہ جادو کا حال سُنیے کہ سمت لقا کے روانہ ہوئی تھی لہذا لشکر ساحران لے کر تخت سحر پر
سوار ہوکر بڑے کروفر سے کوچ و مقام کرتی داخل عقیق کوہ ہوئی لقا بارگاہ مین بیٹھا دربار جمع تھا ناچ
ہورہا تھا کہ سحر کی علامت ظاہر ہوئی اور میخ رنگ کے ابر فلک کی جانب ظاہر ہوے پھر تو بختیارک
اور سلیمان سمجھے کہ کوئی ساحر آتا ہی بہر تعظیم اُٹھے اور لشکر ساحرون کا زمین پر اُترا حسینہ بھی اُتری سب نے
اسکے حسن و جمال کو دیکھا کہ زور سحر اُسنے اپنی صورت بہت خوبصورت بنائی ہی ہر وقت مقابلہ لشکر اسلام
کیفیت اسکے حسن و جمال کی گذارش کی جائیگی غرضکہ سرداران لقا پیشوائی کرکے اسے لے گئے اور
بختیارک نے لشکر ساحران مقابل لشکر امیر اُتروایا خیمے بارگاہ ہین استادہ ہوگئے بازارین کھل گئین لیکن

حسینہ نے آکر لقا کو سجدہ کیا لقا نے بکار کر کہا کہ سر خود از سجدہ بردار کہ رحمت خود برا بر تو نصیب کردم حسینہ اٹھی اور زنگل پر بیٹھی لقا نے خلعت دیا اور حسینہ نے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کون بندگان مغضوب آپکے ہین جو آپ سے ہمسری کرتے ہین لقا نے کہا یہ قصہ طویل ہی اس حال کو میرا شیطان یعنے بختیارک خوب جانتا ہی حسینہ اسکی جانب متوجہ ہوئی بختیارک نے کل حوال امیر کا خروج کرنا ابتدائے زمانہ نوشیروان سے اوزنا انیدم جو کچھ ساتون دفترون مین مذکور ہی بیان کیا اور کہا اے ملکہ حمزہ کی زبردستی کا نمونہ تمھارے طلسم مین اسد اور عمرو عیار موجود ہی کہ آج تک شہنشاہ سے گرفتار نہو سکا حسینہ نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجے مین سب کو دم بھر مین غارت کر دونگی بختیارک نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی آپ تشریف لائی ہین ذرا دنیا کی ہوا کھایئے پھر تو آخر فنا حسینہ جادو نے کہا ملک جی تمھین تارو نے مین بجائے نظر آتے ہین بختیارک نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین اس لحاظ سے کہتا ہون کہ طلسم مین ایک عمرو گیا ہی اور یہان ایک لاکھ اسی ہزار ثانی عمرو ہین طلسم مین ایک اسد گیا ہی یہان اسد کے باپ اور دادا موجود ہین یہ وہ بندے خداوند نے سرکش پیدا کیے ہین کہ مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین حسینہ بولی کہ خداوند کا فضل شریک حال چاہیے تم دیکھنا کہ مین انکا کیا حال کرتی ہون غرضکہ دو چار دن تو حسینہ کسل راہ سے آسودہ ہوئی اور اسکی دعوت سلیمان کے یہان رہی ناچ اور جلسۂ نشاط مہیا رہا ایکدن سہ پہر کے دربار مین اُسنے لقا سے عرض کیا کہ آج رات میرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل ان خداپرستون کا کام تمام کردن حسب الحکم اسکے جب شہنشاہ گردون بارگاہ زنگاری سپہر سے مراجعت فرماکر رواق مغرب مین استراحت پذیر ہوا اور خیمۂ مشک فام شہریار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب رلیمان سیاہ چار دانگ عالم مین دراز ہوئی ابیات

شدہ جلوہ گر شاہد شب نباز — بپوشید از ماہ زرین کلاہ
نگاہے چو گردہ گرفتار گشت — دل پیر گردون بزلف سیاہ

طبل جنگ لشکر لقا مین بجا یہ خبر ہرکارے لشکر اسلام کے دریافت کرکے خدمت شاہ مین حاضر ہوئے اور کل حال حسینہ کی آمد کا گذارش بندگان بادشاہ قدر قدرت کیا کہ قطعہ

داوگرا فلک تراجرعہ کش پیالہ باد — دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخون چو لالہ باد
ذروۂ کاخ رفعتت راست فرط ارتفاع — راہروان راہ را راہ ہزار سالہ باد
زلف سیاہ رحمت چشم و چراغ عالم است — جان زنسیم دولتت در شکن کلالہ باد
اے مہرج معدلت مقصد کل ز آدمی — بادۂ صاف وائمت قدح و پیالہ باد

چون بہوای مدحت زہرہ شود ترانہ ساز — حاسدت ز سماع آن ہمدم آہ و نالہ باد
ز طبق سپہر و آن قرصۂ ماہ و خور کہ ہست — از لب خوان قسمتت اہل ترین نوالہ باد

حسینہ جادو نام ساحرہ نے طلسم سے آکر ارادہ بروز فردا رزم و پیکار کا کیا ہے لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہماری فوج مین بھی نقارہ رزمی بجے بموجب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانۂ سکندری مین جاکر طبل سکندری پر ڈوال دیا قرناے جنگی سے صدا شر و فساد کی ظاہر ہوئی ہر ایک بہادر ہوشیار ہوکر سامان جدال کرنے مین مصروف ہوا ہر سمت شور دہل و بوق بلند تھا نظم

چو نقارۂ جنگ بنواختند — یلان کار جنگ آوری ساختند
دہل زن دہل زن بہ تحسین او — ببین دین او دین او دین او

تمام رات تیاری جدال و قتال کے اسباب مین بہادر مصروف رہے جسوقت کہ سلطان زرین کلاہ سر پر سپہر پر جلوہ فرما ہوا اور تاجدار عالمگیر با چتر شعاع میدان فلک مین آکر حکمرانی کرنے لگا نظم

صبح چو شد نوری بستہ بر شیت گری — تا بہ دم خاوری سبقت لوا لحسن
شاہ ولایت پناہ میر امامت سپاہ — نصرت دین آنکہ فخر زمین و زمن

لقا بڑے تزک و احتشام سے سوار ہوا ساحران غدار کو ہمراہ لیا حسینہ جادو تخت سحر پر سوار میدان کارزار مین آئی اور لشکر کی صف باندھی اسوقت امیر بھی نماز سحر سے فارغ ہوکر مع تمام امیران لشکر کے جلوخانے مین بادشاہ کے حاضر ہوے بعد لمحہ کے سواری ظل اللہ کی عیش محل سے برآمد ہوئی سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین دل کی طرح کرکے وارد دشت مصاف ہوے صف آرا فوج کے پرے جمانے لگے بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرتے تھے سقے گرد و غبار آبشار کرکے بٹھاتے تھے نقیب رغبت مذمت دنیا کہکر بہادرون کو سناتے تھے قطعہ

دلا تا توان مہر گیتی مورز — کہ تیغ سیاست بکینت کشد — مشو غرہ گر ابلق چرخ را
قضا و قدر زیر زینت کشد — گرفتم کہ بر آسمان رفتہ — اجل عاقبت در کمینت کشد

ہان اے نوجوانون یہ گوئے ہے یہ میدان ہے جان دینے کا سامان ہے ؎ کوئی لیتا بھی اب نہین ہے نام + کون سی گور مین گیا بہرام + آج کد کرکے سر میدان سرخرو ہو نام کرلو یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوے اور ایک پہلوان ببران ببر جنگ رخصت لقا سے ہر حرب لیکر میدان مین آیا اور سلح شوری دکھا کر ہل من مبارز کا نعرہ مارا لشکر اسلام کے سردارون کو للکارا کہ ہے کوئی ایسا جو میرا ہم نبرد ہو جو آئے یقین ہے کہ گرد بردہا میری جانب سے خاقان بن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران

اجازت قتال شاہ اسلام سے لیکر گھوڑا اٹھاکر بہران کا آکر ہم نبرد ہوا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوئی بہرام نے نیزہ ہاتھ سے بہران کے ہوائی کیا اُس وقت حسینہ نے سحر کیا کہ بہرام کے جسم کی طاقت جاتی رہی بہران نے کمربند فولادی مین ہاتھ دیکر بہرام کو قاش زین سے اٹھالیا اور زمین پر دیے ٹپکا سینہ پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور اشارہ کیا کہ طرار تیز رفتار عیار سلیمان عنبر بن موسے نے آکر حباب بیہوشی بہرام کے منھ پر مارکر بیہوش کرکے لیجاکر اپنے لشکر مین قید کیا اودھر بہران نے پھر ہنیب دی کہ اور جسکو خواہش مرگ ہو وہ آکر مقابلہ کرے مندویل اصفہانی نے نکلکر مقابلہ کیا حسینہ کے سحر سے اُسکا بھی وہی حال ہوا اُسکو بھی گرفتار کیا مہلیل جنگ عراقی نکلا یہ بھی مقید ہوا اسی طرح آلاگر دوہا لاگر دوکیلی زرال وکیی لزال وغیرہ سترہ سردار نامی لشکر امیر کے گرفتار ہوئے اسوقت لشکر اسلام مین صف میسرہ کے علم جلوہ گری پر آئے اور فیلی اور شتری دمامے بجنے لگے اور صفدر وصف شکن شہزادۂ ہاشم تیغ زن نے گھوڑا بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے پے جنگ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت سے مخلع کیا اور کہا سپرد خدا نے قہار کیا اُس وقت ہاشم نے امیر سے خطاہائے گذشتہ کی معافی چاہی امیر حمزہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور حرز ہیکل دافع سحر گلے مین پہنادی دعائے صحیفہ ابراہیمی پڑھکر دم کی اور رخصت فرمایا ہاشم گھوڑا اڑاکر سمت میدان چلا کہ ع

بمیدان خرامید ہاشم جوان
سمندیرِ نژاد در زیر ران

تین جھپکے مین میدان کا فاصلہ طے کرکے حریف سے ہم تکاور ہوا اور بہران کو گرد برد کردیا بہران نے تیغہ آبدار کھینچکر بر سر شہزادۂ عالی وقار لگایا شہزادے نے بہ فن سپاہ گری رد کرکے شمشیر نیام انتقام سے لیکر خبردار کرکے کمر کو تیلا کر سر پر مارا ہرچند حسینہ نے سحر کیا لیکن بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اور تلوار نے شہزادہ کی بہران کے دو پرکالے کیے طبل و بوق لشکر اسلام مین بجے اور شہزادۂ دلاور نے پھر مبارز طلبی کی حسینہ جادو خود میدان مین نکلی اور ایک پتلی اپنی صورت کی سامنے ہاشم کے بزور سحر چھوڑکر آپ غائب ہوگئی سب دیکھ رہے ہین کہ حسینہ شاہزادے سے مقابل ہے غرض کہ اُس سحر کی پتلی نے جو ہمشکل حسینہ ہے شہزادے پر تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اُس پتلی کے دو ٹکڑے ہوئے اور دونوں ٹکڑے اُسکے جسم کے اڑکر طرف فلک کے گئے اور وہان سے بعد لمحہ کے آواز خلخال اور پازیب کے بجنے کی چھم چھم آئی اور شہزادے نے دیکھا کہ ملکہ حسینہ بازلف دلاویز وقامت رعنا کہ جسکے لب ہزارہا مردہ دلون کو زندہ کرتے اور ترکان چشم خنجر مژگان سے لاکھون کو بیجان بناتے شمشیر موج تبسم سے صدہا مجروح اور زخمی نظر آتے نظم

دو دش می آمد و رخسار برا فروختہ بود — تا کجا باز دل غمزدۂ سوختہ بود
رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی — جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود
کفر زلفش رہ دین میزد و آن سنگین دل — در رہش مشعلہ از چہرہ برا فروختہ بود
دل بسی خون بکف آورد ولی دیدہ بریخت — اللہ اللہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود
جان عشاق سپند رخ خود میدانست — دانش چہرہ برین کار برافروختہ بود

ہاشم تیغ زن نے جب صورت دلفریب اس غارتگر صبر و شکیب کی دیکھی عاشق و شیدا ہوکر پکارا نظم

درختی دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد — نہال دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد
خدا را چون دل ریشم قراری بستہ باز لفت — بفرما لعل نوشین را کہ جان را برقرار آرد

اُس قمر رخسار نے کہا ای شہزادہ ذی وقار و ای عاشق جان نثار معشوق سے لڑنے آئے ہو اور دم محبت کا بھرتے ہو لاؤ اسلحہ اپنے مجھے دو ہاشم نے تیغہ اور سپر اور خنجر کل چیزین حوالہ کین اُسوقت نازنین نے کہا ہیکل گلوے معشوق کے لیے زیبا ہی تمنے کیون اسے پہنا ہی میرے گلے مین پنہا دو ہاشم نے کہا ای یار دلنواز و ای سراپا مایۂ ناز نظم

ای یار اگر جان طلبی جان تبو بخشم — از جان چہ عزیز ست بگو آن تبو بخشم

اور حرز ہیکل اُتار کر اُسکے گلے مین پنہا دی اسوقت وہ مہ جبین لشکر لقا کی جانب چلی اور ہاشم شعر عاشقانہ پڑھتے دیوانہ وار اُسکے ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے ابیات

دست از طلب ندارم تا کام من برآید — یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید
بکشای تربتم را بعد از وفات بنگر — کز آتش درونم دود از کفن برآید
بنمای رخ کہ خلقی والہ شوند و شیدا — بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید
ہردم چو بیوفایان نتوان گرفت یاری — مائیم و آستانش تا جان ز تن برآید

جب ہاشم لشکر لقا مین پہونچے طرار عیار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور انھین بھی لیجا کر زندان مین قید بنما کر بٹھایا ادھر طبل آسائش لقا نے بجوایا اور لشکر قریب شام پھر کر آسودہ ہوا نظم

رہی تا شام خونریزی نہایت — بھرا دوزخ ہوئی معمور جنت
رہی پھر صبح پر موقوف وہ جنگ — کہ عرصہ زندگی کا ہی بہت تنگ

امیر بھی داخل بارگاہ ہوے اور حمام فرما کر دربار مین آئے یہان بسبب گرفتاری سرداران ہنگامہ ناچ بھی بادشاہ نے موقوف کرا دیا تھا کہ امیر نے ۲ کر مجرا کیا اور دنگل پر متمکن ہوئے لیکن لقا طبل شادمانی

بجاتا پھرا اور داخل بارگاہ ہوا رقص و سرود کی بزم گرم ہوئی جام گردش مین آیا لشکریون نے کمر کھولی اسی طرح ایکدن کا فاصلہ دے کر جب دوسرے روز عشرت کدہ جہان مین خانم دلفروز عاشقان نے پردہ پرند مشکین رخ زیبائے نہار پر ڈالا واللیل اذا یغشیٰ کا زمانہ ہوا کہ ابیات

پھر دے جہان گشت تاریک تر
شگفتہ درین چرخ نیلوفری
منور نمود از رخ خود قمر
بشکل گل نسترن مشتری

لقا نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ اسلام سے ہرکارون نے جا کر بعد دعا و ثنا کے اطلاع دی یہان بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگی جانبین سے رات بھر تیاری رہی جب آئینہ مہر مین شاہد صبح نے منھ دیکھا اور والنہار اذا تجلیٰ نے فروغ پایا رات گذری اور دن آیا نظم۔

ہوئی محفل آرائے چرخ برین
ہر اک سو بھی عالم مین جلوہ کنان
عروس زمان یا جبین مبین
رُخ صاف سے تھا منور جہان

دلاوران روز ہیجا لشکر لے کر میدان مین آئے اور صف شکنون نے پرے جمائے امیر ہمراہ بادشاہ اسلام اور لقا مع حسینہ نافرجام کے جانبین مین آکر ٹھہرے ساحر تمام باجے بجاتے بھجن گاتے ترسول اور ترسول لیے اسباب سحر ہمراہ جنگاہ مین کھڑے ہوئے بعد صفوف آرائی جدال و قتال ہنگامہ کارزار گرم ہوا حسینہ طاؤس سحر پر سوار ہو کر پرے سے نکلی اور لشکر اسلام کے سردارون کو للکارا کہ ارادہ حرب رکھتی ہون ای بندگان سرکش تمھین سزا دینے آئی ہون آؤ شمشیر کے طعمہ بنو یہ سنتے ہی لشکر آرج سے

اولاد ارشد حمزہ عالی نسب
کیست علمشاہ کہ رستم لقب

زینت بارگاہ سلیمان رستم پیلتن و پیل کن کشندہ تو پیل ہندی دو و پیل ہندی کشندہ بدکیشان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران یعنے علمشاہ نوجوان بادشاہ سے رخصت لیکر میدان مین چلے اور آکر حسینہ کے مقابل ہوئے حسینہ نے سحر پڑھکر صورت اپنی ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبین ہوگئی کہ لب لعلین رنگ لعل بدخشان کا مٹاتا تھا اور دندان گوہر غلطان کی آبروریزی فرماتا تھا خندۂ نمک پاش جان مجروح تھا ادا و ناز غمزہ و انداز بے چھری ذبح اور حلال کرتا بمقتضا سے نظم۔

اسکا اسوقت تھا غضب کا نکھار
حسن قامت جدا قیامت زا
دے رہا تھا فریب سیب ذقن
تھا انار ایک اور سو بیمار

خار کھائے چمن مین اسپہ بہار
گرمی چہرے مین تھی نئے ڈھب کی
گھور رہا تھا شکیب سیب ذقن
پستۂ لب پہ لوگ پیتے تھے

عنبرین زلف و چشم آفت زا
مشتری تھی وہ بوسۂ لب کی
مار پستان پر شیفتہ تھے ہزار
شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

تھے ان آنکھون کے عشق مین بدنام
شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
لال اطلس کا جامہ بوٹے دار
پاے نازک مین تھا بھی غضب کے چھڑے

ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام
چست محرم پھبنی پھبنی کرتی
گل لالہ کی دے رہا تھا بہار
دھوئین لب کی اڑاتی تھی مسی

دیکھیے گر اسکی چھاتیون کی بہار
تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
دست رنگین مین دست بند کیے
خون کرتی تھی پان کی سرخی

علمشاہ دیکھتے ہی اسیر عاشق ہوے ہر چند کہ سردار اور فرزندان امیر ساحرہ کو کیسی ہی حسینہ و جمیلہ ہو مگر اسکی طرف توجہ نہین کرتے لیکن بسبب سحر کے حسینہ پر شیفتہ ہوئے اور ایسے مبہوت ہو گئے کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا سواے چہرۂ زیباے دلدار اور کچھ نظر نہ آتا تھا نہ امیر کا خیال نہ بادشاہ کا پاس سراسر بدحواس شعر عاشقانہ لب پر اشک خونین سے چشم تر لب نالہ سے ہمراز زبان پر یہ نظم

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سر آید
گفتم کہ ماہ من شو گفتا اگر بر آید
گفتم ز مہرورزان رسم وفا بیاموز
گفتا ز ماہرویان این کار کمتر آید
گفتم دل رحیمت کے عزم صلح دارد
گفتا بکش جفا را تا وقت آن بر آید
گفتم کہ بر خیالت راہ نظر ببندم
گفتا کہ شبرو است این از راہ دیگر آید
گفتم خوش آن ہوا کز باغ خلد خیزد
گفتا خنک نسیمے کز کوے دلبر آید
گفتم کہ نوش لعلت ما را بآرزو کشت
گفتا تو بندگی کن کان بندہ پرور آید

اور جب شیداے یکدیگر مین باہم افسانہ حسن و عشق بڑھا گیا حسینہ لشکر کیطرف چلی اور شہزادہ ہمراہ ہوا اسوقت بختیارک نے طبل بازگشت بجوایا امیر بھی رنجیدہ اور دل کبیدہ میدان سے پھرے اور یہان بختیارک نے سردار واسطے استقبال علمشاہ کے بھیجے کہ وہ پیشوائی کرکے لے گئے لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ علمشاہ داخل ہوے سب نے اٹھکر تعظیم کی اور یہ آکر قریب حسینہ جادو کے بیٹھے اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگے بختیارک نے شہزادہ سے عرض کیا کہ باعث تشریف آوری حضور کیا ہے علمشاہ نے کہا ملک جی مین تمھارا بندہ بے دام ہو جاؤنگا تم میرے وصل پر ملکہ کو رضامند کردو بختیارک نے جواب دیا کہ آپکے کام مین کوشش و سعی وافر کرونگا پھر آیندہ آپ کی تقدیر دیکھیے مین ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہون یہ کہکر پاس حسینہ کے بیٹھا اور علمشاہ سے کہا آپ اٹھ جائیے یہ اٹھکر علحدہ کرسی زر پر بیٹھے بختیارک نے حسینہ سے اطلاع دی کہ ای ملکہ یہ فرزند امیر ایکبار ملکہ زلفین جادو دختر خاقان اعظم صلصال بن دال بن دیلو بن تمامہ جادو پر عاشق ہوا تھا زمانہ مقابلہ نوشیروان مین اور زلفین جادو نے یہ شرط کی تھی کہ اپنے باپ حمزہ صاحبقران کا اگر سر مہر مین دو تو تمھارے ساتھ مین نکاح کرون اس شہزادے نے مقابلہ میرے اس زمانہ مین کیا

تھا لہذا مین چاہتا ہون کہ تم بھی ای حسینہ چند شرط اُس سے کرو ایک تو یہ کہ سر اپنے باپ کا لاوے اور دوسرے
یہ کہ بارگاہ سلیمانی بادشاہ لشکر اسلام سے لائے کہ اس مین کہو مین نکاح کرونگی اور تیسری شرط یہ کہ خداوند لقا
کو سجدہ کرے اور ای حسینہ تم کچی اور لڑکی رہو یہ نہین کہ جوان خوبصورت دیکھکر وصل پر راضی ہو جاؤ اس
لڑائی مین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے کے ہاتھ سے قتل ہوے چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر
علمشاہ مارا گیا تو امیر اس کے غم مین روتے روتے ہلاک ہو جائینگے اور لشکر اسلام مین سے کوئی شخص علمشاہ
کو قتل نہ کریگا اور یہ تمھارے اشتیاق مین ہزارون کو ہلاک کریگا حسینہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ ملک جی تمنے
تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہے ان مسلمانون کو باہم لڑوا کر قتل کراؤ اور مجھ سے جور کے رہنے کو کہتے ہو تو مین ایسی
ستالی نہین ہون کہ جو یکایک پھنس جاؤنگی گو کہ میرا سن چار سو سال کا ہے اور ہمیشہ ایسے ہی نوجوانون کی
تلاش مین رہتی ہون مگر ایسا تھوڑی ہے کہ جو مطلب کی بات ہو اُسے اپنے مزے کے لیے برباد کر دون تم جاؤ
اور جو بن پڑے وہ عمل مین لاؤ لیکن اتنا کرنا کہ شب کو اس نوجوان کو میرے پاس بھیجدینا کہ سواے
وصل کے اور اختلاط ظاہری کر کے دل بہلایا کرونگی اور نظارۂ جمال سے اُسکے آنکھون کو روشنی دونگی
بختیارک اسکو پکا کر کے پاس علمشاہ کے آیا اور گویا ہوا کہ ای شہزادۂ عالی وقار مین نے بہت کچھ آپ کے
کام مین کوشش کی پہلے تو ملکہ راضی نہوتی تھین مگر بڑی شکل سے راضی ہوئی ہین اور کہتی ہین اگر میرے
خداوند کو سجدہ کرین اور سر اپنے باپ کا لا کر میرے مہر مین دین اور بارگاہ سلیمانی لائین تو البتہ میرے وصل
سے کامیاب ہون علمشاہ نے یہ باتین سُنکر جواب دیا کہ ملکہ جی مین ابھی خداوند کو سجدہ کرتا ہون یہ کہکر
اُٹھکر لقا کو سجدہ کیا لقا نہایت خوش ہوا اور خلعت منگا کر شہزادے کو دیا اور پکارا کہ مین نے تقدیر کی حسینہ
جادو بندی میری اس بندۂ قدرت کے ساتھ نکاح کرے اُسوقت علمشاہ نے کہا ملک بختیارک
آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے تاکہ مین بارگاہ بادشاہ سے اور سر حمزہ کا واسطے ملکہ کے لاؤن بختیارک
نے جواب دیا کہ مین ملکہ سے جا کر کہتا ہون کہ تمھارے عاشق نے سب شرطین منظور کین اور سجدہ خداوند
کو کیا ای شہزادے جیسا ملکہ کہین گی ویسا مین آپ سے عرض کرونگا مین خود طبل بجنے کی اجازت نہین
دے سکتا کس لیے کہ اگر ملکہ کہین کہ تم نے کیون میرے عاشق کو بغیر میرے پوچھے لڑوا دیا تو مین کیا جواب دونگا
یہ کہکر پاس حسینہ کے آیا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مین نے جو تدبیر کی تھی وہ راست و درست آئی علمشاہ باپ
سے اپنے لڑنے کو تیار ہے لیکن اب سے ایک فکر اور لاحق ہوئی ہے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے اسم اعظم جانتا
ہے جسوقت علمشاہ اُسکے سامنے جائینگے وہ سحر تمھارا دور کر دیگا اور یہ بیہوشی دفع ہو جائیگی ہوش شہزادے
کو آجائیگا سب میری محنت برباد ہو جائیگی حسینہ نے کہا ملک جی مین بھی اسی تدبیر مین ہون کہ کسطرح

اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے بزور سحر مٹا دون اور ایسا سحر کرون کہ حمزہ اسم اعظم بھول جائے مگر یہ سحر یکایک
نہین ہوسکتا دو چار روز مین اسکی تدبیر ہو گی بختیارک نے کہا ای ملکہ اب تم علمشاہ کو لیکر ایک باغ پر
بہار مین اس جگہ کے فرو کش ہو اور لذت بوس وکنار اٹھاؤ شراب پیو کباب کھاؤ وصل سے پرہیز رکھنا باقی
سب لذت اٹھانا مین اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکر قریب علمشاہ آیا اور کہا ای شہزادے مین نے ملکہ سے سب
آپ کی کیفیت بیان کی وہ فرماتی ہین کہ مین چند روز اپنے شیدا کو لیکر تنہائی مین رہونگی اور دونون
جانب سے حسرتین دل کی نکالین گے پھر اُسکے بعد مقابلہ کرینگے ابھی طبل جنگ نہ بجے لہذا اے شہزادے
ملکہ کو صرف آپ کی محبت کا امتحان کرنا منظور تھا ورنہ وہ خود لڑنے کو کیا کم ہین اب آپ چین سے مزے
اُٹھائیے علمشاہ نے کہا ملک جی مین سب طرح حاضر ہون جو ملکہ فرمائین وہ بجالاؤن بختیارک نے
سلیمان عنبرین مو سے کہکر حوالی کوہ عقیق مین ایک باغ پر بہار سرا سر رشک گل ولالہ زار واسطے حسینہ
اور شہزادہ عالی تبار کے خالی کرا دیا اسباب عشرت جام و سبو صراحی مشک بو ساقی مہ جمال فرش شاہانہ
کنیزان خوشرو خوش خصال اغذیہ لطیف وگوناگون سب مہیا کردیا حسینہ ہاتھ پکڑ کر علمشاہ کا داخل
باغ ہوئی دیکھا کہ باغ مین گویا منتظر بہار ہی لب نہر سر جوئبار ہر درخت گنجان اور سایہ دار لگے ہین
خوشے لٹکتے ہین ہر شجر گلون سے لدا ہی پھولا پھلا ہی نہ خزان کا خوف ہی نہ صیاد و گلچین کا کھٹکا ہی

بموجب نظم

لپیٹے ہوے بادلون سے درخت
لگے آیئنے قد آدم تمام
پڑے اسمین فوارے چھُٹتے ہوے
زمین وہوا صاحب تاج وتخت
لبالب وہ پاکیزہ جوہر کی نہر
ہوا بیچ موتی سے لُٹتے ہوے
ہر اک سمت طوفان نور کا از دحام
پڑے چشمہ ماہ سے جس مین لہر
بیچ باغ کے بارہ دری سرا سر

نعمتون سے بھری مسند لگا فرش پلنگڑی جواہر نگار بچھی گلشنین خوش گلو حاضر رقاصان قمر سیما جلوہ گر غرض
کہ یہ دونون شیدائے یکدیگر مسند پر بیٹھے اور اختلاط کرنے لگے جام مئے ارغوانی پیے بوس وکنار ہونے لگا لیکن
جب علمشاہ خواہان وصل ہوتے ہین حسینہ ٹال جاتی ہی غصے کی آنکھین دکھا کر تیوری چڑھاتی ہی جب
شاہزادہ بگڑتا ہی تو مسکراتی ہی گلے مین ہاتھ ڈالکر مناتی ہی اور کہتی ہی کہ ای شاہزادہ مین غدار نا چار ہون حکم
خداوند سے ورنہ یہ کنیز تجھ پر ہزار جان سے شیفتہ و نثار ہی اگر چاہا خداوند لقا نے تو عنقریب تجھے اپنے شربت
وصل کا ذائقہ چکھاتی ہون دو دن تامل کر شہزادہ بیتابیان جب کرتا ہی اسوقت حسینہ مجبور ہو کر علمشاہ
کو پلنگ پر بارادہ ہمبستری لاتی ہی اور بر وقت آمادہ ہونے شہزادے کے یہ سحر کردیتی ہی کہ علمشاہ سو جاتے
ہین اور حسینہ بھی بیتاب ہو کر رہجاتی ہی اور دل سے کہتی ہی کہ اگر مین اس سے وصل کرون اور خداوند کا

کام نہ ہو تو یہان سے طلسم تک تیرا نام بدنام ہوگا افراسیاب سُنکر طلسم سے نکال دیگا اس سے مناسب ہی کہ دو ایک دن حسب تجویز ملک بختیارک خاموش ہو رہون اور جب حمزہ قتل ہوے اس یار دلنواز کو طلسم مین لیجا کر مزے کرون اور خداوند کی خوشی سے اس شہزادے کو اگر حمزہ سے لڑاؤن بھی تو قتل کسی طرح سے نہونے دون بختیارک بھڑوا میرے معشوق کو قتل کرایا چاہتا ہی جو کہتا ہی کہ میرا دلنون طرح سے فائدہ ہی یعنے امیر کو یہ قتل کرے یا امیر اُسکو غرضکہ اس طرح کے منصوبے دل سے کرتی ہی اور کبھی خیال کرتی ہی کہ اس سے وصل حاصل کر نہین معلوم کیا فلک سامان دکھائے ایسا نہو کوئی آفت آئے ؎

شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان | کہ آئین جہان گاہے چنین گاہے چنان باشد

لیکن پھر خوف کرتی ہی کہ خداوند ایسا نہ ہو ناراض ہو کر فرط غضب سے مجھے اور اسے دونون کو غارت کر دین یہ دونون اُسی طرح باہم داد عیش دیتے ہین اور اگر کسی وقت حسینہ دربار مین آتی ہی تو علمشاہ ہمراہ آتے ہین مگر ان سب باتون کی خبر ہرکارے اور جاسوسون نے امیر سے جا کر عرض کی تمام سردارون کو ایسے مجاہد کے اسلام سے منحرف ہو جانے کا بڑا رنج ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ایہا الناس شہزادہ علمشاہ مسحور ہی اپنے ہوش مین نہین مجبور ہی اگر ہمسے لڑنے کو آئے تو کوئی اُسکے زخم نہ لگائے نہ ہلاک کرے اب سب کو انتشار ہوا کہ یہ مقابلہ سخت مشکل ہی مثل مشہور ہی کہ جو ہمین نہ مارے تو ہم تمام عالم کو مار ڈالین الحاصل لشکر اسلام مین بڑی پریشانی ہی اور امیر غم فرزند سے نوحہ گر ہین یہ حال چالاک بن عمرو دیکھکر چلا کہ مین جا کر حسینہ کو قتل کرون اور ادھر بختیارک نے طرار تیز رفتار عیار سے حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے حمزہ کو گرفتار کر لا کہ مین سارے لشکر اسلام کو علمشاہ کے ہاتھ سے قتل کراؤن طرار با نہایت عیاری سے درست ہو کر روانہ ہوا اور جب قریب لشکر اسلام پہونچا اپنی صورت ایک خدمتگار کی طرح پر بنائی دربارگاہ مین ہمراہ ملازمان سرداران لشکر داخل ہوا اور ایک گوشے مین ٹھہر رہا جب نصف شب کے قریب دربار بادشاہ نے برخاست فرمایا سب یکایک جو اُٹھے اُس اژدہام مین طرار ڈنگل کے نیچے چھپ رہا سب سردار اپنے اپنے خیمے اور بارگاہ مین آئے لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین رہے بادشاہ عیش محل مین داخل ہوے لشکر مین طلایہ پھرنے لگا زنگا بجتا تھا مقبل وفادار بعہدۂ نگہبانی دربارگاہ پر تیر و کمان لے کر بیٹھا مگر طرار نیچے ڈنگل کے چھپا بیٹھا رہا جب نفیر خواب صاحبقران کی بلند ہوئی اُسوقت اس عیار نے پروانے بیہوشی کے بنے ہوے ڈنگل کے نیچے سے پھینکے کہ وہ شمعون پر آ گرے اور دود بیہوشی سب بارگاہ مین پھیلا خدمتگار جو پائون امیر کے دبا رہے تھے وہ بیہوش ہوے اور طرار ڈنگل کے نیچے سے غلطک لگا کر قریب پلنگ امیر کے آیا اور کانٹے سے ڈوم

شب خوابی منھ پر سے امیر کے ہٹا کر کفچہ مین بیہوشی رکھ کر نے کفچے کی نتھنے مین امیر کے رکھی جب امیر نے سانس اوپر کی لی طرار نے دوسری جانب سے پھونکا کہ بیہوشی دماغ امیر مین سرایت کر گئی اور چھینک مار کر بیہوش ہوے اُسوقت طرار قریب در بارگاہ آیا اور آواز امیر کی طرح بنا کر مقبل کو پکارا مقبل نے کہا حاضر اور اندر بارگاہ کے جیسے ہی قدم رکھا طرار نے پہلو پر سے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا طرار نے خدمتگارون کی ٹانگین کھینچکر پلنگ کے نیچے گرا دیا اور چادر عیاری بچھا کے کمند سے امیر کو باندھکر چادر مین لپیٹ کے پشتارہ اُٹھا کر پیٹھ پر لگایا اور بارگاہ سے نکل کے قناتون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُٹھتا بیٹھتا نظر مردم سے نہان ہوتا چلا جب دیکھتا ہی کہ روشنائی ہی زمین مین شل طلبا سہ کے لپٹ جاتا ہی جب طلایہ نکل جاتا ہی یہ آگے چلتا ہی اسی طرح گشتے اور بلی کی چال چلتا ہوا کنارے لشکر کے پہونچکر سیدھا ہوا اور وہان سے جست و خیز کرتا بعجلت تمام روانہ ہوا راہ مین اسکے خیال ہی آیا کہ لشکر مین اگر امیر کو لیجائیگا عیار آکر چھڑا لیجائینگے یہ سوچکر ایک درۂ کوہ مین آیا اور چاہا کہ سر کاٹ کر لیجاؤن پھر سوچا کہ ابھی عمرو ایسا عیار زندہ ہی وہ تجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور فرزندان و سرداران امیر قیامت برپا کر دینگے دوسرے علمشاہ لشکر خداوند مین آیا ہی اُسکو اگر محبت پدری آگئے اور کہے میرے باپ کو کیون ہلاک کیا تو تیری جان مفت جائیگی یہ خیال کر کے اسی جگہ ایک غار تنگ و تاریک تجویز کر کے امیر کو غار مین ڈال کر پتھر اُسکے منھ پر رکھدیا اور وہان سے آکر سارا ماجرا بختیارک سے اُسنے بیان کیا کہ امیر کو ایسی جگہ بند کر آیا ہون کہ بے دانہ و آب ہلاک ہو جائیگا بختیارک نے کہا تو نے خوب کیا جو یہان نہ لایا ورنہ عیار چھڑا لیجاتے اور ادھر صبح کو لشکر اسلام مین امیر کے چوری جانے کا غوغا ہوا شاہ اسلام نے عیارون کو واسطے تلاش کرنے اور خبر لانے کے معین فرمایا ابوالفتح اور سمک وغیرہ روانہ ہوے لیکن بختیارک نے باغ مین آکر حسینہ سے کہا کہ اب تمھارا مطلب بر آئیگا سارے لشکر کو حمزہ کے قتل کر دو اور علمشاہ کو لڑوا دو حمزہ کو مین نے چرُوا منگایا ہی حسینہ نے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجوا دو اور علمشاہ سے کہا اگر میرا وصل منظور ہو تو والدہ و فا کر و یعنے سر اپنے باپ کا لاؤ اُنھون نے کہا نقارۂ رزمی بجے مین حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا بختیارک باغ سے آکر دامنی کر کے بارگاہ مین آیا اور یہ مال لقا سے کہکر حکم دیا کہ طبل رزمی بنام علمشاہ نواخت مین آئے بموجب حکم عیار سپر نواخت طبل چلے یہان تو یہ حال ہی اور باپ بیٹے مین تیاری جنگ کی ہو رہی ہی مگر اب ذکر عمرو کا طلسم مین سنو کہ حیرت تیاری مہرخ سے لڑنے کی کرتی تھی مگر افراسیاب نے ہوشیار جادو کہ جسکے رفیق کی صورت بنکر عمرو نے لوٹا تھا اس سے کہا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مہرخ کو گرفتار کر کے حوالے حیرت کے کرو اور دو شیشے پر از آب سحر ہوشیار کے سپرد کیے کہ ان شیشون کا پانی اور بہت سے پانی مین ملا کر گرد لشکر کے حصار کر دینا

جو عیار بارادۂ عیاری آئے گا بیہوش ہوجائے گا اور طبل جنگ بجوا کر جب مقابلۂ حریف مین جانا تو جو مقابل اگر ہوا اس پانی کا چھینٹا اسپر مارنا وہ بیہوش ہوجائے گا اسی طرح کل لشکر حریف کو پکڑ لینا اور عیار عیاری کرنے ضرور آئینگے انھین بھی قید کر لینا ہوشیار یہ حکم پاکر اور شیشۂ آب سحر کے لیکر اپنے گھر آیا اور جو ساحر کہ اسکے ملازم ہین اُنکو حکم شہنشاہ سُنا کر چلنے کا حکم دیا اُسوقت اُسکی مان یعنے مغیلہ جادو نے سُنا کہ بیٹا میرا لڑنے جاتا ہی مغیلہ ساحرہ زبردست ہی اُسنے بھی تیاری کی کہ مین بھی اپنے فرزند کی حفاظت کو جاؤن گی غرضکہ ہوشیار سب گھر کا انتظام کرکے پاس افراسیاب کے آیا اُسنے خلعت رخصت عنایت فرمایا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ کیے اور رخصت کیا ہوشیار اژدر پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر سوار ہیاے سحر پر سوار ہوکر گھنٹے اور ناقوس بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوے لیکن مغیلہ مادر ہوشیار پر پرواز پیدا کر کے مخفی واسطے حفاظت کرنے اپنے فرزند کے اُڑکر چلی یہان تک کہ بعد قطع مسافت راہ ہوشیار قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت نے رفیق سمجھکر استقبال کرایا سردار ہوشیار کو لے کر داخل بارگاہ حیرت ہوے اور لشکر اسکا ملحق لشکر حیرت اترا بارگاہ اور خیمے استادہ ہوے ہوشیار نے کل کیفیت اپنے آنے کی ملکہ حیرت سے بیان کی اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجوا دیجیے مین کل لشکر حریفون کا خاتمہ کر دون حیرت نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسوقت سردارون نے اُسکے نقارۂ رزمی بجایا طائران سحر پران خدمت ملکہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور منقار اُٹھا کر بزبان فصیح و بلیغ مدح و ثنائے شاہی بجا لائے زبان ادب سے اس طرح گویا تھے **نظم**

دارای جہان نصرت دین خسرو کامل — ای ملکہ عالم ملک عالم و عادل
ای آنکہ در اسلام پناہ تو کشودہ — بر روی جہان روزنۂ جان تن و دل
شاہا فلک از بزم تو در رقص و سماع است — دست طرب از دامن این سلسلہ مگسل
می نوش و جہان بخش کہ از خم کمندت — شد گردن بدخواہ گرفتار سلاسل

ہوشیار جادو نام ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب آیا ہی حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادۂ رزم و پیکار ہی آگے سرکار کو اختیار ہی یہ کہکر طائر سحر اُڑ گئے اور مہ جبین نے مہرخ سے کہا کہ آپ بھی نقارۂ حرب کے بجنے کا حکم دیجیے آج شام سے تیاری جنگ کیجیے مہرخ نے عرض کیا بہت اچھا افسرون کو بلا کر لڑائی کی اطلاع دی سارے لشکر مین خبر ہوگئی یہان تک کہ قریب شام جب چرخ نیلی فام پر شاہ مسند نشین سپہر جلوہ گر ہوا اور شاہ نیمروز منھ چھپا کر رو بفرار لایا گوشۂ مغرب کو ماوا و ملجا بنایا **نظم**

شد و مسند آرای چرخ برین — سپہدار انجم بصد زیب و زین

ستادند ہر سو بہ خدمتگری　　کمر بستہ بہرامش و مشتری

اسوقت حسب الحکم مہرخ شور کرنای بلند ہوا اور دہل رزم بجا صدائے پر آشوب بمقتضائے یوم تیغ فی الفضا عرصہ جدال مین بانتظام قانون افواجا و ترتیب فی دین اللہ افواجا بلند ہوئی نظم

علم گشت افغان ز زینہ خم　　جہان کرشلا ز نالہ گاو دم
قیامت بہ فکر قیامت فتاد　　ندارد کسے این قیامت بیاد

ساحران ذی رتبہ جمشید وقت سامری مرتبہ سحر کو جگانے لگے بہادر و دان اسلحہ جنگ کو درست کرتے تھے مہ جبین دربار برخاست کرکے داخل عیش محل ہوئی عیار سب مع عمرو کے صحرا کی سمت روانہ ہوئے اور درہ درہ کوہ مین پوشیدہ ہوکر بیٹھے اسد کارسازی لشکر کرنے لگا ابیات

ہر اک سو تھا اک شور محشر عیان　　کہ جگر مین تھا خوف سے آسمان
دلاور جو آمادۂ جنگ تھے　　شجاعت سے رخ سب کے گلرنگ تھے
بھلا کس طرح آئے ہر دل کو تاب　　دل سنگ ہشت سے ہوتا تھا آب
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان　　کسی نے کیا سحر تیاریان
کوئی سنکھ پوجے پہ بیٹھا بجاے　　کوئی بیر کو اور دیون کو بلاے
کوئی اپنی دھونی رمانے لگا　　کوئی سحر اپنا جگانے لگا
ادھر فوج مین شور تھا ہر جگہ　　نقیبون کی آتی تھی پیہم صدا
جوانو جوان بخت ہوشیار ہو　　سلاحون سے اپنے خبردار ہو

مہرخ اور سرخ مو و نافرمان و شکیل و بہار ہر ایک نے باین لحاظ کہ کل ملکہ حیرت زوجہ افراسیاب سے مقابلہ ہوگا نایاب اور منتخب سحر جگائے پتلیان بنائین طاؤس زرین بال درست کرکے اگلے سامری کے وقت کے منتر جگائے بیرون سے حریف کی بھینٹ دینے کا اقرار کیا وقت جنگ حسب الطلب آنے کا وعدہ لیا رات بھر یہ تیاری رہی دم سحر جب فراش قضا نے قصر لاجوردی فلک مین تخت بہ بزور بچھایا اور خدیو زمانہ مع تاج مرصع کے اورنگ نشین دیوان کدۂ عالم ہوا ابیات

بروز دگر چون ز مشرق دیار　　قد افراخت این رایت روزگار
بہ تخت فلک خسرو تیر گیر　　برآمد مسلح بہ مہر منیر
روان شد سپہ از دو سو رزم خواہ　　عیان شد علمہا سفید و سیاہ
ز ضرب سم با پایان زمین　　غبارے شد و شد بچرخ برین

تو گفتے سرافیل صور فنا — وہ دم مہیب دم در دم کرنا
شکار سے عقابان کمانہا بچنگ — برانداختہ مرغ جان را خدنگ
دران بیشہ از صولت شیرہا — جدا گشت از قبضہ شمشیرہا
زبس از رہ خون دلہا چکید — زہر حلقہ شد چشمہ خون پدید
اجل بود سرگشتہ در رزم گاہ — کہ بیرون رود چون ز پیش سپاہ
بلائے چنین کس ندارد بیاد — کہ خون در رکاب یلان او فتاد

تیر بشکگان شجاعت و دلاوران عرصہ جلادت ساحران نامی و سرداران گرامی عازم دشت قتال ہوئے سردار ساحر تخت اور مرکب پر سوار ہو کر آمادہ جدال ہوئے اسد نے مقابلہ مین ملکہ حیرت کے لباس جنگ جنا یاب زمانہ تھا اس سے جسم پر قوت کو اپنے چاق اور درست فرمایا عمدہ سلح بجوگ ترتیب دیا کہ نظم

بخود سے سر افراخت آن سرفراز — کہ انا فتحنا ش بود سے طراز
زرہ کش قبائے زراندود بود — ز صنعت گری ہائے داؤد بود
بزیر زمین جلوہ کرد چست — چو سد سکندر بزین برنشست
تو گوئی کہ سہراب یل زندہ شد — فلک زیر شمشیر او مردہ شد

اس کروفر سے مہ جبین کا تخت قلب لشکر مین لے کر وارد دشت مصاف ہوئے جلوخانہ بارگاہ سے تا میدان جدال سامان تزک و احتشام مہ جبین کا آراستہ تھا ہر سمت فیلان جنگی اور اشترون کی قطار ہودج ہائے زرین پر یلان و علمداران لشکر سوار کہ جل زربفتی پر ہر فیل کی چادر ستارہ دار فلک شرمندہ نظم

جھمکے خورشید سے ہودج زرین پہ جبین — فیل گرشتہ کی سواری کے کھڑے ہون در پر
جل زربفت مین وہ چاند کہ ہر شخص کہے — شب دیجور پہ ہے نور کی ڈالی چادر

کئی ہزار اعرابے زرسرخ و سفید کے ہمراہ زرنثار ہوتا نقارخانہ شتر و فیل پر لدا نقارچی زری بادلے کی پوشاکین پہنے للت بھیرین بھابس کی تانین اڑاتے کڑکیت ترغیب و تحریص بہر رزم دلاتے وارد ہوئے کہ ایک جانب سے سواری ملکہ حیرت کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزارہا بنگلے مینا نگار روبہوا اڑتے چلے آتے ہین اور چونسٹھ ہزار نقارے طلسمی بجتے ہین گرد و پیش جادوگرنیان اور ساحر بلباس و زیور سے درست ہاتھون مین سمرنین مرجان و گوہر کی باندھے کانون مین کنڈل اور راوراج اور بالے

وجھالے پہنے سارباں جواہر دوز لاکھوں روپے کا اسپرکار جواہر کیا باندھے طاؤسان زرین بال پر سوار واز دشت مصاف ہوئیں اسوقت ملکہ حیرت نے اوج مراتب کے روبرو مہ جبین کے سامان احتشام کی کچھ حقیقت نہ تھی جہاں ملکہ بیٹھی تھی ان بنگلوں میں فرش زربفتی بچھا تھا ناچ ہو رہا تھا لیکن پرلاکھوں ساحروں کا مجمع تھا ڈہر وادرنا قوس بجتا تھا غرضکہ ہوشیار جادو نے حکم دیا کہ ساحروں نے بجلیاں گرا کر میدان قتال کے درخت وغیرہ ہلا دیے اور ابر سحر برسایا گرد و غبار بٹھایا نقیبوں نے نکل کر نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا کہا مذمت دنیا ہر ایک کو سنائی کہ کہاں ہیں دارا و کیقباد و منوچہر سب پیوند خاک ہوئے نام شجاعت باقی رہ گیا اور وہ ہلاک ہوئے کہ ابیات

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر　　کہ آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
ز تیغ و تیر بمیدان گہتے یرداز　　کہ در کمین گہ عمر است مکر عالم پیر
نعیم ہر دو جہان ای جوان نام بجوی　　کہ این متاع فروشند آن بہائے کثیر

جب نقیب کنارے ہوئے میمنہ و میسرہ و قلب جناح وغیرہ صفیں آراستہ ہوئیں اسوقت ہوشیار جادو اجازت حیرت سے لیکر میدان میں نکلا اور غرائبات سحر کے دکھلا کر مبارز طلب ہوا اس طرف سے ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے اجازت لیکر از در سحر کو اڑایا اور ہوشیار کا آکر مقابلہ کیا اسنے ایک پیکان تیر مارا سرخ مو نے سحر کیا کہ ایک پنجہ چھری لیے اس جگہ از خود ظاہر ہوا اور تیر کو کاٹ دیا سرخ مو نے کاکل کو اپنی پریشان کیا کہ سر پر حریف کے لا کے بلا نازل کرے اس میں سے ہزارہا ستارہ گر کر سمت فلک چلا اور وہاں مثل تیر شہاب کے فوج پر ہوشیار کے گرا ہزاروں ساحر مر گیا ہوشیار نے غصہ میں آکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور ایک پھال پانی طلب کر کے اسمیں پانی شیشے کا جس سے حریف بیہوش ہو ملا دیا واضح ہو کہ اسکو دو شیشے افراسیاب نے پانی کے دیے ہیں ایک کا پانی بیہوش کرتا ہے اور ایک کا پانی ہوشیار کر دیتا ہے الحاصل اس پھال آغشتہ بآب سحر کو لے کر ہوشیار نے ایک روئی کے گٹھے پر ڈالا اور سحر کیا کہ وہ روئی مانند ابر کے اڑ کر سمت فلک گئی اور ابر لشکر مہ جبین پر آکر محیط ہوا اور بارش باران شروع ہوئی جسپر بوند پانی کی آکر پڑی وہ بیہوش ہو گیا پہلے سب سے سرخ مو جو میدان میں کھڑی تھی بیہوش ہو گئی اور اب پانی بڑے زور شور سے برسنے لگا بہار و مہرخ وغیرہ ساحران نامی نے سحر کر کے بنگلے سروں پر اپنے چھائے لیکن قطرات باران بنگلوں کو توڑ کر پہونچے اور سب بیہوش ہوئے لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی ساری فوج مہرخ کی بھاگ گئی اسد نے بجان واحد گھوڑا اٹھایا کہ میں لوکر اپنی جان دوں لیکن پانی کی جو بوند پڑی بیہوش ہو کر گرا لشکری کوہ و دشت و بیابان

مین جاکر متوازی ہوے جو ساحر کہ سردار اور بہادر تھے وہ نہ بھاگے سب بیہوش ہو گئے ہوشیار نے جو سردار
کہ بیہوش ہوے تھے اُنکی مشکین بندھوائین اور طبل بازگشت بجواکر پھرا حیرت زرنثار کرتی ہوئی پھر کر بارگاہ
مین اپنی داخل ہوئی جشن نوروزی کی بنا کی تمام لشکر نے کمر کھولی اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھی اور
قیدیون کو سامنے طلب کیا وہ سب بیہوش تھے آخر قید ہوشیار نے اپنے سحر کی شعاعی زبان مین ہر ایک
کے سوزن دیا اور دوسرے شیشے سے پانی لے کر سب پر چھڑکا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اپنے تئین قید سخت مین
مبتلا پایا سر جھکاکر سب خاموش ہو رہے لیکن حیرت نے کہا کیون بی مہرخ یہ دن بھی تمھین یاد تھا مہرخ نے
اشارہ طرف فلک کے کیا کہ خدا ہمارا مالک ہی اشارے سے کلام اسلیے کیے کہ زبان چھدی ہی جو بات
حیرت کہتی ہی یہ لوگ اشارے سے جواب سخت دیتے ہین حیرت کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ دارین استادہ
ہون کہ دم بھر ملک الموت کی گرم بازاری ہوگی ایک کی بھی جان نہ بچے گی بمجرد حکم آرہ کش تسمہ کش جلاد
حاضر ہوے دارین کھڑی ہو گئین غلغلہ چارسو بلند ہوا اور ہوشیار کو حکم دیا کہ ان گنہگارون کو لیجاکر
مقید کرے اور شب بھر تمام لشکر کی حفاظت رہے کہ کوئی عیار نہ آئے ہوشیار سب قیدیون کو لے کر اپنی
بارگاہ مین آیا اور ہر ایک کو ستون ہاے بارگاہ سے باندھ دیا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ ایک
خدمتگار صرف یہان رہے اور باقی کوئی نہ رہے اور تم جاکر لشکر کے سقون کو حکم دو کہ ایک ایک سقا مشک
پانی کی لے کر آئے تا کہ مین آب سحر مشک کے پانی مین ملا دون وہ لیجاکر گرد لشکر ہر طرف چھڑکین اور حصار
کر دین بمجرد حکم سب ملازم باہر بارگاہ کے آئے اور ایک خدمتگار کو بلاکر حکم دیا کہ جاکر اندر ٹھہرو اور سقون
سے بھی حکم ہوشیار کا سنایا وہ بھی مشکین لے کر چلے اور پانی بھر کر سب تو باہر ٹھہرے ایک اندر بارگاہ
کے گیا ہوشیار نے پہلے اُس شیشے کا پانی جس سے انسان ہوشیار ہوتا ہی سقے کو دیا کہ اسکو اپنے جسم
پر مل لے اور بعد اسکے وہ شیشہ دیا کہ جسکا پانی بیہوش کرتا ہی کہ اس مین سے چند قطرے اپنی مشک مین
ڈالے سقے نے پہلے پانی جسم پر ملا اور پھر مشک کے اندر دوسرے شیشے کا پانی ڈال کر باہر آیا اور جاکر حصار
کرنے لگا اسی طرح فردا فردا پھر بہت سے سقے گئے اور پانی لاکر حصار کرنے لگے مگر اب حال عیارون سنیے کہ لشکر
کی بربادی اور سردارون کی گرفتاری دیکھکر اپنی جگہ سے چلے چلے سب سے قران ایک خدمتگار کی صورت
بنکر قریب لشکر ہوشیار آیا سقون کو دور سے پانی چھڑکتے دیکھکر وہ راہ کترا کے چلا کہ اس پانی سے پناہ پانی
مشکل ہی مجھے نہ کچھ فساد ہو ورنہ گرد لشکر کے شب کو چھڑکاؤ سے کیا مطلب ہی غرضکہ دوسری راہ سے
لشکر کے اندر قدم زن ہوا ایک سقا ادھر سے آتا تھا اس سے کہا پانی چھڑک آئے سقے نے جواب
دیا کہ ابھی اتنا بڑا لشکر حیرت کا کئی فرسخ کے گرد مین اترا ہوا ہی یہ ایک دن کا کام ہی کئی روز مین حصار

ہوگا قران یہ سُنکر سمجھا کہ تیری رائے سلیم تھی یہ حصار آب سحر کا ہوتا ہی جو آئیگا مقید ہوگا اسی فکر مین قریب
بارگاہ ہوشیار آکر ٹھہرا کہ وہ خدمتگار جو اندر بارگاہ کے تھا دو گھنٹے کے بعد باہر نکلا اور پکارا کہ اب کوئی اور
اگر اندر بارگاہ کے ٹھہرے مین اپنی نوکری کرچکا قران جواب دہ ہوا کہ بھائی اسی لیئے پہلے ہی سے کمر
باندھے کھڑے ہین کہ نوکری بدلانا ہوگی لیکن مجبور تھے کہ اندر ایک ہی آدمی کے رہنے کا حکم ہو ورنہ
اندر چلے آتے اچھا تم جاؤ مین حاضر ہون وہ خدمتگار یہ کلام سُنکر چلا گیا اور قران اندر بارگاہ کے گیا
اور سر پر ہوشیار کے رومال جھلنے لگا لیکن ضرغام اور جانسوز بھی صورت بدلکر لشکر مین آنے لگے انھون
نے کچھ خیال سقون کے پانی چھڑکنے کا نہ کیا جیسے ہی قدم اندر زمین حصار شدہ کے رکھا دونون بیہوش
ہوکے گرے ہوشیار نے چند ساحر کمینگاہ مین بٹھا دیے ہین کہ جو شخص بیہوش ہوکے گرے اُسکو میرے
پاس لانا وہ ساحران دونون کو اُٹھاکر سامنے ہوشیار کے لائے اُسنے سحر کیا کہ رنگ و روغن عیاری
اُنکا اُڑ گیا صورت جو تبدیل ہوئی وہ سمجھا کہ یہ عیار ہین پکارا کہ شکر ہی سامری کا کہ دو عیار تو پھنسے
انھین بھی ستون سے باندھکر میخواری مین مصروف ہوا اور جو سقا آتا ہی پانی مشک مین اُسکی ملا دیتا
ہی کہ ابکی بار عمرو بھی پھرتا ہوا فکر مین عیاری کرنے کے قریب اسکے لشکر کے آیا اور سقون کو پانی چھڑکتے
دیکھ کر راہ کاٹ کر اور طرف چلا ایک مقام پر خیمہ چھوٹا سا استادہ دیکھا وہان ایک سقا روٹی بیٹھا
کھا رہا تھا عمرو نے کنارے ٹھہر کر اپنی صورت بھی سقون کی ایسی بنائی کھاروے کی لنگی باندھی تسمہ گلے
مین ڈالا سر پر پگڑی باندھی پیچ پگڑی کا اندھیری ڈالنے کے لیے کھلا رکھکر گردن مین لپیٹ لیا کٹورے
کمر سے لگائے کانٹے تسمے مین باندھے تسمہ مشک باندھنے کا کاندھے پر الٹ کر ڈالا اور مشک آڑی کر کے
گلے مین ڈالکر پشت پر سنبھالی اور اس سقے کے سامنے جو روٹی کھا رہا تھا آکر سلام کیا اُسنے کہا آؤ عمرو قریب
گیا اُسنے کہا کہو کہان نوکر ہو عمرو نے کہا بھائی اب تو برادری کا کچھ خیال کرو ہمین بھی اپنی سرکار مین
نوکر رکھا دو آج کل بیکار ہین سقے نے جواب دیا کہ آجکل ضرورت ہی حصار کیا جاتا ہی مین نوکر رکھا دونگا
عمرو نے پوچھا کہ روٹی بے وقت کیون کھاتے ہو اُسنے کہا بھائی فرصت نہین ہی حصار کرنے اور پانی
چھڑکنے سے عمرو بولا کہ ابھی دن کو بھی خفقان رہتا ہی بھلا کیسے پانی چھڑکوانے ہے کیا فائدہ ہی سقے
نے سارا حال شیشہ آب سحر کا اور بیہوش ہو جانے انسان کا حصار کے اندر آنے سے بیان کیا اور ساغر
آب سحر سے اطلاع دی عمرو نے یہ ماجرا سارا سُنکر ادھر اُدھر کی بات کہکر کچھ مٹھائی کمر سے نکالی اور
کہا اسکے ساتھ روٹی کھاؤ سقے نے مٹھائی کھائی وہ آفتہ بیہوشی تھی کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے اُسکو
خیمے مین کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور سب لباس اُسکا لیکر اُسکی صورت آپ بنکر خیمے مین ہوشیار کے آیا اور اس

کہا حضور پانی ہوگیا اور ملا دیجیے اُسنے شیشہ پانی کا جو بیہوش کرتا ہی عمرو کو دیا کہ اسمین سے چند قطرے ملائے عمرو نے کہا پہلے مجھے وہ پانی تو دیجیے کہ جس سے مین خود بیہوش نہ ہون ہوشیار نے پوچھا کہ تو کیا آپ ہی پانی چھڑکنے آیا ہی عمرو نے کہا نہین مین اپنے بھائی کی طرف سے آیا ہون وہ ماندا ہوگیا ہی ہوشیار نے پہلے اُسکے بدن پر وہ پانی جو بیہوش کو ہوشیار کرتا ہی ملنے کو دیا اور پھر وہ شیشہ بیہوشی دیا عمرو نے پانی شیشہ بیہوشی کا چلو مین اونڈیلا ہوشیار نے کہا ارے بیوقوف مشک مین پانی ڈال یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا بیوقوف تو اور تیرا باپ دیکھو یہ کیا کرتا ہون یہ کہکر وہ چلو جو لیے تھا اُسکا چھینٹا ہوشیار کے منھ پر مارا کہ اُسنے پھر صدا بھی نہ دی بیہوش ہوکر گرا عمرو نے فی الفور خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غلغلۂ داروگیر اور ببند و بکش کا بلند ہوا اسوقت عمرو نے ضرغام وجالسوز کو کھول دیا جب یہ چھوٹے سوزن زبان بہار و مہرخ وغیرہ سے کھینچنے لگے اور جو چھوٹا اُسنے دوسرے کو رہا کیا لیکن عمرو جال مار کر ساری بارگاہ کو لوٹنے لگا اسوقت کہ دو ایک ساحر کو عیارون نے رہا کیا ہوگا غل و شور ہوشیار کے مرنے کا لشکر ساحر اُسکے لشکر کے بارگاہ کی طرف دوڑے اور مادر ہوشیار مغیلہ جادو جسکا ذکر کیا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کی حفاظت کو مخفی ساتھ آئی ہی یہ ہنگامہ سنکر نعرہ سحر اڑتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور سحر پڑھکر ایک دوہتر زمین پر اُسنے مارا عمرو جو لوٹتا پھرتا تھا نصف زمین مین غرق ہوا اور مغیلہ چلی کہ عمرو کو پکڑ کے لیجائے قران جو خدمتگار بنا پہلے سے کھڑا تھا جھپٹ کر قریب آیا اور پکارا کہ ملکہ ذرا سنیے گا مغیلہ ٹہری کہ قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا دور گرا اور سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے تڑپ کر مرگئی پھر شور برپا ہوا اور عمرو چھوٹ گیا پھر لوٹنے لگا اس اثنا مین سب ساحر جو مقید ہوئے تھے چھوٹے اور جو ملازم کہ ہوشیار کے دوڑے تھے اُنسے لڑنے لگے بہار نے سحر کیا کہ عالم بہار پیدا ہوا چمنستان پر از گل و ریاحین ظاہر ہوئے ہر ایک ساحر پر عالم وجد طاری ہوا اور پکارنے لگے للمؤلفہ

مبارک ای دل غمگین چمن مین پھر بہار آئی	نسیم وصل جانان کچھ نہایت بیقرار آئی
تصور نے مرے مجکو مبارکباد مطلب دی	کہ آنکھ اُٹھتے ہی میرے سامنے تصویر یار آئی
گھڑی بھر بھی نہ گذری تھی کہ گذری منفعل ہوکر	نہایت آج جھوٹی ہوکے شام انتظار آئی
نہین معلوم مژدہ ہی یہ کس گلرو کی آمد کا	ہوا راحت فزا کچھ آج سوے لالہ زار آئی
خوشا قسمت کہ مدت مین یہ گردش کی زمانہ نے	کہ ہر شاخ تمنا ساتھ لیتی اپنے بار آئی
کہا مردون نے زندہ ہوکے کیسا جشن ہی یارب	کہ روح رفتہ بعد از عمر سوے جسم زار آئی
نوید روح افزا کی ہوئی ہین اسقدر دھومین	کہ شام ہجر مشتاقان قریب انتشار آئی

طبیعت لوٹی جاتی ہی غضب کا حسن ہی یاسمین ... نہایت کامل شب آج ہو کر آ بہار آئی
صدا پیدا ہی گلشن مین یہ غنچون کے تبسم سے ... مبارک ہو بہار آئی مبارک ہو بہار آئی
مبارک آج ہوئے جاہ تمکو وصل جانان کا ... چمن مین یہ ترانہ آج گانے کو ہزار آئی

اُسوقت بہار نے کل لشکر کو ہوشیار کے حکم دیا کہ جاکر لشکر حیرت کو قتل کردو وہ سب لشکر حیرت پر آگرے اور مہرخ و بہار و نافرمان و سرخ مو وغیرہ مع اسد و مہ جبین کے سب آکر فوج حیرت پر گرے مارمر جون کے اور پچھے سوئیون کے اور پیکان سحر کے چلنے لگے گولے فولادی پڑنے لگے حیرت جشن برپا کرکے نہایت خوش و خرم بیٹھی تھی سب ساحر غافل از شعبدہ بازی فلک اترے ہوئے تھے کہ یکایک سحر کی مار پڑنے لگی اوّل ہی حملے مین ہزارون ساحر مارے گئے اور غلغلہ بلند ہوا بجلیان گرنے لگین سلین برف کی پڑتی تھیں ابر دھوندھوکا اُٹھتے تھے تاریکی عالم مین چھائی تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا حیرت گھبراکر سوار ہوئی اور حکم دیا کہ جلد شعلہاے سحر روشن ہون ساحرون نے مشعلین سحر کرکے جلائین اُسوقت مہرخ نے سحر کیا کہ سب مشعلین گل ہوگئین اور وہ خونریزی ہوئی کہ یقین ہی کہ سبزہ کبھی اس سرزمین پر نہ جمے گا اور اگر اُگے گا لالہ باداغ دل و اغدار پیدا ہوگا یا دم الاخوین نکلے گا عیاذاً باللہ ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہوشیار کی فوج کہ خاص افراسیاب نے منتخب کرکے بہر رزم بھیجی تھی اسنے ہزارون ساحر حیرت کا ہلاک کیا اور ادھر اسد دلاور نے صدہا کو زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کہ ابیات

چو باز گرسنہ بہ صید پلنگ ... چو شیر ژیان سوی آہوی لنگ
پے قتل کفار و اعداے دین ... بمیدان جنگاہ و افواج کین
چنان گرم گردید بازار جنگ ... کہ می سوخت پرہاے تیر و خدنگ
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن ... ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
سراپردہ در زیر نعل ستور ... شدہ سرمۂ دیدہ مور کور
لب دیدہ مجروح خونبار بود ... جہانے پر از نالہ زار بود

اُسوقت ملکہ حیرت تخت پر سے کود کر زمین مین غرق ہوئی اور انقلاب زمین کو جیسے کسی نے جنبش دی اُس طرح کا تزلزل ارض وغیرہ مین پڑگیا بڑے بڑے پہاڑ سر ٹکرانے لگے مہرخ و بہار نے آپس مین مشورہ کیا کہ حیرت کے سحر سے خدا کی پناہ ابھی سب گرفتار ہوجاینگے اس سے مناسب ہی کہ یہ فتح خداداد ہاتھ آئی ہی اب پھر چلو بس یہ مشورہ کرکے نفیر سحر بجائی کہ سب سردار جدا ہوے اور بہ پیروزی و نصرت اپنے لشکر مین آئے اور عیار بھی قتل و غارت کرکے نکل گئے تھے وہ سب بھی حاضر ہوے مہ جبین

ے کے حکم سے منادی ہوئی کہ جو لوگ بھاگ کر صحرا و کوہ میں پنہان ہوے تھے آکر شریک ہوے بازار لشکر
مین کھلے خیمے آباد ہوے مہ جبین تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا کہ نظم

مطرب از نغمہ ہاے داؤدی — دل ہمی برد و جان ہمی بخشید
گشت رقص آن جنان کہ پردہ — پردہ عشق عاشقان بدرید

ادھر حیرت زمین سے نکلی لشکر کے سردار براہ جانبازی حاضر تھے فوج فراری اور پراگندہ ہو گئی تھی ہر ایک کو جمع کیا اور بارگاہ شاہی اور خیام لشکر درست ہونے لگے جب سب ترتیب ہو چکی حیرت جبین بہ جبین بارگاہ مین آئی اور اپنی جگہ پر سرداروں کو مامور کر کے طاؤس محر پر سوار ہو کر پاس افراسیاب کے روانہ ہوئی افراسیاب اُس روز باغ سیب مین گنبد نور سے آیا تھا کہ سواری حیرت کی پہونچی سب اہل دربار نے تعظیم دی پاس شاہ طلسم کے بیٹھ کر مارا جانا تمام ساحرون کا اور قتل ہونا ہوشیار کا تمام ذکر کیا افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ تیرے سحر نے کام مغیلہ اور ہوشیار کا تمام کیا عمرو نے شیشہ ہاے آب سحر سے اُنکو مارا یہ ماجرا دریافت کر کے غضب افراسیاب پر طاری ہوا اور کہا ای حیرت تمام لشکر کو لیجاؤ ابکی بار مین نمک حرامون پر وہ بلاے مبرم بھیجتا ہون کہ بجال خراب سب باغی ہلاک ہونگے حیرت بموجب ارشاد شہنشاہ سوار ہو کر بعد طی مسافت راہ لشکر مین پہونچی ملازمون نے تعظیم دی تخت پر جلوہ گر ہوئی لیکن ادھر افراسیاب نے حکم محکم بنابر حاضر کرنے سات برقون کے صادر فرمایا راوی کہتا ہے کہ اس طلسم مین سات بجلیان ہین کہ وہ مانند بجلی کے ندا کرتی ہین اور بروز جنگ چمک کر صف لشکر دشمن پر گرتی ہین کہ سارے لشکر کو جلا دیتی ہین لہذا حسب الحکم ساحر واسطے سحر کے طلب کیے گئے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ ابر سرخ رنگ بر روے ہوا ظاہر ہوے اور ان مین بجلیان چمکتی ہوئی قریب دربار شاہ پہونچکر زمین پر اُترے اور بجلیان زمین مین لوٹنے لگین یہان تک کہ مجسم بشکل انسان ہوگئین سب نے دیکھا کہ سات جادوگرنیان جوان کہ جسم اُنکے سنہرے ہین لباس اور زیور سے آراستہ و پیراستہ ہین غرض کہ ان ساتون نے کہ نام اُنکے برق مختتر اور برق لامع اور برق خاطف اور برق شعلہ بار اور برق چشمک زن اور برق ساطع النور اور برق صاعقہ بیز ہین شہنشاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئین کہ حضور نے کنیزون کو کس لیے یاد فرمایا ہی افراسیاب نے کہا تم مین ایک برق واسطے اعانت ملکہ حیرت کے جائے اور کام فوج عدو کا تمام کرے اور باقی چھ برقین میرے حکم کی منتظر اپنے مقام پر رہین بروقت نامہ ہمارا پہونچنے کے حکم کی تعمیل کرین یہ سخن شاہ کا سنکر برق خاطف نے عرض کیا کہ کنیز جاکر سب خطاکارون کو سزا دیگی افراسیاب نے اسکو خلعت رخصت دیا سب برقین

اپنے اپنے ملک سکونت مین آئین اور برق خاطف نے اپنی جگہ پر ہو چککر کارسازی لشکر کرکے ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے خیمہ اور بارگاہ لدوا کر ابر سرخ مین چمکتی ہوئی بڑے زور شور اور چمک دمک سے سمت لشکر حیرت روانہ ہوئی کہ ساحران ہمراہی اسکے صورتین ہیبت ناک بنائے ابر پر سوار حربے آتشین لیے ساتھ تھے لشکر تمام بر روے ہوا جاتا تھا رعد کی صدا برق کا چمکنا خوف سے زہرہ آب کرتا تھا

ہر اک ساحر زشت رو بدسیر دماغون مین نخوت ہلاک یرعتاب	زبون شکل و بدہیئت و بدگہر شریر اور بیرحم وہ جنگ جو
ستمگار و سفاک و مست شراب روانہ ہوے بہر رزم عدو	

بعد روانگی برق خاطف پاس افراسیاب کے صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار حاضر ہوئین انھین دیکھکر شہنشاہ ساحران نے منہ پھیر لیا عیارہ بچیون نے عرض کیا کہ حضور والا ہمارا قصور کیا ہی شاہ نے ارشاد کیا کہ عمرو اور اُسکے ساتھ کے عیار جب سے داخل طلسم ہوے ہین کیسے کیسے نامی ساحرون کو قتل کرچکے ہین اور تم باوجود دیکہ سرکار کا نمک مدت مدید سے کھاتی ہو اور گھر بیٹھے تنخواہ پاتی ہو لیکن آج تک کوئی سردار لشکر باغیان کا گرفتار کرکے نہ لائین اور نہ کسی کو اُن مین سے قتل و ہلاک کرسکین یہ کلام عتاب آمیز بادشاہ کے سُنکر صرصر خجل ہوئی اور فرط ندامت سے سر نیچا کرکے عرض رسا ہوئی کہ اب جس طرح ممکن ہوتا ہی مین جاکر اسد کو کہ دعوی طلسم کشائی کا رکھتا ہی اور مہ جبین کہ بادشاہ لشکر مخالف ہی ان دونون کو گرفتار کرکے لاتی ہون کہ اُنسے بڑھکر اور کوئی جان ور و سوا عمرو نہین ہی ان کے قید ہونے سے کمر فوج حریف کی ٹوٹ جائیگی شہنشاہ تصور اس لونڈی کا معاف کرین میری جانب سے خاطر عاطر صاف کرین افراسیاب اس کلام سے بہت خوش ہوا اور خلعت عیارہ بچیون کو دیکر سرفراز فرماکر واسطے گرفتاری اسد و مہ جبین کے روانہ کیا اور آپ مصروف عیش ہوا

گرفتار ہونا شیر بیشۂ شجاعت شہزادۂ اسد اور مہ جبین کا روباہ خصالی سے عیارہ بچیون کی اور قید کرنا افراسیاب کا ان دونون کو اور بعد رنج و الم کے بادشاہ ہونا لشکر مین عمرو کی صلاح سے مرخ کا اور مقابلہ برق خاطف سے بربادی لشکر اور عیاریان کرنا باہم عیارون کا بر قون پر اور رہائی لشکر کی للمؤلفہ

آج ساقی سے نہ مطلب ہی نہ کچھ جام سے کام خود فراموش ہوے ساقیا سنکر ایسے	بادۂ رنج سے بیہوش ہین میخوار تمام میکدہ بھول کے مسجد کیطرف جانے لگے

سجادۂ راہ عدم زلف نبی ساقی کی
سر سے بڑھ کر جو چلی جا کے کمر تک پہونچی

جوش پر موسم گل آیا تو افسوس افسوس
بند میخانہ کا در ہو گیا افسوس افسوس

محتسب نے کیا پابند شریعت ہم کو
پارسائی کی لگائی گئی تہمت ہم کو

قید یہ شرع کی کب تم سے اٹھیگی اے جاہ
اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ

واقفانے کہ در سخن فرد اند
شرح این داستان چنین کردند

مقیدان سلسلۂ سخن و پابندان کلام زینت افزاے انجمن اس داستان لیخ والم کو حیطۂ تحریر میں اس طرح لاتے ہین اور زنجیر اسطار تسیطر مین مضامین فسانہ عجیب کو یون قید فرماتے ہین کہ جب صرصر اور صبا رفتار بعد گرفتاری شہزادہ اسد نامدار روانہ ہوئین دریا سے گذر کر جست و خیز کرتی قریب لشکر مہرخ پہونچین اور صرصر نے اپنی صورت مرد ہے کی بنائی عصاے طلائی ہاتھ مین لیا سر پر گول پگڑی باندھی تمغہ اسپر لگایا طرہ مقیشی لٹکایا چپکن پہنی سب طرح سے درست ہو کر لشکر مین پھرنے لگی اور صبا رفتار ایک زمیندار کی صورت بنی دھوتی زانو تک باندھی مرزائی کمر تک پہنی انگوچھا سر سے لپیٹا اور لشکر مین ٹہلنا شروع کیا اس جگہ ہر مقام پر انتظام تھا کوتوال لشکر سرگرم کار بازارین آراستہ خوش وضع بیوپاری قطع دار خریدار ہر سمت گرم بازاری ہو رہی تھی رعایا داد خرمی دے رہی تھی ہر بارگاہ کے سامنے بازار لگی تھی سردار اور ساحر کی آمد و رفت تھی عیار بچیاں دن بھر پھر اکین یہانتک کہ جہان گرد عالم افروز گشت لگا کر ملک مغرب مین مقیم ہوا اور میدان فلک مین بازار ثوابت و سیار آراستہ و پیراستہ ہونے لگا کہ نظم -

ازین مصیبت عظمی لباس لیلی لیل
سیاہ چون خط شکلین بسورۂ واللیل

زحل معاینہ غربال چرخ رامی بخیت
بفرق عالمیان گرد خرمن غم می ریخت

اسوقت مہ جبین نے شب کا دربار تا دیر تھکر برخاست فرمایا اور ہر ایک سردار اپنی بارگاہ مین آیا اسد اور مہ جبین جو مقام کہ عیش محل اور شبستان مقرر ہے وہان آکر مسند عشرت پر متمکن ہوے عیار بچیان بھی عیش محل کی ڈیوڑھی پر آکر ٹھہرین یہان ملازمان ملکہ کنیزین اور ترکنین حبشنین قلماقنیان وغیرہ آمد و رفت رکھتی ہین اندر باہر وا سطے کار و بار کے پھرتی ہین اتفاق سے ایک حبشن کسی کام کو باہر نکلی صبا رفتار اسکے ساتھ ہوئی قریب اسکے آکر سلام کیا اور کہا مین زمیندار ہون ملکہ نے میرے گاؤن پر لگان زیادہ کر دیا ہے سیر ضبط کر کے نان کار کا حق بھی لے لیا ہے مقدمہ میرا کچہری مین ملکہ مہرخ کے سامنے پیش ہے آپ تخلیے مین ملکہ سے میری سفارش کر دیجئے اور یہ کہکر ایک ڈالی جس مین عمدہ عمدہ پھل تھے اور کئی سو اشرفیان تھین اس حبشن کو دین وہ نہایت خوش ہوئی اور زمیندار کو تسکین دیکر وعدہ مقدمے کے

سر بسر گرا دینے کا کیا اشرفیان لے کر کمر مین رکھین اور محل کھانا شروع کیے دو ایک تمر کھائے تھے کہ بیہوش
ہوئی صبا رفتار اُسکو اُٹھا کر گوشے مین لائی اور اُسکے کپڑے اتار کر اُسکی صورت جیسی تھی ویسے ہی اپنی صورت
بنا کر اُسکو اُسی جگہ پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی ادھر صرصر نے دیکھا کہ ایک کنیز محل سے نکلکر
جاتی ہے یہ اُسکے قریب آئی اور کہا کیون کل تو نے سب چوبدارون کو گالیان کیون دی تھین کنیز نے کہا
بھڑوے کچھ پہچانتا بھی ہے مجھسے ایسی باتین کرتا نہین عصا چھین کر ملکہ عالم سے کہکر خوب ٹھیک کروگی
صرصر نے اس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چل میرے افسر کے پاس وہ کنیز اور زیادہ برا بھلا کہنے لگی صرصر نے ایک
طمانچہ اُسکو مارا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی کنیز طمانچہ پڑتے ہی بیہوش ہو گئی صرصر اُسکو اُٹھا کر تخلیہ مین
جہان آمد و رفت لوگون کی نہ تھی لائی اور پیرہن اُسکا اتار کر بعینہٖ اُسکے مانند صورت اپنی بنائی اور اُس
کنیز کو پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی دیکھا یہان اسد اور مہ جبین باہم مسند پر تکلف پر
بیٹھے داد عیش و نشاط دے رہے ہین کشتی شراب کی رکھی ہے دور جام گلفام چل رہا ہے گائنین خوش گلو زہرہ
جبین میٹھی گا رہی ہین پلنگڑی جواہر نگار آراستہ ہے سامان نشاط رکھا ہے صرصر کنیزون مین مل کر کار و بار
کرنے لگی کشتیان شراب کی میخانے سے لا کر سامنے رکھتی تھی جس کام کو حکم ہوتا تھا پہلے آپ اُسکو بجا لاتی
تھی اور اسی طرح صبا رفتار جشن بنی ہوئی ہر طرف پھرتی تھی اور سب چیزون مین کھانے پینے کی بیہوشی
ملاتی تھی ادھر صرصر نے شراب و کباب مین بیہوشی ملائی کہ ملکہ اور شہزادہ نشے سے مدہوش ہوے اور
لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھ کر پلنگ پر دونون گئے اور بیہوش ہو گئے اور سب ملازم صحبت کے لوگ بھی وہ
اشیا آغشتہ بدارو سے بیہوشی کھا کر بیہوش ہوے ادھر اہل محلہ کو بیہوشی کھلا صبا رفتار نے بیہوش
کیا اور اسد کو پلنگ پر سے اٹھا کر چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور صبا رفتار نے مہ جبین کا پشتارہ
باندھا سب کو اُسی طرح سے بیہوش و مدہوش چھوڑ کر محل کے خیمے سے باہر نکلین اور بہ فن عیاری اپنے
تئین طلایہ داران لشکر کی نظر سے مخفی کرتی ہوئی کنارے لشکر کے پہونچکر مثل برق و باد کے جست و خیز
کرتی ہوئی دریاے خون رواں سے گذر کر باغ سیب مین پہونچین جو رات کہ باقی تھی
اُسکو وہین بسر کیا جسوقت کہ بیہوشی نیند کی خفتگان عالم پر سے دفع ہوئی اور شبستان فلک
شعبدہ باز مین فتیلۂ آفتاب بہر دفع بیہوشی نوم روشن ہوا رات گذر کر روز روشن نے منہ
دکھایا ابیات

	ہوا مہد خورشید دامان صبح لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان	پھٹا شب کے غم مین گریبان صبح چھپا نور مین جادۂ کہکشان	

رخ شمع مائل بزردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم وزان	اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

صبح کو افراسیاب تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے نقارے طلسمی بجے اسوقت عیارعیون نے دونون پشتارے لاکر سامنے شہنشاہ کے رکھ دیے اور عرض کیا کہ یہ دونون گنہگار اسد و مہ جبین حاضر ہین افراسیاب بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ابر سحر ایسا کر دو کہ زمین سے اُٹھ نہ سکین پھر انکو ہوشیار کرو ساحرون نے حکم کی تعمیل کی یعنے سحر پڑھکر دونون کو ہوشیار کیا جب آنکھ اسد کی کھلی دربار افراسیاب مین اپنے تیئن پایا کہ شہنشاہ جادوان تخت پر ہے ہر ایک امیر وزیر دنگل نشین پر متمکن ہے ساحران نامی کا مجمع ہے اُسوقت اسد نے پکار کر نہیب دی کہ سلام میرا اس مجلس مین اُس شخص پر ہے جو خدا کو وحدہ لاشریک لہ جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کو بندہ اُسکا اور رسول اُسکا سمجھتا ہو یہ صدا ساحرون نے جب سُنی کانون مین اپنے انگلیان دے لین کہ یہ گنہگار خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے اور افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے جلاد کو بلایا کہ اسے قتل کرو اور مہ جبین کو بہت کچھ سمجھایا کہ عشق سے شاہزادہ کے ہاتھ اُٹھائے مہ جبین نے نہ مانا اور کہا لاکھ جان سے مین فدائے نام اسد ہون کہ

بلبل اسی رشک گل کی ہون مین	تم کیا ہو ہزار مین کہون مین

بلکہ نظم

بلبل ہون مین اک دل حزین کی	ہون فاختہ سرو نازنین کی
کیا غیر سے مجھکو آشنائی	شہزادے کے عقد مین ہون آئی
اُس بن ہو اگر فرشتہ وحور	سائے سے مرے رکھے خدا دور

افراسیاب نے اسکو بھی زیر تیغ بٹھایا اسوقت عاشق و معشوق بچشم حسرت باہم نگران تھے اور آنسو آنکھون مین بھرے گیسو پریشان تھے اور ایک دوسرے سے خطائین معاف کراتا تھا پھر ملکہ نے بخشوع و رجوع قلب درگاہ رب اکبر مین فریاد کی اور پناہ چاہی کہ خداوندا ہمکو اس آفت سے بچا نظم

ازبسکہ ہو دل کو یاس میرے	اور جی کو مرے ہراس گھیرے	فوج کفار چار سو ہے
وارث کا مرے ہر اک عدو ہے	شر سے اعدائے دین کے اسکو	تو حفظ دامان مین اپنے رکھیو
وارث کو نہ میرے کوئی ہو غم	رکھ راج سہاگ میرا قائم	عاشق کا نہ اپنے قتل دیکھون
مین تیری مدد کی منتظر ہون	آنکھین مری روز بد نہ دیکھین	دشمن مرے رانڈ ہو کے بیٹھین
برق آگرے کاش اور مین جل جاؤن	لیکن بے وارثی نہ کہلاؤن	دے آج رہائی مجکو یارب

اور ہوئین یہ روسیہ عدو سب لب استغاثہ کمان آرزو تھے کہ تیر دعا اُنکے مین سے نکل کر ہدف اجابت
سے لب معشوق ہوا ہنگام قتل وزرا امرا دست بستہ سامنے افراسیاب کے آئے اُسنے پوچھا کہ تم لوگ کیا چاہتے
ہو سب نے عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو تو عرض کرین افراسیاب نے کہا جان تمھاری بخشی جو کلمات
کہ خیر سگالی اور ترقی خواہی کے ہون اُنھین عرض کرو کہ الطاف خسروانہ سے ملازمان والا مرتبہ شاہ
پذیرا فرمائینگے یہ عنایت شاہ دیکھکر ارکان سلطنت گویا ہوئے کہ بانیان طلسم نے واسطے فاتح طلسم
کے فوراً قتل کرنا نہین لکھا ہی حضور کتاب سامری دیکھین جیسا حکم ہو وہ عمل مین لائین افراسیاب
نے اُنکی رائے باصواب کو پسند فرما کر آفرین کہی اور کتاب سامری دیکھی اسمین لکھا تھا کہ اسد کا ہلاک کرنا
بہتر نہین ہی کس لیے کہ عمرو غلیم اُڑ کر سب کے سر کاٹ ڈالیگا کچھ کسی کے بنائے نہ بنیگا لازم یہ ہی کہ
طلسم کشا کو مقید کرو اور عمرو اور دوسرے عیارون کو بھی گرفتار کرو اسوقت سب کو قتل کرنا افراسیاب یہ
تحریر دیکھکر پکارا کہ تم لوگ سچ کہتے تھے کتاب قتل اسد کا حکم نہین دیتی لہذا ان دونون کو لے جاکر گنبد نور مین قید
کرو اور دروازے شہر ناپرسان کے جو طلسم ظاہر کی طرف ہین اُنکو مین سحر کر کے نظر مردم سے پنہان کیے
دیتا ہون نہ کوئی شخص میرا سحر باطل کر سکیگا نہ وہ در ظاہر ہونگے پھر کس طرف سے کوئی عیار اور اُنکا مددگار
آئیگا جو انھین چھڑائیگا یہ حکم سنتے ہی کئی لاکھ ساحر غدار و بیوفا بے شرم و شریر مردم آزار نے قید
سحر کی اسد اور مہ جبین کے جسم پر پہنائی اور مار سرخ و سیاہ ہاتھ پانون مین سحر کے لپیٹے اور لیکر روانہ
ہوئے اور شہر ناپرسان مین جب آئے تمام مرد و زن رعایا اُس شہر کی قیدیون کی تماشائی ہوئی اور
کہتی تھی یہ وہی سرکش ہی جسنے طلسم مین آفت برپا کر رکھی ہی الحاصل گنبد نور مین طلسم باطن کی جانب
ایک حجرہ تنگ و تاریک مین ان دونون شمع انجمن خوبی کو مقید کیا اور کئی لاکھ ساحرون کا پہرا مقرر ہو گیا
اور افراسیاب نے سحر کر دیا کہ دروازے طلسم ظاہر کی جانب کے سب مخفی ہو گئے اور دریاے خون رواں
ہر طرف بہنے لگا یہان تو یہ کچھ بند و بست ہو گیا لیکن لشکر مہرخ مین صبح کو سب سردار واسطے لینے ملکہ کے
عیش محل کی طرف چلے اس عرصہ مین وہ حبشن اور کنیز جنکو عیار بچیان بیہوش کر گئی تھین ہوشیار ہو کر
طرف محل کے چلین کہ اس سمت سے ملازم مہ جبین کے روتے پیٹتے آئے بہار و نافرمان نے پوچھا
کیا ہوا سب نے عرض کیا کہ ملکہ عالم اور شہزادہ دلاور کو بستر خواب پر سے کوئی اُٹھا لے گیا یہ ماجرا سنکر
تمام سردار رونے لگے اور سارے لشکر مین کہرام پڑ گیا عمرو غوغاے مردمان سنکر جو صحرا سے آیا یہ سانحہ
جانگزا سنا آکر عیش محل مین بستر اُنکا پایا صرصر اور صبا رفتار کے پانون کا نشان پایا کہا او ملکہ مہرخ
شہزادے کو صرصر لیگئی ہی مہرخ نے بچھاڑ کھائی کہ افراسیاب اُنھین زندہ نہ چھوڑیگا پھر تو

عجب طرح کا ایک تلاطم لشکر مین برپا ہوا اور مہرخ کہتی تھی کہ نظم

اے اشجع دہر تو کہان ہی
کیون یاد مری تجھے گئی بھول
ای وائے گیا ہی تو کدھر کو
جو تجھ کو اُٹھا کے لے گیا ہی
وہ حسن و شباب تیری صورت
کس طرح نہ ڈھونڈھتی پھرون مَین
عالم وہی وہ ہی روز و شب ہی
وہ شخص جو بیٹھتے ہین مل کے
پر نہین ای گنج گنج مہرخ
برق آگرے کاش مجھ پہ جل جاؤن
یا ہوتے ہی جان دے گذرتی

نظرون سے مری کدھر نہان ہی
کس درد مین مبتلا ہی افسوس
بھولون مین کیسے تیری خبر کو
ڈھونڈھون کہان تجکو ای دلاور
وہ تیری شجاعت اور قوت
دوری سے تری مین جان بلب ہون
اک تو ہی نہین یہ کیا غضب ہی
کچھ تجھ کو خبر نہین کہ ای یار
تجھ بن ہی اسیر رنج مہرخ
آتی نہ مین یہان ز بطن مادر
جو یون نہ سسک سسک کے مرتی

کس سمت گیا کہان ہی مشغول
ای ہی ترا حال کیا ہی افسوس
ہی دیو وہ یا کوئی بلا ہی
دیکھون پھر اب تجھے مین کیونکر
کیونکر مرے دل سے بھولے ای وائے
حالت نزع مین اجل طلب ہون
روتی ہون گلے سے لگکے دل کے
دل تفتہ و جان تفتہ و زار
موت آتی نہین کہ کاش مر جاؤن
جو آتین یہ آفتین نہ سر پر

اُسوقت ملکۂ نافرمان نے آنچل روے مہرخ پر سے ہٹایا اور کہا ای ملکہ اس فلک بے مہر کا یہی نقشہ ہی اسکے ہاتھ سے کون خوشنود رہا ایسے ایسے کرشمے اسکے بائین ہاتھ کا کرتب ہین کیا آپ نے نہین سُنا ہی نظم ۔

اک طرفہ شعبدہ ہی طلسم کبود رنگ
گو چن سے کہکشان کے جہان یار جمع ہون
ایذا دہی مزاج مین ہی اسکے روز و شب

اک صلح ہی مزاج فلک مین تو لاکھ جنگ
ہر وقت پھینکتا ہی یہ اک تفرقہ کا سنگ
مطلق نہین کسی کا اسے پاس ظلم و ننگ

شکوۂ فلک تا کجا چاہیے کہ دامن صبر دست استقلال سے نہ چھوٹے سلسلہ شکیبائی نہ ٹوٹے کہ ابیات

کبھی تو یہان ہی نسیم بہار
کہین پت جھڑ اور ڈنڈ سوکھے کھڑے
کہین ایک گلشن پہ دسنہ ہی
کہین شور کرتے ہین یان جغد و بوم
نہ گل کو بقا نے ثمر کو ثبات

کہین باد صر ہی اور چند خار
کہین شور مرغولۂ عندلیب
کہین کانٹون سے راستہ بند ہی
کسی شی کو یان کی نہین اعتبار
کبھی رات سے دن کبھی دن سے رات

کہین کوبلین اور پتے ہرے
کسی جا پہ ہی نالۂ واجیب
کہین طوطیان خوش الحان کی دھوم
خزان کے تصرف مین ہی یہ بہار

بہار نے رو کر گریبان کو تار تار کیا اور مانند ابر نو بہار کے گریان ہو کر کہتی تھی کہ ای چرخ جفا پیشہ یہ کیا تو نے میرا حال کیا ہی مجھ خانمان آوارہ کو اب کسکا سہارا ہی کہان جاؤنگی کسکی ہو رہونگی نظم ۔

پا برہنہ خاک پر مجھ کو پھرائے دربدر　　خاک کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
ابر دریا بار کو برسائے دشت خاک پر　　خشک کھے مزرعہ امید بہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز　　پوست کھینچے پر ہما کا دیکے مشت استخوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل　　پر کرے کحل الجواہر دیکے چشم سرمہ سان
تا کجا کیجے بیان اس سفلہ خو کا اب مزاج　　اک ترے پر نہین گا ہے جنین گاہے چنان

اسوقت عمرو نے ہر ایک کے اشک حسرت پونچھے اور مہرخ سے کہا کہ تمنے خود نجوم مین دیکھا ہے کہ اسد طلسم کشائی کریگا افراسیاب کو مار یگا پھر اس قدر شور گریہ مچانا زیبا نہین بجائے ملکہ مہ جبین کے تخت سلطنت پر ملکہ کے آنے تک بیٹھو اور لشکر سنبھالو انشاء اللہ عنقریب اسد رہائی پائے گا وہ جامع المتفرقین ہمکو اُس سے ملائیگا یہ اولاد صاحبقران ہین ایسے قران صعب بہت انپر واقع ہو تے ہین کچھ اسکا غم نہ کرو افراسیاب اگر شاہزادے کو قتل کرے تو با یاران خود گلیم اوڑھکر بیٹھے سر کاٹ ڈالون بس تم توکلت علی اللہ قدم ہمت بڑھاؤ کچھ وسواس اپنے دل مین نلاؤ غرضکہ بعد رنج و غم کے عمرو نے ملکہ مہرخ کو تخت سلطنت پر بٹھایا کہ جب تک مہ جبین قید سے رہا ہو آپ حکومت کرین ملکہ مہرخ نے ناچار قبول کیا پھر و بیساہی سامان برپا ہوا سرداروں نے نذرین دین تخاب طبلے پر پڑنے لگی لیکن عمرو واسطے تدبیر عیاری کے روانہ ہوا اس طرف برق خاطف ایک لاکھ فوج ساحران سے ابر مین چمکتی ہوئی بڑے تزک و احتشام سے داخل لشکر حیرت ہوئی اور نامۂ افراسیاب کا متضمن بہ گرفتاری اسد و مہ جبین اور بھیجنا برق خاطف کا بہ مقابلہ مہرخ ملکہ حیرت کو پہونچایا حیرت نے استقبال برق خاطف کا کر ایا لشکر کو اُتروایا بارگاہ فلک فرسا استادہ کرائی سامان راحت مہیا کر دیا برق خاطف بارگاہ مین آکر تخت پر مثل برق کے چمکنے لگی خوف سے عیارون کے بظاہر بصورت اصل نہ ہوئی جو بارگاہ مین آتا ہی معلوم ہوتا ہے کہ تخت پر بجلی کوند رہی ہے اس حال کی خبر طائران پرند نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہ تدبیر حفاظت لشکر مین مصروف ہوئی لیکن برق خاطف نے ایک نامہ مہرخ کو اس مضمون کا لکھا کہ اگر میرے پاس آئے تو خطا تیری مین شہنشاہ سے معاف کرادون ملک و مال دلا دون سرکشی سے باز آ اطاعت مین گردن جھکا ایک پتلے کو سحر کرکے نامہ دیا اُسنے لاکر مہرخ کو دیا اُسنے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اے برق خاطف آگاہ ہو کہ عمرو سر برندہ جادوگران ہے عیارون سے ہر ایک ساحر پناہ مانگتا ہے جا کہ فرمانبرداری شہنشاہ عمرو کی اختیار کرو ورنہ اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھے گی پتلے نے نامے کا جواب لاکر برق خاطف کو پہونچایا یہ پڑھتے ہی مثل شعلۂ جوالہ کے اُسی وقت لشکر مہرخ کی طرف چلی

اسکے لشکر نے جو اُسے جاتے دیکھا قرنا اور نفیر سحر بجائی اور بعلت تمام طائران سحر پر سوار ہوکر ساتھ ہوئے اسکے آنے کی خبر مہرخ نے سنکر جلد اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور سب فوج کے سردار سوار ہوئے اور آکر مقابل برق خاطف کے ٹھہرے۔ برق خاطف نے چمک کر گرنا شروع کیا نامی ساحرون نے سحر کر کے چالیس سپرین سر پر سایہ کین سب دیکھتے ہین گھٹا چھائی ہی بجلی کوندھ رہی ہی لشکریان مہرخ پر چمک چمک کر گرتی ہی کہ خرمن ہستی انکا جلا کر خاک کرتی ہی عجب غوغا دونون لشکرون مین برپا تھا سحر چل رہا تھا لاش پر لاش گرتی تھی رن کے کھیت ہرے بھرے تھے تار نفس کے جھولے کشاکش مین پڑے تھے شام تک ہزارون ساحر نامی رہرو ملک عدم ہوے قریب شام برق خاطف پکاری کہ اے مہرخ یہ نمونہ اپنے غضب کا مینے تجھے دکھایا ہے اسوقت تو پھری جاتی ہون کل تم سب کا نقش ہستی مٹادونگی بے گور و کفن خاک مین ملادونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی مہرخ بھی رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین داخل ہوئی لشکر بھرا ہر ایک کے دل مین خوف زیادہ پیدا ہوا اکثر دستے بھاگ گئے بہادر دعا کرتے تھے نظم

خداوندا اگر داتی بلا را — زبون گردان زبردستان مارا
بحق آن دو گیسوئے محمدؐ — ازین آفت نگہداری تو مارا

لیکن عمرو جو واسطے عیاری کے چلا لشکر برق خاطف کے قریب پہونچا دیکھا لشکر حیرت سے کچھ فاصلے پر قریب ایک دریا کے فوج اتری ہوئی ہی عمرو صورت ایک نوجوان کی بنکر دریا مین اترا اور غوطے لگانے لگا اتفاقاً ایک خدمتگار برق خاطف کا ادھر آنکلا اُسنے عمرو سے پوچھا کہ میان گبرو دریا مین سے کیا نکالتے ہو عمرو نے کہا جو تقدیر کا ہوتا ہے کوڑی پیسہ روپیہ وہ مل جاتا ہے اُسنے کہا ہم پیسے پھینکین تم نکالوگے عمرو نے کہا ہان خدمتگار نے پیسے پھینکے عمرو غوطے لگا کر نکالنے لگا جب پیسے ہوگئے خدمتگار نے کہا اب کل آنا آج ہم جاتے ہین ہماری نوکری کا وقت ہی برق خاطف بیجوان اُسوقت پئین گی میری تلاش ہوگی یہ کہکر چلا عمرو بھی دریا سے نکلکر اسکے ساتھ ہوا اور کہا آج یہ تمباکو بیجوان مین بھرنا نایاب ہی اگر پسند آجائے تو مین تمھین دکان بتلادونگا اُسنے تمباکو لے لی عمرو نے کہا سونگھو کیا خوشبو ہی اُسنے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو اُسکے کپڑے پہن کر اور اُسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ برق خاطف مین آیا دیکھا تخت پر ایک بجلی کوند رہی ہے عمرو نے پکار کر کہا حقہ حاضر ہے یہ صدا سُن کر وہ بجلی ٹھہری اور اکٹھا ہوکر تخت پر عورت سنہرے بدن کی آکر بیٹھی جسم اُسکا اس طرح چمکتا تھا کہ جیسے سورج کی جوت ہوتی ہی عمرو نے بیجوان لاکر سامنے لگایا وہ عمرو کو بغور دیکھنے لگی اسوقت عمرو نے وہ شیشہ کمر سے نکالا جو ہوشیار کو قتل کر کے پایا تھا اور اس مین سے پانی چلو مین لیکر ایک چھینٹا

مینہ

برق خاطف کے مارا کہ یہ بیہوش ہو کر گری لیکن جس تخت پر بیٹھی تھی وہ اُس کے بیہوش ہوتے ہی اُڑ کر طرف فلک کے چلا گیا عمرو حیران ہو کر بھاگا ادھر مہرخ سے آکر کہا کہ برق خاطف مع تخت کے اُڑ گئی یہ سُنتے ہی مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج تیار ہوئی سب کو لیکر لشکر برق خاطف پر آگری وہ لوگ غافل اُترے ہوئے تھے اول ہی حملے مین ہزاروں مارے گئے باقی ہوشیار ہو کر لڑنے لگے سحر چلنے لگا ہر طرف سے فوج گھر آئی شور بگیر و ببند کا بلند ہوا ہزارہا اژدر آتش فشان ایک ایک نارنج اور ناریل سے ساحرون کے نکل نکلے فوج کو نگلنے لگا صدہا تیر مثل شہاب ثاقب کے چلتا ہوا فلک پر سے گرتا تھا اس ہنگامۂ قیامت خیز کی خبر ملکہ حیرت سُنکر سوار ہوئی اور آکر لشکر مہرخ کو روکنے لگی کہ نظم

ہوے جبدم علم شمشیر و بازو — دو دستی بیٹھا ہر قبضے نے زانو
یہ اُن گردون رکاب نکلا ہوا جوش — سر خورشید سے بھی اُڑ گیا ہوش
سنان نیزہ کا شعلہ تھا یہ تیز — کہ شاخ آگ کی ہوئی تھی شاخ گلریز
دل ہر سنگ برق تیغ سے آب — صدا لے کرنا سے تھا کوہ سیماب
بھری ایسی عقاب تیر مین باد — کہ مرغ آسمان کرتا تھا فریاد
شرر افشان تھے یہ گوپال و شمشیر — کہ خاکستر ہوا تھا بیشۂ شیر
ہوا تھا موجۂ خون سے جو تر زین — کہ زین کیا دامن صحرا تھا رنگین

برق خاطف کا لشکر بہت کام آچکا تھا اور غفلت مین جو انپر سحر کی مار پڑنے لگی بس تاب نہ لاسکے اور بھاگے ہر چند کہ حیرت نے لڑائی کو سنبھالا لیکن جب برق خاطف کی فوج بھاگی لشکر حیرت بھی پسپا ہوا اور اُسوقت حیرت نے طبل امان بجوایا اور مہرخ کو بھی حیرت کا خوف تھا یہ بھی پھری لشکروں نے کمر کھولی سب نے عمرو کی بہت تعریف کی ہنگامۂ بزم نشاط گرم ہوا لیکن تخت برق خاطف کا اُڑتا ہوا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا افراسیاب نے سحر رد کر کے اُسکو ہوشیار کیا اور کتاب سامری دیکھی حال معلوم ہوا کہ تیرے ہی سحر نے اسے ذلیل کرایا یعنی شیشہ آب سحر سے عمرو نے اسکو مار ڈالا ہوتا ساحرہ زبردست تھی اسکے پیر اسکو اُڑا لائے اِدھر برق خاطف ہوشیار تو ہوئی مگر آب چشمۂ سامری کا اُسنے چھینٹا کھایا تھا اسوجہ سے بیمار ہو گئی اور رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف گئی افراسیاب نے اُسوقت چیلا سحر کا بھیجکر دوسری برق کو طلب کیا کہ نام اُسکا برق محشر ہے جب خبر چیلے نے اسے دی وہ بڑے کر و فر سے مع اپنے فرزند ارجمند عمد جادو کی خدمت شاہ مین حاضر ہوئی افراسیاب نے کہا اے برق محشر تم جاکر شراکت ملکہ حیرت کی کرو اور فوج مخالف سے لڑو یہ حکم پاکر برق محشر ایک لاکھ

ساحر لیکر روانہ ہوئی اور تخت اُسکا ابر مین غائب ہوا خیمہ ڈیرا لدگیا بڑی اولوالعزمی سے چمکتی
ہوئی شعلہ باری کرتی چلی **نظم**

وہ لشکر اور سرداران لشکر	چلے مہ کے عقب مانند اختر
تک و تاز سواران کا یہ اسلوب	کہ وہ میدان تھا پیچیدہ مکتوب
وہ رایت مختلف تھے جنکے الوان	فرنگستان ہوا اُن سے بیابان
قیامت شور و شر ہر چار سو تھا	کہ طوفان سے تلاطم وہ فزون تھا
ہوا تھا زہرۂ گاؤ زمین خون	زمین کیسی سراسیمہ تھا گردون
جنود اُسکا گران سے تا گران تھا	نہ تھا لشکر کہ وہ ریگ روان تھا

غرضکہ بعد قطع منازل لشکر اسکا قریب لشکر مہرخ کے کہ وہان سے دو منزل کا فاصلہ اور دوسرے
مہرخ کا ہوگا آکر پہونچا اور صحرائے سبزہ زار مین ایک باغ نہایت پرتکلف تعمیر تھا وہان اُترا کس لیے
کہ طلسم مین ہر ایک مقام پر **افراسیاب** نے اپنی سیرگاہ اور باغات بنائے ہین برق محشر آکر
باغ مین اُتری لیکن یہان سے قریب ایک کوہ پرشکوہ ہے کہ وہان کی مالک ایک ساحرہ ہے باران
جادو نام کہ حسن وجمال مین اپنا عدیل ونظیر نہین رکھتی ہے بہت سے ساحر اُسپر شیفتہ و دلدادہ ہین
منجملہ اُن کے رعد جادو فرزند برق محشر کا بھی اس آفت روزگار پر عاشق ہے جب لشکر اس
جگہ پر برق محشر کا اُترا رعد جادو واسطے دیکھنے اپنی معشوقہ پری پیکر کے روانہ ہوا اور اُس کے
مکان پر جب پہونچا ایک ساحرہ اُسکی ملازم کو بلوا کر بہت کچھ زر و جواہر دے کر اس بات پر اُسے
آمادہ کیا کہ وہ باران جادو کو بالاے بام لیکر آئے تاکہ بمقتضائے ؎

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند	اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

نظارۂ جمال عاشق ژولیدہ حال کر لین وہ ساحرہ گئی اور کسی بہانے سے باران جادو کو کوٹھے پر
لے کر آئی رعد اُسکی صورت زیبا کے دیکھنے مین محو ہوا اُسوقت باران کے اور چند عاشق آگئے
اور رعد کو زیر قصر معشوقہ دیکھکر آتش رشک مین جلے اور ایسا سحر کیا کہ رعد غفلت مین گر کر گنگ
ہوگیا اُنھون نے گرفتار کر لیا اور مشکین باندھ کر لے چلے کہ اسکو کسی جنگل مین چل کر مار ڈالین کس
لیے کہ یہان سے قریب اس کی مان برق محشر اُتری ہوئی ہے یہان قتل کرنا اس کا اچھا نہین یہ
سوچکر رعد کو لے کر چلے یہ ساحر تو اسے لیے جاتے ہین لیکن عمرو بارگاہ سے نکلکر صحرا مین آیا اور
دل سے کہتا تھا کہ برق خاطف بھاگ گئی ہے یقین ہے کہ افراسیاب کوئی اور بلا بھیجے گا

اسی فکر مین تھا کہ دو تین ساحرون کو دیکھا کہ ایک نوجوان کو گرفتار کیے لیے جاتے ہین عمرو نے خیال کیا کہ اس
مجرم کو اگر رہا کرو شاید احسان مند ہو کر تمھارا شریک ہو آثار عظمت اسکے چہرے سے ظاہر ہین یقین ہی کہ کوئی
ساحر نامی ہی یہ تصور کر کے ایک درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر دیوجامہ کہ جو سات رنگ دمبدم بدلتا ہی نکال کر
پہنا اور نقوے کے دس سر اپنی صورت کو چھپا کر سر کے اوپر لگاتے اور کئی ہاتھ بنا کر لٹکائے سرون مین کئی
کئی شمع تھے کہ ہر منھ سے زبانین مثل مار سیاہ کے باہر آتی تھین اور وہ روغن اپنے جسم پر ملا کہ یہ معلوم ہوتا
تھا کہ ہر بن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہی جب اس صورت سے تیار ہو چکا سفید مہرہ لیکر بجایا اُس مہرے
کی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہی ساحر جو رعد جادو کو لیے جاتے تھے وہ صدائے مہیب سُنکر بیکل ہوے
اور خوفناک ہو کر دیکھنے لگے کہ سامنے سے عمرو ظاہر ہوا انھون نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب صورت
دس سر والا کہ جسکے جسم سے آگ نکلتی ہی اور جامہ اسکا کبھی سرخ اور کبھی نیلا اور کبھی سیاہ اور گاہے سبز اور
زرد وغیرہ ہوتا ہی ہماری طرف آتا ہی یہ سب بیچارے خوف کے سجدے مین گر پڑے اور عمرو نے پکارا
کہ منم عزرائیل یعنی ملک الموت خداوند تھا وہ ساحر صدا سُنکر تھرتھر کانپنے لگے اور پوچھا کہ آپ کیون
تشریف لائے ہین عمرو نے کہا تم اس گنہگار کو قتل کرنے لیے جاتے ہو مین اسکی روح کھینچنے آیا ہون
اور تمھاری بھی عمر تمام ہو چکی ہی عنقریب تم سب کی بھی روح قبض کرونگا ان ساحرون نے بمنت عرض
کیا کہ اے ملک الموت خداوند کوئی تدبیر ایسی فرمایے کہ ہم ابھی نہ مرین اور کچھ زمانہ تک تو زندہ رہین عمرو
نے کہا کچھ خیرات کرو شاید خداوند کو رحم آئے انھون نے جو کچھ مال اور جواہر اپنے پاس رکھتے تھے وہ
عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ایک سیب نکال کر انھین دیا کہ اسکی ایک ایک قاش کھاؤ عمر بڑھ جائیگی
ان سب نے سیب لیکر کھایا ایک لمحہ مین بیہوشی نے تاثیر کی کہا اے ملک الموت ہمارا جی سنسناتا ہی عمرو
نے کہا عمر بڑھتی ہی رگین کھنچتی ہونگی غرضکہ دم بھر مین وہ سب بیہوش ہوے عمرو نے خنجر لیکر سب کے
سر جدا کیے غلغلہ اور شور برپا ہوا رعد جادو جو بزور سحر گونگا تھا انکے مرنے سے گویا اور شنوا ہوا جب
شعلے آتش کے اور غل و شور بیرون کا دفع ہوا رعد نے عمرو کو گھورنا شروع کیا عمرو نے کہا مین نے
تیری جان بچائی ہی اور تو مجھے گھورتا ہی رعد نے کہا آپکا نام کیا ہی کہا فرشتہ قدرت رعد نے کہا اے
ملک قدرت مجھے ان ساحرون نے غفلت مین گرفتار کر لیا ورنہ مین فرزند برق مغضر کا ہون بزور سحر
زمین مین غرق ہو کر حریف کے برابر نکلتا ہون اور مثل رعد کے اس طرح چیخ مارتا ہون کہ ساحر کا سر
پھٹ جاتا ہی اور جو بڑا زبردست ساحر ہوتا ہی اگر اسکا سر نہین پھٹتا تو بیہوش ہو جاتا ہی مان میری
اوپر سے بجلی کی طرح گرتی ہی اسکو دو ٹکڑے کرتی ہی لہذا ہم دونون کو افراسیاب نے بمقابلہ مہرخ بھیجا

رہو جاؤ سب کا ہم خاتمہ کر دینگے جب عمرو نے یہ ماجرا سنا دل سے تصور کیا کہ خوب ہوا جو تم اسکو مل گئے ورنہ بڑی مصیبت پڑتی اب اسے بھی ہلاک کر دو عمرو کو یہ فکر ہوئی تھی کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور برق محشر اپنے فرزند کو ڈھونڈھتی ہوئی بڑے جوش و خروش سے عنقریب آکر پہونچی کس لیے کہ جب اسنے رعد کو مقام فرودگاہ مین نپایا خیال کیا کہ لشکر حریف قریب ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار اسے مار ڈالے الحاصل جب عمرو نے برق محشر کی آمد دیکھی گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا رعد کو یقین واثق ہوا کہ یہ ملک قدرت خداوند تھا اور ادھر برق محشر اپنے بیٹے کو پہچان کر زمین پر اُتری اور عورت بنکر فرزند کو گلے سے لگایا ساحران کی لاشین پڑی ہوئی دیکھ کر حال پوچھا کہ انھین کس نے ہلاک کیا رعد نے جملہ کیفیت اپنی گرفتاری کی اور آنا ملک قدرت کا بیان کیا اور کہا ابھی ابھی وہ یہان کھڑے تھے آپ کو آتے دیکھ کر چلے گئے برق محشر نے کہا وہ بڑا کم نصیب تھا جو چلا گیا اگر میرے سامنے آتا تو دامن امید اسکا گوہر مقصد سے مالامال کر دیتی رعد نے کہا وہ فرشتہ قدرت ہین اور یکایک کھڑے کھڑے غائب ہو گئے شاید ابھی یہان تشریف رکھتے ہون مین پکارتا ہون یہ کہکر پکارا کہ اگر آپ یہان ہون تو ہمپر کرم فرمائیے امان جان آئی ہین عمرو نے یہ صدا سنکر گلیم اتاری اور ظاہر ہوا برق محشر نے بعجز تمام جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ آپ ہمارے محسن ہین ہمارے لڑکے کو آپ کی وجہ سے خداوند سامری نے دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا چاہیے کہ میرے غریب خانہ پر حضور قدم رنجہ فرمائین جہان مین فروکش ہون وہان چلین جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا آپ کی خدمت کرونگی عمرو نے کہا کیا مضائقہ برق محشر نے کچھ پڑھا کہ ایک تخت جواہر آگین اُڑتا ہوا آیا اسپر عمرو اور رعد کو سوار کیا اور برق محشر اسی طرح بجلی بنکر چمکتی ہوئی ساتھ چلی یہان تک کہ مقام فرودگاہ پر اپنے لائی عمرو باغ پر بہار مین نزاد دیکھا اس جگہ ہر سمت درختہای میوہ دار لگے ہین شجر پھولے پھلے ہین کہ ابیات

زمین کا کرون کیا مین وانکی بیان کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر گئی چار سمت اسکے پانی کی لہر
قرینے سے گرد اسکے سرو سہی کچھ اک دور تھے اس سے سیب و بہی
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن کہین نرگس و گل کہین یاسمن

باغ مین قصر عالیشان بنا ہوا اسمین ہر ایک چیز نایاب زمانہ ہے عمرو کو برق محشر نے مسند پر بٹھایا کشتیان پر از زر و جواہر حاضر کین اور عرض پیرا ہوئی کہ یہ حضور کے لائق نہین ہین لیکن براہ کرم انھین قبول فرمائیے اور سچ تبلائیے کہ آپکا نام کیا ہے عمرو نے کہا تبلا چکا ہون کہ میرا نام فرشتہ قدرت ہے پھر پوچھنا

بیکار ہو یہ سنکر برق محشر نے صندوقچہ اپنا منگاکر ورق جمشیدی نکالے اور اُن مین دیکھا کہ یہ شخص فرشتہ قدرت
ہی یا کوئی اور ہی اُن اوراق مین نکلا کہ یہ عمرو عیار ہی مہرخ کا طرفدار ہی اسنے تیرے بیٹے کی جان بچانے کو
یہ صورت بنائی ہی کچھہ دیکر اُسے رخصت کر دے ورنہ تجھہ فتور کریگا اور اگر بن پڑے تو مار ڈال کہ یہ بڑا مکار
ہی یہ حال دیکھکر برق محشر نے بنگاہ غضب عمرو کی جانب دیکھا عمرو نے کہا اب تیری بھی شامت آئی
ہی جو تو گھورتی ہی مین نے تیرے ساتھہ کیا برائی کی ہی مثل مشہور ہی نیکی برباد گنہ لازم برق محشر نے
جواب دیا کہ مصرعہ جنکو سمجھے تھے سجادہ ہلاکو نکلے ؂ تیرا نام عمرو ہی خوب اسوقت بمقتضائے ع عیار
دھوکا دے رہے ہین مجکو بازیگر کھلا ؂ مجھے فریب مین تو نے لیا ای دشمن شہنشاہ اب کہہ تیرا کیا حال
کرون عمرو نے کہا دیوانی ہی یہ کہکر بچکی اس وقت اب جو تجھہ سے ہو سکے قصور نہ کوتاہی کر برق محشر
نے کہا تو نے مجھپر احسان کیا ہی کیا تیرے ساتھہ بدی کرون مجھسے یہ زر و جواہر جو تیرے سامنے رکھا ہی لے
اور چلا جا عمرو نے کہا چلے نہ جائینگے تو کیا تیرے یہان رہنے آئے ہین یہان تو عمرو سے باتین ہو رہی تھین
لیکن ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ برق محشر پر کیا گذری کتاب مین نکلا کہ برق محشر نے
عمرو کو اپنے مقام پر لاکر مسند پر بٹھایا ہی زر و گوہر پیش کش کیا ہی باتین کر رہی ہی یہ معلوم کرتے ہی آگ
ہوگیا اور مخمور سرخ چشم اسکی معشوقہ بہن خمار کی بہ ناز و ادا پاس بیٹھی تھی واضح ہو کہ خمار اور مخمور شل بہا
کے معشوقہ افراسیاب ہین لیکن ان دونون نے بھی بخوف ملکہ حیرت کے وصل منظور نہین کیا ہی اور
ساحرہ بے بدل ہین غرضکہ مخمور سے افراسیاب نے غصہ مین حکم دیا کہ ملکہ برق محشر قریب لشکر مہرخ
ایک باغ مین عمرو کو لیے بیٹھی ہی تم جاکر عمرو کو گرفتار کر لاؤ اور اگر برق محشر کچھہ بولے تو اُسے بھی سزا دینا مخمور
یہ حکم پاکر سحر کرکے اُڑی اور بعجلت تمام برق محشر کے پاس پہونچی اُسنے بڑی تعظیم تواضع کرکے اُسے بٹھایا
لیکن مخمور نے ڈانٹا کہ ای برق محشر دشمن کو تمنے لاکر مقام عزت پر بٹھایا ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہی خیریت
اسیمین ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لے جانے دو رفع شر کرو ورنہ آفت آئیگی جان پر بن جائیگی برق محشر
نے کہا ای بہن عمرو نے میرے لڑکے کی جان بچائی ہی یہ میرے دین و ایمان سے بعید ہی کہ اسے اسوقت
کسی آفت مین مبتلا کرون مخمور نے کہا بی بیٹھی رہو افراسیاب کو دیکھو اسوقت دھرم دین سب طاق
پر رکھو کیون ناحق اپنے تئین برباد کروگی اور تم اگر اسکی نسبت جان بھی کھو دو مگر مین حکم عدولی شہنشاہ
کی نکرونگی اس موے کو گرفتار کرکے لے جاؤنگی اسوقت کہ برق محشر اور مخمور سے تکرار ہو رہی تھی عمرو نے
قابو پاکر اُسی شیشے سے جو کہ ہوشیار سے پایا تھا پانی لیکر ایک چھینٹا مخمور کے مُنھہ پر مارا کہ یہ بیہوش
ہوکر گری اور عمرو خنجر کھینچکر دوڑا مگر فی الفور ایک پنجہ پیدا ہوا اور مخمور کو اٹھا لے گیا برق محشر نے کہا

ای عمرو اب تم جلد یہان سے چلے جاؤ ورنہ مین بھی طلسم مین کہین جا کر چھپونگی افراسیاب اب دشمن ہو گیا جہان پائے گا مجھے مار ڈالیگا تم نے غضب کیا جو مخمور پر دست اندازی کی عمرو نے کہا اے برق محشر مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ؞ اور کہین کیون جا کر پوشیدہ ہو میرے ساتھ لشکر مہرخ مین چلو اور با آرام تمام بسر کرو تمنے آج تک دیکھا جو کہ ہمارے شریک ہوے بفضلہ تعالی زندہ اور سالم آبرو کے ساتھ موجود ہین اور انشاء اللہ چند روز مین طلسم فتح ہوگا ہمارے شریک جو ہین پھر اُنکے مراتب پیش صاحبقران دیکھنا اور بالغرض تمھارے نزدیک ہم لوگ افراسیاب سے مغلوب بھی ہوئین گے جب بھی یہ تصور کر لو کہ جو تمھارا حال ہوگا وہی ہمارا حال ہوگا مرگ انبوہ جشنی دارد آگے تم جانو جو میرے نزدیک بہتر تھا وہ تبلا دیا برق محشر نے کہا خواجہ سچ کہتے ہو چلو ہم تمھارے شریک ہوے بھاگنے اور چھپنے سے یہی بہتر ہو کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دین اور حوصلہ دل کا نکال لین خیر بسم اللہ یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی لشکر کو حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجے بموجب حکم طبل سفر بجا خیمہ ڈیرا لدا برق محشر تخت پر سوار ہوئی عمرو کو برابر بٹھالیا اور رعد کو ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ بڑے کروفر سے چلی لیکن یہان مخمور جب ہوشیار ہوئی اُسنے عرض کیا کہ مین برق محشر سے عتاب و خطاب کر رہی تھی کہ عمرو نے چھینٹا پانی کا ملا مین بیہوش ہو گئی افراسیاب نے یہ ماجرا سُنکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ شیشہ آب سحر سے اسے بھی عمرو نے بیہوش کیا تھا اور اب برق محشر شریک اُسکی ہو کر طرف لشکر مہرخ کے گئی یہ معلوم کر کے دستک دی ایک پتلا پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ برق لامع کو بلا لا پتلے نے جا کر اُسکو خبر دی برق لامع جب حاضر ہوئی افراسیاب نے حکم دیا کہ تم جاؤ لشکر مہرخ کی طرف برق محشر جاتی ہو اسکو گرفتار کرو برق لامع بڑے تزک و احتشام سے ایک لاکھ ساحر اپنے ملازم ہمراہ لیکر چمکتی ہوئی روانہ ہوئی اور اُسنے راہ مین اسنے خیال کیا کہ برق محشر لشکر مہرخ مین تو جا آتی ہی پھر اُسنے راہ مین روکنا بیکار ہو اسکو وہین مع اُسکے رفیقون کے گرفتار کرو اُس مین دوہری محنت بھی نہ پڑیگی اور ناموری بھی زیادہ ہی یہ سوچکر اُسی سمت چلی اور بعجلت تمام راہ طے کر کے قریب لشکر حیرت پہونچی حیرت نے استقبال کیا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اترا برق لامع بارگاہ مین دن بھر بخوف عیاران بجلی بنی رہی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور مشعل مہر بزم گردون مین گل ہونے لگی اور شمع انجمن افروز ماہ کی روشنی محفل کائنات مین پیدا ہوئی نظم

ہوا دریاے مغرب مین فرو مہر ؞ کہ گرد آلودہ ہو دھونے ذرا چہر
اڑا ایسا غبار لشکر زنگ ؞ کر تمھارخ جہان کیبے کا ہمرنگ

برق لامع بارگاہ مین ظاہر ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ نجے بموجب حکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تہلکہ لشکر مین پڑگیا طائران سحر نے جاکر مہرخ سے عرض حال کیا یہان بھی نفیر سحر بجی اب تیاری اسباب جدال و قتال دونون لشکرون مین شروع ہوئی کہ نظم

جو تھے اُس جا پہ شاہان ایالت لگے کرنے وہ تدبیر شجاعت
کیے تیار وہ ہر اک نے نارنج کہ پہونچے اُس سے دشمن کو بہت رنج
ہر اک تھے اپنے فن مین ایسے کامل کہ سحر ساحری کرتے تھے باطل
معاذ اللہ جو وہ ہوئین غضبناک نظر آئین فلک بھی اک کف خاک

چار پہر رات تک یہی ہنگامہ برپا رہا جبونت کہ دارالامارۂ مشرق سے شاہ زرین کلاہ نے برآمد ہوکر سریر سپہر پہ کر و فر تمام جلوس فرمایا اور دارائے ظلمت سامنے سے رو بفرار لایا کہ نظم

اُٹھی محفل سے آخر شمع نمناک گریبان سحر آیا نظر چاک
فلک پر شاہ خاور کا عمل تھا روان لشکر پے جنگ و جدل تھا

برق لامع ابر سحر مین چمکتی ہوئی ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے اور حیرت جگر زنگار مین سوار بجمعیت شایان وارد دشت مصاف ہوئی اس طرف مہرخ اور بہار وغیرہ فوج لیکر آئین ہر طرف بوق کی صدا سے گوش فلک کر تھا ساحرون کے غول چلے آتے تھے ایک ہنگامہ شور و شر تھا اول ابر سحر برسا کر بجلیان گرا کر صحرا کو پاک و صاف کیا پھر نقیبون نے نکل کر بہادرون کا حوصلہ بڑھایا نظم

شجاعو چلو لڑنے والو بڑھو زمانے مین کچھ نام پیدا کرو
نہ دارا ہے باقی نہ کاؤس ہے نہ گودرز و بیژن نہ یان طوس ہے
نہ شنکل نہ برزو نہ شنگاوہ ہے فریدون کہان ہے کہان کاوہ ہے
جہان مین شجاعت سے ہے نام نیک وہی زندہ ہے جس سے ہو کام نیک

ہان اے نامدار و آج اس میدان سے سُرخ رو ہوکر پھرنا باپ دادا کے نام کی شرم رکھنا جب نقیب کنارے ہوے برق لامع میدان مین آکر تڑپنے لگی اور جو ساحر مہرخ کی طرف سے نکلا برق لامع چمک کر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اور پھر پردے ہوا بجلی کی طرح تڑپنے لگی سب کی نظر خیرہ تھی کچھ چمک کے سوا دکھائی نہ دیتا تھا آخر برا بند ہوا اب کوئی مقابل ہونے کو نہ گیا اُسوقت برق لامع صف لشکر پر آگری ہزارہا کو جلایا اور ہلاک کیا ساحران نامی رد سحر پڑھنے لگے اور ساری فوج مین بھگدڑ پڑ گئی اُسوقت مہرخ نے تاج اُتار کر بدرگاہ کبریا محتاج ہوکر استغاثہ کیا کہ نظم

یا فاطمہؓ بنت مصطفےٰ مدد دے	دے مطہر ذاتِ کبریا مدد دے
بر قصدِ ہلاکم ست این گروہ فوج	ای زوجۂ ضیغمِ خدا مدد دے

تیر دعا ہدفِ اجابت پر پہونچا یکایک ابر صحرا سے نمودار ہوا اور اس ابر مین نشان لشکر کا پرچم اڑتا ہوا نظر آیا ہزارہا ساحر اژدہون پر سوار اور تخت پر برق محشر مع عمرو کے بڑی رونق سے آئی نظم

ظفر پیکر جو لشکر کا نشان تھا	وہی پشت و پناہِ موسنان تھا
سر دامن سے وابستہ ظفر تھی	چمک سے اُسکے خیرہ ہر نظر تھی
پئے دشمن ہوا ہی تیر خامہ	لکھون اُس کو مین سطرِ فتح نامہ
ہر اک سو جنگ دیدہ مردم فوج	رواں تھے دشت مین ہر سو سے جون موج

خلاصہ کلام لشکر برق محشر نے ایک طرف پرا جمایا اور برق محشر نعرہ کر کے بجلی بنکر لشکر برق لامع کے جا گری ہزارون کو اُسنے بیجان کیا یہ ماجرا دیکھکر برق لامع حریف پر گرنا موقوف کر کے پھری اور برق محشر سے جا کر لپٹ گئی اب تو دو بجلیان برروے ہوا پیچ و تاب کھاتی نظر آتی تھین اور سوا برق کی تڑپ کے میدان مین کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہر بار صدا یا سامری اور جمشید کی ساحر سناتے تھے باجے بجاتے تھے علم ہاے لشکر بلند ہوتے تھے ڈنکے پر چوب پڑتی تھی وہ غلغلہ برپا تھا کہ شور محشر بھی ایسا ہی ہوگا رعد جادو تخت پر سے کود کر زمین مین نہ در بحر غرق ہوا اور برق محشر گتھی ہوئی برق لامع سے زمین پر گری اب دونون بجلیان زمین پر لوٹنے لگین اُسوقت زمین شق ہوئی اور رعد جادو نے سر نکالا جہان برق لامع لوٹ رہی تھی وہین پر رعد نکلا اور اس طرح کی چیخ ماری کہ جیسے ہزار دہ ہزار بجلیان ایک بار گرین برق لامع ازبسکہ ساحرہ زبردست تھی نہین تو سر پھٹ جاتا لیکن بیہوش ہوگئی اور برق محشر چمک کر اُڑ گئی وہان سے کڑکڑا کر اور تڑپ کر چاہتی ہی کہ برق لامع پر گرے لیکن اسکو بھی ایک پنجہ اُٹھا لے گیا اسکے لشکر سے رعد نے نکل کے پھر چیخ ماری کہ بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور بہت سے بیہوش ہوے اُسوقت برق محشر چمک کر گرنے لگی جسپر گری دو ٹکڑے ہوا فوج برق لامع کی پسپا ہوئی یہ ماجرا دیکھکر حیرت نے فوج کے سردارون کو حکم دیا کہ روکو اُسکو اُدھر مہرخ آگے بڑھی لشکر حیرت اور مہرخ آپس مین مل گئے سحر چلنے لگا لیکن رعد دمبدم زمین سے نکل کر چیختا تھا اور برق محشر گر رہی تھی ایک تہلکہ عظیم برپا ہوا تھا نارنج اور ترنج جاتا تھا کسی طرف سے بہار نے عالم بہار ظاہر کر کے ساحرون کو دیوانہ بنایا تھا کسی سمت سرخ مو نے کاکل کھولکر ہزارہا ستارہ گرایا تھا کہین نافرمان نے آفت برپا کی تھی کسی جا شکیل نے لاش پر لاش گرائی تھی کہ نظم

وہ برق شعلہ افگن جب گری تھی
صفائی فوج دشمن کی ہوئی تھی

ہوئی تھی بحر خون مین غرق وہ فوج
ہراک تلوار کی تھی خون فشان موج

کرسے کھینچ کر ہراک نے شمشیر
اٹھایا جسنے سر مارا اسے تیر

خم شمشیر محراب دعا تھا
جھکائے سر کو ہر سرکش کھڑا تھا

رگ دپے مین دم خنجر روان تھا
بنا دستہ عدو کا استخوان تھا

حیرت نے یہ آفت دیکھکر طبل امان بجوا دیا اور آپ آسمان کی طرف اڑ گئی وہان سے سحر کیا کہ دریائے آتش جوش مار کر آیا آسمان کی سمت سے آگ برسنے لگی مہرخ نے بھی طبل آسائش بجوایا حیرت نے دریا کو ٹھنڈا کیا اور لشکر لیکر پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی برق محشر اور رعد جادو نے آکر نذر دی سب سے ملے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور رعد کو اپنے گلے سے نو لاکھ روپے کی قیمت کا ہار اُتار کر پہنایا عہدۂ افسری دیا جشن کرنے کی تیاری ہوئی اُن دونون کی دعوت کی ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا اب یہان تو یہ ہنگامہ عیش ونشاط ہے لیکن بموجب بیت سمند قلم کی مین پھیرون عنان ✤ حسینہ کی آگے لکھون داستان ✤ لشکر لقا مین علمشاہ مسحور ہو کر آئے ہین عاشق حسینہ جادو کے ہین اور بمشورۂ بختیارک حسینہ نے حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیا تھا غرضکہ ایک روز جب ضیا بخش عالم یعنے نیر اعظم رونق افروز کاشانۂ مغرب ہوا اور وزیر نور آگین نے اُسکے یعنے نیر اصغر نے مملکت سپہر کا انتظام کیا کہ نظم

شام تیرہ ہوئی جو مشک فشان
نور ظلمت مین ہو گیا پنہان

رات جنگل مین بولتی سن سن
کھڑے ہوتے تھے جس سے موے بدن

ہوش رستم کے بھی کرین پرواز
ہر طرف سائین سائین کی آواز

لشکر مین لقا کے بنام علمشاہ طبل رزم پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر بسمع ہمایون شاہ نصفت نشان بادشاہ لشکر اسلام مین پہونچائی شہنشاہ سعد بن قباد نے نقارہ رزمی بجوایا دلاور اور بہادر دلیران جنگ سر کرنے لگے سلح خانے کھل گئے ہتھیار پسند کر کے نکالے ہر ایک نے زیب تن فرمائے مرکب کے زین ولجام کو درست کیا چار پہر رات یہی شغلہ رہا جسوقت کہ سکہ مہر دار العیار مشرق سے نکلکر بازار فلک مین آیا اور دینار قمر کا چلن مٹا کر رواج پذیر ہوا کہ نظم۔

جس گھڑی آفتاب گردون گرد
ہو گیا طالب ستیز و نبرد

دیکھ یہ حال لشکر انجم
ہو گیا صحن آسمان پر گم

شاہ اسلام بہت سویرے عیش محل سے برآمد ہوے سردارون کا مجرا و سلام ہوا حضرت جمجاہ مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکر تخت پر تاج کو رکھکر کوتل ہمراہ لیکر مع تمامی لشکر کے وارد میدان قتال ہوے اس جانب کو لقا مع علمشاہ اور حسینہ کے مثل بلا کے نازل ہوا تخت لقا کے برابر مرکب پری پیکر پر علمشاہ سوار تھے انکے پس پشت کل سالار سردار تھے حسینہ پری حسینہ وجمیلہ بنکر آئی تھی سحر سے صورت زیبا بنائی تھی الحاصل میدان کو درست کیا پست کو ہموار بنایا بلند کو کھود ڈالا پھر صفوف آرائی شروع ہوئی کہ ابیات

کی نقیبون نے جب صف آرائی	بھولا رفتار چرخ مینائی
طبل ونقارہ تھے بلند آواز	طائر شور بوق در پرواز
یمنہ میسرہ ہوا تیار	قلب لشکر مین تھے کھڑے سردار
دونون لشکر ہوے قریب قریب	یہ صدا دی اجل نے ہوکے نقیب
وقت جنگ است جنگ باید کرد	کوشش نام وننگ باید کرد

بعد صفوف آرائی جدال وقتال علمشاہ نے لقا سے اجازت حرب لیکر گھوڑا اٹھایا اور میدان نبردین پہونچکر دلاوران اسلام کو للکارا کہ تم مین سے جسے حوصلہ میری ہم نبردی کا ہو وہ آکر مقابلہ کرے لشکر اسلام سب اس نہیب سے رونے لگا اور کہا ہم اپنے شہزادے کو قتل کرنے نہ جائینگے اُس وقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم ملک ہندوستان رکن رکین لشکر اسلام دل وجان صاحبقران جانشین امیر یعنے لندھور بن سعدان نے ہاتھی اپنا آگے بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لی کہ مین جاکر شہزادے کو سمجھاتا ہون اور سامنے آیا علمشاہ نے کہا ای ہندی یعنی خورکم قد بے تو مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہے اچھا کیا ہنر جنگ یاد رکھتا ہے لاحرب لندھور نے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذوی الاقتدار میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کرون آپ آقازادے مین ملازم لیکن حضور نے ایک عورت شفتل قحبہ بازاری ساحرہ اور فاحشہ کے لیے لشکر سے اپنے باپ کے رہنا اختیار کیا ہے افسوس ہم کو آپ کو پاس نہ آیا شاہ سے بھی انحراف کیا علمشاہ نے یہ باتین سنکر غضبناک ہوکر للکارا کہ ای ہندی تو نے اپنی ملکہ اور افسرہ یعنے میری ناموس محترمہ کو گالیان دین رہ تو سہی مین تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر ایک تیغہ بر سر لندھور مارا اسنے بنا جاری ہاتھ کی تھپکی دی کہ تیغہ بیٹ ہوا اُس وقت بند دست پر ہاتھ ڈال دیا علمشاہ نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشمکش کے زور جو ہوے مرکب گھٹنون کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون کود پڑے اور دامن گردان آستینین چڑھاکر باہم لپٹے کشتی شروع ہوئی

یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو زندہ پیل یا اہرمن مست سر ٹکرا رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر حسینہ جادو نے سحر کیا کہ زور و طاقت لندھور کی جاتی رہی جیسے معلوم ہوا کہ ہاتھ پانون کا دم نکل گیا اُسوقت علمشاہ نے چارون شانے چت کر دیا اور مشکین باندہ کے لشکریان لقا کے سپرد کیا یہان لشکر اسلام کے جہان سردار قید ہین وہین لندھور کو بھی قید کیا اور امیر کو عیار پہلے ہی گرفتار کر کے غار مین بند کر آیا ہی علمشاہ کو رد کتا کون یہ تیغہ پکڑ کے صف لشکر ازبر آگرے جو سردار کہ قید سے بچے ہین ناچار وہ لڑنے لگے اور بادشاہ اسلام نے بھی گھوڑا اُٹھایا اور لقا کا لشکر بھی چلا شاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم
بمن میر سد بازوے بہمنی

بہار گلستان کاؤس و جم
کر اسفندیارم برویئن تنی

دو دریاے لشکر آپس مین ملکر شمشیر زنی کرنے لگے اسلحے کی چقا چاق اور شور ہاے ہو بلند ہوا نظم

ہو گیا گرم عرصہ گاہ نبرد
گرم میدان رستخیز ہوا
بہ دم تیغ و خنجر بران
تھے سعید اور بھی سعید ہوے
پر ادھر بھی بہت سے نار پرست
دم تیغ یلان تھا شعلہ فروز

مرد آیا مقابل ہر مرد
محو تھے یک دگر دم پیکار
تھے یلان ہر طرف بخون غلطان
کر کے جام شہادت اک اک نوش
گئے پایئن نار دست بدست
ہوا ذی حوصلون کا حوصلہ تنگ

آہن تیغ شعلہ ریز ہوا
کیا مقابل ہوئی تھی جنت و نار
بہت انصار دین شہید ہوے
ہوا حور ون سے جا کے ہم آغوش
صبح سے لے کے تا بہ نیمہ روز
رستمون مین رہی نہ طاقت جنگ

علمشاہ کی رعایت سرداران اسلام کرتے ہین یعنے آپ زخم نہین لگاتے ہین اور اُنھون نے ہر ایک کو زخمی کیا ہی اور لشکریون کو جان سے مارا ہی بادشاہ اسلام بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے آخر لشکر نے شکست کھائی اور لوگ بادشاہ کو ہوادار پر ڈال کر بھاگے عیاران لشکر نے جانبازی کر کے ناموس صاحبقرانی کو سوار کر لیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور سب سردار بادشاہ کو لیکر دامن کوہستان اور شعاب جبال مین متواری ہوے خیمے ڈیرے بارگاہ وغیرہ سب چھوٹ گئی علمشاہ نے آکر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا اور جب کسی کو اپنا ہم نبرد نپایا بارگاہ اُکھڑوا کر طبل بازگشت بجوا کر پھرے اور کہا کل مین کوہ پر جہان لشکر اسلام پناہ گزین ہی حملہ کرونگا اور ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا الغرض لقا زرنثار کرتا ہوا سر پر علمشاہ کے پھر کر داخل بارگاہ ہوا لشکر نے کمر کھولی جشن ہونے لگا علمشاہ نے کہا مین بارگاہ سلیمانی لے آیا ہون میرا عقد حسینہ سے ہو جائے عنقریب سر حمزہ بھی لاؤنگا اور ادھر حسینہ بھی بہر وصل شہزادہ بیقرار تھی اسنے بھی بے اختیار گت سے کہا کہ اب تامل نہ کرو نکاح

پیلگرد و بختیارک نے کہا اے ملکہ تم نے جلدی کر کے کام بگاڑا اخیر آج تیاری کرو تاکہ عقد ہو جائے
اور اُسکے وصل سے تم مسرور ہو یہ سنکر حسینہ باغ مین آئی حکم آرایش و زیبایش اپنے ملازمون
کو دیا انھون نے پانی نہرون کا چھلکایا درختون کی سر تراشی کی بارہ دری کو آراستہ کیا سامان
نشاط مہیا کر دیا کہ ابیات

کی وہ سب جا منقش و رنگین — خوب کی فرش سے وہان تزئین
ہمہ دیباے روم اور حریر — مخمل و پرنیان بر دیے سریر
وہان گلدستون سے کہین تھی بہار — کہین آئینہ رونق دیوار
سارے کمرون مین تھلون کا بخور — اور چراغان کا ہر طرف کو وفور
بیدہ و مشک و گلاب سب موجود — اور جلایا تھا شعلون مین عود
پھر دُلھن کا بھی سب جلوس کیا — رونق حجلۂ عروس کیا
پھر تو اُس جا عروس ماہ لقا — ہوئی خلوت مین آ سراپا آرا

اور بارگاہ سلیمانی مین واسطے علمشاہ کے بزم نشاط کو ترتیب دیا طائفے حاضر ہوے نظم

بارگہ تھی وہان جو عالیشان — کیا بزم نشاط کا سامان
تخت نوشاہ کو کیا برپا — تھے نصب جس مین لعل بیش بہا
پہلوے تخت کے یمین و یسار — چار سو کرسی مرصع کار
بیٹھے اُن کرسیون پہ غیرت بدر — شاہ و شہزادگان عالی قدر
تھے مغنی لیے سب اپنا ساز — اک طرف مطربان خوش آواز
نغمۂ دلفریب ہوتے تھے — مرد و زن نا شکیب ہوتے تھے

علمشاہ خلعت فاخرہ پہن کر سہرا باندھ کر دولھا بنے ہوے تخت پر جلوہ گر تھے جام مے ارغوانی کا دور
چلتا تھا ہنگامہ نشاط گرم تھا انکو تو اس مزے مین چھوڑیے لیکن لشکر امیر کا ذکر سنیے کہ بادشاہ
حالت زخمداری مین پہاڑ پر بیہوش پڑے ہین اور گرد اُمرایان سلطنت سب کے سب زخمی ہین
جب بادشاہ کو ہوش آتا ہے فرماتے ہین کہ مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر باندھ کر لشکر حریف مین جانے دو کہ
اس بے عزتی سے لڑنا اور جان دینا بہتر ہے اس کلام سے شاہ کے گریہ ناموس امیر مین بلند ہوتا
ہے لیکن جب آنکھ بادشاہ کی دوبارہ غش سے کھلی فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے لشکر اسلام پر یہ
آفت ہے برائے نام سبھی عیار جمع ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ کلمہ بر طرز مہتر برق مہتر جالاک

بن عمرو کو سنکر برا معلوم ہوا اور دل سے مشورہ کیا کہ یا تو چل کر اپنی جان دیدے یا اس قحبہ حسینہ کو مار ڈالے
یہ سوچکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور جب لشکر لقا مین پہونچا دھوم علمشاہ کی شادی کی
دیکھی خدمتگار کی صورت بنکر ایک شخص سے پوچھا کس کی شادی ہی اُسنے سب ماجرا حسینہ کے عقد کا
بیان کیا اور کہا حسینہ باغ سے بیاہ کے آئیگی چالاک باغ کا پتا پوچھکر چلا اور قریب باغ پہونچکر صورت
اپنی ایک ساحر کی بنائی گھوے چندن کے تمام جسم پر لگائے بال فتیلہ بٹ کر جٹائین خاک آلودہ کرکے
لٹکائین سامری وجمشید کی تصویرین کہنی تک باندھین تیمبری دھوتی باندھکر ایک تختی ماتھے پر ہیرے
کی اس طرح سے جڑی کہ معلوم ہوتا تھا گویا ماتھا ہیرے کا ہی اور اس تختی پر کندہ کیا ہی کہ مصاحب خاص
افراسیاب جادو ہاتھون مین ترسول اور منقل آتشین لیکر اندر باغ کے آیا جسنے پوچھا کہ آپ کون ہین کہا
افراسیاب کے پاس سے آیا ہون لوگون نے بڑھ کر حسینہ سے خبر کی یہ حجلۂ عروسی سے باہر نکل آئی اور
استقبال کیا اندر بارہ دری کے لائی کہا تشریف رکھیے چالاک نے کہا ہمین بیٹھنے کا حکم نہین یہ نامہ تمھین
شہنشاہ نے دیا ہی اسکا جواب لکھ دو یہ کہکر ایک نامہ نکال کر دیا حسینہ نے پڑھا لکھا تھا کہ مرحبا کیا کہنا ای
حسینہ تم نے بڑا کام کیا کہ لشکر حمزہ کو برباد کیا ہم باغ سامری مین سیر کو گئے تھے وہان سے میوہ تھوڑا
لائے تھے سب اپنے ملازمون کو تقسیم کیا تمھین تھوڑا سا مکار جادو کے ہاتھ بھیجا ہی اس میوے کے
کھانے سے عمر بڑھتی ہی کس لیے کہ باغ سامری مین بڑی بڑی کرامت ہی تمھین چاہیے کہ اس میوے
کو ہمارے سر کی قسم جسوقت پہونچے اُسی وقت کھانا اور اُن لوگون کو جو تمھارے مصاحب خاص
ہون میوے کھاتے وقت رکھ لینا باقی اور کو ہٹا دینا مبادا ایسا نہو کہ کوئی ناپاک ہو اور اُسکا
پرچھاوان پڑ جائے اور بے ادبی ہو اب تم لڑائی بہت جلد فتح کرکے یہان آؤ تو ملک ومال اور
زیادہ عطا کیا جائے نامہ تمام والسلام یہ مضمون حسینہ پڑھکر شاد ہوئی اور سب کنیزون سے کہا تم باغ
کے باہر جاکر ٹھہرو اور چند انیسون کو اپنے پاس رکھ لیا لیکن اسنے یہی کہہ دیا کہ اگر نجس ہو تو یہان نہ ٹھہرو
بعد اس انتظام کے کہا ای مکار جادو لایے میوہ دیجیے چالاک نے کمر سے اپنی میوہ بہت سا
نہایت خوش رنگ وآبدار تر وتازہ نکالا اور طشتین منگاکر اسمین چنا پہلے آپ ڈنڈوت کی پھر حسینہ
کو دیا اسنے بھی سر پر رکھا اور کہا کیا پرورش شہنشاہ کی ہی مگر ہر حال مین اپنی کنیزون کا خیال رکھتے
ہین اور چونکہ اپنے سر کی قسم نامہ مین شہنشاہ نے لکھی ہے کہ ابھی میوہ کھانا لہذا ای مکار مین تمھارے
سامنے کھاتی ہون تم شہنشاہ سے عرض کر دینا یہ کہکر وہ میوہ کہ آغشتہ بیہوشی تھا آپ بھی کھایا
اور انیسون کو بھی کھلایا کھاتے ہی بیہوش سب ہوئین اور چالاک نے سب کے سر کاٹ ڈالے

حسینہ کو بھی ذبح کیا انکے مرتے ہی شور و غل برپا ہوا تاریکی چھاگئی ساحرنیان اور ساحر باغ کے باہر سے دوڑے لیکن چالاک نے اسی تاریکی مین حرز ہیکل امیر کی گلے سے حسینہ کے اُتارلی اور دیوار باغ پھاند کر روانہ ہوگیا اور ساحر بھی گھبرا کر بھاگے ہنگامہ بپا ہوا اب کیفیت سُنیئے کہ بارگاہ سلیمانی مین علمشاہ جو دولھا بنے بیٹھے تھے حسینہ کے مرنے سے سحر اینر سے اُتر گیا اور لمحہ بھر بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی دیکھا مین دربار لقا مین بیٹھا ہون اور وضع میری زمرد پرستون کے مانند ہی یہ دیکھ کر انھون نے اہل دربار سے پوچھا کہ مین کس حال مین ہون انھون نے کہا آپ کی شادی ہی اور آپ نے خداوند کو سجدہ کیا ہی سارا حال عشق اور لڑنا انکا از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا علمشاہ غضبناک ہو کر اُٹھا کہ افسوس اس کافر نے مجھ ایسے مجاہد سے لشکر اسلام کو قتل کرایا اور اپنے تئین پرستش کرایا پس شمشیر کھینچکر نعرہ کیا کہ نظم

علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرد و تن افگندہ شور
من آنم کہ نامم زہر انجمن
نخوانند جز رستم پیلتن

بارگاہ لقا مین تیغ زنی شروع ہوئی غلغلہ جو ہوا سرداران امیر ایک خیمہ مین مقید تھے اینر سے بھی سحر بوجہ مرنے حسینہ کے اُتر گیا تھا نعرہ علمشاہ سنکر لندھور اور ہاشم تیغ زن وغیرہ قید آہن توڑ کر ہتکڑی بیڑی پکڑ کے نکلے اور دربانون کو مار کر اسلحہ لیکر بارگاہ کی طرف دوڑے علمشاہ بھی لڑتے ہوئے باہر آئے تھے لشکر لقا جو باہر اُترا ہوا تھا اسپر گرے فوج جلدی کمر بندی کرنے لگی لیکن انھون نے ہزارون کو دم بھر مین قتل کیا ایک تہلکہ پڑگیا اس عرصہ مین چالاک نے جاکر پہاڑ پر لشکر اسلام کو اس حال کی اطلاع دی جو سردار کہ بہت زخمی نہ تھے وہ فوج تیار کر کے اُترے راوی کہتا ہی کہ امیر حمزہ کو عیار جو غار مین بند کر آیا تھا بعد ایک روز کے وہ ہوشیار ہوئے اور پتھر در غار پر سے ہٹا کر باہر نکلے لیکن راہ بھول کر کوہستان مین پھرا کیے دو روز کے بعد ایک کاہ کش کو صحرا سے اُجرت دیکر ہمراہ لیا اور اسوقت قریب لشکر پہونچے کہ سردار اور علمشاہ فوج سے لقا کی لڑ رہے تھے کہ یہ بھی آکر حملہ آور ہوئے اور اسم اعظم پڑھا کہ سحر ساحران حسینہ کا کچھ اثر نہ کر سکا اور پھر کر تلوار چلنے لگی سر کفل کاسہ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے نظم

ہوئے حمزہ کے گرد با شر و شور
تھا سلیمان پہ اکثر ہجوم مور
ایک تلوار اور دوسرا ہتھیار
پیکر ناریان ہوئے فی النار
بڑھے جبدم مہاجر و انصار
تھام کر تیغ و دشنہ و تلوار

گوش تک چلہ کمان لائے	زرخ بمیدان امتحان لائے
تھا جوان سے جوان تو پیر سے پیر	گرد سے گرد تھا گریبان گیر
کام کرتی جہان تلک کہ نظر	نظر آتے تھے لوٹتے تن و سر
گردن اُن سرکشون کی پست ہوئی	بادۂ خون سے مرگ مست ہوئی
سپرون کا جو ابر چھایا تھا	تیغ نے صاعقہ دکھایا تھا
مومنین زور تیغ بران سے	لے گئے گوئے فتح میدان سے
خوف شیران دین سے اہل ضلال	سب گریزان ہوئے مثال غزال
کافران گلہ گلہ رو بگریز	مومنان بر قفا بہ خنجر تیز

آخر لقا شکست کھا کر قلعہ عقیق کوہ مین چلا گیا اور ساحر طرف طلسم کے بھاگے اور بہت سے مارے گئے امیر نے تمام اسباب حریف کا لوٹ لیا اور بارگاہ سلیمانی لیکر جہان پہلے استادتھی وہین برپا کرائی لشکر آحرابا دارین کھلین پہاڑ پر سے ناموس اور بادشاہ وغیرہ سب داخل لشکر ہوے ہر ایک کی زخم دوزی ہوئی چالاک نے حرز ہیکل امیر کو دی اسے خلعت امیر نے دیا اس طرف بختیارک نے عرضی سلیمان سے پھر لکھوائی کہ ای افراسیاب اب اور کسی کو بہر امداد اپنے خداوند کے روانہ کر دکس لیے کہ حسینہ نے خداوند کی یہ خطا کی کہ وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی لہذا خداوند نے اُسکو غارت کر دیا اب خداوند منتظر ہین جلد تعمیل حکم بجا لا ئیے گھگر سیاہ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا عرضی اٹھا لے گیا لیکن حال طلسم کا سُنیے کہ پنجہ اُٹھا کر برق لامع کو پاس افراسیاب کے باغ سیب مین لایا اُسنے رو بحر کرکے اُسکے ہوشیار کیا اور حقیقت حال زبانی اسکی سُنکر فرط ندامت سے سر دھنا برق لامع کو اُسکے ملک کی سمت رخصت کیا اور چاہا کہ برق چشمک زن کو طلب کرکے بہر مقابلہ مہرخ روانہ کرون اُس وقت ایک ساحر زبردست آفت جادو نام مقرب بارگاہ شاہی سردار ذی احترام حال پر شاہ کے ہنس پڑا افراسیاب رنجیدہ بیٹھا تھا اُسکو بیجا خندہ زن ہوتے دیکھ کر بغضب تمام فرمایا کہ ای بے ادب بجائے افسوس گریہ حال پر اپنے مالک کے ہنستا ہی آفت نے کہا ای بادشاہ مین عمرو اور مہرخ کے اقبال کو دیکھ کر ہنستا ہون کہ کیسے کیسے ملازم اور جان نثار سامری و جمشید کے یادگار اُن لوگون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھاتے ہین اور بھاگ بھاگ آتے ہین حقیقت تو یہ ہی کہ عمرو پر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہوا افراسیاب ان کلمات لاطائل سے آگ ہو گیا اور کہا بد سیر نا لائق دور ہو آج سے دربار مین نہ آنا تو شوکت حریف کی بیان کرکے

میرے اہل دربار کی دل شکنی کرتا ہی جادہ صواب سے خلاف قدم دھرتا ہی آفت ساحر معزز ہی اسکو سخنان
درشت کی تاب نہ آئی اور گویا ہوا کہ اے افراسیاب اسی غرور اور استکبار سے سامری نے تجھ پر یہ بلا نازل
کی ہی کہ بمصداق ع غرور جسنے کیا مورد عتاب ہوا + معلم الملکوت آج تک خراب رہا + ان ذلتون
کو بھی اُٹھا کر تو باز نہین آتا مین سچ کہتا ہون کہ عمرو کو تو قتل نکر سکے گا بلکہ دین بھی اُسکا مجھے سچا معلوم ہوتا ہی افراسیاب
نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی شریک عمرو کا ہی جبھی اُسکی تعریف و طرفداری کرتا ہی خیر اس بدزبانی کا مزا ابھی تجھ کو
چکھاتا ہون دیکھون کہ عمرو کیونکر تجھے بچاتا ہی یہ کہکر اپنے ملازمون کو کہ ہزارون ساحر اُسوقت حاضر
دربار تھے حکم دیا کہ اس گستاخ کو گرفتار کرین ساحر آفت کو قید کرنے اُٹھے اُسنے بھی چاہا کہ سحر کرون
لیکن یہ تنہا تھا وہ بہت تھے کچھ بس نہ چلا اور ساحرون نے فوراً مقید کر لیا افراسیاب نے حکم کیا کہ
دریاے خون رواں کے پار اسے لے جاؤ اور گنبد نور کے سامنے طلسم ظاہر مین جو میدان وسیع ہی
وہان لکڑیون کا انبار کر کے اسے سامنے لشکر مہرخ کے جلا دو کہ وہ بھی اسکا حال خراب دیکھے اور وہان تک
عیار وغیرہ سب آسکتے ہین دیکھون کہ اسکو کیونکر چھڑا لے جاتے ہین آج شب بھر یہ تیرہ روزگار
اُسی میدان مین قید رہے کل صبح کو ما بدولت بھی گنبد نور پر جدھر مہرخ کا لشکر دکھائی دیتا ہی
اس طرف کے کمرے مین آکر بیٹھین گے اور سیر اُسکے جلنے کی اور حسرت کرنا اُسکے مددگارون کا ملاحظہ
کرینگے یہ حکم سُنکر کئی ہزار ساحر آفت کو مقید کر کے بحفاظت تمام لے چلے تمام طلسم باطن مین غلغلہ
پڑ گیا اور آفت کے گھر مین بھی یہ خبر پہونچی زوجہ اسکی ملکہ ہلال سحر افگن جادو کئی سو کنیزان
خوش جمال کے روتی پیٹتی چلی کہ دیدار آخری اپنے شوہر کا دیکھ لون اور جتنے دوست اور ملازم
آفت کے ہین وہ سب گریان و نالان باموے پریشان چاک گریبان روانہ ہوے لیکن خوف
سے شاہ طلسم کے کوئی پاس نہین جاتا ہی بلکہ سب دور دور چلے آتے ہین جس وقت کہ قید اسکی دریا سے
پار اُتری سارے طلسم ظاہر مین غلغلہ پڑ گیا اور طائران سحر نے خبر جا کر حیرت کو پہونچائی یہ بھی سوار
ہوئی کہ اس حال کو چلکر دیکھون سب افسران فوج ساتھ ہوے نقارے طلسمی بجنے لگے منادی
نے ندا کی جو شخص شہنشاہ طلسم سے سرکشی کریگا یہی حال اُسکا بھی ہوگا شدہ شدہ یہ خبر لشکر مہرخ مین
بھی پہونچی مہرخ نے سُنا کہ آفت جادو ہماری محبت مین جلایا جاتا ہی عمرو نے بھی سُنا سب کے
سب بیقرار ہو گئے اور مہرخ نے نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا چاہا کہ جا کر آفت کو چھین لاؤن مگر
عمرو نے کہا اے ملکہ فوج بادشاہ طلسم سے تم مقابلا اگر کر سکتین تو ہم پھر شاہ طلسم کو قتل نہ کر ڈالتے
یہ مصیبت کیون اُٹھاتے بھلا تم کیونکر آفت کو چھین لاؤگی اس سے بہتر ہی کہ سرداران لشکر نبرد پیشہ

کچھ زمین میں غرق ہوجائیں اور کچھ آسمان کی طرف اڑیں اور چھپ کر بر سر موقع ٹھہریں جب میرے
نعرے کی صدا سنیں اور افراسیاب کو بیہوش دیکھیں اسوقت قتل و غارت آغاز کریں اور تھوڑا
لشکر یہاں رہے اور تھوڑا سرداروں کے ساتھ جائے اور کمین گاہ میں بیٹھے اور یہ سب انتظام پردۂ
شب میں تم کرنا اتنا دن جو باقی ہے اسے گذرنے دو ورنہ حال کھل جائے گا لیکن میں ابھی سے جاتا ہوں
اور فکر عیاری کی کرتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار ایک جگہ
جمع ہوئے اُنسے سارا حال کہا سب نے عمرو سے بیان کیا کہ ہم یہ یہ عیاری کرینگے جو عیاریاں کہ
عیاروں نے بیان کیں وہ عمرو نے پسند کیں کہ حال اُنکا آیندہ مذکور ہوگا اور سب عیار چلے عمرو بھی
ایک سمت روانہ ہوا اور اس طرف ساحران غدار آفت کو لیے ہوئے اسی میدان میں پہونچے
حیرت بھی آئی اور ایک طرف ٹھہری اور از بسکہ حکم افراسیاب تھا کہ شب بھر مقید رکھکر انبار ہیزم
لگانا اس وجہ سے جب ماتم کدہ دہر میں عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے لبعد
الم منہ دکھایا کہ نظم

عابد زندہ دار شب مہتاب　　اس مصلاے نیلگون پہ شتاب
رشتۂ کہکشان کو لے بصفا　　دانۂ اختران پرونے لگا
اسکو تسبیح کی تھی اس لیے فکر　　تا کرے اپنے کبریا کا ذکر

آفت کے واسطے چوکی اور پہرا مقرر ہوا ایک طرف حیرت کا خیمہ استادہ ہوا یہ بھی فروکش ہوئی
ایک ساحر تدبیر جادو نام جنگل کٹوا کر ہر سمت سے منگوا کر لکڑیاں انبار کرنے لگا لشکر کا طلایہ ہر طرف
پھرتا تھا اور اس طرف مہرخ نے حسب نصیحت خواجہ نصف فوج کو ہمراہ لیا اور براہ مخفی روانہ ہوئی
اور قریب اُس بیابان کے پہونچکر بسا حر سمت زمین و آسمان جا کر چھپے کمین گاہ میں ٹھہری لیکن
عیار جو مشورہ کر کے چلے تھے ان میں سے برق فرنگی قریب اُس میدان کے جب آیا اُسنے
تدبیر کو لکڑیوں کی تدبیر کرتے دیکھا صورت اپنی ایک ہیزم کش کی ایسی بنائی اور تبر کاندھے پر
رکھکر سامنے تدبیر کے آیا کہا میں ایک درخت کاٹ رہا تھا اُس میں سے شعلہ نکلا اور وہ شعلہ
پری بنکر ناچنے لگا میں بھاگا آپ بھی چلکر دیکھیے تدبیر کو ایک تعجب ہوا اور برق کے ہمراہ چلا
برق اُسکو تنہائی میں لایا اور حباب بیہوشی اسکے منہ پر لگا کر اسے بیہوش کر دیا اور غار میں
کپڑے اُتار کر بند کر کے اُسکی صورت آپ بنکر آیا اور ہر سمت انتظام لکڑیاں جمع کرانے کا کرنے
لگا اب لکڑیوں کو اس طرح انبار کرایا کہ بیچ انبار میں اسکے جوف رکھا ایسا کہ اگر چاہیں تو دو

ین آدمی اس جوف مین آکر جدھر جاہین چلے جائین یہ تو اس کام مین مصروف ہی کہ قران بھی یہان آیا اور لکڑیون کا انبار دیکھ کر ایک جگہ جنگل مین بیٹھ کر نقب کھودنے لگا کہ نیچے لکڑیون کے جاکر نکلون اُسوقت ضرغام اور جانسوز بھی آئے اور بصورت ساحرون کی جاکر لکڑیون کے ڈھیر پر روغن بیہوشی آمیز اور بیہوشی ڈالنے لگے یہ سب تو اپنے اپنے کام مین مصروف ہین لیکن ذکر عمرو کا سنیے کہ یہ جو مشورہ کرکے چلا کنارے کنارے دریاے خون روان کے روانہ ہوا یہان تک کہ قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا گلشن نگارین ہی رشک وہ بہشت برین ہی درخت سرکشیدہ و بلند ہر نہال فیض باغبان ازل سے نہال دار چمند لیکن ہر طرف اوداسی چھائی ہی ہر ایک گل گریبان چاک ہی نہ وہ رعنائی ہی نہ زیبائی ہی نظم

تھی ہمہ لاجورد جو دیوار ۔ اس مین رہتے پڑے ہزار ہزار
تھین جو سقفین منقش و رنگین ۔ ہین ابابیل آشیانہ گزین
گیر دا فاختہ کا پیرا ہن ۔ ہین سرکشیدہ دگور دگوزن
شاخ پر بلبل حزین یکسو ۔ کررہی ہی صدا سے فاعتبروا

عمرو جب اندر باغ کے پہونچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر نظارہ کنان ہوا عجیب معاملہ نظر آیا یعنی ملکہ ہلال سحر افگن زوجہ آفت کی جو غم شوہر مین گھر سے چلی تھی طلسم ظاہر مین یہ باغ اسکی سیرگاہ ہی اس لیے یہان ٹھہری ہی کہ شب بھر رنج و ماتم و نوحہ و شیون کرے اگر صبح کو اپنے شوہر کے پاس جاکر اپنی بھی جان دے لہذا عمرو نے دیکھا کہ کئی سو عورتین سیہ پوش ملکہ کو گھیرے مشغول گریہ و بکا ہین اور بیچ مین وہ غیرت ماہ تابان خسوف الم مین مبتلا اپنے شوہر حزین کو یاد کرکے بلبلاتی ہی اور روتی ہی کہ نظم

بید مجنون کا اک درخت وہان ۔ جسکے سایہ مین عاشقون کو امان
شاخ تھا بنے وہ نازنین کمسن ۔ حسن مین بے نظیر و حسن کے دن
نہ تو دنیا کی کچھ خبر اسکو ۔ نہ تو پرواے یاد سر اسکو
تھی وہ بیزار اپنے جینے سے ۔ کام تھا خون دل کے پینے سے
گاہ جانان کا نام لیتی تھی ۔ گاہ دل تھام تھام لیتی تھی
گاہ بیرون خموش رہتی تھی ۔ گاہ باد صبا سے کہتی تھی
اے صبا ہو گذار گر دان تک ۔ لیجیو زندان مین میرے جانان تک

کیسوں اک نامراد مرتی ہے / نزع مین تجھ کو یاد کرتی ہی
دیکھ کر اس طرح اُسے مایوس / برگ ملتے تھے وان کف افسوس

عمرو نے بین کرتے جو اُسکو سنا سمجھا کہ یہ زوجۂ آفت ہی فوراً گوشہ باغ مین چھپکر صورت اپنی ایک ضعیفہ عورت کی بنائی کہ سر سفید کوزہ پشت لکڑی ہاتھ مین لیے روتی ڈھونی ہاے ای فرزند کہتی ہوئی سامنے اُس نازنین کے پہونچی اور سر سے پاتک بلائین لین گلے لگاکر خوب روئی اور کہا مین آفت کی کھلائی ہون غرض بعد رونے پیٹنے کے کہا ای ملکہ دربانغ تک تم تنہا میرے ساتھ چلو مین ایک تدبیر کو بہر رہائی تمھارے شوہر کے جاتی ہون تم بھی وہ کیفیت سُن لو ہلال سب کو چھوڑکر اکیلی بڑھیا کے ساتھ چلی عمرو نے اُسکو تنہائی مین لاکر حباب بیہوشی مُنھ پر مارا کہ بیہوش ہوگئی بس پیرہن اُسکا لیکر اپنی صورت مثل اُسی کے بنائی اور اسے زنبیل مین رکھ لیا وہان سے جب پھر کر اُسی جگہ آیا کہ وہ کنیزین کھڑی تھین یکایک پکار کر ست اُسوقت کنیزین انیسین جلیسین قدم پر گر کر سمجھانے لگین کہ ای نازک بدن یہ سن وسال تیرا جلنے کے قابل نہین واسطہ سامری وجمشید کا اس برہ کی آگ کو دل سے بجھا ہلال نے جواب دیا کہ ؎

سب جسے عشق کا تیر کاری لگے / اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے

ساری عمر آتش فراق مین جلنے سے یہ بہتر ہی کہ اپنے دلدار کے ساتھ جل کر نائرہ مہاجرت سے ٹھنڈی رہون کہ ؎

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو / جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو

یہ کہکر زار زار روئی اور پکاری کہ دوہرہ

آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل جلجاے / یہ پاپی جیرا نا جلے کہ جیہان آہ سماے

اور کنیزون سے حکم کیا کہ لاؤ اسباب عروسی کہ اس رات کو سامان آخری اور وصال جاودانی کرلین اور ملاقات روحانی کے لیے آراستہ ہولین کنیزین کشتیان لباس وزیور کی سامنے لائین ہلال نے اپنی زلفون کو سنوار کر اور بالون کو بکھیر کر پشت پر ڈالا ہر بال مین موتی پردیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا بقول کسی شاعر ہندی بیت

چھپکے چھپ چھار بالون سو رنگھ دار پھولن کی وار دو سوتن بجارے ہین
مین منہار کدھون ناگن کے ناگ کدھون تار کستول کی سو مین سنوارے ہین

اگا جر سون کارے اندھیارے سون اندھیارے پریم پیت اور ڈارے سدا سون بھارے ہین

لانبے لہکارے گوری پیٹھ اور ڈارے سونے کی دیوالا و برجولی کے پنارے ہین

اور مسی کی دھڑی اور پان کا لاکھا اس طرح جمایا کہ دل اہل کا دھڑی دھڑی کرکے لوٹ لیا بلکہ لاکھے نے جان عشاق پر کرودر اکیا کہ کبت

کبگناث کہا کہیے ایما یا ہی گن راجت اور بسی کی

جاؤن سے درسی سکھیان سو کان بھی بس تیری سنکھیا کی

چندر کے آنن ہین تل راجت ایسی براجت نانت مسی کی

پھولن کی پھلوارن مین مانون کھیلت ہین جھونا جیسی کی

اور سر سے پا تک سرخ لباس زیب جسم فرمایا شعلۂ آتش عشق کو دونا بھڑکایا گات کو ابھار کر جوبن کا عالم دکھا کر دل عاشق کو بیتاب بنایا کہ کبت

سبو کی سی ہتھو اکدھون زنار بارہ کی سی سری پھل کے ٹھاٹھ مانون نارنگی لگائی ہین

ہیا پھاٹک کے ٹھاٹھ بھی دریائی کی سی مردنگی کی سنگ دیا الٹ دھر آیئن ہین

کھیلنے کے گیند آئی چکوی چکوا بھیو ہا ہوت تیری بھجن مین کنج کی سی چھایئن ہین

کہت پریم داس رہیے پریم ہی کے ساتھ کام جوٹ کا ڈبے کو تو مری لگایئن ہین

الحمختصر جب اس طرح آراستہ و پیراستہ ہو چکی کنیزان خوش رو و یاسمن بو نے ستی کی پوجا کی اور ہار پھولون کے دونے مٹھائیون کے گرد اُس نازک بدن کے ڈھیر کر دیے اور تخت پر ملکہ سوار ہوئی کہارون نے تخت اُٹھا لیا ہلال نے قہقہہ لگایا اور بقول شاعر ہنست کھیلت اب چلی ہی سایئن کے دربار رہا۔ ایک ناریل لیے دمبدم اُسکو اچھالتی روانہ ہوئی جدھر سے وہ تخت نکلا تمام ساحران طلسم رعایا برایا سب کا مجمع ساتھ ہوا ہر ایک مراد اور منت مانگنے لگا پوجا ہونے لگی ستی کے ہاتھ سے بر سالگ کے طلبگار ہوے چاہتے تھے کہ اسیس دے اور ستی جب خلق کا مجمع زیادہ دیکھتی تھی تخت ٹھہرا کر نصیحت نیا دون ہر ایک کو سناتی ہر سے گیان دھیان لگانے کی تاکید کرتی کہ بچا جا بخیر سے پیت کرے اور گھٹ مین جیسے وہ بسے ہردے مین سمائے تن من اُسی کے نام پر اپنے اُسکو پران چھوڑنا آسان ہو جب چولا چھوٹے تب سکھ پائے سنسار مین پریت کی ہر کی اچھا سنیوڑن ہی جس سے ہر دم ہر سے بھینٹ رہے ایک ہو جائے کہ نظم

الف ایک لور نگی سایئن

ہر گھٹ مین واکی پرچھایئن

جہان دیکھو تہان روپ ہی نیارا ۔ ایسا ہی ہو رنگی پیارا

دجہن کہے تو کیا کہے کچھ کہنے کی نہین بات
سمندر سمایو بوند مین اچرج بڑو دکھات

ڈفلی اور بانسری سامنے تخت کے بجتی تھی ستی کسی کو پھول توڑ کر دیتی کسی کو خاک پوجا پر کی اگیارکے حوالہ کرتی کلام نصیحتانہ فرماتی روانہ تھی یہان تک کہ نایرہ فراق شاہد شب مین جلتا ہوا گنبد مشرق سے نیر تابان نکل کر تخت فلک پر سوار ہوا اور جگر سوزی عالم کو دکھانے لگا نظم

اک طرف سے عیان ہوا خورشید ۔ صبح کو لے کے جانماز سفید
طالب طاعت آلہ ہوا ۔ یعنے خود شکل سجدہ گاہ ہوا

صبح ہوتے ہوتے ستی اسی میدان مین جہان انبار ہیزم تہا پہونچی اور افراسیاب بھی اپنی خوابگاہ سے اٹھکر گنبد نور پر آکر جلوہ گر ہوا اور اس طرف آفت جادو آفت مین مبتلا با دل حزین و بتضرع قلب سے درگاہ خداوند مین استغاثہ کر رہا تھا کہ خداوندا مین بھی مثل مہرخ کے مطیع اسلام ہوا ہون مجھپر سے اس آفت کو دور کر دے اور بواسطہ خاصان خدا کا دلایا کہ کسب سحر و سنسار بکارت ہی جبرئیل کہ انتر تو یہن سکھایو + تین سو برس نبی جی سے آگے ناہر سے سلمان کو جھگڑایو + پھیر پڑی جب کھیر کی تب انتر مار کے سین چلایو + مین بھتی کر دن سنگھ الہ کہ میرے ہی بار کو بیر لگایو + یہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ہنگامہ ہوا اور رحمت ستی کا وہان آیا ساری خلقت اسی طرف چلی اور تخت کو گھیر لیا پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے یہان اولاد کب ہوگی کسی نے کہا مین محتاج ہون مجھے دھن دولت کب ملیگی اسی طرح سب سوال کرتے تھے اور جواب ستی سے پاتے تھے کہ اس غلغلہ کو دیکھکر افراسیاب نے ساحران دربار سے حال پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی ایک نے عرض کی کہ زوجۂ آفت جادو شوہر کے ساتھ جلنے آئی ہی یہ سنکر اسنے بھی ستی کو اپنے روبرو طلب کیا اور اسکے جمال دلفریب کو دیکھکر غش کر گیا بہت سمجھایا کہ ای نازنین ملک و مال لے مجھے اپنا شیدا جان کر جلنے سے باز آ اس ماہ وش نے جواب دیا کہ ای بادشاہ جب اس برہ کی آگ ٹھنڈی ہو تب چولا سکھی رہے ان دھن دولت تجھی سب خاک ہو کہ دوہہ

لکڑی جل کوئلا بھئی اور کوئلا جلکر راکھ ۔ مین پاپن ایسی جلی نہ کوئلا بھئی نہ راکھ

یہ کہکر تخت سے کود کر آفت کے پاس آئی اسکو بحکم شہنشاہ ساحر انبار ہیزم پر بٹھا چکے ہین کہ ستی نے وہان پہونچکر اسکو گود مین لیا اسوقت ساحرون نے آکر ستی کے ہاتھون پر کاجل پاکر امتحان لیا کہ یہ جل جائیگی یا عشق اسکا جھوٹا ہی دیکھین عشق کی آگ اسکے تن من کو جلا چکی ہی یا نہین غرضکہ جب کاجل

اُتھیلی پر پارا سی بیٹھی ہنسا کی اُسوقت اس میدان مین ایک انبوہ خلائق تھا حیرت مع تمام ساحران نامی کے گرد انبار کے کھڑی تھی کہ یکایک صفر غام و جانسوز نے جو انتظام کرتے پھرتے تھے سینکے گھی بادرچیل کے سبہ مین بیہوشی ملی ہوئی تھی لکڑیون پر لاکر انڈیلے اور برق نے پولا جلاکر آگ لگا دی یکایک شعلہ بلند ہوا اور چارسمت سے آگ بھڑکی اسوقت عمرو جو آفت کو لیے بیٹھا تھا اُسے جال مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھکر اُس جوف مین کودا جو برق نے بنایا تھا جب تہ زمین پر پہونچا وہان قران نقب لگائے بیٹھا تھا اُسنے کمند مار کر عمرو کو گھسیٹ لیا اور براہ نقب جہان سے نقب لگائی تھی اُس مہرے پر نکلا اس عرصہ مین سارے انبار مین آگ لگی اور بیہوشی کا روغن اور منون بیہوشی جو اُسپر پڑی تھی اسکا دھوان کئی سو کوس تک پھیلا جتنے ساحر جمع تھے اور حیرت مع فوج کے چھینکین مار کر بیہوش ہوکر گرے اسوقت عمرو اور قران خنجر کھینچ کر دوڑے اور نعرہ بلند کرکے بیہوش ساحرون پر گرے اور سر کاٹنے لگے ان کے سبب کے تھنون مین بھول واقع بیہوشی پڑے ہین کہ خود بیہوش نہو جائین پھر تو برق فرنگی اور صفر غام اور جانسوز سب ساحرون کے سر کاٹتے تھے اور انکے نعرے کی صدا لشکر مہرخ اور بہار اور نافرمان اور سرخ مو وغیرہ کوئی زمین سے اور کوئی آسمان کی طرف سے پیدا ہوکر آفت برپا کرنے لگے نارنج اور ترنج گولے فولادی لگاتے تھے کہ ساحرون کے سینے ٹوٹتے تھے اور شعلے انکے مرنے سے اور زیادہ بلند تھے آندھیان اُٹھتی تھین اور دھوان بیہوشی کا ایسا بلند ہوا کہ افراسیاب کے کرے مین جاکر گھٹا اور افراسیاب کرے پر نیچے کو جھکا ہوا یہ ہنگامہ دیکھتا تھا کہ یکایک بیہوش ہوکے قلابازیان کھاتا ہوا طرف نشیب کے چلا کہ تپلے زمین سے پیدا ہوے انھون نے شہنشاہ کو روکا اس عرصے مین اندر کرے کے سب اہل دربار بھی بیہوش ہوے لیکن مہرخ کی فوج کمین گاہ سے جو نکلی اُسنے اور تمام سردارون نے تھوڑے عرصہ مین ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی ہلاک کیے ایک تلاطم ڈال دیا کہ نظم

کھینچی مہرخ نے سحر کی تلوار — شعلے اُٹھنے لگے ہزار ہزار
صاعقے بجلیان گرین ہرسو — ہو گئے ڈھیر کشتہ ہاے عدو
شور تھا ہر طرف کو ایسا بلند — ہوا پیر فلک کو بیم گزند
برق محشر جہان گری ایکبار — لشکر ساحران ہوا فی النار
سر دشمن پہ مثل برق آئی — بلکہ مثل اجل بفرق آئی

جب کہ وہ برق جگمگانے لگی
پشت گاؤ زمین چرانے لگی

وہ چمکنا جو یاد آتا ہے
مہر گردون پہ تھرتھراتا ہے

پر تو تیغ سے وہان ناگاہ
جل گئی ہر طرف زمین پہ گیاہ

سر برستے تھے ہر طرف جون میغ
تیز تھا ہر طرف کو شعلۂ تیغ

دریاے خون جاری ہوا عمرو اسباب لشکر حریف کا لوٹتا پھرتا ہی جو مرتا تھا اُسکا پیرہن وغیرہ لیتا تھا کہ اس ہنگام مین چیلے آکر حیرت کو میدان قتال سے اُٹھا لے گئے اور افراسیاب کو بھی ہوشیار کر دیا اُسنے آنکھ کھولکر ہنگامۂ محشر بپا دیکھا ساری فوج کو خاک و خون مین غلطان پایا حیرت کو ہوشیار کرکے مارے ندامت کے پر پرواز پیدا کرکے سمت ظلمات چلا گیا اور حیرت جو ہوشیار ہوئی اُسنے سب کو ابر سحر برسا کر ہوشیار کیا اور آمادۂ جنگ ہوئی اسوقت مہرخ اور بہار وغیرہ سمجھین کہ ہم گنبد نور پر جا نہ سکین گے اور حیرت اگر دریاے خون روان سے اشارہ کریگی تو دریا سحر کا ہی ہم سب کے لیے حایل ہو جائیگا پھر کوئی نکل نہ سکے گا فی الفور یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر پھری عیار بھی بھاگ گئے یہان تک کہ سب بخیریت تمام قتل و غارت کرکے اپنے لشکر ظفر اقتشام مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوے جشن عالی ترتیب دیا اسوقت عمرو اور سب عیار بھی آئے عمرو نے آفت و ہلال سحر افگن کو زنبیل سے نکالا اُنھون نے اس آفت سے اپنے تئین بارگاہ مین پا باہر سمت حیران ہو کر دیکھنے لگے اسوقت عمرو نے کہا اے آفت مین تجکو تی نیکر ایسے مہلکے سے بفضل تعالی رہا کر لایا اور سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا پھر تو آفت نے اُٹھ خواجہ کے قدم پر سر رکھا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا مہرخ کو نذر دلائی خلعت ملے بارگاہ مین انکی اُستاد ہوئین بعیش و آرام تسکین گزین ہوے لیکن افراسیاب رنجیدہ ظلمات سے پھر کر باغ سیب مین آیا ادھر حیرت نے لاشین ساحرون کی اُٹھوائین اور گریان و نالان بقیہ لشکر کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی اور چاہا کہ لشکر مہرخ سے بدلہ لے لیکن منتظر حکم افراسیاب ہوئی کہ دیکھون اس امر مین شہنشاہ کی کیا راے ہے اور ادھر افراسیاب جب باغ مین آیا بغضب تمام باغبان قدرت اپنے وزیر سے حکم دیا کہ جا کر بارگاہ مہرخ سے عمرو کو گرفتار کر لا اور جو کوئی بولے اُسے سزا دینا باغبان اسی وقت تہ زمین مین بزور سحر غرق ہو کر چلا کہ اندر زمین کے تو کوئی عیار نہ ملے گا اور میان عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک ذہن مین آیا کہ اے عمرو اتنی بڑی ذلت تیری ذات سے شاہ طلسم کو ہوئی یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی تیری تلاش مین آتا ہوگا تجھے چھپ جانا چاہیے یہ سوچکر زنبیل سے ایک پہلوان

ملک کشمیر کا نکالا واضح ہو کہ عمرو نے اکثر ساحرون کو زنبیل مین قید کیا ہی بہت سے پہلوان جو مسلمان
نہین ہوے وہ زنبیل مین قید ہین انکو زنبیل کے محافظ جن کھانے دیتے ہین اور مقیدان
زنبیل جانتے ہین کہ ہم گویا ایک شہر مین ساکن ہین کیونکہ زنبیل مین سات شہر آباد ہین اور زنبیل
آدم صفی اللہ نے عمرو کو دی ہی شل ایک بٹوے کے ہی ذکر اسکا پہلے بھی مذکور ہوا فی الجملہ اس پہلوان
کو بیہوش کرکے اپنی صورت اسکی بنائی اور بارگاہ مین ایک صحنچی کے اندر پلنگڑی پر اسے لٹا دیا
اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اس عرصہ مین باغبان زمین بارگاہ مہرخ مین پہونچا اور طبقہ
زمین کا توڑ کر باہر نکلا پکارا کہ منم باغبان قدرت ساحران نامی نے گولے اور نارنج وغیرہ مارے لیکن اپنے
کچھ ایسا سحر پڑھا کہ ہواے سرد چلنے لگی اور حضاران بارگاہ بیہوش ہوے باغبان نے دیکھا کہ عمرو بارگاہ
مین نہین ہی خیال کیا کہ سب بارگاہ دیکھ لون تو اور سمت صحرا وغیرہ مین ڈھونڈھنے چلون بس
ہر صحنچی اور سرانچہ وغیرہ مین تجسس کنان ہوا ایک جگہ پلنگڑی پر عمرو کو سوتے دیکھا نیچہ کرمین دیکر اٹھا اور چلتے
وقت سحر اپنا اتار لیا کہ مہرخ وغیرہ کو ہوش آیا اور باغبان نے بلندی سے پکار کر کہا کہ ای نمکحرامان مجھے حکم
شہنشاہ صرف عمرو کی گرفتاری کا تھا ورنہ تم سب کے سر کاٹ ڈالتا خیر اب عمرو کو لیے جاتا ہون
ہی کوئی تم مین ایسا کہ چھین لے اسکو اسوقت پھر ساحرون نے ناریل وغیرہ سنبھال کر قصد مقابلہ کا
کیا لیکن عمرو جو گلیم اوڑھے موجود تھا اسنے کان مین مہرخ کے کہا مین گلیم اوڑھے کھڑا ہون تم سردارون کو روکو کسی کو
لڑنے نہ دو مہرخ نے سردارون کو ممانعت فرمائی کہ باغبان سے مزاحم نہو خواجہ کا خدا مالک ہی لے جانے
دو سب ساحر رکے اور باغبان اڑا ہوا تھوڑی دیر مین بخدمت شہنشاہ پہونچا اور عمرو کے شکل کو
سامنے ڈال دیا افراسیاب نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حسب الطلب حاضر ہوا کہا اس کو ہوشیار کرکے
قتل کر ساحرون نے نقلی عمرو کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب اُس پہلوان کی آنکھ کھلی ایک بادشاہ
جلیل القدر کے دربار مین اپنے تئین پایا گھبرا کر شہنشاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون او ناعیار
دیکھا تو نے کہ مین نے کتنا جلد تجھے گرفتار کیا اب بڑے عذاب سے تجھے ہلاک کرونگا اس پہلوان نے
عرض کیا کہ ای بادشاہ مین عیار نہین ہون بلکہ حضور کا غلام ہون اور ہم مذہب خداوند لقا کا پوجنے
والا ہون افراسیاب نے کہا ارے مین تیرے فریب مین اب نہ آؤنگا اور جلاد سے کہا اسے قتل کر
اس پہلوان نے کہا کہ ای بادشاہ آپ عدل فرمایئے تحقیق خوب کر لیجیے مین کشمیر کا رہنے والا
ہون خداپرستون نے مجھے زیر کرکے چاہا کہ مسلمان کرین لیکن مین نے نہ منظور کیا اسوقت عمرو نے مجھے
زنبیل مین قید کیا آج مین حیران ہون کہ نہین معلوم حضور تک کون مجھے لایا اور کیونکر زنبیل سے چھوٹا

افراسیاب کو اسکے کلام عجز التیام سے شبہہ ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ یہ سچ کہتا ہی
عمرو نے اسکو اپنی شکل بنا کر لٹا دیا تھا کہ باغبان پکڑ لایا ہی یہ معلوم کرکے پہلوان کا منھ دھلوایا رنگ
و روغن عیاری چھوٹا اصل صورت ظاہر ہوئی اسکو رہا کرکے خلعت دیا اور ملازم کر لیا بعد اسکے باغبان سے
کہا کہ تو کیسا عمرو کو گرفتار کر لایا تھا اُسنے عرض کیا کہ مین نے عمرو کی صورت کا انسان دیکھکر
مقید کیا مجھے فن عیاری مین دخل نہین مین سمجھا کہ یہی عمرو ہی میرا اس مین قصور کیا ہی
افراسیاب نے عذر اسکا پذیرا فرمایا اور ایک پنجے کو حکم دیا کہ صرصر عیارہ کو لشکر حیرت سے اُٹھا لائے
پنجہ جاکر صرصر کو لایا صرصر نے شہنشاہ کو تسلیم کی اسکو حکم ہوا کہ تو عیارہ ہی عمرو کو پہچان کر گرفتار کرکے
حاضر کر اور اگر نہ لائیگی تو با یمان خود تجھے قتل کرونگا کس لیے کہ تو کسدن کے لئے ہی دیکھ عیاران
لشکر اسلام کیسی جانبازی کر رہے ہین صرصر لرزان و ترسان عتاب شاہ دیکھ کر بانداے عیاری سے
درست ہو کر روانہ ہوئی اور جب دریا کے کنارے پہونچی اور عیار بچیان طلبین انسے سارا ماجرا بیان
کیا وہ بھی بہر عیاری روانہ ہوئین اور صرصر بشکل مبدل قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہر طرف پھرنے لگی
اتفاقاً ایک کنیز ملکہ مہرخ کی کسی کام کو جاتی تھی صرصر اُسکے پاس آئی اور کہا ملکہ پاس مجھے بھی
ملازم کرا دیجیے کنیز نے کہا کچہری مین جاکر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو مجھسے یہ کام تعلق نہین صرصر کنیز کے ساتھ
باتین کرتی ہوئی ایسے مقام تک آئی کہ جہان تنہائی تھی راستہ نہ چلتا تھا اور اس جگہ فرصت پاکر ایک بیضہ
بیہوشی منھ پر کنیز کے مارا کہ وہ بیہوش ہوئی پیراہن اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور
آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی جب سامنے مہرخ کے آئی ملکہ نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھو آئین رفع
احتیاج کو جاؤنگی صرصر لوٹا پانی سے بھر کر چوکی پر رکھنے آئی اس عرصہ مین مہرخ بھی آئی صرصر نے اکیلا
پاکر ایک حباب بھر کر بیہوشی کا منھ پر مارا کہ مہرخ بیہوش ہو گئی صرصر نے اسی جگہ بیٹھ کر صورت اپنی
شکل صورت مہرخ کے بنائی اور لباس اُسی کا پہن کر اُسکے دست و پا سمیٹ کر اس طرح باندھا کہ ایک گٹھری ہو گئی
اس گٹھری کو ہاتھ مین لٹکائے وہان آئی کہ جہان توشک خانہ تھا اور جو لوگ وہان تھے اُنکو حکم
دیا کہ تم یہان سے ہٹ جاؤ مین ایک چیز مخفی رکھونگی وہ سب چلے گئے صرصر نے ایک صندوق
مین مہرخ کو بند کر دیا اور جب اس جگہ سے باہر آئی ملازمون کو بلا کر وہ صندوق دکھا کر کہا خبردار اسے
نہ کھولنا ورنہ قتل کروا ڈالونگی غرض کہ اُس صندوق پر مہر سرکاری ہو گئی اور صرصر وہان سے آکر مہرخ کی
جگہ تخت پر بیٹھی اور بعد لمحے کے حکم دیا کہ دسترخوان سامنے والی بیٹھک مین بچھاؤ مین کچھ کھاؤنگی پھر حسب حکم
دسترخوان بکاول نے چنا مہرخ نقلی وہان آئی اس اثنا مین عمرو جو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا تھا

ظاہر ہوکر باہر بارگاہ کے چلے تو گیا بعد اسکے پھر آیا دیکھا مہرخ تخت پر نہین ہی لوگون سے پوچھا ملکہ کہان گئین
ایک نے کہا کھانا نوش فرمانے سامنے والی صحنچی مین تشریف لیگئی ہین عمرو یہ سنکر پاس مہرخ کے آیا ملکہ نے
کہا خواجہ کھانا کھائیے عمرو نے کہا بسم اللہ آپ نوش فرمائیے ملکہ نے اصرار کیا کہ کچھ تھوڑا سا تناول فرمائیے
عمرو ملکہ کے مصر ہونے سے کھانے لگا جب کھا چکے کنیزون نے ہاتھ دھلایا اور مہرخ نے دست پاک رومال
عمرو کو دیا اور خاصدان آگے بڑھایا اور کنیزون سے کہا مجھے خواجہ سے کچھ مشورہ کرنا ہی تم یہان سے بارگاہ
مین جاکر ٹھہرو وہ سب وہان سے چلی آئین اور عمرو نے رومال سے جو مہرخ نے دیا تھا منھ پوچھا رومال مین
روغن بیہوشی ملا ہوا تھا منھ پونچھتے ہی چھینک آئی اور عمرو بیہوش ہوا صرصر نے عمرو کا پشتارہ باندھا
اور قنات چاک کرکے باہر نکلی جست وخیز کرتی ہوئی چلی باہر لوگون نے دیکھا کہ مہرخ ایک گٹھری لیے
جاتی ہی لیکن مہرخ چونکہ بادشاہ لشکر ہی کوئی بسبب رعب شاہی کے کچھ کہہ نہ سکا اور صرصر شل صرصر کے اڑتی
ہوئی کنارے لشکر کے پہونچی اتفاقاً صحرا کی طرف سے برق فرنگی آتا تھا اُسنے جو اُسے دیکھا سمجھا کہ عیار بھی ہی
فوراً خنجر کھینچ کر آیا صرصر نے بھی خنجر کھینچا اور لڑنا شروع کیا عین جنگ مین صرصر نے قریب پہونچکر حلقے کمند کے
مارے برق جست کرکے حلقۂ کمند سے باہر نکلا اور قریب آکر ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر مارا کہ صرصر چھینک
مارکر گری برق نے چاہا پشتارہ لے لون اُسوقت صبا رفتار صحرا کی طرف سے للکارتی ہوئی آئی اور
خنجر پکڑکے حملہ آور ہوئی برق نے اس سے لڑنا آغاز کیا لیکن صبا رفتار لڑتے لڑتے قریب صرصر کے
پہونچی اور ایک حباب دافع بیہوشی منھ پر صرصر کے مارا کہ وہ ہوشیار ہوگئی اور ان دونون کو لڑتے
دیکھکر قابو جو پایا عمرو کا پشتارہ لیکر بھاگی برق پیچھے دوڑا صبا رفتار سد راہ ہوئی برق نے زفیل بجائی کہ
صحرا سے کوئی اور عیار آجائے لیکن صرصر جو بھاگی زفیل سنکر سمجھی کہ تو گھر جاینگی عیار آجاینگے یہ سوچکر
پل پرزاوان جو دھوئین کا بنا ہی اُسکے بیچ کے درجے سے چلی اور پکاری کہ اے پل بحق افراسیاب
مجھے راستہ دے اُسی وقت اُسکے اس کلام نے دھوان شق ہوگیا اور راہ ہوگئی برق منھ دیکھکر رہگیا اور
صبا رفتار بھی جست کرکے نکل گئی برق لشکر مین پھر کر آیا دیکھا یہان غلغلہ تھا کہ مہرخ اور عمرو کھانا کھاتے
کھاتے غائب ہوگئے یہ ماجرا سنکر برق نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ مہرخ کی صورت بنکر صرصر خواجہ کو پکڑ لے
گئی ہی یقین ہی کہ مہرخ کہین بیہوش پڑی ہونگی اُسوقت داروغہ توشک خانے نے کہا کہ ملکہ کچھ
صندوق مین بند کر گئی ہین اُسے دیکھیے کہ کیا ہی برق نے صندوق جاکر کھولا اس مین مہرخ کو بند پایا ہوشیار
کرکے لاکر تخت پر بٹھایا مہرخ کو حال گرفتاری عمرو سنکر بڑا رنج ہوا سب لشکر مین اندوہ والم کی باتین ہونے
لگین اس عرصہ مین وہ کنیز جسکو صرصر نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر آئی لیکن اب حال صرصر کا سنیے کہ عمرو

لیے جب دھوئیں سے گذری طرف طلسمات کے چلی اس لیے کہ ایسی راہ سے چلوں کہ کوئی عمرو کو چھین نہ لے اور اس ہنگام مین عمرو کی بیہوشی اُتر گئی آنکھ جو کھلی دیکھا کہ مین پشتارے مین بندھا ہوں اور صرصر لیے جاتی ہی مگر وہ مقام تنگ و تاریک ہی کہ جہان خوف سے زہرہ آب ہوتا ہی عمرو یہ دیکھکر چپ ہو رہا اور صرصر اس تاریکی کو طے کرکے قریب آتش بھڑکی اور پکاری اے بیابان آتش بحق افراسیاب مجھے راہ دے یہ کہکر آگ سے بھی گذری اور جب اور آگے بڑھی یہان ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان کچھ معلوم نہ دیتا تھا اور راستہ مفقود تھا صرصر وہان ٹھہری ایک ساحر اُس جگہ ظاہر ہوا کہ تمام جسم اُسکا مشعل کی طرح روشن تھا اُسنے صرصر کی کمر مین پنجہ دیکر چرخ دے دیکر ایک طرف پھینکا عمرو نے مارے ڈر کے آنکھین بند کر لین بعد لحظے کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک پتلا آگ کا صرصر کو لیے جاتا ہی یہان تک کہ وہ پتلا لیے ہوئے قریب ایک آگ کے دریا کے پہونچا اور اُس مین کود اندر دریا کے سیاہی تھی وہ پتلا غوطہ لگاتے ہوئے چلا عمرو کی مارے خوف کے جان نکلی ہوئی ہی دل سے یا ودود کو اس اندھیرے مین یاد کرتا ہی کہ بندھا ہوا صرصر کی پیٹھ پر پڑا ہی لیکن وہ ساحر اُس دریا کے کنارے پہونچا اسوقت ایک سوار سامنے سے آیا اور صرصر کو پنجے مین ہاتھ ڈال کر اڑا بہت دور جا کر ایک پہاڑ نظر آیا اُسپر وہ سوار اترا اور صرصر کو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا سر نیچے پا اُوپر اور غلطان و پیچان صرصر چلی عمرو کی آنکھین فرط دہشت سے بند ہو گئین بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ صرصر کھچے ہوئے ایک باغ مین آئی کہ باغ سیب یہی ہی سارا باغ طلسم کے مانند بنا ہی درخت گلدار پُر بہار فصل خزان و آسیب صرصر حوادث دوران سے بری ہر طرف کو طراوت اور سرسبزی طائران خوش الحان بحر کے جانور بزبان فصیح بیان و شیوا زبانی جب نغمہ سرائی کرتے ہین یا افراسیاب یا افراسیاب کی صدا دیتے ہین عمارات سب طلسمی تعمیر ہر ایک حجرہ اور قصر پری کی تصویر کلین سقف اور ستون مین نگین بارہ دری جواہر آگین کہ مثنوی

ریاحین و گل اس مین انواع کے — طلسمات کل اُس مین انواع کے
طلسمات کے سارے دیوار و در — زبان کے سے گویا زبان کے صور
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر — نہ سردی نہ گرمی کا اُس مین خطر
کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق — نظر آئے وہ چیز بالائے طاق
جواہر کے جاندار وحش و طیور — خراماں پھرین صحن مین دور دور
پھرین دن کو سارے وہ حیوان ہو — کرین رات کو کام انسان ہو

لگے ہر طرف گوہر شب چراغ — وہی دن کو گوہر وہی شب چراغ
بنائے ہوئے خار اور سب نہال — گل و غنچہ سب وان کے دور از خیال
صدا آپ سے آپ گھڑیال کی — کہین ناچ کی اور کہین تال کی
رہے وان کے حجر دن کا جو در کھلا — تو دنیا کے باجون کی آئے صدا
اگر بند کر دیجیے ایک بار — تو جون ارغنوان راگ نکلین ہزار
مکانون مین مخمل کا فرش و فروش — بخط سلیمانی اُن پر نقوش
طلسمات کے پردے اور چلمنین — اڑا دے یہ دل کے کھلین اور بندھین

بیچ بارہ دری مین تخت شاہی آراستہ تھا افراسیاب اُسپر جلوہ گر تھا ہزار ہا ساحر دست بستہ حاضر تھا کہ صرصر نے پہونچکر مجرا کیا اور پشتارہ عمرو کا سامنے رکھ دیا عرض کیا یہ کہنگار سرکار حاضر ہی کنیز حکم عالی بجا لائی اور جانبازی کرکے عمرو کو لائی افراسیاب نے صرصر کو خلعت بیش بہا عنایت کیا اور حکم دیا عمرو کو کھولو ہنوز عمرو کو پشتارے سے نہ نکالا تھا کہ نیچہ عرضی سلیمان عنبرین موکی مشتمل احوال قتل حسینہ جادو جسکا ذکر اول مذکور ہوا لیکر آیا افراسیاب نے جب عرضی پڑھی جواب مین اُسکے عرضی خدمت لقا مین لکھی کہ یا خداوند کمترین نے فی الحال عمرو ایسے دشمن خداوند کو گرفتار کیا ہی لہذا ملک بختیارک شیطان کو اپنی درگاہ کے یہان بھیج دیجیے کہ وہ آکر عمرو کو قتل کرین اور اُنکین کے ہمراہ مین فوج ساحران کر دونگا کہ وہ فوج حمزہ کے لشکر کو غارت کر دیگی یہ عرضی لکھکر ملکہ خمار جادو کو دی کہ اسیوقت پاس خداوند کے لیجائے اور شیطان خداوند کو لے آئے خمار جادو عرضی لیکر بزد بحر اُڑی اور تعجیل تمام مسافت راہ طی کرکے کوہ عقیق کے قلعے مین پہونچی اور براہ ادب دروازے پر دار الامارت شاہی کے ٹھہر کر چاہا اپنے آنے کی اطلاع کرائے قضارا یہان چالاک بن عمرو واسطے جاسوسی اور دریافت حال بارگاہ لقا مین آیا تھا دروازہ پر دار الامارۃ کے مرد ہا بنا کھڑا تھا خمار نے اُس سے کہا میان مرد ہے صاحب جاکر عرض کر دو کہ طلسم ہوشربا سے خمار جادو فرستادہ افراسیاب آئی ہی عرضی شاہ طلسم کی لائی ہی چالاک نے کہا آپ ٹھہریے مین عرض کرتا ہون اور اندر بارگاہ کے گیا اور بغیر کچھ کہے سنے باہر آکر خمار سے کہا کہ اے ملکہ جو حکم تمھاری نسبت ہوا ہی اُسے آکر سن لو خمار اُسکے ساتھ ہولی چالاک اُسے تنہائی مین لایا اور کہا خداوند نے یہ عمل دیا ہی کہ اسے کھاکر ہماری بارگاہ مین آ سارا جسم نورانی ہو جائیگا خمار نے سجدہ کیا اور کہا کیا سرفرازی خداوند کی اپنے ایک ایک حقیر ناچیز بندون کے حال پر ہی کہ مجھے امر ہوتے ہی سرفراز فرمایا

نظم

آن کہ پامال جفا کرد چو خاک راہم | خاک می بوسم و عذر کرمش میخواہم
من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا | چاکر معتقد و بندۂ دولتخواہم

بعد اداے شکر یہ وہ پھل لیکر کھایا کھاتے ہی یہ تمر ملا کہ سر نیچے اور پاؤن اوپر ہوگئے بیہوش چالاک کی بن پڑی اُسترا نکال کر اُسکا سر مونڈا اور نامۂ افراسیاب اُسکے پاس سے لیکر خود نامہ لکھکر اُسکی جھولی مین رکھ اپنا راستہ لیا بعد چار گھڑی کے خمار کو ہوش آیا سنبھلکر اُٹھی دل سے خیال کیا کہ وہ پھل جو خداوند نے بھیجا تھا اُسکی یہی تاثیر ہوگی کہ انسان کھاکر ہوش مین نہ رہتا ہوگا کیونکہ اول کی کثافت اور آلائش جب دفع ہوگی اور قالب پلٹے گا ضرور ہے کہ انسان بیہوش ہو جائیگا اب یقین ہے کہ مین آج ایسی پاکیزہ ہوگئی کہ جیسے بطن مادر سے پیدا ہوئی تھی یہ منصوبہ کرتی ہوئی اور اپنے جسم کو نورانی ہوجانا سمجھکر بار بار دست و پا کو دیکھتی ہوئی چلی کچھ سر کے منڈنے کا خیال بھی نہ کیا یہانتک کہ داخل بارگاہ لقا ہوئی اور خداوند کو اپنے تخت پر جلوہ گر دیکھ کر سجدہ کیا اہل دربار نے دیکھا کہ ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ آئی ہے لیکن سر منڈا ہے سب ہنسنے لگے اور لقا نے کہا اے بندی قدرت کی سر سجدے سے اُٹھا کہ رحمت اپنی ہمنے تجھپر نازل کی خمار نے سر اُٹھایا لقا نے قریب اپنے کرسی عنایت کی یہ آکر بیٹھی اُسوقت بختیارک نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر ایک شعر

پڑھا فرد

حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق | زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان رہگیا

لیکن اس رمز کو بھی خمار نہ سمجھی اور نامۂ افراسیاب نکال کر سامنے خداوند کے پیش کیا لقا نے اپنے منشی کی جانب اشارہ کیا منشی نے نامہ لیکر لفافہ چاک کرکے چاہا کہ پڑھوں اُس مین کلمات ناملائم اور دشنام سیکڑون تحریر تھیں کیونکہ نامہ چالاک نے بدل لیا تھا غرضکہ منشی نے براہ ادب خداوند سے عرض کیا کہ یہ نامہ بخط طلسم لکھا ہے مجھ سے پڑھا نہیں جاتا یہ سنکر بختیارک نے کہا لاؤ مین پڑھ دون منشی نے نامہ حوالہ کیا بختیارک نے جو اسے دیکھا بہت ہنسا اور کہا خداوند جینے اس نامہ میں لکھا ہے کہ اے بے ادب بے عزت حرامزادے مسخرے گدھے نالائق قرساق بدتمیز خرس بادیۂ ضلالت میمون خصلت خنزیر طینت خبیث صورت بداصل و بیہودہ شکل سیاہ رو تیرہ درون گمراہ یعنی زمرد شاہ مردود درگاہ آلہ لعن اللہ دنیا بعد ہزاران ہزار لعنت کے اے ملعون خدا اُسکو کندہ جہنم کرے کہ تونے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہے لازم ہے کہ خدمت باسعادت حمزہ صاحبقران عالی تبار مین حاضر ہوکر دین مبین اسلام اختیار کر اور دعوی الوہیت سے

باز آور نہ لشکر کشی کر کے فوج ساحران بھیج کر اس طرح تجکو راہ دار البوار دکھاؤنگا کہ حسرت تیرے حال بد مآل پر گریہ کریگی اور تیرا کوئی نام لینے والا بھی باقی نہ رکھونگا تھورا لکھا بہت جاننا عامہ تمام برتو ہزار ہا دشنام یہ مضمون سنتے ہی لقا فرط غضب سے مثل رعد کے گڑ گڑایا اور پکارا کہ اس افراسیاب حرامزادے کی اب شامت آئی ہے تقدیر کر کے اُسے مین غارت کیے دیتا ہون اور دوزخ مین بھیجتا ہون خمار یہ غصہ دیکھکر تھر تھر مثل بید کے کانپنے لگی اور عرض پیرا ہوئی کہ یا خداوند یہ نامہ شہنشاہ طلسم نے ہرگز نہین لکھا معلوم ہوتا ہے کہ اثنائے راہ مین نامہ کسی نے بدل لیا کس لیے کہ میرے روبرو جب شہنشاہ نے عمرو کو گرفتار کرایا تو منشی سے یہ لکھوایا تھا کہ خداوندا اپنے شیطان درگاہ ملک بختیارک کو یہان بھیجین کہ وہ آکر عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور فوج ساحران طلسم سے ساتھ لے جائین لہذا اس تحریر کے خلاف یہان یہ گالیان لکھی نظر آتی ہین مجھے بڑا تعجب ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے آپ خداوند ہین آپ پر سب واضح و روشن ہوگا بختیارک نے یہ تقریر سنکر کہا جب ہی یہ نامہ بدلا ہوا ہے عمرو کا گرفتار ہونا غیر ممکن ہے مین جانتا ہون کہ اُسنے کسی کو اپنی صورت کا بنا کر قید کرا دیا ہوگا اور آپ تمھارے ہمراہ چل کر کسی مقام پر قابو پا کر نامہ بدلا ہوگا اور اے ملکہ کیا تمھارے طلسم مین یہ رسم ہے کہ عورتین بھی سر منڈاتی ہین خمار سمجھی کہ یہ دل لگی کرتے ہین کہا اے شیطان خداوند آپکا تو یہ کام ہی ہے کہ ہر ایک سے تمسخر کیجیے لیکن مجھ حقیرہ ناچیز سے کہ خداوند کی پرستار ہون تمسخر اپن نہ فرمایئے طلسم مین تو وہ زنان پری پیکر زہرہ جبین حور شمائل ہین کہ جنکی زلف چلیپا مین ہزار ہا دل بیدلون کے گرفتار رہتے ہین اور مار کاکل کے ڈسے ہوے پانی نہین مانگتے ہین سر منڈانے کی آپ نے خوب کہی بختیارک نے جواب دیا کہ پھر تمنے کیا منت مانی تھی کہ خداوند کی زیارت کو جاؤنگی اور اس وقت سر منڈاؤنگی سر پر ہاتھ رکھکر دیکھو کہ کوئی بال بھی باقی ہے یا میرا کہنا کچھ غلط ہے خمار نے گھبرا کر سر پر ہاتھ رکھا سر مو بختیارک کے کہنے مین فرق نہین بال کیسے کھونٹی بھی کوئی نہ تھی صاف چکنا سارا سر پایا یہ دیکھتے ہی رونے لگی اور کہا ملک جی آپ صحیح فرماتے ہین کہ عمرو میرے ساتھ ساتھ چلا آیا بلکہ راہ مین میرے کاندھے لوجھل تھے یقین ہے کہ وہ ہی سوار ہوگا اور ایک جگہ مجھے پھل کھلا کر مردہ نے بیہوش بھی کیا تھا اور ایک بار طلسم مین عمرو نے میرا سر اور بھی مونڈا تھا یہ کلام جب بختیارک نے سُنے پکارا صلواۃ بر محمد و بر آل محمد و لعنت بر لقا کیدن بی خمار تم نے دیکھا کہ عمرو کیسا مقبول بندہ خداوند ہے اب تم ظہور انکا دیکھیگی واضح ہو کہ بختیارک نے چاہا کہ امتحان کرون کہ عمرو یہان آیا ہے یا نہین اور جانتا ہے کہ جہان عمرو ہوتا ہے اگر اُسکی تعریف کرو تو وہ ظاہر ہو جاتا ہے اس لحاظ سے گویا ہوا کہ یا مرشد برحق اگر آپ تشریف

لائے ہین تو اپنا ظہور دکھائیے اسکے اس کلام سے چالاک جو خمار کا سر مونڈکر چلا تھا گو خدمتگار کی صورت
بنکر بارگاہ مین کھڑا یہ سب حقیقت دیکھ اور سن رہا تھا دل سے خیال کیا کہ مین صورت عمرو کی بنکر ان کو دکھادو
تاکہ خمار جو عمرو کو یہان دیکھکر جائیگی تو افراسیاب سے کہے گی کہ عمرو کو وہ عقیق مین ہے یہ سنکر
افراسیاب کو شبہ ہوگا کہ یہ عمرو جس کو مین نے قید کیا ہے عمرو نہین ہے پس وہ عمرو کو چھوڑ دیگا اور میرا نام ہوگا
کہ ہزار دن کوس سے عیاری کرکے عمرو کو چھڑا دیا یہ تجویز کرکے باہر بارگاہ کے جاکر صورت اپنی عمرو کی ایسی
بنائی اور بیان بختیارک مدح و ثنا عمرو کی کر رہا تھا کہ سراچہ پھاندکر چالاک بیچ بارگاہ
کے اترا اور اس لیے کہ بختیارک کو کسی طرح کا شک نرہے باتین آنکہ کا تل شکل عمرو کے اسکو دکھادیا اور
پکارا کہ ای خمار میرے ہاتھ سے تو بچ گئی ورنہ مین کو مار ڈالتا خمار نے جب عمرو کو دیکھا بے اختیار اٹھکر
دوڑی کہ او موئے سونڈی کاٹے غضب کیا تو نے کہ میرا سر دوبارہ مونڈا اور مجھے سارے
طلسم مین اور دربار خداوند مین ذلیل کرایا یہ کہتی ہوئی جب قریب پہونچی چالاک نے ایک بیضہ بیہوشی
ناک پر ناک کے مارا کہ اسکے پھرتے ہی بیہوش ہوکر گری اور چالاک جست کرکے بھاگا ملازمان لقا تو حرکات
عیارون کی سے بخوبی واقف تھے وہ بیٹھے رہے کسی نے تعاقب نہ کیا اور بختیارک نے
خمار کو ہوشیار کرایا بختیارک نے کہا ای ملکہ اب تم جواب نامہ کالیکر جاؤ اور یہ بھی لیتی جاؤ
افراسیاب کو دکھانا اور سب کیفیت بیان کرنا یہ کہکر منشی سے حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے بدین مضمون کہ بندہ
خاص لخاص خداوند شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کو لبعد نزول رحمت خداوندی معلوم ہو
کہ تم لیسے غافل بادشاہ ہو کہ تمھارے ملازم تمھین دھوکے دیتے ہین کہ عیار بھی تمھاری عمرو کی صورت
بناکر کسی کو لے آئی ہے اور تمھین کچھ معلوم نہوا عمرو تمھارے نامہ دار کے ساتھ یہان چلا آیا عجیب
کیا ہے جو اس غفلت کا تمھاری یہ نتیجہ ہو کہ وہ تمکو کسی دن قتل کر ڈالے لہذا میرے شیطان
کا آنا ایسے غفلت شعار فراموش کار کے پاس زیبا نہین جب تم تحقیق اصلی عمرو کو گرفتار کرکے اطلاع دوگے
اسوقت شیطان کا آنا ہوگا اب تمھین چاہیے کہ بہ مدد خداوند فوج ساحران روانہ کرو نہین تو خداوند
غضب اپنا تمھارے طلسم پر بھیجین گے اور ناراض ہوکر کسی طرف چلے جائین گے یہ قلمبند کرکے منشی نے
لقا کی مہر ثبت کرکے خمار کے حوالے کیا اسنے نامہ لیکر خداوند کو سجدہ کرکے عرض کیا کہ میرے بال سر پر پیدا کر دیجے
لقا نے کہا ای بندی میری تو بروز نوروز آنا مین تجھے ایسا حسن و جمال عطا کرونگا کہ بہتر
میری حوران جنان سے ہو جائیگی اور پھر کبھی ضعیف نہو گی غرضکہ تسکین اور تشفی دیکر اسکو
رخصت کیا اور یہ نامہ لیکر اڑی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین افراسیاب کے پاس پہونچی وہ منتظر اسکا بیٹھا تھا کہ اسنے

جواب نامہ لاکر دیا اور وہ نامہ بھی جو چالاک کا لکھا ہوا تھا پیش کیا اور اپنا سر منڈا ہوا دکھلایا
افراسیاب مارے خوف کے کہ افسوس میرے باعث سے خداوند کو گالیان ملین کانپنے لگا
اور خمار کا سر منڈا ہوا دیکھکر بڑا رنج ہوا اور یقین ہوگیا کہ بیشک صرصر اپنی رسوخیت جتانے کے لیے
کسی کو عمرو کی صورت بنا لائی ہی اسوقت حکم کیا کہ عمرو بندھا ہوا ہی اسکو کھولکر ہمارے سامنے لاؤ ساحر
عمرو کو دربار لائے عمرو تو پہلے ہی سے ہوشیار تھا خمار کا بیان سُن رہا تھا سمجھ گیا کہ وہان کسی میرے فرزند
یا شاگرد نے سر اس قحبہ کا مونڈ کر اور میری شکل جبکر دکھایا ہوگا اور دھوکا دینے سے تجھے چھڑانا چاہا
ہی پس جب سامنے افراسیاب کے آیا اور اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی کہا حضور صرصر نے مجھسے کہا تھا
کہ مین تجھے عمرو کی صورت بناکر سامنے شہنشاہ کے لیے چلتی ہون وہ تجھے قید کرینگے مین رات کو آکر چھوڑ
دونگی اور تجھے پانچ ہزار روپے دونگی تو کہدینا کہ مین عمرو ہون ورنہ مین ایک طوائف رہنے
والی طلسم ظاہر کی ہون افراسیاب نے یہ سُنکر ساحرون سے کہا سحر اسیری سے اُتار لو اور
عمرو سے کہا کہ جا جہان جی چاہے چلا جا اور پانچ ہزار روپیہ اپنے پاس سے اُسکو بخش کہدینے بعنایت
فرمائے عمرو سلام کرکے روپیہ لیکر باغ سے باہر نکلا اور سمجھا شاید کوئی آفت آئے تم بچانے جاؤ اس سبب سے
گلیم اوڑھ کر چلا اور ادھر افراسیاب نے کہا بلاؤ تو اس ناعیار غیبانی صرصر کو اسی باغ مین کہ
بہت دور تک ہی ایک جگہ آرام پذیر تھی کہ ساحرون نے آکر حکم شہنشاہ متضمن بحاضری سُنایا یہ
لرزان و ترسان سامنے آئی افراسیاب نے حکم دیا کہ باندھو اسکو ساحرون نے ستون بارہ دری سے
صرصر کو باندھا اور مار پڑنے لگی صرصر پکاری کہ میرا کیا قصور ہی افراسیاب نے کہا حرام زادی مجھے پیش
خداوند لقا ذلیل کرایا دیکھو یہ نامہ آیا ہی تو ایک طوائف کو لالچ دیکر عمرو بنا کر لائی ہی شرط کہ ناک کٹوا ڈالون
صرصر نے کہا کبھی ایسا نہین ہی مین عمرو کو پہچان کر پکڑ لائی تھی اُسوقت خمار نے کہا دیکھ میرا سر
عمرو نے مونڈا بھلا مجھے کیا پڑی تھی جو اپنا سر آپ مونڈ کر تجھے جھوٹا بناتی صرصر نے عرض کیا آپ
کتاب سامری ملاحظہ فرمائیے میرے اور کسی کے کہنے پر نہ جائیے اگر میرا کہنا غلط ہو تو مجھے قتل کیجیے ورنہ
کوئی اپنا سر منڈواتا پھرے مجھ پر تہمت جوڑے برائے شگون کو اپنی ناک کٹوائے مجھے کیا غرض خمار نے جھلا کر
کہا او قحبہ میرے منھ نہ لگنا ایک تو چوری دوسرے سر زوری صرصر بولی کہ قحبہ جو مجکو کہے گی وہ آپ
ہوگی مین شہنشاہ کے سوا اور کسی کی نہ اُٹھاؤنگی اسوقت افراسیاب دونون پر خفا ہوا
کہ میرے روبرو یہ گستاخی زیبا نہین اور کتاب سامری دیکھی سب حال جو اوپر مذکور ہوا نظر آیا کہ
صرصر سچی ہی تو نے عمرو کو ناحق چھوڑ دیا اور خمار کا سر چالاک کے مونڈا ہی یہ معلوم کر کے صرصر کو رہا کر کے خلعت دیا اور

حکم دیا کہ عمرو دریا کے پار نہ جا سکیگا جلد جا کر گرفتار کر لا صرصر تعاقب عمرو مین روانہ ہوئی افراسیاب جادو
نے بھی دربار برخاست فرمایا ہر سردار اپنے اپنے گھر آیا لیکن خمار کرینہ صرصر سے اور صرصر کو خمار سے پیدا ہوا کہ ذکر
اسکا آگے مذکور ہوگا مگر اب حال سنیے کہ عمرو باغ سے نکل کر گلیم اوڑھکر جو چلا جب دور نکل گیا
گلیم اُتار لی اور اپنی صورت ایک اگھوری خبیث کی ایسی بنالی کہ لنگوٹی باندھے جھلنگا
اوڑھے شراب کی بوتل ہاتھ مین بغل مین مردے کی کھوپڑی دبائے بیہودہ بکتا چلا کہ راہ مین اگر کوئی ساحر ملے تو
اُسکو قتل کرکے دریا سے اُسکی صورت بنکر پار اُتر جاؤن اسی فکر مین جاتا تھا کہ صرصر ڈھونڈھتی ہوئی آ کر
پہونچی اور عمرو کو اگھوری بنا ہوا دیکھکر اُسنے پہچانا اور للکار کر تیغہ پکڑ کر مقابل ہوئی
عمرو بھی ناچار لڑنے لگا کچھ دیر تک جنگ بہ فن عیاری ہوتی تھی کہ ایک سامنے سے ساحر
پیدا ہوا یہ ساحر رہنے والا اسی صحرا کا تھا جہان عمرو لڑ رہا تھا غرضکہ جب عمرو نے اسے آتے دیکھا کہا کہ
ای صرصر دیکھ تیرے عقب مین کون آتا ہی اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے قریب جا کر بیضہ بیہوشی ملا کر
صرصر کے منھ پر مارا اور چکر کھا کر گرنے لگی عمرو نے گود مین اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور چاہا مین
بھاگ جاؤن لیکن وہ ساحر قریب پہونچ گیا تھا اُسنے سحر کیا کہ عمرو وہین کھڑا رہ گیا وہ پاس
آیا اور کہا کہ ای اگھوری تو کس لیے لڑ رہا تھا اور مین نے اسلیے تجھے روکا کہ تو جس عورت سے لڑ رہا
تھا اُسے تو لے کیا کیا کہان کا یک غائب کر دیا عمرو نے کہا وہ میری زوجہ تھی جس سے مین لڑتا تھا اور مین
بھوکا تھا اُسکو کھا گیا یہ سنکر اس ساحر کو ایک حیرت ہوئی اور کہا آج تک مین دربار شاہی مین نہین
پہونچا تھا آج یہ وسیلہ اچھا ہی کہ تجھے خدمت شاہ مین لے جاؤن کہ ایسا ساحر آنکے یہان کوئی
نہوگا کہ جیتے آدمی کو کھڑے کھڑے نگل لے یہ کہکر سحر کرکے عمرو کو لیکر اُڑا اتفاقاً افراسیاب جو دربار برخاست کر چکا
تھا تو وزیر اسکا باغبان قدرت اپنے باغ مین آکر مع اپنی زوجہ ملکہ گلچین جادو کے بیٹھا میخواری کر رہا
تھا کہ یہ ساحر عمرو کو لیے اسی طرف سے اُڑتا ہوا نکلا گلچین نے دیکھا کہ ایک ساحر آدمی کو پنجہ مین دابے
اُڑا جاتا ہی اُسنے اپنے شوہر سے کہا اسکو بلا کر دیکھو یہ کون ہی باغبان نے سحر پڑھا یہ ساحر رعایا مین سے ہی
مثل نامی ساحر دون کے سحر نہین جانتا ہی باغبان کے سحر کرنے سے آگے نہ جا سکا ناچار اُتر آیا باغبان
کو دیکھکر تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہی جسے تو گرفتار کیے لیے جاتا ہی ساحر نے کہا یہ شخص اپنی زوجہ سے لڑ رہا
تھا پھر یکایک اُسے کھا گیا مجھے تعجب ہوا مین اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاتا تھا باغبان کو بھی یہ ماجرا سنکر
ایک تعجب ہوا اور بنگاہ سحر عمرو کو گھورا ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے گھورنے اور نظر گرم سے
عمرو کے جسم سے روغن عیاری اُڑ گیا اور چنگاریان جسم سے اُڑنے لگین اُسوقت

باغبان نے نگاہ سحر سے دیکھنا موقوف کیا اور اُس ساحرہ سے کہا یہ الگوری نہین عمرو ہی اور عمرو سے
دریافت کیا کہ تو کسے کھا گیا عمرو نے کہا اپنی زوجہ کو کسی کے سامنے نہین کرتا ہون اور نہ اسکو تنہا
کسی مکان مین رکھتا ہون بلکہ اپنے ساتھ زنبیل کے اندر رکھتا ہون اور زوجہ میری بیچاری بے بدل ہی مگر این اسکو
جب زنبیل سے نکالتا ہون وہ مجھسے لڑتی ہی لہذا اُسوقت مین اور وہ دونون لڑ رہے تھے کہ یہ ساحرہ
آیا مین نے اسکو نامحرم سمجھکر اپنی بی بی کو زنبیل مین رکھ لیا نگل تو مین کسی کو نہین گیا یہ حقیقت
عمرو سے سنکر گلچین نے کہا اپنی جورو کو نکال ہم بھی دیکھین کیسی ہی عمرو نے کہا مین غیر مرد کے سامنے
کاہے کو نکالون سب کو ہٹا دیجیے اور مجھے کچھ روپیہ دیجیے تو نکالون گلچین نے سب کو وہان سے ہٹا دیا لیکن
باغبان بیٹھا رہا اور اُسنے کہا اے عمرو تو اپنی زوجہ کو میرے روبرو نکال مین تجھے بہت کچھ دونگا عمرو
نے کہا پہلے روپے منگا دو تو کیا مضائقہ باغبان اور اسکی جورو نے بہت کچھ زر منگا کر دیا عمرو
اُسوقت ایک گوشۂ باغ مین گیا اور صرصر کا منھ زنبیل سے نکال کر صورت اسکی تبدیل کر دی اور وہان
سے سامنے باغبان کے آیا اور کمر کے برابر سے صرصر کو کھینچ کے اسکے سامنے ڈالدیا گلچین نے ایک نازنین
عورت کو باحسن و جمال دیکھا کہا عمرو کی بی بی بہت خوب صورت ہی اچھا اسے ہوشیار کر عمرو نے کہا
یہ بھاگ جائے گی گلچین نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے بھاگے عمرو نے کہا بھاگ نہ سکے گی تو
فقرے دیگی کہے گی مین صرصر ہون اور آپ اُسوقت میرے دشمن ہو جایئے گا گلچین اور باغبان دونون
نے قسم کھائی کہ ہم اسکا کہنا نہ مانین گے اسوقت عمرو نے صرصر کو ایک درخت سے باندھکر فتیلہ دفع
بیہوشی سونگھایا کہ اُسے ہوش آیا اور باغبان اور گلچین کو بیٹھے دیکھا فریاد کی کہ اے وزیر اعظم شہنشاہ
مجھے آپ نے کیون باندھا ہی اس ساربان زادے عمرو کے کہنے پر نہ آیئے گا مین اسکو
پاس شہنشاہ کے لائیے لے جاؤن کہ انکو اسکی تلاش ہی عمرو نے یہ سنکر کہا حرام زادی شہنشاہ اپنے یار کے
پاس مجھے لے جا کر کیا کریگی آج تیری ناک کاٹونگا اب صرصر جو بُرا بھلا کہتی ہی تو سب جانتے
ہین کہ یہ شوہر و زن باہم ہین بلکہ گلچین نے کہا اے عمرو جورو تیری زبان دراز ہی صرصر
کو عمرو تمانچے لگانے لگا کہ کیون اے گیسو بریدہ پھر زبان درازی کریگی اور باغبان اور گلچین ہنسنے
لگے اُسوقت صرصر نے کہا یہ دل لگی اے لوگو اچھی نہیں ہی شہنشاہ سے کہونگی آپ کا وزیر بھی عمرو سے مل گیا
باغبان نے کہا تو شہنشاہ کے پاس کیونکر پہونچے گی صرصر نے کہا مین عیارہ صرصر ہون ہر وقت
دربار مین حاضر رہتی ہون عمرو یہ سنکر بولا کہ دیکھیے مین نہ کہتا تھا کہ یہ اپنے تئین صرصر
بتلائیگی بڑی مکارہ ہے اور پھر دو ایک طمانچے لگائے اسوقت صرصر نے حال گذشتہ جو دربار مین

گذرا تھا اور **افراسیاب** کا قبلا گرفتاری عمرو جوارادہ تھا اور اُسنے مشورہ کیا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا اگر مین صرصر نہوتی تو کیونکر اس کیفیت کو جانتی اس سے صرصر کے **باغبان** کو شبہ ہوا اور باغ سے ایک پھل توڑکر اُسپر سحر پڑھا کہ وہ منشق ہوا اور اسمین سے ایک طائر خوش رنگ نے نکل کر بہ خوش الحانی آواز دی کہ یہ عورت جو بند ہی صرصر ہی یہ صدا دیکر وہ طائر چلا گیا اور باغبان نے صرصر کو عذر خواہی کرکے رہا کر دیا اس ہنگام مین سب تو صرصر کی جانب مخاطب تھے **عمرو** نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا مگر جب صرصر کھول پکاری کہ وہ ناعیار کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ موجود ہین باغبان خائف ہوا کہ صدا آتی ہی اور عمرو دکھلائی نہین دیتا ہی اتنے مین صرصر نے کہا مین جاتی ہون عمرو نے کہا ہم بھی ساتھ ہین غرض کہ صرصر باغ سے نکل کے روانہ ہوئی اور عمرو وہین ٹھہر رہا کہ ہین پڑے تو اس جگہ کا سب مال لوٹون اور ساحرون کو قتل کرون القاصل بعد چلے جانے صرصر کے گلچین نے کہا صرصر کے جھگڑے مین عمرو کو بھی ہاتھ سے کھویا مین نے اسکے اوصاف بہت سنے تھے اگر یہان ہوتا تو کمال اُسکے دیکھتی عمرو نے جواب دیا کہ ہم یہین ہین لیکن اس لیے پوشیدہ ہین کہ تم لوگ ساحر ہو ہمین گرفتار کرکے پاس افراسیاب کے لیجاؤ گے گلچین نے یہ آواز سُنکر کہا قسم ہی سامری کی یہان کوئی تجھسے دغا نہ کرے گا عمرو پکارا کہ اچھا کچھ روپیہ منگا کر رکھو تو ہم آئین گلچین نے روپیہ جمع کرایا عمرو گلیم اُتار کر ظاہر ہوا گلچین نے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا ای عمرو ہم آپکے گانے کے بہت مشتاق ہین کچھ ہمین سنائیے عمرو نے نے نکالی اور گھنگرو پانون مین باندھے رقص و سرود آغاز کیا اور اہل انجمن کو بیخود کر دیا باغ کے طائر اپنی نغمہ سرائی بھول کر ہمہ تن مصروف سماع ہوئے اور گل اُس گلشن کے ہمہ تن گوش ہو کر سُننے لگے برگ ہوا سے جنبان نہ تھے بلکہ تالیان فرط عشرت سے بجاتے تھے درخت جھوم جاتے تھے دہن غنچہ خموش تھے بلبل شوریدہ کے سر مین جوش تھے

نظم

لگا گانے ٹپا وہ اس آن سے
نکلنے لگی جان ہر تان سے
عجب تان اڑتی تھی انداز سے

کہ بے کل تھی ہر تال آواز سے
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی
سلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی

لگی دیکھنے آنکھ نرگس اٹھا
گلوں نے دیے کان اپنے لگا
لگے ہلنے آ وجد مین سب درخت

کھڑے ہو گئے سرو ہوکر کرخت
درختون سے گرنے لگے جانور
بنے شکل آئینہ دیوار و در

ہوئے نہر کے سنگ پانی پگھل
پڑے سارے فوارے اُسکے اچھل
ہوئین قمریان شوق سے نعرہ زن

بھرا اشک سے بلبلون کے چمن
عجب راگ کو بھی دیا ہی اثر
کہ ہو جائے پتھر کا پانی جگر

بندھا اس طرح کا جو اُس جا سمان
ہوا بھی لگی رقص کرنے وہان

ہوا سب کے دل کا عجب حال زار
بندھا اس طرح کا جو اسدم سمان

کئی لاکھ روپیہ کا جواہر عمرو نے انعام مین پایا تھا خوب اپنا رنگ جمایا تھا کہ وہان افراسیاب پھر دربار مین آکر بیٹھا اور کتاب سامری دیکھی یہ معلوم ہوا کہ صرصر گرفتاری عمرو کو گئی تھی اسپر کیا گذری کتاب مین نظر آیا کہ باغبان قدرت اپنے باغ مین بیٹھا عمرو کا گانا سنتا ہی اور صرصر کا جو حال کہ اوپر مذکور ہوا سب دریافت ہوا یہ دیکھکر غصہ ناک ہوا کہ ہمارے دشمن سے وزیر ہمارا اس لطف و مدارا سے پیش آئے افسوس ہی کہ اتنا بڑا معزز کارپرداز رکن سلطنت حریف سے یون ملجائے کتاب کو اسی غصہ مین بند کرکے دستک دی کہ تیلا زمین سے پیدا ہوا اُس سے حکم کیا کہ باغبان کے یہان عمرو بیٹھا گا رہا ہی اُسکو اور باغبان کو جاکر پکڑ لا تیلا یہ حکم سنکر روانہ ہوا یہان عمرو گاتے گاتے ذرا ٹھہرا تھا کہ سناٹے کی آواز آئی اوپر جو دیکھا تو ایک پتلے کو آتے پایا عمرو نے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور تیلا جو جھک کر گرا عمرو کو تو نہ پایا باغبان کی کمر مین ہاتھ دیکر پکارا اے آذر ایکار امر فرستادہ شہنشاہ افراسیاب اور باغبان کو لیے صاف چلا گیا گلچین گھبرائی کہ اب مقرر آفت آئی اور یہان پتلے نے سامنے افراسیاب کے باغبان کو پہونچایا افراسیاب اسے دیکھکر تازیانہ لیکر اُٹھا اور چند کوڑے مارے کہ کیون ای نمک حرام میرے دشمن کو لیکر اس طرح اپنے گھر مین بیٹھا تھا باغبان نے سارا حال ساحر کے گرفتار کرانے کا اور صرصر کی کیفیت صاف صاف عرض خدمت بندگان شہنشاہ مین کرکے التماس پیرا ہوا کہ کمترین بمقتضائے ہ من بندہ حضرت کریم پروردہ نعمت تو ام کبھی نمک حرامی نہ کرون گا اب شہنشاہ نصفت نشان مجھے رہا کرین کہ اُس مفتری جعلساز کو حاضر حضور معلے کرون افراسیاب نے اس کلام مین رائحہ صدق استشمام فرمائی اور رہا کر دیا باغبان بغضب تمام واسطے لینے عمرو کے روانہ ہوا لیکن یہان عمرو کا ذکر سنئے کہ جب تیلا باغبان کو اُٹھا لے گیا عمرو نے خالی مقام پاکر گلیم اُتاری اور گلچین سے کہا ملکہ مین نے ایک تدبیر دفع غضب افراسیاب تجویز کی ہی اگر بارہ دری مین علیحدہ چلو تو بیان کرون گلچین اُٹھ کر تخلیہ پذیر ہوئی عمرو نے اُسکو بیضہ بیہوشی لگا کر بیہوش کیا اور دری مین لپیٹ کر بارہ دری مین کسی جا چھپا دیا اور آپ رنگ و روغن عیاری ملکر اُسکو ایسی صورت بنا لباس اسکا لیکر زیب جسم کیا وہان سے آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھا کنیزون نے عرض کیا کہ حضور عمرو کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو تو قدرت غائب ہوجانیکی ہی نہین معلوم کہان گیا یہ سب خاموش ہو رہین کہ ایسا ہی ہوگا اس عرصہ مین باغبان آکر پہونچا اور نزد جمع سے مستفسر ہوا کہ گلچین نقلی نے کہا کہ وہ تو جب آیا تھا جب ہی غائب ہوگیا تھا باغبان

نے کہا از بسکہ واسطے اس نا عیار کے شہنشاہ نے مجھے سر دربار ذلیل کیا میں اسکے تجسس میں جاتا
ہوں دریا سے پار تو جانے سکے گا گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لے جاؤنگا یہ کہکر بزور سحر پرواز کرکے
چلا یہاں عمرو جو گل چین بنا ہوا ہی بعد اسکے جانے کے سوچا کہ باغبان تجسس بسیار جب مجھکو نپائیگا
یقین ہی کہ سحر سے دریافت کرے کہ عمرو کہاں ہی سحر بتلا دیگا کہ گلچین بنا ہوا بیٹھا ہی وہ آکر مجھے
گرفتار کرلیگا یہ سوچکر باغبان کی دو بیٹیاں ہیں نہال جادو اور ثمر جادو نام انھیں عمرو نے
طلب کیا جب وہ حاضر ہوئیں انکی بلائیں لیں اور بمحبت مادرانہ جتائی خوب پیار کیا اور کہا ای فرزند
باپ تمھارا عمرو کی تلاش میں گیا ہی اور وہ عیار بد بلا ہی ایسا نہو کہ تمھارے پدر کو کسی طرح کی گزند پہونچا
یا ڈھونڈھے اور تجسس سے نہ ملے تو شہنشاہ کی خفگی آئے بدین لحاظ ہم تم بھی چلیں اور عمرو کو
تلاش کریں نہال جادو نے کہا بہتر ای والدہ چلیے گلچین نے تخت بزور سحر منگوایا نہال نے ایک
نارنج زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور دھواں اس میں سے نکل کر سمت فلک کے گیا بعد لمحہ کے ایک
تخت اڑتا ہوا آیا اور زمین پر اترا گلچین اور نہال دونوں سوار ہوئے ثمر کو حفاظت مکان کے لیے چھوڑکر
روانہ ہوئیں اور گلچین نے نہال سے کہا کہ ای چھوکری دیکھوں کتنا جلد تو اس تخت کو لے چلتی ہی کچھ
سحر بھی سیکھا ہی یا دن بھر کھیلا کرتی ہی نہال نے ایسا سحر کیا کہ تخت اڑتا ہوا قریب دریاے
خون رواں پہونچا اسوقت گلچین نقلی نے لبوں کو جنبش دیکر کہا میرا سحر خبر دیتا ہی کہ عمرو دریا
کے پار اتر گیا ہی مگر ہنوز صحرا میں پھرتا ہی جلد سحر کرکے چلو تو گرفتار کریں نہال نے سحر کرکے تخت رواں
کیا اور دریا کے پار پہونچی لیکن اس طرف باغبان ہر سمت عمرو کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہیں پتا نہ چلا
اسنے ایک بت اپنی کلاہ سے کھولکر کچھ افسون پڑھکر کہا ای سامری کی تصویر تجھے واسطہ سامری کا سچ بتلا کہ عمرو
کہاں ہی وہ بت گویا ہوا کہ تیری زوجہ کی صورت بنکر ہمراہ تیری دختر نہال جادو کے
دریا کے پار اترا ہی اور تیری لڑکی کو قتل کرکے جایا چاہتا ہی باغبان یہ حال سنکر بعجلت تمام چلا اور
بت کو لیکر کلاہ میں باندھ لیا یہاں عمرو پار اتر کر نہال کو بیہوش کیا چاہتا تھا کہ باغبان آکر پہونچا
اور للکارا کہ باش ای نا عیار کہاں جائیگا میں آ پہونچا نہال یہ صدا سنکر حیران وا سے ہر طرف دیکھنے
لگی کہ پدر میرا کیسے للکارتا ہی اور عمرو نے ایک دھول نہال کے لگاکر فوراً گلیم عیاری اوڑھلی اور
تخت پر سے کود کر نعرہ کیا کہ باش او حرامزادے منم مہر سپہر عیاری

نظم

عمروم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم در محفل خسروان چو گردم ساقی	رنگ از رخ بخت خصم بداختر ببرم تیغ و سپر و صبوح و ساغر ببرم

بچگیا تو میرے ہاتھ سے اور سارا گھر تیرا ورنہ جہنم رسید مین کرتا یہ کہکر عمرو تو چلا گیا اور باغبان نہال کے پاس آیا اور گویا ہوا کہ تو نے بڑا غضب کیا جو عمرو کو دریا کے پار اُتار دیا نہال نے عذر عدم واقفیت کیا باغبان اُسے لیکر ناچار اپنے مکان مین آیا اور ڈھونڈھکر گلچین کو بارہ دری کے اندر سے نکال کر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کر کے کہا مین جانتا ہون عمرو اپنی بارگاہ مین جا کر ظاہر ہوگا وہان سے پکڑ لاؤ نگا گلچین نے قدم پر سر رکھا کہا ای باغبان واسطہ سامری و جمشید کا ان عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دے جب شہنشاہ اُنسے عاجز ہو رہا ہی تو ہماری کیا حقیقت ہی ایسا نہو کہ عیار عاجز آکر قتل کر ڈالین ابھی دیکھا کہ عمرو کہان آیا تھا اور کہان سے کہان پہونچ گیا اور شہنشاہ کے کچھ بنائے نہ بنا باغبان اسکے سمجھانے سے خائف ہوا اور افراسیاب کے پاس گیا سارا ماجرا بیان کیا کہ عمرو اس طرح سے نکل گیا افراسیاب خاموش ہو رہا اسلیے کہ اگر اسکو زیادہ تنبیہ کرونگا ایسا نہو کہ یہ بھی جا کر شریک صرصر کی کرے اب یہ سب تو دربار مین بیٹھے اور عمرو بھی آکر داخل اپنی بارگاہ مین ہوا سب سردار خوش ہوے بعشرت تمام بیٹھے لیکن صرصر کا حال سنیے کہ یہ جو مقام باغبان پر سے چلی خیال مین اسکے آیا کہ عمرو تو دریا کے پار اُتر نہ سکے گا لشکر مہرخ خالی ہی قران صحرا مین رہتا ہی اور عیار فکر عیاری مین گئے ہونگے تو چل کر مہرخ یا بہار یا کسی اور سردار کو گرفتار کر لا اور جیسا کہ عمرو نے تجھے ذلیل کیا ہو ویسا ہی اُسے بھی جلا غرضکہ دریا سے اُتر کر بشکل مبدل داخل لشکر مہرخ ہوئی اور فکر عیاری کرنے لگی دن بھر اسنے قیام کیا جس وقت عیار دشت گرد فلک خیمہ مغرب مین جا کر چھپا اور خیاط شب نے آئینہ مین ماہ رخ زیبا اپنا ملاحظہ کیا اور عروس چرخ نے پیشانی کو مزین افشان کیا **نظم**

تھی اُس شب یہ تارون کی جلوہ گری	دو لھن کی ہو جون مانگ موتی بھری
سیاہی شب خوشنما تھی کمال	کہ جس طرح محبوب کے رخ پہ خال

مہرخ نے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی خوابگاہ مین آیا بیٹا مہرخ کا شکیل کہ سابق مین مذکور ہوا تھا کہ دختر حیرت ملکہ خوبصورت پر عاشق ہی اور خوبصورت بسبب جرم عشق کے قید ہی لہذا شکیل جب اپنے خیمے مین آتا ہی یاد زلف مین اپنی معشوق کے بصد پریشانی وہ رات بسر کرتا ہی شعر عاشقانہ پڑھتا ہی کہ ؎ اُلجھن کو دل کی دام محبت بنا گیا ❊ دھیان اُنکے گیسوؤن کا بڑا بجلسانہ تھا ❊ اس رات کو بھی موافق معمول کے دل غمناک لیے بصد اضطرار اپنے خیمے مین آکر زار زار مانند ابر بہار گریان و نالان ہوا گریبان تا بدامن چاک کیا ہر چند کہ وہ شب چاندنی رات تھی مگر اُسکے لیے بغیر روے تابناک اپنے مہ رو کے اندھیرا تھا کہتا تھا کہ یہ پیر گردون میرا دشمن ہوا ہی

یہ چاند نہین زال کا گولا دیدۂ ثوابت سے مجھے گھورتا ہی مشعل ماہ روشن کرکے جلاتا ہی اور کبھی کہتا تھا

نظم

ای ستم پیشہ اک ذرا انصاف
عہد و پیمان سے بھی گذرتے ہین
اور اگر ای تجھے یہی منظور
تجکو سوگند ہی تیغا فل کی
میان سے کھینچ خنجر بیداد
اُسکا جگر ملا تمام ہوجائے

گر گنہگار کا گناہ معاف
ورنہ اتنا کہ خلق مرجاوے
پاس سے اپنے رکھ نہ آنا دور
غفلت و ظلم و جور کا صدقہ
پھیر دے میرے حلق پر جلاد
گو دیے سو پیام ہو بیتاب

گو کہ معشوق ظلم کرتے ہین
جی سے عاشق گذر اگر جاوے
ہر قسم تجکو اپنے کاکل کی
اپنے انداز و طور کا صدقہ
جس مین عاشق کا کام ہوجائے
پر ادھر سے ملا نہ ایک جواب

دمبدم عشق اُسکا بڑھنے لگا غزل عاشقانہ پڑھنے لگا

غزل

چشم کا کام اشکباری ہی
خاک یہ زندگی ہماری ہی
یہ سبک تو نے کردیا ظالم
ای صبا خاک یہ ہماری ہی

چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی
کس کا سونا کسے ہی آتی نیند
میرا مردہ بھی سب کو بھاری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج

ہم کہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہی اور زاری ہی
کر نہ برباد اسکے کوچے سے
ابھی عاشق کی دم شماری ہی

شعر عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ہاتھ کہنے لگے گریبان دیکھین پاؤن چل نکلے کہ بیابان دیکھین

نہ شاید عشق را گنج سلامت خوشا رسوائی کوے ملامت

بیٹھے بیٹھے ترنگ آئی دل مین یہ سمائی کہ چلکر بیابان مین غم دل کو خالی کرو تا کہ مجنون کردار یاد مین اُس لیلےٰ عذار کے یہ رات بسر ہو صبح کو لشکر مین چلے آنا کوئی اس حال سے مطلع نہ ہوگا دل مضطر بہل جائیگا آسیب الم ٹل جائیگا یہ تصور کرکے روتا ہوا صحرا نورد ہوا اور ہر گام پر بادل ناکام اشک حسرت بہاتا تھا یہ غزل زبان پر لاتا تھا نظم

کیا کہون مین کہ اب کہان ہی دل
دل سے مین مجھ سے سرگران ہی دل
اسقدر اسپہ رکھ نہ بار فراق
پہلو مین دشمن نہان ہی دل

اُس گلی مین روان دوان ہی دل
گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس
ناتوانون کا ناتوان ہی دل
پیچھے صاحب لون کے قافلے سے

ہم یہ یاں اک دگر سبک وضعی
دیکھیو تو کہان کہان ہی دل
ظاہرا دوستی کی کس سے امید
صورت گرد کاروان ہی دل

یہ غزل پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ صرصر جو فکر عیاری مین پھر رہی تھی اُسکو تنہا جاتے دیکھکر ساتھ ہولی جب

شکیل صحرا مین پہونچا ایک تختۂ سنگ بر قریب کوہسار بیٹھکر غم دل کا بر طرف کرتا تھا اور سیر گلزار سے دل بہلاتا تھا صرصر تو رہنے والی اسی طلسم کی ہی اور اسکے ماجرائے عشق پر وقوف رکھتی ہی اسوقت اسے بیقرار دیکھکر اپنی صورت ایک کنیز کی کہ جیسی کنیز ملکہ خوبصورت کی ہین بنائی اور سامنے آکر تسلیم کی اور کہا واری آپ نے مجکو پہچانا شکیل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون مین اپنے تئین خود نہین جانتا ہون کہ مین کون ہون کو مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون ٭ پر یہ خبر نہین ہر مین کون ہون کہان ہون ٭ صرصر نے کہا مین کنیز ملکہ خوبصورت تمہاری معشوقہ کی ہون جبسے ملکہ قید ہوئین مین صحرا مین رہتی ہون شکیل نے یہ جو سنا کہ کنیز معشوقہ ہی اسوقت تو موجب بیت

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو		خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو	

باہم رونے لگے اور کنیز نے کہا اے شیدائے جمال یار تیری مفارقت مین ملکہ زار کا بھی یہ حال تھا اور یہ مقال تھا کہ ابیات

تھے جو تم دونوں یکدیگر مانوس	ہوئے پابند حسرت و افسوس	عشق اسکا تو تیرے دل مین تھا
تیرا عشق اسکے آب و گل مین تھا	مثل مجنون ہوا تو صحرا گرد	ولے معشوق وائے حسرت و درد
دور ادھر کو وہ مایۂ خوبی	تھی سیہ پوش صورت لیلی	شمع کی طرح روز گھلتی تھی
بات دل کی مگر نہ کھلتی تھی	کچھ نہ کھاتی تھی اور نہ پیتی تھی	بس ترا نام لے کے جیتی تھی
اس کی ہی نقل نقل غم اندوز	گر یہ قصہ ہی قصۂ جانسوز	کیا محبوس اسے برنج و محن
پا بہ زنجیر و طوق در گردن	اب نہ وہ ہی نہ وہ زمانہ ہی	کچھ عجب عشق کا فسانہ ہی

شکیل یہ ماجرائے حسرت افزا سنکر کنیز کے گلے لپٹ کر زار زار رویا اور گویا ہوا کہ اے فلک غدار ابیات

اس طرح سے مرا یہ حال ہوا	نہ میسر مجھے وصال ہوا	تو مین ہجران مین جان جائیگی
روح بھی وان نہ چین پائیگی	بسکہ ہی حسرتِ وصالِ صنم	نکلے گا کیا اٹک اٹک کر دم
دل جو تڑپے گا بار بار مرا	ہوگا زیر و زبر مزار مرا	وصل جانان سے مین نہ شاد گیا
ہائے دنیا سے نامراد گیا		

یہ بیقراری دیکھکر کنیز یعنے صرصر نے ایک خاصدان کمر سے نکالا اور سامنے اُس ژولیدہ حال کے رکھکر عرض کیا کہ اے رہروِ بادیۂ الفت وائے سرگشتۂ کوئے محبت ملکہ نے بروقت مقید ہونے کے کچھ چکنی ڈلیان اور الائچیان اپنے لب نازک سے جھوٹی کرکے اسمین رکھین تھین اور مجکو حکم دیا تھا کہ جہان کہین ہمارا شیدا ملے اسے دینا اور ہمارا حال پر ملال کہدینا شکیل نے خاصدان سے الائچیان لیکر کھائین اور بیہوش ہوگیا صرصر اسکو پشتارہ

مین باندھکر روانہ ہوئی اس ہنگام مین عاشق خونین جگر مشرق تلاش یار مین میدان فلک پر سرگرم قتال ہوا اور معشوقہ سیہ چردہ شب نے چادر روز مین منھ چھپایا یعنے بمقتضاے ابیات

صبوحی کو دے ساقی لالہ فام — کہ رو دھو کے ہر رات کاٹی تمام
ہوا آفتاب الم پھر طلوع — اوداسی کا ہونے لگا دن شروع

صرصر پشتارہ لیے داخل بارگاہ حیرت ہوئی اور ملکہ کو تسلیم کرکے پشتارہ سامنے رکھدیا حیرت مستفسر ہوئی کہ کسکو لائی ہی اُسنے عرض کیا فرزند مہرخ شکیل کہ شیداے خوبصورت ہی حیرت نے قید سحر سے چھڑا کر ہوشیار کیا جب آنکھ شکیل کی کھلی اپنے تئین گرفتار دربار حیرت مین پایا بے اختیار زبان پر لایا نظم

بچشم لطف گر بینی گرفتاران رسوا را — باہم گوشۂ چشمے کہ رسوا کردۂ ما را
پس از مردن نخواہم سایۂ طوبیٰ دے خواہم — کہ روزے سایہ بر خاکم فتد آن سرو بالا را
مرا لاز تمناے تو آید صد بلا بر سر — ز سر بیرون نخواہم کرد ہرگز این تمنا را

ای ملکہ مین آپ غم دلدار سے زندان الم مین گرفتار ہون اسیر طرۂ گیسوے تابدار ہون مجھے گرفتار کرنا کیا بقول مصحفی آج نہ موا کل مرجاؤنگا یہ کہکر بہت رویا حیرت نے اسکے حال پر رحم کیا اور کہا ای شکیل تو بھی کوئی غیر نہین مہرخ کا فرزند اور ہم حبین دختر شہنشاہ کا ماموں ہی اگر میری اطاعت کرے اور اپنی مان کا ساتھ نہ دے تو خوبصورت کی شادی تیرے ساتھ کر دون شکیل نے کہا مجھے نہ مان کا ساتھ منظور ہی اور نہ آپ کا بلکہ دنیا سے کنارہ ہون غلام ملکہ خوبصورت جادو مین بیچارہ ہون نظم

ہست آرزوے کشتن ازان تندخو مرا — گر او نگشت ماند این آرزو مرا
جان من از جدائی آن مہ بلب رسید — ای واے گر فلک نہ رساند باو مرا
با ذوق جست و جوی تو آسودہ خاطرم — آسودگی مباد ازین جستجو مرا
ننگ ست عاشقان جہان را ز نام من — عاشق مگوے ہر چہ توانی بگو مرا
گفتی کہ آبروے ہلالی سرشک اوست — رسواے خلق میکند این آبرو مرا

جو ای ملکہ فرمایئے بجا لاؤن کہیے تو آپ کے لیے مہرخ سے جاکر لڑون حیرت نے قید اسکی دور کر کے خلعت دیا اور اسکی خاطر سے طاؤس جادو نام ایک ساحر کو حکم کیا کہ ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کرکے باغ عشرت مین لاکر حمام کراکے مسند انبساط پر جلوہ گر کرے طاؤس نے حسب الحکم ہندو لے

پرستے سحر کے خوبصورت کو اُتارا اور باغ مین پہونچا دیا اس گلعذار کے آنے سے اس باغ کی دونی بہار ہوئی اور اس غنچہ دہن نے بھی اپنی آرایش وزیبایش کی اور اپنے عاشق کے ملنے کی خبر سنکر خوش ہوئی اور ادھر جب صبح ہوئی خبر گرفتاری شکیل ملکہ مہرخ نے سنی اور بعد لمحہ کے خبر پہونچی کہ شکیل پھر اُسی طرح سے سامری پرست ہوگیا اور حیرت کا شریک ہوا مہرخ کو یہ خبر سنکر بڑا رنج ہوا لیکن عمرو دربار مین موجود تھا کہنے لگا ای ملکہ جب طلسم فتح ہوگا ہزارون بیٹے بیٹیان مل جایئن گے اگر اصلی ہونگے تو بہت سے آکر بن جائینگے اصل تو یہ ہی کہ فرزند تمھارا غم مین اپنے دلدار کے مرجاتا وہان زندہ رہیگا یہ اُسکی جان بچنے کا خوب سہارا ہی مطلب اصلی پر تم نظر رکھو ایسی ویسی باتون کا دھیان کرنا اچھا نہین مجھے دیکھو کہ شہزادہ اسد قید ہوگیا اور مجھکو رنج نہ کیا اور تیور پر میل نہ لایا الحاصل مہرخ غم فرزند کو بھلا کر صبر کنان استقامت پذیر ہوئی مگر وہان شکیل نے حیرت سے بمنت عرض کیا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو ایک نظر ملکہ خوبصورت کو دیکھ آؤن حیرت نے اجازت دیدی کہ جاؤ اور ایک شب باغ عشرت مین رہکر اپنی مطلوبہ کا نظارۂ جمال کرو اور طاؤس سے حکم دیا کہ بطور مخفی ان دونون شیدا کی نگہبان رہے کہ کسی طرح کا اختلاط باطنی باہم نہ کرنے پایئن غرضکہ طاؤس پوشیدہ روانہ ہوا اور شکیل نے بھی بموجب بیت

وعدۂ وصل چون شود نزدیک | آتش شوق تیزتر گردد

تیاری چلنے کی فرمائی نہا دھو کر پوشاک نفیس سے اپنے تئین آراستہ کیا نظم

ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین | عرق آگیا اسکے اندام مین | نہا دھو کے نکلا وہ گل اس طرح
کہ بدلی سے نکلے ہی مہر جس طرح | غرض شاہزادے کو نہلا دُھلا | دیا خلعت فاخرانہ نیا
جواہر سراسر پنہایا اُسے | جواہر کا دریا بنایا اُسے | لڑی لٹکن اور کلغی اور نورتن
عدد ایک سے ایک زیب بدن | مرصع وہ سرپیچ جون موج آب | سنور بہ شکل گل آفتاب
وہ موتی کے مالے بصد زیب زین | کہین جسکو آرام جان تن کا چین | جواہر کا تن پر عجب تھا ظہور
کہ اک اک عدد اسکا تھا کوہ طور | غرض اس طرح ہوکے آراستہ | خرامان ہوا سرو نوخاستہ
نکل گھر سے جسدم ہوا وہ سوار | کیے خوان گوہر کے اُسپر نثار

یہ خبر خوبصورت نے بھی سنکر اپنے تئین آراستہ کیا باغ کی زیبایش فرمائی جلسۂ عشرت منعقد ہوا نظم

ساقیا مے پلا شتاب شتاب | مطربا تو سنا دے چنگ ورباب | وا ہوا ہی در نشاط وسرور
غم دیرینہ ہی دلون سے دور | آج عاشق کو وصل جانان ہی | بزم عشرت کا روز سامان ہی

یاد بیداد گر سے داد ملی
کھو زہرہ فلک پہ ہو رقصان
کیا تخت مرصعی ترتیب
خوب ہی آج اپنی کی تزئین
تھا جو چودہ برس کا سن و سال
باغ کے در پہ ہو بجا خرم و شلو
سن کے آواز عاشق رنجور
رونق بزم ہوئی وہ ماہ تمام
پھر یہ بولی کہ شکر عز و جل
کہ میسر ہوا جمال حضور
ہوگا اُسکا نصیب جو دیدار
گیا عاشق خوشی کے مارے بھول
اُٹھکے اُس مہ نے تب شتاب شتاب
ہوش میں آیا وہ جوان ناگاہ
اشک حسرت سے منہ کو دھوتا تھا
اے میں تیری خدائی کے قربان
کہیں جی سے نہ میں گذر جاؤن
خاک پہ جا کے گر پڑا آخر
رویا یان تک کہ بہ چلا سب دل
آکے بیٹھا قریب گل اندام
حاکم کشور مراد ہوئے
دل ہوئے شاد گھر ہوئے آباد
بولا اُس ماہ روسے وہ مضطر
تاکہ ایمان کی ہو نہ بربادی
سُن کے اُسکا کلام عاشق زار

نامرادون کو بھی مراد ملی
یعنی اُٹھی وہ غیرت بستان
لا رکھین کرسیان قریب قریب
اُس کا نظارۂ رخ زیبا
چون مہ چاردہ عروج کمال
پھر در باغ سے یہ دی آواز
دوڑی دروازے پہ وہ شکیلہ
ہوئی اسکے وہ سات بار نثار
ہوئے سب غم مرے خوشی سے بدل
تھی یہی آرزو بس اک میری
سجدۂ شکر میں کرونگی ہزار
بسکہ مانوس تھا وہ محنت کش
لیے طاقون سے شیشہ ہائے گلاب
دیکھتا تھا فلک کو باحسرت
وصل میں زار زار روتا تھا
یار سے ہمکنار ہوتا ہون
آج ایسا نہ ہو کہ مر جاؤن
ہوا بیہش الم سے سربسجود
ہوگئی خاک اُس جگہ کی گل
ہوئی آراستہ سرور کی بزم
دونون آپس میں شاد شاد ہوئے
اس طرف شرم اور حیا سے خمش
پاس مادر کے اب چلو دلبر
کہا اُسنے میں آپ کی ہون کنیز
سحر سے کرکے تخت اک تیار

مہر تو دائرہ بجا دے ہان
کیا آراستہ تمام مکان
بیٹھی بن ٹھن کے وہ بصد آئین
برق جانسوز خرمن دلہا
اتنے میں وان شکیل حسن نژاد
در پہ حاضر ہے عاشق جانباز
ساتھ ہے اپنا عاشق ناکام
کہا ہے بخت خفتہ اب بیدار
دیدۂ دل ہوا مرا پر نور
مدتون سے یہی تھی مشتاقی
دیکھا اُس رشک گل کا یہ معمول
ہوگیا بس خوشی کے مارے غش
اُسپہ چھڑکا گلاب خاطر خواہ
تھا عجب وقت اور عجب صحبت
زیر لب کہہ رہا تھا یہ ہر آن
جاگتا ہون میں یا کہ سوتا ہون
رکھکے یہ تخت سے اُٹھا آخر
کیے سوا اُسنے سجدۂ معبود
اُس پری نے اُٹھایا ہاتھ کو تھام
ہوا دونون کے دل کو اور ہی عزم
نہ رہی ہجر کی مصیبت یاد
اُسطرف خواہش وصال کا جوش
کریں لشکر میں چل کے ہم شادی
مجھے خاطر حضور کی ہے عزیز
دیکھ کر ہر طرف کو وہ ہوشیار

خوبصورت کو کرکے اُسنے سوار
دیکھا طاؤس نے جو یہ سامان
سمت مہرخ چلا وہ بادل شاد
دوڑی بیتاب ہو کے وہ نالان
دل کی پائی بہت دلون مین مراد

راوی کہتا ہی طاؤس جادو جوان دونون کی بطور مخفی محافظ تھی اور حیرت نے اُس سے کہدیا تھا کہ جب یہ اختلاط باطنی کرین تو انھین منع کرنا لہذا جب اُسنے انھین جاتے دیکھا گھبرا کر دوڑی اور یہ دونون باغ سے نکل کر ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تھے کہ اُسنے آکر روکا شکیل سے سحر چلنے لگا تخت سے اُترکر مقابلہ کیا تاریخ وتر سحر کی بارہونے لگی طاؤس نے ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ شکیل نصف زمین مین غرق ہوگیا اُسنے چاہا کہ گرفتار کرکے لیجا دے اسوقت اتفاق سے ضرغام اسطرف آنکلا اور یہ ماجرا دور سے دیکھکر ایک غلولہ بیہوشی غلیل مین رکھکر غلہ اُسکی ناک پر مارا کہ طاؤس بیہوش ہوکر گری ضرغام نے اُسکے زبان مین سوزن دیکر اُسکو ایک درخت سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اگر اطاعت ملکہ مہرخ کی اختیار نہ کریگی خنجر ظلم سے ہلاک ہوگی اور حمد وثنائے خلاق دوجہان بزبان فصیح سامنے اسکے بجالایا کہ زنگ کفر طاؤس کے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور اشارے سے کہا کہ مین تابعدار ہون ضرغام نے اسے رہا کیا اُسنے شکیل کو زمین سے نکالا اور خوبصورت کو لے کر روانہ ہوئی یہان تک کہ داخل لشکر مہرخ ہوئی ضرغام نے یہ خبر مہرخ کو دی وہ مع سرداران نامی کے شادان وفرحان بیٹے اور بہو کو لے کر بارگاہ مین آئی ہر ایک گلے سے ملا طاؤس کو خلعت سرداری دیا جشن کتخدائی کی بنا کی صحبت عیش وعشرت برپا ہوئی یہ کیفیت بعد دو ایک روز کے حیرت نے سنی شعلہ غضب کا اُسکے سینہ مین مشتعل ہوا اور چاہا کہ لشکر تیار کرکے اُسیوقت چڑھ جاؤن اور سب کو ہلاک کرون مگر صرصر اور صبا رفتار عیارنیان حاضر تھیں انھون نے عرض کیا آپ تامل فرمائین ہم جاکر سردار لشکر یعنے مہرخ کو گرفتار کرکے لاتے ہین شکیل کے بدلے اُسے قتل فرمائیے گا یہ کہکر دونون روانہ ہوئین اور صرصر ایک خدمتگار کی صورت بنکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی اور صبا رفتار باہر ٹھہری یہان بارگاہ مین ناچ ہو رہا تھا عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک خدمتگار گوشہ مین کھڑا ہی اور چارطرف دیکھتا ہی عمرو پہچان گیا کہ عیار ہی اپنے مقام پر سے اُٹھا اور چاہا کہ بھلا وا دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی عمرو کا عندیہ پہچان گئی اور سراپچہ فرا کر باہر کود کر چلی اور پکاری منم صرصر شمشیرزن اور نکل گئی اور صبا رفتار جو باہر کھڑی تھی صحرا سے قران آتا تھا اُسنے پہچانا اور دھوکا دے کر پشت پر سے آکر گود مین اُسے اُٹھا لیا صبا رفتار ہر چند تڑپی مگر نہ چھوٹ سکی اس ماجرے کو دور سے صرصر دیکھ رہی تھی فوراً عمرو کی صورت بنکر آئی اور کہا اے قران یہ تیری

معشوقہ ہو لا مجھے اسکو دے کہ سزا دون تجھے اسکے ساتھ عتاب وخطاب کرنا اچھا نہین قران نے یہ کلام سنکر عمرو سمجھ کے صبا رفتار کو دیدیا صرصرا سکو لیکر چلی اور بکاری منم صرصر اسوقت عمرو بھی باہر بارگاہ کے آیا اور دونون پیچھے عیار بچیون کے دوڑے مگر وہ مثل برق و باد جست وخیز کرکے نکل گیئن عیار پھر آئے ادھر صرصر پھر دوبارہ شکل تبدیل کرکے لشکر مین آئی اتفاق سے ایک جانب خیمہ ماہ جادو والدہ مہرخ کا تھا اور ماہ بسبب کبرسنی کے خیمے مین رہتی ہی دربار مین کم جاتی ہی صرصر صورت عمرو کی بنکر اسی خیمے مین گئی ماہ نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی سامنے رکھین صرصر نے جام شراب سے بھر کر ماہ کو دیا ماہ نے عرض کیا خواجہ سلامت نوش فرمایئن صرصر نے کہا ای ملکہ صحبت زندان مین تکلف کیا ہی لیجیے مین بھی پیتا ہون یہ جام تو آپ پی لیجیے ماہ نے ساغر لے کر بیک جرعہ درکشید کیا صرصر نے اسکے ملازمون کو کاروبار کے بہانے سے ہٹا دیا الغرض ماہ شراب پی کر بیہوش ہوئی صرصر اسکو کسی جگہ مخفی کرکے آپ اسکی شکل بنی اس عرصہ مین رہرو جادہ فلک نے ٹیکا زرین کمر سے کھولکر مغرب مین کھولا اور روزگار غدار عجوزۂ تیرہ روئے لیل سے آباد ہوکر مشعل ماہ روشن کرنے لگا نظم

قضارا وہ شب تھی شب چاردہ
نظارے سے تھا اسکے دل کو سرور
عجب جوش تھا نور مہتاب کا

بڑا جلوہ لیتا تھا ہر سمت مہ
عجب عالم نور کا تھا ظہور
کہے تو کہ دریا تھا سیماب کا

صرصر بشکل ماہ جادو پاس ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ دربار برخاست کرکے آرامگاہ مین عشرت پذیر و آرام گیر تھی اپنی مادر کو دیکھ کر اٹھی اور بعد توقیر صدر نشین عزت کیا ماہ نے کہا ای فرزند عیار بچیان آئی ہوئی ہین آج مین تیرے پاس پلنگ بچھا کر سوؤنگی اور تجھپر ہاتھ رکھے رہونگی اس لیے کہ کوئی تجھے زحمت نہ پہونچائے مہرخ نے پلنگڑی جواہر نگار اپنے پلنگ کے برابر اسکی بچھوادی سامان راحت مہیا کردیا ماہ نقلی آرام پذیر ہوئی یہانتک کہ جب سب سوگئے اسنے بیہوشی منھ پر مہرخ کے ملی کہ بیہوش ہوئی اور پشتارہ اسکا باندھ کر سراپچہ چاک کرکے لے چلی لیکن لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا پہرے والون نے اسے جاتے دیکھا اور سدراہ ہوئے صرصر نے خنجر کھینچ کر دو ایک کو زخمی کیا اور جا بجا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن غلغلہ بلند ہوا عمرو غل سنکر خیمے سے نکل کر دوڑا اس عرصے مین صرصر لڑ بھڑ کر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی مگر عمرو نے تعاقب اسکا نہ چھوڑا قضارا صرصر جب صحرا مین پہونچی وہان قران ملگیا اس سے خنجر چلنے لگا کہ عمرو بھی آکر پہونچا اور صرصر کو گھیرا مگر صحرا کی ہوا ٹھنڈی جو لگی مہرخ کو ہوش آگیا دیکھا مین چادر مین لپٹی ہون اسی وقت

سحر پڑھا کر چادر عیاری چاک ہو گئی اور حلقہ کمند کے جو دست و پا مین بندھے تھے کھلے مہرخ اُس تارے سے باہر نکلی اور سحر پڑھکر صرصر کو پکڑ لیا صرصر نے کہا سحر سے جب چاہو عیار کو پکڑ لو مجھے تو دعویٰ عیارون سے مقابلے کا ہی قران نے یہ کلام سُنکر کہا اے مہرخ اُسکو چھوڑ دو یہ سچ کہتی ہے ہم اسکو انشاء اللہ بفن عیاری زیر کرینگے مہرخ نے صرصر کو چھوڑ دیا صرصر اور قران خنجر زنی کرنے لگے اور جنگ عیاری شروع ہوئی کبھی بیضہ ہاے بیہوشی دونون جانب سے چلتے تھے اور کبھی کمند کے حلقے پڑتے تھے عمرو اور مہرخ کھڑے دیکھ رہے تھے مگر اُس جنگل مین ایک ساحر رہتا ہی ملازم افراسیاب کہ نام اُسکا نشار جادو ہی وہ ہنگامہ سُنکر اپنی جگہ سے یہان آیا قران اور عمرو ساحر کو آتے دیکھکر فرار ہو گئے اور صرصر بھی ایک طرف چلی گئی کہ مین جاکر اور کچھ کرون اور نشار جادو پاس مہرخ کے آیا اور اُسکو پہچان کر براہ ادب تسلیم کی استفسار حال کیا کہ حضور کیونکر یہان تشریف لائین مہرخ نے کیفیت گرفتار کرلانے صرصر کی بیان فرمائی نشار نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ حضور کی اطاعت کرون آپ کا شریک ہون لہذا اگر ملکۂ عالم اس احقر کے کلبۂ احزان کو رونق بخشین دعوت نوش فرمائین تو مین بھی اپنے اہل و عیال و مال و منال کو لیکر آپ کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون یہ عرض مہرخ نے پذیر فرمائی اور اسکے ساتھ چلی نشار اپنے مسکن پر لایا مہرخ نے دیکھا کہ بالاے کوہ ایک قصر رفیع بنا ہی شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر لگا ہی مکان نہایت آراستہ ہی نشار نے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی ڈالیان فواکہات کی حاضر کین اطاعت کا اظہار کیا مہرخ نے چند جام شراب پیے اُسمین نشار نے بیہوشی ملائی تھی یہ پی کر بیہوش ہو گئی نشار نے صندوق مین اُٹھا کر بند کر دیا کہ صبح کو پاس افراسیاب اور حیرت کے لے جاؤنگا لیکن ادھر عمرو اور قران جو لشکر مین پھر کر آئے دیکھا کہ ابھی مہرخ یہان نہین آئین خیال کیا کہ صرصر تو یہان موجود تھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد ہمارے چلے آنے کے وہ پھر ملکہ کو پکڑ لے گئی یہ تصور کرکے دوبارہ تلاش مین روانہ ہوے اور عمرو صورت ایک ساحر کی بنکر لشکر حیرت مین آیا یہان صرصر بھی صحرا سے پھر کر آئی تھی اور دربارگاہ حیرت پر کھڑی تھی کہ عمرو آکر بیٹھا اور کہا بی بی صرصر آج تو تمنے بڑا کام کیا کہ مہرخ کو گرفتار کر لائین صرصر نے بنگاہ غور عمرو کو دیکھکر پہچانا اور کہا مین کسی کو نہین لائی عمرو نے کہا مجھسے اور مکاری صرصر نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتی عمرو وہان سے تلاش مین چلا اور راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی اُس سے بھی کیفیت ساری بیان کی وہ بھی تجسس مین روانہ ہوا یہانتک کہ رات بھر ہر جگہ ڈھونڈھتے پھرے جس وقت بستر خواب سے آفتاب بیدار ہو کر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا کہ مثنوی

چھپا ماہ لے اپنے منھ پر نقاب لیے روز کو ساتھ آنے لگا		اُٹھا بستر خواب سے آفتاب وہ سوتون کو شب کے جگانے لگا	

عمرو اور برق متلاشی قریب کوہ جہان نشار رہتا ہی پہونچے اور پہاڑ پر مکان عمدہ بنا ہوا دیکھکر
سمجھے کہ شاید مہرخ یہان ہو دونون علحدہ علحدہ ٹھہرے لیکن برق ساحر بنکر در قصر پر آیا یہان ایک عورت
ملازم نشار کھڑی تھی اُس سے ہنس کر کہا آج بعد مدت تمھین دیکھا کہو مزاج تو اچھا ہو وہ عورت
سمجھی شاید یہ مجھے پہچانتا ہے جواب دہ ہوئی کہ جی ہان دعا کرتی ہون کہیے آپ تو اچھی طرح ہین
برق نے کہا سامری کا شکر ہی یہ آج اکیلی کیون کھڑی ہو اُس نے کہا ہمارے میان نے مہرخ کو قید کیا ہی
ہم یہان پہرا دیتے ہین برق یہ سُنکر باتین کرتے کرتے اُسکے قریب گیا اور کہا نہین معلوم اس پہاڑ پر
کیسی گھانس لگی ہی کہ جس مین بدبو آتی ہی مین نے جو ایک پتی توڑی ہاتھ مین بو آنے لگی ہی دیکھو
تو یہ کاہے کی بو ہی یہ کہکر اپنا ہاتھ اُسے سونگھایا وہ بیہوش ہوکر گری برق اُسکو اُٹھا کر الگ لایا
اور کپڑے اُتار کر اُسکی ایسی صورت بنائی اور اندر مکان کے گیا یہان اور ملازم نشار کے تھے اُنھون
نے کہا ای نور تن تم پہرا چھوڑ کر چلی آئین برق نے جواب دیا کہ رات بھر مین نے پہرا دیا کسی نے میری
خبر نہ لی اب اور کسی کو بھیجو کیا مین ہی پہرا دینے والی ہون ملازم خاموش ہو رہے اور برق نے دیکھا کہ
نشار خواب سے بیدار ہوکر مسند پر بیٹھا ہی میخواری کر رہا ہی برق جاکر سر پر اُسکے رومال ہلانے لگا
لیکن اب حال سُنیے کہ عمرو بھی اُس پہاڑ سے اُتر کر ایک گویا بنا اور نی لیکر بجانے لگا صدائے
دلکش بانسری کی کان مین نشار کے گئی اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ اس نی نواز کو بلا لاؤ ملازم
گئے اور عمرو کو سامنے بلا کر لائے نشار نے دیکھا کہ ایک بڈھا کلاونت مفلوک پریشان روزگار ہی جی مین
کہا قدرت سامری کی ہی کہ صورت اور قطع اسکی ایسی ہی لیکن کمال ایسا جانتا ہی الحاصل حکم کیا کہ اپنا ہنر
ہمین بھی دکھاؤ عمرو سلام کرکے نی بجانے لگا نشار بہت خوش ہوا اور انعام بہت سا کلاونت کو دیا کہا آج
اگر یون ہی تیرا گانا سنونگا کل مہرخ کو لیکر پاس افراسیاب کے جاؤنگا عمرو نے کہا آپ نے مہرخ کو کہان قید
کیا ہی نشار نے بہتے رو مین کہدیا کہ سامنے والے صندوق مین بند ہی پھر خیال مین اُسکے آیا کہ کلاونت
کو مہرخ کا حال پوچھنے سے کیا مطلب معلوم ہوتا ہی کہ یہ عیار ہی یہ سوچکر ہنسا اور پکارا کہ ای عیار پہچانا
مین نے تجکو اور پھر جھک کر عمرو کو گرفتار کیا اُسوقت برق جو سر پر رومال جھل رہا تھا اُسنے خنجر بیاض
گردن پر پشت پر سے مارا کہ سر نشار کا کٹ کر دور گرا اور غلغلہ اُسکے مرنے کا بلند ہوا ملازم اُسکے دوڑے
مگر برق تو سُن چکا تھا کہ مہرخ صندوق مین بند ہی اُسنے اُس تاریکی مین جھپٹ کر صندوق کھولدیا

مہرخ مرنے سے نشار کے ہوشیار ہوچکی تھی باہر نکلی اور جتنے ملازم نشار کے تھے اُنکو قتل کیا اُدھر عمرو نے جال مار کر سارا گھر لوٹ لیا الحاصل قتل و غارت کرکے وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین ایک ساحر ملازم حیرت ملا اُسنے ان سب کو پہچان کر کہا آج اور تم عیش کرلو کل سب ہلاک ہوسگے مہرخ نے کہا ہمین کون سوائے خدا کے مار سکتا ہی اُس ساحر نے کہا ای عمرو مین حیرت کے دربار مین تھا کہ افراسیاب کا نامہ اس مضمون کا آیا کہ ای ملکہ ہم شرارہ جنگ جوے تندخوے جادو کو کل بھیجین گے وہ آکر کام سب باغیون کا تمام کریگی لہذا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ اب تم سب قتل ہوگئے یہ کہکر وہ ساحر تو چلا گیا اور مہرخ نام شرارہ جنگجو کا سنکر گھبرائی اور رنگ اسکے چہرے کا فرط دہشت سے سفید ہوگیا عمرو نے پھر لب کو بہر تسکین کھولا کہا ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا قادر ہی مین ابھی جاتا ہون لشکر مین بھی شرارہ کو نہ آنے دونگا راستے مین دیکھ بھال لونگا یہ کہکر چلا اُس وقت برق بھی ایک سمت روانہ ہوگیا مہرخ وہان سے لشکر مین اپنے آئی اور سب سے ملاقات کرکے سریر جہانبانی پر متمکن ہوئی مگر حال سنیئے کہ برق جو بہر عیاری چلا طلسم ظاہر طے کرکے کنارے دریاے خون روان جو صحرا ہی وہان آکر ٹھہرا کہ شرارہ اسی طرف سے آئے گی مین عیاری کرونگا لیکن اس جنگل مین ایک مقام پر جھولا پڑا تھا اور تین عورتین نہایت حسینہ و جمیلہ جواہر کا گہنا پہنے جھول رہی تھین برق نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ جادوگریان ہین ایسا نہو مجھے گرفتار کرلین یہان سے کسی اور طرف چلکر ٹھہرنا چاہیے یہ سوچکر راہ کاٹ کے اور سمت چلا اُن عورتون نے پکار کر کہا کہ ای برق ادھر آ ایک پینگ دیتا جا برق نے کچھ جواب نہ دیا اور بھاگ کر دو کوس کے فاصلے پر نکل گیا وہان بھی وہی درخت وہی عورتین جھولتے دیکھین برق وہان سے بھی بھاگ کر تیسری طرف کئی کوس نکل گیا اس جگہ بھی وہی ماجرا نظر آیا یعنے انھین عورتون کو جھولتے پایا ابکی بار چوتھے سمت کو بھاگا جب کئی کوس گیا وہی درخت اور عورتین جھولتے دیکھین اور اُنھون نے کہا ای بیوقوف ادھر آ ہمین پینگ دے کہان بھاگا بھاگا پھرتا ہی برق ناچار اُنکے پاس گیا اور کہا ہم عیار ہین ہمارا ستانا بہتر نہین آیندہ تم جانو ہرچند برق نے دھمکایا اُنھون نے نہ مانا اور گرفتار کرکے سمت افراسیاب چلین اب عمرو کا حال سنیئے کہ یہ جو بہر قتل شرارہ جنگجو روانہ ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ چار طرف کوہستان اور اُسکے بیچ مین صحراے سبزہ زار گل و ریاحین سے معمور دیکھا ہر سمت نضارت اور طراوت کا وفور دیکھا جا لوز شاخہاے درخت پر نغمہ پیرا گلہاے رنگارنگ شگفتہ عمرو نے تصور کیا کہ اس جنگل کو آراستہ کردادہ ہین ٹھہرو صحرا پاک و پاکیزہ ہی کیا عجب اگر

کر شرارہ یہان آکر فروکش ہو یہ سمجھکر زنبیل سے قرابے گلاب کیوڑے کے نکالکر سب آمیختہ بعرق بیہوشی تھے درختون پر چھڑکے اور پھول ادویہ بیہوشی کے نکالکر ہار گوندھکر درختون پر ڈالے سارا جنگل عطر بیہوشی سے بسا دیا اور آپ ایک بڑھیا کوزہ پشت نود سال کی صورت بنکر لاٹھی ٹیکتا ہوا درہ کوہ سے نکلا ایک جگہ مخفی ہوکر بیٹھا تھا کہ دور سے دیکھا تین عورتین برق کو گرفتار کیے لیے جاتی ہین یہ دیکھتے ہی ان عورتون کے پاس گیا اور لگا دوہائی دینے اور رونے اُنھون نے سبب گریہ استفسار کیا اس نے کہا بی بیو اس موئے چوٹٹے کو جو تمنے گرفتار کیا ہی اس سے میرا پاندان دلا دو مین تمکو بغیر ہلاک ہو جاؤنگی یہ موئڈی کاٹا تین بار میرا پاندان چرالے گیا ہی مین حیرت کی طرف سے اس جنگل مین محافظ ہون پہرا دیتی ہون اُن عورتون نے برق سے کہا موئے بتلا اس بڑھیا کا پاندان تونے کیا کیا برق یہ باتین بڑھیا کی سنکر سمجھ گیا کہ بڑھیا نہین اُستاد ہین مجھے چھڑانا چاہتے ہین یہ سمجھ کے کہنے لگا اگر پاندان دیدون تو تم مجھے چھوڑ دوگی یہ کلام سُنکر وہ عورتین اسکو مارنے لگین برق نے کہا خفا نہو چلو مین تبلا دون جہان بڑی بی رہتی ہین اُسی جگہ ایک غار مین اُنکے تینون پاندان رکھے ہین اُن عورتون نے بڑھیا سے پوچھا تم کہان رہتی ہو اُسنے کہا وہ سامنے جو درہ کوہ ہی اسکے آگے بڑھکر میرا مکان ہی یہ تینون عورتین اسی طرف چلین یہانتک کہ درۂ کوہ سے نکل کر جب اُس صحرائے سبز و خرم مین پہونچین جسے عمرو نے درست کیا ہی خوشبو سے گلہائے بیہوشی کے بیہوش ہوکر گرین عمرو اور برق نے فی الفور سر اُنکے کاٹ ڈالے العیاذ باللہ وہ غل و شور برپا ہوا کہ کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی آگ پتھر برسنے لگے وہ صحرا تمام برباد ہوگیا اور محافظان دریائے خونریز آن دوڑے عمرو اور برق ان عورتون کا زیور و لباس اُتارکر بھاگ گئے اور محافظ دریا لاشین اُنکی اُٹھاکر باغ سیب مین افراسیاب کے پاس لے گئے اور سب ماجرا کہا کہ عیارون نے صحرائے طلسم کے محافظون کو مارا شاہ نے لاشین اُن جادوگرنیون کی اُٹھوائین اور بفرط غضب اُسی وقت حکم دیا کہ ای شرارہ جنگجو جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ بر روئے ہوا شعلہ ہائے آتش پیدا ہوے اور مثل آتشکدے کے بنکر سامنے آئے اُس آتشکدے سے ایک زن پری پیکر مہر طلعت سُرخ لباس پہنے از سر تا قدم یاقوت احمر کا زیور زیب جسم کیے ظاہر ہوئی افراسیاب کو جھک کر تسلیم کی اسنے حکم دیا کہ ابھی ابھی تم ایک لاکھ فوج جو اپنے پاس رکھتی ہو لیکر پاس حیرت کے جاؤ اور کام لشکر حریف کا تمام کرو خبردار ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑنا اور وہ مبدم مرحمت خسروانہ کا ہماری انتظار کرنا بڑا تمھارا رتبہ کرین گے بعد فتح ملک و مال دینگے شرارہ حکم شاہ سنکر اپنی جگہ پر آئی ایک لاکھ فوج کی ترتیب اور درستی

کرکے آتشکدے مین مخفی ہوکر برج عظم دشان سے روانہ ہوئی اور برسم یلغر دریا سے اترکر قریب لشکر حیرت پہونچی کہین راہ مین نہ ٹھہری حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا شرارہ داخل بارگاہ ہوئی ملکہ کو نذر دی خلعت پایا لشکر اُسکا اترا بارگاہ عالی استادہ ہوئی سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایک نامہ بنام ملکہ مہرخ لکھا مضمون یہ تھا کہ منم شرارہ سحر میرا سب پر ظاہر اور روشن ہے کوئی ایسا نہین جو میرا مقابلہ کرسکے تجھے لازم ہے کہ میرے پاس اے مہرخ چلی آ خطا تیری معاف کرادون گی اور اگر نہ مانا تو سزا دونگی اس نامہ کو ایک چیلے کے ہاتھ پاس مہرخ کے بھیجا چیلے نے نامہ لاکر بارگاہ مہرخ مین پہونچایا مہرخ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مین کنیز شہنشاہ عمرو کی ہون حرام لادے افراسیاب اور قطامہ حیرت کو نہین جانتی اے شرارہ جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور وکوتاہی نہ کرنا خدائے بزرگ ہست یہ لکھکر چیلے کو دیا اسنے لاکر شرارہ کو دیا یہ پڑھکر غضبناک ہوئی وہ دن جس قدر باقی تھا تامل پذیر رہی جسوقت کہ نیر جہانتاب آتشکدۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا اور ماہ منیر فلک نے حکومت زنگبار ظلمت شب حاصل کرکے سکہ نورانی اپنا جاری فرمایا نظم

تھا شرارہ کا اس جگہ یہ مقام
کہ گیا روز اور آئی شام
جب کہ اس شب کی تیرگی چھائی
طبل رزمی کی واں صدا آئی

اس خبر کو طائران پرندہ کی زبانی سنکر عیاران لشکر سمت صحرا چلے گئے اور مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی دلاورون اور بہادرون نے جنگ کی تیاری شروع کی طلسم خانہ کھل گیا سحر تیار ہونے لگا مہرخ نے حکم دیا کہ ابیات

ہون نقیبان وجارچی تیار
غرق دریائے آہنی تیار
رات بھر اہتمام جنگ کرین
کوئی کرتا تھا تیغ کو صیقل
ہوا بہر انتظام جنگ
شہ سیارگان دو چار ہوا
پشت پر کچھ نہ تھی سپر درکار
شہ خاور سے قصد جنگ ہوا

کہین لشکر مین یہ پکار پکار
ہان در قور خانہ واکردو
صبح کو فکر نام و ننگ کرین
ہوا تاکہ بہ گنبد گردان
زیب بخش زمردین اورنگ
دیکھکر رزم وجنگ کے اوضاع
خود ہوا صورت سپر یکبار
بستر خواب سے شرارہ پلید

جلد ہون جلد پیادہ و اسوار
اسلحہ سب کے روبرو دھر دو
ہوئے مصروف ساز جنگ وجدل
علم آفتاب جلوہ کنان
مرکب چرخ پر سوار ہوا
لے لیا نیزۂ خطوط شعاع
ماہ انجم سپاہ تنگ ہوا
ہوئی بیدار باغرور شدید

کہا آمادہ سب سپاہ رہے
سارا سامان سحر کا آیا
پھر تو گھوڑون پہ سب نے زین باندھا
ہوئی اژدرے فوج سے بیرون
ہوئی مہرخ بھی اسطرف تیار
چار آئینہ وزرہ در بر
ہو برہنہ دم غضب جس آن
سرمۂ چشم جسکے سم کی خاک
اس طرح ہو کے الغرض تیار
ہشتِ دشمن کی پہونچی موت قریب
ناگہان وہ شرارۂ باخبر
آئی میدان مین مثل پیل دمان
اسکی آمد سے چھا گیا یہ ہراس
شکل تصویر تھے خموش کھڑے
اب نہین ناظرین افسانہ
دل مین اسکے خیال یہ آئے
پا کے تنہا کوئی اسیر کرے
کہین ایسا نہو کہ پاے قلق
پاس اپنے بلا کے اُس سے کہا
سر کے طاوس سحر کو جولان
پھر شکیل آیا اپنی ماں کے پاس
کر گردن بند بند اسکا جدا
گر تو غلطان بخاک و خون ہوگا
رعد جادو نے پھر کیا آہنگ
پاس نکلا شرارہ کے جا کر

سوے میدان کین نگاہ رہے
جب مہیاے کارزار ہوئی
کمر کفر کو بہ کین باندھا
ہوئی ایسی غبار کی کثرت
ہوئے آمادہ رزم سب سردار
اور کمر مین وہ تیغ برق صفات
ہو عیان کل من علیہا فان
تھے ہزبر ژیان وہ جرأت مین
چلی میدان کو مہرخ جرار
جب کہ میدان رزم مین پہونچی
اپنی صف سے نکل پڑی باہر
خویشتن را زبہر جنگ آراست
دیکھ کے بھی بجا رہے نہ حواس
اژدرے پر رجز وہ پڑھتی تھی
کہ شکیل جوان فرزانہ
نئی پیدا ہین نہ آفت ہو
بار نہ وہ تیرے سر پہ دھرے
دل مین یہ سوچکر جوان نے دہان
خوبصورت کو یان سے تو لیجا
خوبصورت کو بس بٹھا اک جا
اور کہا اسطرح سے بے وسواس
کہا مہرخ نے اے پسر مخدوش
حال مان کا بہت زبون ہوگا
پانون دونون زمین پر مارے
چیخ اٹھا اسطرح سے وہ خودسر

اپنا اسباب حرب منگوایا
اژدرے پر لعین سوار ہوئی
لے کے وہ فوج قاہرہ ملعون
ہو گیا میلا شیشہ ساعت
سب ہوے خود آہنی بر سر
آب سیل فناے تمر حیات
زیر ران تھے وہ توسن چالاک
حکم پروردگار سرعت مین
بولا اقبال یون بطور نقیب
کی نقیبون نے پھر صف آرائی
اژدرے کو کیے ہوے جولان
از صف دشمنان مبارز خواست
تھے جو نام آوران دہر بڑے
بیم و دہشت ہر اک کی بڑھتی تھی
عازم جنگ ہو شرارہ سے
تیری معشوقہ خوبصورت کو
سحر وہ جانتی نہین مطلق
اک کنیز بہار کو اسرار آن
نام تھا اس کنیز کا مہران
لے گئی وان سے جانب کہسار
حکم ہو مجھکو مادر والا
جنگ نادیدۂ خموش خموش
نہ دی اسکو غرض اجازت جنگ
سحر سے غرق ارض ہو بارے
غش مین گر گری وہ اژدرے سے

سحر پڑھکر سنبھل کے پھر اسنے کرلیا قید رعد جادو کو
اور چاہا کرے ہلاک اسکو

جسوقت رعد کو قتل کرنا چاہا برق مخشرمان رعد کی پاؤن پر آکر گر پڑی کہا اے شرارہ مین تیری کنیز ہون میرے فرزند کو چھوڑ دے اسنے رحم کھا کے چھوڑ دیا اور آپ پر پرواز پیدا کرکے اڑکر برو ہوا جاکر ٹھہری اور ناریل لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ قریب صف لشکر شق ہوا اُس مین سے ہزار ہا ماران سیاہ ظاہر ہوے کہ اُنکے منہ سے چنگاریان آگ کی نکلتی تھین وہ سانپ لشکر بھر مین پھیل گئے اور چنگاریان اڑانے لگے ایک آن مین وہ چنگاریان شعلہ بنکر لشکریون کو جلانے لگین اور سردارون کے دست و پا مین شرارے کی طرح لپٹی تھین اُسوقت سرداران مہرخ رد سحر کرکے اپنے تئین بچاتے تھے باران سحر آتش بجھانے کو برساتے تھے کہ شرارہ نے دوسرا نارنج اور مارا اور پکار کر کہا کہ اے افسران لشکر لینا ان نمکحرامون کو فوج اُسکی ترسول و پھول و شمشیر ہاے بران سحر کا سامان لیکر لشکر مہرخ پر آپڑی ایک طرف سے حیرت جو ہمراہ شرارہ بہر تماشاے جنگ میدان مین آئی تھی مع اپنی فوج کے حریف پر گری مہرخ بھی آگے بڑھی سحر چلنے لگا نارنج ترنج اچھلنے لگا دو لشکر آپسمین مل گئے شمشیر سحر مثل برق گرنے لگی نظم

ہلے اپنی جگہ سے وہ دلاور
بڑھایا پاؤن لشکر نے برابر
کس و ناکس ہوے مصروف پیکار
سپاہیون نے کھینچین تلوارین اکبار
فلک سرگشتگی اپنی گیا بھول
زمین ہلنے لگی برعکس معمول
صدا گرزون سے یہ نکلی پیاپے
کہان سہراب ہے رستم کہان ہے
تبرزین نے کیا ہر زین کو صاف
سوارون کے کیے سر چاک تا ناف
یہ ڈوبے خون مین وہ تیغزن تھے
جو سنگین دل تھے وہ لعل یمن تھے

خوب گھمسان کی تیغ زنی اور سحر کی لڑائی ہوئی بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ نے ہزارہا کو تہ تیغ کیا صدہا کو دیوانہ بزور سحر بنا دیا لیکن شرارہ نے بلندی سے تیسرا نارنج مارا کہ اسکے شق ہونے سے چادرین آتش کی لشکریون پر مہرخ کے پڑنے لگین اور دیکھا تو وہ سب آتش جمع ہوکر ابر کی طرح چادر آتشین ہوئی اور سر لشکر پر جھکی اور پوشیدہ کرنے لگی اُسوقت مہرخ اور بہار اور شکیل سرداران نامی بھاگے اور لشکر نے شکست فاش کھائی اس سحر کا توڑ نہو سکا شرارہ اور حیرت قتل و غارت کرتی ہوئین متعاقب حریف کئی کوس آئین اور سرداران مہرخ مع کچھ فوج ہزیمت خوردہ کے قریب کوہ کہ نام اسکا کوہ لاجورد تھا پہونچکر متواری اشعاب جبال ہوے اور بہت لشکری خاک و خون مین غلطان و تپان ہوکر راہی عدم تھے شرارہ قریب شام ہلاک و غارت کرکے

پھری اور جاسوس واسطے خبر کے بھیجے کہ خبر لائین باغی کس طرف گئے اور کہان پوشیدہ ہین الغرض
جب خیمے مین اپنے مسند پر بیٹھی سحر پڑھا کہ گرد اُسکے آتشکدہ بن گیا اُسمین پوشیدہ ہوگئی اور حکم کیا
کہ رقاصہ آکر مجرائی ہو جشن و طرب کی بنیاد کی جائے بمجرد حکم بزم نشاط ترتیب پذیر ہوئی یہ کیفیت
شکست دور سے عیاران لشکر اسلام نے بھی دیکھی اور بقصد عیاری چلے یہانتک کہ قران بہ شکل
مبدل شمارہ کے خیمے کے قریب پہونچا اور چاہا کہ اندر جاؤن یکایک آواز آئی کہ ہوشیار ہو جاؤ قران
آتا ہے قران یہ صدا سنکر جست کر کے بھاگا اور نکل گیا ادھر شمارہ سے سب نے پوچھا کہ آواز کون دیتا ہے
اُسنے کہا مین نے پتلا سحر کا بتلایا ہے کہ جو آئے گا پتلا بروے ہوا صدا دیگا اور آنے والے کا نام بتلائیگا اور
عیار بھی جو قریب خیمہ آئے پتلے نے اُنکا نام بھی بتلایا سب بھاگے اور جاکر مہرخ جہان چھپی تھی پہونچے
اور کہا اے ملکہ ہم لوگ عیاری کو جاتے ہین تو جا نہین سکتے اب یقین ہے کہ قضا آئی سارے لشکر مین شور
گریہ بلند ہوا اُسوقت عمرو بھی آیا اور حال پر دردمندون کے اشک حسرت بہانے لگا اور ہر ایک
کو تسکین و دلاسا دیتا تھا لیکن عیار پھر بہر عیاری روانہ ہوے اور ادھر شمارہ ناچ دیکھ رہی تھی
کہ افراسیاب کا نامہ اسکے پاس آیا اسمین لکھا تھا کہ مہرخ کا حال ہمنے کتاب سامری مین دیکھا معلوم
ہوا ہے کہ کوہ لاجورد مین سب ٹھہرام جاکر چھپے ہین بہلا فوج لیکر چڑھ جاؤ اور سب کو گرفتار کرلو
یہ نامہ پڑھکر شمارہ نے نفیر سحر بجائی اور اُسوقت کمر بندی فوج کی کرکے سوار ہوئی اور برسم یلغار
قریب کوہ لاجورد پہونچکر محاصرہ کیا عین غفلت مین کوئی بھاگ بھی نہ سکا اُسوقت عمرو نے
مہرخ سے کہا مصلحت یہ ہے کہ تم سب جاکر اس ملعونہ کے قدم پر گر پڑو اور کہو کہ ہماری خطا
شہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دیجیے وہ تم سب کو امان دیگی پھر مین سمجھ لونگا یہ راے
خواجہ کی پسند کرکے مہرخ کشتیان زر و جواہر کی واسطے نذر کے ہمراہ لیکر مع تمام سردارون
کے روانہ ہوئی شمارہ قریب در کوہ خیمہ زن تھی اور فوج گرد پہاڑ کو گھیرے تھی کہ خبر آمد
مہرخ سنی باہر خیمے کے نکل آئی دیکھا تو مہرخ و بہار وغیرہ ہاتھون کو رومال سے باندھے
چلی آتی ہین یہ معاملہ دیکھکر اپنے فوج کو متعرض ہونے سے منع کیا اور آگے بڑھی اُسوقت
مہرخ و دیگر اُسکے قدم پر گری اور جو کچھ عمرو نے سکھلایا تھا زبان پر لائی شمارہ نے
ہر ایک کو گلے سے لگایا نہایت خوش ہوئی کہ میرے سبب سے یہ ہنگامہ عظیم مٹا اور
سب کو لیکر داخل خیمہ ہوئی مقام پاکیزہ مین ہر ایک کو بٹھایا اور اُس وقت عمرو بھی
اسکے خیمے مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین بھی ملازمت شاہ طلسم کی کرونگا شمارہ نے

عمرو کی بھی تعظیم کی اور کرسی پر بٹھایا مگر آپ بزور سحر اپنے آتشکدے مین پوشیدہ ہوگئی اور حکم دیا کہ ارباب
نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا ساقی مہ لقا جام بادۂ ارغوانی سب کو دینے لگا عمرو نے کہا اے ملکہ
آپ بھی آکر شریک بزم ہو جیے شرارہ نے آتشکدہ مین سے جواب دیا کہ ای عمرو مین تیرے خوف سے
آگ مین چھپی رہتی ہون عمرو نے عرض کیا کہ اگر مجھسے دغا غدغہ باقی ہی تو پھر میرا ٹھہرنا بیکار ہی شرارہ گویا
ہوئی کہ نہین تم خفا نہو مین ظاہر ہوتی ہون اور یہ صدا دیکر آتشکدے سے مثل شعلہ جوالہ کے باہر
آکر تخت پر بیٹھی اور صورت اصلی اپنی بنائی سب نے دیکھا کہ ایک زن خوبصورت تخت پر بیٹھی ہی
عمرو نے پھر عرض کیا کہ اگر مجکو حکم ہو تو ساقی گری کرکے اپنا ہنر شایستہ دکھاؤن شرارہ ہنسکر بولی کہ
مجھے بیہوشی دیا چاہتے ہو تو دیا کہو عمرو نے کہا توبہ توبہ اب کبھی ساقی گری کا نام نہ لونگا یہان یہ
باتین ہو رہی ہین ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دوبارہ دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو براہ مکاری پاس
شرارہ کے آیا ہی اور یقین ہی کہ اُسے قابو پاکر قتل کرے اس کیفیت کو معلوم کرکے نامہ لکھا اور پتلے
کو دیا کہ شرارہ کو پہونچائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور شرارہ کے پاس پہونچکر نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا
تھا کہ عمرو عیاری کرنے آیا ہی اُسکے فقرے پر نہ آنا سب باغی اسوقت تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین
انکو گرفتار کرکے سمت لشکر حیرت بھیجا و کہ ہم آکر ہر ایک کو وہان دار پر کھینچین گے نامہ پڑھتے ہی
شرارہ نے ایک ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو و مہرخ وغیرہ سب سردارون کے آتش کا حصار ہوگیا اور شرارے
دست و پا مین لپٹ گئے سب نے کہا اے ملکہ ہمارا قصور کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ تم سب جلسازہو
دیکھو تمھارے مکر پر شہنشاہ نے مجھے مطلع کیا یہ نامہ بھیجا ہی یہ کہکر سب کو گرفتار کرکے چھکڑے اور گردون کو
طلب کرکے سوار کیا اور خود بھی وہان سے کوچ کرکے سمت لشکر حیرت چلی اس معاملہ کو وہ لوگ جنکو
مہرخ کوہ مین بہر حفاظت بقیہ لشکر و مال و منال چھوڑ آئی تھی دیکھکر گریان ہوئے اور یقین واثق
ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا ہوگیا اس امر کے قاصد ہوئے کہ جاکر لشکر شرارہ پر گرین اور اپنی بھی
جانین دین اس عزم پر مستحکم ہوئے تھے قران انکے پاس آیا اور ان سب کو ایسے ارادے سے مانع
ہوکر کہا تم سب درگاہ قادر و توانا پروردگار دو جہان مین دست دعا بلند کرو اور مین جاکر اُس
قحبہ شرارہ کا کام تمام کرتا ہون لیکن ایک ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلے الحاصل ایک ساحر
کو لشکر سے ساتھ لے کر قران روانہ ہوا اور یہان اہل لشکر استغاثہ کرنے لگے نظم

ولہ الکبریاء والجبروت ولہ الملک کا شنا ما کان	ولہ الاقتدار والملکوت ولہ الامتنان والاحسان

واسطہ اُن خداشناسون کا — سر جھکون لے ہو تیری رہ مین یا
تو ہی قادر حیات بر ہی کریم — تو ہی احیا کن عظام رمیم
شر سے دشمن کے دے پناہ ہمین — اُسکے قابو سے رکھ نگاہ ہمین

یہ تو مصروف استغاثہ تھے لیکن قران ساحر کو لیے ایک درہ کوہ مین آیا اور ساحر سے کہا کہ طاؤس
سحر کر کے بنا دے اُسنے ایک طاؤس بزور سحر موم کا بنایا قران نے اُسپر زین سلک گوہر سے
مزین باندھا منقار مین طاؤس کے الا موتی کا دیا اور گلے مین جواہر بہت سا لٹکا کر آراستہ کر کے اپنی
صورت مثل افراسیاب کے بنائی اور اس طاؤس پر سوار ہو کر اُس ساحر سے کہا کہ یہین سے تو
ایسا سحر پڑھتا ہوا میرے ساتھ چل کہ طاؤس اڑتا ہوا پاس شرارہ کے پہونچے اور اثنائے راہ
مین بھی کچھ آگ برسے آندھی آئے پتھر گرین تا کہ علامت آمد ساحر جلیل معلوم ہو اُسنے حسب الارشاد
مثل ملازمون کے شکل اپنی درست کر کے رکاب پکڑ لی اور سحر پڑھا کہ آندھیان اٹھنے لگین آگ پتھر
برسنے لگے اور طاؤس روانہ ہوا شرارہ رہگرائے منزل مقصد تھی کہ یکایک آثار آمد ساحر دیکھکر ٹھہری
اور جدھر سے آگ برستی آتی تھی اُسیطرف دیکھنے لگی کہ سامنے سے افراسیاب تاج مرصع نگار سر پر
رکھے لباس فاخرہ پہنے طاؤس سحر پر سوار ظاہر ہوا شرارہ شہنشاہ کو آتے دیکھکر آتشکدے سے باہر نکلی
اور بہر تعظیم چلی قریب آکر تسلیم کی افراسیاب نے طاؤس ٹھہرایا اور کہا اے ملکہ کیا کہنا ماشاء اللہ کتنا
جلد تمنے اس جنگ کو فتح کیا اور یہ کہکر طاؤس پر سے کودا اور وہ ساحر جو آگ پتھر برساتا تھا ساتھ
تھا اُسنے سحر موقوف کیا کہ وہ آندھی وغیرہ موقوف ہوئی شرارہ نے کشتیان نذر کی پیش کش کین
اور پا انداز زربفتی ڈالکر چلی حکم دیا کہ خیمہ اس جگہ استادہ ہو ملازم اُسکے مصروف انتظام ہوے اور
افراسیاب نے کہا اے شرارہ مین گنبد سامری پر گیا تھا وہان مین نے ایک سحر یاد کیا ہے کہ بارہ برس
آئندہ کا حال معلوم ہوتا ہے اگر تم آنکھین بند کر کے بیٹھو اور تین بار یا سامری یا سامری کہو تو اسکی ترکیب تمہین
بھی بتلا دون شرارہ یہ الطاف خسروانہ دیکھکر نہایت مسرور ہوئی اور ایک جگہ صاف و پاکیزہ دیکھکر
اُسی صحرا مین آنکھین بند کر کے بیٹھی اور یا سامری یا سامری کہنے لگی قران سر پہ تو طرا ہی تھا بغدا جو سر پر
با طمینان تمام لگاتا ہے سر پھٹ کر بھیجا دور جا کر گرا اور قران نے نعرہ کیا اور جست کر کے بھاگا اور رائیگان
رگڑ کر شرارہ جہنم واصل ہوئی بیر غل کرنے لگے ساحر اسکے ملازم دوڑے مگر مہرخ اور بہار اور نافرمان
وغیرہ کے بھی گرد جو آتش تھی وہ دفع ہوئی اور صدا سنائی دی کہ کشتی مرا نام مین شرارہ جنگ جوے
تند خوسے جادو و بود بہ صدا سنکر عمر دیکھا کہ اے ملکہ مہرخ وہ مارا اس حرامزادی کو اسکی فوج زندہ

بچکر نہ جانے پائے مہرخ اور سب سردار ناریل و ترنج وغیرہ لے کر پریان پیدا کیے لشکر شرارہ پر جو مرنے
سے اپنے مالک کے بدحواس تھا جا گرے ہزار ہا کو ایک ہی وار مین ہلاک کیا تہ خون و خاک کیا۔
سرخ میوے کا گل کشانے کاکل کو پریشان کیا ہزار ہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور تیر شہاب کی طرح ہر ایک کو توڑ گیا
بہار نے گلدستہ مارا آمد فصل بہار ہوئی ہوا سرو عیسیٰ دم مسیح نفس چلنے لگی غنچے چٹک کر گل ہوئے
چمنہائے طولانی پر از گل دریا مین پھولنے پھلنے لگے ساحر دلوانے ہوئے تلوار سحر کی چلنے لگی نظم

سر دشمن پہ ایسے تیر مارے — خیابان چمن رستے تھے سارے
گل تازہ تھا ہر فرق بریدہ — وہ صحرا بنگیا باغ رسیدہ
ہوئے تھے اسقدر زخموں سے سرشار — کہ ہر ساحر بنا تھا رشک گلزار
قلم ہوتا ہی فصل دست مین گلزار — بنی فصل بہاری انکی تلوار
لہو مین تر بتر کشتے تھے بالکل — نظر آتے تھے ہر سو خرمن گل
نیا پھولا تھا گل ظلم و ستم کا — ریاض زندگی اجڑا پڑا تھا
پھرے ہین ہم بہت باغ جہان مین — بہار ایسی نہین دیکھی خزان مین

ساحران شرارہ جو کچھ بھاگ کر بچے وہ نالان و گریان سمت افراسیاب روانہ ہوئے اور خبر گرفتاری
مہرخ اور عمرو وغیرہ سُنکر حیرت بھی سوار ہو کر پاس شرارہ کے چلی تھی لیکن راہ مین یاقوت جادو
وزیرزادی نے اُسکی خبر عرض کی کہ مین نے سُنا ہی شرارہ جہنم واصل ہوئی مہرخ بالفتح و فیروزی
آتی ہی حیرت اس سانحے کو سُنکر پھری اور اپنے لشکر مین آئی ادھر مہرخ بھی سب کو قتل و غارت کر کے
اپنی فوج کو جو بھاگ گئی تھی جمع کرنے لگی وہ لشکری جو پہاڑ پر مصروف دعا رہے تھے فتح کی خبر سُنکر حاضر
ہوئے نقارے فتح و ظفر کے بجنے لگے ایک روز وہان ٹھہر کر نئے سر سے کارسازی لشکر فرما کر دوسرے
روز نقارہ کوچ کا بجایا اور بحشم و خدم مراجعت کی یہانتک کہ مقابل حیرت پہونچکر بارگاہ استاد
کرائی اور جائے قیام قدیم پر لشکر نصرت اثر کو اُتروایا خیام ذی احترام سرداران عالی مقام کے
نصب ہوئے لشکر مین گھما گھم ہونے لگی مہرخ تخت پر بیٹھی بہار سے کہا تمھاری کنیز ملکہ خوبصورت
کو میدان جنگاہ سے سمت کوہستان لے گئی تھی اب اُسکو طلب کرو کس لیے کہا کہ دشمن و دوست یہان
ہین ایسا نہو کہ کچھ پیچ پڑ جائے بہار برائے تعظیم کہ کام یہ بادشاہ لشکر کا ہی خود واسطے لینے خوبصورت
کے روانہ ہوئی لیکن وہان کی کیفیت سُنیے کہ مہران کوہستان مین ایک دریا کے کنارے خوبصورت
کو لیے سیر کر رہی تھی اور وہان ایک ساحر رہتا ہی رعیت شاہ طلسم کہ نام اُسکا ناگ جادو ہی اُسنے

خولصورت کو پہچانا اور قریب آکر گویا ہوا کہ ای مہران تو لونڈی بہار کی ہو تجھے کیا قتل کرون
تیری کچھ حقیقت میرے نزدیک نہین ہی لیکن ملکہ خولصورت دختر ملکہ حیرت زوجہ بادشاہ طلسم ہو
اسے ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ ایک مار سیاہ زمین سے نکلکر مہران کے لپٹ گیا
اور ایسا زہر آلود سانپ تھا کہ مہران اُسکے لپٹنے سے بیہوش ہوگئی ناگ جادو نے آکر خولصورت
کو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا اتفاقاً ایک سمت سے صرصر آئی تھی اُسنے یہ معاملہ دیکھا کہ دختر ملکہ
حیرت گرفتار ہوئی دل مین اسنے تصور کیا کہ ناگ جادو اگر شاہزادی کو لیجائیگا نہین معلوم کیا
کرے ایسا نہو کہ بیحرمتی ہو لازم ہی کہ اس سے چھین لون یہ خیال کرکے پاس اُسکے آئی اور بیضۂ بیہوشی
اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا صدا آئی کہ مارا مجھکو نام میرا ناگ جادو
تھا اُسکے مرنے سے مہران کو ہوش آگیا اور تجسس مین خولصورت کے چلی لیکن صرصر ملکہ کو بیہوش
کرکے پشتارہ باندھکر خیمے مین لائی اور صبا رفتار اور شمیمہ سے کہا تم حافظ رہنا کہ کوئی پشتارہ
نہ لے جائے اور آپ بارگاہ حیرت مین آکر عرض کیا کہ مین ملکہ خولصورت کو گرفتار کرکے حضور
کے سامنے لاؤن اگر آپ اسکو قتل نہ کرین تو یہ امر ممکن ہو حیرت نے کہا وہ میری دختر ہی مین اُسکو کچھ نہ
کہونگی تو جلد گرفتار کر لا صرصر یہ اقرار لیکر اپنے خیمے مین آئی اور پشتارہ لے کر چلی اُسوقت قران حبشی ہیبت ناک
لشکر حیرت مین پھر رہا تھا صرصر کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھکر سمجھا کہ یہ کسی ہمارے لشکر کے سردار کو
لائی ہی پکارا کہ اُستانی مارہی ڈالونگا جو آگے قدم اُٹھایا صرصر نیمچہ کھینچ کر آپڑی لشکر مین غلغلہ ہوا اس
وقت بہار جو واسطے بلانے خولصورت کے چلی تھی جب کوہستان مین پہونچی ناگ کی لاش دیکھی اور
کسی کو نہ پایا سمجھی کچھ فتور ہوا ڈھونڈھتی ہوئی لشکر حیرت مین آئی صرصر کو پشتارہ لیے لڑتے دیکھکر سحر
کیا کہ پاؤن صرصر کے زمین نے پکڑ لیے اور آپ پشتارہ لیکر اُڑگئی اور ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ صرصر کو
بھی لیکر چلا قران لشکر سے نکل گیا کہ پرائے مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین غرض کہ بہار پشتارہ لیے لشکر سے
جب صحرا مین آئی قضائے کار ایک ساحر مصاحب خاص افراسیاب کچھ پیام شہنشاہ کا لیے پاس
حیرت کے جاتا تھا اُسنے بہار کو جاتے دیکھکر للکارا بہار مقابل اس ساحر کے ہوئی کہ نام اسکا علامہ جادو
ہو اُسنے دیکھا کہ مین بہار سے لڑ نہ سکونگا بس خاک قبر جمشید اُسکے پاس تھی اُسکو بہار پر ڈالا کہ یہ
بیہوش ہوگئی علامہ سب کو لے کر چلا اس کیفیت کو دور سے برق فرنگی نے دیکھا کیونکہ عیار تو صحرا
مین پھرا ہی کرتے ہین یہ یہان موجود تھا لپے تماشا دوڑا اور لشکر مہرخ مین جاکر شکیل سے سارا ماجرا کہا
وہ حال گرفتاری مطلوب سنکر دیوانہ وار با چشم اشکبار بیقرار ہوکر چلا اُسکو جاتے دیکھکر محبت مادری سے

بیتاب مہرخ بھی روانہ ہوئی تھوڑی دور گئی تھی کہ ادھر سے عیارنیان تلاش مین صرصر کے چلی تھین
زمین سے صبار رفتار نے مہرخ کو جاتے دیکھکر فی الفور صورت اپنی ضرغام عیار کی بنائی اور پاس
مہرخ کے آکر حباب بیہوشی ناک پر مار کر بیہوش کر کے پشتارہ لگاکر لے چلی کچھ دور گئی تھی کہ قران
لشکر حیرت سے پھرا آتا تھا اُسکو دیکھکر بغدا تان کر دوڑا صبار رفتار پشتارہ پھینک کر بھاگی
قران نے مہرخ کو ہوشیار کیا دونون چلے مگر شکیل نے پہلے جاکر علامہ کو گھیر لڑائی سحر کی ہونے
لگی منتر اور جنتر پڑھے جانے لگے کبھی یہ غرق زمین ہوا کبھی وہ آسمان پر اڑ گیا دھوان آتش سحر کا
بلند ہوا اور دریاے سحر موج مارنے لگا اسوقت صرصر تو یہان موجود تھی ہی اسنے یہ کیفیت دیکھا ایک
بیضہ بیہوشی مار کر شکیل کو بیہوش کر دیا اور علامہ اُسکو بھی بزور سحر گرفتار کر کے لیچلا صرصر پہلے آکر
لشکر مین پہونچی حیرت کو خبر ملی کہ علامہ آپ کی دختر کو مع اُسکے عاشق کے اور بہار کے لاتا ہے حیرت
خوش ہوکر سوار ہوئی لیکن علامہ کے ذہن مین آیا کہ ان سب مجرمون کے سر کاٹ کر لیچل لیا نہو راہ
مین جھگڑا اور پیچ پڑے اور یہ رہا ہوجائین اس طرح کا خیال کر کے ایک پہاڑ پر ٹھہرا ادھر سے عمرو بھی
شکیل کو جاتے دیکھکر لشکر سے چلا تھا اسی پہاڑ کے قریب پہونچا اور صورت ساحر کی بنا کر علامہ کے
سامنے آکر اُسکو ڈانٹا کہ او بیحیا تو کون ہے جو پرائی جورو بیٹی کو پکڑ لایا ہے بڑا دغا باز معلوم ہوتا ہے یہ کلمات
سُنکر علامہ نے پوچھا آپ کون ہین عمرو نے جواب دیا کہ بر زمین شہنشاہ کی طرف سے میرے قبضے مین جو ہے
یہانکا مالک ہون علامہ گویا ہوا کہ بھائی خفا نہو مین شکیل اور خوبصورت اور بہار مجرمان شاہ
کو لایا ہون عمرو نے ہنسکر کہا بھائی مین نے تمکو پہچانا نہ تھا تمھاری زوجہ تو میری بھاوج ہوئی آؤ میرے
گھر چلو کھانا کھاکر چلے آنا علامہ نے عذر کیا بلجاجت کہا ای برادر پہلے ان گنہگارون کو قتل کر لین تو
چلین عمرو بولا کہ ذرا مین اس شکیل کو دیکھون کہ کیسا خوبصورت ہے جو دختر حیرت اسکے ساتھ خراب
ہے علامہ نے اپنے سحر مین خوب سحور کر کے شکیل کو ہوشیار کر کے عمرو کو دکھلایا کیونکہ بوجہ آمد ساحران
اسنے ہر ایک کو بزور سحر نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا الحاصل عمرو نے جب اُسکو دیکھا کہا ای عزیز
لاؤ مین اسکا سر کاٹ لاؤن اور شکیل کا ہاتھ پکڑ کے الگ لایا اور کہنے لگا ہم چار کے باپ ہین بندہ
لاؤن کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین ہمین کچھ دو تو تمھین چھوڑ دین شکیل اس گفتگو سے حیران
ہوا کہ کوئی ایک مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے یہ بندرہ سے پیدا ہوئے ہین شاید عمرو ہے یہ سمجھکر خوش
ہوکر بولا کہ پانچہزار روپے دونگا مجھے چھوڑ دو عمرو یہ اقرار لیکر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی وہ تو
خود مر رہا ہے مجکو رحم آتا ہے کیا اسکو قتل کروگے علامہ بولا کہ وہ مطیع شہنشاہ بھی تو نہین ہوتا عمرو نے

کہا مین اُسکو سمجھاتا ہون اور پھر شکیل کے پاس آکر کہنے لگا شاید تم یہ بعد رہائی ندو توہین کیا کرون اس سے
بہتر ہو کہ خولصورت کا زیور مجھے دیدو شکیل کو یقین داخل ہوگیا کہ اب ضرور رہا ہوسے یہ شخص بیشک عمرو
ہے اور نہایت درجہ مسرور ہوکر جواب دہ ہوا کہا کیسا مین غلام ہون اور محبوبہ میری کنیز آپ کی ہو جائے
سارا زیور لے لیجئے عمرو یہ سُنکر سمجھ گیا کہ اب یہ تجکو پہچان گیا غرض وہان سے پھر علامہ پاس آیا اور کہا
بھائی تم سچ کہتے ہو یہ لوگ بڑے سرکش ہین مطیع نہین ہوتے اب انکو یون قتل کرون کہ پہاڑ کے نیچے سے
پتھر اُٹھا لاؤ اور اُنکو بٹھا کر لگاؤ کہ سر انکے پھٹین اور تڑپ تڑپ کر جان دین علامہ نے کہا آپ انکے محافظ رہیے
مین پتھر لاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے اُترا پتھر لے کر آتا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے پتھر نکالکر بلندی سے اسطرح
اسکے سر پر ڈھلکایا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے غلغلہ اسکے ہلاک ہونے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے
سب قیدی چھوٹے اور شکیل اپنی معشوقہ کو لیکر چلا مگر اُس پہاڑ پر ایک ساحر ظالم جادو سے کوہی
رہتا تھا وہ غل سنکر دوڑا اور سحر پڑھکر عمرو کو آسنے گرفتار کیا اسوقت بہار نے ایک گولا فولادی مارا
سر ظالم کے سینے پر پڑا اور پشت کو توڑ گیا شور گیر ودار اسکے مرنے سے بھی بلند ہوا اور لاشین اُن دونون
کی ہوا کے بگولے مین لپٹ کر پاس افراسیاب کے چلین اور بہار سب کو لیے چلی تھین کہ حیرت
مع چند ساحران نامی کے آکر پہونچی اور سد راہ ہوئی اس سے اور بہار سے رد و بدل سحر کی آغاز
ہوئی تھی کہ مہرخ اور قران بھی آکر پہونچے اور لڑائی باہم شروع ہوئی بہار نے ہار اپنے گلے سے توڑ کر
مارا کہ ٹھنڈی ہوا اور سامنے ایک چمن پر از گل و یاسمن شگفتہ و سرسبز نظر آیا ہر ایک ساحر ہمراہی حیرت
پھولونکی خوشبو سے مست ہوا اور کیفیت بہار ترقی پذیر ہوئی

نظم

بس کسی سبزہ زار مین اک باغ — باغ خلد برین کا چشم و چراغ
ظاہر رکھ دیا تھا باغ کا اسم — تھا وہ باطن مین باغ باغ طلسم
ثمر و برگ سے کوئی ڈالی — شاخ و ست سخی نہ تھی خالی
تھی گلون سے زمین بوقلمون — اک طرف میوہ ہائے گوناگون
میوے حد و شمار سے افزود — فصل و بے فصل کے بھی موجود

حیرت بھی مست ہوکر جھومنے لگی اور تعریف گلون کی کرتی ہوئی اندر چمن کے گئی ایک پھول گلاب کا
توڑ کر چاہتی ہو کہ سونگھے اسوقت ایک قمری اُڑتی ہوئی آئی اور اُسنے وہ پھول حیرت کے ہاتھ سے
اپنے پنجے مین لے لیا اور منقار اُٹھا کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ عالم آپ زوجہ بادشاہ طلسم ہوکر سحر مین بہار
جادو کے مسحور ہوتی ہین خبردار اس چمن کے ہر ایک پھول کو بدتر از خار سمجھیے گا ورنہ وہ آسیب

صرصر حوادث روزگار سے پہونچے گا کہ پھر کبھی نظر نہ آئیگی شاخ درخت نئی مصیبت ڈالے گی زبان قمری سے یہ کلام سُنکر حیرت ہوشیار ہوگئی اور خیال کیا کہ اگر تو پھول سونگھ لیتی تو قیامت ہو جاتی غرضکہ اس چمن سے باہر بزور سحر نکلکر مقابل بہار ہوئی وہ ایک سحر رد و بدل ہوسے تھے کہ اپنے مقام پر افراسیاب کو کچھ حیرت سے شورسے کی ضرورت ہوئی اُسنے ایک پنجۂ سحر بھیجا کہ جا کر حیرت کو اٹھا لاے پنجۂ آکر ہنگام جدال اسکو اٹھا لے گیا اور سامنے افراسیاب کے لایا حیرت نے شہنشاہ کو تسلیم کی اور سارا ماجرا بیان کیا اور اس طرف مہرخ وغیرہ نے ہمراہیان حیرت کو تاراج و تاریخ مار کر بزور سحر شکست دی کتنون کو ہلاک کیا جب کوئی روکنے والا نرہا اُسوقت سب کو لیکر مع عیارون کے اور ملکہ خوبصورت اور تشکیل وغیرہ کے داخل اپنے لشکر مین ہوئی بارگاہ مین تخت شاہی کو مزین فرمایا حکم رقص و سرود دیا ہنگامہ عشرت گرم ہوا پیالہ شراب کا گردش مین آیا لیکن یہان افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ مین نے تمکو اس لیے بلایا ہی کہ میرا قصد ہی اس ہنگامہ کی خبر جو طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہی خدمت بنیرۂ سامری مین کردن کس لیے کہ کل کو جو زیادہ کچھ فتور بیان پڑے تو نبیرۂ خداوند فرمائین گے کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی اس لحاظ سے اب کہلا بھیجنا چاہیے یقین ہی کہ وہ وہین سے بیٹھے بیٹھے سب باغیون کو غارت کر دینگے حیرت نے کہا ای شہنشاہ بنیرہ خداوند داؤد جادو ایسے نہین ہین کہ آپ سرا سری اُنسے کہلا بھیجیے چاہیے کہ ہزار ہا روپیے نذر بھینٹ وغیرہ کے لیے کر آپ خود تشریف لیجائیے اور کئی روز وہان رہکر ملاقات اُنسے کیجیے جب کہین عرض حال کی نوبت پہونچے گی اور اگر کسی کو بھیجیے گا اُسکو زیارت بھی نصیب نہو گی اسوجہ سے بہتر ہی اُنکے بھائی جو کنیز سے پیدا ہین مقبول جادو انکو نامہ لکھکر یہان بلائیے کہ آنکی بھی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہی وہ سب عیارون کو گرفتار کر دینگے اور وہ بھی بنیرۂ سامری ہین اتنا فرق ہی کہ وہ کنیز سے ہین اور داؤد زوجۂ فرزند سامری سے القصہ ایک نامہ مشعر بہ حالات آشوب طلسم و منحرف ہونا مہرخ وغیرہ کا اور عیارون کا فساد کرنا لکھکر پاس مقبول جادو کے روانہ کیا اور خواہش مدد کرنے کی ظاہر کی اور نامے کے ہمراہ بہت کچھ تحفہ و ہدیہ بھی بھیجا جب یہ نامہ مقبول کو پہونچا حال بادشاہ طلسم پر بہت افسوس اُسنے کیا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو مین بہر اعانت افراسیاب جاؤنگا یہ حکم سنکر بیٹا اُسکا شکل کش جادو عرض پیرا ہوا کہ اسس رہائی پر مجھکو روانہ فرمائیے کہ جا کر فتح کرون اور سحر آزمائی کر کے حوصلہ دل کا نکالون ابھی حضور کا جانا ایسے مقام پر جہان چند نفر بے حقیقت مجتمع ہون اچھا نہین مقبول نے بعد انکار بسیار التماس اُسکا پذیرا فرمایا اور با جمعیت بیشمار فوج ساحران غدار سے روانہ کیا اور افراسیاب کو تحریر کیا کہ تمھاری

مدد کے واسطے اپنے فرزند کو اس طرف بھیجا ہو وہ اوّل لشکر باغیان کو جاکر غارت کریگا بعد اُسکے حضور مین حاضر ہوگا یہ لکھکر تو افراسیاب کو بھیجا اور شکل کش سے کہا کہ پہلے تم لشکر حیرت کے قریب جاکر مقابلہ مہرخ سے کرکے جب سب کو گرفتار کرلینا اُسوقت شہنشاہ طلسم سے ملاقات کرنا اور نشیب و فراز جنگ کے اور سامان سحر سازی کرنے کے لیے پند و نصائح بہت کچھ کرکے روانہ کیا کہ بمصداق نظم

سپاہے بہ ہمراہ او کرد و گفت ۔ کہ ای طاق در رزم و اقبال جفت
ز مہرخ و ہمراہیانم زجبان ۔ سپہ برکش و از غم دار ہان
عمرو را گر زندہ بر دار کن ۔ گل چشم اعدا پر از خار کن
سر شیر جنگی گر آری برم ۔ نہی منت تاج زر بر سرم
دہم برتری بر دلیران ترا ۔ پلنگے سزد جنگ شیران ترا
بحکمش بہ زین دیو آدم رُبا ۔ بر آمد چہ بر کوہ قاف اژدہا
بیالا و پہنائے او کس نبود ۔ پس از زین عنق زیر چرخ کبود
بجنبید لشکر بلرزید دشت ۔ نہان آسمان شد ہوا تیرہ گشت

یہ لشکر اس طرف سے روانہ ہوا اور نامہ پہلے افراسیاب کو پہونچا اُسنے حیرت کو سمت لشکر روانہ کیا اور کہدیا شکل کش کی تعظیم کرنا اور بمعیت اُسکے حریف کے مقابل ہونا حیرت اپنے لشکر مین آکر منتظر ہوئی کہ فرزند مصور بعد قطع منازل و مراحل قریب لشکر پہونچا حیرت استقبال کرکے بارگاہ مین لائی لشکر کو اُسکے مقیم کرایا سامان دعوت مہیا کیا آمد شکل کش کی خبر طائران پرندے مہرخ کو پہونچائی اُسنے کہا اگر مصور خود آتا مقام بڑے اندیشے کا تھا لیکن اس چھوکرے سے ڈرنا کیا ہے خدا ہمارا قادر و توانا ہے یہ کہکر مشغول کارسازی جنگ ہوئی ادھر بارگاہ مین حیرت کے دن بھر ہنگامۂ خاطر و مدارات گرم رہا جسوقت کہ مصور قدرت نے صفحۂ زرین فلک کو منقش بہ نقش ثوابت و سیارگان فرمایا اور مرقع دہر سے چہرۂ روشن مہر منیر پوشیدہ ہوا بیات

زمان شب تیرہ نزدیک شد ۔ بہ چشم یلان دہر تاریک شد
شدہ جامۂ چرخ نیلی سیاہ ۔ کمر بستہ بر کینہ خواہی سپاہ

دونون لشکروں میں طبل جنگ بجا اور درستی اسباب حرب مین ہر ایک بہادر مصروف ہوا ادھر مہرخ و بہار نے سحر کا قلم بناکے تصویرین اپنی اور سرداران لشکر اپنے کی بناکر اپنی بیرون کے سپرد کین و اُنھنے اس امر کا وعدہ لیا کہ صبح کو شکل کش تصویرین ہم لوگون کی بناکر سحر کی مقراض تیار کرکے کاٹے گی

پس جو اعضا وہ تصویر کا کاٹے گا وہی عضو ہمارا بھی کٹ جائیگا لہذا تم کا نظر رہا کہ سحر اُسکا ہم پر تاثیر نہ کرے اور کوئی عضو ہمارا بیکار نہو یہ تو اس کام مین مشغول ہین اور کل لشکر مین سحر کی تیاری رہی ہتھیار درست و صیقل ہونے لگے ادھر شکل کش نے تیغ سحر کی تیاری کی اور تصویرین حریف کے لشکریون کی بنا میں اگیار کرکے پوجے اور پاٹ سے فراغت کی اور لشکر کی بھی اسکے یہی کیفیت رات بھر رہی آخر وہ زمانہ آیا معرامن گردش دہر نے پردہ شب کو قطع کیا اور گریبان سحر کو چاک کرکے لباس نورانی آفتاب کو پہنایا نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار	نشان ظفر شد از وآشکار
کشیدند صف از یمین و یسار	ہمہ حلقہ در گوش چون زلف یار
ز اسلامیان پیر و برنا ہمہ	چو شیران نمودند عزم رمہ
رسید آن زمان شکل کش روسیاہ	بخون دید لب تشنہ جنگی سپاہ
برافراخت بازوے خون ریختن	کہ مشکش نہد فتنہ انگیختن
چو آگہ شدہ مہرخ از عزم او	بیاراست لشکر پے رزم او
جہان تیرہ شد روز حشر آشکار	بلرزید خورشید سیماب دار

صدائے نعرہ جنگی سے شور شور قیامت برپا تھا ساحرون کی نیرنگ سازی سے غلغلہ ایسا بلند تھا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا بعد صفوف آرائی جانبین کے اور میدان قتال صاف ہونے کے نقیب نکلے اور تعریف شجاعان جانبین کی شجاعت کی سُناکر دل بہادرون کا بڑھانے لگے اگلے معرکے جوہر شمشیر زبان چمکا کر دکھانے لگے بہادرون کے دل مین اُمنگ آئی نوبت جدال و جنگ آئی شکل کش اپنا اژدر سحر بڑھا کر میدان مین آیا اور بعد عربدہ سازی و شعبدہ پردازی جادوگری دکھانے کے للکارا کہ اے فرقہ نمک حرامان دیکھو تو تمھین کس طرح ہلاک کرتا ہون آغشتہ بخون و خاک کرتا ہون اسوقت مہرخ تخت اپنا بڑھا کر اسکے سامنے آئی اور پکاری کہ او چھوکرے کیا بکتا ہی کوئی دم مین بحسرت ارمان دُنیا سے جائیگا شکل کش کو غصہ آیا اور مہرخ کی صورت کا ایسا ایک پتلا اپنی سحر کی جھولی سے نکالکر پھینکا اور پکارا کہ اے شامہ بحکم سامری مہرخ کو پکڑ لا وہ پتلا چلا ادھر سے مہرخ کودی اور اُسنے اُس پتلے کے ہاتھ پر سحر پڑھکر اُٹھا لیا اور کہنے لگی افسوس ہی کہ اس پتلے کی ساری صورت اور ہاتھ اور پانوؤن شکل کش کے ایسے ہین مگر سر نہین ہی تو وہ مین بنا کر لگائے دیتی ہون اس کلام سے وہ پتلا بصورت شکل کش ہوگیا اور طرف اسی کے واسطے اسکے گرفتار کرنے کے چلا اسنے پھر دسحر پڑھکر

اُٹھا کر جھولی مین ڈال لیا ادھر مہرخ پھر سحر کرنے لگی اور وہ رد کرتا جاتا تھا اور کاغذ نکال کر سحر کے قلم سے
تصویر مہرخ کی کھینچتا جاتا تھا یہ تو اس کام مین اور مقابلہ مہرخ مین سرگرم تھا اور جانتا تھا کہ جب اُسکو گرفتار
یا قتل کرونگا اسوقت دوسرا شخص میرے مقابلے کو آئے گا ازبسکہ نا تجربہ کار تھا اُسکو غافل دیکھکر رعد جادو
یا نون مار کر اپنے صف لشکر مین غرق زمین ہوا اور وہان اسکی برق مخشر اپنے فرزند کے ارادے پر مطلع
ہوکر بزور سحر اڑ گئی اور شکل کش غافل کھڑا رد و بدل سحر کی کر رہا تھا کہ رعد نے اسکے پہلو پر زمین سے نکل کر
بڑے زور سے چیخ ماری کہ یہ بیہوش ہوکر اژدر سے زمین پر گرا افسران فوج اسکے اُٹھانے چلے تھے کہ برق مخشر
چمک کر اسپر گری اور اسکے جسم کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی العیاذ باللہ شکل کش کا
کام تمام ہوا صدا ہائے مہیب رعد آسا آنے لگین کہ مارا مجھے نام میرا شکل کش جادو تھا پھر تو مہرخ
کی بن آئی گولا فولادی پکڑ کر آگے بڑھی اور اس طرف سے شکل کش کی فوج بھی اپنے مالک کو
مردہ دیکھکر روتی پیٹتی گریبان چاک بغضب تمام برائے انتقام آکر دوچار ہوئی جانبین سے
سحر ہونے لگا کسی نے ایسا اپنا سحر بھیجا کہ شخص مقابل خون تھوکنے لگا کسی نے ایسا جادو کیا کہ حریف
ازخود تڑپ کر ہلاک ہوا بعض کے سحر سے ماران سیاہ نکلے کتنون نے عقرب زہر آلودہ ظاہر کیے
ابرہائے مختلف رنگ برروے ہوا آتے تھے آگ پانی ساتھ برساتے تھے سر اسکے جگہ برستے تھے
اور جسم دریاے خون مین تیرتے پھرتے تھے ایک معرکہ عظیم برپا تھا ہر طرف لوہا برستا تھا جب
سحر آزمائی سے سر بر نہوے ترسول نیسول لیکر باہم ایک سے دوسرا لڑنے لگا شمشیر زنی آغاز
ہوئی وہ زمین ایک دم سے رزمگاہ بنی نظم

روان خون شد از جوہر تیغہا — ببینہ چو آب از رگ میغہا
زخون شد زمین چون عقیق یمن — زہے نامداران شمشیر زن
زمرکب بہر جا کہ راکب فتاد — بضرب سم باد پا شد بباد

الحاصل فوج نے شکل کش کی لاش بڑی تلاش سے حاصل کر کے راہ ہزیمت اختیار کی اور
حیرت جو تماشا جنگ کا اپنی فوج کے ساتھ کھڑی دیکھ رہی تھی اسنے چاہا کہ جاکر مقابلہ کرے لیکن
سمجھی کہ لڑائی بگڑ گئی آخر طبل امان بجوا کر پھر گئی اس طرف مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی
اور حمام کر کے تخت شاہی پر جلوس کیا دربار سرداران عالی تبار سے معمور ہوا ناچ ہونے لگا ہر ایک مسرور
ہوا اور فوج ہزیمت خوردہ پاس افراسیاب کے گئی اور لاش شکل کش کی سامنے ڈال دی
افراسیاب نہایت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس مصور جادو کا ایک ہی فرزند تھا جو کام

آیا مجکو اُسنے کمال شرمندگی ہو آخرلاش کو جلوا دیا اور بزور سحر ایک پتلا بصورت شکل کش بنایا اور
اسکے قالب مین ایک بیر ٹھایا جس سے وہ پتلا زندہ ہو گیا اُسکو ہمراہ فوج باقی ماندہ کے اسی جاہ
وحشم سے پاس مصوّر کے روانہ کیا اور نامہ لکھا کہ ای بنیرہ سامری فرزند تمھارا بڑی شجاعت کر کے خدمت
سامری مین گیا یعنے مارا گیا مین نے اسکی صورت کا پتلا تمھارے پاس بھیجا ہی چالیس روز یہ زندہ
رہے گا تم اسکو اچھی طرح پیار کر لو اور اپنے دلکو تسکین دے لو غرض کہ فوج نامہ لیکر ہمراہ اس پتلے کے
روانہ ہوئی اور ادھر افراسیاب فکر مین ہوا کہ قاتل شکل کش کو بھی گرفتار کر کے پاس مصوّر کے
بھیجدون کہ وہ اُسکو قتل کر کے بدلا اپنے فرزند کا لین حاصل کلام صرصر شمشیر زن کو طلب کر کے حکم
دیا کہ رعد جادو کو گرفتار کر لائے صرصر نے عرض کیا کہ ابھی لائی یہ کہکر با نہاسے عیاری سے درست ہو کر
روانہ ہوئی اور صورت اپنی تبدیل کر کے داخل لشکر مہرخ ہوئی اور گھات مین لگی تھی کہ ایک کنیز کسی
کام کو نکلی صرصر اُسکے ساتھ ہوئی اور ایک مقام پر تنہائی پاکر بیضۂ بیہوشی لگا کر اُسکو بیہوش کر کے
اسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور وہان بارگاہ مین آکر سر پر رعد کے مگس رانی کرنے لگی ناگاہ عمرو کی
نظر صرصر پر پڑی دیکھتے ہی اسنے پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا کہ دھوکا دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی
سمجھ گئی کہ عمرو نے مجھے پہچان لیا جست کر کے بھاگی عمرو نے پکار کر کے کہا کہ لونڈی جاتی کہان ہی صرصر نے
جواب دیا کہ او غلام تجھ شامت آئی ہی تیرے باپ کو بھی لونڈی میسر تھی عمرو پیچھے اسکے دوڑا مگر وہ نکل
گئی ادھر مہرخ نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ تھا جو خواجہ کو اس طرح کہ گیا عمرو نے جواب دیا کہ صرصر
بہر گرفتاری رعد جادو آئی ہی غفلت دیکر لیجائیگی ہوشیار رہنا چاہیے غرض اب سب جگہ طریق حزم
و احتیاط جاری ہوا جبکہ دربار مہرخ نے برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے لیکن مہرخ
اپنے خیمے مین بخوف عیاری بیدار رہی اور بہار بھی ہوشیار تھی کہ صرصر فرصت پاکر شکل اپنی برق مخشر
کی بنا کر آئی اور خیمے کے قریب رعد جادو کے پہونچکر نگہبانون سے کہا تم سب غافل ہو مین خود
اپنے فرزند کی حفاظت کرونگی یہ کہکر اندر خیمے کے گئی اور رعد کو بیہوش حالت خواب مین کر کے
بسبب ہوشیاری و احتیاط سرداران لشتارہ تو نہ باندھ سکی لیوہین کاندھے پر لاد کر لے چلی نگہبانون نے
جو دیکھا غل کیا سارے لشکر مین لینا لینا کی صدا بلند ہوئی عمرو بھی غلغلہ سنکر دوڑا اور سمجھا کہ صحرا کی طرف
گئی ہوگی آگے جاکر روکون یہ سوچکر اُسی سمت چلا لیکن یہ ہنگامہ صرصر نے جو دیکھا خیال کیا کہ سب
آگے جاتے ہین تو یہین ٹھہر جاؤں ایک خیمے کی آڑ مین بیٹھ رہی جب سب آگے نکل گئے اُسنے
رعد کا لشتارہ باندھا اور لیکر روانہ ہوئی جب قریب صحرا کے پہونچی عمرو اس طرف سے آتا تھا

اُسنے رد کا صرصر نے ذلیل عیاری بجالائی کہ صبا رفتار صدا سنکر دوڑی آئی اسوقت عمرو نے بیضۂ بیہوشی
بجالا کی لگا کے صبا رفتار کو بیہوش کردیا اس عرصہ مین برق فرنگی یہان آگیا اور صرصر کو گھیرا اسنے
بھی اس چالاکی سے بیضہ مارا کہ برق کو بیہوش کردیا اور عمرو سے لڑنا آغاز کیا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دور
جاکر بھاگی قضارا ادھر سے قران آتا تھا صرصر کو جاتے دیکھکر بغدہ تان کر دوڑا چاہتا تھا کہ بغدہ سر پر
لگائے کہ عمرو جو پیچھے آتا تھا پکارا کہ ہان ہان کیا کرتا ہی خبردار یہ میری معشوقہ ہی اپنی اُستائی کو بھول
گیا قران نے ہاتھ روکا صرصر پشتارہ پھینک کر بھاگی کہ عیارون نے گھیر لیا اگر رعد کو نہ چھوڑ
جائیگی تو یقین ہی خود گرفتار ہو جائے غرض کہ یہ تو بھاگ کر اور سمت گئی اور قران نے رعد کو ہوشیار
کیا ادھر برق اور صبا رفتار بھی ہوشیار ہوکر اپنی اپنی طرف راہی ہوئے عمرو اور قران لشکر مین
رعد کو لائے اور کہا اب بہت ہوشیار رہنا الحاصل سب آرام گزین تھے کہ صرصر پھر بہ شکل مبدل داخل
لشکر ہوئی اور ایک کلوارن کی ایسی صورت اپنی بنائی کہ ٹیکا ماتھے پر لگا ہوا سرمہ آنکھون مین گھلا ہوا
مسی اور پان سے لب لعلین آراستہ ناک مین حلقہ نتھ کا پڑا لوٹ بچھوے پاؤن مین پہنے لہنگا سجا فدار
زیب بدن کیے دوپٹہ کی گاتی باندھے سبوچۂ شراب کمر پر اُٹھائے ہاتھ مین بوتل لیے بصد انداز
وناز چلی کہ

نظم

موے زلف اسکے کیون نہون خمدار
دختر نیک اختر خوبی
تھی وہ معشوق آتشین رخسار
آفتاب سپہر محبوبی

غرض باین حسن و ادا قریب بارگاہ رعد پہونچی پہرے پر سپاہی اور افسر جو تھے اُنھون نے اسکو
دیکھکر پکارا کہ بی کلوارن تھوڑی شراب ہمین دیتی جاؤ صرصر نے سبوچۂ شراب سامنے لاکر رکھا اور
اپنے جمال پری تمثال کو بھی دکھایا ہر ایک اسپر شیفتہ ہوا اور کہا تمھین ایک ایک جام ہم سب کو
پلاؤ کہ ساقی خوش ادا کے ہاتھ سے پینا کیفیت زیادہ دکھاتا ہی صرصر نے ہر ایک کو جام مے پلایا وہ
شراب بیہوشی آمیز تھی سب بیہوش ہو گئے صرصر نے بارگاہ کا سراچہ چاک کر کے ایک مٹھی پردا نے
ساختہ دواے بیہوشی اندر بارگاہ کے پھینکے کہ شمعہاے مومی و کافوری پر جاکر گرے اور دھوان
انکا دماغ مین خدمتگارون کے پہونچا اور بیہوش ہوے صرصر نے جھانک کر دیکھا جب سب کو
بیہوش پایا آپ لوٹ لگا کر اندر آئی اور رعد کے پلنگ پاس بیٹھ کر کچھ بیہوشی رکھکر اسکے دماغ
مین پھونکی اور بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر چلی دربان وغیرہ تو بیہوش تھے غل کون کرتا صاف
لیکر نکل گئی اور پاس شہنشاہ افراسیاب کے لائی اُسنے حکم دیا کہ ای صرصر اسکو بجنسہ پاس مصور کے

پہونچا دے صرصر نیتارہ رعد کا لیکر شہر ارژنگ کی طرف چلی مگر اب وہان کا حال سُنیئے کہ جب ہمشبیہ شکل کش یعنے پتلا مع نامہ فرستادۂ افراسیاب پاس مصوّر کے پہونچا اور جسوقت کہ اُسے معلوم ہوا کہ میرا فرزند مارا گیا عجیب طرح کا شور نوحۂ وشیون برپا کیا ارکان سلطنت قلم کش جادو اور بہزاد اور نقاش جادو اور مانی جادو وغیرہ سب سیاہ پوش ہوے اور شکل کش کی ماں ملکہ صورت نگار جادو فرزند کے مرگ کی خبر سنکر بیہوش ہوکر گری اور جب ہوش مین آئی گریبان چاک کرکے پکاری کہ ای فرزند تم میری نظر سے پنہان ہوگئے افسوس نظم

جب ترا دھیان مجکو آتا ہی	دل بیتاب تڑپا جاتا ہی
لے گئی ہی اجل کدھر تجکو	کھا گئی کون سی نظر تجکو
نالۂ دردناک کرتی تھی	اور گریبان کو چاک کرتی تھی
ساتھ جتنے تھے اسکے خویش وتبار	رو رہے تھے بسان ابر بہار

بعد گریۂ وبکا اس پتلے کو خوب سا پیار کیا اور اپنی آغوش محبت مین بٹھایا گلے سے لگایا پھر افراسیاب کو تحریر کیا کہ اس پتلے کو ہمنے پیار کرلیا خوب جی بھر کر فرزند کا دیدار دیکھا اب اسکو آپ ہی رکھیے ہم یہان سے بھیجتے ہین اور فوج لیکر بے انتقام حریف کو برباد کرنے آتے ہین اس مضمون کے ہمراہ پتلے کو بھی روانہ کیا اسکے جانے کے بعد ملکہ صورت نگار زوجہ مصور نے اپنی کنیزون کو درستی سامان سفر کا حکم دیا بعد دو ایک روز کے خیمہ ڈیرا لدوا کر مع کئی لاکھ فوج قاہرہ کے سمت لشکر حیرت چلی اسکی ایک دختر ملکہ الماس پریچہرہ نام ہی جب وہ ماں کے جانے پر مطلع ہوئی خدمت مین آکر ضد کرنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلونگی اور اپنے بھائی کے قاتل کو مار ڈالونگی مادر نے ہرچند سمجھایا کہ تم ای فرزند سحر نہین جانتی ہو ابھی کمسن ہو گھر مین کھیلو وہان جنگ وجدل ہی نہ جاؤ مگر الماس نے نہ مانا ناچار اسنے ساتھ لیا اور بڑے عظم وشان سے روانہ ہوئی مصوّر نے زوجہ کو جاتے دیکھ کے کارسازی خود بھی لشکر کی فرمائی سلطنت اپنی ایک مشیر کے سپرد کرکے بعد جانے صورت نگار کے لشکر حیرت کی راہ لی مگر اول زوجہ اسکی جو روانہ ہوئی تھی قریب لشکر حیرت پہونچی کہ وہان سے اگر منزل بھر اور چلے تو لشکر مین حیرت کے پہونچے اسنے وہان بارگاہ استادہ کرائی اور کہا کل آپ یہان سے کوچ کرونگی ساری فوج صحرا اور کوہستان مین اتری کڑھاؤ چڑھ گئے پکوان بکنے لگے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا عیش ونشاط مین ہر شخص مصروف ہوا اسوقت اتفاقاً صرصر جو رعد کو لیکر چلی تھی اُس صحرا مین پہونچکر اسنے لشکر کثیر اترا دیکھا اور بارگاہ استادہ پائی

ایک لشکری سے حقیقت دریافت کی کہ مالک اس لشکر کا کون ہے اسنے کہا صورت نگار مادر
شکل کش لڑنے جاتی ہین صرصر یہ سنکر بہت خوش ہوئی کہ مجھے اتنی دور نہ جانا پڑا اب رعد کو اسکے
سپرد کر کے پھر جاؤن یہ سوچکر اندر بارگاہ کے قدم زن ہوئی ملازمون نے روکا کہ کہان جاؤ گی
ٹھہرو اسنے کہا جا کر اطلاع کر صرصر شمشیر زن آئی ہے وہ لوگ گئے اور صورت نگار سے
اطلاع کی اُسنے صرصر کو روبرو بلوایا صرصر نے جا کر دیکھا کہ تخت شاہی پر صورت نگار بیٹھی ہے ہزار ہا
ساحر اور جادوگرنیان گرد و پیش زیب دہ کرسی و دنگل ہین جلسۂ طرب جمع ہے صرصر آداب بجا لائی
پشتارہ سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ گنہگار رعد کو لائی ہون یہ حاضر ہے صورت نگار بہت خوش
ہوئی اور صرصر کو بہت بھاری خلعت دیا مقام عزت پر بٹھایا تعظیم و تواضع کر کے رخصت کیا اور
حکم دیا کہ ملکہ الماس پری چہرہ کو بلاؤ کہ آکر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرین کس لیے کہ وہ اسی لیے ساتھ
آئی ہین لوگ بنا بہ حکم بلانے گئے الماس پری چہرہ اس صحرا مین سیر سبزہ زار کر رہی تھی سات سو
انیسین جلیسین ساحرہ ساتھ تھین کہ خبر طلب کی سنتے اپنی مادر کی سنکر بڑی آرائش و زیبائش کر کے
مان کے پاس آئی صورت نگار نے بیٹی کا حسن و جمال دیکھکر اپنی ایڑی دیکھی اور اٹھکر بلائین لیکر
پاس اپنے بٹھایا پھر قید سحر نہا کر رعد کو ہوشیار کرایا سامنے بلوایا عتاب و خطاب کرنے لگی مگر
الماس پری چہرہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن و سال نہایت حسین و
جمیل قید پہنے سامنے کھڑا ہے چہرہ اُسکا مانند ماہتاب ہے چٹی بھوین اور بھرے بھرے ڈنڈ بھری
بھری بازو کی مچھلیان ہین آثار شجاعت و مروت چہرے سے ظاہر ہین خلق و ہمت سے
سب ماہر ہین کہ ابیات

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا
وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا
تھے صورت دام موے پیچان
سجدہ مین بنی ہوئی تھی محراب
سرخی کے جو دودھیے آنکھ مین تھے
چلمن در چشم یار پر تھی
وہ پتلے اس کے خوشنما لب
لب کھلتے تو کھلتا حسن کا راز

موزونی مین فرد بیگمان تھا
پیشانی کا بل بلاے دل تھا
تل دانہ تھا ہر طائر جان
وہ آنکھ کہ عین نور یزدان
نیرنگ فلک پہ تھے قمر کے
رخسارون کا وصف کیا لکھون ہو
تھے جام مے صفا لبالب
نادر تھی صراحی دار گردن

وہ قد کہ قیامت اس سے پیدا
سونا تھا کسوٹی پر کہ تل تھا
ابرو مین نہ خم تھا ہر آداب
تھی سرمۂ طور سے فروزان
پلکون پہ نثار ہر نظر تھی
دو ماہون کا سامنا کہان ہے
خندہ تھا کہ تھا تبسم ناز
گردون سے تھی بادقار گردن

وہ ساعد و دست و بازو و پا
دنیا مین نہ تھا نظیر اسکا
سرمایۂ دلبری تھا بیشک
القصہ وہ سر سے لے کے پا تک

الماس پری چہرہ اسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ اور جانثار ہوئی اور کمند گیسو مین گرفتار ہو کر بیقرار ہوئی ہونٹھ چاٹنے لگی حسرت سے منھ تاکنے لگی جی بیتاب ہوا تاب و تحمل کا یارا نہ رہا دولۂ عشق سے جوش جنون طاری سرگرم اشکباری ہوئی کہ بمقتضاے

نظم

در پردہ لگا وہ عشق کا تیر
تڑپی سر خاک مثل نخچیر
ٹوٹا کوہ ملال سر پر
قابو نہ رہا دل و جگر پر
دل دادہ ہوئی اسی کی دلگیر
آنکھون مین لیلی سی کی تصویر
جی رہ گیا بس ترس ترس کے
بڑھنے لگے حوصلے ہوس کے
دل پہلو مین اسطرح تھا بیتاب
آتش پہ نہ ٹھہرے جیسے سیماب

آخر وہ ماہ جبین کچھ انجام کار سوچکر کہ دیوانی تیرا بھی کدھر خیال ہی تو کہان اور یہ کہان ہمکنار ہونا اس سے امر محال ہی اس دھیان مین دل بھر آیا رونے لگی اسکی مادر نے گلے سے لگایا اور سمجھی کہ افسوس بھائی کے قاتل کو دیکھ کر یہ اپنے برادر کو یاد کرکے اشک ریزان ہی سمجھانے لگی کہ بیٹی بھائی تیرا رونے سے جی نہ اُٹھیگا مفت مین فرط الم سے دل تیرا خون ہوگا ملکہ کے رونے پر سب اسی طرف متوجہ ہوسے کوئی بلائین لینے لگا کوئی نثار ہوتا تھا کوئی تسکین دیتا تھا غرضکہ ایک ہنگامہ ہوگیا اسوقت رعد یا تو اپنی گرفتاری سے منفعل سر در گریبان گردن جھکائے سامنے کھڑا تھا یا تین سنکر آنکھ اٹھا کر جو دیکھا اس غارت گر جان و ایمان یعنی ملکہ الماس پریچہرہ سے دوچار ہو شہباز نگاہ کا شکار ہوا عجب صورت طلعت جہان آرا اسکی دیکھی کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ زلف سیاہ اسکی غیرت دہ شب تار ہی رخسار تابان پر تصدق آفتاب نصف النہار ہی لب نازک برگ سمن کو شرماتا ہی سرخی لب پر لعل بدخشان کا دل خون ہوا جاتا ہی غم مین اپنے بھائی کے سیاہ پوش ہی نہین چشمۂ خضر ظلمت مین روپوش ہی غمزہ وناز خوبان اسکی ایک ایک آن و ادا پر نثار ہین طرحدار دہر اسکے فرمان بردار ہین کہ

ابیات

ماہ رو مہ جبین دُر در گوش
صاحب حسن اور زمرد پوش
اس پری کا وہ عارض پرنور
آرسی مین نہ پائے عارض حور
عضو مین سرکشیدہ ہی یعنی
جسنے اسکو سکھائی خود بینی
بسکہ یون اسکی ابروئے خم ہی
فی الحقیقت کہ جان عالم ہی
گل ہی گوش آنکھ ہی اگر نرگس
اس طرف گل ہی اسطرف نرگس

لب و دندان سے اسکے لعل و گہر | ہین چھپے کان بحر مین جا کر
دم خندہ جو آشکار ہوے | موتی اُن دانتون پر نثار ہوے
اسکے سیب زنخ کا وصف ہو کیا | ید قدرت کا ہے ترنج طلا
صبح صادق بیاض گردن ہے | اختر صبح خال روشن ہے
کون اس ہاتھ کے مقابل ہو | ایسی گردن مین جو حمائل ہو
ہے حنا خون عاشقان جہان | پنجہ ہے رشک پنجۂ مرجان
کیا بیان ہو صفائی سینہ | ہے شکم صاف مثل آئینہ
سینہ پر دو ترنج پستان ہین | یا یہ دو سیب باغ رضوان ہین
جسم مین ہے مگر سیہ پوشاک | ہے عزادار اور بہت غمناک
صاف رخت سیاہ سے پیدا | ہے سیہ پوشش کعبۂ دلہا
دیکھکر رعد اُسکا روے نگار | ہو گیا مثل تیر خوردہ شکار
محو یاد اسکے تھے جوان و پیر | یا ہوا آپ صورت تصویر
آئینہ حُسن دیکھ دیکھ بلند | دل مین اپنے کیا بہت سا پسند
ہو گیا شکل دیکھ نورانی | مثل آئینہ صرف حیرانی
لگا کہنے اگر نصیب ہون یار | ایسا معشوق ہے مجھے درکار
شرف اندوز ہون جو اک باری | جان و دل سے کرون پرستاری
دل مین یہ سوچ سوچکر گفتار | چپ رہا اپنے دلمین پھر وہ زار

مگر صورت نگار نے جلاد کو بلوایا اور اس بلیس کو قتل کرنا چاہا اُسوقت بقدرت کردگار نامہ مصور آیا کہ اے ملکہ صورت نگار ہمنے سُنا ہے کہ رعد گرفتار ہو کر آیا ہے لہذا اسکو یہان قتل نہ کرنا لشکر حیرت قریب ہے وہان لیجاؤ ہم بھی آتے ہین سب باغیون کو دکھا کر اُسکو دار پر کھینچینگے اور جو اسکی مدد کو آئیگا اُسے بھی سزا دینگے صورت نگار اس مضمون سے جب آگاہ ہوئی جلاد کو قتل رعد سے روکا اور ایک اپنے ملازم فولاد آہن ربا سے جادو کو حکم دیا کہ رعد کو آج کے دن قید رکھے فولاد اسے لیکر ایک درہ کوہ مین آیا اور رعد کو اپنے سحر کی ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنا کر وہان بٹھایا آپ باہر آ کر سحر پڑھا کہ اس درہ کوہ کے گرد حصار آتش کا ہو گیا اور دھوان ایسا بلند ہوا کہ وہ مقام بالکل پوشیدہ ہوا اُسی جگہ پر حصار سے ہٹ کر خیمہ استاد کرنے فولاد

پہرنگسبانی مع رفقا ملازم اپنے کے بیٹھا مگر جب بارگاہ سے رعد کو قید کرکے لیگئے ملکہ الماس پریچہرہ صورت دلدار یاد کرکے بیتاب ہوئی اور بعد کچھ لمحہ کے مان سے رخصت چاہی کہ مین بھی اپنی بارگاہ مین جاکر آرام کرون اس نے اجازت دی اسنے سواری طلب کی خیمخانہ حاضر ہوا جلوس سواری کا موجود ہوگیا یہ سوار ہوکر چلی برابر خیمخانہ کے میان عشرت خواجہ سرا گھوڑے پر انتظام کرتا جاتا تھا یہان تو یہ حال ہو لیکن لشکر عمرو مین جب ملازم رعد کے ہوشیار ہوے اور اپنے مالک کو نپایا جاکر مہرخ سے بیان کیا کہ کوئی رعد کو پکڑ لے گیا برق مختر مادر رعد بیقرار ہوکر گریان ہوئی اور نہایت بیتابیان کرنے لگی عمرو نے تسکین دی اور کہا صبر اسی فکر مین پھرتی تھی وہی لے گئی ہوگی مین جاکر چھڑائے لاتا ہون تم کچھ غم نہ کرو یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ملا اس سے بھی سارا حال کہا برق بھی چلا اور ڈھونڈھتا ہوا قریب لشکر صورت نگار پہونچا لشکر اُترے دیکھکر صورت اپنی تبدیل کرکے ہر طرف پھرنے لگا نہ اُسنے رعد کو درہ کوہ مین قید کرنے لیجاتے دیکھا اسوقت عیاری سوچنے لگا کہ کسی طرح سے اسکو رہا کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ سواری کا جلوس نظر آیا یہ بھی اسی کیا تھ ہوا اور ایک آدھ سے حال دریافت کیا کہ سواری کس کی ہو ظاہر ہوا کہ ملکہ الماس پری چہرہ دختر مصور جاتی ہو برق اسی فکر مین ساتھ ہولیا کہ بن پڑے تو اسکو پکڑ لے جاؤن اسی اندیشہ مین اسنے دیکھا کہ میان عشرت خواجہ سرا کا نوکر گڑگڑی ایک جگہ ٹھہر کر بھر رہا ہو برق اسکے پاس آیا اور پکارا ارے میان ذرا ادھر دیکھنا اسنے منہ اُٹھا کر دیکھا برق نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا اُسکو تو کسی جگہ چھپا دیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر گڑگڑی بھر کر خواجہ سرا پاس آیا گڑگڑی اسکے ہاتھ مین دیکر کہا ذرا ٹھہر جائیے سب کو آگے جانے دیجیے مین نے ایک خبر آپکی نوکری کی نسبت بہت بڑی سُنی ہو وہ بیان کرونگا خواجہ سرا متوحش ہوکر ٹھہر رہا جب سب دور نکل گئے برق نے اسکو بھی حباب بیہوشی لگا کر گھوڑے سے گرا دیا اور خوب بیہوش کرکے اسکی طرح شکل اپنی بنا کر گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا اس عرصہ مین ملکہ اپنی بارگاہ مین جو صحرا مین بہر سبزہ و تفریح لشکر سے الگ برپا تھی پہونچی اور اتر کر سب کنیزون انیسون جلیسون کو علیحدہ کرکے آپ سمت صحرا کے سراچہ بارگاہ اُٹھوا کر بیٹھی اور یاد معشوق کرنے لگی کبھی روتی کبھی شکایت فلک کجرفتار کرتی گاہ دیوانہ وار بکتی کبھی باد صبا دوسے مخاطب ہوکر کلام کرتی کبھی یہ غزل پڑھتی

غزل

گلہا ست در باغ رخت ہر یک بہ از گلزار ہا		دز آرزوے ہر گلے در سینہ دارم خار ہا

گر بے تو بینم یک نظر بر جانب گلزارہا — از خار مژہ در چشم فتد گلہا و از گل خارہا
ای خوب بودی در نظر امروز زنان ہم خوبتر — خوب اند خوبان دگر اما نہ این مقدارہا
مصر لطافت جاے تو در چار سو غوغای تو — تو یوسف از سوداے تو شوریست در بازارہا
سر در رہت بنہادہ ام جان در رہ ہوئیت دادہ ام — من بارہا افتادہ ام کار من ست این کارہا
ہردم بجستجوے تو صد بار آیم سوی تو — ہر بار پیش روے تو خواہم کہ میرم بارہا
تو با قد افراختہ رہ سوے باغ انداختہ — سرو از خجالت ساختہ چادر پس دیوارہا
ہردم چو چنگ از غم بدہ در سینہ صد ناخن زدہ — صد نالہ زار آمدہ از ہر رگم چون تارہا
ای نوخط برطرف چمن نظارہ کن سرو سمن — تا من بکام خویشتن بینم دران رخسارہا
ای محرم راز نہان در بند من بکشا زبان — کز نام و ناموس جہان دارد بلالی عارہا

اسی طرح مصروف یاد دلدار تھی کہ برق فرنگی خواجہ سرا بنا ہوا آیا اور دیکھا کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہی بلکہ غمگین معلوم ہوتی تھی برق اسکی پشت پر کھڑا ہو کر بطور مخفی اسکے نالۂ جانکاہ اور بیان قصہ غم بے انتہا کو سننے لگا کہ ملکہ نے آہ بھر کر کہا کہ ای رعد تونے اپنی صورت دکھاکر میری جان لی اور حسرت تیرے ملنے کی دل مین لے کر مین دُنیا سے چلی برق یہ بیان سنکر سمجھ گیا کہ عاشق رعد پر ہوئی ہی بس سامنے اسکے آیا ملکہ اسکو دیکھکر چپ ہو رہی اور آنسو پونچھکر روکھی صورت بنائی برق نے کان مین جھک کر کہا ای ملکہ مجھے تمھارا عاشق ہونا معلوم ہی ناحق چھپاتی ہو مین تمھارے گھر کا غلام ہون اگر کہو تو آسمان کے تارے توڑ لاؤن تم حال اپنا بیان کرو مجھ سے قسم لے لو جو کسی سے کہون بلکہ سعی کر کے مطلوب سے تمھین ملاؤن ملکہ نے جب اسے اپنے حال پر مہربان پایا سارا ماجرا عشق کہ سنایا برق نے جب سنا کہ رعد پر عاشق ہی خوش ہوا اور کہا ملکہ عالم زندان خانے مین جہان آپکا عاشق مقید ہی چلین اور محافظ زندان سے اظہار کرین کہ مین اپنے بھائی کے قاتل سے کچھ پوچھون گی محافظ اس بہانے سے جب در زندان وا کریگا مین عیار ہون واسطے چھڑانے رعد کے آیا ہون وہان پہونچکر چھڑا لون گا الماس پری چہرہ یہ مژدہ جانفزا سنکر فرط عشرت سے غنچہ نمط کھل کھلا کر ہنسی اور پکاری کہ بیت برین مژدہ گر جان فشانم رواست کہ این مژدہ آسایش جان ماست ✽ پھر سواری کو حکم دیا کہ ہوادار حاضر ہوا ملکہ سوار ہوئی برق کو ہمراہ لیا یہ خواجہ سرا بنا ہوا سواری کے ساتھ چلا یہان تک کہ مقام فولاد پر پہونچی اسنے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے وہی اظہار کیا جو برق نے سکھلایا تھا فولاد نے حصار آتش دفع کیا ملکہ پاس

رعد کے گئی اور دیدار معشوق سے خرسند ہوئی لیکن برق پاس فولاد کے بیٹھا رہا اُسنے ملازم شہزادی
کا بنکر شراب وکباب کی صلاح دی برق نے اول تو انکار کیا پھر اسکے اصرار زیادہ کرنے سے جام بادہ
احمر سے لبریز کرکے اور اسکی نگاہ بچاکر سفوف بیہوشی ملاکر اسکے سامنے پیش کیا کہ پہلے آپ نوش
کرین تو مین بھی پیون فولاد جام لے کر پی گیا برق نے جو لوگ کہ اُسکے ملازمون مین وہان موجود
تھے کسی کو شراب بیہوشی آمیز پلائی اور کسی کو میوہ آغشتہ بیہوشی دیا کہ ملکہ کے کھانے کا ہے لیجیے
آپ بھی کھائیے الحاصل وہ سب کھا پی کے بیہوش ہوے برق نے فی الفور سب کے سر کاٹ
ڈالے انکے مرتے ہی تاریکی ہو گئی غل و شور پیدا ہوا اور رعد رہا ہو گیا الماس پری چہرہ یہ
ہنگامہ غل کا سنکر ڈری نہین معلوم کہ کیا آفت آئی مگر رعد نے اپنے تئین رہا دیکھکر کہا اے ملکہ تم مجھے
دیکھتی ہی رہین اور فولاد کو کسی نے مار ڈالا ملکہ کو بڑا تعجب ہوا کہ کتنا جلد عیار نے فیصلہ کیا اسی عالم
حیرت مین تھی کہ برق آیا اور کہنے لگا اے شیدا ے یکدگر اب جلدی یہان سے چلو ایسا نہو کہ صورت نگار
مادر ملکہ اس حال سے آگاہ ہو اور تم دونون کو خرابی مین ڈالے کس لیے کہ یہان سے کوس بھر کے
فاصلے پر وہ فروکش ہی ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا اے برق میری بارگاہ کے کنارے لشکر کے قریب
صحرا ہی وہان کوئی نہین آتا ہی ایک لمحہ چلکر ہم اور رعد دونون بیٹھین اور اسباب وغیرہ لے لین
تو سمت لشکر صبح روانہ ہون برق نے کہا اسباب بہت ہو رہے گا یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکہ نے اصرار کیا برق ناچار ہو گیا الماس پری چہرہ اپنی بارگاہ مین رعد کو لائی
مسند پر تکلف پر بٹھایا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا کشتیان شراب ناب کی اور قابین
بھر گزک کباب کی حاضر کین دور جام شروع ہوا نظم

لیا دونون نے عیش گہ مین قرار — تھے جہان فرش و مسند زرتار
وہ مکان اور خالی از اغیار — ہوے آپس مین گرم بوس و کنار
اس طرف منتین ہزار ہزار — اُس طرف بات بات پر انکار
یہان ہر وقت ناصبوری تھی — وان کنارہ تھا اور دوری تھی
اس سے کہتی تھی وہ پری تمثال — چل کے لشکر مین ہی قرار وصال
ہوکے مایوس تب کیا یہ خطاب — طاق سے لا صراحی مے ناب
تب اُٹھی وہ پری بصد انداز — اور کیا سوے طاق دست دراز
لے لیا شیشہ سے گلفام — دوسرے ہاتھ سے اُٹھایا جام

بادۂ عیش سے ہوئے مخمور | لذت عشق سے تھے دونون چور
ایک کا ہاتھ ایک کی بالین | ایک کے لب سے ایک کو تسکین
تھا وہان اسکو شغل مے نوشی | غم و شادی سے تھی فراموشی
سر و پا کا نہ ہوش تھا باقی | آپ ہی رند آپ ہی ساقی
اس پری کو وہ پیار کرتا تھا | گاہ بوس و کنار کرتا تھا
کبھی آغوش مین سلاتا تھا | لب سے لب کو کبھی ملاتا تھا
یہ تو اس طرح تھا یہان سرشار | فتنۂ خفتہ پر ہوا بیدار
وہ ستم پیشۂ و خفا کارہ | یعنے صورت نگار مکارہ
ہوئی آگہ کہ رعد چھوٹ گیا | اور محافظ جو تھا وہ قتل ہوا
ہی جو دختر تری پری چہرہ | اسکے باعث ہوا یہ ہنگامہ
جا کے رعد ان مین بے خبر اسکو | کیا لی النار والسقر اسکو
سن کے یہ حال دخترک اکبار | غیظ سے ہوگئی سراپا نار
چلی وان سے عجب غضب مین بھری | اور دربارگاہ پر پہونچی

جتنی کنیزین اور ملازم ملکہ کے تھے وہ مارے خوف کے بھاگ گئے اور صورت نگار نے اندر جاکر دونون عاشق و معشوق کو لپٹے پڑے دیکھا خون آنکھون مین اتر آیا کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ جہان یہ دونون طالب مطلوب لپٹے تھے اتنا ٹکڑا زمین کا اکھڑا اور وہ طبقہ بر روے ہوا چلا صورت نگار آپ بھی بزور سحر اڑکر چلی برق جو باہر بارگاہ کے کھڑا تھا یہ ماجرا دیکھکر روتا ہوا پیچھے اسی طبقے کے روانہ ہوا اور ادھر انکی خواب غفلت سے رعد اور الماس پریزاد کی کھلی رعد نے چاہا کہ بزور سحر ملکہ کو لیکر اڑ جاؤن مگر سحر یاد نہ آیا اسوقت ملکہ سے کہا معلوم ہوتا ہی ہم تم گرفتار ہوگئے ملکہ رونے لگی آفتاب حسرت سے منھ دھونے لگی کہ اے فلک بیمہر تجھے اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی اور ایک لمحہ مین جدائی دکھلائی اسی طرح کبھی شکایت چرخ غدار کرتی تھی اور کبھی باہم گلے ملکر روتی تھی بیقراری سے بصد اندوہ و حرمان گریہ زاری کرتی تھی اور یہ زبان پر جاری تھا نظم

اے فلک تو نے کیا کیا مجھے | میرا دلبر چھڑا لیا مجھ سے
سر بسر کردیا مجھے ناشاد | کس سے جاکر کرون تری فریاد
تو نے سب گھر کا گھر کیا تہ تیغ | ہاے عاشق مرا دریغ دریغ

وہ نازنین یہ فریاد کر رہی تھی صورت نگار نے دوبارہ سحر کیا وہ طبقہ زمین دو ٹکڑے ہوگیا
ایک پر رعد اور دوسرے پر الماس پری چہرہ الگ ہوگئے ایک ٹکڑا ایک سمت اور دوسرا
دوسری طرف چلا اُس وقت تو عجب حالت دونون پر رقت کی طاری تھی کہ جسکے لکھنے سے
خامہ دو زبان اشک سیاہ گراتا ہی اور سینہ اُسکا شق ہی دل پر ہزار طرح کا قلق ہی کہ نظم

جب تلک سامنا تھا عاشق کا — تھے بہم دونون گرم نظارہ
جب ہوا وہ نگاہ سے اوجھل — لگی کہنے وہ ہاتھ کو مل مل
ای فلک تجھ نہ رحم آہ کیا — تو نے آخر مجھے تباہ کیا
صبر سب کو اگر کیا تو کیا — ہوکے تنہا کوئی جیا نہ جیا
ہوگئی اس طرح سے وہ بیتاب — جیون تڑپتی ہو ماہی بے آب

اسی طرح نالان و گریان یہ دونون جدا ہوے لیکن برق فرنگی جو نیچے نیچے چلا آتا تھا انکو جدا
ہوتے دیکھکر مجبور رہا کہ اب کس کے ساتھ جاؤن اور کسے تنہا چھوڑون آخر اپنے لشکر کیطرف
بھاگا اور آکر سارا ماجرا برق محشر مادر رعد جادو سے بیان کیا وہ اپنے فرزند کے غم مین
بیقرار تھی یہ کیفیت سنکر بیتابانہ بزور سحر اُڑی اور قریب الماس پری چہرہ کے پہونچکر
تڑاک سے گری اور اسکو پنجے مین داب کر اُڑ کے چلی کہ صورت نگار نے اپنے تئین بہت جلد قریب
اسکے پہونچا کر ایسا سحر کیا کہ ہزار ہا پتلا اُڑتا ہوا آکر برق محشر کے لپٹ گیا اسنے ہر چند سحر کیا
تڑپی اور پھڑکی مگر چھوٹ نہ سکی صورت نگار اسے بھی اپنے سحر مین مبتلا کرکے صحرا مین کہ
نہایت بھیانک اور دہشت ناک جگہ تھی لائی اور وہان کچھ سحر پڑھکر طرف آسمان کے پھونکا
کہ وہ ٹکڑا جسپر رعد مقید تھا اُڑتا ہوا آکر پہونچا اسے بھی آتارا اور ایک پتلے کو سحر کے کچھ
لکھکر دیا کہ وہ پتلا غائب ہوگیا بعد لمحے کے زمین شق ہوئی ایک ساحر نکلا اور تسلیم کرکے
سامنے کھڑا ہوا صورت نگار نے اس سے خطاب کیا کہ ای ظالم تیرہ روے جادو تجھین
اسلیے طلب کیا ہی کہ ان تینون کو اپنی قید مین رکھو لشکر مین انکا قید کرنا باعث بدنامی تھا
کہ مقدمہ دختر کا ہی ہر کہ و مہ آگاہ ہوتا کہ دختر مصور جادو بسبب جرم عاشقی کے گرفتار ہی
اور دوسرے یہ کہ عیار لشکر مین پہونچکر انکو رہا کر لیجاتے اس لیے یہان مین لائی ہون اور
تمھارے سپرد کیے جاتی ہون یہ کہکر قیدیون کو دیکر آپ پرواز کرکے اپنے لشکر مین چلی آئی
اور اس ساحر نے ایک برج سحر کا بنا کر سب قیدیون کو مقید کیا کہ حال انکا بر وقت رہا

ہونے کے بیان ہوگا مگر جبکہ صورت نگار لشکر مین آئی حکم دیا کہ فوج کوچ کرے اسی وقت خیمہ و خرگاہ بار کراکر مع لشکر شکست اثر کے طرف حیرت کی فوج کے چلی جب قریب پہونچی طائران سحر نے رسد و لشکر کی خبر حیرت کو دی کہ زوجہ مصور صورت نگار جادو آتی ہین حیرت سنتے ہی مع سرداران ذی وقار کے بہر استقبال چلی راہ مین پا انداز جواہر کے بچھوا دیے اور بڑے تزک و احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو اُسکے متصل اپنے لشکر کے اُترو ایا اور ہر ایک کے لیے سامان عیش و آرام اپنے یہان سے بھجوایا سب آرام سے مسکن گزین ہوے اور صورت نگار نے حیرت سے کہا کہ مین رعد اور الماس پریچہرہ کو قید کرنے آئی ہون تمھاری دختر خوبصورت پسر مہرخ پر عاشق ہوا اور میری بیٹی رعد پر فریفتہ ہوئی ہے ہماری تمھاری مثل ہے کہ ایک حمام مین سب ننگے لہذا اے حیرت آج شام کو طبل جنگ بجے کہ مین کام سب باغیون کا تمام کردون اور اپنے فرزند کے خون کا انتقام لون حیرت دن بھر اُسکی دعوت و ضیافت مین مصروف رہی جسوقت کہ گردش گردون نے نابخراپنی دکھائی یعنے رخ زیباے عروس کو ظلمت شب سے تاریک سیاہ بنایا بمقتضاے نظم

گردش گردون ون خورشید را پنہان کند　　بس نمایان ظلمت شب را درایں ایوان کند
روز را پنہان کند شب را پدیدار آورد　　انچہ را باید کہ با این گرداں باآن کند

طبل رزمی حسب الحکم صورت نگار نواحت مین آیا اس خبر کو جاسوسون نے خدمت مہرخ مین بعد دعا و ثنا کے عرض کیا یہان بھی نفیر سحر بجی دونون لشکرون مین تیاری سحر کی اور آلات حرب و ضرب کی رہی واضح ہو کہ اس دفتر مین ہزار ہا مقام پر لڑائیان واقع ہین اس لحاظ سے ہر ایک جنگ مین اس حقیر نے اختصار پر نظر کی ہے کہ طوالت کلام سے سواے ہرزہ سرائی کے کچھ فائدہ نہین پس وہ لڑائی جو کسی ساحر زبردست کی اور نامی کی لطف کے ساتھ ہوگی وہ تصریح وار بیان ہوگی باقی سراسری ذکر کیا جائیگا تاکہ سامع اور قاری کو یہ فسانہ بزانہ معلوم ہو آمدم برسر مطلب کو شب بھر ہنگامہ بہر کارزار گرم رہا جبکہ خورشید زرین علم چار دانگ عالم مین بجاہ و جلال تجلی بخش ہوا ابیات

چو خورشید تابندہ در صبحدم　　برِ بام گردون گردان علم
زخرگاہ خاور برآورد سر　　زخاور بیاراست بایا ختر
دو لشکر میدان چو شیران شدند　　گریزندگان چون دلیران شدند
بہر جاے مورے شدہ شرزہ شیر　　بہر گوشہ زالے چو رستم دلیر

شد از نوک پیکان سما چاک چاک
سنان اندر آمد بہ رمح السماک
ز بس نوک تیغ و سنان خون فشاند
بہ خون آسمان کشتی ماہ راند

صورت نگار اور حیرت لشکر لیکر بڑے کر و فر سے بزمگاہ مین آئین ایک جانب سے مہرخ اور بہار مع دلاوران روزگار کے وارد ہوئین میدان جنگاہ کو آراستہ کیا گرد و غبار ابر سحر برسا کر بٹھایا صفوف ہاے قتال ترتیب پذیر ہوئین نقیب نقابت کر چکے کر کیت کرکا کہکر علیحدہ ہوے صورت نگار اژدر سحر پر سوار بہر مقابلہ نکلی اور لشکر حریف پر نعرہ زن ہوئی اسکے سامنے بہار جادوگنی ایک ناریل صورت نگار نے مارا کہ وہ شق ہوا اور ہزار ہا تصویرین پرچھائین کے مانند پیدا ہوکر بہار سے لپٹ گئین بہار نے گلے کا ہار اُتار کر آسمان کی طرف پھینکا ایک لڑی موتیون سے بھری زمین سے فلک تک لٹکی ہوئی نظر آئی بہار اُس لڑی پر چڑھ گئی وہان سے ایسا کچھ سحر کیا کہ آفتاب کے مانند ایک شعلہ چمک کر گرا پرچھائیان سب جل گئین صورت نگار نے یہ کیفیت دیکھ کر اپنے ہاتھ سے ایک تصویر کھینچکر اُس لڑی کی سمت پھینکی تصویر زمین پر گر کر جب سیدھی ہوئی شعلے کچھ منھ سے چھوڑے کہ وہ لڑی موتی کی جل گئی اور بہار زمین پر گری لیکن بزور سحر گرکر سنبھلی اور اپنے سر کے بال توڑ کر اس تصویر پر مارے کہ وہ بال کمند بنکر تصویر کو لپٹ گئے اور کشان کشان سامنے بہار کے لائے اسنے اسکو مقراض لیکر کاٹ ڈالا اور ایک گلدستہ نکالکر صورت نگار پر مارا اُس گلدستہ سے سنہرے اور روپہلے پھول برسنے لگے صورت نگار اور ہمراہی اُسکے عالم مدہوشی مین محو ہوکر سب جھومنے لگے اور تعریف ملکہ بہار کی کرنے لگے اسوقت زمین شق ہوگئی اور چند تیلیان نکلین باغبانون کی طرح پھول چننے لگین اور پکارین کہ اے ملکہ صورت نگار آپ زوجہ مصور ہوکر ایک چھوکری کے سحر پر مفتون ہوئین ہوشیار ہوجیے اور سنبھلیے یہ کلام سنکر جھجک کر صورت نگار ہوشیار ہوئی اور پنجہ پکڑکر بہار پر آپڑی اور آپسمین بزور سحر شمشیر زنی شروع کی اسوقت حیرت نے فوج کے سردارون کو للکارا ساحر ہر طرف سے چلے ادھر مہرخ فوج لیکر آگے بڑھی دونون لشکر آپسمین مل گئے جنگ مغلوبہ ہوئی ہر طرف سے ابر اٹھکر برستے تھے اور آندھیان زور شور سے اٹھتی تھین آگ اور پتھر برستے تھے صدا یا سامری یا جمشید کی بلند تھی لاش پر لاش اور مردہ پر مردہ گر رہا تھا گولے فولادی چلتے تھے دامن صحرا خون سے گلنار تھا تہلکہ عظیم برپا تھا نظم

روان گشت شمشیر زہر آبدار
بہ کونین شد رستخیز آشکار

نہ افلاک شد نقش یک پیکرش ‏ دو گیتی عرض بد زیک جوہرش
زبر فرش سماوات شد مضمحل ‏ بہ پیچید برہم چو طی السجل
زبرسے کہ از تیغ افروختے ‏ دم نار سینا از وسوختے
بہم رخت نقش وجود علم ‏ تو گفتے چوا وشانہ بد برقدم
زمین آب گردید از اضطراب ‏ زمان را شد از فرط بیم اضطراب
ولیکن چو عاجز شدند از مصاف ‏ نمودند شمشیر کین در غلاف

جب کہ شہنشاہ زرین قبا مراجعت فرماکر بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہ گردون پیراے انجم بلوزح کواکب جلوہ فرماے مسند چرخ ہوا سپاہ جانبین سے جدا ہوکر طبل بازگشت بجاکر اپنی اپنی خوابگاہ مین آئی حیرت سے صورت نگار نے کہا مین آج لشکر حریف کی تصویرین بناتی ہون کس لیے کہ میدان قتال مین اس چھوکری بہار کے ہاتھ سے ذلیل ہوئی ہون اب کسی کو ان مین سے زندہ نہ رکھونگی حیرت جواب دہ ہوئی کہ جو مناسب جانیے وہ عمل مین لایئے اسی طرح دونون گرم سخن تھین کہ ایکبار زمین شق ہوئی اور پتلا نامہ لیے پیدا ہوا نامہ حیرت کو دیا افراسیاب کی جانب سے اس مین لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت اسوقت تم گنبد نور پر آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے اور صورت نگار سے کہدینا ابھی رزم کو موقوف رکھین یہ مضمون پڑھکر پتلے کو جواب دیکر رخصت کردیا کہ شہنشاہ سے کہنا جیسا آپ نے فرمایا وہی عمل مین آئیگا اور آپ آراستہ و پیراستہ ہوکر گنبد نور کی جانب عازم ہوئی چلتے وقت جنگ مین توقف کے لیے صورت نگار سے کہا اور صرصر سے حکم دیا کہ تو عیارہ ہے خبردار کوئی عیار یہان آکر ملکہ صورت نگار کو زحمت نہ پہونچائے اور فریب مین نہ لائے صرصر نے عرض کیا کیا مجال کسی کی جو یہان آسکے غرض سب انتظام کرکے حیرت چلی گئی اور صرصر بہر تحفظ حاضر رہی لیکن جسدم لشکر جنگاہ سے پھرے تھے عیار ارادہ کرگئے کہ اگر ہوسکے تو جاکر صورت نگار کو قتل کرین چلے تھے سب بصورت ہاے مبدل داخل لشکر حیرت ہوے اور عمرو صورت فراش کی بنکر بارگاہ مین آکر شمعون کا گل کترنے لگا اور بیہوشی ہر ایک شمع پر ڈالتا تھا کہ دھوان اسکا بلند ہوا اور سب بیہوش ہوے مگر صرصر نے عمرو کو پہچانا اور صورت نگار سے آہستہ کہا کہ وہ عمرو بشکل فراش شمع کا گل کتر رہا ہے صورت نگار نے ایسا سحر پڑھا کہ دو پتلے زمین سے نکلکر عمرو کے لپٹ گئے اور سامنے اسکے لائے اُسنے پوچھا تو کون ہے عمرو نے جواب دیا کہ ملک الموت جان ساحران میرا نام ہے صورت نگار نے کہا کچھ

تجھے اپنی جان کا خوف یہان آتے نہ آیا عمرو بولا کہ ہمین سواے خدا کے کوئی نہین مار سکتا صورت نگار
کو غصہ آیا چاہا کہ حکم قتل کا دے اسوقت صرصر نے عرض کیا کہ مجھے دیجیے مین اسکو حیرت پاس لیجاؤن
صورت نگار نے کہا بہتر ہی لیجا لیکن جب عمرو گرفتار ہوا غلغلہ ہوا کہ عمرو پکڑ گیا یہ ماجرا اور عیار جو
آتے ہین انھون نے بھی سُنا اور برق فرنگی بہت جلد صورت صبا رفتار کی ایسی بنکر سمت
بارگاہ چلا اس طرف سے صرصر لیے ہوے عمرو کو آتی تھی اسنے سلام کر کے پوچھا کہ اس ناعیار کو کہان
لیجاییے گا صرصر نے کہا گنبد نور پر صبا رفتار عرض پیرا ہوئی کہ آپ یہان محافظت کیجیے اور اسکو
مجھے دیجیے کہ مین پہونچا آؤن صرصر نے اسکو اپنی عیار بھی سمجھ کر حوالہ کیا برق قیدی کو لیکر چلا جب
دور نکل گیا ہتھکڑی بیڑی کاٹ دی اور کہا استاد مین ہون برق فرنگی اسوقت عمرو خوش ہوا اور
پھر صبا رفتار کی طرح صورت بدل کے عمرو بارگاہ مین گیا صرصر نے اسے دیکھکر کہا اے صبا رفتار
تو اتنا جلد گنبد نور پر عمرو کو پہونچا آئی عمرو نے جواب دیا کہ مین لیے جاتی تھی ایک پنجہ آیا اور لے گیا صدا
آئی کہ ہم افراسیاب کے فرستادہ ہین صرصر یہ ماجرا سُنکر خاموش ہو رہی اور عمرو نے کہا اے صرصر
میرے سر مین درد ہوتا ہے مین سونے جاتی ہون یہ کہکر لیٹ رہی لیکن برق جو عمرو کو رہا کر کے
چلا ایک مقام پر صبا رفتار اصلی اسے ملی برق نے صورت صرصر کی بنا کر اپنے تئین قریب کے
پہونچا کر باتین کرنے مین ایک حباب بیہوشی لگا کر اسے بیہوش کر کے صورت اسکی بنکر لشکر مین آیا
اور ادھر صبا رفتار بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئی اپنی شکل مانند ضرغام عیار کے بنا کر بہر گرفتاری
برق چلی برق کنارے لشکر کے کھڑا تھا کہ اسنے آ کر پکارا برق پہچان گیا اور خنجر لیکر جھپٹا صبا رفتار
نے ایک تیر مارا برق نے جست کی کہ خالی دے دون مگر تیر پانون کے انگوٹھے مین لگا زخمی ہوا اور
اسکے پیچھے دوڑا وہ بھاگ کر بارگاہ مین چلی گئی صورت نگار اور صرصر نے جو اس صبا رفتار
کو دیکھا حیران ہوئین کہ ایک صبا رفتار تو یہان سوتی ہے یہ دوسری اس جگہ اور آئی بس اسکو
پکڑا صبا رفتار نے کچھ پتے اور نشان ایسے دیے کہ یقین ہوا یہ سچی ہے مگر اسوقت عمرو جو لیٹا
ہوا تھا یہ باتین سنکر بھاگا پیچھے صرصر اور صبا رفتار چلی اور جا کر گھیرا عمرو نے کئی حقے آتشبازی کے
داغ کر ان دونون پر لگائے یہ دونون جست کر کے پیچھے کو ہٹ گئین لیکن دھوان بیہوشی آمیز
پھیل چکا تھا دونون کے دماغ مین گیا تھوڑی دور جا کر ایک تو کسی جھیل کے کنارے اور ایک
دامن کوہ مین پہونچکر بیہوش ہو گئین عمرو انکا تعاقب چھوڑ کر صورت صرصر کی ایسی بنکر بارگاہ مین
آیا اور صورت نگار سے کہا اے ملکہ ذرا آپ میرے ساتھ چلیے مین ایک تماشا آپ کو دکھاؤن

وہ صرصر سمجھ کر اسکے ساتھ ہوئی عمرو کنارے لشکر کے اسے لایا اور بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کرکے چلا اور صرصر اور صبا رفتار کو ہوش آیا وہان سے جو بارگاہ صورت نگار مین آئی غلغلہ سُنا کہ کوئی ملکہ کو چرا لے گیا یہ سُنکر دونون تلاش مین دوڑین اور یہان عمرو نے چاہا کہ صورت نگار کو مار ڈالے اُسوقت زمین تھرانے لگی اور صداہاے مہیب آنے لگین عمرو سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اکیلی ہلاک نہو سکے گی اپنے لشکر مین جاکر باعانت ساحران اُسے قتل کرنا چاہیے غرض سمت لشکر چلا مگر صرصر جو خبر گرفتاری صورت نگار سنکر روانہ ہوئی عمرو کا تعاقب چھوڑ کر لشکر مین مہرخ کے آئی اور صورت اپنی برق فرنگی کی ایسی بناکر مہرخ سے بولی کہ اے ملکہ ذرا میرے ساتھ چلو عمرو کنارے لشکر کے کھڑے آپ کو بلاتے ہین مہرخ کہ عیارون سے گردن تابی نہین کرتی ہے فوراً اسکے ساتھ ہوئی جب کنارے لشکر کے تنہائی مین پہونچی صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی لگا کر اسکو بیہوش کرکے کسی جگہ صحرا مین چھپا دیا اور اسکی ایسی شکل بنکر لباس اُسکا پہنکر بارگاہ مین آئی ملازمون سے کہا مین سامنے والی صحنچی مین آرام کرنے جاتی ہون اگر عمرو آکر پوچھین تو بتا دینا یہ کہکر جا کے لیٹ رہی عرصہ مین عمرو پشتارہ صورت نگار کا لیے آیا اور پوچھا کہ مہرخ کہان ہین لوگون نے کہا وہ سامنے صحنچی مین آرام کرتی ہین عمرو نے جاکر جگا دیا اور کہا اے ملکہ مین صورت نگار کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ سامنے رکھا مہرخ نے کہا خواجہ یہ بڑی مشکل سے مریگی جہان مین شب کو سوتی ہون تم وہان جاکر ایک جھولی اسباب سحر سامری کی رکھی ہے اُسے لے آؤ کہ اُسمین ایک گولہ فولادی ہے اسی سے اسے قتل کرونگی عمرو بموجب اس کے کہنے کے جھولی لینے گیا اور صرصر نے پشتارہ اُٹھا کر دوش پر رکھا اور پچھے بارگاہ خنجر سے چاک کرکے باہر نکلی اور دور جاکر پکاری کہ منم صرصر اے عمرو یون آنکھون مین خاک ڈالکر لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین یہ نعرہ سُنکر لشکری دوڑے اور غلغلہ بلند ہوا عمرو بھی غل سُنکر دوڑا اور حال سُنا کہ صرصر بشکل مہرخ تھی پشتارہ لے گئی عمرو کا رنگ زرد ہوگیا اور بنہایت درجہ خفقان ہوا کہ معلوم ہوتا ہے اسنے مہرخ کو مار ڈالا جب تو اس خاطر جمعی سے آکر سو رہی تھی یہ سوچکر بیتابانہ عقب صرصر روانہ ہوا لیکن لشکر کے ساحر جو پیچھے صرصر کے دوڑے تھے اور چاہتے تھے کہ بزور سحر اسکو گرفتار کرلین صرصر نے یہ معاملہ دیکھکر صورت نگار کو ہوشیار کر دیا اور اُسنے ہوشیار ہوکر دیکھا کہ بہت سے آدمی لینا لینا کہتے چلے آتے ہین اور عمرو بھی آتا ہے بس مشت خاک اُٹھا کر سحر پڑھنے لگی عمرو نے اپنے لوگون سے کہا بھاگ جاؤ یہ زبردست ہے

قتل ہو جاؤ گے ساحر کچھ زمین میں غرق ہو گئے اور کچھ سمت آسمان اڑ گئے اور عمرو بھی بھاگا مگر کہتا گیا
کہ ای صرصر قسم ہی نمک حمزہ کی اگر تو نے مہرخ کو مار ڈالا ہی تو تجھے زندہ نہ چھوڑونگا صرصر نے کچھ جواب
نہ دیا لیکن عمرو جو بھاگا صورت خدمتگار کی بنکر بارگاہ صورت نگار مین جا کھڑا ہوا کہ صورت نگار
اور صرصر بھی آئین اور صورت نگار نے پوچھا کہ ای صرصر تو نے مہرخ کو کیا کیا صرصر نے عرض کیا کہ
بیہوش کر کے رکھ آئی ہون اُسے کہا جا کر لے آ صرصر روانہ ہوئی عمرو بھی چلا جب صرصر لشکر
سے نکل گئی عمرو نے للکارا کہ کہان جاتی ہی صرصر خوفناک ہو کر بھاگی کہ عمرو قسم کھا چکا ہی
مار ہی ڈالے گا مگر عمرو نے دوڑ کر کمند ماری صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی اس جست
کرنے مین ٹہنا ایک درخت کا سر مین لگا گر پڑی عمرو نے باندھ لیا اور خنجر لے کر ذبح کرنا چاہا
صرصر نے بنگاہ عاجزانہ عمرو کی جانب دیکھا اور کہا خواجہ ہمارا قتل کرنا جائز ہی عمرو از بسکہ
فریفتہ ہی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا ای صرصر بتلا مہرخ کہان ہی ہنوز صرصر بتلانے
نپائی تھی کہ سامنے جہان درہ کوہ تھا وہان سے ایک ساحر ناقوس جادو نام رعایا سے
طلسم مین سے پیدا ہوا اور عمرو کو دیکھکر جھپٹکر گرفتار کر لیا اور صرصر کو پہچان کر چھوڑ دیا یہ
بھاگ کر چلی کوس بھر مارے خوف کے نکل گئی جیسے ہی ایک جگہ ٹھہری آواز آئی کہ کہان بھاگ
کر جائیگی صرصر نے پھر کر جو دیکھا قران کو بغدہ تالے آتے پایا گھبرا کر پھر بھاگی قران ٹھہر گیا اس
اثنا مین ناقوس گرفتار کیے عمرو کو ادھر سے نکلا قران صورت ساحر کی طرح بنا کر پکارا کہ
ارے تو کون ہی اور یہ جگہ میرے قبضہ مین ہی یہان کیون آیا ہی ناقوس نے کہا بھائی خفا نہو
مین گنہگار شہنشاہ عمرو کو گرفتار کیے لیے جاتا ہون قران اسکے قریب آ گیا اور گویا ہوا کہ تم آئے
مگر یہ کون ہی جو پیچھے تمہارے ہی ناقوس نے پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بغدہ اس زور سے
مارا کہ سر کے ٹکڑے ہو گئے اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو چھوٹ کر ایک طرف چلا راہ مین
دیکھا کہ برق فرنگی سے اور صبا رفتار سے بنچہ چل رہا ہی اور پشتارہ مہرخ کا رکھا ہی کس لیے کہ مہرخ
جہان بیہوش پڑی تھی صبا رفتار ادھر آ نکلی اور پشتارہ باندھکر چلی تھی کہ برق آ گیا اور لڑنے
لگا الحاصل جب عمرو آ کر پہونچا ناگاہ صبا رفتار کی بہکی اور خیال عمرو کی طرف گیا برق نے
قابو پا کر بیضۂ بیہوشی مارا یہ گر پڑی اُسکو باندھ کر ڈال دیا اور مہرخ کو ہوشیار کر کے کہا جایئے مگر
اب کسی کے فریب مین نہ آنا مہرخ وہان سے لشکر مین آئی اور یہان عمرو نے صورت اپنی
صبا رفتار کے مانند بنائی اور برق فرنگی کو مہرخ کی طرح بنا کر پشتارہ مین باندھ کر بارگاہ

صورت نگار مین آیا اور عرض کیا یہ مہرخ حاضر ہو اسنے کہا اسے ہوشیار کرو اور بہت خوش ہو کر
انعام دیا عمرو نے برق کو ہوشیار کر دیا اسمین صورت نگار واسطے رفع احتیاج کے گئی راہ
مین دست راست کو بارگاہ کے ایک زینہ بنا ہو وہان سات پتلیان حیرت کے سحر کی اینی اسوقت
زینہ پر سے پتلیان اُترین ایک پتلی نے کہا آج صورت نگار کچھ بہت خوش ہی دوسری پتلی
بولی کہ صبار فتار گرفتار کر کے مہرخ کو لائی ہی اس باعث سے یہ خوش ہی تیسری پتلی بولی یہ
مقام کچھ خوشی کا نہین ہی چوتھی پتلی نے کہا کہو تو یہ ماجرا مین کہدون پانچوین پتلی نے کہا مین
بتلائے دیتی ہون چھٹی پتلی نے جواب دیا کیا کہو گی ساتوین پتلی بولی کیا بک بک لگائی ہو ارے
کمبختون جو ہونا تھا وہ ہوا مہرخ ہی نہ صبار فتار ہی اور برق فرنگی کو مہرخ بنا کر لایا ہو صورت
نگار یہ باتین پتلیون سے سُنکر جلدی پیشاب کر کے پھری لیکن اندر بارگاہ کے عمرو نے بھی
گفتگو پتلیون کی سُنی اور جلد اپنی صورت صرصر کی بنائی ہی جب صورت نگار اندر بارگاہ کے آئی
عمرو نے برق کو اشارہ کیا وہ اُٹھکر بھاگا عمرو پکارا کہ ای ملکہ تم صرصر مین جو آئی تو عمرو چلے بھاگ
گیا اور اب برق بھاگا جاتا ہی لینا اسکو صورت نگار پیچھے برق کے دوڑی جب دور گئی عمرو
بھی بشکل صرصر دوڑتا آتا تھا اُسنے ایک بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر بہت جلد
صورت نگار کو بارگاہ مہرخ مین پہنچایا مہرخ نے حکم دیا کہ سب سردار جمع ہو کر اسے تیر باران
کرین سردار جمع ہونے لگے لیکن صرصر جو بارگاہ صورت نگار مین گئی سنا کہ کوئی ملکہ کو پکڑ لے
گیا یہ سنتے ہی صرصر ایک خدمتگار بنکر فی الفور بارگاہ مہرخ مین آئی یہان تیاری قتل کرنے کی
ہو رہی تھی کہ صرصر نے قریب پشتارہ صورت نگار کے پہنچکر ایک حباب دافع بیہوشی اسکے منہ
پر مارا کہ وہ ہوشیار ہو گئی اور ایک گولا سحر پڑھکر اسنے مہرخ کے مارا اور جھپٹ کر تخت شاہی پر مانند
برق کے گری مہرخ زمین مین غرق ہو گئی اور شکیل نے ایک ناچخ مارا کہ پانون صورت نگار
کا زخمی ہوا مگر صرصر کو بغچے مین داب کر اُڑ گئی اور اپنی بارگاہ مین آئی اُس وقت حیرت جو گنبد نور
پر گئی تھی پھر کر آئی صورت نگار نے کہا ای حیرت کل جب سے تم گئی ہو آج تک عیارون نے
ناک مین دم کر دیا ہو صرصر نے بڑی جانبازی کی ورنہ مین ہلاک ہو جاتی حیرت نے صرصر کو خلعت
بیش بہا دیا اور سارا ماجرا عیارون کا سنا اسوقت ایک پتلا آیا اور نامہ لا کر اسنے حیرت کو دیا
اسمین لکھا تھا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت یہ مضمون پڑھکر بہر استقبال چلی بعد لمحہ کے
سواری افراسیاب کی بڑی دھوم سے آئی سب نے تعظیم کی شاہ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا

ساری حقیقت عیاروں کی اور مقابلہ کی سنکر گویا ہوا کہ ای صورت نگار تم ناحق بلا مین گرفتار
ہوتی ہو اپنے گھر بیٹھو اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے
تسلیم کی اُسے حکم دیا کہ ای باران جادو تم لشکر مہرخ کو جاکر برباد کردو مگر خوبصورت جادو
کو گرفتار کرکے دریاے شور پر لیجا نا وہان ہنڈولا مہر کا کھڑا ہی اُسپر اُسے بٹھا دینا یہ حکم دیکر
تھوڑی دیر ٹھہر کر سوار ہو کر چلا گیا اور داخل باغ سیب ہوا ادھر باران نے کارسازی
اپنے لشکر کی فرمائی بارگاہ اسکی علٰحدہ نصب ہوئی اور یہ خود بارگاہ مہرخ مین آیا ایک
کرسی خالی بچھی تھی اُسپر متمکن ہوا اور کہنے لگا کیون ای نمک حرامان تم شہنشاہ سے منحرف ہو گئی
ہو مین تمکو سزا دینے آتا ہون یہ کلام سنکر عمرو نے اُٹھکر حلقے کمند کے مارے باران بزور
سحر بادل بنکر حلقہ ہاے کمند سے نکلا اور کڑک کر جو گرا خوبصورت کو پکڑ کر اڑ گیا یہان
ساحرون نے ناریل اور ترنج وغیرہ بہت لگائے لیکن وہ نہ رکا اور خوبصورت کو لیے
ہوے دریاے شور کے میدان مین پہونچکر ہنڈولے پر سحر کے بٹھا دیا اور ادھر خوبصورت
کے پکڑ جانے سے شکیل پر آفت آئی وہی بلبلا نا شور مچانا عشق مین گریہ وزاری کرنا شعر عاشقانہ
پڑھنا آغاز ہوا عمرو نے تسکین دی اور پوچھا کہ ای مہرخ یہ ساحر کیا سحر کرتا ہی اُسنے کہا خواجہ یہ
باران ہی پانی برساتا ہی جسپر قطرے پانی کے پڑین گے وہ درخت ہو جائیگا مگر ہمیشہ یہ رعد اور
برق جادو کا مطیع تھا وہ دونون اُسکے افسر تھے اگر وہ لشکر مین ہوتے اور قید نہو جاتے تو یہ بھاگ
جاتا عمرو نے کہا مین انکی رہائی کے لیے جاتا ہون اور ہو سکا تو خوبصورت کو بھی چھڑا کر لاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر سے نکلکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار صدا سنکر حاضر ہوے ہر ایک
سے واسطے تلاش کرنے رعد و برق محشر کے تاکید کی سب تجسس کنان چلے مگر باران دریاے شور
سے مراجعت کرکے داخل لشکر ہوا اور حسب الحکم افراسیاب تیاری رزم مین مصروف ہوا جسوقت
کہ چشمۂ آفتاب دریاے مغرب مین جاکر ملا اور جوے نورانی کہکشان کی بحر اخضر چرخ پر موج زن
ہوئی کہ

نظم

بخت عروس روز بلا بسکہ شد سیاہ — سلما سا چرخ معجر مشکین فام بست
آمد بمہر جنگ جوانان تیغ تیز — در معرکہ بہ فوج بہ بہر نظام بست

نالے ترکی اور نفیر رزمی کا شور لشکر باران سے بلند ہوا اور مہرخ کے سمع ہمایون مین جب صدا پہونچی
اسنے بھی نقارہ رزم کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ دونون طرف گڑگڑانے لگے ساحر سحر جگانے لگے

اشعار صیقل ہوتے تھے بھینٹ دیجاتی تھی اگیار ہو رہی تھی چار پہر یہی ہنگامہ گرم رہا جبکہ ہندوے فلک پوجا کرکے گنبد چرخ سے گیا اور صنم پرست مشرق برنجی تھالی ہاتھ مین لیے بتخانۂ چرخ مین آیا بمقتضاے

ابیات

بربست فلک نقاب الور — بکشود عروس چرخ زیور
چتر شہ شام سرنگون شد — شب در دم صبحدم زبون شد

سپاہ ہر دو سو کینہ خواہ صبح کو ڈیرے کر و فر سے میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئی قلب لشکر مین مہرخ اور باران دونون سمت جلوہ گر تھے کوس حربی بج رہے تھے غرضکہ بعد ترتیب ہنگامہ نبرد ایک ساحر باران کی طرف سے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا اس طرف سے سرخمو نے نکلکر ایک گولا فولادی مارا کہ اوسکے سینے کے پار نکل گیا اسی طرح چند ساحرون کو ملا زمان مہرخ نے مارا اُسوقت باران کو غصہ آیا اور خود میدان مین آکر سحر پڑھکر طرف فلک کے پھونکا ایک کوہستان کی طرف سے کالی گھٹا اٹھی اور ابر آکر لشکر مہرخ پر ہر طرف کو محیط ہوا اور تقاطر ہونے لگا جسپر بوند پڑی وہ درخت ہوگیا کونپلین اور ہرے ہرے پتے نکل آے ساحران نامی نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسوقت ملکہ بہار جادو گلدستہ لے کر آگے بڑھی باران سوچا کہ یہ سحر کریگی تو دیوانہ بنا دیگی لیس ڈکر پاس بہار کے آیا اور خاک قبر جمشید اسکے پاس تھی وہ چھڑک دی بہار بیہوش ہوگئی پھر اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی زور زور برسنے لگا اور سب لشکری بیہوش ہوکر درخت ہوگئے اور بھگدڑ پڑی سب بھاگ گئے یہ نقارہ فتح و ظفر بجاتا ہوا پھرا اور خیال کیا کہ عیار میرے فراق مین ضرور آئینگے اس لحاظ سے لشکر مین نہ رہا قریب طلسم باطن جاکر برور سحر ایک تالاب بنا کر اندر اُسکے مقیم ہوا لیکن عیارون نے دور سے جو یہ حال لشکر کا دیکھا آ مشورہ کیا کہ رعد و برق محشر کو اب کہان ڈھونڈھین اس سے بہتر ہی کہ چلکر باران کو مارین یہ تہیہ کرکے چلے ادھر سے صبا رفتار آئی تھی سابق مین بیان ہوا تھا کہ اُسکو عمرو اور برق بیہوش کرکے اور خود سبی کی صورت بنکے واسطے گرفتار کرنے صورت نگار کے گئے تھے الحاصل یہ بندھی تھی جب ہوشیار ہوئی آیندہ روندہ سے کہا مجھے چور باندھ گئے ہین کھولدو ایک شخص نے اسے کھولا یہ وہان سے جو چلی تو اُسوقت عیارون کو ملی اور عیار تردد مین تھے ایک طرف چلے گئے لیکن برق نے قریب جاکر کمند ماری صبا رفتار الجھ کر گری اور گرتے گرتے بیضۂ بیہوشی اُسنے مارا کہ برق بھی بیہوش ہوکے گرا اور ایک ساعت کے بعد برق ہوشیار ہوا دیکھا صبا رفتار کے گلے مین کمند کا حلقہ پیچی ہوگیا ہی یہ دیکھکر لگا کمند کھولنے کہ خلیفہ کی معشوقہ ہی

ایسا نہو مر جاے جب کمند کھولدی صبار فتار نے کہا ہاے یار ہاتھ ٹوٹا برق نے گھبرا کر چھوڑ
دیا وہ جست کر کے نکل گئی برق بھی تدبیر مین قتل کرنے باران کے چلا گیا مگر پہلے عمرو اور ضرغام
تالاب پر باران کے پہونچے اور ضرغام بھاگا تھا کہ اسنے سحر کر کے گرفتار کر لیا سامنے باران کے
اندر تالاب کے لایا اُسنے چاہا کہ قتل کر دے اسوقت ایک نامہ افراسیاب کا اسکے پاس آیا لکھا
تھا کہ اے باران جو لوگ تمنے گرفتار کیے ہین مع مہرخ وغیرہ کے انکو کنارے دریاے خون روان
کے لیکر آؤ وہان عمرو انکے چھڑانے کو آئیگا ہم قید کر لینگے اور شیطان خداوند لقا یعنے بختیارک کو
طلسم مین بلوا لینگے کہ وہ اگر عمرو کو قتل کرین کس لئے کہ ہم پہلے بھی شیطان کو بلوا چکے ہین اور اُس دفعہ ہمکو
ایک خجالت بھی اسنے ہوئی تھی اب ہم چاہتے ہین کہ اُس حجاب کو رفع کر دین یہ نامہ جب باران
نے پڑھا تالاب سے نکل کر اپنے لشکر مین آیا اور لشکر کو حکم کوچ کرنے کا دیا اور لشکریان مہرخ کو اسی طرح درخت
بنائے ہوے چھکڑون پر لادکر گرد بھراجہ کی مقرر کر کے مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا جب کنارے دریاے
خون روان کے پہونچا بارگاہ کنارے دریا کے استادہ کرائی اور قیدیون کو سامنے بارگاہ کے قید کیا یعنے
میدان مین چھکڑون سے اتروا کر رکھا اور ضرغام شیر دل کو بھی نخعین مین بیہوش کر کے ڈالدیا آپ بارگاہ
مین بعشرت تمام بیٹھا لیکن عیار جو اسکی فکر مین چلے تھے جب یہ تالاب سے سحر کے نکل آیا تو عیار بھی اسکے لشکر کے ساتھ
دور دور رہیں آخر پہونچے ان مین سے جانسوز ایک جادوگر کی ایسی صورت بنکر اسکی بارگاہ مین گیا
جیسے ہی اندر بارگاہ کے پہونچا باران نے پہچان کر گرفتار کر لیا اور سحر سے جہان سب مقید تھے وہین
اُسے بھی قید کرایا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین لکھکر بھیجی کہ خداوند نعمت کے بموجب حکم
کمترین قیدیون کو لیکر کنارے دریا کے حاضر ہوا ہی جب یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی اُسنے خمار جادو
سے کہا کہ ملکہ عنایت سامری سے سب باغی قید ہوے لیکن عمرو اور دو تین عیار باقی ہین اور
عمرو سر تمھارا مونڈ چکا ہی کہ اُسے تم پہچان کر جہان ملے اور جس طرح ہو سکے گرفتار کر لاؤ کہ تم پیش
خداوند ایک بار جب شیطان کو لینے گئیں تھین تو ذلیل بھی ہوئین تھین اب اگر عمرو کو لاؤ تو میری اور
تمھاری ندامت جاے خمار نے عرض کیا بہت اچھا مین تلاش کر کے لاتی ہون افراسیاب نے
اسوقت خمار کی بہن محمور سرخ چشم سے حکم دیا کہ تم بھی اپنی بہن کے ساتھ جا کر تلاش کرو غرضکہ
یہ دونون روانہ ہوئین انکا حال پہلے بیان ہو چکا ہی کہ دونون معشوقہ افراسیاب کی ہین اور بخوف
حیرت وصل منظور نہین کرتی ہین فی الحال جب یہ روانہ ہوئین تو دو طرف دونون جویا عمرو کی چلین
اور خمار جب دریا سے پار اتر کر قریب لشکر باران پہونچی صحرا مین جادوگر بنا ہوا عمرو جاتا تھا اسنے

پہچانا اور پکار کر کہا میان جادوگر مزاج تو اچھا ہے ذرا ٹھہرنا عمرو نے خمار کو آتے دیکھکر اور یہ کلمات
سُنکر خیال کیا کہ یہ مجھے پہچان گئی اُسی وقت گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا خمار ہر سمت ڈھونڈھتی پھری
جب خوب تلاش کر چکی تھک کر باران کے خیمے مین آئی اُسنے استقبال کیا اور بہت توقیر کرکے مسند
عزت پر بٹھایا مستفسر حال ہوا خمار نے اپنے آنے کا سبب اور تلاش عمرو کا باعث بیان کر کے
کہا کہ مین اب سحر کرونگی عمرو جہان ہوگا آپ چلا آئیگا مگر ایک چوکی صندل کی منگا دو کہ اُسپر
بیٹھکر سحر کرون باران نے ملازمون سے اپنے حکم کیا کہ ایک چوکی صندل کی لاؤ اور خمار اُٹھکر نہانے
دھونے مین مصروف ہوئی مگر عمرو جو گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا تھا آگے جاکر گلیم اُتاری دیکھا کہ
ایک چوبدار کسی طرف جاتا ہے اُسکے پاس آکر پوچھا میان مرد بے صاحب کہان جاتے ہو اُسنے
کہا میری چوکی باران کی ڈیوڑھی پر ہے اس وقت پہرا بدلا کر اپنے گھر جاتا ہون عمرو نے یہ سُنکر
ایک پھل اپنی کمر سے نکال کر اسے دیا اور کہا بھائی اس جنگل مین ایسے پھل ہزارون لگے ہین
ذرا کھاکر دیکھو ایسے مزے کے ہین کہ کوئی میوہ ایسا نہوگا اُسنے یہ تعریف سُنکر وہ پھل کھایا اور
بیہوش ہوا عمرو نے اُسے غار مین ڈال دیا اور اسکے کپڑے لیکر اُسی کی صورت بنکر باران کی ڈیوڑھی
پر آکر ٹھہرا اُسوقت ایک ساحر اندر سے بارگاہ کے نکلا اس سے پوچھا کہیے کچھ فرمایا ہے اُسنے
کہا میان مرد بے ایک صندل کی چوکی حضور مانگتے ہین خمار جادو اُسپر بیٹھکر سحر پڑھینگی عمرو
یہ سُنکر خاموش رہا اور وہ ساحر چوکی لیکر آیا جب اندر بارگاہ کے چلا عمرو گلیم اوڑھکر اسکے
ساتھ اندر آیا اسوقت خمار نہاکر دھوتی باندھکر اس چوکی پر بیٹھی اور اسباب سحر سازی سامنے
رکھکر یعنی آگ دھتورے کے پھل دونے مروے کے پتے گوگل دیپ دھوپ چندن رائی سرسون
کے دانے نبولے اور کلیجیان پتنگے وغیرہ لیکر آگیاری کرکے شراب اور سور کی بھینٹ دیکر منتر پڑھنا
شروع کیا عمرو گلیم اوڑھے اسکے پس پشت چوکی پر آبیٹھا وہ منتر تو اسی بات کا تھا کہ عمرو جہان ہو
یہان چلا آئے جبکہ عمرو موجود تھا تو وہ کیا تاثیر کرتا کچھ حال عمرو کا معلوم نہوا سحر نے یہی خبر دی کہ
عمرو اسی جگہ ہے آخر ناچار ہو کر کہا اے باران عمرو کا کہین پتا نہین لگتا اُسنے کہا بھلا وہ ایسا دلیر ہے
جو تمھارے سحر سے چلا آئیگا وہ بھی بڑا کامل شخص ہے اُسکی تعریف خداوند سامری نے سامری
نامہ مین تحریر کی ہے یہان تو یہ باتین ہین مگر وہان چوبدار کو جو عمرو بیہوش کر آیا تھا وہ ہوشیار
ہوا لیکن سوچا کہ ابھی مجھپر وہ حالت طاری ہوئی تھی اور ایسی سنسناہٹ جسم مین اُٹھی کہ جیسے
جان نکلتی ہے اور پھر کچھ خبر نہ رہی تھی اب شاید مین مر گیا ہون اور بعد مرگ جو سُنا کرتے تھے کہ

آدمی زندہ کیا جاتا ہی وہی کیفیت میری ہی مین اصل مین مردہ ہون یہ سوچکر ہاتھ پانون ہلائے
گھبراکر اُٹھا اور غار سے باہر نکلا ہر طرف حیران و ارد دیکھتا ہوا چلا اور خیال کیا کہ کہین مردہ بھی
راہ چلتا ہی یہ سمجھکر لیٹ رہا بعد لمحہ کے اُٹھا کہ اب تو ہوش و حواس درست ہین چلو یہان کب تک
لیٹے رہوگے غرض اُٹھکر چلا مگر اسی طرح برہنہ تھا کیونکہ پیرہن عمرو اُتار لے گیا تھا یہانتک کہ جب
قریب لشکر باران پہونچا ایک دوست اُسکا ملا اُسنے کہا ارے بھائی ننگے کیون پھرتے ہو
اُسکو وہم ہوا کہ مین کپڑے پہنے تھا جب سے بیہوش ہوا ہون خود بھی اپنے تئین برہنہ پاتا
ہون اور یہ بھی مجھے ننگا بتاتا ہی لہذا بیشک مین مرگیا ہون کفن یقین ہی مجھے نہین دیا یونہین
ننگا گڑھے مین کسی نے ڈال دیا پس اپنے تئین مردہ سمجھکر دوست کی بات کا کچھ جواب نہ دیا
کہ مردے بولتے نہین ہین اس آشنا نے آگے بڑھکر ہاتھ پکڑکر کہا میان جواب نہین دیتے ننگے چلے جاتے
ہو اسنے کہا تم مجھے دیکھتے ہو ملاقاتی نے اسکے کہا خوب کیا اندھا بنایا ہی صریحًا تو سامنے ننگے کھڑے
ہو چوبدار نے کہا بھائی مین مرگیا ہون تم دوست ہو تمھین کیا ستاؤن ورنہ مار ڈالتا دوست
اسکا یہ سنتے ہی خوفناک ہوکر بھاگا کہ جابجا طلسم مین ہزارون آدمی روز قتل ہوتے ہین کیا عجب
ہی جو یہ بھتنا ہو یہ سمجھکر وہ تو بھاگا اور چوبدار کا وہم زیادہ ہوگیا یقین واثق ہوا کہ مین مردہ ہون
حاصل کلام وہان سے بہیئت کذائی اندر بارگاہ باران کے آیا وہ اس کیفیت سے چوبدار کو دیکھکر
بگڑا اور جتنی جادوگرنیان تھین وہ مردہ کو ننگا دیکھکر ادہی ادہی کرکے اُٹھ گئین باران نے اسے گھڑکا
کہ ابے اومسخرے بے ادب یہ کیا ماجرا ہی چوبدار نے کہا پہلے یہ تو فرمایئے کہ مین جیتا ہون کہ مرگیا ہون
باران یہ کلام سنکر ہنسنے لگا اور حاضرین دربار مارے ہنسی کے لوٹ گئے اور زیادہ تر مسخر کرکے اسکو
بنانے لگے باران نے کہا قوت واہمہ اسکو بڑھ گئی ہی اور حکما کا مقولہ ہی کہ واہمہ خلاق ہوتا ہی اور
کابوس پیدا کرتا ہی رفتہ رفتہ نوبت بہ غشی اور صفت لدغ اور لسع کی حاصل ہوتی ہی اور یہ صفت
کبھی غم و ہم اور کبھی فرط تنعم و مسرت اور کبھی عشق و زیادتی سوداویت سے بخلاف حرارت قلب واقع
ہوتی ہی فی الجملہ اسکو بسبب غم کے یہ حالت طاری ہی بغرض تشفی و دلجوئی کی قریب بلاکر حال استفسار
کیا کہ تو کس حال مین بسر کرتا ہی اور کوئی سانحہ تازہ تو تجھپر نہین گذرا چوبدار نے عرض کیا کہ ابھی راہ مین
ایک شخص ملا تھا اسنے ایک پھل دیا وہ کھا کر مین مرگیا ہون باران نے کہا ای خمار دیکھو عمرو
نے اسے بیہوش کیا تھا اور فرط تشکیک سے یہ کہتا ہی کہ مین مرگیا ہون مگر بسا تعجب ہی کہ اتنا قریب
عمرو تھا اور تمھارے بلانے اور سحر کرنے سے نہ آیا یہ کیسا تمھارا سحر تھا خمار یہ سنکر محجوب ہوئی مگر باران نے

چوبدار کو جب جانا کہ شبہہ مین گرفتار ہے دا سطے دفع توہم و توحش بجا حکم دیا کہ لیجا ؤ دا ُسکی گردن مارو جلاد با تیغ برہنہ جب سامنے آیا اسوقت چوبدار سوچا اگر مین مردہ ہوتا تو اُنکے سامنے سے غائب ہو جاتا یہ مجھے قتل نہ کر سکتے لہذا مین زندہ ہون مفت جان جائیگی چاہیے کہ منت کرون یہ خیال کر کے منت اور عاجزی کرنے لگا باران نے کہا کیون دیکھا جب اسکو خوف دلایا تو قوت اور اکیہ قوت وہم پر غالب آئی اچھا ہو گیا مصاحب اُسکے تعریف کرنے لگے اور چوبدار کو کچھ انعام دیکر سمجھا دیا کہ تجھے عیار بیہوش کر گیا تھا وہ یہ سُنکر اچھا ہو گیا اور باہر بارگاہ کے آیا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا یہ بھی نکلکر صحرا مین جاکر ٹھہرا مگر خمار جو ندامت زدہ ہوئی تھی اُسنے سحر کیا کہ دھوان پیدا ہوا اس سے کہا ای دود سحر جہان عمرو ملے وہان سے پکڑ لا دود سحر روانہ ہوا عمرو نے صحرا مین آکر گلیم اتاری تھی کہ دھوان آکر لپٹ گیا اور بگولہ کی طرح چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ بارگاہ باران مین سامنے خمار کے لایا اسنے کہا کیون ای عمرو تو لے ہزارون ساحر مارے میرا سر مونڈا اب کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے جواب دیا میرا یہی کام ہی جو روپیہ دے مجھے نوکر رکھے اُسکے ساتھ جانبازی کرون حمزہ میرے مالک نے اس لیے مجھے بھیجا ہی کہ ساکنان طلسم کو قتل و غارت کرون ابھی تم نوکر رکھ لو تمھارا ویسے ہی حکم بجالاؤن خمار نے کہا او دزد مکار تو مجھے دم دیتا ہی تجھے افراسیاب کے سامنے لیے چلتی ہون شیطان خداوند مختار کی دعوت ہی وہ آکر تجھے قتل کرینگے عمرو کے یہ کلام سنکر ہوش اڑ گئے لیکن دل کو مضبوط کر کے کہا او غیبانی کیا بکتی ہی مین جانتا ہون کہ افراسیاب کی اب قضا مجھے وہان لیے جاتی ہی اور تیرا ایک بار سر مونڈا تھا اب کی دفعہ ناک کاٹون گا خمار کو ان باتون سے غضب طاری ہوا اور ایک تھپڑ اُٹھا کر مارا کہ عمرو بیہوش ہو گیا اسے چادر مین بطور پشتارہ کے باندھ کر کاندھے پر لادا باران سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور عیار جو آئے ہوئے تھے انھون نے دیکھا کہ ساحرہ پشتارہ لیے جاتی ہی لشکریون سے حال گرفتاری عمرو سُنکر اسکا تعاقب کیا چنانچہ ضرغام اور جانسوز تو قید ہو چلے ہین صرف برق فرنگی اور قران باقی ہین یہ دونون چلے لیکن ایک ایک جانب اور دو طرف دوسری سمت راہ مین برق کو صرصر اور صبا رفتار اور تیز نگاہ خنجر زن عیار بچیان ملین اور سب نے گھیرا برق لڑنے لگا مگر وہ تین یہ اکیلا صرصر نے بیضۂ بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر کے باندھا اسوقت ایک پنجہ چمک کر برق کی طرح گرا اور تینون عیار بچیون کو مع برق کے اُٹھا لے گیا بعد لمحہ کے جو عیار بچیون نے دیکھا تو ہم صورت نگار کی بارگاہ مین ہین انھون نے سلام کر کے کہا آپ نے ہمین کیون بلایا ہی صورت نگار نے کہا ای صرصر تو نے میرے ساتھ جانبازی بہت کی تھی اور مجھے عیارون سے بچایا

تھا اُسدن سے مین نے ایک بچہ سحر کا تیرے ساتھ کر دیا تھا کہ جب تجھے عیار گھیرین وہ بچہ اُٹھا لائے
اور دشمن سے بچا لے صرصر یہ سنکر گویا ہوئی کہ ملکۂ عالم کی عنایت مین کچھ شک نہین مگر ہم لوگ عیار ہین
خدا جانے کس فکر مین پھرتے ہین کیا کیا تدبیرین کرتے ہین اگر یہ بچہ یونہین ہمین لے آیا کرے گا تو کام کاہیکو ہوگا
آپ بچے کو منع فرمائین کہ اب کبھی ہمین نہ لائے ورنہ ہم نوکری سے در گذرے صورت نگار یہ باتین
سنکر شرمندہ ہوئی اور بچۂ سحر کو انکے ساتھ رہنے سے منع کیا پھر برق فرنگی پر عتاب و خطاب کر کے
کچھ سحر پڑھا کہ یکایک ایک ساحر اُڑتا ہوا آیا اُس سے کہا کہ ای ظالم تیرہ روے جاؤ اس مجرم کو
بھی لیجا کر وہین قید کرو جہان رعد اور برق مخشر مقید ہین ظالم بموجب حکم کے برق کو لیکر اُڑا اتفاق
سے اسی صحرا سے ہوکر گذرا کہ جہان باران اُترا ہوا تھا اُس مقام پر قران تھا اُسنے ساحر کو دیکھا
کہ برق کو پکڑے اُڑا جاتا ہی قران پیچھے پیچھے بطور اخفا اُسکے ساتھ چلا غرضکہ کچھ دور گیا تھا کہ پھر عیار
بچیون کو آتے دیکھا خیال کیا کہ اسوقت انسے نہ بولو کیونکہ سب قید ہو گئے ہین ایک تم اکیلے باقی
ہو ایسا نہو کہ مقید ہو جاؤ یہ تصور کر کے راہ کترا کے چلا ادھر صرصر نے ساتھ والیون سے کہا قران
کبھی ہمکو دیکھکر نہین بھاگا لیکن آج راہ کاٹ کے جاتا ہی لازم ہی کہ ہم بھی خبر نہون یہ کہکر ایک طرف کو
چلین مگر قران اُس ساحر کے ساتھ آتے آتے ایک صحراے ہول خیز اور وحشت انگیز مین پہونچا وہان ایک
گنبد بنا تھا لیکن بہت وسیع مثل قصر عالیشان کے اس ساحر نے وہان اُترکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی
کہ گنبد مین ایک کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین وہ برق کو لیکر چلا گیا کھڑکی پھر بند ہو گئی قران باہر رہ گیا
مگر ایک عیاری سوچکر صورت اپنی سڑی سودائی کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی باندھکر جسم غبار آلودہ
کر کے مٹی کا ڈھیلا لیکر کھاتا ہوا سامنے گنبد کے آکر چیخنے لگا کہ اس گنبد پر کبوتر بیٹھا ہی مگر ہرن نگل
رہا ہی ہرن نگل رہا ہی ہرن کی دم مین اونٹ بیٹھا ہی گھوڑا لاتھی کھاتا ہی چیل لیے جاتی مچھر پر گدھا
سوار ہی لیجیو لولو ہی۔ لے ادھر دیکھو واہ رے مردوے خوب ناچتا ہی ایک کان مین سارا مکان ہی سر پر
چارپائی کھا جا ہی ہوا کی رت بھری سوت نے بچے جنے قضا کا بھن ہوئی رات نے انڈا دیا دن نے
چھپکلی سے جوڑا کھایا یہ صدا جو ساحر نے سنی گھبرا کر گنبد سے نکل آیا یہ کون ہی جو واہی تباہی بک رہا ہی
آکر جو دیکھا تو ایک مست آدمی ہی قریب آکر کہا ارے تو کیا بکتا ہی بیفائدہ غل مچا رکھا ہی قران بولا
آنکھین ہون تو تم دیکھو تم تو اندھے ہو لو یہ ڈھیلا کھا لو آنکھین کھلجائین ظالم سمجھا کہ فقیر مست ہی اسکی
دی ہوئی چیز سے انکار نہ چاہیے ڈھیلا لیکر کھایا بظاہر مین وہ مٹی تھی مگر مزا اشکالی کا تھا کیونکہ قران
نے بفن عیاری بنایا تھا لہذا وہ سمجھا کہ یہ درویش صاحب کمال ہی سارا ڈھیلا کھا گیا بیہوش ہوکر گرا

قران نے قتل کر ڈالا شور و غوغا بلند ہوا وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا قران نے دیکھا کہ
رعد و برق محشر و برق فرنگی و الماس پری چہرہ بیہوش پڑے ہین انکے منھ پر پانی چھڑکا سب
ہوشیار ہوے اور قران سے کہا آپ کیونکر تشریف لائے اسنے کہا مین نے ظالم تیرہ رو کو
مارا اور حال لشکر بھی بیان کیا باران نے آکر سب کو گرفتار کیا ہی سارا لشکر تباہ اور برباد ہو گیا ہی
یہ ماجرا سنکر برق محشر نے بغضب تمام کہا کہ جب ہم قید ہوے تو افراسیاب نے باران کو بھیجا کیا سوا
سیانا ہی اور باران بھی اپنے تئین ساحر جانتا ہی سامنے نہ آیا موذی کا نٹے کو دن لگے ہین قضا آئی
ہی ہمارے سبب سے اور ہمارے زور سے باران ہی بھلا اب جلتی ہون دیکھون حرامزادہ
کیا کرتا ہی قسم ہی اپنے ایمان کی کہ جاتے ہی گر اسکو نہ مارا تو نام اپنا برق محشر نہ رکھا یہ کہکر رعد اور
برق محشر دونون چلے الماس پری چہرہ کو بیہوش کرکے قران نے پشتارہ باندھ لیا اور مع
برق فرنگی کے واسطے سیر دیکھنے کے لشکر باران کی سمت روانہ ہوے ادھر افراسیاب نے
باران کو لکھ بھیجا کہ سب قیدیون کو دریا کے اس پار لے آؤ اُنھین قتل کرین باران نے
کشتیان تیار کین ساحرون کو حکم دیا کہ مجرمون کو سوار کرو اسباب بار کرو حفاظت سے لشکر اُترے
غرضکہ کنارے دریاے خون رواں کے کھڑا انتظام کر رہا ہی ہنوز اُتار اکسی کا نہین ہوا ہی
کہ برق محشر آکر پہونچی اور رعد جادوگر جا باران نے دیکھا کہ بجلی چمکتی ہوئی اور رعد گرجتا آتا
ہی مارے خوف کے بھاگا مگر رعد فوراً زمین مین غرق ہو کر قریب اسکے نکلا اور اس طرح چیخا کہ
یہ بیہوش ہو کر گرا برق محشر جاکے گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی ہنگامہ رستخیز
آسا بلند ہوا شور و غل اور تاریکی اسکے مرنے سے پیدا ہوئی اور سرداران صبح اور بہار وغیرہ
جو درخت ہو گئے تھے بحالت اصلی ہو کر سب ہوشیار ہوے اور اسباب سحر تو پاس ہی تھا یعنے
میدان جنگاہ سے گرفتار ہوے تھے سب لشکر باران پر گرے بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا
ہوا جھولکے درخت سر سبز و شاداب ہوے چمنہاے طولانی پر از ریاحین و لالہ ارغوانی ہر سمت
ظاہر تھے طائرون کا شاخہاے شجر پر ہجوم نغمہ سرائی کی دھوم باد بہاری کی چال مستانہ
طاؤسون کی روش معشوقانہ گلہاے رنگا رنگ کی بہار لب غنچہ سے یہ نغمہ طرب اظہار غزل

باغ مین آمد بہار ہی آج ۔۔۔ چشم نرگس کو انتظار ہی آج
پا بہ زنجیر موج آب ہے کیون ۔۔۔ باغ مین سرو جویبار ہی آج
آئیگا کیا کوئی صنوبر قد ۔۔۔ قمریون کا گر شکار ہی آج

نکہت گل ہوئی ہی مژدہ رسان — مرکب باد پر سوار ہی آج
مین نے پوچھا صبا سے باغ مین کیون — ابر نیسان گہر نثار ہی آج
کہا باد صبا نے اے نادان — سینۂ دشمنان فگار ہی آج

ساحر لشکر باران کے دیوانے ہوے اور سحر کرنا بھولے اُنپر نارنج اور ترنج ناریل وغیرہ پڑنے لگے صرصر خ نے گولے فولادی مارے نافرمان نے پیکان تیر برسائے دم بھر مین دریاے خون کنارے دریا خونروان کے جاری ہوا لاش پر لاش در پردے پر مردہ گرا شمشیر سحر نے ہزارون کو بیجان کیا خاک وخون مین غلطان کیا ایک آفت عظیم برپا ہوئی سوتے کے کسی کو نجات نہ دی نظم

چنین رفت روشن گر این رقم — ز آئینہ سینہ ام گرد غم
کہ صرصر خ روان شد چون آتش و باد — عنان داد بر رخش صرصر نژاد
چو شیر گرسنہ پی میش رفت — سپاہ ستم پیشہ از خویش رفت
بخون تیغش از بسکہ آلودہ بود — بعینہ ہلال از شفق مے نمود
بہر سو کہ شبرنگ را تاختے — یلان را ز زین سرنگون ساختے
عقاب اجل بال و پر باز کرد — ز تن مرغ جان عزم پرواز کرد
ز بس تیر جست از کمان آسمان — شد از انجم زخمہا خونفشان
زمین شد ز خون قلزم موج خیز — چو قلزم زدی موج اش تیغ تیز
ز سینے کجا لخت مے نمود — اگر بود خون بود و جا می نمود

ایک تن بھی انمین سے زندہ نہ چھوڑا لیکن کنارہ دریاے سحر کا تھا اُس طرف ساحران نامی او محافظ دربار رہتے ہین انکے خوف سے قتل وغارت کرکے بہت جلد اپنے فرودگاہ کیجانب مراجعت فرمائی سوائے عمرو کے اور سب عیار رہا ہوکر ہمراہ چلے عمرو کو خمار پکڑ لیگئی ہی حال انکا مذکور ہوگا لیکن یہ سب جو چلے قتل وقتال کرنے مین ہنگام شب ہوگیا یعنے ماہ منیر لشکر ستارون کا لے کر میدان فلک مین آپہونچا اور نیر اعظم خوف سے روپوش ہوگیا اُس وقت صرصر خ دس بارہ کوس آچکی تھی کہ راہ بھول گئی یہ مکان سب طلسم باطن کے معلوم دیتے ہین ایسا نہو کہ یہان گرفتار ہوجائین اور طلسم باطن مین قید ہوے تو چھوٹنا دشوار ہوگا بہار نے کہا سچ کہتی ہو جلدی چلو غرضکہ بزور سحر وہ راہ چھوڑ کر دست راست کو چلے اور دس کوس نکل گئے وہان دیکھا کہ قصر عظیم الشان نہایت پرتکلف بنا ہی پردے مخمل کاشانی کے سبز وسرخ وزرد پڑے ہین دروازے صندل کے

لگے ہین سائبان زربفتی تمامی کے کھنچے ہین موتیون کی جھالر لگی ہو نگیرے کی بڑی تیاری ہی سنہرے روپہلے آفتابے جواہر نگار ہین نہایت طرحدار ہین شیشہ آلات فانوس اور مردنگ اور جھاڑ اور کنول بلورین رنگ برنگ کے اپنے اپنے مقام پر آراستہ ہین کوسون تک سامنے مکان کے کاسہ ہاے بلور بالوان مختلف پیراستہ ہین ان مین فنجر پھولون کے لگے ہین گل لالہ و نرگس و یاسمن و نافرمان کھلے ہین گرد کوہستان ہی بیچ مین یہ مکان ہی پہاڑون کی دانگ پر طاؤس و تدرو بسروش مستانہ خرامان ہین ہر سمت چشمہ ہاے آب روان ہین جا بجا دلکش و پربہار ہی چادرین چھوٹتی ہین بالای کوہ سے آبشار ہی کیا بات

عمارت کی خوبی دردن کی وہ شان — لگے جس مین زربفت کے سائبان
چقین اور پردے بندھے زرنگار — درون پر کھڑی دست بستہ بہار
کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا — کوئی رہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوریان سربسر — کرہ کا بنا جس مین تار نظر
چقون کا تماشا تھا آنکھونکا جال — نگہ کو وہان سے گذرنا محال
وہ مخمل کا فرش اسمین ستھرا اجھا — بڑھے جس سے پاے ہوس کی بنا
رہین نکلے اسمین روشن مدام — معطر شب و روز جس سے مشام
مغرق زمین پر تمامی کا فرش — چمک جسکی لے فرش سے تا بعرش
زمین کا طبق آسمان کا طبق — سنہرے روپہلے ہون جیسے ورق
در و بام سارے تھے وانکے سفید — ہر اک طاق محراب صبح امید
زمین نور کی آسمان نور کا — جدھر دیکھو ادھر سمان نور کا

سب اس مقام دلکش و پربہار مین بفرحت خاطر ٹھہرے کہ ایک سمت سے صدا آئی ای ساحرہ کہان پھر رہی ہو یہ مقام شہنشاہ طلسم کے رہنے اور سیر کا ہی لازم ہی کہ کسی گوشے مین رہکر شب بسر کرو مہرخ نے برق محشر سے کہا خدا جانے یہ کسکا مکان ہی اور کسکی آواز ہی ہمنے تمام عمر یہ جگہ نہین دیکھی یہ جانتے ہین کہ آج طلسم مین پھنس گئے جہانتک ہو سکے راہ فرار اختیار کرین یہ کہکر بزور سحر سناٹا مار کر اُڑے اور بائین طرف بارہ کوس تک چلے گئے لیکن جہان تک گئے ویسے ہی مکانات اور کوہستان لالہ زار وغیرہ نظر آیا جب تین منزل گئے اور وہی سامان دیکھا ناچار تھک کر ایک مقام پر ٹھہرے اور بہار نے مہرخ سے کہا بہن آج کی رات یہین اترو دن کو راستہ دریافت کرکے چلینگے اب

ایسے ہم بھی حلوا نہین ہین جو کوئی نگل جائیگا جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک
ساحر سامنے سے ظاہر ہوا اور بولا کہ ای ملکہ مین تم سبکو پہچان گیا ہون جو تم افراسیاب سے پھر گئین یہان
آرام کرو صبح کو چلی جانا مجھے کچھ تم سے عداوت نہین ہی مہرخ نے پوچھا کہ یہان کچھ کھانے کو بھی ملسکتا ہی
اُسنے کہا ہان سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر چلا گیا بعد لمحہ کے خوان کھانے کے اور گلابیان شراب سرجوش
کی لیکر آیا مہرخ اور بہار وغیرہ نے بہار کے تختہ ہاے سنگ پر فرش بچھوایا اور بیٹھکر کھانا کھایا
شراب پی اس ساحر سے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہی اور آپ کون ہین اسنے جواب دیا کہ یہ کوہ چینی
مقام سیرگاہ شہنشاہ جادوان افراسیاب کا ہی اور منزلہا منزل تک طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن
اسی طرح کی آرایش و زیبایش سے آراستہ ہی اور دریاے خونرواں پہاڑ کے درے سے
ہوکر بہا ہی تم جس جگہ بیٹھی ہو یہ ابھی طلسم ظاہر ہی اور مین اسی حوالی مین رہتا ہون نام میرا
گھربار جادو ہی الغرض تا دیر وہ ساحر بیٹھا رہا پھر رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور اپنی مان صدف جادو
سے سارا ماجرا مہرخ کے آنے کا بیان کیا اسنے کہا ای فرزند تو ان سب کو یہان نہ ٹھہرنے دے ایسا
نہو کہ افراسیاب سُنے کہ ہمارے حریف کو اپنے گھر مین جگہ دی اس باعث سے غضب مین گرفتار
کرلے بیٹے نے اُسکے کہا وہ آپ سب صبح کو چلے جاینگے ہمکو انسے کیا کام ہی اور افراسیاب سے کون
کہیگا اور اُسکی خاموش ہو رہی لیکن مخفی اسنے ایک نامہ حیرت کو مشعر بحالات اسجگہ سے لکھکر
تیلے کے ہاتھ بھیجا حیرت اس مضمون سے آگاہ ہوئی زمرد جادو وزیرزادی سے کہا باران
شاید مارا گیا لیکن شہنشاہ صاحب اقبال ہین کہ مہرخ وغیرہ سب جتنے ہین کوہ چینی پر بیٹھے ہین بھلا
وہان سے کہان جاینگے زمرد اور باقوت نے کہا بلاؤن افراسیاب نے سحر سے حکم دیا
ہوگا وہ سب کو گھیر کر لے گیا ہوگا غرض نامہ لیکر حیرت طاؤس پر سوار ہوئی اور پاس افراسیاب
کے گئی وہان پہونچکر پہلوے شاہ مین بیٹھکر نامہ صدف پیش کیا شاہ ساحران نے پڑھکر کہا مجھے
بھی تیلون نے سحر سے خبر دی ہی کہ باران مارا گیا اور قیدی چھوٹ گئے مگر اب معلوم ہوا کہ
کوہ چینی پر ہین خیر مین گرفتار کراتا ہون اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر سیاہ فام بدہیئت
زشت انجام حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ ای کامل جادو سب باغی کوہ چینی پر ہین انھین گرفتار کرلاؤ
وہ ساحر سب حسب الحکم روانہ ہوے پھر دوسرے ساحر صندل جادو سے حکم دیا کہ
پانچون عیار بچیون سے جاکر کہدے کہ سمت کوہ چینی جاکر حفاظت کامل کی کرین صندل نے
جاکر عیار بچیون سے حکم سُنایا یہ بھی روانہ ہوئین ادھر حیرت سے کہا اب ہم چاہ زمرد پر میلا

گرکے سب کو غارت کرینگے لہذا تم بھی لشکر مین جاؤ اور ہمارے حکم کا انتظار کرو حیرت بھی رخصت
ہوکر لشکر مین آئی اور کامل جاکر برابر کوہ چینی کے پہونچا اور ایک نعرہ مارا کہ با شیدائے نمک حرامان اب
کہان بچکر جاؤگے اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ وہ پھٹا چالیس پتلے اسمین سے نکلکر پکارے کہ ای خیرہ سران
قضا تمھاری یہان لائی ہی بہار نے سحر پڑھکر جواب دیا کہ خیرہ سر تم کسے کہتے ہو ہم بندے سامری
وزردشت وجمشید کے ہین اور تابعدار افراسیاب کے ہین کامل نے کہا تم نمک حرام ہوا گر تابعدار
ہوتے یہ غضب تم پر نہ آتا اور پتلون سے اشارہ کیا انھون نے گھیر لیا اور اسنے دوسرا ناریل مارا
مہرخ اور بہار وغیرہ نصف جسم سے زمین مین غرق ہوگئین ہر چند رد سحر پڑھا مگر موثر نہ ہوا پتلون
نے ایک زنجیر مین سب کو باندھ لیا اور لیکر چلے برق محشر اور رعد جادو سب سے الگ ایک چشمہ
کے کنارے سوتے تھے یہ قید ہونے سے محفوظ تھے دفعتًہ انکی آنکھ جو کھلی وہان سے اُٹھکر آئے
دیکھا کہ جہان سب اُترے تھے اب ہان کوئی نہین یہ اُڑکر روانہ ہوے راہ مین دیکھا کہ سب
ایک زنجیر مین بندھے ہین اور ایک ساحر گرفتار کیے لیے جاتا ہی یہ دیکھکر رعد زمین مین غرق
ہوکر قریب کامل کے نکلا وہ تو غافل تھا اسنے اس زور سے چیخ ماری کہ بیہوش ہوکر گرا اوپر
سے برق محشر جو چمک کر گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی غلغلہ بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من کامل
جادو بود چالیسون پتلے اسکے سحر کے غارت ہوگئے زنجیر کھل گئی سب چھوٹ گئے اور اپنے لشکر
کی سمت چلے اس ہنگام مین گریبان سحر چاک ہوا اور نیر جہانتاب نے روے روشن اپنا دکھایا
سب کو راستہ نظر آیا ساحر ایک جا جمع ہوکر چلے مگر عیار متفرق ہوگئے کہ جو کوئی آفت آئیگی تو ہم
اعانت کرینگے الحاصل جب یہ روانہ ہوے افراسیاب کو پتلیون نے سحر کی خبر دی کامل مارا گیا
اسنے اسی وقت برق چشمک زن کو بلایا اور حکم کیا کہ جا کر ایک نمک حرام کو زندہ نہ رکھنا سب
کے سر کاٹ کر لانا اگر اسکے خلاف کریگی تو سزا دونگا برق چشمک زن اُٹھی اور بغضب تمام
روانہ ہوئی لیکن عیار بچیان جو چلی تھین انھون نے راہ مین مہرخ وغیرہ کو دیکھا جلدی صورت
مثل عیارون کے بنا کر پاس بہار وغیرہ کے آئین باتین کرتی ہوئی چلین لیکن بیہوشی کا
سفوف آنکھ بچا کر اڑاتی جاتی تھین راہ کا غبار بیہوشی آمیز اور گرد ہر ایک کے منھ پر جو پڑی سب چھینک
مار کر بیہوش ہوے عیار بچیون نے چادرین عیاری کی بچھا کر دو دو تین تین آدمیون کو اپنے زور
وقوت کے موافق باندھا اور لاد کر لے چلین باقی ماندہ کو کھینچکر صحرا کی جھاڑیون مین چھپا دیا
کہ پھر آکر لیجاینگے غرضکہ جب یہ لے گئین اسوقت برق چشمک زن وہان آکر پہونچی جو دیکھا

کہ افراسیاب نے اُسے دیا تھا اس جگہ پر کسی کو نہ پایا از بسکہ بفرطِ غیظ وہان سے آئی تھی ایک کوہ پر
جو گری اُسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اُس پہاڑ کے قریب کہین برق فرنگی عیار موجود تھا اُسنے دیکھا
کہ ایک جادوگرنی جسکے بالون کی ایک لٹ سنہری اور ایک روپہلی ہی بجلی بنکر اُس پہاڑ پر گری ہی
اسی وقت اسکے قتل پر آمادہ ہو کر ساحر کی صورت بنکر بت کہنی سے تا بشانہ باندھ کر جھولا گلے مین
ڈالکر یاران سیاہ مقتولے کے بنا کر جسم مین لپیٹ کر سامنے اسکے جا کر پکارا ای ملکہ خیر تو ہی یہ کیا غصہ ہی
برق چشمک زن نے اُسکو ساحر سمجھکر سارا حال بیان کیا اور کہا مین مجبور ہون شہنشاہ سے کہ وہ فرنگی
سر مہرخ وغیرہ نکل گیئن اگر فرمایئے تو لشکر سے انکے جا کر گرفتار کر لاؤن برق فرنگی نے کہا ای ملکہ تم ایسی بیچ
ہو لیکن دور سے آئی ہو ذرا ٹھہر کر دم لے لو اور میرے پاس کچھ میوہ ہی حکم ہو تو حاضر کرون نوش
فرمایئے برق چشمک زن نے کچھ سوچکر کہا کیا مضائقہ ہی لاؤ ہم تم ایک ہین پرہیز کیا ہی برق
فرنگی نے گری بادام کی اور کشمش پستے وغیرہ بیہوشی آمیز جھولی سے نکالکر سامنے رکھے برق
چشمک زن نے وہ میوہ بغور دیکھا سحر نے خبر دی کہ یہ بیہوشی آمیز ہی اور زہر آلودہ ہی کھانا نہ چاہیے
یہ معلوم کر کے برق فرنگی کو از روے غصہ پنجے مین داب کر اڑ گئی اور سامنے افراسیاب کے باغ سیب
مین لا کر پہونچایا کہا اور تو کوئی نہین ملا یہ عیار حاضر ہی افراسیاب سمجھا کہ اسنے نزاکت اور امیری کو کام
فرما کر سب باغیون کو تلاش نہین کیا ورنہ نہ ملنا کیا معنے وہ سب تو راہ مین تھے کیا اتنے عرصے مین
کہ یہ دونون پہونچی نہین وہ سب اپنے لشکر مین پہونچ گئے یہ سوچکر بغصہ گویا ہوا کہ ای لڑادی قحبہ
مین نے تجھے کب حکم دیا تھا کہ تو صرف ایک عیار کو پکڑ لائی اور اپنی خالاؤن کو تلاش نہ کرے گر
چل دور ہو میرے سامنے سے اور اس عیار کو حیرت پاس پہونچا دے برق چشمک زن یہ
عتاب دیکھکر ڈری اور برق فرنگی کو لیکر پاس حیرت کے آئی اُسنے خاطر کی کرسی بیٹھنے کو دی اور
پوچھا کیونکر آئی یہ بیان کیا چاہتی تھی کہ ایک ساحر نے آکر عرض کیا کہ عیار بچیان تمہارے لا دے
آئی ہین حیرت نے زمرد سے کہا جا کر صرصر کے خیمے سے خبر تو لا کہ کس کو لائی ہین زمرد گئی اور جا کر خبر
لائی کہ مہرخ کو مع اسکے سردارون کے گرفتار کر کے لائی ہی یہ کیفیت برق چشمک زن سنکر حیرت
سے عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ مجھ سے بسبب نہ گرفتار کرنے باغیون کے خفا ہین اسوقت صرصر
سے ان قیدیون کو اگر دلا دیجیے تو مین پاس شہنشاہ کے لیجاؤن اور خطا اپنی معاف کرا کر سب کو
اُنکے سامنے قتل کرون حیرت نے کہا لیجاؤ کیا مضائقہ ہی برق چشمک زن وہان سے اٹھکر صرصر
کے خیمے مین آئی اور کہا لاؤ مجرمون کو مجھے دو کہ پاس شاہ طلسم کے لیجاؤن صرصر نے کہا کیا خوب تمہاری

تو وہ خجل ہوئی جانی دین بی فاختہ اور کوے میوے کھائیں تم کون گنہگاروں کی لیجانے والی ہم آپ
لیجائینگے برق چشمک زن ایسی باتوں سے بہت خفا ہوئی اور گالیاں دینے لگی صرصر نے صبا رفتار
سے اشارہ کیا کہ لینا اسکو صبا رفتار نے ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ دھم سے آرہی صرصر پشتارہ باندھکر
سامنے حیرت کے لائی اور کیفیت واقعہ سے مطلع کیا صرصر پر حیرت خفا ہوئی کہ اب تیری یہ مجال
ہے کہ شہزادیوں کو طلسم کی ذلیل کرتی ہے جلد اسے ہوشیار کر صرصر نے اسکو ہوشیار کیا برق چشمک زن
ہوشیار ہوکر پکاری کہ ارے ادھر صرصر ابھی چمک کر گرتی ہوں دو ٹکڑے تیرے ہوتے ہیں حیرت نے کہا ہاں
ہاں بی بی حق بجانب ہے ان عیارنیوں کے کہ مرا اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتی ہیں برق چشمک زن
نے جواب دیا کہ تخت پر جو بیٹھی ہو تو سیاہ چادر آنکھوں کے آگے پڑ گئی ہے اپنے دن سب بھول جاتے
ہیں یہ دربار ٹھہرنے کا مقام نہیں ہے یہ کہکر اڑکر روانہ ہوئی اور سحر اپنا چلتے وقت برق فرنگی پر سے
دفع کرتی گئی اور کہا کہ اے صرصر شہنشاہ سے تیرے حال کی خبر کرکے دیکھو کس طرح پیش آتی ہوں صرصر
یہ کلام سنکر خوفناک ہوئی اور حیرت کے قدم پر گری اسنے سر اٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا تو گھبرا نہیں تیرے
سر کے ساتھ تیرا سر ہے یہ کہکر برق فرنگی کی طرف مخاطب ہوئی کہ بتلا اب تیرا کیا حال کروں برق فرنگی
نے دیکھا کہ جسم تیرا ہلکا ہے اسوقت تو مسحور نہیں معلوم ہوتا ہے یہ سمجھکر کہنے لگا کہ اے ملکہ ہم یہاں کیا آئے
دو چار کی قضا آئی زمرد نے کہا تو کیا بکتا ہے شامتیں آئی ہیں برق فرنگی نے کہا ہم سچ کہتے ہیں جہاں
ہمارے قدم آئے دس بیس کا سر کاٹ لیا پانچ چار کو لوٹا اور چلے گئے حیرت کو غصہ آیا اور ترنج اٹھا کر
چاہا مارے برق جست کر گئے اور ایک دھول صرصر کے لگا کر بھاگا صرصر پیچھے دوڑی غلغلہ ہوا کہ
لینا جانے نہ پائے برق جو بارگاہ سے باہر نکلا یہ بھی کہتا چلا ارے یارو بھاگو لشکر حریف آگیا یہ ہنگامہ
سنکر لشکر میں بھگدڑ پڑی دکانیں بند ہونے لگیں صراف روپے پیسوں پر اوندھے پڑ گئے کہ پیچھے ہمیں
کوئی قتل کرے پھر روپیہ لے عورتیں اپنے مردوں سے لپٹ گئیں کہ صاحب خدا کے لیے خیموں سے
نہ نکلنا مرد کہہ رہے ہیں ابھی جو یہاں آئیگا تو ہم لڑینگے وہاں جاکر کیا کرینگے غرض ایک تلاطم ہو گیا
برق بھاگا ہوا صحرا میں جا آیا صرصر نے آگھیر لیا نیمچہ چلنے لگا برق نے ایک نیمچہ چپ کر کے کہ ہاتھ آشنائی
کا نہ کٹنے لگایا ہتکنی کی چوٹ پڑی ہاتھ سے انگوٹھیاں اتر کے گر پڑیں برق نے پھر کمند ماری
صرصر انگوٹھیاں جھک کر اٹھاتی تھی کہ کمند میں پھنسی مگر اسوقت حیرت نیچہ بنکر یہاں آئی اور صرصر
کو گرفتار ہوتے دیکھکر چمک کر گری گھبراہٹ ایسی تھی کہ برق جو بھاگا اسکا تعاقب نہ کیا صرف صرصر
کو پکڑ لیگئی لیکن لشکر میں نہ لائی دریاے خونزوان کے اس پار لیگئی برق نے آکر انگوٹھیاں صرصر

کی اٹھالین اور ساحر بنکر دریا کے پار یہ بھی چلا جب پل رزدوان پر پہونچا دریا نے بسبب انگشتری صرصر
کے راہ دی لیکن ایک نگہبان دیا برق کے پیچھے دوڑا کہ اے عیار وہ انگشتری دیدے جو شہنشاہ نے صرصر کو
عطا فرمائی ہی نہین مین تجھے مار ڈالونگا برق نے ایک انگشتری کہ جسکے نگینے پر نام افراسیاب کا
کندہ تھا اُتار کر پھینک دی اب جو چلا دریا سے شعلے آگ کے نکلنے لگے اور غلغلہ ہوا راستہ بند ہو گیا
برق وہان سے پھرا کہ اب چلکر سردارون کو چھڑاؤن سن تو چکا ہی کہ صرصر گرفتار کر کے لائی لبس
صورت اپنی صرصر کی ایسی بنائی اور اُسکے خیمے مین گیا وہان پشتارے لیے صبا رفتار بیٹھی تھی اسنے
دیکھا کہ صرصر ہانپتی پسینے مین غرق آئی ہی نیچے مین دندانے پڑے این بھول سپر کے گر گئے ہین اسنے
یہ ہیئت دیکھکر پوچھا اے شہزادی کیا کیفیت گذری اُسنے کہا یہ غلغلہ تمنے نہین سُنا برق فرنگی سے
خوب شمشیر زنی مجھسے ہوئی اب لاؤن مجرمون کو پاس حیرت کے لیجاؤن یہ کہکر پشتارے کھولکر
فیتلہ دفع بیہوشی سب کو دیدیا مہرخ اور بہار وغیرہ جو ہوشیار ہوے صبا رفتار انھین دیکھکر
بھاگی اور یہ دس پانچ سردار جو ہوشیار ہوے سب حال لشکر تاریخ تریخ پکڑکر لشکر حیرت پر گرے
اسوقت وہ لوگ جنھین عیار بچیان بیہوش کر کے جھاڑیون مین ڈال آئی تھین وہ ہوشیار ہو کر
روانہ ہوے اور فوراً آکر یہان پہونچے مہرخ کو مصروف جنگ دیکھکر ترسول نپسول حربہ ہاے سحر
لیکر حملہ آور ہوے یہ لوگ تو پہلے ہی سے ڈرے ہوے تھے اور سُن رہے تھے کہ لشکر حریف آتا ہی اس لڑائی
مین گھبرا کر بھاگے مگر بہادر اور ساحران نامی ملازم افراسیاب سینہ سپر کر کے لڑنے لگے شمشیر آگ
سمت سے بجلی بنکر گرنے لگی اور جوے خون جاری ہوا سر حباب آسا اُٹھتے تھے دھڑ غوطے
کھاتے تھے کہین آگ برستی تھی کہین پیر غل مچاتے تھے رعد زمین سے نکلکر چیخین مارتا تھا برق محشر
چمک چمک کر گرتی تھی آفت عظیم اور ہنگامہ رستخیز گرم تھا تلوار کی آنچ مین گیلا سوکھا سب جلتا
تھا اپنا پرایا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا نظم

برآمد بہ مرکب ہر بد نشان — علم گشت رایات نصرت نشان
ز آواز طبل و فغان جرس — جہان را گرہ شد گلو در نفس
بجنبید لشکر چو دریا زباد — بآئین کین پروران از عناد
چو رعد خروشان سپہ بید ریغ — ہمی زد بکشت عدو برق تیغ
دلیران ز دشمن چو پرداختند — بغارت گری دست افراختند
غنیمت گرفتند گردان ہمہ — غنی گشت از سیم و زر ہر کسے

بیشتر جو لشکر تباہ ہو گیا تھا اور شعاب و جبال مین متواری ہوا تھا یہ ہنگامہ سنکر آنے لگا آخر لشکر حیرت
شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا اور مہرخ کا جو خیمہ و خرگاہ پہلے جنگ باران مین غارت ہو گیا تھا اور قبضہ
لشکریان حیرت مین تھا وہ لوٹ کر اور حاصل کر کے اپنے مقام فرودگاہ پر آئی بارگاہِ فلک پایگاہ
نصب ہوئی بازار مین آراستہ ہوئین دوکانین کھلین طلایہ پھرنے لگا انتظام ہونے لگا سرداران
عالی تبار داخل بارگاہ ہوئے مہرخ سریر جہانبانی پر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئی دربار گرم ہوا
جشن کی تیاری ہوئی رقاص پری چہرہ آ کر رقص کرنے لگے ساقی حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر
میکشون کو سرور اور مخمور کرنے لگے سب عیار بھی عمرو کے سوا بارگاہ مین آئے مہرخ نے خلعت فاخرہ
عنایت فرمائے اور عمرو کے لیے دست بدعا ہوئے کہ وہ بھی ای پروردگار پنجہ خمار جادو سے جلد
رہائی پائین اسوقت برق فرنگی نے کہا مجھے انگوٹھیان صرصر کی ملی تھین انمین ایک انگوٹھی
ایسی تھی کہ دریاے سحر نے راستہ دیا تھا لیکن مین اس پار اس سبب سے نہ گیا کہ آپ لوگون کو
چھڑانا منظور تھا لہذا اب واسطے چھڑانے کے جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی واسطے تلاش
کے روانہ ہوئے مگر وہان حیرت جو صرصر کو لیکر پار دریا کے گئی ایک جگہ ٹھہری اور کہا ای صرصر
اسوقت مین ایسی گھبرائی کہ عوض گرفتار کرنے برق کے تجھے گرفتار کرا لائی غرض مین پاس شہنشاہ
کے جاتی ہون ایسا نہو کہ جا کر برق چشمک زن کچھ آتش افروزی کرے اب تم لشکر کی طرف جاؤ
صرصر وہان سے سمت لشکر چلی و حیرت پاس افراسیاب کے آئی یہان آ کر دیکھا کہ برق چشمک زن نہین آئی
معلوم ہوا کہ اپنے ملک کو گئی اسنے سارا ماجرا افراسیاب سے صرصر اور برق چشمک زن کی لڑائی کا بیان کیا افراسیاب
نے کہا مجھے سب کیفیت پہلے ہی سے بزور سحر معلوم ہوئی حیرت جب ادبار آتا ہی یہی کیفیت ہوتی ہی آپس مین نفاق ہوتا
ہی سمجھ الٹی ہو جاتی ہی بھلا مین تم سے کہتا ہون اگر برق چشمک زن سب کی مانگتی تھی اسمین کیا حرج تھا اب
اچھا ہوا کہ تم تو ادھر آئین وہان برق فرنگی نے سب کو ہوشیار کر دیا ان باغیون نے سارا تمھارا
لشکر لوٹ لیا اور بعشرت اسی طرح سے جیسے قبل مین تھے اپنے لشکر مین بیٹھے ہین دیکھو قیدی جدا
چھوٹ گئے اور برق چشمک زن علیحدہ رنجیدہ ہو کر چلی گئی لشکری تمھارے علیحدہ قتل و غارت
ہوئے یہ بی صرصر کی ذراسی رسوخیت جتانے سے خرابیان ہوئین اور تم کیسی منتظم تھین کہ عیار کے کہنے
سے آفت برپا ہونے کا خیال نہ کیا اگر ہمارے ملازم نمک حلال ہوتے تو یہ سوچتے کہ جیسے ہم مجرمان
کو لے گئے ویسے اگر کوئی دوسرا لیجائیگا تو کیا حرج ہی غرض ان حریفون کو قتل کر ڈالنے سے ہر
جسطرح ہو ہلاک ہو جائین بس یہ خیال کسی کو نہین اب تم جاؤ لشکر بھاگا ہوا پھر جمع کرو مین انتظار مین

ہون کہ خمار اور مخمور گرفتار کرنے عمرو کو گئی ہین وہ آلین اور مین شیطان خداوند کو بلا کر عمرو
کو قتل کرلون تو اورون کی بھی فکر کرون کس لیے کہ سب سے زیادہ سرکش عمرو ہی ہی حیرت ایسے کلمات
سنکر محجوب ہوئی اور حال تباہی لشکر سنکر بہت جلد وہان سے روانہ ہوکر اپنے لشکر مین آئی اور بھاگی ہوئی
فوج کو منادی کراکر پھر جمع کیا بارگاہ استاد گرائی بازار کھلی واسطے رفع ندامت کے حکم رقص و سرود دیا
یہان بھی ناچ ہونے لگا مگر حال صرصر سُنیے کہ دریا سے اترکر سوچتی چلی کہ لشکر رخ مین چلکر صورت کسی عیار کی بنکر
عیاری کرون کیونکہ برق فرنگی جو رہا ہو گیا ہی اسنے ضرور بالضرور اپنے سردارون کو چھڑایا ہوگا
الحاصل ایسے خیالات کرکے صورت اپنی اسنے عمرو کی ایسی بنائی تھوڑی دور گئی تھی کہ چند ساحر
ایک جگہ بیٹھے تھے اُنھون نے اُسے دیکھکر جانا کہ کوئی عیار لشکر حریف کا ہی یہ جانکر سحر پڑھکر صرصر شمشیر زن
کو گرفتار کرلیا ہر چند اسنے کہا کہ مین عیارہ بھی ہون صرصر میرا نام ہی ملازم شاہ طلسم ہون لیکن ساحرون
نے نہ مانا اور چاہا سر کاٹ لین مگر برق فرنگی تلاش عمرو مین جو چلا تھا ادھر آنکلا دیکھا کہ ساحر
ایک عیار کو قتل کیا چاہتا ہی قریب آکر دیکھا تو عمرو کی صورت نظر آئی مگر بغور دیکھکر پہچانا کہ صرصر ہی
دل سے کہا اسکو بھی چھڑا دینا چاہیے استاد کی منظور نظر ہی غرض صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر
پکارا بھائی تمنے بڑا کام کیا جو اس مکار کو گرفتار کیا جلد اسکا سر کاٹ لو صرصر حیران ہوئی کہ یہ دوسرا
دشمن کون پیدا ہوا مگر برق قریب آیا اور کہا اسکی بوٹیان کاٹ کر کھاؤنگا اسنے ہزارون ساحر
قتل کیے ہین بیر اسکا بنانا چاہیے بڑے کام آئیگا یہ کہتا ہوا صرصر کے نزدیک آکر چپکے سے کہا اُستانی
کہو تو بچا لون منم برق فرنگی اُسوقت صرصر گویا ہوئی کہ سوے استانی کہے کہتا ہی اور احسان کیا جتاتا
ہی اگر مین کہدیتی ہون کہ یہ بھی میرے ساتھ کا عیار ہی تو ابھی مارا جاتا ہی برق سے اس کلام
سے گھبرایا کہ واہ احسان فراموشی دیکھیے اور الٹے دھمکاتی ہی مگر بسبب معشوقہ ہونے اُستاد
کے چھڑانا اسکا منظور تھا اُس ساحر کے پاس جاکر باتون مین لگاکر بیضۂ بیہوشی مارا اور بیہوش
کرکے سر کاٹ ڈالا غلغلہ گیر و دار بلند ہوا صرصر چھوٹ کر بھاگی برق نے پکار کر کہا اپنے ماتھے پر کوئی
نشانی بنواؤ یا ناک کی پھنگی اُستانی کٹواؤ کہ لوگ پہچانین اور عیارون اور عیارہ بچیون مین فرق معلوم
کیا کرین صرصر نے کہا مونڈی کاٹے مجھسے بھی ٹھٹھے بازی کرتا ہی کچھ کمبختی آئی ہی مثل مشہور ہی مان چھوڑ موسی
سے ٹھٹھا برق بولا کہ استانی خفا نہو مجھسے قصور ہوا لیکن اتنا بتلا دو کہ اُستاد کو کون پکڑ لے
گیا ہی صرصر نے کہا خمار جادو گرفتار کرکے طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے لیگئی ہی اب چھوٹنا ایسی
جگہ سے عمرو کا دشوار ہی برق نے کہا خدا مالک ہی غرض صرصر ایک جانب اور برق اپنی راہ روانہ ہوے

پہونچنا شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے اور آنا بختیارک کا طلسم مین واسطے قتل کرنے عمرو کے اور عیاری کر کے لوٹ لینا عمرو کا دربار افراسیاب کو اور آوارہ پھرنا طلسم باطن مین اور قتل کرنا ساحران نامی کو وہان کے اور آنا بعد ایک مدت کے بفن عیاری دریاے سحر سے اتر کر اپنے لشکر مین اور مدد کرنا مخمور سرخ چشم کا عاشق ہو کر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ پر عمرو کی در سیر طلسم باطن عمرو کا کرنا المولفہ

ای ساقی خوش جمال میرے
عشرت ہو نصیب تجکو ہر روز
تا چند امید مہربانی
ہو بنت عنب کی انتظاری
وہ مے کہ ہو آبدار و شفاف
ہو شاہد معنوی ملاقی
ہو سیر طلسم دل کو منظور
ہو بلبل دل ہر اک کا مفتون
سرسبز ہو بات میری ایجاہ
نکھرے رنگ بیان کا وہ حسن
ای جاہ بیان کر و فسانہ
در رشتۂ کشم چنین لآلی

ای دلبر ذی کمال میرے
ای میرے انیس و یار ساقی
بے لطف ہی عیش زندگانی
کب تک رہین رند تیرے پیتا
جسپر کہ یقین کی مہر ہو صاف
نیرنگ فسون و سحرسازی
کردے مجھے جام مے سے مخمور
وہ پھول جھڑین مری زبان سے
جو دیکھے کہے کہ ماشاء اللہ
ہر دل کو رہے دھیان اسکا
مشتاق سخن ہی سب زمانہ

ای شعلۂ حسن عالم افروز
ای میرے وفا شعار ساقی
کثرت پہ ہی دل کی بیقراری
اک اور دے جام بادۂ ناب
وہ مے کہ نشے مین جسکے ساقی
اک گردش جام کی ہی بازی
دکھلاؤن بہار باغ مضمون
شرمندہ چمن ہو داستان سے
ہو شاہد داستان کا وہ حسن
آنکھون مین بنے مکان اسکا
از سوزن فکر و نقش عالی

مترجمان نکات اعلاے نیرنگ طرازی و محرران داستان دلبستان عربدہ پردازی خامہ کو میدان فصاحت اور بلاغت مین اس طرح جولانگر فرماتے ہین اور شوخی طبع سے چشم جادو نظران مین جلوۂ شاہد معنوی اس طرح دکھاتے ہین کہ جب خمار جادو اس مخمور بادہ عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری کو خیمہ یاران سے لے کر زود سحر روانہ ہوئی دریاے خون روان سے گذر کر کوہ عقیق سرخ اور کوہ زمرد اور کوہ لاجورد وغیرہ کی سیر کرتی

ہوئی چلی کس لیے کہ یہ سب کوہستان اسی طرح آراستہ ہین کہ جیسا کوہ چینی کا اول ذکر کیا تھا غرض کہ
جب ان مقامات سے آگے بڑھی بیابان زعفران زار مین پہونچی یہ جگہ سیرگاہ ملکہ زعفران
جادو بھانجی افراسیاب کی ہے یہان سے تا قلعہ زعفرانیہ طلسم باطن مین یہ ملکہ حاکم ہے اس
جنگل مین جو پہاڑ اور چشمہ ہائے آب روان ہین ان کو اسنے نہایت درجہ آراستہ کرایا ہی مقام دلکش
و فرح افزا بنایا ہی خمار اس جگہ ٹھہر کر مصروف سیر و تماشا ہوئی دیکھا کہ منزلون تک اشجار پر بہار
و گلدار لگے ہین جال موتیون کے پڑے ہین تختے زعفران کے کھلے ہین دانگ کوہ پر عقیق زرد کے
تانڈے رکھے ہین درخت نرگس شہلا و نرگس بیمار کے ایسے ہین چشم خوبان کو شرماتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی
کہ خفتگان خاک چشم براہ انتظار ہین سرو جویبار برلب انہار ہین طائران خوش لہجہ و شیوا زبان
شوق دید گل مین مثل ارغنون باصوات دل خراش آہنگ خوش نوائی سے ساز کیے ہوے اور
غزال دشت عکس گلہاے احمر سے قباے یاقوت نگار در بر جست و خیز کرتے ہین وہ صحراے
سبز و خورم رشک دہ باغ ارم تھا زینت وہ بہار گلہاے گلشن عالم تھا فصل آذری ہزار جان
سے اسیر شیدا رنگ بہار اسیر فریفتہ کہ ابیات

سبزہ دمیداز چمن سرو دمید از جویبار — پیک صبا ہر نفس گفتہ سخن بیقرار
لیلی گل جلوہ گر طرح بطرح دگر — بلبل مجنون سیر نغمہ گر و بیقرار
سنبل و نسرین باغ ہر دو تر و تر دماغ — لالہ دل پر ز داغ سر زدہ از شور زار
ترسم اگر یاسمن میل بہ نرگس کند — چشم تتعالق شود از رہ غصہ تار
بلبل بے برگ را وہ نبود افسردہ — غنچہ گل گو دمید از بن ہر برگ خار
سوے گلستان ببین سرو قد نازنین — تاکہ جدا از نگار و طین سر زدہ در نو بہار

ایک سمت پہاڑ پر چہل ستون تعمیر تھا و بر وا اسکے بنگلہ جواہر نگین خوبی مین پری کی تصویر تھا
پردے زنبوری پڑے تھے فرش مکلف پر مسند باسلک گوہر بچھے تھے اسباب نشاط و طرب مہیا تھا شیشہ
آلات سجا تھا ملکہ زعفران جادو لباس زعفرانی پہنے دست نازک مین چھڑی عقیق زرد کی ایک
ڈال ترشی ہوئی لیے بکمال کے تخت پر لب نہر بصد انداز جلوہ فرما تھی اور چار سو کنیزین جوڑے
زعفرانی زیب قامت کیے گرد و پیش نشاط تھین ناچ ہو رہا تھا ہنگامہ انبساط گرم تھا
جلسہ سرور مین ہر ایک بے شرم تھا نظم

مغرق بچھی مسند اک جگمگی — کہ تھی چاندنی جسکے قدمون لگی

نہ پھولے سماتے تھے تکیے دھرے ۔۔۔ کہ تھے حسن مین وہ سراسر بھرے
بلورین صراحی و جام بلور ۔۔۔ دل و دیدہ وقف تماشائے نور
کنیزان مہ رو کی ہر طرف ریل ۔۔۔ چنبیلی کوئی اور کوئی رائے بیل
شگوفہ کوئی اور کوئی کام روپ ۔۔۔ کوئی چیت لگن اور کوئی سیام روپ
کہین چٹکیان اور کہین تالیان ۔۔۔ کہین قہقہے اور کہین گالیان
وہ مسند پہ اک نوجوان حسین ۔۔۔ کہ تھی غیرت افزائے مہر مبین
نگا آفت و چشم عین بلا ۔۔۔ مژہ دین صفون کو الٹ برملا
وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن ۔۔۔ جھکی شاخ نخل گلستان حسن
وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال ۔۔۔ اگر آئنہ بوسے کا گذرے خیال
وہ بینی کہ جس کی نہین کچھ نظیر ۔۔۔ تھی انگشت قدرت کی سیدھی لکیر
وہ بازو وہ ساعد بھرے گول گول ۔۔۔ برابر ہوا الماس کے جسکا مول
وہ ساق بلورین وہ انداز پا ۔۔۔ پھرے ہر سحر چشم دل مین سدا

الحاصل خمار سیر کنان قریب اس جلسۂ طرب کے جب پہونچی ایک کنیز نے اسے دیکھا اور اپنی ملکہ سے کہا کہ خمار جادو ایک پشتارہ لیے کسی طرف جاتی ہین زعفران یہ سنکر اٹھی اور پکار کر اسنے کہا کہ ای ملکہ خمار جادو یہ ہمارے پہاڑ کے نیچے جانا اور ہم سے ملاقات نہ کرنا بڑی بیمروت ہو واہ کیا کہنا جیسے کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی خمار نے یہ صدا سنکر ہاتھ باندھے کہ ای شاہزادی مجھے ایک کام ضرور کا ہو اسوقت معاف فرمایئے پھر کبھی حاضر ہونگی زعفران نے کہا میرے سر کی قسم گلوری کھاتی جاؤ کھڑے کھڑے ایک جام شراب پی لو پھر چلی جانا خمار عرض پیرا ہوئی کہ بہت خوب حاضر ہوتی ہون غرض پہاڑ پر آئی زعفران نے خاطر کر کے اسے بٹھایا اور پوچھا ایسا کیا کام جلدی کا ہی اور یہ پشتارہ کیسا ہی اسنے جواب دیا کہ شہنشاہ منتظر میرے ہونگے مجھے عمرو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اسے لیکر جاتی ہون اس پشتارے مین وہی بندھا ہی زعفران نے کہا مین نے شہرہ اسکا سنا ہی ذرا مین اسکی صورت دیکھون کہ کیسا ہی صندل جادو وزیرزادی بھی اسکی بجد ہوئی کہ ہان ای ملکہ ذرا پشتارہ کھولیے تو مین بھی دیکھون کہ اس عیار کی کیا قطع ہی خمار منت کرنے لگی کہ حضور یہ بڑا مکار ہی ادھر پشتارہ کھولا اور یہ بھاگ گیا اور پھر کوئی مفسدہ اسنے برپا کیا میری محنت ساری برباد جائیگی شہنشاہ مجھپر اور آپ پر خفا ہونگے اسکو نہ کھولیے زعفران

اسکے انکار کرنے سے آزردہ ہوئی اور کہنے لگی کیا ضرور ہے اسکا ہوشیار کرنا بھلا ہم اس لائق کب ہین کہ کوئی ملازم ماموں صاحب کا ہمارا کہنا مانے اچھا بی لیجاؤ جس مین اپنی بہتری سمجھو وہ بات کرو خمار نے دیکھا کہ بھانجی شہنشاہ کی ناراض ہوتی ہے ناچار پشتارہ کھولا اور عمرو کو ہوشیار سحر دفع کرکے کیا لیکن بحس و حرکت رکھا کہ بھاگ نہ جائے لہذا عمرو کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین مقام پر بہار اور جلسہ حسینان طرحدار مین پایا حیران ہوا کہ مین کہان تھا اور کس جگہ آیا مگر از بس خطیر ہے نہایت ادب سے ملکہ زعفران کو سلام کیا اور لب عجز کو ستائش و تحسین مین کھولا کہ سامری و جمشید کی پناہ رہے بخت یار و طالع مددگار دولت و اقبال غمگسار رہین ستارۂ عزت فلک رفعت پر تابندہ ہو اس حقیر سراپا تقصیر کا آج دامن امید گوہر آرزو سے مالا مال ہو گیا اپنی مراد دلی حسب لخواہ پائیگا قطعہ

سالہا شد کہ بخت مسکینم — وعدہ ہا داو کرد تسکینم
چونکہ نگذاشت باغبان قضا — گلے از باغ آرزو چینم

یہ قطعہ اس خوش الحانی سے پڑھا کہ ملکہ بیقرار ہو گئی اور صندل نے کہا حضور مین نے سنا ہے کہ یہ گاتا بہت خوب ہے اس سے کچھ گوائیے ملکہ نے خطاب کیا کہ اے عمرو ہم مشتاق ہین اپنا گانا سنا عمرو نے جواب دیا خداوند مین انھین باتون مین بدنام ہون لوگون نے ریش تراشندہ کافران سر بنڈ جادوگران مشہور کیا ہے حالانکہ مین نے کبھی چونٹی کو بھی نہین مارا ملکہ خمار جادو فرماتی ہین کہ میرا سر مونڈا بھلا ایسی تہمت کا کیا ٹھکانا آپ مجھے گوائیے کہین ایسا نہو دو چار سر منڈ جائین خمار کی ناک کٹ جائے دس پانچ قتل ہون اس سے بہتر ہے کہ مجھکو جانے دیجیے گانے بجانے کا ذکر نہ فرمایئے خمار سر منڈانے کا حال بیان کرنے سے بہت شرمندہ ہوئی اور زعفران خوب ہنسی اور مصر ہوئی کہ اے عمرو کچھ تو سنادو عمرو نے کہا ملکہ عالم ایسے وقت مین ہوش و حواس تو درست نہین ہین بی خمار قتل کرانے کے لیے لیے جاتی ہین ہاتھ پاؤن مین دم نہین بحس و حرکت پڑا ہون کیا گاؤن اور کیا بجاؤن یہ کہکر رونا شروع کیا اور اس بیکسی سے رویا کہ زعفران بھی رونے لگی صندل نے بہت افسوس کیا اور خمار سے سب بجد ہوئین کہ اسپر سے سحر اتار لو ہر چند اسنے کہا کہ لوگو یہ بڑا جعلساز ہے تمکو فریب دیکر چلا جائیگا لیکن کسی نے کہنا اسکا نہ مانا ناچار خمار نے سحر دفع کیا عمرو اٹھکر بیٹھا اور بہت دعا ملکہ کو دی ملکہ نے کہا قسم سامری و جمشید کی مین بھی بہت کچھ تجھے دونگی و افراسیاب سے چلکر خطا معاف کراکر جاگیر و منصب دلوا دون گی اچھا ہمین گانا سنا عمرو نے عرض کیا کہ

حضور کی خاطر منظور ہی جو کچھ مجھکو ہنر یاد ہی ظاہر کرتا ہون مگر ایک بھاری جوڑا اور پشواز جواہر دوز و زیور الماس کا منگا دیجیے کہ سنگھار کرکے گاؤن بھی اور ناچون بھی اور یہ نہ سمجھیے گا مین چور نہین ہون کہ جو آپ کا مال لیجاؤنگا اور نہ آپ بدل لونگا بجنسہ بعد فراغ رقص حاضر کردونگا ہان اگر آپ کی لونڈی جھوٹے سے سچا بدل لے تو میرا قصور نہین زعفران ہنسنے لگی اور کہا خواجہ تم بڑے ظریف ہو اور لائق صحبت سلاطین روزگار ہو یہ فرماکر حکم کیا کشتیان لباسہاے پرتکلف سے آراستہ اور زیور جواہر سے پیراستہ حاضر کرو حسب ارشاد سب چیزین مہیا ہوئین عمرو نے علیحدہ جاکر صورت اپنی ایک جوان طرحدار کی ایسی بنائی اور لباس اور زیور زیب بدن کرکے سامنے آیا ملکہ نے پہلے جو صورت دیکھی تھی تو بہت حقیر اور عجیب الخلقت پایا تھا اسوقت بصد رعنائی و زیبائی دیکھکر حیران ہوئی کہ کیا قدرت اسکو سامری نے دی ہی کبھی انسان ہی اور کبھی پری ہی دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھتی رہی کہ **نظم**

وہ طرۂ زلف عنبریں مو
ہر صبح بہار کے لیے شام
وہ آئینہ جبین روشن
کیونکر نہ اسے دعائیں دیں ہم

شہرہ ہی جہان مین اسکا ہر سو
ہر جان کے لیے کمند الفت
تھا جو کہ نظر کے زیر دامن
یارب دے اسے رزق نور

ہر طائر دل کے واسطے دام
آزادوں کو بند الفت
ہر جلوہ فروش بہر عالم
رونق بخش اسکو صورت حور

غرض کہ عمرو سازندون سے وہان کے سنگت کرکے پہلے گت ناچا اور دل ارباب محفل کو خوب لبھایا پھرنے بجانے لگا اور خوش الحانی سے غزل و اشعار گانے لگا ہر ایک کو دیوانہ بنایا جب اس غزل کو میر کی گایا **نظم**

الٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکھین موند
یعنے رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ناحق ہم مجبورون پر یہ تہمت ہی مختاری کی
چاہتے ہین سو آپ کرین ہین ہمکو عبث بدنام کیا

کاش اب برقع منھ سے اٹھادے ورنہ پھر کیا حاصل ہی
آنکھ مندے پر اسنے گو دیدار کو اپنے عام کیا

یان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہی تو اتنا ہی
رات کو رو رو صبح کیا اور دن کو جون تون شام کیا

ساعد سیمین دونون اسکے ہاتھ مین لاکر چھوڑ دیے
بھولے اسکے قول و قسم پر ہاے خیال خام کیا

ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجھکو رام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

اس غزل کا گانا تھا تمام حاضرین محفل رونے لگے اور مست ہوکر جھومتے تھے اس عرصہ مین خیاگر چرخ چارم نے لباس پرتکلف وزرین کا شانہ مغرب مین جاکر اُتارا اور نارسیدہ فلک نے سامنے شہنشاہ سیارگان کے آکر مجرا کرنا شروع کیا انجمن ترتیب ہوئی یعنے دن گذرا اور رات آئی ابیات

جب منزل شب مین رہرو روز
گنبد گردون کا تھا جو بے در

لے گوہر شبنم آیا پر سوز
تابان ہوے اُس مین ماہ واختر

شام ہوتے ہی تمام صحرا مین روشنی ہوگئی قندیلین نور آگین درختون مین آویزان مکانات مین جھاڑ اور کنول روشن تھے بزم مین مردنگون کی دوسری بار ھ آراستہ ہوئی شمع دانون پر کنول کے اندر گلاس چڑھ گئے اور دوشاخے شمع مومی اور کافوری سے منور ہوے عمرو نے قابو پاکر پروانے بیہوشی کے بنے ہوے نکالکر مین رکھے اور کچھ دونون مٹھیون مین لیے بھاؤ بتاتا ہوا جب قریب کسی شمعدان یا مردنگ کے پہونچا مٹھی سے پروانے شمعون پر ڈالنے لگا یہانتک کہ بعد چند عرصے کے دود بیہوشی بلند ہوا اور ہر ایک کے دماغ مین سرایت کر گیا سب کا سر پھرنے لگا خیال مین آیا کہ باعث کثرت مے نوشی ہے چاہیے کہ اُٹھکر ٹہلین تاکہ ہواے سرد سے یہ کیفیت دفع ہو خلاصہ کلام زعفران اُٹھی کہ جاکر نہر مین منھ دھوآؤن مگر ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ منھ پر ہوا لگتے ہی بیہوش ہوکر گری صندل اور خمار اُٹھانے کو اُٹھین یہ بھی بیہوش ہوئین پھر تو جو اُٹھا وہ دنیا سے اُٹھا گھڑی بھر کے عرصے مین ساری سبھا بیہوش ہوگئی ایک عمرو باقی رہ گیا کہ اسنے دو پھول اُس دوا کے بنے ہوے کہ جس سے بیہوشی تاثیر نہ کرے اپنے منخرین مین رکھ لیے ہین واضح ہو کہ اب جہان کہین ذکر عیارون کے بیہوشی اُڑانے کا آوے تو ناظرین سمجھ لین کہ عیار اپنا دماغ اسی قطع سے بند کر لیتے ہین اب کسی جگہ تصریح اسکی نہ کیجائیگی الحاصل جب سب بیہوش ہوے عمرو نے جال الیاسی نکالکر اشیاے موجودہ بزم پر مارا اور اسباب لوٹ کر زنبیل مین رکھا اس جگہ نقش بوریا بھی نہ چھوڑا فرش اور چھت اور پردے چلمنین اور شیشہ آلات وغیرہ سب نذر کرکے کنیزون کا زیور اور لباس اُتارا جب سب غارت اور لوٹ چکا تو خنجر لیکر چلا کہ زعفران اور خمار کا سر کاٹ لون اسوقت افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ خمار اب تک نہین آئی دیکھون اُسپر کیا گذری لہذا معلوم ہوا کہ عمرو بیابان زعفران زار مین سب کو قتل کیا چاہتا ہو اسنے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اسکو بھیجا کہ جاکر دست قاتل سے سب کو بچالے یہان عمرو سر خمار کا کاٹنا چاہتا ہی کہ ایک پنجہ زمین سے نکلا اور اسکو لیکر زمین مین غرق ہوگیا عمرو دوبارہ

زعفران کیطرف لپکا کہ اسے ہلاک کرے اُسوقت مخمور سرخ چشم کہ یہ بھی عمرو کو ڈھونڈھنے نکلی تھی
اسکا اول ذکر ہو چکا ہی یہان آئی اور اس ماجرے کو دیکھکر للکاری کہ باش ای دزد مکار کیا کرتا ہی عمرو
اسکی صدا سنکر جا ہتا تھا کہ بھاگے یکایک زمین سے خمار نکلی اور سحر کرکے اسنے عمرو کو بیحس وحرکت
کردیا اور زعفران کو ہوشیار کیا مخمور نے ابر سحر برسایا سب کنیزین وغیرہ ہوشیار ہوئین مگر سب
برہنہ تھین اُٹھکر اندر قصر کے جاکر لباس تبدیل کرکے آئین زعفران نے سب حال بیہوش ہونے کا
سنا اور انجمن کو تباہ و برباد پایا خمار نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا میرا کہنا یقین آیا بڑا فضل
کیا سامری نے کہ سبکی جان بچگئی ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا اور دیکھیے نہ کچھ اسنے کھلایا نہ پلایا باتون
باتون مین بیہوش کردیا مجھے اسنے جانا کہ یہ شراب وغیرہ کسی کو پینے نہ دیگی اس لحاظ سے شراب کا
نام بھی نہین لیا لیکن نہین معلوم کیا طلسمات کیا کہ سب کو بیہوش کردیا اسکے وصف سامری نامہ مین
لکھے ہین یہ بہت بلاے بد ہی مکار از حد ہی زعفران نے کہا واسطہ سامری و جمشید کا جلد اسکو یہانسے
لیجاؤ اب مین بھی یہان نہ ٹھہرونگی اپنے قلعے مین جاؤنگی ایسا نہو اسکے شومی قدم اور نحوست ذات
سے سارا جنگل آغشتہ بدارو بیہوشی ہوگیا ہو خمار یہ سنکر رخصت ہوئی اور عمرو کو سحر سے بیہوش
کرکے پشتارہ باندھکر لے چلی مخمور نے اسوقت کہا ای خمار اسکا لیجانا دربار افراسیاب مین اچھا نہین
ہی ایک تو یہ کہ ایسا نہو کہ کچھ وہان بھی فساد کرے دوسرے عیارون کو اپنا دشمن بنانا مجکو بہتر نہین
معلوم ہوتا آیندہ تمکو اختیار ہی جان بچنا مشکل پڑجائیگی لازم ہی کہ اسکو دریاے سحر کے پار لیجاکر
چھوڑ آؤ اور شہنشاہ سے جاکر کہدو کہ عمرو راہ مین چھوٹ گیا خمار یہ کلمات سنکر خفا ہوئی اور کہنے لگی
ای بہن مخمور تمھارا طور مجکو بے طور نظر آتا ہی سامری خیر کرے عیارون سے بہت دھمکاتی ہو اور
انکی طرفداری کرتی ہو خیر تمھارا جو جی چاہے کرو لیکن مین تمکو نامی نکردونگی یہ کہکر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی
مخمور بھی زعفران سے رخصت ہوکر چلی لیکن سوچتی ہوئی کہ تو نے اسوقت آکر عمرو کو گرفتار کرایا
اسکے دل مین کینہ تیرا جاگزین ہوا ایسا نہو کہ تجھے گزند پہونچائے اور دوسرے تو راز طلسم جانتی ہی عمر
طلسم آخر ہو چکی ہی عمرو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا بلکہ جو ساحر اس سے بغاوت کرے گا وہ مارا جائیگا
بس لائق ہی کہ اسوقت عمرو کو رہا کراکے عذر کرے کہ میرے ساتھ کبھی بدی نہ کیجیے گا یہ سوچکر پیچھے
خمار کے روانہ ہوئی اور ایک جگہ درہ کوہ مین مخفی ہوکر سحر پڑھا کہ خمار جنگل مین جاتی تھی اسکے سر پر
ایک لکہ ابر کا آکر چھایا اور اسمین سے تقاطر ہونے لگا کچھ بوندیان خمار پر پڑین وہ یہ تو جانتی تھی
کہ مجھپر کوئی سحر کرے گا اس باعث سے بیہوش ہوگئی مخمور نے آکر پشتارہ کھولا عمرو کو ہوشیار

رد سحر کر کے کر دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ کنیز پر نظر عنایت رکھیے گا اور حال اسوقت مین عرض نہین
کر سکتی ہون اور نہ اسوقت خمار کو قتل فرمایئے کیونکہ مین بدنام ہونگی اور نہ مین دریاے سحر کے پار اسوقت
آپ کو لیجا سکتی ہون کس لیے کہ وقفہ قلیل ہی مین اور آپ پکڑے جاینگے اس سے بہتر ہی کہ بھاگ
جایئے یہ کہکر ایک سمت چلی گئی عمرو بھی بھاگ کر کہین پوشیدہ ہوا اور مخمور نے دور جاکر سحر اپنا
خمار پر سے دفع کر دیا اور اُسکو ہوش آگیا او عمرو کو رہا دیکھکر اپنے تیئن آپ سے بیہوش ہوجانا جانکر بہت
خائف ہوئی اور پر پرواز پیدا کر کے عمرو کو ڈھونڈھتی ہوئی دریا سے پار اُترکر بارگاہ حیرت مین آئی
سارا حال اُس سے بیان کر کے کہا مین اکیلی شہنشاہ پاس نہ جاؤنگی راہ مین کچھ فتور ہی جب تو مین بیہوش
ہوگئی اور دوسرے شہنشاہ مجھپر خفا ہونگے کہ عمرو کو کیون نہ لائی خمار یہ ذکر کر رہی تھی کہ سواری
افراسیاب کی بڑی عزم و شان سے یہان آئی کس لیے کہ جب خمار کو عرصہ آنے مین بہت ہوا
شاہ لشکر کی جانب آیا کہ دیکھون وہان کیا رنگ ہی لہذا ملکہ حیرت نے مع سرداران کے استقبال
کیا افراسیاب نے بارگاہ مین تخت شاہی پر جلوس فرمایا خمار نے جملہ کیفیت ابتدا سے انتہا تک
عرض کی تا اینکہ آپ سے آپ بیہوش ہونا اور عمرو کا چھوٹ جانا بھی کہا افراسیاب نے جواب دیا کہ
کوئی عیار عمرو کے چھڑانے کو تمھارے ساتھ دریاے سحر کے پار اُتر گیا ہوگا وہی فکر مین ہوگا تمھین
بیہوش کر کے اُسے لے گیا اور یا کوئی دوست عمرو کا طلسم باطن مین ہی کہ اُسنے تم سے غفلت مین اسکو
لے لیا فی الجملہ اگر پار دریاے سحر کے عمرو ہی تو وہان سے رہائی ممکن نہین کوئی سواے میرے اس پار اُسکو
نہین لا سکتا ہان جو کوئی راز طلسم سے آگاہ ہی وہ شاید پہونچا دے اب ملک بختیارک کو بلانا چاہیے
عمرو کو جب چاہونگا یہان طلسم باطن سے گرفتار کر لیا جائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ جنگل کیطرف
سے ایک شیر اور شیرنی دھڑدھڑکا مارتے ہوے بارگاہ مین آئے اُنکو ایک نامہ لکھکر دیا مضمون یہ تھا کہ
یا خداوند شیطان درگاہ بختیارک کو طلسم مین روانہ فرمایئے کہ سیر طلسم بھی کرین اور عمرو اپنے دشمن
کو بھی قتل فرماینگے نامہ شیر کو دیکر پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید اُڑتا ہوا آکر پہونچا
اور سامنے پر کھولکر بیٹھ گیا اُسکی پیٹھ پر ایک چوکی جواہر جڑی رکھکر ریسمان سے مضبوط باندھ دی چوکی
پر بچھونا اطلس و کمخواب روم کا کر دیا شیر سے کہا سرحد طلسم تک تو اپنی پشت پر شیطان خداوند کو
سوار کر کے لانا پھر وہان سے عقاب پر سوار کرنا کہ یہ اُڑ کر طلسم باطن مین میرے پاس لائیگا کس لیے
کہ ظاہر کے طلسم مین عیار ہین وہان سے اُڑ کر آنا بہتر ہی ایسا نہو کہ انھین کچھ گزند پہونچے الحاصل شیر
و شیرنی نامہ لیکر چلے اور عقاب اُڑ کر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا پھر افراسیاب بھی سوار ہوا کہ

باغ سیب میں جاکر عمرو کو گرفتار کرلائے یہانتک کہ باغ میں پہونچکر وہ بقیہ شب عیش و آرام میں بسر کی کہ مہمانان خوان یغماے چرخ رخصت ہوے اور میزبان زمانہ نے خسرو سیارگان کے لیے دسترخوان گرما گرم بچھایا یعنے رات گذری اور دن آیا ابیات

جب اوڑھی عروس شب نے چادر — نکلا پردے سے شاہ خاور
ثابت وہ جو شب کو تھے ستارے — خورشید نکلتے ہی سدھارے

افراسیاب خواب استراحت سے بیدار ہوکر اورنگ شہی پر کلاہ شہی سر پر رکھکر جلوہ گر ہوا چار ہزار ساحران نامی آکر حاضر ہوے اور مجرا کرکے اپنے اپنے رتبے کے موافق بیٹھے اُسنے حکم دیا کہ کچھ جادوگر روانہ ہوں اور عمرو طلسم باطن میں آیا ہوا ہی اُسے گرفتار کرلائیں ساحر بموجب حکم کے روانہ ہوے مگر اب حال اس رہرو جادہ عیاری خضر بادیہ طراری کا سُنیے کہ جب مخمور انھیں رہا کرکے چلی گئی اور یہ بھی بھاگے اور نصف رات کا وقت تھا ایک درخت پر چڑھکر اُس شب کو بسر کیا ہنگام سحر وہاں سے اُترکر صورت ساحر کی بنکر آگے کا راستہ لیا جب کئی کوس رہروی کی ایک مرغزار دلکشا میں گذر ہوا صحراے سبز و خرم غیرت بخش گلزار ارم دیکھا ایک زینت دہ ایوان کسرےٰ و طاق فریدوں وہاں بنا تھا کہ حصار اسکا نہایت درجہ مصفا تھا بیت

زہے صفاے عمارت کہ در تماشائش — بدیدہ بازنہ گردد نگاہ از دیوار

ہزار دروازے اُس منزل عالیشان میں لگے تھے کہ پٹ اُنکے جواہر آگیں تھے ہر دروازے پر چلمنیں دل صدچاک عاشق کی طرح آویزاں تھیں تیلیاں انکی طلائی مینے کے کام کی کلابتوں کی ڈوریاں تھیں روبرو چمنستان پر فضا لگا تھا جو بہر کے عالم اصل کی طرح گلشن ہرا بھرا تھا ہر سمت چشمہ آب شیریں بصد لطافت جاری گلشن میں بروش مستانہ رواں باد بہاری خلاصہ یہ کہ عجب تیاری نظم

نقشے میں وہ گلشن نگاریں — گلزار ارم سے تھا خوش آئیں
گول اسکے ستون ساعد حور — چلمن مژگان چشم مخمور
دکھلاتا تھا وہ مکان جادو — محراب کے در سے چشم و ابرو

مکان کے ایک دروازے پر ساحر تنہا بیٹھا تھا عمرو اسکو دیکھکر راہ کاٹ کر اور طرف چلا مگر جدھر گیا اور جہانتک گیا وہی مکان ملا اور اسی ساحر کو بیٹھے دیکھا ناچار پھر ایک طرف قدم زن ہوا اُسوقت وہ ساحر پکارا کہ ارے تو کون ہی جو یہاں آیا ہی یہ مقام سیرگاہ شہنشاہ ساحران عالم افراسیاب کا ہی عمرو نے یہ صدا سُنکر جواب دیا کہ بھائی کیا میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ جگہ شاہ طلسم کی ہی مگر میں

کام کو جاتا ہون ساحر نے کہا اس جگہ کو ہزار درہ کہتے ہین جو شخص ادھر سے گذرتا ہی وہ نشانی لیکر آتا ہی اور مجھے دکھلاتا ہے اسوقت اسکو راستہ ملتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص واقف کار رہنے والا طلسم باطن کا ہی غرضکہ اگر تیرے پاس نشانی نہین ہی تو البتہ تو غیر ہی تیرا گرفتار کرنا زیبا ہی عمرو اس گفتگو کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا تو بڑا بیوقوف ہی بھلا کوئی بھی بغیر نشانی یہان آسکتا ہی یا مین ہی آتا نشانی میرے پاس موجود ہی اس ساحر نے کہا مین دیکھون عمرو غبار بیہوشی کا مٹھی مین لیکر اسکے پاس گیا اور کہا لو دیکھو وہ جھک کر دیکھنے لگا عمرو نے غبار بیہوشی منھ پر اڑا دیا کہ تمام آنکھ اور منھ اور ناک مین بیہوشی بھر گئی اور بیہوش ہوکر وہ گرا عمرو نے کپڑے اسکے اتار لیے اور اسے چمن مین اور زیادہ بیہوش کر کے کسی جگہ چھپا کر آپ اسکی ایسی صورت بنکر مکان کے دروازہ پر بیٹھا کچھ دیر اسے گذری تھی کہ سامنے سے ایک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اسپر کا ٹھر اکھچا تھا اور ایک ساحر اور ایک ساحرہ سوار تھی کنڈل دونون کے کانون مین پڑے تھے صندل کے قشقے ماتھے پر دیے تھے دونون اژدھے پر سے اتر کر سیر مین مشغول ہوے عمرو نے تنبیہ دی کہ ارے تم کون ہو لاؤ نشانی مجھے دکھاؤ پھر قدم آگے بڑھاؤ ان دونون نے یہ سنتے ہی اپنی جھولی سے پرچہ کاغذ کا نکالکر عمرو کو دیا اسنے دیکھا کہ اسپر تصویر افراسیاب کی بنی ہی سمجھا کہ یہان کی یہی نشانی ہی خاموش ہو رہا وہ ساحر سیر کر کے ایک سمت کو چلے گئے ان کے بعد پھر ایک جادوگر اور جادوگرنی آئی عمرو یہان کے آئین سے بخوبی تو واقف نہین تھا اور دستور یہان کا یہ ہی کہ جو ساحر معزز قریب عزیز شاہ طلسم ہی اسکے لیے کچھ سند اور نشانی کی ضرورت نہین ہی بلکہ جب کوئی ایسا شخص جلیل القدر یہان آتا ہی تو دروازے پر مکان کے بیٹھنے والا اٹھکر تعظیم اسکی بجا لاتا ہی اور دونون ہاتھون سے سلام کرتا ہی اسوقت یہ ساحر اور ساحرہ جو آئے معززان طلسم سے تھے عمرو اسی طرح طالب نشانی ہوا اور انکی تعظیم بجا نہ لایا انھون نے سحر پڑھکر فوراً اسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا خیر تو ہی مجھے کیون قید کیا ہی میرا کیا قصور ہی ساحر نے کہا تو نے دستور کے بموجب ہماری تعظیم نہین کی عمرو نے جواب دیا کہ دستور مجھے کیا معلوم نہین لیکن میرے دونون گھٹنے شدت سے دکھتے ہین اٹھا بیٹھا مشکل سے جاتا ہی اور ساحرہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کیون آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ مین کھڑا ہوتا تھا لیکن گر پڑا اٹھا نہین گیا ساحرہ نے عمرو کے آنکھ ملا کے کہنے سے اور اسکے گواہ بنانے سے کہا ہان مین نے دیکھا تھا کہ یہ اٹھتا تھا مگر اٹھا نہین گیا ساحر نے اپنی زوجہ کی بات کو تصدیق جانا اور عمرو کو چھوڑ دیا مگر پوچھا کہ اچھا دوسرا آئین تو نے کیون نہ ادا کیا عمرو نے جواب دیا کہ مارے درد کے ہوش و حواس میرے درست نہ تھے مجھے یاد نہ رہا اسنے

کہا اب یاد ہی عمرو بولا ہان یاد ہی وہی تعظیم وتواضع کرنا ساحر نے کہا اور دوسری بات عمرو نے سوچ کر
کہا ای توبہ دیکھیے ابھی یاد تھا کیا سہو مزاج مین ہوگیا ہی کہ ذرا سی بات یاد نہین رہتی ساحر نے کہا اب
یاد رکھنا نہین موقوف ہو جاؤگے روزگار جاتا رہیگا وہ بات یہ ہی کہ دونون ہاتھون سے سلام کرنا
عمرو نے عرض کیا واہ واہ یہ تو مین پہلے ہی عرض کرچکا تھا کہ تعظیم وتواضع بس تواضع مین سب باتین آگئین
آپ نے خود مجھے اسوقت چکر مین ڈالا غرض وہ دونون بھی سیر کرکے چلے گئے انکے جانے کے بعد یکایک
آندھی آئی اور ہر طرف اندھیرا ہوگیا بعد لمحہ کے ایک ساحر طویل قامت مہیب صورت **ظلمات سیہ فام**
جادو نام یہان آیا **عمرو** نے جانا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہی تعظیم کر والیسا نہو کہ یہ بھی کچھ پرسش
کرے یہ سمجھ کر اپنی جگہ سے اٹھکر دونون ہاتھ سر پر رکھکر رسم سلام بجالایا **ظلمات** بہت خوش ہوا اور
دس روپے انعام دیے **عمرو** روپے لیکر سوچا کہ بن پڑے تو اسکو قتل کردو یہ سوچکر کہا سرکار آیئے کوئی
لحظہ تشریف رکھیے **ظلمات** یہ کلمات سُنکر گھورنے لگا اور کہا آج تو نے خلاف دستور بات کیون
کی مجھے بیٹھنے کو کیون کہا عمرو نے جواب دیا بیشک خطا تو ہوئی معاف فرمایئے اور آپ چلے جایئے
ظلمات نے کہا یہ کہنا بھی خلاف قانون ہی جب میرا جی چاہے گا جب جاؤن گا **عمرو** دل مین
سوچا کہ یہان بات کرنا مشکل ہی خاموش ہو رہو پس چپ ہو رہا وہ ساحر بھی سیر کرکے روانہ ہوگیا
بعد کچھ عرصہ کے ایک نازنین عورت پری پیکر صاحب حسن وجمال فلک خوبروئی کی ہلال غیرت
ماہتاب رشک خورشید جہانتاب گھوڑے پر سوار پشواز پہنے دامن پشواز کا کاندھے پر
ڈالے لباس پرتکلف اور زیور مرصع زیب قامت کیے یہان آئی اور **عمرو** سے پوچھنے لگی کہ ای ساحر
جادو ادھر سے کوئی ساحر تو نہین گیا ہی **عمرو** نے کہا مین نہین جانتا اُس نازنین نے سحر کرکے **عمرو**
کو گرفتار کرکے اپنے گھوڑے پر بٹھالیا اور کہا اب تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہم بات پوچھین اور تو کہے
مین نہین جانتا مین تجکو سامنے شہنشاہ کے لیجاکر سزا دونگی یہ کہکر گھوڑا بڑھاکر چلی **عمرو** اسکے پیچھے
تو بیٹھا ہی تھا کمند کا حلقہ اُسکی گردن مین پھنساکر جھٹکا مارا کہ حلقہ بچی ہوا فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا
العیاذ باللہ وہ ہنگامہ قیامت آسا بلند ہوا کہ زمین تھرائی کوہ ودشت مین وہان تزلزل واقع ہوا
عمرو گھوڑے پر سے کود کر بھاگا اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر درخت پر چڑھا اتفاق سے وہان درخت
سب آم کے تھے اُسکے پتے توڑ کر آشیانے کی طرح اپنے بیٹھنے کی جگہ بناکر چھپ رہا لیکن سر اُس ساحرہ کا
جسکو ابھی قتل کیا ہی اُڑتا ہوا باغ سیب مین پاس **افراسیاب** کے گیا اور پکارا کہ مجھے **عمرو** نے مارا
افراسیاب شعلہ فرط غضب سے ہوگیا اور ایک ساحر **ذوفنون جادو** نام کو حکم دیا کہ **عمرو** مقام

ہزار ورہ مین ہی جلد اُسکو گرفتار کر لا ذو فنون جادو اُسی وقت روانہ ہوا اور جاے مذکور پر پہونچکر
متلاشی پھرنے لگا یہانتک کہ اُس پہاڑ پر جہان عمرو درخت پر مخفی تھا آکر ہر سمت تجسس کنان ہوا عمرو
نے درخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحر ہر سمت پھرتا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتا ہی یہ معلوم کر کے
جب وہ تلاش کرتا ہوا دور گیا عمرو نے درخت سے اُتر کر زنبیل سے اپنی صورت کا پتلا نمدے کا نکالکر
ایک درخت کے نیچے چادر اوڑھا کر لٹا دیا اور آپ پھر درخت پر چڑھ کر پتون کے آشیانے مین
چھپ رہا بعد لمحہ کے ذو فنون جو ادھر آیا دیکھا زیر درخت کوئی چادر اوڑھے سوتا ہی اُسنے پہلے سحر
سے حصار کر دیا اور بےحس و حرکت بنایا کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر فرار ہو جائے پھر قریب آکر چادر ہٹا کر صورت
دیکھی ازبسکہ عمرو مشہور بہت ہی اس باعث سے سب ساحر تصویر اسکی رکھتے ہین اُسنے بھی تصویر
لیکر مطابق کی عمرو کی صورت شناخت کر کے خوش ہوا اور بغل مین داب کر اُڑتا ہوا خدمت افراسیاب
مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اسکو بڑی شکل سے جال سحر لگا کر مین گرفتار کر لایا ہون حاضران دربار نے
تعریف اسکے سحر کی فوراً شاہ نے حکم دیا کہ اسکو ہوشیار کرو اسوقت اُسنے سحر اپنا دفع کیا اور ہر چند
پتلے کو جھنجھوڑا مگر وہ ہوشیار نہ ہوا ایک ساحر نے اُٹھکر غصہ کر کے لات ماری کہ حرامزادے دم چرائے
پڑا ہی اُٹھتا نہین ہی لات اُسکی پیٹ مین پتلے کے گھس گئی پھر تو سب حیران ہوے اور افراسیاب نے
بالی چھڑوا یا کاغذ وغیرہ پھٹ گیا غرض معلوم ہوا کہ پتلا نمدے کا کاغذ سے منڈھ دیا ہی افراسیاب
نے کہا اب اہل دربار مجھسے مضحکہ کرتے ہین اور پتلے عمرو کی صورت کے بنا کر لاتے ہین یہ کہکر ذو فنون
کو مار کوٹ اور بے عزت کر اکے دربار سے نکلوا دیا اور دوسرے ساحر دانا ے جادو کو حکم دیا کہ تو جا کر
عمرو کو لا یہ ساحر عقلمند بہت ہو سوچا کہ عمرو کا ملنا غیر ممکن ہی ایسا نہو کہ مین جاؤن اور ذو فنون
کی طرح ذلت حاصل ہو اس سے بہتر ہی کہ شاہ سے کوئی حیلہ کرون یہ تجویز کر اسنے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ نصفت نشان عمرو مرد عیار کو عیار خوب شناخت کر سکتا ہی آپ صرصر کو بلا کر حکم دیجیے
کہ کسی ساحر کو ہمراہ لیجاے اور پہچانکر اسے گرفتار کرا دے افراسیاب کو یہ راے بہت پسند آئی
اور ایک پنجۂ سحر روانہ کیا کہ جہان کہین صرصر ہو اُسکو اُٹھا لاے پنجہ روانہ ہوا مگر اب حال صرصر کا سنیے
کہ جب زبانی خمار کے حال گرفتاری عمرو اُسنے سُنا صورت اپنی شکل عمرو کے بنا کر بارگاہ مہرخ مین آئی
یہان سب سرداروں نے جب سے سُنا تھا کہ عمرو طلسم باطن مین قید ہو گیا ہی نہایت درجہ مغموم
تھے اور بہر رہائی دست دعا بدرگاہ کبریا بلند رکھتے تھے اُسوقت صرصر کے آنے سے بہت خوش ہو کر
اُٹھے اور عمرو سمجھ کر بغلگیر ہوے اور کہا خواجہ خداے تعالی نے آپ کو وہان سے رہائی دی صرصر

براہ مکاری کہا کہ مین ہی ایسا تھا کہ ساحرون کو فریب دے کر وہان سے چھوٹا خدا نے دوبارہ میری زندگی کی اگر دوسرا ہوتا تو ہلاک ہوجاتا یہ کہکر کہا عیار کہان گئے ہین انھین بھی دیکھنے کو دل چاہتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ آپکے ڈھونڈھنے کو گئے ہین آتے ہونگے۔ یہ کہکر تصدقات بہت سے صرصر پر سے اُترواکے ارباب نشاط کو بلوایا ساقیان سہ لقا حاضر ہوے جام مے گلفام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا صرصر نے اپنے ہاتھ سے اہل انجمن کو شراب پلانا شروع کیا اور نگاہ بچاکر دارو بیہوشی پیمانہ ساغر مین ملاکر ہر ایک کو دیا کہ سب بیہوش ہوے اسنے خنجر نکال کر چاہا کہ سبکے سر کاٹ ڈالون عمرو بھی گرفتار ہوگیا لشکر کا خاتمہ مین کردون جیسے ہی گے خنجر لیکر چلی تھی کہ پنجہ افراسیاب کا بھیجا ہوا آگرا اور اسکو اٹھا لیگیا اسوقت برق فرنگی جو صحرا مین پھر کر لشکر مین آیا سُنا کہ عمرو آئے ہین خوش ہوکر بارگاہ مین گیا دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور تبیرہ صرصر کا بنا ہی سمجھا کہ غضب ہی ہوگیا تھا اسنے سب کو ہوشیار کیا اور کہا یہ کیا ماجرا گذرا سب نے حال بیان کیا اُسنے کہا اب جو یہان آیا کرے اول بزور بحر دریافت کرلیا کرو پھر آنے دو اسوقت خدا نے بچایا ورنہ سب کا خاتمہ تھا فی الجملہ یہان تو سب مصروف عیش ہوے لیکن پنجہ صرصر کو سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے شہنشاہ کو مجرا کیا اور بہت افسوس کے ساتھ عرض کنان ہوئی کہ مین اسوقت سب نمک حرامون کا کام تمام کرچکی تھی اور جملہ کیفیت معرض بیان مین لائی افراسیاب نے کہا اے صرصر ان باغیون کو جسوقت مین چاہون ایک آن واحد مین غارت کردون لیکن ضرورت شدید عیارون کے قتل کی ہی اور اُس مفتری جعلساز عمرو کا گرفتار کرنا مقدم ہی تو جاکر پہچان کر گرفتار کرلا صرصر سلام کرکے بموجب ارشاد روانہ ہوئی مگر کیفیت عمرو کی بیان ہوتی ہی کہ یہ درخت پر سے اُتر کر پہاڑ کے نیچے آیا اور آگے چلا راہ کا ملنا دشوار تھا کوہ و دشت مین آوارہ پھرتا تھا کبھی کنارے دریاے سحر کے جاکر تدبیر اُترنے کی کرتا مگر ممکن نہ ہوتا ناچار پھر کر اور سمت جاتا ہزارہا مکان اور باغات ساحرون کے دیکھتا اور ساحرون کو دربار مین پھرتے چلتے پاتا اُن سے اپنے تئین چھپاتا ہوا جاتا تھا جہانتک جاتا صحراے عجائبات او طائر اور درندو گزند اور چوپاے الواع واقسام کے دیکھتا نہ اسنے کبھی ایسے جنگل دیکھے تھے اور نہ اس طرح کے طائر اور جانور نظر سے گذرے تھے غرضکہ اسی طرح سیر کنان بہوشیاری تمام ایک جگہ پہونچا وہان دیکھا کہ پانچ آدمی ساحر وضع بیٹھے پگڑیان باندھے تمغے گلے مین طلائی دانے جواہر کے کڑے اُنکے ہاتھون مین بڑے لباس پرتکلف پہنے کہین جاتے ہین عمرو نے انھین دیکھکر تجویز کیا کہ مال اور لباس نکالینا چاہیئے بس فی الفور کسی گوشے مین ٹھہر کر ایک ضعیفہ عورت کی صورت بنا اور ایسا کبیر سن اپنے تئین بنایا کہ مرلتا ہوا لاٹھی ہاتھ مین گرہ پائچون مین دی

ہوئی چادر محمودی کی اوڑھے دو نا مٹھائی کا لیے آہستہ آہستہ چلکر پکارا کہ بیٹا ذرا ادھر آؤ مجھ غریب کا
کام کرتے جاؤ وہ پانچون کچھ آگے بڑھ گئے تھے اسکی صدائے حزین سُنکر پھرے دیکھا ایک بڑھیا پکار
رہی ہی محتاج جانکر اسکے پاس آئے اور کہا بڑی بی کیا کہتی ہو اسنے کہا بیٹا گھر سے یہانتک اس عالم
ضعف و ناتوانی اور بڑھاپے مین ڈھونڈھتی ہوئی آئی کوئی نذر دینے والا نہین ملتا تم ذرا اس
شیرینی پر سامری و جمشید کی نذر دیدو ساحرون نے مٹھائی لیکر نہایت ادب کے ساتھ کچھ پڑھکر
اور ڈنڈوت کرکے کہا لو نذر ہو چکی عمرو نے دو دو ڈلیان پانچون کو دین کہا تبرک تم بھی لیتے
جاؤ انھون نے وہ لیکر وہین کھالین کہ ذرا سے کے واسطے کہان باندھین کیا لیجائین جب کھا چکے بیہوش
ہو کر گرے عمرو نے اُنکے کپڑے اور کڑے اور تمغے وغیرہ جو کچھ انکے پاس تھا سب لے لیا اور تمغہ جو پڑھا
لکھا تھا کہ ملازم و خدمتگار افراسیاب جادو معلوم ہوا کہ خدمتگار مالک طلسم کے ہین عمرو نے ایک رقعہ
لکھکر ان مین سے ایک کے گلے مین باندھ دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ منم ریش تراشندۂ کافران برندۂ سر
کافران و کشندۂ جادوگران عمرو بن اُمیہ ضمری او حرامزادے افراسیاب خیریت اس مین ہی کہ
مجھے دریائے سحر کے پار بھجوا دے ورنہ سارا طلسم برباد کردونگا ہزارہا ساحران نامی مارونگا مکانات
اور باغ لوٹون اور غارت کرونگا او بے وقوف کوئی اپنے دشمن کو گھر مین بلاتا ہی میرے یہان رہنے
مین سارے طلسم مین بدانتظامی اور بدعملی ہو جائیگی سوائے بدتری کے کوئی بہتری کی صورت نظر نہ آئیگی
آئندہ تجھے اختیار ہی الحاصل جب رقعہ باندھ چکا آپ کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہا بعد کچھ عرصہ کے ساحر ہوشیار
ہوئے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر سمجھے کہ وہ بڑھیا بلا تھی کہ ہمارا مال لیگئی یہی غنیمت ہوا کہ جان چھوڑ گئی شکر
سامری کرتے ہوئے چلے کہ ایک نے اس سے کہا جسکے گلے مین رقعہ بندھا تھا کہ یہ کاغذ تمھارے گلے مین
کیسا ہی اسنے یہ سُنکر کاغذ کھولا اور لیکر پاس افراسیاب کے آیا سب حال کہا اور رقعہ دیا وہ پڑھکر غضبناک ہوا
مگر کیا چارہ تھا پیچ و تاب کھاکر خاموش ہو رہا مگر عمرو پھرتا ہوا دوبارہ کنارے خون رواں کے گیا اور چاہا
جست کرکے ادھر جاؤن یہ سوچکر پہلے ایک پتھر پھینکا وہ اُلٹا پھر آیا اور ایک پاٹ دریا کا بڑھ گیا اور شور عظیم
پیدا ہوا ایک ایک موج برابر کوہ کے اُٹھنے لگی عمرو بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چلا گیا اور صورت اپنی
پنڈت کی بنائی قشقہ دیکر دھوتی زانو تک کی باندھکر پوتھی لیکر بیٹھا لیکن صرصر جو فکر مین عمرو کے ڈھونڈھتی
چلی راہ مین مخمور سے ملاقات ہوئی اسنے پوچھا کہ بی صرصر کہان جاتی ہو اسنے جواب دیا کہ ایک کام
ضروری ہی اسکے نہ بتانے سے مخمور سمجھ گئی کہ سوائے گرفتاری عمرو کے اور کیا کام ہوگا مگر یہ ٹال کر طرف
دربار کے چلی گئی ادھر صرصر پھرتی پھرتی وہان پہونچی جہان عمرو پنڈت بنا ہوا بیٹھا تھا اسنے دیکھتے ہی

پہچانا اور کہا پنڈت صاحب مزاج اچھا ہی کیسے آپ کے بچار مین اسوقت کیا نکلتا ہی قید ہو جائیگا یا کھلے بجادھن پھریے گا عمرو یہ گفتگو سنکر سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گئی سنبھل کر گویا ہوا کہ ای صرصر مجھ ایسے غریب اور بیچارے پر رحم کھانا چاہیے کہ دور از احباب بے خانمان و آوارہ ہون غریب الدیار و محتاج و بیچارہ ہون ایسی جگہ پھنسا ہون کہ بتقضائے بیت

ہر پھیر کے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم ۔۔۔ آئی کہان سے گردشِ پرکار پانون مین

صرصر نے کہا تم ایسے بیچارے محتاجون پر رحم کیا جائے تو طلسم کیا ساحران عالم تباہ و برباد ہو جائین تم مسافر ہو یا دعوئے طلسم کشائی رکھتے ہو اور اگر غریب بھی ہو تو کیا تمنے نہین سنا کہ فرد

کرتے کس منھ سے ہو غربت کی شکایت غالب ۔۔۔ تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہین

اب افراسیاب کے گھر مین آپ تشریف لائے ہین وہ بھی بلائے بے درمان ہی مثل مشہور ہی یا سر نہین یا سر وہی نہین یا تو اسنے تمھین ہلاک کیا یا تمنے اُسے عمرو نے کہا انشاء اللہ ہمین اُسکو قتل کرینگے موت اسکی ہمین یہان لائی ہی صرصر بولی کہ بخیریت اسکو تم پاؤ گے کہان وہ آئینہ سحر مین رہتا ہی اپنا ہمشبیہ محفل مین بٹھا کر آپ غائب ہو جاتا ہی عمرو نے کہا صدہا ساحر آئے کوئی آگ مین رہتا تھا کوئی پانی مین لیکن بروقت قتل کے کیسا مین نے انھین ظاہر کر لیا اسی طرح اس گیدی کو بھی پا کر زیر تیغ کرونگا آئینہ سحر مین اگر ہوگا مین تیھر مارونگا صرصر نے کہا اچھا اب سنبھلئے باتین ہو چکین وقت گرفتاری آپہونچا عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ کیون شامتین آئی ہین معشوقہ تجھکو طرح دیتا ہون ورنہ ابتک آغوش لحد مین سلا دیتا صرصر یہ بچہ پکڑ کر آگے بڑھی اور کہنے لگی چل تجھکو سامنے شہنشاہ کے لیچلون اور سفارش کر کے چھڑا دون لیکن خواہ مخواہ اقرار رہا کر دینے کا تجھسے مین نہین کر سکتی ہون کہونگی بہت کچھ آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہی عمرو نے کہا وہ مسخرا ہی کیا اور اسکا اختیار کیا تو مجھے دریاے سحر کے پار پہونچا دے جسوقت حمزہ صاحبقران طلسم مین تشریف لائینگے وہ بیترا بڑا رتبہ کرینگے صرصر ہنسی اور جواب دہ ہوئی کہ حمزہ کا آنا بخیریت ہی بیچ مین طلسم آئینہ اور طلسم ہزار پیچ اور طلسم حیرت سد راہ ہین جب اتنے طلسمات فتح ہون اُسوقت اُنکا آنا ہو یہ کہکر پھندا مارا اور کمند عمرو پر لگائی عمرو سوچا کہ تم اس سے مقابلہ کرو اور کوئی ساحر آجائے تو مفت مین قید ہو جاؤ بیہ کہ بھاگ کر کہین ایسی جگہ چلو کہ کچھ مطلب نکلے اس سے لڑنے مین سوائے قباحت کے کچھ فائدہ نہین یہ سوچکر وار اسکا رد کر کے بھلا وا دیکر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا صرصر ناچار ہر طرف ڈھونڈھکر پاس افراسیاب کے گئی اور عرض رسا ہوئی کہ میرے ساتھ ایک ساحر کر دیجیے تو جلد عمرو کو گرفتار کر لاؤن ورنہ عرصہ بہت ہوگا وہ نہایت زبردست ہی یون مشکل سے ہاتھ آئے گا افراسیاب نے ایک ساحرہ شگوفہ سحر ساز جادو کو

حکم دیا کہ تم اسکے ساتھ جاؤ لیکن کچھ نشانی بتاتی جاؤ کہ تم پر اگر وہاں کچھ آفت آئے تو مجھے یہاں معلوم ہو جائے شگوفہ یہ حکم پاکر اٹھی اور اپنے گلے مین جو مالا پہنے تھی اسمین سے ایک دانہ لیکر سامنے شاہ کے زمین مین بو دیا فی الفور درخت پیدا ہو کر بلند ہو گیا اور شگوفہ و ثمر اُس سے ظاہر ہوئے اسوقت ساحرہ نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اگر مین کسی جا قتل ہو جاؤن گی تو یہ درخت برباد ہو جائیگا یہ میرا نہال ہستی ای جب تک یہ تر و تازہ ہی جانیے گا کہ کنیز جیتی ہی یہ کہکر صرصر کے ہمرہ روانہ ہوئی لیکن وہ ناہیج مثال پیچ فلک سکاری جو گلیم اوڑھ کر راہی ہوا ایک پہاڑ پر چڑھ کر یک نگاہ دوڑایا کہ اگر کوئی بستی نظر آئے تو وہان چلکر دو چار کو مارون دس پانچ ساحرون کے گھر لوٹون تاکہ افراسیاب بھی یاد ہی تو کرے کہ عمرو کا بلانا ایسا ہوتا ہی غرض کہ جب ہر طرف جہار خیال اٹھایا دور سے ایک قلعہ فلک فرساد کھائی دیا کوہ سے اُتر کر اُسی طرف کا رستہ لیا جب قریب پہونچا ایک حصن حصین بصد فر و تمکین تعمیر دیکھا کہ حصار اُسکا بلور کا تھا سنگ موسیٰ اور سماق اور معدنیات بیش بہا کے برج ہزار در ہزار بنے تھے پھاٹک جواہر آگین سراسر نور کا تھا دور قلعہ مزین کے خندق کندہ تھی لب گردان اسکی یاقوت احمر سے بنائی تھی کہ دور سے تابندہ تھی پل تختہ خندق پر فولادی پڑا تھا دروازے پر ہزار ہا ساحر ملبا س پر تکلف بیٹھا تھا گرداگرد قلعہ کے پشتہ دیوار پر چمنستان پربہار لگا تھا سبزہ لہلہاتا تھا کہ نظم

اللہ رے اوج واری شان — فرہاد کی روح اسپہ قربان
ہمت کی بلندیاں جہاں پست — مانند زمین نہ آسمان پست
رفعت میں وہ عرش کے مقابل — وسعت میں دل حکیم کامل
ہر برج فرط غرور شان سے — باتیں کرتا تھا آسمان سے
دور اسکا بیان مین کیونکر آئے — اوج اسکا نظر مین کیا سمائے
شدید سخن کمر شکستہ — مرغان نگاہ پر شکستہ

عمرو نے صحرا مین جا کر گھاس چھیلکر گٹھا اسکا سر پر رکھا جسم سارا غبار آلود کر کے شکل کو شل گھسیارے کے بنا کر قلعے کا راستہ لیا خندق سے گذر کر جیسے ہی دروازے مین قدم رکھا دیوار قلعہ پر ایک طائر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ عمرو آیا ساحر یہ صدا طائر کی سُنکر دوڑے مگر عمرو نے گٹھا پھینک دیا اور اندر شہر کے بھاگا ساحرون نے در شہر کو بزور سحر نظر سے عمرو کی مخفی کر دیا اور تلاش کرتے چلے دو ایک انمین سے زعفران جادو کے پاس واسطے اطلاع دینے کے گئے کس لیے کہ قلعہ اُسی کا ہی جسوقت سے کہ یہ سیرگاہ سے پھر کر آئی ہی اور عمرو کے ہاتھ سے بیہوش ہو کر زک اٹھائی ہی قلعے مین آکر

اُسنے طائران سحر کو مقرر کیا اور ساحروں کو سمجھایا کہ عمرو یہان اگر آئے تو مجھے خبر ہو جائے خلاصہ کلام طائر سحر اُڑکر اسکے پاس پہونچے اور آمد عمرو کے مخبر ہوے صندل جادو وزیرزادی نے عرض کیا ای ملکہ جلدی آپ زمین و آسمان سارا جہان سحر بند فرمایئے کہ یہ دزد مکار نکل کے جانے نپائے زعفران نے فی الفور سحر پڑھکر دستک دی کہ دیوارین قلعے کی بلند ہوئین او شعلہ فشان ہوگیئن ہر طرف راستہ نکلجانے کا بند ہوگیا اور دروازہ بھی ناپدید ہوگیا بند وبست کامل کر کے بہت ہوشیاری اور خبرداری سے تجسس عمرو مین مصروف ہوئی لیکن عمرو بھاگا شہر کے کوچے و برزن مین صورت اپنی تبدیل کر کے پھرنے لگا عجب شہر پاکیزہ اور مینو سواد بہشت نژاد دیکھا کہ عمارات مرتفع و بلند سرابنا سقف سپہر سے گھستی قصر ہاے بہشت سے باج لیتی رعایا برایا حسین اور خوش وضع طرحدار دو طرف دوکانین آراستہ بیچ مین سڑک ہموار بازارین بیشل ذی حوصلہ بیوپاری اور خریدار حسینان دہر کا مجمع جنکا عارض آتشین رنگ رشک شعلہ و شمع دوکانون مین اجناس نفیسہ کا انبار حرفے اور پیشے والے مالا مال در تجار جوہری بازار کی چمک دمک پر سپہر فلک کا دل قربان جواہر انجم کو اسپر نثار ہونے کا ارمان نظم

بام دایوان فلک بنیز لہا	شدہ تعمیر زلوح دلہا
قصرہا چادر مہتاب بدوش	خانہا سیر ارم در آغوش
حسن باآن چشم و جلوۂ ناز	بجلوہ داری خوبان ممتاز
ہر یکے لالہ رخے گل بدنے	گلشن رنگ و بہار چمنے

عمرو نے دل سے کہا بن پڑے تو سارا شہر لوٹ لیجیے اور رونق بازار ساحران غدار کی خراب و برباد کر دیجیے یہ سوچکر دوکان پر ایک جوہری کے جاکر نگین الماس و یاقوت طلب کیے اُسنے اول تو مفلوک وضع عمرو کو دیکھکر انکار کیا پھر سوچا کہ مجھے اپنے دام سے مطلب ہے دکھلانے مین کیا ہرج ہے غرض چند دانے لعل و گوہر و نگین الماس و یاقوت درج سے نکالکر دکھلائے عمرو نے انگوزنبیل مین رکھلیا اور اپنے پاس سے بڑے بڑے نگینے جھوٹے نکال کر دیدیے کہا یہ جواہر کام کا نہین ہے مین نہ لونگا جوہری نے جو اُن نگون کو جھوٹا دیکھا غل مچایا اور گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ارے اس دغاباز نے مجھکو لوٹا میری فریاد کو پہونچو لوگ بازار کے چار طرف سے دوڑے اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا عمرو نے کہا یہ مجھے لیے مرتا ہے مین بیچارہ غریب آدمی نگینے جواہر کے کیا کرتا اور اسنے مجھے جواہر کب دیا کہ مین بھلا لینے کے قابل تھا سب نے کہا یہ سچ کہتا ہے اب لوگ جوہری سے پوچھنے لگے اجی مہاراج جی تم نے اسے جواہر دیا کس لیے ایک نے کہا لالہ کسی امیر کو دے مرو تو کچھ وصول بھی ہو اس مفلس نادار سے کیا لے گا ایک شخص بولا ارے بھئی اس سے

کبھی کی عداوت ہوگی بعض نے کہا یہ بڑے بڑے ٹھگ ایسا مرد مفلوک کہان سے پائیگا جو بدل لیگا غرضکہ
سب نے جوہری کو قائل کیا اسنے کہا ابھی دس کاندارون کے سامنے مین نے اسکو جواہر دیا ہی تم سب اُلٹے
مجھے سمجھاتے ہو سب نے کہا اچھا یہ شخص کہین گیا تو نہین تھا اسنے کہا نہین کہا تو تلاشی لے لو عمرو نے
یہ سنکر سبکو تلاشی دی جواہر تو زنبیل مین تھا اور زنبیل بروقت تلاشی لینے اور مقید ہونے عمرو کے غائب
ہوجاتی ہی کیونکہ وہ معجزے کی ہی پس کہین جواہر کا پتا نہ لگا پھر تو ہزارون دشنام عمرو نے جوہری کو دین
اور مارنے کو دوڑا لوگون نے کہا جانے دیجیئے یہ جوہری بڑا دغاباز ہی الحاصل بیچارہ جوہری صبر کرکے
بیٹھ رہا اور جو لوگ فہمایش کرتے تھے وہ بھی اپنی راہ گئے اور تخلیہ ہوا عمرو نے پھر اسی جوہری کے پاس آکر
کہا تمھارا مال وہ کتنے کا تھا جو جاتا رہا اسے کہا کہ بیس ہزار روپیہ کا عمرو نے کہا اگر دس ہزار روپیہ مجھکو
دو تو تمھارا جواہر دیدون جوہری نے بموجب مثل کے کہ جاتا دھن دیکھیے تو آدھا دیجیے بانٹ دس ہزار
دینار دینا قبول کیے عمرو نے جیسا اُسکا جواہر تھا ویسا ہی جواہر مصری کا بنا ہوا زنبیل سے نکالا اور
اشرفیان دس ہزار روپیہ کی لیکر اسکے حوالہ کیا اور آپ وہان سے روانہ ہوگیا جوہری جب دکان بڑھا
کر اپنے گھر گیا سارا ماجرا اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ آج اس طرح سے ایک ٹھگ دس ہزار روپیہ مجھسے
لے گیا زوجہ نے کہا وہ جواہر جو اسنے پھیر کر دیا اس مین نہ کچھ فتور ہوا ہو مین تو دیکھون جوہری نے درج جو
کھولا روئی کے اندر لپیٹ کر جواہر رکھا تھا گرمی سے مصری پگھل گئی جواہر کا پتا نہ رہا اسوقت دونون
لگے سر پیٹنے اور روتے ہوئے پاس ملکہ زعفران کے دوہائی دینے گئے اور در دولت پر سر پھوڑنے لگے
ملکہ نے انھین پاس بلوا کر سب حال دریافت فرمایا اور کہا تم سمجھے ہو یہ کام عمرو عیار کا ہی جب وہ
گرفتار ہوگا تمھارا مال دلا دیا جائیگا اور حکم دیا کہ شہر کے سب جوہری ہمارے باغ مین آکر جمع ہون
تاکہ اس مقدمہ کی تحقیقات کیجائے یہ حکم جوہریون کو جب پہونچا سب روانہ ہوئے عمرو نے جوہریون
کو جاتے دیکھکر ایک شخص سے کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ جسکا مال تمنے لیا ہی وہ نالشی ہوا ہی یہ سب زعفران
کے پاس جاتے ہین غرض یہ حال پوچھ کر خود بھی جوہری بنا چکن پہنکر چکوے دار پگڑی سر پر دوپٹا گلے
مین ڈالکر بھاری جوتا پانون مین انگوٹھیان جواہر کی ہاتھون مین پہنکر جوہریون کے ہمراہ باغ مین
زعفران کے آیا سبحان اللہ اسکے باغ کا کیا کہنا جس کا شہر ایسا پاکیزہ حسن خیز زرریز پھر اسکے گلشن
نگارین کا کیا پوچھنا در باغ پر پھول جواہر کے لگائے تھے کہ شداد کی روح کو شرماتے تھے چوکھٹ
و بازو ایک ڈال طلاے خالص کے تھے اور چار دیواری اسکی سنگ یشب کی بنی تھی کہ سودا زدون
اور ضعیف دلون کو قوت اور فرحت بخشتی تھی اندر باغ کے درخت کے تراشی کیے ہوئے تھالے

آنکے بلورین بنے ہوے تنے درختون کے سونے چاندی سے منڈھے ہوے روش پٹری سے درست کسی طرف ایک کیفیت کے ساتھ دار و بست دریا چین اور گل نواع اقسام کے پھولے ہوے بار اثمار سے خوشے جھولے ہوے نہرین آب گوہر سے زیادہ مصفا طائرِ خوش نوا شاخون پر نغمہ سرا گرد باغ کے عمارت عالی قصر و منظر بنے تھے درخت بلند ہوکر لب بام تک پہونچے تھے کو ٹھون کی منڈیر پر پھل درخت کے رکھے تھے کہ لیٹے لیٹے جس میوے کو جی چاہے وہ لبون سے آکر لگجاے فرش قاقم و سنجاب کا ہر قصر و شہ نشین پر بچھا تھا بیچ باغ مین نگیرۂ پر زر رکھا تھا نیچے اسکے تخت یاقوت سرخ سے مزین اور مطلا آراستہ تھا کرسیان ذ نگل مرصع کار ہر طرح جدا گرد تخت کے گلدستے لگے انجمن جمشید جسم کو شرماتے تھے اسکندر کی بزم کو غیرت لاتے تھے

ابیات

تھی حسن فزا فضاے گلشن — تھی وجہ ہوا ہواے گلشن
دیکھے نرگس کے طرفہ سامان — اپنی خوبی پہ آپ حیران
لالے نے کیے چراغ روشن — جس سے کہ تمام باغ روشن
رقاص نسیم ہر روش پر — شاخین بھی جھومتین برابر
گرمی آفتاب گل سے — سایے گلبن کے نیچے بیٹھے
ہنسنا غنچون کا جلوہ زا تھا — شرق صبح بہار کا تھا
اُلجھی ہوئی بیڑون سے نزاکت — بہتی ہوئی نہرون سے لطافت
نہرون مین عکس پھولونکے تھے — پانی مین لعل بہ رہے تھے
شبنم سے بھرے تھے کاسۂ گل — جنت مین جیسے ساغر مل

فی الجملہ جب جوہری جمع ہوے ملکہ زعفران مع کنیزان زری پوش در فیق وافسان ذی ہوش کے باغ مین آکر زیر نگیرۂ زرنگار تخت پر جلوہ گر ہوئی اور ہر ایک جوہری کو بلاکر تحقیقات مقدمہ کی کرنے لگی یہانتک کہ نوبت عمرو سے بھی پرسش کی آئی سامنے طلب کرکے استفسار کیا کہ اس جوہری کا جواہر جو شخص لے گیا ہے وہ کبھی تیری دکان پر بھی آیا تھا کبھی تونے اُسے دیکھا تھا عمرو نے عرض کیا پانچہزار روپے کا مال ایک روز وہ میرا بھی لے گیا لیکن مین صبر کرکے خاموش ہو رہا نالش و فریاد ہنگامہ کچھ نہین کیا اب اگر آپ کے یہان قید ہو کر آئیگا تو مین بھی اپنا مال اس سے لونگا زعفران نے کہا تمھین سب کو مین نے اسواسطے طلب کیا ہے تا ہوشیار اور خبردار کردون کہ قلعہ مین ایک عیار آیا ہے وہ سب لوٹتا پھرتا ہے اپنا اپنا مال نہایت ہوشیاری سے رکھنا اور جو کچھ تمھارا جاتا رہا وہ سرکار سے اسوقت

یلو آیندہ کو شنوائی نہو گی یہ فرماکر صندل سے حکم دیا کہ پچیس ہزار روپے لاکر ان دونون جوہری کو دو
اُسنے فوراً روپیہ حاضر کیا بیس ہزار اُس جوہری کو پانچہزار عمرو کو عنایت ہوا اس انصاف کو دیکھکر سب جوہری
دعا دینے لگے اسوقت حکم ہوا کہ جو کچھ جواہر ہمراہ لائے ہو وہ حضور مین گذرانو کہ ہم بھی خریدینگے جوہریون
نے جواہر اپنا اپنا دکھایا لیکن عمرو چپکا کھڑا رہا اس سے کہا تو بھی دکھلا عمرو نے جواب دیا کہ میرے پاس
جواہر ناقص ہی حکم ہوا کہ دکھلا تو شاید پسند آئے عمرو نے مُسکرا کے ایک درج کمر سے نکالا اور اُسکو وا کرکے
موتی برابر بیضۂ مرغ کے ہاتھ پر رکھکر دکھایا وہ جگہہ تمام روشن ہوگئی اور زعفران بیقرار ہوکر تخت
سے اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا اے جوہری یہ موتی فرد ہی یا اسکی جوڑی بھی ہی عمرو نے کہا کیا خوب آپ نے
قدر کی ایک کسی بادشاہ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جوڑی کی ایک ہی کہی زعفران نے کہا سچ ہی جو
اسکی نسبت کہو بجا ہی یہ کہکر اور جوہریون کو رخصت کردیا انھین نہایت تعظیم سے بٹھلایا کہا قیمت اسکی
اگر واجبی لو تو یہ موتی مین مامون جان افراسیاب کو لیکر بھیجون عمرو نے کہا کوئی اسکی قیمت کیا دے گا
یہ ہمارا ہی کلیجہ تھا کہ اسکی جوڑی کا موتی کھرل کرکے کھا گئے زعفران نے پوچھا کس لیے اُسکو کھایا
تھا کچھ فائدہ تو بیان کرو عمرو نے جواب دیا کہ مین نے سیاحی بہت کی ہی ایک بار سنگلدیپ بھی جانے کا
اتفاق ہوا تھا ہر چند کہ یہ ذکر طولانی ہی لیکن خلاصہ یہ ہی کہ وہان ایک درویش صاحب کمال کے ذریعہ سے
امر نگر مین پہونچا اور خدمت مین راجہ اندر کے گیا اُنھون نے ایک جوڑی موتی کی عنایت فرمائی تاثیر اسکی
یہ تبلائی کہ جو کوئی ایک موتی کھائے سات سو برس کی عمر پائے اور کبھی بوڑھا نہو لہذا ایک تو مین کھا گیا
اور دوسرا یہ موجود ہی یہ بیان سُنتے ہی زعفران لوٹ ہوئی اور کئی کرور روپے صندل و زعفران دونون
نے ملکر منگائے اور بڑی منت سے عمرو کو دیکر راضی کیا عمرو نے کہا اس روپے کا جواہر منگا دیجیے اسقدر لیجانے
مین مجکو تکلیف ہوگی اور بارہ دری مین چلیے مین تدبیر اس موتی کے کھانے کی تبلا دون غرضکہ اُسی وقت
جواہر لیکر اور ان دونون کو بارہ دری مین لاکر موتی کھرل کرکے کھلایا یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئین
عمرو نے خنجر نکالکر چاہا کہ اُنکے سر کاٹ ڈالون مگر زمین شق ہوگئی اور ایک شیر نکلا عمرو نے شیر کو دیکھکر
فی الفور صندل کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اور زعفران پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ شیر نے چیخ ماری
زعفران ہوشیار ہوگئی شیر تو غائب ہوگیا لیکن اُسنے عمرو کو پکڑ لیا اور کہا او دزد غضب کیا تھا کہ مار ہی
ڈالا ہوتا اور گرفتار کیے باہر بارہ دری کے لائی ہر طرف صندل کو تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا عمرو سے
پوچھا سچ بتا کہ تو نے صندل کو کیا کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مین ساحرون کا گوشت نہایت رغبت سے
کھاتا ہون اسکو مین کھا گیا بہت بھوکا تھا زعفران جواب دہ ہوئی کہ تو غلط کہتا ہی یہ سامنے تیرے

جو درخت صندل کا لگا ہی یہ خشک ہو جاتا جو تو صندل کو کھا لیتا قاعدہ ہی کہ جب جاحر مر جاتا ہی اسکے سحر
کی بنائی ہوئی چیز گم ہو جاتی ہی عمرو نے کہا سچ تو یہ ہی کہ اسکو مین نے زنبیل مین رکھا ہی زعفران کو اور زیادہ
استعجاب ہوا لیکن کہنے لگی کہ ای عمرو تو اگر صندل کو چھوڑ دے تو مین تجھکو اپنے قلعے سے باہر کر دون
عمرو گویا ہوا کہ اگر دریاے خون رواں کے پار بھیجدو تو البتہ اُسکو مین دیدون ملکہ نے کہا یہ میری مجال
نہین کہ دریا کے پار تجھے بھیجون یا ختیار شہنشاہ کو ہی عمرو نے عرض پیرا ہوا کہ دو لاکھ روپیہ دو اپنے قلعہ کے باہر
نکال دو تو بھی صندل ملسکتی ہی زعفران نے قبول کیا اور روپیہ منگوا دیا اور قلعہ کے باہر بھیجدینے کی
نسبت قسم کھائی عمرو بارہ دری مین گیا اور زنبیل سے ایک زن ساحرہ کو کہ اکثر مقامات پر گرفتار کر کے
رکھا ہی نکالا اور صورت صندل کی بنا کر اسکو فہمایش کر دیا کہ تجھے زنبیل کی قید سے رہائی ملتی ہی اور
وزیرزادی زعفران ایسی شاہزادی کی کہلائیگی خبردار سواے صندل جادو کے اور کچھ اپنے تئین
نہ بتلانا اس ساحرہ کو خوشی اپنی رہائی کی ہوئی اور کہنا عمرو کا بدل منظور کیا اُسکو لیکر سامنے زعفران
کے آیا اُسنے اُٹھکر وزیرزادی جانکر گلے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا شفقت سے ہاتھ پشت پر رکھا
چنانچہ زعفران ایسی زبردست ساحرہ ہی کہ اسکے گلے ملنے اور پیٹھ پر ہاتھ رکھنے سے سارے جسم مین
اس عورت کے سوزش ہونے لگی اور تاب نہ لائی اُٹھ کر بھاگی زعفران نے کہا ای صندل کیون
تجھے سحر یاد نہ رہا کہ اس مین عمرو نے بات بنائی کہ آدمی زنبیل مین جانے سے سحر بھول جاتا ہی کیونکہ اگر
یاد رہے تو ساحر پھر وہان رہے کیون زعفران نے کہا سچ ہی افسوس مین نے بڑی مشکل سے سحر سیکھا یا
تھا خیر پھر بتلایا جائے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک آندھی آئی اور آگ ہر طرف برسنے لگی بعد اسکے
ایک بجلی کوندتی ہوئی آئی زمین پر گر کر ٹوٹی اور زن خوبصورت بنکر بلباس سرخ زنگ پر زرد
زیور یاقوت احمر زیب جسم کیے سامنے پہونچی زعفران پہچان کر ملنے کو اُٹھی یعنی یہ برق شرر ریز
اُسکی دوست ہی اکثر اسکے پاس آتی ہی حاصل کلام دونون باہم بغلگیر ہو کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ
بیٹھ کر گرم سخن ہوئین زعفران نے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور صندل کو دکھایا اُسنے بھی اُٹھکر
سلام کیا برق شرر ریز نے بغور دیکھکر کہا ای ملکہ یہ صندل نہین ہی عمرو بڑا دغاباز ہی اُسنے دمامہ
جادو اور ساحر شمشیر ایسے جادوگرون کو مارا ہی خداوند سامری اسکی صفت سامری نامے مین لکھ گئے ہین
بھلا وہ صندل کو دیدے گا یہ سُنکر زعفران نے اُس عورت کو دھمکانا شروع کیا کہ سچ کہ تو کون ہی
اُسنے کہا مین شہر کامرو کی رہنے والی ہون اور عمرو نے مجھے زنبیل مین قید کیا تھا اسوقت مجھے صندل
بنایا ہی حال میرا یہ ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی زعفران نے کہا ای برق شرر ریز تم سچ کہتی تھین اس

سوے نے دغا کی عمرو کھڑا یہ باتین سنتا تھا بولا کہ حرامزادی تونے میرے ساتھ بھی تو دغا کی وعدہ کیا
تھا کہ چھوڑ دونگی پھر مجکو کہان رہا کیا بھلے کو مین نے صندل کو نہین دیا ورنہ ہلاک ہو جاتا برق
یہ سنکر بولی کہ اے عمرو تو آدمی نہایت لائق ہی مین تجکو اپنے ساتھ لیچلونگی تو صندل کو دیدے
عمرو نے جواب دیا کہ مجھپر سے سحر دفع کرو و باغ کے باہر جانے کا راستہ ہو تو مجھے یقین آئے کہ تم چھوڑ دوگی
ابھی تو اپنی مضبوطی تم سب کیے ہو اور مجھ سے صندل کو مانگتی ہو زعفران نے یہ باتین سنکر سحر
اپنا دفع کیا راستہ کھولا اور کہا لاؤ صندل کو عمرو کمر مین ڈھونڈھنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ دیتا ہون
سب تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا زعفران گھبرائی کہا دیکھو بہن
موا دغا کر گیا برق نے کہا کہین گیا نہین یہین ہی تم سحر کرو کہ اس عرصے مین عمرو نے جال مار کر لوٹنا
شروع کیا فرش و کرسی و ذنگل و تخت و پاندان و چنگیر و مقابا وغیرہ جملہ اسباب غائب ہو گیا اور
ایک ہنگامہ مچا عمرو نے پکار کر کہا ہم جاتے ہین کنیزین غل کرنے لگین کہ کوئی کہتا ہی ہم جاتے ہین ایک نے
کہا بوا اسکو آنے جانے دیکن ہم لٹ گئے دوسری بولی کہ غضب ہوا میری تو گٹھری تک نگوڑے نے نہ چھوڑی
خلاصہ کلام ایک لحہ مین سارا گھر صاف نظر آنے لگا نقش بوریا تک عمرو نے نہ رکھا اور باغ سے نکلکر
چلا دروازے پر چلتے وقت ترکنون اور حبشنون سے بھی کہتا گیا کہ ہم جاتے ہین اور جو کچھ اسباب انکا
پایا وہ بھی لیکر شہر کے اطراف جو دو قریہ جات ہین اُس طرف چلا اور ایک گانون مین پہونچکر
صورت اپنی سپاہی کی ایسی بنا کر ٹھہرا اُدھر زعفران نے ایک طائر باش کے آٹے کا بزور سحر بنا کر
اڑایا کہ جہان کہین عمرو ہو وہان جا کر دیکھے اور مجکو آکر خبر دے طائر اڑ کر گیا اور اسنے ایک مرقع سحر کا
منگا کر دیکھا کہ عمرو کس کی صورت کی طرح بنا ہی اس ہنگام مین وہ طائر سحر اُڑ کر اسی گانون مین پہونچا
کہ جہان عمرو تھا اور پھر کر آیا اور پکارا کہ موضع زعفران پور مین عمرو ہی زعفران یہ خبر سنکر اور مرقع سحر
مین دریافت کر کے کہ عمرو کی صورت سپاہی کی ہی دوڑی کہ جا کر پکڑ لاؤن جب مقام عمرو پر پہونچی
طائر سے پوچھا کہ کس طرف ہی اُسنے پکار کر کہا کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہی یہ سنکر اُدھر ہی چلی مگر جانور
کا بولنا عمرو نے بھی سُنا جلدی سے گلیم اوڑھ کر بھاگا زعفران وہین ٹھہری اور طائر کو پھر بھیجا
کہ خبر لا عمرو کدھر گیا طائر چلا لیکن عمرو نے ایک جگہ جا کر گلیم اتاری تھی کہ طائر سر پر آکر تھرایا اور پھر کر
چلا عمرو سمجھ گیا کہ یہی طائر معلوم ہوتا ہی کہ تیری خبر دیتا ہی بس گلیم اوڑھ کر بھاگا وہان طائر نے جا کر
خبر دی زعفران آڑتی ہوئی آئی لیکن کسی کو نہ پایا پھر طائر کو روانہ کیا جب طائر آیا عمرو جہان
ظاہر ہوا تھا دیکھ کر پھرا اور خبر جا کہی ساحرہ ادھر چلی ادھر عمرو نے گلیم اوڑھکر اپنی راہ لی اب

عمرو آگے آگے اور زعفران پیچھے پیچھے دوپہر اسی طرح پھرے آخر عمرو تھک کر ایک غار مین اتر گیا اور
جال ایسا سر غار پر لگا کر گلیم اتار کر بیٹھا کہ جانور آیا اور دیکھ کر جا کر مخبر ہوا زعفران اڑ کر غار پر آئی
اور عمرو کو بیٹھے دیکھ کر پکاری کہ حرامزادے اب کہان جائیگا عمرو نے بھی کہا مالزادی قحبہ تو بھی یہان
زعفران بغضب تمام پنجہ بنکر گری غار مین پہونچکر جال مین پھنسی اور عمرو نے کھینچکر زنبیل مین ڈال
دیا اور غار سے نکل کے روانہ ہوا زعفران ہنوز زندہ ہے سحر اسکا باقی ہے تیلون نے سحر کے عمرو
کو گھیرا اور ہر ایک کہتا تھا کہ ہماری بی بی کو چھوڑ دے عمرو بھاگتے وقت کہتا جاتا تھا کیون شامت
آئی ہے اگر مجھے تم ستاؤگے مین تمھاری بی بی کو مار ڈالونگا تیلون نے خائف ہو کر برق شرر ریز کو جو ہمان
آئی ہے اس حال سے مطلع کیا برق شرر ریز ساحرون و تیلاہاے سحر کو لیکر دوڑی غوغاے عظیم برپا
ہوا ساحر پیچھے پیچھے عمرو کے غل مچاتے جاتے ہین لیکن اس خوف سے کہ زعفران کو عمرو ہلاک کر ڈالے
کوئی ہاتھ نہین ڈالتا عمرو بھاگا ہوا ویرانے سے آبادی مین آیا اور ہر کوچہ و برزن مین پھرنے لگا لیکن جب
شور و غل ساحرون کا کسی طرح کم نہوا اسوقت عمرو نے قصد کیا کہ زعفران جادو کو مار ڈالون اسی فکر
مین ہر سمت پھرتا تھا کہ ایک مقام پر حلوائی روغن کڑھاؤ مین گرم کر رہا تھا عمرو نے زنبیل کا منہ کھولکر
جال مین زعفران کو رکھکر کھینچ کر باہر نکالا تیلون نے اور ساحرون وغیرہ نے جا کر لپٹ کر چھین لین
عمرو نے جال کو کڑھاؤ مین جھاڑ دیا زعفران چھوٹ کر روغن مین گری اور جلکر تمام ہو گئی ایک ہنگامہ
قیامت زا بلند ہوا تمام عالم تاریک تھا تیلاہاے سحر جو عمرو کو گھیرے تھے اسکے مرتے ہی غائب ہو گئے
ساحر اس آفت کو دیکھکر بھاگے برق شرر ریز بھی خائف ہوئی کہ عمرو بلاے بد ہے ایسا نہو کہ مجھے بھی گرفتار
ہو جائے یہ سوچکر گریزان ہو کر اپنے مقام کی طرف گئی اور عمرو نے اس تاریکی اور شور وغیرہ مین
جال مار کر دکانون کو لوٹنا شروع کیا دکاندار سر پیٹتے ہین دکانین بند ہوتی ہین اہل شہر بھاگتے
پھرتے ہین آفت برپا ہے آخر اسی حالت مین یکایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من زعفران جادو بود
قلعہ جو بسحر بند تھا راستہ مسدود تھا کھل گیا عمرو بھاگ کر قلعہ کے باہر نکل گیا اور صحرا نورد ہوا اس
خیال سے کہ کسی طرح دریاے خون رواں کے پار اتر جاؤن لیکن چالاک صرصر کا سنیے کہ ہمراہ شگوفہ
سحر کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے چلی تھی تلاش کنان قریب اس صحرا کے پہونچی جہان عمرو پھر رہا ہے
خلاصہ کلام عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر ایک ساحرہ کے ہمراہ کسی کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہے
یہ دیکھکر کوس بھر اُسنے عمرو آگے نکل گیا اور وہان اپنے تئین ظاہر کیا صرصر نے اُس ساحرہ سے کہا اے
شگوفہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے عمرو نے یہ کلام سنکر جھاڑی مین اپنے تئین چھپایا لیکن صرصر نے پیچھا پکڑ کر

دوڑی عمرو جھاڑی کے اندر ہی اندر چلکر ایک غار مین اُتر گیا صرصر نشان پا دیکھتی ہوئی جھاڑیون
کو ڈھونڈھتی چلی اس عرصہ مین شگوفہ سحر نے کہا ادہر بھن کسی طرف سانس لینے کی صدا آتی ہے صرصر اُسکے
کہنے سے ہر طرف نگران ہوئی ادہر عمرو نے اژدہا غار سے مقوے کا بناکر نکالا کہ بجائے آنکھون کے
یاقوت سرخ نصب تھا مشعل کی طرح آنکھین روشن تھین منھ سے شعلے آتش کے نکلتے تھے صرصر اور شگوفہ
اُسکو دیکھکر بھاگین اُنکے پیچھے عمرو بھی غار سے نکلکر چلا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر انھین گرفتار کرون
اتفاقاً ایک مقام پر شگوفہ کو احتیاج پیشاب کرنے کی ہوئی صرصر سے علحدہ ہوکر جھاڑی مین گئی
عمرو نے پشت پر سے آکر حلقے کمند کے مارے اُسنے گھبرا کر پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے بیضہ بیہوشی مارکر
اُسکو بیہوش کر دیا اور پیراہن اُسکا اُتار کر رنگ و روغن عیاری سے لگاکر اُسکی ایسی صورت بناکر
صرصر پاس آیا اور اسکے ہمراہ آگے روانہ ہوا کچھ دور چل کر گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا صرصر سمجھی کہ شگوفہ
ساحرہ زبردست ہے بزور سحر غائب ہوگئی ہے لیکن عمرو نے دور سے ایک ساحر کو اس طرف آتے دیکھا
تھا اسوجہ سے غائب ہوکر دوڑا اور قریب اُسکے پہونچکر گلیم اُتار کر ظاہر ہوا وہ ساحر ساکن طلسم باطن
صاحبان اعزاز مین سے تھا شگوفہ سحر کو پہچانتا تھا اس نے استفسار کیا کہ آپ کہان جاتی ہین عمرو
نے کہا تلاش عمرو مین پھرتی ہون لیکن تم سے کچھ کہنا ہے یہ کہکر قریب اُسکے جاکر حباب بیہوشی ناک پر مارا
کہ وہ بیہوش ہوکر گرا عمرو اُسکو اُٹھا کر جھاڑی مین لے گیا اور زیادہ بیہوش کرکے اُسکو اپنی صورت اصلی
کے مانند بنایا اور پیٹھ پر لادکر چلا یہان صرصر حیران تھی کہ شگوفہ غائب ہوکر کدھر گئی اور ڈھونڈھتی
پھرتی تھی کہ ایک جانب سے اسکو دیکھا کہ عمرو کو لادے ہوئے آتی ہے صرصر جھپٹ کر نزدیک آئی
اور گویا ہوئی کہ آپ نے شاید اسی کو کہین دیکھا تھا جو غائب ہوگئی تھین بارے محنت ٹھکانے
لگی اچھی تدبیر سے حضور نے گرفتار کیا ورنہ اُسکا ہاتھ آنا دشوار تھا لیکن امید یہ آپ سے رکھتی ہون کہ
سامنے شہنشاہ کے یہ نہ فرمایئے گا کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا ہے بلکہ یہ اظہار کیجئے گا کہ صرصر نے مقید
کیا ہے کیونکہ عیار کا گرفتار کرنا ہم عیار بچون کا کام ہے دوسرے یہ کہ اس مفتری کو مجھے عنایت فرمایئے
تاکہ پشتارے مین باندھ کر لے چلون شگوفہ نقلی یعنی عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو ہوشیار کرکے جی
چاہتا ہے حال پوچھون صرصر نے کہا کہین ایسا غضب بھی نہ کیجئے گا یہ ہوشیار ہوا اور آفت لایا
فوراً چھوٹ جائیگا پھر قید نہ ہوسکیگا مناسب ہے کہ اسکو مجھے حوالے کیجئے آپکے باعث سے میری عزت
افزائی ہوگی آیندہ آپ کو اختیار ہے شگوفہ نے آخر اسکے التماس کو پذیرا کرکے اس ساحرہ کو دیا صرصر نے جال
عیاری بچھا کر حلقہ ہاے کمند سے خوب مضبوط باندھکر پشتارے کو درست کرکے دوش پر رکھا اور نہایت خوش و شادان

فرحان روانہ ہوئی آگے بڑھکر شگوفہ نے مصلحت کی کہ خاص طلسم کی راہ سے دربار مین چلین ایسا نہ ہو کہ روبراہ چلنے مین کچھ فتور پڑے غرض دونون اُسی طرف چلین یہانتک کہ ایک صحرا مین پہونچین کہ سارا جنگل سونے کا تھا ہر سمت آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی گھانس اور درخت کیا بلکہ زمین تک طلائے احمر کی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ صنع طراز قدرت نے طلائی زیور گیاہ اور نباتات کا شاہ صندلین خسار ارض کو پہنایا ہے یا فصل بہاری نے لباس استبرق اتار کر سنہری پوشاک زیب قامت فرمائی ہے پھول اور پھل درختون کے گل خورشید کو شرماتے تھے رشک سے آتش حسرت مین جلاتے تھے میوہ دار اشجار اسر بر بار پھولون کے درختون پر عقد ثریا تنا سبحان اللہ کیا قدرت صیرفی قدرت کی ظاہر تھی کہ چشمے آب کی بھی رنگت سُنہری تھی موجون سے یہ کیفیت عیان تھی کہ سونا بوتہ زرگر مین پر رخ کھاتا ہے سنہری گھاس سُنہرے کی طرح لہلہاتی انجم سپہر برین کو شرماتی گرداگرد اُس جنگل کے پہاڑ سونے کے سربلند تھے جھرنے جھڑتے زعفرانی پھول آمیز تھے ہر ایک کے دلپسند تھے آبشار کا جوش موج تبسم کو کندنی رنگون کے شرماتا تھا فی الحقیقت اُسکی شان مین یہ زیبا تھا ۔ **نظم**

ہر سمت وہ آبشار کا جوش
پتھر پتھر سے صاف جھلکی
اللہ اللہ وہان کا جوبن
رنگین کن دامن نگہ تھی
تھے بھی وہان کے سونے کے تھے
چرتے گھاس اور پانی پیتے

جھرنے وہ کہ آئینہ مرے کو ہوش
کیفیت سبزہ اس ادا سے
قربان صدقے ہزار گلشن
گھبراتے جو چرخ کے فرشتے
ہر سمت چٹان سے پڑے تھے
بشاش و کامل مین نظر آئے

صناعی صانع ازل کی
جو ہاج ہے خلد کی فضا سے
قدرت کی بہار اُس جگہ تھی
پھرتے چلتے وہین پہ آتے
لاکھون آہو ہزار دل چیتے
گر بھاگے کبھی کبھی ادھر آئے

عمرو ہمراہ صرصر کے شگوفہ بنا ہوا یہ سیر و کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا اور دل مین سونے کا جنگل دیکھکر للچاتا تھا کہ کس طرح پاؤن جو اس جنگل کے جنگل کو زنبیل مین رکھ لون پھر سوچتا تھا کہ یہ طلسمی کارخانہ ہے بظاہر یہ سونے کا دکھائی دیتا ہے نظر بندی کا ایسا طریقہ ہے اسیر طلسم کرنا سراسر بیجا ہے غرض اسی طرح دل سے باتین کرتا روانہ تھا یہانتک کہ کوہستان سے وہان کے جب گذر گیا تو ایک جنگل مروارید کا ملا یہان گھاس اور پتے درختون کے زمرد کے تھے اور پھول جواہر کے پھل موتیون کے لگے تھے ہر نوک گیاہ پر گوہر شب چراغ نصب تھا صحرائے گوہر نگار تھا یا قدرت رب تھا چمنستان روشن سبزہ ہزار طرح کا جوبن رونق وہ گلشن نگارین بلکہ فردوس برین تھا کہ ابیات

لپٹا پیڑون سے عشق پیچان		جوبن ہمہ پھول کا دکھانا		سنہرے کا ہوا سے لہلہانا

ہر غنچہ و گل تھا عطر افشان — خوبی سے بھرا ہوا وہ گلزار — نایاب و نفیس و سادہ پرکار

جب اس مقام سے اور آگے بڑھے ایک دیوار چینی کی از زمین تا چرخ برین سرکشیدہ نظر آئی کہ سنزلون تک درازی اُسکی تھی روبرو اس دیوار کے ہزار ہا تپلا بلور کا سپر و شمشیر ہاتھ مین لیے کھڑا تھا اور بیچ مین دیوار کے ایک پتلی شکل تصویر کے نصب تھی اُسکے نزدیک صرصر نے جاکر کہا اے تصویر طلسمی بحق شہنشاہ طلسم مجکو راستہ دے اُس پتلی کا پیٹ شق ہوا اور ایک دروازہ ظاہر ہوا صرصر اور عمرو دونون داخل ہوے اور ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ در بند ہوگیا صرصر اور عمرو آگے بڑھے ایک بیابان مین پہونچے کہ وہ مرغزار دلکشا تھا سراسر نکہت سمن و گلاب سے بھرا تھا نسیم سحاب وہان کی معطر کن مشام جان تھی شمیم گل شکل زلف عنبر سارے شاہدان کے عطر افشان تھی طرفہ تر یہ طلسمات تھا کہ ہر سمت ابر گھرا ہوا جیسے موسم برسات تھا ساون کا مہینہ معلوم دیتا تھا کہین پانی برستا تھا کہین مطلع صاف نظر آتا تھا ساونی پھولی تھی گھٹا گھنگھور چھائی تھی غرضکہ ایسے مقام فرحت بخش کی صفت مین یہ اشعار کافی ہین حفظ نفس ناظرین کو وافی ہین

نظم

بوتلین لاو برانڈی کی منائین ساون — آجکل باغ پہ عالم ہی گھٹا پر جوبن
ہاے کیا باغ ہی کیا ابر ہی کیا سبزہ ہی — بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
پانی پتون سے ٹپکتا ہی تیرا بوستان مین پیڑ — دھوبی دھلائی روشین صاف ہین جیسے چندن
باغ مین آکے یہان تک تو جھکی ہی ملی — پگڈیان بھیگین جو مالی تو جھکالین گردن
بادل امڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو — بجلیان کوندتی ہین شور ہی اتر دکھن
یون گھٹا چھائی ہی یون کوندرہی ہی بجلی — جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن
اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے — پیڑ اسطرح جھکے جاتے ہین جسطرح دلھن
مینہ برسنے کی ہی آواز ہوا کا غل ہی — شور سے سر پہ اٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
اسقدر چارطرف ابر ہی ماشاء اللہ — چشم بد دور نہین دیکھا ہی ایسا ساون

اُس دشت طراوت بیز مین ہر چند کہ بارش ہوتی تھی مگر جسم پر ایک بوند نہ پڑتی تھی صرصر اور شگوفہ تفضلی سیر کنان ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ وہان آٹھ ہنڈولے کھڑے تھے یہ دونون ایک ہنڈولے پر جاکر بیٹھین کہ یکایک زمین شق ہوئی اور دو پنجے پیدا ہوے اور دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اڑے ایک صحراے سبزہ زار مین لاکر انھین اتار کر غائب ہوگئے انھون نے اس جنگل کو بھی نہایت سبز و خرم پایا یعنے سبزہ وہان کا سبز رنگون کو لبھاتا تھا سبزہ بختان دہر کو شرماتا تھا جو پھول تھا

شگفتہ خاطرون کے دل کا فراغ تھا بلکہ مرہم داغہاے تیرہ بختون کے لیے چراغ تھا ہر ایک شجر خضر زاد اشتیاق تھا مجنون کے دل کو قامت لیلی کا طور دکھا کر تسکین دینے مین طاق تھا ہر سمت چشمے جاری اور گرد و جھیلون کے سبزہ زنگاری تھا

نظم

ہر اک طرح کے تھے وہان پر چمن — کسی مین بنفشہ کسی مین سمن

کہین لالہ تھا اور کہین جعفری — کہین رائے بیل اور رتن غزنی

کہین چاندنی تھی کہین موگرا — کسی جا مدن بان اور سوتیا

کسی جا سے آتی تھی شبو کی بو — کہین پر کھلا تھا گل نازبو

کسی جا لگا تھا گل آفتاب — کہین تھا ہزارا بصد آب و تاب

کہین تھی وہ شبنم کی گل پر بہار — کہ گوہر کرے ابر نیسان نثار

غرض تھا وہ گلزار رشک جنان — کہین ہر شاخ پر بلبلین نغمہ خوان

یہ دونون اس بیشہ فرحت افزا مین روان تھین کہ سامنے سے صداے طرقوا کی سنائی دی اور بڑے جاہ و تجمل سے ایک سواری ساحر جلیل القدر کی آئی آگے آگے یساول و چوبدار عصاے طلائی اور جواہر نگین لیے ادب اور تفاوت گویان ہمراہ خادم ملبس بلباس پر تکلف ہمراہ سواری لوبیان دور باش کا شور بلند اور ایک تخت مرصع کار و دلپسند پر طوفان جادو نام ساحر ذی احترام سوار پشت پر پہلوانان نامدار کی قطار قریب آ کر پہونچا صرصر نے آگے بڑھکر سلام کیا اسنے سلام لیکر پوچھا کہ بی صرصر کہان چلین اسنے جواب دیا کہ عمرو کو دربار شہنشاہ مین لیے جاتی ہون طوفان جادو نے کہا مین بھی وہین چلتا ہون میرے ہمراہ چلو سواری موجود ہے سوار ہو لو صرصر عرض پیرا ہوئی کہ حضور ہم عیارہ بچیان ہر جگہ پھرا کرتی ہین سواری اگر ڈھونڈھین تو کام کیونکر چلے آپ تشریف لے چلین کنیز پیچھے پیچھے آتی ہے یہ سنکر وہ ساحر آگے بڑھا اور صرصر اور شگوفہ بھی چلین جب اس صحرا سے گذر کر آگے بڑھین تو ایک ترپولیا ملا اُسکے آگے ایک دیوار بلور کی تھی صرصر نے دیوار سے کہا کہ تجھے واسطہ بادشاہ طلسم کا راستہ دے وہ دیوار شق ہوئی یہ دونون داخل ہوئین ذرا آگے بڑھین تو ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا دیکھا کہ خیمے خرگاہین استادہ ہین سراسر کی قنات تنی ہے کڑھاؤ چڑھے ہین چہل پہل ہو رہی ہے بستر ساحرون کے لگے ہین جا بجا چوکے دیے ہین آگ سنی ہر جگہ بچھی ہے پوجے پاٹ مین بعض مصروف ہین بعضے اشنان گیان دھیان مین ہین کنوئین پختہ بنے ہین دھوتی چھانٹ رہے ہین کوئی سورج سے آنکھ ملائے ہاتھ جوڑے کھڑا ہے کوئی ہوم کر رہا ہے سامنے اگیار کے جاپ کرتا ہے کوئی رسوئی کرنے مین مشغول ہے بھوجن بنا لگاتا ہے کسی نے سب کام سے فراغت پائی آرام مین ہے کوئی عیش و نشاط کے کام مین ہے دف دائرہ کہین بج رہا ہے کسی جگہ چکارا اور ڈھولک کا سمان ہے کوئی کثرت کرتا ہے پٹا بانک ہو رہا ہے کہین

ڈنڈا اور مگدر کا چرچا ہے کوئی ناچ دیکھنے مین مصروف ہے کہین حسن خوب سے کوئی مالوف ہے حاصل کلام
صرصر جب اُس لشکر مین داخل ہوئی میر طلایہ نے روکا اور کہا کیا باعث ہے کہ تم روبراہ نہ آئین خاص طلسم سے
جہان کوئی سوائے شہنشاہ کے نہین جاتا اُدھر سے آئین اس مین کوئی پیچ ہے صرصر نے لانا عمرو کا اور
اس خیال سے کہ گذرگاہ خلائق کی طرف سے آنے مین خوف رہائی عمرو تھا بیان کیا میر طلایہ نے کہا
اچھا تم لوگ ٹھہر جاؤ مین اجازت شہنشاہ سے نسبت تمہارے منگا لون تو جانے دون صرصر ٹھہر گئی
اور اُسنے ایک ساحر کو پاس افراسیاب جادو کے بھیجا وہ ساحر گیا اور پیش شاہ جادوان کیفیت صرصر
اور شگوفہ کی معرض بیان مین لایا وہان سے حکم ہوا کہ آنے دو کوئی مزاحم نہو ساحر نے آکر میر طلایہ کو حکم
شہنشاہ سے مطلع کیا اُسنے ان دونون کو اجازت دی یہان سے جو آگے بڑھین تو پشت باغ سیب
نظر آئی اس سمت کو بھی دروازہ عالیشان جواہر آگین لگا تھا اور ہزارہا ساحر بعہدۂ نگہبانی کھڑا تھا
صرصر آکر مع عمرو یعنی شگوفہ کے داخل باغ ہوئی ہرچند کہ عمرو پہلے بھی اس باغ مین آچکا ہے مگر دروازہ
سے آیا تھا ابکی بار طلسمی راہ سے پشت باغ کی طرف سے آیا ہے کیفیت آرایش اور زیبایش کو اس طرف
کی اُس جانب سے دو چند پایا اور علاوہ اس کے یہ باغ مسکن ہے افراسیاب کا روز بروز آراستگی اسکی
بڑھتی جاتی ہے ہر روز ایک کیا ہزارون بہارین تازہ بزور سحر اسمین پیدا کی جاتی ہین خلاصہ کلام اب جو
عمرو نے اس بوستان کو دیکھا تو بیخود ہوگیا اور دلمین اپنے درود پڑھنے لگا بلاتشبیہ فادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی کا نقشہ نظر آیا کہ ہر ایک درخت نیلم اور پکھراج اور الماس اور زمرد کا لگا ہے اور سونے کی زمین
پر مینا کیا ہوا ہے لعل بدخشان اور عقیق یمنی کے نگینے جڑے ہین کہ ستارون کو شرماتے ہین زمرد کے چمن
زمین گرد اُنکے فیروزے کے کٹہرے بصد جوبن ہین پھولون کی سُرخی گل سرخ آفتاب کو شرماتی ہے بو باس
سے نسیم عطر آگین اِتراتی ہے سنبل پیچان زلف شاہدان کو پیچ سکھاتی ہے معشوقون کی فندقون سے حنا
رنگین تر اور سرو اکڑنے مین قامت خوبان سے بہتر طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین موتیون کے
گچھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خورشید کے درخت مین ستارے لٹکتے ہین نہرون کی لب گردائین جڑاؤ مین
گلاب اور کیوڑہ بھرا تھا زمرد کی ڈالیون کا اُنپر سایہ تھا بطین اور مرغابیان گوہر نگار جواہر کی اُنمین
پیرتی تھین غوطہ بازی اور کلیلین کرتی تھین جوش فصل بہار تھا یہ سمان اظہار تھا نظم

اسقدر باغ مین ہے کثرت شبو و سمن انتہا ہے کہ جگہ نالۂ بلبل کی نہین	لین جماہی بھی تو کھلتے نہین غنچونکے دہن جسطرح سے کہ گلستان مین نہین جائے سخن

سبحان اللہ وہ سہانا باغ کہ چشم چراغ گلزار دہر اسکو کہنا زیبا ہے یا داغ دہ ریاض رضوان ہے نظم

گل تھے سب اپنے اپنے جوبن پر　　بوے گل تھی ہوا کے توسن پر
تھا عجب لطف پر جمال چمن　　جھومتے تھے پڑے نہال چمن
فصل تھی وہ رئیس گل ڈبل کی　　گرم جوشی تھی بلبل و گل کی
رقص کرتی تھی موج باد نسیم　　لخلخہ سا تھا عطردان شمیم
باغ گل مین کہین نہ گرد و غبار　　نورافشان مگر تھا وہ گلزار
تھا زمین سے سپہر تک پرنور　　نور سے تھا خلاصہ گل معمور
کسنے دیکھا جہان مین ایسا باغ　　تھا وہ باغ ارم کا چشم و چراغ

خلاصہ یہ کہ صرصر اور شگوفہ لیئے عمرو جنستان کو طی کرکے ایک ایوان عظیم الشان مین پہونچے کہ جہان افراسیاب سریر جہانبانی پر جلوہ آرا تھا اور دنگلون پہ ہزار ہا ساحر دست بستہ بیٹھا تھا صرصر نے بشارہ اُس ساحر کا جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہی بعد بجا آوری آداب و تسلیم سامنے شہنشاہ کے رکھ دیا اور حیران رہنا اپنا تلاش مین اور جد و جہد گرفتار کرنے مین عمرو کے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا اُسکو خلعت عنایت ہوا انعام فراوان عطا کیا پھر شگوفہ سحر نے بھی مجرا کیا اسپر بھی الطاف خسروانہ فرما کر حکم بیٹھنے کا دیا اور خراج اسکے ملک کا معاف کر دیا پھر مخمور سرخ چشم سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ شیر اور شیرین وغیرہ کو باس شیطان درگاہ ملک بختیارک کے مین نے بھیجا تھا مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہ اب تک تشریف نہین لائے اب ذرا تم تکلیف کرکے کوہ عقیق تک جاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ میری طرف سے عرض کرنا کہ وہ ناعیار یعنی عمرو گرفتار ہوا ہی حضور جلد تشریف لاکر اُسے قتل کرین دیر نہ فرمائین مخمور نے یہ حکم پاکر اول تو انکار کیا کہ حضور میری بہن خمار جاوے وہان جاکر رک اُٹھا چکی ہین مین نہ جاؤنگی آخر جب افراسیاب نے بگڑ کر درشت کہا ناچار اُٹھکر اپنے مقام پر آئی اور دو ہزار کنیزان زرین پوش کو ہمراہ لیکر خود بھی زر و زیور سے آراستہ ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین شیر اور شیرین جاکر پہونچے تھے لقا اور اہل دربار گھبرائے تھے کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا سر قلعہ پر چھایا اور ریزہ یاقوت کی بارش ہونے لگی وہان کے ساحر واقف کار گویا ہوے کہ علامت آمد مخمور سرخ چشم معلوم ہوتی ہی یہ کہہ ہی رہے تھے کہ تخت آکر اترا اور ملکہ مخمور سرخ چشم ہزاران ناز و انداز سر سے پانوتک جواہر کا زیور پہنے لباس شاہانہ زیب قامت کیے دو ہزار کنیزین کھڑے ہاتھون مین لیے ہمراہ تخت سے اُتر کر سامنے آئی اور خداوند کو سجدہ کیا نذر دی دنگل عنایت ہوا باادب تمام بیٹھی لقا نے پوچھا کہ اے بندی یاقوت حاضر ہونے کا کیا باعث ہی مخمور نے گرفتار ہونا عمرو کا اور بلانا افراسیاب کا ملک بختیارک کو واسطے قتل کرنے عمرو کے اور شیر اور شیرین بھیجکر سرمرغ کے طلب کرنا بیان کیا بختیارک نے یہ باتین سُنکر ایک قہقہہ مارا عمرو کا گرفتار ہونا کار بست مشکل و امر بست دشوار ہی طلسم مین جاکر

اپنی جان نہ دونگا پیر و مرشد کی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین اگر وہ قید بھی ہوگرآتے ہین تو وہ ایک کے سر کاٹ کر لوٹ مار کر کے چلے جاتے ہین بالفرض شاہ جادوان نے انھین گرفتار کرایا ہوگا جبتک مین یہان سے وہان پہونچون اتنی دیر مین وہ شاہ کا سر کاٹ کر چلے جاینگے محمور سرخ چشم نے کہا کہ ملک جی شہنشاہ طلسم بغیر فتح طلسم ہلاک نہین ہوسکتا ہی آپ تشریف لے چلین غرضکہ بعد مقامات بسیار کے بختیارک پشت طائر پر سوار ہوا اور شیر اور شیرنی ہمراہ چلے آگے بڑھکر پسوار کر لینگے مگر محمور سرخ چشم جو خداوند سے رخصت ہوئی تو تصور کرنے لگی کہ آخر تو اتنی دور آئی ہون لازم ہی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کو بھی دیکھتی چلون یہ تصور کر کے بیرون قلعہ جب پہونچی تو لشکر امیر کی طرف چلی اور تخت اپنا بزور سحر ایک مقام بلند پر اُتار کر کیفیت لشکر دیکھنے لگی دیکھا کہ بازار لشکر کے ہر سردار کی بارگاہ کے آگے آراستہ ہی اور اُردوئے معلّےٰ کا نقشہ ہی ایک طرف سونے کی بازار ہی دوسری سمت جواہر کا انبار ہی کہین چینی کا بازار خاقان چین کی کھلی ہی کہین فرنگستان کی بازار لگی ہی مگر اُن بازارون کی طرف رقم ہو تو بیان افسانہ عدم ہو خلاصہ یہ کہ ایک سمت بارگاہ سلیمانی کو دیکھا کہ ہزارہا کلس سونے کے اُسپر چڑھے ہین اور ہر کلس پر طاؤس جواہر کے منقار مین مالے مرواری کے لیے بیٹھے ہین دونون جانب سڑکین کنارے اُنکے بازار چار طاق بلقیس آراستہ ہی سڑک پر جواہر کٹا ہی سقے بادلہ نگار لنگیان باندھے کٹورے چاندی سونے کے کمر مین رکھے چھڑکاؤ کر رہے ہین سرداران عالی تبار اپنی اپنی بارگاہ سلیمانی مین جاتے ہین اور لشکر امیر جہان تک پیک نگاہ جاتا ہی اُترا ہوا نظر آتا ہی بلکہ براہ مبالغہ یہ انداز ہی کہ از مشرق تا مغرب از جنوب تا شمال فوج ظفر موج صاحبقران موجزن ہی لشکر مین ڈنکے بج رہے ہین پتیلیان چڑھی ہین قورمے بھن رہے ہین بہادر ہاتھ تلوارون کے نکالتے ہین تودے بنائے ہین تیراندازی ہورہی ہی کسی جا سجادے بچھے ہین لوگ تلاوت صحیفۂ ابراہیمی کتب ربانی مین مصروف ہین محمور جاہ و جلال لشکر کا دیکھ کر دنگ ہوگئی اور دل سے کہتی تھی کہ کلہ گوشہ صاحبقران آج تا باوج آسمان پہونچا ہی کب کوئی اُنکے مقابل ہوسکتا ہی زہے خوبی لشکر و زہے عزم شان و کروفر بہ فحوائے نظم۔

بلے ملک در راہ رزم آوران		بہ معمورگی بہتر از اصفہان	
بہ رونق زبت خانۂ چین نکو		دلے مردمش صالح و نامجو	

محمور سرخ چشم حیران کار کھڑی تھی کہ ایک سمت سے سامان اور تجمل سواری ظاہر ہوا شور و غل کا شور سنائی دیا دیکھا کہ آگے آگے سقے گلاب و کیوڑا چھڑکتے نکلے بعد اُنکے طفلان مہر صورت منقلین

روشن کیے عود و عنبر سلگاتے گذرے پھر خاص برداراورچوبداروں کے پرے ظاہر ہوئے جب یہ سب آگے بڑھے اُسوقت سواران زری پوش انتظام کنان پیدا ہوئے اُنکے پیچھے گلدستے اور درخت جواہر کے جنمین گچھے موتی کے آویزان تھے ملازم لیے وردیاں معقول پہنے نکلے اور سامنے سے مرکب پری پیکر پرشاہزادہ والاتبار برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان وگل گلزار صاحبقران نور دیدۂ مومنان و مسلمانان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اعظم نورالدہر بن بدیع الزمان عالی ہمم برآمد ہوئے گرد اُنکے سردار جنکو شاہزادے نے زیر کیا ہی مرکبون پر سوار ہین ایک ایک ان مین ذیوقار ہین شل طہماس بن عنقویل دیو پیرو ورد فضل بن گیا حور خون آشام وغیرہ کئی سردار ہمراہ ہین ذکر اُنکے زیر ہونے اور اطاعت مین شاہزادے کے آنے کا دفتر چہارم ایرج نامہ مین مذکور ہی حاصل کلام مخمور نے صورت جان پرور شاہزادۂ عالی گوہر کو جو دیکھا ششدر ہو گئی کس لیے کہ اس جوان حسین صاحب تمکین کو پایا کہ جبکا روے زیبا آفتاب تابان کو شرماتا تھا اور شوکت و صولت مین فسانۂ رستم کو قصہ بیہودہ بتاتا تھا نظم

بسبر کردہ لباس زعفرانی
بہار حسن و آغاز جوانی

قدش چون سرو بستان سرکشیدہ
زغم آسودہ و آفت ندیدہ

رخش تابان میان زلف پرتاب
چنان کاندر شب تاریک مہتاب

لبے چون غنچہ لبریز تبسم
دہانے راہ خندیدن درو گم

جبین و عارض آن غیرت حور
نمودے سفنے نور علے نور

دوابرویش بحکم نرگس مست
پے تاراج دل دادہ بہم دست

نوشتہ دست قدرت چشم بد دور
دو نون سرنگون بر سورۂ نور

چگویم وزدی آن چشم پرفن
کہ دل بردی بیک زدیدہ دیدن

زمژگان دستگاہی ساحری داشت
ید طولے بہ فن دلبری داشت

ہر آن زخمی کہ میزد تیر مژگان
لب او سرنگون کردی نمکدان

حلاوت زخم دل را زان نمک بود
کسے نشنیدہ شیرینی نمک سود

چگویم وصف آن سیب زنخدان
کہ بردہ گوے حسن از ماہرویان

بیاض گردن آن رشک گلشن
بنودے چارہ جز گردن نہادن

سخن از زیر نافش کفر و شین ست
زعورت چشم پوشی فرض عین است

زساق وساعدش جان را جلا بود بلاد فتنہ جادوشان را ہش	زدست و پاش دل بیدست و پا بود اجل قربان برچشم سیاہش

مخمور سرخ چشم دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہوئی اور ہزار جان سے شاہزادہ پر نثار ہوئی غشی طاری ہوئی کنیزون نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا اس عرصے مین سواری شہزادہ کی نکل گئی ناچار کف افسوس ملکر رہگئی کچھ بس نہ تھا آخر مجبور غم عشق کو سینۂ حسرت دفینہ مین پنہان کرکے زار و نالان طرف طلسم کے روانہ ہوئی دل سے کہتی تھی کہ بغیر شراکت عمرو کی کیے مطلوب کا ملنا دشوار ہے دوسرے تو طلسم مین رہے اور عمرو و ملازم امیر کی رفاقت نہ کرے جب معشوق سے سامنا ہوگا اور وہ اسکی شکایت کرینگے تو بڑی ندامت ہوگی یہان سے چلکر عمرو کو پار دریاے سحر کے لے چل اور مہرخ کی اطاعت مین سرگرم ہو اسی طرح کی فکر کرتی اور چشمۂ چشم سے خون ناب بہاتی یہ اشعار فراق مین و آمیز زبان پر لاتی

اشعار

اے گل تازہ رخ گلشن ناز
عارضت آئینۂ جوہر دار
ہرکجا جلوۂ قامت داری
شعلۂ طور چراغست از تو
بسر زلف پریشان سوگند
بخدنگ نگہ و برق دہا
بہ وفا یکہ زو ر راندۂ تست
زندہ کن رسم مسیحائی را

بلبل جان بہوایت دمساز
ای بیک جلوہ خرابم کردی
روز بازار قیامت داری
واے از دست تواے پریدا د
بشکست دل و پیمان سوگند
بنگاہے کہ در و بردۂ دل
بہ بجائیکہ زجان خواندۂ تست

ابرو و داشد زلف طرار
بہ نگہ سینہ کبابم کردی
آب و رنگ گل داغم از تو
بقلم نوبت تقریر فتاد
بکمان داری ابروے دوتا
بہ حیاے کہ کند غنچہ خجل
بخش جانے تن سودائی را

اسی طرح با دل زار و اشکبار داخل طلسم ہوئی اور اس طرف مہرخ سحر نے بختیارک کو طلسم مین لاکر آثار اشیری اور شیر نے سوار کیا سیر طلسم کراتے تمام مقامات عجائب و غرائب دکھاتے لے چلے طائران طلسم نے اسکی آمد کی خبر افراسیاب کو پہونچائی وہ بہر استقبال مع حرامان تامی کے آیا یہان تک کہ بڑے عزم و شان سے اول لشکر حیرت دکھانے کو طلسم ظاہر مین لایا حیرت اور صورت نگار سردارون کو لیکر پیشوائی کو آئی نقارے طلسمی بجنے لگے مہرخ کا لشکر دکھایا اور سب حال بیان کیا بارگاہ مین لاکر ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا افراسیاب نے حکم دیا کہ جب تک ملکہ جی لشکر مین تشریف فرمائین باغ سیب مین کچھ سردار جاکر دعوت کی تیاری کرین باغ کے مکان اور عمارتین آراستہ ہون فرش بدلا جائے شیشہ آلات سجا جائے یخانہ درست ہو مطبخ مین طعام

لذیذ تیار کیا جائے اس حکم کو سنکر شگوفہ نقلی یعنے عمرو جو ہمراہ شہنشاہ کے استقبال کے لیے آیا تھا اور اس تدبیر سے دریا کے پار اترا تھا کہ شگوفہ اصلی جسکو بیہوش کر چکا ہی اسکی کنیزیں اور ملازم اس کے مطیع ہین اور اپنا مالک جانتے ہین آپنے حکم دیا کہ سواری سحر سے تیار کرو کہ مین شہنشاہ کے ہمراہ چلون اور مین عمرو کے گرفتار کرانے مین خستہ ہون ورنہ خود سحر کرتی کنیزین حکم بجالا ئین اور تخت سحر کا بنا کر دیا عمرو سوار ہوکر افراسیاب کی سواری کے پیچھے ہو لیا ادھر تو کنیزون نے سحر پڑھکر تخت کو روان کیا ادھر افراسیاب نے کنارے دریا کے پہونچکر حکم کیا کہ اے دریا مجھے اور میرے ہمراہیون کو راہ دے غرض کہ اس تدبیر سے عمرو اتر تو آیا اور قصد رکھتا تھا کہ اپنے لشکر مین جاؤن مگر اسوقت حکم تیاری باغ اور سامان دعوت سنکر بیقرار ہوا اور دل سے کہا اگر بن پڑے تو اس دعوت کو چلکر لوٹو اور بختیارک حرامزادہ جو تمھین قتل کرنے آیا ہی اسکو جوتیان لگا کر خوب ذلیل کرو بس یہ سوچکر اپنی جگہ سے اٹھکر آپنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کنیز جا کر انتظام دعوت کرتی ہوا افراسیاب بسبب گرفتار کرانے عمرو کے اس سے خوشنود ہی جواب دہ ہوا کہ بہتر ہو ہمنے سب کار و بار تمھارے متعلق کیا دیکھین کہ کس شایستگی سے اس کام کو انجام دیتی ہو حسن خدمت مین ملک و مال ہمسے لیتی ہو شگوفہ نقلی آداب بجا لا کر رخصت ہوئی چلتے وقت افراسیاب نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ نگہبان دریاے خون روان کو اسکے جانے کی اطلاع ہوگئی شگوفہ نقلی دریا پر پہونچکر تخت کنیزون سے روان کرا کے پار اتر گئی اور باغ سیب مین پہونچکر عہدہ دارون یعنے داروغہ مطبخ خانہ اور مکاندار اور فراش اور مالک بخانہ وغیرہ کو بلا کر حکم سنایا انعام بیکر ان پانے کا امیدوار کیا سب درستی جلد جلد ہونے لگی آئینے قد آدم نصب ہوئے چھتین مکلف لگائی گئین دیوار گیریان صاف وشفاف درست ہوئین شیشہ آلات ہانڈیان جھاڑ کنول وغیرہ مزین مزیب طور سے ترتیب کیے مرد نگیون کی دوہری باڑھ سامنے مسند کے لگائی چنگیر جو گھڑے گلدستے چنے گئے مکان کے کونون پر گھڑیان جڑ دین تصاویر آئینے کے اندر شاہان دہر کی درست کین باغ کے درخت شبنم و بادلے اور زربفت سے منڈھوائے نہرون مین گلاب کیوڑہ اور بید مشک بھروایا ہزارے کا فوارہ ہر جگہ چڑھوایا اوٹ پھولون کے مناسب جگہ پر کھڑے کیے نازنینان مہر جمال و ماہ تمثال بہر خدمت گذاری مقرر کین کہ وہ باغ مین ہر طرف کو کار و بار کرتی پھرتی تھین کوئی سامان اور کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اس جگہ موجود نہو بلکہ بمقتضائے مثنوی

باغ کاہے کو تھا پرستان تھا ۔ تحفہ ہر طرح کا مگر وان تھا
ہر طرف بید مشک کا جھرمٹ کا د

خوبرو دیون کا ہر جگہہ پہ جماؤ
سیم و زر کی بنی تھی ہر دیوار
جھومتی تھی چمن مین باد صبا
موتیا تھا کہین کہین بیلا
ساولی تھی کسی جگہہ پھولی
تاک انگور پر غضب کی بہار
جیسے بکھرے ہون بال دلبر کے
تھے کسی جا پہ رقص مین طاؤس
لہرین لیتی تھی رحمت باری
اسکو دیکھے تو ہو پری ششدر
پہونچے ایسہ نہ وہم کی بھی کمند
تھا درخشندہ ہر ستون اسکا
نار اُن مین شعاع مہر کے تھے
ہانڈیان اسطرح کی تھین نایاب
چھت کی زنجیر و نمین لٹکتے تھے
خوبصورت تھی ایسی ہر تصویر
جلوۂ نخل طور پیدا تھا
میزین الماریان بہت خوشتر
دشمن ہوش تھی کسی مین شراب
سرد پر نور وہ سفید سفید
گاؤ تکیے لگے ہوئے اُسپر
لالٹینین بھی اسقدر نایاب
پھرتے تھے اس طرح ہوا کھاتے
اور جواہر کے اُسپہ نقش و نگار
نسترن اور رائے بیل کہین
کہین سوسن کسی جگہہ چنپا
جعفری تھی کہین کہین لالا
لوٹے جاتے تھے دیکھکر میخوار
ہر گل تر تھا عارض مہرو
تھے بہت اہل دید کو مانوس
تھی جو تعمیر بحر رکوٹھی
بیخودی سے رہے نہ کچھ بھی خبر
خوبصورت ہر ایک حلقۂ در
ساق محبوب سے کہین اعلا
نصب تھے اُن مین آئینے ایسے
کہیے بحر صفا کے انکو حباب
کشتی پر نور تھی ہر اک مردنگ
دیکھ پائے پری تو ہو تسخیر
سبز مخمل کا فرش وہ نایاب
ہر طرح کے سجے ہوئے کنٹر
تھا چھپر کھٹ لگا ہوا ایسا
عاشقون کی ہو جیسے صبح اُمید
قابل دید تھی ہر الماری
کہیے شمس و قمر کا انکو جواب
ہوش پریون کے تھے اُڑے جاتے
فصل گل نے کیا تھا متوالا
کہین نرگس کہین گل نسرین
عشق پیچان کہین کہین جوہی
چوگلا تھا کہین کہین کلغا
لچھے ایسے تھے سنبل تر کے
تھی چنبلی مین جسم یار کی بو
نہر جو بہتی چار سو جاری
نئے انداز کی عمارت تھی
قصر جنت سے تھی کہین وہ بلند
کہین آغوش حور سے بہتر
سب درون مین تمامی کے پردے
رشک رخسار مہ جبین قمقمے
جھاڑ ہر رنگ کے قرینے سے
ہو دل حور جسکو دیکھ کے دنگ
فرشی جھاڑ و نمین نور ایسا تھا
نیند آجائے جسکا دیکھ کے خواب
بعض مین کیوڑا بعض مین تھا گلاب
پانون پھیلائے دیکھکر لیلا
آگے اسکے تھی مسند پر زر
شیشے کنٹر اچاریون سے بھری
خلاصہ یہ کہ جب سارے مکان

کی آراستگی ہو چکی اسوقت میخانہ عمرو نے خود جاکر سجا اور خمہائے شراب مین بیہوشی خوب ملائی سیرون کیا بلکہ منون بیہوشی صرف کی داروغہ میخانہ سے کہا کہ شراب کے تیز اور عمدہ کرنے کا نسخہ یہ تیار کیا ہے اس سفوف کو ملاؤ وہ اسکا مطیع حکم تھا جو کہا وہی بجالایا بعد اسکے باورچی خانے

مین جاکر ہر ایک دیگ کا مُنھ کھول کر بیہوشی ملائی اگر کسی نے دیکھا بھی تو کہا یہ گرم مصالحہ مین نے لاکھون روپیہ صرف کرکے بنایا ہی آج شہنشاہ کو حظ کھانے کا اُٹھے گا اور میری بدولت سب باورچیون کو انعام ملے گا غرض کہ جب سب اپنی تدبیر کر چکا منتظر آمد افراسیاب ہوا وہان شاہ طلسم دن بھر بختیارک کو لشکر کی سیر کراتا رہا جب خادم میزبان دہر نے تنور فلک کو آتش مہر سے سرد کیا اور قفلی کو ماہتاب کے دستر خوان اطلس چرخ پر چُنا **نظم** ؎

نور چشم سیہ اوڑا شب کا
پھیلا عالم مین دام گیسوے شام

سُرخ چشم نہار صید ہوا
پھر دکھایا فلک نے روے شام

افراسیاب باحشم و خدم بختیارک کو لیکر داخل باغ سیب ہوا اور آرایش قصر دیکھکر نہال محظوظ ہوکر شگوفہ کو خلعت دیا مقام صدر پر مہمان کو بٹھایا تمام باغ مین روشنی ہوئی اور رقاصان پری تمثال حاضر ہوئین اُسوقت مخمور سرخ چشم بھی آکر پہونچی اور شریک جلسۂ دعوت ہوئی اسطرح حیرت بھی لشکر سرداران ذی رتبہ کو سپرد کرکے مکان دعوت مین آئی جب سب جمع ہوچکے اس وقت وہ ساحر جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہی اور پشتارہ مین بندھا پڑا ہی اُسکو سامنے طلب کیا اور پشتارہ کھلواکر بختیارک کے ہاتھ مین خنجر دیا کہ اسکا سر قلم کرو اُسنے بائین آنکھ کو عمرو کی دیکھا اُسمین تل شناخت کرنے کا ہی اُس ساحر بیہوش مین بیٹھے جو عمرو کی صورت ہی اُسکی آنکھ مین تل بنایا بختیارک مسند پر سے اُٹھکر کے ناچنے لگا اور پکارا کہ صلوٰۃ برابراہیم پیغمبر خداوند نعمت لقا ہی افراسیاب جلد مجکو یہان سے رخصت کر دے اب اس جگہ کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہی مین پہلے ہی کہتا تھا کہ پیر و مرشد برحق کو کون گرفتار کر سکتا ہی اس اثنا مین مخمور نے کہا ملک جی آپ کو شبہہ ہی جلد اُسکا سر جُدا کیجیے یہ عمرو ہی شہنشاہ نے بڑی جستجو سے اسے قید کیا ہی تل کا کیا دیکھنا کہین بن گیا ہوگا بختیارک نے کہا مین مسلمان ہون اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ مجھ سے سر نکٹ سکے گا اور کیون کسی بیچارے اپنے عزیز یا برادری کے ساحر کو قتل کیا چاہتے ہو شہنشاہ عمرو کے دشمن قید ہون یہ کوئی تم مین کا ساحر ہی اور علاوہ برین اُس شخص کے سر مین اتنا ایک بال بھی نہین جو جوتیان حضرت کی کھائے یہ کہکر رفیدہ سر پر سے اُتار کر دکھایا فی الحقیقت کھوپڑی صاف اور چکنی تھی افراسیاب اور سب اہل دربار ہنسنے لگے کہ دراصل یہ شخص شیطان ہی ہی اور مخمور سرخ چشم سے اشارہ کیا کہ اسے بکنے دے تو سر عمرو کا کاٹ لے بختیارک نے کہا ابھی تم ہنستے ہو کوئی گھڑی مین روؤگے مختصر یہ کہ اسکا کہنا نہ سنا مخمور سرخ چشم نے حکم

شاہ طلسم سے سر عمرو مصنوعی کا جدا کیا بختیارک آنکھین بند کر کے بیٹھ گیا اور اس ساحر کے مرنے سے
شور اور غوغا بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من فرہاد جادو و بو دآگ پتھر برسنے لگے بختیارک خوب اُچھلا
اور کودا اور پکارا کہ وہ مارا مین نہ کہتا تھا کہ جناب ستطاب معلے القاب گردون رکاب شاہون کے شاہ
ہم غریبون کے پناہ سرکردہ روزگار عمرو نامدار کو کون پا سکتا ہو افراسیاب بہت ذلیل ہوا اور اُٹھ کر
وہ درخت جو شگوفہ نے اپنے حیات کی نشانی کا لگایا تھا اُسے دیکھا از بسکہ وہ ابھی زندہ صحرا مین پڑی
بیہوش ہو اس باعث سے درخت کو سرسبز اور شاداب پایا سمجھا کہ شگوفہ سحر جو یہان موجود ہی یہ تو
وصلی ہی لیکن عمرو کے گرفتار کرتے وقت معلوم ہوتا ہو اسنے دھوکا کھایا اصلی عمرو کو پایا نہین ناموری
کے واسطے کسی کو عمرو بنا لائی یا عمرو کسی کو اپنی صورت کا بنا کر آپ اسکے پنجے سے نکل گیا بہر حال ایسا ہی
کچھ فتور رہو ایہ مضمون شاہ طلسم سوچکر خاموش ہو رہا لیکن بسبب تر و تازہ ہونے درخت حیات کے یہ گمان
مطلق نہوا کہ شگوفہ سحر کی شکل بنا ہوا عمرو یہان موجود اور منتظم ہو غرضکہ مسند پر آکر بیٹھا اور گویا ہوا کہ ملکہ کی
آپ سچ فرماتے تھے عمرو گرفتار نہین ہوا مگر آپ دعوت نوش فرمائین مین عمرو کو گرفتار کراتا ہون
بختیارک نے کہا مین دعوت سے باز آیا آپ مجھے خداوند یا س بھیجد تیجیے افراسیاب نے بمنت
تمام روکا اور حکم دیا کہ سامان عشرت حاضر کرو بموجب ارشاد شگوفہ نقلی جو منصرم کاروبار ہو اُسنے میخانہ سے
کشتیان بادہ ناب کی آغشتہ بدارو ے بیہوشی حاضر کین اور ساقیان ماہ لقا جام بھر کر سامنے لائے
پہلے بختیارک نے پی پھر اہل انجمن نوش کرنے لگے گائین خوش گلو زہرہ جبین ساز سے دمساز ہو کر
تانے لگانے لگین عجب سمان بندھا کہ فلک پیر بھی اپنی گردش بھولا اس اثنا مین افراسیاب
کو شراب بیہوشی کا نشہ دوبالا ہوا اسنے اپنے دونون ہاتھون کو دیکھا اسکے دہنے ہاتھ مین یہ صفت ہی
کہ حال اچھی بات کا اور ساعت نیک ظاہر ہوتی ہو اور بائین ہاتھ مین حال بری باتون کا اور ساعت
بد معلوم ہوتی ہی فی الجملہ اسوقت بائین ہاتھ سے ثابت ہوا کہ چند گھڑیان اسدم تیرے لیے ذلت
اور برائی کی ہین تھوڑی دیر کے لیے محفل سے چلا جا ورنہ خرابی ہوگی یہ دریافت کر کے حالت نشہ مین اور
کچھ زیادہ تفتیش نہ کر سکا اُسی طرح انجمن کو چھوڑ کے اپنے ہمشبیہ کو اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا اور
بسبب حرکت کرنے کے کچھ دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی اپنے مقام پر بیہوش ہو گیا ادھر اہل محفل جو مصروف
نا و نوش تھے بعد لمحہ کے بیہوش ہونے لگے شگوفہ نقلی نے ایک خُم شراب کی خادم خدمتگار وغیرہ کو دی
کہ شیطان خداوند کی دعوت مین حکم شاہ طلسم ہو کہ کوئی محروم نہ رہے لہذا تم بھی شراب پیو اور ناچ
دیکھو سب ادنی و اعلی خوشنود ہو کر مشغول میخواری ہوئے ادھر بعض اہل علم ساحرون کو حکم دیا کہ

جسکو خواہش کھانا کھانے کی ہو وہ مطبخ مین جاکر بلا تامل کھانا نوش کرے خلاصہ کلام ایک آن مین ادنے
واکابر وغیرہ کو بیہوشی طاری ہوئی اور باہم گفتگو بیہودہ مستون کی طرح کرتے اور جوتی پیزار آپسمین لڑتے
مردے کی طرح بحس وحرکت ہوے مگر بشبیہ افراسیاب آئینے کے اندر بیٹھا رہا اور بیہوش نہوا عمرو
اُسے دیکھکر گھبرایا اور سامنے اُسکے بھی جام شراب بھر کر رکھا اُسنے کچھ اعتنا نکی پھر عمرو نے اُسے سلام کیا
اُسنے ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا مگر مُنھ سے نہ بولا عمرو نے دل سے کہا مطلب ہی فوت ہوتا ہی اب ہرچہ بادا باد
جو کچھ قتل وغارت منظور ہو وہ کر وقت کو ہاتھ سے نہ دو یہ خیال کرکے اول بختیارک کو ہوشیار کیا اسکی جو
آنکھ کھلی عمرو کو باخنجر برہنہ پایا اور سب محفل کو مدہوش پایا جلدی سے تسلیم کی اور عذر خواہ ہوا کہ جناب
عالی وہ شخص تو آپکے غلام کا غلام بلکہ غلام کا احتلام ہی جو حکم ہو بجا لاؤن عمرو نے کہا ملک جی اب
باتین نہ بناؤ وہان سے ہمارے قتل کرنے کو آئے تھے آج تم بچ گئے نہین اچھا لو یہ خنجر حاضر ہی جلدی سر ان
ساحران نابکار کے جدا کرو بختیارک نے عرض کیا بہت خوب یہ حرامزادے سب اسی قابل ہین اور
واجب القتل ہین عمرو نے اسوقت رفیدہ اُتار کر ایک جوتی سر بختیارک پر لگائی کہ نالائق باتین بناتا ہی
جس کام کو کہا ہی اُسے نہین کرتا بختیارک پر جوتی پڑی کیلون سے نعلین کی سر سے خون جاری ہوا مگر سر کو
سہلا کر کہتا جاتا تھا کہ زہے سعادت اس فرزند خوش نصیب کی جسکو ایسا باپ شفیق اور مہربان مار کر
نصیحت فرمائے قسم ہی اپنے دین وآئین کی کہ کوہ عقیق مین مجھے یہ لذت نہ حاصل تھی سرکو اس نعلین
کا بڑا اشتیاق تھا آخر طالع یاور اور بخت رسا نے مدد کرکے سر کو اس جوتی تک پہونچایا عمرو اُسکی باتون سے
ہنسا اور سمجھا کہ یہ ایسی فطرتین کرکے وقت کو ضایع کریگا تم اپنا کام کرو بس در باغ جاکر بند کیا اور زنبیل سے
دس پانچ قیدی جنکو اکثر اوقات پکڑ کر زنبیل مین ڈال لیا ہی نکال کر حکم دیا کہ جلد یہان کا اسباب فرش
وتخت وکرسی ومیز اور دنگل وغیرہ سمیٹ کر ایک جاکرو دیر ہوگا تو تمہین مار ڈالونگا وہ سب اسباب ایک
جا کرنے لگے اور عمرو جو مال کہ ڈھیر ہو جاتا تھا اُسکو جال الیاسی مار کر زنبیل مین رکھتا تھا اور آپ بھی ہر جگہ
جال مار کر لوٹتا پھرتا تھا اور بختیارک ساحرون کا لباس اور ساحرنیون کا زیور براہ خوف بعجلت تمام تر
اُتار کر ایک جگہ انبار کرتا تھا یہان تک کہ دو گھڑی مین سارا باغ ویران کرکے عمرو نے ساحرنیون کا سر
مونڈنا شروع کیا اور قیدیون سے اپنے روغن دیکر کہا ان سب کا منھ کالا کردیکن جب مخمور کے سر
مونڈنے کی نوبت آئی عمرو کو احسان اسکا لینے چھپر کھٹ لوٹنا خمار کے ہاتھ سے یاد آگیا اسکا سر مونڈنے اور
بو فناک لینے سے باز رہا باقی ہر ایک کا سر مونڈ کر وہار جوتیونکا گلے مین پہنا کر منھ کالا کیا اور ساحرون
کے انثیین کو تانت سے باندھکر درختون مین دو سر تانت کا باندھ دیا اور بعض کو عورت کی صو

بنا کر بعض کے پہلو مین لٹا دیا اور کسی کو ریچھ والا اور بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دیدی جب ان کامون اور
لوٹنے سے فرصت پائی بختیارک کو مارنا شروع کیا کہ جلد سر انکے کاٹ وہ ناچار چھاتی پر چڑھ کر ساحرون کو
ذبح کرنے اور مارنے لگا شور نشور محشر کی طرح ہنگامہ برپا ہوا عمرو نے اسوقت شہال کتے کی نکالی کہ جسپر
بڑے بڑے بال تھے اور گھنڈیان پیٹ کی جگہ اُسمین لگی تھین اسکو پہنکر زمین پر گر کر مثل سگان تازی کے
جست کرکے ایک گوشہ باغ مین جا کھڑا ہوا اور چلتے وقت ایک رقعہ لکھکر مقام نشستگاہ افراسیاب
پر ڈالدیا اُسمین لکھا تھا کہ این کار عمرو نامدار ست غرضکہ خود ایک گوشہ باغ مین بصورت کلب جاکر ٹھہرا
بعد لمحے کے جب افراسیاب اپنے مقام پر ہوشیار ہوا باغ کی جانب چلا اب اور لطف کی بات سُنیئے یعنی وہ
شگوفہ سحر جسکو عمرو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑ آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ہر سمت صرصر کو تجسس کرنے لگی اور
عمرو کو بھی ڈھونڈھتی پھری جب کہین پتا نہ لگا تو سمجھی کہ صرصر شاید عمرو کو پکڑ لے گئی ہوگی یہ سوچکر باغ
سیب کی طرف روانہ ہوئی اور اُسوقت آکر پہونچی کہ عمرو جا چکا تھا اور بختیارک ساحرون کا سر خوف
عمرو سے کاٹتا پھرتا تھا شگوفہ نے کیفیت مجلس اور اسکا ذبح کرتے پھرنا دیکھکر تصور کیا کہ عمرو جو قید ہوکر
آیا ہے اُسنے قابو پاکر سب کو بیہوش کیا ہے وہی سب کے سر کاٹ رہا ہے بس دیکھتے ہی وہین سے سحر کیا کہ
بختیارک کے دست و پا بجس ہوے اور شگوفہ نے آکر تازیانہ سحر سے تیار کرکے مارنا شروع کیا اور
بختیارک نے عمرو کو اسی صورت کا بنا ہوا دیکھا تھا سمجھا کہ خواجہ ہین غرض وہ منت و سماجت کرنے
لگا کہ حضور مین تعمیل حکم کر رہا ہون سحرون کے سر کاٹے ہین مجھے زد و کوب نفرمایئے شگوفہ نے اس کلمہ پر
اور زیادہ مارا اُسوقت تو یہ لگا دوہائی دینے کہ دوہائی افراسیاب کی مجھے گھر مین بلاکر خوب دعوت کی
کہ کھانے کے بدلے خوب مار کھلائی ارے واسطہ سامری و جمشید کا کیون مجھے مارے ڈالتے ہو ہر چند
یہ چیختا ہے اور غل مچاتا ہے مگر شگوفہ سماعت نہین کرتی اور اسکو پیٹے جاتی ہے یک ہنگامہ بلند ہے کہ ادھر
سے افراسیاب آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہے اور شگوفہ تازیانہ لیے بختیارک
کو مار رہی ہے یہ دیکھکر اُسکے ذہن مین آیا کہ شگوفہ بنکر عمرو یہان موجود تھا اُسنے سب کو بیہوش کیا اور اب
شیطان خداوند کو مارتا ہے اس یقین کے ہوتے ہی بغیظ و غضب تمام سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ برق
چمککر شگوفہ سحر پر گری کہ دو ٹکڑے کرکے زمین مین اُتر گئی اور اُسکے مرنے کا شور اُٹھا اور صدا آئی کہ افسوس
مردیم و جان و دادیم کشتی مرا نام من شگوفہ سحر جادو بود یہ ندا سنکر افراسیاب گھبرایا کہ یہ تو شگوفہ اصلی
تھی اور نہایت پریشان ہوکر باغ مین آکر جو درخت حیات کو دیکھا شگوفہ کے مرتے ہی وہ جل گیا تھا
اسوقت افسوس کرکے خیال کیا کہ اور سب بیہوش ہین مگر شیطان خداوند ہوشیار ہے اغلب ہے کہ یہ

عمرو ہو بہت کچھ سمجھ کے اسکی جانب بنگاہ غضب دیکھا بختیارک نے کہا ابھی تو یہ تعجب مجھے بیٹ رہی تھی
جو واصل جہنم ہوئی اب تو گھورتا ہی کیون گھر مین بلا کر بجیلہ دعوت عداوت پر کمر باندھی ہی کب کی
مجھ سے دشمنی نکالی ہی ای افراسیاب دیکھا تو نے استاد برحق کی عیاری کو اب مناسب ہی کہ مجھے پاس
خداوند کے بھیجدے افراسیاب ان باتون کو سنکر قاصد ہلاکت تھا لیکن رُک گیا کہ ابھی ایک دھوکا
کھا چکا ہون ایسا نہو کہ پھر افسوس کرنا پڑے اور پشیمانی ہو لیکن براہ تحفظ سحر سے حصار گرد بختیارک
کے کرکے ابر سحر برسایا کہ اہل محفل ہوشیار ہوے مگر کسی نے پہلو مین اپنے عورت کو لیٹے پایا جان جان
کہکر اس سے لپٹا اور کسی نے بید حرک اٹھنے کا قصد کیا تو انیشین بندھے تھے جھٹکا جو لگا ہاے کرکے
پھر گر پڑا کسی نے منھ جو پھیر جوتی ہاتھ مین پہنا دی تھی وہ تڑاق سے رخسار پر لگی کسی نے ہاتھ کو جو اٹھایا
کیا اور حرکت دی تو ڈگڈگی بجنے لگی خلاصہ یہ کہ وہ تمسخر اور استہزا ہوا کہ افراسیاب خود بھی ہنس پڑا اور
سب کو ڈانٹا کہ ذرا ہوشیار ہو کر اٹھو تمھاری حالت اسوقت دوسری ہی اب جو سب نے اپنی اپنی
کیفیت دیکھی نادم ہو کر سنبھل کے اٹھے اور سحر کرکے تانت انیشین سے کھولی اور گوشے مین گئے عورتین
اداہی اداہی کہکر بدن چرائی ہوئین اٹھکر بھاگین اسوقت مخمور بھی اٹھی اور ساحرو ساحرنیون کے
سر منڈے دیکھکر اپنے سر پر بھی ہاتھ پھیرا دیکھا میرا سر بھی منڈا ہی علیحدہ اٹھکر جا کے آئینہ دیکھا
تو منھ کالا نہ تھا پھر لباس اور زیور کو بھی بدستور پایا سمجھی کہ عمرو کو جو تو نے ایکبار رہا کیا تھا یہ اسکا
نتیجہ ہی غرضکہ افراسیاب نے اول کتاب سامری دیکھی کہ بختیارک اصلی ہی یا عیار ہی معلوم ہوا کہ اصلی ہی
اسوقت عذر اور معذرت کرکے اسکو بٹھایا اور حکم دیا کہ نئے سر سے سامان عشرت مہیا ہو چونکہ یہ بادشاہ
طلسم ہی اسی وقت ہزارہا ساحر دوڑ پڑے اور فرش و مسند و شیشہ آلات وغیرہ درست ہوا میز اور
کرسی کو دنگل بچھ گئے میخانہ پہلے کا آغشتہ بیہوشی جانکر پھکوا دیا اور نئے سر سے خمہاے شراب احمر
تیار کرائی گئین کھانا وغیرہ بھی بدلا گیا اس کاروبار کے کرنے مین لوگ اندر اور باہر پھرنے چلنے لگے
عمرو اسی طرح کتا بنا ہوا باہر باغ کے نکلکر صحرا نورد ہوا جب سب درستگی ہو چکی افراسیاب نے کہا
کچھ ساحر جائین اور عمرو کو ڈھونڈھ لائین یہ سننا تھا کہ بختیارک اٹھ کے قدم پر گر پڑا اور پکارا کہ
مجھے تاب مار کھانے کی نہین ہی واسطہ اپنے دین و آئین کا کہ مجھے خداوند پاس بھیجدو اور سارا بدن
اپنا دکھایا کہ دیکھو فگار ہو گیا ہی اب تم پھر عمرو کے گرفتار کرنے کا حوصلہ کرتے ہو افراسیاب نے
ہر چند روکا مگر اسنے نہ مانا آخر وہ جو دو چار گھڑی رات کہ اس ہنگامہ مین باقی رہی تھی اس عرصہ مین
کچھ تحفہ جات طلسم بہم پہونچا کر جسوقت شب گرد فلک مع لشکر کواکب کوچ کر گیا اور شہنشاہ زرین

قبائے شرق اور رنگ فیروزہ نگار پہنا کر بٹھایا ابیات

تاریکی شب ہوئی جو کافور	پھیلا دم صبح صبح کا نور
گردون کے چراغ جھلملا کے	گل ہو گئے جھونکے سے ہوا کے

بختیارک کو طائر سحر پر بٹھلا کر سمت کوہ عقیق بھیجا اُس جلدی مین لشکر جو بہر مقابلہ حمزہ درکار تھا وہ بھی ساتھ نہ کر سکا بعد روانگی اسکے حیرت کو بھی لشکر کی جانب روانہ کیا اور اہل دربار سے کہا اب مجکو لازم ہی کہ عمرو کو زندہ قید کرکے پاس شیطان خداوند کے بھیجدون تاکہ جو کچھ انھون نے یہان ذلت اُٹھائی ہی اُسکا معاوضہ اُس سے کرین اور میری بھی ندامت دفع ہو لیکن اوّل مجکو سزا دینا اس حرامزادی صرصر کو ضرور ہی کہ یہ کیسا عمرو گرفتار کرکے لائی تھی یہ کہکر واسطے احضار کے حکم ہوا پنجے گئے اور صرصر کو صحرا سے اُٹھا لائے کس لیے کہ صرصرا اُس مکان دعوت مین ساتھ شاہ کے آئی تھی یہان سب دخیا پہلے ہی اعنشتہ بیہوشی ہوچکے تھے ہر چند کہ یہ عیارہ تھی اور اُسنے ایک ایک کارپرداز کو میزان فراست مین تولا تھا مگر کسی کو غیر نہ پایا تھا اور شگوفہ لینے عمرو الگ الگ رہتا تھا بلکہ اپنے ہاتھ سے مجلس مین شراب بھی دینے نہ آیا تھا فلہذا صرصر پہچان نہ سکی اور شریک صحبت ہو کر بیہوش ہوگئی جب ہوشیار ہوئی عمرو کی فطرت پر خبردار ہو کے بھاگی کہ عتاب شہنشاہ مجھپر ضرور آئیگا کہ عمرو کو گرفتار کیا کر لائی تھی فی الجملہ اُسوقت جو پنجے اُسکو اُٹھا لائے افراسیاب تازیانہ پکڑ کے اُٹھا اور کہا نال زادی ایسا ہی عمرو کو قید کرکے لاتے ہین صرصر نے کہا حضور شگوفہ نے گرفتار کیا تھا اور یہ کہکر قدم پر گر کر نہایت عذر کرکے وعدہ کیا کہ اب ضرور بالضرور اصلی عمرو کو لاؤنگی غرض بمجبت تمام شاہ جادوان نے خطا اُسکی معاف کی اور یہ دوبارہ واسطے گرفتار کرنے عمرو کے روانہ ہوئی جب باغ سے آگے بڑھی دور سے عمرو نے اُسے جاتے دیکھا خیال کیا کہ اس سے بولنا کچھ ضرور نہین جانے دو اور عمرو کا وہ خوف ساحرون پر طاری ہی کہ ایک جگہ حیات جادو نام ایک ساحر نے عمرو کو جاتے دیکھا دہشت سے کانپا اور راہ کاٹ کے چلا گیا کہ یہ بہت ہی بلا ہی اس سے سامنا کرنا اچھا نہین ہی اب خواجہ تو صحرا نورد ہین لیکن انتظام شاہ طلسم کا مذکور سنیے کہ بعد بھیجنے صرصر کے بہران صنغم صورت شیر سوار جادو ایک اپنے رفیق خاص سے کہا تو جا کر جب تک مین عمرو کو گرفتار کراؤن سر کہوخ اور کل نمک حرامون کا کاٹ لا کہ ہمراہ قید عمرو کے پاس خداوند کے بھیجون بہران آداب بجا لا کر رخصت ہوا اسوقت افراسیاب نے ایک نامہ مصور جادو کو کہ نبیرہ سامری ہی لکھا مضمون اسکا یہ تھا نظم

کہ اے سرورِ جادوانِ جہان ترے حکم مین ہے ہزارون کی جان
تو ہے قدوۂ دودۂ سامری جگائی ترے نام نے ساحری
بھلا کون تیرے مقابل مین ہے ترا غلغلہ چاہ بابل مین ہے
کمینہ ترا بندہ زروشت نام مقرر ہے شہپال تیرا غلام

آپ سابق مین اپنے ملک سے اسطرف نہضت فرما ہونے والے تھے باعث توقف سواے خیریت مزاج ہمایون کے کوئی اور امر نہو فی الحال یہ عقیدت گزین عمرو عیار کے طلسم باطن مین آنے سے پریشان حال ہے ترصد کہ حضور نزول اجلال فرمائین تاکہ واسطے انتظام طلسم باطن کے ذات گرامی کافی ہو اور مین طلسم ظاہر کا بندوبست کرون یا جناب والا طلسم ظاہر پر توجہ مبذول کرین احقر طلسم باطن مین رہے و دیگر حالات بروقت شرف حضوری گزارش خدمت ہون گے زیادہ نیاز اس نامے کو طائر سحر کے حوالے کیا وہ لیکر روانہ ہوا مصوّر کا ذکر سابق مین لکھا گیا تھا کہ خبر قتل شکل کش سُنکر چلا تھا مگر ایک مقام پر آکر پہونچا اُسکو یاد آیا کہ اس زمانے مین میرے سحر پڑھنے اور سامری کے نام پر چلہ بیٹھنے کا وقت ہے یہ خیال کرکے اُسی جا فروکش ہوا کہ بعد چلہ پورے ہونے کے جاؤنگا اُسوقت طائر نے جاکر نامہ افراسیاب کو دیا پڑھکر شادمان ہوا اور جواب اسکا اس طرح سے لکھا ابیات

اے شہنشاہ آسمان رفعت اے شہ نیک خو و باصولت
بادشاہ جہان و گردن کش حاکم ساحران عالی منش

نامہ محبت مشحون کے مضمون سے مطلع ہوکر واسطے قتل باغبان طلسم ظاہر کے عنان عزیمت کو ہمنے منعطف کیا بمدد سامری فیصلہ جنگ کرکے تم سے ملاقات کرینگے اطمینان رکھو اُس نامہ کو طائر لیکر سمت شاہ طلسم گیا اور اُسنے کوچ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل با فوج قاہر قریب طلسم ظاہر پہونچا لیکن جب طائر سحر نے شاہ طلسم کو جواب نامے کا لاکر دیا وہ اُسے پڑھکر خوشنود ہوا اور اُسی وقت حیرت کو لکھ بھیجا کہ نبیرۂ سامری اُس طرف آتے ہین اُنکی تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا حیرت اس تحریر کو پاکر مع سرداران استقبال کو چلی ادھر سے بحران اپنی فوج لےکر بڑے کروفر سے دریاے خون روان کے پار اُترا حیرت نے اُسکے استقبال کے لیے یاقوت اپنی وزیرزادی کو بھیجا اُسنے جاکر پیشوائی کی ادھر حیرت پاس مصوّر پہونچی اُسکے جاہ و جلال کو دیکھا کہ ابیات

پیل سا ایک اژدرِ خون خوار اُسکے اوپر تھا وہ خبیث سوار
اپنے فن مین تھا وہ لعین کامل سحر جادو مین مستعد قابل

غرض اُس طرف سے بہران اور ایک جانب سے مصوّر مع افواج قاہرہ داخل لشکر حیرت ہوئے ایک ہنگامہ اور غلغلہ برپا تھا انکے آنے کی خبر مہرخ کو ہوئی دربارگاہ پر اپنی کھڑے ہوکر مع سرداران کے آمد لشکر دیکھنے لگی کہ ابیات

جلتی تھیں جا بین ناریون کی	تیغون مین چمک تھی بجلیون کی
گھوڑون مین رعد کی صدا تھی	اُمڈی ہوئی کفر کی گھٹا تھی

مختصر یہ کہ بارگاہین برپا ہوئین لشکر اترے مصوّر اور صورت نگار زن وشوہر باہم ملاقی ہوئے بہران بھی شریک انجمن ہوا مصوّر نے اُس سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم تم ملکر حریف سے لڑین اسنے جواب دیا کہ مجھے سامری کی مدد کے سوا کسی کی اعانت نہین درکار ہے یہ کلمہ مصوّر اور صورت نگار کو برا معلوم ہوا مگر خاموش ہو رہی حیرت نے دعوت وضیافت دونون کی فرمائی شغل مے نوشی رہا جسدم نقاش دہر نے صفحہ دہر سے نقش زرین خورشید کو مٹایا اور ورق سبز سپہر کو ستارون سے زرافشان کیا کہ نظم

قدم رنجہ فرمود بر آسمان	جہان دار انجم بصد عظم وشان
منور جہان گشت از فرط نور	بیاراست بر چرخ بزم سرور

بہران نے حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا طائران سحر اور عیارون نے جاکر مہرخ کو بھی مطلع کیا ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملارات بھر طرفین سے تیاری رہی ساحرون نے سحر جگایا بہادر اور دلاورون نے تلوارون کو سان پر چڑھایا طول ہر مقام پر بجا ہے شب گذر کر آخر وہ وقت آیا کہ آہوے دشت اخضر گردون یعنی ماہ صید ہوا اور ضیغم فلک بادبدبہ وشوکت میدان چرخ پر آیا کہ ابیات

ہوا گردون پہ مہر جلوہ کنان	ماہ تابان ہوا نگہ سے نہان
ہر طرف تھی صدائے شور وشر	چلے دشت وغا کو دو لشکر

لشکر دونون طرف سے بعظم وشان تمام میدان قتال مین آئے ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا کہ ابیات

سمندون سے دونون جہان ہلگیا	زمین ہل گئی آسمان ہل گیا
زمین خون شد وخون بجیحون رسید	چقاچاق خنجر بہ گردون رسید

حکم صف آرائی ہوا میمنہ میسرہ وغیرہ درست کیا گیا سردار آگے بڑھے منچلے جوش جوانی دکھانے لگے نامرو منھ چھپانے لگے نقیب للکارے بہادرون کو پکارے مذمت دنیا سے خالی زبان پر لائے وہ فقرے

سنائے کہ عروس مرگ کا ہر ایک مشتاق ہو یعنی نظم

عیش دمی دیار جوش ہستی کب تک — یہ عجب و غرور و خود پرستی کب تک
اس دیر خرابات سے جانا ہی ضرور — غافل ہشیار ہو کہ ہستی کب تک

اے نامدار و آج میدان جنگ کو بزم عروسی بناؤ و خون مین سرخرو ہو کر عدو کو نہلاؤ و شمع ناموری کو روشن کرو عروس مرگ سے منعقد ہو تلوارون کی جھنکار کو ساز کا بجنا سمجھو نعرون کو ہل من مبارز کے راگ تصور کرو کہ نظم۔

عنان راز دشت و غار بر متاب — کہ نامرد را ہر دو عالم خراب
شجاعت خدا و رسول را پسند — شجاعان ز دنیا بجنت رسند

اس صدا کو سنکر بہادر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوئے بہران اژدر دراز کر میدان مین آیا و حریف کو للکارا اس طرف سے سرخ مو نے نکل کر سامنا کیا نارِیل سحر کا مارا بہران لے سحر دکر کے آرد ہاش جھولے سے نکال کر دو شیر اسکے بنائے اور سحر کیا کہ وہ زندہ ہوئے انھین میدان مین چھوڑ کر آپ الگ کھڑا ہو گیا ان شیرون کے روبرو جو آیا انکا شکار بنا ساحرون کو انھون نے نگلنا شروع کیا یہ حالت دیکھکے سرخ مو کو تاب باقی نہ رہی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا شمشیر سحر بگڑ کر جا پڑی دونون فوجین آپسمین غت پٹ ہو گئین سحر چلنے لگا جادو و نامرد اس ہنگامہ مین مر کر گرنے لگے بجلیان چمکین رعد گرجا پتھر برسے کوئی دقیقہ اٹھ نہ رہا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی تلوار کھنچی پھر تو یہ عالم تھا نظم

لڑائی عجب دشمنون سے ہوئی — سرون کی جدائی تنون سے ہوئی
چلی جس گھڑی تیغ خارا شگاف — سرون پر چڑھی اتری پائین ناف
بڑھے جب جوانان خنجر گذار — نہ پائی کسی نے بھی راہ فرار

لیکن کثرت فوج بہران اور حیرت بہت تھی لشکر اسلام کے پاؤن اٹھ گئے اور سرداران نامی طعمۂ شیران سحر ہوئے بہران شام کے قریب با فتح و فیروزی پھرا اور خیمے مین آکر مشغول نغم و عیش ہوا لشکر نے اسکے کمر کھولی مگر عیاران عمرو اسکے قتل کی فکر مین چلے اور برق فرنگی بشکل مبدل لشکر مین حریف کے آیا ایک خیمے مین کچھ ساقی گلابیان شراب کی درست کر رہے تھے انکے پاس جا کر پکارا کہ میان اولاد جادو یہان ہین ایک ساقی نے کہا کون اولاد جادو اسنے کہا ہمارے بھائی ہین ملازم بہران ساقیون نے کہا ہم نہین جانتے آگے جا کر دریافت کرو برق بولا بھائیو مجھ کو ذرا صورت نگار کے ساقی کو تبلا دو وہ ہین میرے بھائی بھی ہین ساقیون نے اسکو پتہ بتایا برق نے

کہا بھایئو لشکر اتنا بڑا ہی کہ اسمین ماننا غیر ممکن ہی اگر تم مین سے ایک شخص براہ مہربانی ذرا تکلیف
اٹھاکر میرے ساتھ چلے تو بہت مناسب ہی یہ سنکر اسکی منت کرنے پر رحم کھاکر ایک شخص ساتھ ہوا راہ
مین برق نے ایک گلابی شراب کی نکالی اور کہا دیکھو یہ مین نے کتنی کی شراب کھینچی ہی اپنے بھائی کو
دونگا ساقی نے رنگ وبو کی تعریف کی برق نے کہا تم اسے پیکر دیکھو اسنے ذرا سی شراب پی اور بیہوش
ہوا برق نے پیراہن اسکا اتارکر آپ پہنا اور مانند اسکے اپنی صورت بنائی اور اسکو کنارے لیجا کر
ڈالدیا آپ وہان سے بے تامل بارگاہ مین ہبران کے پاس آیا وہ مسند پرتکلف پر بیٹھا تھا جب برق
نے سلام کیا اسنے پوچھا کہ تو کون ہی اسنے عرض کیا کہ سرکار کا ساقی ہون اسے کہا لا شراب مجھے پلا اسنے
جام سادی شراب کا پہلے اسے پلایا اور دوبارہ آمیختہ بیہوشی ایک ساغر دیا ہنوز وہ پینے نپایا تھا کہ
صبا رفتار عیارہ یہان آئی اور اسنے برق کو پہچان کر پکار کے ہبران سے کہا کہ یہ ساقی عیار ہی خبردار
اسکے ہاتھ سے شراب نہ پینا برق یہ صدا سنکر بھاگا مگر ہبران نے سحر پڑھکر گرفتار کرلیا صبا رفتار
نے کہا مین جاکر ملکہ حیرت سے اسکے گرفتار ہونے کا ذکر کرون یہ کہکر چلی گئی لیکن برق کی گرفتاری کی
خبر لشکر مین منتشر ہوئی ضرغام بھی فکر مین عیاری کی آیا تھا وہ یہ حال سنکر اپنے تئین صبا رفتار
کی ایسی صورت بناکر پاس ہبران کے آیا اور کہا ملکہ حیرت نے کہا ہی کہ جس عیار کو تمنے گرفتار کیا ہی اسے
ہمارے پاس بھیجدو ہبران نے کہا اچھا لیجاؤ لیکن صبا رفتار نے عرض کیا کہ آپ واقف ہین ہم عیار بچیان
سحر نہین جانتی ہین یہ مسحور بہ سحر ہی مین لیجا نہ سکونگی آپ سحر اس پر سے دفع کردین ہبران نے سحر
اپنا اتارا برق کو ضرغام گرفتار کیے باہر لایا اور رہا کردیا عیار نعرے مارکے بھاگے یہ خبر ہبران کو ہوئی
کہ عیار کو عیار آکر رہا کرلے گیا یہ سنکر اسنے رات بھر ہوشیاری اور بیداری رکھی جس وقت ستارۂ سحری
فلک پر چمکا اور آفتاب تابان نے منہ دکھایا ہبران لشکر لیکر وارد دشت مصاف ہوا اور اسطرف
مہرخ بھی آکر صف آرا ہوئی ہبران نے سحر کے شیر بناکر میدان مین چھوڑے کہ وہ لشکریون کو نگلنے لگے
اس وقت قران نے مہرخ کو ایک تدبیر بتلائی مہرخ نے حسب فہمایش قران پکار کر کہا کہ اے ہبران
اگر تم ہمارے پاس آکر تخلیے مین ایک بات سنو اور شرط ہماری منظور کرو تو ہم اطاعت شہنشاہ جادوان
کرین اور راہ مخالفت سے قدم ہٹائین ہبران یہ صدا سنکر مہرخ کی طرف چلا مہرخ بھی صف لشکر سے آگے
بڑھی اور کہا صحرا مین ہم تم چلین وہان نہ تمھین کوئی اندیشہ نہ مجھے کچھ خوف فوج نہ میرے ساتھ نہ تمھارے
ہبران کو یہ امر بہت پسند ہوا اور ہمراہ مہرخ جنگل کی طرف چلا راہ مین قران نے نقب کھود کمند بچھا کر
خس پوش کی تھی ہبران الجھ کر نقب مین گرا اوپر سے مہرخ نے نارنج سحر پڑھکر مارا اور قران نے نقب سے

نکلکر بجدہ لگایا کہ بیران کا سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا صداہاے مہیب پیدا ہوئین آندھیان اٹھین لشکری جنکو شیر کھا گئے تھے وہ پھر ظاہر ہوے اور شیر سحر کے غائب ہو گئے یہ معرکہ جو لشکر بیران نے دیکھا اور حال مرگ اپنے مالک کا سُنکر مہرخ پر حملہ کیا ادھر مہرخ بھی آکر پہونچی اور فوج لیکر ہم نبرد ہوئی دو لشکر باہم ایک ہو گئے اور نارنج و ترنج سحر کے چلنے لگے بھڑکر تلوار ایسی چلی کہ خون کی ندی بہی نظم

جو سر کہ پناہ خود مین تھا — تلوار کے ہاتھون گود مین تھا
آری تلوار ون کو بنایا — بے سر سردار ون کو بنایا
گھوڑے چکرا کے راہ بھولے — پھر پھر کے بگڑ گئے بگولے
چنگاریان تیغون سے اڑائین — کیفیتین جنگ کی دکھائین

آخر لشکر بیران نے شکست پائی ہنگامۂ گیر و دار کی صدا سنکر حیرت بھی سوار ہوئی لیکن خبر سنی کہ لڑائی بگڑ گئی بیران مارا گیا ناچار سمت بارگاہ واپس آئی مصور جادو کو بیران کے اس کلام کا کہ مین کسی کی مدد نہین چاہتا رنج تھا اس باعث سے خبر نہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا قصہ کوتاہ مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حیرت نے کل کیفیت جنگ و جدال افراسیاب کو لکھی اُسنے جب اس واقعہ پر اطلاع پائی آتش غضب زیادہ بھڑکی دوسرے سردار ساحر زبردست طوفان بلا افگن جادو کو نام لیکر پکارا زمین کو تزلزل ہوا اور شق ہو گئی طوفان نے نکل کر مجرا کیا اسنے حکم دیا کہ بجمعیت کثیرہ اسی وقت طلسم ظاہر مین جاکر سر مہرخ اور اسکے ہمراہیون کا کاٹ لا بموجب حکم وہ بڑے کروفر سے لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ پار دریاے سحر کے آترا حیرت نے خبر پاکر استقبال کرایا اور طوفان نے کہلا بھیجا کہ مین جب مقام کر دنگا اور آرام پذیر ہونگا مہرخ اور اسکے ہمراہیون کو قتل کر لونگا اور یہ پیام دیکر لشکر مہرخ پر چڑھ آیا سر سواری نقارہ رزمی بجوایا فوج کو صف آرا کیا مہرخ بھی نکل کھڑی ہوئی طبل و بوق بجنے لگے عیار سب بھاگ گئے نقیب نقابت کر کے ہٹے اور کڑکیت کڑکھا کر کنارے ہو گئے اُس وقت طوفان آگے بڑھا اور مشت خاک اٹھا کر سحر پڑھکر لشکر مہرخ پہ پھینکی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور تمتق گرد ایسا بلند ہوا کہ سارا لشکر مہرخ کا اُسمین چھپ گیا ہر ایک کی آنکھ مین گرد گری اور کل لشکریون کی بینائی جاتی رہی مع مہرخ سب اندھے ہو گئے ہر چند ساحران زبردست نے سحر دفع کرنا چاہا لیکن کچھ نہوا صداے یاربا و یا مستغاثاہ بلند ہوئی کھلبلی پڑ گئی اُسوقت مہرخ نے کہا اے طوفان ہم سب تابعدار افراسیاب کے ہوتے ہین تم ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دو طوفان بلا افگن جادو نے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ اے مہرخ تونے فریب سے بیران کو

مارا مین تیرے مکر مین نہ پھنسون گا اچھا مین تیرے لشکر پر سے اپنا سحر دفع کیے دیتا ہون مگر تجھ کو پاس شہنشاہ کے اسی طرح اندھا بنائے ہوے لیجاؤن گا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر فلک کی طرف پھونکا یکایک ہوا سرد چلی اور ابر گھر آیا پانی برسنے لگا جتنے سردار نامی شل نہار وغیرہ کے تھے مع مہرخ کے وہ تو اندھے رہے اور باقی سب لشکر بینا ہوگیا یعنے سارے لشکر پر وہ پانی سحر کا پڑا مگر سرداران زبردست پر ایک بوند نہ پڑی عیار جو لشکر سے نکل گئے تھے پانی برستے دیکھکر لشکر مین بشکل مبدل آئے اور تردد کرنے لگے کہ یہ پانی کسی ظرف مین بھر لین تاکہ مہرخ کے کام آئے گا اور سردارون کی آنکھین روشن کرے گا غرضکہ ہرچند تردد کیا وہ پانی ممکن نہوا اور طوفان نے آکر سب سرداروں کو قید کر لیا وہان سے طبل ظفر بجاکر پھر اقیدیون کو ایک خیمہ مین ہتکھڑیان بیڑیان سحر کی آتشناک پنھاکر مقید کر دیا ساحر حفاظت کو مقرر کیے آپ اُتر کر بارگاہ بر پاکر آرام پذیر ہوا لشکر نے بھی کمر کھولی بارگاہ مین ناچ ہونے لگا ساقی مہ جبین جام مے گلگون دینے لگا اُسوقت برق فرنگی ساقی بنکر بارگاہ مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھے حیرت نے شراب تحفہ دیکر بھیجا ہی طوفان نے کہا لا دیکھون وہ کیسی شراب ہی اور کیسا اُسکا مزا ہی برق فرنگی نے جام شراب سے بھر کر پیش کیا اُسنے اس جام کو بنظر سحر اس طرح گھورا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اُسوقت اُسنے ایک بیضہ زمین پر مارا اور کہا ای عیار اس بیضہ کو اُٹھا لا مجھے معلوم ہوا کہ تو برق عیار ہی مگر مین تیری خطا معاف کر دون گا یہ کلام سُنکر برق بیضۂ سحر اُٹھانے کو جُھکا اُس بیضہ سے ایسا دود غلیظ نکلا کہ اُسکی آنکھون مین لگا کہ یہ بھی اندھا ہوگیا طوفان نے قید کر لیا اور آپ پھر مصروف بادہ نوشی ہوا دوبارہ ضرغام ساحر بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور سلام کرکے عرض کرنے لگا کہ مجھے مصوّر نے بھیجا ہی اور نامہ دیا ہی طوفان بلا افگن جادو نے پھر ایک بیضۂ سحر زمین پر پھینکا اور گویا ہوا کہ اُسکو اُٹھا کر میرے پاس آ اور نامہ دے ضرغام جب بیضہ اُٹھانے کو جھکا دھوان آنکھون مین لگا یہ بھی اندھا ہوا اسکو بھی اسنے گرفتار کر لیا اور پھر مے نوشی کرنے لگا اسوقت زمین شق ہوئی اور ایک پتلا پیدا ہوا اسنے نامہ دیا اس نے لے کر پڑھا افراسیاب کی طرف سے لکھا تھا مرحبا صد مرحبا اے طوفان تم نے بڑا کام کیا ہم نے نظارہ جادو کو مع خیمہ و خرگاہ اور خلعت کے تمھارے پاس بھیجا ہی تم سب قیدیون کو لیکر دریاے سحر کے کنارے آؤ اور اسی بارگاہ مین جو ہمنے بھیجی ہی فروکش ہو کہ اس بارگاہ مین بہت تمکو آسائش ملے گی اور عیارون کی عیاری وہان نہ چلیگی ہم عمرو کو گرفتار کرکے وہین آتے ہین سب کے سر کاٹ کر پاس خداوند لقا کے بھیجین گے اس نامہ کو پڑھکر پتلے کو اُس نے رخصت کیا اور آپ اسی وقت کوچ کرکے اراببے پر قیدیون کو بٹھلا کر سمت دریاے خونروان چلا اسکے لشکر کو کوچ کرتے قران نے دیکھا ایک ساحر کی صورت بنکر

لشکریوں پاس آکر مستفسر ہوا کہ بھائی مین ملازم حیرت ہوں مجھے نہین معلوم کہ تم لوگ سوقت کہان جاتے ہو
انھوں نے جواب دیا کہ مفصل تو ہمین بھی نہین معلوم کہ طوفان کا کیا ارادہ ہی مگر اتنا سنا ہی کہ دریاے خونریزان
کے کنارے کوئی ساحر خیمہ لاتا ہی قران یہ سنکر وہان سے بعجلت تمام قدم زن ہوا اور کنارے دریاے سحر کے
پہونچا یہان نظارہ جادو بارگاہ لیے منتظر طوفان تھا کہ قران بشکل ساحر اسکے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب
تم شاہ طلسم سے رخصت ہوکر چلے آئے تو شہنشاہ کو پھر کچھ یاد آیا انھوں نے مجھے بھیجا ہی ذرا الگ چلو تو وہ
راز تم سے بیان کرون نظارہ اٹھکر اسکے ہمراہ تنہائی مین آیا قران نے حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش
کیا اور رم مین گڑھا کھود کر اسکو دفن کردیا اسلیے کہ اسکو اگر قتل کرونگا غل ہوگا ہمراہی اسکے آگاہ ہونگے
اس سے بہتر ہی کہ یہ آپ سے آپ اندر زمین کے ہلاک ہوجائے فی الجملہ اسے دفن کرکے اور لباس
اسکا لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اسکے ہمراہیوں پاس آیا اور حکم دیا کہ بارگاہ واسطے طوفان جادو کے
استادہ کرو ملازموں نے تعمیل حکم کی قران نے بارگاہ مین پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی مسند زر آراستہ
کرائی اور گل تکیوں مین پلنگ کی چادر مین مسند تکیہ مین عطر بیہوشی آمیز ملدیا اور سامنے مسند کے گلدستے
رکھے ان مین بھی عطر ملا سب درستی کرکے آپ الگ خیمے مین جاکر ٹھہرا بعد دو پہر کے طوفان آکر پہونچا
قیدیوں کو الگ ٹھہرایا حصار سحر کردیا اسوقت نظارہ نے آکر سلام کیا اور کہا بارگاہ آپ کے لیے شہنشاہ
نے جو بھیجی ہی وہ سامنے استادہ ہی جاکر آرام فرمایئے طوفان یہ سنکر داخل بارگاہ ہوا اور مسند پر جا کر بیٹھا چند
ساحر رفیق و مصاحب اسکے گرد و پیش بیٹھے اور سارا لشکر بارگاہ سے علیحدہ اترا نظارہ نقلی نے خادم خدمتگار و
سے کہا تم اندر بارگاہ کے نجاو کہ عیار تم مین ملکر چلے جاینگے وہ لوگ بھی حسب الحکم باہر ٹھہرے لیکن اتنے عرصے
مین وہان طوفان خوشبوے عطر بیہوشی سے مع اپنے سب رفقا کے بیہوش ہوگیا قران خدمتگار و ن
کو رخصت کرکے جو اندر آیا سب کو بیہوش پایا بغدے سے ہر ایک کا سر جدا کیا شور و ہنگامہ برپا ہوا تاریکی
تمام عالم مین چھا گئی گرد و غبار اور آندھیان پیدا ہوئین ساحر دوڑے قران نعرہ کرکے بھاگ گیا مگر کئی
ہزار سردار لشکر مہرخ کے جو گرفتار اور اندھے ہوکر یہان آئے تھے وہ اسکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور تاریخ
و تیغ اور مرچون کے ہار گچھے سوئیون کے لیکر لشکر طوفان پر حملہ آور ہوے گو کہ جمعیت لشکر اسکی بہت
تھی مگر یہ سردار بڑے زبردست ہین انھون نے ایسے عمدہ عمدہ سحر کیے کہ ہزارون کو قتل کیا کبھی مہرخ
نے گولے فولادی لگاے دریاے آتش پیدا کیے ساحرون کو جلایا کبھی بہار نے فصل بہار ظاہر کرکے
ہزارون کو دیوانہ بنایا جس طرف نگاہ جاتی تھی گلہاے رنگا رنگ اور شگوفہاے بوقلمون نظر آتے تھے
برگ ہر اک تالیان بجاتے تھے غنچے مسکراتے تھے بلبل گلستان چہچہ زن تھی کہین نرگس اور کہین یاسمن تھی

جس نے اُس سبزہ زار مین قدم رکھا ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ روے بہار بنا اور کسی طرف ساحر شمشیر سحر لیے قتل کرتے تھے دریا خون کے بہتے تھے سر مثل ژالے کے گرتے تھے

نظم

کشیدہ ہمہ تیغ کین از غلاف	پئے قتل کفار و اہل خلاف	یکے نیزہ زد بر عماری تہی
یکے تیغ بر ہود رج آہنی	یکے بسملی از خنجر آبدار	یکے کشتہ از تیر سینہ فگار
یکے نوک پیکان جدا خواستہ	یکے مرگ را از خدا خواستہ	یکے بود بے پا و بے سر یکے
یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے	یکے بود بر نوک نیزہ طپان	بخاک اوفتادہ یکے نیمجان

الحاصل فوج عدو نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اور مہرخ اپنے لشکر کی طرف چلی لیکن حال سنیئے ادھر افراسیاب نے خمار جادو سے کہا کہ ای ملکہ تم طوفان سے جا کر کہو کہ وارین ایستادہ کرا رکھے اور جلادونکو حکم دے کہ کل شہنشاہ آکر سب مجرمون کو قتل کرینگے اور سر اُنکے خداوند باسن بھیجین گے خمار حسب الارشاد روانہ ہوئی اور قریب دریاے سحر کے پہونچی وہان عمرو آوارہ متلاشی راہ پھر رہا تھا خمار کو اُسنے دور سے دیکھا دل سے تصور کیا کہ اس قحبہ کو بیہوش کر کے اسکی صورت بنکر دریا کے پار اترو اور اگر پار نہ جاتا ہو سکے نہ سہی مگر اسکو تو ذلیل کرو طینت سے تو آگاہ ہو چکا ہی کہ یہ ساحرہ متانی ہی فوراً اپنی صورت ایک جوان حسین طرحدار مہ جبین شوخ و شنگ غارتگر جان نعقبان فرنگ بنا کر کلاہ مروارید نگار پہنکر درمیان راہ کو دل سے قیاس کر کے کہ اس راستہ سے یہ جایگی آکر کھڑا ہوا اور ایک شاخ درخت تھام کر رو رہا تھا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا

نظم

شکل تصویر جب وہ سینہ فگار	زانوے غم سے آشنا رخسار	آرزو و اضطراب دل کی مزید
شوق گلچین باغ حسرت دید	صبر شیدائے بیقراری دل	ضبط فرمان خاطر بسمل

خمار جب قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر جھنجوڑا کہ اے نوجوان کیا باعث تیرے گریہ کرنے کا ہی عمرو نے آنکھ اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور زیادہ رونے لگا خمار نے جب باصرار حال استفسار کیا عمرو نے کہا مین عاشق وشیدا ملکہ بہار کا ہون اور وہ شریک عمرو ہی کوئی قابو میسر نہین اوّل شاہ طلسم کے بخوف کچھ اس سے کہہ نہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ لیتا تھا لیکن اب تو وہ بھی محال ہی کوئی دل بہلانے والا نہین ملتا بجز گریہ نہ کرون تو کیا کرون خمار نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ ای نادان معشوق باوفا مثل عنقا ہی گوگرد احمر کی خاصیت رکھتا ہی کیون دیوانہ ہوا ہی عمرو نے کہا جو تمنے حال پوچھا ہی تو دلداری لازم ہی تم ہی اپنی غلامی مین مجھے قبول کرو مین مالدار بہت ہون اور کوئی والی وارث میسر نہین ہی عشق مین خانمان آوارہ پھرتا ہون خمار یہ باتین سنکر ہنسنے لگی عمرو نے ہاتھ پکڑ دیا گلے سے لپٹایا خمار نے کہا دیکھو کوئی

آجائیگا مین بدنام ہونگی تم تو نام خدا اُنگلی پکڑتے پہونچا پکڑتے ہو کتنا جلد مزے مین آگئے عمرو نے کہا اے
ملکہ بیت غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو + جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہو + یہ کہکر گود مین اُٹھا کر
کنارے لایا اور چادر بچھا کر اسکو بٹھایا خاصدان کمر سے نکالا کہا گلوری کھاؤ نے کا مجھے بڑا لپکا ہو تو تم بھی
کھاؤ خمار گلوری کھاکر بیہوش ہوئی عمرو نے زیور اور لباس اُسکا اُتار ا ازبسکہ بالون مین یہ موتی پروئے
رہتی تھی اس باعث سے اسکا سر مونڈ لیا قصد اُسکے مار ڈالنے کا کیا تھا کہ یکایک آندھی آئی عمرو
بھاگ گیا مگر بونڈلا چکر دیتا ہوا پاس افراسیاب کے خمار کو لایا اُسنے اپنا دوشالہ اُسکو اوڑھایا ہوشیار
کیا اُسنے عرض کیا کہ عمرو مجھکو کئی بار ذلت دے چکا ہی مین اُسے قتل کرنے جاتی ہون جہان ہوگا ڈھونڈھکر
مار ونگی افراسیاب نے کہا تامل کر مین تدبیر کرتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک کچھ طائر
اُڑتے ہوئے آئے اور سامنے ٹھہر کر گویا ہوئے کہ ای شہنشاہ طوفان اور نظارہ دونون مارے گئے
اور قیدی چھوٹ گئے یہ سنتا تھا کہ افراسیاب فرط غضب سے کانپنے لگا اور ایک اپنے ملازم اہل دربار
مین سے زلزلہ جادو نام کو حکم دیا کہ مہرخ وغیرہ چھوٹ کر اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین دربار مین گرفتار کرنا
زلزلہ پر پرواز پیدا کرکے بزور سحر روانہ ہوا اور بسرعت تمام لشکریان عدو پر پہونچکر ایک نارنج مارا کہ وہ
نارنج زمین مین آکر سما گیا زمین کو تنزلزل لیا آیا کہ سرداران مہرخ گر پڑے اُسوقت رعد جادو نے
سحر سے اپنے تئین پاس اُسکے پہونچایا اور برق محشر بجلی بنکر اُڑ گئی رعد نے اس زور سے چیخ ماری
کہ زلزلہ بیہوش ہوکر گرا اور پر سے برق محشر چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی
شور و غوغا اسکے مرنے سے بلند ہوا سب سردار سنبھل کر آگے چلے تھے کہ ایک ساحر اژدرخوار جادو نام
سامنے سے پیدا ہوا اور نعرہ مار کر پکارا کہ ای نمک حرامان میرے رہنے کی جگہ پر تم زلزلہ کو مار کر چلے بھی جاؤ گے
اور سحر کیا کہ ہزار ہا اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور سب کو اژدہون نے گھیرا ہر چند ساحران مہرخ
نے سحر کیا کچھ نہ ہو سکا سب مضطر ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے اس وقت مہتر قران درہ کوہ سے
ساحر کی صورت بنا ہوا پاس اژدرخوار کے آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی جواب دیا کہ ہم مہتر قران ہین
اُسنے چاہا کہ سحر سے گرفتار کرون قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹکر جگر مین در آیا اژدر مر کر گرا
ہنگامہ بلند ہوا اژدہے غائب ہوئے پھر مہرخ آگے بڑھی اس عرصہ مین خبر قتل زلزلہ اور اژدر
شاہ طلسم کو ہوئی اُسنے زانو پر ہاتھ افسوس کرکے مارا اور پکارا کہ ای قدرت سرخشمی آؤ یہ ساحرہ
لونڈی جمشید کی مشہور ہی اور اُسی طرح سات کنیزین جمشید کی ہین کہ حال انکا وقت پر ذکر ہوگا خلاصہ
کلام ایک ساحرہ فلک کی طرف سے ظاہر ہوئی اُس سے کہا تو جاکر عمرو کو پکڑ لا اُسنے کہا مین

روز بلندی سے دیکھا کرتی ہون کہ عمرو دڑا دوڑا پھرتا ہی جب کہو جب گرفتار کرلاؤن مگر اسوقت مین نجاؤنگی کسی اور کو بھیجو افراسیاب بسبب کنیز ہونے جمشید کے اس ساحرہ کی حرمت اور توقیر کرتا ہو اسکے انکار کرنے سے خاموش ہو رہا یہ ساحرہ چلی گئی اسوقت دوسری کنیز کو بلایا قدرت کو پکارا وہ بھی اڑتی ہوئی آئی اس سے کہا کہ تو جاکر عمرو کو پکڑ لا اس نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ہمین حکم جمشید نہین ہی کہ ہم عیار سے مقابلہ کرین دوسرے کنیزان جمشید کا یہی رتبہ ہی کہ آپ انکین جنگ جدال کا حکم کرتے ہین آپ کو ہم لوگون کی پرستش لازم ہی ایسے کلمات کہکر یہ بھی چلی گئی افراسیاب اسوقت غضبناک تھا اور زیادہ غضبناک ہوا اور کنیز سوم کو پکارا کہ ای خونخوار چہار دست جادو آؤ ایک ساحرہ کریہ منظر کہ جسکے چار ہاتھ تھے اور زبان منھ سے باہر نکلی تھی اڑتی ہوئی سامنے آکر اتری اسکو حکم دیا کہ مہرخ کو مع اسکے ہمراہیون کے تو جاکر گرفتار کر مین عمرو کو اور کسی سے قید کراؤنگا اس کنیز نے کچھ عذر و انکار نہ کیا اور اسی وقت سمت مہرخ چلی مگر مہرخ جو سحر اژدر سے نجات پاکر روانہ ہوئی تھی قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دیکھا کہ یہ کوہ درمیان سے شق ہی اسکے اندر ایک قصر عالیشان تعمیر ہی مختصر سا باغ لگا ہی مگر نہایت آراستہ ہی چار طرف کو چار بنگلے بنے ہین بیچ مین بارہ دری ہی سر بسر خوبی سے بھری ہی مہرخ کو دن بھر رہروی کرتے گذرا اور لڑتے بھڑتے دن تمام ہوا تھا اس مقام کو نزہت آگین پاکر وہین قیام کیا رات بھر بعیش و آرام بسر کی صبح کو اٹھکر چلی تھی کہ خونخوار آکر وہین پہونچی اور للکاری کہ منم کنیزک جمشید تم لوگ اب کہان بچکر جاؤگے یہ صدا سنکر مہرخ نے گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا خونخوار کنیز جمشید ہی اسکے سامنے وہ گولہ موم کا ہوگیا اسوقت بہار نے گلدستہ مارا کہ پھول کھلے اور چمن وغیرہ صحرا مین ظاہر ہوئے خونخوار نے منھ سے اف جو کی چمنستان بہار مین آگ لگ گئی سب جلگئے پھر رعد نے جاکر چیخ ماری اور برق مخشر بجلی بنکر گری مگر خونخوار نے کمند سحر مار کر دونون کو پکڑ لیا غرض اسی طرح سب ساحرون نے اپنے اپنے حربے کیے موثر نہوے اور خونخوار نے سحر پڑھکر دستک دی زمین شق ہوئی ہزار ہا پتلا نکلا اور ہر ایک کے لپٹ گیا سب کو باندھکر سامنے خونخوار کے لایا عیار جو ساتھ تھے وہ پہلے ہی بھاگ گئے تھے بس وہ بچ گئے اور سب کو لیکر خونخوار سمت شاہ طلسم روانہ ہوئی عیار دور دور اسکے ساتھ چلے اور ایک جگہ برق فرنگی بڑھیا بنا کہ سر ہلتا ہوا لاٹھی ٹیکتا کوزہ پشت بال سفید اس ہیئت سے سامنے خونخوار کے آکر لگا دوہائی دینے کہ ای ملکہ مین لٹ گئی عیار موذی کاٹے میرا سارا گھر لوٹ لیگئے مجکو فقیرنی کردیا آپ ذرا چلکر ملاحظہ کیجیے خونخوار اسکی فریاد سنکر گویا ہوئی کہ مین کسی کے گھر نہین جاتی اور سحر پڑھکر بڑھیا کو پکڑ کے ہمراہ قیدیون کے باندھا بڑھیا نے غل مچایا کہ ایک تو میرا گھر لٹ گیا

دوسرے قید ہوئی خونخوار بولی کہ مین تجھے شہنشاہ پاس لیے چلتی ہون وہ تیرا گھر پھر آباد کر دے گا
ای مکار تو جانتا ہی کہ مین غافل ہون مجھ سے تیرا فریب نہ چلے گا یہ کہکر آگے آگے چلی اب کی بار ضرغام
ایک کسان بنکر سر پر انگوچھا باندھ مرزائی پہنکر گوپھن لیکر ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہوکر گلہریان اور
طوطے ہکانے لگا جب خونخوار وہان پہونچی کسان نے پکار کر کہا خبردار ادھر نہ آنا تمھارے ساتھ لوگ
بہت ہین کھیت میرا پامال ہو جائیگا خونخوار نے کہا بھلا موے پہچانا مین نے مین ادھر ہی سے جاونگی
ضرغام سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گئی کھیت مین کود کر بھاگ گیا اور پھر ایک ساحر بند خونخوار کے پاس آیا کہا
مجھے شہنشاہ جادوان نے بھیجا ہی کہا ہی کہ پہلے جو بڑھیا بنکر آیا تھا وہ برق فرنگی عیار ہی اسکے فریب
مین نہ آنا اور راہ مین ہوشیاری رکھنا خونخوار نے جواب دیا کہ مین ایسی ہوشیار ہون کہ تجھے بھی نہ
چھوڑونگی یہ کہکر سحر سے ضرغام کو بھی پکڑ کر جس رسن مین سب بندھے تھے باندھ لیا اور آگے روانہ
ہوئی یہ سب کیفیت دور سے قران نے دیکھی کہ دو عیار گرفتار ہو گئے لہذا آپ بصورت اصل آکر
خونخوار کے قدم پر گرا کہ یہ دونون بھائی میرے قید ہوے ہین اور استاد میرا طلسم مین پھنسا ہی لشکری بھی
سب مقید ہوکر وہین جاتے ہین تم مجھے بھی باندھ لو اور لیتی چلو مین اکیلا یہان رہکر کیا کرونگا شاہ طلسم
میری جان کا دشمن ہی خونخوار نے کہا ای قران تو بڑا معقول شخص ہی تو نے بہت اچھا کیا جو میرے
پاس چلا آیا مین خطا تیری شہنشاہ سے معاف کرا دونگی قران نے کہا دیکھیے ایک عیار اور آپکے
پیچھے کھڑا ہی خونخوار پھر کر دیکھنے لگی قران نے لغدہ اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل و شور
پیدا ہوا تاریکی پھیل گئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا سب قیدی رہا ہوکر پھر آگے چلے مگر ساحرون
نے سحر کے یہ خبر شاہ طلسم کو پہونچائی کہ خونخوار ماری گئی یہ سنتا تھا کہ جھلا کر اٹھا اور چاہا کہ خود جاکر باغیون
کو سزا دونگا مگر ایک ساحر قہر نگاہ چہار چشم نام دربار مین حاضر تھا سامنے آکر عرض کیا کہ حضور کو
کہان مناسب ہی جو ادنے ملازمون کے مقابلے کو جائین یہ کمترین جاکر سب کو سزا دیگا اور باندھکر
روبروے شاہ حاضر کریگا شاہ طلسم اسکے سمجھانے سے رکا اور یہ دربار سے باہر آیا بارہ ہزار ساحر
منتخب اپنی ہمراہی کے لیے اور تخت سحر تیار کیا جب سب درستی ہو چکی اسوقت افراسیاب
سے آکر رخصت چاہی خلعت رخصت عنایت ہوا یہ ساحر سامری منش سب اسباب سحر اپنا
لیکر تخت پر سوار ہوا چار آنکھین مشعل کی طرح اسکی روشن تھین در حقیقت شعلہ افروزی مین
گلخن تھین اس قدر بد ہیئت تھا کہ نظم

سیہ گردون بد درے بردہ راہی	بز نجیر سہ فیل سیاہی

شتر مرغے ز دام دہر جستہ
محاسن چہرۂ بر ترکہ مویش

ز بام آسمان بالا نشستہ
بسان طوق گردن ور گلویش

بارہ ہزار ساحر گرد و پیش تخت کو گھیرے رال اڑاتے ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ
ہوے یہان مہرخ وغیرہ بعد طے مسافت راہ اپنے لشکر کے قریب پہونچی تھین کہ یکایک ابر سحر
رنگ برنگ کے پیدا ہوے اور آگ پتھر برستے نظر آئے مہرخ ٹھہر گئی دیکھا کہ تخت قہر نگاہ ظاہر ہوا
اسنے پہچان کر کہا خدا خیر کرے لیکن چارہ کیا تھا اپنے سردارون کو حکم صف آرائی دیا اس طرف
قہر نگاہ نے حکم کیا کہ محاصرہ کر لو خبردار انمین سے کسی کو زندہ نہ رکھو یہ کہکر آپ آگے بڑھا اور
للکارا کہ کون مجھ سے ہم نبرد ہوا چاہتا ہو اس صدا کو سنکر ہلال سحطراز فلکن آگے بڑھی واقع ہو کہ اسکے شوہر کو عمر
نے سنی بنکر رہائی دلائی تھی جب سے یہ شریک ہوا الحاصل اسنے طوق اپنے گلے سے اتار کر مارا کہ وہ اژدر
بنکر قہر نگاہ پر آیا وہ شدت اور یہ جوش اس سحر کا دیکھ کر گھبرایا ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولی سے نکال کر
اژدر پر ڈالی کہ وہ پانی ہو کر بہہ گیا اسوقت یہ اڑکر بلندی پر گیا اور وہان سے خاک کو اڑایا کہ یکایک
آندھی آئی اور سب سردار مہرخ کے آغشتہ بہ غبار سحر ہو کر بیہوش ہو گئے اسوقت اسنے خیمہ سحر کا استاد
کرا کر سب کو اس مین قید کیا اور آپ وہان سے چڑھ دوڑا لشکر تو مہرخ کا قریب تھا اسپر آکر سحر کیا اور
خاک اڑا کر ہر ایک کو بیہوش کر دیا اور سب کو چھکڑون پر ڈالکر گھڑی سواری حیرت سے جا کر ملاقات
کر کے بہر حفاظت قیدیان کچھ ساحر حیرت سے لیکر روانہ ہوا اثناے راہ سے مہرخ وغیرہ کو ارابے اور
گردون پر ڈالکر راہی ہوا یہانتک کہ کنارے دریاے خون روان کے پہونچا از بسکہ اس آمد و رفت
مین اسنے کہین قیام نہ کیا تھا نہایت خستہ و شکستہ حال تھا لشکر کو حکم دیا کہ آج رات کو یہان مقام کرو
مین شہنشاہ کو عرضی لکھکر دریافت کرون کہ قیدی کہان رہین دریا کے اس پار قتل کیے جائینگے یا آپ کی
خدمت مین آئینگے غرضکہ بارگاہ استادہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی یہ جا کر اندر بارگاہ کے مصروف میخواری ہوا
اسوقت عیار جو اسکے ساتھ ساتھ فکر رہائی سرداران کرتے چلے آتے تھے ان مین سے برق فرنگی ایک ساحر
بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور دست بستہ التماس کیا کہ حضور کا نام سنکر آیا ہون محتاج ہون گردون کا
ستایا ہون سحر ساحری سب کچھ جانتا ہون مگر نوکری کہین نہین ملتی امیدوار ہون کہ اپنے ملازمون
مین مجھے جگہ دیجیے آدھ سیر آٹے کے سہارے سے لگا دیجیے قہر نگاہ یہ تقریر سنکر برسر رحم ہوا اور
برق کو بلا کر اسنے اپنے پاس بٹھایا مصاحب خاص کا خطاب دیا اور اپنا ملازم کیا برق نے قصیدہ
اسکی تعریف مین پڑھا اور دل مین اسکے گھر پیدا کیا یہ تو اسکے قتل کی فکر مین تھا کہ وہان فرسیاب نے

کتاب سامری دیکھکر معلوم کیا کہ قہر نگاہ سب کو گرفتار کرکے کنارے دریا کے اُترا ہی اور عیار آکر اُسکو قتل کیا چاہتا ہی یہ معلوم کرکے اُسنے غدار جادو نام ایک ساحرہ سے کہا کہ تو جلد قہر نگاہ کے پاس جا اور کہنا کہ یہ جو تمھارا مصاحب ہی برق فرنگی عیار ہی اُسکو گرفتار کرلو اور عیاروں سے ہشیار رہو صبح کو جیسا تمھیں حکم پہنچے اُسکے بموجب تعمیل کرنا یہ حکم پاکر غدار جادو اڑکر روانہ ہوئی اور پاس قہر نگاہ کے پہونچی اُس نے تعظیم اور استقبال کیا مگر اُسنے آتے ہی سحر پڑھ کے برق کو گرفتار کرلیا اور حکم افراسیاب سے قہر نگاہ کو بھی مطلع کیا اُسنے برق کو بیہوش کرکے سب مقیدون کے پاس بھیجدیا کہ وہین اسکو بھی رکھو اور غدار کو ٹھہرایا اُسوقت قران بشکل مبدل لشکر مین موجود تھا برق کو قید ہوتے دیکھکر ایک مہنت کی صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اُسوقت سرکچے بارگاہ کے اٹھے تھے اور روشنی تمام لشکر مین ایسی تھی کہ شب تار بازار روز روشن تھی غدار نے مہنت کو آتے دیکھکر قہر نگاہ سے کہا کہ یہ مہنت قران ہی اُسنے چاہا کہ گرفتار کرے مگر قران اُسکے ارادے پر مطلع ہوکر بھاگ گیا اُسوقت افراسیاب کا نامہ آیا ایک پتلے نے لاکر خط دیا اس مین لکھا تھا کہ اے ملکہ غدار تمھیں عیار آکر پریشان کرتے ہین لہذا اس پتلے کو ہم نے ایک اسم تعلیم کرکے بھیجا ہی اُس اسم کو اس سے تم سیکھ لو جو عیار تمھارے پاس آئیگا اور تم اسم پڑھوگی سحر کا بیر تمھین اُسکے حال سے خبر دیگا اور قہر نگاہ سے کہنا کہ تم قیدیون کو لیے وہین ٹھہرو اب عیار تمپر قبضہ نپا سکینگے مین عمرو کو گرفتار کراکر وہین آتا ہون سب کے سر مع عمرو کے کاٹونگا یہ نامہ پڑھکر غدار نے پتلے سے اسم سیکھکر اُسے رخصت کیا اور قہر نگاہ کو بھی مضمون نامہ سے آگاہی دی اور باطمینان تمام سکونت اختیار کی اور ادھر افراسیاب نے بھی آرام کیا دربار برخاست ہوا جسدم انجمن آرائے چرخ برین یعنے خسرو کج کلاہ ماہتاب تابان رواق سپہر سے روانہ ہوگیا اور نیر اعظم شبستان مشرق سے برآمد ہوا نظم

	منور شدہ دیدۂ روزگار		برآمد شہنشاہ مشرق دیار	
	خداوند انجم فراری شدہ		چو فرمانش در دہر جاری شدہ	

شاہ جادوان رونق افزائے سریر جہانبانی ہوا اور حکم دیا کہ صرصر جب سے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے گئی ہی ہنوز اُسکو پکڑکر نہ لائی اب ایک ساحر تم مین سے جائے اور صرصر کو ڈھونڈھکر اُسکے ساتھ حاکم ہے جس شخص کو وہ عمرو بتلائے فوراً گرفتار کرکے حضور مین لائے یہ حکم سنتے ہی خمار جادو کہ دشمن جان عمرو ہی اور کئی بار سر مونڈ وا چکی ہی اُٹھ کھڑی ہوئی عرض کیا کنیز جاتی ہی اور اسی دم اُس مفتری کو لاتی ہی اور اُڑکر روانہ ہوئی صرصر تلاش عمرو مین کوہ و دشت کی خاک چھانتی پھرتی اور

ہر جگہ دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی کہ خمار اُڑتی ہوئی آئی اور اُسکے ساتھ چلی اب حال عمرو سُنیئے کہ یہ جو
خمار کا سر مونڈکر چلا تو ایک گانون مین پہونچا دیکھا اس جگہ بہت سے ساحرون کا مجمع ہی دف اور
دائرہ بج رہا ہی جام مئے ارغوانی کا دور چلتا ہی ایک ساحر دولھا بنا مسند پر بیٹھا ہی عمرو سمجھا کہ کسی کی
شادی کا سامان ہی لاؤ اسے چلکر لوٹو یہ سوچکر اپنی صورت مثل ساحر کے بنائی اور قریب محفل پہونچکر
صاحب سلامت کی وہ لوگ سمجھے کہ یہ ساحر اسی اطراف کا رہنے والا ہی باس خاطر ہم قومی جلسہ
دیکھنے چلا آیا ہی بس سب نے توقیر و عزت کے ساتھ بلا کر مجلس مین بٹھایا عمرو نے کشتی شراب کھینچکر جام
شراب سے بھرکر اہل انجمن مین سے ایک شخص کو دی اُسنے کہا آپ نوش کیجئے مین پی چکا ہون عمرو نے کہا
یہ کبھی نہوگا مین اپنے ہاتھ سے سب کو جب پلا لونگا اُسوقت آپ پیونگا غرضکہ اصرار کرنے سے عمرو
کے اُسنے شراب پی پھر تو دور شروع ہوا سب کو شراب بیہوشی ملا کر پلائی وہ سب جوتی پیزار لڑکر
بیہوش ہوگئے عمرو نے جال الیاسی مارکر وہان کا اسباب زنبیل مین رکھا یہانتک کہ پیرہن بھی
سب کا اُتار لیا جب لوٹ چکا اُسوقت خنجر لیکر ہر ایک کو ذبح کرنے لگا دھوان بلند ہوا شعلے
اُٹھنے لگے بیر سحر کے غل مچانے لگے اتفاقاً صرصر اور خمار صحرا مین چلی جاتی تھین غل و شور سنکر اُدھر کو
لپکین یہان پہونچکر دیکھا کہ عمرو ساحرون کو ذبح کر رہا ہی خمار سے صرصر نے کہا دیکھو وہ عمرو ایک ساحر
کے سینے پر سوار ہی خمار دیکھتے ہی عقاب بنکر جو گری عمرو کو پنجے مین داب کر لے اُڑی عمرو پکارا
کہ ای صرصر قحبہ تو نے پکڑوایا تو ہو دیکھنا کس طرح پیش آتا ہون اور اس خمار عیبانی کی ابکی ناک کاٹونگا
خلاصہ کلام عمرو کو لیکر خمار روانہ ہوئی لیکن صرصر دوڑتی ہوئی پہلے افراسیاب پاس پہونچی شاہ
کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئی کہ عمرو کو اس کنیز نے گرفتار کرا دیا ملکہ خمار لاتی ہین شاہ طلسم یہ خبر
سنکر بہت خوش ہوا اور اُسکو خلعت سے مخلع کیا حکم دیا کہ یہین حاضرہ مین عمرو کو قتل کرونگا تو جابجا
صرصر حسب الحکم ٹھہری اس اثنا مین خمار بھی آکر پہونچی اور عمرو کے ہاتھ پانون سحر سے بیکار کرکے
سامنے ڈالدیا کہ یہ گنہگار حاضر ہی افراسیاب نے کہا کیون عمرو تجھے یہ دن بھی یاد تھا عمرو نے کہا ای
بادشاہ میرا اس مین کیا قصور اور خطا ہی مجھے خداوند لقا نے کیون طلسم مین بھیجا ہی مین بارہا عرض کرچکا
ہون کہ خداوند نے مجھے بہر قتل ساحران حکم دیا ہی افراسیاب نے کہا تو نے شیطان خداوند کے
سامنے مجھے ذلیل کیا اب تجکو مع تیرے اہل ہیون کے قتل کرکے سب کے سر خداوند پاس بھیجونگا عمرو
نے جواب دیا کہ اگر میری قضا خداوند نے تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہی تو کیا چارہ ہی اور اگر تیری موت
میرے قبضہ مین دی ہی تو مین تجھے ہلاک کرونگا بہر صورت جو خداوند نے تقدیر مین لکھا ہی وہ

ہونا ہی افراسیاب نے کہا اچھا اب مین آزماتا ہون کہ کون شخص کسکا قاتل ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ای خمار اسکو
دریائے سحر کے بار لے چلو مین بھی آتا ہون خمار چاہتی تھی کہ لیکر روانہ ہو مگر صرصر نے آگے بڑھکر عرض کیا کہ یہ
اگر دریا کے پار اتر جائے گا تو وہان اور عیار آکر رہا کرلے جاوینگے پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہوگا اس سے بہتر ہی
کہ یہین سر اسکا جدا فرمایئے بعد اسکے جاکر اورون کو قتل کیجیے شاہ کو یہ رائے پسند آئی اور جلاد کو طلب کیا
اسوقت مخمور سرخ چشم جو عاشق شاہزادہ نور الدہر ہی یہ حال دیکھکر اپنے دلمین گھبرائی کہ عمرو کا قتل
ہونا باعث ناراضی تیرے معشوق کا ہی پس فوراً سامنے افراسیاب کے دست بستہ آئی اور کہنے لگی کہ
ای شہنشاہ یہان سے شیطان خداوند ذلت اٹھا کر گئے ہین اور عالم بدحواسی مین اچھی طرح آپکی دعوت
بھی آپ نے نہین کی اب دشمن اقبال سے حضور کے گرفتار ہین ایکبار شیطان کو پھر بلایئے اور انکے
ہاتھ سے سب کو قتل کرایئے اس مین باعث ناموری حضور زیادہ ہی آئندہ سرکار کو اختیار ہی افراسیاب
نے کہا بات تو نے بہت بہتر کہی بس اسی وقت نامہ اس مضمون کا لکھا کہ یا خداوند آپ کے اس غلام کو
شیطان قدرت سے بڑی ندامت ہی کہ وہ جناب شیطنت مآب میرے یہان تشریف لائے لیکن
ذلت اٹھا کر چلے گئے کوئی خدمت حقیر انکی نہ کرسکا اب انکے دشمن یعنی عمرو کو مع اسکے مطیعون کے
بخوبی شناخت کرکے گرفتار کیا ہی امید کہ شیطان خداوند مکرر نزول اجلال فرماکر اس غلام چیز کو سرفرازی
بخشیں اور اپنے روبرو سب کو قتل ہوتے دیکھ کر مسرور ہون توقع کہ اس التجا سے مین محروم نہ رہون
فقط یہ مضمون حوالہ خمار کے کیا کہ خداوند پاس لیجائے خمار نے عرض کیا کہ سابق مین مجکو زک اور ذلت وہان
جانے سے مل چکی ہی ایکبار کسی اور ساحر کو بھیجیے اور مجھے معاف رکھیے افراسیاب نے یہ عذر سنکر ملکہ نفیر جادو
نام ایک معزز ساحرہ کو نامہ دیا کہ تم لیجاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ نفیر جادو نامہ لیکر آراستہ پیراستہ ہوکر
تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین قریب کوہ عقیق کے پہونچی یہان جب سے لشکر لقا آیا
ہی عیاران صاحبقران کہ سب ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین انمین دو ایک دس پانچ ہر وقت
صورت بدلے لشکر مین حریف کے پھرا کرتے ہین دو چار قلعہ مین بندہ رہ بیس بارگاہ لقا مین
موجود رہتے ہین اسوقت چالاک بن عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ دربارگاہ لقا کی طرف جاتی ہی
خیال کیا کہ اسکو ذلیل کرنا چاہیے بس اسی وقت صورت اپنی شکل بختیارک کے بنائی اور نفیر کی طرف
چلا اسنے جو شیطان کو آتے دیکھا ٹھہر گئی اور جھک کر سلام کیا کس لیے کہ بختیارک کو بسبب ہونے
طلسم کے سب ساحران نامی پہچانتے ہین فی الجملہ اسنے پوچھا کہ ملک جی صاحب آپ کہان جاتے
ہین چالاک نے کہا کچھ بندے خداوند کے پہاڑ کے غار مین عبادت میں بیٹھے کر رہے ہین ان کو خداوند کا

اولٹ دینے جاتا ہون اگر اس کھانے مین سے کوئی ایک دانہ کھائے تو سو برس عمر مین زیادہ ہوون یہ
کھانا مخصوص انھین عابدون کے لیے خداوند روز بھیجتے ہین جو دنیا کو ترک کرکے یاد خداوند مین مصروف
ہین نفیر یہ باتین سُنکر منت کرنے لگی کہ اس کھانے مین سے تھوڑا مجھے دیجیے کہ میری عمر بھی دراز ہوجائے
چالاک نے بڑی خوشامد اور عاجزی کرنے کے بعد ایک ٹکڑا شیرمال کا اپنے پاس سے نکال کر دیا نفیر نے
ڈنڈوت کرکے لیکر کھایا اور بیہوش ہوگئی چالاک نے اسکی تلاشی لی نامہ شاہ طلسم کا پایا سب پڑھکر
پھاڑکر پھینکدیا اور دوسرا نامہ اپنی طرف سے لکھکر لفافے مین رکھکر نفیر کی کمر مین رکھا اور سارا سر
اسکا مونڈکر منھ اسکا کالا کرکے اپنا راستہ لیا اور دربار لقا کے قریب پہونچکر صورت اپنی مثل صورت عمرو
کے بنائی اور علحدہ جاکر ایک گوشہ مین بیٹھا کہ کوئی مجھکو شناخت نہ کرے جب نفیر کو ہوش آیا حیران
حیران وہان سے اُٹھکر دربار مین آئی چالاک بھی عمرو بنا ہوا بارگاہ مین گیا نفیر نے خداوند کو سجدہ کیا
اور نامہ پیش کیا لقا نے اُسکو کرسی بیٹھنے کو دی بہت کچھ رعایت کی پھر نامہ لے کر منشی کو دیا اُسنے لفافہ
چاک کرکے جو نامے کو دیکھا اُس مین کچھ سخت و سُست نسبت لقا کے لکھا تھا یہ دیکھکر اسنے
بختیارک کو نامہ دیدیا کہ آپ پڑھیے مجھسے نہین پڑھا جاتا بختیارک نے جب اُسے دیکھا ایک قہقہہ
لگایا اور نفیر کی جانب بغور دیکھا سر اسکا منڈا پایا ہنسکر کہا کہ ای ملکہ یہ نامہ تم سے کسی نے بدل لیا
اور سر تمھارا مونڈوایا اب تم زبانی بیان کرو کہ شاہ طلسم نے تمھین کس لیے بھیجا یہ گفتگو جو نفیر نے سُنی
گھبراکر اپنے سر پر ہاتھ مارا اور سر منڈا پایا رونے لگی آخر عرض کیا کہ ملک جی آپکو شاہ جادوان نے بلایا
ہی عمرو وہان گرفتار ہوکر آیا ہی بختیارک نے کہا توبہ توبہ شہنشاہ عیاران عالم کہو عمرو عمرو کیا کہتی ہو بھلا
وہ گرفتار ہوتا کیا جانین اور اگر قید ہوکر آئے ہونگے تو دو ایک ساحرون کے سر کاٹین گے گھر لوٹین گے
چلے جائینگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک نعرہ ہوا منم عمرو بن امیہ اور چالاک جست کرکے تخت
لقا کے قریب آیا ایک دھول خداوند کے لگاکر تاج لیا لقا نے نعرہ کیا کہ لینا اس بندۂ بے ادب کو
نفیر گھبراکر دوڑی چالاک نے ایک حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑی اُسوقت
لوگ اُٹھانے کو دوڑے اہالیان دربار دوڑے لینا لینا کہتے ہین لیکن چالاک پر کوئی ہاتھ نہین ڈالتا
کس لیے کہ جانتے ہین کہ رات کو عیار اگر ہمارا سر جدا کر ڈالین گے غرضیکہ چالاک جست وخیز کرکے
قریب بختیارک پہونچا اور خال بائین آنکھ کا پھٹا کر دکھایا بختیارک کو یقین ہوا کہ بیشک عمرو ہی
اور چالاک نے بعد خال دکھانے کے دو چار جوتیان سر پر اُسکے لگائین پھر تو تمام ملازمین لقا دوڑے
چالاک پر ہجوم ہوا اُسنے خنجر کھینچکر دو ایک کو زخمی کیا دس پانچ کو جان سے مارا یعنے جب غلطاک

لگائی دو دو کے پانون کاٹے اور جب جست کی پانچ چار کے سر اڑا دیے بارگاہ مین ہنگامہ پڑ گیا کہ
یکایک نفیر کو ہوش آیا حیران تھی کہ یا الٰہی یہ کیا ہنگامہ ہی ایک عمرو وہان ہی ایک نئے یہان آکر
آفت برپا کی ہی اسی پریشانی مین ترنج پکڑ کر پڑھتی تھی کہ چالاک مارچہ بارگاہ پھاند کر بھاگا لوگ
پیچھے دوڑے جو قریب آیا اسکو خنجر مارا یہان تک کہ مثل برق جہندہ کے نظر سے ایک لمحہ مین غائب
ہوگیا خلاصہ یہ کہ بعد اس ہنگامہ کے نفیر سے بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ تمنے عمرو کو دیکھا اب جا کر شاہ طلسم
سے سب ماجرا کہدینا اور میرا جانا طلسم مین کسی طرح نہوگا یہان گھر بیٹھے تو جوتیان پڑتی ہین جان بچانا
مشکل ہی مین وہان جا کر کیا اپنی جان دون نفیر آخر کار یہان سے روانہ ہوئی اور سامنے شہنشاہ
جادوان کے آئی لیکن تھراتی اور کانپتی ہوئی افراسیاب نے اور سب اہل دربار نے اسکا سر منڈا
دیکھا سمجھے کہ کوئی آفت اسپر آئی پوچھا کیون خیر تو ہی بدحواس کیون ہی اسنے عرض کیا کہ عمرو میرے ساتھ
دربار خداوند مین جا کر پہونچا اور راہ مین میرا سر مونڈا خداوند کا تاج لیا اور شیطان کو جوتیان لگائین
اب شیطان نے کہا ہی کہ میرا آنا طلسم مین نہوگا افراسیاب نے کہا وہ عمرو جو یہان قید ہی اسے حاضر
کرو جب عمرو سامنے آیا کہا سچ کہ تو کون ہی عمرو سمجھ گیا کہ تیرے اصلی عمرو ہونے مین کسی نے نفیر کا
سر مونڈ کر شک ڈال دیا ہی پکارا کہ اے شہنشاہ مین بیچارہ غریب آپ کی رعیت کنارے دریا کے
کھڑا تھا اسوقت دو عورتین آئین اور مجھے مارنے لگین اور کہا تو عمرو ہی آخر زبردستی میری مشکین
باندھ کر اور کچھ رنگ میرے منھ پر ملکر لے چلین راہ مین دھمکاتی تھین کہ موے جو تونے اپنا نام عمرو
نہ بتایا تو ہم مار ڈالینگے افراسیاب یہ باتین سنکر آگ ہوگیا اور کہا بلاؤ اس غیبانی صرصر کو اور کیون
اے خمار یہ تونے کس کو گرفتار کیا تھا اسنے کہا اے شہنشاہ حضور کے نمک کی قسم مین نے اسکو اسوقت
قید کیا ہی جب یہ ساحرون کو قتل کر رہا تھا یہ سنکر نفیر نے کہا بی بیٹھو جھوٹ کے پل نہ باندھا بھلا تم
عمرو کو پکڑ لیتین تو میرے ساتھ کون جاتا گو مین جھوٹی سہی خداوند تو جھوٹے نہین خداوند نے اپنی
آنکھون سے دیکھا سارے دربار نے شیطان کو دیکھا اے دس پانچ آدمی وہان جان سے مارے
گئے افراسیاب نے کہا اے نفیر توبہ کر بھلا خداوند کیا جھوٹ بولین گے یا تمھین دونون صرصر اور خمار
کی شرارت ہی پس کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ قید عمرو کی دفع ہوگئی اور حکم دیا کہ بارہ ہزار روپے لاکر
اس مرد غریب کو دو اس عرصہ مین صرصر سامنے آئی عمرو سمجھا کہ یہ کوئی فتور کریگی سلام کر کے رخصت
ہوا راہ مین لوگ توڑے روپے کے لائے تھے اُنسے لیکر زنبیل کیے یہان صرصر نے عرض کیا کہ حضور
عمرو کو بغیر کتاب سامری دیکھے رہا نہ کیجیے گا شاہ نے کتاب اٹھا کر دیکھی معلوم ہوا کہ یہی عمرو تھا

جسے تونے چھوڑ دیا اور ادھر عمرو دروازے پر باغ کے پہونچا کچھ لوگ دست بقچہ لیے لباس شاہ کا بیٹھے تھے اُسکنے کہا شاہ دست بقچہ مانگتے ہین اُنھون نے حوالے کیا وہ لیکر آگے چلا تھا کہ یہان افراسیاب نے کہا لینا یہ شخص جانے نہ پائے ساحر چلے تھے کہ وہان عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا ساحر ڈھونڈھکر پھر آئے کہین پتا نہ لگا اسوقت افراسیاب نے غصہ کرکے ایک نارنج زمین پر مارا اور آپ اُٹھ کھڑا ہوا یکایک لاکھون ستارے چمکنے لگے ساحر چاند و سورج بنکر مثل طائر کے تلاش عمرو مین چلے سب نے دیکھا کہ افراسیاب نے صورت اور پیدا کی یکایک کڑک کر زمین پر اُترا اس صورت سے کہ سانولا رنگ بھرے بھرے بازو پتلی کمر خوب صورت جوان تاج الماس سر پر بازو پر اکے بیش قیمت مالے ہیرے کے گلے مین کنٹھا مروارید کا پہنے دوپٹہ بنارسی کمر سے باندھے قشقہ ماتھے پر کھینچا کرسی پر آکر بیٹھا اُسوقت دو سو گھنٹے بجے اور چار سو ناقوس پھکنے کئی سو منقلون پر بخور لونگ اور سیاہ مرچ کا ہونے لگا تمام ساحرون کو خبر ہوئی کہ افراسیاب آئینے سے نکلکر کرسی پر بیٹھا ہی تمام عمر کسی نے اُسے نہ دیکھا تھا چار طرف سے دوڑے طلسم مین غلغلہ ہوا لاکھون ساحر آکر سجدے مین گر پڑے لاکھون روپے چڑھگئے عمرو نے بھی سُنا کہ روپیہ ڈھیر ہوا ہی مال بہت سا جمع ہی ساحر جاتے ہین اشرفیان جواہر چڑھاتے ہین عمرو کے بھی مُنھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا چھپے کب تک ہوگے چلو بھی یا تو مارا شاہ طلسم کو یا اپنی جان گئی خلاصہ عمرو گلیم اُتار کر چلا اُدھر افراسیاب نے ساحرون سے کہا کہ عمرو آتا ہی دیکھو کیا بے کلیجہ عیار ہی ساحرون نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال جو یہان آئے شاہ نے کہا ای بلاے قدرت تم بھی ہوشیار ہو وہ روپیہ لینے آئیگا اس اثنا مین اشرفیون اور جواہر کے ڈھیر پر عمرو نے آکر جال مارا افراسیاب نے کہا دیکھو وہ لے گیا ساحر پیچھے دوڑے عمرو بھاگ کر غائب ہوگیا اُس کیفیت مین شاہ مصروف تھا کہ پنجہ نامہ لیکر آیا دیکھا تو خداوند لقا کا نامہ ہی دستور لقا کے نامہ بھیجنے کا سابق مین لکھا گیا ہی غرض لکھا تھا کہ ای افراسیاب تونے نہ کسی کو ہماری مدد کو بھیجا نہ آپ آیا اور شیطان کو بلاکر طلسم مین عمرو کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اب اگر عمرو گرفتار ہو تو فوراً سر کاٹنا اور میرے پاس سر اُسکا بھیجنا اور جلد کسی ساحر نامی کو بھیجکر حمزہ کو غارت کرا دے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب بولا کہ فی الواقع شیطان خداوند کو بڑی ذلت ہوئی ہی اچھا مین عمرو کو وہین قید کرکے بھیجتا ہون کہ شیطان اُسکو قتل کرکے خوش ہون یہ کہکر اپنے سر پر ہاتھ پھیرا وہان عمرو کی گردن و کمر مین ایک حلقہ مثل دھوئین کے پڑگیا اُس نے دل سے کہا قید ہوے خیر رضینا با لقضا چلو جو کچھ خدا کو منظور ہو پہلے اور سمت کو چلا دیکھا اس طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہی اور سمت چلا ادھر بھی تاریکی دیکھی آخر

افراسیاب کی طرف چلا او ہر روشنی نظر آئی عمرو ٹھہر رہا کہ مین کہین بچاؤنگا اسوقت معلوم ہوا کہ کوئی ازخود ڈھکیلتا لیے جاتا ہی ناچار افغان وخیزان خدا کو یاد کرتا ہوا کہ لے خالق تیرے سوا میرا کوئی رفیق نہین کہ بیت

تو لی یاری دہ و فریاد ہر کس
بہ فریاد من فریاد خواہ رس

قصہ کوتاہ سامنے افراسیاب کے پہونچا وہ دیکھتے ہی گویا ہوا کہ ای دزد و مکار تو بہت دنون اُڑا پھرا مہرخ کو تونے بہکایا ساحران نامی کو مارا اب کوئی فقرہ تجھے یاد ہی عمرو نے کہا ای شہنشاہ میرا قصور معاف فرمائیے کہ شعر

ہر چند نیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

افراسیاب نے کچھ عذر و التماس پذیرا نہ کیا اور کتاب سامری کو دیکھا تا معلوم کرے کہ یہ اصلی عمرو ہی یا اس مرتبہ بھی دھوکا ہی غرض کتاب مین نکلا کہ یہ اصلی عمرو ہی اسکی باتون پر نہ جانا اور فریب مین نہ آنا اسکا یہان رکھنا مناسب نہین کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ قتل نہو گا براہ مکر چھوٹ جائیگا چاہیے کہ اسکے ہلاک کی تدبیر کر بکھیڑا شا قصہ پاک کر کتاب سے یہ حکم دیکھ کے فی الفور تخت سحر تیار کر کے عمرو کو سوار کیا اور حصار جادو اور انظار جادو نام دو ساحرا نیے ملازمون کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر تم خداوند باختر کے پاس جاؤ انکے دشمنون کو غارت کرو اور عمرو کو ساتھ لیتے جاؤ خداوند جس طرح چاہین اسکو قتل کرین تم اسکے قتل ہونے کی کیفیت اور لشکر حمزہ کے غارت ہونے کا حال لکھ بھیجنا تاکہ اور باغی مہرخ وغیرہ جو گرفتار ہین مین انھین بھی ہلاک کرون اور سب کو نیست و نابود کرون وہ دونون ساحر حکم شاہ پاکر باہر آئے اور ساٹھ ہزار ساحر کو حکم تیاری لشکر دیا انتظام ہونے لگا طبل و نقارے بجے ناقوس پھنکے کمر بندی ہو گئی اُسوقت مخمور سرخ چشم کہ جو شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہوا اپنے دل مین بیقرار ہوئی کہ مبادا اس فوج سے لشکر اسلام نے شکست کھائی اور میرے مطلوب پر کچھ آفت آئی تو مین دیدار جانان سے محروم رہونگی لازم ہی کہ اسی لشکر کے ساتھ جاؤن اور اپنے دلبر کو دیکھ آؤن اس مضمون کو سوچکر روبرو شاہ طلسم کے گئی اور دست بستہ اجازت خواہ ہوئی کہ اگر حکم حضور پاؤن تو خداوند کی زیارت کو جاؤن افراسیاب نے اسکو بھی اجازت دی اور یکایک وہ تپلا یعنے جو بہت خوبصورت جوان کرسی پر آکر بیٹھا تھا اور حکم اور احکام دے رہا تھا اُسکے جسم مین آگ لگ گئی جلکر غائب ہو گیا ہزارون گھنٹہ ایک بار بجا ناقوس کی صدا آئی اور آواز ہوئی کہ ای ساحرو شہنشاہ آئینہ سحر مین تشریف لے گئے یہ خود نہ تھے بلکہ تپلا سحر کا ان کا ہمشبیہ تھا آئین اور انتظام کرنے آیا

تھا خلاصہ یہ کہ جب شاہ طلسم داخل آئینہ سحر ہوا دربار برخاست کیا گیا ساحر اپنی اپنی جگہ پر گئے مخمور بھی اپنے گھر آئی اور تیاری چلنے کی کرنے لگی چالیس کنیزوں اپنی ہمراہی کے واسطے حور وش نازک اندام منتخب فرمائین اور خود بھی دریائے جواہر مین غوطہ زن ہوئی پوشاک نفیس و پرتکلف سے آراستہ ہوکر حنا دست و پا مین لگائی مسی ہونٹھون پر ملکر پان کی لالی جمائی کہ ابیات

رنگین لبون سے جان بے چین	گویا کہ شفق مین ہین ہلالین
یکتا ہین چمک مین دانت سارے	یا برج وہن مین ہین ستارے
پیدا ہو مین اُسکے رخ سے راہین	بس ہون جنت مکان نگاہین
تھی اُس کی ہر ایک ادا مناسب	بدبین کو نظر شہاب ثاقب

اس سج دھج سے درست ہوکر تخت سحر پر سوار ہوئی اس شان و شوکت سے روانہ تھی کہ شہنشاہ حسن کی بارگاہ پرجاہ شان غمزہ و ناز فدائے دورباش عالم کو دیتے تھے نظم

اللہ رے حسن واہ رے نور	طینت مین پری تو شکل مین حور
آگے آگے وہ عہدہ دارین	بے حکم پلک بھی جو نہ مارین
سر پر تھی تمکنت مگس ران	جلوہ آئینہ دار حیران
پہلو مین سنبھالے تھی نزاکت	فرش آگے بچھاتی تھی نزاکت

اور اس سرعت کے ساتھ تخت رواں کیا کہ ساحر جو قید عمرو کی لیکر چلنے کو تھے ہنوز جانہ چکے تھے کہ یہ آکر پہونچی ساحر بھی اپنی اپنی سواریون پر چڑھکر ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے خواجہ کو لیکر بڑے جوش و خروش سے ساتھ روانہ ہوے کہ ابیات

اژدہے زیر ران ہر اک کے تھے	فتلے ہاتھون پہ اپنے کھینچے تھے
لیے ترسول تھے وہ ہاتھون مین	سحر کرتے تھے باتون باتون مین
رال ٹپکاتا تھا اپنے لب سے کوئی	کوئی کہتا تھا جے ہو سامری کی
تیغ بران ہر اک کے زیب کمر	ڈھالین فولادی پشت کے اوپر
شان و شوکت غرض دکھاتے تھے	سحر کے تخت کو اڑاتے تھے
عازم لشکر لقا تھے وہ	بانی جور و پر جفا تھے وہ

مخمور سرخ چشم اپنے دل سے باتین کرتی تھی کبھی ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی دل مضطر طپان تھا کھٹکا تھا کہ دیکھیے اس عشق کا انجام کیا ہوتا ہے جان جاتی ہے یا معشوق ملتا ہے خلاصہ کلام اسی طرح

کوچ ومقام کرتی ہمراہ ساحرون کے جادۂ خطرناک مین قدم دھرتی طلسم سے باہر نکلی اسوقت
خاطر غمگین اور زیادہ حزین ہوئی شوق دیدار نے غلبہ کیا ذہن مین آیا کہ لیجا کر محبوب کی تلاش
تنہا کر سب کے ساتھ جانا اچھا نہین راز عشق ظاہر ہوگا ہر کہ دمہ اس سے ماہر ہوگا یہ سوچکر
حضار سے کہا تمھارے ساتھ بکھیڑا بہت ہے مین آگے جاکر خداوند سے تمھارے آنے کی خبر کرتی
ہون یہ کہکر اپنے تخت سحر کو بڑھا کر روانہ ہوئی کنیزون سے بھی حکم دیا کہ تم پیچھے آؤ دربار خداوند
مین میری رسائی ہولے تو تمھین مین طلب کرلونگی لونڈیان بموجب حکم ٹھہرین اور ملکہ آگے
بڑھی جب تنہا ہوئی بلبل دل ہوائے ملاقات مین اپنے گل کی بیقرار ہوا اسرشک خونین چشم
سے بہانے لگی اور شعر عاشقانہ گانے لگی کہ غزل

در پی آن دلبر شیرین شمائل میروم — دل پی او رفت من ہم از پی دل میروم
میروم نزدیک آن قصاب گو خونم بریز — من ہلاک قتل خویشم سوی قاتل میروم
گر زند تیغ از سر کویش نخواہم رفت لیک — چند گامی ہمچو مرغ نیم بسمل میروم
چون بگوید او دوم ترسم رقیبان پی برند — زانکہ من از گریہ خود پای در گل میروم
ای کہ میگوئی برو تحصیل درس عشق کن — میروم اما پے تحصیل حاصل میروم
وادی درد و بلا در عشق ہر یک منزل است — کردہ ام عزم سفر منزل بمنزل میروم
میروم سویش باستقبال خوشحالم کہ باز — میرسد اقبال او من ہم در مقابل میروم
در رہ عشق ای کہ بالائی از من آگاہی مجو — زانکہ من این راہ را بسیار غافل میروم

خلاصہ کلام اسی طرح آہ برلب وفغان برزبان قریب لشکر صاحبقران پہونچی ایک مقام بلند پر کھڑے
ہوکر بیک تلاش نے یوسف گم گشتہ کے روانہ کیا لیکن شاہزادۂ عالی تبار نورالدہر دربار مین پاس
امیر کے جلوہ فرماتھے مخمور کو کچھ پتہ انکا نہ ملا اور خوف یہ بھی تھا کہ اگر لشکر اسلام کا کوئی عیار یہان آلے
اور مجھے ساحرہ سمجھکر مثل خمار اور نفیر کے کوئی ذلت دے اور ہلاک کرے تو اچھا نہ ہوگا آخر مجبور ناچار
ہوکر طرف لشکر لقا روانہ ہوئی یہ قلعہ کوہ عقیق مین تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ یکایک ابر سنہری رنگ
کا ظاہر ہوا اور پھول سنہری برسنے لگے وزیر یعنے بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی بندۂ خاص آپ کا
آتا ہو ذرا اپنی مشیت سے ہمین تو خبر دیجیے کہ کیا نئی تقدیر آپ نے فرمائی ہی لقا نے کہا قدرت کے
کارخانے مین کسی کو دخل دینا نہ چاہیے جو کوئی ہوگا وہ سامنے آئیگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر شق ہوا
اور تخت مخمور سرخ چشم کا بارگاہ مین اترا ملک بختیارک اٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی مخمور سرخ چشم نے

سلام کیا اور آگے بڑھکر لقا کو سجدہ کیا نذر پیش کرکے دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ جادوان نے
دو ساحر جلیل القدر بہر مقابلہ حمزہ مع ساٹھ ہزار ساحرون کے بھیجے ہین اور قید عمرو عیار کی وہ ساحر
لاتے ہین یہ سُننا تھا کہ لقا نے تاج اپنا بفخر یہ کج کیا اور کہا کہ ای بندگان قدرت دیدی قدرت
مرا ادھر بختیارک اپنے چوتڑ پیٹنے لگا اور گویا ہوا کہ ملکہ تمھارے دیکھنے کو آنکھین ترستی تھین اچھا چلیے
ہم اور آپ اُن ساحر فرستادگان شاہ کو استقبال کرکے لے آوین مخمور نے کہا آپ کیون تکلیف فرماوین
یہ کنیز جاکر انھین بلائے لاتی ہی یہ کہکر اسی حیلے سے دوبارہ تجسس مطلوب مین روانہ ہوئی مگر اسکے
جانے کے بعد بختیارک نے لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اسوقت مین اور آپ تنہا ہوں اپنی مشیت سے
مجھے آگاہ فرمایے کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہی اُسکو قتل کیجیے گا اور تقدیر مین آپنے اُسکا ہلاک ہونا لکھا
ہی کہ نہین لقا جواب دہ ہوا کہ نوے ہزار برس پیشتر سے مین نے یہی تقدیر مین اسکی لکھا ہی کہ جب وہ
طلسم سے قید ہوکر آئیگا تو مارا جائیگا یہان یہ باتین مسرت و انبساط کی شیطان و خداوند سے ہو رہی
تھین مگر مخمور قریب لشکر اسلام آئی لیکن بخوف قدم آگے نرکھا اور ہر طرف نگران جمال یار تھی
دل سے کہتی تھی کہ بمقتضائے بیت

	تماشا ہی اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا		در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا	

ہر چند تجسس در جوئے یار ہی مگر شبیہ دلدار آئینہ نظر مین جلوہ گر نہوئی ناچار آگے بڑھکر حضار کو خبر دی
کہ خداوند کا حکم ہی جلد قیدی کو حاضر کرو ساحر اسکے ہمراہ عمرو کو لیکر برسم یلغار راہی ہوے جب
قریب قلعہ جاکر پہونچے سلیمان عنبرین مو نے آکر استقبال کیا اور فوج ساحران کو مقام پاکیزہ
مین اُتروایا بارگاہین اور خیمے نصب ہوے بارگاہ کے روبرو بازارین کھُل گئین طبل و نقارے
قیام اور داخلہ لشکر کے بجے عیاران لشکر اسلام صورت بدلکر واسطے خبر دریافت کرنے کے آئے
کچھ لشکر ساحران مین ٹھہرے کسی قدر قلعہ مین گئے مگر حضار اور انظار عمرو کو سامنے لقا کے لائے
خود سجدہ کیا نذر دی ذنگل عنایت ہوئے بیٹھے لقا نے عمرو سے کہا کہ کیون ای بندۂ گستاخ
و بے ادب اب کہ کس عذاب شدید سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا یا خداوند میرا کیا قصور ہی
آپ نے خود مجھے وہ طاقت عنایت کی ہی کہ مین نے جناب کی ڈاڑھی کو اپنے پیشاب سے مونڈا ہی
آج بھی ایسی ہی کچھ آپ نے تدبیر کی ہوگی پھر وہی معاملہ پیش آیا چاہتا ہی لقا ان باتون سے
غضبناک ہوا اور بختیارک نے کہا یا خداوند اب وہی تدبیر جاری فرمایئے جو آپ ابھی مجھسے وعدہ
کرچکے ہین یہ کلام سُنکر عمرو نے بختیارک کو گھورا اور کہا ملک جی تم مجھے جانتے نہین کہ مین کون ہون

سنم عمرو آج میرے روبرو جو ہیگوئیان کرنا خیر سمجھا جائیگا بختیارک گھوڑے سے عمرو کے ڈرگیا اور رنگ گرد پھرنے پکارا کہ ای شہنشاہ عیاران مرشد برحق مین اس حرامزادے لقا مردود درگاہ خدا سے ہر چند کہتا ہون کہ حضور ریش تراشندہ کا فران کو کوئی تکلیف نہ پہونچا مگر یہ گیدی نہین مانتا چھچ آپ ہی اپنی سزا کو پہونچے گا لقا نے کہا او حرامزادے کیا بیہودہ بکتا ہی بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون جناب معلے القاب کو کہ ہماری جان کی پناہ شاہ ہونگے شاہ خواجہ سلامت ہین تو با عزاز تمام رہا کردے ورنہ سر منڈیگا ناک کٹے گی جوتیان پڑینگی لقا ایسی باتون سے نہایت غیظ مین آیا اور حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس ملعون یعنے بختیارک کو بھی قتل کر دو بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون آپ نے اگر عہدۂ شیطنت دیا ہی تو مین ایسی ہی باتین کرونگا نہین یہ طوق لعنت آپ کا حاضر ہی کسی اور کو پنھایئے اور شیطان بنایئے لقا نے حکم قتل عمرو کی نسبت صادر فرمایا اور بختیارک کو بری کر دیا بموجب حکم جلاد آکر حاضر ہوا عمرو کو لیکر میدان خونی مین آئے قلعہ کوہ عقیق کے سامنے جو بیابان واقع ہی وہان چبوترہ نکبت کا بنا اور بوریا ے فلاکت بچھایا گیا جلادان قوی بازو بیرحم تیغہ ہا آبدار لیے ہر طرف پھرنے لگے کل لشکر لقا مین کمر بندی ہو گئی ایک طرف ساٹھ ہزار ساحر حضار کے تیار ہوے اور صف باندھکر ٹھہرے ایک سمت سوارون کے پرے اور پیادون کی قطار آراستہ ہوئی کماندار لیس ہوکر تیر چلہ کمان مین جوڑکر مستعد تھے کہ اگر کوئی حمایت کو عمرو کی آئے تو جیتا نہ بچے عمرو کے حال زار پر دوزن قلعے کے ہنستے تھے لیکن دانشمند عبرت گزین تھے کہ ایہا الناس یہ نفس حمزہ ہی یہ وہ شخص ہی کہ جس نے ساحران عالم کو قتل کیا شہنشاہ عیاران اپنے تئین بنایا آج اس طرح بے بس ہی نہ کوئی رفیق ہی نہ مونس ہی بعض کہتے تھے اسپر کیا منحصر ہی چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے نامیون کو ذلیل کرکے ہلاک کرایا ہی اور پیرزال دنیا نے بہت نوجوانون کو پُرحسرت وارمان دنیا سے اُٹھایا ہی آج نہ دارا ہی نہ سکندر ہی نہ وہ چتر دا ورنگ ہی نہ افسر ہی نہ کلاہ ہی نہ تاج شہی نہ سریر عزت ہی فی الحقیقت یہ سرا ے خالی مقام عبرت ہی **نظم**

کہان شداد وہ بہشت آرا
جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
ہی یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ
ہی زمین اور آسمان کا فرق
کہین سامان غسل صحت ہی

اس چمن کا کرے جو نظارہ
آج کرلے گذشتگان پہ نظر
لاکھ یوسف گرائے در تہ چاہ
کہین ہوتا ہی قطع پیراہن
کہین ترتیب غسل میت ہی

گو سکندر بھی شاہ عالی تھا
ہوگا کل تو بھی عبرت دیگر
بحر حیرت مین عقل کیون نہ غرق
کہین مردم کو ہی تلاش کفن
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہین مردہ وبال دوش ہوا
قصر بنوا کے سو گیا شداد
تشنۂ قلزم سراب نما

اک دولھن سے دوچار ہوتا ہی — اک کنار لحد مین سوتا ہی
قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد — ہین یہ خواہان حشمت دنیا
اسکے شربت مین زہر ہی سودہ — نوش ہی اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف ہنگامہ برپا تھا صغیر وکبیر کا مجمع تھا ایک جانب مخمور سرخ چشم بھی مع اپنی کنیزون کے کھڑی تھی مگر حیران تھی کہ تو نا حق خون عمرو مین شریک ہوئی کاش طلسم سے نہ آتی یہ بدنامی اپنے ذمے نہ اٹھاتی اب معشوق سے ندامت ہوئی بڑی قیامت ہوگی یہ سوچ رہی تھی کہ وہان لقا بھی فیل پر سوار ہوکر برآمد ہوا جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا اور سامنے لقا کے آکر پوچھا کہ اس گنہگار کے بارے مین کیا حکم خداوندی ہی اس گبر نے گرد گرد آکر صدا دی کہ لاکھون حکم کا ایک حکم تمکو دیا جاتا ہی کہ جلد سر اس گنہگار کا کاٹ کر حاضر کرو جلاد وہان سے آکر مستعد قتل ہوسے خواجہ کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کھانا ہو اے اجل رسیدہ وہ کھالے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کوئی دم مین پیمانہ عمر باد فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اُتارا جائیگا عمرو نے انھین تو مطلق جواب نہ دیا لیکن دل کو رجوع بخضوع وخشوع بدرگاہ خداوند قہار دافع البلیات وکافی المہمات کیا بے اختیار روکر پکارنے لگے کہ ای قادر وتوانا وای فریادرس غریبان تو صادق القول ہی مجھ سے تو نے وعدہ فرمایا ہی کہ جب تک مین تین بار موت اپنے منھ سے نہ مانگون اسوقت تک نہ مرون آج زرنۂ اعدا مین گرفتار ہون بے یار وغمگسار ہون سوا تیرے کون میرا مددگار رہی اور اس بیکسی مین یار ہی

نظم

ترے لطف وکرم سے کچھ نہین دور — کہ غالب ہون مین اس فرقہ پہ مجبور
نہین ہی کوئی تیرا مثل و مانند — بری ہی شرک سے تو ای خداوند
تری حکمت سے ہی ہر شی ہویدا — شب تاریک سے ہی صبح پیدا
زمین وآسمان حیرت فزا ہین — یہ دونون تیری قدرت سے بپا ہین
بچا لے اس بلا سے مجکو یارب — کہ تو غالب ہی اور مجبور ہین سب

اس دعا کے مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہر مین وزان اور صبح عشرت گریہ کرنے سے خندہ زن تھی یعنی عیاران لشکر امیر مثل تجاسم کتوری ودیگر عیار جو بہر خبر آئے ہوئے تھے اس ماجرے جانگزا کو دیکھکر افتان وخیزان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور روبروے شاہ اسلام یون التماس پیرا ہوے کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ قطعہ

ای عدالت گستر و عالم پناہ و داد بخش	کس زبان سے ہم کرین تیری عدالت کی ثنا
شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہین	بسکہ شہرہ معدلت کا تیری ہو بجا جا بجا
تازیانہ ہو نسیم صبح کو موج نسیم	غنچۂ تصویر کے گر ہوے پیراہن قضا
نام ہی جس شہر مین حفظ و حمایت کا تری	دست خوبان مین نہ ٹھہرے خوف سے دزد حنا

آج کچھ ساحر عمرو کو طلسم سے گرفتار کر کے لائے ہین اور لقا انکا گل ہستی خموش و پژمردہ کیا چاہتا ہی اور نخل حیات تیغ سیاست سے قلم ہوتا ہی اس خبر کو سننا تھا کہ بادشاہ نے امیر کی جانب دیکھا صاحبقران ہلے یار وفادار کہکر زنگل پر سے اٹھے اور اُنکے اٹھنے سے کل سردار دست راست اور دست چپ اور فرزندان امیر وغیرہ سب کھڑے ہو گئے لشکر مین حکم کمر بندی کا پہونچا تیاری ہونے لگی مگر امیر نے کسی کی راہ نہ دیکھی باہر بارگاہ کے آکر اشقر دیوزاد مرکب پر سوار ہوکر چل نکلے انکے بعد قاسم اور نور الدہر اور ایرج اور علمشاہ وغیرہ بیٹے پوتے اور سردار شل لندھور اور مالک اور فرامرز اور جمہور وغیرہ کے روانہ ہوے ایک سمت سے طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی اور پلٹن اور رسالے اور پیادہ و سوار لینا لینا کہتے چلے پھر تو بادشاہ بھی مع تاجداران ذیوقار کے تخت مرصع پر سوار برآمد ہوے طبل سکندری پر چوب پڑی فلک تھرایا اور زمین ہلی کہ نظم

چلے ایسے بزرگی سے وہ مردم	کیا چرخ بریں نے آپ کو گم
وہ صحرا دشت محشر ہو بہو تھا	قیامت غلغلہ ہر چار سو تھا
ہوا نیزون سے وہ جنگل نیستان	نیستان تھا وہ جولانگاہ شیران
خدا کی راہ مین باندھے کمر تھے	لیے ہمراہ اقبال و ظفر تھے

یہانتک کہ روبروے قلعہ پہونچکر اس مجمع فوج مخالف پر دلاور امیر شمشیر کھینچکر اور نعرہ کر کے گرے کہ نعرہ

امیر عرب حمزۂ نامدار	عم مصطفیٰ شاہ اشقر سوار

لشکریان عدو نعرۂ امیر سنکر لرزان ہوے مگر لقا کے سامنے بختیارک اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر اذان دینے لگا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا او شرک خدا تو مسلمان ہو جا اب دیکھ کہ حمزہ تیری جان پر کیا آفت لاتا ہی اور مین تو اول ہی سے مسلمان ہون لقا نے یہ معاملہ دیکھکر نعرہ مارا کہ سر عمرو کا جلد جدا کر ڈالو سپاہی اور جلاد بڑھے تھے کہ ادھر مخمور نے مخفی کچھ سحر ایسا پڑھا کہ کوئی نہ بڑھ سکا اور امیر نے صفون کو زیر تیغ بران رکھ لیا پھر تو حضار جادو اور ساٹھ ہزار ساحر ماریل و ترنج سحر کے مارتے تھے اور امیر اسم اعظم پڑھتے قتل کرتے بڑھتے ہوے آتے تھے کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ شاہزادہ قاسم بلند ہوا نعرہ

ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ
زم تیر برابر و نیزہ بہ ماہ

ز آب دم تیغ شستم زمین
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

اور شاہزادہ زیو قارپلارک افراسیابی لشکر پر آ پڑے کہ ایک جانب سے نعرہ نورالدہر کا ہوا نعرہ

ہمائے اوج رفعت بادشاہ عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده

پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده

پھر تو ایک کے بعد ایک کا نعرہ بلند ہوا اور تلوار پھر کر چلنے لگی ادھر لقا کے حکم سے تمام بختانی و باختری اور شتری حصاری حملہ آور ہوئے نیزہ ہائے بہادران تل گئے سینہ تا کمر بے تامل ملگئے تیغون کی ہوا سن سن چلنے لگی سر مثل برگ خزان کے گرنے لگے نخلبند اجل سربلندون کے شجر قامت کی سرتراشی کرنے لگا عندلیب آسا نقیب سرگرم فغان تھے جوہر تیغ عریان کے پھول کھلے نظر آتے تھے دہان زخم شکل غنچہ مسکراتے تھے سپر کے پھول گل سوسن کو شرماتے اور گل ہائے زخم کلی کی طرح بکس کر رہجاتے تھے چمک تیغ آبدار کی نہر گلشن کی طرح لہراتی تھی زندگی حباب آسا بے ثبات تھی سپرون کی تاریکی سے روز روشن تھا یا رات تھی کہ نظم

کیا حمزہ نے جب گھوڑے کو جولان
نظر آنے لگے سرگوے چوگان

چلے آپس مین یہ خنجر دودستی
کہ جیسے بزم مین ساغر دودستی

فلک نے سینہ اور خورشید نے سر
چرایا دیکھ تیرون کو ہوا پر

سیہ کارون کے رخ زخمون سے تھے لال
سنان نیزہ سے پیکر تھے غربال

ہوئی خونریز شمشیر درخشان
بنے تھے دست و بادان شاخ مرجان

جنھین تھا ناز شمشیر دودم پر
پڑا تھا انکا سر اُن کے قدم پر

ہوا نیزے سے زخم سینہ دریا
سپر پھر پھر کے خون زخمون سے چھلکا

ترازو تھی وہ شمشیر دوپیکر
قلم ہر تن ہوا اُس سے برابر

قیامت تھی ادھر محشر وہان تھا
ہر اک سرداریان پیل تن مان تھا

مخمور اپنی کنیزون کو لیکر علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور ساحرون پر سحر کرنے لگی تاکہ میرے مطلوب شاہزادہ نورالدہر پر اور اُسکی فوج پر سحر تاثیر نہ کرے اسکے سحر کرنے سے جو کوئی شاہزادے کے قریب آتا تھا بچ کر زندہ نہ جاتا تھا اور عیاران لشکر اسلام نے باہم مشورہ کیا کہ سوائے امیر کے اور کوئی لشکری رد سحر نہیں جانتا ہی ایسا نہو کہ لشکری مسحور ہو جائین لازم ہی کہ ہم سب عیار بھی جا کر مقابلہ

کرین یہ سوچکر ایک لاکھ اسّی ہزار عیار بہانہ ہائے عیاری سے درست اور چست ہوکر چلے دھمد ھمیان بجنے لگین وہان آکر پہونچے کہ جہان ساحرون کا غول تھا اور گولے فولادی ہار قلفل سوئیان وغیرہ ساحر لگا رہے تھے عیارون نے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہوکر حقہ ہائے آتشبازی داغ کر صف لشکر ساحران پر لگائے ایک لاکھ اسی ہزار حقہ ایک بار آکر لشکر مین پھٹا اور اُن مین سے ایسا دھوان پیدا ہوا کہ سارا زمانہ تاریک ہوگیا ساحرون کے مُنھ جھلس گئے اور گھبرا کر کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب بھاگا بعض اُڑکر چلے اسوقت مقبل وفادار کہ تیرانداز بے بدل ہے اُسنے چالیس ہزار ناوک فگن لیکر حملہ کیا اور تیر مارنا شروع کیے طائر روح ساحران صید ہونے لگے ایک طرف سے حفنار اُڑکر چلا تھا کہ مقبل نے تیر دلدوز تاک کر مارا اسکے سینے پر پڑا اور مہرۂ پشت کو توڑکر پار گذر گیا قلابازی کھاکر زمین پر گرا اور تڑپکر ہلاک ہوا اُسکے مرتے ہی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا اور عمرو جو اسکے سحر مین مبتلا تھا چھوٹ گیا ادھر سردار لڑتے بھڑتے قریب عمرو کے پہونچے اور ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین عمرو گھبراکر اُٹھا اور جست کرکے تخت لقا پر چڑھ گیا ایک ڈھول بڑے زور سے اسکے سر پر لگائی اور تاج اُتار لیا بختیارک نے کہا لیجیے بسم اللہ مال آپکا ہو ادا پنار فیدہ اور دوشالہ وغیرہ اُتار کر سامنے کیا خواجہ نے وہ بھی لیا اور جسنے انکو گرفتار کرنے کا قصد کیا عمرو نے خنجر مار کر راستہ ملک عدم کا دکھلایا خلاصہ یہ کہ جب فوج ساحران نے شکست کھائی اور نظار جادو با معدودے چند بھاگ کر زندہ بچا اسوقت لشکر اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا عمرو بھی لڑتا اور لوٹتا ہوا قریب مرکب صاحبقران پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیا امیر گھوڑے سے اُترکر گلے سے لپٹ گئے عمرو نے عرض کیا ابھی لڑائی فتح نہین ہوئی حضور سوار ہون مین ہمراہ ہون امیر دوبارہ سوار ہوے اور نعرہ اللہ اکبر کرکے حملہ آور تھے پھر عجب ہنگامۂ آفت گرم ہوا کہ نظم

گھر قتیلون سے بھر دیے ہر سو
کشتون کے پشتے کر دیے ہر سو
جس طرف گھوڑے کو کیا مہمیز
کافرون کو ملی نہ راہ گریز
الامان مُنھ سے کہتے جاتے تھے
ٹھوکرین کھا کے رہتے جاتے تھے

اسی طرح جسدم امیر تخت لقا کے قریب پہونچے بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ یہی آئین امیر کا ہی یعنے جب طبل امان لشکر مخالف مین بجتا ہی تو امیر حریف کو طالب امان سمجھ کر پھر مقابلہ نہین فرماتے غرض جسوقت نقارہ امان بجا لشکر دونون جانب کے پھرے امیر بھی بارگاہ کی طرف واپس ہوے سردار سر پر امیر کے زر نثار کرنے لگے عمرو پکارا کہ ای بہادران کیون مال ضائع کرتے ہو یہ

سب جمع کر کے مجھے حوالے کرو کہ مین نہایت محتاج ہون امیر ہنسے اور کہا خواجہ تمھارے لیے اور
بہت کچھ ہی عمرو نے عرض کیا اگر یہ اور وہ ملکہ مجھے مل جاتا تو اچھا تھا یہ کہکر جال لیا سی لگایا کہ سب مال
اُسمین آگیا اور لوٹنے والون نے ایک جبۂ بنایا اسی طرح شادان و فرحان جملہ سردار ہر چند کہ خون
مین تر بتر اور خستہ لڑے بھڑے اور پریشان تھے مگر عمرو کے آنے سے بارگاہ مین چلے آئے عمرو ہر ایک
کے گلے سے ملا اور کرسی اُمۂ ہُ پر بیٹھا بادشاہ بھی خرسند ہوے اور کشتیہان جواہر کی امیر اور بادشاہ نے
منگوا کر عنایت فرمایئن عمرو نے سارا ماجرا جو کچھ طلسم مین گذرا تھا حرف بحرف بیان کیا امیر نے
عیارون کی فطرتین سُنکر اُن سب کے لیے بھی بھاری خلعت عنایت فرمائے کہ ہماری طرف سے
قران اور برق وغیرہ کو دینا عمرو نے کہا کہ مین اُن چھوکرون کو روپیہ دیکر خراب تو نہین کرونگا
مگر کہدونگا کہ امیر نے تمھین بھی خلعت دیا تھا عید کے دن پہننا امیر اور سب سردار اس تقریر سے
ہنسنے لگے اور عمرو نے کل مال نذر زنبیل کر کے کہا مین جاتا ہون امیر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ
خواجہ ایک روز تو توقف کرو عمرو جواب دہ ہوا کہ پھر مین جا نہ سکونگا ابھی سب ساحر جاتے ہین انکے
ساتھ مین بخوبی پہونچ جاؤنگا یہ کہکر وہان سے اُٹھکر چلا کہ ملکہ سرو سیمتن اپنی بی بی سے ملآؤن اور
اپنی شہزادیون یعنی امیر کی بی بیون سے بھی مل لون غرض داخل محلات ہوا جمیع خاتونان معظمہ
اس کے آنے سے مسرور ہوئین اور بہت کچھ زر وجواہر دیا حال طلسم سنا خواجہ کا مزاج پوچھا لیکن
وزیر زادیان اُن شہزادیون کی بیبیان عمرو کی ہین انھون نے عمرو کو گھیرا اور کہا کیون صاحب
بعد مدت کے تم طلسم سے آئے مگر کچھ تحفہ اور سوغات ہمارے لیے نہ لائے اچھا جو کچھ کمایا ہو وہ تبلاؤ
ہم لوگون کو کچھ تو دو عمرو نے کہا طلسم مین خود میرا لاکھون روپیہ صرف ہوگیا اب مین محتاج اور پریشان
ہون چاہتا ہون کہ تمھارا زیور لیکر فروخت کرون تاکہ رفع تکلیف ہو یہ باتین سنکر محل مین ایک
قہقہہ اُڑا اور عورتون نے خواجہ کو چار طرف سے گھیرا کہ ہمتو ضرور کچھ تم سے لینگے اسوقت مجبور ہوکر عمرو
نے کچھ جھوٹے نگینے اور ہلدی کی گرہین لوہے کی کیل ایک آدھ دسپنا وغیرہ نکال کر دیا اور کہا گھر والیان
کمبخت نہ پریشانی کو جانتی ہین نہ مفلسی کو مانتی ہین انکو چوری کرو اور جہان سے بنے لاکر دو سب
ہنسنے لگے اور عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یہان ٹھہرونگا تو لٹ جاؤنگا اور وہان سے اُٹھکر ملکہ سرو سیمتن کے
پاس گیا ملکہ نے خواجہ کو اعزاز سے بٹھایا اور بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ملاقات کی یہ بی بی عمرو کی
بہت پیاری ہی عمرو یہان بیٹھکر مصروف مئےنوشی ہوا اور باتین اخلاص محبت کی کرنے لگا لیکن ادھر
جب لقا عاجز اور درماندہ ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر بھاگا ہوا آکر پھر فروکش ہوا انتظار رہی چند

ساحرون سے بارگاہ مین حاضر ہوکر عرض رسا ہوا کہ یا خداوندا اب لشکر ساحران باقی نہین مین رخصت ہوتا ہون شاہ طلسم سے جو کچھ فرمایئے عرض کردون لقا نے کہا کہدینا کہ ای شاہ جادوان تیری ملاقات کو بہت جی چاہتا ہو مگر ان بندون نے مجھے بہت پریشان کیا ہو اور ان کو عالم ہستی مین مین نے پیدا کیا ہو ان کی قضا مین بھول گیا خلق ہی نہین کی بس سرکشی کرتے ہین اور مجھے سجدہ نہین کرتے ہین تو کہدینا کہ کسی ساحر زبردست کو پھر میری مدد کے لیے بھیجے اب کی بار مین اُس ہستی کے عالم کی تقدیر کی ہیولی کو پھیرونگا اور بندگان مغضوب کی قضا پیدا کرونگا بختیارک اس تقریر کو سنکر بولا کہ یا خداوند آپ نے عمرو کی قضا بھی تو فرمایا تھا کہ آج ہو اور قتل کی تقدیر آپ کر چکے تھے پھر عمرو کے عوض حضار کی قضا آئی یہ بالعکس تقدیر آپ نے کیسی فرمائی لقا نے کہا قلم قدرت میرا جدھر مین نے چاہا اُدھر پھر گیا تجھے مشیت خداوندی مین کچھ دخل دینا نہ چاہیے بختیارک خاموش ہورہا اور انتظار رخصت ہوکر باہر نکلا اس عرصہ مین مخمور بھی آکر لقا سے مرخص ہوئی اور جب باہر بارگاہ کے آئی سب لشکر اور طائران سحر پر سوار ہوے یہ بھی طاؤس سحر پر چڑھکر چلی جب طاؤس بلند ہوا یہ لشکر اسلام کو بنگاہ حسرت دیکھتی جاتی تھی اور وہان جب عمرو محل مین گیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین بہر آسایش و آرام آئے نور الدہر بھی آکر اپنی بارگاہ کے دروازے پر کھڑے ہوے آنکو اس ہماے اوج عاشقی ہجران کشیدہ رنجور ملکہ مخمور نے دیکھا دل بیتاب کو تاب نہ آئی کنیزون سے کہا تم درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرو مین آتی ہون لونڈیان حسب الارشاد اس طرف گئین اور یہ شاہین صیدگاہ محبت والفت اپنے طاؤس کو پھیر کر قریب بارگاہ شاہزادۂ بلند قدر اُتری اور سامنے آکر پکاری کہ ای بیوفا رسم وراہ الفت یہی ہو کہ ہم آوارۂ دشت ادبار پھرین اور تجھے خبر نہو کہ بمقتضاے نظم

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

سرم بہ دنیا و عقبے فرو نمے آید
تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست

در اندرون من خستہ دل ندانم کیست
کہ من خموشم او در فغان و در غوغاست

مرا بکار جہان ہرگز التفات نبود
رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

یہ صدا سنکر شاہزادہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک اختر آسمان دلربائی گوہر دریاے آشنائی گل گلزار ناز کی بلبل شاخسار دلبری یوسف جمال زلیخا خصال ماہ کی صورت چکور کی سیرت لیلی کی سج مجنون کی دھج شمع کا رنگ پروانے کا ڈھنگ بزم کی آرایش پہلو کی زیبائش نیند کی کھونے والی لپٹ کر

سونے والی کو ملاحظہ کیا کہ سرگرم گفتار ہے ایسے حسین شوخ و چنچل کو دیکھا کہ بے صبر اور بیتاب ہوگیا ہوش و حواس عیش و راحت سب بھولا کہ ابیات

بوٹا سا قد قیامت عالم
کم سنی اُسپہ اور آفت تھی
ہائے رے وہ نچا کھچا مکھڑا
اُس بگڑنے مین بھی ہزار بناؤ
قابل دید اُس پری کا حال
یہ محبت کا یہ تقاضا تھا

زلف چہرے پہ آفت عالم
حسن لاثانی ایک عالم مین
تمتایا وہ چاند سا مکھڑا
سرلبسر زلف کے وہ بال اُلجھے
شکل معشوق جیسے صبح وصال
دل سے ہوجایئے نثار اسپر

راستی قد کی اک قیامت تھی
پھول سا تن عرق کے شبنم مین
صدقے آرائش و نثار بناؤ
گیسوے خم بہ خم کمال اُلجھے
گو کہ سرمہ ہی تھا نہ غازہ تھا
غرض آتے تھے لاکھ پیار اسپر

شاہزادہ والا منزلت دلدادہ اور شیفتہ ہوکر قریب اُس گلفام کے آیا ملکہ نے مسکرا کر منھ پھیر کر کہا جلو اب منھ دیکھی محبت نہ جتاؤ مین ایسے بے مروت سے بات نہین کرتی یہ فرما کر اور پھر کر روانہ ہوئی یہ کشتۂ خنجر ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہوکر پکارا کہ اے مسکن گزین حسن خاطر عاشق حزین خمسہ

تڑپتا ہے مریض ہجر کیونکر دیکھتے جاؤ
دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ

رہی دم توڑنے کی سیر تم بھر دیکھتے جاؤ
نکلتی کسطرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ

ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑکر دیکھتے جاؤ

اے دلدار دلربایۂ ناز یہ کیا مجھ ناشاد پر عتاب ہے کہ آپ ہی تو پری کی طرح سایہ ڈال کر دیوانہ بنایا اور پھر نظر پھیر لی شاہزادہ یہ کہتا ہوا اور شعر عاشقانہ پڑھتا اسکے پیچھے جاتا تھا لیکن وہ بت پرفن کچھ جواب نہ دیتی تھی یہانتک کہ لشکر سے نکل کر ایک درہ کوہ مین جب پہونچی وہان گئی شاہزادہ قریب پہونچا مخمور نے تیوری چڑھا کر کہا کہو صاحب کیا ہے کیون مجھ کمبخت کا پیچھا پکڑا ہے لو اچھا مین ٹھہری ہون کیا کہتے ہو شاہزادہ نے کہا واللہ اے جان زار کی تسکین سر تو یہ حال ہے کہ نظم

گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے
اس خانماں خراب کو لیجاؤن مین کدھر
تیری درشتیوں کو سمجھتا ہون آشتی
کرتا ہے اسقدر تو خفا درد کو عبث

کر لے نہ قتل مجکو عبث پھر درنگ ہے
دل پر تو یہ فضا ہو بیابان بھی تنگ ہے
تجکو تو میرے ساتھ عبث عزم جنگ ہے
ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تو تنگ ہے

یہ کہکر اشک سے رخسار کو تر کیا مخمور شاہزادے کے رونے سے بے چین ہوگئی اور ہنسکر اپنے دست نازک سے

آنسو پونچھنے لگی اور کہا مجھ خانمان آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہین کہ شہنشاہ طلسم افراسیاب کے پھندے سے میرا نکلنا محال ہی اسوقت ہمراہ ساحرون کے حیلہ کرکے تمھارے دیکھنے کو چلی آئی تھی شاہزادے نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اسنے کہا ہان یہ سنتا تھا کہ نور الدہر سُن ہوگئے اُنکے چپ ہونے سے مخمور سمجھ گئی کہ مجھے ساحرہ جو انھون سُنا ہی تو تیرے حسُن وجمال کو عارضی بزور سحر بنا ہوا جانکر یہ خاموش ہوے ہین یہ تصور کرکے ہنسی اور لب لعلین سے گہر فشان ہوئی کہ اے دلبر دغاباز دادے عاشق جان نواز مین مثل اُن ساحرنیون کے نہین ہون کہ جنکا سن سو سال و دو دو سو برس کا ہوتا ہی اور وہ سحر سے صورت اپنی جوانون کی بناتی ہین میرا سن چودہ سال کا ہی شہزادہ اس تقریر کو سُنکر دل مین شاد ہوا لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ امیر کسی ساحرہ کے ساتھ اپنے بیٹون اور پوتون کے عقد کرنے پر راضی نہین ہوتے ہین پس اس سے وصال ہونا غیر ممکن ہی اور تیری طبیعت اسیر آئی ہی دیکھیے کہ تقدیر مین کیا کیا لکھی رسوائی ہی یہ سوچکر یا تو چہرے پر سُرخی آئی تھی یا پھر وہ غنچہ دہن مرجھا کر زرد ہوگیا مخمور سوچی کہ شاہزادے کو تیرے کم سن ہونے کا حال سُنکر فرحت حاصل ہوئی تھی مگر اب پھر کچھ فکر لاحق ہوئی ہی از بسکہ یہ عاشق ہی شاہزادے کے خفا رہنے سے دل اسکا خفا ہوا اور ہاتھ گردن مین ڈالکر اپنا دوشالہ سر سے اُتار کر فرش کیا اور شہزادے کو بٹھلایا لگی منت اور خوشامد کرنے کہ

کیون صاحب ہمسے کیون خفا ہو کیا باعث ہی ابیات

دل بھر آتا ہی خدا کی قسم
لو ہمین بیٹھو اب نہ ٹھہرا و
رنج تکلیف ہمکنا رہی ہو
بے تکلف کہو حیا نہ کرو
خوش ہو رنج فراق دور ہوا
ناحق اس درجہ آپ ہین ہم
رنج فرقت کا ذکر زائد ہی
ہم سے کرنا تمھین فریب تھا
آپ ہمکو اگر ستا ئینگے

سبب اسوقت ضبط کرتے ہین ہم
مین سنون تو مرا قصور ہی کیا
یا خطا اور کچھ ہماری ہی
ہمکو قائل کرو لڑو ہم سے
عذر کرتے ہین لو قصور ہوا
ناز برداری یہ کرتے ہین ناز
اس سے کیا جی خدا تو شاہد ہی
روٹھنے کا سبب بھی ہم سمجھے
دیکھو پھر ہم بھی روٹھ جائینگے

کچھ خفا ہو تو ہم سے فرماو
سبب رنجش حضور ہی کیا
کون کہتا ہی تم گلا نہ کرو
مثل گیسو الجھ پڑو ہم سے
خود مقر ہوتے ہین خطا یہ ہم
سب اُٹھاتے ہین عاشق جانباز
ہم ہین معشوق تمکو زیبا تھا
یہ رو دکھائی یہ ضد یہ دم سمجھے

اس طرح اپنے عاشق کو لپٹ کر سنایا کہ شاہزادے کو آیندہ کا خیال ماضی ہوا سب رنج و غم بھولا بے اختیار ہنس پڑا ملکہ نے تیوری چڑھائی روکھی صورت بناکر گلے سے باہین نکالکر الگ سرکی شاہزادہ اس سے لپٹ گیا اور کہا کہ

آرام دل بیقرار مین تجھسے خفا نہ تھا بلکہ یہ سوچتا تھا کہ واوا میرے امیر جب تجھکو ساحرہ سنینگے تو میرے
ساتھ نکاح نہ کرینگے مخمور نے ہنسکر کہا چہ خوش آپ نکاح کی فکر ابھی سے کرنے لگے اوصاحب منھ بنواؤ
ہوش مین آؤ عقل کے ناخن لو کجا مین اور کجا تم کیسا نکاح اور کہان کا بیاہ بس اک نظرے خوش
گذرے ہمنے تمھین دیکھا تمنے ہمین دیکھ لیا اور آگے سب جھگڑا ہی مجھے اور بات سے نفرت ہی شاہزادے
نے کہا دیکھیے اسکی سند نہین یہ انکار اچھا نہین مخمور نے کہا اور تو مین کچھ جانتی نہین لیکن دل سے
راغب بطرف دین اسلام ہون انشاء اللہ بعد فتح طلسم سحر ساحری سے توبہ کرونگی آج کل طلسم
مین مجھے مدد عمرو کی کرنا ہی اور نتیجۂ افراسیاب سے نکلنا ہی نہین تو ابھی مسلمان ہوجاتی شہزادے کو
اطمینان ہوا کہ جب یہ مدد خواجہ کی کریگی اور بدل مسلمان ہوگی تو امیر جلد دے حسن خدمت اور
رفاقت مسلمانان کی وجہ سے خوشنود ہوکر میرے ساتھ نکاح کرنے مین تامل نہ کرینگے یہ سمجھ کر
آغوش محبت کھولکر اُس پروردۂ مہد ناز و کج ادائی کو سینے سے لپٹا لیا دل کھولکر پیار کیا مخمور
نے کہا چلیے چلیے آپ وہی ہین جو ابھی طوطے کی ایسی نگاہ پھیرتے تھے مُنھ سے نہ بولتے تھے ہمین
آٹھ آٹھ آنسو رولایا اور آپ کے تیور پر میل نہ آیا اب لگے جھوٹھ موٹھ کا عشق جتانے شاہزادہ
منتین کرنے لگا ہنگامۂ راز و نیاز گرم ہوا اب یہ شیداے یک دیگر تو یہان اپنے ارمان نکالتے ہین
لیکن کیفیت عمرو کی سنیے کہ اپنی بی بی سے بخوبی ملکر رخصت ہوا کہ مین طلسم کو جاؤن ایسا نہو کہ ساحر
چلے جائین اور مین ٹاپتا رہجاؤن غرض کہ لشکر سے نکلکر جب صحرا مین آیا ہر سمت صید مطلب کا
جویا تھا کہ یکایک دیکھا کچھ عورتین ایک مقام پر بیٹھی ہین اور باہم باتین رمز و کنایہ کی کرتی ہین
اور کچھ اشارہ درۂ کوہ کی طرف کرتی جاتی ہین عمرو ساحر کی ایسی صورت بنکر پاس گیا اور گویا ہوا
کہ ہاے انتظار وغیرہ سب طلسم کو گئے ہم بھی جاتے ہین تم ابھی یہین بیٹھی ہو یہ کلام سنکر اُنھون نے کہا
کہ ہم کنیز ملکہ مخمور کی ہین اور ملکہ درۂ کوہ مین کسی کام کو گئی ہی آلین تو ہم بھی طلسم کو جائین عمرو اُن کی
باتون سے خوش ہوا اور دل سے کہنے لگا کہ خداے برتر کی کیا کارسازی اور بندہ نوازی ہی کہ
میرے جانے کا سبب پیدا کر دیا اب چلکر ایک بار حمزہ کو اور دیکھ لون پھر سوچا کہ مبادا یہ ساحرنیان
چلی جائین اور تو رہجاے لازم ہی کہ نہ جاؤن مگر عاشق روے امیر ہی تاب نہ آئی دوڑتا ہوا پاس
امیر کے آیا اور پاؤن پر گرا امیر نے بھی گلے سے لگایا آخرکار رخصت ہوکر پھر انھین عورتون کے
پاس بصورت ساحر آیا اور اُن مین سے ایک کو کہا کہ تم ذرا میرے ساتھ آؤ میرے کسی عزیز کا یہان
گھر ہی یہ سب بیچاریان حیران بیٹھی ہین ان کے لیے مین شراب و کباب وغیرہ بھیجدون کنیز اسکے

کہنے سے ساتھ ہوئی عمرو اسکو جب صحرا مین دور لیکر آیا تو حباب بیہوشی اُسکے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگئی
اُسکا پیراہن اُتار کر اور اُسکی ایسی صورت بنکر اسے زیادہ بیہوش کر کے آپ چند گلابیان شراب کی لیکر
اُن عورتون کے پاس آیا اور شراب اُنھین دی کہ اس ساحر نے بھیجی ہی سب ساحرنیون نے وہ شراب
پی اُنھین بیہوش کرنا منظور نہ تھا اسوجہ سے شراب آغشتۂ بیہوشی نہ تھی غرض یہ سب راستہ
مخمور کا دیکھ رہی ہین لیکن وہان ملکہ نے شاہزادے سے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ لیجئے خدا حافظ
و ناصر اب عرصہ بہت ہوا ہی میری راہ شاہ طلسم دیکھتا ہوگا جب اور ساحر جاکر پہونچین گے اور
مین نہون گی تو نہایت خرابی ہوگی یہ کہکر اُٹھی شاہزادہ اسکے جانے سے آبدیدہ ہوا پھر تو مخمور
بھی رونے لگی اور اُسوقت عاشق و معشوق کا عجب حال تھا کہ نظم

قہقہہ لب پہ بن گیا نالا شدتون سے عذاب ہونے لگے	خون بہا آنکھون سے تو دھو ڈالا دل تو اُمڈا مگر رہے خاموش	دلکو سو پیچ و تاب ہونے لگے تھم گئے اشک آکے بر سر جوش

قصہ کوتاہ دونون روتے رہے ادھر وہ طلسم کیطرف روانہ ہوئی مخمور چلتے وقت کہتی گئی کہ نظم -

	کرم مجھپہ رکھنا ذرا میری جان جدا اسکے ہونے سے وہ نوجوان		مین دل چھوڑے جاتی ہون نابنا بہا گیا تو ولے منھ پہ آنسو روان	

نور الدہر الفراق الفراق گویان سمت لشکر روانہ ہوئے اور مخمور اشتیاق اشتیاق کہتی ہوئی
پاس اپنی کنیزون کے آئی طاؤس پر سوار ہوئی سب کنیزین طاؤس و طایران سحر پر چڑھکر ہمراہ
چلین عمرو بھی اس کنیز کے طاؤس پر کہ جسکو بیہوش کر آیا ہی سوار ہوا کیونکہ ابھی وہ کنیز زندہ ہی سحر
اُسکا کام دیتا ہی قاعدہ ہی کہ جب تک ساحر زندہ رہتا ہی اشیاے ساختہ سحر اُسکی قائم رہتی ہی اور
بعد ہلاک ہونے کے باطل ہوتی ہین قصہ مختصر مخمور فراق مین شاہزادے کے روتی اور بے تابیان کرتی
بعد قطع مسافت راہ طلسم باطن مین پہونچی کہ وہین رہتی ہی عمرو کو بھی طاؤس لیے ہوئے طلسم باطن
مین آیا عمرو نے ہرچند چاہا کہ مین طلسم ظاہر مین رہجاؤن مگر وہ طاؤس زمین پر نہ اُترا یہان تک کہ
باغ سیب کے قریب پہونچے دیکھا تو انتظار بھی کچھ دیر ہوئی ہی کہ آکر پہونچا ہی لوگ اسکی ہمراہی مین
اُتر رہے ہین یہ بھی سامنے شہنشاہ کے نہین گیا ہی غرض کہ مخمور وہین اُتری لونڈیون سے کہا تم
راہ کی خستہ و شکستہ ہو گھر جاؤ مین شہنشاہ سے ملکر آتی ہون کنیزین رخصت پاکر سوار ہو کر چلین
عمرو بھی اُنکے ساتھ روانہ ہوا یہان تک کہ ایک درہ کوہ سے نکلکر صحرا کو طے کر کے قریب شہر کے پہونچا
دیکھا دروازہ شہر کا نہایت بلند فولادی مانند فیل مست کے جھوم رہا ہی ہزار ہا ساحر کا پہرا ہی چار دیواری

شہر پناہ کی منقش و رنگین پتھر کی تعمیر ہی لیکن اسقدر صاف و شفاف ہی کہ آئینہ مہر کو شرماتی ہی اپنے
روبرو اندھا بناتی ہی عمرو ہمراہ کنیزون کے اندر شہر کے آیا اُسکو نہایت خوبی سے معمور پایا عمارتین
پختہ اور طرح طرح کے پتھرون کی یعنے سنگ یشب و سنگ موسیٰ و سماق وغیرہ کی بنی تھین جسمین
پری تھین دکان اہل حرفہ اور پیشہ ورون کی چشم انتظار عاشق کی طرح کھلی ہوئی ہر قسم کا اسباب
نفیس و نادرات مین بھرا تھا دکاندار پوشاک عمدہ پہنے دکان پر بیٹھا تھا شہر کے چوک کی صفت
اگر تحریر ہو طول تقریر ہو مختصر یہ کہ اگر اس جگہ کو چرخ چہارم لکھون تو مسیحا کو آرزو مند سکونت
بناؤن اور اگر بہشت سے مشابہت دون تو رضوان پر احسان کرون **نظم**

لگے تھے ہرا کجا یہ وان سنگ و خشت — ہر اک کوچہ اُسکا تھا رشک بہشت
عمارات گچ کی دہان بیشتر — کہ گذرے صفائی سے جسپر نظر
کرون کیا مین وسعت کا اسکی بیان — کہ جون اصفہان تھا وہ نصف جہان
ہنرمندوان اہل حرفہ تمام — ہر اک نوع خلقت کا تھا ازدحام
یہ دلچسپ بازار تھا چوک کا — کہ ٹھہرے جہان بس وہین دل لگا
جہان تک کہ رستے تھے بازار کے — کہے تو کہ تختے تھے گلزار کے

کنیزین اس شہر مین اترین سواریان بحر کی اُڑکر کسی طرف چلی گیئن عمرو بھی اُنکے ساتھ اتر کر چلا اور
وہ سب سیر کرتی ہوئین قریب دار العمارۃ شاہی کے پہونچین یہ کاخ عالیشان قصر فریدون پر طعنہ زن
تھا مشکوی کیخسرو کہ سینے مین رشک سے مقابل اسکے روزن تھا کہ بمقتضائے **مثنوی**

کہان تک کہون اُسکا جاہ و حشم — محل اور مکان وان کے رشک ارم
وہ دولت سرا خانۂ نور تھا — سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

عمرو ہمراہ لونڈیون کے اندر قصر کے گیا دیکھا تخت سلطنت کی سوزنیے کا مرصع کار بمقام صدر پر بچھا ہی
تاج خالی تخت پر رکھا ہی گرد تخت کے کرسیون اور دنگلون پر اہل دربار وزیر امیر شیر شکن ہین لیکن
سب ساحران پرفن ہین فرش معقول قاقم و سنجاب کا بچھا ہو جابجا شیشہ آلات سجا ہی ایک طرف
پردہ اسی قصر مین پڑا ہی وہان ہزارون ساحر بعہدۂ دربانی کھڑا ہی کنیزین بے تامل پردہ اُٹھا کر
چلین عمرو نے دیکھا کہ یہ زنانی ڈیوڑھی ہی صدہا مکان اور کمرے چار سمت بنے ہین اور سامنے ایک
پھاٹک جواہر نگار لگا ہی پردہ زنبوری پڑا ہی یہان چوبدار عصابردار طلائی عصا لیے جواہر کے کڑے
اُنکے ہاتھون مین پڑے کھڑے ہین پرستارین یہان بھی پردہ اُٹھا کر آگے بڑھین عمرو نے بھی

ساتھ قدم بڑھایا نقشہ ہی کچھ اور نظر آیا یعنے باغ جنت نظیر دیکھا بری از وصف تحریر دیکھا کہ رضوان اسکی خوبی اور سرسبزی کو پہچانتا ہوگا بلکہ اُسکا دل جانتا ہوگا نظم

گل نرگس نہ تھا کہ دیدۂ حور ۔ کہون زنبق کو بینی پُر نور
گل سوسن کا حسن کہیے کیا ۔ مسی مالیدہ تھا دہن گویا
دل عاشق تھا پھول لالہ کا ۔ داغ کیونکر نہ اسمین ہو پیدا
کیا اناروں کا ہو بیان جوبن ۔ کہون پستان شاہدان چمن
سرو مین خوش قدون کا تھا انداز ۔ جسکی قمری تھی عاشق جانباز

کنیزین وہان جو بارہ دری اور صحنچیان بنی تھین اُن مین جا کر بیٹھین اور آمد ملکہ مخمور کی خبر اس مین ہزار عورتین بیٹھین انسے کہی اور اپنے اپنے کار و بار مین مصروف ہوئین مگر ان کنیزون اور خادمان محل نے آنے کی اپنی مالکہ کے خبر سنکر بہت جلد آرایش اور زیبایش مکان اور فرش و فروش شیشہ آلات پلنگ وغیرہ کی فرمائی مسند بچھائی اور گلدستے چن دیے اور عطردان و چنگیر پھولون کے رکھے شراب اور کباب خوان پر الوان نعمت موجود کیے غرض کہ جملہ ساز و سامان سے درست ہوکر انتظار ملکہ کرنے لگین حال اُس رنجور و مجبور یعنی مخمور کا سنیئے کہ یہ اندر باغ سیب کے گئی اور شاہ طلسم کو مجرا کرکے ذنگل پر بیٹھی خمار نے اسکی بلائین لین اور گلے سے لگایا چہرا اُترا پایا کہا کیون بہن تمھارا جی کیسا ہی مخمور نے کہا اچھی ہون تم جانو راہ کی تھکی ماندی آئی ہون اور مین سچ کہون مجھے راہ چلنے کی عادت بھی نہین تغیر حواس اور مزاج کی یہی وجہ ہی مخمور یہ کہہ رہی تھی کہ انتظار نے آکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کل سرگذشت عمرو کی رہا ہوجانے اور حضفار کے مارے جانے اور لقا کے پیام دینے کی بیان کی افراسیاب نے جواب دیا کہ مجھے سب خبر ہی یہ کہکر بغضب تمام پکارا کہ ای مخمور ادھر آ مخمور گھبرا کر تھراتی ہوئی سامنے آئی شاہ نے خطاب کیا کہ کیون او بیحیا تو جب خدمت خداوند مین گئی تھی تو پہلے ہر سمت اپنے یار کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب مسلمانون سے لڑائی شروع ہوئی تو علیحدہ جا کر کھڑی ہوئی اور سحر کرتی تھی تاکہ مسلمانون پر سحر تاثیر نہ کرے اور انجام کار یہ ہی کہ چلتے وقت درہ کوہ مین اپنے یار کو لگا کر لائی اور خوب رنگ رلیان منائین سچ کہہ یہ کیا ماجرا تھا واضح ہو کہ جب مخمور طلسم سے واسطے لقا کے پاس جانے کے ہمشیرہ افراسیاب سے اجازت خواہ ہوئی تھی تو اُسکو مظنہ یہ گذرا کہ ایک بار یہ لقا پاس ہو آئی ہی دوبارہ آپسے درخواست کرکے یہ کس لیے جاتی ہی اس گمان کے آتے ہی شاہ جادوان نے مخفی ایک تیلا سحر کا اسکے ہمراہ کر دیا تاکہ جو کچھ وہان یہ کرے اُس سے وہ تیلا مجھے خبردار کرے جسوقت مخمور شاہزادہ نورالدہر کو پہاڑ کے

درے مین لے گئی اور باتین کرنے لگی تیلے نے سحر کے افراسیاب کو اسکے آنے سے پہلے آکر خبر دی اور تیلا سحر کا
وزلیسکہ مخمور کے ساتھ درۂ کوہ مین تھا" سا باعث سے عمرو کی عیاری کی کیفیت اور کنیز کے بیہوش کرنے کا
حال اُسکو نہ کھلا ورنہ آمد عمرو کا بھی حال شاہ جادوان کو معلوم ہوجاتا خلاصہ کلام جب مخمور پر اُسنے
زجبر و توبیخ کی وہ رونے لگی اور ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ کنیز نہ تو سحر مسلمانون کے بچنے کے لیے کرتی
تھی اور نہ کسی کی جویا تھی ہان اتنی خطا مجھ سے بیشک ہوئی کہ جب مین وہان سے پھری ہون
تو ایک جگہ لشکر حمزہ مین بہت سے آدمی کھڑے تھے مین اُنکو دیکھنے گئی اُنمین سے ایک جوان حسین
مجھے خوبصورت عورت دیکھکر دوڑا مین بھاگی اور درۂ کوہ مین جاکر چھپی وہ بھی پیچھے پیچھے وہان آیا اور
میرے حال کا مستفسر ہوا مین بغصہ اپنی کیفیت بیان کرکے آمادہ ہوئی کہ سحر سے اُسے گرفتار کرون
وہ بھاگ کر لشکر مین چلا گیا مین طلسم مین چلی آئی اب عنایت بیغایت خسروانہ حضور سے امیدوار
ہون کہ اتنی خطا میری معاف فرمایئے افراسیاب گویا ہوا کہ دیکھ تیرا جھوٹ سچ ابھی ظاہر ہوا جاتا
ہی یہ کہکر اسکے بازو کی طرف نگاہ قہر دیکھا مخمور کے بازوؤن پر اکے زمرد کے بندھے تھے اور ان پر
تصویرین تھین ایسی کہ جیسے نگینے پر نقش وغیرہ کندہ ہوتے ہین بس شاہ کے گھورنے سے دونون
بازوؤن تے اکے کھل کر گر پڑے اور افراسیاب پکارا کہ اے پتلیون تم بتاؤ کہ یہ کس سے باتین کرتی
تھی اور کسکا دم محبت کا بھرتی تھی وہ پتلیان گویا اسکے حق مین کراماکاتبین تھین کہ جو کچھ مخمور نے وہان
کیا تھا وہ سب بیان کرنے لگین اور کہنے لگین ای شہنشاہ یہ اس مردوے کے سامنے اپنا عشق جتا کر
روئی تھی افراسیاب ہنسا اور پکارا کہ ای تجربہ شناتو نے کہ پتلیون نے کیا کہا مخمور نے عرض کیا کہ مین لاکھون
ساحر جو جنگ مین مارے گئے انکے لیے روتی تھی یہ کہکر قدم شاہ پر گری کہ خطا میری معاف فرمایئے
افراسیاب نے کہا سو کوڑے مارونگا جب معاف کرونگا یہ کہکر دستک دی کہ زمین سے دو ساحر
بدہیئت کریہ منظر تازیانے لیے نکلے اور طرہ زلف محبوب پر مار پڑنے لگی جسم نازنین سے فوارے خون
کے چھوٹنے لگے پیراہن سب تار تار ہوا جینا دشوار رہا آخر غش کھاکر گر پڑی دانت بیٹھ گئے اُسوقت
خمار بیسی بہن اسکی سامنے شہنشاہ کے آئی اور گویا ہوئی کہ ای شہنشاہ آپکے جو مزاج مین آتا ہی
وہ کرتے ہین ہماری کسی کی آبرو اور عزت کچھ نہین سمجھتے افراسیاب نے کہا پتلیان سارا ماجرا بیان کرتی
ہین اور تو مجھی کو الزام دیتی ہی خمار نے کہا خدا جانے پتلیان مالزادیان کیا بکتی ہین آپ میری بچی کی
جان لیجیے گا اور مخمور کے اوپر روتی ہوئی گری شاہ طلسم نے تازیانہ والون کو منع کیا کہ اب زدوکوب
نہ کرو وہ حکم پاتے ہی زمین مین سما گئے افراسیاب نے کہا ای خمار مین نے اس لیے اسکو سزا دی کہ

اور دن کو عبرت ہو ورنہ مجھے کیا چاہے کوئی کسی پر عاشق ہو یا اُسکا دشمن بنے مگر میرے دشمنون
سے لطف و مدارا نہ کرے خمار نے کہا ہم کنیزون کی مجال ہی جو خلاف حکم شہنشاہ کوئی امر کرین یہ کہکر
مخمور کو گود مین اُٹھا کر باہر باغ کے آئی اور بزور سحر تخت تیار کر کے سوار ہو کر چلی بعد لمحہ کے اسی
شہر اور عمارت اور باغ مین جہان عمرو کنیز بنا ہوا موجود ہی پہونچی اسوقت مخمور کو بھی ہوش آیا
خمار نے پوچھا کہ بہن تمھین سچ بتاؤ کیا کیا مخمور نے جواب دیا کہ افراسیاب بھڑوے کی شامت آئی ہو
جو ہمارا جی چاہا وہ ہمنے کیا کیا مین کسی کی لونڈی باندی ہون وہ اپنا دیا ہوا ملک مال دھن چھوڑے
مین اب شریک جان و دل سے عمرو کی ہون خمار نے ایسے کلمات سُنکر بہت سمجھایا کہ بہن شہنشاہ
سے بگاڑ کر ہم کہان رہینگے مثل چلی آتی ہی کہ دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر مخمور نے کہا بی اپنے کام
لگو یہ سمجھانا تہ کر رکھو وہ مسخرا میرا کیا کر لیگا آج تک بہار کا اُسنے کیا بنا لیا کر لے سے سب ہتے ہین مین
شاہزادی ہون کوئی پاجی نہین جو مار کھا کر چپکی ہو رہون ای تو مین اپنی ذات کی اشراف اور
اپنے نام کی مخمور جو اس موے کے اپنے شہزادے کے ہاتھ سے دھرے نہ اُٹھاؤن ہان جبتک
مین یہان ہون اسوقت تک مجبور اور اسکے بس مین ہون چاہے اور زد و کوب کرے خمار نے
کہا تم جانو تمھارا کام جانے تمھین غصہ بیڈھب سوار ہی یہ کہکر خمار رخصت ہو کر روانہ ہوئی
کیونکہ اُسکے رہنے کی جگہ اور ہی یہ دو بہنین دو قلعہ کی حاکم ہین خلاصہ خمار جا کر دربار شاہ طلسم مین
پہونچی اور مخمور پر ایک تو مار پڑی ہی اور دوسرے یاد اپنے گلعذار کی ایسی دل سے لگی ہی بیتاب
اور بیقرار مثل عندلیب زار بال شوق کھولے نالہ و شیون کرتی چمنستان مین آئی اور چبوترہ
بلورین پر جو وسط باغ مین بنا تھا فرش تکلف بچھا تھا وہان آکر بیٹھی کہ خاطر مضطر تسلی پائے
ہو لیکن سیر گلزار نے اور زیادہ ہوائے عشق بڑھائی وہ گلبدن بیکلی سے گھبرائی جب یاد قامت
یار آئی صورت سرو ار دکھائی دی چشم نرگس کو دیدہ حیران سمجھی زلف سنبل کو گیسوے پریشان
سمجھی نخل ماتم نظر آیا گل کو اپنے لخت جگر سے مشابہ پایا باد صبا کو صرصر حادثہ روزگار پایا لالے نے
داغ دل دکھایا سبزہ رنگ آئینہ سبز تھا جان بلبل پر صیاد کا قہر تھا گھٹا غم و اندوہ کی ہر طرف
چھائی تھی گلشن دہر کو تاریک جان کر وحشت تنہائی تھی گھبرا کر کہتی تھی کہ مسدس

صرصر حادثہ اس باغ مین کیا چلتی ہی آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہی		شاخ بیبونکے عوض کی بلوسے پھلتی ہی برق آفت سر اشجار سے کیا ٹلتی ہی
	داغ سینے کے ہین جو پھولونکے پیشتارے ہین	

زخمون کی نہرین ہین اور خون کے فوارے ہین

	گرد خاطر گلچین ہی ہر اک غنچۂ گل رگ گل نیش ہی ہر رگ جان بلبل		باغبانون کے لیے دام بلا ہی سنبل راست بازون سے اٹھی رسم عجیب بالکل	

	رد اسیب خزان مین عجب ایجاد کیا سرو نے فاختہ کو صدقے مین آزاد کیا	

ای مخمور یہ گل خندان نہین ہین زخم خندان ارغوان خون غلطان ہی سرو سر چراغان ہی ہر شاخ خنجر عریان ہی موج بحر شمشیر بران ہی جامۂ گل خون مین تر بتر ہی طفل غنچہ بے شیر مادر ہی نا بیچ تجنیس رنج سراسر ہی شمشاد پر قمری رنجور ہی یا دار پر منصور ہی سوسن سیاہ پوش ہی نرگس مخمور بادۂ الم سے بیہوش ہی قصہ مختصر وہ نسرین عذار با دل خار خار و سینہ فگار یاد محبوب گل اندام مین اسی طرح بیقرار تھی آخر نظم

	دل کے واشد سے بے توقع ہو دیکھ گلشن کو نا امیدانہ		ہر شجر کے تلے بہت سا رو رخ کیا اُس نے جانب خانہ	

یعنے وہان سے اُٹھ کر بارہ دری مین آکر پلنگ پر گری حرارت عشق کی تپ چڑھی دین ودنیا کی خبر نہ رہی سارا دن مثل مردے کے پڑی رہی آخر اسکے دود آہ سے عالم مین تاریکی چھائی اور شب ہجر کالی بلا سی چشم عاشقان مین نظر آئی کہ ابیات

	شب فرقت اسی کو کہتے ہین جان لینا ہی کام اسی شب کا جان بچتی نہین یہ وہ ہی شب ہی بلاے فراق یار یہی یہی ظالم بسر نہین ہوتی		لوگ آفت اسی کو کہتے ہین شام غربت ہی نام اسی شب کا شب بیمار ہی اسی کا لقب ہی شب اول مزار یہی اسی شب کی سحر نہین ہوتی	

چند کنیزون نے سارے مکان مین روشنی کی اور رقاصون کو بلوایا تا کہ ملکہ کا دل بہلے رنج و غم بھولے اور چند پرستارین آکر پانون ہاتھ دبانے لگین اور بمنت ملکہ کو جگانے لگین کہ واری آج کیا صدمہ و ملال ہی دشمنون کا کیا حال ہی ہم حضور کی بلا لیکر مر جائین ناشاد اور نامراد دنیا سے گذر جائین کچھ ہم سے تو ارشاد فرمایئے دل پر جو گذرتی ہو بتایئے کہ اسکی تدبیر کرین اگر کسی پر دل آیا ہو تو اسکو تسخیر کرین ان باتون کی صدا جب کان مین اُس جوہر کان خوبی کے پہونچی چشم حیران

واکی خواب وصل یار دیکھ رہی تھی آنکھ کھلتے ہی نہ وہ یار تھا نہ وہ بوس و کنار تھا بلکہ زمانہ شب جدائی تھا گھبرا کر پکاری نظم

سب عمر جاگ کر تری حسرت مین کھوئی ہی — او موت کیا تو مرگئی کس نیند سوئی ہی
مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک — آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہی
رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار — بھاری ہوئی ہی جون جون یہ لگی بھگوئی ہی

اس بیقراری کو دیکھ کر کنیزین قدم پر گرین اور بمنت مستفسر حال ہوئین سرمست بادہ محبت نے کف افسوس ملکر کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ عمرو عیار سے جا بجا مین ملاقی ہوئی مگر اپنے راز سے اسکو آگاہ نہ کیا اور مفت اُسے اپنے ہاتھ سے کھویا اگر پہلے ہی اسکے ساتھ چلی جاتی تو یہ ذلت نہ اٹھاتی اب کیا ہوتا ہو گیا وقت کہان ہاتھ آتا ہی اسوقت عمرو کوہ عقیق مین ہی اُسے کہان پاؤن جو اپنا داغ دل دکھاؤن اس گفتگو کو سُنکر عمرو جو کنیز کی شکل بنا ہوا تھا ملکہ کے قریب گیا اور مسکرانے لگا پکارا کہ اے ملکہ اس کنیز نے سر دینے مین قصور نہین کیا اور اب بھی یہ سر حاضر ہی جوتیان لگایئے مخمور نے کہا اری خیلا تو کیا بیہودہ بکتی ہی وہ باتین کہ جسکا سر نہ پاؤن کہ رہی ہی مین عمرو کا ذکر کرتی ہون تو کہتی ہی سر حاضر ہی بھلا اس بات کا جوڑ ملتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ پھر عمرو کہان گیا جہان پہلے تھا وہین اب بھی ہی اگر گیا تھا تو چلا بھی آیا مخمور نے کہا تو دیوانی ہی صرصر گیا تو لقا کے دربار مین کہ تو بھی میرے ساتھ تھی عمرو کو حکم گردن زنی ملا اور حمزہ اگر چھڑا لے گیا تو باتین بناتی ہی مجھے چند راتی ہی عمرو نے کہا قربان جاؤن یہ سب سچ ہی لیکن اگر کچھ زر نقد خرچ کیجیے تو مین عمرو کو بلا لاؤن مخمور نے جواب دیا کہ کیون واہیات باتین کرتی ہی اگر عمرو کو بلا لا تو مین پانچ ہزار روپیہ دیتی ہون عمرو بولا کہ اگر قسم اپنے دین و آئین کی کھایئے تو ابھی بلا لاؤن مخمور نے کہا قسم مجھے اپنے دین و ایمان کی کہ پانچ ہزار روپیے تجھے دونگی اور خواجہ کی خدمت بدل و جان کرونگی مال و منال و متاع کثیر دونگی یہ قسم لیکر عمرو نے کہا بی بی مین ہی عمرو ہون مخمور بولی تو مجھ سے دل لگی کرتی ہی کچھ سودا ہوا ہی اُسوقت عمرو نے ایک گوشے مین جاکر اپنی صورت بنائی اور ملکہ کو آکر مجرا کیا پکارا کہ بی بی تم نے عمرو کو پایا لاؤ جو دینے کو کہا تھا وہ دلواؤ مخمور دیکھ کر حیران ہو گئی اور کہنے لگی خواجہ تم کیونکر آئے عمرو نے سب حال اپنے آنے کا بیان کیا اب کیفیت سنیئے کہ جس لونڈی کو عمرو بیہوش کر آیا تھا جب اُسے ہوش آیا تو اُٹھ کر اپنی بی بی کو ڈھونڈتی پھری آخر جب پتا نہ ملا سوچی کہ تو چل بی بی آرہین گی پس بزور سحر اُڑ کر چلی اُسوقت آکر پہونچی مخمور نے لونڈی کو دیکھا کہ لنگوٹی باندھے پتون سے سارا جسم چھپائے آتی ہی یقین واثق ہوا کہ عمرو یہی

شخص ہی جو تیرے پاس ہی کیونکہ اُس کے کپڑے بیہوش کرکے لیے تھے جب تو یہ برہنہ آئی ہی خلاصہ کلام
عمرو کو پہچان کر بعزت تمام بٹھلایا پانچہزار روپیہ کیسا کئی لاکھ کا جواہر پیش کیا لیکن جال افراسیاب کا
ذکر کیا جاتا ہی کہ جب اُسنے مخمور کو سزا دی اور خمار اُسکو گھر پہونچا گئی ازبسکہ مثل بہار شہنشاہ اُسپر بھی
فریفتہ اور نثار ہی پہلے تو غصہ مین اُسے آزار پہونچایا پھر بہت پچتایا اور یہ خیال آیا کہ مبادا یہ بھی بہار
کی طرح ہاتھ سے جاتی رہے اور مہرخ کے پاس چلی جائے تو اچھا نہوگا یہ سوچکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاؤ
ہماری طرف سے ملکہ کو سلام شوق کہنا اور پیام دینا کہ شب کے دربار مین کیا ہمیں سرفراز نہ فرماؤگی
ساحر حسب الحکم آکر شہر مخمور مین پہونچا اور دار العمارۃ مین پہونچکر اپنے آنے کی اطلاع کرائی جب محل
مین خبر پہونچی عمرو گلیم اوڑھکر چھپ رہا اور مخمور نے ساحر کو سامنے بلایا اُسنے آکر پیام شاہ سب
سُنایا اور بہت کچھ سمجھایا مخمور کہ شاہ سے رنجیدہ ہی مگر نہایت درجہ عقیلہ و فہمیدہ ہی سوچی اگر
حسب الطلب نہ جاؤنگی شاہ کو میری تلاش ہوگی اور کتاب سامری دیکھکر میرا حال دریافت کریگا
اور سب راز عمرو کے ملنے کا کھلجائیگا پھر نکلنا یہان سے دشوار ہی اور چلے جانے مین شاہ غافل
رہیگا اور تجھے بھی حال دربار مین جو کچھ گذرے گا وہ معلوم ہوتا رہیگا یہ سوچکر ہمراہ ساحر نیلفور
تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی عمرو بھی کنیز بنکر ایک گوشے مین باغ کے جاکر ٹھہرا کہ ملکہ آئے تو
پھر کچھ معاملہ بنے ادھر مخمور دربار مین پہونچی شاہ طلسم اسکے چلے آنے سے بہت خوش ہوا اور
کہا اے ملکہ اب خفگی جانے دو تم مجھے جان و دل سے زیادہ عزیز ہو مخمور نے کہا مین تابعدار ہون آپ
مالک ہین یہ ذلت جو مجھے ہوئی عین میری عزت ہی شاہ جادوان نے اُسکو خلعت اور کئی
ملکون کی حکومت کا حکم دیا یہ خلعت پہنکر اپنی جگہ پر جاکر بیٹھی اُسوقت خمار سے شاہ مخاطب
ہوکر گویا ہوا کہ اب میرا ارادہ یہ ہی کہ جملہ باغی جو کنارے دریاے سحر کے قید ہین اُنکو بلاکر سمجھاؤن
پھر خیال کرتا ہون کہ ان نمک حرامون نے گھر غارت کیا ہی مار ڈالنا بہتر ہی خمار نے جواب دیا کہ
میرے نزدیک قتل کرنا اُنکا مناسب ہی آیندہ جو حضور کی راے یہ سُنکر افراسیاب پکارا کہ اے
جلاد جادو حاضر ہو اسی وقت زمین سے ایک ساحر مریخ ہیبت سرکٹا ہوا ہاتھ مین لیے تیغہ چوڑا
باندھے پیدا ہوا شاہ کو مجرا کیا اُسنے کہا تم جاؤ اور غدار کے شریک ہوکر سر قیدیون کے جدا کرو
کسی کا پاس نکرنا مہرخ اور بہار وغیرہ سب کو ہلاک کرنا جلاد آداب بجالاکر رخصت ہوا اُسکو
بھیجکر رات بھی زیادہ گئی تھی دربار برخاست ہوا اور سب ساحر اپنے اپنے گھر سدھارے مخمور
بھی چلی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ افسوس عمرو میرے یہان تنہا رہگیا یہی سوچتی اور دست تاسف

ملے

ملتی اپنے گھر مین آئی عمرو گوشۂ باغ سے نکل کر اُسکے پاس آیا اگر اُسکو پریشان اور بد حواس پایا استفسار کیا کہ اے ملکہ مزاج ہمایون کیسا ہی اسوقت مجکو آئینہ صفاے خاطر نازک غبار تردد سے مکدر معلوم دیتا ہی مخمور نے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا قطعہ

آہ ازین روزگار برگشتہ — کہ زمن لحظہ بر گردد
گر فلک را بکام خود خواہم — او بکام کسے دگر گردد
ورز جام نشاط سبزہ نہم — بادہ خون نابہ جگر گردد
ور قدم بر بساط سبزہ نہم — سبزہ درحال نیشتر گردد
لیک براین خوشم کہ طالع من — نتواند کہ زمن بتر گردد

مجھ شوریدہ بخت کو کچھ بن نہین پڑتا لوگ طعنہ دینگے بدنام کرینگے کہ مخمور کے یہان عمرو بیٹھا رہا اور سارا لشکر مہرخ کا قتل ہوگیا عمرو نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون خیر باشد مہرخ پر کیا گذری کوئی خبر متوحش اگر سُنی ہو تو جلد بیان کرو مخمور نے سارا ماجرا دربار کا اور بھیجنا جلاد جادو کا بہر قتل مہرخ وغیرہ ذکر کیا عمرو کا دل اس کیفیت کو سُنکر بھر آیا رونے لگا کہ افسوس مین طلسم مین رہا اور رفیق میرے اسطرح ہلاک ہوے مخمور نے کہا خواجہ اگر مین حضور کی مدد کرون جب بھی کچھ نہو سکے گا کیونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا دم سحر وہان بازار ملک الموت گرم ہوگا سب کا فیصلہ ہو جائیگا مین یہ سوچتی ہون کہ اگر آپ کے ہمراہ چلکر جلاد سے سامنا کرون اور بالفرض اسکو قتل کرون تو بھی کوئی بچاؤ کی صورت نہین اب چاہ زمرد پر میلہ ہوگا صنعت سحر ساز اور گلچین جادو اور باغبان قدرت اور مہین جادو وغیرہ کو حیرت لیکر محفل آرا ہوگی اسوقت دوست اور دشمن ساکنان طلسم سے جو کوئی ہوگا وہ میلے مین حاضر ہوگا پھر کس کی وہان مجال ہی جو شہنشاہ کا مقابلہ کرسکے عمرو نے کہا دور کے ڈھول سہاؤنے اسوقت اے ملکہ اگر مجکو دریاے سحر کے پار پہونچا دو پھر تماشہ دیکھو کہ لمحہ مین نہ جلاد رہے نہ غدار رہے کسی کو بھی زندہ نہ رکھون اور مہرخ کو چھڑالون تم چاہ زمرد کے میلے تک بیٹھی رہو تمھارا جی چاہے اُسوقت شریک ہونا مہرخ کو چھڑانا لازم ہی مخمور نے کہا ایک شرط سے مین تمکو پار دریا کے بھیجتی ہون کہ مجھے وہان جاکر بھول نہ جانا اور میری سفارش خدمت صاحبقران مین کرنا تاکہ عقد میرا اُنکے نبیرے کے ساتھ ہو جائے عمرو نے جواب دیا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جہان ملکہ تصویر جادو کا نکاح بدیع الزمان سے اور اسد کا مہ جبین سے ہوگا وہان تمھارا عقد بھی نور الدہر سے ہوگا قصہ کوتاہ مخمور نے بعد عہد و پیمان لینے کے ایک چکی الماس کی اپنے

پاس سے نکالی اور کہا تم دریا کے کنارے جاکر سات بار اس چکی کو پھرانا اسمین سے ایک ڈورا نکلے گا اور اُدھر دریا سے اژدہا پیدا
ہوگا وہ ڈورا اژدہے کے لپٹ جائیگا تم آہستہ آہستہ کھینچنا جب وہ اژدہا کھنچکر قریب آئے تم اپنے تئین اُسپر سوار کرنا وہ تمکو لیکر دریا
مین پھاند جائیگا آنکھین بند ہوجائینگی بعد لحظہ بھر کے تم اپنے تئین اُس پار پاؤگے لیکن یہ خیال رہے کہ چکی جانے
نہ پائے ہزار ون ساحر اسکی تلاش مین ہین اگر یہ جاتی رہیگی تو افراسیاب مجھے مار ڈالے گا عمرو
نے کہا جسوقت تم سنگا بھیجو گی یہ چکی تمکو بھیجدونگا اے ملکہ تم میری محسنہ ہو مین تمسے کبھی برائی نہ کرونگا
مخمور نے جواب دیا کہ خواجہ رات تھوڑی ہی اور تمھین دریا تک جانا ہی اور راہ بھی خطرناک ساحران
غدار کا جا بجا مسکن ہی تم کیونکر صبح تک پار اُترو گے اور اپنے رفیقون کو بچاؤ گے دوسرے یہ کہ جس طرف
سے سب ساحر پار جاتے ہین وہ گھاٹ اور ہی تمنے اس جگہ کو دیکھا بھی نہوگا اس راہ مین ہزار ون
ساحر بطور پاسبانون کے مقرر ہین راہ سخت دشوار گذار ہی اور کسی طرف سے اگر اترنے کا قصد
کروگے تو دریا مین تلاطم ہوگا اور شاہ طلسم کو خبر ہوجاویگی ساحران دریا کہین گے کہ یہ شخص کوئی
نیا جانیوالا ہی جو خلاف راہ سے اُترتا ہی اور گھاٹ سے اُترنے مین کوئی خبر نہوگا عمرو نے یہ تقریر
سنکر کہا کہ پھر کیا کرون نظر بخدا کر کے جاتا ہون وہی منزل رسا گم کردگان اور ہادی سبیل گم گشتگان
ہی مخمور بولی کہ اب اگر شراکت کی تو پوری کرنا چاہیے تو تم ٹھہرو مین گھاٹ تک پہونچائے دیتی ہون
یہ کہکر جھولی سے سحر کی ایک پشت خار نکالا اور کچھ سحر پڑھا کہ وہ پشت خار کے ہاتھ از خود کھجلانے
لگا اور یکایک پنجہ بنکر عمرو کی کمر مین لپٹا ملکہ نے کہا لو خواجہ خدا حافظ مجھے اپنی کنیز ہر وقت سمجھنا
خدا تمکو فتحیاب کرے اور مقصد دلی کو پہونچائے عمرو نے بھی تسکین کے کلمہ بہت کچھ کہے آخر وہ
پنجہ اُسکو لیکر روانہ ہوا اور بعد لحجہ بھر کے قریب ساحل دریاے سحر پہونچا عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے
کنارے بیٹھ کر چکی پھرائی کنارے دریا کے اژدر نکلکر ٹھہرا تھا کہ چکی مین ڈورا نکلکر اژدہے کے لپٹ گیا
عمرو نے ڈورے کو آہستہ آہستہ کھینچا کہ وہ اژدر قریب آیا عمرو اسکی صورت دیکھکر نہایت خائف تھا
کہ مُنھ سے اُسکے شعلے آگ کے نکلتے تھے اور قلاب کھینچنے کی صدا زہرہ آب کرتی تھی لیکن جان پر کھیل کر
سوار ہوا اژدر فی الفور دریا مین کود پڑا عمرو کی آنکھین بند ہوگیئن مگر جشیون کے رڑنے سے جاور
پل کے درجے مین لڑ رہے ہین اور اکثر ذکر اُنکا اور لکھا گیا ہی کھچا کھچ کی صدا اور سر کٹنے کی آواز سُنتا تھا
اور جدھر ہاتھ پھیلا جاتا تھا گیلی مٹی ہاتھ مین آجاتی تھی عمرو دل سے کہتا تھا کہ پل پر پریزادان بزنگی لڑتے
ہین اُنکی صدا آتی ہی مگر پریان موتی اچھالتی ہین کوئی موتی ہاتھ نہین آتا اور اسی لالچ سے دمبدم
دست طمع دراز کرتا تھا کہ کوئی موتی ملجائے کبھی کہتا تھا کہ نام بڑا درشن تھوڑے دریاے سحر دریا نے سحر

سلتے تھے مگر مال خزانہ موتی مونگا کچھ بھی نہین غرض کہ بعد کچھ دیر کے عمرو کو اژدر نے دوسرے کنارے پر اُتار دیا
اُور اُچکی کا چھوٹ گیا اژدر غائب ہوگیا عمرو نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کیا اور آگے بڑھا
دیکھا لشکر قہرنگاہ دور تک اُترا ہوا ہے اور ایک سمت بارگاہ مین غدار بیٹھی پہرا دے رہی ہے اسی
اثنا مین دیکھا کہ جلاد جادو فوج لیے دریا سے اُترا اُسکی آمد کی خبر سُنکر قہرنگاہ اور غدار نے استقبال
کیا بڑے تزک اور احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئے لشکر اُسکا اُترا جلاد نے بقیہ رات مین یہ
انتظام کیا کہ سولیان استادہ کرائین چبوترے نکہت کے یعنے ریگ کے بنوائے اُسپر بوریے
تھر کے بچھوائے مہرخ اور بہار وغیرہ سب سردارون کو لاکر دار کی زنجیرون مین اُلٹا کر کے ٹانگ
دیا جلادون کو اُنکے سر پر تعین کیا اور کہا ہنگام صبح شمع حیات تمھاری نسیم جنبش شمشیر ستم سے
گل ہوگی ہر ایک کی صبح ہوجائیگی یہ کہکر آپ بارگاہ مین آکر میخواری کرنے لگا ادھر سب قیدیون
کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی اور برق فرنگی نے کہا افسوس دم آخر ہمنے اپنے اُستاد عمرو کی بھی
صورت نہ دیکھی اسکے یہ بیان کرنے سے سب رونے لگے اور نوحہ اور شیون کی صدا بلند ہوئی سانحہ
جو وہان موجود تھے اُنکے حال زار پر ہنستے تھے اس صحرا مین ہر نخل ضرریج سے سر دُھنتا نظر
آتا تھا اور ہر برگ کف افسوس ملتا تھا رات سایئن سایئن کرتی تھی یا مادر دہر ٹھنڈی
سانس بھرتی تھی آہین کرتی تھی موجین دریا کی سر ٹکرا رہی تھین گھانس نہ تھی جسم زمین کے رونگٹے
کھڑے ہوگئے تھے شور اقتلو ہر سمت بلند تھا سوائے خدا کے کوئی پناہ دینے والا نظر نہ آتا تھا
اسی رنج و ماتم مین گریبان سحر آخر چاک ہوا اور عروس نہار نے سفیدۂ سحر سے رنڈسالہ پہنا روز
محنت نے منھ دکھایا کہ نظم

تھی سپیدی سحر کی شکل کفن وہ گل آفتاب با صد درد	آہین بھرتی تھی وان نسیم چمن مثل برگ خزان ہوا تھا زرد

وہ صبح صادق نور کا تڑکا دیکھکر برق فرنگی اور سرداران مطیع الاسلام نے حمد الٰہی اپنی زبان
پر جاری کی سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا اور ہر برگ و گیاہ پتا پتا حمد صانع گلشن طلسم عالم
کرنے لگا اُسوقت برق نے کہا اپنی رہائی کے لیے رجوع قلب سے ہم سب ملکر دعا کرین کچھ
بعید نہین جو نسیم قبول گل مراد شگفتہ کرے اور دل حزین کو ٹھنڈھک بخشے سب نے اُسکے
کہنے سے ہاتھون کو بلند کیا اور پکارے کہ اے بار الٰہ اے دستگیر افتادگان اے بے نیاز قادر و توانا
یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام کہ نظم

خداوندا شبم را روز گردان شبے دارم سیہ چون بخت اُمید		چو روزم اندر جہان فیروز گردان درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	

ہر ایک بلبلا کر استغاثہ کر رہا تھا کہ صبائے مراد گل کھلانے لگی عمرو نے وہان صورت خمار جادو کی طرح بنائی اور ایک تھالی برنجی مین تشتریان میوے سے لبریز کرکے رکھین اور لشکر ساحران مین آیا خبر اسکے آنے کی غدار اور جلاد کو ہوئی از بسکہ وہ سحر جو چلے کی معرفت غدار نے یاد کیا ہو کہ جو عیار آئے مجھے معلوم ہوجائے اس سحر کو رات بھر پڑھکر اُسنے پہرا دیا ہو جب صبح ہوئی خیال آیا کہ اب سب ہوشیار رہین میری نگہبانی کی کچھ احتیاج نہین ہو بس سحر موقوف کیا تھا کہ خبر آمد خمار سنی سب نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین لائے خمار نے کہا کہ شہنشاہ جادوان نے فرمایا ہو یہ میوہ لیکر سب قیدیون کو کھلاؤ کہ اتنے دنون سے وہ سب بھوکے پیاسے ہین کسی کو تشنہ اور گرسنہ قتل نہ کرنا چاہیئے اور یہ تشتریان تمھین عنایت فرمائی ہین اور قسم دی ہو کہ ابھی کھانا جلاد وغیرہ نے وہ سب میوہ تقسیم کرنیکے واسطے لیا ایک ایک مٹھی جاکر سب قیدیون کو دیا کہ بتصدق شاہ طلسم کھالو آخر تو دم بھر مین ہلاک ہوگے وہ سب سردار مشغول بہ دعا تھے مصروف گریہ وبکا تھے میوے کو لیکر اُنھون نے پھینکدیا اور اُسی طرح دعا کیے گئے مگر یہان خمار نقلی نے اصرار کرکے میوہ قہر نگاہ اور جلاد اور غدار کو مع اُن کے رفیقون کے کھلایا بعد لمحہ کے سب کا منھ خشک ہوا قہر نگاہ نے کہا یہ کیسا میوہ ہو جسنے نشہ پیدا کیا خمار نقلی نے جواب دیا کہ افراسیاب کے باغ کا یہ میوہ ہو وہان کے درخت پانی کے عوض شراب سے سینچے جاتے ہین اسی گفتگو مین زبان اینٹھ گئی اور ہر ایک سمجھا کہ یہ خمار نہین کوئی عیار ہو جسنے بیہوشی ہمین کھلادی یہ سمجھ کر عمرو کی جانب بنظر قہر دیکھا عمرو نے بھی آنکھین لال پیلی کین اور گھورنے لگا پھر پکارا کہ ای خیرہ سران سنم سر بریدہ ساحران عمرو بن امیہ ساحر یہ نعرہ سنکر اسکی طرف لپکے مگر بیہوش ہوکر گرے عمرو نے خنجر کھینچکر مارا لیکن اُدھٹ گیا خط بھی نہ پڑا سمجھا کہ انھون نے بزور سحر اپنا جسم اژدھو نکا بنایا ہو یہ معلوم کرکے زنبیل سے تھوڑی آگ نکالی اور کڑاہی نکالکر سیسہ گرم کرکے تینون کا منھ چیر کر پلادیا سیسہ پیٹ مین پہونچکر تا گلو ایک سلاخ بنگیا دل وجگر انکا جل گیا تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئے پھر تو آندھی سیاہ آئی اور صدائے ہولناک پیدا ہوئی آگ پتھر برسے بیر پکارے کہ مارا غدار جادو اور قہر نگاہ اور جلاد جادو کو عمرو نے جال مارکر اسباب بارگاہ کا غارت کیا وہان سے بعجلت تمام بھاگا ساحر جو قیدیون پر تعین تھے غل سُنکر دوڑے مگر اِن تینون کے مرنے سے مہرخ

اور بہار قید سحر سے چھوٹین اور سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان توڑین اسباب لیکر اپنے تئین لشکر حریف پر پہونچایا دم بھر مین لاش پر لاش ہروے برمُردہ گرایا برق محشر بصورت برق فلک کی طرف گئی اور پھر اسکا رعد جادو زمین مین غائب ہوا پھر لشکر حریف مین نکلکر گرجنے لگا بجلی نے گر کر خرمن ہستی کو جلانا شروع کیا کہین مہرُخ نے گولے فولادی مارے ابر گھر آیا باران کے بدلے سانپ برسنے لگے موذیون کو مار لیا کسی طرف بہار نے عالم بہار پیدا کرکے نخل زندگی دشمنان کو بے برگ و بار کیا شمشیر جو باد کے زور سے از خود چلنے لگی تو بہار نے لگا غل و شور کا ہنگامہ قیامت تھا وہ شور کہ الحفیظ کی جا غل ہر ہر ایک کر رہا تھا نظم

تھا سحر کی جنگ کا عجب رنگ
دشمن ہوئے اپنی جان سے تنگ
ظاہر تھا کہین طلسم کا ساز
آتی تھی کہین مہیب آواز
تھا ایسا غبار سحر چھایا
اندھا آئینہ جہان بنایا
ہر سو تھے یون ہر اک نے بھیجے
دشمن کو پڑے تھے جی کے لالے
تلوارین چمک رہی تھین ہر سو
لہرین لیتی تھی موت کی جو
تلوار جو گذری دوش و بر سے
بوندون کی طرح سے سر تھے برسے
بھڑ کر ایسی چلی تھی تلوار
تھے ملک عدم کو راہی سردار
لشکر نہ عدو کا تاب لایا
لڑنے سے ہر اک نے جی چھپایا
بھاگے ہر ایک جی چھپا کر
مہرُخ سب کو بھری بھگا کر
برباد ہوا جلال دشمن
غارت کیا سارا مال دشمن
اسوقت عمرو نے کی ملاقات
خوشنود ہوئے وہ سب نکوذات
القصہ بھون کو دان سے لیکر
لشکر کی طرف پھرے دلاور

عمرو نے بعد فتح لوٹ مار کر سب سردارون سے کہا کہ اس لڑائی کی خبر شاہ طلسم کو ہو گی کوئی دم مین آفت آئیگی یہان ٹھہرنا مناسب نہین تم سب فرداً فرداً بھاگ کر لشکر کی طرف جاؤ مین بھی آتا ہون بنا بر حکم عمرو کے سردار پر پرواز پیدا کرکے اڑے بعضے زمین مین غرق ہو کر چلے عیار بھی کوئی کسی طرف اور کوئی کسی سمت بھاگے عمرو بھی ایک طرف بھاگ کر روانہ ہوا لیکن افراسیاب کا حال سنیے کہ یہ دم سحر آئینہ سحر مین آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوئے پایہ بپایہ تمام سردار بیٹھے اُسنے گویا ہوا کہ اب کوئی لمحے مین سر باغیون کے آیا چاہتے ہین ہنوز یہ کلمہ ورد زبان تھا کہ دو طائر ایک اُن مین سبز اور ایک سرخ رنگ تھا سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ عمرو دریائے سحر کے پار اُتر گیا اور اُسنے غدار وغیرہ کو ہلاک کیا قیدی سب رہا ہو گئے لڑائی ایسی ہوئی کہ بہت ساحر نامی حضور کے کام آئے یہ خبر عرض کرکے طائر نظر سے غائب ہو گئے اور افراسیاب براہ تاسف دست افسوس ملنے لگا زانو پر ہاتھ کئی بار مارا اور پکارا کہ اس عیار نے ذلت پر ذلت دی ہے اور مین یہ حیران ہون کہ یہ عیار خداوند کے یہان گیا تھا حمزہ اگر چھڑا لے گیا تھا یہ طلسم مین کیونکر آیا اور

پھر طلسم باطن مین کیونکر پہونچا اگر یہ کہا جائے کہ انظار جادو کے ساحرون مین ملکر یہان چلا آیا تو پھر اب دریاے سحر کے پار اُسے کس نے پہونچایا اسمین کوئی ساحر واقف کار جلیل رتبہ میرے یہان کے سردارون مین سے اُسکا شریک ہوا ہی بغیر اس امر کے جانا اُسکا ممکن نہ تھا خیر اب دریافت کرکے اس طرح سزا دونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا اسکے حال پر گریہ کرینگے یہ کہکر برہم ہوکر آئینہ سے غائب ہوگیا اہالیان دربار ساحران نامدار کانپنے لگے کہ اب دیکھیے اس جرم کے عوض کس پر آفت آتی ہی اُسوقت کے دربار مین مخمور بھی حاضر تھی شاہ طلسم کی گفتگو سُنکر تھرانے لگی مگر پھر دل کو قوی کرکے سوچی کہ جسوقت مجھسے کچھ پوچھے تو بھی برابر سے سوالجواب کرنا مجھ اسکی زر خرید تو ہی نہین یہی نہ وہ بادشاہ ہی تو رعیت ہی پھر خدا کی جو مرضی اور مقدر کا جو لکھا آخر یہ سوچکر بعد غائب ہونے شاہ طلسم کے آئینہ سے یہ بھی اپنے گھر مین آئی اور سحر کا اسباب نکالا سب کو دیکھا بھالا کہ شاہ طلسم سے لڑونگی

داستان افراسیاب کا واسطے گرفتار کرنے عمرو کے طلسم بنانا اور عمرو کا قید ہونا اس طلسم مین اور مکاری کرکے چھوٹنا اور مخمور کا حال کھلنا اور شریک عمرو ہوکر لشکر مہرخ مین چلے آنا اور عیاری عیارون کی پے درپے کرنا ساحرون سے واسطے مخمور کے لمولفہ

ازون کے اُٹھانے والے ساقی
رندون کے ہی دلکو تجھسے راحت
پھر زندہ ہوے ہین تیرے بیتاب
وہ جام کہ جس سے نکلین ارمان
وہ نشہ کہ جو دکھاے نیرنگ
سوجھی ہی نئی ترنگ ساقی
سب چھوڑکے اپنا تنت منترا
جس مین کہ ہو تیرا نام ساقی
تحریر مین میری ہو وہ افسون

رندون کے چھکانے والے ساقی
آباد تجھی سے انجمن ہی
ایک اور دے جام بادۂ ناب
وہ جام جو رشک جام جم ہو
تقریر مین ہو طلسم کا ڈھنگ
کرنا ہی مجھے طلسم کی سیر
ساقی مین گدا ہون تیرے درکا
اقلیم سخن کو مین کرون سر
ہر لفظ پہ سامری ہو مفتون

اللہ رکھے تجھے سلامت
آرائش محفل سخن ہی
وہ جام کہ جسپہ جان ہی قربان
وہ مے کہ نہ جسکا نشہ کم ہو
دل مین ہی بھری اُمنگ ساقی
دیدے مجھے جام خم کی ہو خیر
وہ آج پلادے جام ساقی
مداح رہین مرے سخن ور
زینت وہ باغ کامرانی

ای حبابہ سنے مری کہانی
مشتاق ہین اہل بزم ای جاہ
رونق دو سخن کو داستان سے

وہ پھول جھڑین مری زبان سے
سب دیکھ رہے ہین دیر سے راہ
از نخل قلم گل معانی

ہر صفحہ نہ کم ہو بوستان سے
آغاز بیان کرو یہان سے
شگفتہ شود بہ خوش بیانی

گلگونہ کشان عارض شاہد بیان و آرایش دہندگان عروس داستان بپیرایہ رنگین حال گرانمایہ تقریر نمکین
سے بالاے والاے محبوب تسوید کو اس طرح مزین و مجلا فرماتے ہین اشتیاق مشتاقان دلدادہ فسانہ
بڑھاتے ہین کہ جب افراسیاب بادل بنا آئینہ سحر سے حیران ہو کر غائب ہوا اور دریاے سحر کے پار
اُترا تو لشکر مہرخ سے تا ساحل دریاے سحر افسون پڑھکر ایک طلسم باندھا کہ اسمین وہ کیفیت پیدا ہوئی
جیسے طلسم ہوشربا مین طلسم ظاہر اور باطن بنا ہے ساحران نامی کو طلب کر کے اس طلسم مین مامور کیا اور
آپ نظر سے غائب ہوا مگر جب اُسنے طلسم کو تعمیر کیا اسوقت مہرخ اور سطیح اور شریک اسکے کہ زد و
سحر بھاگ کر چلے تھے لشکر مین آگئے مہرخ نے پراگندہ لشکر کو اپنے آکر جمع کیا بارگاہ برپا کرائی بازار رنگین
لشکر مقابل فوج حیرت اور مصورا ترا فتح کی خوشی مین جشن کی بنیاد کی نغمہ تہنیت مغنیون نے
آغاز کیا حیرت کو اُنکے چھوٹ آنے سے بڑی حیرت تھی اسوقت صرصر مع عیار بچیون کے حاضر ہوئی
اور سب ماجرا جنگ و جدال اور رہائی مجرمان کا عرض کر کے کہا شہنشاہ اُس بار تشریف لائے اور باغ
عشرت مین گئے ہین آپ بھی تشریف لے چلیے حیرت نے کہا مین اس فکر مین ہون کہ اگر شہنشاہ اجازت
دین تو انکو اسون کو لڑکر ہلاک کرون دوسرے شہنشاہ کے بغیر طلب مین کہین نہ جاؤن گی صرصر
یہ باتین سُنکر خاموش ہو رہی مگر اب کیفیت سُنیے کہ عمرو اور دوسرے عیار جو روانہ ہوے تھے صحرا
مین ٹھہرتے ہوئے لشکر کی طرف چلے ان سب کو اتنا عرصہ آنے مین ہوا کہ افراسیاب طلسم بنا گیا
سب اس طلسم کے اندر رہ گئے اس طلسم کا ماجرا سُنیے کہ عمرو صحرا مین چلا جاتا تھا اُسنے دیکھا کہ چار سمت
بڑے بڑے پہاڑ ہین اور سب کے درے بند ہین لیکن ایک کوہ مین درہ کھولا ہوا ہے عمرو اُس
درہ مین داخل ہوا جب درے سے سر بدر کیا صحراے لطیف و سرسبز دیکھا جس مین دو قصر بلند ایک
دست راست اور ایک دست چپ کی جانب تعمیر تھے آرایش اور زیبایش مین پری کی تصویر
تھے مانی اُنکے نقش و نگار پر اوزرنگ نثار کرے اور بطلیموس محیط اُسکی جہات پر قربان فرمائے وہ قصر با
دلکشا بے قصور رشک وہ کاخ آسمان تھے جسکے ثنا خوان حور و غلمان تھے آستان کو اُنکی اگر
فلک سے مشابہت دیجائے تو احسان چرخ پر کیا جائے اور ہلال کو اگر محراب در سے مشابہ کیا جائے
تو فخر سے وہ بدر کامل بنے ہر سمت اُن مکانون کے پردے پڑے تھے اطلس چرخ کو شرماتے تھے

چھتین منقش و رنگین لگی تھین داغ وہ بہشت برین تھین ہر دالان کے سامنے سائبان زربفتی کھنچے تھے
نگیرے بادلے کے باسلک گوہر استادہ تھے اور ستون ہر ایک الماس نگار تھا سراسر جواہر نگار تھا
کروڑون روپے کا مال و اسباب اسمین دھرا تھا شیشہ آلات موقعہ سے سجا تھا کہ ابیات

وہ مکان غیرت گلستان تھا
قصر جنت سے بڑھ کے سامان تھا

چشم عاشق ہر ایک حلقۂ در
دل رضوان نثار تھا اسپر

پردۂ چشم عاشقان پردے
راز دل کی طرح سے بستہ تھے

دخل بے رونقی کو وان کب تھا
شیشہ آلات نور کا سب تھا

عمرو نے وہان کے سامان کو دیکھکر دل سے کہا کہ س

انچہ نصیب است بہم میرسد
ورنہ ستانی بہ ستم میرسد

ان مکانون مین جو مال ہی وہ تیرے ہی لیے خدا نے رکھوایا ہی پھر ع خدا دیوے جسکو وہ کیونکر نہ لے
تو پوچھنا کون ہی بسم اللہ کر دیہ سوچکر اندر مکانون کے گیا کوئی وہان مالک اور چوکیدار و پاسبان
نہ دیکھا جال الیاسی مار کر سب اسباب مع چھت اور پردے اور چلمنین اور میز اور کرسی وغیرہ نذر
زنبیل کرکے آگے کا راستہ لیا یکایک صدا غیب سے آئی کہ کہان لیجاؤ گے اب تو پھنسے ہو اس صدا کو
سنکر بھاگا اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا یہان مولسری کے درخت سایہ دار لگے ہین نظر کو
ٹھنڈک بخشتے ہین ایک درخت کے نیچے ایک ساحر تمامی کی دھوتی باندھے بیٹھا ہو جواہر کے بُت
بازوؤن پر بندھے گلے مین موتی کا مالا ہی عمرو اسکی راہ کتراکر چلا کہ یکایک زمین سے تیلی پیدا ہوئی
اور پکاری کہ ای خرسان جادو مُوا چوٹّا بھاگا جاتا ہی عمرو یہ صدا سنکر سمجھا کہ اب بھاگ نہ سکو گے
چلو اس ساحر کا بھی مال لو اپنے تئین قید کرا دیکھو چارہ سوائے اسکے نہین جو مرضی خدا کی یہی سوچتا
ساحر کے پاس پہونچا اور حرف زن ہوا کہ ای بھائی تم کون ہو ساحر ہنوز جواب دینے نہ پایا تھا کہ تیلی
بولی کہ اسی مونڈی کاٹے نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا چور تو اسباب اور روپیہ وغیرہ لیا ہی اسنے
چھت کے پردے تک اُتار لیے خرسان نے یہ ماجرا سنکر چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے اس نے کہا اندھے
تو پہچانتا بھی ہی وہ چور کوئی اور ہوگا مین ساہوکار ہون خرسان نے کہا یہ تیلی تجھی کو بتاتی ہی عمرو
نے جواب دیا کہ یہ قحبہ جھوٹی ہی خرسان نے کہا مین نہین مانتا سحر کی تیلی جھوٹ نہ بولے گی یہ کہکر ایسا سحر
کیا کہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے عمرو نے کہا بھائی جان یہ تیلی سچی ہی مین بھی سچا ہون ساحر نے
پوچھا تو کیونکر سچا ہی عمرو بولا کہ میرا حال سنو مین چھ لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون اور خداوند سامری

وجمشید سے دعا کرتا تھا کہ مجھے مال ملے میری دعا قبول ہوئی اور یہ دو مکان مال سے بھرے خداوند نے
مجھے عطا فرمائے پھر اسمین تیلی کے اور تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی اور مجھے تو نے کیون قید کیا ہی خرسان
اس تقریر کو سنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ خداوند چاہتے تو دو تین پہاڑ سونے کے کردیتے تجھے اپنے خزانہ
غیب سے دیتے پرایا مال خداوند دینے والے کون تھے تو سراسر دروغ کہتا ہی عمرو نے کہا اچھا خفا نہو
جو کچھ مین نے لوٹا ہی وہ سب ایک غار مین رکھ آیا ہون تم چلکر لے لو خرسان چلنے پر راضی ہوا تھا کہ وہی
تیلی بولی ارے موے کیون فقرے دیتا ہی مکاری کرتا ہی غار مین تو مال اسباب کب لے گیا تو وہین
میرے سامنے سب کھا گیا جو کچھ تھا وہ تو نے اپنے پیٹ مین رکھ لیا ای خرسان تو اسکے دم مین نہ آنا
نہین یہ مُردا تجھے ایسا ضرر پہونچائے خرسان بولا ای تیلی کیا بکتی ہی بھلا یہ چھت پردے کرسی
منبر وغیرہ کیونکر کھا گیا تیلی بولی کہ سامری کی قسم مین سچ کہتی ہون سب اسباب اسنے پیٹ مین رکھ لیا
ہی عمرو نے کہا ای خرسان تجھے قسم جمشید کی ہی سچ کہہ کہ کہین انسان بھی اتنی اتنی بڑی چیزین کھاتے ہین
بھلا یہ مال زادی تیلی جھوٹی ہی کہ نہین خرسان کہ حیرت ناک تھا بولا کہ تو سچ کہتا ہی اچھا چل مین تیرے
ساتھ چلتا ہون یہ کہکر ساتھ ہوا سحر اپنا عمرو پر سے دفع کردیا عمرو اسکو ایک غار پر لایا اور کہا
اسمین اُترو وہ اُترنے لگا عمرو نے پشت پر سے خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل اور شور ہوا کہ کشتہ ساحر
خرسان را عمرو نے اسکے بت وغیرہ جھولا سحر کا لے کر آگے کا راستہ لیا کہ یکایک آواز مہیب آئی اور
ایک ساحر اور پیدا ہوا عمرو کو اسنے بزور سحر گرفتار کیا اور لیکر چلا اسوقت اور عیار بھی اس طلسم مین
پھنس گئے ہین اُن مین سے مہتر قران اودھر آنکلا اور عمرو کو گرفتار دیکھکر اپنی صورت مثل ایک
ساحر کے بنا کر اُس ساحر کے پاس آیا اسنے پوچھا تو کون ہی جواب دیا کہ جو مین سو ہین تجھے کیا اپنی
فکر کر دیکھ پیچھے تیرے کوئی کھڑا ہی اور تجھے مارا چاہتا ہی اسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بغدا مارا کہ
سر کے سو ٹکڑے ہوے تڑپ کر یہ بھی ہلاک ہوا آندھی آئی صدا پیدا ہوئی کہ مارا خون ریز جادو کو
عمرو نے قران کو گلے سے لگایا اسنے کہا استاد سب طرف پھرتا ہون راستہ نہین ملتا ہی اور میرا دل
خوف سے از خود دھڑکتا ہی پریشان پھر رہا ہون خدا بچائے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم مین پھنس گئے ہین
یہ کہتے کہتے ایکبار جست کرکے بھاگا اور درہ کوہ مین جا کر غائب ہوگیا عمرو حیران ہوا کہ کوئی آگے
نہ پیچھے یہ کیون بھاگ گیا اسی سوچ مین تھا کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا ای عمرو تو کیا تمام
عالم کو مار ڈالے گا ارے ظالم تو ذرا تو رحم کر اور یہ مقام ساحرون سے بھرا ہی تو کہانتک قتل کریگا
مثل مشہور ہی سو دن سنار کی تو ایک دن لوہار کی کبھی نہ کبھی تو بھی دھرا جائیگا عمرو اسکی تقریر

سنکر سوچا کہ یہ اچھے ناصح مجھے ملے انسے کچھ کہو سنو نہین اپنا کام کرو یہ سمجھکر گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا اور
دور جاکر گلیم اُتار کے آگے بڑھا یہان تک کہ ایک جنگل مین پہونچا دیکھا کہ یہ صحرا تمام ریگستان ہی اور
جہان سے یہ ریگستان آغاز ہوا ہی وہان ایک تختہ آئینہ کا دیا ہوا ہی اور سب طرف سے راستہ
بند ہی عمرو گھبرایا کہ اب کدھر جاؤن ناچار جست کرکے اس آئینہ کو پھاند کر ریگستان مین آیا واضح ہو کہ
افراسیاب نے جو طلسم بنایا ہی یہ اسکا باطن ہی یہان سے نکلنا بغیر طلسم مٹائے افراسیاب کے ناممکن ہی
عمرو اس ریگستان مین پریشان و برباد پھرنے لگا اور بگولے کی طرح چکر کھاتا تھا جدھر جاتا تھا راہ نہ ملتی
تھی دل سے کہتا تھا آج تو پھنسا وہ ساحر جو نصیحت کرتا تھا سچ کہتا تھا شاید در پردہ یہی خبر دیتا تھا
کہ تو ایسے مقام پر جانے والا ہی جہان قید ہوجائیگا غرضیکہ اور تھوڑی دور جو گیا زبان شدت تشنگی
سے باہر نکل آئی زنبیل سے پانی نکالکر پیا پانی پینے سے اور زیادہ پیاس معلوم ہوئی اپنے حال پر اشک
حسرت بہانے لگا اور سوچتا تھا کہ اے عمرو پانی کہان تک زنبیل سے نکالون مفلس ہوجاؤنگا حمزہ جب
کبھی صحرا مین پیاسا ہوتا تھا تو ایک جام آب سوا لاکھ روپیہ کو مین بیچتا تھا آج افسوس ہی کہ زنبیل سے
پانی کیسا کھانا بھی نکالنا پڑیگا لاکھون روپیے کا نقصان ہوگا اسی اندیشے مین چلا جاتا تھا مگر پیاس
بُری چیز ہوتی ہی ایک بار برف مین جھلی ہوئی صراحی پانی کی نکالی اور پانی پیا اوّل سے بھی زیادہ پیاسا
ہوا بلبلا کر بھاگا دیکھا ایک جگہ چند درخت گنجان لگے ہین نیچے اُسکے سبزہ اُگا ہی نظر کو تراوت بخشتا ہی
عمرو اس سبزہ پر آکر گر پڑا کچھ پیاس کو کمی ہوئی ہوا ٹھنڈھی جسم کو لگی ذرا حواس درست ہوے ایک
طرف جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار نگار جمنی سونے چاندی کی معلوم ہوئی اُسمین دروازہ بھی سونے کا
لگا تھا اور دونون پٹ مین اُسکے آئینے نصب تھے جیسے کھڑکیان ہوتی ہین اندر اس چار دیواری
کے باغ لگا ہوا ہی عمرو اُٹھ کے چلا کہ دیکھون یہ باغ کسکا ہی جب قریب در کے پہونچا آئینون مین سے
دیکھا کہ باغ بہشت آئین بصد خوبی و طراوت لگا ہی کہین نرگس شہلا کہین سنبل پیچیدہ ہی نہرین
لہرین لے رہی ہین متوالون کی طرح جھومتی ہین کسی طرف شاخ گل پر بلبلون کا ہجوم ہی ہر سمت
آمد بہار کی دھوم ہی وسط باغ مین چبوترہ بلور کا ہی نگیرا استادہ ہی چار سو کلس یاقوت کے اُسپر چڑھے
نیلم کے طاؤس کلسون پر بیٹھے ہین اُنکی منقارون مین موتی کے مالے ہین نگیرے کی چوبون مین
جواہر کے آویزے ہین گوہر کی جھالر چار طرف لٹکتی ہی ہوا سے لہرین لیتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ بحر گوہر
بآب و تاب موج مار رہا ہی نیچے نگیرے کے فرش شجر کا بچھا ہی مقیش اُسپر کترا ہوا ہی فرش پر تخت آراستہ
ہی اُسپر افراسیاب جلوہ فرما ہی اس بہار اور آرایش کی نسبت یہ کہنا زیبا ہی کہ بہ مقتضاے قصیدہ

سحر بہار کے جھٹپٹون مین آگئی یہ لپیٹ
کہ جیسے چاند سے مکھڑے کے کھل گئے گھونگھٹ

ہوا دماغ مین باد بہار کے یہ بھری
تو خوب پھولو کی پھلجڑیان چلین ہان سرپٹ

صبا کے جھونکے سے کچھ ڈالیان جو لہرا گئین
کہ گھوڑیان عربی جامئیں جس طرح سرپٹ

یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل گئی
اکھاڑے پریون کے آگے اتر پڑے جھٹ پٹ

نظر پڑا تھا جو بلور کا احاطہ ایک
سکان ان کے مرصع عجیب اک جمگھٹ

ستون ہیرے کے ہر سمت مشک بیز تمام
انوکھے ڈول کے دیکھے چھپر کھٹ اور چوکھٹ

ہزارون رنگ کے فوارے گوہر افشان تھے
ہر ایک جا پہ پری پیکرون کے غٹ کے غٹ

چھتون مین ہیرے موتیون کی جھالر در تمامی کا فرش
سب ایک ڈال مڑ کے وان کیواڑ اور پٹ

کسی مین پارۂ الماس کے لگے کنڈے
جڑی ہوئی کہین یاقوت سرخ کی چوکھٹ

لگے ہوئے گہر شب چراغ اکثر جا
تجلی انکی کہ اک نور کی تھی پھیلاوٹ

عمرو اس سامان کو دیکھ کر سمجھا کہ تیری گرفتاری کے لیے یہ سب تدبیر کی ہے افراسیاب بیٹھا ہے تم یہان ٹھہرو ہر چند مال و اسباب کا یہان کے صریح نقصان عظیم ہے لیکن خوف و بیم ہے لعنت بھیجو بھاگ چلو یہ سوچ کر جست و خیز کر کے صحرا کا راستہ پکڑا کوسون نکل گیا سوائے اس ریگستان کے اور کچھ نہ دیکھا اسوقت رجوع قلب سے پکار کر یا حضرت خضر آپ کہان ہین راہ بتایئے حضرت خود تو راستہ نہین بھولے ہین یہ کیا ماجرا ہوا اسی طرح جب اور آگے بڑھا جنگل تپنے لگا آفتاب عازم برج حمل ہوا اور تمازت سے جسم جلنے لگا نظم

اُس دشت مین بر ستر نگ دود
عنقا تھا نام حبا نور کا

یا ریگ روان تھی یادہ رہ رو
مرغان ہوا کے ہوش راہی

سائے کو پتا نہ تھا شجر کا
نقش کف پا تھی ریگ ماہی

عمرو پسینے مین غرق تھا اور پسینا بہکر جو زمین پر پہونچا تھا تو خاک پر تپلا بصورت عمرو بنگیا تھا اس مصیبت مین تو گرفتار تھا ہی اُسپر اور طرہ یہ ہوا کہ ایک طاؤس زرین بال مرصع دم اڑتا ہوا آیا اور پکارا کہ مجھے بڑی شدت سے بھوک لگی ہے اور پیاسا بھی ہون یہ صدا دے کر غائب ہوگیا اسکے اس کہنے نے وہ تاثیر کی کہ عمرو مارے بھوک کے بیتاب ہوگیا اور بلبلا کر ہر سمت درختون کو دیکھا کہ پتیان کھاؤن مگر وہانکے درخت کہا جو ایک آدھ تھا بھی تو لنڈ منڈ سوکھا ڈنڈا اسوقت بناچاری زنبیل سے روٹی نکالی چاہا کھائے روٹی باہر زنبیل کے جب آئی مٹی ہوگئی حیران ہوکر پھینکدی کہ یہ روٹی کیا خاک کھاؤن اور پھر زنبیل مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوا کہ دادا جان یا جناب

ابو البشر لشکر جلا دین جو مٹھائی مین نے لوٹی ہی وہ عنایت فرمایئے کہ تازی ہی فی الفور مٹھائی زنبیل سے نکلی مگر جب ڈلی منھ مین رکھی مٹی ہوگئی منھ کرکرا ہوگیا تھوک دی اسی طرح جب پیاس کی شدت ہوئی پانی زنبیل سے نکالکر پیا اور زیادہ گرمی معلوم ہوئی اُٹھکر پھر اور طرف بھاگا کہ شاید کہین پناہ ملے مگر پناہ ملنا کجا اب کی ایک ایسے دشت ہولناک و مہیب و وحشت خیز مین جا پڑا کہ جہان بگولہ دیو کی صورت تھا دشت میدان قیامت تھا ذرے غول بیابان بنکر آنکھین دکھاتے تھے کانٹے زبان دراز ہو کر کج بحثی پر آمادہ تھے جیب و دامن سے خواہ مخواہ اُلجھتے تھے دل کے پھپھولے پھوڑنا کیا حرارت سے اور زیادہ چھالے پڑتے تھے الحفیظ والامان وہ گرمی وہ تابش وہ لون کہ باد سموم جسکی دہشت سے روان دوان سمندر کا دل آتش جا بیتاب تھا شعلہ بیقرار مثل سیماب تھا ہر جھونکا ہوائے گرم کا دوزخ کی لپٹ سے کچھ کم نہ تھا کہ ابیات

دیکھا تو عجب مقام دیکھا
بھرتے تھے درندے پیاسے بھوکے
زردی ہر پیڑ سے نمودار
آ آکے ہوا بھی ٹھوکرین کھائے
سب پر جو غم خزان تھا طاری
ہر سمت بگولے خاک اڑاتے
جلتے ایسے وہان کے کنکر
کانٹون نے لیے ہوا کے لتے
سوکھے ہوئے پیڑ کھڑکھڑاتے
پھرتا تھا وہ مبتلاے وحشت

سامان خزان تمام دیکھا
پت جھڑ کے دن غضب کے ایام
جیسے یرقان کا ہو آزار
وہ ریگ روان کہ اللہ اللہ
پوشاک درختون نے اُتاری
وہ دشت کہ جسمین قصہ کوتاہ
چنگاریان تھین قدم قدم پر
جو گھانس زمین مین وہان تھی
آواز سے تھے وہ سر پھراتے

چٹیل میدان پیڑ سوکھے
جنگل سنسان دشت ناکام
وہ دشت کہ جس مین دم پہ بنجائے
اک گام مین طے عدم کی ہو راہ
کانٹے سوکھی زبان دکھاتے
تھے دیکھتے غول خضر کی راہ
اُڑتے تھے جو زرد زرد پتے
سوکھی کسی پیاسے کی زبان تھی
جلتی تھی غضب ہواے وحشت

آخر ایک جگہ تھک کر فرط تشنگی اور شدت گرسنگی سے گر پڑا اور غش آگیا اُسوقت از خود جسم مین سردی معلوم ہوئی اُسکی آنکھ کھُل گئی دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک عورت نکلی کہنے لگی ای عمرو یہان سے اُس باغ کے در پر جا جہان شہنشاہ تشریف فرما ہین اور وہان پکار کر کہہ صدقہ افراسیاب کا روٹی دو تو تجکو کھانا ملے گا اور پیاس بجھے گی عمرو نے دل مین کہا اب مجھے صدقہ افراسیاب کا کہنا پڑا اور ایک آہ سرد کھینچکر فلک کو دیکھا اور روتا ناچار بموجب سکے خمسہ

سچ کہا ہی کچھ نہین اسکا علاج
بھوکھ مین رہتی نہین کچھ شرم لاج

آدمی جیتا نہین ہی بن اناج
آنکہ شیران را کند روبہ مزاج

احتیاج است احتیاج است احتیاج

وہان سے اُٹھکر گراہ کراہ بنالہ وآہ قریب اُس باغ کے آیا وہان افراسیاب نے دو کنیزون سے کہا عمرو تو آتا ہی جاؤ اُسکی خبر لو اور اُسکا حال زار دیکھو مجکو اُس سے کچھ دریافت کرنا نہوتا تو اسی جنگل مین تھکا اور بھکا کر اُسکو مار ڈالتا اب جب تک طلسم ہوش ربا ہی جبتک میری زندگی باقی ہی اور جب میری زندگی ہی میرا بنایا ہوا طلسم بغیر میرے مٹائے نہ مٹیگا اور عیار یہان سے رہا نہونگے یہ کہکر کنیزون کو روانہ کیا لونڈیان بنابر حکم در باغ پر آئین اور عمرو کو دیکھکر ہنسین پوچھا ارے تو کون ہی یہان کیون آیا ہی عمرو کو اسوقت اپنا نام بتاتے غیرت آئی کہ عیار حمزہ ہوکر اس ہیئت سے یہان وارد ہون کیا اپنا نام بتاؤن بس کہنے لگا میرا نام کیا پوچھتی ہو مسافر ہون غریب الدیار ہون مبتلاے آفت روزگار ہون بھوکھا پیاسا خستہ و خراب ادھر آنکلا ہون نظر ترحم کی تم سے اُمیدرکھتا ہون کنیزون نے مسکراکر باہم چشمک کی کہ کیا غریب اور مسکین بنتے ہین گویا کچھ جانتے ہی نہین نکے چالتے پٹر تک باقی نہین رہے اور ان کے کاٹے کا منتر نہین ہی غرض کہ عمرو سے گویا ہوئین کہ جب تک تم اپنا اصلی نام ظاہر نہ کروگے یہان سے کوئی رعایت تمھاری نسبت عمل مین نہ آئیگی ہر چند کہ ہم جانتے ہین کہ تم وہ ذات شریف ہو کہ ہر دیار و امصار مین نام تمھارا مشہور ہی اور ساحرون کے قلب پر لکھا ہی مگر نام پوچھنے کے لیے حکم شہنشاہ ہی اگر نام بتاؤ تو روٹی پاؤ روٹی سے آسودہ ہو عمرو یہ تقریر سنکر سمجھا کہ افراسیاب کو تجھے ذلت دینا منظور ہی ورنہ یہ سب تجکو پہچانتی ہین پھر کچھ ہی کیون نہ ہو تو بھی اپنا نام نہ بتاؤ کہ بموجب مطلع

عدو سے دل نے جھکایا تھا جانتن مجکو	اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو

اسی فکر مین تھا کہ خداے تعالی کو بات رکھنا تھی دو کنیزین اور باہر نکلین اور کہنے لگین کہ شہنشاہ سلحران عمرو کو یاد فرماتے ہین ارشاد کیا ہی کہ نام و نشان کی پرسش نہ کرو یہان اُسکو لے آؤ عمرو یہ سنکر خائف ہوا کہ دیکھیے یہ ناہنجار میرے ساتھ کیا کرتا ہی مین نے صدہا ساحرون کو مارا اُسے کئی بار ذلت دی معشوق کا اسکے سر مونڈا بہت ساحرون کو اُس کے اپنا مطیع بنا لیا اب جو کچھ بدی یہ میرے ساتھ نہ کرے وہ تھوڑی ہی آج تو پھنسنا بہت بُری جگہ ہی کہ یہان سے نکلنا دشوار ہی زنبیل کھانے پینے کی مدد نہین کرتی خیر جو مرضی میرے رب کی آج یا تو مین نہین اور میری بات نہین یا یہ مسخرا افراسیاب نہین دل سے یہ مشورہ کرتا باغ مین آیا کہ ابیات

پژمردہ گیا میان گلزار	ہر گل نظر آیا صورت خار
غنچہ نے چٹاک کے منھ چڑھایا	سنبل نے اُلجھ کے پیچ کھایا

ہر سرو نے بل لی ای اکڑ کے	سنبرے نے کڑھی کی پانوں پڑ کے

آخر سامنے تخت افراسیاب کے آیا اور اسکو تسلیم کی اسنے بھی لطور مزاج پرسی پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت مزاج آپکا اچھا ہی عمرو نے کہا ہزار شکر ہی اُس رب کبر کا جو مجھے یہان لایا ہی افراسیاب گویا ہوا کہ ای عمرو مین تجھ سے ایک بات پوچھون تو سچ بتلا دیگا عمرو نے کہا آپ مجھے جھوٹا جانتے ہین مین کہتا ہون کہ اپنی ساری عمر مین مین نے کوئی لفظ جھوٹ کہی ہی نہین اچھا پوچھیے جو کچھ مین جانتا ہون گا عرض کرونگا آیندہ ماننا نہ ماننا آپکا کام ہی شاہ طلسم نے کہا اگر تو سچ کہدیگا تجھے اپنے سحر سے رہائی دونگا ورنہ یون نہین بھوکا پیاسا رکھکر ہلاک کرونگا کیا ممکن جو میری زندگی مین تجھے کوئی چھڑا سکے عمرو نے کہا دھمکا کے مار ڈالیے گا یا پوچھیے گا کہ تو دیا جو کچھ ہمکو معلوم ہی اور جانتے ہین تبلا دینگے خیر آپکو یقین نہین تو جھوٹ ہی اب تبلا دینگے ہمسے نہ پوچھیے افراسیاب نے کہا نہین تو سچا ہی مین نے بنابر احتیاط تجھسے ایسے کلام کیے اب مجھے پوچھنا یہ ہی کہ تجھکو دریاے سحر کے پار کس نے اُتار دیا اور تو کوہ عقیق مین خداوند کے پاس مکرر طلسم مین کیونکر آیا عمرو نے یہ کلام سُنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شہنشاہ یہ امر تو لائق پوشیدہ کرنے کے نہین آپ ناحق مجھ سے شرطین کرتے تھے مین بیچارا بندہ اپنے خدا کا ہون جب مین اس پار آنے کے لیے عاجز ہوا اپنے خدا سے دعا کرنے لگا اُسنے ایک حور جنت سے بھیجدی اُسنے مجھے کاندھے پر سوار کر کے اس پار اُتار دیا افراسیاب نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہی یہ سُنکر عمرو خوب ہنسا اور کہا مین نے بارہا عرض کیا ہی کہ زمرد شاہ باختری یعنے خداوند لقا کا مین فرشتہ قدرت ہون اور طلسم مین مجھے خداوند نے ملک الموت بنا کر روانہ فرمایا ہی اور پھر آپ پوچھتے ہین کہ تیرا خدا کون ہی ای وہی ہمارا ایک خدا ہی آج اُسکا کوئی ثانی نہین اور نہ شریک ہو سکتا ہی اور مین سچ کہون اسی ایک خدا کو مین مانتا ہون اور سجدہ کرتا ہون اور پونے دو سو خداؤن کا مین قائل نہین اور آپ کیا جانیے خداوند کے اور میرے کیا راز و نیاز ہین اب اسوقت مین کہتا ہون خداوند کو پرستش کرنا سامری و جمشید کی بُری معلوم ہوئی مجھے حکم دیا کہ جا کر پرستاران غیر معبود کو قتل کر بظاہر خداوند باتین مہربانی کی فرماتے ہین مگر تم لوگون سے خوش نہین خوشنود اس سے ہین جو انھین کو بذات واحد مانے کیونکہ خداوند کا قول ہی کہ جو خدا مر گیا اُسکی خدائی بھی مر گئی اور ای شاہ جادوان سمجھ تو سہی کہ مین چھٹانک بھر کا اور تو ہزارمن کا میرا تیرا مقابلہ کیا یہ خداوند کی ناراضی کا باعث ہی جو مجھکو تجھپر غلبہ ہو جاتا ہی افراسیاب یہ باتین سُنکر بولا کہ جو کچھ تو نے کہا ہی یہ سب صحیح اور درست ہی اب بیان کر کہ حور جنت تجھے دریاے سحر مین غوطہ مار کر اُس پار لے گئی یا اُڑکر اُسنے ادھر پہونچادیا عمرو نے کہا

جب حور اپنی پیٹھ پر لادکر لے چلی تو بیچ دریا مین آکر اُسنے غوطہ لگایا مین نے دیکھا کہ نالہ خون کا بہ رہا ہی
اور مین اسمین ڈوبنے لگا اسوقت ایک کشتی پیدا ہوئی خداوند لقا اُسپر سوار تھے انھون نے مجکو
اس نالے سے نکالا اور ناؤ پر بٹھا کر پار لے چلے مجکو ایسی بدبو اور تعفن خداوند مین آئی ہوئی معلوم دی
کہ دماغ میرا پراگندہ ہوگیا اور مین بیہوش ہوگیا پھر جو میری آنکھ کھلی تو اپنے تئین پار دیکھا افراسیاب نے
پوچھا کہ خداوند مین بو بدکیون آئی تھی عمرو نے کہا بو آنے کا باعث یہ ہی کہ خداوند دس دس روز تک
پائخانہ پھر کر آبدست نہین لیتے اور منھ تو کبھی دھوتے ہی نہین دانتون مین پھپوندی لگ گئی ہو
جب بات کرتے ہین منھ اُنکا نہین کھلتا ہو بلکہ سنڈاس کا در کھلتا ہو اور اسکا سبب یہ ہو کہ بندون کے کام سے
انھین لحہ بھر کی مہلت نہین کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو امیر بنانا کسی کو فقیر کرنا اور اسی طرح قس علی ہذا پس
آپ ہی فرمایئے کہ آبدست کسوقت لین اور منھ کب دھوئین افراسیاب گویا ہوا کہ تونے کلمات بیہودہ
بہ نسبت شان خداوندی کہے مگر سچ کہا اس لیئے کہ جب ہم بندے اُسکے ایک طلسم کے انتظام کرنے مین علیم الفرصت
رہتے ہین اور منھ نہین دھو سکتے ہین پھر خداوند کو تو سارے عالم کا انتظام فرمانا مارنا جلانا روزی دینا
کیونکر مہلت کوئی دم کی ہوتی ہوگی یہ سخن شاہ جادوان کہہ رہا تھا کہ ایک کنیز عرض رسا ہوئی اے
شہنشاہ آپ کس کی باتون مین لگے ہین یہ مکار ہی بھلا اس سے پوچھیے کہ دریاے سحر مین نالہ کہان
افراسیاب کنیز پر اس بات سے خفا ہوا کہ بیہودہ تو کیا جانے جو دخل در معقولات دیتی ہی دریاے سحر
مین خون تو بہتا ہی اُسی کو خون کا نالہ کہتا ہی اسمین جھوٹ کیا ہی کنیز شاہ طلسم کے تلخ بولنے سے چپ ہو رہی
اور اُسنے پوچھا کہ اے عمرو یہ تو معلوم ہوا کہ مقرب خداوند تو ہی لیکن خداوند کو بظاہر تجھ سے عداوت
کیون ہی اور شیطان تو تیرا دشمن جانی ہی یہ کیا معاملہ ہو اور یہ بتا کہ خداوند کو کبھی فرصت ہوئی تھی
یا اب ہوتی ہی اسکا حال تجکو معلوم ہوگا عمرو نے کہا اسکا سبب مجھ سے سُنیے خداوند کو ایکبار فرصت
پہر بھر کی ہوتی تھی اس مہلت مین خداوند سوچے کہ ایسا کوئی فعل کرون کہ جس سے میری خدائی
مین شیطان پیدا ہو چونکہ شغل بیکاری ہین اسوقت خداوند تھے فعل حرام کرنے لگے اور شیطان پیدا
ہوا جب اسکو پیدا کر چکے اور وہ بندون کو بہکانے لگا اُسوقت خداوند نے چاہا کہ اسکا بھی کوئی
سرکوب پیدا کرون اور وہ ایسا شخص ہو کہ مجھ سے بھی گستاخی کرے اور بمنزلہ میرے باپ کے ہو پس
لاکھ برس جرخ مار کر مجکو پیدا کر کے اپنا باپ بنایا یہی باعث ہو کہ مین خداوند کی ڈاڑھی مونڈتا
ہون اور شیطان سے مجھ سے دشمنی ہو کہ مین اسکا سرکوب ہون اور خداوند نے فرمایا ہو کہ اے عمرو
تو میرا باپ ہی اکثر وقت مین تو مجھ پر غلبہ کریگا اور مجکو جو جیان لگائیگا ڈاڑھی مونڈیگا اب مین فی الحال آپ

عہدے سے معزول ہوں آج کل مجھے کشندۂ ساحران اور ملک الموت جادوگران خطاب ملا ہی اور
اب بھی ڈاڑھی مونڈنے کی اور شیطان کو ذلت دینے کی جب ضرورت ہوتی ہی تو خداوند مجھے بلا لیتے
ہین افراسیاب یہ باتین سنکر سُن ہو گیا اور بولا کہ بھلا اب کیا کہا جائے سچ ہی کہ مشیت خداوند کو کوئی
پہچان سکتا ہی اچھا ای عمرو ایک بات یہ بتلا دے کہ خداوند تو تجھے اس بار آتار گئے تو اب کیا تقدیر
فرما گئے ہین عمرو نے جواب دیا کہ اس دن تو کچھ نہین فرمایا مگر کل ایک نامہ مجھکو فرشتۂ قدرت کے
ہاتھ خداوند کا پہونچا اگر اسپر عمل کرون تو سارا طلسم برباد ہو جائے لیکن یہ بھی مجال نہین کہ مین سارے
مضمون نامہ پر عمل کرون گو کہ میرا رتبہ پیش خداوند بہت ہی مگر مین بھی غضب سے اُسکے ڈرتا ہون اگر
بالکل نہ مانون تو غضب خداوندی اور اُسکے عتاب مین گرفتار ہون افراسیاب نے کہا مضمون نامہ سے
مجھے اطلاع دے کہ کیا اسمین لکھا ہی عمرو نے کہا اس قدر راز خداوندی آج میری زبان سے نکل
گئے اب آگے بتانے کا حکم نہین ہی اور ایسی جسارت مجھے بھی نہ چاہیے اب جو کچھ تمھین میری نسبت
کرنا ہو وہ کرو اور مین بھی نامے پر خداوند کے عمل کرون دیکھون آج تم مجھپر غالب ہوتے ہو یا مین
تمھین ذلیل کرتا ہون یہ کلام سُنکر افراسیاب گویا ہوا کہ ای عمرو خفا نہو جہان اور باتین تو نے
بتلائی ہین وہان اتنی بات اور بتلا دے کہ نامے مین کیا لکھا ہی عمرو نے کہا آپ میرے پیچھے نہ پڑین
مین بتلائے دیتا ہون اسمین لکھا ہی کہ طلسم کے ساحران نامی کو قتل کرنا اور شاہ طلسم نے چونکہ ہماری
مدد کی ہی اُسکو نہ مارنا اُسکی اطاعت کرنا مجھے اس نامے پر عمل کرنے مین پس و پیش یہ ہی کہ آپ کی
اطاعت اگر کرون تو حضور مجھے اپنا دشمن صعب جانتے ہین اپنا رفیق اور مطیع کاہیکو جانین گے
اور دوسرے جب آپکی اطاعت کر لی پھر ساحران نامی کو قتل کیونکر کرونگا اگر قتل کرونگا تو آپ
مجھے مکار اور غدار جانین گے فرمایئے گے کہ عمرو نے مکر کیا فرمایئے ایسی صورت مین کیا کیا جائے
افراسیاب نے کہا اگر تو میری اطاعت بدل و جان قبول کرے اور نامہ خداوند پر عمل کرے بشرطیکہ
وہ نامہ مجھے بھی دکھائے تو مین تجھ سے صاف ہو جاؤن اور بہت بڑا مرتبہ تیرا کرون عمرو نے کہا
نامہ میرے پاس موجود ہی کیا آپ سے مین خلاف تھوڑی عرض کرتا ہون لیجیے ملاحظہ کیجیے یہ
کہکر زنبیل سے ایک کاغذ مثل خط کے نکالا کہ اسکے لفافہ پر مہر لقا کی ثبت تھی اور آداب اور نام
عمرو کا القاب کے ساتھ لکھا تھا غرضکہ اس نامے کو افراسیاب کے حوالے کیا اُسنے خداوند کی مہر کو
بوسہ دیا سر پر رکھا اور بڑی عظمت کے ساتھ نامہ وا کیا دیکھا کہ لکھا ہوا ہی ای عمرو تو اطاعت اور
فرمانبرداری شاہ طلسم کی اختیار کرنا اور مکر نہ کرنا اور فریب اور صرصر اور صبا رفتار اور مہرخ اور سرخ مو اور بہار اور نافرمان اور

رعد اور برق مشخر وغیرہ کو مع اپنے ساتھ کے عیار برق فرنگی و ضرغام وغیرہ کو لیکر پاس شاہ جادوان
کے جانا اور شاہ ساحران کو بھی چاہیے کہ حسن خدمت مین عمرو کے بہت روپیہ اسکو دے اور اسکو اپنا دوست
سمجھے اور عمرو ساحران نامی کو کہ اب وہ مست بادہ غرور ہین قتل کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے
ہزار اشرفیان منگائین اور بارہ کشتیان جواہر کی اور بارہ توڑے روپیون کے اور سب عمرو کو وہ روپیہ
عنایت فرمایا اور کرسی پر جواہر کی بٹھایا اور کہا جاکر اب اپنے مطیعون کو لے آ عمرو نے کہا مین صحرا سے
جا نہین سکتا ہون کیونکر انھین لاؤن افراسیاب نے اسیوقت سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تختہ آئینہ کا
جو صحراے ریگستان مین لگا تھا ٹوٹ گیا اور ادھر اور عیار جو ہر سمت پریشان پھر رہے تھے انھین راہ ملی
کہ جست و خیز کر کے کچھ عرصہ مین لشکر مہرخ مین پہونچے یہان افراسیاب نے عمرو سے کہا کہ اب راستہ کھل گیا
کوئی روکنے والا نہ رہا جاکر سب باغیون کو لے آ عمرو نے عرض کیا ای شہنشاہ ایسا نہو کہ مین راستہ بھول
جاؤن آپ کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے تخت سحر پر بٹھلا کر پہونچا دے شاہ نے ایک ساحر کو طلب کر کے
عمرو کو رخصت کیا وہ ساحر اسکو لیکر قریب لشکر مہرخ پہونچا اور کہا ای عمرو شہنشاہ سے جو وعدہ کیا ہی
اسکو بھول نہ جانا اور بیٹھ نہ رہنا ورنہ شہنشاہ پھر پکڑ بلوا لینگے عمرو بولا کہ جو ہمنے کہا سو کہا مگر تھوڑی
ہونگے تم جاؤ مین آتا ہون ساحر چلا گیا عمرو بارگاہ مین آیا ساحرون نے نذرین دین سردارون نے
استقبال کیا گلے ملے عمرو اپنے مقام پر بیٹھا مہرخ نے تصدق بہت سا اتروایا یہ تو اب فکر مین عیاری
کے ہو اور حال طلسم باطن سب سے کہ رہا ہو مگر وہان افراسیاب نے نامہ حیرت جادو کو لکھا کہ ای ملکہ
آج تم باغ عیش مین جاکر تیاری کرو ہم بھی آتے ہین جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا اور اسنے
چلنے کی تیاری کی سب لشکر مین یہ خبر مشتہر ہوئی مہرخ نے بھی سنا کہ حیرت جاتی ہو اسنے عمرو سے
کہا کہ اب یقین ہو کوئی آفت آئیگی عمرو نے کہا جیسا ہوگا سمجھ لین گے بیشل زمرگ وا ویلا کیا ضرور ہو
مہرخ نے کہا ای عمرو دریاے عقاب و دریاے سرخاب اور دریاے طاؤس سب عفنک دریا ہین
انکا حال کسی کو معلوم نہین اور دریاے خون رواں تو آپ دیکھ آئے ہین اسی طرح باغات بھی شاہ
جادوان کے ہین کہ انمین پتلیان مثل پریون کے کاروبار کرتی ہین اگر انھین سے ایک پتلی کو حکم دے
تو ہم سب کو وہ آکر گرفتار کر لیجائے باغ عیش مین افراسیاب نے اسی لیے حیرت کو بلوایا ہو عمرو نے
کہا نہین وعدہ کر آیا ہون سب مخالفون کو راضی کر کے لاتا ہون یقین ہو کہ یہ اسی کی عیاری ہو خلاصہ کلام یہان
تو یہ تذکرہ ہو رہا ہو اور سب عیار بھی اسوقت بارگاہ مین موجود ہین لیکن حیرت جاکر باغ عیش
مین پہونچی اور آمد شاہ طلسم کے لیے اسکو خوب آراستہ و پیراستہ کرایا اسوقت سواری افراسیاب کی بہ

تزک اور احتشام سے آئی کہ ستر ہزار جادوگرنیان دُرِّ در گوش مرصع پوش گلنار جوڑے پہنے ہمراہ تھین اور ابر سرخ رنگ سر پر مثل چتر کے سایہ فگن تھا موتی اس مین سے برستے تھے حیرت اسکو آتے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور باغ کی بارہ دری مین بارہ سو در بنے ہین ہر ایک در مین گھنٹے لٹکتے ہین وہ سب بجنے لگے بارہ ہزار سنکھ پھونکا حیرت نے گیارہ سو اشرفیان نذر دین افراسیاب تخت پر بیٹھا اٹھارہ سو کرسیان جواہر نگار گرد تخت کے بچھ گئین وزرا امرا حاضر ہوکر بیٹھے باغ کی نہرین مثل دریا کے ہین اسمین فوارے چھوٹتے ہین اور وہ فوارے زندہ مچھلیون کے سر سے جاری ہین پتلیان زر و جواہر حسینہ و جمیلہ عورتون کی طرح ہین اور زیور پوشاک عمدہ زیب قامت فرمائے ہر سمت کاروبار مین مشغول رہتی ہین کوئی آبدار خانے مین صراحیان برف کی لگاتی ہی کوئی میخانے مین گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی کشتیون مین آراستہ فرماتی ہی کسی کو مطبخ کا اہتمام سپرد ہی کوئی صنعت ایسی بناتی ہی کہ بہار باغ اسکے مقابل گرد ہی پریان اور حورین انکی ہر آن و ادا پر شیدا ہون دل و جان سے مبتلا ہون کہ نظم

جتنی تھین حسین و نازنین تھین	نازک اندام و مہ جبین تھین
چہرہ تھا قمر ہلال ابرو	عاشق کی شب مراد گیسو
یکتا تھے چمک مین انت سارے	یا برج دہن مین تھے ستارے
دیدون کی سفیدی و سیاہی	تھین شب و روز کی گواہی
پیشانیان تھین جو عرش اعظم	معراج کی شب تھی زلف پرخم
تھی انکی ہر اک ادا مناسب	بدبین کو نظر شہاب ثاقب

غرضکہ شہنشاہ ساحران تخت پر جلوہ گر ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی پتلیان سامنے آکر ناچنے لگین سوکت صرصر شمشیر زن جادون عیارون و عیارچیون کے حاضر خدمت تھی افراسیاب مسکرا کر اسکی جانب نگران ہوا اور کہا ای صرصر اب تمھاری عیاری تو ہوچکی ہماری اطاعت عمرو نامدار عیارون کے شہنشاہ زینت بارگاہ بمقتضائے مصرعہ خداوند زنبیل و نطع گلیم ہونے بدل قبول کی ہی اب اسکا وہ رتبہ اور مرتبہ مین کرونگا کہ شاہان روے زمین رشک کرینگے اور تیرا نکاح بھی انکے ساتھ کر دیا جائیگا صرصر نے کہا اسے اپنی ایڑی چوٹی پر سے قربان کرون وہ موا اپنی صورت تو چینی مین پیشاب کر کے دیکھے حضور مجھ سے ایسی دل لگی نہ فرمائین اگر سرکار کو ذلت دینا اور قتل کرنا منظور ہو میرا سر حاضر ہی اور خداوند نعمت کو اس مکار کی بات کا یقین تھا اور یہ مین

جانتی ہون وہ بڑا دغاباز ہے افراسیاب گویا ہوا کہ وہ آپ سے تھوڑی مکاری کرتا ہے خداوند لقا نے
اسکو اسی سرشت کا خلق کیا ہے اور ایسا مرتبہ رکھتا ہے کہ حوریہ جنت خداوند اسکو اپنی پیٹھ پر سوار
کرکے دریاے سحر سے پار لے گئی ہے اور خداوند خود تشریف لاتے تھے وہ بموجب بیت

وہ ہے محرم لقا کے راز و تقدیرات کا اسکے	عیان ہے اسکے دل پر سارا آشکار راز پنہانی

تیری مجال ہے جو اسکو قربان کر سکے وہ مہرخ کو لینے گیا ہے اور ایکی مرتبہ راستی آمیز اسنے مجھسے وعدہ کیا ہے
صرصر یہ باتین سنکر بہت ہنسی شاہ طلسم خفا ہوا کہ او بیہودہ میرے کلام پر ہنسنا کیا معنی تو مجکو لغو
جانتی ہے صرصر نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا طاقت جو کنیز آپ پر ہنسے مقرر عمرو سب باغیون کو لائیگا
افراسیاب نے جواب دیا کہ تو مجکو دیپردہ بناتی ہے بالفرض اگر وہ نہ آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جائیگا صرصر نے کہا آپ چاہین مجکو دوسو جوتیان لگایئے مار ڈالیے لیکن مین یہی کہونگی کہ وہ عیاری
کرکے آپ کو دھوکا دیکر نکل گیا کبھی جو مہرخ کو لائے حیرت نے اسوقت کہا اے صرصر تجھے کیا ہوا ہے
جو شہنشاہ کے کلام صداقت التیام کو جھٹلاتی ہے اور بیکار بحثتی ہے تو نہین جانتی کہ بیت

عقل شاہون کی ہے سب عقلون کی شاہ	ہم شب تاریک و عقل شاہ ماہ

لازم ہے کہ خاموش رہ افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت تم دیکھو مین ابھی اس مردود کو جھوٹا بناتا ہون
اور منھ مین اسکے گوہ دیتا ہون یہ کہکر ایک تیلی کو اس باغ کی پکارا کہ اے سرخ چشم گوہر بدن ادھر آ
ایک تیلی نہایت خوبصورت جواہر کا زیور پہنے سامنے آئی اُس سے کہا تم لشکر مہرخ مین جاؤ عمرو کو
میری جانب سے دعا کہنا اور بہت بہت مزاج پوچھنا اور کہنا تمھارے منتظر باغ عیش مین بیٹھے
ہین چاہیے کہ اپنے قدوم بہجت لزوم سے اس باغ کو پربہار کرو اور بمصداق الکریم اذا وعد وفا
سب کو اپنے ہمراہ لیکر تشریف لاؤ تیلی یہ پیام سنکر روانہ ہوئی اور بارگاہ مہرخ مین آئی اسکو دیکھکر
سب ساحر گھبرائے اور ناریخ و ترنج سحر کے سنبھالے تیلی نے کہا مین لڑنے نہین آئی ہون بلکہ حضور
پرنور عالی جناب والا خطاب شہنشاہ عیاران کے پاس پیام لائی ہون عمرو کا کلیجہ چار چار ہاتھ
اچھلنے لگا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے مگر وہ تیلی قریب انکے آکر گویا ہوئی کہ شہنشاہ نے آپ کو دعا کہی
ہے مزاج پرسی کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تمھارے منتظر ہین اپنا وعدہ ایفا کرو تیلی یہ کہہ رہی تھی اور
قران عیار بغدہ تان کر اسکی پشت پر کھڑا تھا عمرو نے قران کو اشارے سے منع کیا اور تیلی سے کہا
تم الگ چلو تو مین جواب دون اور اٹھکر علیحدہ اسکو لاکر کہا کہ شہنشاہ سے میری تسلیم بعد تعظیم
کہنا اور پیام دینا کہ حضور کے اقبال سے مین سب کو راضی کر چکا ہون کل لیکر حاضر خدمت ہون گا

پتلی یہ جواب پاکر رخصت ہوئی یہان دل مین عمرو نے کہا جو دم ٹلے وہی غنیمت ہو مگر پتلی چلکر افراسیاب کے پاس آئی اور جو کچھ عمرو نے کہا تھا وہ بیان کیا افراسیاب نے اسوقت کہا کہ اے صرصر تو نے سُنا کہ میرے دوست عمرو نے کیا کہلا بھیجا صرصر نے عرض کیا بلا لون پیچ ہو ضرور وہ سب کو بلا لینگے یہ کہکر صبار فتار کی طرف دیکھکر قہقہہ لگایا شاہ طلسم آگ ہوگیا ادھر صبار فتار لاکھ لاکھ ہنسی کو روکتی رہی مگر ضبط نہ ہوسکا ہنس پڑی شاہ بولا کہ اگرچہ تمھین ان گستاخیون کی سزا دینا چاہیے مگر قائل کر کے کل اگر عمرو حسب وعدہ آکر ہو بچا تو پھر تمکو بہت ذلیل کرونگا صرصر نے کہا حضور مالک ہین جو چاہین فرمائین لیکن یہ سب فقرے ہین ہم عیار نیان ہین عیار کی باتون کا اندازہ پہچانتے ہین بھلا کل کیا ہوا اور آج کیا ہو جب سب راضی ہی ہین تو پھر کیون نہین لاتا ہو افراسیاب نے کہا اچھا مین ابھی تجھے قائل کرتا ہون یہ کہکر پھر اسی پتلی کو ورد طلب کر کے کہا تو پھر عمرو کے پاس جاکر بعد دعا کے کہنا کہ جیسے کل ویسے آج بمقتضاے مصرعہ بر کریمان کارہا دشوار نیست ✤ آپ ابھی تشریف لائیے اور اگر کچھ حیلہ اور مکاری کرنا ہو تو قسم سامری جمشید کی بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کا طعمہ بنا دونگا پتلی یہ پیام سنکر پھر روانہ ہوئی اور جب قریب بارگاہ مہرخ پہونچی خبر عمرو کو ہوئی کہ گوہر بدن پتلی پھر آتی ہی یہ سنتے ہی کانپنے لگا کہ ابکی اس کا آنا خالی از علت نہین ہو رنگ بیرنگ نظر آتا ہو اس عرصہ مین پتلی نے آکر پیام سُنایا اسکو جواب دیا کہ حضور سے عرض کر دینا مین باغ عیش مین نہین اُترونگا میرے لیے طلسم ظاہر مین جو گنبد نور یعنے قلعہ طلسمی کے نیچے بارگاہ مخملی استادہ ہو وہان جناب تشریف لائین مین حاضر ہوتا ہون پتلی یہ سُنکر چلی گئی اور شاہ جادوان سے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا کیون صرصر دیکھو اب سب آتے ہین کہ تیرا کیا حال کرون صرصر نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور افراسیاب نے اپنی کنیزون اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جاؤ بارگاہ مخملی مین آراستگی کر دین مین بھی آتا ہون کنیزین حسب الحکم چلین اور عمرو کو پھر اطلاع دی کہ اچھا بارگاہ مخملی مین تم آؤ ہمنے وہان تمھاری دعوت کی ہی عمرو جب اس حال سے آگاہ ہوا مہرخ اور بہار وغیرہ سب ساحرون نامی سے کہنے لگا کہ مین شہنشاہ سے وعدہ کر آیا ہون کہ ہر ایک اپنے مطیعون کو آپکے پاس حاضر کرونگا غرض تم سب میرے ہمراہ چلو اور شاہ طلسم کے قدم پر گردو مہرخ نے کہا در گور جا ئین پھوٹین ہم سے یہ نہو سکے گا ہمکو لڑنا اور مرنا قبول ہو عمرو نے جواب دیا کہ تمھارا کیا نقصان ہو جب تم جاکر پاؤن پر گرو گی افراسیاب چلا جائیگا اور اس کام کرنے کے بدلے مین مجھپر رعایت کریگا اسد اور بدیع الزمان کو چھوڑ دے گا تم پھر منحرف ہو جانا مین اپنے شہزادون کو لیکر طلسم سے چلا جاؤنگا مثل مشہور ہو آپ زندم جہان زندم

اور تمھین لڑنا ہوگا تو بگاڑ کرتے کچھ دیر لگتی ہو اور بی بی اگر تم نہ مانوگی تو مین شہنشاہ کے پاس جاکر کہہ دونگا
کہ میرا کہا کوئی نہین مانتا آپ جانئے وہ جانین اس کہنے مین میری جان بچ جائیگی تم سب ماری جاؤگی
مہرخ نے کہا ہمکو مرجانا قبول ہی مگر اُس خوک پیکر کے پاس جانا نہین منظور ناظرین کو معلوم ہو کہ عمرو کو عیاری
کرنا جو منظور ہی بدین لحاظ ایسی باتین اپنے مطیعون سے کرتا ہی تاکہ شاید کوئی چیلا سحر کا شاہ طلسم کیجانب
سے سنتا ہو تو میرا راز نہ کھلے بلکہ مخبر وغیرہ یہ خبر اُسکو پہونچائین کہ عمرو صحیح راضی کرکے سب کو لایا ہی اور
دوسرے ان سردارون کا امتحان بھی لیتا ہی کہ دیکھون سب بدل جنگ پر راضی ہین یا کچھ مزاج
مین خلل اور فتور رکھتے ہین قصہ مختصر جب سب کو راسخ الاعتقاد دیکھا مہرخ وغیرہ سے بطور مخفی کہا
کہ مین تم سب کے دل دیکھتا تھا اب لازم ہی کہ تم سب سردارون کو لیکر ایک علیحدہ خیمے مین چلو یہان آفت
کوئی آئیگی اور سارے لشکر مین اس امر کی مطلق خبر نہو یہ کہکر آپ اُٹھکر ایک خیمے مین گیا اور بظاہر درپردہ
مین کہتا گیا کہ مین شہنشاہ کے پاس جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو وہ آئے مہرخ وغیرہ کو سب اُنکی عیاری
سے خبردار ہو چکے تھے براہ بناوٹ کے بولے کہ ہم سب تابعدار آپ کے ہین جہان لے چلیے گا آپ کے
ہمراہ ہین یہ کہکر الگ تخلیے مین آئے اور چارون عیار بھی ساتھ تھے جب تنہائی مین سب آئے عمرو نے
کہا آخر تو چلتے ہی ہین ایک ایک جام شراب تو پی لین عیارون سے اشارہ کیا کہ وہ میخانے سے جاکر
شراب لائے مگر بیہوشی آمیز کردی وہی شراب سب کو پلائی بہار اور طاؤس اور رعد اور برق اور
سرخ مو اور مہرخ اور شکیل وغیرہ کئی سو سردار بیہوش ہوگئے ان سب کو اکٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا
زنبیل کا حال اول مین ذکر کیا ہی کہ اسمین سات شہر آباد ہین اور ساری دنیا کو اگر چاہے تو اسمین رکھ لے
بدین سبب کہ وہ تبرک عطیہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پھر اُن حضرت کے دیئے
تحفے مین اس کرامت کا ہونا مقام استعجاب نہین المختصر بعد داخل کرنے زنبیل کے سب عیارون سے
حکم کیا کہ کئی سو ساحر لشکر سے ملازمین وغیرہ کو بلا لاؤ عیار جاکر جادوگرون اور جادوگرنیون کو لائے اُن
سبکو بھی شراب پلاکر بیہوش کیا اور سبکو مہرخ اور بہار وغیرہ کی ایسی شکل بنائی اور ہوشیار کرکے سمجھایا کہ
سب افراسیاب کے پانون پر گرنا اور اپنے کو مہرخ اور بہار وغیرہ تبلاکر عرض کرنا کہ جو کچھ ہم سے
خطائین سرزد ہوئی ہین وہ براہ نوازش مالکانہ معاف فرمائیے خبردار جو کچھ مین نے تعلیم کیا ہی اسمین
سرمو فرق نہو اگر ذرا بھی زبان مین لکنت ہوگی تو مین سب کو مار ڈالونگا سب ساحرون نے کہا ہم اسیطرح
کہین گے آپ کے تابعدار ہین حضور کا فرمانا بجا لائینگے خلاصہ کلام سبکو سواریون پر سحر کی اور تخت ہائے
سحر پر سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور عیارون مین سے قران نے عرض کیا کہ یہ عیاری مجکو نہین آتی ہی مین

نہ جاؤنگا مگر اور عیار ہمراہ چلے انکو بھی تخت سحر پر برابر اپنے بٹھالیا اب بڑے جاہ و تجمل سے سواری چلی کر نقارے آگے آگے بجتے ساحر ترنج اچھالتے طائران سحر سر پر ہر ایک کے سایہ کیے نقیب باادب اور نقابت کی صدا دیتے آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے سردار روانہ تھے اور بارگاہ مخملی کی طرف جاتے تھے وہان بنا بر حکم شاہ طلسم حیرت وغیرہ نے آکر اس بارگاہ کو فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ کیا ہر سمت گلخنے رکھدیے گلدستے چن دیے تخت شاہی کے روبرو کئی ہزار کرسیان یاقوت احمر کی لگادین گردونگل ہاے زرین بچھ گئے مرزنگون کی دوہری باڑھ لگادی رقاصون کو حکم پہونچ گیا دربارگاہ پر گلاب وکیوڑے کا چھڑکاؤ ہونے لگا مردہے عصاے زرین لیکر دورویہ کھڑے ہوے اندر بارگاہ کے خواصان قمر پیکر نازک اندام ہر سمت سرگرم انتظام ہوئین کہ بمقتضاے نظم

سب خواصون نے حسب حکم بیان	از سر نو سجا تمام مکان
صاف کرکے وہ ایک ایک مقام	فرش دیبا بچھا دیا ہو تمام
سقف و دیوار و در سپہر آرا	شیشہ آلات سے سجے کیا کیا
روشنی کا تھا وہ جو سب سامان	نور سے بھر گیا تمام مکان
اوٹ پھولون کے تھے جو کچھ ہواے	حسن سے وہ ہوا کے رخ پہ لگاے
زلفین کالی بلائین تھین سب کی	ٹیڑھی ٹیڑھی ادائین تھین سبکی
غرض اس طرح کا سمان تھا واہ	دنگ ہوتا جو کرتا ایک نگاہ

جب یہ سب درستگی ہوچکی شاہ جادوان کو اطلاع ہوئی مع انیس ہزار ساحر کے اسی شوکت سے جیسے بارہا ذکر اسکی سواری کا بیان ہوا ہو آکر داخل بارگاہ مخملی ہوا اور تخت پر جلوس فرمایا سب افسر پایہ بپایہ بیٹھے اس اثنا مین نقارے کی صدا کان مین آئی طائران سحر نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ عیاران مع مہرخ وغیرہ کے آتے ہین یہ سنکر ساحران نامی کو بہر استقبال روانہ کیا انھون نے آکر پیشوائی کی عمرو کو بعزت وحرمت سب ہمراہیون سمیت داخل بارگاہ کیا جب سامنا افراسیاب کا ہوا مہرخ اور جملہ سردار دوڑکر پانون پر گر پڑے اور عفو تقصیرات ماضی کے خواستگار ہوے کہ ہم سب حضور کے تابعدار جان نثار اور فرمانبردار ہین ہماری خطائین اگر لائق بحل ہون معاف فرمایئے ورنہ کنیزون اور غلامون کو جو چاہیے وہ سزا دلوایئے کہ قطعہ

گر گنہگردم اگر عصیان نمودم عفو کن	ور گذر از جرم من کاخر غلام خانہ زاد
ورنہ با قسم قابل عفو تو اینک طشت و تیغ	کس نمیدانم کہ خواہد خواست انصاف توداد

افراسیاب نے اُسوقت سب کے سر اُٹھا کے سینے سے لگائے اور دست شفقت پشت پر پھیرا فرمایا کہ
تمھاری کچھ خطا نہین ہی جیسا خداوند نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا وہی پیش آیا کہ بموجب مصرعہ

گرز دو سربر نگردد سر نوشت دیگر جو شدنی ہوتا ہی ہوتا ہی وہی

یہ کہکر خلعت منگوا کر سب کو عنایت فرمائے عمرو کو بہت بھاری خلعت مع چند کشتیون جواہر کے دیا
سب سردار سامنے کرسیون پر بیٹھے اور عمرو قریب شاہ بیٹھا اُسوقت صرصر کہ پہلے ہی سے عمرو کے
سب کو لانے کی قائل نہ تھی اور شاہ طلسم سے بحث تھی اُسوقت بغور مہرخ اور بہار اور سرخ مو وغیرہ
کو دیکھکر پہچان گئی کہ یہ اصلی سردار نہین ہین مصنوعی ہین یہ سمجھکر صبا رفتار سے بولی کہ تو دیکھتی ہی
بہار جو بیٹھی ہی اسکے دانت پر دانت چڑھتے ہین اور آنکھون پر باریک حلقے دیے ہین کیا خوب شکلین تبدیل
کی ہین صبا رفتار نے چپکے سے کہا بی بی تمنے خوب پہچانا سامری قسم مجھ سے مطلق نہ شناخت ہو سکی فی الجملہ
یہ باتین باہم کرنے لگین عمرو نے اُنکے لب ہلتے دیکھے اور جنبش لب کو اسطرح غور کیا کہ حرکت کو اُنکی لفظ
بنا کر معلوم کر لیا کہ یہ آپسمین کہتی ہین عمرو صورتین سب کی بدل کے لایا ہی پس اس مضمون کو سمجھ کر دا شا
کر ای صرصر تو بار بار ہر ایک کا منہ تکتی ہی شاید تجھے یہ گمان ہی کہ مین نے عیاری کی ہی مجھ سے ایسی
حرکت ساتھ شہنشاہ ساحران کے نہو گی کہین کالے کے سامنے چراغ جلا ہی یہ کلام جو افراسیاب کے
گوش زد ہوے ازبسکہ اوّل ہی سے صرصر کو یہ جھوٹا بنا رہا تھا اسوقت سمجھا کہ صرصر بطریق عداوت
مجھے شبہے مین ڈالا چاہتی ہی اور عمرو چونکہ اُسکا ہم پیشہ اور حریف ہی اسلیے فروغ اُسکا نہین چاہتی
ہی ایسا کچھ سمجھ کر گویا ہوا کہ ای صرصر اب جو تو کچھ کہے گی تو سزا پائیگی تجھے شرم نہین آتی کہ عیارہ
ہوکے سارا قیاس تیرا غلط ٹھہرا صرصر شاہ کو غصّہ مین دیکھ کر خاموش ہو رہی اس اثنا مین صبا رفتار
کسی ضرورت سے باہر بارگاہ کے گئی برق فرنگی اسکے پیچھے گیا اسلیے کہ صرصر سارا کھیل بگاڑا چاہتی ہی
مین کوئی تدبیر کرون غرضکہ صبا رفتار کو اُسنے دیکھا کہ یہ دور نکل گئی اور عرصہ مین آئیگی پس الگ جا کر
صبا رفتار کی ایسی صورت بنکر بارگاہ کی طرف چلا یہان صرصر کو کھڑے کھڑے پھر تاب نہ آئی اور
دل مین سوچی کہ آج اس سٹھرے افراسیاب کی شامت آئی ہی بھڑوا دیوانہ ہوا ہی کسی طرح سمجھتا ہی
نہین تو نے اُسکا نمک ہمیشہ کھایا ہی پھر آگاہ کر دے یہ سمجھ کر آگے بڑھی کہ مین کان مین بادشاہ کے
بقسم راز عیاری عمرو بیان کرون ہنوز قریب شاہ نہ پہونچی تھی کہ برق بشکل صبا رفتار بارگاہ مین
آیا اور اُسنے اشارے سے صرصر کو بلایا کہ ادھر آؤ جب وہ قریب آئی ہاتھ پکڑ لیا کہ باہر چلو مجھے کچھ
مشورہ کرنا ہی صرصر اسکے ساتھ باہر آئی اور یہ قریب صحرا جب اسکو لایا حباب بیہوشی اُسکے منہ پر

مارا صرصر چاہتی تھی کہ سنبھلے اُسنے بچا لا کی کمند ماری اسمین اُلجھی دھر حباب کی بیہوشی نے اثر کیا بیہوش ہوکر گری برق اُٹھا کر جنگل مین لایا اور ہوشیار کیا مگر مشکین باندھ لین اور کہا اری اُستانی مالزادی تو عیارون کو پکڑوانا چاہتی ہی - ہی شرط کہ ناک کی پھنگی کاٹ لون یہ کہکر دو تین طمانچے مارے کہ چنڈ د تو جانتی نہین اُستاد ہمارے بغیر عیاری کوئی کام نہین کرتے اور پھر تو رخنہ پردازی کرتی ہی صرصر مار کھاکر لگی کوسنے کہ موے مونڈی کاٹے کیون مارے جاتا ہی مین تیرے اُستاد کو گھری گور مین تو پلون اور تیرا حلوا اور بھتی کھاؤن مرے جوانا مرگ خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین تو ناشاد اور نامراد دُنیا سے جائے برق نے کچھ جواب نہ دیا اور درخت مین خوب کھینچکر باندھ دیا اور کہا یہان پڑی تڑپا کر اور آپ پھر بارگاہ کیطرف چلا اب حال سُنیے کہ عمرو سنے بیٹھے بیٹھے وہان کا سب سامان اور بارگاہ کی آراستگی لاکھون روپیون کا مال جو دیکھا تجویز کیا کہ اس سب مال کو لینا چاہیے اور بن پڑے تو شاہ طلسم کو جہنم رسید کرنا چاہیے یہ سوچکر لگا گنگنانے ازبسکہ الحان داؤدی رکھتا ہی شہنشاہ ساحران کے قلب پر تاثیر ہوئی اور کہنے لگا کہ اے عمرو آج اگر ناگوار نہو تو کچھ گاؤ اور ہمین محظوظ کرد عمرو نے کہا میرا گانا تم کاہے کو پسند کروگے گانا معشوقان قمر پیکر و زہرہ جبین کا اچھا ہوتا ہی کہ انکی صورت بھی دیکھیے اور حالات باطنی پر بھی غور کرتے جایئے مجھ بیچارے بڈھے داڑھی ور نا آدمی کا گانا کیا کہ بموجب بیت پری نہفتہ رخ دیو در کرشمہ وناز ✤ بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است ✤ افراسیاب یہ باتین سُنکر گویا ہوا کہ آپ کو حیلہ نہ کرنا چاہیئے مین نے بارہا آپ کو گاتے سُنا ہی اس طلسم مین تو کوئی آپکے مثل نہین گاتا ہی عمرو نے کہا یہ سب آپکا الطاف ہی جو میری تعریف فرماتے ہین ورنہ مین نے تو برائے احتیاج عیاری کچھ سیکھ لیا ہی اگر آپ فرماتے ہین تو مجھے عذر نہین اور یہ کہکر اُٹھا کہا ایک پیشواز مغرق بجواہر منگا دیجیے اور آپ گوشے مین جاکر ایک زن خوبصورت مہر طلعت کی صورت بناکہ فی الحقیقت اسکے چہرہ زیبا سے حسینان دہر شرماتے تھے بمصداق

نظم

گلبدن خوب و نیک تھی وہ حور
چاند کے ٹکڑے گورے گورے گال
رخ مہر سپہر جلتا تھا
مرغ دل رہگیا پھڑک کر ہائے
آنکھون کو ساحری مین یکتائی
سامری کی بھی آنکھین کھل جائین

اپنے عالم مین ایک تھی وہ حور
وہ نگاہین بلا تھین آفت تھین
تیغ ابرو پہ دم نکلتا تھا
کالی زلفون سے سانپ تھے ہارے
بھرتے تھے لب دم مسیحائی
دھوم تھی لب کے زندہ کرنیکی

رات کی طرح لمبے لمبے بال
نیچی نظرین غضب قیامت تھین
پھینکا تیر نظر جو تک کر ہائے
دونون رخسار جیسے انگارے
جادو آنکھون کے جب نظر آئین
خضر کو آرزو تھی مرنے کی

یہ صورت دیکھکر افراسیاب بےچین ہوگیا اور پیشواز اور زیور طلائی مرصع منگاکر حوالہ کیا عمرو آراستہ بلباس و زیور ہوکر سامنے ناچنے لگا اور سازندے شہنشاہ جادوان نے بلوائے کہ وہ ساز بجانے لگے اسوقت ناچ کا ایسے یہ عالم تھا کہ فلک پیر بھی عالم محویت مین آکر اپنی گردش بھولا تھا پشت خم نہ تھی بلکہ جھک کر اسی ناچ کے دیکھنے مین مصروف تھا کہ نظم

آفت جان ہی تیرا اے سرو گل اندام رقص — ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
دم فنا ہوتا ہو ظالم کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ — خرمن امید کو ہو برق کا پیغام رقص
ایکدن لایا تھا جام مے ترے ہونٹھون تلک — آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص

اسی طرح جب اپنے ناچنے پر اہل محفل کو دیوانہ بنایا تو نے کو نکالکر لبون سے لگایا اور اس طرح بجایا کہ ناہید فلک کو حیران کیا ساری مجلس زار زار مثل ابر بہار کے روتی تھی عقل و ہوش کھوتی تھی شاہ طلسم کو سکتا تھا اور دنگ بیٹھا تھا عمرو حسب خواہش نوجوانان غزل اور اشعار عاشقانہ گاتا تھا غزل

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد — دہن زخم کہین حسنا نہ احسان آباد
کون ہی جو تری دورمین نہین مرتا ہی — ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد
بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نے کی — بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد
مدتین دل کی خرابی کو ہوئی ہین دیکھین — پھر بھی ہوتا ہی کبھی یہ دہ ویران آباد
سر دا گرتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے — یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد
ساری رونق ہی یہ دیوانونکے دم کی آتش — طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

گاتے گاتے وہ باقی دن تمام ہوا اور فلک رقاص نے پیشواز ستارہ اور زیب قامت فرمائی انجم پر ایک زنگولہ پائے خنیاگر سپہر بنا معشوقہ شب انجمن عالم مین آئی کہ نظم

برآمد درین بزم فیروزہ فام — بہ کف مشعل ماہ بگرفتہ شام
جہان گشت روشن ز انوار او — شدند عاشقان وصلت یار جو

عمرو نے گانا موقوف کیا اور آہ سرد بھر کر رونے لگا شاہ جادوان نے بیقرار ہوکر سبب رنج وملال استفسار کیا عمرو نے کہا اسوقت مجھے محفل خلد شاکل حمزہ یاد آتی ہی کہ جس روز کبھی انکے سامنے گاتا تھا تو لاکھون روپئے انعام پاتا تھا اور اس رات کو روشنی بھی مین ہی کرتا تھا نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی دکھلاتا تھا افراسیاب مستفسر ہوا کہ روشنی کرنے مین کیا کمال ظاہر ہوتا تھا عمرو بولا کہ عجائبات دکھلائی دیتا ہی ایک شمع سے ہزارون طرح کے پھول نکلتے ہین اور دریا بہتے

نظر آتے ہین باغ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہین افراسیاب نے حیران ہوکر پوچھا کہ اس طرح کی
روشنی بھی ہوتی ہی عمرو نے کہا یہ سب تماشہ حمزہ کی صحبت تک تھا نہ ایسا کوئی قدردان ہوگا نہ مین
روشنی کرونگا شہنشاہ ساحران نے کہا یہان کروڑون روپیہ آپکے واسطے حاضر ہین آج وہ روشنی
ہمین بھی دکھایئے یہ فرماکر کئی لاکھ روپیہ کا جواہر منگواکر عنایت فرمایا عمرو اسوقت ہنستا ہوا اُٹھا
اور فراشون کو بلاکر شمعہاے مومی اور کافوری انکے پاس سے مانگ کر رکھ لین اور اپنے پاس سے
شمعین نکالکر دین کہ ان کو ہانڈیون اور جھاڑون وغیرہ مین روشن کرو اور اپنے ہاتھ سے سامنے
تخت کے جو مرزنگ اور فانوسین تھین بتیان لگاکر روشن کردین اور تخت کے چار کونے پر
نخلے اور گلدستے رکھ دیے شمعین جو روشن ہوئین انمین سے پھول مثل آتشبازی کے نکلنے لگے اور
دھوان اُسکا بلند ہوا اور جھاڑ و فانوس مین جو بتیان روشن ہوئین وہ کوئی اودی اور کوئی
سُرخ کوئی سبز طرح بطرح کی رکھی تھین اسوقت مثل گلزار پرواز ریاحین کے باغ لگا ظاہر تھا سنہرے
روپہلے انواع واقسام کے پھول بتیون سے نکل رہے تھے ہر ایک محو تماشہ تھا اور تعریف عمرو کی
کرتا تھا کہ ایسی گلکاری کی شمعین کبھی ہمنے نہ دیکھی تھین عمرو اس ہنگامہ مین سامنے افراسیاب کے
گانے لگا یہان تک کہ دھوان بتیون کا کہ آتشبازی کی طرح چھوٹ رہی تھین بارگاہ مین گھٹا اور ہر ایک
شمع بیہوشی آمیز تھی اُسکے دھوئین سے اول ساحر نشے مین ہوے اور جوتی پیزار باہم لڑنے لگے
حیرت نے شہنشاہ سے کہا شمعون کی لو سے سنہرے سانپ نکل کے میرے تخت پر چڑھے آتے ہین
افراسیاب نے جواب دیا لو سے لپٹتے ہین عمرو سے کہا اسکے بعد کیا تماشہ ہوگا اُسنے جواب دیا کہ
اس روشنی کے بعد اندھیرا ہی کوئی دم مین چراغ گل پگڑی غائب گو کہ عمرو نے پتے کی کہی لیکن کوئی
نشہ مین سمجھا نہین اسمین ایک ساحر نے کہا دیکھو خدمتگار کیا بے وقوف تھے کہ کرسیان الٹی بچھا گئے
ہین یہ کہکر اُٹھے اور سیدھی کرسی کو اپنی دانست مین سیدھا کیا یعنے الٹی کرکے بچھائی اب جو بیٹھنے
لگے گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قصہ مختصر مع افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہوگئے عمرو
اور دوسرے عیارون نے سب کپڑے اہل دربار کے اتار لیے اور اپنے ساحرون کو الگ کرکے
ہوشیار کیا اُنھون نے حکم سے خواجہ کے وہان کا اسباب اُٹھاکر ایک جگہ اکٹھا کیا اور عمرو نے جال مارکر
مع شیشہ آلات اور فرش اور تخت وغیرہ کے نذر زنبیل فرمایا ادھر عیارون نے ہر ایک کے مُنھ کالے
کیے اور کسی کو ریچھ والا اور کسی کو بندر والا بنایا ایک کو زن حسینہ بناکر دوسرے کے پہلو مین سُلایا
اور عمرو نے خنجر لیکر قصد کیا کہ سر افراسیاب کا جدا کرے لیکن جب تخت کے قریب گیا کسی نے اسکو

ڈھکیل دیا لاکھ تدبیر کی مگر تخت تک نہ پہونچا اُسوقت دل سے کہتا تھا کہ ہائے افسوس کیا کرون کچھ
بن نہین پڑتا کیونکر اسکو مارون اسی فکر مین تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے صدا آئی منم افراسیاب
جادو اور لکۂ ابر پیدا ہوا عمر و گلیم اوڑھ کر غائب ہوا اور عیار جستین کر کے بھاگے ساحر جو ہمراہ تھے
یعنے مہرخ نقلی وغیرہ بزور سحر زمین مین سما گئے بارگاہ پر بجلی بڑے زور شور سے تڑپ کر گری اور جتنے
ساحر بیہوش پڑے تھے اُنکی کمر مین لپٹ کرے اوڑی عمرو وہان سے بھاگ کر دور نکل آیا اور ایک
درۂ کوہ مین ٹھہرا سمجھا کہ شاید شاہ طلسم مجھے گرفتار کرے تو مہرخ وغیرہ میری زنبیل مین ہین وہ بھی قید
ہو جاینگی لازم ہی کہ انھین زنبیل سے نکالون یہ سوچکر درۂ کوہ مین چاندنی بچھائی اور سب سردارونکو
نکالکر لٹایا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مہرخ اور بہار جو ہوشیار ہوئین اُٹھ بیٹھین اور گویا ہوئین کہ ای
شہنشاہ عیاران ہم سب تو اپنے خیمے مین تھے یہان کیونکر آئے خواجہ نے سب کیفیت عیاری اپنی بیان
کی سب ہنسنے لگے اور کہا جو کچھ آپ نے کیا وہ خوب کیا لیکن آگے تو یہ اقرار آپ نے فرمایا تھا کہ مین اپنے
سب مطیعون سے ای شہنشاہ جادوان تیرا شریک ہون اب تو وہ نقض عہد کیا اتنا بڑا غضب ہوا
کہ تم اُسکو بیہوش کر کے لوٹ لائے اب وہ بڑا ستم ڈھائیگا اور پیچھا نہ چھوڑیگا کوئی نہ کوئی آفت آیا
چاہتی ہی عمرو نے کہا ہم آفت سے نہین ڈرتے لیکن یہ بتاؤ کہ افراسیاب کیونکر قتل ہوا اور حیرت
کیونکر ہلاک ہو بہار نے جواب دیا کہ خواجہ افراسیاب بغیر لوح طلسم کے مارا نجائیگا وہ اصل مین نہین
معلوم کہان رہتا ہی کسی نے اسکو آج تک دیکھا نہین اور حیرت کا ہمزاد جبتک قتل نہوگا اُسکو بھی
کوئی نہین ہلاک کر سکتا عمرو نے کہا سمجھا جائیگا اب اپنے لشکر مین چلو یہ سنکر وہان سے دور بھر
سب اُٹھے از بسکہ بارگاہ مخفی مین اسی لیے بیرون طلسم عمرو نے جانا منظور کیا تھا کہ وہان سے راستہ
کھلا ہوا اور لشکر اسکا قریب تھا کچھ دیر مین سب داخل لشکر ہوے اور بارگاہ مین پہونچکر داد عیش
وکامرانی دینے لگے رقاص حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے دور جام بادۂ احمر آغاز تھا بعد کچھ دیر کے عیار اور ساحر
جو ہمراہ گئے تھے وہ بھی آئے اور انبساط و مسرت مین مصروف ہوے لیکن وہان جب حیرت کو اور
کل ساحرون کو بجلی اُٹھا لے گئی باغ سیب مین سب پہونچے اور شاہ طلسم ایک تو وہان بیٹھا تھا
اور دوسرا بیہوش تھا جو موجود تھا اُسنے سب کو ہوشیار کیا ایک غائب ہوگیا اور ایک آئینہ محل
مین جا بیٹھا مگر نہایت غضبناک تھا اور سب ساحر جو ہوشیار ہوے کسی نے اپنے تئین عورت
بنا ہوا پایا اور کسی نے اپنا چہرہ سور کا ایسا دیکھا سب برہنہ بحالت تباہ اور روسیاہ تھے اور اس
حال کو دیکھ کر وہ تماشے کی سب کی صورت تھی کہ اپنے اوپر آپ ہنستے تھے حیرت ہوشیار ہوکر

اور ہی اور ہی کہکر بارہ دری مین چلی گئی اور سب جادوگرنیان بھاگین خلاصہ کلام ہر ایک نے جاکر اپنے منھ سے کالک چھڑائی اور لباس پہنکر دربار مین آئین افراسیاب نے کہا اے حیرت مجھمین وہ قدرت ہے کہ ابھی اُس عیار مکار کو پکڑ بلاؤن مگر مین دیکھتا ہون کہ یہ کیا قدرت سامری ہے اس عیار کو مین نے بارہا گرفتار کیا وہ مجھے ذلت دیکر نکل گیا اور ابکی بار تو بہت رسوائی ہوئی اور مجھکو اُسنے بہت ذلیل کیا صرصر سچ کہتی تھی ناحق اُسکے قول کو نہ مانا ویسے ہی سزا پائی یہ کہکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ صرصر درخت سے بندھی ہے شنجے کو بھیجکر اُسکو کھلوا منگایا اور خلعت دیا پھر کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی اور زلزلہ آیا زمین تھرائی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اپنا ہاتھ مین لیے تھا یعنے دھڑ سے جدا تھا پس اُسکو حکم دیا کہ اے بیسران جادو تو جاکر عمرو کو خیمہ مہرخ سے پکڑ لا اسوقت حیرت بولی کہ اگر وہ خیمہ مہرخ مین نہو شاہ جادوان نے کہا جہان ہو وہان سے گرفتار کر لا خبردار چھوڑنا نہین بیسران جادو سلام کرکے روانہ ہوا اسکے بھیجنے کے بعد حیرت سے گویا ہوا کہ مجھکو یہ حال نہ ثابت ہوا کہ عمرو کی موت خداوند سامری اور لقا وغیرہ نے کیونکر مقرر کی ہے چلو آج دادی جان سے چلکر پوچھین وہ سب حال جانتی ہین جس طرح وہ قتل کرنا اُسکا فرمائین اُسی طرح ہلاک کرنا چاہیے یہ کہکر دربار برخاست کر حیرت کا ہاتھ پکڑکر تخت پر سوار کر چلا کسی کو ساتھ نہ لیا طلسم مین منزلون چلا گیا صحرا اور کوہ کو طے کرکے متصل ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ بالکل سونے کا ہے اور چار تپلیان سونے کی اُسپر کھڑی تھین مثل زنان پری پیکر حور چہرہ کے خوبصورت تھین لباس نہایت نفیس اور پرزر پہنے سراپا جواہر کے زیور سے آراستہ تھین سامنے پہاڑ کے بارہ کوس تک تختے لالہ و نافرمان کے پھولے تھے درخت سب بادلے سے منڈھے تھے قندیلین اُن مین جواہر کی لٹکتی تھین اور جال سوتیون کے پڑے تھے گھانس پر مقیش کترا ہوا پڑا تھا ہر تختۂ گلشن مین نہرین آب صاف اور شفاف کی موج مارتی تھین جنفیلین اُنکی یاقوت احمر کی تھین کنارے کنارے فوارے چڑھے تھے آبشار سے ساون بھادون کی گھٹا کو شرماتے تھے جواہر کے طائر درختون پر بیٹھے تھے اور زمزمہ سنجی کرتے تھے ہر سمت آمد فصل بہار تھی عروس گلشن سنگھار کیے نوجوانان چمن کو لبھانے پر تیار تھی اودی گھٹا پہاڑ سے لیکر تمام صحرا مین چھائی تھی اُسمین بجلی جو چمک رہی تھی تو آبی دوپٹے مین بچکے کی گوٹ لگی تھی اور عشق پیچان زلف مہوشان کی طرح رخسار صندلین شاہد عنبر پر آراستہ تھا نظم

بہار چمن کا نیا رنگ تھا — ترانے مین بلبل کے آہنگ تھا
ہر اک پھول کی تھی الگ ہی پھبن — کھڑے جھومتے تھے نہال چمن
جالی مسی کی تھی سوسن دھڑی — لٹاتا تھا زر کو گل اشرفی

بھرا تھا جو نہرون مین آب روان ۔ صفا مین تھا رخسار حور جنان

افراسیاب جب اور نزدیک پہاڑ کے پہونچا دہ پتلیان سونے کی قہقہہ مارکر ہنسین ایک پتلی بولی افراسیاب آئی ہی دوسری نے جواب دیا اب کیون نہ آئیگا تیسری نے کہا غرض ایسی ہی ہوتی ہی جو تھی گویا ہوئی کہ آیا ہی تو رک کیون رہا اسکا کیون نہین یہ کہنا اُنکا **افراسیاب** نے سُنا اور ہاتھ **حیرت** کا تھام کر پہاڑ پر چڑھ گیا بلندی پر پہاڑ کی ایک عمارت بلند قصر فلک سے خوبی مین دوچند تعمیر تھی چار دیواری اُسکی بلورین صفا مین مثل قلب روشن ضمیر تھی ہر سمت کو ہزار ہا کمرے ایسے بنے تھے کہ طاق نیلی رواق کو شرماتے تھے کہ

ابیات

تھی وہ بارہ دری پری پیکر ۔ جان انسان دیتے تھے اوسپر
سقف و ایوان اس بہار کے تھے ۔ صدقے دل اونپہ سو ہزار کے تھے
چاندی سونے کے تھے درونکے پٹ ۔ گنگا جمنی ہر اک کی تھی چوکھٹ
اِسطرح کے بنے تھے نقش و نگار ۔ صدقے سو جان سے ہو اونپہ بہار
پردے ایسے ٹنگے ہوے تھے وہان ۔ جنسے کھلتا تھا راز معشوقان
وہ غضب اونپہ لہر کا اُتو ۔ جسپہ لہرائے ہر بت خوشخو
کارچوبی بہت ستارون کی ۔ آنکھ جھپکاتی تھی وہ تارون کی
پھول ہر ایک یون چمکتا تھا ۔ شبہ ہوتا تھا مہر گردون کا
غیرت مہر و ماہ ہر محراب ۔ قصر تھا کاخ آسمان کا جواب

افراسیاب فرط ادب سے اندر مکان کے نہ گیا اور در پر جا کھڑا ہوا کہ یکایک قصر کی پشت پر زلزلہ آیا ہوا اور آندھی اُٹھی جہان تاریک ہوگیا بعد لمحے کے آندھی تھمی اور تخت اُڑتا ہوا نظر آیا اوسپر ایک ساحرہ نہایت ضعیف کہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کئی سو برس کا سن گویا بڑھاپے کی جوانی کے دن جھریان گالون پر پڑین چھاتیان سوکھ کر سینے سے چمٹی ہوئین کوزہ پشت کمر دوہری جوانی اور شباب جو کھو گیا تھا اُسکو ڈھونڈھتی سر پر نیلا قصابہ باندھے محمودی کی چادر اوڑھے آکر پہونچی **افراسیاب** اور **حیرت** نے جھک کر نہایت ادب سے سلام کیا اس ضعیفہ نے کہ نام اُسکا **ملکہ آفات چہار دست** جادو ہی اور دادی شاہ طلسم کی ہی دعاے جان درازی دی اور ہاتھ پھیلائے **افراسیاب** نے سر جھکا کر اُسکے سینے سے لگا دیا اُسنے بلائین لین پیار کیا ہنگامہ تکلم شعلہ ہاے آتش اُسکے ہر بن مو سے نکلنے لگے اور صورت مہیب ہو گئی اور جھلا کر بولی ای لڑکے کیون طلسم تجھ سے نہ سنبھل سکا

گھبرا گیا آخر چھوکرا ہی نہ **افراسیاب** نے کہا وادی جان مین کیا کرون خداوند لقا ہی کو یہ منظور ہوا کہ **عمرو** کو مجھ پر غالب کیا ورنہ مین نے اُسکو دریاے سحر کے اس پار سے پکڑ بلایا تھا خداوند نے خود یہ بھیجکر بلکہ خود تشریف لاکر اُسکو اس پار بھیجدیا **آفات** یہ تقریر سُنکر خوب ہنسی اور کہا اے چھوکرے تو کیا بیہودہ بکتا ہی **لقا** کیا تقدیر کریگا وہ آپ بھاگتا پھرتا ہی عیارون سے ذلت کیا کیا نہین اُٹھاتا ہی بھلا کچھ بھی اُس سے ہو سکتا ہی تجھے اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہین کہ کون کس فکر مین رہتا ہی اے نادان تیری بھتیجی **مخمور سرخ چشم** نے **عمرو** کو دریاے سحر کے پار اُتار دیا اور کل واقعہ **مخمور** کا یعنے جو کچھ **عمرو** سے باتین ہوئی تھین اُسنے کہدین اور پھر شاہ طلسم کو اُسنے سمجھایا کہ سُن زمین آسمان ٹل جائے تمام طلسم غارت ہو جائے سب ساحر مارے جائین مگر تو یہ چار کام نہ کرنا یعنے اول طلسم کے آئین مین فرق نہ ڈالنا دوسرے حجرہ ہفت بلا کو نہ کھولنا تیسرے گیارہ مہینے بعد **اسد** طلسم کشا کو قتل کرنا بیچ مین اعادہ نہ کرنا ورنہ آئین طلسم مین فرق آئیگا چوتھے کیسی ہی آفت آئے اور جنگ سخت آکر پڑے وہ اکیس ساحر جو یادگار زمانہ سامری ہین اُنکو لڑنے نہ بھیجنا اور **عمرو** ابھی مارا نہ جائیگا تو نے **بلیسان** کو بھیجا ہی سن لینا کہ اُسکا بھی کام تمام ہوا اب جاؤ چاہ زمرد پر سیلا کرو اُس روز **مہرخ** اور **بہار** اور **شکیل** وغیرہ سب ہون گے اُسوقت لڑائی کا سامان کرنا لیکن **عمرو** سے ہوشیار رہنا وہ جب بھی مکاری کریگا اور تو قضا **عمرو** کی پوچھنے آیا ہی کہ کیسا ہی اور کیونکر ہی اس بات کو مین جب سے **عمرو** یہان آیا ہی اُسی روز سے تمام کتابون مین طلسم کی اور خداوند سامری کی تصنیف مین تلاش کر رہی ہون لیکن پتہ نہین ملتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ **عمرو** کشندہ ساحران ہی بس اے فرزند لازم ہی کہ اُس سے غافل نہ رہ ذرا بچکر چل تو مارا جائیگا اچھا اب گھر جاؤ مین بھی جاتی ہون **افراسیاب** اور **حیرت** نے تسلیم کی بڑھیا نے اشارہ کیا تخت اونچا ہوا اسوقت وہ چار دن تپلیان گویا ہوئین ایک تپلی بولی جانا ہی تو جاؤ دوسری نے کہا چلتے ہو تو چلو تیسری نے کہا موم ہی جو موم ہی پگھل جائیگا چوتھی بولی پہاڑ کو آگ لگ جائیگی **افراسیاب** جلد **حیرت** کو لیکر پہاڑ کے نیچے اُتر گیا کہ تپلی نے کہا ہی آگ ضرور لگے گی وہی ہوا نیچے اوترتے ہی پتھرون سے شعلے نکلے اور سارا مکان اور صحرا وغیرہ دھڑ دھڑ جلنے لگا **افراسیاب** اور **حیرت** نے پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور شاہ طلسم نہایت غضبناک کہتا ہوا کہ اس **مخمور** حرامزادی کو جلکر بڑے عذاب سے ہلاک کرونگا اور اُسی غصہ مین باغ گلزار کی طرف چلا کچھ عرصہ مین داخل باغ ہوا یہ باغ بھی مثل باغہاے طلسم کے جسکا ذکر اکثر مقام پر ہوا ہی تعمیر ہی دنیا کی خوبی اور عمدگی سے معمور ہی چمنستان مین جواہر کے درخت سایہ دار لگے تھے مگر طلسمات کے تھے کہ ایک ایک شجر مین سات طرح کی ڈالیان تھین اور ایک ڈالی مین کئی وضع کے پھول اور پھل تھے

حلاوت بخش جان ہمعطر تھے گلشن جواہرین ہرا بھرا اور پھولا پھلا تھا بلبلین چہکتی تھین میوہ گوناگون لگا تھا کہ نظم

ہلاتی تھی اُسکی صبا ڈالیان
بجاتے تھے برگ شجر تالیان
کہین باغ مین آبشارونکا جوش
کہین سرو پر قمریونکا خروش
کریہان زمزمہ شاخ پر جانور
الہین وجد مین آگئے شاخونکے سر
کہین بلبل و گل کا افسانہ تھا
کہین رقص طاؤس مستانہ تھا
غرض زعفران سے زمین انکی پُر
پڑے سنگریزے سو یاقوت و دُر
زمین زرد مخمل سی باآب و تاب
ہزارون پڑے نافۂ مشک ناب
ہراک نہر ایسی تھی اُس مین روان
صفائی مین جون طبع روشندلان
کنارون پہ اُنکے جواہر کا کام
وہ فیروزہ فام اور یاقوت فام

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی جسکے ستون مین نبت کاری کی تھی ساری عمارت جواہر جڑی تھی گویا کان جواہر کی تھی اور بلند اسقدر تھی کہ فخر سے سر رفعت اپنا افلاک پر رکھے تھی نظم

عمارت نہ تھی تھا وہ باغ بہشت
طلا اور نقرہ کی ایک ایک خشت
عجائب صفا کی عمارت تمام
جہان چشم خورشید جھپکے مدام
عریض و طویل اُسمین موتی کے در
طلسمات کا سب بنا تھا وہ گھر

سب درون مین بارہ دری کے پردے پڑے تھے اور چارسو کنیزان خوش الحان پری تمثال برق وش حور منش وہان حاضر تھین لیکن دو سو اندر بارہ دری کے اور دو سو باہر تھین اندر کی عورتین آج تک باہر نکلی نہ تھین اور اُنکو کبھی کسی نے دیکھا نہ تھا اور بارہ دری کے اندر کا حال بھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اسمین کیا چیز ہے اُسوقت شہنشاہ ساحران کے آنے سے باہر کی لونڈیون نے تسلیم کرکے پردے بارہ دری کے باندھ دیے گویا راز طلسم کا پردہ فاش کیا مثل برق کے چہرے اندر کی کنیزون کے چمکنے لگے اور اُنکے حسن کے روبرو باہر کی عورتون کا رنگ پھیکا ہوگیا بلکہ باغ کے پھول اُنکے رخسار نازک کے روبرو زرد ہو گئے گلاب اور یاسمن گرد ہو گئے کہ بمقتضائے ابیات

وہ نور کی صورتین تھین محبوب
گلہائے چمن تھے اُنسے محجوب
ایک ایک تھی اُن مین غیرت حور
تھین حسن مین اپنے سب وہ مغرور
طرار و دوجیہ و شوخ و بیباک
خوشرو خوش خو حسین و چالاک

ابرو مین کجی تو زلف مین بل	اُلجھی ہوئی کاکل مسلسل
وہ طبع کڑی وہ نرم روئی	ظاہر چتون سے گرم خوئی

ہر ایک نے شاہ جادوان کو تسلیم کی اور عہدے ہاتھون مین لیکر باادب پشت بر کھڑی ہوئین
شہنشاہ آگے بڑھکر بیچ ایوان مین جا کھڑا ہوا وہان بھی پردہ پڑا تھا جب اُس پردے کو کنیز نے اُٹھایا
ایک تخت بچھا ہوا نظر آیا کہ ہر رنگ کا جواہر اُسمین نصب تھا تخت کہکشان فلک اُسکے مقابل
کب تھا اس تخت پر پتلا پتھر کا ہمصورت افراسیاب بیٹھا تھا اُس پتلے کو ہاتھ سے بلایا کہ ای ہمنام
ہمارے پاس آ وہ اُٹھکر سامنے آیا اُس سے حکم کیا کہ تم ہمارے ہمنام ہو ہمارا تمہارا ایک واسطہ ہی
ابھی جاؤ اور مخمور کو پکڑ لاؤ یہ حکم سُنتے ہی وہ پتلا زمین پر گرا اور دھوان بنکر اُڑا سامنے سے غائب
ہوگیا شہنشاہ ساحران اسی پتلے کی جگہ پر جلوہ فرما ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی تھی کچھ پڑھ کر
دستک دی باغ کے سب پھول کھل گئے اور چھوٹے چھوٹے طائر خوش رنگ پھولون سے نکلکر
زمین پر گرے لوٹنے لگے اور صورتین اُنکی پریون کی بن گئین کہ نہایت درجہ حسینہ وجمیلہ تھین پشوازین
رنگ برنگ کی زیب قامت فرمائین باغنج ودلال روبرو شاہ جادوان کے آکر ناچنے لگین اور
کنیزان بارہ دری جام وصراحی لیکر شراب گلگون پلانے لگین شاہ جادوان انتظار مخمور مین یہان
بیٹھا ہی لیکن کچھ حال عمرو کا سُنیئے کہ بلبران انکی گرفتاری کو چلا ہی غرضکہ جس شب کو عمرو ذلت
شاہ طلسم کو دیگر درہ کوہ سے سب کو بارگاہ مین لایا رات بھر ہنگامہ عشرت یہان گرم رہا جبکہ
شہنشاہ طلسم فلک ایوان مشرق سے برآمد ہو کر باجاہ وجلال حکمران ہوا اور لشکر خواب دیدہ عالم
سے فرار کر گیا کہ **ابیات**

شہنشاہ زرین کلاہ سپہر	گرفتہ زمشرق چو راہ سپہر
جہان گشت از نور او کامیاب	زچشم خلایق روان گشتہ خواب

صرصر بھی دربار مین نقارہ نوازی فرما کر سر مملکت پر جلوہ فرما ہوئی سب سردار حاضر ہوے
اور بعد مجرا کرنے کے بپایہ بپایہ بیٹھے ہنگامہ حکمرانی گرم ہوا عمرو بھی کرسی پر متمکن تھا کہ آپسے آپ اگرچہ
کہ کھانے کا وہ وقت نہ تھا مگر عمرو کو بھوک معلوم ہوئی دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ از خود بیوقت
بھوک معلوم ہونا علامت سحر کی ہی شاہ جادوان نے تیرے لیے کوئی سحر کیا ہوگا یا ساحر تجھے
گرفتار کرنے آتا ہی یہ سوچکر چلا صرصر نے پوچھا کہ خواجہ کہان چلے آپ کا جانا باہر بارگاہ کے آجکل اچھا
نہین ہی کہ شاہ طلسم حضور کی فکر مین ہی عمرو نے جواب دیا کہ میرا دم گھبراتا ہی ذرا پھر آؤن تو آتا ہون

یہ کہکر نکلکر چلا گیا جب یہ جا چکا اُس گھڑی زمین تھرائی اور بلیسران ظاہر ہوا مہرخ وغیرہ نے گولے سحر
کے سنبھالے بلیسران نے ہنسکر کہا ای نمک حرامون تم لوگ مجھ سے کیا لڑو سگے دم بھر مین چٹکی سے ملکر
مثل پشہ و مگس تم کو ہلاک کر دونگا ناچار اس سے ہون کہ تم سے لڑنے کو مجھے شاہ نے نہین حکم دیا جس کام
کے لیے بھیجا ہی انتظام اُسکا کر کے چلا جاؤنگا تم سب اپنی جگہ پر بیٹھے رہو اگر مجھے چھیڑو گے تو اچھا
نہین ہی یہ عتاب و خطاب سُنکر سب اہل بارگاہ خاموش ہو رہے اور بلیسران تلاش عمرو مین
ہیک نگاہ کو ہر طرف دوڑانے لگا اتفاق روزگار سے کنیز ملکہ بہار جادو کہ نام اُسکا محبوب پری
چہرہ جادو ہی یہ عاشق ہی اور جب بہار طلسم باطن مین رہتی تھی شاہ کی مطیع تھی اسی زمانہ سے یہ
عشق رکھتا ہی اور کنیز بھی اُسپر فریفتہ ہی مگر بوجہ خوف ملکہ بہار کے اُس سے مل نہین سکتی ہی اور
بلیسران بھی بسبب اس شرم کے کہ کنیز کو ملکہ بہار سے مانگنا باعث ننگ و عار ہی کچھ کر نہ سکتا تھا
اُسوقت اُسنے دیکھا کہ محبوب پری جادو ستون بارگاہ کی آڑ مین کھڑی ہی مگر مجھے دیکھکر ہنستی ہی
بناؤ سنگار کیے ہی مسی لگائے گھونٹا جمائے ہی ہاتھون مین زیور چھلے ہین منھ پر زلفون کے ساتھ
پٹے چھوٹے ہین کنگھی چوٹی سے درست بندی ماتھے پر دیئے چھاتیان اُبھارے دکھاتی ہی یہ عالم
معلوم ہوتا ہی کہ بیت

رنگت بھبھوکا بیٹ ملایم اور کچون مین سختی ہی
سینہ سے لے ناف تلک اک صندلی سی تختی ہی

اور اسوقت اپنے عاشق کو دیکھکر اُسنے اٹھلانا شروع کیا کبھی چھپ جاتی ہی اور کبھی سامنے آکر تیوری
چڑھا کر منھ بناکر مسکراتی ہی کبھی ٹھٹک کر بیٹھ جاتی ہی اور کبھی چھلانگ مار کر اِدھر سے اُدھر پھرتی ہی
کبھی گریبان کھول دیتی ہی اور سینے پر سے دوپٹہ ہٹاتی ہی چھاتیان دکھاتی اور گاہے آنچل اُٹھاکر
سر پر ڈالتی ہی اور منھ عاشق سے چھپاتی ہی ان اداؤن کو دیکھکر بلیسران مر گیا اور دل سے
کہتا تھا رباعی

رفتار مین یہ کسی کے انداز کہان
باتون مین کسی کے ایسی آواز کہان
خوبی ہی تجھین یہ ختم محبوبی کی
یہ عشوہ کہان کسی مین یہ ناز کہان

ادھر تو یہ محو جمال کنیز تھا اور کنیز بھی سمجھی کہ مدت کے بعد تیرا چاہنے والا آیا ہی باہر بارگاہ کے چلکر دو دو
باتین کر لے یہان ملکہ بہار کے روبرو دال نہ گلے گی یہ سوچکر ٹالا بالا بتا اُدھر جا ادھر آ شدہ شدہ
در بارگاہ پر پہنچکر اس طرف اُسے دیکھکر پیچھے پھری کہ دیکھو مطلوب بھی آتا ہی یا نہین جب کسی کو
آتے نہ دیکھا کنکھیاری اور آپ سے آپ اوئی کر کے بارگاہ سے نکل گئی بلیسران نے جو آواز اُسکی

سُنی سمجھا کہ تجھے در پردہ بلاتی ہی یہ بھی نکل آیا اور پاس کیوڑے کے پہونچکر گویا ہوا کہ کیون صاحب مزاج اچھا ہی اُسنے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون تم اچھے رہے کیونکر آئے اُسنے کہا آیا تو مین عمرو کے گرفتار کرنے کو ہون مگر تمھارے فراق مین بھی بیچین تھا اور خواہش دیدار رکھتا تھا کہ رباعی

واللہ ہم ای صنم نہ بھولین گے تمھین
یاد آپ کی ایک دم فراموش نہین
جب تک یہ ہو دم مین دم نہ بھولینگے تمھین
تم بھولو تو بھولو ہم نہ بھولینگے تمھین

ای محبوب عاشق نواز جب بہار شہنشاہ سے منحرف ہوئی تھی اُسوقت تم میرے پاس چلی آئی ہوتین اور تمھاری بی بی کو کیا ضرور تھا کہ عمرو کی شریک ہوئین محبوب نے کہا میرے سامنے کچھ اُنکو کہنا نہین کہ وہ میری مالک ہین اور مین کیا مستانی تھی جو تمھاری ہو رہتی اپنی بی بی کو چھوڑ دیتی مردون کی بات کا اعتبار کیا تجھے میری محبت ذرا بھی ہوتی تو آج تک میرے پاس نہ آتا اب لگا باتین بنانے بلیسران بولا کہ جان من جیسے تم پرائی تابعدار تھین ویسے ہی مین بھی تھا غیر لشکر مین کیونکر آتا مگر فرقت مین میرا یہ حال تھا کہ رباعی

بے چین جو درد دل سے ہم ہوتے ہین
لے شام سے تا سحر ترے بن گھر مین
سر اپنا پٹک پٹک کے جی کھوتے ہین
سب سوتے ہین اور ہم پڑے روتے ہین

اے یار بے وفا اب شکوہ و شکایت موقوف کر کے ذرا سامنے درۂ کوہ مین چلکر صحبت آرا ہو کہ دل مضطر میرا تسلی یاب ہو محبوب نے تیوری چڑھا کر کہا کہ مجکو اکیلے مین جانے سے کیا مطلب ہی تو مستی مین بھرا ہوا ہی میری عزت مین خلل آ جائیگا بس مین نے تجکو دیکھا تو نے مجھے زیادہ ہوس نکر بلیسران بولا کہ ای غمگسار سیم اندام میرا آنا یہان پھر کاہے کو ہوگا آج کا ملنا غنیمت جان کر میری مراد بر لا گھڑی بھر شراب و کباب کا تنہائی مین شغل ہو بوس و کنار کی لذت ملے پیاری آج تو اپنا یہ جی چاہتا ہی کہ رباعی

بوسے سے جو منھ موڑو تو موڑو اپنا
گر نام سے عاشقی کے ننگ آتا ہی
ٹک پاؤن تو دابنے ہمین دو اپنا
نوکر جا کر غلام سمجھو اپنا

محبوب بولی چل باتین نہ بنا تجھے مردوے دم دہاگے جھانسے نہ بتا بین کمبخت سرکار کے کام کو باہر آئی تھی یہان جان غضب مین پڑ گئی یہ کہکر آگے بڑھی بلیسران ساتھ ہوا پیچھے پھر کر مسکرا کر اُس سے کہا ارے مین بدنام ہو جاؤنگی تو میرے ساتھ نہ آ غرضکہ اسی طرح باتین بناتی ہوئی درۂ پہاڑ مین آئی عاشق اُسکے ساتھ آیا باہم اختلاط کرنے لگے محبوب نے دوپٹہ اپنا بچھایا اور اس

۲۲؍

حیلے سے گہنا پاتا اِترانے کی راہ سے سب دکھایا کہ مجھے لونڈی نہ جاننا مین گہنا پہنے ہون اب کبھی ٹھلاتی
ہی کبھی ٹھنکتی ہی کبھی سر اُسکے زانو پر رکھکر لیٹ جاتی ہی اور دل سے کہتی ہی آج جو میرے ہی سو راجہ کے
نہین ہی یہ غمزے کر رہی تھی کہ عمرو جو بارگاہ سے پہلے چلا آیا تھا ادھر آنکلا اور دیکھا کہ کنیز بہار کی
ایک ساحر کے ساتھ اختلاط کر رہی ہی اور دو بوتلین شراب کی سامنے رکھی ہین عمرو نے خیال کیا کہ
یہ ساحر میرے ہی لشکر کا ہی اس کنیز سے پھنسا ہی تو چلکر دھمکا کے اس لونڈی کا گہنا لے یہ سوچکر
فی الفور بڑھیا کی ایسی صورت کہ ہاتھ پانون کا پلتے سر ہلتا ہوا کولے کی ہڈیان نکلین سر جیسے گالا روئی کا
ٹوٹی سی لکڑی ہاتھ مین جوتی کی ایڑیان نکلی ہوئین کھٹ کھٹ کرتی آئی لونڈی جھجک کر بیسران
سے الگ ہوئی کہ ادی کوئی آتا ہی بیسران نے دیکھا کہ ایک بڑھیا آتی ہی ادھر اُس بڑھیا نے اُسکو
دیکھکر دعا دی کہ سامری یہ جوڑی قایم رکھے راج سہاگ میری سہاگن کا بنا رہے میان پانون
مرید رہین میری بی بی کی ایڑی دیکھکر کسی کا منھ نہ دیکھین لے مین صدقے تمھین ہنسنا بولنا نصیب
یہ کہکر کراہ کراہ کے بیٹھ گئی محبوب کی جان مین جان آئی کہ یہ کوئی واقفکار نہین ہی پوچھنے لگی کہ
بڑی بی کہان چلین اس جنگلے مین کیون پھرتی ہو بڑھیا نے کہا بلیا لون اس موے پیٹ کے کارن
اس بڑھاپے مین مٹی خراب ہی ستیا ناس برباد ہر طرف خاک چھانتی بیر بنتی پھرتی ہون اسوقت لشکر
مین مانگنے جاتی تھی تمھاری باتون کی آواز سنکر ادھر چلی آئی سامری و جمشید تمھاری عزت و حرمت
رکھین مکان قریب ہی وہان چل کے ہنسو بولو بیسران نے کہا مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین
مین بحکم شاہ طلسم عمرو کو پکڑنے آیا ہون یہان سے اُٹھون تو اُسکو گرفتار کرلے جاؤن بڑھیا بولی واری
اُس موے کا پکڑنا کیا مشکل ہی کل میرے آنکلا آکر توڑ گیا تھا مین نے بھی پھکنی کھینچکر ماری غارتی کی
ٹانگ جانتی ہوگی یہ کہکر کہا صدقے گئی مجھے مدت سے شراب نہین ملی کنیز نے ایک بوتل شراب کی
حوالے کی بڑھیا دعائین دینے لگی اور شراب جام مین انڈیلی پھر بوتل مین ڈال دی اس اولٹ پھیر
مین بچالاکی تمام گھائی مین پڑیا بیہوشی کی دبی تھی شراب مین ملادی اور گویا ہوئی کہ قربان اتنی
شراب مین کیا کرونگی تم بھی پیو عیش کرو مین بڑھیا ہون مجھسے کیا حجاب کرتی ہو مین نے جوانی
مین بیبیون کے ساتھ مزے اڑوائے بقول شخصے کالے سر کا ایک نہین چھوڑا کنیز ہنسنے لگی کہ بڑھیا
بڑی دل لگی باز ہی آخر بڑھیا کے ہاتھ سے دونون نے شراب پی اور بیہوش ہوگئے عمرو نے بوتل
شراب کی زنبیل مین رکھی اور اُسکو قتل کرنا چاہا دہ ردیئن تن بزور سحر تھا عمرو سے کرچھا اور
سیسہ زنبیل سے نکالکر گرم کرنا چاہا تھا کہ قران جو ہمیشہ صحرا نورد رہتا ہی لشکر مین گم جاتا ہی دور سے

یہ کرشمہ دیکھ رہا تھا وہین سے پکارا کہ اوستاد آپ تکلیف نہ کرین مین آیا اور قریب آکر اس زور سے بغدہ مارا کہ بلیسران کے دو ٹکڑے ہوے واصل جہنم ہوا غل وشور برپا ہوا کہ مارا بلیسران کو عمرو نے صورت اصلی بنا کر محبوب کو ہوشیار کر دیا اُسنے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی تھرانے لگی اور پانون پر گری کہ خواجہ میری بی بی سے یہ حال نہ کہنا عمرو نے زنبیل سے کوڑا نکالکر مارنا شروع کیا کہ حرامزادی دشمنون کو ہمارے بغل مین لیے بیٹھی تھی اور اب نخرے بگھارتی ہو غرضکہ خوب مارا وہ سارا بناؤ سنگار خاک مین ملادیا اور جھونٹے پکڑکر لے چلا کہ چل تو سہی تجھہ سامنے بہار کے تجھے بھی قتل کرونگا کنیز نے بہت منت کی کہ اور جتنا جی چاہے آپ زدوکوب کر لیجیے مگر وہان نہ لیجایئے میری جان بچایئے عمرو نے کہا جو کچھ تیرے پاس ہو اور جو تو نے جمع آج تک کرکے رکھا ہو وہ سب مجھے دیدے تو بچیگی محبوب نے کہا چار جوڑے بھاری کپڑون کے اور سو روپے نقد تو مین نے اپنے مقام پر جمع کرکے رکھے ہین اور باقی یہ گہنا ہو عمرو نے سب گہنا لے لیا اور کہا جو بہار پوچھین گی کہ گہنا کیا کیا تو کیا بتائیگی کنیز نے کہا کہدونگی گہنا اوتار کر دریا کے کنارے رکھکر نہانے مین مصروف ہوئی کوئی چرا لے گیا عمرو نے کہا وہ روپے کا پتیلہ لیکر ہین لے کا ہے کو وہ بات کہ جس مین پرسش ہو کنیز نے کہا آپ چلیے مین بات بنالونگی اور دل مین یہ خیال کرتی تھی کہ بی بی کا مال چرا کر سب کچھ ہو جائیگا کچھ غم نہین اسوقت تو جان بچ گئی خلاصہ کلام وہان سے سب بارگاہ مین آئے مہرخ مستفسر ہوئی کہ خواجہ کہان گئے تھے عمرو نے کہا سیر کرنے خبر دو چار کوڑیان جو قسمت کی تھین مل گئین یہ جو بی بی محبوب کھڑی ہین انکی بدولت بلیسران کو بھی ہمنے مارا اور مال بھی پایا اس بیان سے محبوب کانپنے لگی کہ ایسا نہو عمرو میرا حال کہدے اور عمرو نے اُٹھکر کنیز کو الگ بلا کر کہا کہ اگر آدھا روپیہ مجھے دینے کا اقرار کر تو بہار سے تجھے انعام دلوادون کنیز نے کہا مین بہت کچھ دے چکی ہون اب مجھکو معاف فرمایئے عمرو بولا کہ وہ دن جو کچھ تو نے درہ کوہ مین کیا ہو لونڈی قدم پر گر پڑی اور گویا ہوئی کہ آپ سب مال لے لیجیے گا جو کچھ بی بی دین سب آپ کا یہ سُنکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا بہار نے کہا خواجہ میری کنیز کو پسند کیا ہو تو حاضر ہو اس مردار کو بھی یہ لیاقت ہو کہ آپ سے تخلیے مین باتین کرے عمرو نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ کنیز ہماری محسن ہو اس نے ہماری جان بچائی بلیسران کو درہ کوہ مین لگا کر لے گئی اور مجھکو خبر کر گئی مین نے جا کر کام اُسکا تمام کیا لیکن اس بیچاری کا گہنا روپیہ اس ہلڑ مین جاتا رہا اسی کو اُسنے مجھسے الگ بلا کر کہا کہ بی بی سے مجھکو دلا دیجیے بہار نے جب یہ ماجرا کنیز کی رفاقت کا سُنا کئی توڑے روپون کے اور جڑاؤ زیور اپنے پہننے کا منگوا کر عنایت کیا کنیز مالا مال

ہوگئی عمرو نے اُسکے جانے سکونت پر جاکر آدھا مال وصول کیا اور بارگاہ مین پہونچکر مصروف عیش ونشاط ہوا اور دور بادۂ گلرنگ آغاز تھا اور بربط وچنگ مغنی بجاتا تھا سب خوش اور بہت خوش بیٹھے تھے اب انکو اس حال مین چھوڑیے اور ماجرا اس رہرو جادۂ اشتیاق وگام فرساے بیابان فراق قتیل تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو بیقرار وناصبور یعنے ملکہ مخمور کا سُنیے کہ بعد اُتار دینے پار دریاے سحر کے عمرو کو مفارقت مطلوب سے سخت گھبرائی جان لب پر آئی ہزار طرح کا دل مین خیال آیا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو جلی دینے کا حال سُنے گا تو کیا کچھ ستم برپا ہوگا تو گرفتار ہوگی سارے طلسم مین رسوائی بڑھے گی آفت مین جان پڑے گی خیر اے مخمور عشق کے کارن جو ہو وہ تھوڑا ہی پانون بھی خانۂ زنجیر مین جانے کے مشتاق ہین کان بیڑیون کا غل سُننا چاہتے ہین ہاتھون کو شغل گریبان دری ہی رسوائی تو اس کام مین دھری ہی جتنی بے عزتی ہو عین عزت ہی دیوانگی اور برہنہ پائی عاشق کے لیے مقام فخر اور سعادت ہی کر ابیات

غیر بدنامی ہمین کیا چاہیے الفت مین نام
بے نشان ہوجایئے بس یہ نشان درکار ہی

زیست بدتر مرگ سے ہی گر نہووے وصل یار
ورنہ جی تن کو مرے نے تن کو جان درکار ہی

ہووے شادابی گلشن کب بغیر از آب جو
سینہ پر داغ کو اشک روان درکار ہی

سب طرح سے بہتر اپنے حق مین ہی دل بستگی
جون دہان زخم یان کسکو زبان درکار ہی

اسی سوچ مین کبھی بارہ دری مین پلنگڑی پر مردے کی طرح پڑی رہتی اور گاہے گلشن مین بے تابانہ جاتی تڑپتی اور بلبلاتی غم دل کو زبان پر لاتی رو کر یہ سُناتی رباعی

گر دل نہ یہ مبتلا کسی پر ہوتا
مین کاہے کو اس طرح سے مضطر ہوتا

کمبخت یہ دل تو میری چھاتی کا ہی جم
کاش اسکے عوض بغل مین پتھر ہوتا

اسی طرح اپنے حال مین مبتلا تھی کہ یکایک تڑاقا ہوا اور افراسیاب زمین سے نکلا مخمور گھبرا کر شرط ادب بجالائی اور تسلیم کرکے عرض پرداز ہوئی کہ بیت

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

حضور نے بڑا کرم کیا جو مجھ کنیز کے کلبۂ احزان کو منور اور مزین فرمایا اُس چھلے نے کہ ہمشیرہ تھا افراسیاب کے اور باغ گلزار سے واسطے اسکی گرفتاری کے شاہ جادوان نے بھیجا تھا کچھ اسکی باتون کا جواب نہ دیا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا دم بھر مین سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا مخمور نے دیکھا کہ حیرت بھی کو شاہ مین بیٹھی ہی مگر دونون غضبناک ہین اس اسیر پنجۂ فراق نے دونون کو سلام کیا افراسیاب نے

بہ غصہ خطاب کیا کہ کیون ای قحبہ بے حیا مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو نے عمرو کو دریاے سحر کے پار اوتار دیا مخمور نے عرض کیا کہ لوگ مجھ سے اس طلسم مین خار کھاتے ہین جلتے ہین کسی نے تہمت لگائی ہی ورنہ مین عمرو کو پار کیون اوتار دیتی وہ موامیرا کون تھا اور مجھے اس سے کیا مطلب تھا افراسیاب نے کہا دیکھ تیرا جھوٹ معلوم کیے دیتا ہون پس پڑھکر دستک دی کہ ایک تخت فلک کی جانب سے اوترا اسپر ایک ساحر جام اور صراحی لیے بیٹھا تھا اوس سے حکم کیا کہ اے حباب جام زبردست جادو پیالہ شراب کا حیرت کو دے اوسنے ساغر حیرت کو دیا اور حیرت نے اسکو مخمور سرخ چشم کے حوالے کیا کہ ای ملکہ اگر تم سچی ہو تو اس شراب سامری کا جام پیو مخمور نے وہ جام لیکر پی لیا شاہ طلسم نے سحر کیا اور کہا کہ ای حباب تم جاؤ اور کاتب نامۂ اعمال سے کہو حاضر ہو یہ کہتے ہی وہ ساحر تخت اوڑا کر چلا گیا اور زمین سے ایک پتلی کاغذ اور قلم اور دوات لیے نکلی افراسیاب نے کاغذ وغیرہ مخمور کو دیا اور کہا لکھ اپنا نامۂ اعمال اسکو جام پینے سے وہ بیخودی چھائی تھی کہ اپنے حال سے گو کہ ماہر تھی مگر غیر کا سا نحہ سمجھتی تھی فی الفور سارا ماجراے عشق نورالدہر اور عمرو کا اپنے گھر مین رکھنا اور پھر دریاے سحر کے پار جلی دیکر اوتار دینا سب حال لکھ دیا جب لکھ چکی شاہ طلسم نے سحر پڑھا کہ وہ تاثیر جام سحر برطرف ہوئی اور یہ اپنے ہوش مین آئی اسوقت خطاب کیا کہ دیکھ تو نے اپنے ہاتھ سے کیا لکھا ہی اس حیرت زدہ آئینہ رخسار محبوب نے سب کیفیت اپنی معاینہ کی اور سمجھی کہ حال میرا آئینہ ہی اب جواب کیا دے مانند تصویر کے خاموش ہو رہی کہ مصرعہ خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب ✤ اسوقت افراسیاب نے پھر دستک دی پتلی قلم اور دوات لیکر چلی گئی اور دو ساحر کریہ منظر بد ہیئت تازیانے لیے زمین سے نکلے اور مخمور پر مار پڑنے لگی جسم نازنین فگار ہوا پیرہن تار تار ہوا اور سو کوڑے جب پڑ چکے یقین تھا کہ طائر روح اسکا قفس تن سے پرواز کر جائے کہ حیرت نے دست بستہ کہا ای شہنشاہ بس یہ اپنی سزا کو پہونچی اب میری خاطر سے درگذر فرمایئے شاہ طلسم نے اسکا التماس پذیرا فرمایا اور جادو کیا کہ چار پتلیان تخت لیکر آئین اوسنے کہا اس مجرمہ کو اوسکے گھر پہونچا دو اور ساحران تازیانہ زمین مین سما گئے پتلیون نے تخت پر مخمور کو ڈال کر گھر پہونچا دیا اور آپ تخت لیکر چلی گئین کنیزین اور ہمرازین انیسین وغیرہ مخمور کے پاس آئین اور اوسکا عالم دیکھ کر رونے لگین پلنگ پر مردے کی طرح لٹا دیا اور گرد اس ماہ سپہر عاشقی کے سبنے حلقہ کیا کوئی پٹی سے سر ٹکرانے لگی کوئی شور گریہ مچانے لگی کسی نے چہرۂ بے نظیر کی جیبر جیبر بلا بین لین کوئی بے قرار ہوئی کسی نے گالیان شاہ طلسم کو دین کہ اس بھڑوے افراسیاب نے

ہی ہی اس نازنین کی جوانی پر بھی رحم نہ کیا اس جلاد سے کیونکر اسکا پٹنا دیکھا گیا کوئی ملکہ کا منھ پکڑ کر کہتی تھی کہ مین واری کچھ منھ سے تو بولو اے ملکہ اس تیری چنڈری کا صبر موے افراسیاب کی جان پر پڑے جسنے تجھے زخمی کیا اور مرنے کے قریب پہونچایا کھٹیا سے لگایا افسوس نصیب نے مجھے کس قصائی تمھے پالے ڈالا ایک نے کہا ای لوگو مین یہ حیران ہون کہ اس جوانامرگ افراسیاب کا ہماری ملکہ نے کیا ڈھالا بگاڑا تھا یہی نہ کہ ایک شخص پر جی آگیا پھر اسمین میری جان اُسکا کیا اجارہ اور اس مقدمے مین وہ تو کیا جنکی عرش پر چھولتی ہی ہر وقت تلوار سے جنکی خون ٹپکتا ہی وہ کچھ نہین کر سکتے تو بھلا یہ بھڑوا کیا کریگا وہ اپنی جروائی تو خبر رکھے کہ ہر طرف ہنڈاتی پھرتی ہی مثل مشہور ہی کہ جو دو دل راضی تو کیا کرے قاضی یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک مخمور نے دو ایک ہچکیان لین اور ہاتھ پاؤن ٹپکنے لگی جیسے کوئی دم توڑتا ہی یہ کیفیت طاری ہوئی اُسوقت سارا محل تلے اوپر ہو گیا اور ایک کہرام مچ گیا سب چھوٹے بڑے پچھاڑین کھانے لگے اور گرد ملکہ کے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ

ابیات

ہاے افسوس کیا یہ آہ ہوا	ہاے سب گھر کا گھر تباہ ہوا
کیا کیا ہاے درد کا چارا	بے اجل تونے ای فلک مارا
کھائی تھی جسنے پھول کی نہ چھڑی	اُسپہ یہ ضرب تازیانہ پڑی
کوڑے ایسے لگاے ہین اُسکے	پیٹھ پر پڑ گئے نشان جسکے
ہلے کوڑون کا درمان گئی	ہاے افسوس اسکی جان گئی
کس سے اس ظلم کی کرین فریاد	سر بسر کردیا ہمین ناشاد

قصہ مختصر کسی نے مرہم سحر ملکہ کے لگایا اور کسی نے ٹانکے دیے کیوڑا اور فواکہات کا عرق حلق مین ٹپکایا کہ کچھ اس رنجور کو افاقہ ہوا ملازمین اُسکی تیمارداری کرتے ہین دیکھا چاہیے کہ بعد صحت کے یہ کیا کرتی ہی اور کہان جاتی ہی مگر شاہ طلسم کو بعد اسکے گھر بھجدینے کے طائران سحر نے خبر دی کہ بسبب جوہر گرفتاری عمرو گیا تھا وہ مارا گیا اس خبر کو سنکر غضبناک وہان سے اُٹھا اور باغ سیب مین آیا یہان اہالیان دربار حاضر تھے سب نے تعظیم کی گھنٹے بجے ناقوس پھنکے بخور سلگنے لگے شاہ تخت پر بیٹھا اور وزیر سے اپنے یعنے باغبان قدرت سے کہا جلد جا کر عمرو کو پکڑ لا از بسکہ وزیر اول مرتبہ عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکا ہی تامل پذیر ہوا تھا کہ شاہ جادوان نے بنگاہ غضب جو اسکو گھورا فرط خوف سے کہ مبادا مثل مخمور مجھپر نہ عتاب ہو کر عمرو سے یہ ملا ہوا ہی جب تو اسکی

گرفتاری مین رُکتا ہی فوراً روانہ ہوگیا جب یہ جا چکا حیرت سے کہا ای ملکہ تم بھی لشکر مین جاؤ اب مین
ایک ساحرہ یا ساحر کو پھر مقابلہ مہرخ بھیجونگا حیرت یہ حکم سنکر روانہ ہوئی اور چلتے وقت دونین اپنے
ملازم چھوڑکر اُنسے کہہ گئی کہ جب عمرو گرفتار ہوکر آئے تو مجھے خبر کرنا میرے دل مین بھی اُسکے جانب
سے شعلے اُٹھ رہے ہین اپنے ہاتھ سے دو ایک طمانچے اُسکے مارونگی یہ کہکر چلی گئی اور لشکر مین
آئی یہان بھی سب نے استقبال کیا یہ آکر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت پر بیٹھی یہان صرصر اور
صبا رفتار حاضر تھین وہ عرض رسا ہوئین کہ ای ملکہ نسبت گرفتاری عمرو کیا شہنشاہ نے
صلاح ٹھہرائی حیرت بولی کہ ای صرصر کیا وہ عیار نگوڑا شرارہ ہی یا کوئی جن ہی آسیب ہی
چھلاوہ ہی کہ قید ہوتا ہی اور پھر بمقتضائے بیت

تو ئی از خاک و باد و آب آتش ؎ نمی شاید کہ بر یک حال باشی

وہ ایسا آنکھون کے سامنے سے اوپ اور تلپٹ ہو جاتا ہی کہ پتا ہی نہین لگتا ہی ابکی بار باغبان قدرت
اسکی گرفتاری کو گیا ہی دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہی وہ قید ہوگا یا کچھ فتور برپا کرے گا لیکن اب کی
سوا جو ہتے چڑھا تو شہنشاہ بغیر قتل کیے نہ رہین گے مگر مجھے افسوس یہ ہی کہ تم عیارنیون سے
کچھ نہو سکا کبھی ایسی عیاری نہ کی کہ شہنشاہ خوش ہوتے عیاربچیون نے عرض کیا کہ واری کئی مرتبہ
ہم اسکو پکڑ لائے وہ فریب دیکر چھوٹ گیا ہماری عیاری مین کیا قصور ہی اب ہم اپنے ملک کی طرف
جاتے ہین وہان سے آکر پھر کوشش کرینگے اور جب تک باغبان قدرت پر جو کچھ گذرے گی
وہ بھی ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر رخصت ہوکر چلین راہ مین برق فرنگی نے انکو جاتے دیکھکر صورت
اپنی تیزنگاہ عیارہ کی ایسی بنائی اور پاس جاکر کہا کہ کہان کا ارادہ ہی صرصر بولی کہ بہت دنون
سے گھر نہین گئی ہون آج چاہتی ہون کہ خبر لے آؤن تم بھی جی چاہے چلو برق یہ سنکر ساتھ ہولیا
راہ مین اُسنے کہا بہن تمنے کچھ سنا بھی باغبان قدرت گیا ہی عمرو کو پکڑنے اس کلام کو جو برق
نے سنا رنگ چہرے کا زرد ہوگیا اور چپ ہوگیا صرصر اُسکے خاموش ہونے اور تغیر رنگ سے
پہچان گئی کہ یہ تیزنگاہ نہین برق عیار ہی فوراً جھنجھلا کر بولی کہ موے ناعیار مجھے دم دینے کیون
ساتھ چلا آتا ہی جا دور ہو اپنے باوا سے کہدینا کہ ذرا بچا رہے باغبان قدرت بڑا زبردست
ساحر ہی برق نے کہا اُستانی تم تو اتنا خفا کیون ہوتی ہو ہم تمھاری محبت سے کبھی کبھی چلے آتے ہین
اور تم ہو کہ سیدھے منھ بات نہین کرتین صرصر نے کہا کہ تیری محبت کو جھلسا اور تیری اُستانی کو کیا
نہ کو سون جوانا مرگ آیا باتین چکنانے موے غارتی نے کیا دل لگی نکالی ہی اُستانی بناتا ہی تیرے

اُستاد کو بوکا لگاؤن ساٹ جھالڑ واتوار منگل بار ون جادوفان بھی ہو برق کو از بسکہ خبر باغبان کے آنے کی اُستاد سے کہنا تھی اسوجہ سے اسکو غصّہ ناک پاکر راہی ہوا اور پاس عمرو کے بارگاہ مین آیا عرض رسا ہوا کہ آپ کی گرفتاری کو باغبان آیا چاہتا ہی عمرو نے کہا خدا مالک ہی مہرخ بولی کہ خواجہ تم چھپ رہو وہ ڈھونڈھ کر چلا جائیگا عمرو بولا کہ ایسے مقام مین نہ چھپا ہون اور نہ چھپون گا ایک بار مین نے باغبان کو قتل کرتے کرتے چھوڑ دیا تھا ذلیل و زبون بہت کیا تھا اب پھر اُسکی شامتین آئی ہین یہ کہکر علیحدہ ہوگیا اور زنبیل سے ایک شخص کو کہ اکثر ساحر زنبیل مین ڈال لیتا ہی نکالکر اپنی ایسی صورت اُسکی بنائی اور وقت تبدیل کرنے شکل کے اُسے بیہوش کردیا تھا اب ہوشیار کرکے اُس سے کہا کہ تو میری قید مین تھا اس شرط سے تجھے چھوڑے دیتا ہون کہ خبردار کوئی کیسا ہی دھمکائے ڈرائے خوف دلائے تو یہی کہنا کہ مین عمرو ہون اگر اسکے خلاف کریگا تو مجکو تو جانتا ہی مار ڈالونگا اور اگر میرا نام و پتا بتائے گا تو تیری عزت و آبرو بھی ہوگی اور لوگ حرمت کرینگے غرضکہ بہت کچھ اُسکو سمجھا کر اندر بارگاہ کے بھیجا کہ قریب تخت شاہی میرے بیٹھنے کی کرسی بچھی ہی وہان جاکر بیٹھ یہ قیدی باشندہ ملک روم ہی حسب اجازت عمرو کرسی پر آکر بیٹھا لیکن برسون سے بھوکا تھا کیونکہ زنبیل مین دن بھر لوکری ڈھلوا کر سوکھے ٹکڑے دیے جاتے ہین اسوقت اس رومی نے بیٹھتے ہی خوب شراب پی اور کہا مین بھوکا ہون مہرخ نے عمرو اسکو جان کر حکم دیا کہ جلد خواجہ کے لیے خوان نعمت حاضر کرو اور سامنے والی صحنچی مین دسترخوان چُنا جائے حسب ارشاد بکاول نے کھانا موجود کیا اور رومی آکر دسترخوان پر بیٹھا پھر تو بقول سعدیؒ بیت

ملحد گرسنہ در خانہ خالی برخوان — عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

بلکہ فرد

اگر نعمتے دو کس بر دوشش گیرند — لئیم الطبع پندارد کہ خوان است

اس مر بھکے نے قرار واقعی ہتّے مارے اور سیر ہوکر کئی سیر کھانا کھایا بعد فراغ طعام کچھ عرصے مین تخیر ہوئی کہا مین سوؤنگا وہین پلنگڑی بچھا دیگئی لیٹ رہا مہرخ نے خدمتگار چپی کرنے کے لیے بھیجے اور پردے چھڑوا دیے یہ لیٹا کیا کہ خراٹے لینے لگا اسوقت برق کہ خبر کہکر چلا گیا تھا پھر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ اُستاد کہان ہین مہرخ بولی کہ آرام کرتے ہین اُسنے جاکر پردہ اُٹھا کے دیکھا تو نفیر خواب بلند تھی دل سے کہا اُستاد کبھی ایسے غافل نہین ہوتے تھے لاؤ جگا کر دیکھون کہ کون ہی یہ تجویز کرکے اُسے بیدار کیا اور پوچھا تم کون ہو اُسنے کہا مین عمرو ہون برق پہچان تو چکا ہی تھا کہ اُستاد

سنین ہین ہنسکر بولا کہ واہ ہمین نے بتایا اور ہمین سے یہ باتین رومی نے کہا پھر جانتے ہو پوچھتے
کیون ہو مین وہی پہلوان رومی ہون برق نے کہا اچھا آرام فرمایئے وہ لیٹ رہا اور یہ دل سے
کہتا ہوا کہ واہ اُستاد خوب الگ ہوے اور اچھا اُس کو رول دیا چلا گیا کہ دیکھون اُستاد کہان گئے
ہین لیکن چلتے وقت مہرخ سے کہتا گیا کہ جو کوئی استاد کو پکڑنے آئے تو اُس سے مقابلہ نکرنا گرفتار کر لیجانے
دینا یہی کہکر اوستاد سوئے ہین یہ کہکر آپ روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے باغبان قدرت بزور سحر
اندر زمین کے سما کر اور آکر وہین نکلا کہ جہان وہ رومی سو رہا ہی لیکن اُسکے آنے سے ہوا گرم چلنے لگی
مہرخ وغیرہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے گویا ہوئی کہ اے بہار کوئی صحنچی مین آیا ہی زمین ہل رہی ہی بہار
نے کہا سچ کہتی ہو مجھے بھی سحر برابر خبر دے رہا ہی اس اثنا مین رومی کو باغبان نے دیکھ کر کہا اے مکار
یہان چھپا ہی اپنی قضا سے غافل کس آرام سے سو رہا ہی یہ کہکر پنجہ کمر مین دیکر اڑا اسم باغبان قدرت
یہ صدا مہرخ وغیرہ نے سُنی کہا ارے صحنچی کے پردے باندھو دیکھون تو خواجہ کے پاس کون آیا
ہی پردے جو باندھے گئے عمرو کا پلنگ خالی پایا رونے لگی افسوس کہ اب کی شاہ طلسم اُسکو زندہ
چھوڑیگا کیونکہ اُسکے ہاتھ سے اُسکو ذلت بہت ہوئی وہ جانی دشمن ہی بس اے مہرخ جب ایسا
دوست مارا جائے تو خاک لطف زندگی ہی سب کارخانہ ہیچ ہی چاہیے کہ چلکر دریاے سحر مین اپنے تئین
گرا دین یہ سوچکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی لاکھ ساحر ہمراہ ہوے لشکر مین تلاطم پڑ گیا جلد سب نے کمر
مرنے پر باندھی برق جو تلاش عمرو مین گیا تھا ہر طرف پھر کر آیا یہان سب کو آمادۂ سفر دیکھا پوچھا کہ
انکا کیا ارادہ ہی مہرخ نے جواب دیا کہ خواجہ کی محبت مین جان دینا منظور ہی دریاے سحر مین جا کر
گرینگے اور طلسم باطن پر حملہ کرینگے برق نے کہا آدمی کو یہی چاہیے ہی اور شرط محبت کے یہی لائق ہی
لیکن خواجہ یہان موجود ہین اُنکے دشمن پکڑ جائین تم جا کر آرام کرو اور سب کیفیت عیاری بیان
کر کے کہا اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور جب ذکر آئے تو افسوس کرنا کہ ہر ایک کو گرفتاری اُنکی ثابت
رہے اور تم دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی مہرخ یہ کلمات سُنکر خیمہ مین آئی اور بموجب فہمایش کے کاربند ہوئی
لیکن اول حال عمرو کا سُنیے کہ یہ جو بارگاہ مین پہلوان کو بھیجکر چلا تو کئی کوس اپنے لشکر سے نکل گیا
ایک جنگل مین پہونچا وہان ایک مکان بنا تھا اُسکے دروازے پر ایک ساحرہ عورت بیٹھی تھی اور دو
لڑکے کھیل رہے تھے عمرو بڑھیا کی صورت بنکر اُسکے سامنے گیا اور کہا سامری بھلا کرے مین بہت بھوکی
ہون کچھ ہو تو کھلوا دو اُس عورت نے گھر مین اُسکو بلا لیا اور روٹی دی بڑھیا نے دعا دی کہ
جمشید و سامری تیرے بچون کو خوش رکھے جیسا تو نے بھوکے کا پیٹ بھرا ہی عورت نے پوچھا

کر بڑھیا تیرا کوئی ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھ کمبخت کا کوئی نہین ہی سب کو کھا گئی تم مجھے روٹی دو تمھارے ہی
یہان رہون اور پچاس اشرفیان نکالکر دکھائین اتنے مین وہ ساحرہ پاس آبیٹھی اور کہا بڑی بی یہ کیا
کر دگی بڑھیا بولی کہ میرے بھلے برے وقت کے کام آئینگی تین تین فاقے کرتی ہون مگر انھین صرف
نہین کرتی لگا رکھی ہین اور انکے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہی تم علیحدہ چلو تو بتا دون بس یہ کہکر اور
ہاتھ اس ساحرہ کا تھام کر کوٹھری مین لے گیا اور اُسکے منھ پر ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا مل دیا وہ بیہوش
ہوکر گری اُسکو زنبیل مین رکھا مگر پیرہن اسکا لیکر اُسی کی ایسی صورت بنکر باہر نکلا جو دو ایک نوکر
چاکر تھے اُنسے کہا یہ بڑھیا بڑی دغاباز ساحرہ تھی کوٹھری مین جاکر زمین مین سما گئی اب کوئی گھر مین
آنے نہ پائے اور لونڈی سے کہا کھانا جلد پکا میان آتے ہونگے کنیز نے کہا سالن بگھار چکی ہون روٹی
پکانا باقی ہی غرضکہ اسی طرح **عمرو** تو بشکل ساحرہ امورات خانہ داری مین مصروف ہی مگر **باغبان قدرت**
اُس رومی کو سامنے شہنشاہ کے لایا اس رومی نے یہ باغ طلسمی اور دربار شاہ طلسم جو دیکھا ہوش
جاتے رہے اور جی چھوٹ گیا کہ بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین گھنٹے ناقوس گھڑیال بج رہے ہین دف اور
جھانجھ اور نفیر کی صدا بلند ہی اس حال کو دیکھکر گھبرا کر سب کو ایک سرے سے جھک جھک کر سلام
کرنے لگا اور **افراسیاب** نے کہا کیون ای **عمرو** تونے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہی وہ بھی یاد ہی اب اُسکا
بدلا مین تجھ سے لیتا ہون رومی نے کہا آگے جو ہوا سو ہوا اب مجھے روٹی دو مین یہین رہون
افراسیاب بولا کہ او بدذات نابکار تو مجھے دم دینے لگا یہ سُننا تھا کہ رومی تو پہلوان ہی اُسکو بھی غصہ
آیا اور گویا ہوا کہ بدذات تو اور تیرا باپ نابکار بیہودہ بھلے مانسون سے یون ہی بات چیت کرتے
ہین **افراسیاب** نے جھلا کر کہا حرامزادے زبان دراز تو اپنی حرمزدگی ہر بار جتاتا ہی رہ تو جا تیری
ایسی تیسی کی پہلوان نے کہا حرامزادہ تو اور تیری ہفتاد پشت بلکہ اینٹی چنٹی تک مسخرے کیا بڑھکر
بولتا ہی گردن ادکھاڑ کر پھینک دونگا تکرار جو ہونے لگی حاضرین دربار آپس مین کہنے لگے کہ یہان
یہان سے ٹل جانا چاہیے آج **عمرو** بھی بگڑا معلوم دیتا ہی یقین ہی کہ بڑا فتور کریگا ایک ساحر نے
کہا بھائی ڈر کیا ہے تم بڑے نامرد ہو یہ سوا اسکے کہ سینے کے اور کیا کریگا زبان کھلی ہی دست و پا
بندھے ہین اُسنے کہا واہ ہم آزما چکے ہین دم بھر مین آدمی مرد سے عورت بنتا ہی جوتیان پڑتی
ہین منھ کالا ہوتا ہی یہ کہکر دو ایک ساحر اُٹھے کسی نے پوچھا کہان چلے کہا رفع احتیاج کو اُٹھکر
جو گئے پھر آئے اور **افراسیاب** نے بہ غصہ حکم کیا کہ اے **باغبان** اس بے ادب کا سر کاٹ لے وہ
پہلوان پکارا کہ واہ نام بڑے درشن تھوڑے ایک تو مین مدت تک زنبیل مین قید رہا اب یہ

میرا سر کاٹتے ہین یہ سنو اکہ مجھپر احسان کرتے اور روپیہ دیتے کہ مین روم کا آدمی ہون یہان سے روم تک نام کرتا افراسیاب نے یہ تقریر سنکر کہا کہ اسکے فقرے پر اور روم مین نہ آنا جلد سر اسکا کاٹ لے یہ سنتے ہی باغبان شمشیر بران لیکر چلا مگر اسکے بازو پر اک بندھا تھا اسمین رقعہ جمشیدی رکھا ہوا ہو اسپر نقش تھا کہ یہ شخص بیشک عمرو نہین ہو رومی پہلوان ہو یہ معلوم کرکے باغبان رُک رہا اور ندامت زدہ ہوا کہ عمرو فریب دیکر مجکو نکل گیا اب شاہ طلسم مجکو ذلیل وزبون کریگا اسکے ٹھہرنے سے افراسیاب نے پوچھا کہ کیون کس وجہ سے کیا پس و پیش ہی باغبان قدرت نے کہا کہ جمشیدی پر نقش ہو یہ عمرو نہین ہو اور اک شاہ جادوان کو دکھلایا جب اسکو بھی ظاہر ہوا کہ یہ شخص رومی ہی عمرو نہین ہو بغضب تمام گویا ہوا کہ اس مرد غریب کو چھوڑ دو مین اُس ناعیار کو بغیر گرفتار کیے باز نہ رہونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی تہ زمین سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی کہ بال سر کے پریشان کیے تھی سر کو برہنہ کیے حیران وار ہاتھ مین آئینہ لیے سامنے آکر سلام کرکے ٹھہری افراسیاب نے آئینہ اسکے ہاتھ سے لے لیا اسپر غلاف سرخ مخمل کا چڑھا تھا اسکو اُتار کر پھر کچھ سحر وروز بان کیا کہ دو عورتین اور زمین سے نکلین ایک کے ہاتھ مین پچکاری اور دوسرے کے ہاتھ مین رومال اُسنے حکم کیا کہ آئینہ صاف کرو پس پچکاری لیے جو عورت تھی اُسنے پچکاری مار کر گرد آئینے کے دھوئی اور دوسری نے رومال اُٹھا کر خوب صاف کیا اور سامنے شہنشاہ کے لگایا اُسنے کہا اے باغبان دیکھ اس آئینہ مین جہان عمرو ہوگا نظر آئیگا باغبان قریب آکر دیکھنے لگا اب کیفیت عمرو کی سُنیئے کہ اس ساحرہ کی صورت بنکر یہ جو بیٹھے بعد لمحہ کے اس ساحرہ کا شوہر آیا اور اُسکو اپنی زوجہ سمجھکر گویا ہوا کہ جلد جو کچھ کھانا تیار ہو لاؤ مین بہت بھوکا ہون عمرو نے اُسکو بٹھلا کر ہاتھ دھلاے دسترخوان بچھایا کھانا نکال کر سامنے رکھا آپ رومال لیکر جھلنے لگا اُسوقت اُس ساحر نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو مین انھین بٹھایا اور کہا صاحب تم بھی ہمارے سر کی قسم کھاؤ عمرو بھی از راہ بناوٹ تمھے کھانے مین مصروف ہوا اسی حالت کو آئینہ سحر مین باغبان نے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین اندر مکان کے میان بی بی بیٹھے کھانا کھا رہے ہین اُسنے کہا اے شہنشاہ مجھے عمرو اس آئینہ مین نہین معلوم ہوتا افراسیاب نے کہا جو بات آئینہ ہو اُسکو کیا تبلائیے او بیوقوف یہ عورت مرد کے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہو نہین دیکھتا کہ نوالے جیب و آستین و دامن مین رکھتی ہو آپ نہین کھاتی یہ وہی مفتری فریب شعار ہو یعنے عمرو کس لیے کہ آئینہ کا خلاصہ ہو کہ جیسکے جو بیٹھا ہو اُسکے مقام کو ظاہر کردیگا آگے اپنی سمجھ ہو اب تم سیدھے اسی جنگل مین جاؤ اور اس ساحر کو کہ بیابان جادو نام ہو اس حال سے مطلع

کر کے اُسکی جورو کو پکڑ لاؤ مین اُسکو یہان عمرو بنا لونگا **باغبان قدرت** یہ باتین سُنکر بزور سحر اُڑکر چلا اور چشم زدن مین **بیابان** کے مکان پر پہونچا وہ کھانا کھانے مین سے اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی اور تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ خوش آمدی زہے فخر میرا کہ وزیر اعظم میرے کلبۂ احزان مین تشریف لائین **باغبان قدرت** نے اُسکی باتون کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایک دانہ ماش کا سحر کر کے اُسکی جورو کی گود مین ڈالدیا **عمرو** اُسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ بھاگ جائے لیکن دانہ ماش کے سبب سے آدھے دھڑ مین دم اپنے نپایا یکایک زمین پر لوٹنے لگا کہ ہائے میرے کولے مین درد ہوتا ہی **بیابان** جورو کا یہ حال دیکھکر سخت مضطرب ہوا اور کہا ای وزیر اعظم اُسکا کولا سحر سے اچھا کر دیجیے مین اپنی بی بی کو چاہتا ہون **باغبان** بولا کہ ای نادان یہ تیری زوجہ نہین ہی اُسکو اسنے غائب کر دیا ہی یہ **عمرو** عیار ہی مجھے شہنشاہ نے اُسکی گرفتاری کو بھیجا ہی **بیابان** یہ سُنکر سر پیٹنے لگا کہ ہی ہی میری بی بی **عمرو** نے اُسکا ہاتھ پکڑکر کہا صاحب کیون روتے ہو مین تمھاری زوجہ موجود ہون اُسکو بکنے دو یہ جھوٹا ہی **باغبان** نے جو سُنا کہ یہ مجکو جھوٹا بناتا ہی کچھ سحر پڑھا کہ ایک ابر فلک پر آیا چند بوندیان اُسمین سے **عمرو** پر گرین کہ رنگ و روغن عیاری اُسکا دھو گیا اور صورت اصلی نکل آئی وہ ساحر پچھاڑین کھانے لگا اور کہتا تھا ای **عمرو** واسطہ تجھے اپنے دین و مذہب کا میری جورو کو بتا دے کہ کہان ہی **عمرو** نے کہا مین بھوکا تھا اُسکو تو بڑی دیر ہوئی کہ ہضم بھی کر چکا اگرچہ **باغبان** نہ آتا تو مین تجکو بھی چٹ کر جاتا یہ کہکر **باغبان** کی طرف مخاطب ہو کر کہا مجکو سامنے **افراسیاب** کے نلیجا اور تجھے ایک بار کی اپنی ذلت یاد نہین ہی جو پھر میری ایذا رسانی پر تو قدم زن ہوا یقین جاننا کہ جو مجکو ستائیگا جیتا نہ بچیگا مین کشندہ ساحران عالم ہون تو اپنے اوپر رحم کر اور میرے درپے آزار نہو **باغبان قدرت** یہ گفتگو سُنکر خوفناک ہوا اور لاکہ جمشیدی کو دیکھا اسپر منقوش پایا کہ جو یہ کہتا ہی سچ کہتا ہی یہ مار کسی سے نہ جائیگا مگر اسوقت اُسکو چھوڑ جانے مین شاہ جادوان تجکو ذلیل کریگا پکڑ لیجا تجھے وہین سے آنا اُسکے تجسس مین مناسب نہ تھا **باغبان** کو جب یہ دریافت ہوا اپنے آنے سے نادم ہو کر پنجہ جادو کی **عمرو** کو پنجہ مین داب کر اوڑا **عمرو** نے کہا ای **باغبان** ذرا ٹھہر جا اور ایک بات میری اور سُن لے اُس کلمے سے وہ ٹھہر گیا **عمرو** نے کہا تو مجھے طلسم باطن مین لیے چلتا ہی تو اتنا کام کر کہ مجکو باندھ کے زمین کے اوپر چل تاکہ دریاے سحر تک میرے عیارون اور رفیقون کا گذر ہی وہ مجھے اور مین انکو دیکھلون جب دریا کے کنارے پہونچنا اُسوقت جسطرح جی چاہے لے چلنا اور قسم نمک حمزہ کی اگر یہ میرا کہنا نہ مانا تو مین تجکو جہان پاؤنگا مار ڈالونگا **باغبان** نے کہا تو یہ چاہتا ہی کہ مین پاؤن سے چلکر دریاے سحر

تک جاؤن تاکہ راہ مین اور عیار مجھے چھڑا لین تو یہ امر بخیر ہی مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو کسی کے
دم مین آجاؤن اچھا تیری خاطر سے مین چلتا ہون یہ کہکر زمین پر اوتر کر چلا اب اُسکو تو جاتے مین
عرصہ ہوگا جب تک دربار افراسیاب کا حال سُنیے کہ وہ آئینے مین بیٹھا سب کیفیت معائنہ فرمایا کیا
جب باغبان قدرت لیکر عمرو کو راہی ہوا اُسنے سب اہل دربار سے کہا کہ وہ عیار گرفتار ہوا یہ خبر
جو مشہور ہوئی حیرت اپنے ملازمون کو اس خبر کے لیے یہان چھوڑ گئی تھی اُنھون نے جاکر حیرت کو
اطلاع دی کہ چلیے عمرو گرفتار ہوا حیرت خوش ہوکر سوار ہوئی اور بعد قطع راہ دربار شاہ
جادوان مین پہونچکر پہلو مین بیٹھی شاہ طلسم نے سب حال بیان کرکے کہا باغبان قدرت
اب عمرو کو لایا چاہتا ہی خلاصہ کلام سب منتظر آمد باغبان کے بیٹھے تھے کہ یکایک فلک کی طرف
سے صداے مہیب آئی گھٹا تمام عالم مین ایسی چھائی کہ اندھیرا ہوگیا بعد لمحے کے تخت سحر ظاہر ہوا
اُسپر ایک ساحرہ مہیب صورت سوار تھی سر سے پاتک سانپ کالے کوڑیالے دھامن ناگن
وغیرہ اسکے لپٹے تھے اور ہمراہ اُسکے دو لاکھ ساحر باجے سحر کے بجاتے تھالیان برنجی لیے مشعلین روشن
کیے جو سامری کی بو لتے تھے اس ساحرہ کو آتے دیکھکر شہنشاہ ساحران نے کتاب سامری دیکھی
معلوم ہوا کہ بھبوت جادو دختر جنین جادو کہ جو تیرے طلسم مین ایک ملک کی حاکم ہی بہر مقابلہ
مہرخ آئی ہی کتاب کو دیکھکر اُسنے بند کر دیا اس عرصہ مین بھبوت بھی آکر حاضر ہوئی شاہ کو مجرا کیا
اُسنے کہا کہو تمھاری ماں کا مزاج کیسا ہی وہ کیون نہ آئین ساحرہ نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہوتیکو
ہین مین پہلے اسیلیے حاضر ہوئی ہون کہ اپنی مان کے آنے تک آپ سے اجازت لیکر کام سب
نمک حرامون کا جاکر تمام کرون لہذا حضور مجھے اجازت دین کہ لشکر مہرخ کی طرف جاؤن افراسیاب
نے کہا ابھی چلی آتی ہو ذرا دم لو اپنی بہن کو بلا بھیجو وہ جنگ دیدہ کار آزمودہ ہین تم تنہا نہ جاؤ
بھبوت گویا ہوئی کہ آپ مجھے بودا اگر جانتے ہین تو مین اپنے گھر جاتی ہون ورنہ مجھے اجازت
دیجیے یہ کلام سُنکر حیرت نے کہا اے شہنشاہ یہ ہمیشہ سے دیوانی ہی اسوقت آپ کا کہنا مانے گی
اسے جانے دیجیے اچھا ہی ادھر تو عمرو کو باغبان پکڑ کر لائے اور ادھر مہرخ کو یہ جاکر گرفتار کرے
سب کا فیصلہ ایک ہی دفع ہو جائے یہ تقریر شاہ جادوان کو پسند آئی کہا اے حیرت تم بھی جاؤ
زیر گنبد نور بارگاہ استاد کراؤ سب سامان آرام و آسایش واسطے بھبوت کے درست کرو حیرت
نے عرض کی مین سب درستی یہین سے کیے دیتی ہون اور اپنی وزیرزادیون زمرد جادو اور یاقوت
جادو سے حکم دیا کہ جلد بارگاہ جاکر آراستہ کرو شراب و کباب ہمہ نعمت موجود کرو خبردار کوئی

تکلیف شہوزیرزادیان روانہ ہوئین اور امر مختار جادو کو حکم پہونچایا کہ واہی داروغہ بارگاہ ہی اُسنے علیحدہ بارگاہ حیرت سے زیر طلسم بارگاہ اور خیمہ سلطانی جسمین جھالر مروارید کی لگی تھی استادہ کردیا فرش مخملی بچھ گیا نگیرے سنہرے اور روپہلے جواہر وزآراستہ کردیے جملہ سامان راحت درست کرکے اطلاع دی اُسوقت بڑے کروفر سے ملکہ بھبوت سوار ہوکر چلی کہ طبل و نقارے بجنے لگے جھانجھ اور نفیر سحر پھنکی ساحران غدار ترنج اور ناریل اوچھالتے شعلے ران کے اوڑاتے چلے کچھ عرصے مین دریا سے اوترکر داخل طلسم ظاہر ہوئی یہان منصور اور صورت نگار پہلے سے موجود ہین اُنھون نے ساحرہ استقبال بھیجے بھبوت نے آکر اوّل منصور کی ڈنڈوت کی اور پانؤن کو بوسہ دیا کہ آپ بنیرہ سامری ہین کل میری لڑائی کو حضور ملاحظہ فرمائین کہ کس شان سے اُن نمکحراموںکا کام تمام کرتی ہون یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی اور شغل بادہ خواری کرنے لگی لشکر اُسکا اُترا اور آرام مین مصروف ہوا لیکن جسوقت کہ شہسوار یکہ تاز میدان سپہر نے خیمہ مغرب مین جاکر ٹپکا زرین خطوط شعاع کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے مخفی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد ساحرہ کے سب چھاگئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین روشن ہوئی کہ ابیات

پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ	ہوا اُسکی مشعل شب افروز ماہ
ہوا مہر گردون جو مستور پھر	بچھی ہر طرف چادر نور پھر

بھبوت نے طبل جنگ بجوایا نقارہ رزمی گرد گرد ایا طائران سحر نے یہ خبر بارگاہ ملکہ مہرخ مین پہونچائی کہ ایک ساحرہ بھبوت جادو نام بہر مقابلہ لشکر نصرت اثر آئی ہی اور طبل رزم اُسنے بجوایا ہی آمادہ بجدال ہوئی ہی مہرخ نے کہا ہمارا بھی خدا قوی و توانا ہی اچھا ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑے بموجب ارشاد ملکہ دلاورون نے نقارہ جدال بجایا صدائے شر و فساد اُس سے بلند ہوئی لشکر مین لڑائی کی خبر مشتہر ہوئی ساحران نامی سحر جگانے لگے بہادر اسباب حرب و ضرب آراستہ کرنے لگے چار پہر رات تک یہی ہنگامہ دونون لشکرون مین برپا رہا آخر وہ وقت آیا کہ افسون گر فلک خاور مٹھ سے نکلکر میدان چرخ مین آیا اور مشعل ظلمت سوز کو بجادوگری مقابل خسرو انجم روشن کیا جہان نورانی ہوا کہ نظم

چو تیغ نور در کف کردہ خورشید	سیاہِ تیرہ یکسر گشت ناپید
نوشتہ منشی قدرت باعجاز	بروے ہر ورق صد نکتۂ راز
زدہ جوش از دو سو طوفان پولاد	زبس لرزان زمین شد سست بنیاد

سیاہ کینہ خواہ جانبین سے وارد دشت مصاف ہوئی ساحر اور جادوگرنیان اژدہون پر سوار ہر ہر کرتین بھجرنگ بجرنگ کا دم بھرتین بیرقین اور جھنڈیان ہاتھون مین لئے ایک طرف آکر ٹھہرین اور ایک جانب شیران بیشۂ تہور و جلادت صف باندھکر کھڑے ہوے گھٹا سحر کی چھاگئی اور بجلیان گرنے لگین رن بولنے لگا اور باجا جنگی بجنے لگا صفین جدال و قتال کی میمنہ و میسرہ وغیرہ جم گیئن افسران لشکر آگے بڑھکر کھڑے ہوے قلب مین مہرخ کا تخت قائم ہوا ادھر بھبوت کا اژدھا سب آگے بڑھا ہوا ٹھہرا نقیب اور کڑکیتون نے کڑکا کہنا شروع کیا اور مذمت دنیاے فانی کو بآواز بلند سنایا زندگی سے دل ہر ایک کا پھیرا کہ نظم

هر آن کس که بر کام گیتی نهد دل — بنزدیک اہلِ خرد نیست عاقل
چو نقد بقا نیست در جیب هستی — ز دامان او دست امید بگسل

ہان دلیرو دنیا پر دل نہ لگاؤ نام دلاوری کا زمانے مین چھوڑ کر معرکہ جنگ مین مر کر زندۂ جاوید ہو جاؤ اس صدا سے بھون پر سناٹا ہو گیا اور ہر ایک شجاعت کا دم بھرنے لگا بھبوت اژدر کو شل مرکب اڑا کر بہر حرب بیچ میدان مین آئی آگ پتھر برسانے لگی سراپا میدان کا دکھانے لگی اور بغضب تمام کلمات رجز اور اپنی ثنا خوانی مین سرگرم تھی اسوقت اس ملعونہ کی یہ کیفیت تھی کہ نظم

چو گامے چند در میدان قدم زد — بناگہ فتنۂ عالم علم زد
بھبوت ساحرہ بودہ بلا نوش — غریوان ترز ابر آسمان کوخس
قدم در پیش و بر لب گفتگو داشت — کہ مہرخ واگذار این کار نا راست
چو خارہ بہ دامانم میاد نیز — کہ سحرے یاد دارم مرگ انگیز
ندانی دیوم ای فرخندہ بنیاد — کہ دارم پنجۂ خود ہمچو پولاد
بہ شکل سہمناک ساحران را — تبر سازم چو طفلان ہر جوان را
چو مہرخ این سخنہا گوش کردہ — بغصہ جام جرات نوش کردہ
بگفت ای سادہ لوح و بخت خواب — چہ جاے گفتگوے بزز قصاب

بھبوت کو غضب کلام مہرخ سے طاری ہوا اور للکاری کہ بھیج کسی کو میرے مقابلے مین نشوات جادو ملازم مہرخ عقاب اڑا کر اسکے سامنے جا کر ہم نبرد ہوا اسنے ایک ناریل سحر پڑھکر جو مارا نشوات کا سینہ توڑ گیا اسوقت مہرخ عازم میدان ہوئی کل لشکر کے سردار گرد تخت کے آکر جمع ہوئے اور عرض کیا ہم جانبازی کو حاضر ہین ان سب کو تسہیل و آسانی تشفی دیکر رخصت فرما کر تخت

آگے بڑھایا باجے بجنے لگے علمون کو جلوہ ملا مہرخ میدان مین پہونچی بھبوت نے اپنے ہاتھ پر سحر پڑھکر
آنکھوں پر اپنی رکھ لیے یہان مہرخ کی بینائی چشم جاتی رہی بھبوت نے شمشیر سحر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لے
مہرخ نے گھبرا کر دستک جادو پڑھکر دی کہ دو تیغے چمک کر گرپڑے اور اُٹھا کر سامنے سے بھبوت کے
لے گئے اُسنے قہقہہ مار کر کہا لو دہ جاتی ہین یہ کلمہ بہار کو بُرا معلوم ہوا اور ایک گیند کھینچکر مارا بھبوت نے
دو انگلیان اپنی بلند کین کہ وہ شکل مقراض کے بن گیئن اور گیند بہار کا کٹ گیا چمنستان اور عالم بہار
ظاہر ہوا اور وہ گیند جو کٹا پھول اسکے سب زمین مین بچھ گئے اُسوقت بھبوت نے کہا اے ملکہ بہار
ذرا اپنے پھولون کی بہار دیکھو بہار یہ سُنتے ہی اپنے طاؤس پر سے اُتر کر اُن پھولون کے قریب جا بیٹھی
اور چھومنے لگی بھبوت تلوار لیکر اسکا سر کاٹنے چلی تھی کہ رعد جادو زمین مین غرق ہو کر اُسکے پاس نکلا
اور ایسی چیخ ماری کہ بھبوت ازبسکہ غافل چلی آتی تھی اور قتل بہار کا خیال رکھتی تھی اسکے چیخنے سے
بیہوش ہو کر گری پھر تو برق محشر بجلی بنکر کڑکڑا کر جو گری اسکو کاٹ کر دو ٹکڑے کر کے زمین مین
اُتر گئی اور پھر زمین سے نکلا اُسکے لشکر کی طرف چلی ادھر دونون ٹکڑے بھبوت کی لاش کے باہم
تڑپ کر ملگئے اور اُڑ کر ایک سمت چلے گئے صدائے گیرودار بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من بھبوت جادو
بود ہنگامہ جو برپا ہوا برق محشر چمک چمک کر لشکر مخالف پر گرنے لگی اور رعد چیخین مارنے لگا اور
بہار پر سے سحر دفع ہو گیا ایک جانب سے مہرخ بھی بینا ہو کر آئی اور کل لشکر لیکر فوج پر حریف کے
حملہ آور ہوئی دونون سمت سحر چلنے لگا کہ نظم

ببلن شیر نر مہرخ غضبناک
بیامد بر سر آن فوج سفاک
ہوا خواہان میدان را رضا داد
کہ گیرند از کف خون تیغ پولاد
ز یک سو کوس کین آمد بفریاد
ز دیگر سو جوابش کوہ می داد
زیک سو لشکر آمد ز دگر سو
دو شیر بیدلان شد روے بر رو
چو چشمان بتان ازبس کماندار
جہانے را بدم کشتند یکبار
ز جا شیر فلک فرسائے جنبید
فلک حیران کہ کوہ از جائے جنبید
مزاج خون بجوش گرم پیوست
دم شمشیر نوک نیزہ اش بست

دم بھر مین ہزارہا سرکش فوج مخالف کا مارا گیا دریائے خون موج زن تھا آخر لشکر بھبوت کا رد و بغزا
لایا اور ساحران مہرخ قتل و غارت کرتے بڑھتے چلے اُسوقت مصوّر لغضب تمام آگے بڑھا وا فتح ہو
کر سحر مصوّر کا یہ ہو کہ تصویرین اول کُل لشکر عدو کی قلم سحر سے کھینچکر رکھ لیتا ہو پھر طبل جنگ بجوا کر

مقابلے مین اگر تصویرون کا سر کاٹکر سب کو ہلاک کرتا ہو فی الجملہ جب سے یہ آیا ہو تصویرین تیار
کر رہا ہو اسی سبب سے ابتک نہین لڑا ہو آیندہ حال اسکی جنگ کا بیان ہوگا اسوقت اسنے طغیانی
سحر لشکر دیکھکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ اسمین سے دھوان نکلکر مثل دیوار کے روبروے لشکر مہرخ
چھاگیا اب جو آگے بڑھا اس دیوار دورے سے پرچھائین مانند تصویر کے نکلی اور اسکے پسٹ گئی
یہ معاملہ دیکھکر مہرخ طبل امان و آسایش بجواکر بفتح و فیروزی پھری مال غنائم تقسیم فرمایا اپنی
فوج کے کشتون کو اٹھوایا بارگاہ مین سریر حکمرانی پر جلوہ گر ہوئی اور مصروف بعشرت ہو لیکن
وہان لاش بھبوت کی اڑتی ہوئی سامنے افراسیاب جادو کے پہونچی اور طائران سحر نے
واقعہ رزم پر اطلاع دی شاہ طلسم نے براہ افسوس زانو پر ہاتھ مارا اور کہا دیکھو مین اسی دن
کے لیے اسکو منع کرتا تھا اس نے اپنی ضد کی اور کہنا نہ مانا آخر بچہ تھی نہ مفت جان گنوائی اب
اسکی مان سے مجھے بڑی ندامت ہوگی اب جاہ زمرد پر ضرور رمیلا کر کے سب باغیون کو ہلاک کرونگا
اول کام عمرو کا تمام کرون تو تدبیر کرون باغبان نہین معلوم کہان بیٹھ رہا جواب تک عمرو
کو نہ لایا ان خداپرستون سے بیڈول سامنا پڑا ہی نہ کسی ساحر سے کچھ ہو سکتا ہو نہ کچھ مجھسے بن پڑتا
ہو بلکہ روز بروز ذلت ہوتی جاتی ہو کیا صورت کرون جو یہ زبردست غارت ہون یہ کلام کر رہا
تھا کہ یکایک پنجہ سحر نامہ لایا اسکو جو دیکھا تو لقا کا نامہ پایا کھڑے ہو کر تعظیم بجالایا سر پر رکھا
آنکھون سے لگایا رنثار کیا پھر لفافہ چاک کرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ جادوان نظم

زہے فرماندہی عالی مقامے	زہے شاہنشہے فرخندہ نامے
نکو خلق و نکو روے و نکوکار	زعلم و حکمت و دانش خبردار
بعہد تو نہ بینم ہیچ کس را	کہ رنجاند بر سور دمگس را
فلک قدر و فلک رفعت فلک جاہ	گذشتہ پایۂ تمکینت از ماہ
بہ تمکین و وقار است آسمانے	بعلم و حکمت و دانش جہانے

اے بادشاہ نہایت مقام استعجاب ہو کہ مثل تیرے ہمارا بندہ ہو کر یون غفلت اپنے خداوند سے رکھے کسقدر
افسوس کا مقام ہو کہ ہمنے اپنی رحمت کاملہ سے اٹھارہ ملک باختر چھوڑے اور تیری ملک اور علمداری
مین قدم رنجہ فرمایا محض اس خیال سے کہ تیری عزت افزائی کرین اور ان اپنے بندگان مغضوب یعنی
خداپرستون کو تجھ سے قتل کرائین مگر تونے کچھ اسکا شکریہ نہ ادا کیا ہم اب مجبوراً تقدیر کرکے تیرے
طلسم کو غارت کردینگے اور یہان سے سمت کوہ زلال چلے جائینگے کیونکہ اب تھوڑے بندگان

(بقیہ)

مغضوب ہمکو بہت ستاتے ہین اور تجھ سے کچھ ہماری خبرگیری نہین ہوسکتی ہی نامہ تمام کیا گیا والسّلام
یہ مضمون پڑھکر شہنشاہ نے کہا فی الحقیقت مجھ سے کوئی خدمت خداوند کی نہو سکی یہ سب شکایت اُنکی
بجا ہی کس لیے کہ نہ یہان عمرو گرفتار ہو سکا اور نہ وہان کوئی ساحر ایسا گیا جو اسوقت تک کام
خداپرستون کا تمام کرتا اب مین ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جاتے ہی حمزہ کا فیصلہ کردے یہ کہکر
کچھ سحر پڑھکر دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک اژدہا سے مہیب صورت نکلا اُس نے سامنے
شاہ کے ایک ساحرہ کو اُگل دیا اُس ساحرہ کا سارا جسم مثل شعلے کے دہکتا تھا آنکھین یاقوت
رمانی کی طرح تھین اور ہنگام رفتار چنگاریان جسم سے اُڑکر گرتی تھین اس سے حکم دیا کہ ای قہار
شعلہ بدن جادو تم خداوند کی خدمت مین لشکر ساحران لیکر جاؤ اور کام لشکر حمزہ کا تمام کرو
خبردار ایک کو بھی لشکر مسلمانان سے زندہ نچھوڑنا شعلہ بدن تسلیم کرکے دوبارہ دہن اژدر مین
گئی اور اپنی جگہہ پر پہونچی اور لشکر ساحران کو حکم تیار ہونے کا دیا بمجرد ارشاد اسی ہزار ساحران نابکار
سوار ہوے باجے جنگی بجنے لگے ترسول ہنسول اس طرح چمکتے تھے کہ نیّر خورشید کو شرماتے تھے
لکے ابر کے سرون پر بزور سحر سایہ فگن سب سے آگے تخت ملکہ قہار شعلہ بدن کا اژدہے اُٹھائے
اور پیچھے تمام لشکر ساحرون کا پرا جمائے بڑے کروفر سے سمت کوہ عقیق روانہ ہوے اُنکے جانے کے
بعد شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی یکایک آندھی بڑے زور شور سے آئی اور ایک ساحر پیدا ہوا
کہ مثل فیل کے دو دانت منہ سے اُسکے باہر نکلے تھے جب اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اُسنے حکم دیا
کہ اے طوفان فیل دندان جادو ہمنے قہار شعلہ بدن کو خدمت خداوند مین بھیجا ہی وہین
تم بھی جاؤ اور پانچ کشتیان جواہر کی منگوا کر حوالہ کین کہ خداوند کو میری جانب سے نذر دینا اور
ایک عرضی بھی اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے سپرد کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جناب خداوندی سے
عظمت وجلال کے ساتھ سرفراز نامے نے نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا حسب خواہش
تقدیر خداوند جو کچھ صعوبت کہ مجھپر گذری ہی اگر تحریر کرون تو شاکی مشیت خداوند کا کہلاؤن
فی الجملہ دو ساحر با فوج کثیر خدمت اقدس مین حاضر ہوتے ہین حال اور نام اُنکے بروقت اُنکے
پہونچنے کے آپ کو ظاہر ہو جائینگے اور یہ کام حضور کے دشمنون کا تمام کردینگے خلاصہ یہ کہ عرضی
اور کشتیان نذر کی لیکر طوفان روانہ ہوا اُسکے مطیع چالیس ہزار ساحر ہین وہ بھی ہمراہ ہوے
اور با حشم وخدم سمت لقا چلے لیکن اول قہار شعلہ بدن طلسم سے باہر نکل بعد قطع منازل
قریب قلعہ عقیق کوہ جا پہونچی لقا دار الامارہ شاہی مین سریر آرا تھا کہ لکہہ ہاے ابر باران مختلف

پیدا ہوے اور علامت آمد ساحران ظاہر ہوئی آگ پتھر برسنے لگے لقا نے خوش ہوکر کہا کہ میرا کوئی بندہ قدرت آتا ہی یہ سخن ورد زبان تھا کہ قہار شعلہ بدن تخت سے اُترسامنے آئی خداوند کو سجدہ کیا سات بار گرد تخت کے پھری نذر دی اور دنگل پر بیٹھی لشکر ساحران کو بیرون قلعہ سلیمان نے اُترو ایا یہان بختیارک نے قہار سے کہا ای ملکہ تمھارے آنے سے ہمکو بڑا رنج ہوا اُسنے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی صاحب کیا گزند حضور کو پہونچا ہی بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے تمھارے مارے جانے کا ملال ہی کہ تم مثل شعلے کے تو جسم رکھتی ہوا س کروفر سے آئی ہو لیکن دو چار گھڑی کی مہمان ہو ہائے افسوس یہہ سب سطوت وصولت دم بھر مین خاک مین ملجایگی قہار نے کہا ای شیطان درگاہ کیا خداپرست بڑے زبردست ہین جو آپ مجھے پہلے ہی سے مارے ڈالتے ہین بیشک از مرگ واویلا یہ آپ ہی کا کام ہی بختیارک گویا ہوا کہ مسلمان تو ایسے زبردست ہین کہ خداوند اُنسے دو بدر بھاگتے پھر گئے ہین خیراب تم آئی ہو دم میں جو ہونے والا ہی وہ ظہور مین آئیگا اور ای ملکہ تم طلسم مین حال عیارون کا سُنتی اور دیکھتی ہوگی یہان ویسے ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین تمھارا بچنا غیر ممکن ہی قہار نے کہا مین سارے لشکر حمزہ کا کل یہین خاتمہ کردونگی تم کہتے کیا ہو مجھے موے عیار کہان پا ئینگے اب بیرون قلعہ چلو تاکہ طبل جنگ بجے اور لڑائی کی ٹھہرے بختیارک نے پھر سمجھایا کہ ای ملکہ کچھ دن دُنیا کی ہوا کھاؤ جلدی نہ کرو پھر تم کہان اور ہم کہان قہار نے اصرار کیا کہ شیطان صاحب زیادہ باتین نہ بنائیے باہر تشریف لے چلیے اسکے کہنے سے لقا اور بختیارک اور منظور زاغ چشم وغیرہ قلعہ کے باہر نکلکر لشکر مین داخل ہوے بارگاہ استادہ ہوئی سب سامان درست کیا اندر بارگاہ کے خداوند تخت نشین ہوئے ناچ ہونے لگا پیالہ شراب کا گردش مین آیا جب دماغ قہار بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے کوس رزم پر چوب لگائی جو ایسے لشکر اسلام خبر لیکر داخل بارگاہ عرش اشتباہ امیر کشورگیر ہوے شاہ سعد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے سرداران عالی وقار گرد و پیش مین جمع تھے کہ ہرکارون نے مجرا گاہ پر ٹھہر کر بزبان نیاز تمام عرض کیا اور یہ قطعہ بفصاحت پڑھا کہ قطعہ

درگاہ تو قبلۂ شہان باد — عمر تو برابر جہان باد
اسلام و نشان آسمان ہاست — در دہر ز دولتت نشان باد

لشکر حریف مین نقارۂ رزم قہار شعلہ بدن نامی ساحرہ نے آکر بجوایا ہی بروز فردا معرکہ رزم ٹھہرایا ہی باقی امن وامان ہی خانہ دولت دشمن ویران ہی یہ عرض کرکے ہرکارے کنارے ہوے اور مصدر

عزت شاہنشاہی سے واسطے نقارہ نوازی کے حکم شرف نفاذ پایا چالاک بن عمرو نقارخانہ سکندری مین آیا اور طبل سکندری پر چوب بڑی چونسٹھ کوس جسکی صدا گئی دل ساکنان دنیا کے ہل گئے بہادر مرنے پر تل گئے شور کرنا سے زلزلہ اذا زلزلت الارض زلزالہا آشکارا ہوا اور نفخ فی الصور فتاتون افواجا کا زمانہ گویا قریب آیا کہ نظم

صدائے گوش وکرنا شد بگردون　　دل گردبیان از خوف محزون
بنوده آن صدا بد شور محشر　　فلک در گردش و لرزان شده بر

دلاوران عرصۂ شجاعت ہوشیار ہوکر مصروف درستی الات حرب ہوئے جس وقت کہ شہنشاہ گردون سریر کی آمد آمد خسرو انجم دریافت کرکے عرصہ گاہ سپہر سے رد لفرار لایا اور بادشاہ ثوابت نے اورنگ فلک پر بصد شوکت و حشمت جلوس فرمایا کہ ابیات

شبے چون شاہ انجم خیمہ آراست　　شفق اطلس بزیر پاے انداخت
چراغ روشن نگردد ماہ انور　　کہ گیتی ہست از نورش منور

شاہ اسلام نے شام ہوتے ہی دربار برخاست فرمایا کہ ہر ایک بہادر اول شام اپنی ضرورت سے فراغت کرکے اور پچھلی رات کو آمادہ جنگ ہوکر آستانہ شاہی پر حاضر ہو غرضکہ دونون لشکرون مین سامان حرب فراہم ہونے لگا ساحر منتر اور جنتر جگانے لگے موہن بھوگ بیرون کو چڑھانے لگے کہین سور کا بھوگ دیا کسی نے بکرا جھٹکا دیا کوئی سامری اور جمشید کو جاپ کرتا تھا اور مالا لیے آسن پر آسن جمائے دھیان لقا کا لگائے اسطرح پکار رہا تھا کہ ابیات ہندی

سُنیے مالک پکار ہماری　　ہم تو آئے سرن تمہاری
مین پاپی اپرادھی گھیرو　　باپ تمری مین ادھ بیچ پڑو
تاسین دکھی رہون دن راتا　　تُم تُو سہائے مو نہیے پدہاتا
کیسی سُنی سینہ پکارا　　اب کا بھیو ہماری بارا

ہر سمت ایک ہنگامہ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرون کو کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال و قتال دلاتے تھے اہل اسلام غسل فرماکر پوشاک کو کفن سمجھکر حنوط کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اے خاک تو لحد ہو جو لاش چیل کوے نہ کھائین بعد مرگ تو آسمان سے دو گز زمین چھینکر اپنے قبضہ مین لائین کہ بیت

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم　　دو گز کفن ملے گا کسی دل بخیل سے

الحاصل چار پہر یہی ہنگامۂ شر و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضہ کھڑکتے رہے سپرون کے پھول اور خنجر چمکتے رہے آخر نسیم سحری سن سن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خار ہاے شعاع مین اسطرح گھرا ہوا چرخ مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد نیستان جرأت نیزون مین گھرتا ہی نظم

سحرگہ بتیغ خورشید ظفر کوش — شفق خونین کفن افگندہ بر دوش
کفن بر دوش و بر کف تیغ و خنجر — برون آمد بجنگ انجم و اختر
زتار و پود تیغ و خنجر صاف — ہوا گشتہ پر ندا آہنین باف

امیر مسجد کرباس مین داخل ہوے اور فریضہ نماز سحر ادا فرماکر دعا کرنے لگے کہ اے خالق لیل و نہار مجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرماکر سرخرو کرنا ادھر امیر تضرع و زاری درگاہ باری مین کرتے اور بلبلاتے تھے اس طرف لشکر ولاور لیکر دشت نبرد مین جاتے تھے غول کے غول اور گروہ کے گروہ سردارون کے در دولت آستان عالی جاہ ظل اللہ شہنشاہ گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ یکایک سلطان عالم پناہ کا تخت کہاریان اُٹھائے آیئن کہارون نے تخت بدلوایا شاہ کا جمال نظر آیا ہر شخص مجرے کو جھک گیا مرد ہے سنے نگاہ روبرو کرکے تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا بجا لایا تخت شاہی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی میدان مصاف کی طرف چلی اس امر کی خبر عیارون نے امیر سے جاکر عرض کی امیر فی الفور اسلحہ جنگ زیب قامت فرماکر حاضر خدمت شہنشاہ عالم پناہ ہوے اور مجرا کرکے بعہدہ سپہ سالاری کل لشکر کے آگے ہوکر روانہ ہوئے اسوقت اس لشکر نصرت اثر یہ عسکر انجم فلک دوازشار تھا کہ ابیات

فراوان اسپ با زین مکلل — برفتار از صبا صد رہ معجل
ہزاران فیل زرجون کوہ الوند — توگوئی آسمان مانند بودند
شمار فوج ضہ افزون ز تعداد — ہمہ سرکش قوی دل ہمچو پولاد
نکو آرایشہ ز اندازہ بیرون — چمن را شد ورشکش دل پر از خون

قصہ کوتاہ بڑے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوے کہ آنے سے اس فوج دریا مثل ظفر موج کے فلک شیشہ ساعت بنگیا اس قدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین طرم بجے نرسنگے پھنکے بل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا ناقوس فلک ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر قلم کو بناکر سپہ گری چھوڑی منشیون مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون کے جمے دلاور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر ساحران نظر آیا لقا ہاتھی پر بصد زیب و زینت سوار

کئی لاکھ سرکشان روزگار آمادہ کارزار شمشیرین کاندھون پر رکھے دریاے آہن مین غوطہ مارے خداوند کے ہاتھی کو گھیرے صحراے قتال مین وارد ہوے ایک جانب قہار شعلہ بدن اژدہے پر سوار ہمراہ اسکے ساحران غدار صف آرا ہوے اونچی نیچی زمین بیلدارون نے برابر کی اور سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا میمنہ و میسرہ آراستہ ہوا نقیبون نے للکارا صدا دی کہ دنیاے فانی مین نوجوانون زندگی کا عرصہ تنگ ہی یہ میدان مصاف جاے نام و ننگ ہی زینت دہ بزم شجاعت بنو شمع ناموری روشن کرو جوش جرأت و جنگ رستمی دکھادو کہ بقول اے

نظم

اب کام لو نیزہ و تبر سے
تلوار چلے عدو سے بھڑ کے
وہ تم سے عیان ہو نشان جرأت
دنیا مین رہے نشان جرأت
آب شمشیر خوب برسے
پانی کو وہان زخم ترسے
ہو گلشن نام و ننگ شاداب
تحسین کرے تم پہ روح سہراب

نقیبون کی صداے بہادر بشاش ہوے نامرد بدحواس ہوے قہار جادو جلال لشکر امیر دیکھکر دنگ تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ان سے لڑکر سربر ہونا غیر ممکن ہی اسوقت بختیارک نے کہا ای ملکہ کس فکر مین ہو جاؤ مقابلہ کرو قہار نے جواب دیا کہ رنڈیون کو مردون سے لڑوانا ملک جی تمھارا ہی کام ہی ایک پہلوان آیا چاہتا ہی وہ لڑے گا یہ کہکر آسمان کیطرف دیکھا اور پکاری کہ اے سوار قدرت شہنشاہ افراسیاب آؤ اس صدا کے دینے سے ایک تڑاقا ہوا اور سوار قدرت یعنے ایک نوجوان زرہ جوشن وغیرہ پہنے ہتھیار لگاے گوشہ صحرا سے پیدا ہوا اور اسنے آکر لقا کو مجرا کیا تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ بہر حرب ہوا لقا نے کہا مین نے سب مسلمانون کا مرنا تیرے قبضے مین دیا یہ سنکر وہ میدان مین آیا اور صلح شوری کرکے سراپا میدان کا دکھاکر بہیبت وسطوت رجز پڑھنے لگا کہ

نظم

مین وہ رستم وقت ہون ہیگمان
نہین اور مجھ سا کوئی پہلوان
جوانمردیون پر اگر آؤ مین
نیا رنگ دنیا مین دکھلاؤ مین
مجھے سب طرح سے ہی زیبا غرور
مری تیغ اڑا دے رخ مہر سے نور

ہی کوئی ای فرقہ اسلامیہ تم مین ایسا کہ مجھسے آکر ہم نبرد ہو اس نہیب کو سنکر دست راست سے شہزادہ نورالدہر نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر عرض کیا کہ مجھے میدان کی

رضا دیجیے تاکہ اس گمراہ کو باندھ کر حضور مین حاضر لاؤن اور یا جان گرامی اپنی حضور پر نثار کرون بادشاہ نے انکو خلعت سے خلع کیا اور بسپر د پروردگار عالم کے کیا شہزادہ مرکب چمکا کر روانہ ہوا اور سامنے حریف کے پہونچکر تگاور زن کی سوار قدرت کا گھوڑا چپیٹر کھا کر سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادے کا زور مین ڈپٹ کے ساتھ جسقدر حریف کا گھوڑا ہٹا اُسی قدر آگے بڑھ گیا شہزادہ جوش شجاعت سے یہ اشعار حریف کی رجز خوانی کے جواب مین زبان پر لایا کہ اشعار

مین ہون نامدار جہان بے عدیل	مین ہون نسل صاحبقران جلیل
وہ شمشیر ران ہی مجکو ملی	کہ ہیبت سے ہر قہر رستم ایلی
مقابل ہو مجھ سے کہان اتنی تاب	وہ برزو وہ بیژن وہ افراسیاب

او بے حیا کیا منھ سے لاف وگزاف بکتا ہی لا ضرب میدان مردان عالم سوار قدرت نے بہ غضب تمام نیزہ مارا شہزادے نے نیزہ کی سنان کو اپنی سنان نیزہ پر روکا چند بار رد و بدل ہوئی تھی کہ نیزہ سوار قدرت کے ہاتھ سے اُنھون نے نکال دیا اُسنے جھلا کر گرز گرانبار چرخ دیگر سر شہزادہ پر لگایا اُنھون نے گرز کو اپنے گرز پر روکا کلہ عمود مین پھل پڑ گئے آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی سوار نے تلوار سر شہزادے پر لگائی شہزادے نے روکر کے تیغہ خارا شگاف نیام سے نکالا اُسوقت قہار نے مخفی طور پر سحر کیا کہ شہزادے کے آدھے دھڑ کو بیجان کر دیا اور سوار قدرت نے بروقت تلوار اپنے سر پر آنے کے شہزادے کی کلائی پر ہاتھ ڈالا شہزادے نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا لیکن آدھا جسم تو دم نہ رکھتا تھا کچھ نہ زور چلا سوار قدرت نے انکو قاش زین سے اُٹھا کر زمین پر پٹکا اور باندھکر لشکر مین بھیجدیا لقا نے قید کرایا سوار قدرت نے پھر مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے شہزادہ نور الدہر کے سردار ایک کے بعد ایک آکر کینہ خواہ ہوے مگر بسبب سحر کرنے قہار کے گرفتار ہو گئے شام ہوتے تک چالیس بہادر اسیر سر پنجہ تقدیر ہوے اُسوقت طبل بازگشت قہار نے بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای خدا پرستو آج تکو اور مہلت دیتی ہون اگر تمنے خداوند کو سجدہ نہ کیا تو کل سب کا خاتمہ کر دونگی ادھر بہادرون نے للکارا کہ او مردار کیا بکتی ہی انشاءاللہ کل تجکو راہ ملک عدم دکھائینگے عیارون نے کہا کہ آج ہی رات کو ای قحبہ ہم تجھے زندہ نچھوڑینگے غرضکہ لشکر جابنین کے پھرے کمر کھولی آسودہ ہوے لقا اپنی بارگاہ میں نہایت خوش وخرم آکر پہونچا اور حکم رقص وسرود دیا ناچ ہونے لگا

بختیارک نے کہا اے قہار آج تم بہت ہوشیار رہنا عیار ضرور آئینگے اسپر بھروسہ نہ کرنا کہ خداوند نے
مسلمانون کو گرفتار کرا دیا ہی خداوند ڈھلتا پانسا ہین اور تعالی کے بیگن ہین تقدیر پلٹ دیتے ہین
لقا نے کہا اے ملکہ مین حفاظت کو فرشتے مقرر کر دون گا بختیارک بولا کہ عزرائیل کو مقرر فرمایئے گا
قہار بولی کہ آج پھر نقارہ حرب بجوایئے مین سب کو گرفتار کر دون اور طلسم مین چلی جاؤن بختیارک نے
کہا اے ملکہ جلدی نکرو دیر آید درست آید رفتہ رفتہ سب کو گرفتار کرنا مثل مشہور ہی نہ دوڑکے چلے نہ
گر پڑے آج کا دن ٹھہر جاؤ کل مقابلہ کرنا قہار نے اسکا کہنا نہ مانا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارون
نے امیر سے جاکر خبر دی امیر کے یہان بھی حکم کوس حرب کے بجنے کا صادر ہوا اسوقت چالاک
نے عرض کیا کہ غلام کے نام پر طبل بجوایئے کل سوار قدرت سے مین لڑونگا امیر نے فرمایا کہ مین تجھے
بجاے عمرو کے جانتا ہون کیونکر دانستہ قتل اور گرفتار کراؤن تیرے پاس تحفہ جات اور تبرکات
مثل عمرو کے کہان ہین چالاک قدمون پر گرا کہ یا امیر اب مین ذلیل ہونگا جو منھ سے نکلتا
ہو ویسا ہی کرنا چاہیے لازم ہی کہ میرے نام پر طبل بجوایئے اسکے اصرار کرنے سے امیر نے اجازت
دی کہ بنام چالاک طبل بجے پھر تو نقارے پر چوب پڑی سارے لشکر مین خبر مشتہر ہوئی کہ کل
چالاک سے مقابلہ ہی دیکھا چاہیے کہ مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہی یہ خبر لشکر لقا مین جب پہونچی
بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور پکارا کہ وہ مارا لیجیے مرشد زادے کل مقابلہ کرینگے پھر سوار قدرت
کا بچنا غیر ممکن ہی یہ باتین تھین کہ سوار قدرت بھی بارگاہ مین آیا اُس سے کہا واسطہ سامری کا
بہت ہوشیار رہنا چاہیے اب تم بچتے معلوم نہین ہوتے سوار قدرت نے کہا مین آسمان پر جاکر
رہونگا مجھے عیار کہان پائینگے یہ کہکر اٹھکے چلا گیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی دربار
برخاست ہوے چالاک اور ابوالفتح صورت بدلکر لشکر ساحران مین گئے ایک ساحر سے
اجنبی بنکر پوچھا کہ سوار قدرت کہان ہین ہم اُنکی ملاقات کیا چاہتے ہین ساحر نے کہا سوار قدرت
آسمان پر جاکر رہا ہی کل اُس سے اور چالاک سے مقابلہ ہی یہ سُنکر چالاک گھبرایا دل سے کہا
تو نے ناحق اپنے نام طبل جنگ بجوایا اب صبح کو امیر کو کیا مُنھ دکھاؤنگا بڑی ذلت کا سامنا ہی
سوار قدرت کا ملنا محال ہی لاؤ چلکر بختیارک سے اُسکا حال پوچھون یہ سوچکر روانہ ہوا ادھر
لقا نے دربار برخاست کیا تھا سردار اپنی اپنی جگہہ پر جاکر مقیم تھے بختیارک اپنے خیمہ مین تھا کہ
چالاک در خیمہ پر آیا اور دربانون سے کہا جاکر ملک جی کو اطلاع کرو کہ چالاک تمھارے
پاس آئے ہین دربانون نے جاکر عرض کیا بختیارک گھبراکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ارے تمنے انکو روکا

کیون جلد با عزاز تمام لاؤ لوگ چالاک کو بلانے گئے بختیارک نے سر و قد اٹھکر تسلیم کی اور گویا ہوا
کہ اے مرشد زادے آج آپ نے بڑا کرم فرمایا آیئے تشریف لایئے بمقتضائے بیت

نگویم بہر تشریف قدومت خانۂ دارم — غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانۂ دارم

چالاک پاس آسکے بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہمارے باپ کو کوئی ضرورت ہوتی تھی تو تمھارے پاس آتے تھے آج ہم بھی آئے ہین کہ تم سے کچھ پوچھین لیکن شرط یہ ہو کہ اگر سچ بتا دو گے خیریت گذرے گی ورنہ یہ خنجر بران دیکھو اُسکو پہچانتے ہو اور ہم بھی مُنہ پھٹ انتہا سے زیادہ ہین بختیارک نے کہا کہ مین تو غلام کا آپ کے غلام ہون جو فرمایئے بجا لاؤن اُسنے کہا سوار قدرت کو بتاؤ کہان ہی بختیارک نے کہا اگر آپ کو ذلیل کرنا منظور ہو تو ذلت دیجئے جو مزاج مین آئے وہ میرے ساتھ کیجیے مگر مجکو قسم ہو اپنے مرشد برحق یعنے آپ کے والد ماجد کی کہ سوار قدرت کا مسکن مین نہین جانتا ہون اتنا شنا ہی کہ وہ آسمان پر رہتا ہی پھر کیا ہو آپکے نزدیک زمین اور آسمان سب یکسان آپ روش صبا پر سوار ہوکر جایئے گا اور مجھے یقین ہو کہ اُسے قتل کیجیے گا یہ تقریر اُسکی سُنکر چالاک سمجھا سچ کہتا ہی یہ حال سوار قدرت کا نہین جانتا ہی ورنہ میرے باپ کی قسم نہ کھاتا آخر ناچار ہوکر وہان سے پھرا اس عرصہ مین رات بھی تھوڑی رہگئی اسنے خیال کیا کہ اب چلکر قہار شعلہ بدن کو مار ڈال سوار قدرت اُسی کا بلایا آتا ہی اُسکے مرنے سے وہ نہ آئے گا یہی سوچتا ہوا خیمہ قہار کے قریب آیا اُس قحبہ نے صحن خیمہ مین پلنگ بچھوایا ہی اور سرا پچے خیمہ کے اُٹھوا کر دور دور سا حرون کی چوکی بٹھائی ہی اور آپ پلنگ پر لیٹ کر پھول سحر کرکے اپنے اوپر بچھائے کہ سارا بدن آگ کیطرح دہک رہا ہی آپ غافل سو رہی ہی چالاک نے دور سے سوائے شعلہ آتش کے جب کچھ نہ دیکھا گھبرایا کہ اب کس کو بیہوش کرون اور کیسے قتل کرون آخر ناچار ہوکر وہان سے بھی پھرا اس اثنا مین نوبت صبح کی بجنے لگی اور ستارے مثل گل باد خزان کے چمن آسمان مین مُرجھا گئے غنچۂ صبح لہلہایا گلشن نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ نظم

سحر گہ از شبستان شاہ خورشید — برون آمد ز مشرق ہمچو امید
جہان پیمان شدہ مثل جوانمرد — بجا را طراف عالم خوش گذر کرد

صبحدم لشکران ہر دو سو خیل خیل و ذیل ذیل آمادہ حرب و پیکار میدان جنگاہ مین وارد ہوئے امیر بھی نماز پڑھ کے تمام اسلحہ زیب قد کرکے در دولت پر آئے شب دارون نے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے نقارون پر چوب پڑی ہر ایک نے تعظیم دی تخت شاہی کے ہمراہ جمسلہ

سردار روانہ ہوے اور بڑے کر و فر سے میدان جنگاہ مین آئے بدستور روز اول مقام رزمی
پاک وصاف ہوا بیلچہ درکار ریت و بلند زمین کو ہموار کرچکے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی
صفین جم گیئن نقیب نقابت کرنے لگے خلاصہ یہ کہ جب دونون لشکر لڑنے پر تلگئے یعنے لشکر لقا
آکر صف آرا ہوا اسوقت امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ سب عیار اپنے سردار کے ساتھ حاضر ہین
لیکن چالاک نہین ہی عیارون سے پوچھا کہ چالاک کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ حاضر ہوتا
ہوا امیر نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ مارے غیرت کے روپوش ہوگیا خنجر مار کر مرگیا سوار قدرت سے لڑ نہ سکا
اب بڑی سبکی ہوئی عیارون نے عرض کیا کہ ہم سب لڑنے مرنے کو حاضر ہین ایک عیار نہو نہ سہی
امیر نے جواب دیا کہ طبل جنگ تو اُسی کے نام پر بجا ہی بات مین تو فرق آیا یہ فرما رہے تھے کہ قہار
ساحرون کے ہمراہ ایک طرف آکر ٹھہری اور آسمان کو دیکھا سوار قدرت فلک کی جانب سے بلا کی
طرح نازل ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلبی کی دست راست کے سردارون نے کہا کل ہمارا
شہزادہ گرفتار ہوا ہی ہمین لوگ آج جائینگے کوئی اور ارادہ سوار کے ساتھ ہم نبرد ہونے کا نکرے
یہ کہ رہے تھے کہ صحرا کیجانب سے گرد اُڑی اور ایک سوار مرکب باد رفتار زیر ران تاج سر پر رکھے
خنجر کمر مین سپر پشت پر اور نقاب چہرے پر ڈالے پیدا ہوا امیر نے اُسکی جانب دیکھا اور وہ بھی مسکرایا
امیر نے پہچانا کہ چالاک ہی دعا فرمانے لگے کہ خداوندا اسکو مظفر و منصور فرمانا اور چالاک سوار قدرت
سے نگاور زن ہوا اور للکارا کہ منم غلام صاحبقران سوار قدرت ہنسکر پکارا کہ ابھی تو میرے سامنے
چھوکرا ہی چل تجکو اپنا ساقی بناؤن گا چالاک نے کہا او بیحیا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی مین تیرا ساقی
اجل ہون تو کیا بکتا ہی اودھر آ لا ضرب مردان عالم سوار قدرت نے جھلا کر تلوار ماری اُسنے
جست کر کے خالی دیکر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ سوار قدرت کی ناک پر پڑا وہ چھینک مار کر بیہوش
ہوگیا چالاک نے کا ٹھی خالی کر کے خنجر مارا کہ سر کٹ جاے مگر خنجر اُچٹ گیا اُسنے جسم پر زور سحر اپنا
سخت مثل پتھر کے بنایا تھا یہ دیکھتے ہی وہ تو بیہوش تھا اور گھوڑے سے زمین پر گرا چاہتا تھا
کہ چالاک نے کمند مار کے اپنے گھوڑے کو بھگایا سوار قدرت بھی کھنچتا چلا اور پتھر اور درخت سے
ٹکرا کر سر پھٹ گیا اعضا ٹوٹ گئے آخر مر گیا صداے دار و گیر بلند ہوئی کہ کشتی سوار قدرت ارقہار کا
رنگ سفید ہوگیا اور بختیارک ناچنے لگا پکارا صلوٰۃ برابراہیم و لعنت برلقا فوج ساحران اور
کافران لینا لینا کہتی چلی اودھر سے امیر بھی اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھتے ہوے آگے بڑھے جسکی
تاثیر سے سحر اثر نہ کرے ابر سیاہ ہر طرف سے گھر آیا پھر تو نظم

بڑھے لڑنے والے کھنچی تیغ تیز	ملی امن کو وان سے راہِ گریز
چلی جس طرف کو وہ جنگی سپاہ	دلاور ہوے جس طرف کینہ خواہ
ہوئی لاش پر لاش اس جا تپان	چمکنے لگے خنجر خون چکان
برسنے لگا آب پیکان تیر	بہادر ہوے سہم کر گوشہ گیر

ہزار ہا ساحر اور لقا پرست مارے گئے لشکر امیر بڑھتا چلا آتا تھا بختیارک نے طبل امان بجوا دیا اور لشکر لیکر پھرا امیر بھی بفتح و فیروزی پھر کر داخلِ بارگاہ ہوئے چالاک کو خلعت عنایت کیا اور بعشرت تمام بیٹھے مگر عیار باہم مشورہ کر کے واسطے قتل کرنے قہار کے روانہ ہوے یہان لقا وغیرہ سب بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین کہ ابر آسمان کیطرف آیا اور بجلی چمکی بختیارک نے کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر فرمائی ہو لقا نے قہقہہ مارا اور کہا ہماری تقدیر کو کون پہچان سکتا ہو دیکھو ہمنے سوار قدرت کو اپنی رحمت نازل کر کے بہشت مین بھیجدیا وہان وہ سیر کر رہا ہو یہ کلام سب حضار ان دربار سنکر کہنے لگے کہ برحق تو جاگتی جوت کا خداوند ہو جو چاہے وہ کرے سب تو یہ کہہ رہے ہین اور بختیارک چپکے چپکے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہو اس گفتگو کے درمیان مین وہ ابر جو نمودار ہوا تھا قریب آیا اور طوفان فیل دندان فرستادہ شاہ طلسم آکر پہونچا سلیمان نے جاکر لشکر اتروا دیا مگر اُسنے وہ کشتیان جو اپنے ساتھ لایا تھا خداوند کو نذر دین اور نامہ بادشاہ ساحران کا دیا آپ سات بار تخت خداوند کے گرد پھرا سجدہ کیا بختیارک نے خداوند پر سے پانی اُتار کر اُسکو پلایا اور کہا یہ احسان یاد رکھنا اس پانی کے پینے سے دس برس عمر ہر روز بڑھتی اور ٹھنڈک رہتی ہو طوفان نے کہا بیشک میرا سارا بدن خنک ہوگیا بختیارک نے چپکے سے کہا جو حرامزادہ آتا ہو وہ جھوٹا ہی آتا ہو قصہ مختصر طوفان برابر قہار کے بیٹھا سبنے دیکھا کہ تین جوڑے اُسکے سر پر بندھے ہین ایک جوڑے سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور دوسرے سے دھوان پیچ و تاب کھا کر بلند ہوتا ہی تیسرے سے سانپ گردنین باہر نکالتے ہین اُسکو دیکھکر ابلیس بھی پناہ مانگتا ہی جسوقت یہ بیٹھا ساقی نے جام لا کر شراب کا دیا اُسنے پیا اور حال پوچھا بختیارک نے سب حال سوار قدرت کے مارے جانے کا بیان کیا اور کہا ملکہ بڑے رنج مین ہین یہ حال سنکر اُسنے کہا کہ ای ملکہ افسوس ہی کہ اتنی بڑی تم ساحرہ ہو اور تمسے کچھ نہ ہو سکا اب تم بیٹھو مین کام خدا پرستون کا تمام کیے دیتا ہون اسکے ان کلامون سے قہار کو بھی غصہ آیا اور گویا ہوئی کہ خداوند فصیل قلعہ پر چلکر تشریف رکھین اور تماشہ دیکھین کہ مین مسلمانون کو ہلاک کرونگی اسکے کہنے سے لقا مع تمام

سرداروں اپنے کے کوہ عقیق پر جا بیٹھا اور قہار نے ایک ناریل جوٹی دار سحر پڑھکے مارا کہ لشکر امیر مین وہ آکر گرا یہ لشکر چوبیس کوس کے گرد مین اترا ہو چالاک چبوترہ کوتوالی پر بازار چارطاق طلقیس مین کھڑا تھا اور ابوالفتح کا ہاتھ پکڑے باتین کر رہا تھا کہ ناریل کا گرنا دیکھا ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور دو کوس پر جا کر ایک کلوار کی دوکان پر ٹھہرا دیکھا کہ ناریل سے مہیب صدا پیدا ہوئی اور شعلے نکلکر باہم جمع ہوکر مثل چادر آتش فشان کے بنگئے اور تمام لشکر پر وہ چادر پھیلنے لگی چالاک یہ آفت دیکھکر پھر بھاگا اور لشکر کی حد سے باہر نکل گیا ابوالفتح اور چند عیار اور بھی بھاگ گئے باقی کل لشکر پر وہ چادر پھیل گئی صرف بارگاہ سلیمانی محفوظ رہی کہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی اور نہ کوئی ساحر اسمین آسکتا ہی اگر آئے تو جل جاے غرضکہ اہل لشکر کو وہ گرمی معلوم ہوئی کہ زبان شدت تشنگی سے منھ کے باہر نکل پڑی اور چادر آتش مین سے آگ برسنے لگی امیر اور بادشاہ اور سردار جو اندر بارگاہ سلیمانی کے ہین وہ تو بچے ہین باقی سب اہل لشکر آفت مین گھرے ہین امیر نے پانی پر اسم اعظم دم کرکے مشکون مین ملوا کر حکم دیا کہ جہان آگ برسے وہان چھڑکو تاکہ جلنے سے بچو لیکن جب تک پانی چھڑکین زمین کرہ نار بنگئی خیمے بارگاہین ہزارون جلین اور ہزارہا آدمی ہلاک ہوگئے لشکر مین ہلچل پڑگئی پانی چھڑکنے سے آتش زمین کی ٹھنڈی ہوتی ہی لیکن وہ چادر تنی ہوئی ہی نہ اُس تک پانی بسبب بلندی کے پہونچتا ہی نہ وہ آفت دفع ہوتی ہی عجب مصیبت ہی کہ

نظم

زمین آگ کی آسمان آگ کا	جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا
جلا اس قدر رشک سے آسمان	ہوا آخر کار آتش فشان
درختوں سے پیدا شرارے ہوے	چمن مین ہر ایک گل ستارے ہوے
بھبھوکے کی صورت تھی ہر اک کلی	زمین گلشن دہر کی یون جلی

خلاصہ کلام لشکری تمام بھاگ کر اندر بارگاہ سلیمانی کے جا کر چھپے لیکن سارا لشکر ایک بارگاہ مین کیونکر سما سکے امیر نے پانی پر اسم اعظم پڑھکر دیا کہ اسکو جسم پر ملو اور یہ سارے لشکر مین وہ آب تقسیم ہوا تاکہ جلنے سے تو بچے مگر اس آگ مین سب طرف سے گھرے ہین اسطرف لقا بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے بندگان دیدید قدرت ہی میرا نام قہار عرض بیرا ہی کہ یا خداوند تیری بہت بڑی قدرت ہے تونے ایک مجھ ایسی بندی گندی ناچیز کو یہ طاقت عنایت فرمائی ہی اب مین سب مسلمانون کا کام تمام کیے دیتی ہون ایک حمزہ مالک اسم اعظم ہی وہ اگر بچ گیا تو پھر بغیر مارے مرجائیگا اگر جیا تو کیا

رفیقون کے غم مین اُسکا بچنا محال ہی بختیارک نے کہا یہ تو سب سچ ہی لیکن ایک تو مسلمانون کو مرنے کی
عادت نہین ہی دوسرے خداوند کے نواسے اس لشکر مین ایرج ہین اور قاسم داماد ہین
کہین خداوند رحم کھا کر تقدیر نہ پلٹ دین لقا جواب دہ ہوا کہ اب کی سب کے ہلاک کی مین نے
مضبوط تقدیر کی ہی اسکو نہ پھیرونگا یہ باتین کر کے فصیل قلعہ سے اُتر کر بارگاہ مین سب آکر بیٹھے
اور ناچ ہونے لگا خوشی کرنے لگے شراب کا دور شروع ہوا بختیارک کہتا ہی دیکھا چاہیے کہ یہی
خوشی روز رہتی ہی یا آج کے دن کی ہی کیونکہ مسلمان ایسی ایسی صعوبتین بہت اُٹھا چکے
ہین اُنکا خدا بڑا زبردست ہی کوئی دم مین معاملہ دگرگون ہوا چاہتا ہی یہی گفتگو تھی کہ چالاک
اپنی فوج کی مصیبت دیکھکر روتا ہوا صورت بدل کے جو چلا بارگاہ لقا مین خدمتگار بنکر آیا مگر
قہار کے پیرون نے خبر دی کہ عیار آیا اُسنے بختیارک سے کہا کہ عیار یہان موجود ہی اُسنے پوچھا
کہ تمھین کیونکر ثابت ہوا اُسنے کہا کہ جب کوئی دشمن آئیگا تو میرا سحر خبر دیگا اور آنکھ پھڑکنے
لگے گی یہ باتین جو چالاک نے سُنین سمجھا کہ یہان جو ٹھہرو گے تو گرفتار ہو جاؤ گے یہ تجھے پہچان
لیگی یہ سوچکر بارگاہ سے نکل گیا دروازے پر صورت بدلے ہوے ابوالفتح کھڑا تھا اُسکو
پہچان کر الگ لیجا کر سب حال کہا اور دل جو حالت لشکر پر بیقرار تھا تو دونون پھر فراش
بنکر داخل بارگاہ حریف ہوے قہار نے کہا ملک جی عیار فی الحقیقت بڑے حرامزادے ہین پہلے
ایک آکر چلا گیا تھا ابھی وہ دوسرا اور لایا ہی بختیارک نے کہا ای ملکہ یہ لوگ بلائے بے درمان
ہین تمھین جیتا نہ چھوڑینگے پھر جان ہی تو جہان ہی اپنی جان بچاؤ کسی ایسے مکان مین جاؤ
کہ جہان فرشتے خان کا بھی گذر نہو مجھے یہ رات تم پر خیریت سے کٹتی نہین معلوم ہوتی صبح
کو لمبی لمبی لیٹی ہوگی ہم افسوس کرتے ہونگے قہار بولی کہ ملک جی جو باتین آپ نے کہین
وہ میرے ظہور مین آئین جو تمنے کہا وہی ہوا اپنی نگہبانی اپنے ہی سے خوب ہوتی ہی سچ ہی
جو مین اپنی محافظ نہونگی تو کون ہوگا یہان سے دو کوس پر ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی
اُسکو کہتے ہین اور سحر ابھی وہان طلسم کا ہی کہ کسی کا وہان گذر نہ ہوگا جو جائے قید ہو جائیگا
مین جا کر وہان رہونگی اور اسم اعظم حمزہ سحر سے بند کر کے آکر ہر ایک کو ہلاک کر دونگی
بختیارک نے کہا اے ملکہ تدبیر تو اچھی ہی لیکن نہ تمھین ہماری خبر نہ ہمین تمھاری مگر خیر
بمقتضاے بیت گر قصد ہی ای حضرت دل کوے بتان کا + تو جاؤ کیا آپ کو اللہ کے
حوالے + یہان سے چلے جانے مین جان بچ جائیگی قہار نے کہا مین تم سے ملنے کی تدبیر

کیے دیتی ہون یہ کہکر دو جادوگرنیون سے حکم دیا کہ جو ملک جی حکم دین تم اُسکو بجا لانا کچھ عذر نہ کرنا
جادوگرنیون نے اپنے سر کے بال نوچکر بختیارک کو دیے کہ ملک جی یہ بال جب تم آگ پر رکھوگے
ہم دونون حاضر ہوکر جو فرماؤگے بجا لائینگے بختیارک نے بال لے لیے اور جادوگرنیان اور قہار
زور سحر اُڑکر چلی گئین چالاک اور ابوالفتح یہ باتین سُنکر ساحرنیون کے چلے جانے سے صحرا مین
آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ باغ جمشید مین چلکر قہار کو مارین اس مین چالاک نے کہا مین جاکے اس
بختیارک کو مارے ڈالتا ہون کیونکہ جو کچھ شرارت ہی اُسی کی ہی ابوالفتح نے جواب دیا کہ کہین ایسا
کام نہ کرنا خواجہ عمرو ہمیشہ ڈاڑھی مونڈنے اور جوتیان لگانے کا خراج اُس سے لیا کرتے ہین وہ
ناراض ہون گے کہ میری آبرو کھوئی چالاک نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر
خدمتگار کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا ادھر بختیارک جب جادوگرنیان جا چکین تو بارگاہ
سے اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا چالاک اسکے ساتھ ہو لیا یہ اپنے خیمے مین پہونچکر کھانا کھاکر شراب
پیکر آرام کیا چاہتا تھا کہ رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی خدمتگار کو پکارا کہ آفتابہ چوکی پر
رکھکر آ یہان چالاک جو خدمتگار بنکر آیا تھا اُسنے پانی وغیرہ مین بیہوشی ملاکر اور خدمتگارون
کو بیہوش کیا اسوقت بختیارک نے جو پکارا آفتابہ لیکر بیت الخلا مین آیا بختیارک اسکو دیکھکر
اپنی جگہہ سے اُٹھکر چوکی پر آکر کھڑا ہوا کہ خدمتگار رجا لے تو مین بیٹھون مگر خدمتگار نے کہا کہ ملک جی
ہگنا تو ہگا موتنا تو مارے ڈالونگا اب بختیارک گھبرایا اور گویا ہوا کہ کیون بے حرامزادے
مالکون سے ایسی ہی گفتگو کرتے ہین چالاک نے کہا ہم ایسے مالک کا منھ مہری مین دے دیتے ہین
بختیارک ان باتون سے جھلاکر پکارا کہ کوئی حاضر ہی چالاک نے کہا ہمارے سوا کوئی حاضر
نہین اور موت تو ہر وقت ساتھ رہتی ہی بختیارک ان باتون سے سمجھا کہ شاید عمرو طلسم
سے آگیا ہو یہ جانتے ہی جھک کر بادب سلام کیا اور کہا آپ طلسم سے کب تشریف لائے یہ
آفتابہ اور سب میرے خیمے کا مال اسباب آپ کی نظر ہی چالاک نے کہا یہ میرے کس کام کا ہی اگر
والد ہوتے تو زنبیل مین رکھ لیتے مجکو ہزار روپیہ روزانہ میر عنایت کرتے ہین وہی میرا خرچ
ہی مین تیرے پاس اسلیے آیا ہون کہ ہمیشہ عمرو پر تو نے احسان کیا ہی جو مشکل ہوئی ہی وہ بمصداق
بیت مشکل ز توجہ تو آسان ٭ آسان ز تغافل تو مشکل ٭ تجکو قسم ہی لقا کی سچ بتا دے کہ
قہار کے پاس کیونکر جاؤن چالاک نے منت سماجت کرکے پوچھا کہ شاید تبلا دے لیکن بختیارک نے
نہ تبلایا اسوقت اُسکو بیہوش کرکے چالاک درہ کوہ مین لایا اور لشکر اسلام کی بیقراری

دیکھکر دل تو جلا ہوا تھا ہی لکڑیان کچھ جمع کرکے آگ سُلگا کر کسوت عیاری سے کڑھائی اور تیل نکالکر کڑھائی آگ پر رکھکر تیل گرم کیا اور بختیارک کو ہوشیار کر دیا جو آنکھ کھلی دیکھا مین بندھا ہون ادھر چالاک نے کرچھے سے تھوڑا سا تیل جلتا ہوا اسکے جسم پر ڈالا کہ یہ بلبلا گیا اُس پر غصہ پوچھا کہ اے نطفۂ شیطان جلد بتا کہ قہار کہان ہو نہین تو مار ہی ڈالونگا جہان لشکر اسلام پر یہ آفت ہو وہان تجھے بھی جہنم رسید کرونگا اور اسی کڑھائی مین تلونگا اُسنے کہا کہ مجھے کھولدو تو بتا دون چالاک نے کھول دیا اور کہا اگر کچھ حرمزدگی کی تو یہ سمجھ لینا کہ مین نہین ہون بختیارک سوچا کہ میان جان ہو تو جہان ہو اس اثنا مین چالاک نے تیل کا ایک چھینٹا اور دیا کہ یہ تڑپ گیا اور جلدی سے بال جادوگرنیون کے آگ پر رکھے پھر تو بقول نسیم **بیت**

بال آگ پر رکھتے آندھی آئی
وہ دیو کی بال باندھی آئی

دونون جادوگرنیان حاضر ہوئین اُسنے کہا ملکہ قہار کو بلا لاؤ وہ چلین اور باغ جمشید مین پہونچکر ملکہ سے عرض کنان ہوئین کہ ملک جی آپ کو درہ کوہ مین کھڑے بلاتے ہین قہار یہ سُنتے ہی اُٹھی اور سمجھی کہ اکیلے مین شیطان خداوند نے جو مجھے بلایا ہو یقین ہو کہ کوئی تماشہ قدرت خداوند کا دکھائے گا یا مجھ سے کچھ راز کی باتین کریگا یہ سوچکر کنیزون سے کہا تم ٹھہرو مین اکیلی جاؤنگی غرضکہ تنہا اُڑکر پاس ملک جی کے پہونچی چالاک اُسکو دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور بختیارک دوڑکر قدم پر گرا چیکے سے کہا ملکہ مجھے عیار پکڑ لایا ہو مارے ڈالتا ہو اور سب حال کہدیا قہار اسکے کہنے سے چار طرف دیکھنے لگی چالاک نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ یہ ہر سمت نگران ہی سمجھا بختیارک نے کچھ حال کہدیا یہ سمجھکر کلہ گوپھن مین پتھر رکھکر مستعد ہوکر ٹھہر اگر قہار نے جب کہین عیار کو نہ پایا بختیارک کی جانب دیکھا اُسنے ہاتھ اونچا کرکے اوپر کو بتایا قہار پہاڑ کے اوپر چلی کہ پکڑ لاؤن چالاک نے پتھر گوپھن کا چرخ دیکر مارا اسکے سر پر جو پڑا سر پھٹا گیا بیٹھ گئی مگر جسم اپنا کرغت ایسا بنایا تھا کہ ہلاک نہوئی چالاک گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا پس جلدی تمام سرکوہ پر اُٹھکر ایک سل ہزار من کی ڈھلکا دی کہ قہار سنبھل کر دوبارہ اُٹھکر چلی تھی کہ جو پتھر گرا اسکے نیچے پڑا اٹھا ہوکر رہگئی دم پٹر پھڑاکر نکل گیا غل شور اور تاریکی ہوئی کہ کشتی قہار شعلہ بدن جادو اور بختیارک بھاگ کر درہ کوہ مین غار کے اندر چھپ رہا کہ مجھپر آفت نہ آئے اور چالاک پہاڑ سے اُترکر ڈھونڈھنے لگا کہ اس شیطان حرامزادے کو جوتیان لگاؤن اُسنے قتل کرانے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا غرضکہ ہر سمت آکر ڈھونڈھنے لگا جب کہین پتہ نہ چلا شادان و فرحان لشکر کی طرف چلا

یہان کل لشکر اسلام پر سے وہ چادر آتش دفع ہو گئی ہر ایک نے رہائی پائی امیر نے سجدۂ شکر بدرگاہ دافع البلیات ادا فرمایا اُسوقت چالاک نے آکر سلام کیا اور سب کیفیت عرض کی امیر نے اسکو خلعت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ جلسۂ انبساط آغاز ہو ناچ ہونے لگا ادھر بختیارک بھی غار سے نکلکر اپنے لشکر مین آیا نوکر اسکے سب ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسکے آنے سے خوشنود ہوئے مگر یہ بارگاہ لقا مین آیا اور کہا یا خداوند خبر منگوا ئیے وہ چادر آتشین لشکر اسلام سے دفع ہو گئی قہار آپ کی جہنم واصل ہوئین یہ کہکر سارا ماجرا کہ سنایا لقا نے کہا کہ ہم کو حمزہ کے حال پر رحم آگیا ہمنے تقدیر پھیر دی یہ باتین تھین کہ طوفان اپنے خیمے سے بارگاہ مین آکر بیٹھا اور کہا ملکہ نہین معلوم کہان گئی ہین بختیارک بولا کہ وہ بہشت نصیب ہوئین طوفان گویا ہوا کہ ملک جی بد کلمہ منھ سے نہ نکالو بختیارک جواب دہ ہوا کہ بد و نیک مین کچھ نہین جانتا ہون مجھی سے بلوایا او یار ڈالا دیکھو ہمارے دل مین بھی پھپھولے پڑے ہین اور تن پر بھی چھالے ہین یہ کہکر جسم برہنہ کر کے وہ تیل کے چھینٹے دکھائے اور سارا حال کہا فیل دندان حیران ہوا ہوش اُڑ گئے کہ عیار بڑے زبردست ہین بختیارک نے کہا اب تم اپنی خیر مناؤ لڑو نہین خداوند پاس رہو پھر کچھ لینا فیل دندان سمجھا کہ شیطان سچ کہتا ہے لیکن کیا کرون شہنشاہ ساحران کہے گا کہ تجھ سے کچھ نہو سکا بہتر ہے کہ عرضی لکھون جیسا جواب آئے ویسا بجا لاؤن غرضکہ اُسنے عرضی تحریر کی اور کل کیفیت یہان کی لکھی اور لقا نے نامہ لکھا کہ اے شاہ جادوان جو جادوگر تم بھیجتے ہوا اُسکو غرور رہتا ہے ہم اُسکو غارت کر دیتے ہین کوئی ایسا زبردست بھیجو کہ ہمکو راضی رکھے اور کام خدا پرستون کا تمام کرے یہ مضمون مع عرضی فیل دندان کے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجۂ اُٹھا کر افراسیاب پاس لایا اُسنے عرضی اور نامہ پڑھکر فکر کی کہ کس شخص کو بھیجون جو صاف باطن ہو اور کام ان خدا پرستون کا تمام کرے ایک ایسا شخص چاہئے کہ عیار اُسپر غالب نہ آسکین اور بیہوشی اُسکو تاثیر نہ کرے خلاصہ کلام یہ لو اس فکر مین ہے لیکن بمقتضائے بیت

زجر سخن گوہر آرم بکف ✤ نویسم یکے داستان شگرف ✤

یعنے جسوقت کہ نخلبند حدیقۂ عیاری و گل چین باغ طراری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو باغبان قدرت جو گرفتار کر کے لے گیا راہ مین ایک باغ اُسنے اپنی سیر کے لیے بنایا ہے وہان آیا یہان چارسو لونڈیان نازنینان مہر صورت حاضر تھین اُنھون نے مجرا کیا عمرو سحر مین مسحور ہے اسکو بٹھا دیا آپ مسند پر بیٹھکر دم لینے لگا کنیزون سے اختلاط کرنے لگا دو ایک کنیزین جو منھ چڑھی تھین اُنھون نے پوچھا کہ یہ شخص جو گرفتار ہے کون ہے اُسنے کہا عمرو عیار ہے ایک لونڈی بولی آپ ناحق اسکو پکڑ لائے کیونکہ جو اسکے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ

مارا جاتا ہی آپ اسکو چھوڑ دیجیے اسنے بڑے بڑے ساحر مارے ہین سرکشون کے سر اُتارے ہین آپ
شاہ طلسم سے کہدیجیے گا کہ عمرو مجھے نہین ملا یہ گفتگو باغبان سُنکر لونڈیون پر خفا ہوا اور ایک طمانچہ
کنیز کے مارا کہ مین نمک حرام نہین ہون جو شاہ کے حکم سے گردن تابی کرون اسوقت عمرو نے بھی موقع
پاکر کہا ای باغبان میرے ساتھ دشمنی کرنا بہتر نہین ہی میرا کچھ نہین جائیگا مین ایک ٹکے کا پیادہ ہون
مارا گیا تو کیا اور زندہ رہا تو کیا مگر جو تو مارا گیا تو پھر کیسی ہوئی اس گفتگو مین عمرو مصروف تھا کہ ایک
طائر اُڑتا ہوا آیا اور سب باتین سُنکر سامنے شاہ جادوان کے گیا جملہ تقریر یہان کی اُس سے بیان کی
افراسیاب نے کہا وزیر میرا نمک حلال ہی وہ ضرور عمرو کو لائیگا ہمارے پانچ چار جو چیدہ اور منتخب
ساحر ہین انھین مین سے وہ بھی ہی یہ تو تعریف کر رہا ہی مگر باغبان باغ سے لیکر عمرو کو پھر روانہ
ہوا لیکن حال سُنیئے کہ برق فرنگی بھی جنگل مین ہر تلاش عمرو پھر رہا تھا کہ دیکھون اُستاد
سے اور باغبان سے کیا معاملہ درپیش ہوا اسکو ایک ساحر نے پھرتے دیکھکر پکڑ لیا اور لیکر
چلا راہ مین اسکے ایک دوست کا مکان تھا وہان برق کو لایا وہ دوست اسکی ساحرہ
ہی نازک اندام جادو نام اُسنے جو برق کو دیکھا تو اسپر فریفتہ ہوگئی اور اس ساحر کی پشت پر آکر
عین غفلت مین ناریل سحر پڑھکر مارا کہ اُسکے سینے کے پار گذر گیا غل اور شور ہوا مگر اُسنے برق کا ہاتھ
پکڑکر بٹھایا اظہار تعشق کیا برق تو عیار بے بدل ہی اسکو اپنے اوپر شیفتہ پاکر اُسی کی محبت کا دم بھرنے
لگا اور شراب منگواکر اپنے ہاتھ سے اسکو جام بھر کر دیا لیکن آنکھ بچاکر بیہوشی اُسمین ملادی کہ
ساحرہ جام پی کر بیہوش ہوگئی برق نے سارے کپڑے اُسکے اُتارکر زیور وغیرہ لیکر سر اُسکا
کاٹ ڈالا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ عمرو کو باغبان لیے
جاتا ہی برق راہ کاٹ کر کنارے دریا کے اس طرح آیا کہ یہ معلوم ہو جیسے اُس پار سے دریا اُتر کے
آیا ہی اور قریب آکر سلام کرکے ایک نامہ افراسیاب کی طرف سے دیا اور زبانی بھی کہا کہ آپنے
مجھے کاہے کو بیچانا ہوگا مین کنیز ہون شہنشاہ نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہی اور فرمایا ہی کہ ہمنے عمرو
کو گرفتار کرنے کے لیے تمھین بھیجا تھا تمنے بڑی دیر لگائی اب جلد لیکر آؤ ہم منتظر ہین باغبان نے
اسکی تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب مین اپنے باغ مین تھا اسوقت طائر سحر آکر خبر لے گیا تھا
شہنشاہ نے پھر اس کنیز کو کیون بھیجا اس مین معلوم ہوتا ہی کچھ دھوکا ہی یہ سوچکر منھ سے اُف
جو کی برق زمین پر گر کر لوٹنے لگا اُسنے کہا سچ بتا تو کون ہی برق نے کہا سچ تو یہ ہی کہ سامنے
درہ کوہ مین میرا مکان ہی اور مین ساحرہ ملازم شہنشاہ ہون باغبان کو اس بدلی ہوئی

تقریر سے اور زیادہ خشک ہوا اور ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر سحر پڑھکر پھینکی برق کمر تک زمین مین غرق ہوا باغبان نے کہا اگر سچ سچ اپنی حقیقت کو تو بتا دے تو قسم ہی سامری کی کہ تجھے چھوڑ دونگا نہین مار ڈالونگا برق نے دیکھا کہ اگر جھوٹ بولے اور زمین مین آگئے ناچار گویا ہوا کہ عیار برق فرنگی میرا نام ہی استاد کو اپنے چھڑانے آیا تھا خود ہی گرفتار ہوگیا باغبان نے اسکے سچ بولنے سے چٹکی بجائی دو جادوگر پیدا ہوے اور بغلون مین ہاتھ دیکر برق کو زمین سے دونون نے کھینچ لیا باغبان نے سحر کر دیا اور لکھا کہ اسکو ہمراہ لیتا آؤن یا نہ لاؤن ساحر بہت جلد عرضی خدمت شاہ طلسم مین لے گئے اسنے پڑھکر جواب لکھا اور عیارون سے کچھ مطلب نہین تمنے برق سے سچ بولنے پر رہا کر دینے کا اقرار بھی کیا ہی اسپر احسان کرکے چھوڑ دو اور عمرو کو یہان لے آؤ جب یہ جواب عرضی باغبان کو پہونچا پڑھکر برق سے گویا ہوا کہ تم سب کو گرفتار کر لینا کچھ بات نہین ہی مین تجھپر احسان کرتا ہون کہ تجھے چھوڑے دیتا ہون جا اب کبھی شرارت نہ کرنا یہ کہکر سحر اسپر سے اُتار لیا برق نے کہا کہ مینے تو کوئی دقیقہ تیرے مار ڈالنے مین باقی نہ رکھا تھا مگر قضا تیری نہ تھی اور اُستاد کی قسمت مین گرفتاری تھی خیر یار زندہ اور صحبت باقی بقول شخصے فرد

اچھا کیا جو آپ نے باندھا ہی مجھے ہیر		جیتے رہے تو سمجھینگے اور مر گئے تو خیر	

باغبان نے کہا شاباش مردان عالم چنین ہمت دارند یہ کہکر بازو عمرو کا پکڑ کر اُڑ گیا برق روتا ہوا مجبور وہان سے پھرا اور باغبان سامنے شاہ جادوان کے عمرو کو لایا اور عرض کیا یہ مجرم حاضر ہی یہ کہکر سامنے پیش کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ اے عمرو بقول جرأت غزل

مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری		پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری	
ایسے ہوے متوالے جینے کے پڑے لالے		تجھے زہر کے سو پیالے اک جام گرفتاری	
کیون دام مین گھبراتے صیاد کو گر پاتے		کیا چمن سے کٹ جاتے ایام گرفتاری	
تا روز شمار انکا ہوئے نہ شمار اصلا		کیا کہیے کہ ہین کیا کیا آلام گرفتاری	

اب کوئی دم کے تم مہمان ہو عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ مین سب طرح کی قدرت ہی مجھ ادنے شخص کا زور کیا چل سکے آپ کو لازم ہی ایکی مرتبہ مجھے اور چھوڑ دیجیے اور قلم عفو میرے حرف جرائم پر پھیر لیجیے مین اسکا احسان تمام عمر مانونگا افراسیاب نے کہا کئی بار تجھکو چھوڑ دیا اور تو نے مجھکو ذلیل کیا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا جو آپ فرماتے ہین سچ ہی مجھے بھی یاد ہی باغ عیش مین حضور کے لیے بڑی ذلت ہوئی تھی غرض الماضی لا یذکر مضی ما مضی وہ باتین

جانے دیجیے خداوند لقا نے جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اس گفتگو سے افراسیاب کا دل پر سرحم
آیا تھا کہ حیرت نے دیکھا کہ بڑا ستم ہوا عمرو فقرہ دیکر چھوٹا چاہتا ہو بس پہلو سے شاہ طلسم سے
اُٹھکر قریب عمرو کے آئی اور دو تھپڑ مارے لات اوپچی کی کہ موے جوانا مرگ دغا باز جلیے شہنشاہ
کو دم دیا چاہتا ہو ہمکو تو نے موم کا سمجھا ہو کہ جب پایا پگھلا لیا تیری بات سُننے والے کو کیا نہ کو سون
غارت ہو دیکھ تو تجھے کس طرح قتل کرتی ہون یہ عتاب عمرو دیکھکر رونے لگا اور دل سے
پکارا کہ خداوندا اب زیادہ مجھے ذلت نہ دلوا تو عالم الغیب ہو خوب جانتا ہو کہ مین کافرون ساحرون
کو قتل کرنے آیا ہون تا کہ تیرا دین جاری ہو الٰہی میری مدد کر دعا مانگتے ہی عمرو کے دلکو تسکین ہوئی
چہرے پر سرخی آگئی افراسیاب نے پوچھا کہ ای عمرو تو مردے کی طرح پڑا تھا لیکن اب کچھ خوش معلوم
ہوتا ہی عمرو نے کہا میرے خدا نے مجکو تسکین دی شاہ نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ
میرا خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی جسنے تمام طلسم دُنیا کو بارشاد کلمۂ کن خلق فرمایا تجھ ایسے ساحر اور
منکر کو یہ رتبہ عنایت کیا کہ اُسکے خاص بندون پر جبر و تعدی کرتا ہی اب مجکو اس وقت ہدایت
عالم غیب سے ہوئی کہ تو گھبرا نہین افراسیاب کو تو ماریگا اور تیرا کوئی کچھ نہ کر سکے گا اور اس چڑو
حیرت کو اگر مین نے بڑی ذلت سے نہ مارا تو اپنا نام نرکھا حیرت یہ تقریر سُنکر ڈری اور دل
کڑا کرکے بولی کہ ارے او موے جلساز تو مجھے دھمکاتا ہی اب اپنی خیر منا عمرو نے کہا ارے قحبہ
لونڈی گہنا لباس پہنکر اترا گئی ہی تو نام میرا عمرو تجھے جرنا ٹوپی پہناکر کوے ہکنی بنایا ہوگا اتفاق
سے افراسیاب نے حیرت کے باپ کو کچھ روپے دیے تھے اُسوقت عمرو نے لونڈی جو کہا
حیرت بہت جھیپی اور کہا ارے ایسے تیسے میرا لونڈی پن ثابت تو کر عمرو نے جواب دیا کہ اپنی
امان اور باوا سے پوچھ لے اب تو حیرت اور بھی زیادہ جھیپی اور فرط غضب سے تھرتھر کانپنے
لگی عمرو نے کہا قاعدہ ہی کہ لونڈی کو جو لونڈی کہو تو وہ روتی ہی اور بی بی کو جو لونڈی کہو تو ہنستی
ہی یہ رونا تیرا عین دلیل کنیز ہونے پر ہی اس گفتگو مین ابرلق کوہ شگاف نے اور سرمایہ برق انداز
نے کہا ای ملکہ یہ جب چپ ہوگا جب اسکا سر کاٹا جاے گا آپ اسکو قتل کریے اور اسکے منھ نہ لگیے
حیرت نے کہا اے شہنشاہ اسکو جلد قتل فرمایئے افراسیاب نے اسکے کہنے سے کتاب سامری دیکھی
کہ عمرو کی نسبت کیا کیا جاے کتاب مین لکھا تھا کہ عمرو کو حیرت کے حوالے کرو وہ اُس ملک
مین لیجاے جو خاص اُسکی حکومت مین تو نے دیا ہی اور اصل مکان اُسکے رہنے کا ہی وہان لیجاکر
عمرو کو قتل کرے کس لیے کہ جہان خون اُسکا گرے گا وہان آبادی نرہے گی اور وہ مقام اور ساکن

اُس جگہ کا دونون برباد ہوجائینگے عمرو ایسا گنہگار سامری ہو کہ خداوند سامری جہان اُسکا خون گرے گا وہان آب رحمت نہ برسائینگے یہ معلوم کرکے حیرت کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے ملکہ ذرا کتاب تم تو دیکھو کہ اسمین کیا لکھا ہو حیرت نے مسکرا کر آنکھون کو گردش دیکر گات اپنی دکھا کر جھک کر کتاب کو دیکھا اور حکم پڑھکر عرض رسا ہوئی کہ مین لیے جاتی ہون اسمین ساحران حاضر دربار پکارے کہ اے شہنشاہ ہمکو آثار کچھ بیہوشی آنے کے معلوم ہوتے ہین کسی نے کہا میرا دماغ خشک ہوا جاتا ہو شاہ طلسم نے کہا کچھ بو آتی مجھے بھی معلوم ہوتی ہو عمرو نے جواب دیا کہ رستم کی دھاک مارتی ہو حیرت نے کہا قربان جمشید سامری کے میرا جی چاہتا ہو کہ موئے کی گردن اپنے ہاتھ سے مارون وہی حکم کتاب مین بھی نکلا عمرو بولا کہ وہی بھڑوا سامری ہو جسکا تابوت چالیس گز کا لٹکا ہوا ہو اور اُسمین سے کوئی شیطان صدا دیتا ہو پانچ کوس تک آسمان سونے کا اُسکے مُنھ پر بنا ہو حیرت اور افراسیاب یہ کلام سُنکر گھبرائے اور مستفسر ہوئے کہ تو سامری کی سرکار کو کیا جانے عمرو نے کہا مین ان سب خداؤن کے پاس روز جاتا ہون اور جو وہ حکم کرتے ہین اسکے بموجب تم لوگون کی نسبت عمل کرتا ہون اتنا جانتا ہون کہ حیرت کی قضا آئی ہو حیرت یہ سنتے ہی اُٹھی اور بولی کہ کچھ ہی کیون نہو مین تجھے آج بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی اور چاہا کہ مین پنجہ دیکر اُڑا کر لیجاے کہ افراسیاب نے کہا ہان ہان اے ملکہ تمھاری یہ لیاقت نہین جو اسکو اُٹھا کرے جاؤ زمرد جادو اور یاقوت جادو سے کہو وہ لیجائینگی تم باحشم وخدم بعد کو یہان سے جانا اور کام اسکا تمام کرنا یہ گفتگو سنکر حیرت خوش ہوئی اور کہا حضور میری قدر و منزلت کرنے والے جب تک گنگا جمنا مین پانی رہے جب تک سلامت ہین اچھا اے زمرد تو اُسکو لیکر چل مین بھی آتی ہون اور اے یاقوت تم شل محافظ کے ہمراہ جاؤ نہایت احتیاط سے میرے باغ مین لیجا کر اسکو رکھو مین آکر قتل کرونگی زمرد اور یاقوت نے حسب ارشاد تخت بزور سحر تیار کیا اور عمرو کو منتر سے بے حس وحرکت کرکے اُسپر بٹھایا لیکر روانہ ہوئین عمرو کی آنکھین کھلی ہین اور زبان قابو مین ہو باقی سب اعضا بیکار ہین کوہ و دشت طلسم کو دیکھتا خدا کو یاد کرتا چلا آتا ہو یہان تک کہ ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا چاردیواری اس شہر کی آئینے کی ہو اور تصویرین صحرا و باغ وممالک کی آئینون مین بنی ہین کسی جا نازنینون کے جلسے اور رنگ پاشی کی تصویر ہو کسی مقام پر شاہون کی شکارگاہ کا نقشہ بصد خوبی کھنچا ہو در قلعہ بصد شان وشوکت تعمیر ہو اسقدر بلند ہو کہ فکر مہندس اُسکی برتری کو نہ پہونچے اور ذہن اندیشہ وہان تک جانے سے قاصر رہے ہر کنگرہ اُس کا گنبد چرخ سے مقابل اور ہر مینار اُسکا

طارم فلک سے برتری مین کامل کہ بمقتضائے ابیات

سر قلعہ است بر کوہ فلک سر
بنا کردہ ز سنگ و آہن و زر
بلند از فکرت ہر دوربینی
ز برج آسمان بالانشینی
نپرد بر فرازش مرغ تدبیر
شود اندیشہ اندر نیم رہ پیر
نباشد پاسبانش را بدل پاک
ز جاسوس خیال دزد ادراک
چو خواہد چرخ بوسہ آستانش
ز ہمت کردہ باشد نردبانش

ہزارہا ساحر دروازے پر نگہبان تھا دروازہ کھلا تھا زمرد اور یاقوت اندر شہر کے داخل ہوئین عجب حسن آباد اور دلکشا شہر دیکھا کہ جسکی رونق کے سامنے بستی ستارون کی فلک پر اُجاڑ نظر آتی تھی ہر ایک عمارت اُسکی قصور بہشت شداد پر طعنہ زن تھی اور دوکاندار پوشاکین عمدہ اور پر تکلف پہنے تختون پر جلوہ گر تھے تحفہ اسباب نادرہ روزگار اور اشیائے نفیس سامنے رکھے بیع و شرا مین سرگرم تھے ستے کٹورے کھنکاتے تھے دلال خریدارون کو بلاتے تھے کہ بمصداق نظم

ہر دکان تھی بجی دلھن کی طرح
صاف آراستہ چمن کی طرح
گل فروشون کی ایک سمت قطار
ہر جگہ پر تھے پھولون کے انبار
کوئی دیتا تھا اس طرح کی صدا
لے یہ بدھی وہ ہو جو البیلا
اک طرف تھا وہ کنجڑون کا نکھار
خار کھائے چمن مین آنپہ بہار
پان والون کے گرہون صف بیان
سرخ یاقوت کی طرح ہو زبان
بیٹھے ہین اس غرور و نخوت سے
جیسے حاکم یہی ہین بنگلے کے
تھی جو تنباکو والے کی دوکان
طرفہ سامان نرالی اُسکی شان
ایک جانب کو تھے جو خوشبو ساز
اُنکی دوکان کا نیا انداز
نکہت عطر غم کو کھوتی تھی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
کیا دوکان کلال کی ہو صفت
عقل حیران ہے دیکھکر صنعت
مٹی کی کب نبالی تھین پریان
قاف سے اُڑکے آئی تھین پریان
نیچے بند ایک سو قرینے سے
تیچے اپنی دوکان مین باندھے تھے
تھی وہ عطار کی لطیف دکان
جملہ امراض کی دوائین وان
بیٹھے تھے کچھ علاقہ بند وہان
اپنی اپنی سجے ہوئے تھے دکان

حسن بندش کا اُنکے کیا کہنا   کام تھا عمدہ گو نہ تھا گہنا
کہیں دکانون مین بیٹھے سادہ کار   کر رہے تھے انگوٹھیان تیار
ایک جانب کو بیٹھے تھے صراف   لکھون اُنکے چلن کے کیا اوصاف
کہین ایک ہنڈوی سکھارتا تھا   دیکھتا تھا کوئی بہی کھاتا
پوچھتا تھا کسی سے یون دلال   مُہر کا بھاؤ کیا ہی کندن لال
قابل دید جوہری بازار   ہر دکان غیرت عروس بہار
خوشنما ایک سو تھا بزازہ   ہر طرح کا وہان تھا تھان نیا
تھے وہ شیرین زبان حلوائی   روح فرہاد صدقے ہوتی تھی
اک طرف نان بائی بیٹھے تھے   شیرمال و کباب بیچتے تھے
اک طرف ساقیین پری پیکر   جان انسان دیتے تھے جن پر
ہر طرح کا غرض وہان تھا جماؤ   دل کہے یان سے اب نہ پھر کر جاؤ

قصہ کوتاہ عمرو سیر دیکھتا ہوا اور دل سے نیت کرتا ہوا کہ اس شہر کو خوب لوٹونگا قریب ایک باغ کے پہونچا زمرد اور یاقوت تخت اندر باغ کے لائین یہ باغ زوجہ بادشاہ طلسم کا ہی اسکی خوبی کا کیا کہنا در باغ جواہر نگار تھا اندر گلزار جواہرین طرحدار تھا ہر نخل ہرا بھرا پھلا پھولا ثمردار گلبون سے لدا ہوا تھا روشین جواہر آگین گلشن سپہر کو شرماتی تھین مہندی کی ٹٹیان مینا کار نظر آتی تھین نظم

خوشا آب و ہواے دلکشا را   کہ فرحت مے فزاید آن دل آرا
ازو خلد برین یک قطعہ باغے   بلا دو ہر را چشم و چراغے
کہ آن باغ آبروے ہفت کشور   نگاہ از دیدن او تازہ و تر
بود نشو و نما آنجا روان را   بہار دیگرست آن بوستان را
صفاے شام را آنجا مبر نام   چہ نسبت صبح صادق راست باشام

ہزارون قصر و ایوان عظیم الشان پتھر کے تعمیر تھے جواہر کا کام اُنپر کیا تھا چشم حیران کا نیا تماشہ تھا لیکن حیرت ازبسکہ پاس افراسیاب کے رہتی ہی اس باعث سے کچھ فرش وغیرہ سامان نہ تھا خواصین اور مالنین اپنے اپنے مقام پر ساکن تھین زمرد و یاقوت کے آنے سے سب حاضر ہوئین انکو باادب سلام کیا اُنھون نے کہا کہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین بہت جلد اس جگہ کی آراستگی کرو تمنے باسی گھر ڈال رکھا ہی دیکھو تو ملکہ اگر خفا ہوتی ہین کہ جھاڑو بھی یہان نہین دلواتی ہو

کنیزین یہ خبر سنتے ہی سرگرم کاروبار ہوئین چھٹ پردے چلمنین وغیرہ درست کین فرش قاقم وکمخاب کا
بچھایا زینت بخش ریاض رضوان اُس باغ کو بنایا زمرد اور یاقوت نے عمرو پر سے سحر دفع کرکے
اُس مکان کی ایک کوٹھری مین بند کر دیا اور تین قفل برابر ران شتر کے فولادی لگا دیے اور سحر
کر دیا کہ کوٹھری کے دروازے پر شعلے آگ کے چرخ مارنے لگے اور اژدہے منھ پھیلا کر بیٹھے غرض
اس طرح قید شدید مین مبتلا کرکے آپ بھی انتظام کرنے لگین مکان اور باغ کو دولھن کی طرح
خوب سجایا اور چبوترہ بلورین پر فرش بچھوا کے آپ بیٹھین اور انتظار ملکہ حیرت کا کرنے لگین لیکن
عمرو جو کوٹھری مین بند ہوا وہان سجدہ شکر درگاہ خدائے تعالیٰ ادا کیا کہ مین نے ان ساحرون
کے ہاتھ سے نجات پائی اور خنجر لیکر زمین کو کھودنے لگا دیکھا کہ زمین یہان پتھر کی ہے اور فولاد سے
بھی زیادہ سخت ہے اسوقت تو گھبرایا اب کیا کرون اور اُسی حالت اضطرار مین دعا کرنے لگا
کہ یا حضرت ابوالبشر دادا جان کوئی طریقہ عیاری تعلیم فرمائیے اس دعا کرنے سے چونکہ نظر کردہ
ہفت پیغمبران ہین فی الفور تائید غیبی ہوئی اور ذہن مین تدبیر عیاری آگئی ایک آدمی زنبیل سے
گنہگار وا جب القتل نکالکر بیہوش کیا اور اُسکی زبان مین دوا ایسی لگا دی کہ منھ مین زبان پھول
گئی اور گویائی موقوف ہوئی پھر اسکو مثل اپنی صورت کے بنا کر وہین لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر
قریب دروازے کے کونے مین بیٹھ رہا یہان زمرد اور یاقوت انتظار مین تھین کہ ملکہ حیرت
بڑے عظم وشان سے اپنے مکان مین آئی اہلکار اور منتظمان سلطنت نذرین لیکر حاضر خدمت ہوئے
لیکن اپنے وزیرزادیون سے پوچھا کہ تم نے عمرو کو کیا بنا زمرد نے عرض کیا کہ کوٹھری مین بند ہے
حیرت خفا ہوئی کہ تمنے بڑا غضب کیا وہ دزد وہان سے نکل گیا ہوگا انھون نے کہا کہ کیا مجال ہے
حضور چلین اور ملاحظہ فرمائین نہایت محکم اور حفاظت کے طور پر ہمنے اُسے رکھا ہے یہ سنکر حیرت
اُنکے ہمراہ کوٹھری کے در پر آئی اور زمرد نے سحر پڑھکر آتش اور اژدر دفع کیے قفل کھولکر
دروازہ وا کیا عمرو متصل دروازہ تو بیٹھا ہی تھا اور بہ سبب گلیم کے کوئی اُسکو نہ دیکھ سکتا تھا
دروازہ کھلتے ہی نہایت آہستہ سے باہر نکل آیا اور باغ مین آکر ٹھہرا ادھر حیرت نے دیکھا عمرو
لیٹا ہوا ہے کہا موا مونڈی کاٹا مکر کیے پڑا ہے دیکھو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے مرگیا یہ کہکر زمرد سے
کہا کہ جا اس مکار کو اندر سے نکال لا زمرد اندر گئی اور حیرت سب کو لیے دروازے کو گھیر کر
کھڑی ہوئی اور سحر پڑھنے لگی کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر یہ بھاگ جائے آخر زمرد عمرو کو بزور کھینچ
مین داب کر باہر لائی اور حیرت نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ بمجرد حکم قلماقنی نے حاضر ہوکر تسلیم کی

اُسکو ارشاد کیا کہ اس مجرم کا سر جلد جدا کر قلماقنی نے دوڑ کر خنجر مارا کہ سر عمرو مصنوعی کا جدا ہو گیا اور
خون کا تھالا بندھ گیا لاشہ تڑپنے لگا اسنے حکم کیا کہ دھڑ اُسکا لیجا کر کسی مزبلے پر پھینکدو اور سر کو لیکر
ایک خوان مین اپنے ہاتھ سے رکھکر کسنا کسکر خوان پوش جھالردار زردوزی کے کام کا اُسپر ڈالکر
زمرد اور یاقوت کے حوالے کیا کہ شہنشاہ ساحران کے پاس لیجاؤ میری جانب سے بھی مبارک باد
دینا اور نذر خوشی کی گذراننا اور پوچھنا کہ قتل عمرو کا جشن کہان فرمایئے گا کس لیے کہ جیسا حکم ہو
ویسا کیا جاے زمرد اور یاقوت ساحر کے سر پر خوان رکھکر حسب الارشاد ملکہ روانہ ہوئین اور
باغ سیب مین پہونچین شاہ طلسم اور تمام اہل دربار نے دیکھا کہ زمرد وغیرہ خوان جس پر جواہر دوز
بالاپوش پڑا ہی ہمراہ لائی ہین سب نے کہا ملکہ نے اپنے باغ کا میوہ بھیجا ہی مجھر خیال کیا کہ سر
عمرو کا ہوگا ساتھ اس خیال کے سوچا کہ عمرو کا مارا جانا دشوار ہی مگر زمرد نے آکر عرض کیا کہ آج
دن خوشی کا ہی اس خوان کو کھولکر ملاحظہ کیجیے ملکہ نے نایاب تحفہ بھیجا ہی شاہ جادوان نے اپنے
ہاتھ سے خوان کھولا سر عمرو کا کٹا ہوا دیکھا فرط خوشی سے کھڑا ہو گیا اور کوہ عقیق کی جانب سجدہ
کیا کہ لقا کا ہزار شکر ہی جس نے میرے ہاتھ سے ایسے دشمن کو ہلاک کرایا مین اس لایق نہ تھا
مجکو عزت دی سارا عالم اس سے عاجز تھا اور کوئی اُسکو قتل نہ کر سکتا تھا آج اسکا خاتمہ ہوا
تمام حاضران دربار عرض رسا ہوے کہ یہ حضور کا اقبال ہی شہنشاہ نے ایک قہقہہ لگایا اور
تاج اپنا سر سے اُچھال دیا اور سب کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نعرے خوشی کے تا دیر بلند رکھین
پھر تو ہا ہا ہا اُہو ہو ہو کی صدا بلند ہوئی اور جوتڑون پر ہاتھ پڑنے لگے اور ساحر جو آگے بڑھکر
قریب تخت آتا تھا شاہ طلسم ہاتھ پھیلا کر اُسکو گلے لگا لیتا تھا وزیرزادیان حیرت کی نذر جو
لیکر آئین تھین وہ پیش کی اور جشن کے تعین کرنے کا دن پوچھا افراسیاب نے کہا آج ہی رات کو جشن
کرین اور ملکہ سے کہنا باغ علیش مین جاکر تیاری کرین کہ وہ مقام نہایت آراستہ ہی اور میدان
وسیع و فرح افزا ہی ساکنان طلسم سب وہان بآرام تمام مقیم ہو سکتے ہین زمرد اور یاقوت یہ
حکم پاکر چلین اور شہنشاہ ساحران اُسی وقت اُسی تجمل سے جو اکثر ذکر کیا ہی سوار ہوا نقارے
طلسمی بجنے لگے آٹھ ہزار جادوگرنیان دُر در گوش مرصع پوش لباس دھوم دھامی پر تکلف پہنے
کمال آراستگی کے ساتھ ہمراہ ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک پر ستارے چمکتے ہین کچھ پریزادین
شہنشاہ کو چنور کرنے لگین اور مقیش اور بادلہ جھولی مین بھرے اُچھالتی جاتی ہین موتیون کا
مینھ ابر سحر سے برستا جاتا تھا سترہ سو جادوگرنیان پریون کی طرح سر پر اُڑتی ہوئین سایہ کیے

تھین اور سترہ سو آگے آگے عہدہ ہاتھون مین لیے اہتمام کرتی تھین پس پشت ستر ہزار ساحران
جلیل القدر سواریون پر سحر کی سوار روانہ تھے اور طلسمی جو برقین کہ باقی ہین یعنی بعض ماری گئین
اور برق محشر مسلمان ہوگئی جو بچی ہین وہ داہنے بائین تخت شہنشاہ کے جھلکتی ہوئی جاتی تھین
کہ اُنکی چمک سے افراسیاب یکبکہ نور معلوم ہوتا تھا نظم

فلک کی طرف تخت افراسیاب　　چلا اس طرح سے بصد آب و تاب
جھلکتی تھین برقین یمین و یسار　　پس پشت ساحر تھے ستر ہزار
کنیزان مہرو وزرین لباس　　لیے عہدے ہاتھون مین سب آس پاس
سر شہ پہ کرتی تھین گوہر نثار　　خوشا شوکت و شان و عز و وقار

اس طرف سے تو یہ بتجمل تمام روانہ ہوا اور ادھر زمرد اور یاقوت نے ملکہ حیرت سے جاکر جب
پیام شاہ طلسم کہا وہ بھی اسیوقت سوار ہوکر مع تمام ساحرنیون کے روانہ ہوئی اور قبل پہونچنے
شاہ جادوان کے پہونچی اول خود حمام کیا اور پوشاک نفیس، و پُر زر پہنکر مسی لگائی لکھوٹا جمایا
کمال زینت سے آراستہ ہوکر حکم دیا کہ آتشبازی جاکر سامنے باغ کے نصب کرو اور باغ کے
درخت بادلے سے منڈھے جائین اور تھیلیان زربفت کی خوشون پر چڑھائی جائین خلاصہ
یہ کہ جملہ طرح کی تیاری جسکا بیان آئندہ کیا جائیگا اور اسی انتظام مین وہ دن تمام ہوا اور
شاہ طلسم فلک اول با جماعت کواکب گلشن سپہر مین واسطے جشن کے آیا ہوا اور ناہید فلک کو
حکم رقاصی خوش آہنگی دیا کہ ابیات

شبے چون جیب صبح آبستن نور　　چو خورہ دامن فشان بر شمع کافور
تجلی شمع خلوت خانۂ او　　چراغ آسمان پروانۂ او
ہوا صافی چو رائے مرد آگاہ　　زمین از تیر شستہ گازر ماہ
بدان خوبی شبے آیا چہ شب بود　　کہ چون معشوق نو عاشق طلب بود

شام ہوتے ہی حیرت نے سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا اور اُسنے
بھی افسون پڑھا کہ باغ کی گھانس جو لگی تھی ہر نوک گیاہ پر پھول یاقوت زنگ کھل گئے اور
سنگل گوہر شب چراغ کے تابندہ اور روشن ہوئے اور حصار باغ آئینہ کا نظر آنے لگا کہ
جو چیز بیرون باغ تھی سب دکھائی دیتی تھی چار سمت درختون مین قندیلین اور فانوسین
جواہر کی آویزان ہوکر ضیا بخش گلزار بہار ہوگئین باغ کی عمارت کے اندر شیشہ آلات روشن ہوگئے

روشنی ہو رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی آکر پہونچی حیرت نے تعظیم کے مراسم ادا کیے لیکن
شہنشاہ باغ کے باہر اُترا اور ایک ناریل سحر کا سمت باغ پھینکا کہ در باغ یا تو ظاہر نہ تھا مگر اب
دکھائی دیا اور پردہ زنبوری لٹکتا نظر آیا چار تیلیاں مثل پریوں کے زمین سے نکلیں اور
پردہ در کو اُٹھا کر کھڑی ہوئیں شاہ جادوان نے کچھ پڑھا کہ ہزار پھول ستاروں کی طرح فلک کی
طرف سے گرنے لگے اور آپ داخل باغ ہوا حیرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیر کرتا ہوا چلا جسقدر
ساحر کہ ہمراہ آئے تھے اُنمین سے معززین تو ساتھ رہے اور باقی باغ کے باہر ٹھہرے یہ گلشن
طلسمی کہ جسکا مذکور پہلے بھی ہو چکا ہی کئی کوس کے گرد بنا ہی آج بوجہ جشن ہونے کے کمال مزین و
آراستہ کیا گیا ہی ہر روش پر جواہر چھپکا ہوا ہی اور زمانہ کے پھول جواہر کے لگے ہین کاسہ ہائے
چینی و بلورین دھرے ہین بعض اُنمین نرگس دان الماس تراش ہی تاک انگور پر ایسا جوش ہی
کہ میکشون کو اُسکی تلاش ہی خوشون پر تمامی کی تھیلیان چڑھی ہین کلا بتوؤن کی ڈوریان
کسی ہین درختان اصلی کے مقابل شجر جواہر کے لگے ہین بالو ہرن چمنستان مین کودتے ہین سینگ
اُنکے چاندی سونے سے منڈھے ہین جھولین زردوزی کی اور تمامی کی پڑی ہین اور درخت تمام
بادلے سے منڈھے ہین اور ہر درخت کے نیچے چبوترے بلور کے بنے ہین اور نہرین اور حوض آب
صاف و شفاف سے لبریز ہین اُنمین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی ہین تماشہ خیز ہین مہندی
کی ٹٹیون پر عشق بیچان لپٹا ہی مقیش کترا ہوا روشون پر پڑا ہی گیند مقیشی اور قمقمے درختون مین
لٹکے ہین سرو کے درخت قامت رعنائے معشوق کو شرماتے ہین ہر سرو کی چوٹی پر طاؤس ناچتے
ہین اٹھارہ سو باغبانیان کمسن جواہر مین غرق زربفت کے لہنگے پہنے گاتیان باندھے بیلچے
سنہرے روپہلے لیے روش پٹری بنا رہی ہین گہنا گوندھتی ہین ڈالیان لگاتی ہین جا بجا رقاصان
زہرہ جبین ناچتی ہین اور بنگلے چار طرف کو تعمیر ہین صدہا گلرخ یاسمین پیکر کنیزین حاضر ہین
مردنگ جھاڑ فرشی کنول رکھے ہین دیوارون مین دیوار گیریان اور آئینے نصب ہین پردے
مخملی اور باناتی کارچوبی کام کے بندھے ہین چلمنین عمدہ چاندی اور سونے کی تھلیون پر پڑی ہین
تخت جواہر نگار بچھے ہین محمودی کی چاندنیان کھنچی ہین ہزارہا سقنیان جوان گلاب کیوڑہ
بید مشک مشکون مین بھرے چھڑکاؤ کرتی ہین بیچ باغ مین چبوترہ جواہر کا بنا ہی کٹہرہ روپہلی
تمامی کی جھالر کا استادہ ہی آٹھ سو استادے الماس نگار پر ٹھہرا ہوا ہی ہر ایک استادے پر
طاؤس جواہر کا ناچتا ہی سونے چاندی کی میخین طنابین ریسمان وغیرہ کلابتوؤن کی ہین مثل کرن

آفتاب کے جھالر شعاع بیز ہو نیچے اُسکے تخت شاہی لگا ہو مگر جواہر آمیز اہو نو سو کرسی الماس کی گرد تخت کے گسترده ہین مسند ین روپہلی پر تکلف لگی ہین جنپر خوبان طلسم پا فشرده ہین سفید سفید گلابیان الماس تراش شراب انگوری سے مملو سرخ و سبز کشتیون مین چنی ہین منقلون مین عود و عنبر کا بخور ہو رہا ہی شمع ہاے مومی کافوری جلتی ہین شہنشاہ طلسم ملکہ کا ہاتھ پکڑے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ کوئی سامان عشرت و کار عیش اُٹھا نہ رہے جملہ تماشے میرے روبرو کیے جائین پھر تو ہنڈولون اور جھولون پر اسی ہزار پریزاد جا بیٹھین اور پینگ بڑھنے لگا اور ملار بہاگ کے گانے لگین جھولے کے پٹرون مین جو گھنگرو نصب تھے اُن سے آواز چھم چھم کی بلند ہوئی اور شاہ کے روبرو بھی رقاصان قمر پیکر بصد تزئین و آرایش ناچنے لگین باغ مین قمقمے اُڑنے لگے پریان ایک دوسرے پر قمقمے تاک تاک کر لگانے لگین پچکاریان رنگ کی چلنے لگین دف دائرہ الگوجا قانون بین چنگ جلترنگ سب طرح کے ساز اور باجے تمام باغ مین بجنے لگے صداے ارغنون ہر سمت پھیلی شراب کا دور شروع ہوا عبیر گلال اُڑنے لگا سرو چراغان کی بہار اور چاندنی دیکھنے کی کیفیت نہایت لطف سے آغاز ہوئی باہر باغ کے منزلون تک ساحر عیش مین مصروف ہوگئے اور داد عیش و نشاط دینے لگے اور حکم ہوا آتشبازی چھوٹے بمجرد ارشاد چرخیون مین آگ لگائی عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی انارون کے پھول گلنار و سنہری گلزار طلائی کا رنگ دکھلانے لگے سبحان اللہ کیا جلسہ نشاط تھا کہ بمقتضاے نظم

زآتشبازے بے دود روشن / زمین پر از جواہر کردہ دامن
انار آتشین برخاستند سے / تو گوئی نخل زر برداشتند سے
شرارہ گنج گنج از بسکہ برخاست / ہوا را یکسر از پروین بیاراست
گروہ لولیان مشتری رو / براے رقص ہر سو در تکاپو
جلوس تخت را آمادہ گشتند / بیاز نگولہ ہارا چست بستند
نشید دلبری آغاز کردند / در عشرت بدلہا باز کردند
ہمانجا ساقیان سیم اندام / بکف بگرفتہ میناے می و جام
ہمہ میخوارگان راست کردند / بیک پیمانہ عقل و ہوش بردند

جلسے اور جھمگھٹے جمگھٹے بادہ خوار ڈٹ گئے خنیاگران ناہید سیر نے تانین مارنا شروع کین اور مبارکباد گانے لگین عمرو کے قتل ہونے کی یہ خوشی ہوئی کہ ملک و مال انعام پانے لگین شاہ طلسم کے

دلکو بھاتی تھین اور فرط عشرت سے یہ غزل گاتی تھین غزل

فصل گل ہی لوٹیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالامال ہی پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہوا اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج
گنج آگل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب
دیکھتا ہون نہین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
جلوہ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل
عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج
وصل کی شب ہی کہان ساقی تکلف برطرف
مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
عرش پر ہی اندنون اہل دُنیا کا دماغ
کونسا گھر ہی نہین جسمین ہی بالاخانہ آج

جب یہ ہنگامہ انبساط گرم ہوا اور زر و جواہر ہر ایک لوٹنے لگا شاہ جادوان نے حکم محکم دیا کہ آج جو کوئی جسے کچھ طلب کرے وہ اُسکو ملے یہ سُنکر حیرت پہلو سے اُٹھکر سامنے دست بستہ آکھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ اگر حضور ناراض نہون تو مین کچھ مانگون افراسیاب نے گلے لگا کر بوسہ لیا اور کہا ای ملکہ قسم سامری و جمشید کی کہ جو خواہش کروگی مین فوراً عطا کرونگا حیرت گویا ہوئی کہ مین اُمید رکھتی ہون آج شہنشاہ ملکہ محمور سُرخ چشم کا میرے کہنے سے قصور معاف فرمایئن اور آج دن بڑی خوشی کا ہی اسکو بھی اس جلسہ مین بلا لیئن افراسیاب نے اسکی سفارش منظور فرما کر ایک ساحر کو حکم دیا کہ محمور کو جاکر با عزاز تمام یہان لے آؤ وہ ساحر حسب ارشاد روانہ ہوا اب حال اس مجروح تیغ ستم کا سُنیے کہ شاہ طلسم نے جب اُسکو زود کوب کر کے گھر بھیجدیا تھا بعد چندے اُسنے صحت پائی اور یاد محبوب کرنے لگی محبت نور الدہر کا دم بھرنے لگی ہر وقت بیقرار رہتی ہر شب شمع سان سوز دل سے بیتاب اشکبار رہتی شعلہ خار پر اپنے ہر روز پروانہ دل کو نثار کرتی کہ نظم

زبان چون تمام زلف یار بر دی
چو مارے نیم گشتہ تاب خوردی
گہ از جور فلک دل تنگ می بود
گہے با بخت خود در جنگ می بود
بہ تنہائے نشستہ در شب تار
ہمہ شب تا سحر بگریستے زار
شبش تا صبح گہ این کار بودی
بروزش کار بس دشوار بودی
بروئش اشک چون گلگونہ پرواز
سیہ روزے بہ چشمش سرمہ انداز
ہلال آسا شدہ بدر از ضعیفے
سراپا چشم خود گشت از نحیفے

ندانم شب بہ چشمش چون گذشتے	کہ روزے چون شفق در خون نشستے
تراشیدے بناخن خال رورا	خراشیدے دل و میکند مورا
بماتم بزم شیون ساز کردہ	سرود غم بلند آواز کردہ

اسی اندوہ و رنج مین آج طلسم مین غلغلہ شادمانی سُنا جب دریافت کرایا معلوم ہوا کہ عمرو کے مارے جانے کی خوشی ہی شاہ طلسم نے جشن کیا ہی ساکنان طلسم کا دل شاد ہوا ہی اس خبر کو سُنتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑی جب ذرا ہوش آیا نالہ جانکاہ کیا اور رو کر پکاری کہ لے گردون دون افسوس ہی کہ تونے میری امید توڑی اب کس ذریعہ سے مین اپنے مطلوب تک پہونچونگی اور اگر مطلوب کا سامنا ہوگا تو کیسی ندامت ہوگی ہائے ای مخمور تو زندہ رہے اور عمرو مارا جائے کاش جب وہ کل آیا تھا تو جاکر تو اُسکی مدد کرتی اور ساتھ ہی قید ہوکر اپنی جان دیتی اب ذرا باغ علیش مین چلکر دریافت تو کرکہ اُس بیکس پر کیا گذری اور کیونکر مارا گیا یہ تجویز کر کے سادی پوشاک سفید زیب قامت کی اور کچھ کنیزون کو ساتھ لیکر جایا چاہتی تھی کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مبارک ہو کہ قصور تمھارا شہنشاہ نے معاف فرمایا اور حیرت نے سفارش تمھاری کی اب جلو بلایا ہی جشن مین شریک ہو اس کو سُنکر جانا تو منظور ہی تھا کچھ عذر و حیلہ نہ کیا اور تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور باغ علیش مین پہونچی یہان کا سامان عشرت اقتران دیکھکر اشک حسرت گرائے کہ اللہ اللہ عمرو کے مرنے کی یہ خوشی ہی اور تو بھی اس جشن مین شریک ہوئی ای دوست کے مرنے کا جشن آنکھ سے دیکھتی ہی خیر شکر ہی جو خدا دکھائے کہ بیت

ستم دیکھتے ہین جفا دیکھتے ہین	دکھاتا ہی جو کچھ خدا دیکھتے ہین

یہی سوچتی ہوئی تخت سے اُترکر داخل باغ ہوئی اور شاہ جادوان کو مجرا کیا حیرت نے اُسکو پالوئن پر گرا دیا شاہ ساحران بھی بدل محبت رکھتا ہی اسکے سر کو سینے سے لگایا خلعت عطا کیا اسنے بھی قتل عمرو کی مبارکباد دیکر نذر دی اور داہنی طرف تخت شاہی کے رومال لیکر جا کھڑی ہوئی شاہ کے سر پر جھلنے لگی شہنشاہ نے پھر طائرون کو بزور سحر بلایا اور حکم کیا کہ چار دانگ طلسم مین جاکر پکارو کہ کوئی شخص محروم نرہے جسکو ہم سے مانگنا ہو ہماری ملاقات کرنا ہو وہ آئے ہم سے مانگے طائر سحر اُڑے اور سب طرف پکار آئے بعد لمحے کے ساحران نامی آنے لگے اور ابر سُرخ رنگ بروے ہوا ظاہر ہوے اُسپر سے پانچ ساحر لباس پُرتکلف پہنے اُترے نام اُنکے

شوریدہ نفیر افگن نفیر آواز جادو باران بلا افگن جادو خونخوار شمشیر زن آہو چشم
جادو سرہنگ جادو طومار جادو تھے اُنکے بعد دو بادشاہ خراج گذار شہنشاہ جادوان
خضران سبز رنگ جادو و ضمیران روشن تن جادو آگر پہونچے اُنکے ساتھ
سترہ سو فولاد کا مسلح لشکر آیا اور نہرین بروے ہوا بہتی نظر آئین کہ جن مین آٹھ سو مچھلیان
اُچھلتی تھین اور کچھ دیر بروے ہوا قائم رہکر پھر نہرون مین گرتی تھین اور نو سو طاؤس زرین بال
اُن بادشاہون کے سر پر پرون کا سایہ کیے تھے قصہ مختصر یہ سب باغ مین داخل ہوے اور
بادشاہ کو نذر دے کر کرسیون پر بصد انداز بیٹھے اور کہا اے شہنشاہ مبارک ہو کہ خداوند لقا
اور سامری نے یہ دن دکھایا کہ آپ کے ہاتھ سے ریش تراشندہ کا فران و سر برندہ ساحران
مارا گیا یہ وہ شخص تھا کہ جسکے خوف سے ساحران عالم چھپتے پھرتے تھے اب آپ کا نام تمام زمانے
مین ہوا لقا نے بڑا احسان کیا لیکن اس جشن مین نبیرہ سامری یعنی مصور کو آپ نے کیون نہ بلایا
افراسیاب نے کہا وہ مقابلہ فوج باغیان مین اُترے ہین ملکہ حیرت بھی یہان ہین لشکر بے سردار
رہتا اگر مین اُنکو بلاتا دوسرے معزز اور بزرگ ہین وہ ہر وقت چلہ کش رہتے ہین اور
تصویرین لشکر حریف کی کھینچتے ہین ہر جگہ جانے مین تکلیف اُنکو ہوتی ہی اسلیے مین نے
مین نے اُنکو زحمت نہین دی شوریدہ وغیرہ نے کہا حضور یہ سب سچ ہی لیکن کوئی افسر
یہان سے انتظام فوج کے لیے جائے اور اُنکو ضرور بلوائیے اور ایک عرضی اور نذر کے لیے
تحفے طلسمی پاس خداوند کے بھیجئے اور شکریہ اُنکا ادا کیجیے کہ اُنھون نے اپنے فضل و کرم سے
ہم بندون کی جان بچائی شہنشاہ جادوان نے اُنکے کہنے کو منظور کیا اور کہا میری راے مین
یہ ہی کہ سر عمرو کا بھی عرضی کے ساتھ بھیجون کہ شیطان خداوند اسکو دیکھکر خوش ہون اور
لشکر حمزہ مین کہرام پڑ جاے بغیر مارے سب مر جائین یہ تقریر سنکر سب نے کہا بہت مناسب ہی
یہی کرنا چاہیے پس اُسی وقت پانچ ساحرون کو طلب کر کے ایک سونے کے خوان مین سر
عمرو کا رکھکر خوان پوش جواہر دوز ڈالکر کچھ تحفے طلسم کے دیکر کہا کہ اسکو پاس خداوند کے لیجاؤ
اور ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر اُنکے حوالے کی کہ یا خداوند غلام پر آپ نے بڑا کرم کیا اور مین نے
فراغت پائی کوئی دغدغہ باقی نہ رہا عمرو کو مین نے مارا سر اُسکا بملاحظہ بندگان حضور بھیجتا ہون
یہان مینے جشن کیا ہی وہان آپ اور شیطان آپکا اور سب بندے حضور کے داد عیش و نشاط دین
کمترین بعد فراغ جلسہ عشرت ساحر نامی کو آپ کی خدمت مین بھیجے گا جو اگر کام لشکر حمزہ کا بھی

تمام کر دے گا غرضکہ یہ عرضی اور سر عمرو کا دو جادوگر لیکر راہی ہوے اور اُنکے بعد ایک نامہ
مصور کو بھی تحریر کیا کہ اے نبیرۂ سامری حضور لشکر کسی افسر جلیل کو سپرد کرکے اس جلسۂ نشاط
مین اگر شریک ہون کہ آپ کے دادا نے ہمپر بڑا افضل کیا اور عمرو کو قتل کرایا یہ نامہ بھی ایک
ساحر لیکر چلا مگر وہ ساحر سر لیے ہوے کوہ ہفت رنگ اور دریاے ہفت رنگ وغیرہ طے کرکے
کوہ عقیق مین پہونچے لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ساحر حاضر ہوے بختیارک خوان دیکھکر سمجھا کہ
افراسیاب نے میوۂ طلسم بھیجا ہی اسنے لقا سے کہا یا خداوند یہ کونسی آپنے تقدیر فرمائی ہو تبلایئے
کہ اس خوان مین کیا ہی لقا بولا کہ قدرت جانتے ہین مگر تبلائینگے نہین بختیارک نے دل مین کہا
کہ اس مسخرے کو معلوم ہی کیا ہی جو تبلائے اس اثنا مین ساحرون نے تسلیم کی اور سجدہ ادا
کرکے خوان سامنے رکھا تحفے پیش کیے عرضی دی بختیارک نے دیکھا کہ یہ پانچون ساحر رنگ مین
تر ابور ہین ہار پہنے اور عبیر و گلال مُنھ پر ملے ہین نہایت محظوظ نظر آتے ہین دیکھکر اُنسے پوچھا کہ
شہنشاہ ساحران نے کیا بھیجا ہی ساحرون نے کہا ملک جی تمھارے دشمن کا سر ای عمرو مارا گیا
یہ سُننا تھا کہ کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور کہا ارے سچ کہتے ہو یا میرے خوش کرنے کو یونہین کہتے ہو
اُنھون نے کہا عرضی پڑھیے معلوم ہو جائیگا اُسنے عرضی پڑھی اور لقا کے صدقے ہوا کہ قربان
تیرے کیا تو نے تقدیر کی ہی کہ میری اُمید بر آئی یہ کہکر پگڑی اپنی اُچھالی اور گویا ہوا کہ آج کے
دن سے بڑھ کے کوئی دن مبارک نہوگا جسکی رات کو یہ مژدہ طرب ناک مین نے سُنایہ تو اس طرح
خوش ہو رہے تھے اور عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار قاسم کتوری اور قاسم تنگ رو
اپنی صورت بدلے یہان موجود تھے پھر مشورہ کیا کہ سر عمرو کا ان ساحرون سے لیتے چلو تو اچھا ہی
اس فکر مین یہ تو مصروف ہوے ادھر خوان گیا اور بختیارک نے سر کو اُٹھا کر سب کو دکھایا کہ یہ
وہ ہین جنھون نے میرے باپ کا حریسہ پکایا اور میرے حلوا پکانے کی فکر مین تھے مجھے جوتیان
لگاکر خراج مانگتے تھے کہ ہماری جوتیون کے صدقے مین تیرے سر پر بال نہین جتنے سال بھر مین
جو حجام کو تجھے دینا پڑتا ہی وہ ہم کو دے مگر مجکو تعجب یہ ہی کہ اُنکا خدا بڑا زبردست ہی اُنسے اور خدا
سے اُنکے وعدہ تھا کہ جب تک تین بار یہ موت نہ مانگین اُسوقت تک نہ مرین پھر یہ مرکیونکر گئے
اور یہ بھی مجھے یقین ہی کہ خدا اُنکا جھوٹا نہین یہ کہکر سر گود مین رکھکر بائین آنکھ چیر کر تل جو عمرو کی آنکھ
مین دیکھا کہ وہی نشانی اُنکی ہی کہ براہ عیاری کوئی صورت خواجہ بنکر آئین مگر تل جب بختیارک
کو دکھائین تو یہ شناخت کر لے خلاصہ یہ کہ وہ تل سبز رنگ اُسوقت اُسنے آنکھون مین نہ پایا

خوب غور کر کے دیکھا جب بھی نہ معلوم ہوا تو لگا سر ہلانے لقا نے کہا ارے کیا ہی پکارا کہ اجی کیا کہون
کیا ہی کچھ نہین افراسیاب کا ستیاناس جائے خدا جانے کسکا سر بھیجا ہی لقا بولا کہ تو کیا بکتا ہی بھلا تجھے
کیونکر ثابت ہوا کہ سر عمرو کا نہین ہی اسنے کہا خالی آنکھ کا نہین دکھائی دیتا ہی لقا نے کہا بنیرۂ خاص
ہمارا عمرو وہی ہمکو بھی ثابت ہی کہ وہ مارا نہین گیا بختیارک نے کہا تو غارت ہو تیری خدائی برباد ہو اور
مارا جائے تو کیسی تقریر کرتا ہی کہ مین خوش ہوکر رنجیدہ ہوتا ہون لقا نے تسکین اسکو دی کہ تو بد مزہ ہو
تیری خاطر سے مضبوط تدبیر اکی کرونگا یہ کلام سنکر ساحرون کو بڑی حیرت ہوئی اور شیطان نے
پوچھا کہ شاہ طلسم ای ساحران اسوقت کہان ہین کہا باغ عیش مین ہین اُسنے کہا جاؤ خبر لو باغ
وہ سب برباد ہوگیا ہوگا اور شاہ طلسم کا نخل ہستی قطع ہوا ہوگا طلسم مین ماتم برپا ہوگا عمرو کے
دشمن مارے جائین جاکر تو دیکھو تمھین میرا کہنا یقین نہوگا خیر اپنی آنکھ سے ملاحظہ کر لو یہ کہکر گرم پانی
منگا کر اُس سر کو دھلوایا رنگ روغن اُسکا جاتا رہا اصلی صورت اُس مردہ زنبیل کے قیدی کی
نکل آئی ساحرون سے کہا دیکھا تمنے اب جلد یہان سے جاؤ ورنہ تمھارے سر لانے کی کیفیت حمزہ
کو ظاہر ہوگی تو وہ پھر بہر قصاص یہان آجاویگا خداوند خوب پیٹیگے تمھارا جانا یہان سے دشوار
ہوگا وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا ساحر اسکے کہنے سے بعجلت روانہ ہوے اور ادھر وہ دونون
عیار جو یہان موجود تھے سب حال دیکھ سنکر خدمت امیر مین گئے اور کل کیفیت عرض کی سب سردار
بختیارک کی گفتگو سنکر ہنسنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ عمرو کا خدا مالک ہی انشاء اللہ وہ فتحیاب ہوگا
یہان تو یہ گفتگو فرما کر امیر نے دربار برخاست فرمایا کہ رات زیادہ آئی ہی غرضکہ سب آرام پذیر ہوے
اور دو ساحر پر پرواز پیدا کر کے بہ تعجیل تمام پاس شہنشاہ ساحران کے پہونچے یہ حیرت سے بیٹھا
اختلاط کر رہا تھا چھیڑ رہا تھا اور بوسے لیتا تھا حیرت بگڑ رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سب کے سامنے
نہ ستایا کیجیے صاحب میرے کپڑے سب کے روبرو کھلے جاتے ہین نگوڑی مین پسینے پسینے ہوئی جاتی
ہون اور تمھین اپنے کام سے کام آنی بانی سے نہین چوکتے اسی صحبت مین یکایک وہ ساحر آکر
پہونچے مگر بد حواس رنگ رو سفید افراسیاب اُنھین اس حال سے دیکھکر سمجھا کہ عمرو بندہ مقرب
خداوند تھا شاید اُسکے مرنے سے خداوند ناراض ہوے ورنہ ان ساحرون کے ہاتھ مجھے خلعت سرفرازی
ضرور بھیجتے اور انکو بھی نہال کر دیتے خیر پوچھ تو کہ کیا ہوا آخر اُسنے پوچھا کہ خیر تو ہی وہ ساحر بولے کہ
خاک خیر ہی دیکھیے یہ کہکر سر خوان سے نکالکر دکھایا سارا حال بیان کیا افراسیاب یہ سنتے ہی حیرت
کی طرف گھورنے لگا اور مخمور دل مین خوش ہوگئی ادھر حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ مجھے

کیا گھورتے ہین جو آپ نے فرمایا وہ کنیز بجا لائی اور جس شخص کو کہ وزیر آپ کا گرفتار کر لایا اُسے مین نے
قتل کیا شاید وہ عمرو نہو گا جسکو وزیر باغبان پکڑ لایا یہ سنکر باغبان نے کہا مجکو قسم ہو سامری
کی مین نے نہایت ہوشیاری سے اور سحر سے خوب دریافت کر لیا تھا جو کچھ ہیچ پڑا وہ طلسم مین
پڑا افراسیاب نے حیرت سے کہا میرے سر پر ہاتھ رکھو تو کہ کوئی فتور مین نے نہین کیا حیرت نے
قسم کھائی اور زمرد اور یاقوت سے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ہوا انھون نے کہا بلا لون اگر ہمسے کچھ ہوا ہو
تو ناک اور چوٹیان ہماری کٹوا ئیے گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرائیے شاہ طلسم نے کہا راہ مین تم جب
عمرو کو لیکر چلین تھین تو کہین ٹھہری تھین اُنھون نے عرض کیا کہ کہین نہین اب مخمور دل مین
بہت خوش ہو کہ اس سخن سے افراسیاب کو کیفیت ظاہر ہو گی کہ عمرو کا گرفتار کرنا ایسا ہوتا ہو غرضکہ
افراسیاب تحقیقات کرنے لگا اور زمرد اور یاقوت سے کہا کہ تمکو مار ڈالون گا ورنہ صحیح بتاؤ کہ
عمرو کیا ہوا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوٹھری مین اُسکو بند کر دیا تھا شاہ نے کہا جب کوٹھری
کھلی تو وہان دو عمرو تھے یا ایک اُنھون نے کہا ایک بھڑوے نے تو یہ آفت ڈھائی ہو دو ہوتے
تو قیامت ہی آ جاتی اس کلمہ پر حاضرین دربار ہنسنے لگے اور دست بستہ کہا کہ آپ کتاب سامری
دیکھین شاہ جادوان نے زانو پر ہاتھ مار کہا ہماری عقل پر پتھر پڑے ہین اگر پہلے ہی کتاب
دیکھ لیتے تو خداوند کے روبرو ذلت نہوتی ہان جب باغبان گرفتار کر کے لایا تھا جب مین نے
کتاب دیکھی تھی اُسوقت بیشک معلوم ہوا تھا کہ یہ عمرو اصلی ہو باغبان کی کچھ خطا نہین ہو
مین اس اعتبار پر رہا کہ میری زوجہ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہو اب اسمین کچھ شبہہ اور شک
نہین ہو خیر جو مقسوم مین ہوتا ہو وہی پیش آتا ہو یہ کہکر سامنے جو گلدستے رکھے تھے اُسمین سے
ایک پھول لیکر پھینکا باغ کی طرف اور سحر پڑھا کہ ایک طاؤس اُڑکر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ
کتاب لا طاؤس جا کر کتاب لایا اُسے وا کر کے دیکھا لکھا تھا کہ جب عمرو کوٹھری مین بند ہوا تھا
تو اُسپر قید سحر نہ تھی یہ غفلت تیرے کارپردازون کی ہو اُسنے اپنی صورت کا ایک شخص زنبیل
سے نکالکر بنا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر نکل گیا ابھی حیرت کے شہر مین ہو مگر کچھ دنون مین چلا جائیگا
یہ حال دیکھکر کتاب بند کی اور پوچھا کہ رات کتنی باقی ہو لوگون نے کہا اب صبح قریب ہو شاہ نے فرمایا
کہ دربار اور جلسہ برخاست اے حیرت تم اپنے ملک کو جاؤ اور سحر کا حصار کر دو عمرو نکل کے جانے
نہ پائے مین ذرا آرام کر لون تو آتا ہون یہ حکم سُنتے ہی جملہ ساحران نامی اُٹھ اُٹھ کر روانہ ہوے اور
حیرت اپنی وزیر زادیون کو لیکر اپنے شہر کی طرف گئی شاہ جادوان نے وہین آرام فرمایا یہان تک

کر سلطان انجم نے مجمع کواکب کو برخاست فرمایا اور ساحر مشرق سلاسل شعاع لیے بہر گرفتاری دزد ظلمت شب میدان سپہر میں آیا بمقتضاے نظم

گر فتہ قدرت خامۂ زر — گرفتہ از شعاع مہر انور
کہ آرا ید بیاض وے این بزم — بہ اوراق فلک روشن کند نظم

افراسیاب خواب استراحت سے اٹھا اور سواری طلب کی ہنوز سوار نہوا تھا کہ مصور کی سواری آپہونچی کیونکہ نامہ شاہ طلسم جسکا مذکور اول کیا گیا اُسکو پہونچا یہ اُسوقت آکر داخل ہوا شہنشاہ جادوان اُسکے آنے سے ٹھہر گیا اور تعظیم کرکے بٹھایا سب حال بیان کیا مصور نے کہا مین جاکر عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون افراسیاب نے جواب دیا کہ آپ یہین تشریف رکھیں حضور کے آنے سے ابھی مین بھی نہ جاؤن گا یہ کہکر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی ایک آندھی سیاہ آئی تمام عالم مین گرد چھائی کہ بمقتضاے بیت

بھرا رہے دل گردون غبار دشمن سے — کمی ہو کچھ تو کہو میری مشت خاک سے لے

اس آندھی سے دو ساحر مرگ چھالون پر سوار اڑتے ہوے باغ مین آکر اترے شاہ جادوان کو سلام کیا اُسنے حکم کیا کہ غبار جادو حسام جادو تم دونون دو سمت جاؤ غبار ملکہ حیرت کے ملک کو جائے ملکہ بھی وہان موجود ہین عمرو کو گرفتار کرکے اُنکے حوالے کرے اور حسام لشکر مہرخ کا جاکر کام تمام کرے یہ سنکر دونون ساحر روانہ ہوے حسام اپنی جگہ پر آیا اور لشکر تیار کرا یا دو سحر اپنے جگاے ایک باران دوسرا آسمان جب یہ دونون جادو اپنے قبضہ مین کر چکا اسوقت ابر سحر پر سوار ہوکر بجمعیت چالیس ہزار ساحران نابکار راہی ہوا اور غبار جب اپنی جگہ پر آیا اُسنے سحر سے زمین کی کچھ مٹی سونگھکر دریافت کرکے تیار کیا اور تخت پر بیٹھکر سمت شہر حیرت چلا ادھر حیرت نے آکر رات کو آرام نہین کیا ہزار ہا ساحر کو بلاکر حکم دیا کہ شہر کے دروازے ہر طرف کے بند کردو عمرو اس شہر مین زندہ موجود ہی سب ملکر ڈھونڈھو جو گرفتار کر لائیگا مال دنیا سے مستغنی کر دونگی سارے شہر مین اس حکم سے انتظام ہونے لگا اور ساحر ہر سمت ڈھونڈھنے لگے بعضے طائر بنکر اوڑے اور بعض ہر ایک گوشے اور غار وغیرہ مین متلاشی ہوے لوگون کے گھر کی تلاشی ہونے لگی ور شہر پر تین تین پہرے بیٹھ گئے ہر گلی اور کوچے مین ساحر پھرنے لگے اور چوکی پہرا مقرر ہوا کوتوال شہر گردش اور گشت کرنے لگا گلی گلی یہی چرچا ہونے لگا کہ عمرو دیکھیے کیونکر گرفتار ہوتا ہی یہان تو یہ بندوبست ہی لیکن عمرو کی کیفیت سنیے کہ یہ جو گلیم اوڑھکر کوٹھری سے نکلا اسوقت تک باغ مین ٹھہرا رہا کہ حیرت لب عیش

مین واسطے جشن کرنے کے گئی یہان چند ملازم اور کنیزین باقی رہگئین عمرو نے قابو پاکر ازبسکہ رات کا وقت ہی تھا کچھ پروانے بیہوشی کے شمع وچراغ پر پھینکے کہ جسکے دھوئین سے کنیزین بیہوش ہوکر سو رہین عمرو نے سب اسباب وہان کا جال مارکر نذر زنبیل کیا اور جہانتک کہ ممکن ہوا لباس لونڈیونکا اور زیور اُتار لیا پھر وہان سے نکلکر صورت ساحر کی بناکر اندر شہر کے پھرنے لگا یہانتک ایک جگہ شہر مین ویرانہ تھا اور مکان بے مرمت تھے زمین مین غار پڑے تھے یہ ایک غار مین اوترکر رات کو بیٹھ رہا اور سوچا کہ ساحر بڑے بڑے زبردست ہین تو یہان چھپ نہ سکے گا اور اگر گلیم کی وجہ سے تو مخفی ہا تو کچھ لطف عیاری نہین کیونکہ گلیم تو اس کام کی ہی کہ جہان ایسے ہی دباؤ مین پھنس جائے اور نکلنا ممکن نہو گلیم اوڑھ لے یہ سوچکر خنجر لیکر نقب کھودنا اسی غار مین شروع کی اور اہل شہر کے مکانات کو علم مساحت سے وہان بیٹھے بیٹھے بنظر فراست پیمایش کر لیا یہانتک کہ نقب ایک مکان کے اندر کھودکر پہونچائی جب وہنہ نقب توڑا اتفاق سے کوٹھری مین مُہرہ نقب کا ٹوٹا دیکھا یہان بورے اناج کے مثل گیہون اور چانول سے بھرے رکھے ہین معلوم ہوا کہ کسی بنیے کا گھر ہی عمرو نے نقب سے بورے نکالکر جال مین باندھکر اُٹھائے اور نقب کے مُنھ پر لاکر رکھے اور پیندے اُنکے کاٹ دیے کہ اناج کھسک کر نقب مین چلا گیا اور اوپر سے بورا خالی ہوگیا اسنے پھر نقب مین گھسکر اناج دہنے بائین ہٹاکر بورے کے اندر چلے آنے کا راستہ کیا جب یہ بندوبست کر چکا پھر خنجر لیکر اندر سے نقب کو اور سمت کھودنے لگا اور مٹی اُسکی زنبیل مین بھر لیتا تھا یہان سے مکان تورعایاے شہر کے قریب قریب ہین دوسرا مُہرہ نقب کا نان بائی کے مکان مین نکلا عمرو نے رات کا وقت ہی تھا سر نکالکر نقب سے جو دیکھا تو نقب دالان مین ٹوٹی ہی اور سب سوتے ہین یہ دیکھکر یہان کوٹھری تجویز کرکے سرنگ اسی طرف لیچلا اور کوٹھری مین سر نقب کا نکالا یہان دیکھا کہ شطرنجی پر شیرمال وکباب اور روٹیان اور کلچے وغیرہ رکھے ہین اور اوپر چادر ڈھنکی ہی یہ دیکھکر دل سے کہا ای عمرو خوب آئے اس جگہ مگر نقب کو اندر گھسکر طبقہ زمین سرے سے ملاکر لیپ دیا کہ اوپر سے نقب نہ معلوم ہوا اور مین جب آؤن تو ڈھیر مٹی کا ہٹاکر چلا آسکون غرضکہ جب اس انتظام سے فراغت پائی یہان سے تیسری سمت نقب مین شاخ نکالی اور کھودتا ہوا چلا ایک بار کلوار کی دوکان مین سر نقب کا نکلا اسنے اس سرے کو تو مٹی کے اندر کی طرف سے بند کر دیا اور دوکان کی کوٹھری مین جاکر مہرہ توڑا اس مقام کو بھی بوتلون سے شراب کی بھرا دیکھا کہ سب بوتلین بادۂ خوشگوار اور رنگین سے مملو تھین کیلئے یہان بھی اندر سے نقب کو لیپ پوت کر برابر کیا اور چاہا کہ چوتھی سمت چلون

اگر اس اثنا مین آواز آدمیون کی بول چال کی کان مین آئی اور سمجھا کہ رات تمام ہوگئی یعنے خورشید کلند زرین لیے نقاب فلک مشرق کی سرنگ سے باہر نکلا عمرو سوچا کہ اب مخفی ہو جانا چاہیے ورنہ حال کھل جائیگا یہ تصور کر کے براہ نقب غار مین آکر بیٹھا اور اپنے کسل کو نقب کھودنے اور مٹی اٹھانے کے کروٹین لیکر دفع کرنے لگا اور پھر خوب پاوراز کر کے آرام کیا اور جال لیاسی سر غار پر تان دیا کہ شاید جو کوئی مجھے پکڑنے آئے تو اسمین پھنس جائے لیکن کوئی اس طرف کو نہ آیا یہ سوکر اٹھا زنبیل سے پانی نکالکر منھ دھویا وضو کیا وظیفہ سحری جو قضا ہوا تھا ادا کرنے لگا اس اثنا مین بھوک معلوم ہوئی براہ نقب مکان مین نان بائی کے گیا اور ہاتھ پر سوناخ کر کے دو چار خمیر مال وغیرہ لیکر پھرا اور کلوار کی کوٹھری مین جاکر ایک گلابی شراب کی لیکر غار مین آیا شراب پی کھانا کھایا چپکا ہو بیٹھا کہ بیت

	تم ہو اور غیر ہین اور انجمن آرائی ہی		ہم ہین اور درد ہی اور گوشۂ تنہائی ہی	

اب وہان غل و شور تمام ساحرون کا سنتا تھا اور ہر طرف سے تکبیر کی صدا آتی تھی گھنٹے ناقوس بجتے تھے لوگ ہر سمت دوڑتے پھرتے تھے فی الجملہ انکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر حال سنیئے کہ حیرت تو انتظام مین مصروف رہی صبح کو جو غوغا کیا تو سارا مکان لٹا ہوا پایا کمال غضبناک ہوئی اور چاہا کہ خود عمرو کو ڈھونڈھنے نکلے اس اثنا مین خبر پہونچی کہ عیار جادو بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہی یہ سنکر زمرد اور یاقوت کو پہر استقبال بھیجا انھون نے جاکر تعظیم کر کے اسکو اپنے ہمراہ پاس ملکہ کے پہونچا اسنے حیرت کو آکر سلام کیا اور حال پوچھا ملکہ نے سب حال بیان کر کے کہا اب تم دریافت تو کرو کہ عمرو کہان چھپا ہوا ہی اسنے حکم ملکہ سے باہر باغ کے آکر ایک مشت خاک زمین سے لیکر سحر پڑھکر سونگھی اور ملکہ سے آکر کہا کہ مجھے ثابت ہوتا ہی کہ عمرو زمین کے اندر کسی گڈھے مین بیٹھا ہی لہذا مین جاکر پکڑے لاتا ہون یہ کہکر زمین سونگھتا ہوا چلا جب شہر مین پہونچا آدمیون کا غول اسکے ساتھ ہوا اسنے سب کو منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آو کیونکہ غل سنکر عمرو بھاگ جائیگا لوگ اسکے منع کرنے سے رکے اور یہ اکیلا چلا یہان تک کہ قریب اس غار کے پہونچا کہ جہان عمرو مخفی ہی اور عمرو نے بھی دیکھا کہ ایک ساحر اس سمت کو آتا ہی اگر یہان آنجائیگا تو حال اس غار کا ظاہر ہو جائیگا پھر بیٹھنے کا بھی ٹھکانا جاتا رہیگا یہ تصور کر کے اندر سے غار کے نکلکر بیچ میدان مین چادر اوڑھ کر لیٹا اور جسم کو اپنے مثل مردے کے کرخت بنایا سانس روک لی اور آنکھین ایسی کہ جیسے مردے کی بے نور اور پھٹی ہوتی ہین کنپٹیان بیٹھی ہوئی اور منھ ٹیڑھا کیے

ہوئے اور اندر منھ کے سفوف بیہوشی بھر لیا خلاصہ یہ کہ جب غبار گڈھے کی طرف چلا اور مٹی
نے بزور سحر سونگھنے سے عمرو کی خبر دی کہ اسی جگہ ہے اپنے چار طرف بیک نگاہ دوڑایا ایک شخص
کو چادر اوڑھے پڑا دیکھا یہ دوڑ کر قریب آیا اور سحر پڑھنے لگا کہ اُٹھکر بھاگ نہ جاے لیکن خیال کیا
تو دیکھا کہ اس شخص کے جسم کو ذرا حس و حرکت نہین ہے شاید سوتا ہے ایسا کچھ سمجھ کر چادر کو چہرے
سے ہٹایا سب آثار مردے کے پاے حیرتناک ہو کر پاس بیٹھ گیا اور بغور دیکھنے لگا جسوقت کہ
جھک کر چہرے کو غور کرنے لگا عمرو نے منھ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اُسکے منھ پر پڑا اور
چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اُٹھکر فی الفور سر کاٹ ڈالا غل اور شور اور تاریکی پھیل گئی عمرو
اُسکا پیراہن اور جھولا اسباب سحر کا لیکر غار مین کود گیا اور نقب مین جا بیٹھا غلغلہ اور ہنگامہ
سنکر ساحر اور اہل شہر دوڑے لاش اُٹھا کر حیرت پاس لے چلے وہ بھی صداے گریہ و بکا سنکر
دوڑی ہنوز در باغ تک نہ پہونچی تھی کہ لاش غبار کی ساحر لیکر آئے اور عرض پیرا ہوے
کہ ای ملکہ غبار کو عمرو نے مارا حیرت اس حال کو دیکھکر گریان ہوئی آئینہ عشرت اسکا زنگ آلود
غم والم ہوا آخر لاش غبار کی تخت سحر پر رکھکر بجمعیت چند ساحران خدمت شاہ جادوان
مین بھیجی افراسیاب باغ عیش مین مصور سے سرگرم گفتگو تھا کہ نعش ساحر لیکر حاضر ہوے
اور تقریر پر الم تاثیر مقدمہ قتل ہونے غبار کی حصار بیان مین مقید کی افراسیاب سنتے ہی اس
خبر کے مثل مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھانے لگا اور بولا کہ مین حسام جادو کی راہ دیکھ رہا
ہون کہ وہ لشکر مہرخ کا خاتمہ کرکے اور سر باغیون کے لیکر آئے تو مین جاکر عمرو کو خود گرفتار کرون
فی الجملہ شاہ جادوان حسام کا منتظر ہی اور وہ دریاے سحر سے اوتر کر قریب لشکر مہرخ جب
پہونچا دل سے اپنے مشورہ کیا کہ مین مقابل مین اگر خیمہ زن ہونگا تو عیار آکر ستا ئینگے اور حریف
بھی ہوشیار ہو جائیگا اس سے مناسب ہی کہ اسی وقت تاخت و تاراج پر کمر ہمت باندھون
اور عیش و عشرت دشمن کو مبدل بہ غم کرون سبکے سر کاٹکر خدمت شہنشاہ مین لے جاؤن کہ نظم

چو بر دشمنان خیزم آید سمند
چو این وقت غافل شده بگذرم
یقین گردنش آرم اندر کمند
عجب نیست فردا شود ابترم

ایسا کچھ تصور کرکے سرداران لشکر کو اپنے ارادے پر مطلع کیا اور بعزم خونریزی بارگاہ مہرخ کی سمت
چلا یہان تمام سردار خبر گرفتاری عمرو زبان برق سے سنکر واسطے رہائی خواجہ کے دعا کر رہے
تھے اور گریان و نالان تھے کہ یکایک صداے نفیر سحر کان مین آئی طائران سحر اور عیار

جو بامرجا سوسی صحرا و بیابان مین پھر رہے تھے آمد لشکر اعدا دیکھکر اور رُخ اُس فوج کا اپنے لشکر کی طرف نظر کرکے بر جناح استعجال بارگاہ مین آئے اور عرض پیرا ہوئے نظم

زمین بوسید و شہ را اینچنا کرد	بجان تسلیم و منت ہا ادا کرد
زبان بکشاد و گفت ای فرد اقبال	کہ گیر و ماہ و مہر از روے تو فال
زاقبالش جہان را عید نوروز	بزم و رزم جوے باد فیروز
تمامی ساحران و بت پرستان	ہمہ رزم آوران و کینہ خواہان
بعزم جنگ رُخ دارند این سو	بہ قصد بیہودہ اندر تکاپو

مہرخ بمجرد استماع اس خبر کے اٹھ کھڑی ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر نصرت اثر تیار ہوئے کس لیے کہ لشکر حریف یکایک ایسا نہو کہ حملہ کرے لازم ہو کہ بیت

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد	دریغ سود ندارد چو رفت کار ز دست

فی الفور بموجب ارشاد فیض بنیاد اس خیرزن نقارہ رزم گڑگڑایا شور و شر کا زمانہ آیا ساحر تخت ہاے سحر پر سوار ہوے جان دینے پر تیار ہوے ہنگامہ قیامت خیز گرم ہوا ہنوز حسام نہ آنے پایا تھا کہ بمقتضاے فرد

نہ نشستہ یکے عربدہ آشوب گر خواست	تا رفتہ یکے فتنہ بلاے دگر آمد

یعنے جوانان خنجر گذار با شمشیر بران مرکبہاے تازی نژاد پر سوار برآمد ہوے ہاتھون مین دہ دہ سیفیں اور تیغیں جوہر دار لیے تھے کہ جنکی ضرب سے عدو کو راہ فنا دکھاتے تھے کہ نظم

چون برگ گندناست بسبزی جلی تشود	در بوستان معرکہ چون شاخ ارغوان
نیلوفری در آب نہان باشد این عجب	نیلوفریست آتشہ آب اندرون نہان

ایک سمت سے سواران زرین لگام گھوڑے چمکاتے اپنی شوکت دکھاتے روانہ تھے کہ ابیات

گردون گردے زمین نوردی	کز چشمۂ مہر آب خوردی
ہر بار کہ در نورد رفتے	صد باد صبا بگرد رفتے
ہر بار کہ در عرق شدے غرق	باران بودے و در میان برق

ایک جانب سے فیلان سحر روے ہوا پران تھے اور ساحر لباس زرق برق پہنے اُنپر سوار تھے کہ نظم

ابر اند ولے قطرۂ ایشان سحر خنجر	برج اند ولے بارۂ ایشان صفت بیجا
دندان یکے تخت شدہ در دل مریخ	خرطوم یکے حلقہ زدہ گرد ثریا

جادوگرنیان نازنین نازک بدن گاتیان دوپٹون کی باندہے جہولیان اسباب سحرسازی کی گلون مین ڈالے آمادۂ جنگ و پیکار تختہ ہاے سحر و طائران تیز پرواز پر سوار کہ بمصداق شعر

یکے چون لالہ باروے درخشان	یکے چون گل بخوبی دامن افشان

ضرغام کا تخت قلب لشکر مین لیے نارنج و ترنج اوچھالتی ہوئین آگ پانی سے اور پانی آگ سے نکالتی تھین یہ معلوم ہوتا تھا نظم

زمین سے اوج فلک تک تھا سطر حکم بجوم	کہ شور حشر کا ہنگامہ ہوتا تھا معلوم
روان تھے ساحر نامی برائے جنگ و جدل	لیے تھے ہاتھ مین سب اپنے سحر کی مشعل
بزور سحر برستے تھے ایسے انگارے	فلک سے گرتے ہین جسطرح رات کو تارے

قصہ مختصر جب نزول لشکر کی حد سے دوکوس آگے فوج بڑھی لشکر حریف سے دوچار ہوئی حسام جو لشکر لیے آتا تھا اس کثرت سپاہ کو دیکھکر نعرہ زن ہوا کہ ہان اے دلیروان نمک حرامون کو گھیرو خبرداران مین سے کوئی زندہ بچکر نہ نکل جائے کسی طرف پناہ نپائے فوج نے یہ حکم سُنتے ہی صف آرائی کی اس ہنگامہ کی خبر لشکر حیرت کو بھی معلوم ہوئی یہان مصور اپنی جانب سے بہزاد جادو افسر گیا ہو وہ بھی فوج لیکر حسام کا آکر شریک ہوا بوق ترکی اور قرناے رزمی بجنے لگے کوس و دہل کے شور نے گنبد گردون دکوار کو ہلایا مبارزان شجاعت شعار نے قدم ہمت میدان مین جمایا میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا ہر ایک طاق و چست ہوا علمون کے پھریرے لہرائے نشانون کے پرچم کھلے نقیب بلند آواز سے پکارتے لگے غیرت آمیز صدا مین سنانے لگے

	کہ بمقتضائے ابیات	

دولت دنیا کہ تمنا کشند	باکہ وفا کرد کہ با ما کشد
مغز وفا نیست درین استخوان	بوے امان نیست درین خاکدان

محبت دنیا سے ہاتھ اُٹھاؤ کب تک اس دار بے ثبات مین حیات کی امید ہو آخر ایک دن مرنا ہو اگر آج لڑکے جان دی تو زندگی جاوید ہی ہے

بمیرای دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابے آشنائی

	اور کسی نے کیا خوب کہا ہو کہ قطعہ	

از سر گذشتہ پاے بمیدان نہ و ببین	گوئی مراد ماست زچوگان آرزو
خواہی کہ بخت روے بیابد بکام دل	باید شدن بمعرکہ با خصم روبرو

اس صدا کے سُننے سے قبضہ ہاے شمشیر آبدار اور سیہ کمانون کے کڑکنے لگے منچلے ہونٹھ چبا چبا کر عدو کو گھورتے تھے صفون پر سناٹا تھا کوئی طائر بھی اُڑکر ادھر نہ آتا تھا رن بولتا تھا تمام عالم سنسان نظر آتا تھا اس اثنا مین حسام بدانجام اژدر کو اُڑا کر وسط میدان مین آیا یہ نابکار خود بھی بہت کریہ منظر و بدہیئت ہی اسوقت براہ مہابت بزور سحر اپنی صورت بخس کو اور اپنے زیادہ مہیب کیا تھا

چو دیوے دوزخ از عفریت روئی	چو زاغ گلخن از بیہودہ گوئی
از ین سنگین و لے پولاد جانے	چو ہجران دل گدازے جانستانے

میدان مین پہونچکر خوب سحر کی نیرنگیان اپنے دکھائین اور ٹھہر کر مہرخ کی طرف بصد عتاب مخاطب ہوکر کہا اے نادان کجا تو اور کہان شہنشاہ ساحران کہ بیت

کے تواند بود شیر شرزہ آہو را شکار	کے تواند گشت باز دجرہ تیہو را مطیع

کہان تک لاف برابری مارینگی اور ملازمان شہنشاہ مین سے کس کسکو قتل کرے گی ان چند باغیان پاشکستہ پر جو تیرے پاس جمع ہو گئے ہین غرہ نکر اور لازم ہی کہ رفیقان نیک سرشت عقیدت اندیش سے صلاح لیکر سرکشی سے باز آ قدم برسر گر کہ قطعہ

مکن تکیہ بر گنج و تیغ و سپاہ	ز فرزانگان رای و تدبیر خواہ
شو درای نیکو تراد ستگیر	بجاے کہ ضایع بود تیغ و تیر

اگر سر انقیاد میرے فرمان سے نہ ہٹا یا خطا تیری شاہ جادوان سے معاف کرا دونگا ورنہ درصورت انحراف ورزی سزاے معقول دونگا عمرو جو تیرا سعادن بامکر و کید ہی وہ بھی طلسم مین قید ہی تو بھی راہ راست پر آ اپنی جان بچا کر غور کر کہ شہنشاہ والا مرتبت کا کیا رتبہ ہی خداوند سامری نے کیا مرتبہ دیا ہی کہ نظم

دیو کا ینجا رسید سر بنہد	مرغ کا ینجا برید پر بنہد
زر و جز بدر قہ بیرون	از ہوا و زمین او گردون

یہ شہنشاہ کا حکم دو قار ہی کہ تجھ ایسی نکحرام کو ابتک زندہ چھوڑا ہی اے بے ادب یہ تجھے کب زیبا ہی کہ قطعہ

ستیزندگی با خداوند تخت	ستیز ندہ را سر برو چون درخت
گوزنے کہ در شہر شیران شود	بمرگ خودش خانہ ویران شود
چو سر پیدت سر متاب از خراج	وگرنہ نہ سر باتو ماند نہ تاج

مہرخ نے یہ تقریر عتاب آمیز سنکر شمشیر زبان کے جوہر دکھلانے اور پکاری کہ او بیحیا قطعہ

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز — مرا ہم زبانِ سنان ہست تیز
چو من آرزوے نبرد آورم — دل دشمنان را بدر آورم

حسام نے یہ کلام ملالت انجام سُنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا پھر تو ع نعوذ باللہ ازین آتش ار کرار ددو + اُسمین سے دھوان نکلا اور عنقریب تھا کہ شق ہوکر آفت تازہ اور بلائے بے اندازہ پیدا کرے مصرخ نے اس نارنج کو آتے دیکھکر سمت فلک کچھ افسون پڑھکر پھونکا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس نارنج کو روک کر غائب ہوگیا حسام کا جب سحر رد ہوگیا بغصہ شمشیر صاعقہ بار کھینچکر بڑھا اسوقت بہار اپنا طاؤس بڑھاکر میدان مین آئی اور گویا ہوئی کہ ای حسام تمھین لازم ہی کہ ہم پا اُفتادون کی اگر دستگیری کرو اور شرط مردمی یہ ہی کہ مغلوب کی مدد کرو اُو ہمسے ملجاؤ ایسے نا منصف اور ظالم بادشاہ کی اطاعت کرنا عقل مصلحت سنج کے خلاف ہی افراسیاب نالایق اور بیہودہ اور ناانصاف ہی بیت

بے مزد بود آنچہ ہر خدمتے کہ کردم — یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت

ہم کیسی اطاعت اور تابعداری سرکار کی بجا لائے پھر آخر اسکے صلہ مین کیا ملا تم بھی انجام کو کیا پاؤگے اس سے بہتر یہ ہی کہ ؎

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست — با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور شہنشاہ ساحران کے یہان مثل تمھارے بہت لڑنے والے ہین ہم البتہ مجبور و بیچارے ہین تمکو لازم ہی کہ بموجب فرد

رہ نیک مردان آزادہ گیر — چو استادہ دست افتادہ گیر

حسام بدانجام ان کلمات نصیحت التیام کو سُنکر حرف زن ہوا کہ مین نمکحرام نہین ہون جو مثل تیرے اپنے مالک سے منحرف ہوجاؤن بہار نے کہا اچھا اب ہوشیار ہوجاؤ و نیچہ سحر دوڑکر مارا اس نے جسم اپنا بزور سحر اژدہات کا بنایا نیچا اُچٹ گیا بہار نے دوبارہ تیر مارا وہ بھی خالی گیا حسام نے دونون حربے رد کرکے ایک ناریل مارا کہ وہ پھٹا اور آٹھ ہزار پیکان تیر اُسمین سے نکلکر لشکریان مصرخ پر گرا سر سے گذر کے پاؤن کی طرف سے نکل گیا بہت ساحر ہلاک ہوے بہار گلدستہ لیکر بڑھی حسام سمجھا کہ اب یہ باغ سحر بناے گی میرے لشکر کو صرصر ستم سے برباد اور خزان رسیدہ کرے گی لازم ہی کہ مین بھی تحفہ طلسم سے کام لون یہ سوچکر اپنے جھولے سے حلقہ جمشیدی نکالکر مارا بہار کی گردن مین وہ حلقہ پڑکر تنگ بھی ہوگیا اور وہ بیہوش ہوگئی اُسنے گرفتار کرلیا اور وہی حلقہ لیکر یہ آگے

بڑھا مہرخ نے للکارا کہ اے حامراد ازلی کہان آتا ہی اُسنے حلقہ دوڑکر مارا مہرخ کی گردن بھی پھنسی اور اسیر ہوگئی اسوقت وہ دونون سحر یعنے باران سحر اور آسمان سحر جو ہمراہ اپنے لایا تھا اُنکو حسام نے زبان پر جاری کیا سب نے دیکھا کہ ایک سمت دھوان بلند ہوا اور بڑھتے بڑھتے مثل آسمان سبز فام کے سر لشکر مہرخ پر قائم ہو پہنچے اُس آسمان دودی کے لکہ ہاے ابر گھر آئے اور پانی برسنے لگا جسکے سر پر بوند گرتی تھی تیر کا کام کرتی تھی ساحران حامی مہرخ جن سحر کی سپر پر رد کے تھے ہر طرف ایک تلاطم مچا تھا اس ہنگام مین برق محشر نے کہا اے فرزند رعد اس باران سحر مین ہماری کسر باقی ہی یعنے رعد گرجتا ہی چلو ہم بھی اپنا کام کرین یہ سُننا تھا کہ رعد زمین مین غرق ہوا اور برق چمک کر فلک پر گئی ادھر برق کو چمکتے دیکھکر حسام سمجھا کہ قاعدہ ہی جب پانی برستا ہی بجلی ضرور چمکتی ہی یقین ہی کہ میرے سحر کی یہ بجلی ہی غرضکہ یہ تو غافل رہا اور رعد زمین سے نکلا اُسوقت برق کا چمکنا مع حسام کے سب دیکھ رہے تھے کہ رعد نے چیخ ماری بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے ادھر حسام ازبسکہ زبردست تھا اُسکا سر تو نہین شق ہوا مگر بیہوش ہوگیا اوپر سے برق جو کڑ کڑا کر گری اُسکے جسم نجس کو کاٹ کر زمین مین اوتر گئی العیاذ باللہ شور نشور قیامت برپا ہوا وہ آسمان سحر پھٹکر لشکریان حسام اور حیرت پر گرا ہزارہا ساحر دیکر مرا مہرخ اور بہار قید سے چھوٹین فوج نے مہرخ کی حملہ کیا پھر تو نظم

گروہے رزم جوے فتنہ انگیز ہمہ پر کینہ با بیباک و خون ریز
کمین خواہی میان را تنگ بستہ ولے چون سنگ را در جنگ بستہ

رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق چمک چمک کر گرنے لگی اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت

سینہ کوہ از سنان برق بشد چاک چاک وز صداے رعد می لرزید چرخ و حرم خاک

برق چالیس گز کی دراز ہوکر اڑی اور ترچھی پڑ پڑ کر گرنے لگی ہر بار دو دو سو تین تین سو کو جلا کر خاک سیاہ کرتی تھی دم بھر مین چالیس پچاس ہزار ساحر جلا دیا آخر لشکر حیرت مین طبل امان بجا بہت ساحر رو بفرار لائے اور ہزارون گرفتار ہوے بہتون نے اطاعت کی مال و متاع حریف لوٹکر مہرخ نقارہ فتح بجاکر میدان سے پھری اور خیام ذوی الاحترام مین ہو نچکر مصروف عیش و نشاط ہوئی لشکر نے کمر کھولی ہنگامہ نشاط گرم ہوا اُدھر لشکریان حسام بھاگ کر دریاے سحر کے پار گئے افراسیاب براہ نخوت مصور سے گرم سخن تھا کہ مین آج تک طرح دیتا تھا کہ یہ لوگ راہ راست پر آوین ورنہ میرے غصہ کی پناہ نہین اب دیکھنا سب کے سر حسام کا لکر لاتا ہوگا یہ باتین

تمام نہوئی تھین کہ صدمہ ے واویلا کان مین آئی خادم دوڑے اور ساحران حسام کو سامنے لائے
اُنھون نے تیغ بیان سے خاطر بادشاہ کو مجروح بنایا اور دلکو دو نیم دود آہ سینۂ شہنشاہ
سے نکلا اس شکست کی خبر سُنکر دست تاسف ملے اور کہا ؎

آہ ازین طالع برگشتہ کہ ہر روز مرا ــ رہ بجاے نمایدکہ بلا بیشتر است

اُن مفروروں سے پوچھا کہ حسام کو کس نے قتل کیا کہا برق محشر نے اُسکو قتل کیا لیکن سب لوگ
کہتے تھے کہ افراسیاب حرامزادے مسخرے نے بھیجکر قتل کرایا اس کلمہ پر اہل دربار منھ پھیر کر مُسکرائے
اور سرمایہ وزیر نے اُن ساحرون کو گھُرکا کہ سب لوگ کچھ کہتے ہین تم اپنی زبان سے نہ کہو عوام الناس
کا قاعدہ ہی کہ خداوندون کو سردارون کو بُرا بھلا کہتے ہین لیکن کوئی حضور مین ایسی بات کہتا ہی
افراسیاب یہ تقریر سُنکر گویا ہوا کہ اگر مین انکو سزا دلواتا ہون تو لوگ کہینگے مسخرے سے تو کچھ بس
نہین چلا اپنے ملازمون کو ہلاک کرتا ہی اس سے لازم ہی کہ تا قتل ہونے نمکحرامون کے جو کچھ
کوئی کہے سنون اور خاموش رہون کیونکہ چاند پر خاک ڈالے سے نہین پڑتی مین جیسا ہون
ویسا ہی رہونگا یہ کہکر بغل مین ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ کا پتلا نکالکر پھینکا اور حکم کیا کہ
جہان صرصر عیارہ ملے لے پتلے اُٹھا لا بہ مجرد حکم کے وہ مثل کاغذ بادی کے اُڑتا ہوا روانہ
ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرد

اب تو وہ تشکل کا غذ بادی ــ نہ زمین کا نہ آسمان کا ہی

صرصر لشکر حیرت مین اندر خیمے کے مشغول تھی اور صبا رفتار کہتی تھی کہ واہ رے عمرو مودی کا تا بلا کا
عیار ہی نگوڑا طلسم مین جب سے آیا ہی آفت ڈھائی ہی اب شہر مین حیرت کے ہی لیکن کسی کے ہاتھ مین
نہین آتا ہی صبا رفتار کے چھیڑنے کو صرصر گویا ہی کہ ہان بہن تمھارا جی جانتا ہوگا جیسا عمرو ہی اُسکا
شاگرد قران اس بلا کا ہی کہ تیرے دلکو زخمی اُسنے کیا ہی صبا رفتار یہ سُنکر کھسیانی ہوکر حرف زن ہوئی
کہ حضور کو اگر بُرا لگتا ہی تو مین نام بھی عمرو کا نہ لونگی خلاصہ کلام انھین باتون مین تھین کہ وہ کاغذ کا پتلا آکر
کمر مین صرصر کے لپٹ گیا اور اُڑکر چلا صرصر سمجھی کہ رعد و برق نے جو حسام کو قتل کیا ہی تو مہرخ اندیشہ مند
ہوئی ہی کہ عیار پہچان کوئی عیاری نہ کرین اس لحاظ سے مجھے گرفتار کرایا ہی یہ تصور کر کے بکنے لگی کہ
ہم سے اور عیارون سے گرفتار کرنے کی شرط ہی نہ کہ ساحرون سے لڑنا ہمارا کام ہی اس پتلے نے کچھ
سماعت نہ کی اور دریاے سحر کی طرف چلا اب صرصر سمجھی کہ افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کہ بلایا ہی یقین ہی
کہ یہی کہے گا کہ حسام مارا گیا اور تجھ سے کچھ نہو سکا پھر میرے بھی جو مزاج مین آئیگا جواب دونگی

غرضکہ اسی شش و پنج مین یہ تھی کہ تپلا سامنے شاہ جادوان کے اسکولا یا اسنے مجرا کیا اور ہاتھ جوڑکر کھڑی ہوئی افراسیاب نے کہا ای صرصر تو نے کئی بار اقرار کیا کہ مین عمرو کو پکڑ لاؤنگی مگر آج تک گرفتار نکر سکی صرصر نے کہا کہ قربان ہو جاؤن کنیز تو کئی بار اسکو پکڑ لائی مگر اُسکی قضا نہ تھی چھوٹ چھوٹ گیا شاہ نے کہا اچھا اب جاکر رعد اور برق کو پکڑ لا اور ملکہ حیرت کے پاس پہونچا دے صرصر تسلیم کرکے رخصت ہوئی اور شہنشاہ نے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین عمرو کی گرفتاری کو ساحر زبردست بھیجتا ہون اور خود بھی آتا ہون لیکن صرصر رعد اور برق محشر کو اگر تمھارے پاس گرفتار کرکے لائے تو فوراً سر اُن دونون کا کاٹ ڈالنا اس نامے کو ایک بچہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر چلا ادھر صرصر کو بچہ سحر اُٹھاکر اسکے خیمے مین پھر پہونچا گیا صبا رفتار اسکے جانے سے متردد تھی اسوقت خوش ہوکر پوچھنے لگی کہ ای شہزادی آپ کہان تشریف لیگئی تھین صرصر نے سب کیفیت بیان کرکے کہا چلو برق محشر کو پکڑ لائین یہ کہکر کسوت عیاری واکرکے آئینے سامنے رکھکر صورتین اپنی دونون نے تبدیل کین ایک تو خود عورتین نازنین حور جمال ہین اور دوسرے اور بناوٹ سے مرپارہ حسینہ اور جمیلہ بارہ بارہ برس کی کم سن لڑکیان بنین وہ زیبا صورت ہر ایک کی تھی کہ ماہ شب چاردہ اُنکے رخسار پر نور سے روشنی اور نور اقتباس کرتا تھا اور چراغ جہان افروز آفتاب کہ قندیل فلک ہی پرتو شمع جمال دل آرا سے اُن سب کے تاب قرض لیتا تھا الحق وصف مین اُن خوبان روزگار کے یہ زیبا ہی کہ نظم

لباس ارغوانی کردہ دربر　　تو گوئی بستہ سرو از لالہ زیور
دو چشم ترک بر دلہا کمین ساز　　دو ابرو بر جگر دو ناوک انداز
رخش تابان ز چین زلف پُرتاب　　چنان کاندر شب تاریک مہتاب
ز مشک تازہ یک موی شکستہ　　بآب زندگانی روی شستہ

اس خوبی و زینت سے آراستہ ہوکر منتظر ہوئین کہ رات کو چلکر دست بردی کرین یہانتک ٹھہری رہین کہ سیمرغ زرین جناح آفتاب آشیانہ مغرب مین گیا اور غراب شب سیاہ چہرے نے دام ظلمت اطراف عالم مین بچھایا کہ نظم

روز چو در پردہ بپوشید راز　　راز برون داد شب پردہ ساز
صوفی خورشید بہ خلوت نشست　　کرد فلک سبحہ پروین بدست

جب رات ہوئی دونون اپنے خیمے سے نکلکر روانہ ہوئین اور لشکر مہرخ مین پہونچین جسنے لشکر مین کھا

اوپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا عاشق تن شعر پڑھنے لگے نوجوان آوازے کسنے لگے کوئی بولا کہ مین اس زلف کا سودائی ہون کوئی پکارا کہ مین رخ انور کا شیدائی ہون کہ رباعی

ہے شوخ کا مار زلف کالا کافر — حلقہ مارے ہوا سپیہ بالا کافر
اس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی دل یہ بولا — جادو بہ حق ہو کرنے والا کافر

اور کوئی بیقرار ہوکر انکے پیچھے چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے یار دلنواز و اے سراپا مایہ ناز ایک نظر ادھر بھی دیکھ لو کہ یہ دل مضطر تسلی یاب ہو اور مجھ بیتاب کی جان بچے کہ اشعار

گردش چشم سے مرے کا صرف کیا ہوگا — دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لین گے — پھیر لے ہمسے او بے دید نظر کیا ہوگا

اور کسی نے انکی اچپلا ہٹ اور چلبلاپن دیکھ کر دل سے دعا دی کہ فرد

چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرا — گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہوکر

ہمراہ ان دونون کے مجمع عاشقان ہر سمت سے ہجوم جوانان تھا کہ فرد

شہر مین شہرہ ہے کس قد قیامت کا کیون — جلوہ گاہ حشر ہر ہر کوہ برزن ہوگیا

اسی طرح لشکر سے گذر کر دربار گاہ مہرخ پر پہونچین حاجبان درگاہ سے کہا کہ ہماری خبر ملکہ عالم سے جاکر عرض کرو کہ دو لڑکیان حاضر ہوئی ہین دربانون نے کہا تم کہان سے آئی ہو انھون نے کہا کہ ہم کچھ فوج لیکر تو آئے نہین ہین جو تم پوچھا پچھی کرتے ہو جاؤ ملکہ سے بیان کرو جہان سے ہم آئے ہین آپہی ثابت ہوجائیگا اس تقریر سے دربان خاموش ہوے اور عرض بیگی نے جاکر مہرخ سے بعد دعا وثنا کے دست بستہ التماس کیا کہ دو لڑکیان آستانہ عالی پر حاضر ہین تمنا باریاب ہونے کی رکھتی ہین مہرخ نے بمجرد سننے کے حکم دیا کہ سامنے لاؤ ملازمان بارگاہ دونو کو روبرو لائے انھون نے مجراگاہ پر سے باادب استادہ ہوکر مجرا کیا اہل دربار مین سے جسنے انکی صورت پاکیزہ کو دیکھا دیوانہ رخ زیبا نیا اور بہار اور مہرخ موونا فرمان وغیرہ دیکھکر گویا ہوئین کہ ہے ہے کمبختین ابھی بالکل کم سن ہین نگوڑیون پر نہین معلوم کیا مصیبت پڑی ہے جو گھر سے نکلین ایک ساحرہ بولی کہ ناشدنیان صورتین تو بھولی بھولی رکھتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی اشراف کی بیٹیان ہین ایکنے کہا بہن دیکھو یہ اللہ بھی ہین کچھ شعور نہین ہے بال بھی رخ پر سے نہین ہٹاتی ہین غرضکہ اپنی اپنی بولیان سب بولتے تھے اور انکے حسن وجمال پر فریفتہ تھے فی الحقیقت انھون نے اپنی بناوٹ ایسی ہی کی تھی کہ کرتیان آستینون وار پہنے جھولیان گلے مین ڈالے ناک مین ایک موتی کی نتھنی پہنے تھین مگر روے زیبا مثل گل تازہ کے نسیم تمناے عاشقان

سے شگفتہ اور زلف مثل سنبل پرتاب کے کہ ہزاروں نافہ مشک ناب اس مین پوشیدہ تھے
آراستہ اور پیراستہ کرکے آئی تھین الحق انکی شان مین یہ زیبا تھا کہ ابیات

زسنبل برہمن مرغولہ بستہ — زمرغولش بنفشہ گشتہ دستہ
زمستی نرگس جادوش درخواب — زسودا سنبل ہند وشش پرتاب

مہرخ نے نہایت شفقت سے انکو کرسی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی اور براہ نوازش و تفقد حال انکا پوچھا
دونون لڑکیان رونے لگین لآلی آبدار رشا ہوار اشک متصل اور مسلسل صدف چشم سے ڈھلک کر
رخسار پر آنے لگے خوب دھارم دھار روئین مہرخ بیقرار ہوگئی اور پاس اپنے بلایا انکے حال زار
پر رحم آیا انسو پوچھے دلاسا دیکر بٹھایا انھون نے کہا ہم ہیکل جادو کی بیٹیان ہین باپ اور
مان ہمارے سپہر و ملک عدم ہوے ہم اکیلے رہگئے کوئی روٹی دینے والا کیسا خالی سر پر ہاتھ رکھنے
والا بھی نرہا اب محنت و مشقت کرتے ہین تیرا میرا کام کاج کرکے روٹی میسر آتی ہو کھا کر پڑ رہتے
ہین لیکن جوان جہان ہین اور کمبخت پیلا چمڑا ہمارا ایسا ہی جسکے سبب سے ہر شخص آبرو کا خواہان
رہتا ہو مردوے تاکتے جھانکتے ہین آوازے کستے ہین غریب سمجھکر ہر شخص جو پاتا ہو سو کہہ لیتا ہو لہذا
ہم آپکے پاس آئے ہین کہ ہمین کنیزی مین قبول فرمایئے اور رعد اور برق محشر کا شاگرد کرا
دیجیے کہ ہمکو انھین کا سحر پسند ہو انکا کاروبار کرینگے اور سحر بھی سیکھین گے آپ کے فرمانے سے اگر
وہ ہمین رکھ لین تو عین عنایت ہو اس تقریر کو سنکر مہرخ نے رعد اور برق محشر کی جانب
دیکھا اور رعد اپنا نام انکی زبان سے سنکر انھین کی طرف متوجہ ہوا اور بنظر غور اسنے دیکھا کہ وہ
نازنیان مہ پارہ کمسن قبول صورت ہین چھاتیان ادھرتی آتی ہین معلوم ہوتا ہو کہ گٹھلیان
چھوٹی چھوٹی چھاتیون مین ابھی پڑی ہین مہندی ہاتھون مین لگی ہو پور پور چھلے پہنے ہین
پاؤن مین چھاگلین پڑی ہین گلے مین طوق اُن خورشید رخسارون کے ہلال آسا پڑا ہو
کان کے بالے رخسار پر حلقہ فگن ہین کہ نظم

ماہ را مہر میہمان کردہ — زہرہ با مشتری قران کردہ
ماہروئے مشکبوئے دل کشے — جانفزائے دلفریبے مہوشے

رعد کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مہرخ مین انکو بدل جادو تعلیم کرونگا ادھر
برق محشر نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی جو کچھ انکی کیفیت ہوگی دس ہی پانچ روز مین شاہ طلسم کا
مقابلہ کرینگی اور طلسم کی جو برقین ہین انکا جواب یہی دینگی میرے ساتھ دہنے بائین چمکا کرینگی

اور آپکے لشکر مین مجھ سمیت تین برق ہو جائینگی مہرخ نے کہا انکو اپنے ساتھ خیمے مین لیجاؤ سرکار سے خرچ انکے آب خورش کا ملے گا لیکن سحر سکھانے مین انکو مارنا پیٹنا نہین یہ سمجھ لوکہ بے ماں باپ کی بچیاں ہین برق محشر نے جواب دیا کہ مین اپنی بیٹیاں سمجھون گی اور خصوصًا حضور کا درمیان انکے بارے مین ہی کوئی تکلیف کسی طرح کی انھین نہوگی اور طریقہ تعلیم اور تربیت وہ اختیار کیا جاے گا کہ بمقتضاے رباعی

از تربیت ست کاب گوہر گردد — خون ور تہ نافہ مشک اذ فر گردد
وآن آہن تیرہ روے بے قیمت را — اکسیر چو تربیت کند زر گردد

قصہ کوتاہ رعد اور برق محشر انکو لیکر اپنے خیمے مین آئے مہرخ نے بھی دربار برخاست فرمایا رات کا وقت تھا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے برق محشر نے لڑکیون کے لیے مسندین اور پلنگڑیاں جواہر کار بچھوا دین جملہ طرح کی نعمتین بہر آسایش مہیّا کر دین اور کہا صبح کو اہل عملہ کنیزین اور ملازم وغیرہ سب بلوا دونگی اسوقت تم شراب پیو کھانا تناول کر کے آرام کرو یہ تقریر سنکر دونون سندر جلوہ گر ہوئین رعد بھی اُنکے پاس آکر بیٹھا اور نظارہ جمال حورشال کرنے لگا برق محشر نے کہا بیٹیا تو اُنکو اس طرح نظر حسرت سے دیکھتا ہی کہ بس نہین تیرا جو لگا ہون سے انھین پی لے رعد نے جواب دیا کہ امان جان تم ماں ہو تم سے کیا پردہ ہی میرا دل اپنر آگیا ہی یہ کہکر ان کی گردن مین ہاتھ ڈالکر لاڈ کرنے لگا کہ میری امان تیرے صدقے تیرے قربان برق محشر تیوری چڑھا کر بولی کہ لونڈے کیا بکتا ہی حواس پکڑ عقل کے ناخن لے مجھے یہ باتین نہین اچھی معلوم ہوتین چونچلے کی باتین کسی اور سے جاکر کر اور سنو نخرے کی خوبی بزرگی خردی سب ڈوبی سبحان اللہ اب تو خوب چل نکلا ہی مجھسے بھی صاف صاف کہنے لگا شامتی غارت ہوے موے بھیا تیرے جیسے کتا نہ جیے خدا کی شان جن جاے انھین لیجائے ابھی کل کا ذکر ہی کہ لنگوٹی باندھے پھرتا تھا آج اس قابل تو ہوا کہ رنڈی بازی کرنے لگا چل پچھے دور ہو نگوڑے نکل یہان سے کیا مجھے مہرخ کے سامنے ذلیل کرائیگا رعد ماں کے غصہ کرنے سے پانؤن پر گرا اور لوٹنے لگا کہ اب اس مقدمہ مین نہ بولیے مین جانؤن اور یہ جانین برق محشر آخر ماں ہی اسکے حال پر رحم کھا کر چپ ہو رہی مگر بمزید احتیاط خود بھی لڑکیون کے پاس آکر بیٹھی کہ شاید رعد انکو ستائے اور یہ ناراض ہو جائین اور ادھر صرصر بھی رعد کی بیقراریان دیکھکر گھبرائی کہ مبادا یہ ہمپر دست درازی کرے تو ہم کچھ اسکا نکر سکین گے یہ سوچکر اپنے پاس سے ایک بیضہ نکالا اور برق سے گویا ہوئین کہ ہم تو سحر نہین جانتے ہین لیکن یہ انڈا ہی

ہمنے ایک جگہ پر پڑا پایا ہی لوگون سے جو ہمنے اسکا حال پوچھا تو ہر ایک ساحر زبردست نے یہی کہا کہ
تمھاری قسمت بہت اچھی و نیک تھی جو یہ تمنے پایا یہ انڈا عقاب جمشید کا ہے اس مین عجیب عجیب خوشبوئین
آئی ہین رعد نے کہا لاؤ مین دیکھون صرصر نے اسکو حوالے کیا رعد نے کہا تم بھی انڈا دینے لگین لڑکیان
بولین تم ٹھٹھے بازی کرتے ہو برق نے کہا بیٹا تمنے انسے کیا کہا رعد نے مان کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر مارے
ہنسی کے پیٹ پکڑ کر لوٹنے لگا اور وہ بیضہ آپ بھی سونگھا اور ماںکے نتھون سے لگا دیا اس مین غضب
کی بیہوشی تھی دونون سونگھتے ہی بیہوش ہوگئے یہان رعد نے بسبب اپنی میلان طبیعت کے
تخلیہ تو کر رکھا تھا ہی کوئی ملازم بھی موجود نہ تھا صرصر اور صبا رفتار دونون کو پشتارے
مین باندھکر خیمے سے پشت پر لادے باہر نکلین لیکن جس وقت کہ یہ بارگاہ مین مہرخ پاس آئی تھین
تو عیار صحرا مین تھے جب پھر کر بارگاہ مین آئے تو حال سُنا کہ دو لڑکیان آئی ہین اور رعد و برق کے
خیمے مین ہین برق فرنگی نے ضرغام سے کہا کہ چلکر لڑکیون کو دیکھا چاہیے یہ کہکر دونون خیمہ مین
آئے یہان دونون عیار بچیان جا چکی تھین عیارون نے خیمہ خالی پایا تاہم خیال کیا کہ یہ بیشک عیار
لڑکیان تھین بوجہ قتل کرنے حسام کے ان دونون کو پکڑ لیگئی ہین یہ سمجھکر عیار دوڑے اور عیار بچیان
اُٹھتی بیٹھتی سگ و گربہ کی چال چلکر لشکر سے باہر نکل گئین اور صحرا مین پہونچین عیار بھی آکر جنگل مین پہنچے
اور حفظ ما تقدم کر کے ایک نہیب دی کہ خبردار کہان جاتی ہوا ہی لگا تاؤ ہم بھی آپہونچے یہ صدا عیار
بچیون نے سُنی سر پر پاؤن رکھکر بھاگین اور ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ کوڑیا پھولا تھا ہری ہری
گھانس لہلہا رہی تھی تالاب چشمے پانی سے بھرے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی چاندنی چھٹکی ہوئی
تھی اس جنگل مین قران تھا عیارونکی صدا سُنکر بغدہ پکڑے دوڑا ادھر تیز نگاہ عیار بچی صرصر کی کمک کو
آئی تھی اور ایک جگہ نقب لگا کر چھپی بیٹھی تھی برق اور ضرغام جو دوڑے چلے آتے تھے اُس نقب
مین گرے تیز نگاہ نے کمند ماری ضرغام کی گردن پھنسی اور برق تڑپ کر نقب کے باہر نکلا تیز نگاہ
نے ضرغام کو کھینچ لیا اور حباب مار کر بیہوش کر کے نقب سے نکلی مگر برق نے ضرغام کے گرفتار
ہونے کا کچھ خیال نہ کیا اور صرصر کے تعاقب مین چلا یہانتک کہ صحرائے سبزہ زار مین برابر آپہونچا
اور پکارا کہ واہ واہ اُستانی کیا خوب عیاری کی مگر مین جان بچکر آیا ہون اب کہان جانے دیتا ہون
صرصر نے پلٹ کر جواب دیا کہ موئے تیرے اُستاد نے بھی کبھی روکا تھا جو تو کبھی روکے گا یہ کہکر صبا رفتار
اور صرصر نیمچہ پکڑ کر برق پر آگرین برق بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا ایک چوٹ صرصر پر اور ایک صبا رفتار
پر کرتا تھا کبھی روکا کبھی مارا خنجر کی جھنکار بلند ہوئی اور بیضہ ہائے بیہوشی چلنے لگے اسدم تیز نگاہ بھی

ضرغام کو پشتارے مین باندھے یہان آ پہونچی اور برق کو گھیر برق گہار کی لڑائی لڑنے لگا صرصر نے
تاک کر بیضہ بیہوشی مارا برق نے جست کر کے خالی دیا زمین پر جیسے ہی آترا تھا کہ صبا رفتار نے حباب مارا
اسنے لوٹکر وہ بھی خالی دیا لیکن سنبھلنے نپایا تھا کہ تیز نگاہ نے دوڑکر خنجر مارا برق اکی جوتڑ پا دو جاکر
گرا اور وہان سے سنبھل کر پھر دوڑا تینون عیارنیون کو روکا کسی پر کمند ماری کسی پر خنجر مارا اور کسی کا
وار روکا ہمہ تن چشم بن گیا عجب ہنگامہ بپا تھا کہ ع

بشمشیر سے یکے تا صد توان کشت
برائے لشکرے را بشکنی پشت

اسی غوغا اور ہنگامے مین قران بندہ تانے نعرہ زنان آ کر پہونچا صبا رفتار نے صرصر کو پکارا کہ واری
وہ موا کالیا آتا ہی قران یہ صدا سنتے ہی صبا رفتار کے سر پر آیا ہر چند اسنے روکا اور ہتواسے
حربے کیے لیکن قران دراتا گھس پڑا اور چاہا کہ گود مین اُٹھا لون اسوقت وہ اوہی اوہی کر کے
بھاگی اور پکاری کہ اے صرصر مین تو بھاگتی ہون وہ پیچھا نہین چھوڑتا صرصر اور تیز نگاہ اسکے
پکارنے سے ادھر متوجہ ہوئی تھین کہ برق نے نیمچہ دہنے ہاتھ سے صرصر پر اور خنجر بائین ہاتھ سے
تیز نگاہ پر مارا کہ دونون کے پشتارے کٹ گئے اور برق محشر و ضرغام زمین پر گرے برق نے دوڑکر
دونون پر حباب دافع بیہوشی مارے کہ دونون ہوشیار ہو گئے یہ ماجرا دیکھکر صرصر سمجھی کہ برق محشر الیا
سنو کہ غصے مین آ کر ہمپر گرے جو دو ٹکڑے کرے اسوجہ سے سر پر پاؤن رکھکر بھاگی ادھر ہیبت سے قران
کی صبا رفتار بھی پشتارہ پھینک کر بھاگی رعد کو بھی عیارون نے ہوشیار کر دیا برق محشر صرصر
کی عیاری پر مطلع ہو کر بغضب تمام گویا ہوئی کہ اس موئی عیارنی کی یہ حقیقت ہوئی کہ مجھپر عیاری
کرنے آئی تھی ابھی اسکے رخت ہستی کو جلا کر خاک کرونگی اور خرمن عمر کو برباد کرونگی یہ کہکر جیک کر
چلی تھی کہ قران پکارا ہان ہان یہ خواجہ عمرو کی منظور نظر ہی جو اسکو قتل کریگا اُسکو خواجہ سے مقابلہ
کرنا ہوگا اور عمرو اُسکو جیتا نرکھے گا برق محشر مارے ڈر کے یہ تقریر سنکر پھر آئی قران اور برق وغیرہ
سب ملکر خیمے مین آئے برق محشر نے شکریہ برق فرنگی کا ادا کیا اور در نقد سامنے رکھا کہ آپ کے
باعث سے میری جان بچی برق نے کہا میری کیا حقیقت ہی مین ایک بندۂ ناچیز پروردگار ہون
وہی سب کی جان بچاتا ہی برق محشر بولی کہ یہ سب سچ ہی مگر آپ ہی لوگون کے سبب سے ہمارا بچاؤ
اور زندگی ہی ورنہ ادھر تو ساحرون کا سامنا اور عیارنیون کا مقابلہ ہی ادھر افراسیاب ایسے کا
سامنا ہی مگر ہم بھی سر دینے کو مرنے کٹنے کو حاضر ہین قصہ کوتاہ عیار رخصت ہو کر صحرا کو چلے راہ مین
دیکھا کہ ایک شخص نعرہ زن دردِ فراق اور نوحہ کن رنج مہاجرت و اشتیاق جوہر رطوبت عنصری

آتش فراق مین گلاتا ہی اور شمع وار شعلہ ہجر معشوق سے جلتا ہی اور زبان حال سے یہ کہتا ہی کہ ابیات

کیا کیا نہین ظلم آہ مجھ پر ہوتا — ہر لحظہ تری جدائی مین ہون روتا
سوتے مین بھی اشک چشم یون جاری ہین — نکلے ہی زمین سے جیسے کوئی سوتا

برق جب اس اسیر سلسلۂ الم کے قریب گیا تو پہچانا کہ شکیل جادوگر ہی مفارقت مین اپنی معشوق ملکہ خوبصورت کے ہر شب یونہین بیقراریان کرتا ہی اور معشوقہ کا اسکی حال اول لکھا گیا ہی کہ نجم سحر نے بحکم شاہ ہنڈوے پر دریاے سحر کے میدان مین بٹھا دیا ہی کہ وہ جھولا کرتی ہی غرضکہ برق نے اسکو تسلی اور دلاسا دیا اور کہا مین تیری معشوقہ کو چھڑانے جاتا ہون یہ کہکر سمت دریاے سحر چلا اس اثنا مین گازر روزگار نے پوشاک سیاہ رنگ لیلاے لیل کو دھوکر سفید کیا اور بحر نور مین ہر ایک انجم غوطہ زن ہوا شعاع آفتاب سے دریاے زرین موج گیر عالم تھا کہ نظم

زمین و آسمان لبریز از نور — جہان غوطہ زدہ در بحر کافور
مصفا چون ضمیر عارفان بود — سحرگہ نور افشان آن چنان بود

برق یاد خالق نور و ظلمت کرتا ہوا قریب ساحل دریاے سحر پہونچا اور بحر فکر مین غوطہ زن ہوا کہ کیونکر پار دریا کے جاؤن اور اس گوہر قلزم محبوبی کا پتا پاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا تھا صرصر نے دور سے دیکھا کیونکہ یہ بھاگ کر دریا سے ہنوز پار نہ اتری تھی اب جو برق کو دیکھا اپنے دل سے مشورہ پذیر ہوئی کہ کل اسی بھڑوے نے مجھے گھیرا تھا اور لشتارے چھین لیے تھے اسکا بدلہ آج لینا چاہیے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور راہ کاٹ کر برق کے سامنے سے آئی تاکہ معلوم ہو کہ دریا کے اس پار سے آیا ہی فی الجملہ جب برق نے استاد کو آتے دیکھا دوڑکر قدم پر گرا اور گویا ہوا کہ رہے میمون و مبارک یہ صبح عالم افروز ہی کہ آفتاب عالمتاب سپہر عیاری نے ہم خاکساران ذرہ مثال پر پرتو مرحمت ڈالا اور چشم مشتاقان مین نور مثل طور کے مشاہدۂ جمال عین الکمال حضرت استاد الاستاد سے تجلی پذیر ہوا بیت

دمید صبح سعادت کہ یار باز آمد — ہزار شکر کہ آن غمگسار باز آمد

صرصر نے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا اور وقت بغلگیر ہونے کے منھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ برق کے دماغ مین اسنے سرایت کی اور بیہوش ہوگیا اسنے لشتارہ باندھکر پشت پر لادا اور آگے بڑھی راہ مین خیال آیا کہ درباب گرفتاری عیاران سرکار شہنشاہ طلسم سے حکم صرف نفاذ نہین پایا مبادا شہنشاہ کہے کہ عیارون کو لاکر طلسم کی راہ دکھاتی ہی تو تیرے واسطے قباحت ہوگی یہ

سوچکر بار دریاے سحر کے نگی پشتارہ لیے اپنے خیمے مین آئی اور ارادہ کیا کہ اول گرفتار کے حال سے
شاہ طلسم کو اطلاع دون اگر وہ طلب فرمائین تو لیجاؤن اسی فکر مین تھی کہ تیز نگاہ اور شمیمہ نقیب ان
بھی یہان آئین صرصر نے اُن سے کہا کہ ابھی میرے قریب نہ آؤ پہلے ہاتھ دھولو مین دیکھ لون کہ تم
کوئی عیار تو نہین ہو اُن دونون عیارنیون نے دست و پا دھوکر اسکا شک مٹایا اور نشان اور
پتے سب دیے اسوقت اُسنے کہا کہ تم پشتارہ لیکر یہان ٹھہرو مین دربار شہنشاہ مین جاکر اسکے لیجانے
کی نسبت دریافت کر آؤن عیارنیون نے عرض کیا واری کچھ نوش جان فرمائیے تو پھر تشریف
لیجائیے گا کہ آپ کو کل سے یہی محنت شاقہ پڑ رہی ہی صرصر اُنکے کہنے سے ٹھہر گئی لیکن تشکیل صبح
ہوتے وقت یاد محبوب مین رو دھو کے خیمے مین گیا وہان سے دربار شاہی کی طرف چلا راہ مین ضرغام
سے ملاقی ہوا اُس سے کہا کہ برق میری معشوقہ کو چھڑانے گیا ہی ابھی تک نہین آیا ضرغام اس
کیفیت کو سُنکر دریاے سحر کی طرف راہی ہوا اور اُسوقت پہونچا کہ صرصر پشتارہ برق کا باندھ رہی
تھی اُسنے گرفتار ہونا برق کا دیکھکر صورت اپنی مثل ایک جادوگرنی کے بنائی سندلی سیندور
کی ماتھے پر لگائی دو چار ٹیکے نیل کے جسم پر دیے گلے مین صندل کا مالا پہنا لہنگا قیمتی زیب قامت کیا
پھر پیشواز اوپر سے پہنی دو پٹے کی گاتی باندھکر گلے مین ڈالی کچھ ہاتھون مین باندھی اور قد کو
مثل سرو روان کے کہ چمن روح پرور مین اُگا ہوا آراستہ کیا اور چہرہ کو مانند رخسارہ تازہ گل
کے بنایا کہ جو آب حیات سے دھویا ہوا تھا نظم

نگارے دلفریبے جانگدازے
زلفش سنبل اندر تاب می شد
پری پیکر بتِ عاشق نوازے
ز رشک عارضش گل آب می شد

وس صورت سے درست ہو کر خیمہ صرصر کے قریب آکر اس طرح جست کی کہ سر پہ کے پھاندھ کر بیچ
صحن خیمہ مین اُترا اسلیے کہ معلوم ہو اُڑتی ہوئی آئی ہی صرصر عیارچیون سے باتین کر رہی تھی جادوگرنی
کو دیکھکر مراسم تعظیم بجالائی اور مستفسر ہوئی کہ باعث رونق افروزی حضور کیا ہی ساحرہ نے کہا مین
دربار شاہ جادوان سے آئی ہون شہنشاہ نے کتاب دیکھکر معلوم کیا ہی کہ تُنے برق فرنگی عیار
کو گرفتار کیا ہی اسلیے مجھے بھیجا ہی اور تاکید اکید ارشاد فیض بنیاد ہوا ہی کہ قیدی کو جلد لیکر حاضر ہو
تمھین عیش و آرام سو جھا ہی اور مین متردد ہون صرصر نے کہا مین عیش کرنے والی صدقہ گئی کنیز
ابھی ابھی تمھارے ساتھ چلتی ہی ساحرہ نے کہا مین ٹھہر نہین سکتی تم قیدی لیکر آؤ مین جاتی ہون
یہ کہکر صحن خیمہ سے پھر جست کی اور خیمہ پھاندکر یہ جادہ جا اپنا راستہ لیا صرصر کو یقین واثق ہوا

کہ بیشک یہ ساحرہ فرستادہ شاہ طلسم تھی کیونکہ اگر عیار آتا تو مجھ سے پشتارہ برق کا طلب کرتا نہ کہ یون
چلا جاتا معلوم ہوتا ہی کہ پل پر یزدان کے دربانون نے شہنشاہ کو قید ہونے کی برق کے خبر دی ہوگی
اسنے اس ساحرہ کو بھیجا اب جانا لازم ہی یہ سوچکر سب ساتھ کی عیارہ بچیون سے کہا تم یہین ٹھہرو
مین جا کر قیدی کو دے آؤن وہ سب تو ٹھہر رہین اور یہ پشتارہ اٹھا کر چلی وہان ضرغام نے
کنارے دریاے سحر کے جا کر ایک جگہ کھود کر اپنا جسم زمین مین چھپایا یعنی زمین کھودی ہوئی مین لیٹا اور
اوپر سے مٹی ڈال لی بالکل زمین دوز ہوگیا اور گرد اپنے حلقہ ہاے کمند بچھا کر خس پوش کر دیے سر کمند کا
اپنے ہاتھ مین رکھا ہاتھ بھی زیر خاک چھپا لیا صرف دو نتھنین اور آنکھین کھلی رہین اور مثل خفتگان خاک
چشم براہ انتظار تھا کہ صرصر کنارے دریا کے آکر پہونچی اور چاہتی تھی کہ جست کر کے پل پر جائے جیسے ہی
حلقہ ہاے کمند مین پاؤن رکھا ضرغام نے جھٹکا مارا کہ پاؤن مین حلقہ کچی ہوا اور یہ الجھ کر گر گئی
ضرغام تڑپکر اٹھا اور نعرہ کر کے سینے پر سوار ہوا صرصر نے کہا ارے موے تو کہان تھا اسنے کہا استانی
ساحرہ بنکر کون گیا تھا تونے اتنا بھی نہ پہچانا یہ کہکر پشتارہ اسکے پاس سے جدا کر کے اسکو بیہوش کیا
اور برق کو ہوشیار کر کے سب کیفیت بیان کی صرصر کی مشکین باندھکر ہوشیار کیا اور کہا مین تجھکو
ذبح کرونگا اسنے کہا مین تیرے بس مین ہون جو چاہے سو کر عیار بولے کہ آشنا د چاہتے تمکو نہوتے اور
گھوڑے کا دانا دلوانا منظور نہوتا تو البتہ ہم زندہ نہ رکھتے صرصر نے ہنسکر کہا کیون شامتیون مین دانہ
دلنے کے قابل ہون نام خدا کیا ارمان تم لوگون کے دل مین ہین غرضکہ دونون عیار اسکو لیکر
بارگاہ مہرخ کو چلے کچھ دور راہ طے کی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین صرصر کے پڑا اور لیکر سمت فلک چلا گیا عیار
بھاگ کر علحدہ ہوے یہ پنجہ فرستادہ افراسیاب تھا کہ اسنے جب عیارہ بچیون کو عرصہ ہوا تو پنجہ روانہ
کیا کہ صرصر جہان ملے اٹھا لائے اسوقت پنجہ نے اسکو لیجا کر دربار شہنشاہ مین پہونچایا اس نے تسلیم
کر کے سب کیفیت عرض کی ہنوز افراسیاب نے کچھ نہ کہا تھا کہ نامہ حیرت کا آیا اسکو ملاحظہ کیا لکھا
تھا کہ نسبت گرفتاری عمرو بندگان حضور سے کوئی حکم شرف صدور نہین پایا امید کہ شہنشاہ
خود نزول اجلال فرمائین یا کسی ملازم خاص کو روانہ کرین کہ یہ مہم سر ہو افراسیاب نے نامہ پڑھکر
دستکدی اور پکارا کہ اے آسمان شعلہ خوار جادو حاضر ہو اس صدا کے ساتھ ہی ایک آسمان تمام
باغ پر چھا گیا اور اسمین سے شعلے برسنے لگے بعد لمحے کے وہ آسمان شق ہوا اور ایک ساحر مثل شعلے کے
زمین پر گرا آنکھین مثل شعلے کے روشن تھین رنگ جسم از سر تا پا نیلا منھ سے دھوان اسکے نکلتا تھا
صورت ناپاک کو اس شریر کی دیکھکر ترک فلک کانپتا تھا فی الحقیقت بموجب نظم

کھوپڑی اُسکے سر کی وہ اوندھی
چشم بد دور غیرت حنظل
تھے وہ رخسار پا چک صحرا
جیسے کیلے کی ہو پھلی داغی
پوست تھا اُسکا کرگون سے سخت
ہو بہو تھا سیاہ دیو لعین

جیسے ہوے بخیل کی ہانڈی
ناک تھی یا کہ غوک تھا مردہ
یا کوئی کلگلا ہو سخت جلا
کان اُسکے اگر لنظر آئین
یا کہ کمبخت خر کا تھا کمبخت

آنکھ وہ جسمین تھا نہ ایک خلل
دانت تھے مثل سلک خرمہرہ
یون وہ لب اُسکے غیرت زاغی
شپرک اُنکو دیکھ شرمائین
سر سے پا تک وہ خرس وحش بد دین

شاہ جادوان کو اُسنے سلام کیا شہنشاہ نے ارشاد فرمایا کہ عمرو دو تین روز سے ملکہ حیرت کے شہر مین ہے تم اُسکو ڈھونڈھکر گرفتار کر لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ ساحر اُڑکر اپنے آسمان بھر مین جاکر مخفی ہوا اور مع آسمان سمت ملک حیرت روانہ ہوا یہ بلاے آسمانی تو عمرو کے لیے جاتی ہے لیکن عمرو کی کیفیت سُنیے کہ یہ غار مین بفراغت تمام مسکن گزین ہین اور دل سے مشورہ ہی کرتے عمرو شکر ہے خدا کا چندے پریشانی سے جا بجا پھرنے کی تو نجات ملی سچ ہے کہ صحبت مردمان زہر افعی سے بھی زیادہ بدتر ہے کہ شنوی

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست	زانکہ در خلوت صفاہاے دل ست
ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہاے خلق	سے گریزد عاقل از غوغاے خلق

اسی کیفیت مین دور سے دیکھا کہ ایک دھوبی بیل پر لادی لادے کندھے پر میلے کپڑون کی گٹھری رکھے جامدانی کا انگرکھا پہنے ہاتھون مین چاندی کے کڑے پڑے ہوئے بموجب مثل دھوبی کا چھیلا آدھا اُجلا آدھا میلا بنا ہوا برہا گاتا آتا ہے اور پیچھے اُسکے بہت سے دھوبی بیلون پر کپڑے لادے اور بیلون کے گلے مین گھنٹیان پڑی ہوئین کسی بیل پر دھوبن ٹانگین پھیلاے سوار ڈوری ہاتھ مین بندھی ہوئی ہاتھ مین لیے ہوے گھما گھما کر بیل کو مارتی جاتی اور کسی بیل پر بالٹا اور تناؤ کے بانس لدے پیچھے اُسکے دھوبی پتیلا بھٹی چڑھانے کا اور ناندا سوندن کرنے کا کندھے پر اوندھا لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھیارے بھیا کہتا چلا آتا ہے عمرو کی طمع اُنکو دیکھکر جنبش مین آئی اور گلیم اوڑھکر غار سے باہر نکلا اور قریب اُنکے پہونچکر اس قدر توقف پذیر ہوا کہ دھوبی بیچ چوک مین اُس شہر کے پہونچے عمرو نے زنبیل کی کنڈیان کھولین اور گلیم اُتاری آدمیون کے مجمع مین ٹھہر کر ایک لادی پر جو سب سے آگے تھی جال الیاسی مارا اور زنبیل مین رکھ لی آپ الگ جاکر کھڑا ہوا دھوبی نے جو دیکھا کہ لادی بیل پر نہین ہے گھبرا کر دو چار مرد آدمی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تمنے لادی اُتاری ہے سب دھوبی جمع ہو گئے اور گالیان اُن شریف بیچارون کو دینے لگے کہ اے کمینون ہم لڑے

گھونسون کے تمھارا بھیجا نکال دینگے ایک بولا کہ وہ کل رسید کرون گا کہ مغز ان کا پھوٹ جائے گا
دوسرے نے کہا بھاڑ و کے بھاڑ و وہ تھاپڑ جاؤن گا کہ چہرہ بگڑ جائے گا مجھے بھی ٹال ٹال کے کوئی
اور بنایا ہی کہ مال گھا دیا لادی ٹہلادی مارے مار کے بکھیان توڑ دونگا اُس ہنگامے کا وہ غوغا
بلند ہوا کہ ساکنان شہر اور دوکاندار سب مجتمع ہو گئے اور دھوبی اور لڑکے اور دھو بنین بیل یکجا
ٹھہرا کر اُن مرد آدمیون کے گرد جمع ہوئے عمرو نے فرصت جو پائی کترا کر بیلون پاس گیا اور جال مار کر
مع بیل ورلادیان سب نذر زنبیل کرکے گلیم اوڑھ کر ٹہرا ادھر وہ بیچارے بھلے مانس حیران تھے کہ
یا اللہ ہم کس آفت مین پھنسے اور لوگون کا اُسپر ہجوم ایک کہتا تھا کہ یہ کس آفت کے چور ہین
جو دن دہاڑے اتنی بڑی لادی غائب کر لے گئے کوئی کہتا تھا کہ ارے چوٹٹو اس دھوبی پر رحم
کرو یہ بیچارہ مر جائیگا غریب آدمی ہی کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ دھوبی ملکہ حیرت کا ہی اُسکا مال چرا لینا
دل لگی نہین ہی ٹنڈیان کس جائینگی سیدھے بندھے قید مین سڑ جائینگے اسی طرح ہر شخص اپنی اپنی کہتا
تھا وہ لوگ چپکے کھڑے تھے کچھ نہ کہتے تھے اسی اثنا مین ایک دھوبی نے جہان بیل کھڑے
تھے اُدھر دیکھا بیلون کو نپایا اور آگے بڑھکر دیکھا کہ شاید کہین چلے گئے ہون جب کسی طرف
سراغ نپایا سب دھوبیون سے آکر کہا کہ بھیا بیلون سمیت کوئی لادیان لے گیا یہ سننا تھا
کہ سب نے دوہائی دینا شروع کی اور شور ایسا مچایا کہ شہر کا کوتوال مع اپنے پیادون کے دوڑا اور
آکر سارا ماجرا سنکر مع چند اُن راہگیرون کے جنکو پہلے پکڑا تھا اور دھوبیون کو لیکر حیرت کے
پاس چلا جب قریب باغ ملکہ سب پہونچے دھوبی پکارے کہ دوہائی ملکہ عالم کی ہم آپ کی رعیت
لوٹے گئے حضور کی پوشاک بھی چور لے گئے آج تک طلسم مین یہ اندھیر نہ تھا جو آب ہی حیرت
نے جب شور و غل فریاد کا سنا ملازمین سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی یہ کہہ ہی رہی تھی کہ عرض ہوئی
کوتوال امیدوار باریابی ہی ملکہ نے سامنے اُسکو طلب کرکے سب کیفیت سنکر اُن دو آدمیون
کو سامنے اپنے بلوایا اور کہا تمنے یہ کیا حرکت کی وہ رونے لگے اور عرض رسا ہوئے کہ حضور چوری
کبھی نہ کرینگے چاہے مارے فاقون کے مر جائین حیرت نے اُنکے انکار سے زمین پر دو ہتر مارا
اور ایک پتلا اُسمین سے نکلا پتلے سے پوچھا کہ کپڑے دھوبیون کے کس نے لیے ہین پتلے نے ہنسکر
جواب دیا کہ ملکہ عالم روز بروز نادان بنتی جاتی ہین سوائے عمرو کے اور کوئی بھی لینے والا ہی اے
ملکہ آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے وہ شخص اس شہر مین آیا ہوا ہی کہ جسکی نسبت یہ
بجا ہی قطعہ

وز ویست کہ دہراز دہن مار بدزدد   خال از رخ زنگی بشب تار بدزدد
پاپوش بدزدو زپے پیک دوندہ   نعل از قدم اسپ رہوار بدزدد

یہ کہکر وہ پتلا زمین مین پھر سما گیا اور ملکہ نے کوتوال سے کہا یہ مرد آدمی سب بے تقصیر ہین انھین رہا کردے لادی دھوبیون کی عمرو عیار لے گیا ہی ان دھوبیون کو ہماری سرکار سے دو تین سو روپیہ دلادے کہ بیل وغیرہ خرید لین اور جنکے جنکے کپڑے گئے ہین اُن کو قیمت دین کوتوال نے حکم ملکہ کی تعمیل کی روپیہ لیکر دھوبی اپنے گھر گئے اور کوتوال شہر مین آکر انتظام کرنے لگا اس اثنا مین عمرو ایک ساحر بنکر بزاز کی دوکان پر گیا اور عمدہ عمدہ تھان کپڑے کے دیکھنے کو طلب کیے بزاز نے سامنے لاکر ڈال دیے اُسنے دیکھتے دیکھتے اُنکو غائب کر دیا بزاز نے غل مچایا اور چاہا گرفتار کرے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اب بزاز حیران اور دکان سے اُترکر اور دوکان دارون کو دوکان سپرد کرکے ڈھونڈھنے چلا عمرو نے اُس کو جاتے دیکھکر بہت جلد اُسکی سی صورت بنکر دوکان پر آکر ساری دوکان لوٹ لی اور بظاہر کوٹھری مین قفل لگایا دوکاندار سمجھے کہ دوکان بڑھا کر چور کی تلاش مین جائیگا عمرو وہان سے ہٹ کر گلیم اوڑھکر ٹھہرا اس ہنگام مین بزاز ہر سمت چور کو ڈھونڈھکر چوآیا دوکان بند پائی قفل کھولکر جو دیکھا سب مال و رکٹھریان ندارد سر پیٹتا باہر نکلا اور ساتھ کے دوکاندارون سے لڑنے لگا کہ مین تمھین سونپ گیا تھا تمنے میرا اسباب لیا ہی دوکاندار کہتے ہین ابھی تو پلٹ کر آیا تھا دوکان بند کرکے پھر چلا گیا ہم کیا جانین تیرا مال کیا ہوا بزاز کہتا ہی مین آیا ہی نہین تم کیون جھوٹ بولتے ہو تمکو میرا اسباب دینا ہوگا خلاصہ کلام اسقدر جھگڑا ہوا کہ سب بزاز اور جوہری وغیرہ اس بزاز کو اپنی دوکان سے اُٹھکر زدوکوب کرنے لگے عمرو نے ان سب کو مصروف فتنہ فساد دیکھکر دوکانین خالی پائین گلیم اوتاری اور جال آگر مارا بہت دوکانون کو لوٹ کر زنبیل مین بھرا اور گلیم اوڑھکر اپنا راستہ لیا دوکاندار جب لڑبھڑ کر دوکانون مین آئے سب اسباب غائب پایا اور زیادہ شور و غوغا مچایا کوتوال دوڑ کر آیا سب حال سُنا یا دوہائی تہائی کا شور بلند پایا سبکو لیکر ملکہ کے پاس آیا ملکہ ایک بار تو پتلے کو بلا کر معلوم کر چکی تھی سب بزازون اور جوہریون کو روپیہ دلوا کر حکم دیا کہ دوکانین اپنی اپنی بند رکھو ایک چور اس شہر مین آیا ہی کہ وہ سب کو دیکھتا ہی اور کوئی اُسکو نہین دیکھ سکتا فی الجملہ وہی سب کو لوٹتا ہی اگر اب اپنے مال کی تم آپ حفاظت نکروگے تو کچھ سماعت یہان نہوگی یہ کہکر کوتوال سے حکم دیا کہ ڈھنڈھورا تمام شہر مین پٹوادے یعنے جو کوئی اپنے اسباب کی حفاظت نہ کرے گا اور اسباب اُسکا تلف ہوگا

تو سرکار کچھ ساعت اسکی فریاد کی نہ فرمائینگی ہان اُس چور کا بند و بست گرفتار کرنے کا سرکار کر رہی ہی
جب وہ قید ہوگا اُسوقت شاید مال مسروقہ اُس سے ملے لازم ہی کہ تا گرفتاری اُس وزد کے نگہبانی
سب دُنی آپ کرین کوتوال یہ حکم سُنکر رخصت ہوا اور منادی کو حکم دیا کہ اُسنے سارے شہر مین دہل زنی
کی اور حکم ملکہ سے جو اوپر مذکور ہوا رعایا کو باخبر کیا پھر تو تمام شہر مین الجل پڑگئی دوکانین بند ہونے لگین ع یا
شہر نے اسباب اپنا اپنا تہ خانون مین رکھا اور عورتون نے گہنا اپنا زمین مین گاڑا اُنکو ایک عالم ہو کا نظر
آنے لگا کتے گلی کوچون مین بھونکنے لگے سناٹا ہوگیا اور ہزارہا ساحر تلاش مین عمرو کی نکلا کوئی کہین چھپ کر
بیٹھا اور کوئی بجا سرآ دمیون کو ساتھ لیکر ہر سمت پھرنے لگا عمرو یہ کیفیت دیکھکر پھر غار مین جا بیٹھا او
براہ نقب نانبائی کی دوکان سے جاکر شیرمال و کباب لیے اور کلوار کے یہان سے شراب لیکر اپنی جگھ
پر آیا کھانا کھایا اور شراب پی آرام پذیر ہوا دل سے کہتا تھا کہ **بیت**

خلوتے خواہم کہ دور چرخ اگر چون گردباد
خاکدان دہر را بیز د نیا بد گرد من

حاصل کلام یہ تو فارغ از کار روزگار تشکن ہین اور وہان حیرت متردد بیٹھی تھی کہ یکایک آسمان تمام باغ پر
ابر چھایا اور چمک صاعقہ کی ظاہر ہوئی آسمان شعلہ خوار فلک پر سے چکر کھاتا ہوا زمین پر اُترا حیرت
مراسم تعظیم بجالائی اور اُس کو مسند پر تکلف پر بٹھایا جام شراب کا بھر کر دیا اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مین عمرو کو
گرفتار کرنے کو آیا ہون بعد اُسکی گرفتاری کے عیش و عشرت کرونگا ابھی شراب بھی نہ پیونگا حیرت نے
کہا خوب ہوا جو تم آئے مجکو یقین ہی کہ تم اس مکار کو ڈھونڈھ لوگے مین تو ہزارون ساحرون کو بھیج چکی
ہون کہین پتہ نہین معلوم ہوتا ہی اُسنے کہا ای ملکہ جب تمھین پتا نہین ملتا کہ زوجہ شاہ طلسم ہو تو مین
بھلا کیا کر سکونگا ملکہ نے کہا اسپر کیا مقرر ہی ایک کام ہم سے نہ نکلا تم سے راست آیا ہم تم ایک ہین کچھ
جدائی نہین ہی یہ تقریر شعلہ سنتے ہی اُٹھا اور گوشۂ باغ مین کہ جہان بہت سے درخت کھنے لگے تھے اگر
زمین لیپی لونگ اور ہار رکھے مالا لیکر جپنا شروع کیا بعد ساعت بھر کے سر اُٹھا کر کہا ای ملکہ عمرو آسمان پر نہین
ہی یہ کہکر سحر پڑھنے لگا لمحہ بھر کے بعد گویا ہوا کہ زمین پر بھی نہین ہی اسی طرح ایک جو سحر پڑھا معلوم ہوا کہ زیر
زمین ہی اُسنے پھر سحر خوانی آغاز کی اب کی دریافت ہوا کہ سمت مشرق ایک غار مین بیٹھا ہی یہ
معلوم کرتے ہی اُٹھا کہ مین جاکر پکڑے لاتا ہون حیرت سمجھی کہ ایسا نہو یہ بھی مارا جاے اس باعث
سے کہنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلتی ہون اور ہمراہ ہوئی اسکے ساتھ زمرد جادو اور یاقوت وغیرہ
ساحر اور جادوگرون کا غول ہمراہ ہوا شعلہ خوار نے کہا بھیڑ دیکھکر عمرو بھاگ جائیگا اچھا مین سحر
کرتا ہون کہ وہ جہان چھپا بیٹھا ہی بلبلا کر نکل آئے اور جب تہ زمین سے نکل آئے اسوقت ساحر اسکو

گرفتار کرلیں یہ کہکر در باغ پر سب کو لیکر کھڑا ہوا اور ایک ناریل اپنے آسمان سحر کی طرف مارا کہ وہ آسمان
چکر کھانے لگا اور ایک چادر آتش اُسمین سے گر کر چار طرف پھیلی اور اندر زمین کے سماگئی دھوان تہ زمین
سے نکلنے لگا اور یہان غار مین اسقدر گرمی عمرو کو معلوم ہوئی کہ دم گھٹنے لگا پیاس کی شدت ہوئی
زنبیل سے پانی نکالکر پیا اس عرصہ مین دھوان غار مین گھٹا وہ مقام عمرو کے لیے چاہ بابل بنگیا
عمرو یہان ٹھہر نہ سکا نقب کی راہ سے بنیے کے گھر گیا کوٹھری مین ٹھہرا دیکھا یہان زمین بھی تپتی ہی
اور شرر ریز ہی عمرو گیہون کے بورے مین جا بیٹھا کیونکہ بورے مین بیٹھنے کا ٹھکانا پہلے ہی کر رکھا
تھا وہان حرارت کم ہوئی اور تشنگی بھی کس لیے کہ شعلہ خوار نے زمین گرم ہونے کا سحر کیا ہی اور
بورے زمین سے بلند ہین اندر طبقہ زمین اسقدر گرم ہوا کہ تنور ہوگیا اور جس طور بھاپ موسم
سرما مین چاہ سے نکلتی ہی اس طرح دھوان نکلنے لگا اور ہر طرف پھیلا اور زمین کے تفتیدہ ہونے
سے ارض وسما شعلہ خیز بنگیا خلقت شہر کی گھبرائی ہنگامہ مچ گیا ہر ایک کی زبان پر اُف اُف
جاری ہوا فریاد ہر شخص پکارنے لگا زمین سے دھوان نکلتا تھا اور فلک سے چادر آتش گر کر اندر زمین
کے سما جاتی تھی ہوا گرم چلتی تھی رعایاے شہر گھرون مین اور تہ خانون مین چھپتی تھی مگر مرتی تھی
کنوئین شہر کے خشک ہوگئے تھے عجب حال تھا کہ قطعہ

ز گرما آن چنان می شد نفس گرم — کہ لب از تاب آن چون شمع میسوخت
ز باد گرم پندارے کہ تقدیر — بدنیا دوزخے دیگر برافروخت

ساحران زبردست وہان کے بزور سحر کے اپنی جان بچاتے تھے اور ایسے صدہا ہلاک ہوگئے تھے
شور گریہ و ماتم جو برپا ہوا حیرت نے کہا اے شعلہ اس سحر کو موقوف کر اُسنے جواب دیا کہ یقین
ہی شدت گرما سے عمرو مر گیا ہوگا حیرت نے مسکرا کر کہا میری دانست مین عمرو کا بال بیکا نہوا
ہوگا اسکو ایسا ویسا نہ تصور کرنا وہ بمقتضاے بیت

سراپاے او جملہ پر پوست و رنگ — وزافسون او زیرکان گشتہ دنگ

جلدی اُسکی گرفتاری کی تدبیر کرو اس سحر مین میری رعیت ہلاک ہوئی جاتی ہی آسمان شعلہ
خوار نے کہنے سے حیرت کے سحر گرمی کا موقوف کیا اور زمین کو لیپ کر خون خوک سے چوکا دیکر سحر
پڑھنے لگا اور ماش کے آٹے کے پتلے بنا کر گرد چوکے کے رکھے ماش پڑھکر اُنپر مارے کہ پتلون نے
پھریری لی اور بعد لمحہ کے جاندار ہو کر سامنے آئے سلام کیا اُنکو اُسنے حکم دیا کہ زمین مین سما جاؤ
اور لوگون کے مکانون مین کوٹھریون مین نکلو اور کوئی غار و مغاک نشیب نہ چھوڑو سب

جگہ جاکر تلاش کرو جس جگہ عمرو کو دیکھنا مجھے آکر خبر کرنا خبردار کوئی دقیقہ تجسس مین فروگذاشت
نہ رکھنا یہ حکم سُنکر قریب سو چیلے کے زمین مین سماگیا اور رعایاے شہر کے مکانون مین کوٹھری
وغیرہ مین آکر ڈھونڈھنا شروع کیا اتفاقاً جہان عمرو بورے مین بیٹھا ہو اسی کوٹھری مین
بنیے نے روپیہ پیسہ رکھنے کے لیے غلہ کا صندوق رکھا ہو اُسوقت بنیا بکری کا کچھ روپیہ رکھنے کو کوٹھری
مین آیا اور روپیہ گن کر غلہ مین ڈالکر چلا گیا عمرو نے کھنکار جو روپیہ کی سُنی بیچین ہوگیا اور جب
بنیا کوٹھری بند کرکے چلا گیا عمرو بورے سے نکلا اور غلہ کا صندوق جال مار کر زنبیل مین رکھا بورے
مین جایا چاہتا تھا کہ ایک چیلا یہان بھی تہ زمین سے نکلا عمرو جال لیکر چلا کہ چیلے پر مارے مگر چیلا
اُسکو دیکھکر جلدی زمین مین سماگیا عمرو سمجھا کہ یہ تجھے دیکھ گیا ہو مکرر کوئی آفت برپا کرے گا یہ
سوچکر بورے مین جاکر نقب مین گیا اور نقب کا مُنہ مٹی سے لیپ کر نانبائی کے مکان مین آیا
اور کوٹھری مین چھپ کر بیٹھا ادھر چیلے نے جاکر شعلہ خوار کو خبر دی کہ عمرو بنیے کے مکان مین
کوٹھری کے اندر ہو میرے سامنے روپیہ لیکر بورے مین چھپا ہو شعلہ خوار یہ خبر سُنکر حیرت
سے گویا ہوا کہ آپ ٹھہریے مین گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور چیلے کو ہمراہ لیا یہانتک
کہ بنیے کے گھر پر آیا بنیا سمجھا کہ یہ سردار زبردست ہو من دو من غلہ خریدنے آیا ہو یہ سمجھکر عرض
کرنے لگا کہ حضور کیا کیجیے گا مین سب سے کم نرخ پر آپکے ہاتھ بیچون گا شعلہ خوار نے اُسکی بات کا کچھ
جواب نہ دیا اور دَرانہ گھر مین چلا گیا بنیا سمجھا کہ شہر مین غدر تو پڑا ہی ہوا ہو معلوم ہوتا ہو کہ یہ
لوٹنے آیا ہو یہ معلوم کرکے غل مچانے لگا کہ دوہائی ہو سرکار کی گھر لوٹے لیتے ہین ارے یہ کیا اندھیر
ہو دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہو دوڑو فریاد کو پہونچو مارے ڈالتے ہین اُسکی آواز سے بنیے سب دوڑے
اُسوقت چیلے نے کہا ابے بنیے چپ رہ غل کیون مچاتا ہو جب لوٹین جب ہی کہنا اسقدر رنجنا تیری
کوٹھری مین چور بیٹھا ہو اور تیرے غلے کا روپیہ سب اُسنے نکالا ہو ہم اُسکو قید کرنے آئے ہین اب
تیرے غل سے عجب نہین جو وہ بھاگ گیا ہو چیلے کے اس کلام سے بنیا خاموش ہوا اور شعلہ خوار
کوٹھری کھولکر اندر گیا چیلے سے پوچھا کہ وہ دزد کس بورے مین ہو چیلے نے بتایا اُس نے پہلے سحر کا
حصار کر دیا کہ عمرو نکل نہ جائے پھر بورا گرا کر سب گیہون ہاتھ سے الٹ پلٹ کر دیکھے اور چیلے سے کہا
ابے وہ کیا سوئی تھا جو نہین معلوم ہوتا ہو تو کیسا دیکھ گیا تھا چیلے نے کہا مین ضرور دیکھ گیا اب
جاہے چلا گیا ہو شعلہ نے اور بورے بھی چاک کرکے ہاتھون سے اناج الٹا پلٹا کر دیکھے کہین پتا
نہ ملا اُسکو غصہ آیا سحر پڑھکر چیلے پر پھونکا کہ وہ چیلا جل گیا آپ کوٹھری سے باہر نکلا بنیا اپنا

غلہ لٹا ہوا دیکھکر سر پیٹنے لگا کہ ہائے میرا روپیہ چور لے گیا آخر ناچار گیہون سمیٹ کر بورے مین پھر بھرے
اور بورا کھڑا کرکے باہر آیا لیکن حیران تھا کہ چور آیا کدھر سے اور ادھر نانبائی کے مکان مین بھی ایک
تیلا نکلا عمرو نے اُسکو دیکھکر گلیم اوڑھ لی مگر تیلا بھی دیکھ چکا تھا اُسنے جاکر شعلہ خوار سے بیان کیا کہ
عمرو نانبائی کے مکان کی کوٹھری مین تھا مجکو دیکھکر چھپ گیا شعلہ خوار چیلے کے ہمراہ نانبائی کے
یہان آیا وہ بھی غل مچانے لگا چیلے نے منع کیا کہ بھائی چپ رہو گھر مین چور بیٹھا ہی یہ سُنکر نان بائی
نے کوٹھری کھولی لیکن عمرو پہلے ہی تیلے کو دیکھکر نقب کا مُنھ بند کرکے کلوار کے یہان چلا گیا تھا
اُسوقت شعلہ خوار نے ہرچند تفحص کیا لیکن سراغ نپایا تیلے پر خفا ہوا کہ مجکو سب جگہ دوڑاتا پھرتا
ہی صحیح خبر نہین لاتا یہ کہکر ایک ماش سحر پڑھ کر مارا کہ یہ تیلا بھی جل گیا اور آپ کوٹھری سے نکلکر سحر
تازہ کی فکر مین تھا کہ ایک تیلا عمرو کو کلوار کے یہان دیکھ آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلیے مین تیلا دون
یہ تیلے کے ہمراہ ہوا مگر وہان عمرو نے بھی تیلے کو دیکھا یہ کلوار کی دوکان سے پھر بنیے کے یہان آیا اور
بورے سر کشادہ درست کرکے رکھے آپ بورے مین اوتر کر بیٹھا اس عرصہ مین تیلا شعلہ کو لے کلوار
کے یہان آیا کلوار نے عرض کیا کہ آپ مالک ہو کر آج کیا ہی جو سبکے گھر مین گھستے پھرتے ہین اسنے کہا
تیری کوٹھری مین چور بیٹھا ہی اسکو گرفتار کرنے آئے ہین کلوار بولا کہ تمھاری خوب بن پڑی ہی اسی
بہانے سے لوٹتے پھرتے ہو مینے سُنا تھا ابھی بنیا دہائی دے رہا تھا شعلہ کو اس تقریر سے بہت غصہ
آیا لیکن ضبط کرکے خاموش ہو رہا دو چار دوکاندار بلاکر کھڑے کر لیے کہ مین اسکی کوٹھری مین
جاتا ہون تم گواہ رہنا کہ کوئی چیز اسکی تلف نہین ہوئی غرضکہ اندر جاکر ہر سمت ڈھونڈھا کہین پتہ
عمرو کا نپایا غصے مین آکر اُس چیلے کو بھی جلایا اور وہان سے نکلکر ایک جگہ ٹھہر کر سحر کی دستکدی
ایک طاؤس ملک کی جانب سے اُترا اُس سے پوچھا کہ عمرو کا پتہ نہین ملتا تو بتا کہ وہ کہان ہی
یہ سُنکر طاؤس منقار کھولکر خوب ہنسا اور گویا ہوا کہ عمرو نے نقب شاخ در شاخ کھودی ہے
ایک کلوار کی کوٹھری مین دوسری نانبائی کے یہان اور تیسری نقب بنیے کے یہان فی الجملہ جب
تو اُسے ڈھونڈھنے جاتا ہی وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہی اب فی الحال بنیے کی کوٹھری
مین بورے کے اندر ہی یہ کہکر طاؤس پھر اُڑ گیا اور اسنے زمین لیپ کر ایسا سحر بیٹھکر پڑھا کہ تینون سورے
نقب کے مسدود ہوے اور ماش کے آٹے کے سانپ بناکر بزور سحر اُنکو زندہ کرکے حکم دیا کہ
اس غار مین جاؤ جہان عمرو نے نقب کندہ کی ہی وہان جدھر جدھر سرنگ گئی ہو اُسی طرف
ایک ایک سانپ جاکر بیٹھے اور ادھر سے نقب کے روکے یہ حکم سُنکر سانپون نے جاکر دہنہ ہائے

نقب رو کے اور شعلہ نے سب پہلوان کو جو زمین مین سمائے ہوئے تھے بلا لیا اور اپنے ہمراہ لیکر بنیے کے مکان پر آیا بنیے نے کہا صاحب ابھی تو آپ تلاشی لے گئے تھے پھر کیون آئے شعلہ نے کہا جب چور بھاگ کر پھر تیرے یہان آیا ہو بنیے نے جواب دیا کہ چور بڑا زبردست ہو جب دیکھو تب میرے ہی گھر مین پھر پھر کے آتا ہو ایک بار تو غلہ لے گیا ابکی دیکھیے کیا لیتا ہو یہ کہکر قفل کوٹھری کا کھولا عمرو نے صدا باتون کی جو سُنی چاہا نقب مین چلا جاؤن جیسے ہی وہین نقب مین قدم رکھا سانپ نے پھنکار ماری عمرو نے جلدی پانؤن ہٹا لیا اور خیال کیا کہ یقین ہو راہ نقب کی بزور سحر بند کی گئی ہو آخر بورے مین آکر کروٹ کے بل لیٹا زنبیل کی چور اسی گھنڈیان واکر کے منھ اُسکا خوب پھیلا دیا کہ زنبیل کے اندر کا حال جو کوئی باہر سے دیکھے تو بخوبی اُسکو دکھائی دے غرضکہ اپنے جسم کو گیہون مین پوشیدہ کر کے چپ ہو رہا اور شعلہ سب بورے جھانک کر اور ہاتھون سے اناج ہٹا کر دیکھتا ہوا جس مین عمرو تھا اُس بورے مین آکر دیکھنے لگا جسدم اوپر کے کچھ گیہون ہٹائے عمرو تو نظر نہ آیا لیکن عجب تماشہ دیکھا کہ ایک جنگل سرسبز و شاداب نہایت وسیع ہو اور اسمین درخت باروار مثل سروقدان مست بینائے جوانی کے جھومتے ہین اور کثرت ازہار سے روے زمین رشک فرمائے چرخ برین نظر آتا ہو عکس ریاحین عطر بیز سے ہر زاغ مانند طاؤس زرین بال کے بنا ہو سبحان اللہ مثنوی

زہر سو چشمہ چون آب حیوان　　چراغ لالہ ہر جانب فروزان
بنفشہ رستہ و سنبل دمیدہ　　نسیم صبح جیب گل دریدہ
شقایق برکفے بایستادہ　　چو بر شاخ زمرد جام بادہ

یہان کے چشمون مین سنہ مچھلیان پڑی ہین ابھر جن بچیان پریزادین حور نژاد سوار ہین سر سے پانؤن تک زیور مرصع جواہر کا پہنے ہین جن مین ہر ایک لاثانی ہو اُٹھتی جوانی ہو کرشمہ جمال سے اپنے عروسان بہشت کو جلوہ گری تعلیم کرتی تھین او رتاب رخسار سے آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت مین جلاتی تھین تیر غمزہ ہدف سینہ عشاق مین رخنہ پرداز تھا اور لب جان بخش ہر ایک کا تنگ شکر کی طرح کام دل کے لیے چاشنی بخش اور حلاوت سے دمساز تھا نظم

خراسندہ ماہی چو سرو بلند　　مسلسل دو گیسو چو مشکین کمند
زسیمین زنخ گوئی آمیختہ　　برو طوق از غبغب آویختہ
بدان طوق گوآن بت بہر جوے　　زمہ طوق بردہ ز خورشید گوے

سامنے اس صحراے مینا فام کے کئی شہر عشرت آباد دینو سواد نظر آتے تھے عجائب غرائب لوگون کے

تماشے ان ملکوں مین دکھائی دیتے تھے کہین تماشبینون کا ہجوم ہی کہین سودے والون کی دھوم ہی
کسی جادوکا ئین بجی ہین کہین پریون کی ہنسی دل لگی ہی عمارتین مرتفع و سربلند ہین کا شانہ سپہر سے
زیادہ ارجمند ہین شعلہ نے جو یہ سیر و کیفیت دیکھی آپ مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور کہا عمرو بھی بڑا ساحر
ہو جس نے اپنے جادو کے زور سے ایسا طلسم اس بورے مین بنایا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنے
بنائے ہوئے طلسم مین جاکر چھپا ہی لیکن مین ایسا ساحر نہین ہون جو اُسکے طلسم مین نہ جا سکون اور
اسکو ڈھونڈھکر پکڑ نہ لاؤن یہ کہکر بورے پر چڑھکر اُسی جنگل اور ملک کی جو نظر آتے تھے سیدھا
تاک کر دھم سے کودا اور سیدھا زنبیل مین چلا گیا عمرو نے گھنڈیان زنبیل کی بند کین اور بورے
مین سنبھل کر بیٹھا سمجھا کہ جب تک یہ نابکار زندہ ہی نقیب کا راستہ بند رہے گا اور تم نکل نہ سکو گے
یہ سوچکر پہلے زنبیل سے اُسکا سر نکالا اور بیہوشی مُنھ پر ملکر بیہوش کیا بعد اُسکے زنبیل سے کھینچکر فی الفور
ذبح کر ڈالا پھر تو الحفیظ الامان وہ شور وہ غوغا بلند ہوا کہ یقین تھا طبقہ زمین کا شق ہو جائے
آگ کوٹھری مین لگ گئی پتلے جل گئے پتھر تمام شہر مین برسنے لگے عمرو نقیب مین کود گیا یہان کے
سانپ ساحر کے مرنے سے غائب ہو گئے تھے یہ کوا بنے غار مین ہو چکر ساحر کی صورت بنکر باہر نکلا
اور ادھر سے بنیے کی کوٹھری مین جو شور برپا ہوا اور آگ لگی بنیا سمجھا کہ کوئی آفت آئی گھبرا کر
مع اپنے لڑکے اور جورو وغیرہ کے گھر بار چھوڑکر بھاگا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے بھاگو آفت آئی ہائے
مار ڈالا ارے لوٹ لیا وائے غضب گھر بار سب پھونک دیا اسکے غل مچانے اور بھاگنے سے رعایا
شہر تو پہلے ہی خوف زدہ ہو رہی تھی اور ڈھنڈھورا سن چکی تھی اُسوقت ہر شخص یہی سمجھا کہ یقین ہی
ڈاکہ پڑا یا عمرو کے چھڑانے کو اُسکے طرفدار آگئے اور قتل و غارت کرتے ہین ایسا کچھ جانکر تمام شہر مین
بھگدڑ پڑی دروازے گھرون کے بند ہو گئے دکانین چھوڑ چھوڑ کے لوگ بھاگے عمرو جو بشکل ساحر
غار سے نکلا شہر مین تلاطم دیکھکر دکانون پر جال مارنا شروع کیا اور جن اکیلے ساحر دیا دو چار کو
جاتے بھاگتے دیکھکر للکارا کہ باشندو اے دغابازو اور خنجر کھینچکر جست کی ایک کے کندھے پر سوار
ہوا اور دوسرے کا سر اُڑا دیا جسکے کندھے پر چڑھا ہی وہ ایسا گھبرایا ہی کہ نہ سحر اُسکو یاد آتا ہی نہ عمرو
کو پکڑتا ہی اور عمرو نے اسی طرح جہان جسکو پایا ہلاک کیا گلی کوچون مین لاشین جو بھاگنے والون
نے دیکھین جی چھوٹ گئے بدحواس ہوکر جدھر جسکا مُنھ اُٹھا اُدھر بھاگا اور جادوگرنیان مُنھ ڈھانک کر
رونے لگین کہتی تھین کہ یا سامری و جمشید عمرو کے ہاتھ سے ہماری اور ہمارے وارثون کی جان بچاؤ
غرضکہ تھوڑے عرصہ تک عمرو نے خوب لوٹا اور غوغائے عظیم جو شہر مین برپا ہوا حیرت ننگے سر

اور ننگے پانون باغ سے نکلکر دوڑی دیکھا تو شہر کے مکانون مین جا بجا آگ لگی ہے رعیت بھاگی جاتی ہے
رونا پیٹنا گھر گھر پڑا ہے آفت اور ہنگامہ برپا ہے اس اثنا مین کچھ ساحر روتے ہوئے آئے اور کہا اے ملکہ
آسمان شعلہ خوار جادو کو عمرو نے مارا اور سارا شہر لوٹ لیا حیرت یہ سنتے ہی چیخین مار کر رونے لگی
اور سر پیٹتی ہوئی چلی کہ ہائے لوگو وہ شہنشاہ کا بہت پیارا تھا مین اب کیا افراسیاب کو منھ دکھاؤنگی
اُسکی لاش تو بتاؤ وہ کہان ہے کچھ ساحرون نے بتایا کہ بیٹھے کے گھر مارا گیا حیرت اُسکی طرف چلی لیکن
مارے خوف کے گرد اپنے حصار کر لیا اور کوتوال شہر نے دہل زنی کی کہ کوئی خوف نہ کھاے اور
اپنے گھر مین باطمینان تمام رہے عمرو عیار کے سوا کوئی اور مخالف یہان نہین ہے اب وہ عیار بھی
گرفتار ہوا چاہتا ہے اس آواز کو سنکر عمرو نے گلیم اوڑھلی اور بھاگ کر غار مین چلا گیا اور رعایا ے
شہر نے فی الجملہ تسکین پائی حیرت نے جا کر شعلہ کی لاش اُٹھائی اور تخت سحر پہ ڈالکر آپ بھی سوار
ہوئی ملک اپنا زمرد جادو کے سپرد کیا یاقوت کو اپنے ساتھ لیا اور نالان و گریان افراسیاب کے
پاس چلی لیکن اس دوا دوش اور قتل و قمع مین وہ سارا دن تمام ہوا اور دیو شب نے کسوت
ظلام اور لباس نیلی فام در بر کر کے سریر سلطنت پر عالم کے غلبہ پایا اور امیر لشکر زنگبار بعزم شب
خون خیل و تبار پر علم عباسی بلند فرمایا کہ نظم

چو خورشید تابندہ شد ناپدید
بساط زمین عنبر آلود شد
شب تیرہ بر چرخ لشکر کشید
ز وا پاے گردون براز دود شد

عمرو لباس خبروی پہنکر غار سے باہر نکلا اور از بسکہ حیرت کے باغ مین قید ہو کر پہلے آچکا تھا اس
باعث سے وہ راہ بخوبی جانتا تھا وہین اپنے تئین پہونچایا اور دیوار باغ پر کمند مار کر چڑھا دیکھا کہ تمام
باغ مین روشنی ہو رہی ہے اور زمرد مسند پہ بیٹھی ہے کئی سو ساحر ارکان دولت اور مشیر سلطنت حاضر
ہین کنیزین دست بستہ سامنے کھڑی ہین اور ہر مقام پر پہرے فرد وحشت عمرو سے بیٹھے ہین اور
ترقی خواہ سلطنت اپنی اپنی راے درباب گرفتاری عمرو پیش زمرد ظاہر کر رہے ہین عمرو یہ سب
کیفیت دیکھکر آہستہ سے بدستیاری کمند باغ مین اوترا اور درختون کے جھرمٹ مین پوشیدہ ہو کر
ٹھہرا اتفاقاً ایک خواص در باغ پر کسی کام کو گئی تھی پھر کر جو آئی قریب عمرو کے نکلی عمرو نے حلقے
کمند کے گانٹھکر اس طرح مارے کہ اسکی گردن مین پڑے کمند کو جو کھینچا وہ چیت گری چاہتی تھی کہ غل
مچاے عمرو نے حباب بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا اور وہین بیٹھکر صورت اپنی مثل اسکی شکل کے
بنائی اور پیراہن اسکا پہنکر اسکو وہین چھوڑا اور آپ وہان سے بارہ دری مین جہان اور

پرستارین حاضر تھین آکر کاروبار وہان کا کرنے لگا لیکن اسطرف اسطرف پھرتا جاتا تھا اور پروانہ
بیہوشی شمعون پر ڈالتا جاتا تھا ایک لحمہ مین وہ بیہوشی بلند ہوئی اور سب ساحرون کے دماغ مین
اُسنے تاثیر کی مع زمرد کے مست ہوکر بیہوش ہوے اور کنیزین جو وہان موجود تھین سب بیہوش
ہوگیئن عمرو نے دیکھا کہ در باغ سے اندر تک ساحر بعہدۂ نگہبانی بیٹھے ہین اگر ذرا بھی کھٹکا ہوگا تو
یہ سب دوڑ آیئن گے اس خیال سے نہایت آہستہ آہستہ زمرد کے پاس گیا اور اُسکو اُٹھا کر اس
مکان کی ایک کوٹھری مین لایا کپڑے اُسکے اوتار کر آپ پہنے اور اُسکی ایسی صورت بنکر ایک
صندوق مین اُسکو بند کردیا اور آپ باہر نکلکر پانی چھڑک کر حضار ان انجمن کو ہوشیار کرکے کہا
کیا باعث ہی کہ تم سب غافل ہو گئے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم خود استعجاب مین ہین یہ ماجرا کیا
ہوا زمرد نقلی نے کہا یہ مین نے سحر اپنا آزمایا تھا کہ دیکھون موثر ہوتا ہی یا نہین اب مین سحر
کرونگی کہ عمرو جہان ہوگا از خود بیہوش ہو جائیگا ڈھونڈھکر قید کر لونگی یہ سُنکر سب ساحر تعریف
کرنے لگے کہ واہ فی التحقیقت یہ سحر نایاب ہی غرضکہ اب عمرو نے جملہ ساحرون اور پہرے چوکی والون
وغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور بتاکید تمام ارشاد فرمایا کہ تم سب جاکر تمام مہاجنون اور جوہریونکو
بلا لاؤ ساحر حسب الحکم مہاجنان شہر کے پاس گئے اور اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوے ملکہ نے باآہستگی
اُن سے کہا کہ آج رات کو عمرو سے اور ہم سے پھر مقابلہ ہی اُسکو گرفتار کرنا منظور ہی فی الجملہ اگر
عمرو غالب آیگا تو سارے شہر کے لٹ جانے کا احتمال ہی بنا برایسکے تمھین لازم ہی کہ جو کچھ روپیہ
اپنے پاس رکھتے ہو سرکار مین داخل کردو اگر یہان سے لٹ جائیگا تو ہم اپنے پاس سے دینگے اور
اگر نہ داخل کروگے تمھین اختیار ہی ہم بری الذمہ ہین اس حکم کو سُنکر جو لوگ اس قول پر رہے
کہ روپیہ اپنی گانٹھ کا اچھا ہوتا ہی وہ تو چپ رہے اور باقی جوہری اور مہاجنون نے گھر جاکر
اپنا مال نقد جنس بھیجنا شروع کیا زمرد نقلی نے ایک جگہ سب ڈھیر کرایا اور ملازمین سے کہا
آج میرے پاس آکر شریک صحبت ہون سب بیٹھکر شراب پیین کچھ لحاظ اور ادب میرے سردار
ہونے کا نکرین اسلیے کہ شغل مےخواری مین بیداری اور حفاظت بخوبی ہوگی جملہ ساحر حسب الامر
حضور مین حاضر ہوے اور ملکہ نے میخانہ طلب کرکے اپنے ہاتھ سے شراب ہر ایک کو تقسیم فرمائی
لیکن آنکھ بچا کر بیہوشی بوتلون مین ملائی جبکہ وہ شراب ساحرون نے پی بیہوش ہو گئے عمرو
نے اول جو مال کہ مہاجنون نے جمع کیا تھا جال مار کر زنبیل مین رکھا اور خنجر بران لیکر ساحران
روسیاہ کے سر کاٹنا شروع کیے باغ مین حیرت کے شعلے بلند ہوے اور زمانہ رستخیز و شور

قیامت انگیز برپا ہوا افسران فوج سمت باغ دوڑے پلٹنین رسالے ساحرون کے مسلح و مکمل ہوکر دربار باغ پر آئے رعیت شہر کی مارے ہول کے گھر چھوڑ کر بھاگی غل ہوا کہ ارے عمرو آگیا کسی نے کہا غضب ہوا کہ حیرت کو مار ڈالا بعض نے کہا حیرت چڑیل تو اپنے دھگڑے پاس گئی ہی وہ ہلاک ہوتی تو خوب تھا کہ اس مردار نے عمرو کو یہان لاکر سارے شہر کو قتل کرا یا ایک نے جواب دیا کہ زمرد آج سنا ہی کہ قتل ہوگئی فی الجملہ جو جسکی سمجھ مین آتا تھا وہ کہتا تھا اور عورتین فرط خوف سے کنوئون مین گرتی تھین جنھون نے مال سرکار مین جمع کیا وہ سب سے زیادہ بدحواس ہر طرف پھرتے تھے کہ جب زمرد مرگئی تو ہمارے مال کا نشان کون دیگا اور حیرت کہیگی کہ جب میری وزیرزادی اہی مرگئی تو تمھارا مال کیا حاصل کلام شہر مین تو غل و رہنگامہ برپا تھا اور فوج نے آکر باغ کا محاصرہ کیا ساحر اندرون باغ در آئے عمرو نے اتنے عرصہ مین جملہ ساحرون کا فیصلہ کر دیا لیکن کوٹھری مین بہر قتل زمرد نہ جا سکا ساحرون کو آتے دیکھا گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور باغ سے نکلکر اپنا راستہ لیا ساحرون نے لاشین آکر اٹھائین سارا مکان لٹا ہوا پایا کارگذار ریاست سب مرے پڑے تھے اُنکے عزیز و اقارب چاک گریبان سینہ کوبان لاشین لیکر گھرون کو گئے وہ رات ہر ایک کو روتے پیٹتے گذری گھر گھر کہرام برپا رہا یہان تک کہ جمشید خورشید نے علم فتح و نصرت قبۂ فیروزہ فام فلک پر بلند فرمایا اور شاہ ستارگان نے حجاب ظلمت کو ایوان صفۂ سپہر میناگون سے اُٹھایا

کہ **نظم**

چو از دہائے سر و صبح تمام
عروس آفتاب خوب رُخسار

بیک دم طشت مہر افتاد از بام
ازین نیلی تتق بنمود دیدار

عمرو گلی کوچہ شہر کے طے کر کے اپنے غار مین آیا راہ مین ہر مقام پر سناٹا پایا گھرون کے دروازے بند رعایا فراری یہ حال دیکھ کر دل سے کہا ہماری آمد ایسی ہی ہی کہ کوئی آرام سے نہ رہیگا غرضکہ جب غار مین پہونچا فرضیہ نماز صبح ادا کر کے تسبیح بدست پشت دیوار سے لگا کر سوگیا اب یہ فتنہ تو سوتا لیکن ملکہ حیرت تخت سحر پر لاش آسمان شعلہ خوار کی رکھے مثل بلائے آسمانی کے پاس شاہ جادوان کے نازل ہوئی اور تسلیم کر کے لاشہ سامنے رکھ دیا اور مثل برق کے اشکبار ہوئی شہنشاہ نے استفسار کیا کہ اے برق رخسار اسکے خرمن حیات کو عمرو نے کیونکر جلایا کیا حادثہ پیش آیا حیرت نے جواب دیا

ہر بن موجون پر طاؤس کھلتا ہی بہار
غم کے داغون نے تو مجکو رشک گلشن کر دیا

یہ کہکر باچشم تر جملہ کیفیت بیان کی اور عرض پیرا ہوئی کہ حضور یہان غافل بیٹھے ہین اور وہ عیار سارا طلسم اسی طرح برباد کرے گا اور ہاتھ نہ آئے گا افراسیاب نے بھی اس ماجرے کو سنکر دست تاسف بلے اگر خیال کیا کہ حاضران دربار میرے جزع و فزع سے بیدل ہو جاینگے اسوجہ سے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ اے ملکہ لڑائی مین جانبین کے لوگ قتل ہی ہوتے ہین اب تم لاش شعلہ خوار کی لیجاکر جلا دو مین دوسری تدبیر کرتا ہون اور خود چلتا ہون یہ حکم سنکر ساحر لاشہ اُٹھالے گئے اور شاہ نے پھر حکم دیا کہ اے حیرت مجھے خوف ہی کہ عمرو تمھاین کوئی زک نہ دے بنابر اسکے اب تم چندے میرے پاس رہو اور مین کسی اور کو اُس شہر کا حاکم کرکے بھیجتا ہون تاکہ گرفتاری عمرو کا بخوبی انتظام کرے یہ کہکر سمت فلک سحر پڑھکر پھونکا پیرنے سحر کے ظلمات چہار چشم جادو کو اطلاع دی کہ شہنشاہ یاد فرماتے ہین وہ اپنے مقام سے چلا اُدھر شہنشاہ ساحران نے صدا دی کہ لے ظلمات جلد حاضر ہوا تنا کہتے ہی ایک تڑاقا ہوا اور فلک کی طرف سے وہ ساحر خبیث دیو پیکر اوترا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مؤکل جہنم ہی بمصداق فرد

از کجا پیدا شد آیا این بلائے ناگہان	زین بلائے ناگہان مارا خدا یا وارہان

چار آنکھین مثل تنور کے روشن تھین از شعلہ خیزی مین مثل گلخن تھین کریہ منظر ایسا تھا کہ نظم

چو بنمودے بہ وقت خشم دندان	اشدے از ہیبتش چون آب سندان
دو چشمش چون دو کانون پر آذر	دہانش ہمچو غارے پر ز خنجر

جب شہنشاہ کو اُسنے سلام کیا اُسنے حکم دیا کہ مین نے تجکو ملک ملکہ حیرت کا بادشاہ کیا لیکن اس شرط سے کہ عمرو وہان ہی اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی تم اُسکو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو تمھین حکومت وہان کی مبارک ہو یہ کہکر خلعت ریاست اسکو عنایت فرمایا وہ ہنوز جانہ چکا تھا کہ چند ساحر نالان وگریان حاضر ہوئے اور عرض کنان تھے کہ زمرد کا کہین پتہ نہین ملتا اور عمرو نے اکابران شہر کو مارا مہاجنون اور جوہریون کا دوالا نکال دیا مفصلاً سب حال جب وہ عرض کرچکے حیرت رونے لگی کہ نہین معلوم عمرو نے وزیرزادی کو میری کیا کیا افراسیاب نے اسکے رونے سے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ کوٹھری مین صندوق کے اندر زمرد بند ہی اور عمرو غار مین اسوقت سو رہا ہی شہنشاہ نے کہا اسوقت کوئی اگر آجاتا تو عمرو باسانی گرفتار ہو جاتا کیونکہ سو رہا ہی یہ کہکر چاہا کہ پتلا سحر کا روانہ کرون لیکن ظلمات نے عرض کیا کہ حضور مین جاتے ہی اُس مفتری کو گرفتار کرکے بھیجدونگا پتلا اگر بھیجے گا تو پھر میرے جانے کی کیا ضرورت ہی شاہ اس کے عذر کرنے سے تامل پذیر ہوا

اور حیرت نے **یاقوت** کو ساتھ کیا کہ جاکر زمرد کو صندوق سے نکالے غرض کہ **ظلمات** اژدر خونخوار
پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ شہر **حیرت** مین پہونچا **یاقوت** نے تمام افسران فوج سے
کہا کہ حکم شہنشاہ ہی بجائے **حیرت** انکو حاکم جانو افسران فوج نے سر جادہ انقیاد پر رکھا اور اُسکو ہمراہ لیکر
دارالامارت شاہی مین آئے تخت پر بٹھایا بارہ ہزار گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مشعلین روشن ہوئین
عنبر و مشک وبچ و لونگ کا بخور ہونے لگا شعلے اُٹھنے لگے عطردان سامنے رکھے گئے نذرین گذرنے
لگین ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا دورِ جام سے سخن آغاز ہوا کہ **مثنوی**

یکے معبر جشنے آراستند — گلستان عشرت بپیراستند
مغنی چو زہرہ برامشگرے — صراحی درخشندہ چون مشترے
بقانون لوائے طرب گشتہ راست — بنوعے کہ طبع فریبندہ خواست

تمام شہر مین دہل ڈنڈی ہوئی اور دُہائی پھری جارچی نے ندا دی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم
ظلمات چار چشم کا جو حاکم وقت کی اطاعت نکرے گا گردن مارا جائیگا سزا پائیگا **حیرت** معزول
ہوئین اب **ظلمات** یہان کا حاکم ہی ڈھنڈھورے کی آواز سے **عمرو** کی بھی آنکھ کھلی گلیم اوڑھکر
باہر آیا تمام شہر مین رونق پائی نئے حاکم تخت ہونے کی مسرت بے اندازہ دیکھی شہر کی دوکانین خوف
سے **عمرو** کے بند تھین اس جشن کی خوشی مین ہار پھول والے اور تنبولی اور خوشبو ساز وغیرہ نے
دوکانین کھولی ہین اور گہنا ہار بدھی طرہ وغیرہ ڈالیان ہر قسم کی لگاکر دارالامارت شاہی کیجانب
لیے جاتے ہین **عمرو** بھی صورت اپنی تبدیل کرکے انکے ساتھ چلا اور دارالامارۃ شاہی مین پہونچکر
ٹھہرا دیکھا جن لوگون نے ڈالی پیش کش کی اُنکو اشرفیان انعام مین ملین **عمرو** کو اشرفیان دیکھکر
لالچ آیا اور فکر عیاری کرنے لگا لیکن **ظلمات** جب بخوبی حاکم ہوچکا اُسوقت اُسنے حکم دیا کہ ایک مکان
نہایت عمدہ چارسوق بازار مین میرے رہنے کے لیے خالی ہو اور اُس عمارت مین چار سمت کو دیکھ سکون
تاکہ جسطرف وہ عیار ہو میرے سحر سے از خود چلا آئے حسب الحکم کارپردازان سلطنت نے ایک بارہ دری
نہایت پرتکلف فرش ملوکانہ و اسباب شاہانہ سے ناف شہر مین آراستہ کردی مسندہاے مغرق بچھائین
پلنگڑیان جواہر کار لگوادین جب تمام رات درستی ہوچکی **ظلمات** کو اطلاع دی وہ دن بھر حکمرانی مین
مشغول رہا جسوقت کہ منتظم روزگار نے پردہ مشکین قصر جہان مین لٹکایا اور چراغ ستارگان ہفت
منظر کاخ افلاک فیروزہ فام مین روشن ہوے ماہ منیر زیب گیر سپہر ہوا کہ **نظم**

شبے چون روے زنگی در سیاہی — رسیدہ رنگ شب تا پشت ماہی

رواق چرخ دخضر گشت تاریک — فروزان شمع در فانوس باریک

ظلمات مع چار ہزار ساحران نامی کے اس مکان عالیشان مین آیا عمرو بھی بہ شکل مبدل مدکاخ
پر آکر ٹھہرا یہان ظلمات نے حکم دیا کہ خاصہ حاضر کرو تاکہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر سحر خوانی مین مصروف
ہوون حسب ارشاد بکاولون نے طعام لذیذ انواع و اقسام کا موجود کیا اور دسترخوان اطلس رومی کا
بچھایا اسپر گردہاے نان کہ مثل قرص قمر کے افق منور تنور سے طالع ہوئی تھین رکھین اور قفلیان
شیر برنج کی جو ماہتاب کی قفلی کو اپنے روبرو سرد بناتی تھین چن دین نان آفتابی گرما گرم
بہ نجہ آفتاب سے گرتی تھین اور نان ہوائی خاطر کو خفگان ہوا و ہوس بڑھاتین کہ قطعہ

فراز منبر خباز قرص گرد پنداری — کہ خورشید جہانتاب ستی گشتہ از گردون
تنور نا نوا نار خلیل اللہ را ماند — کز وہر لحظہ آید تازہ نانے ہمچو گل بیرون

بعدہٗ ترتیب سفرہ گستری ظلمات مع رفقا کے کھانا کھانے لگا اسوقت عمرو نے خوان کھانے کے اندر
قصر کے جاتے دیکھکر تجویز کیا کہ اسوقت ظلمات کھانا کھائے گا یہ معلوم کرکے اپنی صورت مثل ایک
رکابدار کے گوشے مین ٹھہر کر بنائی یعنے سر اپنا مونڈ کر ٹوپی جوگوشیہ پہنی اور لنگی زانو تک کی باندھی پانون
مین بڑی نوک کا جوتہ پہنکر دوہر کمر سے لپیٹی اور تھال ہاتھ پر رکھا مرزائی کمر تک کی زیب قامت
فرمائی تھال مین سموسے اور مٹھائی کے جا لوز بنے ہوے لگائے ایک ایک سموسے سو سو پرتین
اس طرح بنائین کہ ایک پرت اٹھاؤ سو پرت الگ الگ ہوجائین اور پھر ملی رہین تکلف
یہ کہ ایک پرت سلونی دوسری چاشنی دار تیسری میٹھی چوتھی بالکل ترش اسی طرح سو پرت کا الگ
الگ مزا اور ذائقہ و لذت ہو اور کھلے اس ترکیب سے ایک سو پرت کے بنائے کہ ہر پرت مین
شیرہ انگور کا بھرا تھا نہایت عمدہ کہ ذائقہ اُنسے ٹپکتا تھا لوزات اور خاگینے پنجۂ نگارین لعبتان
چین و چگل کو شرماتی تھین اچار و مربا وہ لذیذ کہ چھانکین اُسکی چشم عشوہ گران نمکین کو اپنے اوپر
لبھاتی تھین در بہشت آب و تاب مین حقیقۃ دریاے بہشت کے جواہرات کو غیرت بخش تھا چھپے کا
کھیلے اور سموسون وغیرہ پر نقش تھا کہ نظم

رقم اُسکی اگر کرون مین صفات — بنے ہر ایک سطر شاخ نبات
ایسا خوشرنگ۔ تھال ہاتھ مین تھا — طشت مہر فلک سے اچھا تھا
لوزین برفی کی خوشنما ایسی — بے خریدے نہ چین آئے کبھی
در بہشت اس طرح کی عمدہ تھی — آنکھ پڑتی تھی جسپہ حورون کی

ایسا پیڑا کہ ٹوٹے ہو نٹھون سے — دانت مین بھی ذرا نہ وہ چپکے
نکلتیان تھین ورق کی یا مالے — زہرہ و مشتری شکر پارے

غرضکہ اس طرح کے پکوان اور مٹھائی آراستہ کر کے سب کو زہر آلود کیا اور وہ سم قاتل اس مین ملایا کہ جسکے سونگھنے اور دیکھنے سے انسان پانی ہو جائے اور کسی تریاق سے صحت نہ پائے یہ تدبیر کر کے تھال ہاتھ پر رکھے اندر قصر کے آیا اور ظلمات کو سلام کر کے تھال سامنے رکھدیا اُسنے دیکھا کہ جانور سبز و سرخ تھال مین رکھے ہین اور خوشے انگور کے ایسے ہین کہ ابھی گویا ڈالی سے ٹوٹے ہین کھجلے کی رتین الماس کی ظاہر ہوتی ہین ایسی آب و تاب رکھتی ہین یہ دیکھکر سب ساحر تعریف کرنے لگے اور ظلمات نے پوچھا کہ اے رکابدار تو کیا ملکہ حیرت کا ملازم ہے رکابدار نے عرض کیا کہ مین دھین دھو کر اللہ میان کا نوکر ہون اور کسی کا نوکر چاکر نہین اور مجھے نوکر کون رکھ سکتا ہے میرا سودا غریب کھاتے ہین اور غریبون ہی سے ایک دو روپیے مجکو ملجاتے ہین امیر کا تو نام ہی نام سن لو بموجب مثل اونچی دوکان پھیکا پکوان ورمقتضاے رباعی

نا فہم امیرون سے پڑا ہے پالا — ہر دم کی خوشامد نے غضب مین ڈالا
وہ آپ تو کھالین تمھین کیا دینگے سحر — رزاق کوئی اور ہے دینے والا

آج آپ ایسے قدردان کی بخشش کا شہرا سنکر اپنی جورو کا گہنا گرو مین گانٹھ کر کے یہ مٹھائی وغیرہ بنا لایا اب قدر شناسی حضور کے اختیار مین ہے ظلمات اس تقریر کو سنکر ہنسا اور کہا تو بڑا صاف گو ہے کیون نہو اپنے فن مین تو کامل ہے اور کاملین نازک مزاج عالی دماغ ہوا کرتے ہین یہ کہکر کئی اشرفیان انعام دین اور تھال سے تھوڑا پکوان اور مٹھائی لیکر خوان مین لگائی تو ڑے زرپوش خوان پر ڈالکر یاقوت کو طلب کیا یاقوت جب سے آئی ہے زمرد کو صندوق سے نکالکر ذکر معزولی حیرت کر رہی ہے اسکے طلب کرنے سے دونون حاضر ہوئین اُسنے کہا یہ خوان اپنے ساتھ خدمت شہنشاہ مین لیجاؤ اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یہ مٹھائی بھی یادگار زمانہ ہے حضور ضرور بالضرور نوش فرمائین ملکہ حیرت کو بھی کھلائین زمرد اور یاقوت دو خوان تخت سحر پر رکھکر سمت شاہ طلسم چلین اور اُسنے باقی شیرینی دسترخوان پر جو لوگ بیٹھے تھے اُنکو بھی دی اور آپ بھی کھائی ہر طرف سے شور تحسین و آفرین نسبت رکابدار کے بلند ہوا اور رکابدار جھک جھک کر سلام کرنے لگا اُسمین ایک شخص نے کہا میان رکابدار تمھارا نام کیا ہے رکابدار نے جتایا کہ فدوی کو اُستاد چرب دست کہتے ہین اور بیگانے کا نام خورد برد ہے لوگون نے کہا دونون نام اسم بامسمے ہین کیا کہنا ایک نے کہا دیکھیے یہ مٹھائی

کے طائر کیا عمدہ بنائے ہین دوسرا بولا کہ کیون میان چرب دست ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اُڑ سکے رکابدار نے کہا جناب آپ کو وہ مرغا بنا کر دکھلاؤن جو گھر تک اُڑتا ساتھ جائے اس کلام پر سب نے قہقہہ لگایا کہ میان چرب دست بڑے ظریف معلوم ہوتے ہین ظلمات نے کہا جواہر مین تولنے کا آدمی ہو لیکن ایسا شخص اور مفلوک رہے افسوس ہے ہے

اگر بہر سر موییت ہنر دو صد باشد — ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

غرضکہ ایسی ہی باتین بنا بنا کر وہ سب پکوان اور مٹھائی کھا گئے بعد فراغ دسترخوان اُٹھا ہاتھ منھ دھو کر سب نے گلوریان کھائین بیچوان پینے لگے اور ظلمات نے رکابدار سے کہا مین پانچسو روپیہ ماہوار کا تجکو نوکر رکھتا ہون بشرطیکہ تو منظور کرے رکابدار نے کہا اگر آپ بچ جائیے گا اور زندہ رہیے گا تو مین نوکری کر لونگا سب نے یہ سنکر کان کھڑے کیے اور پوچھا کہ یہ تو نے کیا کہا اُسنے جواب دیا کہ حضور عمرو کو پکڑنے آئے ہین اور وہ نہایت مکار ہے اسوجہ سے مین نے یہ عرض کیا کہ آپ اس مہم سے فراغت کر لین یہ کہکر سلام کر کے وہان سے رخصت ہوا اور آگے گلیم اوڑھ کر ٹھہرا کہ دیکھون پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور ادھر زہر نے ظلمات وغیرہ کے جسم مین تاثیر بخشی سر پھرنے لگا اور جی متلایا چاہا کہ پلنگ پر جا کر آرام کرون لیکن اُٹھا نہ گیا اپنے رفیقون سے کہا کہ مجھ سے اُٹھا نہین جاتا ہے تم بغلون مین ہاتھ دیکر پلنگ پر لٹادو ساحرون نے دل مین کہا کہ ابے اور بہت سا کھا جا اور اسکی بغلون مین ہاتھ دیکر چھپر کھٹ مین لٹا دیا اُسنے پوچھا کہ کیون بھئی مین کچھ زیادہ کھانا کھا گیا ہون لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین خداوند بچے اس سے زیادہ زیادہ کھا جاتے ہین آپ نے کھایا ہی کیا ہے ظاہر مین تو یہ کہا اور آپس مین گرم سخن ہوے کہ بھڑوے نے ایسی نعمتین دیکھی تو کبھی تھی نہین مارے ہلوکے سیرون نگل گیا اب نخرے کرتا ہے اسکے لیے چورن چاہیے ہے کہ مثنوی

مایۂ عیش آدمی شکم است — تا بتدریج میرود چہ غم است
گر بہ بند و چنان کہ نکشاید — گو دل از مہر بر کند شاید
ور کشاید چنانکہ نتوان بست — گو بشو از حیات دنیا دست

ادھر تو یہ کیفیت ہوئی اور ادھر جن لوگون نے کہ پکوان کھایا تھا وہ بھی لوٹنے لگے اور بیہوش ہوئے بعض کو دست آنے لگے بعض کا پیٹ پھولا ظلمات کا بھی پیٹ پھول کر دمامہ ہوگیا اور زبان اینٹھ گئی ملازم وغیرہ دوا علاج کو دوڑے ہر طرف دوا دوش کرنے لگے لیکن وہان کام تمام ہوگیا یعنی کئی سو ساحر و ظلمات پانی کی طرح بہہ گئے اور ہلاک ہوگئے انکے مرتے ہی غلغلہ

عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے رعایاے شہر بدحواس ہوے اور منتظم لوگ وہ ایوان شاہی چھوڑکر
بھاگ گئے عمرو ساحرہ کی صورت بنکر اندر قصر کے آیا اور جال مارکر تمام اسباب وہان کا مع فرش و در
شیشہ آلات وکرسی ومیز وغیرہ زنبیل مین رکھا ساحرون کے لباس اور جھولیان اور دھوتیان وغیرہ
اوتارکر اپنا راستہ لیا جو دوکان راہ مین ملگئی اُسکو لوٹا جو راہگیر راستے مین ملا اُسکو قتل کیا ایک لمحہ
مین آفت برپا کردی ساری رونق خاک مین ملادی دوہائی تہائی مچ گئی شہر مین ہر سمت کو
اندھیر گھپ ہوگیا آپ رات بھر لوٹتا پھرا کوتوال بھی مارے ڈر کے کوتوالی سے بھاگ گیا
اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور عیار زرین راے آفتاب کمند شعاع لیکر شہر مینو سواد
ومینا رنگ شہر مین آیا اور شب تیرہ رونے مُنہ چھپایا کہ نظم

فرو ریخت زر چرخ گوہر فروش — زبازار گردون برآمد خروش
در مہر بکشاد گردون سپہر — بیاراست روے زمین را سپہر

عمرو دم سحر غار مین اوتر گیا اور نماز سحر ادا کرکے خاموش بیٹھا دل سے کہتا تھا کہ نظم

مین وہ قانع ہون اگر پھینکدون کُنہ پاپوش — رکھین افسر کی طرح قیصر و خاقان سر پر

اس گوشہ قناعت مین وہ روزی رسان خلق تمھین سب پہونچا جائیگا غرضکہ یہ تو یہان ہین مگر ذکر
سنیے کہ زمرد اور یاقوت وہ پکوان اور شیرینی لیے خدمت شہنشاہ ساحران مین پہونچین اور
تسلیم کرکے تھال سامنے رکھا سارا حال بیان کیا افراسیاب سطح کا نایاب پکوان دیکھکر نہایت
خوش ہوا اور کہا اے ملکہ حیرت یہ تمھارے رکابدار نے پکایا ہے تم اتنی مدت تو وہان حاکم رہین ہمکو
ایسا پکوان نہین بھیجا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ میرے رکابدار کو یہ لیاقت نہین جو ایسا پکوان
پکائے زمرد نے عرض کیا کہ مین نے سُنا ہے کہ اس رکابدار کا نام اُستاد چرب دست ہے اور نوکر کسی کا نہین
ہوشاہ طلسم نے یہ سُنکر ایک ڈلی مٹھائی کی لیکر چاہا نوش کرے مصور نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ہمنے کبھی
چرب دست کا نام بھی نہین سُنا وہان عمرو موجود ہے ایسا نہو یہ اُسکی کارسازی ہو سرمایہ وزیر نے
مصور کے کلام کی تائید کی کہ حضور ہمنے ہزار ہا روپیہ خراب کیا پکوان پکوایا لیکن اتنی پرتون کا
کھجلا نہین دیکھا افراسیاب نے کہا عمرو کیا باورچی ہے جو تم اُسکی جانب ایسا خیال کرتے ہو سرمایہ
جوابدہ ہوا کہ وہ عیار ہے سب کامون مین دخل رکھتا ہے آپ کتاب جمشیدی دیکھیے حال کھلجائے گا
افراسیاب نے سب کے کہنے سے کتاب منگوا کر دیکھی لکھا تھا کہ یہ سب کام عمرو کا ہے اور اس نے
ظلمات کا کام تمام کیا اگر اس مٹھائی کی ایک ڈلی تو کھالیتا تو مرجاتا کبھی ایسی غفلت نکرنا یہ عبارت

کتاب سے دیکھکر شہنشاہ فرط غضب سے تھرّانے لگا اور مٹھائی وغیرہ کا حکم دیا کہ زمین مین دفن کر دو
بمجرد حکم مٹھائی زمین مین دفن کر دی اور شاہ نے ایک نامہ لکھکر سحر کے پتلے کو دیا کہ دانائے جادو
کے پاس لیجائے پتلا لیکر چلا اور پہاڑ کے درے مین کہ وہین دانائے جادو رہتا ہی پہونچکر نامہ اسکو
دیا اُسنے نامہ کو آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا پھر کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ ای دانائے جادو تم ہمارے
پاس بہت جلد آؤ کہ ہم سوار ہوا چاہتے ہین یہ مضمون پڑھکر تخت پر دانا سوار ہوا وہ تخت عقیق زرد
کا تھا اب جو بلند ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکلا ہوا ہی غرضکہ بعد لمحہ کے خدمت شاہ مین پہونچا
تسلیم کی اور نذر دی شاہ نے اسکو خلعت دیا اور کہا اے دانا کئی روز سے عمرو ملک حیرت مین
ہی تم میرے ساتھ چلو اور اسکو گرفتار کر دو دانا نے عرض کیا غلام حاضر ہی اچھا تشریف لے چلیے یہ
سنتے ہی شہنشاہ نے سواری مانگی تخت سحر حاضر ہوا اُسی تجمل و شوکت سے جیسا کہ اول ذکر کیا گیا
سوار ہو کر مع حیرت اور مصوّرا اور دانائے جادو وغیرہ کے روانہ ہوا اور سواری اُسکی ایک
درہ کوہ کے سامنے پہونچی اُس درے مین بالکل اندھیرا تھا شاہ جادوان نے سحر پڑھکر دستک دی اور
پکارا کہ اے ماہ جادو روشنی کر اس کہنے سے دو چاند تاریکی مین فوراً نکل آئے اور دور تک روشنی
ہو گئی سواری اُس اندھیرے سے آگے بڑھی اور کچھ دیر نہ گذری تھی کہ شہر حیرت مین پہونچ
گئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مین کبھی اس راہ سے نہین آئی آپ بہت جلد تشریف لائے
افراسیاب نے جواب دیا کہ یہ راہ طلسمی ہی سوائے میرے کوئی ادھر نہین آسکتا غرض کہ باتین
کرتے ہوے جب داخل شہر ہوے رعایائے شہر و اکابران مملکت مسرور و شادان لینے کو آئے اور
شہنشاہ جادوان کے گرد پھرے اور عرض کرتے تھے کہ اے شہنشاہ ہمارے گھر لٹ گئے اور ہمارے
عزیز مارے گئے ہم برباد ہو گئے آج ظل عاطفت و امان آپ نے ہم پر ڈالا ہی یقین ہی کہ ہم اپنی داد
کو پہونچین اور اپنے دشمن بدانجام کو ذلیل و خوار گرفتار عذاب الیم مین دیکھکر خوش ہوئین کہ بقول قطعہ

شاہا غم رعیت بیچارہ میخوری — اینست رسم قاعدۂ دادگستری
از حال بیکسان نظر لطف و امداد — کز تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری

افراسیاب نے ہر ایک کو تسکین دیکر دلاسا دیا اور دار الامارۃ شاہی مین آیا ملازمین نے لاشین ساحرون اور
ظلمات کی اُٹھائین مکانات شاہی پاک صاف کر کے آراستہ کر دیے شہنشاہ نے حکم دیا کہ منادی
ندا کرے کہ سب اہل شہر دروازے اپنے اپنے اور دوکانین کھولین کسی طرح کا خوف نہ کرین جو
مال جسکا تلف ہو گیا ہی یا اب ہوگا وہ سرکار سے دیا جاویگا اور عمرو گرفتار ہو کر سزا پایگا حسب ارشاد

منادی نے اہل شہر کو مژدۂ طرب سنایا فی الفور دوکانیں کھلیں رونق کاروبار آغاز ہوئی ہر طرف آرایش و زیبایش تھی اور چہل پہل لوگ کرنے لگے کہ بمقتضاے مصرعہ نئے سر سے آئی چمن میں بہار شہنشاہ نے ملکہ کو پکڑکر دوبارہ تخت پر بٹھایا حیرت نے مسکراکر کہا بیت

نکالا غیر کو گھر سے بلایا یار نے مجکو ۔ مری سرکار میں ہر روز بر طرفی بحالی ہی

شاہ جادوان نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم اس عزل و نصب سے ناراض نہو تم میری جان و دل کی مالک ہو اور سارے طلسم کی حاکم ہو لیکن براے مصلحت کار جب کبھی ایسا اتفاق ہو تو آزردہ ہونا مناسب نہین حیرت نے یہ عذر سنکر شرماکر لجاکر آنکھوں کو گردش دیکر سر جھکایا شاہ اس ادا پر ہزار جان سے نثار ہوا ع

نگارے دلفریبے جانگدازے ۔ پری پیکر بتِ عاشق نوازے

قصہ مختصر اہالیان سلطنت نے نذرین دین اور باغ مین جلسۂ انبساط کی بنیاد کی شہنشاہ مع رفقا کے باغ مین حیرت کے آکر زیب دہ تخت حکومت ہوا ناچ ہونے لگا نظم

کردہ بہ ترانۂ دل آویز ۔ بازار نشاط و عیش راتیز
چون گوشۂ عود ساز کردے ۔ ناہید دو گوشش باز کردے

اسی عشرت و طرب مین مصروف تھا کہ یکایک ایک پنجہ نے نامہ لاکر ہاتھ مین دیا شاہ جادوان نے پڑھا ماہی زمرد رنگ نے لکھا تھا کہ ای برخوردار سعادت آثار میرا جی تیرے دیکھنے کو چاہتا ہی لازم ہی کہ میرے پاس آکر اپنے دیدار فرحت آثار سے مسرور کردا فراسیاب نامہ پڑھکر گویا ہوا کہ لے داناے جادو مین سمت پردہ ظلمات اپنی نانی جان کے پاس جاتا ہون تم ایسا نکرنا کہ مثل ظلمات کے بکوا ان کے لالچ مین اپنی جان دے دو بلکہ اسیوقت عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرو اور اے ملکہ تم بھی غفلت کو کام نفرمانا جسوقت وہ عیار دغا شعار گرفتار ہو فوراً سر کاٹ ڈالنا غرضکہ نہایت طریقہ حزم و احتیاط عمل کرنے کی فہمایش کرکے سوار ہوکر روانہ ہوا اسکی روانگی کے بعد دانا نے تدبیر سحر خوانی کی اور تھوڑی مٹی لیکر اپنے جسم کے خون سے گوندھکر ایک پتلا بنایا اور پیٹ مین پتلے کے ہیر سحر کا بٹھایا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر بولنے لگا اس سے کہا کیون استاد عمرو سے لڑنے کو کیا کہتے ہو پتلے نے جواب دیا کہ عمرو سے مقابلہ کرنیکو ایک حصہ سحر تو دس حصہ عقل چاہیے اسکا مقابلہ اچھے اچھے نہین کرسکتے تم بیچارے کیا ہو مجھ سے کہو تو کرۂ نار سے آگ لے آؤن اور تحت الثرے سے مٹی لاؤن لیکن عمرو کو نہین لاسکتا باوجودیکہ وہ غار مین بیٹھا ہی اور مین جانتا ہون مگر یہ مجال نہین جو وہان جاؤن یہ تقریر

سنکر دانا مایوس ہوا کہ میرے سحر نے جواب دیا اب کوئی افسون نہ چلے گا اور عمرو گرفتار نہوگا سحر کے سر بھی ہار چکے اور جوگیون کے چھکے چھوٹ گئے عمرو بلائے بے درمان ہو اسی تردد مین فکر کرتے کرتے اسکے ذہن مین آیا کہ عمرو لالچی اور مرد طماع ہو اُسے لالچ دیکر گرفتار کرنا چاہیے زر و جواہر کا دانہ دام تمنر ویر مین بچھا کر اُس مرغ زیرک کو پھانسیے کہ بمقتضائے قطعہ

چون به قوت حریف خصم نهٔ	حیلہ و مکر را ز دست مده
کر به حیلت کمان قوت را	بتوانی کہ بگسلانی زه

حاصل مرام ایک مکر تازہ سوچکر حکم دیا کہ میرے لیے ہوادار حاضر کرو تاکہ سوار ہوکر شہر کی سیر کرونگا اور رعایا تمام پریشان و برباد ہو کئی بار لٹی ہو اس سبب سے اشرفیان اور جواہر گلی کوچون مین لٹاؤنگا حکم دیتے ہی ملکہ حیرت کے کہار وردیان زرق برق پہنے مچھلیان اور تمغے پیٹھ پر اور شانون وغیرہ پر لگائے ہوادار جواہر کار کاندھے پر اُٹھائے حاضر ہوگئے اُسنے بہت سے توڑے اشرفیون کے اور بہت سے صندوقچے جواہر کے کہارون کے سر پر رکھوائے اور کچھ توڑے وغیرہ ہوادار پر اپنے آگے رکھکر سوار ہوا اور اُس پتلے کو جو اپنے خون سے ابھی بنایا تھا ہمراہ لیا پتلا ہوادار کا پایہ پکڑے باتین کرتا ہوا چلا جسوقت بیچ شہر مین پہونچا دونون ہاتھون سے مٹھیان بھر بھر کر زر و جواہر پھینکنے لگا محتاجین کا ہجوم ہوا اور اس عطیۂ بیکران کو دیکھکر تمام اہل شہر مثل مور و ملخ جمع ہوگئے اور ہر کہ و مہ دامن آرزو پھیلا کر سرراہ آکھڑے ہوے ہر شخص گوہر کی امید مین صدف وار منھ کھولے کھڑا تھا اور ہر ایک چشم امید و حسرت سے آنکھین اُسی سمت لگائے ٹکٹکی باندھے تھا ایک شور بپا تھا کہ قطعہ

ہم گنج داری ہم خدم ہم ملک داری ہم حشم	بیرون نہ از خلوت قدم بربام عالم زن علم
رخ جانب مقصود کن آمد وہ نابود کن	احباب را خوشنود کن پروا از دل بار غم

عمرو کے کان مین شور و غل کی صدا جو پہونچی گلیم اوڑھکر غار سے باہر آیا عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک ساحر ہوادار پر سوار ہو اور مٹھیان بھر بھر کر اشرفیان اور جواہرات چارطرف پھینکتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ سنہرے رنگ کا مینھ برس رہا ہو یہ دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور دل سے کہا اس رقم بالائی کو لینا چاہیے ہر چند کہ عقل مصلحت سنج نے سمجھایا کہ یہ تمہارے ہی لیے جال بچھایا گیا ہو اور کنواں خس پوش ہوا ہو عاقل ایسے مال پر لعنت بھیجتے ہین اور جادۂ قناعت سے قدم باہر نہین رکھتے ہین خبردار آگے نہ بڑھنا جہان کہین گل ہو وہان خار ضرور در پے آزار ہو اور جہان گنج ہو وہان مار زہردار ہو کہ مثنوی

ہرچہ کہ روزیست رسد در زمان　　انچہ نباشد نہ رسد بے گمان
پس زپے انچہ نخواہد رسید　　رنجش بیہودہ چہ باید کشید

ہرچند عقل دور اندیش نے ممانعت فرمائی لیکن بمصداق ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند ✦ عمرو اشرفیان دیکھکر کب کسی کی سنتا تھا دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ فرد

ملمن زغصہ شکایت کہ در طریق طلب　　براحتے نرسید آنکہ زحمتے نہ کشید

ڈرنا کاہے کا چلو بھی اتنا مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے تمھارا کوئی کیا کرلے گا کہ قطعہ

ہرکہ آسودگی و راحت جست　　دل خود را ز محنت شاد نکرد
وان کہ ترسید از جفاے خمار　　قدح بادۂ مراد نخورد

ایسا کچھ سوچکر بہت جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بناکر اُس گروہ ساحران مین جو لوٹ رہے تھے اپنے تئین پہونچایا اور جیسے ہی دانا نے زر و جواہر پھینکا جال ایسا ہی مارا کہ جو لوگ لوٹنے کو گرے تھے انکی پگڑیان اور ٹوپیان تک مع مال کے جال مین آگئین جو شخص کہ زمین سے مٹھی باندھکر سیدھا ہوا اور بخیال اسکے کہ میری مٹھی مین زر و جواہر ہے ہاتھ کھولا اُسی وقت بمصداق بیت فلک سے آج تک پایا نہ کچھ خاک ✦ ملیگی ایکدن مٹی زمین سے ✦ سواے خاک کے کچھ نہ پایا حیران وار دیکھنے لگا کون لے گیا اور چیلا جو دانا کے ساتھ تھا اُسنے بھی دیکھا کہ ابکی کسی نے کچھ نہ پایا یہ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ عمرو ہے اور داناے جادو بھی دمبدم پوچھتا جاتا تھا کہ عمرو لوٹنے آیا کہ نہین ابکی چیلے نے اسکو چپکے سے بتلایا کہ جلدی جلدی اشرفیان پھینکو عمرو آیا یہ سُنتے ہی اُسنے دو توڑے مُنھ کھول لٹاے کہ لوٹیو لوٹو ساری خلقت مٹھیان باندھکر زمین پر گرپڑی اور عمرو نے بھی جھک کر جال مارا چیلے نے جال مارتے ہی دیکھکر اسکو بخوبی پہچانا اور ہنوز عمرو سیدھا نہ ہوا تھا کہ چیلا جست کرکے گردن پر سوار ہوا پھر تو بمقتضاے مصرعہ مرغ دانا پھنس گیا دانہ کی خاطر جال مین ✦ داناے جادو نے جب چیلے کو گردن پر سوار دیکھا ہنستا ہوا وہان سے ہوا اور پھر واکر باغ مین حیرت کے پاس آیا اور چیلا عمرو کو گھوڑا بناے ایڑ لگاتا باغ کی طرف چلا عمرو نے ہرچند چاہا کہ جال مارون لیکن ہاتھ نہ اُٹھ سکا اگر اور سمت جانے کا قصد کیا وہ بھی ممکن نہ ہوا ناچار سمت باغ چلا اور دل سے کہتا تھا کہ آفت مین تجکو حرص نے پھنسایا اور کبھی دل مضطر کو تسکین دیتا تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے مارا نہ جاؤنگا خدا مالک ہے فرد

مردے باید کہ از بلا نہ گریزد　　در زہر کسے از سر جان برخیزد

اسی طرح قریب پہونچا اور ادھر دانا سے جادو کو ہنستا ہوا دیکھکر حیرت نے کہا تم تو اسقدر
شاد آئے ہو جیسے عمرو کو پکڑ لائے اُسنے جواب دیا کہ افضال سامری سے ایسا ہی کچھ ہی جیسا ای ملکہ
آپ فرماتی ہین حیرت کو اسکے کہنے کا یقین نہ آیا یہ باتین ہی تھین کہ تیلا عمرو کو اندر باغ کے
لایا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی گردن پر تیلا سوار ہنکاتا ہوا لا رہا ہی حیرت نے اُس ساحر سے
پوچھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا مین خداوند لقا کا نوکر ہون خداوند کا ایک عقاب رات کو
زمین پر گر پڑا تھا اُسکو ڈھونڈھنے مین یہان آیا ہون تیلا یہ تقریر سُنکر بولا کہ ای ملکہ آپ اسکے
فقرے مین نہ آیئے گا یہ عمرو ہی مین نے خوب پہچان کر گرفتار کیا ہی یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ابر
باغ پر آکر برسنے لگا عمرو پر جو بوندیان پڑین رنگ و روغن جسم پر سے دفع ہوگیا اور صورت
اصلی نکل آئی حیرت شکل دیکھتے ہی پکاری کہ کیون عمرو پھر ہم ہمین ہین اور تو ایک عیار ناچیز
ہی اب تجکو ثمرہ اپنی مکاری کا ملے گا کہ بقول شخصے بیت بد مے کنی و نیک طمع مے داری +
خبر بد بنود سزاے بدکاری + اسوقت کس حال مین اپنے تئین پاتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ
مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است + ای حیرت تجھ ایسی لچیان ہزارون
مین نے مار ڈالین ساحر قسمش کو مارا وماہ کا سر اوتارا اب تیری اور افراسیاب کی باری ہی
یہ کلام جو اہل دربار نے سُنے گھبرائے کس لیے کہ عمرو کی حرکتون سے بخوبی واقف ہین کہ جب
وہ قید ہوکر آیا ہی ساحرون کو ذلیل اور قتل کرکے چلا گیا ہی اُسوقت بعض گویا ہوے کہ
میان آج پھر کوئی آفت آیا چاہتی ہی یہان سے چلو ایسا نہو کہ ہماری داڑھیان مونڈین اور
ذلت کے ساتھ ہلاک کیے جایئن ایک نے کہا دانا سے جادو گرفتار کرکے تو عمرو کو لائے
ہین مگر اب زندہ رہین گے تو ہم جھک کر سلام کرینگے دوسرے نے جواب دیا کہ بھئی تم سچ کہتے
ہو آج حیرت کا بھی خاتمہ ہی ہم تو ابھی سے اپنے گھر جاتے ہین بقول سعدی ~ چہ خوش
گفت یکتاش با خیل تاش + چو دشمن خراشیدی ایمن مباش + ساحرون کی باتین خوفناک
دانا نے جو سُنین سمجھا کہ بڑے بڑے زبردست یہان موجود ہین مگر عمرو کے آنے سے کانپتے ہین بیشک
تو بھی قتل ہوگا یہ سوچکر اسکو بھی دست آنے لگے لیکن حیرت نے سحر مین عمرو کو مسحور کیا کہ بھاگ
نجائے اور تیلا گردن پر سے اوترا عمرو نے کہا مجھ سے لقا نے رات کو کہا تھا کہ کل عمرو مارا جائیگا
مین حیران ہون کہ اب وہ قتل ہوگا یا مین ہلاک ہونگا عمرو یہ کہتے ہی رونے لگا اور
اہل دربار ایک ایک آنکھ بچا کر چلے گئے یاقوت نے عرض کیا کہ ای ملکہ عمرو نہین ہی آپ

اسکو چھوڑ دیجیے حیرت نے جواب دیا کہ کچھ دیوانی ہو میری جان پر بھی اگر بن جائیگی جب بھی مین اسکو
نہ رہا کرونگی اور ایک نامہ مشعر بحال گرفتاری عمرو لکھکر بادشاہ طلسم کے پاس بھیجا تیلا سحر کا ظلمات
مین لے گیا شہنشاہ ساحران اپنی ملکہ سے باتین کر رہا تھا کہ تیلے نے جاکر نامہ دیا پڑھکر بغصہ خطاب
کیا کہ حیرت چڑھ سے مین کہ آیا تھا کہ عمرو کو پاتے ہی مار ڈالنا نامے پیام کی کیا ضرورت تھی
اُسنے اتنی دیر کیون لگائی یہ کہکر اسکے ساتھ جو ساحر کہ دس پانچ یہان آئے ہین انمین سے
ایک ساحر برق انداز جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاکر عمرو کو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ حکم سُنکر
برق انداز روانہ ہوا اور تیلا جو نامہ لیکر آیا تھا وہ پھر کر حیرت پاس گیا اور گویا ہوا کہ شہنشاہ
قتل عمرو کے توقف کرنے سے آپ پر بہت خفا ہوے بُرا بھلا کہا اور برق انداز کو بھیجا ہو وہ
آیا چاہتا ہو حیرت نے غصہ شاہ معلوم کر کے اسی وقت حکم دیا کہ میدان سیاستگاہ بیرون قلعہ مقرر
کر کے دار استادہ کی جائے اور لشکر ساحران تیار ہو کر اس جگہ محاصرہ کرے ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ
تمام شہر اُس نا عیار کے حال خراب کو دیکھکر دل شاد و بند غم سے آزاد ہو بمجرد حکم دینے کے جارچی
نے منادی کی اور میدان خونی مین دار استادہ ہوئی فوج کمر باندھ کر تیار ہوئی ہر طرف دیکھو دیکھو
کا چلو چلو کا غلغلہ برپا ہوا اس اثنا مین برق انداز بھی آپہونچا اور عمرو کو عرادہ پر بٹھاکر بہر
قتل لے چلے حیرت بھی آراستہ و پیراستہ ہو کر سوار ہوئی باجے بجنے لگے اور ساحر عرابے کو گھیر کر
روانہ ہوے شہر مین عورت و مرد کا در و بام پر اور گلیون و کانون مین ہجوم تھا ہر سمت ٹھٹ لگا
تھا کوئی کہتا تھا کہ میان اس عیار نے گھر کے گھر ہلوگون کے ناس کر دیے بستیان اوجاڑ دین
آج شکر ہو سامری کا کہ یہ گرفتار ہوا دوسرا جواب وہ تھا کہ ابھی کسنے دیکھا ہو جب یہ قتل ہو جائے
اور کچھ عرصہ اسکی ہلاکت کو گذرے اور زندہ نہو جب جانو کہ اسکے شر سے جمشید نے بچایا بعض
نے کہا ابھی کل کا ذکر ہو کہ اسنے اس جگہ کیا کیا فتور برپا کیا اور توبہ توبہ ہر جگہ منادی تراہ تراہ پڑ گئی
تھی آج بے مونس و غمخوار دیکھیے ناچاری کے ساتھ گرفتار ہو غرضکہ اسی طرح ساحر خوشی کرتے تھے
لیکن انمین جو اولی الالباب بصارت تھے وہ عبرت انگیز باتین کرتے تھے کہ میان ہم تو دوست ہو
یا دشمن حق بات ضرور کہین گے یعنے مقام عبرت اور جائے تاسف ہو کہ شہنشاہ عیاران مصاحب
و رفیق خاص حمزہ صاحبقران صاحب زور و زر اہل ہنر یون دست دشمن مین گرفتار ہو کر مارا جائے
اور جسکی لاش گور و کفن بھی نپائے طعمہ زاغ و زغن ہو نہ صف ماتم اُسکی بچھے نہ شیون ہو بہ سبب
روزگار نا ہنجار کی گردش ہی جائے غور ارباب بینش ہو نظم

ہان دلا ہی متاع دہر قلیل
ہی مگر زاد راہ صبر جمیل
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر
نخل دُنیاے بے اثر کا ثمر
ہی فقط دشمنی یک دیگر
اسکے خواہان ہین یک دگر اغیار
کہین اغیار بھی ہوے ہین یار
ہست چون مار گرچہ زیبا دہر
بزم رنگین و اندرون پر زہر
شکر و شہد و نعمت دنیا
باعث تلخ کامی عقبے
زردی روے درہم و دینار
سبب زرد روئی زردار
آئینہ نقش پا کا دیکھو دلا
روے حال گذشتگان ہی کھلا
کون سا تھا جلیل ملک اجل
جسکا بستر ہوا نہ خاک اجل
دہر نے کب ثبات ہی پایا
ہی یہ گویا درخت کا سایا
کس سے اس بیوفانے یاری کی
کس سے دُنیا نے پائداری کی
لذت نا تمام ہی گویا
خواب کا احتلام ہی گویا

مردم شہر تو اس تقریر مین تھے اور عمرو بحسرت و یاس ایک ایک کا منہ تکتا تھا دل سے کہتا تھا کہ اے کس بیکسان واے پروردگار عالم دعا لمیان کیا میری قضا کشان کشان اس شہر مین مجکو لائی تھی قسمت مین لکھی ہوئی یہ ذلت و رسوائی تھی افسوس ہی کہ زیارت سے اپنے آقا حمزہ صاحبقران کے بھی محروم رہا اسوقت مین مہرخ اور بہار وغیرہ کا سواے رب جلیل کے اور کون کفیل ہی یہان ایسا رفیق کون ہی جو میرے حال کی رفیقان غمخوار کو خبر کرے یا میرے حال زار پر اشک حسرت بہاے ہان ایک مخمور ہی لیکن نہین معلوم کہ وہ کہان ہی اور کس رنج مین ہی کہ ترجیع بند

خبر جو قتل کی میری ہوئی ہی شہر مین ہر سو
ہلا ہی جمع یہان ایک جہان تماشہ کو
ہر اک طرف سے یہی ہی صدا چلو دیکھو
غرضکہ حال مرا جاے سیر ہی اب تو
خدا ہی جانے وہ آگاہ اُس سے ہو کہ نہو
کوئی یہ میری زبانی تم اُس سے جاکے کہو

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

یہان تو عمرو یاد مخمور کی کرتا ہی اور ادہر وہ سرگشتہ کوے الفت مجنون بادیہ محبت جب سے خطا معاف کرا کے جشن شاہ جادوان مین سے امان پا کے جو اپنے گھر گئی یاد مین اپنے محبوب زیبا کے پھر بیقرار اور اشکبار ہوئی پھر وہی بلبلاتا اور بلبل کی طرح عشق گلعذار مین شور مچاتا اور یہ لب پر لاتا کہ غزل

نگاہ قاتل کا آہ لڑنا جو یاد ہمکو وہ آ رہا ہی
تو کوئی گویا دل و جگر پر ہمارے چھریان لگا رہا ہی
جو غور کیجیے تو وہ گئے دن کہان کا آنا کہان کا جانا
اک آمد و رفت سانس کی ہی بس اور اب ہم مین کیا رہا ہی
وہ بعد مدت جو بارے آیا تو سنئے اُسکو یہ کہہ سنایا
یہ وہ پڑا ہی جو پہرون آکر تمھارے در پر کھڑا رہا ہی

کوئی تو اُس سے کہے کہ صاحب جو نامہ بر دار تھا تمہارا	ذرا چلو تم کہ ایک مجمع اب اُسکی میت اُٹھا رہا ہو
نصیب فرہاد خواب شیرین ہوا تھا جسطرح ہو مین بھی	یہ دست حقق اب اسیطرح سے تھپک تھپک کر سلا رہا ہو
وہ لذت وصل یاد کرکے گیے یہ رو یا سگے مین بیٹھا	تمام شب مجھ مین اور دل مین عجب طرح کا مزا رہا ہو
قلق گذرتا ہو مجکو کیا کیا ستون ہون حسرت بھرا جبین	کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا ستا رہا ہو
ہجوم یاس اب ہو اپنے دل پر نہین کوئی پاس غیر حرمان	وبال جان زندگی ہوئی ہو کہ لطف جینے کا کیا رہا ہو
دل اسلیے جان بلب پڑا ہو کہ مبتلا تم پہ جو ہوا ہو	یہ پیچ ہو صاحبے کیا کیا ہو کیا یہ اپنا ہی یار ہا ہو
کہان وہ صحبت کہان وہ مجلس بکنج تنہا ہون ہی بیکس سا	نہ کوئی ہمدم نہ کوئی مونس نہ کوئی آشنا رہا ہو
فقط ہو درد و غم نہانی حباب آسا ہو زندگانی	بڑا جو دم تھا رفیق جانی سو وہ بھی ہونٹھون پہ آ رہا ہو
ہو تیرے عاشق کا وقت رحلت چل اب تو دیکھ اُسکو بھر وقت	کرآہ کیا کیا وہ دل کی حالت اشارتون مین جتا رہا ہو

اسی اندوہ و تعب مین اُستاد عشق نے سبق پڑھایا کہ عمرو ملک حیرت مین بیشتر رہا ہوا تھا اب نہین معلوم اُسپر کیا گذری چلکر خبر اُسکی لینا واجب ہو از بسکہ اپنا جانا موجب رسوائی تھا اس سبب سے دو چیلے بزور سحر کاغذ کے بنائے اور اُنھین حکم دیا کہ عمرو کی خبر لاؤ جہان وہ ہو وہین اپنے تئین پہونچاؤ چیلے شہر حیرت مین آکھڑے ہوئے اور جو کچھ کہ عمرو قتل و غارت یہان کرتا تھا اُسکی کیفیت مخمور سے جاکر کہتے تھے اور وہ رنجور سنکر خوش ہوتی تھی اور عمرو کی فطرت پر حیران کار رہتی کہ وہ بھی آفت کا عیار ہو جسنے ناک مین دم ساحرون کا کر رکھا ہو اسی حالت مین ایک دن چیلون نے خبر گرفتاری عمرو اور قتل کرنے کی تیاری کا ماجرا سُنایا یہ سُنتے ہی رنگ رو فق ہوا دل کو قلق ہوا کلیجہ دونون ہاتھ سے تھام لیا اور سمت فلک دیکھا اور دل سے کہا اگر عمرو مارا گیا تو معشوق کے ملنے کا سہارا گیا کہ رباعی

بن جائے وہان ہو چین پا نا مشکل	اور ضعف سے ہو قدم اُٹھانا مشکل
جرأت پھر زیست ہوے کس طرح بھلا	جانا مشکل ہو اور نہ جانا مشکل

دل کی بیتابی سے ناچار ہوکر اشکبار رہا دل بیقرار تخت پر سوار ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ اُس جا آکر پہونچی کہ عمرو میدان خونی مین زیر تیغ بیٹھا تھا گرد ہزارون ساحرون کا مجمع تھا اور جلاد تیغ و خنجر کو سنگ چٹا رہے تھے اور بعضے حکم قتل ملکہ سے حاصل کیا چاہتے تھے اور نعرے کرتے تھے نظم

طائرون کو حرص دانہ نے پھنسایا دام مین	حق اگر سمجھین تو ہو شکوہ عبث صیاد کا
جسکی آپہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا	حکم حاکم سے پھر اسمین جرم کیا جلاد کا

اس اثنا مین حیرت سے برق انداز اجازت لیکر تلوار کھینچے سر پر عمرو کے آیا اور عمرو نے وقت

مرگ اپنا دیکھ کر رخ جانب قبلہ کیا دل سے اپنے عقائد کی تجدید کی کلمہ زبان پر جاری کیا اور بخضوع و خشوع تمام خدائے دوجہان کی یاد کرنے لگا اور اسی سے لو لگائی کہ **نظم**

یا الٰہی پُر از گناہ ہون مین
فرط عصیان سے روسیاہ ہون مین

کر عطا میرے دل کو اپنا درد
کر مجھے اپنے غم مین عارض زرد

کھول دے میرے دیدہ او رک
لوث عصیان سے لوح دل ہو پاک

عذر کرتا ہون مین ندامت سے
بخش عصیان کو اپنی رحمت سے

زبان **عمرو** صرف مناجات تھی اور **برق** تدراز تلوار تول رہا تھا کہ سر جدا کرے اسوقت **مخمور** نے سحر پڑھکر اس بلندی سے ایک چکر مارا کہ وہ ہاتھ پر **برق** تدراز کے آکر پڑا اور ہاتھ اسکا مع تلوار کٹکر دور گرا فوج ساحران متحیر ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ آفت کہان سے آئی اور **مخمور** نے ایسا سحر پڑھا کہ بجلی چمکی اور آنکھین سب کی بند ہو گئین اور اندھیرا ہو گیا اسی تاریکی مین **مخمور** پنجہ لیکر گری اور **عمرو** کو لیکر اڑ نی **حیرت** اور **واتا** وغیرہ بزور سحر اڑکر پیچھے چلے **مخمور** نے دور جاکر ایک پتلا **عمرو** کی صورت کا جھولی سے نکالکر پھینکا **حیرت** نے دیکھا کہ **عمرو** قلابازیان کھاتا زمین کی طرف جاتا ہو اُسنے سحر پڑھکر اسکو روکا اور خیال کیا کہ میرے افسون سے جو کوئی **عمرو** کو لیے جاتا تھا اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہو غرضکہ اُس پتلے کو جلا دون کو لاکر سپرد کیا کہ جلد اسکو ہلاک کرو یہ تو ادھر پھر کر آئی اور اُس طرف **مخمور** بعجلت تمام اُڑتی ہوئی اپنے باغ مین پہونچی اور اپنی کنیزون اور متعلقون وغیرہ سے کھڑے کھڑے حکم دیا کہ مین اپنی خالہ **ملکہ نسترن** جادو کے مکان پر طلسم ظاہر مین ہونگی تم اسباب و مال میرا لیکر وہین آنا یہ کہکر تخت سحر پر **عمرو** کو ہوشیار کرکے بٹھایا کیونکہ یہ تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا فی الجملہ تخت کو اڑا کر سمت دریاے سحر چلی **نظم**

زجادہ بود تخت گوہرین ساز
بافسون باہمے آمدیہ پرواز

نشستہ بر سر آن تخت بران
پری در برچو بلقیس و سلیمان

بصد عشرت **عمرو** رفتہ ازانجا
رسید انگہ سحاب آسا بدریا

جب دریاے سحر پر پہونچے **مخمور** بیچ مین **عمرو** کو دابکر دریا کے اندر کود پڑی ازبسکہ اس دریاے سحر کے کئی راستے ہین ایک راہ تو وہ ذکر کی گئی تھی کہ **صرصر** لیکر **عمرو** کو دریا مین کود پڑی تھی اور ایک رستہ یہ ہو کہ وہ راہ کل ساحران معزز جانتے ہین اور یہ راہ سواے **حیرت** اور شاہ طلسم اور **مخمور** کے اور کوئی نہین جانتا ہو اور علاوہ اسکے اور بھی رازہاے طلسم سے **مخمور** آگاہ ہو کہ حال اُسکا مذکور ہوگا

خلاصہ کلام اسوقت مخمور جو بجز افسون مین کودی غلطان و پیچان دیر تک چلی گئی کچھ عرصہ مین ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ چار سمت کو پانی بھرا ہی اور اوپر سر کے بھی دریا ہی زیر قدم بھی بجز زخار بہتا ہی لیکن جہان مین کھڑا ہون وہان سوکھا ہی اور ہزارون ساحر نہنگ صورت ماہی طلعت وہان شناوری کرتا ہی اور پانی وہانکا بصد آب و تاب جزن ہی نہایت صفا ہی کہ بیت

روان اندرو ماہی سیم سا | چو ماہی تو اندر سپہر مدور

اور بیچ پانی مین ایک تختہ فولادی اس طرح لگا ہی کہ جیسے دروازہ ہوتا ہی اور اسمین قفل برابر پشتر کے لگا ہی مخمور نے اپنے جوڑے سے ایک کنجی نکالکر اُس قفل کو کھولا اور تختہ ہٹا کر ایک سمت کر دیا اور آپ عمرو کو لیکر تختے کی پشت پر آئی تختہ کھینچکر پھر لگا دیا عمرو کی آنکھین دوبارہ بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دریا کے پار طلسم ظاہر مین اپنے تئین پایا اور مخمور کو روبرو کھڑا دیکھا سجدہ شکر بدرگاہ منزل رسان رہ گم کردگان بجالایا اسوقت مخمور نے بادب تمام سلام کیا اور گوہر سخن کو رشتہ تقریر مین یون منسلک فرمایا کہ حضرت عشق کی بدولت یہ ذلت و رسوائی مین نے اُٹھائی ہی اور کنیز آپ کو پار دریاے سحر کے لائی ہی اب مجھے خدمت نور الدہر مین پہونچا دینے کا اقرار فرمایئے اور مفارقت کے رنج سے میری جان بچایئے کہ فرد

دست وفا در کمر عہد کن | تا نشوی عہد شکن جہد کن

محبت شاہزادہ نامدار مین گھر بار چھوڑا اپنے بیگانے سے رشتہ الفت توڑ کر منھ موڑا اب دیکھیے کیا تقدیر دکھاتی ہی اور کیا مصیبت پیش آتی ہی کہ غزل

کر اسکو یاد اشک سرخ کیون بھر لائے ہم بھولے | یہ کھٹکا لگ رہا ہی دیکھیے کیا اسکا گل پھولے
کیا چاہے جو دریا پار تو ہر ایک قطرے کو | تو اپنی چشم سے ای ابرتر دو چار آنسو لے
سفارش لوگ کرتے ہین مری اور مین یہ ڈرتا ہون | کہین اسبات کا بدلہ نہ کچھ مجھ سے وہ بدخو لے
بھلا کیونکر پکارون مین کہ جسکی یہ تقید ہو | کہ منھ مین چپکے چپکے بھی نہ میرے نام کو تو لے
خدا جانے کدھر اب بیخودی لیجائے ای جرأت | اُٹھایا اُٹھے درسے اور رستہ گھر کا ہم بھولے

عمرو نے اس داستان اشتیاق و شرح دفتر فراق کو سنکر ساحل مقصد سے ہمکنار ہونے کا اس غریق لجہ الم و شناور بحر ستم کو مژدہ دیا اور نہایت تسکین اور تشفی دی کہ ای ملکہ انشاء اللہ دامن تمھارا گوہر وصال شہزادہ خوش خصال سے مالا مال ہوگا اب تم مہرخ کے لشکر مین چلکر قیام کرو اور بمقتضاے نظم

کر ملاقات ہمدمون سے تو | گرم بازی ہو محرمون سے تو

عشق کا اپنے دل سے غم کم کر ساتھ والون کو اپنے خرم کر

اگر حیات مستعار باقی ہی تو بعد گردگار ایکدن دلدار بھی ملاقی ہی ہیچ بیکار رہا اپنا یہ اظہار ہو کر رباعی

ہستی گویا ہی اک مسافر خانہ ہر روز ہی قافلون کا آنا جانا
رنجیدہ کسی کو یان زکھ لینے سے پھر جا کے نہین ہی اس سرا سے آنا

مخمور کے گلشن خاطر خزان رسیدہ مین آبیاری کلام تسکین بخش عمرو سے بہار تازہ آئی اور سُرخی چہرۂ زرد پر چھائی اور بہ شگفتہ پیشانی عندلیب آسا زمزمہ سنج ہوئی کہ اے نخلبند ریاض عیاری لشکر مہرخ مین فی الحال جانا میرا بہتر نہین اسمین دو وجہ ہین ایک یہ کہ غاہ جادوان پئے تعقب کریگا دوسرے سب متعلق میرے میری خالہ کے یہان آئینگے اگر مجکو وہان نپائینگے تو پریشان و آوارہ ہونگے لازم ہی کہ وہین آپ بھی تشریف لے چلیے بعد چندے قابو پا کر لشکر مہرخ مین چلین گے عمرو کو بھی یہ بات پسند آئی اور سوچا کہ شاید خالہ بھی اسکی میرے شریک ہوجاے مگر فرط احتیاط سے پوچھا کہ ایسا نہو خالہ تمھاری کچھ دغا کرین مخمور نے کہا مجکو اُنپر اعتقاد واثق ہی یہ باتین فیما بین ہو رہی تھین کہ یک جانب سے ساحرۂ بد منظر خرس پیکر پیدا ہوا اس لیے کہ یہ جادوگر اسی صحرا مین مسکن گزین ہی اور ناقوس جادو نام ہی اُسنے جو مخمور کو عمرو کے ساتھ گرم سخن دیکھا سمجھا کہ مخمور عمرو سے ملگئی ہی بدنیو جہ للکارا کہ او مردار تو افراسیاب سے بغاوت کرکے اس عیار کے ساتھ نکل آئی ہی میرے ہاتھ سے کہان جائیگی عمرو اسکا نعرہ سُنکر بھاگا اور پہاڑ قریب تھا اُسپر چڑھ گیا اور مخمور نے ناقوس سے کہا اے نابکار تو کیون اپنی جان دیا چاہتا ہی مجھے خبر نہوا پنا راستہ لے ناقوس نے ڈانٹا کہ مین تجکو ہرگز جانے ندونگا اور گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤنگا مخمور بولی کہ تو کیون اپنی جورو کو رانڈ بناتا ہی خیر اب جو تجھسے ہو سکے قصور دکوتاہی نکر یہ سننا تھا کہ اسنے ناریل سحر کا مخمور پر مارا اسنے خالی دیکر گولا دے مارا اُسنے بھی روکیا اور اُڑکر پہاڑ پر گیا وہان عمرو بیٹھا تھا لیکن اُسنے عمرو کو نہین دیکھا لڑائی مین مصروف رہا اور دوسرا گولہ مارا مخمور نے وہ گولہ ہاتھ سے پکڑ لیا ہاتھ اُسکا جھنجھنا گیا لیکن ناقوس اسکی اولوالعزمی دیکھکر سمجھا کہ یہ رنڈی منظور نظر شاہ طلسم ہی یون قتل نہوگی اسکو شمشیر سے قتل کرنا چاہیے یہ سوچکر تلوار کھینچکر آپڑا عمرو نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ عورت مرد کا سامنا ہی تلوار مین مخمور ہار جائیگی یہ تصور کرکے پتھر کلہ فلاخن مین رکھکر مارا کہ کاسۂ سر اُس خیرہ سر کا ترش کر دور گرا غل و شور برپا ہوا کہ مارا ناقوس جادو کو مخمور نہایت خوش ہوئی اور گوپھن کو دیکھکر پوچھا کہ بھیا یہ چھینکا کیسا ہی عمرو نے کہا یہ گوپھن آلہ جنگ جدل ہی غرضکہ اب صلاح کی کہ اتنا دن جو باقی ہی آمین

چھپ رہیں اور رات کو تخت پر بیٹھ کر چلیں یہ سوچکر ایک درہ کوہ میں دونوں کر مخفی ہوئے جبکہ شیر زرین
چنگال مہر بیشہ سپہر سے غار مغرب میں گیا اور دب اکبر و اصغر نے حوالی قطب شمالی میں جست و خیز
شروع کی کہ نظم

چو خورشید تا جادہ بنمودہ پشت | ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت
زمین از تف گرمی آفتاب | ز سر سام سودا در آمد بخواب

رات کو دونوں سوار ہوکر روانہ ہوئے اور ایک ملک میں پہونچے کہ طلسم ظاہر میں یہ ملک نہایت وسیع اور
آباد ہے رعیت نوجوان اور دلشاد ہے عمارتیں عالی باب اور بلند ہیں معمار خرد کے پسند ہیں کہ بیت

شہرے چو ارم تازہ روئے | چون باغ بہشت رنگ و بوئے

دونوں سیر کرتے ایوان شاہی میں آئے یہاں سریر جہانبانی پر ملکہ نسترن جادو جلوہ فرما تھی مخمور
نے اسکو تسلیم کی اُسنے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا پوچھا کہ بیٹا کیونکر آنا ہوا مخمور نے باغ سخن کو
اپنی حکایت بے آبروئی سے سرسبز کیا اور نہال بیان کو گلستان تقریر الم تاثیر میں بویا نسترن کو پیٹھ
اپنی دکھائی کہ شاہ جادوان نے تازیانے کھلواکر میری یہ حالت بنائی نسترن گلے اسکو لگا کر
خوب روئی اور گویا ہوئی کہ میں اُس موئے کو گہری گور میں توپون اور جہان تیری دائی نے ہاتھ
دھوئے ہوں وہاں اُس موئے کو سات بار صدقہ کردوں جسنے تجھکو مارا وہ افراسیاب بھڑوا
اپنی حکومت پر دھمکاتا ہو لو صاحب میری بچی کو ایسا مارا کہ لہولہان کر دیا غرضکہ خوب بک جھک
نسترن اپنے باغ میں لائی اور عمرو کے لیے خوابگاہ مقرر کی پلنگڑی نہایت نفیس و معقول بچھادی
کنیزان مہ جمال کو بہر خدمت گذاری مقرر کیا اور آپ مخمور سے کہا اے فرزند یہاں سے گنبد جمشیدی
کا راستہ نزدیک ہے ہم تم چلکر سحر اپنا وہاں جگائیں اور آج رات کو وہیں رہیں کس لیے کہ شاہ طلسم سے
مقابلہ کرنا ہے مخمور نے کہا اچھا چلو یہ کہکر ساتھ ہولی عمرو نے انکو جاتے دیکھکر اپنی صورت ایک ساحر کی
سی بنائی کہ مبادا انکی غیبت میں کوئی یہاں آئے اور مجھکو پہچان کر گرفتار کرے خلاصہ یہ تو پلنگ پر بعد
اکل و شرب کے بفراغت تمام لیٹے اور وہ دونوں گنبد جمشیدی کی طرف گئیں مگر حیرت کا حال سُنیے کہ جب چلا
پکڑ آئی اور اسکو قتل کرایا دیکھا تو وہ ماش کے آٹے کا پتلا تھا اسکو غیظ و غضب طاری ہوا لیکن کیا کر سکتی
تھی دانا سے کہا بڑا غضب ہوا وہ مکار چھوٹ گیا تمام شہر میں اول تو غلغلہ تہنیت بلند تھا رہائی کی خبر
سُنتے ہی اندوہ و الم طاری ہوا اس عرصے میں افراسیاب بھی اپنی نانی کے پاس سے آیا حیرت
وغیرہ کو غمگین پایا سبب اندوہ استفسار فرمایا ملکہ نے جو کچھ گذرا تھا عرض کیا شاہ نے حکم دیا ایک ساحر

جاکر دیکھے کہ مخمور اپنے گھر مین ہی یا نہین جب الحکم کچھ لوگ گئے اور مخمور کو نہ پایا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ
کہان گئی ہین اُنھون نے جواب دیا وہ کل سے کہین تشریف لیگئی ہین ہمین نہین معلوم وہ ساحر پھر آئے اور
شہنشاہ ساحران سے اطلاع دہ ہوے اُسنے کہا اے ملکہ حیرت یہ کام اسی نمکحرام کا ہی تمنے سفارش
کر کے اسکو جیسا ابکی بار دخیل کیا ویسے ہی اسکا مزا پایا اب مجھے قتل کرنا مخمور کا واجب اور لازم ہی کیونکہ وہ
بہت سے راستے طلسم کے جانتی ہی یہ باتین کہ رہا تھا کہ طائران طلسم سامنے آئے اور عرض رسا ہوے کہ اے
شہنشاہ ناقوس نے عمرو اور مخمور کو روکا تھا لیکن مارا گیا یہ سنتے ہی یقین واثق ہوا کہ مخمور نے بغاوت
کی اور ابریق وزیر نے کہا لڑائی اب بڑی سخت پڑیگی عمرو کا چھوٹ جانا برا ہوا افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ نسترن کے مکان پر مخمور گئی ہی یہ معلوم کر کے حضاران دربار مین سے
ایک ساحر خونخوار شمشیر زن جادو نام کو حکم دیا کہ جاکر اس قطامہ نمکحرام کو پکڑ لا حکم پاتے ہی خونخوار
اڑکر روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے دوبارہ عظیم قوی بازو دے جادو نام سے کہا کہ تو بھی جا اور
خونخوار کی مدد کر کیونکہ مخمور بڑی زبردست ہی شاید اُس سے گرفتار نہو سکے اس حکم سے یہ بھی
روانہ ہوا مگر خونخوار پہلے جاکر پہونچا عمرو ساحر بنا ہوا پلنگ پر بیٹھا تھا کنیزین خدمتگذاری مین
مصروف تھین اُسنے مستفسر ہوا کہ مخمور کہان گئی ہی اُنھون نے کہا وہ یہان نہین آئین خونخوار بولا کہ
مجھ سے کہان چھپکر جائیگی بغیر گرفتار کیے مین نہ جاؤنگا اور وہ بدذات عمرو نہین معلوم کہان ہی جسنے
اُسکو خراب کر رکھا ہی عمرو نے جو یہ باتین سنین روتا ہوا پلنگ پر سے اُٹھا خونخوار نے پوچھا کیا ہوا
عمرو بولا کہ طلسم کی رنڈیون کو مرد تو نصیب نہین ہوتا ہی نسترن مجکو پکڑ لائی ہی اور دن رات اپنی
خدمت مین رکھتی ہی آپ مجھے یہان سے لیتے چلیے اور دونون ہاتھ سے آنکھ بلائین لین روغن بیہوشی
ملدیا خونخوار بیہوش ہوکر گرا عمرو چاہتا تھا کہ سر کاٹ ڈالے اُسی وقت عظیم آکر پہونچا اور عمرو کو خنجر
بکف دیکھکر پنجہ مین دابکر اُڑا ایسا جو کنیزین تھین وہ غل مچانے لگین کہ وہ سوا لیے جاتا ہی لیکن عمرو
نے اس اضطرار مین خنجر کہ جس سے خونخوار کو ذبح کیا چاہتا تھا عظیم کے ہاتھ پر مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا
اور عمرو چھوٹ کر زمین پر گرا گرتے ہی گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل
کنیز مخمور کے بنائی اور آکر لونڈیون کے پاس بیٹھا تھا کہ عظیم بھی پھر کر آیا اور خونخوار جو بیہوش پڑا تھا
اُسکو اُٹھا لے گیا اس اثنا مین پچھلی رات باقی رہگئی اور مخمور و نسترن بھی گنبد جمشیدی سے پھر کر آئین
اور کنیزون سے مستفسر ہوئین کہ خواجہ عمرو کہان ہین کنیزون نے کہا عمرو کو ساحر اُڑا کر لے چلا تھا لیکن
وہ خنجر مار کر اُسکے ہاتھ سے چھوٹے مگر آپ اُڑکر کہین چلے گئے مخمور نے یہ حال سنکر کہا مین خواجہ

کو ڈھونڈھنے جاتی ہون ایسا نہو کہ وہ کسی آفت مین مبتلا ہوجا یئن یہ کہکر جایا چاہتی تھی کہ عمرو جو کنیز بنا ہوا موجود تھا اُسنے ہاتھ پکڑلیا اور کہا مین بشکل کنیز حاضر ہون تم اپنی فکر کرو اُسوقت نسترن بولی کہ میرا ایک احاطۂ سحر ہی باقی رات وہین چلکر بسر کرو وہان ایکبار افراسیاب بھی آجائیگا تو ہمکو نپا ئیگا یہ کہکر مع عمرو کے روانہ ہوئی لیکن عظیم بہار پر آیا خونخوار کو ہوشیار کر کے اُسنے سب ماجرا بیان کیا کہ عمرو تجھکو مارے ڈالتا تھا مین آنِکلا یا اب چلو عمرو کو ڈھونڈھین کہ وہ میرا ہاتھ بھی کاٹ گیا ہی یہ کہکر ہر سمت تلاش کرکے دونون مخمور کی خالہ کے یہان پھر آئے مکان سارا خالی پایا دونون نے باہم مشورہ کیا کہ اب ڈھونڈھتے کہان پھرین لازم ہی کہ اس مکان مین آگ لگادو جہان کہین نسترن اور مخمور ہونگی اُنکے دلکو لگے گی آپ دوڑی آئینگی ہم گرفتار کرلین گے غرضکہ یہی کیا جب گھر مین آگ لگی اور شعلے اُٹھنے لگے مخمور اور نسترن بیتاب ہوکر احاطہ سے دوڑین اور ابرِ سحر برساکر آگ کو بجھایا اور ادھر عظیم وغیرہ مقابلہ کرنے کو بڑھے اور ایک کنیز نے مخمور سے کہا کہ بی اس گھبراہٹ مین عمرو کو احاطۂ سحر مین اکیلا چھوڑ آئین ایسا نہو کہ اُنپر کوئی آفت آئے اتفاق سے یہ کلمہ خونخوار نے سُنا دل سے کہا عظیم کو یہین چھوڑو اور عمرو اکیلا احاطۂ سحر مین ہی اُسکو چلکر گرفتار کرو یہ سوچکر بزورِ سحر اسقدر بلند ہوا کہ احاطہ کو شناخت کرکے سحر کرتا ہوا وہین اُترا کہ عمرو جہان کھڑا تھا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا دوچار لونڈیان غل مچانے لگین کہ ارے لیے جاتا ہی اس غل کو سنکر مخمور عقاب بنکر دوڑی اور راہ مین کنیزون سے حال سُنکر پیچھے خونخوار کے چلی نسترن نے چاہا تھا کہ ساتھ جاے کہا خالہ امان تم عظیم کا سامنا کرو اور اپنے گھر کا بند و بست کرو مین پکڑے لاتی ہون عظیم نے جو یہ ماجرا سُنا اپنے دل مین کہا غضب ہوا خونخوار اپنا مطلب کرگیا یعنی عمرو کو لے گیا اب اُسکا نام ہوگا شہنشاہ سے انعام ملے گا یہ سوچکر یہ بھی تعاقب مین چلا اس دوا دوش مین زاہد سفید پوش صبح صادق نے سجادہ آفتاب واسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ لباس شب نے خلوتخانہ واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ **نظم**

چو صبح در بر گردون کشید خلعت نور	جہان کشادہ ز رخ پردۂ شب دیجور
بگشتہ ظاہر و روشن بوادی افلاک	ود یعتی ز خورشید زیر تودۂ خاک

عظیم جو چلا اسی طرف ہوکر نکلا کہ قران عیار درہ کوہ مین بصورت ساحر ٹھہرا ہوا تھا اُسنے اُسکو پکارا کہ بھائی سویرے سویرے کہان چلے عظیم زمین پر اُترکر پاس آیا اور کہا بھائی تمنے کچھ اور بھی سُنا خونخوار کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے جان بچائی وہ مجھی کو فریب دیکر عمرو کو پکڑلے گیا مجھے خبر بھی نہین کی قران

نے سارا حال سنکر کہا وہ دغاباز تو ہے ہی میرے ساتھ جلو مین اسکو گرفتار کر دون یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر چلا اور ادھر خونخوار جو عمرو کو لیے جاتا تھا راہ مین ایک ساحرہ سلیمان جادو نام جاڑے پر بیٹھی تھی اُسکے ہاتھ مین چھڑی سامری کی تھی اُسمین یہ وصف ہو کہ اگر زمین پر مارے تو طبقہ زمین ٹوٹ جائے اور اگر بلند کرے تو فلک کو ہلائے غرضکہ اُسنے دیکھا ایک ساحر آسمان مین غرق ایک شخص کو لٹکائے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی سحر کرکے چھڑی کو اونچا کیا وہ چھڑی جاکر خونخوار کی کمر مین لپٹ گئی کہ وہ آگے نہ جا سکا اور وہین اُتر آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہو اور یہ کس بن مانس کو صحرا سے پکڑ لایا ہی خونخوار نے کہا یہ عمرو عیار ہی مخمور کے پاس سے اسکو گرفتار کیا ہو اُسنے جواب دیا کہ موئے مجھ دیوانہ ہی مخمور معشوقہ شہنشاہ ہو اور ایسے سحر جانتی ہو کہ مین اُسکا مقابلہ نہین کر سکتی تو بھلا کیونکر اُسکے پاس سے عمرو کو پکڑ لایا چل دور ہو حرامزادے جھوٹے یہ کہکر چھڑی جو اُٹھائی خونخوار کا کچھ بس نہ چلا عمرو کو چھوڑ کر بھاگا اور پاس افراسیاب کے آیا سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا شاہ جادوان غضبناک ہوا اور کہا ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ دونون کو پکڑ لائے اور سرمایہ اور ابرلیق وزیرون نے عرض کیا کہ ہمین حکم ہو ہم جائین شہنشاہ نے کہا تم ٹھہرو اور ایک ساحر قصاب جادو نام سے کہا تم جاکر سلیمان کو مع عمرو پکڑ کے لاؤ وہ حکم سنکر بزور سحر اُڑکر چلا لیکن یہان سلیمان نے اپنی لونڈیون کو بلاکر حکم دیا کہ فرش بچھاؤ گلدستے سامنے لگاؤ سامان بزم عشرت مہیا کرو کنیزان بموجب ارشاد تعمیل حکم مین مصروف ہوئین اور اس بہار کو عزت دہ انجمن کسریٰ کے بنایا گلدستے فرش کے روبرو چمن کر گلزار جواہر ین لگایا کہ نظم

درختان سر اندر سر یکدگر
بران جلوہ گر میوۂ نغز تر
نہالش ز طوبےٰ دلاویز تر
گیاہش ز سوسن زبان تیز تر

عمرو مجلس آرائی کے بعد حسب اجازت سلیمان بیٹھا اُسنے پوچھا کہ ای عمرو تو نے ساحران نامی کو بہت تنگ و ذلیل کرکے کیونکر ہلاک کیا عمرو نے کہا میری کیا حقیقت ہو جو چاہتے ہین خداوند لقا کرتے ہین خداوند نے میرے ساتھ فرشتگان مقرب اپنے کر دیے ہین پہلے بھی ایک فرشتے نے مجھے پانی مین پہونچایا اور ایک ملک نے پانی چیرا جب مین ساحر مشمش پاس گیا اور دریا مین اُسکو مارا اب میرے ساتھ چالیس فرشتے کر دیے ہین وہی میری مدد کرتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ مخمور جو تعاقب مین چلی تھی یہان آئی کنیزون نے سلام کیا اور سلیمان بہر تعظیم اُٹھی بنہایت اعزاز سے مسند پر بٹھایا اور پوچھا اے ملکہ تم افراسیاب سے کیون بگڑ بین مخمور نے کہا وہ موا جلاد ہو اُسنے ذرا سی بات کر نے

مین مجھے کوڑے کھلوائے اور سارا ماجرا اپنا بیان کرکے کہا اے سلیمان تم بھی ہم سے ملجاؤ دیکھو ہمارا اور
مہرخ کا شاہ طلسم نے کیا کرلیا یہ کلمات سُنکر سلیمان نے بظاہر تو کہا اچھا مگر دل مین مشورہ کیا کہ اسکو مع
عمرو کے دھوکے کیسے پکڑکر شہنشاہ کے پاس لے چلنا چاہیے فی الجملہ یہ سوچکر مخمور سے گویا ہوئی کہ آج
مین تمھاری شریک ہون میرے یہان جو نان خشک میسر ہو اسے نوش فرمایئے مخمور نے کہا یہان تکلف
اپنے مزاج مین نہین خیر بہتر ہو منگوایئے سلیمان اُٹھکر اپنے قصر مین گئی اور کھانے مین بیہوشی ملاکر
لائی کنیزون سے حکم کیا اُنھون نے دسترخوان پرتکلف بچھایا اُسنے کھانا اپنے ہاتھ سے چنکر مخمور
سے کہا بسم اللہ کیجیے مخمور نے پہلے عمرو کو دسترخوان پر بٹھایا اور قسم دیکر اپنے ہاتھ سے نوالا بناکر کھلایا
عمرو نے چکھتے ہی کہا بی بی کہ ای ملکہ اس کھانے مین دغا ہو لیکن مخمور نے کہا خواجہ خدا حافظ ہو یہ کیا
کرے گی کھاؤ بی بی غرضکہ دونون کھاکر بیہوش ہو گئے سلیمان نے تخت سحر پر ڈالکر قصد کیا کہ پاس
افراسیاب کے جاؤن کہ اسوقت قصاب جو چلا تھا یہان پہونچا اور للکارا کہ ای سلیمان تو نے
قیدی کو شہنشاہ کے چھین لیا دیکھ مین تیری چوٹی پکڑکر کھینچتا لیے چلتا ہون سلیمان یہ کلمات سُنکر
بولی کہ او بھڑوے قصائی ابھی جو کنیزون سے حکم دیتی ہون تو مارے جوتیون کے فرش کر دیتی
ہین تو بھی اس لائق ہوا کہ میرا مقابلہ کرنے آیا ہو قصاب نے یہ سُنکر نارنج مارا سلیمان نے رد کرکے
گولہ مارا لڑائی ہونے لگی لیکن اتفاق وقت سے مخمور کو بھی ہوش آیا اور تخت سے اُٹھکر للکاری
کہ ای چنڈو مال زادی قحبہ بڑی کھلی بکاری رہ تو سہی قطامہ تو نے مجھ سے دغا کی یہ نعرہ سُنکر سلیمان
گھبرائی دل سے کہا غضب ہوا مخمور ہوشیار ہو گئی اور قصاب سے گویا ہوئی کہ تو مجھسے کیا لڑتا ہو دم
عمرو اور مخمور موجود ہین ہم تم ملکر انکو گرفتار کرین غرضکہ قصاب اور سلیمان نارنج و ترنج لیکر مخمور
کی طرف بڑھے اور مخمور نے اپنی جھولی سے ایک ساغر بلورین نکالا اور سحر پڑھکر سمت فلک اُچھالا
فوراً ایک تڑاقا ہوا اور چار طرف سے ابر گھر آیا ہوائے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان ہوئی اور
ایک تخت فلک کی طرف سے جھکر کھاتا زمین پر اُترا اس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ لباس
ارغوانی پہنے جان مشتاقان و روح بیدلان سوار تھی گلابی شراب کی سامنے رکھی تھی اور جام مے
سرخ ہاتھ مین لیے تھی صورت زیبا کو اُس صنم دلربا کی مشاطہ صنعت یزدانی نے گلگونہ لطافت
سے آراستہ کیا تھا اور صیقل قدرت سبحانی نے چمن سے آیئنہ رخسار تابناک کو اُسکے منور اور روشن
بنایا تھا وہ چہرہ زیبا کہ خورشید جہانتاب سامنے اسکے تاب بین تھا اور وہ زلف چلیپا کہ مشک ختن
کا جگر غیرت سے خوناب تھا لبہائے یاقوت فام لعل یمن کو شرماتے تھے عقیق جگری کو اپنے رو برو

سیاہ بناتے تھے کہ مثنوی

پری چہرۂ سیم و قدی چون صنوبر — ہمہ جایش ز یک دیگر نکوتر
جگر از ہر دو چشمش شیر خوردہ — شکر از ہر دو لعلش شیر خوردہ
لبش گوئی کہ حلوائے نبات ست — چہ حلوائے نبات آب حیات ست

وہ نازنین اپنا تخت برلب جوئبار لا کر ٹھہری اور بیک غمزہ صبر و ہوش قصاب کا کھو دیا اور سلیمان کو دیوانہ بنایا وہ یون شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے اس نازنین کے آئے کہ نظم

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے — یہ دل کیا مزے دار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان — وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے
ذرا و تلک آکے دیکھو تماشہ — عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے
کراہا جو مین تو وہ رک کر یہ بولا — کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے
سوے جیب سے گل گل کے مجنون سے لاکھون — ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے
جو کہیے کہ لو مول دل تو یہ بولے — بڑا لوگو زردار پیدا ہوا ہے
کبھی بیٹھے رونا کبھی ہنسنے لگنا — عجب ہم مین اسرار پیدا ہوا ہے

جب قریب اس غارتگر صبر و شکیب کے آئے اسنے ایک جام شراب سرخ سے بھر کر قصاب کو عطا کیا یہ اسکو پیکر مست ولایعقل ہوا تالیان بجانے لگا پھر اُس زہرہ جبین بت پر تمکین نے دوسرا ساغر سلیمان کو دیا وہ بھی پیتے ہی دیوانی ہوئی عقل و خرد سے بیگانی ہوئی دونون گلے ملکر ناچنے لگے اور کہتے تھے کہ نظم

او ہل پیار کر چوب کی دہل نہ تھا صدا دینا — کہ ہے حکم آج یون پیر مغان کا میکشو نکلا
گلی مین سیفر دشون کی یہ قدغن ہے کہ جو نکلے — کوئی فرد بشر بے نشہ و بے ساغر و مینا
گلے مین جبہ سالوس و سر پر رکھے کے عمامہ — اگر ہو محتسب یا قاضی و مفتی کا ہو فتوا
تم اس علاے دین می پرستان دشمن خم کو — نکل جانے نہ دینا کر کے سب ہر سمت سے بلوا
خراباتی بنانا میکدے مین کھینچ کر لانا — پلا کر مے کو دھبا پارسائی مین لگا دینا

اسی طرح عالم مستی مین قصاب نے سلیمان کو برہنہ کر ڈالا اور سلیمان اس سے باتین فحش کرنے پر آمادہ ہوئی اُس نازنین نے جو تخت پر بیٹھی تھی پکار کر کہا کہ ہمسے دعوی محبت کا کر کے تم دونون نے غیر سے کیون دل لگایا کہ بموجب بیت سب سہین گے جو میان لاکھ برائی ہوگی + پر کہین آنکھ لڑائی تو بڑائی ہوگی + اب تم دونون باہم لڑ کر مر جاؤ ہمارے عاشقون مین نام کر جاؤ یہ حکم سنتے ہی قصاب

نے ناریل سحر پڑھکر سلیمان پر مارا اور اُسنے ترنج سحر کا قصاب پر لگایا اسکا ناریل اسکے سینے کو اور اُسکا ناریل
اسکے سینے کو توڑ گیا دونون مرکر زمین پر گرے اس پہاڑ پر آگ لگی غل وشور پیدا ہوا سلیمان کے سحر سے جو
مکانات وغیرہ یہان تھے وہ غائب ہوگئے اصلی عمارت اور کنیزین رہ گیئن اور وہ نازنین جو مخمور کے سحر
سے پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی عمرو نے مخمور پر تحسین وآفرین کی او جال لیاسی لگاکر سارا مکان سلیمان
کا لوٹ لیا اور مخمور تخت پر سوار کرکے عمرو کو اپنی خالہ کے مکان پر آئی یہان کنیزین اور ملازم مخمور مع مال
واسباب کے آئے ہوئے تھے انھین دیکھکر اپنی خالہ سے کہا آپ بھی اپنا مال واسباب بار کراکر لشکر مہرخ
مین تشریف لے چلیے یہ کلام سُنکر اُسنے اپنے اہلکارون سے حکم دیا کہ چھکڑون پر اسباب لدواکر
مہرخ کی طرف روانہ ہو وہ حکم پاتے ہی تیاری سفر کرکے چھکڑے اور عرادے اسباب کے لیکر چلے لیکن نسترن
اور مخمور اور عمرو تخت پر سوار ہوکر علیحدہ چلے راہ مین عمرو نے مخمور سے کہا اے ملکہ مین طلسم باطن مین مدت
تک رہا مگر کچھ مال اور خزانہ شاہ طلسم کا کسی جگہ مین نے نہ پایا مخمور نے کہا خواجہ تمھین مال کی اگر خواہش ہو
تو میرے مال سے چالیس ہزار اشرفی آپ کی نذر ہو اور جب لڑائی فتح ہوگی شاہ جادوان مارا جائے گا مین
آپ کو وہ مال کے بتلا دونگی کہ اُن مین طاؤس زمرد کے ہین اور ہر ایک طاؤس کے پیٹ مین لعل وگوہر
بھرے ہین اور جواہر کے پتلے ہین کہ جنکے شکم مین اشرفیان رکھی ہین اور ایک خزانہ شاہ طلسم کا مین جانتی
ہون کہ اسمین اسی ہزار گھوڑون کا طلائی ساز یعنے زین ولجام مرصع کا رکھا ہو اور جن گھوڑون کا وہ ساز
ہو اس اصطبل کو بھی مین جانتی ہون لیکن خواجہ طلسم کا فتح ہونا غیر ممکن ہی بغیر لوح کے فتح نہوگا عمرو نے
کہا اے ملکہ لوح بھی وہ صانع طلسم ہیشرو ہزار عالم دلادیگا الحاصل چالیس ہزار اشرفی کے پانے سے عمرو
بہت خوش ہوا اور اتنے بڑے خزانے کا حال سُنکر مُنھ مین پانی بھر آیا اور شادان وفرحان باتین کرتے سمت
لشکر چلے مگر وہان طائران سحر نے خبر قتل قصاب وسلیمان شہنشاہ ساحران کو پہونچائی اُسنے کف افسوس
ملے اور بغصہ طغیان جادو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جاکر دریافت کرنا دیکھ آکہ مخمور بھی لشکر مہرخ مین تو
نہین گئی اگر جاتی ہو تو اسکو روکنا اور اگر گئی ہو تو دیکھکر چلا آنا تو مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ بڑی زبردست ہو
مین خود جاؤنگا اور اسکو گرفتار کرلاؤنگا یہ تقریر سُنکر طغیان روانہ ہوا اتفاق سے جب پار دریاے سحر کے
آیا راہ مین عظیم اور قران جو خونخوار کے تعاقب مین چلے تھے انسے ملاقات ہوئی عظیم نے پوچھا کہ اے
طغیان اس دغاباز کا حال کہو کہ وہ عمرو کو لیکر پاس شہنشاہ کے گیا ہوگا اور اپنی رسوخیت جتاتا ہوگا
دیکھیے کیا زمانہ دغابازی کا ہی کہ ہمنے تو اسکی جان بچائی عمرو ذبح کیے ڈالتا تھا اسکے نیچے سے چھڑایا
اپنا ہاتھ کٹوایا اور وہ ہمین سے چال کر گیا طغیان یہ سُنکر بولا کہ میان کیا بکتے ہو کون عمرو کو لے گیا یہان

مخمور نے آفت مچائی ہی سلیمان کو مار کر دو قصاب کو راہ عدم دکھا کر اس نا عیار کو لیکر بھاگی ہی یہ کہکر ساری
کیفیت مفصل سنائی قران نے جو یہ ماجرا سنا دل سے کہا یہ اُستاد کو مارنے جاتا ہی اسکو یہین قتل کرنا چاہیے
یہ تجویز کر کے کہا ای عظیم بھرا ب خونخوار کا تعاقب تو گیا چلو تھوڑی دیر میرے مقام پر ٹھہرو شراب پیو
کچھ کھالو تو خدمت شہنشاہ مین جانا طغیان نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ اے عظیم یہ کون ہین اُسنے کہا انکا
نام بیابان جادو ہی مگر بہت خوبیونکے آدمی ہین بیچارے بڑی دیر سے براہ محبت میرے ساتھ خراب
ہین آؤ تم بھی میرے ساتھ لحہ بھر ٹھہر کر چلے جاؤ اُسنے جواب دیا کہ شہنشاہ ساحران نے خبر منگوائی
ہی مجھے عرصہ ہوگا تو وہ خفا ہونگے یہ عذر سنکر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا واہ واہ ایک لحہ مین کیا ہرج ہوگا
کبھی کبھی غریبون پر بھی کرم فرمایئے پھر ہم کہان اور آپ کہان یہ صحبت بھی یادگار ہو یہ کہتا ہوا دونون کو
ہمراہ لیے درہ کوہ مین جہان آپ رہا کرتا تھا آیا اور مرگ چھالا بچھایا گلابیان شراب کی آغشتہ بیہوشی سامنے
رکھین دونون کو منت بٹھایا اور ایک ایک جام شراب بھر کر دیا دونون نے خوب شراب پی اور بیہوش ہوئے
قران نے پہلے بغدہ طغیان پر مارا کہ وہ ہلاک ہوا اور غل و شور برپا ہوا دوبارہ عظیم کے سر پر بغدہ
لگایا چاہتا تھا کہ پنجہ سحر جھپٹ کر گرا اور اُسکو اُٹھا لے گیا قران بھی یہان سے بھاگا اور کئی کوس نکل گیا
وہان دیکھا کہ گاڑیان چھکڑے اشرفی روپے سے بھرے اور ہر قسم کے مال و اسباب سے لدے کنیزین اور
ساحر ہزار در ہزار انکو گھیرے ایک سمت چلے جاتے ہین قران ساحر کی صورت تو بنا ہی تھا اُسنے مستفسر
ہوا کہ یہ مال کسکا ہی اور کہان جاتا ہی لوگون نے کہا مخمور کا مال ہی لشکر مہرخ مین جاتا ہی قران حال تو زبانی
طغیان کے سن ہی چکا تھا سمجھا کہ یہ مال بھی گویا ہمارا ہی ہی بحفاظت اسکو پہونچانا چاہیے یہ سمجھ کر ساتھ
ہو لیا جب کچھ آگے بڑھے ایک پہاڑ پر مظلم جادو نام ساحر بیٹھا تھا اُسنے بھی پوچھا کہ یہ اسباب کسکا ہی
لوگون نے بتلایا جب اُسنے کیفیت سنی جھلا کر نعرہ مارا کہ باشید اے نمک حرامان تم سب شہنشاہ کا گھر
برباد کر کے جاتے ہو مین تمھین جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک سحر ایسا کیا کہ تاریکی عالم مین پھیلی اور
ملازمان مخمور اندھے ہوگئے قران اسکے نعرہ کرنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا دور سے تاریکی اور
مبتلاے آفت لوگون کو دیکھکر ایک ساحر معزز کی قطع بنکر اُسکے پاس گیا اور اُسکے سحر کی بہت تعریف
کی کہ واہ واہ کیا کہنا آپکا مثل نہین آپ جمشید عہد ہین سامری وقت ہین لونا چماری سے بھی یہ
نہو سکتا تھا جو آپنے سحر کیا ہی مظلم بڑہ انکسار تعریف سنکر سلام کو جھکا قران پاس تو آہی چکا تھا
بغدہ تان کر جو سر پر لگاتا ہی کھوپڑی کے ہزار ٹکڑے ہوے خوردہنگامہ مچا کہ مارا مظلم کو وہ تاریکی
دور ہوئی اور ملازمان مخمور اچھے ہوے قران انکے پاس آیا اور کہا چلے چلو تمسے کسی کی مجال نہین

جو آنکھ ملائے انھون نے پوچھا آپ کون ہین آپ نے بڑا ہمپر احسان کیا قران نے جواب دیا کہ مین
بھی ملکہ کا نوکر ہون مخمور نے مجھے بھیجا ہو کہ اسباب کی نگہبانی کر کے پہونچا دون غرضکہ اسی طرح اسباب لیے
کچھ عرصے مین داخل لشکر مہرخ ہوے لیکن پہلے انسے مخمور کا تخت پہونچا اور عمرو نے کہا ای ملکہ چلے مجکو
کنارے لشکر کے اوتار دو مخمور نے تخت اتار عمرو اوتر کر اندر بارگاہ کے گیا اور آمد مخمور سے مطلع کیا مہرخ
نے خبر سنتے ہی حکم دیا کہ سرداران ذی احترام زیب زینت فرما کر بہر استقبال مخمور روانہ ہون اور
لشکر بھی بڑے احتشام سے لینے جاے بحر دار شاد طبل بشارت پر چوب پڑی اور فوج تیار ہو کر آگے
بڑھی بہار اور نافرمان اور مہرخ مو اور طاوس وآفت اور ہلال سحر افگن اور رعد او ر
برق مجشر جملہ ساحران نامی تختہاے سحر پر سوار ہو کر لباس فاخرہ زیب قامت فرما کر روانہ ہوے
باجے جنگی بجنے لگے صداے طرقوا بلند ہوئی زمین سے آسمان تک غلغلہ شادمانی بلند تھا نقیبہاے
خوش گلو شور تہنیت مچاتے تھے اور کہتے تھے نظم

نہ دیکھی یہ کثرت نہ دیکھا یہ زور
محب شاد ہون خستہ ہون دشمن ہو کور

خدایا یہ اقبال عالی رہے
ہمیشہ ظفر کی بحالی رہے

یہ تلوار دشمن کا سر کاٹ لائے
یہ ثعبان خون عدو چاٹ لائے

اسی طرح بصد حشمت و شوکت قریب مخمور پہونچے وہ بھی انکو دیکھکر تخت سے اتری سردارون نے
رسم تعظیم و تکریم ادا کی مخمور ہر ایک کے گلے ملی سب نے خوش آمدی مرحبا کہکر اپنے ہمراہ سوار کیا اور لیکر چلے
سیر لشکر کی دکھاتے زر و جواہر لٹاتے بارگاہ کے نزدیک پہونچے مہرخ در بارگاہ پر برسم استقبال منتظر
کھڑی تھی نگاہ راہ کی سمت لڑی تھی مخمور وغیرہ دیکھکر پیادہ پا ہوئین اور جھک کر مجرا کیا اسنے مخمور کو
گلے لگایا اور کہا بیٹی مزاج اچھا ہو تیرے آنے سے میرے لشکر کو تقویت ہوئی اور دل کو سرور حاصل
ہوا یہ کہکر خلعت جواہر کار عنایت فرمایا پھر نسترن کا حال استفسار فرما کر مراعات سلطانی اور
الطاف خسروانی مبذول کر کے خاطر عشرت اثر کو اسکے شاد کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ شاہی کے متصل
بارگاہ مخمور کے لیے نصب کی جاے اور جملہ سامان عیش و آرام مہیا ہو اسوقت منتظمان کار سلطنت درستی
بارگاہ مین مصروف ہوئے اور ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین مخمور کو لائی کرسی یاقوت احمر کی قریب تخت
بیٹھنے کو مرحمت کی مخمور نے نذر دی پانچہزار روپیہ علاوہ اور مصارف کے خرچ جیب خاص کیلیے
مہرخ نے مقرر فرمایا اور فرمان عشرت توامان جشن ہونے کے لیے صادر کیا پھر تو مغنیان ماہر و خوش گلو
ساز وغیرہ ہر قسم کا لیکر حاضر ہوے اور انجمن یادگار جشن فریدون و جمشید ترتیب پذیر ہوئی سرا نجے

بارگاہ کے ہر سمت سے اٹھوا دیے وہ سامنے صحرا و کوہ مین درختون کی سرسبزی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی تھی خضر راہ جادہ عشرت نظر آتی تھی پانی چشمون کا بصد لطافت لہرین لیتا تھا دل کو بادہ خواران بزم کے ٹھنڈک بخشتا تھا بارگاہ مین ہر ایک سردار و عیار بصد عشرت بادہ کشی کر رہا تھا مطرب بالحان داؤدی نغمہ مسرت سُناتا تھا کہ ابیات

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست — صلائے سرخوشی ای عاشقان بادہ پرست
اساس توبہ کہ در محکمے چو سنگ نمود — ببین کہ جام زجاجے چگونہ اش بشگفت
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا — چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار چہ مست
ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل — رواق طاق معیشت چہ سربلند چہ پست

الحاصل یہ سب مطیعان عمرو عیش و مسرت مین مشغول ہین اور قران بھی مال و اسباب لیکر آچکا ہی مخمور کے ملازم اور کنیزین جملہ راحت و آرام سے یہان فروکش ہین لیکن اب حال حزن مآل افراسیاب بدسگال کا سلک تسطیر مین منسلک کیا جاتا ہی

داستان بھیجنا افراسیاب کا ہوشیار کٹنی کو واسطے گرفتاری مخمور کے اور مارا جانا اُس کٹنی کا عمرو کے ہاتھ سے اور گرفتار ہونا مخمور کا اور چھوٹنا عمرو کی عیاری سے پھر نامہ آنا لقا کے پاس سے افراسیاب کو اور بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ حمزہ صاحبقران اور مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ ملک قاسم کا اور عشق ہونا شہزادے کا ملکہ نرگسی چشم دختر حنظل جادو سے اور کشتہ سحر ہونا آخر کو اور جانا طلسم آئینہ مین شہزادہ ایرج کا۔ للمؤلفہ

اے کعبۂ دین بادہ خواران — وے قبلۂ مسلم رند کیشان — اے دشمن جان پارسائی
زاہد نے ہی تجھ سے منھ کی کھائی — اے شیخ مقیم بیت احرام — جبکہ کرے طوف ہر مے آشام
اے مجمع خلق و لطف و احسان — اے ساقی مہربان و ذی شان — ہو دختر رز کی تجھ سے حرمت
اللہ رکھے تجھے سلامت — پھر دل ہی طپان بشکل بسمل — پھر زیست ہمین ہی اپنی مشکل
برسات کی فصل ساقیا ہی — مے پینے کو دل ترس رہا ہی — گھنگھور گھٹائین آکے برسین

افسوس ہوے کو جاہ تر سین
وہ جام دے جو دکھاے یہ رنگ
دکھلاؤن بہار باغ الفت
ہر اک جسے پڑھ کے مست ہو جاے
فریاد ہے دہن سے دمساز
پھر ضعف سے اک غشی سی چھائے
ساقی بادل گھرا ہوا ہی
بدلی مین جو جام لب تلک آئے
خورشید سخنوری ہو پیدا
دکھلاؤ چمک و نمک بیان کی
افروختہ تر ز شب چراغے

اس ٹھنڈی ہوا مین یہ ہوس ہی
جادو و عیاری اور نیرنگ
اک عشق کی داستان لکھو مین
صبر و ہوش و خرد سے کھو جائے
پھر ہاتھ بڑھین سوے گریبان
پھر بے خبری خبر کو آئے
وہ سرخ ہو مے گھٹا مین کالی
منھ سے مرے آفتاب لگ جائے
مے پی چکے اب تو حسب دلخواہ
مشتاق ہی بزم داستان کی
لفظش چو طراوت معانی

یا دوے مریخ ہر نفس ہی
وہ دے جو مجھے ایاغ الفت
اس رنگ مین پھولون پھلون مین
پھر شیشۂ دل سے آئے آواز
پھر ہونے لگین جنون کے سامان
ایسے مین جو جام دے مزا ہی
جیسے کہ مسی پہ ہووے لالی
مشرق کی طرح دہن ہو میرا
دل ہیکے لگے ہوے ہین ہر جاہ
ہر نکتہ از و شگفتہ باغے
معنیش چو آب زندگانی

حدیقہ بندان گلشن معانی و گل چینیان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار غرائب حکایات و مرغولہ سنجان چمنستان عجائب روایات ریاض اسمار مین نہال خوش کلامی اس طرح بٹھاتے ہین و رعنا دل دار گلزار تحریر مین صریر کلک سے یون زمزمہ سنجی فرماتے ہین کہ افراسیاب منتظر خبر مخمور بیٹھا تھا کہ عظیم کو نیچہ بھر جو قران کے ہاتھ سے بچا لے گیا تھا سامنے لایا اور اُسنے قتل ہونا طغیان کا بیان کیا شاہ جادوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اسی اثنا مین افسر لشکر حیرت کی عرضی آئی اُسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مخمور لشکر مہرخ مین آئی ہی اور جو کچھ تعظیم اور استقبال اور جشن کی کیفیت تھی وہ سب اس عرضی مین درج تھی اس حال کے معلوم ہونے سے شاہ جادوان قاصد ہوا کہ مین خود بہر گرفتاری مخمور جاؤن لیکن مصوّر مانع ہوا کہ حضور کا جانا اچھا نہین عمرو نے یہان آکر کیسی آفتین برپا کی تھین مبادا نسبت بندگان شہنشاہ کے کوئی بے ادبی کرے تو بہتر نہ ہوگا اس فہمایش سے شاہ جادوان جانے سے باز رہا اور صرصر کو جو پہلے سے حاضر دربار تھی سامنے طلب کر کے بہت برا بھلا کہا کہ تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا جب عیار طلسم مین نہ آئے تھے تو بہت کچھ اپنی تعلیان کرتی تھی اب اُستادی وہ کہان گئی صرصر ان باتون کو سنکر عرض پیرا ہوئی کہ پہلے بھی یہ کنیز عمرو کو گرفتار کرا لائی تھی اور اب بھی کسی طرح کاصر نہین ہی جاتی ہون اور گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر رخصت ہو کر چلی اُسکے جانے سے شاہ جادوان کو کچھ تسکین ہوئی اور حیرت سے پوچھا کہ تمھارے ملک مین

پانچ کٹنیان رہتی تھین انھین طلب کرو حیرت نے بموجب ارشاد چوبدار روانہ کیا اُسنے کٹنیون کو اطلاع دی پانچون حسب الطلب لباس مکاری زیب بدن کرکے خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئین یہ پانچون فریب اور دغابازی مین شیطان کو درس دیتی تھین اور نیرنگ سازی و عربدہ پردازی و نقشبازی مین وہم و خیال کو سبق پڑھاتی تھین کہ بیت

لعبت بازیگر سحر ادوده

وزدودگان پرده بیازی فره

انھون نے جب شاہ کو تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ تم کیا کرسکتی ہو کٹنیون نے جو شاہ کو اپنی جانب مجاطب پایا اور موقع جسارت دیکھا فوراً قریب تخت آئین اور بلاگردان ہوئین کہ ہم تیرے واری اور نثار ہوجائین اور صدقہ جائین ہمارے کام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہمنے سیکڑون گھر غارت کردیے لاکھون کو بہلا کر پھسلا کر پیچ ڈالا ہزارون نسبتین اور بیاہ کرادیے اور صدہا طلاقین دلا دین آپسمین دو شیدائے محبت کے جانی دشمنی کرادی اور بہت بہو بیٹیان جنکا دامن تک کسی نے نہ دیکھا تھا انکو نونو یار کرادیے اور بڑے بڑے اڑیل مہاجنون کے گھر بھید بتاکر چورون کو کودیا جہان ہوا نہ جاسکتی تھی وہان کا حال بتایا اب دُنیا مین کوئی جعل و فریب ایسا نہوگا جو ہمکو آتا نہو ہم آگ لگا کے پانی کو دوڑتے ہین دوست رہتے ہین اور دشمنی کرتے ہین ہمارے کاٹے کا منتر نہین کہیے تو زمین مین سما جائین اور دنیا پشت ماہی تحت الثریٰ سے چرا لائین اور اگر فرمایئے تو فلک چہارم پر اپنے تئین پہونچا دین اور ورق آفتاب سے سونا اُتار لائین آسمان پھاڑ کر تھگلی لگانا ہمارے بائین ہاتھ کا کرتب ہی عرش اعظم ہلنے لگے اس طرح دل ہلا دین شہنشاہ نے یہ تقریر سُنکر استفسار فرمایا کہ تم مین زیادہ اُستاد کون ہی انھون نے اپنے مین ایک عورت کو بتایا کہ وہ سب سے زیادہ ضعیف اور نام اُسکا ہوشیار کٹنی ہی اُسکو سب نے کہا کہ یہ ہماری بڑی ملکہ شیطان کی خالہ ہی اور اکثر ہمکو فریب اسنے سکھایا ہی کہ بیت دیدہ دری پُرہنرے تیز نوش + حیلہ گرے سخت دلی سخت کوش

شہنشاہ ساحران نے صفت ہوشیار کی سُنکر ارشاد فرمایا کہ مخمور سرخ چشم یہان سے بھاگ کر لشکر مہرخ مین گئی ہی چاہتا ہون کہ تو اُسکو گرفتار کرادے اور وہان سے نکال لائے مجھ تک پہونچادے ہرچند کہ ساحر زبردست بھیجکر مین اسکو قید کرا سکتا ہون لیکن ساحر کو عیار قتل کر ڈالتے ہین بدینوجہ کہ عیار مکار ہین اور مکار سے مکاری ہی کرکے انسان پیش پاتا ہی اور گوے سبقت میدان فطرت سے دانشمند ہی لیجاتا ہی مین تجکو بھیجتا ہون اگر اس مہم کو اپنے حسن تدبیر سے تو سر انجام دیگی مال دنیا سے مستغنی کردونگا اور مدرتبہ و اقبال کی افزونی جاہ و دولت سے ترقی ہوگی کہ تمام عالم

تجھپر رشک کریگا بمصداق قطعہ

چو کار تو از حق بر آمد چنان کن — کہ یارے مرا از تو کارے بر آید
نظر در مرادات یاران ہمان بہ — کہ بے زحمت انتظارے بر آید

ہوشیار نے مراعات شہنشاہی اپنی نسبت دیکھکر در جاک مکاری دہن سے شعبدۂ سخن ظاہر کیا کہ قربان جاؤن یہ کونسی بڑی بات ہی جسکے لیے سرکار اسقدر بمبالغہ تاکید مین فرماتے ہین ایسے کام تو میری جھوکریان کرلیتی ہین اور میری تو یہ صفت ہی کہ بیت

تریاک و زہر ہست مرا بر سر زبان — این بہر دوستان بود آن بہر دشمنان

مخمور اور عمرو وغیرہ کو باندھکر اگر حضور مین نہ لاؤن تو نام اپنا ہوشیار نہ رکھا آپ اطمینان کامل رکھیے شہنشاہ جادوان نے اُسکو خلعت مرحمت کیا اور زر و جواہر دیکر کٹنیون کو بھی رخصت فرمایا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ ہوشیار کو دریاے خون روان کے پار پہونچادے اسنے تخت سحر پر کٹنی کو بٹھایا اور لیکر چلا بعد جانے کٹنی کے افراسیاب بھی مع حیرت اور مخمور وغیرہ کے وہان سے اُٹھکر باغ سیب مین آیا اور حیرت سے کہا کہ تم بھی مقابلہ مہرخ مین جاؤ اور اپنے لشکر مین ٹھہرکر منتظر وقت کی رہو حیرت یہ حکم سُنکر سوار ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف گئی اس عرصہ مین پنجہ سحر نامہ خداوند باختر لقا کا لایا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ عرصۂ مدید منقضی ہوا کہ کوئی ساحر ہماری مدد کو نہین آیا لازم کہ بمجرد نامہ دیکھنے کے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرو کہ ع

صبا ز منزل جانان گذر دریغ مدار — وزو بعاشق بیدل نظر دریغ مدار

شاہ جادوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حرف زن ہوا کہ ای خونخوار شمشیر زن جادو تم پہلے مخمور کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن سلیمان کے ہاتھ سے بھاگ آئے اب خداوند کی مدد کو جاؤ گے خونخوار نے جواب دیا کہ حضور کا اقبال چاہیے میرا جانا اور نجانا کیا افراسیاب نے کہا تم اپنے بھائی عمود زن جادو کو بھی اپنے ہمراہ لیلو اور لشکر کثیر لیجا کر خداوند کی مدد کرو اس حکم کو سُنکر خونخوار اور بھائی اُسکا عازم روانگی ہوے خلعت رخصت پایا فوج ساحران کو حکم تیاری ملا بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے باجے بجے اور ناقوس پھُنکے افسر اژدھون پر چڑھکر چل کھڑے ہوے ان اژدھون سے یہ معلوم ہوتا تھا آسمان پر پانی لہرین لے رہا ہی یا فلک نے موذی پن ظاہر کیا ہی قطعہ

گہے شدہ چو سپر گرد گہ بہ نیزہ دراز — گہے نمودہ ز تن حلقہ ہا کمندآسا
نہ ابر لیک دو برق اندر و شدہ پنہان — نہ بحر لیک بر و موج بیکران پیدا

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ طلسم سے باہر نکل کر برسم یلغار قریب لشکر لقا پہونچے سلیمان و بختیارک
آمد فوج ساحران کی علامت دیکھکر استقبال کو آئے خونخوار اور عمود سے ملاقات کی لشکر ساحران مقام پاکیزہ
مین اُتروا دیا اور ان دونون کو باعزاز تمام بارگاہ مین پہونچایا لقا کو دونون نے سجدہ کیا اور دنگلون پر
قرار لیا ساقی سہ لقا نے جام مئی ارغوانی انھین پلایا اور ناچ ہونے لگا جب دماغ انکے بادۂ خوش گوار
سے سرگرم ہوے حال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے ابتداے پیدایش امیر یعنی زمان نوشیروان
سے ہنگام اپنے بیان تک مفصل کہ سنایا اور کہا باعث فتح پانے اسلامیون کا یہ بھی ہو کہ داماد خداوند کے
اور نواسے اور بیٹیان لشکر حمزہ مین موجود ہین اور خداوند لاکھون تقدیرین روز فرماتے ہین تمام عالم کے
مالک ہین پس بیٹیان خداوند کی کہ نور چکیدۂ قدرت ہین ضرور ہزار دو ہزار تقدیر کی مالک ہونگی وہ
بھی تقدیر کرتی ہین کہ جو امیر سے لڑتا ہو مارا جاتا ہو اور جو طلسم مین عمرو سے مقابلہ کرتا ہو ہلاک ہوتا ہو اور اسکا
خداوند کی بڑی بیٹی کے شوہر شاہزادۂ بدیع الزمان جو طلسم مین قید ہین خداوند زادی چاہتی
ہونگی کہ طلسم برباد ہو جائے خونخوار اور عمود نے جو یہ تقریر سنی ہوش باختہ ہو گئے اور گھبرا کر بولے کہ
پھر ہمارا لڑنا بیکار ہو ہمین چاہیے کہ حمزہ کی اطاعت کرین بختیارک نے جواب دیا کہ یہ امر خداوند کو
منظور نہین کہ جو میرا حریف ہو اسکی اطاعت کرین فی الجملہ خداوند کی مشیت پیچیدہ بہت ہو بہتر یہ ہو
کہ جو خداوند فرمائین وہ انسان کرے اور دمبدم متوقع نزول رحمت خداوندی کا رہے کہ بمصداق

بیت

گنہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست

غرضکہ دو روز اسی طرح یہ دونون تباہ روزگار صحبت آرا رہے اور کسل سفر سے آسودہ ہوے ایک دن
جسوقت کہ تیغ حیات سوز نور ہندوی شب سپہر زنگار آفتاب پر پہونچی اور رایت پرچم سیاہ میدان
روزگار بے مہر مِنَ اللیل اذا یغشیٰ کا بلند ہوا کہ بمقتضاے نظم

ہوے بدخواہ یک دیگر جو مردم
شب تیرہ ہوئی فتنے پہ مائل

سپر خورشید نے دستار کی گم
سیاہی ہو گئی ہر سمت حائل

دونون ساحران نابکار آمادۂ کارزار ہوے اور حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے ہر ایک معلوم کرے کہ
کل معرکۂ جدال و قتال ہو بے لڑے بھڑے جان بچنا محال ہو اس حکم کے بموجب لشکر ساحران مین صداے
نقارۂ رزمی بلند ہوئی جاسوسان لشکر امیر بصد توقیر روبروے شہنشاہ کشورگیر بارگاہ اسلامیان
مین آئے اور مراسم تعظیم و تسلیم بسر ارادت بجا لائے لب عجز کو دعاے دولت ابد قرین بادشاہ

مین وا کیا کہ قطعہ

سکہ مبارک پر شہنشاہی کہ حاصل کردہ اند — اختران آسمان از طلعت نیک اختری
سور دولت شود چون سایہ پر ہمائے — بر ہر آن بومی کہ تو ظل ہمایون گستری
من چہ گویم در کمال کبریائے حضرتت — آفرین باد آفرین کز ہر چہ گویم برتری

دو ساحر تیرہ رو بد انجام خونخوار تمشیر زن عمود زن جادو نام نے لشکر عدو مین آکر قیام کیا تھا آج طبل جنگ بجوایا ہر آمادہ حرب ہوکر کھیڑا مچایا ہر باقی خیریت ہر یہ عرض کر کے ہرکارے دوبارہ خبر لینے سدھارے لیکن شاہ گردون بارگاہ نے حکم محکم قضا شیم بوق ترکی اور نائے کیومرثی کے بجنے کا صادر فرمایا چالاک بن عمرو نقار خانہ سکندری مین آیا داروغہ نقار خانہ نے نذر دی لیکر واسطے عمرو کے اماننتا جمع کر کے پھر غاشیہ طبل اٹھا کر چوب لگائی جسکی صدا سے نسر طائر سپہر فلک پر پھڑپھڑایا اور گاؤ زمین کا سر پھرا خلاصہ یہ کہ ارض وسما مین زلزلہ پڑگیا کہ نظم

قیامت سے نہ تھا کچھ شور وہ کم — لگے ہلنے جبال و دشت اس دم
ہوا بھتون کا زہرہ خوف سے آب — ہر اک دل فرط دہشت سے تھا بیتاب

دلاوران عرصہ گاہ نبرد ہوشیار ہوکر سامان جنگ جوئی مین مصروف ہوئے شاہ نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک بہادر اپنی جگہ پر آیا سلح خانے کھل گئے ہتھیار نکلنے لگے گھوڑون کے ساز درست ہونے لگے زرہ جوشن و برگستوان پسند کر کے زیب تن سبازران نامی کرنے لگے اس طرف ساحر سحر جگاتے تھے پوجا پاٹ جاپ منترون کے ہو رہے تھے ڈمرو بجتے تھے نقیب اور جارچی دونون سمت کے تعریف شجاعت کر کے دل مردان عالم کے بڑھاتے تھے چار پہر رات تک یہی معرکہ رہا آخر وہ زمانہ آیا کہ ہوائے ظلام ترک شب تیرہ فام نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفر و تمکین تیغہ مہر اور نیزہ خط شعاع لے کر توسن سپہر پر سوار ہوا کہ نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری — برآمد برین چرخ نیلوفری
زمانہ در روشنی باز کرد — جہان بازی دیگر آغاز کرد

صبح ہوتے ہی سپاہ جنگجو کینہ خواہ جانبین سے قشون قشون اور انبوہ انبوہ وارد دشت وغا ہوئی امیر پچھلی رات سے مصروف طاعت الٰہ تھے دعائے فتح و ظفر مانگتے واسطے خاصان خدا کے دلاتے تھے نہایت خضوع و خشوع سے استغاثہ فرماتے تھے کہ بفحوائے رباعی

بندہ سے ہو کیا بیان وصاف خدا — قطرہ کیا کہہ سکے صفات دریا

کن کہتے ہی ہوگیا سبھی کچھ موجود — حقا کہ تو ہی ہو مالک ارض وسما

تجھے اس لشکر شقاوت اثر پر فتحیاب فرما نا ہر آفت سے بچانا اس دعا کرنے مین خبر ورد وجنود میدان قتال مین سنی آپ بھی سلح جنگ سے آراستہ ہوکر اور تبرکات انبیا علیہم السّلام ذات فائض البرکات پر پیراستہ فرماکر مسجد کے باس سے برآمد ہوئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر در دولت والاہمت سلطان گردون رفعت پر حاضر ہوکر ٹھہرے یہان تمام سرداران لشکر یگان یگان آئے اور امیر کو مجرا کرکے منتظر تشریف آوری شہنشاہ ہوئے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا ہر ایک سردار مع امیر کے مجراگاہ پر جاکر کھڑا ہوا دیکھا محل سے کنول بردارنیان اور لالٹینین اور پنجشاخے والیان طلائی نقرئی پنجشاخے لیے ظاہر ہوئین اور اطفال صلقا عود وعنبر کے لگے اور بوٹے نچھاور کرتے ہوئے پھر ترکنین اور حبشنین اردا بیگنیان وغیرہ انتظار کنان دروازے تک آئین اور کہاریان تخت جہان پناہ اٹھائے لباس زرین پھلیان سرون پر لگائے جیسے ہی دروازے پر پہونچی تھین کہ کہارون نے تخت بڑھکر بدلوایا اور اہتمام زمانہ پھر گیا مرد ہا پکارا کہ نظم

شاہ گردون پناہ عالی جاہ — زیر فرمان ہو ماہی سے تاماہ
مہرخصلت ہو یہ انکو القاب — رونق تخت وتاج عرش جناب
دشمن اس گھر کے نامراد رہین — دوست آباد اور شاد رہین

جمال باکمال سلطان عالی شان جب نظر آیا امیر اور سردارون نے مجرا کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا چارطرف سے سردار گھوڑے اڑاتے قلب مین تخت کو لیے نقارے پر چوب پڑتی نقیب فسانۂ جنگ پہلوانان گذشتہ پڑھتے آگے بڑھے اور اسی شان وشوکت سے قریب دادگاہ مصاف پہونچے

پھر تو یہ کیفیت تھی کہ ابیات

اٹھا ہر سمت سے شور قیامت — ہوئی بس مشتعل نار عداوت
زمین ہلنے لگی نیچے قدم کے — کیا طوفان پھریرے نے علم کے
ہوا وہ آب بستہ بحر جاری — معاذ اللہ اسکی اضطراری
جو قطرہ تھا وہ سیلاب مان تھا — جو ذرہ تھا وہ دشت بیکران تھا

جس وقت کہ وارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ لقا فوج بیکران لیکر بڑے کروفر سے تخت ہاتھی پر کھچوا سے آتا ہی بختیارک خواصی مین بیٹھا مگس رانی کر رہا ہے گرد سالاران لشکر کا مجمع ہے فوج ساحران کا ایک جانب پرا جما ہے برقین تلوار کی چمکتی ہین سحر سے شعلہ ہائے آتش بلند ہین ماے

اور دہل کی آواز گنبد گردان گردون مین پیچیدہ عزضکہ اول بیلدار دن نے میدان برابر کیا پھر سقون نے گرد و غبار آب پاشی کرکے بٹھایا اور صف آرا ؤن نے میمنہ و میسرہ درست فرمایا کڑکیتون نے کڑکا سنایا کہ نظم

ہوے آراستہ لشکر بدستور — دل خالی ہوا جینے سے معمور
نقیبون نے صدا دی یہ باہنگ — دلیرو ہی یہ وقت نام اور ننگ
نہین ہی پیچھے رہنے کا یہ ہنگام — بڑھے آب روان کی طرح ہر گام
دمامے کوس دان بجتے تھے ہر بار — ہوا تھا فتنۂ خوابیدہ بیدار
بھرا تھا دل یہ ہر نقارچی کا — کہ شہنا پہ گمان امتلا تھا

جب کارسازی لشکر ہو چکی عمو وزن جادو اجازت لقا سے لیکر میدان مین آیا پہلے آگ پتھر برساکر اپنی شوکت جتاکر للکارا کہ اے لشکر خدا پرستان واے زیر دستان جسکو آرزوے مرگ ہوا آئے میدان مین لشکر امیر مین شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ نیزۂ صاحبقران دست چپ مین شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار تھے اور یہ گھوڑا طلسم کا ہو باگ پر اسکی ہاتھ ڈالا کہ مین اس ساحر کا جاکر سامنا کرون اسوقت ملک باختر وغیرہ کے زیر کردہ سردار گرداگرد کھڑے تھے اس ارادے پر اطلاع پاکر عرض رسا ہوے کہ ہم جب تک زندہ ہین جان نثاری کرینگے اور آپ کو لڑنے نہ دینگے یہ کہکر تہمتن خان خاوری نے گھوڑا اوڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر دست بستہ اجازت حرب چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا خداے قدیر کو تہمتن رخصت ہوکر سامنے عمو وزن کے آیا اُس بیحیا نے سینہ بے کینہ کو اس بہادر کے تاک کر نیزہ لگایا تہمتن نے سنان نیزہ کو اپنے برچھے کی سنان پر روکا چند طعن رد و بدل ہوئی تھین کہ نیزہ عمو وزن کے ہاتھ سے نکلکر دور گرا اور اُسنے شرمندہ ہوکر عمود بر پھر پڑھکر مارا ایک شعلۂ آتش اس گرز سے نکلکر تہمتن پر گرا کہ یہ دلاور بیہوش ہو گیا اُسنے قاش زین سے کمر بند مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا اور لشکر یان لقا کو بلاکر انکے حوالے کیا لقا نے حکم دیا کہ ایک خیمہ مین قید بٹھاکر اسکو گرفتار کرو بموجب حکم تہمتن کو ہتھکڑیان پہناکر قید کیا اور عمو وزن نے پھر نہیب دی کہ اور جسکا جی مرنے کو چاہے وہ لڑنے کو آئے ابکی تہمتن کا بھائی التماس خان خاوری اجازت شاہ سے لیکر مقابلے کو آیا لیکن اُسپر بھی وہی حادثہ گذرا اور گرفتار ہو گیا پھر عمو وزن مبارز خواہ ہوا اور دفعے زہراے جوشن پوش حسب ارشاد شہنشاہ سامنے گیا لیکن ضرب گرز سے ساحر کی بیہوش ہوا اسی طرح تا بہ شام پچیس سردار مطیع و منقاد شہزادہ قاسم اسیر سرپنجہ تقدیر ہوے قاسم اُسوقت خود

عازم میدان ہوا لیکن از بسکہ شام ہوگئی تھی اور وہ زمانہ ہوا کہ خورشید عالم افروز سیاہ زنگبار شب کی وجہ سے زنجیر شعاع میں بندھ کر زندان کدہ مغرب میں گیا اور ظلمت آباد نام اس جہان بیوفا کا رکھا گیا ترک فلک تھا نے امیر ہوا کہ نظم

رہی اس طرح سارے دن وہ پیکار		رہا پھر صبح پر موقوف وہ کار	
صفین ٹوٹین رہی قائم وہ بازی		ستارون مین بھی تھی اک ترکتازی	

عمود زن طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا مگر کہتا گیا کہ اے مسلمانان اگر تمنے آج رات کو خدمت خداوند مین آکر سجدہ نہ کیا تو کل کا دن تمھارے لیے روز فردا ہوگا یعنے کوئی زندہ نہ بچے گا یہ لاف وگزاف شنکر غازیون نے بھی لعن وطعن لقا پر کی آخر دونون لشکر رزم گاہ سے پھر کر خیمہ مین آئے اور سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے طلایہ کے گشت اور اردلی کی چوکیان ہوگئین عیار اپنے اپنے سردار کی بارگاہ پر حفاظت کے لیے آئے بادشاہ نے شب کے دربار کا نظارہ کیا سردار دست راست اور دست چپ آکر زنگہاے شوکت پر متمکن ہوے ساقیان حور پیکر جام بادۂ احمر انجمن نشینان کو دیتے تھے لیکن بوجہ گرفتار ہوجانے سرداران قاسم کے مزاج ہمایون شہنشاہ مکدر تھا ناچ ورنگ کا چرچا نہ تھا اور اسطرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین جب بہو بجا فرط عشرت سے حکم جشن ہونے کا دیا لولیان قمر طلعت ورامشگران مہر صورت نے ترانۂ خرمی آغاز کیا رقص وسرود کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر مین ا کی سب طرح کی درستی ہوگئی سرداران امیر جہان قید مین وہان ساحرون نے حصار سحر کردیا کہ کوئی عیار آکر دست بردی نکرے بعد اس اہتمام وانتظام کے بختیارک نے عمود زن کو گرمایا کہ دشمن کو فرصت دینا اچھا نہیں ہے آج ہی نقارۂ رزم بجواؤ اور لشکر عدو کا خاتمہ کرو خداوند کی عادت ہے کہ تقدیر پلٹ دیتے ہین آج تمھاری نسبت تقدیر اچھی کی ہے آیندہ شاید بندگان مغضوب پر رحم آجائے اور تقدیر پھیر دین اس سے بہتر ہے کہ اسوقت کو غنیمت سمجھو ان باتون کو سنکر عمود زن نے حکم دیا کہ کوس رزم پر چوب پڑے بموجب حکم نفیر سحر کو دم ملا اور لڑنے والون نے نقارۂ جنگی بجایا ہرکارون نے جو بہر جاسوسی یہان موجود تھے خبر جا کر خدمت شاہ اسلام مین گذارش کی شہنشاہ بشنوِ نواخت طبل رزم کی نسبت کچھ فرمانے نپائے تھے کہ شاہزادہ ملک قاسم دنگل افراسیابی سے اٹھکر روبروے تخت شاہ آئے وبادب تمام عرض پیرا ہوئے کہ نظم

شہا بخت وجاہ تو پایندہ باد		مہ وسال میمون وفرخندہ باد	
فلک بندہ وآفتابت غلام		زمانہ مطیع وجہانت بکام	

آج میرے نام پر طبل جنگ بجے یعنی کل سوا میرے اور کوئی مقابلہ کرنے ساحرون سے میدان مین نہ نکلے

کیونکہ اس حقیر کے رفیق آج بہت سے گرفتار ہوگئے ہین چاہتا ہون کہ عمرو زن کو سزاے سخت دون اور سر اُس ناسزا کا کاٹ کر خدمت عالی ہین حاضر کرون اور یا مین بھی مثل اپنے رفقا کے اسیر و دستگیر ہوکر اُن وفا شعارون کا ساتھ دون کہ قطعہ

بصحبت یاران غنیمت دان کہ نقد زندگی		خاصل زبہر شار صحبت یاران خوش است	
خوش بود بہر تماشا گلشن عمر عزیز		آن تماشا ہم بدیدار ہوا داران خوش است	

یہ عرض شہزادہ گرامی منزلت کی شہنشاہ نے مسموع فرماکر ارشاد کیا کہ ای شہزادہ عالی ہمم وہ ساحر اظلم ہی تمھارا اور اُسکا مقابلہ کیا ہی بس مناسب ہو کہ ؎

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن		کہ جا ہا سپر باید انداختن	

انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی زمانہ آئیگا کہ ساحران نابکار برباد و خوار ہونگے اور سردار تمھارے رہا ہوکر آئینگے غرض ہر چند لآلی آبدار اندرز و پند دامن شہزادہ مین شاہ اسلام نے گراے لیکن قاسم نے انکو زیب گوش اپنے شاہد ہوش کے نہ کیا اور اپنی عرض کے پذیرا ہونے پر مصر ہوا اور کہا اگر میرے نامزد ہوکر طبل جنگ نہ بجے گا تو غلام اپنے تیئن چورنگ کرے گا آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ تخصیص کے ساتھ بنام شہزادہ قاسم نقارہ رزم بجے یعنی یہ مشتہر کر دیا جاے کہ کل سواے قاسم کے کوئی لڑنے کا ارادہ نہ کرے حسب الارشاد خسرو گیتی ستان چالاک نے نقار خانے مین جاکر شرطیہ بنام شہزادہ قاسم طبل سکندر پر چوب لگائی کہ نظم

یہ غرش مین ہوا طبل سکندر		کہ زلزل مین پڑے کہسار اور بر	
اڑے تھے اس صدا سے دیو کہ ہوش		دریدہ اُس سے تھا ہر پردہ گوش	

طبل شرطی بجنے سے دونون لشکرون مین قاسم کے مقابلے کی خبر مشتہر ہوئی اور بختیارک نے جب یہ کیفیت سنی پکارا الصلوٰۃ بر محمد و آل محمد و لعنت بر لقا ای عمرو زن اب تم دونون بھائی زندہ رہتے نظر نہین آتے آج خداوند کے داماد نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہی پھر خداوند کب چاہینگے کہ بیٹی میری رانڈ ہو جاے اور اُدھر خداوندزادی تدبیر تیرے ہلاک ہونے کی کرے گی عمرو زن یہ تقریر سنکر گھبرایا اور لقا کی طرف بحسرت دیکھا اُس مرتد نے کہا تم نہ گھبراؤ شیطان کے کہنے پر نہ جاؤ وہ دغاباز ہی اور اسکا کام بندگان قدرت کو بہکانا ہی مین تقدیر آج مٹھی مین بند کیے لیتا ہون کل جیسا موقع دیکھون گا ویسا کرون گا خلاصہ کلام تیاری جنگ کی دونون لشکرون مین ہونے لگی شاہ لشکر اسلام نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا قاسم جب اپنے مقام پر

پہونچے دل سے مشورت پذیر ہوئے کہ کل روز معرکہ ہی سحر سے تم نابلد ہو ضرور ہی کہ قتل ہو گے یا
گرفتار ہو کر سامنے افراسیاب کے پہونچو گے پھر وہ دشمن خدا بڑے عذاب سے قتل کرائیگا اس سے بہتر ہی کہ اس
دنیائے فانی پر اعتبار نکرو اور خوان پر از نعمتہائے گوناگون جہان سے آج تم بھی چاشنی عیش و مسرت
چکھو اور اُسکی لذت معلوم کرو کیونکہ اس غدار نے ہزارون کو پر از حسرت و ارمان آغوش لحد مین سلایا
ہی اور سیکڑون کو بہ ہزاران تمنا و آرزو خاک مین ملایا ہی کون اس دار ناپائدار سے دلشاد ہو کر گیا اور
کس نے اس سے دل لگا کر نخل عشرت و کامرانی ثمر مراد اور امید دامن آرزو مین چنا کہ **نظم**

ازل سے ہی یہی دنیا کا دستور
کوئی ناکام ہی اور کوئی مسرور
کسی کے بر مین ہی پیراہن زر
نہین سر پر کسی بے پر کے چادر
کسی کا گھر ہی رشکِ صحن گلشن
کوئی بلبل نمط کرتا ہی شیون
کسی کا رات کو ہی خشت زیر سر
کسی کے سر پہ ہی شاہی کا افسر

خلاصہ کلام دل سے شہزادے نے دنیا کو فانی سمجھ کر تہیہ کیا کہ آج سامان عشرت ہر طرح کا مہیا کر کے
خوب عیش و نشاط مین بسر کیجیے کہ **بیت** برلب جوے نشین وگذر عمر ببین + این اشارت ز جہان
گذران مارا بس + اس کیفیت کو دل سے تجویز فرما کر سیارہ بن عمرو اپنے عیار کو بلا کر ارشاد کیا
کہ لشکر اسلام جہانتک اترا ہوا ہی اسکی حد سے پانچ کوس بڑھکر لب دریا خیمہ زربفتی ہمارے لیے
نصب کیا جائے اور صحرا کے درختون کو بادلے سے منڈھوا دو کوسون تک روشنی کرا دو ارباب
نشاط حاضر ہو کر مجرا کرین آج جنگل مین ہم سیر شب ماہ دیکھین گے خاطر حزین کو شاد و خرم کرینگے
اس حکم کو سنتے ہی سیارہ نے انتظام کیا ہزارہا آدمی دوڑ پڑے لشکر کی حد سے دور ہٹکر دامن
کوہ مین جنگل کو خار و خاشاک سے صاف کر دیا اور ایک کوہ پر شکوہ کا دامن جو نہایت وسیع
اور فرح افزا تھا تجویز کر کے خیمہ استادہ کیا فی الواقع اُس پہاڑ پر روح فرہاد نثار تھی قدرت خالق
بحر و بر سے طرفہ بہار تھی مثل ہمت جوانمردان اور مانند رتبہ صاحبدلان بلند تھا سر کوہ فرق ہمت
اوج سپہر سے ارجمند تھا چشمہائے شیرین صاف تر دل مصفا پاکبازان سے اُسمین جاری کنارے
چشمون کے سبزہ ہائے زنگاری دامن کوہ مین کوسون تک ریاحین و ازہار مثل انجم فلک کے تابان اور
جداول آب روان رشک دہ انہار روضۂ رضوان سبزہ سایہ بید مین آرام گیر اور یاسمن لب آب اور
کنار چمن مین فرحت پذیر پایۂ ثبات کوہ کی نسبت والجبال اوتادا کہنا واجب تھا فضائے دشت کی
صفت مین فادخلی فی عبادی وادخلی فی جنتی کہنا روا بنفشہ حوالی گل مین گویا گرد عارض گلرخان

زلف دلفریب کا جوبن دکھاتا تھا اور سنبل تر لالۂ احمر کے قریب مثل خط غالیہ بیز سبز رنگوں کے اگا تا تھا
جیسے نوجوان رعنایان گلشن کی مسین بھیگتی تھیں ایک جانب بید طبری نیمۂ اطلس گلگون کا پہنے اور
سرو سہی جامہ حریر دبر کیے زبان نسیم مشکبار نے اسرار روائح گلزار کو چارسوے عالم مین فاش کیا
تھا اور گفتگوے بلبل اور حکایت رنگ و بوے گل کو ساکنان سرا بچہ عالم بالا کے کان تک پہونچایا
تھا طایران شیرین نوا خطبہ ثناے ملک متعال زبان حال سے پڑھتے تھے نقاش قدرت نے
لوح سنگین کوہ پر قلم قدرت سے کیا کیا نقش زیبا رقم فرمائے ہین اور کلک نیرنگ تحریر باغبان
تقدیر نے کیسے کیسے گل بوٹے بنائے ہین بحق بیت

ز بلبل بر گلش تسبیح خوانست کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبان ست

نظار ارباب بینش مین کنارے جوئبار کے خط سبزہ سے حرف و فجرنا فیہا من العیون پڑھے جاتے تھے اور
لوح زمردین سبزہ سے وجعلنا فیہا جنت رقم مسلم کہ دیوار حقیقی نظر آتے تھے کہ ابیات

ریاحین بر کنار جوے رستہ بہ آب ژالہ دست و روی شستہ
درختان چون بتان قد بر کشیدہ زیک دیگر بہ خوبی سرکشیدہ
فراز شاخ مرغان خوش آواز بالحان از غنو نہا کردہ بر ساز
خیال سرو کز جنت سبق داشت خط طوبے لہم بر ہر ورق داشت

ایسے مقام دلکش مین آرام گاہ شہزادہ عشرت پناہ آراستہ کی اسباب شاہانہ سیارہ نے مہیا کیا کہ نظم

بسے زیور از گوہر شاہوار بسے خاتم و یارہ و گوشوار
بسے درج و صندوق با قفل زر پُر از لعل و یاقوت و دُر و گہر
ز زرینہ آلات و سیمینہ ظرف ز ہر گونہ تحفہ ہائے شگرف

نہرون مین کنول بلور کے روشن کر کے چھوڑ دیے اور درختون کو بادلے سے منڈھا جھاڑ فرشی قد آدم
استادہ کیے فرش شاہانہ لب نہر بچھایا کنارے ہر جوئبار کے سرو چراغان کیا بیخانہ ایک جانب
سجا گیا اور ایک سمت پلنگ جواہر کار شہزادہ کا لگایا مہوشان گل اندام آکر جمع ہوے اور دشت
مین گاتیان دوپٹہ کی باندھکر چھلی چھلیا کھیلتے تھے سور نکھیان اور ہجرے چشمون مین پڑگئے جلترنگ
انبر بجنے لگا اور ان بھضون نے کہ جو لہنگے جواہر کار پہنے تھین اور کڑے مگر وہان ہاتھون مین رکھتی
تھین بھرون کو کھینا شروع کیا اور ہر سمت ناچ کنارے کنارے ہونے لگا مقیش کترا ہوا اڑایا
جاتا تھا ستارے فلک سے ٹوٹکر گویا زمین پر گرتے تھے قمقمے اور رنگ کی پچکاریان چلتی تھین حقیقت

میں یہ عالم تھا کہ نظم

وہ خیمہ جو تھا غیرت آسمان
شعاع تھی مگر وہ خط مہر کی
سراپچے ہر اک سمت اٹھوا دیے
زمین بنگئی دان کی سب شاخ عرش
اڑاتے تھے مقیش جو سب کھڑے
درختون مین پھل تھے لگے نور کے

سجا اُس جگہ پر بصد عز و شان
کھچے آگے خیمے کے وہ سائبان
در باغ خلد برین وا کیے
لب نہر روشن چراغان ہوئے
ستارے فلک سے لگے ٹوٹنے
پر ہر دہر اک سو تھے بازی کنان

طناب اُسکی ہر ایک زرتار تھی
کہ تھا سلک گوہر کا جسمین سمان
تمامی کا ہر جا پہ بچھوایا فرش
کہ پانی مین اختر نمایان ہوئے
بلکتے تھے جو گیند بلور کے
عجب حسن اُنکا عجب آن بان

جب یہ جلسہ عشرت بیرا جمع ہو چکا تھا شہزادہ کو اطلاع دی قاسم لباس رنگین پہنکر اور آرایش لینی زر و گوہر سے فرماکر زینت بخش انجمن ہوا مسند جواہر بن پر لب نہر آکر بیٹھا سامنے رقاصان زہرہ ناچنے لگے اور اشعار عاشقانہ گانے لگے ہوا کے بندھ جانے سے کیا سمان بندھا وہ سناٹے کا عالم اور صحرا کی فضا فرش زمردین سبزہ زنگاری پر چاندنی کا چھٹکنا اور کھیت کرنا عجب لطف دکھاتا تھا زمین فرط صفا سے اور عکس ستارگان سے فلک اطلس بنگئی تھی پھولون کی خوشبو سے زمانہ مہکتا تھا ایسے وقت مین مہ رخون نے اونچے سرون مین لہک کر جو بھاگ گایا تو ناہید فلک کو دیوانہ بنایا کہ مثنوی

گل نغمہ تر کی تھی یہ بہار
کہ گرتی تھین ان ڈالیان جھوم جھوم
بندھا اس طرح کا جو اسدم سمان
وہ براق سا ہر طرف دشت و در
درختون کے پتے چمکتے ہوئے
گرے جیسے چھلنی سے چھن چھن کے دھوپ
نظر جو کہ پڑتی تھی بوٹی جڑی
وہ بیٹھے تھے کان اپنے اودھر لگا

کہ صحرا کے گل اسکے آگے تھے خار
بچھی ہر طرف چادر نور تھی
صبا بھی لگی رقص کرنے وہان
وہ اُجلا سا میدان چمکتی تھی ریت
خس و خار سارے جھمکتے ہوئے
تماشہ نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی
ہر اک عالم شوق مین تھی کھڑی

فقط بلبل و گل کا کب تھا ہجوم
یہی چاندنی اُسکو منظور تھی
وہ سنسان جنگل وہ نور قمر
اوگا نور سے چاند تارونکا کھیت
درختون کے سایے مین کا وہ روپ
در و دشت غش ہو پڑے تھے سبھی
یہان تک کہ وہ بھی جو تھے نقش پا

ساقی رنگین لباس نے پیمانہ شراب ہوشربا بر یاد گل لباس تو بدینا شروع کیا دماغ بادہ حباب سے شہزادہ کا گرم ہوا خیال آیا کہ اسوقت کوئی معشوق بنا مہر دیدار اگر پہلو مین ہوتا تو بہتر تھا کہ فرد

چمن ہی ابر ہی ٹھنڈی ہوا چلتی ہی دریا ہی
فقط اک تیری جا ای ساقی گلفام باقی ہی

اس تصور کے آتے ہی عجیب اتفاق ہوا یعنے یہان سے کچھ دور پر قریب سرحد طلسم ہوشربا ایک پہاڑ ہی کہ نام اُسکا نرگس کوہ ہی اور حوالی کوہ مین ایک شہر آباد ہی اور قلعہ مستحکم بنا ہی حاکم شہر کا زنانہ بلا افگن جادو

تام مصاحب خاص افراسیاب شاہ جادوان ہی اور ہمیشہ دربار افراسیاب مین اندر طلسم ہوشربا کے رہتا ہی اور خراج گذار شاہ جادوان ہی ہر چند کہ یہ شہر بیرون طلسم آباد ہی لیکن ساحرون کی بستی ہی اور خلقت یہان کی مطیع شہنشاہ افراسیاب کی ہی زنار از بسکہ طلسم مین جو رہتا ہی اس لیے زوجہ اسکی ملکہ حنظل جادو سریر جہانبانی پر بیٹھی ہی اور انتظام سلطنت کرتی ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ حسینان جہان کو حسن اسکا غیرت دلاتا ہی اور یوسف مصری کو غلام بناتا ہی یا دین اسکی لعبتان روزگار زلیخا کردار سودے کا خلل سر بازار خریدتے ہین اور مجنون و لیلے وار ادھر ادُھر صحرا بصحرا پھرتے ہین کہ بیت

روز دلاوتش چو نظر کرد مشتری	انصاف داد گفت کہ این سعد اکبر است

نام اس رشک گلزار کا ملکہ نرگسی چشم ہی مثل ماہ سپہر کے سریع السیر رہتی ہی یعنی کوہ و دشت و بحر کی سیر کرتی ہی آج کی شب مع کنیزان خورشید رو اور وزیرزادی سوگند جادو کے تخت سحر تیار کراکر سیر کنان اپنے باغ سے روانہ ہوئی اتفاق سے اس طرف پہونچی کہ جہان قاسم نے جلسہ کیا ہی سامان عشرت مہیا ہی صدائے ارغنون اور صوت قانون اور حسن بتان اور مشعل چراغان کی کیفیت دیکھکر چاہا کہ اس جلسہ مین جاکر بہ تفصیل جملہ سامان مشاہدہ کرون لیکن سوگند نے منع کیا کہ اے ملکہ غیر صحبت مین جانا اچھا نہین لازم ہی کہ سامنے اس جشن کے آپ بھی اترکر ٹھہریئے اور مین بزور سحر فرش شاہانہ اور اسباب ملوکانہ حاضر کرون ناچ دیکھیے انجمن آرائے انبساط ہو جیے جو کوئی اس محفل خلد مشاکل کا بانی ہوگا وہ یقین ہی کہ آپ کا حال دریافت کرے اور حضور کے جلسے کی طرف آئے پھر اسوقت پیام و سلام ہوکر سارا حال منکشف ہو جائے گا اور جہان آپ جاتی ہین وہ خود آئیگا ملکہ نے یہ کلام سنکر وزیرزادی کی رائے کو پسند کیا او سوگند نے تخت زمین پر اتار کر ایک مقام پاکیزہ و مصفا پسند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ وہ مقام پُرخار رشک لالہ زار بنا اور گلستان عشرت پر تیار ہوا کہ نظم

شبنم اس سبزہ زار کے اندر	جون زمرد کے کان مین گوہر	تھی اُسی سبزہ زار کے اندر
ایک نہر روان ادھر سے ادھر	یون نظر آتی تھی وہ ضرب المثل	سبز کاغذ پہ نقرئی جدول
نہر کے آس پاس بو تیمار	کہین طاؤس تھے قطار قطار	کہین حق سرہ کہین کوکو
قمریان محو یاد حق ہمہ سو		

جب اس سامان عشرت تمام و جلسئہ فرحت فزا کی درستی اور انتظام ہوچکا تب نہروہ سرو خرامان مسند زر پر جلوہ کنان ہوئی اور کنیزین ساز لیکر بجانے لگین غنچہ دہانے عاشقانہ گانے لگین کہ غزل

وہ بیکس ہون نہین ہی کوئی میرے غمگسار و نہین	رہا اک دل سو وہ بھی ہی تمھارے جان نثار و نہین

سوے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب — مرے کشتہ کی تربت کون سی ہے ان مزارون مین
ترا مجھڑا ہوا جوبن یہ انکو گدگداتا ہے — کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھولالی رونین
حقیقت عاشقون کے مرگ کی ہمسے کوئی پوچھے — بہت جب نیند آئی سو رہے جاکر مزارون مین
ادھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ — الٰہی حشر کے دن آنکھ بھی ہو نہ یارون مین
جگر روتا ہے دلکو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے — یہ اسکے سوگوارون مین وہ اسکے سوگوارون مین
ادھر دل لوٹتا ہے اس طرف بجلی تڑپتی ہے — الٰہی خیر ہو محبث آپڑی دو بے قرارون مین
نظر ہے آیئنہ پر مانگتے ہین عکس سے بوسے — وہ خود اپنے در دولت پہ ہین امیدوارون مین
رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن — مرے مرکر بھی اٹھین چاندنی آئے مزارون مین
ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا — بتایہ خون ناحق چلو چلو گلعذارون مین
آسیر انسے نہ بچتی وخت زرا نکھون مین پی جاتے — جوانی کا گذر شاید نہین پرہیزگارون مین

قاسم کے سمع ہمایون مین گانے کی صدا آئی مسند سے اٹھکر میدان مین آئے ازبسکہ چاندنی پھیلی ہوئی تھی دور ایک جلسہ مہ جبینون کا نظر آیا عقل حیران ہوئی کہ الٰہی یہ پریان ہین یا حوران جنان ہین یہ کیسا عشرت کا سامان ہے آخر دل نے کہا اس جلسہ کو چلکر قریب سے دیکھیے یہ سوچکر اسی سمت کا راستہ لیا جب نزدیک اس انجمن رشک انجم کے پہونچا یہ عالم نظر آیا کہ

نظم

سامنے اک نگار کو پایا — بوستان مین بہار کو پایا
بلور کا اک چبوترہ خوب — اک حوض بھی اسکے آگے محبوب
بحر دیگر
اسپہ تخت اور تخت پہ حور — یعنے اک نازنین مغرور
گرد حلقہ کیے کنیزین سب — چاند کے گرد جس طرح کوکب
بحر دیگر
باغ کی سیر کوئی کرتی ہے — کوئی انگیا مین پھول دھرتی ہے
کوئی گلرو ہے محو گلبازی — کوئی دکھلا رہی ہے طنازی
گلبدن اک کھڑی ہے زیر شجر — ہے لب نہر اک پری پیکر
کوئی جھولے پہ بیٹھی گاتی ہے — کوئی طناز سُر لگاتی ہے
کہین کوئی بجا رہی ہے ستار — خوش گلو کوئی گا رہی ہے ملار
ذائقہ دل مین سب کی سب ہم سن — جھانکنے تاکنے کے اسکے دن
بے جگت بات وہ نہ کرتی تھین — اپنی چالاکیون پہ مرتی تھین

اُن کا مارا دم مانگتا پانی　　سچ تو یون ہی جوانی دیوانی
بیچ مین اُسکے ہی وہ ماہ لقا　　حور پریان ہون جسپہ دل سے فدا
نازنین نوجوان حسین کمسن　　مار رکھنے کے عاشقون کے دن
فتنہ دہر قامت رعنا　　چال دم بھر مین حشر کر دے بپا

الحق اس صنم زیبا صورت کی شکل کو دیکھکر کیونکر کسی دل کو قرار رہے کہ جبکے عکس رخسار نے روشنی طلیعہ سحر کو دی ہو اور جسکے رنگ زلف تابدار نے غالیہ فروش شام کی ظلام سے مدد کی ہو سپہر مینائی نے نظیر اسکا سواے آئینہ مہر کے اور کہین نہ دیکھا تھا اور نقش بند خیال نے تمثال بے نظیر کو اسکے سواے عالم خواب کے اور کہین نہ پایا تھا بمقتضاے **مثنوی**

لب لعلش نگین خاتم جم　　وہان از حلقۂ انگشتری کم
خم زلفش در آتش کردہ صد لعل　　ز رنگ عارضش در ے ہوا لعل
عذارش قبلۂ آتش پرستان　　دہانش آرزوے تنگدستان

قاسم بیک نگاہ اس رشک ماہ پر شیفتہ ہوا اور با آواز بلند پکار کر اس رباعی کو پڑھا کہ **رباعی**

ہم کیونکر نہ آہ و نالے کرتے ہی رہین　　دکھ درد کس طرح نہ بھرتے ہی رہین
اتنے ہی لیے جہان مین جراتؔ ہم تو　　جیتے ہین کہ تا کسی پہ مرتے ہی رہین

اس صدا کو چند کنیزان ملکہ نے سُنا اور آئینہ رخسار شہزادہ عالی تبار کو دیکھکر اپنے تئین حیران کار بنایا لیکن بر راہ نازو انداز ان شوخ چشمون نے دوپٹے سے مُنھ چھپایا اور ادہی ادہی کر کے سامنے سے بھاگین اور اپنی ہمجولیون سے اٹھلا اٹھلا کر ہاتھہ ہاتھہ پر رکھکر انگلی دانتون مین دابکر گویا ہوئین کہ **نظم**

ملک **قاسم** کی اس جا یاکے آہٹ　　لگین دکھلانے سب وان جلبلاہٹ　　خجالت کے پسینے مین کوئی غرق
جھجھک کر بنگئی آنکھونسے جون برق　　کوئی بولی بھلا لازم یہ کب ہی　　یہ کیسا دن دہاڑے تو غضب ہی
نہ جس سے واسطہ نہ جان پہچان　　وہ آیا بن بلائے گھر مین مہمان　　ڈھٹائی دیکھکر اس نوجوان کی
مین اپنے دل مین یہ حیران ہُن باجی　　یہ ہی کون اپنے دل مین کیا ہی سمجھا　　جو اس جنگل مین تنہا اس طرف آ
کھڑا ہی گھور رہا ایسا نڈر ہو　　ذرا اس کے کلیجے کو تو دیکھو　　کوئی بولی ہوئی ہی عقل کچھ گم
زمانے مین نہ گھس آنا کہین تم　　دیکھی نخرے کی خوبی واہ جی واہ　　قیامت گرم ہوا للہ اللہ

اس گفتگو کو سوگند وزیرزادی نے سُنکر کنیزون کو گھڑکا کہ اے مُتانیو یہ کس سے ایسی باتین کرتی ہو لونڈیون نے عرض کیا دیکھیے یہ کون سامنے کھڑا ہی اور دلی مردوا کیسا ڈھیٹ ہی کہ کہے سے بھی نہین ہٹتا **قاسم** یہ باتین سُنکر ہنسکر گویا ہوا کہ **بیت** ہم جا ہین تو در تو ڑ کے در انہ درآئین ✤ پردہ لیے بیٹھی رہے دیوا اُٹھا

سوگند نے کہا کیا کہنا آپ ایسے ہی ہین مگر یہان کوئی اُودماتی بلین ہی یہ باتین کسی اور جگہ جاکر کیجیے اسپر مہربانی رکھیے خلاصہ کلام اس تکرار کے ہونے سے ملکہ نے بھی آواز سُنی اور بولی کہ ارے یہ کیا ہی جو سب ایک جگہ غول باندھے کھڑی ہو اور چیختی ہو ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور یہان مردوا گھس آیا ہی ملکہ بھی اُٹھی کہ مین تو جاکر دیکھون اور وہان آئی کہ جہان شہزادہ کھڑا تھا ملکہ کی نظر اسکے جمال حور تمثال پر جو پڑی اک تیر کمان خانہ عشق کا کھایا اور اس شہسوار حُسن کے ناوک مژگان کا اپنے دل وحشی کو نشانہ بنایا خنجر جانستان ابروان پُرخم نے حلال کیا اور تیغ ادا و ناز نے ایک ہی وار مین تسمہ بھی لگا نہ رکھا عقل و ہوش کا فیصلہ کر دیا دیکھا کہ ایک محبوب لاثانی جسکی اُٹھتی جوانی ہی آفتاب رخسار ہی گلشن خوبی کا گلِ پُربہا ہی اگر مردم چشم شب تاریک مین رخسار روشن اسکے دیکھین تو یقین کرین کہ صبح صادق تتق اُفق مشرق سے طالع ہوئی ہی اور اگر دیدۂ روزگار بپردہ شب دیجور مین اسپر نظر کرے تو بیتاب جانے کہ آفتاب جہان تاب کی روشنی پھیلی ہی عارض گلگون مثل گل سیراب اور خط رخسار پر مثل سنبل کے پر پیچ و تاب یہ معلوم ہوتا تھا کہ نقاش حکمت نے دائرہ عنبر بپرکار قدرت سے صفحہ عذار پر کھینچا ہی یا کشتکاری دہقان فطرت سے سبزہ کنارے آب حیات کے اُگا ہی الحق اُسکی شان مین یہ کہنا روا ہی قطعہ

چوگان زمشک برمہ تابان کشیدۂ — سر را چو گوے در خم چوگان کشیدۂ
آن خط سبز فام کہ خضرات نام او — خوش برکنار چشمۂ حیوان کشیدۂ
آورده ز شعر سیہ سائبان حسن — بر روے آفتاب درخشان کشیدہ

ملکہ تھرا کر گری غش کر گئی اور شہزادہ کا بھی یہی نقشہ ہوا سوگند نے دونون کو گلاب و کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ شہزادے کی کھلی ملکہ بھی ہوشیار ہو کر پاس کھڑی تھی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا آخر دونون خرمان خرامان آکر مسند پر بیٹھے لیکن وہان جب سیارہ نے دیکھا کہ سارا جلسہ جمع ہی لیکن شہزادہ نہین ہی ہر سمت نگران ہوا کچھ دور پر چند پریون کو صحبت آرا دیکھکر یہ بھی اُسی سمت چلا قریب پہونچکر شہزادے کو پاس اک مہ جبین کے بیٹھے پایا اور وزیرزادی کو اُس پری کی مصروف انتظام دیکھا سیارہ اسپر عاشق ہوا اور پاس اپنے شہزادے کے آکر پہونچا سوگند نے جو اسکی صورت کو دیکھا اور بسکہ یہ بیٹا عمرو کا ہی اور خواجہ کا حلیہ اکثر بیان کیا گیا ہی اسوجہ سے اسکی بھی صورت ویسے ہی دُبلی اور لاغر مثل موش صحرائی کے ہی سوگند نے قہقہہ مارا اور خوب ہنسی ملکہ سے کہا حضور ذرا دیکھیے آپ کے سر پر بن مانس آکر کھڑا ہوا ہی سیارہ نے کہا مجھے تو سب چیل اور جنگل کے درختون پر سے بھتنیان اُتر کر بیٹھی نظر آتی ہین اس کلمہ پر سب نے قہقہہ لگایا اور شہزادے نے سیارہ کو بٹھلایا شریک بزم کیا الحاصل ملکہ نے سوگند کے

اشارے سے شہزادے کو جام مے ارغوانی بھر کر دیا شہزادے نے ارشاد فرمایا کہ گل بوستان خوبی و اختر سپہر محبوبی تم شمع حسن انجمن دل افروز کی ہو اپنا نام نامی ظاہر کرو اور اپنے دین و آئین کا پتا بتاؤ اگر مذہب اسلام رکھتی ہو گی تو ہم یہ شراب پئیں گے اور نہیں تو ہم کہاں اور تم کہاں ملکہ نے یہ کلام شہزادۂ عالی مقام سنکر کہا آپ اپنا نام بتائیے مجھے تو تمام عالم جانتا ہے کہ ملکہ نرگسی چشم ہوں اور تمام کیفیت اپنی بیان کی شہزادے نے جب سارا حال سنا فرمایا کہ مجھے **قاسم بن علمشاہ بن حمزہ صاحبقران** کہتے ہیں اور ہم لوگ غیر ملت و مذہب والے انسان سے محبت نہیں کرتے اگر ہماری دوستی درکار ہے تو سحر سے توبہ کرو اور **لقا** و دیگر خداوندان باطل پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ سب مخلوق ہیں اور خالق وہی ایک وحدہٗ لاشریک ہے کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ اور ندرت طراز کلک فطرت سے منشور ظہور کائنات مسطور فرمایا اور بمصداق اذا اراد شیئاً دم بھر مین حدیقہ موجودات کو سرسبز فرمایا اور طلسم آفرینش کو بہ فحوائے ان یقول له کن فیکون کے بنایا کہ **بیت**

صانعے کز کمال عز و جلال / در ثنائیش زبان ناطقہ لال

حمد الٰہی کو شہزادے نے اس طرح بدستیاری خامہ زبان لوح سینہ ملکہ پر ترقیم فرمایا کہ سیاہی باطل پرستی کی ورق خاطر سے دھو گئی نام معبود حقیقی سنکر مسرور ہو گئی شہزادے کی گردن مین ہاتھ ڈالکر بولی کہ صاحب تم خفا نہو مین سحر تو بالکل نہیں جانتی ہوں لیکن **لقا** اور **جمشید** وغیرہ کو مانتی ہوں آج سے ان موذی کا لوں پر بھی لعنت کروں گی کہ **فرد**

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست / کہ ہرچہ برسر ما میرود عنایت اوست

شاہزادے نے جب اُسکو راضی پایا کلمہ طیبہ بتایا ملکہ کلمہ پڑھکر مع کنیزوں اور سوگند کے مسلمان ہوئی پھر تو شاہزادے نے جام بادۂ احمر ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا اور ارشاد فرمایا **غزل**

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام ست / سلطان جہانم بچنین روز غلام است
گو شمع میارید درین بزم کہ امشب / در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام است
در مذہب ما بادہ حلال ست ولیکن / بے روے تو ای سرو گل اندام حرام است
گوشم ہمہ بر قول نے و نغمہ چنگ است / چشمم ہمہ بر لعل لب و گردش جام است
از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ است / در نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است
میخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظر باز / وانکس کہ چو ما نیست درین شہر کدام است
حافظ منشین بے مے و معشوق زمانے / کایام گل و یاسمن و عید صیام است

دور جام دمادم دیے ردپے چلنے لگا اور سوگند کو سیارہ نے چھیڑنا شروع کیا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ
آپ کی وزیرزادی مجھ کو اشارے سے بلاتی ہی کہ پہاڑ کے درے مین چلا کر ہم تم ہم آغوش ہون سوگند نے
جو یہ کلام سُنے سیارہ پر ایک دوہتڑ مارا کہ موے مرجیا جن خدا تجھے غارت کرے جھوٹے تو صاحب بھلا
ایسی بیسری کیا کھاٹ کُٹی تھی جو اس سے اشارے کرتی مین تو اس سے لوٹا بھی نہ اُٹھواؤن موا
اپنے حوصلے نکالتا ہی ارمان پورے کرتا ہی جوانا مرگ تو اسی ہوس مین رہے گا مین کبھی تجھ کو نگی بھی نہین
سیارہ نے کہا مُنھ سے یہ باتین سب کے سنانے کو کرتی ہو اور اپنے ہاتھ سینے سے لپٹا کر اشارہ کرتی ہو کہ
یون گلے سے لگاؤن گی اتفاق سے اسوقت سوگند کے ہاتھ سینے سے لپٹے تھے اسکے کہنے سے اسنے ہاتھ
ہٹائے ساری محفل اس حرکت پر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور سیارہ نے سب کی آنکھ بچا کر چٹکی لے لی
سوگند پھر کوسنے لگی سیارہ نے کہا دیکھیے مین بولتا چالتا نہین ہون یہ رنڈی بڑی مستانی ہی مین جو
اسکے اشارون کو نہین مانتا ہون اور اسکو پسند نہین کرتا تو یہ مجھے کوستی ہی خلاصہ کلام ایسا اسکو ستایا
کہ رو دی اور کھسیانی ہو کر ماتھا کوٹ لیا کہ ہائے اللہ مین کیا کرون اور ملکہ سے کہا حضور اللہ کی قسم منع
کیجیے نہین ہزارون بھوگ سُنا کر ایسے تیسے کو رکھ دونگی یہ دل لگی اپنی مان بہنون سے کرے اپنے دل
مین سمجھا کیا ہی شہزادے نے سیارہ کو منع کیا جب وہ چپ ہو رہا سوگند اسکی طرف دیکھ کر ہنسی اور
مُنھ چڑھا کر دوپٹے کی آڑ کر لی سیارہ نے ملکہ سے کہا حضور آپنے دیکھا ملکہ نے کہا سچ تو ہی رنڈی تو آپ
اشارے کرتی ہی اور کھلی جاتی ہی اس بیچارہ کا نام بدنام کرتی ہی غرضکہ اس مذاق مین رات تھوڑی رہی اور
ہر ایک مست و مخمور ہو گیا شاہزادے نے سیارہ سے کہا آج تم کچھ گاؤ دل بہلاؤ سیارہ تو فرزند عمرو
ہی ہر چند کہ خواجہ کو الحان داؤد خدا نے دیا ہی ویسا تو یہ نہین ہی لیکن پھر بھی بمصداق الولد سر لابیہ نے
دخل تمام علم موسیقی مین رکھتا ہی ساز لیکر ایسا بجایا اور ایسا گایا کہ اہل انجمن کو دیوانہ بنایا وہ پچھلی رات
کا سمان چاندنی شبنم کے گرنے سے خوب صاف ہو گئی تھی روشنی جھلا کر گل ہو گئی تھی کہین کہین جو چراغ
جلتا تھا وہ بھی بارخ زرد لہرا رہا تھا چکور چاند پر دوڑتے تھے بہار پر طاؤس رنگین ناچتے تھے تزرد کوہساری
کے قہقہے بلند تھے نازنینون کے جسم مین پھولون کی مہک آتی تھی رات بھر کے نشے کا خمار تھا آنکھون
مین سُرخ ڈورے نشے کے پڑے تھے نیند کا خمار تھا جماہیان لیتے تھے پروانون کے پر لگن مین شمعدانون
کے ڈھیر تھے فرش مین جھول پڑ گیا تھا اس وقت ملکہ اور شہزادے مین باہم بوس و کنار شروع
ہوا اور سوگند سے سیارہ مختلط تھا کنیزین روبرو سے ہٹ گئی تھین سشیدائے یکدیگر
باہم لپٹے تھے کہ نظم

گہے چون زلف بر پایش فتادی ‏— گہے چون خال بر رخ بوسہ دادی
چو غدار شاہ این ہم ترکتازی ‏— صنم ہم شد دلیر بوسہ بازی
حیا را از زد در باز بستہ ‏— چو نا محرم برون در نشستہ
سن و تو از میان بیرون زدہ گام ‏— نماندہ امتیاز ہر دو جز نام

ماتھے کی افشان اور لبون کی مسی چھوٹ گئی چولیان مسک گئین پائجامے مین چرسین پڑ گئین سوائے وصل ہونے کے کوئی دقیقہ اٹھ نہ رہا پھر ذرا ہر ایک کو ہوش آیا سیارہ کو سامنے طلب فرمایا سوگند بھی خلوت سے سامنے ملکہ کے آئی دیکھا تو بال سر کے کھلے ہین رخسار پر نشان بوسون کے ہین کرتی اوپر چڑھ گئی رہی پائنچے چھوٹتے ہوئے پیچھے زمین پر گھسٹتے چلے آتے ہین آنکھین ندامت سے نیچی ہین غرضکہ اسی طرح جب یہ دونون روبرو آئے شہزادے نے فرمایا کہ ہان اے سیارہ اسنے پھر گانا شروع کیا کہ غزل

مزاج سیر چمن سے جو یار کا پھر جائے ‏— گلون کا اور ہی کچھ رنگ ہو ہوا پھر جائے
جو تیرے دھیان مین ہو کیون نہ اسکے در پہ بلا ‏— ہر اک پکار پکار اسکا آشنا پھر جائے
نہ پھر تو مجھ سے کہ اے بت جو پھر چلے کیا خاک ‏— خدا نخواستہ جس شخص سے خدا پھر جائے
جو وقت مرگ قضا را ترا گذارا ہو ‏— تو کیا عجب ہے مری آنکھ مین قضا پھر جائے
کوئی تو گھر مین بھی رہنے کا وقت بتلاؤ ‏— کہ آن کر کوئی محروم تا کجا پھر جائے
گلی مین اس بت قاتل ہی کے یہ دیکھی سیر ‏— کہ جائے جان سے اک اور دوسرا پھر جائے
خدا کے واسطے ایسا عمل کوئی بتلاؤ ‏— کہ یا پھر آئے وہ یا اس سے دل مرا پھر جائے
کہے ہین جب بت قاتل کے در پہ دیکھ مجھے ‏— خدا کرے کہین یہ بندۂ خدا پھر جائے

آخر اس ہنگامہ عشرت مین اور جلسہ مسرت مین وہ رات تمام ہوئی اور مشاطہ قدرت نے عروس خاور کو زیور زرین پنہا کر حجلہ مشرق سے منظر سپہر پر جلوہ گر کیا صحرائے فلک چہرۂ تابناک شاہد ہوا سے منور اور روشن ہوا عاشق و معشوق کی جدائی کا زمانہ آیا کہ نظم

چو روز دگر شاہ گیتی فروز ‏— بہ فیروزی آور و شب را بروز
در مہر بکشا دگر دان سپہر ‏— بیاراست روے زمین را بمہر

وہ نور کا تڑکا جانورون کا آشیانون سے اترنا اور سورج کی کرن کا پہاڑون سے پھوٹنا درختون کے سبز سبز پتون پر سنہرا پن آنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہد بہار نے طلائی زیور زیب قامت فرمایا ہی چشمون کے کنارے مرغابی و سرخاب و بوتیمار و قاز و کلنگ ہوا سے ٹوٹ کر گرتے تھے غوطہ بازی

وکلیل کرتے تھے اور ہر قسم کے طائر اشجار پُر بہار پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرتے تھے بلبلان شوریدہ کا شور تھا کہ بموجب نظم

روان آب در سبزہ آب خورد — چو سیماب در پیکر لاجورد
ریاحین دمیدہ براطراف جوے — صبا عطر بیز و ہوا مشکبوے

ایسے وقت پُر بہار مین اور سامان فرحت انتما مین معشوق کا جدا ہونا ہاے کیا غضب کا سامنا تھا کہ رباعی

ہمکو نہ کوئی سنائے اُسکا جانا — ہو اپنی تو موت ہائے اُسکا جانا
آمد ہی پر جسکے جی چلا جاتا تھا — اب دیکھیے کیا دکھائے اُسکا جانا

ملکہ اور شہزادہ دونون ملکر رونے لگے قاسم نے کہا ای ملکہ کبھی کبھی مزار پر ہم غریبون کے بھی آنا اور دو پھول چڑھا کر غنچہ دل کھلا جانا ملکہ نے کہا ای مونس جان نوازمین آج رات کو پھر اسی مقام پر آؤنگی پھر سنگ مفارقت سینہ پر رکھکر ہم دونون بسر کرین شام مواصلت کی راہ دیکھین قاسم نے یہ کلام محبت آمیز سُنکر کہا ع پس زانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ٭ آج ہماری جان جانے کا سامان ہی لشکر اسلام مین عمود زن اور خونخوار شمشیر زن نے آکر آفت برپا کی ہی میرے رفیقون کو گرفتار کیا ہی مین نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہی یہان سے جاکر اُسکا مقابلہ کرونگا از بسکہ سحر نہین جانتا ہون یقینی ہی کہ جان جائیگی یا نوبت بہ گرفتاری آئیگی ملکہ نے جو یہ کیفیت سُنی بیقرار ہو گئی اور سوگند کی طرف دیکھا سوگند بھی بیچارہ کی مہاجرت مین اشک ریز تھی ملکہ سے عرض پیرا ہوئی کہ یہ تو محرم دل و جان واقف اسرار نہان ہین انسے کسی چیز کا عزیز کرنا کیا تیغہ سحر کش حوالے کیجیے یہ دن بھر شغل شکار عدو مین بسر کرین اور ہم آپ یہان سے چلکر تزئین و آرایش کرین روز مفارقت دونون کا بخوبی کٹ جائیگا شام کو وہ جامع المتفرقین پھر ملائیگا اگر چرخ کج مدار یار ہی تو پھر انشاء اللہ ہمکناری دلدار ہی ملکہ نے یہ تقریر سُنکر ایک کنیز سے کہا کہ لا تیغہ سحر کش دے اُسنے اپنی کمر سے کھولکر شہزادے کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ تیغہ تحفہ طلسم ہوشربا ہی افراسیاب جادو نے میرے باپ کو دیا ہی کہ اپنے قلعہ کی حفاظت کیلیے رکھے بس مان میری یہ جانتی ہی کہ لڑکی میری سیر دوست ہی اور راتون کو اکیلی صحرا بہ صحرا پھرا کرتی ہی ویسا نہو کہ کسی آفت کا سامنا ہو اور کوئی ساحر اکیلا جانکر اسکو دھمکا کے آبرو مین فرق لائے ایسا کچھ جانکر یہ تلوار ساتھ کر دی ہی خاصیت اسکی یہ ہی کہ جسکے پاس یہ تلوار ہو سحر اُسپر کسی کا اثر نہ کریگا اور اس شمشیر سے کیسا ہی زبردست ساحر ہو گا دو ٹکڑے ہو گا غرضکہ قاسم تلوار پاکر بہت خوش ہوا اور اُسکو نیام سے کھینچ کر ملاحظہ فرمایا ایک شمشیر جوہر دار کو دیکھا کہ فرد منودہ تیغ کبود تو جوہر از تن خویش

جو بر بنفشۂ سیراب قطرۂ باران ٭ اس تلوار کو کمر سے لگایا ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر مع کنیزون کے روانہ ہوئی لیکن جاتے وقت چشم اشکبار وہ بیقرار یہ کہتی تھی کہ رباعی

آتش سے جو غم کی دل جلا خاک ہوا	اور جل کے جگر بھی اب مرا خاک ہوا
جون شمع ملا نہ کچھ بجز سوز فراق	حاصل ہمین عاشقی مین کیا خاک ہوا

قاسم نے بسنت کہا اے شمع محفل خوبی واے رونق بزم محبوبی آج کی شب ضرور اپنے جمال نورانی سے چشم تیرہ عاشق زار کو منور کرنا اور اگر آنے مین ذرا بھی تغافل ہوگا تو بمقتضاے رباعی

گر شکل نہ اپنی تو دکھا جاوے گا	تو مجکو غم فراق کھا جاوے گا
ایسا ہی ہجوم غم ہی تو تن سے میرے	گھبرا گھبرا کے جی چلا جاوے گا

قصہ مختصر جب ملکہ روانہ ہو گئی شہزادہ با چشم تر سب سامان جشن اسی طرح چھوڑ کر اور ملازمون سے تاکید فرماکر کہ کوئی دقیقہ آرایش و زیبایش مین باقی نہ رہے آج کل سے زیادہ تکلف کا سامان ہو مین رزم گاہ سے واپس ہو کر یہان آؤنگا اور دل بہلاؤنگا غرضکہ سب طرح سے قدغن کر کے روانہ ہوا از بسکہ بارادۂ رزم چلا تھا اسوجہ سے مسلح و مکمل تھا اور مرکب شبرنگ زہرہ جبین زیر ران تھا سیارہ نے جاکر جو سردار کہ باقی تھے انھین اطلاع دی کہ اسباب تزک و احتشام خدمت شاہزادہ مین لیکر حاضر ہون تمام مطیع و منقاد مع جلوس بیکران شہزادہ پاس آئے سب کو لیکر یہ تو ادھر سے چلا اور ادھر امیر با توقیر نے رات بھر تیاری جنگ مین اوقات بسر کی دم سحر موافق دستور کے مسجد مین نماز پڑھکر سوار ہوے اور دربارگاہ سلطان باکرم پر پہونچے شاہ جمجاہ جب برآمد ہوے تخت کو گھیر کر سمت دشت مصاف چلے کہ نظم

چلا مشرق سے جب سلطان خاور	عنانِ توسنِ گردون اٹھاکر	اٹھے آغوشِ راحت سے سحر دار
نمازِ صبح کو وہ مرد دیندار	رکھا بارِ جہاد اپنی کمر پر	اسے سمجھے کہ ہے یہ فرض دیگر
چلے خورشید آسایش شتابان	ہوا لشکر ہر اک سو سے نمایان	چلی شہ کی سواری اس جگہ سے
صداے طرقوا آئی فلک سے	نقیب و چوبدار انکے تھے ہمراہ	صدا حاجب کی تھی نصر من اللہ
فلک فرسا تھے زنگار زنگ بیت	کوئی قمری کوئی طاؤس جنت	ادھر تو تھا یہ سامانِ سواری
ادھر آئی لقا کی فوج ساری	سجے دونون طرف میدان مین لشکر	صفین آراستہ تھین سب برابر

جب لشکر رشنے پر تل گئے اور ساحرون کے پرے جگے محمود زلن میدان کارزار مین نکلا اور اپنی اولوالعزمی دکھاکر مبارز طلب ہوا ہنوز کوئی لشکر امیر سے مقابلے کو نہ گیا تھا کہ یکایک صحرا

کی طرف سے گرد اڑی سبکی نظر اُس طرف گئی دیکھا آگے ہاتھی پر علم نشان فوج کا جلوہ دکھاتا پھریرا اُسکا لہراتا پیدا ہوا اسکے پیچھے کئی ہزار جوان رستم شمال زرہ چاندی سونے کی کڑیون کی زیب بر کیے گھوڑے اُڑائے نکلے پھر سترہ سو جوڑی نقرئی و طلائی نقارون کی بجتی ہوئی ظاہر ہوئی جسکی صدا سے گوش فلک کر ہوا پھر اٹھارہ ہزار عراوہ زر سرخ و سفید لدا ہوا آیا کہ زر و گوہر نثار ہوتا تھا اور شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ زیر سپاہ علم شیر پیکر زرہ یاقوت نگار در بر کیے مرکب چمکاتا ظاہر ہوا دہ مرکب اصل بکھدھری کرتا دہان سے کھیلتا ران پٹڑی کی سوار کے لڑکت دکھاتا اپنے سائے سے رم کرتا

مثنوی

ز آسیب گام و سمش گاہ تگ
بجا یک روے از فلک کم نبود

نشان بر رخ ماہ و پشت سمک
صبا مرد میدان او ہم نبود

فی الجملہ قاسم رات ہی سے اجازت حرب شہنشاہ سے لے چکا تھا بادشاہ کو دور سے تسلیم کرکے گھوڑا بڑھا کر عمود زن کے مقابلہ مین گیا اور لشکر نے شاہزادے کے ایک سمت پرا جمایا باجے بجے علم کل لشکر کے جلوہ دکھانے لگے امیر دعائے فتح و ظفریابی اپنے پوتے کی مانگنے لگے ادھر بختیارک نے لقا کو گرمایا کہ یا خداوند داماد آپکے بڑے تیور سے آئے ہین اس ساحر کو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑینگے ذرا تقدیر کو اپنی سنبھالیے لقا نے کہا مین تقدیر کر چکا ہون کہ قاسم مارا جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ قاسم نے ساحر سے ضرب طلب کی اُسنے آج نیزہ بھی نہ لگایا پہلے ہی اپنا گرز سحر کا اُٹھا کر شہزادے پر وار کیا اس پر بسبب تیغہ سحر کش کے جادو اثر پذیر نہوا اور وہی تیغہ جو کلہ عمود پر لگا یا دو ٹکڑے اس گرز کے ہوے عمود زن نے جھلا کر تلوار سحر ڑھکر لگائی شہزادے نے وہ بھی خالی دی اور تیغہ سحر کش جو کمر کو تلا کر سر پر مارا عمود زن نے سپر سحر کی چہرے پر اپنے پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر مع اُسکے خود ناپاک اور سواری کے واسلہ کے دو بر کالے کرکے زمین پر اُترا اور شور اسکے مرنے کا برپا ہوا لشکر اسلام مین نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا اور بختیارک پکارا کہ صلوۃ بر محمد یہ ضرب دست نہ دیکھی ہوگی آپنے نہ جادو چلا اور نہ خداوند کی تقدیر نے کچھ اثر کیا واہ واہ کیا کہنا یا خداوند اب تقدیر گرز فرمایئے غرض بعد ہلاک عمود زن کے بھائی اُسکا خونخوار شمشیر زن غضبناک ہوکر شہزادے کے مقابلے مین آیا اور بزور سحر شمشیر آبدار کا وار کیا قاسم نے اسکے وار کو بھی رد کرکے تیغہ سحر کش سے اُسے واصل جہنم کیا پھر تو وہ غل شور مچا کہ پناہ بخدا آندھی سیاہ اٹھی کہ جہان تاریک ہوگیا اور لقا کی یہ حالت ہوئی کہ بفحوائے نظم

عجب صدمہ ہوا جان حزین پر
وہ بسمل کی طرح لوٹا زمین پر
کبھی تھا بیقراری سے وہ بیہوش
کبھی تھا اضطراری ہم آغوش

آخر فوج کے مرد وزن کو للکارا رعد آسا نعرہ مارا کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو خبردار نبیرۂ حمزہ جان سلامت نہ لیجائے لشکر حکم اپنے خداوند کا شکر لینا لینا کہکر بڑھا اور ساحرون نے ایک سمت حملہ کیا ناریل ترنج سحر کے مارنا شروع کیے کبھی اژدہے پیدا ہوے اور کبھی فلک کی طرف سے انگارے برسے لیکن بسبب تیغہ سحر گش کے جادو نے تاثیر نہ کی اور قاسم نعرہ کرکے اس بحر فوج مین غوطہ زن ہوا کہ بیت

من آن شہسوارم کہ در روز جنگ
نہ ضیغم بچشم آمدی نے پلنگ

ادھر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے شمشیر کھینچکر بڑھے اور لشکر اسلام فوج لقا پر چلا بادشاہ نے تخت آگے بڑھایا طبل و بوق و نائے ترکی کو دم ملا دو بحر زخار لشکر باہم ملگئے اور تلوارون کی موج اُٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم

بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام
زرہ پوشون کے آئے سب تہ دام
نقیبون نے دلیرون کو کیا گرم
ہوئے دل تنگ اور جاتی رہی شرم
صدائے کرنا جو ہر کہین تھی
غبار ایسا پراگندہ زمین تھی
سرون پر نعل توسن بولتا تھا
نقیبون کی جگہ رن بولتا تھا
ہوا دریائے خون ہر جوہر تیغ
جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ
جو کوچے تھے وہ لاشون سے پٹے تھے
قدم آگے جو تھے پیچھے ہٹے تھے
اکیلے نے پرے خالی کیے تھے
کئی لشکر بھرے خالی کیے تھے

قاسم پر تو سحر تاثیر نکرتا تھا ساحرون کے کشتے کے پشتے کیے تھے لاشون کے انبار لگادیے تھے لشکری شہزادے فوج لقا پر گرے تھے تلوارون کی ہوا سن چلتی تھی غبار کی طرح جانین ہر ایک کی برباد تھین روحین رہرو جادہ عدم ناشاد و نامراد تھین وہ عسکر جنگ جو کینہ ور تھے علم تیغ و بازو سپر تھے کہ نظم

کیے کشتون کے پشتے حسب دستور
پرے خالی ہوے میدان مین معمور
ہزارون کی رُکے کس طرح سے راہ
وہ کافر بھاگ نکلے قصہ کوتاہ

شام تک شعلہ آتش قتال بلند رہا اور اس آتش سے بحر خون جاری تھا کہ بموجب ابیات

ہوا یہ شعلہ ہنگام نادرد
کہ جوی آتش سوزان ہوئی سرد
وہ زخمی تھے جو اُس فوج شقی کے
کیا اُنکو حوالے چاندنی کے

شام کو بختیارک نے طبل بازگشت لشکر بجوایا اور لقا شکست کھا کر میدان مین نہ ٹھہر سکا مع لشکر کے بھاگ کر اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا پل تختہ قلعہ کا اُٹھوا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لشکر امیر نے خیمہ و خرگاہ لشکر عدو لوٹ لیا امیر بہ فتح و ظفر قاسم کے سر پر سے زرنثار کرتے ہوے پھرے کشتے اپنے لشکر کے میدان سے اُٹھوائے راوی کہتا ہے کہ جب ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے تھے تو سرداران قاسم جو گرفتار ہو گئے تھے اُن پر سے سحر دفع ہو گیا اور قید اصلی توڑ کر نکلے از بسکہ لقا پر وقت صعب تھا اُن سردارون کو کون روکتا کیونکہ سب بھاگ کر قلعہ مین گئے تھے وہ سردار رہا ہو کر خدمت شہزادہ قاسم مین آئے ہر ایک سردار داخل حمام ہوا اور نہا کر لباس خون آلود تبدیل کرکے بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ کرسی ودنگل ہوے شاہ نے شب کے دربار مین حکم جشن ہونے کا دیا فوراً جلسۂ عشرت جمگیا سب ناچ دیکھنے لگے اور مصروف عیش و نشاط ہوے لیکن قاسم حمام کرکے لباس پر تکلف جواہر نگین پہنکر سیارہ کو ہمراہ لیکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوے جہان ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی یہان حسب الارشاد ملازمون نے فرش بدل دیا جو کل سامان تھا اس سے زیادہ کیا تھا سارے جنگل مین گلاب کیوڑہ و بید مشک کا چھڑکاؤ تھا اور جواہر کو میدان مین چھڑکا کر زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا خلاصہ یہ کہ وہ مقام انجمن سپہر سے بھی بڑھکر تھا کہ شاہزادہ آکر پہونچا اور مسند پر جلوہ گر ہوا لیکن دل مضطر یاد مین اُس ساقی مستانہ ادا حور شکل کے بیقرار تھا یہی خیال آتا تھا کہ دیکھیے اب وہ سراپا ناز آتی ہے یا نہین اگر نہ آئی اور بیرحمی جتائی تو اپنی زندگی بھی محال ہے جینا وبال ہے کبھی کہتا تھا کہ رباعی

دل آنکھون سے خون ہو کے بہا ہے میرا — احوال مین کیا کہون کہ کیا ہے میرا
جی تن مین کسی طرح ٹھہرتا ہی نہین — آ جلد کہ دم اُکھڑ چلا ہے میرا

اور کبھی اُٹھ کر ہر سمت دیکھتا تھا اور پتا اگر کھڑکتا تھا تو دل وحشی شاد ہو جاتا تھا جب کسیکو آتے نہ دیکھتا تھا تو با خاطر حزین وہ غمگین یہ لب پر لاتا تھا کہ رباعی

آنے کو کہا تھا یار تو نے تو آ — کب تک کرون انتظار تیرا مین بھلا
تو نے بھی جہان مین یہ سنی ہوگی مثل — کہتے ہین کہ الکریم اذا وعد وفا

حاصل کلام شہزادہ تو انتظار مین بیقرار بیان کرتا ہے لیکن اب طرف ثانی کی کیفیت سنیے کہ وہ جو تیغہ دیگر اور یاد خنجر ابروے دلدار دل مین لیکر روانہ ہوئی کچھ عرصہ مین اپنے باغ مین کہ جو بیرون قلعہ نرگس کوہ ہے پہونچی لیکن کئی روز سے اپنی مان پاس نہ گئی تھی اس باعث سے خنظل جادو اسکے دیکھنے کو

باغ مین رات سے آئی ہوئی تھی اسوقت ملکہ کو جو اُسنے آتے دیکھا ملکہ نے بادب تمام سلام کیا مان نے
اُسکی بہ غضب عتاب و خطاب کیا کہ اُفوہ چھوکری خوب تو اب ہوائی دیدہ ہوئی ہی رات
رات بھر غائب رہتی ہی نہ گھر کا خیال نہ کچھ دین و دنیا کی فکر دس دس روز باغ مین اکیلے
رہنا اور ہر جگہ مارے مارے پھرنا سچ بتا کہ تو کہان گئی تھی ملکہ نے یہ کلمات نصیحت آگین سُنکر جواب
دیا کہ امی جان کے سر کی قسم مین کوئی کوس بھر پر ایک صحرا مین چاندنی کی بہار دیکھتے دیکھتے سوگئی
آنکھ صبح کو کھلی نہین تو رات ہی کو چلی آتی خنظل اِس عذر کو سُنکر خاموش تو ہو رہی لیکن طور لڑکی
کے بید ڈھب دیکھے کہ رنگ چہرہ کا فق ہی بجھی بجھی معلوم ہوتی ہی سر کہین ڈالتی ہی پڑتا کہین ہی رات
ہی بھر مین چھاتیان اُبھر آئی ہین جیسے کسی مرد کا ہاتھ لگا ہی دیدہ ہوائی ہی آنکھ کا پانی مرگیا ہی چار طرف
آنکھین چکر کر چلی جاتی ہین ظاہر ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتی ہین یہ کیفیت سمجھ بوجھ کے کنیزون سے
علیحدہ جا کر دھمکا کر ڈرا کر دم دلاسا دیکر پوچھا کہ سچ بتاؤ ملکہ کہان گئی تھی کنیزین سب رفیق ملکہ کی تھین
وہ لگین قسمین کھانے کہ ہمین اپنے دیدون کی قسم شہزادی سوائے جنگل کی سیر دیکھنے کے اور کہین
نہین گئین خنظل سمجھی کہ یہ سب جربانک ہین ایسی باتین نہ بتائین گی لیکن کچھ دال مین کالا ہی آج
سے اپنی لڑکی کو کہین جانے نہ دینا چاہیے ایسا کچھ سوچکر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور کہا بابا مین تمھارے
بھلے کو کہتی ہون منگنی تمھاری ہو گئی ہی اب تم پرائے گھر کی ہو دولھا تمھارا جو سُنے گا تو کیا کہے گا گھر
سے کہین جایا نہ کرو یہین سیر تماشہ کیا کم ہی جو چاہو وہ سب سامری کی عنایت سے موجود ہو جائے
بیٹا مین نے تو کبھی تجھپر تانس کی نہین ڈھیلی رہی چھوڑے رکاب پر اب دُنیا کی باتین سُن سُن کر
ہول آتی ہی دیکھو نامہ جبین نے کیسا نام شہنشاہ ساحران کا روشن کیا ہی اسد پر عاشق ہوکر
اپنے تئین ستیاناس کیا سلطنت چھوڑی چین عیش تجا دین و ایمان برباد کیا مجھے وہ کھٹکا ہی کہ
لشکر مسلمانون کا یہان سے قریب اُترا ہوا ہی اور وہ لوگ نگوڑے خوبصورت بہت ہین پھر تم جانو
جوانی تو دیوانی ایسا نہو کہین پانون اونچ نیچ پڑے تو میری رسوائی کیسی ہو اس سے بہتر یہ ہی
کہ جب تک یہ موے مسلمان یہان سے وہان نہولین تم کہین جایا نہ کرو بیٹا تمکو کہنا کیا نام خدا تم
خود سمجھ دار ہو ان باتون کو گرہ مین باندھو ملکہ یہ کلام سُنکر رونے لگی اور کہا خوب گھُم گھُم مین
آپ نے مجھے بدکار بنایا میرے جانے کی جلن تو سب کو تھی یہی ہر ایک کو ملولا تھا کہ ہی ہی ملکہ اسطرح
براجتی پھرتی ہی آخر دشمنون کی مراد پوری ہوئی اب تو وہ گھی کے چراغ جلائین کہ میرے مدعی
قید ہوے یا سامری جو بیلو پڑا چیتے ہون اُن کا دونون جہان مین منھ کالا ہو اور جو میری

لگائی بجھائی کرے وہ اپنی جوان جوانی سے بائے دیدے گھٹنون کے آگے آئے اپنی اولاد سے
بائے وہ بھی قید ہو سوے کے پانؤن مین ہتکڑیان پڑین دنیا سے کلپتا جائے اسکے گھر مین
مری کے چھانکڑ جمغید کرے اس کی بہتی پکے جو مجھے بدنام کرے بدکار بنائے ایک اسکا نام لیوا
اور پانی کا دیوا نہ رہے غرض جب ملکہ نے دوپٹہ اٹھا کر گود پھیلا کر کوسنا شروع کیا خنظل نے اسکو
گھڑکا کہ چل چپ رہ ٹرٹر چلی جاتی ہی خبردار اب کہین قدم نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہین ملکہ اسکے غصے
کی آنکھ دیکھکر چپ ہو گئی اور دیدار معشوق کے دیکھنے سے نا امید ہوئی دریا آنکھ سے اشکون کا
امنڈا اسرشک غم نے طوفان برپا کیا وہ رات کا مزا جو دل مین سمایا تھا اور پہلے پہل دل لگایا تھا
عنان توسن صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ گئی کہ **ابیات**

سمان شب کا آنکھون مین چھایا ہوا — مزا دل مین سارا سمایا ہوا
اٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب — نہو وصل تو دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پانا غضب — وہ پہلے پہل دل لگانا غضب

مان سے کہا چاہے میری جان جائے یا رہے مجھے تو سیر کا لپکا ہو گھر مین گھٹ کر تو نہ بیٹھون گی ضرور سیر کو
جاؤن گی یہی نہ ایک جان ہی چاہے خدا سے چاہے بندہ لے آپ مجھے کاٹ بھی ڈالیے گا تو مین بغیر
جائے نہ رہونگی اور جن لوگون نے آپ کو بھڑکایا ہی انھین مین خوب جانتی ہون پھر اچھا کیا ہوگا
مین انھین دن رات پھر کر جلاؤنگی لو صاحب یکایک جو مین بیٹھون تو لوگ کہین گے کہ نرگسی چشم
کہین کسی کے ساتھ پکڑی گئی مان نے دبوَن دبوَن کر کے عیب کو چھپایا مگر بیٹی کو نکلنے نہین دیتی ہی
یہ کہکر رونے لگی اشکون سے منھ دھونے لگی مان کی محبت آخر رحم آگیا اور ایک آدھ بڑی بوڑھی
رئیس بول اٹھی کہ ہان بی سچ تو ہی اب لڑکی کا لھو پانی ایک کرنا بیکار ہی پہلے تو اسکو چپکا اکیلے
دوکیلے رہنے کا ہر کہین پھرنے کا ڈال دیا آج روکے سے کیا ہوگا یہی نہ کہ کوئی آزار دشمنون کو
لگ جائیگا اور کوئی مرض اٹھ کھڑا ہوگا مثل مشہور ہی کہ گربہ کشتن روز اول یہ تقریر سنکر **خنظل**
بولی کہ اچھا یہ سیر کو جب جایا کرے تو ملکہ حسامہ جادو اپنی دایہ کو ساتھ لے لیا کرے اور حسامہ کو
بلاکر حکم دیا کہ آج سے لڑکی تمھارے سپرد ہی جہان کہین جائے سایہ کی طرح اسکے ساتھ رہنا خبردار
اکیلا نہ چھوڑنا نہین مین بری طرح پیش آؤنگی یہ جو ملکہ نے سنا اپنا حال تباہ کیا اور جواب دیا کہ
مجھ سے یہ قید فرنگ نہ اٹھی ہی نہ اٹھے گی لو صاحب دائی مجھپر گرد راہ ہونگی مین تو مان کا دباؤ
سہتی نہین دائی جو میرے ساتھ رہینگی اور ہر بات مین پٹ پٹ بولین گی پھر مجھے کہان تاب

ہوگی مین بھی کچھ کھونگی تو نگوڑ ماری بدنام ہونگی اس سے مین درگذری بھپٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان ایسی بے اعتبار مین ہون کر دائی کو لیے لیے پھرون بھاڑ مین جاے سیر جو ملے مین جاے تماشہ مین اپنی جان دونگی کہین نہ جاؤنگی اور جاؤنگی تو اس بڑھیا نگوڑی کو نہ لیجاؤنگی مان نے جو یہ باتین سنین تو کہا اگر تو اکیلی جائیگی تو مارے مار کے تیرا کچومر نکالونگی تو موئی مجھسے بھی نخرے بگھارنے لگی ایسی خود مختار ٹھہری کہ کوئی بڑا بوڑھا دا ئی کدا اسکے ساتھ نہ رہے خواہ تیرے لیے کچھ ہی کیون نہو تو جیے یا مرے مگر دایہ ضرور ساتھ رہیگی قصہ کوتاہ ملکہ نے لاکھ لاکھ زور مارا کہ اکیلے جانا ملے مگر حکم نہوا اور دایہ کے لیے ایک صحنچی مین اسکی مان نے پلنگ بچھوا دیا وہ حفاظت کے لیے وہان فروکش ہوئی اور خنظل وہان سے قلعہ مین چلی گئی اب ملکہ کو بالکل ملنے سے محبوب کے یاس ہوگئی اور وہ باغ اسکو زندان خانے سے بدتر ہوگیا بیقرار ہو کر چمن مین سب سے الگ جاکر ٹہلنے لگی شکل زلف سنبل مسلسل یاد کاکل خمدار مین زنجیر نظر آئی اور خیال قامت قیامت زا مین ایک سرو سہی کو دار کھینچی نرگس نگاہ غضب سے چشم کی یاد مین گھورتی تھی ہر ایک کلی اسکے حال پر بسورتی تھی غنچے چٹکتے تھے یا گھڑکیان دیتے تھے گل فرط غصہ سے منھ لال کیے تھے ہرن ہنر کی جیسے کوئی خنجر چمکا کر دھمکاتا ہے اس طرح پتیرے بدلتی تھین بلبلین شاخ سبز پر بیٹھکر عوض ترنم سرائی کے منھ سے زہر اُگلتی تھین جو پھول تھا وہ نظر مین داغ بیمار تھا جو خار تھا وہ درپے آزار تھا ہوا سے وصال گلعذار مین باد صبا چراغ زندگانی گل کیا چاہتی تھی سوسن زبان دراز باتین سُنایا چاہتی تھی شمیم کاکل عنبر بار جو دماغ مین بسی تھی تو بو پھولون کی سر پھراتی تھی اور بیتابانہ وہ بیقرار یہ غزل اپنی زبان پر لاتی تھی کہ غزل

چاک کر ڈالا گریبان سیکے ہر غمخوار نے	آہ بھر کر کچھ کہا ایسا ترے بیمار نے
دور ہی سے قتل کو فرما جو بھیجا یار نے	آہ کیا تڑپا مین مار حسرت دیدار نے
مین وحشی ہون کہ گر جاؤن تو پابوسی کرین	سر اٹھایا ہی بہت گو دشت مین ہر خار نے
دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین طبیب	سیکڑون کی جان کھوئی ہے اسی آزار نے
کل سے اک بیمار سا جو تیرے در پر تھا پڑا	سو اٹھا کر آج اسے سونپا کہین چار نے
کیا کہین کیسی ہے ہمدمو عشق کا ایسا مرض	کھو دیا دنیا سے ہمکو آہ جبر آزار نے
طرفہ حالت ہے کہ اسکے گھر مین ہوگی عید سی	جب ہلائے دست و پا تب بھی تیرے بیمار نے
حسرتین کیا کیا ہمارے دلمین آ بیٹھین جبکہ آہ	دلبری کی اپنی عاشق کی کسی دلدار نے
وصل کی شب کو یہی کہتے ہو جرأت ہان نہین	مار ڈالا ہمکو تو اس آن بیجے انکار نے

یہی اندوہ والم سوگند پر مفارقت سیارہ مین طاری تھا زمانہ ہجر کٹنا بار الم بھاری تھا جھلین اسکی جب یاد آتی تھین کلیجہ ہل جاتا تھا دل مجروح پر چھریان کوئی لگاکر نمک چھڑکتا تھا بیتابانہ یہ کہتی تھی کہ ای ناکام تونے کیون بیٹھے بٹھائے یہ رنج مول لیا کہ فرد سے سر مین تا بہ پا اور پاؤن مین زنجیر ہی + دیکھو صورت مری یہ عشق کی تصویر ہی + غرضکہ اسی بیتابی مین ملکہ کے پاس آئی اور اسکو رنجیدہ دل کبیدہ دیکھکر دیکھری تصدق ہوئی اور عرض کیا کہ حضور دن تھوڑا باقی ہی حمام کیجیے پوشاک بدلیے اپنی آرایش وزیبایش مین مصروف ہوجیے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ **نظم**

صورت اخگر ہمین جز سوختن کیا چاہیے — تن پہ غیر از خاک اپنے پیرہن کیا چاہیے
رنج ہی راحت سے بہتر درد ہی درمان ہی خوب — ہم ہین عاشق ہمکو جز رنج و محن کیا چاہیے
ہم اسیر دام حسرت کیا کرین گلگشت باغ — بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے
دے نہ تکلیف لباس عمدگی ہمکو کوئی — مردہ دل جو ہوا سے غیر از کفن کیا چاہیے

سوگند نے کہا حضور آپ چلنے کی تیاری تو فرمایئے خداوند کریم کوئی صورت معشوق سے ملنے کی بھی پیدا کردے گا میں آپ کو جس طرح بنے گا لے جلون گی ملکہ اس کلام سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوئی جان تازہ قالب مین آئی اور گویا ہوئی کہ **مطلع** خرم آن روز کزین منزل ویران بروم + راحت جان طلبم وز پئے جانان بروم + **سوگند** نے کہا اے ملکہ اس دائی کو قریب شام شراب مین بیہوشی پلا دیجیے اور غافل کرکے چلیے صبح ہونے پائے کہ پھر آیئے کوئی کانون کان واقف نہوگا ہمارا آپکا مقصد بر آئیگا ملکہ یہ تدبیر معلوم کرتے ہی پھڑک گئی اور کہا واہ واہ صد آفرین کیا خوب تدبیر سوچی اسی وقت حمام گرم کراکے نہا دھوکر باہر آئی اور کشتی پوشاک کی منگا کر اپنی تزئین مین مصروف ہوئی زیور یاقوت احمر کا مرصع سر سے پاؤن تک پہنا اور جوڑا دھانی اس نہال باغ زندگانی نے قامت نازک پر آراستہ فرمایا یہ ظاہر تھا کہ اسکا جسم مادنین آسمان حسن ہی اور زیور اسمین ستارے ہین کہ بمقتضائے

مثنوی

کرون اسکی پوشاک کا کیا بیان — فقط ایک پشواز آب روان
زبس موتیون کی تھی سنجاف کل — کہے تو وہ بیٹھی تھی موتی مین تل
گریبان مین تکمہ اکر الماس کا — ستارہ سا مہتاب کے پاس کا
وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار — نیا باغ اور ابتدا کی بہار
جھلک پائجامے کی دامن سے یون — کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون

وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن — وہ بازو پہ ڈھلکے ہوئے نورتن
وہ آنکھون کی مستی وہ مژگان کی نوک — کرن پھول کی اور بالے کی جھوک
جواہر سے سینے کی ہیکل جڑی — کمر اور رکوبے کے نیچے پڑی
فقط موتیون کی پڑی پائے زیب — کہ جھکے قدم سے گھر پائے زیب
کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین — غرض دلبری اسکے فرمان مین

جب خوب آراستہ ہو چکی کنیزون سے فرمایا آج ہم کہین نہ جائینگے یہین جلسہ جمائین گے شراب وکباب لاؤ ارباب نشاط کو بلاؤ اور دایہ امان سے کہو یہان آکر بیٹھین میرا ارادہ ہے ایسا نہوئین کسی یار کو بلالون حسب الارشاد جملہ سامان مہیا ہوگیا اور دایہ بھی پاس آکر بیٹھی سوگند نے شراب مین خوب بیہوشی ملا دی اور جام بھر کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا دایہ امان پہلے تم پیو دائی نے اسکے اصرار کرنے سے شراب پی ملکہ نے متواتر کئی ساغر پلادیے کہ ٹانگون مین سر ڈالکر اُسی جگہ پڑی بیہوش ہوگئی اس ہنگام مین بازیگر روزگار مین عجوزہ سیہ چردہ کی آمد ہوئی اور معشوقہ خورشید نے بہارستان مغرب کی راہ لی **نظم**

تلق دل پہ یعنی سکے روز کب — ملے مجھ سے شمع شب فروز کب
ہوئی شب لیا مہ نے جام شراب — گیا سجدۂ شکر مین آفتاب
عجب شب تھی وہ جون سحر روسفید — عجب روز تھا مثل روز امید

دایہ سے اور زیادہ بیہوشی سنگھا کر ملکہ بیہوش بخوبی کرکے تخت سحر سوگند نے تیار کیا مع چند کنیزون کے سوار ہوکر راہ خانہ محبوب کی لی **بیت**

منزلون ہی یہان سے خانۂ یار — شوق کہتا ہی دو قدم بھی نہین

بعد کچھ عرصے کے اپنے مشتاق کے پاس بخت رسا نے پہونچایا وہی صحرا نظر آیا جہان غزال بادیۂ محبت مسکن گزین تھا تخت سے اُتر کر اٹھلاتی پائون کی چھاگل سے مژدہ آمد سناتی آگے بڑھی شہزادہ قاسم تو دیر سے اسکا منتظر ہر سمت ٹہلتا پھرتا تھا اس سراپا ناز کو آتے دیکھکر مضطربانہ دوڑا اور یہ زبان پر لایا **خمسہ**

کسے ایسے قیامت زا چلن بھاتے ہین صاحب کے — نرالی آفتین ناز و ادا ڈھاتے ہین صاحب کے
خلاف وضع ہی پامال چلاتے ہین صاحب کے — قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کے
رستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

غرضکہ جب قریب اس سرو روان کے پہونچا گود مین اٹھالیا ملکہ نے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا آخرالامر مسند پر لب نہر بٹھایا ادھر سیارہ نے اپنے مطلوب کو گلے سے لگایا اور شکرانہ معبود حقیقی ادا کیا ملکہ نے سب حال رو رو کر اپنا بیان کیا کہ آج تم سے ملنے کی کسی طرح امید نہ تھی خدا سوگند کا بھلا کرے جسنے دایہ کے بیہوش کرنے کی تدبیر نکالی اور اللہ نے پھر تمھاری صورت دکھائی قاسم نے کہا اے جان جان اب تم یہان سے نجانا مین تمھارے والدین سے سمجھ لونگا سوگند نے کہا جیسا موقع ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب داد عیش و خرمی دو رات تھوڑی ہی دو باتین ہنسی خوشی کی کرلو قاسم نے ارباب نشاط کو حکم دیا گانا ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ٹانگون کی قینچیان بندھ گئین بوس و کنار شروع ہوا دونون مست و لا یعقل ہو کر جام محبت سے سرشار لڑکھڑاتے پلنگ پر آگر گرے اور سیارہ اپنی معشوقہ کو علحدہ لے گیا شب بھر یکدیگر باہم عشرت پذیر ہوے مرادین برآئین آرزوئین پوری ہوئین **نظم**

خوشا وہ زمانہ کہ دو اک جگہ	کرین یک دگر جلوۂ مہر و مہ
سبھی یون تو دنیا کے ہین کاروبار	ولے حاصل عمر ہی وصل یار
بہم مل کے بیٹھے ہین وہ رشک مہ	قران مہ و مہر ہی اک جگہ
ہر اک برج رشک گلستان ہی آج	بہار وصال غریبان ہی آج
پسینہ پسینہ ہوا سب بدن	کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن
لبون سے ملے لب ہنسی سے دہن	دلون سے ملے دل بدن سے بدن
لگی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو	گئین حسرتین دل کی پامال ہو
لگی جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ	چلے ناز و غمزے کے آپسمین ہاتھ

آخر بعد لذت بوس و کنار گلے مین باہین ڈال کر دو سرشار ہوگئے لیکن بمصداق **بیت**

ہزار افسوس پھر یہ چرخ پر زور	کرے گا مشتری کو ماہ سے دور

خنظل ملکہ کی مان بدگمان ہوکر تو گئی تھی دایہ کے چھوڑ جانے پر اکتفا پذیر نہوئی وہ پہر رات گئے قلعہ نرگس کوہ سے ملکہ کے باغ مین آئی کچھ ترکنین قلماقنیان اردہ بیگنیان پہرے چوکی کے لیے حاضر تھین باقی باغ مین سناٹا تھا اُسنے پہرے کے لوگون سے استفسار کیا کہ ملکہ کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ وہ شام سے کہین تشریف لے گئین ہین اُسنے کہا دائی ساتھ ہی یا نہین اُنھون نے جواب دیا کہ وہ بارہ دری مین سوتی ہین **خنظل** نے بارہ دری مین آکر ہرچند دایہ کو جھنجھوڑا کہ یہ

بیدار ہو مگر وہ نہ اٹھی اسوقت تو اسنے ملازمون سے کہا ارے روشنی تو لاؤ کہین دائی کو زہر دیکر تو نہین سلا دیا ہو لوگ شمع جلا کر لائے خنظل نے دیکھا کہ سانس تو دایہ لیتی ہی لیکن بیہوش ہی کپڑا پانی سے تر کرکے اسکے دماغ پر رکھا کہ چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی خنظل نے غصہ سے کہا خوب تو حفاظت چھوکری کی کرتی ہی دائی نے کہا بی بیٹھو حواس مین آؤ تمھاری چھوکری ہی ایسی ہو تو کوئی کیا کرے دل کی لگی بری ہوتی ہی وہ مجھے سنگھیا دیکر جاتی تو عجب نہ تھا مین ایسی نگہبانی سے باز آئی تم اپنی لڑکی کی خبر لو خنظل یہ باتین سنکر بغیظ و غضب تمام ڈھونڈھنے چلی اور بزور سحر اس قدر بلند ہوئی کہ تمام دنیا پیش نگاہ تھی آخر ایک طرف کثرت سے مشعل و چراغان روشن دیکھے یقین واثق ہوا کہ وہ شوخ دیدہ بھی یہین ہوگی یہ تجویز کرکے اس جگہ اپنی تئین پہونچایا عجیب معاملہ نظر آیا کہ بیچ جنگل اوٹ پھولون کے کھڑے ہین اور ملازم کسی شخص کے پہرے پر اوٹ کے اسطرف چھپر کھٹ مرصع بچھا ہی گرداگرد اسکے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھلے رکھے ہین نخلخے ہوا کے رخ پر دھرے ہین اور ملکہ سر بازو پر ایک مہ پارہ نوجوان کے رکھے پیاری بغل مین منھ ڈالے اسکا ہاتھ اسکے سینے پر اسکا ہاتھ اسکی چھاتی پر پڑے سو رہے ہین اور ملکہ کے پائچے چڑھ گئے ہین رانین کھلی ہین پنڈلی سے پنڈلی گتھی ہوئی ہی کہ

نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب　　گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب
بند اسکی وہ چشم نرگسی تھی　　چھاتی کچھ کچھ کھلی ہوئی تھی
سمٹی تھی جو محرم اس قمر کی　　برجون پہ سے چاندنی تھی سرکی
لپٹے تھے جو بال کروٹون مین　　بل کھا گئی تھی کمر لٹون مین

یہ کیفیت دیکھتے ہی شعلۂ غضب اور زیادہ بھڑکا اور ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی چلی جسقدر کہ پاسبان تھے بیہوش ہوگئے اور یہ تفرقہ انداز طالب و مطلوب قریب پلنگ کے آئی ملکہ کو صورت بو اس گلبدن سے جدا کیا اور ایک نعرہ مارا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ کیا غضب تو نے کیا کہ قفل عصمت کلید فاجری سے وا کیا اس صدا سے شہزادہ کی آنکھ کھلی اور قاسم بھی بیدار ہوا عوض مسیحا کے بلا بالین پر نظر آئی مگر بہ جلدی تمام اٹھکر پہلو سے تیغۂ سحر سرکش لیا خنظل یہ دیکھکر گھبرائی اور کمر مین ملکہ کے پنجہ دیکر اڑی پکاری کہ او قحبہ تیغہ سحر بھی تو نے اپنے دھگڑے کو دیدیا رہ تو سہی کیا تیرا حال کرتی ہون یہ ہنگامہ اور غل جو ہوا اسوگند پہلوے سیارہ سے اٹھکر دوڑی خنظل نے جو اسکو آتے دیکھا کچھ بال اپنے سر کے نوچکر اسکی جانب پھینکے کہ وہ زنجیر آتشین بنکر اس پیر دام زلف

کے دست وپا وغیرہ مین لپٹے حنظل اسکو بھی کھینچ کر اُڑتی ہوئی چلی اور سوگند نکلتی جاتی تھی مگر سیارہ سے کہتی جاتی تھی کہ دیدار ہا وشما بقیامت اوفتاد ادھر ملکہ قاسم کو پکار کر سُناتی تھی کہ ای شہریار خدا حافظ وناصر اپنے دل نازک پر میرے مرنے کی خبر سُنکر کچھ صدمہ وملال نہ کرنا تمھین حفظ وحمایت مین پروردگار کی دیا اللہ نگہبان ہم آغوش قبر مین سونے جاتے ہین اور حسرت تمھارے دیدار کی دم نزع دلمین رکھتے ہین کہ نظم

دکھا دو ذرا پھر رُخ اپنا ہمین
چلے ہم تو دنیا سے ناشاد ہائے

مری جان اللہ کو سونپا تمھین
نہ کچھ رنج اسکا ترے دل پہ آئے

قاسم نے تیغہ سحر لیکر ہر چند دواد دوش کی کہ ملکہ تک مین پہونچون کسی طرح ممکن نہوا ناچار نگاہ حسرت دیر تک دیکھتا رہا اور زار زار بچشم خونبار روتا تھا آخر نگاہ سے وہ کشتہ تیغ ستم تڑپتی ہوئی غائب ہوگئی اور آنکھون سے یہ دیکھتا ہوا فرش خاک پر اُسی جگہ گر پڑا اور گریبان کو تا بدامن چاک کیا بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لایا کہ اشعار

فسانہ بیکسی کا اپنی جب آکر سناتا ہی
کہون کیا آہ مجھ آزردہ دل پر کیا گذرتی ہی
جدائی سے تری اپر نہایت غم ہوا ای پیارے
خدا جانے کہ دل پر آج کیا حالت گذرتی ہی
یہی صحبت بہم رہتی ہی مثل غنچہ و شبنم
کوئی بندہ خدا کا جان پر یوے اور تو دیکھے
حقیقت کوئی کہتا ہی مگر روتی گر اس سے

دل آفت زدہ رو رو کے مجکو بھی رولاتا ہی
کہ جب عاشق کوئی معشوق کو اپنے ستاتا ہی
خدا کے واسطے آجا نہین تو جی سے جاتا ہی
کبھی بیتاب ہوتا ہی کبھی آنسو بہاتا ہی
ادھر روتا ہون مین وا اسطرف وہ مسکراتا ہی
ارے بیرحم کا فرکیش یہ کیا تجکو بھاتا ہی
تو منھ کو پھیر کر وہ اسطرف سے مسکراتا ہی

اُسی ولولہ جنون مین ترنگ آئی کہ یہان اشک بہانے سے کیا فائدہ راہ کوچہ دلدار تلاش کیجیے یا اُسکو ڈھونڈھ نکالیے یا اپنی جان دیجیے یہ سوچکر سیارہ سے فرمایا کہ دادا جان سے جاکر میری جانب سے عرض کرے کہ چند روز تک مین دربار مین حاضر نہونگا ماندہ ہون سیارہ حسب اجازت امیر کے پاس گیا امیر پچھلی رات سے عبادت کرنے اُٹھتے ہین مسجد کے پاس تھے سیارہ نے پہونچکر شہزادہ کی علالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے دعا کہنا اور مین بھی دیکھنے کسی روز آؤنگا سیارہ پھر وہان سے خدمت شہزادہ مین آیا قاسم نے فرمایا کہ مرکب حاضر کرین تلاش مین اپنی محبوبہ کے جاؤنگا سیارہ نے عرض کیا کہ حضور کا جانا ابھی اچھا نہین ایسا نہو کہ آپ کو متلاشی ملکہ سمجھکر اُسکو کوئی گزند پہونچائین اور قید وبند

زیادہ کرین اس سے بہتر یہ ہی کہ غلام کو روانہ کیجیے تاکہ خبر ملکہ یوسف کی آپکے لاؤن اور موقع دیکھکر یا آپکو وہان لے چلون یا انکو آپ تک پہونچاؤن شہزادے نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جلد آنا دیر نہ لگانا ورنہ مین تڑپ کر ہلاک ہو جاؤنگا ہاے وہ اُسکی بھولی بھولی باتین جب مجھے یاد آتی ہین تو دل مضطر پر کوئی جیسے چھُریان لگاتا ہی کسی صورت آرام نہین آتا ہی دل کو کوئی ہاتھون سے مسلتا ہی بانسون اُچھلتا ہی

نظم

جس طرح ہوگا شب فرقت بسر کر لینگے ہم — وہ تو کب آتے ہین تو بھی ای اجل آنا نہ آج
کھل گئی بے مایگی دل کے شگافِ زخم سے — قطرۂ خون جسکے تھے سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج
خواب کیسا رات بھر رویا کیا سُن سُنکے یار — قصۂ مرگ عدو سمجھا مرا افسانہ آج
گور رکس مین منتظر بیکار رکھا ہی کفن — اب نہ برا اے مرگ ہم سے ناز معشوقانہ آج
کل نگاہِ منتظر ڈوبی ہوئی تھی جام مین — پھرتی ہی آنکھون مین اپنی گردشِ پیمانہ آج
دشت مین کس شکل لیلی نے قدم رنجہ کیا — گھر بھلائے دیتی ہی دیکھیں یہ ویرانہ آج
قیس کا روز رہائی تھا سو پہنے ای جنون — جان کر فال زبون طوق گلو پہنا نہ آج

سیارہ نے شہزادے کو سمجھایا کہ حضور اگر ملکہ آپ سے راضی ہی تو کوئی اُسکو روک سکے گا آج کل مین وہ خود کوئی تدبیر ملنے کی پیدا کر کے آئیگی آپ اسقدر مضطر نہون مین جاتا ہون اور جرائے لاتا ہون یہ کہکر قنطورۂ زریفتی اور پیٹیا بہ سقرلاتی سے آراستہ ہو کر بانہاے عیاری جسم پر پیراستہ کر کے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور منزل مقصد کی راہ لی شہزادہ فرش خاک سے اُٹھکر خیمہ مین آیا اور پلنگڑی پر لیٹ کر درد مہاجرت سے کروٹین لینے لگا ہجر سے عشق کی کراہنا شروع کیا بیتاب ہو کر کہتا تھا کہ ابیات

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا — چھوڑا وفا کو اُسنے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے — آتے ہی آتے ہاے قیامت کو کیا ہوا
اُٹھ گئے گئے یا ایسی گئی دل سے ہمنشین — معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کی خجل کیا — ای چشم جوش شک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف — ای کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

حاصل کلام یہ ناکام تو یاد محبوب مین بیقرار ہی مگر اُس سیر سرپنجۂ قضا و تقدیر یعنی ملکہ دلگیر کو جب حنظل گرفتار کر کے لائی قلعہ مین اسلیے نہ گئی کہ اس آوارگی سے خرد و بزرگ آگاہ ہو گا سنگی ہوئی ہو لڑکی

بدنام ہو جائے گی غرض باغ مین لا کر سو بچایا اور ملکہ کو کئی طمانچے زور زور لگائے بغصہ پکاری **نظم**

بیٹی کی طرف کیا نظارہ
لٹوائی بہار باغ تو نے
جھلا کے کہا کہ خام پارہ
تھمتا نہین غصہ تھامنے سے
حرمت مین لگایا داغ تو نے
چل دور ہو میرے سامنے سے

سوگند کو بھی مارا اور کہا مالزادی تو نے میری لڑکی کو خراب کیا سوگند اور ملکہ اسوقت تو خاموش ہو رہین لیکن کچھ دیر کے بعد **خنظل** نے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ خیر آج تو مین طرح دیتی ہون درگذر کرتی ہون اب اگر تجھے کہین جاتے سنون گی حلال ہی کر ڈالون گی خبردار کبھی بھولے سے بھی ایسی حرکت نہ کرنا یہ کلام ترحم کے سنکر سوگند کو جواب دینے کی جسارت ہوئی اور رو کر **خنظل** کے پاؤن پر گری عرض کیا کہ پہلے حضور دو باتین میری سن لین پھر جو چاہین وہ کرین ہم آپکے بس مین ہین **خنظل** بولی کہ کیا کہتی ہے اُسنے کہا ہونیوالی بات بدنامی تقدیر مین لکھی ہو تو کوئی کیا کرے اور مین کمبخت ناشاد ملکہ سے کہتی تھی کہ حضور نچایئے میرا کہنا نہ مانا اپنے ساتھ مجھے بھی رسوا کیا سُنیئے حضور اصل بات یہ ہی کہ ملکہ جو سیر کو گیئن **قاسم** پوتا **حمزہ** کا صحرا مین صحبت آرا تھا اُسنے ملکہ کو اپنا برابر والا سمجھ کر منت شریک بزم کیا اور کہا اسمین عیب کچھ نہین کیا ایسا ہوتا نہین ہی کہ شاہ و شہریار باہم تپاک کرین اور ایک جگہ ملکر بیٹھین یہ کلام اسکا ملکہ نے پسند فرمایا اور جا کر مسند پر بیٹھین اُسنے شراب اپنے ہاتھ سے شہزادی سمجھ کر پلائی ناچ ملکہ دیکھا کین اسوقت ملکہ کے سر مین درد ہوا فرمایا کہ مین اب جا کر آرام کرونگی **قاسم** نے پھر براہ عجز کہا کہ یہین میرے پلنگ پر لیٹے لیٹے ناچ دیکھیے پھر چلی جایئے گا ملکہ نے جا کر تیغہ سحرکش پہلو مین رکھ لیا اور لیٹین لیٹتے ہی سو گیئن مین نامراد بھی پڑ رہی جگانا مناسب نجانا اودھر **قاسم** بھی ملکہ کے پاس جا لیٹا اور سو گیا اُسوقت آپ جا کر پہونچین اور گرفتار کر لایئن اور ننگے کھلے ہونے کو مین خود حامی ہون جوانی کی نیند سویا موا برابر ملکہ کا اسمین کچھ قصور نہین اُسوقت آپ کے کھینچنے سے تلوار وہی پہلو مین رکھی تھی **قاسم** نے بیدار ہو کر اُٹھائی اور نہین تو ملکہ نے اُسے نہین دی اگر رونے پیٹنے کو دونون کے کہو تو ملکہ کا ابھی سن کیا ہی رو کر روٹی مانگتی ہین مجھین کہ مان نے مجھے غیر مرد پاس دیکھا ہی اب مار ڈالین گی مارے ڈر کے اسی کی منتین کرنے لگین کہ شاید یہ بچالے اور اُدھر وہ یہ سمجھا کہ ملکہ کو نہین معلوم کون پکڑے لیے جاتا ہی اور یہ میری مہمان عزیز ہی اپنے دل مین کیا کہے گی کہ اس سے کچھ نہو سکا اس سبب سے وہ بھی جزع و فزع کرنے لگا اور اگر آپکو میری باتون کا اور کہنے کا یقین نہو تو ملاحظہ فرمایئے کہ ملکہ کا شیشۂ عصمت سنگ شرارت سے **قاسم** کے شکست نہین ہوا اور مسلمان حرام نہین کرتے اسی سے اُنکو خدا نے نوازا ہی یہ تقریر جب **خنظل** نے

سُنی ملکہ کو ہر طرح سے دیکھا بخوبی محفوظ پایا سوگند کے کہنے کا یقین آیا کہ بیشک جو اسنے بیان کیا ہی یہی کیفیت واقع مین گذری ہی ورنہ آگ اور خس ایک جا ہو تو ممکن نہین کہ نہ جلے اسوقت بظاہر تو غصہ کی نگاہ رکھی مگر ملکہ کو عتاب کرنے سے باز رہی اور چند عورتین اپنی جانب سے بہر حفاظت تعین کر کے چاہا کہ آپ قلعہ مین جائے پھر سوچی کہ کل جاؤنگی آج کے دن رہکر اسکا رنگ ڈھنگ دیکھ لون غرضکہ یہ بھی وہین فروکش ہوئی اور ملکہ اپنی جگہ پہنچی ہین مان سے علاحدہ پلنگ پر جاکر لیٹی لیکن نیند کیسی اور سونا کہان کا دل پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تھا تنہائی مین کلیجہ مُنھ کو آتا تھا مانند ماہی بے آب کے وہ گوہر غلطان قلزم محبت مین تڑپتی آہ سرد بھر کر یہ پڑھتی تھی کہ ابیات

دم تری لغت پوشیدہ کے بھرنیوالے
دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنیوالے

عشق مین جی سے گذرتے ہین گذرنیوالے
موت کی راہ نہین دیکھتے مرنیوالے

بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر
او مرے سوگ کے پردے مین سنورنیوالے

آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدہ وصل
آپ آتے ہی رہے مر گئے مرنیوالے

نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہی
دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنیوالے

جان دینے کو کہا اسنے تو ہنسکر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنیوالے

آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا
نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنیوالے

پھر بہار آئی ہی پھر ہمکو جنون ہوتا ہی
کیا دن آئے ہین فراغت سے گذرنیوالے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر
یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنیوالے

قصہ مختصر یہ سوختہ جگر تو ہجر مین بیقرار ہین لیکن سیارہ جو روانہ ہوا تھا راہ سے نابلد تھا رات کا وقت راہ بھی کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا راستہ بھولکر ایک بیابان وحشت افزا مین جا پڑا کہ باد سموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب وتپ وہانکی ابر بہاری کو پیاسا رکھکر جلاتی پیک تیز گام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پر راہ بھولتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طی نہ کر سکتا تھا پانون مین چھالا پڑتا تھا نہ گھاس اُس جگہ کبھی جمی تھی نہ کوئی چشمہ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا کہ ابیات

برستی تھی وہ آگ افلاک سے
اٹھتا تھا دھوان مرکز خاک سے

تنور فلک تھا بشدت طپان
ہوئین ذرہ ریگ چنگاریان

جہانتک نظر کرتی تھی کام وان
عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان

کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے
تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے

کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا — کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

سیارہ نے دل سے شکر خدا کیا کہ اگر دن کو اس صحرائے آتشین مین گذر ہوتا تو جانبری نہوتی اور جلد وہان سے سبکگام ہوا کہ صبح نہو جائے آخر بدقت تمام اُس بادیہ پرمخافت کو طی کیا اور مرغزار دلکشا مین پہونچا پانی چشمے سے پیا اور ٹھہر گیا کہ رات کو راہ نہ ملے گی دن ہولے تو چلون فی الجملہ بعد کچھ عرصے کے وہ زمانہ آیا کہ شاہد قمر چہرۂ شب شعاع آفتاب کی زنجیر مین گرفتار ہوئی اور عیارۂ خاور تلاش مین اُسکی راہ نورد ہوا کہ **نظم**

فلک تیغ مہر از میان بر کشید — شب تیرہ دامن از و در کشید
روان شد چو عیار شرق دیار — بہ صحرائے افلاک کردہ گذار

سیارہ نے نماز سحر پڑھکر آگے کا راستہ لیا کچھ دور چلا تھا کہ ایک آندھی بڑے جوش و خروش سے ظاہر ہوئی اور ایک ساحر تیرہ رو غدار کو سامنے سے آتے دیکھا سیارہ آپ بھی صورت ساحر کی بنا تھا اُس سے بڑھکر صاحب سلامت کی اور پوچھا کہ بھائی کہان چلے اُسنے کہا ملکہ حنظل کے پاس جاتا ہون اسلیے کہ نہ وہ اپنی لڑکی کی شادی کرتی ہے نہ جواب دیتی ہے اور لڑکی کو سُنا ہے کہ وہ سیر مین کرتی پھرتی ہے مین نے اپنے لڑکے کو بھی منگنی کرکے پھنسایا ہے آج فیصلہ کرلونگا یہ کلام جو سیارہ نے سُنے چاہا کہ اسکا کام تمام کرکے اُسکی صورت بنکر چلون اسی فکر مین اُسکے ساتھ ہوا لیکن کچھ دور چلکر وہ اُڑکر روانہ ہوگیا یہ ناچار پیچھے سے نیچے نیچے اُسکو دیکھتا ہوا چلا یہانتک کہ قلعۂ نرگس کوہ دکھائی دیا برج اُسکے نہایت مستحکم تھے بلندی حصار و سعت و سواد اعظم **بیت**

کسے ندیدہ فرازش مگر بہ چشم ضمیر — کسے نرفتہ نشیبش مگر بپائے گمان

اور اُس قلعہ فلک فرسا کے داہنے جانب ایک باغ رشک وہ باغ عدن پُر از نسرین و یاسمن بنا تھا وہ ساحر کہ نام اُسکا ظالم جادو ہے اُڑتا ہوا باغ کی طرف چلا اور سیارہ ٹھہر رہا جب وہ نزدیک باغ پہونچا بر در سحر ایک طائر سحر کو حنظل پاس بھیجا کہ میرے آنے سے اُسکو مطلع کرے طائر نے جاکر خبر دی حنظل سندھی کی آمد سنکر گھبرائی کس لیے کہ اگر وہ یہان آئے گا دختر میری اسی جگہ ہے محل خانے کا واسطہ ہے ایسا نہو کہ کچھ حال اُسکی بدچلنی کا سن لے اس باعث سے خود برسم تعظیم بیرون باغ آئی اور اثنائے راہ مین ظالم سے ملی باتین کرتی ہوئی اسکو اندر قلعہ کے لے گئی مقام بہتر پر بٹھایا شراب و کباب کی صلاح کی ناچ ہونے کا حکم دیا جلسہ جما بعد امورات کے سبب آنے کا پوچھا اُسنے کہا بیٹی تمھاری نوجوان گلی گلی ماری ماری پھرتی ہے اور تم شادی نہین کرتین آج ہان نہین کا مجھے

جواب دو خنظل یہ تقریر سنکر سمجھی کہ اسکو شاید ملکہ کی آوارگی کی خبر ہو گئی بس تڑق کر بولی کہ جو کوئی اسکو
بد کہتا ہو وہ جھک مارتا ہی یہی میری سیدھی بات تو کرنا جانتی نہین وہ نگوڑی یاری آشنائی کیا جانے اور
سنو صاحب جو تمھین شادی کرنا ہی تو وہ خرابون کی خراب ہی گون ہو تو کرو نہین ہین گلے تو لگاتی نہین کچھ
بگھلیان تو ہین نہین جو سڑی جاتی ہین جب تم لوگون نے میری دہلیز کی خاک لے ڈالی تب مین نے منگنی
کی اور اب یہ باتین ہین مگر اب بھی کچھ بندی کو ایسی پروا نہین یہ نہ سمجھنا کہ یہ میری لڑکی کو کوئی نہ پوچھے گا
اور نہ پوچھے تو بلا سے نہ پوچھے اسکو کسی بات کی کمی ہی یہ کہکر کوسنا شروع کیا کہ یا سامری جس طرح میری بچی
کو لوگون نے بدنام کیا ہی انکی کنواریون کے آگے آئے انکی بھی بڑی یوہین کھالی جائین غرض کہ ایسا کچھ
اسکو آڑے ہاتھون لیا کہ کچھ کہتے بن نہ پڑا اتنا تو کہا کہ مین کب کہتا ہون کہ ملکہ خراب ہی لیکن شادی کب
کرو گی اُسنے کہا کرونگی کیون نہین اسکا باپ شاہ افراسیاب کے پاس سے آئے تو تیاری کرون بچی
میری دو با جو تو ہے نہین سب ہی ارمان نکالنا ہین کنوار بھیل اُتارنا ہو گھبراؤ نہین مین خط اُسکے باپ
کو لکھتی ہون اور جلدی سامان کرتی ہون یہ گفتگو سنکر ظالم رخصت ہوا لیکن اُسنے روکا کہ آج کہان جاؤ
کل چلے جانا اور سامان دعوت مہیا کیا مگر ملکہ کی حفاظت کے لیے ایک ساحر کو مخفی جانب باغ بھیجا کہ
رات کو تحفظ بخوبی کرنا کہین جانے نہ دینا مین اُلجھی ہون مہمان کی خاطرداری مین ہون نہین خود چلتی
تو یہان سے جا اور خاصدان میرا لیجا اگر ملکہ پوچھین کہ کیون آئی ہو تو کہنا آپ کی مان نے گلوریان
بھیجی ہین یہ تاکید اُس کو نہو کہ میرا پہرا دینے یہ آئی ہین وہ ساحرہ خاصدان لیکر اُسکے کہنے سے روانہ
ہوئی جب قلعے کے باہر نکلی اس جگہ سیارہ ٹھہرا ہوا تھا ساحرہ کو جاتے دیکھکر قریب اُسکے گیا اور
پکارا کہ ہمارے میان ظالم جادو کیا کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ اپنی سمدھن سے باتین کر رہے ہین تم
بھی جاؤ کیا تم اُنکے ملازم ہو اُسنے کہا ہان اور کیا ہم تمھارے ساتھ چلین گے ساحرہ بولی کہ مین ملکہ پاس
باغ مین گلوریان لیے جاتی ہون اور وہین آج رہونگی میرا تمھارا ساتھ نہو گا سیارہ کو جب یہ حقیقت
معلوم ہو چکی باتین کرنے مین حباب بیہوشی ساحرہ کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اُسنے کپڑے
اُسکے اُتار کے اسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور اسکو خوب سا بیہوش کر کے غار مین ڈالدیا اور آپ
خاصدان لیکر سمت باغ چلا یہانتک کہ داخل گلزار ہوا دیکھا کہ یہ گلشن زینت بخش باغ عدن ہی
شاہد چمن پر عجیب جوبن ہی کہین سنبل سودا خیز ہی کسی جا شگوفہ شل نافہ ور عطر دان کے مشکبار اور عطر بیز
ہے نرگس مصروف نظر بازی ہی گلون کی بہار مین رونق تازی ہی دار لبست کا سلسلہ وار بند دست
ہی بوے گل سے بلبل شیدا مست ہی ہر سمت منتظم اور کار پرداز اس جگہ کی بہار ہی ردگل کا تو دو نہین

ہزار در ہزار اسی سبحان اللہ وبحمدہ نظم

بخوبی باغ چون خلد برین بود — درون خلد برین گل حور عین بود
سمن ساقی و نرگس جام در دست — بنفشہ بر خمار و سرخ گل مست
فگندہ سنبل تر زلف بر دوش — کشادہ باد نسرین را بنا گوش
نوای بلبل و آواز دراج — شکیب عاشقان را کردہ تاراج

سیارہ ہر سمت ملکہ کو تلاش کرتا چلا یہان کچھ کنیزین بھاگ کر بوقت گرفتاری ملکہ آیئن تھین اور ملکہ کی خطا جب معاف ہوئی تو انھین بھی امان ملی ہی اور کچھ عورتین ملازم حنظل کی موجود ہین وہ سب سیارہ کو دیکھکر بولین کہ ای زینت بزم جادو کہان آیئن اُسنے کہا بیبیو مین پان لیکر آئی ہون اور پاس جاکر چپکے سے کہا ملکہ نے تو خوب گل کھلایا ہی اُڑی اُڑی خاق بیٹھی انکا سُسرا یہ خبر سُنکر آیا ہی مجھے اُنکی مان نے یہین ٹھہرنے کو بھیجا ہی صاحبزادی ہین کہان ذرا مین تو دیکھون کہ اپنا کیا حال بنایا ہی اور مجھے بھی ڈر معلوم ہوتا ہی کہین میرے پہرے سے ذ نکل جائے جو میری ناک چوٹی کٹے سامری آبرو رکھین یہ تقریر سُنکر سب عورتون نے کہا ملکہ وہ سامنے بارہ دری مین پلنگ پر مردہ سی پڑی ہین بہن خوب ہوا جو تم آیئن ہم بھی ڈر رہے تھے کہ ایسا نہو کہین جائے تو ہمپر آفت آئے اب تم جانو تمھارا کام جانے ہم وہان جائینگے بھی نہین یہ کہکر سب کنارے ہوئین اور سیارہ اندر بارہ دری کے آیا اور آہستہ در کی آڑ مین ٹھہر کر جا بارہ ستون ملکہ کیا کہتی ہی دیکھا کہ سوگند پلنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھی ہی اور ملکہ اُس سے چپکے چپکے کہہ رہی ہی کہ کیون سوگند اسوقت قاسم کیا کرتے ہونگے اُسنے جواب دیا کہ آپ کی محبت کا دم بھرتے ہونگے ملکہ نے کہا نہین معلوم میرے بگڑ آنے کے بعد اُنکے دل پر کیا گذری ہوگی ہاے کوئی انھین تسکین دینے والا بھی نہوگا کہین ایسا تو نہو اپنی جان دے دین افسوس کسکو اُن تک بھیجون اور اُنکی خیر و عافیت منگواؤن یہ کہکر زار زار روئی اور یہ زبان پر لائی کہ غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے — آہین نکل رہی ہین دلِ بیقرار سے
واللہ رے طول اُدم دیدہ ہوے ہین کہ — آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے
کسوقت زلف یار کا ہمکو نہین خیال — فرصت کہان ہو سلسلۂ انتشار سے
بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین — کس کس کو ہو غبار ترے خاکسار سے
برآئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو — آننا گلہ رہا ہمین آغوش یار سے

ای جان آہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون	پھر غم نہین ہی کشمکش روزگار سے

سیارہ اس حال کو ملکہ کے دیکھکر گڑھا اور پانون کی آہٹ دی ملکہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور اسکو اپنے
جان کر چپ ہو رہی اور سوگند نے بھی اُدھر نظر کی اُس سے اشارے سے کہا کہ میرے پاس آؤ سوگند
گھبرائی کہ دیکھیے یہ کیا کہیگی مگر ناچاری اُٹھ آئی سیارہ اُسکو بارہ دری کے ایک کونے مین ہاتھ پکڑکے
لایا پہلے تو تمسخر کی راہ سے اسکو بوکھلایا کہ کیون ری تو نے خوب ملکہ کو بدراہ کیا یارون کے بغل مین
لیجا کر سلایا سوگند یہ بات سُنکر ڈر گئی اور لگی کانپنے اور قسمین کھائین کہ مین نہین جانتی کیسے یار
تم کیا کہتی ہو اُسنے کہا مین سب جانتی ہون پہلی رات کو تیغہ سحر کش دیگر ساحرون کو قتل کرایا
دوسری رات کو ساتھ سوئی سوگند یہ باتین سُنکر بہت خائف و لرزان ہوئی سیارہ نے کہا
اگر تو میرے گلے سے لگ جائے تو مین تجھے قاسم پاس لے چلون سوگند اُسکے گلے سے عورت جانکر
لپٹی اُسنے خوب لپٹایا پیار کیا سوگند نے کہا بتاؤ کیونکر ہمین لیچلوگی اُسوقت اُسنے کہا مین سیارہ
ہون سوگند جھجھک کر تیوریان چڑھا کر بُرا بھلا کہتی آغوش سے تڑپ کر نکلی اور جاکر ملکہ پاس چپکی
بیٹھ رہی شہزادی نے پوچھا کہ کیا تھا کہان گئی تھی اُسنے کہا میری بلا جانے موے آسیب کی خاصیت
رکھتے ہین جہان دیکھو وہان موجود شہزادی نے کہا ارے کون ہی کیا بکتی ہی سوگند بولی وہی
موا تانتیا عیار ہی قاسم کا اور کون ہی یہ سننا تھا کہ ملکہ اُٹھ کر دوڑی اور ادھر سے سیارہ نے بڑھکر
تسلیم کی اور ایک گلوری بیہوشی ملا کر ملکہ کو دی کہ شہزادے نے آپ کو بھیجی ہی لیکر بہزاران
اشتیاق کھائی کھاتے ہی بیہوش ہو گئی سوگند نے کہا ارے موئے یہ تو نے کیا کیا سیارہ نے
چپکے سے کہا مین ملکہ کو پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہون تمھین چاہیے کہ سحر ایسا کرو کہ جتنی عورتین باغ
مین ہین سب بیہوش ہو جائین اور تم بھی آکر ہمارے ساتھ چلو سوگند نے یہ سُنتے ہی سحر پڑھکر دستک دی
کہ جو ساکن باغ تھے وہ بیہوش ہو گئے کیونکہ وہ لوگ یہ تو جانتے نہ تھے کہ ہمپر کوئی سحر کرے گا عین
غفلت مین بیہوش ہوئے سیارہ پشتارہ ملکہ کا باندھکر پیٹھ پر لاد کر راہی ہوا سوگند بزور سحر
اُڑکر چلی دونون باغ سے باہر نکلے اور سوگند رہبری کرتی ہوئی آگے آگے چلی اب کی وہ راہ نہ ملی
جدھر صحراے ہولناک تھا بلکہ پہر بھر کے عرصہ مین وہ مقام آگیا جہان قاسم انتظار جانان مین پلنگ
پر پڑا تڑپ رہا ہی کہ سیارہ نے پشتارہ ملکہ کا علاحدہ رکھکر سوگند سے کہا تم ملکہ کو ہوشیار کرو اور آپ
پاس شہزادے کے آیا قاسم نے جو اُسکی صورت دیکھی اُٹھ بیٹھا اور بے اختیار اس سے
مستفسر ہوا کہ رباعی

قاصد پیام کچھ سنا یا نہ گیا — یا خوف سے اسکے پاس جایا نہ گیا — اک بات بنا کے یون ہی مجکو تا صبح

بہلا ئے کھو گیا پیام لائے کہان گئے تھے کیا کر آئے سیارہ نے کہا جو کچھ ہنے کیا ہوگا — چین کیا نہ کوئی آیا نہ گیا

وہ آپ ہی ظہور مین آئیگا اور اُسنے یکایک خبر عشرت بیان کرنا مناسب نجانا اس سبب سے شہزادے کو باتون مین لگایا ادھر سوگند نے ملکہ کو ہوشیار کر کے مژدہ دیا کہ مبارک ہو سیارہ جو گیا تھا وہ آپ کو پاس شہزادے کے لایا ہی ملکہ شکر کنان شادان و فرحان خیمے مین آئی قاسم نے جو اپنے مطلوب کو آتے دیکھا بیتا بانہ یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز ٭ چہ شکر گومیت اے کارساز بندہ نواز ٭ آخر آغوش محبت مین لیکر مسند پر لا کر بٹھایا اور رنج مفارقت کو یاد کر کے گوہر اشک باہم ایک نے دوسرے پر نثار کیے ملکہ نے کہا اے مایۂ راحت و آرام بغیر تیرے جو احوال مجھ ناکام پر گذرا الغیاث نظم

درد ہجران کشیدہ ام کہ مپرس — زہر ہجران چشیدہ ام کہ مپرس — آن چنان در ہوائے خاک درش
میرود آب دیدہ ام کہ مپرس — بے تو در کلبۂ گدائی خویش — رنجہائے کشیدہ ام کہ مپرس

قاسم نے یہ کلام درد التیام سنکر جواب دیا کہ **فرد**

تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم — مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھپر گذری

شرح ایام درد فراق کون کر سکتا ہی وہی یہ حال جانتا ہی جو کسی پر مرتا ہی اب ہنسی خوشی کی باتین کرو اس رنج جانکاہ کو دل سے بھلا دو یہ کہکر حکم کیا کہ ابیات

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست — ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
معنی آب زندگی و روضۂ ارم — جز طرف جوئبار می خوشگوار چیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار — کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
سہو و خطائے بندہ چو گیرند اعتبار — معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

حسب الطلب شہزادۂ عالی مقام ساقی و بادہ و جام ایکجا ہوے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن اس خبر کو چند مخبرون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شاہزادی نرگس کوہ کی ملکہ نرگسی چشم دام محبت مین شاہزادہ قاسم کے آکر مسلمان ہوئی امیر نے سب کیفیت سنکر ارشاد کیا کہ اول سے اگر یہ حال ظاہر ہوتا تو قاسم کو ممانعت کی جاتی کہ برائے ناموس مین رخنہ پردازی اچھی نہین مگر اب شاہزادی نے آکر اسلام مین پناہ لی ہی خطر مروت سے دور ہی کہ پھر اُسے ساحرون کے حوالے کر دیا جائے تا کہ دین جدید سے اُسکو پھیرین پس یہان سے ایک سو اکیس کشتی زیور الماس کی ملکہ کے لیے بھیجی جائے اور جملہ اسباب عیش و آرام

مہیا کر دیا جائے چنانچہ بنابر ارشاد مقبل وفادار کشتیان زیور کی اور چنگیر جوڑے جاندی سونے کے اور بہت سا اسباب راحت لیکر خدمت شاہزادے مین آیا اسباب پیشکش کیا امیر کی جانب سے دعا کہی قاسم نے خلعت دیا یہ تو رخصت ہوکر چلا آیا اور قاسم و ملکہ اور سیارہ و سوگند مشغول عشرت ہوے اختلاط ہونے لگا طالبان یکدیگر باہم بغلگیر ہوے اور فرط عشرت سے زبان پر جاری تھا کہ نظم

ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت
دردہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم
عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

در تاب تو بہ چند توان سوخت ہمچو عود
مے دہ کہ عمر در سر سودای خام رفت

مستم کن آنچنان کہ ندانم ز بیخودی
در عرصہ خیال کہ آمد کدام رفت

زاہد تو دان و خلوت و تنہائی و نیاز
عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

الحاصل یہ تو اس طرح کا جلسہ جاے مصروف انبساط وارتباط ہین مگر جس عورت کو کہ سیارہ بیہوش کرکے چھوڑ آیا تھا اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر بہزار خرابی باغ مین ملکہ کے آئی اور کسی کنیز سے کپڑے مانگ کر پہنے اور پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون نے کہا کہ بارہ دری مین تھین وہین جاکر دیکھو اُسنے وہان جاکر دیکھا کسی کو نہ پایا ہر جگہ کونا کونا باغ کا ڈھونڈھا کہین سراغ اس زلیخا منش کا نہ پایا معلوم کیا کہ تلاش مین اپنے عزیز مصر کے گھر سے نکل گئی اور مجکو جو بیہوش کر گیا وہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار تھا آخر نالان وگریان چند کنیز اور وہ ساحرہ سامنے خنظل کے گئین اور بیساختہ کہ گذرین کہ حضور ملکہ بھاگ گئین کہین اسکا پتا نہین ہے خنظل سدھی کے سامنے اس خبر کو سُنکر چپ ہو گئی رنگ چہرے کا زرد ہو گیا کاٹو تو خون نہین ہزار ون گھڑے پانی پڑگیا مگر کرتی کیا سر جھکا کر رونے لگی ظالم نے کہا انھین دلون کو مین چھینکتا تھا کیون دیکھا خیر اب تھین کیا کہون اُس گیسو بریدہ کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر زور سحر سے پرواز کرکے بغضب تمام روانہ ہوا اور قلعہ سے نکلکر کوہ و دشت کو دیکھتا چلا کہین پتا جب نہ ملا دل سے سوچا کہ سواے لشکر حمزہ کے اور کہین نہ ہوگی یہ سوچکر اُسی جانب آیا یہان لشکر اسلام مین بھی ملکہ کو دیکھا اور آگے بڑھا پانچ کوس پرآگے بیچ جنگل مین ایک میدان بہ از باغ ارم دیکھا اور لب نہر مسند پر ایک جوان رعنا حور شمائل کو بیٹھے پایا اور ملکہ کو سر اُسکے زانو پر رکھے لیٹے دیکھا آتش غضب مین یہ ناری جل گیا اور بجلی کی طرح تڑپ کر گرا نعرہ کیا کہ منم ظالم جادو یہ سُنکر سوگند پکاری کہ اے شہریار خبردار ہوجیے قاسم بزم مسرت مین بیٹھا تھا اسوجہ سے ہتھیار صندلی پر رکھے تھے اُسنے اُٹھکر تیغہ سحر کش اُٹھایا مگر اتنے عرصہ مین ملکہ کو نیچے مین دابکر ہو گئے

آسمان ہوا ملکہ نے شور واویلا بلند کیا اور قاسم تیغہ لیے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا مگر کیا ہوسکتا تھا یہ جادو جادو راہی ہوا اور قاسم بیہوش ہوکر گر پڑا سیارہ نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو وہی بلبلانا شور مچانا اور نعرہ وآہ مارنا بار بار اضطرابی دل سے یہ لب پر لانا کہ رباعی

غم اب تو ملا بجائے آرام ہمین
آتے نہین خواب مین بھی وہ لوگ نظر
اک لحظہ نہین ہو ہائے آرام ہمین
دیکھے سے جنھون کے آئے آرام ہمین

سیارہ شہزادے کا گو کہ عیار ہو مگر لنگوٹیا یار ہو جس شہزادی سے انکے باپ پیدا ہوے ہین اسکی وزیرزادی سے پیدا ہوا ہو جس طرح عمرو امیر سے ہنستا ہو برا بھلا کہہ لیتا ہو اسی طرح یہ بھی شہزادے سے کیا بلکہ انکے باپ سے گستاخ ہو اسوقت بیکسی پر ملکہ اور شہزادے کے دل تو اسکا جلا مگر غفلت پر انکی اسکو غصہ آیا گویا ہوا کہ بس دیکھی بہادری آپ کی یہی دعوئے شجاعت تھا تیغہ لیتے ہی رہے اُٹھا یا نہ گیا بہت بھاری تھا اسوقت رانڈ دون کی طرح ٹسوے گھلانا اوئی اللہ کہکر سر پر ہاتھ دھر کر رونا آتا ہو دس سے وہ بیچاری عورت ابھی تھی جو جان بچکر تین بار چلی آئی جاؤ میان تمسے کچھ نہو سکے گا یہ ظالم جادو اُسکا شسرا ہو جاتے ہی ملکہ کو اپنے بیٹے پاس لیجائیگا کچھ عشقبازی دل لگی نہین ہو کہ مصرعہ عشقبازی نام سربازی کا ہو ÷ قاسم کو اسکی باتون سے غضب طاری ہوا اور فرمایا انشاء اللہ نرگس کوہ مین گھسکر ایسی تلوارین بادونگا کہ یہ ساحران غدار یاد ہی تو کرینگے دریاے خون بہادونگا گھوڑا میرا جلد حاضر کر سیارہ طعنے دینے کو آندھی تھا اب بربادی کا جو شہزادے کی خیال آیا عرض رسا ہوا کہ آپ ٹھہرئیے مین جاتا ہون قاسم نے کہا اب ٹھہرنا کجا کہ بیت

عاشق سے بھی ہوتا ہو کہین صبر و تحمل
وہ کام تو کہتا ہو جو آتا نہین مجکو

ناچار سیارہ نے اتنا تو کیا کہ جھپٹ کر سرداران قاسم کو اطلاع دی وہ سب خدمت مین شہزادے کے آئے سمجھانے لگے کہ حضور تامل فرمائین ہم لوگ جاتے ہین اور شہزادی کو لاتے ہین قاسم نے ایک کا کہنا نہ مانا اور رہگب پر سوار ہوا کہ نظم

بہالا صنو بر بر رخ آفتاب
ندیدہ کسے پشت او روز جنگ
بباز و کمان بر زدہ تیر چند
بہ برجستگی مطلع انتخاب
حمائل یکے تیغ مصری کزو
بہ بند و کمر رستم دیو بند
بہ ختلی پلنگ و بدریا نہنگ
پر از زہر غم جام عمر عدو
بدست عنان و سنان بجنگ
رجز خوان وان گشت بر عزم جنگ

پھر تو جلد جلد تمام سرداران ذی احترام سوار ہوے اور لشکر قاسم مین وردی پلٹنون رسالون کی بھی کمر بندی ہوئی سات لاکھ فوج نے کوچ کیا زمین دہلنے لگی غبار

دشت سے ایک نیا آسمان عدو پر ستم کرنے کو پیدا ہوگیا طبل و نقارے کڑکڑائے بہادرون نے گھوڑے اُٹھائے آن واحد مین قریب شہزادے کے آگئے اور ہمراہی مین چلے قاسم نے کہا اتنا بڑا لشکر ایک قلعہ پر لیجانا اچھا نہین تم سب یہین ٹھہرو جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی آخر لشکر تو مایوس ہوکر پھر گیا لیکن سردارون نے ساتھ نہ چھوڑا کئی ہزار آدمی ہمراہ رہا اس ہل چل کی صدا گوش حق نیوش امیر مین پہونچی اہلکارون سے پوچھا یہ غل کیسا ہی انھون نے سارا ماجرا مفصل عرض کردیا امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے قاسم جاہل مزاج ہی اور ساحرون کا سامنا ہی وہ جاکر جان دے دیگا مقبل تو چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر پیچھے جا لیکن اتنی دور رہ کہ قاسم یہ نجانے کہ میری مدد کو دادا نے بھیجا ہی نہین تو وہ تجھی سے لڑنے لگے گا یہ سنتے ہی مقبل بیرون بارگاہ آیا اور نفیر جنگی بجائی چالیس ہزار کا لشکر فی الفور تیار ہوا اور اس ماہ انجم سپہر صاحبقرانی کے پیچھے مثل ستارون کے چلا عجب کر و فر یہ عسکر نصرت اثر رکھتا تھا نظم

ہوا اس شان و شوکت سے روانہ
پئے تنبیہ مردود زمانہ
وہ سب فوج دلاور اُسکے تھے ہمراہ
کہ جوشن اُنکے تھے ابر اور وہ ماہ
جو ہین نقارے پر ڈنکا لگایا
قدم کہسار کا لغزش مین آیا
نقیبون کی صدا تھی نالۂ صور
زمین سے استقامت ہوگئی دور
سراپا غرق آہن سارا لشکر
عیان مردانگی کے اُس سے جوہر
وہ گھوڑی فال خوش جنگی سواری
سبک مثل صورت باد بہاری
خجل رفتار سے آہوے مشکین
دل نافہ ایال اُنکے سے خونین
وہ تیغ تیز گردن مین حمائل
کہ جس سے وہم کا خونین ہوا دل
وہ لشکر تھا کہ بحر بیکران تھا
بلند و پست صحرا پر روان تھا

فی الجملہ عقب شاہزادہ نصرت قسیم یہ لشکر روانہ تھا اور شاہزادہ کی رکاب سیارہ تھا بنے سوگند زود سحر گرڑتی ہوئی رہبری کرتی چلی اور قاسم نہایت اضطراب سے یاد محبوب مین یہ کہتا جاتا تھا نظم

خیال روی تو در ہر طریق ہمرہ ماست
نسیم موے تو پیوند جان آگہ ماست
اگر بزلف دراز تو دست ما نرسید
گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست
بحاجب در خلوت سراے خاص بگو
فلان ز گوشہ نشینان خاک درگہ ماست

اسی طرح یہ تورہ نورد بیابان فراق ہین لیکن ظالم نے اسیر سلاسل الفت ملکہ پرحسرت کو قلعہ مین پہونچایا خنظل شرمندہ ندامت زدہ برج قلعہ پر کھڑی چشم براہ انتظار تھی جب ظالم آیا اُسے دور سے دیکھ بن بن بڑا دوڑ کر سیدھی پانون پر گری اور کہا بھائی تمنے میری آبرو رکھ لی اب اپنے دامن مین مجھے چھپا لو تمھاری امانت ہی اسی وقت اس نامراد کا گلا گھونٹ دو سامری کی قسم مین اُف نہ کرونگی

مجھے آہ نہ آئیگی یہ کہکر ملکہ کو دو تین تھپڑ مار کر ایک زنجیر طلائی منگا کر پانون مین پنہائی اور بغصہ عتاب خطاب کیا کہ اے مردار جو تو پرائے گھر کی ہوتی اور میرا اختیار رہتا تو پیسے پر رکھکر بوٹیان کاٹتی اور چیل کوون کو بانٹتی یہ کہکر حکم کیا کہ ایوان شاہی مین جو پائین باغ ہے وہان لے جاکر اسکو قید کرو ملازم ملکہ کو لیکے اور کئی جادوگرنیان واسطے نگہبانی کے مقرر ہوئین یہ تو قید ہوئی اور ظالم کو باعزاز تمام برج قلعہ پر بٹھایا اس عرصہ مین یوسف مصر افلاک زندان خانہ مغرب مین مقید ہوا اور زلیخاے شب نے سواد دیدۂ اشک شبنم گرانا شروع کیا کہ ابیات

نشستہ ملکہ بیدل خموش ہمچو عروس	بروی منفعل و سینہ چاک و دل مایوس
بنا ز زلف کشیدند شانہ از مژگان	سرشک دیدہ بجاے گلاب شد افشان
بدیدہ اش بکشیدند سرمہ از تف آہ	کہ روزگار بچشمش شدہ زیادہ سیاہ

ملکہ اس شب ہجران مین یار غمخوار سے جدا اسیر سلسلۂ زلف دوتا بحسرت و یاس روکر یہ خطاب فلک ظلم اساس سے کرتی تھی کہ اے جفا پسند یہ کیا تو نے کیا جو مجھ ناکام و بخت نافرجام کو دوست دلنواز سے جدا کیا رحم نہ اصلا کیا اپنا حال زار کسکو دکھاؤن اور کس سے اسکی خبر منگاؤن سی طرح اشک خونین دیدۂ خونبار سے گرانا اور بیقرار ہو کر لب پر لانا کہ نظم

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار منست	از پے دیدن او دادن جان کار منست
بندۂ طالع خویشم کہ درین قحط وفا	عشق آن بوے کہ سرمست خریدار منست
شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود	نرگس او کہ طبیب دل بیمار منست

رات کو خنظل نے آکر جو بیٹی کا حال دیکھا محبت مادری سے کلیجہ منھ کو آیا سمجھانے لگی کہ مثنوی

سمجھانے لگی کہ مرتی ہے کیون	ترک خور و خواب کرتی ہے کیون	ثابت تجھے اثر ستارے کا ہے
اس چاند کو کیا گہن لگا ہے	صورت تری زار ہو گئی ہے	گل ہوکے تو خار ہو گئی ہے
رحم اپنی جوانی پر ذرا کر	منھ دیکھ تو آئینہ منگا کر	ہے ہے تری عقل کسنے کھوئی
ناجنس کو چاہتا ہے کوئی	محبوس کیا ہے تجکو ہر چند	توبہ کا در کیا نہین بند
بھولے سے بھی کر نہ یاد قاسم	پھر گھر وہی تو وہی وہی ہم	سمجھانے سے تھا ہمین سروکار
اب مان نہ مان تو ہے مختار	تو قید جفا مین ہے کہ ہم ہین	تو دام بلا مین ہے کہ ہم ہین
تم راہ نہین کہ ساتھ دیجے	دکھ بوجھ نہین کہ بانٹ لیجے	جھنجھلائی وہ خستہ دل کہ بس ہین
تم ایک کہو گی گر تو مین سو	رنجور جو ہون تو مین تمھین کیا	مجبور جو ہون تو مین تمھین کیا

مانا مری حالت اب روی ہی
تم کیا ہو ہزار مین کھون مین
کچھ روگ جو در پئے خلش ہو
اس باغ کی اور ہی ہوا ہی

بہتر ہی وا ہی جو کچھ بدی ہی
سوچی کہ وہ یہ سنین مجھتی
وریان کے لیے دوا دوش ہو

بلبل اسی رشک گل کی ہو تن مین
ہی بلکہ برنگ زلف آ مجھتی
بیماری عشق لا دوا ہے

خستہ ناچار برج قلعہ پر چلی گئی اور اسی اندوہ و تعب مین ماتم کدۂ سپہر پر ماہ شب افروز کے گم ہونے کا ماتم برپا ہوا اور گریبان سحر چاک ہوا خورشید با رخ زرد بہر جستجو سرگرم تگاپو تھا کہ نظم

وہ شب بلا ری اندوہ و غم مین کٹی
رہی صورت آنکھون مین جو یار کی

گھڑی جو کٹی سو الم مین کٹی
ہوئی یاد مین صبح رخسار کی

صبحدم ملکہ نسیم سحری سے خطاب کرنے لگی اور پیام یار کو دینے لگی بیتا بیان کرتی تھی اور بان اسکی برج قلعہ پر مع ظالم کے بیٹھی تھی کہ یکایک سامنے سے گرد اڑی اور لشکر کے سردار قاسم کے کئی ہزار نمایان ہوئے سب کے بیچ مین شہزادہ گھوڑا اڑائے زیر قلعہ آکر پہونچے کیونکہ شہزادہ راتون رات یلغار کرتا آیا ہی کہین ٹھہرا نہین صبح کو قریب قلعہ جب پہونچا دلاورون نے باجا بجایا اور نعرۂ انا مبارز بلند کیا ظالم نے کہا دیکھو آخر وہ مفسد یہان بھی آیا لیکن مین اسے زندہ کب چھوڑتا ہون یہ کہکر حکم کیا کہ فوج قلعہ کی تیار ہو کر باہر نکلے ساحرون نے جلد جلد کمر باندھی اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوے ترہیان پھنکین پل تختہ قلعہ کا اٹھوا لیا فیلبند دروازہ کھلا اور لشکر ساحرون کا باہر نکلا ظالم اژدر شعلہ فشان پر آگے آگے اور پیچھے کئی ہزار ساحران غدار بڑے جوش و خروش کے سے مقابلے مین شہزادے عالی تبار کے آئے کہ نظم

رجز خوان بنا ورد گر رو نمود
دو کوہ دما و ند برپاے گشت
ز سوے دگر قاسم نامور
نبرد آزمود ند از نیزہ ہا
بنا نیزہ در خاک محکم نمود
حرامے نیا ئی بمیدان من

بسے خویشتن را بمردی ستود
ز کینہ ظالم کمین ساختہ
بمیدان چو تیز زبان جلوہ گر
عدو را چو سرگرم پیکار دید
زبان را بدشنام ظالم کشود
گرفتم ترا روسے نادر و غنست

کشید ند صف سرفرازان بدشت
بخون یلان خنجر افراختہ
سخن مختصر ہر دو جنگ آزما
کہ قاسم حسام از میان برکشید
خرد شید کاے کینہ جو اہرمن
بیکے ہم درین انجمن مرد نیست

نعرۂ شہزادۂ دلاور لشکر ظالم میدان مین رعد آسا گرجتا ہوا آیا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا کبھی کبھی سمت فلک سے آگ برسی اور کبھی تیر کا باران برسا غرض سو طرح کی آفت آئی تیغہ سحر کے سبب شہزادہ

پر کچھ تاثیر نہوئی اور شہزادہ نے تیغہ بلند کرکے کمر کو تیلا کر سر پر ہاتھ مارا پھر تو نظم

کہ قاسم چو بازو برافراخت چست	ظفر از خدا بر بداندیش جست	بزد بر سرش تیغ و گفت ای دلیر
زمین رزم جنگ آوران یادگیر	سپہ دل بزیر سپر غدر نہان	بلا بر سرش آمد از آسمان
سخن مختصر با سپہر خیار	دو دستش کرد آنگاہ نمود چار	ایک ہاتھ مین سر اڑ دیے

اور ظالم کے چار ٹکڑے ہوے شور عظیم اسکے پیرون نے مچایا آندھیان آئین آگ برسی اور فوج ساحران لینا لینا کہکر شہزادے پر آگری ادھر سے بھی غازیون نے گھوڑے اٹھائے اور زد و کشت کی نوبت آئی تہلکہ عظیم پڑ گیا کہ ابیات

دو لشکر بہم تیغ کین آختند	روان سیل خون بر زمین ساختند	بشمشیر اسلامیان بہن دشت
زخون ہم سر بحر زخار گشت	چو تیغے کہ آن راز تابندہ برق	کس از ہبر و برنا نمیکرد فرق

لشکریان شہزادہ سحر سے مجبور تھے لیکن جنگاہ سے کب دور تھے مرتے تھے مگر گھس پڑتے تھے یہ حال جو سوگند نے دیکھا کہ فوج شہزادے کی سحر سے ہلاک ہوتی ہے آپ درہ کوہ مین گئی اور سحر کرنے لگی لشکر عدو پر تیر برسنے لگے یہ سب کیفیت فصیل قلعہ پر سے ملکہ خنظل نے دیکھی کہ میرے لشکر پر تیر برس رہے ہین اسطرلاب جادو اپنی رفیق سے گویا ہوئی کہ مسلمان ساحر زیر دست ہوتے ہین میرے لشکر پر پیکان گر رہے ہین تو یہانسے جا اور کسی طرح ایسا سحر کر کہ تیغہ سحر کش ہاتھ آجاے یہ تقریر سنکر اسطرلاب اڑی اور بہت بلند ہوکر پتھر یہ سنگدل برسانے لگی سوگند نے پتھر برستے دیکھکر ہر طرف دیکھا کہ یہ کون سحر کر رہا ہے معلوم ہوا کہ اسطرلاب ہے پس یہ بھی اڑی اور غافل اسکو پاکر پشت پر جاکر ایک ناریل سحر کا مارا کہ اسکے سینے سے نکل گیا وہ مرکز زمین پر گری صداے شور شور برپا ہوئی اتفاق سے ملکہ حسامہ دایہ نے سوگند کو جو قتل کرتے دیکھا بغضب تمام اسکی جاکر ہمسر ہوئی اور سوگند کو پکڑ کر درہ کوہ مین چاہا کہ سر کاٹ کر پاس خنظل کے لیجاؤن کیونکہ اگر زندہ لیجاؤنگی تو ملکہ نرگسی چشم اسکو قتل نہونے دیگی غرضکہ یہ قتل کیا چاہتی تھی کہ سیارہ نے دیکھا سحر سے سوگند کے تیر برستے تھے اب نہین برستے معلوم ہوا کہ وہ کسی آفت مین پھنسی یہ سوچکر صورت اپنی ملکہ خنظل کی ایسی بنائی اور جہان کوہستان مین سوگند تھی وہان آیا حسامہ کو خنجر بکف آمادہ اسکے قتل پر پایا پکارا دایہ صاحب آپ نے بڑا کام کیا جو اس غیبانی کو پکڑ لائین حسامہ نے جو یہ صدا سنی اور خنظل کو اپنا ثنا خوان پایا شرط تعظیم بجالائی اور سیارہ نے اسکے قریب پہونچکر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی سر نجس اسکا تن سے فی الفور جدا کیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا

سوگند نے حسامہ کو یہ ہنگامہ جو خنظل نے دیکھا فوراً نفیر بجائی کہ لشکر اندر قلعے کے چلا آئے ساحرون نے صدائے نفیر جو سُنی سمجھے کہ خنظل لڑنے سے منع کرتی ہی یہ معلوم کرکے سب اُڑ کر اندر قلعے کے گئے اور در قلعہ بند کر لیا قاسم نے جب میدان صاف دیکھا فرمایا آج تو دن تمام ہو چکا ہی کل قلعہ پر حملہ کرونگا یہ فرما کر اُسی جگہ خیمہ استادہ کراکر قلعہ کو محصور کر کے اُترا مگر دل سے خیال کیا سب کچھ کشت و خون وغیرہ ہوا لیکن دلدار کا پتانہ ملا یہ سوچکر بیقرار بیان کرنے لگا رُباعی

	تو کیا کہوں کس طرح کٹی ہین راتین یاد آتی ہین جب وہ پیاری پیاری باتین		ملنے کی جو اُسکے سوچتا ہون گھاتین حیران اِدھر اُدھر تڑاپکتا ہون

اسی بیتابی مین سیارہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ اب کام ہمارا تمام ہی اُسنے عرض کیا عشق کا یہی انجام ہی مرجایئےگا تو نام عشق مین کرجایئےگا قاسم نے کہا یار بھی ہمسے جدا ہی اور اجل بھی ہمسے خفا ہی اب شب فراق ڈرانے کو آتی ہی چشم سیارگان سلے آنکھین دکھاتی ہی سیارہ نے حال ابتر شہزادے کا دیکھکر رحم کھایا اور جتنا دن باقی تھا میٹھا سمجھایا کیا جس وقت کہ مہر زرین علم سیر عالم کر کے کلبۂ احزان مغرب مین جاکر ماتم نشین ہوا اور ماہتاب جگر داغدار لیکر عارض صبح شاہد سحر کے تمنائے دیدار مین پھرنے لگا نظم

	ای ہی چہ گریہ رنگ گل نار میگریست خون آسمان بدامن کہسار میگریست نرگس بحالت دل بیمار میگریست		دیدم بوقت شام شفق زار میگریست بارید بسکہ تیر بلا در شب فراق سوسن کبود کردہ سر رخت خویش آہ

سیارہ بانے عیاری کے پہنکر قلعے کی سمت چلا اور در قلعہ پر پہونچکر ٹھہرا کہ کیونکر اندر قلعہ کے جاؤن یہ تو یہان کھڑا ہی مگر خنظل کو حسامہ دائی کے مرنے کا بڑا رنج ہوا ہی اُسنے اپنے سر کے بال کھولکر پریشان کر کے جھٹکے ایک سیاہی بالون سے پیدا ہوئی اور لوٹ کر پرچھائین آدمی کی بنی اُسکو کالی بلا سے کہا جاکر سیارہ عیار کو لشکر قاسم سے پکڑ لا وہ بلائے سیاہ حسب الحکم روانہ ہوئی اور لشکر شہزادہ مین آکر ہر سمت تجسس کر کے پھر گئی کیونکہ سیارہ تو وہان سے آکر بشکل ساحر در قلعہ پر ٹھہرا ہی اسے کیونکر ملتا اُسنے خنظل پاس آکر کہا کہ مین نے سب جگہ اُس عیار کو ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا شاید لشکر حمزہ کی طرف گیا ہو خنظل یہ کلام سنکر مایوس ہوئی اور اشارہ کیا کہ وہ پرچھائین بالون مین اُسکے جاکر غائب ہوگئی اُسوقت آفت جادو نام ایک رفیق نے عرض کیا کہ اے ملکہ آپ سوچتی کیا ہین اپنے شوہر زنار دگن پاس کسی کو طلسم ہوشربا مین بھیجیے اور اس حال کی اطلاع

اطلاع کیجیے یہ لڑائی مسلمانون کی بڑی سخت جنگ ہو یہ لوگ نہ جادو کو مانتے ہین نہ کسی کو اپنے نزدیک
زبردست جانتے ہین ترک فلک سے مقابلہ کرنے والے ہین ہوا سے لڑنے والے ہین خنظل بولی
سچ کہتی ہو اور پھر اپنے بالون کو پریشان کیا وہی سیاہی دوبارہ پیدا ہوئی اُس بس کی گانٹھ سے
حکم کیا کہ باغ آسیب مین زنار کے پاس جا کر سب کیفیت یہان کی بیان کر کہنا کہ جلد چلو گھر سارا برباد
ہوا عورت ذات اکیلی مین ہون مجھ سے کیا ہو سکتا ہو لیکن سب حال اس طرح نہ کہنا کہ دربار والے
شاہ دوران کے سُنین اور شوہر میرا ذلیل ہو اُنھین الگ بلا کر چپکے سے کہنا اس حکم کو سُنکر وہ پرچھائین
راہی ہوئی خنظل اسکو بھیجکر قلعے کا انتظام کرنے لگی سیارہ در قلعہ پر کھڑا دعائین کر رہا تھا کہ الٰہی
مجکو اندر کسی طرح جانا ملے اتفاق سے ایک محلدار کہ قلعے کے باہر اُسکا گھر تھا کئی روز پیشتر اس
جنگ کے رخصت لیکر اپنے مکان مین آئی تھی اُسنے جو قلعے پر لڑائی ہوتے سُنی خیال کیا اگر مین
نہ جاؤن گی نمک حرام کہلاؤنگی ایسے وقت مین شریک ہونا لازم ہی یہ سوچکر روانہ ہوئی جب قریب
قلعے کے پہونچی پکاری کوئی یہان ہی سیارہ جو ساحر بنا کھڑا تھا حاضر ہو کر سامنے آیا اُسنے کہا
دروازہ کھلواؤ سیارہ نے بڑھ کر پکارا کہ بی محلدار صاحب آئی ہین دروازہ کھولو ساحر جو پہرے
پر تعین تھے انھون نے پھاٹک کی کھڑکی کھولدی سیارہ پہلے آپ کھڑکی سے اندر آیا پھر محلدار
سے کہا آئیے وہ بھی اندر آئی دربان سمجھے کہ یہ ساحر محلدار کے ساتھ ہی اور محلدار سمجھی کہ یہ بھی کوئی
ملازم خنظل ہی الحاصل جب اندر شہر کے آئے گو کہ رات کا وقت تھا لیکن کمال حسن خیز اور زر ریز شہر
دیکھا حسینان دہر اکٹھا تھے دکانین آباد روشن چراغان تھے سڑکین پختہ اور ہموار بنی تھین کہ کہکشان
فلک کو شرماتی تھین سیارہ محلدار کے ساتھ سیر دیکھتا ایک گلی مین آیا وہان تنہائی جو پائی اپنے
پاس سے شیشی عطر کی نکالی اور کہا بی محلدار صاحب اس عطر کو سونگھیے مین نے بھجوایا ہی بتلایئے
تو کتنے تولے کا ہی اُسنے شیشی لیکر نتھنون سے لگائی فوراً چھینک آئی بیہوش ہو کر گری اُسنے
پیرہن اُسکا سب اُتار لیا اور گوشے مین بیٹھکر آئینہ رکھکر فتیلہ عیاری جلا کر اسکی ایسی صورت بنا اسکو
خوب بیہوش کر کے وہین چھوڑا آپ آگے بڑھا راہ مین سوچا کہ خنظل برج قلعہ پر آج کل رہتی
ہو وہین ملکہ بھی ہو گی یہ سوچکر اُسی جانب چلا جب قریب برج کے پہونچا ایک کہاری اُدھر
سے آتی تھی اُسنے سلام کر کے کہا بی محلدار کہان تھین حضور کئی بار یاد کر چکین سیارہ نے جواب
دیا کہ بی کیا کہون خوب ہوا جو مین نگوڑی یہان نہ تھی نہین کمبخت مین پکڑی جاتی بھلا سنو تو
کیا ماجرا گذرا کچھ حال تو کہو کہاری نے کہا بس زبان نہ کھلواؤ وہی مثل ہو گیا اور کرچھا نا مین

ہوتی تو کر دکھاتی اری بی کیا تم ننھی ہو شکر لیے یار تو گھر گھیرے پڑا ہی اور پھر تم مجھسے پوچھتی ہو کہ کیا ہوا
سیارہ نے کہا میرے سر کی قسم ہمکو ہی ہر کرے جو نہ بتائے سچ کہو کیا معاملہ ہی کہاری نے کہا حاشا للہ
بی بی مین کانون پر ہاتھ دھرتی ہون جسکا باپ اُسکا پاپ مین نہین جانتی کہ ملکہ نے کیا کیا ہان
اتنا تو سُنا کہ کہین دھگڑے پاس پکڑی گیلین لو بی بی یہ شہزادیان ہین جنکو محل کیسا کوئی کونا آڑ بھی
نصیب نہ تھا بیچ میدان مین محلدار نے کہا بچی ہی نادان وہ کیا جانے اور وہ مردوا بھی ایسا کچھ دانہ
نہو گا کسی کا ننھا لاڈلا ہو گا پھر میدان نہوتا تو کیا ہوتا کہاری تڑق کر بولی کہ بی مٹھو ایسی ننھی ہین
کہ روٹی کو لوٹی پانی کو مم کہتی ہین منھ سے دودھ کی بو آتی ہی نوج جائے دس کھلائے شادی ہو جاتی
تو چار بچون کی مان ہوتین اتنا جانتی نہین کہ آشنائی یون کرتے ہین یہ نجانتی تھین کہ بیچ میدان
مین جو ہم لیکر بیٹھتے ہین اسکا انجام کیا ہو گا آدمی اپنا آگم اندیشہ تو سوچ لیتا ہی اب اچھا ہوا کہ
دوبارہ پکڑ آئین اکیلے گھر مین ہتھکاری پہنے پڑی رہتی ہین سیارہ نے کہا حنظل نے اپنے پاس
قید کیا ہو گا کہاری نے جواب دیا نہین ایوان شاہی مین جو باغ مین بنا ہی وہان قید ہین حنظل
آپ انکا پہرا دیتین یا لڑائی کا بند و بست کرتین شاباش کہو عورت ذات کو جو سب طرف کی تاک رکھتی ہی
سیارہ نے کہا خیر جو کچھ ہو گا دیکھا جائیگا مین حضور پاس تو ہو آؤن یہ کہکر آگے چلا کہاری بھی اپنی راہ گئی
لیکن یہ ادھر سے پھر کر ایوان شاہی کو ڈھونڈھتا آخر وہین اگر پہونچا اُس کا کاخ رفعت بخش قصر کسریٰ
کو بہت رفیع دیکھا ہر کنگرہ اُسکا بہ از مشکوے پرویز تھا بلکہ خورنق بہرام جسکو نعمان بن منظر نے بنایا تھا
نظر آتا تھا یہ تو از بسکہ محلدار کی صورت بنا ہوا تھا کسی نے اُسکو منع نہین کیا اندر قصر کے گیا ہر سمت دروازے
لگے تھے بیچ ایوان مین تخت شاہی بچھا تھا کرسیان ذنگل قرینے سے بچھے تھے ایک طرف زنانی ڈیوڑھی
پر پردۂ زنبوری پڑا تھا ہزارہا حاجب کھڑا تھا لیکن یہ پردہ اُٹھا کر چلا دربان نے پوچھا کہان چلی
اُسنے پھر کر کہا مونڈ سی کاٹے اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے محلدار مین مدت کی آنے جانے والی آج مجھے
بھول گیا سپاہی بولا کہ محلدار آج تو تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ایک شخص بولا آج جوبن بھی
زیادہ ہی محلدار نے کہا شامتین آئی ہین موے زبان کا مزہ نکالتے ہین یہ کہکر اندر پردے کے جاکر ہاتھ
نکالکر انگوٹھا دکھایا کہ ناشدنیو تم ارمان مین رہو گے اور مین ہتے نہ چڑھون گی غرضکہ آگے بڑھا اندر
محل کے ایک آدھ نے پوچھا کہ بی محلدار کیا ہی کہا موے سپاہی ایسا ہنساتے ہین کہ پیٹ مین بل
پڑے جاتے ہین زیر ناف درد ہونے لگا خلاصہ کلام آگے چلکر قلما قنیون ترکنون حبشنون کے غول
کو طے کرکے باورچی خانے سے گذر کر دو دو مُنھ ہر ایک سے ہنستی باتین بناتی باغ مین آئی

عجب تختہ گلزار بہار آگین دیکھا کہ جہان کی ہوا نسیم بہار کو اعتدال بخش تھی اور شمامۂ ریحان روح افزا دماغ جان کو معطر فرماتی کہ ابیات

گلستانے چو گلزار جوانی
نواے عندلیبش عشرت انگیز

گلش سیراب زاب زندگانی
نسیم عطر بیزش راحت آمیز

سیارہ ہر سمت دیکھتا کنچنیون مین کنیزون اینسون جلیسون کی باتین سُنتا جاتا تھا کوئی کہتی تھی دیکھیے اس عشق کا کیا انجام ہوتا ہی دوسری جواب دہ تھی کہ دو مین ایک کی جان جائیگی سر کٹے گا اور کیا ہوگا کوئی انگشت بدندان تھی ہاہا کرتی تھی کوئی ناک بھون چڑھائے کہتی تھی کہ اتنے سے بت پر اس چھوکری نے یہ آفت ڈھائی کہ مردوا ساتھ لگا لائی امان باوا کی ناک کٹوائی یہ معرکہ ڈال دیا اسی طرح کوئی پاندان کھولے پان کھاتی تھی کوئی مسی لگاتی تھی کوئی کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ ہمارا تمھارا خدا بادشاہ کہانی ایسی جھوٹی نہین بات ایسی میٹھی نہین یہی کیفیت سیارہ دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہونچا یہان تلنگنون کا پہرا کھڑا تھا ایک تلنگن پکاری ہو کمس دیر سیارہ نے کہا محلدار تلنگن بولی کہ اندر نجانا محلدار نے کہا نہ جاؤنگی مجھے کیا پڑی ہی جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا پہرے والیون کا تو راج ہی اپنا پرایا کچھ پہچانتی نہین صاحب مان کی ممتا اُنسے تو خیر صلاح کو بھیجا گلوریان بھیجین ہم ہر وقت کے پاس رہنے والے لیکر آئے ہین یہ کہتی ہین اندر نجانا مین سچ کہون جمشید قسم مجھے آج تک کسی نے روکا نہین مین جوتی کی نوک پر ایسی نوکری مارتی ہون کیا مجھے ناک کاٹون نے کٹنی مشاطہ مقرر کیا ہی جو جانے کی مناہی کرتی ہین ملکہ اتنے پہرے مین جو آگئی ہی جانتی ہین اب مان بیٹی مین ملاپ نہو گا وہی مثل ہی مان بیٹیون مین لڑائی ہوئی لوگون نے جانا بیر پڑی یہ کہکر پھر کر سیارہ چلا دوسری پہرے والی نے جو پہرے پر تھی اُس سے کہا ارے جانے دے سچ ہی یہ لوگ ناک کا بال ہین دو دن مین ایک ہو جائینگے اور اسوقت نہین معلوم یہ کیا کیا جا کر لگائے گی ہم تم پہرے کے لیے ہین کبھی سامنے جانا نصیب نہین ہوتا پھر ہماری کون سنے گا یہ کلام تلنگنی نے سُنکر محلدار کو پکارا کہ بی محلدار خفا نہو جاؤ جاؤ ہم بھی تو حکم کے تابع ہین اگر نہ روکتے ابھی تم بھی الزام دیتین کہ تم کیسا پہرے پر کھڑی تھین کہ مین چلی گئی اور کسی نے نہ روکا محلدار نے کہا بی بی سچ کہتی ہو مگر اجنبی کو روکتے ہین یہ کہتا ہوا سیارہ اندر بارہ دری کے گیا یہان شیشہ آلات روشن تھا فرش کاقم بچھا تھا ایک طرف پلنگڑی پر ملکہ زنجیر پہنے پڑی کراہتی ہی اور چار ساحرہ سرز کھٹولی بچھائے پہرا دینے ملکہ کا بیٹھی ہین لیکن وہ سوختہ جان آتش محبت تپ مفارقت

سے جب ہوش مین آتی ہی تو بیتابانہ زبان پر لاتی ہی رو کر چلاتی ہی درد دل سناتی ہی کہ نظم

لے آڑی لاشہ ہوا لاغر بس تن ہوگیا ذرۂ ریگ بیابان اپنا مدفن ہوگیا
ایک ہی جنبش مین تھی صد راحت خواب عدم طفلہاے اشک کو گہوارہ دامن ہوگیا
بیکسی سے نزع مین اپنے کو رو یا آپ مین دم جو کچھ باقی رہا تھا صرف شیون ہوگیا

سیارہ جب آگے بڑھا جادوگرنیون نے پوچھا بی محلدار کہان آئین محلدار نے سلام کیا اور کہا بی بی حاکم سے ناچاری ہی نہین تو یہان آتے ہوئی کا بنتی ہی لو یہ گلوریان حضور نے شہزادی کے لیے بھیجی ہین اور فرمایا ہی کہ سمجھاکر انکو کھلانا کہ بچپنے سے ملکہ کو پان پر پان کھانے کی عادت ہی ایسا نہو ترک عادت سے بیمار ہوجائے یہ کہکر خاصدان سے چارون کو گلوریان نکال کر دین کہ تم بھی کھاؤ ملکہ سب تھوڑی کھائینگی رئیس کے یہان سارا مال نوکر چکھتے ہین آدھے کا تہا سرکار کو ملتا ہی سونے کا خاصدان بھی اپنے پاس رکھو جو کوئی پوچھے تو بتانا نہین تمھارا مال ہی وہ جادوگرنیان ان باتون سے خوش ہوگئین اور وہ گلوریان چارون نے کھائین بیہوش ہوگئین سیارہ ملکہ کے قریب گیا ملکہ نے محلدار کو دیکھکر فرمایا کہ اری محلدار اب ہمارا وقت آخر ہی کس لیے کہ بمقتضاے قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے کہ آپ ذرہ نوازی جو مہر وار کرین
تو باوجود تقاضاے مرگ و شدت نزع ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اسنے کہا حضور مین سیارہ ہون ملکہ یہ سنتے ہی اٹھکر لپٹ گئی اور کہا ع شد بحمد اللہ میسر نخم می جستیم ما کہو بھیا سوگند کیسی ہین بظاہر تو سوگند کو پوچھا مگر اس پردے مین گویا شہزادے کا حال دریافت کیا سیارہ نے ایک گلوری ملکہ کو کھلائی کہ یہ بھی بیہوش ہوئی اسنے پشتارہ مین باندھا اور چاہا کہ کسی تدبیر سے نکل جائے مگر حنظل نے علاوہ چار جادوگرنیون کے ایک ساحرہ اور مخفی مکانذار جادو نام کو مقرر کیا تھا کہ ملکہ کو چھپ کر دیکھتی رہے اسنے پوشیدہ ملکہ کی باتین سنکر سیارہ پشتارہ بلند ہو رہا تھا کہ جاکر حنظل کو اطلاع دی کہ عیار ملکہ کو لیے جاتا ہی وہ سنتے ہی بغضب تمام جل اور شعلے کی طرح لپک کر سیارہ پر آگری اسنے ہر چند چاہا کہ پشتارہ لیکر بھاگ جاؤن حنظل نے سحر کر دیا کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اسنے ملکہ کو چھین کر ہوشیار کر کے ٹھرکا کہ او بے حیا تیرے ہتھکنڈے اب بھی نہین جاتے ملکہ نے کہا اسمین میرا گناہ کوئی نہین اگر کوئی مجھے آکر بیہوش کرے تو مین کیا کرون حنظل سوچی کہ یہ سچ کہتی ہی بولی کہ بیٹا یہ بد ذات مسلمان ایسے ہی ہین ملکہ نے کہا تم مجھے مار ڈالو جھگڑا فیصل ہوجائے حنظل بولی کہ اس موے عیار کو مین قتل کرتی ہون کہ تجھے لیجایا کرتا ہی

سیارہ یہ کلام سنکر ڈرا اور گویا ہوا کہ میرے بھائی بند تجھے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین گے خنظل سوچی کہ عیار بہت مفسد ہوتے ہین لشکر اسلام مین بہت ہین ایسا نہو کہ اسکے قتل کرنے سے تجھے ضرر پہونچا ئین اسکو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنا چاہیے یہ سوچکر مکاندار سے کہا اسکو لیجا کر باہر قلعے کے کسی پہاڑ پر ذبح کر ڈال تیرا کوئی کیا کریگا وہ یہ حکم پاکر پنجے مین سیارہ کو داب کر لے اُڑی اور باہر قلعے کے دامن کوہ مین لائی قضاے کار مقبل جو عقب مین قاسم کے چلا تھا آج شام کو آکر سوچا مگر لشکر شاہزادے سے دو کوس پیچھے اُترا از بسکہ شب ماہ تھی کھڑا چاندنی کی کیفیت اور صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کسی کو پنجے مین دابے لیے جاتی ہی یہ تو قادرانداز بے بدل ہی کہ شب تار مین بال کو تیر سے پردتا ہو اُسنے تاک کر جو تیر مارا مکاندار کے سینے پر پڑکر پشت کو توڑ دیا وہ مر کر گری شور بر پا ہوا اور سیارہ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قلابازی کھاتا چلا مقبل نے دوڑ کر ہاتھون پر روکا اور زمین پر اُتارا دیکھا سیارہ ہی ہوشیار کر کے کہا تجھے خدا نے بچایا اُسنے کہا زندگی تھی بچ گیا اور ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی پھر وہان سے رخصت ہوکر قاسم پاس آیا یاد مطلوب کر رہے تھے کہ سیارہ کو دیکھکر پکارے فرد

نقد روان خویش نثار تو می کنم
جانے کہ ہست در سر کارے تو می کنم

اے یار دلنواز کہو کہ اُس معشوقہ بامروت کی کیا کیفیت ہی سیارہ نے ساری کیفیت خدمت والا ہمت مین شہزادے کے عرض کی اُسنے جب سُنا کہ مطلوب کو نہین لایا بے مقصود پھر آیا ہی شور واویلا بلند کیا لیکن اس عیاری کے کرنے مین وہ رات آخر ہو چکی تھی اور قاصدان سیارہ خبر افلاک لیکر نظر سے مردم دنیا کے نہان ہوے اور خورشید بارادہ قلعہ گیری گنبد سپہر میدان چرخ مین آیا کہ ابیات

روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز
کرد صندوق حلہ را سر باز
صبح سیمین قبائے زرین تاج
تاج از زر نہاد و تخت از عاج

قاسم نے اُٹھکر نماز پڑھی اور دعاے فتح و ظفر مانگ کر کمر بندی کا حکم دیا اور آپ بھی مسلح و مکمل ہوا اور مقبل اپنی جگہ پر آکر سمجھا کہ اب تو میرا آنا سیارہ نے کہا ہوگا پھر اب مجھے بھی شہزادے کے پاس جانا روا ہی یہ سوچکر فوج کو تیار کر کے آپ پہلے سب سے خدمت شہزادہ مین پہونچکر مراسم نیاز مندی بجا لایا امیر کی طرف سے دعا کی اپنا آنا بیان کیا شہزادے نے اُسے خلعت دیکر کارسازی لشکر کا امر فرمایا اُسنے باہر آکر تمام لشکر کو آراستہ کیا صداے کرنا صور سے دم اور دعوی رکھتی تھی اور فغان دہل

گوش گردون کے پار تھی ہر دلاور بحر آہن مین غوطہ مارے تھا نامردی سے کنارے تھا کرا ابیات

اٹھایا یا علی کہکر علم کو
بڑھایا کہکے بسم اللہ قدم کو
رفیقون سے کہا باندھو کمر تم
ذرا ہو حملہ آور قلعہ پر تم
لڑو بہر خدا اعدائے دین سے
قصاص خون لو ہر اک لعین سے
دکھایا ہی یہ دن بخت نے سانے
زرہ پہنو چڑھاؤ داستانے
کسے یہ تاب ہو سکا ہی یہ دل
جو تم ساونت سے ہوئے مقابل
جہان کھینچو گے تم شمشیر پرخم
پسر ہون زال کا بولے گا رستم
چلے تلوار برق آسا چمک کے
اڑین پھر ہوش جلاد فلک کے
تلاطم پر ہوا وہ بحر لشکر
مثل طوفان خیزی مین برابر
ہوا عسکر جو وہ آمادۂ جنگ
کہ تنگ اسپ کیا میدان ہوا تنگ
دم شمشیر طوفان تھا سپر کوہ
دلیرون کے تھے گویا پشت پر کوہ
زمین کو کرنا نے کیا ہلا یا
بدن خورشید کا بھی تھرتھرایا
نہ بہر زیب گلگون تھے وہ رایت
ستون سقف گردون تھے وہ رایت
چلا وہ شیر نر پھر سوے جنگاہ
یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر
نمایان ہر طرف سامان محشر

اس کروفر سے جب روبروئے قلعے کے پہونچا لشکر نے صف کھینچی ادھر حنظل بھی ملکہ کو قید مین زیادہ مبتلا کر کے برج قلعہ پر آئی لشکر کو شہزادے کے صف آرا دیکھا فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا اور آج خود ارادہ مقابلے کا کیا ہنوز برج سے قلعے کے نہ اٹھی تھی کہ سامنے صحرا کیطرف سے گرد اڑی لکہ ہاے ابر رنگ برنگ کے بروے ہوا ظاہر ہوے اور ساحران غدار بدسیرت بدشعار اژدہر سوار دکھائی دیے ہر ایک صورت اپنی ڈراونی بنائے ماتھے اور منھ پر ٹیکے لگائے سانپ سر سے لپیٹے اور منھ سے رال اڑاتے تھے آگے سب کے اژدہے پر سوار ایک ساحر جوان طرحدار موتیون کے مالے گلے مین ڈالے جواہر بیش قیمت کے اکے بازو پر بندھے کمر مین کردھنی سونے کی بندھی پیدا ہوا اور زمین پر اس فوج کا خیمہ و خرگاہ بہیر و بنگاہ کا سامان عرابہ اور گردون پر لدا چلا آتا تھا جب قریب قلعہ وہ لشکر پہونچا فوج ساحران ہوا سے اتر کر مقابل لشکر قاسم ٹھہری اور وہ ساحر جوان خوش رو برج قلعہ کی طرف چلا حنظل نے جو اسے آتے دیکھا پہچانا کہ میرا داماد یعنی ملکہ کی جس سے منگنی ہی طولان بن ظالم جادو ہی اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر بارادہ رزم قاسم آیا ہی بس داماد کو دیکھتے ہی مع ساحران نامی کہ برج قلعے سے چلی اور قریب اسکے آکر گرد پھرنے لگی سمدھی کو یاد کر کے روئی طولان نے جھک کر با ادب تمام سلام کیا اسنے بلائین لین گلے سے لگایا اور کہا بیٹا باپ تمھارے مارے گئے اب چچا تمھارے یعنی میرے شوہر جو تمھارے خسر بھی ہوتے ہین طلسم سے آیا چاہتے ہین مین قاصد بھیج چکی ہون وہ آکر اس موذی کو سزا دینگے خوب

ہوا جو تم آگئے چلو قلعہ مین چلکر اپنی منگیتر کی نگہبانی کرو مین آج اس لڑائی سے مہلت پاکر عقد کرونگا
کہ تم اُسکو اپنے قبضے مین رکھو طولان نے یہ تقریر سنکر شرما کر سر جھکا لیا اور کہا امان جان مین اسوقت
اس مسلمان کو سزا جا کر دیتا ہون آپ جا کر برج پر بیٹھ کر تماشا دیکھیے اور کچھ تردد نہ فرمایئے خلاصۂ کلام
ہرچند خنظل مانع ہوئی لیکن اُسنے نہ مانا اور واپس ہوکر سامنے قاسم کے آیا سیارہ نے سوگند
سے اسکا حال پوچھا اُسنے کہا ملکہ کا منگیتر یہی ہی قاسم سے سیارہ نے آکر بیان کیا کہ ذرا سنبھل کر
لڑیئے گا یہ شخص پورا حریف یعنی رقیب آپکا ہی قاسم نے کہا خدا مالک ہی غرضکہ وہ لشکر مقابل مین
صف آرا ہوا ادھر نفیر سحر بجی اُدھر طبل رزمی پر چوب پڑی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین
نقیب للکارے جوانون کو پکارے ہان دلاورو ہمت نہ ہارو عدو کو ٹوک کر مارو بہادری مین
دو جہان کا عیش و آرام ہی نامردی مین بموجب مثل نکٹا جیا برے احوال زندگی حرام ہی اس
صدا کو سنکر پھر تو نظم

کمر مرنے پہ باندھی اہل دین نے	یہ جان تازہ دی جان آفرین نے	صفین آراستہ کین ساحرون نے
ہجوم آن پر کیا ناکامیون نے	ادھر بھی نعرہ اللہ اکبر	ہوا ایسا کہ گوش اُس سے ہو کر
عروج اپنے کی تھی ہر اک کو امید	ہوئی نیزہ کی پرچم تاج خورشید	کیا طولان نے پھر میدان کا آہنگ
ہوئی منظور قاسم سے اُسے جنگ	اڑا کر اژدہا میدان مین آیا	رجز پڑھتا ہوا میدان مین آیا
طویل ایسا تھا جیسے چرخ دوار	بدن پہنا تھا اُس کا مثل کہسار	درفش تیرہ اک ظالم کے ہمراہ
کہ پرچم اُسکی تھی داغ دل ماہ	غرض آیا جو میدان مین ستمگر	بڑھایا یان سے قاسم نے تگاور

شہزادۂ دلاور جب اُسکے مقابل آکر ہوے طولان تیغ سحر کشی نکے زیب کمر دیکھ کر خائف ہوا اور اژدہے
پر سے اُتر کر جھولی سے سحر کی ایک پتلی نکال کر زمین پر کھڑی کی آپ بیٹھکر سحر پڑھنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے وہ پتلی غائب ہوگئی اور قلعہ کی جانب سے ایک تخت پیدا ہوا قاسم نے دیکھا کہ ملکہ نرگسی چشم
تخت پر سوار ہی بادیدۂ خونبار ہی پاؤن مین زنجیر پڑی ہی قید کڑی ہی بال سر کے پریشان ہین آنکھین
بغیر دید جمال یار حیران ہین رخسار اس گلعذار کے طمانچے کھانے سے نیلے مثل سوسن ہین لب
گل برگ تر پر بدلے مسی کے اداسی چھائی ہی حضرت عشق نے عجب صورت بنائی ہی حیرت سے
انگشت بدندان ہی زبان سے راز عشق اور جمال یار کی مدح خوان ہی کہ اشعار

اس انجمن مین کوئی دل شادمان نہ تھا	تھی ہجر کے گھر کی رات سواد جہان نہ تھا
جنس شباب کا یہ کبھی قدر دان نہ تھا	گردون کی ہات پشت میری اک نوجوان نہ تھا

جبتک انھیں پسند تھی لکھنؤ کی سادگی — کاجل کی کوٹھری میں بھی نہالی ہوا نہ تھا
تھا ضعف میری غفلت پیری سے ہم بغل — اس نیند کے نصیب میں بخت جوان نہ تھا
بجلی تھی مہربان کبھی آتش کی تھی بہار — صد شکر بے چراغ مرا آشیان نہ تھا
سلگا دیا جو زخم محبت نے ہر جگہ — اتنا بھی تنگ جامۂ تاب و توان نہ تھا

قصہ کوتاہ وہ رشک ماہ قریب شاہزادہ کے آئی قاسم گھوڑے سے اتر پڑا اور یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت

المنۃ للہ کہ اگر رنج کشیدیم — دیدیم ترا وز تو بہ مقصود رسیدیم

سوگند نے جو یہ کیفیت دیکھی پکاری کہ اے سرشار جام عاشقی شہزادہ والا گہر یہ تصویر ساحری ہے بلکہ نہیں ہے دھوکا نہ کھائیے تیغ سحر کش سنبھالیے شہزادے نے جو یہ صدا سنی تیغ پر ہاتھ ڈالا ملکہ نرگسی نے انگلی اپنی دانتوں میں دابی اور بحسرت شاہزادے کو دیکھکر رونے لگی آہ سرد بھر کر بولی کہ ابیات

یاری اندر کس نمی بینیم یاران را چہ شد — دوستی کو آخر آمد دوستداران را چہ شد
کس نمیگوید کہ یاری داشت حق دوستی — حق شناسا نرا چہ حال افتاد و یاران را چہ شد

کیوں شہزادے یہ تیغ میں نے تمکو اسی لیے دیا تھا کہ تم ہمیں پر ہاتھ صاف کرو فرض کرو کہ میں نرگسی چشم نہ سہی ہم شبیہ تو ہوں تمکو صورت جانان پر ہاتھ اٹھاتے شرم نہیں آتی لاؤ یہ تیغ مجھے دو شہزادہ پیکر جان فریب مطلوب دیکھکر ایسا دیوانہ عقل و خرد سے بیگانہ ہو رہا تھا کہ کچھ خیال انجام کار نہ کیا اور فرمایا کہ

فرد

آنچنان مہر توام در دل و جان جا گرفت — کہ گرم بر سر رود مہر تو از جان نرود

یہ تیغ حاضر ہے لو اور اس جرم میں کہ میں نے تم پر تلوار کھینچی ہے مجھے گھائل کرو اس تصویر نے تیغ جیسے ہی ہاتھ سے انکے لیا ایک شور برپا ہوا اور اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں طولان آکر کمر میں پنجہ دیکر لے اڑا سوگند نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ شہزادے کو طولان پنجے میں دابے لیے جاتا ہے سیارہ نے سوگند سے کہا کہ لشکر سے خبردار میں تعقب شاہزادہ میں جاتا ہوں یہ کہکر شاہزادے کو دیکھتا چلا ادھر فوج ساحران لشکر شاہزادے پر حملہ زن ہوئی سوگند زمین پر بیٹھ گئی اور سحر پڑھکر بروے خاک دو ہتڑ مارا غبار زمین سے سیاہ اڑا اور مثل دیوار کے درمیان لشکر طولان و قاسم کے حائل ہو گیا ساحران ہر چند خواستگار ہوے کہ اس دیوار کو ہٹا دیں اور لشکر حریف کو قتل کریں ممکن نہوا اسی اثنا میں حکم خنظل پہونچا کہ تا آنے طولان کے جنگ نکرنا صفوف لشکر آراستہ رہیں تاکہ وہی آکر کام اس لشکر کا تمام کریں غرضکہ اس

حکم سے فوج ساحران کی ادھر سردار شاہزادے کے انتظار مین ٹھہرے لیکن خنظل نے آفت جادو اپنی رفیق کو بھیجا کہ طولان سے جاکر کہے میان قلعہ مین اس مفتری گنہگار کو لاکر قتل کرو کہ اہل قلعہ خوش ہون آفت اڑکر پاس طولان کے بروے ہوا پہونچی اور پیام خنظل کا کہا اُس نے جواب دیا کہ اندر قلعے کے لیجانا اسکا صلاح نہین ہو وہان ملکہ اسکی عاشق ہو ایسا نہو کہ اسکو ہلاک ہوتے دیکھکر اپنے تئین بھی ہلاک کرے اور میرا گھر برباد ہو جائے مین اسکا سر کاٹ کر خدمت مین امان جان کی حاضر ہوتا ہون ملکہ جب سُنے گی کہ عاشق میرا مر گیا رنج تو ہوگا لیکن صبر کرکے چپ ہو رہیگی کیونکہ سُنا ہوا حال دیکھنے کے برابر نہین آفت یہ تقریر سُنکر پھر گئی اور سب کیفیت خنظل سے آکر بیان کی وہ سُنکر خاموش ہو رہی اور طولان دامن کوہ مین قاسم کو لایا اور زمین پر استادہ کرکے عتاب و خطاب کرنے لگا اس اثنا مین وہ پتلی سحر کی جو ملکہ کی صورت بنکر گئی تھی تیغہ سحرکش لائی طولان نے تیغہ لیکر پتلی سے کہا جادہ منھ کھولکر کھڑی ہو گئی مُنھ سے اُسکے دھوان نکلا اور غلطک مارکر ایک ساحر بنا اور سلام کرکے چلا گیا اُسنے پتلی اٹھا کر اپنی جھولی مین رکھ لی قاسم نے یہ ماجرا دیکھکر دل سے افسوس کیا کہ ملکہ کی صورت بنکر یہ ساحر جو ابھی گیا ہی میرے سامنے آیا تھا جو مین نے تیغہ دیدیا یہ تو افسوس کرنے لگے اور طولان نے بغصہ کہا کہ اے نالائق تو میری منگیتر کو بھگائے گیا تھا اب کہہ کہ تجھے کس طرح قتل کرون شہزادے نے اسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اس اثنا مین سیارہ جو تعقب مین چلا تھا آکر پہونچا اور صورت خنظل کی بنکر طولان کے پاس آیا کہا خبردار اس شہزادہ کو قتل نہ کرنا نہین بہت پچھتائے گا طولان نے یہ کلام سُنکر کہا اور بھی ہو تو کوئی اسکی طرفدار معلوم ہوتی ہو سیارہ نے دیکھا کہ کوئی شر اور ظاہری قید کی علامت شہزادہ پر معلوم نہین ہوتی یہ سمجھکر پاس سے طولان کے بھاگا مگر کہتا گیا کہ اے شہزادے کھڑے کیا کرتے ہو یہ حرامزادہ لاف زنی کرتا ہو مار و اسکو اگر مسحور بسحر نہین ہو قاسم ایک سکتے کے عالم مین کھڑا تھا اسکے کہنے سے چونک گیا اور دوڑکر طولان سے لپٹا ایک ہاتھ گلے پر رکھکر اس طرح فشردہ کیا کہ منھ سے وہ بول نہ سکا اور قاسم نے اُسکو گرا کر دوسرا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر گردن کو دھڑ سے مع زخرے کے کھینچ لیا پھر تو آگ پتھر سے برسنے لگی اور شور دار و گیر برپا ہوا قاسم نے تیغہ سحرکش لے لیا اور سیارہ نے جھولا اسکے سحر کا اور جو کچھ جواہر وہ پہنے تھا اُتار لیا پھر وہان سے شادان و فرحان لشکر مین آئے سوگند نے وہ غبار درمیان لشکر سے دور کیا شہزادہ تیغہ سحر کھینچکر نعرہ اللہ اکبر کرکے صف عسکر ساحران مین جا پڑا سوگند نے نارنج و ترنج لگانا شروع کیا اور مقبل نے تیر دن کا مینھ برسایا پھر تو نظم

ہوئی پھر آتش کین شعلہ آور
جلایا اُس شرر نے خشک اور تر
ہوا پہلے سے ہنگامہ دوبالا

نظر مین مہر بھی تھا مہ کا ہالا
نہ راہ امن کو بھولے تھے مردم
ہوئے تھے بند رستے غیر شمشیر
بنائے کوہ کو اک زلزلہ تھا
لب سوفار سے پیکان تھا گلگون
رہا یہ پاس نام ننگ تا شام
پریشان کون ای خوش کسکا لشکر

زمین لاشون سے رشک آسمان تھی
نیام اپنا کیا تھا تیغ سے گم
جنائے پائے اسپان لکہ زن
قدم گاو زمین کا کانپتا تھا
ہوا تھا ونگ جلاد فلک بھی
چھپا خورشید مہر آیا لب بام

لہو کی دھار اک سیل دمان تھی
پرندہ تھا نہ اس صحرا مین جز تیر
ہوا خون دماغ دوست دشمن
زبان نیزہ رشک موجۂ خون
سما بھی کانپتا تھا اور سمک بھی
تماشے کو ہوئی وا چشم اختر

جسوقت کہ اریکہ آرای فلک چارم آمد فوج انجم سنکر رو بفرار لایا سپاہ ساحران مین طبل بازگشت بجا اور ہر ایک ساحر بھاگ کر اندر قلعے کے گیا خنظل نے جب قاسم کو مع تیغ سحر آکر لڑتے دیکھا تو ساحرون کو بھیج کر طولان کا حال دریافت کیا انھون نے آکر اُسکو مردہ پایا جا کر بیان کر دیا کہ وہ مارا گیا خنظل لڑائی کا انتظام اور حفاظت قلعہ اُس وقت کر رہی تھی جا نہ سکی رو کر چپ ہو رہی اب جو فوج پھر کر قلعہ مین آئی در قلعہ بند کر کے افسر مقرر کر کے روتی ہوئی ہائے میرے مرادون والے دولھا افسوس تو ناشاد دنیا سے گیا کہتی ہوئی لاش پر آئی خوب روئی اور پیٹی چلائی کہ ؎ جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول اُنکے آ گئے + مسند سے دولھا اُٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے + ہائے آئی برات میرے نوشاکدھر گئے ای میرے غیرت والے اب میری بیٹی کا راج اور سہاگ کون کریگا ہائے وہ جنم کی رنڈیا ہو گئی ہائے اُسکی مانگ اُجڑ گئی تم کیسی میٹھی نیند رات بھر کے جاگے پاؤن پھیلائے سو رہے ہو آج عروس مرگ سے ہمکنار ہوے آغوش لحد مین جا کر لیٹے خلاصہ کلام رو پیٹ کے لاش کو اپنے آئین اور دین جمشیدی کے بموجب اُٹھایا یہ تو اس ہنگامہ اندوہ والم مین مصروف رہی لیکن شاہزادہ قتل و قمع کر کے جب پھر الشکر لے کمر کھولی آسودہ ہوا مقبل نے طلایہ قایم کیا اور شاہزادہ خیمہ مین پلنگڑی پر آ کر لیٹا پھر وہی دیوانگی اور بیقراری دل پر طاری ہوئی یاد جانان مین سر دھنے لگا اور یہ زبان پر لایا

نظم

دل سے خلش ہجر کا صدمہ نہ اُٹھیگا
کھٹکے گا کلیجے مین یہ کانٹا ابھی کچھ اور

آئی ہوئی اُسکی نہ مرے سر کہین آ جائے
گردن کو جھکائے نہ بڑھاپا ابھی کچھ اور

سکھلائے کہین رنگ بدلنا نہ مری آہ
بہروپ کھائے نہ یہ دنیا ابھی کچھ اور

جب بیقراری شہزادہ کی حد سے زیادہ بڑھی سیارہ اور سوگند نے آکر سمجھایا ہزار صورت سے دل بہلایا یہانتک کہ آفتاب مثل عاشق کے بیقرار چہرہ زرد گیر و ابستر کیے تپ ہجر سے تھراتا خیمۂ مشرق سے

نکلا اور بادیہ گرد افلاک ہو کر دلسوزی جتانے لگا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا پھر جلوہ گر دارائے خورشید	کہ گردون پر بحرا ہی جائے خورشید	غبار و گرد مطلق ہوگیا دور
ہوا روے زمین آئینۂ نور	سحر گہ بھر دری خصمی وہی قہر	بلا سے تھا مقابل فتنۂ دہر
ہوئی ہر سمت فکر تاخت و تاراج	سر آرام تھا بالین کا محتاج	نماز صبح پڑھ کر وہ دلاور
رجز خوان پھر چڑھا گھوڑے پہ اوپر	چلا وہ شیر نر پھر سوے جنگاہ	یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر	نمایان ہر طرف سامان محشر	ہوا محشر یہ رو کینہ کے دم سے
کہ مردے چونک اٹھے خواب عدم سے	نہ صد پارہ فقط تھا پردۂ گوش	زمین کا پنی فلک کا اڑ گیا ہوش
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی	ہوئی زیر و زبر ساری خدائی	کمر لشکر نے باندھی پھر پکار
پڑی طبل و دہل پر چوب یکبار	کہون کیا فوج کین کی پائے مردی	ہوا تیرہ سپہر لاجوردی

جب روبروے قلعہ لشکر پہونچا خنظل ردبیٹ کرلاش طولان کی اٹھا کر برج قلعہ پر بیٹھی تھی آمد لشکر قاسم دیکھکر خود عازم جنگ ہوئی اسوقت آفت جادو اسکی مصاحب نے عرض کیا کہ مین آج مقابلہ کو جاتی ہون اور اس ناسزا کو سزا دیتی ہون خنظل نے اُسے خلعت سرفرازی دیکر فوج جو کچھ طولان کی اور قلعہ کی قتل و قمع سے باقی تھی اُنکو حکم کمر بندی کا دیا ساحر جلد جلد تیار ہوئے در قلعہ کھلا علم فوج ظاہر ہوا تخت اور اژدر ساحرون کے نکلے میدان جنگ مین صفین جم گئین کہ نظم

مقام اپنے سے جب آئے وہ باہر	وہ چنداں ہو گئی وہ شورش تر
اگر مین شورش کا دو دریا ارادہ	کوئی طوفان نہین اس سے زیادہ
معاذ اللہ کیا غوغا تھا ہر سو	کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو

الحاصل بعد صف آرائی لشکر آفت میدان مین آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ قاسم تیغہ سحر کے بھروسے پر لڑتا ہی یہ بھی صدقہ ملکہ نرگسی حشیم کا ہی ورنہ ابتک تو زندہ درگور رہوتا آج کسی پہلوان کو میرے مقابلے مین روانہ کر کہ اُسے راہ عدم دکھاؤن مزا سرکشی کا چکھاؤن یہ نہیب سنکر سرداران قاسم کو تاب نہ آئی اور زبرائے جوشن پوش نے گھوڑے کی باگ لی رخش صرصر تگ تین طرارون مین اُس لکاتہ کے روبرو جا پہونچا اُسنے افسون پڑھکر دستک دی کہ گوشہ صحرا کی طرف سے ایک سوار اسپ تیز رو پر سوار مسلح و مکمل پیدا ہوا اور زبرائے سے مقابلہ کرنے لگا دونون مین اول تو نیزہ چلا جبتک ہم برابر رہے سوار سحر نے تلوار لگائی اور ایسا سحر چڑھا کہ زبرائے بیحس و حرکت ہوگیا سوار نے کمر مین ہاتھ دیکر قاش زین سے اٹھا لیا اور لشکر ساحران کے سپرد کیا کہ اُنھون نے لیجا کر اندر خیمے کے قید کیا ادھر سوار نے پھر مبارز طلبی کی سلیم شیر شکار شہزادے سے اجازت لیکر

رزم کے لیے گیا بعد نیزہ وری کے نوبت شمشیر زنی کی جب آئی سوار سحر نے انکی بھی وہی حالت کی گرفتار کر کے لشکریون کو دیا اور پھر طلبگار ستیز ہوا اسی طرح چالیس سردار جانباز اُسنے گرفتار کیے دن تمام ہوگیا اور خسرو عالم آرا جہان گیر سیر عالم کر کے منزل مغرب کی طرف قدم زن ہوا اور لشکر انجم باخیل و حشم ہمراہ سیہ سالار ترک فلک دشت بزد افلاک مین آیا کہ نظم

ہوا تھا گرد سے آلودہ وہ مہر	گیا دریاے مغرب مین فرو مہر
اڑا ایسا غبار لشکر زنگ	ہوا رخت جہان کیبے کار بیرنگ
پھرے اپنی طرف ہر ایک لشکر	کہ راحت کے لیے شب ہی مقرر

سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے آفت اندر خیمہ کے نہ گئی فوج ساحران کو لیکر مقابل عسکر شہزادہ دلاور اُتری کیونکہ ہر سحر قاسم قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہی اگر کوئی سامنے اُترا ہوگا تو قلعہ پر یورش نکریگا اور اسی لیے اپنے سرداران شہزادے سے ٹوک کر مقابلہ کیا کہ دو ایک روز اسی حیلہ مین بسر ہون تاکہ زمار شوہر خنطل آجائے اگر شہزادے سے مین ارادہ رزم کرونگی تیغ کے سبب ایک ہی روز مین فیصلہ ہوجائیگا اور قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا فی الجملہ جب لشکر ساحران باہر قلعے کے اُترا بازار لشکر کی کھل گئی طلایہ دونون طرف پھرنے لگا سیارہ نے قاسم سے کہا آپ کے دادا کا یہ آئین نہین کہ حریف لشکریون سے طلب جنگ ہوا ور افسر سبقت کر کے آپ لڑنے لگے دیکھیے امیر باوجود کہ اسم اعظم جانتے ہین مگر پیش قدمی نہین فرماتے جو جس سے طالب ستیز ہوتا ہی اسی کو لڑنے بھیجتے ہین منشا تقریر کا یہ کہ اب آپ کو بھی تامل کرنا ہوگا اور زمانہ ہجر مطلوب طول کھینچے گا مین لشکر عدو مین جاتا ہون آپ دل کو مضبوط کر کے آرام پذیر رہیے اور نظر بہ فضل کریم کارساز رکھیے یہ کہکر صورت اپنی ساحر کی بنائی اور راہ لشکر حریف لی جب داخل لشکر ہوا دیکھا آفت اپنے خیمے مین مشغول عشرت ہی ناچ دیکھ رہی ہی جام شراب گردش مین ہی یہ کیفیت دیکھتا ہوا دوسری سمت جو آیا دیکھا ایک خیمہ مخمل کا استادہ ہی پردہ جواہر دوز تھا ہی پہرا جو کی کچھ نہین تخلیہ ہی اسنے پردہ اُٹھا کر دیکھا اسی سوار سحر کو سونے کے پلنگ پر خواب راحت مین پایا فوراً ایک بوٹ مار کر اپنے تئین زیر پلنگ پہونچایا اور ڈبیے مین سفوف بیہوشی رکھکر نتھنون سے اُسکے نے لاکر جو پھونکا سوار بیہوش ہوگیا یہ چادر مین پلنگ کے پشتارہ باندھکر وہان سے لے نکلا صحرا مین لاکر گڑھا کھود کر اُسکو دفن کر دیا پھر وہان سے لشکر حریف مین گیا اور ساحر تو بنا تھا ہی بازار مین پھرنے لگا ایک دوکان پر کبابی کباب بیچ رہا تھا لونڈا سر دھار رہا تھا اسنے تجویز کیا کہ کبابی کو زک پہونچاؤن یہ سوچکر

مقوے کے چار بال پنے سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ درست کیے جسم مین روغن ایسا ملا کہ سارا بدن آگ کی طرح دہکنے لگا اس شکل ہیبت ناک سے آہستہ آہستہ کبابی کی دوکان کے پاس آکر پکارا کیون جی ہماری خبر بھی ہی اُسنے جو دیکھے پھر کے اُسکو دیکھا مارے ڈر کے تھر تھر کاپنے لگا اور ہاتھ باندھکر پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ جہان تم جمعرات کو چراغ جلایا کرتے ہو ہم وہی ہین کبابی نے کہا میری خطا معاف کیجیے مین نے ابکی آپ کے یہان گڑ کا ملیدا چڑھایا تھا اُسنے کہا ہم اب تمسے بہت راضی ہین چلو اندر دُکان کے کہ تمکو ہم بہت کچھ دین یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کبابی کو اندر اسکی پال کے لایا اور مُنھ پر اُسکے ہاتھ بیہوشی کا بھرا پھیر دیا کہ وہ بیہوش ہو گیا اُسکو اسی جگہ بیٹھکر سوار سحر کی صورت کے مثل رنگ روغن لگاکر بنایا اور ہتھیار سب لگا دیے بخوبی آراستہ کرکے ہوشیار کیا اور کہا حکم خداوند سامری کا یون ہوا کہ کبابی تمھارا سیوا بہت کرتا ہی اسکو جاکر سوار سحر بنا دو بموجب حکم خداوند مین نے تجھے سوار بنا دیا اور سوار سحر کو غائب کر دیا ہی اور مسلمانون کی قضا تیرے ہاتھ سے ہی خبردار آج سے اپنے تئین کبابی نہ کہنا جو پوچھے کہنا سوار سحر ہون یہ سمجھاکر وہان سے ہاتھ پکڑے خیمہ سوار مین لایا جسنے دیکھا یہی سمجھا کہ سوار کہین گیا تھا اب آیا ہی غرضکہ کبابی کو خیمے مین ٹھایا اور کہا آرام کرو صبح کو قاسم ہی سے لڑنا وہ افسر ہی اسکو قتل کیا اور سب فوج بھا گی کل ہی فتح ہو جائیگی اس طرح سمجھا کر سیارہ تو اپنے لشکر مین چلا آیا اور کبابی نے جو سونے کا پلنگ اور کمخواب کا اوقچہ اور بارگاہ کی تیاری دیکھی دل سے کہا کہ خداوند نے مجھے سلطنت دی بیشک مین سوار سحر ہون رات بھر اسی خوشی مین جاگتا رہا جسوقت لوائے شوکت انتمائے خاقان زرین کلاہ خاور گردون پر بلند ہوا اور لشکر زنگ ظلمت روبہ فرار لایا کہ بمقتضائے ابیات

وہ شب آنکھون مین کاٹی مثل اختر
ہوئی مردانگی دونون کو منظور
ہلال آسا چمکتے تھے جو خنجر
وہ صحرا ہو گیا تھا رشک گلزار
نہ لشکر بحر عمان تھا وہ لشکر
تماشائے جہان سے اُٹھ گیلول

غرض خورشید نے کی یہ مہم سر
چلے لشکر سوئے میدان جنگاہ
صف لشکر تھی گردون کے برابر
ادھر سے وہ سپاہ ظلم بنیاد
کہ تھا وہ کشتی گردون کا لنگر

آخر دو رات کا جب ہو گیا دور
کہ اک کشور مین کب بجتے ہین دو شاہ
علم ہر رنگ کے ہر سو نمودار
کہ تھا شہر عظیم فتنہ آباد
غرض لشکر ہوئے دونون مقابل

بعد صف آرائی کارزار کبابی کو سوار سحر آفت نے سمجھکر حکم کیا کہ میدان مین جاکر نبرد آزما ہو وہ گھوڑا بڑھاکر رزمگاہ مین آیا اور نعرہ زن ہوا کہ ای قاسم آج تو میرے مقابلے مین آ تو شہزادہ مرکب اُڑاکر اُسکے سامنے گیا کبابی نے تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو

جوہاتھ تلوار کا مارا کبابی کے دو ٹکڑے ہوئے شور لشکے مرنے کا نہ اُٹھا اُدھر قاسم نے مبارز طلبی فرمائی
آفت بغضب تمام سامنے آئی اور ایک نارنج سحر جھکر مارا کہ تمام لشکر مین شہزادے کے اندھیرا
ہوگیا شہزادے کو بسبب تیغہ سحر کے روشنی دکھائی دیتی تھی اور باقی کسی کو سوجھائی نہ دیتا تھا
قاسم نے دیکھا کہ خنظل آکر میرے پاؤن پر گری ہی اور کہتی ہی کہ ملکہ کو لینا آپ کو منظور ہی تو تیغہ سحر مجھے
دیجیے کہ ملکہ کو جا کرے آؤن شہزادہ تمام مطلوب سنکر بیقرار ہوگیا اور تیغہ اُسکے حوالے کیا تیغہ دیتے
ہی آفت آئی نعرہ ہوا کہ منم آفت جادو کمر مین پنجہ دیکر بزور سحر اُسکو لے اُڑی اور لشکر ساحران سے
کہتی گئی کہ تم کمر کھولو اور طبل آرام بجاکر پھر جاؤ لشکر مین طبل امان بجا اور سب پھر کر خیمون مین آگئے
اُسوقت روشنی ہوئی اور سحر کی تاریکی مٹی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ لشکر مین نہین ہی ایک تلاطم
پڑگیا سیارہ لشکر کو حوالے سوگند کے کرکے صورت ساحر کی بنکر بہر تلاش چلا مگر آفت کا ایک باغ
جنگل مین ہی وہان قاسم کو لائی اور بارہ دری مین آکر زمین پر لٹاکر سحر کر دیا تاکہ یہ بے قابو رہین
اُٹھ نہ سکین اور آپ بچہ شکر کا لینے گئی کہ اُسکو جھنکار کے قاسم کو قتل کرون اور اُسکی روح کا
پیر بناؤن جب یہ جا چکی سیارہ ڈھونڈھتا ہوا قریب باغ پہونچا عقل سے دریافت کیا کہ شہزادہ
اسی باغ مین ہوگا فی الفور صورت اپنی مالن کی ایسی بنائی پاؤن مین کڑے انوٹ بچھوے پہنے
چُنری کا سرخ اوڑھنی لنگے پر سودائی لگائی زلف غالیہ بیز عنبر آگین کو رخسارہ رنگین پر چھوڑا اور چشم
غزالین کو سرمہ آگین کیا ابیات

زلف ہزار دل بیکے تار مو بہ بست	راہ ہزار چارہ گر از چار سو بہ بست
تا عاشقان ببوی نسیمش دہند جان	بکشود نافۂ و در ہر آرزو بہ بست

پھولون کی ٹوکری ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی در باغ پر آئی اُس نزہت گاہ کو نمونہ اعلی علیین پاتا
کہ صبا زلف پرتاب بنفشہ سے مشک ناب کا نافہ کھولے تھی اور عطار شمار جعد پر شکن مشکین سنبل
سے عنبر تر برستا تھا ریاحین جنان روائح گلہائے سیراب سے مشام جان عالمیان معطر فرمایا
اور باغ جنان اشجار پربہار سے اُسکے سرسبزی اور لطافت قرض لیتا تھا کہ نظم

شگفتہ اُس مین تھے گلہائے الوان	کہ ہر تختہ تھا رشک صد گلستان
مصفا ایسا تھا آئینۂ آب	کہ اُس سے نیلگون تھا رنگ سیماب
یہ مینائی تھے سبزے سے در و بام	کہ بھولا خامۂ ارژنگ کا کام
ایاغ بادۂ بہجت تھا ہر گل	ترنم سنج ہر گلبن پہ بلبل

جب آگے بڑھی باغبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ سرکار کی مالن ہون جتنے خنظل کے ملازم
ہین سب کے پاس ہمیشہ سے آتی جاتی ہون آج یہان مالک آئے ہین میرا بھی جی چاہا کہ اس
باغ کو دیکھ آؤن باغبان بولے کہ تم اکیلے مین آیا کرو اسوقت تو جاؤ مگر یارون کو نہ بھولنا ہم تو
تمھاری اوا کے دوانے ہین ایک نے کہا ذرا منھ پھیر کر ہنس تو دو دوسرا بولا کہ ہنسی اور پھنسی غرض
یہ تو سب آوازے کسنے لگے مگر باغبانون کے چودھری کا لڑکا تو مالن کے سرو قامت کو دیکھکر قمری
کی طرح طوق محبت درگلو ہوا اور سیب ذقن پر جان شیرین کھونے لگا اُٹھکر ساتھ چلا اور کہتا جاتا
تھا کہ اے جان جہان مجھے اپنے گلزار رخسار کا بلبل سمجھ کر

ابیات

دکھاوین ہم دل پر داغ دل ہی یار دیکھوگے لگی ہو آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے	عجب ہی سیر سوجھے گی جو یہ گلزار دیکھوگے بھینگے اشک آنکھون سے مژہ خونبار دیکھوگے

یہ کہکر نزدیک جاکر ہاتھ پکڑ لیا کہ میری جان ہی جاتی ہو ذرا میرے ساتھ آؤ مالن نے مسکرا کر کہا کہ اپنی بھینا کو
بلاؤ آگ لگاؤن تیری باتون کو کیا جلد مزے مین آگیا باغبان ایسا بیتاب تھا کہ اسکی باتون کو غمزہ و ناز
جان کر آغوش مین اُٹھا کر جس کوٹھری مین کہ آپ رہتا تھا لایا یہان ایک کونے مین امرود رکھے تھے
ایک مین خسر لفون کی بال پڑی تھی کہین بیچ رکھے تھے میٹھے کدو ڈھیر تھے بیچ مین کھتری بچھی تھی اُسپر
مالن کو بٹھایا حسب اتفاق آفت اسوقت بچہ خوک لیکر آگئی اور اسکو جھٹکا کیا بھینٹ جو تیار ہوئی
سحر کے بیر آئے اور کہا کیا غافل بیٹھی ہو سیارہ عیار کوٹھری مین مالن بنا بیٹھا ہو یہ سنتے ہی بغضب تمام
دوڑی کہتی ہوئی کہ موا عیار یہان بھی آیا یہ صدا سیارہ نے جو سنی سمجھا کہ راز تیرا کھل گیا آفت
یہان بھی آتی ہو یہ جان کر باغبان بچہ تو پاس بیٹھا ہی تھا فوراً ہاتھ بیہوشی کا اُسکے منھ پر مل دیا کہ وہ
بیہوش ہوا آپ اُٹھکر کوٹھری کے پٹ کی آڑ مین کھڑا ہو گیا کہ آفت نے آتے ہی دروازہ کھولا
اور جیسے ہی سر اندر جانے کے لیے ڈالا اسنے اس زور سے نیمچہ مارا کہ سر نجس تن سے جدا ہو گیا العیاذ باللہ
شور عظیم بلند ہوا کہ مارا مجھے نام میرا آفت جادو تھا باغبان وغیرہ سب ملازم باغ سے بھاگ
گئے اور قاسم کے جسم مین طاقت آگئی اُٹھ بیٹھا ایک جگہ بارہ دری کے کونے مین تیغہ بھر رکھا تھا
اُٹھا کر جو ساحر کہ نظر پڑا اُسکو مارا اور اِدھر سیارہ باغبان بچہ کو مار کر شہزادے کے پاس آیا اور اُنھین
ہمراہ لیکر سمت لشکر روانہ ہوا اُدھر کچھ باغبان وغیرہ بھاگ کر خنظل پاس گئے اور خبر ہلاکت آفت
بیان کی یہ رونے لگی اور برج قلعہ پر آکر نفیر سحر بجائی کہ فوج ساری جو باہر اتری ہوئی تھی اندر چلی آئی
دروازہ بند کیا اس عرصہ مین قاسم آکر پہونچا فوج تو جا چکی تھی یہ بھی اپنے لشکر مین داخل ہوا

اُسوقت وہ سردار جو سوار سحر پکڑ لے گیا تھا آفت کے مرنے سے سحر کی قید سے چھوٹے از بسکہ لشکر ساحران کو
بیم وہراس تا مدقاسم طاری تھا کسی نے انھین نہ روکا وہ بھی پاس شہزادے کے آئے اور بآرام تمام
اقامت گزین ہوئے لیکن وہ سپاہی کا انسان فرستادہ خنظل طلسم مین زنار بلا افگن کے پاس
پہونچا نامہ دیا اسمین سارا حال ملکہ اور قاسم کا مرقوم تھا وہ گھر کی بربادی پڑھکر روتا ہوا افراسیاب
کے پاس گیا اور عرض کیا کہ تیغہ سحر کے حربے کا کچھ توڑ بتایئے میرا سارا گھر برباد ہو گیا افراسیاب نے
اپنے خزانے سے ایک لعل بے بہا منگا کر اُسکو عنایت کیا کہ اسکا اگہ بنوا کر بازو پر باندھنا اور جب مقابل
حریف جانا بازو اُسکے سامنے کر دینا لعل کا عکس اور چمک جو اُسپر پڑیگی وہ بیہوش ہو جائیگا تم
اُس سے تیغہ چھین لینا اور اُسکو گرفتار کرنا بعد لمحہ کے وہ پھر ہوشیار ہو جائیگا جو چاہنا سو کرنا اُسنے
وہ لعل لیکر اُسی وقت اگہ بنوا کر بازو پر باندھا اور فوج ساحران ساتھ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا بعد
طے کرنے مسافت راہ کے قریب اپنے قلعے کے پہونچا یہان برج قلعہ پر زوجہ اُسکی بیٹھی تھی اور قلعہ بند تھا
شہزادہ نے بھی ایک دن حملہ کرنے سے تامل فرمایا تھا کہ یکایک لکۂ ابر سمت فلک ظاہر ہوا پر کالے
آتش کے اُڑتے نظر آئے بارہ ہزار ساحر اژدہون پر سوار اور بارہ ہزار شیر پر اور بارہ ہزار فیل پر بیٹھے
ہوئے ہاتھی اور شیر اُنکے بزور سحر اُڑتے دکھائی دیے اور بارہ ہزار پیادے نشان کھولے اُڑتے آکر پہونچے
نوبت و نقارے بجتے سنائی دیے اور چار اژدہون پر تخت کھنچا ہوا زنار بلا افگن بیٹھا ہوا سر پر
چتر شاہی پھرتا تاج پہنے قبائے فرمان روائی زیب بر کیے دکھائی دیا خنظل اُسکو آتے دیکھکر مع
ملازمون کے بہر استقبال آئی اور زرنثار کرتی تصدق اُتارتی ہوئی قلعے مین لائی سوگندہ نے شہزادے
سے کہا باپ ملکہ نرگسی حشم کا یہی ہے خدا خیر کرے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا
ہمارا سب سے زبردست ہے غرضکہ فوج ساحران مقابل جنود مسعود شہزادہ اُتری اور بارگاہ زنار
کی قلب لشکر مین نصب کی گئی زنار اندر قلعے کے گیا بی بی نے اسکی مارا جانا طولان وغیرہ کا سب
حال بیان کیا اسنے کہا کہ حمزہ نے اپنے پوتے کو منع کیا یا نہین کیونکہ لڑائی تھی تو لقا سے اور افراسیاب
سے مجھسے کیا مطلب تھا خیر مین نامہ لکھتا ہون یہ کہکر نامہ لکھا کہ یا امیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اپنے
پوتے کو آپ منع فرمایئے ورنہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ لکھکر طائر جادو نام ایک ساحر کے ہاتھ
خدمت امیر مین بھیجا وہ جب لشکر امیر مین پہونچا اپنے آنے سے امیر کو اطلاع کی انھون نے
الگ خیمے مین آکر نہایت عزت کے ساتھ سامنے بلوایا اور نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مجھے قاسم کے
مقدمے مین کچھ دخل نہین تم جانو وہ جانے اگر تم مجھ سے نہ لڑو گے تو مین بھی تمسے لڑنے نہ آونگا

یہ تحریر کرکے حوالے کیا کہ طائر جواب زنار پاس لایا اسنے پڑھکر کہا کہ حمزہ کو شر کرنا منظور ہی خیر بجے
طبل جنگ یہ کہکر آپ بیرون قلعہ بہان کی فوج لیکر آیا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جسوقت کہ برہمن
فلک زنار شعاع گلے مین تبخانہ مغرب مین گیا اور ہندی فلک تھالی نذر کی لیکر در چوبک پردین
کی بناکر اشنان کے لیے بحر نیلگون سپہر آیا نظم

شب تیرہ نے پھر پھر تماشا
جہان مین ہر طرف پھیلی سیاہی
جہان مین دیدۂ اختر کیے وا
سپاہ زنگ نے کی پھر چڑھائی

رات بھر تیاری جنگ ولاوران نے کی زنار نے طبل رزم بجوایا شہزادے کے یہان بھی نقارۂ جنگی
سرکردیا دونون جانب ایک غوغاے عظیم بلند ہوا ساحر سحر جگانے لگے بہادر تلوارین سان پر
چڑھانے لگے خلاصہ کلام اسی تدبیر مین وہ شب بسر ہوئی اور اسکندر شہنشاہ خاور نے سپاہ
زنگبار شب کو شکست دی کہ نظم

سپاہ زنگ نے لی سر پہ چادر
بڑھا خورشید آسا لشکر دین
سحر پیدا ہوئی مثل سکندر
پے جنگ وپے رزم وپے کین

سحرگاہ قاسم نماز پڑھکر سوار ہوا اور فوج ظفر موج کو لیکر دشت قتال مین آیا ادھر سے زنار
لشکر ساحران نابکار ہمراہ لایا صفین جمین میدان رزمی پاک صاف ہوا نقیبون نے دلیرون کو
گرمایا دل ہر ایک کا بڑھایا جب یہ پیچھے ہٹے زنار کی طرف سے مہنت جادو نام ایک ساحر میدان مین
آیا ادھر الماس خان مقابلے کو گیا اور طالب حرب ہوا مہنت اپنے کان کا چکر اتار کر سحر پڑھتا
بڑھا اور چکر کھینچ مارا الماس کی گردن مین وہ چکر طوق کی طرح پڑگیا اور سر ہرنے پر زین کے جھک
گیا ساحر نے چاہا کہ بڑھکر سر کاٹ لون اسوقت قاسم گھوڑا بڑھا کر للکارتا ہوا آسکے آگے گیا اور
تیغہ سحر کا وار کیا مہنت ہر چند سنبھلا اور سحر پڑھتا گیا لیکن کچھ نہ ہوا تیغے سے دو پرکالے ہوے شور
اسکے مرنے کا بلند ہوا پھر تو مہنت کے مرنے سے زنار کو تاب نہ رہی خود اژدر بڑھا کے مقابل ہوا
اور سحر کی برقین چمکانے لگا شہزادے نے تیغہ سحر بلند کرکے حملہ کیا زنار نے گھبراکر بازو سامنے کردیا
جیسے ہی روشنی لعل کی قاسم پر پڑی بیہوشی طاری ہوئی زنار نے تیغہ ہاتھ سے لے لیا اور کمر
مین پنجہ دیکر انکو بھی لے اڑا فوج مین غل ہوا جان نثاران شاہزادہ لینا لینا کہکر چلے تھے کہ زنار
نے طبل امان بجوادیا اور پکار کر کہا کہ اول قاسم کو قتل کرلون تو تم کو سزا دون غرضکہ لشکر پاین شاہزادہ
رنجیدہ پھرے اور ساحر بھی خیمون مین جاکر آسودہ ہوئے زنار نے قاسم کو ایک ساحر نہنگ جادو

نام کے حوالے کیا کہ اُسکو بحفاظت تمام قید کر قلعے کے اندر وہ گیسو بریدہ نرگسی چشم موجود ہی
وہان لیجانا اسکا صلاح نہین نہنگ نے شہزادے کو لاکر قریب ایک درہ کوہ کے ایک خیمے مین
قید کیا اور آپ پہرا دینے بیٹھا کہ اکیلے مین جو آئیگا مجھے معلوم ہوگا لشکر مین کثرت مردم سے شناخت
نہین ہوسکتی غرضکہ یہ تو ساکن ہوا اور سیارہ صورت ساحر کی ایسی بنکر لشکر سے چلا اور تجسس
کنان اسکے خیمے مین آیا اُسنے پوچھا تو کون ہی سیارہ نے جواب دیا کہ زنار کے پاس سے آیا ہون
آپ کی خیریت اُنھون نے دریافت کی ہی یہ سنتے ہی نہنگ نے ایک گولا موم کا سامنے پھینکدیا
کہ اسکو اُٹھا کر میرے پاس آؤ سیارہ نے جیسے ہی اُس گولے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ جل گیا چھوڑ کر بھاگا
نہنگ پیچھے دوڑا مگر نہ پایا پھر آکر خیمے مین بیٹھا مگر سیارہ جو بھاگا راہ مین ایک ساحر پیر مرد
اسکو ملا از بسکہ یہ بھی بشکل ساحر تھا اُسکے قریب گیا اور حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کرکے کپڑے
اُسکے لیکر اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو زمین مین دفن کر دیا اور ایک تھال مین کچھ مٹھائی
لگا کر خیمۂ نہنگ مین گیا اور کہا نذر جمشید کی مٹھائی لایا ہون اُسنے وہی گولا پھر اُس کے سامنے
پھینکا کہ اُسکو اُٹھا لا سیارہ تو اُسکے حال سے واقف تھا اُٹھانے نہ جھکا بلکہ بھاگ گیا نہنگ
سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار تھا مگر اب اس اثنا مین زنار خود یہان آیا اُسنے کہا دو دفعہ عیار یہان آچکا
ہی اور بھاگ گیا زنار نے کہا بہت خبردار رہنا مین تمھین ہوشیار کرنے آیا تھا یہ کہکر پھر ا راہ مین
سیارہ نے اسے جاتے دیکھا سمجھا کہ نہنگ کے پاس سے آتا ہی یہ معلوم کرکے بہت جلد زنار
کی صورت آپ بنکر نہنگ کے پاس گیا اُسنے کہا آپ پھر کیون آئے اُسنے جواب دیا کہ مین چاہتا
ہون تمھارے پاس رہکر نگہبانی کرون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا اور کہا دیکھو پشت پر تمھاری وہ
عیار آپہونچا نہنگ گھبرا کر دیکھنے لگا سیارہ نے اس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا شور قیامت نما بلند
ہوا قاسم چھوٹ گیا اور اُسنے قید ہوتے وقت دیکھا تھا کہ تیغہ پھر زنار نے درہ کوہ مین گڑوا دیا ہی
کس لیے کہ ایک بار قلعہ کوہ مین رکھنے سے تیغہ جاتا رہا تھا اور درے مین دفن کرنے سے کسی کو گمان
بھی نہوگا کہ تیغہ درہ کوہ مین دفن ہی خلاصہ یہ کہ قاسم اس راز سے واقف تھا اُسنے کھود کر تیغہ
لے لیا اور ہمراہ سیارہ کے داخل لشکر نصرت اثر ہوا اس ہنگامے کی خبر زنار کو پہونچی کہ ایک عیار
نہنگ کو مار کر قاسم کو چھڑا لے گیا اس خبر کو سنتے ہی مثل مار سر کوفتہ کے پیچ و تاب اُسنے کھا کر اُسیوقت
حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے اور جتنی رات کہ باقی ہی آلات حرب و ضرب کی تیاری مین بسر
ہو صبح کو بغیر قتل کیے قاسم کے میدان سے نہ پھرون گا حسب الحکم کوس حربی پر چوب پڑی

اور نفیر سحر کو دم ملا یہ خبر شاہزادے نے سنی اپنے یہان بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون لشکر لڑنے پر تل گئے سلح خانے کھل گئے پچھلی رات سے تا سحر ہنگامہ کارزار کی تیاری مین گرم رہا جس وقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم مشرقستان بجاہ و حشم توسن فلک پر سوار ہوا اور خیل انجم مملکت افلاک سے دست بردار ہو کر چھپ گیا نظم

سپاہ سحر چون علم برکشید — جہان حرف تکیب را قلم درکشید
برافروختہ شمع رخ آفتاب — چو برداشت از ظلمت شب نقاب

صبحدم سپاہ ہر دو سوادگاہ مصاف مین بکر و فر آکر ہوئی دہل ور دمامے بجنے لگے نقیب للکارنے لگے کہ نظم

پکارا عرصۂ کین داد بیداد — ہوئی عریان ہر اک شمشیر فولاد
ترقی دن کی تھی آتش کا بڑھنا — غضب ہو شعلۂ سرکش کا بڑھنا
ہوا وارد جو قاسم دشت کین مین — گڑے نیزے خجالت سے زمین مین
قضا نے کیا فقط ہاتھ اس کا چوما — قدر نے بھی لیا بازو کا بوسا
سپہ سالار لشکر اسکے ہمراہ — جوان بہتر سے بہتر اسکے ہمراہ
دم شمشیر کے ڈر سے تہ خاک — کفن تھا مردۂ صد سالہ کا چاک
غرض ترتیب لشکر ہو چکی جب — بڑھا زنار اڑا کر اپنا مرکب
غضب سے ڈانٹ کر بولا وہ بدخواہ — کہاں ہے قاسم نا ہوش و بیجاہ
مقابل مجھ سے ہو آکر اگر آج — ملاؤن خاک و خون مین اسکا سر آج
سنا قاسم نے جب نعرہ عدو کا — ہوا غصے سے رنگ رخ بھبوکا
اڑا کر رخش کو وہ آیا دلاور — ہوا دشمن سے اپنے اہگا در

جب قاسم مقابل ہوا زنار نے ایک ناریل سحر پڑھکر صحرا کی طرف پھینکا کہ یکایک ایسی آندھی تیرہ وتار آئی کہ دنیا اندھیر ہو گئی ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا اسی تاریکی مین ایک پتلا زنار نے جھولی سے نکالکر سر کاٹ کر زمین پر ڈال دیا اور قاسم کو اس تاریکی مین بسبب تیغہ سحر کے نظر آتا تھا انکے سامنے اکے بازو کا کیا عکس سے لعل کے یہ بیہوش ہوا اسنے تیغہ ہاتھ سے لیکر انکو بھی قید کر لیا سحر کی دستک دی کہ پنجہ آیا اور شہزادے کو اٹھا کر ایک سمت لے گیا پھر اسنے سحر پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ لاشہ قاسم کا خاک و خون مین غلطان ہے سر الگ ہے دھڑ جدا پڑا ہے لشکریان قاسم نے گریبان چاک کیے اور مقبل تلوار پکڑ کر زنار پر جا پڑا اسنے پھر سحر کی دستک دی کہ عالم مین تاریکی پھیلی اور پنجہ

پیدا ہوا مقبل کو بھی اُٹھا لے گیا زمار نے تیلا نکالکر سر کاٹ کر ڈال دیا اور تاریکی موقوف کردی سبنے دیکھا کہ لاش مقبل کی پڑی ہی خاک و خون میں بھری چشم حسرت آلود کھلی ہی اور سردار تلوارین پکڑکر فوج ساحران پر چلے اسوقت زمار نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای لشکر مسلمانان پھر جاؤ لاشین ان دونون کی ہمراہ لو اور حمزہ کو جاکر دکھاؤ کہدینا کہ جو یہان آئیگا اسی طرح مارا جائیگا طبل امان بجنے سے سردار ناچار ہوے اور روتے پیٹتے سر پر خاک اڑاتے لاشۂ قاسم کے پاس آئے پکارے کہ ای آقا افسوس ہی کہ تیرا ارمان نہ نکلا ملکہ نرگسی چشم کو تو نے ہم پہلو نہ کیا ہائے اس عالم شباب مین تو حسرت بھرا دنیا سے اُٹھ گیا اُدھر سیارہ گرد لاش کے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ ای مالک میرے اپنے غلام کو اپنے پاس بلا لے مین کس طرح بغیر تیرے زندگی کرون گا کہان جاؤنگا کس کا ہور ہونگا آخر جنازہ دونون لاشون کا بناکر کاندھے پر اُٹھاکر نالان و گریان سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے ہرکارون نے صداے نالہ و شیون سُنکر خبر آکر دریافت کی اور جاکر بارگاہ مین امیر سے بیان کیا کہ شاہزادہ قاسم نرگس کوہ پر مارے گئے اور مقبل بھی انپر سے نثار ہوا لاشین دونون کی آتی ہین یہ خبر سُنتے ہی سالار سردار اور امیر نامدار ننگے سر ننگے پانون دوڑے آکر دیکھا تو سیارہ خون تھوکر ملے جنازہ اُٹھائے آتا ہی ہر سردار خاک اُڑاتا ہی امیر آکر جنازے کے ہمراہ ہوئے اور آنسوؤن سے رونے لگے مگر جو سردار اور تھے انھون نے شور واویلا فلک کو پہونچایا جسقدر لشکر کے دوکان دار اہل حرفہ تھے وہ سب روتے تھے اور علمشاہ باپ کو قاسم کے غش پہ غش آتے تھے ایک نوجوان فرزند قاسم لاش پدر سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ای والد مجھ خستہ جگر کے سر پر کون بست شفقت رکھے گا آخر وہ دونون لاشین بارگاہ مین آکر رکھی گیئن صف ماتم بچھ گئی یہ خبر محلات امیر مین پہونچی ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم یہ کہکر کہ ہاے میری کوکھ اجڑ گئی فرش خاک پر گری اور زوجہ قاسم ملکہ گیتی افروز دختر لقا نے چوڑیان توڑین تھین اور تاری پچھاڑین کھانے لگی کہ ہی میرا آج سہاگ لٹ گیا پھر تو ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر علمشاہ کے بین کسی سے سُنے نہ جاتے تھے جب وہ کہتی تھی کہ اے میرے کڑیل جوان بیٹا تمھاری برات نرگس کوہ سے پھر آئی چاند سی بنو بیاہ کر نہ لائے ای میرے گیسوؤن والے میرے نازون کے پالے تجھے کیسی نیند آگئی کون سی نظر کھا گئی اسوقت بائیس ہزار عورت گرد حلقہ باندھے دو ہتڑ سرد سینے پر لگاتی تھین کہرام برپا تھا چیس پڑی تھی در و دیوار زمین و زمان روتا تھا ایک ہنگامۂ ماتم برپا تھا نظم

ایک بولی کہ ہائے اے بیٹا | اپنی آواز پھر سُنا دے ذرا | اک کھڑی آہ سرد بھرتی تھی

روتی تھی اور بین کرتی تھی گر پڑا خاک پہ قلم ہوکر پڑ گیا دشت بزمین ایک خروش	نخل شاداب نوجوانی ہائے چل بسا راہی عدم ہوکر ایک تھا حال دوست اور دشمن	اختر برج کامرانی ہائے روتے روتے جو سب ہوئے بیہوش نعرہ زن تھے تمام مرد و زن

الحاصل لاش اُٹھانے کی تجویز کی اور خیمہ سیاہ غسل کے لیے مقرر فرمایا اسوقت خواجہ زادے برہم تعزیت خدمت امیر میں آئے اور عرض کیا کہ ایک بار اسی طرح لاشہ شاہزادہ بدیع الزمان کا دیا تھا مگر ماتس کے آٹے کا پتلا تھا اس لاش پر بھی بنابر احتیاط پانی اسم اعظم پڑھکر چھڑکیے شاید ویسا معاملہ یہ بھی ہوا امیر نے اسم اعظم دم کرکے پانی لاشوں پر چھڑکا دونوں لاشیں پتلے آٹے کے تھے یہ دیکھکر لشکریوں اور خادمان محل اور امیر اور سرداروں کو تسکین ہوئی معلوم ہوا کہ قاسم و مقبل قید میں امیر نے پتلے پھکوا دیے اور چپ ہو رہے لیکن ایرج کو باپ کے قید ہونے کا بڑا رنج ہوا اور بعد ایک روز کے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے امیدوار ہوں کہ شکار کھیلنے کے لیے مجھے جانا ملے امیر نے اجازت دی ایرج نے شاپور شیر دل پنے عیار سے حکم دیا کہ سامان شکار درست کیا جائے خیمہ وغیرہ لدے ارباب نشاط کو بھی حکم ملے کہ ہمراہ چلیں شاپور نے بازداروں کو اور قراول بہلیوں کو شہزادے کے ارشاد سے خبردار کیا سب نے تیاری کی ایک دن پیشتر ہاتھیوں پر بارگاہ تیار ہوکر روانہ دشت ہوئی اور کسی قدر فوج بھی بارگاہ کے ساتھ گئی باز اور بہری و جرہ و شاہین و عقاب وغیرہ بازدار لیکر چلے چیتوں کی کھٹولیاں ٹانگوں پر رکھکر روانہ کیں کتوں کو ڈورے پیے ہوئے باؤلیاں دیتے آگے بڑھے جسوقت کہ ساکن برج اسد شیر زرین چنگ فلک پلنگ شب پر حملہ آور ہوا اور دشت اخضر سپہر سے گلہ ستاروں کا رو بفرار لایا کابیات

	چو طاؤس زرین جناح سپہر پرید انداز آشیان طائران	بگسترد بازو براطراف دہر نسیم سحر گشتہ ہر سو روان	

ایرج باز تیز پرواز جو ایک جھپٹ میں سیمرغ کو قلعہ قاف سے پکڑ لاتا اور ریم چنگل سے اسکے نسر طائر آشیانہ سبز سپہر میں جا کر چھپتا ہاتھ پر بٹھا کر سوار ہوا اور سمت دشت چلا وہ صبح کو سبزہ کی لہلہاہٹ دل پژمردہ کو طراوت بخشتی تھی نسیم عنبر شمیم غنچہ خاطر کھلاتی تھی شاہزادے نے اول صید طائران کرنا شروع کیا اور اپنے باز کو کہ اُسکی تعریف میں یہ کنارہ دا ہی جانوروں پر چھوڑا کہ مثنوی

چو از باز کردی پر و بال خویش   زہیبت شدی سینۂ چرخ ریش

دگر جانب آسمان تاختے   عقاب فلک پر بینداختے

پہر دن چڑھے تک دشت طائرون سے خالی ہوگیا پھر اسپ مراد کو صید گور و گوزن پر دوڑایا اور سمند نشاط کو گوے آہوان صحرا مین ڈالا جہان کہین گھار مین ہرن کھیرو کرتے نظر آئے نشانہ تیر ہوے نظم

وہ کرنے لگا جا کے صید افگنی   درندون کی پھر جان پر آبنی

کیے صید اس درجہ گور و گوزن   نہ میدان گردون مین ہو جنکا وزن

بہت شیر مارے بہت پیل مست   ہوے کرگدن زور بازو سے پست

وہ کرتا رہا دوپہر تک شکار   ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار

ٹھیک دوپہر کو ایک آندھی تیرہ و تار آئی دن کی رات ہوگئی اور مرکب کے منھ پر ہوا جو لگی کنوتی بدلکر وہ رہوار باد پا فر فر کرتا ایک سمت راہی ہوا شاہزادہ بھی راہ امن اور جاے تحفظ تلاش فرماتا گھوڑے کو مہمیز کرتا گیا یہان تک کہ ایک درہ کوہ کے متصل پہونچا اور وہان جھکڑ آندھی کے کم ہوے اُسوقت ایک بجلی چمکی اور کمر مین شاہزادے کے لپٹ گئی قاش زین سے اُسکو اُٹھا کر ایک سمت لیگئی آنکھین اسکی تموج ہوا سے بند ہوگئین لے جانیوالے نے اتنا تو کہا کہ طلسم آئینہ کی شاہزادی پاس یہ نوجوان جاتا ہی جو کوئی اُسکے ساتھ ہو وہ سُن رکھے مگر وہان ہمراہ اسکے کون تھا جو سُنتا بعد کچھ عرصے کے ملازم آنکلے آئے اور رہوار خالی پاکر متفکر ہوے ناچار ہر سمت ڈھونڈھکر جانب لشکر امیر پھرے لیکن شاپور عیار تجسس کنان آگے کو روانہ ہوا اور سب ملازم لشکر مین جب آئے امیر سے ساری کیفیت غائب ہوجانے ایرج کی بیان کی امیر نے فرمایا کہ خداوند عالم اُسکا نگہبان رہے یہ فرماکر خاموش ہو رہے واضح ہو کہ شاہزادگان قاسم و ایرج کا حال اور فتح ہونا طلسم آئینہ کا اور رہائی قاسم کا ذکر جلد ثانی مین یہ حقیر مترجم گذارش کریگا اب اس جلد کا ازبسکہ خاتمہ منظور ہی اس لحاظ سے باقی حال ہوشیار کٹنی اور مخمور کا اور وابستہ لشکر امیر سے اور پہلی بار ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر سے ہونا اور ریلے کا چاہ زمرد وغیرہ کے بیان ناظرین پڑھکر محظوظ ہون اور امید ہی کہ دامن عفو سے میری غلطیون کو چھپائین نظم

چنین گفت مرد سخندان بمن   کہ اے باغبان ریاض سخن

درین روضۂ پاک مینو نشان   درختے معانی بنوعے نشان

کہ ہر کو خورد میوۂ زین درخت — نشانندہ را گوید اے نیک بخت
درین باغ خوش میوہ ہاے ترست — بزیبائی از یک دگر بہترست

کرشمہ سنجان لعبت تسطیر و عربدہ جویان نیرنگی حسن شاہد تقریر عروس زیباے بیان کی آرایش
اس طرح فرماتے ہین کہ ہوشیار کٹنی کو جب ساحر پار دریاے سحر کے لیکر آیا صاحبان دریاے
حکم شاہ طلسم بیان کیا یعنی کہدیا کہ جسوقت یہ عورت دریا سے اُترنے کا قصد کرے فوراً راہ دینا
اور بعافیت اُتار دینا یہ کہکر ساحر تو مراجعت کر گیا اور وہ محتالہ فقیرنی بنکر لشکر مہرخ مین آئی ہر طرف
خیمہ و بارگاہ کے در پر مانگنے لگی ایک دن سرا پچے بارگاہ کے اُٹھے تھے اور مہرخ سیر دشت کر رہی
تھی دربار معمور تھا کہ اس عجوزہ نے روبرو آکر دعا دی اور سوال کیا مہرخ نے اسکو بارگاہ مین بلایا
اور پوچھا کہ بڑھیا تو کون ہی اُسنے کہا واری مین سب عزیز ونکو کھا گئی اب تنہا عاقبت کے بوریے
اُٹھانے کو رہ گئی ہون ایک جگہ نوکری کی تھی آپ جانیے اپنے مزاج مین وہی خو بو کسی کی بات
سہنے کی عادت نہین اُنھون نے بھی چھڑا دیا آخر بھیک مانگنے لگی بی بی اب بہت آرام سے
ہون دن بھر مانگتا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہنا بیت

گدا را میسر چو شد نان شام — چنان خوش بخسپد کہ سلطان تمام

مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے یہان بقیہ عمر اپنی بسر کر سرکار سے کھانا دونون وقت ملے گا کپڑے
دیے جائینگے خیمہ رہنے کو پائے گی ایک ملازم کاروبار کے لیے تیرے پاس رہے گا اور کچھ کام
تجھ سے نہ لیا جائیگا کٹنی نے یہ عنایت دیکھکر زبان کو صفت و ثنا مین کھولا اور براہ مکاری
درج دہن سے گوہر سخن کو میزان بیان مین تولا کہ مثنوی

ای خوشست آیین جہان داشتن — ملک بد نیکو نہ توان داشتن
بیخ نہالیکہ تو آبش دہی — میوۂ شاخش نبود جز بہی

مین بھی یہی امید کر کے آئی ہون کہ مدت العمر سایۂ عاطفت پیرایۂ دامن دولت حضور مین
رہون اور زمرۂ مناجاتیون مین شمار کی جاؤن مہرخ نے براہ غریب نوازی پوشاک منگوا کر عنایت
فرمائی خیمہ رہنے کو دیا کھانا مقرر کیا یہ جاکر ساکن ہوئی اتفاق سے جسوقت یہ بارگاہ مین آئی
تھی کوئی عیار نہ تھا کس لیے کہ عیار تو کم بارگاہ مین رہتے ہین اور عمرو خیمۂ مخمور مین بہت رہتا
ہی کیونکہ مخمور ہر وقت حال نور الدہر کا پوچھتی ہی اور انھین کا حال بیان کرا کر سنا کرتی ہی عمرو
کو بہت کچھ دیا کرتی اور وعدہ دینے کا کیا ہی اب اسقدر محبت بڑھی ہی کہ تمام ساحرون مین چرچا ہی

مخمور عاشق عمرو ہی دونون ایک ہی مسند پر پڑے رہتے ہین افراسیاب کو بھی یہ خبر پہونچی ہی
آتش رشک مین جلا جی مین کہتا ہی کہ مخمور ایسے نامعقول عیار پر عاشق ہوئی ہی سچ ہی رنڈی کا کیا
اعتبار ناک نہ ہو تو گوہ کھائے بمقتضائے بیت

	اگر نیک بودے سرانجام زن	زنان را مزن نام بودے نہ زن	

سب تو اسکو عمرو کا شیدائی جانتے ہین اور عمرو اسکو بجائے فرزند کے جانتا ہی مال کے لالچ سے
اور راز طلسم دریافت کرنیکے لیے خلوت پذیر رہتا ہی قصہ کوتاہ کٹنی نے خالی میدان پاکر مہرخ کے دلمین
گھر بنایا اور اپنے افسون آمیز افسانون پر خوب لبھایا ہر وقت کی مصاحبت گرم کرنے لگی اور جو اُسے
وقت تھی ایک دن اُسنے اپنی ہنرمندی دکھانے کو پلاؤ بہت خوش ذائقہ پکایا اور دسترخوان
پر سامنے مہرخ کے لگایا مہرخ نے اسکو عمدہ سمجھکر کہلا بھیجا کہ اللہ ری مخمور تم کیا آئین خواجہ کے دیکھنے
کو ہم ترس گئے آج تم بھی آؤ اور عمرو بھی آئین دسترخوان بچھا ہی پلاؤ بہت مزے کا پکا ہی نوش
فرمائین جب یہ پیام پہونچا مخمور اور عمرو آکر دسترخوان پر بیٹھے مہرخ نے کہا خواجہ سلامت ہم نے ایک
نیا ملازم رکھا ہی اسکو سب باتون مین دخل ہی رکابداری بھی جانتا ہی اُسی نے پلاؤ پکایا ہی عمرو
کو یہ تقریر سنکر خیال آیا کہ کہین صرصر رکابدار بنکر آئی ہو وہ آگے بھی لڑکی بنکر آئی اور رعد کو
پکڑ لے گئی تھی مخمور کی فکر مین اب آئی ہوگی یہ سوچکر قاب اُٹھاکر پلاؤ کو سونگھا اور زنبیل سے پتھر
نکالکر چانولون کو رگڑا پوچھا وہ رکابدار ملازم نیا کہان سے آیا ہی مہرخ نے سب حال بیان کیا وہ ایک
فقیرنی ہی مین نے رکھ لیا ہی اُسنے کہا سامنے بلواؤ ہوشیار حسب الطلب سامنے آئی عمرو نے صورت
بغور دیکھکر کہا کہ عیار تو نہین مگر کٹنی معلوم ہوتی ہی بڑی چالاک ہی تیور بد ہین یہ کہکر فرمایا کہ میری
طرف اے نیکبخت ذرا دیکھ تو سہی کٹنی نے آنکھ سے آنکھ ملائی عمرو نے بھلا دادیکر بعد لمحے کے پھر کہا دیکھون
تیری آنکھ اُسنے پھر آنکی جانب دیکھا عمرو نے کہا دیکھیے پہلے جس نگاہ سے اُسنے دیکھا تھا اب کی وہ نظر
نہ تھی اتنے ہی عرصے مین تیور اور ہو گئے مقرر یہ کٹنی اور اسکی مان کٹنی اگر کہو تو کوڑے مار کر قبول کرا دون
یہ کہکر زنبیل سے کوڑا نکالا ہوشیار نے دیکھا کہ بیڈھب اسوقت مار پڑیگی جان جاتی رہے تو عجب
نہین دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اور عرض رسا ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کہنا آپ کا مثل نہین
خوب پہچانا مین ہوشیار کٹنی ہون افراسیاب نے لاکھون روپے دیکر مخمور کے پکڑنے کو بھیجا ہی
لیکن اب عہد کرتی ہون کہ کسی طرح کی دغا نہ کرونگی میرا جی نہین چاہتا کہ ملکہ مہرخ کے قدم چھوڑکر
کہین جاؤن کس لیے کہ ملکہ نے میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرمائی ہی مگر عمرو نے اسکا عذر سنکر

فرمایا کہ مین کسی طرح تیرے رہنے کی اجازت نہ دونگا کس لیے کہ ع اصل بد از خطا خطا نکند مہرخ
نے دیکھا کہ عمرو اسکے رہنے پر راضی نہین ازبسکہ مانوس اس سے ہو چکی ہی گویا ہوئی کہ خواجہ یہ اقرار
کرتی ہی کہ مجھ سے خطا سرزد نہ ہوگی اُس کو رہنے دیجیے عمرو نے کہا آپ بادشاہ لشکر ہین جیسا مناسب
جانیے کیجیے میرے نزدیک اسکا پاس رہنا اچھا نہین کہ بیت بقول خصم بداندیش غرہ نتوان کرد
کسے کہ کرد چنین عاقبت پشیمان شد + مہرخ نے کہا کہ یہ الگ پڑی رہیگی مین کبھی اسکو منھ نہ
لگاؤنگی یہ کہا اور کٹنی سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے سے ٹل گئی عمرو کھانا کھانے لگا وہ بات رفت و
گذشت ہوئی بعد فراغت سب اپنی اپنی جگھہ رہ گئے ہوشیار دو ایک روز اپنے خیمے سے باہر نہ نکلی
اور کسی کو اُسنے اپنی صورت نہ دکھائی سب کو کچھ خیال بھی اسکا نہ رہا بعد دو دن کے بہار اور شکیل کے
خیمے مین جانے آنے لگی دل سے کہتی تھی کہ مہرخ کو اگر پکڑ لے جاؤن دعدے کے خلاف شاہ طلسم کے
ہوگا اور مخمور پاس عمرو رہتا ہی پھر قابو نہین چل سکتا آخر ایک رات کو چھپ کر حیرت کے پاس
گئی اور سارا حال بیان کر کے کہا کہ آپ میرے ساتھ کوئی ساحر زبردست کر دیجیے تاکہ جسوقت مین
مخمور کو اپنے قبضے مین لاؤن وہ ساحر گرفتار کر کے شہنشاہ کے پاس لے جائے حیرت نے اُسکی تقریر
بعینہ شاہ جادوان کو لکھ بھیجی اُسنے نامہ پڑھکر باغبان سے کہا تم جاؤ اور کٹنی کے پاس رہو وہ
حکم پاکر اُٹھا باغبان کی زوجہ نے چپکے سے کہا مخمور کو شاہ خراب کرنا چاہتا ہی تو کیون اپنی شامت
لایا چاہتا ہی اُسنے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ تابعدار کو مالک کے کام مین کیا عذر رہا افراسیاب نے
بھی اسکی آہستہ تقریر کو سُنکر پوچھا کہ کیا ہی باغبان نے عرض کیا کہ گلچین جانے کو منع کرتی ہی شاہ
نے کہا تیری راست گوئی سے مین بہت خوش ہون اچھا اب جا اور مخمور کو پکڑ لا یہ آداب بجا
لاکر راہی ہوا یہ گلچین بھی اُٹھکر چلی اور راہ مین شوہر سے کہا کہ کیون مجھے رانڈ کیا چاہتا ہی عمرو
سے عداوت اچھی نہین اسنے کہا تو واہی ای بیہودہ بکتی ہی جا کر باغ مین ٹھہر مین شاہ کے کام کو
ضرور جاؤنگا یہ کہکر چلا زوجہ اسکی ناچار اپنے باغ مین گئی اور یہ بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے کٹنی
کے ساتھ کر دیا کٹنی اسکو بزور سحر صورت بدلوا کر اپنے خیمے مین لائی اور بٹھا کر مخمور کے خیمے مین گئی
اتفاق سے عمرو اُسوقت کہین گیا تھا اُسنے قابو پاکر وہ بکر ادا کیا کہ اے ملکہ مین نے صنعت کر کے
ایک چڑیا بنائی ہی آپکے دیکھنے قابل ہی مخمور نے کہا آخر اُس چڑیا مین کیا وصف ہی اُسنے جواب دیا
کہ وارائے طلسم کے زور سے چینی کی پتلیان باہم لڑتی ہین گاتی بجاتی ہین مخمور کو اسکے کہنے سے
اشتیاق پیدا ہوا اور خرامان خرامان اسکے ہمراہ خیمے مین آئی یہان باغبان بیٹھا تھا اُسنے

اُٹھکر خاک جمشیدی چھڑک دی کہ مخمور بیہوش ہوگئی وہ کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا اور کشتی اسباب وغیرہ سب چھوڑکر بھاگی لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک رسی مخمور کے لپٹی ہوئی اُڑائے لیے جاتی ہی سب نے غل مچایا عیار اور ساحر دوڑے لیکن باغبان دریاے سحر سے بہت جلد گذر گیا سب حیران ہوکر رہگئے مگر کشتی بھاگتی ہوئی قریب دریا پہونچی تھی اتفاق سے عمرو جو مخمور کے لیے دوڑتا آیا تھا اسکی نگاہ کشتی پر پڑی پکارا کہ اے قحبہ کھڑی رہ کہان جاتی ہی کشتی نے اسکی آواز سُنکر بہت جلد اپنے تئین پل پر زادون پر پہونچایا محافظان دریا نے کہا کہ ہم تجھے ہاتھون ہاتھ پہونچاے دیتے ہین ہنوز لیکر جانے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دیکھا یہ نکل جائیگی فی الفور کلہ فلاخن مین پتھر رکھکر سر پر چرخ دیکر جو مارا کشتی کے سر پر جاکر پڑا کہ کاسہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا وہ تڑپ کر مرگئی اُسی کے سرگئی کہ کرد کر نیا قت کا معاملہ ہوا ساحر عمرو کو پکڑنے دوڑے اُسنے گلیم اوڑھ لی اور اپنے لشکر مین آیا باغبان کا حال مہرخ وغیرہ سے کہکر کہا کہ مین جاتا ہون جان بازی کرکے مخمور کو لاتا ہون یہ کلمہ سُنکر سب جواب دہ ہوے کہ مخمور کا خدا نگہبان ہی آپ نہ جائیے دریاے سحر سے گذرنا مشکل ہی عمرو نے نہ مانا اور راہی ہوا بعد اُسکے اور عیار بھی روانہ ہوے لیکن مخمور کے پکڑ جانے کا حال حیرت نے بھی سنا شادان و فرحان سوار ہوکر باغ سیب مین آئی اُسوقت شاہ طلسم بردہ ظلمات مین گیا تھا باغبان نے مخمور کو لاکر خوب سحر سے مسحور کرکے ہوشیار کیا تھا کہ حیرت پہونچی اور مخمور پر عتاب کرنے لگی کہ او چنڈو حرامزادی تجھ سے شہنشاہ نے کیا برائی کی بھی تجکو خاک سے پاک کیا شاہزادی بنایا کل شاہان طلسم تیری خاطر کرتے تھے اور تو عمرو پر عاشق ہوئی یہ کلام حیرت کر رہی تھی کہ ایک لکہ ابر سرخ آیا اور سواری بادشاہ طلسم کی آئی سب نے استقبال کیا بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا اور مخمور کو بہت سخت سست کہا مخمور سمجھی کہ بیشک اب تیری جان گئی افسوس کہ دم مرگ تو نے اپنے شاہزادے نور الدہر کی بھی صورت نہ دیکھی یوہین دنیا سے محروم چلی دل سے روکر یہ کہنے لگی کہ ابیات

دیکھا کبھی نہ وصل جدائی مین مر گئے
صبر و قرار و ہوش و خرد یک بیک گئے

یوہین ہماری عمر کے دن سب گذر گئے
اُسکے دو چار ہوتے ہی یارب کدھر گئے

یہ تو خیال مطلوب مین تھی کہ شاہ جادوان نے دوبارہ خطاب کیا کہ تجھ پر عمرو عاشق ہی اُسنے جواب دیا کہ عمرو تو میرے باپ کے برابر ہی مگر وہ میرے سیکڑون یار ہین کسی بھڑوے کا اجارہ تو نہین مین ایک دن مین اسّی ہزار کرونگی یہ جواب شاہ طلسم سُنکر بہت برہم ہوا اور کہا تجھے عمرو کا بھروسہ ہی

کروہ آکر چھڑا لے جائیگا مخمور نے کہا بھروسہ تو مجھے خدا کی ذات کا ہی لیکن عمرو کا یہان سے چھڑا لانا کیسا
وہ تو آسمان پر سے لے جا سکتے ہین ایسے ہین کہ تیرے تھنون مین تیر چلاتے ہین افراسیاب نے
بہ غصہ کہا کہ او قحبہ تو مجھے اُس عیار سے دھمکاتی ہی مین سامنے اُسکے تجھے آگ مین جلاؤنگا یہ کہکر
حکم دیا کہ ای حیرت تم اپنے لشکر مین جاکر سامنے فوج مہرخ کے میدان مین لکڑیان جمع کراؤ اور
اسکو اسکے رفیقون کے روبرو جلا دو اور ایک ساحرہ نہایت معزز رنگین سحر جادو سے حکم
دیا کہ تم جاکر پہرا چوکی مقرر کرو اور لکڑیون کا انتظام وغیرہ کرکے حیرت کی مددگار ہو رنگین سحر
حسب ارشاد شاہ کئی ہزار ساحرا اپنے ہمراہ لیکر چلی اور پار دریا کے اُتر کر روبروے لشکر مہرخ خیمہ استاد
کراکے اتری ساحرون سے حکم دیا کہ انبار ہیزم لگاؤ ساحر صحرا کے درخت کاٹکر ایک جگہ جمع کرنے
لگے اتفاقاً عمرو جو فکر رہائی مخمور مین چلا تھا اُسنے ساحرون کو دیکھا صورت ساحر بنکر قریب
گیا سبب لکڑی جمع کرنے کا پوچھا انھون نے سارا ماجرا بیان کیا عمرو نے چاہا کہ یہان ٹھہر کر کچھ عیاری
کرون لیکن شاہ جادوان نے اپنے مقام پر کتاب سامری دیکھی اسلیے کہ مخمور کے چھڑانے کو عمرو
ضرور آئیگا دیکھون اسوقت کہان ہی کتاب سے ظاہر ہوا کہ عمرو انبار ہیزم جہان ہو رہا ہی وہان
بہ شکل ساحر کھڑا ہی یہ دیکھکر اُسنے حیرت سے کہا لو اُنکے آشنا یعنے عمرو لکڑیون کے پاس
آپہونچے اب تم اسکو لیجاؤ اور مین انھین بھی گرفتار کرائے دیتا ہون جوڑے کے جوڑے کو جلا دو
یہ کتبہ پتلے کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ اے رنگین سحر قریب لکڑیون کے عمرو کھڑا ہی اسکو گرفتار کر لو اس
مضمون کو جب پتلے سے پڑھکر رنگین خیمے سے نکلکر یک نگاہ تلاش عمرو مین دوڑانے لگی
عمرو نے بھی اسکو کسی کا جویا سمجھکر گلیم اوڑھلی غائب ہو گیا اور وہان سے دور ہٹ کر گلیم اُتاری
دیکھا کہ برق فرنگی صورت ساحر کی بنا ہوا آتا ہی اُسنے زنبیل عیاری بجا کر اسکو بلایا جب وہ
نزدیک آیا کہا بیٹا آج مخمور جلائی جائیگی اسوقت تم میری صورت بنکر ساحرونکے سامنے جاؤ
اور اپنے تئین قید کرا دو پھر مین سمجھ لون گا برق نے کہا بہت خوب اور فی الفور صورت اپنی شکل
عمرو کی بنالی اور لشکر کے سامنے گیا یہان صرصر کو شاہ جادوان نے بھیجا تھا کہ عمرو آیا ہوا ہی
تو بھی رنگین سحر کے پاس جا اور حفاظت کر صرصر آکر کئی ساحر اپنے ہمراہ لیکر انبار ہیزم کے گرد
ٹہل رہی تھی کہ برق بصورت عمرو ادھر سے گذرا صرصر تیغچہ بکر کر ڈانٹتی ہوئی بڑھی برق
نے بھی خنجر کھینچا اور مقابل ہوا ہنوز دو ایک ہاتھ چلے تھے کہ ساحر صرصر کے ساتھ جو تھے آگرے
اور بزور سحر عمرو نقلی کو پکڑ لیا سامنے رنگین سحر کے لائے اُسنے برق کو قید کرکے شہنشاہ ساحران

کو لکھ بھیجا کہ عمرو کو حسب الارشاد والا ھر صر نے پہچان کر گرفتار کرا دیا جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا
پڑھکر بہت خوش ہوا اذ بسکہ کتاب تو پہلے خبر دے ہی چکی تھی کہ عمرو آیا ہوا ہی اسوقت یہ سمجھا کہ بیشک
وہی گرفتار ہوا اور دوسرے عیار بھی نئے پہچان کر گرفتار کرایا ہی اب ایسکے عمرو ہونے مین کچھ شبہ نہین
غرض کہ خوشنود ہو کر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تیاری کرو اور اس مخمور کو بھی لے چلو مین بھی چلتا ہون
تاکہ عمرو کے ساتھ ایسکو جلا کر دل ٹھنڈا کرون حیرت یہ سنتے ہی اٹھی کہ اسکے اٹھنے سے ہزار ہا ساحر
اٹھ کھڑا ہوا طلسم باطن مین غلغلہ پڑ گیا جسقدر کہ مخمور کے یہان دوست تھے انکو صدمہ عظیم ہوا
اور باہم مشورہ کیا کہ چلکر آخر وقت مین مخمور کو پھر دیکھ لین اور دشمنون نے کہا کہ آج اسکا حال
سقیم دیکھکر دل شاد کرین چنانچہ دوست و دشمن سب برسر راہ کھڑے ہوے ادھر حیرت نے
ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مخمور کے پہنا کر تخت سحر پر جادو سے بے بس کر کے بٹھا لیا
اور خود اپنے طاؤس پر سوار ہو کر چلی ہزارون ساحر محاصرہ کیے روانہ ہوے اور شاہ طلسم بھی بڑے
کر و فر سے سوار ہو کر چلا خمار جادو بہن نے مخمور کو لاکھ طرح سمجھایا کہ بہن اگر تو سچے دل سے تائب
ہو کر افراسیاب کی اطاعت کرے تو مین اپنی ضمانت کر کے تجھے چھڑا لون مخمور نے جواب دیا کہ جلنا
میرا ہزار زندگی سے بہتر ہی مین ہرگز ایسے روسیاہ ظالم بادشاہ کی اطاعت نہ کرون گی خمار ناچار
چپ ہو رہی اور شاہ طلسم سے بھی سفارش نہ کر سکی مگر زار و زار بہن کے لیے روتی تھی ادھر جو
لوگ کہ تماشائی تھے انمین بعض روتے تھے اور بعض ہنستے تھے اور بعض جو زیرک و دانا تھے وہ عبرت
پذیر تھے اور کہتے تھے کہ میان اس شاہزادی کا یہ سن اور یہ دن حسن ایسا ہی صورت ویسی ہی
فلک کا یہ ظلم کہ اسکو جلنے کے لیے مقرر کیا ہی افسوس ہی کہ کیا جفا پسند چرخ بے درد ہی رباعی

در عالم بیوفا کسے خرم نیست
شادی و نشاط در بنی آدم نیست
آنکس کہ درین زمانہ اوراغم نیست
یا آدم نیست یا ازین عالم نیست

خلاصہ کلام یہ مجمع قیدیون کو لیے مع شاہ طلسم کے آتا ہی لیکن حال عمرو سنیے کہ جب برق گرفتار ہو چکا اسوقت
عمرو گلیم اوڑھے خیمہ رنگین سحر مین آیا دیکھا تو یہ مسند پر بیٹھی ہی اور چند ملازم ساحر اسکے گرد و پیش
حاضر ہین عمرو نے صدا دی کہ ای رنگین سحر مین فرشتہ سامری ہون خداوند سامنے درہ کوہ ہے
وہان تشریف لائے ہین اور عمرو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہین تمھین بلاتے ہین یقین ہی
کہ عمر جاودانی عطا فرمائین گے رنگین سحر یہ صداے غیبی سنکر بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ ندا دینے والا
کوئی دکھائی نہین دیتا بیشک یہ فرشتہ خداوند کی آواز ہی لہذا اسی وقت اٹھکر تنہا چلی اگر

کسی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تو مانع ہوئی کہ تم لوگ بغیر طلب خداوند جانے کے قابل نہین غرضکہ اکیلی چلکر نزدیک درۂ کوہ کے پہونچی عمرو پہلے سے اسکا منتظر یہان آ بیٹھا تھا اور صورت اپنی نہایت خوفناک بنا چکا تھا کئی سر اور کئی ہاتھ پانؤن بناے تھے اور کان اور آنکھ سے شعلے نکلتے تھے زنگین سحر کے آنے سے ایک پلیٹ مین کچھ میوہ لیے ظاہر ہوا اور قریب آکر کہا کہ آپ کو آنے مین عرصہ گذرا خداوند تشریف لے گئے مگر یہ میوہ دے گئے ہین کہ اسکو کھاے عمر بڑھ جائیگی یہ کہکر وہ میوہ اسکے ہاتھ مین دیا اور آپ سامنے سے غائب ہوگیا زنگین سحر نے جانا کہ فرشتہ تھا میوہ دیکر پاس خداوند کے گیا اس نے میوہ کچھ کھایا اور باقی لیکر خیمے کی طرف چلی راہ مین بیہوش ہوکر گری عمرو نے ظاہر ہوکر کپڑے اسکے لیے اور اسی کی صورت اپنی بنائی اور اسکو زمین کھود کر دفن کر دیا آپ وہان سے خیمہ مین آیا اور ساحر جو لکڑیان جمع کر رہے تھے اُن سے حکم دیا پہلے زمین پر بارود بچھاؤ اُسکے اوپر لکڑیون کا انبار کرو کہ تبرسون کو جلاتے وقت آگ لگاتے ہی فیصلہ ہوجائے ورنہ لگے کیونکہ عمرو کے مددگار بہت ہین ایسا نہ ہو کوئی بیچ مین پڑ جائے اور آگ مین سے کوئی اُسکو لے جائے یہ کہکر الگ جاکر زنبیل سے بیہوشی ایسی نکالی کہ بارود معلوم ہوتی تھی اور ساحرون کے حوالے کی اُنھون نے زمین پر اُسکو بچھایا اُسپر لکڑیان ڈھیر کین لکڑیون پر بھی سیرون بارود ڈالدی خوب انتظام کیا اسمین افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی اور حیرت اُس مجسمۂ سرکار عشق ملکہ مخمور کو طوق و سلاسل مین گرفتار لائی اُسکے آنے سے تمام طلسم مین غلغلہ پڑا اور لشکر مہرخ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ مخمور جلائی جاتی ہی یہ سُنتے ہی ہر ایک نے پچھاڑ کھائی اور مہرخ جان دینے پر آمادہ ہوئی جلد جلد لشکر طیار کرایا سب سردار نارنج و ترنج اسباب سحر لیکر تخت اور اژدہاے سحر پر سوار ہوے پھر تو نظم

چلی فوج جنگی سوے رزم گاہ　وہ شیرون کا غصہ خدا کی پناہ　بڑھے جس گھڑی سائے فولادپوش
ہوا ابحر آہن مین پیدا خروش　کسی سمت سے بڑھ کے ساحر چلے　سواری کے اژدر غضب بیر تھے
ہوئین منقل سحر آتش فشان　برستی تھین ہر سمت چنگاریان　لیے سرخ سرخ ہاتھ مین جھنڈیان
کہ دریاے خون جیسے ہو کے روان　وہ باجون کا بجنا وہ قرنا کا شور　وہ آندھی کا چلنا وہ جادو کا زور

غرضکہ یہ لشکر حسبدم روانہ ہوا صداے نفیر جنگی سنکر قران صحرا سے دوڑا آیا اور مہرخ سے کہا آپ کہان جاتی ہین سنے اپنے ارادے سے مطلع کیا قران نے جواب دیا کہ آج تک ہم تدبیر سے نہ لڑتے تو اب تک شاہ طلسم کے ہاتھ سے قتل ہوجاتے جان دینا کیا مشکل ہی جب چاہو لڑکر مرجاؤ اِس وقت پر کیا منحصر ہی خواجہ صاحب گئے ہین وہ جب تک نہ آئین آگے نہ بڑھو مین خبر لینے جاتا ہون تم یہین ٹھہرو مہرخ اسکے روکنے سے

تھی اور یہ بہر خبر روانہ ہوا مگر وہان جب افراسیاب مع مخمور آکر پہونچا رنگین سحر نے استقبال کیا حیرت نے سحر سے ایک بنگلہ مینا نگار بنایا اور شہنشاہ وہان مسند آرا ہوا ہر طرف ساحران نامی جوق جوق میدان کو گھیر کر کھڑے ہوے اور کسی قدر فوج بہ تحفظ انبار ہیزم کو محاصرہ کرکے ٹھہری اور افراسیاب نے مخمور کو سامنے بلا کر پھر بہت کچھ سمجھایا کہ اب بھی اپنے افعال سے توبہ کر تو میری رکن سلطنت طلسم ہی شاہزادی ہو کر ایک عیار پر مبتلا ہونا ہمجنسون مین ذلت اٹھانا مناسب حال نہین تو اپنے تئین خیال کر اپنے حسن و خوبی پر رحم کھا ان حرکتون سے باز آ مخمور یہ کلمات نصیحت سنکر رونے لگی اور آہ سرد دل پُر درد سے بھر کر پکاری نظم

آہ کس پردہ نشین سے دیدۂ دل لڑ گئے
شدت گریہ سے جو آنکھون پہ پردے پڑ گئے

بعد مرگ اعمال سے جو اپنے کھینچا انفعال
آخر اس شرمندگی سے ہم زمین مین گڑ گئے

دل ہی جب جاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف
کیون اجل کیا پانون مین تیرے پھپھولے پڑ گئے

اے شہنشاہ اس عشق نے مجکو آپ مین نہ رکھا بہت آرزو رکھتی ہون کہ جلد مجھے قتل فرمایئے غم عشق سے چھڑایئے افراسیاب اسکی تقریر سنکر سمجھا کہ یہ باز نہ آئیگی جلا کر حکم دیا کہ لے جا کر مع عمرو کے اسکو جلا دو رنگین سحر نے حیرت سے عرض کیا کہ آپ قید سحر کی دفع کر دیجیے تاکہ مین اس مجرمہ کو لے جا کر انبار ہیزم پر بٹھا دون حیرت نے کچھ افسون پڑھا کہ مخمور پر سے سحر دفع ہوا لیکن ہزارہا ساحر جلیل محاصرہ کیے تھے مخمور تنہا کیونکر بھاگ سکتی فلک کو دیکھکر رہ گئی اور رنگین سحر نے اسکو لیجا کر لکڑی کے ڈھیر پر بٹھایا اور عمرو و نقلی یعنی برق فرنگی کو بھی پہلو مین متمکن کیا برق نے دیکھا کہ لکڑیون کے نیچے بارود بچھی ہی دل سے کہا استاد کے نام کو خدا رکھے مشہور ہوگا کہ برق نے استاد کے نام پر جان دی کیونکہ استاد مجکو گرفتار کرا کر اب تک نہ آئے اب یہان جان جانے کا سامان ہی اس اثنا مین مخمور نے عمرو نقلی سے کہا کہ خواجہ مجھ سوختہ بخت کی محبت مین تمنے اپنے تئین ناحق قید کرایا میرے خون کا عوض شاہ طلسم سے لیتے میرا جلنا اس تغافل شعار فراموش کار شاہزادہ نور الدہر سے بیان کرتے بعد فتح طلسم شاید وہ مغرور ہماری مشت خاک پر آتا کہ للمؤلفہ

بعد فنا یہ خاک جو برباد ہو میری
دامن ہی ڈھونڈھتی یہ کسی شہسوار کا

یہ کہکر زار زار اشک خونین دیدۂ خون بار سے برسانے لگی اور بیتابانہ یہ سنانے لگی کہ نظم

احوال خوش کھون کا ہم زم مین جو تیرے
افسوس ہی کہ ہمنے وان کا نہ بار پایا

ملک ال ایک مدت لیا بسا غمون سے
آخر اجاڑ دینا اس کا قرار پایا

کیا اعتبار یاں کا پھر اُسکو خوار دیکھا — جس نے جہاں مین آکر کچھ اعتبار پایا
آہونکے شعلے جس جا اُٹھتے تھے میر شب سے — واں جاکے صبح دیکھا مشتِ غبار پایا

برق یعنے عمرو ونقلی نے یہ حسرت آگین باتین سنکر جواب یا کہ اے ملکہ خدا کو یاد کرو گھڑی مین کچھ کا کچھ ہوجاتا ہی ہم نے ہزارون ساحر مار ڈالے دیکھو خدا کیا کرتا ہی اس عرصہ مین رنگین سحر نے آکر مخمور کو ڈانٹا کہ اری نکہرام اب بھی اپنی بدذاتی سے باز آ اس رونے دھونے سے کیا حاصل ہی اپنی جان بچا برق نے جو غور سے دیکھا تو رنگین سحر کو پہچانا کہ اُستاد ہین خوش ہوا کہ اب ضرور چھوٹے اور مخمور نے نڑاق سے جواب دیا کہ او قطامہ کیا مجھے بار بار مرنے سے ڈراتی ہی جا دور ہو مین ہرگز شاہ طلسم کی اطاعت نہ کرونگی یہ سنتے ہی رنگین سحر نے پکار کر کہا اے شہنشاہ یہ مجرمہ کسی طرح مطیع نہین ہوتی افراسیاب نے کہا کہ تم ہٹ آؤ اور حکم دیا کہ انبار ہیزم مین آگ لگائی جاے ایک ساحر پولا لیکر دوڑا اُسوقت قران جو خبر لینے آیا تھا بہ شکل ساحر کھڑا ماجرا سارا دیکھ رہا تھا جیسے ساحر پولا جلا کر چلا تھا قران نے دوڑ کر اُسکے سر پر تیغہ مارا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور شور اس کے مرنے کا بلند ہوا آندھی سیاہ آئی آگ پتھر برسنے لگے قران بھاگا اور عمرو نے اُسی غلغلے مین لکڑی کے ڈھیر پر جست کر کے جا کر جال مارا اور مخمور کو کھینچکر زنبیل مین ڈالا اور از بسکہ سحر تو دفع ہوچکا تھا برق بھی کود کر بھاگا لینا لینا کا غوغا برپا ہوا عمرو بھی بھاگا ساحر جو پیچھے دوڑے عمرو نے حقہ آتشبازی داغ کر انبار ہیزم پر مارا کہ لکڑیون مین آگ لگی اور شعلہ بلند ہوا بارود بیہوشی کی اوڑی اور ساحرون کے دماغ مین دھوان گیا ہزارہا ساحر بیہوش ہوکر گرا یہان تک کہ بنگلہ مین حیرت اور افراسیاب بھی بیہوش ہوے اُسوقت قران نے دوڑ کر مہرخ کو اس حال کی خبر دی اُسی وقت وہ لشکر لیے مسلح و مکمل کھڑی تھی آکر گری تاریخ و تریخ مار کر ہزارون کو بیجان کیا جو بیہوش نہ ہوے تھے وہ بھاگے یہان لشکریان نے پتھر برسانا شروع کیے عمرو جال مار کر لوٹنے لگا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین آفت برپا کی دریا خون کا بہ گیا نظم

وہ تیغ سحر ایک برق غضب تھی — کسی کو تاب اُس آتش کی کب تھی
جہاں اُس شعلہ دم کا پڑ گیا عکس — وہ گویا شیشۂ آتش کا تھا عکس
لگے گوشے مین جب چھپنے وہ خونریز — سوارون نے کیا گھوڑے کو مہمیز
ہوے فیرون کے آگے سے وہ گمراہ — پریشان و گریزان مثل روباہ

اس ہنگامے مین یکایک زمین کو زلزلہ ہوا اور پریان لیے تخلین عمرو نے مہرخ سے کہا کہ اب یہان نہ ٹھہرو یہ پریان افراسیاب کو ہوشیار کردینگی اور وہ سب کو گرفتار کریگا حسب ارشاد

مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج جمع ہوگئی یہ سب کو لیکر روانہ ہوئی اور وہان پریون نے پچکاری
منھ پر شاہ طلسم کے اور حیرت کے لگائی انکو ہوش آیا عجب حال ابتر اپنے ملازمون کا دیکھا کہ بہت سے
جلے ہوے گرد لکڑی کے ڈھیر کے پڑے ہین اور ہزار ون لاشین خاک وخون مین غلطان آگ لگی ہی
خیمے جلے ہین حسرت ویاس برستی ہی نہ عمرو کا پتہ ہی نہ مخمور جلتی ہی یہ دیکھتے ہی آتش غضب بھڑکی اور
فرط غیظ سے پکارا کہ مجھ سے غلطی ہوئی جو اس پار دریاے سحر کے مخمور کو لایا مگر اب یہ سب باغی میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے اب کی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا غربال جادو
نام ایک ساحر ہی کہ اُسکے پاس سحر کا جال ہی کہ اسمین ساحر کی گردن پھنس جاتی ہی اور لٹک جاتا ہی اُسی کو
یہ لینے گیا ہی آیندہ حال اسکا معلوم ہوگا ادھر حیرت آکر اپنے لشکر کو درست اور جمع کرکے اُتری اُسطرف
مہرخ بفتح وفیروزی اپنی بارگاہ مین پہونچی لشکر نے کمر کھولی بزم مسرت آراستہ ہوئی سب سردار اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت عیار بھی آئے عمرو نے مخمور کو زنبیل سے نکالا سب اُٹھ کر گلے سے ملے اور
عمرو کی تعریف کرنے لگے عمرو نے کہا اے مہرخ اُس کشتی کے رکھنے کا تم نے تماشہ دیکھا مہرخ نے عذر کیا کہ اب
بغیر تمھاری صلاح کے کوئی امر نہ کرونگی عمرو بولا کہ اب کی دفعہ افراسیاب بڑی آفت لائیگا اور اے
مخمور تم بھی زبردست جادوگرنی نہین ہو کیون کہ نہ کوئی راز طلسم بتاتی ہو نہ افراسیاب پر سبقت
لیجاتی ہو مخمور نے کہا خواجہ شاہ طلسم کا ہم لوگ کچھ نہین کرسکتے ہین مین چار روز چاہ سامری پر جاکر
رہون تو زمین وآسمان کے قلابے ملادون اسمین شکیل جو عشق خوبصورت مین بیہوش سا
رہتا ہی یہ گفتگو سنکر کچھ آپ مین آیا اور کہا کاش شاہ طلسم مجھ کو پکڑ کر میری معشوقہ پاس قید کردے تو
بہتر ہو اور اگر میرا اُستاد میرے حال کی خبر پاتا افراسیاب کو مزا چکھاتا وہ البتہ ہمسر شاہ جادوان
ہی عمرو نے پوچھا وہ کون ہی اور کہان رہتا ہی شکیل بولا کہ جہان وہ رہتا ہی وہان کوئی جا نہین سکتا
راہ سخت دشوار گذار ہی عمرو نے کہا بتاؤ تو سہی اُس نے کہا دو راہین اُسکے طلسم کی ہین ایک راہ
تو کوہ عقیق کی طرف سے ہی اور دوسری راہ ملک نوح داران جادو کی جانب سے ہی اور
وہ بادشاہ طلسم ہی اُسکا طلسم بھی بہت بڑا ہی مثل طلسم ہوش رُبا کے ہی اگر وہان کوئی جاے
اور کہے شاگرد تیرا مرتا ہی اُسے افراسیاب سے مقابلہ ہی یہ سنکر وہ بھی چلا آئیگا عمرو نے
کہا نام اُسکے طلسم کا کیا ہی اور اسکا نام اور راہ کی کیفیت مفصل بتاؤ کہ کیونکر ہی شکیل جواب دہ
ہوا کہ اُسکا اسم گرامی نام نامی کوکب روشن ضمیر ہی اور اُسکی بیٹی ہی کہ بے مثل ساحرہ ہی نام اُسکا
بران شمشیر زن ہی اور نام اُسکے طلسم کا نور افشان ہی اگر کوئی جاے تو بیابان ریگستان

کے آگے دریاے ہفت رنگ ملے گا اُس طرف دریا کے سرحد اُسکے طلسم کی شروع ہو جاتی ہی افراسیاب نے کئی بار چاہا کہ وہاں جاکر سیر کرون ممکن نہ ہوا ادہر کا کوئی ادھر آسکتا ہی نہ اسطرف سے کوئی اُس جانب جا سکتا ہی بلکہ کوکب کئی بار چلا بھی آیا افراسیاب نہ جا سکا اور اُس طرف دریا کے بیابان اور صحرا اُس طلسم کے پڑتے ہین وہ مجھے مفصل طور پر یاد نہین کہ کدھر راہ ہی اور کیا کیا بنا ہی عمرو نے پوچھا کہ دریاے ہفت رنگ کیسا ہی شکیل نے کہا اُسمین سبز سرخ زرد سیاہ سفید سات رنگ کا پانی بہتا ہی عمرو نے افسوس کیا کہ اگر مین ساحر ہوتا تو جاکر لے آتا اور دریا تمھارا اُسکو پہونچاتا مخمور نے کہا خواجہ اُس دریا کی انتہا سُنا ہی کہ نہین ہی اگر کوئی سیکڑون برس چلے جب بھی انتہا تک نہ پہونچے اور مین راستہ جانتی ہون بلکہ ایک آدھ عزیز میرا اس طلسم مین رہتا ہی مین جاکر جو کہوگے کہ آؤنگی لیکن بڑی خرابی یہ ہی کہ اس دریا مین نہ کشتی ملتی ہی نہ کوئی ملاح ہی عمرو بولا کہ کچھ کیون نہ ہو مین جاتا ہون مہرخ نے گھبرا کر کہا اے شکیل تو نے بیقراری کر کے خواجہ کو ہم سے جدا کیا اب لشکر کس کے سہارے سے رہیگا مخمور بول اٹھی کہ خواجہ آپ نہ جائیے مین جاتی ہون یہ کہکر اٹھی اور اپنے خیمے مین آکر تیاری سفر کرنے لگی لیکن اب کیفیت افراسیاب کی سُنیے کہ اُسنے عقدہ مین آکر کیا تدبیر کی ہی اور کیا آفت برپا کرتا ہی

داستان پکڑ لیجانا صرصر کا مخمور کو اور چھڑانا عمرو کا اور قتل کرنا بہت سے ساحرون کو اور لانا افراسیاب کا غربال جادو کو اور گرفتار کر لینا جال سحر مین عمرو کو مع کل لشکر مہرخ کے اور اُٹھا لیجانا جال توڑ کر عمرو کو براق شمشیرزن دختر کوکب کا اپنے طلسم مین اور ملاقات پہلی مرتبہ ہونا عمرو اور کوکب کی پھر عمرو کا آکر قتل کرنا غربال کو اور چھڑانا لشکر مہرخ کو پھر لڑنا مصور جادو کا اور عیاریان کرنا عیارون کی اور نامہ آنا لقا کا اور بھیجنا افراسیاب کا اہلیل اور مہلیل جادو کو واسطے مدد لقا کے اور مارا جانا اُنکا عیارون کے ہاتھ سے پھر کیفیت جنگ ساحران و عیاری عمرو وغیرہ کی لمؤلفہ

ساقیا رندی کی بہار آئی ہے
سبز ہوئے تختۂ صحن چمن
نافۂ گل لخلخہ ریز آج ہے
زلف بنفشہ بھی ہے عنبر فشان
عطر فروش اب ہے نسیم ختن
زخم زن تار رگ گل ہوا
کیون نہو نشتر زن دل آرزو
صفحۂ قرطاس ہو رشک چمن
تاج حریفان ہون کرم سے ترے
ہو لبطے دام مین اپنے اسیر
آتش مے نشہ کرے تیز دم
پھر قلم جاہ ہو جادو طراز
لی چکے اے جاؤ مے لالہ فام

زمزمہ پرداز ہزار آئی ہے
ہندو لالہ نے پیالہ لیا
بادِ صبا غالیہ بیز آج ہے
زیب تن لالہ ہوا سرخ لباس
بلبل بستان ہوئے محوِ سخن
جس طرف ہے دیکھیے طرفہ بہار
ساقیا لا منھ سے لگا دے سبو
پھر کرون مین قصۂ رنگین بیان
مے پلا یاقوت کے رنگ کی مجھے
کلک سیہ مست ہو بیدار وان
معرکۂ جنگ مین ہو تیغ علم
وہ ہون مین جمشید کہ جام شراب
ہان لکھوا فسانۂ شیرین کلام

غنچۂ لب بستہ ہوئے خندہ زن
جام مے لعل دو سالہ لیا
ترک سمن مست ہے غمزہ کنان
توبہ شکن بن گئے ایمان لباس
مست فغان یہ دل بلبل ہوا
بنت عنب بھی کرے ساقی نکھار
مین دکھاؤن گا تجھے رنگ سخن
پھر ہو تر و تازہ دل دوستان
دست سبو ساقیا ہو دستگیر
پھر لکھون مخمور کی مین داستان
نشۂ مے ایسا ہو تیز رنگ ساز
اب ہے سر کاسۂ افراسیاب
بلبل تقدیر بہ گلزار جہان

گرد چنان زمزمۂ داستان

طغرا نگاران رنگین بیان و مرقع سان نقش شاہد بدیع الجمال داستان بخط گلزار حدیقۂ اسمار کو یون سر بسر بیان کرتے ہین اور تقریر نگار رنگ کی نیرنگی خامہ جادو طراز سے اس طرح دکھاتے ہین کہ جب سرمست بادۂ محبت یعنے مخمور رام روت زاد راہ بہر سفر مہیا کر چکی بارگاہ مین آکر سب سرداران سے رخصت ہوئی اور طاؤس سحر پر بیٹھ کر سمت دریاے ہفت رنگ چلی عمرو نے دل سے تجویز کیا کہ تو بھی اسکے پیچھے روانہ ہو کچھ نہین تو راہ طلسم ہی سے آگاہی ہو گی یہان بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہے یہ سوچکر یہ بھی چلا لیکن مخمور جب سرحد لشکر سے نکلکر صحرا مین پہونچی وہان صرصر عیارہ درکوہ مین کھڑی تھی فکر گرفتاری عیاران کر رہی تھی اُسنے اُسکو جاتے دیکھکر صورت اپنی مثل عمرو کی صورت کے بنائی اور مخمور جب کچھ آگے بڑھ گئی یہ دوڑی اور پکاری کہ اے ملکہ ذرا ٹھہرو مین کچھ کہون گا مخمور نے جو عمرو کو آتے دیکھا طاؤس اپنا زمین پر اوتارا صرصر قریب گئی اور حباب بیہوشی مارا کہ مخمور بیہوش ہو گئی اُسنے پشتارے مین باندھ کر پشت پر لادا اور لیکر چلی اُسوقت عمرو جو عقب مین آتا تھا یہان پہونچا دیکھا صرصر پشتارہ لیے جاتی ہے اور طاؤس مخمور کا کھڑا ہے یہ دیکھتی ہی اُسنے ڈانٹا کہ کہان جاتی ہے مین آ پہونچا صرصر نے اسکا نعرہ سنکر پشتارہ اُتار کر الگ رکھا کہ عیار زبردست سے پشتارہ لیکر نہ لڑ سکون گی غرض نیمچہ کھینچکر مقابل

ہوئی عمرو نے اسکے پنجہ کا وار رد کرکے حلقے کمند کے مارے صرصر جست کرکے حلقون سے نکلی عمرو نے دوبارہ قابو پاکر جال فیتارے پر مارا اور زنبیل مین ڈال لیا صرصر حلقون سے نکلکر دور گری پھر جھپٹ کر آئی اور پشتارہ چھیننے سے جھلا کر بڑی تڑپ جھڑپ سے لڑنے لگی اتفاق سے ایک ساحر سانگ دھین تن نام پہاڑ پر بیٹھا یہ کیفیت دیکھتا تھا اُسنے وہین سے سحر کیا کہ دو پنجے آکر گرے اور صرصر و عمرو کو اٹھا لے گئے اور سامنے اُس ساحر کے لائے اُسنے کہا تم کون ہو عمرو نے کہا کیا کہون شرم کی بات ہی یہ میری جورو ہی لیکن آوارہ ہوگئی ہی پھر آپ جانیے بموجب بیت

زن بد در سرای مرد نکو		ہم درین عالم است دوزخ او	

جب اسکو بدفعلی کرنے سے منع کرتا ہون یہ لڑنے پر آمادہ ہوتی ہی صرصر نے جو یہ کلام سنے لگی کوسنے دینے کہ تیری جورو کے منھ کو جھلسون اور جو مجھے اپنی جورو کہے اُسکی صورت کو آگ لگاؤن منگل توار اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے اوتارون ای سانگ اس موئے دغاباز جھوٹے کی باتون پر نہ جانا مین عیار بچی شہنشاہ جادوان کی صرصر ہون اور یہ عمرو ہی سانگ نے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ مین ملازم شاہ نہین ہون رعایا ہون اس سبب سے پہچان نہین سکتا اور بزور سحر اگر شناخت کرنا چاہون تو عرصہ تک سحر کرنا ہوگا بدین لحاظ مین تم دونون کو شاہ کے دربار مین لیے چلتا ہون یہ کہکر اُن دونون کو اپنے مکان کے ستون سے باندھ دیا اور آپ گانے لگا عمرو نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا مکان بنا ہی فرش فروش شیشہ آلات سے سجا ہی اور ستار کونے مین رکھا ہی سمجھا کہ اس ساحر کو گانے سے بھی شوق ہی یہ جان کر آپ بھی بندھے بندھے گانے لگا اُسنے کہا تمھین علم موسیقی مین بڑا دخل ہی عمرو نے کہا اگر کھلے ہوتے تو مزا دکھاتے از بسکہ اسکو اُسکے گانے سے ایک محویت کا عالم تھا اُٹھکر کھول دیا اور کہا آپ کچھ شغل کیجیے عمرو نے جوڑی نے کی نکال منھ سے لگائی اور ستار اسکا اُٹھا کر ہاتھ سے بجانے لگا اور غزلیات عاشقانہ اور اشعار مدح حسن بعتان مین گانے لگا اُسوقت یہ کیفیت تھی کہ سانگ کھانا پینا چھوڑ کر زار زار روتا تھا اور ہمہ تن ہو کر بت بن گیا تھا جب ذرا ہوش آتا تھا تو بے اختیار تعریفین کرتا تھا اور عمرو خوب جی توڑ کر گایا کہ وہان کے تمام وحوش و طیور گرد جمع ہوگئے یہ عالم تھا نظم

گانا تھا وہ دلکش زمانہ		ٹپہ ٹھمری و خیال ترانہ	
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے		انجان سے کٹے سے تال سم سے	
ہر تال پہ تانسین قربان		بیخود ہوا یا ولا پریشان	

اسی طرح گاتے گاتے تھم گیا اور عرض کیا کہ ای سانگ مجھے عادت شراب خواری کی بہت ہی اور اگر دو
ایک جام شراب کے عنایت فرمایئے تو آپ کو خوب محظوظ کر دون سانگ نے حسب خواہش اسکے
کشتی بادۂ ارغوانی کی لگائی اور کہا تم بھی پیو اور مجھے بھی دو عمرو نے کشتی سے گلابی اُٹھا کر شراب جام
مین انڈیلی اور سادہ جام خالی از بیہوشی اسکے حوالے کیا اُسوقت صرصر جو بندھی ہوئی تھی
پکاری ای سانگ یہ شراب بیہوشی آمیز ہی ہرگز ہرگز نہ پینا ورنہ عیار تجھے مار ڈالے گا سانگ
اِس کلمہ کو سُنکر تامل پذیر ہوا مگر عمرو نے ایسا کچھ انجام مصلحت کا سوچکر اوّل سادہ جام دیا تھا اُسوقت
عرض رسا ہوا کہ حضور یہ میری دشمن ہی ساحری نہ کرے جو عورت بدی پر آجائے آپ میری خاطر سے
اس ساغر کو کسی اور کو پلا کر میری نسبت اس کی عداوت دریافت فرما لیجیے سانگ نے یہ تقریر سُنکر اپنے
ملازمون کو بلایا ہر ایک ساحر جو اسکے خدمتی مین حاضر ہوے اُن مین سے ایک کو وہ شراب پلائی
کچھ بھی اُسکو نہوا سامنے بیٹھا ہنسا کیا عمرو نے کہا کیون حضور آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ عورت میری دشمن
ہی سانگ کو عمرو کے قول پر اعتبار آیا اور کہا تو سچا ہی لا ساغر شراب اور دے اُسنے پھر سادہ جام بھر
کر دیا یہ تو پینے مین مصروف ہوا اور عمرو نے بیہوشی ساری بوتل مین فرصت پا کر ملائی اور جو دو ایک ساحر
وہان تھے اُنھین پیالے بھر کر دیے اور دور مین سانگ کو بھی جام دیا وہ بھی پی گیا صرصر ہرچند کہتی
رہی اسکے چیخنے کی کسی نے سماعت نہ کی اور دو ایک جام سب نے پیے بیہوش ہو گئے عمرو نے صرصر کو
بندھے اور بے قابو پا کر چند بوسے لیے اور کہا کیون جانی عیاری بھی تمھین آتی ہی صرصر بظاہر اُسکو
کوسنے لگی لیکن دل مین آفرین کرتی تھی اور عمرو نے جال مار کر اُس مکان کا کل اسباب لوٹکر زنبیل
مین رکھا اور خنجر سے جو دو ایک ملازم سانگ کے تھے اُنکے سر کاٹے شور اُن کے مرنے کا بلند ہوا اُسنے
سانگ کے بھی خنجر مارا وہ روئین تن تھا خنجر اُچٹ گیا فی الفور اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین ڈالا اور صرصر
پاس آکر اُسکو چھیڑنے لگا صرصر نے کہا او موذی کاٹے اب تو تیری مراد پوری ہوئی مجھے تو کھول دے
عمرو نے کھولنے کے ارادے ہاتھ بڑھا کر اُسکے سینے پر رکھا صرصر نے سسکی بھر کر کہا سامری کی قسم جو تو نے
مجھے بے طریق ہاتھ لگایا تو اپنی اور تیری جان ایک کر دونگی الغرض یہ تو صرصر سے مصروف دل لگی
کرنے مین ہی مگر افراسیاب جو غائب ہوا تھا طلسم باطن کے ایک پہاڑ پر آکر پہونچا وہ کوہ گلہاے
بوقلمون سے گلدستہ بنا ہوا تھا قلعہ کوہ پر صندل کا بنگلہ بہت آراستہ تھا مسند اسمین بچھی تھی غربال جادو
مع اپنے رفیقون کے صحبت آرا تھا جب شاہ طلسم پہاڑ پر قدم زن ہوا اُسنے جادو کے اُسکو آمد شاہ
کی خبر دی وہ بہر استقبال بنگلہ سے نکلا اور پاس آکر تسلیم کی شاہنشاہ نے گوشۂ چشم سے سلام لیا

اور فرمایا کہ اے غربال تم جال سحر کا لے جاؤ اور سب نمک حراموں کو قید کر لو اُس نے عرض کیا بہت خوب
لیکن شاہ جو میرے کلبۂ احزان مین تشریف لائے ہین تو بنگلے مین اگر قدم رنجہ فرمائین مین حاضر
ہون جو ارشاد ہوگا بسر و چشم بجا لاؤن گا افراسیاب حسب التماس بنگلے مین آکر مسند پر جلوہ فرما
ہوا اُسی وقت طائر خوش رنگ سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوئے کہ ای شہنشاہ سانگ
روئین تن کے گھر کو عمرو نے لوٹ لیا اور جو کچھ ماجرا گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب نے
یہ کیفیت سنکر غربال سے کہا کہ کسی کو بھیج تاکہ عمرو کو سانگ کے گھر سے پکڑ لائے اُسنے حسب ارشاد
شور جادو اور ناوک جادو نام دو رفیق اپنے روانہ کیے اور آپ خدمت شاہ مین مشغول رہا کشتی
شراب ناب کی حاضر کی ارباب نشاط کو بلایا جلسۂ عشرت جمایا مگر ناوک جادو وہان جا کر پہونچا کہ عمرو اختلاط
صرصر سے کر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ آندھی آئی اور علامت آمد ساحر معلوم ہوتی ہی یہ دریافت کر کے فوراً
گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اسی اثنا مین ناوک آکر پہونچا اور صرصر کو بندھے دیکھکر مستفسر ہوا کہ عمرو کہان
گیا اُسنے کہا آپ کو آتے دیکھکر بھاگ گیا بولا کہان جائیگا مین ابھی پکڑے لاتا ہون یہ کہکر چلا صرصر
نے پکارا کہ مجھے کھولتے جاؤ اُسنے جواب دیا کہ تجھے کھولنے مین عرصہ ہوگا وہ عیار نکل جائیگا اُسکو پکڑ
لاؤن تو تجھے آکر چھڑاؤن یہ کہتا ہوا باہر نکلا عمرو بھی گلیم اوڑھے اُس مکان سے باہر آیا دیکھا کہ ساحر
مجھے ڈھونڈھ رہا ہی خیال کیا کہ یہ اکیلا تو ہی مار وا سکو یہ سوچکر گوشے مین بیٹھکر مخمور کو زنبیل سے
نکالکر نشیارے سے کھولا اور ہوشیار کر کے سب حال کہا مخمور ساری حقیقت سے آگاہ ہوکر ڈانٹتی
ہوئی چلی اور عمرو بیٹھ رہا ناوک نے جو اسکا للکارنا سُنا نارنج پکڑ کر سامنے آیا اور حربہ کیا مخمور نے
اشارہ کیا کہ نارنج اُسکا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پھر اُسنے کمان سحر کی نکالی اور تیر مارنا شروع کیے مخمور
نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا زمین سے خنجر لیے نکلا اور تیرون کو اُسنے قلم کرنا شروع کیا الغرض
مخمور نے ناریل جادو کا پڑھکر مارا کہ سینۂ ناوک کو توڑ گیا اور وہ مر کر زمین پر گرا غوغاے عظیم بلند ہوا
عمرو نے آکر اسکا جھولا اسباب سحر کا اور کپڑے وغیرہ اُتار لیے اسوقت شور جادو آکر سانگ کے گھر
مین پہونچا اور صرصر سے حال پوچھکر باہر نکلا صرصر نے کہا مجھے کھولتے جاؤ اُسنے صرصر کو کھولا جب
باہر نکلا دیکھا شعلۂ آتش بلند ہین اور صدا آتی ہی مارا ناوک جادو کو یہ گھبرا کر دوڑا مخمور نے اسکو دیکھکر
للکارا کہ ادھر آ کہان جاتا ہی نعرہ سُنکر یہ مقابل ہوا اور اپنے سر کے بال نوچکر مخمور پر مارے کہ وہ بال
ماران سیاہ بنکر چلے مخمور نے اپنے کان سے بالا اُتار کر مارا کہ اُسنے بڑھکر اُن سانپون کو حلقے مین گھیر لیا
اور ایک گولا فولادی سحر پڑھکر لگایا کہ شور کے سر پر پڑا سر پھٹ کر بھیجا نکل گیا یہ بھی واصل جہنم ہوا

سیر فرماد کرتے سمت شاہ طلسم گئے یہان مخمور اور عمرو پھر سمت طلسم کو کب چلے عمرو نے کہا اے ملکہ
پیدا کر چلو تخت سحر تیار کر لو مخمور نے کہا خواجہ تم لشکر مین جاؤ مین چلی جاؤنگی عمرو نے کہا مین تمھارے
پیچھے نہ آتا تو پھر تم کو شاہ طلسم پاس صرصر لے چلی تھی میرا چلنا تمھارے ساتھ ضرور ہی مخمور نے سنکر سمجھی
کہ انکے ساتھ چلنے مین غم عشق برطرف ہوگا یہ تجویز کر کے تخت سحر سے بنا کر سوار کر کے راہی ہوئی
ادھر پیر سحر کے افراسیاب پاس پہونچے اور قتل ناوک و شور بیان کیا یہ سنتے ہی شہنشاہ غربال کی طرف
متوجہ ہوا اسنے کچھ کہا نہ سنا فی الفور جال سحر کا لیکر بغضب تمام چلا اور ہنوز کوس بھر مخمور و عمرو گئے ہونگے
کہ تاریکی ہوگئی اور گلے مین دونون کے پھندا پڑگیا دونون اڑتے ہوئے جاتے ہی تھے بروے ہوا لٹک
گئے پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ سنہری کڑیون کا جال زیر آسمان دور تک پھیلا ہوا ہی ادھر غربال نے
سحر کا طائر روانہ کیا اے شہنشاہ کمترین نے حضور کے گنہگارون کو گرفتار کیا ہی طائر نے جا کر خبر عرض کی
افراسیاب شادان و فرحان چلا اور آ کر ایک نعرہ مارا کہ ای عمرو بڑی سرکشی تو نے کر رکھی تھی دیکھا تو نے
کہ کیا ہوگیا ایسی صدا یہ ہولناک دی تھی کہ عمرو اور مخمور دونون بیہوش ہو گئے افراسیاب نے
دونون کو جال سے چھڑا کر رسی مین باندھا اور لشکر حیرت کی طرف چلا غربال سے کہا تم جاؤ اپنا
لشکر لیکر آؤ سب باغیون سے مقابلہ کرو وہ لشکر لینے روانہ ہوا اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا
اسنے استقبال کیا شاہ تخت پر بیٹھا عمرو اور مخمور کو ہوشیار کیا انھون نے دیکھا کہ ہم دونون رسی مین
بندھے ہین اور حیرت کرسی پر بیٹھی ہی شاہ طلسم سامنے متمکن ہی یہ دیکھکر نظر بخدا کر کے خاموش ہو رہے
پھر غربال جو اپنے مقام پر آیا بارہ ہزار ساحر کا یہ مالک ہی انھین حکم تیار ہونے کا دیا حسب الحکم نفیر سحر
بجی ہر ایک مسلح و مکمل ہوا اسباب سحر سازی اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہو کر لشکر چلا آگے آگے
غربال کرگدن پر سوار اسکے برابر برابر خرسان جادو و ویران جادو و جلاد زبردست جادو خونخوار
روئین تن جادو و وہم جادو و غربت جادو و آتشبار جادو و ناقوس جادو وغیرہ تمام سردار
چلے دم بدم جو سامری و جمشید کی بولتے تھے آگ پانی برساتے راہی ہوئے نظم

دریا کی طرح خروشش پیدا
سیاح زمین و آسمان تھے
آندھی اٹھی دن بنا شب تار
مثل گیسو چڑھا وہ سر پر

موج لشکر سے جوش پیدا
سرخ آنکھیں وان لہو کے دھارے
شعلے ہوئے چار سو نمودار
پہونچا حیرت کی فوج میں وہ

شبدیز صبا کے ہمعنان تھے
ہر سمت برستے تھے تبر رے
چھایا بدلی کی طرح لشکر
آیا جرأت کی موج مین وہ

جب لشکر حیرت کے برابر پہونچا بہر تعظیم سردار آئے اور بارگاہ مین لے گئے حیرت نے لشکر اتروایا بارگاہ

غربال کی آراستہ ہوئی سرداران کے فرد کش ہوے وہ دن اس آمد لشکر مین تمام ہوا اور ردائے ظلمت شب صیاد روزگار نے عالم مین بچھایا اور مرغ منور مہر قفس مغرب مین قید ہوا نظم

مانند بلاے زلف طرار
نازل ہوئی شام سر ایکبار
گویا صبح قیامت آئی
تاریکئی شام خاستہ آئی

غربال جادو سے شاہ طلسم نے کہا کہ مین آج لشکر مین رہونگا تو طبل رزم بجوا کل کا معرکہ مین دیکھ جاؤنگا اسنے حسب الحکم لشکر مین نقارہ رزم بجوایا حیرت کے لشکر مین کوس جنگی گرگڑایا عیار لشکر مین بشکل مبدل حاضر تھے کل حال دریافت کرکے روبروے ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی کے عرض پرداز ہوے کہ عمرو اور مخمور قید ہوکر آئے ہین اور غربال جادو نے انھین جال مین سحر کے قید کیا ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی کل ارادہ نبرد رکھتا ہی مہرخ نے حال گرفتاری خواجہ سنکر اشک حسرت گراے اور غربال کا نام سنکر رنگ چہرے کا فق ہوا سمجھی کہ اب جانبری غیر ممکن ہی لیکن دل کو مضبوط کرکے زبان سے کچھ نکہا کہ فوج بیدل ہوجائیگی بلکہ حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل رزم بجے سردارون نے حکم پاکر نقارخانہ مین جاکر کوس حربی بجایا لشکر مین خبر جنگ مشتہر ہوئی جسدم بہادرون کے کان مین صداے نقارہ پہونچی اسلحہ صیقل اور درست فرمانے لگے ساحر سحر جگانے لگے سلح خانون سے وہ وہ تیغ جوہر دار نکلی کہ جو روز مصاف رگ سنگ کاٹے دریا مین پشت نہنگ کاٹے دم مین خون عدو چاٹے نظم

کاٹے درمیان رزم گہ خود
اکدم مین کرے وہ صف کی صف صاف
ہر سو وہ دوان ہو لہو کی صورت
گھس مین دل مین چاٹ نمک مین
بلکہ سر چار آئینہ زرہ خود
رن مین جو برس پڑے وہ خونبار
ہر رگ مین روان لہو کی صورت
کاٹے سر و دوش سینہ صاف
مواج ہو خون کا بحر ذخار
معشوقہ نازنین لچک مین

آج کی رات ہر سمت اک شور محشر بپا تھا کہین ڈمرو بجتا تھا کسی جا آسی بجتی تھی سنکھ پھکتا تھا کوئی چپ بیٹھا دھیان کرتا تھا کوئی مصروف اشنان مین کسی نے پکارکر بیر بلائے تھے کوئی مالا جپتا تھا کوئی چپکا بیٹھا تھا کہین بھیرون اور نارسنگھ کی اگیار تھی کہین کلوا مہابیر کی پکار تھی کسی نے موہنی کی پڑھنت پڑھی کسی نے لوناچماری کی بھینٹ دی کسی نے بکرا حلال کیا تو کہین سؤر چڑھایا گیا کوئی منتر جگاتا تھا اور کوئی جنتر بناتا تھا کلچڑیان اور بھنگے پڑے تھے کہین انڈے کٹے تھے الحفیظ والامان وہ اژدرون کا پھنکارنا مورون کا سحر کے جھنکارنا شیرون کا ڈکارنا اسد فلک کا کلیجہ دہلاتا تھا حمل چرخ کو جگر مین لاتا تھا سکلہم کا دھوان سپہر دوار تک پیچیدہ ہوکر گھٹتا تھا لونگ کا بخور دہو رہا تھا شراب کی بوتل ہر کہین لنڈھی تھی زمین

ہر جگہ لپی پتی تھی کسی جا گوگل سُلگ رہا تھا جو چوکی سیوا کرتے تھے اُنھون نے لوبان جلایا تھا یون تمام وقت سنائے آتے تھے ڈفلا بجنے سے ساحر گردن ہلاتے تھے کوئی بیٹھا گردن کا خون اگیاری مین دیتا تھا کوئی بائین ہاتھ کی چھنگلیا چھیدتا تھا کوئی جھوستا تھا کوئی چوکی جلا کر ڈنڈوت کر کے زمین چومتا تھا صرصر و بہار و سرخ مو و نافرمان و طاؤس و ہلال سحر و آفت و تشکیل وغیرہ سب نے سحر تازہ تازہ تیار کیے تھے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوئے تھے کائنات کے جادو بنائے تھے بڑے بڑے زبردست بلائے تھے ایسے منتر جگائے تھے نظم

جادو والے تھے اُن کے بس مین
دشمن کو رہِ فنا دکھا مین
بھرے ہوئے تیر تھے قفس مین
تیزی مین وہ مثل نشۂ مل
نعرے کے جھلا کے گر لگا مین
اوڑنے مین برنگ نکہت گل

اسی طرح تمام رات جانبین مین تیاری جنگ سے غوغائے عظیم برپا رہا جس وقت کہ ساحر شب مثل افراسیاب کے ظلمات کی طرف سدھارا اور آفتاب چوکیدارون کی طرح گنبد خاور سے دام زرین شعاع لیے بصد جاہ و جلال باہر آیا۔ نظم

طاؤس سحر اوڑا ہوا پر
گردون پہ چڑھا بخار کی طرح
پہونچا سرِ گنبد سما پر
اُٹھا گرد و غبار کی طرح

دم سحر معرکۂ رزم کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر دونون جانب سے وادگاہ مصاف مین وارد ہوئے تخت حکومت پر ملکہ صرصر سوار گرد تمام سردار مرکبہائے پری پیکر زیران تختہائے سحر روان طاؤس و عقاب و فیل و ہنس آتشین پر ان دمبدم کرنا اور جلاجل بجتی تھی زمین لرزتی تھی بہادر خندہ زن نامردون کا لرزان بدن ساحر منھ سے شعلے اڑاتے سحر کی نیرنگی دکھاتے جب جنگ گاہ مین پہونچے ابر سحر برسا کر گرد بٹھا کر صف آرا ہوئے یکایک ہزار در ہزار رنگ کے باجے بجتے سنائی دیے اور صدائے طرقوا بلند کرتے طائر سحر نظر آئے چونسٹھ ہزار نقارے ایک بار بجے کہ تمام پہاڑ ہلنے لگے اور بنگلہ زمرد کا بنا ہوا سبز و زرنگار اڑتا پہونچا اندر اس بنگلے کے تخت جواہر آگین بچھا تھا کئی سو گرد تخت کے کرسیان نصب تھین شاہ طلسم تخت پر جلوہ گر تھا اور برابر حیرت بیٹھی تھی سامنے ہزارون نازنین بہ لباس زرین دست بستہ عہدے ہاتھون مین لیے سرگرم خدمت تھین اور بنگلے کو گھیرے لاکھون ساحر شیر و اژدر آتشین پر سوار ڈرونی صورتین بنائے شرربار و شعلہ بیز میدان مین آکر ٹھہرے پھر ایک طرف سے شہر بال جال لیے مع اپنے سردارون کے بارہ ہزار ساحر لیکر جنگاہ مین صف آرا ہوا اس مجمع کو دیکھکر فلک بھی چکر مین تھا ترک فلک کا جی چھوٹ گیا وہ میدان سے آتش سحر کے شرر کرۂ نار تک جاتے تھے آندھی نے چشم خورشید کو اندھا بنایا تھا بجلیان چمکتی تھین ابر شق ہو کر صدائے مہیب دیتے

بڑے بڑے پہاڑ اُکھڑ کر بروے ہوا قائم ہوے تھے الحاصل ہر طرف ایک ہلچل پڑی تھی قیامت کبریٰ برپا تھی کہ بموجب ابیات

گھنگھور گھٹا مین آرہی تھین　　بام گردون پہ چھا رہی تھین
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے　　موج بادصبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور　　کوندھے کی لپک وہ رعد کا شور
افلاک پہ کانپتا تھا خورشید　　منھ ابر مین ڈھانپتا تھا خورشید
چلاتی تھی قوس ہوکے دل گیر　　گوشے مین چھپا تھا سہم کر تیر
تھا شاخ نہال تر مین رعشہ　　ہر ریشہ و برگ و بر مین رعشہ
تشویش مین جان انس و جان تھی　　ہونٹھون پہ صداے الامان تھی

جس دم صفوف جدال ترتیب ہوچکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑک کر کہا اے نامیو یہ دن قسمت سے نصیب ہوا یہ معرکہ تقدیر نے دکھایا کسی کو کب میسر ہوتا ہی آج کونسا مائی کا پوت ہے بلی رن چڑھکر نام پر جوجھ مرتا ہی کھیت رہتا ہی اور کون اپنی مان کا لال سرخرو ہوکر بالاجیت رہتا ہو بڑے باپ کا وہی بیٹا ہی جو کھیت پڑکر دشمن کو مارے اور وہی پوت کپوت ہی جو لڑنے مرنے سے جی ہارے یہ کہکر کڑکیت ہٹے اور خرسان خرس دندان اپنے سردار نابکار کو غربال نے حکم دیا کہ تو جاکر لشکر حریف کو شکست دیدے وہ حسب الحکم اژدر اڑا کر افراسیاب سے اجازت لیکر میدان مین آیا اُسوقت بحکم شاہ طلسم عمرو اور مخمور کو جال مین باندھکر بروے ہوا لٹکا دیا مہرخ و بہار وغیرہ نے لٹکے دیکھکر خاک سر پر ڈالی ادھر مطیعون مین ایک ساحر سلسلہ جادو نام کو پہر مقابلہ خرسان بھیجا جب یہ جاکر مقابل ہوا اُس نے ناریل سحر کا مارا سلسلہ نے زمین پر دوہتڑ مارے کہ ایک زنجیر نکلکر اُسکے لپٹ گئی اُسنے ایسا افسون پڑھا کہ ایک پتلا خنجر لیے زمین سے نکلا اُسنے خنجر سے زنجیر کو کاٹ دیا خرسان جو چھوٹا فوراً زمین پر لوٹ کر مانند شعلہ جوالہ کے بنا اور سلسلہ پر آگرا اُسنے ہر چند رد سحر کیا کچھ نہوا آخرکار جلنے لگا سارے جسم مین آبلے پڑگئے تڑپ کر مرگیا اور شور برپا ہوا یہ سانحہ دیکھکر مسلسل جادو بھائی سلسلہ کا دوڑ پڑا اور خرسان پر اپنی کمر سے زنجیر کھولکر ماری کہ وہ سانپ بنکر لپٹی وہ پھر زمین پر گرا اور طاؤس بنکر سانپ کو نگل گیا اور اُڑکر سر پر مسلسل کے آکر منقار ماری کہ وہ بیتاب ہوکر گرا اور مرگیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اُسوقت تو برق محشر کو تاب نرہی بیٹے کو اپنے ارشارہ کیا رعد زمین مین غرق ہوا اور برق محشر بجلی بنکر چمکتی ہوئی چلی کہ یکایک رعد

پاس حریف کے نکلا اور اس طرح چیخا کہ خرسان بیہوش ہو کر گرا اوپر سے برق محشر کڑکڑا کر جو گری
دو ٹکڑے کر کے زمین مین اتر گئی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا کہ مارا خرسان جادو کو یہ معاملہ دیکھ کر
افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا ہی غربال نے دوڑ کر جال مارا کہ رعد کی گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک
گیا اس عرصہ مین برق محشر زمین سے نکلی اور بیٹے کو گرفتار دیکھکر چاہا کہ غربال پر گری اسنے جال
مار کر اسکو بھی پکڑا اور برابر عمرو اور مخمور کے دونوں کو لٹکا دیا راوی کہتا ہی ایک سرا جال کا غربال
کے ہاتھ مین ہی اور دوسرا سرا آسمان پر پھیلا ہی نظر نہین آتا کہ کتنی دور یہ جال مار کر آدمیون کو لٹکاتا
جاتا ہی۔ القصہ جب رعد و برق محشر لٹک چکے غربال اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا اور اپنے سردار
بیران جادو سے حکم دیا کہ جا کر باقی ماندہ حریفون کو تو غارت کرو وہ بموجب ارشاد اسکے اپنا
شیر اڑا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اسوقت قریب تخت مرصع طاؤس سحر پر بصد
زیبایش بہار سوار تھی سر سے پانک زیور زمردین پہنے جھالے کان سے بڑھکر کمر تک موتی کے
پہونچے تھے مانگ موتی سے بھری آنچل پلو کا دوپٹہ سر پر پاجامہ بوٹے دار اطلس کا پانچے کلائی
پر ڈالے طاؤس سے کود کر سامنے حریف کے گئی افراسیاب نے جھک کر دیکھا اور سینے پر ہاتھ
مارا نعرہ آہ سرد کھینچکر حیرت کے لحاظ سے چپ ہو رہا ادھر بیران نے دوڑ کر تیغہ بہار پر مارا یہ فوراً
زمین مین سما گئی مگر سر اپنا باہر رکھا سر پر گلدستہ مانند کلغی کے لگا تھا بیران کا تیغہ اسی گلدستہ پر پڑا
پنکھڑیان اسکی بکھر گئیں اور پھولون کی خوشبو ہر سو پھیلی بیران نے کہا کیا خوشبو عمدہ ہی اسوقت
بہار زمین سے نکلی اور بڑھکر پکاری کہ اے بہار آؤ جھونکے ہوائے سرد کے آنے لگے اور چمنستان
سرسبز و شاداب نظر آتے تھے دم بھر مین یہ عالم ہوا کہ نظم

گلدستۂ گل جھک رہے تھے
سبزے کی روش ہی سبزۂ آغاز
بلبل کی زبان پہ تھا ترانہ
جو غنچہ تھا مسکرا رہا تھا
سنبل بھی خوشی کے ذکر مین تھی
نر آئینہ لیس دکھا رہی تھی
شمشاد عصا لیے کھڑا تھا

مرغان چمن چہک رہے تھے
ہر پھول سنگار کر رہا تھا
بدلی کا کھچا تھا شامیانہ
بھیگیں ہین مسین کہ تر زمین ہی
کنگھی چوٹی کی فکر مین تھی
مہندی تھی کٹوری قطار باندھے
خم پشت ادب کیے کھڑا تھا

گیسو بکھرے تیغ زمین کو ہو ناز
ہر نخل نکھار کر رہا تھا
جو پھول تھا کھلکھلا رہا تھا
سبزہ خط عارض حسین ہی
مسی سی سوسن لگا رہی تھی
صف تھی لب جوئبار باندھے
اس باغ سحر مین وہ نگار آکر

ٹھہری اور پکاری کہ لے بیران تم نے بھی بہار کے پھول سونگھے کچھ بہار دیکھی بیران یہ صدا

سنکر دوڑا اور باغ مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اب یہ پھول سونگھتا ہون اور کچھ گلہاے خوشبو دار توڑ کر سونگھے پھر تو بہران اپنے گریبان کو پھاڑکر پکارا کہ بیت

ننگ جامہ دری ٔ پاس عزیزان کیا	دامن یار سے چھوٹتے تو گریبان کیا

میری جان ملکہ بہار جو مجھے ارشاد فرمایئے بجا لاؤن اُس سراپا بہار نے ارشاد فرمایا کہ جا غربال کو پکڑ لا بہران وہان سے تالیان بجاتا شعر عاشقانہ پڑھتا سمت غربال چلا اور آکر فوج پر اُسکی گرا جسکو اُسنے ناریل مارا چلا دیا جس پر نارنج مارا دو کر دیا آفت برپا کردی سیکڑون ساحر مارڈالے غلغلہ جو بلند ہوا افراسیاب نے حیرت سے کہا دیکھو یہ تمھاری بہن کا کرشمہ ہے یہ کہکر ہاتھ اپنے اُٹھائے انگلیون سے ایک بجلی چمک کر بہران پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے حیرت نے کہا حضور نے اپنے ملازم کو آپ ہی قتل کیا شاہ نے جواب دیا کہ اُسپر سے سحر بغیر مارے نہ اُترتا اور یہ ہزارون کا فیصلہ کردیتا یہ کہکر بنگلے سے بیٹھے بیٹھے ایک نارجیل چمنستان بہار پر مارا کہ اُس نارجیل کے باغ مین گرنے سے شرر پیدا ہوے اور گلشن مین آگ لگی انار شل انار آتشبازی کے چھوٹنے لگے اور سرو ہر ایک سرو چراغان بنے گلہاے سرخ شل چراغ کے روشن تھے کہ بموجب نظم

سرو آتشبار ہو گئے تھے	شمشاد چنار ہو گئے تھے	کھل کھل کے انار ٹوٹتے تھے
گلشن مین انار چھوٹتے تھے	باغ آتش گل سے جل رہا تھا	پنکھا نار دن کا جھل رہا تھا
ہر پھول بنا چراغ کا گل	شعلہ رز گل دھوان تھا بلبل	آتش زن مرغ نغمہ خوان تھے
طوطی قفس کے ہم زبان تھے	آخر سارا باغ جب جل گیا سحر ٹوٹنے سے بہار پر بیہوشی چھائی	

افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو غربال نے آکر جال مارا کہ گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گئی پھر تو نافرمان اور مریخ مو وغیرہ زار زار روئین اور نافرمان سحر کا نیچہ کھینچکر غربال کی طرف چلی اُسنے اپنے سردار خونخوار سے کہا روک اسکو اُسنے بڑھکر ترسول مارا نافرمان نے جادو کی سپر پر روکا اور جوڑے سے ناریل نکالکر مارا کہ شعلہ ہاے آتش نے خونخوار کو گھیرا اُسنے سحر پڑھکر دستکدی کہ دریا پیدا ہوا اور پانی نے آگ کو بجھا دیا اُسوقت شاہ طلسم نے نعرہ مارا کہ اے غربال لے اسکو پھر اُسنے دوڑکر جال مارا کہ نافرمان بھی لٹک گئی یہ کیفیت دیکھکر مریخ بغضب تمام تخت پر سے کودی اور قریب خونخوار ہو نچکر اُسکے لپٹ گئی اُسنے ہر چند سحر کیے اور ترسول مارے لیکن اُسنے نہ چھوڑا اور بزور سحر صورت شیر غران کی ایسی بناکر اُسکو چیر کر پھینکدیا ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا خونخوار کو غربال جال لیکر دوڑا مریخ زمین مین غرق ہو گئی اور پشت پر غربال کے نکلی چاہا کہ دوڑ کر اسے بھی

لپٹ کر چیر ڈالون اسکو غضبناک دیکھ کر جلاد زبردست بیچ مین آگیا ملکہ مہرخ مو نے جو مہرخ کو
تنہا دیکھا طاؤس کو اڑا کر جلاد کا جا کر سامنا کیا اور کچھ ستارے ہاتھ پر رکھکر جو اڑائے وہ فلک کی طرف جا کر
وہان سے مثل تیر شہاب سر پر جلاد کے گرے کہ اسفل کی طرف سینے نکل گئے غلغلہ ہوا کہ کشتی جلاد
زبردست جادو ہوا غربال جال لیکر اسکی جانب پھرا مہرخ مو بھی زمین مین غرق ہو گئی اس
عرصہ مین مہرخ میدان سے الگ جا کھڑی ہوئی اور وہم جادو نے غربال سے کہا آپ بھی
ہٹ جایئے مین سب کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر ناریج پکڑ کر آگے بڑھا غربال بھی علیحدہ
جا کھڑا ہوا اسوقت مہرخ مو زمین سے نکلی وہم نے ناریج کھینچکر مارا مہرخ مو نے دستک دی ناریج
اُلٹا پھر گیا وہم نے اپنے پھرے ہوئے سحر کو بمشکل روکا دونون مین رد و بدل ہو رہی تھی کہ غربال
جال لیکر دوڑا مہرخ نے اسکو آتے دیکھکر بہ چستی تمام تر وہم پر دوڑ کر تلوار ماری کہ اسکی کمر پر پڑی
دو ٹکڑے اسکے ہوئے شور اسکے مرنے کا برپا ہوا اور مہرخ دلفگار مو زمین مین سما گئین غربال
جال لیے کھڑا رہ گیا اسوقت عزت جادو نے پاس آکر کہا آپ ہٹیے مین ان دونون کو پکڑے
دیتا ہون اس اثنا مین مہرخ مو باہر نکلی عزت نے دوڑ کر کمند سحر کی ماری مہرخ مو تڑپ کر
کمند توڑ کر نکلی تھی کہ غربال نے دوڑ کر جال مارا گردن اسکی بھی پھنس گئی اور برابر اوردن کے
لٹک گئی اُسیدم مہرخ زمین سے ظاہر ہوئی اور غربال تو جال کو دیکھ رہا تھا اُسنے تلوار سحر کی
ماری عزت نے لاکھ رد سحر کیا مگر نہ بچ سکا دو ٹکڑے ہوئے صدا پیدا ہوئی کہ مارا عزت جادو کو اور
مہرخ تلوار لیے غربال پر آگری یہ صورت دیکھکر آتشبار دوڑ پڑا مہرخ نے اس زور سے تلوار ماری
کہ آتشبار کے دو ٹکڑے ہوئے پھر غربال جال لیکر چلا مہرخ زمین مین سما گئی اُسوقت طرفہ ہنگامہ
رزم و پیکار گرم تھا کہ ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے اور شعلے بلند تھے اندھیرا چلتے تھے
آگ ہر سمت لگی تھی مہرخ جان بچ کر دم بدم زمین سے نکلتی تھی اور عدو کا کام شمشیر شرربیز
سے تمام کرتی تھی افراسیاب بھی اسکی جراٗت دیکھکر دنگ تھا آخر اسنے للکارا کہ فوج ساحر
چار سمت سے گھیرے اور مہرخ کو گرفتار کرے اس حکم کو سنکر ناقوس جادو کچھ فوج لیکر بڑھا
اور غربال جال لیکر مستعد ہوا یہ ہنگامہ دیکھکر ہلال سحر افگن اور آفت جادو دوڑے
ہلال نے طوق اپنے گلے سے کھینچکر مارا کہ ناقوس کے اژدر بنکر لپٹا لیکن اُسنے ناقوس جو بجایا اژدر
پانی ہو گیا اور صدائے ناقوس سے ہلال و آفت دونون بیہوش ہو گئے غربال نے جال لٹکا کر
اُن کو بھی لٹکا دیا کہ یکایک مہرخ زمین سے نکلی فوج ساحران لینا لینا کہکر اسپر چلی اُسنے بجالا کی تمام

اڑکر ایک تلوار ناقوس کے ایسی لگائی کہ سر اُسکا کٹ کر دور گرا شور محشر آسا بلند ہوا اُسوقت غربال نے دوڑ کر جال مارا مہرخ فوراً شعلہ بنکر مانند شرر کے جال سے نکلی اور ایک ہی تلوار غربال کے لگائی یہ بھی بزور سحر اڑ گیا اور ساحرون نے نارنج ترنج مہرخ پر مارنا شروع کیا اُسنے بھی شعلہ جوالہ کی طرح صف لشکر دشمن پر اپنے تئین گرایا اور تہلکہ ڈال دیا ادھر لشکر صف باندھے اسکا کھڑا تھا بہر مدد لشکریان غربال پر جا پڑا پھر تو مہرخ کی یہ کیفیت تھی

نظم

میدان مین ہوئی جو وہ صف آرا
محشر کیا دم مین آشکارا
یہ تیغ اسکی غضب شرر فشان تھی

دشمن کو بلاے جانستان تھی
زن سے ادھر آئی سن سے نکلی
خون چاٹ کے عضو تن سے نکلی

بازو کو بغل کو سر کو کاٹا
سینہ کاٹا جگر کو کاٹا
وہ سر جو پناہ خود مین تھا

جھجکی نہ پلک کہ گود مین تھا
اکھڑے نخل حیات جڑ سے
سر کٹ کے گرے زمین پہ دھڑ سے

لشکر تو دونون آپس مین بھڑے ہوے تھے اور عیاران عمرو بھاگ کر پہاڑ مین جا چھپے تھے الحفیظ والاماں ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیدۂ مریخ حیران تھا ہر سمت ساحر شیر بنکر اور اژدر بنکر گتھے تھے پھنکارنے اور دُھرد کے مارنے سے جنگل لرزان تھا آسمان پر جال تنا تھا زمین پر بازوون کی ہا دروون کے مچھلیان تڑپتی تھین سحر کے جانور ہر سمت دوڑتے تھے لہو کے دریا جاری تھے کہ بمقتضاے ابیات

تھے سانپ وہان جو بر سر جنگ
کچھ ان مین سفید کچھ سیہ رنگ
الجھے تھے برنگ زلف خمدار

آپس مین گتھے تھے صورت مار
دھر دھڑ سے بدن جھنجھوڑتے تھے
پنجے کی طرح مروڑتے تھے

شل ایسے ہوے تھے شیر لڑکر
تھے کھینچتے اُن کو دم پکڑ کر
غالب ہوا کفر عاجز اسلام

چھائی تھی سحر پہ ظلمت شام
مغلوب تھا کوئی کوئی غالب
تھا کوئی امان کا سب طالب

تھا کوئی جو چوٹ کھا کے بھاگا
بیساختہ دم دبا کے بھاگا
اس غوغاے عظیم مین افراسیاب

جو بنگلے سے کودا اور نعرہ مارا کہ باشیداے نمک امان یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ لشکریان مہرخ کمر تک زمین مین غرق ہونے لگے پھر تو فوج مین بھگدڑ پڑ گئی لیکن مہرخ نے مرنا گوارا کیا اور قدم معرکے سے نہ ہٹایا اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور پانی نکلا بڑھ کر دریاے زخار کی طرح موجزن ہوا اس مین جادو کے زور سے مچھلی بنکر یہ گری اور افراسیاب کی طرف چلی افراسیاب نے چارہ جمشیدی شست مین باندھکر دریا مین پھینکا اُسوقت مہرخ کو کچھ چارہ نہوا وہ چارہ کھاکر شست مین پھنسی شاہ جادوان کھینچکر کنارے لایا اور غربال سے اشارہ کیا کہ اُسنے اوپر جال مارا پھر تو اُسکی بھی گردن پھنسی اور شاہ طلسم نے سحر کیا کہ وہ دریا جو اُسنے بنایا تھا غائب ہوا اور مچھلی

جو تھی صورت اُسکی بھی اصلی ہوگئی اور سب کے برابر ہوے ہوا یہ بھی لٹک گئی افسر کے گرفتار ہونے سے رہی سہی فوج جو تھی بھاگی اور افراسیاب برق چشمک وغیرہ جو رقیں کہ باقی ہین اُن سے حکم کیا کہ لشکر فراری پر چمک چمک کر گر داور اُنکا تعاقب کرو بجلیان کڑکا کرتے کبیں اور خرمن حیات ہر اک کا جلاتی تھین شکیل فوج کو لیکر بھاگا اور بجلیان سر پر چمکتی ہوئی چلین یہان تک کہ بارگاہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑا کوئی کسی طرف کوئی کسی سمت بھاگ نکلا کوہ و دشت مین جاکر غار و جبال و شعاب مین ہر ایک نے اپنے تئین مخفی کیا شاہ طلسم نے کھڑے کھڑے بارگاہ اور بازارین لشکر سے اٹھوالین اور بارگاہ اور بازار مین آگ لگادی عیاران اسلام چھپے ہوے یہ سانحہ دیکھکر اشک حسرت گراتے تھے اور لاکھ لاکھ تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ آتا تھا کہ ابیات

ہر اک سونا لہ ماتم بپا تھا	فلک دود دل آہ رسا تھا
پڑے کشتے تھے ہر سو رو بہ قبلہ	تڑپتا تھا کہین بسمل کا لاشہ
ستون بارگاہ دین گرا تھا	ہر اک بازار کا جھنڈا اٹھا تھا
کسی مین دم نہ تھا عاجز تھی تلوار	بہادر ہٹ گئے تھے چار و ناچار

عیار بچیان بھی لوٹ پر گری تھین مال و اسباب سے جھولیان بھری تھین یہ ہنگامہ دن بھر گرم رہا جس دم ساحر روزگار نے دام رشتہ کہکشان میدان فلک پر بچھایا اور ظلمت شب نے نور مہر و ماہ پر حملہ کیا نظم

ایسا بجھ ہوا جہان مین اندھیر	تاریکی نے مہر کو لیا گھیر
خورشید ہوا فلک سے یون گم	جس طرح نظر سے نور مردم

شاہ طلسم نے حکم دیا کہ ایک سرا جال کا گنبد نور سے اور دوسرا میری بارگاہ کے کلس سے باندھ دو اور جو لوگ کہ زمین مین آدھے سما گئے ہین انھین بھی جال مین لٹکا دو اس حکم کو سنکر غربال نے سب کو زمین سے نکالکر جال مین لٹکایا اور سرے دام کے گنبد نور اور بارگاہ کے کلس سے باندھ دیے ایک اُلگنی سی تمام طلسم مین تنی تھی اور ہزارون ساحرون کی گردن پھنسی تھی بہت تو سسکنے لگے تھے اور بہت تڑپتے تڑپتے رگئے تھے الحاصل افراسیاب جنگاہ سے پھر کر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ لشکر عدو سے کون گرفتار ہونے سے رہگیا ساحرون نے عرض کیا کہ چار عیار اور شکیل نہین قید ہوے باقی سب گرفتار ہین یہ دریافت کر کے حیرت سے کہا کہ تم تو گھبراتی تھین دیکھا دم بھر مین سب کو قید کر لیا اب عیار وغیرہ کو بھی کل گرفتار کرونگا اور جلاد حاضر رہین سب کو راہ عدم دکھاؤنگا اے غربالی تم سامنے جو پہاڑ ہے وہان خیمہ

رشاد کرا کے آج کی شب رہو اور جال کا پہرا دو عیار تمھاری فکر مین ضرور آئینگے اُن سے ہوشیار رہنا
اور جس کو گرفتار کرنا جال مین لٹکا دینا غربال نے ارشاد کے بموجب خیمہ پہاڑ پر استادہ کرایا اور مع اپنے
باقی ماندہ سرداروں سے وہان آکر بیٹھا اور شراب پینے لگا ناچ سامنے ہونے لگا ادھر شہنشاہ ساحران
نے جشن کے سامان بچھے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے فرش قاقم و سنجاف دور تک بچھ گیا ہزارہا جھاڑ فرشی
بازاروں سے تا بارگاہ روشن ہو گیا طلسم کے نقارخانے مین نوبت خوشی کی بجنے لگی حیرت
قلم کار جواہر دوز جوڑا پہنکر زیور سے سراپا آراستہ ہوکر پہلوے شہنشاہ مین بیٹھی توشک خانہ کھل
گیا خلعت اور لباس اہل دربار کو ملنے لگے ساقیان زرین لباس کشتیان بادۂ احمر کی لیکر حاضر ہوئے
دورے گلفام چلنے لگا اکابران طلسم خبر فتح کی سنکر مبارکباد کو آئے نذرین گذرنے لگین پریرویان زہرہ
تمکین ماہ جبین بصد حسن و ادا ناچتی اور گاتی تھین یہ تو داد عیش خرمی دیتا ہی خوشی کر رہا ہے ادھر غربال
مصروف مسرت و انبساط ہی مگر عیاران لشکر عمرو بیتاب و بیقرار ہین آخر برق فرنگی نے قران سے کہا
خلیفہ مین تو جاکر عیاری کرتا ہون یا تو اپنی جان دونگا یا اس غربال کو مارونگا قران نے جواب دیا کہ
اچھا تم سب اپنی اپنی تدبیر کرو مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر چار عیار ایک سمت راہی ہوئے
اور ضرغام نے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی شکل دار بازان یعنے نٹ کے بنائی لنگوٹ کسکر بازو
پر مٹی چڑھائی کان مین کنڈل پہنا بانس کندھے پر رکھا کالا گنڈہ گردن مین باندھا اور خم
ٹھونکتا قلابازیان کھاتا کھیل تماشے کی صدا دیتا روانہ ہوا ایک طرف سے برق فرنگی سامنے
اُس پہاڑ کے آیا جہان پر غربال ساکن ہی دیکھا ساحرون کا دامن کوہ مین مجمع ہی اسی جگہ گوشہ مین
ٹھہر کر صورت اپنی کلوارن کی ایسی بنائی بڑی بڑی آنکھین جٹی بھوین چہرہ حسین و نمکین ناک
مین نتھ پہنے لٹکن قریب دہن جھومر لیتا سُرخ چنری گنگام کا لہنگا ہر ٹھوکر سے چلنے مین بھڑکتا
بوتلین شراب کی لیکر چلا الحق اُسکے حسن دلاویز کی نسبت یہ کہنا بجا تھا کہ۔ مثنوی

بیدا جتون سے سحر و اعجاز
پتلی تھی کہ شیشے مین پری تھی
کان گہر لطیف ہین کان
بجلی سے چمک دمک مین بالا
بتون سے بھری جو بالیان ہین
نخل جمہ شباب کے بھول

غمزہ عشوہ چمک ادا و ناز
حسن و خوبی کی ناک ہی ناک
مینائے گلو کے قیف ہین کان
سوول سے ہوز رخریدہ بندہ
پھولون کی ہری وہ ڈالیان ہین
برج مہر خندہ دہن ہی

نظرون مین سے حیا بھری تھی
اک شعلہ تابناک ہی ناک
بالا مہتاب کا ہے بالا
بندے کا ہو زرخرید بندہ
ہین گال دو دو گلاب کے پھول
موتی دندان خندہ دہن ہی

دیکھے جو گلا گلے صراحی
خجلت سے گھل چلے صراحی

غرضکہ اس خوبی سے آراستہ ہوکر زیر کوہ بھٹی شراب کی بنائی اور اوپر نیچے رنگین شراب سرخ کی رکھکر دکان جمائی جو کوئی اس طرف آیا کلوارن کے حسن کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور کچھ دام دیکر جو کچھ بھی دینا کہکر بیٹھ گیا گھڑی بھر مین بادہ خوارون کے ٹھٹھ لگ گئے اور کلوارن مسکرا مسکرا کر سینہ کھول کے اپنی آن و ادا پر ہر ایک کو لبھانے لگی ہر شخص مست ہوکر جھومتا تھا اور بلب تمنا یہ کہتا تھا کہ

مثنوی

ساقن ہو نگاہ مہربانی
دے جام شراب ارغوانی
بھٹی ہو تری مدام آباد
بھولے سے کبھی ہمین بھی کر یاد
مستون کے ہمیشہ جمگھٹے ہون
میخانے مین بادہ کش ڈٹے ہون
امسال ہو میکشون کا ایکا
قاضی کو شراب کا ہو ٹھیکا

یہ جاؤ جو ہوا در ہائے ہوے مستان بلند ہوئی ملازمین غربال بہر خبر گیری پہاڑ سے اتر کر آئے اور ساقن کو دیکھکر اسکی چشم میگون کے متوالے ہوے دو ایک جام پیکر گئے اور غربال سے تعریف کرنے لگے وہ بھی مشتاق ہوا اور چوبدار سے کہا ساقن کو جاکر بلالا اسنے آکر ساقن سے کہا کہ مالک ہمارے آپ کے خواہشمند ہین گلابیان شراب تحفہ کی لیکر چلیے اور بادۂ مراد سے اپنے جام آرزو کو لبریز سمجھیے کلوارن نے پہلے تو کچھ اغماض کیا پھر کہا حکم حاکم سے کچھ بس نہین اچھا چلو مین چلتی ہون یہ کہکر دکان بڑھائی اور گلابیان شراب کی لیکر ہمراہ چوبدار کے پہاڑ پر آئی جب سامنے غربال کے گئی شراب سامنے رکھی اور گھونگھٹ ہٹا کر اپنا جلوۂ حسن تابناک دکھا کر ساغر چشم کو گردش مین لائی غربال نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور ملازمون سے اشارہ کیا کہ یہان سے ہٹ جاؤ وہ حسب ایما ایک ایک کرکے باہر گئے اور یہ دونون تنہا رہے ساقن بھی غمزے کرنے لگی اور اکیلا دیکھکر اٹھی کہ مین جاتی ہون وہ اٹھکر لپٹ گیا اور منتین کرنے لگا اس اثنا مین خم ٹھونکنے کی آواز آئی اور نٹ نے صدا دی کہ اقبال بالا رہے دولت کی بڑھتی ہو بڑے بڑے کھیل تماشے یہ سنتے ہی ساقن نے کہا اسکو بلاؤ مین تماشہ کراؤن گی اسنے خاطر سے اسکی نٹ کو طلب کیا کہ کسی طرح ساقن راضی ہوجائے غرض ملازم گئے اور نٹ کو پہاڑ پر لائے تماشہ ہونے لگا لیکن شاہ جادوان کو سحر کے بیر نے خبر دی کیونکہ اسکو کھٹکا عیارون کا تھا اسلیے بیر مقرر کیا تھا کہ جو کوئی آئے مجکو اطلاع ہوجائے اسوقت حیرت سے شاہ نے کہا کہ عیار بڑے غضب کے ہین ساقن اور نٹ بنکر غربال کے پاس گئے چلو مین تمکو تماشہ دکھاؤن یہ کہکر حیرت کا ہاتھ پکڑ کر چلا یہان ساقن نے تماشہ دیکھتے دیکھتے ملازمین غربال کو شراب پلائی تھی اور آپسے بھی جام شراب آغشتہ بیہوشی دیا تھا وہ پیا چاہتا تھا کہ افراسیاب آکر پہونچا اور نعرہ زن ہوا

کرای خیرہ سران کہان بچکر جاؤ گے مین آپہونچا یہ صدا سُنتے ہی ساقی اور زنت جست کرکے بھاگے
شہنشاہ نے کہا ای غربال گرفتار کرا نھین اُسنے زمین پر دوہتڑ مارا کہ دو زنگی نکلے اور عیارون کے
لپٹ گئے پکڑ کر انھین بھی سب مقیدون کے برابر جال مین لٹکا دیا اسوقت شہنشاہ ساحران نے
کچھ کان مین غربال کے کہا اُسنے وہان تخلیہ کرا کر ایک ساحر کو بلا کر کہا حکم شاہ یہ ہی کہ تم میری صورت
بنو اور سحر بنکر یہان بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین غربال ہون اس ساحر نے کہا ایسا ہی ہوگا اور
شکل اپنی بعینہ مثل غربال بنائی اسوقت غربال اصلی جہان افراسیاب نے جاے سکونت بنائی
ہی وہان چلا گیا اور شاہ جادوان بھی حیرت کو لیکر باغ سیب مین آیا کہ چلکر ہمراہ زوجہ کے
آرام کرون صبح کو آکر سب کو قتل کرونگا غربال کے مخفی ہونے کا حال اُسکے ملازمون کو بھی معلوم
نہوا اُسی طرح وہ سرگرم کار و خدمت غربال نقلی کے رہے لیکن بعد چلے جانے شاہ طلسم کے جانسوز
و قران زیر کوہ آئے اتفاق سے دو ساحر کسی کام کو پہاڑ کے نیچے آئے تھے پھر کر جو اوپر جانے لگے
عیارون نے پکارا کہ بھائیو ایک بات سُنتے جاؤ وہ دونون ٹھہر گئے اِنھون نے قریب جاکر بیضہ
بیہوشی اُنکے منھ پر مارے کہ وہ دونون بیہوش ہوئے یہ انکا پیراہن لیکر اور انھین کی ایسی صورت
بنکر پہاڑ پر گئے دیکھا ایک سمت میخانہ آراستہ ہی وہان جب پہونچے ساحر نے کہا حضور بڑی دیر سے
شراب مانگ رہے ہین تم کہان گئے تھے قران بولا انھین کے کام کو گئے تھے اور سمجھے کہ جنکو ہم بیہوش
کر آئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساقی تھے یہ سمجھکر گلابیان شراب کی لیکر خیمۂ غربال نقلی مین گئے قران
تو جاکر پہلو مین اُسکے کھڑا ہو گیا اور جانسوز شراب لیکر سامنے ٹھہرا اُسنے کچھ دیر مین شراب طلب کی
اُسنے جام بھر کر پیش کیا اُسنے چاہا تھا کہ پیوے اُسوقت ایک سمت سے صدا آئی خبردار نہ پینا اور
زمین سے ایک زنگی نکلا جانسوز کو لپٹ گیا اور اُڑکر جال مین جاکر لٹکا یا وہان سے ہنوز نہ پھرا
تھا کہ قران جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے غربال کے سر پر بغدہ مارا کہ وہ ہلاک ہوا شور عظیم برپا ہوا کہ
مارا فطرت جادو کو آگ برسنے لگی اُسی ہلڑ مین قران جست و خیز کرکے نکل گیا اور سمجھا کہ یہ غربال
اصلی نہ تھا کیونکہ اسکے مرنے سے جال مین قیدی اُسی طرح لٹکے رہے کوئی رہا نہوا اگر یہ اصلی غربال ہوتا
تو سحر اسکا باطل ہو جاتا اور مرنے سے اُسکے قیدی چھوٹ جاتے قصہ مختصر قران بھاگ گیا اور وہ
زنگی کہ شاہ طلسم اُسکو مخفی بہر حفاظت مقرر کر گیا تھا جانسوز کو جال مین لٹکا کر پاس افراسیاب کے
گیا اور قتل فطرت سے اُسے خبردار کیا حیرت نے کہا قران عیار بہت زبردست ہی اُسکا قید ہونا
مشکل ہی افراسیاب بولا غربال ایسی جگہ جاکر رہا ہی کہ کوئی اُسکو نپائیگا اور جال سحر کا کوئی توڑ نہ سکیگا

پس پہرے چوکی کی کچھ حاجت نہین جو ساحرہ وہان اُترے ہین وہی کافی ہین اور لشکر بھی حیرت کا
موجود ہی اب رات تھوڑی ہی مین چلکر سب کو قتل کرتا ہون ہان اتنے عرصے مین قران کو گرفتار
کرنا چاہیے یہ کہکر عیار بچیون کو بلا کر تاکید اکید حکم دیا کہ تم پانچ عیارہ ہو اور وہ ایک عیار تنہا ہی
گھیر کر اسکو پکڑ لاؤ اور اُس زنگی ساحرے جو خبر لیکر آیا تھا حکم دیا کہ تم مخفی طور پر عیار بچیون کے ساتھ
رہو جہان یہ اُس عیار کو بچانکر لڑنے لگین تم سحر سے اسکو قید کر لینا وہ زنگی اور عیار بچیان حسب الحکم
روانہ ہوئین ادھر قران اُس فکر مین پھر رہا ہی کہ اصلی غربال کو ڈھونڈھکر قتل کرون اور
ہر سمت تجسس کرتا رہا لیکن اُسکو نپایا ادھر عیار بچیون نے بھی قران کو تلاش کیا مگر پتا نہ ملا
آخر کار وہ زمانہ آیا کہ زال دنیا نے بھی لباس سیاہ اُتار کر خوشی مین قید ہونے لشکریان اسلام کے
خلعت زعفرانی تنویر آفتاب کا زیب قامت فرمایا کہ نظم

دگر روز چون چشمۂ آفتاب
برافراخت رایت سپہدار شرق
فرو شست از دیدہ ہا گرد خواب
شہ غرب در بحر خون گشتہ غرق

صبح کو افراسیاب شادان و فرحان بستر سے خواب نوشین کے اٹھا اور حمام کر کے خلعت فاخرہ
زیب بر فرمایا اکابران طلسم حاضر ہوے سب کو ہمراہ لیکر سوار ہو کر بحشم و خدم روانہ ہوا اور بارگاہ
حیرت مین آیا دیکھا سب قیدی جال مین اُسی طرح لٹکے ہین یہ دیکھکر اپنے ملازمون سے بکمال بشاشت
حکم دیا کہ میدان مین سولیان استادہ کرو اور آرہ کش تسمہ کش جلاد حاضر ہون کارپرداز تعمیل
حکم مین مصروف ہوے دارین کھڑی ہونے لگین لشکر کمر باندھ کر گرد میدان کے جا کھڑا ہوا جلاد تیغہا
برہنہ لیے ہر سمت پھرنے لگے خلقت کا اژدہام ہوا یہ تو اس فکر مین مصروف ہی لیکن کارسازی
حافظ حقیقی دیکھیے کہ بمصداق بیت

مسبب کے اسباب دیکھو ذرا
کہ قدرت مین اسکی ہی کیا کیا دھرا

بموجب مثل مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ؎ جس بادشاہ کا ذکر پیشتر کیا گیا ہی یعنی
کوکب روشن ضمیر صبح کو سریر طلسم نور افشان پر جب جلوہ گر ہوا تمام سرداران شاہان
ممالک طلسم گوہر افشان یعنے بلند پرواز جادو و ملکہ زیور زرین پوش و سباک دوش جادو و ملکہ
زمرد پوش جادو و ملکہ یاقوت پوش جادو و ملکہ فیروز پوش جادو و ملکہ طولان سبز پوش
جادو و ملکہ الماس پوش جادو و ملکہ ستارہ چشم جادو و ملکہ خور چہرہ جادو و ملکہ گوہر دندان
جادو و ملکہ زنگار جادو و ملکہ محبوب جادو و ملکہ خورشید تاجدار جادو و ملکہ ماہ تاجدار جادو و

ملکہ فیروزہ تاجدار جادو و ملکہ گلزار جادو و ملکہ خرسان جادو و ملک ترسان جادو و مرزان شاہ جادو و خونخوار جادو و اژدر جادو و محکم جادو و مقیم جادو و طغیان و گوہر شاہ جادو و سہراب شاہ جادو و فخر شاہ جادو و مفخر شاہ حلب دو و قرطاش شاہ جادو و مسہود کاکل کشا فیل دندان جادو و غیرہ ہزارون ساحر حاضر دربار ہوکر پایہ بپایہ بیٹھے اور ریشی کوکب کی ملکہ بران شمشیرزن برابر تخت شاہی کے کرسی پر جلوہ فرما تھی مرزان وزیر سر پر شاہ کے مروحہ جنبانی کر رہا تھا چتر شاہی پھر رہا تھا اسوقت اہل دربار پوشاکین سرخ زیب قامت فرمائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ مثل ماہ کے سر پر سپہر سلطنت پر تابان ہے اور اہل دربار مثل ثابت و سیارگان کے گرد اُسکے جمع ہین یا آفتاب چرخ چہارم پر بصد جلال درخشان ہے اور سردار مانند تنویر شعاع کے اُسکو گھیرے ہین کہ ابیات

فریدون حشمت جمشید جاہ ہے
زعدلش چون رُخ خوبان مہوش
سکندر رتبہ کہتے دارا پناہ ہے
بیک جا جمع گشتہ آب و آتش

حشمت دولت و کامگاری اور ذکر عظمت و شہریاری کا اُسکے مثل خورشید نصف النہار ظاہر و باہر بہت سے سلاطین نامدار حلقہ اطاعت گوش جان ڈالے تھے اور بادشاہان رفیع مقدار غاشیہ حکم کو اُسکے دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامون کے اُسکے سامنے حاضر تھے مثنوی

داغ نہ ناصیہ سرکشان
سحدلتش قاہر خونخوارگان
تیغ زن تارک لشکر کشان
مرحمتش چارہ بیچارگان

سامنے اُس شاہ عالی جاہ کے زہرہ و شان قمر صورت ناچ رہی تھین اور دور جام بادہ ارغوانی چلتا تھا ہنگامہ عشرت و نشاط برپا تھا کہ یکایک شاہ نے فرمایا کہ اسوقت کچھ طبع عالی مکدر ہے سیر باغ کو جی چاہتا ہے یہ کہکر تخت سے اُٹھکر سمت صحرا چلا اکابران طلسم کا مجمع ساتھ ہوا اسوقت وہ ماہ سپہر خوبی اور گل شاداب گلشن محبوبی کہ ماہ و آفتاب اُسکی غلامی کا داغ اپنی پیشانی مین رکھے تھے اور گوہر شب چراغ سامنے اُسکے حسن مصفا کے بے آبرو تھے وہ کون رونق انجمن یعنے بران شمشیرزن کہ حسینان دہر کی افسر اُسکو کہنا زیبا ہے بلکہ یہ سراپا اُسکا ہے سراپا

قامت مداح عاشقان ہے
جوڑا نہین فوج کا بندھا لام
محشر سے بھی کرتی تھی وہ بھون چال
یا آمد حشر کا نشان ہے
دل اٹکے ہین وہ مانگ ہے فرد
پیدا جنبش سے جسکے بھونچال
زلف ابجد لوح حسن کا لام
دیکھے تو ہو رنگ کہکشان زرد
نوک خنجر ہے نوک مژگان

کہیے اسے نشتر رگ جان
تو کان کی گوشہ پہ تو
مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
باب صفت دہن کو کھولون
علیے بودش مین غوطہ زن ہین
ہی چاہ ذقن مین باؤلی عقل
برق سر طور ہی وہ گردن
بازو نازک کلائیان نرم
نسرین و گل و سمن نہ پہونچے
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین
زنبور کنول کے پھول پر ہی
عقدہ ہی یہ رشتہ نظر کا
گویا پشت و پناہ خوبی
ہی موقع شرم بولنا کیا
شکل صدف دوپارہ کہیے
زانو آئینہ حلب ہین
کچھ اصل نہین گل و قمر کی
مہر و مہ آسمان ہین تلوے
حورین آنکھون سے تلوے سہلائین

آنکھون مین بھرا ہی شربت زہر
تو جس سے لگائے شمع کی لو
زلف ابر سیاہ ہی تو رخ بدر
پہلے کوثر سے منھ کو دھولون
دندانے ہین سین کے وہ دندان
منھ کی کھائے جہان چلے عقل
شانون کو خدا کی شان کہیے
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
کف مہر ہی او نگلیان کرن ہین
ہین سیب کہ ناسپاتیان ہین
ہی پیٹ کہ نور کا ہی تختہ
سکتا ہی جو مصرع کمر کا
ہی کوہ سرین وہ پیکر حسن
راز مخفی کا کھولنا کیا
رانین برق تجلی طور
تابش مین بلور ہین نشیب این
رخسار ریتان پہ لات مارے
آئینہ قدسیان ہین تلوے
سایہ ہی کہ سایہ پری ہی

شوخی غصہ حیا غضب قہر
کیا ناک مین خوش نما ہی وہ کیل
یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
لب داخل چشمۂ دہن ہین
منھ کھولین صفت مین کیا سخندان
فوارۂ نور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
اس پہونچے کو نسترن نہ پہونچے
برگ نخل ریاض تن ہین
بھٹنی پستان پہ جلوہ گر ہی
شفاف بلور کا ہی تختہ
ہی پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
یا بالش شاہ کشور حسن
برج و قمر و ستارہ کہیے
ساق سیمین ہین شمع کافور
ایڑی نازک اس قمر کی
ایڑی چوٹی پہ اپنی وارے
پاے نازک جو دیکھے پائین
ہمزاد جو و لسیری کا ہی

یہ نازنین بھی بدر کے ہمراہ مع کنیزان ماہرو کے روانہ ہوئی اور عرض پیرا ہوئی کہ اے والد ماجد روبروے گنبد سامری جو صحراے وسیع و سرسبز واقع ہوا ہی سارے طلسم سے وہ مقام نہایت بلند ہی وہان چلکر جلسہ ساحر سامنے آکے پرواز کرین تاکہ مزاج ہمایون شہنشاہ اس کیفیت اور تماشے کے ملاحظہ سے شاد ہو کوکب نے فرمایا کہ تمھارا ابھی تقاضاے لڑکپن نہین مٹا وہی بات یاد ہی جو آجکل کودکی ہی اچھا چلو آج ہم بھی پرواز کرینگے اور سنا ہی کہ ملکہ گوہر افشان بلند پرواز خوب اڑتی ہین انکی بلند پروازی دیکھین گے یہ باتین کرتے ہوے اسی سمت کہ جہان کا بتہ اس

سرو بستان دلبری یعنی بران شمشیرزن نے تبلایا روانہ ہوے یہان تک کہ اُس مرغزار نمونہ باغ باغ شداد مین پہونچے ازبسکہ ایام بہارین نے اطراف بساط غبرا کو ریاحین سے مثل اختران چرخ کے درخشندہ بنایا تھا اور برنگ قبہ خضرا کے پُر از کواکب فرمایا تھا فراش صبا نے بسیط زمین کو فرش زنگار رنگ سے آراستہ کیا تھا اور نخلبند صنع قدرت نے چمن جہان کو گلہاے گوناگون سے پیراستہ کیا تھا ایسے مقام دلکش مین کئی کوس کا ایک باغ سیر سلطان کے لیے تعمیر تھا اُسی کے ملحق نقل گنبد سامری بہرستش بنائی ہی سواری بادشاہ کی اندر باغ کے آئی اور بیچ گلشن مین جو بارہ دری جواہر جڑی بنی گئے بنی سنوری تھی اُسکے کوٹھے پر تخت بچھا کر شاہ قرار پذیر ہوا اور سیر حدیقہ رشک دہ ریاض بیدا کرتا تھا اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا اور اسوقت اِن گلعذار نسرین بدنون کا اسما گلہاے باغ جوبن اپنا دکھاتے تھے ادھر یہ سمن بو سرو قد جو اتراتے پھرتے تھے تو گویا باغ مین تازہ فصل بہار نے گل کھلائے تھے چمن چمن سے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی نسیم مشکبار چارسو عطر برساتی تھی کہ بہ مقتضاے مثنوی

مشاطۂ موسم بہاری	دکھلاتی تھی اپنی دستکاری	لو مین ہر پھول بس رہا تھا
جوبن سب پر برس رہا تھا	کنگھی کے شجر سے شانہ لیکر	سنبل بھی بنا رہا تھا گھونگھر
نرگس بھی لگا رہی تھی کاجل	عشق پیچان دکھاتا تھا بل	بیلے البیلے بن رہے تھے
کیلے بن ٹھن کے تن رہے تھے	مالن بھی صبا چمن تھے مالی	پھولون کی لگا رہی تھی ڈالی
سمٹی بھی دلھن بنی ہوئی تھی	جو رہی گویا چھوئی موئی تھی	شرما کے لجائے تھا لجا لو
سر اپنا جھکائے تھا لجا لو		

اُسوقت ڈوپٹے کی گاتیان باندھکر وہ سب خورشید رخسار سمت فلک اڑین ادھر تو آفتاب بلند ہو رہا تھا ادھر یہ مہر پیکر زرین لباس جو پرواز کنان ہوئین گویا ہزارون آفتاب آج کے دن نکل آئے اور یہ زمین کے چاند فلک پر پہونچے تھے کوئی ماہرو پانچ کوس بلند ہوئی اور کوئی سنا تا بھر کر اس سے اونچی نکل گئی کوئی تین کوس پر جا کر ٹھہرانے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایوان چرخ زبرجدی مین قندیلین لٹکائی ہین یا حورین جنت سے اُتر کر بہر سیر بردے ہوا آئی ہین جب سب نے پرواز کی ملکہ گوہر افشان بلند پرواز ہر ایک سے زیادہ بلند ہوئی کہ جلسا حر دوربین سحر کی لگا کر دیکھتے تھے لیکن نظر نہ آتی تھی ہر سمت غلغلہ تحسین و آفرین بلند تھا اُسوقت گوہر نے بران شمشیرزن سے کہا اے فرزند تم بھی اپنی تیزی دکھاؤ اور آج اسقدر بلند ہو کہ طلسم ہوشربا سے ہوائی نشانی لاؤ بران نے حسب ارشاد پدر دوپٹے کی گاتی باندھکر اپنے جوڑے کو کھولا اور اختر مروارید

ریہ موتی گنبد سامری کا ہی ہزار در ہزار بحر اس سے پیدا ہوتے ہین اور ساحران عالم پر جس کے پاس یہ موتی ہو وہ غالب رہتا ہی نکالکر ہاتھ پر رکھا ضو اسکی مثل شعاع آفتاب کے پھیلی اس نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ شعاع چراغ کی لو کی طرح کٹنے لگی اور زمین پر لچھے ہوکر گرتی تھی عجیب رنگ اسوقت ظاہر تھا گویا ستارے ٹوٹ کر گر رہے تھے اتنی لو کاٹین کہ زمین سے بڑھتے بڑھتے آسمان تک ایک لڑی موتی کی بندھ گئی پھر تو وہ گوہر تابندہ بحر حسن لڑی تھام کر اڑی اختر مروارید سے لو بن کر گر رہی تھین اور زمین تک آتے آتے وہ موتی ہو جاتی تھین کیا سیر ہو رہی تھی کہ ہر دست ہوا ہزارون مشعل اور چراغ روشن تھے یا ستارے ٹوٹتے تھے اور زمین پر موتی برستے تھے اور لڑیان موتیون کی زمین سے آسمان تک بندھتی تھین یہ ظاہر تھا کہ مشاطہ قدرت نے موتی کا سہرا افلاک کے سر پر باندھا ہوا تھین لڑیون مین وہ مہر سپہر خوبی بال شوق کھولے بلند ہوتی جاتی تھی اور اپنے رخسار تاباں سے خورشید درخشان کو شرمندہ فرماتی تھی یا دام زلف مین خاطر خلقت ہوائی پھنسا کر برباد کرتی تھی واہ واہ اور اہا ہا کا شور چار طرف سے برپا تھا اور ہر کہ دمہ او پرا ہی کو دیکھتا تھا کہ **مثنوی**

فرصت جو ذرا ملے خدا ساز   شہر مین بھری ہواے پرواز
چاہا سیر جہان کو دیکھون   کیفیت آسمان کو دیکھون
اٹھی وہ شال درد و بیمار   پران ہوئی شکل رنگ رخسار
جلدا اڑکے وہ دود آہ کیطرح   گردون پہ گئی نگاہ کی طرح
پرواز کا حوصلہ نکالا   دیکھا چپ و راست زیر و بالا

جسدم بلند اس درجہ ہوئی کہ گیتی برابر دانہ خردل کے نظر آنے لگی کہ **بیت**۔

پھر بر و بحر کا نظر آنا محال تھا   سارا سواد چہرۂ لیلے کا خال تھا

اس بلندی پر مانند نسیم یا مانند خورشید وہ رشک ناہید ٹھہرائی اور یک نگاہ دوڑا کر تمام عالم کی خبر گیران ہوئی طلسم آئینہ و طلسم ہزار برج و طلسم سوسن و طلسم ہوش ربا سب پیش نگاہ تھے ہر سمت کی سیر کرتے کرتے طلسم ہوشربا مین نیا تماشہ نظر آیا یعنے ایک طلائی جال کو بروے ہوا استادہ دیکھا کہ سرا اُس کا گنبد نور مین بندھا ہی اور دوسرا دریاے خون روان کے قریب ایک بارگاہ کے کلس سے اٹکا ہوا ہی اور ہزارہا آدمی اُسمین لٹکتا ہی بعض اس مین سسکتے ہین بعض کا دم گھٹتا ہی بعض تڑپ کر مر گئے ہین اور ایک میدان مین لشکر اوترا ہی بہر اجو کی معین آہ سولیان کھڑی ہوئی ہین جلاد با شمشیر برہنہ کھڑے ہین ایک شور مچا ہی یہ دیکھکر حیران ہوئی کہ ماجرا کیا ہی اور آگے

بڑھی ناگاہ نگاہ اُسکی عمرو پر پڑی ایک شخص عجیب لخلقت کو جال مین لٹکے دیکھا سمجھی یہ کوئی طلسمی جال مین پھنس گیا ہی جب تو شکل عجیب اسکی ہوکہ تو مڑی سا سر زیرہ کی ایسی آنکھین کلچہ کی طرح گال موتی کی طرح دانت مُنھ گردن پھنسنے سے جو کھلا ہی تو ظاہر مین گردن تاگے کے مانند ہو رسی کی طرح ہاتھ پاؤن مین چھ گز کا دھڑ نیچے کا ہی تین گز کا دھڑا اوپر کا ہی یہ دیکھکر سوچی کہ اس بیچارے کو اس آفت سے چھڑانا چاہیے اور یہی نشانی اس طلسم کی اپنے باپ کے پاس لیجانا چاہیے ایسا کچھ دل سے سوچکر اختر مرواید کی لو کھڑے کھڑے بروے ہوا کالی اور اتنی لوین جمع ہوئین کہ آفتاب کٹھا ہو کر بن گئین اُس آفتاب مین غائب ہو کر یہ بھی چلی جال مین جو لوگ پھنسے تھے وہ گویا دل سے دعا اپنی رہائی کی مانگ رہے تھے زبان حال سے کہتے تھے کہ اے خالق خیط الابیض من خیط الاسود ہمکو اس دام بلا سے رہائی دے کہ بمقتضائے

نظم

یارب ترے انس و جن ہین سب ہین	ہین انس کی جن سے ساری زمین
ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہی	ہر بو مین جو لطف ہو وہ تو ہی
تو چشمۂ چشم انس و جان ہی	چشمہ ترے فیض کا روان ہی
غائب قدرت سے تیری موجود	نابود ہو بود و بود نابود
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست	ہو ہست سے نیست نیست سے ہست

اسی ہنگام مین کہ خورشید حیات ان کا لب بام تھا وہ ماہ تمام آفتاب بنی ہوئی جال پر آکر تھرائی و گرمی آفتاب سحری جو بڑی کڑیان جال کی بھکنے لگین اور آفتاب یکایک شق ہوا بران ظاہر ہو کر مثل شہباز کے گری عمرو جال سے چھوٹ کر گرا چاہتا تھا کہ بھاگون کہ اسنے پنجے مین دابا اور سنبھل کر جایا چاہتی تھی جال کی کڑی ٹوٹنے سے تمام مقید بستی کی طرف چلے لیکن گردن ہر ایک کی پھنسی رہی کیونکہ سب کڑیان تو اُسکی درست تھین اور غربال جسکا سحر ہی وہ بھی زندہ ہی یہ سبب کیونکر رہا ہوتے دوسرے یہ کہ اسکو صرف لیجانا عمرو کا منظور تھا اس لیے جال کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا الحاصل جال جیسے ہی گرنے لگا ساحرون نے غوغا مچایا افراسیاب دوڑا اور اڑکر جتنا جال کہ ٹوٹ گیا تھا اُسکو تو چھوڑ دیا اور جو دو ایک قیدی اس ٹکڑے مین تھے وہ جو گرنے لگے سحر پڑھا کہ نجون نے سحر کے انھین روکا باقی دوسرا سرا جال کا شاہ طلسم نے روک کر نعرہ کیا اے غربال عقل وہ ایک طرف سے اُڑکر آیا اور جال کو روکا شاہ طلسم جال اُسکو دیکر آفتاب کی طرف جھپٹا بران کچھ دور گئی تھی کہ اُسکو جاکر گھیرا اور شاہ کے آنے سے بہت سے ساحر دوڑے بران نے مرواید

کی لوین جو کاٹین وہ شعلہ بنکر ساحرون پر گرین کہ اُن کا رخت ہستی جلنے لگا اور ساحرون کے مرنے کا
غل برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے لیکن شاہ جادوان اژدر بنکر بران پر چلا اور قلاب آتشین ایسے چھوڑے
کر اس موذی کے ہاتھ سے خدا کی مار وہ سراپا ناز زخمی ہوئی اژدر آتش دہن اژدر کے چھالے جسم مین
پڑے لیکن جی کڑا کر کے عمرو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اختر مروارید شاہ طلسم پر کھینچ مارا وہ بھی جست کر کے
الگ ہوا اگر پڑ جاتا تو سینہ توڑ جاتا مگر اُسکی صنوبر ٹوٹنے اور پاس کے نکل جانے سے افراسیاب اژدر
سے بصورت اصلی ہو گیا بران نے اُڑ کر اپنا موتی پھر ہاتھ مین روکا اور شاہ کمند سحر لیکر اسکی سمت چلا
اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ دو پتلے باد رسے کے اُڑتے ہوئے آئے اور شاہ کے ہاتھ مین لپٹ گئے
افراسیاب نے انگلیان چمکائین کہ بجلیان تڑپ کر پتلون پر گرین دونون جل گئے صدا آئی کہ
حق نمک کوکب سے ہم ادا ہوئے شاہ طلسم پھر کمند لیکر دوڑا از بسکہ یہ بادشاہ شہنشاہ جادوان اور
مالک طلسم ہے بران اسکی ہمسر نہین اب کی کمند کا وار نہ رد کر سکی اُسنے کمند مین اسکو پھانسا مگر
ایسی زبردست یہ ساحرہ ہے کہ تڑپ کر نکل گئی حلقے اُس نے کمند کے توڑے اور کمند کے ڈورے تمام
اعضا مین پیوست ہو گئے خون سارے جسم سے جاری ہوا اور جا بجا بدن فگار ہو گیا ادھر افراسیاب
نے کھینچا اس طرف اسنے زور کیا پھر یہ عورت نازک اندام وہ مرد قوی بازو آخر کھنچتی ہوئی چلی لیکن اب
حال سنیئے کہ کوکب جب اُڑی ہوئی بیٹی کو عرصہ گذرا اور اُتر کر نہ آئی عقل سے دریافت کیا کہ شاید
بہت جو بلند ہو گئی ہے فرط نزاکت سے تھک کر کہین گری ہے بیہوش ہو گئی ہے یا کوئی اور آفت
مین مبتلا ہوئی ہے اگر کسی کو حکم دون کہ خبر لائے تو کوئی اتنا بلند اُڑ نہ سکیگا لازم ہے کہ مین خود پرواز
کرون یہ سوچکر تخت سے جست کر کے اُڑا اور جب برابر ہوا بلندی پر پہونچا ہر سمت نگران تھا
طلسم ہوشربا مین ایک ہنگامہ برپا دیکھا کہ بیٹی میری کمند مین پھنسی ہے اور ساحر گھیرے ہین
افراسیاب سے لڑائی پڑی ہے دیکھتے ہی مثل شعلہ جوالہ کے بسرعت تمام تر طلسم مین افراسیاب
پر آگرا اور ایک برق بنکر سر پر چمکا افراسیاب گھبرایا اسنے اپنی شبیہ کا پتلا سامنے چھوڑ دیا کوکب جو
بجلی بنکر گرا پتلے کے دو ٹکڑے کیے اور کمند سحر کو جلا کر بران کو نجات دی کہ یہ سنبھل کر عمرو کو لیکر اپنے
گھر گئی اس اثنا مین افراسیاب پھر پیدا ہوا اور برق سرخ رنگ بنکر کوکب پر آگرا اسنے بھی
اپنی صورت کا پتلا سامنے کیا آپ غائب ہوا برق سرخ جو گری کوکب نقلی کے دو ٹکڑے ہوے
افراسیاب سمجھا کہ مین نے مار لیا ایک بار پشت پر نعرہ ہوا کہ منم کوکب اُسوقت افراسیاب نے
اپنے بازو پر سے اکہ سامری کا کھولا ادھر کوکب نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا آئینہ جمشیدی

لیکر آیا اس اثنا مین افراسیاب نے اسکے سامنے کوکب کے کر دیا کوکب نے بھی فی الفور آئینہ روبرو افراسیاب کے کیا اسکے عکس سے کوکب کو بیہوشی چھائی اور آئینہ دیکھنے سے افراسیاب پر غفلت اور غشی طاری ہوئی دونون چکر کھاتے سمت زمین چلے تھے کہ پتلے طلسمی زمین سے نکلے اور کچھ پتلے لباس زرین پہنے مرکبہاے پرند پر سوار طلسم کوکب کی طرف سے آئے پتلون نے افراسیاب کو روکا اور سوارون نے کوکب کو سنبھالا اسوقت پتلے دونون بادشاہون کو ہوشیار کیا چاہتے تھے کہ یکایک پھر زمین شق ہوئی اور ایک مچھلی نے کہ مانند زمرد کے سارا جسم اسکا تھا سر نکالا یہ نانی افراسیاب کی ماہی زمرد رنگ ہی بارہا ذکر اسکا پیشتر کیا گیا ہی اسوقت اسنے منہ پھیلا کر اژدر کی طرح افراسیاب کو نگلا اس اثنا مین سواران طلسمی کوکب کو ہوشیار کر چکے تھے کہ ماہی نے پکار کر صدا دی کہ بیٹا کوکب یہ لڑائی بکھیڑا کیسا ہی کوئی اپنے بھائی سے لڑتا ہی آپس مین فساد کرتا ہی اسنے بہت برا کیا جو تمھاری دختر پر کہ بجاے لڑکی کے ہی ہاتھ اٹھایا مین لیے جاتی ہون افراسیاب کو بھی سمجھاؤنگی اور بیٹیا تم بھی سدھارو یہ کہکر غائب ہوگئی کوکب بھی اپنے طلسم کو گیا بعد کچھ عرصے کے اسی باغ مین کہ جہانسے اڑا تھا آیا یہان تمام سردار فلک سے اتر کر منتظر تھے سب نے استقبال کیا کوکب تخت پر متمکن ہوا لیکن بران نے عمرو کو لاکر زمین پر ڈالدیا تھا اور اپنے مرہم سحر لگا کر حواس درست کر کے حلقے جال عمرو کے گردن سے نکالے اور مرہم لگایا عمرو کی آنکھین فرط ضعف سے بند تھین اسوقت کچھ افاقہ ہوا اور دلکو چین ملا تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا اس اثنا مین کوکب آکر سریر جلوہ گر ہوا بران نے پہلے کیفیت جنگ پوچھی مزاج کا حال دریافت کیا پھر عرض پیرا ہوئی کہ اے بدر عالی گہر یہ مجرم ہین اسلیے لائی ہون کہ آپ ملاحظہ فرماکر بتلایے کہ یہ انسان ہی یا حیوان ہی طائر یا دیو بھیا ہی یا مرجیا جن ہی آخر کون اور کیا ہی اور افراسیاب نے اسکو کس لیے قید کیا تھا اور پھر اسکے رہا ہونے مین ایسا کیون ناراض ہوکر لڑا کوکب نے اسکے التماس کرنے سے عمرو کی جانب بغور دیکھا اور اہل دربار سے کہا پہچانو تو یہ کون ہی سب صورت عمرو کی دیکھکر ہنسنے لگے اور اپنی عقل آرائی سے کسی نے کہا کہ یہ طائر سحر شاہ طلسم ہی کوئی خطا اس سے ہوئی ہوگی اس وجہ سے افراسیاب نے اسکو قید کیا تھا کوئی بولا یہ بردہ ظلمات کی بلا ہی بادشاہ اسکو مطیع کرنا چاہتا ہوگا غرضکہ اسی طرح سب سخن سنج تھے کہ کوکب نے فہیم فاردس سے کہا تم بتاؤ کہ یہ کون ہی کیونکہ تم کاہن اور ساحر زبردست ہو یہ کلام سنکر اسنے عرض کیا کہ بزرگان طلسم اس طلسم کا زائچہ بناکر جو کچھ حال کہ ہونے والا ہی لکھ گئے ہین اگر ارشاد ہو تو وہ زائچہ لاؤن کیا بعید ہی کہ اسکا بھی حال لکھا ہو کوکب نے فرمایا کہ مجھے اسکا حال بخوبی

معلوم ہوا ور مین روشن ضمیر اسی واسطے کھلاتا ہون سنو یہ شخص عمرو عیار ہی اور اسکی توصیف خداوند
سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اسکا قدم جہان پہونچا پھر وہان دین سامری برباد ہوا ہران
نے بڑا غضب کیا جو اسکو یہان لائین اچھا تم زائچہ لاؤ دیکھون بانیان طلسم نے کیا لکھا فہیم حسب الحکم
زائچہ طلسم لایا شاہ نے پڑھا اسمین حکم نکلا کہ سال آخر طلسم ہوشربا سنہ جلوس سامری مین اسد غازی
نواسہ حمزہ صاحبقران کا آئیگا اور طلسم ہوشربا فتح کریگا اور شاہ طلسم نور افشان قید عمرو
کو چھڑائیگا پس لازم ہی کہ وہ عمرو کی شراکت کرے کیونکہ شاہ جادوان مارا جائےگا اور شاہ
نور افشان کا بڑا رتبہ ومرتبہ ہوگا اور اگر شریک عمرو کے نہوگا تو مثل افراسیاب کے اسکو بھی
ذلت ہوگی اور جان بھی جائیگی یہ پڑھکر زائچہ تو فہیم کو دیا اور آپ عمرو کی طرف متوجہ ہوا عمرو
بھی بخوبی ہوشیار ہوچکا تھا آنکھ کھولکر جو دیکھا دربار کشاہی معمور پایا اور قصر فلک برفعت اور
باغ پر بہار نظر آیا ایسا مکان عالی شان کبھی اسکی نگاہ سے نہ گذرا تھا مثنوی

کرون قصر عالی کی تعریف کیا
تھی اک خشت سیم ایک تھی خشت زر
وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار
نظیر اسکا روے زمین پر نہ تھا
وہ فوارے نہرون کے اندر روان
کہ تھی شیشہ آلات سے وہ بھری
جلو مین ملازم بہت سحر کار
رکھے دوش پر دار شمشاد تھا
کسی کا جو تھا نصف سونیکا تن
کوئی لوہے کا اور کوئی جست کا
ہوا راست جسدم وہ عالی مقام
کٹے تیرا عشرت مین دن اور رات
گنہگار م امیدوار آمدم
ز خردان خطا از بزرگان عطا
اسیری کا اپنی کرون کیا بیان

کہ روز آسپہ ہوتا ہی گردون فدا
جلائے جو موتی تو چونا ہوا
وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
جہان ایک اصلی لگا تھا شجر
ستارے ہون جیسے فلک پر روان
نظر آگیا تخت پر ایک شاہ
ہزارون پریزادوان بے شمار
کوئی شخص شیشہ کا سرتا بپا
تو تھا نصف چاندی کا اسکا بدن
عمرو نے جو دیکھا یہ سب ماجرا
کیا شاہ کو پہلے جھک کر سلام
جو ہین کمترین اسنے کمتر ہون مین
بدرگاہ تو شرمسار آمدم
زسرتا قدم جرم سارا ہون مین
کہ رونے کے قابل ہی یہ داستان

نظر جب پڑی اسکی دیوارون پر
وہ چونا پھرا نور دونا ہوا
بہشت برین اس سے بہتر نہ تھا
جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
وہان بر بنی تھی جو بارہ دری
کلہ گوشہ اسکا تھا تا اوج ماہ
کوئی باندھے ترسول وشاد تھا
کہ حیرت مین گویا وہ آئینہ تھا
کوئی تانبے کا کوئی پیتل کا تھا
ادب سے وہان پھر کھڑا ہو گیا
کیا عرض پھر اے شہ نیک ذات
پریشان بہت بندہ پرور ہون مین
بدی از من و نیکی آید ترا
برا یا بھلا ہون تمھارا ہون مین
بگڑ ہی چکی تھی لڑائی تمام

مگر ذات تیری بہت آئی کام

عمرو کا بیان فصاحت انتما شاہ نے سنکر حکم دیا کہ کرسی جواہر نگین قریب تخت بچھے اور خواجہ صاحب آپ تشریف فرما ہوجیے عمرو اسکے اصرار سے کرسی پر متمکن ہوا اور سارا حال طلسم مین آنے کا بیان کیا پھر یہ بھی کہا کہ مین مرد غریب نہایت مفلس ہون بھائی صاحب قران مجکو بہت کچھ دیتے تھے اب یاوری طالع سے آپ کی خدمت مین پہونچا ہون دیکھون کیا پاتا ہون **کوکب** نے کشتیان جواہر و گوہر سے لبریز منگا کر عنایت فرمائین اور کہا خواجہ اگر دختر میری تمھین نہ چھڑاتی تو تم ہلاک ہوجاتے اب تک تمھارے ساتھی جال مین قید ہین شاہ طلسم کو منادی اُسکی دے گئی ہی جب وہ وہان سے آئیگا تو سب کو راہ عدم دکھائے گا کوئی ایسا شخص ہوتا کہ قریب دریائے سحر کے جاتا وہان پہاڑ پر ایک مکان تہخانے کی طرح بنا ہی سونے کی سیڑھیان تہخانے مین بنی ہین اُسمین جا کر **غربال** رہا ہی جب اُسکو کوئی قتل کرے تو جال سحر کا ٹوٹے اور ہر ایک مقید چھوٹے **عمرو** یہ حال سنکر چپ ہو رہا اور دل سے سوچا کہ اب زمانہ تیرے لیے بہتری کا ہی یہ لوگ بھی سب ساحر ہین انکو شریک کیا تو کیا اور نہ شریک کیا تو کیا چلکر **غربال** کو مار کر سب کو چھڑائیے یقین ہی ایام بد نکل گئے اب کوئی کچھ ضرر نہ پہونچائیگا مگر یہان سے چلیے تو انکو سب کو لوٹ کر سب مال یہان کا لیکر چلیے یہ سوچکر کچھ گنگنانے لگا **کوکب** کو آواز اسکی اچھی معلوم ہوئی اور **بہاران** تو لوٹ ہوگئی اور ساحر بھی مشتاق ہوے اور فرمایش گانے کی سب نے کی **عمرو** نے کہا میرا دل ٹھکانے نہین کیا خاک گاؤن مفلس ناچار مصیبت مین گرفتار ہون یہ کلام سنکر سب نے بہت کچھ منگوا کر دیا اور **کوکب** نے بھی گانے کو کہا **عمرو** نے اُسوقت نَی کی جوڑی نکال کر بجائی اور یہ غزل گائی

غزل

نہ نکلین گے کبھی ارمان جو میرے دل مین رہتے ہین ۔ مسافر یہ ہمیشہ ایک ہی منزل مین رہتے ہین
نہ خار غم کہین چبھ جائے یہ اندیشہ رہتا ہی ۔ وہ یون کیون پانون پھیلا کر ہمارے دل مین رہتے ہین
مری شامت بھی جاکر اُسکے گیسو کی ہوا آرایش ۔ سیہ بختی تو کہتی ہی ہم اُسکے تل مین رہتے ہین
بوقت نزع زلفون مین پھنسا ہی تیرے دم جاکر ۔ جہاز عمر ہم لنگر کیے ساحل مین رہتے ہین
درازی اور دے یارب شب ہجران جانان کو ۔ تڑپنے کے مزے باقی دل بسمل مین رہتے ہین
وہ منھ کو پھیر کر شرما کے میرے ساتھ سوتے ہین ۔ تمنا کچھ بر آتی ہی کچھ ارمان دل مین رہتے ہین
شب فرقت ستارے دیکھکر گردون سے کہتا ہون ۔ یہ کسکی یاد ہی جو داغ تیرے دل مین رہتے ہین
ہم انکو چھیڑ کر باتین سنین اور خوب بکوائین ۔ ارادے آج تو ای چاہ کیا کیا دل مین رہتے ہین

ایسی صدائے دلکش سے **عمرو** نے یہ غزل گائی کہ حاضرین دربار کی ہچکی بندھ گئی کہ ابیات

ہر اک راگنی کا تبدّل رہا — چراغ خرد اُسکا پر گل رہا
جوگانے کا جھگڑے کے سامان ہوا — تو دل اور بھی سبکا ویران ہوا
کیا بھیروین کا جو سبنے خیال — تو فق ہوگیا منھ سحر کے مثال
جو ابر دکبھی زیر لب ہو گیا — ہرن صبر اُسکے سبب ہو گیا
جوگایا وہ بہلانے کو سبکے دیس — لگی سنگ کو شیشۂ دل کی ٹھیس
کسی سُر مین نکلی جو دیپک کی لاگ — بھڑکنے لگی اور سینہ مین آگ

ہزار ہا کیا لاکھون روپے عمرو کو سب نے دیے پہر بھر تک یہ گا تار ہا پھر خاموش ہوا ازبسکہ آتش شوق سب کی شعلہ زن تھی ابھی کچھ اور ابھی اور کی ہر ایک نے صدا دی عمرو نے کہا میرا گانے کو کیا تمھر دل چاہے نہ شراب نہ کباب اور شوقین سب جمع ہین یہ سُنتے ہی کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام لاکر عمرو کو دیا اُسنے کہا ایک جام مین میرا کیا بھلا ہوگا آج میخانہ میرے سپرد کیجیے اور بادہ خواری کی صحبت جانے کا تکلف دیکھیے مین بادشاہ اسلام کو شراب پلاتا ہون وہ تکلفات تو کسیکو نصیب ہو سکتے ہین لیکن پھر بھی آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا سے کیا ہوگا کوکب نے حسب درخواست عمرو کو کشتیان بادۂ احمر کی منگا کر حوالے کین عمرو نے شراب گلابی کی جام مین جام کی کنٹر کی شیشے مین اُلٹ پھیر کرکے بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر ملایا اور سبز سُرخ شیشے برابر چنکر گلابیون کا گلدستہ بنایا غرضکہ جام شراب سے بھر کر تعریف شراب کی کرتا ہوا سامنے کوکب کے گیا اور جام پیش کیا اُسنے ساغر بخندہ پیشانی ہاتھ سے لیکر چاہا کہ نوش کرے ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہو اور زبردست ساحر ہمسر افراسیاب ہی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اسوقت اُسنے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور عمرو سے کہا تو بد باطن انتہا سے زیادہ ہی سچ کہ بیت

نیکی کرنا بدون سے ایسی ہی — جیسے نیکون سے کی بدی تونے

تو ہی کہ کیا نیکی کا بدلہ یہی ہی جو تو نے کیا بارے خیر گذری جو مین تیرا شریک نہوا یہ عتاب سُنکر عمرو نے بمنت عرض کیا کہ مین نے امتحان کی راہ سے بیہوشی شراب مین ملائی تھی کہ دیکھون آپ کو اطلاع اسکی ہوتی ہی یا نہین یہ کہکر دست بستہ آگے بڑھا اور قریب تخت پہونچکر عفو جرائم کا خواستگار ہوا کوکب نے کہا خواجہ تم مکار ہو تمھارے قول کا اعتبار نہین اب ہوشربا مین تم جاؤ اسی لایق ہو کہ افراسیاب کی جوتیان کھاؤ یہ کہکر سینے پر ہاتھ رکھکر اس زور سے ڈھکیلا کہ عمرو کو معلوم ہوا مین پستی کی طرف قلابازیان کھاتا جاتا ہون آخر فرط خوف سے آنکھین اسکی بند ہو گئین

بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی نہ وہ باغ دیکھا نہ قصر شاہی نہ دربار نہ وزیر نہ شہریار کا پتہ پایا
بلکہ قریب دریاے خون روان ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے تئین کھڑا دیکھا حیران کار
ہوا کہ الٰہی یہ کیا طلسمات ہی کجا طلسم نور افشان کہان دریاے سحر مین کہان تھا اور کس جا آگیا
سبحان اللہ ایک بشر کو تو نے ایسی طاقت عنایت فرمائی ہی کہ جس نے یہ طلسم دکھلایا مجھے
دم بھر مین کہان سے کہان پہونچایا کہ **بیت** گرا جو بعد فنا بیقرار زیر زمین ✣ وہ مضطرب تھا
کہ میدان حشر مین نکلا ✣ تا دیر اسی طرح حیران رہا آخر بنظر فراست اس آمد و رفت کو نیرنگ
جادو سمجھ کر اپنے حواس درست کیے اور غور جو کیا اسی کوہ کے نزدیک اپنے تئین استادہ پایا
جہان جاے سکونت غربال شاہ کوکب نے بتائی تو سمجھا کہ کوکب دل سے میرا شریک
معلوم ہوتا ہی یہ امر غصے کا میری بے اعتدالی کے باعث اُس سے ظہور مین آیا مگر اسمین
بھی میری فوج کی رہائی اُسکو مد نظر رہی کس لیے کہ اگر مجکو وہ جلد نہ بھیجتا تو سب قیدی قتل
ہو جاتے کیونکہ افراسیاب جب اپنی نانی پاس سے آتا سب کو ہلاک کرتا مین کوکب ہی کے
پاس بیٹھا رہتا اگر وہ دعوت اور خاطر مدارات کرتا تو کیا ہی اُسنے بہتر کیا جو مجھے جلد یہان پہونچایا
فی الحقیقت کہ وہ مرد با مروت ہی غرضکہ ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی مثل صورت افراسیاب بنائی
کہ تاج شاہی بر سر و چار قب شہنشاہی در بر اور مالے موتیون کے گلے مین ڈالکر کھور چندن کے جسم
پر لگا کر نہایت آراستہ ہو کر پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ عجب فرحت کی جگہ ہی کہ اس پہاڑ پر روح فرہاد
نثار ہی ہر سمت گلزار و حدیقہ پر بہار اشجار بار دار پر از اثمار ہین طائران خوش الحان نوا سنج ہین
اور سونے کی سیڑھیان ایک طرف نشیب مین بنی ہین عمرو نے در تہخانے پر بیٹھکر پکارا کہ اے
غربال دھر آ بیر نے سحر کے اُسے خبر دی کہ تجھے عمرو بلاتا ہی وہ گھبرا کر تہخانے سے نکلا دیکھا تو
افراسیاب کھڑا ہی حیران ہوا کہ اگر اسکو گرفتار کرون اور یہ شاہ طلسم ہو تو اپنی بھی جان جاے
دوسرے یہ کہ عمرو کو حیران اپنے طلسم مین لے گئی ہی وہ یہان کہان آیا آج ہی گیا اور آج ہی
چلا آیا فرض کرو بزور سحر حیران اسکو جس طرح لے گئی تھی اسی طرح پہونچا گئی تو اسکو میرا مسکن
کیونکر ملا بہر صورت اسمین کچھ فتور ہی یکا یک اسپر ہاتھ نہ ڈالو امتحان کرلو یہ سوچکر شاہ کو
سلام کرکے قریب آیا اور بہ نگاہ سحر عمرو نے دیکھا کہ یہ کچھ متوحش ہی کہا اے غربال طریقہ احتیاط
یہی چاہیے جیسا کہ تم کرتے ہو یعنے مجھ پر بھی نگاہ سحر کی ڈالتے ہو مین اس لیے آیا ہون کہ وہ
دزد یعنے عمرو چھوٹ گیا ہی تمھین ایک تحفہ طلسم دے آؤن تا کہ اسکی وجہ سے ہر شخص کی

نظر سے مخفی رہو اور تم سب کو دیکھو تمھیں کوئی نہ دیکھے اچھا اگر تم مجھسے بدگمان ہو تو مین جاتا ہون
تو یہ عطر سارے جسم مین اپنے ملکر بیٹھنا تاکہ سب کی نگاہ سے چھپے رہو یہ کہکر ایک شیشہ عطر بیہوشی
آمیز کا نکال کر اسکو دیا اور آپ دو قدم آگے بڑھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہوگیا غربال اسوقت
سمجھا کہ اگر یہ افراسیاب نہوتا تو میرے مافی الضمیر سے اور نگاہ سحر ڈالنے سے کیونکر آگاہ ہوتا
اور پھر غائب نہو جاتا بلکہ عیار کا تو یہ کام ہی کہ پاس بیٹھے اور مکاری کرے بیشک یہ بادشاہ طلسم تھا
خیر اسوقت کی بے اعتدالی کرنے کا عذر کسی وقت مین کرلونگا یہ سمجھکر شیشہ عطر لیکر چلا عمرو بھی
اُسکے ہمراہ گلیم اوڑھے روانہ ہوا وہ تہ خانہ مین اُتر گیا وہان جاے وسیع تھی اور پلنگڑی اسکی بچھی
تھی مسند لگی تھی شراب کی کشتیان اور جملہ سامان راحت و آرام مہیّا تھا عمرو ایک کنارے ٹھہر رہا اُسنے
وہ شیشہ کھولکر عطر لیکر پہلے منھ پر ملا اور آئینہ اُٹھا کر دیکھنے لگا کہ دیکھون میرا سر غائب ہوگیا یا نہین
لیکن عطر کی خوشبو جب دماغ مین بسی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا عمرو نے گلیم اُتاری خنجر سے
چھاتی پر چڑھکر ذبح کرڈالا پھر تو غوغاے عظیم برپا ہوا کہ لیجیو گھیریو پکڑیو ارے اسنے غضب کیا کہ
مارا غربال جادو کو یہان تو یہ شور و غوغا برپا تھا لیکن وہان جال سحر ٹوٹ گیا اور عمرو نے یہان
سارا تہ خانہ لوٹ کر اپنا راستہ لیا جب زیر کوہ اُترا دیکھا کہ شعلے اُٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہی عمرو
دوڑتا ہوا قریب لشکر پہونچا یہان حیرت اور جملہ ساحر منتظر افراسیاب ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک
جال ٹوٹا اور مہرخ و بہار وغیرہ ساحران نامی چھوٹے جو جو کہ زبردست ساحر تھے وہ بیہوش نہوئے
تھے اور ایسے ویسے بیہوش تھے وہ قلابازیان کھاتے چلے تھے کہ ہوشیار ساحرون نے دستک دی پنجے
پیدا ہوے اور گرنے والون کو روک کر زمین پر پہونچایا عیار بھی دونون چھوٹے مہرخ نے سحر پڑھا کہ سب
ہوشیار ہوے غوغا بلند ہوا حیرت خیمے سے نکلکر دوڑی سردار سالار سب جھپٹنے لگے دیکھا جال ٹوٹ
گیا اور ہر ایک قیدی چھوٹ گیا تاریخ ترنج پکڑ کر آگے بڑھے کہ ان سب کو گرفتار کیجیے اسوقت مہرخ اور
بہار و مخمور کو بھی قید ہونے سے غصہ کمال تھا گو کہ کسلمند سارا لشکر تھا جان پر کھیل کر حملہ آور ہوا
بہار نے گلدستہ جھولی سے نکالکر مارا کہ ہوا سرد چلی اور پھول برسنے لگے جسنے وہ پھول سونگھے تالیان بجا بجا
دیوانہ وار لشکر حیرت کی طرف چلا ایک سمت سے مخمور نے جام زرین شراب سحر سے کھینچ مارا ہر شخص
اُسکی تاثیر سے شعر توصیف ساقی و شراب مین پڑھتا دیوانہ لایعقل بنا مہرخ نے گولے فولادی
لگائے رعد نے گرجنا شروع کیا برق محشر چمک کر گرنے لگی پھر تو پھڑک کر تلوار سحر کی چلنے لگی حیرت
ایسی ہی زبردست ساحرہ ہی جو ان سب کے سحر روک رہی تھی اور ہر ایک کے جواب دیتی تھی آگ

کبھی برساتی اور کبھی دریا جاری کرتی کبھی اپنے لشکر کو روکتی اور گاہ ہے حریف پر حملہ کرتی دم بھر میں لاش پر لاش گری تھی بسمل طپیاں تھے سیلاب خون رواں تھے تر سول چلتے تھے کہ نظم

بہم کرتے تھے آتش افشانیاں / زمیں تھیں قشقوں سے پیشانیاں / ہوئے کالے بادل فلک پر نمود
پریشاں ہوئے ہر طرف مثل دود / گرجنے لگا ابر جو رعد وار / چمکنے لگیں بجلیاں بھی ہزار
بھبھون یا سن آنے لگیں بجلیاں / بدن کو جلانے لگیں بجلیاں / وہ مہرخ نے کچھ پڑھ کے پھونکا دہان
ہوا ابر تر ایک فوراً عیاں / برسنے لگا پھر وہ اس زور سے / کہ کر صاحب گوش تھے شور سے
تڑپ بجلیوں کی وہ زائل ہوئی / وہ جادو کی تاثیر باطل ہوئی / ہوا پھر تو حیرت سے سحر آشکار
کہ پیدا ہوا اژدہا ایک بار / جو دم چھوڑتا تھا وہ سوئے ہوا / نکلتا تھا منہ سے بیہ شعلہ سا
پھر اُس شعلہ سے بھی برستی تھی آگ / نکلتے تھے اُس آگ سے کالے ناگ / جسے چھو لیا بس وہیں وہ رہا
جسے کاٹا پانی کی صورت بہا / یہ دیکھا جو مخمور نے ماجرا / بڑھی سحر پڑھتی ادھر مہ لقا
اُٹھا اپنی اُنگلی سے انگشتری / طرف اژدہے کے وہیں پھینکدی / گھڑی بھر میں اژدر ہوا ہر طرف
اڑانے لگے لاشے پھر ہر طرف / اُڑا ایک بیک ایک غول عین کا / ہوا پر جو پہونچا تو لشکر بھا
عجب فن سے کی سب نے آغاز جنگ / برسنے لگے یاں کے لشکر پہ سنگ / ہر اک سنگ جو سیکڑ دشمن کا تھا
نہ گردن رہی اور نہ منکا بچا / اُڑا فوج مہرخ سے بھی ایک غول / ارادہ کہ سر لیجیے انکے سول
ہوئے غٹ پٹ اور وار چلنے لگے / بہم اُن میں ہتھیار چلنے لگے / ہوا کشت و خون یہ بڑے ہوا
کہ گرنے لگے دشت میں دست و پا / لڑائی کا ساماں بہم رہا / کوئی دو گھڑی تک یہ عالم رہا
وہاں کشتوں کے پشتے پٹ پٹ گئے / ہوا برہم لڑکے سب کٹ گئے / غرضکہ اسی طرح کا شور محشر رہا

شام تک برپا رہا جس دم کہ مہر عالم آرا نے دام شعاعی سے رہائی پاکر بانگاہ مغرب کا راستہ لیا اور خسرو انجم نے بجاہ و حشم اقلیم فلک کو تسخیر فرمایا کہ نظم

غروب اسمیں خورشید تاباں ہوا / ستارے نکلنے کا ساماں ہوا
ہوا چاند گردوں پہ جلوہ نما / وہ گولا تھا سب پیے زال کا

حیرت سمجھی کہ یہ مخالف اب قید نہ رہ سکیں گے شہنشاہ کے آنے پر کوئی اور تدبیر کیجائیگی رات کو جنگ موقوف کرنا چاہیے یہ سوچکر طبل بازگشت بجوایا اور رنجیدہ پھر کر بارگاہ میں آئی اسکے لشکر نے کمر کھولی ادھر مہرخ جو مقام فرودگاہ پر پہونچی دیکھا بارگاہیں جلی پڑی ہیں اور بازاریں لٹ گئی ہیں رعایا فراری ہے یہ کہکر ساحروں کو اسی وقت اطراف میں اپنے ممالک کے جو دفع

ہو چکے ہین اور جنکے سردار حاکم اس لشکر مین موجود ہین روانہ کیا کہ وہ جاکر جملہ اسباب شاہانہ بارگاہ وخیمہ وخرگاہ لائے جھنڈے گنج کے استادہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی ڈھنڈھورا پٹا کہ جو لوگ فرار ہوے ہین وہ آکر آباد ہوون آواز دہل زن کی سُنکر شکیل جو فوج لیکر شعاب جبال مین مخفی ہوگیا تھا ہر ایک پراگندہ کو جمع کرکے اپنے ہمراہ لیکر شادان وفرحان آکر داخل لشکر ہوا رات بھر مین پھر وہی سامان وہی جلسۂ عشرت اقتران جمع ہوا بارگاہ مین مہرُخ سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئی سردار گرد تشریف فرما ہوے ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا مے پرستی آغاز ہوئی سردار بھی حاضر بارگاہ ہوے قِران جو فکر عیاری کرتا اپنے تیئن چھپاتا پھرتا تھا بارگاہ مین آیا عمرو بھی لشکر کے ساتھ آیا تھا سب سے ملا اسوقت عجب طرح کی مسرت ہر ایک کو تھی باہم گلے ملتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے نذرین بادشاہ لشکر کو گذرتی تھین خلعت عطا ہو رہے تھے زہرہ جبینان ماہ پیکر ترانۂ عشرت خرمی گاتی تھین کہ نظم

شب عیش وعشرت جو بھی رقص کی
چلی کج اداؤن کی سیدھی قطار
کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے
گلوری جو کھائی ادی سر پھر گیا
بجا طبل سارنگیان چھڑ گیئن
کہ سردار ون پر سے کرو در نثار

تو زہرہ نے تیاری کی رقص کی
کمر ناز سے کوئی لچکاتی تھی
پسین دل روان ایسے انداز سے
غرض جبکہ پہونچی ہر اک مہ لقا
ہوئی ناچ مین صرف ہر ناز مین
غنی سب کو اک آن مین کر دیا

ہوا حکم رقاصہ کو ایک بار
کوئی اپنی آنکھون کو مٹکاتی تھی
کوئی بولی تھم جاؤ بھینا ذرا
عجب لطف تھا او عجب حسن تھا
دیا حکم مہرُخ نے پھر ایکبار
جواہر سے دامان کو بھر دیا

یہان تو یہ جلسہ جما ہی لیکن افراسیاب کو جو ماہی زمرد رنگ نگل گئی اپنے مقام پر پہونچکر اگلا جب شاہ کو ہوش آیا نالی کو سلام کیا اور گویا ہوا کہ آپ مجھے لے آئین وہان کوکب نے سب اسیرون کو رہا کرکے میری فوج کو درہم وبرہم کیا ہوگا ماہی یہ کلام سُنکر خفا ہوئی اور کہا اے بیوقوف جسدم کہ قِران نے عمرو کو آکر چھڑایا تھا تو اُسکو لعنت تمام بلاتا اور سبب لڑنے کا پوچھتا نہ کہ یکایک تو لڑنے لگا آپس مین اپنے ہم مذہبون سے بگاڑ کرنا اچھا نہین اب یہان سے جاکر نامہ کوکب کو تحریر کر اور باعث بگاڑ کا دریافت کرکے حتی الامکان صلح کا پیام دے اور طرح ورنہ دشمنون کو قوت کمال ہوگی افراسیاب یہ کلمات موعظت سُنکر اسی جگہ آرام پذیر ہوا کیونکہ نہایت کسلمند تھا جس وقت کہ منشی روزگار نے دائرۂ آفتابی ورق چرخ پر بقلم زرین ترقیم فرمایا اور وصلی کو سیاہی شب کی دھوکر نقاط انجم اور خط کہکشان کو مٹایا کہ مثنوی

فلک تھا جو دامن مین شب بھی لیے — دُرِ نجم اُسنے نچھاور کیے
خوش آیند پھیلی جو صحرا مین دھوپ — ہوا صاف تارون کا زر دینہ روپ

شاہ جادوان سوار ہوکر روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا اُس کو نوحہ گر خاک بر سر پایا سارا ماجرا قتل غربال اور رہائی باغبان سُنکر کف افسوس ملے اور بغضب تمام چاہا کہ ابھی جاکر سب کو گرفتار کرون حیرت نے عرض کیا کہ اب کوکب اُنکا شریک معلوم ہوتا ہی آپ نہ جائیے یہ سب معرکہ جوڑا کوکب ہی کا فساد تھا آپ اُسکو نامہ تحریر فرمائیے شاہ طلسم اسکے منع کرنے سے تھم گیا اور چاہا کہ مکتوب تحریر کرون اُسوقت مصوّر کہ اول سے آیا ہوا ہی مگر تصویرین سحر سے سب حریفون کی کھینچنے مین مصروف ہی چندے سے طلسم باطن مین جاکر چلہ کش ہوا تھا یہ حال لڑائی کا سُنکر آیا سب اہل لشکر نے مع بادشاہ تک استقبال کیا اور بارگاہ مین لاکر پہونچایا ساتھ والون کو اسکے اُتروایا اپنے سارا ماجرا شرکت کوکب کا جب سُنا کہا میرا بھی نام خط مین ضرور لکھنا اگر کوکب مانے گا تو اسکی بھی تصویر مین کھینچون گا یہ مشورے باہم ہو رہے تھے کہ صرصر حاضر ہوئی شاہ جادوان اسکو دیکھکر بہت برہم ہوا کہ نالزادی تو قران کو قید کرنے گئی تھی خالی چلی آئی اُسنے عرض کیا کہ ہنوز مین مبتلا تھی قران لگتی کہ سارے مجرم جال سے چھوٹے اور ہنگامہ سارے طلسم مین برپا ہوگیا کنیز مجبور ہوگی مگر اب جاکر کسی عیار کو یا سردار کو لاتی ہون یہ عرض کرکے مع عیارنیون کے روانہ ہوئی جب کنارے لشکر مہرخ کے پہونچین سب الگ الگ ہوگئین لیکن صرصر صبار فتار صورت فراشون کی بنکر داخل بارگاہ ہوئین اور ایک کونے مین بیٹھکر فکر عیاری کرتے تھین یہان صبح کو نماز پڑھکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا ہی دربار جمع ہوتا جاتا ہی کہ یکایک نگاہ عمرو کی دو فراشون پر پڑی کہ مردنگین وغیرہ اُٹھا رہے ہین کنول سے شمعین وغیرہ نکالتے ہین مگر چال اُنکی عیارون کی طرح ہی یہ سمجھکر بغور ملاحظہ کیا اور پہچانا کہ عیارہ ہین براہ استہزا پکارا کہ ای کنیزو لوٹا بیت الخلا مین رکھ آؤ کنول مرنگ پنچھو یہ صدا سُنتے ہی عیارہ سمجھ گئین کہ ہمین پہچان لیا جست کرکے سرنچہ بارگاہ کا پھاندکر بھاگین عمرو بھی سرنچہ فرکر پیچھے دوڑا اور لشکر کے کنارے وہ پہونچین تھین کہ یہ بھی جا پہونچا اسوقت تو دونون عیارنیون نے تیغچے کھینچے اور لڑنے لگین عمرو بھی گردش کھینچکر مقابل ہوا صرصر نے کمند ماری اور صبار فتار نے تیغچہ مارا عمرو نے اسی طرح گردش کی کہ اُسکا تیغچہ خالی گیا اور خنجر سے حلقہ ہاے کمند بھی کٹ گئے اس اثنا مین برق فرنگی یہان آکر پہونچا اور استاد کو گھرا دیکھکر تلوار کھینچکر آپڑا ایک سے یہ لڑنے لگا اور ایک سے عمرو مقابلہ کرنے لگا لیکن اور عیاربچیان جو علٰحدہ علٰحدہ ہوگئین تھین

اُن مین سے تیز نگاہ نے دور سے اس لڑائی کو دیکھا دل سے سوچی کہ یہی وقت قابو کا ہی تو چلکر مہرخ
کو پکڑ لا یہ تجویز کرکے فوراً اپنے تئین بشکل عمرو تیار کیا اور دوڑتی ہوئی بارگاہ مین گئی مہرخ سے کہا ذرا ادھر
آئیے مجھے کچھ کہنا ہی مہرخ حکم سے عمرو کے گردن تابی کبھی نہ کرتی تھی فوراً تخت سے اُٹھ کر قریب آئی
عیارہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کنارے لشکر کے لائی اور بیضہ بیہوشی منھ پر لگا کر بیہوش کرکے پشتارہ
باندھا لیکر چلی اُسی طرف سے ہوکر نکلی جہان صرصر و عمرو لڑرہے تھے دور سے نعرہ زن ہوئی
کہ اے صرصر کیون لڑتی ہو مین مہرخ کو پکڑ لائی صرصر و صبا رفتار یہ صدا سنکر بھاگین اور
عمرو و برق نے تعاقب کیا مگر تیز نگاہ دور تھی بعجلت تمام چلی اور عمرو وغیرہ جو لپکے تو صرصر
نے پھر روکا جب تیز نگاہ کچھ دور نکل گئی تو دونون عیارہ پھر بھاگین اسی طرح رکتی اور
بھاگتی قریب دریاے خون رواں پہونچین پکارین جلد ہمین دریا کے پار پہونچاؤ محافظان
دریاے سحر پنجے کمر مین دیکر تینون کو پار لے گئے اُسوقت عمرو و برق مجبور آبدیدہ ہوکر
واپس ہوے عیار بچیون نے مہرخ کو باغ سیب مین پہونچایا اور ایک ساحر کو روانہ کیا کہ
شہنشاہ جادوان کو لشکر حیرت مین جاکر اس حال کی خبر دے اُسنے آکر بادشاہ سے خبر کی
افراسیاب بکمال فرح مع حیرت سوار ہوکر باغ سیب مین آیا اور مہرخ کو قید سحر
پہنا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اُسکی کھلی اپنے تئین سامنے شاہ جادوان کے دیکھا گردن جھکا کر
چپ ہو رہی اور حیرت بولی کیون چڑو تو مقابل شہنشاہ بادشاہ بنکر بیٹھی تھی دیکھ کیا تیرا حال
ہوتا ہی مہرخ نے کہا خدا میرا بچانے والا ہی شاہ طلسم نے حکم دیا کہ بیرون باغ جلاد کو بلاکر اسکو قتل کرو
دریا کے اُس پار نہ لے جاؤ بمجرد حکم طائران باغ اوڑے اور جلاد طلب ہوے طلسم باطن مین
غلغلہ ہوا کہ جو شاہ طلسم سے بغاوت کرے گا اُسکا انجام یہی ہوگا آج مہرخ بادشاہ لشکر عمرو
قتل ہوتی ہی ساحر جوق جوق آنا شروع ہوے یہان تو قتل مہرخ کی تیاری ہوئی ہی لیکن
کیفیت عمرو کی سُنیے کہ بیتاب و بیقرار ہوکر کنارے سے دریاے سحر کے جو پھرا ہر طرف اس
فکر مین دوڑ رہا تھا کہ کس طرح پار دریاے سحر کے جاؤن اور مہرخ کو چھڑاؤن ہر طرف دوڑ دھوپ
کی کچھ بس نہ چلا ناچار مجبور ہوکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور برجوع قلب سے درگاہ رب العزت مین استغاثہ
کرنے لگا کہ

مثنوی

آلہی دعا ہو مری مستجاب	مجھے پار دریا کے پہونچا شتاب
زمانے مین مخلوق ہین تیری سب	غرض ہر طرح تو ہی سب کا ہی رب

عجب ذات تیری ہی ای بے نیاز	کہین ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز
جو ماہیت بحر زخار ہی	کسے اُسکا معلوم اسرار ہی
مگر اسقدر ظاہر ہوا ہی نشان	کہ اک موج کن مین بنے دو جہان
اسی موج سے عرش ہی اوج پر	حباب فلک اس سے ہین جلوہ گر
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش	اسی بحر سے مین بھی ہون جرعہ نوش

اس دعا کرنے سے خضر قبول مددگار ہوے اور قلزم آرزو مین باد مراد سے بیڑا پار ہوا یعنے ایک ساحر طلسم باطن مین **ہنس جادو** نام رہتا ہی اور سسرال اُسکی اُس پار دریا کے طلسم ظاہر مین ہی فی الجملہ زوجہ اُسکی اپنے میکے مین آئی تھی اُسنے اپنے بھائی **عقاب** جادو کو بھیجا تھا کہ میری بی بی کو لے آؤ بھائی اُسکا گیا اور ایک دن رہ کر دعوت کھا اپنی پیٹھ پر بھاوج کو سوار کر کے بشکل عقاب اُڑتا ہوا چلا اتفاق سے راہ مین اسکو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسی کوہ پر اُترا کہ جہان **عمرو** بیٹھا دعا کر رہا تھا وہ بھاوج کو اُتار کر ایک جگہ بٹھا کر آپ بہت دور کسی کونے مین جا کر احتیاج رفع کرنے لگا **عمرو** نے دعا کرتے کرتے جو نگاہ کی دیکھا ایک زن حسینہ وجمیلہ کہ زلف لا دین اُسکی کمند گردن طائر جان عاشقان ہی اور چشم فتان اُسکی گردش وہ بخت بیدلان ہی سر بسر گہنا پاتا پہنے ہی رخسار تابناک سے خرمن جان صبر و قرار پر آتش زن ہے **نظم**

کیا آنکھ اُٹھا کر جو اُسنے خیال	شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین	کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون مین لولو عیان	کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
وہ یا پیچ مین لائے جان جہان	دل روشن عاشقان جہان
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب	دلون کو جو دیتی تھی سو سو فریب
جدھر پڑ گئی نور آگئین نظر	تو فی الفور بجلی گری جانون پر

ایسی زن زہرہ شمائل کو دیکھکر حیران ہوا کہ الٰہی یہ کہان سے یکایک آگئی لیکن اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور کہا ای نازک اندام ذرا میری طرف دیکھو وہ عورت اس صدا سے پھر کر دیکھنے لگی کہ یہ کون آیا **عمرو** نے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسکا پیرہن اُتار کر زنبیل مین اُسکو رکھ لیا اور آپ وہی کپڑے اور زیور وغیرہ پہنکر فی الفور اُسی کی ایسی صورت بنگیا اس عرصہ مین **عقاب** فارغ ضرورت سے ہو کر آیا اور کہا بھابی آؤ سوار ہو **عمرو** نے اُسکو دیکھ کر بالشت بھر کا گھونگھٹ

نکال لیا اور وہ غلطک مار کر صورت عقاب کی بنکر سامنے آیا عمرو آہستہ سے اُسپر سوار ہوا اور
اُسنے پرواز کر کے اپنے تئین قریب دریاے سحر پہونچایا چاہا اُس پار جاؤن دریا مین تلاطم پیدا
ہوا اور پاٹ دریا کا بڑھنے لگا اسوقت عقاب نے پکار کر کہا کہ زوجہ ہمنس جادو مصاحب
بادشاہ طلسم کو مین پرسون لینے گیا تھا اور سند پار اُترنے کی جو ہمنس نے شہنشاہ سے حاصل
کی تھی وہ محافظان دریا کو دے گیا تھا آج مجکو راستہ ملنا چاہیے یہ صدا دینے سے خروش دریا
کا کم ہوا اور اصلی حالت پر بہنے لگا یہ اُڑتا ہوا پار دریا کے پہونچا اور دم بھر مین ایک مکان مین آکر
اُترا عمرو نے دیکھا کہ صحن مکان شستہ و رفتہ ہی سامنے ایوان مین چوکا تختون کا بچھا ہی اُس پر
فرش دری چاندنی کا بہت ستھرا و عمدہ ہی گاؤ تکیہ لگا ہی دیوار مین تصویرین اور آئینہ نصب ہین
طاق برابر برابر بنے ہین اُنمین اچار مان اور گلدستے دھرے ہین دوسری سمت دالان ہین باورچیخانہ
ہی اناج کی کوٹھری مین قفل لگا ہی چوکی بچھی ہی ظروف ہر قسم کا اُسپر چنا ہی ایک چھنچی مین چوکا دیا ہی
ہار پھول رکھے ہین اسباب ساحری مہیا ہی چوکے پر گاؤ سے پشت لگائے ایک ساحر سانولے رنگ
کا بیٹھا ہی جس وقت کہ اُسنے اپنی بی بی کو دیکھا تخت سے اُٹھ کر قریب آیا عمرو نے بھی گھونگھٹ
اُٹھا کر مسکرا کر آنکھون کو پھیر لیا اُسنے آکر گود مین پشت عقاب سے اُٹھا کر تخت پر لیجا کر بٹھایا اور کہا ای
بھائی عقاب تم اپنے گھر جاؤ مین اپنی زوجہ کو گھر بار سپرد کر کے بہ دلجمعی تمام دربار شاہ طلسم مین جانیوالا
ہون وہان مہرخ کے قتل کی تیاری ہو رہی ہی ایک عالم جمع ہی ابھی اپنے گھر سے ہو کر آؤ اور تماشہ
دیکھو عقاب یہ کلام سُنکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی اُس نے زوجہ سے اختلاط کرنا شروع کیا عمرو
وہان سے اُٹھا اُسنے پوچھا کہان جاتی ہو جواب دیا کہ کوٹھری مین شراب لینے وہ چپ ہو رہا
عمرو نے کوٹھری مین جا کر دیکھا کہ ہر جنس اسباب خانہ داری برتن اور صندوق اور پٹارے وغیرہ رکھے
ہین طاق پر شیشے شراب کے چنے ہین یہ دیکھکر ایک شیشہ شراب کا لیکر وہین بیہوشی آمیز کر کے باہر
آیا اور جام بھر کے پہلے ہمنس کو دیا وہ بے وسواس پی گیا اور چاہا کہ بی بی سے لپٹون عمرو
پہلو سے تڑپ کر نکلا وہ اُٹھکر پیچھے چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے جال الیاسی مار کر سارا
مکان اُسکا لوٹا کوئی چیز باقی نہ رکھی پھر اُسکا پیراہن لیکر اُسی کی ایسی شکل بنکر اُسے بھی زنبیل مین
رکھ لیا اور آپ جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر وہان سے جب باہر نکلا دیکھا خلقت گروہ گروہ چلی
جاتی ہی بعض اُن مین عشرت کرتے ہین کہتے جاتے ہین کہ آج دشمن مارا جاتا ہی اسی مکارہ
مہرخ نے شراکت کر کے عمرو کو تقویت دی آج وہ بیکس و ناچار بندھی بیٹھی ہی یہ تقریر سُنکر دوسرا

بولاکہ بیان تو بہ توبہ کرو کسی کی مصیبت پر ہنسانہ کرو یہ بھی گردش فلک ناہنجار ہی جو عالی ہمتون کو دام مصیبت مین پھنساتا ہی اور شاہون کو تخت عزت سے اُتار کر بوریاے فلاکت پر بٹھاتا ہی کسی کا دل شاد نہین رکھتا کوئی گھر آباد نہین رکھتا **نظم**

جلا دینے مین یہ وہ بیباک ہی ۔۔ کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو ۔۔ ہوسے بھرے ہر رگ سنگ کو
یہ جس جا یہ آتش فشانی کرے ۔۔ جو فولاد بھی ہو تو پانی کرے

اسی طرح باتین کرتے جاتے تھے عمرو بھی انھین کے ساتھ چلا یہان تک کہ درباغ سیب پر پہونچا اُس جگہ بڑا مجمع نظر آیا کہ سامنے افراسیاب وحیرت کرسی پر بیٹھے تھے اور جلاد باتیغہاے برہنہ سر پر مہرخ کے کھڑے تھے ساحر ہر سمت قہقہے لگاتے تھے مہرخ بحسرت ویاس سمت فلک دیکھتی اور دل سے دعا کر رہی تھی کہ اے خالق بے نیاز **ابیات**

توہی خالق ظلمت و نور ہی ۔۔ دلون سے قرین چشم سے دور ہی
توہی روشنی بخش خورشید وماہ ۔۔ کیا روز وشب کو سفید وسیاہ
ہین مخلوق تیرے زمین وزمان ۔۔ خداے جہان وخداوند جان
کرم سے ترے اے جہان آفرین ۔۔ رہا قید سے ہوے یہ دل حزین

یہ دیکھکر عمرو بھی رونے لگا لیکن قریب شہنشاہ ساحران جاکر عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہی اس مجرمہ کو اپنے ہاتھ سے مین قتل کردن شاہ نے کہا جاؤ اور سر کاٹ لاؤ یہ سنکر تلوار کھینچکر بڑھا جلادونکو ہٹادیا شاہ سے کہا آپ سحر اپنا دفع کردیجیے مین نے اس کو خوب مسحور کرلیا اسکو تو یہ گمان مطلق نہ تھا کہ کوئی عیار یہان آئیگا کیونکہ دریا کے پار کوئی نہین آسکتا ہی پس بادشاہ نے سحر اپنا دفع کردیا عمرو قریب جاکر مہرخ کو دھمکانے لگا کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کر تو جان تیری بچ جاے اس اسیرہ نے جھلاکر جواب دیا کہ لاکھ جان میری نام پر عمرو کے فدا ہی تو مجکو جلد قتل کر عمرو نے کہا تیرے دشمنون کو مارون یہ کہکر جال لیاسی مارکر مہرخ کو کھینچکر زنبیل مین ڈال دیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو عیار نامدار یہ نعرہ سُنکر ساحر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے دو تین حقہ ہاے نفتی داغ کر مارے کہ دھوان پھیلا اور تاریکی ہوگئی اسی اندھیری مین دو ایک ساحرون کے خنجر مارا سر انکے جدا ہوے شور وغوغا انکے مرنے کا بلند ہوا اور زیادہ تاریکی چھائی عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا افراسیاب وحیرت کو ایک عالم محویت اور حیرت تا دیر رہا پھر جو ذرا حواس درست ہوگئے دیکھا دو ایک ساحر

مرے پڑے ہین اور مرّخ کا پتہ نہین ہی یہ دیکھکر دنگ ہوگیا اور حیرت نے کہا ای شہنشاہ عمرو بدبلا
ہی مجکو یہ حیرت ہی کہ وہ یہان کس طرح آیا شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک پتلا پیدا ہوا اُس سے کہا
کہ عمرو کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ اِس پار دریا کے طلسم مین پھر اُس سے پوچھا کہ سچ بتا اُسنے کہا
مین جھوٹے پر لعنت کرتا ہون وہ طلسم مین ہی شاہ نے اسوقت کتاب سامری منگا کر دیکھی ظاہر
ہوا کہ عمرو زوجہ ہنس جادو بنکر پشت عقاب پر سوار ہوکر آیا ہی پھر ہنس کو بھی اُسنے قید کیا
اور آپ اسکی صورت بنکر مرّخ کو آکر چھڑا لے گیا یہ دیکھکر عقاب کو شاہ نے بلوایا اور کہا اے
بے وقوف تو عمرو کو اپنی پیٹھ پر لاد کر یہان لے آیا اور بھائی کو اپنے قتل کرایا عقاب یہ سُنکر
رونے لگا اور ہنس کے گھر کی طرف چلا اور وہ سارا مجمع برطرف ہوا جلاد محروم ہوکر اپنے گھر
چلے اور ساحران طلسم عبرت کرتے نام عمرو سے خوف کھاتے اپنی جگہ پر گئے بادشاہ طلسم باغ
مین جاکر بیٹھا اور حکم دیا کہ طائران طلسم ہر سمت ندا کرین یعنے عمرو طلسم مین آیا ہی سب لوگ
یہان کے ہوشیار رہین اور بندوبست کیا جاے کہ وہ مفتری اب دریا کے پار نہ آجاے غرضکہ
منادی نے ندا کی سب ہوشیار ہوگئے اور محافظان دریا سے کہلا بھیجا کہ بغیر میرے حکمنامے کے
کسی کو پار اُترنے نہ دینا یہ بندوبست کرکے ٹھہرا تھا کہ مصور کا نامہ آیا لکھا تھا کہ سُنا گیا ہی عمرو
پار دریا کے طلسم باطن مین گیا ہی فی الجملہ عمرو کی تصویر بن جائیگی اسکو پہچان کر گرفتار کردونگا
بجز اسکے اور کوئی صورت اس کی گرفتاری کی ظاہر مین نظر نہین آتی ہی جب یہ نامہ پڑھا
جواب لکھا کہ ضرور تشریف لائیے اور پھر ایک حضار دربار سے کہا اب خداوند زادے تشریف
لاتے ہین وہ عمرو کو قید کرا دینگے یہ خبر طلسم مین مشہور ہوئی ہر جگہ لوگ ذکر کرنے لگے عمرو نے بھی
یہ ماجرا سُنا گھبرایا کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی آخر گلیم اوڑھے پھر ہنس جادو کے مکان مین آیا
اور فی الفور دوبارہ اُسکی جورو کی اپنی صورت بنکر اسباب ظاہری تخت وری وغیرہ زنبیل
سے نکالکر قاعدے سے درست کرکے بیٹھا راوی کہتا ہی کہ ہنس نے جب اپنی زوجہ کو اُسکے میکے
بھیجا تھا تو ملازمون کو رخصت دی تھی کہ اس عرصے مین فرصت ہی تم بھی اپنے اپنے گھر ہو آؤ
اُسوقت غلغلہ جو طلسم مین ہنس جادو کے مارے جانے کا برپا ہوا ماما اصیلین بدحواس دوڑی
آئین بی بی کو اپنی بیٹھے دیکھکر سلام کیا بلائین لین کہ واری دشمنون مدعیون کے منھ مین خاک
پڑے افواہ اُڑاتے ہین عمرو نے کہا کیا کچھ کہو تو اُنھون نے کہا میان کو کہتے ہین کہ دشمن اُنکے
عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے یہ سُنتے ہی عمرو لگا سر پیٹنے تھہ اوتاری چوڑیان توڑین اور نیچ انگنائی

مین ٹانگین پھیلا کر واویلا مچانے لگا اُس وقت **عقاب** جو آیا اور بھاوج کو غمناک دیکھکر سوچا کہ شاہ طلسم نے کہا تھا **عمرو** تیری بھاوج کی شکل بنکر آیا ہی اب نہین معلوم یہ میری بھاوج ہی یا **عمرو** ہی اس سوچ مین رونا بھی بھولا اور بغور دیکھنے لگا **عمرو** نے اسکو متوحش دیکھکر بفراست دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہی میرے حال سے کچھ مطلع ہوگیا یہ دریافت کرتے ہی پکارا کہ بھیا ایک پہاڑ پر مجکو ٹھہرا کر تم جو گئے تھے وہان ایک شخص آیا اور اُسنے ایک انڈا میرے منھ پر مارا پھر مجھے ہوش نہ رہا بعد کچھ دیر کے اس اکیلے گھر مین اپنے تئین مین نے پایا اور ایک دبلے پتلے آدمی کو دیکھا کہ اُسنے پہلے سارا گھر لوٹا پھر میرا گہنا تو اُتار ہی چکا تھا مجکو خنجر سے ہلاک کرنے قریب آیا جان تو پیاری ہوتی ہی مین نے غل مچایا وہ بھاگ گیا اب سنتی ہون کہ وہ عیار تھا اور اُسنے میرے وارث کو مار ڈالا ہو کیون یہ بات سچ ہی کہ بھائی تمھارے مارے گئے **عقاب** نے جو یہ تقریر سُنی سمجھا کہ **عمرو** جب میرے بھائی کو قتل کر چکا ہوگا تو گھر لوٹ کر اسکو بھی زنبیل سے نکالکر مارتا ہوگا کیونکہ **عمرو** پہلے بھی اس بار آیا تھا اور شہرون کو لوٹا تھا اسوجہ سے ساحر زنبیل سے واقف ہین غرضکہ **عقاب** کو جب یقین ہوا کہ یہ میری بھاوج ہی پاس بیٹھ کر ہاے ہاے کر کے پیٹنے لگا پھر تو **عمرو** نے اُٹھکر دو تین ٹکرین دیوار سے لگائین کہ سر پھٹ گیا خون بہنے لگا اور بین کرنا شروع کیے کہ ہی ہی میرے ناز اُٹھانے والے تو کدھر چل بسا ہی ہی میرا بادشاہی تخت لٹ گیا لوگو میرا وارث مجھسے روٹھ گیا

نظم

طمانچون سے نیلے کیے اُسنے گال — کیا اُسنے ماتم مین سینے کو لال
کہا تھا کہ اے لوگو مین دُکھ بھرون — جیے میرا خاوند اور مین مرون
ارے لوگو قسمت مری سو گئی — یہ کہتے ہی سر پیٹا غش ہوگئی
ہوئی بعد لمحے کے جب ہوشیار — بھرے اشک آنکھو مین دل بیقرار
سخن تھا زبان پر یہ ہر دم کہ ہاے — کدھر رانڈ یہ ڈھونڈھنے تجکو جاے
مرا ماہ پیکر کہان ہی بتاؤ — اُسے میری چھاتی سے لاکر لگاؤ

اسی نوحہ وشیون مین سر پیٹتا باہر نکلکر چلا **عقاب** ہان ہان کرتا پیچھے دوڑا کہ بھابھی کہان جاتی ہو اس نے ایک اسکی نہ سُنی اُسنے ہاتھ جوڑے منتین کین مگر نہ مانا اور سر سے لہو بہتا چاک گریبان سینہ زنان سر برہنہ کیے سیدھی باغ **سیب** کی طرف چلی **عقاب** اُسوقت تو آگے بڑھ گیا اور خدمت شاہ جادوان مین آکر عرض پیرا ہوا کہ **عمرو** پہلے تو میری بھاوج بنکر بھائی کے پاس

آیا جب اُنکو مار چکا اور گھر لوٹ چکا تو بھادرج کو زنبیل سے نکالکر قتل کرنے کا ارادہ کیا اُسنے غل مچایا
اسوجہ سے چھوڑ کر بھاگا اور صورت میرے بھائی کی بنکر آیا مرخ کو چھڑا لے گیا فی الجملہ بھابھی نے
جب سے رہا ہوکر حال اپنے شوہر کا سُنا ہی سر پھوڑا ہی قریب بہ ہلاکت اپنے تئین پہونچایا ہی اب
آپ آئی ہین شاہ طلسم کتاب سے اوّل دریافت ہی کرچکا تھا کہ عمرو پہلے زوجہ ہنس بنا
تھا پھر اسکی شکل بنکر یہان آیا تھا اس دھوکے مین دوبارہ کتاب نہ دیکھی عقاب نے قول کو صحیح
سمجھا اس اثنا مین باغ کے در پر صداے نالہ وزاری برپا ہوئی اور زوجہ ہنس سامنے بادشاہ
کے آئی پانون پر گر پڑی شاہ نے سر اُسکا اُٹھا کر دیکھا پھٹی لگی ہی لہو بہ رہا ہی بال کھلے ہین اس حال زار
کو دیکھکر آپ بھی آب دیدہ ہوا اور کہا خداوند سے چارہ نہین ہی ای نیک بخت ہنس جادو
تو نہین ہی اور باقی سب چیز تیرے واسطے موجود و رہا سر تیرے خاوند کا تجھ کو ملے گا جا اپنے گھر
مین چین سے رہ اور صبر کر یہ کلمات تشفی آمیز سُنکر وہ سوگوار عرض کنان ہوئی کہ میرے پاس اب
کیا ہی گھر سارا عمرو لوٹ لے گیا اب اکیلے مکان مین اگر رہون زمانہ کہے گا کہ یہ جوان جہان ہی
دیور کے پاس رہتی ہوگی ای شاہ مین بدنام ہوجاؤن گی مجھے میرے مان باپ پاس پہونچا
دیجیے آپکی مہربانی اگر ہوگی اور وہان تنخواہ ملے گی کھاؤن گی اور آپکو دعا دون گی اور نہ دیجیے گا
تو مین چرخا پونی کرکے اوقات بسر کرون گی یہ کہکر خوب روئی حیرت بھی رونے لگی اور گویا
ہوئی کہ ای شہنشاہ یہان جو یہ رہے گی تو ہر وقت شوہر اسکو یاد آئے گا کہ ہاے یہان وہ بیٹھتا تھا
اس جگہ سوتا تھا اس یاد مین دن رات رو رو کر مر جائیگی لازم ہی کہ اسکو والدین کے یہان اسکے
بھجوا دیجیے شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے دو تین ساحر خدمتگار اپنے ساتھ کیے کہ بحفاظت تمام اسکو میکے
مین پہونچا آؤ اور ایک طاؤس سحر سے بناکر سوار کرکے کچھ روپیہ دیکر روانہ کیا جب دریاے سحر کے
کنارے پہونچے شاہ طلسم کے خاص اردلی کے خدمتگار تمغے باندھے ساتھ تھے انکو کون روکتا پاسبانان
دریا نے راستہ دیا اور طاؤس اُڑتا ہوا پار دریا کے اُسی کوہ کے قریب پہونچا کہ جہان سے عمرو عورت
بنکر پشت عقاب پر سوار ہوا تھا وہان پہونچکر ان ساحران ہمراہی سے کہا کہ اسی جگہ مجکو اُس
عیار نے بیہوش کیا تھا تم ذرا مجھے اُتار دو تو مین اپنے خاوند کو رو لون کہ وہ گھڑی کم بخت کون سی
تھی جو مین یہان پہونچی تھی اور مین بھوکی بھی ہون کئی دن سے کچھ کھایا نہین اس جگہ ٹھہر کر
کھاؤن گی یہ التماس سُنکر ساحرون نے طاؤس اُتارا پہلے تو عمرو ہاے ہاے کرکے خوب رویا پھر
کچھ میوہ اپنے پاس سے نکالا اور اُن ساحرون کو دیا کہ تم بھی کھاؤ اور آپ بھی ایک آدھ دانہ

کھایا لیکن وہ میوہ کھاکر بیہوش ہوگئے عمرو نے سب کے تمغے اور لباس اور جو کچھ اُنکے پاس تھا لیکر ایک رقعہ لکھکر اُنکی داڑھی کے بالون مین باندھ دیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ اے خیرہ سر افراسیاب سنم کشندہ ساحران عالم دیکھا تو نے کہ اسی ایک عیاری سے جس صورت سے کہ وہان گیا تھا اُسی طرح بفضلہ تعالیٰ چلا آیا اسی طرح ایک روز تجکو بھی آکر مار ڈالونگا ورنہ میری اطاعت مین حاضر ہو اور اسلام اختیار کر یہ رقعہ باندھکر کوہ سے اُترکر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر مین جب سے برق عیار نے ذکر کیا ہو کہ عیارنی مہرخ کو پار دریاے سحر کے لے گئی یہ سنتے ہی بہار و نافرمان پچھاڑین کھانے لگین یقین ہوگیا کہ مہرخ زندہ نہ بچے گی آخر مایوس ہوکر ہر ایک دعا مین مصروف ہوئین اور بیتابانہ درگاہ کریم کارساز مین کہتی تھین کہ **بیت**

تو وہ کریم ہے ناشاد کو جو شاد کرے	مراد مند کو ہر طرح با مراد کرے

خداوندا ہمارے سرپرست اور بادشاہ لشکر کو اس موذی کے ہاتھ سے رہائی دے یہ دعا و روز مان تھی اور گریہ اہل لشکر کر رہے تھے کہ عمرو آکر پہونچا اور سب کو تسکین دیکر مہرخ کو زنبیل سے نکالا اُنکی جو آنکھ کھلی اپنی بارگاہ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر معبود حقیقی ادا فرمایا اور حمام کرکے خلعت شاہانہ پہنکر تخت پر جلوس کیا شور تہنیت بلند ہوا سردار تمام مسرور ہوے اور عمرو کی عیاری کا حال سنکر سب کو نہایت تعجب ہوا الحاصل صحبت عیش برپا ہوئی بادہ خواری ہونے لگی نغمہ مسرت آغاز ہوا یہ تو سب مصروف عیش و نشاط ہین لیکن کچھ عرصے مین بہار پر ساحر ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر نالان و گریان پھر کر پاس افراسیاب کے گئے اُسنے رقعہ داڑھی سے کھولکر پڑھا اور زانو پیٹ لیا کہا اے حیرت وہ زوجہ ہنس جادو نہ تھی عمرو تھا کہ دھوکا دیکر پار اُتر گیا یہ سنتے ہی خدمتگارون نے آپس مین کہا کہ بھائی ہمارے نصیب اچھے تھے جو اُس عیار نے ہمین ہلاک نہ کیا اور اپنے اوپر سے سب کے صدقے اُتارے لیکن شہنشاہ ساحران نے نامہ بنام مصور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے قدوۂ ساحران و اے زبدۂ سامری پرستان حضور نے یہان تشریف فرما ہونے کا وعدہ فرمایا تھا کہ عمرو کو گرفتار کردونگا فی الحال مکار یہان سے طلسم ظاہر مین چلا گیا آپ اسکو قید کرلیجیے یہ لکھکر نیچے کے ہاتھ روانہ کیا جب نامہ مصور کو پہونچا وہ عازم روانگی کا تھا ٹھہر گیا اور صورت نگار اپنی زوجہ سے کہا مین عمرو کو اب گرفتار کرتا ہون مین نے تصویر اُسکی کھینچی جس حال مین وہ ہوگا مین شناخت کرلونگا یہ تقریر اُسنے تو اپنی زوجہ سے بیان کی لیکن برق فرنگی عیار بصورت مبدل بہر خبر گیری آیا تھا اُسنے بھی سارا ماجرا سُنا اور جاکر عمرو سے

سب کیفیت بیان کی عمرو نے کہا بیٹا کسی صورت سے میری تصویر مصور پاس سے لانا چاہیے برق فرنگی
نے عرض کیا جاتا ہون اگر بن پڑتا ہی تو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عمرو بھی بارگاہ سے اُٹھکر صحرا
مین گیا اور صورت ساحر کی بنکر مخفی ہوا لیکن شاہ طلسم نے بعد تحریر نامہ عیار بچیون کو بلا کر کہا کہ
تمھاری جانبازی مین کسی طرح کا شک نہین مگر لازم ہی کہ لشکر حیرت مین جاکر مصور کی حفاظت
کرو اور جب وہ عمرو کو گرفتار کرلین تو یہان لے آؤ عیارنیان حسب الحکم پاس مصور کے آئین حکم
شاہ سے اسکو اطلاع کی اُسنے اپنی بارگاہ کے چار سمت چار خیمے استادہ کرا کر عیار بچیون کو فرودکش
کیا کہ یہان رہکر تم میرے حال کی نگران رہو اور بہت سے ساحرون کا پہرا مقرر کیا کہ اجنبی کو آنے
نہ دینا اور چند کنیزین اپنی خدمت کو پاس رکھ لین باقی سب ملازمون کو باہر رہنے کا حکم دیا
جب سب انتظام کرچکا تصویر عمرو کی صندوق سے نکالکر اپنے گلے مین پہن لی کہ ہر وقت پیش نگاہ
رہے تاکہ مین دھوکا نہ کھاؤن غرض سب طرح اطمینان کرلیا کہ برق جو عیاری کرنے چلا تھا بصورت
مبدل اسکے لشکر مین آیا دیکھا بڑا انتظام ہی کوئی بارگاہ مین جانے نہین پاتا ہی یہ دیکھکر کنارے
ٹھہر رہا اس اثنا مین ساقی ازل نے مینائے زنگاری سے آفتاب کو ساغر مغرب مین بھرا اور ر
مجلس بادہ خوار ان کی طرح خم خانہ سپہر مین کواکب محفل آرا ہوے نظم

وہ رات اس طرح کی تیار تھی	کہ اس سے خجل زلف دلدار تھی
چراغان سے روشن وہ لشکر ہوا	کہ جیسے ستارون کی پھیلے ضیا
ضیا سے چراغون کے انجم سیاہ	خجل قمقمون سے تھی قندیل ماہ

رات کو ظلمت صاف کرنے کے لیے مہترانی مہ پارہ ٹوکرا کمر پر رکھے ہاتھون مین لوگرہیان اور پانون مین
پیلی سونے کی پہنے کان مین چھے بالیان اور بھجکے آراستہ کیے بصد ناز و انداز آنکھ ہر ایک سے ملاتی
اپنی آن بان دکھاتی جاتی تھی برق نے جو اسکو دیکھا سوچا کہ اندر بارگاہ کے جائیگی اسکو لینا چاہیے
یہ سوچکر قریب اُسکے گیا اور یہ شعر پڑھا کہ بیت دل مین تھی زہرہ جبینون سے صفائی منظور
میری قسمت کا ستارہ ہوا جھاڑو بیلا + جھاڑو کا نام سُنکر مہترانی نے پھر کر دیکھا اور مسکرائی برق
نے کچھ اشرفیان دکھائین اور منت سے کہا واسطہ سامری کا ایک بات میری سنتی جاؤ مہترانی لالچ
مین آکر اسکے پاس آئی اور کہا میان تم پہلے وہ جو درخت سامنے لگا ہی اوس جگہ گوشہ تنہائی ہی کوئی
آتا جاتا نہین ہی وہان جاکر ٹھہرو مین آتی ہون یہان بات کرنے مین بدنامی ہی برادری مین
پنچایت سے اُٹھ جاؤنگی حقہ پانی بند ہو جائیگا برق نے کہا ہم تیرے عوض روٹی پکا دینگے

مہترانی بولی کہ کیا ضرورت ہی جو بات سہل مین ہو جائے اُسکو مشکل کیون کیجیے یہ سنکر برق اول تنہائی مین گیا پیچھے مہترانی بھی ٹالا بالا دیکر کترا کر وہین آئی اسنے اسکو اشرفیان دین اور رخسار پر محبت سے ہاتھ پھیرا مہترانی بولی کہ مین بات سننے آئی ہون یہ ٹھٹھے بازی مجھے اچھی نہین لگتی یہ کہکر جھاڑو لی بنائی اور جانے لگی برق نے ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا تو مُنھ پر پھیرا ہی تھا دو قدم آگے بڑھی تھی کہ بیہوش ہو کر گری اسنے زیور اور پیراہن اُسکا اُتار کر آئینہ سامنے رکھکر فلیتہ عیاری جلد کر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی بلکہ اور زیادہ اپنے حسن کی بناوٹ کی مانگ سر پر نکالی گلے مین چمپاکلی پہنی دوپٹے کی گاتی اس طرح سر پر باندھی کہ چھاتی کے اُبھار پر سب کی نگاہ پڑے رخسار ٹوکرا اُٹھانے کے بوجھ سے ایسے تمتما کر سُرخ ہو گئے تھے کہ فی الحقیقت گلاب کو شرماتے تھے نظم

وہ رخسار سُرخ اُسکے تھے بیمثال ... کہ گل زرد ہو اُن سے ملکر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر ... چمٹتے تھے باتون مین بایک دگر
نزاکت کو موے میان باندھلائے ... وہین ڈھونڈھے جو وہ عدم کھو آئے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر ... کمر و حباب اسمین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھے محشر اسے آئے یاد ... قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

اس صورت زیبا سے تیار ہو کر بارگاہ کی سمت چلا جسنے نگاہ کی فریفتہ ہو گیا سپاہی شعر عشق انگیز پڑھنے لگے دربان آوازے کستے تھے ایک بولا بی مہترانی جو کچھ گرا پڑا ہو یہان سے بھی اُٹھا لو دوسرے نے کہا کیون تمھاری جو کی کون صاف کرتا ہی مہترانی نے مُسکرا کر کہا کچھ شامت آئی ہی تجکو دل لگی باز بنایا ہی دیکھو حضور سے آج کہون گی یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے گئی اور جہان ملازم اور کنیزان ماہرو کا مجمع دیکھا ٹوکرا جو کی خانہ مین رکھکر آ بیٹھی کسیا مری سلام لیجیے ذرا سی تما کو کھلا دیجیے ایک کنیز نے پان لگا کر دیا دوپٹے سے پکڑ لیا جھک کر سلام کیا ایک خواص بولی کہ میری بہو کچھ گا مہترانی نے ایک غزل گائی اس مین ایک خواص کو احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسنے کہا تو بیٹھی مُردار اٹھلاتی ہی میرا مارے پیشاب کے بُرا حال ہی جلد جا کر کما لے ٹوکرا ہٹا سے تو مین جاؤن مہترانی نے کہا بی بی خفا نہو چلو چلتی ہون یہ کہکر اُٹھی پیچھے پیچھے خواص آفتابہ لیے آئی مہترانی نے ٹوکرا ہٹا دیا اور کہا آؤ وہ اندر جیسے ہی آئی اسنے حباب بیہوشی مارا کہ اُسکی آواز بھی نہ نکلی بیہوش ہو گئی برق نے فوراً پیراہن اُسکا اُتارا اور اسکو خوب بیہوش کر کے آپ اُسکی ایسی صورت وہین بیٹھکر بنا اور ایک قنات کی آڑ مین اُسکو لٹا کر اور اپنے ٹوکرے کو رکھکر وہان سے آیا اور جہان سے وہ کنیز

ٹھگ گئی تھی اُسی بستر پر آکر بیٹھا لوگ سمجھے کہ مہترانی چلی گئی ہوگی اس اثنا مین دوسرے درجے مین پلنگڑی
بچھا ہر کار آراستہ تھی اور بیچ مین پردہ پڑا تھا ادھر کنیزین تھین اس طرف مصوّر لیٹا تھا ایک کنیز
کو انھین مین سے بلا لیا تھا اُس سے اختلاط کر رہا تھا برق نے ہزار تدبیر کی کہ مین مصور پاس
جاؤن موقع نہ ملا لیکن حال سُنیے کہ اسی بارگاہ کے متصل بارگاہ صورت نگار کی برپا ہے وہ
اُسوقت شوہر پاس آئی اور کنول برداریون اور خواصون کو دربارگاہ پر چھوڑکر اکیلی پردہ
اُٹھا کر مصوّر پاس گئی وہ کنیز کے اسوقت بوسے لے رہا تھا اور کنیز بھی گردن مین ہاتھ ڈالے
تھی اس کیفیت کو صورت نگار دیکھکر پیچھے ہٹی اور مصوّر گھبرا کر اُٹھ بیٹھا کنیز بالون کو سمیٹتی
دوپٹہ اوڑھتی پلنگ سے اُٹھی کہتی تھی کہ میان تم تو ناحق مجھے بدنام کرتے ہو مین راضی ہوتی
تھی نگوڑ مارا زبردستی جو کوئی نوچا اور کھسوٹی کرے تو کیا کرون لیکن مصوّر نے زوجہ سے
دبی کہا کہ اے ملکہ آپ رُک کیون رہین آئیے آئیے صورت نگار نے کہا کیا کرون آکے تم مزے
اڑاؤ مجھے بلا کر کیا کروگے کم بخت جو مین جانتی کہ یہان یہ کرشمہ ہو رہا ہے تو کاہے کو آتی پرائے
مزے مین کھنڈت ڈالتی اور کنیز سے بولی کہ رہ تو قحبہ کیا باتین بناتی دھگڑے پاس سے اُٹھی ہے
اب کیا پوچھنا ہے ہم گھر والی بنین اے سر منڈا اگر گدھے پر سوار نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا لو سوت
بن کر لی بیٹھی تو پڑین تھین پھر راضی نہین تھین یہ کہکر جوتی اُتار کر دوڑی لونڈی بڑبڑاتی ہوئی
بھاگی کہ جیسے انکے میان مین لعل لگے تھے جو کسی نے توڑ لیے اُسوقت مصور نے اگر بی بی کا ہاتھ
پکڑ لیا کہ صاحب سُنو تو سُنو تو غصہ جانے دو اُسکی خطا کیا ہے مین نے پاؤن دبانے بلایا تھا لو آؤ بیٹھو یہ
کہکر بمنت بٹھایا صورت نگار بیٹھی تو مگر رنجیدہ کچھ رُکی ہوئی ہر چند مصور نے گدگدایا مگر بات
نہ کی اُٹھکر اپنی بارگاہ کو چلی برق سارا ماجرا کنیز بنا ہوا دیکھ رہا تھا اُسکے ساتھ ہو لیا جب یہ اپنی
بارگاہ مین آئی وہان کا سارا غصہ لونڈیون پر اپنی اُتارا کسی کو گالیان دین کسی کو جوتیان لگائین
کسی پر کوڑا پھٹکارا ناحق ناحق خفا ہوئی کسی سے کہا ملزادی بیجوان کیسا بھرا ہے کہ سلگتا نہین
کسی سے کہا مین نے تجھے پکارا تھا جواب تو نے کیون نہ دیا الغرض خوب بک جھک کر برق جو
کنیز بنا ہوا آیا تھا اسکی طرف متوجہ ہوئی کہ بی دل لگن تم میان کو کیون چھوڑ آئین اُس نے
کہا بی بی تم پاس ہی بیٹھے دیکھ آئین مجھ سے اُس لونڈی کا حال سُنیے کہ کیا کیا اسکے ناز میان
اُٹھاتے ہین یہ بات مطلب کی جو اُسنے سُنی سب کنیزون پر خفا تو تھی اُن کو ہٹا دیا اور اکیلی
برق کو لیکر بیٹھی باتین پوچھنے لگی اُسنے کہا بی بی وہ دن رات ٹانگون مین ٹانگین ڈالے پڑی

رہتی ہی میان چلہ کھینچنے کے بہانے اُسی کو تو لیے پڑے رہتے ہین یہ باتین کرتے کرتے جماہی لی اور اُٹھاکے
حضور مین پھر حاضر ہونگی صورت نگار نے کہا اری بیٹھ بھی اُسنے کہا عرض نہین کر سکتی مجھے شراب
پینے کی عادت ہی صورت نگار نے کشتی شراب کی اسکو حوالے کی کہ تو بھی پی اور مجھے بھی پلا برق
نے جام شراب بیہوشی ملاکر اسکو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئی تنہائی تو تھی ہی اسنے پیرہن اُسکا
لیکر اور اُسکو خوب بیہوش کرکے صورت اُسی کی ایسی بنکر اور اُسکو اُسی جگہ کی ایک دری لپیٹ کر
بارگاہ کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ رہا یہ تو بن سنور کر لیٹا لیکن مصوّرے
چلے آنے اپنی زوجہ کے پہلے تو کچھ کنیز کی خاطرداری اور دلجوئی کی پھر وہان سے بڑی رات گئے بی بی
پاس آیا اور پلنگ پر بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر کھینچا کر ادھر آؤ مُنھ سے بولو میرا قصور معاف کرو زوجہ نقلی
نے کروٹ لیکر اسکی صورت دیکھ کر مُنھ چھپا لیا اور کہا جاؤ جاؤ تم اپنی لونڈی سے خوش رہو اُسی سے
قصور معاف کراؤ مجھ سے کیا سروکار ہی مصوّر نے ہاتھ باندھے منتین کین گلے سے لگایا قسم کھائی کہ اب
اس کنیز کو بجاے اپنی مان بہن کے تصوّر کرونگا اُسوقت برق نے سیدھے مُنھ سے بات کی اور
ہنسکر بولا یہ بی بی کے پاس لیٹا اور اختلاط کرنے لگا اس عرصہ مین تصویر جو عمرو کی گلے مین پڑی
تھی اُسپر نگاہ جا پڑی دیکھا کہ صورت ساحر کی بنا ہوا ایک درہ کوہ مین بیٹھا ہی یہ دیکھکر زوجہ سے کہا
کہ تمھاری ایک جھلک مین عمرو کی گرفتاری کا کچھ خیال نہین رہا دیکھو درۂ کوہ مین اسوقت
بیٹھا ہی چلو گرفتار کرلین اور پاس شہنشاہ کے بھجواکر اطمینان حاصل کرین صورت نگار نقلی
نے کہا اچھا چلو مگر بھیڑ ساتھ نہ لو اکیلے چلو تاکہ وہ بھاگ نہ جائے مصوّر نے کہا اچھا اور بی بی کا
ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوا جب قریب راہ کوہ کے پہونچا زوجہ مصنوعی نے کہا تم ٹھہرو مین درہ کوہ
مین جاکر گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر جھپٹ کر درۂ کوہ مین گیا وہان عمرو بیٹھا تھا اس سے
کہا بھاگ جاؤ مصوّر تمھین پکڑنے آیا ہی عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور صورت نگار نقلی نے
ایک چیخ ماری کہ ارے دوڑو یہان بلا بیٹھی ہی مصور دوڑ کر درہ کوہ مین آیا دیکھا نہ عمرو ہی
نہ کوئی ہی زوجہ میری دہشت سے کانپ رہی ہی اسنے کہا رات کا وقت تھا اس لیے مین تمکو
منع کرتا تھا کہ اکیلی درے مین نہ جاؤ آخر ڈر گئین یہ کہکر گلے سے لگایا اور کہا اب چلو صبح کو عمرو کو
پکڑوینگے یہ باتین کرکے اسکو گود مین اُٹھاکر اپنی خوابگاہ مین لایا اور لپٹ کر پیار کرنے لگا زوجہ
مصنوعی نے اپنے پاس سے عطر بیہوشی نکالکر انگیا مین ملا خوشبو سے اُسکی مصوّر چھینک مار کر
بیہوش ہوگیا برق نے تصویر عمرو کی گلے سے اُتار لی اور چاہا کہ اس کا بھی پشتارہ باندھ کر

لیجاؤن لیکن کیفیت سنیے کہ عیار بچیان چارون کو لون بربارگاہ کے اپنے اپنے خیمے سے جب زیادہ
رات گئی تو نکلکر پہرا دینے لگین یکایک اُنھون نے چھینک کی آواز سُنی صرصر نے صبا رفتار
سے کہا یہ تو چھینک ایسی ہی جیسے کسی نے کسی کو بیہوشی دی اسنے کہا واری سچ کہتی ہو چلو دیکھین
بارگاہ مین کیا ہو رہا ہی یہ کہکر اندر بارگاہ کے آئین اُنکے آنے سے برق سر اُنچہ بارگاہ چاک کر کے
نعرہ مار کے کہ منم برق فرنگی بھاگ گیا صرصر بھی سر اُنچہ پھاند کر پیچھے روانہ ہوئی لیکن برق
دامن کوہ مین آکر ٹھہرا اور صرصر جو چلی سمجھی کہ اگر وہ عیار مل جائیگا تو برابر کا مقابلہ ہوگا ہاتھ
نہ آئے گا لازم ہی کہ تدبیر کرون جس سے وہ دھوکا کھائے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور
آگے بڑھکر زنبیل عیاری بجائی برق دامن کوہ مین متلاشی عمرو تو کھڑا ہی تھا زنبیل کی صدا سنکر
مقام بلند پر سے نگران ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ اُستاد
کھڑے ہین دوڑ کر قریب آیا کیونکہ ایک بار مصور کے ساتھ جو آیا تھا تو وہ کوہین اُستاد سے ملاقات
ہو چکی تھی سمجھا کہ اُستاد اسی جگہ ملے تھے یہ وہی کھڑے ہین غرض کہ پاس آکر عرض پیرا ہوا کہ اُستاد
مصور تو بچ گیا لیکن مین تصویر آپ کی اُسکے پاس سے لایا ہون صرصر نے آواز بنا کر کہا کہ بیٹا
بڑا کام کیا شاباش مرحبا لاؤ وہ تصویر مجھے دے برق نے وہ تصویر نکالکر حوالے کی صرصر تصویر
لیکر جست کر کے بھاگی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم صرصر نعرہ سنکر برق دوڑا لیکن وہ بھاگ کر بارگاہ
مصور مین آئی اور اس کو ہوشیار کر کے سب حال بیان کیا کہ آپ ایسے غافل ہو گئے عیار کو بغل
مین لیکر سوئے وہ تصویر اُتار لے گیا مین اس سے چھین لائی ورنہ آپ کی ساری محنت برباد گئی تھی
یہ کہکر تصویر حوالے کی وہ تصویر ملنے سے بہت خوش ہوا مگر اپنی زوجہ کو سب جگہ تلاش کیا کہین
پتہ نہ ملا نہایت پریشان ہوا آخر دل سے تجویز کیا کہ عیار اس کو پکڑ لے گیا ہی یہ سوچکر بزور سحر پرواز
کر کے صحرا مین جاکر ہر ایک جھاڑی جھنڈی وغیرہ مین تلاش کی کہین سراغ نپایا آخرکار وہ رات
اسکو زوجہ کے ڈھونڈھنے مین بسر ہوئی یہانتک کہ مصور قدرت نے صورت زیبائی کے ساتھ
شاہد آفتاب کی نگار خانہ افلاک پر جلوہ طرازی فرمائی اور پرند مشک فام شب سے نقش و نگار انجم
درخشان کو مٹا کر سطح سپہر کو مصفا فرمایا کہ ابیات

اُٹھائے غرض صدمہ ہائے کثیر	گیا شب کو مر کے اُسنے اخیر
ہوا طائر دل جب اسکا کباب	تو پیدا ہوا بیضۂ آفتاب

صبح کو نالان وگریان پرواز کر کے دریائے سحر سے اُتر کر باغ سیب مین گیا اور شاہ طلسم آرام مین

تھا اُسکو بیدار کر کے فریاد کنان ہوا کہ تیرے لڑائی جھگڑے نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ بہو کو سامری کی عیار پکڑ لے گئے شاہ طلسم سوکر اُٹھا تھا بدمزاج ہو رہا تھا لیکن اسکی عظمت بہت کرتا ہی اُسکے خفا ہونے سے خاموش ہو رہا اور خوابگاہ سے اُٹھکر سریر جہانبانی پر آکر بیٹھا ساحران نامی حاضر دربار ہوکر حسب مراتب متمکن ہوے اُسوقت کہ جب مزاج شگفتہ ہوا مصوّر کے بیقرار ہونے پر ہنسا اور کہا جناب نے عیارون کے ہاتھ سے ابھی کیا مصیبت اور دکھ اُٹھایا ہی میرے کلیجے کو دیکھیے کہ ہزارہا بندگان سامری کو عیارون نے مارا مگر مین نے اُف نہ کی زوجہ آپ کی بغیر فتح ہوئے طلسم کے ہلاک ہو نہین سکتین گھبرایئے نہین چھوٹ آئینگی یہ کہکر چاہا کہ کتاب سامری مین حال اسکی زوجہ کا دریافت کرے لیکن چونکہ یہ بات ظاہر تھی کچھ راز پوشیدہ اور عقدہ سربستہ نہ تھا مصوّر کہہ رہا تھا کہ صورت میری بی بی کی بنکر برق عیار آیا تھا وہی اُسکو پکڑ لے گیا بس اس کھلی ہوئی بات کا کتاب مین دیکھنا کیا ضرور تھا کیونکہ کتاب تو اس لیے ہی کہ جو امر کسی طرح سمجھ مین نہ آئے وہ اُس سے دریافت کرے حاصل یہ کہ حسب بیان مصوّر اس نے سحر پڑھکر دستک دی یکایک ایک برق چمکی اور پنجہ سحر پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ جہان برق عیار ہو وہان سے جاکر اُٹھا لا پنجہ چمک کر روانہ ہوا ادھر برق نے جب صرصر کو نپایا رنجیدہ پھر کر لشکر مین آیا یہان عمرو سے ملاقات ہوئی ساری کیفیت بیان کی اس اثنا مین گریبان سحر چاک ہوا اور صبح اورنگ آرائے سلطنت ہوئی عمرو اور برق بھی بارگاہ مین آئے اُس وقت پنجہ فرستادہ شاہ طلسم بجلی کی طرح چمک کر گرا عمرو نے تو گھبرا کر گلیم اوڑھ لی لیکن پنجہ برق کو اٹھا کر چلا اُس پر ساحرون نے ہزارون نارنج و ترنج وغیرہ حربے سحر کے کیے لیکن کچھ تاثیر نہوئی طائر بنکر ساحر خبر کو روانہ ہوئے اور پنجہ اسکو لیے ہوئے سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا برق نے ہوشیار ہوکر دربار شاہ جادوان مین اپنے تئین پایا اور عجب طرح کی بہار کا باغ طلسمی دیکھا کہ عقل دنگ ہو گئی گو کہ اس باغ کی کیفیت اور بہار کی آرایش پیشتر لکھی گئی ہی اسلیے مکرر اور سہ کرر ارادہ نہین کیا گیا لیکن یہ دارالامارۃ شاہ طلسم ہی ہر وقت مین نئی بہار اور صورت سحرکاری سے دمبدم دوسری اسمین ظاہر ہوتی ہی فی الجملہ اُسوقت برق نے دیکھا کہ ہزار در ہزار بلبلین شاخہائے شجر باردار پر شور کر رہی ہین برق عیار آیا ہی زمین و آسمان یہان کا نئے رنگ کا ہی کہ نظم

عجب طرح کا باغ پرخوف تھا ۔ کہ خود خوف دامن مین اپنے چھپا
نظر آئی پرخوف ہر ایک شے ۔ فلک کو جو دیکھا تو پیتل کا ہی

نظر بھر کے دیکھے کہاں آنکھ تاب ۔ کہ صاف آتشین لوہے کا تھا آفتاب
پر اسکی تمازت کا یہ حال تھا ۔ کہ وہ آگ کی طرح سے لال تھا
فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق ۔ وہ پھر جاتی تھی آگ بالائے فرق
کبھی آنے لگتی تھی آواز رعد ۔ زمین پر برستی تھی آگ اُسکے بعد
زمین آسمان دونون حدت مین تیز ۔ شرر ریز گردون زمین شعلہ خیز
عجب طور کے نخل آئے نظر ۔ کہ ہر شاخ و برگ اُنکے تھے شعلہ ور
عجب مسخ طائر تھے پرواز مین ۔ جگر شق ہو ہیبت پر آواز مین
کسی جا اگر نہر آئی نظر ۔ تو دیکھا اُسے آگ سے گرم تر
نکلتا تھا پانی سے پیہم دھوان ۔ حباب ایسے تھے جیسے چنگاریان

برق ایسے مقام طلسمی کو دیکھکر نہایت خائف ہوا مگر شاہ طلسم کو تسلیم کی اسنے خطاب کیا کہ ای برق تونے جو صورت نگار کو بیہوش کیا تو یہ بتادے کہ اسکو کہان رکھا اور کیا کیا ہر چند کہ مین کتاب سامری کو دیکھکر معلوم کر سکتا ہون لیکن اسمین بھی یہ معلوم ہوگا کہ برق اسکو اپنے لشکر مین کسی جا مخفی کر آیا ہو اس حال کے ظاہر ہونے سے بھی تجھی سے استفسار کرنا پڑتا بدین لحاظ اول ہی تجھ سے پوچھا جاتا ہو اگر بتلا دیگا تجکو رہائی دیجادیگی برق یہ کلمات سنکر گویا ہوا کہ مین نے اُسکو مار ڈالا افراسیاب نے کہا یہ غلط ہو کیونکہ وہ قتل نہین ہو سکتی برق نے کہا لشکر حمزہ سے میرے تمام کا اور عیار آیا تھا وہ اسکو لے گیا افراسیاب بولا کہ سب کتنے عیار ہین برق نے جواب دیا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار دو چار دن مین وہ سب یہان آئینگے شاہ طلسم نے کہا کوئی یہان نہین آسکتا تو جھوٹا ہو یہ کہکر مصور سے کہا کہ یہ عیار تمھارا گنہگار ہو جو چاہو وہ کرو مصور گویا ہوا کہ ای عیار اگر تو میری دوجہ کو بتلادے تو دریاے سحر کے پار اُتار دون برق بولا اگر تم سچا اقرار کرو تو بتا دون مصور نے قسم کھائی برق نے کہا سچ تو یہ ہو کہ تمھاری بی بی کو مین نے عمرو کو دیدیا اور انھون نے اُسکو زنبیل مین رکھ لیا وہ بغیر لاکھ روپیہ لیے چھوڑنے کے نہین کیونکہ مرد طماع ہین اس تقریر کو سنکر شاہ جادوان نے کہا یہ بات فی الحقیقت سچ کہی اب صورت نگار کا چھوٹنا مشکل ہو کس لیے کہ زنبیل پر نہ سحر اثر کرتا ہو نہ کتاب سامری زنبیل کے اندر کا حال بتلاتی ہو یہ سنتے ہی مصور رونے لگا اور پوچھا کہ ای برق تو کبھی زنبیل مین گیا ہو اسمین کیا کیا ہو اسنے کہا میرا تو گھر ہی ہو جب جی چاہتا ہو جاتا ہون سیر کرتا ہون اس مین سات شہر ہین دریا

ہین جنگل وغیرہ ہین بارگاہ حضرت آدمؑ استادہ ہی جنات بیٹھے ہین شراب کا پیالہ گردش مین ہی ہزارہا ساحر قید ہین اُن پر صبح وشام سو سو کوڑے پڑتے ہین دن بھر ٹوکری ڈھلواتے ہین رات کو سوکھے ٹکڑے کھانے کو ملتے ہین یہ بیان سنتے ہی مصور چخین مارکر رویا اور کہا میری بی بی نے تو گلاب کی پنکھڑی اور پھول کی چھڑی بھی نہین کھائی وہ تو سو کوڑے کھاکر مرگئی ہوگی برق نے کہا ہزار کے صدقے سے مرگئی ہوگی اگر ایسی ہی محبت ہی تو پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت فاخرہ یہان سے خدمت مین اُستاد کی روانہ کرو مین عرضی سفارش مین لکھدونگا اگر مزاج مین آ نکے آئیگا چھوڑ دینگے ورنہ گئی تو ہی یہ سنتے ہی ایک تختہ کاغذ خان بالیغ حنا پر بصد آداب مصور نے عرضی بنام عمرو تحریر کی جس کا مضمون یہ تھا کہ مثنوی

بغرعرض شاہنشاہِ اعظم ۔۔۔ سلیمانِ زمان عیار عالم
درخشان اختر اوج سعادت ۔۔۔ درفشان ابر دریا بار رحمت
حقیقت دان وحی آسمانی ۔۔۔ بیان فرمائے اسرار نہانی
نہال گلشن اقبالِ باری ۔۔۔ بہار بوستان شہریاری
عدو غمگین محبش شاد بادا ۔۔۔ ہمیشہ ملک او آباد بادا

عروس عرضداشت اس کمترین کی آراستہ زیور دستخط خاص اعجاز اختصاص سے ہو اور ساعت مسعود و آوان محمود مین خدمت بابرکت مین پہونچے یعنے میرے حال پر حضور کو رحم آئے اور میری زوجہ زنبیل سے رہائی پائے پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت واسطے نذر ملازمان حضور کے حسب اتفاق رائے شاگرد رشید جناب برق فرنگی ارسال خدمت ہین اگر شرف قبول فرمائین خوشا نصیب اور زہے طالع اور زوجہ میری اگر چھوٹے تو گویا مرغ بے پروبال قفس الم وستم سے آزاد ہوکر آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ کامیابی پر پہونچے الٰہی آفتاب سلطنت سعادت قرین مطلع عزو تمکین سے ساطع ولامع رہے یہ رقیمہ لکھ کے روپیہ مذکور مع خلعت کے منگواکر ایک ساحر کو حوالے کیا کہ خدمت عمرو مین لیجائے اور پشت عریضہ پر برق نے بھی لکھدیا کہ آپ صورت نگار کو بھیجدین تاکہ مین قید سے چھوٹون غرض کہ وہ نامہ دار مع تحفہ جات کے روانہ ہوا اور تاآنے جواب کے برق کو کرسی جواہر آگین پر بٹھایا خاطر سے پیش آیا مگر نامہ دار دریائے سحر سے اُترکر بارگاہ عمرو مین پہونچا یہان برق کی گرفتاری کا ذکر ہورہا تھا ہر ایک رنج مین تھا عمرو بھی گلیم اُتار کر بیٹھا تھا کہ ساحر نے لاکر نامہ دیا عمرو نے پشت نامہ پر خط برق کا پہچانا اور سوچا کہ اُسنے عیاری کر کے

ساحرون کو پریشان کرنا چاہا ہی یہ سمجھ کر قرطاس وخامہ و دوات لیکر جواب نامہ لکھا کہ اے زیارت گاہ
ساحری کیشان واے پشت و پناہ جمشید پرستان عرضی تمھاری نظر اشرف سے گذری اگر میرا فرزند
بھی گرفتار ہو جاتا تو بھی مین صورت نگار کو نہ دیتا لیکن برق کو اپنے فرزند سے زیادہ سمجھتا
ہون کہ اُسکی خاطر سے نذر تمھاری قبول کر کے زوجہ کو تمھاری کنارے دریاے سحر کے لاتا ہون تم
بھی برق کو لیکر اس پار آؤ اور اسکو چھوڑ دو اپنی زوجہ کو لیجاؤ یہ لکھکر ساحر کے حوالے کیا اور روپیہ
و خلعت وغیرہ زنبیل مین رکھا ساحر جواب لیکر دربار شاہ جادوان مین پہونچا مصور نے نامہ پڑھا
نہایت خوش ہوا اور تخت پر برق کو بٹھا کر کچھ اور روپیہ واسطے دینے عمرو کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا
اور اس پار دریا کے آکر ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر عمرو کو میرے آنے سے اطلاع
دے ساحر نے آکر عمرو سے کہا لیجیے اور صورت نگار کو دیجیے عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون
ساحر تو گیا اور اسنے الگ جاکر زنبیل سے ایک کنیز کو نکال کر بصورت صورت نگار بیہوش کر کے
بنایا اور ہوشیار کر کے اس سے کہا مین نے ہزار ہا لونڈیان بیچ ڈالین تجھ پر رحم کیا بادشاہزادی
بنایا نام تیرا ملکہ صورت نگار رکھا اور اصلی اس نام کی شاہزادی کو دریا مین ڈبو آیا اب تجھے
شاہزادی کے شوہر پاس لیے چلتا ہون وہین رہنا اگر وہ پوچھے تو کہنا مین صورت نگار تمھاری
زوجہ ہون اگر پوچھے سحر یاد ہی تو کہنا زنبیل مین جانے سے سحر بھول گئی یہ فہمایش لونڈی سنکر خوش
ہوئی کر شکر ہی قید سے تو چھوٹی جوانی مفت جاتی تھی اب عیش مین گذرے گی غرضکہ عمرو اسے لیکر
باعزاز تمام روانہ ہوا اور قریب اُسی پہاڑ کے جہان مصور ٹھہرا تھا پہونچا برق نے دیکھا کہ استاد
تو آتے ہین کہا اے مصور تمھاری ایسی ہی خاطر تھی جو تمھاری زوجہ کو لاتے ہین یہ سنتے ہی مصور
دوڑا اور آکر ہاتھ زوجہ کا پکڑا رخسار و پیشانی پر بوسہ دیا اور بخندہ پیشانی کہتا تھا بیت

	ہزار شکر کہ مقصود ما میسر شد		مشام جان زخوشبوے تن معطر شد	

یہ کہکر عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور شکریہ مین اس طرح زبان عجز انتما کو وا کیا کہ خواجہ آپ نے بڑا احسان
کیا کہ میری زوجہ کو رہائی دی ہرچند کہ اداے شکریہ سے اس عنایت بے غایت کے زبان ژولیدہ
بیان لال ہی لیکن سمند زبان میدان احسان بے پایان مین جولان اور دوان ہی کہ بیت

	شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار		کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست	

یہ کہکر براہ امتحان تصویر عمرو کی جو گلے مین پڑی تھی دیکھنے لگا اصلی عمرو ہی یا نہین دیکھی تصویر بصورت عمرو
ہو گئی معلوم ہوا کہ بیشک یہ عمرو ہی اُسوقت ایک کشتی جواہر کی مع اشرفیون کے منگا کر دی

عمرو نے کہا میری تصویر ذرا مجکو بھی دکھا دیجیے اُسنے تصویر دکھائی دیکھا کہ جیسے کپڑے مین پہنے
ہون ویسے ہی تصویر کا لباس ہی اور سر مو صورت مین فرق نہین ہی یہ دیکھکر کہا ای مصور
مین نے ہزارون ساحر مار ڈالے لیکن ایسا سحر تصویر کا کسی پاس نہین دیکھا غرضکہ تصویر دیکھکر
اسکو دیدی اور رخصت ہوکر عمرو و برق اپنے لشکر مین آئے فرخ نے تصدق برق پر سے
اُتارا اور عیاری کا حال سُنکر سب مسرور ہوے عمرو نے کہا میرے شاگرد نے دو چار کوڑیان مجھ کو
دلا دین کہ قرضداری سے کچھ ادائی ہوجائیگی اور مین نے بھی دو انگرکھے گارھے کے برق کے لیے
بنائے ہین عید کے دن دونگا برق نے عرض کیا کہ میرے پاس آپ کی عنایت سے سب
کچھ ہی آپ زیر بار نہو جیسے سب اہل درباران باتون سے ہنسنے لگے اور ساقی نے جام بھر کر دیا
ہنگامۂ عشرت گرم ہوا ادھر تو باطمینان تمام سب مصروف انبساط ہین لیکن مصور اپنی بی بی
کو بارگاہ مین لایا مسند عزت پر بٹھایا وہ کنیز عرصۂ دراز سے مرد سے واقف نہوئی تھی ہاتھ
لگاتے ہی مزے مین آگئی مگر مصور پاس نامہ آیا لکھا تھا کہ آپ نے زوجہ کو اگر پایا ہو تو
ہمارے پاس آئیے کہ ہم اور حیرت بھی بی بی سے آپ کی ملین یہ پڑھکر بی بی سمیت سوار ہوکر
باغ سیب مین گیا سب نے تعظیم کی اور برابر شاہ طلسم کے یہ متمکن ہوا اور افراسیاب سے
کہا خداوند باختر آپ کو سلامت رکھے کہ آپ نے عزت و آبرو بچائی اسمین حیرت نے کہا کہ
صورت نگار کا رنگ بدل گیا کنیز نے کہا تکلیف مین انسان سرخ و سفید کب ہوتا ہی ایک
ساحر بولا کہ ملکہ سے زنبیل کا حال پوچھو یہ سُنکر کنیز بولی کہ زنبیل مین کبھی اندھیرا کبھی اُجالا
کہین صحرا ہزارہا ساحر قید ہین ایک ایک روٹی اور گڑ کی ڈلی ملتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین
کہ عیار بچیان بھی آئین اور سب نے صورت نگار نقلی کی بلائین لین اور سامنے آکر غور
سے جو دیکھا تو شمیمین اور صرصر نے آپس مین کہا کہ صورت نگار اصلی نہین ہی یہ کلمات
مصور نے بھی سُنے کہا تم کیا چپکے چپکے کہتی ہو انھون نے کہا حضور آپنے پانچ لاکھ روپے
جواہر وغیرہ خرچ کیا لیکن بی بی کو بھی بچانا پوچھو تو کہ سحر بھی یاد ہی یہ سُنتے ہی کنیز بولی کہ زنبیل
مین جانے سے سحر بھول گئی صرصر نے اسکے بولنے سے آواز پہچانی کہ دراصل صورت نگار نہین
ہی گویا ہوئی کہ حضور ہم عیارہ نہ ٹھہرے کوئی گدہی ٹھہرے یہ کوئی بڑھیا کہین کی لونڈی ہی
دو کوڑے ماریے ابھی قبول دے گی یہ سُنتے ہی مصور گھبرایا اور شاہ سے کہا واسطہ سامری کا
آپ کتاب دیکھ دیجیے یہ اصلی زوجہ میری ہی یا نہین ازبسکہ شناخت کرنا صورت کا تھا اور

ایک دھوکے کی بات دریافت کرلی تھی اس وجہ سے کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ صورت نگار اپنی
بارگاہ مین لیٹی کھڑی ہی اور ایک درخت کے نیچے لشکر سے ہٹکر مہترانی بیہوش پڑی ہی اور بیت الخلا
مین لونڈی بیہوش ہی یہ دیکھتے ہی صرصر وغیرہ سے کہا کیون مردار و مین نے تمکو حفاظت کے لیے
جو بھیجا تھا تو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہین کہ اتنے آدمی عیار نے بیہوش کیے اور تمکو خبر نہوئی صرصر
یہ عتاب دیکھکر عذر خواہ ہوئی اور پھر عیاری جاہا کر جاؤن مگر شاہ طلسم نے مصور سے کہا کہ یہ
عورت کنیز ملک بروح ہی اور بی بی آپ کی دری مین لیٹی ہوئی بارگاہ مین ہی یہ سنتے ہی
مصور اڑکر چلا مگر حال سنیے کہ بارگاہ مین برق کی ثنا جو عمرو نے بہت کی ضرغام و جانسوز بھی
اس فکر مین چلے کہ ہم بھی عیاری کرکے نام آوری حاصل کرین آخر لشکر کفار مین آئے یہان نہ عیار
پہچان تھین نہ حیرت تھی سنا ٹا تھا قابو جو پایا دل سے یہ سوچے کہ مصور آخر بارگاہ
مین کسی وقت آئے ہی گا ابھی سے اسکے قید کرنے کا سامان کر رکھو یہ سوچکر کنارے لشکر کے
ایک درخت کے نیچے بیٹھکر نقب لگانا شروع کی اور بارگاہ مین صورت نگار کی مہرہ اسکا توڑا دری
کو جو خنجر سے کاٹا صورت نگار جو اسمین لیٹی تھی زمین پر گری عیارون نے گرنے کی صدا سنکر
اسکو کھینچکر سر نقب پر لاکر رکھا اس طرح کہ آدھا دھڑ نقب مین اور آدھا بارگاہ مین اور اسکے پاؤن
کے نیچے حلقے کمند کے لگاکر آپ بھی چھپکر بیٹھے کہ جو اس کو اٹھانے آئیگا ہم بیضۂ بیہوشی مارکر اسکو
بیہوش کرکے لیجائینگے غرض کہ یہ تو گویا دام مین دانہ ڈالکر بیٹھے اور مصور بیتابانہ آکر بارگاہ مین
پہونچا دری کو الٹا ایک جگہ اپنی زوجہ کو پڑے دیکھا شانے پکڑکر جو اٹھایا پاؤن کو گڑھے
مین لٹکا پایا حیران ہوکر گردن ڈالکر جھانکنے لگا اسوقت ایک عیار نے کمند ماری اور دوسرے
نے بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا عیارون نے اسکو بھی کھینچا اور اسکی زوجہ کو بھی ٹانگ پکڑکر
نقب مین کرلیا ایک نے مصور کو پشتارہ مین باندھکر لادا اور دوسرے نے اسکی جورو کو سنبھالا
لیکر کفار کے لشکر کے نقب سے نکلے اور اپنی بارگاہ کی طرف راہی ہوے لیکن صحرا کی طرف سے چلے
کہ کوئی ہمکو شناخت نہ کرے جب جنگل مین پہونچے تصویر عمرو کی اتار لی اور باہم مشورہ کیا
کہ سر انکے کاٹ کرے چلین یہ سوچکر خنجر دونون نے مارا خنجر جسم پر سے انکے اچٹ گیا پتھر مارے
وہ بھی الٹے پھر آئے اسوقت تجویز کیا کہ زمین مین نالی بناکر بارود بچھاکر انکو اڑادین ایسا ہی
عمل مین لائے یہ تو سرنگ اڑانے کی فکر مین ہین وہان شاہ طلسم نے پھر کتاب سامری دیکھی کہ مرشد زادے
تنہا گئے ہین دیکھون کیا معاملہ گذرا کتاب مین معلوم ہوا کہ عیار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین

یہ دیکھتے ہی کتاب بند کرکے خود پرواز کرکے چلا اور بہت جلد آکر وہین پہونچا کہ عیار نقب کھود کر بارود بچھا رہے تھے شاہ نے نعرہ کیا کہ دونون عیار بھاگے لیکن اسنے سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین سما گئے اسوقت بارگاہ سے برق اور قران بھی بہر عیاری چلے تھے جب جنگل مین آئے بلندی سے لشکر ساحران کو دیکھکر عیاری سوچنے لگے کہ ان کو ایک سناٹا معلوم ہوا اور غور کرکے جو دیکھا تو ضرغام اور جانسوز کو شاہ طلسم نے گرفتار کیا ہی یہ دیکھتے ہی قران ایک ساحر کی صورت بنا اور برق کو بصورت اصلی مشکین باندھکر لیچلا شاہ کے سامنے جاکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ میرے پہاڑ پر جہان مین رہتا ہون یہ عیار آیا تھا مین نے گرفتار کیا ہی شاہ جادوان خوش ہوا اور قران کو پچیس اشرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دینے لگا جب قریب آیا عرض کیا ان دونون عیارون کو بھی مجھے دیجیے کہ اپنے سحر مین مبتلا کرکے حضور کے ہمراہ چلون شاہ نے نذر پر اسکی ہاتھ رکھا اور سحر کیا کہ عیار زمین سے نکل آئے سحر برطرف ہوگیا اسوقت قران پاس تو کھڑا ہی تھا تاک کر حباب بیہوشی جو لگاتا ہی شاہ طلسم کے منھہ پر پڑا کہ یہ بیہوش ہوکر گرا قران نے بغدہ تان کر چاہا کہ سر پر لگاؤن یکایک زمین تھراکر شق ہوئی صدا آئی کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا قران اور تینون عیار گھبراکر بھاگے اور افراسیاب و مصور و صورت نگار زمین مین سما گئے بعد لمحہ کے تینون کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین یہان کی زمردی ہی آسمان سونے کا ہی بیابان سرسبز شاداب ہی بہاریہان کی نایاب ہی کہ

نظم

کہ ناگہ اُسے ایک صحرا ملا — نہایت خوش آیند و دلچسپ تھا
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو آنے لگی — تو روح اسکی کچھ لطف پانے لگی
نمایان ہوئی اُس جگہ ایک جھیل — کہ تھے سنگ پشت اُسمین مانند فیل
کنارے کہین منہہ نکالے نہنگ — کسی جا پہ دو مچھلیون مین تھی جنگ
اُسی جھیل مین آکے تینون نہائے — تو بیہوشی اُتری حواس اُنمین آئے

جب خوب ہوشیار ہوے تین پریزادین زرین پوش حسینہ و جمیلہ سامنے آئین عرض پیرا ہوئین کہ ہم طلسم کی پریان ہین اور یہ بیابان طلسم اور جھیل رہائی کی ہی آپ شاہ ہوکر اکیلے ہر جگہ چلے جاتے ہین اسوقت عیار آپ کو مارے ڈالتے تھے ہم اُٹھالائے یہ سنتے ہی افراسیاب کو غیرت آئی اور مصور سے گویا ہوا کہ میری عزت تو جا چکی تمام طلسم مین مشہور ہوگیا کہ شاہ طلسم کو عیار مارے ڈالتا تھا آپ اس طلسم کی سیر کیجیے مین جاکر قران کو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر پریون سے کہا مرغ زادے جب

سیر کر چکین تو بحفاظت تمام میرے پاس پہونچا دینا غرضکہ آپ روانہ ہوا یہ تو ادھر سے آتا ہی اور مصور
مع اپنی بی بی کے سیر طلسم مین مصروف ہی مگر برق وغیرہ عیار جو اپنی بارگاہ مین بھاگ کر گئے عمرو سے
سب حال کہا عمرو نے جب سنا کہ لشکر ساحران خالی ہی مصور وغیرہ زمین مین سما گئے ہین معلوم
کر کے سب عیارون کو لیکر جنگل مین گیا اور آپ بصورت مصور بنا برق کو صورت نگار
بنایا اور جانسوز کو خدمتگار بنا کر روانہ ہوا یہانتک کہ لشکر ساحران مین پہونچا سب ساحر دوڑے
نہایت خوش ہوے نذرین دین تصدق اتارے عمرو بارگاہ مین جا کر بیٹھا اور اپنے سردارون
مالی جادو بہزاد جادو وغیرہ کو بلا کر حکم دیا کہ میرا خزانہ اور اسباب وغیرہ سب ایک جگہ کرد
کر اسکو لیجا کر مین کہین مخفی کرون تاکہ ایسا نہو عیار اسکو آکر لیجاین حسب الارشاد صندوق زر وجواہر
کے اور دست بقچے اور بدرہان شالون کی سب ایک جا کر کے عرض کیا کہ مال سب حاضر ہے یہان
لانے مین عرصہ ہوگا وہین چلکر لے لیجیے عمرو نے وہان سے سب کو ہٹا دیا اور جال مار کر زنبیل مین
رکھا اور رفیقون سے حکم دیا کہ صندوق مین کنکر پتھر بھر دو تاکہ مصور یہ مال لے جائے تو بہت پچھتائے
اور پشیمانی اٹھائے ملازم حسب ارشاد عمل مین لائے جملہ صندوق خس وخاشاک وسنگریزون سے
پر کر دیے یہ انتظام عمرو کر رہا تھا کہ وہان مصور نے تصویر دیکھی کیونکہ جسوقت شاہ طلسم نے
ضرغام وغیرہ کو گرفتار کیا تھا تو تصویر ان سے چھین لی تھی لیکن جب زمین مین غرق ہوکر صحرائے
طلسم مین پہونچا اسوقت تصویر مصور کو دیکر آپ بہر گرفتاری قران گیا فی الجملہ اسوقت جو
شبیہ عمرو دیکھی معلوم ہوا کہ میری صورت بنکر میرے مال کو تاراج و برباد کرتا ہی یہ دیکھتے ہی بہزادن
سے مصور نے کہا جلد مجھے لشکر مین پہونچا دو انھون نے اسکو ایک صحرا مین لا کر کہا جا یہ وہ لشکر
آپ کا سامنے نظر آتا ہی مصور بعجلت تمام تر مع اپنی زوجہ کے اڑ کر چلا اور بارگاہ کے قریب آکر نعرہ زن
ہوا کہ باش اے دزد مکار مین آپہونچا یہ نعرہ سنتے ہی برق اور جانسوز جست کر کے بھاگے
مصور کو بسبب تصویر کے حال عمرو کا ظاہر ہوا تھا ان عیارون سے واقف نہ تھا اس سبب سے
یہ تو بھاگ گئے مگر اسنے عمرو پر ایسا سحر کیا کہ وہ فرار نہو سکا پاؤن زمین نے پکڑ لیے اسکو مسحور کر کے
بارگاہ مین گیا اور سب مال وغیرہ کو دیکھا ملازمون کو کنکر پتھر بھرتے صندوق مین پایا بہت خفا ہوا
سب کو نکال دیا آخر سارا اسباب لٹا ہوا دیکھکر عمرو سے کہا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون اور جلاد
کو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد سر اس دزد کا جدا کر جلاد مستعد قتل ہوا عمرو رجوع قلب سے دعا کرنے لگا
اسوقت عیار برق جو بھاگ کر گیا صحرا مین پہونچا وہان قران سے ملاقات ہوئی اس سے کہا

کہ اُستاد گرفتار ہوگئے اور سارا حال بیان کیا قِران نے ماجرا سُنکر فوراً صورت اپنی شکل افراسیاب کے بنائی تاج گوہرنگار سر پر رکھکر اور چار قب شاہنشاہی در برکر کے مالا ہاے مروارید گلے مین ڈالکر قباے قلم زرکار و جواہر دوز پہنی قشقہ سے پیشانی کو مزین کیا تصویرین سامری و جمشید و لقا کی کہنی سے شانے تک باندھکر درست ہوکر برق سے کہا کہ شیر صحرائی کی صورت تم بنو برق نے پوست شیر کی نکالی اور اُسکے پاس گھنڈیان لگی ہوئی بہت سی کھالین شیر اور آہو اور سگ وغیرہ کی رہتی ہین اور یہ برق چاہا یہ تو بے شکل بنتا ہی چنانچہ نوشیروان نامے کے دفتر مین ملک فرنگ پر جب مقابلہ مرزوق فرنگی سے اور امیر سے واقع ہوا یہ عیار مرزوق کا تھا اور کتا بنکر سب امیر کے سردارون اور عمرو کو پکڑ لیے گیا تھا اور کسی نے اس کو شناخت نہ کیا پھر عمرو کے ہاتھ سے زیر ہوکر مسلمان ہوا اور اطاعت مین ابتک ہی فی الجملہ شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان پیٹ کے برابر درست کر کے بالون مین چھپائین اور وہ ببر غران اور ضیغم دمان بنکر تیار ہوا کہ شیر فلک جسکی ہیبت سے برج اسد مین جاکر چھپتا اور خنجر گزار سپہر کا زہرہ خوف سے آب ہوتا تھا نظم

بوقت خشم اگر دندان دکھائے — تو ثور چرخ ڈر کر تھرتھرائے
صداے رعد غرش مین تھی پیدا — چمک آنکھون مین مثل برق ہویدا

اس شکل سے جب تیار ہوا قِران اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ لیکر سمت لشکر مصوّر چلا جب لشکر مین پہونچا ساحرون نے دیکھا کہ افراسیاب شیر پر سوار بنہایت کر و فر سے آتا ہی بہر تعظیم ہر شخص حاضر خدمت ہوا جلاد عمرو کو قتل کرنے سے ٹھہر گیا اور مصوّر بھی خبر سُنکر دوڑا اور استقبال کر کے بارگاہ مین لے گیا عرض کیا کہ خوب ہوا آپ تشریف لائے ہین مین نے اس نا عیار مکار کو قتل کرنا چاہا ہی شاہ طلسم نے حال سُنکر کہا اے مرشدزادے برحق آپ اپنا سحر اسپر نہ رکھیے مین شیر سے اس عیار کو کھلوائے دیتا ہون یہ کہکر شیر سے اُترا اور کہا لے شیر اس عیار کو جاکر کھالے شیر نقلی غرا کر جو چلا جس قدر تماشائی اور جلاد وغیرہ تھے بھاگے اور مصوّر نے سحر کی قید عمرو پر سے دور کردی شیر نے جاکر عمرو کو منھ مین دابا عمرو کی گویا فرط خوف سے جان نکل گئی جیتے جی مر گیا اور گھگی بندھ گئی دل سے دعا کرتا تھا کہ آلہی پنجۂ عذاب شیر سے مجھے نجات دے آخر بیہوش ہوگیا لیکن شیر نے نہ چھوڑا منھ سے ہکا دیا پیٹھ پر لادکر سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے کہا وہ خیمہ جو خالی ہی وہان جاکر اسکو کھالے اور میری سواری کو حاضر ہو شیر حکم پاکر خیمہ مین گیا اور تنہائی پاکر عمرو سے ہوشیار کر کے کہا اُستاد خوف نہ کھایئے مین ہون برق اور سب حال بیان کیا عمرو کی جان مین جان آئی شاگرد کو گلے سے لگایا کہا بیٹا یہان

جو کچھ شاہ طلسم کو نذر وغیرہ دے گی اور مصور رہا ہیں جو کچھ ہو وہ لینا چاہیے برق نے کہا زیادہ طمع نہ کیجیے
آپ کی قید ہوئے تو بڑی مشکل سے ہو گی عمرو یہ کلمہ سنکر خفا ہوا کہ بیہودہ تو نے مجھ ایسے قانع کو طامع
اور لالچی مقرر کیا ہی برق نے کہا آپ خفا ہوں میں جاتا ہوں آپ کا نقصان مجھے بھی نہیں منظور
یہ کہکر شیر بنا ہوا قران پاس آیا لیکن یہاں قران نے بارگاہ میں بیٹھ کر سرداران نامی کو جمع کر کے
باتیں کرنا شروع کیں مصور نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب بھر کر دیا قران نے لیکر
آنکھ بچا کر بیہوشی اس میں ملائی اور مصور کو دیا کہ پہلے مرشد زادے آپ پئیں مصور نے جام لیکر
پیا قران نے ساقی سے گلابی لیکر کہا کہ عمرو کے قتل ہونے کی خوشی میں سب کو شراب پلاؤں گا
اور گلابی میں بیہوشی بچالاکی ملا کر ہر ایک کو شراب پلائی بعد لمحہ کے تاثیر ہوئی اور ساحر جوتی پیزار
باہم لڑ کر بیہوش ہوئے اسوقت قران نے بغدا نکال کر دو چار کے سر کاٹے شور اُن کے مرنے کا
بلند ہوا ساحران لشکر کچھ بھاگے اور کچھ سمت بارگاہ دوڑے غلغلہ جو ہوا عمرو خیمے سے بہ شکل
ساحر لینا لینا کہتا ہوا نکلا اور بارگاہ میں جا کر جال مار کر لوٹنے لگا برق نے بھی زمین پر گر کر غلطک لگائی
کہ پوست شیر کی اُتر گئی اور نعرہ کیا منم برق اور قران نے بھی نعرہ کیا دونوں سرا پچے پھاند کر
بھاگے اور عمرو کشتیاں جواہر کی اور اسباب وہاں کا لوٹ کر نعرہ کر کے بھاگا مصور پر اس وجہ سے
ہاتھ نہ ڈالا کہ اسکی قضا نہیں ہی ایسا نہو کہ پھر آفت میں مبتلا ہو جائیں غرض کہ سب لوٹ مار کر
نکل گئے ساحروں نے مصور کو آکر ہوشیار کیا اُسنے اس کیفیت پر اطلاع پا کر سر اپنا پیٹ لیا
اور چاہا کہ بہر گرفتاری عیاران جاؤں لیکن صورت نگار اسکی زوجہ نے منع کیا کہ عیار آفت روزگار
ہیں انکا تعاقب اچھا نہیں سکے مانع ہونے سے یہ رُکا اور بارگاہ میں نیا سامان وغیرہ درست کر کے
فروکش ہوا مگر عیار جو بھاگ کر چلے اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں پہونچکر مہرخ وغیرہ سے سب ماجرا
بیان کیا ہر ایک نے ذلت عدو سنکر خندہ زنی کی اور قہقہے لگائے آخر ہنگامہ عشرت گرم ہوا رقص
و سرود کے تماشے میں مصروف ہوئے قران صحرا میں چلا گیا اور عیار اپنے کام میں سرگرم ہوئے
یعنے فکر عیاری کرنے لگے لیکن شاہ طلسم جو بہر گرفتاری قران روانہ ہوا تھا راہ میں سوچا کہ کتاب سامری
میں چلکر اُسکا حال دریافت کر دیہ تجویز کر کے باغ سیب میں گیا سب نے تعظیم کی تخت پر آکر
متمکن ہوا وہاں وہ کنیز جس کو عمرو نے مصور کی زوجہ بنا کر بھیجا تھا بیٹھی تھی اس کو حکم دیا کہ یہاں
سے نکل جا وہ مایوس باغ سے نکلکر طلسم میں بھیک مانگنے لگی ایک دن ایک ساحر نے دیکھا جوان
عورت دیکھکر اپنے گھر میں لیجا کر رکھا ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ قران

تیری صورت بنکر گیا اور مصور کو لوٹ کر ساحرون کو قتل کرکے چلا گیا اسوقت صحرا مین ہی بہ دیکھتے ہی
چاہا کہ جاکر گرفتار کرون لیکن حیرت اسکو عازم روانگی سمجھکر مستفسر ہوئی کہ حضور کہان جانے والے
ہین شاہ جادوان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ملازمان شاہ کے لائق و شایان
کب ہو کہ عیارون کے پیچھے دوڑتے پھرین لازم ہو کہ حضرت جہان پناہ تامل فرمائین اور کوئی تدبیر
گرفتاری عیاران کی جائیگی افراسیاب اسکے روکنے سے کچھ سمجھ بوجھ کر ٹھہرا اور جام مے ارغوانی پیکر
مزاج کو اعتدال پر لانا چاہا ناچ سامنے ہونے لگا اُسوقت پنجے نے لاکر نامہ دیا لفافے پر مہر خداوند لقا
ثبت تھی اُس کو آنکھون سے لگایا نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندۂ غفلت شعار شہنشاہ ساحران
اپنے خداوند سے تو نے غفلت کی ہو بندگان خوابی نے خداوند کو عاجز و پریشان کر رکھا ہو اور تجھ
سے کچھ نہین ہو سکتا خداوند نے اسی دن کے لیے تجکو یہ سلطنت طلسم عطا فرمائی تھی اور شاہ جادوان
بنایا تھا کہ تو خداوند کی خبر نہ لے لازم کہ بہ مجرد دیکھنے نامے کے یا تو کسی ساحر جلیل القدر کو بہر مقابلہ حمزہ
روانہ کر یا جواب بھیجدے کہ مین مدد نہین کرون گا تاکہ خداوند اور کوئی تدبیر کرین اور کسی دوسرے
بندے کو اپنے بلائین یا خود وہان تشریف لیجائین اس مضمون کو پڑھکر اور عتاب خداوندی
دریافت کرکے شاہ لرز گیا اور اسی وقت سحر پڑھکر دستک دی زمانہ تاریک ہو گیا بعد لمحے کے تاریکی
دور ہوئی اور ابر پردے ہوا پیدا ہو کر زمین پر اترا اُس ابر پر دو ساحر سیاہ فام گندہ دہن بدباطن
سوار تھے شعلہاے آتش سارے جسم سے اُن کے نکلتے تھے سامنے بادشاہ کے آکر دست بستہ
سلام کرکے ٹھہرے اُسنے حکم دیا کہ اے اہلیل جادو و تحلیل جادو تم اپنے ملک سے جمعیت کثیر
لیکر پاس خداوند کے جاؤ اور لشکر خداپرستان کو ہلاک کرو اور ایک عرضی جواب مین نامے کے آپ
بھی لکھکر اُن کے حوالے کی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند دراصل اس بندۂ گنہگار سے غفلت اور خطا
سرزد ہوئی تقصیر میری معاف فرمایئے اور مین بدل اعانت اور تابعداری کرنے کو حضور کی حاضر ہون
دو ساحر گرامی منزلت خدمت سراپا برکت مین بہ جمعیت کثیر حاضر ہوتے ہین یہ کام خداوند کے
بندگان مغضوب کا تمام کر دینگے قصہ مختصر عرضی لیکر وہ ساحر اپنے ملک مین آئے اور لشکر کو حکم تیار
ہونے کا دیا فوج سپہ سالار سردار حربہ ہاے آتشین لیکر سوار ہوے طائران سحر اور اژدہاے دمان
ہر کا ٹھہرے اور زمین بچھ گئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے لاکھ ساحر چلنے پر مستعد ہوے دونون
ساحر اژدہون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوے اور سمت کوہ عقیق چلے گاتے اور ڈمرو بجاتے جاتے تھے
کالی گھٹا اُڑی نظر آتی تھی زمین تھراتی تھی کہ نظم

ہوا پر اُڑا تخت سردار کا
بندھے چست تھے کھاروے کے لنگوٹ
بیان اُنکی شکلون کا کیا کیجیے
درازی کبھی ہو رروے حسد

وہ سب لشکر اُس تخت کے گرد تھا
سبھون کے دلون پر لڑائی کی چوٹ
تصور جو کیجے ذرا کیجیے
کہ تھے ساتھ گز کے فقط اُنکے قد

الحاصل بعد قطع جادۂ طلسم کوہ عقیق مین پہونچے بیان وہ خرس بادیۂ ضلالت مردود و گمراہ یعنے زمرد شاہ لقاے بے لقا راندہ درگاہ آکر نکبت خداوندی پر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک رعد گرجا اور بموجب بیات

ہوے کالے بادل فلک پر نمود
گرجنے لگا ابر وہ رعد دار
سبھون پاس آنے لگین بجلیان

پریشان ہوے ہر طرف مثل دود
چمکنے لگین بجلیان بھی ہزار
بدن کو جلانے لگین بجلیان

لقا یہ علامت دیکھکر پکارا کہ کوئی بندہ خاص ہمارا آتا ہی یہ کلام بختیارک سلیمان منکر بہر استقبال چلے اور بارگاہ سے باہر آکر سمت ابر دیکھا کہ ہزارہا ساحر گردن دشیر آتشین پر سوار آتا ہی اور اژدہون پر تخت کھنچا ہی دو ساحر تاج و لباس فاخرہ سے آراستہ بیٹھے ہین یہ دیکھکر بختیارک نے صدا دی کہ بیت

ندانم بہر تشریف قدومت خانہ دارم ۔ غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم

اس ندا کو سنکر وہ ساحر اترے اور شیطان سے بغلگیر ہوے لشکر ساحران اترنے لگا طبل و نقارے بجنے لگے دونون ساحر ہمراہ شیطان کے بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی اور عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا عرضی پڑھکر بولا کہ ہم نے تقصیر شاہ طلسم معاف کی اور اپنی رحمت اُسپر نازل کرینگے غرضکہ یہ دونون ساحر دنگل پر بیٹھے اور ساقی نے جام شراب زعفرانی دیا ناچ ہونے لگا آخر تونے سبب حال لشکر امیر کا استفسار کیا کہ وہ کیسے بندگان قدرت ہین جن پر اسقدر رحم خداوند کا ہی کہ باوجود اس سرکشی کے خداوند انھین غارت نہین فرماتے بختیارک نے کہا یہ راز خداوندی ہین اس امر کا دریافت کرنے والا بہت جلد ہلاک ہوتا ہی اتنا مین جانتا ہون کہ حمزہ دن بھر خداوند سے لڑتا ہی اور بعد نصف شب کے ایک تہ خانے مین اتر کر نظر مردم سے مخفی ہو کر آنسا نکلتا ہی اور توبہ توبہ کرتا ہی خداوند اُسکی خطائین روز گذشتہ کی معاف کر دیتے ہین صبح کو پھر وہ سرکشی پر کمر باندھتا ہی دوسرے یہ کہ خداوند نے ان بندگان مغضوب کو عالم خواب مین پیدا کر کے

فراموش فرمایا اب نسبت انکے تقدیر ہلاک و غارت فرمانے پر خداوند قادر بغیبن ہین چاہتے ہین کہ کسی بندہ زبردست کے ہاتھ سے ان سرکشون کو برباد و تباہ کراؤن یہ باتین سُنکر ساحرون کو خوف طاری ہوا اور کہا جب خداوند خطا ہین حمزہ کی ہر روز معاف کر دیتے ہین تو ہم کیونکر اُس سے ہم نبرد ہو سکین گے بختیارک نے کہا تم ڈرو نہین خداوند نے فرمایا ہی کہ اب خطا اسکی معاف نہ کرونگا اور تم کو اُسپر غلبہ حاصل ہوگا یہ سُنتے ہی لقا نے پکارا کہ اے بندو میرے مین نے تم کو نظر کردہ کیا اور تمھارے ہاتھ سے سب کو قتل کرا کر افتخار جاوید تم کو عطا کرونگا زبان خداوند سے یہ کلمات مرحمت مشحون استماع کر کے سجدے مین گرے اور بہت خوشنود ہوے اس اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا اور ساحر روزگار نے طلسم عالم مین تاریکی شب ظاہر کی اور دانہ ہاے انجم کو رائی سرسون کی طرح میدان چرخ مین چھٹکایا اور رال کا گولا مہتاب تابان کو بنایا کہ ابیات

درخشان خداے ستارے کیے	عطا چرخ کو ماہ پارے کیے
لگا ناچنے چرخ نیلوفری	بجائی تھی دف زہرہ و مشتری
خوشی کی ہوئی چرخ پر انجمن	کہ سارے ستارے ہوے خندہ زن

ساحرون نے حکم دیا کہ ہمارے نام پر نقارہ جنگی گرد گرا اے بموجب حکم لقا فوج ساحران مین نفیر بجی اور طبل رزم پر چوب پڑی آسمان کو چکر آیا اور زمین کو جنبش ہوئی کہ نظم

دماموں سے نقارے تھے کامیاب	بجین تو بتین ہر طرف کو شتاب
صدا بم کی دوّن دوّن جو تھی کیا کہون	یہ مطلب تھا ہی زیر گردون دون

صداے طبل سُنکر جاسیس لشکر امیر کشور گیر جو بصورت مبدل بہ خبر فوج ساحران مین آئے تھے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین سامنے شہنشاہ گردون بارگاہ سعدبن قباد عالی نژاد کے حاضر ہو کر عرض پیرا بزبان عجز بیان ہوے کہ قطعہ

اے خسرو زمانہ کہ از روے معدلت	مسند فراز گنبد اخضر نہادہ
بادا ابلق سپہر ترا رام کز ظفر	صد داغ بر جبین مہ و خور نہادہ

دو ساحر اہلیل و تحلیل جادو نام نے اکر شور و شر مچایا ہی طبل جنگ بجوایا ہی اس خبر کو عرض کر کے ہرکارے علحدہ ہوے اور شاہ نے سمت صاحبقران ملاحظہ فرمایا وہ ارادہ شاہ پر اطلاع پا کر ارشاد کنان ہوے کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خداے جبار و قہار طبل حرب نواخت مین آئے کیونکہ جیسا کچھ منشی تقدیر نے ہماری سرنوشت مین ترقیم فرمایا ہی وہی پیش آئی ہی کہ بیت

خصم را گردن نہم بے اعتباری آورد　　مردن او دے ترکہ در بے اعتبار زیستن

حسب فرمان قضا جریان چالاک نے جا کر نقارخانہ سلطانی مین طبل سکندری پر ڈال دی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک بہادر خبردار ہوا کہ دم بھر ہنگامہ کارزار ہوگا نقد جان عروس جلادت پر نثار ہوگا اس معرکہ مین پروردگار آبرو رکھ لے اور سرخرو کرے غرضکہ دربار شاہ نے برخاست فرما کر حکم آراستگی فوج صادر فرمایا درستی آلات حرب مین ہر ایک تہور دستگاہ جلادت شعار مصروف ہوا جوش شجاعت مین بہادران زمان کے ورد زبان تھا کہ کل معرکہ ہمارے ہاتھ ہے تیغ و گردن کا ساتھ ہے کہ نظم

اگر بر نیاریم تیغ از نیام　　کہ پیش زبونان زبونی کنیم

زمردی بما بر نیارند نام　　اگر یار باشد جہان آفرین

نخود ننگ را راہنمونی کنیم　　بہ تیغ از عدو باز خواہیم کین

شب بھر جانبین مین تیاری سامان جدال و قتال رہی شمشیر ہائے صاعقہ خصال اور خدنگہائے جانستان و شعلہ بار پر آبداری دی گئی کمان ہر ایک خطاکرداروں کے لیے سینک کر درست ہوئی اسی مشغلے مین جب رات کٹ گئی اور طاؤس روشن نگاہ گرم خوآشیانہ نور مشرق سے اڑا اور صولت و شہامت کو اپنی خلق پر زاغ شب کو شکار کر کے ظاہر کیا علم خط صبح ہوا کہ مثنوی -

یہ طاؤس رخشان مین تھی روشنی　　ادھر آتا تھا وہ بڑی دور سے

کہ چشم خلائق کو دی روشنی　　وہ پرواز مین تھا پر نور سے

دم بھر امیر اور وظائف سے فارغ ہو کر اسلحہ زیب جسم فرما کر مع تمام سرداران ذی وقار کے در دولت بادشاہ پر حاضر ہوئے اور پلٹنین رسالے فوج فوج و موج موج میدان جنگاہ کو گئے شہنشاہ عالم نے بھی نماز پڑھ کر اسلحہ زیب قامت کیے اور سواری طلب کی کہ ابیات

غرض صبح جسدم ہوئی جلوہ گر
درخشان و تابان وہ تھا بہر دار
کمر بند مین کار ہیرے کا تھا
کہ جو دو کرے کوہ کو ایک بار
ہر اک فن سے واقف جو تھا وہ جوان
پکارے کہ ہو توس ہین آفتاب
اٹھا تخت ہر اک کہاری چلی
اور اُنپر بہت شوخ مینے کا کام

تو فوراً جلوس آیا دروازے پر
لپٹا کمر بند وہ زر نگار
گلے مین بھی اک ہار ہیرے کا تھا
وہ بائین طرف ترکش لاجواب
رکھی سیدھی کاندھے پا اپنی کمان
غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا
گیے توکہ باد بہاری چلی
سرون مین جو ہیرے نکے تعویذ تھے

رکھا سر پہ تاج جواہر نگار
کہ جس پر جواہر کا بالکل تھا کار
حمائل وہ تلوار کی آبدار
کہ ہر تیر تیر قضا کا جواب
کمان کاندھے پر دیکھ کر تیغ و شباب
ہوا تخت شوکت پہ جلوہ نما
لگین مچھلیاں تھین سرون پر تمام
سیہ شب مین تارے تھے چھلکے ہوے

جڑاؤ وہ مینے کے تھے سیس پھول
کہ قائل رنگ انکے مریخ کے
کہاروں کی تعریف مین کیا کرون
صبا سے زیادہ تھے وہ بے تکان
کہ اک قدرتِ حق ہویدا ہوئی
ہوا سب نے بڑھ بڑھ کے مجرے کیے
مغرق ہر اک سانڈنی پیش پیش
لیے خاصبان خاص بردار تھے
بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال
گرے ابر مین جیسے آواز رعد
زرِ سرخ ہوتا تھا اُس پر فدا
بڑھے عمر و دولت بڑھے عز و شان
ادھر سے کے لشکر لقا بھی چلا
ہر اک سحر مین چیدۂ روزگار
مقابل ہوئی فوج سے آکے فوج
تو ساحر ہی ساحر تھے میدان مین
ہوئے قلب مین جلوہ گر بادشاہ
قیامت سی اُس دشت مین آ گئی
سنو حال ان سب کے سامان کا
تو پانی بیابان مین بڑھتا تھا
کسی نے کیا اژدہون کا برن
وہ سب لشکرِ شہ سے اقرب ہوئے
کہ اے نامداران میدان کین
عوض جان کے تو اُسکو اک آن مین
پکارا کہ اے حمزۂ نامور

کہ تھے رنگ مین جیسے اُنیس پھول
اسی طرح دروازے تک آیا تخت
روانی کی توصیف مین کیا کرون
پڑی تھی جو چلمن لگا ایک بندھی
سواری شہنشہ کی پیدا ہوئی
چلا تخت شاہنشہ نامدار
کہ اک لف سے تھا شمار اُنکا بیش
تھی وردیاں مختلف زیب تن
ہر اک نوجوان شیردل خوش جمال
سمان صبح کا روشنی کا ظہور
قدم با قدم مثل بادِ صبا
غرض پہونچا لشکر بیابان مین
بیابان مین وارد ہوا بے حیا
وہ کھینچ اُسکے بس ہاتھیوں پر سوار
ملے جس طرح سورج سے آکے موج
پرے جگنئے رن مین جب ہر طرف
بڑھے ہر طرف ساحر روسیاہ
اُٹھا ایک جانب سے طوفان سا
کسی نے کیا سحر طوفان کا
بنا ایک غول اُنمین سے شکل شیر
دکھانے لگے اپنا اپنا وہ فن
غرض جب کہ ترتیب لشکر ہوا
کوئی شئے شجاعت سے بہتر نہین
ہلے یہ صدا دے کے جبدم نقیب
مقابل مرے ہو کوئی جلوہ گر

کہ ٹٹے ہاتھ مین ایسے یاقوت کے
کہاروں نے بڑھکر بدلوایا تخت
نہ ہوتی تھی چلنے مین اُنکے تکان
کسے تاب تھی یہ جو دیکھے کوئی
کھڑے ہو گئے جتنے سردار تھے
ہوئے گرد امیرانِ عالی وقار
ہزاروں زرہ پوش اسوار تھے
نگاہوں سے گذرا چمن کا چمن
وہ نقارے ہاتھی پہ اُن سب کے بعد
درختوں پہ نغمہ سرا تھے طیور
نقیبوں کی یہ بات زیب وہان
بہادر وہ ٹٹے آ کے میدان مین
تھے ہمراہ ساحر بہت بیشمار
ہو جس طرح برج سیہ آشکار
جما جب وہ لشکر بیابان مین
ہر اک غول نے باندھی یکبار صف
زمین ایک باری وہ تھرا گئی
سمندر سے بھی لاکھ حصہ سوا
پڑھنت اک طرح کی ہر ایک پڑھتا تھا
گھرے بیچ مین شیروں کے وہ دلیر
ہزاروں مین سے شکل عقرب ہوئے
نقیبوں نے دی یک بیک جب صدا
چلو نام بکتا ہر میدان مین
تو اہلیل نکلا بشکل مہیب
اس ندا کو سنکر وار اب کشتو گستا

امیر گھوڑا اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب ہوا **اہلیل جادو** زمین پر گر کر اژدر و ماں بنکر شعلہ ہائے آتش چھوڑتا اُسپر آیا شاہزادہ نے بہت سے تیر لگائے جب تیر قریب پہونچے آتش دہن اژدر سے جل گئے شاہزادہ تلوار کھینچکر جا پڑا لیکن اُسنے قلاب آتش چھوڑکر دم کھینچا **داراب** نے لنگر مارا کہ یا تک زمین میں غرق ہوگیا مگر دم اژدر کا وہ زور تھا کہ تھم نہ سکا کھنچتا ہوا مُنھ میں اژدر ہے کے گیا اژدر اُسکو نگل کر اپنے لشکر میں آیا اور اوگل دیا شاہزادہ بیہوش تھا اُس کو داروغہ زندان میخوار **سرکش جادو** کے حوالے کیا کہ اُسنے لجاکر مقید کیا اور **اہلیل جادو** پھر میدان میں آکر مبارز خواہ ہوا اب کی بار پسر **بدیع الزمان** شاہزادہ **تورج** اسکے سامنے گیا فی الفور اُس ساحر نے ایک گلدستہ لیکر روبرو کیا وہ گلدستہ کھل گیا اور چہرہ اُسمین سے پری کا نکلکر خندہ زن ہوا صدائے قہقہہ بلند ہوئی اس غنچہ دہن کے ہنسنے سے **تورج** روتے روتے بیہوش ہوگیا اُسنے انکو بھی باندھ لیا اور میخوار کے حوالے کیا پھر نعرۂ ہل من مبارز کی صدا بلند کی ابکی بار **خورشید بن ہاشم تیغ زن** نبیرہ **امیر** نے اجازت حرب بادشاہ سے لیکر مرکب کی باگ اُٹھائی جب سامنے **اہلیل** کے گیا اُس نے کچھ پڑھ کر دستک دی ہوا تند چلی اور زمین سے ایک سرو قد نکلی صورت رعنا اُسکی گل گلشن داؤد تھی قامت زیبا میں وہ صنوبر شمشاد تھی پاس اس نونہال صاحبقرانی کے آئی اور پکاری کہ کیوں صاحب ہمارا تمھیں ذرا بھی خیال نہیں **خورشید** یہ صدا اُسکر مرکب سے اُترا اور پاس اس نازک بدن کے گیا اُسنے آغوش محبت میں لیا اور گلے سے لگایا شہزادہ گلے ملتے ہی بیہوش ہوگیا وہ زن سحر تو پھر زمین میں سماگئی اور **اہلیل** نے انکو زندان بان کو دیکر قید کرایا اور پھر طالب ستیز ہوا لشکر اسلام سے شاہزادگان ذی وقار اور سرداران عالی تبار جا جا کر اسکے سحر کی عربدہ پردازی سے مقید ہوئے اور قریب ایک سو بیس۲ سردار کے قید ہوگئے اسوقت **بختیارک** نے **وسواس عیار** کو بلا کر کہا تو چپکے سے جاکر کہہ آ کہ اے **اہلیل** اب جنگ مغلوبہ کرکے حریف کو قتل کرو کیونکہ **حمزہ** مالک اسم اعظم ہے اگر وہ مقابلے میں آئے گا تو کچھ بن نہ پڑے گا **وسواس** نے جاکر پیام دیا **اہلیل** نے ساحروں کو للکارا کہ ہاں ان سرکشوں کو گھیر و اور قتل کر و ساحر اور سپہ سالاران لشکر یہ حکم سنکر حربے لیکر حملہ آور ہوے اس طرف سے **امیر** بھی **اشقر** اُڑا کر چلے اور بقیہ سرداروں کے نعرے بلند ہوے بادشاہ نے بھی تخت چھوڑکر مرکب خنگ سیہ قیطاس زیر ران کیا تلوار کھینچی سپاہ ہر دو باہم ملگئی بھڑکر تلوار چلنے لگی ہر ایک بہادر نے شمشیر زنی سے تہلکہ ڈال دیا اسوقت ساحروں نے سحر کیا کہ عقرب و مار برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر وہ بہتا تھا کہ **نظم**

وہ جادو میں تھے ہر کسی سے سوا	ہر اک سحر میں ساحری سے سوا	لیا گھیر جب لشکر شاہ کو

دبا ہے گہن جس طرح ماہ کو
قمر ہو جو عقرب مین اے ہمنشین
عجب رنج مین ہر دلاور گھرا
گئی ہائین سمت اسکی جسدم نگاہ
ہزارون دکھائی دیے انکو شیر
دکھائی جو دی تھین بلائین عجیب
تو ڈوبے بہت مرد طوفان مین
یہ حمزہ نے دیکھا جو مین ماجرا
تو جادو گرون کا ہوا رنگ فق
بڑھا پڑھ کے بسم اللہ آگے وہ شیر
بلا دور اُس جا سے تھی بیگمان
یہ دھیان آگیا اُنکو اُسدم مگر
تو چمکائی وہ برق کر کے علم
یہ چکر مین تھا دائرہ نور کا
تو وہ جل گیا اُسپہ بجلی گری
ملی اسم سے تیغ کو ایسی تاب
نہ اژدر رہے اور نہ بچھو رہے
شہ فوج انجم کی آمد ہوئی
ذو ہر سینہ زن سارے ساحر رہے

جو عقرب کے اندر قمر آگیا
تو ہرگز لڑائی مبارک نہین
نگہ دہنی جانب جو کی ناگہان
تو عقرب نظر آئے لاکھون سیاہ
اسی طرح جس سمت مُنھ پھر گیا
وہ اک تہ ہو گئین سب قریب
بہت سے ہوے اژدہو نسے ہلاک
وہین اسم اعظم پڑھا پر بلا
پرا تھا جو اُن ساحرون کا کھڑا
ہوا اسم اعظم کے باعث دلیر
مگر رہتی تھی ہر طرف کی بلا
کہ وہ اسم اعظم پڑھا تیغ پر
پھری گرد اُس مہ کے شدت سے وہ
نظر آتا تھا دائرہ نور کا
صدا فوج کے دے رہے تھے نقیب
کہ طوفان کا کھویا اُسنے شباب
لڑائی رہی صبح سے تابہ شام
لڑائی وہ پھر صبح پر اُٹھ رہی

تو دل شاہ کا وان پہ گھبرا گیا
غرض ہر طرف سے وہ لشکر گھرا
نظر آئے اژدر کشادہ دہان
پس پشت جسدم لیا مُنھ کو پھیر
نظر آئی اُنکو مہی ایک بلا
بلاؤن نے گھیرا جو میدان مین
بہت کو کیا عقربون نے بھی خاک
پڑھا پانچسو بار جب اسم حق
تو لرزہ سبھون کے بدن مین پڑا
جدھر اسم پڑھتے تھے صاحبقران
اُسے دور کس طرح کرتے بھلا
وہ جب کرچکے تیغ پر اسم دم
مشابہ تھی ہالے کی صورت سے وہ
پڑی روشنی جبکہ تلوار کی
کہ نصرٌ من اللہ فتح قریب
نہ شیر اسکے باعث سے یکسو رہے
چھپا مہر آخر ہوا دن تمام
بجے اس طرف کو دہل فتح کے

جسوقت کہ زاہد قدرت نے شعلہ ہاے تنویر شعاع مہر کو آیۂ واللیل اذا عسعس سے فرو کیا اور تیغ کہکشان کو میدان سپہر مین چمکایا لشکر لقا مین طبل امان بجا اور لشکر جانبین کا خیمہ گاہ کی طرف پھرا **اہلیل جادو** چلتے وقت کہتا گیا کہ اے مسلمانون آج مین **حمزہ** کا اسم اعظم بند کرکے تم سب کو قتل کرونگا ورنہ آکر خداوند کو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ غازیون نے اُس تقریر کے جواب مین لعن طعن **لقا** پر کی لیکن **امیر** اپنے بیٹون اور سردارون کے قید ہو جانے سے رنجیدہ و دل کبیدہ پھرے لشکر نے کمر کھولی اور کشتون کو دفن کرایا زخمیون کا علاج ہونے لگا بادشاہ نے شب کی خستگی کا خیال کر کے رات کا دربار معاف کیا ہر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آرام

گزین ہوئے طلایہ پھرنے لگا امیر نے عبادت کرنے کا سرانجام کیا بادشاہ سمت عیش محل تشریف لے چلے سردار اور عیار جلو خانے تک پہونچانے ہمراہ آئے راہ مین بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے ساحرون کا لشکر پر غلبہ ہوتا ہی سردار گرفتار ہو جاتے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار نام کو ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ فرما کر شاہ تو داخل شبستان ہوئے مگر عیارون نے غیرت مین آکر تہیہ کیا کہ چل کر ساحران نابکار **اہلیل و تحلیل** کو قتل کرکے اپنے سردارون کو چھڑانا چاہیے ایسا کچھ مشورہ کرکے **ابوالفتح اصفہانی** و چالاک بن **عمرو** و **گلباد عراقی** و **کلباد عراقی** چار عیار قنطورہ زربفتی و بنیاوے سقرلاتی لگا کر حیلہاے ناحق سے چست و چالاک ہو کر روانہ ہوئے اس طرف **لقا** جب اپنی بارگاہ مین پھر کر آیا واسطے اُن دونون ساحرون کے حکم دیا کہ حوالی قلعہ کوہ **عقیق** مین جو باغ کہ باغ **مینا** کہلاتا ہی وہان جشن کا سامان مہیا کیا جاے اور آج سے اُس باغ کی ایسی تیاری ہو کہ اُسے ہم جنت قرار دینگے اس حکم کو سنکر **سلیمان** نے باغ کی آرایش کرائی اور سامان عشرت مہیا کیا دم بھر مین یہ عالم ہو گیا کہ نونہالان گلشن تاج پوش تھے جام مے نزارت وتراوت نوش تھے ہر شجر جو بن مین پری تھا آسیب خزان سے بری تھا زمین وہان کی فلک تھی ایسی چمک تھی کہ

نظم

وہ گل پھول ایسے نمایاں ہوئے
کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوئے
صفت کر سکون مین کہان نہر کی
جواہر کی تھین پٹریاں نہر کی
ہر اک سو خرامان بط و قرقرے
شجر بار ور سر سے پا تک ہرے
سنڈے تھے روپہلی تمامی سے سب
بہار آ گئی تھی چاندنی مین غضب
خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین
کہ رشک اُنسے جنت کے طائر کرین
جو تھی مختلف طائرون کی صدا
بجا ہی جو کہیے کہ ارگن بجا
عجب سیر باغ دل آرا کی تھی
وہ ساری زمین مشک سارا کی تھی
یہ مضمون ہی طبع چالاک کا
سنو لطف انگور کی تاک کا
ہر اک کا ملائی کی تھیلی چڑھی
دو بالا ضیا خوشون کو دیتی تھی
سنہری جو تھی دار بست آشکار
ہری بیل دیتی تھی اُس پر بہار
لیے بیلچے ہاتھ مین باندھے صف
اُڑتی پھرتی تھین مالنین ہر طرف
دو رستہ رکھے جھاڑ بلور کے
یہ تھا صاف روشن کہ ہین نور کے
ہر اک روش اسطرح کا تھا کنول
کہ تازہ رہے جس سے دل کا کنول
فروزان وہ ہر ایک مرزنگ تھی
صفائی دل صاف کی رنگ تھی
نہ دنیا مین تھا اُس سے بہتر مقام
غرض شستہ ورفتہ تھا ہر مقام

جب جملہ سامان آراستگی باغ ہو چکا **لقا** مع جادوگرون کے داخل باغ ہو کر تخت پر بیٹھا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا اُسوقت **اہلیل** سے **بختیارک** نے کہا آپ دونون صاحب یہان تشریف

فرما ہین وہان لشکر مین عیار آکر سرداران مقید کو رہا کر کے لیجا ئینگے **اہلیل** نے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ
مین دن بھر بسبب رزم و پیکار کے تھک گیا ہون لشکر مین جاکر اندرون بارگاہ آرام کرونگا
اور محافظ مجرمان بھی رہونگا یہ کہکر خداوند سے رخصت ہوکر بارگاہ مین پہونچکر آرام گزین ہوا اور
باغ مین اُسکے بھائی کے سامنے ناچ ہونے لگا لیکن عیار چار ون جو اُنکے قتل کے لیے چلے تھے اُن مین
سے **کلباد عراقی** نوجوان کی صورت بنکر غریب آدمی کی ایسی وضع بناکر یعنے لنگوٹی باندھی نگرکھا
پیوندداربہنکر برہنہ پا در باغ مینا پر آیا یہان جلسۂ عشرت کی دھوم تھی ایک کیفیت ہجوم تھی جتنے
ساحر اور امرا اندر باغ کے تھے اُن کے ملازم اور چوبدار و خدمتگار در باغ پر جو صحنچیان بنی تھین اُنمین
جمع تھے کوئی شراب پیتا تھا کوئی اندر باغ کے جاتا تھا کوئی باہر آتا تھا کوئی لوٹیا لیے دوڑا جاتا تھا
کہ میان پیشاب کو اُٹھے ہین کوئی لالٹین اور جوڑا پاپوش کا لیے اندر گیا تھا کہ حضور اُٹھے ہین کسی
کے کاندھے پر میان کی شال پڑی تھی کسی کے کاندھے پر تہ کیا ہوا شالی رومال تھا کوئی کہنی پر
رومال یا چادر اتہ کیے ڈالے گرڈ گرڈی سنبھالے تھا معرکہ اور جتنے ہر ایک کے سر پر لگے تھے سُرخ
پگڑیان باندھے تھے بعض چنی ہوئی چکن پہنے کمر باندھے کمر سے بنی پاک گھڑے تھا اُنھین مین سے
ایک بوڑھا چوبدار اکیلا ایک طرف کی صحنچی مین بیٹھا تھا اور بسبب کبرسنی کے تھک گیا تھا حقہ
پینے کو جی چاہتا تھا مگر اُٹھتا نہ تھا اتفاق سے **کلباد** اکیلا دیکھکر اُسی طرف گیا چوبدار تو گویا خدا
سے چاہتا تھا کہ کوئی ادھر آئے اس کا آنا غنیمت سمجھا جیسے خضر ملے خوش ہوکر یہ بھی نہ پوچھا کہ تم
کون ہو بلکہ ممنت گویا ہوا کہ میان صاحبزادے تم سلامت رہو ذرا سی آگ لیتے آؤ **کلباد** نے
کہا بہت خوب کیا میان مردہے صاحب حقہ پیجئے گا کہیے تو چلم بھر لاؤن اور حقہ تازہ کر کے رکھجاؤن
مردہے نے کہا اے تم جیتے رہو آؤ تم بھی پینا **کلباد** نے حقہ تازہ کر کے رکھا اور چلم لیکر آگ لینے گیا
اور چلم مین بیہوشی بھر کر آگ لایا مدار یا تیار کر کے مردہے کے روبرو رکھا اس نے کہا سُلگاؤ
جواب دیا کہ مین نہین پیتا ہون آپ کے فرمانے سے بھر یا وہ دعائین دینے لگا اور ایک دم
کھینچکر لگایا دھوان منھ ہی مین رہا اور مردہا بیہوش ہوگیا ازبسکہ تنہائی تھی **کلباد** نے اُسکے کپڑے
اُتار کر وہین ٹھہر کر مثل اس کے اپنی صورت بنائی اور اُس کو زیادہ بیہوش کر کے پگڑی سر پر
اپنے رکھکر عصا لیکر باغ کی طرف چلا چلتے وقت اُس کو اسی کے بچھونے دری چادر وغیرہ مین
لپیٹ کر مخفی کر دیا غرضکہ جب اندر باغ کے گیا عجب باغ زینت آگین دیکھا اور زیر شگیرہ
زرتار جواہرکار تخت پر **لقا** کو بیٹھے پایا گرد امیران عظام کا مجمع دیکھا ایک طرف دنگل پر **تحلیل**

بیٹھا تھا اور رقاصہ ناچ رہی تھی ہنگامہ عشرت گرم تھا کہ یہ بھی سامنے اُس انجمن رشک دہ بزم انجم سپہر
کے جاکر ٹھہرا اُسوقت بختیارک نے تحلیل سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب اکیلے لشکر مین گئے ہین
ذرا اُن کی خبر رکھیے اور سرداران امیر کو اچھی طرح قید کیجیے ورنہ عیار آکر لیجاینگے تحلیل نے کہا کہ جی
تمھین وہم بہت ہی میرا بھائی ایسا نہین ہی کہ کوئی اس کی موجودگی مین لشکر کے اندر آسکے اور قیدیون
کی جانب دیکھ سکے بختیارک نے کہا بڑے بول نہ بولو آج رات خیر سے کٹتی نہین معلوم ہوتی آگے
تو عمرو یہان تھا اب اُسکے بیٹے اور شاگرد سب ملک الموت ہین مجکو تو آج سب حاضرین دربار
عیار نظر آتے ہین بلکہ در و دیوار سب عیار ہی عیار ہین ابھی وقت ہی سنبھلا ہی تم خداوند کی تقدیر کے
بھروسے پر نہ رہو کچھ تدبیر ایسی کرو کہ زندہ بچو تحلیل ان باتون سے ہنسنے لگا اور گویا ہوا کہ ہم ایسے
ویسے ساحر نہین ہین کہ ہمین کوئی مار ڈالے تم دیکھنا کہ اسم اعظم حمزہ بند کر کے خدا پرستون کا خاتمہ
کرتا ہون بختیارک نے کہا کہ تقریر سے کام نہ چلے گا جو مین کہتا ہون واسطہ سامری کا مانو غافل رہو
خلاصہ یہ کہ اس شیطان نے ایسا ورغلایا کہ اس نے ایک رقعہ لکھا یہ کیفیت اس مین درج
تھی کہ بھائی مکان اپنی سکونت کا اور قیدیون کی جگہ سحر بند کر دو کہ عیار سارے لشکر مین پھیلے ہین
یہ لکھ کر اِدھر اُدھر دیکھا سامنے کلباد شکل چوبدار کھڑا تھا اُس کو پاس بلاکر رقعہ دیا کہ اہلیل پاس
لشکر مین لیجائے اور کہا زبانی بھی کہدینا کہ سحر سے غفلت نہ کرین عیار کا بہت خیال رکھین کوئی
زندان کی سمت جانے نپائے کلباد پیام سنکر رقعہ لیے چلا دل سے کہتا تھا کہ موقع تو خوب ہاتھ
آیا اب مارا مین نے دونون کو فی الجملہ وہان سے لشکر مین پہونچکر اہلیل کے پاس آیا اور رقعہ دیکر
کہا کہ آپ اسکو پڑھکر ذرا علیحدہ چلین کہ آپ کے بھائی نے اور کچھ کہا ہی اسنے رقعہ مین خط اپنے بھائی
کا پہچانا اور چوبدار کے ساتھ اُٹھکر کنارے لشکر کے گیا اور چوبدار مصنوعی نے تنہائی مین پہونچکر
حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اُس نے لباس اُسکا اُتارا اور وہین بیٹھ کر فتیلہ عیاری
جلا کے اُس کی ایسی صورت اپنی بنائی اور ایک گٹھری کی طرح اُسے باندھ کر چادر مین چھپائے
ہاتھ مین لٹکائے بارگاہ مین آیا ملازمین سے کہا تم سب ہٹ جاؤ مجھے بھائی صاحب نے ایک چیز
ایسی بھیجی ہی کہ مخفی کر کے اُس کو رکھون گا وہ سب ہٹ گئے اس نے ایک صندوق مین اہلیل کو
بند کر کے قفل دے دیا اور آپ باہر بارگاہ کے آکر پکارا کہ کوئی ہی ملازم حاضر کہکر سامنے آئے اُن سے
حکم دیا کہ مجھے آج کھٹکا ہی کہ عیار آکر قیدیون کو چھڑا لیجاینگے لہذا دارو غہ محبس سے کہو کہ سب اسیرون
کو یہان لے آئے مین آپ پہرا دونگا یہ حکم سنکر ملازم چلے اور کلباد بھی چلا کہ زندان سے سردارون کو

نجات دلوا کر باہر سے باہر ہی لیجاؤن پھر آکر سمجھ لونگا غرضکہ اول کچھ نوکرون نے میخوار سرکش جادو
دار وغہ سے جاکر اطلاع دی کہ حضور قیدیون کو مانگتے ہین جلد لے چلو دار وغہ حکم پاتے ہی اسیران
کو زنجیر سحر مین باندھ کر چلے راہ مین اسکو دیوانہ آہن خوار جادو نام کہ توشک خانہ کا مالک ہی
ملا اور اسنے میخوار کو ٹوکا کہ اسیرون کو کہان لیے جاتا ہی میخوار نے کہا حضور مانگتے ہین یہ گفتگو
ہتی کہ اہلیل نقلی بھی آکر پہونچا آہن خوار اسکو دیکھکر خاموش ہو رہا بلکہ بارگاہ کی طرف چلا گیا
اور کلباد نے ٹھہر کر کہا کہ مین اپنا سحر اُن پر قائم کرتا ہون تم اے میخوار جادو اپنی قید سب پر سے
درفع کر دو اُسنے سحر کا رد پڑھنا شروع کیا لیکن دیوانہ آہن خوار جو بارگاہ مین گیا یہ تو مالک
توشک خانہ ہی لباس وغیرہ رکھنے کے لیے جو صندوق کھولے ایک مین اہلیل کو بند پایا حیران
ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی یعنے ایک اہلیل تو قیدیون کو چھڑا رہے ہین اور دوسرے یہان ہین آخر سحر
پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک عورت سیہ فام رقعہ لیے نکلی وہ رقعہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ
یہ اہلیل اصلی ہی اور وہ عیار ہی جو قیدیون پاس ہی یہ پڑھکر رقعہ زن سحر کو دیا کہ وہ لیکر غائب
ہوئی اور یہ اُٹھ کر دوڑا کہ ایسا نہو عیار اسیرون کو چھڑا لیجائے اور راستے سے ایسا سحر کیا کہ کلباد
زمین پر گر کر لوٹنے لگا میخوار یا تو سحر پڑھ رہا تھا یا اسکو اُٹھانے مین مصروف ہوا اس عرصہ مین
دیوانہ آہن خوار پہونچا اور پکارا کہ لینا اس بدذات کو یہ مکار عیار ہی مالک کو ہمارے صندوق
مین بند کر آیا ہی یہ سُنتے ہی میخوار نے سحر کیا کہ کلباد بھی ہمراہ سردارون کے زنجیر آتشین مین بندھ
گیا یہ لیکر سردارون کو قید خانہ مین گیا اور آہن خوار نے آکر اہلیل کو ہوشیار کر کے سارا ماجرا
بیان کیا اس نے پوچھا کہ پھر وہ عیار کہان ہی اُسنے کہا قید کر آیا ہون اہلیل سب حقیقت سُنکر
خائف ہوا اور لباس درباری پہنکر باغ کی طرف چلا کہ بھائی سے سب حال کہکر اُسکو بھی بلا لون
اکیلا لشکر مین رہنا اچھا نہین ایک سے دو بھلے یہ سوچکر روانہ ہوا اسکو جاتے ابوالفتح عیار
نے دور سے دیکھا کیونکہ چار عیار بہر عیاری آئے ہین وہ سب اسی فکر مین پھر رہے تھے غرضکہ جب
اسنے جاتے دیکھا فوراً اپنی صورت مثل برہمن کے بنائی چندوے دار ٹوپی پہنی انگوچھا کندھے پر
ڈالکر ایک سرے مین انگوچھے کے پترہ باندھا دوسرا سرا سینے کے قریب لٹکایا مرزائی کے نیچے جنیو
چھپایا اور دھوتی تہبری باندھے قشقہ پیشانی پر دیا لشکر سے نکلکر شگن ساعت پکارتا چلا جب
اہلیل لشکر کو طے کر کے صحرا مین پہونچا برہمن نے اسکو دیکھکر اسیس دی کہ بھگوان بھلا کرے پرمیشر
بنائے رکھے نارائن کرے بچہ آنند رہو بول بالا دشمن ردر ہے اب تو آپ کی نوین برہسپت

ہو چندرمان بلی ہو چولا سکھی رہیگا بھگوان کی دیا سے مورے مہاراج کی بڑھتی کے دن ہین منگل
پانچوان سورج کو بہتری یعنی شرف ہو سب کام سدھ ہون گے اہلیل نے یہ باتین سنکر گھوڑا
روک لیا اور کہا مہاراج آج بڑی خیر ہوئی جان بچگئی نہین تو عیار نے مار ڈالا تھا آپ ذرا پترے مین
دیکھیے تو کہ مین اور بھائی میرا حمزہ پر فتحیاب ہوگا برہمن نے یہ سنکر کہا راہ چلتے مین شگن پوچھنا اچھا
نہین ذرا ٹھہر جایئے تو مین بچار دون اہلیل گھوڑے سے اُترکر برہمن کے پاس آیا اور پانچ روپیہ
پوتھی کھلوائی سامنے رکھے برہمن نے پوتھی کھولی اور سنکھ بر کھر تھن کر کھ سنکھ کنیان تلا بر چھیک
وغیرہ کا انگلیون پر بچار کرکے کہا یہ پوتھی مین جو شنجرف سے سُرخ کنڈلی کھنچی ہی اسپر انگلی رکھیے اور روشنی
منگایئے کہ غور کرون اہلیل نے ایک تنکا اُٹھا کر سحر پڑھا کہ شعل کی طرح جلنے لگا اور شعل کو ہاتھ مین لیے
بیٹھکر پوتھی کی کنڈلی پر انگلی رکھی برہمن نے اُسکو پوتھی کی طرف مشغول دیکھکر ایک بکٹا بیہوشی کا
اُس شعل پر ڈال دیا کہ یکایک بھبکا نکلا اور دھوان ایسا پھیلا کہ اہلیل اُس مین چھپ گیا
اور بو سے اس کی بیہوش ہوگیا ابوالفتح نے اُسی شعل کی روشنی مین بیٹھکر مثل اُسکے صورت
اپنی بنائی اور اُس کا لباس پہنکر جب درست ہوچکا اس کو ایک غار مین ڈالکر پتھر سے دہن غار
بند کر دیا لیکن وہ شعل سحر کی اُسی طرح روشن زمین پر پڑی رہی یہ سمجھا کہ جب تک اہلیل
زندہ ہی شعل نہ بجھے گی اُس کے سحر کی ہی غرضکہ اُس کو چھوڑ کر آپ گھوڑے پر سوار ہو کے
باغ بینا مین گیا اور خداوند کو سلام کر کے بیٹھا تھا بھائی نے اُس سے کہا کہ اے برادر تم کیون
آئے مین نے تم کو رقعہ بھیجا تھا ہزار یہان عیار فکر مین ہم دونون کی پھرتے ہین تم نے غضب
کیا کہ اکیلے چلے آئے اہلیل نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ آپ نے خوب رقعہ بھیجا تھا کہ اس چوبدار
نے تو میرا خاتمہ کر دیا تھا یہ کہکر سب سرگذشت کلباد کی جو کچھ کہ برہمن بنکر زبانی اہلیل کے
سُنی تھی بیان کی تحلیل نے اُسوقت کہ بھائی کو بلا سے نجات پایا ہوا دیکھا گلے سے لگایا اور کہا
اب تم کو اکیلا مین نہ چھوڑون گا چلو مین بھی لشکر مین چلکر شب بسر کرون یہ کہکر خداوند سے
رخصت ہوکر روانہ ہوا بختیارک نے کہا کہ راستے مین دوست دشمن کو دیکھتے جانا اُس نے کہا
مین بخوبی ہوشیار ہون اور باہر آکر دونون گھوڑون پر چڑھکر چلے راہ مین اُسکو خیال آیا
کہ کہین ایسا نہ ہو یہ شخص میرے بھائی کی صورت بنکر آیا ہوا اور مجھے دھوکا دیکر لیے چلا ہو یہ
سوچکر کچھ سحر پڑھ کر پھونکا رنگ و روغن عیاری اُڑگیا اور صورت اصلی ابوالفتح کی ظاہر ہوگئی
ابوالفتح گھوڑے سے کود کر بھاگا اُسنے اپنے گلے سے مالا توڑکر پھینکا کہ سانپ بنکر لپٹا اور

ابوالفتح کھنچکر سامنے آیا اُسنے کہا سچ بتا کہ تو کون ہی اور میرے بھائی کو تونے کیا کیا اُسنے جواب دیا
مین عیار ہون بھائی کو تیرے غار مین ڈال آیا ہون وہ خواستگار ہوا کہ چل مجکو بتا دے ابوالفتح
بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو بتا دون اُسنے کہا او بدذات یتری مکاری نہ چلے گی مین تجھے چھوڑ دون کہ تو
بھاگ جائے اور پھر آکر مجھے ستائے ابوالفتح نے کہا اگر تمھین یہ خیال ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا تو
لشکر مین چلو معاملہ کرو بھائی کو اپنے لو اور میرے بھائی کو دو تحلیل بولا کہ ارے حرامزادے میرے
تیرے معاملہ مین متقدمہ کیا ہی مین کچھ ایسا کمزور ہون جو تجھ سے دب جاؤن یہ کہکر کچھ سحر ایسا پڑھا کہ
ابوالفتح خود بخود دوڑتا ہوا چلا اور اُسی جگہ آیا جہان اہلیل غار مین بند تھا تحلیل نے اُس کو
باہر نکالا مگر وہ بیہوش بہت تھا ابوالفتح سے کہا اسکو ہوشیار کرو اُسنے کہا مجھ پر سے سحر اُتار لو
تو مین ہوشیار کرون تحلیل یہ کلام سُنکر سوچا تو حصار سحر سے کر دے اور اُسکو چھوڑ دے پھر
گرفتار کر لینا یہ حصار سے باہر تو جا نہ سکے گا اس سے خوف کرنا کیا ہی یہ سوچکر دو سحر پڑھکر ابوالفتح کو
رہا کیا لیکن گرد حصار کر دیا یہ تو جادو کرنے مین مصروف ہوا لیکن ابوالفتح جو پاس چھوٹا ہوا
کھڑا تھا اُسنے بیضۂ بیہوشی مارا کہ دھم سے زمین پر گرا ابوالفتح خنجر کھینچکر سینے پر سوار ہوا کہ ذبح کرون
اُسوقت اہلیل جو پہلے سے بیہوش پڑا تھا اتفاقی ہوائے سرد صحرا کی جو اُسنے کھائی ہوشیار ہوکر
اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک شخص کسی کو ذبح کرنا چاہتا ہی یہ دیکھکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ ابوالفتح زمین پر گرکر
بیحس و حرکت ہوگیا اور یہ اُٹھکر اپنے بھائی کے قریب آیا اور اس کو پہچان کر ہائے کرکے لپٹ گیا
اور خیال مین گذرا کہ اور کوئی عیار نہ آجائے یہ سوچکر ایک ہاتھ سے اپنے بھائی کو اور دوسرے ہاتھ
سے ابوالفتح کو اُٹھا کر بزور سحر اُڑکر چلا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر ہوشیار کیا اور دونون نے اپنی
کیفیت بیان کی پھر داروغہ میخوار کو بلاکر ابوالفتح کو بھی زندان مین بھیجکر قید کرایا در باب حفاظت
تاکید شدید کردی اور باہم مشورہ کیا کہ عیار بڑے غضب کے ہین یقین ہی کہ پھر آئینگے اب کوئی
سحر ایسا کرنا چاہیے کہ جو آئے گرفتار ہو جاے یہ مصلحت کرکے ایک تصویر ماش کے آٹے کی بنائی اور
ایک بط الماس کی تراشی ہوئی جھولے سے سحر کے نکالکر تصویر کو سائبان بارگاہ کے نیچے اور بط کو
اپنے پلنگ کے برابر کھڑا کر دیا اور ملازمین سے اپنے بلاکر کہا کہ جو کوئی تم مین سے اندر بارگاہ کے آئے
تو کہدے کہ مین نوکر ہون اور اس کام کے لیے اندر آتا ہون اگر یہ کلمے نہ کہے گا تو اُلٹا بارگاہ کے
سائبان مین لٹک جائیگا ملازمین سُنکر خاموش ہو رہے اور اُنھون نے نوکرون کو منتخب بھی
کیا کچھ لوگون کو کاروبار کے لیے اندر رکھا باقی کو باہر رہنے کا حکم دیا غرضکہ سب حسب درستی

ہو چکی پلنگ پر لیٹے اُس وقت اہلیل نے کہا بھائی خداوند نے باغ مین جشن کیا ہی وہ نایاب جلسہ ہی
کہ میرا دل وہین لگا ہی اگر تم کہو تو مین جاؤن اب تو رات بھی تھوڑی ہی اور مکان بھی سحر بند کر لیا ہی
بھائی اُسکا یہ تقریر سُنکر بولا کہ بھائی مین کچھ ڈرتا تھوڑی ہون تم شوق سے جاؤ اور اپنا دل بہلاؤ
لیکن راہ مین ذرا عیارون سے بچکر جانا اُسنے کہا مین اُڑکر جاؤنگا زمین پر نہ اُترونگا یہ کہکر
بارگاہ سے نکلا اور پرواز کر کے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے اہلیل سو رہا اور خدمتگار چپی کرنے لگا
بعد لمحہ کے خدمتگار اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا وہان چالاک خدمتگار کی صورت بنا ہوا فکر مین اندر
جانے کے تھا کہ اس خدمتگار نے اُس کو دیکھا اور کہا بھائی تم بھی نوکرون مین ہو چالاک نے
کہا ہم خداوند کے نوکر ہین اسوقت دم گھبرایا ادھر چلے آئے اگر تمھارا کچھ کام ہو تو کر دین کیا ہوا
ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہی اُس خدمتگار نے کہا کہ میری نوکری اسوقت تھی مگر میرے پیٹ مین
درد ہی اگر تم دم بھر بڑے حضور کی چپی کرو تو مین بیت الخلا ہو آؤن مگر بھائی بارگاہ سحر بند ہی
تم پردہ اُٹھا کر یہ کہنا کہ مین خدمتگار ہون پائون دابنے آیا ہون اگر یہ نہ کہو گے تو اُلٹے لٹک جاؤ گے
چالاک نے کہا بھائی تم نے خوب بتا دیا نہین مین مفت مین پکڑ جاتا اچھا تم رفع احتیاج کو جاؤ
مین اندر جاتا ہون وہ یہ سُنکر ایک طرف گیا اور یہ وہی کلمے کہکر اندر آیا دیکھا کہ نگیرے کے پیچھے
اہلیل سوتا ہی اور اُسکے داہنی سمت ایک گلدستہ رکھا ہی اور پلنگ کے برابر لبط رکھی نصوبر
زیر سایبان استادہ ہی غرضکہ چالاک نے پلنگ پر بیٹھ کر بکٹا بیہوشی کا مُنھ پر مل دیا کہ چھینک مار کر
بیہوش ہو گیا یہ چھاتی پر چڑھکر چاہتا ہی کہ ذبح کرے یکایک گلدستہ پھولون کا قہقہہ مار کر ہوا
اور شعلہ اُس مین سے نکلکر چار سمت چالاک کے حصار ہو گیا اُسوقت چالاک بجس ہو گیا سینے
پر بیٹھا ہی مگر ہاتھ نہین ہلتا ہی جو اُسے ذبح کرے نہ آپ اُتر سکتا ہی کہ بھاگے ادھر وہ لبط المناس
کی پکاری کر لینا پکڑنا عیار اہلیل کو مارے ڈالتا ہی ساحر اور ملازم یہ غل سُنکر دوڑے لیکن جو اندر آنے
لگا سایبان مین اُلٹا لٹک گیا کیونکہ سب کو تو وہ کلمات معلوم نہ تھے جو اُس نے ملازمون کو
سکھا دیے تھے وہ تو کچھ آدمی مخصوص کر لیے تھے کہ وہ جانتے تھے اُن مین سے ایک رفع احتیاج
کو گیا تھا اور دو ایک باہر تھے یہ ہنگامہ دیکھکر اندر بارگاہ کے نہ آئے بلکہ دوڑکر باغ مینا مین
نگئے اور تحلیل سے کہا چلیے آپ کے بھائی کو عیار مارے ڈالتا ہی وہ بدحواس دوڑا اور اُڑتا ہوا
قریب بارگاہ آیا پکارا کہ جسکو آنا ہو میرے ساتھ اندر آئے ورنہ بسبب سحر کے پھر نہ آسکے گا کیونکہ
مین اندر جا کے اور زیادہ راہ بند کر دونگا کہ اندر سے عیار نکل نہ جائے اور باہر سے کوئی اور

عیار اندر نہ چلا آئے یہ کلمات کلبا دعراقی عیار نے کہ چار عیار جو چلے تھے اُن مین سے ایک یہ باقی رہ
اُسنے سُنے کس لیے کہ یہ بھی ساحر بنا ہوا عیاری کی فکر مین پھر رہا تھا غل سُنکر دوڑا آیا اور کہا چلیے ہم آپکے
ساتھ چلتے ہین تحلیل اس خوف سے اندر نہ جاتا تھا اور لوگون کو بلاتا تھا کہ مبادا مین تنہا جاؤن
مقدمہ عیار کا ہو کہین مجھ پر آفت نہ آئے بدین لحاظ اور ساحر بھی خوفناک تھے اور اندر نہ جاتے تھے
کلبا د نے جو ساتھ چلنا قبول کیا اُسنے غنیمت جانکر ہمراہ لیا اور اندر آکر اوّل اوّل سحر کرکے حصار آتش
جو گرد چالاک تھا اُسے دور کیا تاکہ میرے بھائی کی چھاتی پر سے اُترے غرض جب سحر اُتر گیا چالاک
کے ہاتھ پاؤن کھلے اُسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کر دیا کہ کوئی بارگاہ کے باہر جا نہ سکے
اس سبب سے چالاک وہین رہگیا اُسنے کہا کیون او دزد واب کہہ تیرا حال کیا کرون یہان تیری
عیاری کچھ نہین چل سکتی یہ کہکر ایک سمت گلاب کا شیشہ رکھا تھا چاہا کہ اُٹھا کر بھائی کے منہ پر
چھڑکون اور تازیانہ لیکر عیار کو مارون اُسوقت وہ بط الماس کی کھڑی تھی پکاری کہ واہ واہ صاحب
تم خود ایسے غافل ہوے کہ عیار کو اپنے ساتھ لے آئے اتنا بھی نہ پہچانا کہ یہ شخص غیر ہے یا اپنا ہے جس کو ہم
اندر بارگاہ کے لیے جاتے ہین یہ کلام بط کے سُنکر یا تو شیشہ اُٹھانے جھکا تھا یا جھک کر چاہتا تھا
کہ سنبھلے لیکن عیارون نے دیکھا کہ اس بطخ حرامزادی نے سب کام بگاڑا اب غفلت نہ کرو یہ
سوچکر بچالاکی تمام کلبا د نے اسے سنبھلنے بھی نہ دیا ایک خنجر اس زور سے پشت کی جانب سے مارا کہ
سر تحلیل کا کٹ کر دور گرا غل وشور برپا ہوا اسوقت چالاک چھوٹ گیا کیونکہ اسی نے
اسکو قید کیا تھا بس رہا ہوتے ہی خنجر کھینچکر اہلیل جو بیہوش پڑا تھا اسپر لگایا بطخ چیخنے لگی گلدستہ
کھل گیا اور شعلے نکلکر گرد چالاک کے پھیلے لیکن کلبا د نے دوبارہ بڑے زور سے خنجر مارا کہ سر اُسکا
بھی جدا ہوا العیاذ باللہ وہ صدائین مہیب پیدا ہوئین کہ گویا آسمان پھٹ پڑا وہ بطخ اور تیلی
اور گلدستہ جلنے لگا بجلیان چمک کر گرنے لگین نوکر چاکر جو باہر بارگاہ کے تھے وہ بدحواس ہوکر
بھاگے کہ یکایک یہ کیا آفت آگئی عیار نعرے کرکے سر نیچے بارگاہ پھاندکر بھاگے لیکن یہ غل
وشور سُنکر دیو انشہ آہن خوار جادو اور میخوار سرکش جادو بیتابانہ دوڑے اور عیارون نے
انھین دیکھا یا تو بھاگے تھے یا پھرے اور کلبا د تو ساحر کی صورت تھا اور چالاک خدمتگار
بنا ہوا تھا کچھ صورت بدلنے کی تو ضرورت تھی نہین دوڑکر میخوار وغیرہ کے پاس آئے رونے لگے
ہائے ہائے اہلیل وتحلیل دونون کو خدمت سامری مین عیارون نے بھیجا ہم دونون عیارون
کے پیچھے دوڑے تھے مگر وہ سامنے کی طرف بھاگ گئے اُس طرف چند درخت گنجان لگے ہین

اس مین سے آثار اُن کے ظاہر ہوتے ہین مگر ہم فرطِ دہشت سے جا نہین سکتے یہ تقریر سنکر اُن دونون نے کہا چلو ہم چلتے ہین یہ کہکر دونون ہمراہ ہوے وہان ساحر اور ملازم وغیرہ سب بارگاہ کی طرف دوڑے جاتے تھے آگ پتھر برس رہے تھے غوغا بلند تھا قابو عیارون نے بخوبی پایا کچھ دوران دونون کو لگا کر لائے اور کہا دیکھیے وہ عیار کھڑے ہین اُنھون نے ذرا اُدھر دیکھا کہ اُنھون نے بیضۂ بیہوشی مارے دونون بیہوش ہوکر گرے چالاک و گلبیاد نے سر کاٹ لیے یہان بھی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا غلغلہ ہوتے ہی فوج ساحران سے کچھ لوگ اسطرف بھی دوڑے عیار نعرے مارکے بھاگے مگر مغخوار کے مرنے سے سردار اور دو عیار جو قید تھے اُن پر سے سحر دفع ہوگیا باہم مشورہ کیا کہ یقین ہے کسی مرشد نے کام ساحرون کا تمام کیا بس عیار تو خنجر کھینچکر اور سردار تلوار پکڑ کر زندان سے نکلے ساحر تو آفت برپا ہونے سے چار سمت گھبرائے پھرتے تھے کہ یکایک سردار آگرے اور زیر تیغ لشکریان لقا اور ساحرون کو رکھ لیا ساحر اسقدر بدحواس تھے کہ سحر کرنا بھولے اور فوج مین بھگدڑ پڑی مگر سردارون نے دم بھر مین دریا خون کا بہا دیا لاشون کا انبار لگا دیا صفین صاف کردین نظم ۔

شل پرنا وکِ شرربار　　تھے زاغ کمان کے پرنمودار
شکل تندیار بارش پر تھی　　شمشیر ہر ایک تیز تر تھی
ہنگامۂ حشر زا بپا تھا　　سر سر کے ہر ایک گر رہا تھا
لڑتے بھڑتے وہان سے سردار　　اپنے لشکر مین پہونچے جرار

اس ہنگامے کی خبر باغ مینا مین لقا کو پہونچی کہ ساحر واصلِ جہنم ہوے اور سرداران امیر قتل و غارت کرکے چلے گئے لشکر مین آفت برپا ہے قیامت کا سامنا ہے لقا وہان سے اس خبر کو سنکر سوار ہوا اور جب لشکر مین پہونچا دیکھا لاش پر لاش پڑی ہے لشکریون کی صورت خون مین بھری ہے خیمے جلتے ہین ساحر بھاگے پھرتے ہین یہ کیفیت دیکھکر طبلِ آسایش اُسنے بجوایا سردارون کو بلا کر دلاسا دیا پھر بارگاہ نکبت جاہ مین آکر تخت پر بیٹھا ادھر ساحر باقیماندہ لاشے اہلیل و تخلیل وغیرہ کے سامنے لائے کہا ہم طلسم مین جاتے ہین اُسنے کہا اُنکو غرور ہوگیا تھا اسی سبب سے مین نے اُنکو غارت کردیا مین کسی کی مدد کا محتاج نہین ہون بختیارک بولا کہ خداپرست بڑے پیارے بندے خداوند کے ہین کہ خداوند اُنکی خاطر سے اپنے ملک اور قیطول چھوڑکر بھاگتے پھرتے ہین اور جس ملک مین جاتے ہین اُنکی خوشی کے واسطے وہان کے بادشاہ اور زبردستون کو اُنکے ہاتھ سے قتل کراتے ہین ساحر یہ کلمات سنکر الحق اور سچ کہتے ہین سمت طلسم گئے اسطرف

سردار جب لشکر مین پہونچے دیکھا کہ رات سب گذر چکی ہی یعنے وہ وقت ہی کہ دیو سیاہ ساحر شب
آمد زاہد صومعہ مشرق کی سنگر رو بفرار لایا ہی اور تیغ شعاع مہر نے اپنی تاب سے جہان کو منور
فرمایا ہی کہ **نظم**

غرض ہوگئی جب سحر آشکار	برآمد ہوا شاہ مشرق دیار
ہر اک ذرے کا تھا مقدر رسا	کہ خورشید تابان نے بخشی ضیا

امیر مسجد کے پاس پھر تاز تشریف فرما ہوے اُنکے سردارون نے قدمبوسی کی امیر نے سب کو
گلے سے لگایا باعث رہائی استفسار فرمایا سردارون نے عیارون کا حال بیان کیا عیارون کو
خلعت عنایت کیا بعد ادای فریضہ نماز بارگاہ مین آکر سب عشرت پیرا ہوے لیکن ساحر
جب طلسم مین بھاگ کر گئے راہ مین ایک شہر اُنکو ملا کہ وہان کی حاکم ہمشیرہ **اہلیل و تحلیل**
ہی اُسنے سُنا کہ کچھ ساحر بھاگ کر خداوند کے پاس سے آئے ہین خدمت **افراسیاب** مین جاتے ہین
اُسنے ساحرون کو بلاکر پوچھا کہ تم کس کے ہمراہ خداوند کے پاس گئے تھے ساحرون نے کل واقعہ
رزم اور قتل ہونا **اہلیل و تحلیل** کا بیان کیا جب اس لکاتہ نے کہ نام اُسکا **گلستان** جادو ہی
مارا جانا بھائیون کا اپنے سنا آتش غضب کا تنور سینہ مین مشتعل ہوئی اور عازم ہوئی کہ انتقام
خون برادران مسلمانون سے چلکر لے ساحرون کو عرضی لکھکر حوالے کی کہ خدمت شاہ جادوان
مین پہونچا دینا اُسمین یہ قلمبند کردیا کہ کنیز کے دو بھائی مارے گئے مجھے اسقدر تاب ضبط باقی نہ تھی
جو حاضر خدمت حضور ہوکر اجازت جانے کی لیتی فی الحال پھر جنگ خداپرستان مین جاتی ہون
اطلاعاً عرضی ملازمان شہنشاہ مین بھیجدی غرضکہ عریضہ لیکر تو ساحر اُس طرف روانہ ہوئے اور اُسنے
اپنے لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج مین طبل سفر بجایا بارہ ہزار ساحر درست و چست ہوا
گلستان طاؤس آتشین پر سوار ہوئی بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے بڑے تجمل و شان سے سواری
اُسکی چلی اور بعد طی مسافت راہ لشکر **لقا** مین پہونچی یہان **لقا** مارے جانے سے ساحرون کے رنجیدہ
دل کبیدہ بیٹھا تھا کہ فلک پر برق سی چمکی سب حیران ہوکر دیکھنے لگے **بختیارک** نے کہا کوئی بندہ مقرب
خداوند آتا ہی **لقا** بولا کہ مین نے تجھکو اسلیے شیطان بنایا ہی کہ تو پہلے سے میری مشیت کا راز ظاہر کردیتا
ہی فی الحقیقت بندہ خاص میرا آتا ہی جا استقبال کرکے لے آ اُسوقت اور ملازمون نے پوچھا کہ
یا خداوند کون سا بندہ آتا ہی اُسنے جواب دیا کہ لاکھون بندے میرے ہین کس کو مین بتاؤن کون
آتا ہی جب سامنے آئے گا تو بتادونگا الحاصل یہ ہذرالو بیہودہ بکتا رہا وہان **بختیارک** نے جاکر

استقبال کیا گلستان کو لیکر بارگاہ مین آیا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا لقا نے کہا ای بندی قدرت مزاج اچھا ہو بختیارک نے پکار کر کہا خداوند بڑی دیر سے تمھین یاد کر رہے تھے لقا نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کرسی پر بٹھایا اُسنے نذر دی خلعت فاخرہ عنایت ہوا اُدھر لشکر اُسکا اُترا لقا نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تمھین جگہ اپنے رہنے کی عنایت کی تم باغ مینا مین جاکر اُترو اور سلیمان سے حکم دیا کہ تمام سامان عشرت باغ مین بہر آسائش ملکہ مہیا کرو حسب الحکم چنگیر جو گھڑے وغیرہ سامان مطبخ خانہ اور سیخانہ ہمہ نعمت اس باغ مین مہیا کردی گلستان اپنی کنیزون کو لیکر وہان گئی اور راہ کی تھکی ماندی تھی دن بھر آرام گزین ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی تھی کہ خداوند نے جیتے جی بہشت رہنے کو مجھے عطا فرمائی غرضکہ تمام دن باغ مین رہکر آسودہ ہوئی جسوقت کہ نخلبند حدیقۂ قدرت نے گل آفتاب کو خمول و پژمردہ کیا اور چمنستان افلاک مین گل ہاے کواکب شگفتہ فرمائے کہ بموجب نظم

لباسِ گل باغ ہر نجم تھا
ستارون مین تھی ایسی تابندگی
فلک کا چمن پھر منور ہوا
کہ روشن تھی وہ رات تارون بھری

گلستان دربار خداوند مین آئی دو چار جام بادۂ ارغوانی پیے حال خداپرستون کا پوچھا بختیارک نے کہا کہ وہ گروہ بلاے بد ہر کوئی اُنسے عہدہ برآ نہین ہوسکتا کیونکہ خداوند کو پیدا کیے کی شرم ہی اب تم یہان آئی ہو دو چار دن رہکر تماشا دیکھو گلستان نے جواب دیا کہ ملک جی سحر کا مقدمہ بہت زبردست ہی خداپرست کیا کرلین گے مین آگ کے سمندر کو برف کا دریا کرتی ہون اور برف کے دریا کو آتش کا بناتی ہون دم بھر مین زمین و آسمان کے قلابے ملاتی ہون ابھی خداپرستون سے کسی اچھے ساحر سے سامنا نہین ہوا تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ پھر کیفیت دیکھو ایک لمحے مین کیا تھا اور کیا ہوگیا ساری اُنکی زبردستی نکال دونگی بختیارک نے کہا ابھی طبل جنگ نہ بجواؤ زمانے کی ٹھنڈی ہوا کھاؤ حمزہ مالک اسم اعظم ہی اول اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرو عیارون سے محفوظ رہو تو پھر جو چاہنا سو کرنا مین محبت سے یہ کہتا ہون تمھاری جوانی پر ترس آتا ہی گلستان بولی کہ ملک جی تمھاری تعریف جیسی مین نے سُنی تھی اس سے زیادہ پایا اور تمھاری ذات بہت غنیمت ہی لیکن اب تو طبل بجتا ہی پھر دیکھا جائیگا یہ کہکر حکم دیا کہ نقارہ رزم بجے ہر ایک لڑنے پر مستعد ہوے حسب الحکم خناس عیار نے نقارخانے مین جاکر کوس جمشیدی پر چوب لگائی ساحرون اور لقاپرستون مین تیاری جدال و قتال ہونا آغاز ہوئی اُدھر ہرکارے دوان دوان خدمت والا نعمت سلطان اسلامیان مین آکر عرض پیرا ہوے کہ بیت

شہا ملک دین در پناہ تو باد
چراغ ہنر شمع راہ تو باد

گلستان جادو نام ایک ساحرہ آکر آمادہ پرخاش ہوئی ہی مقابلہ ملازمان و بندگان درگاہ سے کیا چاہتی ہی شاہ نے یہ خبر سُنکر حکم نواختن طبل جنگ دیا نقارہ رزم بجتے ہی دہی ہنگامہ شور و غل برپا ہوا

نظم

طبل جنگی کی تھی صدا ہے دون
باتین یہ بانکپن کی کرتے تھے
آج میدان مین لڑکے مرجائین
تھے سوار و پیادہ جان دیتے
آئے سب غازی اپنے خیمون مین
وان گلستان تھی سحر سے مالوف
سامنے تھالی ایک برنجی تھی
اور کچھ سے کے ماش کا آٹا
لے کے شیشہ کو جب وہان سے چلی
ہر طرف دھوم جنگ کی دیکھی
بیٹھے مسجد مین ہین وہ نیک نہاد
منھ کو شیشہ کے جلد کھول دیا
کالی صورت مہیب تھے نقشے
دیکھا اُسکو امیر نے آتے
زور سے اسم پاک کو جو پڑھا
اُسی شیشہ مین جلد بند کیا
بند ہونے سے اسم اعظم کے
لشکر ساحران مین جا پہونچی
مہر تابان کا حکم جاری تھا
اس طرح نکلا جس طرح اُمید
غش مین پایا امیر والا کو

خون ہوا خوف سے دل گردون
آخر اک روز ہم کو مرنا ہے
نام دنیا مین اپنا کر جائین
شہ کا دربار بھی ہوا برخاست
تاکہ تیاری جدال کرین
ایک چوکی بچھا کے صندل کی
لونگ الائچی و پھول سے تھی بھری
کرکے تیار اُٹھکے دو پتلے
بجلیان چمکین اور اُٹھی آندھی
سحر سے حال امیر کا پوچھا
کرتے ہین طاعتِ خدائے عباد
نکلے شیشے سے دونون وہ پتلے
آتشین گرز ہاتھ مین اُن کے
اسم اعظم کیا جو ورد زبان
دوسرے دیو نے وہ بند کیا
پھر پکاری وہ قحبۂ بے باک
ہوش مین اپنے پھر امیر تھے
ہوئی اس عرصہ مین سحر پیدا
شہ سیارگان فراری تھا
آئے مسجد مین صبح کو سردار
رہنما اور اپنے آقا کو

سب بہادر بکمال جرأت سے
روح کو جسم سے بچھڑنا ہے
کرتے تھے اسلحہ کو اپنے درست
فتنہ ہائے بلا زبس برخاست
یہ تو اس فکر مین ہوے مصروف
غسل کرکے وہ اُسپہ آ بیٹھی
آگ سُلگا کے گرد سحر پڑھا
شیشۂ آتشی مین بند کیے
فوج اسلام مین جو وہ آئی
پیر نے سحر کے یہ بتلایا
سُنکے اُس سے قریب مسجد آ
اور گرگر زمین پہ دیو نبے
گیا مسجد مین ایک آن مین سے
سحر کے دیو کا نہ پھر تھا نشان
پھر گلستان بچکے وہ پتلا
بند کرکے چلی مین اسم پاک
لے کے شیشہ کو ساحرہ جلدی
ہوا گردون پہ مہر جلوہ نما
زینت تخت چرخ تھا خورشید
کہ کرین چل کے طاعتِ غفار
بارگہ مین لٹا دیا لاکر

شاہ نے بھی سُنی محل مین خبر

امیر کے بیہوش ہونے سے ایک غلغلہ برپا ہوا لیکن چونکہ روز جنگ تھا کوئی ٹھہر نہ سکا کہ بہادری مین فرق آجائے گا آخر دو دولت جہان پناہ بر سردار آئے اور لشکر کی پلٹنین اور رسالے خیل خیل فیل فیل میدان مصاف کی طرف راہی ہوئے اس طرف شہنشاہ خبر بیہوش ہوجانے صاحبقران کی سُنکر بہت جلد برآمد ہوئے کہ لشکر ہراسان ہوکر پراگندہ و منتشر نہو کہ **نظم**

نہ کی دیر پھر شاہ نے زینہار
چلے سوئے لشکر وہ ہوکر سوار

جب آپہونچے شاہ گرامی وہان
بہت لطف سے تھی سلامی وہان

ہوئین پلٹنین اور رسالے درست
سلامی کو سب باجے والے درست

جلوس اُنکے ہمراہ جو کچھ کہ تھا
بیان اک زبان سے کرون سکا کیا

زبانین جو ہون برگ گل سے کثیر
تو شاید بیان ہوئے عشر عشیر

غرض جبکہ تخت آکے باہر ہوا
تو مجرے کو ہر شخص حاضر ہوا

ادب سے وہ پہونچے جو ہر تخت پاس
تو دی نذر اپنی بہوش و حواس

عیان جب وہ خورشید انور ہوا
قمر ضو سے مہر منور ہوا

جلو مین امیران عالی وقار
تکلف سے سب مرکبون پر سوار

اُدھر فوج بے حد و بے شمار
ادھر وہ پیکر تھے لاکھون سوار

نئی وردیان جسکی تھین زیب جسم
جُدا رنگ مین ساری فوجونکی قسم

غرض جب یہ فوجین صفین باندھکر
ہوئے ناقہ اسوار تب جلوہ گر

وہ ناقے روان اس قدر تیز گام
روانی مین بے جنکے شبدیز گام

ہویدا پھر آواز عشرت ہوئی
کہ نوبت کے آنے کی نوبت ہوئی

نئے جوڑے پہنے ہوئے نوبتی
عجب لطف کی زرق برق انمین تھی

فلک زیر ران اسپ چالاک تھا
نقارہ ہر اک برج افلاک تھا

وہ قرناکی پہونچی صدا دور دور
بہادر کو ہو لڑکے مرنا ضرور

بشان و تجمل بجاہ و حشم
بہ فوج و بہ لشکر بہ طبل و علم

وہ میدان کین مین جو داخل ہوئے
تو فوج عدو کے مقابل ہوئے

بقا تخت نکہت پہ اپنے سوار
برابر کھنچی ساحرون کی قطار

دیا حکم شہ نے یہ سب فوج کو ۔ صفین باندھکر تم سب استادہ ہو
جو ہین حکم قطعی یہ جاری ہوا ۔ وہ لشکر درست ایک باری ہوا
ادھر فوج کی یہ درستی ہوئی ۔ گلمعان بھی میدان مین آکر جمی

بعد صفوف آرائی جانبین **گلستان** میدان مین نکلکر مبارز خواہ ہوئی اس طرف سے شہزادہ ہاشم **تیغزن** نے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کی راہ لی جب مقابل اُس ساحرہ کے نہال گلشن صاحبقرانی آیا اُس قحبہ نے نیا گل کھلایا یعنے کچھ سحر پڑھکر سمت فلک دم کیا یکایک ابر پیدا ہوا اُس ابر پر سے ایک پہلوان تیرہ روزگار کریہ منظر بد شعار اُترا اور شاہزادے کا ہم نبرد ہوا اور پکارا کہ اگر تو صاحب زور ہی تو کشتی لڑنا میرا دستور رہی مرکب سے اُترکر مجھ سے نصیب آزمائی کر کہ رغ تا یار کرا باشد ومیلش بہ کہ باشد ٭ ہاشم یہ سُنتے ہی مرکب سے کود کر دامن گردان آستینین چڑھا کر کشتی کا ٹھاٹھ بدل کر سامنے گیا ہاتھ سے ہاتھ ملا دہنا ہاتھ گھسیٹ کر بایان ہاتھ گردن پر رکھا پھر تو دستی زبردستی کے ساتھ کھینچی اور بغلی ڈوبنے لگے پیچ بند ہنے لگے پیچ کا توڑ ہونے لگا توڑ کا جوڑ کا بند ہوتا تھا سلسلہ کشتی کا بلند تھا کبھی وہ آنٹی لگاتا تھا کبھی یہ نیچے پکڑ لاتا تھا اندری کھینچتا تھا پھر وہ تڑپ کر اُٹھتا یہ قابو پاکر کولے پر بھر کر مارتا مگر وہ پٹ گرتا الحاصل طول تقریر نا کجا عنقریب تھا کہ شاہزادہ ہاشم اسے چت کرکے باندھے کہ **گلستان** نے سحر پڑھا شہزادے کے ہاتھ پاؤن مین طاقت نرہی پہلوان نے ایک مقام پر اکھیڑ کر جو مارا چاروں شانے چت کر دیا اور مشکین باندھکر لشکریان لقا کو دیا اُنھون نے شاہزادے کو قید کیا ادھر پہلوان نے نعرہ مارا کہ اور جس کو آرزو ہو لڑنے مرنے کو وہ آئے اسلامیون کا دستور ہی کہ جو حریف لڑائی چاہتا ہی اُسی طرح لڑتے ہین یعنے اگر حریف شمشیر سے لڑے اہل اسلام بھی سوائے تلوار کے اور کوئی حربہ اُسپر نہ کرینگے اور کشتی لڑنا چاہے تو بجز کشتی لڑنے کے اور کسی طرح مقابلہ نہ کرینگے پہلوان کے نہیب دینے سے سرداران اسلام نے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا اور کشتی لڑا سحر کی وجہ سے بطاقت ہوکر زیر ہوا اور ساحرون مین قید ہوا اسیطرح ساٹھ سردار رستم توان اور اسفندیار دوران جو وقت رزم گینڈے کی کمر توڑ ڈالین اور شیر کی کلائیان مروڑ ڈالین اسیر ہوگئے اُسوقت عیار کے وسیلے سے **بختیارک** نے کہلا بھیجا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین ایک ایک سے کب تک لڑوگی ایسے میں اسم اعظم حمزہ بندہ کل خدا پرستون کا خاتمہ کرو **گلستان** یہ پیام سُنکر مستعد ہوئی اور ساحرون کو حکم حملہ کرنے کا دیا

آپ بھی داریل سحر کا سمت لشکر امیر پر بار اگھٹا گھر آئی برق شعلہ بار چمک کر زمین پر لوٹنے لگی پانی موصلا دھار برسنے لگا فراش سبک سیر صبا نے سائبان ابر فضا سے ہوا اور ساحت دنیا مین ڈالا خروش رعد دل آشوب اور نہیب برق سینہ سوز نے غوغاے رستخیز بلند کیا بوند پانی کی جسکے سر پر پڑتی تھی وہ پتھر کا ہو جاتا تھا اور دمبدم باران طغیانی پر تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ طوفان نوح دوبارہ آیا

نظم

گل و لالہ کا وہ گلدستہ وہان
وہ پانی برستا تھا اس زور سے
پھر اک کڑکڑاہٹ فلک پر ہوئی
وہین قطع منہ کا برسنا ہوا
غرض ژالہ باری جو کچھ ہو چکی

نظر آ گیا مینھ برستا وہان
کہ تھے کان گنگ اُسکے غل شور سے
وہ آواز کچھ حد سے باہر ہوئی
اور اولے لگے پڑنے بے انتہا
تو پھر مینھ برسنے کی شدت ہوئی

ایک جانب سے علاوہ اس آفت آسمانی کے لشکر ساحران ترسول وپنسول لیکر حملہ آور تھے گولے فولادی لگاتے تھے بجلیان گراتے تھے آتش فساد شعلہ ور تھی سرداران اسلام سپر سر پر پانی روکنے کو آڑ کیے تھے اور بادشاہ کے سر پر ہزارون ڈھال سایہ فگن تھین اور ہزارہا آدمی پتھر کا ہوگیا تھا طرفہ طلسم تھا کہ لشکر کی صفین بتخانہ آذری تھین یا نگارخانہ چینی تھین پتلا پتھر کے بیحس کھڑے تھے

نظم

دل اُنکا رہا غم سے گو لخت لخت
بنا سنگ کا جب کہ سارا بدن
فلک سنگدل صرف بیداد تھا
زبس سختیون سے رہی اُنکو جنگ

مگر سب غمون سے ہوا غم یہ سخت
ہوا وزن مین جیسے پارا بدن
ہر اک نوجوان رشک فرہاد تھا
وہ نازک بدن ہوگئے آپ سنگ

یہ صورت دیکھکر جو پتھر نہوے تھے اُنھون نے دل اپنے پتھر کر لیے تلوار کھینچکر جانبازی کرتے تھے لاش پر لاش گرادی تھی اور ہردم یہی تلاش تھی کہ حریف بچکر جانے نہ پائین ایک سمت سے لقا اور فرامرز اور سلیمان عنبرین مو ٹوٹ پڑا تھا بھڑ کر تلوار چلتی تھی بحر شمشیر جوش پر تھا ہر ایک موت کے ہاتھون سوکھے گھاٹ اُتر رہا تھا سر حباب آسا دریاے خون مین تیرتے نظر آتے تھے یا کنول بہر تماشاے عروس مرگ دریا مین چھوڑے گئے تھے

مؤلفہ

تلوار کی آنچ تیز تر تھی
رخت ہستی کو خاک کر آئی تھی
دریاے لہو بہ رنگ آتش

اور اُسین فلک کا عکس خنجر
میدان آئینہ حال محشر
ملکر گلے جوڑتے تھے رشتے
تلوار جو چل رہی تھی سن سن
گردون کا بھی دل دہل رہا تھا
چشم حیران تھا ہر ستارہ

تھا شاہد مرگ کا نگینا
دکھلاتا تھا لیس جمال محشر
لوہا ہر سو برس رہا تھا
آندھی تھی وہ کاٹنے مین گردن
غالب ہوا کفر عاجز اسلام
کرکے اس جنگ کا نظارا

یا قوت پہ کردیا تھا مینا
تلوار کے ڈورے رگ سے جا نکلے
منھ زخمون کا پانی مانگتا تھا
رن بول رہا تھا غل مچا تھا
چھائی پھروان پہ ظلمت شام

جب اژدر شب نے شہسوار سبزۂ فلک کو نگلا اور سیاہی روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام سیاہ محمل شب مین کیا لشکر ساحران کا اس زور سے ہجوم ہوا کہ بادشاہ اسلام نے زخم کاری کھائے اور کل سردار زخمی ہوگئے اور لشکری تمام تھپڑے ہوگئے لشکر لقا کی طغیانی دیکھکر عیاران اسلام نے بارگاہ سلیمانی اوکھڑوا کے بارکرائی اور ناموس صاحبقرانی کو بعجلت تمام سوار کرکے راہ فرار اختیار کی ادھر شیران سلطنت اور وزیران ابست امیر کو کہ بیہوش پڑے تھے ہوادار پر ڈالکر سمت دشت کے بھاگے ادھر بادشاہ کو سرداران زخمی نے میدان سے ہٹایا شاہ نے کثرت زخمہاے کاری سے غش فرمایا تھا اور ہر ایک سردار کا یہی حال تھا کہ سیروں لہو زخمون سے بہ گیا تھا سر ہر نے پر زین کے لگا تھا غش پر غش آتے تھے آخر طبل بازگشت بجواکر معاودت فرما ہوے اور سمت کوہستان بادشاہ کو لیکر چلے سر سے پا تک خون مین نہائے تھے اور بخت برگشتہ کی شکایت ہر ایک کے ورد زبان تھی

نظم

ای دل ازین جہان دل آزار درگذر
کار جہان نہ لائق اہل بصیرت ست
چون می توان بگلشن ز رحانیان سپید
در بحر غم ز حرص چو غواص شوخ چشم

ز ان تنگنائے گبند دوار درگذر
مردانہ وار از سر این کار درگذر
سعی نما ازین رہ پُر خار درگذر
غوطہ مخور ز گوہر شہوار درگذر

یہ شامت نصیب اولیاے دولت قاہرہ شہنشاہ اسلامیان دیکھکر بختیارک ہاتھی پر سے کود کر پاس گلستان کے آیا اور کہا اے ملکہ مرحبا صد مرحبا کیا کہنا اب ان باغیون کا تعاقب نہ چھوڑیے آج ہی سب کا خاتمہ کیجیے کیون کہ مثل چلی آتی ہی کہ کار امروز بفردا مگذار اور بموجب بیت

نخستین نشان خردان بود
کہ از بد ہمہ وقت ترسان بود

یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین انھین مہلت دینا نہ چاہیئے گلستان نے کہا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو

مین بھی یہی عزم رکھتی ہون یہ کہکر حکم دیا کہ حریف کا خیمہ وخرگاہ مال ومتاع لوٹ لو فوج ساحران غارت ولوٹ پرگری یہی مہلت اسلامیون کو نکل جانے کی ملی جب خوب لوٹ ہوچکی اور بازارین لشکر اسلام کی تباہ وبرباد ہوئین کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب اپنی عورتون اور بچون کو لیے نکل گیا اور کوہ ودشت مین جاکر چھپا اور ہزار درہزار آدمی مارا گیا اسوقت گلستان ساحرون کو لیکر عقب فوج اسلام چلی اور لقا بھی مع لشکر کے روانہ ہوا ہاتھی پر سے پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ اے بندو میرے قہر کو دیکھو کہ ہمیشہ جن بندون کے ہاتھ سے بھاگتا تھا اور اُنکی نازبرداریان کیا کرتا تھا آج ایک آن واحد مین اُن کو برباد وتباہ کردیا یہ کہتا تھا اور فرط مسرت سے قہقہے مارتا تھا یہ تو اس طرح جویاے حریفان روان ہین اور اہل اسلام بحال پریشان گریزان ایک پہاڑ کے دامن مین آئے اور عیار سب کو لیکر قلہ کوہ پر چڑھ گئے اور اُس مقام کو ماوا وملجا اپنا مقرر کیا اور سرکوہ پر امیر کو فرش خاک پر اور بادشاہ کو لٹا دیا ناموس گرد بال کھولکر بیٹھے اور گریہ وزاری کرتے تھے

نظم

بدان سان درو دشت افتادہ جوشے — کہ پیدا شد زہر سو کیش خروشے

بدوست وقصب از مہ بفگند — کمند دل شکن در بر بفگند

ان کو روتا پیٹتا چھوڑکر عیارون نے بہت جلد گھاٹیان پہاڑ کی روکین اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار حقہ ہاے نفتی اور قارورہ ہاے آتشبازی گھاٹیون مین دابکر کمانون مین خدنگہاے جانستان پیوستہ کرکے پتھر کلہ فلاخن مین دیکر فلیتہ ہاے عیاری روشن کرکے مستعد ہوکر ٹھہرے اور جو جو سردار کہ کم زخمی ہین وہ بھی سینہ سپر کرکے تیغین کھینچکر جان دینے پر آمادہ ہوے پہاڑ پر نالہ وشیون کئی ہزار عورتون کا بلند تھا جان شیرین پر بنی تھی گویا پہاڑ پر فرہاد کا عرس تھا چرخ بے ستون صداے گریہ سے ہلتا تھا اسوقت فوج لیے گلستان زیر کوہ آکر پہونچی اور ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ کر سب کو گرفتار کرین عیارون نے حقہ نفتی اور قارورہ آتشبازی جو داغ کر مارے مُنھ ساحرون کے جھلس گئے اور پیرہن جلنے لگے وہ بجھانے مین مصروف ہوے تھے کہ اوپر سے ایک لاکھ چوراسی ہزار پتھر پڑا کہ ہزارہا ساحر واصل جہنم ہوا آخر ساحر اڑکر چلے تھے کہ خدنگ دلدوز ایسے پڑے کہ طائر جان اُن کے شکار ہوے پھر تو فوج کا رُخ پھرا اور گلستان نے کہا کثرت عیاران ہے اس وجہ سے سحر اگر کرون تو بھی اثر نہ ہوگا کیونکہ اگر ایک دو دو سنّ بیش ہوتے تپلے سحر کے بھیجکر گرفتار کرلیتی یہ سوئے تو لاکھا ہین اسکے لیے آج رات کو

بھینٹ دیگر ایسا سحر تیار کرونگی کہ صبح کو سب پہاڑ سے اتر آئینگے اور ہاتھ سے گردنین اپنی کاٹ
ڈالین گے چاہیے کہ فوج گرد پہاڑ کے گھیر کر اترے اور دن بھر سے مین بھی خستہ و شکستہ ہون
کوہ سے ہٹ کر بارگاہ استادہ ہو کہ دم لون اور آرام کرون بمجرد حکم کوہ کو فوج نے محصور کیا اور بارگاہ
جمشیدی برپا ہوئی اور خیمہ زربفتی **گلستان** کے لیے استادہ ہوا بارگاہ مین **لقا** تخت پر بیٹھا اور
حکم دیا کہ آج رات عیش و عشرت مین گذار کر بسر ہو تاکہ صبح عشرت مُنھ دکھائے اور دشمن مارا جائے
یہ کلام سُنکر ساقی و مطرب بصد طرب حاضر ہوئے تھاپ طبلے پر پڑی بانگ عشرت باند ہوئی نذرین
فتح کی گذرنے لگین نوبتین خوشی کی بجتی تھین **گلستان** بھی نہا دھو کر بارگاہ مین آئی **لقا** نے
خلعت عنایت کیا اور منظور نظر فرمایا بولا کہ اے بندی قدرت ہم اپنا نور قدرت تیرے پیٹ مین
اُتارینگے **گلستان** مُسکرا کر آنکھین پھرا کر چپ ہو رہی **بختیارک** کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور پکارا
کہ ہریالی بنی مبارک باشد اب خدائی تم نہین لاکھون تقدیر تمھارے قبضے مین ہین لیکن آج
رات کٹ جائے تو پھر شب زفاف آئے یہ رات مجھے تم پر بھاری نظر آتی ہی یہ تو بتلاؤ کہ اسم اعظم
حمزہ بند کر کے کیا کیا اس نے جواب دیا کہ اُس شیشہ کو صندوق مین بند کر دیا ہی **بختیارک**
نے کہا میری صلاح اس شیشے کے رکھنے کی یہان نہین ہی ایسی جگہ اُس کو بھجواؤ کہ تمام عمر نہ کھل سکے
عیار لاکھ ڈھونڈھین مگر نہ پائین **گلستان** بولی کہ میرا جی چاہتا ہی پاس **افراسیاب** کے یہ شیشہ
بھیجدون کہ پردہ ظلمات طلسم مین لیجا کر رکھے ہر چند کہ عیار وہان بھی ہین مگر عیار دریاے سحر کے
پار نہین جا سکتے اور فرض کیا کہ پار چلے بھی گئے تو پردہ ظلمات کا راستہ کیونکر پائین گے کہ وہ راہ
سواے شاہ جادوان کے اور کوئی نہین جانتا ہی **بختیارک** نے کہا بہتر تو ہی **گلستان** نے
اُسی وقت عرضی شاہ طلسم کو اس مضمون کی لکھی کہ اے شہنشاہ والا گہر عالی جناب کنیز نے خدمت
خداوندی مین پہونچکر اسم اعظم **حمزہ** بند کر کے لشکر باغیان کو تیرہ کا بنایا اب چند کس باشکستہ ایک
پہاڑ پر آکر ٹھہرے ہین صبح کو انھین بھی قتل کرون گی فی الحال شیشہ کو جسمین اسم اعظم بند ہی خدمت
ہمایون مین بھیجتی ہون تا صدکہ پردہ ظلمات مین اُسکو ایسی جگہ مخفی فرمایئے کہ **عمرو** کا دسترس نہ چل سکے
زیادہ حد ادب سامری و جمشید کے فضل سے دوست شاد و دشمن پامال رہین یہ عرضی غنچہ دہن نام
ایک کنیز کو دی اور صندوق سے شیشہ منگا کر حوالے کیا حکم دیا کہ خدمت **افراسیاب** مین
لے جائے وہ لیکر روانہ ہوئی ادھر **بختیارک** نے کہا اے ملکہ اسم اعظم بند رہنے سے یہ فائدہ ہی کہ
شاید دشمن تمھارے زندہ نہ رہین جب بھی **حمزہ** بیہوش رہے گا اور اگر بیہوشی کو عرصہ گذرے گا

تو مر جائے گا اور اُسکے مرنے سے عمرو اور اسد وغیرہ بھی بے یار و یاور ہو کر ہلاک ہو جائینگے طلسم کا عذر بھی مٹ جائے گا اور خداوند کو بھی کوئی نہ ستائے گا اچھا اب تم بھی یہان نہ ٹھہرو کسی غار مین کوہ و دشت کے جا کر آج کی شب بسر کرو تاکہ عیار تمھین نہ پائین کس لیے کہ بہت بڑی حفاظت تمھارے بھائیون نے کی تھی مگر نہ بچ سکے ہمون آتش دیکا سہ ہے تم پر بھی یہ رات کٹتی نظر نہین آتی گلستان اُسکے کہنے کو بہت صحیح او درست جانتی ہے اور سمجھی ہے کہ یہ راز خداوند کی مشیت کے بخوبی جانتا ہے کیونکہ آنکی درگاہ کا شیطان ہے کہنا اسکا عین حکم خداوند ہے یہ سمجھکر پر پرواز پیدا کر کے ایک سمت چلی گئی اور صحرا مین جاکر بہت دور ایک غار اپنا مسکن مقرر کیا یہ بلا تو غار مین بیٹھی ہے اس طرف لقا بادۂ کامرانی نوش کر رہا ہے عیش مین بیٹھا ہے کہ نظم

سر راہ سب آ کے بیٹھے تمام — ہوا مرد و زن کا بڑا اژدہام
جو سنسان مدت سے بازار تھا — جو دیکھا تو اک دم مین گلزار تھا
دکانداروں کی طبع خرسند تھی — ہر اک کی دکان آئینہ بند تھی
کیا اُسنے پھر طائفون کو طلب — لگے کرنے مجرا وہین آ کے سب
ہر اک قصر مین یون عشرت ہوئی — کہ زہرہ کو گردون پہ حسرت ہوئی
عجب رات بھر اک سمان بندھ گیا — کہ سب محو عشرت تھے کچھ غم نہ تھا

غرضکہ یہان تو یہ جلسۂ مسرت ہے لیکن اب حال اُن اسیران رنج و محن یعنی عیاران لشکر اسلام اور سرداران مجروح مبتلائے آلام کا سنیے کہ جب تورج و ہاشم و داراب و اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ وغیرہ فرزندان امیر کو ہوش آ گیا تھا اور بادشاہ آنکھ کھول لیتے تھے تو ناموس کو مصروف گریہ و بکا بال کھولے پریشان حال دیکھکر جوش شجاعت سے اُٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جا کر حریف سے مقابلہ کرین لیکن زخم شق ہو جاتے تھے اور لہو جاری ہوتا تھا پھر گر پڑتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے شہزادیان ہر ایک کی بیبیان اپنے شوہر سے لپٹ جاتی تھین اور بلبلا کر روتی تھین مثنوی

ہر اک رو کے یون کر رہی تھی خطاب — کہ اے جان جان ہے یہ کیسا عذاب
یہ کس طرح کی آفت آئی ہے اب — ہماری تمھاری جدائی ہے اب
چھٹین گے جو ہم تجھسے اے رشک حور — مرینگے گلا کاٹ کر اب ضرور
خطائین مری اے سخی بخش دو — مرے جرم تم باخوشی بخش دو

کیے ہون جو ہم نے تمھارے قصور　　کرو عفو دل سے وہ سارے قصور
وطن کا بڑا رہ گیا اشتیاق　　قضا و قدر کا ہی یہ اتفاق
نہو سر پہ تمسا جو صاحب جمال　　تو جینا ہمارا ہی امر محال
اٹھین ناز سے پھر وہ ماہ تمام　　کیے زہر کے سب نے تیار جام
لگین کہنے وہ گل بدن بھر کے آہ　　کنیزین کہان اب پھرینگی تباہ
جیئن گے نہ رنج و بلا کے لیے　　پلا دو یہ زہر اب خدا کے لیے
بچھڑنے کا صدمہ جو ہونے لگا　　تو ہر ایک مل مل کے رونے لگا
بلائین وہ لے لے کے رونے لگین　　غم و درد سے جان کھونے لگین
ادھر تو یہ سامان مرنے کا تھا　　ادھر حال عیاران سنیئے ذرا

عیار ناموس کے پاس دوڑ کر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے شہزادیو گریبان صبر دست رنج والم سے چاک نہ کرو انشاء اللہ آج رات ہم ساحرون پر سے گذرنے نہ دینگے فی النار والسقر کرینگے تم اس جزع و فزع کرنے کے عوض درگاہ کریم کارساز مین دعا کرو تاکہ شب غم گذر کر سحر کامرانی جلوہ دکھائے لشکر حریف کی صبح ہوجائے غلام جاتے ہین اور تدبیر کرتے ہین انکے سمجھانے سے شور گریہ و ماتم کم ہوا اور ہر ایک نے رخ سمت قبلہ کرکے دعا کرنا شروع کی اور واسطہ نور کرامت ظہور جناب ختمی مآب الف الف تحیۃ و ثنا کا دلایا کہ الٰہی واسطہ اس نور سعادت گنجور کا کہ جسکے پیدا کرنے کے لیے کون و مکان تو نے خلق فرمایا اور ہر ایک انبیا کی خطا کو اسی نور کے ذریعے سے معاف کیا وہی نور شافع ہر مجرم و تقصیر وار ٹھہرا کہ رباعی

سن جلوۂ احمدی کا تک مجھسے سخن　　تھا نور محمدی عیان بیش از کن
تھی ذات خدا کی ساتھ ہی ذات رسول　　اس سے یہ کہا تھا کن کہ موجود بکن

ہم پر سے یہ بلا دفع کردے خدا نہ کرد دشمنون کو یہ رات کالی بلا ہوجائے صبح بشاشت خندان ہمکو منھ دکھائے جب یہ مصروف دعا ہوئین عیارون نے فکر کی کہ زیر کوہ فوج محاصرہ کیے ہوے اتری ہی یہان سے کیونکر جائین جو اس قحبہ کو ٹھکانے لگائین یہ سوچکر ایک سو عیار بحر فکر مین غوطہ زن ہوا آخر گوہر مراد حاصل کرکے سر گریبان سے نکالا فی الفور صورتین اپنی مثل نازنینان حور تمثال زہرہ جمال کے آراستہ کین اور ایسا حسن دلاویز غارتگر جان دایان رنگ و روغن بنا کر درست کیا کہ گویا نقاش ازل اور مصور قدرت نے صفحۂ رخسار کو اسکے نقشہا ہے گوناگون

سے منقوش فرمایا اور چہرۂ دلپذیر کو نقاط خال اور لام زلف اور میم دہن سے لوح ابجد دبستان عشق بنایا تھا ۔ ابیات

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار ۔ کہ شاگرد ہون سامری سے ہزار
یہ ادنے سا تھا سحر اور انمین فن ۔ کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام ۔ دل رستم و سام جن کے نیام
جو دیکھے کوئی ابروے متصل ۔ ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
یہ اک اور تشبیہ آئی پسند ۔ دھوان دو طرف تھا رخون کا بلند
دریچہ اگر طور تھا نور کا ۔ جبین مین عیان نور تھا طور کا
سُنی بھی نہین طور کی نردبان ۔ تھی بینی اُسی نور کی نردبان
غضب انکی پلکون کے تھے نیشتر ۔ چھدے جس سے لاکھون ہی دل نیشتر
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے ۔ کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب ۔ کہ منھ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شاب
فدا غبغب شرخ پر تھی بہی ۔ تصدق تھا قامت پہ سرو سہی
بدن مین وہ تھا زعفرانی لباس ۔ کہ خود زعفران جیکے آگے اداس
یہ تاثیر رنگت کی تھی آشکار ۔ ہنسے دیتے تھے لوگ بے اختیار
جو کہتا ہون مین سچ سمجھ اُسکو تو ۔ مہکتی تھی کوسون تلک اُسکی بو
کوئی پہنے کنگن کوئی دست بند ۔ کہ بیہوش جس سے دل ہوشمند
کلائی مین تھین سمرنین جو عیان ۔ ستارے تھے در پہونچے تھے کہکشان
پڑا حسن دست حنائی کا شور ۔ وہ چھلون سے آراستہ پور پور
کڑے پاؤن مین تھے مرصع نگار ۔ چھڑون مین ہزارون در آبدار
پڑے جسکی چھب تختی پر اک نگاہ ۔ ہمیشہ وہ کھینچا کرے دل سے آہ
کہان تک لکھا کیجیے اب یہ حال ۔ ہر ایک حسن زیور مین تھی بیمثال

جب باہم تشکل و تماثل درست ہو چکے اور عیارون کو درباب حفاظت مجروحان و ناموس تاکید کید کرکے ایک طرف سے نیچے کوہ کے اُترے یہان ساحرون کے بستر لگے تھے پہرے کھڑے تھے ہوشیار سب بیٹھے تھے کہ صداے خلخال و پازیب سنی سب اوپر دیکھنے لگے ایک سو لعبتان شوخ

دسیاک کو آتے دیکھا جماعت جادوگران انکے متصل گئی اور بیک نظر ان کے حسن سودا خیز دیکھکر متاع ہوش وحواس برباد کی کہ بیت

دل رفت وبے سینہ نیز تہی شد زجان کنون
اے صبر باز گرد کہ اینجا نہ جا تست

بے اختیار ہوکر پوچھا کہ اے ماہ تابان فلک حسن وجمال تم سب اس شب تار مین کوہ سے اترکر کیون آئی ہو کس کی تلاش مین گھبرائی ہوا انھون نے جواب دیا کہ ہم کنیزین ملکہ گیتی افروز دختر خداوندکی ہین پیشتر خداوند لقا کو ہم پرستش کرتے تھے جب سے خداوندزادی مسلمانون کے قبضے مین آئین ناچار اسکے ساتھ رہے اور کسی کو ایسا نہ پاتے تھے کہ اسکے ساتھ نکل جاتے اور وہ ہم کو نجبہ مسلمانان سے چھڑاتا آج ہم لوگون کی مراد برآئی کہ مسلمان مغلوب ہوے تم لوگون کے پاس آئے ہین کہ ہمین اپنی خدمت مین لاؤ اور یہان سے خداوند کی خدمت مین پہونچاؤ اس لیے ہم اور بھی آئے ہین کہ صبح کو ہمراہ مسلمانان کے قتل وغارت ہونے سے محفوظ رہین اور پھر دین قدیم خداوندا ختیار کرکے تمھین دعاے خیر دین ساحر یہ گفتگو سنکر نہایت خوش ہوے کہ خداوند نے یہ نعمت بالائی ہمین عنایت فرمائی کنیزون سے گویا ہوئے کہ تم گھبراؤ نہین صبح کو سب مسلمان غارت ہوجاینگے تم وہان رہتین تو لٹ جاتین خوب ہوا جو چلی آئین یہ کہکر اُن کے ہاتھ پکڑکے اپنے اپنے بستر پر لائے اور تنہائی کا شغل غنیمت جانکر شکر خداوند سامری کرتے تھے آخر سرگرم اختلاط ہوئے کنیزون نے کہا ہم کو عادت بادہ خواری کی بہت ہی اور کئی روز سے بسبب جنگ وجدال کے شراب ہم کو نصیب نہین ہوئی اور بھوکے پیاسے بھی ہین بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہی اگر دو ایک جام شراب ہمین دو تو حواس ہمارے درست ہون ساحرون نے گلابیان شراب کی سامنے رکھین اور کھانا پانی موجود کیا کنیزان نقلی نے ایک ایک جام آغشتہ بہ داروے بیہوشی آنکھ بچاکر کیا اور اپنے اپنے خواستگار کو دیا کہ اول تم پی لو تو ہم پئین اُنھون نے شراب پی اور بیہوش ہوے عیارون نے فوراً خنجر نکالکر سو ساحرون کے سر کاٹ ڈالے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا آندھیان پیدا ہوئین اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی عیار پہاڑ کے نیچے تو اُترہی چلے تھے نعرے کرکے جنگل کی طرف بھاگ گئے ساحر لاشین اُنکی اُٹھاکر سامنے لقا کے لے گئے اور عرض پیرا ہوے کہ سو ساحر مارے گئے بختیارک پکارا کہ عیار واسطے عیاری کے زیر کوہ اترے ہون گے اور راہ پیدا کرکے لشکر مین گلستان کے قتل کے لیے آئے ہونگے اسدون کے لیے ہنسنے لگا کہ شمع گل کردیا ہے یہ کہکر لقا سے کہا یا خداوند تقریر فرمایئے کہ

ملکہ گلستان معشوقہ قدرت آج کی رات محفوظ رہے اور ساحرون سے کہا ان لاشون کو لیجا کر جلا دو
اور دربابِ حفاظت تاکید کی کہا اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اُترے فی الفور گرفتار کرنا ہرگز اُنکے قریب
مین نہ آنا ساحر حسب ارشاد آکر سرگرم حفاظت ہوے لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا مین آئے صورت
اپنی فراش و خدمتگار وغیرہ کی بنا کر بارگاہ لقا مین گئے وہان گلستان کو نہ پایا مگر بختیارک
سرگرم سخن تھا کہ یا خداوند مین جانتا کہ عیار پہاڑ سے اُتر آئینگے تو ملکہ گلستان سے پتا پوچھ لیتا کہ
آپ صحرا مین کس جگہ جا کر مخفی ہو جیے گا اگر ٹھکانا معلوم ہوتا تو مین خود ملکہ کے پاس جا کر نگہبانی کرتا
اب از روے قدرت بتائیے کہ ملکہ کہان ہین لقا نے کہا کہ قدرت جانتے ہین لیکن بتائین گے نہین
یہ گفتگو تمام عیارون نے سُنی اور خیال کیا کہ اس شیطان نے اُس قحبہ کو کسی جا جنگل مین چھپا دیا ہم
چلو صحرا مین چلکر تلاش کرین یہ سوچکر سب وہان سے پھرے اور باہم مشورہ کیا کہ ہم مین سے ایک
عیار بہ ہیئت اصل کوہ و دشت مین خنجر بکف پھرے اور ہم سب کسی مقام بلند سے پوشیدہ ہوکر
دیکھتے رہین جب گلستان گرفتار کرنے اُسکو آئے ہم اسکی جاے سکونت دیکھ لین اور عیاری
کرین یہ صلاح کرکے عمران خطالی بھانجے نے عمرو کے نیمچہ کھینچکر پھرنا شروع کیا اور کہتا جاتا
تھا کہ وہ قحبہ حرامزادی گلستان اگر ملجاتی تو مزہ چکھا دیتا اتفاق سے غار مین گلستان چھپی بیٹھی
تھی جب اس طرف سے عمران بکتا ہوا نکلا اُسنے صدا سُنی گھبرا کر غار سے باہر نکلی اور اکیلا
ایک عیار کو تیغ بکف دیکھکر سحر پڑھا کہ بحیس و حرکت ہوکر گر پڑا اُسنے آکر ایک درخت سے اسکو
باندھ دیا اور کہا موے صبح کو تیرے رفیقون کے روبرو تجھکو ذبح کرونگی نہین معلوم تو پہاڑ پر
سے کیونکر اُتر آیا شاید تو پہاڑ پر مسکن گزین نہ تھا صحرا مین بھاگ آیا یہ کہکر غار مین پھر اُتر گئی اُس
غار کو اور عیار جو چھپے تھے اُنھون نے دیکھا اور سمک یلطاقی بن عمرو فوراً صورت ایک
مرد مہیب شکل بنا کہ چار سر مقوے کے اور سات ہاتھ تین پاؤن درست کیے آنکھین بشمار سر و تن
مین بنائین ایک ہاتھ مین ترسول اور دوسرے مین پنسول تیسرے مین تلوار چوتھے مین خنجر
پانچوین مین گرز آتش چھٹے مین منقل آگ کی ساتوین مین تھالی برنجی لیکر روغن ایسا جسم پر ملا کہ شعلے
کی طرح چمکنے لگا جب اس طرح درست ہو چکا دہن غار پر پہونچکر پکارا کہ ای بندی قدرت باہر آ گلستان
صدا اسکی سُنکر باہر آئی اور شکل ہیبت ناک دیکھکر خائف ہوئی پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اسنے جواب دیا
کہ مین فرشتہ خداوند ہون لقا نے حکم دیا کہ میری بندی قدرت کا پہرا دے اور اس غار کا پتہ بتلایا مین
حاضر ہوا ہون آپ غار مین کیون چھپی بیٹھی ہین یہان تشریف رکھیے کیا مجال کسی کی جو یہان آ سکے

یہ کہکر وہین غار کے قریب اسکو لیکر ٹھہرا تھا کہ وہان چالاک نے صورت اپنی شکل صورت بختیارک
کے بنائی رفیدہ سر پر رکھا ایک سو اکیس کلی کا جامہ پہنا گھیتلا پاؤن مین پہنکر چار عیارون کو خدمتگار
بنایا ایک ان مین لالٹین لیکر آگے چلا اور تین خدمتگار دست بستہ پشت پر روانہ ہوئے اور جب
قریب غار پہونچا اپنا اعتقاد بڑھانے اور ساحرہ کو دھوکا دینے کے لیے پکارا کہ ای ملکہ گلستان مین
نہ کہتا تھا کہ یہ رات خیر سے کٹتی نظر نہین آتی آپ ایسی غافل ہوگئین کہ عیار کو پہلو مین لیے بیٹھی
ہین یہ فرشتہ قدرت خداوند نہین ہی عیار ہی جلد اسکو گرفتار کیجیے یہ صدا دیتا تھا کہ گلستان فرشتہ کی
جانب پھری سمک اٹھکر بھاگا اسنے ایسا سحر کیا کہ بے حس ہوکر زمین پر گرا اسنے اسکو بھی باندھ دیا
اسوقت بختیارک قریب آیا اور گویا ہوا کہ مجھے خداوند نے پتا بتایا کہ میری بندی صحرا مین بیٹھی ہی
جلد اے شیطان جا کر فرشتہ قدرت بنکر عیار اسکو قتل کیا چاہتے ہین یہ فرما کر ایک ملک قدرت کو
حکم دیا کہ وہ مجکو یہان پہونچا گیا کیون ملکہ اگر مین نہ آتا تو عیار کام تمھارا تمام ہی کر چکا تھا دیکھو
خداوند کو بھی تمھارا بہت خیال ہی پھر گلستان نے خداوند کا سجدہ اس شکریے مین ادا کیا اور
بختیارک کے پاس آکر بے وسواس باتین کرنے لگی کہ ملک جی ان دونون عیارون کو آپ
خدمت خداوند مین لے جائیے مین یہان سے بھی جاتی ہون اور صحراے طلسم مین جا کر رہونگی
وہان سحر بھی تیار کرونگی اور صبح کو آؤنگی بختیارک نقلی نے کہا کہ خداوند تمھاری یہ اتنی ہی
تکلیف اٹھانے سے بے چین ہین اور مجکو ایک گلوری دی ہی کہ میری بندی کو کھلا دینا اس
گلوری کے کھانے سے خزانے زمین کے اندر جو نہان ہین تمھاری نظر مین ظاہر ہونگے اور
عیار جس حال مین تمھارے پاس آئےگا معلوم ہو جائیگا اور کوئی حربہ جسم پر کارگر نہو گا عمر بڑھ جائیگی
اس گلوری مین عطیہ خداوند پڑا ہی اے ملکہ خداوند تمپر بڑی عنایت فرماتے ہین اور فرماتے تھے کہ
آج ہی نور قدرت اسکے پیٹ مین اُتار دونگا یہ کہکر ایک خاصدان طلائی اپنے پاس سے نکالکر
کھولا اس مین ایک گلوری گنگا جمنی ورق سے لپٹی کیوڑے گلاب سے بسی ہوئی رکھی تھی وہ
سامنے کی گلستان نے ہنسکر شرم سے گردن جھکا کر وہ گلوری کھائی بختیارک نے کہا ہرے پان کا
بیڑا ہمین نے آپ کو کھلایا ذرا ہمارا خیال ہمیشہ رکھیے گا یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر لے چلا کہ چلو اب خداوند
پاس آرام کرو گلستان کمر لچکاتی سسکی بھرتی مزے مین ساتھ چلی جب پان کی پیک حلق سے
اُتری چکر کھا کر گری عیارون نے گرد اسکے نالی کھود کر بارود بچھائی اور چادر کا فتیلہ بنا کر آگ مین
لگا کر آپ الگ کھڑے ہوئے ایک لمحے مین صدا دھماکے کی بلند ہوئی طبقہ اتنی زمین کا مع

گلستان کے اُڑ گیا پھر تو وہ آندھی زور شور سے آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی صداہائے مہیب آنے لگیں عمران و سمک پر سے سحر دفع ہو گیا درخت سے جو بزدر جادو بند ھے تھے کھل گئے شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا ملکہ گلستان جادو کو تین سو سال کی عمر یہ ملکہ رکھتی تھی اور ہنوز باغ جوانی سے کوئی پھول آرزو کا اسنے نہ چنا تھا اسکے مرنے سے سارا لشکر جو میدان میں پتھر کا ہو گیا تھا وہ بصورت اصل ہو گیا اور دیکھا کہ رات کا وقت ہے ہم میدان میں مسلح و مکمل اپنے مرکب پر سوار کھڑے ہیں نہ ہمارا بادشاہ ہے نہ بارگاہ کا پتا ہے یہ دیکھکر اپنی بارگاہ لیکر کے پڑاو کی طرف سے جہان بازار میں لٹی خیمے جلے ہوے پائے حیران ہو کر سمت صحرا چلے اس طرف سے عیار یہ تہیہ کرکے کہ پہاڑ پر لوگ خستہ اور زخمی ہیں ان سے تو کچھ ہو نہ سکے گا لیکن سارا لشکر جو پتھر کا ہو گیا تھا وہ تندرست ہوا ہو گا اسکو لانا چاہیے یہ سوچکر چلے تھے کہ راہ میں پلٹن اور رسالے ہزارہ در ہزار ملے اُن سے جا کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مالک تمھارے پہاڑ پر کھڑے ہیں ہم ساحرہ کو اگر قتل نہ کرتے تو تم سب رہا نہ ہوتے اب لشکر ساحران اور حریفان دامن کوہ میں اُترا ہوا مصروف عیش و نشاط ہے اور نہایت غافل ہے اسپر چلکر حملہ کرو اور مار کر بھگا دو سردار اور لشکری کئی لاکھ یہ کلمات سُنکر وہیں سے بجوش مشعلیں اور رن مہتابیں سُلگا کر تلوار آبدار نیام انتقام سے کھینچکر چار غول ہوے اور گھوڑے اُڑا کر ایک غول تو میمنہ سے اور ایک یسار سے اور ایک اوپر سے لشکر ساحران پر آگرا پشت پر کوہ تھا ایک غول جو باقی رہا وہ لشکر لقا پر آپڑا وہ سب تو غافل تھے اُنھون نے طنابیں خیمون کی کاٹ دیں اور بارگاہون میں آگ لگائی پہرے چوکی والے سوارون کو قتل کیا طلایہ دار کو زیر تیغ رکھا پھر تو گھبرا کر لوگ خیمون سے باہر نکلے جو منچلے اور صاحب حواس تھے انسے تلوار چلنے لگی جو بہادر جنگ دیدہ کار آزمودہ تھے ایسی ایسی ہزارون افتاد جھیلے ہوے تھے وہ گھوڑا اُٹھا کر لشکر حریف کی طرح اپنے لشکر کو دو ایک ہاتھ لگا کر تلوار رکے لینا لینا کہتے ایک طرف کو نکل گئے کہ میان انجام لڑائی کا بُرا ہوتا ہے جان بچانا چاہیے انکا تو یہ حال ہوا اور جو بودے تھے اور بدحواس نا تجربہ کار تھے وہ گھبرا کر مسلح و مکمل ہونے لگے لیکن زیر جامہ اُٹھا کر گلے میں پہنتے تھے لیکن جیب سیانی پیشانی میں نہ آتی تھی تو درزی کو الزام دیتے تھے اور کہتے تھے کہ گریبان حرامزادے نے بنایا ہی نہیں بعض جامہ کو پائون میں پہنتے تھے اور جب آستین میں پاؤن نہ آتے تھے تو کہتے تھے کہ خیاط نے مہربان تنگ کر دیں بعض ترکش میں تلوار رکھتے تھے اور نیام میں تیر پہ دیتے تھے خلاصہ یہ کہ ایک ہنگامہ گیر و دار گرم تھا لشکر ساحران تو کل بارہ ہزار تھا اس میں سے بہتیرے مارے

جا چکے تھے جو باقی تھے وہ پہلے ہی حملہ مین مارے گئے اس لیے کہ غافل تھے اور جو کچھ بچ بھی گئے وہ بھاگے ادھر لشکر **لقا** سے جو کچھ بھاگے تھے وہ انکو ملے یہ انکو حریف سمجھے اور وہ لوگ انھین دشمن معلوم کر کے حملہ آور ہوے باہم تلوار چلنے لگی غرضکہ وہ معرکہ پڑا تھا کہ شور محشر دبا تھا کہین آپس مین تلوار چلتی تھی کہین حریف سے مقابلہ تھا یہ ہاے ہوے ویران جب بلند ہوئی بارگاہ **لقا** مین رقاص ساز پھینک کر بھاگے اور **لقا** باہر نکل آیا حال اپنے لشکر کا ابتر پایا اور ساحرون کو آمادہ سفر سقر دیکھا لشکریان اسلام قتل و غارت کر رہے تھے خیام حسد آتش شمشیر سے جل رہے تھے تلوار بڑے زور سے چلتی نعرہ ہاے دلاوران سے دُنیا ہلتی تھی کہ **ابیات**

دکھائے رنگ تلوارون نے ایسے — چمک ہو برق کی دریا پہ جیسے
بیان کیا کیجیے ان کی شجاعت — کیا اس شب کو فرمائے قیامت
سراعدائے دین تھا اور تلوار — ہوا تھا لجۂ خون بحر زخار
حباب آسا تھے اسمین کاسۂ سر — تپان تھے شکل ماہی اُنکے پیکر
چمکتی تھی سنان نیزہ اسطرح — شعاع مہر ہو دریا مین جس طرح
فدا تھی اُنکی ہمت پر شجاعت — ہراک انمین تھا خضر بحر جرأت
جو نامی فوج اعدا کے تھے سردار — انھین پر چلتی تھی بس انکی تلوار
دم شمشیر نے طوفان کیا تھا — سپاہ سحر کو بیجان کیا تھا
وہی اپنی سلامت لے گئے جان — ہوئے جو آپ کی صورت گریزان

بختیارک نے یہ حال دیکھکر **لقا** سے کہا کہ وہ مارا لیجیے آپ کی معشوقہ فی النار ہوئین اب تقدیر گریز کیجیے ورنہ **حمزہ** پہاڑ سے اُتر کر قیامت برپا کریگا بھاگتے راستہ نہ ملے گا **لقا** اسکے کہنے سے بارگاہ وغیرہ چھوڑ کر رو بفرار لایا **لقا** اندر قلعہ **عقیق** کوہ کے داخل ہوا اور قلعہ بند کر کے فیلبند دروازے سے پل تختہ خندق پر آب کا اُٹھوا لیا ادھر فتح نصیب غازیان دیندار ہوے عدو کو شکست فاش ہوئی عین غفلت مین ہزارون **لقا** پرست مارے گئے اور بقیہ السیف بھاگے صبح تک خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو ترسا آخر وہ زمانہ آیا کہ ترک فلک نے تیغہ مہر سے زنگ ظلمت دور کر کے ساخت عالم مین چمکایا اور لشکر ساحر شب رو بفرار لایا صبح ہوتے ہی مطلع صاف تھا کہ **نظم**

جو دامن کوہ کا تھا خون سے لال — شفق پھولی تھی یہ ظاہر تھا احوال
گل انجم نہ تھے چرخ کہن سے — سحر گہ پھول عدو پر خندہ زن تھے

عیاروں اور فوج کے سرداروں نے بارگاہ سلیمانی اور ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکر مع بادشاہ و
امیر کے پہاڑ سے اُتر کے جہان لشکر اول اُترا تھا اسی جگہ کو آباد کیا بارگہ نصب ہوئی شادی نے
ندا دی کہ دشمن بھاگا دوست شاد اور لشکر مین آکر آباد ہون پھر تو رعایا برایا جو بھاگ گئی تھی کوہ
و دشت سے آ آکر آباد ہوئی بازارین آراستہ ہوئین ناچ جا بجا ہونے لگا بازار مسرت و انبساط
گرم تھا کہ شعر

رونق عہد شباب ست دگر بستان را		میرسد مژدۂ گل بلبل خوش لحان را	

بادشاہ اسلامیان کے زخم کو اور سرداروں نے جسم مجروح کو ٹانکے دیکر مرہم لگا کر باندھا اور امیر
بیہوش کو اُسی طرح پلنگڑی پر لٹا دیا اور ہر ایک بحر حیرت مین غرق تھا کہ ساحرہ ماری گئی پھر کیا
سبب ہی جو امیر کی بیہوشی نہ دفع ہوئی سردار عیار گرد پلنگ کے کھڑے روتے تھے بعض عیار
ہر سو بہر جستجو تگاپو کرتے تھے لیکن کسی ساحرہ کو نپاتے تھے جو قتل کرتے آخر بے نیل مرام پھر آتے تھے اور امیر اسوجہ سے بیہوش
تھے کہ گلستان نے سحر کا پتلا شیشہ مین بند کرکے ایک ساحر کو دیا تھا کہ طلسم مین لیجاے اس ساحر
نے اپنا سحر اس شیشہ پر کرکے کہ جب تک مین مارا نہ جاؤن یہ شیشہ نہ کھلے اور مالک اسم اعظم ہوشیار
نہو یہ تدبیر کرکے راستہ طلسم کا لیا تھا خلاصہ یہ کہ بعد طے مراحل داخل طلسم ہوا لیکن پہلے ظاہر کا طلسم پڑتا
ہی اور وہان لشکر مہرخ کا اُترا ہوا ہی اور عیار بالا دی کے لیے بشکل مبدل پھرا کرتے ہین اتفاق
سے برق فرنگی ساحر کی صورت بنا ہوا جنگل مین کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر سمت دریاے
سحر بہ تعجیل تمام اُڑا جاتا ہی یہ دیکھکر سوچا کہ اسکو قتل کرنا چاہیے کس لیے کہ جو ساحر کم ہو وہی
سہی ایسا کچھ سمجھکر پکارا کہ واہ واہ بھائی صاحب اتنی بے مروتی اور بے اعتنائی آپ کو لازم
نہین اس ساحر نے اسکی آواز سنکر کہا کہ مجھکو کام بہت ضرورت کا ہی اسوقت معاف فرمایے برق
نے کہا اگر ہماری ایک بات نہ سنوگے تو تمھارے لیے بڑی قباحت ہوگی شہنشاہ کے دربار
مین معلوم ہوتا ہی کہ تم جاتے ہو کیونکہ دریاے سحر کی سمت تمھارا رُخ ہی اور وہان اپنا پرایا
جو جاتا ہی شہنشاہ اسکو قتل کرتے ہین یہ کلام سُنتے ہی وہ ساحر گھبرایا اور سمجھا کہ یہ یہان کا
رہنے والا ہی تو اسجگہ کے حال سے واقف ہے اس سے کیفیت پوچھنا چاہیے ایسا کچھ سمجھکر زمین
پر اُترا اور گویا ہوا کہ بھائی مین ملکہ گلستان کا نوکر ہون شیشہ جسمین اسم اعظم حمزہ بند ہی شاہ
جادوان کے پاس لیے جاتا ہون اور سب حال بربادی لشکر اسلام بیان کرکے مستفسر ہوا کہ
تم اب بتاؤ شہنشاہ کیون ہر شخص کو قتل کرتے ہین برق نے کہا عمرو عیار صورت بدلکر دربار شاہ

مین گیا اور بندگان حضور کو نہایت پریشان کیا اب جو کوئی جاتا ہی شہنشاہ بغیر پرسش اسکو قتل کرتے ہین خیر یہ تو سب کچھ ہی لیکن یار تمنے ایسی خوش خبری مسلمانون کے ہلاک ہونے کی سنائی ہی کہ یہی چاہتا ہی منھ تمھارا لعل و گہر سے بھر دیجیے آؤ ذرا میرے گلے سے تو لپٹ جاؤ یہ کہکر ہاتھ پھیلا کے وہ ساحر گلے سے لگا برق نے سفوف بیہوشی منھ سے جو پھونکا دماغ مین سرایت کر گیا چکر کھا کر وہ گرا اس نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا شور و غل برپا ہوا بعد لمحے کے وہ آفت دور ہوئی اسکے سحر کا جھولا تلاش کر کے شیشہ نکالا اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور تیلا جو اس مین بند تھا وہ بسبب ہلاک ہونے گلستان اور اس ساحر کے ماش کے آنے کا ہو گیا تھا اسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور جو کچھ مال وغیرہ جھولے سے پایا وہ عمرو کے لیے لیکر لشکر کا راستہ لیا یہ تو ادھر چلا اور وہان امیر کو ہوش آگیا آنکھین کھولین مگر مارے ضعف و نقاہت کے طاقت نہ تھی اشارے سے حال پوچھا بادشاہ نے کل احوال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے عرق فواکہات اور شوربے مرغ وغیرہ پلایا کہ جسم مین طاقت آئی اور اُٹھکر بیٹھے کھانا نوش فرمایا آخر غسل صحت فرما کر دنگل شوکت پر بصد حشمت جلوہ آرا ہوئے نذرین فتح کی گذرنے لگین سردار سب زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکم جشن ہونے کا دیا ساقیان سیمین ساق ماہ رخسار بادہ گلنار لیکر حاضر ہوئے مطربان مہر دیدار و لعبتان حور کردار نے سامنے ناچنا گانا شروع کیا اور ترانہ شادی و مبارکباد گایا کہ

نظم

بزم عشرت بھری بھری تھی	صہبا تھی کہ شیشہ مین پری تھی
تھے دور کہ گردش زمانہ	یا گردش چشم جادوانہ
مست مئے ناب جھومتے تھے	اسنکر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز	میٹھی وہ دھنین سریلی آواز
اس طرح کے توڑے لیتے تھے وہ	دل توڑے مروڑے دیتے تھے وہ

حاصل مرام یہ تو مصروف انبساط ہین مگر برق جو بارگاہ مہرخ مین پہونچا وہ مال جو ساحر کا لے لیا تھا عمرو کو نذر دیا عمرو نے خوش ہو کر کہا یہ شاگرد میرا بڑا سعادتمند ہی برق نے کل ماجرا شیشہ توڑنے اور لشکر امیر کا حال جو کچھ زبان ساحر سے سنا تھا عرض کیا عمرو نے ابتری لشکر مہرخ سے کہا کہ مجکو جلد باہر طلسم کے پہونچا کہ میرا آقا نہین معلوم جیتا ہی یا بیمار گلزار جنان ہوا اگر میرے مالک کا بال بیکان خود ایک موئے جسم بھی کم ہو گیا ہو تو گلیم اوڑھکر لقا اور جملہ اسکے

پرستاروں کا سر کاٹ ڈالونگا مہرخ نے کہا خواجہ آپ گھبرایئے نہین مین حال آپ کے مالک کا دریافت کیئے دیتی ہون یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک مینار پیدا ہوا اُس مینار مین ایک طاق بنا تھا اور طاق پر کتاب زر بفت کے جزدان مین کی ہوئی رکھی تھی اس نے وہ کتاب لیکر جزدان سے نکالکر کھولی اور پڑھی سارا حال گلستان کا اور قتل کرنا عیارون کا اُسکو اور ہوش مین آنا امیر لکھا تھا عمرو کو یہ کیفیت سُنکر تسکین ہوئی مہرخ نے پھر جزدان مین کتاب طاق پر رکھدی اور سحر پڑھا کہ مینار زمین مین غرق ہوگیا بعد اس کیفیت کے سب مشغول عیش ہوے لیکن عمرو نے کہا اے ملکہ مین حیران ہون کہ طلسم کیونکر فتح ہوگا اور اسد و مہ جبین وغیرہ کیونکر رہا ہونگے بہت ساحرون کو مین نے قتل کیا مگر کچھ مطلب براری نہ ہوئی مہرخ نے یہ کلمات سُنکر تسلی دی کہ انشاء اللہ ایک دن طلسم فتح ہوگا اور شہزادہ چھوٹے گا آپ تشویش نہ فرمایئے عمرو کو ان باتون سے کچھ تسکین نہوئی اور بارگاہ سے نکلکر صحرا مین چلا راہ مین ملاقات قران سے ہوئی اسنے پوچھا کہ استاد کہان جایئے گا عمرو نے کہا میرا دم گھبراتا ہے برائے تفریح یون ہی پھرتا ہون یہ کہی رہا تھے کہ صدائے زنگ بجنے کی آئی اور ضرغام ساحر بنا ہوا سامنے سے ظاہر ہوا قران نے اسکو پکارا اسنے آکر عمرو کو سلام کیا اُس سے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو اسنے عرض کی کہ دریائے سحر کی طرف سے مگر عجب ماجرا دیکھا ہے کہ دل میرا مترود ہے یعنے ایک ساحر خورشید زرین سحر نام کہ طلسم باطن کا ایک شاہزادہ ہے اپنے ملک سے اس ارادے پر چلا تھا کہ یکایک گنبد نور پر جاکر حملہ کرونگا اور اسد کو چھڑاونگا کیونکہ میری بہن ملکہ ہلال سحر افگن شریک عمرو ہے وہین مین بھی جاونگا لیکن میرا شریک ہونا افراسیاب کو ظاہر نہین غفلت مین قتل و غارت کرکے اپنی بہن کے پاس جاونگا کہ وہان میری پھوپھی ملکہ سُرخ مو بھی ہین فی الجملہ جب اس ارادے پر چلا اسکے لشکریون مین سے کسی نے اس حال کی خبر حیرت کو پہونچائی اسنے ملکہ ناگن جادو نام ایک ساحرہ کو بھیجا کہ وہ استقبال کرنے کے بہانے سے آکر خورشید کے پاس پہونچی اور خاک قبر جمشید ڈالکر اسکو گرفتار کرکے پاس حیرت وغیرہ کے لیے جاتی ہے عمرو نے یہ کیفیت سُنکر پوچھا کہ فوج کیا اسکے پاس نہ تھی جو اسیر ہوگیا ضرغام گویا ہوا کہ بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے جب وہ قید ہوا تو لشکری اسکے کوہستان کی جانب جاکر پوشیدہ ہوے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ ہم آج یہ قدرت نہین رکھتے ہین جو زوجۂ شاہ طلسم سے مقابلہ کرسکین مگر لشکر مہرخ مین جاکر خورشید کی پھوپھی اور بہن سے اس حال کی اطلاع دین اور انکے ساتھ ملکر ہم نبرد ہون

غرضکہ ایک ساحر کو انھون نے لشکر مین ہمارے بھیجا ہی عمرو سارا جا لشکر قران سے کہنے لگا ای
فرزند شاہزادہ خورشید کو چھوڑانا لازم ہی چلو اس امر مین کد و کوشش کرین یہ کہکر تینون
جدا جدا فکر مین عیاری کے روانہ ہوے لیکن وہ ساحر لشکر خورشید کا پاس ملکہ سرخ مو
کے پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ کے بھتیجے قید ہو گئے اور کل احوال جو اوپر مذکور ہوا بیان کیا سرخ مو
یہ سنتے ہی جوش خون سے بیتاب ہو گئی اور چاہا کہ لشکر لیکر جاؤن اور فوج پر حیرت کے حملہ
کرون پھر خیال کیا کہ ناگن ابھی راہ مین ہی چلکر اُسے مارون اور اپنے بھتیجے کو چھوڑا لون یہ سوچکر
ہنس آتشین پر بیٹھکر روانہ ہوئی ہر سمت ڈھونڈھنے لگی اور بہ تفحص ایک درخت کے نیچے اُترکر
بیک نگاہ ہر طرف دوڑانے لگی ناگاہ صبا رفتار عیارہ نے کہ صحرا مین تھی اسکو دور سے
دیکھا اور فی الفور بہ روغن عیاری صورت اپنی مثل صورت برق فرنگی کے بنائی اور قریب
آکر اسکے گویا ہوئی کہ ای ملکہ کس فکر مین یہان تنہا کھڑی ہو سرخ مو نے سارا حال اسکو برق سمجھکر
بیان کیا اور کہا میرا ارادہ ہی کہ طبقہ زمین کا توڑکر زندان مین جاکر ٹھہرون جب بھتیجا میرا آکر
وہان قید ہو مین اسکو چھوڑا کرے آؤن صبا رفتار جب سارے حال پر اطلاع پا چکی پاس
کو کھڑی ہی تھی حباب بیہوشی اسنے مارا کہ سرخ مو بیہوش ہوکر گری اسنے پشتارہ مین باندھا
اور لیکر روانہ ہوئی ادھر ناگن جاکر بارگاہ حیرت مین پہونچی اور خورشید کو سامنے
پیش کیا حیرت نے ہر زبان جادو داروغہ محبس کو بلاکر حکم دیا کہ اسکو لے جاکر قید کر دمین
شہنشاہ کو عرضی لکھتی ہون جیسا وہ فرمائین گے عمل مین آئیگا داروغہ زندان اپنے سحر مین مسحور کرکے
خورشید کو زندان مین لایا اور حیرت نے اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھکر تیلے کے ہاتھ
بھیجی جب عرضی باغ سیب مین پہونچی شاہ جادوان اسی تجمل سے جیسا کہ اکثر ذکر ہوا ہی سوار
ہوکر لشکر حیرت مین آیا اور جب داخل لشکر ہوا حیرت نے مع تمام سردارون کے استقبال کیا
شاہ جادوان تخت پر آکر بیٹھا اُسوقت صبا رفتار پشتارہ لیے آئی اور کہا سرخ مو اپنے بھتیجے کے
چھوڑانے کو آئی تھی مین اسکو گرفتار کر لائی ہون شاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی لیجاکر مقید کرو صبا رفتار
نے حسب ارشاد اسکو بھی زندان مین پہونچایا اسوقت حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ لوگ جو گرفتار
ہین انکو قتل کیون نہین کرتے افراسیاب جواب دہ ہوا کہ مار ڈالنا سہل ہی جلانا مشکل ہی
کروڑون روپئے کھلا کر انھین پالا ہی کیونکر یکایک قتل کیا جائے یہان تو یہ باتین ہو رہی
ہین لیکن عیار جو فکر عیاری مین چلے تھے اُن مین سے عمرو صورت ساحر کے مثل بنکر لشکر

حیرت مین داخل ہوا اور اسنے دار وغہ زندان کو قید مین لیجاتے ایک خیمہ مین دیکھا سمجھا کہ یہی زندانخانہ ہے اور وہان پہرا چوکی بھی زیادہ تھا مرزبان درِ زندان پر کرسی بچھاے بیٹھا تھا اسکو دیکھکر عمرو نے ایک گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک زن خوبصورت کے بنائی گیسوے مشکفام کو بل دیکر رخسارون پر چھوڑا اور مانگ کو موتیون سے بھرا جوڑا اترچھا باندھا چشم غزالین سرمہ آگین کرکے رخسار تاب ناک کو گلگونہ کش فرمایا سر سے پاتک زیور مرصع کار پہنا اسوقت اسکے حسن دلاویز پر لعبتان دہر ہزار جان سے نثار تھے بلکہ مہر وماہ تصدق ہر بار تھے موے مژہ دیوانگان حسن کو تنکے چنواتے اور ابرو اسکے حسام جگر دل عشاق کو نشانہ بناتے دست وپا مین مہندی رچی دل عاشق کو خون کرتی دل کی لگی ہوئی آگ کو اور زیادہ بھڑکاتی کہ

نظم

عجب دست رنگین تھا اسماہ کا — کہ مرجان کا بچہ فدا ہوگیا
حنا سے بظاہر تھا سینہ بھرا — مگر صاف باطن مین کینہ بھرا
وہ باہین ستمگار تھین گول گول — گھٹے نور سے جسکے ہیرے کا مول
کلائی کو یہ نازکی تھی حصول — وہ پہنچے جو پہونچے وہان ایک پھول
غرض ایسی تھی شکل اسماہ کی — نظر آتی تھی قدرت اللہ کی

اس خوبی سے درست ہوکر دولائی کا جھمکٹ مار کر جھاؤلیان دیتا کمر اور کولے کا عالم دکھاتا سامنے سے مرزبان کے ہوکر نکلا اور دولائی اٹھاکر آنکھ سے آنکھ لڑائی اور رخ روشن کی جھلک دکھائی پھر آگے کو چلی مرزبان شیفتہ و فریفتہ ہوکر بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتا اٹھکر پیچھے چلا اور جب تنہائی مین پہونچا بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ

بیت

کون سے دلمین نہین وصل کی تیرے حسرت — کون آئینہ ہے جسمین تری تصویر نہین

وہ نازک اندام یہ شعر سنکر پھری اور منھ سے دوپٹہ ہٹاکر مسکرائی مرزبان نے دوڑکر ہاتھ پکڑلیا اور کہا

بیت

دور سے بھی کبھی ملنے کا نشانے نہوئے — ہم کہین کے نہوے تم جو ہمارے نہوے

اس نازنین نے ہاتھ جھٹک کر چھڑایا اور کہا جاؤ جاؤ مین ایسے بے مروت مردون سے بات نہین کرتی مرزبان قدم پر گر پڑا کہ اے جان جہان مین تابعدار ہون تمام عمر گردن اطاعت سے نہ اٹھاؤنگا اس محبوبہ نے پانون پر سے سر ہٹادیا اور اپنا ماتھا کوٹ لیا کہ ہے ہے مین نگوڑ ماری اس طرف آکر کس غضب مین پڑگئی ارے لوگو یہ مردوا کیسا جھچھوڑا ہے کیون میرے پیچھے پڑگیا اچھا کہو کیا کہتے ہو

مرزبان نے پھر تو گلے سے لگا لیا اور پیار کرنا چاہا کہ اس گل پیرہن نے کہا کہ ہٹو دیکھو کوئی آجائے گا
یہ کہکر چھوٹے کپڑے اپنے سنبھالے اور خاصدان نکال کر ایک گلوری کھائی اور چاہا کہ خاصدان
بند کرے مرزبان نے کلائی پکڑکر کہا واہ واہ ہمین نہین اسنے انگوٹھا دکھایا لیکن اسنے نمانا ایک
گلوری لیکر کھا گیا اور کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے اور زیادہ اسکو بیہوش کرکے کپڑے اسکے
اُتار کر اسکی ایسی اپنی صورت بنالی اور اسکو غار مین ایک مقام پر ڈالکر آپ وہان سے خیمہ زندان
پر آکر بیٹھا لیکن شاہ طلسم اور حیرت سے جو گفتگو دربارہ قتل مجرمان ہو رہی تھی آخر بادشاہ نے
اپنی زوجہ کو خوشنود رکھنے کے لیے صبا رفتار سے حکم دیا کہ جا اور داروغۂ زندان سے کہہ کہ قیدی لیکر
حاضر ہو صبا رفتار یہ حکم پاکر مجلس مین آئی اور داروغہ کو حکم شاہ سے اطلاع دی عمرو نے قیدیون
کے لیجانے مین ذرا تساہل کیا صبا رفتار نے کہا مین ساتھ چلون تو کیا قباحت ہی عمرو نے جواب
دیا کہ تم عیارہ ہوکے بیوقوف بن گئین تمھارے ساتھ چلنے سے کیا فائدہ ہے آؤ ادھر سنو اور ایک
کونے مین لاکر چاہا کہ اسکو بھی بیہوش کرون اسوقت صبا رفتار پہچان گئی کہ یہ عمرو ہی فوراً لوگون
کے سُنانے کو پکاری کہ خواجہ قیدیون کا چھڑا لیجانا بہت مشکل ہی یہ کہکر خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی عمرو
نے حلقے کمند کے اس طرح مارے کہ یہ الجھکر گری حباب مارکر اسکو بھی بیہوش کر دیا لوگ جو صدا سُنکر دوڑ
آئے تھے اُنسے کہا کہ یہ عیار عیارہ صبا رفتار کی صورت بنکر آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا اب تم
قیدیون پر سے سحر کو دفع کرو مین جب تک کپڑے پہنتا ہون پھر سامنے شاہ طلسم کے لیجاؤن گا
یہ تقریر سُنکر ساحر قیدیون کے رہا کرنے مین مصروف ہوے لیکن صبا رفتار کو دیر ہوئی تو افراسیاب
نے سحر پڑھکر دستک دی زمین سے ایک پتلی نکلی اس سے پوچھا کہ داروغہ زندان کیا کرتا ہی پتلی نے
کہا داروغہ زندان غار مین بیہوش پڑا ہی اور عمرو قیدیون کو چھڑائے لئے جاتا ہی یہ کہکر پتلی تو غائب
ہوگئی افراسیاب بغیظ و غضب تمام مانند برق کے زندان مین آیا اور عمرو کو مع قیدیون اور
صبا رفتار کے پنجۂ سحر مین دابکر بارگاہ مین لایا اور صبا رفتار کو ہوشیار کرکے کہا کہ مرزبان غار
مین بیہوش پڑا ہی جا اُسے ہوشیار کرکے یہان لے آ عیارہ تو ادھر گئی اور اسنے قیدیون کو ہوشیار
کرکے کہا اے خورشید مین نے جاگیر ملک و مال تجکو اسی دن کے لیے دیا تھا کہ تو مجھ سے نمک حرامی
کرے اور عین غفلت مین طلسم کشا کو چھڑانے کا قصد کرے خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی اپنے ارادۂ
فاسد سے باز آ اور ازراہ صدق ارادت میری اطاعت کر تو جان تیری بچ جاے اور خطا تیری معاف
کرو ون خورشید نے ان باتون کا جواب دیا کہ مین تیری اطاعت کسی طرح نہ کرونگا اگر قضا ہی مارا

جاؤنگا ورنہ جھوٹ کر اپنی پھوپھی کا ساتھ دون گا اسد یہان اکیلا آیا تھا اب شریک کتنے ساحر ہین
افراسیاب نے کہا پھر وہ شریک ہین تو کیا ہین مہرخ کی کیا حقیقت ہی ابھی جا ہون سر دربار پکڑ کر مارا جا
ہوا لاؤن خورشید نے کہا کر زیادہ گو لی نہ کر کہین دغا سے کسی کو مارا ہوگا آج تک تونے کسی کو نہ مارا
تیرے رفیق بہت سے مارے گئے اُنکا عوض نہ لیا شہنشاہ ساحران یہ کلمات سخت سُنکر نہایت برہم
ہوا اور ناگن سے کہا یہ آمادہ مرگ ہی جو منھ مین آتا ہی اسکے وہ کہتا ہی تم سامنے لشکر مہرخ کے اسکو لیجاؤ
مع اسکی پھوپھی اور عمرو کے قتل کرو دیکھون تو کون اسے چھڑاتا ہی دیکھون کو عمرو کی عیاری پر گھمنڈ
ہی تم پہلے عمرو ہی کو قتل کرنا یہ حکم دے رہا تھا کہ صبا رفتار داروغہ صرزبان کو ہوشیار کر کے
لائی شہنشاہ نے حکم دیا کہ ای ساحر صرزبان ساٹھ ہزار ساحر تیار کرا کر ناگن کے پاس جاؤ اور
ان باغیون کو سامنے انکے رفیقون کے قتل کرو پس بمجرد حکم ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوے اور قیدیون
کو ارابے پر بٹھلا کر لے چلے ناگن بھی ساتھ ہوئی اسکے مطیع پچاس ہزار ساحر تھے وہ بھی درست
وچست ہو کر چلے گھنٹے وناقوس بجنے لگے غلغلہ عظیم برپا ہوا ناگن کی مان فی الحال بہت علیل ہے
غش کی حالت مین پڑی رہتی ہی اسنے بسبب اسکے کہ میری مان کی خبر کون لے گا لازم ہی کہ ساتھ
لیتی چلون ہر چند کہ کہین دور جانا نہین ہی پھر بھی مریض کی خبر گیری لازم و واجب ہی یہ سوچکر
پالکی مین اپنی مان افعی جادو نام کو بھی سوار کر کے ساتھ لے لیا یہان تک کہ بعد کچھ عرصے
کے لشکر مہرخ کے سامنے جا کر پہونچے کیونکہ پانچ یا سات کوس کا بہر جنگ و جدال دونون لشکر
کے درمیان مین فاصلہ رکھا ہی غرضکہ جب وہان پہونچے عیارون نے جو فکر مین عیاری کی
پھر رہے تھے عمرو کو بھی قید دیکھا اور فکر زیادہ کرنے لگے کہ بہت جلد ان کو چھڑانا چاہیے ادھر طائران
سحر سامنے مہرخ کے گئے اور بعد بجا لانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ فوج غاة طلسم خواجہ
اور سرخ مو اور اسکے بھتیجے کو سامنے لشکر ظفر پیکر کے قتل کرنے لائی ہی یہ کہکر علحدہ ہوے مہرخ نے
جب یہ ماجرا سنا فرمایا بغیر عمرو کے زندگی بیکار ہی یہان بھی لشکر تیار ہو یہ فرما کر نفیر سحر بجائی کل
لشکر کمر باندھکر مرنے پر تیار ہوا نقارہ جنگی گڑگڑایا دلاور بہت جلد مسلح مکمل ہو کر مرکب ہائے تازی
پر سوار ہوے ساحرانے اپنے حربے لیکر طائران سحر پر بیٹھے ایک ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا اسوقت
قران غلغلہ سُنکر لشکر مین دوڑا اور مہرخ سے کہا کہ آپ تامل فرمایئے اور لشکر لیے وقت کی منتظر
رہیے جب ہم عیار گرفتار ہو جائین اسوقت آپ کو اختیار ہی یا جب نعرہ ساحرون کے
بیرون کا سُنیے یعنے یہ صدا کہ مارا مجھے نام میرا ناگن تھا اسوقت فوج عدو پر آکر گر پڑے گا

صبح اسکے کہنے سے کوہ و دشت مین لشکر لیجاکر متواری ہوئی اور وقت کی منتظر رہی ادھر ناگن نے حکم دیا کہ اس جگہ خیمہ ایستادہ کیا جاے اور آج شب بھر میدان خونی کی تیاری ہو اور منادی ندا کرے تاکہ لشکر حریف مین ان لوگون کے قتل کی خبر پہونچے اور وہ لوگ آکر اسکا حال خراب دیکھین کیونکہ حکم شاہ یہی ہی اور اس لیے ان کو قتل کے لیے بھیجا ہی خلاصہ کلام اسی وقت خیمہ و خرگاہ استادہ ہوے اور لشکر کے بیچ مین قیدیون کو رکھا ایک طرف مرزبان اور دوسری سمت ناگن خیمہ زن ہوئی اور اپنی مان کا پلنگ ایک خیمہ مین بچھوا دیا اور دہل زنی کا حکم دیا تاکہ پھر کوئی دقیقہ باقی نہ رہے صبح ہوتے ہی مجرمون کو قتل کر ڈالون گی غرضکہ منادی نے صدا دی کہ جو حاکم طلسم سے منحرف ہوگا وہ نہایت خراب حال سے قتل کیا جائے گا یہ صدا جو چار دانگ طلسم مین بلند ہوئی دشمن شاد اور دوست عمرو کے غمگین ہوے وہ دن سارا اسی انتظام مین گذرا آخر شاہ خاور زندان خانہ مغرب مین جاکر اسیر ہوا اور ظلمت شب نے میدان عالم مین خیمہ تاریکی برپا کیا کہ ابیات

چھپا نور جسوقت خورشید کا
ستارے فلک پر نمایان نہ تھے

ہوا خانہ دہر ظلمت سرا
پرند سیہ مین تھے موتی ٹکے

شام ہوتے ہی بخوف عیاران ناگن اور مرزبان نے سحر کیا کہ گرد ان کے لشکر کے ایک ابر آکر محیط ہوا اور اس قدر جھکا کہ سراسر زمین سے مل گیا اور یہ عالم ہوا کہ بجاے آسمان کے بھی ابر تھا اور چارون سمت لشکر کے دیوارین ابر کی کھنچ گئین لیکن جسوقت فلک کی جانب لکہ ہاے ابر پیدا ہوے عیار جو لشکر مین عیاری کرنے کو بشکل مبدل موجود تھے سمجھے کہ کوئی آفت آیا چاہتی ہی یہ ابر کا آنا خالی از فساد نہین ہی یہ سوچکر جست و خیز کرکے سرحد لشکر سے نکل گئے اور دور سے جو دیکھا تو ایک قلعہ ابر کا بنا ہوا نظر آتا ہی لشکر ناگن کا دکھائی نہین دیتا آسمان ابر کا دیوارین ابر کی زمین ابر کی ہان اتنا ہی کہ ان دیوارون مین طاق بنے ہین ایوان بنے ہین ان کے ساحر بیٹھے نظر آتے ہین اور کچھ لشکر کے چراغون کی روشنی ظاہر ہوتی ہی یہ دیکھکر عیار بہت گھبراے کہ افسوس لشکر سے ہم ناحق نکل آئے اب جانا اُس جانب کو نہایت دشوار ہی کاش اندر رہجاتے تو ہمراہ عمرو کے چھوٹ آتے یا اپنی جان دیتے اسی طرح افسوس کر رہے تھے کہ قران نے برق سے کچھ کان مین کہا برق ایک طرف بہت خوب کہکر چلا گیا پھر قران نے اور عیارون سے بھی کچھ کہا کہ وہ بھی ایک طرف گئے جب یہ جا چکے قران بھی ایک جانب روانہ ہوا مگر برق جو

اوٹ گیا تھا ایک مقام پر پہنچکر ایک عورت بناکر بدن دوہرا اور گدبدا ایسا دوا کی دھولی دیکر بنایا کہ ہیئت ہی بدل ڈالی چھوٹے چھوٹے ہاتھ پتلی پتلی انگلیان کمر چلی کولے بھاری موافق کی تیاری انگیا کسی کسائی ٹھیک سر مین زری کا موباف پڑا اونچا سر گندھا پیشانی ہموار و بلند جٹی بھوین ستوان ناک شتر رنگ گات ابھری رانین پر گوشت بھری بھری لباس سر سے پا تک ہلکا پیازی رنگا ہوا زیب قامت فرمائے زیور الماسی مگر مختصر پہنے کہ بہ مقتضائے نظم

کلک و زبان صفت بہم کر
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ چشمۂ خضر ہی وہ ظلمات
پیشانی نسخہ وفا ہی
منھ مین ہی زبان کہ گل مین تر ہی
فشکل ہوا زخم دل کا سینا
ہین ناف کمر جو دونون باہم
یا خارِ خیال کا ہی پھندا

وصفِ رخ و زلف ساتھ ضم کر
یہ دل ہی تو وہ سیاہی دل
یہ ہجر کا دن وہ وصل کی رات
گردیدۂ مست بحر گل ہی
یا حقۂ لعل مین گہر ہی
پستان جو ہین میوۂ بہاری
مضمون کے بیچ مین پھنسے ہم
اعجاز ہی گردشِ قدم مین

یہ ظلمتِ کفر ہی وہ اسلام
یہ گل ہی تو وہ چراغ محفل
یا تھا سیہ لوحۂ صفا ہی
ابرو محراب دار پل ہی
گر دیکھ لیا کسی نے سینہ
محرم انگور کی پٹاری
یہ بال وبال کا ہی پھندا
ٹھوکر مردے جلائے دم مین

اس صورت دل فریب سے درست ہوکر ہاتھ مین تھال لیے کچھ پکوان اور مٹھائی اس مین رکھے بنایت ناز و انداز سے سامنے اس قلعۂ ابر کے آکر ایک جانب کو روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ضرغام سے قران نے کہا تھا کہ تو عاشق بننا وہ ایک مقام پر ژولیدہ مو پریشان حال گریبان چاک کھڑا تھا دوڑکر اس نازنین کے قریب آیا اور پکارا کہ بیت

وہ تمھین ہو جو چراتے ہو ہمین دیکھے آنکھ	ہمسے دل بھی تو کسی طرح چرایا نہ گیا

یہ کہکر پاس پہونچ کے ہاتھ پکڑ لیا اس زن ماہ پیکر نے کہا صاحب تم مجھے کیون بدنام کرتے ہو ان باتون مین جان جائیگی اب میری محبت سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ اچھا نہوگا مین کہانتک جنگل مین تمھارے لیے آیا کرون جس دن میرا خاوند دیکھ لے گا بڑی آفت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قران بشکل مرد قوی ہیکل سونٹا ہاتھ مین لیے ایک طرف سے آکر پہونچا اور للکارا کہ کیون مال زادی تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مجھے کسی کے ساتھ پکڑ لو تو مین جانون آج مین نے تیرے یار کے ساتھ تجھے پکڑا آج تیری ناک کاٹون گا یہ بیسوا پن تیرا سب ظاہر ہوگیا اس ڈانٹنے کے ساتھ ہی وہ عورت تو سہم کر بیٹھ گئی اور وہ عاشق بھاگا پھر کچھ مطلوبہ کا بھی خیال نہ کیا کہ کیا اسپر گذرے گی شوہر مصنوعی نے آکر

بال سر کے پکڑ کے اور براہ بناوٹ اس عورت کو مارنے لگا اور عورت نے شور و داد و بیداد و فریاد بلند کیا
اور شوہر کو بھی دو ہتڑ مارتی تھی اور کہتی تھی کہ تیرا اجارہ ہی جو میرا جی چاہیگا کرونگی اور تیرے مُنھ مین
پوچھون گی بھڑوے آج تجھے بڑی غیرت آئی اور کل سنے دس روپیہ کا کپڑا مجھکو لا دیا تو وہ چپکے
سے لے لیا یہ نہ جانا کہ آخر یہ کس علاقہ سے دیتا ہی پھر کسی کا مال کھا لینا ٹھٹھے بازی ہی آج آیا ہی اپنا
قرق جتانے اپنی بھینا پر قرق نہین کرتا جو دن دہاڑے یار بلاتی ہی غرضکہ عورت تو مرد کو دشنام
دیتی ہی کاٹ کھاتی ہی اور مرد سونٹے مار رہا ہی شور و غل بے انتہا مچا ہی ازبسکہ چاندنی رات تھی
اور ابر کا قلعہ نزدیک تھا طاق و ایوان مین وہان کے ساحر تو بیٹھے ہی تھے اُنھون نے بھی یہ ماجرا
دیکھا اور مرزبان سے جاکر کہا ذرا چلکر دیکھیے تو جنگل مین عجیب دل لگی ہو رہی ہی یہ سُنکر اسنے
بھی آکر ان دونون کو لڑتے ہوئے دیکھا چاندنی مین عورت کا قد قطعدار ثابت ہوا ایک سحر کا
پنجہ بھیجا کہ وہ جاکر عورت کو اُٹھا لایا اسوقت ابر ہٹ گیا پنجے نے عورت کو سامنے رکھدیا اسنے
پاس سے جو رُخ زیبا کا اسکے نظارہ کیا اور از سر تا پا اسکو دیکھا بیک نظر دیوانہ و فریفتہ ہوا
اور کہا کہ اے گل پیراہن یہ کون تھا جو تجھ ایسے معشوق کو کہ جس کو گل کا بوجھ بار معلوم ہوتا ہوگا
زد و کوب کر رہا تھا یہ کلمات سُنکر اس سیمین عذار نے کہا کہ آپ آج کی مار کو کیا کہتے ہین جب سے
مین اس قصائی کے پالے پڑی ہڈی ہڈی میری چور ہی اسوقت آپ نے بڑا غضب کیا جو اسکے
پاس سے مجھے اُٹھوا لیا اب وہ بغیر ناک کاٹے یا مار ڈالے مجھے نہ چھوڑے گا موذی کا ٹھا بڑا بدگمان
ہے کہے گا کہ بتا کس یار نے تجھے بلوایا تھا مرزبان نے کہا کہ کیا مجال اسکی جو تجھے اب ہاتھ لگا سکے
عورت نے جواب دیا کہ کیون مجال کو کیا چاہیے وہ میرا شوہر ہی ہی واسطہ سامری کا اگر مجھکو
آپ نے بلایا ہی تو میرے شوہر کو بھی بلا لیجیے ورنہ بڑی قباحت میرے لیے ہوگی اور اب مین
یون تو جا بھی نہین سکتی وہ یہی کہے گا کہ تو آشنا کے یہان گئی تھی ہائے لوگو مین کس غضب
مین پڑ گئی ارے صاحب جلد اسے بلوائیے مرزبان نے چاہا کہ پنجہ بھیج کر بلائے عورت نے کہا
پنجہ نہ بھیجیے گا وہ آدمی جلے تن ہی ناحق مجھکو آکر مارے گا آبرو کے ساتھ بلوائیے گا کہ وہ خوش ہو
غصہ اسکا اُتر جائے پھر انصاف کر کے رضامند کر کے اس سے خار مُغیلی مجھے دلوائیے گا مرزبان
خار مغیلی کا نام سُنکر شاد ہو گیا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ تختِ سحر پر بٹھا کر اسکے شوہر کو لے آ ساحر
حسب الحکم تخت لیکر گیا وہان وہ مرد بک جھک رہا تھا کہ ساحر نے کہا چلیے جہان آپ کی
زوجہ ہی اُنھون نے بلایا ہی اور سوار کر کے اندر قلعہ سحاب کے سامنے مرزبان کے لایا اسنے

بصورت تمام ٹھلایا بعد کچھ دیر کے سمجھانے لگا کہ زوجہ تمھاری آوارہ ہی کچھ روپیہ مجھ سے لیلو اور اسکو چھوڑدو
اس مرد نے کہا اسوقت خستہ و شکستہ بہت ہون صبح کو اسکا جواب دونگا پھر مرزبان نے ایک
ساحر سے حکم دیا کہ اسکو لیجاکر خیمے مین رکھو ساحر قران کو خیمہ مین لایا پلنگڑی چاندی کی سونے
کو دی ادھر عورت سے مرزبان اختلاط کرنے لگا عورت نے کہا مین بھی اپنے شوہر کے خیمے مین
جاتی ہون جب فارغخطی ہو جائیگی اس وقت دیکھا جائیگا مرزبان اس کلمہ سے بیتاب ہو گیا اور
کہا تم یہین ٹھہرو عورت نے کہا خوب تم تو پرائی جورو پر لہلوٹ ہو گئے یہ کہکر اُٹھی کہ جاتی ہون
مرزبان اُٹھکر لپٹ گیا اور قسمین دینے لگا عورت نے کہا ذرا دم لو مین ابھی تو جاتی ہون
اور جب وہ سو جائیگا تو کسی حیلہ سے آؤنگی یہ کہکر وہان سے خیمہ مین آئی قران سے سب حال
کہا اور کہا آپ کی جاکر مین مرزبان کو پکڑے لیتا ہون یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک طرف سے صدا
کراہنے کی آئی برق نے در خیمہ پر آکر ایک ساحر سے پوچھا کہ یہ کون آہ آہ کرتا ہی اُس ساحر نے
کہا مان تاگن کی بیہوش اور ماندی رہتی ہی وہ ہی کراہتی ہی یہ سُنکر برق اسی آواز کی طرف
گیا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اندر اسکے پلنگ پر ایک ضعیفہ لیٹی ہی ایک جانب چوکی پاخانہ
پھرنے کی لگی ہی دوایک کنیزین مہ پارہ جوان خدمت کو حاضر ہین پلنگ کے قریب کچھ
قلفے بنے ہوئے رکھے ہوئے ہین کھیرے کٹے پڑے ہین کچھ عورتین پٹی پکڑے بیٹھی ہین پنکھا
جھل رہی ہین برق نے قریب خیمہ پہونچکر ایک عورت کو ان مین سے باشارۂ انگشت طلب کیا جب
وہ اُٹھکر پاس آئی کہا کیون گیان پتے ہمین پہچانا اس کنیز نے کہا مین مطلق واقف نہین اسنے
کہا اب کاہیکو پہچانوگی مین وہی نوکر مرزبان کی ہون یہ کہتے کہتے حباب بیہوشی مارا کہ تڑاق سے
اُسے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی برق اسکو اُٹھا اپنے خیمے مین لایا مگر رُو برو سے نہ آیا
پشت پر سے سراچہ چاک کرکے اندر آیا اور در خیمہ پر جاکر پکار کر کہدیا کہ اندر خیمہ کے ہم زن و شوہر
سوتے ہین کوئی یہان نہ آئے دوسرے جہان تمھین مین جاؤن کوئی میرا مزاحم نہو ساحرون
نے جو یہ کلام سُنا تو سمجھے کہ زن بدکار ہی شاید کہ یہ شوہر کو سلا کر میان پاس ہمارے جائے یا اور
کچھ کرے اسکے درمیان مین بولنا اچھا نہین وہ سب تو یہ سوچکر چپ ہوئے ادھر اسنے کپڑے اس
کنیز کے اُتار کر آپ پہنے اور اپنے کپڑے وہی زنانے اسکو پہنائے اور مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی اور
جس صورت پر آپ عورت بنا ہوا تھا اسی طرح کی عورت اسکو بنا کر فلیتہ دافع بیہوشی سونگھایا کہ وہ
ہوشیار ہوئی دیکھا کہ میری صورت کی ایک عورت سامنے موجود ہی یہ دیکھ کر براہ استعجاب اسنے

کیفیت پوچھی برق نے کہا گیا اُن مین تم کھڑی باتین کر رہی تھی کہ ایک ہوا کا جھونکا لگا دونون بیہوش ہوگئے اسوقت سامری کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے تمھارے منھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ ہمنے تم دونون کو کایا پلٹ کر دیا اسمین تمھارے لیے بہتری ہی اور ہماری مشیت اسی کی مقتضی ہی کہ کنیز ناگن کو مرزبان کی زوجہ بناکر اسکا مرتبہ دو مرتبہ بڑھا یئن اور تجکو اس کنیز کی صورت بنا یئن تو گیان مشیت خداوندمین کیا چارہ ہی اب تم میری حقیقت سنو کہ یہ شخص جو پلنگ پر لیٹا ہی اسکی مین زوجہ تھی مجھ پر مرزبان عاشق ہی جسکو فارغخطی میرے شوہر سے مجکو دلاکر مجھے اپنے پاس رکھتا لہذا جو کوئی پوچھے اسی مرد کی زوجہ اپنے تیئن تبلانا اور مجھ سے مرزبان نے وعدہ لیا تھا کہ جب شوہر تیرا سو جائے تو میرے پاس آنا اب یہ سوتا ہی تم اسکے پاس جاؤ اور داد عیش و خرمی دو مین تمھارے عوض تمھاری بی بی مریضہ کی خدمت مین جاتی ہون وہ کنیز مدت گذری تھی کہ مرد سے واقف نہ تھی اور تکلیف مین رہا کرتی تھی زر و زیور دیکھکر اور زوجہ اتنے بڑے امیر کا ہونا سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور کہا گیا ان اچھا مجھے مرزبان پاس پہونچا دو اور اپنا نام تبلا دو برق نے کہا میرا نام محبوب ہی یہ کہکر اپنے ساتھ لیا اور خیمہ مرزبان کا تبلا دیا وہ اندر خیمہ کے گئی مرزبان چشم براہ انتظار تھا اسکو دیکھکر پکارا بیت

آج آتے ہین وہ کچھ آنکھون مین فرماتے ہوئے		سحر اور اعجاز اک پردے مین دکھلاتے ہوئے

یہ کہکر اُٹھکر گود مین لیکر پلنگ پر بٹھایا لب سے لب ملایا شراب کا جام پلایا یہ کنیز نہایت مسرور ہوکر مصروف عشرت و طرب ہوئی اور ادھر برق کنیز بنا ہوا خیمہ افعی مین پہونچا اور کاروبار کرنے لگا لیکن شمعون پہ پروانہ ہاے بیہوشی پھیکتا جاتا تھا بعد لمحہ کے شمع سے دود بیہوشی بلند ہوا جو لوگ وہان خدمتی تھے وہ بیہوش ہوگئے اسوقت افعی کے بھی منھ پر غبار بیہوشی کا مل دیا کہ ایک تو وہ بیہوش ہی رہتی تھی اور بھی مثل مُردے کے ہوگئی برق نے اسکو اُٹھاکر ایک گوشۂ خیمہ مین لاکر دری اور چاندنی وغیرہ مین چھپا دیا اور آپ صورت اسکی ایسی بنکر اسی کا لباس پہنکر مریضون کی طرح پلنگ پر آکر لیٹ رہا کبھی غش ہو جاتا تھا اور کبھی کراہتا تھا اور کبھی آہ آہ کرتا تھا اور پلنگ کے پاس جو عورت کہ بیہوش تھی اسکو چھینٹا دے کر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی تو عورت سے کہا کہ مجھے ڈالکر اکیلا سب کمبختین سو رہین ذرا ان پر پانی چھڑک دے کہ ہوشیار ہو جایئن اور میرے ہاتھ پاؤن اینٹھتے ہین ذرا دبایئن اس عورت نے حسب ارشاد سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور وہ سب اسکی خدمت مین مصروف ہوئین اس عیاری کرنے مین وہ شب

اخیر ہوئی اور آفتاب مثل رنگ رُخ بیمار روے زرد با تن تپ دار کے لرزان شفا خانہ سپہر مین آیا اور حکیم علی الاطلاق نے واسطے دفع حرارت و تقویت قلب کے طباشیر سحر کو ظاہر فرمایا **نظم**

عمرو کو جو کرنے تھے ساحر ہلاک
ہوا تھا زمانے کو ایسا قلق

گریبان سحر کا ہوا غم سے چاک
کر تھا صبح کا رنگ بھی غم سے فق

دم صبح **ناگن** خواب راحت سے بیدار ہوئی اور **مرزبان** بھی اس عورت سے لوٹ ہو رہا تھا صبح اُٹھکر اسکے لیے کنیزین بہر خدمت مقرر کین فواکہات کی ڈالیان کھانے کو منگا دین شوہر صنوعی سو اسکے بلا کر ہمراہ لیا کہ قتل **عمرو** سے فراغت ہولے تو تمھین مال و زر دیکر خوشنود کرون غرضکہ کل لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا ایک طرف سے **ناگن** سوار ہو کر آئی سب فوج درست ہو کر پرا باندھکر کھڑی ہوئی رات ہی سے جلاد میدان مین پھر رہے تھے اور چبوترے ریگ کے بنے تھے بوریئے بچھے تھے اسیر لاکر **عمرو** کو بٹھایا اور **سرخ مو** د **خورشید** کی زبانین چھیدکر سوزن دیکر انکو بھی زیر تیغ بٹھایا اسوقت سحر پڑھا کہ وہ ابر کا حصار ہر طرف ہوا اسلیے کہ **برق** وغیرہ حال خراب اپنے ساتھیون کا دیکھین پھر تو **عمرو** وغیرہ کو یقین اپنی مرگ کا ہو گیا اور بلبلا کر رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھ سے تونے وعدہ فرمایا ہی کہ جب تک اپنی موت تین بار مین خود نہ طلب کرون اسوقت تک نہ مرون خداوندا تو سچا ہی اور تیرا قول سچا ہی اور تو عالم اور دانا ہی کہ مین نے موت کا خیال بھی نہین کیا الٰہی اپنے برگزیدہ حبیبؐ کے نور کا واسطہ مجھے ان کافرون کے ہاتھ سے نجات دے کر **نظم**

تو ہی معبود یکتا دو جہان کا
تو ہی خالق زمین و آسمان کا

تو ہی ہی حاکم ارواح و اجسام
تو ہی ہی باعث آغاز و انجام

تجھی سے ہی نشان اوج و پستی
تجھی سے ہی بہار باغ ہستی

ہی تیرے فیض سے ہر چیز موجود
ترے ہی حکم مین ہی بود و نابود

بچالے اے خدا تو جان کو میری
عطا کر تو دوا درمان کو میری

یہ دعا کر رہا ہی وہان جلادون نے حکم پوچھا کہ مار ڈالنا ہمارا کام ہی جلانا خدا کا کام ہی ذرا سمجھ بوجھکر حکم دیجیے یہ لوگ بڑے زبردستان روزگار سے ہین قتل کرنا آسان نہین ہی **مرزبان** نے کہا لا کھ حکم کا ایک حکم دیا کہ جلد سر کاٹ گران گنہگارون کے حاضر کر و جلاد تو حکم پوچھ رہے تھے ادر حصار ابر کا دفع ہونے سے **ضرغام** اور **جانسوز** جو پریون لشکر تھے صورت ساحرون کی بدلکر لشکر مین آ کھڑے ہوے ادھر

جلاد حکم ثانی اور ثالث پوچھ رہے تھے اور تیغہ کھینچکر واسطے قتل کے چلے تھے کہ عیارون نے پتھر گوپھن
مین رکھکر مارے انکے سر پر آکر پڑے کہ کاسہ ہائے سر ترشش کر دور گرے سب ساحر عمرو کے قتل ہونیکا
تماشہ دیکھ رہے تھے کسی نے یہ نہ دیکھا کہ پتھر جلادون کو کس نے لگائے اور انکے مرنے کا ایک غوغا سا بلند
ہوا اب کوئی جلادی کا نام نہین لیتا اسوقت مرزبان نے کہا مین خود قتل کرتا ہون یہ سُنتے ہی
قران جو پاس کھڑا تھا اسنے کہا آپ ٹھہریئے مین قتل کرنے جاتا ہون مین سب جلادون کا باپ
ہون دم بھر مین سیکڑون کو مار ڈالتا ہون یہ سُنکر مرزبان نے کہا جلد ان تینون کو قتل کر مین تجھے
بہت خوش کرون گا قران نے کہا اوّل انعام منگا دیجیے تو قتل کرون اسنے سو روپے منگا کر
عنایت کیے یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی کنیزین ناگن کی روتی پیٹتی آئین اسنے پوچھا کیا ہے کہا جلد
چلیے مان آپ کی دم توڑ رہی ہین دیدار آخری دیکھ لیجیے ناگن بیتابانہ دوڑی وہان برق ہاتھ
پاؤن ٹپک رہا تھا موت کا پسینہ ماتھے پر تھا تشنج ہو رہا تھا غشی طاری ہوئی تھی کہ ناگن ہائے
اس بندی کی مان کہتی ہوئی آئی برق اور زیادہ تڑپنے لگا بعد کچھ لمحے کے ذرا ٹھہر کر آنکھ کھولی اور
کہا کہ میری بیٹی آئی ناگن نے کہا امان کھڑی تو ہون برق نے ہاتھ پھیلا کر سر کو چھاتی سے لگایا
اور کہا بیٹا ذرا کنیزون کو یہان سے ہٹا دو تو مین کچھ وصیت کرون اسنے سب لونڈیون کو دور ہٹا دیا
جب تنہائی ہوئی برق نے کہا بیٹا لونڈیان کہتی تھین کہ بی بی کے پسینے مین بو آتی ہے ذرا تو سونگھکر
دیکھ تو کہ میرے پسینے مین مردے کی بو آتی ہے ناگن یہ کلام سُنکر براہ غضب بولی کہ یہ کون سی
غیبانی کنیز ہے جسنے بیمار کے منھ پر یہ کلمات کہے مارے کوڑون کے کھال گرادون گی برق نے کہا
بیٹیا خفا نہو تمھین میری جان کی قسم ماتھے پر سے پسینہ لیکر ذرا سونگھ تو اگر بو آتی ہے تو کنیزون کو
کچھ نہ کہنا کہ وہ وہی ہین اور جھوٹھ نکلے تو سزا دینا اسکے قسم دلانے سے ناگن نے کچھ پسینہ پوچھ کر
سونگھا برق نے تو بیہوشی منھ پر پہلے ہی مل رکھی تھی یہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی برق دوڑ کر اسکی
مان کو دری سے نکالکر قریب اسکے لایا اور دونون کو برابر لٹا دیا ادھر قران جب سو روپے انعام
کے لے چکا بغدہ کمر سے نکالکر گویا ہوا کہ کہیے تو آپ کو قتل کرون مرزبان نے کہا کچھ سودائی ہوا ہے
قران نے کہا آپ کے پیچھے ایک صاحب کھڑے اشارے کر رہے ہین کہ مرزبان کو مار ڈالو یہ سُنکر
مرزبان نے پھر کر دیکھا اسنے اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کٹ کر دس قدم پر جا کر گرا ایک شور دار
وگیر برپا ہوا زمانہ مین تاریکی برپا ہوگئی ساحر لینا لینا کہکر دوڑے تھے کہ وہان برق نے ناگن اور
افعی دونون کے سر جدا کر ڈالے آندھیان اٹھین بیر غل مچانے لگے فوج ساحران بدحواس

ہوکر اس طرف دوڑے برق خنجر کھینچے توکھڑا ہی تھا اس لشکر شقاوت اثر مین در آیا قران دضرغام
وجانسوز نیمچہ پکڑ کر نیمچے کھینچکر حملہ آور ہوے اسوقت ساحرون نے نارنج و ترنج ان پر مارے لیکن
مرنے سے نا گن وغیرہ افسرون کے خورشید و سرخ مو وعمرو پر سے سحر کی قید دفع ہو گئی تھی
عمرو نے اٹھکر سوزن زبان سرخ مو سے نکال لیا ادھر خورشید بھی چھوٹا دونون نے عیارون
کو کھڑے دیکھا دیکھکر رد سحر پڑھا کہ نارنج و ترنج ساحرون کے بیکار گئے اور ان دونون نے لڑنا
شروع کیا آگ برسنے لگی پتھر گرنے لگے برف پڑنے لگی جب یہ ہنگامہ بلند ہوا مہرخ جو فوج
ساحران لئے منتظر کھڑی ہوئی تھی آگری العیاذ باللہ پھر تو وہ حشر برپا ہوا کہ یقین تھا روز
قیامت جانکر مردے قبر سے باہر نکل آینگے گوپے فولادی اور گھیے پیکان اور سوئی کے چلنے لگے رعد
چیخین مارنے لگا اور برق محشر چمک کر گرنے لگی حریف کے دو ٹکڑے ہونے لگے بہار نے بہار کا
عالم پیدا کیا مخمور نے لوگون کو مست ولایعقل بنایا تلوار سحر کی بڑے گھمسان سے چلنے لگی لاش
پر لاش گرنے لگی کہ نظم

کیا دست تہور اسنے جب باز — ہوا ہوش مخالف گرم پرواز
سپر مین وہ نہان تھے گو ستمگار — مگر رکتی اہا کب بجلی سی تلوار
گری جس سر پہ جا کر برق محشر — کفل تک آ کے ٹھہرا فرق تا سر
سپر حائل ہوئی نہ خود و جوشن — دو پارہ سب ہوے مردود دشمن
ہوئے توسن سے جب وہ مائل خاک — اٹھا یہ شور غل خس کم جہان پاک
ہوے مجروح و خستہ سربسر وہ — عقیق آسا ہوے خونین جگر وہ
زمین نعل ستوران سے ہوئی گرد — سر کہسار ہین گو پال سے گرد
کمند ریشمی تھی یون گلوگیر — بندھے تھے پیل جنگی مثرہ بے پیر
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی — ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
گریزانی ہوئی ان سب کو بہبود — کہ عرض راہ مین ہوتے تھے نابود
غنیمت تھا بچانا اپنے سر کا — پدر بھی ہو گیا دشمن پسر کا
کمندون مین ہوے صدہا گرفتار — اسی ذلت کے تھے ظالم سزاوار

غرض شکست فاش کھا کر بقیۃ السیف سمت لشکر حیرت بھاگے اور مہرخ اسباب دشمن لوٹ کر
بہ فتح و ظفر خورشید و عمرو وغیرہ کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی عمرو پر سے تصدق بہت اتارا

خورشید اپنی بہن ملکہ ہلال سحر افگن سے ملا اور بارہ ہزار ساحر اسکی فوج کے حاضر ہوئے بارگاہ اسکی استادہ ہوئی مہرخ نے خلعت عنایت کیا اور حکم جشن ہونیکا دیا ساقی و مطرب جام بادۂ ارغوانی اور سازِ خوش آہنگ لیکر حاضر ہوئے جلسہ عیش آغاز ہوا

نظم

ہر اک معشوق مصروفِ تبسم	لبالب خندۂ عشرت تھے مردم
عجب صحبت تھی وہ اور طرفہ ہنگام	مبارک روز تھا فرخندہ ایام
بھلا کیونکر نہ وہ صحبت رہے یاد	عدو پامال تھے اور دوست تھے شاد
بر آئیں آرزوئیں حسبِ دلخواہ	ہوئے درویش بھی انعام سے شاہ

ادھر فوج ہزیمت خوردہ لاشین ناگن وغیرہ کی لیے لشکر حیرت مین پہونچی اور بارگاہ مین جا کے سامنے شاہ طلسم کے لاشین رکھدین حقیقت ظلم عیاران بیان کی افراسیاب نے سب ماجرا سنکر کف افسوس ملے اور منھ کو پیٹ لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نشہ مین شراب کے بدمست رہتے ہین نہ رعایا کی خبر نہ گھر کی سدھ عیارون کا ظلم بڑھتا جاتا ہی اور آپ طرح دیتے ہین یہ تابہ کجا مین جانتی ہون کہ ایک دن وہ مجھے بھی آکر مار ڈالینگے اب میرا جی چاہتا ہی کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون افراسیاب نے اسوقت بی بی کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگا لیا اور کہا گھبراؤ نہین دیکھو تو مین ان باغیون کے ساتھ کیا کرتا ہون بوند بوند پانی کو ترسا ترسا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا مجھے سب حال عیارون کی مکاری کا معلوم ہو گیا ہی مقدمہ طلسم بہت نازک ہی ذرا چوکے اور بلا مین گرفتار ہوئے دیکھو طلسم کشا بند ہی مگر آئین طلسم ایسا ہی کہ قتل نہین کر سکتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک بجلی چمکی اور لکہ ابر کے فلک پر ظاہر ہوئے اور بجلیاں سنہلی روپہلی چمکنے لگین پھر وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر ہنس پر سوار مالے پہنے جواہر زیب بدن کیے بصورت مہیب ماران سیاہ و سرخ سر سے لپیٹے زمین پر اترا اسکو دیکھکر حیرت اپنی جگہ سے اٹھی اور گویا ہوئی کہ آؤ میرے بھائی بیرن یہ کہکر گلے سے لگانے چلی اسنے اول شہنشاہ کو مجرا کیا پھر حیرت کے سینے سے سر بادب تمام لگایا اسنے بلائین لین اپنے پاس بٹھایا اسوقت فوج ساحران جو اسکے ساتھ آئی ہو باجے بجاتی بڑے عظم و شان سے آئی ہر ایک کو حکم اترنے کا ملا ایک لاکھ ساحر نے کمر کھولی عجب گھما گھم ہوئی یہ ساحر حیرت کا خالہ زاد بھائی عقاب ستارہ پیشانی نام ہی اور اسی طرح ملکہ بہار کا بھی یہ بھائی ہی ملک سیارہ اس طلسم مین ایک شہر ہی کہ وہان کا بادشاہ ہی جب اسنے سنا کہ ایک بہن میری باغیون کی شریک ہو گئی اور دوسری بہن مقابل لشکر حریف بہر جنگ خیمہ زن ہی تو اسکی مدد کے لیے لاکھ ساحر

سے آیا ہی خلاصہ کلام جب یہ بآرام تمام بیٹھا ساقی نے لاکر جام شراب بحکم شاہ جادو دان اسکو دیا ناچ
سامنے اسکے ہونے لگا لیکن وہ مستفسر ہوا کہ اے شہنشاہ آپنے اس قدر نمک حرامون کو مہلت کیون دی
کہ ان کے ساتھ جمعیت کثیر ہوگئی فساد زیادہ بڑھا یہ سنکر شاہ نے حال عیارون کی بد ذاتی کا اور
جو کچھ ماجرا طلسم مین گذر چکا تھا بیان کیا اور عیارون کی جانب سے کمال ہی شکوہ کیا عقا نے کہا
غلام کو رخصت دیجیے کہ جاکر ان عیارون کو باندھکر اور سر باغیون کے کاٹ کر حضور مین لائے شاہ
نے کہا تم میرے فرزند ہو تمھین مین نہ بھیجون گا ادھر حیرت نے کہا بھیا مین تمھین لڑنے نہ دونگی
اسنے کہا مین ضرور لڑونگا اور اگر تم مانع ہوگی تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شاہ نے کہا
اچھا دو ایک دن کے بعد مقابلہ کرنا ابھی تو تم آئے ہو اسنے نہ مانا اور حکم طبل جنگ دیا شاہ طلسم
اسکو نشیب و فراز عیاران کی مکاری کا سمجھا کر سمت باغ سیب پار دریاے سحر کے گیا اور یہان
جسوقت کہ شہنشاہ معرکہ آراے اورنگ سپہر بارگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور ممالک دہر پر قبضہ
ترک ہندوے شب نے کیا کہ بمقتضاے ابیات

ہوا سلطان خاور جب گریزان ہوئی پھر کہکشان کی تیغ عریان
خسہ سیارگان باز نیت و فتر سر پر چرخ پر تھا جلوہ گستر

صداے کرنا و طبل جنگ کا شور تھا یہ خبر طائران سحر لیکر دربار دُربار خجستہ کردار ملکہ مہرخ نامدار
مین پہونچے اور خفل لشکل انسان ہوکر بصد ادب آستانہ دولت کو چوم کر عرض پیرا ہوے کہ اے
سلطانہ دولت اقبال مثنوی

تو اے شہ بخوبی اخلاق خویش سبق بردے از بادشاہان پیش
زہے ذوق دانش زہے عدل و داد زہے ملک و دولت کہ پایندہ باد

لشکر مخالف مین عقا ے ستارہ پیشانی نام ساحر بدانجام نے آکر طبل رزم بجوایا ہی بکھیڑا مچایا
ہی یہ خبر عرض کرکے کنارے ہوے عیار اسی وقت بارگاہ سے نکل گئے اور مہرخ نے بھی حکم نواخت طبل
لشکر حرب کو دیا کوس جدال پر چوب پڑی فلک چکرایا زمین تھرائی اور ساحرون کے منتر کرنے
اور پڑھنت پڑھنے کی باری آئی بہادرون نے آلات حرب و ضرب کی درستی شروع کی نظم

کسی نے کی پڑھنت سجا پہ آغاز کہین ناقوس کی برپا تھی آواز
کسی نے موم کا گولا بنایا کسی نے سامنے دھولا بٹھایا
کوئی اگیار کرتا تھا کوئی جاپ کوئی کرتا تھا پن تا دور ہو پاپ

سپاہی کررہے تھے صاف تلوار — کہین خنجر کہین گرز گران بار
نقیبون کی صدا تھی ہان خبردار — زرہ سے خود سے جوشن سے ہشیار
نہین ہی یہ مقام ننگ واکراہ — شکست و فتح کا مالک ہی اللہ
رہا شب بھر یہی ہنگامہ برپا — ہوئی صبح ظفر مشرق سے پیدا
نہیب تیغ بران سے کٹی شب — گریزان سب نظر آتے تھے کوکب

جسوقت کہ پرچم زراندود علم آفتاب کو صبح نے اڑایا اور سپیدۂ سحر ہمرنگ تیغ صاف نظر آیا مہرخ تخت پر عیش گاہ سے نکلکر سوار ہوئی ہر ایک سردار ساحران ذیوقار نے مجرا و سلام کر کے تخت کو قلب لشکر مین رکھ لیا اور سمت نبردگاہ مصاف چلے پھر تو طائران سحر سر پر سایہ فگن تھے شعلہ ہاے آتش بلند گروہ گروہ ساحر نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی سحر کی دکھلاتے شیر کو سحر کے فیل مست سے لڑاتے آگ کا دریا بناتے سلین برف کی برساتے روانہ ہوے اور دشت قتال مین پہونچے اس طرف سے بھی رایت ہاے رنگارنگ پیدا ہوے اور بنگلہ خوشنا بردوش ہوا اڑتا ہوا حیرت کا آیا اور ساحرون نے غل یا سامری و جمشید کا مچایا اس بنگلہ مین مصوران صورت نگار مقیم تھے اور حیرت تخت پر بصد حشمت جلوہ فرما تھی گرد بنگلے کے ساحر کرگدن اور شیر آتشین پر سوار کوڑے ماران سیاہ کے ہاتھہ مین لیے صورتین مہیب بناے وارد ہوے اور ایک سمت سے عقاب آتش پر سوار برابر اسکے لاکھ ساحر کی قطار نمودار ہوا اسکے ساحرون نے الگ پرا جمایا اول میدان بزدست تیغ چنگر زمین کو آئینہ سان صاف کیا پھر ابر بحر برساکر گرد و غبار کو بٹھایا ترغیب لشکر جانبین مین آغاز ہوئی صفوف کارزار جم گئین پھر نقیب دونون طرف سے نکلکر پکارے کہ قطعہ

چو خصم قصد تو کرد از براے دفع ضرر — بجد و جہد بکوش از رہ عقل مشہوری
کہ گر ہمراہ او بدست آیدت بکام رسی — دگر بہم نرسد آن زمان تو معذوری

ہان دلیرو نام کی جگہہ ہی جان پر کھیلو نشان جرأت میدان شجاعت مین نصب کرو کہ بیت

نہ برزو آج باقی ہی نہ ہی سام — شجاعت سے مگر مشہور ہی نام

یہ صداوے کر جب نقیب ہٹے لشکر عقاب سے گذارہ مار زبان نام ایک سردار میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگیان دکھا کر رجز خوان ہوا کہ قطعہ

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب — بشیران درآموزم آداب حرب
کدامین ہژبران دلیری کند — کہ سر پنجہ بر صید من افگند

یہ لاف وگزاف سُنکر لشکر مہرخ سے ایک سردار خورشید غزالہ کو یہ نام اژدہا نکلا اسکے مقابل جا کر ہوا
اسے ایک ناریخ مارا کہ ہزاروں سانپ اس مین سے نکلے اور حریف پر آکر حملہ آور ہوئے غزالہ نے
اسوقت ناریل مارا کہ ہزاروں عقرب ناریل سے نکلکر سانپون سے لڑنے لگے گذارہ نے پھر کچھ سحر
پھونکا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر غران پیدا ہوا اور تھپڑ اٹھا کر غزالہ پر آیا اسنے ہزارہا سحر
پڑھے مگر جانبری نہوئی شیر کا طمانچہ پڑ گیا یہ اژدر سے گرا شیر نے ہلاک کر ڈالا لشکر حریف مین شور
تہنیت بلند ہوا اسوقت مہرخ نے بغضب تمام تخت اپنا آگے بڑھایا اور جوڑے سے ایک
لونگ پھول دار نکالکر سحر پڑھکر کھینچ ماری وہ لونگ تر سول بنکر چلی ہر چند گذارہ نے سحر رد کیا
مگر بچ نہ سکا وہ لونگ کا ترسول سینہ کے پار ہو گیا پھر غریو بلند ہوا اور عنقا خود ہنس اڑا کر میدان
مین آیا اور سحر پڑھکر دستک دی چار ہزار سوار نیزہ دار صحرا کی طرف سے آکر ایک جگہ ٹھہرا اور انہوں
اپنے نیزے کو ہر ایک نے گردش دی سنانون سے ان کی ایک ایک ستارہ نکلا اور چمکتا ہوا بلند ہوا اور
لشکر مہرخ پر گرا اور جسکے سر پر پڑا تو ڈکر زمین پر آیا اب دمبدم چار ہزار ستارہ ٹوٹ کر مثل تیر شہاب کے گرتا ہے
اور ہزاروں ساحر مرتے ہین یہ دیکھ دیکھ کر مشکین موئے کاکل کشا بہن ملکہ سرخ مو کی آگے بڑھی
اور اپنی کاکل کھولی ستارے بالون سے نکلکر لشکر حریف پر گرنے لگے عنقا نے اپنے سوارون کو
للکارا کہ لینا اسکو ایک نیزہ دار نے نیزہ اسکی طرف کو جھکایا کہ سنان برچھی کی ٹوٹ کر گری مشکین مو
پر آئی یہ بزور سحر اڑ گئی مگر سنان ایڑی پر پڑی کہ توڑ کر پار نکل گئی اور یہ زخمی ہوئی اسوقت ملکہ یاقوت
نے ایک ناریل مارا کہ عنقا نے ناریل رد کر کے پھر سوار کو للکارا اسنے برچھی ہلائی ستارہ ٹوٹ کر ان
پر یاقوت کی پڑا کہ توڑ کر زمین پر گرا اس عرصہ مین تاریکی ہو گئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے ہزاروں
ساحر مہرخ کے مرنے لگے یہ کیفیت دیکھکر بہار جو تخت پر ہزاران ناز و انداز سوار تھی اور گلدستے
سامنے اسکے رکھے ہوئے تھے مہرخ سے اجازت لیکر سمت فلک اُڑ گئی اور صدا کڑکڑاہٹ کی ہوئی
پھر ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی اور کئی ہزار جادوگرنیاں ور روز گو غیرت صبح پوش حسن مین
لیلی سے بہتر خوبان جہان کی افسر ایک ایک ہاتھ مین دو دو گلدستے لیے ظاہر ہوئین اور بہار فلک
پر سے اُتری ہاتھ مین ایک گیند لیے تھی اس گیندے کو سامنے عنقا کے اسنے پھینکدیا عنقا نے
دوڑکر اُٹھا لیا اور ان نازنینون نے گلدستے سامنے نیزہ دارون کے پھینکے کہ انھون نے اٹھا اٹھا لیے
اور سونگھ سونگھ کر مست ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور عنقا بھی دیوانہ وار شعر پڑھتا بہار کی جانب
چلا اسوقت حیرت سحر کے بنگلے سے کودی اور وہ سحر پڑھتی آگے بڑھی بہار نے ایک گلدستہ جنگل

کی طرف پھینک کر صدا دی کہ اے بہار اسی وقت جھونکے نسیم عنبر شمیم کے چلنے لگے اور میدان میں خوشبو پھیلی یکایک آنکھیں سب کی بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی اس میدان کو بہتر از گلزار فردوس پایا کہ درخت گلزار پر بہار چمن چمن نہال گلشن پر ہزار طرح کا جوبن کہیں بنفشہ اور کہیں یاسمن زلف ورخ سبز رنگان دہر کو شرماتے اور سرو و شمشاد قامت رعنائے شاہدان چین و چگل پر طعنہ زنی فرماتے نرگس مست مصروف نگاہ بازی اور سوسن با ہمہ زبانی مستعد بزبان درازی کہ قطعہ

سبزہ ایش از ثمرہائے زبرجد بر کنار … کوہسارش را کمرہائے مرصع بر میان
با نہال جویبارش شاخ طوبیٰ متصل … در نسیم بوستانش باغ جنت بوستان

اور اس چمنستان پر فضا میں وہ نیرنگ ساز حسن یعنی ملکہ بہار مع کنیزان گلعذار کے لاکھوں بناؤ کیے مصروف گلگشت تھی اسوقت اسکے رخسار زیبا پر بہار ہزار گل نثار کرتی اور نرگس پنجہ مژگان سے اسکے چشم مردم فریب کی بلائیں لیتی زلف سنبل اسکے ایک ایک تار مو پر تصدق اور نثار تھی اور قد دلجو پر سہی و صنوبر فریفتہ ہر بار تھے کہ بمقتضائے غزل

اے روے ماہ منظر تو نو بہار حسن … خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
در چشم پر خمار تو پنہان فسون سحر … در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن
ماہی نیافت چون تو خط برج نیکوئی … سروی نخواست چمن قد رعنا جویبار حسن
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری … فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
از دام زلف و دانہ خال تو در جہان … یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن
دائم بلطف دایۂ طبع از میان جان … می پرورد بناز ترا در کنار حسن
حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست … دیوانہ نیست غیر تو اندر دیار حسن

اس جمال دلربا کو دیکھکر حیرت و عنقا مصور و صورت نگار مع سواران وغیرہ اپنے کے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتے سمت اس عشوہ ساز غارتگر ایمان کے چلے کہ غزل

اے بردہ گوئے حسن ز خوبان روزگار … قدت براستی چو سہی سرو جویبار
الحق چو نقش و نشان دہان تو … موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار
دادیم دل بدست رخ و زلف و خال تو … از دست ہر سہ تا چہ کشد این دل فگار
با داہر ارد تخم اگر یار با من است … دانم مصاف را و ترسم ز کارزار
عشقت چو در حریم دل خانہ گیر شد … زین در اگر بدر شوم آیم با ضطرار

گر سرو پیش قد تو سر میکشد مرنج — عقل طویل را نبود ہیچ اعتبار
منصوبۂ ہوائے تو جا افتد کنون چو باخت — در ششدر غمت دلش افتاد مہرہ وار

سردار تو اس طرح بیتابی کرتے تھے اور لشکری شمیم گلہائے عطر فشان سے بیہوش ہوگئے تھے اسوقت مہرخ نے اس فوج پر حملہ کیا ہزارون کو ذبح کر ڈالا اور ہزارون کو زندہ اسیر کر لیا دریائے خون جاری ہوا ایک ہنگامہ بگیرو بہ بند برپا ہوا بیر سحر کے غل مچاتے تھے ساحرون کے مرنے سے آندھیان اُٹھتی تھین شور و غوغا بلند تھا یقین تھا کہ کل لشکر کا آج ہی حریف کے خاتمہ ہو جائے گا کہ یکایک فلک پر ایک صاعقہ چمکا اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب جادو بہار کے حسن دلاویز کو دیکھکر شاہ جادوان نے دل پر ہاتھ رکھ لیا کہ **بیت**

بزلہ گوے و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن — خوبروے کاین چنین باشد بلاے جان بود

دل نے کہا کہ چلکر اسوقت اسکے قدم پر گر اور عذر کرکے اس غزال تاتار خوبی کو کہ تجھی سے رم خوردہ ہی رام کر مگر سارے لشکر اپنے برباد دیکھکر سمجھا کہ یہ محبت اسکی باعث اسکے سحر کا ہی کہ دل بیتاب ازار اور از خود رفتہ و بیقرار ہی یہ سوچکر ایک برق ہاتھ ملا کر گرائی کہ چمنستان بہار جلنے لگے اور بہار سحر اپنا باطل ہونے سے بیہوش ہوگئی اسوقت شاہ طلسم نے پنجۂ سحر بھیجے کہ **حیرت** اور **مصور** و **صورت نگار** و **عنقا** کو اٹھا کر سمت باغ **سیب** لے گئے اور سحر کے باطل ہونے سے لشکری **حیرت** کے ہوشیار ہوکر فوج پر **مہرخ** و بہار کے حملہ آور ہوئے **مہرخ** نے شاہ جادوان کو دیکھکر خیال کیا کہ لڑائی بنکر بگڑ گئی اب سب گرفتار ہو جائینگے یہ سوچکر طبل امان بجوا کر پھری ادھر شاہ طلسم بھی اپنے سے کمترین لوگون کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر گیا ادھر لشکر **حیرت** کا خستہ و شکستہ جا کر فرودکش ہوا اُس طرف **مہرخ** داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے کمر کھولی حکم رقص و سرود کا دیا تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا سب عیش و نشاط مین مصروف ہوئے اور بہار بعد کچھ عرصے کے ہوشیار ہوئی اسمارِ رد سحر ہر ایک نے اسیر پڑھکر دم کیے اسوقت حواس ٹھکانے ہوئے غرضکہ یہ تو سب مصروف نا و نوش ہین ادھر **افراسیاب** جب باغ مین پہونچا **حیرت** وغیرہ کو مست و لایعقل دیکھکر آب چشمۂ سامری ان پر چھڑکا کہ وہ سب بھی ہوشیار ہوے اور شاہ سے پوچھا کہ ہم یہان کیونکر آئے **افراسیاب** نے سب حال بیان کیا کہ آج **بہار** نے تم سب کو مار ڈالا ہوتا مین جا کر اٹھا لایا یہ سُنکر **مصور** تھر تھر مارے غصے کے کانپنے لگا اور بولا کہ اس چھوکری بہار نے میرا بھی پاس نکیا اور مجھے برسر میدان ذلت دی اب بن جانے ہی کام سب کا تمام کرونگا آج تک اس لیطرح دیتا تھا کہ میرے دادا سامری کے سب بندے ہین کیا انھین غارت

کردن یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے لیکن عنقا نے دست بستہ عرض کیا کہ اب تو غلام سے معرکہ پڑا ہی حضور تامل فرمادین ایک بار اور مجھے جانے دین یہ عرض کرکے اوّل اُڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اور باقیماندہ اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کرکے دامن کوہ مین پہونچکر خیمہ استادہ کرایا سب فوج آتری اور یہ بھی داخل خیمہ ہوا مےنوشی مین مشغول رہا جسوقت کہ مینائے زمردفام سپہر سے آفتاب میکدہ مغرب مین گیا اور ساغر شیم ماہتاب انجمن کواکب مین دور پذیر ہوا کہ نظم

	ناہید فلک نے کھولے گیسو ساقی فلک نے مہ کا ساغر		چھائی ظلمت جہان مین ہرسو مے سے بھرا نور کے سراسر

سرِشام اِسلئے خون خوگ سے جو کادیا زمین کو لیپ کر آپ بھی اسی خون سے نہاکر چوکے مین بیٹھکر موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے تیار کیا نذر سامری دیگر جمشید پڑھی پیر سحر کے حاضر ہوئے انکو موہن بھوگ کھلایا جو باقی رہا وہ آپ کھایا پھر ایکسو ایک جانور پرند منگا کر کے خون انکا بھینٹ دیا شراب اگیار مین ڈالی ایک موم کا سانپ بنایا انگلی چیر کر خون سانپ پر ڈالا کہ وہ زندہ ہوکر خون چاٹنے لگا اس سے کہا کہ جا کر میرے دشمنون کو پکڑ لا وہ سانپ اُڑکر روانہ ہوا یہان بارگاہ مین جلسۂ عشرت جمع ہی مہرخ تخت پر جلوہ فرما ہی کہ سانپ فلک پر سے اُتر کر آیا اسے دیکھکر ساحرون نے ہزارون سحر کیے کہ کسی طرح اسکو مار ڈالین لیکن وہ سانپ کمر مین مہرخ کے لپٹ کر اُڑا صدہا ترنج و نارنج ساحرون نے اسپر مارے مگر کچھ نہو مہرخ کو اُڑا کر لے گیا اور سامنے عنقا کے لایا اسنے کہا کیون اے مہرخ نمک حرامی کا ثمر دیکھا یہ کہکر خیمہ کے اندر لے گیا اور صندوق مین بند کر دیا اور اپنے سحر مین ایسا مبتلا کر دیا کہ ملکہ مہرخ بیہوش ہوگئی بعدازین پھر اس سانپ کو بھیجا یہان تمام دربار مین شاہ لشکر کے جانے سے درہمی تھی شتر سوار دوڑائے گئے تھے کہ جلد خبر لاؤ یہ سانپ کون تھا بہار سرگرم انتظام تھی کہ لشکر برباد نہو بازارین لٹ نہ جائین بعض سردار غم مین مہرخ کے گریبان چاک و گریان تھے کہ وہ سانپ پھر پیدا ہوا اور سرخ مو کی کمر مین لپٹ کے اُڑ گیا لاکھ لاکھ سب نے سحر کیا کچھ نہوا وہ سامنے عنقا کے لایا اسنے اسکو بھی برا کہکر مسحور بسحر کرکے صندوق مین بند کیا اور سانپ کو پھر روانہ کیا یہان اوّل مرتبہ سے زیادہ تلاطم تھا عیار بھی غوغا سنکر لشکر مین آئے تھے کہ سانپ طاؤس کی کمر مین آکر لپٹا اور اُڑا کر لے گیا عیار پیچھے پیچھے تعاقب مین چلے ازبسکہ عمرو دوندۂ بیدرنگ ہی یہ سانپ کے برابر پہونچا اور عیار گئے یہانتک کہ عمرو دامن کوہ مین جب پہونچا دیکھا ایک لشکر ساحرون کا اُترا ہوا ہی اور ایک جانب سامنے خیمہ کے عنقا بیٹھا مشغول سحر خوانی ہی اور

وہ سانپ اسکے روبرو طاؤس کو لایا اُسنے لعنت ملامت کرکے لے جاکر اسکو بھی قید کیا جب یہ ماجرا عمرو نے دیکھا دل سے کہا کہ اس حرامزادے کو واصل جہنم کرنا چاہیے یہ سوچکر اوّل صحرا مین آکر زنبیل عیاری بجائی اور عیار جو دوڑے چلے آتے تھے زنبیل کی صدا پر دوڑ آئے دیکھا تو اُستاد کھڑے ہین سامنے باادب آکر ٹھہرے عمرو نے کہا جاؤ اور بہار سے کہو کہ لشکر کچھ تیار کرا کر اسی جنگل مین آکر ٹھہرے مگر سب سردارون کو ساتھ لائے بارگاہ مین اسی طرح لوگ بیٹھے رہین تاکہ سانپ خالی نہ پھرے کس لیے کہ یہ سحر عنقا کا ہے اگر بار خالی جائیگا تو وہ ہوشیار ہوجائیگا میری عیاری مین فرق پڑیگا ملکہ بہار اپنی صورت کی ایک ساحرہ بناکر وہان ٹھہرا کر یہان آئے تو اچھا ہے یہ حکم سنکر برق لشکر مین گیا اور بہار سے سب کیفیت کہی بہار نے ایک کنیز کو اپنی صورت کا بزور سحر بناکر اس جگہ چھوڑا اور کہا میری طرح حکم احکام دینا جو کوئی پوچھے اپنے تئین بہار بتانا یہ کہکر اپنے لشکر ذاتی کو حکم تیاری کا بطور مخفی دیا جب سب کمر باندھکر مستعد ہوے یہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بموجب نشان دہی برق کے اسی صحرا کی طرف چلی کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ بہار لشکر مین نہین ہے بلکہ سب جانتے ہین بہار موجود ہے اور وہ سانپ دمبدم آکر ساحرون کو لیجاتا ہے ایک ہنگامہ برپا ہے ساحر واسطہ نور جناب حیدر کرار کا دلا رہے ہین کہ خدایا بحق نور وصی مصطفےٰ علیؑ اژدر در شیر کبریا کا کرا ابیات

علیؑ مشکل کشائے جن و انسان	علیؑ قربان روائے ملک یمان
علیؑ شیرِ خدا شاہِ دو عالم	علیؑ ہین رونقِ بنیادِ آدم
جو کہتے ہین نصاری مین کہون کیا	وہ عین ذات ہے یہ بھی ہے زیبا
بچایا قہر سے خالق کے سب کو	بجھایا آتش غیظ و غضب کو
سخی راہِ خدا مین آپ مولا	روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا
فدائے نام اقدس کیون نہو جان	مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان
طفیل پنجتنؑ اے ربّ عالم	شتاوے اس بلا کا ہمسے تو غم
مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین	جگر دل انکے تن مین چاک ہوجائین

انکو مصروف دعا رکھیے اور حال مہر سپہر عیاری کا سنیے کہ اُنھون نے کئی بار باغ سیب کو دیکھا ہے اور وہان جو کنیزین خدمتی شاہ طلسم کی ہین اُنکی صورتین صفحہ خیال اور لوح دل پر اپنے مرتسم کر آئے صورت گر رکھی ہین چنانچہ سامنے رکھکر ان کنیزون مین ایک کنیز کی تصویر خیالی پیش نظر فرماکر

اپنی شکل ویسی ہی بنائی اسوقت کی دستکاری پر مشاطہ حسن یقین تھا کہ ہاتھ چوم لے کہ اگر ایسی تصویر مانی
و بہزاد کھینچنے بیٹھے تو ہر اعضا پر اپنا عجز لکھے کہ ہمسے جیسی اصل شبیہ تھی ویسی نقل نہ ہو سکی الحق بروے صفا
کے روبرو آئینہ سکندر حیران ساری حقیقت اسکی آئینہ لیکر اگر مقابل ہوتا تو قلعی کھل جاتی شمس و
قمر نے وہ رخ نہیں دیکھا شوق دید مین بیتاب شب و روز سرگردان ہین ہر حلقہ گیسوے پیچ مشک
بیز کا صدہا نافہ ختن مین پنہان رکھتا ہو دہن تنگ کو چشمۂ آب حیوان اگر لکھون تو گیسو کو سکندر
کہون کہ بمصداق

لمولفہ

	لب شیرین کے قرین آئے ہین اڑ کر گیسو	چشمۂ خضر دہن ہی تو سکندر گیسو	

دندان کو گوہر سے تشبیہ دینا بے آبروئی کی بات ہی اختر فلک حسن کہنے مین تفاوت دن رات ہی
پھر کیا کہون لازم ہی کہ چپ ہو رہون اللہ اللہ کس کس اعضا کی صفت کرون دست و پا سینہ
پشت کمر ساق و پا ہر اک لاجواب نور کے سانچہ مین صانع عالم نے ڈھالے تھے خوبان دہر سے
نرالے تھے

س

زبان صرف ہی شرح و بیان مین
خجل جسکے کف پا سے ہوا ماہ
فروغ چہرہ ایسا جلوہ گر تھا
کہ تھی قربان جس پر جان مضطر
وہ مژگان اور چشم شوخ و سرشار
رہے پریون کے دل مین جنکا ارمان
کمر سے تا بساق اک صورت نور

تجلی ہی جمال داستان مین
شعاع حسن کا پھیلا جو دامن
کہ تاریکی کا عالم سے سفر تھا
وہ گیسو جس سے برہم تھا زمانہ
تصدق روح ہو جس پر سے ہر بار
وہ گردن اور سینہ اور وہ بازو
فدا ان کے تصور پر رہے حور

ضیا افروز عالم ایسی تھی واہ
ہوا شب پر گمان روز روشن
کہان یہ حسن یوسف کو میسر
وہ ابرو دل جگر جسکے نشانہ
وہ دندان وہ دہن اور وہ زنخدان
کہ جنکا تھا جہان مین شور ہر سو
پیشواز زنار جواہر کار سے عزیز

و مجلی جسم نازنین کو کیا زیور مرصع لعل و گوہر کا از سرتا پا پہنکر ایسی صورت آئینہ مین دیکھکر عش عش کرنے
لگا اور تخت زرجدشاہ کا جو کہ حکیم نے اس حکمت کے ساتھ بنایا ہی کہ بروے ہوا اڑتا ہی واضح ہو کہ
زرجدشاہ ایک بادشاہ ملک زبرجد نگار مین تھا کہ بد دہر دامہ جادو خدائی کا دعوی کرتا تھا
اسکے پاس تخت ایسا تھا کہ اسپر بیٹھکر اپنے قصر پر کہ وہ بزور سحر معلق تین سو ساٹھ گز زمین سے بلند
تعمیر کیا جایا کرتا تھا اور وہ تخت وابستہ ایک لوح کا تھا کہ جب لوح کو سر پر رکھو تو نہایت بلند
ہوتا تھا اور جب برابر کمر کے لوح کو رکھو تو نیچے نیچے بروے ہوا روان ہوتا تھا اور جب پاؤن کے
نیچے لوح کو رکھو تو زمین پر اتر آتا تھا فی الجملہ جب امیر سے اور اس بادشاہ سے مقابلہ پڑا اور

وہ مارا گیا تو وہ تخت مع لوح کے عمرو کے ہاتھ لگا اور از بسکہ ساختہ حکیم تھا اس سبب سے وہی تاثیر اڑنے کی تخت مین باقی رہی اگر سحر کے زور سے بنا ہوتا تو بعد مرگ اس بادشاہ کے اثر اُسکا جاتا رہتا لہذا اس تخت کو زنبیل سے نکالکر کنارے کنارے اُسکے گلدستے چنے اور گلدستون پر عطر بیہوشی خوب سا چھڑکا اور ایک طرف گلابی شراب کی مع جام زرین رکھکر عمرو بشکل محبوبۂ دلنواز سوار ہوا اور تخت اوڑا کر اسی جگہ آیا کہ جہان عنقا چوکے مین بیٹھا تھا اور ایکی بار سانپ مشکین موکو پکڑ کر لایا تھا وہ اس اسیرہ سے عتاب خطاب کر رہا تھا کہ عمرو نے پازیب اپنی بجائی عنقا نے جو خلخال کا چھماکا سُنکر اوپر کو دیکھا ایک تخت جواہر آگین نظر آیا کہ جیسے ستارہ ٹوٹ کے زمین پر اُترا ہو عنقا یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ شاہ طلسم آتا ہو فی الفور کھڑا ہوگیا کہ یکایک وہ تخت زمین پر اُترا اُسوقت اس نے اس صورت دل فریب حوروش برق کردار کو دیکھا کہ کبھی چشم خیال دیدۂ وہم وگمان نے بھی اسکے نہ دیکھا تھا رعب حسن سے ہچک ہوکر رہ گیا کہ بیت

ستارہ بدرخشید ماہ مجلس شد ۔۔۔ دل رمیدہ ما را انیس ہونس شد

بعد لمحہ کے قریب تخت گیا اور گرد اسکے پھرنے لگا وہ راحت جان چھم چھم کرتی تخت سے اُتری اور مسکرا کر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اسنے کہا کہ فرد

قدحی درکش و سرخوش تماشا بخرام ۔۔۔ تا بہ بینی کہ نگارت بچہ آئین آمد

اے مایۂ زندگانی و آرام تو کس قاف کی پری ہو کہ سایۂ وجود دلبری جس پر پڑے وہ ہم طالع ہما ہو جاے اس حور کردار نے لب لعلین سے یون گہر ریزی فرمائی کہ مین کنیز شہنشاہ ہون تمھاری خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہو اور کتاب سامری دیکھکر گرفتار کرنا حریفون کا معلوم کرکے بہت تعریف فرمائی ہو اور ارشاد کیا ہو کہ قیدیون کو اچھی طرح رکھنا اور میوہ اور گلدستہ اور شراب بھیجی ہو یہ تحفہ لیلو اور اپنی خیریت لکھ دو کہ مین جاؤن جانے کا نام سُنکر اسکے ہوش پران ہوے ایک آہ سرد بھر کر پکارا کہ شعر

ہاے وہ نزع مین بالین سے ترا اُٹھ جانا ۔۔۔ دیکھنا یاس سے وہ تیرے تمنائی کا

اے نازک بدن دل بیتاب کو تڑپا کر اب کہان جاؤگی میرے صدر سینے پر لمحہ بھر آرام کرو اس سراپا ناز نے ہنسکر جواب دیا کہ میان حواس مین آؤ مین بادشاہ طلسم کی منظور نظر ہون اگر کسی سے وہ سُنتے دیکھ لین تو نہ معلوم کس بلا مین مجھے پھنسا ئین ناک چوٹی کیری کٹوا ئین چلو ہٹو مجھے جانے دو اس رکھائی کو دیکھکر عنقا نے سر قدم پر رکھدیا اور کہا مین حیرت کا بھائی ہون تجکو شاہ طلسم

سے مانگ لونگا اور مجھسے رسنے بولنے مین شہنشاہ ناراض ہونگے غرض کہ اسکے منت کرنے سے اس صنم زیبا نے کہا اچھا کہو مطلب کیا ہے اسوقت تو اسنے گود مین اُٹھالیا اور اندر خیمے کے لایا مسند ناز پر بٹھایا وہی شراب جو یہ نازنین لائی تھی سامنے رکھی اس ساقی مست ناز نے جام بھرکر اپنے دست نگارین پر رکھکر کہا کہ **مطلع**

آن کس کہ بدست جام دارد		سلطانی جسم مدام دارد

عنقا نے بیتاب ہوکر جام ہاتھ سے لیا اور شعر پڑھا کہ **بیت**

بر سینۂ ریش دردمندان		لعلت نمک تمام دارد

اور وہ جام بے اندیشۂ انجام پی لیا پیتے ہی سر و پا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہوگیا پھر تو وہ پنجۂ نگارین جلاد سنگئے اس بیحیا کو اُلٹا کرکے بیک ضرب خنجر سر کو جدا کیا شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا **عنقا** کو **عمرو** نے دوڑکر سامنے جو صندوق رکھے تھے ان کو وا کیا اس مین **مہرخ** وغیرہ بند تھین اور اسکے مرنے سے وہ سانپ بھی باطل ہوگیا اور ان سب قیدیون کو بھی ہوش آگیا تھا صندوق سے نکلے ادھر ہنگامہ لشکری **عنقا** کے دوڑے تھے کہ **مہرخ** اور **سرخ** مو نے گولے سحر کے اور ہار فلفل مارنا شروع کیے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور گولے ساحرون کے سینے توڑتے تھے شعلے جلاتے تھے **عمرو** نے تخت زبرجد شاہ کو زنبیل مین رکھا اور زر و زیور اپنا اُتار کر باندھا پھر جال الیاسی لیکر لوٹنا شروع کیا لیکن لشکر حریف بہت تھا ساحرون نے گھیرا اور جلد جلد پلٹنون رسالون مین کمربندی ہونے لگی اسوقت شور و غوغا سنکر بہار جو لشکر لیے کمینگاہ مین تھی آگر گری ناریج و ترنج چلنے لگا لاشس پر لاش اور مردہ پر مردہ گرنے لگا شمشیر صاعقہ خصال بہادران نے جادہ ملک عدم کا بنادیا بلکہ ناکا شہر فنا کا دکھادیا آب تیغ کی طغیانی ہوئی زورق حیات نابکاران طوفانی ہوئی کہ بمقتضاے **نظم**

کیا اس فوج کو اس طرح تاراج
کہ اہل فوج تھے راحت کے محتاج
کیا برباد ایسا اس مکان کو
جلائے برق جیسے خانمان کو
قضا بھی دیکھنے آئی تماشا
گرا اس طرح سے مردہ پہ مردا
پہ شیرانہ گئے جیسے تڑپ کر
پراگندہ نظر آیا وہ لشکر
ہوئی تھی ہمدگر یہ جنگ و پیکار
صفون کے بدلے تھے لاشون کے انبار
رہی تا صبح خونریزی نہایت
ہوئی حاصل عدو کو پھر ہزیمت
سحرگہ بادشاہ ملک خاور
بصد شوکت چڑھا خنگ فلک پر
گریبان چاک تھے ساحر سحرگاہ
نہ ملتی بھاگنے کی تھی انھین راہ

جس دم ترک مشرق نیزہ خط شعاع لیکر عرصہ گاہ فلک مین آیا

اور ساحر شب شکست کھا کر بدلفرار لایا لشکریان حریف مالان و گریان لاش عنقا اٹھا کر بھاگے اور مہرخ مظفر و منصور مع سردارون کے داخل بارگاہ ہوئی بہت سا زر و جواہر عمرو کو دیا اور ویساہی ناچ اور راگ وغیرہ ہونے لگا اسوقت بہار اور عمرو اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے تخت شاہی کے آئے اور باادب تمام دعا و ثنا بادشاہ کی بزبان فصاحت انتما بجالا کر عرض پیرا ہوئے قطعہ

اے شہے کہ کف کامگار زر بخشت
شد از زوال حوادث چو آسمان ایمن
کمند در بر گردون کامران انداخت
بران و بار کہ چتر تو سائبان انداخت

اگر مزاج عدالت امتزاج صاحب تخت و تاج کے خلاف نہو تو براہ ترقی خواہی و نیک سگالی بندگان درگاہ کچھ کلمات بے ادبانہ زبان پر لاؤن مہرخ یہ تقریر سنکر تخت پر کھڑی ہوگئی اور عمرو سے کہا خواجہ برائے خدا مجھے ذلیل نہ فرمایئے آپ کو بادشاہ لشکر کے معزول کرنے کا اختیار ہی یہ عجز کس لیے فرماتے ہین جو ارشاد کیجیے کنیز بجالائیگی کہ نظم

اے مقصد ہمت بلندان
دولت تو وہی ہر کہ خواہی
مقصود دل نیازمندان
توفیق تو گر نہ رہ نماید
از قسمت بندگی و شاہی
این راہ بعقل کے کشاید

عمرو نے یہ کلمات سنکر کہا کہ وہ بادشاہی کے کب سزاوار ہو جسکو ہر کس و ناکس بادشاہ کا گرفتار کر لے جائے اور سلطان لشکر کے دم سے فوج وابستہ ہوتی ہی جب شاہ ہر بار قید و بند ہو جائے تو شکست اُس لشکر کو رکھی ہوتی ہی پس شاہی کیلئے یہ شایستہ اور بایستہ ہی کہ شہنشاہ ایسا زبردست ہو کہ سوائے اپنے ہمسر کے اور کسی سے مغلوب نہو اور آبہت شمشیر عالی جاہ سے ترک فلک سپر پشت عمل کی اوپر آکر کرے اور جسم اسد چرخ مین رعشہ پڑے کہ بخلاف اس کے تم اونے ادنے ساحرون کے ہاتھ سے ذلیل ہوتی ہو اور قید کر لیتے ہین مہرخ یہ سخنان نصیحت سنکر گویا ہوئی کہ ارشاد ہدایت بنیاد حضور نہایت بجا اور درست ہی اے بہار مین نے چند روز کے واسطے تمکو اپنا قائم مقام کیا یہ لشکر وغیرہ تمھارے حوالے ہی اور تمکو خدائے کریم کے سپرد کیا مین بیشہ سامری مین جا کر چلہ کشی کر کے سحر کو اپنے جگاؤن گی انشا اللہ پھر جو وہان سے مراجعت کرونگی تو سوائے ساحر زبردست مثل بادشاہ طلسم اور اسکی زوجہ اور مصور وغیرہ کے کسی سے زیر ہونگی عمرو نے پوچھا اپنے ساتھ کسے لیجاؤگی اسنے جواب دیا کہ وہ مقام ایسا نہین جہان کسی کا گذر ہو سکے یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ یکایک آندھی آئی اور بعد لمحے کے ایک عورت تخت پر سوار آگے سونے کا پاندان رکھے اس آندھی کی تاریکی سے پیدا ہوئی اور پاندان اسنے سامنے مہرخ کے رکھدیا اسنے کھولا

اسمین سے طاؤس سبز برابر بالغست کے نکلا اور دم بھر مین بڑھکر مثل قامت مرکب پرندکے عظیم الجثہ
ہوگیا مہرخ اُسپر سوار ہوئی وہ عورت پاندان لیکر تخت پر بیٹھکر ہمراہ چلی اور دونون اس آندھی کی
سیاہی مین غائب ہوگئین بعد اسکے جانے کے بہار نے تخت پر غاشیہ ڈالکر تاج شاہی رکھکر حکم احکام
مین اپنے ملکمین مصروف کیا ادھر تو یہ معرکہ گذرا اور اس طرف ساحر ہزیمت خوردہ لاش
عنقا کی لیے سامنے شاہ جادوان کے گئے اور سب کیفیت بیان کی حیرت نے بھائی کی نعش
دیکھکر حال اپنا تباہ کیا اور زار زار روئی اور سر پیٹا اور بادشاہ طلسم بھی آزردہ ہوا آخر بطبق
جمشیدی لاش کو اُٹھایا جب فراغت ہوئی شاہ نے ارادہ کیا کہ کسی زبردست کو بجنگ حریف
بھیجون یہ عزم دیکھکر مصوّر اُٹھا اور کہا مین تصویرین سب کی بناچکا ہون اب جاکر ہر ایک باغی
کو غارت کیے دیتا ہون شاہ نے کہا آپ میری زیارت گاہ مین ایسا نہو کہ عیار کچھ بے ادبی کرین
اسنے جواب دیا کہ کیا مجال جس صورت سے عیار میرے پاس آئیگا اسکی تصویر مین نے بنائی ہو ویسی
ہی صورت تصویرین جائیگی یہ کہکر مع اپنی بی بی کے سوار ہوکر لشکر مین آیا اور بارگاہ مین بیٹھا اسکے
آنے سے سردار وغیرہ مثل اژدر خان جادو و شکوہ زرین قبائے جادو قریب چار سو ساحر نامی
کے بارگاہ مین آکر شکمن ہوے انسے کہا کہ کل مین سب فوج عدو کا خاتمہ بالکل کردونگا
سرداران نے عرض کیا کہ کل کے دن اور جنگ موقوف رکھیے کیونکہ ایک سوداگر زادہ دور دراز
سے منزل طی کرکے آپ کے لیے اقمشۂ و اجنسۂ گرانمایہ لایا ہو اور ساٹھ ہزار ملک اس طلسم مین آباد
ہین وہ سوداگر جو آخر سرحد طلسم پر ملک واقع ہوا ہی وہان کا رہنے والا ہی اتنی مسافت قطع
کرکے یہان پہونچا ہی ایسا نہو کہ ہنگامۂ جدال مین مال اسکا لٹ جائے کل اسکو رخصت
کردیجیے تو بہتر ہی ۵

	که نام نکوشان بعالم برند		بزرگان مسافر بجان پروزند	

مصوّر نے کہا تاجر کی آجکل کیا ضرورت تھی مگر خیر اب جو وہ میرا نام سنکر آیا ہو تو آج ہی بلالو
کہ جنگ مین درنگ نہو یہ حکم سُنتے ہی چوبدار سوداگر کو بلانے گئے تاجر کو جب خبر ہوئی تحفہ ہر دیار
و امصار لیکر جانب بارگاہ روانہ ہوا لیکن صورت نگار نے مصوّر سے کہا ایسا نہو کہ عمرو بشکل
تاجر یہان آئے اور رنج دے ذرا تصویر کو دیکھ لو مصوّر نے تصویر دیکھی اس شبیہ نے یہ صورت
پیدا کی تھی کہ بارگاہ مین بہار وغیرہ سردار بیٹھے ہین اور عمرو بشکل اصل کرسی پر بیٹھا ہو یہ
دیکھکر گویا ہوا کہ تصویرون مین جہان عمرو ہی وہان کی بارگاہ تک کا نقشہ بن گیا ہو کچھ شبہ

نہین ہو سوداگر کو بلا تو فرخنگہ تاجر نے آکر تسلیم کی او رندردی زمرہ مین تاجرون کے کرسی بیٹھنے کو
اسے عنایت ہوئی پھر حکم ہوا کہ اشیا رنادرہ ملاحظہ کراؤ وہ اسباب عمدہ و بہتر دکھانے لگا مگر
جاسوس جو خبر کو گئے تھے سب کیفیت دریافت کر کے سامنے بہار کے گئے اور جو کچھ بیان دیکھا و سنا
تھا وہ مشروحاً اور مفصلاً معرض بیان مین لائے عمرو نے جب سنا کہ تاجر مال لیکر بہت آیا ہو منھ
مین پانی بھر آیا دل سے کہا کہ تصویر سے اگر ڈر گئے تو عیاری کیا خاک کروگے یہ مال مفت جاتا ہو
اگر اس کو نہ لیا تو قرضدار ہو گے چلو خدا مالک ہو یہ سوچکر اٹھا بہار نے کہا خواجہ کہان کا عزم ہو
جواب دیا کہ ذرا ہم بھی سیر کر آئین بہار بولی کہ مصور کی بارگاہ مین بطمع مال برائے خدا نہ جائیے گا
اسکو غافل نہ جانیے گا عمرو نے کہا سمجھ لینگے یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے آکر صورت ساحر
کی ایسی بنکر لشکر مصور مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا کہ ملازم سوداگر کے اسباب دوڑ دوڑ کر لاتے ہین اور
بارگاہ کے در پر کچھ لوگ کھڑے ہین کہ وہ لیکر دست بدست اندر پہونچاتے ہین تاکہ ملاحظہ کرانے
مین عرصہ نہو یہ کیفیت دیکھکر عمرو علیحدہ گیا اور صورت خدمتگار کی ایسی بنا سر پہ دستار معرکہ آرا
رکھکر انگرکھا پہنکر پٹی پاک کمر سے لگا کر سامنے اس خیمے کے آیا جہان سے مال لیکر ملازم جاتے ہین
دیکھا کہ ایک زنگی صندوقچہ لیکر خیمے سے نکلا اور سمت بارگاہ دوڑا عمرو اسکے قریب گیا اور کہا کہ
حضور نے فرمایا ہو کہ میرے پلنگ کے پاس جو صندوقچہ رکھا ہو وہ بھی لیتے آنا زنگی نے جواب
دیا کہ پلنگ کے پاس قلمدان رکھا ہو صندوقچہ تو نہین ہو عمرو نے کہا کہ ہان ہان وہی زنگی نے
کہا کہ تم صندوقچہ لے چلو مین وہ بھی لاتا یہ کہکر صندوقچہ دیا اسنے لیکر دو قدم چلکر زنبیل مین
رکھ لیا اودھر وہ زنگی قلمدان لیکر بارگاہ مین گیا اور تاجر کے سامنے رکھا اسنے کہا دیر کیون لگائی
زنگی بولا کہ دوبارہ آنا جانا پڑا سوداگر نے کہا کہ پھر قلمدان کیون لایا اسنے عرض کیا کہ مصور کا خدمتگار
صندوقچہ لے آیا اور قلمدان لانے کو کہ آیا تھا یہ سنتے ہی اس سوداگر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور
دریافت فرمائین کوئی خدمتگار صندوقچہ لایا ہو مصور نے کہا جلد تحقیق کیا جائے کہ کون خدمتگار
لایا ہو سب خدمتگار بلائے گئے اور تحقیق کیا کسی نے اقرار نہ کیا اب تو سوداگر کی جان نکل گئی کہ
کئی لاکھ روپے کا جواہر اس مین تھا رونے لگا صورت نگار نے کہا صاحب تم تصویر تو دیکھو
مصور نے عمرو کی تصویر دیکھی وہان عمرو جب صندوقچہ لے گیا تو جلد دھوتی باندھ مرزائی
پہن مٹھائی کا تھال ہاتھ پر رکھکر خوانچہ والا بنکر پھرنے لگا مصور نے تصویر دیکھکر کہا کہ عمرو
میرے لشکر مین حلوائی بنا ہوا پھر رہا ہو خدمتگار کی صورت تو نہین ہو یہ کہکر زنگی سے کہا کہ سچ

بتا صندوقچہ کیا کیا اپنے گواہ پیش کیے لوگون نے کہا کہ ہمارے سامنے اپنے صندوقچہ خدمتگار کو دیا غرضکہ
جب پتہ نہ لگا چاہا عمرو کو گرفتار کرون سردارون نے عرض کیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے مین عیار چھڑانے
آئینگے زیادہ بلوا ہوگا سوداگر اور بھی لٹ جائیگا-تامل فرمایئے یہ سُنکر حکم دیا کہ یہ روپیہ جو تلف ہوا ہی
ہماری سرکار سے دیا جائے سوداگر دعائین دینے لگا اور پھر اسباب دکھانے مین مصروف ہوا وہان
عمرو نے پھر صورت بنی مثل ساحر کے بنائی اور وہی صندوقچہ جواہر سے خالی کرکے کنکر پتھر بھرکر
دربارگاہ پر آیا اور کہا صندوقچہ جو کھو گیا تھا یہ تو نہین ہی لوگ یہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ اندر
لے گئے سوداگر نے دیکھتے ہی کہا کہ ہان یہی ہی مصور نے کہا یہ تیرے ہاتھ کیونکر آیا عمرو نے کہا مین
ہمیشہ سے کوہستان مین رہتا ہون ایک شخص کو اس وقت دیکھا کہ صندوق لیے جاتا ہی اسکو
گرفتار کیا اور پوچھا یہ کہان سے آیا ہی اسنے یہان کا پتا بتادیا اور منتین کرنے لگا اُسکو تو مین نے چھوڑ
دیا صندوقچہ لیکر یہان حاضر ہوا اب مجھے نہین معلوم کہ مال آپکا اسمین ہی یا نہین مصور نے کہا
تو بڑا ایماندار ہی اچھا بیٹھ جا کرسی دی عمرو بیٹھا لیکن جب عمرو بارگاہ سے چلا تھا تو بہار فکرمند
تھی اسوقت اتفاق سے قران بارگاہ مین آیا بہار نے اس سے کہا کہ اُستاد تمھارے لشکر حریف
مین گئے ہین ایسا نہو مصور کچھ گزند پہونچائے قران سب حقیقت سُنکر مدد کرنے کو چلا اور لشکر عدو
مین بشکل مبدل آیا اسوقت سوداگر یعنی منیب صندوقچہ گم ہونے سے لوگون پر تاکید کرتا تھا اور ادھر
اُدھر دوادوش کر رہا تھا کہ قران اسکے قریب گیا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو ہم چور کو بتا دین وہ یہ سُنکر
چپکا چلا آیا جب لشکر سے نکلا تنہائی مین آتے ہی ایک حباب بیہوشی قران نے مارکر اُسکو بیہوش
کرکے پیرہن اسکا لیکر اسی کی ایسی صورت بنا اور اسکو ایک گڑھے مین ڈالکر آپ بارگاہ مین اسوقت آیا
کہ عمرو صندوقچہ لیکر آیا تھا غرضکہ یہ بھی پاس تاجر کے ٹھہرا اور صندوقچہ تاجر نے جو عمرو سے پایا
تھا خوشی خوشی کھولا دیکھا تو پتھر کنکر بھرے ہین دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا مصور نے کہا کہ بھلا عقل کے
خلاف ہی کہ چور مال لے جائے اور پھر دیدے اس ساحر نے اتنی بیوقوفی کی کہ جو اسکو گرفتار کرکے
چھوڑ دیا اچھا اے تاجر اپنے کسی معتبر شخص کو بلا کہ مین رقعہ اپنے خزانچی کو لکھ دون کہ روپیہ میرے
خزانے سے لے لے تاجر نے جو منیب کہ پاس کھڑا تھا اسکو دیکھکر عرض کی کہ اس سے بڑھکر اور
کوئی معتبر نہین ہی مصور نے یہ سُنکر شقہ لکھا کہ سعادت آثار ہیرالال بعافیت باشند تین لاکھ روپیہ
کا جواہر و اشرفیان وغیرہ حامل رقعہ کو بغیر دستوری اور بٹے کے اسی وقت دیکر دستخطی لے لو تاکید
مزید اس باب مین تصور کرو المرقوم فلان سنہ فلان ساحری شقہ حوالے منیب کے کیا عمرو کا رنگ

زرد ہوگیا کہ یہ روپیہ مفت گیا لیکن **عمرو** نے نیب کی صورت بغور دیکھی پہچانا کہ **قران** ہی فرط خوشی سے رنگ رو سرخ ہوگیا اور اشارے سے کہا کہ خبردار اس روپیہ میں کوڑی کا فرق نہ پڑے میں آکر حساب لونگا غرضکہ **قران** شقہ لیکر خزانچی کے پاس گیا دیکھا کہ روپیہ دہایند کا تقسیم ہو رہا ہی دس پانچ متصدی بہی کھاتہ کھولے بیٹھے ہیں لیکھا ڈیوڑھا لگا رہے ہیں اسنے بھی شقہ دیکر جواہر وصول کیا رسید لکھکر راہی ہوا درہ کوہ میں جاکر جواہر دفن کر دیا اور پھر سمت لشکر چلا ادھر خزانچی روپیہ بہی پر خرچ کی لکھکر دستخط کرانے سامنے **مصور** کے لایا اسنے دستخط کرکے پوچھا اے تاجر روپیہ پایا تاجر کے نیب کو تلاش کیا پتا نہ لگا ایک غوغا بلند ہوا قضا کار کچھ لوگ لشکر کے باہر جو گئے ایک غار میں نیب کو پایا اٹھا کر تاجر کے سامنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا پوچھا ارے تو روپیہ لایا ہوا اسنے کہا خوب نشہ ہی پھر پوچھا ارے تو شقہ لیگیا تھا اسنے کہا کھانا پیٹ بھر کھایا ہی یہ تقریر سنکر لوگوں نے کہا کہ اسکو خوب ابھی نشہ ہی ایک نے کہا کہ اپنے تئیں بناتا ہی تاجر نے کہا لیجاؤ قید کر دو مار پیٹ کر قبولواؤ لوگ اسکو تو لیکر چلے اور **عمرو** سمجھا کہ اب زیادہ تحقیقات ہوگی اور **مصور** تصویر دیکھے گا تو حال کھل جائیگا انگڑائی لی **مصور** بولا کہ شاید آپ کا جی گھبرایا **عمرو** نے کہا جی نہیں رفع احتیاج کی ضرورت ہی **مصور** نے حکم دیا کہ ہمارے بیت الخلا میں لے جاؤ خدمتگار آفتابہ لیکر ساتھ ہوئے **عمرو** پاخانہ میں جاکر اس طرف کا سراچہ چاک کرکے باہر نکل گیا لشکریوں نے خیال کیا کہ وہی ساحر جو صندوقچہ لیکر آیا تھا اب جاتا ہوگا اور **عمرو** وہاں سے درۂ کوہ میں آیا کچھ لکڑیاں جمع کرکے آگ سلگالی اور بھبھوت منھ پر ملا جٹائیں بالوں کی بکھر جوڑا سر پر باندھا لنگوٹ کسکر دست پناہ سامنے رکھا ایک تھیک سامنے رکھ لی کان میں کنڈل پہلے گلے میں کنٹھی ڈالی مہنت بنکر بیٹھا یہاں تک کہ خوب پرستش ہوئی **صورت نگار** گویا ہوئی کہ تصویر دیکھیے ایسا نہو کہ عیار خزانے سے روپیہ نے گئے ہوں یہ باتیں تھیں کہ خدمتگار آئے اور کہا کہ وہ صاحب جو پاخانے گئے تھے آفتابہ لیکر سراچہ چاک کرکے چلے گئے **مصور** یہ سنکر دنگ ہوگیا اور سمجھا کہ وہ **عمرو** تھا جو خالی صندوقچہ لایا تھا افسوس کر نکل گیا آخر تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ درۂ کوہ میں صورت مہنت کی بنا بیٹھا ہی ادھر سوداگر نے عرض کیا کہ روپیہ میرا گیا میں برباد ہوگیا **مصور** برہم ہوا کہ میں کیا کروں ایک بار میں دیچکا رسید تیرے نیب کی موجود ہی تاجر نے پھر نیب کو بلایا اب اسکے ہوش درست ہو چکے تھے اسنے آکر کہا کہ اس طرح چور کو بتلانے کو مجھے ایک شخص تنہائی میں لے گیا اور مجھے ایسا کچھ منھ پر مارا کہ میں بیہوش ہوگیا مجھے معلوم نہیں کہ شقہ کب لکھا گیا اور روپیہ کب ملا یہ رسید میرے ہاتھ کی لکھی

نہین ہی یہ حال سُنکر **مصوّر** نے کہا اسے رہا کردو یہ بے خطا ہی اور سوداگر سے کہا اب جا مین تیرے روپے ملنے کا بندوبست کچھ نہین کرسکتا تاجر یہ سُنکر رونے لگا اسنے حکم دیا کہ نکال دو حرامزادے کو یہ فیل کرتا ہی لوگون نے تاجر سے کہا کہ اسوقت چلے جاؤ حضور کا مزاج برہم ہی موقع و محل دیکھکر پھر عرض کرنا تو مل جائیگا تاجر ناچار اُٹھا ملازمون سے کہا یہان سے اسباب باحتیاط جو پھیلا ہوا ہی اُٹھا لو لیکن **عمرو** جب مہنت بنا اور اسنے دیکھا کہ کوئی ادھر نہ آیا اور کچھ مطلب براری نہ ہوئی وہ اسباب سب زنبیل مین رکھکر پھر ساحر بنکر بارگاہ مین آیا جب تاجر نے کہا اسباب یہان کا اُٹھا لو **عمرو** نے بڑھکر درج جواہر اُٹھا لیا تاجر مال اُٹھوا کر آگے چلا یہ بھی ساتھ ہوا کہ راہ مین اور کچھ دست برد کرون لیکن درج اُٹھاتے وقت **مصور** کو کچھ شبہ گذرا تصویر کو دیکھا ظاہر ہوا کہ **عمرو** سوداگر کے ساتھ ہی ہنوز بارگاہ سے نکل کر تاجر کچھ دور گیا تھا کہ **مصور** ننگے پاؤن اُٹھکر دوڑا اور در بارگاہ پر پہونچکر ایک نارنج جھولے سے نکالکر سحر پڑھنے لگا **قران** جو جواہر دفن کرکے لشکر مین آیا تھا اسنے دیکھا کہ اُستاد تاجر کے ساتھ ہین اور **مصور** نارنج مارا چاہتا ہی یہ دیکھکر پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ ہاتھ پر آکر پڑا نارنج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا اور ہاتھ پر بہت ضرب **مصور** کے آئی اودھر **قران** نے کہا اُستاد خبردار یہ کہکر بھاگا **عمرو** نے بھی گلیم اوڑھ لی **مصوّر** لینا لینا کہتا ہوا ہاتھ سہلاتا رہ گیا ساحر چار طرف دوڑتے پھرے کسی کو بھی نہ پایا **مصور** بارگاہ مین گیا بی بی کو اپنا ہاتھ دکھایا اور کہا اب بغیر مارے **عمرو** کو نہ چھوڑونگا اسنے مجھے بہت ذلیل کیا یہ کہہ رہا تھا کہ سوداگر دربارگاہ پر آکر دہائی دینے لگا کہ ارے میرا درج جواہر بے بہا بھی وہ لے گیا مین برباد ہوگیا فریاد ہی مجکو ہائے جیتے جی مار ڈالا **مصور** نے درج لیجاتے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا سردارون سے کہا سچ تو یہ ہی کہ تاجر لُٹ گیا اس سے کہدو کہ ابھی روپیہ اگر تجھے دونگا تو عیار لیجائینگے تو صبر کر نقصان جو کچھ ہوا ہی وہ عنایت ہوگا سردارون نے یہ حکم سُنکر تاجر کو آکر تسلی دیکر رخصت کیا اور **مصور** نے چاہا کہ طبل رزم بجنے کا حکم دون لیکن **عمرو** کا حال سُنیے کہ گلیم اوڑھ کر صحرا مین جو گیا پہونچکر ایک فرشتہ نورانی صورت کا اپنے تئین بنایا یعنی ایسا حسین و مہجبین اپنے تئین کیا کہ رخسار پر نگاہ کسی کی ٹھہر نہ سکتی چار ہاتھ مقوے کے بنائے اور پانچ آنکھین چہرے مین درست کین دیو جامہ نکالکر پہنا کہ وہ دمبدم رنگ بدلتا ہی کبھی سُرخ کبھی سبز ہوتا ہی گا ہے اور رنگ تبدیل کرتا ہی سر پر تاج زنبیل سے نکالکر پہنا کہ ہر کنگرے پر جسکے لعل رمانی نصب تھے اور بیچ مین ایک گوہر شب چراغ لگا تھا رشک ضیائے شمس سپہر تھا مالا ہیرے اور موتی کے گلے مین ڈالے اسوقت اسکے چہرہ

نورانی و مصفا کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ **مثنوی**

بر سر از تیغ شرع ساختہ تاج		دل او عرش و سجدہ اش معراج
شرف کارخانۂ ملکوت		کار فرمائے عرصۂ جبروت
بودہ شیطان کش فرشتہ شیم		در روش بر ہوا نہادہ ام

زمرد کے جواہر کار شانون مین لگائے صدہا نافہ ہائے مشک پرون مین چھپائے اور تخت زرنگار پر جلوہ نما ہو جھکر پران پران قریب بارگاہ **مصور** پہونچکر ایک حقہ پر از مشک عنبر برد سے ہوا اُچھالا کہ وہ شق ہوا اور شمیم مشک عنبر کوسون تک پھیلی بارگاہ سامری بس گئی سب ساحر گویا ہوئے کہ کیا خوشبو پھیلی ہی یہ ذکر تھا کہ صدا آئی کہ منم فرشتہ قدرت سامری جملہ ساحر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے عجیب صورت نورانی نظر آئی کہ اگر زلیخا یہ صورت دیکھنے کو آتی حسن یوسف نہ تلاوت کرتی و عندہ لزلفی و حسن مآب ہر ایک کا فریصدق ارادت پڑھے دلائل شواہد و سعادت عزت و عظمت صفحات رخسار سے پیدا اور آثار جلال جبروت ناصیہ نور آگین سے ہویدا کہ **بیت**

رائے تیزش تتق سر قضا را محرم		دل پاکش بنظر لطف خدا را منظور

پرون کو جب جنبش ہوتی ہی نافہ ہائے مشک و عنبر سارا برستے ہین مشام جان معنبر و معطر ہوتے ہین چہرہ تاب ناک بکہ نور ہی کہ نگاہ کو خیرگی ہوتی ہی یہ دیکھتے ہی **مصور** نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ **بیت**

کلبۂ ما روضہ شد چون مقدم رضوان رسید		دیدہ روشن شد چو بوے یوسف کنعان رسید

آپئے تشریف لائیے اس عرض کرنے سے وہ تخت زمین پر اُترا جملہ ساحرون نے سجدہ کیا فرشتے نے کہا کہ حکم سامری مجھکو یہ ہی کہ اُسکے ہونے کی مع اُسکے متعلقین کے عمر بڑھا دون کیونکہ عمرو عیار بلائے بے درمان ہی جب تم لوگون کی موت نہوگی تو آکر قتل کسی کو نہ کر سکے گا اب تمھین چاہیے کہ دو ایک مٹکے قند کا شربت گلاب و کیوڑہ ڈال کر تیار کرو کہ مین سامری کے لگانے کا بھبھوت اس مین ڈالکر تمھین پلاؤن پھر عمرو کا پنجہ تم پر کسی طرح قابض نہوگا یہ کلام سنتے ہی **مصور** نے قند منگا کر کوری مٹھلیون مین نہایت طہارت کے ساتھ گھلوایا اور قرابے گلاب و کیوڑے کے اس مین اُنڈلوائے لشکریون نے فرشتے کی زیارت کرنے کے لیے ہجوم کیا غرضکہ ہزار ہا دونا مٹھائی کا اور ہزار ہا تخت کے گرد روپیہ لوگون نے چڑھایا اس عرصہ مین شربت تیار ہوا فرشتے نے اُٹھکر تذر سامری کی دیکر بیہوشی سبکے سامنے اسمین ملائی ہر ایک سے کہا دیکھو یہ بھبھوت سامری کا ہی لہذا

بیہوشی ملا کر دو جام اپنے ہاتھ سے **مصوّر** کو اور **صورت نگار** کو پلائے اور حکم دیا کہ ایک ایک جام سب نوش کریں پھر تو ایک پر دوسرا ٹوٹ پڑا اور شور لاؤ اور ہمیں بھی ہمیں بھی کا بلند ہوا اور یہ کہ

لمؤلفہٖ

ایک کہتا تھا کہ ہم محروم ہی جاتی رہے	دوسرا کہتا تھا خم کی خیر ہمکو بھی ذرا

غرضکہ وہ گھڑے لوگوں نے دھو دھو کے پیے جب بیہوشی نے نشہ کیا **مصوّر** اپنی بی بی **صورت نگار** سے گویا ہوا کہ تو سامنے فرشتہ قدرت کے رقص کر وہ دوپٹہ پھینک کر ناچنے لگی اور **مصوّر** بھی بکر کو دکرنے لگا کل حاضرین جلسہ ہا ہا ہا وہ مارا لینا لینا کا شور مچانے لگے اور کلمات بیہودہ زبان پر لانے لگے رنگ صحبت دگرگون تھا

نظم

بنکار رہے تھے رند ہر سو	برپا ہوا شور ہائے اور ہو
وہ دورۂ مُل وہ شور قلقل	تھا سب کی زبان پہ بے تامل
ترمے سے شیخ جی کا جامہ	اچھلے میخانہ میں عمامہ
دخت قاضی ہوا ایسی بدنام	کوچون میں کھچی کھچی پھرے عام
بیٹھا کوئی سُر ملا رہا تھا	بربا کھڑا کوئی گا رہا تھا
جوتی کوئی سر پہ باندھتا تھا	ٹوپی کوئی پاؤں میں پہنتا تھا
چت ہو گیا کوئی کوئی اوندھا	تھا ہوش نہ سر و پا کا اصلا
اک دوسرے کے لگاتا تھا دھول	پڑھتے ای جاہ ایہہ لاحول

اس کیفیت کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ سب بیہوش ہو گئے **عمرو** نے اٹھکر بارگاہ کے سرپچے ڈال دیے اور سب کے پیرہن اُتار کر زنبیل میں رکھے داڑھی و مونچھ ابرو و بال سر کے زن و مرد سب کے مونڈے چہروں کو سیاہ کیا ہار جوتیوں کے گلے میں پہنائے مال اور اسباب بارگاہ کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا پھر چاہا کہ **مصوّر** کے گلے سے تصویر اپنی اُتار لوں جیسے ہی تصویر پر ہاتھ ڈالا ایک پنجہ زمین سے نکلا اور چاہا کہ ہاتھ میں لپٹ جائے **عمرو** تصویر اُتارنے سے باز رہا پنجہ غائب ہو گیا اس نے پھر ارادہ کیا کہ تصویر اُتاروں لیکن پھر وہی صورت پیش آئی اسنے چاہا کہ **مصوّر** کو مار ڈالوں خنجر لیکر چلا تھا کہ اب کی بار ایک پتلا زمین سے نکلا **عمرو** اسکو دیکھکر خائف ہوا اور پھر پتلے نے ظاہر ہوتے ہی غل مچایا کہ دوڑو **مصوّر** کو **عمرو** مارے ڈالتا ہے وہ غل مچایا کیا **عمرو** نے جلد جلد دو ایک ساحروں کے سر جدا کیے مگر **مصوّر** تک نہ پہونچ سکا شور ساحرون

کے مرنے کا بلند ہوا لشکر کے لوگ گھبرا کر دوڑے عمرو تخت زبرجد شاہ پہلے ہی زنبیل مین رکھ چکا تھا اُسوقت نعرہ مار کر بھاگا ؎

عمرو ہون مین وہ اژدہاے دمان ‖ کہ ساحر کا باقی نہ رکھون نشان

یہ تو سرانجام چاک کرکے بھاگا اور ساحر بدحواس اس غم مین کہ شاید مصوّر وغیرہ مارے گئے اندر بارگاہ کے آئے سب کو بیہوش دیکھا باران سحر برسایا کہ ہر ایک ہوش مین آیا اور ایک دوسرے کی شکل دیکھکر ہنسنے لگا تکلف یہ کہ وہ اسکو ہنستا ہی یہ اسکو اور صورت نگار اپنے شوہر روسیاہ کو دیکھکر خشمناک ہوئی مصور نے کہا تو بڑی بیغیرت ہی کہ مردون کے سامنے ننگی بیٹھی ہی یہ کہکر اسنے اپنی طرف دیکھا اوئی کہکر رانون مین بدن چراتی بھاگی آخر ہر ایک نے غسل کیا کالک منھ سے چھڑائی کپڑے عمدہ پہنے دربار مین آکر مقیم ہوے مصور نے کہا عمرو آفت روزگار ہی ذلت پر ذلت دیتا ہی ابھی سوداگر کو لوٹ چکا تھا کہ مجھپر آکر ہتا صاف کیا کیا تدبیر کرون جو ہاتھ آئے یہ تقریر سنکر صورت نگار از راہ طنز گویا ہوئی کہ اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو عمرو سے ملجاؤ اسنے بغصہ جواب دیا کہ مین پوتا سامری کا ہون ابھی اسکو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر تصویر مین دیکھا تو یہ امر اُسپر بخوبی ظاہر ہو گیا اور وہ اسبات سے اچھی طرح ماہر ہو گیا کہ عمرو جس صحرا مین ٹھہرا تھا کیفیت تصویر مین نظر آئی اسنے قصد کیا کہ جاکر گرفتار کرون کہ پھر اسوقت ایک ساحر ظالم جادو نام اسکے ملازم نے عرض کیا کہ آپ بیٹھیے مین غلام جاکر اس دزد مکار کو لاتا ہی یہ کہکر اوڑکر چلا اور اسی جگہ آیا جہان عمرو بشکل ساحر کھڑا تھا لیکن ساحر کو اُڑتا ہوا آتا دیکھکر عمرو کسی گوشے مین چلا گیا یہ جاکر ہر طرف ڈھونڈھنے لگا عمرو دوسرے ساحر کی شکل بنکر اوّل مرتبے سے کچھ شکل مین فرق کرکے اسکے پاس آیا اسنے پوچھا کہ کیون بھائی تمنے عمرو کو تو نہین دیکھا عمرو نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہی اسنے سب حقیقت دینے ذلت مصور وغیرہ کی بیان کرکے کہا مین اسکو گرفتار کرنے آیا ہون عمرو نے کہا مصور نادان ہی جو عمرو ایسے قطیر سے مقابلہ کرتا اور لڑتا ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے ہمسر سے مقابلہ کرے نہ کہ جو اپنے سے بہتر ہو عمرو وہ شخص ہی جو لقا کی ڈاڑھی مونڈتا ہی اور جب سے یہان آیا ہی شاہ جادوان کو اسنے پریشان کر رکھا ہی تم دیکھنا کہ ایک روز مصور کتے کی طرح مارا جائیگا یہ گفتگو ظالم سنکر اول تو خوفناک ہو گیا پھر سوچا کہ یہ مجھکو ڈراتا ہی شاید یہی عمرو ہی یہ سوچکر افسون پڑھکر پھونکا کہ عمرو کا رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا اسنے گرفتار کرکے کہا اے دزد مکار تو تو مجھکو دھمکاتا ہی دیکھ تو کس طرح مین تجھکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر کھینچتا ہوا لے چلا اور چاہا کہ پنجہ مین دابکر اُڑ جاؤن لیکن موت پانون پکڑے تھی

اسکے دل مین خیال آیا کہ اور عیار عمرو کے چھڑانے کو آوینگے انکو بھی گرفتار کرنا اور مکر چلنے مین یہ فائدہ
جاتا رہیگا ایسا کچھ سوچکر زمین پر بیٹھا اسکو جاتے برق فرنگی نے دیکھا آگے جاکر کمند زمین پر بچھا کر پوشش
کی آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا جب ظالم کمند کی جگہ پہونچا اسنے جھٹکا دیا کر یا نکن کمند مین پھنسا
اور گرا اُٹھکر برق دوڑکر یا سر آیا کہ اسکو ہلاک کرون مگر اسنے سحر پڑھا کہ برق زمین مین ران تک
رہ گیا اور آپ سحر سے حلقہ ہائے کمند کاٹنے لگا مگر رشتہ حیات قطع ہو چکا تھا موت کے
پھندے مین پھنس چکا تھا ہنوز کمند کھول ہی رہا تھا کہ قران ساحر بنا اس جگہ پھرتا تھا اس
کیفیت کو دیکھا اور دوڑتا ہوا آیا اور کہا ٹھہرو ٹھہرو مین کچھ کہو نگا یہ کہکر نزدیک پہونچکر اسس
زور سے بغدہ مارا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو اور برق چھوٹ
گئے قران نے عرض کی حضور کا جواہر میرے پاس رکھا ہی چلکر لے لیجیے اور رہا ہے دفن جواہر
پر لاکر کھودکر حوالے کیا عمرو نے شاباش و مرحبا کہکر نذر زنبیل کیا اور کچھ چھوٹے نگینے نکالکر دینے
لگا قران نے عرض کیا کہ حضور کا دیا سب کچھ میرے پاس ہو آپ کی مہربانی چاہیے عمرو نے نگینے
بھی رکھ لیے اور فکر عیاری مین الگ الگ چلے وہان افراسیاب نے جب مصور کے آنے
مین عرصہ گذرا کتاب سامری دیکھکر حال دریافت کیا اور حیرت سے کہا کہ نبیرہ سامری صرف
لائق زیارت ہین کچھ ہو نہین سکتا دیکھو عیارون نے بہت دق کیا ہی چلو انکو تسلی دین یہ کہکر
بجاہ و حشم تمام سوار ہوکر مع حیرت کے داخل بارگاہ مصور ہوا ہر ایک نے تعظیم دی تخت
پر جلوہ آرا ہوا اور سارا حال عیارون کی مکاری کا سُنکر گویا ہوا کہ مرشد زادے آپ متعامل
نہ فرمایئے مین انگشتری جمشید کی حیرت کو بھیجکر منگاتا ہون اور جاہ زمرد پر کہ پرستش گاہ ساحران
جہان ہو میلا کرتا ہون سب ساحر اور عیار خود بخود آکر حاضر ہونگے ہر ایک کو قتل کرونگا
مصور نے کہا ایک مرتبہ تو مین باغیون سے دل کھولکر لڑون پھر جو چاہیے گا کیجیے گا یہ ذکر
ہو رہا تھا کہ صدا نالہ و زاری کی سُنائی دی اور ہرکارون نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض
کیا کہ ظالم مارا گیا منظلم بن ظالم جادو لاش اُٹھا کر لاتا ہی شہنشاہ یہ خبر سُنکر گویا ہوا کہ لاش
بنا بر آئین جمشید اُٹھاے اور بعد فراغت یہان آئے یہی جاکر حکم منظلم کو سُنایا اس نے ایسا ہی کیا
اور بعد فراغ حاصل کرنے حاضر دربار ہوا نذر دی مجرا کیا اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھکر عرض پیرا
ہوا کہ مین انتقام خون پدر نمک حرامون سے لینے آیا ہون شاہ جادوان نے فرمایا کیا مضائقہ
ہی مصور خواہش جنگ تو رکھتا ہی تھا دو ہرا ہے درخواست کی شہنشاہ نے فرمایا کہ آج

شام کو طبل جنگ بجے صبح کو مقابلہ کیا جائے یہ کہکر مصروف بادہ خواری ہوئے جسوقت کہ منشی قدرت نے دن کی وصلی کو سواد شب سے سیاہ کیا اور نقاط انجم لوح آسمان زبرجدی سے ظاہر ہوئے بحکم مصور طبل رزم پر چوب پڑی طائران بحر خدمت والا ہمت بندگان ملکہ بہار مین حاضر ہوکر بہ قاعدہ مستمرہ عرض پیرا ہوئے کہ رباعی

ای شاہ زمین بر آسمان داری تخت حلہ سبک آری و گران داری تخت		شست ست عدو تا تو کمانداری تخت پیری تو بدانش و جوان داری بخت	

لشکر حریف مین بنام مظلم طبل جنگ بجا ہی باقی خیر صلاح ہی بہار نے یہ خبر سنکر تکیہ بعنایت کردگار فرماکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے ہر شخص کل کے دن تیغ و سر سے بازی کرے کہ ع کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی می کند * غرض حسب فرمان قضا جویان کوس حربی کی صدا ادھر بھی بلند ہوئی ساحرون مین ڈمرو بجنے لگا کڑھاو چڑھ گئے موہن بھوگ کا بھوگ بیرون کو لگایا منتر جنتر موہنی اور جوہنی اور سوہنی کی جاپ اور پڑھنت شروع ہوئی کوئی پڑھتا تھا کہ کتھا سپاری بنگلہ پان ران ران میرے دشمن کو ران شہپال جوگی نے لگائی باڑ نی ایک پھول ہینے ایک مین بیر بسے جو سو تجھے میرا پھول اپنا گلا آپ کاٹ مرے تجکو قسم لونا چماری کی دہائی سامری کی پڑھو منتر دوالی مین جگایا ایشر باجا چھو چھو خلاصہ کلام ساحر جانبین کے تو اپنے حربے درست کرتے تھے اور سبارزان معرکۂ جلاوت و پرچم کشایان لوا ے نصرت انتماے شجاعت تیغین جو ہر دار صیقل فرماتے تھے مرکبون کی رکابین اور تسمے لوٹتے ہوے تھے تیاری جدال مین مشغول تھے باتین بانکپن کی کرتے تھے کہ نظم

لگاتا تھا تیغہ کوئی سان پر کوئی کہہ رہا تھا عدو کا لہو ہوے مستعد نیزہ باز آکے سب پیادون کے اک جا نظر آئے غول ہر اک کا یہی قول تھا برملا		چڑھاتا تھا چوٹین کوئی دھیان پر پیے تیغ میری تو ہون سرخرو کہ شیر نیستان تھے وقت غضب کہ جو جوہر تیغ لیتے تھے مول کہ ای تیغ تیز ادر عدو کا گلا	

اسی تیاری مین رات گذری اور حاملہ شب کے بطن سے طفل خونی نیستان شجاع مین پیدا ہوا دایۂ صبا نے مشیمۂ شب کو شگافتہ فرمایا کہ ابیات

اطفال غنچہ دایۂ باد نسیم نے		پروان بھر چڑھا کے سب طفل کے گل ہوے	

صبح ظفر رنگ گل گلشن سرور	تھی خندہ زن کہ روز طرب نے کیا ظہور

صبح کو ملکہ بہار عیش گاہ سے برآمد ہو کر سوار ہوئی طرم بجا ترئی پھکی نقارون پر چوب پڑی صدائے نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب بلند ہوئی شہنا نواز دمباز ذلت بھیردین بھیاس بجانے لگے سردار مجرا اور سلام کرکے گرد تخت کے سواریان سحر کی آڑا کر روانہ ہوئے اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا سفیدۂ سحر کا نمایان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دریائے اخضر فلک مین وہ چراغون کا ستارون کے جھلملانا صحرا مین طائرون کا شور مچانا اسوقت ملکہ بہار کا دھانی دوپٹہ اوڑھکر سوار ہونا عجب لطف دکھاتا تھا جوانان گلشن دہر کو قتیل تیغ ادا بناتا تھا سحر سے ابر کے لکے سرخ و سبز ہر رنگ کے سر پر سایہ فگن تھے بہار افزائے جوبن تھے سحر کے چمن سامنے تخت کے ظاہر ہوتے تھے اور اس مین غنچہ و گل کھلتے تھے نسیم صبح اٹھلا کر چلتی تھی ہوا خواہی کا بہار کی دم بھرتی تھی اور بہار لڑنے جو چلی تھی تو اس طرح آراستہ ہو سکے

بنا خن زرہ بافت از مشکناب	درآورد تخت از گوشۂ آفتاب

بلکہ اسکی شان مین یہ کہنا زیبا تھا کہ فرد

مہش مشک سا و شکرے فروش	دو نرگس کمان کش دو گل درع پوش

اور ترک روزگار اس بیت سے اسکا ثنا خوان تھا کہ بیت

دہن مملکت نہ خندہ و خوش	تا سرے تیغ تو نگر دو زار

سرداران ذی رتبہ اور کنیزان عالی مرتبہ کے طاؤس و عقاب وغیرہ شکل ستارہ ہائے سحری کے ابر کے لکون مین چمکتے نظر آتے تھے اور سامنے دسیدم گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون کھلجاتے تھے کہ مثنوی

ساز عیش و طرب تھا ہرسو	شہنائی بجا رہا تھا شبو	شاخ گل کا ستار لیکر
گت چھیڑ رہی تھی باد صرصر	باجون کی صدا سے شور و غل تھا	ہر شاخ طرم تھی گل بگل تھا
گلشن کو تھی رنگ رنگ کی دھن	دریا کو تھی جلترنگ کی دھن	جلتے تھے حباب چشمۂ تر
چینی کی پیالیان تھین یکسر	تھی ایسی بہار حسن آرا	چمکا ہوا حسن کا ستارا
گیسو آب گہر سے دھوئے	موتی ہر بال مین پروئے	آراستہ خوب جو وہ تھی مانگ
گج موتیون سے بھری ہوئی مانگ	زیور سے لباس سے کیا لیس	کنگھی چوٹی سے مہ لقا لیس
نکھری تھی غضب نکھار کرکے	بے مثل بنی سنگار کرکے	تھی ناخن پا سے لیکے تا فرق

دریاے جواہرات مین غرق | خلاصہ کلام وہ ماہ تمام لشکر لیے میدان قتال مین پہونچی اسطرف
افراسیاب اپنی زوجہ کو لیکر گنبد نور کے اس کمرے مین جا بیٹھا کہ جہان سے لشکر مہرخ کا دکھائی
دیتا ہوا اور مصوّر و منظلم شیر آتشین اور اژدران پر سوار مع فوج بیشمار وارد عرصہ نبرد ہوے
پھر تو آنے سے دونون لشکرون کے یہ کیفیت ہوئی کہ بیت

پشت زمین چو روے فلک از سلاح پست		روے فلک چو پشت زمین پست از غبار

جب میدان کو بلیدار ہموار کر چکے ابر بھر برسا کر گرد و غبار فرو ہوا صفت کارزار جانبین مین کھنچ گئین
جلاجل و دف اور قرنا بجے علمون کے پھریرے کھل گئے علمدار آگے بڑھے کڑکا ہوا نقیبون کی
صدا سے دلیرون کے نعرے سے دشت کوس بجنے لگا دلیر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوے
منظلم اژدر اڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ او نمک حرامو آؤ میرے مقابلے کو بہار کا ایک ملازم
گلزار جادو نام جا کر مقابل ہوا منظلم نے ایک ناریل مارا اسنے ہرچند روکیا مگر ناریل سر پر آکر
ٹوٹ کر پار نکل گیا ان سے گلنار زخمی ہوا بہار نے ایک نیچہ بھیجا کہ وہ اسکو میدان سے اٹھا
لایا اور گلنار جادو جا کر ہم نبرد ہوا منظلم نے ایک نارنج مارا کہ گلنار کے سینے پر پڑا ٹوٹ گیا شور
اسکے مرنے کا بلند ہوا طول کلام تا کجا چالیس سردار بہار کے یکے بعد دیگرے جا کر لڑے اور کام
آئے اسوقت منظلم نے ڈانٹا کہ اے بہار تو خود آ کہ مجھے مزا لڑائی کا ملے کیا لاشی پاشی کو بھیجکر
جان اپنی چھپاتی ہے بہار تو اسکا نعرہ سنکر تخت سے کود پڑی اور دوپٹے کی گاتی باندھکر چلی اسکو
جاتے افراسیاب نے گنبد نور سے دیکھا حیرت پاس بیٹھی تھی اس سبب سے بیتابی نہ کرسکا
کلیجہ پکڑ کر رہ گیا اور وہ سفاکۂ عالم سامنے منظلم کے پہونچی اسنے ایک ناریل مارا بہار نے انگلی سے
اشارہ کیا کہ ناریل الٹا پھر گیا اور ترنج منظلم پر کھینچ مارا وہ ترنج قریب اسکے جا کر شق ہوا خوشبو
اس مین سے ایسی پیدا ہوئی کہ میدان جنگ رشک تاتار بنگیا اور مشام عدوے تہی مغز خوشبو
سے بھر گیا ساحر اس شمیم عطر بیز کو سونگھکر بیہوش ہو گئے اور منظلم تو دیوانہ وار تالیان بجانے
لگا اور روے بہار اس رشک گلزار کا دیکھکر قہقہہ مار ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ بیت

از شورش آہ من ہمہ شب		مادام تو دوش شش زا غنودہ

اے نازک بدن اگر مجھے قتل کرنا منظور ہے تو سر نثار قدم ہے کہ شعر

خیالات تیغت کہ برندہ باد		منازل ارواح اعدا گرفت

یہ کہتے کہتے بیہوش ہوکر گرا بہار نے چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت تو مصوّر کو تاب نہ رہی ڈانٹتا ہوا

دوڑا سامنے بہار کے آکر جھولے سے سحر کے ایک صندوقچہ نکالکر کھولا سب نے دیکھا کہ صندوقچے سے ایک پتلی نکلی اور بڑھکر شکل صورت بہار شبیہ پیدا کی وہی لباس وہی زیور گلدستے ہاتھ مین لیے سامنے بہار کے آکر بناز و تبختر گویا ہوئی کہ کیون بہن بہار ہم سے خفا ہو بہار اسکو دیکھکر زرد اور خزان ہوگئی مگر جی داری کرکے ایک گلدستہ اسپر مارا پتلی نے قہقہہ مارا کہ منھ سے شعلہ پیدا ہوا اور گلدستے کو جلایا پھر پتلی آگے بڑھی اور ہاتھ سے آرسی اُتار کر بہار کو دکھائی بہار آرسی دیکھکر مثل برگ بید کے تھر تھر کانپی آخر سنبھلا نہ گیا بیہوش ہوگئی پتلی نے کمر پنجے سے تھام کر پرواز کیا اسوقت تو لشکر مین بہار کے غریو ہوا اور نافرمان و مسخ مو وغیرہ نے ناریل و ترنج صدہا اس ہمشبیہ بہار پر مارے لیکن جب اسنے قہقہہ مارا ناریخ وغیرہ شعلہ دہن سے جلگئے مصور نے جب سارے لشکر کو عدو کے حملہ کرتے دیکھا صندوقچہ سے سب کی تصویرین نکالکر زمین پر پھینکین کہ وہ صورت رعد و برق و شکیل و طاؤس و ہلال و مخمور وغیرہ کی نبکر لڑنے لگین اب جو سحر کہ مخمور کرتی ہے وہی ہمشبیہ مخمور کرتی ہے کہ لشکری بہار کے قتل ہوتے ہین پھر تو مصور نے مظلم کو ہوشیار کردیا اور بہار کو پتلی سے لیکر قید کرکے ترسول پکڑکر حملہ کیا لشکریان بہار پر عجب مصیبت پڑی کہ مرنے لگے دم محبت کا بھرنے لگے شور نشور قیامت برپا ہوا کوئی مر کر گرا کوئی نیم جان ہوکر تڑپتا تھا مصور قتل کرتا ہوا صف لشکر پر آگرا اور مردے پر مردا گرا تا ہوا ساتون صفون کو توڑکر پشت لشکر پر نکلا اور پھر دوسری صف پر جو گرا ہلاک کرتا ہوا ادہر لشکر سے نکلا لیکن بہادرون نے بھی مرنا گوارا کیا میدان سے نہ کنارا کیا بارگاہ کی حد نہ چھوڑی دونون لشکر مل گئے گولے فولادی ہزارون مصور پر مارے مگر یہ نبیرۂ سامری ہے کوئی چوٹ اسنے نہ کھائی اور ہمشبیہون کو للکارا کہ ہان اپنی اپنی صورت کے سردارون کو گرفتار کرو پتلیان یہ نعرہ لشکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگین اب تکلف یہ ہوا کہ رعد جسطرح چیخ مارتا ہے اسی طرح ہمشبیہ بھی اسکا چیختا ہے کہ ساحر لشکر ملعون کے بیہوش ہوتے ہین گویا پتلیان ان سردارون کا عکس ہین کہ جو عمل یہ کرتی ہین وہی وہ بھی کرتی ہین انکا فعل ان پر اثر کرتا ہے اور انکا جادو ان پر تاثیر نہین کرتا کیونکہ یہ انسان ہین وہ جادو کی پتلیان ہین لشکر کی حالت ابتر ہے مظلم فوج لیکر گرا ہے کشتون کے ڈھیر لگے ہین وہ رن پڑا ہے کہ ترک فلک نے باین ہمہ پیرانہ سالی کبھی نہ دیکھا تھا کہ بمقتضائے ابیات

وہ سینے تھے جو آئینے سے بھی صاف
وہان سرکاٹنے بیٹھے تھے بدخواہ

مشبک ہوگئے تیرون سے تا ناف
لگی ترباز جس چھاتی پہ تھا آہ

بچانا جان کا سمجھے غنیمت ہزیمت کی پھر آئی اُن کو غیرت
کہ ہووے ننگ کیونکر یہ گوارا نہین اپنے لیے جز مرگ چارا
غرض سمجھے ہر اک جینے کو زحمت بھری دل مین ہوائے سیر جنت

یہ کیفیت عیاران اسلام نے پہاڑون پر چڑھکر مشاہدہ کی اور اپنے لشکر کے حال پر نہایت افسوس کیا **عمرو** نے کہا اب ہمارے لشکر کو شکست فاش ہوا چاہتی ہی غنیمت ہی جو بے سردار کا لشکر اسقدر رکا کیون ہی تم مین سے کوئی ایسا ہی جو اس لڑائی کو روکے اور فوج عدو کو بھگائے عیارون نے گردن جھکالی اور **عمرو** کی بات کا جواب ندیا **قران** نے عرض کی جائے استاد خالی است الامر فوق الادب اگر ارشاد ہو تو مین جاؤن **عمرو** نے اسکی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا تو نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہی اور میری زیارت گاہ ہی یہ لڑائی سخت ہی اگر تو کام آیا تو میری زیارت مٹ جائیگی دوسرے یہ کہ تو میرا جان بخش ہی جب مین گرفتار ہو جاؤن تو مجھے چھڑانے جاتا یہ کہکر فی الفور صورت ایک ساحر کی ایسی بنکر تیار ہوا اور **برق** کو حکم دیا کہ دوڑ کر جا اور مطیعون مین سے ایک جادوگر کو بلا لا **برق** بموجب حکم دوڑ کر گیا اتفاق سے **سرخ مو** لڑتی ہوئی کنارے لشکر کے آگئی تھی اس سے کہا چلو خواجہ تمکو بلاتے ہین **سرخ مو** نے بہر امتحان کہ اصلی **برق** یہ ہی یا نہین انگوٹھی اپنی اُتار کر پھینکی کہ اسکو اٹھالے تو مین آؤن **برق** نے اُٹھالی **سرخ مو** طاؤس اڑا کر اسکے ساتھ پہاڑ پر آئی **عمرو** نے کہا تم تخت سحر اپنا مجکو دو اور جیب مین سوار ہو کر چلو ن تو تخت کو روان دوان کرو کہ جہان مین جاؤن تخت روانہ ہو **سرخ مو** نے جھولے سے ماش کا آٹا نکالکر چار پتلیان بنائین اور تخت خواجہ کو دیا کچھ افسون پڑھا کہ پتلیون نے جسم انسان پیدا کرکے پر شانون پر نکالے اور تخت کو اُٹھالیا **عمرو** بشکل ساحر تخت پر بیٹھا منقل آتشین سامنے رکھ لی تصویرین سامری وجمشید کی گلے مین ڈالین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلائے سیاہ ہی جو تخت پر دانت نکالے بیٹھی ہی **نظم**

بھنگ پیکر کوئی ہو جیسے مست ہمت آسا تھی تاب طاقت پست آنکھین پر قہر بھونڈی صورت ہی
ساری انداز پر کدورت ہی اک قیامت تھی اسکی چتون مین مار کی طرح زہر گردن مین
سر تھا یارا اس چرخ مکاری تھا سیہ فام اور جٹا دھاری جسم تھا نا رنج ادا قد تھا
بدبنا تھا تو طرز بھی بد تھا ہار گردن مین اسکی پیچیدہ جو کوئی دیکھے ہو وہ رنجیدہ

اصل مطلب با این ہیئت بد تخت کو پتلیون سے روانہ کرکے بیچ لشکر مین جاکر نعرہ زن ہوا کہ

سنم ملک الموت جادو وای مصور خیرہ سر اپنی سب پتلیون کو اکٹھا کر کے بھیج میرے مقابلے کو مین نوکر عمرو نامدار کا ہون مصور تو ہر سمت زد و گشت کرتا پھرتا تھا اسکا نعرہ سُنکر اپنی پتلیون کو قریب آ کر للکارا کہ لینا اسکو جتنے ہم شبیہ کہ لشکر مہرخ کے لیے اسنے بنائے تھے سب عمرو پر حملہ آور ہوے عمرو نے جھولے سے شیشہ آب سحر نکالا ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق مین افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو دو شیشے آب سحر کے دیکر لڑنے کو بھیجا تھا اس ساحر کو قتل کر کے عمرو نے شیشہ ہاے آب حاصل کیے تھے اور اسی پانی کا ایک چھینٹا مخمور کے منھ پر مکان برق محشر جادو مین بھی لگایا تھا فی الجملہ وہ پانی ساحر زبر دست کو بیہوش کر دیتا ہی اور سحر کو باطل کر دیتا ہی پس جیسے ہی تصویرین اسپر حملہ زن ہوئین اسنے وہی آب سحر لیکر جو قریب آئی چھینٹا مارا کہ بھبق سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور تصویر جلگئی لشکریان مظلم مصور نے پھر تو عمرو پر ہجوم کیا اسوقت سرداران لشکر شریک اسلام نے دیکھا کہ ایک ساحر جو ہمارا طرفدار ہی ساری فوج اسپر گرا چاہتی ہی یہ دیکھتے ہی جانین اپنی لڑادین اور چارون طرف سے سینے اپنے سپر کیے کہ کوئی پشت و پہلو پر سے آ کر حملہ نہ کرے اور تصویرون نے ہر سمت سے آ کر آرسیان اُتار کر ہاتھ سے عمرو کو دکھائین عمرو نے اسوقت سنڈھی نکالکر چھتری کی طرح سایہ فگن کر لی اور اپنے سردارون سے کہا کہ تم سب میری حفاظت نہ کرو مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو لاکھ دو لاکھ سے اکیلا نہ لڑون اور کسی کا حربہ مجھ تک پہونچ جائے سردار حیرت ناک ہوے اور لڑنے لگے ادھر تپلیان جب آرسیان دکھا چکین ترسول پکڑ کر حملہ آور ہوئین جو قریب آئی یہ دیکھا ازبسکہ سب سحر کی شبیہین ہین اسوجہ سے بہ برکت اعجاز جناب دانیال علیہ السلام جلکر راکھ ہوگئین یہ تصویرین تھین جل گئین جاندار یعنی انسان ہوتین تو سنڈھی مین اُلٹی لٹک جاتین لہذا جب تصویرین جل گئین سردار بوجہ ان تصویرون کے بدحواس و پریشان تھے اور انکا سحر حریف پر کارگر نہوتا تھا اب سب کے حواس درست ہوے اور رعد چنگھین مارنے لگا اور برق محشر چمک چمک کر گرنے لگی مخمور نے جام زرین پھینکا کہ ساحر مست و لایعقل ہونے لگے اور اسی طرح سب سردار بڑھکر آگے حربے کرنے لگے بگڑی لڑائی بن گئی فضل خدا سے کہ ع بگڑی بن جاتی ہی جب فضل خدا ہوتا ہی عمرو نے مصور کو ڈانٹا کہ لے بیحیا تو کیسا نبیرۂ سامری ہی کہ میرے مقابلہ سے ڈرتا ہی مصور شیر آتشین اُڑا کر سامنے آیا اور کہا ارے تو نے بڑا غضب کیا کہ میری تصویرین جو ایک مدت مین تیار ہوئی تھین جلا دین یہ کہکر ناریل سحر کا مارا کہ وہ شق ہوا اور چار بیتلے

تلوار مین لیے نکلکر عمرو پر چلے عمرو نے ایک چھینٹا پانی کا مارا کہ پتلے سب جلکر غائب ہوے عمرو نے
تخت آگے بڑھایا اور کہا لے اسکو یہ کہکر چھینٹا پانی کا منھ پر مارا کہ مصوّر بیہوش ہوکر شیر پر سے
گرا قلابازیان کھاتا ہوا سمت زمین چلا یہ ماجرا دیکھکر زوجہ اسکی صورت نگار مانند برق
بسرعت تمام چمک کر گری اور پنجے مین دابکر مصوّر کو لے گئی اور بیہوش دیکھکر سوچی کہ یہان
مین اسکو اگر لیکر ٹھہرون گی تو حریف فرصت نہ دے گا یہ مارا جائیگا یہ سوچکر سمت صحرا لیگئی اسکے
چلے جانے سے پانون اہل لشکر کے اُکھڑ گئے اور شیران بیشۂ شجاعت نے شمشیر سحر لیکر قتل وغارت
آغاز کیا فوج عدو مین بھگدر پڑ گئی یہ سب ماجرا برج گنبد نور پر سے شاہ طلسم نے دیکھا اور
بیتاب ہوکر اُٹھا کہ جاکر اس ساحر کو جس نے مصوّر کا یہ حال کیا قتل کرون مگر حیرت نے
کہا کہ آپ بزور سحر دیکھیے تو یہ ساحر کون ہی اور کیسا سحر کرتا ہی جو مصوّر ایسے ساحر کو اسنے بیہوش
کردیا شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کچھ پتلے پیدا ہوے انسے حکم کیا کہ کتاب جامری لاؤ پتلے
جاکر کتاب لائے اسنے اسمین دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر نہین عمرو عیار ہی اور شیشہ ہاے سحر آب جو
تونے اول اپنے ملازم ہوشیار کو دیے تھے وہ اسکے پاس ہین یہ دیکھکر کتاب بند کی اور منھ پیٹ لیا
کہ خود کردہ را درمان چیست اور حیرت سے سب حال کہا اور کہا کہ اسکا توڑ ہر چند کہ مین جانتا
ہون لیکن کتاب سے لڑنے کو جانے کے لیے ممانعت نکلتی ہی اور دوسرے فوج بھی بھاگ کھڑی
ہوئی ہی اور شام بھی ہوگئی ہی تم جاکر طبل بازگشت بجوا دو یہ کہکر فرط ندامت سے آپ بیٹھے بیٹھے غائب
ہوگیا اور حیرت طاؤس پر سوار ہوکر سمت لشکر چلی اس عرصہ مین یہان لاشہ ڈھیر ہوگئے تھے ہزارہا
ساحر مارے گئے تھے پسپا ہوکر پڑاؤ پر تلوار چل رہی تھی عمرو جال مار کر لوٹ رہا تھا ہنگامہ رستخیز برپا
تھا یقین تھا کہ بارگاہ وغیرہ حیرت ومصوّر کی لٹ جائے اور بہار کو سب سردار چھڑا لین اسوقت
حیرت آکر پہونچی اور حکم دیا کہ جلد طبل بازگشت بجے اسکے لشکر کے بہادر ساحر پائے ہمت گاڑ
رہے تھے انھون نے فوراً طبل بجایا صدا اسکی ہر ایک بہادر کے کان مین پہونچی معلوم ہوا کہ
حریف پناہ مانگتا ہی از بسکہ یہ بھی خستہ وشکستہ تھے اور سراپردۂ چرخ زنگاری سے لیلاے لیل کی
بھی آمد تھی یعنی سیاہی مغرب سے نکلکر چار دانگ عالم اور عرصۂ غبرا پر محیط ہوچکی تھی ستارے
دیدۂ حیران کی طرح اس فتح کو دیکھ رہے تھے نظم

سوادِ شب مین مہ تھا جلوہ گستر — کہ نکلا چاہ سے یوسف تھا باہر
فلک کو انقلاب اور دن گریزان — عدو کے تھے دہان زخم خندان

آخر لشکر جانبین کے خیمہ گاہ کی جانب پھرے اور ملک الموت جادو کا سب نے شکریہ بکمال درجہ ادا
کیا لشکر پڑاؤ پر پہونچکر آرام گیر ہوا سردار داخل بارگاہ ہوئے اسوقت صبح مو بارگاہ مین آئی اور
عمرو کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہ لے مہر فلک عیاری خواجہ کارے کردے کہ کسے در عمر خود نکردہ باشد
عمرو ہنس پڑا اسوقت سب کو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو ہی ہے سب نے نذر دی اور تعریف کی ادھر حیرت جب
بارگاہ مین آئی صورت نگار بھی مصور کو لیے داخل بارگاہ ہوئی لیکن افراسیاب یہان سے
اٹھکر چاہ سامری پر گیا انشاء اللہ بروقت فتح طلسم ان مقامون کا حال گزارش ہوگا غرض اس
کنوئین سے پانی بھر کر باغ سیب مین لایا اور ایک پتلا طلسم کا طلب کرکے ایک کوزہ آب اسکو
دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے تاکہ مصور پر چھڑک کر ہوشیار کرین پتلا وہ پانی لیکر حیرت
کے پاس آیا پیام شاہ عرض کیا مصور بیہوش پڑا تھا وہ پانی لیکر حیرت نے مصور پر چھڑکا
وہ ہوش مین آیا اور غسل کیا لباس تبدیل کرکے بارگاہ مین آیا اتفاق سے صرصر عیارہ سامنے
حاضر تھی اپنی شکست کی خجالت اسپر غصہ کرکے سنائی کہ عمرو کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے مگر تجھ سے
کچھ ہو نہین سکتا صرصر نے عرض کیا کہ آپ خفا نہون مین عیاری کرنے جاتی ہون یہ کہکر روانہ
ہوئی اسنے ضرغام کو دیکھا کہ لشکر سے اپنے نکلکر کسی طرف جاتا ہے بس فی الفور صورت ضرغام
کی سی بنکر بارگاہ اسلام مین آئی دیکھا کہ عمرو کرسی پر متمکن ہے سرداران جمع ہین اسنے دل سے تصور
کیا کہ عمرو کو یہان سے اٹھا کر باہر لے چل اور بن پڑے تو پکڑ لے جا یہ سوچکر قریب گئی اور کہا خواجہ
آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار کو مصور مارے ڈالتا ہے عمرو یہ سنتے ہی بیتاب ہوکر اٹھا اور بولا کہ
افسوس اور چلا کہ جا کر عیاری کرون صرصر ساتھ ہوئی عمرو نے انداز رفتار اور طرز تکلم سے پہچانا
کہ صرصر ہے پکارا کہ ای یار دل نواز مین تیری تنہائی مین بلا کر لیجانے کے نثار وہان لیجا کر وصل
سے اپنے شاد کام فرما تا صرصر ان باتون سے جست کرکے سمت صحرا بھاگی لیکن اسنے تعاقب اسکا نہ چھوڑا
اور صرصر بھی صحرا مین پہونچکر تیغ لیکر مستعد جنگ ہوئی آخر دونون گتھ گئے تیغ چلنے لگا عین گرمی
جنگ مین صرصر نے کہا کہ کیون ای عیار بہار کے قید ہونے سے دلکو تو چوٹ لگی ہوگی عمرو بولا کہ اب
تجھے پکڑ کر اپنا مطلب نکال لون تو بہار کو جا کر چھڑاؤن صرصر کوسنے لگی کہ تجھ مطلب نکالنے والے کو
گہری گور مین تو پون موئے آئینہ اگر میسر نہو تو چینی مین پیشاب کرکے ذرا اپنی صورت دیکھ عمرو نے
کہا مجھے وہی چینی درکار ہے جسمین پیشاب کردن صرصر بولی کہ منھ بنوا حواس مین آ بیہودہ گوئی نکر
مین تیرے منھ لگنے کے قابل نہین ہون عمرو نے جواب دیا کہ مین تو قابل ہون صرصر جھپ گئی

اور فرط حیا سے آنکھیں نیچی کرکے بولی کیا نگوڑا منھ پھٹ بیحیا ہی میں تجھسے بات نہین کرتی اب مین جاکر
بہار کا پہرا دیتی ہون جب جانون کہ تو آکر چھڑا لیجائے اور اس سے مراد صرصر کی یہ تھی کہ عمرو کو لگاکر
وہان لیجاؤن تاکہ مصور بزور سحر گرفتار کرے غرضکہ عمرو نے جب یہ گفتگو اسکی سُنی کہا کہ ای صرصر خاطر
تو اس امر مین مبالغہ کرے یا نکرے مین بہر رہائی بہار ضرور جاؤنگا اسنے جواب دیا کہ شرط یاری اور
وفاداری بھی یہی ہی کہ اپنے رفیق اور دوست کو اسیر نہ دیکھ سکے کہ **مثنوی**

گر شمری یار کسے را شمار	که بود اندر غم و شادیت یار
دوست که در شادی و غم نیست دوست	تو چه شوی شاد که غم خود هم اوست

حاصل مرام بعد عہد و پیمان کے **صرصر** جست کرکے روانہ ہوئی اور **عمرو** بھی موافق وعدہ کے روانہ ہوا
راہ مین **برق و قران** کہ عقب **عمرو** بارگاہ سے یہ بھی چلے تھے ملاقات ہوئی اسنے سارا ماجرا شرط
رہائی **بہار** کا بیان کیا یہ دونون بھی لشکر حریف کی سمت چلے لیکن **عمرو** جب قریب لشکر عدو پہونچا
پگڑی چکوے دار سر پہ رکھی چپکن پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بصورت چوبدار در بارگاہ **مصور** پر آیا
وہان **مصور** نے **بہار** کو بلاکر عتاب و خطاب آغاز کیا تھا کہ رہا تھا کہ دیکھ تو کس عذاب الیم سے
تجکو قتل کرتا ہون اور **بہار** گویا تھی کہ اپنی خیریت منا و **عمرو** تو یہان تشریف لایا چاہتے ہیں
صورت نگار نے کہا کہ ہم تصویر دیکھا کرینگے اور اس نا عیار کو بھی گرفتار کرینگے اس گفت و شنید
مین تھے کہ **صرصر** آئی لیکن **عمرو** کو بشکل چوبدار دیکھتی آئی اور چپکے سے **مصور** کو آگاہ کیا کہ **عمرو**
دروازے پر کھڑا ہی چلکر گرفتار کیجیے **مصور** اُٹھکر چلا اور در بارگاہ پر آیا لیکن **عمرو** نے بھی **صرصر** کو
اپنے تئین دیکھ جاتے دیکھا تھا جب وہ اندر گئی یہ عصا اور چپکن وغیرہ زنبیل مین رکھ بُت کھنی
سے تا بشانہ باندھکر دھوتی باندھے بشکل ساحر ٹھہر رہا **مصور** نے باہر آکر ایک آدھ سے پوچھا کہ
کوئی چوبدار یہان کھڑا تھا کسی نے اقرار نہ کیا **صرصر** سے کہا اری کسکو **عمرو** بتاتی ہی وہ کہان گیا
صرصر بھی ہر سمت نگران ہوئی اسوقت **عمرو** نے آگے بڑھکر **مصور** سے کہا حضور اسقدر حیران
کیون ہین تصویر کو دیکھیے آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ **عمرو** کہان ہی **مصور** نے اسکے کہنے سے تصویر
دیکھی اس مین معلوم ہوا کہ یہی **عمرو** ہی تصویر دیکھکر سر اونچا کیا ادھر **عمرو** نے ایک دھول **صرصر** کے
لگائی اور گلیم اوڑھ لی نعرہ کیا منم **عمرو** حاضرین ساحرون کے ہوش اُڑ گئے **مصور** خفیف ہوکر بارگاہ
مین آیا **صرصر** نے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عہد کرکے مین **عمرو** کو لائی ہون تاکہ حضور پکڑ کر قتل
کرین لازم ہی کہ آپ ہر وقت تصویر دیکھین **مصور** نے کہا کہانتک وہ تصویر دیکھی جائے آخر مین

بھی تو احتیاج بشری رکھتا ہون صرصر نے کہا وہ دعوی کرکے آیا ہی آپ جا کے علٰحدہ بیٹھیے کسی کو
اپنے پاس آنے نہ دیجیے مصور کو یہ راے پسند آئی او رالگ خیمہ خالی کراکے جا بیٹھا دو خدمتگار کاربار
کے لیے ساتھ لیے اور صرصر کو پاس بٹھالیا لیکن اس جلدی مین کوئی سامان راحت ساتھ نہ
لایا تھا خدمتگارون کو بھیجا کہ جاکر کشتیان شراب کی لے آؤ وہ بموجب حکم باہر خیمے کے نکلے
عمرو گھات مین لگا ہوا تھا بشکل ساحر قریب آیا اور کہا بھائی مین نے عمرو کو بیرون لشکر دیکھا ہی
مگر عیار زبردست ہی مین تنہا ڈرتا ہون ساتھ چلو تو گرفتار کردون خدمتگارون کو لالچ آیا کہ
عمرو کے گرفتار کرنے سے انعام وافر پائینگے اس طمع مین ساتھ چلے جب لشکر سے نکلکر تنہائی مین
آئے عمرو نے کچھ میوہ نکالکر دیا کہ لو کھاتے چلو وہ کھاکر بیہوش ہوے دونون کے کپڑے اتارکر
ایک کی ان مین سے صورت بنکر انکو کسی غار مین ڈالدیا اور وہان سے خیمہ مین مصوّر کے پاس آیا
مگر صرصر موجود تھی اسنے دیکھتے ہی پہچانا مصوّر سے کہا خدمتگار سے خبردار مصوّر حیران ہو کر
ہنوز متوجہ نہوا تھا کہ عمرو نے دوڑکر ایک دھول اسکے بھی لگائی اور نعرہ کرکے بھاگا مصوّر
ٹوپی سنبھالتا رہ گیا عمرو باہر گوشے مین جاکر دوسرے خدمتگار کے کپڑے پہنکر اور اسی کی ایسی صورت
بنکر خیمے مین آیا مصوّر باتین صرصر سے کر رہا تھا اسکا کچھ خیال نہ کیا یہ سرپر آکر رومال جھلنے لگا اتنے
مین صرصر نے کہا کہ حضور مقرر بہار کو عمرو چھڑا لیجائیگا آپ دیکھتے ہین کہ کیا کیا وہ زیادتیان
کرتا ہی مصوّر بولا کہ کیا مجال ہے جو آسکے عمرو جو سرپر کھڑا ہی ایک دھول مارکر بولا کہ کیون بے بھول
گیا جوتیان کھانا صرصر نے کہا حضور دیکھیے گا وہ تو سرپر کھڑا ہی عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لون لیکن
مصوّر نے اتنا جلد سحر کیا کہ عمرو کے دست و پا بحس و حرکت ہوگئے اسنے گرفتار کرلیا صرصر
نے کہا مبارک ہو مصوّر نے اپنا مالا موتیون کا اسکو انعام مین دیا مگر حال سنیے کہ برق اور قران
بھی لشکر مین آئے تھے ان مین سے برق خدمتگار بنکر بارگاہ مین مصوّر کی آیا ازبسکہ سب خیال
گرفتاری عمرو دیکھتے تھے کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی جسوقت کہ مصوّر اٹھکر الگ خیمہ مین گیا
صورت نگار کو بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ مجمع مین عیار چلے آئین اور آکر یہان مجکو ستائین
یہ سوچکر حکم دیا کہ دربار برخاست سب چلے جائین کوئی یہان نہ ٹھہرے اور بہار کو زندان مین بھجوا کر
منظلم سے کہا کہ تم حفاظت اسکی کرنا غرضکہ بارگاہ مین کوئی نہ رہا صرف برق ٹھہرا رہا جب صورت نگار
نے اسکو دیکھا کہا تو کیون ٹھہرا رہا برق نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی اسنے کہا جلد کہہ اور باہر جا برق
دوڑکر قریب آیا اور ہاتھ مین بیہوشی خوب بھر رکھی تھی ایک تھپڑ منھ پر مارا کہ صورت نگار

بیہوش ہوکر گری اسنے وہین جھلر کپڑے اسکے آتارے اور صورت اسکی ایسی بناکر اسکو قنات مین لپیٹ کر
کھڑا کر دیا اور آپ چلا کہ مصور کو جاکر پکڑ لون جب باہر بارگاہ کے چلا غلغلہ عمرو کے گرفتار ہونے کا
سنا دل سے کہا ایک نشد دو شد بہار تو قید ہی تھی استاد بھی پھنسے خیر چلو تو دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی
اسی طرح در خیمہ پر آیا وہان صرصر موجود تھی یہ سمجھا کہ اگر آنکھ سے آنکھ مل گئی تو صرصر مجھے پہچان لیگی یہ
سوچکر آنکھ پر ہاتھ رکھکر اوئی کہکر بیٹھ گیا کہ ہی ہی میری آنکھ مین کچھ پڑ گیا مصور دوڑکر قریب آیا گود
مین اُٹھاکر مسند پر لاکر بٹھایا کہا صاحب دیکھون تو کہ کیا پڑ گیا کٹورے مین پانی لبریز بھرکر منگاؤ کہ
اسمین آنکھ کھولین جو کچھ ہوگا نکل جائیگا صرصر پانی لینے دوڑی مگر سوچی کہ ایسا نہو کہ صورت نگار
مین کچھ فتور ہو گیا اب ایسا کچھ آنکھ مین پڑا ہی کہ آنکھ کیسی منھ تک نہین کھولتی یہ سوچکر چاہتی
تھی کہ بڑھکر مصور سے کہے کہ آپ سحر سے دریافت کیجیے یہ آپ کی بی بی نہین ہی اسنوز لب ہلنے نہ پائے
تھے کہ پشت پر سے حلقے کمند کے پڑے یہ اُچھلکر گری قران جو بدار بنکر اس فکر مین ہمراہ صورت نگار
کے داخل خیمہ ہوا تھا کہ چلکر مصور کے ایک بغدا لگاؤن اسوقت صورت نگار کو غمزے کرتے
دیکھکر یہ سمجھ گیا کہ برق عیار ہی تامل پذیر رہا کہ اسکی عیاری دیکھ لو اسی تماشہ مین تھا کہ صرصر جو آگے بڑھی
سمجھا کہ پردہ فاش کر دیگی بس کمند مارکر اسکو گرایا صرصر چیخی کہ حضور دوڑیے قران گود مین اُٹھاکر
باہر لے گیا صرصر نے لشکریون سے کہا ارے مجکو چھڑاؤ جو قریب آیا قران نے کہا جو کوئی اس
مقدمہ مین بولے گا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ عیار ہی جو عمرو اور بہار کو بصورت صرصر چھڑانے
آیا تھا اسکے فقرے پر نہ جاؤ حضور نے گرفتار کر کے مجھے دیا ہی کہ سر اسکا کاٹون لشکری سمجھے کہ بیشک
یہ سچا ہی سب کنارے ہوئے ادھر مصور اُٹھکر چاہتا تھا کہ دوڑے برق نے دامن پکڑ لیا کہا
واہ صاحب واہ تمھین تو عیار بھی بڑی پیاری ہوئی جو مجکو اکیلا چھوڑکر چلے دوسرے یہ کہ مقدمہ
عیار کا ہی ہر بار زک اٹھاتے ہو اور پھر وہی باز نہ آکر کرتے ہو کسی دن تم پر پڑ جائیگا جب راضی ہو گے
عیار عیارہ کو دیکھو بدکر پکڑے گیا آپس مین کہی بدی ہو گئی کہ ہم تجکو پکڑکر بھاگین گے جو چھڑانے
پیچھے آئیگا اسکو دوسرا عیار مار ڈالے گا اسوقت کوئی تمھاری فکر مین لگا ہوگا لے جاکر دیکھ لو جان
پر بنجاتی ہی یا نہین مصور یہ تقریر سنکر پیارے ڈر کے بیٹھ گیا ادھر قران نے جنگل مین صرصر کو لیجاکر
کہا استانی اب تم بہت چل نکلی ہو کیون اکیلے مین مصور پاس کیون بیٹھی تھین اسی خبر کہ ناک
کاٹ ڈالون صرصر لگی کوسنے کہ تیری استانی غارت ہو موے خدا کی مار تجھ پر کیا قرق جتاتا ہی
تیرے استاد کا مردا نکلے لاش کھٹیا پر کھچاتی جائے قران نے کوسنا سنکر منھ پر تبنا بیہوشی کا مل دیا

کہ یہ بیہوش ہوگئی ایک غار میں اسکو ڈالکر آپ پھر لشکر مصور میں آکر ٹھہرا اس طرف برق نے مصور سے کہا یہان عیار یان ہوتی ہین لاؤ عمرو اور بہار کو میرے حوالے کرو کہ پاس شاہ جادوان کے لے جاؤن مصور اسکے کہنے سے خوفناک ہوکر ٹھہرا تھا اس تقریر کو سنکر گویا ہوا کہ مین تمھین بلا مین پھنساؤن عیارون کے ہاتھ سے قتل کراؤن تو قیدیون کو تمھارے سپرد کرون صورت نگار اس مکار سے بگڑ گئی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مصور نے گلے سے لگاکر کہا ای جانِ جہان خفا کیون ہوئین اسنے کہا چلو ہٹو ہمکو غیر سمجھکر قیدیون کے دینے مین کیا کیا حیلے اور بہانے آپ نے کیے اچھا تم جانو تمھارا کام جانے مین غیر مجھے کیا مطلب یہ کہکر دامن جھٹک کر اٹھی مصور نے اٹھکر گود مین لے لیا اور کہا ناراض نہو تم مختار ہو میری جان کی قیدی کیا حقیقت رکھتے ہین یہ باتین بناکر در خیمہ پر آیا ملازمین سے قید کو بہار کی منگایا عمرو تو موجود ہی تھا دونون پر سے سحر اپنا دفع کر کے کہا لو اپنے سحر مین انھین گرفتار کرو صورت نگار اٹھکر قریب عمرو کے آئی اور ہار گلے سے اتار کر دونون کی گردن مین پنھایا تاکہ بظاہر یہ معلوم ہو کہ اپنے سحر مین گرفتار کیا مگر ہار پنھانے مین چپکے سے کہا مین ہون برق میرے کہنے پر عمل کرو تاکہ معلوم ہو سحر سے مسحور ہیں یہ لوگ ہین غرضکہ ہار پنھاکر حکم کیا کہ ای مجرمون میرے ساتھ ساتھ آؤ بموجب حکم دونون ساتھ ہوئے مصور نے کہا ای ملکہ تخت پر سوار ہوکر جاؤ باغ سیب تک پیدل تم سے کیجایا جائیگا برق نے کہا مین باہر جاکر تخت پر سوار ہونگی لیکن قیدی میرے سحر سے آپ دوڑتے چلے آئینگے یہ کہکر خیمے کے جب باہر گیا بہار نے کہا ای برق میرا جی چاہتا ہی کہ اپنے تئین ظاہر کرکے ان بدکردارون کو سزا دون برق بولا کہ بسم اللہ بہار نے ایک ناریل سحر کا بارگاہ مصور پر مارا کہ شعلہ پیدا ہوا اور بارگاہ جلنے لگی بہار نے نعرہ کیا غلغلہ ہوا ساحر دوڑے عمرو نے بھی جال مار کر لوٹنا شروع کیا برق بھی نعرہ کر کے خنجر کھینچکر لڑنے لگا مصور خیمے کے باہر نکل آیا ایک جانب مقتلم دوڑا بہار نے جب یورش زیادہ دیکھا سحر کو پڑھکر دستک دی اور پکاری کہ اے بہار آؤ دفعتہً سب کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو دیکھا عجب عالم نظر آیا کہ ایک میدان ہین چار دیواری بلور کی سراسر نور کی کھنچی ہوا اندر اسکے چمنستان سبز و شاداب گل و بار سے لدے ہین اپنی تازگی اور نزہت کے روبرو خاک حسرت دیدۂ روضۂ ارم مین ڈالتے ہین طراوت ازہار نہار بوستان جنت نشان خورنق کے دل پر داغ حیرت دیتے ہین درخت تمام گلہاے زنگار نگ سے جلوۂ طاؤس ہین اور پھول نی زرنگاری سے فروغ بخش تاج کاؤس نظم

بلبل شاخ شجر پہ بیٹھی
آنکھ آتش گل پہ سینکتی تھی
کویل نہیں اس گھڑی بھی کوکی

آواز تھی قدِ سرو کی	اودی اودی گھٹائیں آئیں	ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں
مانند سرشک بادل اُمڈے	جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے	سبزہ جوبن دکھا رہا تھا
جو کھیت تھا لہلہا رہا تھا		

ہوائے سرد کے جھونکے تمام لشکریوں کو لگے دیوانہ وار اسی بوستان سحر کی سمت چلے جب اندر آئے اس رشک گلزار سراپا بہار کو بہزاران ناز و انداز کھڑے دیکھا کہ زلف رشک سنبل رخسار پر لہراتی ہے یا مصحف عارض پر نقاش قدرت نے جدول کھینچی ہے دوپٹے کی گاتی بندھی ہے جوبن ابھرا ہے نیا انداز سراپا ہے جو اعضا ہے نزاکت سے بھرا ہے۔

نظم

جوبن کا ابھار سینہ پر تھا	پھل نخلِ مراد میں لگا تھا	روشن تھے گلاس یا کنول تھے
پھولے دریا میں دو کنول تھے	وہ لعل تھے یا دو دازگون درج	یا قلعۂ رنگ حسن کے برج
اسپر جو پڑی نگاہ اکبار	بیہوش ہوا ہر ایک ہوشیار	رنگِ رخ لالہ گون ہوا زرد
دل بیٹھ گیا مگر ہوا درد	دل زلف کے پیچ و خم میں اٹکا	شانہ پر شانہ بن کے لٹکا

مصوّر اور منظلم وغیرہ بپتا بیان کرتے منت کنان سمت اس غارتگر جان کے چلے مگر ہنگامہ جو ہوا حیرت بھی سوار ہو کر لشکر مصوّر میں آئی بہار کو باغ و بہار کے سحر کرنے میں مصروف دیکھکر سیدھی شاہ جادوان کے باغ سیب میں گئی اور پکاری کہ فریاد از دست عیاران فریاد شاہ طلسم نے پاس بٹھا کر سب ماجرا سُنا اور پرواز کرتے چلا اسوقت آکر پہونچا کہ مصوّر وغیرہ قریب بہار پہونچکر منت کر رہے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ سُنکر بہار سمجھی کہ اب بڑا فساد ہوگا لازم ہے کہ ٹل جاؤن یہ سوچکر سحر کرکے زمین میں غرق ہو گئی اور عیار جو لوٹ رہے تھے بھاگ گئے لیکن مصوّر وغیرہ بہار کے غائب ہونے سے جو گریبان چاک کرکے شعر عاشقانہ پڑھتے جنگل کی جانب چلے تھے کہ افراسیاب آکر گرا اور پنجے میں دابکر لے گیا جب بلند ہوا کچھ سحر پڑھا کہ باغ بہار کا لگایا غائب ہوگیا لیکن بہار جو زمین میں مثل گنج زر کے غرق ہوئی تھی قریب اپنے لشکر کے جا کر نکلی اور از بسکہ عمداً اپنا سحر چھوڑ گئی جو تھی تو سحر کارد پڑھتی گئی تھی کہ جو کوئی اسکو دفع کرے تو میں بیہوش ہوؤن حاصل یہ کہ جب بارگاہ میں پہونچی سردارون نے تعظیم دی خوشی کی کرسی پر یہ جلوہ گر ہوئی جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہوا عیار بھی سب آکر جمع ہوئے مسرت و سرور کے ساتھ بیٹھے ادھر شاہ طلسم جب سحر دفع کر گیا ہر ایک کو ہوش آیا لشکر نے قرار پکڑا اور مصوّر کو شاہ طلسم باغ سیب میں لایا کتاب سامری دیکھکر

کہا اے مرشد زادے بی بی آپ کی بارگاہ مین قنات سے پٹی کٹی ہی اور صرصر بیہوش غار مین پڑی ہی یہ کہکر ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ صرصر کو جا کر وہ اُٹھا لایا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ اسنے جا کر صورت نگار کو قنات سے نکالکر ہوشیار کیا اور کہا آپ کے شوہر باغ سیب مین ہین یہ سُنکر اسنے بھی تبدیل لباس کر کے راستہ باغ کا لیا جب یہ انتظام ہو چکا مظلم نے کہا ای شہنشاہ عمرو کو جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا افراسیاب بولا کہ اب دو چار دن مین میلا ہوگا سب ہیکڑی نکل جائیگی مصور نے کہا میرے تن و جان مین آگ لگی ہی شعلے اُٹھتے ہین جی چاہتا ہی کہ اپنی جان اور ہمراہیون کی جان ایک کر دون افراسیاب گویا ہوا کہ چند روز تامل کیجیے کا ہیکو تصدیع فرمایئے طرفین کے ساحر مارے جائینگے کچھ فائدہ نہوگا مصور نے کہا جان جائے یا رہے مین تو جا کر ایکبار سحر اور کرتا ہون ہر چند کہ تصویرین جو بنائی تھین وہ گئی گذرین لیکن میرے سحر کی پناہ نہین ہی نبیرۂ سامری ہون یہ جنگ بھی یادگار رہیگی یہ کہکر اُٹھا شاہ جادوان ہر چند مانع ہوا مگر اسنے نہ مانا اور مظلم اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر کہا ای حیرت تم نہ جاؤ اس جنگ سے کچھ نتیجہ بہتر نہوگا مرشد زادے تو بزرگ ہین انھین مین نہین روک سکتا حیرت اسکے کہنے سے ٹھہری اور مصور جب داخل لشکر ہوا صرصر بھی اسکے ساتھ آئی تھی فکر عیاری مین سمت صحرا چلی گئی لیکن مصور دن بھر ترتیب لشکر مین مصروف رہا جسوقت مصور آفرینش نے تصور تنویر ماہ شب افروز کو سطحہ چرخ پر کھینچا اور نقشی بدائع طراز قدرت نے نقرے نور کے اسطار عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے نظم

لباس فلک مین ستارے ٹکے
قبا سبز تھی چرخ کی نور بیز

نظر آئے انجم چمکتے ہوئے
چمک ٹوٹنے سے تھی تارونکی تیز

مصور نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگ لشکر مین بجا طائر سحر کے خبر لیکر خدمت بہار مین آکر مراسم عجز و انکسار بعد عظمت و حرمت بجا لا کر عرض پیرا ہوے نظم

چو رائے خردہ وان درکار بستی
چو کار مملکت را نظم دادی

بیک تدبیر صد لشکر شکستی
بیک مکتوب اقلیمی کشادی

مصور بجیا پھر آمادۂ مرگ ہوا ہی طبل جنگ بجوا کر بہ آواز بلند حضور سے لڑنا چاہتا ہی بہار نے بھی طبل جنگ بجوایا لشکر مین جانبین کے تیاری شروع ہوئی پھر وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا رات بھر ساحر سحر جگا یا کیے بہادر ہتھیار سان پر لگایا کیے کلوا بیرون محمد ابیر کی پکار رہی اسلحے کی بلند جھنکار رہی جسوقت گریبان سحر مین تکمہ زرنگار شعاع ہالہ مہر لگا اور گوئی خورشید

رشتۂ نفس نسیم صبح نے بدستیاری سوزن دم سحر سیا کہ بموجب نظم

تجلی خور جب زر افشان ہوئی
گلے مین فلک کے خط مہر سے

جہان نے قبا پہنی پھر دھوپ چھاکی
چمکتے ہوئے ہار زر تار کے

بہار بکرو فر سوار ہوکر مع لشکر نصرت اثر عازم دشت وغا ہوئی وہ ہوا کا فرفر چلنا اور صحرا مین گلہائے خودرو کی بہار بہادرون کا تیکھاپن جادوگرنیون پر ہزار طرح کا جوبن طاؤسان سحر کا شور باجون کا غل لاکھون طرح کا تجمل گھٹا کا اٹھنا بادل کا فوجون کے امڈنا نقیبون کا کویل کی طرح کوکنا رن کے کھیت کا سرسبز ہونا عجب طرح کا سامان تھا جان کے جانے کا سب کو خوف ہر آن تھا غرضکہ جب میدان مصاف مین پہونچے اسطرف سے مصور وغیرہ با فوج بیکران آئے پلٹن اور رسالون مین پرے جمگئے میدان آئینہ سان صاف اور شفاف ہوا بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے بہادرون کو پکارے کہ جوانو سر وگردن تیغ کی لاگ ہی آتش خشم و غضب بھڑکی ہی جو بہنین بجھتی یہ وہی آگ ہی آج معرکہ تمھارے ہاتھ ہی شجاعت اور بہادری کا چولی دامن کا ساتھ ہی یہ کہکر کنارے ہوئے مصور سامنے آکر پکارا کہ اے بہار تجھے بھی یہ لیاقت ہوئی کہ سامری کا پوتا تجھ سے آکر مقابلہ کرے بہار نے پکار کر جواب دیا کہ اگر سامری خود ہمسے لڑنے آتا تو اس مسخرے کو بھی راہ دار تلوار کی دکھاتی جبتک دم مین دم رہتا لڑے جاتی ای بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ سردار ہمارے لشکر کا نہین ہی اور تو بے سردار کی فوج پر چڑھکر آیا ہی یہ کلمات سنکر مصور نے پکارا کہ اے منظلم حملہ کر بہار نے بھی اپنے سرداران کو للکارا کہ ہان قتل و غارت آغاز کرو پھر تو ایک ساحر ادھر کا نکلا ادھر سے منظلم آیا دونون مین ناریخ و ترنج چلنے لگے کچھ دیر تک ردوبدل رہی آخر منظلم غالب آیا ساحر بہار کی طرف کا مارا گیا اور اسی طرح چند ساحر بہار کے زخمی ہوئے بعضے جان سے مارے گئے اسوقت نافرمان نے بڑھکر ایک ناریل مارا کہ منظلم اژدر پر سے اڑکر علیحدہ ہوا ناریل اژدہے پر پڑا کہ وہ جل گیا منظلم ترسول لیکر نافرمان پر آپڑا چوٹین چلنے لگین اسنے دریا آگ کا پیدا کیا تو اسنے پانی برسا کر بجھا دیا اسنے سانپ ظاہر کیے تو اسنے طاؤس پیدا کیے کہ وہ سانپون کو کھاگئے یہ کیفیت مصور نے جو دیکھی فوج کے سردارون کو للکارا کہ گھیر کر ان چند باغیون کو قتل کرو اور آپ شیر آتشین اڑا کر فوج بہار پر جا گرا دونون لشکر باہم مل گئے تلوار سحر کی چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی نظم

ہوئی یہ کشاکش لشکر مین آخر
قیامت کے ہوئے آثار ظاہر

کہین بجلی گر رہی تھی کہین رعد کا شور تھا کسی جا شعلے بلند تھے کہین مینھ کا زور تھا کہین دریا ظاہر ہو کر طوفان خیز تھا کہین ابر سرخ شرر ریز تھا کہین مار و عقرب باہم گتھے تھے کہین گینڈے و فیل سر جوڑے تھے ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے اندھڑ چلتے تھے کبھی خاک برستی تھی کبھی برفباری تھی مصور ازبسکہ نبیرۂ سامری ہی جب اسنے دیکھا کہ لشکر حریف غالب آیا چاہتا ہی فوراً تخیر سے اتر کر زمین پر آیا اور زمین پر دو ہتڑ مار کر پکارا کہ اب کوئی نام لیوا سامری کا شاید باقی نہین رہا جو کہ اسکے پوتے کی آکر مدد کرتا یہ نعرہ کرتے ہی زمین شگافتہ ہوئی اور بالشت بالشت برابر کے پتلے ہزارہا نکلکر مجسم بہ قامت انسان ہوے ہاتھون مین آئینے لیے تھے دوڑ کر ہر ایک لشکری بہار کے سامنے آئے اور دوڑ کر وہ آئینے دکھائے آئینون مین تصویرین جڑی تھین وہ پیکرہاے بیجان قہقہہ مار کر ہنسین جس نے وہ شبیہین دیکھین دیوانہ ہو کر اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے لگا شور رستخیز برپا ہوا بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ گھٹا گھر آئی مین مین بوندیان پڑنے لگین جسکے سر پتلون مین سے بوند پڑی جل گیا مگر پتلے ہزارون این اور تصویرین دکھا چکے تھے لشکر بہار کا مسحور ہو چکا تھا باقون سب لشکریون کے اٹھگئے اور فوج نے مصور کی سپرین بزور سحر سر پر آڑ کین تاکہ پانی سحر کا ہم پر نہ پڑے اور مصور تیغۂ آتشین پکڑ کر آگرا لاشون کے انبار لگانے لگا لیکن بہار نے پاے ثبات گاڑ دیے پتلون کو جلانا شروع کیا اسوقت مشکل سخت یہ تھی کہ اپنی فوج جو دیوانی ہوئی تھی وہ تو قتل کرتی تھی اور اسکو لشکریان بہار جو مسحور ہوے تھے ہلاک نہ کرتے تھے اور وہ پتلے جدا آفت برپا کر رہے تھے صرف بہار کے پانی برسانے سے ساحران نامی تھمے ہوے تھے باقی لشکر سراسیمہ و بدحواس تھا آفت برس رہی تھی لاش پر لاش گرتی تھی عنقریب تھا کہ شکست فاش ہو سردار پیچھے ہٹے آتے تھے زخمون مین چور تھے قریب بارگاہ پڑاؤ تک ہٹ آئے تھے وہ مقام بھی چھوٹا چاہتا تھا یہ حال دیکھکر عیار پہاڑ سے اترنے اور دوڑ کر بہار کے پاس آئے عرض کیا کہ اے ملکہ اب موقع ٹھہرنے کا نہین ہی آپ بھی نکل چلیے بہار نے کہا سارا لشکر مسحور ہی میرے بھاگنے سے یہ سب قتل ہو جائینگے پس سرداری کے خلاف ہی جو اپنی جان بچائے اور فوج کو قتل کرائے بیت

نیاساید اندر دیار تو کس		کہ آسایش خویش خواہی و بس	

عیارون نے کہا سلامتی بادشاہ کی ہر حال مین چاہیے کہ سلامتی ملک و مال کی اسی کے دم سے وابستہ ہی کہ بمقتضاے بیت

جاگران کم اگر شوند چہ غم		از سر شم مباد موے کم	

بہار نے کہا مین بادشاہ نہین ہون اور یکجا نا بیکار ہے مین نہ بھاگونگی اسوقت تو عیار ناچار ہوے اور قران نے کہا مین مصور کو پکڑے لیے جاتا ہون برق نے کہا مین جاکر مظلم کو لیتا ہون عمرو نے کہا جو مین کرونگا وہ آپ تمپر ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر چاہتے تھے کہ جائین بہار نے کہا خواجہ ایک لحظہ تامل فرمائیے مین مطیع اسلام ہون جیسا مصور نے سامری کو پکار کر چلے بلائے مین بھی دعا کرکے اپنے خدا کو پکارتی ہون وہ میری مدد غیب سے بھیجے گا عمرو اس کہنے سے ٹھہر گیا اور بہار نے تاج اُتار کر محتاج بدرگاہ بے نیاز لمن الملک لبتہ الواحد القہار ہو کر بخشوع و خضوع تمام بارادت و صدق رجوع قلب سے نالہ و استغاثہ کیا کہ اے جبار و قہار عزت بخش ذلیل و ذلت دہ جلیل و قادر توانا ہمپر سے اس بلا کو دفع کر اور دشمن کو ہمارے مغلوب فرما خداوندا ہمارے جرم و عصیان سے درگذر کرکے ہمپر رحم کر اور بمصداق و انصرنا علی القوم الکافرین ہمکو فتح دے ~~نظم~~

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم
بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
سرے را کہ بر سر نہادی کلاہ
مینداز در پائے ہر خاک راہ

اب انکو تو مصروف دعا چھوڑیے شمۂ حال صرصر سحر چشم سنئیے کہ جب طاؤس پر بیٹھکر ہمراہ زن سحر روانہ ہوئی طاؤس اسکو لیے ہوے ایک دشت طلسمی مین لایا جو درخت وہان تھا قدرت چمن بند عالم ظاہر کرتا تھا باغبان ازل کی صنعت دکھاتا تھا زمین وہان کی فرط صفا اور نور سے رخسار شاہدان کو شرماتی تھی اور نسیم شکبار مشام جان عالمیان کو معنبر اور معطر فرماتی تھی اشجار رنگ رنگ جوان بختان دہر پُربار پیکار پیڑون کی طرح تھے میوے فرط حلاوت اور شیرینی و لطافت سے پٹکے پڑتے تھے مگر کسی پھول سے چہرہ پریزاد کا نکلا ہوا قہقہے لگا رہا تھا کسی پھل سے مار سیاہ کفچہ برباد کیے لہرا رہا تھا درختون کے نیچے جانور آکر بولتے تھے اور زنان حسینہ و جمیلہ بنکر رقص کرتے اور گاتے تھے پانی برس رہا تھا ہر شاخ شجر مین جھولا پڑا تھا قطرہ کسی کے جسم پر نہ پڑتا تھا نہ جھولنے والا کوئی نظر آتا تھا مگر راگ اور ملار گانے کی صدا آتی تھی دلکو محو اور بیقرار کرتی تھی **مثنوی**

اب اس باغ کا وصف لکھون مین کیا
ہر اک گل جہان ہو طلسمات کا
لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہرا
زمرد سے بھی لاکھ درجہ کھرا
عیان گرد اسکے شجر سبزہ وار
ہر اک نخل پر تھی چمن کی بہار
تر و تازہ و سرد تھا اسقدر
رکھے پانون اسپر جو کوئی بشر
اثر یہ برودت کا تھا آشکار
دماغ اسکا ہو جائے سرد ایکبار

بہت طائر سجا پرے کے پرے — پر و بال تھے جنکے ہر رنگ کے
ہر اک جفت تھا سرخ و سبز اور زرد — مگر تھا ہر اک رنگ شوخی مین فرد
ہزارون طرح کے تھے نقش و نگار — طلسمات کا رنگ تھا آشکار
غرض اُتری مہرخ وہان شاد شاد — چلی اک طرف کو خجستہ نہاد
زمین طے ہوئی جب طلسمات کی — زن سحر نے ہنسکے یہ بات کی
طلسمات کی حد ہوئی اب تمام — ے اب جا خدا حافظ ای نیکنام
گلے ملکے آپس مین بایکدگر — وہ غائب ہوئی یہ لگی راہ پر
ہوئی جب وہ آگے کو وانسے روان — تو اک قصر عالی ملا ناگہان
بلندی مین اسکی کرون کیا بیان — زمین پر وہ تھا دوسرا آسمان
وہان اک دریچہ دکھائی دیا — دریچہ وہ تھا قصر فردوس کا
دریچہ پہ تھی ایک چلمن پڑی — کہ ہر تیلی اسکی زمرد کی تھی

ہزارہا ساحر نیچے اس کاخ عالیشان کے جمع تھے کوئی اژدر پیکر تھا تو کسی کے دس سر ایک جلے تھے شکلین کالی کالی صورتین نرالی سامری سامری جپ رہے تھے چلمن سے شرر نکلتے تھے ستارونکی طرح ٹوٹ کر گرتے تھے قصر کے اندر سے گھنٹے ہزارہا ایک بار بجتے ساحر دمبدم ایک پانؤن سے کھڑے ہوکر سجدے مین گرتے تھے مہرخ نے بھی جاکر ایک طرف آسنی بچھائی اور جتنے سحر کہ یاد رکھتی تھی جو منتر کہ حفظ تھے سب کو پڑھ گئی یکایک صدا آئی کہ جا تو یہ کل سحر تیرے قبضے مین دیے اسنے جب یہ صدا سنی سات بوٹیان اپنے جسم سے کاٹ کر پکاری کہ یا سامری تمھارا بھوگ دیتی ہون فوراً ایک تڑاقا ہوا بوٹیان زمین سے اُچھل کر زمین پر گرین اور غائب ہوگئین اور جو کچھ لہو تن سے نکلکر بہا وہ زمین نے پی لیا پھر آواز آئی کہ افسوس اگر تو طفلِ ہوتی اور ساتھ مسلمانون کا نہ دیتی تو ہم تجکو اپنے روبرو بلاتے اور جلوۂ قدرت دکھاتے اچھا اب ہمارے نام کا چلہ کھینچ اور اسی صحرائے طلسم مین جاکر مقیم ہو جو مانگے گی ملے گا ہر چند کہ ہمارا مقام خدائی اور ہی لیکن اس جگہ جو ہمارا نام لیکر پکارتا ہی ہم اُسکو مراد دیتے ہین اسی وجہ سے ہمارے بندون نے یہان اسکا آغاز کیا ہی اس صحرا کا نام سامری بن رکھا ہی ہمارے نزدیک سب بندے برابر ہین کیا افراسیاب اور کیا مصور یہان اتنا فرق ہی کہ وہ لوگ سات دریا طلسم کے سات پہاڑ سات جنگل طے کرکے ہماری قبر پر آتے ہین اور ہمارے خاص بندے ہین اور تم لوگ وہان نہین جا سکتے

اسلیے ہم یہان تمکو بلاکر اپنی عنایت ظاہر کرتے ہین مہرخ اسی غرض سے ابتک مسلمان نہین ہوئی
تھی کہ سحر کرنے مین پرستش کرنا ہوگا اسوقت اس کلمات سے ہرچند دل نہ مانتا تھا اور نہایت
درجہ کراہت آئی مگر مطلب فوت ہوتا تھا بنابر مصلحت سجدہ کیا ایک پانوٗن سے کھڑے ہوکر
پکاری کہ یا خداوند مجھے شاہ جادوان پر غالب کر صدا آئی کہ یہ نہوگا اور کچھ مانگ اسنے کہا اگر
غالب نہ آؤن تو مغلوب بھی نہون آواز آئی کہ یہ بھی نہوگا لیکن اگر تو چلہ کھینچکر پوجا کرے تو
اتنا ہوگا کہ ہر ایک ساحر علاوہ شاہ طلسم کے اور کوئی تجپر غالب نہ آئیگا از وجہ بادشاہ طلسم
تک سے تجکو برابری رہیگی یہ سنکر مہرخ صحرائے طلسم مین آکر چلہ کش ہوئی پوجا کرتی رہی جب چلہ
پورا ہوا صدا آئی کہ جلد جا تیرے لشکر کو میرے پوجنے والے نے برباد کر رکھا ہی کچھ پھول یہان سے چنتی
ہوئی جانا اور طلسمی تھیلون سے لشکر کو اپنے بچانا مہرخ نے یہ صدا سنکر پھول چنکر سحر کی جھولی مین بھرے
اور دستک دی کہ آندھی آئی ابر زرد رنگ پیدا ہوکر زمین پر اترا اس ابر پر بیٹھکر اپنے لشکر کی جانب
روانہ ہوئی اور اسوقت آکر پہونچی کہ بہار دعا مین مصروف تھی اور ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی
کہ ابر زرد دست فلک نمایان ہوا اور نعرہ کی صدا آئی کہ منم ملکہ مہرخ سحر چشم لشکریون نے اپنی مالکہ
کو دیکھکر خوشی کی مہرخ نے پھول باغ سامری کے لشکر مصور پر کھینچ مارے دفعتاً ایسی آندھی آئی
کہ جہان سیاہ ہوگیا اور لگے ابر سرخ و زرد کے لشکر حریف پر آکر چھا گئے ایک طرف کے ابر سے
پیکان تیر اور دوسری سمت سے پتھر گران برسنے لگے مہرخ نے ابر اپنا زمین پر اتار کر نعرہ کیا کہ
اے بیبا آئینہ دار جادو یہ تحفہ باغ سامری کا آکر لے اور پھول پھینک کر الیا سحر پڑھا کہ
زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سارا جسم اسکا آئینے کی طرح چمکتا تھا اور وہ پھول اسنے
اٹھاکر سونگھے اسی وقت جسم مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگیا صدا آئی مارا آئینہ دار کو لیس
اسکے جلتے ہی وہ پتلے بھی جو آئینے لشکر بہار کو دکھاتے پھرتے تھے سب جل گئے اور لشکری جو دیوانے
ہوکر اپنے لشکر سے لڑ رہے تھے ہوش مین ہوکر حملہ آور فوج عدو پر ہوے ادھر سے تو فوج
نے حملہ کیا اور اس طرف سنگ و پیکان برس رہے تھے لشکر مصور بہت کام آیا ہزارون
ساحر مارے گئے عارض شاہد ارض کو گلگونہ خون سے جوانان صف شکن نے ملا اور پا سے
عروس مرگ کو جان دیکر حنا آلودہ کیا تلوار صاعقہ بار مہرخ نے خرمن جان عدو مین آگ
لگادی خلاصہ یہ کہ ساری فوج بھگادی بیات

	ڈھیر کشتون کے کرگئی مہرخ		برق آسا جدھر گئی مہرخ	

دامنِ دشت خون سے لال کیا — بے چھری سحر سے حلال کیا
خونِ دشمن کالے کے گلگو نہ — عارضِ شاہد زمین کو رنگا
تاب آئی نہ فوج دشمن کو — بھاگے ناچار چھوڑ کر رن کو

مصوّر کے لشکر مین تیر اور پتھر برس رہے تھے ہر چند رد سحر پڑھا مگر یہ سحر دفع نہو سکا آخر سمجھا کہ کوئی تیر یا پتھر مجھپر بھی پڑجاے گا تو خاتمہ ہوجائیگا یہ جانکر زمین مین سماگیا اور بہت دور جاکر نکلا کل فوج کو شکست ہو چکی تھی صورت نگار بھی بھاگ گئی تھی مصور نے طبل امان بجوایا اسوقت مہرخ نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ لکہ ابر غائب ہو گئے پیکان اور پتھر برسنا موقوف ہوئے طبل بازگشت بجواکر معاودت فرمائی لیکن منظلم نے جب مہرخ کو فتحیاب دیکھا تو ایک ساحر ملازم بہار کو عین جنگ مین گرفتار کرکے صحرا مین لے گیا اور وہان اسکو قتل کرکے لباس اسکا لیکر بزور سحر اسی کی ایسی صورت بنا اور جب مہرخ لشکر لیکر پھری یہ بھی ساتھ آیا مہرخ نے تخت شاہی پر جلوس کیا سب نے نذرین دین محفل انبساط آراستہ ہوئی سردار پایہ بپایہ بیٹھے لشکر نے کمر کھولی ادھر مصوّر جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا سب سردار آئے مگر منظلم نہ آیا اسنے تلاش کرایا معلوم ہوا کہ لشکر مین نہین ہے پس یقین ہوا کہ مارا گیا رنج و افسوس کرکے خاموش ہو رہا لیکن منظلم اس فکر مین یہان ٹھہرا رہا کہ بن پڑے تو مہرخ یا بہار کا کام لیجاؤن یا عمرو کو آزار پہونچاؤن خلاصہ کلام یہ کہ جب مہرخ مصروف عیش و نشاط ہوئی عیار بھی ملاقات کو بارگاہ مین آئے منظلم در بارگاہ پر کھڑا تھا اتفاق سے برق عیار جو بارگاہ مین آنے لگا منظلم سوچا کہ عمرو عیار زبردست ہے شاید ہاتھ نہ آئے تو اسی کو لے چل یہ سوچکر برق کو پنجے مین دابکر اڑا برق نے غل مچایا کہ دوڑو مجھے ساحر لیے جاتا ہے منظلم نے سحر کیا کہ برق کی زبان بند ہو گئی مگر دو ایک نے غل مچاتے سُنا تھا اُنھون نے جاکر عمرو کو اسی حال کی اطلاع دی عمرو نے ضرغام سے کہا ذرا خبر تو لاؤ کیا ماجرا ہے وہ روانہ ہوا لیکن منظلم بارگاہ مصور مین جلد برق کو لایا وہ اسکے زندہ آنے سے بہت خوش ہوا اور صورت نگار نے کہا یہی موا مجکو قنات مین لپیٹ گیا تھا لاؤ اسکو مجکو دو کہ قتل کردون مصوّر نے کہا تم عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دو مین خود قتل کردونگا منظلم نے کہا آپ توقف فرمایئے مین اسکو لیجاکر قید کرتا ہون اور عمرو اسکو چھڑانے آیگا پھر اسکو بھی گرفتار کرونگا مصور نے کہا اچھا لیجاؤ مگر احتیاط سے رکھنا یہ برق کو لیکر چلا مگر بصورت مبدل ضرغام جو خبر کو آیا تھا یہان پر موجود تھا اسنے جاکر عمرو سے سارا ماجرا بیان کیا عمرو اسی وقت چلا

کہ برق کو جاکر چھڑاؤن اور ساحر بنکر لشکر مصور مین آیا دیکھا کہ منظلم آ رہا ہی ہمراہ برق کے جاتا
ہی عمرو بھی بطور مخفی پیچھے پیچھے چلا منظلم ایک پہاڑ کے قریب آیا اور بزور سحر ایک خیمہ استادہ کر کے
اندر خیمہ کے لے گیا اور برق کو اسنے چار میخ گاڑ کر چومیخا باندھ دیا عمرو نے یہ سارا ماجرا پہاڑ پر سے
چڑھکر دیکھا اور رو کر دعا کرنے لگا کہ پروردگار تو برق کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے
آخر محبت کی وجہ سے تاب نہ آئی پہاڑ سے اُترکر خیمہ کے اندر گیا منظلم نے پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا
مین نے آج ادھر خیمہ کھڑا دیکھا نئی بات تھی حال دریافت کرنے کیلئے آیا منظلم اسکو گھورنے لگا
عمرو سمجھا کہ نگاہ سحر ڈالکر مجھکو پہچاننا چاہتا ہی یہ سمجھکر خیمہ سے نکل گیا کہ آپ خفا ہوتے ہو مین جاتا
ہون اور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا وہان سے دیکھا کہ منظلم کوئلے سلگا رہا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ اے
عیار تیری بوٹیان کاٹکر بھونونگا عمرو اسوقت بہت جلد ایک شکل ہیبت ناک بنکر عیار ہوا کہ
مقوے کے دس سر لگائے بہت سے ہاتھ بنائے دیو جامہ پہنکر تاج یاقوت احمر سر پر رکھا اور قریب
خیمہ پہونچکر کودا اور بیچ خیمہ مین آکر ٹھہر نعرہ کیا منم ملک الموت خداوند لقا منظلم کھڑا ہو گیا اور کہا
کیونکر تشریف لائے اسنے کہا خداوند لقا نے بہر قبض روح تیری بھیجا ہی اور کہا ہی کہ عیار کی قضا نہین
ہی ابھی جو اسکو قتل کرتا ہی تو اسکی روح جاکر قبض کر منظلم پیام اجل سُنکر بدحواس ہو گیا کہا جو
آپ فرمایئے وہ کرون عمرو نے ڈانٹا کہ جلد اسکی مشکین کھولدے جب مجرم کے کھولنے کو فرشتے نے
کہا اسکے دل مین شک گذرا کہ کہین یہ عیار نہو یہ سمجھکر گھورنے لگا عمرو ازبسکہ دیو جامہ پہنے تھا اور
یہ اشیا عطیہ انبیا علیہم السلام ہین اثر سحر موثر نہین ہوتا ہی نگاہ سحر ڈالنے سے خود اسی کی آنکھین
جلنے لگین یقین تھا کہ حدقہ سے باہر نکل پڑینگی اسوقت اسکو یقین ہوا کہ ملک الموت بیشک یہی ہی
جب تو اسقدر جلال آگین ہی کہ نگاہ سحر جسم پر اثر نہین کرتی بلکہ حدت جسم سے اسکے آنکھین پھٹی جاتی ہین
تو عجب نہین گر گڑا کر برق کو کھولنے لگا عمرو نے جب یہ دیکھا خیال کیا کہ کون زیادہ فقرے کرے
لو ابھی اسکو یہ سوچکر کمر سے خنجر کھینچکر بیاض گردن پر اس زور سے لگایا کہ دھڑ سے سر کٹکر دور
گرا شور برپا ہوا کہ مارا منظلم کو خیمہ سحر غائب ہو گیا لاش اسکی پری اُٹھاکر مصور پاس لے گئے
عمرو نے برق کو رہا کر کے اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر لاشہ اسکا بونڈے اُڑاتے ہوئے سامنے مصور
کے آئے اور پکارے کہ عمرو نے اسکو قتل کیا یہ سُنتے ہی مصور رونے لگا آخر لاشہ آئین جمشیدی کے
بموجب اُٹھایا جب فراغت ہوئی اسکے دادا کو نامہ لکھا کہ اے جلاد جادو بیٹا اور پوتا تمہارا
ظالم و منظلم دونون خدمت سامری و جمشید مین گئے قضا و قدر سے کیا چارہ ہی ہمکو انکے مرنے سے

بڑا رنج ہوا لازم ہو کہ تم بھی صبر کرو اگر چاہا سامری نے تو بہت جلد انکے قاتلون کو ہم قتل کرینگے اور تمھارے فرزندون کا انتقام خون لینگے یہ لکھ کر ایک ساحر کو دیا کہ وہ جہان مصور رہتا ہو اس شہر مین لے گیا واضح ہو کہ جلاد جادو ایک ساحر سابق مین قتل ہو چکا ہو مگر وہ ملازم تھا شاہ طلسم کا اور یہ جلاد سردار مصور ہو خلاصہ یہ کہ جب نامہ جلاد کو پہونچا مرگ فرزند کا حال پڑھکر آتش رنج سے سینہ کباب ہو گیا اور شعلہ آہ جگر سے اٹھا اسی ہزار کا یہ افسر ہو انتظام ملک کے لیے مصور اسے چھوڑ آیا تھا اس لشکر کو اسنے پڑھتے ہی نامہ کوچ کرنے کا حکم دیا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر مین کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے بہادر مرکبون پر بیٹھکر چلنے پر تیار ہوے جھانجھین بجنے لگین قرنا کو دم ملا پیتل کی تھالیان اسقدر بلند ہوئین کہ بر بجی محالک سر پر چھایا ہوا تھا ناقوس کی صدا سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی غرضکہ بڑے کر وفر جاہ حشم سے یہ جلاد اژدہے پر چڑھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و مراحل لشکر مصور مین پہونچا اور لشکر کو حکم اُترنے کا دیا کہ سب خیمہ وغیرہ استاد کر کے اُترے اور یہ بارگاہ مین آکر مصور کے قدم سے لپٹ کر خوب رویا کہ ہاے میرا سارا گھر تباہ ہو گیا افسوس میرے شیر بادیہ ہلاکت مین جاکر مقیم ہوے واے صد واے میرے گھر کے چاند حضیض مرگ مین گرفتار ہوے مصور نے اسکو بہت تسلی دی اور کہا صبر کرو اسنے کہا صبر تو کیا ہی ہو لیکن اب اجازت دیجیے کہ لشکر مہرخ جاکر تہ و بالا کر دون اور عمرو کو اس طرح مارون کہ دشمنون کے حواس جاتے رہین مصور بولا کہ مہرخ سامری کے باغ مین سنا ہو کہ گئی تھی اور سحر جاکر جگا لائی ہو کچھ پھول وہان سے لیکر آئی ہو اسکا ردتم سے نہو سکے گا مین پوتا سامری کا ہون اسکے سحر کا رد اپنے پاس درست کر لون تو مقابلہ کرنا اچھا اب خیمہ مین جاکر آرام کرو اور یہ بتاؤ کہ کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے یا الگ نوش کرو گے جلاد نے عرض کی کہ فرط قلق سے غذا بالکل ترک ہو گئی ہو جو کچھ نوش کیجیے گا اپنا اوش سمجھ لیجیے گا یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اور آرام پذیر ہوا اور طائران سحر نے جاکر بعد دعا و ثناے شہنشاہی کے مہرخ سے سب کیفیت یہان کی عرض کی عمرو یہان آچکا تھا سارا حال سنکر گویا ہوا کہ چلکر میان جلاد کو بھی ذرا دیکھ آئیے یہ کہکر چلا اور عیار بھی روانہ ہوے مگر عمرو جب لشکر حریف مین آیا دیکھا کہ ایک بکاول کسی طرف جاتا ہو اسکے پاس آکر گویا ہوا کہ بھائی ہم بھی تمھاری برادری مین سب طرح کا کھانا پکانا جانتے ہین مگر بیکار رہین کہین ہمکو بھی آدمو سیر آٹے سے لگادو بکاول نے کہا پھر کسی وقت تم میرے پاس آنا تو کچھ تدبیر کرونگا عمرو نے کہا اچھا لیکن ایک

بات میری الگ اگر معلوم ہو اسکے کہنے سے کسی گوشے مین آیا عمرو نے حباب بیہوشی منھ پر مار کر اسکو
بیہوش کر کے اسکا پیرہن اتار لیا اور اسی کی ایسی صورت بنا تھال ہاتھ پر رکھکر کپڑون پر تیل گھی ہلدی
سا لیکے دھبے لگا کر اور تھال مین مٹھائی اور سموسے اور پکوان آغشتہ بدارو سے بیہوشی چھنکر رومال
سفید سے ڈھانک کر بارگاہ مصور مین آیا مصور کھانا کھانے کے لیے جلاد سے تو پوچھ ہی چکا تھا
جبکہ وہ چلا گیا تو اسنے دربار برخاست کر کے دسترخوان بچھوایا تھا اور مع اپنی زوجہ کے مصروف
خورد و نوش تھا کہ بکاول نے جا کر سلام کیا اور تھال سامنے رکھدیا مصور نے پوچھا کیا ہے عرض
کیا کہ مٹھائی اور پکوان جلاد نے حضور کے لیے بھیجا ہے مصور خوش ہوا اور اپنی بی بی سے کہا لو یہ عمدہ
پکوان ہے کھاؤ صورت نگار نے کہا آپ کھائیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر دوسرے
خیمہ مین گئی وہان تمام ایسی مٹھائی اسنے بنوا کر رکھ چھوڑی ہے اسوقت چاہا کہ جلاد نے جو مٹھائی
بھیجی ہے اس سے اپنی مٹھائی مقابل کرون کہ کونسی عمدہ اور لذیذ ہے غرضکہ یہ تو ادھر آئی اور ادھر
مصور نے مٹھائی کھائی عمرو نے اپنے پاس سے جو دو چار خدمتگار وہان تھے انکو بھی کچھ مٹھائی دی
کہ تم ہمیشہ اپنی سرکار کے آگے کا اولش کھاتے ہو مجھکو یقین لذت یہان کے کھانے کی بخوبی معلوم ہے ہمارے
ہاتھ کی بھی بنی ہوئی چیز کھاؤ مگر ایمان سے کہنا کہ یہ لذیذ اور تحفہ ہے یا تمھارے یہان کی بھی
عمدہ ہوتی ہے اس تقریر کو سنکر مصور نے ملازمون سے کہا کہ ہان کھاؤ اور انصاف کرو کہ کس
یہان کی عمدہ ہے خدمتگارون نے حسب اجازت گوشہ مین الگ لیجا کر مٹھائی کھائی جب وہان
سے آنے لگے بیہوش ہو کر گرے مصور اٹھا کہ دیکھون آدمیون کو کیا ہوا یہ بھی بیہوش ہو کر گرا
عمرو سمجھا کہ صورت نگار آجائیگی تو سب کام بگڑ جائیگا جلد کوئی تدبیر کرے یہ سوچکر مصور کو
ایک چاندنی مین گٹھری کی طرح باندھا اور سر پر رکھکر باہر بارگاہ کے یہ کہتا ہوا نکلا کہ مین ایسی
نوکری سے باز آیا مین نے بکاولون مین نوکری کی ہے کچھ مزدورون مین نہین کی باہر ایک آدھ
ساحر نے پوچھا بھی کہ میان بکاول کہتے کیا ہو جواب دیا کہ حضور ادھر سے جلاد نے تھال
مٹھائی کا لدوا کر بھیجا یہان سے انھون نے یہ گٹھری دی کہ لیتا جا بھلا خداوندمین بکاول نہ ٹھہر
مزدور ٹھہرا اس گفتگو کو سنکر ساحر سمجھے کہ مصور نے یہ گٹھری شاید جلاد کو بھیجی ہے یہ سمجھکر کوئی اسکا مزاحم
نہوا اور عمرو اسکو لیے ہوے لشکر سے نکلکر صحرا کی طرف چلا کہ یون یہ ہلاک نہین ہوتا چلکر زمین مین
دفن کر دون یا کسی پہاڑ پر سے پھینکدون غرضکہ یہ تو ادھر گیا اور اس طرف صورت نگار مٹھائی لیکر آئی
خدمتگارون کو بیہوش پایا اور شوہر کا اپنے نشان نہ دیکھا لوگون سے باہر آکر پوچھا کہ مالک تمھارے

کہان ہین اُنھون نے کہا کہ اندر ہی تھے بلکہ بکاول جو آیا تھا وہ ایک گٹھری لے گیا ہی بس یہ سُنتے ہی اسنے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور کہا افسوس عمرو انکو پکڑے لے گیا ہو اور وہین سے تپیا بانزور سحر اُڑکر چلی لیکن باغ سیب مین افراسیاب سے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مرشدزادے پر نہین معلوم کیا گذری ذرا آپ کتاب تو دیکھیے شاہ جادوان نے کتاب دیکھکر سارا ماجرا لڑائی کا بیان کرکے کہا اب عمرو اُن کو پکڑ لا رہا ہی ہلاک کیا چاہتا ہی یہ کہکر کتاب بند کی اور دو ساحر آفتاب جادو ومہتاب جادو کہ حاضرین دربار سے ہین حکم دیا کہ جلد لشکر کے قریب کوہستان ہی وہان جاؤ اور مصور کو عمرو سے بچاؤ حسب الحکم وہ دونون ساحر بھی روانہ ہوے ادھر صورت نگار جو روتی ہوئی چلی سارے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ عمرو مصور کو گرفتار کرلے گیا ہو صدہا ساحر چار سمت کو بہر تجسس چلے اور جلاد نے بھی یہ کیفیت سُنی ازبسکہ یہ پیشتر ہی سے آمادہ حرب پیکار تھا گرفتاری مصور سُنکر شل مار دم بریدہ کے برخود پیچیدہ ہوا اور خیال کیا کہ جبتک مصور کا پتا معلوم نہ ہو تو چلکر لشکر مہرخ پر حملہ کرو اور سر باغیون کے کاٹ لاؤ بس اسی غصے مین سرداران لشکر کو حکم دیا کمربندی کا اور آپ بھی اژدہے پر بیٹھکر مسلح و مکمل ہوکر چلا ایک لمحہ مین اسی ہزار ساحران غدار بصورت ہاے عجیب وباشکال غریب ڈمرو بجاتے ترہیان پھونکتے رال کے شعلے اُڑاتے چلے نظم

کسایا گھوڑون کو باندھا کمر کو	لگایا جسم پر تیغ و تبر کو
نشان اور بان کے کھولے پھریرے	سلاح حرب تھا سب ہاتھ اُنکے
درشتی سے ہوے آمادہ جنگ	ستمگاران و بدین و بد آہنگ
بھرے غصے میں و ہاتھون مین شمشیر	کہ جیسے گرسنہ ہووے کوئی شیر

اس لشکر کو اپنے عسکر نصرت اثر کی جانب عیارون نے جاتے دیکھا بارگاہ مین سامنے بادشاہ لشکر کے آکر عرض رسا ہوے کہ بیت

ملک کو کبہ شاہ جمشید وبخت	فلک مرتبہ ماہ و خورشید تخت

خواجہ عمرو مصور کو پکڑ لے گئے اسی غصہ مین جلاد بدنہاد مع اسی ہزار ساحر کے لشکر حضور پر آکر گرا چاہتا ہی عین غفلت مین بندگان شہنشاہی کو ضرر پہونچانے آتا ہی مہرخ نے یہ فطرت اور چالاکی عمرو کی سُنکر ہنس دیا اور کہا خدا کرے بجڑا مصور مارا جاے یہ کہکر نفیر سحر بجائی کہ خبر اسکے لشکر مین پہونچی جلد جلد فوج مین کمربندی ہوئی افسر مسلح و مکمل ہوے کہ نظم

ادھر سے بھی جنود نصرت آئین — ہوئے راہی پے تنبیہ بیدین
سراسر تیغ زن اور صف شکن تھے — بس اک کٹ اک زبان اور اک سخن تھے
سبھی گرگ کہن تھے اور سبھی شیر — کہین کیا زندگی سے تو جوان سیر
سراسر پر جلادت ان کو کہیے — نہنگ بحر جرأت ان کو کہیے
ہوا جب متصل دشمن سے لشکر — ہوا غالب نہایت خوف اسپر
قیاس وفہم سے باہر تھی وہ فوج — مسلح اور مکمل صورت موج

جب دونون لشکر مقابل ہوے صفین جم گیئن بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے نقیب للکارنے لگے بہادر ڈھال تلوار کھڑکھڑانے لگے جلاد میدان مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے نمک حرامو آؤ میرے مقابلہ مین ایک ساحر صرصر سے اجازت لیکر سامنے گیا اور نارنج اسپر لگایا جلاد نے خالی دیکر جو تیغ مارا یہ ساحر جان بحق تسلیم ہوا اور اسی طرح چند ساحر ملازم صرصر مارے گئے اسوقت سرخمو نے نکلا ایک ناریل مارا جلاد نے اشارہ کیا کہ ناریل اٹھا پھر گیا سرخمو زمین مین سما گئی جلاد نے سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا ابر گھر آیا اور پتھر برسنے لگے صرصر نے سحر پڑھکر سپرین فولادی ہر ایک لشکری کے سر پر ظاہر سایہ فگن ہوئین پھر صرصر نے آگے تخت بڑھا کر ایک گولا فولادی مارا جلاد اژدہے بنکے اڑ گیا گولے نے اژدر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن جلاد کے اڑنے سے فوج نے اسکی جانا کہ اللہ بیلا کام آیا معلوم کیا لشکر لینا لینا کہکر چلا ادھر سے صرصر نے بھی حملہ کیا دونون لشکر باہم مل گئے شور قیامت خیز بلند ہوا ساحر سے ساحر لپٹا بہادر سے بہادر بھڑ گیا مار و عقرب برسنے لگے اسوقت صرصر جو سحر جگالا لائی تھی ری آغاز کیے اور جسکو دیکر گولا مارا راستہ راہ سقر کا دکھایا اور ابر زرد و سرخ وغیرہ لشکر جلاد پر آکر محیط ہوے سلین رن کی پیکان تیر اور پتھر وغیرہ برسنے لگے اور عین جنگ مین جلاد نے آکر صرصر پر ایک نارنج مارا اسنے نارنج خالی دیکر شمشیر سحر کا ایک ہاتھ مارا کہ اس بیحیا کے دو ٹکڑے ہوے شور اتنے مرنے کا بلند ہوا اور افسر کے مرنے سے فوج مین بھگدر پڑ گئی ولاوران نصرت شعار نے سبکو زیر تیغ رکھ لیا۔ ابیات

مدد اسنے طلب اللہ سے کی — وہ جنگ آغاز بسم اللہ سے کی
یہ جانبازون کا تھا اسوقت عالم — کہ جیسے گوسفندون مین ہو ضیغم
کیا تیرون نے انکے ترک ترکش — ملا ترکش انھین پہلوے سرکش
جو دشمن تھا بسان کوہ البرز — کیا سرمہ لگا کر آسپہ اک گرز
ہوئی تیر و تفنگ اسجا ایسی بوچھار — کہ آئینے مشبک تھے زرہ دار

حاصل کلام جب فوج مین ہزیمت پڑی مصور وحیرت ہرچند کہ قریب آتری ہوئی تھی مگر نہ صورت نگار تھی نہ حیرت موجود تھی اس فوج نے افسرون کے نہونے سے جنگ آغاز نہ کی اور بد دل لشکر جلاد کو نہ دی یہ لشکر سراسیمہ و بدحواس بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہوگیا اور مہرخ بفتح وفیروزی قتل و غارت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر بھی آرام پذیر ہوا سردار بھی عیش مین مصروف ہوے لیکن عمرو کا بھی حال سنیے کہ جب مصور کو لیکر چلا از بسکہ وہ بنیرہ سامری ہے راہ بھولکر صحرا مین پھرنے لگا دل سے کہتا تھا کہ ہمیشہ تو ادھر سے آیا جایا کرتا تھا آج راستہ نہ ملنے کا کیا سبب ہے اسی سوچ مین متصل ایک کوہ کے پہونچا دیکھا درے مین ایک پہاڑ کے راستہ ہے اندر درے کے آیا اور مصور کو زمین پر رکھو لا چاہا کہ تصویر اپنی اتارون دیکھا تو تصویر گلے مین نہین ہے پھر جب الگ ہٹا تصویر دیکھی کہ گلے مین ہے سمجھا کہ اسکے سحر کے باعث سے تصویر چھپ جاتی ہے اور فی الحقیقت گمان اسکا صحیح تھا یعنی جب سے عیار دھوکا دینے لگے تو مصور نے سحر کیا ہے کہ جب مین قید ہو جاؤن تصویر چھپ جائے غرضکہ جب تصویر نہ اُتار سکا چاہا اسکو کسی طرح مار ڈالون اسوقت ایک جانب کو رونے کی آواز سُنی معلوم کیا کہ صورت نگار گریان و نالان شوہر کو تمام مین ڈھونڈھتی پھرتی ہے یہ معلوم کرکے تصور کیا کہ یہ بمشکل ہلاک ہوگا اور جورو اسکی تجسس کنان ادھر بھی آئیگی تو آفت ڈھائیگی بس اس فکر کے کرتے ہی بہت جلد صورت اپنی مثل ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کے بنائی مشعل آتش ہاتھ مین لیکر دھوتی تہمری باندھکر ماتے گلے مین پہنے سانپ موم کے بنے ہوے سر سے پیٹے اور مصور کو فلیتہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کر دیا جب اسکی آنکھ کھلی پوچھا کہ یہان مین کیونکر آیا اسنے کہا مین طلسم باطن کا رہنے والا ہون حسب اتفاق ایک کام کو جاتا تھا ادھر آنکلا ایک ساحر کو دیکھا کہ وہ آپکو ہلاک کیا چاہتا ہے مین نے نعرہ کیا کہ باش اے مکار اور چاہا کہ اسکو گرفتار کرون وہ عیار یکایک غائب ہوگیا مین نے آکر آپ کو ہوشیار کیا یہ تقریر سُنکر مصور نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا وہ عیار عمرو تھا جو کہ فوراً غائب ہوگیا گلیم اوڑھ لی ہوگی اور آپنے آکر میری جان بچائی مین احسانمند ہوا تمام عمر آپکا شکریہ ادا کرونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ بی بی بھی اسکی ڈھونڈھتی ہوئی آئی اور شوہر کو اپنے زندہ دیکھکر مسرور ہوئی مصور نے کہا میری زندگی کا تو یہ صاحب جو پاس کھڑے ہین باعث ہوے ورنہ عمرو تو کام تمام کر چکا تھا صورت نگار سارا ماجرا سُنکر ممنون ہوئی اور پوچھا کہ نام نامی اور اسم گرامی آپکا کیا ہے عمرو نے کہا دانائے جادو اس خاکسار کو کہتے ہین اور حیلہ ساز جادو بھی نام کرتے ہین مصور نے اپنی بی بی سے کہا کہ نظم

کی عرض کہ آپ ہین فلک جاہ
مداح ہو گیا زبان میری
احسان ہی آپ کا کرم ہی
روشن ہو قدم سے کفش خانہ
بولا وہ شہنشہ نکوذات
تکلیف تکلفات کیسی
اصرار بڑھا جو آخر کار

احسان کیا جزاکم اللہ
دولت جان آبرو حکومت
بار منت سے پشت خم ہی
دعوت وہین نوش جان کرین آپ
کافی ہی یہ باہمی ملاقات
بولا وہ کہ ہان یہ سب بجا ہی
ساتھ اسکے چلا وہ مرد ہشیار

حضرت نے بچائی جان میری
سب بچ گئی آپ کی بدولت
چلیے مرے ساتھ جا بخانہ
اپنا مجھے میزبان کرین آپ
احسان یہ کیسا بات کیسی
خاطر شکنی کہان روا ہی
سب ملکر جو روانہ ہوئے مصور

نے کہا بروے فلک اڑکر چلین کہ عیاری کی زحمت سے بچین عمرو نے کہا اس جگہ کا سبزہ قابل دید ہی تفریح کنان تشریف لیچلیے دل خرم کو شاد کیجیے عمرو کے کہنے سے پیدل روانہ ہوے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ مہمان بلاکو عش نے خاصدان نکالا اور روبروے میزبان کیا مصور نے کہا آپ نوش فرمایئے اسنے جواب دیا کہ اب انکار بیجا ہی ہمارا آپکا ایک معاملہ ہو اسوقت مصور نے ایک گلوری آپ لیکر کھائی اور ایک لیکر اپنی بی بی کو دی حلق سے پیک اُترنا تھی کہ دونون چکر کھاکر گرے اور بیہوش ہو گئے عمرو نے چاہا کہ دونون کو باندھکر اپنا راستہ لو اسوقت آفتاب ومہتاب جادو فرستادہ شاہ جادوان آکر پہونچے لیکن خدا کو بات رکھنا عمرو کی منظور تھی ان دونون نے طلسم ظاہر کے کوہستان مین پہونچکر سحر ایسا پڑھا کہ مصور اور جو اسکے ساتھ ہو وہ ہمارے پہونچنے تک بیہوش ہو جائے اور یہ سحر اس خیال سے انھون نے کیا کہ نیرکا سامری کو تو ہم ہوشیار کر لین گے لیکن عیار جو انکے ساتھ ہوگا وہ بھاگ نہ سکیگا پس ادھر انھون نے سحر کیا ادھر عمرو نے گلوریان کھلائین وہ دونون تو بیہوش تھے کہ تیسرا عمرو بھی بیہوش ہو گیا آفتاب ومہتاب نے آکر دیکھا کہ مصور اور اسکی زوجہ اور ایک ساحر اور بیہوش پڑا ہی انھون نے رد سحر اپنا پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہو گیا لیکن وہ دونون کسی طرح نہ چونکے کس لیے کہ بیہوشی کی گلوریان کھاکر بیہوش ہوے تھے فی الجملہ جب یہ ہوشیار نہوئے انھون نے عمرو سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی عمرو نے کہا مین بھی انکو ہوشیار کر رہا تھا کہ تم آئے مجھے بھی نہین معلوم کہ یہ کیونکر بیہوش ہین تم ٹھہرو مین پانی لاؤن شاید عیار انکو بیہوش کر گیا ہو یہ کہکر چاہتا تھا کہ یہان سے ٹلجائے مگر ان دونون نے کہا کہ ایسا نہو کہ یہ پانی لینے جائے اور عیار آکر ہمین ستائین یا کچھ اسی ساحر کا فتور ہو بہر صورت ان تینون کو سامنے افراسیاب کے لیجانا چاہیے یہ سوچکر فوراً سحر پڑھا

کہ عمرو پھر بیہوش ہو گیا تخت سحر پر لٹا کر تینوں کو پرواز کر کے چلے اور دریائے سحر سے جب پار اترے
دو ایک ساحروں کی زبانی سنا کہ شہنشاہ گنبد نور پر جو برج کہ مینا نگار ہی اور وہاں سے لشکر طلسم
ظاہر کے دکھائی دیتے ہیں تشریف لے گئے ہیں یہ بھی اُسی سمت چلے آخر برج مینا پر آئے شہنشاہ
کو سلام کر کے عرض پیرا ہوئے کہ غلامان جانباز نے یہاں سے جا کر سحر کیا کہ نبیرہ سامری اور انکی
زوجہ اور یہ ساحر جو انکے پاس پڑا ہی بیہوش ہو گئے مگر اب جو سحر رد کرتے ہیں تو ایک شخص تو ان
میں کا ہوشیار ہی اور مصور وغیرہ نہیں ہوشیار ہوتے ہیں یہ کہکر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اسنے
دیکھا کہ ایک گنبد فلک فرسا تعمیر بصد تزئین ہی معلوم ہوتا ہی کہ قصر بہشت بریں ہی زبان فکر رسا
روبرو اسکی رفعت کے کوتاہ ہی سائبان چرخ اسکے دامن میں پوشیدہ ہی جواہر مرصع کار مینا
کیا ہوا سقف و ستون میں لگا ہی شیشہ آلات فرش و میز و کرسی و دنگل سے آراستہ ہی گھنٹے
ہزاروں ٹنگے ہیں ہزاروں ساحر دست بستہ روبروے تخت شہنشاہی حاضر ہیں حیرت بھی
پہلو میں جلوہ گر ہی کہ بمقتضائے نظم

نہالی دران قصر زیبندہ دید	بہشتی سرائے فریبندہ دید
پر از حور آراستہ چون بہشت	بہشت زمین گشت عنبر سرشت
زبس گوہرین گوش گردن کشان	شدہ چشم بینندہ گوہر فشان
ز تابندہ یاقوت و رخشندہ لعل	خرامندہ را آتشین گشت نعل
تگرگان دریا بہم تاختند	ہمہ جوہر این جا بر انداختند

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اور بہ ادب تمام رسم سلام بجا لاکر
دعا و ثنائے پادشاہی نہایت فصاحت سے ادا کرنے لگا کہ نظم

نخستین ثنائے جہاندار گفت	کہ بادا جہاندار با کام جفت
از و خشہ نش یاد سالار دہر	ز نوشین جہان باد بسیار بہر
سر سبزش از شادی افراختہ	سر خصم در بالیش انداختہ
سر تخت جمشید جائے تو باد	سر سروران خاک پائے تو باد
نہ پیچید کسے گردن از رائے تو	سر مایہ پاینگہ پائے تو

ای شہریار گردون وقار آپ کے ملازم آپ ہی سحر کرتے ہیں اور آپ ہی اسکو رد نہیں کر سکتے یہ
کہکر اپنے جھولے سے سحر کے ایک کوزہ آب نکالکر دکھلانے کی راہ سے کچھ سحر پڑھکر پھونکا اور

چھینٹا **مصور** اور اُسکی بی بی کے مُنھ پر دیا کہ دونون کی آنکھ کھلی اور اُٹھکر شہنشاہ ساحران کو
دیکھکر حیرتناک ہوے کہ ہم یہان کیونکر آئے اسوقت **عمرو** نے واویلا مچائی کہ اچھی آپ دعوت
کرنے لیچلے تھے کہ گرفتار ہوکر مین یہان آیا آپ نبیرہ سامری ہین شاید بھینٹ مین میری جان
لیجیے گا **مصور** نے بعد رسم سلام و تعظیم وغیرہ پوچھا کہ ہمکو یہان کون لایا شاہ نے کتاب دیکھکر
بھیجنا **آفتاب و مہتاب** کا بیان کر اے کہا کہ انھین دونون نے سحر سے آپ کو بیہوش
کر دیا تھا اور پوشیدہ طور پر سحر کیا تھا ورنہ آپ ایسے معززبیہوش نہوتے یہ بیان سُنکر
مصور نے ہاتھ پکڑ کر **عمرو** کا سامنے شاہ جادوان کے کہا کہ یہ شخص ہمارا محسن ہی اور تفصیل
عمرو کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور پھر ہوشیار ہوکر دانا ے جادو کو پانا بیان کیا شاہ نے یہ
ماجرا سُنکر **دانا ے جادو** کو خلعت دیا اور کرسی زرین پر انکو بٹھایا **مصور** کو مطلق نہ معلوم
ہوا کہ اسی کی گلوریون سے مین بیہوش ہوا تھا بلکہ **آفتاب** وغیرہ کے سحر سے سمجھا کہ بیہوش
ہوا تھا غرضکہ بعد کچھ دیر کے کہا اے شہنشاہ اب مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون
بادشاہ طلسم نے کہا اے مرشدزادے آپ بیکار تکلیف کرتے ہین مجھے میلا کرنے دیجیے تامل فرمایئے
اسنے کہا آپ کو اختیار ہی مین لشکر مین جاکر ٹھہرتا ہون آپ میلا کیجیے جو کچھ مجھسے تصویرین
کھنچ سکینگی مین بھی کھینچون گا یہ کہکر تخت سحر پر **دانا ے جادو** کو بٹھاکر مع اپنی بی بی کے روانہ
ہوا اور دریاے سحر کے پار آیا مگر **عمرو** نے دل مین غور کیا کہ اگر اسکے ساتھ جاؤگے ایسا نہو کہ وہان
عیاری کرنے مین عرصہ ہو اور شاہ طلسم میلا شروع کرے اور تم سے بچاؤ کی تدبیر نہو سکے بہتر یہ ہی
کہ تم بھی چلکر کوئی فکر معقول کرو یہ سوچکر **مصور** سے کہا ذرا تخت اُتاریے مجکو پیشاب کی احتیاج
ہی اسنے تخت اُتارا **عمرو** نے کہا سامنے لشکر دکھائی دیتا ہی آپ تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون
مصور بھی سمجھا کہ قبل سے مین جاکر سامان دعوت مہیا کرون اس خیال سے وعدہ حتمی لیکر
آگے روانہ ہوا اور **عمرو** وہان سے اصلی صورت اپنی بناکر اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین پہونچکر
کرسی پر متمکن ہوا **مہرخ** نے حال فتحیابی جنگ اور قتل ہونا جلاد کا بیان کیا اس مژدہ کو سُنکر
خوش ہوا پھر اپنی سب کیفیت بیان کی کہ مین گنبد مینا پر بھی ہو آیا اسکی فطرت پر ہر ایک کو
حیرت ہوئی آخر شمع راے روشن کرکے تدبیر اپنے بچاؤ کی میلا ہونے سے قبل سب کرنے لگے
اور ادھر **مصور** نے **دانا ے جادو** کا بہت راستہ دیکھا جب وہ نہ آیا کچھ سحر پڑھا کہ ایک تصویر
زمین سے نکلی اُس سے کہا **دانا ے جادو** جہان ہو وہان سے جاکر بلا لا تصویر نے قہقہہ مارا

اور کہا حضور وہ تو عمرو عیار تھا اور جملہ کیفیت اسکی بیان کی مصور کے ہوش اڑ گئے ادھر جلاد کا قتل ہونا جنگ کی کیفیت سنکر بولا کہ مقرر یہ طلسم برباد ہوگا عمر طلسم کی پوری ہو چکی ای یہ کہہ ای رہا تھا کہ ایک پتلا نامہ شاہ طلسم کا لایا اسکو پڑھا لکھا تھا کہ ای مرشد زادے دانائے جادو ہمیں مرد زیرک معلوم ہوتا ہی بعد دعوت کے اسکو رخصت نکرنا ہم اسکو اپنا ملازم کرکے رتبہ و مرتبہ عطا کرینگے جب یہ مضمون پڑھا خجل ہو کر لکھا کہ دانائے جادو عمرو عیار تھا یہ نامہ جب پتلا شاہ طلسم کے پاس لے گیا اور اسنے بھی کتاب سامری دیکھکر سارا حال دریافت کرکے کہا افسوس کیا کیا ذلتیں یہ عیار دیتا ہی اور ہم لوگوں کو اندھا بنا کر آنکھوں میں خاک ڈالتا ہی خیر اب ای حیرت تم جاؤ اور انگشتری جمشید لاؤ کہ میں میلا کرکے ایک متنفس کو بھی ان میں سے باقی وزندہ نہ رکھوں حیرت یہ حکم شاہ سنکر انگشتری لانے کی فکر میں مصروف ہوئی

داستان خاتمہ جلد اول نامہ آنا لقا کا پاس افراسیاب کے اور جانا مدد کو پیکان جادو کا اور مقابلہ لشکر اسلام سے کرنا اور عیاران لشکر کا عیاریاں کرنا اور لشکر مہرخ پر ہوشیار بن اژدر سوار جادو کا تخت لانا اور قتل کرنا اسکو عمرو کا پھر لانا حیرت کا انگشتری جمشید افراسیاب کی بوٹیاں چڑھا کر پنجہ جمشید کو اور میلا ہونا چاہ زمرد پر اور جمع ہونا جملہ ساحران طلسم کا میلے میں اور گرفتار ہو جانا سب لشکر مہرخ کا اور چھڑانا عمرو کا عیاری کرکے اور لوٹنا میلے کو پھر بھاگنا مہرخ کا اور تعاقب کرنا افراسیاب کا پھر دھوکا دیکر شبخون مارنا مہرخ کا اور پھر تعاقب کرنا اسکا افراسیاب کا اور بھاگنا مہرخ کا آخر آنے سے عشاق جادو کے پناہ پانا اور جانا عمرو و مخمور کا طلسم نور افشاں میں طلسمی عجائبات دیکھتے ہوے پاس کوکب روشن ضمیر کے مولف

	بار احسان سے سر فگندہ رندوں کو امیدواری کب تک		ساقی ہوں میں تیرے در کا بندہ ساقی غفلت شعاری کب تک	

کر آتش مے کو تیز تر جلد
بوتل کا اگرا دے کاگ ساقی
کہسار سے ابر پھر گھر آئے
اس سال ہی میکشوں کا میلا
پھر بادہ کشوں کے جھمگھٹے ہیں
میلا نئے رنگ کا ہی ساقی
دوکانیں شراب کی لگی ہیں
ہر سمت ہیں مہوشوں کے جھمگھٹ
ہنگامۂ عیش ہر طرف ہی
شیشے مے سرخ کے چنے ہیں
ہی باغ کھلا ہوا ہر اک سو
ہیں جام برنگ لالہ و گل
ہیں جھومتے مست انجمن میں
صراف برنگ گل ہیں زردار
لون داغ لعل ودُر ہیں پُر نور
اسباب دکانوں میں دھرا ہی
ساقی موسم بہار کا ہی
ہی سوسن دہ زبان سے جولاگ
صدبرگ نے سیکڑا لیا ہی
سوسن جو اٹھائے بیس میں تسلو
اٹھ جائیں جو سو تو پھر ہزارا
مجکو بھی پلا دے بادہ ساقی
دکھلا دن بہار باغ نیرنگ
ہو نشۂ مے سمند چالاک
دریاے لہو کی ہو روانی

ق

ساقی بطِ مے کے کھول پر جلد
اس دل کی بجھا دے آگ ساقی
میخانے میں بادہ کش پھر آئے
رندوں کا ہی ہو جگہ یہ جلسا
میخانے میں رند پھر ڈٹے ہیں
جلسا نئے ڈھنگ کا ہی ساقی
کیا دل کو سرور دے رہی ہیں
ہر جا ہیں تماش بینوں کے ٹھٹ
میخانے میں بجتے ہیں دت ونی
سیخوں پہ کباب بھن رہے ہیں
شمشاد قدوں میں گل کی ہی بو
بلبل کی صدا ہی شور قلقل
جیسے جھومیں شجر چمن میں
پھولوں کی طرح چنے ہیں دینار
جس طرح چمن میں تاک انگور
گویا کہ چمن ہرا بھرا ہی
غنچہ در گل لٹا رہا ہی
بھڑکی ہی چمن میں رشک کی آگ
اسبات پر اپنی جسم گیا ہی
ریتی نہ ہو بات ہی یہی تو
تو ٹرا اپنا لٹا دے سارا
لکھوں وہ فسانہ جو ہی باقی
ہی شاہِ طلسم سے مجھے جنگ
پامال کرے عدو کا ادراک
یا دورۂ جام ارغوانی

بدلی جو ہوا آنکھ محتسب کی — ہر بادہ کش اسکو سمجھے بدلی
پیشانی مین چین اگر وہ ڈالے — میخوار اسے موج بحر جانے
بجلی کی طرح جو چمکے تلوار — سمجھین کہ ہی موج بحر ذخار
آنکھون مین ہو ڈھال کی سیاہی — سمجھین کہ گھٹا ہی گھر کے آئی
گلہاے دہان زخم خندان — پھولون کے نظر پڑین خیابان
ہو نشہ مے مین اسقدر چور — سمجھین لب تیغ عارض حور
ای جاہ یہ جوش طبع تا کے — مشتاق فسانہ انجمن ہی
زینت دہ انجمن ہو تم جاہ — لکھو پھر داستان دل خواہ
از موبد کہنہ این حکایت — آراستہ شد بدین روایت

طلسم سازان نیرنگی بیان و نیرنگ طرازان رنگین داستان جانستان جلسہ افسانہ طرازی و جمع کنندگان مجمع تحریدہ پردازی بہزاران زیب و زینت مشتاقان کلام دلچسپ کا یون جلسہ جماتے ہین اور تماشاگاہ سخن مین بدستیاری خامہ جادو نگار ارباب سیر کو اس طرح میلا دکھاتے ہین کہ جب حیرت پر کدورت حسب الحکم افراسیاب بے حجاب عازم ہوئی کہ واسطے لینے انگشتری جمشید کے جاؤن ہنوز روانہ نہ ہوئی تھی کہ پنجہ پھر نامہ لقا لایا شاہ طلسم نے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ ای بندۂ خاص ہمارے ہمین خدا پرستون اور عیارون نے بہت تنگ کیا ہی اور تو ہماری خبر نہین لیتا ہی ہمنے اٹھارہ ہزار ملک باختر تیرا نام ہونے کے واسطے چھوڑے کہ سب بندے مغضوب تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہون اور فی الجملہ کسی ساحر زبردست کو اس طرف جلد بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر اور سمت کو چلے جائینگے اس مضمون کو پڑھکر افراسیاب نے کچھ سحر پڑھا کہ تھوڑے عرصہ مین آندھی آئی اور بگولے کے مانند ایک ساحر زرد روسیہ قلب آمڑتا ہوا سامنے شاہ طلسم کے آیا تسلیم کی نذر دی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا شہنشاہ ساحران نے اس سے ارشاد کیا کہ اے پیکان جادو تم بمدد خداوند جاؤ لیکن طلسم مین میلا ہونے کو ہی اتنا جلد دشمنان خداوند کو ہلاک کرنا کہ میلے مین آکر شریک ہونا پیکان یہ حکم سنتے ہی فوراً پھر کر اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر چلا یہ تو اس طرف سے روانہ ہوا مگر لشکر امیر کا حال سنیئے کہ جمہور جہان سوز ترتوسی شہنشاہ تبرزن پسر خواندۂ امیر نے اجازت شکار کی امیر سے لیکر سامان صیدافگنی فراہم ہونے کا حکم دیا اسی وقت سے باز تیز پرواز و طائران جانستان مرغان

لیکر لوگ حاضر ہوے اور صیادان عنقا شکار جانوران شکاری کو سامنے لائے وقراول اور بہلیے چیتے اور کتون کو لیکر روانہ ہوے یہ سامان اسوقت سے کہ دام دار فلک نے مرغ زرین بال مہر کو رشتہ ظلمت شب مین گرفتار کیا اور قفس مغرب مین لیجا کر بند فرمایا ہوا کیا کہ نظم

شب آہنگ چون برزد از کوہ دود ۔ بر آہنگ شب مرغ دستان نمود
بر آویخت ہندوے چرخ از کمر ۔ بہار و لی شہ جرسہاے زر

آخر وہ وقت آیا کہ بیضۂ خورشید بطن زاغ شب سے نکلا اور دام کہکشان کو صیاد روزگار نے لپیٹ کر دانۂ نجم اٹھا لیا کہ نظم

چو صبح اندم گرگ برزد زبان ۔ بجفتن در آمد سگ پاسبان
خروس غنودہ فرو کوفت بال ۔ دہل زن بزد بر تبیرہ دوال

صبح کو نماز پڑھکر شاہزادہ سوار ہوا اسپ صرصر تک کو بوقدمے برلگاے دشت نزہت افزا کی سیر کرتا اور صناعی نیرنگ طراز قدرت کی دیکھتا روانہ تھا تا اینکہ چراگاہ وحشیان کے متصل پہونچکر صید افگن ہوا اور جانوران پرندے آشیانہ دہر اور مرغزار دنیا کو خالی کیا نظم

دران دشت از صدای طبلک باز ۔ ہمہ مرغان صید افگن بپرواز
زیکسو بردہ بازان سبک خیز ۔ بخون صید کردہ چنگ را تیز
وزان جانب دگر شاہین تاراج ۔ ربودہ نقد جان از کبک و دراج

جب طائران دشت سے گردون پر موے اور روے گردون خالی نظر آیا اسوقت عنان توسن خوش خرام کو شکار گور و گوزن کی جانب منعطف فرمایا ناگاہ ایک ارنا بھاگا ہوا اسکی زد پر آیا تیر اسپر مارا مگر تیر کھاکر بھاگا گھوڑا تعاقب مین اٹھایا کچھ دور گیا تھا کہ سامنے سے ایک سوار مرکب باد رفتار پر سوار ترکش مصری باندھے اور کمان کیانی مین تیر دل دوز جوڑے پیدا ہوا شہزادے نے کہا اے جوان یہ شکار میرا ہی اسکو صید نہ کرنا اس خطا کردار نے کہنا اس صیاد طائر صواب کا نہ سنا اور تیر ارنے پر مارا کہ وہ گرا شہزادہ بھی اسکے قریب گیا اور گویا ہوا کہ اے بہادر شیوۂ مردانگی کے خلاف تونے کیا کہ باوجود ممانعت بھی برائے صید پر دست انداز ہوا اس سوار نے کہا ای اجل رسیدہ یہ بیابان اور سرحد میری ہی تو کون ہی جو منع کرتا ہی اور یہان شکار کھیلنے کس ذریعے سے آیا ہی بہتر یہ ہی کہ سیدھا کان دبائے اپنی راہ لے ورنہ شکار شہباز اجل ہوگا اور طائر روح دام ہلاکت مین پھنسے گا مین غلام خونخوار شراب خوار کوہی کا ہون کہ جو اس دشت کا مالک ہی اور نام سلیمان عنبرین مو

ہو بڑا جرار ہو مرد میدان کارزار ہو جمہور نے یہ کلمات درشت سنکر حلم کو کام فرمایا اور تیر اپنا ارنے کے جسم سے نکالکر پھیرنے کا ارادہ کیا مگر اس سوار غلام نے تیر جو دیکھا دل کو اپنے نشانہ تیر قضا بنایا شہزادے سے کہا کہ یہ تیر میرے بہت پسند ہو لا مجھے دے اور تو اپنی راہ لے شہزادے نے فرمایا کہ ہر چند ہم ملک گیر اور کشورستان ہین مگر تا ہم تیرے کہنے سے چلے جانے پر آمادہ ہین کیونکہ اول عجز کرنا طریقہ بہادران دوران کا ہو اب تیر تو ہمسے طلب کرتا ہو اور ہتھیار چھنوا دینا پیشۂ نامردان ہو حاصل کلام یہ کہ اپنے اوپر رحم کھا کر مجھسے آویزش نہ کر اپنی راہ لے ورنہ مارا جائیگا کہ نظم

رہا کن رہ کان زبان آورد ❊ زہے بدخلل در کمان آورد

اس خاطی نے ایک بھی سخن صواب نہ سنا اور تیغ کھینچکر حملہ آور ہوا شہزادے نے وار اسکا رد کرکے نعرہ کیا کہ س

منم جمہور شاہنشاہ ترطوس ❊ کہ بستانیم روس و تاج کاوس

اور تلوار خارا شگاف نیام سے لیکر بڑھا اس بیحیا نے شمشیر جانستان کے جوہر برق خرمن ہستی سوز دیکھکر عنان مرکب پھیری اور راہ فرار اختیار کی کہ فرد

قلم کرد گوشش و علم کرد دوم ❊ با صطبل رو کرد وا فگندہ سم

شہزادے نے للکار کر فرمایا کہ اب مین خنکار ہا تھ سے کب جانے دیتا ہون اور عقب اسکے چار ہزار سوار ملازم اسکے پیچھے تجسس کنان آتے تھے انکو اسنے حکم دیا کہ اس بے ادب کو گھیر کر مارو وہ سوار شہزادے پر حملہ آور ہوے اس نہنگ بحر تہور و جلادت نے اس بحر فوج مین غوطہ زنی فرمائی کہ بمقتضاے نظم

دو دست آوریدہ بگوشش برون ❊ بہر دست شمشیر الماس گون
بہر جا کہ بازو برافراختی ❊ سر خصم در پایش انداختی
دو دستی چنان میگذارید تیغ ❊ کز و خصم جان را نیامد دریغ
چو بر فرق بیل آمدی خنجرش ❊ فرو ریختی زیر پایش سرش
چو تیرے کہ آتش زدم بر زند ❊ دم مادیان را بہم بر زند

فوج جمہور کی جو پیچھے رہ گئی تھی اسوقت آکر پہونچی اور اپنے مالک کو سرگرم پیکار دیکھ کر لڑنے لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا اور عین سرگرمی جدال و قتال مین صفون کو طی کرکے شہزادہ قریب اپنے عدو کے پہونچا اسنے بنا چاری تلوار ماری رد کرکے شہزادے نے ہاتھ مارا کہ وہ مع راکب و مرکب

کے چار پر کالے ہوا طالب تیر آماجگاہ خدنگ قضا ہوا لشکری اسکے سب مارے گئے تھے چند مردان
کارآزمودہ لاش اسکی اُٹھا کر بھاگے شہزادہ شکار کھیل کر معاودت فرما ہوا اور لشکر مین پہونچکر
غسل فرما کر لباس لوزیب برکرکے بارگاہ مین آیا ہمراہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوے جمہور
بھی دست بجیب مین جاگزین ہوا ناچ دیکھنے لگا امیر سے کچھ ماجرا حرب وضرب بیان نہ کیا مگر
لاش اس غلام کی جب خونخوار کوہی کے پاس پہونچی اور اسنے سب کیفیت جنگ سُنی
آگ ہوگیا اسیوقت اسّی ہزار کوہی کو حکم دیا کہ جلد تیاری کرو اور خدمت خداوند مین چلو بموجب
حکم لشکر درست ہوکر طبل سفر بجا کر چلا اور یہ بھی بکرّ وفر تمام مرکب تازی نژاد پر سوار ہوکر راہی
ہوا کہ بمقتضاے ابیات

بجنبید جنبیدن با شکوہ　　چو از زلزلہ کالبدہاے کوہ　　رسیدند لشکر بہ لشکر فراز
زمانہ در کینہ بکشاد باز　　درآمد بہ غرّیدن آواز کوس　　فلک بر دہان دہل دادہ بوس

راہ مین عرضی تحریر کرکے اور اسمین سب حقیقت قتل ہونے اپنے غلام کی مندرج فرما کر خدمت لقا
مین بھیجی جب وہ عریضہ ملاحظہ مین گذرا لقا نے خوش ہوکر استقبال کے لیے جوانان خنجر گذار کو
بھیجا لیکن جاسوسان لشکر امیر یہان لگے ہوئے تھے عرضی کے مضمون پر اطلاع پاکر خدمت
شاہ اسلام مین گئے اور سب کیفیت معرض بیان مین لائے امیر نے حال سُنکر جمہور سے فرمایا کہ
اے فرزند تمنے اس لڑائی کا حال ہمسے مطلق ذکر نہ کیا جمہور نے عرض کی کہ کیا جز مقدمہ آپ سے
بیان کرتا آخر جو کچھ مین نے کیا تھا وہ آپ ہی ظاہر ہوگیا یہان تو یہ ذکر تھا ادھر سے سردار استقبال
کرکے خونخوار کو لائے لشکر نے اسکے داخلہ کرکے خیمہ وخرگاہ نصب کیے وہ بارگاہ مین سامنے لقا کے
آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا بیٹھکر شغل مے نوشی مین مصروف ہوا جام بلورین گردش مین تھا
رقاص مجرا کررہے تھے دن بھر تو شغل وطرب رہا جسوقت کہ فرہاد دوار ماہ منیر تیشہ نور لیکر بہر
تراش کوہ ظلمت شب بے ستون چرخ پر آیا اور خسرو خاور پشت کوہستان کی طرف جاکر روپوش
ہوا کہ نظم

چو گوہر برآموزد زنگی بتاج　　شہ چین فرود آمد از تخت عاج
سہ روشن از تیرہ شب تافتہ　　چو آئینہ روشنی یافتہ

خونخوار کے حکم سے لشکر مین کوہیون اور لقا کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان دوان خدمت
شاہ گیتی ستان مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوے کہ نظم

کہ سرسبز باد آن ہمایون درخت
بتاج و بہ تختش جہان تازہ باد

کہ نامش بلند است نیروش سخت
سر خصم او تاج دروازہ باد

اس شب کو لشکر بیدنیان مین طبل جنگ بجا ہر کل پر ایک عازم دشت دغا ہوا امیر نے یہ خبر سنکر حسب زمان قضا جریان شہنشاہ دوران حکم نواخت طبل جنگ یہ حکم پاکر چالاکون نے فوراً نقارخانہ مین جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی چونسٹھ کوس تک صدا گئی دنیا گویا دہل گئی نظم

بغرید کوس از در شہریار
بہ تیرہ بغریدن آمد چوابر

جہان شد ز بانگ جرس بیقرار
بغرید ہر سو چو بانگ ہزبر

بہادرون مین سامان حرب کی درستی ہونے لگی لیکن سرہنگ تیز رفتار عیار لشکر عدو مین بھر دستبردشکل مبدل گیا خونخوار طبل جنگ بجواکر اپنی بارگاہ مین برائے انتظام لشکر دربار خداوند مین سے اٹھکر آیا عیار اسوقت ایک چوبدار کی صورت بنکر پاس اسکے آیا اور گویا ہوا کہ چلیے سرکار مین آپ کی یاد ہو رہی ہی اسنے کہا مین ابھی وہان سے آتا ہون عیار بولا کہ کار ضروری ہی بتاکید خداوند نے کہدیا ہی کہ بلا لاؤ خونخوار از بسکہ یہان کا رہنے والا نہین ہی جو چوبدار کو پہچانتا کہ یہ ملازم خداوند ہی یا نہین بس ساتھ ہولیا راہ مین جب کوئی مقام تنہائی ملا عیار نے حباب بیہوشی منھ پر مار کر بیہوش کرکے پشتارہ مثل گٹھری کے باندھا اور رات کا تو وقت تھا ہی اٹھا بیٹھتا سامنے امیر کے آیا شاہ نے ہنوز دربار برخاست نہ فرمایا تھا کہ اسنے پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا اور سارا ماجرا بیان کیا امیر نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو شاید میرے سمجھانے سے راہ راست پر آجاوے عیار نے فلیتہ دافع بیہوشی دیا کہ اسکی آنکھ کھلی ایکبار چاہا کہ اٹھ بیٹھون کمند مین مضبوط بندھا تھا اٹھ نہ سکا اسوقت تو آنکھ کھولکر اچھی طرح دیکھا کہ مین کہان آیا ہون جب بغور نگاہ کی ایک بارگاہ رفیع کو دیکھا کہ نظم

یکے تخت زر دید چون آفتاب
غلامان گل چہرۂ دلربائے
ز روم و ز ایران و از چین و زنگ
بہ می مجلس و چہرہ آراستہ
مے و مجلس شہ بآواز چنگ

درو چشمۂ در چو دریائے آب
کمر در کمر گرد تختش بپاے
سلاطین صفہا کشیدند تنگ
ز روے جہان گرد برخاستہ
بہ رخسار گیتی درآورد رنگ

ہر چند کہ رعب غالب تھا مگر دل کڑا کرکے پکارا کہ یا امیر خوب عیار کے بھروسے پر آپ لڑتے ہین

اور ہر ایک کو ذلیل وزبون گرفتار کرا کے کرتے ہیں **صاحبقران** نے فرمایا کہ میں قسم اپنے دین و آئین کی کھاتا ہوں کہ میں نے عیار تو تیری گرفتاری کے لیے نہیں بھیجا اور اب جو تو آ گیا ہے تو ای بہادر تیری آبرو میں سر مو فرق نہ آئیگا بیا بیا کہ کرم کردی یہ کہکر چاہا کہ کمند کھلوانے کو کہوں اسنے زور کر کے کمند توڑ ڈالی امیر نے اٹھکر گلے سے لگایا برابر اپنے کرسی دی نہایت خاطرداری کی کہ وہ اخلاق امیر اور جاہ و جلال شاہ اسلام دیکھکر دنگ ہو گیا دل سے کہتا تھا کہ اطاعت کرنا ایسے شاہ فرخندہ بخت کی سزاوار ہے جسکا مطیع گردون دوار ہے لیکن از راہ نخوت اٹھ کھڑا ہوا کہا یا امیر میں رخصت ہوتا ہوں **امیر** نے ایک خلعت پر از گوہر اور اسپ بازین زر عنایت فرمایا کہ سوار ہو کر یہ بارگاہ **لقا** میں گیا اور امیر کو بہ سخن ہائے پسندیدہ یاد کیا بڑی تعریف کی یہ ماجرا سنکر **بختیارک** نے کہا کہ اب تمھارا رنگ بدرنگ ہے آدھے مسلمان ہو آئے اب کل آسی بارگاہ میں بیٹھو گے **خونخوار** تو یہ سنکر خاموش ہو رہا اور ادھر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست فرمایا سردار آکر سامان جدال کرنے لگے رات بھر دلاوران عرصہ جلادت میں تیاری رہی اسلحے کی چقاچاق سے گنبد گردان کو گردش تھی اسی درستی میں جوے نیر تنویر آفتاب کوہ خاور سے جاری ہوئی اور گرد شب کے سامنے شیون نے نقاب رخ روشن سے اٹھائی **نظم**

چو گیتی در روشنی باز کرد	جہان بازی دیگر آغاز کرد
بآتش بدل گشت مست خطر	کلیچہ شد آن سیم گاورس دار

لشکر جانبین سے گروہ گروہ کر یوہ دادگاہ مصاف میں برآمد ہوئے سرداران اسلام اور امیر عالی مقام بعد ادائے فریضۂ نماز سحر در دولت شاہ عالی جاہ پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی تو شائق رزم تھے بہت سویرے برآمد ہوئے سرداروں کا مجرا اور سلام ہوا سواری حضور عالم کی سمت جنگ گاہ روانہ ہوئی وہ باد بہاری کا ہجوم قدم با قدم آگے بڑھنا اور رسالوں کا پلٹنوں کا سامنے سے گذرنا نسیم سحری کا فرفر چلنا باجوں کا بجنا ڈنکے کی صدا عجب سامان حیرت افزا تھا کہ ایسے سہانے وقت میں جوانان نوخاستہ سلح جنگ سے شل زیور عروس شجاعت کے مزین تھے اور حلبہ طاعت آکے سے جلوہ گر ہو کر میدان زرین خانہ زین کو منور کیے تھے بہار گلزار بھی شجاعت دیکھنے نکلے تھے **نظم**

در آمد بہ جنبش دو لشکر چو کوہ	کزان جنبش آمد جہانی ستوہ
فریدون نسب شاہ بہمن نژاد	چو برخاست از اول بامداد

همہ ساز لشکر بہ ترتیب جنگ — بر آراست از جوہ تیر و خدنگ
غبار زمین بر ہوا راہ بست — عنان سلامت برون شد ز دست
زبس گرد بر تارک ترک زین — زمین آسمان آسمان شد زمین

میدان نبرد مین پہونچکر صف آرا ہوے ادھر سے لقا اور خونخوار با فوج بیشمار و جرار آئے رن کی زمین
کانپنے لگی صفین جم گئین نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے خونخوار گینڈے کو چابک
مار کر میدان مین آکر سلح شوری دکھانے لگا اور للکار کر مبارز خواہ ہوا جمہور دست چپ سے
مرکب اڑا کر سامنے شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی خلعت رخصت پایا جا کر حریف سے ہمآور
ہوا گینڈا اسکا سات قدم پھیر کھا کر ہٹ گیا تین قدم گھوڑا شہزادے کا پیچھے سرکا دونون برچھے
اٹھا کر مرکب رانون مین مسلتے ہوے مقابل ہوے اور نیزہ بازی کی آغاز ہوئی ڈانڈا بینڈی سی
پڑ گئی سنان بر سنان بنان بر بنان بجنے لگی جب تین سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئین جمہور نے
بند صاحبقرانی باندھکر مرکب اڑایا کہ یہ بند حریف سے کھل نہ سکے گا اور نیزہ کسی طرح نہ سنبھلا ہاتھ
سے چھوٹ کر گرا دور خونخوار کے نیزہ نہ نکلا گویا سینے کے پار نکل گیا تیغہ آبدار کو کھینچکر کمر کو تولا کر
سر پر مارا شہزادے نے سپر کو چہرہ پر لوڑ پر لیا اور تلوار کو رد کر کے تیغہ اپنا نیام سے لیا اور فرمایا کہ نوبت
تو گذشت نوبت ما رسید یہ کہکر ہاتھ مارا اسنے تلوار باڑھ دار دیکھکر سپر سامنے کی اور اپنے تئین کفل
کر گردن پر پہونچایا شہزادے کا تیغہ سپر کاٹ کر چار انگل کا زخم سر پہ دیتا ہوا گینڈے کی گردن پر
گرا کہ گردن اسکی قلم ہوئی خونخوار پائون جما کر کودا اور شمشیر تولکر چلا کہ ایک ہی کڑک مین پائون
مرکب شہزادے کے اڑا دون شہزادہ فی الفور جست کر کے گھوڑے کے آگے آگیا اسنے تلوار پھینک کر
چاہا کہ لپٹ جاوٗن اس طرف سے شہزادہ بھی چلا تھا کہ نوبت و نقارے کی صدا فلک کی طرف
سے آئی اور باز و بط قرقرے و ساحران غدار فیلان آتشین پر سوار ظاہر ہوے خونخوار ازبسکہ زخمی
بھی ہو چکا تھا اتنے سے ٹھہر گیا سامان سواری دونون بہادر دیکھنے لگے بارہ ہزار سوار ساحر
زلال اڑاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے اور آگے سب کے پیکان جادو فرستادہ شاہ جادوان بصورت
مہیب اژدر دمان پر سوار آکر پہونچا اور خداوند کو سجدہ کیا عرض پیرا ہوا کہ طبل بازگشت بجوایئے
مین کسل سفر سے آسودہ ہون تو ان خدا پرستون کا خاتمہ کر دون لقا نے دیکھا کہ خونخوار
زخمی ہو چکا ہے لڑائی بن نہ پڑیگی یہ سوچکر پکارا کہ تقدیر گرز خداوندی کی فوج میدان سے مراجعت
کرے بموجب حکم لشکر مین طبل بازگشت بجا خونخوار مقابلہ شہزادہ فیروز مند سے پھر آیا امیر

بھی ناچار نقارہ آسایش بجواکر معاودت فرما ہوے لشکر خیمہ گاہ پر آکر آسودہ ہوے فوج ساحران
نے بھی خیام و بارگاہ نصب کیے امیر نے شب کا دربار شاہ سے معاف کرالیا بادشاہ آکر داخل
شبستان ہوے سردار بارگاہون مین آرام پذیر ہوے ادھر **پیکان** دربار لقا مین بیٹھکر ناچ
دیکھنے لگا اور حال لشکر امیر کا پوچھا **بختیارک** نے ابتدا سے انتہا تک سب کہا یہ باتین بیان
ہوتی ہین مگر ایک جلاد اور سنیے کہ جب **افراسیاب پیکان** کو بھیج چکا **حیرت** عازم ہوئی
کہ انگشتری جمشید کی لیتی جاؤن شاہ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اور دبیر کو حکم دیا کہ دو نامے تحریر کر ایک
بنام ملکہ **افشان** جادو اور دوسرا بنام **ہوشیار** بن آذر درسوار جادو اور دونون مین مضمون
یہ ہو کہ بہر مدد خداوند سمت عقیق کوہ جاؤ اور وہان نہ جاؤ تو میرے پاس حاضر ہو کہ ملکہ حیرت
حجرۂ ہفت بلاے طلسم کی طرف انگوٹھی لینے جاتی ہین تا آنے ملکہ موصوف کے تم لوگ باغیون
سے آکر مقابلہ کرو منشی نے حسب ارشاد توقیع وقیع ترقیم کیے شہنشاہ نے دو ساحر بلا کر نامے دیے
کہ ہوشیار ظلمت مین رہتا ہے ایک شخص ادھر جاے اور ایک شخص دہنہ طلسم پر کہ جہان سے لشکر
خداوند بہت قریب ہے جائے کہ ملکہ افشان شہر افشانیہ کی مالک ہین رہتی ہین خلاصہ کلام
دونون ساحر نامے لیکر مقام مذکورہ پر گئے اور نامے دیکر جواب لیے ہوشیار نے تو لکھا کہ مین آپکی
خدمت مین حاضر ہوتا ہون اور افشان نے تحریر کیا کہ کنیز خداوند سے بہت قریب ہے اگر خداوند
مجھکو بہ عزت طلب فرمائین تو جاؤن اور بغیر کسی ذی عزت کے بلانے سے مین نہ جاؤن گی
نامہ دار جب دونون عرضیان شاہ جادوان کے پاس لائے اسنے پڑھا افشان کے عذر پر
غصہ آیا تھا مگر وہ عزیز دار ملکہ شرارہ جادو ہے جو اول ہین **عمرو** کے ہاتھ سے بمقدمۂ گرفتاری
بدیع الزمان قتل ہو چکی تھی اس باعث سے بادشاہ کی بھی عزیز اور بزرگ ہے شاہ طلسم غصہ
کو ضبط کرکے ٹھہرا پھر کچھ سوچکر عرضی خداوند کو لکھی کہ یا خداوند قریب وہان شہر افشانیہ ہے اور
وہان کی حاکم ملکہ افشان جادو ہے آپ شیطان کو بھیجکر باآبروے تمام بلا لیجیے کیونکہ اسنے یہی عذر
آپ پاس آنے مین کیا ہے غرضکہ عرضی دیکر انھین دونون ساحرون کو جو نامے لیکر گئے تھے خداوند
پاس بھیجا ساحر دریا سے اتر کر جب طلسم ظاہر مین آئے باہم مصلحت پذیر ہوے کہ ذرا اب لشکر مہرخ
کو دیکھتے چلین اور زمین پر اترے سیر کنان پیدل چلے عمرو بارگاہ مین مشورہ میلے کے شر سے بچنے کا
کر رہا تھا یکایک اٹھکر باہر آیا کہ دیکھون لشکر حریف مین اب کیا کیا بندوبست ہے اتفاقاً باہر جب
آیا دو ساحرون کو ایک سمت لشکر سے نکلکر جاتے دیکھا تو یہ بھی انکے پیچھے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر

صورت ساحر کی ایسی بنا وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ یہ انکے پاس پہونچکر باہم صاحب سلامت کرکے
گویا ہوا کہ آپ کو یا تو دربار شاہ جادوان مین دیکھا تھا یا آج دیکھا فرمایئے کہان کا عزم کیا ان دونون
نے اپنی طرف کا ساحر سمجھ کر سارا حال وماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت عرضی نامہ وغیرہ کی سُنکر
کہا کہ بعد مدت آپ سے ملاقات ہم سے ہوئی ہی میرے غریب خانے پر تشریف لیچلیے ایک آدھ جام شراب
پیکر جایئے گا اُنھون نے ہاتھ باندھکر کہا مہربانی آپ کی ہمین عرصہ جانے مین ہوگا اسنے کہا اچھا تو
یہین ٹھہر جایئے میرے پاس ایک گلابی ہی وہی پی لیجیے اسکے اصرار سے وہ ساحر ٹھہرے اور دو دو
جام شراب کے کہ بیہوشی آمیز تھی پیتے ہی بیہوش ہو گئے عمرو نے عرضی افراسیاب کی جھولے سے انکے
نکالکر پھاڑ ڈالی اور اپنے ہاتھ سے عرضی کا یہ مضمون لکھا کہ یا خداوند یہ دونون ساحر بڑے حرامزادے
ہین اور نہایت مفتری ہین لیکن مجھکو بسبب مروت کے یہان سزا دیتے بن نہ پڑی آپ کی خدمت
مین اسلیے بھیجتا ہون کہ جب یہ وہان پہونچین ناک وکان انکے کاٹکر خوب سی جوتیان لگا کر انکو
نکال دیجیے گا اور ایک رقعہ شیطان بختیارک کو لکھا کہ ارے حرامزادے مجھے اتنا زمانہ طلسم مین
آئے ہوے ہوا تو نے خراج ریش تراشی کہ میری جوتیان کھانے سے بال جو تیرے سر پہ ہین
جمتے وہ حجامت کا حق آج تک نہ بھیجا لازم ہی کہ سب روپیہ جمع کرکے رکھ چھوڑنا انشاء اللہ بعد
فتح طلسم بابدولت تشریف خود لاتے ہین اگر اپنے دام کوڑی کوڑی نہ پائین گے تو تیرا بھی مثل تیرے
باپ کے ہریسہ پکائینگے غرضکہ جب یہ لکھ چکا عرضی پر مہر شاہ طلسم کی جو اسکے پاس مصنوعی بہر عیاری
ہی کرکے نیچے عرضی کے لکھ دیا کہ ایک رقعہ بنام شیطان مین نے لکھا تھا شاید یہ ساحر براے حرامزدگی
نہ دین تو آپ تلاشی لیکر چھنوا لیجیے گا اور شیطان اسکو الگ لیجا کر پڑھین دربار مین نہ پڑھین یہ لکھ کر رقعہ
تو ساحرون کی کمر مین باندھ دیا اور عرضی کو جھولے مین رکھکر اپنا راستہ لیا وہ ساحر بعد کچھ دیر کے
ہوشیار ہوے اور سوچے کہ شراب بہت تیز تھی جسکو پیکر بیہوش ہو گئے تھے یا یہ شخص شراب پلانے والا
عیار تھا کہ بیہوشی پلا گیا پھر کہا اگر عیار ہوتا تو بیہوش کر چکا تھا مار ڈالتا لوٹ لیتا ہماری سب چیزین
موجود ہین یہ کہکر جھولے مین نامہ دیکھا وہ بھی اسی طرح رکھا پایا کہا سامری کا شکر ہی کہ سب طرح سے
خیر ہی چلو چلو اب دیر ہوتی ہی غرضکہ یہان سے اُڑکر بعد قطع مسافت راہ اسوقت آکر پہونچے کہ لقا جنگگاہ
سے پھر کر بارگاہ مین آیا تھا اور پیکان وغیرہ سب بیٹھے تھے مگر بختیارک لشکر ساحران اُترواتے
اور خیمون کے نصب کرانے کے انتظام مین تھا کہ ساحرون نے خداوند کو مجرا اور سجدہ کیا عرضی شاہ
جادوان کی پیش کی لقا نے پڑھکر پوچھا کہ کوئی اور بھی رقعہ تمھارے پاس ہی انھون نے کہا نہین

لقانے کہا سچ ہو کہ تم بڑے دغاباز اور بدذات ہو یہ کہکر حکم دیا کہ انھین گرفتار کرو اور جوتیان مارو
ہر لبکہ وہ دونون ساحر تھے جب اپنی بے عزتی اُنھون نے دیکھی سحر کرنے لگے کہ جو گرفتار کرنے چلا بیہوش
ہوا لقانے پیکان سے کہا ای بندۂ قدرت قید کر انکو پیکان اور اُسکے مطیع سردار رد سحر پڑھکر اُن
دونون کے جا کر لپٹ گئے اور از روے بلوہ پکڑ کر سامنے لائے لقانے کہا ناک اور کان کاٹ کر
جوتیان لگاؤ حسب الحکم جلادنے ناک کان کاٹ لیے ہر چند وہ کہا کیے کہ ہم نامہ دارا و بے قصور
ہین شاہ طلسم ہمکو عزیز رکھتا ہو افشان کے بلانے کے لیے عرضی آپ کو لکھی ہو لقانے ایک نہ سنی
کہا یہ مکار ہین اور بعد ناک اور کان کاٹنے کے جوتیان آپر پڑنے لگین خوب بندھ کر وہ پٹے شور
واویلا جو بلند ہوا بختیارک دوڑا آیا حال پوچھکر عرضی دیکھی پھر ساحرون کو زد و کوب کرنے سے
منع کیا اور ان سے پوچھا کہ تمکو راہ مین تو کوئی نہین ملا تھا انھون نے شراب پینا راہ مین بیان
کیا شیطان بولا کہ بیشک رقعہ بھی تمھارے پاس ہوگا یہ کہکر کمر مین تلاش کیا رقعہ ملا پڑھکر آنکھون سے
لگایا اور پکارا کہ او بے گیدی لقا ہمارے مرشد نے ریش تراشی کا خراج مانگا ہو میرے پاس تو
جمع ہو تجھکو بھی موجود رکھنا چاہیے دیکھ ان حضرت نے ان دونون کے ناک و کان وہان سے
کٹوا ڈالے یہ کہکر رقعہ دیا لقا پڑھکر شرمندہ ہوا اور سمجھا کہ عمرو کا یہ فتور تھا ساحرون کو تو رہا کر دیا
مگر بباعث اپنے خداوند ہونے کے پھر عذر نہ کیا کیونکہ لوگ کہتے کہ خداوند آپ ہی تو پٹواتے ہین اور
آپ ہی پھر منت کرتے ہین لہذا جو مشیت خداوند مین گذرا وہی ٹھیک تھا ساحران بینی و گوش
بریدہ نالان و گریان سمت طلسم گئے اور یہان پیکان نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا اسنے کہا
معاملہ کیا ہی میرے مالک اور پیر و مرشد نے جو کچھ لکھا تھا تعمیل اُسکی ہوگئی اب ریش تراشی کا خراج
مانگا ہی وہ مین طلسم مین بھیجدون گا خداوند اگر نہ بھیجین گے جوتیان کھائینگے پیکان نے کہا خداوند
سے بڑھکر اور کون ہو اسنے کہا وہ بھی کوئی ہین مین نام انکا نہ لونگا میرے باپ کا ہریسہ پکا چکے ہین غرض
اس کو ثابت ہوا کہ یہ عمرو کو کہتا ہی بس یہ سمجھکر گویا ہوا کہ ملک جی توبہ توبہ کرو ایک عیار کو خداوند
پر ترجیح دیتے ہو دیکھو مین ایک ساعت مین لشکر خداپرستان غارت کیے دیتا ہون بختیارک نے
کہا بس چپ رہو بہت لاف و گزاف نہ کرو مرشدزادے ہر وقت یہان تشریف رکھتے ہین ایسا نہو
کہ تمھارا بھی فیصلہ کر دین پیکان کو ان باتون سے غصہ آیا اور ایک تیر اپنے ترکش سے نکالکر سحر
پڑھکر فولاد جادو نام اپنے سردار کو دیا کہ اس تیر کو جاکر پہاڑ پر رکھکر منھ سمت لشکر امیر سکا کر کے
کہنا کہ ای پیکان بحکم خداوند سامری جدھر تیرا منھ ہو اس لشکر پر تیر برسین فولاد تیر لیکر چلا مگر لشکر

ساحران عین جنگ گاہ مین آیا تھا عیار سمجھ چکے تھے کہ یہ جائے ہین فتور ضرور کرینگے بدین لحاظ صورت بدلکر بارگاہ عدو مین کھڑے اُنکے عزم کو دریافت کر رہے تھے انھون نے سب کیفیت ساحرون کے ناک وکان کٹنے کی دیکھی اور پیکان کا تیر بھیجنا بھی دیکھا فولاد کے ساتھ عیار بھی چلے اور باہر بارگاہ کے آکر سمک عیار تو امیر کے پاس گیا کہ انکو اس حال کی خبر دون تاکہ اسم اعظم پڑھین اور سردار سب بارگاہ سلیمانی مین چلے جائین کہ سحر کی آفت سے محفوظ رہین فی الجملہ یہ تو ادھر گیا اور چالاک بن عمرو فولاد کے ساتھ ہوا اور پاؤن شاطری مار کر اس سے پہلے کوہ کے قریب جا کر ایک کھال شیر کی کسوت عیاری سے نکالی اور اپنے جسم پر پہنکر گھنڈیان سینہ پر لگا کر درۂ کوہ مین مخفی منتظر ہو کر ٹھہرا اس عرصہ مین فولاد قریب کوہ پہونچا اور چاہا کہ گھاٹیان طے کر کے پہاڑ پر جاؤن شیر دھڑ دھڑا کر اسپر آپڑا یہ بدحواس ہو کر چت گرا اور سحر سارا بھولا اور فرط خوف سے بیہوش ہو گیا چالاک اسکی چھاتی پر اسی طرح شیر بنا ہوا چڑھا اور منھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ وہ بسبب زندہ ہونے کے سانس لیتا تھا دماغ مین بیہوشی نے سرایت کی اب بالکل بیخبر ہو گیا اسنے سینے پر سے کود کر کھال اُتاری اور وہ تیر جو سحر کا تھا جھولے سے نکال لیا بجاے اسکے ویسا ہی تیر رکھ دیا اور آپ درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہا کچھ دیر کے بعد فولاد کی بیہوشی جاتی رہی ہر چند کہ ہوشیار ہوا مگر وہی خیال پیش نظر تھا کہ شیر مجھے دبائے بیٹھا ہے اس وجہ سے گھگی بندھ گئی تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا جب کسی نے اُسے آزار نہ دیا اور طبیعت نے خوف برطرف کیا قوت اور اکیہ اور متمیزہ قوی ہوئی اسوقت آنکھ کھلی اور دیکھا کہ شیر نہین ہے بس جان گرامی تو کمال عزیز ہوتی ہے اُٹھکر بھاگا کہ ایسا نہو پھر شیر آجائے جب دور نکل گیا چندان حواس درست ہوئے گرد اپنے حصار سحر کا پڑھا اور دوسری جانب بہت دور نکل گیا تو پہاڑ پر چڑھا اور تیر نکالکر جانب لشکر امیر رُخ اسکا کر کے رکھا اور یہ پکارا کہ بحکم سامری تیر لشکر عدو پر برسین اُدھر تو اسنے تیر رکھا اور ادھر چالاک وہ سے نکلکر پہاڑ پر چڑھا اور تیر کا منھ جانب لشکر لقا رکھکر پکارا کہ بحکم خداوند سامری یہ جدھر تیر کا منھ ہے اس لشکر پر تیر برسین فی الفور لشکر لقا پر ایک ابر آکر محیط ہوا اور تیر ابر سے بلے سحر کے آکر روبرو ے ہوا کھڑے رہے ہاتھ مین تیر و کمان لیے تھے تیر کھ کمان مین پیوستہ کر کے تاک تاک کر لشکریون کو مارنے لگے

پھر تو بمقتضاے بیت

کس نیاموخت علم تیر از من		کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد	

لشکری غافل شعبدہ بازی چرخ غدار سے تھے اور کوئی اپنے بستر پر زندگی سے اختلاط کر رہا تھا اور کوئی شراب پیتا تھا کہین ڈھولک بج رہی تھی ستار کہین چھڑ رہا تھا کوئی خداوند کی عبادت

مین تصویر لقا کی سامنے رکھکر سجدہ و سجود کرتا تھا خلاصہ یہ کہ سب اپنے اپنے کام مین مصروف تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ ترک فلک کمین گاہ مین ایسی ایسی ہزار آفتین نہان رکھتا ہی کہ یکایک نشانۂ خدنگ دل دوز اجل ہونے لگے اور دس ہزار آدمی ایکسہی بوچھار مین گرکر خاک پر مثل مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے لشکر ساحران مین اور غیر ساحران مین غریو الحفیظ والامان کا بلند ہوا اور ازبسکہ لشکر دور تک اترا ہوا ہی لاکھون آدمی ہی بعض ساحر سمجھے کہ یہ لشکر لقا کی شرارت ہی یہ سمجھکر ترہی اور نفیر سحر بجا کر اپنے اپنے خیمون سے نکلکر لشکر لقا پر جا پڑے یہ بیچارے بھی گرنے لگے پلٹنین رسالے بھی تیار ہوئے بعض لشکری سمجھے کہ امیر شبخون آئے ہین اور پلٹن والے جو چلے رسالہ تیار کھڑا تھا اُس سے بھڑ گئے بے پرسش تلوار چلنے لگی گوشت خر و دندان سگ کا نقشہ ہوا غوغا جو مچا پیکان و بختیارک وغیرہ دوڑے دیکھا کہ فلک پر سے تیر برس رہے ہین بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ صلواۃ بر ابراہیم ولعنت بر لقا ای پیکان دیکھا تو نے مرشد زادے کی کارسازی کہ بمضمون بیت

تیر باران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز		رہگیا دہقان دعاے ابر رحمت مانگتا

وہ نہ ہوا جو تو نے چاہا تھا لشکر حریف پر تیر نہ برسے ہمین پر یہ آفت آئی کہ بمصداق بیت

ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری		کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

پیکان نے بہت جلد ردسحر پڑھا اور پہر بھر کامل سحر خوانی کی کہ عرق عرق ہوگیا اسوقت وہ پتلے غائب ہوئے اور ابر شق ہوکر برطرف ہوگیا مگر اس پہر بھر کے عرصہ ہی مین لاکھون آدمی تیرون سے ہلاک ہوگئے تھے اب جو تیر پڑنا موقوف ہوئے تو لشکر کا باہم لڑنا نہین موقوف ہوتا اتنے بڑے لشکر کو کون روک سکے مینھ تیرون کا برستا تھا خنجر آسمان شجاعت مین بر رنگ ہلال تھے بہادرون کے چہرے خون بھرے ہوے آفتاب مثال تھے کہ نظم

ز تاب نفس در ہوا بستہ تیغ	جہان سوخت از آتش برق تیغ	زبس عطشۂ تیغ بر خون و خاک
دماغ ہوا پر شد از جان پاک	جگر تاب شد نعرہ ہاے بلند	گلوگیر شد حلقہ ہاے کمند
سُم بادپایان پولاد نعل	زخون دلیران زمین کرد لعل	ز رنگ کمان ہاے بازو شکن
بسی خلق را بردہ از خویشتن	ور خشیدن تیغ آئینہ تاب	درخشان تر از چشمۂ آفتاب

یہ غوغا جب بلند ہوا فولاد دیہا ڑ پر تیر رکھکر چلا کہ معلوم ہوتا ہی لشکر عدو پر تیر برس رہے ہین جب اپنے لشکر مین آیا جنگ عظیم برپا دیکھی سمجھا کہ فوج دشمن عاجز ہوکر یہان آگری ہی یہ جان کر لڑنے لگے شعلے آتش کے بلند ہوئے شرارے اُڑتے تھے ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے یہ شور لشکر امیر

بھی تیار ہوا سردار خیموں سے نکل آئے بادشاہ بھی برآمد ہوے کہ سمک عیار اور چالاک نے آکر بصد ادب سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اور سردار ہنس پڑے اور چالاک کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور فوج کو حکم دیا کہ جب تک یہ ہنگامہ رہے یہاں بھی کوئی کمر نہ کھولے فی الجملہ یہاں تو انتظام رہا اور اس طرف لاکھوں آدمی مارا گیا جس وقت کہ نسیم سحر لبان خدنگ سینہ ہندوی شب کے پار گذری اور شفق صبح سے زمین خون آلود نظر آئی کہ نظم

چو روز دگر مرغ بکشاد بال — تہی شد دماغ سپہر از خیال
بغول سیہ بانگ برزد خروس — درآمد بغریدن آواز کوس

ہم سحر نبرد آزمایان باہم نے ایک دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا کمر کھولی خجالت سے سر زانو میں ڈالکر بیٹھے اور بختیارک ہجو ملیح کے طور پر تعریف پیکان کی کرتا ہوا پھرا کہ آپ کا مثل نہیں کیا نایاب سحر آپ نے کیا حضور کی اسی ہاتھی کی شکل ہوئی جو اپنی فوج کو مارتا ہو واہ مرشد زادے واہ میاں پیکان کے کیا چونا آپ نے لگایا سارا جادو کرنا بھلا دیا یہ کہکر خداوند سے کہا کہ آپنے یہ تقدیر کیسی کی لقا نے جھلا کر جواب دیا کہ قلم قدرت میرا اس وقت آڑا ہو گیا جدھر قلم چل گیا چل گیا تجھے مشیت میں میری کیا دخل ہی غرض بعد اس گفت و شنید کے پیکان نے فوج ساحران کا جائزہ لیا سو دو سو زندہ بچے باقی بارہ ہزار کے بارہ ہزار مارے گئے سخت اپنا پیٹ لیا اور افراسیاب کو یہ سب کیفیت عرضی میں لکھکر روانہ کی اور لکھا کہ اور فوج بھیجیے یہ عرضی لیکر ایک ساحر گیا اور پہلے سے وہ دونوں ساحر بینی و گوش بریدہ جاکر پہونچے شاہ جادوان انکا حال دیکھکر آگ ہو گیا اور جب یہ عرضی پیکان کی پہونچی فرط غضب سے کچھ التفات نہ کیا عرضی پر اور ساحر سے کہا اگر مقدمہ خداوند کا نہوتا تو میں اپنے ملازموں کا عوض لیتا خیر تو جا اور پیکان سے کہنا کہ تنہا مقابلہ کر جب مسلمان مغلوب ہوگئے ان کے قتل کو فوج خداوند کافی ہی میں بعد کچھ روز کے فوج کو تجویز کر کے بھیجونگا ساحر یہ کیفیت سب سنکر واپس آیا اور جملہ حال بیان کیا پیکان تو تنہا لڑنے پر آمادہ ہوا اسوقت خونخوار کوہی نے کہا میرے نام طبل جنگ بجوایئے غلام مقابلہ کرے گا اور بختیارک نے کہا کہ اے پیکان تم بھی جسوقت کہ خونخوار لڑنے لگے حریف پر سحر کرنا کہ خونخوار اسکو زیر کرے پیکان نے کہا ایسا ہی ہوگا غرضکہ دن بھر یہی صلاح و مشورہ رہا اور لشکر پراگندہ کو ترتیب کیا لاشیں میدان سے اٹھوائیں بعد ان تدبیرات کے جب سواد شب سے حرفہاے نیک و بد نیرنگ طراز ازل و ابد نے اوراق سپہر پر لکھے اور طالع مسعود اور زمان محمود کی خبر ستارے لوح فلک پر دینے لگے کہ ابیات

ز سر سبزی گنبد تابناک / زمرد شدہ لوح طفلان بخاک
ستارہ بر آن لوح زیبا ز سیم / نبشتہ بسے حرف امید و بیم

حکم نواختن طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گرد گرد ایا ہرکارے خبر لیکر پیش ملازمان شہنشاہ سر بر گردون نظیر حاضر ہو کر شرائط ادب و مراسم تعظیم بجالائے اس طرح عرض پیرا ہوے کہ ابیات

سخن راند در پوزش شہریار / کہ بادا آفرین بر تو از کردگار
ز ہر شاہ کاید جہان را بدید / بدست تو داد آفرینش کلید
ز ہر کار مغرب تو پرداختی / علم بر خط مشرق افراختی

لشکر خسران مآل بدسگال مین طبل جدال بجا ہو ہر انکی شامت آئی ہو قضا نے گھیرا ہو شاہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ یہان بھی بنام ایزد پاک کچھ باک نہین نقارہ رزم بجے اور ہر ایک بہادر لڑنے کا عزم کرے اس حکم محکم سے کوس اسکندری پر ڈول دیا گیا شور افتادہ عالم عالمگیر ہوا داناے حربی نے عالم صداے صور پیدا کیا ابیات

ز غریدن کوس گردون شگاف / زمین را برانگیخت خیش بناف
ہمان نای ترکی بر آورد شور / ببازوے ترکان بر آورد زور

بعد برخاست ہوے دربار خیام ذوی الاحترام مین آکر درستی آلات حرب کرنے لگے غرض دونون لشکرون مین بلند رہا ہتھیارون کی جھنکار نغمہ عندلیب گلشن تھی جوہر شمشیر کی بہار چمن چمن تھی دلاور رنگ جوانان باغ چھوتے شاہد قبضہ تیغ کا منہ چومتے تھے اور گلستان شجاعت مین سرو آسا قیام پذیر تھے اور قمری دار طوق محبت عروس مرگ ان کے گلوگیر تھے اسی ہنگام مین شب سوسن بہار کی بہار گلزار دہر سے مٹی اور گل زرد خورشید صحن گلشن نیلوفری فلک مین بصد آب وتاب پھولا کہ ابیات

بہ ہنگام چو گل خوش بود روزگار / بخندد جہان چون بخندد بہار
چو خورشید روشن بر آید بادج / ز روشن جہان بر زند نور موج
شہ از خواب سر بر زد آشوب ناک / دل پاک را کرد ز اندیشہ پاک
بطاعت گہ آمد نیایش نمود / دبادا لشکر آرایش نمود
ز یاری دہ خود دران داوری / کہ یارے گہ خواست دگہ یاوری
چو خطے بغلطید بر روے خاک / کمر بست و زد دامن درع پاک

امیر نماز سحر اور اوراد سے فارغ ہوکر مسلح و مکمل در دولت شہنشاہ عدل گستر پر حاضر ہوئے شاہ گردون پایگاہ طاعت اله سے فراغت کرچکے تھے مانند آفتاب عالمتاب کے افق کاشانہ دولت سے ساطع الانوار ہوئے ہر ایک سردار کا مجرا اور سلام ہوا اور تخت شاہنشاہ سمت دشت مصاف چلا کہ

نہادند کوس اور نگ بر پشت پیل
دران بین صحرائے دریا شکوه
کشیدند شمشیر گردش دو میل
حصاری زد از موج لشکر چو کوه

سپه را بآئین پیشینه روز
چپ و راست پیرا ہن آن حصار
برآراست سالار گیتی فروز
ز پولاد بستند بر ره غبار

میدان نبرد مین وارد ہوئے تھے کہ لشکر لقا بھی بڑے کر و فر سے آیا صف آراؤن نے دونون جانب پرا جمایا خس و خاشاک بیلدارون نے دور کیا سقون نے گرد و غبار بٹھایا نقیب نقابت کرکے ہٹے اسوقت فولاد جادو میدان مین سحر کی نیرنگی دکھاکر طالب نبرد ہوا جمہور شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا اسنے ترسول گینڈا پڑھا کر مارا اسلیئے کہ اول زور سے کار برآری ہو تو سحر کرون جمہور نے ترسول رو کرکے ایک ڈانڈ نیزے کی کمر پر اس زور سے لگائی کہ وہ سنبھل نہ سکا پشت زین سے بر روئے زمین گرا جمہور مثل شیر غضبناک کے اپنے مرکب سے کود کر اسکے قریب آیا اور ایسی ٹھوکر ماری کہ تن خاکی کو اسکے گرد برد کر دیا ایک پاؤن اپنا اسکے پاؤن پر رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھ سے پکڑ کر لیا جھٹکا دیا کہ ایک پیکر کے دو پیکر بنائے مثل کرباس چیر ڈالا غریو جان لشکر کفار سے نکلا اور خونخوار یہ طاقت دیکھکر دنگ ہوگیا پیکان کا یہ سردار تھا اسنے سرداران باقی ماندہ کو للکارا کہ ہان اس خدا پرست کو جانے نہ دینا اسوقت سو دو سو ساحر نارنج و ترنج پکڑ کر شہزادے پر آگرا پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے اشقر اڑا کر چلے اور جمہور کو ہٹا کر ساحرون پر جا پڑے یہ دیکھکر کوہی اور لقا پرست بھی تلوارین کھینچکر حملہ آور ہوئے پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھایا اور جملہ فوج اسلام نے جنگ آغاز کی ساحرون نے نارنج و ترنج مارے وہ ببرکت اسم اعظم سب باطل ہوئے اور سردار سے سردار اور پیادے سے پیادہ سوار سے سوار بھڑ گیا کھچا کھچ تلوار کا اور شتاشت تیر کی بلند ہوئی کہ بمقتضائے

نظم

ز عکس سر تیغ و برق سنان
تزنگ کمان رفت در مغز کوه
دل اژدہائے سپہر رفت دو کستار غان
فشانش کنان تیر بر ہر گروه

پولادی لخت گردن کشان
برون ریختہ مغز با اژدہان

زبیداد گوپال پیل افگنان	فلک جامہ در خشم نیل افگنان
نشیب پلک رگ زبر پاے مور	زبال عقابان تہی کرد زور
سر نیزہ از طاسک سر نگون	بہ پرچم فرو ریختہ طاس خون
سیم باد پایان زخون چون عقیق	شدہ تا نمد زین بخون در غریق
سنان در سپر کوکب افروختہ	سپر بر سپر کوکب دوختہ
زبس خشت اینہا کہ شد بہ ہلاک	بحدی ست بر کشتگان خون و خاک
سر افشانی تیغ گردن فراز	بر آورد از جوی خون لالہ زار
زہر قبضۂ خنجری در شتاب	بر آورد خون اژدہا سر زخواب
زبس کشتگان کرد بر گرد راہ	چو بازار محشر شدہ حرب گاہ

اسی طرح تا شام سر برسا کیے اور خون بہا کیا جس وقت کہ اژدہاے سیاہ شب نے شہسوار مشرق دیار کو نگلا اور تیرگی نے عالم کو گھیر لیا کہ بمصداق نظم

چو در برقع کوہ رفت آفتاب	سپہر روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہای سیاہ	زماہی بر آورد و سر سوی ماہ

بختیارک نے خیال کیا کہ رات کو ساحر باقی ماندہ بھی ہلاک ہونگے لشکر پسپا ہوتا چلا آتا ہے یہ دیکھکر فوراً طبل امان بجوا کر پھرا لشکر اسلام بھی معاودت فرما ہوا دونوں جگہ کے دلاور جا کر آرام گزین ہوے اور شاہ بارگاہ میں بیٹھے ساقی ومی ومطرب حاضر ہوے جام عشرت گردش مین آیا **بختیارک** نے کہا کیون پیکان تم نے زوران جدگان مغضوب کا دیکھا خونخوار نے کہا ملک جی وہ لوگ ایسے ہی ہین مجھے بھی ان سے لڑنے کی حسرت ہی آپ نے آجکی جنگ ساحر کو بھیجکر مفت خراب کی **بختیارک** نے کہا مین چاہتا ہون کہ تم چندے یہان اور رہو اور تم خدمت امیر مین جانے کی جلدی کرتے ہو آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ پر جا کر مسلمان ہو جاؤ خونخوار ان باتون کو سنکر ہنسا اور حکم نواخت طبل دیا نقارہ بجتے ہی ہرکارے خدمت شاہ مین جا کر مخبر ہوے اس طرف بھی دہل اور دمامے بجے تیاری جدال وقتال شروع ہوئی رات بھر درستی ہوئی جس وقت کہ طاق فیروزہ فام آسمان پر صانع قدرت نے یاقوت رخشان مہر سنگ کوہ خاور سے نکلا اور بساط گوہر آمود نوز یر شب کو اکب کو لپیٹا کہ بمقتضاے نظم

چنین تا یکے روز این چرخ پیر	بر آورد گوہر ز دریاے قیر

چو خورشید پر زد سر از گنج نیل — فرو شست گردون قبا را ز نیل
دگر بارہ شیران نمودند شور — زگوران ہمہ دشت کردند گور
بغافل درآمد جرس بادراے — بجوشید خون از دم گرم نلے

صبح امیر نماز پڑھکر آستان شاہ پر آکر ہمراہ خسرو کجکلاہ مع سرداران عالی جاہ کے وارد دشت نبرد ہوئے
لقا بھی آیا فوج دریا موج ساتھ لایا بعد ترتیب لشکر خونخوار گینڈا بڑھاکر میدان مین آیا
ہنر ہاے شایستہ دکھاکر طالب ستیز ہوا از بسکہ جمہور سے یہ معرکہ اٹکا ہوا ہو اور اس ہنگامے کے
موجد گویا یہی ہین اس باعث سے آج بھی انھین نے مرکب اڑایا اور اجازت لیکر میدان مین
آکر مقابلہ کیا چونکہ اول روز نیزہ بازی ہو چکی تھی آج خونخوار نے گرز گران چرخ دیکر لگایا شہزادے
نے اپنے گرز پر گانٹھا اور جواب مین اسکی ضرب کے آپ بھی گرز مارا اسنے بھی گرز پر رد کا مگر دونون
کے گھٹنے جاکر زمین پر سگے اور کمر پر گینڈے کی وہ بکان پڑی کہ ٹوٹ گئی خونخوار کود کر گھوڑے سے کرتے
حریف کا چلا تھا کہ شہزادہ بھی کود ا وہ دوڑکر لپٹ گیا کشتی آغاز ہوئی یہان مارا اور وہان ٹپکا تڑپ
تڑپ اور جھڑپ سے خونخوار لڑنے لگا عین کشتی مین حسب فہمایش بختیارک مخفی طور پر بیکان
نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت جسم کی جاتی رہی اسنے جست کرکے باندھ لیا اس کشتی مین دن آخر ہو چکا
تھا لشکر لقا مین طبل بازگشت بجا اور سب جنگاہ سے پھر کر داخل خیام بارگاہ ہوے امیر بھی
بارگاہ مین آئے لشکر آسودہ ہوے امیر نے فرمایا کہ مجکو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا تعجب ہی
سرداروں نے عرض کیا کہ ہم جانتے ہین وہ سحر سے قید ہوا ہی یہان تو یہ چرچا ہو مگر اس طرف
خونخوار نے قید شہزادے کو پہنوا کر سامنے اپنے بلایا اور بعنایت تمام خطاب کیا کہ مین نے تجکو بمردانگی
میدان مین زیر کیا پھر میری اطاعت مین کیا تامل ہی خداوند کو سجدہ نہین کرتا جمہور نے کہا مجھ پر
سحر کیا اور دغا سے قید کرکے تولایا اور اب باتین بناتا ہی خونخوار نے کہا مجھکو اصلا اسکی خبر نہین اور
بیکان سے کہا مجھے آپ بدنام نہ کیجیے اسپر سے سحر اٹھا لیجیے اسنے اپنا جادو رد کردیا کہ جسم شہزادے کا
توانا ہوا خونخوار نے کہا آہنگرون کو بلاؤ کہ قید بھی کاٹ دین شہزادے نے یہ سنکر خانہ زور مین چرخ
ارکر ہتکڑیان بیڑیان وغیرہ توڑ ڈالین خونخوار نے چاہا کہ مثل اسکے جیسا کہ امیر نے میری کی تھی اسکو
بھی بہ تعظیم و تکریم مہمان بناؤن اور خلعت دیکر رخصت کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہم غیر مذہب کے
یہان شراب نمک نہین پیتے اگر تجکو ہم سے مقابلہ کرنا منظور ہی تو اٹھ کھڑا ہو کار امروز بفردا
نگذار اسی وقت نصیب آزمائی کر خونخوار یہ سنکر دنگل سے کودا اور سلاسچے بارگاہ کے اٹھوا دیے

صحن بارگاہ کرسی وذنگل سے خالی کرایا اور آپ چٹ لنگوٹ باندھکر شہزادے سے مقابل ہوا بختیارک نے کہا یا خداوندمیان خونخوار اب چلے کسی طرح نہ رکین گے غرضکہ دونون مین دستیان کھینچکر داؤن اور پیچ شروع ہوئے جمہور نے چارگھڑی کشتی مین اکھیڑ مارکر چارون شانے چت کر دیا اور سینہ پر بیٹھا چاہتا تھا کہ سوال سلام کرکے اسکے انکار پر سر اسکا گردن سے کھینچ لے لیکن اسنے چپکے سے کہا کہ اے شہریار مین آپکا غلام ہون یہان سے آپ جا کر میری بارگاہ کے قریب ٹھہریے مین بھی آتا ہون جمہور اسکے سینے سے اُٹھا اور پکار کر کہا کہ اے فرقہ لقا پرستان مین جاتا ہون تم مین کوئی ایسا ہی کہ روکے مجھکو کسی نے جواب نہ دیا باہر آکر ٹھہرا بعد کچھ دیر کے خونخوار بھی اُٹھ کر آیا اور جمہور کو اپنی بارگاہ مین لایا اس ہنگام مین وہ بقیہ دن تمام ہوا اور فلک خونخوار نے جمہور کو اکب کو بارگاہ زنگاری مین بلایا ماہ کو بہر دعوت روبرو مہمانون کے پیش کیا کہ بفحوائے نظم

سیاہی ندید آمد از گنج راہ
بر آشفت گردون چو زنجیر مے

جہان خوش نباشد کہ گردد سیاہ
بزنگی بدل گشت کشمیر مے

خونخوار نے اپنی فوج کے افسرون کو بلایا اور فرمایا آگاہ ہو کہ یہ سخرہ لقا دعوی خدائی کا کرتا ہی مگر کیسا خداوند ہی کہ جو اسکی مدد کو آتا ہی مارا جاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی بنا بر اسکے مین نے اطاعت خدا پرستون کی اختیار کی اور خدا کو واحد اور لاشریک جانا اب تم بھی مسلمان ہو اور میرے ساتھ چلو افسرون نے کہنا اسکا بدل منظور کیا اور خدا کو یکتا اور بے مانند مانا تو اسوقت انکو حکم دیا کہ تم جا کر مخفی طور سے لشکر اپنا تیار کراؤ اور ہم بھی سوار ہوتے ہین اس لشکر بے ایمان لقا پر شبخون مار کر خدمت امیر مین چلو افسر یہ حکم پا کر گئے او کمیدان نے پلٹن کو اور رسالے دار نے رسالے کو تیار کرایا اس اثنا مین خونخوار اور جمہور نے نکل کر فوج لقا پر حملہ کیا لشکر کو ہیون کا نام و نعرہ اپنے مالک کا سنکر تلوارین کھینچکر جا پڑا فوج لقا کی خالی تھی اسی ہزار کوہی کے گرنے سے لشکر مین کھلبلی ہوگئی فوج خونخوار نے طنابین خیمون کی کاٹ دین کہ وہ جھوم کر گرے لوگ اسکے نیچے سے نکلنے نپائے تھے کہ انھون نے گھوڑے دوڑا دیے پھر تو یہ عالم ہوا کہ جیسے دام مین چڑیان پھنس کر پھڑکتی ہین سب کا طائر روح تڑپ کر قفس تن سے پرواز کر گیا اور وہ غلغلا اسوقت برپا ہوا کہ صیاد فلک کا کلیجہ شق ہو جاتا تو عجب نہ تھا چار طرف بدحواسی مثل ابر کے چھا گئی کہ لمؤلفہ

گرا کٹ کے خیمہ تو عالم یہ تھا
تو گل خود دم مین لگا کھینچنے

کوئی اُٹھ کے بھاگا کوئی گر پڑا
یہ گھبراہٹ اسدم تھی باہم دگر

کوئی اپنا گھوڑا گیا کھینچنے
کرکھولا جو گھوڑے کو بس کھینچکر

اگاڑی نکلوی پچھاڑی کو کھول — چڑھے اکٹے جلدی سے تلوار تول — کوئی زیر جامے کو گردن مین ڈال
یہ بولا گریبان تنگ ہی کمال — غرض اضطراب انکو اسدرجہ تھا — کہ جامے کا پیجامہ ہونے لگا
اسی اثنا مین مردان جنگ آزما — علم کا دکھانے لگے راستا — چمکنے لگی برق شمشیر پھر
برسنے لگے ہر طرف تیر پھر — چلی صرصر تیغ سن سن وہان — بجھی شمع ہستی دشمن وہان
یہ آنکلے تھے تلوارون نے منھ سے لال — کہ تھا عارض شاہد رزم لال — ہوئی آتش کینہ یہ شعلہ در
کہ تھا ہر طرف الحذر الحذر — ہوا جان دینے کی ایسی بڑھی — کہ باغ اجل مین بہار آگئی
ہوئے قطع اس طرح سے پیل تن — کہ ہو قطع جس طرح سرو چمن — پھلے پھولے زخمون سے تھے نخل قد
گلستان تھا میدان دم جد وکد — سر دن پر تھی یون ڈھال سایہ فگن — کہ چھایا ہو جیسے سحاب چمن
کشاکش مین دم اسطرح سے پڑے — کہ تار نفس کے تھے چھوٹے پڑے — غرض لشکر کافر بے حیا
نہ تلوار کی آنچ کو سہہ سکا

اسی اضطراب مین پلٹن ایک طرف سے آئی اور ادھر رسالہ کھڑا تھا اسکو فوج عدو سمجھکر لڑنے لگی رسالہ ایک جانب سے آیا وہ اپنے ہی یہان کی پلٹن سے بھڑ گیا **لقا** اور **بیکان** وغیرہ بارگاہ سے باہر دوڑے سارا لشکر باہم لڑتے دیکھکر حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی ادھر **جمہور** اور **خونخوار** تلوارین مارتے اپنی فوج کو لیکر سمت لشکر اسلام چلے یہان بھی طلایہ قایم تھے اور ساری فوج کمر باندھے مستعد تھی اس لشکر کو آتے دیکھکر طلایہ دار آگے بڑھے اور پکارے کہ کون آتا ہی **جمہور** سارے لشکر کو ٹھہرا کر اکیلا فوج مین آیا سلام کیا اور سارا ماجرا بیان کیا اسوقت لشکریان اسلام بہر استقبال **خونخوار** گئے اور مع اسکے لشکر کے اُسے لیکر آئے جملہ فوج کے کوہیون نے خیمے برپا کیے اور استقامت پذیر ہوے اور **خونخوار** کو **جمہور** نے اپنی بارگاہ مین لاکر فروکش کیا اس طرف لشکریان **لقا** کو باہم لڑتے دیکھکر **بیکان** نے کہا شاید **حمزہ** شبخون آیا ہی مین بھی سحر کرتا ہون **بختیارک** نے کہا **حمزہ** کا دستور نہین جو شبخون آئے اور غفلت مین کسی کو ہلاک کرے ہان **حمزہ** اور اسکی اولاد اسجگہ شبخون مارتے ہین کہ جہان لاکھون آدمی حریف کے ہون اور وہ اکیلے ہون لہذا یہ مرشدی کسی اور ہی کی ہی تم سحر نہ کرو عجب نہین جو ہماری فوج آپسمین لڑتی ہو اچھا یہ در سحر طبل امان بجاؤ کہ سب کے کان مین صدا اسکی پہونچے اگر شبخون آیا ہی تو لڑائی موقوف نہوگی اور باہمی جنگ ہوگی تو موقوف ہوجایگی **بیکان** نے اسکے کہنے سے کچھ سحر پڑھا کہ ہزارون پتلے بروے ہوا آکر نعرہ زن ہوے کہ ای بندگان خدا وند کیون باہم لڑتے ہو جنگ موقوف کرو یہ ندا ہر ایک کے گوش زد ہوئی اور لڑائی موقوف کی معلوم کیا کہ آپسمین بزد آزما

تھے آخر سب نے پھر قیام کیا مگر اس جنگ مین بھی لاکھون آدمی مارے گئے دشت مین خون کے نالے بہے رات بھر اسی ہنگامہ مین ہر شخص رہا جسوقت کہ میدان عالم شفق خونین رنگ سحر سے گلنار ہوا اور خورشید خونخوار طلعت نے جمہور انجم پر چھاپا مارا کہ نظم

دگر روز کاین بود سجادہ زنگ		زپہلوے شبدیز بکشاد تنگ	
زمین فرش سانوز چون درنوشت		برآورد سر صبح با تیغ و طشت	
بفرمان شہ رایت افراختند		دران بین صحرا وطن ساختند	

صبح کو لقا پر ظاہر ہوا کہ خونخوار شبخون مار کر لشکر اسلام مین چلا گیا کف افسوس ملکر خاموش ہو رہا اور یہان شہنشاہ گیتی ستان تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے جمہور نے آکر زمین ادب کو بوسہ دیا اور خونخوار سے نذر دلائی اور ماجراے دوشین عرض کیا بادشاہ نے خونخوار کو براہ عنایت خلعت سے مخلع فرمایا بارگاہ رہنے کو عنایت فرمائی خراج اسکے ملک کا معاف کیا اور مہینہ سرکار سے مقرر فرمایا پھر جلسہ عیش شروع ہوا ناچ ہونے لگا مگر لشکر لقا مین ایک کہرام برپا تھا یعنے رات کو بیٹا باپ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور باپ بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا کوئی سر پیٹتا تھا کوئی گریبان چاک تھا پیکان نے افسران فوج کو بلا کر بہت کچھ زر و جواہر دیا اور نہایت تسکین دی دلداری کی پھر خداوند سے کہا کہ مین جا کر پہاڑ پر سے سحر کرتا ہون کہ لشکر عدو پر ایسی آفت آئیگی کہ جس سے جانبری کسی طرح نہوگی یہ کلمات سُنکر لقا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ صدف جادو نام ایک سردار نے عرض کیا کہ آج مین طبل جنگ بجوا کر امیدوار ہون کہ اپنا سحر عدو سوز حضور کو دکھاؤن پیکان نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ حکم سُنکر صدف سحر کر کے اُٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین دن بھر سحر جگایا کیا جبکہ صدف چرخ سے گوہر تابدار کوکب ظاہر ہوے اور رشتہ عقد ثریا ہمسلک مالہاے درشہوار ہوا کہ ابیات

چو از تیرہ خسب روز روشن نہفت		طلایہ برون رفت جاسوس خفت	
شب تیرہ پہلو بہ بستر بُرد		بطالع نگر دی ستارہ شمرد	

شام ہوتے ہی طبل جنگ گڑگڑایا صدا اُسکی مثل سورج کے لشکر مین پھیلی ہرکارون نے جا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ بیت

شہا شہریارا جہان دادرا		فلک پایگہ مشتری پیکرا	

آج پھر گبران ناہنجار آمادہ کارزار ہین نقارہ رزمی بجا ہی ہر ایک آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہی

شاہ اسلام نے نقارہ بجوایا وہی قہر و غضب کا ہنگامہ لشکر مین شب بھر برپا رہا جسدم کہ عروس عالم کو مادر دہر نے زیور زرین تار شعاع مہر سے آراستہ کیا اور جہان دود افگنی ظلمت شب سے رہائی پاکر غل یغماد خلج کے روشنی پذیر ہوا کہ **نظم**

دگر روز کاین ساقی صبح خیز		زمے کرد بر خاک یاقوت ریز	
دو لشکر چو دریائے آتش دمان		کشادند بازاز کمینہا کمان	

امیر مسجد سے دیدِ دولت شاہ پر آئے اور تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین رکھکر بڑے کروفر سے داخل دشت مصاف ہوئے اس طرف سے لشکر حریف بھی آگر صف آرا ہوا اور بعد ترتیب لشکر **صدف** نے اژدر اڑا کر للکارا مبارز طلب کیا **خونخوار** شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا **صدف** نے ایک ناریل سحر کا مارا کہ یہ بہادر بیہوش ہوگیا اسنے باندھکر لشکر مین اپنے بھیجدیا اور پھر طالب رزم ہوا دس سردار بڑے بڑے جاکر اسیر ہوئے اسوقت **چالاک** عیار جو رکاب **امیر** کی تھامے تھا چھوڑکر سمت صحرا گیا اور بشکل مبارزان عرصۂ شجاعت کے تلوار و تیر ترکش وغیرہ ہتھیار جسم پر لگاکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر للکارتا ہوا سامنے **صدف** کے آیا **بختیارک** نے اسکو دیکھکر کہا اے **پیکان** مرشد زادے لڑنے آئے ہین اپنے سردار کو بلا لو نہین مارا جائیگا **پیکان** بولا کہ تو واہی ہو ادھر **صدف** نے ناریل سحر پڑھکر چاہا کہ لگاوین **چالاک** نے پتھر منجنیق مین رکھکر مارا کہ کاسہ سر اسکا ترش کر دور گرا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا **بختیارک** صلوٰۃ پڑھنے لگا سردار جو لشکر اسلام کے فوج عدو مین گرفتار ہوئے تھے ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین قید دیکھکر زنجیرین بیڑیان توڑ تلوارین مارتے چلے **پیکان** نے کہا انسے کوئی نہ بولے دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر طبل امان بجواکر پھرا **امیر** بھی داخل بارگاہ ہوئے لشکریون نے کمر کھولی مگر **غیار** جادو اور **اثیت** جادو سے **پیکان** نے حکم دیا کہ تم جاکر پہاڑ پر سحر کرو وہ دونون پہاڑ پر گئے اور زمین کو خون خوک سے لیپ کر چڑکا دیا اور اسی خون سے نہاکر منقل آتش روبرو رکھکر سحر پڑھا اور تل منقل پر چلائے کہ شعلہ بھڑک کر بلند ہوئے اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ زمین مین سما گیا لشکر اسلام مین سب بآرام بیٹھے تھے کہ نا گاہ ایک زلزلہ آیا زمین شق ہوگئی لوگ غرق ہوئے **چالاک** وغیرہ چند عیار بھاگ کر لشکر کی حد سے باہر نکل گئے اور لشکریان اسلام بارگاہ سلیمانی مین دوڑکر چلے آئے امیر سے آکر ماجرا بیان کیا اور جہانتک اس بارگاہ مین لوگ سما سکے آکر ٹھہرے باقی بھگدر پڑگئی **امیر** اسم اعظم پڑھتے ہوئے شکنزے پانی کے لیکر ہر سمت چھڑکتے کہ ایک جانب سے دریا آگ کا موج مارتا ہوا ظاہر ہوا **امیر** نے جہانتک حصار ربانی سے کھینچدیا ہی وہانتک نہ زمین شق ہوئی نہ دریا سے

آتش آیا مگر گرد لشکر کے دریا محیط ہو گیا راہ آمد و رفت بند ہوئی امیر کہان تک حصار باندھتے کیونکہ لشکر کی فرسخ تک تھا جو لوگ بارگاہ اور اندر حصار کے تھے وہ تو محفوظ تھے اور باہر کے آدمیون مین تلاطم تھا بھگدر پڑی تھی حتی الامکان بھاگ کر حصار مین فوج نے اپنے تئین پہونچایا تلے اوپر آدمی بوجہ کثرت کے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ خیام اور بستر سب غرق دریاے آتش ہو گئے ہین مرکز خاک کرۂ نار ہی ہواے سموم چلتی ہی بجلی بازو کی آگ امڈ گلتی ہی اس طرح روئین روئین سے بسبب حرارت کے چنگاری نکلتی ہی اُف اُف ہر دہن سے جاری ہی ظاہر ہی کہ یہ شرارت انسانون کی ہی جو فرقہ ناری ہی دل سینون مین جلتے ہین اُبلے دانون کی طرح بھنتے ہین کہ **نظم**

شعلے پیدا تھے پیرہن سے — چنگاریان اڑتی تھین بدن سے
آتش افشان ہوا تن کوہ — پرفشان مین تھا مسکن کوہ
جو سنگ تھا وہ شررفشان تھا — اولے پہ سماق کا گمان تھا
دل اہل جہان کا جل رہا تھا — آہون سے دھوان نکل رہا تھا
دست مژگان سے دیدۂ تر — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
مسدود تھی سیف کی روانی — قطرہ لب تیغ پر تھا پانی

آخر ادھر تو سب نے سجادے بچھاے اور دعا درگاہ مین خدا کی کرنے لگے اور اس طرف عیار صورتین بدلکر لشکر **لقا** مین گئے اور فکر عیاری مین ٹھہرے اور جو جاسوسان لشکر عدو نے یہ خبر **لقا** کو پہونچائی اس گبرکو موقع اتحاد ہاتھ آیا پکارا کہ دیدی قدرت مرا کیسا غضب مین نے بندگان مغضوب پر نازل کیا سب کافرون نے کہا کہ برحق یا خداوند تجھ مین بڑی قدرت ہی یہان تو یہ تذکرہ ہی ادھر عیار جو لشکر مین پھر رہے تھے انمین سے **برق خطائی** اُس طرف جا نکلا کہ جہان پکوان کا باورچیخانہ ہی یہ ازبسکہ بشکل ساحر تھا دارو غہ مطبخ کو اشارہ سے بلایا وہ سمجھا کہ ساحر میرے مالک کا نوکر ہی کچھ تو سبب ہی جو بلاتا ہی غرضکہ اٹھکر قریب آیا اس نے کہا مین ابھی دربار مین تھا حضور فرماتے تھے کہ دارو غہ مطبخ کا تغلب و تصرف کرنا ظاہر ہو چکا ہی سزا دینا واجب ہی دارو غہ کا یہ کلام سنتے ہی جی چھوٹ گیا اسنے کہا کہ تم مجھے نہین جانتے ہو مگر مجکو تمھارا بہت پاس ہی جلد دیوانجی سے تمھاری سفارش کر دون کہ حساب ٹھیک کر دین دارو غہ اسی وقت منت کرتا ہوا ساتھ ہوا اسنے مقام تنہائی پر اسکو لاکر حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا فی الفور یہ صورت اسکی بنا پیرہن اسی کا پہنکر اور اسکو زیادہ تر بیہوش کرکے گٹھری باندھکر جنگل مین لاکر مار ڈالا اور آپ وہان سے مطبخ مین آکر اہتمام کھانا پکانے کا کرنے لگا

آخر سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور وہان پیکان کو جب بھوکھ لگی تو دربار سے اُٹھکر آیا کھانا طلب
کیا وار و غہ نے خوان کھانے کے بھجوائے اور خدمتگارون کو بھی کچھ کھانا دیا پھر سامنے مالک کے حاضر
ہوا وہ اپنے رفیقون کے ساتھ کھانا کھارہا تھا جب کھاچکا چاہا دربار مین جاؤن مگر سر پھرنے لگا
لیٹ رہا اور یہی کیفیت سب رفیقون اور نوکرون کی ہوئی آخر سب بیہوش ہوے نیرک خنجر
نکالکر چاہتا تھا کہ اسکو ذبح کرے اتفاق سے ایک ساحر میخوار جادو نام باہر سے آیا اسنے دیکھا کہ
ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور ایک شخص پیکان کو قتل کیا چاہتا ہی یہ دیکھتے ہی سحر سے نیرک کو
گرفتار کیا اور پوچھا تو کون ہی اسنے کہا عیار ہون اور قتل کرنے ساحرون کو آیا تھا میخوار سارا حال
سُنکر اسکو باہر لیکر چلا کہ قید کراؤن جب بارگاہ کے باہر آیا سرہنگ مصری عیار بھی بہر عیاری آیا
تھا اسنے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے میخوار غافل تھا اُلجھکر گرا جب تک سنبھلے سنبھلے اس نے
خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا غل اور شور برپا ہوا نیرک اور سرہنگ دونون بھاگ گئے ساحر شور
سُنکر دوڑے بارگاہ مین آکر پیکان وغیرہ کو ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے پیکان کے
حواس باختہ ہوگئے اور جلد سوار ہوکر دربار خداوند مین گیا عیارون نے اسکو جاتے دیکھکر تعاقب
کیا صورت بدلکر دربار مین جا کھڑے ہوے پیکان نے سب کیفیت بیان کی کہ آج عیار مجھکو قتل
ہی کرچکے تھے بختیارک بولا کہ آج بچ گئے تو کل قتل ہوے اب بچنا دشوار ہی مرشدزادے
در پئے ہلاک ہو چکے اسی گفتگو مین غبار اور اتیست بھی پہاڑ پر سے آئے بختیارک نے کہا تم نے
لشکر اسلام پر سحر کیا ہی یہان ٹھہرو نہین ہلاک ہوگے اتیست نے یہ سُنکر غبار سے کہا کہ کوہ عقیق
کے پاس کوہ سبز ہی وہان ایک احاطہ سحر بنا ہی اور اسمین ایک جوگی میلاد وست اور اسکے چیلے رہتے ہین
وہان چلکر ہم تم بھی رہین اور حمزہ کا اسم اعظم بند کرین کیونکہ ہمنے یہ سحر ایسا کیا تھا کہ تمام عالم دریاے
آتش مین غرق ہوجاتا مگر حمزہ نے حصار کر کے لشکر اپنا بچا لیا اور محنت گوارا کر کے سارا سحر دن بھر
مین باطل کر دیا یہ کہکر کوہ سبز کی طرف چلے اس وقت بختیارک نے کہا تمنے بڑا غضب کیا جو
نشان اپنے مسکن کا بتادیا عیار وہان پہونچین گے کیونکہ وہ یہان ضرور ہونگے یہ کلام سُنکر
اتیست ہنسا اور کہا جو وہان آئیگا مارا جائیگا ہم اسلیے وہان جاتے ہین کہ تنہائی مین اپنے بیگانے
کی تمیز ہوتی ہی کثرت لشکر مین عیار شناخت نہین ہو سکتے اور بچنا بھی محال اور دشوار ہی یہ کہکر
پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئے عیار بھی انکے تعاقب مین باہر بارگاہ کے نکلے اثناے راہ مین
چالاک اور ابوالفتح سے ملاقات ہوئی اور کل حال انسے بیان کیا انھون نے کہا تم ذرا دیر

یہین ٹھہرو ہم کوہ سبز کی طرف جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے مگر اول وہ دونون ساحر احاطۂ
سحر کے قریب پہونچے دیکھا دروازہ بند ہی یہ سحر سے دیوار پھاندکر چلے جوگی کے چیلون نے غل مچایا
کہ چور آئے انھون نے قریب جاکر جوگی سے اپنے تیئن ظاہر کیا اسنے پہچان کر اتیست کو گلے سے
لگایا مرگ چھالا بچھا دیا یہ دونون بیٹھے پھر چیلون سے کہا تمھارے یہان مہمان آئے ہین جلد
انکے لیے بھوجن لاؤ چیلے کچھ حلوا اور پوری اور مٹھائی تھالیون مین لائے اتیست نے کہا پہلے تنتے
پانی سے فراغت کر لین تو کھائین جوگی نے چیلون سے کہا شراب انکے لیے جلد لاؤ چیلے گویا
ہوے کہ بابا جی دارو تو نہین رہی ٹھنڈھائی پینے بنگ ہی جوگی بولا کہ بازار سے لے آؤ دو چیلے
نکلکر روانہ ہوے جب کوہ سبز سے آگے بڑھے ادھر سے دونون عیار احاطۂ سحر ساحر بنے ہوے
ڈھونڈھتے آتے تھے چیلون کو دیکھکر قریب آئے اور کہا احاطۂ سحر مین ہمارے مالک گئے ہین
تمکو وہ مقام معلوم ہو تو بتا دو چیلون نے کہا تم اتیست کے نوکر ہو عیارون نے کہا ہان چیلے
بتانے لگے ادھر سے پھر کر یون سامنے کو جاؤ تو مرگھٹ ملے گا اسکے آگے ببول کا جنگل ہی اسمین
ہوکر جہان ندی ملے اسی کے کنارے احاطہ بنا ہی عیار جب یہ سن چکے پوچھا تم کہان جاتے ہو
انھون نے سارا ماجرا شراب منگانے کا بیان کیا عیار پاس تو کھڑے ہی تھے سنتے سنتے دونون
نے بیضۂ بیہوشی مارے کہ چیلے بیہوش ہوئے یہ انکی صورت بنکر لباس وہی پہنکر بوتلین شراب
کی آغشتہ بدارو ے بیہوشی لیکر اسی پتہ پر جو سن چکے ہین چلے اور آکر احاطۂ سحر مین پہونچے دیکھا
کہ احاطہ مین مختصر سا باغ لگا ہی گل دشمر سے پھولا پھلا ہی بیچ مین چبوترے پر جوگی کان مین
کنڈل پہنے ہاتھون مین لوہے کے کڑے ڈالے بھبھوت ملے بیٹھا ساحرون سے باتین کر رہا ہی
دونون عیارون نے بوتلین جاکر سامنے رکھدین ساحر تو انتظار شراب مین کھانا لیے بیٹھے ہی تھے
فوراً گلاس بھر بھر کر پینے لگے جوگی نے چیلون سے کہا میری ٹھنڈھائی بھی لاؤ عیارون نے الگ جاکر چیلون سے جو دو
ایک وہان تھے بنگ طلب کی انھون نے کہا طاق پر رکھی ہی اور وہین سل بھی ہی اسوقت گھوٹنے مین عجب ہوگا جاکر پیس لاؤ مگر ذرا
زیادہ بنانا کہ ہم تم بھی پئین عیار گئے اور بنگ پیسکر چھانکر بیہوشی ملاکر چیلون کو تھوڑی دیتے آئے
باقی لٹیا مین بھرکر سامنے جوگی کے لائے وہ بھی پی گیا بعد ایک لمحہ کے سب بیہوش ہوے
عیارون نے سب کے سر کاٹ ڈالے غل اور شور برپا ہوا عیار بھاگ کر لشکر کو چلے یہان وہ
حصار آتش جو گرد لشکر تھا غائب ہوگیا اور اہل اسلام نے بلا سے نجات پائی طبل بشارت پر چوب
پڑی جواسیس لشکر لقا خبر لیکر گئے اور بجا لائے مراسم ادب عرض رسا ہوئے کہ لشکر عدو نے سحر کی آفت

سے نجات پائی اور شیطان پکارا کہ وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ اب جانبری غیر ممکن ہی پیکان کو اسوقت غصہ آیا اور کہا یا خداوند آپ کیسی الٹی تقدیر کرتے ہین جو آپکی مدد کرتا ہو وہی مارا جاتا ہو لقا نے گڑگڑا کر بعتاب کہا کہ اے بے ادب تو بھی اس لایق ہوا جو مشیت ایزدی مین دخل دینے لگا اب تو بھی مارا جائیگا پیکان خفا ہونے سے خداوند کے ڈرگیا اور خاموش ہو رہا ازبسکہ اس ماجرے کے گذرنے مین دن ختم ہوچکا تھا اور شب شل جوگی کے کنڈل ہالۂ ماہ کا کان مین ڈالکر احاطہ چاردانگ عالم مین آئی تھی اور ستارون کو چیلون کی طرح اپنے ساتھ لائی تھی کہ بمقتضاے ابیات

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت	سواد جہان راہ عنبر گرفت
ستارہ چنان گنجے از در فشاندند	کہ مہد زمین گاو بر گنج راند

پیکان نے طبل جنگ بجادیا جسکی کیفیت شمع ہمایون شاہ اسلام مین ہرکارون نے پہونچائی ادھر بھی نقارہ سکندری بجا حسب دستور دربار برخاست ہوا بہادر تیاری جدال وقتال کی کرنے لگے ادھر بختیارک نے کہا اے پیکان آج تم بچتے نہین معلوم ہوتے اسنے کہا تو ضرور سچا ہی لیکن مین بہت ہوشیار رہونگا یہ کہکر دربار سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چار شمع سحر پڑھکر چار سمت بارگاہ کے روشن کرکے ملازمین وغیرہ سب کو باہر بارگاہ کے بھیجدیا اور سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیے کہ روشنی دور تک شمعون کی پھیلی غرض ایسا بند وبست کرکے باطمینان تمام آرام پذیر ہوا اور لشکرون مین ہتھیار صیقل ہونے لگے بہادر منچلے داد شجاعت دینے لگے لیکن عیاران اسلام اس فکر مین چلے کہ بن پڑے تو پیکان کو اس شب خواب مرگ مین کرین اس ارادے پر جب لشکر اعدا مین پہونچے دیکھا کہ بارگاہ کے سراپچے اٹھے ہین شمعین روشن ہین پیکان آرام کر رہا ہی حاجب دربان کوئی نہین سناٹا ہی یہ دیکھکر باہم کہا اسمین کوئی اسرار ہی ہم سب یہان ٹھہرین ایک شخص جاکر عیاری کرے آخر یہی کیا سب ٹھہر گئے اور سرہنگ آگے بڑھا جب شمع کی روشنی مین پہونچا سوجھنا موقوف ہوگیا ناچار پھر آیا علیحدہ جب ہوا پھر دکھائی دینے لگا یہ سمجھا آنکھ مین وہان کچھ پڑگیا تھا یہ سوچکر آنکھ ملتا ہوا پھر آگے بڑھا پھر وہی نقشہ ہوا اسوقت خیال کیا کہ یہ شمعین سحر کی ہین اب کی پھر کر اپنے ساتھیون پاس آکر سب حال بیان کیا عیارون نے کہا نقب لگا کر اندر بارگاہ کے چلو شمعون کو اوپر جلنے دو یہ کہکر چالاک ایک گوشے مین گیا اور نقب کھودنے لگا جب شمع کی روشنی جس جگہ پڑتی تھی وہان پہونچا خنجر نے زمین کو نہ کھودا اور

زمین فولاد کی طرح سخت تھی مجبور ہو کر نقب سے باہر نکلکر منہ اُسکا بند کرکے باہم صلاح کی کہ ایک
پہاڑ پر چڑھکر شمعون کو پتھر مارکر گرد بروکریں اور ایساہی کیا مگر جو پتھر مارا وہ اُلٹا پھر آیا شمعون تک
نہ پہونچا خلاصہ یہ کہ کوئی تدبیر پیش نہ گئی آخر وہ رات تمام ہوگئی اور کماندار مشرق چرخ مقوس
بر پائیگان شجاع آیا اور خیل انجم ہندی شب آماجگاہ خدنگ فنا ہوا کہ بمقتضائے نظم

دگر روز کین ترک سلطان شکوہ	ز دریائے کین کوہ بر زد چو کوہ
گرایندہ شد ہردو لشکر بخون	علم بر کشیدند چون بے ستون
در آمد ز دریا بہ غریدن ابر	زہر بیشۂ سر برون زد ہزبر

سپاہ ہردو سو کینہ خواہ دشت مصاف مین آئی بادشاہ جمجاہ کو تمام سردار مع امیر نامدار کے عیش محل
سے لیکر جنگاہ مین آئے ایک طرف سے لقا مع پیکان روسیاہ کے با فوج بیشمار وارد ہوا
تتق گرد ایسا بلند ہوا کہ خاطر پر گردون کے غبار رستم آیا نوجوانون کو خاک مین ملانے کا موقع ملا
فوج مین صف کشی ہوئی دشت نبرد صاف ہوا مگر دلون مین کدورت آئی نقیبون نے مذمت
دُنیائے فانی سُنائی کہ بیت نہ اسفندیار جہانگیر کرد * کہ از چشم زخم جہان جان نبرد * ہان
دلیرو نہ اسفندیار ہی نہ رستم و دستان ہی فقط ناموری کی باقی داستان ہی تم بھی گوئے شجاعت میدان
سے لیجاؤ رستم کی روح کو شرماؤ خلاصہ بعد ترتیب لشکر پیکان پھولون کی چھڑیان بجائے
تیغ و تیر و سنان کے لیے میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا لشکر اسلام سے فرامرز عاد مغربی پسر
خواندہ امیر شاہ ملک مغرب کا بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اسنے پکارکر
کہا کہ اے نسیم یہ شہزادہ گرمی مین آیا ہی اسکو ٹھنڈا کردے یہ کہتے ہی ایک جھونکا ہوائے سرد کا
آیا کہ فرامرز گھوڑے سے بیہوش ہوکر گرا بعد لمحے کے یہ جب ہوشیار ہوا اسنے پھول کی چھڑی
کندھے پر رکھکر کہا اے شہزادہ خداوند سامنے کھڑے ہین جاؤ اور سجدہ کرو اپنے معبود کو پہچانو
فرامرز اسی وقت گھوڑے پر چڑھکر سامنے لقا کے گیا اور سجدہ کرکے صف لشکر مین اسکی جا کھڑا ہوا
اس گبر نے کہا آخر میرے بندے ہین کہانتک نہ مجکو پہچانتیگے غرضکہ بعد جانے فرامرز کے پیکان
نے پھر مبارز طلبی کی سرداران فرامرز ایک کے بعد ایک بارادہ رزم گئے مگر اُسکے سحر سے لقا پرست
ہوئے چارسو سردار شہزادہ مذکور کا جب جاچکا اُسوقت علم شاہ بن حمزہ اجازت لیکر سامنے گئے
مگر ان کو بھی زمانے نے سرد مہری دکھائی یعنی جھونکا ہوائے سرد کا کھا کر اول تو بیہوش ہوئے اور
دوبارہ پھول کی چھڑی سے لقا پرستی اختیار کی خلاصہ کلام دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا کئی ہزار

سرد جبرا آزمودہ کار جا کر دشمن کا خبریک ہوا جسوقت کہ ہندوے شب بتھالی ماہ کی لیکر پوجا کرنے آیا اور ترک خاور مغل شہزادہ مغرب کے سربسجود ہوا کہ ابیات

بدینگونہ تا شب درآمد بسر — نشد زخم کس درمیان کارگر
بمہلت ز شب عذر خواہ آمدند — زمیدان سوخوابگاہ آمدند

لشکروں مین طبل آسایش بجا امیر غمناک بقیہ فوج لیکر مراجعت فرما ہوئے لشکر آسودہ ہوا عیار فکر عیاری مین راہی ہوئے اس طرف لقا نے سرداران اسلام کے لیے بارگاہ ہاے گوہر نگار رہنے کو اور کنیزان فاخرہ لباس و ماہ رخسار خدمت کو عنایت فرمائین اور بارگاہ مین روبرو اپنے کرسیان مرصع کار بیٹھنے کو دین اور استفسار کیا کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کروگے ہر ایک نے اقرار کیا کہ جو خداوند کی اطاعت نکریگا ہم اسکے دشمن ہین لقا ان باتون سے بہت خوشنود ہوا اور حکم کیا کہ یہان جو دریا کہ واقع ہوا ہی کنارے اسکے بساط شاہانہ اور اسباب ملوکانہ و ساز و سامان خسروانہ مہیّا ہو کہ مین ان شہزادون کی دعوت کرونگا اس حکم کے سنتے ہی سلیمان اور ملازم اسکے روانہ ہوے ایک بیشہ سبز و خرم برلب آبجو تجویز کر کے تعمیل حکم کرنے لگے روشنی بہ از فروغ مہر و ماہ کردی فرش قاقم لب ساحل بچھایا کہ جسکی صفائی کے روبرو چہرہ ماہ داغی نظر آیا نظم

چو بینو چراگاہ آمد پدید — کہ از خرمی سر بمینو کشید
پے آہو از چشم انگیختہ — چو برنیغہا نافسار یختہ
سوادے کہ در وے سیاہی نبود — دگر بود جز پشت ماہی نبود
برآراست بزمے چو روشن بہشت — کہ دندان شیران بران سرشت
نشاطے ز قرمزی ساختند — نشاطے ہم از قرمز انداختند
نشستہ برامش ز ہر کشورے — غریب اوستادے و رامشگرے
نواساز خنیاگران شگرف — بقانون نوازان برآوردہ حرف

جملہ ساز عشرت مہیا ہو چکا اور لقا سرداران اسلام کو لیکر انجمن انبساط مین آکر بیٹھا اسوقت صحرا کی سرسبزی اور نازنینان شام زلف و صبح رخسار کا مثل سحر خیزی کے خندہ زن ہونا اور ایک لطف تازہ اور مسرت بی اندازہ دیتا تھا ساقیان مہر دیدار زیور جواہر کار پہنے حاضر تھے شراب یاقوت رنگ سے دل و دماغ مالامال کامرانی کرتے تھے فی الجملہ بختیارک نے کان مین خداوند کے کہا کہ سرداران اسلام مسحور بسحر ہین اسوقت شراب ہمارے یہان کی کہ انکے نزدیک کافر ہین

لی لینگے مگر جب انکو ہوش آئیگا اور سیاواشل اور ساحرون کے پیکان بھی مارا گیا تو پھر یہ لوگ
اس طرح برے طور سے پیش آئینگے کہ جان نہ بچے گی کیونکہ کہین گے ہمکو شراب کا فروخیر مذہب نے پلاکر
خراب کیا لازم ہو کہ ان مین سے ایک شخص سے حکم دیجیے کہ ہمنے سنا ہو کہ اہل اسلام مین شراب
عمدہ ہوتی ہو تم جاکر خرید کر لاؤ اور اپنے ہی ہاتھ لے سب اپنے بھائی بندون کو پلاؤ لقا نے
اس رائے کو پسند کیا اور فرامرز سے یہی باتین آموختہ شیطان کہین فرامرز اٹھکر لشکر اسلام مین
گیا طلایہ دار نے اپنے شہزادے کو دیکھکر منع نہ کیا سوچا اگر مانع ہونگا یہ مجھکو مارینگے اور مین اینر
ہاتھ نہ اٹھا سکونگا فی الجملہ شہزادے کو دیکھکر میخانے سے بکرمکر تنگہاے شراب لایا اور سب کو
پلانے لگا جلسہ ناؤ نوش شروع ہوا اور عیاران اسلام بھی اس دشت مین پھر رہے تھے
ان مین ابوالفتح قریب انجمن گیا اتفاق سے ایک ساقی بچہ کسی کام کو اس طرف آیا اسنے دوڑکر
حباب بیہوشی اسکے مارا کہ وہ چکر کھا کر گرا ازبسکہ ہجوم خلق تھا کسی نے اسکو نہ دیکھا ساقی کو یہ
اٹھا کر الگ لایا اور پیرہن اسکا لیکر صورت اسی کی ایسی بنکر محفل مین آیا اور جام شراب آغشتہ
بیہوشی سامنے پیکان کے لایا اسنے اسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ لگایا اور سحر کیا سا روغن
منھ پر سے عیاری کا اڑگیا اسنے گرفتار کر لیا اسکے گرفتار ہونے سے پھر اور کوئی عیار جسارت پذیر
نہوا اور یہ جلسہ ایک رات اور دن بھر جمع رہا جسوقت کہ فراش روزگار نے بساط زعفرانی زرد
اٹھایا اور پرند مشکفام حریر سیاہ شب کو عالم مین بچھایا کہ نظم

چو شب قفل فیروزہ برزد بہ گنج	ترازوے کافور شد مشک سنج
ز لشکرگہ شاہ فیروزمند	غریوے برآمد بہ چرخ بلند

طبل جنگی بجے شاہ اسلام سے ہرکارون نے جاکر بہزاران احترام خبر دی اس طرف بھی دہل و نقارے
نواخت مین آئے اہل اسلام کے دلون مین خوف و بیم پیدا ہوا کہ کل بڑا معرکہ پڑیگا ہمارے سردار
جو مسحور ہین انسے سامنا ہوگا اسطرف خشوع و خضوع و زاری تھی اس طرف ناؤ نوش و کامگاری
تھی پیکان اور نجتیارک فرط عشرت سے ایک جگہ بیٹھکر چوسر کھیلنے لگے آج بھی عیار صورت
فراش و خدمتگار کی بنکر بارگاہ مین پیکان کے گئی اسوقت پرچھائین پیدا ہوئی اور کان مین
اسنے کہدیا کہ عیار آئے ہین پیکان نے ہنسکر کہا کہ ملک جی عیار آئے ہین وہ یہ سنتے ہی ایسا
گھبرایا کہ اپنے خیمہ مین چلا گیا اور پیکان سحر پڑھکر پلنگ پر لیٹ رہا اور حکم کر دیا کہ جو کوئی یہان
آئے اسکو منع نہ کرنا ملازم سب بغیر پہرا اور چوکی کے جاکر سو رہے عیار بھی چلے تو چلے آئے

تھے دوبارہ ساحر لیکر بارگاہ مین گئے ایک جھونکا ہوائے سرد کا انکے جسم پر لگا کہ وہین بیہوش ہوکر پڑر ہے اسی سحر وساحری اور ترتیب لشکر مین وہ رات تمام ہوئی اور جھونکون نے نسیم عنبر شمیم کے سبزہ گلشن دہر کو سلایا خسرو مشرق خواب نوشین سے بیدار ہوکر سریر سپہر پر آیا کر نفجوائے

ابیات

سحرگہ کہ مشکین پرند طراز پکایک یلان جملہ بر خاستند		بدیبائے عودی بدل گشت راز بر فتاری سشاہ بر خاستند	

امیر علدوگیر در دولت ضاہ گردون پناہ برمع سرداران خیر خواہ کے آئے اور شاہ کے ہمراہ چلے اور ادھر پیکان جب اٹھا عیار جو بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کرکے کہا کہ جاؤ یہ احسان یاد رکھنا پھر کبھی نہ آنا یہ کہکر فوج آپ لیکر چلا ساحر بت گلون مین ڈالے مرکب اڑاتے شان و شوکت دکھاتے میدان مین آکر ٹھہرے بیلچہ کا رون نے پستی و بلندی کو ہموار کیا اور سقون نے گرد و غبار بٹھایا کرکیست کڑکا کہنے لگے صف آرا میمنہ او میسرہ درست کرتے تھے نظم

سوئے میمنہ رومی و بربری سوئے میسرہ تنگ چشمان چین		چو یا جوج در سد اسکندری شدہ تنگ زانبوہ ایشان زمین	

بعد ترتیب لشکر لقا نے چاہا کہ فرزندان امیر کو بہر حرب بھیجے بختیارک مانع ہوا کہ امیر اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کردینگے اور یہ لوگ قابو سے نکل جائینگے اس رائے کو اس گبر نے پسند کرکے پیکان کو حکم دیا کہ جنگ آغاز کرے اس بحیا نے شوم جادو نام ایک اپنے مطیع کو میدان مین بھیجا اسنے سحر سازی اپنی دکھاکر مبارز طلبی کی شہزادہ جمہور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلہ مین گیا شوم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور چادر سیاہ ظلمت کی چھاگئی اور شہزادہ نے اسوقت دل قوی کرکے تلوار اس روسیاہ پر لگائی اسنے دوبارہ افسون ایسا پڑھا کہ شہزادہ مع مرکب کے پتھر کا ہوگیا پھر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا مطیعان جمہور جاکر مقابل ہونے لگے مگر سب پتھر کے ہوئے اسوقت شاہزادہ کورچ بن بدیع الزمان مرکب اڑا کر سامنے گیا پیکان نے شوم کو بلالیا اور خود نکلکر سامنا کیا اور پکارا کہ اے نسیم اس شہزادہ کو ٹھنڈا کر فی الفور ہوائے سرد کا جھونکا لگا کہ شہزادہ بیہوش ہوگیا بعد لمحے کے ہوشیار ہوا تھا کہ اسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا جاؤ اور خداوند کو سجدہ کرو شہزادہ بھی مثل اور ون کے جاکر لقا پرست ہوا بعد انکے خورشید بن ہاشم بن حمزہ آیا اسکا بھی یہی حال ہوا طول تقریر کہا تک آج قریب

سو سردار نامی کے پتھر کا ہوگیا اور سو ڈیڑھ سو طبیع لشکر عدو ہوا دن بھر یہی ہنگامہ رستخیز برپا رہا
جس وقت کہ بہار کہن بطرز نو چمن نیلوفری فلک مین گل ہاے انجم کی ظاہر ہوئی اور سقف خانہ گیتی
چینی نگار بنی کہ

ابیات

چو شب جلوہ کرد از پرند سیاہ
صدف بود گفتی نگر ماہ وچرخ

رخ ز زلف آراست از رشک ماہ
در و غالیہ سود عطار کرخ

لشکرون مین طبل آسایش بجا جنگاہ سے مراجعت کرکے آسودہ ہوئے امیر نے قصد کیا کہ جو نظر بند
یہان نہین ہین اُنکے بارے مین تو ناچاری ہی اور جو پتھر کے ہوگئے ہین اُن پر جا کر اسم اعظم دم کرین
اور رہا کرا ئین غرض اس طرف چلے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ای شہریار لشکر حریف نے ان
لوگون کا محاصرہ کر لیا ہی جو پتھر کے ہوگئے ہین اس خیال سے کہ امیر سحر باطل کرکے چھڑا لیجا ئینگے
اس خبر کو سنکر امیر ٹھہر گئے کہ اب جانے مین لڑائی ہوگی پھر لڑائی تو ہونی ہی ہی رات کو جنگ و جدال
سے کیا فائدہ جب ساحر قتل ہونگے تو وہ لوگ آپ ہی رہا ہو جائینگے اور فی الجملہ یہ تو بنظر بفضل
کریم کارساز کرکے ٹھہرے اور اس طرف **لقا** پھر لب دریا آکر عیش مین مصروف ہوا ویسا ہی جلسہ
دوشینہ جمایا جام بادہ ساقی رخسار سادہ کو پلایا

نظم

یکے مجلس آراست از دود می
بہ می لہو میکرد با مہتران

کہ مینو ز شہرش برآورد می
سزد ساغرش ہر دو از می گران

عیاران اسلام بھی تدبیر مین پھرنے لگے اتفاق سے **پیکان** محفل سے اُٹھکر جو کی پر بہر رفع
احتیاج گیا **چالاک** نے اسکو جاتے دیکھا فوراً صورت اسی کی ایسی بنکر کنارے محفل کے آیا اور
اشارے سے **شتوم جادو** کو بلایا وہ اپنا مالک اسکو سمجھکر اُٹھا **بختیارک** نے پوچھا کہ کہان چلے اسنے کہا
حاضر ہوتا ہون میرے مالک بلاتے ہین یہ کہکر قریب **چالاک** آیا اسنے ہاتھ پکڑ لیا کہ علیحدہ
آؤ کچھ مشورہ کرنا ہی یہ کہکر صحرا کی طرف بڑھا اس طرف سے جو کی پر سے **پیکان** محفل مین جب آیا
بختیارک گویا ہوا کہ آپ **شتوم** کو بلا لے گئے تھے وہ کہان ہین اُسنے کہا مین نہین بلانے گیا
بختیارک بولا کہ ہاے مار ڈالا ارے جلدی خبر لو ورنہ اُسکا کام تمام ہی **پیکان** اور چند ساحر
روغنی لیکر صحرا کی طرف دوڑے اور یہان **چالاک** نے بیضہ بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کیا تھا اور قتل
کیا چاہتا تھا کہ غلغلہ بگیر بگیر سنکر اور ساحر وغیرہ کو آتے دیکھکر اسکو کندھے پر لادکر بھاگا ساحرون
نے کہا دیکھیے وہ جاتا ہی **پیکان** نے پوچھا کدھر ایک نے کہا کہ ابھی ابھی اس طرف کو کوئی گیا ہی

یہ سنکر سب اسی طرف دوڑے چالاک کود کر جنگل سے حد لشکر لقا تک پہونچا تھا کہ پیچھے اپنے
لینا لینا کا شور سنکر سمجھا کہ اس طرف سے طلایہ دار اور لشکری دوڑ نکلے اس طرف سے ساحر آتے ہین
تم اپنے لشکر تک پہونچ نہ سکو گے یہ سوچکر ادھر ادھر گھبرا کر دیکھا ازبسکہ لقا نے حکم عیش و مسرت
دیا ہی تو شب کو بھی دکانین کھلی ہین سودا بک رہا ہی ایک حلوائی کے کڑھاؤ مین روغن کر کڑاتا
اور کھولتا ہوا تھا اسنے شوم کو اس کڑھاؤ مین ڈال دیا اور خنجر کھینچکر حلوائی پر دوڑا وہ بیچارہ دکان
چھوڑ کر بھاگا اور شوم مثل بھجیہ کے تل گیا اور صدا اسکے مرنے کی بلند ہوئی اور آگ پتھر برسنے لگے اور
بختیارک نے کہا فی النار والسقر وہ مارا دیکھیے ہمارے مرشدزادے کیا صاف طور پر عیاری کرتے
ہین ادھر پیکان سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ ارے ظالم غضب کیا مگر لشکری چالاک پر آگرے اسنے بھی
خنجر زنی شروع کی اور گھر گیا اسوقت بقدرت خداے تعالی سردار جو سحر سے شوم کے پتھر ہوگئے
تھے انسان ہوئے اور دیکھا مرکب ہمارے زیر ران ہین مسلح و مکمل لشکر حریف مین ہم کھڑے ہین
یہ دیکھتے ہی تیغہاے آبدار نیام سے لیکر فوج پر گرے چالاک کو لوگ چھوڑ کر ان کی سمت متوجہ
ہوئے یہ تو جست و خیز کرکے نکل گیا اور فوج مین کھچا کھچ تلوار کا بلند ہوا لشکر ازبسکہ فرسنگہا فرسنگ
تک اترا ہوا ہی آج بھی وہی ہنگامہ ہوا کہ پلٹن سے اپنے یہان کی رسالہ بھڑ گیا اور رسالے سے پلٹن
شور و دار و گیر برپا تھا لقا کا جلسۂ عشرت مبدل بغم ہوا وہان سے بہت جلد سوار ہو کر کنارے لشکر
کے آیا سردار امیر کے جو لقا پرست ہین انھون نے کہا ہم ابھی جا کر لشکر عدو کا خاتمہ کیے دیتے ہین
بختیارک نے انکو روکا کہ تم نہ جاؤ دریافت کیا جاے کہ یہ کیا معاملہ ہی فی الجملہ جب تک دریافت
کیا جائے انتظام کرین جب تک ہزارہا سر کٹ گیا لاشون سے میدان پٹ گیا گھوڑون کے
ہمہمون سے دشت گونجنے لگا اور تلوارون کی شپاشپ اور سایئن سایئن صداے تیر و تفنگ
سے رن بولنے لگا ہتھیارون کے چلنے سے ہوا تند ہوگئی گویا صرصر اجل باغ دہر مین چلنے لگی
کہ گلشن ہستی پر خزان آئی کہ بمقتضاے

نظم

کلد کوبہ گرزہ اسفت جوشش	برآورد از گاو گردون خروش
بلارک بکا ورسم نقرہ گون	زمہرہ برآورد گاورس خون
خدنگ سہ پر کردہ زاہن گزار	جو مرغ دو پر بر سر مرغزار
زنیزہ نیستان شدہ روے خاک	زگوپال ہا کوہ گشتہ مغاک
سنان برسر سوے بازی کنان	بخون روے دشمن نمازی کنان

زغریدن تیر در چرم گرگ		شدہ فتنۂ خر درا سر بزرگ
سنان چشمۂ خون گشادہ زسنگ		بر ور رستہ صد بیشہ تیر و خدنگ

سرداران اسلام تلوارین مارتے لشکر سے نکلکر اپنے خیمے وخرگاہ کی جانب چلے طلایہ دار نے بچا نکر داخل خیام کیا اور ادھر ساحرون نے بڑی جدّ وکد سے باہمی جنگ کو موقوف کرایا رات بھر اسی جدّ وکد و داد و دش مین بسر ہوئی یہانتک کہ ترک خاور بعد کرو فر تیغ مہر لیکر ہندوی شب کے مقابلہ کو نکلا اور اسکا شور سنکر سیارگان رو بفرار لاے کہ نظم

برآورد مرغ سحر گہ غریو		چو سر سائے از نور صبحی زدیو
پرستش کنان خلق برخاستند		پرستشگری را بیارا ستند

صبح کو شاہ اسلام دربار مین تشریف لائے سردار جو رہا ہو کر آئے تھے انھین خلعت عنایت کیے اور اسطرف لاشین ساحرون اور سپاہیون کی اُٹھوائی گیئن بختیارک نے کہا کہ ای پیکان تم بچے رہنا اور آج کا دن مجھکو تمپر بھاری معلوم ہوتا ہی پیکان اسکے کہنے سے خائف ہو کر بولا کہ مین جاکر خیمہ مین تنہا بیٹھتا ہون اور اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا سحر کرونگا آج اسم اعظم بند کرکے کل فرزندان امیر کو لشکر اسلام سے لڑوا کر اسکا عوض لونگا جیسا کہ میری فوج آپس مین لڑی ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ایک خیمہ کنارے لشکر کے میرے لیے استادہ ہو فرش پلنگ بیخانہ وغیرہ جملہ اسباب راحت اس جگہ مہیا ہو کہ مجھے باہر آنے کی ضرورت نہ پڑے کوئی شخص اس جگہ نہ ٹھہرے جملہ درستی کرکے خادم و ملازم چلے آیئن اس حکم کو سنکر ملازمان لقا بہ ترتیب سامان راحت چلے لیکن عیارون کے دل سے لگی ہوئی تھی بصورت مبدل بارگاہ حریف مین کھڑے یہ گفتگو سن رہے تھے جب ملازم خیمہ استاد کرنے چلے یہ بھی بارگاہ سے نکلکر علحدہ گئے اور لنگیان باندھکر انڈویان سر پر رکھکر مزدور بنکر اس جگہ آئے کہ خیمہ جہان لدرہا تھا عرض کیا کہ اگر مزدور درکار ہو تو ہم حاضر ہین دارونہ فراش خانہ نے ایک کے سر پر سالڑکی قنات رکھی دوسرے کو بیخانے کی کشتیان اور کچھ بوتلین حوالے کین اسی طرح چند عیار اسباب لیکر گئے جب خیمہ پہونچ گیا مزدورون کو اُجرت دیکر رخصت کرنا چاہا چالاک نے دارونہ کو ہاتھ باندھکر یہ سنایا کہ مالک میرے جہان سے مین اسباب لایا ہون اس خیمہ مین بٹوا میرا رہگیا ہی اور اسی مین تمام عمر کی کمائی ہی آپ میرے ساتھ چلین تو جاکر ڈھونڈھ لون ورنہ مین غریب بیچارہ مرجاؤنگا یہ کہکر چپکے سے کہا کہ ایک اشرفی آپ کو بھی دونگا دارونہ بمصداق مصرع طمع راسہ حرف ست

ہر سہ تھی + لالچ مین آکر سوچا کہ چلکر ٹٹو اسکا حاصل کرو آدھا تو اسکو دینا باقی آپ لینا مزدور تو ہی
یہ کیا کرے گا خلاصہ یہ کہ ہمراہ چلا جب کسی گوشہ مین پہونچا عیار نے بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کیا
اور پیرہن اسکا لیکر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بناکر اسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑھے
مین ڈال دیا اور آپ خیمہ استادہ کرنے لگا لیکن ملازمون سے حکم دیا کہ تم سب چلے جاؤ صرف مزدور
رہجائین مین تنہا انتظام کرلونگا کیونکہ پیکان کو خوف عیارون کا بہت ہو بدین لحاظ کسی کا ٹھہرنا
اچھا نہین ازبسکہ یہ داروغہ ہو بنا برارشاد اسکے سب ملازم چلے گئے صرف مزدور کہ اصل مین عیار
ہین رہ گئے ازبسکہ اُن سے کہا کہ جلد خیمہ کے چار طرف دس دس گز زمین کھود کر بارود بچھادو
ہر چہار سمت نقب لگادو عیارون نے ہر ایک جانب سرنگ لگاکر دس گز کے فاصلہ پر خیمے
سے رکھا اور چادرین پھاڑکر بارود مین بھرکر سر نقب پر فلیتے لگاکر چھپا دیے اور ہر ایک عیار نے
جتنی کہ بارود کسوت عیاری مین بہر ضرورت رکھتے تھے نکالکر سرنگ مین بچھادی فلیتے لگادیے
اور کشتیان شراب ناب کی چنکر گلدستے پھولون کے رکھے حاصل یہ کہ سب طور کا سامان درست
کیا اور اس طرف پیکان سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہی آج حجت ختم کرنا چاہیے یہ
تجویز کرکے ایک نامہ لکھکر خدمت امیر مین بھیجا ہلکارون نے شاہ اسلام سے عرض کیا کہ نامہ دار
عدو کا آتا ہی بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین باستقبال تمام نامہ دار کو بلاکر کرسی زرین پر بٹھایا
اسلیے کہ نامہ دار لقا پرست ہی ساحر ہوتا تو اس بارگاہ مین نہ آسکتا غرضکہ جب نامہ پڑھا لکھا
تھا کہ یا امیر آپ بھی آکر خداوند کو سجدہ کیجیے ورنہ آج اسم اعظم بند کرکے اسلامیون سے ایک
تن بھی زندہ نہ رکھونگا نامہ پڑھکر امیر نے نامہ کے جواب مین لکھا کہ بعد حمد خدائے تعالی و درود
بہ محبوب ذوالجلال و خلیل اللہ بخیال کے ای بدسگال جو کچھ تجھ سے بن پڑے وہ کر ہم کبھی تیرے
خداوند سگ زرد برا ور شغال کو سوائے لعنت کرنے کے کلمہ خیر سے یاد نہ کرینگے راہ ضلالت
پر قدم نہ دھرینگے اسم اعظم پر ہمکو بھروسہ نہین تکیہ بفضل کردگار ہی ہر حال مین شریک
پروردگار ہی یہ لکھکر نامہ دار کو دیا کہ وہ پیکان کے پاس لایا وہ پڑھکر آگ ہوگیا اور کہا قضا
ہی فرقہ عدو کی دامنگیر ہی یہ کہکر اُٹھا کہ خیمہ مین جاکر اسم اعظم بند کردون بختیارک نے کہا کہ میری خاطر
سے اتنا دن جو باقی ہی یہان تشریف رکھیے آج کا دن خاتمہ کا ہی ہم آپ کو دیکھین آپ ہمین
دیکھیے پھر ہم کہان اور آپ کہان پیکان ان باتون سے ہنسکر بیٹھ گیا اور کہا ملک جی تم میری
بُرائی ہمیشہ چاہتے ہو بد کلمہ منہ سے نکالتے ہو شیطان نے کہا اہل اسلام سے کوئی ہیکڑی جتاکر بچا

نہین تم شاید بچ جاؤ اور یہ باتین مین اسلیے کہتا ہون کہ واسطہ ساحری کا بہت ہوشیار رہنا آج کسی طور تم نہ بچو گے فی الجملہ انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور سمار روزگار نے قصر فلک سے قبہ ایوان مہر کو منہدم کیا اور خیمہ ربع مسکون مین سواد شب کی بارود کو بچھا کر فلیتہ سلک ثریا لگایا **نظم**

	عقیقی درآمد شفق را بدست		چو شب عقد خورشید برہم شکست	
	دو لشکر غنودند با ترس و باک		زانداز شبہاے چنین ہولناک	

شام ہوتے ہی **پیکان** اُٹھکر جانب خیمہ سحر کرنے چلا مگر کہتا گیا کہ طبل جنگ پر چوب پڑے کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین بنابر حکم اسکے طبل جنگ پر ڈال دیا گیا اما میان **خیبری** اور **تومیان** وغیرہ نے دربار شاہ اسلام مین آکر بعد دعا و ثناء کے خبر عرض کی یہان بھی کوس حربی بجا صدا اسکی جس نے سُنی کانپنے لگا اہل اسلام سمجھے کہ کل ساحرون کے ہاتھ سے لشکر سارا برباد ہوگا یہ سمجھکر دلون کو ہراس تھا بہادرون کا چہرہ اداس تھا نامرد ہر ایک بدحواس تھا دلاور آلات حرب درست کرتے تھے بیغیرت روتے پھرتے تھے لشکر عدو مین چہل پہل ہو رہی تھی کہین ہنسی دل لگی ہوتی تھی کہین خندہ زنی تھی دندان طمع مال اسلامیان لوٹنے پر شمشیر آسا تیز تھے براہ افتخار تیغ زبان سے جوہر ریز تھے کہ کل ہم ہین اور یہ پلارک آبدار ہی ہمارے روبرو گیدی اسفندیار ہے **بیت** چو دست از عنان سوے خنجر کشم + بد اندیش را دام در سر کشم + غرضکہ لشکری تو تیاری لڑائی کی کرنے لگے اور **پیکان** گرد اپنے حصار سحر کا کرتا ہوا چپ و راست دیکھتا بھالتا خیمہ مین آیا مزدور تو چلے گئے تھے صرف داروغہ ٹھہرا ہوا تھا اسنے مجرا کیا اپنے خیمے مین جملہ سامان راحت موجود دیکھکر حکم دیا کہ اب تم بھی چلے جاؤ چالاک وہان سے چلا گیا جب تنہائی ہوئی اسنے چند دانے ماش اور سرسون کے گرد خیمہ کے چھنٹا کر سحر پڑھکر دستک دی اور آپ بےکھٹکے ہوکر بیٹھا اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرنے لگا لیکن عیار لشکر اسلام مین بہت ہین چنانچہ جو عیار کہ سرنگ لگانے کے راز سے آگاہ نہ تھے وہ صورت بدلکر بہر قتل **پیکان** خیمے کے قریب آئے جیسے ہی نزدیک اُسکے پہونچے دل گھبرانے لگا اور حالت دیوانگی مزاج پر طاری ہوئی جب آپ سے باہر ہونے لگے وہان سے ہٹ آئے پھر ہوشیار ہوگئے سمجھے کہ یہ باعث سحر کا ہے کہ وہان جانے سے ہم بیخود ہوئے افسوس کہ اس ساحر بیحیا سے کچھ بس نہین چلتا صبح کو یہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کریگا یہ خیال کرکے رکے اور رونے لگے اور صحرا مین آکر دست بدعا ہوئے کہ خداوندا ہمین اور ہمارے لشکر کو شر سے اس بے ایمان کے بچالے کہ **فرد** تو دادی مرا پایہ گاہ بلند + تو ام دستگیر اندرین

پاے بند ہیہ سب دعا مین مصروف ہوئے اور وہان عیار خیمے مین کچھ فاصلے سے گھات مین لگے
رہے جب پیکان آگ دھتورے کے پھل برنجی تھالی مین رکھکر اور جو کا دیگر سحر پڑھنے مین مصروف
ہوا اور اگیار پر شراب ڈالکر پیرون کو بلانے لگا اسوقت چالاک اور سماک وغیرہ نے بسم اللہ
کہکر قدم بڑھایا اور وہان کچھ پہرا چوکی تو مقرر نہ تھا کیونکہ پیکان نے ایک شب شمعین روشن
کردی تھین اور دوسری رات کو ہوا کے جھونکے سے عیار بیہوش ہوئے تھے آج دانے ماش
اور سرسون کے چھٹکا دیے ہین کہ جو جاتا ہے دیوانہ ہوتا ہے فی الجملہ عیار تو دس گز کے فاصلہ پر
مہرہ بنا چکے ہین اُنھون نے چار طرف سے فلیتون مین آگ لگا دی اور فوراً وہان سے ہٹ گئے
العیاذ باللہ آگ لگاتے ہی ایک صداے ہولناک سرنگ اُڑنے کی آئی اور مع خیمہ و مسند او
اگیار اور پیکان سمت عالم بالا تشریف لے گئے ایسا دھما کا ہوا کہ لقا بارگاہ مین تخت سے اچھل کر
گر پڑا اور بختیارک آپ سے آپ گلیم پکڑ کر لوٹنے لگا کہ ہاے بڑی چوٹ دل مین لگی جملہ حاضرین
دربار اور لشکریون کے کان گنگ رہے دیر تک سائین سائین کے سوا اور کچھ سُنائی نہ دیتا تھا
اور فلک سے خیمے کے پارچے اور ستون کے ٹکڑے مٹی وغیرہ برس رہی تھی سب کہتے تھے کہ خداوند
لقا کو غصہ آیا ہے اسی وجہ سے یہ آفت برپا ہے یہ ہنگامہ تو تھا ہی مگر اور دل لگی سُنیئے کہ پیکان
کے مرنے سے تاریکی ہوگئی اور شور و غل از خود پیدا ہوا آندھی بڑے زور سے آئی اور سرداران
امیر کہ سحر سے اسکے لقا پرست ہوگئے تھے وہ سب ہوش مین آگئے اور اپنے تیئن بت پینے دیکھکر
تلوارین کھینچکر بارگاہ مین لقا پرستون کو قتل کرنے لگے وہ سب خائف تو تھے ہی گھبراکر بھاگے اور
لقا بھی سراچہ پھاڑکر بدقت تمام جان کو سلامت لے گیا سردار بارگاہ سے باہر آکر لشکر پر گرے اس
اندھیرے مین یہ اور اندھیر ہوا ایخمون کی طنابین کیٹین مرکب نقب اُڑنے کا دھما کا سُنکر رسیان توڑکر ادھر
کی طرف بھاگے فوج مین بھگدڑ پڑ گئی اور بختیارک اور سلیمان کملیان اوڑھکر ایک غار مین
اُتر گئے اور اوندھے پڑ گئے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے وہان پڑے ہوئے حالت ابتر اپنے لشکر کی دیکھتے
تھے اور سُن رہے تھے کہ لوگ رو رہے ہین کوئی کہتا ہے ہاے بھائی کدھر جائین کوئی کہتا ہے اے
میرے داتا یہ کیا کیا ارے میرا بیٹا خیمے مین رہگیا کوئی گویا ہے یارو واسطہ خداوند کا بتاؤ تو کہ
بچین گے یا نہین کسی کے لب پر نالۂ جانکاہ ہے کہ ہاے میری ایک رات کی بیاہی دُلھن نہین
معلوم کدھر گئی خدا کو معلوم کہ اسپر کیا گذری ہوگی کوئی کہتا تھا کہ امان جان کی بڑھاپے مین
مٹی خراب ہوئی گھوڑون کی ٹاپون سے کچل گئی ہونگی کوئی اپنی بہن کو یاد کرتا تھا لڑکے باپ کے

سینے سے پیٹتے تھے اور ہائے امان ہائے امان رورو کر پکارتے تھے جنگل سے گھوڑون کے ہنہنانے کی صدا آتی تھی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ فوج آتی ہو لوگ اس طرف سے اُس طرف بھاگ کر جاتے اور پھر اُدھر سے اودھر بھاگ آتے تھے عیاران اسلام لوٹتے پھرتے تھے اور پکارتے جاتے تھے کہ ارے بھاگو فوج آگئی اسی ہنگامہ مین بہادرون نے تلوار پکڑ کر اور گروہ گروہ ہوکر صید عدو کرنا شروع کیا مارے تلوارون کے تہلکہ ڈال دیا نعرے شیرون کی طرح مارے جدھر جا پڑے کھیت کے کھیت اور رن کے رن صاف کر دیے از بسکہ لشکر لقا اور فرامرز بن نوشیروان اور کوہیون کا ملاکر کئی کرور کا ہو اور اتنے بڑے لشکر مین ممکن نہین کہ سب بودے ہون پس جو لوگ کہ بہادر تھے وہ پائے ثبات اس آفت مین بھی گاڑے رہے اور مرکبون پر بیٹھکر داد شجاعت دینے لگے مگر سرداران اسلام قلیل تھے اور لشکر کفار کثیر تھا غوغائے رستخیز ہر وسارے لشکر مین برپا تھا اس باعث سے جو پلٹن کہ جلادت اور تہوری کر کے بڑھی حریف اپنا اپنی ہی فوج کو سمجھی اور لڑنے لگی سرداران اسلام کہ جنگ دیدہ اور کار آزمودہ تھے جب تلوار کسی پر لگاتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے یہ اسلیے کہ اگر مرد مسلمان ہمنبرد ہوگا تو نام اللہ کا سنکر کہدے گا کہ ہم کوئی غیر نہین ہین اور کافر ہوگا تو واصل جہنم ہوگا اس شناخت سے باہم لڑنے سے بچے اور چونکہ قلیل بھی تھے اس سبب سے فوج دشمن کے شر سے ایمن رہے اور شمشیر نے انکی خونریزی کر کے رنگ گلہائے باغ عالم دکھادیا نخلہائے قد کی سر تراشی کر کے گلستان شجاعت کو آراستہ بنایا جوہر تیغ نے اس شب تاریک مین نقشہ سوسن کے رنگ کا جمایا کہ بمقتضائے ابیات

سیاہ از دو سو جنبش انگیختند	شب و روز باہم در آمیختند
زبیم چقاچق کہ آمد ز تیر	گفن گشت ور زیر جوشن حریر
تزنگا بر نگ درخشندہ میغ	زماہی در تہا بر آوردہ تیغ
در آمد لغبر ید ن ابر سیاہ	زماہی تفتہ تیغ بر شد بماہ
چنان آمدہ ہر دو لشکر غریو	کزان ہول دیوانہ شد مغز دیو
زگرد گران سنگ جا لشکران	زمین را ہمین سودہ شد استخوان

جب لشکر عدو باہم لڑنے لگا اہل اسلام نکلکر اپنے لشکر مین آئے یہان جملہ سپاہ تیار تھی عیارون نے پہلے جاکر آمد سرداران بیان کی پھر سردار روان ہوئے اُدھر جو بہادر تھے وہ کٹ مرے اور باقی سمت صحرا و کوہ بھاگے لشکر کے فرار ہونے سے ایک خیمہ مین ابوالفتح عیار قید تھا اسنے جب

کوئی روکنے والا نہ دیکھا اور ساحرون کے مرنے سے قید سحر کی دفع ہو چکی تھی وہان سے نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکرون مین رات بھر باہم کشت و خون رہا آخر صباغ روزگار نے کسوت نیلگون سپہر سے سیاہی شب کو مٹایا اور لباس عالم کو سرخی گل آفتاب سے گلنار رنگا کر بمصداق ؎

سیہ کار شب چون شود رخت سوز — برون آتش آید ز گردندہ روز
سحرگہ کہ آمد بہ ینبک اختری — گل صبح بر طاق نیلوفری

صبح ہوتے وہ ہنگامہ برطرف ہوا **لقا** اور **بختیارک** غار سے نکلے فوج نے خداوند کو دینی پہچانکر سجدہ کیا اور خداوند نے خیمہ **پیکان** کو جاکر دیکھا اس جگہ ایک غار عظیم الشان نظر آیا تو **بختیارک** نے کہا سزا اس گبر کی یہی تھی بہت لاف و گزاف کیا کرتا تھا مین کہتا تھا کہ مرشدزادے کی شان مین بے ادبی نہ کر نہ مانا آخر سیدھا جہنم کو روانہ ہوگیا یہ کہکر خداوند کو لیکر بارگاہ مین آیا تخت نکبت پر بٹھایا لشکر مین آکر انتظام کیا فراری لشکر کو منادی کر کے بلا کر آباد کرایا یہان تو یہ انتظام رہا اُس طرف سردار صبح کو دربار مین بادشاہ سے ملے انکے آنے سے امیر نے جشن کیا ہر ایک کو خلعت و زر دیا **چالاک** اور عیاران دیگر کا رتبہ بڑھا کر بمقتضائے **نظم**

نبودی ز رشتہ دورتا وقت خواب — مغنی و ساقی و دور شراب
بہ پیرا منش فیلسوفان دہر — جہا زاز داد و دہش داد بہر
مغنی سراینده بربانگ رود — بہ نوروزی شہ نو آئین سرود
کہ دولت پناہا جوان بخت باد — ہمہ سال با افسر و تخت باد

شہنشاہ اسلام کر بعشرت تمام جلوہ گستر ہین لیکن **لقا** نے یہ نامہ **افراسیاب** کو پھر تحریر کیا کہ اس بندۂ قدرت **پیکان** کو غرور ہو گیا تھا اور استکبار کسی کا ہمارے پسند نہین بدینوجہ ہمنے اسکو اپنے بہشت مین بھیجدیا لازم ہی کہ کسی اور کو ہماری مدد کے لیے روانہ کر یہ لکھکر حسب دستور قدیم پہاڑ پر رکھدیا بنجہ خدمت شاہ جادوان مین لایا شاہ ہمراہ **حیرت** کے بارگاہ لشکر مین آیا تھا اسلیے کہ **حیرت** انگشتری جمشید لینے جانے والی ہی لشکر کسی ساحر زبردست کے سپرد کرے فی الجملہ جب بنجہ نے نامہ لاکر دیا شاہ جادوان نے پڑھکر مرگ ساحران پر افسوس کر کے فرمایا کہ خداوند کے تشریف لانے سے چاہیے تھا کہ برکت ہوتی امن و امان رہتی بخلاف اسکے سراپا طلسم برباد ہوا جاتا ہی اب مین کسکو بھیجوں کیا کرون اگر خاموش ہو رہون تو ایمان مین فرق آتا ہی یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر ساحر بنکر دعا و ثنائے شاہی بجالائے اور عرض

پیدا ہوئے کہ ہوشیار بن آذر سوار جادو اور سوفار جادو بھائی پیکان کا یہ دونون حاضر ہوتے ہین شاہ نے چند ساحر بہر استقبال بھیجکر انکو سامنے بلوایا انھون نے آکر شاہ کو نذر دی اور اپنی عزت کے موافق بیٹھے سوفار کو شاہ نے نامۂ خداوند دکھایا کہ بھائی تیرے خداوند لکھتے ہین کہ تیرا بھائی مارا گیا سوفار مرگ برادر سنکر زار زار رو دیا اور اٹھا کہ جاکر انتقام خون اسکا لشکر اسلام سے لیتا ہون شاہ طلسم کو تو بھیجنا بہر مدد خداوند کسی کو ضرور تھا اسکے عازم ہونے سے خوش ہوکر خلعت رخصت عنایت فرمایا وہ بارگاہ سے نکلکر اپنے جاے سکونت پر بہر ترتیب لشکر روانہ ہوا حال اسکا بسبب طول اوراق فسانہ ترک کیا جاتا ہے انشاء اللہ جلد ثانی مین لشکر امیر سے جاکر مقابلہ کرنا اسکا بیان ہوگا حاصل مرام جب یہ جاچکا ہوشیار کو شاہ جادوان نے لشکر سپرد کرکے حیرت سے کہا کہ تم انگشتری لینے جاؤ ہوشیار نے کہا مین تامل کا آدمی نہین ہون آج ہی سب نمک حرامون کا کام تمام کرونگا افراسیاب نے یہ سخن سنکے بہت سمجھایا کہ اب مقابلہ کرنا مناسب نہین جس حال مین مصور رشک زادے حیران ہو چکے تو تمھاری کیا چلے گی تم صرف لشکر مین بادشاہ ہی بنے رہو مجھے میلا کرنے دو ہوشیار نے سمجھانے سے بست کچھ شکریہ شاہ کا ادا کیا لیکن براہ جسارت وادب عرض کی کہ جب غلام مارا جاے یا عاجز آئے اسوقت حضور میلا کرین جالیکہ تابعدار زندہ ہے میلا کرنا ضرور نہین کیفیت ؎

صواب آنچنان شد کہ آرم شتاب
کہ آرزم دشمن بود نا صواب

شہنشاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ تمھین اختیار ہے یہ کہکر پوچھا کہ مصور کہان ہین لوگون نے عرض کیا کہ صحرا مین کسی جگہ مخفی ہوکر تصویرین باغون کی کھینچتے ہین اور زوجہ انکی اپنے لشکر کی اور انکی خبرگیری کیا کرتی ہین یہ سنکر حیرت سے کہا کہ اچھا تم باغ سیب مین جاکر طیاری جانے کی کرو مین ظلمات سے جاکر کسی ساحر کو بہر نگہبانی لشکر بھیجونگا اور اے ہوشیار تم بھی مقابلہ کرکے حوصلہ اپنا نکال لو یہ کہکر سوار ہوکر سمت ظلمات روانہ ہوا اور حیرت جانب باغ سیب گئی بعد اسکے ہوشیار کسل سفر سے آسودہ ہوا اپنے لشکر کو بڑے فکر واندیشے سے آراستہ کیا پھر ایکدن قریب شام کہ آفتاب تابان مثل افراسیاب کے سمت ظلمات گیا اور طلسم عالم مین برنگ نگین خاتم جمشید اختر حلقہ ہاے افلاک پر تابان ہوے نظم

نگہبان این بار پیکر درفش
رقیبان لشکر بآئین پاس

زرانداودہ بر پرنیانے بنفش
نگہبان تراز مرد انجم شناس

اس ہنگام مین نفیر سحر کو دم دیا ساحرون نے گھنٹے اور ناقوس بجائے یہ خبر لیکر طائران سحر خدمت مہرخ مین آئے اور گذارش پذیر ہوئے کہ قیروہ روز و خورشید با تاج زر + بپایین تخت تو بند دکمر + ہوشیار نام ساحر نے آکر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ فاسد اس بخبر کے ذہن مین آیا ہی اس خبر کو سنکر ادھر بھی طبل و نقارے بجے ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار ہوئے لیکن عیاران لشکر مع عمرو کے بارگاہ سے نکل گئے اور اُنمین سے عمرو ایک نوجوان چہاردہ سالہ کی صورت بنا یعنے گلنار جوڑا پہنا ہاتھون کو حنا سے رنگین کیا کلاہ گوہر آلود سر پر رکھی اور لشکر حریف کا میخانہ تلاش کرکے قریب خیمہ ساقی ملازم ہوشیار آیا وہ کرسی بچھائے در خیمہ پر بیٹھا تھا اس سے بمنت تمام کہا کہ مین اشراف کا لڑکا ہون لیکن خواہش روزگار رکھتا ہون اگر آپ عنایت فرماکر شراب پلانے کے لیے مجکو نوکر رکھا دیجیے تو بڑا احسان کیجیے ساقی نے اسکو ماہ رخسار و مہر تمثال دیکھکر فوراً اپنے پاس بلا لیا اور کہا یہ شیشے شراب کے لیکر بارگاہ مین جاؤ آج شراب حضور کو پلاؤ کل موقع پاکر حضور سے تمھارے مقرر کرلینے کو عرض کرونگا کیونکہ کم سنون اور خوبصورتون کی تو ہنگام مے کشی ساقی بنانے کی ضرورت ہوتی ہی وہ تمکو فی الفور ملازم کرلینگے عمرو نے یہ سنکر شیشہاے شراب لیے اور بارگاہ مین گیا دیکھا کہ سردار گروہ ہوشیار لگے بیٹھے ہین دربار لگا ہی وہ بڑے تزک سے ڈنگل پر بیٹھا ہی یہ دیکھکر عمرو نے اسکو مجرا کیا اسنے بنظر غور اسکی جانب دیکھا اور پہچانا کہ عیار ہی خیال کیا کہ اسکو پاس بلاکر ہاتھ پکڑ لون اور حال دریافت کرون بس اشارہ کیا کہ جام مے حاضر کر عمرو بھی کچھ اسکے عزم پر مطلع ہوگیا مگر بیلا عیاری کا کہ وہ ایک گیند ہوتا ہی اور عیار ہی اسکو چکنا کرکے آستین مین یا ہاتھ مین پوشیدہ کرکے رکھتے ہین جو کوئی ہاتھ پکڑنا چاہتا ہی وہی گیند بیلا کی ہاتھ مین دیتے ہین کہ گرفتار کرنے والا جانتا ہی مین نے ہاتھ پکڑا اور عیار چلے جاتے ہین اور وہی گیند کسی وقت اس طرح تاک کر مارتے ہین کہ منھ کھلتے ہی حلق مین آکر پھنس جاتا ہی پھر انسان بول نہین سکتا فی الجملہ عمرو نے وہی بیلا آستین مین مخفی کرکے جام بھر کر پیش کیا اُسنے جام تو لیا لیکن ہاتھ پکڑنا چاہا اسنے ہاتھ کو اس طرح گردش دی کہ بیلا ہاتھ مین اسکے رہا اور عمرو نے دونون ہاتھ ڈھیکلی کھاکر زمین پر جاکر دونون لاتین اسکی چھاتی پر مارین کہ ڈنگل کے پیچھے چت گرا ساحر وغیرہ سب بھچک تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی اور وہ جب تک اُٹھے یہ سراپچہ چاک کرکے بھاگا جب وہ اُٹھا پکارا لینا اسکو ساحر دوڑے مگر اب ملتا کہاں یہ جادہ جا کچھ دور جاکر کسی گوشے مین غائب ہوگیا ہوشیار نے کہا یہ عیار بلاے بد ہی

سب صاحب اپنے اپنے خیمون مین جاکر طیاری جنگ کی کرین مین اکیلا اس شب کو بسر کرونگا
یہ کہکر دربار برخاست کرکے گرد بارگاہ کے حصار سحر کا کردیا کہ بارگاہ نظر مردم سے پوشیدہ ہوگئی پھر
عیار ہر چند جویا ہوئے اور ہزار ہا تدبیرین کرتے رہے مگر جانا ممکن نہ ہوا اور رات بھر جا بجین کے ساحر
افسون خوانی مین مصروف رہے ڈفلے اور ڈمرو اور نفیرین اور ناقوس بجایکیے اس شب کو ہندوے
فلک بھی رشتہ خط استوا مین دانہ کواکب پر مصروف افسون خوانی تھا کہ صبح کو نیرنگ تازہ اور نئی
بازی بروے کار لائیگا کسی کا سینہ چاک کرکے دل وجگر بھینٹ مین لگائیگا اور کسی کو بصورت ناقوس
فریادی بنائیگا کوئی بیر بعد تدبیر قبضہ کریگا اور کوئی صورت مارہ پیچ و تاب کھائیگا آفت و بلا مین
پھنسے گا کوئی بصد خرمی تخت روان پر بیٹھکر عروج گیر ہوگا اور کوئی نشیب عدم مین گر کر غرلت پذیر
ہوگا خلاصہ سخن ایک جانب شب بھر سحر سازی رہی اور دوسری جانب دونون لشکرون
مین اسلحے سے بازی رہی بہادرون نے جوہر تیغ آبدار دکھا کر بہرام فلک کی کرکری کردی ترک فلک
کی ترکی تمام کرنا چاہی تیغ کہکشان مین انجم کے دندانے پڑگئے قوس چرخ کے کمان دارون کے
سہم کرچی چھوٹے نیزدون نے شیران نیستان شجاعت کے خطوط ابیض و اسود فلک پر طعن
کی بلکہ اپنی سفاکی کے ردبر دبیدادگری سپہر پر طعن کی اسی ساز و سامان جنگ مین فلک دوار
نے انقلاب دکھایا سپاہ سحر دست تطاول دراز کیے آئی اور گنجینہ گوہر آگین اختر لٹ گیا نظم

سپیدہ چو سر بر زد از باختر — سیاہی نجا در فرو بردہ سر
دگر بار میدان شد آراستہ — ز بیغول ہا نغمہ برخاستہ

لشکری خیل خیل داخل دشت مصاف ہوے مہرخ اور بہار بڑی شوکت وشان سے تخت سحر
پربا فوج بیشمار سمت جنگاہ چلین نقارے بجنے لگے ساحر سحر کی نیرنگی دکھاتے ساتھ ہوے کہ نظم

ز خاریدن کوہ خارا شگاف — برافگند سیمرغ در کوہ قاف
زفریاد خر مہرہ گاؤ دم — علی اللہ برآمد ز رولینہ خم
سیاہ از دو سو ماند ور داوری — کہ دولت کرا میکند یاوری

جب میدان مین پہونچکر صف آرا ہوئی ایک جانب سے ابر سیہ فلک پر چھایا اور ہزار ہا شعلے بجلی
کی طرح ابر مین چمکنے لگے بعد اس کے زور وشور سے ابر شق ہوا اور ہوشیار اژدر پر سوار ظاہر ہوا
پھر تو ہزار ہا بجلیان گرنے لگین کہ میدان کے سب درخت اور جھاڑیان جل گئین ابر سے پانی
موسلا دھار برسا گرد کا نام نہ رہا زمانہ پرکدورت تھا مگر دشت مصفا ہوا نفیر و جھانجھ کی صدائے

رعد کا دم بند کیا تمام عالم پر از شور و غوغا ہوگیا شیر نیستان چھوڑکر فرط ہول سے بھاگے بیابان درندون سے خالی ہوگئے زمین مثل گوگرد کے بے آب تھی ہوا دوزخ سے بڑھکر جگر تاب تھی خلاصہ یہ کہ ایک جانب نازنینان سیم ساق و سمن اندام یعنے مہرخ و بہار گلفام نے پرا جما یا دوسری طرف دیوسار داہرمن اور بلاہاے سیار نے صفوف لشکر کو آراستہ کیا ہوشیار بعد ترتیب لشکر میدان مین آکر آگ پتھر برسانے لگا اور مبارز اپنا چاہنے لگا کہ ابیات

کہن پوستینے برآمد بجنگ
چو از ژرف دریا برآمد نہنگ
پیادہ بکردار یک پارہ کوہ
زپانصد سوارش فزونتر شکوہ
چو عفریتی از بحر خون آمدہ
ز دہلیز دوزخ برون آمدہ
درآمد چنان اژدہا پارۂ
فرشتہ کشے آدمی خوارۂ
سیہ ماری افسون گرگے درد
سراپا ہمی از سر بزرگے درد
دہانے فراخ و سیہ چون لوید
گزو چشم بینندہ گشتی سفید
بپے خویشتن را بمردی ستود
کہ سوزان تراز آتشم زیر دود
چو در معرکہ برکشم تیغ تیز
بکوہا کنم کوہ را سنگ ریز
گرم شیر پیش آید و گر ہژبر
بر و سیل بارم چو بارندہ ابر
سلاح از تن رستہ چون شیر نر
زپولاد دارم سلاح دگر
چو گردن برآرم بگردن کشی
نزابے ہراسم نہ از آتشے
بمردم کشی اژدہا پیکرم
نہ مردم کشم بلکہ مردم خورم
بگفت این و برزد برابرو شکنج
چو ماری کہ پیچد زسوداے گنج

لشکر مہرخ سے ایک ساحر ناوک جادو نام اس بدانجام کے مقابلے کو گیا اسنے کچھ بڑھکر دستک دی کہ ایک تیر غیب سے آکر لگا ناوک نشانہ تیر قضا ہوا پھر اسنے نعرہ مارا دوسرا ساحر سامنے اسکے گیا لیکن خدنگ اجل سے نہ بچ سکا اسی طرح چند ساحر اس ناہنجار نے جانب عدم بھیجے اسوقت بہار عازم وغا ہوئی اور دوپٹہ گاتی کی طرح باندھکر جوڑے کو سنبھالکر تخت سے کودی اور میدان مین آکر سحر خوان ہوئی ناگاہ اہل لشکر ہوشیار کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی صفحہ خاک کو گلہاے رنگا رنگ سے ہم طبق سپہر پر از کواکب پایا سطح ارض از رنگ چین نظر آیا جبین سبزہ سے سحاب چمن نے گرد و غبار دھویا تھا دل لالہ کے خون نے جوش کھاکر شاہد صندلین رخسار ارض کو سرخ کیا تھا سر نسترن کہ سفید تھا مشک بید نے سایہ کرکے عنبرآگین بنایا تھا لب نار دن مے آلود تھا نظم

بگل چیدن آمد عروسے بباغ
فروزندہ روے چو روشن چراغ
زبوے گل و سایۂ سرو و تن
بہ بلبل درآمد نشاط سخن

بہار سراپا بہار ہزار ہزار سنگار کیے زیر شمشاد پایچے کلائی پر ڈالے کھڑی تھی ہاتھ مین پھول

کی چھڑی تھی قد رشک سہی بالا تھا حسن کا عالم دنیا سے نرالا تھا کہ ابیات

بہاروے از زہرہ دل بردہ بود — چو ہاروت صد بیش و مردہ بود
زن کار دانست دلبیار ہوش — فلک راز نیرنگ پیچید گوش
زحل رابشوید سیاہی ز روے — شود برحصاری بیک تار موے
بخوبی چہ گویم پری پیکرے — پری را نباشد چنین پیکرے

جھونکے ہواے باغ سحر کے کھا کر لشکری اور ہوشیار زنجیر اور دیوانے ہوے شعر عاشقانہ پڑھتے تالیان بجاتے سمت اُس عربدہ ساز کے چلے بیت

بیک شعبدہ بست بازش را — تبہ کرد نیرنگ سازیش را

جب لشکری مع ہوشیار کے قریب چمنستان سحر پہونچے فلک نے نیرنگی دکھائی چند بلبلین خوش الحان صحراے اُڑکر آئین اور سر روش ہوشیار پر بیٹھکر نغمہ سنج ہوئین کہ لے یادگار سامری پرستان ملکہ بہار کے سحر مین آپ مبتلا ہوتے ہین یہ ننگ گوارا کرتے ہین بلبلون کا یہ کہنا تھا کہ ہوشیار ہوشیار ہوگیا اور سحر پڑھنے لگا کہ ابر گھر آیا اُسمین سے انگارے آتش کے برسنے لگے بہار نے دیکھا کہ چمنستان جلنے لگا اُسنے بھی افسون پڑھا کہ ایکبار ایک ابر اس باغ سحر پر آ کر مثل سرپوش کے ڈھک گیا آگ جو برستی تھی اُس ابر پر گرتی تھی باغ مین کوئی چنگاری نہ آتی تھی لشکر ہوشیار کہ شیداے روے بہار تھا وہ اُسی طرح بیتاب و دیوانہ رہا ہوشیار سمجھا کہ تا زمانیکہ یہ باغ سحر کا نہ مٹے گا لشکر کو ہوش نہ آئیگا یہ سمجھکر اُسی جگہہ زمین صاف کرکے بیٹھا چاہا سحر پڑھکر بیرون کو بلاکر باغ کو برباد کرون زمین صاف کرتے اسکو دور سے عیارون نے دیکھا عمرو نے کہا لشکر اسکا باغ بہار کو گھیرے ہی اور طالب بہار ہی وہ آتشباری کی وجہ سے اندر باغ کے ہی اسوقت بہار حکم دیتی کہ جاؤ اپنے مالک کو پکڑ لاؤ تو لشکری ہوشیار پر جا پڑتے یا وہ اہل لشکر کو مارتا یا فوج اُسکی اُسکو قتل کرتی مین جاتا ہون اور مہرخ سے حملہ کرا کر اُسکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر چلا مگر راہ مین ایک عیاری خیال مین آئی یعنی فوراً صورت اپنی مثل شبیہ ملکہ بہار بنائی اور گلیم اوڑھے میدان مین آیا وہان کھڑے ہوکر اس طرح گلیم اُتار کر جست کی کہ آواز چھم چھم کی بلند ہوئی سب اُس طرف دیکھنے لگے یہ جست کرکے زمین پر اُترا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ بہار باغ سحر سے اُڑکر آتی ہی عاشقان روے بہار بسبب پوشیدہ ہوجانے اپنی مطلوبہ کے بیقرار تھے اسوقت پیچھے بہار نقلی کے دوڑے اور پکارے کہ ای بہار افزاے باغ خاطر عشاق بنظر نرگس نیم باز ذرا ہماری

جانب دیکھے بہار نے انھین تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہوشیار سے پکار کر کہا کہ حضور میری خطا معاف
فرمایئے اور اگر انگارے مجھپر نہ برسین تو مین آپ پاس حاضر ہون اور ہمراہ جناب خدمت شاہ طلسم
مین چلون اور اگر اس عرض کو پذیرا نہ کیجیے گا تو مین آپ ہی کے لشکر کو آپ کی گرفتاری کا حکم
دیتی ہون ہوشیار مصروف روے بہار تھا اسوقت عجز کرنا سنکر خوش ہوا کہ ایسی ساحرہ جسکا
عاشق شاہ طلسم ہے میری مطیع ہو اور دوسرے فوج بھی میری اسکے قبضے مین ہے اگر حملہ کریگی تو بری
شکل پڑجائیگی یہ سوچکر پکارا کہ مین خود آتا ہون اور قریب ملکہ آیا بہار نقلی نے کہا اپنے ساتھ
کیا پیر سحر کے بھی لائے ہو اسنے کہا نہین اسنے کہا وہ کیا پیچھے پیچھے آتے ہین یہ سنتے ہی اسنے پیچھے پھر کر
دیکھا بہار یعنے عمرو نے بیاعث گردن پر اسی زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا پھر تو آگ برسنا موقوف
ہوئی مگر شور و غوغا و تاریکی ہوگئی عمرو کا حال دیکھکر مہرخ رو رہی تھی کہ افسوس بہار اس طرف
ملی جاتی ہے اسدم عمرو نے جب نعرہ کیا مہرخ کی جان مین جان آئی ادھر بہار ابر سحر ہٹاکر باہر
نکلی فوج ہوشیار کی اب تک مسحور ہے محبوبہ کو دیکھتے ہی منت کرتے قریب آئے بہار نے حکم دیا کہ اے
عاشقان من حیرت کے لشکر سے جاکر مقابلہ کرو جب فتح پاؤگے میرے پاس آنا اول ذکر
کیا گیا کہ شاہ طلسم لڑنے کو منع کرتا تھا مگر ہوشیار نے مصر ہوکر اجازت لی اور آمادہ کارزار ہوا ملازم
اسکے بارہ ہزار ساحر تھے انھین کو ہمراہ لیکر دشت نبرد مین آیا تھا فوج حیرت کو ساتھ نہ لایا تھا
اس لحاظ سے لشکر حیرت بھی مسلح و مکمل تھا کہ اگر ہماری جانب کی شکست ہوگی تو حملہ فوج حریف
کا ہنگام غفلت مین رکنا محال ہوگا خلاصہ یہ کہ جب بارہ ہزار ساحر اس فوج پر گرے باہم نارنج
و ترنج چلنے لگے ناریل ہر سمت برستے تھے مار و عقرب پیدا ہوتے تھے تلوار سحر کی اور ترسول و نپسول
چلتے تھے ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے ازبسکہ لشکر حیرت کثرت سے تھا یہ بارہ ہزار
ساحر گھر گئے اور ایک ایک کو دس دس نے ملکر ہلاک کیا پہر بھر کے عرصے مین سب مارے گئے
لشکر مہرخ مین کوس فتح پر چوب پڑی بہار نے باغ سحر برطرف کیا لشکر پھر کر بستر پر آیا سردارون کو
لیکر مہرخ داخل بارگاہ ہوئی عیار بھی آئے سب بیٹھکر جام مے عشرت نوش کرتے تھے مگر حال سنئے کہ
طائران سحر حیرت پاس باغ سیب مین گئے اور مارا جانا ہوشیار اور اسکی فوج کا بیان
کیا حیرت نے سب کیفیت سنکر نامہ شاہ طلسم کو لکھا اور سمت ظلمات روانہ کیا پنجہ نے سحر کے
افراسیاب کو جاکر نامہ دیا اور اسنے پڑھکر افسوس کیا اور وہان سے جانب باغ سیب آیا
سب نے استقبال کیا یہ آکر تخت پر بیٹھا اور تمام ساحران نامی مثل فسکوہ بن فیلان فیل

سوار زرین قبائے جادو و مبہوت فیل خوار جادو وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر متمکن تھے
اُن سے حکم دیا کہ آج نقار خانہ طلسمی مین حکم دو کہ چونسٹھ ہزار نقارہ بجے اور طائران سحر تمام
طلسم مین پکار دین کہ آج کے ساتوین دن چاہ زمرد پر میلا ہی اور خداوند جمشید و سامری کے
دربار کا دن ہی یہ حکم سنتے ہی ساحرون نے پرواز کی کیونکہ نقار خانہ طلسمی بروے ہوا ہی ساٹھ
ہزار نقارہ معلق رکھا ہر ساحر اور چپلے طلسمی چوب لیے اُس جگہ حاضر ہین غلاف نقارون
پر سرخ بانات کے چڑھے ہین ساحرون نے جاکر حکم شاہ تیلون کو سنایا انھون نے قرنا اور
نقارون کو بجایا کاخ روزگار اور گنبد خضرا مین صدا گونجنے لگی تمام ساکنان طلسم نے آواز
سنی مہرخ نے اپنی جگہ پر عمرو سے کہا کہ نقارہ طلسمی بجتے ہین میلا آغاز ہی اب بچاؤ کی صورت
کوئی نہین عمرو نے کہا مین ایک کنوئین مین اُتر کر بیٹھ رہونگا تم سب کو زنبیل مین رکھ لونگا مہرخ
بولی کہ شاہ طلسم تمھارا حال کتاب سامری مین دیکھے گا اگر اسکو ثابت ہوا کہ تم کنوئین مین ہو وہ
کنوان پٹوا دے گا پھر نکلنا دشوار ہوگا عمرو نے پوچھا کہ اس بحر زخار آفت سے ساحل مراد پر پہونچنے
کی تمنے کیا تدبیر سوچی ہی مہرخ جواب دہ ہوئی کہ راے عالی اس باب مین قرین صواب ہی
اور کلید زبان سے باب مصلحت کا افتتاح بہر مقاصد مشکل فتح الباب کنیز بحکم المامور معذور
براہ استطاعت کلام خیر ختام کہ لایق بندگان صداقت التیام ہی عرض کر دیتی ہی ورنہ بموجب
بیت ای نطق تو کلید ننا نخانۂ کمال + تقریر تو نتیجۂ تایید ذوالجلال + مین کیا اس بارے
مین سخن سرائی کرون اور حکمت لقمان را آموختن کے مثل چراغ پیش آفتاب جلاؤن عمرو
نے کہا اس مشورت کے لیے تخلیہ چاہیے مہرخ مع چند شیرون کے علحدہ خیمے مین آئی صلاح
ہونے لگی سب نے متفق الکلمہ یہی کہا کہ عمرو جو کچھ تجویز کرین وہی اولے اور انسب ہی عمرو
گویا ہوا کہ ایک دن سر شام تین سردار با فوج بے شمار تین خیمے میرے ساتھ لیکر چلین اور جہان
مین ان سردارون کو مامور کرون وہان سے جنبش نہ کرین پھر آگے مین سمجھ لونگا یہ باتین سنکر
سرخمو اور نافرمان اور افتخار جادو کہ شریک انجمن مشاورت تھے عرض رسا ہوے کہ خواجہ
ہم آپ کے ساتھ ہین عمرو نے کہا اس راز کو کسی سے بیان نکرنا جاؤ اور لشکر چار لاکھ ساحر کا بطور
مخفی تیار کراؤ جب شام ہوگی مین تمھین لیچلونگا یہ کہکر خلوت سے باہر آکر ٹھہرے اور سرخمو
وغیرہ نے لشکر چپکے چپکے مسلح و مکمل کرایا جس وقت کہ نہانخانۂ مغرب مین سر خسرو ئے فلک جاکر
نہان ہوا اور گروہ انجم مشورہ کرنے خیمۂ زنگاری سپہر مین آیا کہ بمقتضاے ابیات

چو سیارہ چرخ شبدیز راند ۔۔۔ بہر برج کا مد صدائے بلند
چو زلف شب از حلقہ عنبری ۔۔۔ سمن رنگ بر طاق نیلوفری

شام کو عمرو بارگاہ سے صحرا میں گیا سر خمو اور نافرمان اور افتخار ایک کے بعد ایک جنگل مین آئے اور اسی طرح فوج بھی ہزار در ہزار دو دو ہزار ہوکر پھیر کھاکر مقام وعدہ گاہ پر آئی کسی کو مطلق ظاہر نہوا کہ چار لاکھ آدمی کدھر گیا کس لیے کہ لشکر قریب پچاس لاکھ کے ہو پھر پچاس آدمی سے چار آدمی اگر کم ہو جائیں تو کیا معلوم ہو خلاصہ جب عمرو کے پاس سب جمع ہوئے وہ بھی تخت سحر پر بیٹھکر ایک جانب سردار و لشکر کو لیچلا اور دس کوس لشکر مہرخ سے نکل گیا ایک کوہ سیاہ کے قریب پہونچا درے اُس کوہ کے مثل گور جہودان کے تنگ و تاریک تھے اور راستے اُسکی گھاٹیون کے مانند جادہ صراط دوزخ کے باریک تھے گرد اسکے ایک دریائے محیط موج زن تھا لیکن سیاہی کوہ کے عکس سے دریا بھی سیاہ تھا نظم

چنین تا گذرگہ بجائے رسید ۔۔۔ کہ یکبارہ شد روشنی ناپدید
زیک سو سیاہی برآوردہ حرف ۔۔۔ دگر سو گذر بستہ دریائے ژرف
شد آن راہ از موے باریک تر ۔۔۔ ز تاریکی شام تاریک تر

عمرو نے ایک خیمہ سیاہ رنگ کا اُس جگہ نصب کرایا اور ملکہ نافرمان کو مع ایک لاکھ ساحر کے یہان فروکش کیا اور کہدیا کہ بغیر میری اجازت کے یہان سے نہ ہلنا یہ کہکر آگے وہان سے روانہ ہوا اور اس کوہ سیاہ سے اور دس کوس آگے جاکر قریب کوہستان پہونچا شناخت کیلئے ایک کوہ سبز رنگ تجویز کرکے خیمہ سبز رنگ استادہ کرایا وہ پہاڑ مثل سبز پوش جنان کے رخت خضر زیب بر کیے تھا خضر راہ گم گشتگان بادیہ ضلالت تھا اور خضر و الیاس کی طرح مردم بروزگار سے روپوش درخت ہائے گنجان مریدون کے طور اُس پیر سبز پوش کے گرد تھے نظم

برپیرامنش بیشہ ہائے خدنگ ۔۔۔ بہم در شدہ شاخ در شاخ تنگ
فزون تر درخش زنیجہ ارش ۔۔۔ ز آب و ہوا یافتہ پرورش
چو زنیگو نہ جائے بدست آمدش ۔۔۔ در آن جائے فرخ نشست آمدش

خیمہ سبز مین ملکہ سر خمو کو مقیم کرکے لاکھ آدمی گھاٹیون مین پہاڑ کی فروکش کیے اور اُن سے بھی تاکید یہی کردی کہ بغیر میرے یہان سے نہ ٹلنا اور پھر عمرو وہان سے دس کوس اور آگے بڑھ گیا اتفاق سے ایک بیابان قلب تاریک کوہستان مین ملا کہ ایسا قلعہ مستحکم ضحاک کا بھی نہ ہوگا

پہاڑون کے درے ایسی راہین پرپیچ رکھتے تھے کہ حلقہ ہاے زلف گلرخان دہر کو شرماتے تھے فرہاد کو کاکل جنبوہن شیرین یاد دلاتے تھے بیابان ہرچند کہ سرسبزی مین رشک گلستان تھا مگر چشمۂ حیوان کی طرح ظلمت مین نہان تھا چشمہاے صاف ہرسمت روان گرد درختہاے گنجان **نظم**

پدید آمد آن چشمۂ سیم رنگ — چو سیمی کہ بالاید از ناف سنگ
بقعر مود تا زیر کان سیاہ — تنے چند را سر بر آید ز راہ
پس کوہ خارا شود ناپدید — کس آن بند را می نداند کلید

افتخار جادو کو دو لاکھ ساحر سے یہان مقرر کرکے سمجھا دیا کہ بغیر میرے حکم یہان سے نہ ہٹنا اور بعد اس فہمایش کے تخت سحر پر بیٹھکر ایک ساحر ہمراہ لیکر مراجعت کی اور سر حمکو سے دوبارہ ملتا ہوا پاس نافرمان کے آیا اور بیٹھکر نشیب و فراز سمجھانے لگا نافرمان نے کہا خواجہ آج کے ساتوین دن وہ جلسہ ہوگا کہ دیدۂ روزگار اسکے دیکھنے کا ندیدہ ہی بلکہ یہ میلہ دیدہ ہی نہ شنیدہ ہی ایک سو اکیس بارگاہین بادشاہ طلسم کی استادہ ہونگی حیرت کی سواری کے ساتھ ساٹھ ہزار غول ساحرون کے لباس زنگ بزنگ کا پہنے چلین گے ساٹھ ہزار شاہ اور شہزادیان طلسم کی آئینگی حیرت پرے زرنثار ہوگا اور ایک کنوان کہ مثل تالاب کے ہی اور اسی کو دم دکھتے ہین زر وجواہر سے پٹ جائیگا عمرو نے سب ماجرا سنکر جواب دیا کہ جو کچھ سامنے آنیوالا ہی اسکا بیان کرنا ضرور ہی ہمارا خدا مالک ہی کچھ نہ کچھ ہمین بھی مل رہیگا اب تم یہان ٹھہرو مین اور تدبیر کو جاتا ہون یہ کہکر وہان سے مہرخ پاس آیا اس تردد کرنے کا کچھ مطلق ذکر نہ کیا اور مثل دستور قدیم حکم دیا کہ جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہو بمجرد ارشاد ساقیان زرین لباس برباد کن ساس آوینگا سامان لیکر حاضر ہوے ناچ ہونے لگا جام مے گردش پذیر ہوا **نظم**

تماشاے رامشگران باز کرد — در خرمی بر جہان باز کرد
نو خند شد نالۂ چنگ را — بہ کف بر نہاد آب گلرنگ را

ازبسکہ ان تردداتمین رات زیادہ آچکی تھی دربار برخاست کیا ہر ایک آرام پذیر ہوا یہ سب تو بآرام تمام حالت امید و بیم مین مقیم ہین لیکن حال میلے کا سنیے **لمؤلفہ**

ہان ساقیا وقت یاوری ہی — دے بادہ کہ دور آخری ہی
نشہ جھکا دے خوب سا آج — پھر رند نہو کسی کا محتاج
دے ہوش ربا وہ جام ساقی — دنیا مین ہو جس سے نام ساقی

ساقی اک اور جام رنگین
در پیش ہی جلسۂ نگارین

ساقی مرے جوش کی قسم ہی
کھوئے ہوے ہوش کی قسم ہی

ساقی پیر مغان کا صدقہ
ساقی تجھے اپنی جان کا صدقہ

وہ سر کہ بھرا ہی جس مین سودا
وہ جان کہ جس مین ہی تمنا

وہ دل جو ہی آرزو سے لبریز
وہ آتش شوق جو کہ ہی تیز

وہ رخ کہ جسکا دل ہی مسکن
وہ لب کہ ہمیشہ جسپہ شیون

ان سب کی قسم ہی میرے ساقی
دے جام شراب باقی ساقی

کانٹا جو لگا ہی دل ہی بیتاب
دے گل سکے کٹورے مین مجھے آب

لکھون مین وہ داستان رنگین
فردوسی بھی جسکا ہوے گلچین

ہر حرف سے دلبری ہو پیدا
گل کی طرح نازکی ہو پیدا

ٹپکے لفظون سے پھر لطافت
آب مضمون کی ہو تراوت

دامان نگاہ ناظرین کو
پھولون سے بھردون بطرز نیکو

اے خامہ جادہ سامری فن
بھر آج طرارے مثل توسن

طالبان نگین الفاظ انگشتری داستان دفتاحان ابواب حجلۂ بیان نقش روشن فسانہ کو لوح قرطاس پریون منقوش فرماتے ہین اور نازپروردگان حجلۂ ضمیر عشاق کو منظر فصاحت مین جلوہ گر فرماکر اس طرح میلا دکھاتے ہین کہ جب حجلۂ مشرق سے عروس زرین لباس مہر حجرۂ ہفت نظر افلاک مین روشنی بخش ہوئی اور حلقۂ ماہ و نگین کواکب جوہری روزگار نے صندوق نہانخانۂ غرب مین بند کیے کہ مضمون نور بیز ابیات

فروزندہ روزے چو فردوس پاک
برآورد سر گنج قارون ز خاک

بغزلت کمر بستہ باد خزان
نسیم بہاری ز ہر سو وزان

باغ سیب مین افراسیاب اورنگ شہی پر جلوہ گر ہوا اور حیرت نے حکم دیا کہ انگشتری لینے جادہ اول ہی سے سامان جانے کا کر چلی تھی اپنی کنیزون کو طلب کیا ستر نازنین پری جمال زیور جواہر بیمثال پہنے رخت پر زر سے آراستہ حاضر ہوئین تھال سونے کے ہاتھ مین لیے تھین اُن مین جواہر اور اشرفیان بھری تھین پھر کچھ ساحر سور اور بھیڑیان اور بکریان لیے آئے کہ ان جانورون کے گلے مین ہار پڑے تھے اور ٹیکے سیندور کے ماتھے پر دیے تھے

انکے بعد بہت سے تھال لیے کنیزین آئین کہ اُن مین موہن بھوگ بھرا تھا جو کمین گھی کی روشن تھین جب یہ سامان آچکا حسرت تخت طاؤسی پر سوار ہوئی چار طاؤس جواہر کے چارون کونون پر تخت کے کھڑے تھے دمین انکی سر پر ملکہ کے چتر ہو گئین نقار خانہ طلسمی مین نوبت بجنے لگی شاہ جادوان نے پاندان سے ایک گلوری بناکر اپنے ہاتھ سے ملکہ کو کھلائی اکابرین دربار نے نذرین دین شاہ نے بازو پکڑکر کچھ منتر سامری و جمشید کے پڑھے اور ملکہ پر دم کیے پھر تو اُس مہ چہاردہ سالہ کا حسن حسینان دہر سے دوبالا ہو گیا کہ بہ یک اشارہ گوشہ چشم نیرنگ سامری اور بازی روزگار کو خاک مین ملاتی تھی اور ہزار مردے جلاکر مسیحا کو لب جان بخش کا شرمندہ احسان بناتی کہ نظم

ترا اے معجزے رفتار روح افزا دکھاتی ہو تمنائے حیات معجزہ آزماتی ہو	صدا خلخال پا کی مژدہ صحت سناتی ہو جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہو

مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ

خلاصہ یہ کہ اس سامان نمایان اور تجمل بیکران سے ملکہ روانہ ہوئی اور بعد کچھ عرصے کے ایک دشت پر فضا مین پہونچی کہ ہوا وہان کی ہوائے روضۂ رضوان دل سے مٹاتی تھی مسیحا نفسی کرکے دلہائے مردہ کو جلاتی تھی سبزہ برنگ سبز بختان دہر چمن سے پانؤن پھیلا کے سوتا تھا گلہائے خودرو سے دشت نگارخانہ چین معلوم ہوتا تھا برگ گل ہمشکل زبان تھے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گلرخان دہر اس بہار کے شوق دید مین خاک مین ملکر زبان تبوصیف بوستان کھولے ہین نرگستان تھا یا خفتگان خاک آنکھین کھولے سیر دیکھتے ہین طائران خوش نوا مثل خضر کے لباس زمردین پہنے ہر سمت پران قمریان سر لب جوئبار پر مثل واعظ کے بر سر منبر شاخ کہ بور حقیقی مین خطبہ خوان کسی جا شمشاد لالے پر اکڑتا کہین غنچہ درازی قامت شمشاد پر ہنستا تھا کسی جگہ لالہ پیالہ دکھاکر نرگس مست کو لبجاتا تھا کہین برگ سوسن زبان حال و مقال سے باتین سناتا تھا دشت پر روح قیس نثار تھی غرض طرفہ بہار تھی کہ قصیدہ

فیض ترتیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر تخت طاؤسی گلشن پہ ہی سایہ کیے ابر آہ قمری مین مزہ اور مزے مین تاثیر دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہی گلشن کی بہار	زر محلول ہی اخگر تو گھول ہی صندل چتر کھولے ہوے فرق شہ گل پر سنبل سر مین دیکھے پھولا نے لگے پھولنے پھل دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول

خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز
شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل

پھول سے کہتے ہین پھلتا رہے گلزار امل
سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سحر و سیدل

اس دشت فرح ناک مین یہ سرو خرامان ہوئی اور قریب ایک کوہ پرشکوہ کے پہونچی درے سے کوہ کے ایک خط سرخ اس طرح ظاہر تھا کہ جیسے بند کمرون مین روزن کی راہ سے لیکر دھوپ از زمین تا فلک معلوم ہوتی ہی کہ بموجب ع ٹٹی کا پل بندھا تھا محیط سپہر پر + اور سنہری لکیر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ظاہر تھی گویا اوراق جریدۂ دہر پر طلائی جدول کھنچی تھی اصل مین اس خط کو قطب جنوبی اور شمالی جو طلسم کے حکمانے بنائے ہین اُنکے درمیان سے خط معدل النہار بنایا تھا واضح ہو کہ کتب علم ہیئت مین مسطور ہی کہ معدل النہار وسط حقیقی قطب شمالی اور جنوبی مین واقع ہوا ہی اور بہ نسبت محاذات اُسی خط کے خط استوا زمین پر تخیل ہوتا ہی اور جسوقت کوئی شخص قطب شمالی کے نیچے کھڑا ہو تو معدل النہار افق جنوبی پر ہوگا فی الجملہ یہ بحث باعث طوالت فسانہ ہی یہان صرف مراد یہ ہی کہ حیرت انگشتری لینے اُس جگہ جاتی ہی کہ جہان حجرۂ ہفت بلا ہی اور یہ مقام علم نیرنج و ہیئت سے حکماے طلسم نے خاص طلسمی بنائے ہین اور طلسم مین رات و دن ادا ہوتے ہین اور خط استوا اور قطب بخلاف ان قطبون افلاک دُنیاوی کے اور بنائے جاتے ہین جیسے کہ طلسم دنیا مین چار پہر کے رات و دن ہوتے ہین اور خلاے دو جہان کہ مطلق ہی اُسکے دن پچاس ہزار برس کے ہین دُنیا بھی مثل طلسم کے ہی اور باطل ہونا اس طلسم کا روز قیامت ہی کہ جو لوگ اس طلسم مین پھنس گئے ہین وہ اسکے ٹوٹنے سے اپنے مسکن اصلی پر پہونچین گے اگر ناری ہین جہنم مین اور ناجی ہین تو فردوس مین اور بمصداق وہم فیہا خالدون ہمیشہ اُن مقامون مین رہینگے اور راستہ اس طلسم دُنیا مین آنے کا عالم ارواح سے یہ ہی کہ اول ملائکہ بحکم حکیم علی الاطلاق مادہ جنین کو زیر عرش جگہ دیتے ہین کہ صاحب قلب وہان سے ہوتا ہی پھر وہان سے کرسی کی طرف لاتے ہین کہ وہان سے مالک صدر ہوتا ہی پھر وہان سے فلک شمس پر پہونچاتے ہین کہ صاحب حرارت غریزیہ ہوتا ہی پھر فلک ہفتم پر کہ مقام زحل ہی بالغ ملتا ہی کہ محل عقل ہی پھر فلک قمر پر لاتے ہین کہ صاحب صورت اور حیات ہوتا ہی پھر فلک مشتری پر لیجاتے ہین کہ علم پاتا ہی پھر فلک عطارد پر جاتا ہی کہ فکر پیدا ہوتی ہی وہان سے فلک مریخ پر آتا ہی کہ وہم حاصل ہوتا ہی پھر فلک زہرہ پر آکر خیال پاتا ہی پھر کرۂ نار منتقل ہوتا ہی کہ اخذ صفرا کرتے

پھر کرۂ باد پر آکر خون ملتا ہی پھر کرۂ آب پر آکر بلغم پاتا ہی پھر کرۂ خاک پر آکر مالک سودا ہوتا
ہی پھر وہ مادہ طرف بخارات کے مائل ہوتا ہی اور ملائکہ اُسکو جانب ابر پھینکتے ہین اور وہ ابر
باران بنتا اور باران سے زمین پر آکر نباتات اور اجناس مین شریک ہوتا ہی اور وہی نباتات
وا اجناس خداے تعالی اُسکے پدر کی روزی کرتا ہی کہ جسکے کھانے سے صلب پدر مین نطفہ
ہوکر رہتا ہی پھر بمصداق یخرج من بین الصلب والترائب آخر ہنگام شہوت بطن مادر مین
منتقل ہوتا ہی پھر زمین پر آتا ہی اس معنی کو حضرت صوفی ماسقمان مین فرماتے ہین کہ **بیت**
مرغ فاخ درخت لاہوتیم + گوہر درج گنج اسراریم + آنے کا اس طلسم مین دنیا کے یہ راستہ
ہی اور جانے کا وہان گور ہی اور وہان سے عالم برزخ مین اور وہان سے قیامت اور قیامت
سے صراط اور صراط سے میزان اور میزان سے پرسش اعمال اور وہان سے مسکن اصلی روح کا
کہ بموجب **مصرعہ** دوست باد دوست رفت و یار بیار + آمدم برسر مطلب **حیرت** مسکن
اصلی پر طلسم کے جایا چاہتی تھی اُسی خط کے نیچے نیچے درہ کوہ مین داخل ہوئی اور عجائب
و غرائب طلسم کے دیکھتی ہوئی یعنی کہین اندھیرا کہین اوجالا مرحلے طلسم کے جو بنے ہین کہ فاتح
طلسم کے طلسم توڑتے وقت بیان اسکا کیا جائیگا ہر ایک کو ملاحظہ کرتی جنگل مین قریب
ایک احاطے کے پہونچی احاطہ پر چار سو مینار یاقوت احمر کا چڑھا تھا دروازہ اسکا بند تھا
ملکہ نے سحر پڑھا دروازہ کھل گیا اندر آئی خط معدل النہار کی روشنی یہان بھی پائی اُسی کے
سایے مین کچھ دور چلکر ایک نقب مین سماگئی پھر جو اس گنج خوبی نے سر نکالا ایک مکان
سونے کا نظر پڑا اس طلسم مین سات حجرے بنائے ہین ایک سونے کا دوسرا چاندی کا
تیسرا زمرد کا چوتھا یاقوت کا پانچوان نیلم کا چھٹا موتی کا ساتوان الماس کا ہی چنانچہ
ان سب حجرون مین مال طلسمی اور کنجیان ہین لیکن ساتوین حجرے مین سات کوٹھریان ہین
کہ ہر کوٹھری مین بلا بند ہی جب وہ کوٹھریان کھلین گی بلائین نکلکر لشکر **مہرخ** کو برباد
کرینگی اور یہ بلائین موت نہین رکھتی ہین دفع کرنا نہایت مشکل ہوگا انشاء اللہ حال انکا
بروقت شکست طلسم بیان ہوگا غرضکہ ملکہ قریب مکان طلائی کے آئی سبحان اللہ اس عمارت
کا کیا کہنا در و دیوار اسکے عجب نہین جو کندن ہیرا رشک کھائے رنگ طلا مین جواہر کو بھی کرکے
جواہر کی گلکاری بنائی تھی حور قصور جنان چھوڑ کر اسیر شیدائی تھی رنگ تجلی طور کلیم اُسپر
نثار ہر پایہ کی سربلندی پر قصر بہرام گور تصدق ہر بار اُسکی محراب سے اگر ہلال کو کشا

کیا جائے تو کشکول گدائے شب جام جم پر فخر کرے آستان کو اُسکی اگر فلک کہون تو ردے زمین کا احسان فلک پیر پر کردون عالم امکان کی مجال نہین جو وسعت صحن کو اُسکی پیمائش کرے معمار عقل کی کیا طاقت جو زبان دل سے ستایش کرے مہندس خیال ہر چند کہ خوبی مین طاق ہی بلکہ بہتری سے جفت ہی مگر اُسکے گوشہ ہاے مثلث کی توصیف مین مالا یطاق ہی سقف منقش سپہر اُسکی سقف رنگین کے روبرو واژون اور آفتاب شرم سے اُسکے شمسے کے سامنے دنیا رخزانہ تارون نزاکت طرح عمارات پر انگشت اشارت یار اور صفا کے در و دیوار پر نگاہ سرمہ آلود نازنینان دہر سے غبار نظر تماشائی اگر غرفہ تک اُسکے پہونچے تو منازل قمر سمجھے اور فکر محاسب اگر اُسکے مینارون پر پہونچے تو کنگرہ عرش عظیم جانے کہ بمقتضائے ابیات

عجب اُسکی رفعت عجب اُسکی شان — عجب اُسکے پردے عجب سائبان
عجائب تھین نہرین عجائب بحر — عجب اُسکے سقفین عجب اُسکے در
عجب اُسکا نقشہ عجائب فروش — عجائب نگار اور عجائب نقوش
مکان ایسا آراستہ پُر شکوہ — ہر اک برج الماس مانند کوہ
تماشائی کا دل بھی ہو آئینہ — کہ جس پر کدورت کبھی آئے نہ

سامنے اُس قصر کے گلشن نگارین بنا تھا تماشا ہائے گل پر بلبل شیوا زبان کا چہچہہ نرگس مست کہ مدام باغ مین رہتی ہی لیکن یہ بہار اُسنے بھی نہ دیکھی تھی سنبل اُسی کی الفت مین پیچ و تاب کھاتی تھی لالہ اُسی کے عشق مین دل خون ہی عشق پیچان باغ کو اُسی کا جنون ہی کہ بعنوانے نظم

ز گلبانگ سبا بہ تر ند باف — دریدہ صبا شعر گل تا بناف
زمین چون زر آب چون لاجورد — چو دیبای نیم ازرق و نیم زرد
نوای چکاوک بہ از بانگ رود — برآورد باد شتابان سرود
گرہ بر کمرگہ زدہ ساق جو — رسیدہ بہ دہقان وزد و درود

حیرت نے اُس گلشن پر بہار مین ایک مقام پر کھڑے ہو کر کچھ افسون سحر پڑھا اور پکار کر کہا کہ اے کندرن آؤ یکایک نسیم بہاری چمن مین وزان ہوئی اور کلیان کھلکر پھول ہو گئین ایک تخت بروے ہوا اُڑتا ہوا آیا ہزارہا گھنگرو تخت مین بندھا تھا اُسکی صدا سے بروے ہوا پریان ناچتی معلوم ہوتی تھین جب وہ تخت زمین پر اُترا ایک سونے کی پتلی اُسپر بیٹھی نظر آئی بولتی ہوئی تصویر تھی یا تبان آذری پر لات مارتی تھی ایڑی چوٹی پر اپنی وارتی تھی کہ ابیات

صنم مین کہ آن نقش پرواز کرد
برو چادرے از رخام سپید

کہ گاہے گرہ بست وگہ باز کرد
چو برگ سمن بر سر مشک بید

حیرت کو اُس تیلی نے سلام کر کے لب گوہر فشان سے رشتہ نظم مین اس طرح موتی پروے اور کلام دو ہان ساطع کو براز نداق سخن اس طرح کیا کہ ملکہ عالم نے اس کنیز ناچیز کو کیون یاد فرمایا ہی مرتبہ خاکسار افلاک پر پہونچایا ہی حیرت نے صورت حال کا جلوہ آئینہ بیان مین یون دکھلایا اور باب مقاصد کو کنز دقائق گفتار سے واکیا کہ اے کندن کنجی حجرۂ طلائی کی تمھارے پاس ہی حجرہ کھولو کہ انگشتری جمشیدی شاہ جادوان نے منگائی ہی نذر بھینٹ لیکر یہ حقیرہ لینے آئی ہی کندن نے نذر کی چیزین دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور عرض کیا کلید حاضر ہی لیکن یہ بھینٹ اور نذر اصلی نہین ہی اور اس سے انگشتری دست خداوند جمشید نہ ملے گی لازم یہ ہی کہ حضور زحمت فرماکر مراجعت فرمائین اور شہنشاہ سے اصلی بھینٹ لائین کنیز انتظار مین حضور کے ٹھہری رہیگی یہان سے قدم نہ ہٹائیگی حیرت ان باتون سے صورت آئینہ حیران ہوئی آخر سب سامان نذر کا چھوڑ کر پھری اور خدمت شاہ جادوان مین آئی ماجرے گذشتہ زبان پر لائی افراسیاب نے ساری کیفیت سنکر سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی تاریکی عالم مین چھائی بعد ایک لمحہ کے فلک کی جانب سے ایک تخت زمین پر مثل بلا کے نازل ہوا کہ اُسپر ایک پیر زمین گیر سوار تھا پیر فلک کا سگا بڑا بھائی عروس روزگار کو سامنے اُسکے شرم آئی جب شیطان جنت سے نکلا تھا تو اسی کے کندھے پر سوار ہو کر زمین پر آیا تھا نہین بلکہ درد ہر کو اسی نے سبق پڑھایا تھا فرط ضعف و نقاہت سے جھریان جسم پر پڑی تھین ہڈیان پسلیان گنی جاتی تھین کہ بہ مقتضائے ابیات

ظالم و تیرہ رو ضعیف و نحیف
دم گفتار مُنھ سے بو آتی
کرتا شیطان مکر اس سے یاد
تھا غلامی کا اُسکی دم بھرتا

اس ضعیفی پہ انتہا کا کثیف
نتن بینی کی کوسون تک جاتی
زال دنیا کا تھا وہی اُستاد
سامنا پیر چرخ کیا کرتا

ایک کتاب کہ جریدۂ افلاک اور دفتر دہر اُسکا دو ورقہ تھا سفیدی و سیاہی اوراق لیل و نہار بین السطور صفحہ ہاتھ مین لیے سامنے شاہ کے آیا بادشاہ براہ تعظیم اور اہل دربار بہ تکریم اُٹھے باعزاز اُسکو بٹھایا پیر نے استفسار کیا کہ مجھے کیون بلایا ہی شہنشاہ نے کہا کہ انگشتری جمشید

مین نے منگانا چاہا ہی چنانچہ وہ مجھے منگا دیجیے تمنائے دل پوری کیجیے پیر نے کہا اس خیال
محال سے باز آ شہنشاہ نے کہا بغیر انگشتری کے یہان خاتمہ ہی نقش طلسم باطل ہوتا ہی
نام و نشان مٹتا ہی سلطنت جو زیر نگین ہی حلقہ اطاعت غیر مین جاتی ہی پیر نے کہا تجھ سے
تکلیف گوارا نہ ہوگی انگوٹھی سے ہاتھ اٹھا شاہ نے کہا سر کٹ جائے مگر سر دست انگشتری
ہاتھ آئے پیر نے کچھ پڑھکر سمت فلک پھونکا ایک تپلا چھری اور جام لیے پیدا ہوا چھری شاہ
کو دی اور جام سامنے رکھا پیر نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹ کر اس جام مین ڈال
دے دو دو دونون ہاتھ کی دو دو دونون پیر کی دو دو دونون کالون کی ایک سینے کی شاہ نے
فوراً بوٹیان کاٹ کر جام مین ڈالین کہ یاقوت احمر بن گئین پیر نے ایک آہ کی منھ سے شعلہ نکلا کہ
جلکر وہ راکھ ہوگیا شاہ نے وہی راکھ اپنے زخمون پر لگائی کہ زخم اچھے ہوگئے اس جگہ دوسرے
دفتر مین ہی کہ پیر زندہ جدھر سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا اور کہتا گیا کہ پیالے مین جو خون بھرا ہی
پوچھکر زخمون پر لگا لے کہ اچھے ہو جائین اور یاقوت کے ٹکڑون کی سمرن بنا کر حیرت کے
حوالے کر کہ جائے اور انگوٹھی لے آئے افراسیاب نے ایسا ہی کیا اور سمرن حیرت کے حوالے
کی کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور اسی طرح راہ طے کر کے قریب حجرۂ طلائی پہونچی کنندن تیلی منتظر
کھڑی تھی اُس سے کہا مین اصلی بھینٹ لائی ہون حجرہ کھولدے اُسنے حجرے کے پاس آ کر سجدہ
کیا اور کنجی ازار بند سے اپنے کھولکر قفل مین لگائی اس وقت اُس نازک بدن کا اونچے ہوکر ایک
ہاتھ سے قفل تھامنا اور دوسرے سے کنجی لگانا ہزار بناؤ دکھاتا تھا وہ تیلی تیلی اونگلیان چوڑی
ہتھیلی کا رنگ برنگ شہاب وہ دونون پائنچے چھوٹ کر پانون پر آجانا قفل کھولنے مین
منھ بنانا بالون کا رخ پر آنا سر ہلا کر بالون کو ہٹانا آخر بمقتضائے ع کھولا کنجی نے چور خانہ
صدا تڑاقے کی ہوئی قفل کھل گیا یہ پائنچے اٹھاتی کنجی و قفل لیے پیچھے ہٹی اور حیرت سلام
کرتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی سبحان اللہ جس عمارت کی خوبی اور بہتری باہر سے بری از صفات
ہو پھر وصف اندرونی کرنا چھوٹا منھ اور بڑی بات ہی در و دیوار منقش و رنگین چھتین رشک دہ
نگارخانہ چین کمرے بہ از قصور ہائے بہشت برین خلاصہ یہ کہ جو جگہ تھی وہ دلچسپ و خوش آئین
فرش دیبائے چین ہر مقام پر بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا چار طرف کمرے تھے بیچ مین حجرہ
تھا ملکہ کمرے طے کر کے حجرے مین آئی وہان ایک تخت بچھا تھا روبرو اُسکے پردہ پڑا تھا ملکہ
نے پردے کے روبرو سجدہ کیا ایک پانون سے کھڑی ہوئی اُس وقت ہزار ہا گھنٹا اور

ناقوس از خود بجنے لگا اور پردہ آپ سے آپ اُٹھ گیا تخت پر تپھر کا پتلا کہ ہم شبیہ جمشید تھا نظر آیا ملکہ نے پھر اُسکو سجدہ کیا تپلے نے صدا دی کہ ای شہزادی طلسم کی کیا چاہتی ہی حیرت نے عرض کیا کہ انگوٹھی یہ کہکر وہ سؤر بکریان موہن بھوگ وغیرہ وغیرہ پیش کیا پتلا اُن سب کا ایک نوالہ کر گیا اور ہاتھ اپنا بڑھایا کہ انگوٹھی اُتار لے حیرت نے جب اُنگلی پر ہاتھ ڈالا کہ انگوٹھی اُتارون اُنگلی آگ کی طرح جلتی تھی ہاتھ ملکہ کا جل گیا اُف کرکے ہاتھ کھینچ لیا تپلے نے کہا اول وہ یاقوت کی کنٹھی جو بوٹیون کی جسم شاہ طلسم کے بنی ہی ہاتھ مین پنہا دے پھر انگوٹھی اُتارے ملکہ نے کنٹھی پہلے پنہا دی پھر انگوٹھی اُتار لی یکایک ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجے پردہ تخت کے سامنے پڑ گیا ملکہ سجدہ کرکے پھری جب حجرے کے باہر آئی کنیزون نے مبارکباد دی اور دوڑ کر حجرے کو بند کیا قفل دیا اور عرض پیرا ہوئی کہ کنیز کو اب اجازت ہو کہ جائے ملکہ نے رخصت دی تپلی تخت پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف چلی گئی اور حیرت بھی انگشتری لیکر سوار ہوئی طائران طلسم نے آکر سر پر سایہ کیا اور جتنے کہ دیو اور خبیث طلسم مین ہین سب نظر آنے لگے لیکن ملکہ لیے ہوے انگوٹھی کو وہ مقامات طی کرتی ہوئی قریب باغ سیب پہونچی مگر باغ موصوف مین نہ گئی بلکہ ایک اور باغ مین جاکر ٹھہری اور کنیزون کو حکم کیا کہ تجمل بیکران اور سامان نمایان حاضر کرو بمجرد حکم سامان حاضر ہوا یعنے ہزارہا نقارے طاؤسون پر لدے بروے فلک بجتے ہوے چلے اور فلک کی طرف سے پھول سنہرے اور روپہلے برسنے لگے ہزارہا چوکیین از خود روشن ہو گئین اور باجے ہزار در ہزار رنگ کے بجنے لگے کئی ہزار مردنگ بجا کر ساحر بھجن جمشید کے گانے لگے سترہ سو کنیزین عبیر و گلال اڑاتی اور رنگپاشی کرتی ساتھ ہوئین ملکہ نے ایک کشتی مین انگوٹھی کو لگاکر تورے پوش جواہر کار ڈال کر اپنے ساتھ لیا اور آپ بھی نہایت آراستہ و پیراستہ ہوکر سوار ہوئی اور سمت باغ سیب چلی کہ ابیات

جہان در جہان لشکر آراستہ ۔ زبوق و دہل بانگ برخاستہ
ز دیبای چینی بہ خروارہا ۔ ہم از مشک چینی برانبارہا
طبق ہای کافور با بوی مشک ۔ زکافور تر بیشتر عود خشک
غلامان لشکر شکن خیل خیل ۔ کنیزان کہ در مردہ آرند میل

الغرض اس تجمل سے قریب باغ سیب جب پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ملکہ انگوٹھی بڑے دھوم سے لاتی ہین شاہ جادوان یہ خبر سنتے ہی مع تمام اہل دربار اور معزز ساحرون کے

اُٹھ کھڑا ہوا کہ انگوٹھی کا استقبال کرنا لازم ہی اور باغ سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ملکہ ملاقی ہوئی وہ سب تجمل بیرون باغ ملکہ ٹھہرا کر ہمراہ شہنشاہ اندر باغ کے آئی شہنشاہ سب کی نظر سے غائب ہوگیا بعد کچھ دیر کے سارے درخت باغ کے بادلے سے منڈھ گئے اور ہر پھول مثل گوہر شب چراغ کے روشن ہوگیا پتیوں مین چمک پیدا ہوئی برگ گل تالیان بجانے لگے پتی پتی سے صدا جمشید کی جو کی بلند ہوئی بیچ بارہ دری مین تخت جو بچھا تھا آئینہ اُسکے سامنے لگ گیا ہزارہا مشعلین سونے چاندی کی روبروے تخت روشن ہوگئین بخور سلگا دیا اُسوقت شہنشاہ طلسم آئینہ مین ظاہر ہوا آج وہ تاج سر پر دیے تھا کہ دیدۂ روزگار جسکے دیکھنے کا محتاج تھا اور وہ قباے برزر زیب بر فرمائے تھا کہ قباے زنگار رنگ فلک کی قبا جسکے مقابل نیلی اور سیاہ تھی خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا ہزار دن گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے سب سے اول حیرت نے کشتی انگوٹھی کی نذر دی شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول کی تورے پوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ مین لیا پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا نگینہ انگوٹھی کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا مگر یہ ثابت نہ ہوتا تھا کہ کس چیز کا ہی کچھ نقش اُسپر جادو کے کندہ تھے کہ جسکی وجہ سے ساحر اور خبیث مطیع اور سر افگندہ تھے غرضکہ جب انگوٹھی بادشاہ نے ہاتھ مین پہنی فوراً تالی بجائی ایک طاؤس کہ جسکا چہرہ پریزاد کا تھا اور سارا جسم طاؤس کا تھا ناک مین نتھ اور کانون مین جڑاؤ بیتے بالیان پہنے تھا سامنے شاہ طلسم کے آیا شاہ نے فرمایا کہ اے طاؤس طلسمی مین نے تجھکو امتحان کی راہ سے بلایا کہ دیکھون انگشتری جمشید کام دیتی ہی یا نہین طاؤس نے عرض کی کہ جسکے پاس انگوٹھی ہوگی مجھپر کیا تمام طلسم اُسکا تابعدار ہی شہنشاہ نے کہا اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خداوند سے باغی ہی پکڑ لاؤ طاؤس اسی وقت حسب حکم شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین چکر مار کر اُترا پکارا خواجہ تمکو شہنشاہ افراسیاب جادو نے یاد کیا ہی یہان طاؤس کے آنے سے اول تو عمرو تیار ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر آواز مور کی سُنکر قلب پھر گیا بولا کہ غلام حاضر ہی یہ کہکر قریب گیا طاؤس نے منقار مین داب لیا اور اسے پیٹھ پر لاد کر اُڑا اور سامنے شہنشاہ طلسم کے لاکر زمین پر ڈال دیا عمرو نے اُٹھکر بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ جاہ و جلال آج شاہ جادوان کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگا اور زبان کو تعریف شہنشاہی مین وا کیا کہ نظم

چراغ جہان گوہر شاہ باد
رخ شاہ روشن تر از ماہ باد

تو ئی آنکہ بیرون سے بینش پرست	بزرگی و مہتری آفرینش بہ تست
بہر جا کہ باشی خدا وند باش	ز تخمے کہ کارے برومند باش

افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی عمرو تسلیم کرکے بیٹھا شاہ جادوان نے کہا کہ مین نے تجھکو اس لیے بلایا ہی کہ سمجھا دون یعنی تو اور ہمراہی تیرے اگر آسمان پر بھی جا کر چھپین گے جب بھی گرفتار ہونے سے نہ بچین گے بس لازم ہی کہ سب کو سمجھا کرلے آ اور سامری و جمشید و لقا کو سجدہ کر کہ جان تیری بچ جائے عمرو نے بجواب اُس سوال کے عرض کیا کہ مجھے اپنے نفس پر اختیار ہی مین ابھی سامری پرست ہوتا ہون اور لوگون کو مین سمجھا دونگا ماننا اور نہ ماننا اُسکا کام ہی افراسیاب نے کہا تیرا سامری پرست ہونا لایق اعتبار نہین مین نے صرف اپنا جاہ و جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ مین یہ طاقت ہی اچھا اب جا اور لوگون کو سمجھا اگر اُس کے خلاف کیا تو سزا پائیگا یہ کہکر طاؤس سے حکم دیا کہ اسکو پہونچا آ طاؤس لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا اُدھر افراسیاب نے کہا کہ عمرو بیشک باغیون کو سمجھائیگا کیونکہ آج دباؤ دکھا گیا حیرت نے کہا وہ مکار ہی الامر فوق الادب براہ تعظیم مین یہ مثل عرض کرتی ہون کہ آزمودہ را آزمودن جہل ست کئی بار یہ اتفاق ہو چکا ہی کہ وہ آیا اور مکر کرکے چلا گیا شاہ نے سنکر ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشتری جمشید اسپر لگا دی کہ لوٹ کر مثل انسان کے وہ ہو گیا اُس سے کہا تو جا اور بارگاہ حریف مین جا کر روے ہوا ٹھہر یا قبہ بارگاہ پر بیٹھکر سُننا کہ عمرو کیا کہتا یا کیا گفتگو کرتا ہی پتلا حسب الحکم اُڑکر آیا اور قبہ بارگاہ پر چپکا بیٹھکر گفتگو سُننے لگا لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ مین لایا سب خوش ہوے طاؤس پکارا کہ جو وعدہ تو شاہ طلسم سے کر آیا ہی خبردار اُسکے خلاف نکرنا ورنہ بہت بُرا حال ہوگا یہ کہکر طاؤس تو چلا گیا اور مہرخ وغیرہ اُٹھکر عمرو کے گلے سے لپٹ گئین دیکھین تو رنگ عمرو کے چہرے کا سفید ہی غرضکہ تجھلایا دل مین عمرو کے پتنگے لگے ہین کہہ رہا ہی کہ خدایا تیرا مددگار ہی جبکہ کچھ دیر مین حواس درست ہوے سارا حال دربار شاہ جادوان کا بیان کیا سب نے متفق القول یہی کہا کہ خواجہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو فرمایئے بجالائین عمرو نے کہا کوئی تدبیر بچنے کی نکالو سب نے عرض کیا کہ کوئی صورت بچنے کی نہین اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر شاہ طلسم پر اب سحر کرین تو بھی بسبب انگوٹھی کے اُسپر اثر نہ ہوا ور کوئی اس ظالم پر غالب نہ آئے عمرو نے کہا پھر کیون نہو لیکن مجھ سے اطاعت اُس گبر ناہنجار کی

ہو گی اور لے ملکہ اسد نبیرۂ امیر طلسم مین آئے اور طلسم فتح ہو مقرر یہ طلسم فتح ہو گا کیونکہ جہان
اولاد حمزہ کا قدم آیا کیسی ہی اُس جگہ آفت ہو تو ٹل جاتی ہے اور مہم سر ہوتی ہے ہان مین
یہ نہین کہتا کہ مقدر یاوری کرے اور قضا ہی آ چکی ہے تو اُسکا ذکر نہین اب میرا تم
لوگون کے لیے جی کڑھتا ہے تمھین چاہیے کہ شاہ جادوان کی اطاعت کرو اور بدستور اپنے
ملک و مال پر قابض رہو مہرخ اور بہار وغیرہ سب نے جواب دیا کہ خواجہ استغفر اللہ
جان سے جانا قبول جہان سے گذرنا مقبول مر جائین دنیا سے خاک تک برباد ہو جائے مگر
فرمانبرداری شاہ طلسم نہین منظور عمرو نے کہا مرحبا اچھا کوہ سیاہ مین خیمہ استادہ ہے وہان جا کر
رہو مہرخ نے کہا یہان وہان سب برابر ہے میلے مین جانا ضرور پڑے گا عمرو نے کہا نظر
بہ فضل خدا رکھکر ابھی یہین ٹھہرو یہ تمام باتین اُس کاغذی پتلے نے قبہ بارگاہ پر بیٹھے بیٹھے
سُنین اور جا کر افراسیاب سے بیان کین اُسنے کہا ان سب باغیون کی قضا دامنگیر ہوئی ہے
حیرت مین ظلمات مین اپنے بزرگون کو بلانے جاتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سمت فلک
اوچھالا کہ بلندی پر جا کر وہ غائب ہو گیا اُسوقت باغ سیب مین جو پیتل کا آسمان
قائم رہتا ہے اور حال اُسکا اوّل بیان کیا گیا تھا اس آسمان کے دو طبق ہو گئے اور اُسمین سے
ایک اژدہے پر نقارے کی جوڑی کھنچی ہوئی آئی شاہ نے ایک نارنج انگوٹھی سے مس کر کے
اُس نقارے پر لگایا کہ جہان تک سرحد طلسم ہے صدا اُن نقارون کی گونج گئی اور انگشتری کی
وجہ سے ساکنان طلسم کے قلب پر تاثیر ہوئی کہ میلے مین چلین افراسیاب سوار ہو کر زیر گنبد نور
جو بارگاہ طلسمی استادہ ہے وہان آیا اور یہان سے کچھ دور پر ایک باغ ہے کہ اسکو باغ جمشیدی
کہتے ہین اور اُسکے متصل ایک کنوان مثل تالاب کے ہے کہ اُسکو چاہ زمرد کہتے ہین پس قریب
باغ جمشید شاہ آ کر ٹھہرا اور حیرت سے کہا تم آج عبادت خداوند جمشید کرو اور کارپردازان
سے حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی سے تا باغ عشرت اور باغ جمشید آراستگی کیجائے یہ کہکر آپ سمت
ظلمات روانہ ہوا یہان ہر مقام پر سڑکین پختہ بن گئین اور سڑک پر پتھر قیمتی رنگ برنگ
و مثل سنگ سماق و سنگ یشب و شجر از قسم جواہر نصب کیے گئے دو رویہ دُکانین پختہ پتھر کی
بنائی گئین کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر رکھی گئی جھاڑ فرشی قد آدم دونون سمت سڑک
کے استادہ ہوے اور باغات کے درخت آراستہ کیے تمغے چاندی اور سونے اور جواہرات منڈھے
گئے یہی انتظام تا شام رہا جسوقت میدان فلک کی آراستگی جواہر کواکب سے ہوئی اور سلحہ ہائے

افلاک تماشاگاہ مردمان طلسم عالم ہوے کہ نظم

چو زلف شب از حلقہ عنبری — سمن رنگ بر طاق نیلوفری
نمودند کانجا حصاریست خوب — کہ دور ست از تند باد جنوب
یکے سنگ مینا و مینو سرشت — بزیبائی و خرمی چون بہشت

حیرت دشت مین ایک جگہ مصروف عبادت جمشید ہی کہ حال اسکا صبح ظاہر ہوگا لیکن اُس شب جماؤ ساحرون کا ہونے لگا یعنے ایک آسمان سرخ آکر چھاگیا اور پھول سنہرے برسے پہر بھر کے بعد آسمان شق ہوا اژدہے اور طاؤس پیدا ہوے اُنپر بارگاہین زربفتی اور بادلے اور مخمل کی بارتھین وہ بارگاہین کنارے کنارے سڑک کے ساحرون نے استادکین قبہاے بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتے تھے کلس یاقوت وزمرد کے چڑھے تھے ہر ایک کلس پر طاؤس جواہر کا بیٹھا تھا اور موتی کا مالا منقار مین لیئے تھا بارگاہ مین فرش مکلف تاقم و سنجاب کا بچھا تھا چار سمت سائبان زربفتی باسلاک مروارید کھینچ دیے تھے اُنکے تخت ہاے مرصع کار بچھ گئے سامنے تخت کے کرسیان جواہر آگین بچھ گئین اور دوہری بارتھین فانوس مینا کی لگادین گلخنے اور گلدستے جا بجا ہواے رخ رکھدیے جب یہ درستی ہوچکی یکایک فلک کی طرف روشنی ہوئی اور نوبت و نقارے بجے سواریان شاہان طلسم کی کہ باجگزار افراسیاب ہین آنے لگین کوئی بادشاہ ملک مشرق کی سرحد کا اور کوئی مغرب کی جانب کا اور کوئی شمالی سرحد کا حاکم اور کوئی جنوب کا مالک ملک مشرق کے جتنے بادشاہ آے سب زرد لباس پہنے تھے اور ماے و دیگر اقسام کا زیور جو کچھ کہ پہنے تھے وہ لعل اور سعد نیات کا تھا یعنے جو چیز کہ آفتاب سے متعلق ہی اور ملک مغرب کے بادشاہ لباس اودا اور سیاہ اور نافرمانی اور زیور بھی ویسا یعنی جو کچھ کہ زحل سے منسوب ہی زیب بر کیے تھے اور ملک شمال کے بادشاہ لباس اور زیور جو کچھ کہ متعلق بہ مریخ ہی پہنے تھے اور جنوب کے بادشاہ جو کچھ کہ منسوب بعطارد ہی زیب قامت کیے تھے فی الجملہ یہ بیان قصے کے رنگ کو کھودیتا ہی ظاہر ہی کہ افسانہ اور ہی اور نجوم و حکمت و ہیئت اور ہی چنانچہ صاحب بوستان خیال نے یہی رنگ پسند کرکے سارا قصہ لکھا ہی یہان اس طرز کو عام فہم حقیر نے خیال نہ کیا اور باعث طول افسانہ سمجھ کر چھوڑ دیا دوسرے اصل دفتر مین بھی کچھ ذکر اسکا نہین ہان داستان گو اپنی قوت بیانیہ سے اگر بیان کرے اُسکو اختیار ہی تیا اُسکا لکھدیا گیا خلاصہ یہ کہ ان بادشاہون کی

سواریون کا انتظام اور دھوم دھام بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہی یعنے کوئی ان مین عورت ہی اور کوئی مرد ہی تخت ہائے سحر پر لباس فرمان روائی پہنے ہر ایک سوار گرد شہزادون اور امیرون کی قطار ہزار ہا غلام زرین کمر اور ہزارون کنیزان قمر پیکر عہدے ہاتھون مین لیے آگے آگے باجے بجتے ڈمرو اور ناقوس کی صدا بلند چاہ زمرد پر نذر اور بھینٹ چڑھانے کا سامان لیے کشتیان زر و جواہر کی بکریان اور سور وغیرہ ہمراہ شاہزادیان طلسم کی آرایش اور بناؤ دیکھیے لب لعلین کو اُنکے مسی سے سرو کار پیشانی پر نزاکت سے افشان بار آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے سر پر تاج رکھے مور پانون زیب قدم کیے از سر تا پا بہار رشک گلزار کہ بیک غمزہ کشور جان جوانان دہر کو برباد کردین اور بیک غرہ اقلیم دل عشاق کو تسخیر کرین دلبری اُنکی تابعدار غمزہ اُنکا فرمان بردار سواری کے سُن ہمراہ فوج ساحران بیشمار نیرنگی سحر کی دکھاتے کبھی پھول فلک سے برساتے کبھی زمین پر باغ لگاتے کہ بمقتضائے نظم

پری پیکرے چون گل آراستہ ۔ پری وبت از ہندوان خواستہ
دہن تنگ و سر گرد و بر و فراخ ۔ رخی چون گل سرخ بر سبز شاخ
زگیسو کہ زنجیر او مشک ناب ۔ فروہشتہ چون ابرے از آفتاب
ازان مشک تر آب گل ریختہ ۔ ہم از سنبلہ سنبل آویختہ
مکلل بگوہر قبادے پرند ۔ چو پردین بہ گوہر کشی ارجمند
زلعل و زمرد یکے تخت زرد ۔ بساطے زیاقوت و زر سرخ و زرد
زبلور تابندہ خوانے فراغ ۔ چو نسرین تر بر سر سبز شاخ
نگاوردہ اسپ مرصع نگار ۔ ہمہ زین و ہرائے گوہر نگار
صد اشتر قوی پشت بالیدہ ران ۔ عرق کردہ در زیر بارِ گران
زہر بستہ ہائے کہ در بار بود ۔ بجواہر ہمین در بہ خروار بود
قباہائے خاص از پے ہر کسے ۔ قبا با دلیہائے زرکش بسے
زبس زرد خیزان لب رودبار ۔ نشاندہ زرخسار گیتی غبار
زبرق آمدہ ابر نیسان بجوش ۔ برآورد تندر بہ تندی خروش
رگ ریختی در زمین گشت سخت ۔ برقص آمدہ برگہائے درخت

اسی طرح شب بھر داخلہ شاہان طلسم کا رہا یہان تک کہ ملکہ زلفین کاکل دراز اور ملکہ

گل اندام نازک بدن اور ملکہ محبوب لاثانی اور مشکبوے کاکل کشا اور ملکہ گلم
ست ناز اور ملکہ گل باز گہر ریز اور ملکہ حسین زرین لباس اور ملک جمیل زرین
اور شعلہ خیز شاہ جادو اور ملک خونخوار تبر زن جادو اور ملک ظہیر فریکیش
جادو اور صنوبر آہن کلاہ فولاد بدن جادو وغیرہ تمام شاہان طلسم آکر جمع ہوے
کہ نام اُنکے فرداً فرداً اگر لکھے جائیں تو نہایت طول ہو انشاء اللہ تسخیر ہونے ممالک
طلسم کے وقت نام خود ہی ذکر ہونگے جب یہ شاہ اور شہزادیاں آچکیں تو اکابرین
طلسم کی آمد ہوئی اور بادشاہوں کا لشکر اور بہیر و بنگاہ کے لوگ کوسوں تک اتر پڑے
اب بارگاہ طلسم سے تا باغ عشرت کہ منزلوں کا فاصلہ ہے انسان اور انبوہ خلق تھا
سوائے بارگاہوں اور خیموں کے اور کثرت خلق کے اور کچھ نہ نظر آتا تھا جب معززین
طلسم بھی آچکے پھر منتظمان طلسم آنے لگے کوتوال طلسم اور دربان اور گرد آور کہ یہ سب جہان
خاص طلسمی مرحلے ہیں اُس جگہ کے منتظم ہیں اور اسد کے داخلے کے وقت طلسم میں
ان سب سے مقابلہ ہوگا اور جب لوح طلسم تدبیر انکی موت کی بتائیگی اُس وقت یہ مارے
جائینگے خلاصۂ کلام جب منتظم داخل ہوے یکایک ابر سرخ رنگ فلک کی طرف ظاہر ہوا
اور پھول گلاب کے مگر جواہر کے بنے ہوئے اُس ابر سے برسنے لگے اور ہزارہا نقارے بجتے
سنائی دیے صدہا منقل سونے روپے کی جلتی نظر آئیں تمام بادشاہ اور اکابرین طلسم اور
منتظم وغیرہ برائے استقبال سمت فلک سوار ہوکر چلے کہ وہ سحاب زمین پر اترا اُسپر فرش
ملوکانہ اور تخت شاہی نہایت آراستہ پیراستہ بچھا تھا اور تخت پر ایک معشوق سراپا ناز
عربدہ ساز زیور و جواہر پہنے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے جلوہ گر تھی کئی ہزار نازنین مصاحب
اور ہمدم اور کنیزا اپنے رتبے کے موافق کھڑی اور بیٹھی تھیں اور اُس محبوب زیبا تمثال
کے سراپا کا کیا بیان کیا جائے صفحہ فسانہ وقت تحریر وصف رُخ رشک گلزار بہشت بنتا ہے
قلم خود نکتہ چینی کرتا ہے زلف سیہ کے عنبر سارا اور مشک کیا شاہ ختن و تاتار و چین غلام ہیں
حلقہ گیسو کے بندۂ حلقہ بگوش و بے دام مانگ جادۂ کہکشان فلک کو راہ بھلا دے پیشانی
نور آگین سپیدۂ صبح صادق کو کاذب بنا دے خال ہند وہزن ضمیر عاشقان بھوین وہ
محراب جو سجدہ گاہ حسینان جہان پلکیں وہ ناوک دوز جو ایک جنبش میں روحانیوں کو
صید کریں ناز مژگان ہزاروں دل قید کریں آنکھیں وہ جام سرشار محبوبی جو دل خشک کو بریان

ذکر ین بلکہ غارت کرین سفیدی چشم روز روشن کو رو بروا پنے تیرہ کرے اور سیاہی سواد شب کو خیرہ کرے رخسار تابان گل سرخ کو ندامت سے آب آب کرے بلکہ چشمۂ خورشید کو بے آب وتاب کرے وہان تنگ کو تنگ شکر کیا کہون مگر حقۂ لعل وگوہر لکھون لب یاقوت رنگ لعل بدخشانی کا جگر خون کرے بلکہ یاقوت رمانی کو ہیرا کھلائے مرجان غیرت سے مرمر جائے چاہ ذقن یوسف دل کو اپنی چاہ مین کنوئین جھکوائے جو دیکھے اسی چاہ مین باؤلا ہو جائے کہان تک وصف اسکا لکھا جائے گردن صراحی دار ہاتھ ہر ایک دل کی دستبردی کو سر دست تیار سینہ گنجینہ نور چھاتیون کا اسپر ظہور نارپستان کو دیکھکر ناربستان کا سینہ شق ہوا سیب ٔ بہی کا رنگ غیرت سے فق ہوا شکم صاف وشفاف تختہ بلور سیلی کی سیدھی لکیر نہتی پشت پر بالون کے آنے سے عکس کا ظہور ناف کو گرداب بحر حسن کہنا پرانی بات ہو یہ چشمۂ آب حیات ہو موے کمر آئینہ حسن مین گویا بال آیا ہو یا تار خط شعاع آفتاب سپہر حسن پر ملا ہو آگے عجب لذت کی چیز ہو وہ ہنسنی ہو جو موتی چگتی ہو یا وہ چور خانہ ہو جسکو کلید تمنا کھولتی ہو وہ مضمون حجاب ہو جس پر مہر خط شباب ہو وہ مورنی ہو جو کہ مستی مین مثال مور کے منہ سے نکلے تو وہ اپنی منقار مین لے وہ دیدۂ نور ہو جس مین وصل کی سلائی سرمہ لگائیگی وہ غنچہ تنگ سربستہ ہو جس مین ہواے تمنا بڑی مشکل سے جائیگی غرض ساق نورانی شاخ نخل طور زانو دونون لطافت ونزاکت مین آفتاب وگوہر سے زیادہ پر نور کف پا آئینہ روے عروس غرضکہ از سرتا پا وہ نازنین یگانۂ دہر ناز وادا مین بلا کا قہر کہ نظم

	پری پیکرے شوخ ومست آمدہ		پری وار ور شب بدست آمدہ	
	چو سروے بسر سبزی آراستہ		ز زر سرخ گل عاریت خواستہ	
	بہر ناوک غمزہ کا نداختے		تحکائے زر وجانیان ساختے	
	لب او چہ لب شور بازارہا		ور و قند وشکر بہ خروارہا	
	سمن راتماشا در آغوش او		تماشا کہ گل تا بناگوش او	

اس کا فرکیش کو تمام شاہ اور معزز ومنتظم ہر شخص نے سجدہ کیا اور نذر دی کیونکہ یہ دختر ہی خداوند داؤد جادو کی جو خاص نبیرۂ سامری ہی اور طلسم مین خدائی کرتا ہو اور جس بادشاہ کی تصویر کو اپنی جگہ پہ تلوار سے چاک کرتا ہو سر اُس بادشاہ کا اُس ملک مین کہ جہان کا وہ حاکم ہو کٹ جاتا ہو خداوند جسے چاہتے ہین اُسکو پھر بجاے شاہ مقتول کے

بادشاہ کرتے ہین اور علاوہ اسکے اور بہت کچھ طلسم مین اسکو اختیار ہے آج اپنے عوض نورچکیدہ اپنی بیٹی کو میلے مین بھیجا ہے اور داؤد اپنی جگہ سے اُٹھتا بھی نہین اور ملاقات بڑی شکل سے خداوند کی میسر آتی ہے لوگ زیارت کو جمع ہوتے ہین تو پردہ گنبد قدرت کا اُٹھتا ہے ایک روشنی سی سب دیکھ لیتے ہین غرضکہ نام اس لڑکی کا ملکہ لالان خون قبا ہے حقیر نے جو سراپا وغیرہ اس نازنین کا لکھا یہ اسلیے طول دیا کہ یہ ملکہ بھی معشوقہ شہزادہ اسد فاتح طلسم کی ہوگی اور شہزادے کے نکاح مین آئیگی بحول و قوت الٰہی شہر داؤدیہ کا فتح ہونا اور داؤد کا مسلمان ہونا جلد دوم مین ذکر ہوگا فی الجملہ جب خداوندزادی داخل ہوئی بارگاہ طلسم جو زیر گنبد نور ہے اور سوا ے شاہ جادوان کے اور کوئی جا نہین سکتا اس بارگاہ مین یہ جاکر تخت طلسم پر جلوہ گر ہوئی اور مصاحبین اور انیسین اور جلیسین گرد کرسیون پر بیٹھین ناچ ہونے لگا جام گلزار غوانی چلنے لگا ملکہ لیکن برہم رہی اور کارپردازون سے گویا ہوئی کہ اس افراسیاب کو غرور بہت ہوگیا ہے آج ہمارے استقبال کو بھی حاضر نہوا لوگون نے عرض کی کہ انھین حضور کے تشریف لانے کی خبر نہین اب آئینگے تو مراسم تعظیم بجا لائینگے یہان تو یہ ذکر ہے مگر میلے مین پھر شور اُٹھا اور بلا ہاے سیاہ و غولان طلسم اور اژدرہاے دمان اور شیران ژیان میلے مین آئے وہ بلائین اگر کوئی خواب مین ایکبار دیکھے تو تمام عمر نیند نہ آئے خواب عدم مین بھی چونک پڑے اور بتراے سر اُنکے آسمانون سے لگے اور پاؤن قعر زمین مین تھے کسی کے سر سے اژدہا منھ نکالے شعلے چھوڑتا اور کسی کی آنکھ سے دمبدم قطرۂ اشک گر کر بلاے تازہ بنتا اور آدمیون کو کھاتا یہ بلائین خبیث اور بھوت ہین انھون نے آکر ایک گوشے مین باغ جمشید کے قرار لیا اب کوئی سواے عمرو مطیعون کے باقی نہین جو داخل نہوا ہو صرف حکیم قطاس الحکمت ورفیع الحکمت و منصور الحکمت کہ مرد خدا پرست ہین اور جیسے کہ بادشاہ طلسم کو افراسیاب نے قید کیا ہے ان بزرگون کو بھی بطور نظر بندون کے رکھا ہے بس یہ لوگ میلے مین نہ آئے اور بزرگ شاہ طلسم کے مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چہار دست و بلقین چہار دست وغیرہ بروقت پرستش چاہ زمرد پر آئینگی خلاصہ یہ کہ رات بھر مین تمام طلسم کی خلقت جمع ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ سیارہ کا سر تاج فلک ہفتم پر پہونچا اور تماشاگاہ روزگار مین بادیدۂ حیران وہ بھی میلہ دیکھنے آیا نظم

چو روز دگر خور ز مشرق شتافت — سپہدار چین کار رفتن بساخت
دوال دہل زن در آمد بہ جوش — ز منقار مرغان بر آمد خروش

شہنشاہ **افراسیاب** بجاہ و حشم میلے مین آیا اور حال آمد خداوند زادی ملکہ **لالان خون قبا**
سنگر کشتیان زر و جواہر کی بہر نذر لیکر سامنے ملکہ کے گیا تسلیم کی نذر دی عذر عدیم الفرصتی کیا
ملازمون کو تاکید اکید کی کہ خبردار ملکہ عالم کو کوئی تکلیف نہو سب خاضر خدمت رہین جملہ
سامان راحت موجود رہے پھر وہان سے رخصت ہوکر ہمراہ باغ جمشید مین گیا یہان آتشی
بچھائے ملکہ **حیرت** پوجا جمشید کا کر رہی تھی ایک پانون سے کھڑی سحر پڑھ رہی تھی اور
افراسیاب نے پاندان طلائی منگا کر گلوری اپنے ہاتھ سے لگا کر ملکہ کے مُنھ مین دی اور
حیرت کو ایسا جوش سحر کا تھا کہ تھرتھرا مثل برگ بید کے کانپنے لگی اور گلوری کھا کر سر ہلایا
کہ **افراسیاب** نے اشارہ کیا کہ سب ساحر ہمراہی وہان سے ہٹ گئے **حیرت** نے ایک
آگ کی شعلہ مُنھ سے سبز رنگ نکلا باہر آکر سرخ ہوگیا ملکہ نے دونون ہاتھ مُنھ پر رکھ لیے
ایک چادر آتش کی پیدا ہوئی اور سر سے پا تک ملکہ کے لپٹ گئی **افراسیاب** نے کہا ای
ملکہ مرحبا کیا کہنا تمھین تو پیاری بندی جمشید کی ہو **حیرت** بولی کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہی
جاکر چاہ زمرد کے اندر پوجا کریگی لیکن باغیون کو آپ طلب کیجیے سب لوگ آئے مگر وہی
نہین آئے شاہ نے کہا تم پوجا سے فارغ ہو تو بلاؤن اسوقت ملکہ نے دونون ہاتھ بلند
کیے ایک سلاخ آتش کی زمین سے فلک تک استادہ ہوگئی اور اسی طرح لاٹ آگ کی بنی ہوئی
غائب ہوگئی **افراسیاب** نے کہا ابھی مجھے بھی کام ہین یہ کہکر یہ بھی غائب ہوگیا مگر اب میلہ
قرار واقعی جمع ہوگیا اب حال بارگاہ **مہرخ** سُنیے کہ **عمرو** رات بھر مشغول اوراد خوانی رہا
اور دعائین اور آیتین صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ پڑھ کر ہر ایک ساحر پر دم کرتا رہا جسکی
برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے مین نہ گیا صبح کو نماز پڑھکر مع عیارون کے **عمرو** روانہ ہوا
کہ مین بھی جاکر میلہ دیکھ آؤن چلتے وقت **مہرخ** سے کہتا گیا کہ ای ملکہ ناچ دیکھو خوشی کرو
مین آتا ہون ہرچند اسنے سمجھایا مگر ہر شخص بصورت تصویر چپ اور بحس ہی کیونکہ صدائے
نقارہ سُنکر آخر قلب پر وہ تاثیر ہوئی ہی کہ ہر ایک یہی چاہتا ہو کہ میلے مین جاؤن خلاصہ
عمرو اسی حالت مین انھین چھوڑکر روانہ ہوا کچھ دن چڑھے میلے کے قریب حد کے
پہونچا جہان کو راستہ پایا دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول ساحرون کے

آتے ہوئے نظر پڑے دکاندار دکانین لگائے تھے سرون پر گلعذار شفتالوی قرمزی رنگ
برنگ کی پگڑیان باندھے دکانین تمام آئینہ بند تھین بازار آراستہ ہو رہا تھا خیام اور
بارگاہین کہ جن کے وصف کرنے مین زبان قاصر ہی اور تتمہ ذکر اوپر بھی ہو چکا استاد
دیکھین کلس انکی سنہلی روپہلی نظر کو خیرگی دیتے تھے گویا ہزارون آفتاب نکلے ہوئے تھے
لاکھون بالین دوکانداروں کی نصب تھین انبوہ خلائق تھا کہ کوسون تک تل رکھنے کی
جگہ نہ تھی عمرو صورت ساحر کی ایسی بنکر عازم ہوا کہ مین کسی بازار مین جاؤن دو قدم آگے
بڑھا تھا کہ ایک بڑھیا ظاہر ہوئی سر گلا منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سر ہلتا تھراتی
ہوئی عصا تھامے قریب عمرو کے آئی اور کہا کیون موئے تو بدذاتی کرنے پھر آیا عمرو نے
براہ مضحکہ کہا کہ او پیرزال تو کبھی منزل بھی ہوتی ہی بڑھیا یہ سنتے ہی لاٹھی لیکر کانپتی ہوئی
چلی عمرو بھاگا لیکن جدھر گیا اودھر جہانتک گیا اس بڑھیا کو دیکھا کہ سایہ سان ساتھ ہی آخر
ایک جگہ ٹھہر رہا بڑھیا نے آکر لاٹھی اٹھائی کہ مارون بھرتوے جو ایک سر کے چار سر ہو جائین
عمرو نے کہا بڑی بی قصور معاف کیجئے بڑھیا نے کہا خبردار جو کہین بدذاتی کی نہین اتنی
لاٹھیان مارونگی کہ ہاتھ پاؤن ٹوٹ جائینگے یہ کہکر بڑھیا چلی گئی اسی طرح اور بھی عیار
صورتین بدلے پھر رہے تھے انھین بھی بڑھیا ملی اور ایک ایک کو بڑھیا نے پکڑ کر سمجھایا کہ
خبردار کوئی بدمعاشی نہ کرنا ورنہ سزا پاؤ گے جب قران کو بڑھیا ملی اسنے چاہا کہ ایک بغدا بڑھیا
کے لگاؤن بڑھیا نے کہا موئے مین سمجھائے دیتی ہون خبردار کہین دزدی نہ کرنا ورنہ
یہ بغدہ وغیرہ کچھ بھی نہ چلے گا یہ کہکر غائب ہو گئی قران اور عیار زنبیل بجا کر ایک جگہ
جمع ہوئے اور سب حال بڑھیا وغیرہ کا بیان کیا برق نے کہا مجھے جو بڑھیا ملی تو اسنے کہا
جا مین نے تیرے استاد کو چھوڑ دیا اسی طرح سب نے حال کہا عمرو نے کہا یہ بڑھیا نہ تھی بلکہ
سحر تھا یہ سنکر قران نے کہا استاد جس وقت ہمکو ایک بڑھیا نے پکڑ لیا پھر جب افراسیاب
ہماری گرفتاری کا قصد کریگا تو لحہ بھر نہ بچ سکین گے اور میرا گرفتار ہونا میری قضا ہی
آقا میرے فرما چکے ہین کہ جس روز بازو تیرا بندھے گا اسی دن تو مرے گا پس مجھکو کہین
پوشیدہ مت کیجیے اور لشکر مہرخ کا بغیر جائے میلے کے نہ رہیگا کیونکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب جب
سناتے مین ہین یہ کسی طرح نہ رکین گی جب شاہ طلسم نے سحر کیا سب چلی جائینگی عمرو نے یہ تقریر
سنکر کہا بیٹا سچ کہتے ہو اب تم میرے ساتھ رہو آج دن بھر اور رات بھر خوب میلے کی سیر کرو

اور کل مقامات ذرا ذرا باغ جمشید اور چاہ زمرد و باغ عشرت و بارگاہ طلسمی و دیگر بارگاہین خاہان طلسم کی سب دیکھ رکھو کل آٹھوان دن میلے کی بھیڑ اور جماؤ کا ہو کل یا تو خدانخواستہ ہم تم گرفتار ہو گئے اور جان گئی اور یا تو اس میلے کو ہمنے لوٹ لیا اور اس طرح لوٹین گے کہ جتنے میلے مین آئے ہین سب ننگے ہو کر جائین اور بہت سے خواب عدم مین سوئین لاشین اُنکی چیل کوے کھائین اگرچہ افراسیاب شاہ جادوان ہو تو بندہ بھی نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہو انشاء اللہ کل مین ہون اور یہ میلہ ہو اور افراسیاب ہو کہ بیت

اگر این چارہ سازی بدست آوریم	بآن چیرہ دستان شکست آوریم

قران نے سب گفتگو سنکر عرض کی کہ بہتر ہو انچہ مرضی مولا ازہمہ اولی غلام آپ کے ساتھ ہی یہ کہکر سب عیار ملکر بصورت مبدل چلے عمرو سب کو لیئے راہ کترا کر قریب باغ جمشید آیا کہ اسی متصل چاہ زمرد بھی ہو دیکھا باغ نہایت وسیع اور نزہت انتہا ہو فرسنگ در فرسنگ گلہاے زنگا رنگ پھولے ہین جواہر کے درخت ہین اور جواہر کے پھول ہین جس چیز کا پھول جواہر کا بنا ہو اُسی پھول کا عطر اس جواہر کے پھول کے خوشے مین داخل کیا ہو کہ ہوا چلنے سے شمیم گل نقل و اصل مین فرق نہین باقی ہو خیابان خیابان بہار وہان کی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی ہو برگ سمن زبان بنکر سوسن سے ہمکلام تھے اور گل سبزے پر یون کھلے تھے کہ لوح زبرجد پر منشی قدرت نے یاقوت احمر سے نقطے دیے تھے گوشۂ شاہد چمن مین پتے بالیان تھین خوش رنگ دالیان تھین گل بوٹے طرح بطرح کے ایسے تھے کہ قبائے پرنیاے گلشن مین پھول زرانددوختہ تھے گل اشرفی کے پھولون کا توڑا نہین بیشمار سوسن کی اوداہٹ پر لب مسی آلود گلعذاران وہر شار باغبان چار چمن گیتی نے میلہ لگایا جو پھول تھا عطر فروش تھا بہار کا جوش تھا باد صبا خریدار بنتی بوے گل ہر سمت لیجاتی تھی مشام گلرخان روزگار معطر فرماتی تھی ایسے میلے مین یہ باغ پر بہار چھوٹے چھوٹے اور گھنے درخت سایہ دار نیچے درختون کے فرش عمدہ بچھا تھا نسرین بدن سمن رخون کا مجمع تھا سحاب چمن ہر سمت چھایا تھا زبان حال سے روزگار کہنے کو تھا کہ نظم

کالی گھٹائین آئین ہوا کے ابھار پر قبلے سے لے اُکی ہی ہوا ہی ابھار پر مستی سے بادشوخ نے کیا گدگدا دیا	پریون کے تخت ٹوٹ پڑے سبزہ زار پر رندو چلو گھٹائین گرین سبزہ زار پر کالی گھٹائین لوٹ گئین سبزہ زار پر

صہبا چمن ہی ابر ہی لبریز جام ہی | جوبن برس رہا ہی عروس بہار پر

عمرو یہان سے سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا عیار سب ساتھ ہین آگے بڑھکر صحرا مین نگیرے کھڑے تھے اور ایسے ویسے ساحر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا وہ فتنۂ روزگار معشوقہ طرحدار رقاصہ انجمن تھی جو عاشق کی جان کی دشمن تھی کمر کوے کی لچک اور گھٹنا آگے بڑھنا اس طرح کا تھا کہ عاشق آف کرکے رہجاتے تھے وہ توڑے لینا اور گھوم کر بیٹھ جانا مارے ڈالتا تھا کہ ابیات

کوئی مشق ستمگری مین تھی | کوئی سرگرم دلبری مین تھی
چل رہی تھی کسی سے کوئی چال | بن چھری ہو رہا تھا کوئی حلال
مثل گل اک نگار خندان تھی | شکل سنبل کوئی پریشان تھی
کسی عاشق پہ سرفرازی تھی | کسی بیدل سے جلسازی تھی

جب یہان سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگون کو دیکھا کہ ساز لیئے ستار و بین اور سارنگی وچکارا وغیرہ بجاتے ہین بایان ساتھ مل رہا ہی ٹھیکے مین او دھا بجتا ہی نئی نئی تانین اور ادھین لیتے ہین کوئی کدارا بجاتا ہی کوئی ملار گاتا ہی کسی کو بیلو اور جوگیا پسند ہی تماشائیون کا ٹھٹ لگا ہی واہ واہ کی صدا بلند ہی بیت

بجاتے تھے اس طرح سے ملکے ساز | نکلتے تھے عشاق کے دل سے راز

جب اور آگے چلا پالین ساقنون کی تنی دیکھین نیچے پال ہے چوکا تخون کا بچھا تھا اسپر چاندنی کا فرش و قالین آراستہ تھا سقایا اور صندوقچہ دھرا تھا صندوقچے سے لگا ہوا آئینہ حلبی رکھا ساقنین ہزارون بناؤ کیے دولائی سفید اودی گوٹ کی اوڑھے آگے سے طوق سونے کا دکھانے کو گلا کھولے پائنچے پاجامے کے نیچے تخت پر پڑے ماتھے پر افشان لگائے پٹے چھوڑے بال بنائے لب تخت باہزاران ناز و انداز بیٹھی تھین کان کا زیور جھوم کر جھونکے لیتا تھا رخ تابندہ بحر حسن تھا اسمین اس زیور کا عکس پڑتا یہ ظاہر تھا جیسے کنول دریا مین تیرتے ہین یا مچھلیان اور جانوران آبی پیرتے ہین ہاتھون مین کڑے پڑے دست حنائی مین پور پور چھلے تھے ایک سمت لگن اور پتیلون مین نیچے بھیگتے تھے سامنے بچھ حقے تیار تازے کیے رکھے تھے تپائیان سوراخدار تھین چلمین آ سمین گھڑسی تھین خریدارون کا ہجوم کوئی گنڈہ گنڈہ لڑاتا تھا کوئی دوالی چلم اوڑاتا تھا کوئی جوان اشرفی اور روپیہ دینے والا آکر تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھ لڑاتا تھا ساقن بھی مسکراتی

تھی یہ کیفیت ہوتا نشہ جماتی تھی ایک طرف سامنے خریدار دعائین دیتے تھے کشمیر اور سا لبھان مانگتے تھے یار قند سیپے والی چلم کے بھروانے والے آڑاتے تھے کوئی کہتا تھا ساقن کے دم کی خیر آج پٹیر و پر کی ہمکو بھی بلوا دیئے ساقن کہتی تھی بٹیا ابتو آنگیا کے اندر کی ہیو یہ بہت عمدہ ہی دمبدم چلم جا کر دیتی تھی خریدارون مین یہ بحث تھی کہ ایک کہتا تھا سر کرو دوسرا کہتا تھا کیا ہمکو پست پینے والا مقرر کیا ہی اس چلم کو تم سر کرو ابکی دو آنہ کی بھروا ینگے تو ہم سر کرینگے کوئی کہتا تھا اور جھٹک کر پھر آگ رکھتا کوئی کہتا تھا ہماری چلم پر بکل کی آگ دھرنا دم پڑنے سے لوین بھق بھق اٹھتی تھین سرور ہوتا تھا شعر پڑھتے تھے دائرہ اور دف تخت پر بیٹھکر بجاتے تھے ٹپہ ٹھمری غزل گاتے تھے عجب سمان کا بنا جلسہ تھا کہ ابیات

تیجے حقے عجب بہار کے تھے — صدقے دل آئنہ سو ہزار کے تھے
طرفہ ہنگامہ اُنکی دکان پر — جمع تھے سیکڑون پری پیکر
ایک تو دائرہ بجاتا تھا — ایک چکارے پہ بیٹھا گاتا تھا
ساقنون کا عجیب نقشہ تھا — قابل دید ٹھاٹھ اُنکا تھا
نام رکھے کوئی چرس کا اگر — دین وہ اُسکو جواب یہ جلکر
اکتنے بیلے ہو دم لگاؤ تو — اشرفی کی چلم ہی پی دیکھو

اُن سے آگے بڑھکر مدک والون کی دکان نظر آئی حلقہ کیے لوگ بیٹھے تھے قلمین سلگتی ہوئی ہاتھ مین تھین مہر وحقے پر جمے تھے گنگا جمنی چھینٹے سامنے رکھے تھے کہ بمقتضاے ابیات

کچھ مدک والے وانیہ بیٹھے تھے — نوجوانون کو چھینٹے دیتے تھے
گنگا جمنی بھرے ہوے چھرے — رکھے تھے ماہر ویون کے آگے
غیرت مہر و ماہ تھے مہر و — تھین قلمین پری کے تھے گیسو
شعلے اٹھتے تھے ایسے چھینٹو نکے — سنگ سے جس طرح شرر نکلے

انھین کے مقابل ایک سمت کو نبات فروش سل بٹے کی دکان ٹھنڈھائی پینے کا سامان لیئے لوگون کا مجمع کوئی لیٹا چڑھاتا کوئی چلو لگاتا کوئی کہتا میری ٹھنڈھائی مین بادام بھی ڈالنا کوئی لونگ الائچی کی فرمایش کرتا کوئی کہتا یا داتا غفور نشے ہون بھرپور کوئی کہتا گاڑھی ہو گی تو نگاہ تاڑی ہو گی کوئی پکارتا کہ ع گاڑھی چھنے گی آج کسی سبزہ رنگ سے ✦ کوئی آزاد یہ صدائین سنتا تا نشے کی حالت مین بانگ لگاتا نظم

کو صولت اسکندر او حشمت دارا
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا
مستانہ جو مین نے قدح بنگ چڑھایا
یون خضر لگا کہنے ہنیئا و مریا
رہی جی مین فقیرون کی طرح کھینچ لنگوٹا
چل کنج خرابات مین اور گھوٹ کے بنگ

اے صاحب فطرت
تا ہو تجھے عبرت
در عالم وحشت
اب دیکھ حلاوت
اور بادہ کے تہمت
یون بیچے عبادت

یہان سے جو آگے بڑھا میخوارون کا جلسہ نظر پڑا دکان کلوار کی بسنتی سجی اونچے چبوترے پر گلابیان شراب ارغوانی اور زعفرانی کی چنی تھین کچھ لوگ اندر دکان مین بیٹھے تھے بوتلین اور گجیان سامنے رکھی تھین دور چلتا تھا جس کسی کو زیادہ نشہ تھا وہ دیوار سے لگ کر چپ ہو گیا تھا کچھ آن مین ہنس رہے تھے آپس مین مذاق کرتے تھے مگر یہ لوگ مہذب تھے اپنی خودی سے باہر ہوئے تھے کوئی شعر پڑھتا تھا کوئی کچھ گاتا تھا اور دکان کے سامنے جو میخوار کہ جمع تھے وہ تو ہنکار رہے تھے کوئی کہتا تھا میان چوکھی دینا کوئی تھرتھر کانپ رہا تھا کوئی کیچڑ مین لوٹتا تھا کوئی بیہوش پڑا تھا منھ سے رال بہ رہی تھی کسی کو ڈولی مین ڈالکر لوگ لے گئے کوئی نشے مین تمام عمر کی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا باہم جوتی بیزار لڑتے تھے بعضے جو پڑے ہوے تھے وہ ساقی سے یہ کہ رہے تھے کہ ابیات

شہرت تری چار سو ہو ساقی
دے جام کہ بادہ خوار ہین ہم
بال بط سے پر ہما ہی
جس وقت لب آشنا ہوئی مل
اُڑنے لگے آسمان کی سوجھی

دینا ہو اور تو ہو ساقی
کب سے امیدوار ہین ہم
جام آئینہ جہان نما ہی
آنکھین ساغر صفت گئین کھل
رندون کو کہان کہان کی سوجھی

میخانے کی سیر دیکھکر آگے چلے دیکھا کچھ بانکے بگڑ گئے ہین تلوار باہم کھنچی ہی شور بلند ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہین کہ یکایک دھول دھول تو تڑاہی کھٹکی اور کوتوال دوڑ لیکر دوڑا کچھ بھاگ کھڑے ہوے کچھ کو پکڑ لیا ایک طرف چور گرہ کاٹ گرفتار ہوے ہین کوئی کسی کی جیب کاٹتا تھا کوئی کسی کا رومال شانے پر کھینچکر بھاگتا تھا اس ہنگامے سے جب آگے بڑھے حلوائیون اور نان بائیون کی دکانین بصد صفائی اور زیبائی نظر آئین کہ حلوائی کی

دکان پر تھال برنجی برابر چنے تھے آگے دکان کے زنجیر برنجی لٹکتی تھی گھنٹی اسمین بندھی تھی اندر دکان کے نوکرون نے گولے پر کڑھاو چڑھائے تھے مٹھائی بناتے تھے الماریان مٹھائی سے بھری رکھی تھین تھالون مین مٹھائی کو جالدار اور محراب دار چنا تھا کہ پھول اور گلدستے بنے معلوم ہوتے تھے مٹھائی پر ورق طلائی اور نقرئی لگے تھے عجب جوبن دیتے تھے نظم

ایسے خوشرنگ تھال رکھے تھے — طشت مہر فلک سے اچھے تھے
حلوا سوہن مین ایسی لذت تھی — ٹوٹے دیکھے سے وہ لطافت تھی
حبشی کا جواب جوزی تھا — جسکو کھایا مزا جدا پایا
کب ترازو کا وصف پورا ہو — رشک خورشید جسکا پلہ ہو

نان بائی بصد خوش ادائی ظروف مسی صاف وشفاف مین طعام لذیذ چنے ہوئے تھے پلاؤ زردہ قورمہ مرغ کا شوربا شیرمال وکباب وباقرخانی آبی نان ہوائی رکھے وغیرہ ہرقسم کا کھانا مہیا رکھتے تھے تنور گرم تھا پتیلا چڑھا تھا ایک طرف ماہی توے مین کباب گرما گرم تھے کچھ لوگ دکان مین کھانا کھاتے تھے کچھ خریدار پیالے لئے کھڑے تھے کہ نظم

شیرمالون کو لے کے جو کھائے — نان نعمت کا وہ مزہ پائے
انکی سرخی تھی اک ادا کے ساتھ — ماہرویون کے جون حنائی ہاتھ
وہ نہاری جو دیکھ لے بیمار — دل سے جاتا رہے شکیب وقرار
چٹ پٹے وہ کباب جو کھائے — زیست کا اسکو لطف ہاتھ آئے

ان سے آگے بڑھکر کنجڑیون اور سنگتریون کی بہار دیکھی کہ لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سامنے ٹوکرون مین ترکاریان انار امرود شریفے وغیرہ چنے تھے جس مین ایک ایک لاثانی ہر ایک مین بہار جوانی وہ سبزہ رنگ پیشانی اونچا چہرہ تابناک ہاتھون مین مہندی لگائے بانک لیے گنڈیریون کے لیئے گنے پونڈے چھیلتی تھین خریدار نوجوان سامنے ٹہلتے تھے بادام چشم سے اشارے ہوتے تھے نارپستان کے سیکڑون بیمار تھے تولنے مین جب ہاتھ اونچا ہوا پیاری بغل مین منھ ڈالنے کو جی چاہا کہ نظم

دے رہا تھا فریب سیب ذقن — کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
نارپستان پہ شیفتہ تھے ہزار — تھا انار ایک اور سو بیمار
پستی لب پہ لوگ پستے تھے — شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

تھے ان آنکھون کے عشق مین بدنام ‏ ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام
دیکھے گر اُنکی چھاتیون کی ابھار ‏ شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
چست محرم بھنسی بھنسی کرتی ‏ تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کے لہنگے بوٹے دار ‏ گل لالہ کی دے رہے تھے بہار
دست رنگین مین دست بند کڑے ‏ پائے نازک مین بھی غضب کے چھڑے
رکھتی تھین ہیر پھیر باتون مین ‏ رات دن تھین وہ ایسی گھاتون مین
کیجیے اس طرح نتیا فقرا ‏ لوٹے باندھکر دھڑا الٹا
تول لیتی تھی سب کو اُنکی نگاہ ‏ کنوئین جھکوا رہی تھی اُنکی چاہ
رکھتے تھے سیب کا مزہ امرود ‏ روح انسان کی پڑھے گی درود
تازے تازے بڑے بڑے انگور ‏ دیکھے زاہد بھی تو ہو وہ مسرور
آم شیرین تھے وہ کہ لب ہون بند ‏ اولیا انبیا کو آئین پسند
پھلے بھونے کسیرو تھے پرنور ‏ دل کی سوزش کو کرتے تھے کافور

بیچ سڑک پر خوانچے والے پھرتے دال موٹھ اور حلوا سوہن اور رنجا لوا دراہی بڑے اور گول گپے مصالحہ دار بیچتے تھے قلعین بالون کی کنٹھی پاس نکلتی تھین کان مین سینگین گھڑسی کمر بندھی تھی اپتے اُس مین بھرے تھے ہر سمت صدا لگاتے پھرتے اُن کو دیکھتے ہوئے جب آگے بڑھے بزازہ آراستہ پایا کہ بزاز تھان عمدہ کپڑون کے ڈھیر کیے دلال دکان کے قریب پھرتے کہ نظم

بانکا ترچھا ہر ایک تھا بزاز ‏ خوبرو نوجوان سراپا ناز
گلبدن کوئی کوئی رشک قمر ‏ اور نزاکت مین غیرت گل تر
اپنی اپنی سجے ہوئے دوکان ‏ کیا ہی انداز سے تھے جلوہ کنان
اطلسین ہر طرح کی صورت دار ‏ گاچ کے تھان غیرت گلزار
بیل بوٹے کی بیل بوٹے پر ‏ صدقہ ہوتے تھے ہر گھڑی گل تر
کامدانی کے تھے وہ نازک کار ‏ زر گل کی خجل تھی جس سے بہار
طاقے مخمل کے وہ دوکانون پر ‏ گل تر سے بھی تھے کہین بہتر
گٹھریون مین بھی خوشنما کمخواب ‏ وضع مین خوب طرز مین نایاب

	خالی گاہک نہ یان سے پھر جائے باڈلا دنیا گفتگو ان کی		یُسن کو سُکھ ہو من کو خوش آئے چیٹرا اچھا تھا جھی ادھی تھی

انکی دکانون سے ہٹکر صرافہ تھا ایک ایک صراف پیسون کا ڈھیر لگائے ٹاٹ کے تلے اٹھنیان چونیان روپے چھپائے بیٹھا ساہ جی اور سیٹھ جی لقب انکا تھا کہ ابیات

	دولت آباد ہر دکان انکی کوئی کرتا تھا گھن چلن سے جدا		ساہ جی کوئی سیٹھ جی کوئی کوئی کھوٹا کھرا پرکھتا تھا

یہان سے آگے بڑھکر جوہری بازار مین پہونچے ایک ایک جوہری حسین یاقوت لب مرجان دست فرش معقول بچھائے ڈبے ہیرے پنے کے کھولے جواہر کی پرکھ جانچ کر رہے تھے کہ نظم

	تھے جواہر نفیس پاس انکے اُنھین سب بانٹ تھے جواہر کے جس سے شرمائے عقد پروین بھی مثل یاقوت انکے لب رنگین		جوہری بیٹھے تھے قرینے سے آگے رکھے تھے پھول کے کانٹے خوشنما تھی وہ موتیون کی لڑی جوہری بھی تھے انتہا کے حسین

بازار مین برہمن قشقے ماتھے پر دیے چندن بدن مین لگائے لیٹا کمر مین گھڑے سے ڈول ہاتھ مین لیے کڑا بجاتے پھرتے تھے ایک طرف سقے بادے اور کھاروے کی لنگیان باندھے کٹورے کمر سے باندھے مشک دوش پر اٹھائے چھلے سے کٹورے بجاتے تھے عمرو عیارون کو لیے سیر کرتا پھرتا تھا کہ برق نے کہا اُستاد ہمکو میلے کا خرچ دو کہ ہم بھی کچھ لین عمرو نے کہا بیٹا یہ میلہ ہمارے قتل کے لیئے ساحرون نے کیا ہو ہمکو خوشی کرنا نہین زیبا ہو اور خیر اگر تم کہتے ہو تو کل تمکو مین خرچ دونگا یہ کہکر آگے بڑھا بساط خانے کو سجا دیکھا کہ دکانون مین زینے بنے ہین سفید کپڑے سے منڈھے ہین آبنر کھلونے اور باجے اور چاقو اور قینچی اور آئینے اور سوت کے گولے اور ہر قسم کا اسباب عمدہ ولایتی رکھا تھا چھتریان ٹنگی تھین ایک طرف سرخ سبز رنگین پیالیان اور لڑکون کے کھیلنے کے چکئی اور لٹو اور بنیس اور ڈولیان رکھی تھین بعض دوکان پر رسی اور سرسر تھا بعض کے یہان شیشہ اور سوئی نگینے وغیرہ تھے کہین کنگھی ہاتھی دانت اور سینگ کی نایاب تھین کہین انگریزی چیزین لاجواب تھین کہ بہ مقتضائے نظم

	کیا بیان انکا کیجیے سامان		تھین دکانین بساطیونکی جہان

صاف و شفاف آئینے ایسے
جو نہ چشم فلک نے دیکھے تھے
رُخِ محبوب سے انھین نسبت
دیکھنے سے ہو اُنکے اک حیرت
کوئی چھتری اگر نظر آئے
پھول سورج مکھی کا شرمائے
دانت کی کنگھیان بھی وہ نایاب
شانہ بین کو نہ آئے دیکھ کے تاب

انھین کی دوکانون کے نیچے اور متصل علاقہ بند بیٹھے تھے عمدہ گہنا گوندھتے تھے پھول ریشمی بناتے تھے فیتہ بنتے تھے شمسے باندھتے تھے عجب طرح کے دستکار تھے فی الحقیقت صنعت مین ہوشیار تھے **نظم**

پھول وہ رنگ رنگ کے تیار
گل باغ جنان کی جن مین بہار
نور کے وہ بنائے تھے شمسے
زرد تھا رنگ شمس خجلت سے
کوئی فیتہ زری کا بنتا تھا
ہڑ تھا موتی کی کوئی باندھ رہا
کوئی تیار کرتا تھا آنچل
کوئی بیٹھا کتر رہا تھا جھل
جب وہ بنتے تھے ناز سے فیتون
کہتے تھے یون جو اُنکے تھے مفتون
انگلیان یہ نہین ہلاتے ہین
تیز دستی ہمین دکھاتے ہین

انسے آگے حکاک و نگینہ ساز اپنا نقش جما رہے تھے موتی بیدھتے تھے نگینے کھودتے تھے کہ **نظم**

ایک جانب کو بیٹھے تھے حکاک
رنگ سب سے جدا غضب چالاک
چھوٹے نگ اس طرح بنائے تھے
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
تھی خجل برق ہر نگینے سے
کشتیون مین چنے قرینے سے
تھے غضب کے وہان مرصع ساز
قابل دید جنکا تھا انداز
کہتا تھا یون کسی سے اک پُرفن
صرف کیجے یہان سوا کندن
آرسی کو ملاحظہ فرمائین
کلمۂ حق زبان پر لائین

ایک سمت سادہ کار خوش پرکار بیٹھے انگوٹھیان چھلے خوشنما بنا رہے تھے کہ بفحوائے **ابیات**

سیمتن کوئی کوئی ماہ جبین
دلبری کا دیار زیر نگین
چھلے وہ خوشنما بنائے تھے
دیکھنے مین نہ ایسے آئے تھے
دیکھین معشوق بھی گر ایک نظر
اُنکے گل کھائین شوق سے دلبر

کچھ آگے بڑھے گوٹے والے چمک دمک دکھاتے نظر پڑے ہر ایک کی دوکان مین

پیٹیان رکھی تھین کچھ مال سامنے کھلا تھا لچکا لوگ لیتے تھے کوئی موٹی بام کا مانگتا تھا کہ دامون مین سستا ہوگا کوئی جوڑا پٹھا چاہتا تھا کسی نے بنت کی خواہش کی کوئی توئی کا خریدار تھا کہ

نظم

گوٹے والے تھے وہ قمر طلعت — کہ لکھون آب زر سے اُنکی صفت
وہ چمک رکھتی تھی دکان اُنکی — معدن زر کی جسپہ ہو پھبتی
پیٹیان سب بھری تھین گوٹے سے — رکھی تھین سامنے قرینے سے
اُن مین گوٹا تھا آبدار ایسا — سامنے جیسے برق شرمندا
اور چٹکی بھی اس بناوٹ کی — لے لے گاہک کے دلمین جو چٹکی
وہ کرن بھی اگر چمک جائے — آنکھ خورشید کی جھپک جائے
اس چمک کا سنہرا لچکا تھا — اِک ڈلا سونے کا وہ گویا تھا

ہر جگہ دورویہ بالون کے نیچے تختون پر تنبولیون اور تنبولنون کو بیٹھے دیکھا تختے سامنے رکھے اُسپر پان ہر قسم کے چنے ڈھولی سیدھی کرکے چھانٹے تھے سامنے برنجی تھالیان جنی تھین کسی مین لونگ کسی مین الایچیان تھین کتھے چونے کی بنگلے نما کلھیان رکھی کہ بمقتضائے

ابیات

تختہ ایک ایک روبرو رکھکر — اچھے اچھے چنے ہین پان اُسپر
ڈبیون مین لونگ الاچیان ڈلیان — کتھے چونے کی خوشنما کلھیان
اپنے گاہک کو یون بلاتے تھے — خاص یہ پان ہین مہوبے کے
بیگمی پان ہی دساور کا — بلکہ یہ جان ہی دساور کا

ایک سمت خوشبو ساز دماغ جہان معطر فرماتے تھے کہین گل فروش اپنی بہار دکھاتے تھے کسی جگہ تمباکو والے کالے دھن کی خبر سنانے والے خمیرا سادہ کڑوا بیچتے تھے کہین عطار مسیحا دم دوائین نایاب فروخت کرتے کہین کمہار مٹی کے برتن نہایت نازک اور کھلونے بالے بھولون کے عمدہ لگائے تھے ایک مقام پر تیچے بند اپنی دستکاری دکھاتے تھے کہ بمقتضائے

نظم

ایک جانب جو گندھی بیٹھے تھے — اپنی اپنی دکان کو تھے وہ سجے
ہار تھے شیشیون کے وہ رنگین — جیسے تابندہ خوشۂ پروین

کنگروں مین بھی رنگ رنگ کا چیل
ایک دن بالون مین ملے جو کوئی
نکہتِ عطر عنبر کو کھوتی تھی
فیض جاری تھا ایسا خوشبو کا
گل فروشون کی دیکھی طرفہ بہار
وہ جہانگیریان ہین بیلے کی
طوق ہین موتیون کی کلیون کا
کوئی کہتا تھا یون پکار پکار
ہین چنبیلی کے ہار خوشبودار
دیکھی تمباکو والے کی دوکان
سخ مخمل کے لاکھون بوے تھے
چاندی سونے کی ٹکلیان عمدہ
سادہ کڑوا کسی مین تھا لبریز
وہ خمیرہ نفیس خوشبودار
جب نکلتا تھا منھ سے اسکا دھوان
تھے جو عطار سب مسیحا دم
انکے عناب لب کا تھا یہ اثر
ہو جو مدقوق بھی شفا پائے
دیکھیے کیا بنفشہ تحفہ ہے
ایسی ہے شیر خشت بھی نایاب
دیکھیے ہے ترنجبین نئی
تھی دکان کلال کی تزئین
ظرف مٹی کے وہ بنائے تھے
کاغذی آبخورے ایسے تھے
جنبش آب سے چھلکتے تھے

بھاری ہلکا لطیف اور بے میل
رہے خوشبو ہمیشہ سر مین وہی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
بس گیا تھا وہ شہر بھی سارا
رشک سے بوستان کو بھی ہو خلل
ہو سفر جہان جو پہنے کوئی
اسکو پہنے تو نور کا ہو گلا
ہر طرح کے ہمارے پاس ہین ہار
جنسے آتی ہے بوے جسم نگار
ہر طرح کا مہیا تھا سامان
سادے کچھ کار چوب کے کتنے
ان پہ مینا ہر ایک رنگ کا تھا
دلبر تند خو سے بڑھکر تیز
جس سے آتی تھی بوے مشک تتار
نظر آتی تھی زلف محبوبان
بھرتے تھے سب مریض انکا دم
لین بلائین مریض سے وہ اگر
تن بیجان مین جان آجائے
ابھی کشمیر ہی سے آیا ہے
دیکھین رکھکر زبان پر احباب
اور دوکان مین نہین ایسی
کہیے اسکو نگار خانۂ چین
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
پیاس بجھ جائے جسکے دیکھے سے
جیسے انگاریون چمکتے تھے

ہاتھی گھوڑے نئی بناوٹ کے	ساز سب کے نئی سجاوٹ کے
بیچنے والون مین بیچے زیب دکان	ہر طرف ڈوریون مین آویزان
بچوان اک بناتا تھا بیٹھا	ایک گٹا درست کرتا تھا
کھوتا تھا کوئی نگالی کو	صاف کرتا تھا کوئی قفلی کو
دیکھیے کیا بندھی ہی اُلٹی چین	جس طرح ہو حسین چین بجبین
دیکھکر خود پھڑک رہا ہی دم	کیا ہی پایا ہی پیچے نے دم خم
نہین واقف ہی کوئی اسلام سے	مُنہ لگا یا تو باتین کرنے لگے

عمرو کو سیر کرتے اور پھرتے پھرتے شام ہوگئی اور جواہر تابدار خورشید کو صیرفی قدرت نے درج مغرب مین بند کیا اور جوہری فلک نے گوہرہای انجم کو بساط سپہر پر چیسا کہ نظم

فلک پایگہ را براند دو نیل	سرہا سبان ماندہ در پای پیل
شتاب فلک را تنگ آہستہ شد	خروشان شب را زبان بستہ شد

رات کو بھی عیار پھرنے سے باز نہ رہے دیکھا کہ منزلون تک جھاڑ روشن ہو گئے اور قندیلین نور کی جواہر آگین درختون مین آویزان ہوئین اور آتشبازی فرسنگہا فرسنگ تک گڑگئی چرخیان وہ جو افلاک ستارہ دار کو چرخ مین لائین نصب ہوئین اور یکایک انار چڑاتے اور ہتھ پھول چھوٹنے لگے قلعے مین آگ لگائی عالم روشن ہوگیا دنیا کو چرخیون نے منور کردیا زمین و زمان زرافشان ہوگیا ستارون کا فرش منزلون تک تھا اور آسمان سے سونا برستا تھا چرخ زرجد ستارے میلے پر نثار کرتا تھا اب تورات کے سناٹے مین اپنی اپنی جگہہ ہر شخص جلسہ جمائے بیٹھا تھا اور ہر ملک اور قوم اور مذہب ملت کا آدمی میلے مین آیا تھا کہین ہندو تھے کہین جمشید پرست کہین آتش پرست تھے مسلمان بھی خال خال اس ملک مین پوشیدہ تھے وہ بھی میلا دیکھنے آئے تھے ہر سمت جلسئہ عشرت مہیّا تھا بادۂ خوشگوار کا دور چلتا تھا کہ ابیات

کہین تو شیشون کے فانوس کی چمن بندی	اور آنکے بیچ وہ چھٹنا پٹاخون کا چٹ پٹ
کہین شہنائی کی آواز اور کہین کاموڈ	کہین خنا سری اور بھیر دین کہین تھانٹ
کہین بہاس کہین پوربی کہین گوری	کہین ترانہ کہین جھرپٹ اور کہین سوٹ
کہین ملار کہین دیس مالکوس کہین	کہین پہ بھاگ کہین کا ٹھہر کہین تھاکٹ
بنے ہوئے کہین رادھاجی اور کنھیاجی	پتمبر اوڑھے ہوئے سر پہ رکھے موہکٹ

وہین تھی کنج گلی اور وہین تھا بندرابن
نہاتے دھوتے وہین اور وہین کدم کی چھانھ
کہین جو دیکھا تو تھا مارواڑ کا عالم
وہ آدھی رات کے سر آنکھ دیس کے گانے

سُہانی دُھن وہین مرلی کی اور نسی بٹ
وہ گوکل اور وہ متھرا نگر وہ جمنا سٹ
وہی کنار وہی ٹکڑیان وہی گھٹ بٹ
بہار و سانور و متوار و لیگوا الوٹ

غرضکہ جماؤ میلے کا کہان تک بیان کیا جائے مجملاً چند فقرے لکھکر اصل مطلب لکھا جاتا ہو یعنے عیار اُن کو دیکھ رہے ہین کہ مہاجن ییچے جامے پہنے لڑکون کو ساتھ لیے سیر کراتے پھرتے ہین ہندنیان اپنا اپنا بناؤ کیے پھر رہی ہین اُن مین رام جنیان بھی ہین کہین طوائف بناؤ کیے آشناؤن کو ساتھ لیے بیٹھی ہین کلیجی کے کباب بھُن رہی ہین کہین ایک رنڈی پر دو عاشق ہین اُسپر قصہ ہوا ہو کہین لونڈے پر جھگڑا ہوا ہو تلوار چلی ہو دوڑ گئی ہو لاگین لگ رہی ہین نٹ تماشہ کر رہے ہین نٹنیان ناچ رہی ہین جھولے پڑے ہین ساتون ہوتے ہین درختون کے نیچے دریان بچھی ہین شریف لوگ بیٹھے ہین ایک سمت افیونی بیٹھے ہین افیون گھلتی ہو گنے چھیلتے ہین حقے توے کے بھرے رکھے ہین ایک امرود چھیلا ہو اُسکے ٹکڑے کرکے سب کو باہم تقسیم کیا ہو کوئی کہتا ہو کہ مین گنا ایسا چھیلتا ہون کہ جیسے شمع کسی نے مزعفر کی بوٹی نکالی ہو ایک ایک ریشہ باہم دیا تعریف ہو رہی ہو کہ جلیبی کی کرکراہٹ ہو بعض اونگھ رہے ہین مین مِنا کر بات کرتے ہین تالاب مین جابجا لوگ نہاتے ہین ہندو چندن رگڑ رہے ہین تلک دیے ہین کھور صندل کے اور قشقے ہاتھون پر کھینچ رہے ہین کہین درخت تلے ٹکٹن پر گھڑا رکھا ہو پیندے مین اُسکے مہین سوراخ کیا ہو نیچے سری مہادیو جی کی مورت رکھی اُسپر بوند بوند پانی ٹپکتا ہو بعض اوراج کا مالا ہاتھ مین لیے رام نام جپ رہے ہین بعض اکڑبل کرکے چکر لے رہے ہین بعض کمل کی تھیلی مین ڈالے مالا جپتے ہین بعض گاے کی مورت ہاتھ مین لیے چندرما کو پانی دیتے پیپل کے درخت پر کھاروے کی جھنڈی بندھی ہو چبوترہ درخت کا بندھا ہو اُسپر جوگی گیروا لباس پہنے مندرے کان مین کنٹھی گلے مین ڈالے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا مالا جپتا ہو آگے ٹھیک رکھی ہو اُسمین اُپلہ دبا ہو چیلے گرو ناریل پی رہے ہین بعض جوگی چھتری لگائے چھپر کے پیچھے بیٹھے ہین آزاد فقیر لمبی ٹوپی پہنے مانگتے پھرتے ہین کہین مہر شاہی اڑے رفاعی گرز مار رہے ہین مٹر چڑھے سر چیرتے ہین

اشرافت مٹھائی لیتے ہین گنوار مولی اور جوار ادر گڑ کھا رہے ہین ہنڈولے گڑے ہین سوانگ کے تخت آتے ہین سیف برچھی سانگ نگلتے ہین کوئی منھ سے سوت نکالتا ہی کوئی ہار نگلتا ہی پھول اُگلتا ہی یہی کیفیت دیکھتے دیکھتے وہ رات تمام ہوگئی اور بازیگر فلک نے مہرۂ مہر صندوق مشرق سے سر نکالا اور بازی تازہ بروے کار لایا کہ نظم

فرو رفت خسب روز روشن رسید	خسب آہنگ صبح صادق دمید
بجو دولت دہر در کشایش کلید	دسنگ سیہ گوہر آید پدید

حیرت چاہ زمرد سے باہر آئی اور افراسیاب بھی سب کامون سے فارغ ہوکر باغ سیب مین گیا وہان تجل میلے مین جانے کے لیے منگواکر سوار ہوا عمرو وغیرہ سیر دیکھتے تھے کہ یکایک فلک پر ابر نمود ہوے نقارے بجتے سنائی دیئے پھر ہزار در ہزار تخت چمن بندی جنکی تھی اور پھول جواہر کے گھڑسے تھے ظاہر ہوے کہ وہ مقام گلزار ہوگیا انکے بعد بارہ ہزار سوار طلسمی جواہر کے گھوڑون پر سوار تلوارین برہنہ لیئے نکلے اُنکے بعد بارہ ہزار پریزادین طلسمی سراپا غرق دریاے جواہر سُرخ لباس پہنے ظاہر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑتی تھی اور تعریف بادشاہ طلسم گاتی تھین پھر سترہ ہزار نازنین حسن مین لاجواب بلکہ انتخاب گہنا وغیرہ پہنے ہاتھ مین مورچھل اور چنگیرین اور سامان راحت وغیرہ لیئے نکلین پھر ایک ابر پیدا ہوا بجلیان اُس مین چمکتی تھین گرجتا ہوا نکل گیا اسکے بعد ایک ابر ایسا ظاہر ہوا جس سے سونا اور جواہر برستا تھا باجے طرح طرح کے اُسپر بجتے تھے بوندیان مہین مہین پڑتی تھین اور نیچے اُس ابر کے بنگلہ زمرد کا بروے ہوا اُڑتا تھا اندر بنگلہ کے ساٹھ ہزار کرسی یاقوت احمر کی بچھی تھی اور بیچ مین تخت شاہی تھا اُسپر افراسیاب بیٹھا تھا تاج طلسمی سر پر تھا اور قباے زرانہ وزیر تن یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون سورج لگے ہین نگاہ نہ ٹھہرتی تھی پھر تو تمام شاہان طلسم اپنے اپنے خیمون سے نکلکر سامنے اُس بنگلے کے آئے اور ہمراہ رکاب چلے ساٹھ ہزار شاہ و شہزادیان تختون پر سوار گرد بنگلے کے ہوکر چلے اور آگے بنگلے کے ناچ ہوتا تھا طرفہ ہنگامہ تھا اس سواری کے بعد سواری حیرت کی نکلی ایسا ہی کچھ جاہ و حشم اُسکا بھی تھا غرضکہ یہ دونون سواریان سمت چاہ زمرد چلین عمرو بھی انکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہان تک کہ چاہ زمرد پر پہونچے اب جو دیکھا تو کنوئین پر رہٹ

کھڑے ہین اور چار ساحر ایک پانوں سے کھڑے کچھ پڑھ رہے ہین اور زر و جواہر اس قدر
چڑھا ہی کہ وہ سارا کنوان کہ مثل تالاب کے ہی پٹ گیا ہی جس وقت شاہ طلسم یہان آیا
ساحرون نے شور یا سامری و جمشید کا مچایا اکیس بارگا ہین یہان نصب تھین بادشاہ داخل
بارگاہ ہوا آرسیان پھنکین جھانجین بجنے لگین جملہ معززان طلسم نذر لیکر دو ڑے شاہان طلسم
مودب بیٹھے اسوقت افراسیاب نے کہا اب نگراموں کو بلانا چاہیے یہ کلمہ سنکر عمرو کہ
صورت ساحر کی ایسی بنا ہوا تھا گھبرا کر چلا کہ اپنے لشکر کو جا کر دیکھوں عیار سب ساتھ
ہین اور بہت جلد اپنی بارگاہ مین آیا مہرخ سے حال میلے کا بیان کرنے لگا کہ ادھر شاہ طلسم
نے انگشتری جمشید کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ مہرخ مع اپنے مطیعون کے حاضر ہووے یکایک
ایک طاؤس اڑتا ہوا آیا اور بارگاہ مہرخ پر ایسی مہیب صدا منہ سے دی کہ ای نگراموں جلد
جاؤ بادشاہ طلسم بلاتا ہی یہ صدا سنتے ہی عیار سب بھاگ گئے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی
دیکھا کہ مہرخ و بہار وغیرہ سب گویا ہوئین کہ موذی کاٹے عمرو نے ہمکو خراب کیا اگر پاتے
تو اسکے ٹکڑے اڑاتے یہ کہکر حکم دیا کہ در خزانہ وا ہوا اور بہار نے سب کنیزون کو تولوان جوڑے
پہنائے اب ایک سو سترہ کشتی جواہر سے لبریز بہر نذر لیکر دریاے جواہر مین ہمہ تن
غوطہ مار کر لباس ارغوانی پہنکر تخت پر سوار ہوئی اور اسی طرح مہرخ بھی آراستہ ہو کر نذر کا
جواہر روپیہ وغیرہ لیکر چلی پھر تو ڈنکا بجا فوج تیار ہوئی ہاتھ رومال سے باندھکر العفو
العفو کہتے جملہ سردار تختون پر اور طائران سحر پر بیٹھکر چلے پلٹن رسالے ساتھ ہوے ایسے ویسے
ساحر رہگئے کہ انکی طلب بھی نہوئی تھی ادھر سے کوہ سیاہ و سبز و سرخ سے فوج کو وہین چھوڑکر
نافرمان دسرخ مو وافتخار جادو وغیرہ اپنا اپنا سامان کرکے چلے خلاصہ دم بھر مین میلے مین سب
پہونچے عمرو سے قران نے کہا استاد لشکر تو ہمارا منحرف ہم سے ہو کر چلا گیا اب دم بھر مین
ہماری بھی طلب ہوگی پھر ہم بھی نرکین گے عمرو نے کہا خدا کو یاد کرو اور ساتھ چلے آؤ عیار
وغیرہ سب دنگ ہین کہ دیکھیے یہ کونسی عیاری کرینگے کچھ عقل کام نہین کرتی اور دعوے یہ
فرماتے ہین کہ سارا میلا لوٹون گا خیر اب دیکھنا چاہیے اسی فکر مین ساتھ استاد کے چلے
اور عمرو صورت بدلکر پھر جاہ زمرد پر آیا دیکھا بہار وغیرہ سب جا کر قدم افراسیاب کے
دیرگری ہین اور خطا کی معافی چاہتی ہین شاہ طلسم نے کہا بلاؤ جلادون کو اور انھین
قتل کرو حاضرین دربار نے عرض کیا کہ اب یہ حضور کی اطاعت کرنے آئے ہین انکے

قتل کرنے سے ہم تابعداروں کو کیا اُمید ہوگی **افراسیاب** نے کہا تم تماشہ دیکھو گے یہ سب بسبب
سحر کے اطاعت کا دم بھرتے ہین یہ کہکر سحر پڑھکر انگشتری سے التماس کیا کہ یہ سب اپنی حالت
اصلی پر آجایئن مسحور یہ سحر نہ رہین اُسی وقت ہر ایک شخص ہوشیار ہوگیا اور **مہرخ** وغیرہ نے
شاہ طلسم کو دیکھکر بکراہیت تمام منھ پھیر لیا **افراسیاب** نے پوچھا کہ کیون اے **مہرخ** وبہار
میری تابعداری کرو گی اُنھون نے جواب دیا کہ بہت جھک مارنا اچھا نہین ہم سب
نقش پاے **عمرو** پر فدا ہین اور خواجہ تشریف لاتے ہونگے یہ سارا کروفر اور مہنت بنکر بیٹھنا
بھلا دینگے اور ہم اُنکے تابعدار ہوکر قید رہین یہ ممکن نہین **افراسیاب** نے سب سے کہا کیون
صاحبو تمنے سُنا انھین قتل نہ کرون تو کیا کرون سب نے کہا آپ کا فرمانا حق بجا نب ہے بیشک
واجب القتل ہین شاہ نے کہا اب انکو قید کرکے انکے حامیون کو کہ جنپر انکو گھمنڈ ہے گرفتار کرکے
سب کو ایک بار قتل کرنا چاہیے یہ کہکر آہنگر بلاے اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان زنجیر ہاے
آہنی مین معلوق وسلسل کرکے حکم دیا کہ باغ جمشید مین انھین لیجاکر قید کردو اور پھر سحر کسی پر نہ کیا
کہ غافل ہوجایئن یہ اسلیے کہ اپنی گرفتاری اور حال خراب پر اشک حسرت بہائین اور جسقدر
فوج کہ اُنکے ساتھ آئی تھی اُسکو بھی محصور کراکر صحرا مین اُتروایا گرد پہرا کردیا جب یہ انتظام ہوچکا
اُسوقت طاؤس ہاے سحر بلائے اور حکم دیا کہ **عمرو وقران** وغیرہ اس طلسم مین جہان کہین ملین
پکڑ لاؤ طاؤس اُوڑے اور **عمرو** بصورت مبدل یہان موجود تھا اس جگہ سے ایک گوشے مین
جاکر منڈھی دانیالی نکالکر چھتری کی طرح سر پر سایہ کی اور عیارون کو بھی نیچے اُسکے بٹھالیا
خدا کا نام لیکر آپ بھی چپکا بیٹھا ازبسکہ منڈھی اعجاز کی ہے سحر خبر نہین دیتا جب طلسم
پہ اوڑھتا ہے اور منڈھی کے نیچے بیٹھتا ہے پھر نہین معلوم ہوتا کہ **عمرو** کہان ہے اس
وقت طاؤس چار دانگ طلسم مین پھرے آخر شاہ طلسم کے پاس آکر عرض رسا
ہوے کہ ہمکو عیار نہین ملتے شاہ جادوان نے بلایئن طلسمی بلاکر بہر تجسس بھیجین وہ بھی
ڈھونڈھکر پھر آئین پھر غول اور پتلے بھیجے جب وہ بھی پھر آئے بادشاہ طلسم نے انگشتری
سے عرض کیا کہ عیارون کو بلا دیجیے یکایک صدا آئی کہ عیار اسی میلے مین ہین مگر ایسی
جگہ ہین کہ دکھائی نہین دیتے یہ ندا سُنکر بادشاہ نے سواری طلب کی کہ مین خود
تلاش کرکے گرفتار کیے لاتا ہون اور ازبسکہ میلے مین عالم عالم جمع ہے اسلیے اوڑ کر جانا
مناسب نہ سمجھا اُسی تجمل بیکران سے سوار ہوکر ڈھونڈھنے چلا اور میلا منزلون تک ہے

اور سواری کا بسبب تجمل کے رک رک کر چلنا شاہ کا ہر ایک شخص کو شناخت کرنا کہ یہ عیار ہی
یا نہین ان وجوہات سے اسکو عرصہ مراجعت مین گذرے گا مگر یہان عمرو نے ڈاڑھی لقا
کی کہ ہزارون بار اسنے مونڈی ہی اور وہ ڈاڑھی تیس گز کی ہی اور ہر بال مین موتی و یاقوت
اور مرجان وغیرہ پروئے ہین اور اسی سبب سے عمرو نے وہ ڈاڑھی مونڈکر باحتیاط زنبیل
مین رکھی ہی نکالی اور عیارون سے کچھ کان مین کہا عیار کاربند ہوے اور اسنے سر مقوے کا
مثل صورت لقا اپنے سر پر لگایا اور دست و پا دراز ویسا ہی قامت درست کیا یعنی ایکسو بچانو
تاریخ کا قد لقا کا ہی اتنا ہی بڑا قد بنا کر ڈاڑھی چہرے پر لگا کر تخت زبرجد شاہ جسکا ذکر اور تفریح
اوپر ہو چکی ہی نکالکر سوار ہوا اور عیار یعنے برق فرنگی ایک سوا کیس کلی کا جامہ پہنکر
کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرمزدگی کی نشانی شیطان درگاہ خداوند ملک بختیارک شوم
کا فریدین خواجہ ملک گراز الدین کی ایسی صورت بنکر سر پر خداوند کے مگس رانی کرنے لگا
اور قران نے شکل مہیب اپنی بنائی کہ ایک ہونٹھ سینے تک پہونچا اور دوسرا کان تک
ہاتھ ہر ایک دراز منھ سے کان سے شعلہ ہاے آتش نکلتے گرز آتشین ہاتھ مین لیکر دست راست
پر خداوند کے کھڑا ہوا اور ضرغام ایک فرشتہ نورانی صورت کا بنا کر چہرے پر نور شانون
پر دو پر پرون سے مشک و عنبر کا فور جھڑتا تھا واضح ہو کہ بضرورت یہ پر بناے ہین
اُن مین جا بجا جوف رکھے ہین کر اُسمین نافہاے مشک اور دیگر خوشبویات کو بھر دیا ہی
کہ جب پرون کو جنبش ہو مشک و عنبر برسے یہ فرشتہ دست چپ کو کھڑا ہوا اور جانسوز
ایک مرد وجیہ و شکیل از سرتا پا بقعہ نور بنکر صراحی و ساغر مینا کار لیکر سامنے کھڑا ہوا جب یہ
درستی ہو چکی عمرو نے سنڈھی سے اعجاز طلب کیا اور فاتحہ بروح پر فتوح جناب دانیال ؑ
پڑھی سنڈھی بڑھکر مثل بارگاہ رفیع الشان کے ہو گئی اور کئی سو کلس یاقوت احمر و
لعل اور زمرد کے چڑھے تھے اور یہ بارگاہ دمبدم رنگ بدلتی تھی کبھی گھٹ جاتی تھی اور
کبھی بڑھ جاتی تھی کبھی سرخ ہوتی تھی تو کبھی سبز و زرد و سیاہ و نارنجی و اودی وغیرہ
ہو جاتی تھی اور عمرو نے تخت پر بیٹھکر سفید مہرہ کہ جسکی آواز سے دیو ناچتا ہی نکالکر بجایا
کہ ای بندگان قدرت خدمت خداوند مین حاضر ہو مہرے کی صدا منزلون پہونچی اور
ساحر دوڑے جو آیا کہا منم خداوند باختر لقا بعض خداوند کا دیدار دیکھ چکے تھے
پہچانتے تھے فوراً سجدے مین گرے اور سارے میلے مین غلغلہ بلند ہوا کہ خداے باختر

آئے ہین چلو زیارت کرو اُسی وقت جادوگرنیان تھالیون مین موہن بھوگ اور زر و جواہر وغیرہ
رکھکر جو مکھ دیا جلا کر چھم چھم کرتی چلین ساریان آدمی باندھے آدمی اوڑھے تھین ایک
سمت سے جادوگرون نے مٹھائی اور روپیہ چراغی کا لئے ہار پھول لونگ کا فور ہمراہ سامنے
منڈھی کے آئے سجدہ کیا وہ زر و گوہر شیرینی آستانہ خداوند پر چڑھائی خداوندنے کہا پھر
سجدہ کرو وہ سجدے مین گرے اسنے جال مار کر مال اور مٹھائی نذر بنیل کی جب سب سجدے
سے اُٹھے ایک چیز کا بھی نشان نہ پایا خداوند نے فرمایا کہ ہمارا دست قدرت نذر تمھاری
لے گیا سب نے کہا یا خداوند تیری بڑی قدرت ہی غرضکہ یہان تو پوجا پاٹ ہو رہا ہی مگر ہرکارے
کوٹ گشتی کے دوڑ گئے اور ملکہ حیرت کی دعا و ثنا بجا لا کر عرض کیا کہ خداوند باختر
لقا میلاد دیکھنے آئے ہین حیرت اور کل شاہ و شہزادیان طلسم کی بتیا بانہ دوڑین یہان
پہونچکر سب نے سجدہ کیا اور خداوند کی بارگاہ و فرشتون کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی عیاربچیان
یعنی صرصر وغیرہ ملکہ کے ساتھ ہین انھون نے ملکہ سے کہا یہ عیار ہنون عیارہ کے لب ہلتے اور
تیور دیکھکر خداوند نے بغضب کہا کہ عیاربچیان تیری اے حیرت ہکو عیار بتاتی ہین اچھا تو سحر مجھپر
کرا اور اب ہم جاتے ہین یہ کہنا تھا کہ حیرت نے عذر کیا اور عیاربچیون سے کہا کہ دیکھا
تمنے خداوند پر سب کچھ روشن ہو تمھارے خیال اور دل کی بات کو خداوند نے پہچان
لیا اب تم یہان سے جاؤ خداوند خفا ہین یہ کہکر انکو نکال دیا مگر خداوند نے کہا ہم اس
وقت خوش ہونگے کہ جملہ ساحر ہمپر سحر کرین ناچار سب نے سحر کیا اور شاہان طلسم نے
نارنج و ترنج مارے منڈھی پر تاثیر نہ ہوئی اور جو لوگ منڈھی مین جانے لگے سر نیچے پاؤن
اوپر اُلٹے لٹک گئے خداوند نے کہا ای حیرت ہم تیرے گھر اب کبھی نہ آئینگے کہ
تونے عیاربچیون سے ہمین ذلیل کرایا حیرت اور جملہ ساحرون نے یہ عتاب دیکھکر العفو
اور توبہ توبہ کا شور مچایا اور حیرت نے کہا یا خداوند بارگاہ مین تشریف لے چلئے جو کچھ
کنیز کو میسر ہو اُسے قبول فرمایئے آخر بڑی منت خوشامد سے خداوند نے منڈھی کو باعجاز
کم کیا کہ وہ گھٹ کر صرف تخت پر سایہ فگن چارون ستون اُسکے فرشتون اور شیطان نے
تھامے اور تخت پر سب کھڑے ہوئے تخت اُڑ کر چلا ساحرون نے ہزاہا ناقوس و گھنٹے
بجائے غلغلہ ہوا یہانتک کہ مقام افراسیاب پر حیرت نے تخت خداوند پہونچایا
عرض کیا یہ بارگاہ جو حضور کے سر پہ ہی مناسب ہو تو فرشتون کو حوالے کیجے خداوند

نے فرمایا یہ دریچۂ قدرت ہی ہم اسمین سے باہر نہ آئینگے اور پوچھا کہ افراسیاب کہان گیا ہی کہا
عمرو کو ڈھونڈھنے خداوند نے کہا ہم اُسکو یہین پکڑ بلائینگے اور تم سے کون لوگ منحرف ہین
ملکہ نے سب کیفیت بیان کرکے کہا وہ سب گرفتار ہین اِسنے جواب دیا کہ مین جاکر انھین بھی تمھارا
مطیع کیئے دیتا ہون یہ کہکر اُسی طرح تخت اوڑا کر چلا اور باغ جمشیدی مین پہونچا حیرت
وغیرہ سب ہمراہ ہین جب وہان پہونچا سب کو ڈانٹا کہ سجدہ کرو مہرخ وغیرہ پر سے اذیسکہ
سحر شاہ طلسم نے اُتار لیا تھا یہ سب اول کی طرح سے منحرف تھے اور دعا اپنی رہائی کی درگاہ
خدا مین کر رہے تھے اُسوقت لقا اور جمشید وغیرہ پر لعنت کرنے لگے اور سیکڑون دشنام دین
عمرو تخت سے کود کر مہرخ و بہار وغیرہ کے قریب گیا کہا جلد سجدہ کرو بظاہر یہ کہتا گیا اور
بائین آنکھ کا تل دکھایا اور کنائے اور اشارے سے ظاہر کیا کہ جو مین کہون وہ کرو مین عمرو
ہون اور تمھاری رہائی کو آیا ہون بس اس امر کے سمجھتے ہی سب نے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند
تو برحق ہی ہماری خطا شاہ طلسم سے معاف کرا دیجیے جب انھون نے اقرار اطاعت کیا خداوند
آکر تخت پر بیٹھے اور کہا قید کسے انکو چھوڑ دو حیرت نے سب کو رہا کر دیا عمرو
نے انکو بھی بلا کر شریک جلسہ انجمن کیا اور ساقی قدرت اور شیطان و فرشتون سے حکم دیا کہ میری
جھوٹی شراب ایک ایک جام شاہان طلسم کو پلاؤ کہ عمر انکی بڑھجائے اور سارے کارخانے
ہماری قدرت کے اُنپر روشن ہو جائین بمجرد حکم وہ تو سب عیار ہین شراب آغشتہ بیہوشی
اپنے پاس سے نکالکر سب کو پلانے لگے حیرت کو بھی ایک جام پلایا جب پلا چکے مہرخ سے کہا
گو انکو وہ تو واقف تھین کہ حیرت اور شاہان طلسم کی قضا نہین ہی انکو خواجہ نے صرف اسلیے
بیہوشی پلائی ہی کہ انکے سحر کی پناہ نہین ہی اگر یہ بیہوش نہ ہونگے تو پھر سارا لشکر گرفتار ہو جائیگا
غرضکہ انکو تو للکارا اور ناریل وغیرہ لیکر آمادہ حرب ہوئین شاہان طلسم گھبرا کر اُٹھے بیہوش
ہو گئے حیرت بھی بیہوش ہو گئی پھر تو بہار و مہرخ و مخمور و ہلال سحر افگن و آفت جادو
وغیرہ پرواز کرکے اوپر چھائے گولے فولادی اور ہار فلفل پچھے سوئی کے مارنا شروع
کیئے ساحرون نے غلغلہ باہر باغ کے سُنا حیران تھے کہ کیا یہ ماجرا ہی کیونکہ خداوند باخبر آئے
ہین اب کوئی سرکشی نہ کرے گا اس خیال مین تھے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور عمرو نے
سفید مہرے مین آواز دی کہ ای اہالیان جلسہ بھاگو کہ خداوند کا غضب آیا اس صدا
کے سننے سے میلے مین بھگدر پڑی اور فوج جو محصور تھی وہ رہا ہوئی اور مہرخ و بہار وغیرہ

اپنے اپنے مالک کو دیکھکر پاس آئے انکو حکم دیا کہ مہاجنون اور سارے میلے کو لوٹو اور دشمنون
کو قتل کرو فی الجملہ یہ فوج لاکھون آدمی ہین ادھر شاہان طلسم بیہوش پڑے ہین کوئی
روکنے والا نہ تھا اور اتنے عرصے مین وہ دن بھی تمام ہوا اور فوج انجم نے روز روشن پر
حملہ کیا اور خورشید تابان بھاگ کر سمت مغرب گیا کہ نظم

جدا این سبزہ طاؤس جلوہ نمای	سپید اتخوانے ربود از ہمائے
شد از زجبرہ کاسہ وز خم کوس	خدنگ اندران بیشہ ہا آبنوس

رات کو اندھیرے مین لوٹنا خوب بن پڑا ادھر تو فوج نے تلوار سحر کی کھینچ کر مع کئی لاکھ کے حملہ
کیا ساحرون نے میلے کے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا پر شور مچانے لگے دھوئین اور شعلے
اٹھنے لگے ایک طرف سے بہار نے گلدستہ مارا کہ ہوا سرد چلی اور چار سمت تاریکی ہوگئی بہار
نے افشان پیشانی پر لگائی ستارے اُس تاریکی مین نکل آئے اور ٹوٹ کر گرنے لگے زمین پر سبزہ زار
پر بہار خیابان لالہ و گل مثل گوہر شب چراغ کے فروزان تھے اور نسرین و نسترن عنبر افشان
تھے غرضکہ جو ساحر کہ بھاگ کر چمنستان بہار مین آئے عاشق و شیدا ہوکر دیوانے
ہوے بہار نے کہا جاؤ اور میلے والون کو قتل کرو وہ بھی جاکر قتل و قمع مین مصروف
ہوے رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق محشر آرا بھی ترچھی ہوکر گرنے لگی خرمن ہستی
دشمنان جلاتی ایک جانب سے مخمور نے جام بلورین کھینچکر مارا ٹھنڈی ہوا چلی جس کے جسم
مین ہوا لگی دف ہاتھ مین لیکر گروہ گروہ ملکر شراب خواری کرنے لگے اور ہولیان
گاتے تھے کہ **ابیات**

کوئی کہتا تھا لانا پیمانہ	شور قلقل ترانہ مستانہ
لب ساغر کو کوئی چومتا تھا	کوئی مدہوش وار جھومتا تھا
کوئی بوتل کا کھولتا تھا کاگ	کوئی گاتا تھا دخت رز کا سہاگ

ایک طرف سے سرخ مو نے کاکل کھولی جنبش دی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے اور جسم ساحرون
مین آگ لگی غرضکہ ایک ہنگامہ اور شور رستخیز برپا ہوا اسی ہنگامے مین عمرو نے
اول تو باغ جمشید مین جو کچھ مال وغیرہ اور لباس و زیور شاہان طلسم کا پایا اُتار کر زنبیل کیا
اور عیارون کو حکم دیا کہ بارگاہون پر چڑھکر کلس اتارو عیار لوٹنے لگے فوج ساحران نے بجلیان
گرا کر بارگاہون اور خیمون کو جلا کر گرا دیا عیارون نے کلس اتار لیئے عمرو باغ جمشید لوٹ کر

چلا اور بارگاہ نشست افراسیاب پر آگرا اور پرے برق مخشر ٹپکر گری ستون اور طناب جل کر بارگاہ گری عمرو نے میز و کرسی و دنگل و فرش و کلس وغیرہ جال مار کر نذر زنبیل کیے پھر وہان سے چاہ زمرد پر آیا یو جاری اور نذر بھینٹ چڑھانے والے بھاگ گئے تھے اصل محافظ و ملازم شاہ طلسم وہان تھے عمرو نے گلیم اوڑھکر یہان بھی جال مارا کہ جو کچھ زر و گوہر و جواہر کہ چڑھایا گیا تھا جال مین کھنچ آیا ساحر محافظ گھبرائے سحر کرنے لگے مگر کس پر سحر کرین کیونکہ کوئی نظر نہین آتا کہ دوسرا جال عمرو نے پھر مارا وہ چاہ کہ مثل تالاب ہی جو کچھ کہ نیچے اسکے اور کنارے کنارے رہ گیا تھا وہ بلکہ مٹی تک ابھی کھنچ آئی ایک غار پڑگیا واضح ہو کہ یہ مقام بنام خداوند جمشید مشہور ہوا اس باعث سے ساحر عظمت کرتے ہین کوئی سحر کی جگہ نہین ہی اور کچھ خبیث وغیرہ یہان مسکن گزین رہتے ہین کہ نیرنگی سحر کی دکھاتے ہین مگر جال عطیۂ جناب الیاس ہی اسپر کسی خبیث اور ساحر کا بس نہین چلتا اگر یہ جال افراسیاب پر بھی پڑے تو وہ بھی کھنچ آئے اور نہ گرفتار کرنا شاہ طلسم کا بسبب ممانعت امیر کے ہی اور ایسے مقام پر جال مارنا باعث یہ ہی کہ جب دشمن نے تدبیر ایسی کی کہ جس سے مفر اور رہائی ناممکن ہوئی پس اسکا عوض یہی چاہیے تصریح اسکی زیادہ کچھ ضرور نہین ناظرین خود سمجھ لینگے حاصل مطلب یہ کہ ایک غار اس جگہ پڑگیا اور خبیث وہان کے اور ساحر گھبرا کر فرار ہوے جب وہ مقام برباد ہوچکا عمرو اور عیارون نے دست غارت عام و خاص ہر شخص پر دراز کیا اور ساحرون نے فوج کے گولے اور ناریل وغیرہ ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمیون کو قتل کیا میلے مین جھمیلا ڈال دیا بجاے خرید و فروخت کے نرخ جان ارزان تھا پیر نو سالہ اور کودک دہ سالہ کا ایک بھاؤ تھا رشتہ ریسمان حیات کے جھوے پڑے تھے رہرو عدم جھولتے زخمون کے پھول بچھے تھے خون سے زمین یاقوت پوش تھی لب ہر زخم لب لعلین معشوق کا رنگ دکھاتے داغہاے جسم صورت دینار و درم نظر آتے تھے بازار موت گرم تھا اجل کے خریدار ملک عدم کے لوگ سیار تھے فرش کشتون کا بچھا تھا خیمے عناصر کے استادہ تھے تلوار سحر کی چمک چمک کر مانند بجلی کے گر رہی تھی ہر سمت بھگدر تھی بھاگو بھاگو کی آواز آتی تھی ایک پر دوسرا گرا پڑتا تھا تو تلے مین اوپر مین اوپر وہ نیچے بھاگتے رستہ نہ ملتا تھا دکانین خالی سناٹا ہو کا عالم اسپر یہ آفت کہ ہر جگہ جال ایسا سی دراز ہو کر پڑتا تھا کہ لاکھون من کی چیز سوا سیر دو ذن کی ہو کر

پہنچ آتی تھی عمرو نے چوراسی گٹھڑیاں زنبیل کی کھول دین دل سے کہا اللہ دے اور بندہ لے مجھ غریب کو خدا نے دو چار کوڑیاں آج دلا دین عیار جدا لوٹتے پھرتے صراف اور بزازہ اور جوہری بازار ہر جگہہ کو صاف کردیا فوج نے لاشون کے ڈھیر لگا دیے لاکھون آدمی تھا ایک ایک دکان دس دس آدمی نے آکر لوٹی تودم بھر مین بازار مین صاف ہوگئین لیکن جسنے جو لوٹا وہ عمرو کے لیے بجنسہ اپنے پاس رکھا کہ خواجہ ہمارے محسن ہین جان بچائی ہے اپنے پاس سے کچھ نہ دین تو مال غنیمت اُسکے لیئے رکھنا مناسب ہے اور دوسرے وہ محاسبہ ضرور لینگے پھر جو دینا پڑا تو ملزم بھی ہوے اور مال بھی گیا غرضکہ دو پہر کامل لوٹ و مار وہنگامہ قیامت زار رہا لاش پر لاش تھی اور مردے پر مردہ تھا کہ ابیات

غنیمت کشان بر در شہریار ۔۔۔ غنیمت کشیدند بیش از شمار
سریر و سراپردہ و تاج و تخت ۔۔۔ نہ چندانکہ آن بر تواند بخت
طبقہاے بلور و خوانہاے لعل ۔۔۔ ظرائف کشان را بہ فرسود نعل
رہان تازی اسپان بازین و زر ۔۔۔ خطائی غلامان زرین کمر
نورد ملو کانہ بیش از شمار ۔۔۔ شتر بار زرینہ بیش از ہزار
سراسیمگی در منش تاختہ ۔۔۔ ز رخت خرد خانہ پرداختہ
ز دل دادن چاوشان دلیر ۔۔۔ دلاور شدہ گور بر جنگ شیر
یکے گفت ہوے دگر گفت ہان ۔۔۔ برآور دسرہاے ہوے از جہان
ز بس غارت آوردن از ہر شاہ ۔۔۔ غنیمت نہ گنجید در عرصہ گاہ
بجز گوہرین جام زرین عمود ۔۔۔ بخروار گوہر بانبار عود
ہم از زر دکانے ہم از لعل دور ۔۔۔ بسے چرم قنطارہا کرد پر
ز کافور چون سیم صحرا ستوہ ۔۔۔ ز سیم چو کافور صد پارہ کوہ
بسے بردہ یونانی دیر بری ۔۔۔ سبق بردہ برماہ و بر مشتری

اسی طرح لوٹ مار کر سب اپنے لشکر کی جانب چلے لیکن عیاریان جو نکال دی گئی تھین اس ہنگامہ کو دیکھکر حیران ایک جگہ قتل وغارت کے خوف سے ٹھہر رہین اور کہا شاہان طلسم اور حیرت کو شاید ان عیارون نے مار ڈالا چلو ذرا خبر لین یہ کہکر بصورت مبدل

باغ جمشید مین گئین اور ملکہ کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی اُسنے عجب ہنگامہ دیکھا کہ نہ بارگاہ ہین نہ میلا نہ آرایش نہ زیبایش قتل عام ہی بھگدڑ پڑی ہی لوٹ ہو رہی ہی یہ دیکھکر بلبلا کر اوڑی لیکن لاکھون ساحر اپنے پرائے پھرتے تھے کس سے لڑے اکیلی کسکو روکے آخر ستون بارگاہ تھا مکر رونے لگی یہان مہرخ اور عیار وغیرہ نکلکر اپنے لشکر مین پہونچے عمرو نے کہا ای ملکہ سب سردار اپنی اپنی صورت کا پتلا یہان بٹھائین اور ایسا سحر کردو کہ ناچ بارگاہ مین ہو اور پیمانۂ عشرت گردش پذیر رہے بمجرد ارشاد خواجہ یہی سامان سب نے کیا سجے سجائے شبیہ کرسیون و دنگلون پر جلوہ گر ہوے رقص و سرود کا جلسہ ہوا یہ تدبیر جب ہو چکی کئی ہزار ساحر مگر ایسے ویسے بہیر و بنگاہ کے لوگ اس جگہ طلایہ داری پر مامور کیے اور کہا کوئی آفت آئے تو بھاگ جانا اور کل لشکر کو مع سرداران ذی رتبہ کے ہمراہ **نافرمان** کرکے حکم دیا کہ کوہ سیاہ مین جاکر فروکش کرو اور عیارون سے کہا تم بھی ساتھ جاؤ سب طرح ہوشیاری رکھنا یہ لوگ **نافرمان** کے ساتھ کوہ سیاہ کی طرف گئے وہان پہونچکر خیمہ سیاہ مین سردار اور ادھر اودھر کوہ مین لشکر ٹھہرا عیار گرد لشکر خبر گیری کو پھرنے لگے خلاصہ یہ تو سب آرام پذیر ہین مگر ہوشیار ہین اور عمرو گلیم اوڑھے وہین ٹھہرا ہی مگر **افراسیاب** کی سُنیئے کہ باغ عشرت کے قریب جاکر خیال کیا کہ عیار کوہستان مین کسی غار مین چھپے ہونگے اور عمرو نے گلیم اوڑھی ہوگی بس اور عیارون کو چلکر گرفتار کر عمرو اُنکی رہائی کو آئے گا گرفتار کر لینا یہ سوچکر قریب صحرا پہونچ کر ٹھہرا اور خبیث دبلا ہاے طلسم ہمراہ آئے ہین اُنکو حکم دیا کہ عیارون کو جاکر ڈھونڈھو وہ سب چلے اور شہنشاہ ٹھہر رہا اُسوقت میلے کے لوگ کہ چار سمت بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جا نکلے اِسنے دیکھا کہ بہت آدمی گروہ گروہ عورتون اور بچون کو ساتھ لیے سر برہنہ خاک اُڑاتے بھاگے جاتے ہین جادوگرنیان بال منھ پر بکھرائے ساریان پھٹی ہوئین بعض اوپر کے جسم سے برہنہ اور بعض جسم پائین سے بدحواس بحر فراموش از خود رفتہ گویا بیہوش بھاگی جاتی ہین شاہ نے انھین بلاکر پوچھا تم کون ہو کیا ماجرا ہی وہ شاہ جادو ان کو پہچان کر روئے اور پکارے کہ ہم لوٹے گئے بچے ہمارے قتل ہوے اور سب کیفیت عذر بیان کی سُننا تھا کہ غضب طاری ہوا اور بلاؤن اور ہمراہیون کو ساتھ لیکر پھرا آکر عجب عالم میلے کا پایا چیونٹی نے فیل مست کو پست کیا ایک سناٹا ہر سمت تھا دکانین برباد بازار گاہین جلے ہوے ، ڈھیر غرض چار طرف اندھیر حیرت

جو گریان و نالان ہی اُسکو تسکین دیکر اپنے ساتھ لیا کہ مین ابھی سب کو غارت کیے دیتا ہون
شاہان و معززین طلسم کو ہوشیار کیا انھون نے اپنا لٹنا اور میلے کا برباد ہونا دیکھکر عرض کیا
کہ آئین طلسم مین فرق آیا ہمکو اجازت ہو کہ اپنے اپنے مرحلے پر جائین **افراسیاب** نے
فرط ندامت سے انھین رخصت کر دیا سب شاہ و اکابر کوتوال و دربان و بلاہاے طلسم وغیرہ
جو کہ آئے تھے لٹے پٹے اپنی جگہ پر گئے اور شاہ جادوان **حیرت** کو لیکر چلا پانچ ہزار مور ساتھ
ہین کہ جنپر ساحران نامی سوار ہین اور بادشاہ کو کمال غضب طاری ہی تازیانہ مار سیاہ
ہاتھ مین ہی منھ سے کف جاری ہی یہان تک کہ لشکر **مہرخ** جہان اُترا رہتا تھا وہان پہونچکر
نعرہ مارا اور سامان عشرت دیکھکر نارنج و ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور شعلے آتش سے
اور سانپ اور بچھو اور پتھر اور برف وغیرہ برسنے لگے اور آندھیان تاریک آئین زمین
شق ہو گئی صدائین مہیب آئین بارگاہین اور خیمے مسمار ہو گئے بجلیان گرین کہ ہمشیبہ
سرداران اور رقاصۂ انجمن سب غارت و تباہ ہو گئے جو ساحر کہ **عمرو** نے یہان چھوڑے
تھے جہانتک کہ اُنسے بھاگا گیا بھاگے باقی ہلاک ہو گئے شاہ طلسم نے آکر دیکھا سب کو مرا پایا
اور لاشین پڑی دیکھین حکم کیا کہ انھین لاشون پر پانچ بارگاہین ہماری استادہ ہون بمجرد
حکم پانچ بارگاہ جنمین ستون مکلل بجواہر تھے استادہ ہو گئین اور ہر ایک بارگاہ مین بارہ
بارہ سو کرسی جواہر کی بچھ گئین تخت پر شاہ جلوہ گر ہوا سب نے قتل حریف کی خوشی کی
نذرین دین ناچ ہونے لگا **حیرت** سے شاہ جادوان نے کہا لو مین نے دم بھر مین سبکو غارت
کر دیا اب تم اپنی فوج یہین اُتارو اور ناچ دیکھو صبح کو مین میلا جو لٹ گیا ہی اُسکی درستی
اور انتظام کرونگا اور عیار اکیلے رہ گئے ہین کہانتک بھاگتے پھرینگے سب کو گرفتار کر کے
بعذاب الیم مارونگا اب مین باغ **سیب** مین جاکر بقیہ شب آرام کرتا ہون کس لیے کہ کئی
روز سے بیخور و خواب ہون ذرا تم اُس مفتری عیار سے ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ باغ **سیب**
مین جاکر آرام گزین ہوا یہ تو سویا اور فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے **عمرو** جو گلیم اوڑھے یہان
موجود تھا اسکو جاتے دیکھکر ازبسکہ دوندۂ بید رنگ ہی دوڑتا ہوا آن واحد مین
مہرخ پاس پہونچا اور کہا جلد چلو یہی وقت ہی دشمن کو قتل کرو **مہرخ** وغیرہ لشکر جرار
تیار کرا کر روانہ ہوئی **حیرت** یہان ناچ دیکھ رہی تھی کہ فلک نے گردش دکھائی بلاے
آسمانی نازل ہوئی طنابین بارگاہون کی کٹ کر گرین اور ایسی آندھی آئی کہ روشنی تمام لشکر

کی گل ہوئی یعنے **مخمور** نے بال کھول سر ہلانا شروع کیا وہ آفت آئی کہ جہان تاریک ہو گیا پھر تو اُس اندھیرے مین لشکر فوج **حیرت** پر جا گرا وہی سامان دوشینہ پیش تھا ایک جانب سے سلین برف کی گرتی تھین پہاڑ سے پتھر ٹکراتے تھے سنگ دلون کو خاک مین ملاتے تھے قیامت برپا ہوئی ساحر کل تو ہامانے تھے زک اُٹھا چکے تھے ذرا بھی نہ اٹکے بھاگ کھڑے ہوئے ادھر بارگاہین خیمے جلنے لگے **حیرت** مُنھ پیٹ کر باہر نکلی پکاری ارے مشعل سحر لاؤ ارے **یاقوت** اے **زمرد** کدھر ہماری فوج کو روک کون سُنتا ہے جال ایسا سی پڑ رہا ہے بجلیان گرتی ہین ہوا سرد چلتی ہے باغ سحر لگا ہے کہین **مخمور** کے سحر سے میخواری کا چرچا ہے بھگدڑ پڑی ہے ساحر قتل ہو رہے ہین بیرون کا غل ہے لشکر **مہرخ** کے طبل و بوق بجتے تھے تڑ تڑ کا ہوتا تھا علم بلند تھے پھریرے اُڑتے تھے الحفیظ الامان ہزارون ساحر بیجان تھے کہ بمقتضاے **نظم**

گریزندگان را دران رستخیز — نه روے رہائی نه راه گریز
سواران همه تیر پرداخته — گہے تیر وگہ ترکش انداخته
دران مسلخ آدمی زادگان — زمین گشته کوه از بس افتادگان
بجان بر و خود ہر کسے گشت شاد — کس از کشتن کس نیاورد یاد
ز بس کشته بر کشته مردان مرد — شده راه بربسته بر ره نورد
بران دجله خون بلند آفتاب — چو نیلوفر افگنده زورق بآب
پراگندگی در سپاه اوفتاد — تزلزل درآرام شاه اوفتاد

یعنی جسوقت کہ سنان **مہرخ** عالیشان کی چاک رشدوے شب کے کلیجے کے پار گذری اور چشمۂ آفتاب سے سبقت درخشندگی نیزہ و شمشیر نے کیے **عمرو** روبفرار لایا **حیرت** ہر سمت بیتاب پھرتی تھی صبح کو دیکھا کہ میدان مین ٹھہراؤ لاشون کا ہے بجاے طائر نوا سنجان صبح کے زاغ و زغن کا ہجوم اس دشت نامبارک و شوم مین تھا خزانہ اور اسباب جو کچھ میلہ مین لٹنے سے بچا تھا اُسکا پتا نہ تھا نہ فوج تھی نہ لشکر دوست و مونس وغیرہ سب بھاگ گئے تھے یہ بھی ناچار نالان و گریان باغ **سیب** کی طرف گئی **عمرو** لوٹ مار کر دم سحر اپنا لشکر لیکر کوہ سیاہ مین آیا مگر **مہرخ** سے کہا کہ اب یہان سے بھی مع لشکر سمت کوہ سبز جاؤ مگر ہمشبیہ اپنے چھوڑ جاؤ سب نے پتلے اپنی صورتون کے چھوڑے اور فوج کے ہاتھی گھوڑے خچر

وغیرہ چوپایے ہزارون صحرا مین ہانک دیے اور خیمے استادہ رکھے ہزارون ساحر کہین کدر
ایسے ویسے گھاٹی مین اور جابجا گرد پہاڑ کے مقرر کیے اور کہا جب کوئی آفت آئے تو
بھاگ جائین غرضکہ ایسا بند و بست کر کے ہمراہ سرخمو کوہ سبز کی طرف گئے اور عمرو گلیم
اوڑھکر یہان بٹھہرا اور اس طرف حیرت نے جاکر اپنے شوہر کو بیدار کر کے رو رو کر تمام حال
بیان کیا افراسیاب بغضب تمام اسی وقت چلا اور لشکر جہان قتل ہوا تھا وہان آیا
برباد و تباہ اُسے دیکھکر اس قدر غصہ آیا کہ طلسم باطن کی سمت چھوڑکر تین جانب تلاش کنان
دس دس کوس گیا آخر کوہ سیاہ مین دیکھا کہ ناچ ہو رہے ہین بارگاہ مین سردار بیٹھے ہین
لشکر اُترا ہوا ہی یہ دیکھتے ہی انگشتری جمشید پہاڑ کے سامنے کر کے ایسا نعرہ مارا کہ سینہ کوہ
شق ہوگیا اور پہاڑ کے پتھر اُڑکر برسنے لگے اور دریا سے امواج پیدا ہوکر بارگاہ گاو ویش
اور سب ڈوبنے لگے بھگدر پڑی جنکی قضا نہ تھی وہ تو بھاگ کر بچے اور باقی مارے گئے
دم بھر مین میدان صاف کر دیا کہا یہ سب نمک حرام یہان چھپے تھے اور وہان اپنی صورت
کے چھوڑ آئے تھے یہ کہکر خیمہ استادہ کرا کر وہان بیٹھا سحر کیا نقارہ طلسمی بجا اہل لشکر اور میلے
کے لوگ بھاگے ہوئے خدمت شاہ مین آئے انکھین تسکین دی دکاندار اہل حرفہ
و پیشہ کو عوض لٹ جانے کے مال و زر بہت سا دیکر رخصت کیا منتظمون سے حکم دیا
کہ باغ جمشید اور چاہ زمرد وغیرہ جو مقام خراب ہین وہ درست کیے جائین اہلکارون
نے تعمیل حکم کی شاہ نے کہا اے حیرت مین اب چار دانگ طلسم مین جہان کہین
عیار ہونگے اُنکو قید اور بند کر کے لاتا ہون اور اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہی مین جاتا
ہون یہ کہکر لشکر اور حیرت کو چھوڑکر روانہ ہوا اور ازبسکہ اس انتظام مین شاہ طلسم
سپہر چہارم سمت کوہ سیاہ مغرب کے گیا اور جنود کواکب خیمہ گاہ افلاک مین
قیام پذیر ہوا

نظم

چو شب زیور عنبرین ساز کرد — سر نافۂ مشک را باز کرد
چو شب خواست کز عمر سیاہ آورد — منش سر سو خواب گاہ آورد

عمرو نے مہرخ کو جاکر مطلع کیا وہ لشکر لیکر آگری لشکریان حیرت بڑی بربادی اور تباہی اُٹھا
چکے تھے خیمے گرتے ہی اور بجلیان چمکتے ہی مال و اسباب چھوڑکر بھاگ گئے کہ میان جان ہی
تو جہان ہی انکے بھاگنے سے حیرت تنہا رہی خیال کیا کہ اتنے بڑے لشکر سے

اکیلے لڑنا نا ممکن ہی یہ تصور کرکے رو بفرار لائی پھر تو بموجب مثل خانہ خالی را دیو میگیرد عمرو
نے بہت جلد وہان کا اسباب جو کچھ تھا بار کراکر اپنا آراستہ لیا اور بدستور اول کوہ سبز مین
انتظام کرکے ہمراہ افتخار جادو سمت کوہ مرّیخ سار لشکر گیا اور عمرو بھی اسکی ساتھ لشکر کے
گیا ادھر افراسیاب عیارون کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ لشکری اسکو فراری ملے انسے حال سنکر
پھرا لیکن وہ غرض پیرا ہوے کہ موافق قاعدۂ اول کے حیرت لشکر لیکر اُترین حریف بھی
مقابلے مین آئیگا اسوقت شہنشاہ سب کو غارت کرین اور اس طرح عیار بڑی زک دیکھے
شاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور پھر باغ سیب مین گیا حیرت بھی آئی حکم لشکر کشی
از سر نو دیا ساحر نامی ہمراہی ملکہ کے لیئے تجویز ہونے لگے یہ اس فکر مین ہی لیکن عمرو کوہ مریخ پر
پہونچکر ٹھہرا اسوقت شکیل نے کہا ہم تو مفارقت مطلوب مین اس ہنگامے مین جان دیتے
تو اچھا تھا اب میرے استاد شہنشاہ کو کب کو میرے حال کی خبر ہوتی تو وہ مدد ضرور کرتے
عمرو نے کہا ہم وہان جائینگے پتا پھر بتاؤ اُسنے پھر بتایا کہ سمت مشرق کوہ ہفت رنگ
اور دریاے ہفت رنگ ہی اتنا کہنے نہ پایا تھا کہ یکایک بجلی چمکی اور ہاتھی پر سر علم ایک
آفتاب نکلا ہوا دیکھا کہ وہ علم کا پنجہ تھا عمرو سمجھا کہ افراسیاب آیا ارادہ بھاگنے کا
کیا تھا کہ شکیل نے پہچان کر کہا گھبراؤ نہین یہ میرے چچا عشاق جادو ہین یہ سنکر سب
ٹھہرے اُسوقت ساحر ہزار در ہزار کرگدن سوار شیر سوار اور اژدر سوار و فیل سوار و طاؤس
سوار قریب پانچہزار کے اور ہنست اور اتیست بے شمار ہین ظاہر ہوے اور عشاق فیل پر
سوار نمودار ہوا شکیل دوڑکر اسکی خدمت مین گیا اسنے پہچان کر گلے سے لگایا اور سب حال
سنکر فیل سے اُترا اور لشکر ٹھہراکر مریخ کی طرف چلا عمرو نے اسکو آتے دیکھکر تاج سر پر مکلل بجواہر
اور لباس پر تکلف پہنا ایسا لباس تھا کہ شاہان دہر کو نا ممکن تھا گوہر شب چراغ ہر جگہ اس
مین روشن تھا لہذا خوب آراستہ ہوکر تخت پر جلوس کیا کہ وہ مریخ پاس آیا مگر رعب خواجہ
کا دیکھکر سلام کیا دنگل پر بیٹھا بھادج سے اپنی کہا کہ تم شاہ طلسم سے ناحق بگڑین اور مریخ
نے کہا اب تو ہم مطیع عمرو ہین اسنے کہا وہ کہان ہین کہا یہ کیا ہین اُسنے پہچان کر عمرو سے
ملاقات کی اور کہا خواجہ میرے پاس ایک انگوٹھی اور ایک کڑا ہی تمام عمر مین یہ تحفہ مین
نے پیدا کیا ہی وہ مین تمکو دونگا کہ تمھارے بہت کام آئیگا اور افراسیاب بادشاہ
طلسم ہی اس سے مین مقابلہ نہین کرسکتا یہ باتین کرتا ہوا وہان سے کوچ کرکے مع مریخ

وغیرہ کے چلا اور اُس جگہ کہ جہان لشکر حیرت ہمیشہ مقابلہ کیا کرتا اور اُترا کرتا تھا پہونچا
یہان کئی ہزار ساحر شاہ جادوان کی طرف سے مقیم تھا عشاق نے ایک نارنج مارا کہ وہ بیچ
لشکر مین جاکر پھٹا اور دھوان پیدا ہوا کہ تمام دُنیا سیاہ ہوگئی اس دھوئین کے جسم مین لگنے
سے ملازمان افراسیاب نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے لاشین اُنکی کھنچوا کر پھکوا دین اور
خیمے اور سراپردے اور بارگاہ شاہی اور عیش محل وغیرہ درست کیے گئے بازارین آراستہ
ہوئین دکانین کھل گئین بدستور قدیم لشکر مین چہل پہل گھما گھمی شروع ہوئی اور یہ خبر طائران سحر
نے شاہ طلسم کو پہونچائی اُسنے ساحران نامی کو مع لاکھون ساحرون کے ہمراہ حیرت کے
روانہ کیا لشکر حیرت دریا کے اس پار آکر جائے قدیم پر خیمہ زن ہوا اسکے ساتھ صرصر عیارہ بھی
آئی اور لشکر کو چھوڑ کر چلی کہ جاکر عیاری کرون غرضکہ صورت بدلکر مہرخ کے لشکر مین آئی دیکھا
کہ عمرو لشکر کے اُتروانے مین اور انتظام مین مصروف ہے صرصر فی الفور صورت عمرو کی بنی
اور بارگاہ مین عشاق کے آئی عشاق برائے آسایش اور کسل سفر سے آسودہ
ہونے کے لیئے بارگاہ مین آکر لیٹا تھا عمرو کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو
کچھ کام ہے وہ ہمراہ ہوا یہ تنہائی مین جب آئی بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر
بارگاہ حیرت مین گئی اسنے قید سحر مین مبتلا کرکے ہوشیار کیا اور کہا اقرار کرکہ عمرو کا ساتھ
نہ دونگا اُسنے کہا اب تو مین بیشک شریک عمرو ہون حیرت نے جلاد کو بلایا اور حکم
قتل دیا لیکن بعد کچھ دیر کے یہان عمرو نے بارگاہ مین عشاق کی اُسے نہ پایا صورت بدلکر
بارگاہ حیرت مین گیا لیکن صرصر نے پہچان کر کہا کھڑا ہو رہ موئے اور پنجہ پکڑ کر دوڑی
عمرو باہر بارگاہ کے نکل گیا اتفاق سے برق بھی یہان آیا تھا صرصر کو دیکھکر چھپ رہا
جب یہ قریب آئی برق نے کمند ماری کہ وہ اُلجھ کر گری اُسنے بیہوش کرکے درخت
پر چڑھکر باندھ دیا عمرو نے کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ سب کھیل بگاڑتی تھی حاصل یہ کہ
برق صورت مثل صرصر کے بناکر بارگاہ مین گیا مگر ابریق وزیر نے حیرت سے کہا کہ یہ
صرصر نہین ہے حیرت نے سحر کرکے برق کو بھی پکڑ لیا اور ایسا سحر کیا کہ رنگ عیاری
چھوٹ گیا اصل صورت نکل آئی اسکو بھی برابر عشاق کے زیر تیغ بٹھایا یہ دونون جوع
قلب سے دعا درگاہ خدا مین کرنے لگے کہ اے دافع البلیات ہمین رہائی دے کہ بیت

ہمہ زیر دستیم و فرمان پذیر	توئی یاوری دہ توئی دستگیر

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا یعنے دو مہنت کالون مین کنڈل ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے شکلین کالی ہیئت نرالی بارگاہ مین آئے حیرت کو بلاکر کے ایک رقعہ دیا اُسنے خط پہچاناکہ افراسیاب کے ہاتھ کا لکھا ہی مضمون یہ تھاکہ کتاب سامری دیکھکر معلوم ہواکہ تمنے عشاق و برق کو مقید کیا ہی ان مہنتون کے ہمراہ ہمارے پاس انکوبھیجدو حیرت خط تحریر شوہر پہچان چکی تھی بے تامل سحر اپنا دفع کر کے انکو حوالے کیا عمرو و قران مہنت بنکر آئے تھے جب باہر آئے نعرہ کر کے بھاگے اور عشاق اُڑ کے بارگاہ مین آیا حیرت نعرہ سُنکر غمگین ہوئی اور بزور سحر دریافت کیا کہ صرصر درخت سے بندھی بیہوش ہی اُسکو کھلوایا ادھر عشاق نے عمرو سے کہاکہ خواجہ تمنے مجھپر احسان کیا یہ کہکر بہت کچھ زر و جواہر توڑے روپے اشرفی کے پیش کیئے عمرو نے کہا وہ انگوٹھی اور کڑا جو آپ نے دینے کو کہا تھا عنایت فرمایئے اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک صندوقچہ لائے اُسنے اُسکو کھولکر انگوٹھی اور کڑا نکالا نگینہ انگشتری کا آفتاب کی طرح چمکتا تھا غرضکہ وہ حوالے عمرو کے کرکے کہاکہ تم ہر ساحر پہ فتحیاب ہوگے اور کسی کا سحر تمپر تاثیر نکریگا اور یہ انگوٹھی مثل انگشتری جمشید ہی در صفت اُسکی بہت ہی تمکو خود حال ظاہر ہوگا اب مین بھی جاتا ہون اور تمھین بھی چاہیے کہ سمت کوکب جاؤ اور اُسکو اپنا شریک کرو عمرو اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہواکہ مین جاتا ہون یہ خبر مخمور نے سُنی جس طرح بیٹھی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی کہ خواجہ مین تمھارے ساتھ ہون ان تمام ہنگامون مین وہ رات تمام ہوئی یعنے درج سیاہ شب سے لعل آبدار خورشید جوہری روزگار نے نکالا اور بازار انجم برخاست ہواکہ بمقتضائے **نظم**

برآسودہ تا صبحدم بردمید
ملک بارگہ سوے صحرا کشید
سپیدی شد اندر سیاہی پدید
عنان راہ را داد و منزل برید

یعنے صبح کو ہر ایک سے ملکر مخمور کو ہمراہ لے کے عمرو سمت **کوکب** روانہ ہوا اب یہ دونون تو جاتے ہین اور لشکر دونون جانب کے آمادۂ جدال و قتال ہین لیکن خاکسار اس جلد کو ختم کرتا ہی انشاء اللہ بقید حیات مستعار اور فرط شوق ناظرین فسانہ عالی تبار جلد ثانی بھی لکھے گا سرسری مین اس جلد کو عجلت مین حقیر نے لکھا ہی منشی گری کا دعوے نہین کیا ہی پس میری غلطیون پر نظر نہ فرمائین اور مجکو دعاے خیر دین

آغاز جلد دوم طلسم ہوش ربا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون حمد خلاق نہ آسمان ۔ خدا ہے طلسمات کون و مکان
وہ اک کلمۂ کن مین باندھا طلسم ۔ ہر اک شکل کو دیدیا اُسنے جسم
نہین کوئی دنیا مین اسکا نظیر ۔ محیطٌ علیٰ کل شئی قدیر
وزیر اسکے ہین سرورِ انبیا ۔ جناب رسول احمد مجتبا
جنھون نے کیا کفر کا سحر دور ۔ ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور
درود اُن پر اور اُن کی اولاد پر ۔ اور اصحاب اُنکے جو تھے خوش سیر

بعد حمد و نعت یہ بے بضاعت و ہیچمدان یعنی جاہ بے سر و سامان بخدمت ناظرین فسانہ عرض رساہی کہ جلد اول مین یہانتک بیان کیا گیا ہی کہ عشاق چپکیل کا پاس مہرخ کے آیا اُسکو صرصر شمشیر زن عیارہ پکڑ لیگئی لیکن عیارون نے اسکو جاکر رہا کیا جب وہ لشکر مین آیا و عمرو کو اُسنے انگوٹھی اور ایک کڑا دیا اور سعدہ انگوٹھی اور کڑا لیکر ہمراہ محمود مرغ خشم سمت طلسم نور افشان بہر ملاقات کوکب روشن ضمیر روانہ ہوا تھی بجلد اسی مقام سے یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہی ہر شخص کی نظر اس تسلسل پر رہے کہ عشاق لشکر مہرخ مین ہی اور لشکر اسی طرح حیرت کے مقابلے مین اترا ہوا ہی اور لقا کے مقابلہ مین قلعہ کوہ عقیق پر امیر حمزہ ٹھہرے ہوئے ہین اور شہزادہ بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم مین آئے تھے وہ بھی مع اپنے سردارون کے اور ملکہ مہجبین الماس پوش کے گنبد نور پر قید ہین اور شہزادہ قاسم کا سر کٹ گیا ہی اور شہزادہ ایرج کو بچہ الطف کر سمت طلسم آئینہ لے گیا ہی ان سب داستانون کا بیان اپنے اپنے مقام پر آئیگا انشاءاللہ تعالیٰ و ما توفیقی الا باللہ حسبنا اللہ نعم المولیٰ و نعم الوکیل

داستان دلستان روانہ ہونا شہنشاہِ عیاران عالم عمرو بن اُمیہ ضُمری کا سمت کوکب روشن ضمیر اور روکنا افراسیاب کا راہ مین ساحرون کو بھیجکر اور مارے جانا اُن ساحرون کا ہاتھ سے عمرو کے اور بھیجنا افراسیاب کا ساحرون کو بہر امداد لقا اور جنگ کرنا اُن کا امیر حمزہ سے اور لڑنا حیرت کا ساحرون کی مدد پہ ملکہ مہرخ سحر چشم سے اور عیاریان ہونا عیار بچیون اور سب عیارون سے۔ لمؤلفہ

کدھر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا
دوبارہ مجھے ساغر مے پلا

شکایت نہ کر میری دوری کی تو
نہین بس مرا چرخ کی ہے یہ خو

ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہے
جفا پیشہ و صاحب جور ہے

یہ کرتا ہے بلبل کو گل سے جدا
یہ رندون کو کرتا ہے مُل سے جدا

قسم شیشۂ دل کی ہے ساقیا
مئے یاد سے تیری جو ہے بھرا

کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب
زیادہ نہین تیری دوری کی تاب

تری چشم فتان کا قربان ہون
ترے میکدے کا مین مہمان ہون

ہوا پھر ہون خدمت مین حاضر شتاب
مگر مے کے دینے سے تو اجتناب

بہار چمن کا نیا رنگ ہے
ترانے مین بلبل کے آہنگ ہے

کھڑے جھومتے ہین نہال چمن
ہر اک پھول کی ہے انوکھی پھبن

نہ اسوقت مین ساقیا مجکو بھول
کٹورے مین گل کے پلا بھر کے پھول

کہ دل میرا آئینہ سان صاف ہو
کدورت کو تو آب آتش سے دھو

وہ دے مجکو اے میرے ساقی شراب
صفا مین ہو جو صورت آفتاب

رہون نشہ مین آج مست غرور
لب جام سے لب نہون میرے دور

وہ محفل مین پیمانہ گردش دکھائے
کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے

پیون ساتھ کوکب کے جاکر شراب
کہ جلکر کباب ہوئے افراسیاب

مرے ساقیا آج یاد شہ بخیر
وہ مے دے کہ دکھلا دون عالم کی سیر

ہے مخمور سی ساتھ میرے پری
نہین لطف سے بزم خالی مری

لنڈھادے مرے ساقیا خم کے خم
کہ اپنی خودی سے مین ہو جاؤن گم

مگر ہوش ایسے ہون باقی مرے
پئے فکر دشمن اُٹھون جھوم کے

رہے جوش پر میری طبع روان
طلسمی لکھون اُس جنگ کی داستان

ورق پر گل تر کے انشا کرون
ہراک جبل دل کو شیدا کرون

نگارندۂ نقش این داستان
چنین مے نگارد زکلک بیان

سیاحان اقلیم سخنوری و رہبردان منازل انشاگری مسافران بادیۂ ظلمات وسیاحان جادۂ پرُآفات اس وادی ناپید اکنار مین بخیطر ہو کر اس طرح قدم زن ہین مورد صد آفات و محن ہین کہ جب آفتاب عالمتاب آسمان عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت ان دونون کی مہرخ و بہار وغیرہ سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلائے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریائے اشک بہا دیا سحاب جوش گریہ سے جل تھل بھرا بیقراری سے طوفان اٹھایا حالت اضطراب مین ہر ایک یہ زبان پر لایا نظم

ساقی سے نہ تن مین اور نہ تن کو چھوڑ سکتی ہے
مری جان آکے آنکھون مین کسی کی راہ تکتی ہے

تسلسل اشک ہو شان کا ہی گویا بارش باران
فغان دل ہی رعد اور آہ کی بجلی چمکتی ہے

آخر کار اس حال زار کو دیکھ کر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ ہمیں مسافرون کے پیچھے رونا بُرا ہی چاہیے کہ سنگ جبر برائے چندروز دل پر رکھکر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین اٹھاؤ کہ وہ انکو بامراد دیکھر تم سے ملائے رنج دوری مٹائے اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کار صبر کیا اور انتظام لشکر مین مصروف ہوا ادھر حیرت جادو نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمرو کا سمت کوکب دریافت کرکے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز نامہ بھیجنے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادۂ شاہ جادوان اسکے زانو پر آبیٹھا اسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ ابھی جنگ آغاز نہ کرنا جب مین آؤن اسوقت لڑنا اس مضمون کو پڑھکر اپنا نامہ بھی اسی طائر سحر کی گردن مین باندھدیا وہ طائر اڑکر افراسیاب پاس آیا اُسنے نامہ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہوکر چھوٹ گیا اور عمرو سمت کوکب گیا بس یہ دریافت کرتے ہی دربار مین جو ساحر کہ حاضر تھے انسے ارشاد کیا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہی جو عمرو کو اثنائے راہ مین جاکرکے گرفتار کرے اور منزل مقصود تک پہونچنے نہ دے ایک ساحر نشواط جادو نام حسب ارشاد شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہی اور اس فسادی کو قید کرکے لاتا ہی بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو مین حیرت پاس تم کو بھیجونگا اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کراؤنگا یہ کہکر کچھ اسما سحر پڑھکر دستک دی فوراً ابر دی ہوا گھٹا چھاگئی آندھی زور و شور سے آئی اور لکۂ ابر پہ ایک ساحر کہ منظر سوار ہو کر ظاہر ہوا اور اتر کے روبروے شاہ طلسم آیا باادب تمام مراسم آداب و سلام بجالایا بادشاہ ساحر نے اس سے فرمایا کہ اے صبای جادو تم جاؤ اور عمرو و مخمور کو کوکب پاس جاتے ہین ابھی میری حد مین ہین

انکو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ یہ حکم سنکر صبای جادو تسلیم کرکے اپنے ابر پر بیٹھکر روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہو گیا اور نشتواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہو گیا اسوقت اسکو لیکر آپ بھی غائب ہو گیا بعد لمحہ بھر کے نشتواط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختون کا ہے اور ایک تالاب آب صاف سے بھرا ہوا اسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہون یہ دیکھکر اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ مجکو کہان لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اس تالاب مین میرے ہمراہ کو دپڑ دیہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کودے اور بہا و پر غلطان و پیچان دونون چلے گئے پھر تہ پر پاؤن لگا اور آنکھ کھولکر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار مین اپنے تئین پایا ہوا وہان کی رشک دم عیسی تھی جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی درخت ہر ایک زر گل سے نہال تھا ثمر و غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا عشق پیچان اور کوڑیالے اور بیلدار پھولونکے درخت کی بیلین بہاڑونکے سر سے لٹکتی تھین مشاطۂ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اسکی لڑیان جھلکتی تھین ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمت بیحساب کا اس دشت بہار آگین پر سایا تھا کہ بقول مولف

گلون کی تھی صحرا مین ایسی چمک — کہ ہون جیسے تارے بروے فلک
شگوفے تھے کھولے ہوے عطردان — صبا عطر افشان تھی ہر سو روان
لدے گھنگرو ون کی طرح تھے شجر — جھکے بار اثمار سے سر بسر
اگر جعد سنبل تھا یون تاب دار — کہ پر پیچ ہو جس طرح زلف یار
شگوفے نہ تھے بر سر شاخسار — شہ گل کا افسر تھا گوہر نگار
جو لہراتی تھی نہر مین پڑکے دھوپ — تھا آبی دوپٹے مین گچکے کا روپ

غرض اس بیشۂ فرحت بخش کے ایک خیمہ بصد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا جسپر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا ہر نگیرہ اسکا سلک مروارید تھا عمدگی مین دیدنی تھا نہ شنیدنی تھا ریسمانین کلابتون کی تھین طنابین اون کی تھین ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی سورج کی آنکھ کا تماشہ دیکھنے کو اسپر جھکی تھی جگمگاہٹ اسکی چشم مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کواکب فلک کو تیرہ کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا مسندین پر تکلف لگی تھین شیشہ آلات سجا تھا کہ لمولفہ

عجب اس کی خوبی عجب اس کی شان — وہ خیمہ جواہر کی گویا تھی کان
زمین اس جگہ کی تھی بلور کی — بچھی مسندین ایسی تھین نور کی
ہر اک [illegible] رشک چرخ برین — قنادیل انجم سے بڑھکر کہین

چار سو عورت نازنین [illegible] ایسین جلوہ گر تھین حسین مین بہتر از خورشید انور تھین صورت انکی اگر زہرہ [illegible] دیکھتی ہاروت وار چاہ عشق مین مقید ہوتی بلکہ جیتی پھر پانی نہ [illegible] لمولفہ

شوخ چنچل بلاے [illegible] دوران — [illegible] عشاق کی تھی [illegible] جان

ان کا مارا نہ مانگتا پانی — حسن میں تھیں وہ یوسف ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز داند از بہر استقبال آئی گردن پے تسلیم سب نے جھکائی شاہ
ساحران نے ارشاد کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ حیلہ وعذر نہ کرو پریون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا
ہر چند گوارا نہیں لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہیں یہ کہکر وہ سب غائب ہوئین اور ایک طاؤس بہت
بڑا ہمسر طائر نسر آسمان روبروے شاہ جادوان لائین شہنشاہ نے نشواط کا ہاتھ پکڑکے طاؤس پر سوار کیا
اور فرمایا کہ یہ تجکو دم بھر مین تیری دار السلطنت مین لیجائے گا اور وہان سے جب کارسازی لشکر کرکے
اسپر سوار ہوگا تو یہ فوج مین حیرت کی پہونچا دیگا اسی پر سوار ہوکر دشمنون سے مقابلہ کرنا تجکو ہر آفت سے جمشید
بچائیگا کسی کا سحر تجپر کارگر نہ ہوگا کوئی حیلہ پیش نہ جائیگا نشواط نے یہ سنکر تسلیم کی اور اپنی راہ لی طاؤس لیکر
اسکو اڑا دم بھر مین شہر نشاط جو اسکا تختگاہ ہے نظر آیا طاؤس وہان پہونچکر ٹھہرا یہ اترکر داخل قلعہ
ہوا افسران لشکران ساحران نامور کو بلاکر حکم بادشاہ طلسم سنایا اسی دم نفیر سحر بجی لشکر مین قرنا پھنکی
چالیس ہزار ساحر تیار ہوے سواریون پر چڑھکر ساحر کے ہمراہ چلے یہ بھی طاؤس پر چڑھکر سب کے آگے ہوئی
باجے جنگی بجنے لگے ساحر جمشید وسامری کا دم بھرنے لگے زال اڑاتے گوگل جلاتے چلے مؤلف

مہابت تھی چہرون سے ان کے عیان — ہر اک سامری وقت تھا بیگمان
کوئی اژدہے کو اڑا کر چلا — کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا
کسی کو یہ دعوائے جادوگری — مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر باین کر و فر اس طرف سے روانہ ہوا ہے لیکن حال لشکر فرخ اول سننا چاہیے کہ بعد روانگی خواجہ
عمر وجب رنج سے سب نے فرصت پائی عیار بہر عیاری لشکر حیرت مین گئے اور ہر سمت صورت بدلکر پھرنے
لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سرداران فوج حیرت مین سے اپنے مقام سے اٹھکر بارگاہ
ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے اثنا راہ مین جاکر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہان
جاتے ہین اسنے جواب دیا کہ دربار مین برق نے کہا مین ابھی دربار سے آتا ہون ملکہ نے خفا ہوکر آپکی
نسبت ایسا حکم دیا ہے کہ مین عرض نہین کرسکتا اتنا جانتا ہون کہ آپ وہان گئے اور دشمنون کیلیے بیعزتی
کا سامنا ہوا شہاب اس خبر وحشت اثر کو سنکر گھبرایا اور باصرار مستفسر ہوا کہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ
کیا ماجرا ہے اسنے کہا یہ راز بادشاہون کے پنہان ہین اگر سب کے سامنے بیان کرون معرض عتاب شاہی
ہون مین بھی نکالا جاؤن آپکو اگر دریافت حال کرنا ہے الگ تنہائی مین تشریف لیچلیے وہان سب کیفیت سنیے
شہاب یہ سنکر گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑکر ایک گوشے مین لایا اور خادم خدمتگار وغیرہ سب کو
وہان آنے سے منع کردیا تھین دیکر حال پوچھنے لگا برق نے باتین کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی ایسکے منھ پر مارا
کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا از بسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی ادھر آتا تھا ملازمان شہاب

منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے میان کی ممانعت ہے برق کو خوب موقع ملا دمین ٹھہر کر صورت اپنی شکل
شہاب بنائی رنگ و روغن عیاری لگا کر اور اسکا پیراہن لیکر پہنا پھر کسی نشیب مین اسکو بیہوش
کرکے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھکر ڈالدیا اور آپ وہان سے کہتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجکو الگ لیگیا تھا یہ
حرامزادہ عیار تھا جب مین نے اسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا ہوا اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ
حیرت مین آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کسی طرح قابو پاکر اہل دربار کو بیہوش
کرون اسی فکر مین تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے ملکہ کے آئے اور انسان کی صورت غلطک مار کر بنے دعاد
ثنائے شاہی بجالاکر عرض پیرا ہوئے کہ نشواط جادو نام فرستادہ شہنشاہ عالیمقام برای تنبیہ بدسگالان دولت
داخل لشکر ہوا چاہتے ہین یہ کہکر طائر بنکر پھر پرواز کرگئے مگر حیرت نے یہ خبر سنکر سردارون کو حکم دیا کہ جاؤ
اور استقبال کرکے اسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام پاکیزہ اور جائے راحت بخش مین اترواؤ سب سردار
حسب ارشاد ملکہ اٹھکر روانہ ہوئے شہاب نقلی یعنی برق بھی اُنکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہانتک کہ
نشواط سے جاکر ملاقی ہوا وہ بھی طاؤس سے اُترکر ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج سب کا پوچھا باتین کرتا ہوا
بارگاہ مین آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی اور خلعت فاخرہ عنایت ہوا مقام برتر پر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ
بیٹھا برق اُسکے پاس جا بیٹھا اور باتین ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب
سادہ پلاتا تھا اور چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر حیرت مین بہت عورتین نازک بدن ایسی ہین کہ مجکو گلوریان
بھیجتی ہین اور مجھپر مائل و مبتلا ہین وہ ایک سے بھی ملاقات کرادونگا اور وہ سب اپنے اپنے ملک و مال سے
تمکو نفع پہونچادینگی کوئی کوڑی آپکی خرچ نہ ہوگی یہ سنکر نشواط بہت خوش ہوا کہ عورتین حسین اور مالدار
ملتی ہین اب خوب آرام سے گذرے گی حاصل مرام ایسی فریب آمیز باتین سنکر نشواط اُسکا مطیع ہوگیا
اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا اس عرصے مین بارگاہ اسکے لیے حسب الحکم ملکہ آراستہ
ہوئی ملکہ نے کہا اے نشواط ہمنے دربار معاف کیا تم تھکے ماندے آئے ہو ہم نے دربار تمھارا معاف کیا جاؤ
آرام کرو نشواط نے اُٹھکر سلام کیا اور شہاب نقلی سے کہا آؤ ہماری بارگاہ مین چلکر ذرا تم بھی بیٹھو
ہمارا جی بہلیگا ملکہ نے اسکی خاطر سے شہاب کو بھی اجازت دی یہ بھی اسکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ڈالے باتین
کرتا ہوا روانہ ہوا اور جب اندر بارگاہ کے آئے شہاب نے کہا ملازمون کو ہٹا دیجیے تو کسی معشوق کو آپکے
لیے طلب کرون اُسنے سب نوکرون کو باہر نکالدیا جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا ایک بات مین آپکے
کان مین کہونگا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد ایسا نہ ہو کوئی سن لے یہ کہکر پاس آیا نشواط نے کان بات سننے
کو لگایا اسنے ایک طمانچہ مارا کہ حرامزادے ہم ہین برق فرنگی ازبسکہ ہاتھ آغشتہ بروغن بیہوشی تھا نشواط
طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا اور چاہتا تھا کہ اسکا سر کاٹے چونکہ
طاؤس طلسم پر چڑھکر آیا تھا یہ ساحران زبردست مین سے تھا جیسے ہی برق نے سر کاٹنا چاہا ویسے ہی دو

پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشتواط کو مع برق کے اٹھایا یعنی جس طرح یہ
چھاتی پر سوار تھا اسی طرح رہنے دیا اور لیکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریوں نے دیکھا نشتواط چت پڑا ہے
اور شہاب اوسکی چھاتی پر چڑھا ہے پنجے لپٹے ہوئے لیے جاتے ہیں یہ ماجرا دیکھکر لشکر میں ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب
شور کرتے ہوئے لینا لینا کہتے پنجوں کے ساتھ ہوئے حیرت غل سنکر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اس
ہیئت سے سامنے ان دونوں کو لائے اور پہونچا کر غائب ہو گئے حیرت کو بھی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی
اور کہا کہ اے شہاب یہ تجکو کیا ہوا ہے جو اسکی چھاتی پر چڑھا ہے اتنے تیرا کیا ہے برق نے کہا مجھے نہیں معلوم
کہ کسنے مجکو اسکی چھاتی پر بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ میں دیدیا حیرت نے کہا کچھ سحر پڑھنے میں تم دونوں کے فرق
پڑ گیا کوئی سحر شاید اُلٹ گیا اچھا سینے پر سے اسکے اترو برق چھاتی پر سے اتر کر الگ کھڑا ہو گیا حیرت نے
پانی چھڑک کر نشتواط کو ہوشیار کیا برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کر کے اسکا یار بنے لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ
بھی لشکریوں کا غل سنکر جنگل میں تھی دوڑ کر لشکر میں آئی اور سارا ماجرا دریافت کر کے بارگاہ میں گئی حیرت کو سلام
کر کے برق کو بغور دیکھکر پہچانا اور گویا ہوئی کہ اے موڑی کاٹے تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار
ہی ڈالا ہوتا اس کلام سے صرصر کے حیرت بھی سمجھی کہ یہ عیار ہے پکاری کہ لینا اسکو ناقوس جادو نام ایک ساحر
برق کے قریب تھا اسنے چاہا کہ میں لپٹ جاؤں برق خنجر کھینچ کر کھڑا ہی تھا اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس
کا کٹ گیا اور شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا صرصر خنجر پکڑ کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے لیکن
برق پر اس گھبراہٹ میں کسی نے سحر نہیں کیا یہ جست کر کے اسی تاریکی میں بارگاہ سے نکل کر دور بھاگا ہر چند ساحر
پیچھے دوڑے مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائیں برق راہ کترا کر لشکر
سے نکل گیا اور اپنے لشکر میں آیا ادھر جب وہ تاریکی دور ہوئی حیرت نے شہاب ہی کی تلاش کی اسکے نوکروں سے
پوچھا کہ جلاد کے یہ کیا ماجرا ہے وہ سب عرض رسا ہوئے کہ ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے میں گئے پھر
وہ ساحر نہ آیا خود آئے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی سچ ہو گا الحاصل اسکے سوا اور ہم کچھ نہیں جانتے
حیرت نے اسی گوشے میں تلاش کرایا جہاں ان لوگوں نے بتایا تھا واقعی شہاب کو ایک گڑھے میں بیہوش پڑا پایا
اور برہنہ پایا سامنے حیرت کے اٹھا لائے اُسنے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہو کر اپنی
جگہ پر بیٹھا اور سارا ماجرائے گذشتہ سنکر شکر ساحری بجا لایا کہ میری جان بچ گئی مگر نشتواط کے یہ عیاری دیکھکر ہوش
اُڑ گئے حیرت سے کہا اب میں کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور بارگاہ میں اکیلی نہ بیٹھونگا آپ میرے نام پر جلد
بجنے کا حکم دیجیے تاکہ ان کمبخت اونکا خاتمہ کر کے میں یہاں سے چلا جاؤں واقعی یہ آپ ہی کا کام ہے جو ایسے مقام خطرناک
میں شب و روز بسر کرتی ہیں مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہیں یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا اُٹھکر اور ہر طرف
سحر کر دیا کہ کوئی آنے نہ پائے اپنے نوکروں کو بھی ہٹا دیا یہ تو اس احتیاط سے بیٹھا لیکن حیرت دن بھر جتنا باقی تھا تامل میں
رہی جس وقت کہ شکل بخت تیرہ [illegible] تاریکی پھیلی اور خورشید جہانتاب منہ سے اتر کر بارگاہ مغرب میں

جا کر روپوش ہوا۔ مؤلف

گیا جب شہنشاہ مشرق دیار	جہان میں ہوئی تیرگی آشکار
سپہدار انجم بجاہ و حشم	بکیوان و برجیس زرین علم
ہوا زیب اورنگ چرخ برین	ہمی بزم کوکب بصد زیب و زین

حیرت نے بہر نواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارۂ جنگی بجایا شور و فساد اٹھانے کا بہادروں کو جگر طلا دلایا فتنۂ خوابیدہ کو جگایا عیار رو جواسیس لشکر مہرخ دوان دوان خدمت ملکہ مہرخ عالی شان میں حاضر ہوئے اور سر عجز جھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثنا شاہی اسلوب بصد ادب بجا لائے کہ مؤلف۔

فلک مرتبت شاہ فرخندہ پے	زمین تیرے محکوم کیسر رہے دستگا
فلک حکم بردار تیرا رہے	عدو تیرا رنج و الم میں پھنسے

استواط کے آنے سے حیرت نے طبل جنگ بجایا ہے کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے یہ کہکر دوبارہ خبر لینے کو روانہ ہوئے مہرخ نے یہ خبر سنتے ہی نفیر سحر بجائی طبل رزم پر بہادروں نے چوب لگائی دونوں طرف سے شور محشر بلند ہوا زمانہ رستخیز قیامت زا قریب آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار درست کر کے منچلا پن دکھانے لگے دربار دربار حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا سردار خیموں میں آکر آلات حرب تیار کرنے لگے۔ مؤلف

جہان میں قیامت ہوئی آشکار	کہ لی امن نے وان سے راہ فرار
رہا رات بھر یوں ہی سامان جنگ	سحر گہ اڑا جب کہ ظلمت کا رنگ
ہوا مہر گردون پہ پھر جلوہ گر	سو رزم گہ پھر چلے کینہ ور
بہادر ہوئے عازم رزمگاہ	ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جسوقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ میں بلند ہوا عازم جنگاہ ہر ایک رجمند ہوا لشکر دونوں طرف سے وادی مصاف میں آئے بادشاہ دونوں لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے نوبت و نقارے بجنے لگے سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوئے ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہائے آتشین اڑتے ہوئے نظر آئے میدان قتال بہادروں سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج تمام رہ گیا اور سر گیا علمداروں نے پھریرے علموں کے کھولے ساحروں کے پرے جم گئے بیلداروں نے زمین ہموار کر دی سقوں نے آبشار کر کے خاک بٹھائی صف آراؤں نے صفوف لشکر ترتیب دیں فوجیں مرنے پر تل گئیں نقیب مذمت دنیائے فانی سنا کر بہادروں کو پکارے کہ اے نامورو ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا ضرور ہے انجام کو ہر ایک کا ٹھکانا گور ہی ہے چاہیے کہ لڑ کر مر جاؤ اور اپنا نام کر جاؤ۔ مؤلف

نہیں آج دارا کا نام و نشان	سکندر کی باقی نہیں عز و شان
نہ رستم نہ بہمن نہ کاؤس ہے	فرامرز جنگی ہے نہ طوس ہے

نہ گودرز کا کچھ ہے باقی پتا
اگر چاہیے کچھ نہین نام و ننگ
بغیر از مرے یا سنے شہنامہ مین

جو انوذر اغور کی ہے یہ جا
تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ
جادو قدم کو پلٹنا نہین

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحرون سے میدان مین آکر ٹھہرا تھا سامنے حیرت کے
آکر اجازت خواہ ہوا اُسنے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت مین دیا یہ طاؤس طلسم پر سوار تھا اسکو اڑا کر
بیچ میدان مین پہونچا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آگ پتھر سانپ بچھو ابر سے برسانے لگا جب اپنی
شان و شوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہے میرے سامنے دیکھیے کس کی شامت آئے اور جان پر
آبنے یہ نہیب سنکر عشاق چچا شکیل نے قصد رزمگاہ کیا مگر اسکا ایک سردار ہیرا اژدر چشم جادو اُس نے
بجانے دیا اور خود بہر مقابلہ نکلا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور طالب ضرب ہوا نشواط نے
ایک ناریل سحر پڑھکر اسپر لگایا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہوکر زمین مین سما گیا اور آپ بھی
ایک نارنج مارا نشواط نے بھی سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے نارنج پکڑ لیا اسوقت یہ بہادر تلوار سحر
کی کھینچکر جا پڑا نشواط نے اسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ بجلی بنکر سر پر گری اور اژدر چشم کے
خرمن جان کو جلاتی ہوئی زمین مین سما گئی شور اسکے مرنے سے بلند ہوا ہر غل مچانے لگے لیکن نشواط نے پھر
نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج کا اُسکے مقابل آیا اسنے اسکو بھی قتل
کیا اسی طرح دس ساحر نامی و نامور اسکے ہاتھ سے سیاح گلشن جنان ہوے اسوقت خود عشاق
میدان کی طرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور ایک ساحر سیہ فام جھولا
گلے مین ڈالے بت گینے اور ہاتھون مین باندھے گھو رچندن کے تمام جسم مین لگائے صحرا کی طرف سے
پیدا ہوا اور لشکر مین پہونچکر نعرہ مارا کہ ستم پہلوان قدرت سامری ایسا نعرہ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحرونکے
تھرا گئے اور وہ ساحر نشواط آیا اسوقت عشاق نے ایک ناریل چرخ دیکر نشواط پر لگایا نشواط
اس ناریل کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو رد کردن اتنی نگاہ چوکنے سے اس ساحر نے جو جنگل سے
آیا تھا چمک کر تیغہ مارا کہ سر نشواط کا شق ہو گیا اور طاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا مگر ایک غبار سا
اٹھکر رہگیا شور اسکے مرنے سے بلند ہوا اسوقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور اُسنے افسران فوج کو للکارا
کہ لینا اسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے اور ایک طرف سے لشکر حیرت آپڑا
ادھر سے لشکر ملکہ مہرخ بہر حمایت مہتر قران کہ یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑھا جنگ
مغلوبہ آغاز ہوا دو دریاے لشکر موج مار کر باہم مل گئے شمشیر کی دھار رواں ہوئی تیرون کی بوچھار ہونے
لگی گھٹا کی طرح فوج گھر آئی خون کے دونگڑے برسنے لگے آب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات طوفانی ہوئی
[illegible] لگے نارنج ترنج چلے شعلہاے آتش [illegible] دم بھر مین لاش پر لاش گر گئی متاع

نقد جان لٹ گئی دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی

علی مرمر تیغ سوسن وہان ۔۔۔ گرے کٹ کے سر مثل برگ خزان
کسی سمت کو شور کرتے تھے میر ۔۔۔ کسی جا بپا نعرۂ دار و گیر
کہین ہار اور سوئیان گرتی تھین ۔۔۔ کہین سحر کی بوندیان پڑتی تھین
کہین بجلیان سحر کی شعلہ خیز ۔۔۔ امان کو نہ ملتی تھی راہ گریز

نشواط کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین کے مقام فرودگاہ پر آکے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے مہرخ نے لاشہ ہاے مقتولان اٹھوا کر اپنی جانب کی دفن کرائین ادھر حیرت نے لاش نشواط کی اُٹھا منگائی اور اپنے آئین کے موافق دفن کرنا چاہا اُسوقت نشواط اٹھ بیٹھا اور گویا ہوا اے ملکہ طاؤس طلسم پر سوا ہو کر آیا ہون کسی کے ہاتھ سے مارا نجاؤنگا وہ جو مرگیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا مین اسکو بھیجکر سحر پڑھنے گیا تھا آپ نے دیکھا نہین کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اسکے مرنے سے برپا نہین ہوا اگر مین مارا جاتا تو پھر میرے غل مچاتے جب آپنے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کرکے مین اُسکی جگہ لیٹ رہا تھا حیرت یہ ماجرا سنکر بہت خوش ہوئی اور نشواط سحر پڑھنے درۂ کوہ مین پھر چلا گیا اور وہان بیٹھکر گوگل جلایا خون خوک سے زمین لیپی اگیاری کی سحر پڑھکر کے دانے اور روئی سمت آسمان اچھالی فوراً ابر بنکر وہ روئی سمت لشکر مہرخ گئی یہان سب سردار بارگاہ مین بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی مین مصروف بعشرت تھے کہ یکایک گھٹا سر بارگاہ پر آکر چھائی ایک ساحر نے کہا اے ملکہ یہ بلی کیسی ہوئی ۔ مہرخ نے کہا ساحرون کی آمد رہتی ہی ہے یون ہی آیا جایا کرتے ہین سرخ مو نے کہا مجھے یہ ابر سحر کے معلوم ہوتے ہین غفلت کرنا چاہیے کیونکہ جسنے انکو بھیجا ہوگا بیرون سے وعدہ کیا ہوگا کہ جب کام کر آؤگے اُسوقت بھینٹ پاؤگے لہذا اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر الٹ جائے یہ کہکر اسے کارد سے اپنی ران کاٹکر ایک طشت مین خون بھر کر یہ دانسکی اور ان ابرون پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جاکر لشکر حیرت پر چھا گئی اور اسمین سے آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہ ہوا تھا کہ آفت مین مبتلا ہوا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا ہوئی ہر سمت عجب دہشت پڑ گئی نامی ساحر سحر پڑھ پڑھ کر جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک ہو رہے تھے خیمون مین آگ لگ گئی تھی بارگاہین پتھرون کے نیچے دب گئین تھین اسطرف غل سنکر نشواط اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا ادھر برستے ہوا سر حمو کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا ہنگامہ محشر بپا تھا حیرت بارگاہ سے نکلکر متحیر کھڑی تھی آفت مین پھنسی تھی سحر کی سپر سر پر سایہ فگن بعض ملکہ کے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے نیچے گرتے ہوئے پتھرون کو روکتے تھے لیکن حیرت کو یہ حیرت تھی کہ یہ سحر کیسے کیا ہے آخر خیال مین گذرا کہ شاید کہ نشواط سحر کرنے گیا ہے یہ اُسیکا کچھ جھگڑا ہے یہ سوچکر ایک پتلا سحر کا درۂ کوہ مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا کہ سارا لشکر میرا تباہ ہو گیا نشواط نے جب

پتلے سے یہ سنکر گھبرا کر حیرت پاس آیا اور یہان کی کیفیت دیکھکر بہت نادم ہوا اور دیر تک ردسحر پڑھکر ان
امیرون کو اُسنے دفعہ کیا سر خوبی اُڑکر بارگاہ مین آئی سبنے بڑی تعریف کی مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت
کیا لیکن نشواط سحر اٹھانے سے ایسا کھسیانا ہوا کہ اُسی وقت لشکر کے تیار ہونیکا حکم دیا نفیر سحر بجی جلد جلد
کمر بندی ہوئی چالیس ہزار ساحرون سے چڑھ دوڑا ہلکارون نے خبر مہرخ کو امد فوج کی پہونچائی یہ بھی اُسی
وقت معہ سرداروں کے سوار ہوئی ناگاہ نشواط لشکر پر آگرا ادھر ویسا ہی ہنگامہ گیر و دار کشیدہ کا بلند ہوا سیلاب
خون ہرست جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری ہوئی تیغنے موج دریا کی طرح لہرانے لگے جسم خون مین نہانے
لگے دریاے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا فنا کے گھاٹ پر گذر ہوا اسوقت ملکہ طاؤس جادو جسکا مطیع الاسلام ہونا
جلد اول مین بیان کیا گیا ہی مہرخ کے پاس آکر گویا ہوئی کہ نشواط طاؤس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہی یہ اسطرح
نہ مارا جائیگا اسکے ہلاک ہونیکی اور تدبیر ہی یہ کہکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکالا
اور اسی خون سے زمین کو لیپ کر سحر پڑھنے لگی کچھ عرصہ مین زمین تھرا کر شق ہوئی اور وہی چار سو پریان
جنسے افراسیاب نے طاؤس منگوایا تھا زمین سے پیدا ہوئین یہ پریان پہلے اسی ملکہ طاؤس کے سپرد تھین
جبسے یہ شریک عمرو ہوگئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھین فی الجملہ جب وہ زمین سے نکلین اسنے کہا
اے محافظان طاؤس طلسم تم اپنی بھینٹ مجھسے لو اور طاؤس کو مار دو یہ پریان تو ہمیشہ سے اسکی فرمانبردار
تھین اور انپر کوئی سردار شاہ جادوان نے دوسرا مقرر نہ کیا تھا بدستور وہ ابتک اسکو اپنا مالک جانتی
تھین اسکے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جا پڑین عین ہنگامہ جنگ مین انھون نے ترسول طاؤس پر مارا اسکے
جسم پر آگ لگ گئی اور جلگیا اور نشواط اسپر سے گرا چاہتا تھا کہ سنبھلے مہرخ لڑتی ہوئی پاس اُسکے پہونچگئی
اور تاریل سحر پھینکر مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا صدا
آئی کہ مارا مجھکو نام میرا نشواط جادو تھا اسکے مرتے ہی تو لشکر مہرخ مغلوب تھا اب غالب ہوکر لامان
حیرت کو قتل کرنے لگا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سر رونمائی مین دیے جاتے
تھے زخمون کے ہار رزم آور برائی جگر پہنتے تھے سردارون کے سر لڑائی کا ظرف تھا آب دخنجر و تیغ کی
ضربت پر لڑائی مین نقد جان ہر ایک دیتا

تیغ کے شیفتہ سر و گردن	نشاۂ مرگ پہ عجب جوبن
زخم اسطرح تن پہ تھے کاری	جامۂ جسم پر تھی گلکاری
تھا شہانہ بدن کا پیراہن	خون مین ڈوبے تھے ذبحکے دشمن

غلو اور دھکی جھنکار ساز کی آواز رقص بسملان کا وعدہ گاہ مصاف مین نیا انداز الحاصل حیرت نے
لڑائی بگڑتے دیکھکر طبل بازگشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لیکر پھر آئی اس وقت مصور و صورت نگار
نے تسکین دی کہا ای ملکہ ہر چند کہ مین تصویرین کھینچ رہا ہون اور چلہ کشی مین رہتا ہون مگر میرے نام

پر سنبل جنگ بجوادیتا اان ملکوں اون کو برباد کرون تو حیرت نے تمام ماجرا یہانکا اور ارادہ جنگ مصور لکھکر شاہ جادوان پاس ایک پیکے کے ہاتھ بھیجدیا اور آپ منتظر جواب کی بیٹھی ادھر طاؤس نے خون اپنا بیٹ میں دے کر ان پریون کو رخصت کیا اور لشکریون نے کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہوکر بخیرت تمام شغل میخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ سب تو مصروف انبساط ہین اور حیرت رنجیدہ ہے انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمرو و محمور خوش صفات کا سنیے کہ یہ دونون جب رہگزاری منزل مقصود ہوے ایک روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے گل و ریاحین سے سب جنگل مملو تھا چمنستان یاسمن دشبو تھا کہین نرگس کے تختے تھے کہین گلہاے خودرو کھلے ہوے تھے

بقول مولف

دشت تھا یا بہشت کا گلشن — سرو و سنبل پہ تھا عجب جوبن
کھل رہے تھے طرح طرح کے گل — لطف پر صحبت گل و بلبل
دشت کے بیچ مین بشوکت و شان — ایک تعمیر لاجواب مکان
ہر طرف قصر کے بنے کمرے — بیلون سے سجے ہوے کمرے
برج ایسے تھے اس جگہ تعمیر — نہ تھے برج فلک بھی انکے نظیر
فرش سب صاف دستھرا اچھا تھا — چشم حیران کا اک تماشا تھا
تھے جواہر کے یہ فرش دتعب — عرش تک ہموار تخت بچھے
جھاڑ اور ہانڈیان بلورین تھین — فی الحقیقت وہ نور آگین تھین
مال و اسباب بے قیاس اسمین — تھے جواہر کے سب گلاس اسمین
تھا مکان گو کہ رشک خلد برین — کوئی لیکن نہ پایا اس کا مکین
کرسیان میزین تھین جواہر کار — رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار
دیکھکر اس مکان کی زینت کو — ہاتھ کھولا عمرو نے غارت کو
پہلے ڈھیلا عمرو نے اک پھینکا — تاکہ ساکن یہان کا ہو پیدا
جب نہ پایا کسی کو تب بیباک — آیا اندر مکان کے وہ چالاک
جال الیاس مارکر ہر جا — نذر زنبیل سارا مال کیا

عمرو سارا اسباب لوٹکر چاہتا تھا کہ یہان سے نکلکر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحر کریہ منظر دیو پیکر بدشکل و نافرجام اڑتا ہوا آیا اور للکار کے کہا ارے دزد تو نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا مگر میرے ہاتھ سے بچکر جانا دشوار ہے سزاے بدکرداری مین جان بعذاب الیم مین گرفتار ہے یہ کہکر سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا محمور نے اسکو جب آمادہ فساد پایا عمرو کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کرکے اسکے مقابل ہوئی اسنے

ایک ناریل سحر پڑھکر مارا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور اسکا
خالی گیا اور نیچہ کھینچکر حملہ آور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اس جادوگر نے جب اپنے تئین مغلوب پایا دلمین یہ
خیال کیا کہ یہ شہزادی ہی جسپر شہنشاہ ساحران فریفتہ ہی اور سر خود دار طلسم ہی اگر کچھ دیر اور لڑیگی تو مجھکو قتل
کرڈالیگی لازم ہی کہ بہکاری اسکو گرفتار کرنا اور اپنی جان بچانا ورنہ مفت مارا جائیگا یہ سوچکر لڑتے لڑتے
تلوار پھینک کر قدم پر آگرا اور بمنت تمام دانت نکالکر گویا ہوا کہ اے ملکہ دوران یہ نہ جانتا تھا کہ آپ
مخمور سرخ چشم ہین بلکہ دزد سمجھکر مرتکب اس بے ادبی کا ہوا تھا اور ایذا رسانی پر کمر باندھے تھا اب
ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص شہنشاہ ہین ہماری مالک مال و جان ہین بس امیدوار ہون کہ اپنے
کرم سے میری خطا معاف فرمایئے اور یہان سے کلفتخانہ قریب ہی وہان تشریف لیچلیے ماحضر نوش کیجیے
مین بھی اطاعت کرونگا اور ملازمان جناب مین منسلک ہوکر تحسین آبرو پاؤنگا مولف آپکے شمع
قدم سے یہ گھر روشن ہوا کلبۂ تاریک بھی ہو وادی ایمن ہوا یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی
اور عمرو سے کہا خواجہ اسکے ساتھ چلیے عمرو نے کہا چپکے سے اے ملکہ پیشانی اسکی تاریک ہی یہ مکر سے عذر کرتا ہی
فریب دینا چاہتا ہی اسکے گھر جانا بہتر نہین مخمور نے جواب دیا کہ آپ ہی کا قول ہی کہ جو منت کرے اور اطاعت
اسلام کرنیکا اقرار کرتا ہو اسکا کہنا ماننا لازم ہی اگر برائی وہ کریگا تو کیا ہوگا خدا مالک ہی بس اب کچھ خوف
نہ فرمایئے مثل مشہور ہے کہ زندہ را میتوان زد جیسے اب زیر ہوا ہی ویسے ہی پھر زیر ہوگا عمرو یہ کلمات سنکر
چپ ہو رہا اور سوچا کہ اسکے ساتھ چلو جو کچھ وہان مال ہوگا وہ بھی لوٹینگے اور اس مکار کو بھی مارینگے
یہ سوچکر لالچ مین آیا اور بمقتضاے ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند ، مخمور کے ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر
اس بیشہ سے گزر کر ایک درہ کوہ مین لایا اور وہان سے گزر کر ایک دشت سبز و خرم مین پہونچا عمرو نے
وہان قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی مین دو چند تھا ہر ذی ہوش کے دلپسند تھا
کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آسایش و زیبایش باقی نہ رہا تھا جو وہان نہ ہوتا
وہ ساحر کہ نام اسکا تمیر جادو اس قصر مین ان دونو کو لایا دروازے کمرے کے کھولدیے مسند پر تکلف پر
بٹھایا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کیلیے کباب کی حاضر کین فواکہات کی ڈالیان سامنے لاکر
رکھین مخمور سے کہا خواجہ نوش شغل میخواری کرو عمرو نے کہا تم پیو مجکو بھی ایک آدھ جام دیدینا مخمور نے جام بھر کر
پہلے اس ساحر کو دیا اسلیے کہ مبادا اسمین زہر اسنے ملایا ہو تو اسیکا کام تمام ہو جائے جب وہ پی چکا تو اسنے
خود پینا شروع کیا یہ تو میخواری مین مصروف و متوجہ تھی اور عمرو اسجگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اس ساحر نے
دونو کو غافل پاکر سحر پڑھہ پڑھہ کر پھونکنا شروع کیا جب مخمور کو خوب نشہ ہوا بسبب اسکے سحر کے بیہوش
ہوگئی اور عمرو نے ہرچند کہ شراب نہ پی تھی اسپر بھی سحر اسکا اثر کرگیا یعنی ہاتھ پاؤن کرخت ہوگئے بے حس و حرکت
ہوگیا وہ ساحر ان دونو کو اٹھا کر سمت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقا اس مکان اول تک جسکو عمرو نے

حقارت کیا یہ پہونچا ہوگا کہ اُدھر سے صبائے جادو فرستادۂ افراسیاب جو بہر گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا آتا تھا
اُس نے دیکھا کہ ایک ساحر عمرو اور محمور کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ حال دیکھکر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تم نے
بڑا کام کیا کہ اس مفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لائے لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم پاس لیجاؤن وہ انکی تلاش مین
ہین اور مجھے خاصکر اسی کام کے لیے بھیجا تھا کہ انکو پکڑ لیجاؤن اس ساحر نے جب یہ کیفیت سنی اور معلوم کیا کہ
شہنشاہ ساحران کو بہت انکی تلاش و جستجو ہے گویا ہوا کہ کیا خوب کہ کوئی محنت کرے اور کوئی مزے اُڑائے
میرے صاحب آپ کون لیجانیوالے ہین مین خود کیا راستہ نہین جانتا بادشاہ تک پہونچ نہین سکتا
ہون انکو شاہ کے روبرو لیجاؤنگا انعام وافر پاؤنگا خیر خواہ کہلاؤنگا صبای جادو نے اس گفتگو کو سنکر
پہلے منت بہت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرمونکو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار نہ ہوسکے
خالی پھر آیا پس ہم تم آپسمین ایک ہین ہماری حقارت دیکی مین تمھاری ذلت و مذلت ہے بہتر یہی ہے کہ مجھی کو
لیجانے دو اسمین کرنہ کرو ورنہ تمھارے لیے اچھا نہ ہوگا اس ساحر نے کہا واہ خوب آپ سبق پڑھایا بھلا
صاحب تمھارے لیجانے مین تو حقارت ہے اور میری کیسی ذلت ہوگی کہ سب کہینگے یہ ایسا بودا تھا کہ قیدیونکو
چھنوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تم نے کہا کہ اچھا نہ ہوگا تو اچھا کیا نہ ہوگا مین کچھ ایسا علو اہون جو مجکو دھمکاتا ہے جا اپنا کام
کر مین نے ایسے نفرے بہت دیکھے ہین تم ایسے بہتونکو مین چرا چکا ہون صبائے جادو نے جب دیکھا کہ
یہ منت سے نہ مانیگا اور سخت کلامی کرتا ہے بس بتعضب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبان پر
لایا پکارا کہ اے اجل گرفتہ سنبھل دیکھون تو کیسے نہین دیتا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون دیکھتا ہون
کہ کیونکر تو لے لیتا ہے بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا اسنے یہ سنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا وہ نارنج اسکے سینے پر
جا کر بیٹھا اور آگ کے شعلے نکلکر جسم مین پیٹے اس ساحر نے درجواب اس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھکر
پھونکا کہ ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر برسا وہ آگ بالکل بجھ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا اسنے بھی ایسا سحر
پڑھکر اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین مین سما گیا اور پنجہ سحر کھینچکر اُسپر جا پڑا اسنے وار اسکے روکنا
شروع کیے یہانتک کہ ایکبار صبای جادو پنجہ برق بنکر ہوا اسکے سر پر گرا ہرچند اسنے روکا مگر نہ رک سکا
وہ بجلی اسکو کاٹ کر زمین مین اُتر گئی وہ دو پرکالے ہوکر وہ گرا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ عرصہ کے صدا
آئی کہ مارا مجکو نام میرا التمیر جادو تھا بعد بر طرف ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدیونکو لیکر روانہ ہو مگر
اس ساحر کے مرنے سے محمور و عمرو پر سے سحر اسکا باطل ہوگیا تھا اور یہ دونون ہوشیار ہو گئے تھے محمور سنبھلی
اور چمک کر اُٹھی تھی کہ صبا نے کہا اے محمور چل مین تیری خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دونگا محمور
نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم مادر بخطا کیا میری خطا معاف کریگا اور اے بیحیا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ
بچیگا اسکو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور نارنج سحر پڑھکر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی اسکے
بڑھی صبا نے پنجہ کھینچکر اسپر بھی آگرایہ بھی تلوار پکڑ کر مقابل برابر سے دکھلیاں تیغ کی کو مدکونہ کر گرتے تھے لگین مولف

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد	مقابل ہوئے تھے بہم نحس و سعد
نہ اسکو ظفر تھی نہ اس کو خبر	نہ پرواے جان کچھ نہ مرنیکا ڈر

صبا لڑنے مین اس سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اسکو جہنم بھیجے مگر اسنے جب اپنے تئین مغلوب دیکھا فوراً جھولی
سے خاک قبر تیشہ نکالکر اڑائی وہ مخمور پر پڑی بیہوش ہوگئی عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑکر صبا کے
قدم پر گرا اور بمنت تمام گویا ہوا کہ یہ عورت ناقص العقل تھی ہرچند آپنے فہمائش کی مگر اسنے سمجھانا آپکا نہ مانا آخر
اپنی سزا کو پہونچی مگر مین امیدوار ہون کہ آپ میری خطا شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے مجکو خوب ثابت
ہوگیا کہ بادشاہ طلسم سے مخالف ہوکر کوئی زندہ نہین رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہے کہ جسکے مطیع آپ ایسے ساحران
نامور ہین صبا یہ باتین سنکر خوش ہوا اور بازبسکہ شاہ کے پاس لیجانا چاہتا ہی تھا عمرو کے منت گزار ہونے سے بغیر
گرفتار کیے ساتھ لے لیا عمرو نے اثنائے راہ مین قابو پاکر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چرخ کھاکر گرا
لیکن اتفاق سے ایسے مقام پر گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈبرا پانی سے بھرا ہوا تھا اس ڈبرے مین اسکا
سر جاکر پڑا اور مخمور کو بیہوش کیے لیے لادلیا تھا وہ بھی ڈبرے مین گری پانی کی سردی سے دونونکو ہوش آگیا صبا
بھی سنبھل کر اٹھا اور مخمور بھی جست کرکے پانی سے نکلی لیکن صبا شرارت عمرو سمجھ گیا کہ مین اسکو سزا دون مخمور نے
ڈانٹا کہ کدھر جاتا ہی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے جو چمک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی
زمین مین اتر گئی غل و شور برپا ہوا تاریکی ہوگئی بعد اس ہنگامہ کے سر صبای جادو کا شق ہوگیا اور ایک طائر
سبز فام خوشرنگ سر سے نکلکر روتا ہوا سمت شاہ طلسم گیا اور یہ دونون آگے بڑھے گ طائر باغ سیب مین
پہونچا اور پکارا کہ اے شہنشاہ صبای جادو کو متصل مکان طلسمی جہان کہ ملکہ نور جادو والدہ عمرو و مخمور نے
مارا یہ ماجرا کہکر اس طائر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے بدن مین آگ لگی کہ جلکر راکھ ہوگیا
شاہ جادوان مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آکر مسند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر بزبان طائر سنکر
غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر مین ایک ساحر اژدہے پر سوار مدد برشت
بادشاہ ذی تبار حاضر ہوکر آداب بجالایا اسنے پہلے اسکا حال بشفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ اے بلای جادو
تمھارے بھائی کو مخمور نے متصل مکان طلسم مار ڈالا ابھی وہ وہین ہین جاؤ اور ان دونون کو گرفتار کرکے
میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ آسکین تو انکے سر لاؤ تامل نہ کرو جلد جاؤ بلای یہ حکم سنکر بادشاہ کو تسلیم کرکے
پھرا اور اژدر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اسکے روانہ ہونے کے بعد نامہ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اسمین
قتل ہونے نشواط اور قصد کرنا لڑنے کا مصور کے دریافت ہوا اس نامہ کا جواب اس طرح لکھا کہ اے
ملکہ تم گھبرانا نہین مین یہان سے تمھاری مدد کے لیے طوفان بن قمار فیل سوار کو بھیجتا ہون وہ ایسا زبردست
ہے کسی سے زیر نہ ہوگا اور مرشدزادے اگر عازم جنگ ہین تو انکو ہم نے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت کی
جو زیر طلسم استادہ ہے انھین چاہیے کہ طوفان کے وہان پہونچنے تک کام تمکو ادھر انکا تمام کرین اور ملکہ

تم بھی مرشد زادے کی خاطرداری اور تعظیم کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بس یہ جواب لکھکر حیرت پاس بھجوا دیا اسنے جواب پاکر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ دکھا یا وہ بھی بہت خورسند ہوا اور کہا بعد فتح بارگاہ مین لونگا اور علاوہ اسکے جو مال کہ بادشاہ طلسم کا ہے اسکو مین اپناہی مال جانتا ہون جو چاہون وہ کرون مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا زوجہ سے گویا ہوا کہ لو صاحب مبارک ہو میرے ہی نام یہ فتح تھی شاہ طلسم نے ایسا کچھ مجکو لکھا ہے صورت نگار نے کہا عیار ایک تو ہمکو ذلیل کرچکے ہین اور انکے ہوتے فتح ہونا غیر ممکن لہذا تم اس مقدمہ مین اگر نہ بولو تو اچھا ہے اپنی جان جانیکا اندیشہ ہے مصور نے جوابدیا کہ مین بغیر سارے لشکر کی تصویرین کھینچے ہرگز نہ ہوتا لیکن کیا کرون میرا دل نہین مانا میرے دادا کے سب بندے قتل ہوے جاتے ہین الحاصل اسکی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا مگر اسنے نہ مانا اور درہ کوہ مین جاکر زمین کو پاک وصاف کرکے آگ سلگائی گوگل مرچین جلائین کھڑیان بھجنگے بھینٹ مین دیے اگیاری کی خاک ایک طرف اڑادی دفعۃً ایک غبار تیرہ وتار اسی طرف سے پیدا ہوا جدھر وہ خاک اڑکر گئی اس غبار سے پتلا ایک گھوڑے پر شکل انسان کے سوار اسکے پاس آیا اسنے اس کو شراب کی بوتلین اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ دی اسنے شراب پیکر گوشت کھالیا اسنے کہا اب تم کل معرکہ جنگ مین آنا کام میرے دشمنونکا تمام کرنا پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا راوی کہتا ہے مصور از بسکہ سحر تصویر بنانیکا کرتا ہے اسوجہ سے اس پتلے کو اسنے کاغذ کا قبل مین بنایا تھا اور اسکے جسد مین سحر کا داخل کیا تھا اور رد اس سحر کا اسطرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بناکر صحرا مین چھوڑ دیا اس لیے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پاے نہین بہت سے عقاب اسی طرح اور اسی قد وقامت کے بناکر ہمراہ اس عقاب کے کردیے کہ جہان وہ رہے یہ سب بھی رہین تاکہ ہر ایک دھوکا کھائے اور نہ سمجھ سکے کہ کون سا عقاب کام کا ہے فی الجملہ حال اس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب حال مصور سنیے کہ یہ اس پتلے سے وعدہ کرکے لشکر مین آیا اور حیرت سے کہلا بھیجا کہ میرے نام پر طبل رزم بجنے کا حکم دیجیے تامل نہ کیجیے حیرت نے اسکی استدعا کے موجب قریب شام حکم نقارہ نوازی دیا جسوقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جسکا آشیانہ برج اسد ہے سحر اسے افلاک سے اڑکر کوہ مغرب مین گیا اور شیشہ سیارگان سے صفحۂ زبرجدین افلاک منقوش نظر آنے لگا کہ بمقتضاے قول

ہوئی صنعت کلک قدرت عیان
مزین ہوا صفحۂ آسمان
[illegible] بالاے چرخ برین
کواکب کی صورت بصد زیب وزین

لشکریان حیرت نے طبل جنگ بجایا طائران سحر لشکر حیرت جو بہر خبرگیری یہان موجود تھے خبر لیکر حاضر بارگاہ آسمان جاہ ہوے اور بشکل انسان متشکل ہوکر بزبان عجز انکا اس طرح بعد دعا وثنا عرض کرنے لگے کہ بموجب

ابیات مؤلف

شہا تیری دولت رہے برقرار
مددگار تیرا ہو پروردگار
ابد تک یہ قائم رہے سلطنت
عدالت سے آباد ہو مملکت

بنام مصور بہ پیر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجا ہر ارادہ فاسد دشمن حاسد ملازمان حضور پر نور کی ایذا رسانی کا ہر یہ کنکر پرواز کرکے بشکل طائر بھر روانہ ہوے یہ خبر سنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل کردگار کرکے نفیر سحر کو دم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجایا دربار شام سے برخاست ہوا ہر ایک اپنی جگہ پر آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنتر پڑھتا تھا مردو بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے مؤلفہ

ہوے مرد جنگ آزما ہوشیار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سپہدار لشکر بجاہ و حشم
لگے کرنے سامان جنگی بہم
ہوئین تیغیں صیقل سے پھر آبدار
عیان پھر ہوا قہر پروردگار
اٹھنڈنے لگیں فوج کی بدلیان
درخشان ہوئین تیغ کی بجلیان
کیا ساحرون نے بپا شور و شر
دیے لپیٹ مین سب نے دشمن کے سر
بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے ببر
اسی رنگ مین تھے صغیر و کبیر

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سبکو انتشار خاطر دو دین ہر ایک سردار تھا بہار باغ و بہار دکھا کر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھا کر عدو کا دل داغدار فرماتی تھی سرخمو کو سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ مصور آفرینش نے پیکر پر نور مہر کو نگار خانۂ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور نقاش پر کواکب کو خامۂ شعاع مہر نے صفحۂ افلاک سے مٹایا مؤلفہ

جب شعلۂ تیغ تیز جھڑکا
تاریکی مین ہو گیا اجالا
تھا بخت بہادرون کا روشن
پھیلا نور سحر کا دامن

لشکر دونون جانب سے دشت قتال مین وارد ہوے پھر وہی معرکہ گیر و دار وہی ہنگامہ گرم بازاری نبرد و پیکار تھا صفوف جنگ ترتیب پذیر تھیں دونون فوجین مثل دریا موجگیر تھیں نقیب آواز بلند پکارتے تھے بہادرون کو للکارتے تھے کہ ہان نوجوانو جوہر شمشیر دکھاؤ معرکہ دیکھیں کس کے ہاتھ رہتا ہے منہ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے غرضکہ جب ساحرون کے پرے جمگئے سپاہی لڑنے پر تل گئے مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ پڑھکر صحرا کی طرف پھونکا غبار تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہی سوار گھوڑے پہ سوار میدان مین آکر ٹھہرا جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے مصور نے اسکے آنے سے نعرہ مارا کہ اے فرزند نکھرام اس سوار سے اگر ہم نبرد ہو سمت عدم راہ لو مہرخ بہ نسبت سکر جانب لشکر نگران ہوئی

گلزار جادو ملازم بہار نے ہنس اُڑا کر میدان کی راہ لی اور سوار کے مقابل پہونچکر ضرب طلب کی
اپنے شمشیر کھینچکر کمر کو بتلا کر سر پہ ہاتھ مارا گلزار نے سحر پڑھا دس سپرین سحر کی سر پہ از خود آگئیں
مگر شمشیر نے اس سوار کی سپر دنکو کاٹ کر گلزار کے دو ٹکڑے کیے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر
مبارز طلبی کی ادھر گلزار کا بھائی لالہ زار جادو اسکے سامنے گیا اور ایک نارنج سوار پر مارا نارنج
اسکے قریب جاکر اُلٹا پھر آیا دوبارہ اُسنے پھر مارا وہ بھی خالی گیا اور اس سوار نے اُسکے بھی تلوار ماری اسنے
ہر چند رد کیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل مرنیکا بلند ہوا پھر مصور نے تیسری ادھر سے اور ایک ساحر
لڑنے گیا اور ہزار ہا سحر اس سوار پر کیے مگر اثر پذیر نہ ہوے اور سوار نے اسکے بھی دو ٹکڑے کیے اسی طرح
جو ساحر اسکے مقابلے مین گیا طعمہ شمشیر اجل ہوا دس بیس ساحر نامی و نامور شام تک سپاہ گلشن جہان سے پرا
بند ہو گیا اسوقت بہار نے ارادہ نکلنے کا کیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نجاؤ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے
کسی سے مارا نہ جائیگا اور جو اسکے سامنے جائیگا قتل ہو جائیگا بہار نے جواب دیا کہ خدا مالک ہے مین اس
پھر دے مصور کو جاکر دیوانہ بناتی ہون وہ خود اس پتلے کو مٹائیگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر چاہتی
تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھائے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہو چکا تھا اور باغبان دہر کشت انجم فلک
کی آبیاری کیا چاہتا تھا کہ مؤلف یہ بیت لکھے طاری ہوا اضطراب + گریزان ہوا چرخ سے آفتاب + مصور
نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا اے گروہ باغیان پردۂ شب تمہارے واسطے حائل ہو گیا کل تم
سب مارے جاؤگے مناسب ہے کہ اطاعت شاہ جادوان کرو اور فساد سے باز آؤ لشکریان مہرخ نے ان
کلمات کے جواب مین شاہ طلسم کو بُرا بھلا کہا القصہ مختصر لشکر میدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہونچکر آرام
پذیر ہوے لشکر دنین چراغان کی روشنی ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی ناچ بارگاہ مین ہونے لگا
غلغلہ عشرت و کامرانی بلند ہوا عیار بھی بارگاہ مین آئے اور مہرخ سے مستفسر ہوے کہ اس سوار کو تم جانتی ہو
کہ یہ کون ہے اور اسکا اصل حال کیا ہے مہرخ نے کہا مین نے براہ کہانت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا مصور
کے سحر کا ہے اور بغیر اسکے دفعہ کیے اسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے برق عیار نے کہا مین جاتا ہون اور اسکے
ہلاک کرنے کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا ادھر مصور جو واپس ہوکر گیا اس نے اس سوار کو جنگل کیجانب جانے
دیا کہا اب مجھے بروقت لڑائی سحر پڑھکر تمکو بلانے کی تکلیف ہوتی ہے ایک دن بعد پھر لڑنا ہے چنانچہ اتنے عرصہ کیلیے کہیں کو
جاؤ یہ کہکر ایک خیمہ استادہ کر دیا کہ یہاں رہو وہ پتلا وہان اترا اور ازبسکہ اسکے پیٹ مین کوئی شیطان اُترا
ہے وہ کھاتا پیتا بھی ہے مصور نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کر دیے وہ سامان اکل و شرب حاضر لائے پتلا کھانے
پینے مین مشغول ہوا اس اثنا مین برق صورت ساحر کی سی بنا کر لشکر مین آیا اور ایک خدمتگار کو پتلے کے
خدمتی مین سے جاکر اشارے سے بلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ مین تمھارے فائدے کی
ایک بات کہون خدمتگار اسکو ساحر معزز وضع سمجھکر کچھ کہہ نہ سکا تنہائی مین چلا آیا برق نے اسکو بیضۂ بیہوشی

مارکر طرفۃ العین مین بیہوش کر دیا اور اسکا پیراہن لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اس پتلے کے خیمہ مین آیا وہ
پتلا پلنگڑی پر لیٹا انار کے دانے کھا رہا تھا برق سرہانے کھڑا ہوکر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار
بیہوشی اُڑاتا تھا پنکھے کی ہوا سے ناک مین اسکی بیہوشی گئی وہ پتلا چھینک مارکر بیہوش ہوگیا برق نے اور
زیادہ غبار بیہوشی اُڑایا یہانتک کہ جو لوگ اسکی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہوگئے اسوقت
اسنے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لون مگر وہ پتلا پتھر کا ہوگیا یہ حیران ہوا کہ اب کسکو مارون ناچار انھین خدمتی
لوگون کو جنھین بیہوش کیا تھا اسنے ہوشیار کرکے کہا اے میان تم سب سوگئے تھے ذرا دیکھو تو میان
سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہوگئے اب خدمت کس کی کرین ان لوگون نے اس بیان کو سنکر تعجب
کیا اور اُٹھکر پتلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہوگیا تھا یہ دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ چلکر مصور سے کہین کہ میان
تو پتھر کے ہوگئے غرض خبر گیرے روانہ ہوے برق بھی انکے ساتھ گیا اور سب نے جاکر مصور سے پتلے کا
پتھر ہونا بیان کیا وہ ساحر ناچار اسنکر پتلے کے خیمے مین آیا اور اسکو پتھر کا دیکھکر بڑی دیر تک سحر پڑھا کیا
تا اینکہ وہ پتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا اور ہوشیار ہوکر گویا ہوا کہ مین سو گیا تھا مصور نے کہا کچھ نہین یہان
عیار شاید کوئی آیا تھا اُسنے آپ کو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا ہوگا پتلے نے کہا اگر یہ امر ہی تو آپ کچھ فکر
نہ کرین مین غائب ہوا جاتا ہون بروقت لڑنیکے آجاونگا یا جب مجکو کوئی بیہوش کریگا مین پتھر کا ہوجاؤنگا
کوئی مجھے قتل نہ کرسکے گا مصور اسکی تقریر سنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق نے بھی یہ
گفتگو سنی دلمین غور کیا اب اس پتلے کو بیہوش کرنے کیلیے یہان ٹھہرنا بیکار ہی لازم ہی کہ اور کوئی تدبیر کرنا
چاہیے یہ سوچکر وہان سے کچھ سیلہ گرک روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا
جب وہان پہونچا ایک خدمتگار کو ملکہ حیرت کے اشارے سے بلایا اور کہا چلو تم کو مصور بلاتے ہین خدمتگار
اسکا نام سنکر بہت خوش ہوا کہ مین بھی ایسا ہون جسے مرشد زادے ساحرون کے بلاتے ہین بس اسی
وقت ہمراہ ہولیا برق نے کہا واسطے تفریح طبع کے صحرا کیطرف گئے ہین بارگاہ مین نہین ہین اسی سمت چلو خدمتگار
نے کہا کچھ بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہی اسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہی تمھین بھی دینا ہی اور کچھ کام نہین تمھین بھی انعام
دینا منظور ہی خدمتگار اس فقرے کو سنکر نہایت خرسند ہوا اور اسکے ساتھ جنگل مین آیا اسنے تنہا پاکر اُسکے منھ
پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا برق نے اور زیادہ اسکو بیہوش کرکے اسی کا پیرہن پہنکر اور اسی
کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک رقعہ حیرت کیطرف سے مہر کرکے لکھا اور بارگاہ مصور مین آیا
وہ رقعہ اسکو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ تمہنے سنا ہی عیار نے پتلے کو بیہوش کیا تھا ایسا نہو کہ عیار پتلے کو
مار ڈالین لہذا میرے اطمینان کے لیے لکھ بھیجو کہ یہ پتلا جو بنایا ہی اسکی جان کاہے مین رکھی ہی مصور نے جواب
مین رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہان سے کچھ دور ایک درہ کوہ مین بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہین
ان مین ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہی اسکو کوئی مارے اور اُسکا خون لیکر اس پتلے پر چھڑکے

تو البتہ یہ تیلا مرے برق یہ رقعہ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ مہرخ کو دکھایا مہرخ بہت خوش ہوئی اور اسیوقت سوار ہوکر بموجب نشان تحریر درہ کوہ مین جاکر ڈھونڈنے لگی بہت سے عقاب ہر سمت پھرتے تھے انمین جو عقاب کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اس پہ اسنے سحر پڑھنا شروع کیا پھر عقب مین وہ عقاب زمین پر گرا اسے کارد سحر سے اسکو ذبح کرکے خون اسکا شیشہ مین بھر لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی لیکن کسی سے اس راز کو بیان نہین کیا ادھر جب رات زیادہ گئی وہ دونون خدمتگار جنکو برق بیہوش کرآیا تھا ہوشیار ہوے اور اپنے تئین تنہائی مین برہنہ پڑے دیکھکر سمجھے کہ عیار تو لشکر مین آیا ہی کرتے ہین اور روز ایسے شعبدے ہوا کرتے ہین آج ہمین پر یہ واقعہ گذرا لیکن شکر ہے سامری کا زندہ رہے غرضکہ وہان سے اٹھکر لشکر مین آئے اور لباس پہنکر اپنے کام مین مصروف ہوے ازبسکہ رات زیادہ گئی تھی مالک دونون کے آرام مین تھے اسنے اپنی حقیقت کہہ نہ سکے جسدم مہر تابان مثل طلا زمان پٹکہ زرین کمر سے باندھکر بارگاہ فلک مین آیا اور پشت کمین خاور سے ہوشیار ہوکر نکلا کہ بمقتضائے مؤلف

اٹھے خواب نوشین سے پیر جوان　　کیا مہر تابان نے روشن جہان
چلی سمت مشرق سے ایسی ہوا　　چراغ فلک بجھ گئے جھلملا

مصور اٹھکر پہلے اپنے بیٹے کو دیکھنے آیا زندہ دیکھکر خوشنود ہوا خدمتگار نے چاہا حال اپنا بیان کرے پھر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو عیار یہان موجود ہو اور اظہار از میری زبان سے فاش ہوتے معلوم کرکے مجکو کسی وقت قابو پاکر مار ڈالے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا مصور وہان سے اٹھکر بارگاہ حیرت مین گیا دوپہر آچلی تھی حیرت آرام کرنے جاتی تھی اسنے پوچھا کہ اے ملکہ تمنے کل رقعہ بھیجا تھا حیرت نے کہا مین سمجھکر جواب دونگی آپ جاکر طبل جنگ بجوائیے مین دن بھر مین بیس نامے بھیجتی ہون یاد کسکو رہتا ہے کہ کل کتنے خط آئے اور کتنے بھیجے اب جو کچھ پوچھیے گا سہ پہر کو بتاؤنگی یہ کہکر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا ازبسکہ دوپہر تھی یہ بھی سو رہا تیسرے پہر کو اٹھکر افسران فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا تیاری مین مصروف ہوا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا فرط مستی مین بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا جسوقت ترک روزگار نے حکم طلایہ داری لشکر انجم نسبت بہرام فلک کے صادر فرمایا اور رن مہتاب کی طرح مہتاب روشنی بخش میدان عالم ہوا

مؤلف

تخت سے افلاک کے شاہنشہ مشرق مین　　بارگاہ غرب مین جاکر ہوا مسکن گزین
نور مہتاب فلک کی جا بجا پھیلی چمک　　انتظام لشکر انجم مین تھا ترک فلک

لشکر مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی حیرت نے بھی طبل رزم بجوایا جاسوسون نے خبر اس معرکہ کی ملکہ مہرخ کو پہونچائی یعنے بادب تمام بعد ادائے دعا و ثنا عرض پیرا ہوئے منظم

شہا تیرا اقبال دائم رہے	ہمیشہ ترا ملک قائم رہے
رہیں تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل	خدا تیرا ہر حال میں ہو کفیل
عدو کل کے دن طالب جنگ ہے	پھر آمادہ شر وہ بے ننگ ہے

مہرخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا لشکر میں کرنا پھنکی صور اسرافیل گویا بجا لشکر کے آراستہ کرنے میں ہر سردار نے فتا توان افواج کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلۂ گیر و دار پھر ویسا ہی ہنگامہ آشکار تھا ساحر مصروف سحر خوانی تھے بہادروں کو جوش شجاعت و ارمان جوانی تھے طول ہر مقام پر بجا یہ صبح تک یہی سامان رہا ہر ایک کو جان جانے کا گمان رہا جسوقت فراق شاہد شب میں آہ آتشین سینۂ دہر سے نکلی اور آفتاب تابان بنکر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا مؤلف

سینۂ مشرق سے نکلا ایسا شعلہ آہ کا	مہر تابان بنکے گردون پر نمایان ہو گیا
گرمی سوز درون بھی جو تھی ظاہر ہوئی	جسکی ساری دہر میں پھیلی ہوئی تھی روشنی

لشکر دار و دشت مصاف ہوئے جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے کوس و کرنا گرجے مصور و حیرت بھی بڑی چمک دمک سے لشکر لائے ساحروں کے پرے جمے ناقوس پھنکے اور گھنٹے بجے گھٹا سحر کی چھا گئی آتشباری اور سنگباری سے میدان مثل تنور گرم ہو کر تپ گیا صداہا سے ہیبت پیروزی پہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا القصہ بعد ترتیب صفوف افواج تخت دونون لشکر کے سرتاج کے قلب میں قائم ہوئے دلاور مرنے پر عازم ہوئے نقیب مذمت دنیائے دنی کہکر میدان سے جب ہٹے بہادر سناٹے میں آگئے مصور نے کچھ سحر پڑھا یکایک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی وہی تیلا جسکا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا ہوا اور میدان میں آکر ٹھہرا مصور نے مبارز طلبی کی ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر بوسہ دیکر تخت پر رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سردار پاپیادہ ہو کر سامنے ملکہ کے آئے باجے بجنے لگے ملکہ نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر ٹھہرو اور آپ طاؤس پر چڑھکر سامنے اس سوار کے گئی ضرب اس سے طلب کی اسنے ایک نارنج مارا ملکہ مہرخ نے بھی ناریل مارا نارنج و ناریل لڑکر باہم ٹوٹ گئے اس عرصہ میں مہرخ قریب اسکے طاؤس اڑا کر گئی وہ چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے اسنے شیشہ سے خون لیکر ایک چھینٹا مارا جیسے ہی خون اسپر پڑا ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا اور اسنے جلنا شروع کیا دم بھر میں خاک ہو کر رہ گیا واہ واہ کا نعرہ لشکریان مہرخ نے بلند کیا مصور کو بڑی ندامت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جائے صورت نگار اسکی زوجہ نے روکا اور لڑنے نہ دیا اسوقت اسنے افسران فوج کو للکارا کہ تو اس نمک حرام کو میدان سے جانے نہ دو فوج نے مہرخ پر حملہ کیا اس طرف سے لشکر مہرخ پر جا پڑا ادھر تو دونون لشکر باہم مل گئے اور جنگ سحر اور شمشیرزنی شروع ہوئی کہ

نظم

چو از روز پاسے بدیسان گذشت — بیابان زخورشید تفتیدہ گشت
ہوا گشت ہمچون بخار تنور — کہ در روغن افتادہ زان نان مور
چہ در روغن تفتہ ماہی در آب — زسوز جگر داشت صد پیچ و تاب
ہوا گرم آتش فشان تیغہا — بہ دو جذر دریاے خون میغہا
بجون ہر پئے مست دبیتاب بود — جگرہا کباب از پئے آب بود

آخر قریب شام حیرت طبل آسائش بجوا اور ناکام پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی سردار دربار مین آئے سپاہیون نے بستر سے لگائے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا دور جام مے گلفام چلنے لگا اور یہی ہنگامۂ عشرت لشکر حیرت مین بھی گرم تھا مصور بھی شریک بزم تھا حیرت نے اسوقت پوچھا کہ اے مصور تم کل قوقو کا کیا حال پوچھتے تھے اسنے کہا آپ نے رقعہ بھیجا تھا جسمین پتلے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا مین نے اسکی کیفیت سب جواب مین لکھ بھیجی تھی پس یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا یا کسی اور نے حیرت نے جواب دیا کہ میرے فرشتونکو بھی خبر نہین کیسا رقعہ کیسی جان مجکو نہین معلوم مصور نے کہا آپ کا خدمتگار لے گیا تھا اور خدمتگارون کو طلب کرکے ایک کو ان مین سے تبلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا حیرت نے اس سے عتابانہ پوچھا خدمتگار نے اسوقت موقع اپنے عرض حال کا پاکر سارا ماجرا اپنے بیہوش ہونیکا بیان کیا پھر تو مصور کے خدمتگار نے بھی اپنی حقیقت کہی مصور کو یقین واثق ہوگیا کہ کوئی عیار تجھ سے پوچھ گیا ازبسکہ یہ نبیرہ سامری ہی بڑا دیو سحر اسنے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ چالاکی کی معلوم ہوا برق عیار نے بصورت خدمتگار تجکو فریب دیا یہ جو معلوم ہوا آتش غضب سے خرمن تحمل کو جلایا اسی وقت سحر پڑھکر شعلکاردن یہ دبی زمین مین سمایا موش صحرائی کیطرح دامن دشت کترتا ہوا بارگاہ مہرخ مین پہونچکر باہر نکلا یہان سب عیار مژدۂ فتح سنکر حاضر ہوئے تھے ان مین سے یہ برق کو پنجے مین داب کر اڑا ساحران بارگاہ نے بہت سے نارنج ترنج گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا مہرخ و عشاق و بہار وغیرہ بھی اڑکر پیچھے پیچھے روانہ ہوے وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے بے حس و حرکت کرکے زمین پر ڈالدیا اور اسیوقت جلاد کو بلایا حکم دیا جلد اسکا سر کاٹ ڈال جلاد نے برق کو بوریے پر بٹھاکر کونٹے کا خط گردن پر دیا اسوقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہوکر بہر حفاظت ہر سمت آگئی اور حیرت بھی یہ خبر سنکر باہر بارگاہ کے آ کھڑی ہوئی برق سامان مرگ اپنا دیکھکر دل سے درگاہ رب العزت مین رو کر دعا کرنے لگا کہ نظم

یاالٰہی بے رسول خدا — بہر زہرا اے عقدہ کشا
دست ظالم سے دے نجات مجھے — آج کافی ہے تیری ذات مجھے

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا جلاد گردن جدا کیا چاہتا تھا مہرخ وغیرہ آگئے بیچ مین بہار نے آتے ہی سحر کرکے

اندھیرا کردیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اسکو دو ٹکڑے کر گئی اور مہرخ جو پنجہ بنکر گری برق کو اٹھا لیگئی مصور نے پہلے تو دو سحر کر کے روشنی کی جب جلاد کو ہلاک پایا اور برق کو زیر تیغ نہ دیکھا جھلا کر بزور سحر اڑا اور للکارتا ہوا عقب مہرخ و بہار چلا صورت نگار نے اسکو تنہا جاتے دیکھکر نفیر سحر بجائی لشکر مین قرنا پھنکی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لیکر صورت نگار چلی اس طرف عشاق آگے بڑھکر لشکر مین پہونچا اور عیار بھی دوڑکر آئے حکم کیا کہ جلد لشکر تیار ہو کہ ہماری ملکہ فوج مخالف مین گھر گئی ہے پس یہ خبر سنتے ہی جو جس طرف بیٹھا تھا اسی طرح اٹھکر جھپٹا اور جو حربہ جسکو ملا اٹھا لیا غرضکہ مہرخ کو فوج عدو نے راہ مین گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی برق کو مہرخ نے ساحرون کو دیکر اپنی بارگاہ مین بھیجدیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا ساحرون سے ساحر بردے ہوا بھر گیا سحر کی لاگین منتر کی چوٹین چلنے لگین آسمان سے ہاتھ پاؤن سر کا مینھ برستا تھا آندھیونکا شور ایسا کہ گوش فلک کر ہو گیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہو جاتا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا کبھی ہزارہا ستارے اور آفتاب نکل آتا تھا نظم

اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا — نکل آیا سورج اجالا ہوا
پڑی جسپہ اس مہر کی روشنی — وہین اسکو بیہوشی طاری ہوئی
بڑھا رخ جو مہرخ نے اس سحر کا — چھپا سحر کے ابر مین مہر جا
زمین پر سر دنگی جو بارش ہوئی — کرو انکی زمین سر زمین بنگئی
ہوا پہ چمکتی تھی یون تیغ تیز — کہ بجلی ہو جسطرح سے شعلہ ریز
کہین آندھیون سے تھا طوفان بپا — کہین شور بیرون کا لا انتہا

اس ہنگامہ کا شور سنکر حیرت بھی آئی اور نتیجہ اس جنگ کا بے سود سمجھی مصور سے کہا اس لڑنے سے فتح ہونا اور طلسم سے عذرا کا دفع ہونا ممکن نہین تاوقتیکہ کوئی تدبیر ایسی نہ کی جائے جس سے نمک حرام عاجز ہون یون مقابلہ کیا ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا لشکر پھر آئے دوبارہ سب نے کمر کھولی آسودگی ہوئی حیرت نے صرصر عیارہ کو طلب کر کے بہت غیرت دلائی کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کس طرح پتلے کی جان کا حال پوچھکر اپنے لشکر کو بچایا فی الحال عمرو بھی لشکر مین نہین ہے مگر تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا جا ملکہ مہرخ کو گرفتار کر کے لا صرصر نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور صورت ساحر کی بنکر جب لشکر مین آئی ایک کنیز کسی جادوگرنی کے خیمہ سے نکلکر اپنی بی بی کے پاس بارگاہ مین جاتی تھی اسنے اس کنیز کو بہانے سے علیحدہ بلایا کہا میری بات سنتی جاؤ جب وہ تنہائی مین آئی اس نے فوراً حباب مار کر اسکو بیہوش کیا اور اسکا پیرہن پہنکر اسی کی ایسی صورت اپنی بھی بنائی پینے محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چست کر کے باندھے دوپٹا اودھر کر کاندھے سے لٹکا دیا سینہ آگے سے کھلا رکھا اسلیے کہ طوق اور جگنو جو پہنے ہون لوگ اُسے دیکھین کاجل آنکھون مین لگایا مستی ہونٹونپر

اسی لگائی کہ ٹھڈی تک آ گئی تھی پانچے گھر سنتی اور گراتی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ لڑاتی چلی جس کسی نے
لشکر مین اسکی طرف دیکھکر ہنس دیا اسنے بھڑوا موئے ڈی کا ٹانا بنانا شروع کیا جو کوئی نہ بولتا از خود چھیڑتی اور
گالیان کوسنے دیتی اسی صورت سے بارگاہ مین آئی اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے پوچھا کہ اری تو کہان
گئی تھی صرصر سمجھی کہ جسکو تونے بیہوش کیا ہی وہ کنیز اسی کی ہی پس اُسنے اٹھلا کر کہا واری ذرا ادھر گھوم آیا
تھا اسیر کو گئی تھی طاؤس بولی کہا لزادی تجکو سیر کی سوجھی ہی یہان مین چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی
تھی جلد لوٹا سکا اور اب جو کبھی بغیر پوچھے کہین گئی تو خوب جوتیان پڑین گی یہ سنکر صرصر آفتابہ اٹھانے چلی
برق جو ساحر لائے تھے سحر اسیر سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے کنیز کی طرف بغور دیکھا اور پاؤن
اسکے پیتر سے پڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عیارہ ہی پس اٹھکر یہ بھی چلا صرصر ہر چند کہ کنیز بنی تھی مگر چار
طرف دیکھتی جاتی تھی ہمہ تن چشم تھی برق کو آتے دیکھکر اسکے تیور سے پہچان گئی کہ اسنے تجکو پہچانا یہ جانے
ہی جست کرکے سراچہ بارگاہ فرار ہو گئی برق نے پکار کر کہا استانی ٹھہرو مجھے کچھ کہنا ہی صرصر نے جواب
دیا کہ باہر آؤ تو مزا چکھاؤن برق خنجر پکڑ کر باہر جھپٹا لیکن کہا کہ سب ہوشیار رہین صرصر کسی کو گرفتار
کرنے آئی ہی یہ کہکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہین پتہ نہین سمجھا کہ لشکر سے نکلگئی پھر سوچا کہ مبادا
اور کسی سردار کے خیمے مین جائے اور اسکو آزار پہونچائے بہتر ہی کہ تلاش کرون یہ سوچکر ڈھونڈھتا
ہوا چلا یہان صرصر ایک قنات کی آڑ مین چھپی کھڑی تھی اسکو اور سمت جاتے دیکھکر بہت جلد اس نے
صورت اپنی مثل صورت ضرغام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا مین صرصر کے پیچھے
دوڑا تھا وہ تو نہین ملی آپ بند و بست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہی آپ الگ
آئیے تو عرض کرون مہرخ اٹھکر اسکے ساتھ الگ خیمے مین گئی اسنے حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر دیا اور
پشتارہ باندھ کرلے چلی اس اثنا مین برق سب کہین صرصر کو ڈھونڈھکر بارگاہ مین آیا پوچھا مہرخ کہان ہی
سب نے کہا ضرغام بلا کرلے گئے ہین قریب بارگاہ جو خیمہ ہی وہان گئی ہین برق یہ سنکر اس خیمہ مین آیا
یہان دیکھا تو کوئی نہین سمجھا کہ صرصر لیگئی اسیوقت یہ بھی لپکا یہان تک کہ صرصر جنگل مین راہ کتر کر پہونچی
تھی ہنوز لشکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہونچگیا اور للکارا کہ استانی اب کہان جاؤگی اسوقت تو تم نے
خوب سبق دیا مگر اب بچنا مشکل ہی یہ کہکر خنجر پکڑ کر جا پڑا وہ بھی خنجر پکڑ کر لڑنے لگی دس بیس ہاتھ خنجر کے چلے
ہونگے کہ ایک طرف سے نعرۂ قران بلند ہوا اور اسنے آکر بغدہ تانا کہ استانی ایک ہی ضرب مین تم فنا ہوگی
بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدو صرصر بغدہ تانے اسکو دیکھکر سہم گئی اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے مگر
اس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نام رہتا ہی اسنے دیکھا کہ ایک عیارنی اور دو عیار لڑ رہے ہین
یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اڑا اور پنجہ بنکر جو گرا صرصر کو مع پشتارہ اٹھانے گیا قران و برق ہنگامہ کرتے ہی
بھاگ کر چھپ رہے جب وہ چلا گیا یہ بھی نکلا اور باہم مشورہ کیا کہ چونکہ صرصر کو یقین ہی کہ بارگاہ حیرت

مین لیجانے گا بس ہم پہلے ہی سے چلکر وہان ٹھہرین اور جیسا کہ محل وموقع دیکھین ویسا کرین غرضکہ صورت ساحرون کی
ایسی بناکر روانہ ہوے ادھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت مین سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کرکے عرض کیا
کہ اس طرح مین لائی تھی عیارون کے مقابلہ سے یہ مجکو اٹھالے آئے حیرت نے دونون کو خلعت دیا اور
بانی جھوٹا کو اکر اس دھوکے مین کہ بیابان جادو نے مہرخ کو مسحور کرلیا ہوگا ہوشیار کرایا بیابان عین غلطی
مین صرصر کے پشتارہ اٹھا لایا سحر سے بے حس و حرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی اسوقت جو مہرخ ہوشیار
ہوئی حیرت کو سامنے بیٹھا دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر مجکو پکڑ لایا ہے بس اُٹھکر
ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اسکے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اسکی تلوار کھینچ کر
یہ حیرت پر جاپڑی سردار لینا لینا کہکر اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے لیکن مہرخ بادشاہ لشکر علم اور ساحر جیسے بلا
ہی جو اسکے سامنے آیا اسنے دو ٹکڑے اسکو کیا دس بیس ساحر مارے گئے پیر اُنکے غل مچانے لگے باہر کے تمام
ساحر دوڑے انھین کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بنکر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہرخ جنگ
رستمانہ کررہی ہے اور ساحرون کے نرغے مین گھری ہے یہ دیکھکر دونون عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوے
بظاہر لینا لینا کہتے جاتے تھے اس ہنگامے مین کون انکو پہچانتا اپنے بیگانے کی کسکو تمیز تھی یہ گھات مین
لگے تھے اسی اثنا مین مہرخ پر یورش زیادہ ہوئی اسنے ایک نارنج سحر پڑھکر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ مین آگ لگی
اور زمین سے ہزارون مار و عقرب پیدا ہوکر ساحرونکو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کہ زوجہ
بادشاہ طلسم ہے غضبناک ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی مہرخ ہرچند زبردست تھی لیکن اسکی برابری نکرسکی
بیہوش ہوکر گری ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھکر سانپ بچھو سے اپنے تئین بچارہے تھے اور بہت سے
بھاگ گئے تھے حیرت خوش تھی کہ مین مہرخ کا سر کاٹ لون اسوقت عیار تو اسکے قریب کھڑے ہی تھے
حیرت پر دوڑکر برق نے کمند ماری وہ جبتک سنبھلے اور سحر کرے اسوقت تک اسنے بیضہ بیہوشی
ناک پر مارا کمند مین الجھکر گری بیہوش ہوئی قران نے چاہا کہ جھپٹ کر ایک بغدہ ماردون اسوقت
ایک پنجہ چیل کر گرا اور مع کمند حیرت کو اٹھا کر لیگیا کہ قران نے اسوقت حقہاے آتشبازی مارنا شروع
کیے وہان چھتون مین دھوان ایسا بھرا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہوگئی اس اندھیرے مین جو آگے بڑھا
بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر برق نے پھینک مارا کہ وہ گرا قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا شور و شغب ساحرونکے
مرنے کا برپا تھا آندھیان چلی تھین جو دور دور ساحرونکی فوج اُتری ہوئی تھی انکو گمان تھا کہ مہرخ
معہ اپنے لشکر کے آگری ہے ہر سمت مجمع پڑی تھی اسی ہنگام مین کچھ دیر کے بعد مہرخ ہوشیار ہوئی اور بزور
سحر اڑکر چلی عیارون نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اسکا تعاقب نہ کیا جب یہ نکل گئی قران
و برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار دیکھا ہے یہ بھی جستین کرکے بارگاہ سے نکلکر راہی ہوے اس طرف
پنجے نے حیرت کو لاکر ایک باغ مین اتارا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت کی

جب آنکھ کھلی بزور سحر حلقہ ہاے کمند کا کھل گئی ساحرہ نے تسلیم کی اور کہا یہ کمترینہ ہمزاد طلسمی ہے اور حکم شاہ
ایسے ہی کام پر مامور ہے اسوقت آپ پر وقت صعب تھا کنیز اٹھا لائی ورنہ دشمن آپکے ہلاک ہوجاتے واضح
ہو کہ حیرت و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جبتک قتل نہ ہونگے یہ بیہوش نہ ہونگے ایسے ہی سبب پیدا ہونگے
کسی طرح مارے نہ جائینگے غرضکہ حیرت وہان سے اٹھکر بارگاہ مین آئی اور آگ لگی ہوئی وہان کی بجھائی
لاشین بارگاہ سے اٹھوا کر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مصور بھی اسکے پاس آیا باہم بیٹھکر تدبیر جنگ
مین مصروف ہوئے ادھر مہرخ بھی اپنی بارگاہ مین آکر پہونچی سردارون نے استقبال کیا اور اسکے صحیح و سالم
آنے سے ہر ایک نے نہایت خوشی کی جشن کرنیکا سامان کیا اسنے قران و برق کو خلعت فاخرہ عنایت
فرمایا اور عیاران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی یہ سب تو آرام سے
مسکن گزین ہین لیکن شمہ حال سعادت اشتمال گام فرساے بیابان ظلمات درہ نورد وادی عجائبات
عمرو خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صبا سے جادو کو مار کر آگے چلے راہ مین مخمور سے کہا کہ وہ ساحر
جو ہمکو اپنے گھر سے لگیا تھا جسکو صبا نے قتل کیا گھر اسکا بالکل خالی ہوگا نہ اسکا کوئی وارث ہوگا نہ والی
ہوگا اس جگہ کو چلکر اب لوٹنا لازم ہے یہ مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نہ کرینگے تو تمام اسفر طے
کیونکر ہوگا زادراہ کہان سے آئیگا مخمور نے کہا یہ ساحر بہائی جو مالک ہے اسکا لازم تھا مکان طلسمی اور وہ
مکان دوسرا جہان یہ ساحر ہمکو لیگیا تھا مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے مین ہین اس جگہ کو
آپ تنہا نہ سمجھیے اور زیادہ لالچ نہ فرمایئے اپنی زادراہ کے لیجیے عمرو نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی بوداپن
کروگی تو میرا تمھارا ساتھ چھٹنا مشکل ہے مین اپنا نقصان کہانتک گوارہ کرونگا اے مخمور تم نے سنا نہین
بیت خدا جسکو دے اور پھر نہ لے وہ اسکی عنایت سے منھ پھیرتا ہے مخمور یہ سنکر ناچار ہوئی چونکہ حکمران
عمرو تھا کچھ تقریر نہ کرسکی مجبوراً ساتھ ہوئی عمرو اسی مکان مین تجسس کنان پہونچا اور اسکو اکیلا پاکر لوٹنے
لگا جب فرش شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وہانکا لوٹ چکا ایک صندوق کو جو اس مکان کی چھت مین لٹکتے
دیکھا مخمور سے کہا اس صندوق مین بہت مال ہوگا لاؤ اسکو بھی اتارون مخمور بولی کہ اس مین ضرور کچھ نہ کچھ
آفت ہوگی عمرو نے کہا تم ہر جگہ یون ہی کہا کرتی ہو اور اپنے ساتھ مجکو بھی ڈراتی ہو مفلس بنانا چاہتی ہو
آفت اسمین کیا ہوگی صرف تمھاری پست ہمتی ہے مخمور ان باتون سے نہایت پریشان ہوئی پھر سمجھی کہ مضمون
مثل قدر عافیت آن کس بداند که بمصیبتے گرفتار آید اسکو کسی آفت مین پھنسنے دو منع نہ کرو جب کسی آفت
سے خدا بچائیگا اسوقت یہ پھر ایسی تقریر نہ کریگا ایسا کچھ سوچکر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری
جان و مال کے مختار ہین سب طرح کے حضور کو اختیار ہین جو سمجھیے مناسب عمل مین لایئے کنیز سے مشورہ
کرنا ضرور کیا ہے آپ خود تجربے پایان فطرت ہین اور عقل کل مرتبہ رکھتے ہین مین کیا اور میری عقل کیا
رنڈی ناقص العقل مشہور ہے سب کی زبان زد یہ مذکور ہے عمرو مال کی طمع مین بیتاب تھا گفتگوے طنز آمیز

اور کتنا یہ خیز کچھ خیال مین نہ لایا اور صندلی پر چڑھکر صندوق کو چھت سے اتارا قفل اسکا فی الفور توڑا قفل ٹوٹتے ہی ایسی صدا سے ہولناک وعجیب پیدا ہوئی کہ دنیا دہل گئی جگر ہر ذی حیات کا تھرا گیا عمرو محمود کو غش آگیا صندوق کا تختہ آدھ گز اونچا ہوکر علیحدہ ہوا اور اندر سے اسکے دو زنجیرین آتشین نکلین ایک زنجیر گردن عمرو مین اور دوسری گردن محمود مین پڑ گئی بعد لمحے کے جب انکو غش سے افاقہ ہوا اپنے تئین مفید مبتلا سلسل آتش پایا محمود نے کہا کہو ان خواجہ مال تو آپ نے بہت کچھ پایا دل نہایت خوش ہوا مفلسی دفع ہوئی عمرو سمجھا کہ محمود طعنہ دیتی ہے اسوقت اگر مین عاجزی کرتا ہون تو یہ اور زیادہ ہنسے گی لازم ہے کہ اس سے دبیے مردانہ کلام کرون یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے محمود خدا مالک ہے کچھ تدبیر کی جائے گی تم نے سنا ہے کہ جہان گنج ہے وہان مار ہے جس جگہ گل ہے وہان خار ہے جہان شادی ہے رنج بھی وہان ضرور ہے طلسم دنیا کا یہی دستور ہے لیکن مین حیران ہون کہ اس زنجیر آتشین نے میرے اور تمھارے جسم کو کیون نہ جلایا اسمین کیا بھید ہے ظاہر کر محمود نے کہا آپ کے پاس انگوٹھی اور کڑا عشاق کا دیا ہوا ہے اور مین ساحرہ ہون یہی باعث ہے کہ دونون جلنے سے محفوظ ہین الغرض یہ دونون گرم سخن تھے کہ یکایک صندوق سے ایک پتلی بلور کی باہر نکلی اور اڑتی ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو یہان کی مالک ہے یہ اسی کی خدمت مین گئی یہان سے کچھ دور قلعہ نور اتیہ ہے نور جادو بحکم افراسیاب وہان کی مالک ہے یہ ساحر جسکو صبا سے جادو نے مارا تھا اسی کا ملازم تھا اور مکانات طلسمی کی حفاظت کیا کرتا تھا اسوقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر متصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی اور سترہ سو کنیزین خدمتگار حاضر تھین ملکہ زر و زیور سے آراستہ تھی حسن مین بہتر از ماہ تھی کہ لمؤلفہ

رشک ناہید چرخ سمہ پارا　　ایک چشم فلک کی تھی تارا
زینت باغ حسن وہ گلرو　　رشک شمشاد تھا قد [illegible]
جعد گیسو مین ایسے پیچ و تاب　　جنکے عاشق کا دل تھا بیتاب
روے تابان تھا غیرت خورشید　　حسن مین عاشقون کی صبح امید
گورے تن مین لباس تھا پر زر　　جیسے تارے شعاع مین نیر
استے پائے تھے وہ لب و دندان　　درو یاقوت جن پہ تھے قربان
سرسے پا تک مرصع سب گہنا　　سچ تو یہ ہے کہ اسکا کیا کہنا

اس پتلی نے جاکر بادب تمام تسلیم کرکے عرض کیا کہ بنیاد طلسم سے اب تک کنیز کو ہوا نہ لگی تھی اسوقت بڑا صندوق کا کھلگیا مین حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمائیے بجا لاؤن تعمیر جادو مارے گئے مین زندہ ہون نور جادو نے اس پتلی کی زبانی یہ حال سنکر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہان آگیا جسنے پتلی کو نکالا اور تعمیر کو مارا در اجلکر اس حال کو دریافت کرنا چاہیے بس اسی وقت تخت منگوا کر سوار ہوئی

اور جہان مخمور و عمر بندھے کھڑے تھے وہان آئی مخمور ازبسکہ مقربان بادشاہ طلسم مین سے ہے سب ناظم طلسم
اسکو پہچانتے ہین نور جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہان آکر گرفتار ہوئی کس لیے کہ نور جادو کو شریک
ہونا مخمور کا معلوم نہ تھا فی الجملہ براہ استعجاب قریب آکر گویا ہوئی کہ اے بہن مخمور تم کہان یہ کیا ماجرا ہے
واہ بہن ہمارے پاس آتے ہوئے تمھارے پاؤن مین کیا مہندی لگی ہوئی تھی کبھی بھولے سے بھی پھیرا نہ کیا بعد
مدت جو ادھر آئین بھی تو ہمارے کام مین خلل ڈالتی ہوئی آئین یہ تو تم سے توقع نہ تھی مخمور اسکی باتین سنکر
سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے اسکو میرا عمر سے ملجانا ظاہر نہین ہے پس کچھ حیلہ کرکے رہا ہونا چاہیے ایسا کچھ سوچ کر
جواب دہ ہوئی تم ملنے کے قابل نہین ہو بڑی دیر سے مجھکو زنجیر مین بندھا دیکھتی ہو کھڑی باتین بناتی ہو اور
کھولتی نہین سچ ہے اپنی گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہے میرے گھر آؤگی تو مین بھی یونہی پیش آؤن گی نور جادو
ان باتون سے ہنس پڑی مخمور نے کہا میری گردن کٹی جاتی ہے اور تم کو ہنسی سوجھی ہے خیر کیا مضائقہ ہے
سو دن چور کی تو ایک دن ساہ کی مثل مشہور ہے کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات نور اسکے شکوہ کرنے
سے خجل ہوکر بولی کہ چلو چلو تم مجھکو جب قابو پاتو کل دلوا دینا اے بی کسی نے جان بوجھکر کیا تم کو باندھا ہے
جو تم اتنا بگڑتی ہو یہ باتین کرتی ہوئی آگے بڑھی اور سحر پڑھکر دستک دی وہ زنجیر گردن عمر و مخمور سے کھلکر
دونون صندوق مین سما گئین اور تیلی جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق مین جاکر غائب ہوئی پڑا اسکا
بند ہوگیا نور نے مخمور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لو اب غصہ کو تھوک دو اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہان کیونکر آنا ہوگیا
یہ دھگڑا کون ساتھ ہے جسکے کارن ایسی بلاؤن مین پھنستی پھرتی ہو تم رنڈی وہ مرد تمھارا اسکا اکیلے پھرنا
ٹھیک نہین سچ کہون کچھ دال مین کالا ہے مخمور نے کہا تمھین ایسی ہی اوداتی ہو اگر اسکو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے نور نے کہا
پھکنین دو مین نوج موئے کی صورت کو جلا اسکی شکل تو دیکھو جیسے بن مانس ہے عمر نے جو اسکے منھ سے اپنی
نسبت یہ باتین سنین مخمور سے کہا یہ رنڈی مرے دانہ معلوم ہوتی ہے جسطرح یہ ظاہر غمزے کرتی ہے اسی طرح باطنی
کرشمے بھی اسکو خوب یاد ہون گے نور ازبسکہ عورت تھی ہمکلام ہو رہی تھی مرد کے جواب دینے سے شرمندہ ہوئی
ٹال کر پوچھنے لگی تم کو سامری کی قسم سچ بتاؤ کہ کدھر آنا ہوا مخمور نے کان مین کہا بہن یہ شخص عمر عیار ہے
اسی نے طلسم مین ہلچل ڈال رکھا ہے شہنشاہ ہر چند چاہتے ہین کہ یہ گرفتار ہو مگر گرفتار نہین ہوتا ہے مین نے
شاہ طلسم سے اسکے گرفتار کرنے کا وعدہ کیا ہے اسلیے مناسب وقت جانکر اسکی اطاعت کرلی ہے اور
سر بصحرا اسکے ساتھ پھرتی ہون قابو پاؤن تو گرفتار کرکے لے جاؤن نور نے کہا تم اسکو میرے گھر لے چلو مین گرفتار
کردون مخمور بولی کہ تمھین اس سے کہو میرے کہنے سے نہ جائے گا نور نے براہ مکاری اسکے بہلانے
سے کہا کہ بہن مخمور بعد مدت آئی ہو اور نہین معلوم پھر ملاقات ہو یا نہ ہو ایک گھڑی کے لیے ہمارے گھر
چلو مخمور نے کہا اور یہ جواب دیا کہ خواجہ سلامت اگر چلین تو مین بھی چلون اس نے عمر سے بھی منت کہا کہ
خواجہ ہمارے گھر تشریف لے چلیے عمر نے دل مین سوچا کہ اسکے پاس پوشاک عمدہ اور زیور مرصع ہے دوسرے

یہ کہ اس جگہ کی ناظمہ ہی مکان بھی اُسکا آراستہ ہوگا وہان چلنا خالی از منفعت نہین کچھ نہ کچھ مل رہیگا یہ سمجھکر چلنے پر راضی ہوا مخمور نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ وحوالہ جانے سے محفوظ رہون مگر عمرو کے لالچ سے ممکن نہ ہوا ناچار یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انکو تخت سحر پہ بٹھا کر روانہ ہوئی اور کوہ ودشت کو طے کرکے اپنے قلعے مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ قلعہ رعایا سے آباد ہے ہر ایک ساکن یہان کا دلشاد ہے مکانات عمدہ آراستہ ہین دکانین پیراستہ ہین دوکاندار مرفہ الحال ہین مال ودولت سے مالا مال ہین کہ بقتضای نظم

رشک فردوس وہ گلستان تھا — خوشہ چین اس چمن کا رضوان تھا
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد — فوج سب خوش ہو اور رعیت شاد
باقرینہ ودرویہ تھا بازار — نعمتین سب جہان کی تیار
تھا دکانون مین خوب سرمایا — جسکا ثانی نہ اور جا پایا
طلعت بازار نے دکھایا تھا — عجب انداز سے بسایا تھا
بے خطر راہ مستقیم کہیے — سیر دیکھو جو وان کی شادر ہو
پختہ تیار سب دکانین تھین — عرش کی کرسیون کی شانین تھین
کہین بازار ایسا بستا تھا — تھی یہ کثرت کہ بند رستا تھا

عمرو سیر کرتا ہوا قریب دار الامارت شاہی کے آیا اُسکو بھی نہایت سجا پایا ملکہ نور جادو نے اپنے باغ مین لاکر اُتارا باغ مین بھی جنت بے نظیر تھا گل وثمر سے بھرا سرسبز وہرا بھرا تھا جواہر کے درخت لگے تھے یک قلم پھولے پھلے تھے روش نہری درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک وچست تھی جانور ہر ایک زمزمہ سرا تھا گلون سے ہر شجر لدا تھا کہ نظم

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا — دیکھکر جس کو یہ ششدر رہگیا
عرض وطول اسکا تھا بیشک یکسان — مثل طول وعرض وہم عاقلان
لعل ویاقوت وزمرد کے شجر — روشنی سے جنکی تھی خیرہ نظر
سیم وزر کی خشت سے اسکی بنا — تعبیہ جس مین جواہر سے ہوا
سنگریزے کی جگہ اس مین گہر — ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر
ذرے ذرے مین تھی وہ تابندگی — ماہ وخور کو جس سے ہو شرمندگی
بیچ مین اس کے زمرد کا مکان — گرد اسکے ہر طرف آب روان
فرش ہر جا سندس وزربفت کا — سب طرح کی وان مہیا تھی غذا

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی ستونون مین اسکے جواہر کی پچی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا مسند چرزر آراستہ تھی تمام اسباب عیش وعشرت سے وہ جگہ معمور تھی کسی چیز کی احتیاج نہ تھی

نہ ضرورت تھی کہیں میخانہ سجا تھا کہیں آبدار خانہ تھا نور نے مخمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا عمرو نے جو سونے کے
میر فرش رکھے دیکھے فوراً پیر پھیلا کر قریب میر فرش اپنے تئین گرایا اور بچا لاکی میر فرش لیکر زنبیل مین رکھا
پھر ہائے ہائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی خواصون نے بایاے ملکہ نور اسکو اٹھایا اور کہا یہان کا میر فرش
کیا ہوا عمرو نے کہا گھر مین بلا کر چوری تو نہ لگاؤ لو میری تلاشی لے لو اور اٹھکر دوسری طرف گیا اُدھر بچا کر
ادھر بھی میر فرش اٹھا لیا لونڈیان غل مچانے لگین کہ مرصّع فرش کے کونون پر میر فرش رکھے تھے ابھی
ابھی غائب ہوگئے عمرو نے بگڑ کر کہا اے مخمور اٹھو یہان سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہے ایسی جگہ ٹھہرنے
مین چوری لگی آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہے نور جادو نے اسوقت کنیزونکو گھرکا اور عمرو کا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا
کہا آپ تشریف رکھیے کنیزین بدتمیز ہین ان کو بکنے دیجیے یہ کہکر اسکو بٹھایا اور لونڈیون سے کہا دور ہو
سپ سر ہو میر فرش کہین ہوگا ل رہے گا کیون غل مچاتی ہو کنیزین ناچار خاموش ہو رہین اور عمرو بیٹھا نور نے
جام شراب بھر کر دیا عمرو نے جام ہاتھ مین لے کر کہا اے ملکہ وہ کنیز مجھے گھورتی ہے نور نے کنیز کی جانب دیکھا
عمرو نے بچا لاکی شراب مین سفوف بیہوشی تیز مثقال ملایا اور کہا اے ملکہ یہ شراب جب پیون گا کہ جب
آپ پہلے پی لین کی کیونکہ یہ جگہ پر از دشمنان ہے مجھے طرح طرح کے شک ہین نور نے اسکے کہنے سے وہ
جام لے کر بے اندیشۂ انجام بیک جرعہ درکشید کیا عمرو وہان سے اٹھا اور کہا میخانے سے اپنے پینے کو شراب
تحفہ چکھ کر لاؤن اور میخانے مین جاکر سب شراب کو آغشتہ بدارو ئ بیہوشی کیا جو لوگ وہان تھے
انسے عمرو نے کہا قرابے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ شراب مین خوشبو نہین
مین بساؤنگا غرضکہ حیلہ کر کے سب کو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب صحبت مین لاؤ وہی
شراب کنیزین لیکر حاضر ہوئین ان سے کہا ایک ایک جام پیلے تم سب پیو انھون نے بھی ایک ایک
ساغر پیا بعد لمحے کے بیہوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک جگہ پیزار ارُڑ کر بیہوش ہوگئی نور جادو کا بھی یہی حال
ہوا جب سب بیہوش ہوگئے عمرو نے نور کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنکر مخمور سے
کہا تم کنیزون کو ہوشیار کردو اور آپ نور کو زنبیل مین رکھکر مسند پر بیٹھا مخمور نے جب لونڈیونکو ہوشیار کیا
عمرو جو بصورت نور تھا خفا ہوا کہ مالزادیو تم موجود تھین اور عمرو نے بیہوشی شراب مین ملا کر تم سب کو
بیہوش کیا اور آپ بھاگ گیا وہ تو جمشید نے بڑی خیر کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس
اس گفتگو کو سنکر کہا بہن اور تو اور میری پیٹے کی محنت برباد گئی اب مین شہنشاہ کو جا کر منہ کیا دکھاونگی
اور اس مفتری کو کہان پاؤنگی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہو کہ قلعہ کو لوٹ لے مین
تم یہان ٹھہرو مین جاتی ہون انتظام کرنے یہ کہکر وہان سے اٹھا ایک آدھ کنیز کو ہمراہ لیا وہ انتظام
کرتی ہوئے آگے چلین یہ انکے ہمراہ دار الامارت شاہی مین آیا یہان امرا و وزرا اراکین سلطنت حاضر
تھے سب نے تعظیم کی عمرو سریر جہانبانی پر بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہر مین دہل زنی کی جائے یعنے عمرو عیار

کو مین قید کرکے لائی تھی وہ چھوٹ گیا ہے سب اہل شہر اپنی حفاظت کرین جوہری و مہاجنان شہر اپنا اپنا
مال سرکار مین لاکر جمع کردین معہ سود اور منافع کے اصل زر روپیہ بعد فرد ہونے اس ہنگامے کے انکو
واپس دیا جائیگا یہان بحفاظت رہیگا اگر تلف ہوجائیگا سرکار اسکا ذمہ دار ہے اپنے پاس سے
دیگی اور اگر انکے گھر مین رہیگا اور لٹ جائیگا تو سرکار کچھ نالش فریاد اسکی نہ سنیگی الحاصل شہر
مین حسب الحکم منادی ہوئی مہاجنان شہر اور مالدار لوگ دہشت ناک ہوکر مال اپنا سرکار مین فراہم
کرنے کو بھیجنے لگے الگ الگ مکان اور درجے ہر ایک کو اسباب رکھنے کے لیے خالی کردیے گئے
دو روز تک یہی انتظام رہا عیار ہر شب باغ مین جاکر آرام کرتا تھا صبح کو تخت حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا
تیسرے دن دو پہر رات گئے عیار نے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا کہ آج مجھکو اندیشہ عظیم ہے کنجیان
خزانے کی مجھے حوالے کردو اور میرے ہمراہ چلکر تمام مال رعایا اور جو ہمارا خزانہ ہو بتلادو خزانہ دار
نے کنجیان حوالے کین اور سب مال بتلادیا عمرو نے پہرا جو تھا سب ہٹادیا ہر ایک کو رخصت کرکے
سب مال رعایا کا اور نور جادو کا خزانہ جال الیاسی مارکر نذر زنبیل کیا پھر وہان سے باغ مین آیا
مخمور سے کہا چلنے کی تیاری کرو اور ایسا سحر کرو کہ سارے شہر مین غلغلہ عظیم برپا ہو مین اس ملک کو
لوٹکر صبح کو بیرون قلعہ تمھین ملونگا تم شہر سے باہر نکلجانا مخمور انکے ارشاد کے بموجب تیار ہوئی
عمرو نے بلکر کنیزونکو جو باغ مین تھین پاس اپنے بلایا اور حکم دیا کہ سب میرے پاس بیٹھو اور پہرا دو ایسا
نہو کہ عمرو آکر کچھ گزند پہونچائے کنیزین بموجب حکم بیٹھین اسنے بردانے بیہوشی اڑائے کہ وہ شمعون پر گرکر
جلین دھوان انکا دماغ مین کنیزون کے گیا سب بیہوش ہوگئین پھر عمرو نے باغ اور بارہ دری کا اسباب
مع فرش و شیشہ آلات وغیرہ لوٹکر زنبیل مین رکھا پھر کنیزون کو لٹا اور کپڑے اتارکر نور جادو کو
زنبیل سے نکالا اور زبان مین سوزن دیکر ستون بارہ دری سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا
میری اطاعت کر اسلام کی طمع بد مین سارا شہر تیرا لوٹ چکا اور اب تجکو قتل کرونگا نور نے یہ ماجرا
سنکر اشک حسرت بہائے اور اشارے سے کہا مین ہرگز اطاعت اسلام نکرونگی اسکے انکار کرتے
ہی عمرو نے سر اسکا جدا کیا العیاذ باللہ شور اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے جلد جلد
کنیزون کے سر کاٹنا شروع کیے پھر تو تمام طلسم مین تاریکی چھاگئی اور صدائین مہیب آنے لگین نازبان
نور جادو گھبراکر جانب باغ دوڑے اس تاریکی مین مخمور بادگرد بنے ہوا جاکر ٹھہری جو در باغ پر
ساحر آیا اسنے نارنج مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور اسکے پیرون نے غل مچایا ہمدرا اسکے ناحق
مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑگئی باغ مین تمام کیسا ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے بھاگ کھڑا ہوا مخمور
تاریک اور ترنج اور تیر سحر کے مارتی ہوئی آگے بڑھی اس تاریکی مین عمرو بھی باغ سے نکلکر روانہ ہوا شہر
مین رعایا آمد عمرو کی نسبت ڈھنڈورا سن چکی تھی اس وقت بھگدڑ پڑتے ہی خبر سنتے احوال بھاگی

عمرو نے گیند روغن مین بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دار الامارت شاہی مین آگ لگا دی جو کوئی گھر سے نکلا اُسنے قیامت برپا دیکھی کہ آگ لگی ہے پتھر برستے ہین تیر گر رہے ہین مار و عقرب کی بارش ہو رہی ہے وہ سب سمجھے کہ عمرو معلوم ہوتا ہے فوج لیکر آیا ہے بس جو جو نکلے تھے آمادۂ حرب ہوے لیکن لڑین کس سے وہان تو صرف محمور سحر کرتی اُڑتی چلی آئی تھی رعایا اور ملازمان شاہی حریف کی تلاش مین ویسا گھبراے کہ جو غول سامنے سے آیا اسکو مخالف فوج سمجھکر لڑنے لگے اور ادھر کے آنے والے انکو حریف جانا باہم نبرد ہوے صدہا سر کٹ گئے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے خون کے نالے بہنے لگے شعلہاے آتش بلند تھے ہنگامۂ گیر و دار تھا ادھر تو محمور آفت کر رہی تھی ادھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی عمرو کی اس ہنگامہ مین خوب بن پڑی تھی ہر ایک کی پگڑیان اور ہمیانیان لیتا تھا دکانون مین گھسکر مال تحت و تاراج کرتا تھا اور جسمین کیسے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا سر جدا ہوتے تھے لوگ بھاگتے جاتے تھے گر مرتے تھے خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات مین تیغ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جلکر راکھ کا انبار تھی شمشیر مثل خامۂ تقدیر دفتر ہستی کو محو کرتی تھی کمند گرہ گیر بسان سلسلۂ قضا و قدر ہر ایک کی پا بزنجیر تھی اجل گلوگیر تھی جس گلی مین دیکھیے ہنگامۂ جنگ تھا ہر کوچہ مین ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا بہت سے قلعہ کا در کھول کر بھاگ گئے تھے صحرا و کوہستان مین پریشان پھرتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنی اپنی جان بچانے پر نظر تھی کہ

نظم

اندھیرے مین تھی تیغ شعلہ فشان	لپٹان اسمین جیسے ہون بجلیان
مچانے لگے شور جادو کے بیر	برستا تھا ہر سمت باران تیر
چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا	دیا شعل زندگی کو بجھا
بھڑک اٹھے یون شعلہاے فسا	کہ در کاخ تن آتش کین فتاد
ہوا آب تیغ روان یون وہان	کہ غرق ہو گئی جس مین کشتی جان
بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ	اترنے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ
پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک	کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک
غرض صبح تک تھا یہی ماجرا	کہ آپس مین ہر ایک لڑتا رہا

جسوقت کہ سپاہ نورانی صبح لشکر ظلمانی شام پر حملہ آور ہوئی باد صباے سحر نے طرۂ پرچم علم فتح کو سر ریگ محمور و عمرو کے جلوہ دیا عالم مین روشنی پھیلی کہ

لمؤلفہ

بڑھی شعلۂ تیغ کی وہ لپک	جلی خرمن کہکشان فلک
کمند شعاعی مین مہر منیر	نکل آیا مشرق سے ہو کر اسیر

در قلعہ تو کھلا ہوا ہی تھا صبح ہوتے ہوتے عمرو قلعہ سے بھاگنے والون کے ساتھ نکل گیا اور محمور بھی

اڑ کر شہر کے باہر آئی لیکن عمرو کی فطرت پر حیران تھی کہ اسنے سارا شہر دم بھر مین قتل کر ڈالا اور مال سارا
لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرضکہ اسی حیرت مین ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمرو کو جست و خیز
کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اڑ کر اسی طرف کو چلی اور قریب پہونچکر ملاقی ہوئی دونون باہم باتین کرتے روانہ
ہوئے اور ادھر قلعہ نورانیہ مین دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے
بھاگ بھاگ کر جا بجا مخفی ہوئے جو سپاہی و ملازم شاہی لڑتے مرنے سے بچے وہ باغ مین گئے لاش نور
جادو کی اٹھائی بارہ دری الٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کنان سمت شاہ جادوان روانہ ہوئے لیکن عمرو
و مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت
کریہ منظر بدشعار اژدر پر سوار فرستادہ افراسیاب غالی تبار بلاے جادو روبرو لایا اور للکارا
کہ باش اے دزد مکار کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا مخمور نے نعرہ سنکر عمرو کو پیچھے کیا اور آپ آگے
بڑھکر آمادہ حرب ہوئی نارنج ترنج چلنے لگے اژدر و عقرب بننے لگے ابر خرا آکر برسنے لگے شور برپا ہوا
بلاے جادو نے جب دیکھا کہ یہ اس سے سر نہ ہوگا پس قریب آکر خاک جمشیدی اڑائی مخمور پر بیہوشی چھائی بلاے
جادو نے چاہا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لون اور دونون کا سر کاٹ کر شہنشاہ پاس لیجاؤن یہ قصد کرکے سحر
پڑھتا آگے بڑھا عمرو نے للکارا کہ او حرامزادے سے میرے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک نارنج کیسہ سے نکالا اسکو دکھایا وہ سمجھا کہ عمرو بھی ساحر ہے
نارنج دیکھتے ہی دو سحر پڑھنے لگا عمرو نے نارنج تاک کر اسکی ناک پر مارا وہ نارنج نہ تھا بیضہ بیہوشی تھا کہ ناک پر لگتے ہی بیہوش ہوگیا اور
غبار بیہوشی مصور کی طرح نکلکر دماغ مین سرایت کر گیا وہ چھینک کر بیہوش ہوگیا عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ دون کہ ایک برق
شعلہ نا چمکی عمرو سمجھا کہ کچھ آفت آئی مخمور کو کاندھے پر لادا اور وہانسے بھاگا ادھر وہ بجلی یہ شنکر چوکڑی بلاے جادو کو اٹھا لیگئی یہان جب
مخمور کچھ عرصہ مین ہوشیار ہوئی عمرو کی گود مین اپنے تئین پایا حال پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ بجلی بھی کچھ سحر ہوگا
اسکو اٹھا لیگیا افراسیاب نے بہر حفاظت نظر بخشی کے کچھ تحفہ بھی اسکے ساتھ کر دئیے ہونگے اب ہم تم یہان سے جلدی
نکل چلیں ایسا نہ ہو کہ کچھ اور آفت آئے عمرو نے کہا اگر تجھے اس کے ساتھ بھیجے تو تمہاری بلا سے
جلدی کیا ہے ہم تو آہستہ آہستہ سیر کرتے چلین گے یہ کہکر تفرج کنان دونون روانہ ہوئے مگر افراسیاب
باغ سیب مین حکم تھا کہ اول ملازمان نور جادو لاش نور جادو کی لیے در باغ پر نالان و گریان
آئے بادشاہ نے غل سنکر روبرو بلایا انھون نے آکر لاش سامنے رکھدی اور فریاد کی افراسیاب کو حال
قلعہ نورانیہ کے قلع و قمع کا سنکر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمرو روانہ کرے اسی اثنا
مین بجلی نے بلاے جادو کو سامنے ڈالدیا بادشاہ طلسم اور بھی زیادہ غضبناک ہوا اور اب سحر چھڑک کر
بلاے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اسی منہ پر عمرو کو گرفتار کرنے کا دعوی کر گئے تھے بلاے جادو کو بڑی
ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام پھر جاتا ہے شاہ جادوان نے کہا اب جاؤگے تو کیا بناؤگے
یقین ہے کہ قتل ہو جاؤ گے اس نے عرض کیا کہ کچھ ہی کیون نہ ہو مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر دوبارہ

رو. نہ ہوا اور شاہ نے لاش نور جادو اسکے ملازمون کو دے کر حکم دیا کہ بنا بر آئین جمشیدی لاش
اٹھاؤ اور مضطرب نہ ہو مین اس دزد مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگون کو اطلاع کرون گا اس روز بخوبی بدلا لینا
لینا وہ مفسد کہان تک مجھسے بچے گا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہونچیگا بیت ہر آنکہ تخم بدی کاشت
چشم نیکی داشت ہمہ دماغ بیہدہ پخت وخیال باطل بست ہ فی الحال وزراے سلطنت قلعہ نورانیہ کا
انتظام کرین مین ورثہ داران نور جادو کو تجویز کر کے خلعت ریاست دونگا غرضکہ اس حکم شاہ کو سنکر
وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اس فکر مین ہوا کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طولان بن قہار کو بھیجا چاہیے
اور کسی کو کچھ فوج دے کر پھر گرفتاری عمرو و محمور روانہ کرنا لازم ہے یہ تو اس فکر مین ہے مگر مسافر دشت طلسم
عمرو و محمور سیر کنان منازل و مراحل طے کرتے کوہ و دشت طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے محمور
اُن راستون کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کے رہنے کی جگہ تھی اسی طرح بعد قطع مسافت دراز ایک
روز قریب ایک کوہ سیاہ کے پہونچے عمرو نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلان سیاہ ہے بلکہ تاریک تر
از گور جودان بے گناہ ہے شام فرقت عاشقان کی سیاہی سامنے اسکے خجل تھی درازی و طولانی اس کی
مثل شب ہجر بیدل تھی کہ بقول مؤلف

شب ہجر عاشق سے بڑھکر دراز		جگر تنگ تر جیسے سینے مین راز	
سیہ گیسوے یار اس سے خجل		سیہ تاب جیسے ہو کافر کا دل	

سر کوہ سے تا پائین کوہ گھانس اگی ہے شکل ماران سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افعی زہردار پھن اپنے
زمین مین گاڑے ہین کہین کہین اٹھاے سانپ کاٹ اور کوڑیالے ہین جا بجا بڑے بڑے غار
تھے انکے اندر سوراخہاے مار تھے! اژدہے قلاب آتشین بیٹھے چھوڑتے تھے ناگ پھنی اور دھتورے
کے خاردار درخت لگے تھے جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا ہر پتھر سے شرارہ آتش ناک
نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اڑتا تھا ہر گولا بصورت دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا کہ مؤلف

ورے سے نکلتا تھا ایسا غبار		کہ جس طرح دشمن کے دل سے بخار	
حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور		ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور	
کوئی شعلہ وان سے جو اڑ جاتا تھا		تو خورشید گردون پہ تھراتا تھا	
بگولے تھے یا کوئی دیو سیاہ		جنھین دیکھکر مانگے شیطان پناہ	
دل اہل عالم کا سب دود آہ		تھا اس جگہ تھا غبار سیاہ	

عمرو نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھکر درگاہ خدا سے پناہ چاہی اور محمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام
پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم گھبراتا ہے طرفہ دشت ہے بولا نہین جانتا ہے مؤلف یہ کون
سی ہے جا کہ جگر آب آب ہے دل کو ہراس و بیم سے اک اضطراب ہے محمور نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ

یہان کی ملک تاریک صورت کش جادو ہی اور وہ یہان سے کئی سو کوس پہ ایک جگہ ہی کہ اسکو جمشید کی اولاد کہتے ہین وہان رہتی ہی یہ اسکے سحر کی تاریکی یہان تک پھیلی ہی اور وہ ایک بلا ہی چہرہ ہفت بلا کی بلاؤن مین سے اور افراسیاب کی دایہ ہی اولاد جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہی کہ سواے بیابان آتشناک کے بالشت بھر بھی وہانکی جگہ آگ سے خالی نہین اسی آگ مین وہ بلا رہتی ہی جب کبھی افراسیاب اسکے پاس جاتا ہی تو بیابان ہستی کو طے کرکے جاتا ہی اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہی تاریک ہمیشہ مردے کھایا کرتی ہی اور کبھی کبھی حجرے مین بھی جا کر رہتی ہی خدا نہ کرے جو بادشاہ طلسم اسکو لڑنے کے لیے ہم پر بھیجے پھر جانبری ہونا ممکن نہ ہو عمرو نے کہا آخر ایک روز اس سے لڑنا ہووے گا اور ہم کو خداے تعالے اسپر غالب فرماویگا ملکہ مخمور نے عرض کیا کہ تاریک کی طرف سے ایک ساحر اس جگہ ستا ہی جلد یہان سے نکل چلنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی آفت مین پھنسنا ہو یہ تقریر سنکر عمرو بھی خائف ہو رہا تھا سوچا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہین جہان کچھ ہوئے وہان مضائقہ نہین کہ توقف کرے فی الجملہ ہمراہ مخمور جلد جلد قدم زن ہوا اور کئی روز برابر جابجا چھپتے ساحرون کی نگاہ سے بچتے اس کوہ کے دامن سے بجمعیت تمام نکلے ایک دن بحکم خالق انسان با فرہنگ جب دریچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پلنگ سے عقاب زرین چنگ مہر نے پرواز کی اور روانہاے انجم کی جانب منقار درازکی نظم

جب تک دو دین ہوئی وہ شب بسر | دی خروس صبح نے بانگ سحر
شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوئے | رو گئی شبنم تو گل ہنسنے لگے

ایک دشت پر فضا اور صحراے فرحت انتما مین یہ دونون پہونچے اس مقام کو ایسا سرسبز و شاداب پایا اور دل فرحت یاب ہوا درختون کی سرسبزی آنکھون کو خنکی دیتی تھی دشت مین سنہری دھوپ کھنچ رہی تھی یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہان بچھایا تھا یا دوشیزگان نبات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت اثمار سے جھکے تھے میوے انکے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑتے تھے بیچ مین جنگل کے چشمے اور نہرین جاری تھین چشمہ ہاے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھین عکس ان مین درختون کا پڑا تھا جو ان تان چمن کا عکس آئینہ خانہ تھا کہ

بمقتضاے مثنوی

صحرا مین تھا لالہ زار کا لطف | کہسار مین آبشار کا لطف
سبزہ فرش زمردین تھا | گلگونہ عارض زمین تھا
نخلون کا وہان عجب سمان تھا | ہر مرغ تنون کا مرغ جان تھا
کویل قمری چکور بلبل | شکرے طاؤس کرتے تھے غل
تھے لکۂ ابر شامیانے | شبنم تھی کہ موتیون کے دانے

ایک طرف کو اُس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک دہ محیط دعمان نظر آیا کہ ہر لہر مین اس کی
موتیون کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک بر و بحر نے سلسلۂ موج مین موتیون کو ہمسلک کیا تھا لہرین
تھین یا موتیونکا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سب دریاؤن مین وہ دریا ہنگ لاڈلا تھا
آب صفا اسکا آب گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اس مین جھلکتا تھا تو گویا آفتاب بحر ندامت مین
اسکی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا یا بجلی تھالی لے کر چندوے فلک درخشان کے بہانے سے
موتی چرانے آیا تھا کہ مؤلف

آب گوہر سے لطافت مین سوا	ماہ و خور سے بھی زیادہ تھی صفا
اُسکی لہر وہین تھی ایسی آب و تاب	بہہ رہے تھے ہر جگہ دُرِ خوش آب
وان کے موتی جو نظر مین گڑ گئے	چرخ کے دل مین پھپھولے پڑ گئے
رشک اختر تھے وہ موتی شب چراغ	چرخ کے دلمین پڑے تھے جیسے داغ

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اُسکا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جسکے روبرو
چھوٹا تھا نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا اترنا اس دریا سے دشوار ہوا تھا عمرو نے مخمور سے کہا یہ
کونسی جگہ ہے یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے مین اسمین اُتر کر غوطہ لگاتا ہون اور موتی جھولی بھر کر
لاتا ہون مخمور نے جواب دیا کہین ایسا کام نہ کیجیے گا موتیون کے لالچ مین اگر گوہر جان برباد نہ کیجیے
یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہین ہے ہر ایک موتی اسکا دل مین آبلے ڈالیگا ہر حباب آب پر آنکھین نکالیگا
مفت آبرو برباد جانے گی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئے گی عمرو نے کہا تم اس دریا کے حال
سے کما ہی آگاہی رکھتی ہو مخمور نے جواب دیا کہ اتنا جانتی ہون کہ جب تک اس دریا کا مالک ہم کو
اور تمھین پار نہ اُتارے یہان سے اُتر کر جانا نصیب نہ ہوگا اس دریا پہ نہ جادو اثر کریگا نہ کوئی عمل
کارگر ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ اُڑ کر یہان سے گذر جاے کیا جان رکھتا ہے فوراً دریا مین گر کے
اور مبتلاے عذاب ہوگا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اسمین تیرے بلکہ تیرنا کیا قدم رکھے
گا تو بحر عدم مین غرقاب ہوگا زورق اندیشہ کو گذرنا یہان سے محال ہے نہنگ وہم کو اس پار جانا
بیہودہ خیال ہے افراسیاب اسی وجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہے کس لیے کہ جانتا
ہے ہم لوگ منازل طلسم طے نہ کر سکین گے دریاے مروارید وبشۂ آتشین سے نہ گذر سکین گے خود بخود ہلاک
ہو جاینگے فی الحال آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہین اور نہنگ دریاے دانشمندی اس گرداب
پر آفت سے زورق سلامتی پہ بیٹھکر پار اُتریے اور ساحل مقصد پر پہونچیے مین بھی فکر مین غرق ہون
کہ کیونکر پار اُترون مگر کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اور مین تو صرف راہ بتانے والی ہون اگر ایسے ایسے
مقام سے گذر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جا کر کوکب کو پیام پہونچاتی طلسم ہوشربا خواجہ

بہت بڑا ہی اور اس طلسم مین نیرنگ و عجائبات لاانتہا ہیں ان عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور لوح طلسم اس وقت افراسیاب پر جو کلفت جتائے اور افراسیاب کو انھین باتون پر غرور ہی عمرو نے کہا یہ اس حرامزادے کی عقل کا فتور ہی مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہی وہ قادر و توانا ہی کیا تم نے نہین سنا کہ نظم

فہم سے برتر ہے اسکا کاروبار
نیک و بد پہ ہے اسی کو اختیار
پشہ نے نمرود کو فاش شکست
باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
چاہ بابل مین معذب ہون ملک
ہو مقام زہرہ بالائے فلک
کرتا ہی جو جو کہ وہ گلکاریان
عقل بندے کی کہان پہونچے وہان
خاک سے پیدا کرے زیبندہ گل
تاک سے ظاہر کرے جوشندہ مل
آب طاہر سے کرے نیسان گہر
قطرۂ ناپاک سے پیدا البشر

ہم انشاء اللہ اس عجائبات کو مٹائینگے اور اسد کو چھڑا کر لوح طلسم سے پائینگے بیخ کفر کو کھود کے پھینکدینگے مخمور نے کہا علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادوان کے پاس سے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہی اسی سبب سے اسکو نہ کچھ بیم ہی نہ ہراس ہی عمرو نے کہا خیر دیکھا جائے گا اب فکر اسکی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ در پیش ہی آگے کو بیکار تشویش ہی مخمور نے کہا جو ارشاد فرمائیے بجا لاؤن مین تو مطیع حکم ہون عمرو نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہی ہنسکے کہا تم جاکر درۂ کوہ مین چھپ رہو مین تدبیر کرتا ہون جب مالک اس دریا کا مارا جائے گا اسوقت یہ خشک ہو جائے گا تم جانتا کہ مین فتحیاب ہوا مجھکو آگے بڑھکر ڈھونڈھ لینا اور اگر میرا پتہ نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہ ہو اسوقت لشکر مہرخ مین جاکر خبر میرے مرنیکی کہدینا کہ ہر ایک فاتحہ سے مجھکو فراموش نکرے اور ہمیشہ یہ نیکی یاد کرے

یہ سرائے دہر ہے بے اعتبار
کب کسی کو یان ہمیشہ ہے قرار
چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے
بعد مرنے کے رہے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمرو روتی ہوئی اور دل سے دعا اسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درۂ کوہ مین جاکر سواری ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمرو تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہی اور طلسم فتح نہوا تو شہزادہ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہوگا ولے میرے حال پہ کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیون اے فلک کس مصیبت مین تو نے مجھکو پھنسایا جب ایسا کچھ سوچی تو بلک کر رونے لگی

بموجب نظم

ہوا جینا اسے اک لحظہ مشکل
زلالی تاب ہجر گل عنادل
فزون تھا ہر گھڑی درد و غم و آہ
بے لخت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری
لپندا مجھکو آئی اشکباری

یہ تو ملول و حزین اس حال میں ہیں لیکن عمرو ایک گوشے میں گیا اور رنگ و روغن عیاری سے کر صورت اپنی شکل ایک کلاونت کے بنائی کمر ز ضعف و پیری سے خمیدہ تھی سر پہ پگڑی بندھی تھی کرتا آب رواں کا گر بوسیدہ گلے میں تھا پائجامہ مشروع کا مگر کہنہ اور شکستہ پہنے تھا سارے پیرہن میں سوسی اور کمخواب کے پیوند لگے تھے کہ بمقتضاے بیت دو صد رقعہ بالاے ہم اندوختہ * ز حراق او درمیان سوختہ * پاؤں میں کا مدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی داڑھی ناف سے بھی گذر گئی تھی اسی نوے برس کا سن ظاہر ہوتا تھا جو انی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا الحاصل باین شکل و شمائل کنارے دریا کے آکر ایک درخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نے کی لیکر بجانے لگا اشعار عاشقانہ اور کبھی سامری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان میں یہ غزل پڑھ تی تو ذکر کرتا تھا ہر شجر و حجر کو رُلاتا کہ غزل

بھری جو حسرت دیاس اپنی گفتگو میں ہے	خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو میں ہے
کہاں یہ بات کسی اور خوبرو میں ہے	مزہ جو آپ کے انداز گفتگو میں ہے
سواد کہتے ہیں سودا ہی عشق کا جس کو	اسی طرح کی سیاہی مرے لہو میں ہے
یہ گم ہوئے ہیں کسی کی تلاش میں ہم آہ	کہ آج ایک جہان اپنی جستجو میں ہے
یہ کیفیت ہے جو ہم رند مشربوں کا زہد	کہ ہاتھ سبحہ پہ ہے اور دل سبو میں ہے
یہ حال ہے ترے وحشی کے جیب و دامن کا	کہ چاک چاک بندہ ہے اور رفو میں ہے
جو کچھ کہ تم میں ہے حسن و ادا و گرمی و ناز	تمہیں بتاؤ بھلا کس بہ ماہرو میں ہے
حجاب چشم کو جرات نے دی بصارت کو	کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو میں ہے

اس گانے سے عجب سماں بندھا تھا ہر شجر عالم وجد میں جھومتا تھا طائروں نے آکر گھیر لیا تھا درندوں کو شوق و ذوق پیدا ہوا تھا کبک دری قہقہہ مجبور کر سنانے میں آیا طاؤس فرط مستی میں آکر ناچنے لگا پانی دریا کا لہر مار کر سر پٹکتا تھا لب ساحل واہ واہ کی صدا دیا چاہتا تھا صدف گوش بر آواز ناقوس شنا وری بھول کر راگ سے و ساز لہر و نکو وہ موج آئی تھی کہ جھوم کر روش مستانہ چلتی تھیں مچھلیاں شوق سے اچھلتی تھیں حباب ابھر کر پھوٹتے تھے دریا کے ارمان نکلتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے کہ بمقتضاے نظم

وہ گلا نور کا وہ نور کا سُر	گوش زہرہ سنے وہ دُر کا سُر
ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا	اتر آئی ہے چرخ سے زہرا
دلکش و دلربا وہ ہر فقرا	لے میں ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا

اس دریا اور تمام جنگل کی تا بہ کوہ سیاہ ملکہ مرو اسید جادو شاہ جادوان کی طرف سے مالک ہے

اور اس دریا کے نیچے اس ملکہ کا مسکن ہی عمارت و باغ آراستہ بہزار جوبن ہی اور اس مکان مینو سواد
رشک بہشت شداد کے یہ دریاے گوہر بند و سحر ملکہ نے جاری کیا ہی جس سے گذرنا دشوار
ہوا ہی کسلیے کہ طلسم کے گرد بہت طلسم واقع ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی سرحد دار یکا یک قلعۂ ہوشربا پر
چڑھ آئے اسواسطے راہ بند کر دی ہی ہر جگہ چوکی بٹھائی ہی کہ طلسم ہوشربا بچا رہے الحاصل اسوقت
ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کنیز مروارید گوہر نگار سحر مچھلی بنکر دریا مین سیر کرنے
آئی تھی عمرو کے گانے کی آواز سنکر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے پہونچکر پانی سے سر نکالے دیر تک
گانا سنا کی اور اپنا عشق یاد کر کے رویا کی پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور سامنے ملکہ کے کہ وہ باغ مین مسند ناز
پر بیٹھی تھی پہونچی یہان بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ سلطان
ملکہ آجتک آپ نے کڑوڑون روپے صرف کیے مگر گانا جسے کہتے ہین وہ نہین سنا اسوقت ایک گویا
کہ نہایت بوڑھا ہی گلے مین بھی اسکے ویسی طاقت ہوگی جیسے جوانون کے ہوگی نہ ویسا حلق تالو ہی
لیکن اس ہنگام پیرانہ سالی مین بھی ایسا گاتا ہی کہ ناہید فلک رو برو اسکے بے آبرو ہی
تان سین کی روح اسپر نثار ہونے کی آرزو رکھتی ہی بیجو آکر اگر اسوقت سنتا تو باؤرا ہو جاتا
اسکی بانسری سنکر کنھیا جی کو غش آتا کہ بیت تو ای نے نوید وصل دادہ * بجان از دست امید
وصل دادہ * صحرا کے چرند و پرند سب مست ہین نقد جان انعام مین دینے کو حاضر سر دست ہین
تعریف اسکی بیان سے باہر ہی اگر آپ سنین تو ابھی سیر اکھا ظاہر ہو کنیز کی گفتگو سنکر مروارید
نہایت مشتاق ہوئی اور بصد ناز دس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لے کر بجرے پر سوار ہوئی اور
سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک بجرہ بہت پر تکلف بنا ہوا اور اسپر ایک
یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہی گرد دس بارہ پری پیکرون کی قطار ہی کہ ہر ایک در یتیم صدف
دلبری ہی غیرت وہ حسین حور و پری ہی اور وہ اس طرف آتی ہی الحاصل جب قریب پہونچین ملکہ کو
بغور عمرو نے دیکھا اُسکے حسن طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم مین خوش خرام و العبد کرشمہ و
جمال نہ دیکھا تھا روی تابان اسکا ماہ برج خوبی ابروے خمدار سے یہ ظاہر کہ مہر برج قوس مین آیا
بجرے مین وہ بیٹھی تھی یا مہر کا مسکن تھا برج آبی اُسکے رخسار صفا کے رو برو وہ دریاے گوہر نثار رشک
بحر نیل بنا عکس رخ سے چشمۂ آفتاب برفوق لے گیا بحر چشم حباب سے اسکی طرف ہزاران حسرت دیکھتا
اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اُسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمۂ گوہر مین
آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے بحر ندامت مین ڈوبا جاتا ہی نظم

حسن ہر اس پری کے کی جو نگاہ	نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ
واقعی آدمی بہ پردہ ہے	دلربا حسن چشم و ابرو ہے

اس ڈھب سے تھی وہ مہ پارہ　　کہ پھسلتا تھا پاے نظارہ
حسن و خوبی مین وہ بت مغرور　　سر سے پا تک برنگ شعلۂ طور
مست صہباے غمزہ و انداز　　اٹھتا جوبن شباب کا انداز
جو بنون پر شباب ہنگ کے دن　　ستم انداز و ناز قہر کا سن

غرضکہ وہ مہ پارہ مشتاقانہ بصد جلوہ جانانہ قریب ساحل باداے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے
لگی عمرو نے اسکو قیافہ سے شناخت کرکے سرو قد کھڑے ہو کر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم
کرکے دعا دی کہ مراتب اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے جمشید سب کا سنیورن کرکے چراغ
دودمان سامری روشن رہے دوست شاد ہون پامال دشمن رہے ملکہ نے اسکی گفتگو شایستہ
سنکر بمحبت تمام استفسار کیا کہ بڈھے میان تمھارا کہان سے آنا ہوا عمرو جواب دینے کے بدلے
چیخ مار کر رویا اور کہا اے ملکہ مین اس طلسم مین مدت سے رہتا ہون لیکن اس آخری وقت مین
اپنی حماقت سے جوان جورو کر بیٹھا اب وہ دن رات عجز و انگوڑا بناتی ہی لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی
ہی گھر مین رہنا مشکل کر دیا داڑھی میری اسکا کھلونا ہی بیر پلہل میرا خطاب رہا ہی کبھی خواجہ
خضر بھی کہتی ہی داڑھی نوچنے کی فکر مین رہتی ہی سب سے بڑھاپے پہ ٹکر اسکو روتا ہی کھڑی کھاٹ
بدبخت ہی بچھونا ہی مارے جلن کے اور رات دن کی دانتا کلکل سے دیس چھوڑ پردیس کی بھیک
اختیار کی اسکے منہ کو جھلسا دیجیے نکل آیا مگر مین سچ کہون جب اس کمبخت کی پیاری پیاری باتین
یاد کرتا ہون تو جی بے قرار ہو جاتا ہی بیتاب ہو کر روتا ہون اور بانسری بجا کر گاتا ہون کہ بیت
بدست سرکشی دادی عنانم * کزو چند سرکشی چیزے ندانم * ملکہ اسکی باتون پر ہنسی اور بولی کہ اے
نادان جورو تیری شمکارا ہی تجھے اسکے جرم تو نہین معلوم تو بوڑھا ہی وہ کسی جوان سے پھنسی ہوگی تیرا
رہنا مجھو بہت نہین چاہتی ہی اور دوسرے یہ امر ہی کہ بیت زن کز مرد بے رفتار خاست * بس
آفت و جنگ از آن سرا برخاست * عمرو نے یہ باتین سنکر تیوری چڑھائی اور بگڑ کر جواب دیا کہ
لے جائیے جائیے ناحق میرے منہ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ برا مانیے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا
برا نہ مانینگے عمرو نے کہا مین آپ کو تو کہتا نہین لیکن آپکی ساتھ ہین ان مین سے کوئی میرے پاس
آئے تو مردمی میری ظاہر ہو جائے بھلا مرد وہی جورو مین کیا شمکارا ہوگی آوارہ پھرتی ہین جو اس
طرح خاک اڑاتی پھرتی ہین جنکے نہ کوئی ادھر ہے نہ گھر یہ کلمات سنتے ہی سب عورتین مارے
ہنسی کے لوٹ گئین ایک کنیز نے کہا دور موے مجنڈ دیڑھا مردوا بنا ہی جورو کی خبر نہین انھین باتون
سے وہ مجکو جوتیان لگا یا کرتی ہی عمرو نے کہا معلوم ہوا تو سب سے زیادہ ستاتی ہی میرے کام کی ہی گھبرا
نہین میرے پاس اکیلے مین آنا یہ سنکر وہ کنیز لگی گالیان دینے ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان

کیا کہنا ہے تمہارے کمالات ظاہری اور باطنی سب کھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجکو ہنسا دیا
اب آپ کو تکلیف دیتی ہون کہ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایئے دو گھڑی دل بہلایئے پھر چلے جایئے گا
مین بہت خوش کرونگی دامن امید گوہر دُر سے بھر دونگی عمرو نے کہا مین سب طرح حاضر ہون چاہیے
یہان کام لیجیے چاہے گھر لیچلیے ملکہ ہنسنے لگی اور کہا مجسے بھی بے تکلفی عمرو نے کہا کیا مجال یہ کہکر قریب آیا
اور ملکہ کی از سر تا پا بلائین لین دعائین دین ملکہ نے کہا کنیزون سے اشارہ کیا کہ انھون نے بغلون
مین ہاتھ دے کر بجرے پر عمرو کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لے کر چلی بیچ دریا مین جاکر کشتی نے چکر کھایا
ڈوب گئی لبعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پُر بہار بنا ہے دیا حین داد بار طرح طرح
کے گلزار اشجار سے بھرا ہے گل رونق بخش کارخانہ بہار مین اشجار غیرت دہ قامت یار ہین کہ

بمقتضاے نظم

هرگل وگلشن یہ تھا جوش بہار — ہر طرف ابر بہاری تھی نثار
سائبان صحن گلشن تھا سحاب — جس مین تھی خط شعاعی کی طناب
اسکے نیچے سرو کے موزون ستون — سبزے سیدھے تھے زمردگون ستون
کوندتا وہ برق کا ادھر ادھر — نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر
جابجا گلبرگ تر فرش چمن — جادہ گر ہر سو بہار نسترن

فی الجملہ بارہ دری جو لبصد حسن و خوبی فرش مسند و شیشہ آلات سے آراستہ تھی وہان عمرو کو بٹھایا
ملکہ مسند ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ ہان اے پیر کلانوت کچھ گا عمرو نے بجاکر گانے لگا سب کے
دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا جب یہ گاتا تھا کہ

غزل

بلا مین دل کو پھنسا چکے ہین — پری کے پھندے مین آچکے ہین
فریب زلفون کا کھا چکے ہین — غضب کا جھٹکا اٹھا چکے ہین
بھلی لگے کیا بہار سنبل — خوش آئے کیا خاک نکہت گل
ابھی ابھی وہ شمیم کاکل — سنگھا چکے ہین سنگھا چکے ہین
کہان ہو کس نیند سو رہے ہو — سر مزار آکے باتین کر لو
اٹھا مین تم سے ہون گفتگو کو — فرشتے مجکو جگا چکے ہین
مقام بے شک سرور کا ہے — عجب یہ مضمون دور کا ہے
گمان جن پر کہ حور کا ہے — بغل مین انکو سلا چکے ہین
نہ دیکھ اے چاہ اس طرف کو — کہ فرق اس مین نہین سر مو
لگائین گے تجھ پہ تیغ ابرو — قسم وہ آنکھون کی کھا چکے ہین

ملکہ نے اسکے گانے سے خوش ہوکر بہت کچھ زر و گوہر انعام میں دیا عمرو نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ہی
ہی اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمایئے تو جوانون کا مزا مجھ بڑھے میں پلیئے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ
تو مجھ سے بھی جگت بولنے لگا عمرو نے کہا حضور پھر صحبت مین ہنسنے بولنے ہی کا مزا ہی کنیزین بولین کہ گھر
مین تو بچارہ جوتیان کھاتا ہی یہان اسکا ذہن کھلا ہی عمرو نے کہا کھانے ہی کو سامری نے ہمین پیدا
کیا ہی ملکہ خوب ہنسی اور کہا اسکے منہ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئین اور کشتیان بادۂ
ارغوانی و زعفرانی کی لائین عمرو نے سب بوتلون اور شیشون کو کھول کر الٹ پھیر کرنا شروع کیا اور نگاہ
بچاکر سب مین بیہوشی ملائی پھر چورا سی گھنگرو ڈنکی سنگا کر پاؤنون مین باندھی منھ سے بجاتا گاتا ہوا پاؤن
سے تال دیتا گاتا اور گت بھرتا ہوا بوتل بغل مین دابے کمر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا سب کو
ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہی غرضکہ سامنے ملکہ کے عجب صورت سے بیٹھکر
ٹھہرا اور جام شراب سے بھر اسے کو لبون مین داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لاکر یہ
شعر پڑھا کہ ؎

سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود	کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند

ملکہ نے ہنسکر چاہا کہ جام لیکر پیے عمرو نے اُسکو اُچھال دیا اور پھر سر پر روک کر سر سامنے کیا کہ افسر کو
سر سے شراب پلاتے ہین عمرو کا ان باتون سے منشا صرف بھلانے مین ملکہ کو ڈالنے کا ہی اور ملکہ کو اور زیادہ
حیرت ہوئی آخر جام لیکر پی گئی کیونکہ عالم محویت مین تھی انجام کا خیال بھولی جام پیتے ہی آنکھون مین سرسون
پھولی مست ہوکر جھومنے لگی عمرو نے پھر چار سمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتین تھین سب کو ایک ایک
جام پلایا بعد کچھ دیر کے ہر ایک بیہوش ہوئی ملکہ بھی جھوم کر اُٹھی چاہا کہ ساقی کے ساتھ ناچنے لگون لیکن جھوم کر
کھاکر گری عمرو نے اُٹھکر دروازہ باغ کا بند کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب بوٹ کر
نذر زنبیل کیا پھر ملکہ کو اٹھاکر ستون سے بارہ دری کے باندھا اور کوڑا پکڑ کر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا لیکن
زبان مین سوزن دیدیا جب آنکھ مرواریدکی کھلی اسکو وہی نشہ دیرینہ تھا گویا ہوئی کہ ای پیر کلا نوت کیا
گھنتا ایک آدھ چیز تو اور گا عمرو نے نعرہ کیا کہ باش او بیخبر از غفلت ہوشیار باش کہ منم عمرو بن امیہ یہ صدا سنکر
اسنے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین بندھا پایا اور کالا توت سامنے کوڑا پکڑے کھڑا اُٹھا لیس اشارہ سے پوچھا کہ یہ
ماجرا کیا ہی عمرو گویا ہوا کہ خدا کے فضل سے مین مع ملکہ مخمور یہان آکر ہوچکا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت
جمشید و سامری چھوڑ مجکو راستہ دے اور تو خدمت ملکہ مہرخ مین جا ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائے گی جان
تیری اسوقت جائیگی مروارید نے ہر چند کہ پند و نصائح سنا مگر اشارے سے یہی کہا کہ میری جان نام جمشید
و سامری پر فدا ہی مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہی عمرو نے اول تو اسکی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا مگر اب قلب سیلہ
او دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کرکے سر اسکا جدا کیا پھر تو غل و شور و تاریکی ہوگئی عمرو نے جلد جلد سر

کنیزون کے کاٹے الحفیظ والامان ہیر غل کرنے لگے آگ برسی پتھر پڑنے لگے دریاے مروارید غائب ہوا
عمرو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس سحر پڑھتی ہوئی درہ کوہ سے شادان و فرحان نکلکر دوڑی
دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید لینا لینا کہتے ادھر ادھر دوڑے جاتے ہین اندر سے باغ کے
شعلے آتش کے نکلتے ہین یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ مین سب کو قتل کر رہے ہین یہ معلوم کرکے بردے ہوا اُڑکر زنبورکچی
رنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور مار و کژدم پر سارے ساحر گھبرا لے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہے بس گھبرا کر
بھاگے ادھر عمرو باغ سے باہر جو نکلا دیکھا کوسون تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے ساحر ہر طرف
بھاگے جاتے ہین پیر چلاتے ہین کہ افسوس مارا اس ملکہ کو کہ میکا تام مروارید جادو و مقاتم (؟) نے یہ ہنگامہ دیکھکر
چند حقہ آتشبازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادھر عمرو نے جبیں تاک کر ناریل مارا اسکے سینے کو توڑ گیا
آخر جب سب بھاگ گئے اسوقت کچھ بگڑے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اڑا لائے ہوئے سمت باغ سیب
چلے ان لوگون سے رونے کی صدا آتی تھی عمرو اترکر پاس آئی اور کہا لے شہنشاہ عیاران یہ گولے نہین
ہین سحر کے اب یہ شاہ جادو ان کے سامنے جائین گے اور حال کہینگے اسکو دم بھر مین یہان آنا دشوار نہین
مگر کوئی آفت آئیگی آپ جلد یہانسے تشریف لے چلیے عمرو سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہین اسکے ہمراہ باتین
کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا یہ تو ادھر جاتا ہے مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے
پہونچی ہیر سامنے جمع ہوکر رونے اور سارا ماجرا ذکر بیان کرکے طلبئے شاہ جادو ان کو فرمایئے ہو دریچا ہاک
خود جانے گرا اہل دربار عرض پیرا ہوئے کہ حضور بلائے جادو کو بھیجا ہے انکا راستہ دیکھ لیجیے تو پھر اور کچھ تدبیر
کیجیے گا اور علاوہ اسکے کسی نہ کسی در بند پردہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جانا نہ چاہیا نہین شہنشاہ طلسم
ان کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور از بسکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے کا کرچکا تھا اسوجہ سے سحر پڑھا
ایک ساحر فیل آتشناک پر سوار اترتا ہوا سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اے طولان بن قہار فیل زور
جادو تم سب لشکر حیرت مین جاؤ اور فرقہ باغیان کا خاتمہ کردو یہ حکم سنکر طولان سلام کرکے رخصت ہوا
اور اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر کی جمعیت سے نہایت اولوالعزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار باشکال
مہیب اژدہون پر سوار تھے نفیر سحر کے بجنے سے زمین و زمان مین تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان
تھے مردونکو تہ خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامۂ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا برقے
ہوا یہ لشکر جاتا تھا یا خاطر شوریدہ دہر سے نالۂ و فغان کا شور پیدا تھا کہ بموجب ابیات

چنان شد ز گرد سپہ آفتاب — کہ آتش برآمد ز دریاے آب
درخشیدن تیغ تا دہن دخشت — تو گفتی زمین بر ہوا لالہ کشت
زجوش سواران زرین کمر — زبس ترک زرین و زرین سپر
برآمد یکے ابر چون سندروس — زمین گشت از گرد چون آبنوس

باین کروفر قریب لشکر حیرت بعد طے بُعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر مقام بہتر مین
اتروایا طولان دربار مین جب آیا نذر دی ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو
دیا ساقی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسنے
عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیجیے تاکہ کل مین سب کا استیصال کردون قصہ کا انفصال کردون ملکہ نے
فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو ایکدو روز آسودہ ہو لیکر مقابلہ کرنا جلدی نکرو اُسنے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم
نواخت نقارۂ رزم دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی یہ خبر ہلکارون نے جاکر ملکہ مہرخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر
سحر کو دم ملا ہر بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی مین مصروف ہر سردار سپاہ ہوا ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ
آفتاب لرزتا ہوا سہما ان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام کے قلعۂ قمر کا محاصرہ کیا کہ

نظم

بہ بود تا شب نمودار شد　　فرو رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و شمشیر و گرد سپاه　　ستاره نہ پیدا نہ تابنده ماه
زبانگ تبیره زمین و سپہر　　بلرزید و زیشان بپرید مہر

تمام شب تیاری جنگ مین بہادرون نے بسر کی جبدم زلف شب سے چہرۂ پر نور شاہد روز کی روشنی
ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب مین بلند کی کہ بموجب نظم

چو خورشید بر کشور لاجورد　　سراپردهٔ زد ز دیبای زرد
چو بر زد سر از برج خرچنگ شید　　جہان گشت چون روی زنگی سپید
تبیره بر آمد ز ہر دو سرای　　جہان شد پر از نالهٔ کرنای
بر آمد دم نای و آوای کوس　　ہمی آسمان بر زمین داد بوس

دم ہی لعبد حشمت وجلال دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوے اور تخت شاہان پردہ سواد
قلب لرج مین ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزان دلاور طالب پیکار ہوئے ادھر سے طولان
اور ادھر سے مرزبان نکلکر مقابل ہوے پہلے ناریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا
ہاتھی نے گھونسا خرطوم کا مارا مرزبان بیہوش ہوکر گرا اسے گرفتار کر لیا اور پھر نعرۂ ہل من مبارز کا لگا
اور ایک ساحر ادھر سے جاکر ہم نبرد ہوا بعد رد و بدل سحر کے اسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اسی طرح بہت
ساحر قتل و اسیر ہوے ہاتھی کی وجہ سے کسیکو تاب مقابلہ نہ آئی ملکہ سرخرو کو تاب نہ آئی اور یہ جاکر مقابل ہوئی باہم تا دیر سحر سازی ہوئی اسنے
ہاتھی سے بچنے کو جلد یا فیل نے ایک پچکاری ماری کہ سرخرو بیہوش ہوگئی اسنے چاہا کہ اسے بھی گرفتار کرے مہرخ تخت عقاب سحر پر آئی اور سرخرو پر
آگری نیچے مین ایک بجلی اور ایک گولا فولادی بلند اک طولان ہاتھی پر سے کود کر الگ ہوا اور گولا ہاتھی کے مستک پر جو پڑا اسکا سر
پھٹا اور تڑپ کر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھکر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو جانے نہ دینا
فوج کے ساحر عقاب اور شاہین و باز بنکر چلے اور تیر سحر بہت سے مہرخ پر لگانے لگے پھر تو ادھر کی فوج بھی

چلی اور دونون باہم لشکرون مین جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے سرخمو کو سپرد لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر بنے تھے انکو صید کرنا شروع کیا قفس تن سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی بیرون کے غل سے کان پڑے آواز سنائی نہ دیتی تھی تاریکی اور آندھیون سے خاطر روزگار مکدر و تیرہ تھی برف باری نے گرمیان شعلۂ رزم کی سرد کی تھین سنگ باری نے سختیان آہن گدازون کی گرد کی تھین کہ بمقتضائے نظم

ز پیکان پولاد و پر عقاب — سیہ شد میان فلک آفتاب
بہ دست نیزہ گزاران ز کار — فروماند از حرب و ز کار زار
یلان رستخیز و دم زمہریر — خروش یلان بود و باران تیر
کنون چون رخ روز شد تیرہ گون — جہان روی کشور چو دریای خون

یعنے شام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لیکن طولان نے تامل نہ کیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور نائے ترکی کو دم ملا شور محشر آشکار ہوا ساحر سحرخوان ہوے بہادر عازم میدان ہوے بھر رات بھر تیاری رہی صبحدم جب شاہ خاور نے تخت زرین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجۂ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ کیا کہ بیت چو خورشید بر زد ز خرچنگ چنگ — بدرید پیراہن مشک رنگ دیلم ہو دو وارد دشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اژدرجادو سے کہا کہ تو اژدر بنکر میرے سامنے آکے مین تجھپر سوار ہونگا اور جسوقت مین لڑنے لگون حریف مجھسے مخاطب ہوگا تو غفلت مین اسکو پاکر دم کھینچکر نگل لینا سپہ سالار یہ حکم سنکر بزور سحر اژدہا بنا اور طولان کا طرۂ جاکر اُسپر سوار ہوکر وارد میدان حرب ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار صف لشکر سے بڑھکر مبارز طلبی کی آج پھر سرخمو اُسکے مقابلے مین گئی پہلے ناوک ترنج چلا پھر اسنے بالونکی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان نے اس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستارونکو سر پنجۂ ن نے پیدا ہوکر روکا مگر اژدر نے اپنا دم کھینچا سرخمو مخاطب ہم نبرد سے تھی غفلت مین سنبھل نہ سکی اژدر کے منہ مین سماگئی اسی طرح چند سردار آئے اور دہن اژدر مین سما گئے اسوقت مہرخ نے بھی سردارون کی مدد کے لیے ساحرونکو بھیجا ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر دونون فوجین بھڑ گئین دریائے فوج مین تلوارین لہرین لینے لگین موج آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھا دیا بحر فنا کا کنارہ نظر آیا دوپہر کامل خوب لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخر نہ این را خطا نہ اورا ظفر دونون طرف طبل بازگشت بجا ہر ایک پھر کر خیمگاہ مین آیا طولان بارگاہ حیرت مین گیا حیرت از بسکہ زوجۂ شہنشاہ ساحران ہے ہر بار میدان جنگاہ مین نہین آتی ہے فی الجملہ اُسنے سارا ماجرائے جنگ عرض کیا اور سردارون کا قید کرنا بھی کہا حیرت نے کہا ان سردارونکو ہمارے سامنے لاؤ اُسنے عرض کیا کہ لاتا ہون اور روانہ ہوا مگر حال سنیے

کہ اژدر جب جنگاہ سے پھر کر آیا تو اسنے خیال کیا کہ میرے شکم مین سردار گھٹ کر مرجائینگے انکو نکالنا چاہیے
یہ سمجھکر انکو اگلا اور دم اپنی منھ مین داب کر حلقہ کرکے بیچ مین سردارون کو لیکر بیٹھا مگر اسکے اگلنے سے سحر
سردارون پر سے اتر گیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوے اٹھکر اپنے لشکر کی طرف چلے
اژدر انکا سد راہ ہوا سرخمو اسوقت غفلت مین گرفتار ہوئی تھی دریہ وتھے وہ اکیلی تھی اب جو اُسنے اژدر
کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپکر ہلاک ہوا شور اسکے مرنے
کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اسی تاریکی مین سرخمو وغیرہ اڑکر بروے ہوا گئین اور وہان سے پھر گولے
اور نارفلفل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دو چار ہلاک ہوے اور اٹھکر لشکر حیرت کی طرف
بھاگے اس طرف طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل شکر ادھر دوڑا یہ لشکری سمجھے کہ
ہمکو مارنے آتا ہی اور اسی نے شاید ہمارے لوگون کو مارا ہی بس یہ سمجھکر لڑنے لگے ادھر سے طولان قیدیونکو
لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھکر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہی بس وہ بھی للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے
نہ دینا اب بالکل فوج کو یقین ہو گیا کہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والونکو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ
سے ملگیا ہی الحاصل گوشت خوار و دندان سگ باہم سحر چلنے لگا برقین گرنے لگین سرخمو وغیرہ تو اپنے
لشکر مین چلی آئین یہان بھی غلغلہ سنکر فوج تیار ہو گئی ادھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے نکل آئی دیکھا
باہم فوجین لڑ رہی ہین پشتے کشتون کے بندھ گئے ہین لاشون کے انبار لگے ہین قلعہ ہاے تن کی بربادی
ہو سرون کے کنگرے ہر جگہ بنے ہین حیرت کی سمجھ مین یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا
کہ دونون لشکرون کے بیچ مین ایک دھوان پیدا ہو کر اندھیرا ہو گیا فوجین جدا ہوئین اسنے طولان
کو بلوایا اور ماجراے جنگ پوچھا اسنے کہا مجھے نہین معلوم لڑتے ہوئے فوج کو دیکھکر مین بھی لڑنے
لگا تھا الحاصل بعد تحقیقات حال مرگ اژدر اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت کچھ
لعنت ملامت کی کہ افسر ہو کر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صدہا کو قتل کر ڈالا طولان کو اسکے برا بھلا
کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا کہ سرخمو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہی مین اسکو جاکر بارگاہ حریف سے
پکڑ لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر اڑکر چلا ہلکارے جو بامر جاسوسی اس جگہ حاضر تھے وہ اس سے قبل خدمت
مہرخ مین گئے اور اسکے آنے سے مطلع کیا قران اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین حاضر تھا اس نے
یہ سنکر طولان آتا ہی اپنے ملکہ سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہو جائیے مین ایک
عیاری کرونگا مہرخ و بہار وغیرہ اسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئین اور اُسنے برق و ضرغام وغیرہ
عیارون سے کہا کہ تم اپنی صورت مثل بہار و مہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے دیکھے تھے
انکو بلاکر حکم دیا کہ تم بزور سحر صورت اپنی مثل سردارون کے بناؤ غرضکہ دم بھر مین سب نے صورتین تبدیل
کین اور اسی عرصے مین طولان بارگاہ مین آیا اور پکارا کہ کہان ہی سرخمو اسوقت اس سے

سامنے برق کہ بشکل مہرخ بنا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہیں اور قران نے
بھی عرض کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے طولان یہ عذرات سنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی
میری وجہ سے فیصل ہوئی بس ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو تو میرے خیمے میں چلو مہرخ و بہار نقلی
وہ ایک سردار اسکے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اسنے چاہا ان سب کو خیمے میں بٹھا کر میں حیرت
پاس جاؤں اور انکے آنے کا حال بیان کروں لیکن جانے نہ پایا تھا کہ قران نے اکیلا پاکر اسے بیہوش
کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالوں لیکن قران نے کہا اے برق تم اسکی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق
اسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلکر اپنی سواری کا ہاتھی مانگا ساحر فیل در خیمہ پر حاضر لائے برق نے
بموجب فرمایش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھکر باہر آکے ہاتھی پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار
ہوتے ہی افسران فوج کو للکارا کہ جلد لشکر تیار کرو انھوں نے نفیر سحر بجائی اور صف باندھکر
کھڑے ہوے اسنے کہا کہ ملکہ حیرت سے مجھے بگاڑ ہو گیا ہے تم میرا ساتھ دوگے یا حیرت کا ساتھ
لشکر نے کہا کہ ہم آپ کے تابعدار ہیں اسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اترا ہوا ہے ان پر حملہ جلکر کرو اور
مارلو فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت میں تھے ادھر سے تاریخ و ترنج
پڑنے لگے خیموں میں آگ لگی دو چار واصل جہنم ہوے گھبرا کر بھاگے جلد جلد بہتوں نے کمر باندھ
اٹھ کے لڑنے لگے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان کو گٹھری سے کھولکر بٹھا دیا اور فتیلہ
رفع بیہوشی ناک کے برابر رکھکر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکلکر الگ کھڑا ہوا اور قران بھی
بھی خیمے سے نکلکر الگ جا ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے ہر چند ہاں
ہاں کرتا ہے مگر اس بلڑ میں کون سنتا ہے ایک سے دوسرا بھڑا ہے شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہے
کمان و بان تیر سے غل مچا رہی ہے حیرت بھی غل سنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار
ہے اور فوج اسکی لڑتی ہے ازبسکہ اسکو خبر ملی کہ مہرخ و بہار وغیرہ اسکے خیمے میں آئی ہیں بس اسکو صاف
یقین ہوا کہ طولان انسے ملگیا ہے لہذا اسنے بھی فوج کے افسروں کو للکار کر لینا اس نمک حرام کو اب تو
خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گوشت خرد و دندان سگ باہم گتھ مرے اوراق دفتر ہستی صرصر فنا
نے الٹ دیے

ز نیزہ ز پیکان ہوا تیرہ گشت　　ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت
ز گرد سیہ روشنائی نماند　　ز خورشید شب را جدائی نماند
خروش سواران و اسپان بدشت　　ز بہرام و کیوان ہمی برگذشت
ز جوش سواران و زخم تبر　　ہمی سنگ خارا برآورد پر
ہمہ تیغ و ساعد ز خون گشتہ لعل　　خروشان شدہ خاک در زیر نعل

	دل مرد بد دل گریزان ز تن		دلیران ز خفتان بریدہ کفن	

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال آیا کہ طرح کہین بہرکا نہ گئی ہو یہ سمجھکر حکم دیا کہ اے شہاب تو
جا اور طولان کو بھیجا شہاب یہ دہان سے اس کی طرف چلا وہ سمجھا کہ حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے
کے لیے بھیجا ہی بس یہ جان کر بھاگا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا نکلا شہاب پر نارنج ترنج مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت
پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے ملگیا ہی اتفاق سے اسوقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا حیرت
نے اس سے کہا اے وزیر اعظم تم جا کر طولان کو پکڑ لاؤ ابریق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی سحر
پڑھ کر ماری طولان سحر بھون گیا ابریق کمر مین پنجہ ڈال کر اٹھالے گیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا کہ
مارو اس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے ہرچند یہ چیختا ہی کہ ملکہ میری خطا نہین ہی مگر کوئی
سنتا نہین جوتیان اور لاتین پڑتی جاتی ہین خوب پٹا ابریق نے آخر سفارش کرکے چھڑایا یہ چھوٹا لشکر
مین آکر طبل امان بجوایا اور اسیوقت کوچ کرکے دریاے خونزوان سے اترکر باغ سیب مین پاس شاہ
جادوان کے گیا اور پکارا افریاد ہی ملکہ حیرت نے ایسا کچھ پٹوایا کہ سر پہ بال نہین رہے ملکہ لائق وزیری
نہین ہی افراسیاب نے غل سنکر اسکو سامنے بلوایا اور حال سنکر کتاب سامری دیکھی متفکر کہا کہ تم
خوب لڑنے لگے ارے بیوقوف عیار تجکو دھوکا دے گئے پھر سب حال برق و قران کا شاہ طلسم سے
بیان کیا اس نے کہا کہ مین پھر جاتا ہون یہ کہکر جانا چاہتا تھا کہ جانے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا اب تم
نہ جاؤ اس نے کہا کہ مین جاتے ہی عیارون کو گرفتار کرون گا شاہ نے کہا اب کی عیار تمھین زندہ
نہ رکھین گے تم ٹھہرو مین تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر
غدار جادو نام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ ملکہ حیرت سے کہنا کہ ان کو عیارون
نے تنگ کیا ہی اب مین نے کئی سحر انکے ساتھ کر دیے ہین ان کی خاطر بہت کرنا اور اے ملکہ تم نے
بہت برا کیا جو ان کو ذلیل کیا کوئی افسرون کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہی اور اے غدار یہ تصویر
مین نے پہلے بھی ایک ساحر کو دے کر بھیجا تھا اور اس نے کئی عیارون کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اس نے
دھوکا کھایا آخر مارا گیا فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہی کہ جو عیار تمھارے سامنے آئے گا یہ تصویر اسکی
اصلی بتلائے گی تم جاننا کہ یہ عیار ہی اور اسکی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہی عارضی ہے
اصل شکل اسکی مثل صورت تصویر ہی بس اسکو تم گرفتار کر لینا غدار یہ کلمات سنکر اور تصویر لے کر
ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان مع اپنے لشکر کے کوچ کرکے دریا کے پار اترا اسوقت غدار
اسکے آگے چلکر بارگاہ حیرت مین گیا اسنے اس کی تعظیم کی اس نے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان
تھا اطلاع دی حیرت نے سردار پہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کرا کے بلوایا اور خاطر
سے بٹھایا بے اعتنائی جو پہلے اسکے ساتھ کی تھی اس کا عذر کیا اور ساقیان مہرتمثال حاضر ہوئے

دور جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا ناچ ہونے لگا اسوقت عذار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت اسکی بیان کی اور کہا میں بارگاہ حریف میں جا کر عیاروں کو پکڑ کے لاتا ہوں حیرت نے کہا تم اس تصویر کی وجہ سے عیاروں کو پہچانو گے لیکن وہاں ساحران زبردست جو مقابلہ کرینگے ان کا کیا علاج کرو گے اس نے ہنسکر کہا اے ملکہ میں مصاحب شہنشاہ ہوں میرا کوئی کیا بنالینگے حیرت نے کہا اگر ایسا ہی تو جاؤ کیونکہ ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند عذار وہاں سے اڑ کر چلا لیکن اس سے پہلے ضرغام یہاں موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کر کے گیا اور جا کر دربار میں خبر عرض کی وہاں قران موجود تھا کس لیے کہ جب سے عمرو گیا ہی یہ بارگاہ میں بہت رہتا ہی الحاصل قران معہ برق علیحدہ گیا اور کہا اے برق تم چھپ رہو وہ چھپ رہا قران دوڑ کر لشکر حریف میں گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہی اسکو اسنے الگ بلایا اور کہا میرے ساتھ چل میں تجکو بہت سا مال دونگا وہ ضعیفہ اسکے ساتھ گئی درہ کوہ میں وہاں قران نے اسکو بیہوش کر کے رنگ و روغن لگا کر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کر کے بہت سا مال و زر و گوہر دیا اور کہا تم چل کر بارگاہ میں بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا میں برق ہوں اس کہنے سے میں تم کو بہت کچھ مال دونگا اور جو کوئی تم کو پکڑ لے جائیگا وہ بھی بہت کچھ دیگا اور اگر میرے کہنے کے خلاف ہوگا تو جان تمھاری جاتی رہیگی اس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور آیندہ بھی ملنے کی امید پائی بس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہی اس سے بڑھکر میں کہونگی غرض اسکو بہت کچھ سمجھا بوجھا کر بارگاہ میں قران لے کر آیا اور بمقام برق بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا کہ جو کوئی برق کو پکڑنے آئے پکڑ لے جانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا الغرض یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے عذار بارگاہ میں آ کر اترا اور پکارا کہاں ہی وہ ناعیار برق وہ ضعیفہ پکاری کہ منم برق از بسکہ حیلے عیاروں کے تمام طلسم میں ہیں سب ساحر پہچانتے ہیں اسنے برق کو جو بصورت اصل پایا تصویر دیکھنے کی احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا بس اس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھکر پنجہ کمر میں ڈالکر اڑا اور یہاں لشکر میں غل ہوا کہ لیے جاتا ہی مگر حسب تماشہ قران کسی نے مقابلہ نہیں کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت میں آ کر اترا اور کہا میں لایا برق کو وہاں طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اس نے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش کھینچ اکر گھوڑے پر ڈلوادی اور سر بارگاہ کے دروازوں پر لٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ میں نے دشمن سے اپنا عوض لیا یہ خبر طائران سحر نے لشکر مہرخ میں پہونچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی گریبان چاک کیا دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا مگر مہرخ نے کہا کہ امین کوئی مہتر قران نے عیاری کی ہی کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے تھے اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو ہر ایک اسکے

سمجھانے سے خاموش ہوا اور ادھر قران نے برق کو بلایا وہ جو پوشیدہ تھا اب سامنے آیا اس نے کہا
تم اب شیر کی کھال پہنو اور بشکل شیر وہان بنکر تیار ہو برق حسب الارشاد عمل مین لایا یعنی
شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان اسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقًا جلد اول مین بیان کیا ہی کہ برق
کے پاس پوست سب جانورون کے مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کے رہتے ہین اور اسکو جانور
کی صورت بننے مین بڑا ملکہ ہی چنانچہ ایک بار کتا بنکر عمرو کو بہکٹ گیا تھا اور عمرو اس کو نہ پہچان سکا تھا
غرضکہ جب شیر بنکر تیار ہوا قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی اور مہیب صورت سیہ فام
کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا اخرس کا بنایا ہر سر مین سانپ لپٹے کہ وہ زبان نکالتے
تھے کئی ہاتھ بنائے کہ کسی مین مشعل آتشین لیے تھا کسی مین ترسول اور کسی مین تھال برنجی تھا جو لا بادلا
لگا گلے مین ڈالے دھوتی تہمبری باندھے تھا غرضکہ اس شکل پر جب بنکر تیار ہو چکا برق پر جو بشکل شیر تھا
سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مہری لکھکر اپنے پاس رکھا برق اسکو لیے ہوے دربار گاہ
حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر سوار شہنشاہ جادوان کے پاس سے آیا ہی اس نے
استقبال کر کے سامنے بلایا قران نے سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے
پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ برق عیار مارا نہین گیا بلکہ ہم نے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کر کے
کر دیا ہی اب غدار سے کہنا جو یہ ساحر کہے اسکے بموجب کام کرے حیرت مضمون نامہ سے جب
مطلع ہوئی غدار سے کہا تم نے بھی دھوکا کھایا شہنشاہ لکھتے ہین کہ وہ برق نہ تھا جو مارا گیا غدار
نے کہا مین شہنشاہ کو تو جھوٹا نہین کہہ سکتا لیکن مین بارگاہ حریف سے جا کر پکڑ لایا ہون کیونکر کہون کہ
مین نے دھوکا کھایا یہ کلام سنکر نامہ دار نے کہا تم دیکھو گے برق کو مین بلا لاؤن مجکو شہنشاہ نے اُسے دیدیا
ہی یہ کہکر باہر آیا اور شیر کی کھال برق سے اتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا
شہنشاہ کی بات کہین جھوٹی ہو سکتی ہی غرض اب سبکو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادہ شاہ جادوان
ہی بس غدار نے کہا کہ کیا شہنشاہ نے فرمایا ہی لکھا ہے کہ نامہ دار کے کہنے پر عمل کرنا اس نے کہا
وہ بات علیحدہ کہنے کی ہی غدار اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمہ مین لے چلا قضائے کار اثنائے راہ مین
عیارہ صبا رفتار ملی اور اسنے قران کو پہچانا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور کنایہ کے پکاری کہ میان
صاحب ہمارا سلام ہی قران نے کہا کیون دھنگڑے کو دیکھا جی تو اچھا ہی ان کلمات کو سنکر غدار سمجھا
کہ یہ عورت سمجھکر اس عیارہ سے ہنس رہا ہی یہ سمجھکر اُسکو لیے اپنی بارگاہ مین گیا اور ادھر صبا رفتار
نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ غدار نہین سمجھا بس جلد چلی کہ جا کر ملکہ حیرت کو خبر کردن اور جا کر سامنے
ملکہ کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہین ہی وہ قران عیار ہی جو غدار کو لے گیا ہی جلد خبر لیجیے نہین غدار
مارا جائے گا حیرت نے کہا تو دیوانی ہی وہ شیر پر چڑھ کر آیا ہی اور نامہ مہری شہنشاہ کا لایا ہی کہان

عیار بھی شیر بن سکتے ہیں باتیں سراسر بنا سکتے ہیں صبار فتار نے کہا اسوقت اس شبہ میں نہ پڑیے اور عیاری کے فن کی تصریح نہ فرمائیے جلد وہان کی خبر منگوائیے حیرت نے اسکے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا اور غدار کی خبر لا وہ تو ادھر چلا مگر جب تک یہ آئے آئے وہان پہونچتے ہی قران نے کہا اے غدار مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اسنے کہا کیون جواب دیا کہ حکم حاکم دیکھو نا وہ کیا مارے چلے آتے ہین اسنے گھبرا کر اسکے کہنے سے پھر کر دیکھا قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا غل و شور و تاریکی ہو گئی قران و برق بھاگ کر لشکر سے نکل گئے اور ساحر فرستادۂ حیرت جو آیا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ پاس گیا اور کہا وہان خاتمہ ہو گیا حیرت کو بڑا رنج ہوا لاش غدار کی اٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیارون کی دیکھی طولان کا فرط خوف سے دم نکلگیا کہ واقعی ان عیارون کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہے حیرت نے نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران نے جا کر سب ماجرا شیخ سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا اب اسکو دیکھکر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اس کیفیت مین ہین اور عمرو محمود در یا رسے مروارید سے گذر کر سمت کوکب روانہ ہین ان سب کو تو اسی حال مین رکھیے تتمہ داستان زلازل قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر نصرت اثر کے سنیے کہ لمؤلفہ

بیا ساقیا جام بر کف بنہ — بمطرب بگو دست بر دف بنہ
بزاہد بگو توبہ را بشکند — کہ فصل بہاری در ینجا رسد
بیا صوم از بادہ افطار کن — نمے چہرۂ خویش گلنار کن
گدا ے در میکدہ چون شوی — نمے دامن خویش را تر کنی
بیا بلبل گلشن داستان — یکے قصۂ نغز و نادر بخوان
بکن تیغ منقار را تیز تیز — برنگین بیان خون دلہا بریز
بہر کلمہ صد تیر بر دل زنی — ز سوفار چون داستان سر کنی

ناوک اندازان نشانۂ داستان و خدنگ افگنان ہدف بیان تیر بیان سے تودۂ سخن کو یون نشانہ بناتے ہین اور قدر انداز کلام فرط شوق سے صدائے زہ زہ اس طرح بلند فرماتے ہین کہ اول مین ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا مین گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اسکا یعنی سوفار جادو فرستادۂ شاہ جادوان بکرد فر تمام خدمت لقاے بد انجام مین پہونچا اس کا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور زد بغل پر بیٹھ کر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کر کے جان کھونے لگا بختیارک بھی اس کے ساتھ گریہ کنان ہوا بہتا تھا کہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اسنے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوند سے اپنے

بھائی کا بدلا ان مسلمانون سے مین لون گا اور ایک کو جیتا نہ چھوڑون گا بختیارک نے
کہا مین جو تجسے زیادہ رویا تو سبب یہ ہو کہ دو آدمیون کو رویا ایک تو تمھارے بھائی کو اور دوسرے
تمھین کیونکہ مین تم کو بھی مردہ جانتا ہون خداوند نے ان بندون کو قدرت ہی ایسی دی ہو کہ جو
ان سے لڑتا ہو قتل ہی ہوتا ہو سوفار نے کہا مین بھی ملک جی وہ ساحر ہون کہ دم بھر مین ادھر کی
دنیا ادھر کر دون گا لقانے اسکالات وگزاف سنکر کہا اے بندہ مجکو غرور کسی کا پسند نہین ہو اسی وجہ سے
جو آتا ہو وہ مارا جاتا ہو کس لیے کہ اسکو غرور ہو جاتا ہو کہ مین ایسا صاحب شوکت و زور ہون بس مجکو
ناپسند ہوتا ہو مین اسکو قتل کروا ڈالتا ہون سوفار اپنے دل مین ڈرا اور کہا یا خداوند مجھ سے خطا
ہوئی معاف فرمایئے الحاصل اس نے توبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے
دن جب تیر شعاع آفتاب بصد آب وتاب ترکش مغرب مین قدر انداز روزگار نے رکھے اور
زاغ شب نے باز سفید کے نیچے سے بخوف دلیر ہو کر پرواز کی کہ ابتعاے نظم

چو خورشید در جامۂ نیلگون
نہان شد چو زنگی شب آمد برون
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن
کشادہ سیہ مار گردون دہن

سوفار نے طبل بجنے کی درخواست کی لقانے حسب خواہش اسکے حکم دیا کوس جمشیدی پہ چوب
پڑی ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین خبر لے کر گئے اور شہنشاہ گردون سریر چراغ لشکر اسلام سعد
بن قباد کی خدمت مین پہونچکر مراسم آداب شاہی بجا لائے اور بہر شنا لب کھولے کہ نظم

بندۂ در ہے تیرا اک اقبال
حاجب آستان ہے جاہ وجلال
جب تری تیغ صاعقہ پیکر
نکلے ابر نیام سے باہر
گور مین کانپنے لگے بہرام
تھرتھرا جائے روح رستم وسام
زہرۂ خاک آب ہو جائے
ترک گردون دون کو غش آئے

آج لشکر لقا مین سوفار جادو جو طلسم سے آیا ہو اسنے طبل جنگ بجوایا ہو ہرکارے یہ عرض کر کے کنارے
ہوے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پہ چوب
پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ چالاک نے نقارہ خوانی سکندری
مین آکر طبل سکندر پہ ڈال دیا جہان فانی مین غوغاے اتلوا ابھر گیا نظم

نبیرہ برآمد ز ہر دو سرا
جہان پر شد از نالۂ کرناے
چو رعد خروشندہ شد بوق وکوس
خور اندر پس پردۂ آبنوس

شیر بیشہ گان جہات و نہنگام قلزم شجاعت بجراہن مین ہر شکار رعد وخوطہ لگانے لگے سلحخانہ کھلگیا
ہتھیار پسند فرمانے لگے سنجہاے مردانگی رلب شاد و بشاش سب کے سب جوہر تیغ نجم سپہر کو آنکھین

دکھاتا تھا محراب خم کمان میں بہر حفاظت ہر بہادر چلہ چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھکر ترک فلک نے دانت نکالے تھے نہ ثوابت تھے نہ سیارے تھے صبح ہونے سب بھاگنے والے تھے دشت کین کو خون سے رنگین و پر بہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی صدا ے نقیبان خوش الحان زمزمہ ہزار تھی بلبلان گلستان شجاعت گلہاے زخم کی محبت بیقرار کیے تھی کہ ناگہ نکھون رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت مشیمہ شب سے طفل خونی پیدا ہو کر مہد فلک پر جنبان ہوا اور آغوش دایہ سپہر سے کودکان نجم نے کنارہ کیا کہ بموجب نظم

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید　　شب تار تا زنده شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پرده سرای　　جهان تار کوس با کرنای
ز پیلان نهادند بر پیج تخت　　سراسر ز دیبای زربفت بست
ز برجد نشانده بتخت اندرون　　ز دیبای زربفت پیروزه گون
بزین ستام و جناح و پلنگ　　بزین ولای و جرسهای زنگ
همه افسر و ملیبان به نگار　　همه یک باطوق و با گوشوار
سپاهی برفت اندران دشت رزم　　کز ایشان همه آرزو خواست رزم
سنانها درخشان و جوشان سپاه　　شده روی هامون ز لشکر سیاه

یعنے صبحدم امیر کشور گیر مسجد کو پاس سے بعد فراغت طاعت آکے دردولت آسمان پناہ ظل اسرار آئے اور مع تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر لے کر وارد دشت مصاف ہوئے اس طرف سے لقا با فوج بیکران مع سوفار بے ایمان داخل میدان ہوے صفین جمین سقون نے چھڑکاؤ کر کے گرد کو بٹھایا نقیبوں نے بہادروں کو مرنا یاد دلایا دنیاے فانی کو ناپایدار بتایا کہ بموجب ابیات

خلعت شاہانہ رکھتا ہے جو تن　　چار دن کے بعد ہوتا ہی کفن
ہر میں جسکے ہی عروسانہ لباس　　ہر وہ اُسکے دوش پر اسباب پاس
ایک بھی خندان نہیں ایسا یہاں　　ہو نہ گریہ ساتھ جس کے توامان

لازم ہی کہ سراے فانی کو ہیچ دیکر جان کر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس معرکے کو یاد لو نام کر دو بڑی خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار لو دلاور اس کلمات سے جوش شجاعت میں جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر سناٹا چھایا ہوا دیکھکر ہٹ گئے سوفار اژدر سحر اڑا کر وسط میدان میں آکر للکارا کہ ہر کوئی مرد میدان نبرد جو مجھ سے آکر مقابل ہو یا میں اُسکو ہلاک کروں یا وہ میرا قاتل ہو ادھر سے شہنشاہ عراق بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے اُس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا ضرب میدان اپنے سحر کا حملہ کر دستک دی بڑھے ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمسر طائر فلک اڑتا ہوا آیا اور

شہنشاہ مرادی کی کمر میں پنجہ ڈالکرے اڑا امیر حمزہ اس بہادر نے فکر پایا اگرچہ شتر کب پر قائم نہ رہا کلکتا ہوا چلا گیا بعد اسکے جانے کے پھر اس نے نہمارزطلبی کی منذویل اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر روبرو اسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اسنے پھر سحر پڑھکر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اس کو بھی اٹھا لے گیا اسی طرح بیس پچیس سردار پنجہ عقاب میں گرفتار ہوے اس وقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا اگر بختیارک نے جب لشکر اسلام کا پرا ستعداد دیکھا خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلیں گے پس وہ اسم اعظم جانتے ہیں سو فار مارا جائیگا یہ سوچکر اسنے طبل بازگشت بجوادیا لشکر میدان قتال سے پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوے ازبسکہ دل تمام نہ ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے سرداروں نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لگا کر امیر کو صحرا کی طرف لائے اس جگہ دامن کوہ میں گلہاے خودرو کھلے تھے دامن کوہ دامن گلچین تھا یا ارژنگ چین تھا ابر بہاری کا شامیانہ تھا طاؤس زرین لباس کا رقص مستانہ تھا ہواے سرد کشتی جان کے لیے باد مراد تھی زمین وہاں کی شاہدان گل سے آباد تھی آتش لالہ وگل کا دھواں سحاب بنا تھا بجلی کا اس ابر میں کوندنا لب مسی آلود معشوق کا ہنسنا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی کہ نظم

جابجا منتظم ہے باد بہار　　ہے وہ صحرا نمونۂ گلزار
برق سے ہے میان تجلی طور　　سارا جنگل ہے نور سے معمور
گھر کے آیا ہے ابر دریا بار　　بھینی بھینی سی پڑ رہی ہے پھوار
قہقہہ زن کسی طرف ہیں چکور　　کہیں کویل کہیں پپیہے کا شور
گل خودرو پہ زور جوبن ہے　　دامن دشت رشک گلشن ہے
ڈھاک پھولا ہے بور آیا ہے　　لالۂ کوہ رنگ لایا ہے

بس ایسے صحراے فرحت بخش میں پہونچکر لندھور نے کہا یا امیر اس وقت لطف صید افگنی ہے امیر نے فرمایا بہتر لندھور نے ایما پاکر ملازموں کو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر میں گئے اور حکم سنایا اسی وقت قراول بیلیے جانوران شکاری کو لیکر روانہ ہوے بازدار عقاب و شاہین کو لیکر چلے خیمہ و خرگاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا دم بھر میں جملہ سامان درست ہوگیا نظم

تھا وہ صید و شکار کا سامان　　سیکڑوں طائران صید کنان
وہ قراول بلا کے وہ صیاد　　فن صید و شکار میں استاد
شاہباز ایک ایک برق نظیر　　عازم صید طائر تقریر
تیز پر وہ عقاب شاہین تھے　　صید مرغ گمان پر ہیں تھے
وہ فلک سیر ایک اک بحری　　قاتل صید بحری و بری

جوڑیاں تازیوں کی برق شعار
کوئی گلگانک اور کوئی بودار

خیمۂ فلک فرسا دامن کوہ میں صحرائے سبزہ زار دیکھکر استادہ کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضائے

نظم

کئی صیاد خلق صید افگن
صیدگہ میں اڑاتے تھے توسن

زیب دوش ایک ایک کے وہ کمان
جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان

کوئی ناوک فگن کمان ابرو
باندھتا تھا نشانۂ آہو

محو صیاد تھا ہر اک نخچیر
دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ بقیہ دن شکار میں بسر ہوا جب غزال رم خوردۂ ماہ جست و خیز کرتا ہوا صحرائے فلک میں آیا اور ساکن برج اسد و دشت سپہر چھوڑ کر گوشۂ مغرب میں گیا

نظم

کچھ وہ شب بھی عجب بہار پہ تھی
چاندنی زوروں ہی نکھار پہ تھی

شب نہ تھی دود آہ عاشق تھا
جلوۂ نور صبح صادق تھا

تمام سردار مع امیر اسی دشت میں مسکن گزین ہوئے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی قندیلیں درختوں میں لٹکائیں میدان میں چاندنیاں بچھوائیں شغل بادہ کشی میں سردار مصروف ہوئے امیر صنعت رنگارنگ صانع حقیقی دیکھکر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہوا اب اس طرف جب سوفار پھر گیا اُسنے بختیارک سے کہا ابھی تو دن باقی تھا تم نے طبل امان کیوں بجوادیا اسنے جواب دیا کہ امیر مالک باطل السحر ہیں وہ تیرے مقابلے میں آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اس لحاظ سے میں پھر آیا سوفار نے کہا اگر یہ کیفیت ہے تو میں جا کر اسم اعظم بند کرتا ہوں بختیارک نے کہا وہاں جاؤگے تو بارگاہ سلیمانی میں سحر بھول جاؤگے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کروں اس عرصے میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ امیر مع سرداروں کے جنگاہ سے پھر کر وارد دشت ہوئے اور ہنوز اسی جگہ مصروف سیر و تماشا ہیں بس یہ سنتے ہی سوفار اٹھا اور سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہونچا ایک ملازم کو خدمت امیر میں بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا سوفار جادو حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے امیر نے فرمایا میں فقیر آدمی ہوں جسکا جی چاہے آئے یہ خانۂ بے تکلف ہے یہ کہکر دو ایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر اسکو لے گئے جب یہ سامنے پہونچا سلام کیا امیر نے دنگل بیٹھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام شراب گلفام اسکے سامنے کیا سوفار مے خواری کرنے لگا جب نشہ ہوا اسوقت امیر نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہے اُسنے کہا میں آپکو سمجھانے آیا ہوں کہ خداوند لقا کو سجدہ کیجیے اور سرکشی سے باز آئیے امیر یہ کلمہ سنکر آگ ہو گئے اور فرمایا کہ میں اس مردود درگاہ خدا پر ہزاروں لعنت کرتا ہوں اور تم اسوقت میرے مہمان عزیز نہ ہوتے تو زبان تیغ سے ان باتوں کا کو

جواب دیتا سوفار نے یہ کلام سنکر جواب نہ دیا بلکہ ٹال کر اور باتین کرنے لگا اور عین گفتگو مین اپنے جوبے
سے ایک جانور سرخ رنگ نکالکر چھوڑا کہ وہ اڑکر گرد امیر کے چکر مار کر پھر اسکے ہاتھ مین آگیا پس یہ اٹھا
اور کہا یا امیر مین آپ کو خواہش کرنے آیا تھا خیر آپ نہین مانتے تو آپ جانیے غلام رخصت ہوتا ہے امیر نے
پھر کچھ جواب نہ دیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر اگیار کرکے سحر پڑھنے لگا اور منتر سونپر دم کرکے اسی جانور کے
منھ پر مارین پھر اسکو ایک شیشے مین بند کرکے اپنے حجرے مین وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ لقا کی طرف روانہ ہوا
مگر جب امیر کے پاس سے وہ چلا آیا تو لندھور نے کہا یا امیر اس کافر کا آنا اور جانور اڑانا خالی از فساد
نہین چہرہ پر تو آپ کا تبسم معلوم ہوتا ہے اسم اعظم کو پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ
بدو سحر اس مرتد نے اسم اعظم مجکو بھلایا ہے خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہے جو وہ چاہے گا وہی ہوگا سردارون
نے عرض کی کہ اب مناسب ہے حضور لشکر مین تشریف لے چلین کیلیے کہ بادشاہ جمجاہ وہان اکیلے ہین ایسا نہ
ہو کہ یہ کافر انھین کچھ رنج پہونچائے امیر نے کہا چلو فی الفور اسی وقت سوار ہوکر سب داخل لشکر ہوے
بادشاہ نے اسم اعظم بند ہونے کا حال سنکر رنج کیا اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سنا چالاک بن عمرو مع
چند عیارون کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح چھڑا دین اور ادھر جب دربار مین لقا کے سوفار پہونچا بختیارک
سے کہا مین اسم اعظم بند کر لایا اسنے کہا اسکو یہان نہ رکھو طلسم مین بھیجو اور کسی ساحر زبردست کو دے کر
روانہ کرو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اسنے اپنے ملازمون مین سے طاؤس جادو نام ایک ساحرہ
کو تجویز کیا کہ یہ لیجائے گی اور اسنے بھی عرض کیا کہ مین باحتیاط تمام پہونچا دونگی اسوقت ایک نامہ
لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندۂ مقبول بارگاہ خداوندی شاہ طلسم ہم تجھسے بہت خوش
ہین کیونکہ تونے سوفار جادو کو ہمارے پاس بھیجا وہ ہمارا بندۂ برگزیدہ ہے اور ہم اس سے بہت راضی
ہین فی الحال اسم اعظم حمزہ اس نے بند کیا ہے اور وہ شیشہ مین رکھکر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمھارے
پاس بھیجتے ہین لازم ہے کہ باحتیاط تمام اس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا تاکہ دسترس عیارون کا نہ ہو اور بر
اطلاع کا قبل پہونچنے شیشہ اسم اعظم کے بھیجتے ہین تاکہ ساحرون کو بھیجکر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت
اپنے پاس اسکو بلالو اور کسی اور ساحر نامی کو یہان لا بھیج دو کہ سوفار تنہا نہ رہے نامہ تمام خداوند کا
سایہ ہمیشہ تم پر رہے اس نامہ کو بنا بر دستور کوہ عقیق پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اٹھا
لے گیا اور طاؤس وہ شیشہ لے کر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدل کر بارگاہ مین آچکا تھا اس تمام
کیفیت سے آگاہ ہوکر عقب طاؤس چلا گر وہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا پنجہ نے لاکر باغ سیب مین
پہونچایا شہنشاہ ساحران نے پڑھا سوفار کی تعریف دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو
نام ایک ساحر کو خبر ہوگئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہین وہ اسی وقت حاضر ہوا آداب بجا لایا شہنشاہ نے فرمایا تم
خداوند کے پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب مین نامے کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ حضور کا نامہ

عزت افزائے حقیر ہوا سوفار سے جو آپ خوش ہیں تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا اب وہ دیدہ مراعات خسروانی کا ہمارے امیدوار ہے بہت بڑا مرتبہ اسکا کیا جائیگا جب وہ لڑائی فتح کرکے یہاں آئے گا فی الحال یہ چرخ جادو کو اسکی مدد کے لیے بھیجتا ہوں یہ بھی بلا کا ساحر ہے اس کے ہنر آپ کو خود ظاہر ہو جاوینگے آگے میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی رہے یہ عرضی چرخ کو حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر بہ تجمل بسیار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم نکلکر کوہ عقیق میں داخل ہوا ابر وغبار علامت آمد ساحر دیکھکر سلیمان عنبرین مو وغیرہ بہر استقبال قلعہ سے نکلے اور چرخ سے آکر ملاقی ہوے لشکر اُس کا اُترو ایا یہ بارگاہ میں جب آیا سجدہ خداوند کو کیا عرضی افراسیاب کی دی لقانے عرضی پڑھکر خلعت اُسکو دیا یہ بیٹھا اور کہا سوفار اسم اعظم بند کر چکے ہیں اور ایک لڑائی بھی لڑ چکے ہیں اب یہ آرام کریں اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تاکہ میں لڑوں اور کار دشمن تمام کروں سوفار نے بختیارک نے کہا بہتر ہے آج شام کو طبل رزم بجوا نا آج کا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو رہو یہ کہکر مصروف مے نوشی ہوے جبکہ زلف لیلائے شب ستاروں سے پرافشان ہوئی اور لباس باد صبا فروغ مشعل وچراغان سے آتشین بنا کر مبیعت تیرگی ہر طرف نہیں تھی نمود آتش سحر کا ملبہ تھا دود + سر شام نقارہ جنگ پر چوب پڑی بادشاہ اسلام کی خدمت میں ہرکاروں نے خبر جا کر عرض کی اُدھر بھی کوس رزمی بجانے میں دز مان میں تہلکہ پڑا اب یہاں تو دونوں لشکروں میں تیاری جدال و قتال ہے مگر چالاک کی کیفیت سنیے کہ یہ جو عقب طاؤس میں چلا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ برابر ایک کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اُس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لوں تو آگے بڑھوں وہاں تختہ ہائے لالہ ونافرمان کھلے تھے ہوائے سرد چلتی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحرہ راہ کی تھکی ماندی آئی تھی وہاں بیٹھکر اونگھنے لگی ذہن میں گذرا کہ ایسا نہ ہو تو سو جائے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت آئے لازم ہے کہ اسکو احتیاط سے رکھدوں اور تھوڑی دیر آرام کر لوں کیونکہ طلسم میں جاتا ہے اور شاہ جادواں سے ملتا ہے پھر سونا اور آرام خواب وخیال ہو جائیگا نہیں معلوم کے روز اس مرحلہ میں گذریں یہ سوچ کر اُسنے کچھ سحر پڑھا دفعۃً ایک طاؤس خوش رنگ اڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اسنے ایک رقعہ قلم سحر سے بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ کا [illegible] ہے لکھا مضمون یہ تھا کہ میں بحکم خداوند شیشہ اسم اعظم لیے ہوے طلسم میں جاتی تھی تمہارے مقام پر پہونچکر آرام کیا چاہتی ہوں تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلیں شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیجدو کر جب سو کر اُٹھوں کھا پیکر روانہ ہوں یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ لیکر سیاہ جادو جو اسی کوہ کی حوالی میں ایک مقام پر رہتا ہے اُسکے پاس گیا اور بعد جانے اس طائر کے اسنے شیشہ اسم اعظم ایک غار میں بہا ٹھکے رکھکر ارد ماغ کا ایک سانپ بنایا اور اُس پر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ زندہ ہو کر بصورت مار سیاہ نکرد ہن غار

پر بیٹھا جب خوب استحکام کر چکی اسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے دیکھی خیال کیا کہ اب جو یہ تجبہ سو کر اُٹھے گی تو طلسم میں چلی جائے گی اور میں طلسم میں جانہ سکون گا لازم ہی کہ اسی جگہ اسکا کام تمام کر دون یہ سوچکر اس نے صورت اپنی شل ایک جوگی کے بنائی یعنی جٹا بڑہ ڈھونڈ کر تہمد باندھی تسمہ اُسپر لگایا جھولا گلے مین ڈالا کشکول گدائی کے کڑے مین تسمہ ڈال کر کاندھے سے لٹکایا کڑا لوہے کا ہاتھ مین ڈالا اور وہان سے اُس جگہ جہان یہ ساحرہ سو رہی تھی پہونچکر ایک شاخ درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھین بند تھین اور بہت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

اس نگری سے کام نہین - خاص وطن کو جانا ہی
الّل کے چلے لوگن سے - پھر یہان نہین آنا ہی
دینا دولت لوگ تم یہ - ناحق جی بھٹکانا ہی
بھگوت آٹھ پہر نا بھولے - ہر کو منھ دکھلانا ہی

اسکے غل مچانے سے طاؤس کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہی سمجھی کہ شاید نامہ سیاہ جادو کے پاس بھیجا ہی شاید اُس بستی مین خبر تیرے یہان ٹھہرنے کی ہو گئی ہی یہ مانگنے چلا آیا ہی یا یہین کا رہنے والا ہی کہ جوگی اکثر پہاڑون پر رہتے ہین بس یہ سمجھکر اُسنے کہا باباجی مین یہان سوتی ہون آپ ٹھہریے کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیے گا یا کہین اور تھوڑی دیر بانگ آئیے پھر آجائیے گا چالاک نے کہا اچھا بچا یہ کہکر اسی جگہ بیٹھا اور یہ پھر سونے لگی اس عرصے مین نامہ اسکا سیاہ جادو کے پاس پہونچا اُس نے دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گزک وغیرہ کے بھیجی اور لکھ بھیجا کہ اسوقت آپ کے لکھنے کے بموجب مین سحر خوانی مین مصروف ہوتا ہون جو کوئی شیشہ اسم اعظم کو اُٹھانا چاہیگا مجھے فوراً خبر ہو جائے گی اور اسی سحر کے لیے مین آپ حاضر نہ ہو سکا مجھکو معاف کیجیے گا اور جو کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہی گو آپ کے لائق نہین لیکن قبول فرمائیے گا خلاصہ یہ کہ دو ساحر وہ کھانا لیکر پہاڑ پر آئے یہان ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہی اور چالاک نے جی مین کہا کہ ملکہ ابھی سوتی ہین انکو نہ جگاؤ جو کچھ لائے ہو مجھے دو جادو دو ساحر کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک کو دے کر چلے گئے اسنے اس سب کھانے مین بیہوشی ملا دی اور شراب بھی اغشتہ سفوف بیہوشی کر کے بیٹھا بعد کچھ عرصے کے ساحرہ اُٹھی دیکھا کھانا رکھا ہی اور جوگی بیٹھا ہی اس نے کہا جوگی جی یہ کون لایا تھا اُس نے وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالہ کیا ساحرہ نے پڑھکر معلوم کیا سیاہ جادو نے بھیجا ہی کہا آپ بھوجن کیجیے جوگی نے کہا بچا اچھا اور شراب پہلے جام مین بوتل سے انڈیل کر اسکو دی وہ بے دسواس پی گئی اُسنے اور دو تین جام پے درپے اسکو دیے وہ سو کر اُٹھی تھی خمار شکنی کے لیے پی گئی یکایک سر گھوما اور چکر کھا کر گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچکر سر کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا طاؤس جادو کو بعد کچھ عرصے کے وہ ہنگامہ مٹا وہ سانپ جو دہن غار پر بیٹھا تھا اسکے مرنے سے ماش کے آٹے کا ہو گیا چالاک نے چاہا کہ شیشہ غار سے نکالکر توڑ ڈالون لیکن ساحرہ سیاہ جادو کو اطلاع دے چکی تھی اُسکو بیر نے

خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہے پس وہ بیتابانہ اپنی جگہ سے بزور سحر اُڑا اور ہنوز یہ غار میں نہ اُترنے پایا تھا کہ وہ آکر گرا سحر سے چالاک کو گرفتار کر لیا اور کہا تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے یہاں مہمان آئی تھی اُسکو تو نے قتل کیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ دو ایک ساحر حاضر ہوے اُنسے کہا تم لاش اسکی اُٹھا ؤ اور آپ شیشۂ اسم اعظم لے کر اور چالاک کو گرفتار کیے سمت کوہ عقیق روانہ ہوا از بسکہ کئی عیار چالاک کے ہمراہ اسی فکر میں چلے تھے کہ اسم اعظم کو چھڑا لین پس جب یہ کوہ عقیق کے حوالی میں پہونچا وہاں سمک عیار تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور چالاک کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی کمتور رحیندن کے جسم میں لگائے مجولا سحر کا گلے میں ڈالا دھوتی باندھی سانپ سر سے لپیٹے جٹائیں بالوں کی زمین تک لٹکائیں پھر بہت جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کر کے پوچھا کہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہے تمنے کہاں پایا وہ اس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے ملازم خداوند ہے جب تو شیشہ کا حال جانتا ہے بس یہ سمجھکر بولا کہ ہاں ایسا کچھ احوال ہے اور سب ماجرائے گذشتہ بیان کیا سمک نے حال لشکر مارے جانے طاؤس کے افسوس کیا اور کہا کہ اس شیشہ کو میں دیکھوں تو کیونکر اسم اعظم قید ہے اور اسم کیا چیز ہے ہوتا کیسا ہے اس نے اسکو اپنا رفیق سمجھکر شیشہ حوالے کیا اسنے لیتے ہی زمین پر دے مارا اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ چورچور ہو گیا اور جانور جو اس میں بند تھا وہ نکلکر اُڑ گیا سمک شیشہ توڑ کر بھاگا اور کسی گڑھے میں چھپ گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت میں آگیا کہ یہ کیسا آدمی تھا جو ابھی دوستی کی باتیں کرتا تھا اور ابھی دشمن بنگیا غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا تا چار چالاک کو پنجہ میں داب کر اُڑ گیا اسوقت سمک سمجھا کہ اب نہ ہاتھ لگے گا چلو امیر سے اطلاع کروں پس لشکر اسلام کی طرف چلا یہاں وہ وقت ہے کہ کوہستان کی طرف سے صبح گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلائے شب نے درازی دوری کی ٹھانی کہ

نظم

	نہ ہامون برآمد خسرو مشرق چکاد		چو خورشید زد خیمہ بر پشت گاؤ	
	بدندان لب ماہ در خون کشید		ز دامان چادر قسمر بیرون کشید	

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدان کارزار میں آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جا کر عرض کیا یا امیر کشور گیر حبیب نے جا کر شیشۂ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت لقا میں چالاک کو لے گیا ہے یقین ہے کہ وہ کافر اُسکو قتل کرے یہ خبر سنتا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا تو حرف بحرف یاد تھا بس گھوڑے پر بیٹھکر سمت لشکر حریف روانہ ہوے پیچھے پیچھے تمام سردار بکر و فر تمام مع فوج قاہرہ کے چلے وہاں وہ زمانہ ہے کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لا کر سامنے کیا ہے اور سب حال بیان کر چکا ہے اور لقا نے حکم دیا ہے کہ اسکو قتل کرو جلاد نے لا کر میدان میں چبوترے پر نصب کیے بوریائے ہلاکت بچھا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد حکم گردن زدنی دریافت کر رہا ہے اور

چالاک درگاہ خدا میں رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہے کہ نظم

سب فنا ہیں مگر ہے تجھکو ثبات ۔ وحدہٗ لاشریک ہے تری ذات
جبہہ سا در پہ بادشاہ ہیں ترے ۔ تاج بخش شہان گدا ہیں ترے
ہے کرم پر ترے یہ دل مسرور ۔ ورد ہے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْر
آپ فرماتا ہے تو اے والی ۔ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ
تو دوائے درد دل ہے ۔ مرہم زخم جان بسمل ہے
رحم تیرا اگرچہ ہو شامل ۔ ابھی ہو جائے حل مری مشکل

عین دعا میں نعرۂ صاحبقران بلند ہوا جلاد تیغہ پھینک کر بھاگا اس طرف بھی فوج مسلح و مکمل ہو کر عازم دشت وغا تھی امیر سے لڑنے لگی امیر اس بحر فوج میں نہنگ شجاعت تھے دریائے لشکر میں غوطہ لگا گئے ہمہ تن چشم بنکر لڑے زندگی حریف کی حباب آسا ہو گئی دایۂ اجل کنار عاطفت میں پسماندوں کو اٹھانے لگی روح دامن جسم میں طفل کی طرح مچلگئی آخر تڑپ کر نکل گئی چشم زخم سے مفارقت روح میں تن آنسو بہاتے تھے بسمل بشکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بھڑتے قریب چالاک جا کر پہنچے اور اسم اعظم پڑھ کر چھڑا دیا ادھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے ساحروں کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ تنگ تھا میدان محشر وہ دشت جنگ تھا بازار اجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے دریائے آہن موج مارتا تھا صحرا و کوہ خون کشتگان سے بہ ہو کر لالہ زار کی کیفیت دکھاتا تھا کہ نظم

ز دو لشکر یکجا شدہ سخت کوش ۔ بگردون در افتادہ بانگ خروش
ز گرد سواران ہوا بست میغ ۔ چو برق درخشندہ پولاد تیغ
ہوا را تو گفتی ہمہ بر فروخت ۔ چو الماس روی زمین را بسوخت
ز خون روے صحرا چو جیحون روان ۔ ز بانگ سواران جہان پر فغان
چنان تیرہ شد روز روشن ز گرد ۔ تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد

آخر گرمی شعلۂ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لا سکی لقا مع لشکر ساحران قلعۂ عقیق میں بھاگ کر چلا گیا اور فوج میں طبل امان بھی بجوا دیا صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کر کے پھرے اور داخل لشکر ہوئے لشکر نے کمر کھولی سرداروں نے بھی ذرہ اتاری راحت پذیر ہوئے آرام گیر ہوئے اسی طرح وہ دن گذرا دوسرے دن لقا بادل خستہ و شکستہ قلعہ میں داخل تھا کہ یکایک ابر سحر آیا اور اسپر ایک ساحر اژدر جادو نام سوار تھا وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک دربند طلسم کی مالک ہے اُسکا بھائی ہے ملکہ بھی آتی ہیں لیکن میں پہلے اس سبب سے حاضر ہوا ہوں کہ مجھے اور سوفار جادو سے دوستی ہے چاہتا ہوں کہ کار دشمن تمام کردن دوستی

کا حق ادا کرکے اپنا نام کردن **لقانے** اسکو سرفراز کیا اور سوفار نے اپنے پاس بٹھایا سجایا سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرا دیا جب کہ جمشید نیلی سے یاقوت سرخ نکلکر درج مغرب مین گیا اور جوہری روزگار نے جواہر انجم کو درخشان کیا **نظم**

بدانگہ روشن جہان تیرہ گشت — طلایہ پراگندہ بر گرد دشت
خروشی برآمد ز پیش سپاہ — کہ ای نامداران گردان شاہ
میان بستہ دارید و بیدار بید — ہمہ در پناہ جہاندار بید

اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل رزمی کوس حق نیوش بادشاہ اسلام مین جب پہونچی ادھر بھی تیاری لڑائی کی ہونے لگی طبل سکندری کو چاشنی دی پھر تو دونون لشکر پیار ختم تھے پر شکن ابروان خشم تھے ساحر سحر جگاتے تھے بہادر تلوار اور سپر کمر ملکوڑاتے تھے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت اژدہائے شب نے مہر زر نورانی کا اگلا اور ظلمت شب نے کنارہ کیا کہ **ابیات**

سپیدہ چو از جای خود بر دمید — میان شب تیرہ اندر خمید
ہمی گشت لشکر گروہا گروہ — چو دریا بجوشید ہامون و کوہ
خروشیدن تازی اسپان بدشت — ز بانگ تبیرہ ہمے برگذشت
ہمہ نامداران جوشن وران — برفتند با گرزہای گران

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع ساحران نافرجام وارد دشت نبرد ہوکر صف کارزار کی درستی مین مصروف ہوئے بعد ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا ادھر سے پہلوان مشتی اجازت لے کر اسکے سامنے گیا اسنے ایک نارنج مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان نکلکر دماغ مین گیا وہ بیہوش ہوا اخگر نے گرفتار کر لیا اور پھر نیب دی مشقال شاہ نے ایکبار گھوڑے کی باگ لی سامنے اسکے جب پہونچا ایک تیر اسپر لگایا اسنے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے تک نہ پہونچا رستے ہی مین جلگیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مشقال بھی بیہوش ہوکر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیون کے لانے سے پہلے لشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان مین کیا مگر بختیارک پابند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہے وہ لڑنے آئین گے پس انکے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہے یہ سمجھکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکر پھر خیمہ گاہ مین آئے اور عیار پھر عیاری چلے ازبسکہ لقا پہلی لڑائی مین قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اسوقت بھی جو پھرا تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اترا سردار خداوند کے ہمراہ گئے انھین کے ہمراہ ساحر کی صورت بنکر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوئے لقا دارالامارت شاہی مین تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار دنگو نیر جھٹے عیار صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر یعنی چکن پہنکر بنی پاک کرکے گھرس کر سر پہ پگڑی باندھکر ہاتھ پر رومال تہ کیا ہوا

ڈال کر بارگاہ مین آئے اور پشت پہ سرداروں کے کھڑے ہو کر گفتگو بیان کی سننے لگے اسوقت دورہ جام
ہی ارغوان تھا ہر ایک فرد مستی مین لاف وگزاف کر کے دم شجاعت کا بھرتا تھا بجی گفتگو کے جواب مین
بختیارک نے کہا کہ تم جو چاہے وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک امیر سے سامنا نہین ہوگا تم فتحیاب ہو گے
اور جب انسے مقابلہ ہوگا خداوند کی بہشت مین تم جاؤ گے یہ کلام سنکر اخگر نے کہا مین جاتا ہون اور رستم اعظم
بند کرتا ہون یہ کہکر اٹھا اور کہا ایکی بار بند کر کے مین سوفار کی طرح طلسم مین نہ بھیجونگا بلکہ ایسی جگہ رکھونگا کہ کسی
نہ معلوم ہوگا بختیارک نے جواب دیا کہ یہ شگون برا ہی کہ آپنے رانعل کہہ دیا عیار یہان موجود ہونگے
انھون نے سنا ہوگا وہ تمھارے سامنے جائینگے اور قتل کر ڈالینگے اس گفتگو مین ایک شخص کو اہل دربار
مین سے چھینک آئی اخگر جاتے جاتے ٹھہر گیا اور کہا ملک جی اگر حرامزادے عیار نطفۂ حرام میرے
پاس آئین تو انکو ذبح کر ڈالون نطفۂ حرام جو اسنے کہا چالاک بشکل خدمتگار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اس
زور سے لات ماری کہ یہ اوندھے منھ گرا چالاک نے گالی دے کر کہا حرامزادے عیارون کو گالیان دیتا
ہی بختیارک یہ کیفیت دیکھکر پکارا کہ مرشدزادے آپنے خوب کیا جو اس ولدالزنا کو سزا دی یہ
اسی لائق تھا چالاک نے جست کر کے ایک لات اسکے بھی ماری اور بختیارک لات کھا کر گویا ہوا کہ
مین ان لاتون کے تصدق یہ کہان میرے نصیب تھے لات اعلی نے مدد کی جو مین نے یہ لات کھائی
مرشدزادے دو ایک تو اور لگائیے اور اس قرمساق اخگر کو گالی دینے کی بھی اچھی طرح سزا نہین ہوئی
ذرا دو چار جوتیان لگاتے تو اچھا تھا یہ قرمساق مین بناتا تھا کہ سوفار و اخگر وغیرہ اٹھکر چالاک کی طرف جھپٹے
اور چاہا کہ سحر سے اسکو گرفتار کرین اور عیار جو خدمتگار بنے کھڑے تھے انھون نے حباب بھینچ تاک
تاک کر ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوئے اسوقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا
گیا کہ قسم ہی سر امیر کی آج سے کل تک اس اخگر کو مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے
قابل ہی لیکن میری کچھ خطا نہین ذرا مجھپر کرم رکھیے گا غرضکہ یہ تو بکتا رہا اور عیار جست کر کے نکلے دروازے
پہ حاجب وغیرہ جو ہمیشہ سے عیارون کا رہا ملنے ہوئے ہین اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے
عیار سب نکلکر روانہ ہوئے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کر کے بختیارک نے اٹھایا اور کہا کیون بدزبانی کا
مزا دیکھا اب تم زندہ نہ بچو گے مرشدزادے قسم کھا گئے ہین اخگر نے کہا خیر دیکھون تو وہ میرا کیا کرتا ہی
مین بھی قسم کھاتا ہون کہ بغیر قتل کیے اسکے چین نہ لونگا اسی گفتگو مین اتفاقاً سرہنگ عیار کہ اور تو سب
عیار نکل گئے تھے یہ رہگیا تھا اور خدمتگارون کی صف مین کھڑا تھا اس سے اخگر کے خدمتگار نے کہا مین
جا کر پیشاب کر آؤن تم رومال میان کے سر پہ ہلاؤ سرہنگ نے کہا اچھا اور جا کر مگس رانی کرنے لگا کہ
بختیارک نے سر اٹھا کر دیکھا اور اس سے پوچھا تو کون ہی اسنے عرض کیا حضور کا خدمتگار ملک جی
نے کہا مین نے تجکو کبھی نہین دیکھا وہ بولا کہ مین بیمار تھا عرصے کے بعد آیا ہون ملک جی نے کہا تیرے منھ پر

بیاری ثابت نہین ہوتی اس نے جواب دیا کہ ملک جی آپ کو کیا معلوم اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا
کہ یہ بھی کوئی عیار ہی مگر ابھی پٹ چکا ہی اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوئے ہین مجھے آکر مار ڈالینگے
اور ادھر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر سامنے سے ٹلگیا اور باہر جاکر ایک فراش کی
صورت بنکر اندر آیا فراشون کے میل مین ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلاگیا اسوقت افراسیاب سے بختیارک نے
کہا تھا یا خدمتگار ہی کہان اسنے کہا ملک جی تم یہ جو تقریر کر رہے تھے وہ مین نے بھی سنی مگر مین سحر پڑھتا تھا
کہ دریافت کرون یہ کون ہی اس سبب سے نہین بولا اب مجھے سحر نے خبر دی ہی کہ وہ خدمتگار عیار تھا جس سے
تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہی یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی سرہنگ غافل کھڑا تھا بیحس
وحرکت ہوگیا اسنے گرفتار کرا کے سامنے بلوایا اور کہا تو کون ہی سرہنگ بولا کہ مین چالاک ہون
اس نے کہا نہین سحر سیرا خبر دیتا ہی کہ نام تیرا سرہنگ ہی غرضکہ بارگاہ مین اسکو بھی افراسیاب اور سردار
قیدیون مین قید کرایا اس ہنگامہ مین دن سارا تمام ہوگیا یعنے سرہنگ ظلام شب نے ترک روز کو بھگایا
اور بارگاہ مغرب مین جاکر مہر والیتہ سلسلۂ شعاع مقید ہوا نظم

الغرض جب وہ دن تمام ہوا	آسمان پر ظہور شام ہوا
اتنے مین طفل مہر ہوتے ہی شام	مہد شب مین گیا وہ بے آرام

شام کو لقا کے خیال مین آیا کہ جب دربار برخاست ہوا اگر خیمے مین بہر آرام جائیگا عیار قسم کھائے ہین
وہان قابو پاکر اسکو آزار پہونچائینگے لازم ہی کہ کسی شغل مین اسے مصروف کرون تاکہ یہ مجمع مین رہے اور جاگا کرے
جب اسم اعظم بندکرلیگا اسوقت کام حریف کا تمام کرکے اسکو طلسم مین بھیجدونگا یہ سوچ کے بیٹھے بیٹھے پکارا کہ قدرت
نے تقدیر کی آج باغ مینا مین سوفار اور سیاہ جادو وغیرہ ساحرون کی دعوت کی جائے اور قدرت بھی جلوہ ذنی
کی سیر دیکھینگے پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا مین آراستگی کا حکم دیا کارپردازان خوش انتظام
نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے سنگ مرمر کے تھالے تادر کا رگلاب
و کیوڑے سے بھرے ہر روش پر بادلا کاٹ کر ڈالدیا اسکی چمک ایسی تھی کہ زمین رشک وہ انجم فلک تھی
قمقمے نور کے گیند بلور کے اشجار مین آویزان کیے انکے اندر چراغ اس طرح جلے تھے گویا حرم مین کسی
گلرخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میرا کتان
نہو جائے بادصبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین نہ پہنا دے نہر گلشن کی اس رات کو اسطرح
جھلکاتی تھی کہ چشم لیلی شب ذی جہ باقی تھی جلہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا عجیب جلسہ تھا نظم

نور مین سر چمن تھا صبح امید	پھول ایک ایک تھا گل خورشید
چاندنی روکش مہر تابان	سوتیا غیرت در دندان
مثل خط شعاع سنبل تر	رشک رخسار حورعین گل تر

حسن مین وہ ہر ایک گل سوسن　　سی آلودہ جگر خون کا دہن

جلوہ گر پریون پر اسکے وہ دوب　　صورت سبزۂ رخ محبوب

چاندنی کا فروغ ایسا تھا　　چشم نرگس کو نور بخشتا تھا

تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج　　چاندنی تھی غبار کوچۂ موج

روشنی عکس انگلس آب مین تھی　　یا پری شیشۂ حباب مین تھی

سامنے اک چبوترہ ہموار　　اُس پہ تنگیرہ مثل ابر بہار

شیشہ آلات سارا لوزآگین　　نصب ہر جا موافق آئین

فرش دیباے چین سے بھی شفاف　　سینۂ زاہدان کی طرح سے صاف

صدر مین موتیون کی اک مسند　　گاؤ تکیے وہ خوشنما بیحد

چاندنی رشک چادر مہتاب　　اطلس طور سے سوا پرتاب

زیب مسند ہوا لقا آکر　　گرد سب بیٹھے آکے جادوگر

گرد اُن کے مصاحبین تمام　　دست بستہ کھڑے تھے خدام

بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ　　اور بکاول نے چن دیا خاصہ

زیب دسترخوان کیا وہ طعام　　کہ معطر ہو جسکی بو سے مشام

پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا　　کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا

وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازونکی　　خوش صدا مین وہ نے نوازونکی

کشتیان پھر شراب کی آئین　　قابین بھر کر کباب کی آئین

دور دور شراب ناب ہوا　　رشک سے آسمان کباب ہوا

یہ سب تو مصروف عشرت ہین مگر چالاک نے جو قلعہ سے نکلگیا خدمت امیر مین پہونچکر سارا ماجرا دربار لقا کا گذارش کیا پھر عرض رسا ہوا کہ یہ غلام قسم آپ کے سر اقدس کی کھا آیا ہی بہر قتل افکر خیرہ سر جاتا ہی اگر مارا جاے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمایئے گا اور اگر قتل اسکو کرکے پھر دیگا تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہونگا امیر نے فرمایا کہ تجکو خداے کریم کی حمایت مین دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سردار غیر ساحر کو نہ قتل کرنا کہ بہادرون کو زیبا نہیں ہی اور ساحر سحر کرتے ہین یہی وجہ تجکو قتل کا اختیار ہی یہ حکم پاکر چالاک اور عیارون کو بہر حفاظت لشکر تاکید کرکے ابوالفتح کو ساتھ لے کر چلا سر شام اس سبب سے کچھ روک ٹوک در قلعہ پہ نہ تھی یہ شہر مین دونون آئے اور دار الامارۃ شاہی پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہین انسے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ ارے بھئی کہان چلے لوگون نے کہا باغ مین خداوند چاندنی مع تمام سردارون کے دیکھ رہے ہین وہین ہم بھی جاتے ہین یہ حال سنکر انھین لوگون کے ساتھ باغ تک گئے وہان بہت بڑا اہتمام تھا بختیارک نے ملازمین سے تمام مع

ولدیت اور سکونت لکھواکر ساحروں کو دروازۂ باغ پر بٹھایا ہی اور کہہ دیا ہی کہ یہ ملازم جنکے نام لکھے ہین یہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پائے اور انکو بھی نگاہ سحر ڈال کر خوب پہچان لینا تب آنے دینا غرضکہ ان دونون عیارون نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائین ممکن نہ ہوا اسوقت چالاک نے کہا مین قسم کھاچکا ہون اسی جلسہ مین گھسکر اس ساحر کو مارونگا یہ کہکر الگ ایک گوشہ مین گئے اور ابو الفتح نے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بناکہ کمر جھکی ہوئی موے سر سفید چہرے پر جھریان پڑین چادر گاڑھے کی اوڑھے پائجامہ سوسی کا پہنے پاؤنمین چمڑے کا جوتا پائچون مین گرہ لگی لکڑی ہاتھ مین عصاے پیری لیے سامنے آیا چالاک نے صورت بنا اسکی پسند کی پھر آپ ایک زن کم سن حسینہ وجمیلہ بنکر تیار ہوا کہ اگر شاہدان تنگل وتنگول صورت زیبا ایسے نگار دلفریب کی دیکھین تو شرم سے مژگان کی چلمن درخانۂ چشم پر اپنے چھوڑین ابروان چشم بمثال تیغ عید قربان کے ہلال تھے آنکھین خمخانۂ حسن وجوانی مردمک چشم ہر ایک مستانی رخ تابندہ آئینہ کو حیران بنائے زلف سیہ سودا زدگان الفت کو پریشان بنائے جبین لجبین جو ہر آئینہ سکندر ستارے افشان کے غیرت پروین داختر کہ نظم

مانگ بین السطور دفتر حسن
جادۂ شاہراہ کشور حسن

الکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز
دلربا بات کا نیا انداز

ساحری تاب کیا جو آنکھ ملائے
چشم ہاروت جنسے آنکھ چرالے

نشے کے لال لال وہ ڈورے
چمن پہ نرگس کے پڑتے ہین ڈورے

غیرت چشمۂ حیات دہن
روزن کوزۂ نبات دہن

بے نشان صورت کمر ہے دہن
دل قارون سے تنگ تر ہی دہن

چھاتیان ہین حباب آب گہر
نخل باغ شباب کے ہین ثمر

پیٹ زمی مین غیرت مخمل
صاف مانند تختۂ صندل

تھرہے زیر ناف کا وہ ابھار
اور وہ تنگی [illegible]

سرو جس پر فدا وہ قامت ہی
ناز پرور [illegible] ہے

ایسی صورت دلفریب بنا کر کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لون کیا مجال جو شناخت کرسکے اور اس حسن وجمال پر از سرتاپا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیون کا کنٹھا گلے مین اور شمر مین ہاتھ مین پہنین واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھین انگلیون کے چھلے پہنے پاؤن مین جڑاؤ پازیب جسکو دیکھکر ملک بھی کھائے فریب بازو پر جواہر کے ایسے بازار حسن پہ جنے سکتے اسی طرح غرق بحر جواہر ہوکر ایک چادر سفید سر سے پاتک اوڑھی سب بدن چھپالیا اور بڑھیا کو آگے کرکے پیچھے پیچھے چلاگئی کہ جوان کو

طے کر کے قلعے کے اندر جو سرائی ہے وہان آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہین اترنے کا ٹھکانا ملے گا بھٹیاری
اور بھٹیارون نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دین اس مین
کوٹھری بھی ہے دوسری نے کہا میرے یہان ٹھہرو مسافر کم ہین تنہائی ہے چیز کی حفاظت رہیگی تیسری
نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گٹھری اور بٹاری پان کی لی اور کہا آؤ تمھین بہت اچھی جگہ دونگی
کہ گوشے مین ہے زنانہ تمھارے ساتھ ہے پردہ رہیگا غرضکہ یہ دونون اسکے ساتھ جاکر ایک کوٹھری مین ٹھہرے
بھٹیاری نے چراغ جلدی سے روشن کیا پانی کا گھڑا بھر کر رکھدیا چارپائی بھی بچھادی بڑھیا تھک کر
بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اُتاری بھٹیاری کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی ٹھہر کر بغور
متحیر ہو کر دیکھنے لگی ایک کمسن عورت خوبصورت زر و زیور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ نہ کہہ سکی جاکر
بھٹیارے سے کہا ارے مجکو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آکر اتری ہے یہ خاتون کوئی امیر یا
شہزادی ہے یا وزیر کی بیٹی ہے میری عقل حیران ہے کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی بڑھیا تو پھٹے حالون ہے اور
وہ جواہرات پہنے ہے بھٹیارے نے کہا جا باتون باتون مین پوچھ تو کیا ماجرا ہے بس بھٹیاری بیٹ کرلے
دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا بٹاری کھولے تمباکو کھا رہی ہے یہ بھی بیٹھ گئی بڑھیا نے اسکو بھی تمباکو دی اور
کہا مین سوتی ہون تھک بہت گئی ہون بہتر ہے دو گھڑی رات رہے سے مجکو جگا دینا اور مین تجکو دو پیسے زیادہ
دونگی میرا حال کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اس ممانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اسمین کچھ بھید ہے لیکن
بظاہر بولی کہ نہین مین بھلا کس سے کہونگی ہم لوگون کا یہ طریق نہین غرضکہ بڑھیا نے لیٹ کر نفیر خواب
بلند کی اور اس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس آکر بلائین لین اور کہا بی بی
روتی کیون ہو اس نازنین نے کہا مین مقسوم جلی نانصیب کیا اپنا حال بیان کرون یہ بڑھیا محل مین
میرے جایا کرتی تھی دم دلاسا دیکر بھگا لائی مین ایک زمیندار کی بیٹی ہون اور وہ گاؤن کا صرف
مالک نہین ہے کئی اور بھی گاؤن ہین تجارت بھی کرتا ہے بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہے آج مجکو گھر چھوٹے
تیسرا روز ہے نہ گھر جاسکتی ہون نہ کہین اور میرا ٹھکانا یہ بڑھیا کٹنی ہے اور میرا زیور اتار کر مجکو بیچنا چاہتی
ہے بہتر ہے اگر تم سے ہو سکے تو میرا آدھا یہ تم لو اور اس بڑھیا کے پھندے سے مجکو چھڑاؤ تو بھٹیاری نے
وہ آدھا لیا اور بہت خوش ہو کر کہا کہ بیٹی تو گھبرا نہین مین ابھی اس بڑھیا کو سزا دلواتی ہون یہ کہہ کر
بھٹیارے کی چھاتی پہ ہاتھ مار کر بولی کہ ارے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بٹیا کو یہ
بڑھیا پھسلا کر بھگا لائی ہے وہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے یہ آدھا مجکو دیا ہے اور ایسا کچھ کہا ہے بھٹیارا سارا
ماجرا سنکر بولا گھبراؤ نہین دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہہ کر اسی وقت کوتوال قلعہ کے پاس گیا اور کہا
خدا حضور کو سلامت رکھے ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہے سرا مین غلام کے یہان ہے کوتوال
مع چند پیادہ سرا مین آموجود ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادون نے بحکم کو [illegible] ندھ لیا بھٹیارے نے

چارپائی بچھادی اور کوتوال صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیارے اور مسافر تمام تماشائی ہوے
پیادے ہٹاتے جاتے ہین ہٹو کیون بھیڑ لگائی ہی لوگ گھسے پڑتے ہین کوتوال اظہار لے رہا ہی اول عورت
جوان نے چیخین مارکر رونا شروع کیا پھر وہی ماجرا جو بھٹیاری سے کہا تھا ظاہر کیا پھر بڑھیا سے پوچھا
گیا وہ کوتوال کے پاؤن پر گری اور کہا مجھسے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کہتی ہی سچ کہتی ہی جب یہ اقبال جرم
کر چکی کوتوال ہرچند کہ اس عورت کا حسن وجمال اور زیور بیشبہا دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا
کے لوگ اس قضیے سے آگاہ ہو چکے تھے سوچا سامنے دیکھکر کے انکو لے چلنا چاہیے اور وہان اس
عورت کو مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہی بہرحال کا سلیمان عنبرین موکو ضرور دیگا
پھر وہ بری طرح پیش آئے گا بس ایسا کچھ سمجھکر ان دونون کو لے کر چابک رروانہ ہوا اس نازنین نے کہا
مین کچھ مجرم تو ہون نہین جو کوتوالی چبوترے مین جاکر رہون تمام شہر لوگون کے طعنے سنون کہ یہ ایسی
ہین جو تھانہ پر پکڑی گئی تھین اور دوسرے وہان کیسی بے کسی نہ بنے ہین جوان جہان غیر مردون
مین بھلا میرا ٹھکانا کہان ہان اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہین کیونکہ اسکی زیارت
کو سبھی آتے ہین وہ پیدا کرنے والا ہی اس سے شرم کیسی یہ کہکر اس بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا تو
سمجھا تو میری مان کبھی کی ہی مجکو اسوقت اکیلا نہ چھوڑ نہین میری آبرو جاتی رہے گی بس بھٹیاری نے
اسکو گلے لگا لیا اور کہا بیٹا مین تیرے ساتھ ہون تو کیون گھبراتی ہی اس نے چپکے سے کہا مین اور
بھی کچھ تجکو دون گی بھٹیاری ایک تو محبت دوسرے لالچ مین اگر ساتھ ہوئی کوتوال اور بھی ناچار ہوا
اور انکو لے کر سید ھا در دولت پر آیا وہان سنا کہ حضور اسوقت باغ مین ہین اور ہنگامہ سرود گرم
ہی یہ وہان سے در باغ پر آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مجرا کیا خداوند کو سجدہ کرکے دست بستہ
سارا ماجرا عرض بیان مین لایا اور کہا وہ دونون مع بھٹیاری کے حاضر ہین تو بختیارک نے پہلے
کوتوال کو بنظر فراست دیکھ لیا اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھکر کہا کہ تجکو اسوقت تیرے آنے سے
شبہ گذرا کیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار مین پیش کرنا چاہیے نہ کہ اسوقت کوتوال نے عرض کی
کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہی کوتوالی مین رہنا گوارا نہین کرتی ہی اور دیدار خداوند کی مشتاق
ہی اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہی اور مین سرامین یا کوتوالی مین انکار رہنا مناسب نہین سمجھا
بس حاضر لایا ہون بختیارک نے حکم دیا کہ اچھا سامنے لاؤ دیکھین کیا کیفیت ہی اور افراد خوبصورتیان
کر رہے تھے عورت خوبصورت سنتے ہی بولے جلد لاؤ کوتوال نے انکو روبرو بلایا اس نازنین نے
دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلا مین لین یہ تو اس کرشمہ مین مصروف ہوئی
لیکن افراد وغیرہ نے جو اسکے چہرہ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک ماہ لقا حور آسا زینت دہ بزم خوبرویان
سردار خوبان جہان راحت دہ جان عاشقان ہی جسکے ایک ایک تار مو کی قیمت مین ملک تا ملک

ارزان ہے کہ ابیات

روے تابان تھا اسکا گلشن نور	صبح رخسار روکش رخ حور
موج دریاے نور تھی بینی	عکس انگشت حور تھی بینی
لب وہ بینی تھی کعبۂ رو مین	شمع روشن تھی طاق ابرو مین
بانکی بانکی ادا غضب باتین	وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
آنکھ مین سحر کی لگاوٹ ہی	بات مین قہر کی بناوٹ ہی
یون بندھی ہی دوپٹے کی گاتی	دل مین چبھتی ہی نوک چھاتی کی

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اس کو مجھے خداوند سے دلوا دو بختیارک نے خداوند سے کہا کہ اخگر اس پر مائل ہوا ہے اس کو حوالے کرو لقا نے پہلے سارا ماجرا اس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کہ لے جاکر قید کر کوتوال بڑھیا کو لے کر چلا اور اس نازک بدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ چالاک بہ ناز و انداز گلو لے کابل دیگر بہزاران غنج و دلال قریب جاکر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اخگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا اسپہ سالار قدرت ہے اس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کرکے عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہے اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجیے میرا لڑکا اس کے پاس سے لے لیجیے لقا نے اخگر سے کہا اس کی فرمائش پوری کرو اس نے کئی ہزار روپئے دے کر لڑکا لے لیا بھٹیاری دعائین دے کر چلی گئی بس پھر تو دور سے شروع ہوا از بسکہ بختیارک وہان موجود تھا یہ چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی یہ پینے نہ دے گا اور اس وقت تو اس نے نہین پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے یہ شیطان ہے ضرور پہچانے گا ہر چند کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی تم پر عیار کا نہین گذرتا مگر پھر بھی اس کے شر سے بچنا اچھا ہے یہ تجویز کرکے بدن چرائے آنکھین جھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہے اور کنکھیون سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اسکا بھی یہ حال ہے بیت شرمگین چتون بھری انکھیان خاک مین ہم کو ملا دینگی * کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جائینگی * ہر چند کہ بیچین ہو رہا ہے مگر لحاظ اسکے کہ خداوند سامنے ہین اسکو ہاتھ نہین لگاتا ہے اسوقت بختیارک اسکا میلان خاطر دیکھکر گویا ہوا کہ بارہ دری مین جاکر آرام کرو مین اسکو بھی بھیجتا ہون اسنے کہا ملک جی یہ عورت ناکتخدا ہے اور یہان صدہا آدمیون کا مجمع ہے ایسا نہ ہو کہ خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہون سلیمان نے کہا یہ سچ کہتے ہو یہ کون موقع ہے کہ ہزارون آدمیون کے سر پر غل و ہنگامہ مچاؤ اور پھر اسی کو اپنی جورو بناؤ اب تم کو مل چکی ہے جلدی کیا ہے صبح قریب ہے اپنے خیمے مین لے جانا جو چاہنا کرنا اخگر چپ ہو رہا از بسکہ رات اتنے جھگڑے مین بالکل کم رہی تھی دم بھر مین وہ وقت آیا کہ عروس زرین لباس

مہر جہاندار خاور سے نکلکر بقصد زینت و آرائش آغوش فلک مین آئی اور شاہد صبیح رخسار سحر نے صورت نورانی
مشتاقان دہر کو دکھائی کہ نظم

سب کی آنکھون مین وہ شب عشرت　　کٹ گئی صورت شب وصلت
ہوئی محمل نشین جو لیلےٰ شب　　چمکا قیس صباح کا کوکب

رات کو لقا بخیال اسکے کہ عیار افگر کو آکر قتل کرین باغ مین مصروف عشرت رہا تھا اور صبح ہوتے
ہی سوار ہو کر معہ سرداران کے داخل لشکر ہوا اور افگر نے بھی محافہ مین معشوقہ کو سوار کرکے اپنے خیمے
مین لا اُتارا اور بختیارک نے آکر اسکے خدمتگار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار تم اندر خیمہ مین نہ جانا
ایسا نہ ہو کہ تم مین کوئی عیار ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کردیا
اور آپ سوفار کے خیمے مین آکر بیٹھا یہان سے بھی نوکرون کو نکالدیا اور اُسکی حفاظت کے لیے خود
ٹھہرا غرضکہ اس نے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحرون تک پہونچنا ہر کس کا دشوار ہو گیا مگر افگر نے خیمے
مین سرشار آتے ہی اُس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا ہاتھ پکڑکر پلنگ پر لایا چاہا کہ لٹائے اس گلبدن نے کہا ٹھہرو تو یہ
کہکر لہرا نکالا گلوری کھائی افگر سمجھا کہ یہ اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہے مگر لہرہ دیہات کی نشانی ضرور ہے خاصدان
کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی الہڑ بھی ہے خوب نبھے گی یہ سوچکر بولا جانی ہمکو گلوری نہ دی اس ماہ وش نے کچی بان
مین جواب دیا کہ جانی کسکا نادہر یہ خوب ہنسا اور کہا کہ فدا ہو غضب معشوق بیرونی کی کچی زبان ہے سب کہتے ہین سچ اسکی زبان پر
بھی پیار ہے پھر اس سے کہا ایک بیڑا ہمکو بھی دو اسنے انگوٹھا دکھا دیا اور اسکا منہ چڑھاکر مسکرا دیا یہ اس ادا سے دغریب اسکی بچپن
اور لپکر لہرہ سے بیڑی کی پان یکبار رکھا گیا ادھر پیک حلق کے نیچے اتری ادھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی بیہوش ہو کر گرا وہان تنہائی تو تھی
ہی چالاک نے دو ماسر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا دار و گیر کی صدا بلند ہوئی چالاک نکل کر بھاگا اور
ہنگامہ سنکر بختیارک نے کہا اے سوفار وہ مارا بھلا ممکن ہے کہ اکو گالی دے اور جیتا رہے سوفار
بولا کہ چالاک تو قید ہے یہ کسنے مارا یہ گویا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہے اسنے کہا تو افگر کے عوض اس کو
اسیوقت قتل کر اسنے یہ سنکر پکارا کوئی ہے اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر مین رہتے ہین
سمک عیار خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اسنے کہا ہم یہان سے سحر پڑھتے ہین کہ
سرہنگ پر سے سحر کی قید دفعہ ہو جائیگی تم اسکو لاکر قتل کرو اور رقعہ داروغہ مجلس کے نام لکھدیا سمک
لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا جب سامنے خیمہ کے پہونچا پکار کر کہا اے سوفار منم سمک لیے جاتا ہون
سرہنگ کو یہ کہکر دونون بھاگے ساحر فوج کے تو عیارون سے خوفناک رہتے ہین کوئی نہ دوڑا یہ
نکل گئے ادھر چالاک بھاگ کر چلا گیا مگر حال سنیے کہ ابو الفتح کو جو کوتوال لیکر قید کرنے چلا راہ مین
اُسنے کہا بیٹا مین بڑھیا قید کی تکلیف مین مرجاؤنگی میرے پاس بہت سا مال ہے لے لو اور مجھے چھوڑ دو
یہ کہکر پوٹلی نکالکر جواہر کی دکھائی کوتوال کو لالچ آئی سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر کوئی

پوچھے کہدیا کہ بڑھیا تھی مرگئی پس یہ سمجھ کر اس نے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا
بڑھیا نے بلائین لین اور کہا واری الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دون وہ پیادہ دون کو
چھوڑ کر تنہائی مین آیا اس نے وہان آکر پھر واری کہکر اسکی بلائین لیکر بات کرنا شروع کی مگر ہاتھ مین بیہوشی
بھری تھی کوتوال صاحب بلائین لیتے ہی بیہوش ہوگئے لشفی الفور سر اسکا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی
لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اسکی پائی اٹھا کر کوتوالی مین لائے صبح ہوچکی تھی اور
لقا وغیرہ لشکر مین جاچکے تھے لاش لے کر یہ بھی لشکر مین آئے اور فریاد کرنے لگے ادھر افگر کے مرنے
سے شور وغل برپا تھا لقا رات بھر کا جاگا ہوا سونے گیا تھا شور وغل سنکر جاگا اور حال دریافت کرکے
پھر سونا چاہا فرط رنج سے نیند نہ آئی دربار مین آکر تخت پر بیٹھا سوفار وغیرہ سب سردار حاضر ہوے
عیارونکا ذکر ہونے لگا سوفار نے کہا طبل جنگ بجوائیے مین عوض افگر کا لون بختیارک نے کہا
مقابلہ کرنے مین سامنا امیر کا ہوگا وہ مالک باطل السحر ہین سواے بھاگنے کے نہ بن پڑیگا سوفار یہ سنکر چپ
ہو رہا اور دلمین نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے محکوک کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ ناگاہ
فلک کی طرف سے بجلی چمکی اور رعد گرجا بعد لمحے کے ایک ساحر بدسیر بد منظر کہ بیت دو چشم از بر سر او دو چشمہ
خون، وزوہ دو ہانش جہان تیرہ گون، سامنے آیا لقا کو سجدہ کرکے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہان ہے بختیارک
یہ سنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت مین سیر کرنے گئے ہین اسوقت وہ ساحر بھی رو دیا اور کہا
تو سہی میرا نام جہنت جادو ہے کل ہی سب مسلمانونکو گرفتار نہ کردون بختیارک نے دل سے کہا آئی قضا
اس حرامزادے کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اسکو بٹھایا اور بہت کچھ سمجھایا پھر لاشہ افگر کا اٹھایا اسی ہنگامہ
مین وہ دن تمام ہوا یہانتک کہ گورستان فلک پر نبات النعش دکھائی دی اور شام سیاہ پوش ہوئی نظم

چو آمد شب و روز شد در نہان — سیاہی گرفتہ سراسر جہان
یکی لشکر آراستہ چون عروس — بہ شیران جنگی و آواے کوس

تیاری حرب لشکر ساحران مین ہوئی صداے کوس و دہل نے فلک کا قلب ہول سے خالی کیا ہرکارے
خدمت امیر مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوے کہ بقول مؤلف ابیات

شاہ گردون سریر ملک پناہ — حکم تیرا ہو ماہی سے تا ماہ
ساحر آیا ہے ایک بدصورت — نجس و خست ضلال و بدخصلت
بھائی افگر کا ہے وہ مایہ درد — ہے برادر شغال کا سگ زرد
نام اس کا جہنت جادو ہے — طالب حرب وہ سیہ رو ہے
جو سنا تھا وہ عرض کردیا آج — رہے قایم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکر نقارہ بجوایا پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ بموجب ابیات

پراگندہ روشن جہان تیرہ گشت
خروشے برآمد زہیش سپاہ
میان بستہ دارید دبید ارید
بہ بندید بخجر میان سیلے

طلایہ پراگند برگرد دشت
کہ اے نامداران گردون پناہ
ہمہ درپناہ جہان دار بید
ابا گرز و با خنجر کا بلے

رات بھر اسی غلغلہ مین بسر ہوئی جسوقت کہ رایت نصرت آیت سحر نشان سحر نور افشان ان
وہرداد ریچہ خورشید سے تابندگی بر سرِ ہوائے فلک نظر پڑا کہ **نظم**

دگر روز چون بر دمید آفتاب
سپاہی نشستند بر پشت زین
سپاہ اندر آمد بہ پیش سپاہ

بہ مردان کین اندر آمد شتاب
سر ریز کین ایردان پر زچین
شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر سے سجدگر پاس مین چالاک نے جاکر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اسوقت آپ بھی مسلح ہوکر در
دولت پر آئے تمام سرداریہان یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوئے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامیان
سرتاج خسروان جہان مصباح شبستان کیہان سعد بن قباد بن صاحبقران برآمد ہوئے ہر ایک
نے مجرا کیا بعد تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقارہ بجا بجا روشنی کا جھلملانا نسیم سحر کا فرط خوف و رعب
لشکر سے دبے پاؤن چلنا نقیبون کا منقبت پڑھنا لشکر کا بنکر چلنا جوانون کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا
تھا اسپان تازی نژاد کا طرارے بھرنا زحل فلک کی جو کڑی بھلاتا تھا مختصر یہ کہ وارد دشت مصاف
ہوکر میدان کو صاف کرایا لشکرون نے پرا جمایا نقیب آگے آگے بڑھے لشکرمین کرکا ہوا نشان کے
پھریرے کھلے جہنت افگر اژدر کو اڑاکر بیچ میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگی دکھاکر اپنی زبردستی کا
طالب ہمنبرد ہوا اسطرف سے مالاگرد فرنگی اپنے استرمالاکیود کو اڑاکر روبرو گیا اس نے اُس کے
مقابل ہوتے ہی کچھ ماش سحر پڑھکر مارے کہ دست و پا اسکے کرخت ہوگئے اس نے کمر مین بنجہ
دیکر زور کیا اور تاش زین سے اُکھاڑکر بردے زمین پٹکا عیاران لقا آئے اور باندھ کے لے گئے
پھر اُس نے للکارا ادھر سے آلاگرد فرنگی بھائی مالاگرد کا مقابل ہوا اسنے بھی دہی رفند بد دیکھا پھر
اس نے نمیب دی کبی ارزال فرنگی نے گھوڑے کی باگ دی جب سامنا کیا وہی سانحہ اس پر
بھی گذرا پھر اُس نے ڈانطا نہنگ بچہ بد دریائی فرنگی اُسکا ہمت دہ و مددگار ہوا مگر اُس کا
نصیب بھی نہ یاور رہا اسی طرح جو سردار ملک فرنگ سامنے گیا اس نے ماش پڑھ کر مارے کہ
ہاتھ پاؤن بے طاقت ہوئے باندھے لیے گئے کہانتک بیان کرون تاشام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر
سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل رزم ہوا جب پردہ شب تیرہ فام میدان آفاق مین برپا ہوا اور
شہنشاہ گردون سریر بارگاہ مغرب مین گیا **نظم**

چو خورشید شد از جہان ناپدید　　شب تیرہ بر روز دامن کشید
ہوا نیلگون شد زمین آبنوس　　بجنبید ہامون ز آواے کوس

طبل آسایش لشکروں میں بجا سب پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوئے لقا نے حکم دیا کہ جائے
بندۂ قدرت یعنی ہشت کی دعوت کا سامان کیا جاوے اُسنے عرض کیا کہ خداوند میں محفل عشرت
میں جب بیٹھوں گا اور دعوت آپ کی کھاؤنگا کہ جب کل مسلمانوں کو مار لونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ
میں آیا سوفار کو بھی بلایا دونوں اسم اعظم بھیکر بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب وکباب سب
پاس رکھ لیا عیاروں کے خوف سے خدمتگاروں کو بھی باہر نکال دیا تھا اپنے ہاتھ سارا کام
انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر میں گھما گھم ہو رہی تھی لقا اپنی بارگاہ میں ناچ دیکھتا تھا یہاں
تو سب مصروف عشرت ہیں لیکن امیر کے یہاں چند سیدانداری میں بہت سردار قید ہیں اس وجہ
سے سناٹا ہے غرضکہ عیار آج پھر فکر میں ساحر دیکھی چلے ان میں سے چالاک بشکل ساحر پھرتا ہوا
آیا دیکھا ایک خیمہ کے قریب پہرا چوکی اور کمال ہوشیاری ہے اسنے اسی طرف جانے کا قصد کیا
جب اندر جانے لگا ساحروں نے روکا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو اسنے کہا ہم ملازم سوفار
ہیں انھوں نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہے کچھ مشورہ ہو رہا ہے چالاک یہ سنکر چلا گیا اور تنہائی میں
جاکر پریزاد کی طرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنایا کہ ماہ و خور کو بھی اس کے فروغ
سے ہنگام دید خیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب دیجور کو تیرگی ہو دہن تنگ کے مقابل
غنچۂ گلستان ارم کھسیانہ ہوکر ہنسے اور ریسور کردہ جائے زبان سوسن دہ زبان لال ہو کچھ بات
نہ ہیں آسے چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہوکر آنکھ چرائے **نظم**

دو برگ گلشن سوسن می سرشت　　دو شمشاد عنبر فروش بہشت
بناگوش تابندہ خورشید وار　　فرو ہشتہ شد حلقۂ گوشوار
لبان از طبرزد زبان از شکر　　دہانش مکلل بہ در و گہر
روانش خرد بود و تن جان پاک　　تو گفتی کہ بہرہ ندارد ز خاک

شانوں پر جواہر کے پر لگائے زیور مرصع کار سے قامت قیامت زا کو مزین فرمایا تھال سونے کا مینے
اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ میں لے کر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح
سبک ہوکر جست کی کہ خیمہ کو فترا کر بیچ میں اترا خیمے کے سوفار و ہشت نے آواز چھماکے کو سنکر جو دیکھا
تو ایک پریزاد حور نژاد کو آسمان سے اترکر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہوکر کھڑے ہو گئے پری ایک
خط ہاتھ پر رکھکر آگے آئی انھوں نے اسپر مہرشاہ جادوان کی پائی نامہ ہاتھ سے اُٹھالیا اور لفافہ چاک
کرکے پڑھنے لگے پری انکی نگاہ خط کی طرف دیکھکر جلوخانے خیمے میں چلی گئی انھوں نے نامہ میں یہ

مضمون دیکھا کہ ہم نے اس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کہ خاص مسند پر سامری
کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہی تاثیر اسکی یہ ہے کہ جو کوئی کھائیگا کوئی حربا اور جادو سحر اسپر کسی کا تاثیر نہ کریگا
اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہ ہوگا یہ حال نامے سے دریافت کرکے جو سر اٹھایا اس پری کو نہ
پایا سمجھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہوگئی ہے اگر پکارینگے تو آئیگی یہ سوچکر گویا ہوئے کہ اے
پریزاد طلسم سامنے آؤ عطیہ شاہ جادوان عنایت کرو چالاک یہ صدا سنکر طلسم خانے سے اس
سبکی کے ساتھ اترا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچا ہوکر پرشے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آکر اترا
اور تھال لاکر سامنے انکے رکھدیا وہ بہت خوش ہوئے اور ڈنڈوت کرکے مٹھائی کھائی لمحہ بھر
میں بیہوشی چھائی چالاک نے خنجر سے تہتنت کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا صدا بلند
مہیب آئی نگین باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوندی کی طرف بھاگے اور
بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سوفار کہاں ہیں اس نے کہا تھا کہ تہتنت کے پاس ہیں
اسوقت غل سنکر اسنے کہا ہائے دونوں مارے گئے اور اٹھکر بارگاہ تہتنت کیطرف دوڑا یہاں
سوفار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چار انگل اونچا ہوگیا پھر اسنے حملہ کیا ابکی بالشت بھر خنجر اونچا
ہوا اسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آپڑا چالاک
بمجبوری جست کرکے بھاگا ساحر بسبب خوف کے اسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکلگیا اور بختیارک
نے سوفار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار تہتنت
نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے وہ مسحور پھر ہوگئے اور اسی طرح پیکان نے جو سردار قید کیے ہیں وہ بھی
سوفار کی قید میں لگئے ہیں جب یہ مارا جائے تو رہا ہوں غرضکہ بعد مسحور کرنے سرداروں کے اسنے بہت کچھ
لاف وگزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں یہ کہکر لاش تہتنت کی اسکی فوج کے سپرد کرکے
حکم دیا کہ اسکو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے لے جاؤ پھر ایک تعزیت نامہ بھی اپنی طرف سے لکھکر
حوالے کیا فوج اسکی لاش اٹھاکر نالاں وگریاں روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کریگا
ادھر چالاک نے جاکر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اسکو خلعت دیا پھر مصروف عیش و
عشرت ہوئے اب دونوں لشکروں کو اس حال میں چھوڑ کر کمترین شمہ حال شہریار کشور عیاری
وتاجدار اقلیم مکاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری بیان کرتا ہے

نظم

ساقی جو ترا اشارا پاؤں — سر آنکھوں سے میکدے میں آؤں
پھر شیش محل کی سمت جاؤں — پھر لال پری کو آکے تاکوں
غافل جو ذرا بھی تجھکو پاؤں — لے دختر رز کو بھاگ جاؤں
ساقی یہ سب تو دل لگی ہے — سن لے وہ جو تجھکو دھن لگی ہے

یعنی جام جہان نما دے　　　نیرنگ طلسم پھر دکھا دے
ہے ساغرِ بصورتِ ماہ　　　اور اس مین ہو آفتاب کو راہ
یہ ہوئے قِران مہر و مہ جب　　　کوکب سے لون بشکل کوکب
ساقی مے آفتابی پاسکے　　　پہونچون کوہِ اسد پہ جاکے
پاؤن جو شراب آفتابی　　　لون شیر طلسم پہ سواری
بس جاہ یہ بادہ خواری تاکے　　　افسانہ لکھو کہ دیر ہوئی ہے

سیاحان دشت سخن درہ نوردان جادۂ بیان لکن پاے کمیت قلم سے راہ طلسم یون طے
فرماتے ہین اور منزل در منزل اس طرح جاتے ہین کہ جب اختر برج دفا ماہ آسمان شرم وحیا آسمان
گنجور یعنی ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمرو با مروت دریاے مروارید کو طے کرکے روانہ ہوئی
تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اس کوہ کی صورت ہمہ تن از بیخ و بن شیر کی ایسی تھی
چہار طرف شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فرہاد روزگار نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا اسد چرخ
بھی اسکو دیکھکر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دم دبا کر بھاگ جاتا تھا کلب بیبال کی مجال نہین جو اس جگہ آسکے
اس فلک پیر کی طاقت نہین جو روباہ بازی دکھا سکے ثور فلک ہمیشہ اسکے خوف سے لرزان رہا ہے
اسکی فوج گردون ترسان و ہراسان تھی نہ روزگار مین چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت
عراقی اور ڈراونی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک لقمہ ہی کرنے کی تدبیر پیدا کی تھی اس لیے پتھر کی
صورت شیر کی پیدا کی تھی خورشید اس کوہ سے سو بچا کر نکلتا تھا ڈرتا ہوا چلتا تھا

نظم

سر اندر ثریا کشیدہ کوہ دید　　　کہ گفتی ستارہ بخواہد رسید
ہمین زآسمان کرکس اندر گشد　　　ز دریا نہنگ دم برکشد

عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے تو مخمور
نے کہا اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہین شیر ان ثریان اسیر رہتے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھ کر دانہ ماش
کا عمرو پہ مارا کہ یہ بیہوش ہو گیا مخمور نے اٹھا کر ایک غار مین ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کر دیا سے
پھر دو ببر مجبور کے غار پہ بٹھا دیئے اور ان سے بتاکید کہدیا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کو نے بھاگے
یہ کہکر آپ بے خوف خطر پہاڑ کی گھاٹیان طے کر گئی اور قلعۂ کوہ پہ پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک ببر
غران زمین سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہین جو یہان آئین اور دلمین کچھ خوف نہ لائین اس نے
جواب دیا کہ ہماری خبر جا کر اپنے مالک سے کرو اور کہین انکے پاس سے چلو کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم
آئی ہین آپ کی ملاقات چاہتی ہین وہ شیر یہ سنکر روانہ ہوا اور اسی کوہ پہ ایک مکان جناب ببر جادو
اسمین رہتا ہے وہ شیر وہان آیا اور پیام گذار رہا ببر نے کہا اسے تونے اس ملکہ کو وہ کا کیون حوصلہ

بتعظیم تمام بلا ارادہ بخدمت مخمور مین آیا پنجے جوڑکر بادب تمام تر گویا ہوا کہ چلیے آپکو بلایا ہی مخمور اسکے ہمراہ
چلی اور اندر ایک مکان کے گئی سقف و مکان اسکے مطلا تھے مصقل اسکا چاندی کا تھا دیوار و در جگمگاتے
تھے لیکن ہر جگہ پر تصویرین شیر کی بنی تھین اور پتھر کی چوکیان شیر دہان صحن مین بچھی تھین شیر کی کھال کا
فرش سب مکان مین کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اُس کے
کھڑا تھا یہ جو کھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہی اُسکا مالک ہی اور یہ جو بیٹھا ہی
یہ اس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہی مخمور نے وہان پہونچکر ہاتھ اٹھایا دونون شیر پیکر بھی اپنی جگہ سے
اُٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمین سرفراز کیجیے اور
مخمور نے کہا بیٹھنے کی فرصت کہان اس طرف عمرو تو نہین آیا مین بحکم شاہ اسکے تعاقب مین روان ہون اور وہ
گریزان ہی اس ساحر نے کہا اسطرف کوئی نہین آیا اگر آتا فی الفور قید ہوجاتا مخمور نے جواب دیا کہ میرے
سامنے وہ اس پہاڑ تک قریب آکر غائب ہوا ہی ازبسکہ یہ جگہ تمھاری ہی مین اسکو تنہا ڈھونڈھ نہین سکتی
شاید مجھکو کوئی شیر نہ پہچانے اور درپے آزار ہو اس سے آپ کا میرے ساتھ چلنا اچھا ہی ببر جادو نے
کہا مین حاضر ہون جہان لیچلیے مین سر آنکھون سے چلون یہ کہکر اٹھا اور ہاتھ پکڑکر چلا اس طرف سے تو
یہ روانہ ہوا اور ادھر بلاے جادو جسکو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہ اب نجاؤ اور اس نے نہ مانا
تھا دوبارہ بہر گرفتاری عمرو چلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اسی جگہ پہونچا جہان غار مین عمرو کو مخمور نے ڈال دیا
ہی الغرض اس نے دیکھا کہ ایک غار پر دو چیلے بیٹھے ہین سمجھا کہ یہان کچھ بھید ہی جب تو یہ حفاظت
کرتے ہین یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھکر ان چیلون پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار مین اُترا عمرو کو بیہوش پڑے دیکھا
شکر سامری بجالایا اور کمر مین پنجہ دیکر غار کے باہر آیا چاہا کہ سر کاٹ کر لیے جائے پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ
افراسیاب اس حرکت پر ناراض ہوجائے بس یونہین چاہتا تھا کہ لیے جائے اسوقت مخمور و ببر وہان
پہونچے اور مخمور نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ببر دیکھ وہ عمرو کو ایک ساحر پکڑے لیجاتا ہی افسوس کہ تمھاری
عملداری سے غیر شخص پکڑ لے جائے اور تم سے کچھ نہ ہوسکے اب یہ شاہ جادوان کے پاس جاکر کیسی تعلی
کریگا اور شیخی ماریگا کہ جس کی حد نہین اور ہمکو ذرا اس امر مین کد نہین ہین کمبخت ناحق تمھارے پاس
گئی تھی اگر ہمین ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی اب مجھکو بھی ذلت ہوگی شاہ کے روبرو ہمچشمون مین ندامت ہوگی
اس نے ببر کو ایسا گرمایا کہ اسکو غصہ آیا اور للکارا کہ باش او خیرہ سر تو کہان اسکو لیے چلا اور میری جگہ
مین کس لیے قدم تو نے دھرا بلاے جادو نے اُسکے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو مخمور کو ببر کے ساتھ
پایا پکارا کہ اے ببر جادو اس کے فقرے مین نہ آنا عمرو کی دوست ہی اور شہنشاہ سے اس نے بغاوت
کی ہی مخمور نے کہا اے ببر یہ اسکی حیلہ سازی ہی چاہتا ہی کہ مجکو متہم کرکے تم سے لڑوادے اور آپ نکلجائے
اچھا تم اس سے کہو کہ عمرو کو مجکو دے مین عمرو و مخمور دونون کو پاس شہنشاہ کے لیجاؤن گا بس اگر یہ دیدے

تو تم جاننا کہ یہ سچا ہے مجکو بھی پکڑ لینا اور اگر نہ دے تو میرے قول کو صحیح جانکر اسکو جانے نہ دینا ببر کو اسکا
کہنا پسند آیا پکارا کہ اچھا تو عمرو کو میرے حوالے کر اور اپنی راہ لے میں ان دونوں کو شہنشاہ کے پاس
لے جاؤنگا بلاسے جادو نے جواب دیا کہ تجکو خبط ہو گیا ہے میں نے اسکے لیے خاک چھانی تجکو کیون دوان
میں کیا مگر وہ ہون ببر کو اس کلمہ پر غصہ آیا اور مخمور نے پھر تہیا دلایا کہ کیون میں نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دے گا
فقرہ کرتا ہے ببر نے کہا تم دیکھو میں ابھی چھینے لیتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور
زمین سے وہی ببر جیجو کی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرا کر لپکا بلاسے جادو نے اسکو آتے
دیکھکر ایک بیضہ بیہوشی کا مارا جہان وہ بیضہ آکر گرا اسی جگہ وہ شیر رک رہا پھر آگے نہ بڑھا ببر جادو
نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین میں سما گیا اور بعد لمحہ بھر کے ایک ڈبیہ لیے ہوئے نکلا اور اپنی زبردستی
جتانے کو وہ ڈبیا مخمور کے حوالے کی یہ اسلیے کہ یعنی میں ایسا ہون کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے
حریف کو قتل کر ڈالا فی الجملہ اس ڈبیہ کو دے کر کہا کہ اے مخمور اسمین سیندور ہے طلسم کا اس سیندور کا ایک
ٹیکا اس شیر کے ماتھے پر دیدو اور حکم دو کہ بلاسے جادو کو مار ڈال مخمور نے ڈبیہ کھولکر ٹیکا ببر کی پیشانی
پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہے مار اسکو ببر نے جا کر طمانچہ مارا کہ بلاسے جادو گرا ہر چند اس نے جادو کیا
کچھ نہ ہوا ببر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غل و شور اسکے مرنیکا بپا ہوا ببر لاش اسکی اٹھا کر سمت شاہ طلسم
لے چلے یعنی بگولے لاش کو اڑاتے ہوے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پڑھکر پھونکا کہ
عمرو ہوشیار ہوا اور اٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر ببر نے ایک دانہ مائش کا سحر پڑھکر مارا کہ
زمین پر گر کر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا اے ببر تم نے اسیر سحر کیون کیا میں اتنی دور سے مشتاق اسکی آئی
ہون اسکو میں لے جاؤنگی اس نے جواب دیا کہ او مکارہ میں تیرا فریب اب سمجھا بلاسے جادو
سچ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے باغی ہے خیر میرے ہاتھ سے کہان جائیگی تجکو بھی مارے لیتا ہون اور اس
دزد مفتری کا بھی سر کاٹونگا مخمور نے سارا جھگڑا اس لیے کیا تھا کہ کسی طرح ڈبیہ سیندور کی ملے جسکی
وجہ سے بیابان آتشین میں راستہ پاوے پس وہ ڈبیہ اسکو مل چکی تھی اب ببر کب دبتی تھی پکاری کہ او ظالم
کیون تیری قضا آئی ہے سنبھل ببر جادو نے بھی جھولے پر ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیہ سے سیندور لے کر
دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے دیکر حکم کیا کہ لے اسکو بھی تو بموجب مثل کے گرد کر یافت ہمدم آتش درکاسہ اس شیر
نے انگڑائی لی اور غرا کر چلا ببر جادو نے ہر چند روکا صد ہا طرح کا سحر پڑھا مگر اسکے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا
تھا تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو ٹیکا ماتھے پہ دے مالک بیابان اسی کا کہنا کرے بس چلتے ہی ایسا طمانچہ ببر جادو
کے شیر نے دیا کہ وہ گر کر سرد ہوا العیاذ باللہ شور اسکے مرنیکا ایسا بلند ہوا کہ کوہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا
جو جو اسکی سحر کی بنائی ہوئی علامت اس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر آگ لگی وہ مکان جل گیا
مگر ببر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہے باقی رہا غرض ملکہ بگولے اڑکر سمت شاہ طلسم لے چلے اب حال سنیے کہ اس

بسر کوہ کے آگے ایک بیابان ہے کہ نام اسکا بیابان آتش فشان ہے یہ شیر اسکا نگہبان ہے جسکے پاس سپند در
ہو اسکا بانیان طلسم نے اسکو مطیع کر دیا ہے یہ مالک سپند در کو بیابان مین لے جاتا ہے جب سرحد بیابان پر پہونچتا
ہے اُسکے آگے عملداری **گیسوی کاکل کشا** نام ایک ساحرہ کی ہے اس شیر کے سرحد پر آنے کی خبر رکھتی ہے جب
یہ وہان پہونچتا ہے وہ کنیز کو بھیجکر سیری کراتی ہے ذکر اسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مخمور نے کہ راز سے اس راہ
کے متوقف تھی سپند اُسکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور حکم کیا کہ ہم کو بیابان آتش سے نکال لے چل شیر فوراً
سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری پیٹھ پر سوار ہو جیسے جدھر جی چاہے چلیے مخمور معہ عمر کے سوار ہوئی اور شیر نے
آگے کی راہ لی اسد کوہ کے درہ مین داخل ہوا اور دو روز تک برابر رات دن چلا گیا درے مین بڑے بڑے
غار تھے اژدر منھ کھولے ہر جگہ بیٹھے تھے عجب تنگ و تاریک مقام تھا ہول خیز و وحشت انگیز تمام تھا خدا خدا
کرکے وہ درہ تمام ہوا تیسرے روز جب درۂ خاور سے خورشید انور نے سر بدر کیا یہ سیاران منازل پر
دشت طلسم بھی درے سے باہر ہوے لیکن اس جانب پر آفت مین نکلکر دوسری مصیبت مین پھنسے یعنے
بیابان آتش فشان مین پہونچے از زمین تا چرخ بریں سواے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرہ
نار پایا جو غار تھا وہ کرۂ آہنگر تھا ہر جگہ انبار اخگر تھا شرارے بلند تھے گویا آگ کے درخت آگے
تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی آتشکدۂ نمرود و زردشت کی کیا حقیقت تھی جو یہان گرمی
تھی چنگاریان اُڑکر ہوا سے آگ گرتی تھی یا تارے ٹوٹتے تھے شیاطین کے یہان آتے جی چھوٹتے تھے سراسر
جہنم وہ زمین تھی دوزخ ہاویہ سے بڑھکر کہین تھی لپٹ اس آتش کی شعلۂ عقل دانا جلاتی تھی
ہواے گرم بارد مزاجون کا صفرا بڑھاتی تھی جسم مین خون کھولاتی تھی بھبکا آگ کا بگولے کی طرح اُٹھتا
ایک ایک انگارا النعرہ انا اسفل السافلین کا بھرتا تھا

نظم

دست مژگان سے دیدۂ تر — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
مچھلی تھی چھپی کف بتان مین — بازو مین زمین مین آسمان مین
کوئی نہ علاج تشنگی تھا — آب گہر آتشی تھا
خاکی سوے مردمان آبی — سورج کی تھی سر پہ آفتابی
ذرے سورج کی آنچ پاکے — تل بن گئے چشم نقش پاکے

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور
کنارے پر اس کے ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلہ رخسار شمع عذار کہ بیٹھی تھی سرسبز ایسی پیکر نور وہ
جسکا کف پا تھا عارض حور وہ استادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اس نازنین نے ایک
کاغذ نکالکر مخمور کو دیا اسمین لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈالدے کچھ خوف و بیم نہ کر اس نے شیر
کو تالاب کی طرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا فوراً تالاب مین کود کر غوطہ مار گیا عمر نے دل مین کہا اب

بیشک خلعت ہستی جلاد و تبار تبا عذاب النار پڑھنے لگا نظر بد دافع بندہ نار و خاک تھی کشتی جان
تہ گرداب ہلاک تھی ہیجان و غلطان غلطان و پیچان بڑی دور تک چلے گئے وہ تالاب آتشین اُنکے
لیے گلزار خلیل بن گیا کہ جلنے سے محفوظ رہگئے بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین ایک میدان
وسیع مین پایا اور سامنے ایک دیوار سر بفلک کشیدہ کو منزل لوح تک کھنچی دیکھا سد سکندر اس
کے رو برو کمپایہ تر دبان فطرت سامنے اسکے فرمایہ اس شیر عجیب کراش دیوار مین ٹکر ماری
کہ سر ٹکگیا اور ہائے کہکر گویا ہوا کہ افسوس مجھ کمبخت نے یہ کیا کیا کہ دشمنوں کو یہانتک پہونچایا یہ کہا
اور تڑپ کر ہلاک ہوا اسکے مرنے سے وہ بیابان و تالاب سب برباد ہوگیا ایک جنگل ویران سا
نظر آنے لگا اور سبزہ کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے سے اس دیوار مین ایک دروازہ پیدا ہوا
اور نازنین نازک بدن دوسری اس جگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی ناز و انداز مین بلائے بے درمان تھی رشک
حسینان جہان تھی یہ بھی کنیز ملکہ گیسوے کاکل کشا کی تھی اور وہ جو تالاب پر رقعہ کر گئی تھی وہ بھی
پرستار اسی کی تھی پس چھپا اور یہ ذکر ہوا کہ جو شیر سرحد بیابان پر پہونچتا ہے تو یہ کنیز کو براے رہبری
بھیجتی ہے پس اول ایک کنیز بھیجکر یہان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اسکو خیال آیا کہ دیکھون کون اس طرف آتا
ہے اور شیر طلسم کسکو لاتا ہے اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز ہو تو مین بہر استقبال جاؤن اور بنہایت تعظیم سے
لاؤن یہ خیال کرکے ورق سامری بغلے کے نکالے اور بغور دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سیند در طلسم
پایا ہے اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہے سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا ہے دریافت کرکے اسکو غصہ آیا اور ایک
کنیز قاش جادو نام کو اس نے حکم دیا کہ جا عمیار اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہے جو دیوار سے نکلی ہے
پس نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ اے نمکحرامان تمنے بیدل پیدا کیا کہ یہانتک قدم رکھا مخمور و عمر شیر نے
جب ٹکر ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے اس کے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمر نے جھپٹ کر
جال الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا پھر ایک گوشہ مین جاکر اسکا چہرہ زنبیل سے نکالکر
بیہوشی کو پلایا اور اسکو باہر نکالکر رو برو بٹھاکر رنگ و روغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی
صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا تم میری صورت بنو بزور سحر اور یہان سے چلو اس مخمور نے ایسی
سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسی کے پہنے عمر نے پیرہن اس کنیز کا پہنا اور اسکو پھر زنبیل مین
رکھکر اس دیوار مین جو دروازہ پیدا ہوا تھا اس مین قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے تھے کہ
سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی پل پر تختہ پڑا تھا فیلبند دروازہ کھلا
تھا فصیلہاے قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے بیچ بارے کنگورے فصیلین
ہر ایک عمدہ چار دیواری سنگ موسی کی سیاہ تھی اسپر جواہر کی بچی کاری لائق واہ واہ تھی نظم

تھا بلندی مین اسکا ہر پایہ　　پایۂ آسمان کا ہمپایہ

وہ طلائی بروج جلوہ نما　　ماہ کرتا تھا جنسے کسب ضیا
نور آگین تھی جو عمارت تھی　　سر بسر قوت بصارت تھی

یہ دونون در قلعہ پر آئے وہان چالیس ساحر بیٹھے تھے انھین دیکھکر مستفسر ہوے کہ اے قاتش جادو کہو عمرو کو لائین عمرو نے جواب دیا کہ نگوڑو کیا اندھے ہو دیکھتے نہین کہ میرے سحر سے خود بخود ساتھ ساتھ عمرو چلا آتا ہے وہ ساحر ہنسکر چپ ہوے اور یہ دونون اندر قلعہ کے چلے یہ قلعہ جادوگر اور جادوگرنیون سے آباد تھا جابجا مندر بنے تھے تھا دیر سامری و جمشید اسمین دھری تھین تراشی ہوئی بلور کی تھین گلی کوچہ پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانین سجی سجائی تھین محرابین غیرت ابروان شاہدان بنائی تھین جنس ہر طرح کی ان مین بھری جو چیز چاہیے ہو افراط سے دھری رنج اگر وہان جائے تو راہ بھولکر بھٹکتا پھرے غم دربدر بھٹکتا پھرے امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا نظم

شاد آباد سب رعایا تھی　　محو عشرت تمام دنیا تھی
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا　　گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
واقعی تھا طلسم کا وہ دیار　　سحر آگین تھے کوچہ و بازار

عمرو و محمور سیر کرتے ہوئے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوے اور قریب آکر کہا کہ اے قاتش چلو ملکہ بلاتی ہین اس نے کہا چلی تو آتی ہون کیا سر پر پاؤن رکھلون یہ کہکر انکے ساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دار الامارۃ شاہی مین آیا اس مکان کو نرا طلسم پایا لیکن ملکہ اسوقت دربار مین نہ تھی الگ ایک مکان مین شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی وہ ساحر ان دونون کو وہان لائے آپ دروازے پر ٹھہرے یہ دونون اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہے ایک ایک سنگ ہمرنگ لعل و الماس لگا ہے دریچے اس کے غیرت دہ دریچہ ہاے منازل فلک ہین صفائی مین پرواز چمک دمک مین صحن خانہ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اسکا لاجواب انتخاب کہ بمقتضائے ایما

وہ سجا تھا بہ رنگ خلد برین　　صدقے کیجے نگار خانۂ چین
ہانڈیان تھین حباب نہر چمن　　کنول انجم کی طرح تھے روشن
کہتے ہین چلمنون کو ذی ادراک　　ہین یہ عشاق کے دل صد چاک
تار ہاے شعاع نور ہین یہ　　عکس مژگان چشم حور ہین یہ
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون　　صورت سرو باغ تھے موزون
کھڑکیان تھین دریچۂ جنت　　درجہ درجہ حدیقۂ جنت

سامنے کے ایوان مین مسند ناز پہ بصد انداز ایک سراپا بہ حور لقا بدر سیما یعنی ملکہ گیسو کاکل کشا

بیٹھی تھی از سر تا پا جواہر کا زیور پہنے تھی لطافت اسکے عارض صبیح سے رونق و صفا سیکھتی تھی غازۂ رخسار
سیم تنان کو گوری رنگت تو اسکی تازگی دیتی تھی کہ بموجب ابیات

ز نو لہ بست موے عنبرین را　　گرہ در یک دگر زد مشک چین را
ز پشت آویخت مشکین گیسوان را　　ز عنبر داد پشتی ارغوان را
کحل ساخت چشم از سرمۂ ناز　　سیہ کاری بمردم کرد آغاز

عمرو نے سامنے جا کر سلام کیا اس نے کہا کیون قاش کیا ہوا اسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی ملکہ
نے کہا وہ نکہ امِ محمور کہان ہی اس نے جواب دیا کہ وہ نہین ملی ملکہ کو کچھ شبہ گذرا اور اس کے سامنے
ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا اسکو اٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہو گیا کہ عمرو تیری کنیز قاش کی شکل ہی اور
محمور بصورت عمرو ہے بس یہ معلوم کرتے ہی اسنے ڈانٹا کہ باش او دزد مکار مین نے تجکو جانا یہ کہکر ایک
نارنج سحر پڑھکر مارا محمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمرو مارا جائیگا بس بہت جلد سحر پڑھکر نارنج کو ایک
ٹھیکی دی کہ وہ الٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ محمور کا بھی جل گیا تھا محمور نے عمرو کے گلے مین ایک دمال ڈالدیا تھا
کہ گیسوی کاکل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اس نے گولا سحر کا مارا عمرو کے پاس آکر گر پڑا
اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمرو تک نہ پہونچا دو تیر اسکے خالی گئے بسبب دمال کے اثر پذیر نہ ہوے اس
وقت اس نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو کنیزین اسکی جوق جوق ہر سمت سے پیدا ہوئین اور محمور و عمرو
کو گھیر کر مارنے لگین عمرو نے اسوقت خیال کیا کہ یہاں بھی یہ عالم ہی بالفرض کنیزونکو محمور مغلوب کرگئی
فوج ساحران آکر گھیریگی مناسب یہ ہی کہ کوئی تدبیر کرون یہ سوچکر بیچ مین ان کنیزون کے در آیا جو کچھ
سحر تو تاثیر نہین کرتا تھا دمال کی وجہ سے اس نے حقہ بارے نفتی جو داغ کر مارے تمام مکان مین دھوان
پھیلا خصوصاً جہان گیسوی کاکل کشا اور کنیزین تھین وہان بالکل تاریکی ہو گئی عمرو نے جال الیاسی
اس اندھیرے مین ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب
ہو گیا وہان محمور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے اسکا خیال نہ کیا اور اس نے بہت جلد معجزہ طلب کیا
یعنے جلد اول مین مذکور ہوا کہ عمرو کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پر کھلائے تھے
جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتین اسکو خدا نے عنایت فرمائین ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہی اور
بولتا ہی دوسرے دم بھر مین بہتر صورتین بدلتا ہی یعنی زنبیل پہ ہاتھ رکھکر خواہش کرے کہ میری
شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو جاے گی اور تیسری صفت
یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہی فی الجملہ اسوقت معجزے سے یہی خواہش کی کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی
ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو گئی اس نے اس مکان کے گوشے مین جا کر ملکہ گیسو کو نکالکر بہت جلد
پیراہن اسکا اور زیور اتارا پھر اسکو زنبیل مین ڈال کر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر بیٹھا

اگر دیکھین تو کنیزان کسی طرف سے ناچخ کسی طرف سے تیغ مار رہی ہین اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہی
وار کرتا نصیب نہیں ہوتا ہی ناچخ پھٹتے ہین شعلہاے آتش نکلتے ہین مار و عقرب منہ پھیلا کر دوڑتے ہین
عنقریب ہی کہ مخمور قید ہو جائے یہ دیکھکر بیچ مین آکر اس نے نعرہ مارا کہ اے کنیزان خبردار تم اسپر
ہاتھ نہ ڈالو مین سمجھ لونگی کنیزین اس کے منع کرنے سے علحدہ ہوئین اور عمر نے پاس جاکر مخمور کو تال کھایا
وہ سمجھ گئی کہ خواجہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھکر قدم پر گری اور عرض پیرا ہوئی کہ مجھے عمرو
نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہین مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا بس میری خطا معاف فرما کر
شاہ جادوان سے لوا دیجیے کیسو نقلی نے سر اٹھاکر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ دیکھو عمرو ایسا مطلب
آشنا ہی کہ تم کو اس بلوے مین اور مجمع دشمن مین چھوڑ کر چھپ گیا ہی سنا ہی کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہی
مخمور نے کہا ہان اسکے پاس گلیم ہی وہ اوڑھ لیتا ہی اور پوشیدہ ہو جاتا ہی لیکن آپ کے ملک سے
کہان جائیگا ملکہ نے کہا کنیزون سے دروازہ شہر کا جاکر حکم دو کہ بند کرین اور جابجا ہوشیاری
رکھین عمرو بھاگ گیا ہی جہان پائین اسکو گرفتار کرین کنیزین حسب الحکم گئین اور وزیرون سے
ابلاغ حکم ملکہ کیا شہر مین ساحر متلاشی پھرنے لگے در شہر بند ہو گیا بے سند راہداری آنا جانا شہر
سے بند کیا گیا اس مکان پر بھی پہرا چوکی مقرر ہو گیا مخمور اور کیسو نقلی دونون مسند پر بیٹھے کشتیان
شراب کی منگوائین بادہ احمر سے کام جان روشن کیا پھر مخمور کو لے کر دار الامارت مین آئے اور
خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا انکو خزانہ دکھاؤنگی غرض کنجیان لے کر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو
ہٹاکر مال و اسباب جاکر زنبیل مین رکھا اور مکان مقفل کراکر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا اور
جسطرح قلعہ نورانیہ مین ڈھنڈورا پٹوایا تھا کہ مہاجنان شہر مال سرکار مین جمع کر دین کیونکہ عمرو
کے لوٹنے کا خوف ہی اسی طرح یہان بھی منادی کر دی جب مال اور روپیہ جمع ہوا سب مال زنبیل
مین رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہان دیگر وزراے سلطنت سے کہا ہوشیار رہنا
مخمور نے سحر سے تخت تیار کیا دونون سوار ہوے اور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھے یہان تمام رعایا
اور رؤسا شہر جانتے ہین کہ ملکہ عمر کو گرفتار کرنے گئی ہین اسوجہ سے سب مطمئن ہین اور یہ دونو
جو یہان سے روانہ ہوے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچے دیکھا
پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہی دامن کوہ مین سبزہ زار دلپسند ہی پہاڑ سے چشمے جاری ہین جھرنا جھڑتا
ہی گیاہ سبز تمام مینا رنگ روئیدہ ہی جوش فصل بہار سے رشک قبہ خضراے فلک کوہسار ہے
گلہاے خودرو مثل چرخ انجم درخشان ہین غنچے غیرت سنبلہ سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشان
ہین طاؤس و کبک و تدرو دو رنگ کوہ اور دامن کوہ مین جہان تہان خرامان ہین رفتار
قیامت خیز شاہدان روزگار پر خندان ہین کہ نظم

زمین پر نیان و ہوا مشک بوے　　گلاب است گوئی مگر آب جوے
عم آوردہ از شاخ شاخ سمن　　صنم شد گل و گشت بلبل سمن
خرامان بگرد گلان بر تدرو　　خروشیدن بلبل از شاخ سرو

اور ایک طرف کوہ دامن کوہ مین مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بازار ایوان کی دھوم ہر دکان مین لگی ہین جنس ہاے گران مایہ ہر طرح کی رکھی ہین تاجران ذی مرتبہ موجود ہین تحفہ ہاے ہر دیار سکے پاس نامعدود ہین جادوگرنیان ساریان باریک باندھے زیور مرصع پہنے ہاتھون مین تھالیان سونے چاندی کی لیے چوکین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہین اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اترتی ہین ہر ایک حسن مین انتخاب بتان دہر سے جو ہے وہ خورشید چہرہ ہے آفتاب تابان اون کو دیکھ کر دامن کوہ مین منھ چھپائے نقاب سحاب شرم سے اپنے منھ سے نہ اٹھائے کہ بقول قائل ابیات

پری چہرہ بینی بہ دشت و کوہ　　بشادی بہم ہو نشستہ گروہ
ہمہ رخ بہ از گل ہمہ چشم خواب　　ہمہ لب پر از می بوے گلاب
ہمہ دشت بینی بیار استہ　　چو بت خانہ چین پر از خواستہ

عمرو مخمور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہان ایک گنبد سونے کا ہے کلس اسپر یاقوت کا چڑھا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے برج فلک کب اسکے ہمپایہ ہو سکتے ہین مشعل ماہ کو اسکے فروغ کے سامنے لوگ اندھا اندھا جلتا کہتے ہین گنبد آسمان روبرو اسکے نیلا ہے اسبابان معمار عقل اسکی گلابی دیکھکر چکر مین اور حیران ہین کہ بموجب نظم

وہ صنم خانہ آج اے ذیجاہ　　اک خدائی کا تھا پرستش گاہ
لقب اس کا ہے مشرق خورشید　　ساحران کا ہے کعبہ امید

گرد اس گنبد کے تخت دکاندار و کے لگے تھے ان پر دکاندار بیٹھے بیچتے تھے اور کلاوہ اور ہار اور پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازہ پر گنبد کے بڑے بڑے گھنٹے لٹکے تھے اور ہنست وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے سکے تمام جسم مین چندن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا دھوتیان تہمبری باندھے آسنی بچھی تھی اسپر پالتی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے ان کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ کنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہت ساحر سامنے اس گنبد کے درختون کے نیچے اسی پر آنکھین بند کیے جمشید کے دھیان مین گیان لگائے بیٹھے مالا جپتے ہین کچھ لوگ ایک پاؤن سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بھرت لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہین اور ہر طرف خلائق کا اژدحام ہے ڈمرو بجتا ہے بھجن ہو رہے ہین بھجن ڈھول بجاتے پھرتے ہین خوانچے والے آواز لگاتے پھرتے ہین غول کے غول عورتون کے گاتے

ہوے آتے ہین بعض ان مین پکڑا کرتے ہوے جاتے ہین نوبتخانہ رکھے ہین نوبت بجتی ہے دھونسے پٹتے ہین
شور وغل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہین سنائی دیتی ہے عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے
جہان یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہے مخمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہے اور مالک اس گنبد کا
ہوائی جادو نام ایک ساحر ہے بڑا ظالم و اکفر ہے عمرو نے کہا چلو اندر اس مٹھ کے چلین اور وہان سے
بن پڑے تو دست برد کرین اس نے کہا آپ کی مرضی از بسکہ عمرو بشکل ملکہ گیسو تھا سامنے گنبد کے گیا
وہان کے اتیت پہچان کر اٹھے اور دعا دینے لگے عمرو نے کہا کنڈی کھولو کہ ہم جا کرین اندرون دروازہ
کھولا اندر قدم رکھا جیسے ہی اندر گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہوا گرم چلی کہ عمرو بیہوش ہو گیا
اور باہر گنبد کے کسی نے دھکیل دیا اور صدا آئی کہ آجتک یہان کسی مسلمان کا قدم نہ آیا تھا آج یہ مندر
بھی نجس ہو گیا خبردار لینا جانے نہ پائے یہ صدا سنکر ساحر پکڑنے دوڑے مخمور نے دیکھا کہ عمرو مار ڈالا جائیگا
بس پنجہ ٹھیکری اٹھا کر اڑی لینا لینا کا غل ہوا مگر یہ سناٹا بھر کر کئی کوس نکلگئی اور صحرا مین پہونچکر
ایک غار تنگ اور جاے پوشیدہ دیکھکر چھپ رہی ہوائی جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت
ڈھونڈتے پھرے جب کہین پتہ نہ ملا ہوائی جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کر دیا کہ نکل نہ جائین اور آپ
سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعہ ملکہ گیسو مین پہونچا اور وزیرون سے بیان کیا کہ ملکہ تمھاری پکڑ گئین انکی
صورت بنا ہوا عمرو گنبد مین گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و منال غارت ہوا یہ سمجھکر سر پیٹنے
لگے اور یہان سے بھی عرضی سب نے لکھکر خدمت شاہ جادوان مین بھیجی ہوائی جادو وہان سے جو
چلا تو بیابان آتش و ہر کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریاے مروارید کو تباہ اور خشک پا کر
رو دیا الغرض کوہ سیاہ سے گذر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طے کر کے پہلے لشکر حیرت مین
پہونچا ملکہ کو سلام کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجیے کہ دریاے خونزوان پر کوئی
نہ روکے مین پاس شہنشاہ کے جاؤن حیرت نے انگوٹھی براے نشان اسکو دی اور مقامات مذکورہ
کے تباہ و برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہوائی جادو وہان سے انگوٹھی لیکر دریاے خونزوان پر آیا
انگوٹھی ہاتھ پر رکھ کر پکارا کہ شہنشاہ مجھے اپنی خدمت مین بلوا لیجے بس پکارتے ہی پنجہ اسکو اٹھا لیگیا
اسوقت شاہ جادوان کے روبرو لاشین بلاے جادو و ببر جادو وغیرہ کی آئی تھین اور پیران کے
حال انکی مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہ کہو کیا
ماجرا گذرا اسنے عرض کیا کہ میرے مندر مین عمرو و مخمور پہونچے گنبد سامری مین جاتے وقت خداوند
سامری نے فرمایا کہ لینا انکو مین پیچھے دوڑا مگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہے مین صحرا کو محصور بحصار سحر کرایا
ہون کہ نکلکر چلے نہ جائین اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھکر بتلا دیجیے کہ وہان کہان
ہین شاہ طلسم نے سب حال سنکر لاشون کو ساحران کی جلانے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی

اسوقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھکر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ
ملکہ گیسو بھی اسیر ہوگئی ہے اور عمرو و محمور ایک غار مین پوشیدہ ہین اور عمرو بیہوش ہے محمور اسکو ہوشیار کرنا
چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کرکے کتاب بندکی اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین سے پیدا
ہوکر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ مست قاہر قہر چشم جادو تم ہمراہ جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ
انگوٹھی لیتے جاؤ جدھر اس انگوٹھی کا رخ پھرا ہوگا اسی طرف عمرو و محمور ہونگے ان کو گرفتار کرکے لاؤ
یہ کہکر پنجون کو حکم دیا کہ ان کو دریا پار پہونچاؤ اور خلعت دے کر رخصت کیا پنجے دونون کو دریائے
خون رواں کے پار پہونچا آئے یہ وہاں سے پھر لشکر حیرت مین آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی
یہاں بصورت مبدل عیاران لشکر مہرخ موجود تھے انھون نے بھی سب ماجرا سنا اور جاکر مہرخ سے
بیان کیا کہ اب عنایت خداے خواجہ اتنے مرحلے طے کرکے بر کوہ سے گذر کے گنبد سامری پر پہونچے
لیکن اس جگہ بیہوش ہوگئے ہین اب دو ساحران کی گرفتاری کو جاتے ہین یہ خبر سنکر سب مصروف دعا ہوے
کہ خدایا خواجہ کو شر سے ان ساحرون کے محفوظ رکھنا سب دعا کرنے لگے برق فرنگی اُٹھکر چلا کہ مین
دونون کو راستہ مین مار ڈالون اور استاد کو بچاؤن غرضکہ لشکر سے نکلکر صورت ساحر کی ایسی بناکر پہلے
دریائے خون رواں کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا ان ساحرون کی طرف چلا وہ ساحر حیرت
سے رخصت ہوکر صحرا تک پہونچے تھے کہ یہ دوڑتا ہوا پہونچا اور پکارا ذرا ٹھہر جاؤ وہ دونون رُکے
اس نے قریب آکر کہا کہ شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہین فرمایا کہ تم لشکر حیرت مین کس کے حکم سے گئے تھے
اور جانے مین عرصہ کیون لگایا اگر اسی طرح ٹھہرتے ہوے جاؤ گے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگوے
عتابانہ سنکر وہ ساحر گھبرائے اور عذر پذیر ہوے کہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم کہین نہ ٹھہرینگے اور
بہت جلد جائینگے برق نے کہا اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ چلکے لے لو وہ اُس کے
ہمراہ درہ کوہ مین آئے اس نے ایک پھل نکال کر دیا کہا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اس کے کھاتے ہی دم بھر
مین پہونچ جاؤ گے انھون نے وہ پھل لے کر کھایا اسی وقت بیہوش ہوگئے برق نے دونون کے سر کاٹ
ڈالے غل و شور برپا ہوا تاریکی پیدا ہوگئی صدا آئی کہ مارا قاہر قہر چشم و ہمراہ جادو کو انکے مرنے کی
مثل برق کے پنجے چمک کر گرے برق بھاگ گئے نہ پایا تھا کہ پنجے لاشے دونون کے اور برق کو اُٹھا لیگئے
پنجے تو شاہ جادوان کے پاس ان کو لے گئے اور وہان عمرو کو ہوش آگیا محمور نے پہلے غار سے نکلکر
دیکھا تھا کہ چار طرف اندھیرا تھا راستہ بند تھا اب عمرو کو جو ہوش آیا غار سے نکلکر دیکھا راستہ صاف پایا
تخت سحر پر بیٹھکر شاد و خرم سمت منزل مقصد روانہ ہوے لیکن پنجے مع لاشہ ساحران برق کو باغ
سیب مین سامنے شاہ طلسم کے لائے برق کی توجہ سے آنکھین بند تھین ہوشیار ہوکر جو آنکھ کھلی ایسا باغ
پر بہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر مین نہ دیکھا تھا گلہاے رنگارنگ کی بہار اور شجر پر از گل دانار

نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھکر فلک نیرنگی پرداز اپنی شعبدہ بازی بھولے گلزمین کی کیفیت ایسی بہار نرگسی
چشمان دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤن ہر ایک کا پھولے تعریف اس باغ کی جلد اول مین
کسی مقام پر تحریر ہی اس وجہ سے اس جگہ اعادہ نہین کیا گیا مگر طول سمجھکر بہتر سمجھا الغرض اسی باغ کی
بارہ دری مین تخت طلسمی بچھا بعد کروفر شاہ جادوان جلوہ گر تھا دربار مین ساحران نامی کہ ایک ایک
ان مین سامری عصر عاد نسل بہ دنگل اور کرسی بہ کرسی بیٹھے تھے برق نے آنکھ باادب تمام شاہ کو سلام
کیا اور سدوڑ کر قدم پر گرا بادشاہ نے دونون ساحرون کی لاشین اٹھوادین اور اس کو عتابا خطاب
کہا کہ اے ناعیار بڑا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیوک کو گنبد خداوند سامری کے مارا اب بت
عذاب سے تجکو مارونگا برق نے نہایت عجز سے گڑگڑا کر اول زبان اپنی صفت وثنا مین بادشاہ طلسم کے
کھولی کہ اے بادشاہ شاہان ساحران جہان تیرا مرتبہ فروغ افزاے آفتاب سماے طلسمات ہے حلقہ بگوش
کرنیوالی شاہان دہر کی تیری بات ہے کہ

نظم

شمع سے حفاظت جو ہو مانوس — دامن باد تند ہو فانوس
نہ فلک ایک گوشۂ ایوان — ہفت نجم ایک خوشۂ بستان
جامۂ شعلہ ہو جو آب روان — ایک میلا نہ اس کا ہو رویان
حفظ گستر اگر ہو عدل وامان — برج مہتاب مین ہو فرش کتان
شحنۂ عدل گر نگہبان ہو — کب رعیت کو خوف نقصان ہو
حلم تو یہ کبھی جو غیظ آجائے — جسم ضرغام چرخ تھرا جائے
رعب سے تیرے ایسا ڈر جائے — کر تپ ولرزہ مہر آکر جلے

مین بھی تیری عنایت سے آج مالامال ہو جاؤنگا سب رنج وملال بھول جاؤنگا میری خطا کچھ
نہین ہے مجھے عمر نے دھوکا دیا ہے وعدہ کیا ہے کہ تو طلسم مین چلکر ساحرون سے مقابلہ کر مین تجکو ہزارہا
روپیہ دونگا اے بادشاہ مجکو یہان لاکر تین روپیہ تنخواہ دیتا ہے اور سخت کام لیتا ہے اسی لیے مین
ساحرون کو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہو کر شاہ طلسم کے پاس پہونچون گا پھر وہان عرض حال
کرونگا بادشاہ کو اس حال مین اختیار ہے چاہے مجکو سرفراز کرے اور چاہے ہلاک کر ڈالے
فی الجملہ آج بخت رسا نے رسائی کی کہ قدمبوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہے کہ
جو چاہے وہ میری نسبت کیجیے مین جانبازی کو حاضر ہون ان باتون سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا
اور بر سر رحم ہو کر کہا کہ تو میری ملازمت کریگا اور دغا تو تجھ سے نہ ہوگی اس نے عرض کی مین جان
سے تنگ ہون چار لڑکیان میری بیاہنے کو ہین عمر سے ایک کوڑی نہین ملتی بلکہ جو کچھ کماتا ہون وہ بھی
چھین لیتا ہے اور مار ڈالنے پر دھمکاتا ہے واسطہ سامری کا کر مجکو یا تو اس موذی کے پھندے سے

پھر اسے بالکل کر ڈالے افراسیاب اسکے عجز و الحاح کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ
عمرو سے بیزار ہے اور واقعی عمرو لالچی اور بخیل بہت ہے اس کو کچھ نہ دیتا ہوگا یہ سمجھکر حکم دیا کہ اچھا ہم نے
تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس ناعیار سے کرنا اور گرفتار کرکے
حضور مین لا برق نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کیجیے کہ کیا کچھ مین نے عیاری کی اگر عمرو کا سر نہ کاٹ
لاؤن تو اپنا نام نہ رکھون لیکن اے بادشاہ مجکو دو ہزار روپیہ ضرور دیجیے گا کہ مین لڑکیون کو بیاہ
دون شاہ اسکے اس کلام پر ہنسا اور کہا اے برق تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہ پائے
جو اس طرح عاجزی سے مانگتا ہے برق نے کہا حضور مین اپنی تنگدستی کیا بیان کرون بمقتضائے
ع مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو جہان رہگیا۔ بادشاہ نے کہا اسقدر تجکو سرکار سے عنایت ہوگا
کہ تو سلطنت کرے گا برق نے دانت نکال دیے اور خندہ دندان نما کرکے پوچھنا استعجاباً شروع
کیا کہ ہان حضور مین مالدار ہو جاؤنگا کہ ایک نوکر کام کرنے کو رکھونگا اے بادشاہ ایسا ممکن
ہوگا کہ آٹھوین دسوین روز پلاؤ زردہ پکوا کر کھاؤن ہائے میرے نصیب ایسے کہان جو ایک رات
فکر معاش سے خالی دل ہو کر بستر نرم پر سوؤن کیون جناب ایسا ہوگا کہ ایک خوبصورت کنیز مول
کرکے اس سے گرم صحبت ہون یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آنکھون مین آنسو
بھر لایا بادشاہ نے اسکی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ
کا اسکو عنایت کیا اس عرصہ مین دن بھی کم رہگیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب ساحر اٹھکر
اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کر چمنستان مین گلگشت کرنے لگا اور نیرنگیان
طلسم سحر کی دکھاتا جاتا تھا اور برق دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس مین سے پریون کے
چہرے پیدا ہو کر قہقہے لگاتے ہین اور کسی گل سے کلیان نکلتی ہین اور جب مسکراتی ہین تو بجلیان
چمک کر فلک پر جاتی ہین کہین اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہے اور اس کے دہن سے شعلہ نکلا جاتا ہے
پھر سرو آتشبار بن کر سرخ پھول پیدا کرتا ہے غرضکہ یہ عجائبات کہان تک بیان ہون ایسا ہی کچھ
بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جادوان لب نہر آکر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اسکو حکم دیا کہ
جاکر صرصر عیارہ کو اٹھا لا پتلا گیا صرصر اپنے خیمے مین لشکر حیرت کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اٹھا لے گیا
اور باغ مین لایا جب اسکی آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر برق کو دیکھکر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیونکر
آیا اگر قید ہو کر آتا اس اعزاز سے نہ بیٹھتا یہ تو خلعت پہنے بادشاہ کے قریب بیٹھا ہے بس یہ سوچکر
بادشاہ سے عرض رسا ہوئی کہ حضور نے کیا سمجھ کے برق اپنے یہان بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ
بنایا نہین اصلی ہے اس نے میری اطاعت کی ہے صرصر نے کہا یہ موادِ دغا کرے گا آپ اس کے فریب
مین نہ آئیے گا افراسیاب نے کہا تو دیوانی ہے یہ کبھی مل سکتا ہے صرصر یہ سنکر الگ

برق کو لے گئی اور پوچھا کیوں برق یہ سچ ہی کہ تو عمرو کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے ملگیا برق نے کہا استانی آج
ہی تو فقرہ بن پڑا ہی بغیر قتل کیے اس حرامزادے افراسیاب کے باز نہ آؤنگا مار کر اس کو اپنے
لشکر مین جاؤنگا صرصر یہ باتین سنکر سر پیٹنے لگی اور پکاری کہ اے بادشاہ یہ نگوڑا ایسا کچھ کہتا ہی
برق نے عرض کیا اے شہنشاہ یہ میری ہمیشہ دشمن ہی یہی چاہتی ہی کہ کوئی اس سرکار مین ملازم نہ ہو
کس لیے کہ میرا فروغ مٹ جائیگا بس یہ باتین اسکی براہ عداوت ہین بادشاہ نے کہا مین خوب
جانتا ہون کہ تیری دشمن ہی اور صرصر سے کہا کہ بھلا تجھ سے یہ میرے برائی کرنیکا اقرار کیون کرتا ہی
کس لیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کرے گا جسکے ساتھ برائی کرتا ہو اس کے ملازم اور ہواخواہ سے
اپنا راز ظاہر کر دے لہذا تو جھوٹی ہی اور بد شک کرتی ہی صرصر سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اس کے فریب
مین آچکا ہی جو بات تو کہے گی یہ نہ مانے گا اور تیرے سامنے برق اسکو ضرر پہونچاے گا فی الجملہ یہان
نہ ٹھہر اور چل کر ملکہ حیرت سے کہکر شاہ کی جان بچا یہ سوچکر عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ یہ ضرر ضرور
ضرور کریگا اور مین دخل دونگی آپ کو برا معلوم ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھ کو دریا پار بھجوا دیجیے گا
شاہ نے عجبہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لے جا چنانچہ دریا پار پہونچا آیا یہ سیدھی خیمۂ حیرت کی طرف چلی اور
یہان افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ بیلے کشتی شراب کی سامنے لائے برق کو بادشاہ نے
حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہی شراب پلا تپلا تو غائب ہوگیا اور برق جام بھر بھر کر شاہ کو دینے
لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر باغ کرتا جاتا تھا اس وقت اس نے کہا اے بادشاہ اس
باغ کے پھل دیکھنے کے ہین کھانے کے نہین ہین شاہ نے کہا تم کھاؤگے اس نے کہا ہان مگر حضور
جی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے توڑ دون اور آپ کو بھی کھلاؤن خود بھی کھاؤن بادشاہ نے فرمایا جا
سامنے درخت سیب لگا ہی توڑ لا یہ گیا ہر چند کہ اس سیب سے شعلے نکلتے تھے اور جانور خوش رنگ
بنکر اڑتے تھے لیکن اس نے کہا کہ حکم شاہ جادوان سے مین پھل توڑونگا یہ کہکر کئی پھل توڑ لیے
وہ شکل اصل سیب کے تھے مگر اس نے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کے لیے آمیختہ
بدارو بیہوشی ہین وہ ہاتھ مین لے کر سامنے شاہ جادوان کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے
فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہی اور عوض گزک کے سیب
کھلاتا ہی بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے برق ہم ناچتے
ہین تم گاؤ اس نے کہا حضور پہلے آپ نکا لگا لیجیے جو گت ناچیے گا وہی گت بجاؤنگا بادشاہ
یہ سنکر ناچنے لگا ہوا کا طمانچہ منھ پر لگا بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر مارا مگر بادشاہ طلسم ہی بیچ پیدا
ہوے اور خنجر مین لپٹ گئے اس نے خنجر پھینکدیا کلاخن مین پتھر مارا وہ پنجون نے پکڑ لیا اب یہ
حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم اس نے نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے

بارود لے کر بچھائی اور اپنی پگڑی سے کر بٹی پھر بارود مین بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینۂ شاہ طلسم پر ایک سرا اسکا پھینک کر پہونچایا اور دوسرے سرے مین چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے لیکن صرصر جو خیمہ حیرت مین جا کر پہونچی روکر گویا ہوئی کہ اے ملکہ جلد چلیے یہ کچھ سانحہ ہی بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین حیرت طاؤس پر بیٹھکر بز در سحر بہت جلد چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق فتیلہ مین آگ لگایا چاہتا ہی اس نے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و بے حرکت ہو گیا اسنے آکر شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے نقب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہی صرصر سچ کہتی تھی بس حکم دیا کہ اے ملکہ تم اسکو لشکر مین لے جاؤ مین کل آکر اسکے ہواخواہون کے سامنے دار پر کھینچونگا حیرت تخت سحر پر بیہوش کرکے برق کو ڈال کر اپنے لشکر مین آئی اور اسکو قید شدید مین مبتلا کرو یا اور نا قر اسباب باغ سیب اٹھکر سمت در بند فیروزہ کوہ آیا جب قریب در بند پہونچا حاکم وہان کا فیروز قہر نگار جادو بہر استقبال آیا شاہ کو قلعہ مین لے جا کر تخت پر بٹھایا یہان کے ساحران نامی حاضر تھے سب نے نذر دی دربار مین بیٹھے شاہ جادوان نے ایک ساحر ظالم جادو نام کو وہان کے حکم دیا کہ تم لشکر حیرت مین برق عیار وہان قید ہی اسکو اپنی حفاظت مین رکھو کل مین آکر اسکو قتل کرونگا اسلیے وہان بھیجتا ہون کہ عیار وہان بہت ستاتے ہین لڑکے سے حفاظت نہ ہو سکے گی یہ موتی مہرے مالے کا تم لو اور اپنے منھ مین رکھکر پھر مجھے دیدو جب تم وہان جاؤ گے یہ موتی کھنچ جائے گا مجکو خبر معلوم ہوگی کہ تم بھی کام آئے ظالم نے موتی لے کر اپنے منھ مین رکھکر بادشاہ کو پھیر دیا اس نے اپنے پاس رکھا اور ظالم تخت سحر پر سوار ہو کر مع چند ملازمین کے حشم و خدم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت زاد لشکر حیرت مین پہونچا اس نے خبر اس کے آنے کی سُنکر پیشوائی کو چند سردار بھیجکر سامنے بلوایا اس نے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھ کو بہر حفاظت برق عیار بھیجا ہی حیرت نے اسکے لیے خیمہ استاد کرایا اور برق کو طلب کرکے اپنا سحر اس پر سے دفع کرکے حوالے کیا ظالم لیے ہوے اپنے خیمہ مین آیا آپ مسند پر بیٹھکر میخواری کرنے لگا اور برق کو ستون خیمہ سے باندھدیا مگر طائران سحر اور جواسیس لشکر مہرخ یہان موجود تھے خبر لے کر بارگاہ مین سامنے مہرخ کے گئے اور بعد ادب زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوے نظم

گر ترا شہرۂ عدالت ہو　　شعلۂ و خس سے گرم صحبت ہو
آشیان سمجھے کبک پنجۂ باز　　گرگ ہو گوسفند سے دمساز
آتش قہر جب تری بھڑکے　　دل کافور سے اٹھین شعلے

مہتر بہتر اور بہتر بہتران شاگرد رشید شہنشاہ عیاران نہنگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہو کر آئے اور اُن کی حفاظت کو ظالم جادو نام ایک ساحر نافرجام آیا ہی تنہا خیمہ مین لے کر بیٹھا ہی یہ کہہ کر جاسوس چلے گئے اور مہرخ نے چاہا کہ نفیر سحر کو دم دے اور لشکر تیار کرکے فوج مخالف پر جا پڑے برق کو

پھروالائے لیکن جب عمرو گیا یہان سے قران حاضر دربار بہت رہتا ہے اس نے برق کو جانے سے منع کیا اور کہا جب ہم پکڑے جائین اس وقت تم جاکر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہین انشاء اللہ برق کو لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اس اثنا مین وہ دن بھی تمام ہوا اور شبگرد دلیل مشعل ماہ روشن کر کے حفاظت لشکر انجم کے لیے خیمۂ دہر مین قیام پذیر ہوا کہ ابیات

چو خورشید تابان زگنبد گذشت	بجون غرقہ شد کوہ و دریا و دشت
چو آمد شب و روز شد در نہان	سیاہی گرفتش سراسر جہان

قران ساحر کی صورت بنکر لشکر حریف مین پھرنے لگا دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام اور اہتمام ہے خدمتگار تک نہین اندر جانے پاتا ہے پہرا چوکی کی جگہ جگہ ہے قران نے ہر چند تدبیر کی ممکن نہوا کہ اندر جائے ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اور لقا افراسیاب آگیا تو برق قتل ہو جائے گا یہ سوچکر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی مین بیٹھکر اپنی صورت ایک ساحر مہیب شکل کی ایسی بنائی یعنے آنکھین چہرے مین مثل دیدۂ گاو دھنسی تھین اور مشعل کی طرح چمکتی تھین لب دونون مثل بھالے تیز تھے دانت بڑے بڑے منہ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت مینار تھا کان ہر ایک مثل گوش فیل کہسار تھا دونون نتھنے ناک کے دو غار نظر آتے تھے پیر درختون کے ڈالے بڑے بڑے تھے عوج بن عنق کو پست کہے بلعم باعور کو زیر دست کرے کہ بموجب

بتن ژندہ پیل و بجان جبرئیل	بکف ابر بہمن بدل رود نیل
سپیدش مژہ دیدگان قیر گون	چو بسد لب و رخ بمانند خون

دونون کنپٹیون پہ مہر چڑھا ہوا اور خط طلسم لکھا ہوا کہ مین خدمتگار خداوند سامری ہون اور ماتھے پر ایک تختی زبرجد کی لگی ہوئی اس پر یہ کندہ کہ مین بہتر از فرشتگان خداوند بے نظیر بفن جادوگری ہون ہاتھ مین ایک مشعل سلگتی ہوئی اسپر عود بیہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ مین ایک خط مہری شاہ کا لیکر خیمہ سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے مین اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور ظالم مسند پر بیٹھا پہرہ دے رہا تھا اسکو بصورت ہیبتناک دیکھ کر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا قران نقب باہر نکلا اس نے سلام کیا قران نے قریب آکر نامہ بادشاہ دیا اس نے وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے خداوند تمہارا احوال سنکر اور تمہارے مستعد رہنے پر بہت خوش ہوے اور اپنے خدمتگار کو ہمارے نامہ سمیت تمہارے پاس بھیجا ہے یہ تمہاری بھی حفاظت کریگا اور قیدی کو بھی نگاہ رکھے گا اپنے پاس اسکو بٹھانا تم اور یہ ملکر پہرا دینا الحاصل یہ مضمون پڑھ کر اس نے قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا قران نے کہا تم عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو مین بیٹھا ہون اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کر دو مین اپنے جادو مین اسکو مبتلا کر دون اس نے کہا نہین

مین بھی آپکے ساتھ جاؤنگا اور آپ کی خدمت کرونگا قران نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو پھر مین چلا جاؤنگا اچھا اگر تم آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سحر مین قید کرادو کیونکہ مین اسی واسطے آیا ہون اگر ایسا نہ کروگے تو مین جاکر کہونگا کہ میری حفاظت منظور نہین کرتے یہ تقریر سنکر ظالم سوچا کہ سحر اتارنے مین کیا ہے مجھکو خیر اسکے سپرد کرنا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار سامری ہے اپنا سوچ چاہتا ہے کہ مین بھی محافظون مین شمار کیا جاؤن بس یہ تجویز کرکے اس نے برق پر سے سحر دفعہ کردیا اب صرف وہ بندھا ہے مگر جادو سے بجیس و حرکت نہین ہے بس جب قران سحر اتروا چکا تو باتین کرنے لگا اور مشعل اپنی جیب مین رکھلی اسیر وہ بیہوشی ڈالتا جاتا تھا اور دھوان اسکا اور خوشبوناک مین ظالم کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر مین تاثیر اسکی ہوئی اور ظالم بیہوش ہوگیا قران نے اٹھکر برق کو کھولا اس نے چاہا کہ مین ظالم کو مار ڈالون قران مانع ہوا اور کہا تم اس نقب کی راہ سے لشکر مین جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہرخ سے کہو کس لیے کہ مین صبح کو تمہاری ایسی صورت بناکر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا پس جب یہ قتل ہوچکے گی تو مہرخ لڑنے آئے گی اسکو آنے دینا یہان سے جاکر حال کہکر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسم جانے برق قید ہے یہ کہکر پیراہن برق کا لیکر اس کو رخصت کردیا برق وہان سے نکلکر لشکر مین آیا اور رات کا وقت تھا مہرخ داخل شبستان تھی یہ وہین آیا اور اس کو بیدار کرکے سب حال بیان کیا مہرخ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ رہا ادھر قران نے ظالم کو بصورت برق بنایا اور ستون سے باندھکر پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بنکر مسند پر جا بیٹھا وہ بقیہ شب بسر کی جسوقت کہ خانہ نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی شب کو نور سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کو رنگ سفیدۂ روزگار لگا کر بصورت برق بنایا کہ نظم

ہمی برگشت شب گرد کردہ عنان	سپیدہ برآورد رخشان سنان
دگر روز چون گشت روشن جہان	درفش شب تیرہ شد در نہان

صبح ہوتے ہی حیرت تخت پہ آکر بیٹھی اور ایک ساحر بہ لے دریافت خبر خیریت ظالم کے پاس اسنے بھیجا ظالم نے کہلا بھیجا کہ مین عافیت سے ہون اور قیدی بھی موجود ہے آپ میدان تیار کرلیجے بعد شہنشاہ بھی آئے ہونگے اس عیار کے قتل مین عرصہ نہ فرمائیے ساحر یہ پیام لیکر گیا حیرت نے یہ سنکر سرا پچے بارگاہ کے اٹھوا دیے اور استاد کرائی نقارہ کش تسمہ کش جلادان قوی بازو دسیہ قلب پیر آکر حاضر ہوے لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کریگا اسی سختی سے ہلاک ہوگا اور تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا لشکری و دکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونے لگے اور یہ خبر لشکر مہرخ مین پہنچی کہ برق گردن سے مارا جاتا ہے مہرخ تو اس راز سے آگاہ ہوچکی تھی ضرور لیکن اس لیے کہ افراسیاب کو گمان واثق ہو کہ بیشک برق ہی قتل ہوتا ہے چپ ہو کے اسکے سبب

طرفدار لڑائی پر آمادہ ہیں پس اس نے بھی نفیر سحر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس نے باہر نکلکر سب کو یہ
حکم دیا کہ میں خبر لینے جاتی ہوں جب تک کہ پھر کر نہ آؤں تم لشکر حریف پر خبردار حملہ نہ کرنا نہیں پر اپنی جگہ
پر کھڑے رہنا فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سادار اراد کمر کرکے لشکر صرف دکھانے کو
آراستہ کرایا ہے تم سب کو روکے ہوئے کھڑی رہنا قران کی مدد کو جاتی ہوں یہ کہکر اڑ کر یزد در سحر
چلی گئی اور بروے ہوا قریب لشکر حریف جاکر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کوئی
ان میں براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ میان دنیا کا
یہی دستور ہے شب عشرت میں اگر شمع منور ہے تو صبح بطفلہ ہے نظم

ہے یہ دنیا سخت جائے نابکار ایک حالت پر نہیں اسکو قرار
شام کو کوکب اگر تابندہ ہیں صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہیں
شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر باد صرصر سے ہے لرزان اے پسر
خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
بر میں جسکے ہے عروسانہ لباس ہے وہ اسکے دشمن پر اسباب یاس

دیکھیے کل یہی عیار ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود زیر تیغ ہے اس کے حال پر دریغ ہے غرض
اسی ہنگامہ میں دیکھا کہ بارش گوہر ہونے لگی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سردار ساحران
ذی تبار نے استقبال کیا تخت شاہ جادوان میدان خونی میں آکر ٹھہرا ساحرون کی فوج نے پرا
جمایا شاہ نے ظالم کو معہ قیدی طلب کیا قران لے کر سامنے آیا بادشاہ نے اسکی تعریف کی کہ
خوب تم نے حفاظت فرمائی اب اس گنہگار کو ہوشیار کرو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قران نے کہا
حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہوگا کہیگا میں ہی ظالم ہوں شاہ طلسم نے کہا وہ سب کچھ کہیگا مگر میں نہ مانونگا
کیونکہ اس کے مکر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہوں اصل ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے قید حیات سے آزاد کیا ہوتا
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صرصر عیارہ آئی اور اس نے قران کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجکو یہ ظالم
جادو نہیں معلوم دیتا یہ کوئی اور ہے حیرت نے شاہ سے کہا کہ صرصر اسطرح کہتی ہے شاہ جادوان
نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہے کیونکہ اگر ظالم مار ڈالا جاتا تو ایک موتی میں نے بہر نشان
بنایا ہے وہ چٹخ جاتا یہ کہکر وہ موتی مالے سے نکالکر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صرصر تو بہر الزام
پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا رہا اس اثنا میں جلادون نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار
کیا اور افراسیاب نے ایسا سحر کر دیا کہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہے ایسا نہ ہو ہوشیار ہو کر
بھاگ جائے غرضکہ جب مسحور ہوا وہ پکارا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہوں قران نے کہا دیکھیے یہ
اسکا مکر ہے افراسیاب ایسا جلا ہوا تھا کہ اسکے چیخنے پر اور زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ گردن

حکم کا ایک حکم مین دیتا ہون کہ مار ہاتھ تلوار کا کہ گردن اسکی اڑ جائے جلاد نے جلد کوسنے کا خط اس کی گردن پر دیا اور آنکھ پر پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھ کر آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ ہونچے اور مقتول سے کلمہ نے بیٹے کو بھی نہ دریافت کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا اور شور دار و گیر کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی کہ مارا گیا لم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے اسی ہنگامہ مین قران نے ایک ڈھول افراسیاب کے لگائی اور تاج لے کر نعرہ کیا منم قران دہ موتی فشان کا چیخ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہو گئی کہ کیا ہو گیا مگر ڈھول کھا کر ایک چیخ ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو ساحر کھڑے تھے وہ دوڑے اسوقت مہرخ نجہ نگر گری اور اٹھا کرتے تھی وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے ان پر اسنے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادوگر ہلاک ہوے اور زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچگیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوشیار ہوا تو اٹھ کر ظلمات مین جا کر ٹھہرا یہان مہرخ لشکر مین قران کو لائی اور فوج لے کر چلی کہ جا کر لشکر حریف پر گرے مگر جب اندھیرا اور شور موقوف ہوا حیرت طلب امان کہکر داخل بارگاہ ہوئی اس وقت قران نے مہرخ کو بھی پھرا لایا یہ اپنی بارگاہ مین آئی عیار و نکو خلعت دیا لشکر نے کمر کھولی سب عیش مین مشغول ہوے قہقہے اڑنے لگے دور جام بادۂ احمر شروع ہوا لیکن افراسیاب جو پردۂ ظلمات مین گیا وہان ایک قلعہ آباد ہے اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ زہرہ جبین جادو ہے ساحرہ زبردست اور ذی حرمت ہے شاہ طلسم اسی قلعہ مین آیا اس نے خبر سنکر پیشوائی کی بادشاہ تخت پر آکر ٹھہرا اور کہا اے زہرہ عیارون نے بہت ناک مین دم کیا ہے اب تم جاؤ اور سب نمک حرامون کو سزا دو اس نے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ بادشاہ چلا گیا اور زہرہ نے نفیر بجائی فوج اسکی تیار ہونے لگی بارہ ہزار جادوگر اور جادوگرنیان سوار ہوئین پریحر کی ہوا سا ہو کر چلین قرنا بجنے لگی علم جلوہ دکھلانے لگے بارگاہ مین اور خیمہ سراپردہ وغیرہ اژدرون پر کسے گئے ایک تخت طلائی پر زہرہ بعد کروفر سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی رال و گوگل کے جلنے سے دھوان ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہو گئی

ز تاریکی گرد اسپ سیاہ　　کسے روز روشن ندیدہ نہ ماہ
جہان بینی انگاہ گشتہ کبود　　زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
ز لبس بانگ اسپان و بانگ خروش　　بے نالہ کوس گشتند گوش
درفشان بسیار افراشتہ　　سر نیزہ ہا زابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار　　چو بیشہ نیستان بوقت بہار

اسی کروفر سے راہ ظلمات طے کر کے طلسم باطن مین آئی اور دریاے خونرواں سے گذر کر

قریب لشکر حیرت میں پہنچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہے کہ حیرت خود اسکو کنارۂ لشکر تک لینے آئی سنگر کو ہاتھ جلایا
بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جاکر حیرت کے دربار میں بیٹھی ناچ ہونے لگا شراب پینے لگی جسوقت [illegible]
غدار نے زہرہ فلک کو ماہتاب کے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی مریخ سے جنگ و جدل کا عزم فرمایا
کہ بقتضائے ابیات

بجائی گشتہ چون روی زنگی سیاہ	زبرج حمل تاج بنمود ماہ
خروش آمد و نالۂ کرنائے	بہ قتند گردان لشکر ز جائے

طبل جنگ بیدرنگ بجوایا ہرکاروں نے جاکر لجند عادتنا کے مریخ سے آنا زہرہ کا اور نقارۂ
حرب بجوانا بیان کیا ادھر بھی کوس رزمی بجا اب بڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی لشکر کی شروع
ہوئی شعلۂ تیغ کی چمک اس شب تاریک میں برق سحاب تیرہ پر چشمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت
طالع ہوا تھا اسکی کرن تھی چہرے بہادروں کے جوش جلادت سے گلنار تھے گلزار شجاعت میں شفق
پھولنے کے آثار تھے جوہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا بزدلون کا دل شکستہ تھا
ساحرون کے پیر بگیر بگیر کرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے دمڑدہ کی صدا پر بسان طفل جادو
سے بیر اگن کے عازم بنگلے سامنے پڑھتے خلاصہ کلام لشکری تو اس حال میں تھے مگر برق عیار بعد
ہنگام ظاہر ہوا تھا زہرہ کی فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر پھر عیاری چلا اور ایک
ساحر کی سی صورت بنکر بارگاہ حیرت میں گیا دیکھا کہ زہرہ یہان سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں گئی
ہے اور حیرت ممتاسفر سے کھانا اسکے لیے بھیجنا چاہتی ہے یہ اندازہ دیکھکر وہان سے چلا از بسکہ وہان
بکاول اسوقت طلب کیے جاتے تھے اس نے ایک بکاول کو دیکھکر گھورا بکاول نے ساحر معزز کو
بنگاہ غضب دیکھتے ہوئے دیکھکر ڈرا عرض کیا کہ حضور میرا قصور اس نے کہا کہ کچھ تیری خطا ہی نہین
ادھر تو آ یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہان آکر حباب مار کر اسکو بہت جلد بیہوش کرکے
اسی کی سی صورت بنا اور پیرہن اسکا پہنکر اسے وہین چھوڑکر ملکہ حیرت کے پاس آیا اس نے کھانا
اور مٹھائی وغیرہ اسکے ساتھ کیا برق کھانا لے کر چلا راہ میں سب کھانا آغشتہ بداروی بیہوشی کرکے
بارگاہ زہرہ میں آیا اور کھانا سامنے رکھا اس نے حکم دیا کہ دسترخوان بچھے برق نے کھانا دسترخوان
پر چن دیا زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھائے نوالہ اٹھایا تھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک عورت نکلی اسنے
انگلی دانتون کے نیچے دابی زہرہ نے کہا اے زن سحر کیون انگشت حیرت بدندان ہے عورت نے کہا
کھانے میں زہر ملا ہے یہ کہکر وہ عورت غائب ہو گئی اور زہرہ کو غصہ آیا سمجھی کہ حیرت نے زہر ملا کر
کھانا بھیجا اسکو کسی کا عروج پسند نہین وہ مجھے دیکھکر جل گئی بس ایسا سمجھ سوچ کر آپ ہی آپ بکنے
لگی کہ موئی کیون جلی کیا مجھے شاہ طلسم نے کچھ جاگیر دیے تھی دی ہے تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہون

سچ ہے اسکا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی بر ابھر میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان سے دون وہ جا سے
اسکا کام جانے بندی کو ایسا لالچ نہین اور مین آتی ہی کاہے کو شہنشاہ کو خود غرض تھی جو مجھے لینے گئے
پھر بی بی حسن کا جلنا بیکار تھا وہ سر سے میرے دشمن کچھ سوتا پا دیتے تو آئے نہین جو یہ ان کو جلن ہوئی وہ
اپنے دلمین سمجھی کیا ہین غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لے کر آئی
اور اس کو بد دماغ دیکھکر مستفسر حال ہوئی اس نے کہا کہ کیا پوچھتی ہو تمھاری بی بی نے زہر ملا کھانا بھیجی
ہین ارے لوگو کوئی مہمان کو بھی زہر دیتا ہے مین نے انکے ساتھ کون سی بُرائی کی ہے صرصر نے اسکے
کہنے سے کھانا سب دیکھا معلوم ہوا کہ زہر نہین بیہوشی ملی ہے کہا اے ملکہ خفا نہ ہو اس مین بیہوشی
ہے یہ کسی عیار کا کام ہے یہ کہکر نگاہ اٹھا کر اس نے دیکھا برق سامنے بصورت بکاول کھڑا تھا صرصر
نے پہچان کر کہا یہی ہے تو ہے برق سراسیمہ ہو کر بھاگا اور جست کر کے نکلگیا زہرہ کا شک حیرت
کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی اسکو بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا اسنے
کہا اس مین زہر ہرگز نہین یہ پوچھکر مٹھائی کھائی اور کھانا پھکوا دیا صرصر نے کہا اب مین جاتی
ہون آپ عیارون سے ہوشیار رہیے گا یہ چلی گئی اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بند
کی چار تیلیان چارون کونون پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کردین ان سے حکم دیا کہ کسی کو اندر آنے
نہ دینا پھر آپ زمین کو سحر کر کے سنگلاخ بنایا اور بآرام تمام سو رہی برق نے ہرچند تدبیر کی مگر اندر جا سکا
اسی تردد مین سپیدہ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روزگار نے لباس زعفرانی زیب قامت فرمایا

کہ بقتضائے

ابیات

چو خورشید بنمود تاج از فراز
ز درگاہ برخاست وای کوس

ہوا بر زمین نیز بکشاد راز
زمین آہنین شد سپہر آبنوس

دونون لشکر جیل و ذیل وارد دشت قتال ہوئے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع
لشکر اور زہرہ کے میدان مین آئی ایک جانب سے مہرخ سرداران عالی شان کو لے کر وارد ہوئی بیت

ہو شاہ دو کشور کشیدند صف
تو گفتی زمین بر نتابد ہمے
بر آمد چنان از دو لشکر خروش

ز بس نیزہ و گرز و خنجر بکف
فلک راہ رفتن نیابد ہمے
کہ چرخ فلک ابدند گوش

بعد ترتیب صفوف کارزار زہرہ تخت بڑھا کر بیچ مین لشکرون کے آئی اور مرد میدان خبردار ہوئی
ادہر سے ایک ملازم عشاق بر جادو نے جا کر مقابلہ کیا اور ناریج سحر مارا زہرہ نے ایسا سحر پڑھا
کہ ناریج الٹا پھر کر سینہ پر پر جا کر پڑا اور پشت توڑ کر نکلگیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہرہ
پھر فوج تھی ادھر سے جو جا کر سامنے سحر کرتا تھا وہ پھیر دیتی تھی بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے

مارتی تھی جب بہت سے ساحر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کام آئے اسوقت ملکہ سرخمو نے اپنا طاؤس اڑایا اور مہرخ سے اجازت لے کر اسکا جاکر مقابلہ کیا اس نے ایک مشت خاک اسکی طرف اڑادی جس سے آندھی سیاہ آئی سرخمو نے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور رگھر آئی پانی موسلادھار برسا آندھی کا غبار فرو ہوگیا زہرہ نے غصہ مین آکر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑ کر جا پڑا سرخمو نے پھر اپنے بالون کو پریشان کیا کئی ستارے نکلکر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر زہرہ پر غضب طاری ہوا اور سینہ سحر ایک پڑھ کر کھینچ مارا جو سرخمو کے منھ پر پڑا اور اسمین سے دھوان نکلا سرخمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہ ہوئی اور دھوان آنکھ مین لگکر اندھی ہوگئی زہرہ نے پنجہ پھیکر اٹھوا لیا اور قید کیا اس جنگ وجدال مین دن بھی آخر ہوچکا ایسی چشم روزگار مین روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے نام کے سرخمو کے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی

نظم

چو پیراہن زرد پوشید روز
سوے باختر گشت گیتی فروز
از انجا بیامد بہ پردہ سرے
زبیگانہ پرداخت کردند جا

لشکر دونون پھر مقام فرودگاہ مین آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا ادھر زہرہ نے بارگاہ مین پہونچکر سرخمو کو غائب کر کے ستون سے باندھ دیا اور آپ بیٹھکر ساغر ارغوانی پینے لگی لیکن برق جو چلا تھا راہ مین صرصر ملی اور یہ پوچھا کیون موئے بہروپیے کہان جاتا ہے اس نے کہا استانی زہرہ نے بہت سر اٹھایا ہے اس کو قتل کرنے جاتا ہون صرصر نے کہا کیون شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے اس نے جواب دیا کہ سب کی زبردستی ہمکو معلوم ہے سواے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہین صرصر یہ سنکر حیت کرکے چلی گئی اور اس لیے روکتا اسکا مناسب نہ جانا غرضکہ صرصر جاکر حیرت سے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ عیار سب فکر مین پھر رہے ہین حفاظت کامل طور پر کرنا چاہیے آیندہ آپ کو اختیار ہے حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان بالکل کہلا بھیجا زہرہ نے سارا اجرا سنکر دھنگ دی یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ جو کوئی بغیر اسکے بلاسے اگر سمت بارگاہ آئے سوجھنا موقوف ہوجاے ایک چادر سیاہ سامنے آئے یہ سحر کرکے پھر کچھ نذر حسنہ پلنگ اسکا آگ کا بنگیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اسی شعلے مین جاکر لیٹ رہی برق جو بشکل مبدل پھرتا تھا آیا دور سے دیکھا سراپے بارگاہ کے اٹھے ہین اور شعلے بھڑک رہے ہین سمجھا کہ ادھر جانے مین کچھ آفت ضرور ہے اسی فکر مین لشکر سے باہر نکلا وہان ضرغام عیار ملا اس سے کہا اے برادر ذرا جاکے خبر تو لاؤ پھر مین سمجھ لونگا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ پہونچا تو چادر سیاہ سامنے آئی اور سوجھنا موقوف ہوا ناچار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے لگا اس نے برق سے

سب حال کہا برق کچھ سوچ کر ایک گوشہ مین گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہان سے دوڑتا
ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ زہرہ مجکو اپنے پاس بلائیے اور میرے حال پر رحم فرمائیے زہرہ
اسکا چلانا سنکر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہی بس قریب آکر پوچھا کہ کیون آئی
ہو کیا ماجرا ہی اسنے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھ سے کسقدر محبت و اتحاد ہی جب مین شریک
لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجکو سمجھانے آئی تھی مگر بسبب میری الفت کے وہین رہ گئی اور ہر حال مین
میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی تو مین بھی آئی ہون کہ مجکو بھی قید کیجیے یا مجکو اور اسکو دونون کو خدمت
شاہ طلسم مین لیجاکر خطا معاف فرمائیے ہم بدل مطیع و فرمانبردار ہین یہ کہکر زار زار برنگ ابر نوبہار رونے لگی
زہرہ کو اُس کے حال پر ترس آیا اور کہا اچھا بارگاہ مین چلو مین تمہارا امتحان لے لون تو شہنشاہ سے خطا
معاف کرادون برق سمجھا کہ یہ بارگاہ مین جاکر نہین معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہی کہ یہین اسکو مارے
یہ سوچکر کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئین زہرہ نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا برق نے
فوراً گمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی اسنے گھبرا کر پھر ادھر دیکھا برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ
چرخ کھاکر گری اسنے لپکو تمامتر خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہوگئی ساحر تمام دوڑے
اور حیرت بھی گھبرا کر چلی مگر سرخمو کی اسکے مرنے سے آنکھین اچھی ہوگئین اور چھوٹ گئی اڑ کر چلی یہان
آکر دیکھا ۔ یار دمعقرب بیہوش ہین اندھیرا ہی ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہین یہ دیکھکر تیجہ بنکر
گری اور برق کو اُٹھالے گئی ساحر کچھ دوڑے تھے کہ ضرغام نے حقۂ آتشبازی مارے وہ ایک کے
منھ جھلسے دوڑکے اس عرصے مین سرخمو نکلگئی ادھر حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی
فوج زہرہ لاش اپنی مالکہ کی اُٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر مین برق کو لائی مہرخ نے
اسکو خلعت دیا سب خوشنود ہوے اور بعشرت تمام بیٹھے وہان شاہ جادوان مست نشۂ شراب
دربار مین بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اسنے غل سنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب
سب کیفیت سنی کف افسوس ملے اور کہا ہاے ان عیارون نے کیا غضب کر رکھا ہی کوئی تدبیر بن نہین
پڑتی کیا کرون اور کیا نہ کرون یہ گفتگو سے پاس سنکر ایک ساحر زبردست کماہر چہار چشم جادو نام
اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یہ غلام جاتا ہی اور تمام نمک حرامون کو سزا ے معقول دیتا ہی یہ کہکر اسی وقت
نفیر سحر بجائی اور رخصت ہوکر معہ دس بارہ ہزار ساحر دنکے بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا
اور دریا ے گذر کر لشکر حیرت مین پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ مین اسیوقت لشکر حریف غارت کرنے
جاتا ہون آپ بھی آکر تماشہ دیکھین یہ پیام ایک ساحر لیکر چلا لیکن بمقتضے ؏ تقدیر کے آگے کچھ تدبیر
نہین چلتی ۔ وہ ساحر جو چلا راہ مین جانسوز عیار بشکل ساحر اسکو ملا اور اس نے دریاے خون رواں
کی طرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھکر قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہان چلے اس نے سارا

حال قاہر کے آنے کا اور پیام لے جانا پاس حیرت کے اپنا بیان کیا جانسوز نے یہ ماجرا سنکر کہا چلو مین
بھی تمھارے ساتھ خدمت ملکہ مین چلتا ہون غرضکہ دونون چلے از لسکہ بوجہ رات کے سناٹا تھا راہ مین
حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے کہین چھپا دیا اور آپ وہان سے دوڑ کر اپنے لشکر مین گیا مہرخ
دربار برخاست کرچکی تھی یہ سیدھا شبستان مین گیا اور ملکہ کو بیدار کرکے سب حال کہا پھر وہانسے
بارگاہ بہار مین گیا وہ بھی آرام کرتی تھی اس نے سارا ماجرا جگا کر کہا بہار نے اپنی جملہ کنیزون کو حکم
دیا کہ ایک ایک تم مین سے ہر ایک سردار کے خیمے مین جاکر کہے کہ جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح سے نکل کر
لشکر حیرت پر جا گرو کنیزین تو ادھر گئین اور بہار اٹھ کر چلی ادھر سے مہرخ روانہ ہوئی اور کنیزین بھی سردارون
کو مطلع کرکے چلین جملہ سردار خبر سنکر روانہ ہوے اور سب ملکر لشکر حیرت پر آگرے گولے سحر کے اور
نارنج و ترنج مارنے لگے وہ لشکر غافل اترا ہوا تھا یکایک خیمون مین آگ لگی آگ و پتھر مار و عقرب برسنے
لگے ہزارہا ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے غلغلۂ قیامت خیز بلند ہوا حیرت بھی بیدار ہوکر نکل آئی
دیکھا بھگدڑ پڑی ہے آگ برس رہی ہے ادھر تو یہ معاملہ تھا وہان قاہر منتظر جواب ٹھہرا تھا کہ جانسوز
اسکے سردار کی ایسی صورت بنکر اسکے پاس گیا اور کہا چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت کی بگڑ کے خود ملکہ
ہی سے لڑ رہی ہے بس ملکہ نے فرمایا ہے کہ ابھی لشکر حریف پر نہ جاؤ ادھر آکر ان باغیون کو سزا دو یہ سننا
تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا یہان آکر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہے ہنگامہ محشر آسا ہے بس یہ دیکھتے ہی
ملکہ سے بھی نہ ملا مع اپنی فوج کے لشکر حیرت پر آگرا اور ہزارہا کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایسا
سحر کیا کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اس مین سے شعلہاے آتش گرنے لگے خرمن ہستی جلنے لگا دریاے
آتش وہ جوش ہوا ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا حیرت نے مشعلین سحر کی اور ہوا مین روشن کرا مین بہار
نے آندھی چلا کر گل کردین لیکن حیرت نے قاہر کو لڑتے ہوے دیکھ لیا سمجھی کہ یہ بھی مہرخ کا شریک
ہو گیا بس مع اپنے سردارون کے اٹھی اور فوج پر آگری پھر وہ آفت برپا ہوئی کہ یقین تھا مردے
لحد سے نکل آئینگے بلکہ گورستان بہادران سے ارمان مردہ زندہ ہو جائینگے العیاذ باللہ دہ
تیرون کا سائین سائین چلنا برق شمشیر کا چمکنا سرون کا برسنا ایک طوفان قلزم لشکر تھا ہر سمت یہ
حال ظاہر تھا کہ نظم

شب تار و شمشیر و گرد سیاہ　　ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
چنان آتش افروخت از ترک و تیغ　　تو گفتی ہوا گرد بارد ز میغ
چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ　　خروشے بر آمد بلند از سپاہ
یکے حملہ کردند ہر سہ بہم　　چو برخیزد از جای شیر دژم
ہمی آمد از دشت آواے کوس　　ہوا قیر گون شد زمین آبنوس

حیرت قتل وغارت کرتی ہوئی قریب قاہر پہونچی اور نہ کچھ پوچھا نہ اس سے بات کی تڑپ کر سمت فلک
گئی اور وہان سے جو تلوار جھکر بزور سحر گری اس کے سر پر پڑی ناگہان سے نکل گئی دو ٹکڑے اسکے
ہوئے غل وشور اس کے مرنے کا بلند ہوا مہرخ نے جب صدا اسکے مرنے کی سنی نفیر سحر بجائی سب کو
خبر ہو گئی کہ ملکہ جنگاہ سے معاودت کرنا چاہتی ہے بس تمام سردار کنارے ہوئے صرف ملازم
قاہر لڑتے ہوئے رہ گئے اس ہنگامہ مین رات تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا کہ تیغ تیز خورشید نیام مشرق
سے باہر نکلی اور ہندوی شب کو ترک وزنے شکست فاش دی کہ نظم

چو خورشید برزد ز خرچنگ چنگ	بدرید پیراہن مشک رنگ
ہمہ بازگشتند یکسر ز جنگ	ز خویشان جگر خستہ سرپر ز ننگ

مہرخ صبح ہوتے ہی اپنے لشکر مین آئی اور فوج قاہر بے سردار ہو چکی تھی بھاگ کھڑی ہوئی حیرت
بالغضب تمام قتل کرتی ہوئی کچھ دور گئی آخر پھر آئی اور داخل بارگاہ ہوئی اس عرصہ مین اس نامہ دار
کو جسے جانسوز بیہوش کر آیا تھا ہوش آیا اور اسی طرح برہنہ اُٹھکر چلا جب لشکر حیرت مین پہونچا
عجب معرکہ دیکھا کہ ہزارہا لاش پڑی ہے خون کی ندی بہہ رہی ہے فوج بہت سی تیار مسلح کھڑی ہے ملکہ
حیرت انتظام کرتی ہے فراری آدمیون کو لبساتی ہے اس نے جاکر ملکہ کو سلام کیا اور پیام تنبیہ ادا کرنیلگا
ملکہ اسکو برہنہ دیکھکر شرمائی اور سارا احوال سنکر ہنسی اور کہا بہت جلد تم پیام لیکر آئے کہ تمھارے مالک
قتل بھی ہو گئے شاباش یہی چاہیے تھا یہ کہکر پوچھا کہ تم کہان رہ گئے تھے اس نے سارا احوال یعنی آنا قاہر
کا دعوی کرکے اور اپنا پیام دیکر چلنا راہ مین ساحر کا ملنا پھر اپنا بیہوش ہو جانا سب بیان کیا حیرت
نے یہ حال سنکر منہ پیٹ لیا پھر اس شخص کو خلعت دیا اور ایک نامہ مشتمل عذر بیخبری اور قتل کرنے قاہر
کے لکھکر خدمت شاہ طلسم مین اسی کے ہاتھ بھیجا یہ ساحر بھی اُڑکر چلا اور باغ سیب مین پہونچا شاہ طلسم صبح
کو آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ یہی فوج ہزیمت خوردہ آکر پہونچی اور داد بیداد کی صدا بلند ہوئی ہنوز اچھی طرح
لشکریون سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر نامہ حیرت نے کر پہونچا اور سارا ماجرا معرض بیان مین لایا
بس افراسیاب نے نامہ پڑھکر سر دھنا اور فکر کرنے لگا کہ کسی زبردست کو براے تنبیہ مخالفان بدسگال
روانہ کرون یہ تو اس فکر مین ہے اور عمر ومخمور گنبد سامری سے آگے جاتے ہین لیکن اب بقیہ حال لشکر
لقا و سوفار گزارش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ ہمنت جادو باہرت جلا آگ کے مارا گیا تھا ساحر لاش اسکی اُٹھاکر
لیے چلے تھے یہانتک کہ طلسم ہوشربا مین ایک قلعہ ہے اور حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو
نام اسی مقتول ہمنت کی بہن ہے اسکے پاس پہونچے اور عرض کیا کہ اسے ملکہ آپ کے دونون بھائی مارے
گئے ہمنت کی لاش تو ہم لاتے ہین اور اخگر پہلے قتل ہوے یہ سنتا تھا کہ نازک چشم بہت روئی قلعہ مین
غلغلہ برپا ہوا تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوے فرط الم سے بیہوش ہوے جادوگرنیان بال سر کے نوچنے

لگین ہر ایک نے گریبان چاک کیے کہ بموجب ابیات

بر افشاند بر تخت خاک سیاہ ۔ بکیوان بر آمد فغان سپاہ
ہمی سوخت کاخ وہمی سوخت ہی ۔ ہمی ریخت اشک وہمی کند موے
میان را بزنار خونین ببست ۔ فگندہ آتش اندر سراے نشست

آخر جب بھائیون کی ماتمداری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور معہ ملکہ گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہو کر چلی فوج ساحران ہمراہ ہوئی بڑے کروفر سے طلسم سے باہر آئی اور قریب لشکر پہونچی ہرکارے خبر اسکے آنے کی لے کر دربار لقا کے آئے شرائط آداب وتعظیم بجا لائے یعنی ان کافرون نے اس منکر خدا کو بد دعا دے کر بزبان عجز والتماس اسطرح عرض کیا کہ ابیات

کہ را بود زین سپس تخت تو ۔ بخاک اندر آمد سر بخت تو
اگر بارہ آہنینے بپاے ۔ بہرت لباید نماند بجاے

ملکہ نازک چشم با فوج گران آئی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے یہ خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے اور ان نوج تعظیم کر کے لائے لشکر اسکا اترا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور بجبیارک یاد کر کے عنبر واخگر کو بہت روے لقا نے تسکین ودلاسا دیکر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران زرین لباس وساقیان مہر دیدار عشرت اساس لے کر حاضر ہوے دورۂ ساغر شروع ہوا گویا اس بزم آسمان رفعت مین ہالۂ مہر وماہ گردش پذیر تھا ناچ نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم مرایون عشرت خانۂ دہر پر شایا یہی ہنگامہ ایک دن اور ایک رات برپا رہا جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد صباے شام نے کار نسیم سحر کر کے غنچہ ہاے انجم کو گلزار افلاک مین شگفتہ فرمایا کہ بموجب ابیات

کشیدند می تا جہان تیرہ گشت ۔ سر میگساران زمے خیرہ گشت
بہ دنباے رومین در بست کوس ۔ بیار است لشکر چو چشم خروس
برین گونہ از جاے برخاستند ۔ ہمہ شب ہمی چارہ آراستند

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کر کے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین اپنے تئین پہونچایا اور بہزاران ادب وتوقیر زمین گیر ہو کر عرض پذیر ہوے کہ نظم

شاہ شاہان رہین ترے محتاج ۔ سر افلاک پر ہو گوشہ تاج
تیرا گلگون اگر کرے گلگشت ۔ سبز گل ہو اسکی سم سے دشت

نازک چشم جادو نے لشکر حریف مین آکر طبل جنگ بجوایا ہے اور اپنے بھائیون کا قصاص لینے کا ارادہ

کیا ہی پہ لشکر یکارزار سے کنارے ہوے اور شاہ اسلام نے امیر کی طرف گوشۂ چشم سے ارشاد کیا امیر نے
حکم کارسازی لشکر دیا چالاک نے طبل سکندری پر چوب لگائی نالے نے کی سبج کیومرثی بوق و نفیر افراسیابی
وغیرہ منوچہری جھانجھ جلاجل اسامہ صاحبقرانی کے بلنے بجے دلاور تیاری جدال و قتال کرنے لگے جوہر
شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز بنایا ڈھالوں کے پھولوں سے گلستان جلادت کو پر بہار بنایا ہوا سے
فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقۂ تہوری میں وزان ہوئی سرخی چہرۂ شجاعت آگین بہادران گلہاے
بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جوانوں کا اکڑنا پھلونکا جھومنا سرو آزاد گلشن تھی تلواروں کی چمک سے
ظاہر تھا کہ نہر حدیقۂ شجاعت میں موجزن تھی اس طرف کو جوانان خنجر گزار نبرد آزمایان آزمودہ کار
اسلحہ صیقل کرنے کماندار قربان ہونے پر لبس دم شجاعت کا بھرتے تھے نیزہ دار نیستان جرات کے شیر
تھے تیغ زن انتہا سے زیادہ دلیر تھے لشکر حریف میں جادوگر ہجوم کرتے تھے بیرونکا حال معلوم کرتے
تھے ہنگامۂ قیامت زا برپا تھا یہ حال ہوا تھا **نظم**

ہنرکار شد جادوے ارجمند	نہان راستی آشکار اگزند
ہمہ دل پر از کین و پرچین بروے	جز از جنگ شان نیست ہیچ آرزوے
درخشیدن و آتش و باد خاست	خروش سواران فریاد خاست
سپاہی کہ از کوہ تا کوہ جاے	بگیرند کو جند گیتی بپاے
اگر بر زمین بر زند گرز کین	بترسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زر تار گلے میں ڈال کر میدان فلک میں آیا اور زاہد دی
شب نے اصفہان سے نہ ملنے کے رخصت ہوکر رابطۂ ظلمات پر آسن مارا **نظم**

دگر رو زکین گنبد تیز گرد	بگسترد بر چرخ دیباے زرد
زمین گفت از پاے پیلان ستوہ	نہ ہامون پدید و نہ صحرا و کوہ
چو گرد سپہ از میان بر دمید	جہان رنگ خورشید شد ناپدید
جہان سر بسر زد شدہ تیرہ گون	ز گرد سپہ آسمان قیر گون

لشکر دونوں طرف کے گروہا گروہ وارد دشت قتال ہوے سرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر در
دولت پر ظل اللہ جہان پناہ کے آئے امیر ورد و وظائف سے فارغ ہوکر درگاہ باری میں دعاے
فتح و ظفر بصد گریہ و زاری مانگنے لگے کہ اے باری وہ زبردست [illegible] - **ابیات**

اے مسیحاے دردمندان	اے عطا پاش معصیت کاران
جسطرف دیکھو جلوہ گر ہے تو	رگ جان سے قریب تر ہے تو
تو ہی ہر عیب سے مبرا ہے	تو ہی بیشک خدا اے یکتا ہے

روسیہ ہو کہ رو سفید کوئی	پرنہ ہو تجھ سے ناامید کوئی
ارحم الراحمین ہے نام ترا	پردہ پوشی ہے سب کی کام ترا

الٰہا نخل تمنا کو ثمر دے دشمن پر فتح و ظفر دے یہ دعا فرما رہے تھے کہ چالاک نے پشت پر آ کر آمین کہی امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور خبر ورود عسکر نیر ورزمی از میدان حرب مین سنکر پوشاک جنگ جسم انور پر آراستہ فرمائی اسلحہ نریان و تبرکات پیغمبران سے قامت پر استقامت کو زینت دی پھر باہر آکر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور در دولت حضور سلطان ذلیشعور پر آئے یہان کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ پیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چھٹی پر کھنچا ہر ایک سردار کھڑا ہو گیا سواری شاہ کشورستان کی بر آمد ہوئی سب سرداروں نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ مین سے لے کر بصد ادب روانہ دشت قتال ہوے ڈنکے بجنے لگے نقیب پولنے لگے علمون کو جلوہ ملا علمدار پھریرے کھول کر پڑھتے کہ ابیات

چہ اسپان تازی بزرین ستام	چو شمشیر ہندی بزرین نیام
چہ از جوشن و ترک رومی زرہ	کشادند مر بند ہا را گرہ
کمانہاے چاچی و تیر خدنگ	سپرہاے چینی و زوبین زنگ
ہمہ یک سرہ پیش شاہ آمدند	بر ناموران تاج و کلاہ آمدند
چو رعد خروشندہ سرنوق و کوس	خور اندر پس پردہ آبنوس

اسی شوکت سے دشت جنگاہ مین پہونچکر صف آرا ہوے اس طرف سے لقا کا تخت ہاتھیون پر کھنچا ہوا برابر کوہی جادوگر معہ لشکر آ پہونچے نازک چشم تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدار ایک سمت کو آکر ٹھہری صف آرائی ہوئی مورچے بندھ گئے کینگاہ مین لوگ ٹھہرے میمنہ و میسرہ و قلب جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے جوانونکو کہتے

دلیران اے برادر کہ تن مرگ است	سر و بال تو سود مرگز است
پہ گیرید درین دشت نیزہ بدست	کرا باشد آرام و جاے نشست
کہ گیتی یکے نغز بازی گراست	کہ ہردم ورا بازی دیگراست

جب نقیب کنارے ہوے بہادر جوش دلاوری سے جھوٹ سکے نازک چشم اجازت گیر لقا سے ہوکر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے بندگان مغ... بحلا ونداور میرے سامنے جیپور ہندی بادشاہ اسلام سے اذن لے کر مقابلے مین گیا نازک چشم نے ایسا سحر پڑھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اڑی اور ایک سوار جیبہ پوش آئینہ بند گرز بردوش پیدا ہوا اور سامنے جیپور کے آیا بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چند طعنون کے جیپور نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا وہ گرز اٹھا کر بر سر محاربہ ہوا اس

بہادر نے گرز پر رد کیا دونون دیر تک ضرب عمود زنی کیا کیے آخر جب گرزون مین بل پڑ گئے سوار
سحر نے تلوار ماری پہلوان نے تلوار کو سر پر آتے دیکھکر جھکی دی کہ بازو شمشیر کی پٹ گئی اس سے
سہندوست پر ہاتھ ڈالکر تلوار کو چھین لیا سوار سحر نے گریبان مین ہاتھ ڈالکر کھینچا نور کشمکش سے ایسے
ہوئے کہ گھوڑون سے کھنچے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت دونون پشت مرکب سے کودے اور کشتی شروع
ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر مین لنگر اکھیڑ لیا اور چار دانگ شانے چت کر دیا پھر گرفتار کرکے لشکر مین بھیجدیا
اور آپ مرکب پر چڑھ کر مبارز خواہ ہوا ادھر سے **عادل شیردل** نے جاکر مقابلہ کیا اس پر بھی
وہی سانحہ گذرا پھر **فاضل شیردل** روبرو گیا کشتی مین قید ہوا اسی طرح گوجہ ملک دہقنی و
فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ بہت سے سرداران ہندوستان گئے اور اسیر ہوئے اسوقت
شاہزادہ نور الدہر نے چاہا کہ مین جاؤن ہنوز صف لشکر سے جدا نہ ہوئے تھے کہ صحرا کی طرف سے
گرد اڑی کہ فلک دوار تیرہ و تار ہو گیا سر گرد آسمان سے لگا تھا غلطان و پیچان مثل سر زلف
معشوقان تھا کہ

ابیات

بر آمد کزو روز شد لاجورد	کہ از راہ صحرا یکے تیرہ گرد
ز بس پیل و بر پشت پیلان درفش	شد از خاک خورشید تابان بہ نقش

جب ہوا نے دامن گرد شگافتہ کیا آگے آگے ایک پہلوان عفص گردن بلند بازو قوی تن مست و مکمل گینڈے
پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب برکاب گھوڑے کا دم
سے دم اور سم سے سم ملائے ظاہر ہوئے لشکر لقا مین طبل شادمانی بجا اور عنصر کوہی نے کہا یا خداوندا
یہ شہسوار **ناصر** کوہی نام میرا بھائی ہے غرضکہ سب کو پیشوائی کرکے لائے اسکی فوج نے بھی صف باندھی
اور **ناصر** سامنے لقا کے گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مسلمانون کو بڑا غرور اپنے زور بازو پر ہے مین امیدوار
ہون کہ جنگ سحر موقوف کی جائے اور مجھکو اجازت ہو کہ مین جاکر سبکو باندھ لاؤن لقا نے اس کی
عرض پذیرا کرکے حکم دیا کہ ہم نے تجھکو اپنا نظر کردہ کیا ان بندگان خوابی کو گوشمالی کر یہ سنکر گینڈے
اڑا کر بسمت میدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے لڑ رہا تھا حسب الحکم خداوند جنگل کی جانب چلا گیا
غرض جب **ناصر** میدان مین آیا پہلے اسپ تازی اور چوگان بازی کرکے خوب سپہگری دکھائی
یہانتک کہ عرق عرق ہو گیا اسوقت نیزہ زمین مین گاڑ کر اور اسکے سہارے سے کہنی لگا کر لشکر اسلام کو
بنظر تیز و نگاہ ستیز دیکھتا تھا اور دم راست کرتا تھا آخر للکارا کہ اے بہادران ہر تم مین کوئی
ایسا دلاور جوان جو مجھ فیل مست سے آکر بھڑے اور مجھ ایسے شیر ژیان کا مقابلہ کرے بیت در
آیند و مردی نمایند ہین ٭ درین رزم گہ از پے خشم و کین ٭ اس نہیب کے دینے سے لشکر اسلام مین
دست راست کے علم جلوہ دکھانے لگے اور کڑکا ہوا نقارے شتری فیلی بجنے لگے صدائے کرنا و دم

نگاؤدم بلند ہوئی اور شاہزادہ برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان گل گلزار خلیل الرحمان یعنے نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اترکر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے شاہ لطفت نشان اجازت میدان ہو بادشاہ نے جام کلہ عفریت پر از شربت قند و نبات عنایت کیا او خلعت سے تخلیع فرمایا اور سپر دیزدان پاک کیا شاہزادہ جام نوش کرکے مرکب پر دوبارہ سوار ہوا اور بسمت میدان چلا کہ **ابیات**

گرفتش سنان و کمان و کمند — گران گرز را پہلوے دیوبند
ز تندی بجوش آمدش خون و رگ — نشست از برہ بارۂ تیز تگ
بآوردگہ رفت چون پیل مست — بکوہ زوان اسپش از جا بجست
برون آمد و راے ناورد کرد — بر آورد بر چہرۂ ماہ گرد

مرکب کی طراروں میں مقابل حریف جا پہونچا ناصر کو طلعت جہان آراے شہزادہ دیکھ کر ایک محبت ہوئی اور کہا اے پیل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کیجائے اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر تو مجکو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دیگا قبول و منظور ہوگا اسوقت وقت جنگ ہو زبان شمشیر کو کام میں لا لب سوفار و دہان تیر سے ہمکو سمجھا ناصر یہ سنکر پیچ و تاب کھانے لگا اور گینڈا اپنے ہٹاکر آگے بڑھا اور اس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکر مرکبون نے ایسی کھائی کہ یقین تھا سر پھٹ جائینگے سوار گر پڑینگے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے اور گینڈا ناصر کا تھپیڑ کھاکر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسی قدر گھوڑا شاہزادہ کا زور میں آگر بڑھ گیا اس نے رانون میں مسلکے سامنا کیا اور نیزہ سینہ بکینہ شاہزادہ پر لگایا جنگ آغاز ہوئی

یکے تنگ میدان فرد ساختند — بکوتاہ نیزہ ہمی ساختند
نماند ایچ بر نیزہ ہندوستان — بچپ باز بردند ہر دو عنان
بشمشیر ہندی بر آویختند — ہمی ز آہن آتش فرو ریختند
بزخم اندرون تیغ شد ریز ریز — چہ رزمے کہ پیدا اندر رستخیز
گرفتند زان پس عمود گران — ہمی گرفتند آن برین این بران

جب اسلحہ درزی سے مراد دلی نہ حاصل ہوئی دوال کمرین دونون نے ہاتھ ڈالکر زور کیا آخر دونون زمین پر کود ے اور دامن گردان استینین چڑھاکر مائل کشتی ہوے **نظم**

ز اسپان جنگی فرود آمدند — ہشیر ارد با تیر و خود آمدند
بہ بستند بر سنگ اسپ نبرد — برفتند ہر دو روان پر زور و

ز شیران بہ کشتی ہمہ آویختند — ز تنہا خوے خون ہمی ریختند

اسی طرح دونوں باہم اور دشت بدشت کشتی بعد درشتی رہی شام تک وہ زندہ پیل یا دو اہرمن مست دو کے سر ٹکراتے رہے جس وقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان زنگبار شام سنی اور اکھاڑے سے چرخ کے نکلکر بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ نظم

شب آمد یکے ابر شد پر سپاہ — جہان گشت چون روے زنگی سیاہ
چو دریاے قیرست گفتی جہان — ہمہ روشنائیش گشتہ نہان

رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادہ کو روک کر کہا کہ اے جوان مرحبا صد مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفردا آفتاب بہر آسایش ہے کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کرینگے کہ بیت سینم آزما بلندی کراست • ور نیکار فیروزمندی کراست • شہزادے نے جواب دیا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہین کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوے یا بغیر زیر ہوے اس سے میدان سے پھر جائین کیونکہ آج جس طرح شام تک لڑے ہو اسی طور سے کل بھی لڑونگا یہ فیصلہ پھر کیونکر ہوگا بس میرا قول یہ ہے کہ کار امروز بفردا مگذار رات کو دن کر لینا شاہون کے نزدیک کچھ دور نہین اسی وقت تقدیر دیکھین ع تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ناصر نے یہ تقریر سنکر کہا اچھا کیا مین بھی آپ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون لیکن کچھ کھا لیتا ہون تو لڑون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کھاؤ اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اس کے مکان سے دودھ کے خوان اور میوون کے لائے اس نے ایک کاسہ شیر پیا اور پھنکے میوون کے لگائے شاہزادہ اکھاڑے مین ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک طرف پھر کر دیکھا اور کہا آپ کچھ نہین نوش فرماتے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارے کھانے کو لخت دل اور پینے کو جگر ہے جب تک خداے تعالے ہکو اس جنگ سے فراغت نہ دیگا کچھ نہ کھائینگے اس نے یہ سنکر کاسہ پھینکدیا کہ مین بھی نہ کھاؤنگا کیونکہ آپ اگر زیر بھی ہونگے تو کہنے کو ہوگا کہ بھوکا رکھکر گرفتار کر لیا یہ کہکر مقابل آیا دستی بعد زبردستی کھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے اسطرف سے لقانے جھاڑ فرشی کنارے اکھاڑے کے روشن کراے درختون مین گیند لٹکوا دیے لشکری اسی جا دین پوشش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش مین مصروف ہوے اور سیر کشتی کی دیکھتے جاتے تھے مجمع خلائق تھا ہر ایک دیکھنے کا شائق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بھر کیا تین شبانہ روز باہم سر ٹکراتے رہے چوتھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھکر میدان فلک سے مراجعت فرما ہوا اور شاہ زنگبار شب نے بہر انفصال رزم عالم مین داخلہ فرمایا نظم

یکے رزم تا شب بر آمد ز کوہ — بگردند تا مدتی از کین ستوہ
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن — گشادہ سیہ مار گردون دہن

قریب شام شاہزادہ نورالدہر نے لنگر اکھیڑ کر اسکو سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر چاہا کہ زمین پر مارین
ناصر نے پکار کر کہا کہ اے شہریار امان دیجیے شاہزادے نے اسکو زمین پر با سانی اتار دیا اور فرمایا
کہ امان بشرط اختیار کرنے ایمان کے مل سکتی ہے یہ سنکر وہ قدم پر گرا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان
ہوا شہزادے نے سر اسکا سینہ سے لگایا وہ اکھاڑے سے باہر آیا اور اپنے لشکر کے سرداروں کو پکارا
وہ سب حاضر ہوئے ان سے کہا کہ مین نے اطاعت اس شہریار کی اختیار کی اور اسلام قبول کیا اگر تم
میرا ساتھ دو تو ہمراہ آؤ افسران فوج کل لشکر کے ساتھ ہوئے از بسکہ مین روز سے سب بجز رد خواب
تھے دونوں لشکر مین طبل بازگشت بجا لقا اپنی بارگاہ مین گیا اور امیر شاہزادے پر سے زر و گوہر نثار
کرتے ہوئے پھرے لشکروں نے جا کر کمر کھولی بادشاہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنے اپنے خیمون
مین گئے نورالدہر اپنی بارگاہ مین ناصر کو لائے امیہ بن عمرو عیار نے لشکر کو پہونچایا باہر لشکر شہزادہ
خالی گھر اتروا یا بارگاہ اسکے لیے نصب کی شاہزادے نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی ساقی کا
دور ہوا رامشگر حاضر ہوئے بعشرت تمام بارگاہ مین اپنی لیکر بیٹھے ہا ہا ہوہو پرستان کی صدا
بلند ہوئی آواز سرایندہ گوش ستان کے پسند ہوئی ساغر دمبدم چھلکتا تھا یا لب جام خندہ زنی
کرتا تھا مختصر یہ کہ ایسا کچھ سامان تھا بیت قدم رکھنا سنبھلا صحبت رندان مین اے زاہد یہان
پگڑی اچھلتی ہے [illegible] خانہ کہتے ہین ہم یہان تو یہ کیفیت ہے مگر لقا کے لشکر مین بختیارک جو پھر کر گیا
اس نے دیکھا کہ ملکہ نازک جسم کی طبیعت شل گیسوی معشوقان برہم چہرہ پہ زردی چھائی ہے لب پر آہ
سرد ہے سامان عشرت تمام درہم و برہم ہے اس نے پوچھا کہ اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار ملکہ پر
چہرے سے پریشانی ظاہر ہے ملکہ نے کہا سنو جی ملک جی کچھ یہ امر پوشیدہ نہین اور نہ کچھ عیب ہے سبھی گزرتے
آئے مین [illegible] اس [illegible] کرتی تھی کچھ مطلب نکلتا تھا آج وہ جا کر مسلمان ہو گیا اس
بات کا مجھکو خیال ہے کہ اگر وہان جاؤن تو ایمان مین فرق آتا ہے اگر نہین جاتی ہون تو یار ہاتھ سے
جاتا ہے کیا کہون مصداق اس شعر کے [illegible] منحصر ہونے پہ ہے جسکی امید نا امیدی اس کی دیکھا چاہیے
غیر تفتنا سے [illegible] اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر صبر کر [illegible] اور [illegible] دل لگا نکلے
بختیارک نے جو یہ حال [illegible] تو خوب ہنسا اور کہا اے ملکہ اگر تم عاشق ہو مین تو [illegible] تمکین
اور اب کچھ نہین گیا ہے [illegible] عاشق ہے تو جا کر پکڑ لا سمجھا کر راہ راست پر لا کر چلا [illegible] تمھارا ابھی
یہ حال ہو گا بہت جی چاہتا ہے پھر نہ کی فرصت کہ رات دن بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوئے
ملکہ کو اسکے ورغلانے سے ایسا کچھ جوش آیا کہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نشہ عشق سے چور چور ہو رہی تھی
کیفیت صحبت یار جو یاد آئی انجام کار نہ سوچی اسی ترنگ مین اڑ کر چلی اور بارگاہ نورالدہر کا نشان
بختیارک سے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر پہنچ بارگاہ مین آکر اتری یہان صحبت نا و نوش برپا دیکھی اور

صورت پر صولت شہزادۂ بلند مرتبت پر جو نگاہ پڑی ایسا رعب چھایا کہ جھک کر سلام کیا شہزادہ بھی انتہائی خلیق ہے اس کے عجز کو دیکھکر گویا ہوا کہ اے ملکہ آئیے تشریف لائیے گہرباری زبان شہزادے سے یہ خوشنود ہو کر بزم میں بیٹھی شاہزادے نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام مے زعفرانی بھر کر دیا اس نے چند ساغر متواتر پیے اور نشہ کافور ہوا دل نے بوسۂ یار کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی کہ کیوں صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب اٹھو اور خدمت خداوند میں چلو ناصر نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ بموجب

بیت

کہاں وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوڑے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی تھی یاد صورت خیال کچھ کچھ کہیں کہیں کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیج اطاعت اس شاہزادہ والا قدر کی اختیار کر ورنہ ہم کہاں ہمکو اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سننا تھا کہ اسکو یاس ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے ناراض ہو کر پکاری کہ ارے او بیوفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے برا کہا اب میں تجھکو پکڑ کے جاؤں گی اور خداوند کا پیشاب پلا کر اپنے گروہ ساحران میں تجھکو ملاؤں گی اگر اس سے تجھکو انکار ہوگا تو وہ بد روز میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ خواب عدم میں بھی نہ آرام پائیگا یہ تو بتا کہ اتنے بڑے بڑے خداوند کبھی دیکھنے میں بھی آئے تھے ان میں تو نے کیا برائی دیکھی جو ان کو چھوڑ کر مسلمانوں کا ساتھ دیا ناصر نے کہا او تجھ سے دور ہو کیا بکتی ہے جا نہیں تو سزا اپنی اپنے کنار میں دیکھے گی اس ڈانٹنے سے یہ ساحرہ جھلا کر اٹھی اور کچھ افسون پڑھ کر دستک دی کہ ناصر [illegible] تک زمین میں دھنس گیا امیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا اے ملکہ پرائے گھر میں آکر فساد کرنا اچھا نہیں ہم آپکو مہمان سمجھکر طرح دیتے ہیں اس نے کہا تم اس مقدمہ میں دخل نہ دو نکتہ رموز عاشقاں عاشق بداند شہزادے نے فرمایا کہ اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جا دور ہو نہیں ماری جائے گی یہ کہکر تیغ پر ہاتھ ڈالا نازک چشم نے کچھ سوچکر پڑھا ناصر زمین سے نکل آیا اور کہا آج میں جھگڑا کرنے نہیں آئی تھی حسرت بجھانے آئی تھی خیر ظاہر ہوا کہ تم مسلمانوں کا سحر اسیر کارگر ہو گیا ہے [illegible] کا یہ کہکر [illegible]گاہ سے نکلکر چلی چاہا کہ اتر کر جاؤں مگر آراستگی لشکر اسلام اور کیفیت [illegible] آبادی بازاران دیکھ کر خواہش بڑھی دل میں سوچی کہ خیمہ میں جی بہلیگا یہ آراستگی بھی دیکھ لوں [illegible] سیر کرتی ہوئی چلی

امیہ عیار اس کے پیچھے آیا تھا اس کو جاتے دیکھکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہلے سمت لشکر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ میں ملازم سوفار جادو ہوں انھوں نے آپ کے یہاں آنے کی خبر سنکر مجھکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج و سپاہ ہو وہ اس طرح آئے ہمیں مجکو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی مدد کروں نازک چشم نے کہا مجھ سے

کون ایسا ہے جو فساد کریگا غرض دونوں باتیں کرتے چلے راہ مین ایک مقام تنہا دیکھ کر امیہ نے
خاصدان نکالا اور اسکو وا کرکے ملکہ سے کہا کہ مجھکو پان کھانے کی بہت عادت ہے آپ بھی نوش فرمایئے
راہ مین سوائے اس شغل کے کیا ہے ملکہ نے ایک گلوری لے کر اسکے کہنے سے کھائی فوراً بیہوش ہوگئی
امیہ پشتارہ باندھ کر اسکا سامنے شاہزادہ نورالدہر کے لایا شاہزادہ نے فرمایا کہ بقیہ شب اسکو قید رکھو امیہ نے
پشتارہ سے نکالکر اسکو ستون سے باندھ دیا مگر بیہوش رکھا کہ بھاگ نہ جائے چنانچہ رات بھر بحفاظت
تمام رکھا جسوقت زاہد خورشید صومعہ مشرق سے باہر آیا اور عابد قمر نے خانہ دار ماہ سر بسجود غرب کیا

چو تارک خمیدہ شد پشت ماہ — دو تاریک زلف شبان سیاہ
بنزدیک خورشید چون شید زشت — برآمد بیاز آب و رخ را بشست

امیر مع سرداران کے مسجد کے پاس مین تشریف لائے اور بعد فراغت طاعت رب اکبر دربار مین آکر
دنگل نادعنبر جناب آصف بن برخیا پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوئے اور تخت سلیمانی
پر بیٹھے دربار کا نقارہ بجا تمام سردار حاضر ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر مع ناصر دربار مین آئے
ناصر سے نذر دلوائی دنگل اسکو ماتحت نورالدہر اسی ذیل مین کہ شہزادے کے سرداران
جہان بیٹھے مین عنایت ہوا اور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اسوقت امیہ
پشتارہ ساحرہ کا لایا امیر حسب اتفاق آج بارگاہ شاہی مین بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھکر حکم دیا کہ ستون
سے باندھکر ہوشیار کرو اور دعوت باسلام کرکے ٹھکانے لگاؤ امیہ نے باندھ کرکے حسب الحکم ہوشیار
کیا لیکن ہونے والی اس نے بھی سوزن زبان مین نہ دیا تھا ساحرہ کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا
دیکھا اور بادشاہ اسلام کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی نگاہ غضب گھورنے لگی امیر نے سوال
اسلام لانے کا کیا کہ اس نے سحر پڑھا بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہوکر پکاری کہ معلوم
ہوا انہی عیار کے بھروسے پر تم لڑا کرتے ہو یہ کہکر سحر پڑھکر دھوان بنی اور اڑ کر بلندی پر گئی
وہان سے ایک ناریل بارگاہ مین مارا شعلہائے آتش زمین سے نکلکر سرداروں پر چلے امیر نے
اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی برکت اسمار الٰہی
جل گیا اور امیر بھی دنگل سے تیر بھر کر کمان مین پیوستہ کرکے پکارے کہ باش او قحبہ کہان جاتی ہے
نازک چشم نعرہ سنکر خائف ہوئی اور اڑ کر چلی گئی بارگاہ لقا مین بختیارک کہہ رہا تھا کہ رات گذر گئی
اور ملکہ نہ آئین کسی کو بھیجنا چاہیے یہی فکر تھی کہ یہ جاکر پہونچی اور سارا ماجرائے گذشتہ بیان کرکے
دنگل پر بیٹھی بختیارک نے تیل ماش منگا کر اسپر سے اتارے نازک چشم ہنس پڑی اس نے کہا
ہنسی کیا ہے بڑی خیر گذری وہان کا گیا کوئی پھرتا نہین اس جگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہے وہ لوگ
بڑے زبردست ہین کون انکے برابر ہے تم واقعی نصیب کی اچھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر سنکر نازک چشم

غضبناک ہوئی اور بولی کہ ملک جی میں ابھی حمزہ کو مع اس کے لشکر کے غارت کیے دیتی ہوں یہ کہکر وہاں سے
اُٹھی اور اپنی بارگاہ سے ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہو گیا یعنی جو کوئی قصد آنے کا کرے
تو تاریکی معلوم ہو ادھر نہ آسکے بعد اس بندوبست کے خون خنزیر سے نہا کر چوکا دیکر زمین کو لیپکر بیٹھی اور
گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر آرد ماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک جانور
بنایا جانور سے کہا تو سر حمزہ پر جاکر چکر لگا کر اور پکار کر کہہ کہ میں تیرے قتل کرنے کو لئے حمزہ آیا ہوں
وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھے گا میں بند کر لوں گی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہو کر اڑا اور سمت لشکر اسلام گیا
بعد اسکے اس نے اژدہوں کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر اسلام کا کام تمام کرو اژدہے بھی غائب
ہو گئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین میں سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام غافل اترے ہوئے
تھے کہ یکایک اژدر کنارے لشکر کے چلے شعلہاے آتشین منھ سے چھوڑنے لگے حرارت زہر سے
زمین کانپنے لگی اور مردمان لشکر سب شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ برپا ہوا اور خیموں
بازاروں سے لوگ بھاگ کر طرف صحرا چلے لیکن جدھر گئے دو اژدہوں کو قلاب آتشین چھوڑتے
پایا اور راہ کو بند پایا صورتیں ان موذیوں نے ایسی پیدا کی تھیں کہ زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک
کا انکے خوف سے دل پانی پانی ہوتا تھا عقرب چرخ کو بعد ترس و بیم اپنی جان کی نگہبانی کی پڑی نظم

چہ گویم ازان اژدہاے دژم
کہ ہشتاد گز بود از دم بدم

بہ ان جایگاہ بود خش آرامگاہ
نہ کردے ز بیمش برو دیو راہ

ہمی دود زہرش بسوزد زمین
نخواہد بدان ماند چرخ برین

ہمی آسمان کرگس اندر کشد
ز دریا نہنگ دژم برکشد

مغز سر میں حرارت آتش زہر سے لشکر یونکا پگھلنے لگا تمام صحرا جلنے لگا زمین تفسیدہ ہوئی اور
گھاس جھلس گئی وہ آگ جو دہان اژدہاں سے نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اس نے گھیر لیا
اہل اسلام آیہ وافی ہدایہ قلنا یا نار کونی پڑھنے لگے بعضے ان میں وقنا ربنا عذاب النار پڑھتے
تھے بارگاہ سلیمانی میں شاہ اسلام اور سرداران اور امیر جاکر ٹھہرے لشکری جہاں تک سما سکے جاکر
وہیں پناہ گزین ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزاروں باہر رہ گئے اور ہلاک ہوئے
صداے الغیاث و فریاد بلند ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کرنے باہر نکلے اسوقت
ایک جانور آکر گرد سر پھرنے لگا اور پکارا کہ حمزہ میں تجکو مارنے آیا ہوں امیر نے اسم اعظم بآواز
بلند پڑھا وہ طائر تو جل گیا مگر پس پشت نازک چشم گھات میں لگی تھی اس نے ایک جانور سرخ رنگ
چھوڑا کہ اس نے آکر گرد سر امیر چیخ مارا اور پھر کر نازک چشم کے پاس گیا اس نے پکڑ کر شیشہ میں
بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا میں نے اسم اعظم اب لازم ہے سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوندیں

حاضر ہو اور سجدہ کر ورنہ آج کی شب اور اتنا دن مہلت دیتی ہون دم سحر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑون گی
اور چراغ ہستی بجھادون گی امیر کے گلے مین حرز ہیکل ہے اسی وجہ سے بیہوش تو نہ ہوے مگر اسم اعظم چھینے
سے مبہوت کی طرح ہین اسکو کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ جاکر بارگاہ مین چلے آئے ادھر ساحرہ شیشہ
لے کر بارگاہ لقا مین گئی مگر ایک رات کی مہلت جو دے گئی ہے اسوجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرتے
تو نہین ہین لیکن مصیبت کبری مین گرفتار ہین کوئی فرط عطش سے زبان دکھاتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہے
ہواے گرم نے برگ نہال حیات گرادے تھے غنچہ دہن سبز بختان خجستہ طریق اس گرمی سے گل کی
طرح مرجھائے تھے ہر سمت شور و غوغا برپا تھا کچھ بنائے نہ بنتا تھا نظم

شعلے پیدا تھے پیراہن سے
چنگاریان اڑتی تھین بدن سے
زنبور کنول سے جل رہے تھے
پتھر سے شرر نکل رہے تھے
حالت جو سرشک کی بتر تھی
خسخانہ مژہ سے چشم تر تھی
مسدود تھی سیت کی روانی
قطرہ لب تیغ پہ تھا پانی
تشویش مین جان انس جان تھی
ہر ہونٹون پہ صداے الامان تھی

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا آگ مین پھنستا تھا ہر کارے دمبدم کی خبر لقا کو پہونچاتے تھے
ساحر خوشی کے مارے نعرے دمبدم مارتے تھے اسوقت نازک چشم جاکر پہونچی اور شیشہ اسم اعظم
دکھایا عرض کیا کہ رات بھر حضور تامل فرمائین صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی مین چھپے ہین سب باہر
نکلین گے اور مسحور ہو جائینگے آپ لشکر سمیت جاکر سب کے سر کاٹ لیجیے گا لقا نے کہا یہی تدبیر
ہم نے تو سے ہزار سال پیشتر کی ہے کہ صبح کو تمام باغیون کو قتل کرینگے اسوقت جشن کیا جاے سنے الحکم
حسب ارشاد ساقی و بادہ و مطرب جمع ہوے انجمن عیش مترتب ہوئی تھاپ طبلے پہ پڑی صداے
مبارکباد بلند ہوئی ملکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھو اور پھر بزم
عیش مین مت بیٹھو اسنے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دے کر کہا اے فرزند مجکو اور کسی کا اعتبار
نہین تم اسکو لے جاؤ شہنشاہ کے پاس پہونچاؤ میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا احوال زبانی
کا کہدینا گلابی چشم تخت سحر پہ بیٹھکر روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اور ادھر اہل اسلام جو آفت مین
مبتلا تھے بلبلا کر درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے رو رو کر خداے پاک کو پکارتے تھے کہ
ہمکو اس آفت سے بچا نظم

پھر تو مانند بچۂ مرجان
ہاتھ اٹھا کر سوے در سبحان
اے مددگار بیکس و ناچار
اے طرفدار ہر غریب دیار
اے کشایندہ کار بستہ کے
ناخدا کشتی شکستہ کے

پھر اس نے ساغر بھر کر شاہزادے کے سامنے پیش کیا شہزادے نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی اور اس دشت کو قدم گلرنگ سے رشک ارم بنانے کا کیا باعث ہوا ہی ساحرہ نے مسکرا کر کہا
کہ نصیب تیرا اے شخص یاور ہوا جو مجھ ایسی ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا نشہ چھایا
اب تمام عالم زیر فرما تیرے کرونگی شاہ جادوان کا ہمسر بنا دونگی مادر نے میری اسم اعظم حمزہ
بند کر کے اژدرہا سے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہی اور مجکو شیشہ اسم اعظم دیکر طلسم
بھیجا ہی بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہاتھ سے مارے جاوینگے خداوند باختر یعنے لقا ہم لوگوں کا
وہ مرتبہ کرینگے کہ کسی پیر کا بھی ایسا مرتبہ نہ کیا ہوگا شاہزادے نے جب سارا ماجرا جنگ وغیرہ
سنا چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہی اگر غصہ جتاؤگے تم کو
بھی مسحور کریگی لازم ہی کہ اس سے باشتی پیش آؤ اور نرمی کر کے سختی جتاؤ پس یہ سوچ کر ہنسا اور کہا اے
ملکہ زہے نصیب میرا جو تمہارا ادھر آنا ہوا یہ کہکر گردن میں باہیں ڈال دیں وہ شہوت پرست بھی
لپٹ گئی شہزادے نے اسکو زمین پر لٹایا اور آسن میں رانوں کو گانٹھا پھر ایک ہاتھ منھ پر پیار
کے جی سے رکھا اور دوسرا گردن پر رکھکر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھیں نکل آئیں ہرچند تڑپی اور
چاہا سحر پڑھے لیکن رانوں میں دبی تھی اور منھ بند تھا کچھ نہ کر سکی آخر روح نجس نے کسی اور طرف
سے راہ نکلنے کی نہ پائی منفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور و دار و گیر برپا ہوا بڑی
دیر تک تاریکی رہی صدا آئی کہ مارا گلابی چشم جادو کو کل ایک سو پچانوے برس کی عمر تھی ہنوز
جوان بھی نہ ہوئی تھی اسے بیدرد سو تو نے بڑا غضب کیا کہ اس نے کوئی پھول باغ عشرت
سے بھی نہ چنا تھا یا ارمان و ناشاد ہی ماری گئی بعد اس ہنگامے کے برطرف ہونے کے شہزادے نے
شیشہ اسکی جھولی سے نکالکر توڑ ڈالا لشکر اسلام میں سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد
آگیا اور بارگاہ سے نکلے اور سوار ہو کر بہت جلد قریب اژدہوں کے گئے اور اسم اعظم پڑھ کر
دم کیا کہ وہ نابود ہو گئے بالکل وہ حرارت موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے ان پر اسم اعظم پڑھکر
دم کیا کہ وہ ہوش میں آگئے اس عرصہ میں جمہور شکارگاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا امیر
خوش ہوا اور امیر دربار میں آکر بیٹھے ہر ایک بادل شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام میں مصروف
ہوا ہرکارے لقا کے جو دمبدم خبر پہونچاتے تھے یہ سب خبر لے کر گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ملکہ
گلابی چشم اثنائے راہ میں جمہور کے ہاتھ سے ماری گئیں لشکر اسلام پر سے وہ آفت رفع ہوئی
اب سب راحت پذیر ہیں بختیارک یہ سنتے ہی پکارا صلوٰۃ بر محمد و لعنت بر لقا کیوں ملکہ کچھ
خوش ہوئیں تم نے اقبال مسلمانوں کا دیکھا نازک چشم خبر مرگ دختر سنکر رونے لگی پھر تو یہ حال
ہوا کہ بموجب بیانات

همه بندگان موے کردند باز	کر آن موے مشکین کمند دراز
کمند میان را بگیسو ببست	بناخن گل ارغوان را بخست
سر ماہرویان گسستہ کمند	خراشیدہ روے و بازہ زنند

آخر سب نے سمجھایا کہ اے ملکہ صبر کر خداوند کی مشیت مین کیا چارہ ہی لقا نے کہا اے بندی قدرت
تو نے ناصر کیلیے اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہین کیا تھا ہمکو یہ ناگوار گذرا تیری دختر کو ہمنے
قتل کرایا اب اگر تو ایسا کرے گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندونکو قتل کرنا چاہیگی تو ہم
تجھکو بھی غارت کر دینگے کیونکہ یہ بندگان مغضوب ہمارے پیارے بندے ہین جو کوئی ان مسلمانون کو
ستائیگا تو برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو روز نوروز زندہ کر دینگے فی الحال ہمارے لیے ان مسلمان
بندونکو قتل نہ کرنا نازک چشم یہ کلمات سنکر خداوند کے قدم پر گری اور عذر خواہ ہوئی کہ بیشک مین گنہگار
ہون اب ناصر کو کبھی یاد نہ کرونگی لقا نے اسکی دلجوئی اور دلداری کی یہ وہان سے روتی ہوئی اپنی
بارگاہ مین آئی اور سیہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کرنے لگی فی الجملہ کچھ دنون اس ساحرہ کو یہ احقر جاہ
مترجم مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہی اور حال خسران مآل افراسیاب بدسگال لکھتا ہی راوی
کا بیان ہی کہ بعد مرنے قاہر چہار چشم کے شاہ جادوان متردد و متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے
آئے دونون کی گردن مین نامے بندھے تھے شہنشاہ نے وا کر کے پڑھے ایک نامے مین لکھا تھا
کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہین اور عمرو و محمور سمت طلسم کوکب جاتے ہین اب قریب ہی کہ منزل
مقصد پر پہونچین آپ کو ان کی خبر لینا چاہیے عریضہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون
یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کہ اس لونڈی کو حضور نے عہدۂ
وزارت عنایت فرمایا ہی اپنے ملک سے بہر استیصال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہی امیدوار ہی کہ
اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونون عریضون کو پڑھکر افراسیاب بہت خوش ہوا اور
جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ مین کوکب سے ڈرتا نہین اگر عمرو و محمور جائین گے تو
میرا کیا ہوگا خیر تمھارے لکھنے سے مین ایک نامہ کوکب کو لکھونگا عجب نہین جو باغیون کو گرفتار
کر کے بھیجدے اور انکا شریک نہ ہو یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا وہ روانہ ہو گیا پھر دوسرے خط
کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمھارے آنے سے مین بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے پوچھ کر
کام نمکحرامون کا تمام کر دو یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا فی الجملہ دونون طائر جا کے اپنے مالکون کے پاس پہونچے
ایک تو نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پاکر کوچ کیا اپنے لشکر کے تین حصے کیے ایک حصہ فوج
سالار جادو نام اپنے سپہ سالار کو دے کر مثل ہراولون کے آگے روانہ کیا اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو
دے کر پیچھے سپہ سالار کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مثل مور و ملخ کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طریق سے لشکر چلا کہ ایک

لشکر کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب حد و اندازے سے باہر تھا القصہ پہلے سالار جادو قریب
لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر ورود لشکر حیرت کو دی ملکہ نے سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں
سردار مصروف تیاری ہوئے لیکن اس بارگاہ میں جو اسمیں لشکر مہرخ موجود تھے سب خبر دریافت کر کے
حاضر خدمت ملکہ موصوف ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے آنا لشکر صنعت بیان کیا مہرخ اس کے آنے کی خبر سنکر
لرز گئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا خیر کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں میں جا کر اس صنعت
کے لشکر کو دیکھتا ہوں اور اسکی اچھی طرح سے خبر لیتا ہوں مہرخ نے کہا تمھارا جانا بہتر نہیں وہ بڑی زبردست ہے
برق نے کہا ہمارے نزدیک سب پست ہیں خدائے تعالیٰ زبردست ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ میں ضرغام
عیار ملا اس سے سب حال بیان کر کے کہا میں عیاری کو جاتا ہوں تم بھی خبر رکھنا یہ کہکر چلا ضرغام بھی
دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہوا برق جب صحرا میں پہونچا دیکھا کہ زیر دامن کوہ جھنڈے گڑے ہیں
گنج پڑے ہیں دور تک خیمہ و بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہیں راؤٹیں اور ربے چوبے استادہ ہیں طلایہ پھرتا ہے
کوتوالی چبوترا بنا ہے دوکانیں لگی ہیں بیٹھکیں اتری ہیں اہل حرفہ و پیشہ رعایا و برایا کا ہجوم ہے ساحروں
کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہے برق ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے
پوچھا کہ بھائی میں رہنے والا فوج حیرت کا ہوں ناواقف ہوں تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت
کا کونسا خیمہ ہے اس نے جواب دیا کہ اے شخص یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر
کی کیا حقیقت ہے اسی سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہے اس لشکر کے بعد لشکر ملکہ
صنعت کا ہے یہاں سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے اتنا بڑا مجمع ہے برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا ہے ادھر
سالار جادو اپنے خیمے میں بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سحر کا سامنے اس کے رکھا تھا اس کو وا کرکے دیکھ
رہا تھا کہ ناگاہ ایک صندوقچے سے چمک نکلی اور آفتاب کیسا چمکا روشنی ہوگئی اس روشنی میں صدا
آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار آ پہونچا یہ سنکر اس نے ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ جاؤ برق فرنگی
عیار بازار لشکر میں کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے باتیں کر رہا ہے اسکو بلا لاؤ ساحرہ حسب الحکم برق کے
پاس آئی اور عرض کیا کہ ہمارے میاں نے آپ کو بلایا ہے برق یہ سنکر پہلے تو گھبرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی
خدا مالک ہے غرض ہمراہ اس ساحرہ کے خیمہ سالار میں آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے فرش تکلف
بچھا ہے میز کرسی دنگل وغیرہ آراستہ ہیں آبدار خانہ میخانہ کے مقام پیراستہ ہیں ہزار ہا ساحر دروازہ پر
بعہدہ خدمتگاری و باسید باریابی کھڑا ہے سامان سلطنت ہے بڑا کارخانہ ہے ایک دنگل زرنگار پر سالار
بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے اسمیں پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے برق
نے جا کر سلام کیا اسکو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کرکے الگ رکھدیا اور برق کا ہاتھ پکڑ کے
تپاک سے کرسی پر بٹھایا کہو جب ہیبت نگاہ نازنین میری ختم نہ کر جائے + کہو یہ دل سے کٹھ جو کر زردا

تباک کرے ہی فی الجملہ برق کے لیے سامان تواضع و مدارات مہیا ہوا شراب وکباب منگایا جلسۂ رنگ
درباب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطرداری کے گویا ہوا کہ اے برق مین نے آپ کو یہان آنے کی
اس لیے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین جو کچھ مین کہونگا تسلیم کرین گے اور جادۂ راستی
سے قدم خلاف نہ دھرین گے فی الجملہ آپ جاکر ملکہ مہرخ کو سمجھا لیے کہ آج تک جو ساحر آیا اور آپ
کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سمجھ لیجیے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کا غارت کرنا منظور نہ
تھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرما کر رعایت فرماتے تھے مگر تابکجا مجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو اپنے
وزیر کو بھیجا ہے بس ملکہ عالم سے لڑنا بادشاہ جادوان سے مقابلہ کرنا ہے مور ضعیف پیل دمان سے
کہین لڑسکتی ہے اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمع کو نہین بجھا سکتا کیونکہ مین آئم کہ خود را دانم
کہان ملکہ صاحب اور کجا لشکر مہرخ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھ کر مین تمہ بھی ملکہ کی شوکت کی
زبردستی بیان نہین کرسکتا ابیات

شہ ساحران صنعت سحر ساز	کہ ہے آج شاہی مین وہ سرفراز
خداوند اورنگ کشورستان	سرافراز جادوگران جہان
کسی کو ہو کب دعوی ہمسری	کہ ہر وقت کی اپنے وہ ساحری
زمین ساحران جہان کی مجال	کرین سامنے اسکے کچھ قیل وقال

حاصل مرام اے برق تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آئے
تو اپنی جان آپ دے گی تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیون کو بھی منع کردینا کہ
وہ بھی جسارت نہ کرین ورنہ روز بد دیکھین گے اگر ہزار جان سے کر ہمارے لشکر مین آئین گے ایک
بھی سلامت نہ لیجائین گے برق اس تقریر دراز کو سنکر ہنسا اور دلمین سوچا کہ یہ کہان کے ہمارے
دوست مہربان ہین جو اسوقت مشفق ناصح بنکر کتاب پندنامہ پڑھتے ہین ظاہر ہوا کہ از حد
بیوقوف بد تر از طفل ابجد خوان ہین خیر لازم ہے کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لیکر
یہان سے اپنا راستہ لو پھر جیسا ہوگا سمجھ لینگے یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے مہربان واقعی آپ نے جو کچھ
فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپکا ارشاد نہین مین اپنے امکان بھر مہرخ کو
فہمائش کرون گا اور جنگ سے باز رکھونگا اور عیارونکو مانع ہونگا الحق ایسا دوست شفیق غمخوار
برادر مجھکو کہان ملے گا سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہین کی جو کچھ کہ جناب نے
مہربانی ہم بالشکستہ زادیہ حرمان کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر پھول گیا اور کہا اے
برق آپ بڑے دانشمند ہین مین تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑ دونگا اور ملکہ سے کہکر بڑا رتبہ
درتبہ کراؤنگا برق نے کہا یہ آپ کی عنایت ہے غرضکہ اسی گفتگو مین اتفاق سے سالار کو پیشاب

کی احتیاج ہوئی اُٹھکر چوکی پہ گیا مگر کہتا گیا کہ آپ تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون برق سمجھا کہ یہ تو مسخرا
ہی تم اپنا کام کرو یہ سمجھکر اُٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کا رکھا تھا اُٹھایا پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے
ظاہر ہو گی مگر دیکھا تو اسی طرح بند ہی کچھ ضرر نہین پہونچا ہی معلوم ہوا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلے اور زمین ترکیب
سے سحر پیدا ہوتا ہی وہی تدبیر کر دی جائے تو اسمین سے سحر پیدا ہو کر کام دے بس یہ لے کر اس کو خیمہ کے
باہر نکلا یہان جو ساحر کہ حاضر تھے وہ سمجھے کہ سالار نے انکو باعزاز بلایا تھا یقین ہی کہ صندوقچہ دیا
ہوگا یہ سوچکر کسی نے نہ روکا یہ نکلکر جب لشکر کے کنارے پہونچا اسوقت سالار جسکی پیسے آیا برق
کو نہ دیکھا پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بد قسمت تھا جو چلا گیا نہین تو مین بہت کچھ دیتا پھر افسوس
کر چکا غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہین پھر تو کھلا یا اور دید جو اس پر گیا باہر آیا پکارا کہ وہ لے گیا
ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اس کے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنے سب یہی کہنے لگے کہ ارے
وہ لے گیا ارے وہ لے گیا کوئی یہ نہین کہتا کہ صندوقچہ لے گیا سالار جدھر دوڑا جاتا ہی اسیطرف
سب جاتے ہین اور لے گیا لیگیا کا غل مچاتے ہین برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر
نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی یہ ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہا وہان بھی غل سن رہا
ہی کہ لینا گھیرنا گرفتار کرنا ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لے گیا یہ تو غار مین مخفی ہی کوہ کے مگر ضرغام
سے جو کہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر مین آیا تھا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ
لیے دیکھکر اسکو بھی دغا سوجھی اور سوچا کہ یہی موقع ہی اس بیوقوف سالار لشکر کے مار ڈالنے
کا یہ سمجھکر اپنی صورت تنہائی مین جا کر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحرون کے
بھاگ کر چلا سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو میرا صندوقچہ کیون لیگیا مین نے تیرے ساتھ
کیا برائی کی تھی مین بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زر و گوہر کے کئی صندوقچہ دون اب اس صندوقچہ مین
جو تو لے گیا ہی کچھ زر و جواہر نہین ہی صرف سحر کرنے کا ہی وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اس کے عوض
مین بہت سا کچھ مال لے مین تجھکو ضرر نہ پہونچاؤنگا اور بہت کچھ دونگا برق نقلی نے جواب دیا
کہ تو بڑا بیہودہ ہی کیسا صندوقچہ اور بالفرض اگر مین لے بھی گیا ہون تو کیا دینے کے واسطے لیگیا
ہون جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لے گئے اب نہ دین گے سالار نے یہ سنکر ایسا سحر پڑھا کہ
ضرغام کے پاؤن زمین مین دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہو گیا اور کہا سالار
کیا چاہتا ہی اس نے کہا صندوقچہ دے اس نے جواب دیا کہ ایک شرط سے یعنی مین صندوقچہ
غار مین ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہون اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدون کیونکہ ہم لوگون کے
رہنے کی وہ جگہ ہی اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو برا ہی اس لیے تجکو تنہا لیے چلتا ہون سالار نے یہ سنکر رد سحر
کرکے اسکو زمین سے چھڑایا اور بولا کہ اچھا چل دے افسران لشکر نے عرض کیا کہ یہ مکار ہی آپ

تنہا نہ جائیے سالار سمجھا کہ تو یہ سالار ہی اگر جانے مین تامل کریگا فوج کے سردار بظاہر تو بانع ہین لیکن
دل دیکھتے ہین سب بودا جانین گے یہ سمجھکر کہا نہیں مین جاؤنگا کیا مین کچھ حلوا ہون جو کھا جائیگا یہ کہکر
ساتھ ہوا ضرغام اسکو لیکر کوہستان مین آیا اور اس حماقت زندہ کو ازبسکہ دق کرکے مارنا منظور
تھا بدین سبب یکایک بیہوش نہ کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھکر برق جو غار مین تھا اس نے بھی دیکھا
اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بنکر یہ بھی بطور مخفی انکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر راہ طے کی اس
وقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کونسا ہی جہان صندوقچہ رکھ آیا ہی اگر وہ بہت دور
تھا تو وہ وہان کہا ہوتا کہ مین سوار ہو کر آتا ضرغام نے کہا مین کچھ نشہ مین تھا جب صندوقچہ
رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہین آتی جہان رکھا ہی اسجگہ رکھا ہی اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہون
چلیے ڈھونڈھتا ہون اگر ملگیا تو مال آپ کا ہی نہین تو مال ہمارا ہی جب یاد آئیگا تب آکر لے جائینگے
اسوقت ہم آپ دونون مجبور ہین سالار کو اس تقریر سے غصا آیا کہا اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار
ہی ڈالونگا ضرغام بولا کہ ہان یہ تو ہونا ہی ہی اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہی اچھا چلیے
تو آپ سے سمجھ لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اس نے استفسار کیا اب کہان ہی اس نے
کہا آج تو جگہ چھوڑ دیجیے مین اپنے گھر جاؤن کل میرے جب حواس درست ہون گے تو آکر ڈھونڈھونگا
سالار نے غضب مین آکر کہا ابے کیون باتین بناتا ہی مین ایک گھونسا مارونگا تیرا دم نکلجائیگا
ضرغام نے ہنسکر جواب دیا کہ مارو اچھا ہی میری جان گئی تمھارا مال گیا یہی سالار گھبرایا گویا
ہوا کہ بھائی بتادو کیون دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا اگر صندوقچہ لینا ہی تو چپکے چلے آؤ ناچار
وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ دور گیا تھک کر بولا کہ کیون تو نہ بتائیگا ضرغام نے کہا بتاتے ہین مرا
کیون جاتا ہی اسنے کہا تو یون نہ بتائیگا ضرغام نے کہا تو بھی یہی کہنا نہ چھوڑیگا جبتک کہ سزا
نہ پائیگا سالار بولا کہ پھر شرط مار ڈالون ضرغام نے کہا کیون یہی بات ہی کہ ناک کاٹ لون سالار بہت
ہی خفا ہوا لیکن غرض بہت بری ہی جانتا ہی کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو صنعت کہے گی کہ جاتے ہی حربہ
سحر کا چھنوا دیا فوج والے بھی ہنسین گے کہ واہ ایک صندوقچہ نہ لے سکے لہذا یہان سے خالی
پھر کر جانا بڑی غیرت کی بات ہی جسطرح بنے لینا چاہیے یہ سوچکر پھر کچھ میل کی باتین کرنے لگا اور کہا
بھائی آخر وہ تم کیون نہین دیتے ہو مجھ سے جو کچھ کہو وہ مین دون اس صندوقچہ کے لینے سے تمھارا
کچھ بھلا نہ ہوگا ضرغام نے کہا اجی میان اتنے ہی کے لیے تمھین لائے ہین یا اور کسی کام کو مرد آدمی
ہم خود حیران پھر رہے ہین چلو ڈھونڈھے دیتے ہین گھبراتے کیون ہو غرض اسی طرح اس کو لیے لیے
کوسون کا چکر دیا کہ پاؤن اس کے سوج گئے تھے تھک کر بیٹھ گیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور
مین بھی بہت ہلاک ہوا اب آج معاف کیجیے کل مین خود آپ کے لشکر مین لیکر صندوقچہ آؤنگا یہ کہکر

اٹھاکر چلا جائے سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھکر اس نے دستک دی کہ ضرغام کے پانون زمین نے
پکڑ لیے اور وہی کیفیت جو سابق مین لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی اور سالار نے جھولے سے
سحر کے منقل آتش نکالکر کوئلے سلگائے پھر خنجر کھینچکر چلا کہ تیری بوٹیون کے کباب لگاکر کھاؤنگا یہ کہکر چاہتا
تھا کہ بوٹی کاٹے اس وقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا تھا سب ماجرا دیکھتا تھا یکایک ایک صندوقچے
سے کر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ لگاؤن تیرے صندوقچہ کو بھاڑ مین جائے موئے
تو جو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان لیتا ہے تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کے باندھا ہے
صندوقچہ کردن پھر دے اپنا صندوقچہ لے تو ضرغام یہ باتین سنکر پہچان گیا کہ برق ہے مگر سالار نے
دھوکا دینے کو کہا کہ غضب پڑے اس بڑھیا پر کمبخت صندوقچہ دینے دیتی ہے مین اپنی جان دیتا صندوقچہ
نہ دیتا سالار نے کہا یہ تیری کرن ہے اس نے کہا ہم لوگ یہان مسافرانہ وارد ہین یہ بڑھیا کوشتا
مین رہتی ہے ہم نے اسکو مان کیا ہے جو لاتے ہین اسکے پاس رکھواتے ہین یہ بھی ہمکو روٹی پکا دیتی ہے اور اسی جگہ
رہتی ہے اسوقت کسی کام کو نکلی ہوگی ہمکو دیکھکر صندوقچہ لائی ہے مین جانتا کہ یہ دیدے گی تو اسکے پاس نہ رکھوانا
اسی گفتگو مین بڑھیا نے قریب آکر کہا کہ ارے ظالم اپنا صندوقچہ لے سالار نے کہا یہ میرا صندوقچہ
نہین ہے بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہے وہان بہت سے صندوقچہ رکھے ہین تو اپنا چل کر پہچان لے
سالار نے سمجھا کہ یہ عیار ہین نہین معلوم کتنا مال اس بڑھیا پاس رکھوایا ہے ذرا چلکر دیکھو تو کیا کیا ہے
یہ سوچکر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا سالار جو درہ تھا وہان آئے بڑھیا نے کہا
ادھر دیکھو وہ میرا گھر ہے اس نے پھر کر دیکھا ضرغام پیچھے تھا اس نے کمند ماری یہ گھر آگیا بڑھیا سامنے
تھی منھ ادھر ہوتے ہی حباب بیہوشی مارا کہ یہ چھینک مارکر گرا بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا
غل و شور و تاریکی ہوگئی اور لاش اسکی بگولے اڑاکر لیگئے ضرغام و برق صندوقچہ لے کر بھاگے
اور اپنے لشکر مین آئے مہرخ سے سب حال کہا تمام سردار سالار کے جلکر مرجانے پر خوب ہنسے
عیارون کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ مین معہ تمام سرداران نامی کے بیٹھی تھی کہ لاش سالار
کی آگری اور سیرون نے حال اسکی مرگ کا بیان کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اٹھکر
چلی بارگاہ مہرخ مین سب بآرام بیٹھے ہین کہ یکایک سر بارگاہ پر آفتاب چمکا سبکی آنکھین بند ہوگئین
پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ صنعت برابر مہرخ کے تخت پر بیٹھی ہے اور سراپا غرق دریائے جوہر ہے
ہر چند سن زیادہ ہے مگر بزور سحر کم سن بنی ہے اس طرح کا حسن و جمال رکھتی ہے کہ گویا شب اول
کی یہ ابیات

نفولہ بستہ سنبل لالہ ز عنبر — ز گوش آویزہ کردہ مولوی تر
سنادہ عقد گوہر نیشا گوش — کشیدہ قوس مشکین گوش تا گوش

کلاہ لعل بر سر کج نہادہ	گرہ از کاکل مشکین کشادہ
ز اطراف کلہ ہر تار کاکل	چنان کز زیر لالہ شاخ سنبل
بہ بر کردہ قبا ہائے قصب رنگ	چو غنچہ نازک و چون نیشکر تنگ

غرضکہ اس نے مہرخ کا ہاتھ پکڑ کر کہا سن اسے نگرام سالار جیسا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنیٰ کنیز
جانتی ہے اور برق سے کہا کہ تو نے جا کر جو اسکو مارا اور صندوقچہ لے آیا کیا اسی صندوقچہ پر خاتمہ ہو گیا
اے بیوقوف یہ بھی میلادنی سحر تھا جو لشکر میں آنا میں ایسے صندوقچہ تجکو بہت دونگی اور ایک سپہسالار
کے مارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے نوکر ہیں اچھا تو اب تو یہ صندوقچہ اٹھا برق
نے اسکے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اسطرح ٹوٹ گیا جیسے حباب پھوٹتا ہے صنعت ہنس پڑی
اور کہا ساری محنت تیرے چرانے کی اے برق برباد گئی یہ کہکر برق کو بہت کچھ سمجھایا جب اس نے
کچھ جواب نہ دیا اس نے کہا خیر معلوم ہوا کہ یون نہ مانو گے اچھا تو میں جاتی ہون جسکو میرا سامنا کرنا ہو
وہ رکے کسی ساحر نے اس بات کا جواب بھی نہ دیا لیکن برق نے کہا ہم سر میدان تجھ سے سمجھ
لینگے گھر میں آئے ہوئے کو نہیں ستاتے صنعت نے کہا کہ کچھ ہو تو نہیں سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تمہاری
حقیقت دیکھ لی ایک سحر میں تم سب کو غارت کر دونگی برق نے کہا تو کیا میری حقیقت دیکھے گی ہم تو
افراسیاب سے لڑتے ہیں تیری اصل کیا ہے صنعت یہ سنکر خندۂ دندان نما کیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب
چمکا اب جو دیکھا تو صنعت کچھ نہیں ہے اسکے جانے کے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے میں رہے پھر جو
حواس درست ہوئے مہرخ سے کہا آپکو یہ بدحواسی نہ چاہیے ایسی ایسی باتیں بہت سی آئیں گی
یہ سب سمجھو کہ افراسیاب سے بڑھکر اس طلسم میں کوئی نہیں اس سے لڑنا پھر ہر ایک سے ڈرنا کیا ہے
مہرخ نے کہا کہ یہ اسکے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہو گئے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہیں وہ مالزادی
کیا ہے اسکے ڈیرے نہ ڈرینگے ہان سحر میں اسکی برابری نہیں کر سکتے برق نے کہا خدا مالک ہے یہ
کہکر مصروف میخواری ہوئے ادہر جو اسپیان لشکر حیرت خبر دریافت کرکے گئے اور بعد گذارش
صنعت شاہی ملتمس ہوئے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف میں ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا حیرت
نے یہ خبر سنکر کہا اب بڑی لڑائی ہو گی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہیں ہے اور بزرگ ہے بادشاہ
کی یہ کہکر ایک نامہ خوردون کی طرح لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان میں گئیں مگر
میں ہمہ تن چشم براہ انتظار ہون یہان نہ تشریف لائیں لازم کہ بفور ملاحظہ عریضہ قدم رنجہ فرمائیے
یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجائے پھر سوچکر دو جادوگرنیون کو دیا کہ تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لیتی آؤ جادوگرنیان
نامہ لیکر چلیں ہرکارے لشکر مہرخ کے خبر انکے جانیکی لے کر اپنی بارگاہ میں گئے اور سب کیفیت بعد آداب
معروض بیان میں لائے مہرخ نے آنا صنعت کا سنکر کہا خدا خیر کرے اب وہ آئیگی تو جنگ آغاز ہوگی

برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ مین جاتے ہین اور کچھ تدبیر کرتے ہین مہرخ نے کہا اے بہتر خدا کو مان کر دیسا قصد نہ فرمایئے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم باز نہ آئین گے جان جاے یا رہے یہ کہکر اٹھا مہرخ کو تاب نہ آئی دو چیلے اژدہاش کے بنور سحر کے بنائے اور انہین پر بٹھا کر اڑا دیے کہ جاؤ بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھکر ہم کو مطلع کرتے رہو چیلے اژدہر عقب برق روانہ ہوے یہ تو سب جاتے ہین لیکن اب حال حیرت اشتمال مسافران بادیۂ طلمات نورافشان کا ذکر کیا جاتا ہے

داستان پہونچنا رہگذارے منازل طلمات وبیابان دشت عجائبات کا طلسم کوکب مین اور خبر سنکر کوکب کا مرزبان وزیر کو بہر استقبال بھیجنا اور لیجانا اسکا باعزاز تمام عمرو کو قلعۂ ہفت رنگ مین اور ملاقات ہونا بران شمشیرزن سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک مین اور نامہ لکھنا افراسیاب کا کوکب کو عیارون کا اس نامہ دار کو راہ مین سے مارڈالنا پھر بران کا جانا طلسم آئینہ مین اور رایرج پر عاشق ہوکر لوح طلسم مذکور دلا دینا اور فتح کرنا ایرج کا طلسم کو اور پلٹ کر جانا لشکر مین اپنے مارنا ملکہ نازک چشم کو اور سوفار کا مکر سے مسلمان ہوکر دغا کرنا پھر مارا جانا اسیر کے ہاتھ سے

لمؤلفہ

لگا ساقیا بزم دعوت کے خوان — کہ میخانے مین آگئے ہین مہمان
پلا آفتابی کہ ڈھلتا ہے دن — ہوائی کہان اور کہان پھر یہ سن
زمانہ خزان کا گیا ساقیا — چمن مین ہنسے سارے گل کھلکھلا
ہم بلبل وگل مین ہے ارتباط — بسے ہوے گل سے یہ کہنہ رباط
سیہ رنگ سوسن کی ہے یہ بہار — کہ جیسے سواد شب زلف یار
بھرے یون ہین شبنم سے گل کے ایاغ — کہ جیسے چڑھائے ہین گھی کے چراغ
بہار آئی گلشن مین کہان ہے — شہ گل کی دعوت کا سامان ہے

صبا تہنیت لاتی ہے بار بار / شہ گل کے آنے کا ہے انتظار
یہ ہے گلشن دہر میں انتظام / کہ ہیں سرو استادہ مثل غلام
پہ تاکید گلشن میں ہر سمت ہے / پریشانی ظاہر کرے سنبل
نگہبانی گلشن میں نرگس کرے / گل اشرفی کا خزانہ کھلے
لیے ہاتھ میں ساغر لالہ فام / بنے لالہ ساقی گری میں غلام
چمن میں ہے اس طرح سبزہ اگا / کہ فرش زمرد ہے گویا بچھا
ہمہ تان گلشن کریں اہتمام / سمن گسترن ہوں کنیزیں تمام
ہوا پھر جوان موسم روزگار / چمن میں ہوئی آ کے مہمان بہار
قبا ارغوانی کیے زیب بر / شگوفہ کا سر پر رکھے تاج زر
شہ گل بصد جاہ خندہ زنان / ہوا تخت گلشن پہ جلوہ کنان
لگے ناچنے مل کے طاؤس سب / ہوئیں بلبلیں نغمہ خوان طرب
یہ کہنے لگے ہاتھ اٹھا کر چنار / بہ فیض ہوا اور بہ فضل بہار
خدایا شہ گل ہے خندہ زن / رہے زیر فرمان تخت چمن
مجھے بھی تو اے ساقی نوش لقا / شراب مصفا کا ساغر پلا
لگا کشتی سے کو دعوت میں آج / کہ مہمان ترا زندہ ہو خوش مزاج
مگر جام سے ایسا دے ساقیا / کہ جمشید ہوں اپنے میں وقت کا
خط جام بھی ہو خط جام جم / عیان جس سے نیرنگ ہو دمبدم
پلا ایسے ساغر مجھے سربسر / کہ سیر ہفت کوکب کی آئے نظر
کریں جام سے دل میں پیدا ترنگ / کہ ہے دیکھنا قلعہ ہفت رنگ
بیا جاہ از خویش مستی گزار / کیے قصہ نغز نادر نگار
ز نقاش استاد فرخ رقم / چنین می نگارد دبیر قلم

مہمانان کاشانہ عشرت و ذلہ ربایان خوان پہ الوان مسرت و چاشنی یابان کلام نمکین و ذائقہ گیران طعام معنا میں میزبان خانہ نمکین بیان سے مہمانسرائے خیال کو نعمتخانہ صفحہ حال پر اس طرح بٹھاتے ہیں اور شیرین زبانی سے خامۂ قرطاس میں دعوت معنا میں یون فرماتے ہیں کہ جب مسافران جادۂ عجائبات بصد فرحت و سرور یعنی عمرو و مخمور غار سے نکل کر روانہ ہوئے آب نوشیتے اور رجاسے نوملاحظہ کرتے جنگل بیابان کند ست میدان ہو کے مکان طے کرتے ایک صحرائے پر فضا کے قریب پہونچے عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ کوکب کا باغ سیب کتنی دور ہے

مخمور نے جواب دیا کہ خدا اس مرحلے سے بچائے تو آپ پہنچے ہیں اس منزل سے گزر کر آگے جائے سرد ہی
پکلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشہ کو نمونہ بہشت بریں پایا
دوب سفید رنگ کوسوں تک بچھی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گویا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز
نہریں لطافت بیز اگر دشت کی سرسبزی خضر کو نظر آئے اس جگہ کے شوق سکونت پہ زہر کھائے
اگر زہرے پانی کی صفائی سکندر دیکھے آب غیرت میں ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورتگری
مصور بہار سے نگارخانۂ صحرا میں تصاویر بوقلمون گلہائے خوشرنگ کھینچی تھی گلزار ارژنگ چین
کو رشک سے شرمندہ بناتی تھیں گل بوٹے زمین سے اس طرح اُگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین
گلدار کشمیری کوسوں تک بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانہ زرنگاری بنا تھا بجلی کا چمکنا جھالر کا مقیش
مروارید کا ہلنا معلوم دیتا تھا درختوں کی بیلیں زلف سبز رنگان دہر کو شرماتی تھیں کلیاں پھولوں کی
وہاں معشوقان چمن و جنگل کو دہن دریدہ بناتی تھیں ساوتی پھولی تھی کلغا لگا تھا بہار لالہ و گل نے
دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا آتش گل کا دھواں بلند تھا سقف گردون میں کاجل پار کر چشم
رقاصۂ فلک کو لگانا نہایت پسند تھا ہر سمت کوہسار سے آبشار ہوتا جدول انہار کے کنارے
سبزے کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا وہاں کے خوشوں کو فلک مینا فام سنبلہ کی چوٹی سمجھکر سر پر
چڑھانے کو سر جھکاتا تھا باد دامن پھیلا کر زیور زہرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا بموجب نظم

لہلہانا سبزۂ نوخیز کا — اور چلنا بادِ عطر آمیز کا
ہر طرف بادِ صبا کا گھومنا — اور وہ سروِ سہی کا جھومنا
جلوۂ مستانۂ موجِ نسیم — ابر سے برسات تھا در یتیم
گو ہوا میں جلوۂ مستانہ تھا — ابر میں انداز معشوقانہ تھا
شوخی ابر بہاری کیا کہوں — فرش گل پر وہ رفتاری کیا کہوں
ہر طرف سے تھا عیاں جوش بہار — ہر شجر پہ گل ہر اک پہ برگ و بار

مخمور نے عمرو سے کہا یہ صحرائے پرفضا لائق دید ہے مگر ٹھہرنا یہاں عقل سے بعید ہے کیونکہ یہ سرحد
طلسم کا صحرا ہے اور فیل سر جادو نام ایک ساحر یہاں رہتا ہے اس جنگل کے آگے ایک عین ڈانڈے
پر میری مادر گرامی قدر اسرار جادو نام رہتی ہے اسکے مکان کے بعد میر علمداری کوکب کی ہے ماں
میری مجھ سے بہت خفا ہے افراسیاب ایسا اسکو معتبر اور خیرخواہ جانتا ہے کہ سرحد پر اسی کو مقرر کیا
جبتک مادر میری راہ نہ بتائے گی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم میں جانا کبھی نہ ہوگا کوئی تدبیر سوچیے
اور میری مادر کو راضی کیجیے یہ باتیں کرتے چلے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے
پکار کر کہا کہ ارے او نکالۂ تقویم بریدہ تو نے بڑا ستم ڈھایا جو اس دزد مکار گنہگار شاہ جادوان کو

یہان تک پہونچا یا اب بموجب بیت اے دل کہ با کوے ہلاکت نہادہ ٭ باور مکن کہ سر بسلامت بردن بری ٭ میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی عمرو نے جو یہ للکار نا سامع کرکر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم کے لٹکائے دو دانت بھونڈے سے لمبے ہوتے منھ کے باہر سے جوڑی فولادی چڑھی مثل دندان فیل بہت بڑے تھے فیل فلک سامنے سے اسکے گریزان تھا اسد چرخ اسکی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشہ افلاک مین پنہان تھا کہ بمقتضاے ابیات

سرش چون سر پیل و مویش دراز ٭ دہان پر ز دندان ہا چون گراز
دو چشمش سفید و لباسش سیاہ ٭ تنش را فشالیست کردن نگاہ
ہمہ کارہاے شگرف آورد ٭ بخشم آورد باد و برف آورد

عمرو نے اسکو آتے دیکھکر چاہا کہ بھاگے گلیم اوڑھ لے لیکن ہاتھون پھول گئے کھڑا رہ گیا اس نے سحر سے عجیب حرکت کردیا مخمور نے بچا لائی ایک گیند سحر کا نکال کر مارا فیل سر نے جادو پڑھ کر دستک دی کہ گیند الٹا پھر کر اسی کے لگا مخمور بیہوش ہوکر گر پڑی اس نے آکر بزور سحر دونون کو پکڑ لیا اور مخمور کو ہوشیار کرکے کہا کہ کیون اے شوخ چشم شہنشاہ نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمرو کی شریک ہوگئی مخمور نے جواب دیا کہ کیسا عمرو تو کیا بکتا ہی مین فرط محبت سے اپنی مان پاس آئی ہون اور اسی کو تلاش کررہی تھی کہ تو نے گرفتار کرلیا دیکھ تو موے میری مان کیا ترا حال کرتی ہی تو نے مجکو بے وارثا سمجھا ہی فیل سر یہ سنکر ہنسا اور کہا ادھوکری مجکو دم دیتی ہی ارے تیرا حلیہ سرکار سے جاری ہی نا ہم مخالفان صحرا اور مالکان دربند کو پہونچ چکے ہین کہ مخمور لیے ہوے عمرو کو طلسم نور افشان کی طرف جاتی ہی جو کوئی اس کو پاے گرفتار کرکے لائے سرکار سے انعام ملیگا لہذا تو اب نہ بچے گی مین تیرا سر کاٹ کرکے جاؤنگا مخمور نے کہا اگر تو جانتا ہی کہ مین مسلمان ہون تو الحمد للہ بیشک نور ایمان رکھتی ہون تجھ سے جو کچھ ہوسکے کوتاہی نہ کر خدا اے بزرگ ہے فیل سر اس کلام سے اور بھی زیادہ خفا ہوا اور دونون کو گھسیٹتا ہوا لے کر چلا یہ دونون بلبلا کر رجوع قلب سے درگاہ حق سبحانہ تعالے مین فریاد کرنے لگے

نظم

اے تسلی دہ دل پر درد ٭ اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد
معرفت تیری کس طرح ہو بیان ٭ عقل کل تک ہے اس جگہ حیران
تو جو چاہے محال ہو ممکن ٭ دن تو ہو رات اور رات ہو دن
شجر شمع نخل باغ بنے ٭ ہر شجر لعل شب چراغ بنے
جوے تصویر سے روان ہو آب ٭ کرم شب تاب ہو در شب تاب
اس بلا سے ملے نجات ہمین ٭ کیون نہ کافی ہو [illegible] ذات ہمین

مجھے دور وہ ساحران کو کشان کشان لے گیا تھا کہ دعا انکی درگاہ رب العزت میں مقبول ہوئی یعنی مادر
مخمور جو اسجگہ سے آگے رہتی ہی ایسی ساحرہ بے بدل ہی کہ سرحدی فساد کو کبھی کبھی ہوتا ہے اسکا
فیصل کرنا شاہ جادوان کی طرف اسی کے محول ہی علم کہانت میں یکتاے روزگار ہی سحر میں جمشید
کی یادگار ہی وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلان وقت عمرو کو یہان لائے گی اور طلسم سے باہر
جانا چاہے گی لیس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کرلاؤن اور سمجھا کر کے عمرو
سے اسکو چھڑاؤن شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کراؤن فی الجملہ تلاش کنان ادھر آنکلی کہ
فیل سران دونون کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اس نے دختر کو بحال خراب اسیر و دستگیر دیکھ کر
رو دیا محبت مادری نے دل میں جوش مارا برابر اس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی کہ اس نالائق کو
کہان لے جائیگا یہ دختر میری ہی اسکو مجھے دے کیونکہ اس بدنامی کو میں ہی سمیٹ سکتی ہون اور
دوسرے کو اس کے قابل نہیں جانتی اس ساحر نے کہا اے ملکہ مجکو نامزد شاہ جادوان آیا ہے
اس کے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیداً تحریر فرمایا ہی میں سر ان کے کاٹ کر لے جاؤن گا تمہین نہ دونگا
کہ تم اس کی مادر ہو قتل نہ کروگی مفت میں بدنامی ہوگی اسرار نے بغضب کہا کچھ شامت آئی ہی
مجھپر بھی حکومت کرتا ہی موے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے
اور میرے کہنے کو نہ مانے ارے جنگلی ریچھ تجکو ہماری اطاعت کا شہنشاہ نے حکم دیا ہی یا خودمختار کیا ہے
فیل سر نے کہا خیر خواہی کے وقت ادنی اور اعلی سب یکسان ہین جو کام جس سے بن پڑے وہی
عالیشان ہی اسرار نے ہنسکر کہا کہ خوب بمصداق فرد این ندانست کہ قدر ہمہ یکسان نبود + زاغ
را مرتبہ مرغ خوش الحان نبود + تیری قضا آئی ہی یہ کہکر جھوٹے پر سحر کے ہاتھ ڈالا فیل سر خرطوم کا
گھونسا بناکر حملہ آور ہوا وہ فوراً زمین میں سماگئی فیل سر نے اسی جگہ جہان یہ سماگئی تھی ایک ٹکر ماری
زمین سے ہزارہا شرار سے پیدا ہوے چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اس کی پشت پر زمین سے
نکلی اور گولا ایک سحر کا اس زور سے مارا کہ اس کے سر پر پڑا تو ٹکر پار نکلگیا اور پچھاڑ کھا کر
زمین پر گرا ہزارون شعلے سر سے نکلے صحرا میں آگ لگی وہ کافر سرد ہوگیا شور و تاریکی ہوئی صدا
آئی کہ مارا فیل سر جادوگر کو بعد اس ہنگامے کے لاش اسکی بیرا اٹھا کر سمت شاہ طلسم لے گئے مخمور
عمرو و چھوٹے مخمور چھوٹتے ہی مان کے قدم پر گری عمرو بھی ہاتھ پھیلا کر ملنے بڑھا اسرار کو چین پڑا
بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور عمرو سے ہاتھ ملایا رونے لگی اور گویا ہوئی کہ بٹیا اچھا نہ کیا جو شہنشاہ
ایسے مالک کو چھوڑا اس نے تجکو ملک و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا
معلوم ہوتا ہی مخمور نے کہا کہ ای جان کے سر کی قسم مجکو بھڑوے افراسیاب نے چھنالا لگایا اور ایسا مارا
کہ سارا جسم میرا افگار ہوگیا تھا اب تک درد ہوتا ہی میری خالہ جان آپکی بہن ملکہ نسترن مجکو لے کر

بھاگین اور لشکر عمرو مین لے آئین نہین تو سوا جان سے مار ڈالتا پھر اس صورت مین میری کیا خطا ہی سچ
تو یہ ہی کہ عمرو نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سن چکی ہون اچھا
بیٹی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تونے کیا وہ اچھا کیا یہ کہکر عمرو سے بطور بزرگانہ سفارش
نسبت مخمور کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہی اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہین جانتی
کمبخت ابھی مین اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہون چودھوین تو برس مین ہی تابت سحر پڑھنا بھی
نہین آتا ایک بار میرے یہان آ کر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھکر روٹی رو کر مانگتی تھی آپ اسکو
اپنی کنیز سمجھکر حفاظت مین رکھیے گا اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر ادھر پاؤن نہ پڑنے
دیجیے گا مین بموجب بیت ہی سوال دل سے بھی دختر عزیز + آپ اسکو جانیے اپنی کنیز عمرو
نے کہا اے ملکہ یہ ہماری دختر کے برابر ہی بجاے فرزند کے اسکو مین جانتا ہون تمھارے کہنے تک کیا
ہی جو مجھ سے اس کی خدمت ہوگی بجا لاؤنگا اور ہر حال مین اس کا شریک رہونگا اسرار نے کہا کہ
مین آپ کو اپنی جاے سکونت پر لے چلتی اور دعوت کرتی مگر موقع نہین ہی کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت
شاہ طلسم مین جائے گی وہان سے بازپرس ہوگی اب مین بھی کہین چھپ رہونگی اور انشاءاللہ آپ کے
لشکر مین موقع پاکر پہونچ جاؤنگی یہ کہہ کر ایک درۂ کوہ مین دونون کو لائی اس پہاڑ کی خوبی پر روح
فرہاد نثار تھی بلندی اس کی سرتاج کوہسار تھی شیرین کوہ بیستون کو رو دیوے اس کے پشتۂ خاک جانے
اس کی بہار و فضا کے سامنے لیلے دشت نجد کو جاے ہولناک سمجھے کہ بیت ایکے کوہ بود سر اندر سحاب
سپہر لیست گفتی نہ خارا پر آب + درہ کوہ مین ایک دریا جاری تھا پانی اسکا سات دھارین سبز و سرخ
و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا مخمور نے کہا خواجہ دریاے ہفت رنگ یہی ہی کہ تمام طلسم سے گرد
بہا ہے اسکے پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان لوحدار جادو کا پڑیگا اگر اس سمت کو یہ دریا
آگے بڑھکر بہا ہی وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہی اور اسجگہ جو ہم آئے مین تو اس لیے کہ پار دریا کے
علمداری کوکب کی ہی وہ ہم کو بلائے گا اگر خدانخواستہ اس نے ہمکو طلب نہ کیا تو بیابان ریگ
وغیرہ طے کرکے لوحدار کی سرحد سے گزر کر پھر دریا ہی ملے گا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہوگا یہ جگہ بہت
نزدیک کی ہی اور آسان گذار ہی اور سمت سے گزرنا بہت دشوار ہی اور اس گھاٹ کو بھی ہم ہرگز
نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہوتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر
پڑھا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور آپ سے آپ کنارے آکر
لگ گئی اسرار مع مخمور و عمرو کے سوار ہوئی کشتی روانہ ہوئی اسوقت ساتون رنگ کا پانی
دھارین ہوکر بہتا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر تھا کہ آب قباے ہفت رنگ متلون زیب بر کیے
ہی یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بحر مین رنگ تیار کر رکھے ہین مچھلیان سرخ رنگ

ہین اور سبز رنگ مین سرخ و سفید مین مدور زرد مین سیاہ ہر رنگ مین مختلف اللون شناور تھیں ان
سے عجائب و غرائب بہارین ظاہر تھیں دریا کے ہر طرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ تھی
اور اس طرف جدھر سے سوار ہوے ہین زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو مین نہ ملتی تو آپ کو
یہ گھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہے کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے مین ہین اور
ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے بس جہان جہان اتارے کی جگہ ہے وہان ایک ایک سردار ادھر
افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہے اور دریا کے اندر جو ساحر ہین اس مقام پر کے سردار اسکی اطاعت
مین ہین اس کے حکم سے راستہ کردیتے ہین لہذا یہان کی مین مالک ہون مگر جھکر کشتی اس جگہ کے
ساحرون سے مانگ کر آپ کو نصف دریا تک پہونچاتی ہون پھر آگے کوکب کے سردار کو اختیار ہے یہی
باتین کرتے ہوے بیچ دریا مین جب پہونچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان مین جو رنگ
ہے اسمین خط باریک سا نظر آتا ہے گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور ساڑھے ہی ادھر ہین بس اس
خط کے پاس جاکر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے مگر پیزاد
ماہی اس کشتی کے قریب آئیے تو ایک بات راز کی ہے وہ عرض کردون مچھلی قریب کشتی کے آئی اس نے
جھک کر کہا کہ عمرو عیار تمھارے بادشاہ کی طرف سے لڑتا ہے اور چونکہ میری شاہ طلسم ہوشربا نہین
کرسکتا اس وجہ سے مدد مانگنے تمھارے بادشاہ کے پاس جاتا ہے مگر اپنے مطیع ساحرون کو فقرہ دیکر
اپنے مقام سے تمھاری سرحد تک لائی ہون اگر کہو تو اس پار اتار دون ورنہ تم آپ لیکر لے جاؤ
ٹھہرنا اچھا نہین وہ مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچی پھر کہا اچھا لے جاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ
دوسری کون ہے اس نے بتلایا کہ میری دختر مخمور ہے یہ میری کرگ خواجہ کو لائی ہے اسی کے باعث
مین نے بھی تم تک عمرو کو پہونچایا ورنہ میرا بادشاہ اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کررہا ہے مچھلی
یہ کل کو الف سنکر غوطہ مار گئی کشتی آگے بڑھی یہانتک کہ اس کنارے پر جاکر ٹھہری اسرار نے کہا
خواجہ یہ زمین سرخ کوکب کے عمل مین ہے اب جائیے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیرخواہی
کا بھی حال کہہ دیجیے گا اور تسلیم کہدیجیے گا عمرو و مخمور اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار
ناؤ لیکر پھری دم بھر مین اپنی سرحد پر پہونچکر غائب ہوگئی عمرو جب اس پار پہونچا کہا ہوا بیت
صد الحمد ٹھکانے لگی محنت میری مٹ ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری ہ مخمور ہاتھ پکڑ کر خواجہ
کا آگے بڑھی دونون سیر کرتے ہوے چلے کچھ دور گئے تھے کہ ایک سیب کے درختون کا باغ
نظر آیا کہ شجر پر از اثمار کوسون تک لگے جو خزان و آسیب باغبان سے پری ہرے بھرے
مراد مند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوے کھڑے تھے مرغان خوش الحان درختون پر نغمہ سرائی کرتے تھے
ہزارون غزالان دشت چوکڑیان بھرتے تھے آب صاف کی نہرین ہر سمت جاری صحرا مین تک لگی

پھولون کی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالان دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پشت بتاتے سیب کے سامنے سیب ذقنان عالم پستان شرم سے چھپاتے کہ نظم

بدیدان دل افروز باغ بہشت ــ چمنہا سے او چون چراغ بہشت
ہر گوشۂ چشمۂ گلستان ــ زمین سنبل و شاخ و بلبل ستان

عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے اس نے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے اسکے
آگے بیابان انارستان ہے انارون کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبون مین بھی یہی جادوگری ہے
ہم تم یہان آئے ہین تو کل یہان کے خدمت بادشاہ مین گئے ہون گے اور خبر ہماری عرض کرین گے
جیسا حکم ہوگا وہ حکم ظہور مین آئے گا اسی کا ذکر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہوا سرد کا آیا اور ہر درخت
مثل صوفیان باصفا یا برنگ نوجوان سرشار نشۂ شراب کے جھومنے لگا ہزار ہا سیب ٹوٹ کر زمین
پر گرا اور انمین سے کچھ طائر نکلے اڑکر ایک سمت کو چلے عمرو و مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے
آگے بڑھے یہ تو اس صحرا مین سیر دیکھ رہے ہین لیکن حال کوکب کا سنیے کہ قلعۂ طلسم مین تخت شاہی
پر جلوہ گر ہے حکیم ندیم شیران سلطنت وزیران ابہت کا مجمع ہے ہر ایک سردار حاضر ہے اپنے اپنے
عہدہ پر ہر ایک ساحر ہے وہ وہ جادوگر جمشید کا استاد اور سامری کا استاد بیٹھا ہے جو ایک چشم زدن
مین قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے دربار معمور ہے رعب و داب کا یہ دستور ہے کہ نظم

ہمہ جا بیار استہ گاہ شاہ ــ نہادہ بسر بر زگوہر کلاہ
پکے جام یاقوت بر مے بچنگ ــ دل و گوش دادہ بآوائے چنگ
ہمہ بزم گہ بر ز رنگ و نگار ــ کمر بستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلوانان خسرو پرست ــ ہمہ بادۂ خسروانی بدست
مے اندر قدح چون عقیق یمن ــ بہ پیش اندرون دستۂ نسترن
پریچہرگان پیش خسرو بپائے ــ سر زلف شان بر سمن مشکسائے
غلامان رومی و چینی ہزار ــ ہمہ پاک با طوق و با گوشوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر ــ بہ نزدیک شاہنشہ نامور

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار مین آکر حاضر ہوے اور انسان بنکر بصد ادب دعا
بادشاہ کو دے کر زمین ادب کا بوسہ دے کر صفت شاہی کرنے لگے کہ نظم

ترا باد جاوید تخت و کلاہ ــ کہ شایستہ تاجے و زیبای گاہ
دل ما یکا یک بفرمان تست ــ ہمان جان ما زیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پائے تو باد ــ ہمان تخت پیروزہ جائے تو باد

عمرو و مخمور داخل باغ سیب ہوئے انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے فرمایا کہ مجکو ان کے آنے کی خبر
اہل دربار سے معلوم ہو چکی تم مین سے ان کو کوئی نہ روکے ہم جیسا مناسب سمجھین گے آکر حکم دینگے
طائر اڑکر چلے گئے اور بادشاہ نے مشیرون سے فرمایا کہ عمرو عیار کے بارے مین تمھاری کیا صلاح ہے
مشیرون نے عرض کیا کہ جو رائے اقدس و اعلیٰ مین گذرے وہی اولے ہے بادشاہ نے ہنسکر کہا
کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہین کہ عمرو عیار آئیگا اور اس کی وجہ سے طلسم ہوشربا کا حاکم ہمارے
ہاتھ سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے یہی اس سے اور ہم سے چلی آتی ہے اب یہی وقت کینہ نکلنے کا ہے
مشیرون نے عرض کیا کہ بیت عقل شہ ہے خرمن بے انتہا + خوشہ چین اسکی ہے سب خلق خدا +
لیکن ہم جانتے ہین کہ آپ کاہنون کے نوشتے کو منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجیے فرمایا کہ
اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کو جو نجوم علم مین اپنے وقت کا جاماسب ہے
حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زائچہ اور کنڈلی جو تم نے ہماری تیار کی ہے وہ لاؤ اور اسکے
حکم سناؤ کاہن نے زائچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تمھین
باآواز بلند پڑھو اس نے پڑھا اول تو حساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ دورہ سبع سیارہ
لکھا تھا اور انکی نظرات تثلیث و تسدیس و تربیع و مقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا بعد ازان آنا
عمرو کا اور شراکت کرنے سے اسکے بہتری پاتا اہل طلسم نور افشان کا مسطور تھا چنانچہ جملہ حال
اہل دربار سنکر شاد ہوئے اور کوکب نے کاہن جادو کو خلعت دے کر رخصت کیا اور چاہتا
تھا کہ عمرو کے بلانے کو کسی کو بھیجے اسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہ ہے عرض پیرا
ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ گردون بارگاہ بموجب بیت یون ہوا گویا رفیق خوش خصال +
عرض کے قابل ہے اک میرا سوال + بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہو عرض کر اس نے التماس کیا کہ
میرے ذہن مین یہ بات نہین سماتی ہے کہ عمرو کا ایک خدا ہے اور مسلمان خود ہی کہتے ہین کہ خدا
واحد و لاشریک ہے پس جب اس خدا کا کوئی شریک ہوا تو مثل مشہور ہے کہ اکیلا ہنستا بھلا نہ روتا
تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کر سکے گا اے شہنشاہ ہمارے پورے دو سو خدا ہین
وہ سب ملکر تقدیر زبردست کرینگے مگر عمرو کا خدا اکیلا ہے پورے دو سو سے مغلوب ہو جائے گا
اور اکیلا خدا کا ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہے کبھی کسی نے اسکو دیکھا نہین عمرو اس کے
پاس جا کر عرض نہین کر سکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت کرنا اور اپنے دین و آئین مین فرق
لانا خلاف عقل ناقص ہے اس احقر کے اور کوئی عاقل اس بات کو پسند کرے گا کب شہنشاہ
افراسیاب جادو ایسے ساحر سے ایک ساربان زادے کی شراکت کرے گا کس سے لیے کہ
افراسیاب سے ہمیشہ مالکان طلسم نور افشان مغلوب رہے ہین اور منجملہ طلسم ہوشربا یہ طلسم بھی

ایسکا ہو ایک ملک سرکار کی یہ شوکت البتہ ہو کہ آپ برابر والے افراسیاب کے کہلاتے ہین ورنہ براہ انصاف آپ ہی غور فرمائیے کہ کوئی ہو مقابل اسکے جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ و طلسم سوسن سب قبضۂ افراسیاب مین ہین آج اس بادشاہ عالی بارگاہ کا یہ رتبہ و مرتبہ ہو کہ بموجب ابیات

بندگانش تاجدار اند و زر و کوی او — ہر قدم تلخ سر افتادہ بر خاک رہے
تاب ظلم او ندارم الله الله چون کنم — من گدائے بیکسی او بادشاہ کشورے

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پر شوکت و جاہ وقت جنگ میدان مین آئے تو کل طلسمات کے بادشاہ اپنی اپنی فوج سے اسکے ساتھ ہو نگے اور اسکے عدو پر حملہ کرین گے پھر وہ آتش فساد کسی آب تدبیر سے منطفی نہ ہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی پشتۂ فطرت سے نہ رک سکے گی اس صورت مین مناسب نہین کہ بادشاہ اسکندر منش افراسیاب کے دشمن عمرو کو اپنے طلسم مین جگہ دین بلکہ لازم ہو کہ عمرو کو باندھکر خدمت شاہ جادوان مین روانہ فرمائین کہ ممنون ہو کر نئے سر سے دبستان الفت مین دیوان محبت کا سبق پڑھے اور میدان تعشق مین گوے مودت کھیلے اور علاوہ اسکے اسے بادشاہ افراسیاب مالک ہفت بلا ہو اگر ایک حجرہ کھول دیگا تو اس مین سے جو آفت نکلے گی اسکو کوئی نہ روک سکے گا اب اس کمترین نے از راہ ترقی خواہی اور دولت سگالی جو کچھ لائق حال خداوندگار وارا دربان تھا گذارش کیا میری گستاخی اپنی رحمدلی سے معاف کرکے اس عرض پر غور کیجیے کوکب نے اسکے التماس کو سنکر ایک خندۂ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک و مال ہونا اسکا جیسا کہ بیان کیا راست و درست ہو لیکن جب تقدیر برگشتہ ہو جاتی ہو پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہو کیا تو نے نہین سُنا ہے کہ بمقتضاے ابیات

فلک گو دیر مہر و زود کین ست — درین محنت سرا کارے این ست
یکے را بر کشد چون خور بر افلاک — یکے را افگند چون سایہ بر خاک
خوشا آن دانا ہر کارے دیا ئے — کہ از کارش بگیرد اعتبارے

اور طلسم ہوشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہو گر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کرے گا اسوقت اسکی زبردستی کچھ نہ چلے گی اور خدا عمرو کا ہر چند کہ اکیلا ہو گر سب سے زبردست ہو کہ اُس نے عمرو ایسے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہو جس سے خداوند زمرد شاہ لقا بھی عاجز ہین اور لو نے دو سو خداوندی کی تقدیرین رد یدے یک تدبیر عمرو باطل ہین دیکھو اس طلسم ہوشربا مین آکر اسنے ہزارہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا افراسیاب کے ممالک خالی کر دیئے اور منازل طلسم طے کرکے میرے طلسم مین آگیا لو نے دو سو خداوٗن نے اسکا کچھ نہ بنالیا یہ کہکر کوکب نے دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ میری جانب سے میری دختر ملکہ ترّان شمشیر زن کو نامہ لکھا جائے مضمون یہ ہو

کہ اے فرزند شہنشاہ عیاران عمرو عیار تشریف لائے ہین تم اپنے وزیر کو پیر استقبال بھیجو اور قلعۂ
ہفت رنگ مین جو تخت گاہ طلسم ہے بلاکر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت و سلطنت تحسین کرتی
ہو یہ کام بھی تمھارے حوالے ہے اس تقریر کو جو نامہ لکھتے مین اسوقت بادشاہ زبان پر لایا ماہ جادو
نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا خورشید نے چپکے سے کہا کہ
اے برادر کیا ہنستے ہو جمشید خیر کرین بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہو گیا دین مین فرق آگیا اب وہ
لچھ ترک مسلمان عمرو یہان آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم مین ہوگی ہمارے خداوند راشد الشیاطین
اور زردشت و سامری وغیرہ ناراض ہوکر چلے جائین گے ہم دربدر مارے مارے پھرینگے طلسم سے
برکت جاتی رہے گی بربادی اور تباہی آئیگی خورشید نے اس طرح سے یہ سب باتین کہین کہ ماہ رونے
لگا اور جسارت کر کے دست بستہ سامنے شاہ کے جاکر عرض رسا ہوا کہ شاہ عالیجاہ میرا عرض کرنا
پذیرا فرمائیے اور اپنے خداؤن کو ایسے لچھ کو بلاکر ناراض نہ کیجیے کوکب نے جواب دیا کہ عمرو کو تو ُبرا کہتا ہے
آج اسکی شوکت دیکھیے گا اور اس کے ہنر ہائے شایستہ کو غور کرے گا ماہ نے التماس کیا کہ اسکی
شوکت ہی کیا اگر مجھکو حکم دیجیے تو ابھی مار ڈالون کوکب نے یہ بات سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا
تم جس کی تعریف کرتے ہو اسکی افراسیاب نے تو کچھ علاج اس کا کر نہ جانا تم جاتے ہی مار ڈالوگے اچھا
جاؤ ہم نے اجازت دی سر کاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سر لے کر پھر آیا کوکب نے کہا
تم ساحر بیہودہ غیر ساحر مزاج یہ ہے کہ ہوشیار کر کے اسکو قتل کرنا اس نے جواب دیا کہ اس کے ساتھ مخمور
ساحرہ ہے وہ لڑے گی مگر کی لڑکی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائے گی ہان خوف یہ ہے کہ اس لڑائی مین
عمرو بھاگ جائے گا کوکب نے کہا ہم مخمور کو اس کے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہین تم بیابان زرین
مین ہمارے طلسم کے جاؤ وہان وہ تم کو اکیلا ملے گا اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہوگا ماہ نے کہا بہتر ہے مین اب
نعرہ کر کے اسکو اسیر کرونگا یہ کہکر سمت بیابان زرین روانہ ہوا مگر عمرو و مخمور جو باتین کرتے چلے آتے
تھے یکایک اس بیابان سے نکلا ایک جھیل کے قریب پہونچے آب صاف شفاف سے وہ بھری تھی کنارے
اس کے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزارہا درخت سرکشیدہ و بلند سونے و چاندی کا لگا تھا صناعان
چابک دست نے بہشت کا چہ باتار اتھا تنے درختان ارجمند کے گنگا جمنی طلائی و نقرئی بنے تھے
پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آئے تھے شاہد بہار زیور مرصع کا پہنے تھے سونے مین زردا اور موتیون
مین سفید بنی تھی کہ بمقتضائے ابیات

چنار حش را ادم بردامن سرو　　　حمائل دستها در گردن سرو
نشستہ گل ز غنچہ در عماری　　　بفرق نار دن را چتر داری
چمن نارنج را این صحن میدان　　　بکف نارنج و شاخش گوی چوگان

دران میدان کہ خالی بود آفت ۔ ربودہ از ہمہ گوئے لطافت
بسان رائگان بستان انجیر ۔ پئے طفلان باغ از شیرہ و شہد
بہر مرغ کے انجیر خوردہ ۔ دہان بردہ چو طفل شیر خوارہ

اس صحرائے بہار آگین دلنزہت قرین کے بیچ میں ایک چبوترہ طلائے احمر کا ہشت پہل تعمیر تھا دیکھی
بیٹھنے کی جائے جوان و پیر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گستردہ ہے عمرو کو وہ تختۂ خاک اور
چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جان کر مع مخمور کے
قریب چبوترہ پہونچا وہاں پہونچتے ہی ایک صدا تڑاقے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اکھڑ کر اونچا ہو گیا
مخمور سحر بھولی اور خواجہ بھاند نہ سکے جب بلندی پر پہونچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹا آدھا ادھر اور
آدھا ادھر ایک پر مخمور دوسرے پر عمرو الگ الگ روانہ ہو گئے اور ٹکڑے چبوترہ سے دونوں
دونوں کو دو طرف لے چلے دونوں کی خاطر میں فراق یکدیگر بہت شاق ہوا مگر چارہ کچھ نہ تھا ناچار
تن بہ رضینا بالقضا دے کر چلے پہلے عمرو کا حال سنیے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ نگاہ مخمور سے
ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لمحہ بھر میں سن سے ایک مقام پر اگر زمین پر پہونچا عمرو نے دیکھا کہ
یہ صحرا بالکل زرین ہے اسکی سونے کی زمین ہے اس پر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہیں اور لعل و
گوہر سے سب پھلے پھولے ہیں عروس دہر کو مشاطۂ قدرت سر سے پاتک گہنے میں لادے تھی یا زمین سے
دولت قارون کی اگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو شرماتی تھی چشم پیر فلک کو خیرہ بناتی تھی گل سرخ
جو تیون کے بیچ میں کھلا تھا گوش شاہد بہار کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردین کے بیچ میں گلہائے
احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر مینا کر دیا تھا رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سورج مکھی چہرۂ
حور سے روشن زیادہ تر لالہ و جام نگارین جواہرین خمخانۂ بہار نخل ہر ایک نخل قامت سیم تنان
خورشید رخسار سنبل ترکے رو برو گیسوے حور پریشان بلکہ جوہر آئینۂ سکندر حیران چشم نرگس شہلا
چشم مہر و ماہ پر چشمک زن گل اشرفی کے نزدیک رو برو دینار طلائے مہر بدچلن نسرین دلستان کی
سفیدی کی دیکھ کر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہائے انگور پر عقد ثریا و پروین و پروین کا
دل نثار عجائب غرائب طلسمی بہار ابیات

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار ۔ کہ ہو جیسے گلگونۂ روئے یار
جواہر سے تھا دشت سارا بھرا ۔ نہ گل کا اس جا یہ توڑا نہ تھا
زمین کا وہاں کی یہ تھا احترام ۔ فلک کا ذرا تم سنو انتظام
بنا تھا زمرد کا اک آسمان ۔ ستارے تھے ہر وقت جس میں عیان
کہیں مہر تابان تھا نکلا ہوا ۔ حرارت کا جس میں اثر کچھ نہ تھا

نگر تھا وہ سورج برنگ سحاب ۔ برستے تھے اس مین سے در خوش آب
برس کر جو گرتے زمین پہ گہر ۔ جواہر کے اس جا سے اُگتے شجر
گلو ہی چمک یون تھی پھیلی ہوئی ۔ شفق جیسے گلشن مین ہی پھولتی

عمرو چبوترے سے اُتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہو گیا خواجہ کو اس
عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئینہ حیرت تھی اور ظاہر کوکب کی عظمت تھی بی الجملہ مجبور ایسے
رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہر بغیر واقف کار کے آگے بڑھنا مناسب
نہین بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر و کیفیت مین صحرائے جواہرین کے مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے
نیچے بیٹھا تھا اسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود مین گرا اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہی اور یاقوت کے حرف
اسپر منقوش ہین یہ سمجھکر اس کو اٹھایا کہ دیکھون کیا لکھا ہی جب اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ ای باغبان
گلشن عیاری آپ کے باب مین ماہ جادو نام ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اس طلسم
کے بحث ہوئی ہی اور ماہ جادو آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہی اسی جگہ کہ نام اس کا بیابان زرین ہی
آیا چاہتا ہی ہوشیار ہو جائیے عمرو نے پتے پر پڑھ کی یہ بات دیکھ چکا کہ پتا زنبیل مین رکھون اور
آپ فکر عیاری کرون پتا ہاتھ سے چھوٹ کر اڑا اور پھر درخت مین جا کر لگ گیا عمرو دلمین
حیران تھا کہتا تھا الٰہی کیا اسرار ہی کیا عالیجاہ اس بادشاہ کی سرکار ہی مگر مال اسکا پائی کا مال
ہی کہ ایک پتا سر کے کیا مجال ہی مجھکو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھکر اور کنگال دردنی بن گیا ہوگا
اور یہ کون ایسا میرا دوست یہان ہی جس نے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر ملاقات
مجھ پر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلمت ۔ حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت ۔
خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائیگا لیکن تم ہوشیار رہو یہ تجویز کر کے ایک تاج زمرد نگار زنبیل
سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زردوزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے گلے مین ڈالے
بُت جواہر کے کہنی سے شانے تک باندھے جھولا بادلہ نگار اسباب سحر رکھنے کا گلے مین لٹکایا منقل
آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا ترسول زمین مین گاڑ دیا اس ہیئت سے ساحر معزز صورت بنکر
بیٹھا بعد لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آکر پہونچا اور اول تمام صحرا مین بیک نگاہ دوڑا کر عمرو کو
تلاش کیا کہین نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھا کہ یہ بھی کوئی
عہدے دار سرکاری ہی بس سحر سے دریافت کر کہ عمرو کس جگہ ہی یہ سوچ چکا تھا کہ سحر کرون پھر
خیال آیا کہ پہلے اس ساحر سے چلکر پوچھو اگر یہی بتا دے تو پھر کیا سحر کی ضرورت ہی غرضکہ عمرو
کے پاس آیا اول صاحب سلامت کی پھر یون گویا ہوا کہ بھائی تم کب سے یہان بیٹھے ہو
عمرو نے کہا بڑی دیر سے اور میرا تو یہان سکنہ ہی شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زرین یہ اقر

تمھین ہو ماہ نے کہا کہ بھر تم کو کچھ معلوم ہی کہ عمرو عیار یہان آیا تھا یا نہین عمرو نے منھ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ
کوکب نے اسکو بلا بھی لیا یقین ہی کہ دربار مین پہونچ گیا ہوگا کیا تم اس کے لینے کو آئے تھے ماہ نے کہا کہ نہین
بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہی خدائے نادیدہ کی پرستش کیا چاہتا ہی مین عمرو کو خبردار کر کے قتل کرنے آیا
ہون یہ کہکر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی وہ سب حقیقت بیان کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف
بادشاہ ہوگا وہ کب ہاتھ آئیگا دیکھیے اپنے بچے ہونے کے لیے مجکو تو ادھر روانہ کیا اور عمرو کو بلا لیا اب
ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ کہ بقول حافظ چہ جاے من کہ بلرزد سپہر شعبدہ باز ۔ ازین حیل کہ در انبانۂ
بہانہ تست ۔ اچھا مین جاتا ہون اور دربار ہی مین اسکو مار دون گا یہ کہہ کر پرواز کر کے روانہ ہوا اور چشم زدن
مین اندر دربار کے سامنے شاہ کے آیا یہان عمرو کو نہ پایا حیران ہر سمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا
کہ کہو سر عمرو کا لائے اس نے عرض کیا کہ حضور نے تو مجکو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلا لیا شاہ نے
فرمایا کہ تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہی اس نے کہا کہ میری کیا مجال ہی لیکن محافظ بیابان زرین مجھسے
کہتا تھا کہ شاہ نے اس کو بلا لیا شاہ نے یہ سنکر ہنسکر فرمایا کہ او بیوقوف محافظ کیسا وہی عمرو عیار
ہی ورنہ وہ چاہتا تجکو مار ڈالتا اے ماہ مین یہ کہے دیتا ہون جبتک اسکا آنا خوشی کا آنا ہی ۔ ایک
آفت سی گھر مین اٹھتی ہی ۔ اگر عمرو تجکو مار ڈالے گا تو مین شنوائی نہ کرون گا تو اپنا خون اپنے ہاتھون
سے کرتا ہی عمرو کی اس مین کچھ خطا نہین ماہ یہ تقریر سنکر عمرو کی فطرت پہ حیران ہوا کہ واقعی مین پاس کھڑا
رہا اور اُسے نہ پہچان سکا لیکن دل کڑا کر کے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ مین نے اپنا خون بحل کیا اب
اس ناہنجار کو مار لیتا ہون یہ کہکر الٹے پیر پھرا اور عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا کیون بھئی کیون آئے
اس نے نعرہ کیا کہ باش او دزد مکار تو نے بڑا غضب کیا کہ روبروے بادشاہ مجکو ذلیل کرایا فقرہ
دے کر الٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہون بس اتنی مہلت تجھے دونگا کہ گھڑی بھر مین تو اپنا حربہ
درست کر لے یہ بھی اس لیے کہ بادشاہ سے وعدہ کر چکا ہون کہ عمرو کو ہوشیار کر کے مار دون گا یہ کہکر
کچھ سحر پڑھکر اس جنگل کو سحر بند کر دیا کہ عمرو یہان سے کہین اور بھاگ نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ
ہو گیا اس کا چلا جانا عمرو کو غنیمت ہوا فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر بیہوش کر کے کبن عیاری
لمحہ بھر مین اپنی ایسی صورت بنا کر وہی لباس اسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص مین خداوند
لات اعلے کا بیک ہون بڑی مشکل سے تجکو عمرو کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمرو کی ایسی صورت تیری
بنا دی اب جو کوئی تجھ سے پوچھے کہنا مین عمرو ہون خداوند جو سلطنت کہ عمرو کی ہی وہ تجھ کو دین گے
بشرطیکہ تو اس امتحان مین پورا اترے اگر تو اپنے تئین عمرو نہ ظاہر کرے گا تو خداوند آپ کی
قتل کر ڈالین گے اس قیدی نے رہائی پاکر خوشدل ہو کر کہا جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی مین کرونگا
عمرو اسکو بٹھا کر آپ گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہین اور نہ جا سکا وہین

ٹھہرا رہا بعد لحہ کے ماہ جادو پھر آیا اور نقلی عمرو سے کہا کہ مین تجھکو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار کر چکا اب وعدہ شاہ کوکب پورا ہوگیا اے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سنکر پکارا کہ کیا بکتا ہے منم عمرو اسنے یہ نعرہ سنتے ہی ایک گولا فولادی مارا اس نقلی عمرو کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہوگیا تڑپ کر مرگیا وہ قیدی عمرو نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اسکے مرنے کی کچھ برپا نہ ہوئی ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کوکب اسی عیار کی تعریف کرتا تھا کہ ایسا ہی اس نے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہ ہوسکا کہ بموجب بیت

اک عمر سے ہمین جو قیامت کا خوف تھا + وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا نکل گئی + خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہ ہوئی ورنہ بڑا کشت و خون ہوتا ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اس وجہ سے عمرو کو بے دست و پا کی طرح میرے قابو مین کر دیا ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کرسکے یہ عنایت سامری ہی کہ بیت کیا رام اس بت کو باتون مین جاکر + بتائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی + یہ سوچتا ہوا دریائے فکر مین غوطہ لگاتے وہ ہی قدم آگے چلا تھا کہ بروئے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک پریزاد ہوا سے اتر کر زمین پر آئی معلوم کیا کہ کنیزان کوکب مین سے شاید یہ ہی بس اس نازنین کے قریب گیا دیکھا کہ آفتاب تابان گویا زمین پر اتر آیا ہی اسی کی طلعت پرنور دیکھکر مہتاب نے سینے مین داغ کھایا ہر تار مو مین موتی پروے ہین یا شب تار مین تارے چمکتے ہین کوچہ زلف مین ہزار ہا روشن دل بھٹکتے ہین گیسو اسکے دام الفت تھے گرفتار اس مین اہل محبت تھے کہ بموجب بیت انجمن کو دل کی دام محبت بنا گیا + دھیان انکے گیسوؤن کا بڑا اجلاس بحلقہ روی تابان بسان آفتاب تابان لب لعلین برنگ یاقوت رمانی درخشان کہ فرد لب لعلین ترے لعل یمن سے بہتر + مشکبو زلف ہی تاتار ختن سے بہتر + سیب زنخدان بہ گلزار جنت قربان صراحی گردن سے سرخ کی طرح عرق پان کا نمایان ساعد و بازو دست بمثل عالم شکم و ساق و بازم زم مثل سحاب و سنجاب و قاقم از سر تا پا شعلۂ نور بلکہ شمع طور یان شرر طور بھی اس کے حسن کا فروغ سنکر افسردہ ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک نہین اٹھا کہ بتقاضائے نظم

زہے شراب لب ت مایۂ طربناکی | نموده نرگس مستت ہزار بیباکی
گذر بدامن پاکت نکردہ باد صبا | کجا شگفتہ گلے در چمن بدین پاکی
بیک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی | تبارک اللہ ازین چابکی و چالاکی
نشستہ ام برہت چون غبار دمی زنم | کہ ناگہان بکشی دامن از من خاکی
جواب تلخ شنیدن ز لعل می گوئت | چہ تلخی می تاب آورد فرخناکی

ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بمنت تمام اس گلفام سے کہا **قطعہ**

اے ز بہار تازہ تر تازہ بہار کیستی ۔ وہ چہ نگار طرفہ تر طرفہ نگار کیستی
ہست رخ تو ماہ کوکبے تو شاہ حسن ۔ ماہ کدام کشورے شاہ دیار کیستی
لالہ و سرو این چمن منفعل اند پیش تو ۔ سرو کدام گلشنے لالہ عذار کیستی
خستۂ رنج فرقتم کشتۂ درد حسرتم ۔ من بیان مختتم تو بجفار کیستی

وہ گل پیرہن بجواب ان باتون کے مسکرا کر زبان پر لائی کہ یہ تعریف آپ نے اپنے گھر والیون کی فرمائی بندی تو اس لائق نہین مجھکو شاہ کوکب نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو عمرو دو ماہ سے کیا گذری فی الجملہ مین تم کو سر عمرو کا لیے ہوے دیکھتی ہون معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا بس یہی حال مین جا کر عرض کیے دیتی ہون کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاضر ہوا چاہتے ہین ماہ نے کہا اے حور نژاد ہم بھی دربار شاہ مین جائین گے اور تم بھی وہین چلتی ہو ہم تم ساتھ ہی نہ چلین ایک سے دو بھلے اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ چل بے چپے مردوے ذرا ہوش مین آ جا مین فریب تیرا سمجھتی ہون تیری باتین میرے ناخونون پر ہین کچھ بندی ایسی گدھی نہین لو صاحب یہ موا مردوا سنڈا مین اکیلی دھان پان سی عورت اس کے ساتھ چلون بھلا سن تو اگر راہ مین تجھ پر شیطان چڑھے تو مین نگوڑی کدھر کی نہ رہی تو مجھکو چھیڑ غمزہ کرے نے تیرے منہ کو جھلسا ساتھ چھ دن کا بھوس ماہ ان باتون کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئین سنبھال کر اس پریوش کا ہاتھ پکڑا اور کہا ہم جب جیت پھیری جو نظر تم نے تو سب پھر گئے مجھ سے + کچھ اور ہی یان ہو گئی دنیا ابھی کچھ اور + یان مین بغیر ساتھ لے جائے نہ رہونگا نازنین نے بگڑ کر کہا دیکھون تو کیونکر لے جائیگا نا صاحب مین نہ جاؤن گی جو کوئی سنے گا یہی کہے گا کہ بڑا اتم تمہی تھین جنگل بیابان سنسان مین مردوے کے ساتھ چلی گئین کیا تم نہ جانتی تھین کہ اکیلے مین سب کچھ کرے گا پھر مین لاکھ قسمین کھاؤنگی کسی کو یقین نہ آئیگا سب یہی کہین گے کہ بہانہ بازی کرتی ہے یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو یہ جوان جہان ہو کے مردوے کے ساتھ چلی گئی مین ایسے چلنے کے قربان جس سے آبرو مین فرق آئے بندی ایسی اوماتی نہین تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق مین نہ پڑو ماہ اس کی دوبارہ تقریر سنکر مر ہی گیا اور پکارا اف ر ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا + ٹکڑے ہو کر دامن محشر گیا + یہ کہکر اس رشک قمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا ہم سے قسم لے لو جو ہم تمھین بے طریق ہاتھ لگائین اس غنچہ دہن نے کہا لے بس بس اپنے اڑھائی چاول الگ لگاؤ ہاتھ بے طریق اپنی اماں کے جا کر لگاؤ اور سنو میرے صاحب کسی کی مجال ہے جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے آج تک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری مین ہزارون جگہ اکیلی دو کیلی گئی پر ان جنین جم جسم اُن کی سلامتی مین جاتا ہو بھلا کوئی کہہ تو دے کہ اس شخص کو ہم نے کسی سے

ہنستے دیکھا تھا اور میاں اگر ہمارا ہی جاپ کرنے کو تو کوئی کیا ہے سو تو ج چھائین بھیجین آج تک تو
سامری نے بچایا ہی اس گفتگو مین ماہ نے اپنی طرف کھینچا واضح ہو کہ یہ پریزاد عمرو ہے جو عیاری کرنے
آیا ہے لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اس وقت عمرو بھی گفتگو کو طول دے رہا
ہے کہ مجھکو کہنے کو ہوگا کہ اتنے عرصہ تک مین تجھ سے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا اگر تو پہچان
نہ سکا اگر تو نے مجکو مہلت دی تھی تو مین نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے لیکن تو میری
صورت مصنوعی پر السا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا فی الجملہ ماہ نے اُسکا ہاتھ کھینچا اس نے
اپنا ہاتھ کو ٹا کہ ہے ہے مین نگوڑی کیون آئی تھی میری تو غضب مین جان پڑ گئی جس بات سے سدا
مین ڈرا کی جمشید قسم آخر وہی سامنا ہوا لیکن یہ تجربہ ہے اسے مین ابھی اپنی ملک سے کہکر دھرے تو ازو ادن
کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو دیکھے پھر تو دیکھو مین کیا کرتی ہون اچھا چلو مین ساتھ چلتی ہون دیکھون تو کیا کر لیتا ہے
یہ کہکر ساتھ چلی راہ مین خاسدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ ہی انگوٹھا
دکھا دیا وہ اس کی اداؤن کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ انکار اس کا عین اقرار ہے کہ سے انکھا تا ہے تصور یہ وہ
اور حیرت گرانی ہے + جو محو یار ہو جائے کشاکش درمیان کیون ہو چھیڑ تا چل یہ سوچکر اس نازنین
سے کہا ہمین بھی گلوری دو اس نے کہا سخن ہو اوُ ماہ نے کہا نہ دو ہمارے پاس عطر ہے ہم بھی نہ دین گے اسنے
کہا دیکھین ماہ نے جھولے سے سحر کی شیشی نکال کر دکھائی اور کہا لو ہم تمھاری طرح بخیل نہین اس سیمبرنے
ہنسکر کہا مجھے کیا کرنا ہے میری محرم بسانے کو خواصین عطر کی شیشیان انگیا مین رکھہ دیتی ہین اور نہ
میرے عطردان مین بھی عطر بہت ہے یہ کہکر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ دوسرا ماہ کی آنکھون
پہ رکھدیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹا ہے میری محرم پہ آنکھ نہ ڈالنا یہ کہکر خوب زور سے آنکھین اپنے
ہاتھ سے بند کین اسپر بھی کہتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تئین ننگا دیکھے اس کے دیدے پھوٹ
ہو جائین غرضکہ اس حیلے سے آنکھین بند کرکے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھین کھول دین کہا
لو عطر موجود ہے موئے عطر کی بھی یہ اصل ہے کہ جسپر کوئی اترائے اور سات پردہ مین چھپائے یہ کہکر
شیشی ماہ کے ہاتھ مین دی اس نے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا اس نے زبان مین اسکی سوزن
دیا اور درخت سے باندھکر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آیا عمرو نے کہا اے ماہ دیکھا عمرو کو اب کیا کہتا
ہے شناخت مین پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھکر پہلے تو حیرت زدہ ہوا پھر مسلمان ہونے سے
انکار کیا عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت زمین سے ایک پتلا نکلا اس نے ہاتھ پکڑ لیا
آواز آئی کہ اے بکچین خدا لقہ عیاری مرحبا یہ نالائق اپنی سزا کو پہونچگیا اس کو قتل نہ کرنا چاہیے
کہ میرا رفیق ہے یہ صدا سنکر عمرو و ماہ دونون بیہوش ہوگئے پتلے نے ان دونون کو اٹھا کر ایک باغ
مین بیابان گلزارستان کے پہونچایا اس باغ مین ایک بنگلہ پرتکلف تھا دونون کو لاکر وہین رکھا آنکھ عمرو کی

کھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہی اور ماہ بیہوش پڑا ہی یہ دیکھکر حیرت تھی کہ دفعتاً پتلے نے دست بستہ عرض کیا کہ
شاہ نے آپکو سلام شوق کہا ہی اور عیاری کی تعریف فرمائی ہی کہا ہی کہ بس امتحان ہوچکا اب اس
متعرض ماہ کو میرے پاس بھیجدیجیے اور آپ اسی باغ مین خوش ہوجیے سب سامان راحت حاضر
ہوگا کسی طرح کا رنج نہ پہونچیگا عمرو نے ماہ کو حوالے کیا پتلے کیا اور سامنے بادشاہ کے لایا شاہ نے
ہوشیار کرکے پوچھا کہ کیون اسے ماہ جادو عمرو کا سر لائے ماہ کی جو آنکھ کھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت
شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپکا فرمانا راست ہے عمرو عیار آفت روزگار و بد بلا ہی دم
بھر مین عورت بنتا ہی دم بھر مین مرد کبھی کچھ اور کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہی اُسکا مقابلہ کوئی نہین
کرسکتا کہ بیت ترے رفتار کے فتنون سے دنیا بھر گئی ساری + کہین آنے کا رستہ ہی نہین ملتا قیامت
کو + اب مین اس کا معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ بُرّان کے لیے آپ نے لکھا ہی مجکو دیجیے کہ خدمت
ملکہ عالم مین لے جاؤن اور عمرو کو استقبال کرا کے بلاؤن کوکب نے نامہ جسکا ذکر اول مین کیا
گیا اسکو دیا کہ یہ لے کر روانہ ہوا اس قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہی شہر ہفت رنگ دور ہی
درمیان مین ایک دریا بہتا ہی اس طرح کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریاے خونخوار طلسم
ہوشربا مین ہی اور جسطرح دریا پر جاکر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب مین حاضر ہونگا ویسے ہی یہان
پر ان کو ادھر کا جانے والا پکارتا ہی اور اس طرف سے جو آتا ہی کوکب کو پکارتا ہی نیچے پیدا
ہوکر اٹھا لیجاتے ہین ملا نے حسب دستور کنارے دریا کے پہونچکر پکارا ایک مچھلی جس طرح سے
دریاے ہفت رنگ سے ماہی پر یزاد نکلی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کرکے اپنی پشت پر
اس پار لے گئی جب اس کنارے پر پہونچا نیچہ پیدا ہوا اور لے کر چلا شہر ہفت رنگ کو طے کرکے
جب قریب ہوا سات دریا راہ مین طے سب نیچہ نے طے کیے اتفاقاً ملکہ قلعہ ہفت رنگ سے موتی باغ
مین سیر کرنے کو گئی ہین اور موتی باغ دریاؤن کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند
ہی کہ اسکے اوپر کے درجون پر سے یہ ساتون دریا بہتے ہوے نظر آتے ہین غرضکہ نیچہ ماہ کو لیے
ہوے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چار دیواری اس باغ کی چاندی
کی ہی در باغ پہ دروازہ سونے کا لگا ہی ہزارہا موتی جڑا ہی پردہ زردوزی کا پڑا ہی پردہ چشم
عاشقان کا پردہ ہی کہ بیت وہ پردہ کیا جو پردے سے پردہ ذرا نہ ہو + وہ شرم کیا حیا سے جو
تجھکو حیا نہ ہو ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نزہۃ الطلسمات کا پایا تعریف بصراحت تمام بروقت
آنے عمرو کے بیان ہوگی بیچ مین باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزارون دروازے کی جوڑی
چڑھی تھی سب در کھلے ہوے تھے اوپر کے درجون سے وہی ساتون دریا نظر آتے تھے بارہ دری
کے گرد چوبیس بنگلے بنے تھے اور چوبیس برج آراستہ تھے برجون کے سامنے گھیرے مخمل کے

کارچوبی وموتی وجواہر کی جھالر کے استادہ تھے ان کے جواہر کے تھے بیچ مین بارہ دری
کے شہ نشین پر کئی سونے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرد اگرد ہزارہا دنگل وکرسی جواہر کار آراستہ
تخت پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزارہا انیس مدبران سلطنت وغیرہ دنگلون کرسیون
پر بیٹھے تھے پس پشت تخت سات ہزار خواص دریائے جواہر مین غرق عہدے لیے کھڑی تھین
اور سامنے تخت کے سات ہزار غلامان مہر صورت حور پیکر غلمان منظر زرین لباس زرین کمر دست بستہ
حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سر گردن جھکائے رعب سے بات کرنا کیا ایک دوسرے
سے آنکھ نہ ملا پائے ناچ سامنے ہوتا تھا دورہ شراب ارغوانی وزعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب
بجا لایا اور بعد ادب وبزبان عجز ملکہ کی دعا وثنا مین مصروف ہوا کہ ابیات

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد	وجود نازکت آزردہ گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست	بہیچ عارضہ شخص تو دردمند مباد
درین چمن چو در آید خزان بیغمائی	رہش بسرو سہی قامت بلند مباد
دران بساط کہ حسن تو جلوہ اندازد	مجال طعنہ بدبین بدپسند مباد
جمال صورت معنی ہمین ہست تست	کہ ظاہرش دژم و باطنت نژند مباد
ہر آنکہ روی چو ماہت بچشم بد بیند	بر آتش تو بجز جسم او سپند مباد

ملکہ نے اسکو رفیق شاد کوکب جان کو خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنے کا استفسار کیا ماہ نے
نامۂ بادشاہ لانے کا حال عرض کیا میرزان وزیر ملکہ کا مندیل وزارت پہنے پایۂ تخت کے قریب حاضر
تھا اُسنے لے کر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے اول زر نثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد
اسکے لفافہ چاک کرکے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہو کر میرزان کو حکم دیا کہ جاؤ اور
نہایت تعظیم سے عمرو بن امیہ تشریف لائے ہین باغ بیابان انارستان مین ہین انھین اسی باغ مین
لے آؤ ایک دعوت انکی اس جگہ کی جائے گی جبتک شہر صنعت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ
بھی بیرون طلسم کی سیر کرین گے پر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائین گے وزیر بہ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم ستمگر
آداب بجا لایا اور باہر آکر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کرکے تخت طاؤسی پر
سواری خواجہ ہمراہ لے کر بڑے ساز وسامان سے روانہ ہوا علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھل گئے
نقارے شاہی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہر دیدار حور ربال ہمراہ کے اور عہدے ہاتھون مین لیے تخت
کے ہمراہ تعین نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب تو چلے لیکن عمرو نے جو ماہ جادو کو ہمراہ پتلہ بلور
کردیا تھا اور ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چلکر سیر کردن پس تمام باغ مین پھرا یہ تماشا دیکھا کہ
یہ باغ دشت زرین طلسم سے کہین بڑھ کر ہے کہین زمرد نگار سرو موزون ہے کسی جا یاقوت کالالاحمر

آفتاب اپنی شاخہائے شعاع زرین کو وہان کے درختون کی شاخون پر نثار کرے نخل کہکشان و درشے درختان پر انثار بے برگ و بار نظر آئے خوشۂ سنبلۂ فلک وہان کی شاخون اور شگوفون پر سو جان سے نثار زبان پر انبتہ اللہ بنا تا حسنا ہر بار اس باغ کا یہ ادنی شگوفہ ہے کہ کدیور روزگار نے اسکی سرسبزی پر رشک کھا کر گلہائے مہر و ماہ کو مع گلہائے انجم سبد فلک میں لگا یا سامنے ہوا خواہان کے لایا انھون نے مہ و مہر کی جو پر ضیا تھی اس پھولون کے روبرو جو باغ میں ہے ناپسند فرمایا یعنے ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہائے انجم آج تک وہان کے پھولون کے سامنے ارزان ایسے ہین کہ کوئی خیال مین بھی نہین لاتا اس باغ کے اشتیاق مین فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بھی نہین پاتا ہے

کہ بموجب ابیات

حکم رانی پہ ہوا میل سلیمان بہار	عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار
روشنی ہوئے جو آنکھون مین تو سیر باغ ہو	لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے	نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا	نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
اب جو بلبل ہین ہین صفاہین سیئہ اشراقیان	ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار
لالہ وگل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن	سرو شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

عمرو سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہان پہلوے در مین زینہ بنا تھا اس پر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہان تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختون کا جنگل لگا تھا ہزارہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاخ شجر سے ہویدا ہے ادہر انار شق ہو گیا ہے واسطے اس کے دندان سبز رنگان دہر کو شرماتے ہین درخت مثل حلہ پوشان کے سرسبز نظر آتے ہین دہان باغبان روزگار پر ثنا مین اس درخت کی آیۂ نخل درمان جاری ہے چادر دلکش اس درخت کی باد بہاری کہ

نظم

نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست	نغمہ زا ہین نالہائے عندلیب خوش بیان
ابر ہے کھیلیون پر برق ہے بیتاب حال	چہچہے ہین طائران خوش نوا کے ہر زبان

عمرو کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھکر آیہ دائی ہا یہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل زبان پر جاری کرتا اور کبھی دعنت نضارت آئین کے تماشے سے جنت وعدن تجری من تحتہا الانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیون پر نمودار ہوے ڈنکے بجتے سنائی دیے شتر سوارون کے پرے نظر آئے یہ ایک بار ماہ کے ہاتھ سے زک پاچکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہے سمجھا کہ ماہ کو تو بتلائے گیا ہے وہ یہان کا سردار رہے اب دوبارہ فوج لے کر تیری گرفتاری کو آتا ہے یہ سمجھکر اسی جگہ رنگ و روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بن کر چادر محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف

عورتون کے جا بجا دست و گوش مین سادہ سادہ زیور الماسی پہنا ہاتھون مین پٹریان اور سمرن مین کہربا ے
شمعی کی باندھین کانون مین ایک ایک بالی ڈالی گلے مین ہیکل جسکی تختیون پر نام سامری و جمشیدی و زردشت
وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکالکر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور گھڑے کو لے کر
نیچے اترکر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہی اسکو نذر سامری کا شربت پلاؤن اور بیہوش کرکے مارون جو
بچ جائینگے اُنکو حقۂ آتشین مار کر بھگا دونگا جیسا کچھ ہوگا دیکھونگا غرضکہ گھڑا لیے ہوے ایک
درخت انار کے نیچے آیا یکایک اُس درخت سے ایک انار ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شق ہوا ایک پتلا بالشت
بھر کا اس مین سے نکلا گویا شیشۂ بہار سے پھل پیدا ہوا لمحہ بھر مین وہ پتلا جوان خوشرو حسین طرحدار بنگیا
لباس صرخ زیب قامت کیے تھا اس نے خواجہ کو سلام کیا عمرو نے دعا دی کہ سامری عمر دراز کرے برخوردار
ہو پھر کہا کہ بیٹا مین بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کا لائی ہون تم بھی ذرا سا چکھ لو وہ جوان ہنسا اور کہا
کہ خواجہ آپ مجکو دم دیکر بیہوش کیا چاہتے ہین آپ کو معلوم نہین کہ یہ بیابان انارستان ہی جتنے انار
اس مین لگے ہین ان سب مین فوج شاہ کوکب ذیشان ہی یہان آپ ہی کا ایسا کسی کا اقبال ہو تو آسکے
ہم کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہی اور حکم اطاعت کرنے کا دیا گیا ہی نہین تو یہان سے جانا غیر ممکن تھا
جس طرح گو زمین بھنگے رہتے ہین اس طرح سے فوج اناروں سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی مین
آپ کو اطلاع دینے انار سے نکلا ہون کہ یہ فوج جو آتی ہی یہ میرزان وزیر ملکہ بہاران آپ کے
لینے کو آتا ہی جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہی حضور کو چاہیے کہ ان سے بڑھکے تپاک سے ملیے نہ کہ ان کے
قتل کی فکر کیجیے عمرو نے جب یہ کیفیت اس جوان سے سنی کہا پہلے سے تو نے مجکو اطلاع کیون نہ دی
میرا شربت سب خراب گیا وہ جوان ہنسا اور کہا اس کے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو عمرو نے کہا
بس مجکو محتاج سمجھا ہی یہ کہکر شربت کا گھڑا زنبیل مین رکھا کہ پھر کہین کام آئیگا وہ جوان پھر پتلا بنکر انار
مین چلا گیا اور انار درخت مین جا کر لگا عمرو وہان سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری
مین پہونچکر جلد جلد فرش قاقم و سنجاب زنبیل سے نکالکر تمام بارہ دری مین بچھایا مسہریان آراستہ کین
دنگلہاے جواہر کار گستردہ کیے مسندین مغرق پر تکلف موتیون کے جھالر کی بچھائین ایک تخت کرسی سو زینہ
کا بیچ مین دنگلون کے بچھایا اور یہ سب سامان چند جن بچون کو زنبیل سے نکالکر آن واحد مین درست
کرایا راوی کہتا ہی کہ جب ملک سبائل جہان لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اُسکا تخت گاہ تھا وہ
اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمرو نے اسکی سنتون کو جس مین جواہر کے لاکھون درخت
تھے اور اسباب نادرہ عجوبہ روزگار بہت تھا توڑ کر زنبیل مین رکھا ہی بس وہی اسباب اس جگہ
نکالکر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہی زیب قامت کیا
اس مین ایک ایک موتی برابر بیضۂ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے چشم

مہر وماہ سے بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلعت کا ایک ایک لعل رشک دے کر آفتاب کو جلاتا تھا غرضکہ تاج لعل وگوہر سر پر اور قبائے سلیمانی در بر وہ قبائے زرین شاید تار خطوط شعاع مہر سے یا تار نفس مہر طلعتان سے کرسی گئی تھی گوٹ اسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بناتی تھی اپنے روبرو ملجی بناتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

حلہ استبرق وابریشمین ۔۔۔ بر مین ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہین
جسکی قیمت ہے خراج سلطنت ۔۔۔ رو نما جس کا تھا باغ سلطنت
سر پہ اُسکے تھا مرصع ایسا تاج ۔۔۔ رو نما جس کا ہو دنیا کا خراج

باین زینت وآرایش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اثنا مین میرزان وزیر تجمل شاہی کو در باغ پر چھوڑ کر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا دیسے عمرو جو آئے ہین تو کس جگہ ہین غرض سب بنگلون مین پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا کہ چلمنین پڑی ہین اُس نے ڈرتے ڈرتے چلمن کو اُٹھایا عمرو کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جسکی کلغی مین جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہے قبا وہ ہے کہ جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی ہے در بر کیے تخت پر جلوہ گستر ہے دربار شاہانہ آراستہ ہے دنگل کرسی میز بے انتہا ہے کوئی اور نہین نظر آتا ہے لیکن عمرو کرسیون کی طرف ایسا مخاطب ہے جیسے کوئی ان پر بیٹھا ہے مگر دکھائی نہین دیتا ہے وزیر کے ہوش پران ہوے اور سمجھا کہ عمرو بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے ساز وسامان سے آیا ہے فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر باادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دے کر بعد بجا آوری آداب دعا وثنا شہریاری مین بہزاران آرزو ونیاز مصروف ہوا کہ نظم

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم ۔۔۔ دولت غلام من شد واقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود ۔۔۔ از دولت وصال تو باز آمد اندرم

بعد فراغ مراسم ثنا وصفت عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ عیاران ملکہ حیران نے سلام نیاز کہا ہے اور مجھے بھی خدمت ملازمان عالی مین بھیجا ہے عذر کیا ہے کہ ایک سر ہزار سودا امور سلطنت سے چھٹی نہین ورنہ حضور کو لینے آتی کس لیے کہ بمقتضائے ابیات

آن کف پا بر زمین حیفست اے سرو سہی ۔۔۔ چشم آن دارم کہ دیگر پاے بر چشمم نہی
تا سر از جیب خجالت بر ندارد آفتاب ۔۔۔ خیمہ بر دامان صحرا زن چو ماہ خرگہی
مہر وی بر اوج خوبی فارغ از بیم زوال ۔۔۔ با تو خورشید فلک انصاف تا بہ ہمسری
گر ہلالی را فلک سازد گدای در گہت ۔۔۔ بر سر کوی تو یابد منصب شاہنشہی

اسپ کرہ سوار ہوکر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ عالم مشتاق ملاقات ہیں آج موتی باغ میں چلکر آرام کیجیے اور ہماری
آبرو بڑھائیے کل شہر ہفت رنگ میں داخل ہو جیے گا عمرو نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بلایا اور گوشہ چشم
سے بیٹھنے کا اشارہ کیا وزیر بیٹھ گیا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے
یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے عمرو ایک ملازم کی ایسی صورت بنکر اور خلعت پر زر کشتی میں لگاکر سامنے وزیر
کے لایا اور کہا شہنشاہ عیاران اپنے لشکر میں پوشاک بدل رہے ہیں برآمد ہوا چاہتے ہیں آپ کو
یہ خلعت مرحمت کیا ہے وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ مقرر اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہے غرضکہ عمرو
خلعت دے کر اور اسجگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ یکجا کر کے نظر سے غائب ہو گیا بعد لمحہ
کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرماکر ظاہر ہو اور وزیر اٹھ کھڑا ہوا اُسکو
حکم دیا کہ آنکھیں بند کرلے تاکہ میرے ملازم اسباب اٹھالیں اس نے حسب ارشاد آنکھیں بند کرلیں عمرو
نے جال مارا کہ تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین واثق
ہوا کہ عمرو فوج جناتوں کی ہمراہ لایا ہے بس اس نے تخت طاؤس حاضر کیا خواجہ سوار ہوئے طبل و
نقارے بجے صدائے طرقوا پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو میں چلی نقارچی زرتی پوش
نقاروں کو بجاتے اس کے پیچھے شتر سوار سانڈنیاں اڑاتے پھر خاص بردار غول باندھے پلٹنیں اور
رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد انکے طفلان قمر پیکر بوٹے تخلوں کے اور منقلہائے عود عنبر لیے عود
ہرنی کا بکتا ڈالتے دشت کو رشک دشت تتار بناتے گذرے پھر تخت عمرو کا برآمد ہوا چار سو پریزادان
طلسم کی چتر ربال ہما کا لیے مگس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواص انچل پلو کے دوپٹے اوڑھے حسن میں
یگانۂ دہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اگالدان وغیرہ عہدے ہاتھوں میں لیے کہار
قدم با قدم تخت اٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو روان ہوئے اور بارہ ہزار ساحر باز و بط و
فیل سرخاب دیو تیار و اشترہائے سحر سوار تخت کو گھیرے ابر پیدا کرتے موتی برساتے سواری کے جلو
میں آتے تھے نقیب آگے آگے صداہائے ادب و تفاوت لگاتے تھے بڑھے عمرو دولت شیران بہادر
کہکر للکارتے تھے اس دبدبہ سے بموجب

نظم

تھے کھڑے صد ہا نقیب و چوبدار — اور پیادے بے عدد بیحد سوار
سیکڑوں حاضر غلام ماہ رو — دست بستہ صف کشیدہ سو بسو
غرق لعل و در میں از پا تا بسر — زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہر دم چوبدار — اے جوانو جلد تر ہو ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار — ہوں پیادے آگے اور پیچھے سوار
با ادب آہستہ نہ بیش و نہ کم — ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم

سواری شہنشاہ عیاران کی روان تھی جشتیم بہرام فلک بحسرت جاکری نگران تھی شہر ہفت رنگ کو دہنے
ہاتھ کی طرف چھوڑکر سیر و نجات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ مین لیکر آئے اب بیان سے جو کوئی
اندر قلعہ کے جانے کا ارادہ کرے تو وہی ساتون دریا جنکا ذکر اول ہوا کہ ماہ طے کرکے آیا تھا پڑتے
غرض کہ جب سواری موتی باغ کے پاس پہونچی وزیر نے آگے بڑھکر کے دروازہ کھلوایا کیونکہ ملکہ تران
وزیر کو بھیجکر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری سامان دعوت خواجہ کے گئی تھی ملازمون کو برائے خاطرداری
وخدمتگزاری چھوڑ گئی تھی اس وقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزین مہ پارہ و
سمن اندام گلدستے ہاتھون مین لیے اندر سے باغ کے نکلین کہ ایک ایک حسن مین رشک حور تھی
سراسر بقعۂ نور تھی کہ بمقتضائے ابیات

رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ　　بدست اندرون ہر یکے گل و شاخ
بایارہ و طوق و با گوشوار　　ز دیبائے گوہر چو باغ بہار
دو رخسار چون لالہ اندر چمن　　سر جعد زلفش شکن بر شکن

ان پری پیکرون نے وزیر سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کے ہمارے
مہمان کو موتیون کے تخت پر سوار کرکے لانا اور موتیون کی پوشاک پہنانا چنانچہ یہ تخت گوہر نگار
اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہے وزیر نے کشتیان خلعت مروارید کی اور تخت ان سے لیکر
خدمت مین عمرو کی حاضر کیا اور ان کنیزون نے جو وزیر سے کہا خواجہ سے بھی عرض کیا عمرو نے
ہنسکر کہا اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا مین صاحبقران کا بھائی ہون جسکی نہ وجہ ملکۂ آسمان پری ہے
یہ کہکر ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کررہی تھی اسکو گھورا اور کہا ارہ تو جا تیری گردن
ماردون وہ کنیز سمجھی کہ اصل مین یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دے گا تو ضرور میرے قتل مین کسی
کو تامل نہ ہوگا یہ سمجھکر فرط دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ تھے ہمراہ سب کے سب اسی طرف
متوجہ ہوگئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی عمرو نے سب کی نگاہ دوسری سمت کرکے گویہ
فقرہ کیا ہے فوراً گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب
دیکھا عمرو کو نہ پایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہوکر چلے گئے ملکہ تران ہم لوگون کو مار ہی ڈالے
گی کہ تم نے خواجہ سے کیون گستاخی کی پس پریزادان طلسم سے کہا کہ ہر سمت جاکر ڈھونڈو اور ساحرون کو
حکم دیا کہ تلاش کرو دونون ہر طرف دوڑے اور دور دور اڑگئے مگر کہین نشان نہ ملا ناچار پھر آئے وزیر
مضطر ہورہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے وزیر نے دیکھا کہ موتیون کا تاج سر پر دھرے
جامہ گوہر آگین پہلے بڑے بڑے موتیون کا کنٹھا اور تمام و خوش آب جسم پر آراستہ فرمائے ہین ڈبک
کمر سے لگی ہے ہر انگشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے بڑی ہے آگے بازؤون پہ نگینہ مہر و ماہ

سے بہتر بلکہ گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینیوالے سب آبرو دنیا نیوالے اس سجادے کو دیکھ کر وزیر نے
باادب عرض کیا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکر حمزہ مین گیا تھا وہین سے آتا ہون وزیر
اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہان یہ مقام اور کہان کہ وہ عقیق لشکر صاحبقران خلاصہ کار عمرو بھی عجائبات
اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وقعت کا ان کے ملک دل پر سکہ بٹھاتا بہ تجمل تمام داخل باغ ہوا اور
جہان بہان شمشیر زن تخت پر بیٹھی ہے اس جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اس نے دیکھا کہ ملکہ یہان
نہین ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہین زیادہ نہین صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغ طلسم
نہایت زیبایش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اس نے جواب دیا کہ
شہر مین سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہین آپ یہان آج تشریف رکھیے اور سیر دیکھیے کل
ملکہ سے ملاقات ہوگی عمرو اس وقت تخت پر جلوہ گر تھا چار سمت بیک نظر دوڑانے لگا وہان
سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرا مین جست کنان غزال و ہرن تھے سامنے
جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا نرگس شہلا کی آنکھ مین موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے زلف
سنبل پر چاندی کے جگنو بنا کر ڈالے ہین یا محبوب نے زلفون مین جگنو پالے ہین درختہاے
گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کی طرف زمرد کے اور منہ غنچون کے یاقوت کے
لگائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتے ہین خنجر موج تبسم شوریدگان فصل بہار
پر چلاتے ہین زمین پر ہر جگہ موتی بچھے درختون پر لڑیان موتی سے گوندھ کر پڑی تھین سر ہر شاخ
سے لٹکی تھین عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھین جال موتیون کے درختون پر پڑے تھے
موتیے کے تختے پھولے تھے گویا اصل موتی ہی لگے تھے کہین کیتکی کا پھول کٹورا سا کھلا تھا قطرہ ہاے
شبنم سے پر ہو کر موتیون سے بھرا نظر آتا تھا کیا اس طلسم کی تعریف ہو سکے وقت تحریر خامہ درفشان کا
منہ موتیون سے بھرا تھا اس وجہ سے بولنا اسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضاے قول مؤلف **نظم**

بزم گلشن گلون سے تھی آباد — کہین قمری تھی اور کہین شمشاد
بوے گل سے بسا ہوا گلشن — تھا معطر گلون کا پیراہن
سنبل باغ زلف کھولے ہوے — موتی گج بال تھے پروے ہوے
گرد گلبن کے تھے گل سوسن — خط رخسار شاہدان چمن تھے
صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات — دن کو گھیرے ہوے ہے کالی رات
نخل ہر ایک نخل قامت یار — رگ گل موے گیسوے دلدار
چشم بد دور نرگس مخمور — تھی بعینہ برنگ دیدۂ حور
غیرت نخل طور وان کے شجر — رشک پروین چرخ سارے ثمر

سامنے خواجہ کے پریزادان طلسم حاضر ہوئیں اور ناچنے لگیں جام مے سرخ فام گردش میں آیا جلسہ چنگ ورباب حسن بتان رقص سمن بران مست کن جان ہر شیخ و شاب تھا کہ نظم

بشستند پایش بمشک و گلاب — گرفتند ازان پس بخوردن شتاب
نہادند خوان خورش گوناگون — ہمی ساختندش فزونی فزون
پرستندگان ایستادہ بپاے — ابا بربط و چنگ و رامش سراے
بہ نیاز مین کردہ طاؤس رنگ — ز دینار و دیبا چو پشت پلنگ
چہ از مشک و عنبر چہ یاقوت و در — سراپردہ آراستہ سربسر

اس اثنا میں گل آفتاب عالمتاب کہ بیوہ روزگار نے سبد فلک سے اٹھا کر طاق مغرب میں چنا اور چمن آسمان گلہاے انجم سے بہار آگین ہوا گلشن چرخ میں چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب بیات

جب گل آفتاب مرجھایا — وقت گلگشت باغ کا آیا
صبح عشرت سے کم تھی کچھ وہ شام — عیش و عشرت سے دل کو تھا آرام

شام ہوتے ہی درختوں میں قندیلیں آویزاں ہوئیں نورانی ثمر ہر شجر میں لگے گیند بلور کے لٹکائے گئے بارہ دری میں ہانڈیاں حباب کنولہاے جواہر آگین روشن ہوے سقف بارہ دری پر پیکر زرتار کے نیچے چاندنی دیکھنے کو شمس سپہر عیاری مسند پر جلوہ فرما ہوے چار سمت اس جگہ سے دریا بہتے نظر آتے تھے مثل رفتار معشوق لہراتے تھے باغ میں سمن اندام وسیمین تن خواصیں اور غلام مقیش اڑانے لگے زمین کو ہمسر چرخ بریں بنانے لگے گلہاے خوشبو کی بھینی بھینی بو دماغ شاہدان گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل بوے گل سے ایسی بسی تھی کہ مشام سبز رنگان چمن ہر معنبر کرتی تھی ماہ تاباں کی چمک برگ اشجار زمردیں پر پڑی تھی یا شاہد بہار چاندی کی بادلہ بیان پہنے تھی زمین و زمان نور ریز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا کہ بمقتضاے ابیات

ز جنبش لمعہاے نور در ظل — دف گل را شدہ زرین جلاجل
عنادل زان جلاجل نغمہ پرداز — درین فیروزہ کاخ افگندہ آواز
ز باد و سایہ بید شاخ ہزاران — طپیدہ ماہیان در جویباران
صبا جعد بنفشہ تاب دادہ — گرہ از کاکل مشکین کشادہ

یہاں تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہی تھا مگر ملکہ جو قلعہ ہفت رنگ میں تشریف فرما ہوئی حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو سامان دلپسند ہو ہر ایک کا مار لباس زرین پہنے مکانوں پر چاندنی سونے کا مصفا کیا جاے نقش و نگار جواہر کار ہو مذہب و مطلا کوچہ و بازار ہو ہوئی باغ اور قلعہ مذکور کے مابین جو دریا واقع ہوے ہیں اور بارہ دری سے دکھائی دیتے ہیں انکے گھاٹ بھی طلائی اور

نقرئی نہین ناؤ بجرے مورپنکھی طاؤس سان زرین چہرے کے چہرے درست ہو کر کنارے لگائے جائین چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کارپردازان ستودہ شیم نے درست فرمایا یعنی کنول ہاے زرین دریا مین چھوڑ دیے اور رنگیرے زربفتی کنارے کنارے فرسنگہا فرسنگ استادہ ہوے قبا ہاے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے روبرو سر اسکا نیچا کر دیا خمیدہ قامت بنانے لگے ناچ بارگاہون مین ہونے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج مین آیا ستون کی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشائے بحر تحیر مین ڈوبے تھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر بدیدۂ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط مستی و مسرت سے دریا بھی بلبلا نکلا تھا حباب نہ تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا عمرو کے مہمان ہونے سے آبرو پائی ہرایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ لمولفہ

لب جو تھا معشوقون کا اژدحام
تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام
لب آب تھین بارگا مین کھڑی
جھمک جنکے قبون کی گردون پہ تھی
کہین جھاڑ روشن تھے بلور کے
کہین گیند لٹکے ہوے نور کے
پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول
شگفتہ ہو پانی مین جیسے کنول
ستارون کا جو عکس پانی مین تھا
لگی تھین گردون نے آنکھین بچھا
طوائف قمر طلعت رشک حور
لگے نور کے صورتین رشک نور
لیے ساز ہاتھون مین سب خوبرو
کھڑی صف بصف برلب آب جو
بجاتی تھین قانون و مین و رباب
ہراک جوش مستی سے تھی بے حجاب
جوانی کا عالم بندھی گاتیان
وہ ابھری ہوئی سینون مین چھاتیان
وہ رقص چل پھر وہ آفت کی تھی
قیامت تھی دامن مین انکے چھپی
کبھی ناچ اُنکا جو یاد آئے گا
تو پانی سے طوفان ہوگا بپا
ہرایک مورپنکھی جواہر جڑی
پڑی ہر طرف بحر مین تیرتی
سواران پہ شہزادیان خوبرو
سمن برگل اندام دبا آبرو
لیے ہاتھ مین ڈانڈ رشک بلور
کہ شیدائی ہو جن کے قامت پہ حور
مگر چہرے عمدہ نزاکت بھرے
کڑے دونون ہاتھونمین انکے پڑے
وہ پہنے ہوے لہنگے زربفت کے
کہ لہنگے تھے جو اطلس پرزخ سے
لگے گھنگرو ڈانڈ ونمین تھے پر نوا
جو چھم چھم کہا کھینے مین دیتے صدا
ملک کر یہ گاتی تھین وہ بار بار
کہ سیان لگا دے مرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گزرا ملکہ بران نے خوان پہ الوان نعمتہاے گوناگون سے

تلو کرکے روانہ کیے اس تجمل سے کہ روشن چوکی آگے بجتی سقے چھڑکاؤ کرتے کہ گرد وغبار کھانے پر نہ پڑے
نور سے پوش کشتیون پر پڑے کیے خوانون پر کسے بساول وچوبدار آگے آگے اہتمام کرتے کہ نظر بد
سے طعام محفوظ رہے ملکہ کی مہر ہر خوان پر کی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی
اہتمام وانتظام سے بکاول ساتھ بہنگون پر منقلہائے آتشین لدی پتیلیان دم پر لگائے جواہر کے
ظروف بار کرائے باغ مین لاکے دسترخوان دیبائے رومی کا گسترہ کیا میزبان نے دست بستہ
ہوکر خواجہ کو لاکر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہے یہ کھانا گو آپ کے لائق نہین اور کچھ تکلف بھی
نہین کیا گیا مجھے آش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہے اگر نوش کیجیے گا باعث میرے
فخر کا ہوگا اور آج تو تنہا نوش فرمائیے کل انشاء اللہ اس میزبان غریب سے جو کچھ نان جوین
ممکن ہوگی قبول کیجیے گا آپ کو قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیجیے گا عمرو نے کہا کہ مجھکو بتاتی ہین مین
بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہون یہ سب ان کی مسافر نوازی ہے بیت ازجرعۂ تو خاک زمین
قدر لعل یافت ٭ بیچارہ ماکہ پیش تو از خاک کمتریم ٭ بلکہ میری طرف سے عرض کردینا کہ بموجب

ابیات

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم
مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش
در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم

حاصل مرام بعد سفرہ گستری طعام لذیذ وخوشگوار چنا گیا وزیر نے آفتابہ اٹھاکر طشت زرین و
ابریق جواہرین سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مرد مرجنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا
بکاول اور داروغہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکال کر
انعام دیا لیکن سینہ مین دل جلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چند روز مین ایسی بخشش محتاج کردیگی
عرض دسترخوان بڑھا خواجہ نے وزیر کو بھی خدمتگزاری پر خلعت دیا سواری حاضر ہوئی
سوار ہوکر دریا کی طرف پے سیر رخ کیا وزیر نے وہی تجمل جو سابق مین ذکر ہوا ہمراہ سواری کردیا
اور آپ خدمت ملکہ مین گیا تقریر عمرو گزارش کی اور حال عجائبات دکھانے خواجہ کا یعنی خلعت
دینا اور غائب ہوجانا اور سامان گرد فرحہ کچھ اول سے اس وقت تک دیکھا بیان کیا ہے ان
نے کہا عمرو کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیاء نادرہ ہین ان باتون کا اس سے سرزد
ہونا کچھ تعجب نہین تردد کرنا بیجا ہے یہ گفتگو کررہی تھی کہ وزیر یزدان نامہ کوکب لائے
ملکہ نے بعد ادائے مراسم پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان دربند کوہ
وصحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے بھیجے کہ صبح تک تمھاری خدمت مین وہ سب حاضر ہوجائین ان کو
ہمراہ لے جانا اور خواجہ کی ملاقات کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر مین جو آتا ہے اس سے

تکلف نہین کرتے یہ نہ جاننا کہ مین شہزادی ہون اور عمرو ایک شاطر ہے عمرو کی وہ قدر منزلت کرنا کہ اس کے سامنے کنیز بنجانا کیونکہ عمرو وہ شخص ہے کہ جسکو چاہے شاہزادی بنادے وہ تاج بخش شاہان ہے دیکھو مہرخ کو اُسنے بادشاہ بنادیا اور دیکھو افراسیاب کا مقابل تمہرا دیا بس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہون کوئی دقیقہ اس کی تعظیم مین فروگذاشت نہ ہو یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے پدر بزرگوار مین جلیسا آپ کی کنیز ویسے ہی خواجہ کی انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہے اس سے بڑھکر مین بجالاونگی یہ عرضی نامہ دارون کو دے کر رخصت کیا اور کہا کہ دریا کے کنارے آتشبازی نصب کی جاوے اور ہماری سواری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائینگے یہ کہکر منشیون کو یاد فرمایا اور ان سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور پروانے عاملون کو شقے مالکان دربند حسب المطلب ترقیم کرو مضمون یہ ہو کہ تم سب بنابر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسی وقت بجاہ وحشم تمام مع ملازم وخدام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چل کر شاہ عیاران کو نذر دو اور استقبال کرکے قلعہ مین لاؤ اس امر مین تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کرے گا مغضوب درگاہ سلطانی اور معتوب نگاہ خسروانی ہوگا دبیران عطارد تحریر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم توقیع دقیع جہان مطاع وعالم مطیع تسطیر کیے ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرماکر کچھ ساحرون دیو تیلون کو کچھ پریزادان طلسم کو جس جس کے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرمایے اور بنابر ارشاد آتشبازان صنعت پژوہ ازآتشبازی کچھ روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لے کر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کرکے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوے اور کنارے دریا کے کوسون تک یہ چرخیان گاڑدین اور رہتا مین بانسون مین باندھکر نصب کین قلعۂ آتشبازی ایک طرف ایستادہ ہوا سرو کا درخت کہین گاڑدیا آتشبازی کا ٹٹا کہین نصب کیا تفصیل اسکی کیا کی جائے ہر جگہ مناسب بہتر درستی کرکے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بجرے پر سوار ہوے جلترنگ بجنے لگا وزیر نے حکم آتشبازی چھوڑنے کا دیا آتشبازون نے کھلاے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنادیا کہ ابیات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی

لب آب چھوٹین جو دان چرخیان طیان ابر دریا مین تھین بجلیان

ہوے پھول ہر رنگ کے آشکار فلک جن کی نیرنگیون پر نثار

جو یاد اُن کی گردش کا آتا ہے حال تو چکرا تا ہے چرخ اتبک کمال

اناروں سے یون گل ہوے آشکار کہ آئی گلستان مین فصل بہار

فلک سے برسنے لگا آب زر زمین سے ہوے پیدا زرین شجر

کہین سرو آتش ہوا شعلہ بار کہین رقص طاؤس زر کی بہار

ہوائی ہوا پر لگی چھوٹنے — فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھڑی اس طرح گلفشان — لب بحر تھا تختۂ گلستان
زمین اسطرح سے ہوئی شعلہ ور — جدھر دیکھیے نور تھا جلوہ گر
ہوا ایسا شرمندہ اُس نور سے — نہین شعلہ اُٹھتا ہے اب طور سے

ہر اک بجرے اور کشتیون پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا دور شراب ارغوانی شروع ہوا
جدھر نکلی عمرو کی دریا مین ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا مین مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے
دربار سے اُٹھکر تنہائی مین جاکر ایک پتلا بصورت عمرو داش کے آٹے کا بنایا اور ہر سحر کا اس مین
بٹھایا کچھ اسکو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سرحد طلسم دوم پر ایک باغ ہے
کہ جواہر باغ اُسکا نام ہے وہان بھیجدیا وہ پتلا اس باغ کی بارہ دری مین پہونچکر تخت پر جلوہ گر ہوا
تھا کہ ایک چبوترہ کا مخمور کو جو عمرو سے جدا کر کے چلا تھا اسی باغ مین لایا اور زمین پر اترا مخمور
اُسپر سے اتری وہ چبوترہ غائب ہوگیا یہ آگے چلی باغ نہایت پربہار دیکھا ہر روش کو بہر روش
عمدہ و قطعہ دار دیکھا غنچہ و گل دس بیس نہین ہزار در ہزار سوسن وہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ اور
صد برگ بیشمار عنادل بر سر شاخسار نغمہ زن کہین بہار سمن و نسترن یہ کیفیت اس باغ کی دیکھتی ہوئی
بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جواہر اس کی چار دیواری مین جڑا ہوا تھا اور ستونون کی
جھنجھریون مین لگایا تھا روزن جھنجھری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ مین بھرے
تھے نہین نہین ہر روزن بسان دہان پرگہر تھا پردہ ہاے زنبوری پڑے تھے سراسر جواہر دوزی
کے تھے مخمور نے پردہ اُٹھایا عمرو کو تخت جواہرین پر جلوہ گر پایا شادان و فرحان آگے بڑھی وہ پتلا
بھی تخت سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ بیت بیا بیا کہ دل و جان من فداے تو باد * سرِ یکے
بر تن من ہست خاکپاے تو باد * دونون بغلگیر ہوے اور جا کر تخت پر بیٹھے مخمور بولی کہ خواجہ
آپ نے ہماری خبر دو دن تک نہ لی پتلے نے کہا مصلحت یہی تھی اس نے کہا پھر فرمائیے کہ بادشا
سے یہان کے ملاقات ہوئی پتلے نے جواب دیا کہ ابھی نہین مگر استقبال کر کے مجکو یہان فروکش کرایا
ہے اور مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہان رہین اور نظر بفضل کردگار رکھین دیکھین کہ خدا کیا
سامان کرتا ہے اور پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے شعر آخر از غیب دری بر رخ ما بکشاید * دیگران
گر نکشایند خدا بکشاید * مخمور اس پتلے کو عمرو سمجھ کے اس باغ مین فروکش ہوئی اور یہان عمرو
مصروف عیش و راحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسۂ عیش و فرحت و انبساط ہے خیال مین
ہے کہ جب ملکہ بہار ان سے ملاقات ہوگی تو حال مخمور کا پوچھونگا اور سعی کر کے بلواؤنگا فی الجملہ جب
آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کر چکے اسوقت خواجہ کو سب کار پرداز اسی باغ مین لاے اور

بالائے بام مسند پر بٹھایا پچھلی رات باقی تھی رقاصون نے بہاگ گایا سمان بندھ گیا جام متواتر پے
دماغ گرم ہوا یہ تو اس راگ رنگ مین مشغول ہوے تھے مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنے نامے
جو ملکہ بران نے مالکان دربند کو براے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہون اور ناظمان طلسم کو پہنچے
سب نے بموجب حکم کے تیاری کی کشتیان جواہر اور گوہر کی بہر نذر ہمراہ لین فوج کو حکم دیا کہ مسلح
ہوکر ساتھ چلے چلیں آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرماکر سواریون پر سحر کی سوار ہوے اور خدمت ملکہ
مین حاضر ہونے لگے منجملہ ان ناظمون کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ رومین تن نام ساحر ذی احتشام
کے پاس بھی جادوگرنیان فرستادہ ملکہ نامہ لائین چرخ ایوان شاہی مین تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھا
اور سترہ سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھے شب کا دربار تھا کرسی و دنگل پر تمکن فوج کا ہر سالار تھا
گھنٹے اور ناقوس در ایوان پر بجتے بیسادل و حاجب بیٹھے تھے جادوگرنیون نے عرض کرا بھیجا
چرخ نے استقبال کرا کے بلایا اور نامۂ ملکہ لے کر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا زنار کرایا اور
نامہ دارون کو مقام برتر پر بٹھایا پھر نامہ وا کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرہ
کا تبدیل ہو گیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کرکے نامہ وارون کو خلعت دیا اور عرض کیا
کہ مین بھی آتا ہون یہ کہکر انھین رخصت کیا جادوگرنیان تو چلی گئین لیکن اہل دربار نے اسکو منغص
دیکھکر باادب تمام پوچھا کہ کیون حضور ایسا کچھ نامہ مین کیا لکھا تھا جس نے آئینۂ خاطر بادشاہ مکدر
کردیا اُس نے آنکھون مین آنسو بھر کے زانون پر ہاتھ مارا اور کف افسوس مل کر کہا کہ کیا بتاؤن غضب
ہوگیا طبقۂ زمین طلسم الٹا چاہتا ہے دین پونے دو سو خداؤن کا مٹا ہے وہ چور دغاباز مکار جس نے
ساحرون کے گھر بے چراغ کردیے ساربان زادہ دشمن ساحران راندۂ درگاہ خداوند لقا اس طلسم
مین بھی آیا ہے ملکہ بران نے سب ناظمون کو اُسے نذر دینے کے لیے بلایا ہے ایسا رتبہ اس نالائق عمرو
کا کیا ہے کہ خود اُسکو لینے جاےنگی رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ کوکب کی عقل مین بھی فتور ہے
کہ اُس مکار کے گھر مین آگیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے پہلے اسکو جانور عجیب سمجھکر افراسیاب کے دام
سحر سے ملکہ بران اُٹھا لائی تھی اب اُسکی یہ آبرو بڑھائی کہ جسکا حد بیان نہین مجھکو افسوس آتا ہے کہ یہ ملک
بھی برباد گئی بیت سینہ ام ز آتش دل در غم جانانہ بسوخت ۔ آتشے بود درین خانہ کہ کاشانہ بسوخت
ہم سے یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ جا دین اور سامنے اس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائین ہمارا تو یہ ارادہ
تھا کہ لشکر کشی کرکے حمزہ اور اس کے تمام لشکر کو قتل کرین اور ان مسلمانون کو خانۂ کعبہ تک زندہ نہ رکھین
بلکہ پردۂ دنیا سے نام انکا نیست و نابود کردین کہ جنھون نے خاندان ساحران برباد کردیا غرضکہ یہ کافر
بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سوچکر حکم دیا کہ فوج بھاری تیاری کرے کیونکہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے
مین جاؤن گا اور تمام رفیق میرے تیار ہون دربار برخاست کیا جائے اسکے کہنے کے بموجب سب

مصروف درستی و روانگی ہوے اور یہ خود بزور سحر غائب ہو گیا یہان عمرو بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ
آکر پہونچا اور پردے پر ہوا اُبھر ایسا پڑھا کہ ہواے سرد چلی اور سب کی آنکھین بند ہو گئین عمرو
بھی تکیہ پر سر رکھکر سو گیا یہ ہوا سے اترا اور پنجہ مین خواجہ کو دابکر اُڑا اور لیے ہوے سیدھا اپنے قلعہ
مین آیا اور اپنے بھائی کو کہ فولاد روئین تن کہلاتا ہی بلاکر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح
یہ ہی کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیان نذر کی لے کر خدمت ملکہ مین جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ
بھی آتا ہی مین اس دزد کو مخفی کر کے آؤنگا جب لوگ ڈھونڈھ کر تھک جائینگے اور ہنگامہ اُس کے گم
ہونے کا فرو ہوگا اُسوقت سر اُسکا کاٹ کر خدمت شاہ جادوان مین لے جاؤنگا اور شاہ کو کب بھی
آئندہ اس کام سے خوش ہوگا کہ اس کا دین مین بچاتا ہون ابھی گو کہ یہ اُسکے نزدیک بُرائی ہی مگر آگے
احسان مانیگا بھائی نے اُسکے جواب دیا کہ اے برادر تمھارا چلنا خدمت ملکہ مین ضرور ہی کیونکہ باغ
مین لوگ ہوشیار ہو کر تلاشی اس دزد کے ہونگے اُسوقت جو حاضر نہ ہوگا ملکہ اُسی پر گمان بدی
کرنے کا کرینگی پس اسکو یہین کہین چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ راے پسند آئی اور ایک
صندوق مین بند کر کے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا اُسمین عمرو کو رکھا اور دہن غار لکڑیون سے
ڈھانک دیا اندر محل کے اسواسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل مین سے کوئی اس صندوق
کو کھولے اور یہ مکار چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے
آگاہ کرنا منظور نہین جو کہدیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لینا اسی جگہ چھپا دو پھر آکر سمجھ لینا غرض
کہ وہان صندوق رکھکر چاہتا تھا کہ چلے اُسوقت عمرو کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ
کو لے کر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اُسنے دفع کر دیا سب وہان ہوشیار ہو گئے لیکن عمرو بصدمہ تموج
ہوا سے بیہوش رہا اب کہ اُس نے صندوق مین لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئین
صندوق مین بند پایا غل مچانا شروع کیا چرخ نے آکر پھر بڑا کھولا اور کہا کہ او غدار تو نے ساحران
سامری عہد کو مار کر یہان بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چاہتا ہی کہ دو بادشاہ بندگان جمشید کو باہم
لڑا دے اور اس گھر کو بھی برباد کرے اب بمقتضاے ابیات

تو بہ تقصیر خود افتادی ازین در محروم	از کہ می نالی و فریاد چرا میداری
اے دل خام طمع شرمی ازین قصہ بدار	کار ناکردہ چہ امید عطا میداری

عمرو نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہی اور تمھارا مین نے کیا گناہ کیا ہی مین تمھارا مہمان عزیز ہون
مجھکو گرفتار کرنا کب روا ہی کہ بیت منم غریب دیار و تو ای غریب نواز ✦ دمے بحال غریب دیار خود
پرداز ✦ اُس نے کہا نام میرا چرخ روئین تن ہی ملازم بادشاہ ہون نہین چاہتا کہ یہ سرکار برباد
ہو جائے اسی قصور پر تجھکو لایا ہون کہ تو کیون یہان آیا ہی عمرو نے کہا اگر تو ملازم بادشاہ ہے تو

بڑا نمک حرام ہی کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہی بیت خلاف راے سلطان راے جستن + بخون خویش باید دست شستن + اگر تجکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو وہ بھی حاضر ہی زمانے کی چیزین تجکو دے سکتا ہون اور علاوہ اس کے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمھارا بادشاہ ہماری مدد کرے گا دنیا مین کیسی ناموری تم لوگون کی ہوگی کہ ملازمان کوکب نے کیا جوانمردی کی ادنی کو اعلی کیا اُس شخص کو مارا جسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کر سکا تھا بس آدمی کو نام ہی چاہیے کہ بیت خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر + نشان رہتا نہین ہی نام رہجاتا ہی انسان کا + تجکو چاہیے کہ مجھکو چھوڑ دے اور اس فراق مین نہ پڑ نہین پچتائے گا مین وزیر اعظم حمزہ ہون وہ حمزہ جو لقا کو بھگاتے پھرتے ہین اگر میرا ایک رونگٹا بھی میلا ہوا تو نہین معلوم حمزہ تیرا کیا حال کرین گے تیری ذریات کو بھی باقی نہ رکھین گے خلاصہ کلام عمرو نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ تجکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ بر سر رحم نہ ہوا اور بولا کہ اے دزد مین تیرے مکر مین نہ آؤنگا صبح قریب ہی ملکہ پاس ہو آؤن تو تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکر خواجہ کو صندوق مین بند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم حبس ہو گیا صندوق کو مستحکم کرکے اُسی جگہ رکھکر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ مین داخل ہوا اس اثنا مین ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر مہر جہانتاب کو نکال کر فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم مین محصور فرمایا کہ

نظم

چو اندر گذشت آن شب گشت وز	بتابید خورشید گیتی فروز
برج برہ تاج بر سر نہاد	از و خاور و باختر گشت شاد

قریب سحر باغ مین ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمرو کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا نالان وگریان خدمت بران مین حاضر ہوے ملکہ سوار ہوکر کنارے دریا کے بارگاہ مین داخل ہوچکی تھی سردار و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمرو کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پیرا ہوے کہ حضور خواجہ سلامت کو کوئی لے گیا یا کچھ اُن کے مزاج کے خلاف گذرا کہ وہ خود تشریف لے گئے یہان کہین تشریف فرما نہین ہین بران نے کہا خواجہ ہمارے یہان مدد طلب کرنے آئے تھے ہم نے بظاہر تو کوئی برائی نہین کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی دوست افراسیاب کا یہان رہتا ہی قابو پاکر پکڑ لے گیا ہی خیر معلوم ہوجائے گا یہ گفتگو ہی تھی کہ فولاد و چرخ دونون بہ تجمل تمام داخل ہوے ملکہ کو تسلیم کی پھر پوچھا کہ یہ کس کی تلاش ہو رہی ہی بران نے کہا شاہ عیاران تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے گم ہوگئے ہین چرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب کا یہان آکر لے گیا ہوگا ملکہ نے کہا چہ خوش افراسیاب کا ساحر یہان آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی راہ طلسم کیونکر طے ہوتی بغیر حکم ہمارے کوئی ڈانڈے پر تو آ نہین سکتا نہ کہ ہوتی باغ مین سے خواجہ کو لیجاتا

اس نے عرض کیا تو عمرو آپ ہی کہین چھپ رہا ہی یقین ہی کہ مثل طلسم ہوشربا یہان بھی غدر مچائے ملکہ نے فرمایا کہ
وہ مہمان عزیز ہے اُس کی ذات سے یہ امید مجکو نہین کہ برائی کرے یہ کہکر ایک عرضی مشتمل بر کوائف گم ہونے
عمرو کی کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم کے خدمت اقدس مین لے گئے اور عرضی پہونچائی کوکب ازبسکہ روشن ضمیر
اسی وجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسم پر اُسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت مین اگر پہلے سے غور کرے اور
اگر غفلت مین کوئی کام کرجائے تو جب یہ پوجا وغیرہ کرکے دریافت کرے اُسوقت ظاہر ہو اس وقت
جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی مین پڑھا ساحرون سے کہا چلے طلسم مین تلاش کرو پھر مین کوہ آئینہ پر جاکر
مراقبہ کرکے بتلادونگا لوگون نے کہا حضور شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آکر لے گیا ہوگا کوکب نے ہنس کر
جواب دیا کہ بچون کی طرح باتین نہ کرو وہان کا ساحر آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی غرضکہ بجواب عریضہ پروانہ تحریر
کیا کہ جلد تلاش کرو ملکہ نے نامہ پڑھکر طائران سحر اور پریزادان طلسم و ساحران نامی اور پتلے وغیرہ
ہر سمت طلسم مین روانہ کئے کہ وہ سب پھیل گئے اور طلسم وغیرہ وکوہ و دشت و بحر و بر چھاننے لگے ملک
ملک ودہ بدہ پھرنے لگے اور بہت سے بروے ہوا اڑکر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیان بنکر دریاؤن
مین غوطہ لگاتے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی چرخ کو تردد ہوا اور سمجھا
کہ ایک تو بادشاہ روشن ضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت مین عمرو کا پوشیدہ رہنا
غیر ممکن ہے مجکو ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی اب لازم ہے کہ یہان سے جاکر اسکو مار ڈالون کہ مرغ
سحر دیدہ بانگ نمیدہد اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہوگا تو کہدینا کہ بوجہ جوش حرارت مذہب اور
از راہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچ کر سزا دہی سے باز رہے
اور اگر ایسا نہ ہوگا تو جلا وطن کرنا شاہ افراسیاب کے پاس جانا ایسا سمجھ سوچکر ملکہ سے کہا
مین ایک کام رکھتا ہون بھائی کو بھی لیے جاتا ہون دم بھر مین حاضر ہونگا اور اپنے ملک مین
خواجہ کو تلاش بھی کردونگا ملکہ کو اسکی گفتگو سے ظن بدی کا گذرا تھا لیکن اس
وقت اضطراب تھا اسکو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا قنچ کو یہین چھوڑا ادھر کا
حال سنئے کہ جہان عمرو صندوق مین بند تھا وہان بیرون قلعہ سے ہوشیار جادو نام ایک چور نے
نقب لگائی تھی اور اُسی غار مین دہن نقب رکھا تھا کہ یہان سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرونگا
اور اگر کچھ ہنگامہ ہوگا تو اسی غار مین سے چھپکر نکل جاونگا چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور براے
نقب غار مین آیا یہان صندوق رکھا دیکھا دل مین سوچا دوسرا چور شاید یہان آیا تھا مال اپنا رکھ
گیا ہے مجکو خوب ملا چور کے گھر مین مور پیٹھا چر لے کوئی اور ملے کس کو سچ ہے بموجب بیت سبب مپرس
کہ چرخ از چہ سفلہ پرور شد کہ کام بخشی او را بہانہ بے سببی ست غرض لالچ مین آکر اس صندوق
کے قفل کو توڑا اور ڈھکنا کھولا عمرو بصورت اصل اس مین پڑا تھا لباس پر زر پہنے تھا چور ڈر گیا

کہ معلوم ہوتا ہے کوئی بلا ہے عمرو نے اس کو خائف دیکھکر بزبان تسکین کہا کہ اے محو حیرت تو کچھ خوف نکر
مین آدمی ہون مجکو ایک ساحر بند کر کے چلا گیا ہے چور نے کہا پھر کیا چاہتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے
چھڑا دو تو اپنی حقیقت بیان کرون میرے جسم مین طاقت نہین جو اٹھون چور کے پاس غسل جمشیدی کا
پانی ہے کہ جس پر وہ چھڑکتا ہے سحر اس پر سے اُتر جاتا ہے وہی پانی اسپر چھڑکا عمرو سے سحر اتر گیا صندوق مین
[illegible] کر کے دہن غار پر آیا جال مار کر صندوق بھی لیا چور یہ چالاکی دیکھکر حیران ہوا اور غار سے نکلکر
[illegible] یار تمھارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمھاری کہے دیتی ہے عمرو نے کہا برادر جو ہم
وہ تم اور زنبیل سے ایک تاج نکالکر پہنا پھر اُس سے کہا یہ تاج تمھین دون گا اور مین ایسا چور ہون
کہ زمین کا دفینہ جانتا ہون اندھیرے مین سارا مال دیکھ لیتا ہون جہان رکھا ہو نکال لاؤن بے کمند محل
پر چڑھ جاؤن جہان ہوا نہ جا سکے سماؤن چور نے کہا ہماری سنگت کرو گے اس نے کہا ہان لیکن
اب راستہ نہین ہے یہان سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جاوے گا چور نے کہا وہ صندوق تم نے کیا کیا جواب
دیا کہ غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہوے جاتے ہین یہ کہکر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا چور کے حواس
بجا نہ رہے اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات
کیسی دن ہی کو اٹھا لاے یہ جان کر پکارا کہ بھائی کہان ہو اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور
ہو عمرو ظاہر ہوا اور کہا برادر تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا ہوشیار جادو عمرو نے کہا ہمارا نام ہے
عمرو عیار یہ سنا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرایا کہ عمرو عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم مین اسکی
آمد کا غلغلہ ہے تو نے ناحق اس کو رہا کیا عمرو نے اسکو بدحواس دیکھکر کہا گھبراؤ نہین ہم سے چرخ نے
برائی کی ہے ہم اس کو مار کر تمھین یہان کا حاکم کرین گے چور قدم پر گرا عمرو نے کہا میری تلاش مین چرخ
یہان آئے گا اس غار مین مال جو کچھ رکھا ہوے آؤ اور مجھے دیدو پھر آگے بڑھکر لے لینا بلکہ جو تمھارے
پاس ہو وہ بھی دے دو کہ مین غائب کر دون تمھارے کام آئے گا چور نے جو کچھ مال تھا اس کو دیدیا
اس نے لے کر زنبیل مین رکھا پھر نقب مین کود کر دونون قلعہ کے باہر نکلے از بسکہ صبح ہو چکی تھی قلعہ سے
دھوبی نکل کر گھاٹ کو جاتے تھے ان مین سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہ گیا تھا عمرو اس کے برابر
جا کر حباب بیہوشی مارا اور اسکو بیہوش کر کے چور سے کہا بیل اور لادی لے کر تم چلے جاؤ یہین کہین
چھپ رہو مین تلاش کر لون گا چور بیل لے کر چلا گیا اور عمرو نے اُس دھوبی کو اپنی ایسی صورت بنایا
لباس پہنایا اور آپ ساحر کی ایسی صورت بنکر اُس گاذر کو لے چلا ادھر سے چرخ اور بھائی
اس کا بارادہ قتل عمرو آتے تھے راہ مین ملاقات ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے
نکلکر بھاگا تھا مین نے چور سمجھکر پکڑا ہے انھون نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش
ہوے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہو گا اس کے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا سامری نے

خیر کی یہ جاتا تو نہیں معلوم کیا ہوتا غرضکہ عمرو سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی تیرا نام کیا ہے کہا
مکار جادو نام پوچھکر بھائی کو بھیجا کہ جاکر غار میں دیکھ آ وہ گیا وہاں صندوق بھی نہ پایا آکر بیان کیا کہ غار
مین کوئی بھی نہین اب یقین واثق ہوا کہ بیشک عمرو بھاگا ہوگا اس ساحر نے پکڑا ہے بس اُس ساحر سے کہا
اس دزد کو زمین پر ڈالدے کہ ہم سر کاٹین اُس نے اُس کا ذر کو ڈال دیا یہ دونون خنجر کھینچکر چلے عمرو
نے پشت کی طرف سے کمند ماری دونون کی گردن پھنسی یا تو آگے کو بڑھے تھے یا پیچھے کو کھنچے اور
گھبرا کر بجبر سے تھے کہ منھ پر بیضہ ہائے بیہوشی پڑے دونون بیہوش ہو گئے عمرو نے خنجر سے فولاد کا سر
کاٹنا چاہا وہ رویین تن تھا اس لئے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا جناب
داؤد کا لے کر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہوگیا غل و شور و تاریکی ہوگئی عمرو سمجھا کہ ایسا
نہ ہو کہ قلعہ کے ساحر قلعہ سے غل سنکر دوڑین اس وجہ سے بسبب جلدی کے چرخ کو زنبیل مین
ڈالکر بھاگا اور غل سنکر چور جو چھپا تھا دوڑ کر آیا عمرو اُس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور
حیرت ناک ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے گھر چلیے عمرو اس کے ساتھ اس کے
گھر آیا ایک گانوُن ویران سا تھا اُس مین مکان کچا بنا تھا گھر لیپا تھا چور نے لاکر فرش بچھایا اور
عمرو کو وہان بٹھایا شراب و کباب موجود کیا یہ تو یہان ٹھہرے مگر ملازم بران کے ہر طرف ڈھونڈھ
کر خدمت ملکہ مین گئے اور عرض کیا کہ ہمین کہین پتہ نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا کوکب نے
جب سنا کہ عمرو نہین ملا بزور سحر غائب ہوگیا اور کوہ بلور اس طلسم مین ہے بتخانہ بنا ہے بادشاہ
اس کی پرستش کرتا ہے اُس بتخانہ مین جاکر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اسکو سجدہ
کیا اور پوچھا کہ عمرو کا حال بتلایئے وہ کہان ہے وہ پتلا یہ سنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے آیا اور گویا
ہوا کہ عمرو چور کے گھر مین اُس گانوُن مین ہے اور چرخ کے لے جانے کا حال اور فولاد کو زنبیل مین
رکھ لینا اور بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کر دیا کوکب سارا ماجرا سنکر وہان سے اپنی جگہ پر آیا اور
بران کو نامہ لکھا کہ عمرو نے ایسا کچھ کیا اب ہوشیار چور کے مکان مین ہے تم وزیر کو بھیجکر ہمارا
ایک باغ اس حوالی مین ہے اُسی باغ مین خواجہ کو پہنچا دو کہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو پھر تم مالکان دربند
وغیرہ کو ہمراہ لے جاکر بتجمل تمام استقبال کر کے لاؤ بران کو جب یہ نامہ پہنچا اس نے اُسی وقت
وزیر کو روانہ کیا وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمرو سے ملا ملکہ نے زبانی کوکب جو کچھ سنا تھا عرض
کیا کہ خواجہ آپ کے غائب ہو جانے سے بڑا تردد تھا شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب آپ
میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا چاہتی ہین کچھ دیر باغ مین آرام فرمایئے یہ کہکر تخت پر سوار کیا اور
لے کر چلا چور بھی ساتھ ہو لیا اُسی باغ مین جس کا پتہ کوکب نے دیا تھا وزیر لایا یہ باغ بھی جنت
نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہائے خوشبودار اور میوؤن سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف کرتے

خوف ناتمامی قصہ سے مختصر بیان اچھا ہے پس اُس باغ کی بارہ دری مین عمرو کو فروکش کیا ملازم بہر خدمت
مقرر ہوئے سامان عشرت سپرد حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید بہر خدمت گاری کی کہ خبردار کوئی
تکلیف خواجہ کو نہ ہو غرض بہت کچھ انتظام کرکے وزیر خوش تدبیر ملکہ کے پاس پھر آیا ملکہ نے کشتیان
تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کی تیار کرائین بادشاہان در بند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہو لین تو مجکو خبر کرنا کہ سوا
ہوکر خواجہ کو لینے جاؤن گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ مین
آئندہ عرض کرون گا مگر اب حال مہرخ کے لشکر کا سنیے کہ برق عیار ہمراہ جادوگرنیون کے جو نام
حیرت سے کرچلی تھین روانہ ہوا تھا جادوگر بنا ہوا انکے نیچے زمین پر نگاہ سے تکتی دوڑتا جاتا تھا
جب کچھ دور وہ نکل گئین ان مین سے ایک کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی زمین پر دونون اترین
درہ کوہ مین رفع احتیاج کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق بہت جلد اُس کے پاس آیا اور کہا وہ
دیکھیے آتے ہین ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہین مگر پھر کر دیکھنے لگی برق نے کمند ماری اُس نے
ادھر منہ پھیرا اس نے حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر دیا اور جلدی کپڑے اُس کے اتار کے
غار مین چھپا دیا اور اُسی جگہ آپ بیٹھکر صورت اپنی مثل اس کی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس عرصہ
مین دوسری ساحرہ پیشاب کرکے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پاؤن کی آہٹ
ہوتے ہی پکار کر کہا کہ بہن ادھر نہ آنا ٹھہرو مین آتی ہون یہ سنکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہوگی
پس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی تمام صورت بدل کر غار سے نکلا اور اُس کے پاس آیا دونون ٹھکر
چلے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اڑکر چلون اس نے کہا کہ اڑنے سے شانے تھک گئے اب
پیدل چلو یا تم جاؤ مین آتی ہون وہ ساحرہ بخاطر اس کے پیدل چلی یہا تک کہ بعد قطع راہ لشکر
صنعت مین پہونچے دیکھا کہ سات لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے بازار لگی ہین کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری
ہے دلالون کی گفتگو خریدار و بیوپاری خوبرو سپاہیون کے بستر سے لگے ہین سوارون کے گھوڑے بندھے
ہین لین اور لشکر مین گھما گھمی ہے بارگاہین بحساب ہین خیمہ لاجواب ہین یہ دونون سیر کرتے بارگاہ
صنعت کے قریب پہونچے حاجب دربان وہان حاضر تھے انھون جاکر آنا ان کا عرض کیا صنعت
نے دونون کو بلوایا انھون نے اندر جاکر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلون پر ساحر بیٹھے ہین شیشہ آلات
سے بارگاہ سجی ہے آئینہ لگے ہین ملکہ تخت پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر ہے انھون نے مجرا گاہ پہ
مجرا کیا صنعت نے انکو آگے طلب کرکے نامہ لیا تعظیم کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوکر جواب
لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار چرانے گیا تھا مین اس کے لینے کو بارگاہ باغبان مین گئی تھی اور جلدی کے
سبب سے آپ کی خدمت مین نہین پہونچی اب حاضر ہون گی لیکن شاہزادیون کو ایسی غفلت نہ چاہیئے
کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجین مین اس عیار سے سمجھ لون گی آپ کو اطلاع کر دی کہ پھر ایسی غفلت

د فرمایئے گا یہ لکھکر اس ساحرہ کو دیا اور خلعت دے کر رخصت کیا برق نے چاہا کہ مین بھی روانہ
ہون اس سے کہا کہ تم آج ہمارے مہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل مین خوش ہوا کہ اب دیکھیے
اس مالزادی کو کہان جاتی ہے اس کے روکتے ہی ٹھہر گیا اس نے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا
اور وہ ساحرہ نامہ لے کر چلی اور خدمت حیرت مین پہونچی جواب نامہ دیا حیرت نے پڑھا
اس وقت ساحرہ اور عیار بچیان پانچون حاضر تعین عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سنکر سب
کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار سہے تیکھے ہین ایسے بہادر نہین دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی
ہے اُس نے بنگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکیداً حیرت نے پھر لکھا کہ اے ملکہ تم نے عیار کو خوب
پہچانا اب اس بدذات کو چھوڑنا نہین مار ہی ڈالنا یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے مین باندھ کر بھیجا
کہ جلد لے جائے طائر لے کر آن واحد مین صنعت کے پاس پہونچا اُس نے نامہ لیکر پڑھا
طائر کو روانہ کر دیا یہان حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحر جسکی صورت بنکر عیار گیا ہی کہان
ہی معلوم ہوا کہ غار مین ہی چنانچہ ساحر بھیجکر اس کو غار سے اُٹھوا منگوایا اتفاق سے ضرغام عیار برائے
خبرگیری بارگاہ مین حاضر تھا یہ سب خبرین دریافت کر کے مہرخ کے پاس آیا اور سارا ماجرا برق
کی عیاری کا بیان کیا اس اثنا مین دو پتلے جو مہرخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کر دیے تھے آئے اور
کہا مہتر صاحب اس وقت صنعت کے پاس بیٹھے ہین مہرخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی
ہے اور ضرغام نامہ آنے کا ماجرا بیان کر چکا تھا بس سمجھی کہ برق مبتلائے آفت ہوا یہ سمجھ کر بہار کو
لشکر کے سپرد کیا اور آپ اُڑکر روانہ ہوئی لیکن اُدھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب
نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا سترہ سو ساحر کرسی پر بیٹھا تھا دورۂ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے بعد
لمحے کے حکم دیا کہ دربار برخاست ہو برق کو ٹھہرا لیا کہا تم ہم کو شراب پلاؤ اس لیے کہ حیرت بھی
تمھاری خاطر کرتی ہے ہمکو بھی مدارات تمھاری لازم ہے برق یہ سنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور
عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپ کے غرضکہ ساقی سے جام و صراحی لیکر
شراب پلانے لگا پہلے تو جام سادہ دیا دوسرے مین نگاہ بچا کر بیہوشی ملائی اور دینے لگا صنعت
ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی کو دیدو اُس نے کہا آپ پیجیے مین اسکو اور دیتا ہون اس
نے کہا جو ہم کہتے ہین وہ کرو اس نے وہ جام ناچار ہو کر ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہو گیا صنعت
نے اُس کی جانب گھورا اور کہا کیون ہم نے تو تمھاری خاطر کی اور تم نے یہ بدذاتی کی سہے خبردار کہ
مار ڈالون برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کر کے بھاگون مگر دیکھا تو زمین پانؤن پکڑے
ہے ناچار کھڑا رہا اس نے کہا کہ اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون برق نے کہا تو اپنی خیر منا میرے
اور بھائی بغیر مار ڈالے تجکو باز نہ آئین گے اور مین چھوٹون گا تو لشکر مین تیرے آگ لگا دون گا

صنعت نے اس کی سخت کلامی سے ناراض ہو کر قفس آہنی منگایا اور مابین بند کر کے ساحرون کو طلب کیا
اور حکم دیا کہ اس نابکار عیار کو ملکہ حیرت پاس لے جاؤ میرا سلام نیاز عرض کرنا اور کہنا مین منتظر ہون کہ عمرو
کوکب پاس گیا ہی اور مجکو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب نے بڑی اس کی خاطر کی ہو اب
دغابازی بہت بڑی ہوگی اسی وقت مین بھی جنگ آغاز کرون مگر آپ اس عیار کو جو چاہے وہ کیجئے یہ پیام
دے کو پنجرا روانہ کیا جادوگرنیان اور ساحر نہایت بند وبست سے چلے مگر مہرخ جو اڑ کر روانہ
ہوئی تھی اس نے راہ مین ان کو مع قفس پایا مگر قابو نہ ملا جو برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر
الگ الگ بچی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت مین پہونچے پیام صنعت بیان کیا اور پنجرہ دیا آپ پھر کر
چلے آئے وہان صرصر موجود تھی برق کو دیکھ کر ہنسی اور کہا آپ کا مزاج اچھا ہے برق نے کہا اسوقت
ہم قید مین ہین کل سبکو مزاج کا مزا بتا دین گے صرصر نے کہا آج بچ جانا تو بتانا برق نے کہا آج
حیرت کے مارے جائے گی حیرت کو ان باتون سے غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ اس کو پنجرے سے
نکالو ساحرون نے پنجرے سے نکالا اس نے کہا جلاد کو بلاؤ جلاد بنا بر آنکہ عیارون کے ہاتھ
سے قتل ہوتے ہین خوف کے مارے بلانے سے آتے نہین ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک
جلاد حاضر ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ نکہت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا
حیرت نے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے تھے سامنے تخت پر بیٹھی رہی جلاد نے تینون حکم
پوچھ کر تیغہ تول کر چاہا کہ ہاتھ مارون اس وقت ایک پتھر آکر جلاد پر پڑا کہ سر اس کا اڑ گیا
کیونکہ جانسوز بشکل سہل موجود تھا اس نے پتھر مارا جلاد کے مرنے کا غلغلہ جو ہوا حیرت نے حکم دیا
کہ اور جلادون کو بلاؤ اور مجمع کو ہٹا دو کہ عیاران مین ملکر چلے آتے ہین ملازمین نے سب کو ہٹا دیا
اس وقت حیرت نے ایک ساحر نہم جادو نام سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے مین نے تلوار پر باڑھ
رکھوائی ہے مسلمان ملے تو اسکو مار کر باڑھ کی آزمائش کرون اس وقت اس عیار پر آزماؤ نہم جادو
یہ سنکر اٹھا اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہو گیا
ہے برق نے جواب دیا کہ اے مکار عمر تیری پوری ہو گئی ہوگی ہم تو طلسم توڑین گے اور افراسیاب کو مارینگے
نہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہان بصورت ساحر قران بھی حال گرفتاری برق سن کر آگیا
تھا جیسے ہی اس نے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اُسنے تانکر بغدا مارا ٹانگون سے نکل گیا غل و شور اسکے
مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھ کر دوڑے اسی غلغلہ مین مہرخ جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آئی
تھی پنجہ بنکر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی قران نے دو چار جادوگرنیون کو اسی ہنگامہ مین
قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہو گیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا ملکہ حیرت نے جلد سحر کر کے
وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحرون کو حکم دیا کہ جلد دوڑو اور اس لے جانے والے کو مع قیدی کے

گھیرو ساحر اڑکر پہنچے لیکن مہرخ جو سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے پہ پہنچ گئی کسی نے نہ پایا سب پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر ابکی مقابلہ مین کسی کو جیتا نہ رکھونگی اس گفتگو مین تھی کہ ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کرکے بٹھایا اسنے ملکہ کو متفکر دیکھکر حال پوچھا اس نے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا مین نے سنا ہے کہ عمر طلسم کوکب مین پہونچ گیا اور اس نے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدۂ مدد دہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لیکر آئیگا پس لازم ہے کہ جبتک وہ آئے آئے ہم مہرخ کا کام تمام کردین اور راسد کی میعاد کے دن تھوڑے باقی ہین اسکو بھی مار ڈالین یہ تقریر سنکر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مین اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہون دیکھون کیا فرماتے ہین یہ کہکر عرضی شاہ طلسم کو لکھی اور جملہ کوائف رہائی برق اور گفتگوے ابریق اس مین درج کرکے طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجی طائر عرضی باغ سیب مین لایا شاہ طلسم نے لیکر پڑھی چاہتا تھا کہ کچھ لکھے اسوقت پنجہ سحر نامہ لقا لے کر پہونچا اس نامہ کو جو کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ یہان ملکہ ناز ک چشم نے آکر ہم کو بہت خوشنود کیا لیکن ان کی مدد کے لیے کسی اور کو بھیجنا چاہیے کہ وہ اور سوفار تنہا ہین ایسا نہو کچھ پیچ پڑ جائے شاہ نے یہ دونون نامہ پڑھکر اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مجکو سب حال عمرو کا معلوم ہے مین بند و بست قرار واقعی کرونگا اور میرا کوکب کچھ نہ کر سکیگا مین اسکے روبرو عمرو اور اسکے تمام لشکر کو غارت کردونگا یہ لکھ کر طائر کے گلے مین باندھکر اڑا دیا طائر ملکہ پاس پہونچا وہ نامہ پڑھکر چپ ہو رہی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا باطمینان تمام بیٹھی اس طرف کو صنعت اپنے لشکر مین بارادۂ جنگ ٹھہری ہوئی ہے عمر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اُس نے نامۂ لقا پڑھکر ایسا سحر کیا کہ ایک تپلا زمین سے نکلا اسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا تپلا یہ حکم سنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ کے ایک ابر سرخ رنگ برو ے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اترا اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی زر و زیور سے آراستہ ساحرون مین ذی وقار تھی اس نے بادشاہ کو بادب تسلیم کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بلائین گرد ہوئی بادشاہ نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ مجرا کرکے کرسی پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا مین نے تمکو اس لیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنابر طلب مدد آیا ہے پس تم لشکر لیکر جاؤ سوفار و نازک چشم وہان ہین انکی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سنکر وہ ساحرہ اٹھی اور سلام کرکے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعے مین آئی اور بارہ ہزار ساحر کا لشکر تیار کراکر سمت کوہ عقیق بصد جاہ و حشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی ابیات

بپوشید زربفت شاہنشہے
خرامان برآمد ز پردہ سرائے

بسر بر نہاد آن کلاہ مہے
درفشی درفشان بس او بپائے

بہر سو ہمی راند چندان سپاہ　　کہ گفتی جز او در جہان نیست شاہ
ہمہ کوہ و دریا و راہ درشت　　بدل آتش جنگ جویان بکشت

اسی تجمل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوشربا کے طلسموں میں سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہان کی ملکہ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہوشربا میں ہے اور نصف طلسم کی زمین طلسم نور افشان میں ہے مالکہ طلسم آئینہ دونوں بادشاہوں یعنے کوکب و افراسیاب کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہین پہونچی خیال میں اس کے آیا کہ اے آفت تجھ سے اور ملکہ آئینہ دار سے کمال دوستی ہے اس سے ملتی چل کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانوں سے جاتی ہے اور وہ لوگ کشندۂ ساحران ہین شاید ملکہ آئینہ دوستی کا پاس کر کے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا تجکو دے جس کے باعث سے تو مسلمانوں کو غارت کر سکے یہ سوچکر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لے کر خدمت خداوندین جلو میں بھی آتی ہون افسر بنابر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اڑا کر سمت طلسم مذکور چلی یہانتک کہ داخل طلسم ہوئی وہان کے ساحر ہمیشہ اس کی آمد و رفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہین یہ راہ طلسمات قطع کر کے قلعہ طلسم میں آئی قلعہ بہت آباد تھا ہر ساحر دلشاد تھا عمارتین طلسمی بنی تھین کوٹھیان لاجواب نظر فریب تھین دو کانین کی تھین دوکانداروں کی پوشاکین رنگین تھین یہ بازار سے گذر کر دار الامارت شاہی پر آئی یہان دربانوں کا ہجوم تھا حاجب دربانوں کا شمار نامعلوم تھا اُس نے اپنے آنے کی اطلاع کرائی ملکہ آئینہ یہ خبر سنکر تا در ایوان سے لینے کو آئی اور اندر لے جا کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا ارکین سلطنت نے نذر دی ملکہ آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی مزاج پرسی فرمائی اس نے جانا اپنا بہر جنگ مسلمانان کہہ کر بیان کیا کہ مدت سے مین نے تم کو دیکھا نہ تھا ادھر آنکلی مشتاق دیدار ہو کر تمھارے پاس آئی ہون یہ میری آخری ملاقات ہے تم نے بھی سنا ہوگا کہ خدا پرستوں سے جو لڑتا ہے زندہ نہین رہتا مجکو سامری بچائینگے تو پھر تم سے ملونگی نہین تو جاتی بلا کے منہ مین ہون آج کی ملاقات غنیمت سمجھو ہم تمھین دیکھین تم ہم کو کہ بیت خسپ ہجران رسیدہ محنت بسیار پیدا شد * بیا لے بخت کاری کن کہ مارا کار پیدا شد * آئینہ نے اس کی تقریر سنکر کہا بہن گھبراؤ نہین آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگو گی مین تمھارے ساتھ ایک سوا اس طلسم کا کرون گی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا اور دم بھر مین سب مسلمانوں کو مارڈالے گا آفت یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار مین رہی جسوقت خسرو انجم تخت فلک سے اُٹھکر شبستان مغرب مین گیا اور شب کے دربار مین ہر انجم چرخ روبروے خسرو ماہ حاضر ہوا کہ نظم

چنین گفت پنہان شدہ آفتاب　　شب آمد شدہ وقت آرام خواب
بخواب اندر آمد سر روزگار　　ز خوبی واز راہ آموزگار

سر شام دربار برخاست کر کے آئینہ دار اپنے باغ مین آئی آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا

شراب وکباب چلے چنگ ورباب برپا ہوا اس وقت عرض بیگی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ملکہ نازک چشم
تشریف لاتی ہیں اس نے یہ خبر سنکر استقبال کرایا نازک چشم کا حال سنیے کہ جب سے ناصر کوہی جاں بحق
ہو گیا اور دختر اس کی گلابی چشم ماری گئی اس کو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہے وہاں
چل کر کوئی تحفہ طلسمی لاؤں بہو رام اسکے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی
کہ اس کی جان بچانے کی تدبیر اس نے کی ہے کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہیں انکو جمع کر کے جسم اس کا سحر بند
کرایا ہے کہ کسی حربے سے یہ ماری نہ جائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اس کی موت نہ آئے پس اس کے
جسم کو سحر بند کر کے ایک تلوار ساحروں نے بنائی ہے کہ اگر یہ قتل ہو تو اسی تلوار سے قتل کی جائے اور
وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم میں باحتیاط تمام رکھی ہے کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار پائے اسوقت
نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم میں شاہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جن کا عشق جلد اول میں مذکور
ہوا قید ہیں کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ حنظل جادو کا ہے اور اس کے شوہر زنار زلا افگن
نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈال دیا تھا اور قاسم کو پکڑ کر اس طلسم میں قید کرا دیا ہے غرضکہ استقبال
کر کے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا ناچ ہونے لگا نازک چشم
ملکہ آفت سے ملی دونوں نے اپنی اپنی سرگذشت کہی آفت نے اپنا بھیجنا مدد کے لیے شاہ جادوان
کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا رات بھر یہی حرف و حکایات کہہ کر بسر کی شمع محفل
ان کی دل سوز تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت کچھ ان کی تشفی کی دم سحر جب آئینہ آفتاب
عکس گیر عالم ہوا اور شاہد روز نے بیدار ہو کر منہ آئینہ مہر میں دیکھا کہ نظم

چو شب بگذشت شمع سرگراں را	بشست از گریہ چشم خونفشاں را
نقاب از لالۂ سیراب بکشاد	خمار آلودہ چشم از خواب بکشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونوں کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکلکر ایک کوہ میں آئی اس جگہ
ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اس میں برابر ان شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت میں بے نظیر تھا آئینہ نے سحر
پڑھ کر حجرہ کھولا اس میں بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا ایک پتلا باہر نکالا وہ مرکب بلوریں پر سوار تھا
خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قد رکھتا تھا جب حجرہ کے باہر نکلا بڑھ کر مثل سوار کے مع مرکب
ہو گیا اس نے اس کو حکم دیا اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور عداے ستون سے مقابلہ
کر کے ان کو گرفتار کرو اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا اس پتلے نے یہ سنکر گھوڑا اٹھایا اور ایک سمت
کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان میں کھڑے ہو کر جب پکارو گی کہ اے
سوار طلسمی آ کہ یہ سوار آئے گا اور تمہارا کہنا کرے گا اور کسی سے زیر نہ ہوگا اور نہ کسی حربے سے
مارا جائے گا ہاں وہ شخص اسکو قتل کر سکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغہ ہوگا آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی

اور ناز ک سے کہا چلو یہ سوار کافی ہے اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا بہن تم کو کیا احتیاج ہے تم کو پہلے ہی مین سحر بند کرا چکی ہون جب تک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو کسی کے پاس نہ ہو گا تمھاری قضا نہ آئے گی ناز ک چشم یہ کلام سنکر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے اب چلکر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کرون اور مسلمانون کو مارون غرض دعون آئینہ سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئین اور تخت سحر پر بیٹھکر چلین یہانتک کہ طلسم سے باہر نکل کر اور طلسم ہوشربا کی سرحد سے گذر کر داخل لشکر لقا ہوئین اور بارگاہ مین پہونچکر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہان پہلے سے لشکر اس کا آچکا تھا بختیارک نے متصل لشکر ساحران ناز ک چشم اتروا یا تھا آمد آفت کی خبر سنکر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کرکے بہر آرام اپنی بارگاہ مین آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلۂ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو خیمۂ عالم مین قیام پذیر کیا کہ ابیات

درین بستان سراے پر نظارہ
نماند باز جز چشم ستارہ
زشہپر مرغ شب خنجر کشیدہ
زبانگ صبح نای خود بریدہ

شام کو بارگاہ لقا مین پہونچکر آفت نے حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی دلاورون نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے مین ہل چل پڑی ہرکارون نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل اسلام مین حاضر ہو کر خبر عرض کی کہ اے شہریار ابیات

دل ما یکایک بہ فرمان تست
ہمان جان ما زیر پیمان تست
تن و جانت یزدان نگہدار باد
دلت شادمان بخت بیدار باد

طبل جنگ لشکر اعدا مین بجا ہے آفت نے آکر آفت برپا کرنا چاہا ہے شاہ اسلامیان نے یہ خبر سنکر باپاے صاحبقران نامور حکم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندری کو چاشنی ملی کام جان بہادران کو ذائقہ شجاعت یاد آیا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روے ساحر شب آئینہ شمشیر مین ایسا عکس پذیر ہوا کہ روشن ہو گیا جوہر تیغ اس شب تار مین اس طرح کھلا کہ جیسے پر ند مشکین پر مانی و بہزاد کے نقش و نگار بخط گلزار بنے تھے خامۂ تیغ نے خط تقدیر عدو مین تیرہ بختی کے کیے تھے مرغ سحر چہرے دیکھکر جرات شعارون کے خنجر گذار سپہر بسان مہر خون کھاتا تھا تھراتا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر تیاری اس طرح رہی کہ نظم

جہان لشکر سرفرازان بہ جنگ
ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بہ چنگ
ہمہ یک سراز جای برخاستند
بسان پلنگان برآراستند
ہمہ بانشان سرافشان شدند
چو ناہید و ہرمز درخشان شدند

آخر نہیب شمشیر و نعرہ شیرگیر بہادران تہور قرین و جلالت آگین سے حاملہ شب کا حمل ساقط ہوا

اور طفل نورانی چہرۂ خورشید دایۂ روزگار نے بطن مشرق سے جنا کر آغوش فلک مین دیا نظم

چو خورشید رخشان بگسترد پر ۔ سیہ زاغ پرید نہفت سر
بہ شبگیر چون بردمید آفتاب ۔ سر جنگ جویان برآمد ز خواب

امیر وظیفۂ سحری مین مصروف تھے بہادر لشکر کشی سے مالوف تھے انبوہ فوج ظفر موج کے پرے دشت قتال کو جاتے تھے سردار در دولت پر حاضر ہو کر جبہ سا تھے کہ چالاک بن عمر خدمت امیر نامور مین آیا امیر جبین نیاز کو بدرگاہ بے نیاز رکھکر عرض کرتے تھے کہ بار آلہٰ مجکو فتحیاب کر دشمن کو ذلیل و خوار شتاب کر اے قاضی الحاجات نظم

بخورد آب و روے سرو تن بشست ۔ بہ پیش جہان آفرین شد نخست
بزاری بہ نالید بر بے نیاز ۔ نیایش ہمی کردہ بر چارہ ساز
بنالید بر کردگار جہان ۔ بزاری ہمے آرزو کرد آن
بیزدان بنالید کاے کردگار ۔ بدین کار این بندہ را پاس دار

چالاک نے اس حال مین دیکھکر آمین کہی صاحبقران نے سجادہ لپیٹا اور اسکی طرف دیکھا استفسار فرمایا کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا کہ ہیبت ہوئی فوج تیار اے شہریار + گئی سوے میدان پیکار زار + یہ خبر سنکر امیر بھی سلیح سنجوگ سے درست ہوئے اسلحہ لگا کر چست ہوئے برآمد ہوکر اشقر پر سوار ہوئے اور جلوخانہ شہنشاہ گیتی ستان مین آئے یہان آمد سلطان ذی حشم کا دم بھر مین غلغلہ ہوا اسباب جلوس و تزک نکلنے لگا ہزارہا خواجہ سرا زیرک و دانا اہتمام کنان نظر آیا پھر طفلان ماہ طلعت کا پرا نکلا مخلخون کے لوٹے لیے عود و عنبر سارا کا بخور کرتے ظاہر ہوے طلائی نقرئی پنج شاخے اور رفا دسین جواہر کار خدمتگار لیے آگے بڑھے اسوقت جلوخانہ رشک دہ جواہر خانہ تھا تماشائی انبوہ اور ہنگامہ تھا سردار قرینے سے صف باندھکر مجراگاہ پر ٹھہرے تھے کہ تخت طاؤسی شہنشاہ عالمگیر بصد توقیر کہاریان اٹھائے پیدا ہوئین کہاریون نے تخت بدلوایا سردارون نے بصد ادب گردن کو بہر تسلیم جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا نظم

بقلب اندرون شاہ شاہنشہان ۔ بگردش یکے لشکر بیکران
بلرزید گیتی ز بار گران ۔ زبس کوہ آہن گران تا کران
زبس گرد لشکر جہان تار شد ۔ مگر مہر رخشان گرفتار شد
از آواز گردان بتر قید کوہ ۔ زمین آمد از نعل اسپان ستوہ
تو گفتی جہان سر بسر آہن است ۔ ویا کوہ البرز در جوش است

میدان مین پہونچکر ٹھہری تھی کہ دوسری طرف ساحرون کے پرے کالی کالی بیرقین علم کھولے بڑھی

تھالیان ہاتھون مین اُٹھائے ظاہر ہوے سواریان انکی روے ہوا سے اُترکر زمین پر آئین اور تخت سردارون کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوے پرے جم گئے سب کے آگے لقا بے لجا راندۂ درگاہ خدا ہاتھی پر سوار گردا سکے ناقوس نواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے بجے سامری و جمشید کی بولتے تھے رال و گوگل کے شعلے اُٹھتے دھوان بلند تھا غرضکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوے دونون طرف سے بیلدارون نے پست بلند میدان کو ہموار کیا سقے آبپاشی کر گئے روے شاہد ارض. صفائین صورت آئینہ بنا صفا آرا اون نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑون کی دم سے دم اور پٹھے سے پٹھا سم سے سم ملا دیا بہادرون کا شانہ سے شانہ پیادون کا پانون سے پانون ایک کر کے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر بنا دیا۔ تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوے نقیب آگے بڑھے سرود نوازون نے سرود بجایا گویون کے لڑکون نے رغبت جنگ دلاورون کو دی مذمت دنیاے فانی کو سنا کر

نظم

چنین است کردار چرخ بلند — بہ دستی کلاہ و بدیگر کمند
چو شادان نشیند کسی با کلاہ — بہ خم کمندش رباید کلاہ
چرا مہر باید ہمی بر جہان — چو باید خرامید با ہمرہان
یکی دائرہ آمدہ چنبرے — فراوان درین دائرہ داورے
نہ ہر بادشاہ و نہ ہر بندہ را — شناسد نہ نادان نہ دانندہ را
شکاریم یکسر ہمہ پیش مرگ — سری زیر تاج و سری زیر ترگ

آج روز نام و ننگ ہی عرصہ زیست تنگ ہی داد شجاعت دو مرنے مین دریغ نہ کرو جب نقیب پکارے آفت نے نازک چشم سے کہا بہن تم کو سامری کے سپرد کیا مین جاتی ہون اور نصیب آزماتی ہون اس نے جواب دیا کہ جمشید کے حوالے کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اُترکر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب چاہی لقا نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا بختیارک بولا کہ خداوند تیری موت اپنی مٹھی مین لیے ہین تو ماری نہ جاے گی بے خوف جا کر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان مین ہو کر نیرنگی سحر کی دکھانے لگی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخرکار نعرہ مار کر بلے فرقہ منحرفان تمھاری قضا دامنگیر ہو آؤ میرے روبرو کہ تم کو راہ عدم دکھاؤن یہ نہیب جب لشکر اسلام نے سنی اول ناصر نے مرکب اُڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سر نثار کرنے کو جی چاہتا تھا بارے مراد بر آئی اس قحبہ کی سزا دہی کو غلام جاتا ہی اجازت چاہتا ہو بادشاہ نے فرمایا تم مہمان عزیز ہو کرم کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادۂ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ

غلام نوازی فرمائیے بہادروں مین آبرو نہ رہے گی یہ نکلا ہر تو تصدق ہونے کی اجازت دیجیے شاہ نے اسکو خلعت دیا اور فرمایا سپردیزدان پاک کیا ناصر نصرت قرین شادان وفرحان مرکب اوپر آکر چلا گھوڑا اسکا طرارہ بھر کر روان ہوا کہ **نظم**

یکے اسپ بودہ در انگام زن — ہم او ز فولاد خارا شکن
چو پیلان بزور و چو مرغان بپر — چو ماہی بہ بحر و چو آہو بہ بر
چو آتش بپا مدز کوپل دور — چو کوہے روان کرد ازجا ستور

آفت نے اس تہور دستگاہ کو جوش وخروش سے آتے دیکھکر صدا دی کہ اے سوار طلسمی آ کہ یہ کہنا تھا کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بسان شیر غران نعرہ زنان آکر پہونچا اس نے حکم دیا کہ جا اور مسلمانون کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اس نے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا **بیت** سبک نیزہ بر نیزہ انداختند + کہ از یک دگر باز بشناختند + بعد رد و بدل طعنہائے چند نیزے مانند خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اسوقت دونون نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا کہ **نظم**

برو دست و آن تیغ بران کشید — زگرد سواران جہان ناپدید
بکین اندرون تیغ برہم شکست — سوے گرز بردند یکبار دست
سواران چنان گرز زد ہمچو کوہ — کہ از زخم او گشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت — بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا سوار نے مشکین باندھکر سپرد لشکر لقا کیا اور آپ مرکب پر چڑھکر پھر مبارز خواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نورالدہر نے اجازت لے کر عزم میدان کیا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل ونقارے اس طرح بجے کہ طنین گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر وہامون شکوہ مثل برق و باد چلا کہ **نظم**

ز زخم فلک گاہ و ماہی ستوہ — بجستن چو برق و بہیکل چو کوہ
یکے کوہ چون کوہ وادی سپر — بصحرا بجہید چو مرغے بہ پر
درآمد بزین چون گرہ بے ستون — گرفتش یکے نیزہ چون ستون
عنان را بہ پیچید و بگرفت راہ — ہمی شد بہ تیزی چو ابر سیاہ

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ دری اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ **بیت** گہے تیغ زدگاہ گرز گران + چنین تا فرو ماند دست سران + آخرکار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کرکے لشکر مین بھیجا اور پھر نہیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے ادھر سے سرداران شہزادہ نورالدہر

نکلنا شروع ہوئے شام تک سوا سو سوار یکے بعد دیگرے قتل بن گیا ہو روز نوح بن گیا ہو رخ کی شام وغیرہ جاکر اسیر ہوئے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ خطی شعاع لیکر سمت کاشانہ مغرب گیا اور میدان فلک مین لشکر انجم کا داخلہ ہوا نظم

زجنبش مرغ و ماہی آرمیدہ
حوادث پاے در دامن کشیدہ
ستادہ از دہل کوبے دہل کوب
ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب

شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھاکر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسایش بجوادیا دونون لشکر کے امیر اور شاہ اسلام بادل پر درد داخل بارگاہ ہوئے سیاہ نے کمر کھولی عیار بہر عیاری روانہ ہوئے اس طرف آفت ہنستی ہوئی نازان وخندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی [illegible] نے زرنثار کرایا بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جاے اُسی وقت ساقیان مہر دیار وپری تمثال جام وصراحی جواہر نے مثال لیکر حاضر ہوئے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک دہ لعبتان لندن وچین رقص کرنے لگین مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ ابیات

بر فتند وخوان مے آراستند
سزاوار رامشگران خواستند
زبرجد طبقہا و فیروزہ جام
پراز نافہ مشک وپر عود خام
ہمہ پیکرش سرخ کردہ بزر
بروبافتہ چند گونہ گہر
زمین باغ گشت از کران تاکران
زشادی وآواز رامشگران

اسی جشن مین بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم وسوفار وصنعت وغیرہ نے قید کیے ہین وہ سب موجود ہین اور آج تم نے سوا سو سردار گرفتار کیے ہین مجکو یقین ہو کہ سب کی نگہبانی نہ ہوسکے گی اور عیاران اسلام اسی فکر مین ہین آج تک بہت حفاظت سے قیدی رہے مگر اب عرصہ گذرا ہی ان کو پتہ مل گیا ہوگا چھڑالے جائینگے پس لازم ہو کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کثرت اسلامیان بکچھ وہم ہو آفت نے کہا ملک جی مین اس فکر مین ہون کہ حمزہ کو بھی پکڑلون تو سب کو قتل کرون یہ کہکر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ مین نے سوا سو طلسم سے اتنے سوار قید کراے لکھکر ملکہ آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ بن عمر عیار شہزادہ قاسم بامر جاسوسی اس مقام پر موجود تھا جسے آقا اسکا قاسم گشتہ سحر ہوا ہی اسی فکر مین بہ صورت مبدل رہتا ہو کہ شاید لشکر ساحران مین کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو اس وقت ساحر نامہ بر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھون یہ نامہ کہان لیے جاتا ہو وہ ساحر جو چلا خوف سے عیارون کے کچھ دور تو اُڑکر گیا پھر نظر سے غائب ہو گیا سیارہ حیران پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان مین جا پڑا ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سنیے کہ شاہزادہ ایرج بن قاسم جن کا ذکر جلد اول مین کیا گیا

کر غم مین اپنے باپ کے بہر شکار نکلے تھے اور انکو پنجہ اُٹھا لے گیا تھا اور آندھی کی ہوا مین عیار اُن کا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا اس وقت کوہستان مین ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پانون سے آہٹ کی سنی ٹھہر کر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہونچا پکارا کون ہی سیارہ نے آواز پہچان کر کہا کہ کیا بھائی شاپور ہین اس نے اقرار کیا سیارہ دوڑ کر لپٹ گیا دونون باہم باتین کرتے چلے یہ تو روانہ ہوے ہین مگر اب ذکر شاہزادہ ایرج سنیے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہی

آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت شمشیرزن و سوفار و نازک چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ پریزاد شمشیرزن سے ہونا اور لشکر اسلام کا پھر آرام ٹھہرنا المولفہ

فصل بہار آئی رندون کی یہ دعا ہی　　دے جام ارغوانی ساقی ترا بھلا ہی
اندی گھٹائین اودی طاؤس ناچتے ہین　　بدمست جھومون پر ساقی برا جتے ہین
جھونکا ہوا کا آیا ابر سیاہ چھایا　　بجلی لگی کڑکنے پانی جھمک کے آیا
مستون نے پھر پکارا ساقی کو یہ صدا کی　　کشتی مے روان ہو رحمت ہوئی خدا کی
ساقی وہی سماں پھر آنکھون مین پھر رہا ہی　　دے پھول مجکو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہی
جام و پیالہ کیسا چلو ہی میرا بھر دے　　دریا دلی سے ساقی سیراب ہمکو کر دے
تلچھٹ ہی دیدے ہمکو کر لیوین نشہ پانی　　پیری مین لوٹ لیوین کیفیت جوانی
سنبھلین اٹھین گرین ہم چلتے ہین لڑکھڑائین　　پیر مغان کے دم کی پھر خیر ہم منائین
مدہوش ایسا کر دے مجھ اور رنگ لاکن　　بکلاوت ایسی پیندی زاہد کو ہین شادون
ہمکو نہ جاہ سیکر افسانہ لکھ رہے ہو　　مشتاق سب ہین بیٹھے جلدی زبان کھولو

آئینہ بندان صورت خیال و صورت نمایان آئینہ حال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ مین اس طرح بٹھاتے ہین اور آئینہ تحریر مین پیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہین کہ جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اُٹھا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اُسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر مرصع پوش جادو ہی وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر مین مصروف تھی کہ نگاہ اس کی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہی شعشعہ حسن و جمال سے اُس کے روے ہوا منور و روشن ہے روے تابان اُسکا انجمن روزگار مین نور بیز لبان شمع انجمن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب فلک سے اتر کر بروے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہی ستارہ ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہی اس کو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ

سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا پنجہ شہزادے کو لیے ہوے کوہ پر اتر آیا اُس نے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنجہ تو غائب ہو گیا شہزادہ متوحش ہوا بیہوش تھا پڑا رہا صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آکے صورت زیبا دیکھکر غش ہو گئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت دلگر خار بیہوش پڑا ہو باغ دہر مین قد اس کا نخل تمنا ہو گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہو سنبل تر اسی کے زلف معنبر کی خوشبو سے پیچیدہ ہو صبا سو نگہ کر ژولیدہ مو ہو نرگس ہمہ تن چشم ہو کر اسی کے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہو باد صبا اسکے لیے آوارہ پھرتی ہو لالہ اسی کے عشق مین دلِ داغدار ہو سرو کو اسی کی غلامی درکار ہو آزادی سے بیزار ہو کہ بمقتضاے ابیات

بیا لا پو سرو چہ خورشید روے ... چو عنبر بگو گرد گل سرخ موے
یکے بوستان بود اندر بہشت ... بیالاے ز سرو دہقان کشت
دو چشمش ذبان گو دو ابرو کمان ... تو گفتی ہی بشگفد ہر زمان
ببالا ز سرو سہی برتر است ... چو خورشید تابان بدو پیکر ہست

یہ تماشاے حسن بیمثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سرہانے کھڑا ہی لباس مردانہ پہنے ہو مگر عورت معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر اُٹھ بیٹھا اور اُس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہین کیون مجکو طلب کیا ہی نقابدار نے کہا پنجہ لیے جاتا تھا مین نے اس سے چھڑا یا ہو آپ میری دعوت کھا کے آسودہ ہو لیجیے تو مجکو سپاہ گری کا مزہ ہو ہمارے آپ کے مقابلہ ہو شاہزادے نے فرمایا کہ تم نے مجکو پنجہ سحر سے چھڑایا احسان کیا تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہو اور اگر براہ راستی بھی بلایا چاہتے ہو تو مین سب طرح چاق و چست ہون ایک صدمہ موج ہوا کا تھا وہ بھی برطرف ہو گیا اب کوئی کسل نہین آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سنکر انکو ایک میدان مین اس کوہ کے لایا اور اپنے ملازمون کو طلب کر کے دو گھوڑے جنکو دیکھکر توسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادے کو سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر برسر مقابلہ آیا اور تیر کمان مین پیوستہ کر کے لگا یا کہ ابیات

کمان را بزہ کرد و بکشاد بر ... نبد مرغ را پیش تیرش گذر
بر آیرج مگر تیر باران گرفت ... چپ و راست جنگ سواران گرفت
نگہ کرد ایرج و آمد بہ تنگ ... بر آشفت و تیر اندر آمد بجنگ
عنان بر گرائید و برداشت اسپ ... بیامد بکردار آذر گشسپ
ززین بر گرفتش بہ کردار گوے ... کہ چوگان زباد اندر آید بروے
چو آمد خروشان بہ تنگ اندرش ... بجنبید و برداشت خود از سرش
رہا شد ز بند زرہ موے اوے ... درخشان چو خورشید شد روے اوے

بدیدار او مبتلا شد دلش | تو گفتی کہ درج بلا شد دلش

شہزادے نے اُس کی صورت حورمثال دیکھ کر غش غش کیا اور زمین پہ آہستہ سے اُتار دیا معلوم ہوا کہ نقاب اُس کے چہرے سے نہین اُٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی ہے گوہر گرانمایہ درج خوبی وصفی اختر تابندۂ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اس کی غلامی کی آرزو رکھکر داغ اپنی پیشانی مین رکھتے ہین شب و روز خواہش دیدار مین اسی کے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہین شاہد نکارت اس کا گوشۂ شرم وحیا سے باہر نہ نکلا تھا کوچہ سنبلستان گیسو مین دورباش غرور عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا اُس کا اورنگ شاہی دلبری تھی شاہان حسینان دہر کی افسری تھی زیبایش تاج ارجمندی تھی افسر سپاہ حسن وبہتری تھی

نظم

زسرتا بپایش بحجر داد عاج	ہمہ رخ چون بہار و بالا چو ساج
بہان سفت سیمین دو مشکین پرند	سرش گشتہ چون حلقہ ہاے کمند
زخانش چو گلنار و لب ناردان	سیمین برش رشتہ دو ناردان
دو چشمش بسان دو نرگس دو باغ	مژہ تیرگی بردہ از پر زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز	بر دو توز پوشیدہ از مشک ناز
اگر ماہ جوئی ہمہ روے اوست	دگر مشک بوئی ہمہ بوے اوست

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ جب ہوا وہ قمر رخسار خورشید ابو چلی تھی ہنسکر گویا ہوئی کہ بس ہمارے آپکے مقابلہ ہوچکا چلیے اور جام مے کو لب میگون سے لگاکر ہمارے کنیز کو منھ لگاکر سرفراز فرمایے شہزادہ اس کے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پہ ایک چہل ستون نادر بنا تھا فرش تکلف وہان بچھا تھا تخت عاج گستردہ تھا دونون تخت پر آکر جلوہ گر ہوے کنیزان سمن بدن و گلرخسار حاضر تھین جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگین شہزادے نے میکشی سے انکار کرکے کہا جب تک تمھارا مذہب و ملت ظاہر نہ ہوگا ہم کو تم سے ہمشرب ہونا زیبا نہین طریقہ بہ دینی اچھا نہین ملکہ نے کہا اے شہریار مین دختر بلند اختر زرومان جادو ہون کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پہ عاشق ہو کر نکل گئی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اُس کا قاسم ہے طلسم آئینہ مین قید ہے شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سنکر خوشنود ہوا اور کہا اے ملکہ مین اسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہون اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہے اگر تم کو ہم سے محبت ہے تو دین سامری و لقاپرستی ترک کرکے خداپرستی قبول کرو ورنہ ہم تمھارے عدو ہین ہم سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ ازبسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجھ کو آپ کا فرمانا بدل منظور ہے عشق مین جان اور ایمان نذر کرنے کا دستور ہے غرضکہ مع تمام خوبصورت و انیسون کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہوگا کلمہ پڑھونگی

غرضکہ میکشی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص وسرود برپا ہوا پہلو میں دلدار لب پر جام بادۂ گلنار بہ عشرت
تمام بیٹھے لیکن ملکہ خنظل جو اسکی پھوپھی ہے اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا رہتی ہے اس وجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے
آیا کرتی ہے یا اپنے پاس بلایا کرتی ہے اس وقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس عوض
دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلا کر پیار کر دون اور اس کے دیدار سے خرسند ہون یہ سوچ کر ایک ساحر
مریخ جادو نام سے کہا کہ قلعہ رومانیہ مین جا اور ملکہ صنوبر کو لے آ وہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ
مذکور مین پہونچکر زرمان ملکہ کے باپ سے پیام اس کی بہن کا کہا اس نے کہا کہ ملکہ اپنی سیرگاہ
مین پہاڑ پہ گئی ہین وہان سے بلا کے لے جا مریخ وہان سے پہاڑ پر آیا یہان شہزادہ اور ملکہ باہم
سرگرم نشاط تھے فرہاد و شیرین یک جا بعید انبساط تھے یہ معاملہ دیکھکر آنکھون مین خون اتر آیا اور
نعرہ زن ہوا کہ باشیدہ اے ننگ خاندان یہ کیا رسوائی ہے جو تم چھوکریون نے تمام عالم مین شہرت بیحیائی
پھیلائی ہے یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ کی بھی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت جاتی رہی یہ تڑپ کر
جو گرا دونون کو بغل مین داب کر لے اڑا اور سوچا کہ خنظل کے پاس ان کو لے چلو وہ جو چاہے کرے
یہان ایسا نہ ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا
اور ایک مقام پہ تھک کر اترا کہ دم لے لون تو چلون ادھر سے قضارا شاپور و سیارہ آتے
تھے اور دونون ساحر کی ایسی صورت بنے ہوے تھے اس نے ان کو دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو عیارون
نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اس نے سب حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحرون کا ان چھوکریون نے برباد کر رکھا
ہے مسلمانون سے عاشقی کرکے ستم ڈھایا ہے یہ کہکر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ مین ان کو گرفتار کیے خنظل
کے پاس لیے جاتا ہون عیارون نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم
سنا بہت خوش ہوے کہ دونون شہزادون کا حال معلوم ہوا پس اس ساحر سے بظاہر التفات کرکے
کہا اے برادران مسلمانون کو جہان پاؤ مار ڈالو مین تو اس کو مار ڈالتا مگر تمہارے پیچھے جو کھڑے
ہین وہ منع کرتے ہین ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے اور پھر کر دیکھنے لگا شاپور نے
کمند ماری یہ گھبرا کر ادھر پلٹا سیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عیارون نے سر
کاٹ ڈالا غل و شور مچا تاریکی ہو گئی صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی
دور ہوئی ملکہ اور شہزادے نے رہائی پائی اور عیارون سے ملکر بہت خوش ہوے پھر عیارون
نے کہا اے ملکہ یہ ساحر تمہارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم مین سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہے
اور تم تخت سحر تیار کرو ایک ہم مین تمہاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمہارے ساتھ چلکر
خنظل کا کام تمام کرے گا تاکہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرضکہ سیارہ ملکہ سے حلیہ
ایک خواص کا پوچھکر ویسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہہ کرکے خنظل پوچھے کہ یہ کون ہے

توکنا مین نے بنا کر رکھا ہے یہ سمجھا کر شاید بصورت مریخ تیار ہوا اور اس کا لباس پہن کر ملکہ کے
ساتھ تخت سحر پر بیٹھکر چلا شہزادے سے کہا آپ یہین ٹھہرین جس وقت کہ ہم کو بہت عرصہ ہوا کچھ
اگر حنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہے فی الجملہ ان کو چھوڑ کر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر مین پہونچے حنظل
چشم براہ انتظار تھی کہ ملکہ نے جا کر تسلیم کی اس نے گلے سے لگایا اور پیار کر کے آغوش مین بٹھایا ملکہ نے بعد
تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہین حاضر کرو خواص یعنی عیارہ
نے ایک قاب مین عمدہ میوہ چن کر پیشکش کیا صنوبر نے کہا بیٹی ہان یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے
آپ بھی کچھ نوش فرمائیے حنظل نے اسکی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہان جو ملازم
اور خواصین حنظل کی تھین ان کو بھی وہ میوہ کھلایا بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہو گئین عیارون نے
بہر اتمام حجت حنظل کو اٹھا کر ستون سے ایوان کے باندھا زبان مین سوزن دے کر ہوشیار کیا
اس کی جب آنکھ کھلی دیکھا مین بندھی ہون اور صنوبر سامنے کھڑی ہے اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا
ہے عیارون نے کہا ہم دونون عیار ہین اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہو چکی ہے اب تجھ کو بغیر قتل کیے
ہم نہ جائینگے جان بچانا اگر منظور ہے تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم
مین راہ عدم دیکھے گی حنظل یہ حال سنکر سمجھی کہ بیشک ان خدا پرستون کا دین زبردست ہے ان سے
جان بچانا دشوار ہے دوسرے دختر پر تو یہ سانحہ گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہو گا لازم ہے
کہ اطاعت کرو اولاد بھی ملے گی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہے گی یہ سوچ کر اشارے سے
کہا کہ مین نے اطاعت اختیار کی عیارون نے فوراً کھول ڈالا زبان سے سوزن نکال لیا اسنے عیارون سے کہا کہ مین مطیع الاسلام ہوئی
ہون فتح طلسم کا رہ جوئنگی عیارون نے کہا شہزادہ ابرج صحرا مین ٹھہرے ہوے ہین انکو بلانا چاہیے حنظل نے اپنے ملازمون کو جو بیہوش پڑے
تھے ہوشیار کروایا اور انہین سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اٹھا لاؤ وہ بزور سحر عیارون سے پتہ پوچھ کر روانہ ہوا
ابرج منتظر عیاران ٹھہرے ہوے تھے کہ ساحر آکر پہونچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملکہ حنظل نے بلایا ہے
یہ کہکر تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ مین لایا حنظل نے اٹھکر تعظیم دی اور مسند پر بٹھایا جتنے ساحر نامی تھے
ان کو بلا کر اظہار راز ظاہر کیا کہ مین نے اطاعت اس شہزادہ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے
ساتھ تمہین رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو سب ساحر حسب ارشاد اس کے مطیع ہوے
اس نے انجمن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے کباب کی حاضر کین شہزادہ
عالی نژاد نے فرمایا کہ اے ملکہ تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہان بلا کر رہا کر کے رکھو
اس نے اسی وقت ایک نامہ محبت آگین ملکہ آئینہ دار کو لکھا کہ اے بادشاہ طلسم براہ عنایت
آپ میرے قیدیون کو میرے پاس بھیجدیجے کس لیے کہ مین ان کو طلسم ہوشربا مین بھیجکر شاہ جادوان
پاس قید کراؤن گی اور وہین میرا عہدہ بھی بحضور اطمینان رہے گا یہان رکھنے مین مسلمانون کا لشکر

نزدیک ہی گنہگاری یہ لکھکر دو ساحرون کو دیا اور دربارۂ اخفاے راز تاکید اکید کرکے روانہ کیا ساحر گئے اور رخدمت ملکہ آئینہ مین پہونچے نامہ باادب تمام پیش کیا اس نے نامہ پڑھکر قیدیون کو بلا کر ان کے حوالے کیا اور کہا کہدینا مجھکو تمھاری دوستی سے کام ہے جہان تمھارا جی چاہے قید کرو میرے طلسم کا قیدی ہی نہین جو مجھے اس کے بارے مین کچھ کد ہوتی بلکہ اس کے یہان رہنے سے مسلمانون کی چڑھائی کا دن رات دغدغہ رہتا ہی ساحرے پیام سنکر اور قیدیون کو تخت سحر پر ڈالکر روانہ ہوے اور کچھ دیر کے بعد خنظل پاس پہونچے اس نے شہزادے پہلے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا مسیح او رعیاران کو پیٹ گئے اور بال ناخن جو قید مین بڑھ گئے تھے دیکھکر رونے لگے آخر قاسم نے حمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کرکے محل مین پہونچکر یون بخش ائے اور فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر پر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اسکو بلانا چاہیے خنظل نے یہ سنکر کہا وہ بھی حاضر ہین اس عرصے مین مقبل بھی نہادھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہمارے سردار جو غم و الم مین مبتلا ہین اُن کو مژدہ دو اور لشکر ترتیب پذیر ہو مقبل یہ حکم سنکر بیرون قلعہ آیا یہان بعض سردار تو لباس تجرد فی پہنکر غم مین شہزادے کے فقیر ہوکے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض ان ٹیلون کے ساتھ روتے بیٹھے منتظر کو گئے تھے لشکری تمام پراگندہ حال تھے کہ مقبل نے جاکر ہر ایک کو ڈھونڈھ کر مژدہ رہائی شہزادہ کا دیا سب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ خرگاہ منگاکر استادہ کیے شہزادے کو اطلاع دی شہزادے نے برآمد ہوکر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ تشریف فرما ہوے اس اثنا مین ملکہ نرگسی چشم کی خنظل نے جاکر بلائین لین گلے سے لگایا پھر حمام کرا کے خلعت فاخرہ پہنایا نقد و زیور سے آراستہ اور ہودج زرین مین بٹھاکر شہزادے کے پاس بھیجا ملکہ کو شہزادے کے ملنے کی از حد خوشی تھی اُدھر شہزادۂ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا تھا مگر دل مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا اسی انتظار مین تھا یکایک نظم

عماری بہا و نو آراستہ
پس پشت او اندرون خواستہ
زہودج بہ آمد یکے ماہ نو
بجا آراستہ شاہ بہ گاہ نو
زمشک سیہ کردہ بر گل نگار
فرو ہشتہ بر غالیہ گوشوار

آنے سے ملکہ کے قاسم محظوظ ہوکر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مرتب ہوئی دورہ جام مے گلگون ہوا وقت دینے کی صدا بلند ہوئی یہ اس طرف جلسہ عشرت جاے بزم وخندان ہین اُدھر قلعہ مین صنوبر و ایرج نوجوان ہین شبانہ روز شیداے یکدیگر داد نشاط و عشرت دیتے رہے روز چہارم جب محفل انجم سیستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زر نگار خورشید کو میکدہ مشرق سے ملکر انجمن عالم مین گردش پذیر فرمایا کہ بقتضاے نظم

سر روز شہ صید اشتہ شاہ خویش — بہ سر فرازان دیا یاران خویش
بہ خورشید بند د سر از تیر کوہ — جہان را بہ فرزند فرخ شکوہ
ہمہ یا ندر آورد برج برہ — جہان چون سے نند شد کیسو

اس سحر کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی نواح میں شکار کھیلے اور سیر میں مصروف ہو پس ملکہ حنظل سے اپنا ارادہ بیان کیا اس نے سامان صید افگنی درست کرایا شہزادہ صنوبر کو قلعہ میں چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر شہر سے صحرا میں آیا باز تیز پرواز کو جانوران پر چھوڑا اور صحرا کو جانوران درندہ و چرندہ سے خالی کیا ابیات

درندہ شیران زمین شد ستے — پرندہ مرغان رسید آگہے
بہر طرف مرغ و نخچیر بود — اگر کشتہ گر خستہ تیر بود
زشاخ گوزنان ہمہ دررہ — زمین پیشہ گشت ماجین ہمہ
ز آہوان ہوا ابر ابسار — ز خون ددان زمین لالہ زار
دمان از دہ زمان پیاپے — کمین ساختہ ہر کہ در پردہ
نیاورد بہرجا ئے خرگوش سگ — ستوران بخون غرق مانند رنگ
گرفتہ سوکیک شاہین شتاب — ز خون کردہ چنگل عقیقے عقاب
فتادہ ز طبل طغرل پرار — گریزان ز گرد سواران ہزار

جب آفتاب عالمتاب نصف النہار پر پہونچا حرارت ہوائے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار میں مصروف تھا کہ وہ پنچھی جو پہلے شہزادے کا مصاحب تھا اور ساحرہ صنوبر جادو نے اس سے چھین لیا تھا وہ پنچھی ملکہ بلور جادو نے کہ خود دختر ملکہ آئینہ دار جادو و ملکہ طلسم آئینہ ہے اس نے بھیجا تھا اسلیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کنان اس جگہ کہ جہاں ایرج نخچیر کشی کر رہے تھے آ گئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی پس اس نے پنچھی بھیجکر شہزادے کو بلوانا چاہا تھا وہ پنچھی خالی پھر کر گیا ملکہ بہ اشتیاق یاد معشوق میں بیقرار تھی آنکھیں جانب در نگران یہ بیت ورد زبان تھی بیت وعدہ خلافت یار سے کہنا پیام ہے + آنکھوں کو روگ دے گئے ہو انتظار کا + اسی بیچ ہجر میں طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنچھی سامنے آیا اور بشکل انسان متشکل ہو کر حال کہا کہ میں شہزادے کو لاتا تھا راہ میں ملکہ صنوبر دختر زردمان حاکم قلعہ زردمانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا رنج و رقت نے کلیجہ کھایا بیتابانہ زبان پر لائی فرد + اے غم تری اب خوشی کہاں تک + کمبخت لہو تو ہو گیا دل + اسی بے قراری میں اپنی وزیرزادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے

شخص کو اس نے چھین لیا ہر چند کہ مجھے اس مردودے سے کچھ مطلب نہیں وہ نگوڑا چاہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ تو یہ ہے کہ ای جان کے جتنے خراج گذار ہیں انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرنے لگے اس ضد پر قلعہ زردمانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادونگی میں بھی اپنے نام کی ہوں اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤنگی تو لشکر جلد درست کر اور میرے ہمراہ چل حورچہرہ نے یہ تقریر سنکر بلائیں لیں اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ صنوبر کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اس شخص کو بلایا ہے وہ کسی اور سانحے کو سمجھی ہوگی ورنہ یہ اس کی مجال نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب میں جاتی ہوں اور شہزادہ مطلوب کو لیے آتی ہوں یہ کہکر بزور سحر اڑکر چلی اور ملکہ فراق دیدہ پھر انتظار آمد جاناں میں بخاطر مہجوری کبھی قرط یاس و بیتابی سے یہ کہتی کہ بیت ہائے ری یاس دل سے ناکامی + آرزو دم سے منھ چھپاتی ہے + اور ایک نظر کے دیکھے سے تصور میں جو صورت یار اچھی طرح نہ آتی تھی تو رو کر یہ فرماتی تھی کہ شعر ہماری آنکھوں میں آؤ تو ہم دکھائیں تمھیں + ادا تمھاری کہ تم بھی کہو کہ ہاں کچھ ہے + اور خیال محبوب جو دیدہ دل میں جلوہ گر تھا تو براہ شکایت یہ لب پر تھا کہ فرد ہائے آنکھ تم آنکھوں سے ہوگئے پنہان + پر آنکھ سے مری مثل نظر نہیں جاتے + ہائے کیا خوب کہا ہے کہ بیت یہ تو ہو تو دم بھر نہیں آتا انھیں شوخی سے قرار + پر تصور میں وہ آتے ہیں تو جم جاتے ہیں + اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھیے حورچہرہ انھیں لاتی ہے یا نہیں بھلا وہ مغرور حسن و جمال کا ہے کو آئے گا خدا معلوم قاصد کیا پیام لائے گا کہ شعر بس فنا بھی ہماری کھلی رہیں آنکھیں + بس اس امید پہ شاید کہ نامہ بر آئے + غرضکہ یہ ملکہ براز اشتیاق شکایت دوری دلدار کر رہی ہے اور ادھر حورچہرہ جو روانہ ہوئی اول قلعہ زردمانیہ میں آئی زردمان نے بتعظیم تمام بٹھلا کر سبب آنے کا پوچھا اس نے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے برائے تلاش ایرج بھیجا ہے اور اس کو تیری دختر نے چھینا ہے بس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ میں ملکہ صنوبر کے دیکھنے کو آئی تھی زردمان نے کہا وہ اپنی پھوپھی حنظل جادو کے پاس گئی ہیں یہ سنکر حورچہرہ رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پر آئی یہاں لشکر شہزادہ قاسم کا اترا تھا سمجھی کہ مسلمانوں کا لشکر چڑھ آیا ہے اس جگہ جانے میں عرصہ ہوگا حنظل اپنا دکھ کہیں لگی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھوپھی پاس آنکے حیلے سے صنوبر شہزادے کو اسی حوالی میں کہیں لیے چھپ کر بیٹھی ہے بس یہ تجویز کرکے ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور تجسس کناں آخر اس جگہ پہونچی کہ جہاں شہزادہ ایرج شکار کرکے پہاڑ پر بیٹھا مصروف میگساری تھا اس نے پاس جانا مناسب نہ جانا تاکہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے بس ایسا سحر پڑھا کہ برق شعلہ بار چکی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے ان کی آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ بنجہ ہی کہ ہو گری شہزادے کو لے کر روانہ ہوئی بعد جانے شہزادے کے ملازم ہوشیار ہوے اور شور و غل کرنے لگے آخر وہاں سے ملکہ حنظل پاس آئے اور حال گم ہوجانے

شہزادہ کا کہا صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈھنے چلی ادھر حنظل نے ساحروں کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف سے شاپور عیار تجسس میں چلا مگر حال شہزادہ کا سنیے حور چہرہ نے ان کو لاکر ایک پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہاں سے خدمت ملکہ میں آئی ملکہ کے اس کو بشاش و خندان دیکھکر معلوم کیا کہ نخل مراد اس نے چیتا ہی اور گوہر مقصد پایا ہی تجاہل کرکے استفسار کیا کہو کہاں گئی تھین کیا کر آئین اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہی وہ اب ظہور مین آتا ہی بیان اُس کا کرنا بیجا ہی ملکہ کو وہ اسہاشک بالکل دفع ہو گیا اور یہ جگہ اسکی سیر گاہ ہی ہر طرح کا اسباب عشرت یہان مہیا ہی سامان تیاری انجمن آرائی مین مصروف ہوئی اور اُدھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پہ بنگلہ پر تکلف بنا ہی چمنستان پر فزا لگا ہی ہر بوٹا اس گلستان کا روئے خرمی آگین شاہدان کو شرماتا ہی تازہ بہاری حسن سبزہ رنگان خاک مین ملاتا ہی گل بصد تجمل زیب و سادہ چمن کہین بیلا کہین جعفری کہین نسرین و نسترن کوسون تک سبزہ زار گل خودرو کی انوکھی بہار تذرو کہساری کوہ کے دامن اور دانگ پر خرامان طاؤس سان زرین بال چہاق چہان روان نہرون نے بہکر گرد کدورت خاطر دھوئی تھی شبنم ہر گلشن ہی اسی جگہ کے عشق مین روئی تھی عیسی دم مسیح نفس ہوا کا چلنا خضر راہ عشق کے مردہ دلوان کو زندہ جاوید بناتا تھا ابر کہساری سبز و زرد و سرخ پہاڑ پر چھایا تھا قوس و قزح نے اپنا رنگ الگ جمایا تھا نہین نہین فلک پیر کسی کمان ابرو پر قربان ہوا چاہتا تھا مور کی جھنکار کسی خوش گلو کا کوکنا یاد دلاتی تھی طاؤس رقصان کی رفتار دل پامال کیے ڈالتی تھی کہ بموجب ابیات

که در بوستانش همیشه گل ست	بکوه اندرون لاله و سنبل ست
هوا خوشگوار و زمین پرنگار	نه سرد و نه گرم و همیشه بهار
نوازنده بلبل بباغ اندرون	گرازنده آهو براغ اندرون
همیشه نیاساید از جستجوے	همه ساله هر جاے انگشت بوے
گلاب ست گوئی بجویش روان	همی شاد گردد ز بویش روان
دی و بهمن و آذر و فرودین	همیشه پر از لاله بینی زمین

شاہزادہ سیر بہار مین مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ کے ملکہ نے اپنے گلشن حسن کی بہار دکھی قد وہ فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا مطلع ترقی دو گے تم کب تک قد بالاے قامت کو + نکلوا دو گے کیا تم دونون عالم سے قیامت کو + زلف شکین شکن در شکن گل سے رخسار پہ عکس افگن جیسے مار گرد چمن بلکہ یہ حال ہے کہ بیت کیا تماشا ہی کرے گر آئینہ کو ہاتھ مین + دیکھکر وہ زلف اپنی آپ بل کھانے لگے + روے تابان کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزان

آئینہ سکندر حیران کہ عجب بیت ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ ۔ میں نے منھ چوم لیا تیرے تماشائی کا ۔
ملکہ اس صورت دلفریب کو دیکھکر ششدر رہ گئی انیسون جلیسون نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے صحرائے
حسن دام میں آیا ہی گھبرایے نہیں خدا نے روز وصل دکھایا ہی ہم جاتے ہیں اور اس کو یہاں لاتے ہیں یہ کہہ کر
روانہ ہوئیں ایرج نے دیکھا کہ بنگلہ کی طرف سے گلرخان سمن بدن و گل پیرہنان سیمیں ذقن آتی ہیں حسن میں
مہر و ماہ کو شرماتی ہیں کہ بیت کنیزان چارہ گر در عشوہ و ناز ۔ ہمہ دستان تا د جلوہ پرداز ۔ شہزادہ بھی آگے
بڑھا ان ماہ پیکروں نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تیرا کہاں سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہی کہ جہاں پرندہ
پر نہیں مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہی ایرج نے کہا میں گم کردہ راہ ہوں خود حیران ہوں کہ کس نے
میری خواہش کی ہی اور غلبہ حرص و شہوت سے مجھ کو پریشان کرکے یہاں بلایا ہی شاید تمھیں مستانیوں نے
یہ شعبدہ بنایا ہی تو یہ بخیریت ہی ہم کبھی کسو کون کا بھی نہیں وہ سب اس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسیں اور
بولیں کہ کیا مردوا باتیں بناتا ہی عورتوں کا مکر مشہور ہی لیکن اس نے ان کے بھی کان کاٹے ایک بولی کہ نام
خدا ایسے ننھے ہیں کہ راہ نہیں جانتے ہیں دوسری نے کہا مکاری تو دیکھو کہتے ہیں کہ میں آپسے نہیں
آیا کوئی اسکو گود میں اٹھا لایا ہی تیسری نے کہا کسی کی بلا کو کیا غرض تھی جو اسکو اٹھا لاتا ذرا اپنی صورت
تو آئینہ میں دیکھو کچھ ایسے خوبصورت بھی نہیں ہو جو کوئی ریجھا ہوگا چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ
کا ہاتھ پکڑ کر بولی کہ اس بیکیے شلجم سی صورت پر اتنا اترانا اچھا نہیں آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو
وہ مہمان نواز ہیں تمھاری خاطر کریں گی لیکن میاں یہ نہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمھیں بلاتی ہوں تمھاری
غریبی پر ترس کھاتی ہوں ایرج ان باتوں سے ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھیں تو لاکھوں برس بھی نہ پوچھتا گرچہ
تمھاری ملکہ کا بھی چاہا ہی تو خیر چلتا ہوں انھوں نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منھ بنا کر کہا چل
مردوے جو اس میں منھ بنوا ایسی باتیں کسی کی بھی مانزادی سے کریو صاحبو کیا ہماری شامت ہی
جو ان کی شکل پر ریجھیں گے میں سچ کہوں مجھے تو پھوٹے دیدوں بھی یہ میاں نہیں بھاتے ایک ان میں سے
پھر تڑاق کر بولی اے بوا جتنا تم اس مردوے کو منھ لگاتی ہو یہ جانتا ہی جو میرے وہ راجہ کے نہیں
اور زیادہ اتراتا ہی دوسری نے کہا سچ تو ہی اس کا مزاج تو ساتویں فلک پر ہی تیسری بولی چلی بھی
آؤ اسکو آنا ہوگا آپ ہی آئے گا چوتھی نے پھر شاہزادے کی طرف دیکھ کر قہقہہ مارا اور کہا اے آؤ چلے
آؤ ہمارا کہنا مانو نہیں تو پچھتاؤ گے شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ میں آیا حسن ملکہ سے
بنگلے کو رشک بہر آسمان پایا دیکھا کہ ایک حوروش نازک اندام بیٹھی ہی جو ہوا کے جھونکے سے
مرجھائی جاتی ہی رضوان اس کے رخسار پہ گلہاے بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہی مگر وہ تصدق کے بھی
لائق نہیں جانتی حوریں رخسار اپنا تلوؤں سے ملاتی ہیں لیکن اس کے کف پا کو کب پاتی ہیں لب جان بخش کا
اس کے چشمہ حیوان سامنا نہ کر سکا سکندر نے ہر چند چاہا مگر اس نے منھ نہ دکھایا فرط خجالت سے

پردۂ ظلمت مین چھپایا عالمت اپنے تئین مخفی کیا چاہِ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہی کہ مطیع ہو کر پانی بھرے گلوے نازک پر عالم تگا کتاب اشانون کو دیکھکر دل نشانہ تیر بلا ہو جائے سینہ حسن کا گنجینہ اُس پر چھاتیان سنگدلون کے دل سے تیغ گلائی مین نارنگی سے بہتر شکم رشک رخسار حور صفا مین غیرت بخش شعلہ طور کمر جوہر آئینہ خیال حوشان سے زیادہ باریک تر آنگ تہ جبہ حیا کی ہر دفتر حسن پر مُہر لگی ہر ساق پا شمع طور ہر کفت پا کے روبرو نور تحریر بے نور ہی کہ بموجب

نظم

قدش نخلے ز رحمت آفریدہ　　بہ بستان لطافت سر کشیدہ
فرو د آویختہ زلف سمن سا　　فگندہ شاخ گل را سایہ بر پا
فلک درس جمالش کردہ تلقین　　نہادہ از جنبش لوح سیمین
ز طرف لوح سیمینش نمودہ　　دو نون سرنگون از مشک سودہ
بزیر آن دو نون طرفہ دو صادش　　نوشتہ کلک صنع اوستادش
ز حد نون او را حلقۂ میم　　الف واری کشیدہ بینی از سیم
فزودہ بر الف صفر دہان را　　یکے دہ کردہ آشوب جہان را

زیور الماس مین غرق طلائے حسن مین مرصع از پا تا فرق فرط نزاکت سے پشواز اتار ڈالی تھی پائجامہ زربفتی پہنے تھی کرتی جالی بقیش کی گلے مین گھاس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی

نظم

چو غنچہ پا جامہ تازہ در بر　　لباس نو بنو پوشیدہ در بر
مرتب ساخت بر تن پیرہن را　　ز گل پُر ساخت دامان سمن را
ز دست سینہ دو ساعد دیدہ رونق　　ز زر کردہ دو ماہے را مطوق
رخش مے داد با ساعد گدا ہے　　کرشمش گیر دانہ تا بجاہے

شہزادہ یہ حسن داداد دیکھکر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تا دیر جلوہ جمال نے آئینہ دار حیران بنایا جب کچھ ہوش مین آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہی بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب

نظم

صفائے صفہایش صبح اقبال　　فضائے خانہایش گنج آمال
مرصع چل ستون از زر افراخت　　ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساخت
بجائے ہر ستونے ساخت از زر　　غزال ناف او از مشک اذفر
ز طاؤسان زرین صحن او پُر　　بد بہائے مرصع در تخبستر
میان آن درختے سر کشیدہ　　کہ مثلش چشم نادر بین ندیدہ
زمین آراستہ فرش حریرش　　جمال افزود از زریں سریرش
قنادیل گہر پیوندش آویخت　　ریاحین بہر عطرش در ہم آمیخت

کشتیاں شراب ناب کی چنی تھیں صراحیاں طاقوں پر رکھی تھیں جام زرنگار آراستہ مہوشان پیمانۂ عشق کے منھ چڑھے ہوئے قدح مہر و ماہ ساغر جم سے بڑھے ہوئے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا فریفتہ دیکھکر مسند زریں پر بٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کرکے سوال اسلام لانے کا کیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہنا آپ کا بہر صورت قبول ہے خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہے شہزادے نے جب اس کو مطیع اسلام کر لیا اس وقت دور جام دمادم چل نکلا رقاصہ طلب ہوئی ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جما پہاڑ پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل میں معشوقہ گلرخسار و طرحدار بے سامان دین و دنیا کی یاد بھلائے جو رگردوں کا نام عنقا رکھے شہزادے کو بعشرت بٹھائے تھا قمر میکدوں کا ناچنا دیکھکر پیر فلک گردش بھولا تھا گانا دہان کا قوالہ آسمان کے ہوش کھوئے ناہید سپہر کو دیوانہ بناتا تھا یہ حال کر

غزل

آمدہ بہار و خوش شد دلم از شگفتہ بوئے گل / آن بہ کہ مے کشم و [illegible] و نے بجوئے گل

این دم کہ بوے دلکش گل میدہد نسیم / بس دلکش ست گشت گلستان بجوئے گل

خوش آنکہ یار باشد و من در حریم باغ / من سوے او نظر نگنم او بسوے گل

دیدآن دو رخ ہالی و آسودہ بنشست / از جستجوے لالہ و از گفتگوے گل

شہزادہ اسی نشاط و عشرت میں زیب و سادہ مسرت تھا کہ فلک کجرفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ بروئے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لے کر ملکہ آئینہ کے پاس چلا تھا اور اس کے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ تو شاپور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اسکے حوالے کیا اس نے نامہ پڑھا حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھکر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دو روز دعوت کرکے رخصت کیا جواب لکھا کہ بہن آفت تمھارے فتحیاب ہونے سے میں بہت خورسند ہوئی ایک روز توقف کرو میں اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک وبال سپرد کرکے آؤں گی اور سرداران مقید اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھوں گی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آؤں تو قتل کر ڈالنا نامہ دار یہ تحریر لے کر ادھر گیا اور اس نے اپنی دختر کو نامہ لکھکر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو پہاڑ پر سیر دیکھنے گئی ہیں ان کو پہونچا ساحر وہ خط لیے اسوقت آکر پہونچا کہ ایرج ملکہ کو گود میں لیے جام پیے گلفام پیتا تھا اور بجائے گزک بوسہ اسکے لب شیریں کے لیتا تھا اور حسن ملاحت بیز سے کام جان کو چاشنی گیر حلاوت عشق کرتا تھا کنیزیں محرم راز بنگلے کے در پر پہرہ و پاسبانی ٹھہری تھیں وہ اس ساحر نامہ دار کو روک کر کہا ہوئیں کہ ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہیں برہنہ ہیں تم نہ جاؤ خط ہمیں دو اور جواب لے کر پھر جاؤ اس نے خط حوالے کیا کنیزیں ملکہ پاس آئیں مگر گھبرائی ہوئی ملکہ نے پوچھا کیا ہے کہا یہ نامہ آپ کی ماں نے بھیجا ہے نامہ لے کر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند پائندہ جگر ہم خداوند لقا پاس جایا چاہتے ہیں

وہان زیارت خداوندی کرین گے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہی علاوہ اُن کے اور سردار
بھی پہلے سے قید ہین اُن سب کا قتل دیکھین گے پس تم کو چاہیے کہ سیرگاہ سے پھر آؤ اور سلطنت طلسم چندے
سنبھالو یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا کہ امی جان کل مین حاضر ہون گی آج میری طبیعت بہت سست ہی
معاف فرمائیے گا پس یہ جواب کنیزون نے جا کر نامہ دار کو دیا کہ وہ لے کر پلٹ گیا اور یہان ملکہ نے بخاطر ایرج
کہدیا تھا کہ مین مطیع اسلام ہون کچھ زیادہ تصریح تو اسکی ہوئی نہ تھی بلکہ ملکہ یہی سمجھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہین
معشوق نے جو کہا کہدیا تھا قبول ہی اس وقت نامہ مین حال گرفتاری مسلمانان دیکھکر خوشنود ہوئی اور کہا
شکر ہی سامری کا خوب ہوا جو یہ موے دشمن خداوند پکڑے گئے اور مارے جائین گے یہ کلمہ ایرج
نے جب سنا آگ ہو گیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھکر
پوچھا کہ کیون تم نے رو دیا شاید تم یہ جانتے ہو کہ مین اب چلی جاؤن گی اے شہزادے کل مین اپنے ہمراہ تمھین
لے جاؤن گی امی جان چلی جائین گی مکان اکیلا ہوگا تم وہان رہنا ایرج نے یہ کلام سنکر کہا خدا تیری صورت
اب مجھ کو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بیت کیا کیا کوہکن نے شیرین سے + بھاگ
سایہ سے بیمروت کے + ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی دوپٹہ سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی
تھی اور کہتی تھی آخر مجھ نگوڑی نے کیا کیا ہی بتاؤ تو میری خطا کیا ہی ایرج نے کہا تم مسلمانون کی اسیری
سنکر خوش ہوئین اور وہ میرے جد و آبا ہین مین نبیرۂ علمشاہ بن حمزہ ہون افسوس ہی کہ یہان بیٹھا رہون
اور لشکر اسلام تباہ ہو جائے اب یہان خود جا کر ان ساحرون کو اتنی تلوارین مارون گا کہ لشکر طلسم اڑا دونگا
اور اگر بس نہ چلے گا تو خنجر مار کر مر جاؤنگا تم اب اپنے گھر جاؤ مین سمت لشکر امیر جاتا ہون یہ کہکر اُٹھا ملکہ نے
دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا پہلے مجھے مارتے جاؤ کہ میرا یہ حال ہی بیت جنس رسوائی کے ہم گاہک نہ تھے +
یہ بڑا سودا ہمارے سر پڑا + شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ چھڑا دیا اور چل نکلا ملکہ اب کی کرسی سے
جھپٹ کر لپٹی اور کہا کہ فرد قابل عفو مین آلودۂ عصیان ہولون + اے کرم صبر کر اتنا کہ پشیمان ہولون
شہزادے نے کہا اے ملکہ اب یہ روکنا بجا ہے کہ بموجب بیت ستم ہی بعد فنا آپ کی ہواخواہی + نہ خاک
اُڑا دیئے اب خاک مین ملا کے ہمین + جب ملکہ کشتۂ تیغ ستم نے دیکھا کہ یہ نہ رکے گا رو کر کہا کہ آپ میرا قصور
معاف کیجیے اور مجھ سے اس جرم کے عوض جرمانہ مین وہ چیز لیجیے کہ تمام ساحر اس سے عاجز ہون اور سوار طلسم
بھی مارا جائے شہزادہ اس گفتگو سے ٹھہر گیا اور پوچھا کہ وہ کیا ہی ملکہ نے کہا طلسم کی چیز کسی سے غارت
نہین ہوتی جب تک کہ اُسکا رد طلسم ہی سے نہ دستیاب ہو سوا ان طلسم جہان نگارا نے بنائے ہین ان
اُن کے قتل کرنے کے لیے تلوارین بھی بنائی ہین چنانچہ پہلے تیغہ سحر کش تمھارے باپ کو [illegible]
دے چکی ہی دوسری تلوار میری مان کے خزانہ مین ایک اور ہی آپ آج کی رات یہان تشریف رکھیے
مین شب کو چھپ کر جاؤن گی اور وہی تلوار لے آؤن گی صبح کو جائیے گا اور سوار طلسم اور آفت وغیرہ

سب کو واصل جہنم فرمائیگا لیکن اتنا خیال رہے کہ کوئی اسیر سلسلۂ الفت پہاڑ پر سر ٹکراتی ہے جلد آئیگا
مجھکو بھول نہ جائیے گا شہزادے نے کہا مجھکو تمہارا راستہ نہ ملے گا ملکہ نے کہا آپ صحرا مین آکر قریب نرگس کوہ
ٹھہریے گا مین جاکر لے آؤنگی شہزادہ ان باتون سے رام ہوکر پھر مجلس نشین ہوا اور ملکہ سے اقرار اطاعت
اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ بیت غضب ہے اسکی سچائی تلون خیز ہزار مرتبہ مارا جا چلا
کے ہین غرض کہ پھر وہی جلسۂ انبساط تھا وہی ہنگامہ نشاط تھا اسی عرصہ مین وہ دن آخر ہوا یعنی پیام آمد
شاہد شب سنکر حرارت غضب خسرو خاور کم ہوئی اور فرط غیظ سے کانپتا موقوف ہوکر ایوان مغرب
مین باآرام تمکن ہوا نظم

شب آمد عاشقان را پردہ راز
شب آمد بیدلان را غصہ پرداز
توان بس کار در شبگیر کردن
کہ روز حشر کم توان تدبیر کردن

ملکہ نے طعام لذیذ خوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کنیزون کو بہر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی آپ بھی دیر
تک خاطر مین مصروف رہی جب دو پہر رات آئی ایک کنیز کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی
اور اندر طلسم کے پہونچکر اپنی مادر پاس تو نہ گئی سیدھی خزانے کی طرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سب
اسرار طلسم کا اظہار کیا ہے کنجیان خزانے کی اسی کے پاس رہتی ہین بس کوٹھا کھول کر اندر گئی اور
ایک صندوق کو کھولا اسمین چار تلوارین رکھی تھین کہ وہ سب طلسم کی ہین ان مین سے ایک تلوار سواران
طلسمی کے قتل کرنے کی ہے اس نے وہی تلوار اٹھائی پھر وہان سے دوسرے مکان مین گئی وہان طلسم کا
گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر مین منزلون جاتا ہے جہان کا ارادہ راکب کرے وہین پہونچاتا ہے اس
مرکب دو دو پہر کو کھول کر زین و لگام سارا اسباب اسکا لے کر اس پر سوار ہوکر مکانات بند
کرکے پہاڑ کا راستہ لیا پچھلی رات کو شہزادہ پاس آپہونچی اور دونون شیدا باہم لیٹ کر سو رہے
شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہے بہت جلد صبح ہوگئی اور تیغ مہر سپہر فلک پر چمکی نظم

چو برداشت پردہ ز پیش آفتاب
سپیدہ برآمد بپا بودہ خواب
چو خورشید زد عکس بر آسمان
پراگندہ بر لاجوردار عنوان

شہزادے اٹھکر نماز سحر پڑھی اور کمر بعزم رزم باندھی ملکہ بیتاب ہوکر پکاری کہ بیت مگر جانے کا
ارادہ ابھی سے نہ کیجیے ہدیہ میرے درد دل کی جھلک ہر سحر نہین ہے غرضکہ وہ تلوار شہزادے کو دی کہ اپنے
تہ بکمر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچکے سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہوکر چل نکلا ملکہ فراق کشیدہ
وہان سے جنگلے مین آئی غم یار مین زرد و میٹھی جلائی اور ستھ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کنیز سے حکم دیا کہ
امی جان پاس جاکر عرض کر آ کہ مین آج بھی حاضر نہ ہون گی کل سے زیادہ باندی ہون کنیز خدمت
ملکہ آئینہ مین گئی پیام ملکہ کہا وہ دختر کی علالت سنکر مضطر ہوئی اور سوار ہوکر پہاڑ پر آئی یہان ملکہ

تب عشق رکھتی تھی منھ لپیٹے پڑی تھی اُس نے درحقیقت اُس کو بیمار پایا کہا اے فرزند تمھارا کوسا پنڈا ہوا اب یہاں
پر نہ رہو طلسم میں چلو طبیب سے اپنا حال کہو ملکہ نے کہا مجھے آب و ہوا وہان کی راست نہیں اور زیادہ
بیمار ہو جاؤں گی آئینہ نے کہا میں خداوند پاس جانے کو تھی اب نہ جاؤں گی تم ابھی ہوتا تو میرے پاس
چلی آنا یہ کہہ کر طلسم میں آئی اور عزم رفتن فسخ کر کے بیٹھی اُدھر ایرج بسمت لشکر چلے مرکب طلسم اُن کے
ارادے کے بموجب اُسی جانب چلا اور لشکر میں لقا کے جب آئینہ نہ پہونچی تو باقیماندہ سرداروں کو
آفت نے گرفتار کرنا چاہا پس آج کی رات طبل جنگ بجوایا ہے رات بھر تیاری حرب میں بہادروں
نے بسر کی ہے لشکر دم سحر میدان میں پہونچکر صف آرا ہیں بادشاہ اسلام اور امیر آمادۂ مرگ اور مہیائے
قضا ہیں کس لیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہے جانتی ہے کہ سوار طلسم پر اسم اعظم
نہ چلے گا اگر اسم اعظم سے طلسمی تحفہ باطل ہو جاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہ ہوتی غرضکہ طبل و بوق
بج رہے ہیں نقیب للکارتے ہیں علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہیں صفوف میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہیں
دلاور چالاک و چست ہیں سوار طلسم بیچ میدان میں آکر سلح شوری کر رہا ہے اُس وقت ایرج
نوجوان قریب لشکر پہونچا وہاں دونوں لشکروں نے دیکھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی بختیارک
سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہے لقا سے کہا یا خداوند اب تو خوب تقدیر آپ نے کی ہے اُس گر نے
ہنسکر جواب دیا کہ میری مشیت میں کس کو دخل ہے جب چاہوں ان بندہ گان خوابی کو غارت کر دوں
ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور روے تابان ایرج دکھائی دیا نظم

که آمد سوارے ز صحرا چو گرد — بزیر اندرش بارہ رہ نورد
ببالا شود ہمچو سرو بلند — بدست اندرون گرز و بر زین کمند
ببازو قوی و بہ تن زورمند — ستارہ در آرد بچرخ بلند

لشکر اسلام میں علموں کو جلوہ ملا سرداران شادان و فرحان بے استقبال دوڑے ایرج نے بادشاہ
کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوے جنگاہ کیا بختیارک نے کہا یا خداوند
تقدیر اُلٹ گئی آپ کے نواسے کے تیور بُرے معلوم ہوتے ہیں اور سوار طلسمی سے کہلا بھیجا کہ مبارزطلبی
کرے اس نے نعرہ مارا ایرج مرکب طلسمی داب کر چلا کہ بمقتضاے ابیات

نشست از بر اشقرے ہمچو باد — تو گفتی ز رخش است تہمتن یاد
بہ پیش سپاہ اندر آمد دلیر — بغرید بر سان غرندہ شیر
ورآمد بمیدان چو آن جنگجوے — ربود از سر ترک برسان گوے
یکے تیغ زد بر سر اسپ اوے — نگہ در زد و در اندر آمد بروے

سوار طلسم نے نگاہ درست سنبھل کر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پر لگا تھا برابر سے

جنگ شروع ہوئی پیکانے آتش کے سنانہائے نیزہ سے نکلنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ حال تھا کہ ابیات

همه با سنان سر افشان شدند — چو ناهیده هر مرد رخشان شدند
بنزدیک مردان گه گیر و دار — یکے با یکے خوب پیکار زار

شہزادے نے بکوشش بسیار نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالا اُس نے گرز اٹھا کر مارا گرز کو گرز پر روکا نظم

کشیدند شمشیر در دین دگر ز — دلاور سواران با فر و برز
یکے گرد تیرہ برانگیختند — بدانگونہ کہ باہم بیاویختند

آخر بعد تمام حربوں کے سوار طلسمی نے تلوار ماری شہزادے نے گھوڑا اڑا کر اُس کے زیر بغل جا کر تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغ طلسمی کھینچکر شہزادے نے لگایا نظم

برآویخت آن شاہ جنگی سوار — بزد بر سرش تیغ زہر آبدار
ز سر تا میانش بدو نیم کرد — دل رزم جویان پر از بیم کرد

تیغ طلسمی نے اُس سوار کے دو ٹکڑے کیے آفت کی جان نکل گئی لشکر اسلام میں مسلمانوں نے تکبیر کہی طبل و نقارے بجے بختیارک ہاتھی پر کھڑے ہو کر اذان کہنے لگا ادھر لقا کا لشکر ہٹتا جاتا تھا نازک چشم اور آفت نے جھلا کر سواروں کو حکم دیا کہ ہاں لینا ان خدا پرستوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح چار سمت سے سپاہ گھر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی اُدھر سے لقا کا ہاتھی بڑھا ادھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا تازیانہ دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوار و تیرہ لے کر چلے سوار گھوڑے اٹھا کر لشکر حریف پر جا پڑے دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید کو خیرہ کرنے لگی گرد سپاہ کینہ خواہ سے دیدۂ جہان پر خاش جو تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ کو آب کر دیا زوبین و تیر کا مینہ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآمد خروش دہ و دار و گیر — چو باران ببارید زوبین و تیر
زبس تیرہ و تیغ زہر آبدار — ہمی تیر بد چشم خنجر گذار
بپیوست گردے چو ابر سیاہ — کہ تاریک شد روئے خورشید و ماہ
ہوا گشت از نیزہ چون بیشہ — دل ہر سوارے درو اندیشہ
زبس خون کہ شد ریختہ بر زمین — یکے لالہ زار شد آن دشت کین
ز پیکان الماس او بر عقاب — بتابید رخشان رخ آفتاب
فلک را ز گرد سواران نثار — گرفتہ ہوا کرگس گوشت خوار

اس معرکہ زد و گشت میں پہلے سب سے نعرہ ایرج بلند ہوا تھا جس سے لرزان فلک دو رمند تھا نعرہ

منم ایرج آن شاہ عالی گہر — کہ جدّ من ست حمزۂ نامور
ز تیغم فتد لرزہ در کوہ قاف — سر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحرون نے بڑے بڑے سحر کے پہاڑ اکھیڑ کر لشکر پر گرائے شہزادہ نامور پاس تیغہ تھا اور امیر اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھتے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر لشکر ساحران پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکر باین لقا مرتے تھے اسی ہنگامہ مین ایرج قتل و غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہونچا آفت نے اُس وقت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امیر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوے بارگاہ مین لائے حکم جشن دیا تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے ناچ دیکھتے راگ سنتے تھے ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے اور بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیون ملکہ سچ کہنا کس کردفر سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا مین تو اُس کے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہون کہ بیک ضرب دو ہی لگانے اُس کے کیے آفت نے پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اس نے جواب دیا پوتا علمشاہ کا پوتا امیر کا تھا وہ مہینہ بھر سے کہین گیا ہوا تھا آج آیا تو اس شد و مد سے آیا آفت نے کہا ملکہ بھی مین تم سے چھپاؤن کیون ایک طلسم آئینہ بردار ہے اس سوار طلسم کو لائی تھی یہ کہکر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا بختیارک نے کہا بس معلوم ہوا وہان کوئی عورت اس جوان پر عاشق ہوئی اور اس نے کوئی تلوار دیدی جس سے اس نے سوار طلسم کو مارا یا کوئی خط اس سوار کے جسم مین ہوگا اسکا حال کہدیا ہوگا کہ اُسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مر جائیگا بس اس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمھارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جبتک زندہ ہون لڑے جاؤن گی مگر تم نے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا اچھا مین ایک لڑائی ان مسلمانون سے اور لڑون تو طلسم مین جاؤن یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور سحر کرنے لگی تھالی سامنے رکھکر نیواکنڈے سنگا کر اگیار کرتی تھی ڈمرو بجاتی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ آتش کے آٹے کا اس نے بنایا اور اس کو حکم دیا کہ اے سحر کے سوار جب تجکو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانون سے مقابلہ کرنا یہ حکم دیکر اُسی اگیاری مین اسکو ڈالدیا کہ وہ سوار جل کر غائب ہوگیا یہ تدبیر کر کے اس نے ایک دن جنگ بسبب خستگی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصگاہ عالم سے پھر کر مغرب مین گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ خانہ دہر مین آئینہ ماہ کو بصدق صفا ظاہر کیا کہ

نظم

چو خورشید تابندہ برگشت زرد — سیہ شد جہان چون شب لاجورد
برآمد ز در نالۂ گاؤ دم — خروشیدن کوس رویینہ خم

حکم سے آفت بموجب صداے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہلکارون نے جاکے بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی
اُدھر بھی شور ناے ترکی بپا ہوا ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا فوجین جمع ہونے لگین سوارون کی
وہ کثرت ہوئی کہ روے زمین نعل سے مرکبون کے چھپ گیا سردارون کے پرچم سے روے ہوا سُرخ
نظر آتا تھا ہتھیارون کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلوارون کی چمک سے ترک فلک
کا دل کانپتا تھا طول اس جگہ بیجا ہی آخر کار شب بھر یہی سامان رہا دم سحر جب خورشید انور نے اسیں
خاکدان تیرہ و تار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اورنگ نیرنگ افلاک کو زینت طراز کیا کہ ابیات

چو تیغ تپش برکشید آفتاب — سر جنگجویان برآمد ز خواب
ز درگاہ برخاست آواے کوس — زمین قیرگون شد ہوا آبنوس
ز جوش سواران واز گرد پیل — زمین شد بکردار دریاے نیل

امیر نامدار سحر اُٹھکر در دولت پر آئے بادشاہ جب برآمد ہوے سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت
کے ہمراہ رخ جانب جنگگاہ کیا اس وقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پر گردون نثار تھا یہ رعب وداب
آشکار تھا نظم

جہاندار یا کاویانی درفش — بے رفت با تاج و زرینہ کفش
ہمی بر شد آواز شان تا دو میل — بہ پیش سپہ اندرون کوس و پیل
یکی گرد بر شد کہ گفتی سپہر — بدریاے قیر اندر اندر دو چہر
نہ بد بر زمین پشہ را جاے گاہ — نہ اندر ہوا باد را ماند راہ

اسی جاہ و تجمل سے دشت مین پہونچکر صف کھینچی اس طرف کو فوج ساحران لیے آفت آئی لق تخت
تکبت پر سوار گرد تمام کو ہیون کی قطار لشکر کے بیچ مین آکر ٹھہرا بعد صفوف آرائی اور درستی میدان
حرب نقیبون نے نقابت کی اور مدمت دنیا سنائی جب یہ بھی کنارے ہوے بہادر جوش تہور سے
بیخود ہو گئے آفت نے اجازت حرب خداوند سے لیکر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان مین پہونچ کر
دستک دی پھونڈلا گرد کا اُڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آکر جنگگاہ مین سلح شوری دکھانے لگا آفت
نے پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤگے یہ فوج غیب سے
خداوند نے طلب کی ہے آؤ مقابلہ مین یہ نہیب سنا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ
کے پایہ تخت کو بوسہ دے کر اجازت لی اور مرکب اُڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے تگا درزنی کی اور
نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچکر خبردار کہکر ضرب کی نعمان
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے گذر کر خود وہ حلقہ عرق چین زرہ و ٹوپ کو کاٹ کر کاسہ سر
مین در آئی اس بہادر نے داستانہ مارا کہ تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور خون کی چادر چہرہ پر پڑ گئی

سر ہرنے پر دین کے لگ گیا ساحرے نے کمر بند مین ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھالیا اور اسیر کرکے حوالے لشکر کے کیا پھر نعرہ مبارز طلبی کیا یہ کیفیت دیکھکر دست چپ کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب وضرب لی اور گھوڑا جھپکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اُس نے وہی تیغہ خونچکان بر سر شہزادہ ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم گھسیٹ کر کمر کو تیلا کر سر پہ مارا اس نے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گذر کر کلہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی اوجھم جھوجھہ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب بھی دو پر کالے کرکے زمین مین در آئی لشکر اسلام مین اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو فوج چار سمت سے لینا لینا کہہ کر آگری شہزادہ نہنگ آسا اُس دریاے لشکر مین غوطہ زن ہوا لشکریان اسلام بھی جا پڑے اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ

ابیات

درخشیدہ ان تیغہاے سران	گرا ہندہ ان گرزہاے گران
تو گفتی کہ آہن زبان دارشے	ہوا گر زبان ترجمان دارشے
یکے باد بر خاست وگرد سیاہ	بشد روشنائی ز خورشید وماہ
ہر جاے بر تودہ گشتہ بود	ز خون خاک سنگ ارغوان گشتہ بود
دسم نیزہ وگرز د گوپال وتیغ	تو گفتی زہے سنگ بارد ز میغ
نہان شد بگرداندرون آفتاب	پر باز خاک شد چشم پران عقاب

آفت نے پھر طبل بازگشت بجایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر کر خیمہ گاہ مین آئے اور آسودہ ہوے امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اتارا اور مصروف عشرت ہوے ادھر آفت جو پھر کر گئی سب ساحر وغیرہ تو بآرام مسکن گزین ہوے لیکن یہ سمت طلسم چلی اور بعد طے مسافت راہ طلسم کے اندر پہونچی محافظان طلسم تو تجھ ہی آگاہ ہین کسی نے روکا نہین یہ قلعہ مین پہونچکر ایوان شاہی کے متصل جب آئی ملکہ آئینہ دار نے خبر سنکر استقبال کرایا اور اس کو اپنے پاس بلایا اُسنے سامنے پہونچکر سلام کیا اس نے ہاتھ پکڑکے پاس بٹھالیا اور کہا بہن مزاج اچھا ہے کہو ہمارے سوار کا حال پہلے تم نے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوے ہین مین آنے کو تھی لیکن چھوکری کی طبیعت ماندی ہوگئی ملکہ بطور جادو کی اس وجہ سے نہ آسکی آفت نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمہارے سوار نے غدر مچایا تھا بہت سے سردار گرفتار کیے تھے جس کو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہو جاتا تھا اس کے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن مین طبل جنگ بجوا کر نکلی تھی کہ صحرا کی طرف سے یہ دوتا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس بگڑ گئے اور گھبرا کر کہا بہن کیا کہتی ہو

آفت نے کہا میں سامری کی قسم سچ کہتی ہوں اور تمھارے سوار کے علاوہ ایک پتلا میں نے بنایا تھا اُسکو
بھی اُس نے قتل کیا میری عقل حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی لیے میں تمھارے پاس آئی ہوں کہ کچھ حال
دریافت کروں آئینہ بولی کہ میں نے بہت بڑی حرکت کی سوار طلسم کو تمھارے ساتھ بھیجا یہ سوار اس
واسطے ہیں کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اسوقت اُن سے کام لیا جائے ہم نے آئین طلسم میں فرق کیا
کیا حرکت ناشائستہ کی دیکھیے طلسم بھی رہتا ہے یا نہیں یہ کہکر اٹھی اور کہا تم ٹھہرو میں آتی ہوں غرضکہ خزانہ
میں آکر قفل توڑا کر دیکھا تو صندوق میں تین تلواریں ہیں پہ تھی تلوار جس سے اس کی اجل تھی نہیں ہے حیران ہوئی کہ
یہ تلوار کون لے گیا یہ خزانہ میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہے سوائے اس کے اور کوئی یہاں آنے کیا مجال لہٰذا اسی
ہی سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی یہ سوچ کر خزانے سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا
کہ آفت بیٹھی ہے مبادا لڑکی نے کچھ شرارت کی ہو اسوقت وہی مجرم ٹھہری تو بیٹی بدنام ہوگی یہ سوچکر چپکی
آکر بیٹھ رہی آفت کی طرف سے منھ پھیر لیا آفت نے اسکے چپ ہونے سے پوچھا کہ بہن تم نے مجھے کچھ جواب
نہ دیا تم تو گھنگھنیاں منھ میں بھر کر بیٹھ رہیں اے تو یہ کچھ آدمیت نہیں ہے کا جواب دیتا ہے یہ کیا کہ چپ
ہو رہیں آئینہ یہ سنکر جھلا کر بولی کہ بہن جو اس پر دو چوکی دوست باندھ دیتا ہے تو کیا ہاتھ کاٹ لیتے ہیں تم اُنگلی
پکڑتے پہونچا پکڑتی ہو تم کیا آئیں کہ طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بودی تھیں تو کاہے کو گھر سے نکلیں افراسیاب
سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جاتے میں ڈرتی بلکہ خفی بھولی ہوں اور اگر آئی ہو تو کیا میرے تیر سو رہے تھے
پر اے لوگو کسی کا بھروسہ کیا بھروسہ تو سامری کا بھروسہ ایک تو سوار طلسم قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا
چاہتی ہو بہن ایسی دوستی سے میں درگذری تم کیا میرے برتے پر آئی ہو ایک تو میں نے یہ بیوقوفی کی
کہ اسوقت تمھاری بیحواسی دیکھ کر نہ اپنے بچی نہ بیچ سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم میں فرق ڈالا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہے طلسم رہتا ہے یا نہیں بہن اب سے اُس گھر سے آئے میں نے تو کان اینٹھے اب کسی کے
کہنے سننے میں نہ آؤں گی آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی ٹیڑھی نہ ہو تم نے تو نگاہ
طوطے کی طرح پھیر لی جیسے ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا تمھارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہے لوگ تو دوستی میں
سر کٹوا دیتے ہیں تم اتنی ہی سی بات پر پھری جاتی ہو احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو تو بچ کوئی اوچھے
کا احسان لے آئینہ نے کہا بس بس حقیقت اتنی ذرا دیکھ گھبرائی ہوئی آئی تھی اگر سوار نہ جاتا تو گور
کے پرے جاتی اچھا پھر اسکا کہنا کیا چلو اب یہی جب جانوں کہ تجھ مسلمانوں کا تو نہ بنا سکے آفت طیش میں
آکر اٹھی اور کہا سامری ایسی بے مروت سے بات نہ کرائے اچھا بی بی تم نے مجکو سوار کیا دیا کہ جلا لیا
میں حرامزادی خود پچھتاتی ہوں کہ تمھارا سوار کیوں لیگئی تھی یہ کہکر وہاں سے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ
اب چلکر جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہے اس کو جاری کر کے ایرج کو پکڑ اور مار ڈال
سب کے دانت کھٹے نہ کر دیے سچ تو ہے بل تو اپنا بل اور کا بل جانے چل غرضکہ ایسے ہی منصوبے

کرتی ہوئی طلسم سے نکل لشکر میں آئی اور فرط رنج سے دربار میں نگئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی رہی ڈمرو بجا کر اپنی بارگاہ میں آئی ناچاکی اگیاری کرکے جوت گھڑی کی بیرون کو بلا کر موہن بھوگ کھلایا کی **افراسیاب** کا بتایا ہوا سحر خوب جگایا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرۂ شب سے مکدر ہو کر طلسم مغرب میں گیا اور سیہ منظر لیل نے چراغدان کہکشان فلک پرستاروں کی جوت کو قائم کیا کہ **نظم**

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ	درو فرش سیمین بگسترد ماہ
نہان گشت قندیل زرین فروز	برافروخت شب شمع گیتی فروز

آفت بارگاہ لقا میں آئی اور علم نواخت نقارہ حرب دیا لشکر ساحران میں نفیر سحر بجی **بختیارک** نے کہا ملکہ تم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی میرا دل دھڑکتا ہی اب بھی کچھ نہیں گیا ہی طلسم میں چلی جاؤ اس نے کہا ملک جی یا سر نہیں یا سر ہی نہیں یا میں کل نہیں یا ارجن نہیں ان سب باتوں کو جاسوسان لشکر اسلام نے سنا اور خدمت **امیر** میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ بیت خدا رکھے سردار کو برقرار عدو پھر ہے آمادۂ کارزار + **امیر** نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بعنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے بموجب ارشاد لشکر میں طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر حسب دربار برخاست کرکے بادشاہ کو شبستان میں پہونچا آئے تیاری میں اسباب جدال کے مصروف ہوئے پھر تو جوہر تیغ کی چمک چشم سیارگان کی طرح آنکھیں نکالے تھی سنان نیزۂ کہکشان کو دیکھے بھالے تھی سپروں کی سیاہی باوجود کثرت چراغان لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادۂ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ باریک تھی جرار کمر کسے تھے بہادر موت کے نام سے ہنستے تھے شمع خیال شجاعت روشن کرکے انجمن آرائی کی تھی تلواروں کی صفائی کی تھی اسلح کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقاصہ کا انداز تھی ناموری کے نام پر فرش ہوئے جاتے تھے عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے آہن کی دعوت میں عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل و جگر کی دشمن کے سویرے سویرے نہاری تھی برانی نوشادی شجاعت کے جمع تھے شربت پلائی میں نقد جان دینے کو مجتمع تھے کمانیں جھک کر مجرا کرتی تھیں تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کلہ بکلہ زنی سکھاتے تھے کمندوں نے بہادروں سے رشتہ جوڑا تھا تلواری باڑھ کا ڈورا رشتہ جان دشمن بنا تھا کہ بمقتضائے **ابیات**

سواران جنگی جہان دو دیسر	خروشان و جوشان چو درندہ شیر
بہ تیر و بہ نیزہ بگرز و بہ تیغ	بگفتند دارم نہ جان را دریغ
بہ بندیم دامن بہ دامن درون	بہ خنجر ز دشمن بر آریم خون
اگر صد ہزارند و گر یک سوار	بکیدم بر آرم از ایشان دمار

غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ دونوں طرف تھا لشکر آمادۂ جنگ کمر بست تھا آفت اور حبلہ ساحر کنارے

دریا سے کے جاکر ٹھہرے تھے ڈمرو بجتا تھا پوم ہوتا تھا پونون کے سناٹے تھے بہر شراب و خون خوک چاٹتے موہن بھوگ کی چاٹ پر آتے تھے مسان کی مٹی تیلی کے کولھو پر سے اُتار کے کمہار کے چاک پر چڑھا گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت کوٹے کی سیاہی مُنھ پہ ملے تھی سیہ بختی اپنی اور پڑھا نا چاہتی تھی ڈھولا سامنے بٹھا کر لونا چماری کو بلا کر منائی تھی کہ بمقتضاے ابیات

کبھی لونا چماری کو بلاتی	کبھی ہیرون کو تھی جلو الکھلاتی
کبھی کرتی تھی کچھ افسون بیرنگ	ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی	برہنہ ہو کے تھی ہر دم ملکتی

جب رات اسی کرشمہ سازی میں بسر ہوئی وہ زمانہ آیا کہ بہرخ مقوس میں گیا ندا بروز گار سے تیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور نشانہ باغ سیہ شب اڑا یا ترک روز نے چہرۂ خون آلود شمس دکھایا کہ نظم

چو خورشید تابان بر آمد بچرخ	ز جان مہر رخشان در آمد بچرخ
ہمہ دشت کہسار گرما گرفت	زمانہ ز خود رنگ صفرا گرفت

لشکر دونون جانب سے بیرق بیرق اور فوج فوج وارد دشت قتال ہوے امیر ذلیفہ نماز سحر سے فرصت کرکے اشقر پر سوار ہو کر در دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بصد عظمت و جاہ بر آمد ہوے زنانہ سامان سواری کا عبر گیا کہاروں نے تخت بدلوایا ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا ہزارہ سوقانوسین میناکار آگے روشن اٹھارہ سو گلدستون پر پچشاخون کے جھرین اگر سوز و عنبر سوز و عود سوز کے لوٹے طفلان مہر دیدار لیے عود بسکی کا بکنا جو بکنے نخلون سے دشت کو پُر از شک بناتے چلے نفیریون کی صدا نے گوش چرخ کو کر کیا بھیرو ین بھیاس کی آواز نے دل مین اثر کیا سوار اور سردارون کے غٹ پیادون کی قطارین آگے بڑھین سنا ہہاے نیزہ چمکنے لگین ستارے گویا سوا نیزے پر اُتر آئے تھے یار روزگار غدار نے دیے نکالے تھے نقارہ دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہول کھا کر خالی تھا یہ مقدمہ حالی تھا کہ ابیات

درفشے بہ سیمرغ والا سفید	کشیدہ سرش سوے تابندہ شید
پس پشت پنجہ ہزار از یلان	پیادہ ہمہ تنگ بستہ میان
ز در و ز یاقوت و لعل و گہر	کلاہ و قبا و ز تاج و کمر
ہمای سپہری بگسترد پر	ہمی بر سرش داشت سایہ فر
خو کوس بر چرخ دہہ برکشید	ہر خاش دشمن سپہ برکشید

اسی حشمت و جاہ سے دشت حرب گاہ مین پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اُس طرف سے لقا گمراہ کیس ہاتھی زنجیرہ بند پر تخت کچھوا کر سوار ہوا الشبت پر ساحران غدار کا پرا سوار دن اور کوہ ہون کا مجمع ہوا اٹھے گرد فوت میدان نبردمین آیا پست و بلند ارض غبرا کو بیلداروں نے درست کیا صفوف لشکر کو جما

ترتیب دینے لگے امیر لعبیدہ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوئے آفت و سوفار و نازک چشم تختہاے سحر پر سوار میدان مین آئے نقیبون نے صدا دی بہادرون کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ بموجب نظم

ہوا باغ دنیا کی ہے وہ بُری — کہ کھلنے نہین دیتی دل کی کلی
سموم آسا چلتی ہے باد بہار — کہ ہے آتش گل برنگ شرار
گلستان کے عالم پر ایسا چلا — دل لالہ باغ داغی ہوا
کہان ہین وہ مردان شمشیر زن — نبرد آزمایان لشکر شکن
کہان ہے وہ پیل رستم نامدار — کدھر ہے نریمان جنگی سوار
نہین برزو و گیو کا کچھ پتا — کہان سام و بیژن ہین سوچو ذرا
ہوئے سب کے سب جا کے پیوند خاک — شجاعت سے باقی رہا نام پاک

آج تم بھی اے عروس جلادت او گلگونہ خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھا کر دکھاؤ باغ بے خزان ناموری لگا دو یہ کہکر نقیب ہٹے بہادر مرنے پر ڈٹے آفت ساحرون سے رخصت ہوکر لقا سے اجازت لے کر میدان مین نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اچھالا جسمین ہزارہا برق نکلکر لشکر امیر پر گری آگ کا مینھ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الٰہی آواز بلند پڑھا کہ وہ بجلیان اور آگ پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دے کر وہ آفت دفع کی اور پکاری کہ اے ایرج نوجوان مین خود تم سے لڑنے آئی ہون سوا تمھارے اور کسی کو نہین چاہتی آؤ میرے سامنے ایرج یہ نعرہ سنکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لے کر اپنے سردارون سے رخصت ہوکے سمت میدان چلے مرکب طلسمی طرارے بھرتا ہوا بائین کرتا زرقی اواڑ تھتھون سے دیتا روانہ ہوا کہ ابیات

نگاور سمندے سبک چو برق — شده غرق آہن ز سم تا بفرق
صبا را کہ تگ مشق از آہو بود — بگردن قطاس از دم او بود

جب مقابل آفت پہونچا اس نے وہی ناریل جو پہلے اچھالا تھا اس وقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان آندھی کی طرح پیدا ہوا اور شل گھٹے کے اکٹھا ہوکر گرداگرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اس دھوئین سے چکر آیا اور تیغہ چھوٹ کر الگ گرا گھوڑے سے بھی گرکر پشت بزمین ہوا آفت نے تیغہ اٹھا کر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے تھے کہ وہ پنجہ بنکر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر لے اڑی لشکریون کو للکارا کہ جو لوگ آتے ہین روکو ان کو لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا وہ دونون لشکر بھڑ گئے تلوار چلنے لگی نقارہ وطبل سے دماغ ترک فلک پھر گیا ابر تیغ سے خون برسنے لگا زمین پر شنگرفی فرش بچھا سر و دست و پاے بہادران کے ڈھیر

ہوگئے کہ نظم

ازین سو وزان سو خرامان شدند	برزم اندرون سخت کوشان شدند
غو کوس با نالہ کرنا ے	دم نا ے سر داد و ہندی درا ے
ہوا پر شد از تیر ہا ے خدنگ	ببارید گرز و تبالید سنگ
زگرد سواران و از پر تیر	سر کوہ شد ہمچو دریا ے قیر

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ میں پہونچکر کہا ابھی میں دشمن کو پکڑ لائی اب کیا ضرور مقابلہ کرنا لقا نے طبل بازگشت بجوایا لشکری جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ میں پہونچکر کمر کھولی امیر اور بادشاہ بارگاہ میں آئے عیار بہر خبر گیری ایرج روانہ ہوئے ادھر آفت نے شہزادے کو قید سخت میں مطوق و سلسل کرکے بارگاہ لقا میں پہونچایا لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا اور مصروف عیش و عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا میں اسکو قتل کرنے لائی ہوں اس نے جواب دیا کہ تو خود عقلمند ہے تجکو کون سمجھالے آئے پر چوکنا نہ چاہیے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں دشمن پھر کوئی بار بار قابو نہیں پاتا آفت نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میدان میں روبرو لشکر اسلام کے اس کو ہلاک کروں اس نے جواب دیا کہ جیسے میدان میں ویسے یہاں ایسا نہ ہو کہ حمزہ آکر چھڑا لیجائے آفت بولی کہ ایسی تدبیر کروں کہ کوئی نہ آسکے دیکھیں اور افسوس کرکے رہجائیں یہ کہکر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کی جائے بموجب حکم جلادان قوی بازو حاضر ہوئے اور روبروے لشکر اسلام میدان میں دار استادہ کی چبوترے ریگ کے بنائے منادی نے ندا دی کہ گنہگار خداوند ہلاک کیا جائیگا سب لشکر تماشا دیکھے ساحری اور لشکری اور ساکنان قلعہ کوہ عقیق جوق جوق میدان میں جمع ہونے لگے بعض ان میں عشرت سے قہقہے لگاتے تھے دانشمند عبرت کرکے ان کو سمجھاتے تھے کہ میاں یوں ہنسنا نہیں اچھا ہے مصیبت پڑے کسی کی + یہی گردش فلک جفا کار اور بیوفائی زمانہ غدار ہے کہ کبھی کسی کو تخت عزت سے اتار کر تختۂ مرگ پر سلاتا ہے اور کبھی خاک گور دہان مذلت و ملامت میں ڈالتا ہے کہ نظم

ازین خاک دامن کہ سر بر کشید	کہ دوران بخاکش نہ اندر کشید
کہ این خانہ ویرانہ آباد کرد	کہ چرخش نہ بے بوم و بنیاد کرد
کہ در بر گرفت ایں دلارام را	کہ بادش نہ برہم زد این دام را
کہ تاج کیانی نہ بر سر نہاد	کہ بر سر ز خاکش نہ افسر نہاد
کہ ابر کشند گردش روزگار	کہ در روے زخاکش نیامد غبار
کزین سست آئین چرخ بلند	از و گہ امیدست و گاہے گزند

غرضکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کو کشان کشان وہاں لائے لقا سامنے آکر تخت پر بیٹھا جلاد
شہزادہ کو روبرو طلب کر کے سوال کیا کہ اے بندۂ قدرت مجکو سجدہ کر شہزادہ نے فرمایا مین تجھ پر
اور تیرے پرستاروں پر کروڑ لعنت کرتا ہوں اور سچا تو ذوالامان ہے جب قید ہوا تھا امیر
سے سفارش کر کے مین نے تجھ کو بچایا تھا اور تو مسلمان ہو کر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہاں یہ
خدائی بگھار رہا ہے کیا کہوں سحر مین گرفتار ہوں نہیں تو بتلا دیتا لقا کو ان باتوں سے غصہ آیا اور
حکم دیا کہ سنو جادو اس بندہ بے ادب کو اور قتل کرو جلاد شہزادے کو زیر دار لائے لیکن عیار جو بہر
خبر آئے تھے وہ سب کیفیت دریافت کر کے خدمت امیر مین آئے جملہ حال بیان کیا امیر کے فرط
رنج سے کلیجے مین بشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جا نہ سکے مگر اور سردار بیقرار ہو کر اٹھے اور
بارگاہ سے نکلکر مرکبوں پر سوار ہوئے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ ولندھور و مالک وغیرہ
جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادہ حرب و پیکار روانہ ہوئے فوج بیکران کے رہے ساتھ
چلے لیکن وسواس وخناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کر کے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لشکر اسلام
بہر حمایت ایرج آتا ہے یہ خبر سنکر آفت نے جادوگروں کو حکم دیا کہ میدان سحر بند کرو کسی مخالف کو آنے
نہ دو جادوگر حسب الحکم سحر کرنے لگے آگ دھتورے کے پھل اچھلنے لگے چنگاریاں اڑنے لگین
آفت نے بھی ایک گولا فولادی مارا زمین پر کہ وہ شق ہوا اور اس مین سے شعلہاے آتش نکلکر ہر سمت
پھیل گئے اور ایک حصار بلند آتش میدان کے گرد ہو گیا اس اثنا مین علمشاہ وغیرہ جا کر پہونچے فرط محبت ایرج سے
کلیجون مین آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اس آگ مین ڈالدیے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوئے کہ تا کرۂ نار پہونچے اور
مرکبوں کے رونین جلے الٹے پلٹ کر بھاگے ہر چند ان بہادروں نے روکا مگر نہ رکے آخر سب ناچار ہوئے کہ چاہا پیدل
جائین لیکن سمجھے کہ راہ مین جلکر خاک ہو جائین گے ایرج تک نہ جاسکین گے جانا بیکار رہا مجبور مایوس اس جگہ سے
پیچھے ہٹکر ٹھہرے اور دست دعا بدرگاہ خدا بلند کر کے بصد گریہ وزاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے نظم

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم | الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلٰے منزہ عظیم | نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
ازلی ذات والا ہے یکتا قدیم

اے خالق انس وجان ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو مصروف دعا ہین مگر اب تتمۂ حال اس قتیل
شمشیر انداز یار دکشتۂ تیغ ناز دلدار ذبیح خنجر ابرو ملکہ بلور جادو کا سنیے کہ اوس کو بجلی بہاری نے رخصت کر کے
جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق مواصلت جانان مین زیبائش و آرائش سے کام ہوا لباس اور زیور سے
آراستہ ہو کے باغ و مکان کو پیراستہ کر کے انتظار آمد یار مین بیٹھی تھی کہ قمر چہرہ زرا سفید رو دکھا یار
کہ نرگس بنکر نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران گئی + حور چہرہ اور مہ کنیزون کو بھیجا کہ جاؤ شہزادے کو

قریب نرگس کے وہ آئے ہوں گے لے آؤ کنیزیں گئیں اور پھر آئیں کہ اے ملکہ وہاں کوئی بھی نہیں یہ سنتا تھا کہ بصورت آئینہ حیران رہگئی اور وہ رات تڑپ تڑپ کر ہجر یار میں بسر کی رو رو کے سواد شب غم دھو کر سفید چادر سحر کی جب بیقراری ستاتی تو یہ لب پر لاتی کہ بمقتضاے ترکیب بند

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے — کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے
پریشانی یہ بیخوابی یہ بیچینی دکھاتا ہے — نہ دل لگتا ہے گھر میں اور نہ صحرا کچھ بھاتا ہے
اگر کچھ منھ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے — اگر چپ بیکار رہتا ہوں کلیجہ منھ کو آتا ہے
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد — وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کردن تو فلک ہے اندیشے لگاؤ
لیسے دشمن سینہ کا کس بدہ کردن آباد

جب چشم حیران دیدہ و انتظار کشیدہ کی طرح چشم سفید ہوتی دن کو بھی دیدار دلدار سے ناامید ہوتی دن بھر سو سو طرح کے بناؤ کرتی لیکن تیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی مضطربانہ یہ زبان پر لاتی کہ ترکیب بند

مجھے اس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا — دکھا کر اک نظر جلتا ہوا اسنے مجھکو تڑپایا
گرا میں ہو کے بیخود یوں پری کا جیسے ہو سایا — پھر آئیں ہوش جب آیا تو دل سینے میں گھبرایا
بہت سا سمجھایا میں نے تو اپنے دل کو بہلایا — نمانا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی اسکا ٹھہرایا
کشیدم نالہ از شوق پیراہن قبا کردم — برائے جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ تمھی جا بین کی میں آنسو لے
ہم کوئی ایسا ہیت ہے چشم سند رہتا ہے

آخر یہاں کئی روز شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصہ زیست تنگ ہوا شہزادہ مقید ہوا ملکہ کو بیقراری نے ستایا کبھی اٹھتی اور کبھی بیٹھتی گاہے بستر غم پر پچھاڑیں کھاتی مثل اسپند جو دل جلتا تھا آہ کے ساتھ دھواں نکلتا تھا یہ حال حور چہرہ دلبر زنانی نے اسکا دیکھکر عرض کیا کہ داری ہو جب بہت بہت غم نہ کھا عشق کا اے امیر نہیں تجھکو آزار ہو جائے گا اے بی بی میں قربان گئی ذرا دل کو سنبھالو پروردگار وہ بھی دن لائے گا جو شہزادہ آکر صورت دکھائیگا اسکے سمجھانے سے اور زیادہ تپش دل بڑھی اور رو کر بولی کہ اے گیاں اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر نہیں جاکر دیکھو آخر چہرہ اسکے رنج دیکھنے کی تاب نہ لائی دل مثل دود آہ عاشق سحر شہر کر بلند ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام میں پہونچی یہاں عجیب عالم دیکھا کہ ہر شخص مصروف دعا ہے لب پر نالہ و بکا ہے سامنے میدان میں حصار آتش کھنچا ہے سرداران دین کا مجمع ہے اس نے حیران ہو کر زن درو سحر وضع تبدیل کی ایک سقہ کہ اشک حسرت بہا رہا تھا اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اس نے کہا کہ

ایرج کو آفت پڑے گی ہے ان کی گردن ماری جاتی ہے پر لشکر اسلام چونکہ بسبب حصار آتش اندر نہیں جا سکتا
اس لیے ہر ایک روتا ہے اور دعا کرتا ہے حور چہرہ یہ سنکر وہاں سے اُٹھی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو جسکی بدولت
اس کو قتل ہو جانے دے جھگڑا فیصل کر ورنہ گھر آئینہ وار کا برباد ہو گا اسی سوچ میں خیال آیا کہ معشوق کے
مرنے سے ایسا نہ ہو ملکہ بھی مرجائے عوض خیرخواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچکر بدحواس و مضطر بعجلت
ملکہ پاس پہونچی ملکہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ کہہ وہ کیا کرتے تھے میں جانتی ہون
کسی معشوق پاس بیٹھے ہونگے اچھا تو گئی تو شرمائے الگ اُٹھکر آئے کچھ مجکو پوچھا یا نہیں حور چہرہ یہ تقریر سن کر
رونے لگی اور کہا بی بی تم کس کو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا چاہتے ہیں ان کے دشمن بجز یاں پہنے
تلوار کے نیچے بیٹھے ہیں یہ سنتا تھا کہ جی سنسنایا کلیجہ منھ کو آیا پوچھا اری مفسد کہہ کیا ماجرا گذرا ہائے افسوس
مجھ نا نصیب نے ناحق انھیں جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہہ سنائی ملکہ آتش محبت میں جلی دل
کی تپش زیادہ بڑھی اور اُٹھی کہ دیکھون یہ بازاری آفت کیونکر قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا واری
یہ کیا کرتی ہو کہاں جاتی ہو جانے بھی دو وہ مرد ہیں کس کے ہوئے ہیں اور کس کے ہونگے کیون گھر
غارت کرتی ہو اپنے تئین تخس نخس کرنا اچھا نہیں بس جو ہونا تھا ہو گیا ملکہ نے جھلا کر کہا اری کیون بکتی
ہو صاحب کسی کی جان جائے اور کوئی اترائے کچھ ترس خدا بھی ہے بھلا میں کیونکر دیکھ رہوں انصاف
مجھ سے یہ نہ ہوگا میں کسی کو ساتھ تو لیے جاتی نہیں پھر کوئی کیوں بڑبڑائے میرا تو خوف خدا سے دل
دریا کانپ گیا کچھ مردوے کی محبت نہیں صرف خدا راہ کا سودا ہے حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رکے گی
ناچار بولی لا-میں تصدق جو جی میں آئے وہ کیجیے ملکہ اُسی وقت اڑی اور ظلمت کے ایک بیابان
میں آئی وہاں چار پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور اُن کے بیچ میں ایک مکان بنا تھا اُس نے اس مکان کا
قفل کھولا اندر جا کر ایک حجرہ کو وا کیا اس حجرے کے اندر ایک صندوق سو گز کا رکھا تھا اس صندوق
کو چاہا اٹھائے اس عرصے میں حور چہرہ اور کنیزیں بھی آئیں اُن سب نے ملکر اس صندوق کو اٹھایا اور
باہر مکان کے لا کر تخت سحر پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پہ بیٹھی اور سحر پڑھکر مع صندوق
تخت کو اڑا کر چلی اس جلدی کے ساتھ روان تھی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ میں چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام
کنیزیں اور حور چہرہ جاتی تھیں دل سے کہتی تھیں کہ دیکھیے کیا نشہ عشق میں سرشار ہے کہ کچھ خبر انجام
کی نہیں ان سے گی تو کیا ہو گا ایک بولی اری عشق بڑی بلا ہے اس نے قیس کو مجنون کیا ہے
غرضکہ یہ باتیں کرتی روانہ تھیں لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکلکر جائے قتل ایرج پر پہونچی وہ
وقت ہے کہ حکم لقا دے چکا ہے تیسرے حکم کے جلاد منتظر ہیں شہزادے نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے
کہ ملکہ نے پہونچکر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا بلور کا نکالا اُس پر سحر پڑھکر اُس آتشی حصار پر مارا فوراً ایک
لکۂ ابر پیدا ہو کر گنبد عقیق سے تا حصار آتش گھر کر کے برسنے لگا اس زور شور سے برسا کہ جیسے دریا

بہادیے وہ آتش سرد ہونے لگی بختیارک نے کہا ای آفت ذرا دیکھو تو کیا آفت آئی اس نے گھبرا کر اوپر دیکھا اور
پکاری کہ پہچانا میں نے یہ کہکر سحر پڑھنے لگی بلور نے نعرہ کیا کہ منم بلور جادو اور وہاں سے تلوار بن کر مثل
برق چلی آفت جلد بزور سحر زمین میں سما گئی ملکہ بلور زمین پر پہونچکر مجسم بصورت انسان ہوئی اور
تاریخ تریخ مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلاد تلوار پھینک پھینک کر بھاگے اس عرصے میں آفت
بھی زمین سے نکلی اور ساحروں کو پکاری کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو لو اس کو ایک لاکھ ساحر ملکہ پر آگرا
ترسول بسول ذخیرہ ہزار ہا حربہ سحر کا ہر ایک نے پیدا کیا شعلوں نے چہار طرف سے گھیرا سر پر پتھروں کا مینھ
برسنے لگا ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ چالیس سپر بن سر پر آگئیں پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے
ہمراہ لائی تھی کھولا اس میں چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا وہ پتلا ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور
بڑھکر مثل انسان ہوا اور خنجر و تلوار کھینچکر ساحروں پر جا پڑا ساحر ہر چند تاریخ تریخ مارتے تھے مگر پتلوں
کو کچھ اثر نہوتا تھا اور انھوں نے ہزار ہا کو کاٹ کر ڈالدیا ادھر حور چہرہ اور گلریز میں آگریں اس طرف
جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر آگرے پھر تو ساحروں میں ہیر غل مچا
لگے بہادروں میں ہتھیاروں کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار و گیر بلند تھا جوان تاریخ و تریخ سے نکلکر
چشم روزگار کو تیرہ کیے تھا فلک کج رفتار اپنی گردش یہ دیکھکر بھولا تھا ہندوے چرخ کا رنگ
سیاہ ہوا تھا تلوار بھڑک کر چلی تھی گویا مقراض گردن و جان تیغ بنی تھی بہرام فلک کا دل خوف سے آب تھا
راستہ امن ملنے کا نایاب تھا کہ زمین پر چل پڑی تھی گاؤ زمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چار طرف اندھیرا
تھا ہر طرف تیرہ و تار کا نقشہ تھا کہ بمقتضاے

نظم

همہ جادوان جادوے ساختند　　ہمی در ہوا آتش انداختند
یکے جادوے بر نشستہ بشیر　　ببالا بلند و سطبر و دلیر
بیک دست بودش مار بزرگ　　بدست دگر اژدہاے سترگ
نمود آنچنان کاسپ و مرد و سپاہ　　ہمے آتش افروخت در رزمگاہ
برآمد یکے باد و ابر سیاہ　　ہمے تیر بارید ازان بر سپاہ
خروشے برآمد ز اسلامیان　　ببستند خون ریختن را میان
ہمہ برگرفتند یکسر خروش　　ہوا پر خروش و زمین پر ز جوش
ز کشتہ چو دریاے خون بر زمین　　بہر گوشہ ماندہ اسپے بزین

ملکہ بلور کے پتلوں نے ہزاروں ساحر قتل کیے اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب ایرج پہونچی اس کو قیدی
پاس پہونچا دیکھ کے آفت بلبلا کر دوڑی اور دشمنیوں کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈانٹا کہ او
ہتیاری چھوکری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہے کہ میرے قیدی کو چھڑائے یہ کہکر نیمچہ مارا ملکہ بلور نے سحر

پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے پنجہ پنجون نے پکڑ لیا بلور نے اُسوقت پنا پنجہ کھینچکر مارا آفت نے سحر کی سپر سامنے کی مگر
پنجہ نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سر اپنا پیچھے کر لیا ہاتھ آگے تھا اُسپر پنجہ پڑا کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا
بلور دوسرا پنجہ لگایا چاہتی تھی کہ آفت اُڑکر بھاگی نازک چشم یہ مقابلہ دیکھکر چاہتی تھی کہ ملکہ پر جا پڑے مگر
سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہی ایسا ہو کہ تو ماری جائے یہ سوچکر یہ بھی بھاگی پھر تو ساحرون مین بھگدر پڑی ملکہ بلور نے
اسی ہنگامہ مین ایسا سحر پڑھا کہ پتلے طلسمی پھر گھٹ کر صندوق مین آگئے اور اس نے شہزادہ ایرج پر سے قید
سحر دفع کی اُسوقت لقا نے فوج کو للکارا کہ ہان روکو اسکو کوہی اور فوج جو ذاتی لقا کی ہے وہ تلوارین اُٹھا کے
چلے مگر اہل اسلام جو ڈٹے رہے تھے وہ اُنکے سد راہ ہوے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ مین سحر پڑھکر شہزادے
کو بیہوش کیا اور کمر مین پنجہ دیکر سمت فلک پرواز کی بلندی پر جاکر پکاری کہ اے سرداران اسلام کچھ شہزادے
کا خیال نہ کرنا مین انکی دوست ہون جو لیے جاتی ہون کنیزان بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا تو زگاہ حور چہرہ نے صندوق
پتلون کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئی یہان ہر بہادر پھرا ہوا تھا تلوار چل رہی
تھی کہ بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا اس لیے کہ جب قیدی چھوٹ گیا اور ساحر تاب جنگ نہ لائے
تو لشکری بھی نہ لڑ سکین گے غرضکہ جب طبل امان بجا اہل اسلام شادان و فرحان اپنے مقتولون کو اٹھوا کر
قیامگاہ مین آئے اور لاشین دفن کرا کر بارگاہ مین داخل ہوے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادے
کے زندہ رہنے سے خوشنود ہوکر جلسہ جنگ در باب شراب و کباب مین بیٹھے اُدھر لقا شکست خوردہ اپنی
بارگاہ مین آیا ساحران فرار شدہ بھی جمع ہونے لگے نازک چشم وسوفار دربار مین آئے آفت کا پتہ نہ معلوم
ہوا کدھر گئی بختیارک نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ مین گئی غرضکہ یہ بھی قیام پذیر ہین لیکن احوال
اُس شہباز صیدگاہ عشقبازی و طائر فرخ فال مرغزار کرشمہ سازی دلدادہ در نجور ملکہ بلور کا سنیے کہ شہزادے
کو لیکر چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف مین ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی اندر طلسم کے نہ گئی حور چہرہ
مع کنیزون کے عقب مین جو آتی تھی اُس نے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت خیز مین ذرا ٹھہر لیے
دم لے لین اور مشورہ کر لین تو پھر چلین گے ملکہ یہ سنکر ایک بیابان وسیع اور جھیل لہراتی ہوئی دیکھکر اُتری
عجب بہار اُس دشت خرم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیان مثل گلدستون کے گھاے بوقلمون
سے لدی فرش سبزہ صحرا پر رکھی تھین خیمہ ابر بہاری مین سورج کی چمک تھے پر رنگ دکھلاتی تھی قوس
و قزح ریسمان سرخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجمن آرائیان خیمہ نشاط بزم افروز تھے گل شگفتہ رو ہوکر خندہ
زن بسان شمع روشن و دلسوز تھے جھیلون پہ بگلے اور مرغابیان اور قازین وغیرہ بیٹھی تھین ہرن پاڑھے
چیتے جنگل مین پھرتے تھے ہوا ٹھنڈی چلتی تھی محبوب گلعذار سے گرمجوشی کرنا یاد دلاتی تھی کہ

مقتضائے ابیات

روان آب بسیار در رود بار | لب جو بہارستش ہمہ گل ببار

دو صد سرو دید و بید و چنار	دکانے زدہ خضر اندر کنار
چمن در چمن دید سرو سہی	گرانبار شاخ و ترنج و بہی
بر سیب لعل و رخ برگ زرد	تن شاخ گوز دوم باد سرد
لب نار ہم سیب شنگرف گون	برین دخم تیغ و بران زخم خون

ملکہ نے وہاں ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اُس نے جب آنکھ کھولی ملکہ کو بالین پر پایا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تم نے میری رہائی کے لیے کیوں تکلیف کی اے ملکہ اگر ساحروں کی رہائی نہ ہوتی اور تم آتیں تو مین ناراض ہوتا کیونکہ ہمارے یہاں عورت کا لڑنا مردانہیں ملکہ نے کہا مین تو ابھی مطیع الاسلام ہوں مثل اور ساحروں کے لڑی تو کچھ ہرج نہیں یہ کہکر حور چہرہ کو خبر کے لیے بھیجنا اور اُسکا آکر آپ کو قید مین دیکھکر جانا اور اپنا بیتاب ہوکر آنا بیان کیا آمین حور چہرہ نے کہا بلا لین اب کدھر چلیے گا کہان کا قصد ہے ملکہ نے کہا کیا کہون کوئی جگہ خیال مین نہین آتی اگر طلسم مین جاتی ہون تو مقرر میری ماں ضرر پہونچائے گی کیونکہ آفت زخمی ہو چکی ہے وہ ضرور میری ماں سے جاکر کہے گی حور چہرہ نے کہا یہی مجکو بھی اندیشہ ہے ایرج یہ باتین سنکر بولا کہ اے ملکہ تمھارا کدھر خیال ہے اب تم میرے ساتھ لشکر مین چلو امیر تمھارے آنے سے بہت خوش ہون گے دوسرے یہ کہ لڑائی کی تھکی ماندی ہو میری بارگاہ مین چلکر آرام کرو تمھین طلسم مین جانے سے کیا غرض حور چہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سچ کہتے ہین لشکر مین جلد چلیے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو ملکہ اُسی وقت اُٹھی کہ بہتر تو ہے شہزادے کو تخت سحر پر بٹھاکر پرواز کی لیکن وہ صندوق تیلون کا چلتے وقت کھول دیا کہ تیلے ان مین سے نکلکر سوار ہے اُن سے حکم دیا کہ تم سب طلسم مین جاؤ وہ حسب الارشاد سمت طلسم گئے اور یہ سب لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک رہا شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ تم یہان مجھے اُتار دو اور تم ٹھہری رہو مین جاکر تمھارے آنے کی امیر سے اطلاع کر دون ملکہ نے ایک درہ کوہ کے قریب تخت اُتار آپ ٹھہری اور شہزادے کو رخصت کیا ایرج وہان سے لشکر مین آیا لوگ فرط عشرت سے اسکو دیکھکر دوڑے شہزادہ سب سے ملا پھر بارگاہ مین داخل ہوا بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اُس نے حال بلور جادو کا ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا اب وہ ملکہ درۂ کوہ مین موجود ہے حکم ہو تو لے آؤن امیر نے اُسی وقت ایک سکھپال جواہر نگار اور کنیزون کے لیے پالکیان طرحدار درۂ کوہ کی جانب روانہ کین اور سامان تزک و جلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سردارون کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لے کر سوار ہوا یہانتک کہ درہ کوہ مین جا پہونچا ملکہ کو سوار کیا اور بڑے تجمل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھپال مین پردے جواہر دوز بندھے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکا بجتا چتر سکھپال پر گردش کرتا مردنے عصے سونے

چاندی کے بیے پایہ سکھپال تھامے کہاریان سرون پر مچھلیان لگائے مورچھل جھلتی لباس پہ زر پہنے گہنے سے لدی سردار نیزہ دار ننگی تلوارون کا سایہ کیے پیادون کے جلو مین بڑھے زر و جواہر لٹتا بڑے کر و فر سے لشکر مین داخلہ ہوا بارگاہ ایرج مین سواری اتری ملکہ گیتی افروز مادر ایرج اور ملکہ خورشیدہ خاوری مادر قاسم اور ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر شہزادہ علمشاہ بیبیان امیر کی اور بہوین وغیرہ سب مشتاق ہوکے آنے کی اس بارگاہ میں جمع تھین جب ملکہ اتری سب نے بلائین لین اُس نے بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افروز نے پانی اُتار کے پیا پھر سب بیبیون نے گہنا تار کے پہنا نا شروع کیا کسی نے رونمائی مین کنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے پھر جلسۂ عشرت شروع ہوا مجری ڈومنیان ہر ایک شہزادی نے طلب کین کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کے سامنے زوالفلک کو بے سُر اور بیچارہ بتانے لگین خاطر اہل انجمن لبھانے لگین کہ نظم

برآورد دراشگر خاوری — زده چنگ بر جامهٔ کابلی
هوا ابر بست از بخور عبیر — نجنبد ندیم و بنالید زیر
پرستار صهبا زده ماهرو — طرازان مستان طراز نده بو
همه غم بباده شمرده باد — بجام دمادم گرفتند یاد
ز شادی همه در کف رود زن — شگوفه شگافند شد در چمن
مغنی در آمد بآواز رود — همی خواند این خسروانی سرود

اس اثنا مین خبر ہوئی کہ امیر بہو کو دیکھنے آتے ہین بلور نے یہ خبر سنکر سر سے پاتک دوپٹے سے بدن چھپالیا گھونگھٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کے ادب سے بیٹھی سب بیبیان امیر کے استقبال کو اُٹھین جب امیر بارگاہ مین آئے ملکہ نے شرم سے اُٹھکر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر نے سر سینے سے لگایا اور بھاری جوڑا مع ایک سو اکیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے وہ منھ دکھائی مین دیکر فرمایا کہ اے فرزند مین شکر کرتا ہون خداے پاک کا کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا اب کلمہ پڑھو اور ادیان باطلہ پر لعنت بھیج ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزون کے بصدق دل کلمہ زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی امیر خوش ہو کر رخصت ہوے بعد تھوڑی دیر کے اور سب بیبیان بھی اپنے اپنے مقام پر گئین ملکہ بارگاہ مین تخت جواہر پر متمکن ہوئی سامنے چنگیرین گلدستے وغیرہ چن دیے گئے امیر نے باہر جاکر ڈالیان میوون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے شہزادہ ایرج بھی خبر سنکر کہ ملکہ اکیلی ہے داخل بارگاہ ہوا اور پہلوے دلدار مین بیٹھکر داد عشرت دینے لگا مگر آفت جو شکستہ حال وابستہ ملال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی طلسم آئینہ مین پہونچی ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تمام جسم پہلو کی پیٹھ پشتن پڑے ہین پیرہن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہے

یہ حال دیکھکر پوچھنے لگی کہ حضور مزاج کیسا ہی اُس نے کہا مین آئینہ سے حال کہون گی جلد بتلا دُودہ
کہان ہین انھون نے کہا کہ اپنے باغ مین تشریف فرما ہین آپ تو اُن کے برابر کی ہین بے تامل تشریف
لے جائین یہ سنکر آفت سیدھی باغ مین آئی ازبسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہوگئی تھی اس وقت جو اُسکے
اس کو دیکھا مثل مشہور ہی کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین ہانکتے آئینہ اٹھی اور استقبال کرکے اس کو لائی حال
ابتر بہت دیکھا جسم خونچکان ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال یہ حالت مشاہدہ کرکے اگلی باتون کو زبان
پر نہ لائی اور براہ دلسوزی مستفسر ہوئی کہ بہن یہ کیا حال ہی اس نے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا
کرتوت ہی مین پہلے ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھین کہ یہ لیلی بھگت ہی بہن جو تم کو مسلمانون کا ساتھ دینا
تھا تو مجھ سے پہلے ہی کہدیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیجکر میرا ہاتھ کٹوا دیا اور بنی بنائی لڑائی کو
بگاڑا مین جانتی ہون کہ ایرج کو اول بھی تیغہ دے کر تمھین نے بھیجا تھا ہاے افسوس کیا زمانہ آ لگا ہے
کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہی نہ ایک دین ہونے کا خیال ہی آئینہ اس کی تقریر شکایت آمیز سنکر کچھ سمجھی کہ
یہ کیا کہتی ہی ہنسکر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہی نخرہ بگھارتی ہوئی آتی ہی تیری خفگی میرے سر آنکھون پر کوئی
مرے پر طوفان لیتا تو جیتے جی مین کیا جانو کیسے مسلمان کہان میری بیٹی کہان لڑائی وہ بیچاری مانجھی
دکھیا سیرگاہ مین اپنی پڑی ہی مین خود دیکھ آئی جیسون بخار چڑھا ہی سر تو اُٹھاتی نہین مین دعائین مانگتی
ہون کہ سامری نے ایک بکھیڑا دیا ہی کہین جی جاے اب اس کو نام سامری سے برس ان گنا شروع
ہوا ہی تم آئی ہو ایسی بہتان جوڑتی ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے کلیجے مین چٹکی لی ہی آفت
نے کہا ایک تمھی ہو اور ایک تمھاری بیٹی اری کیا باتین بنائی ہی جاکے دیکھ تو وہ چالیس ہزار اس
بتلائے کر گئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہدیا بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور
کہا بہن تم ٹھہرو مین آتی ہون آفت نے کہا چلو مین بھی چلتی ہون غرض دونون باغ سے باہر نکل کر
کچھ دور باہر چلی تھین کہ پتلے طلسمی جنکو بلور نے چھوڑ دیا تھا آکر پہونچے اور عرض کیا کہ ملکہ نے ہم کو
رد دیا پھر اس جانب بھیجا یا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور پتلون کو لے کر اُسی بیابان
مین جہان سے بلور لے گئی تھی اور پتلون کو جزو سحر صندوق مین بند کرکے حجرے مین رکھا پھر وہان سے
سیرگاہ ملکہ کی سمت آئی یہان بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا بلور مسلمانون کے پاس گئی ہوگی اور کہین نہ گئی
تم میرے ساتھ چلو مین پتا لگا دون گی آئینہ اُس کے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر
ٹھہری آفت وہان سے ایک طائر کی ایسی صورت بنکر اُڑی اور سیدھی بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہر آئی کیون
کہ یہ لشکر مین رہتی ہی بارگاہین سردارون کی جانتی ہی غرضکہ اس بارگاہ مین ملکہ کو تخت پر پہلوے ایرج
مین بصد عیش جلوہ گر پایا وہان سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے
صبر کرو کس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہی تم نہ لا سکو گی اس وقت آئینہ نے کہا مین بادشاہ طلسم ہون میرا حمزہ

کیا کرے گا بغیر لوح طلسم مین قتل نہ ہون گی آفت نے کہا یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو بڑھ جائے گی آئینہ بھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہے لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل مین کام نکالنا چاہیے یہ سوچ کر اس وقت تک وہان ٹھہری رہی کہ ساحرہ شب جو پردہ جہان مین مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہ روز نے صورت نور آگین چھپائی کہ

نظم

بدانگہ کہ خورشید برگشت زرد — ہمے بود تا گشت شب لاجورد
چو کشتی بساحل کشید آفتاب — شب تیرہ انگند زورق در آب

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے اس کو اس وقت تک روکا کہ جب تک آدھی رات نہ آئے جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہنچی دونون اڑ کر سمت لشکر اسلام چلین لشکر مین طلایہ پھیر رہا تھا بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہو گیا ہوا سرد چلی بارگاہون مین سردار عیار غافل سو گئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی مین تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ مین باری وارد غیرہ کنیزین حبشنین سب بیہوش ہو گئین اس وقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج مین اتری یہان دونون شیدائے یکدیگر لپٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی تکمے دست ایرج مین تھے پائنچے چڑھے تھے ران سے ران گتھی تھی زلف عنبر فام قریب دماغ تھی کہ

نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب — گل تکیہ تھے آفتاب و مہتاب
ہم بستر آدمی پری تھی — سائے کے بغل مین چاندنی تھی
سرکی تھی جو جرم اس قمر کی — ہر جون پہ سے چاندنی تھی سرکی

یہ حال دیکھ کر آئینہ نے بغضب تمام دوڑ کر اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی پنجہ مادر شل پنجہ ملک الموت پایا پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیز و آپ پر تصدق ہوئی اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھ کر بعجلت تمام اٹھا اور تیغہ جوکش صندلی پر سے اٹھا کر دوڑا اس وقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی ڈانٹ کر آگے بڑھی کہ خبردار کہان جاتا ہے شہزادہ کو غصہ بے حد تھا کمر کو تلا کر سر پہ ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر پڑھوں سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا اور تیغہ سر پہ جھکتا تا گون سے نکل گیا غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین آئینہ ملکہ کو لے کر بلند ہو گئی ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھ کر او کلمات الوداع کہہ کر بلا پائی مگر کسی نے اس ہنگامہ مین نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پہ اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے یہ دیکھ کر اسم اعظم باواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ مالک طلسم تھی اس پر کچھ اثر نہ ہوا وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ جا وہ جا ملکہ کو لے کر روانہ ہو گئی لشکری کچھ دور دوڑے تیر پھینکے

مارے مگر کچھ نہ ہوا ناچار ہو گئے اس طرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اُٹھے تھے اُنھوں نے بھی سنا کہ آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ سے گئی مرگ آفت کا حال سنکر ساحر رونے لگے اور اُس کے ساتھ کے ساحروں نے قصد شبخون لشکر اسلام پر کیا نازک چشم مانع ہوئی کہا تم سب میرے ساتھ رہو مین مسلمانون سے بدلا لونگی ساحر سب تامل پذیر ہوے گریبان ایرج نے جو شوق سے بارگاہ خالی دیکھی چشم گریان سے دریا آنسو کے بہا دیے لیکن شمع سوزان کے حال پر دل جلا اس قدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہو گئے پھر جو ہوش آیا بستر غم پر پچھاڑین کھانے لگے دیوانہ وار بیقرار ہوکر اُس شمع عذار سے لو لگاتا اور یکتا کہتا

تجھی مین رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے دل مین نہ نیند رتیان
ترا ہی لیتا ہون نام ہر دم جپے ہین سمرن مین جیسے بتیان
کہین سے آ مل تو مجھ سے پیارے جو میرے دل کو تنک آئے چینان
تمھاری آسا لگی ہے نس دن تمھارے درشن کو ترسین نینان
دلارے سندر ارے تھے ابھرن ہٹیلے موہن انوکھے لالا کو

اسی بیقراری مین خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوے تو وہ امیر سرنجیہ تقدیر تاب نہ لائی پتلے طلسمی لے کر تم کو چھڑانے آئی اب وہ قید ہو گئی اور تم بیٹھے رہو مبادا اُس کی مان نے جا کر قتل کر ڈالے گی تو کیسی بڑی نامردی ہے خلقت کہے گی جو سنے گا وہی کہے گا کہ عورت نے تو یہ مردمی جتائی اور مرد نے بدتر از زنان بات کی بس یہ سوچکر مرکب جرات کو بنا پر دستور کے ہر شاہ دہر یار کے دربار لشکر مین گھبرا ہوا استادہ رہتا ہے ان کے یہان بھی تیار تھا اُسکی پشت پر بیٹھکر صحرا کا راستہ لیا دل سے کہتا جاتا تھا کہ اے بخت واژون واے گردون دون کہین ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد کو ہر ارمان زیر خاک چھپا دینا کلنک کا ٹیکا میرے پیشانی پر نہ لگا دینا اور کبھی کہتا افسوس

ترکیب بند

نہ تھا معلوم یہ الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے — جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے — تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کسی پر اپنے پھر اپنے کو دکھ پانا بھی ہوتا ہے — کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے
گر دانستم از روز ازل داغ جدائی را — نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے

اسی دھن مین یاد آیا کہ نرگس کوہ پر چلے وہان حنظل و صنوبر ہونگی وہ بخوبی طلسم آئینہ مین پہونچا دینگی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتائینگی یہ سوچکر جانب نرگس کوہ راہی ہوا وہان کا حال سنیے کہ صنوبر و شاپور شہزادے کو ڈھونڈھنے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈھ کر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل پاس ٹھہرے لیکن صنوبر عاشق

حال شہزادہ ہجر فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گرداگرد جنگل کے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈھتی ہے جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہے دھوپ مین یہ گلرخسار برنگ گل مرجھاتی ہے مگر چہرہ تمتماجاتا ہے تو رخ تابندہ سے سورج شرماجاتا ہے وہ اُسکے پھول سے گالون پر پسینہ آنا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلاب کا عرق کھنچا ہے جب اس دھوپ مین بھی شہزادے کو نہین پاتی ہے تو بیقراری سے زبان پر لاتی ہے کہ دوہا دھوپ پڑت دھرتی تپت اوپر چھیکا گھام ٭ دوڑی بلکت جات ہون تیہونہ چھوٹ سیام ٭ اسی طرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا رات بھر اشتیاق مین جاگا کی خاطر حسنین بید مضطر جذبۂ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ لب پر کہ دوہا پیتم من کو موہ کے کہنو مان گمان ٭ بن دیکھے وار دپ کے کلپت سو پران ٭ اسی بیخوابی مین وہ رات بسر کی شبنم منتظر رو یا کی جب معشوقۂ پردۂ دین دیرین نے چشم مردم دہر سے منھ چھپایا اور آفتاب تابان بسان دل سوختگان شاہد روز کو میدان افلاک مین ڈھونڈھنے آیا

نظم

چو خورشید بر زد سنان از نشیب
بدرید پیرودہ پیرا ہنش

شتاب آمد از مغرب اندر نشیب
بہ پیدا آمد آن لعل رخشان تنش

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل مین پہونچی نسیم سحری نے گلہائے زخم دل شگفتہ کر دیے اور پھولون نے صحرا کے داغہائے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت شفق کا پھولنا چہرہ رنگین یار گلعذار یاد دلاتا تھا جانورون کی زمزمہ سرائی نالۂ دل کی گواہی تھی دل شیون کرنا چاہتا تھا تو بیقرار و بیتاب ہو کر یہ کہتی تھی کہ بمقتضائے

مسدس

منزل پہ اگر رہے تو اشک ریزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان

صحرا مین گذرے تو خاک بیزان
القصہ آخر افتان و خیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

اسی طرح بلبلاتی صحرا مین پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیادہ صنوبر بیتابانہ دوڑی اور پکاری ٭ بیت ٭ بیا تا نقد جان را بر فشانم در رہ تو ٭ بنہ پا بر سرم تا سر نہم بر خاک پائے تو ٭ شہزادے نے مرکب روکا اور اسکو اپنے ہمراہ لیا یہانتک کہ قلعہ مین ملکہ خنظل پاس آگئے وہ اُٹھکر بلا گردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے اس طرح سے حال عشق ملکہ بلور از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور فرمایا کہ مین بغیر طلسم درہم برہم کیے نہ آؤنگا اور اسی وقت جاؤنگا خنظل نے کہا مین از طلسم تو نہین جانتی مگر آپ سے کاروبار جانبازی کو حاضر ہون شہزادے نے فرمایا تم صرف مجکو راہ بتا دو پھر مین سمجھ لونگا کیونکہ مجکو کسی کی مدد نہین درکار ہے حامی میرا پروردگار ہے خنظل یہ کلام سنکر اسی وقت ساتھ ہوئی شاپور عیار نے عرض کیا

مین بھی ساتھ چلون گا اور سیارہ جی یہان کچھ کام کو آیا تھا اس نے بھی کل کیفیت سنکر قاسم جو یہان موجود ہین
جاکر کہی قاسم نے فرمایا کہ اے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جا وہ اگر ہمراہ ہو حضور کو بہر انتظام قاصد حنظل
سنے یہین چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیاران تخت سحر پہ بٹھاکر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بعد قطع راہ
ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہان تک کوہ بلند مرتفع منزلون تک چلا گیا تھا دیکھو کے اس طرف سرحد طلسم
آئینہ تھی حنظل نے عرض کیا کہ اب آگے طلسم کی سرحد ہے مین وہان نہین جاسکتی آئینہ آپ کی مرضی شہزادے
نے اسکو مع عیارون کے اسی جا چھوڑا اور آپ تنہا درۂ کوہ کی طرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جاتے
ہین مگر اب قدرت کردگار دیکھیے اس طلسم کا پہلے ذکر ہو چکا ہی نصف قبضہ کوکب مین ہے اور نصف کا مالک افراسیاب
ہے چنانچہ جب شہنشاہ عیاران عمرو نامدار کا داخلہ طلسم کوکب مین ہوا تھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال
کرنے اور نذر دینے کے لیے سب مالکان درجہ کو نامہ پہونچا تھا بران کی طرف سے پس منجملہ ان نامون کے
ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہان آئے میرے ہمراہ بہر استقبال عمرو چلیے چنانچہ نامہ پڑھکر آئینہ
نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران مین بھیجا ہے چنانچہ وہ وہان حاضر ہے اور یہان آئینہ جب اپنی دختر
ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم مین پہونچکر دو طمانچے زور زور مارے اور کہا اے امان بیٹی تجھکو مسلمان سے عشق
کرنا تھا نانصیب کنبے غارت ہمیں ناشدنی تیرے جیسے کتا نہ جیسے سامری تجھے نہ غارت کرے
یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری مین ناک کٹوا دی ارے چینی بھر پانی مین ڈوب مر کہ بمقتضائے نظم

زسر تاج فرہنگ بفگندۂ	زتن جامۂ شرم برکندۂ
گمانم کہ بود سنگ آمدی	یقینم ہمہ نام ونگ آمدی
کنون سوسنت دردمندی گرفت	گلت ریخت لالہ نژندی گرفت
نگارے بدی چون بہار بہشت	نمائی کنون جز بہ پژمردہ گشت

غرضکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ کہیں پھر نہ بھاگ جائے قید خانے مین بھیجا وہ قید خانہ
اس طرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اسمین بنا تھا ایوان مین تخت طلائی پر بلور کو لاکے بٹھادیا
اور پانون مین زنجیر سونے کی ڈالدی اور ایک شیر کو بزور سحر صحرائے طلسم سے بلایا زنجیر اسکی گردن مین ڈالکر
پایہ تخت سے باندھ دیا اور کہدیا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور
اس بجرمہ کی حفاظت کرنا یہ کہکر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کرکے آپ اپنے مکان مین آئی
اور ایک خط بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بہن شعلہ دار یہان مسلمانون سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمھاری
مسلمان ایرج نام پر عاشق ہوئی مین نے بلور کو قید کیا ہے اب عاشق اسکا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئے گا
بڑی لڑائی ہوگی تم کو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس آؤ دیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو
دیا کہ وہ طلسم کوکب مین لے گیا یہان بران عمرو کو لینے جانا چاہتی ہے اور عمرو ہوشیار چور مکان

سے نکلکر باغ مین استقامت پذیر ہے بہاران کے حکم سے حاکمان دربند جمع ہوتے جاتے ہین بارگاہین استادہ ہین
شہر ہفت رنگ کے گرداگرد طلسم ہر کہ یہ نامہ دار شعلہ دار کی بارگاہ دریافت کرکے وہین پہونچا اور شعلہ دار وہ
نامہ پڑھکر متفکر ہوئی پھر خیال مین آیا کہ ملکہ بہاران سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانون کے عیار کی معتقد
حرمت کرتی ہین اور مسلمان اُن کے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہین کیا بعید ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہو
نامہ مسلمانون کو نکالدین اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ مین نہ آئین میری بہن کا گھر برباد ہونے سے بچے غرضکہ
وہ خط لیے ہوے اندر قلعہ کے دار الامارۂ شاہی مین آئی یہان بہاران سریر سلطنت پر جلوہ فرماتی کہ اس نے
جاکر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض پرداز ہوئی کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہین
حضور ان کو نکالدین تا وہ فساد سے باز آئین اور مجکو میری بہن پاس جانے کی اجازت دین ملکہ نے یہ تقریر
سنکر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ ارے نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہوگئے ہین اگر ہمارا ابھی طلسم برباد
ہو جائے جب بھی ہم کچھ نہ کہین اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو داران ہے
اُسکے پاس ہے اُس سے طلسم کشا کو دلائے اور آئینہ دار سے کہدینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے
اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنی کنار مین دیکھے گی شعلہ دار یہ باتین سُنکر
گھبرائی مگر کیا کرسکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہوں مین اسی طرح اپنی بہن سے کہون گی یہ
کہکر وہان سے رخصت ہوکر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی جب یہ جا چکی ملکہ بہاران کو خیال آیا
کہ ابھی عمرو کے لینے جانے مین عرصہ ہے کیونکہ مالک دربند کے جمع ہو رہے ہین پس ایک احسان یہ بھی
خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلانا چاہیے ہرچند کہ شعلہ دار جاکر آئینہ دار سے حکم سنائیگی
لیکن شاید افراسیاب سے ہو شاید اس طرف عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم کشا کو نہ
دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے اس لحاظ سے مجکو چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لے کر طلسم کشا کو
دینا چاہیے یہ تجویز کرکے جا بیٹھی تھی کہ چلے پھر خیال مین آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہین لوح لے کر
کہان پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر منگا کر دیکھ لے پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ
مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم حسب ارشاد حاضر لائے ملکہ نے تصویر نواسے کی لقاکے فرزند قاسم جادو ہی غلام
نسل صاحبقران شہزادۂ ایرج نوجوان ڈھونڈھ کر نکالی اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر
چپ اور حسن ہوگئی نگار خانۂ دل مین مصوری عشق حیرت نے نقشہ جمایا دیدہ انگلی کا خاکہ ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی
اُسے مصور ہو الذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و
بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر مین رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا اور زلف مشکبار
جوڑ اسے ہو بہو قلم بنا کر نقشہ کھینچا تھا یا گردہ مہتاب تابان مین غبار جناب یوسف جہان کو خاکہ تیار
تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز و قصور اپنا ظاہر کیا تھا کہ جیسی اصل تھی ویسی مجھ سے نقل نہ ہوسکی نہ ہے پیکر دلفریب

عارتگر صبر و شکیب جس کو حور جنان دیکھکر فریب کھائے اور پری کو ایسا سایہ ہو جائے کہ شکل تصویر ہر دم محو دیدار رہے بموجب مخمس

چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشہ
بانکپن ہے ترے حسن جہانگیر کا نقشہ
اور مصرع قد حشر کی تفسیر کا نقشہ
مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشہ
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشہ

ترچھی ہے نظر تیر مگر نوک سنان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کمان ہے
جس تیر کا مارا ہو ہر پیر و جوان ہے
اس ابروئے خمدار کی صورت سے عیان ہے
خنجر کی شباہت دم شمشیر کا نقشہ

ملکہ کا دیکھتے ہی اس تصویر کو وہ نقشہ ہوا کہ دل سے خیال ننگ و ناموس جاتا رہا اور بے ساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکاری کہ مخمس

عجب اتفاق ہے خود بخود مرے دست سے عیش نکل گیا
ادھر آہ شعلہ زبان ہوئی ادھر اشک آنکھ سے ڈھل گیا
بڑی آگ عشق کی وہ تن میں کہ برنگ شمع پگھل گیا
جو سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

آخر اسی عشق کے رنگ میں اٹھکر ایوان کے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لے گئی آراستہ تو پہلے ہی سے ہو چکی تھی تخت سحر پر بیٹھکر بزور سحر چلی اور جلد اپنے طلسم سے جسطرح سے کہ طلسم ہوشربا سے طلسم آئینہ ملحق ہے اسی طرح اس کے طلسم سے بھی ملحق ہے نہان سے بھی جو چلے تو یہ سنو کہ طلسم ہوشربا طے کرے جب طلسم آئینہ میں پہنچے بلکہ طلسم ہوشربا سے جسطرح لوگ آتے ہیں اسی طرح یہاں سے بھی جاسکتے ہیں کیونکہ نصف طلسم آئینہ ادھر بھی ملا ہوا ہے فی الجملہ ملکہ سیدھی صحرائے طلسم آئینہ میں آکر ٹھہری اور کنیز کو حکم دیا کہ لوح دار یعنی لحمتار جادو کو بلا لاوہ کنیز اندر طلسم کے گئی لوح دار ملکہ کی مطیع و منقاد ہے سبب اس کا یہ ہے کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ اس وقت میں کوکب و افراسیاب بہ جہت ہم مذہبی کے دوستی رکھتے تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ طلسم آئینہ اے کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ میں مالک جملہ طلسمات اطراف کا ہوں کوکب نے کہا اگر تم سارے طلسم پر قبضہ کرلو تو میں کیا کروں بادشاہ میں اپنی جانب کا کروں گا غرضکہ کئی روز تک یہی جھگڑا رہا آخر اس امر پا کابران طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کی طرف سے مقرر ہو اور لوحدار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جائے درصورتیکہ بادشاہ طلسم اطاعت میں کمی کرے تو کوکب لوح طلسم کے [illegible] اسکو مغلوب کردے اور خراج لے لے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ سب طلسم لے لوں تو بغیر لوح نہ لے سکے جب یہ فیصلہ ہو چکا افراسیاب سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا بالکل بیکار ہے کوکب لوح سے کام نہیں لے سکتا وہ سامری پرست ہے لوح پڑھی نہ جائے گی اگر [illegible]

طلسم کشا جب پیدا ہوگا وہ بھی میرا دشمن اور کوکب کا بھی عدو ہوگا پس اس کے طرف دار یا رہی تو کیا
اور میرے جانب دار پاس بھی تو کیا مقدم سلطنت طلسم ہے بس یہ سوچکر اس نے اس فیصلے کو منظور کیا
اسوقت آئینہ دار اسکی طرف سے بادشاہ ہوئی اور لوحداری ملکہ مختار جادو مطیع کوکب کو ملی یہی باعث
ہے کہ ملکہ آئینہ طرف داری ساحران ہوشربا کی کرتی ہے اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب کا بھرتی ہے غرض کنیز
فرستادہ بران مکان لوحدار جاتی ہے وہاں پہونچی ایوان رفعت نشان اُس کا بہت آراستہ تھا دروازے پر
ساحروں کا پہرہ تھا کنیز نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی لوحدار تو مطیع کوکب ہے اس نے باعزاز تمام بلایا اس
نے جاکر دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پہ باعزاز تمام جلوہ گر ہے بڑا کروفر ہے کنیز نے سلام کرکے عرض کیا کہ ملکہ
بران ذی شان تشریف لائی ہیں صحراے طلسم میں تشریف رکھتی ہیں آپ کو یاد کیا ہے یہ خبر سنکر لوحدار
بہت خوش ہوئی اور اسی وقت مع چند کنیزان دلبر خوش آئین کے کشتیاں بہر نذر جواہر کی
لے کر ہمراہ کنیز چلی اور صحرا میں پہونچکر دیکھا کہ ملکہ عالم ایک تخت پر زیر سایہ سحر بہار بیٹھی ہے گویا جنگل
میں بہار آئی ہے لوحدار نے جاکر تسلیم کی اور گرد پھر کر تصدق ہوئی عرض کیا لونڈی کے غریب خانہ میں
قدم رنجہ کیوں نہ کیا اس دشت پر خار کو قدم گلرنگ سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ لے لوحدار
میں تیرے یہاں اگر آتی آئینہ کو خبر ہو جاتی مجھکو کچھ سزا دینا اُسے درکار ہے اس لیے آج لوح طلسم
لینے آئی ہوں کیونکہ آئینہ کو میں نے بلوا بھیجا تھا وہ حاضر نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ اس کو کچھ غرور ہو گیا
ہے لہذا سزا دینا لازم ہے لوحدار یہ سنکر بہت خوش ہوئی کس لیے کہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ
ہمیشہ نگاہ حقارت سے اسکو دیکھتی تھی اور یہ وقت کی منتظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اس نے عرض
کیا کہ داری لوح تو آپ کے حصے ہی میں ہے اسکا مانگنا کیا میں ہمیشہ اس احتیاط کے مارے کہ ایسا
نہ ہو آئینہ چروا منگالے لوح اپنے گلے میں رکھتی ہوں لیجیے حاضر ہے یہ کہکر گلے سے اُتار کر مع کشتیہاے
زر نذر دی ملکہ نے لوح لی اور نذر معاف کی اپنے ہاتھ کا کنگن انعام میں دیا اور سرفراز کرکے اس کو
رخصت کیا جب وہ چلی گئی ملکہ نے اختر مرداریہ نکال کر اسکی لوح کا میں ایک پتلا فوراً اس کی تاثیر
سے پیدا ہوا اس سے استفسار کیا کہ جلد بتلا ایرج قاتل طلسم کہاں ہے وہ پتلا گویا ہوا کہ خدا حضور کو
سلامت رکھے دہنہ طلسم پہ جو کوہ ہے اُس کے درے میں طلسم کشا داخل ہوا ہے یہ کہکر پتلا غائب ہو گیا
ملکہ نے اختر چھوٹے میں رکھ لیا اور وہاں سے اس صحرائے طلسم کی طرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہے روانہ
ہوئی یہ تو اس طرف سے چلی اور اُدھر سے ایرج جب جنگل کو چھوڑ کر داخل درہ کوہ ہوئے دیکھا کہ
درہ میں بالکل اندھیرا ہے شہزادے نے یاودود زبان پر جاری کیا اور خدا خدا کرکے اس کو طے
فرماکر قدم آگے بڑھایا ایک بغیچہ سبز و خرم نظر آیا کہ دل نے بہار عدن کا لطف پایا ہر سمت اُس دشت
مسرت افزا میں ندیاں مثل خاطر پر شوق و اضطراب عاشقان جوش و خروش سے رواں تھیں جابجا یان

ہر ایک بیدار رشک وہ زلف مسلسل سبزرنگان انجمن کا خاطر عشاق کی نشان درختان سرکشیدہ و بلند اکثر دو رو میں گل قامت ہنار یار سے زیادہ خوشنما پھل اُن کے برازعقد ثریا گلزار میں مینا فام کی غیرت وہ فلک زنگاری باغبان قدرت وتکلبند اصل حکمت کی نئی نئی طرح کی صناعی اور رنگ برنگ کی گلکاری کہیں سبزہ اپنی لہلہاہٹ کے روبرو سنبلہ چرخ کو پژمردہ بناتا کہیں طائر خوش نوا موسیقار کو بے سرا اور زاغ آواز خطاب فرماتا شگوفہ ہائے گلہائے بوقلمون اس طرح بستہ تھے کہ غنچہ ہائے خاطر آشفتہ شگفتہ فرماتے تھے گھنگرو پائے شاہد بہار میں نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیون میں لدے تھے کہ شاخون کے سر جڑون سے مل گئے تھے ثمردار درخت یک سخت کام جان بیمار دشت کو پُر ذائقہ کرتے تھے وہ لطافت رکھتے تھے کہ انگلی کے اشارے سے ٹپکے پڑتے تھے کوسون تک عالم بہار تھا خزان کا وہان کم گذار تھا کہ نظم

یکے بیشہ دیدا اندران پہن دشت	کہ گلگشتی برادر کشاید گذشت
زبس رنگ و بوی وز آب روان	تو گفتی کز و تازہ گردد روان
ہوا خوشگوار و زمین خوب رنگ	ز برگان زمینش چو پشت پلنگ
درختان بسیار و آب روان	ہی شد دل سال خوردہ جوان
بیاراستہ ہمچو باغ بہار	سراسر پُر از رنگ و بوی و نگار

گل نودمیدہ گلزار مصاحبان شہزادہ ایرج نوجوان سیر کنان اس مرغزار مینوشتان میں روان تھا کہ دور ایک دیوار یاقوت رمانی کی نظر آئی کچھ پہر دن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہانتاب تہ آب ہو گیا ہے اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہے یہ سوچ کر آگے بڑھا یہ نہ معلوم تھا کہ پیر فلک کی آنکھون میں خون اُترا ہے کسی گلرخسار کی محبت میں اشک خونین رلائے گا۔

ملاقات ہونا شہزادہ ایرج اور ملکہ بُران شمشیر زن سے اور عاشق ہو کر دونون کا کنایۃً اظہار محبت کرکے باہم گفتگوے عشق آمیز کرنا پھر لوح دیکر ملکہ کا بدرد و غم رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر میں بیقرار ہو کر رونا پھر فتح طلسم آئینہ کا جانا اپنے لشکر کی طرف بلور جادو کو لے کر لمؤلفہ

ہان ساقیا دے وہ مے تیز	جس کا کہ ہو نشہ عشق انگیز
ہان مطربا وہ غزل سنا دے	دھن عشق کی دل کو جو لگا دے
وہ آنکھون میں نشہ میری چھائے	جو صورت یار کو دکھائے

درپیش ہے اک نئی ملاقات / نازل ہوا چاہتی ہے آفات
دل رنج کا پھر بنے گا مسکن / پھر داغون سے سینہ ہوگا گلشن
پھر دکھ مین فراق کے پھنسین گے / پھر حال پہ اپنے سب ہنسین گے
پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل / پھر تھامنا دل کا ہوگا مشکل
فرصت نہ ملے گی غم سے ہم کو / رونا ہے نئے الم سے ہم کو
کاوش پہ جو ہوگی وحشت دل / ہوجائے گا گھر مین رہنا مشکل
پھر سامنے آئے گی تباہی / چھائے گی نظر مین پھر سیاہی
پھر شعلۂ غم جلائے گا دل / پھر تڑپین گے ہم بشکل بسمل
فرصت کہان اشکباریون سے / مہلت کہان دل فگاریون سے
بیتاب رہین گے مثل سیماب / آنکھین محروم لذت خواب
دم بھر کی ہے دل کے لٹنے مین دیر / ساقی ہوا چاہتا ہے اندھیر
ہوجائیگا اک پری کا سایہ / زلفون کا بڑھے گا سر مین سودا
گیسو ہون گے کمند الفت / آزاد دل کو بند الفت
ہے طائر دل کو زلف پھر دام / پھر صبح بہار کی ہے اب شام
ہان ساقیا کر تو مہربانی / دے آج شراب ارغوانی
پھر ہم کہان اور کہان یہ جلسہ / پھر رند کہان کہان یہ بادہ
بس جانے دو یہ تا کجا حکایت / لازم نہین عشق کی شکایت
ہے تیر بلا کا دل نشانہ / لکھیے اک عشق کا فسانہ
کنون بر شگفتنی یکے داستان / بپیوند از گفتۂ باستان

عاشقان شاہد رعنائے مضامین و مشتاقان عروس زیبائے کلام رنگین بعشوہ طرازی معشوق خامہ پیکر نادر زمانہ جان تحریر کو نظر دشت نوردان محبت مین اس طرح جلوہ گر فرماتے ہین اور وادی بے پایان الفت مین معشوقۂ زیبا صورت داستان کو کشان کشان یون لاتے ہین کہ جب سیاح دشت طلسمات ایرج خوش صفات اس دیوار کی طرف ششدر ہو کر چلا یہانتک کہ نزدیک اس کے پہنچا دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اسی کی سرخی سے لالون لال تمام صحرا ہے زینت طراز دہر نے شاہد بہار کو پھول گلنار پوش بنایا ہے درختون پر اس کی سرخی کا عکس چھایا ہے اس دیوار کو نقش بر دیوار حیرت سے بنا پا بگل ہو کر کھڑا ہو رہا دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر منش نے سد کھینچی ہے آئینہ دار حیران تھا کہ یا قدرت کی حد کھینچی ہے اسی فکر مین تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی تڑانے کی صدا آئی اور س

دیوار میں در پیدا ہوا اس طرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرایش و زیبایش رشک فزائے قصور جنان تھا سامان عیش و راحت سے بعد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب نظم

سراسر ہمہ کاخ و ایوان و باغ ۔ ہمی تافت ہر سو چو روشن چراغ
بہر گوشۂ گنبدے ساختہ ۔ سرش را بابر اندر افراشتہ
ز سنگ و ز گچ ساختہ وز رخام ۔ وزان گوہرے کس ندانیم نام
خوش و خرم و خوب آراستہ ۔ بہر جائے گنجے بہ از خواستہ
یکے تخت زرین ستادند پیش ۔ ہمہ پایہا چون سر گاؤمیش
بر و بر ز پیروزہ کردہ نگار ۔ بدیبا بیاراستہ شاہوار

اس تخت جواہر آگین پر ایک عنبرین گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار زلف اُسکا سودا بخش حلقہ زلیخائے مصر محبت و لیلائے محمل الفت ہی اُسکے آفتاب رخ تابندہ تار شعاع مہر رفعت ہی اس طرح کا جواہر کار زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہی کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ایسا حسن دلاویز گردون کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہوگا جائین اس ستم جو ناز پرور کی چور گردون سے کہین بڑھ کر نازک مزاجی مین طبیعت خود پسند اُسکی ٹوٹے ہوئے شیشۂ دل عشاق سے نازک تر آئینہ حسن خوبی کی جوہر آسمان رعنائی و زیبائی کی رخشندہ اختر ساقی ازل نے بادۂ ناب دلبری سے اُسکو پر خمار و سرشار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اُسکے ہمیشہ پر بہار بنایا تھا طور زیبائی کی تجلی تھی حرمت یان لیلے تھی نور دیدۂ کاشانۂ وفا کی شمع پر نور ناز و ادا مین یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت زار سے مسیحائی پیدا تھی پیشانی چہرہ نورانی مژگان خنجر بران ابرو نازک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو مشتری خصائل سمن بو دست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلرخان فرخار کیا جنان کے گلزار سے اسیر کلاہ سیاہ دلربائی شہنشاہ مغرور کشور بیوفائی دارو سے درد اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن سے متوالی پہلو مین اُت اُت کرنے والی کہ اُس کے حسن کی نسبت یہ کہنا روا ہی کہ ابیات

یکے ماہ وش بود کز دلبری ۔ پری را بسر کردہ از دلبری
شبستان گلستان بدیدار اوے ۔ دو زلفین مشکین و گلنار روئے
رخ روشنش آتش آبدار ۔ سر زلف او عنبر نامدار
کمند افگنان بستہ گیسوئے خویش ۔ کمان ابروان گشتہ ابروکش
دل آشوب دلبند آفاق بود ۔ بخوبی چو ابروے خود طاق بود
بچہرہ چو زہرہ فرشتہ فریب ۔ دل از چشم جادوے او ناشکیب

بلا را بلندی ز بالائے روئے | دو گیسو سر از حلقہ تا پائے اوئے
بہر شست کان زلف و نخواہ داشت | پریشان و شوریدہ پنجاہ داشت
لبش مردہ را باز دادی روان | ز دیدار او پیر گشتی جوان
حدیث دہانش چو آمد پدید | سخن در میانش بہ تنگی رسید
شدہ سال آن سرو آراستہ | سہ چار و دو از ماہ نو کاستہ
چنان چون بمردیش ہمتا نبود | بمانند مردیش یکتا نبود
بمیدان جنگ از برون آمدے | بمردی ز مردان فزون آمدے
بروئے بمردی و پا در رکیب | نہ دلہا قرار و نہ جانہا شکیب

شہزادے نے اس بت دلفریب اور صنم با زینت و زیب کو دیکھکر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر دگرگون ہوئی غشی طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئین سنبھالا اور پکارا کہ بیت کس کس نے ہم کو روکا اُس در پہ ہم جو پہونچے لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا یہ صدا اس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کی جانب نگاہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان نظر آئی ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہانی راز کا بھیدی شب وصل کا نو امیدی ہنسکر چھیڑنے والا ستم اُٹھانے سے منھ پھیرنے والا راتون کا جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا عشق کا نقش زینت چار بالش الفت سراپا چاہت کی صورت لب شیرین کا ذائقہ سند خانہ حُسن کے لوٹنے مین چاق و چوبند متاع حسن پر دانت لگانے ہونٹھ چوسنے کی آرزو مین منھ پھیلائے در استغنا کا فقیر بوسون کا سائل حسینون کا اسیر دلگی پر مائل دشت عشق کا جوگی نہ کا روگی عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹھون پر دانت لگانے والا جسکے پہلو مین نہ ہونے سے دل کو شور و شین انتہا کا چین شوخ طرار چلبلا ذرا سی بات پر قسمین دینے والا انک محبت سے مزے لوٹتے ہوئے شوریدہ سری پر آمادہ ہزارون دل لوٹ لیکر دونون گھر حسن کے برباد کیے قید الفت مین پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقون کی آنکھون کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا پریزادون کا بناؤ مہ جبینون کا کھیل نازنینون کے دل کا رکھاؤ ہم دلگواتی سے شکیب عاشق پر فریب معشوق با زیب کہ

نظم

دام دلہائے مہ جبینان تھے | گیسوے پیچدار کے پھندے
مہر سیما و آفتاب جمال | مہ لقا حور وش پری تمثال
عاشقی مین وہ قیس کا استاد | دل لگانے کے سو طریقے یاد
تھے جو ہم صورت کمان ابرو | یاد تھا اُن کو یہ نیا جادو
کھینچتے ہین کمان کو ہر دم | دل کو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف

چشم پرفن جو دیکھے سحر بھری سامری بھولے اپنی جادوگری
سرخ ڈورون سے صاف ہے اظہار دل خونین دلان کے رشتہ دار
گال گل بوستان خوبی کے جن پہ روئے پری کی بھی پھیکے
لب پہ جلا دی اور مسیحائی کبھی مارے جلائے ہنسکے کبھی
دہن تنگ چشمۂ حیوان بلکہ جان بخش عاشقان جہان
اُسکا چاہ ذقن نظر جو آئے یوسف دل کو چاہ مین وہ ڈبائے
شرم سے پھیر نہ گردن اپنی اٹھا کے ماہ نو گردن اُس کی دیکھ جو پائے
مہ جبین عشق دوش مین غم نوش پھرتے ہین مارے مارے خانہ بدوش
ہاتھ مین وہ غضب کی چالاکی نقد جان لوٹنے مین بیباکی
لیکے دل ہاتھ دل مین حسینون کا صاف رستہ حسینون کا ہے مثل
سب حسین عشق مین اس ترینے پر پیارے لوٹین اسکے سینے پر
شکم صاف رشک عارض حور لوح سیمین و تختۂ بلور
کس سے موے کمر کو نسبت دون تار چشم نگاہ یار کہون
تار تنویر نور طور ہے یہ یا کہ تار نگاہ حور ہے یہ
ساق پا اسکے مثل آئینہ صاف ایسے کہ یار کا سینہ
پانوٴن مین چال وہ قیامت زا حشر جو ہر قدم پہ کردے بپا

ملکہ یعنے پران جو لوح دینے آئی تھی پر اسی نے دیوار یاقوت بنائی تھی اس وقت سراپائے پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھکر غش ہو گئی کنیز جو ہمراہ آئی تھی اُسنے شہزادہ کی طرف اڑ کر کے گلاب چھڑکا جب ملکہ کو ہوش آیا کنیز دوش کو فرمایا کہ اس شخص سے جاکر دریافت کرو کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کنیز حسب فرمان خدمت ایرج مین آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہدینا کہ یہان کاروان ناکام تمام ہوچکا اس بے اعتنائی سے خوب آپکا نام ہوچکا ماشاء اللہ تم کڑی کمان کا تیر ہو ہم نخچیر اگر دام عشق مین اسیر ہوئے کبھی شہنشاہ تھے شاہون کے شاہ تھے اب جنگل مسکن ہے افسوس نبیرۂ حمزہ ہیں اور یہین سب نے ساتھ چھوڑ دیا یگانہ و بیگانہ نے رشتۂ الفت توڑ دیا رب خدائے واحد ہمراہ ہے لب پر نالہ و آہ ہے کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا میان تم نے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا خیر مین جاتی ہون اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہون یہ کہکر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جاکر عرض رسا ہوئی کہ واری اُنھون نے تو وہ دکھ اپنا کہا اور ایسا باتون کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کی کچھ سمجھ مین نہین آیا اب خود بلا کر پوچھیے ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کنیز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہین شہزادہ اسکے ساتھ سامنے ملکہ کے گیا ملکہ نے

شہزادے سے کہا تشریف رکھیے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلائیے شہزادہ اجازت پاکر پہلو مین ملکہ کے
جا بیٹھا اُس نے شرما کر سر نیچا کر لیا گریا گیا ہوا دل پہلو مین پھر آگیا آہستہ سے فرمایا کہ آپ کی چالاکی کے صدقے
اچھا فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہین شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلائے فراق بہت تباہ ہے
اسکا خدا گواہ ہے ملکہ نے کہا تو آپ کے سایے سے خدا بچائے ذرا ہٹ کے بیٹھیے ایسا نہو کہ مجھ پر کہین پرچھاوان پڑجائے
شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہے وہ تنگ راحت ہون کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہے ملکہ نے
جواب دیا کہ تمھاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی مین آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا کہ بس اب
نہ ٹالو ہماری طرح آپ بھی پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب دہ ہوئی کہ جب خوش ابھی تو آپ اور دکھڑا
کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوے خوب پاؤن پھیلائے اے صاحب تم جس پر مرتے ہو وہی تکو
مبارک رہے ایک کو تو قید الم سے چھڑا لو جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہے کہ ایک تو اسیر دشمن
رہے اور عاشق اسکا دوسرے سے مزے اڑائے واہ واہ آپ کا بھی عشق دیکھا شہزادے نے کہا اے
بحر الفت وائے دریائے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب ایسا نہ خطاب کر دل
کا حساب لے ابھی لِلّٰہ اپنے سوال کا جواب لے جس کی الفت مین صحرا نورد ہون نہ اُس کو چھوڑونگا
نہ تیرے عشق سے منھ موڑونگا مین اسی لیے پیدا ہوا ہون کہ سختیان ہمیشہ سہونگا ملکہ نے یہ سنکر ایک
قہقہہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہین کہ بموجب بیت ہین اس طرح کا دل لگاتی نہین ۔ یہ شرکت تو بندی
کو بھاتی نہین ۔ شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا کہ اے حور شمائل
اے راحت دل پری رکھائی سے عیش درہم برہم ہو گیا دیکھ تو میرے دل کا کیا عالم ہو گیا جانی ہین دل
نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا ہون بے پروائی سے مرجاؤنگا بے سے گزر جاؤنگا دیکھ تو میرا دل
کیا مزے دکھلاتا ہے یہ نہ خریدار کیا رنگ لاتا ہے ملکہ نے کہا صاحب نچلے بیٹھو یہ ڈھیے پڑنا ہونا اچھا نہین لو
خیر مین کہے دیتی ہون کہ ہان مین بھی تم سے محبت رکھتی ہون بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ بک بک کر میرا
مغز نہ پھراؤ تمھارے رونے پر کلیجہ کانپتا ہے جی ہانپتا ہے شہزادے نے کہا بارے آپ کو رحم تو آیا میرے
جذبہ دل نے اثر دکھلایا ملکہ یہ سنکر چپ ہو رہی شہزادی نے بھی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر
جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے غارتگر ہوش دختر دیر ادین کیا ہے ملکہ نے
ہنسکر کہا کہ کافریشی اور ستمگاری اپنے مذہب مین روا ہے جو کوئی ہم سے دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو
کا ساجد بنے ہمارا آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سنکر سن ہو گیا پھر دل سے کہا گو اس کی محبت مین جان
بھی جائے لیکن دین اسلام مین رخنہ نہ آئے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ اسکے تیور سے ناراضی پہچان کر
ہنسی اور کہا صاحب آپ خفا نہ ہون مین شریک عمرو عیار ہون اور وہ میرے ہی گھر مین آج کل تشریف فرما
ہین بس مجھکو مطیع اسلام سمجھیے اور شراب نوش کیجیے یہ سنتا تھا کہ شہزادے کا رخ انور بسان بادہ احمر

بشاشت سے سرخ ہو گیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لے کر پیا دور جام احمر شروع ہوا اس عرصے میں بزم پُرنور انجم افلاک میں ساغر گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب میں دھر اکہ

ابیات

چو خوردند و گشتند از بادہ ست — کشادند از بادہ بر باد دست
ہمی تا کہ خورشید پوشیدہ چہر — ستارہ درخشاں شدہ بر سپہر

ہراں نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی مشادی اب کوسوں تک وہی دشت پُر فزا حسبنا ذکر اول ہوا نظر آنے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرد پر بلور کو جیسے بچھایا تھا نہریں اور چشموں کی تراوٹ گرمی کی فصل یونہی سی خنکی صحرا کا سناٹا محبوب گلعذار کے ساتھ شغل مے خواری سبحان اللہ اس مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پہ لکۂ ابر کا آجانا دشت میں نور کے تڑکے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے درخت دور دور کا چمکنا عجب کیفیت دکھاتا کہ

مسدس

صحن میں واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی — چاند بلور میں لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن ہیں کے بادہ لازری — پھیکی تھی تار تار میں مہر کی جھلک نئی سی
بوس و کنار و جام سے عیش و طرب تھی خوشی — آئیں کہیں سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح دمید و شب گذشت ماہ جبیں بخانہ رفت
رفتے بحر سیہ کنید بار بدیں بہانہ رفت

کیسا ہی مزے سے عیش کی رات تھیں کلیلیاں — پھولی تھیں ماہتاب کی نہر میں ماہتابیاں
آگے جنی تھیں صف بصف کی پری کی بیاں — آنکھوں کی مستیاں یار کو نیچوابیاں
سینوں میں اضطرابیاں آنکھوں میں بیچابیاں — آئیں فلک نے رشک سے ڈالیں یہ کچھ خرابیاں

صبح دمید و شب گذشت ماہ جبیں بخانہ رفت
رفتے بحر سیہ کنید بار بدیں بہانہ رفت

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اُس ماہتاب تاباں کو بغل میں لے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا ارمان سے ران ہمسری کرتی رہی بوسوں نے مسی ہونٹوں کی چھڑائی آخر وہ وقت آیا کہ شاہد روز کے عارض پر نو زیر مشاطہ قدرت نے گلگونہ شفق ملا اور لب سحر پہ کہ مسی مالیدہ سواد شب تھے لالی چھائی کہ بموجب

نظم

چو شب را امید سیاہی نماند — شہ زنگ را پادشاہی نماند
رخ فرخ آفتاب سپہر — بیاراست روئے زمین را بمہر

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور شغل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی اپنی حالت

تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ اے نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا مین دختر کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم
نور افشان ہون مجھکو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی یہان دام محبت زلف گرہ گیر مین اسیر ہوئی خیر یہ محبت
اپنی جتانا یاد رکھنا یہ لوح حاضر ہے اور طلسم فتح کرکے اپنے لشکر مین پھر جاؤ نظر بفضل کریم کارساز رکھنا وہ خدائے
لایزال جب کبھی ہم کو ملائے گا تو پھر دیدار میسر آئے گا ایک طور تم سے ملنے کا نکلا ہے کہ باپ میرا شریک
عمرو ہوا ہے جو فلک کو برا نہ معلوم ہوا اور عمرو سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تم سے ملاقات
ہوگی اور نہ ہم کہان اور تم کہان دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے جان جاتی ہے یا محبوب ملتا ہے یہ کہہ کر
سارا حال عمرو کا پہلے جال سے اٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ اسکا آنا حال جشن اور سامان
دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر رو کر کلمۂ الفراق زبان پہ لائی غم مفارقت سے
بیتاب ہوکر رونے لگی شہزادے نے اس مہ پارہ کو گلے سے لگایا فرمایا کہ بموجب ابیات

ابد میرے کیون نوید وصل یار آنے کو تھی — دو دن ہی مٹ گیا جسدن بہار آنے کو تھی
آسمان پھر تار ہا ہے مضطرب وعدے کی رات — کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی
میرے مرنے کی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط — آگئے ہونٹون پہ ہنسی بے اختیار آنے کو تھی
صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا — میری قابو مین طبیعت اکی بار آنے کو تھی

اے مجبور دل کی تسکین دینے والی اے مشتاقون کی خبر لینے والی جاری دل افگاری مبارک ہو ہمین بیقراری
مبارک ہو ہمین اس جنگل مین جب تڑپین گے کون اٹھائیگا تجھے یاد کرکے جب روئینگے کون سمجھائیگا
اب ہکو گلستان جدائی کی بہار دیکھنا ہے فصل خزان مین لطف لالہ زار دیکھنا ہے سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائیگا
ہر تختۂ لالہ باغ کو شرمائیگا ساعد نازک آپ کا یاد کرکے جسم برنگ شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو
پانیکے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیون اپنا رخسار رشک گلشن دکھایا اے عندلیب حدیقۂ ناز
کیون برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ اخوان میرے ابھی سے لبان شمع روشن سوز فراق سے جلتے ہین منہ
سے بات کرنے نہ دھوئین نکلتے ہین سچ ہے آپ کا کچھ قصور نہین تقدیر مین یہی تھا کہ بموجب نظم

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا — ہم نے کھو یا جس قدر پیدا کیا
اے زہے سرمایۂ رنج و الم — ہم نے جس کو عمر بھر پیدا کیا
کھوئے دیتا ہے ہمین دنیا سے وہ — جسکو ہم نے ڈھونڈھ کر پیدا کیا
ہاے رے ہمین واہ کیا کہنا مرا — رنج ان کو چھیڑ کر پیدا کیا

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادہ دلدادہ سے سنکر کہا کہ اے معشوق کے ستانے والے ہر بات پہ
صدقے جانے والے رنگین مزاج عاشقون کے سرتاج تیری باتین جب ہم کو یاد آئینگی تو آٹھ آٹھ آنسو شب ہجر
مین رولائین گی تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھکر دیوانہ بنا بھی کر دوگے بلبل نمط نالہ و شیون کرکے بعد یاس

دل پر آرمان کی بھڑاس بھی نکالو گے ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی مین گھٹین گے حسرت سے ایک ایک کا منھ دیکھین گے کچھ کہہ نہ سکین گے جب تیری صورت کا خیال آئے گا خواب مین بھی دیکھنا محال ہو جائیگا غنچہ سربستہ کی طرح خاموش رہینگے دل پر خون مین ارمانون کے جوش رہین گے دل کہین اور ہم کہین یہ سامان بے خبری نظر آتے ہین کیا کہین بہت پچھتاتے ہین نظم

تیر سے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا ۔ کہ جیسے عشق مین تو آفت زمانہ ہوا
عدو کی ٹھوکرین کھانے کو ہائے دل میرا ۔ لحد سے آکے ترا سنگ آستانہ ہوا
یہ کچھ نہ سوچے کہ مجھ پر گذر گئی کیا کیا ۔ کہین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا
فرشتون کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر ۔ یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا
بجا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ ۔ بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا
بہار آئے گی صیاد بن کے اے گلچین ۔ کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

اے دلبر یہ قصۂ فرقت مختصر نہ ہوگا اچھا خدا حافظ و ناصر شہزادہ یہ کلمہ سنکر پکارا کہ بقتضاے مسدس

سنا نہین نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا ۔ دے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
دیا فلک نے ہمین بھی یہ سم جدائی کا ۔ برا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھی اور لوح شہزادے کو دیکر آخر کار روانہ ہوئی یہ محو دیدار ہمہ تن آغوش لیلا نرگس دار اس وقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جب تک تخت اس پری کا بلند ہوا تھا جب سامنے سے وہ بلقیس دوران پنہان ہو گئی اس سلیمان بزم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا انسان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر بحر چشم عاشق گوہر جان کو خاک مین ملاتا تھا دامن صحرا کو بھگوتا تخت دل آہ کے ساتھ لب پر لاتا تھا جب زیادہ بیتابی ستاتی تو مضطرب ہو کر یہ خطاب فرماتا تھا کہ مسدس

جب سے تمکو لیگیا ہے یہ فلک ظالم کہین ۔ ہیچ زیستا ہے ہمین اور چشم پرنم ہے کہین
ہم بہو گذرا ہی گذرا وہ کسی ہمدم کہین ۔ نہ تسلی ہے نہ دل کو چین ہے اکدم کہین
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

ادھر ملکہ اشک ریزان و نالہ کشان ہوئی داغ عشق پر دل آہ بر لب بعد رنج و تعب وان بھی سرگرم فغان تھی وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچہ زنبق کا خاطر حزین کو کھلاتا تھا کسی دل رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا آفتاب کا طالع ہونا شاہد مہر کا دیدۂ پر خون دکھائی دیتا تھا روے سحر

پسِ زردی چھائی تھی دھوپ نہیں نکل آئی تھی کلیاں پھولوں کی خاموش لیسورتی نظر آتی تھیں آنکھیں نرگستان مین گھورتی نظر آتی تھیں جب پپیہا پی کہاں کہتا تھا ملکہ کا جی کہاں قابو مین رہتا تھا مور کی جھنکار شیون و فریاد عاشق کا مزا یاد دلاتی کوئل کی کوک دل مین ہوک اٹھاتی اس کشتۂ فرقت پر غش طاری ہوتا جب ذرا ہوش مین آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے سیل خون بہاتی اور یہ فرماتی کہ **خمسہ**

لوٹی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے
لہو رو دون گا چشم پاک مین سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے
لگیگی سیل خوش عرش برین سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو رو دیتا تھا کہ یہ ابرِ غم چھا جاتا تھا بسان گل مرجھا جاتی تھی ہوش خطا جانے لگتی تھی دل بیقرار پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تخت اڑا کر طلسم کی طرف جاتی مگر سحر الشان زبان سے نکلتا تخت شہزادے کی طرف چلتا کنیز ہمراہی کی عرض کرتی کہ وارثی ادھر چلیے تو چونک جاتی اور اُسی صحرا کی طرف جہاں اپنے خورشید اکو چھوڑا ہے منھ کر کے فرماتی **خمسہ**

نہ پہنچے گا زمین کو دان کی فرش خواب کی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لا سکے گا تاب کوئی بھی
بہائے گا نہ آنکھ نے کبھی خوناب کوئی بھی
جفا سے اسکی ٹھہر سکیگا نہ اے تو اب کوئی بھی
رہین گے دیکھ لینا کوسے جانان مین رہرون

آخر اسی طرح بصد آہ و زاری و ہزار بیقراری طلسم مین پہنچی اور صدر عزت پر بیٹھکر تیاری استقبال عمرو مین مصروف ہوئی مگر اس طرف مجروح خنجر اداوند لوح تیغ جفا ایرج دلدادۂ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ شیفتۂ دل ملکہ دپیٹ کر غم دل فرقت کا بغل مین لے کر مع لوح طلسم آگے چلے وہ نور کا تڑکا ہے کہ ٹھنڈی ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رو سپید آہ سرد بھرتا ہے سرد مہری فلک نے کافور سحر کا مرہم بہر زخم دل جگر بنایا ہے سوزش داغ دل کے لیے آفتاب کا پھایا چڑھانا چاہیے وہ بہاتا جنگل اس لگر وکے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا ہر کوہ فرہاد کی طرح سر سے جوے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آتشبار قلعہ کوہ مین نظر آتا تھا شہزادہ بجوش وحشت مین دامن صحرا کی دھجیاں اڑاتا تھا جب بشکل قیس غبار برباد کرتا تھا نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا بنتا تھا ہر رنگ جور شاہد بہار سے رنگ معاشق بادہ ملتا نظر آتا تھا شگوفہ ہنستا یار گلعذار کا کھلا کر یاد دلاتے روتی صورت بنا کر رلاتے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا اوس درختون سے ٹپکتی یا ہر نخل روتا تھا جو شجر دشت و نخل بلیدہ نگر نظر آتا تھا یہ مہجور جانتا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہے گریہ زار کا بغلگیر ہونا اسکو بھی یاد آتا تو رو کر خطاب فرماتا کہ بموجب **غزل**

پھر ہوئے خفا روٹھ گیا ہے وہ لالہ
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا
کیا جانیے کس حال مین ہوئے گا عزیزو
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالے

رگ رگ ترے ہجر میں اے رشک مسیحا	مرتا ہوں مرے اب کوئی جینے کی دوا لا
شاید کہ سوا اس کو سینے میں مرا دل	نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا
وہ آپ سے روٹھا نہیں ملنے کا نظر آہ	کیا بیٹھا ہے چل پاؤں پڑ اور اسکو منا لا

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور راہ طے کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھا دیا تھک کر ایک جگہ بیٹھ رہا فرش خاک پہ لوٹنے لگا اور باد صبا سے یہ کہتا تھا کہ بمقتضائے غزل

اے باد مشکبو بگذر سوے آن نگار	بکشا گرہ ز زلفش و بوئے من بیار
با او بگو کہ اے صنم نامہربان من	باز آکہ عاشقان تو سر دند ز انتظار
دل دادہ ایم بہر تو از جان خریدہ ایم	برما جفا و جور فراقت روا مدار
اے دل بساز با غم ہجران و صبر کن	اے دیدہ در فراقش از این بیش خون مبار
بارے خیال دوست بہ پیش نظر کنیم	چون بر وصال یار نداریم اختیار

اسی رنج والم میں جب تیسرا پہر ہوا اور سہانا وقت صحرا میں تھا درخت ہرے ہرے گھاس زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے بیچارہ یاس و حرمان کا بار دوش امید پہ اٹھا کر آگے بڑھا مگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گذرا کہ وہ نہ طلسم پہ پہنچنے درہ کوہ میں جو سیارہ و شاپور کھڑے تھے گویا ہوئے کہ اے حنظل ہم بھی طلسم میں جاتے ہیں کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضرور ہی ہم چھوڑنا بیجا ہے رفاقت کا یہی مزا ہے کہ ہر حال میں انسان شریک رہے حنظل نے کہا اگر تم جاتے ہو تو میں بھی چلتی ہوں یہ کہہ کر یہ عیاروں کے داخل درہ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل میں پہونچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقی ہوئے تھے دیکھا کہ بار ٹوٹے پڑے ہیں شراب کی بوتلیں او جام اوندھے ہیں گویا اہل انجمن کی یاد میں سر جھکائے کچھ سوچتے ہیں پھول لالے کے داغ دل دکھاتے ہیں زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اسی ڈھنگ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہے بیت جا بجا پھول یہ لالے کے نہیں صحرا میں + جم گیا خون ٹپک کر ترے سودائی کا + حنظل نے کہا اے سیارہ یہاں معلوم ہوتا ہے کوئی بیٹھا تھا یہ کہہ کر خاک اٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہے غرضکہ تخت سحر پہ بیٹھ کر بعجلت تمام چلی اور ایک جگہ پہ پہونچ کر صدائے نالہ و فریاد اس نے سنی کہ کوئی مجنون دشت الفت کراہتا ہے غم دل زبان پر لاتا ہے اس نے کان لگا کر سنا تو یہ سنائی دیا کہ مسدس

پہلے لگا کے دل کو مرے تو نے اپنی چاہ	جب مر چکے ہم آہ کی تو نے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کجکلاہ	ابھی یہ تو نے رسم نکالی ہے واہ واہ

دیدار سے تمامی دیرینہ سے گئی
باز از خویش داتش ناتیزی گئی

حنظل اور عیار اسی جگہ اترے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا حنظل اور عیاروں نے روبرو آکر تسلیم
کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طلسمی تحیر طاری ہے اسی وجہ سے یہ بیقراری ہے لوح طلسم فضل
خدا سے میں نے پائی ملکہ بران دختر کوکب نے بھجوا دی اس لیے کہ عمرو کا کوکب شریک ہماری سارا حال
جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور میں اسپر عاشق ہوا ہوں یہ اس لیے نہیں کہا کہ
ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا الحاصل لوح ملنے سے حنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ
لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں اسی طرح شاہ جادوان کو بھی یہ قتل کریں گے غرض یہ سب مع شہزادہ
ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے یہ حال سنیے کہ جب تک بران صحرائے طلسم میں رہی اس صحرا
کے محافظ ساحر دالبتہ سحر ملکہ سے جب ملکہ چلی گئی اسوقت بسبب لوح کے شہزادے کا تو کچھ کر نہ سکے مگر
خدمت آئینہ دار میں گئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا صحرائے طلسم میں داخل
ہوا اور جب سے صحرا میں آیا ہے ہم لوگوں پر عجب سانحہ گذرا کہ سحر فراموش ہو گیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سوا
ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے پھر جب وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ میں باہر آنے
سے تاریکی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نہ کر سکے آج ہمکو سحر بھی یاد آیا
اور ہمنے اسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اس کے پاس لوح طلسم ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے باقی خیریت ہے یہ سننا تھا کہ
آئینہ بدحواس ہو گئی اور چاہتی تھی کہ خود جائے اسوقت بہن اسکی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آکر
پہونچی اور بہن سے ملی حال پوچھا آئینہ نے کل کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی کہ بہن ملکہ بران کا حال کہو کہ
وہ کس طرح ہیں شعلہ نے کہا کیا حال ان کا پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئیں عمرو عیار وہاں آیا ہے اسی کے استقبال کو
تمام ناظم بلائے گئے ہیں بڑی تیاری ہو رہی ہے تمھارا خط میں نے دکھلایا تھا ملکہ کو انھوں نے مجھکو تاکید حکم دیا کہ جا
لوح ایرج کو دلا دے اس کیفیت کو سنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم ہوا کہ لوح طلسم کشا کو ملکہ نے
لوحدار سے دلا دی محافظان صحرا ابھی عرض کر گئے ہیں کہ لوح اس کے پاس ہے اے بہن تم جاکر دریافت کرو کہ
لوحدار کس فکر میں ہے میں فکر گرفتاری طلسم کشا کرتی ہوں شعلہ دار اسکے کہنے سے لوحدار کے مکان پر گئی اُسنے
تعظیم کر کے بٹھا دیا حال پوچھا اس نے سارا حال بران اور عمرو کا بیان کیا لوحدار تو واقف ہو چکی تھی یہ سب
تفصیل وار حال سنکر گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سنو ہم کو اور تم کو لازم ہے کہ طلسم کشا سے چلکر مل جائیں کیونکہ
ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہیں دوسرے کوکب سا بادشاہ جب ان کے شریک ہو گیا پھر اس
طلسم کا بچنا غیر ممکن ہے شعلہ دار نے کہا آئینہ مجکو مار ڈالے گی لوحدار بولی کہ جب لوح طلسم کشا پاس پہنچیگی
تو آئینہ کیا کر سکتی ہے پھر آئینہ میں کیا طاقت رہے گی ہاں افراسیاب سے مدد طلب کرے اور وہ خود آئے تو
شاید آئینہ لڑ سکے سوا افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہے میں بہن تمھارے بھلے کو کہتی ہوں
اگر تم کو جان و مال اپنا بچانا منظور ہے تو میرے ساتھ چلو اور میں تو تم جانتی ہو کہ ہمیشہ سے مطیع کوکب ہوں جسکا

وہ شریک ہی اُسکی مین بھی شریک ہون شعلہ دار کو سمجھاتا اس کا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہی بس گویا ہوئی کہ اچھا
اے بوصدار جو تم نے کہا مجھے منظور ہی بوصدار نے کہا تو اسی وقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا مین
چلکر ٹھہرو کیونکہ کچھ دیر مین بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا آیا چاہتا ہی اور جب وہ یہان آجائے گا اس
عذر مین ایسا نہو کہ ہماری بھی جان جائے شعلہ دار نے کہا اچھا چلو بوصدار نے اپنے ملازمین کو تمام مکان
سپرد کیا اور ان سے کہا کہ مین ایک کام کو جاتی ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہہ کر کچھ زر و جواہر لے کر مع شعلہ کے
اسی صحرا کی طرف جہان ملکہ نے اسکو بلایا تھا چلی خیال مین گذرا کہ طلسم کشا ذہنۂ طلسم پر جو صحرا ہی اس جا ہوگا
یہ سوچکر اسی طرف روانہ ہوئی اس جنگل تک پہونچی کہ راہ مین ایک درخت کے نیچے چند آدمیون کو بیٹھا
پایا ان کی سمت بڑھیں ادھر خنطل نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین شہزادے سے کہا کہ آپ الگ ہو جائیے
چند ساحر آتے ہین انکا حال معلوم کرتی ہون کہ کون ہین یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک تاریخ سحر پڑھکر مارا
بوصدار نے دستک دی کہ تاریخ زمین پر گر کر سا گیا اور اس نے پکار کر کہا کہ بارادۂ اطاعت ہم آتے ہین
کوئی دشمن نہین ہین بلکہ ہم ملازمان ملکہ بران ہین یہ سنتا تھا کہ شہزادے نے خنطل کو منع کیا اور آپ آگے
بڑھے بوصدار نے دوڑ کر سر پاؤن پر رکھدیا شہزادے نے سر اسکا سینہ سے لگایا پھر شعلہ دار کی ملازمت
ہوئی جب یہ دونون حلقۂ اطاعت مین آچکین بوصدار جادو عرض رسا ہوئی کہ حضور نے تامل ربابِ طلسم شکنی
کیون فرمایا ہر چند کہ آپ کا آئینۂ اقبال تو زنگ غبار کدورت نہین کر سکتا ہی لیکن دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے شہزادے
نے اس کے کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا اس مین کچھ معلوم نہ ہوا واضح ہو کہ لوح طلسم کی شکل قرعۂ رمال
کے موافق ہی جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہی ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اس کے باطل کرنے
کا ماجرا حکما نے لوح طلسم مین رکھا ہی مثال اسکی یہ ہی کہ چار نقطہ اس طرح پر دے (⁘) ان کو اس طرح
پر منقسم کیا کہ اول نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک پس ان ہی چار نقطون کو چار مین ضرب دیا
تو چار چوک سولہ ہوئے سولہ شکلین علم مین بناکر قرعہ مین کندہ کین اور ان شکلون کو تمام عالم سے حسب مزاج
عناصر منسوب کیا یعنی آتشی شکل کو شرق سے منسوب کیا اور مزاج گرم سے اور بیماریون مین صفرا سے
قس علی ہذا جو اشیا کہ آتشی ہین اس شکل کو ان ہی سے نسبت دی اور اسی طرح بادی شکل کو بادی چیزون
سے اور آبی کو آبی چیزون سے اور خاکی کو خاکی چیزون سے نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہی
جس طرح کی شکلین قرعہ مین آتی ہین ویسا ہی حال دریافت کرتا ہی کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہی
مگر تمام عالم کا حال اس سے آئندہ زمانہ کا بتلا سکتا ہی ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہی کہ طلسم کے رب النوع
بھی ہوتے ہین اور اسکے ہر چیز کی پیدائش کی اطلاع رکھتے ہین پس لوح مین کچھ نشان ایسے بنا دیتے
ہین جس سے حال یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اس طرح سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہوگا طلسم کشا کے دل پر
خدائے تعالےٰ ان خطوط کو اور نکات کو ظاہر کر دیتا ہی کہ وہ اس حال کو دریافت کر کے طلسم توڑتا ہی

اور سواے طلسم کشا کے اور کوئی نہیں پڑھ سکتا جسکی قسمت مین وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اُسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہ
بھی قید ہے واسطے فتاح طلسم کے کہ وہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے
واقف ہو اور مثل رستم و اسفندیار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم مین زور رکھتا ہو جب طلسم فتح کر سکتا
ہے اور پہلے رجوع بعالم غیب کر کے معلوم کرے کہ مین توڑنے والا اس طلسم کا ہون یا نہین اگر بشارت ہو
کہ ہان یہ طلسم تم فتح کر سکوگے اسوقت قصد اس کا کرے اور اگر مبشر بشارت نہ ہو تو ہرگز عزم نہ کرے
اسلیے جب اسد کو طلسم ہوشربا مین امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زادہ دق سے دریافت کر لیا تھا کہ طلسم ہوشربا
کی فتح کس کے نام ہے جب خواجہ زادہ دق نے اسد کا نام بتلایا اُسوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے ہر علم
سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب براہیم سے ہین الغرض آتا ہون مین مطلب پر کہ شاہزادہ ایرج
نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہ ہوے خیال مین گذرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہین پائی شاید
تو فتاح طلسم نہین ہے پس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کر کے فیضیاب بشارت سے ہونا چاہیے
یہ سوچکر چاہا کہ مصلے بچھائے پھر خیال مین آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہ ہوتا تو یہ سامان بہم نہ پہونچتا یعنے
یکایک لوح نہ ملتی تیغہ سحر دستیاب نہ ہوتا شہزادی طلسم کی تیرے عشق مین قید نہ ہو جاتی یہ سب آثار
فتح طلسم کے ہین اور اسی کو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے پس یہی سوچ رہا تھا کہ لوحدار نے بڑھکر دست بستہ
عرض کیا کہ حضور کے چہرۂ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہین اس کا کیا باعث ہے شہزادے نے
فرمایا کہ اے لوحدار مین نے لوح کو دیکھا تو اس مین کچھ ظاہر نہین ہوتا اسی فکر مین ہون کہ کیونکر طلسم توڑون
لوحدار نے یہ سنکر عرض کیا کہ داری یہ طلسم سخت زیادہ ہین بانیان طلسم نے لوح پر بنا کر اُسکو تاریک کر دیا
ہے اور اسکی لاگ یہ رکھی ہے کہ سمت مغرب ایک دریا ہے اس دریا پر جا کر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو
اس دریا سے مچھلی نکلے گی کہ نام اُسکا ماہی سنگین طلسم ہے واقعی اسم بامسمی ہے پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے
آئے تو اس کے دو ٹکڑے کرے اور اسکے خون سے لوح کو دھوے تب لوح مین حرف پیدا ہون گے یہ
کنیز ازبسکہ لوحدار تھی اس وجہ سے حال جانتی تھی تو آپ ایسا ہی کیجیے کہ اُسی دریا کی جانب روانہ ہو جیے
شہزادہ یہ بیان سنکر بہت خوش ہوا اور بموجب اس کے بتلانے کے اسی جانب چلا یہ سب بھی ملکر
سمند سحر اڑے لوحدار عقب شہزادہ چلے عیار بھی دونون پراگندہ ہو کر بطور مخفی چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہین
کوہ کہین دریا کسی جا دشت پُر گزند دیکھتا ہوا روان تھا آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اُسی دریا پر گزر ہوا
کہ جس کا پتہ لوحدار نے بتایا تھا ایک دریاے زخار و تہار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اس کی بسان کوہ
بلند ہوتی ہے حباب ڈر سے آنکھین نکالے ہین گرداب گردش بدبختان یاد دلاتے ہین بوجہ تلاطم گھبراے ہوے
دل کی طرح جوش مارتے ہین جیسے دل کو گھلاتے ہین حباب اس کے رشک حباب آسمان خیمۂ خورشید بعید
اسکی عظمت و جلال کے لرزان فرط ندامت سے برج آبی مین جا کر سرد ہو جاتا چہرہ اُسکا تمام زرد ہو جاتا

بلکہ اسی دریا مین غیرت سے ڈوبا نظر آجاتا تھا جانوران آبی اس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو نسر سپہر کو شکار کرتے بلکہ انکے خوف سے کرگس فلک اور سیمرغ قاف آشیانہ اور گھونسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین روبروے نہنگ دلتنگ ہوکر زیر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سہما ہوا عکس آسمان کا جو اس بحر مین ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایان آسمان غیرت سے پانی مین ڈوب گیا ہے کہ بمقتضاے ابیات

وہ تھا بحر پُرجوش قہر خدا — کہین اُسکا پیدا کنارہ نہ تھا
روانی مین تلوار کی جیسے دھار — مسلسل ہر اک موج تھی مثل مار
کہین اُسکا دیکھا ہر اکبار جوش — تو ہے رعد کے دل مین پیدا خروش
اگر جوش پر آکے ہووے روان — تو بہتی پھرے کشتی آسمان
اسی بحر کا سن کے قہر و عذاب — ہوا ہے سمندر کا دل آب آب

ایرج اس قلزم بے پایان کے کنارے ٹھہرا تھا کہ حنظل و نوحدار و شعلہ پہونچین اور عیار بھی آئے اور نوحدار نے عرض کیا کہ اے شہریار کوئی دم مین آئینہ یہان آئے گی اور بکھیڑا مچائے گی آپ عیارون سے فرمایئے کہ صحرا مین پراگندہ ہوکر صورت بدل کر پھرین اور آپ کے حال کو دیکھتے رہین وقت پر آپ کے پاس آجائین اور مجکو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید مجھ سے طلسم لوح کبھی جاتی رہے تو چند راس سحر کے احاطہ بتانا اور اسمین محصور رہنا تجکو گرفتار نہ کر سکے گا بس مین کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بناکر مع حنظل و شعلہ کے اُسمین بیٹھون گی جب آپ طلسم فتح کرین گے اُس وقت حاضر ہون گی شاہزادے نے یہ راے پسند کی اور اسکو اجازت دی نوحدار وہان سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھکر ترسول سے گرداگرد اپنے دور تک گنڈلا کھینچا اور اسمین بیٹھکر سحر پڑھنا شروع کیا کچھ دیر مین وہ گنڈلا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تمکین بنا کہ قلعہ روئین شاہ ارجاسپ چین بھی سامنے اس کے پست و نا پائدار تھا کہ ابیات

یکے کاخ بد تارک اندر سماک — نہ از دست رنج و نہ از آب و خاک
حصارے ز سنگ ست نزدیک کوہ — پُر از سبزہ و آب دور از گروہ
چنان قلعۂ برسر اندر سحاب — کہ بر وے نپرید پران عقاب
یکے راہ بر وے وے ساختہ — لبسان سپہرے بر افراختہ

اس حصار مین نوحدار اور وہ دونون ساحرہ مقیم ہوئین اور عیار بھی جنگل مین جاکر صورتین بدل شاہزادے کی خبر گیری کرنے لگے یعنے قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا گذرا اور اُدھر جب شعلہ دار کو گئے ہوے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اُس مین دیکھکر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریاے مغرب

جاتا ہے لوح عارسے لوح اسکو دیدی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے یہ دیکھتے ہی اس پر غضب طاری ہوا اور
اُسی وقت نفیر سحر بجائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر غدار بازو لیطہ دفیل و اسپ و اژدر
سحر تیار ہو کر سوار ہوا بیرقین اڑنے لگین آندھیاں بڑے زور و شور سے پیدا ہوئین رال و تیل کے شعلے
اڑنے لگے ڈمرو اور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کی جے کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پہ جھمکر
بصد قہر و غضب چلی کہ بموجب ابیات

جہان شد پر از نالۂ کرنا ے	ز تالیدن سنج و ہندی درا ے
ہمے رفت لشکر گروہا گروہ	نہ بُد دست پیدا از دریا نہ کوہ
شمار سپاہ آمدش صد ہزار	ہمہ شیر مردان و آہن گذار
ز دریا بدریا نہ بد ہیچ راہ	ز اسپ و ز پیل و ز ہیون و سپاہ

شہزادہ یہان لوح کا دو ٹکڑا کر کے دریا مین ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صدا ے دہل و نقارہ سے زمین
مین تزلزل آشکار ہوا اور بردے ہوا دریا ے آہن موج مارتا نظر پڑا لیکن دیکھا کہ آئینہ تخت پر
سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہے اور تین لاکھ ساحر پشت پر اسباب سحر اور
آلات حرب سے درست رواں ہیں رعب آفتاب چھپا ہے اسقدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک
ساحر مکار و غدار ہے سحر مین جمشید روزگار ہے کانوں مین کنڈل ڈالے ہین صورت ہیبتناک ہے منھ کالے
ہین سحر مین آفت کے پرکالے ہین کہ بقول ابیات

ہر اک قدوۂ دودۂ سامری	ہر اک عالم کشور ساحری
سیہ اُن کے منھ جیسے ہو کالی رات	ہر اک اہرمن صورت و بدصفات
ملے منھ پر اپنے عبیر و گلال	پیے نشہ آنکھین کیے لال لال
سیہ منھ پہ سرخی کی ایسی پھبن	کہ ہو چاند کو جیسے مریخ سے گہن

شہزادہ ان کو دیکھکر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اُتر کر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی
کہ اے شہریار گردون وقار میرے طلسم کو پامال کرنے سے کیا فائدہ آپ اُس مچھلی کو نکالیے مجھ سے
باج و خراج لیجیے اور مجکو اپنی کنیز جانیے ملکہ بلور کو بھی مین نے چھوڑ دیا یقین ہے کہ خدمت مین آئین
آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم مین تشریف فرما ہوجیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہو جاے شہزادے نے یہ تقریر
سُنکر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہے تو مجھکو کیا ضرور ہے کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور
اُسکے ملک کو برباد نہ کیجیے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے اُسوقت عیار جو ساحر بنے ہوئے
پھر رہے تھے فوج آتے دیکھکر قریب شاہزادہ آئے اور گفتگوے آئینہ سُنکر پکارے کہ اے شہزادے
اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ

کیون نہ لائی اچھا اس سے کہیے کہ تو شہر مین مچھلی نکال یون اور لوح دھو یون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکر عیار
غائب ہوگئے اور شہزادہ ہوشیار ہوگیا اور آئینہ سے وہی کہا جو عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار
ہوگا بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو اسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو
دریا مین ڈالا لوح دریا مین پڑنے سے ایک شور وغل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے تیر و کمان لیے نکلے اور فوج
پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھنا رکا اور ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ جسکو دیکھکر اژدر دہان کا بھی زہرہ آب
ہو جاتا حوت فلک کلمہ الامان زبان پر لاتا کہ بیت وہ مچھلی نہ تھی تھا دہان اژدہا ۔ جسے دیکھ ثور فلک کانپا
شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی پر تلوار ماری اُس کے دو ٹکڑے ہوے اور لب ساحل
سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح اسی خون مین ڈبوئی پھر شور وغل بلند ہوا بعد لمحہ کے جو دیکھا تو
لوح مثل خاطر صافی دلان منور و روشن ہے اور رسیمان قمر تو سا آگین ہے لوح طلسم آئینہ کی خون ماہی سے
صیقل ہوئی اب صورت مطلب اُسمین نظر آنے لگی لیکن جیسے ہی لوح روشن ہوئی وہ پتلے جو لڑتے ہے
تھے پھر دریا مین کود کر غائب ہوگئے لشکر ساحران شہزادہ پر حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو
اُسمین حمد الہی اول و نعت رسالت پناہی تحریر تھی بعد خط طلسمی ظاہر تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اے
فاتح طلسم و اسے سیارون عجائبات جس وقت لشکر فوج کنارے دریا کے دیکھنا اس دعا
کو کہ دعاے قمر ہی پڑھکر اُس فوج کی جانب پھونکنا کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہے اور لوح کو حکما نے شرف قمر
مین بنایا اور قمر کا برج سرطان ہے اور قمر کا برج ثور مین تیسرے درجہ پر شرف ہے اور قمر دشمن مشتری
ہے بمقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور مشتری مالک برج حوت و قوس ہے اسی سبب سے مچھلی کے مارنے کا
اور اُسکے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت تھی جو پتلے دریا سے کمان
نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی لازم ہے کہ دعاے قمر پڑھے شاہزادے نے دعا جو حاشیہ
لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کرکے پڑھی اور لشکر کی طرف پھونکی فوراً دریا کو تلاطم ہوا اور اس قدر
بڑھا کہ لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پرواز کر کے دست ہوا پر جا کر سحر کرنے لگے لیکن سحر نے بسبب لوح
کے شاہزادے پر تاثیر نہ کی اور پھر اس نے دعا پڑھکر پھونکی دریا سے کچھ پریزادین سراپا ناز و حجاب
پہنے سفید لباس قامت رعنا پہ آراستہ پیراستہ نکلین کہ سب اپنے ہاتھون مین آئینے لیے تھین وہین اڑ کر
بالاے فلک گئین اور ساحرون کو وہ آئینہ دکھانے لگین جس نے آئینہ دیکھا بیہوش ہوکر دریا مین گرا
اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار دیکھکر حیران ہوئی اور تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی
ہوئی فوج مین بہت لوگ غرق بحر فنا ہوے زورق زندگی طوفانی دیکھکر کل لشکر و لغر ارسلا یا شہزادے
نے گوہر مقصد پایا بعد بھاگنے عدو کے پھر جو دیکھا تو پریان آئینے لیے دریا مین جا کر غائب ہوئین شہزادے
نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین معلوم ہوا کہ برج ثور مین برج زہرہ ہے اور اسی مین قمر کو شرف ہے اسی باعث

پرپان آئینے لیے نکلی نعیں اب تجھے چاہیے کہ یہی دعاے قمر ساعت قمر پڑھکر اور درود مسعود جناب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجکر دریا میں پھونک تا تاثیر قمر سے کشتی ہلال آسا چمکتی ہوئی کنارے از خود آئیگی
اسپر سوار ہوکر پار دریا کے جانا کسی طرح ہراس دل پر نلانا اور پار دریا کے پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا
خبردار غفلت نہ کرنا کس لیے کہ یہاں کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہے ہر غنچہ ہم دو مار ہے ہر دو دست ہی
وہ دشمن در پئے آزار ہے شاہزادہ حسب ہدایت لوح ٹھہر رہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ
کا تھا پس اول ساعت قمر کی تھی بعد اس کے زحل کی پھر مشتری کی پھر مریخ کی پھر شمس کی بعد اسکے زہرہ کی بعد
اس کے عطارد کی بعد عطارد کے قمر کی دوسرے دور میں ساعت ہوگی اور ہر ستارہ دو گھڑی
تیس پل اپنا عمل رکھتا ہے اس حساب کے بعد نصف النہار پر دو گھڑی تیس پل کے ساعت قمر آغاز
ہوگی پس یہ حساب کرکے منتظر رہا جب آفتاب وسط السماء سے گزرا اور بعد پھر ایک گھنٹہ یا ساعت
قمر آغاز ہوئی دعاے قمر پڑھکر دریا پر دم کی بحر میں تلاطم ہوا اور ایک کشتی بسان ہلال چاندی کی چمکتی ہوئی
اس سمت سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھائی قریب ساحل آئی یہ گوہر بحر شجاعت صدف زورق میں
در آیا وہ کشتی ہوا کی طرح دوسرے کنارے کی طرف چلی اور دم بھر میں اس پار پہونچی اس شناور قلزم حباب
نے جست کی اور ساحل مقصد سے ہمکنار ہو کشتی سے اتر کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے آشناے یم
بے پایان طلسمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر دشت سے دل بہلا بعد ساعت قمر ساعت
زحل آغاز ہوگی اسوقت قدم آگے اٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گذر ہوگا وہاں اژدر نظر آئے گا یہ اسماء
زحل جو حاشیہ پر لکھے ہیں سامنے اس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا شہزادہ حسب
ہدایت لوح دو گھڑی کنارے دریا کے ٹھہرا جب ساعت قمر تمام ہوگی اور ساعت زحل سے دورہ
ساعت آغاز ہوا یہ آفتاب سپہر طلسم بعد جلال آگے بڑھا کچھ دور جاکر ایک کوہ پرشکوہ دیکھا کہ رفعت
میں ہمسر چرخ بریں ہے بہت ہیبت ناک اسکی زمین ہر درہ ہر ایک بسان قعر دوزخ منھ کھولے غار
دہان کے مثال اژدر دہان نظر آتے تھے کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ
مثل صراط بال سے باریک کہ بمقتضاے نظم

کبھی اوہ ظلوم سے گرد رہے — فلک اسکے دامن میں اگر چھپے
بجو دوزخ کی تاریکی میں ہو قصور — تو اس کوہ سے لینے آئے ضرور

درے میں اسکے ایک اژدہا منھ کھولے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے کہ بمقتضاے نظم

بکردار دوزخ یکے غار دید — تن اژدر از تیرگی ناپدید
بتاریکی اندر یکے کوہ دید — سراسر شدہ غار اژدہا پدید
برنگ سیہ روے دیوان شیر مگے — جہان پر ز بانگ ہے بھنسے [illegible]

شہزادے نے اژدر کے سامنے ٹھہر کر اسماء زحل پڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے
درے سے کوہ کے نکلا اور پکار اکر اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کشا ہے اسکی اطاعت کرنا اچھا ہے یہ کہہ کر قریب
شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار آپ کوہ وقار میں آپ کا تابعدار رہوں ہمیشہ
اطاعت گذاری کرونگا بشرطیکہ لوح طلسم آپ مجکو دین پھر مجھ سے جو جی چاہے وہ کام لیں شہزادے نے اس کو
توان یا تو ان کا کچھ جواب نہ دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اسمیں ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہے اور کار زحل
بکاری ہے اور زحل و قمر باہم دشمن ہیں اس وجہ سے لوح کو شرف قمر سے بنی ہوئی ہے یہ مانگتا ہے تو اس سے
کہہ کر اے پیر مرد جب تم اس اژدر کو مار ڈالو گے اس وقت لوح پاؤ گے شہزادے نے یہ دیکھکر اس پیر
سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں تو مجکو بھی آپ ایسے بزرگ
سے محبت ہو گئی ہے آپ ایسے بزرگ کو لازم ہے کہ اس اژدر مان کو کہ یہ موذی خدائی مار اس پر دشمن قوم
انسان ہے مار ڈالیے تو پھر لوح مجھ سے لیجیے اس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیجیے تو میں اسکو ہلاک
کروں شہزادے نے فرمایا کہ چہ خوش آپ میرے کون ہیں جو میں آپ کو پہلے لوح دیدوں قاعدہ ہے
کہ جب انسان مزدوری کرتا ہے اسوقت اجرت مانگتا ہے ذیوںہی پہلے سے خواہان اجرت ہوتا ہے تم
میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کونسا ہے سوا اے آج کے اور کبھی کی ملاقات و صاحب
سلامت بھی نہیں پھر میں صاحب میں لوح پہلے کیوں دوں ہاں تم میرا کام کرو مجھ سے لوح اُسکے
عوض میں لو پیر مرد یہ کلمات سنکر معقول ہوا اور ایک بلندی پر جا کر سنگ گران اٹھا کر سر اژدر پر
اس نے مارا کہ وہ اژدر سر پھٹکر ہلاک ہو گیا بھیجا اس کا پاش پاش ہو گیا تمام پہاڑ میں تاریکی ہو گئی
دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڈھا شہزادے پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے
ہی لوح کو دیکھا تھا اسمیں نکلا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو کہنا لوح
حاضر ہے لیجیے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدہے کو پھاند جائیے اور اس دریا میں کہ یہاں سے تھوڑی دور
ہے میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے غرضکہ اس پیر نے آتے ہی کہا کہ اے طلسم کشا میں تو کام
تمام کر آیا اب لائیے لوح مجھ کو دیجیے شاہزادہ نے کہا لیجیے مجکو دینے سے کب انکار تھا مگر اے پیر اس
اژدر کو پھاند کر میرے پاس آئیے اور میرے ساتھ چلیے آگے دریا ہے وہاں حمام کیجیے کیونکہ لوح ایسی
متبرک چیز ہے نہانا چاہیے اور جس کو انسان قتل کرتا ہے پھر دفع خونخواری کے لیے اس کی لاش کو پھاندنا
ہے بس یہ دونوں کام آپ کو کرنا ضرور ہیں جائیے اور دیر نہ فرمائیے پیر یہ سنکر اژدر پھاند گیا اور
شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اس میں لکھا کہ اے شکندۂ طلسم زحل و قمر ہر چند کہ دشمن ہیں مگر از راہ
عناصر دوست ہیں یعنی زحل کا مزاج خاکی ہے اور قمر کا مزاج آبی ہے اسی سبب سے یہ پیر مکار تمھارا
کہنا مانتا ہے اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اسی دریا پر کہ جہاں سے تم آئے ہو لے جانا اور اسکو نہلانا

جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بن جائے گا باعث اس کا یہ ہے کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ
ہے یعنی قمر سعد ہے اور زحل نحس ہے پس سعد نحس پر غلبہ رکھتا ہے فی الجملہ جب یہ گھوڑا بنجائے تو ان درختوں پر جو
کنارے دریا کے لگے ہیں دیکھنا ساز و لگام وغیرہ ملے گی مرکب کو کھینچکر سوار ہونا اگر وہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا
یہ تم کو ایک سمت لے جائے گا اور منزل مقصد تک پہونچائے گا شہزادہ لوح سے یہ حکم لے کر ٹھہر اتھا کہ وہ پیر
اژدر کو پھاند کر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ اب تشریف لے چلیے اور دریا میں نہائیے پھر لوح لیکے گلے میں پہنے پیر
ان کے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہونچکر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا میں کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن
میں سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ کفل کوہ سرین بنکر تیار ہوا شہزادے
نے درختوں پر سے ساز و یراق اتارا اور مرکب کے منھ میں لگام چڑھائی اس نے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع
کیا شاہزادے نے دو گھونسے پسلی پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم رہا شہزادے نے اسکو کھینچ کر درست
کیا اس وقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اسکا ہلتا تھا اور
بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا کیوں بیٹا جو تمھارے ساتھ نیکی کرے
اس کے ساتھ یہی کرتے ہیں کہ مارتے ہیں شاہزادے نے کہا کہ ایسا بھی ہوتا ہے مثل چلی آئی ہے کہ گدھے کو مار مار
کر گھوڑا بناتے ہیں وہ بڑھیا لگی منتیں کرنے شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں معلوم ہوا کہ بڑھیا سے کہدو
کہ میں تھک گیا تھا بضرورت اس کو گھوڑا بنا لیا ہے کوئی ہرج نہیں ایسا ہوتا ہے آدمی سے کام نکلتا ہے
تم گھبراؤ نہیں یہ سامنے باغ نظر آتا ہے وہاں جاکر اسکو آدمی بنا دیا جائے گا تمھارا جی چاہے میرے ساتھ
چلو اسی کے ساتھ چلی آنا شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کر کے اس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی
کیا بتاؤں یہ جو میں نے اس کو گھوڑا بنایا ہے کچھ یقین کو لیا نہیں اس کے حق میں اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور
فراخی آئی خوش رفتاری سکھا دونگا بد چلن تھا چال اسکی تمام دونگا جو چاہتا تھا وہ کہ بیٹھتا منھ میں لگام
چڑھائی سراسر اسکے ساتھ میں نے نیکی کی اگر تم کو برائی ثابت ہوئی ہے تو میں اس باغ تک جو آگے ہے
اس کو لے جاؤنگا وہاں جاکر آدمی بنا دونگا تم بھی ساتھ چلو اس کو لیتی آنا یہ کہہ کر جست کر کے اس مرکب
پر سوار ہوا اور پیچھے پر دو ہمیں کوڑے ایسے لگائے کہ وہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے
چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دورہ زحل میں مرتبہ کیوان جاہی پر پہونچا رخسار تابان کی ضیا سے دشت
کو نورانی کرتا لسان سریع الکبیر فلک عجائبات تھا لوح قمر گلے میں ڈالے توسن زحل پر سوار رہ نورد صحرائے
ظلمات تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے سے دکھائی دیا قریب پہونچا دیکھا حصار باغ زمرد
نگار ہے دروازہ ایک ڈال زمرد کا تراشا ہوا نہایت عمدہ اور قطعدار ہے زنجیر اس کی سبز رنگان دہر کو
سلسلہ محبت میں لینا سیر کرے حلقہ اس کا حلقہ گوش کر کے پابہ زنجیر کرے خضر اس حصار میں آکر بڑی
چاہ سے صومعہ اپنا بنائیں جنگل کی راہ بھول کر بستر لگائیں شہزادے نے دیکھا کہ در باغ بند ہے لوح کو

دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کہو اُتر کر اندر باغ کے لیجائے اگر اُتر کر لے جائے گا تو کُتا کا آدمی بناؤں گا اور اگر چڑھ
کے جائے گا تو آدمی نہ بناؤں گا شہزادے نے مرکب سے کہا کہ بڑے میاں جو تم کو آدمی بننا ہو تو اُتر کر اندر چلو
اور اگر مردمی کروگے تو مار ڈالوں گا اور آدمی نہ بناؤں گا مرکب یہ سنکر پیدا کے دیوار باغ اُترکر اندر آیا
جیسے ہی آیا دروازہ اُڑا کر گرا شہزادہ کود کر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ گھوڑے پر گرا کہ
وہ مرگیا شہزادے نے بقوت تمام دروازہ اُٹھا کر الگ پھینکا اور گھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مرگیا تھا شہزادہ
کو اسکے مرنے کا رنج ہوا اگر لوح کو دیکھا اس میں لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور
زہرہ اور زحل باہم دوست ہیں اس مرکب کو یہاں کسی طرح موت نہیں ہوتی البتہ کار زحل نکاری اور حیلہ سازی
ہے اس نے دم چرایا ہے تم اس سے کہو کہ اے مرکب تو کیا دم چراتا ہے میں خود تجھکو مارے ڈالتا ہوں یہ کہکر اسکو
چمکار نا یہ جی جائے گا شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو چمکار کر چمکارا وہ جی اُٹھا اسکو کچھ میوہ کھلایا
باغ کی نہر کا پانی پلایا پھر اسکو باندھ کر آپ باغ کی سیر میں مصروف ہوا دیکھا کہ یہ گلشن نگارین ایسا سرسبز ہے کہ
زرد و سپہر نے بھی یہ سبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہاں کی ہوا خواہ بہار تھی طرفہ طرفہ گل کھلانے پر تیار تھی نئے نئے
شگوفے باغبان بہار یہاں لے کر آیا تھا فلک اخضر نے نیا شعبدہ بازی گری کرکے دکھایا تھا کہ سنبل کی بیل
سرو پر چڑھی تھی گویا سرو قامتوں اور شمشاد قدوں کی زلف رسا بڑھ گئی تھی کہیں نرگس قریب تاک
انگور لگی تھی گویا چشم معشوق کسی کی آڑ سے جھانکتی تھی تاکتی تھی نسرین کی بادلہ ہٹ سعدی کی ٹٹی سے
اسطرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردۂ زنگاری سے مسی ملکر منہ نکالے نوجوانان گلشن دہر کے دھوکے میں
ڈالا چاہتا ہے پنجۂ مرجان بر سر سنبل اس طرح چھایا تھا کہ زلف شاہد چمن سنوارتا تھا غنچے مٹھیاں باندھے
کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالہ احمر یاقوت نگار ایسے تھے کہ جس کے دیکھنے سے سیاران
باغ کے ساغر چشم بادۂ طراوت و نزاکت سے مملو ہوجائیں آنکھوں میں مستی آجائے دل وہاں کی سیر سے
بہے ایسی بیخودی چلے

نظم

همه ساله روز خوش بهاران بدی　　گلان چو رخ گلعذاران بدی
جهانی ز پیری شده نوجوان　　همه سبزه و آبهائے روان
زمین چو پُر از سبزه و آب نم　　شدآراسته همچو باغ ارم

شہزادہ سیر اس بہار جانفزا کی دیکھتا قریب بارہ دری کے اس باغ کی پہونچا وہ بارہ دری سراسر طلسم
کی تھی کیا صفت اس کی لکھی جائے حوروں کا قصر جنان چھوڑ کر اس جگہ رہنے کو جی چاہے کہ ابیات

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان　　جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
ایسے ہلال اسمیں سنہری ہیں دلپسند　　ہر بار جنکے خم پہ مہ نو نثار ہے
گرد اُنکے جالی اور بیچ ہے درفشان　　جو نقش اسمیں ہے وہ جواہر نگار ہے

پڑھتے بادل نگار پڑھتے تھے خاطر بستہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اُسکے اندر قدم زن ہوا تھا کہ جو ہیبت ساتھ آئی تھی غل مچانے لگی اور باغ پر پچھاڑین کھانے لگی کہ وہ دشمن اس مکان مین آیا ہی سب مال غارت کیا چاہتا ہی شاہزادے نے دیکھا کہ اُس کے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات حرب سے آراستہ مرکبون پر سوار ظاہر ہوے اور اُنکے آگے آگے ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر تھا کہ سیاہی اُسکے چہرۂ نحس کی سواد زحل کو شرماتی تھی مار سیاہ کو پیچ و تاب مین لاتی تھی موٹہاے صحرائی ہار مین گندھے ہوے اُسکے گلے مین پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤن اس طرح سے کہ دو پاؤن اصلی مثل انسان کے اور دو کمر کے برابر سے پیدا ہر اکرتا تا زانو پہنے ہوے ایک ہاتھ مین ترسول ایک مین مشعل آتشین لیے اور دو ہاتھوں سے چوہے کی دم تھامے چوہے کو کاٹے منھ سے پھر چھوڑ کر تا آتا ہی شہزادہ نے اسکو مع فوج آتے دیکھکر لوح کو دیکھا تو ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہی زحل صورت ہی دشمن لوح ہی کہ مقابلے مین زحل کے لوح بھی ہارا ہی یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہی اور زہرہ و زحل باہم دوست ہین اگر یہ اندر باغ کے آجائیگا تو مارا نہ جائیگا کیونکہ زحل کو خانہ زہرہ مین بسبب اسکی دوستی کے عروج ہی پس لازم ہی کہ غور کر تو ساعت قمرین چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اس وقت ساعت مشتری ہی تو باہر باغ کے جاکر تیر و کمان سے اس ساحر کا مقابلہ کر اور اگر ساعت مشتری نہ ہو تو باہر باغ کے نکلنا اور کسی جگہ اپنے تئین مخفی کرنا یہ ساحر باغ مین آکر تجھکو ڈھونڈے گا پھر نکلکر جانے لگے گا اس وقت اس سے مقابلہ کرنا یہ لوح کا حکم دیکھکر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خداے تعالے وہ ساعت مشتری ہی تھی کس لیے کہ یہ زحل کی ساعت مین آئے تھے اور ڈھائی گھڑی باغ کی سیر مین گذر چکی تھی پس مشتری کی ساعت معلوم کرکے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر کو کمان مین پیوستہ کرکے اس ساحر کو ڈانٹا کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار اس نے یہ نعرہ سنکے ترسول پکڑ کر حملہ کیا شہزادے نے شست درست کمان کھینچکر برابر کی اور تاک کر اس کے ہدف سینہ پر کینہ پر تیر لگایا کہ توڑ کر پشت سے پار گذرا کہ بمقتضاے ابیات

بالیدہ چاچی کمان را بدست — بچرم گوزن اندرآورد شست

ستون کرد چپ راہ خم کرد راست — خروش از خم چرخ چاچی بخاست

چو سوفارش آمد بہ پہنائے گوش — ز چرم گوزنان برآمد خروش

چو پیکان ببوسید سرانگشت او — گذر کرد از مہرۂ پشت او

تیر کے پڑتے ہی وہ کافر گرا اور شور و غوغا اس لشکر مین بلند ہوا تمام لشکر تیغ و نیزہ و تبر و گرز لیکر لینا لینا کہتے چلے شہزادے نے تیغ کو نیام سے کھینچا اور اس لشکر پہ آگرا پھر تو شمشیر صاعقہ خصال مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین وہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی

نبردی ہی کہ نظم

بیک اہرج رزم زن کان بدید / چو شیر ژیان نعرہ ای برکشید
میان سپہ اندر آمد دلیر / بجہ برخروشیدن نرہ شیر
دمانی و ران دشت جولان نمود / زمانے ہنرہائے مردانہ نمود
زخون خاک میدان کمین گشت سیر / بشمشیر شیران نمیرست شیر
کمند از کمین بر زجان میگرفت / دگر بر روان رادوان میگرفت
گہے سوے چپ شد گہے سوے راست / بگردید والا ہر کسے کینہ خواست
بہر سو کہ مرکب برانگیختے / چو برگ خزان سر فرو ریختے
فرو رفت دیر رفت روز نبرد / کاہی یم خون و بر ماہ گرد

شام تک اسی طرح سے شمشیر زنی رہی یہان تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپر زنگاری سپہر سے اٹھا کر نیام مغرب مین ترک روز نے رکھی اور ہندوے شبی مع فوج انجم آمد ہوئی کہ نظم

شب عنبرین ہندوے نام او / شفق دردے آشام از جام او
مہ نو ز راہ سر افگندگے / بگوش اندرون حلقہ بندگے

شاہزادے نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری مین تو باغ سے نکلا تھا اب مریخ کی ساعت گذری کہ کار مریخ جنگ و جدل ہے ساعت شمس آگئی ہے اسوقت تو اس فوج سے نکل جا کہ بارہ ساعت دن کی پوری ہو گئین یعنی دوشنبہ کا دن اول ساعت قمر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی مین شمس پر دورہ پورا ہو گیا اب یہ تجھکو فوج نہ دیکھے گی جا کر باغ مین آرام کر اس رات کا خاتمہ ساعت مریخ پر ہو گا یعنے صبح منگل کا دن اول ساعت مریخ ہو گی اور یہ لڑائی ساعت مریخ مین آغاز ہوئی اسی کی ساعت پر ختم بھی ہو گی رات بھر یہ فوج باہم لڑیگی شہزادہ حسب ہدایت لوح اس فوج سے گذرتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ لشکر سے غائب ہو گیا کسی نے اس کو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق مین بسر کرتا رہا از بسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اسکو خیال ملکہ بہاران بہت آتا تھا عشق سینے مین جوش مارتا تھا باغ منسوب گل یاس گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ ہنسکر یاد دہن مین لاتے تھے جب بیقراری زیادہ ستاتی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ غزل

تا رہا چمن نہ سینچا دل سودائی کا / نام جنت سے نہ چرچا تھا صنم مین سودائی کا
قیس نے ڈھنگ کیا تھا یاد دل سودائی کا / جو رچا پایا کسی نے مری رسوائی کا
آئینہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا / پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی / مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

نکل جاتی ہے میرے پانؤں کے نیچے سے زمین — یہ قدم چل نہیں سکتا شب تنہائی کا
ہم مسیحا کے جلانے سے کہیں جیتے ہیں — وہ نہیں کسی اور کو دھوکا تری گویائی کا
درد سر کھونیکو آئے تھے ترے در پہ ہم — لیکے چلے اور نیا روگ جبین سائی کا
لوٹ لے شوق سے اے صدمہ فرقت مجھکو — پاسباں کوئی نہیں ہے شب تنہائی کا
دھوپ بھی بھاگتی پھرتی ہے یہ سودا ہے مجھے — ڈر ہے پڑ جائے نہ سایہ کسی سودائی کا

رات بھر اسی جوش و خروش میں بسر کی جسوقت کہ طلسم کشائے روز گنبد مغرب سے طلسم سپہر میں آیا اور لوح زمین پر قبضہ کرکے طلسم ظلمت فلک کو فتح فرمایا کہ نظم

دم روز چون چشمہ آفتاب — بجنبید و بیدار شد سر ز خواب
تو گفتی کہ بر کشتی لاجورد — بگسترد خورشید یاقوت زرد

صبح کو بعد ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سرفراز باغ کے باہر برآمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسی طرح لڑکر سب کٹ گئی ہے کوئی دو چار سوار باقی ہیں اس وقت تیغ کھینچکر شہزادے نے اُن پر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لاسکے رو بفرار لائے جب کوئی حریف باقی نہ رہا شہزادے نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا بڈھا بھی غائب ہوگئے اُسوقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت بھر باغ میں توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ کا آغاز ہے پس اس ساعت میں زیر نجم بیٹھکر یہ اسما جو حاشیہ لوح پہ لکھے ہیں برائے تسخیر موکل زہرہ میں پڑھنا کہ موکل اُسکے تسخیر ہوکر پوشاک طلسمی لائیں اور اسلحہ طلسمی حاضر کریں کیونکہ آگے تجھسے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہ ہوگی یہ مضمون معلوم کرکے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی وضو کرکے چمنستان میں نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ دیر شاہزادے کو مصروف عمل خوانی یہ کمترین مترجم رکھتا ہے اور حال لشکر ظفر پیکر صاحبقران عالیجاہ اور لقاء گمراہ کا لکھتا ہے لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی تند خو — لگا پھر مرے منھ سے لا کر سبو
کہاں تک مصلے پہ بیٹھا رہوں — کہاں تک میں واعظ کی باتیں سنوں
ہے تر دامنی بہتر اس بات سے — کہ رو دوں گنہ کے مکافات سے
از ان آب رنگین تیز دیک من — بہ ازانکہ نفرین کند پیر زن
کرامت دکھا دے مجھے جام کی — حمیت مجھے آئے اسلام کی
وہ بادہ پلا دے مجھے تیز و تند — کہ ہو دے نہ تیغ زبان میری کند
رہے بادہ پر میری طبع روان — رہے تیز تیغ قلم کی زبان

اٹھا دے کوئی فوج کی میں گھٹا — کھلیں گے مرے زخم بے انتہا
مجھے بھی پلا بادۂ لالہ رنگ — دکھاؤں بہار گلستان جنگ
کہوں اے سخن گوے بیدار مغز — کہے داستانے بیار اے نغز

پرچم کشایان رایت خامہ تحریر نصرت قرین وعلمداران لشکر فیروزی اثر مضامین شگفتہ ہولے داستان کو معرکۂ بیان مین باہزار صبائے تحریر اس طرح اڑاتے ہین اور صفوف کارزار افسانہ طرازی میدان قصہ نگاری مین یون آراستہ فرماتے ہین کہ جب آفت شمشیر زن ہاری گئی اور نازک چشم نے اس کی فوج سے وعدہ کیا کہ مین اہل اسلام سے عوض اس کا لونگی چنانچہ ایکدن یہ دربار مین بیٹھی تھی کہ بختیارک نے اسکو ترغیب جنگ دلائی کہا کہ ای ملکہ تمہارے آنے سے سو فار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا نازک چشم نے خفا ہوکر کہا کہ ملک جی کیا مین منع کرتی ہون آپ جس کو جی چاہے لڑوائیے اور طلسم سے بلوائیے بلکہ مین جاتی ہون نہ یہان رہونگی نہ غلط غمازی کرونگی لقا یہ کلام سنکر بولا کہ اے بندی قدرت جگر آزردہ نہ ہونا چاہیے شیطان تجھ سے ہنستا ہے اس نے بعد رفع دند کا سنکر سجدہ کیا اور شام تک مصروف میخواری رہی جب طاق مینا فام آسمان سے شیشۂ آفتابی آفتاب بیکدۂ مغرب مین رکھا گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن انجم مین دور پذیر ہوا

نظم

چو خورشید سر سوے خاور نہاد — شب از تیرگی تاج بر سر نہاد
خروش از تیرہ زمیدان بخواست — ہمہ خاک با آسمان گشت راست
ازآواز صنج و دم کرنا ے — توگفتی بجنبید میدان زجاے

یعنے لشکر سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایون بادشاہ اسلام مین صدا اسکی آئی اور ہرکارون سے بھی خبر عرض کی اس طرف بھی نقارۂ اسکندری پر چوٹ پڑی رات بھر تیاری آلات حرب بہادرون مین رہی اس طرف ساحر سحر جگاتے رہے بوقین بجاتے رہے لڑنے والون نے اس شب کو اس قدر صاف کیا کہ چمک تلوارون کے ہر طرف سفیدۂ سحر کا گمان ہوتا تھا آئینۂ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ فام بھاگا چاہتا تھا شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر سر دینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے خنجر گذار نیام سے نکالکر یہ پتہ دیتے تھے کہ اسی طرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کے نکلینگے غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جرس کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی یعنے صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بعد تجمل میدان فلک مین آئی کہ

ابیات

چو روز درخشان برآورد خاک — بخنجر دریاقوت بر تیرہ خاک
بجو آن جامۂ شعر بگند شب — سپیدہ بخندید و بکشاد لب

امیر مسجد کرپاس سے در دولت پر آئے بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری

شاہ نصرت نشان کی سوے دشت کارزار باسپاہ چلی گرد سپاہ سے لیے روز روشن سیاہ تھا سر گرد تا بماہ تھا

نظم

زگوش و زگرز و زتیغ و ز گرد — سیہ شد زمین آسمان لاجورد
پیادہ نشست از بر پیل شاہ — بہنادہ بسر بر زگوہر کلاہ
یکے تاج بر سر زد و زر و گہر — بجنگ اندرون گرزہ گاؤسر
ز جوش آب و زر و زبرجد کمر — بیاز ندہ بارہ ز یاقوت و زر
یکے مہرہ در جام در دست شاہ — بکیوان رسیدہ خروش سپاہ
تو گفتی بدام اندر است آفتاب — دگر گشت خشم سپہر اندر آب
ز دریا تو گوئے کہ برخاست موج — سپاہ اندر آمد یکے فوج فوج
ہزاران پس پشت او سرفراز — عنان دار با نیزہ ہاے دراز
تو گفتی کہ گیتی ہمہ زیر اوست — سر سروران زیر شمشیر اوست

اسی کر و فر سے میدان نبرد مین پہونچکر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر کالا ابر پیدا ہوے اور بجلیان چمکتی نظر آئین کالی کالی بدلیان اڑتی دکھائی دین سواریان ساحرون کی میدان مین اترین ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کئی لاکھ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور رزمگاہ مین پہونچکر حکم صف کشی دیا ساحرون نے صف کھینچی نازک چشم بھی آگے تخت بڑھا کے کھڑی ہوئی اس طرف بھی میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہو اقلب لشکر مین تخت شاہی ٹھہرا امیر معظم سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقہ معدی کرب نے سر پر کھول دیے ان میں سے صداے یا صاحبقران آنے لگی میدان مین خوشبوے مشک وغیرہ پھیلی نقیب بولنے لگے کرڈیت کرڈ کا کہتے تھے نازک چشم تخت سے آکر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کرکے اجازت خواہ حرب ہوئی اس گبر نے کہا مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا جا اور کام حریف کا تمام کر یہ سنکر اس نے رخ سمت میدان کیا اور جاے معاف پر پہونچکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگی پھر شور مبارزطلبی بلند کیا اسطرف سے علمشاہ نوجوان سنا ستر سالا کیو دفر لگی کو دست چپ کی طرف سے لشکر کے نکالا کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہو گئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوے شہزادہ والا جاہ قریب تخت شاہ آکر دست بستہ اجازت حرب کے خواہان ہوے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپر خدا کیا شہزادہ مرکب پر دو بار چھٹکر روانہ ہوا اور بسرعت تمام رو مقابل نازک چشم پہونچا اس نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو بلیجا لو اور جاؤ اس کی خدمت مین حمزہ کے بہکانے مین نہ آؤ یہ سننا تھا کہ شہزادے کی عقل بزور سحر زائل ہو چکی تھی مرکب اڑا کر سمت لقا راہی ہوے اور اس کے ہاتھی پاس جاکر ٹھہرے نازک چشم نے پھر نہیب دی اس طرف سے جمہور سپر خوانندہ امیر نے بادشاہ سے

اجازت لے کر باگ اٹھائی جب روبرو اُس قحبہ کے پہونچا اُس نے سحر پڑھکر دستک دی اور اُسنے بھی
وہی کہا جو علمشاہ سے کہا تھا یہ بھی اسی طرف چلے گئے ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جسکو دعویٰ ہو وہ آئے
اس طرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہو کر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرضکہ ایک سو بیس
سردار یونہیں جاکر مسحور ہوئے اُس وقت امیر نے چاہا کہ میں مقابلے کو جاؤں مگر بختیارک سمجھ گیا کہ
میدان قرق ہوا ہے حمزہ آیا چاہتا ہے اُس نے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے
خداوند فرماتے ہیں اب مقابلہ کل ہوگا بموجب اس کے حکم دینے کے طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر میدان
سے پھرے بادشاہ رنجیدہ و خاطر ملول بارگاہ میں آئے سرداران لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہیں اس
سبب سے اب بہت کم باقی رہگئے ہیں کیونکہ مہتر و اخگر و سوفار وغیرہ ہر ایک کی لڑائیوں میں قید ہونا
بیان ہو چکا ہے ابتک رہائی نہیں ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی لیکے لقا کو
پھر کر بارگاہ میں آیا نازک جسم نے اُن سرداروں کو زندان میں بھیجا اس لیے کہ حمزہ مالک باطل سحر
ہے وہ ایسا نہ ہو ان پر سے اثر سحر اتار دے غرضکہ تمام ساحر لعشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناچ
ہوا کیا جب رات زیادہ گئی دربار برخاست کر کے لقا آرام کرنے گیا نازک جسم بھی اپنے خیمہ میں آئی
اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجکو خبر ہو جائے بیرحجر کے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو یہ استحکام تھا اُس طرف لشکر اسلام
میں عیاروں نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا چاہا کہ جاکر اس ساحرہ کو ماریں اور سرداروں کو چھڑا لاویں
غرضکہ چالاک و ابوالفتح و سرہنگ و نیرک خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چاروں الگ
الگ ہو گئے اتفاقاً ابوالفتح کو راہ میں ایک خدمتگار ملا کہ اُسکی ذکری دو پہر رات گئے کی تھی چنانچہ
اسی وقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک جسم ذکری بدلوانے جاتا تھا اس نے اسکو پکارا
کہ کون جاتا ہے خدمتگار نے نام بتایا ابوالفتح اُسکے قریب میں آیا اور کہا بھائی وہاں نہ جاؤ ملکہ نے
سب کے آنے کی ممانعت کی ہے خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھسے خبر کہتا ہے شاید ایسا ہی ہو
مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ میں تمہیں تماشا دکھاؤں وہ
حیران ہو کر اس کے ساتھ چلا ایسے مقام پر اسکو لایا کہ خلا ہے لشکر کا ادھر نہ آتے غرضکہ وہاں اسکو
حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اس کے پہنکر اور اسکو کسی غار میں ڈال کر
آپ دربارگاہ پر آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اُس نے اندر قدم رکھا نازک جسم کو سحر نے
خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمتگار آیا ہے یہ عیار ہے یہ پگڑی پر سے خبر سنکر اٹھی اور ابوالفتح سے آنکھ
ملا کر کہا کہ اسے آفتابہ اٹھا لے میں جھوکی پر جاؤں گی اس نے آفتابہ اٹھا لیا وہ اٹھکر اس کے پاس
آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو پہرے پر سے کہاں گیا تھا سامنے کیوں نہ حاضر رہا اس نے کہا حضور
میرے پیٹ میں درد تھا رفع اشتباہ گیا تھا یہ سنکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیوں اپنی جان دینے آیا

چاچلا جا اب نہ آنا میں ایکی چھوڑے دیتی ہون پھر آئیگا تو مار ڈالون گی ابو الفتح یہ سنکر بھاگا اور باہر بارگاہ
کے پہونچکر بلبس عیاری صحرا مین آیا وہان چالاک ملا اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اس قحبہ
نے مجھکو پہچان لیا چالاک نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہین یہ کہکر جس طرح کی صورت
ابو الفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہان بسبب اس کے کہ سحر کا
بندوبست ہے اس وجہ سے پہرا چوکی نہین ہے طلایہ پھرتا ہے مگر روک ٹوک نہین ہے یہ سیدھا بارگاہ مین چلا
گیا پہرے نے پھر خبر دی کہ عیار آیا ہے نازک چشم نے دیکھا تو وہی عیار ہے جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب تو
کیون آیا یہ وہ ڈر کر پاؤن پر گرا کہ اے ملکہ ناہ مین مجھکو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہین اور نیے
بہادر نظر سے گذرے کہ دشمن کو قید کرکے پھر چھوڑ دین لہذا مین تو بیچارہ زر خرید تجھ شیر زن کی دیکھ کر عاشق
ہو گیا اب لشکر اسلام نہ جاؤنگا تیری ہی اطاعت مین رہونگا خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجیے گا اور اپنے
پاس مجکو رکھیے گا نازک چشم اپنی تعریف سنکر خوش ہوئی اور کہا تم مجھکو بہت اچھے آدمی ہو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا
یہ عنایت دیکھکر چالاک سلام کرکے بیٹھ گیا جب نازک چشم مطمئن ہوکر لیٹ رہی اس نے بیٹھے بیٹھے پردہ تھا
بیہوشی شمعون پر ڈالنا شروع کیے کہ سوسے شمعون کی دھوان بیہوشی بلند ہوا اور نازک چشم کی بھی ناک
مین گیا اس نے اس کی طرف پھر کر دیکھا اور سحر پڑھا کہ ہاتھ پاؤن اس کے بے حس و حرکت ہو گئے مگر ساتھ ہی
چھینک اسکو بھی آئی اور بیہوش ہو گئی چالاک مجبور بیٹھا رہا کیا کرے کہ دست و پا قابو مین نہ تھے اسوقت
نیرک پشت خیمہ بہ لباس عیاری پہونچ چکا تھا سراپردہ چاک کرکے اندر بارگاہ کے آیا چالاک نے کہا
اے بھائی اور بروقت تم آئے مین بیہوش کر چکا ہون تم قتل کر ڈالو نیرک خنجر کھینچکر چلا کہ اس کے دو ٹکڑے
کرے مگر اس سحر پر تو نگہبانی کر رہے ہین ایک پری نے پنجہ بڑھا کر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اسکو بھی
پکڑ کر پہلوے چالاک مین بٹھایا اس نے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کرین اس اثنا مین سر سنگ
بھی سیاہ پوش بنا ہوا اتفاقات بھار کی ندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک سے پوچھے کہ پاؤن اس کے بھی زمین
پر جم گئے اس نے بھی کہا کہ اے برادر ہم بھی اسیر ہوے اب تینون عیار غل مچانے لگے گرد و زد ملکہ کو چودہ
نے گھیر لیا ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اترے ہوئے تھے وہ دوڑ آئے اور سب نے ملکہ کو پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی تینون عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کہ کیون موذو اب بتاؤ کہ تمھارا کیا
حال کیا جائے خیر جب مین تمھارے سردارون کو مارونگی اسوقت تم کو بھی قتل کرونگی یہ کہہ کر حکم دیا
کہ زندان مین ان کو بھیجاؤ ساحران کو بھی قید خانے میں لے گئے اور جہان سردار قید تھے وہین اسیر کیا
غرضکہ جب رات گذر گئی اور سپیدہ سحر نے باختر سے پھیلنا شروع کیا کہ بیت چو بگذشت شب گردون
سپہر درخشندہ خورشید نمود چہرہ صبح کو لقا تخت نکہت پر بارگاہ مین بیٹھا تمام لقا پرستون اور ساحرون اور
ہمرہیون سے دربار معمور ہوا نازک چشم بھی حاضر ہوئی سجدہ کرکے ذکر بہ بیچی عیارون کا شب کو گرفتار ہونے

کہا بختیارک سارا ماجرا سنکر گویا ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوئے اب انکو زندہ
نہ رکھو اس نے کہا ملک جی آج طبل جنگ بجوا کر حمزہ کو اور بادشاہ کو کل پکڑ لاؤن تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤن
بختیارک نے کہا حمزہ کا جنگ مقابلہ نہیں ہوا اس وقت تک خیر ہی ادھر اس کا سامنا ہوا اور تم نہیں اس نے
کہا مین آج اسکی بھی تدبیر کرتی ہوں یہ کہکر اور تادیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی ایک جگہ لیپ کر سحر کرنے بیٹھی یکبار
گی بہت کھڑی کر کے منتر پڑھنے لگی ملازموں کو خوف عیاران سے باہر نکال دیا تھا یہ تو اس کام مین مصروف
ہے اور بارگاہ لقا مین جشن ہو رہا ہے ناچ اور شراب کا جلسہ ہے ہر شخص فرط عشرت سے مست ولا یعقل بنا ہے
لشکر اسلام مین بادشاہ سریر جہانبانی پر متمکن ہین اور باقیماندہ سردار حاضر دربار ہو کر گرد شاہ حلقہ نگین ہین
امیر بھی سجدے سے آکر دنگل آمنی پر جلوہ گستر ہوئے ہین کہ ابو الفتح نے تمام حال رات بھر کا عرض کیا بادشاہ
نے اسیری عیاران پر افسوس فرمایا پھر نظر بہ فضل کریم کارساز کر کے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا نقاب
ناظر نے آکر عرض کیا کہ حضور کے دوست شاد دشمن پامال رہین ملکہ گردیہ بانو اور شہزادہ
بدیع الزمان نے عرض کیا ہے کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہے چنانچہ حضور
آج یہین خاصہ نوش فرمائین اور میرے حال زار کو بھی دیکھین کچھ کیفیت طلسم کی مجھ سے بیان کرین تاکہ
دل کو تسکین ہو زیادہ اقبال و دولت کی ترقی ہے یہ حال خواجہ سرا سے سنکر امیر اٹھے اور بارگاہ
سے نکلکر شبستان گردیہ بانو کی طرف چلے جب بارگاہ پر پہونچے ملکہ نے خبر سنکر استقبال کیا اور
دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑ کر با تمکین کرتی سے چلی اور مسند مرزر پر لا کر بٹھایا کا تمین طلب ہوئین سامنے کاسۂ
نگین جلے ناہر و یاں سے شبستان مثل گلستان پر از رنگ و بو نگار خانۂ چین کو اسکے دیکھنے کی
آرزو

نظم

گرفت آز بان دست شوہر پرست | بر فتند ہر دو بکر دار مست
سو خانۂ زرنگار آمدند | بہ ان مجلس شاہوار آمدند
بہشتی بد آراستہ پر ز نور | بہ بستند رہا سے در بیش حور
ابا بارہ و طوق با گوشوار | ز دیبا و گوہر چہ باغ و بہار
عقیق و زبرجد ز در ریختند | سے مشک و عنبر برآمیختند
بیارا سے چینی بیار استند | طبقہاے زرین بہ پیراستند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طلسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طلسم مین ہو رہی
عمرو تدبیر کرنے ساحر کو اور کسی طلسم مل گیا ہے تم گھبراؤ نہیں بیٹا تمھارا مع الخیر آیا چاہتا ہے یہ فرما
ہمراہ ملکہ دروازہ تک شبستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کر کے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ
ہوئے وہان ملکہ نازک چشم کا سحر پورا ہو چکا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہونچے تھے کہ سحر نے تاثیر کی

کلیجے میں شدت درد کی ہوئی اسی جگہ جگر تھام کر بیٹھ گئے بیسا دل جو دار خدمتگار جو ساتھ تھے انھوں نے غلغلہ
کیا پہلوان عادی درگہ سالار بارگاہ دروازہ بارگاہ پر بیٹھا تھا اسنے جاکر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور
تمام سردار دوڑے آئے پہلو دار پر ڈال کر سمت بارگاہ سلیمانی لے چلے امیر کے چہرے کی رنگت نہایت
متغیر ہے یقین ہے کہ روح قالب سے پرواز کر جائے اور بیہوش ہیں سردار بارگاہ سلیمانی میں اسلیے نہ لائے
کہ وہاں دربار عام ہے ہر وقت افسران فوج کی آمد و رفت ہے اژدہام ہے امیر کو زیادہ تکلیف ہوگی پس
بارگاہ خاص جو متصل بارگاہ سلیمانی تھی اس میں لاکر پلنگڑی پر لٹا دیا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو بلوایا
خواجہ زادوں نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر قرعہ پھینکا اور بہ نیت صحت امیر زائچہ کھینچا جب اُس
شکلیں رمل کی سولہ گھر میں رمل کے بھر چکے تو خانہ بیماری اور صحت پر نظر کر کے غور کرنے لگے بعد سعادت
و نحوست اشکال دریافت کرنے کے سر اُٹھایا اور کہا کہ اُن پر سحر کیا ہے اور سحر نے انبیا تک پر اثر کیا ہے
یہ تو مالک اسم اعظم ہی ہیں اور اگر مالک اسم اعظم نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہکر اچھے
ہو جائینگے ان کو بارگاہ سلیمانی میں لے جائیے وہاں سحر اتر جائیگا اور ہر طرح سے اچھے رہینگے مگر ایک غفلت
مزاج پر ایسی طاری ہوگی کہ جس کے باعث سے اسم اعظم نہ پڑھ سکیں گے یہ بیان خواجہ زادوں کا سنکر
سب نے جانا کہ اسم اعظم بھلانے کے لیے نازک چشم نے سحر کیا ہے غرضکہ خواجہ زادوں کو خلعت دیکر رخصت
کیا اور امیر کو بارگاہ سلیمانی میں لائے دعائیں اور آیتیں صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ کر دم کیں کہ درد جگر موقوف
ہوا اور امیر نے آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہوگئے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہے کہ جیسے کوئی کچھ بھول جاتا ہے
پھر وہ پڑا اداسی ہے چپ بیٹھے ہیں اگر کوئی کہتا ہے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہیں دیتے بہانے کی
یہ کیفیت ہے اور ادھر نازک چشم سحر کر چکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت ہر نجم کے بتلا چکے اس وقت
اس نے کچھ نقش سامری کے لکھے اور ان کو شیشے میں بند کر کے اپنے جھولے میں وہ شیشہ رکھ لیا اور
اس سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جبتک اس شیشے میں سے یہ نقش نکالکر چاک نہ کیے جائیں اُس وقت تک
امیر کی ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہے غرضکہ جب یہ درستی ہو چکی دو پہر کو آرام پذیر ہوئی اور سہ پہر
کے دربار میں بارگاہ لقا میں آئی میخواری کیا کی جب شام تیرہ فام کے ہاتھ پکڑ کر ترک روزگار نے سپرا
پردۂ ظلمت سے باہر نکالا اور لب ماہ نے دندان انجم سے خون کا نسہ خوردہ نوش کیا کہ بمقتضائے نظم

همه روز آن ساز گردش تمام
در آمد دم نالہ کرنا ے
چو پرداختہ شد ہنگام شام
بر فتند پیلان جنگی ز جا ے

نازک چشم نے نفیر سحر بجائی ساحروں میں تیاری جنگ شروع ہوئی ہلکاروں نے بادشاہ اسلام کو بعد
دعا و ثنا کے ارادہ کفار سے مطلع کیا اس طرف نقارہ حرب بجا بہادروں میں صدائے طبل جنگی آواز
کوس رحیل سنائی دی ہر طرف سے انتشار و پریشانی پھیلی کہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھاتا ہے

کس کو تخت سلطنت دیتا ہی اور کس کو تختہ تابوت پر سلاتا ہی کس لیے کہ مالک اسم اعظم آپ مین نہین ہین
اور سردار بہت سے قید مین ساحرون سے سامنا ہی نہ جلے کہتے تھے کہ کل ہی لڑائی کا سامنا ہی دشت تیرہ
خاک کو خون سے رنگین کر دینگے پیکر مردگان سے صفحۂ زمین کو نگارخانہ چین کر دینگے نام عدو کا نشان مٹا دینگے
نقش فتح و ظفر جما دینگے ہر طرف سے رسالہ داران سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل اُمڈنے لگے اس دریاے لشکر
سے وہ ابر سیاہ جوش مار کر اُٹھا جو تیر و شمشیر برسائے گا زمین کو دریاے خون بنائے گا اس طرف ساحر
اور نقابرست خوشی کرتے تھے اور ہتھیار تن پہ سجتے تھے کوئی ساحر توے کی سیاہی منھ پہ ملتا تھا آگ اُسکی
رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منھ کالا کرے دن کی رات ہو جاے سیاہی لشکر حریف پر چھا جاے کوئی ساحر چھپکلی کی
دم کاٹ کر اور اُس کے سامنے برہنہ ہو کر ناچتا تھا جب تک وہ تڑپتی تھی آپ بھی اندھا سیدھا ہوتا حرکات
بیہودہ کرتا اسلیے کہ جب اُس دم کی بتی بنا کر چراغ روشن کرون حریف بھی وہی حرکات کرے جو مین نے اسکے
سامنے کیے ہین غرض لشکر چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب دم شل خاطر پریشان سامان جنگ رہے روزگار دشمن
ہوا اور حوصلہ بہادران کی طرح آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ ابیات

چو بنمود خورشید رخشان کلاه	چو سیمین سپر گشت رخسار ماه
بترسید ماه از پی رنگ‌گری	نجم اندر آمد بپوشید روی

دم سحر بانی سردار در دولت شاہ جمجاہ پر حاضر ہوے امیر بنا پر عادت قدیمہ کے سجدہ کر پاس سپاہ تک
غوغاے لشکر سنکر برآمد ہوے اشقر حاضر تھا سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہ مین آئے شاہ نصفت نشان اسی
خیال سے کہ امیر بہ جواس ہین سویرے برآمد ہوے اور تخت شاہی پر تاج رکھکر آلات حرب سے آراستہ
ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے سردارون نے مجرا کیا امیر نے بھی ان کو سلام کرتے دیکھکر ہاتھ اُٹھایا
پھر مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا کر لیا سردارون نے ان دونون کو قلب لشکر مین لے کر قدم سمت میدان اُٹھایا
نقارے بجنے لگے علمدارون نے پھریرے علمون کے کھول دیے پھر تو اس کر و فر سے لشکر چلا کہ ترک فلک بھی جسکو
دیکھکر چکر مین آگیا کہ ابیات

بہیرفت آن شہریار دو صف	یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
یکے چتر ہندی ز سر تا بپاے	گرفتہ ہمہ چتر بر ہماے
بیامد سوے میمنہ سی ہزار	سواران گردن کش و نیزہ دار
سوے میسرہ سی ہزار دگر	کمان برگرفتند و چینی سپر
پس پشت دہ بست چپ و دست راست	ہمیرفت یا و ازان سو کہ خواست
بدین ساز و چندین سوار و عمید	سر افراز ہر یک بکردار شیر
برفتند و برخاست آوای کوس	ہوا تیرہ گون شد زمین آبنوس

جب جائے معرکت پر پہونچے دیکھا کہ مقابل فوج ساحران اور مبارزان بڑی شان وشوکت سے
داخل دشت ہوا اور دشت ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہوگیا نازک چشم نے آہنگ معرکت آرائی کرائی
اور فوج ساحران مثل دد جمائی بعد ترتیب لشکر نقیب پکارے ترغیب جنگ بہادرون کو دے کر
للکارے کہ خبردار ہمت نہ ہارنا مرجائے مگر شجاعت مین فرق نہ آئے سرکھو کر عدو کو مارنا جب یہ کہکر نقیب
ہٹے نازک چشم طاؤس سحر پر سوار ہو کر خداوند کو سجدہ کر کے وسط میدان مین آئی اور مبارزخواہ ہوئی ادھر
بہادرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل مین اسی عالم بدحواسی مین یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس
ساحرہ کے چلنا چاہیے پس اشقر کو مہمیز کر کے روانہ ہوے تمام سردار دوڑے اور عرض کیا کہ آپ کہان
جاتے ہین ہم جان نثار کس دن کے لیے ہین امیر نے سردارون کو بنگاہ غضب دیکھا اور ادھر بادشاہ
نے بھی سردارون سے کہا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہے کہ کوئی بہادر قصد جنگاہ کرے اور اس کو
اجازت نہ ملے اب ان کو نہ روکو ان کے لیے دعاے فتح وظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام رک کے
اور بادشاہ عالیجاہ تاج ہاتھون مین لے کر بخشوع وخضوع رخ جانب کعبہ اکرم کر کے خداے قادر وتوانا
کی درگاہ مین دعا کرنے لگے اور سردار آمین کہتے تھے کہ نظم

تو ہے معبود یکتا دو جہان کا	تو ہے خالق زمین وآسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح واجسام	تو ہی ہے باعث آغاز وانجام
جو تیرے فیض سے ہر شے ہی موجود	ترے ہی حکم مین ہے بود ونابود
امیر لشکر اسلام یارب	بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

دعا ان کی بدرجہ استجابت پہونچی یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونون لشکرون مین ہو گئی
سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی دفع ہو گئی اہل
اسلام حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا گذرا پھر خیال مین آیا کہ نازک چشم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہے مگر
نازک چشم نے پکار کر کہا کہ اے مسلمانان تم نے بھی ساحرہ وغیرہ نگاہ مین رکھے ہین کہ وقت پر وہ تم کو
بچالے جایا کرتے ہین خیر امیر میرے ہاتھ سے کہان چھپ کر جائینگے مسلمانون نے یہ سنکر لعن وطعن کی کہ او
قحبہ کار اسلامیان دغا شعار نہین ہین یہ کام تمہین جادوگرون اور شیطان پرستون کا ہے کہ مکاری
کرتے پھرنا نازک چشم کو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر سمت آسمان اچھالا وہ برشے ہوا جاکر
شق ہوا اور اس مین سے دھوان نکلا باعانت ہوا وہ دھوان مثل ابر اہل اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر
مین تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اسی تاریکی مین اس نے دوسرا ایک نارنج مارا کہ پھر
ایک لکۂ ابر پیدا ہوا اور اس مین سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام مین تہلکہ پڑ گیا
بہادرون نے سپرونکا سر پر سایہ کیا اور حمزہ اسیر سر پہ بادشاہ کے اڑگئی اب یہ حال ہے کہ انجمن عالم مین

شمع آفتاب صرصر حادثہ نے گل کر دی ہر زمانے میں مثل قلب بے دین سیاہی ہر روئے پیشانی پر کہ شاہد روز نے مثل زن سوگوار بال اپنے کھول دیئے میں یا آہ • ظلمات کا دھوان اس دشت میں یا چاہ بابل سے دھوان اگر پھیلا ہر فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہمیں یا جہنم کا در کھلا گیا ہے العیاذ باللہ اس تاریکی میں یہ اور اندھیر ہوا کہ پتھر اور گولے برستے تھے فلک سنگدل کے برستے ہوئے لوگ جان بچا سکتے تھے کہیں راہ سمت بارگاہ سلیمانی بھاگے تھے کچھ ہاتھی اور شتر ان کے پیٹ کی آڑ میں ٹھہرے تھے بعض صحرا سے غار اور تنہ ہائے درختان کو مادہ و ملجا بنائے تھے جیسے شیر کچھار میں یا اندر غار میں رہتا ہے یا مار زیر برگ چھپتا ہے اس طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت میں ہمہ دم زندگی ہوتی تھی کہ بمقتضائے

نظم

یکے خیمہ زد بر سر از دود تار	سیہ شد جہان چون شبہا گشت تار
ز گردون بسے سنگ بارید خشت	پراگندہ گردید لشکر بدشت
خور و خواب و آرام گم گشتہ شد	تو گفتی کرہ وے زمین سنگ شد
تبہ شد بسے مردم و چارپاے	یکے راند بد خنگ جنگی بجاے
ہمہ گنج تاراج و لشکر اسیر	جہان و دولتے نیز برگشتہ پیر
بے راہ صحرا گرفتند پیش	ز درد شہنشاہ و دل گشتہ ریش

بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی کچھ بر گشتہ دست کا ٹتے تھے آخر مصروف دعا ہوئے کہ اے خداے برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کر دے امیر سے یہ بلا دفع کر ہکو فتح عطا کر اس دعاے مقلب القلوب نے قلب تاریک چشم پھیر لیئے دن بھر تو یہ آفت اس نے برپا رکھی جب مثل بخت شوم بختان اصل میں وقت تاریکی شب آیا اور آفت نے یہ آفت دیکھکر خوف کور چشم ہونے سے غار مغرب میں اپنے تئیں چھپایا

نظم

مدین وادی بود گردو بہشت	خور و شبے بر آمد کہ مہ تیرہ گشت
کہ شد روز تاریک و بے گاہ گشت	ز جنگ یلان دشت کرنا گشت

شام ہوتے ہی تاریک چشم نے رو صحرا اپنا کیا اور جہان روشن ہوا وہ سنگباری کم ہوئی آسنے پکار کر نسیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تم نے قدرت خداوند لقا کو کہ دن رات ہو گئی تھی مگر آج تم نے مشورہ کر کے اطاعت اگر خداوندی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھو گے اور بے حال سے مارے جاؤ گے لندھور جانشین امیر کو یہ لاف و گزاف برا معلوم ہوا اور پکارا کہ اے تیرہ بخت ایسے ایسے قران صعب لشکر اسلام پر بہت آچکے ہیں تو کیا گئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس گرز گران سے تجھ سر کو میں کچلوں گا یہ کہکر گرز ستر و سو من کا اٹھایا اور اسکو ہاتھ بلند کر کے دکھایا اسنے ایک پڑیا

جھولی سے خاک کی نکالکر اسکی جانب اڑادی اُسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہو گئی جس طرح اونچا تھا اسی طرح بلند رہگیا اور اس سے ہنسکر کہا کہ بس گرز زنی تو نے دیکھی بہتر یہ ہی کہ خداوند کو آکر سجدہ کر ورنہ میں چھوٹے دیتی ہوں پھر بغیر قتل کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر سحر پڑھا کہ ہاتھ اسکا مثل اصل ہو گیا اور اس نے طبل مراجعت بجوادیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہو گیا ہی ایک لاکھ آدمی جان سے اس پتھر کے برسنے میں ہلاک ہو گیا ہی اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہی بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزارہا شتر و اسپ و فیل کام آیا ہی جہاں تک نگاہ کام کرتی ہی مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہی یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور اشقر دیوزاد کو تلاش کیا اُسکا لاشہ میدان میں نہ ملا سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لیگیا اور وہ مضطرب ہوا تو اشقر صحرا کی طرف غم میں اپنے راکب کے نکل گیا ہوگا غرضکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھوں بیلدار طلب کرکے گڑھے کھدوا کر گنج مقتولان کرایا اور جانوروں کی لاشوں کو بھی کوہستان میں گڑوا دیا اسلیے کہ زاغ و زغن ان کا گوشت کھائیں گے اور انکا ہجوم دیکھکر سب بے دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے بہان لاشیں چیل کوے کھاتے ہیں غرضکہ پہر رات تک اسی کام میں مشغول بدل رہے جب میدان لاشوں سے پاک ہو چکا اس وقت نالان و گریان بارگاہ میں تشریف لائے اسوقت اہل لشکر کی گریہ وزاری دیکھی نہ جاتی تھی خصوصاً وہ عورتیں جن کے وارث مارے گئے تھے اس طرح بلک بلک کر روتی تھیں کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا کسی نے بال پریشان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے طمانچوں سے رخسار رشک سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریبان در رنگ گل چاک کیے تھی منھ پر خاک ملے تھی کسی کی فغان تا بہ آسمان پہونچی تھی کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی درکی تھی کہکشان انکا سینۂ فگار تھا ستاروں پر فلک کے دیدۂ پرخون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤں کا شبہ ہوتا تھا خلاصہ یہ کہ زمین و آسمان روتا تھا کہ

ابیات

خروشے برآمد چنان از سپاہ	کہ خورشید بر چرخ گم کردہ راہ
پس پردہ ہا کودک و مرد و زن	کبودی یا زارد بر انجمن
خروشیدن نالہ و آہ بود	بہر برزنے ماتم شاہ بود
سران سر نہادند یکسر بخاک	جہان جا بجا کردہ زیر و زبر چاک
زمین ہم سپہر لرزہ اندر گرفت	بزرگان ازین ماندہ اندر شگفت

بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے خادمان محل کا رونا پیٹنا سنکر روتے تھے اسوقت خواجہ زادے بھی بنا بر تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آئے تھے اُنھوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شاہ گردون بارگاہ بنا بر ترقی خواہی اور دولت سگالی ہم عرض کرتے ہیں کہ دن لشکر اسلام کے بیت بخت میں ستارے سب بنظر دشمنی آگئے ہیں سعد ستاروں کو حضیض نکبت و وبال ہی جو ستارہ ہی وہ نظر تثلیث سے

مقابلہ میں جا پڑا ہی سب کا حال بُرا ہی آپ مع لشکر کے کوچ کر جائیے اور تا ظاہر ہونے امیر کے مخفی رہیے انشاءاللہ
امیر بفتح و فیروزی نہایت شان و شوکت سے آئینگے اور بہت جلد دشمنوں کو آ کر راہ عدم دکھائینگے بادشاہ
نے فرمایا کہ استغفراللہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں دشمن کو پشت دکھاؤں اور میدان نبرد سے ہٹ جاؤں بیٹھنے
سے منہ چھپاؤں میں وہ ہوں کہ بموجب بیت زنت ست بر آسمان زندہ کس ✦ جہان پر کرد رجنگ
کو شیم و بس ✦ خواجہ زادوں نے تعجب دیکھا کہ بادشاہ یہاں سے قدم نہ ہٹائینگے براہ خیر خواہی پھر عرض
پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ بیت سرت سبز بادا تن و جان درست ✦ مبادا کیانی کمرگاہ سست ✦
اگر آپ تشریف نہ لے جائیے تو ناموس امیر اور جملہ سراپردگیان عصمت کو ہمراہ کسی سردار عالی نژاد
کے کسی جائے امن میں بھیج دیجیے اور اثاثۂ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جھانجھ و نفیر وغیرہ
کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدا نکردہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا ناموس کے آبرو جانے کا خیال ہے
اور اثاثۂ صاحبقرانی کے برباد ہونے کا اندیشہ ہی بادشاہ کو یہ رائے دینا انکا پسند آیا اور اسی وقت
کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ لے کر مع ناموس کے یہاں سے چلے جاؤ اور سات
کوس پر یہاں سے ایک پہاڑ ہی سنگ مرمر کا سفید وہاں ٹھہرو شہزادہ کرب ذی ہنر داروغہ بارگاہ
سلیمانی ہی اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے میں تامل ہوگا تو خوف تاراجی بارگاہ و ناموس ہی اس
لحاظ سے اٹھالا بارگاہ کا بار کرا کر اور سب عورتوں کو سوار کرا کے اسی رات کو سمت کوہ مرمر روانہ
ہوئے بادشاہ بارگاہ میں حضرت دانیال کے تشریف فرما ہوئے رسالہ دار کیدان اور مشیران سلطنت
وغیرہ برائے زینت و شوکت حاضر دربار رہے عیار بہت سے برائے حفاظت ناموس ہمراہ کرب
گئے اور بہت سے یہاں حاضر رہے اس جگہ تو یہ ماجرائے غم و اندوہ رہا لیکن اس طرف جو نازک چشم پیکر
گئی لقا کی بارگاہ میں بعیدہ عشرت و محفل پر جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا ناچ ہونے لگا شراب ارغوانی
کا دور چلنے لگا وہ جشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہاں آغاز ہوا وہ محفل انبساط جو کیخسرو و کیقباد
نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہاں ترتیب دی گئی اس خوشی کا بیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہی یہ اشعار
حسب حال جشن کے ہیں کہ

ابیات

سران سپہ را سراسر بخواند
بخوان گرانمایہ شان برنشاند

سزاوارشان گفت ناخواستہ
بیاورد گنجور آراستہ

ہمہ بوم از دیبۂ رنگ رنگ
ز گوہر منقش بہ پشت پلنگ

نوائے مغنی و آواز رود
روان را ہمیداد گفتی درود

ز خوبان ہمہ بزم گفتی چو بہشت
تو گفتی کہ رضوان بد الا کشت

ہم اندر بر کلہ زر نگار
بہ نگار رامش گرفتہ کنار

اسی عشرت مین بختیارک نے نازک چشم کی صورت دیکھ کر رونا شروع کیا اس نے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی خیر تو ہے کیون روتے ہو اس نے جواب دیا کہ تم کو روتا ہون افسوس کہ یہ صورت خاک مین ملجائیگی ہاے یہ پیارا نقشہ طعمۂ آتش ہوگا اے ملکہ مسلمانون کی ایک دن شکست ہوئی ہے تو دوسرے روز مدد ان کی آسمان سے مثل باران کے پیدا ہوتی ہے اور زمین سے بسان مور چگان ظاہر ہوکر عدو کو خاک مین ملاتی ہے تمنے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا اب امیر کو جو کوئی اٹھا لیگیا ہے وہ ان کو بعزت تمام یہان لائیگا اور وہ اگر تم کو قتل کرینگے کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہین سے آئیگا اور لڑائی کو فتح کریگا بہر صورت ہم پھر بھاگتے پھرینگے خداوند کو زحمت ہوگی اسباب لوٹ مین برباد ہوگا ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے مین جو کہتا ہون اسمین کچھ فرق نہ ہوگا نازک چشم یہ تقریر سنکر ہنسی اور کہا ملک جی کوئی ایسا پردۂ دنیا مین ہے جو مجھ کو قتل کرے میری قضا پیدا نہین ہوئی بادشاہ کو جب میرا جی چاہیگا قتل کرلونگی مثل مشہور ہے کہ زدہ را نمیتوان زد اچھا تمھاری خاطر سے مین توقف نہ کرونگی کل ہی سب کا خاتمہ کردونگی طبل جنگ بجواؤ اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوے تو بہتر ہے اور اگر نہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھینگے یہ کہکر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقارخانہ جمشیدی مین جاکر طبل بجایا صدا اس کی تمام ساحرون کے کان مین پہونچی پھر تو نفیر اور جلاجل اور قرنا وغیرہ بجنے لگین

نظم

تیرہ برآمد ز ہر دو سپاہ	شد از گرد خورشید رخشان سیاہ
سپرہا بدست اندرون بیشہ شد	دل نامدار پر اندیشہ شد
بغرید تا لشکر آراستند	مر آن رزم را بزم پنداشتند

بیان کلباد و گلباد عراقی نسیم بن عمرو و قیسم بن عمرو بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ ان چارون عیارون نے یہ کلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سنے باہم مشورہ کیا ہم مین سے دو عیار خدمت بادشاہ مین جاکر حال نواخت طبل جنگ بیان کرین اور دو یہین ٹھہر کر اس قحبہ کو جس طرح ہوسکے گرفتار کرین غرضکہ دو عیار تو روانہ ہوگئے اور دو ٹھہرے ہوے تھے کہ نازک چشم کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی کنیز سے اس نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیارون نے جو یہ سنا بارگاہ سے نکلکر اسکے پہلو مین چوکی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی آئے اور اسی قنات کے پس پشت چھپ رہے اس عرصے مین ایک کنیز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی کنیزین باہر دروازہ کے ٹھہرین اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیارون نے سراچہ چاک کرکے ایک طرف سے ایک نے اور دوسری طرف سے دوسرے نے منھ نکالا نازک چشم نے پہلو کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا تو کون ہے کہ ادھر کے پہلو پر سے دوسرے نے کمند ماری لتے ادھر پھر کر دیکھا کہ ساتھ ہی بیضۂ بیہوشی

تاک پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگئی عیارون نے اسی جگہ اس کو مثل گٹھری کے باندھکر سر پر رکھا
اور وہان سے نکلکر روانہ ہوے ازبسکہ ساحر کی صورت بنے ہوے تھے لشکری سمجھے کہ ملکہ نے کچھ کہین بھیجا
ہوگا اس وجہ سے مزاحم نہ ہوے اور یہ بجہوت دخطر لشکر سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہ مین
پہونچکر ہشیارہ رکھدیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاف وگزاف کرکے اس بیہودہ نے طبل جنگ بجوایا تھا کہ
ہم پکڑ لاوینگے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے باندھکر اس کو ہوشیار کرو عیارون نے
اس کو باندھا مگر قسمت جو بڑی پڑھی سوزن زبان مین رکھنا بھول گئے فتیلہ رفع بیہوشی دیدیا بارگاہ سلیمانی
بھی نہتی کیونکہ وہ ہمراہ کرب جاچکی ہے بس جیسے ہی اسکو ہوش آیا اور اپنے تئین بندھا پایا آنکھ بند کرکے
کہا کہ شاید خواب دیکھتی ہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے نازک چشم کیا کہتی ہے شناخت خداے تعالی جلشانہ مین
یہ کلمہ سنکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید ہوائی ہون بس ایک قہقہہ مارا اور ازبسکہ زبان قابو مین تھی ایسا سحر پڑھا
کہ رسن جل گئی اور اس نے پرواز کی بلندی پر جاکر پکاری کہ اے اسلامیان یہ اسی کی سزا مین نے پائی کہ جو تم کو
زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہے دشمن پر رحم کرنا کسی وقت مین اچھا نہین خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمھارا
سامنا ہے یہ کہکر اپنے لشکر مین آئی یہان جب اس کو بیت الخلا مین عرصہ ہوا تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی
تھین اور بختیارک بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ لقا مین وجہ دشمنون کا ہنگامہ برپا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور سب
حال بیان کیا سب خوش ہوے اور بختیارک نے کہا اے ملکہ تم بڑی قسمت کی زورآور ہو جو بچ آئین
ورنہ کوئی آج تک اُنکی قید سے چھوٹا نہین اس نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے یہ مسلمان سرکشی سے باز نہ
آوینگے کل مثل حرف غلط انکو صفحۂ ہستی سے مٹاؤونگی اور مثال نقش برآب بحر زندگی سے کنارے
لگاؤونگی یہ کہکر بزور سحر بجوف عیاران غائب ہوگئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کوس رزم
سن چکے تھے اپنے یہان بھی حکم طبل بجنے کا دیا اور فرمایا کہ دیکھون کل مشیت ایزدی مین کیا گذرتا ہے کہ بیت
بیچارہ ندانم بعالم کہ زیست ؎ بخندم بدانگہ کہ باید گریست ؎ غرض طبل شاہی پر چوب پڑی لشکر مین ہل چل
پڑی جو لوگ بزدل تھے وہ رات ہی سے بھاگ گئے پلٹنین اور رسالے بلاورتی کوچ کر گئے کہ میان جان
ہے تو جہان ہے نوکری اور کہین مل رہیگی تلوار کی آنچ ہم سے نہ سہی جائیگی جو بہادران روزگار شجاعت شعار
تھے انھون نے غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ یہی خاک مدد ہوگی اپنے
اپنے اعتقاد کو تازہ کرکے ایک دوسرے کو گلے کا گواہ ٹھہرا کے لگا مرنے پہ دل کو آمادہ کیا شمشیر بازی کو
جانبازی سمجھا کہ مثل اطفال خوردسال کل اسی سے بازی کرین گے ہارسے کھیلنے سے دہان زخم ہنسین گے لب
سوفار اور کلہ عمود سے شاباش کی صدائین آئینگے ہر طرف اس جسم خاکی کے گھروندے خون سے رنگین کرینگے
بوٹے زخمون کے بنائین گے چار دیوار عناصر کو ڈھائین گے قالب بیجان بناکر کھلونے گرد دینگے اپنے سامنے
ہستی کو دو ملعوت کا پتلا سمجھین گے غرضکہ یہی گفتگو ہر سمت تھی یہی آرزو تھی جان دہی یک سخت ورد زبان ہر صاحب ہمت

تھے ہتھیار صاف ہوتے تھے سامان مصاف ٹھیکتے تھے ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

خروشے بر آمد ز اسلامیان — برابستند بر کین ہر دو میان
چنین گفتگو داشتند آن ہمہ — کہ اے نامداران و مردان ہمہ
بہ بندید دامن برامن درون — کہ از دشمن خود بریزیم خون
اگر ما بدین بہ رنگ آوریم — ہمانا کہ نیکو بہ تنگ آوریم
بہ پیکان بدوزیم زرہ بر برش — ببندیم ستوران بجوئیم سرش
ز خونش ہمہ خاک گلگون کنیم — روانش بشمشیر بیرون کنیم
خروشی آمد از دشت آوای مرد — کہ گفتی بدرید دشت نبرد

غرضکہ تمام رات یہی غلغلہ رہا جب زوال ساحر ماشب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب لسان نور اسلام پیشانی زاہد سحر سے تابندہ ہوا کہ بمقتضائے ابیات

چو از تیرہ شب آن زمان درگذشت — سپہر و ستارہ دگر گونہ گشت
شہنشاہ جنگی در آمد بہ کین — بدین لشکرش و شیران چین
یکے تاج زرین نہادہ بسر — چو خورشید تابان بہ دو گہر
بپوشید جوشن چو پیل دمان — ببست از پئے جنگ رفتن میان

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سردار و دولت شاہ حجاب پہ حاضر ہوئے بادشاہ شبستان مین تشریف اُس شب کو نہ لے گئے تھے دیکھا تو ہتھیار سلح و کمل پہنے دعاے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہیں سردارون نے مجرا کیا بادشاہ انکو دیکھکر پشت مرکب پر سوار ہوے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے سمت بارگاہ چلے جب وارد دشت قتال ہوے دیکھا کہ گرد تیرہ و تار اُڑی اور سیاہ عدو نمودار ہوئی لقا تاج کئی سو کنگرہ کا پر از زر و جواہر سر پر رکھے قبا زر دوزی پہنے ہاتھی پر زیر چتر جواہر نگار بیٹھا اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آتا ہے لشکر بڑی چمک دمک سے ساتھ لاتا ہے جو کوئی ہے وہ بھی بنا ہوا اُبلا پڑتا ہے اور قہقہہ مارکر خندہ کرتا ہے گرد سیاہ سے آسمان و زمین تاریک ہے ہر نحوست شعار کودہ روزنیک ہے ایک طرف سے ساحر آکر جمے ہیں نارنج اچھلتے ہیں غول کے غول اور پرے کے پرے ہیں غرضکہ جانبین سے بعد برابر کرنے نشیب و فراز دشت کے اور بعد تھمانے غبار اس خاکدان پست کے صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئین اور نقیب نقابت کرنے لگے اس اثنا مین نازک چشم پری بعد بجا آوری اور سیدان مین ٹھہری لقا کو سجدہ کیا اور اجازت حرب لے کر بطیبی بادشاہ کو پکاری کہ بھیجیے کسی کو میرے سامنے بادشاہ نے خود چاہا کہ مین مقابلہ جاؤن لیکن لندھور نے اپنا ہاتھی صف دست راست سے نکالا اور شاہ سے اجازت لیکر چلا ہاتھی اُسکا مثل شب وصل عاشق روان ہوا اور مقابل اُسکے پہونچا پھر گرز کو چرخ دیکر للکارا کہ لے بچا جو ضرب رکھتی ہو نکال اُس نے یہ سنکر کچھ داغ ماتھ کے سحر پڑھکر

مارے کہ تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھور کو دیکھتی تھی بس جب وہ سحر کر چکی اس نے چاہا کہ گرز لگاؤں ساحرہ نے کہا اے لندھور یہ لمبا اور موٹا ڈیل لے کر مجھ عورت سے لڑنے آیا ہے شرم نہیں آتی یہ کہکر ایسا سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤں زمین میں جم گئے لندھور ہاتھی پر سے کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ اے گیسو بریدہ تیرا مارڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہے کیونکہ پہلوان میں یہ قدرت کہاں ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور مجھکو خود شرم نہیں آتی جو تو مرد و نکا سامنا کرتی ہے یہ کہکر گرز جلد دے کر مارا ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اڑ گئی گرز تخت کو چور چور کر کے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور دور تک غار پڑ گیا لندھور نے نعرہ مارا کہ زدم و بست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر اتری اور پکاری کہ کرا زدی دست کردی حریفہ تو اینک رسیدم یہ کہکر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہوکر گر پڑا اُس کو گرفتار کر کے حوالے اپنے ساحرون کے کیا اور سحر پڑھ کر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارزطلبی کیا بادشاہ اسلام کی جانب سے مالک اژدر نے مادین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ خدائے تعالے کیا یہ سپہ سالار دست چپ ہے کل علم جلوہ دکھانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اس نے پہلے ایک ترسول مارا اسنے اسکو رد کر کے ایک نیزہ اسکے سینہ پر کینہ پر لگایا یہ بہادر فن نیزہ بازی میں اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی چھد جاتا مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اچٹ گیا اور اس نے سحر پڑھکر دم کیا یہ بھی بیدم ہو کر گرا ساحر آئے اور باندھ لے گئے اُس نے چاہا کہ اور کسی کو بہر جنگ طلب کرے بختیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے میں عرصہ ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ فساد پڑے پس کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانوں کا جلد خاتمہ کر اجائے نازک چشم کو جب یہ پیام پہونچا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلنا آغاز ہوئی لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت میں مبتلا ہوں گے یہ سوچکر تلواریں کھینچکر لشکر ساحران اور لقا پر جا پڑے اس طرف سے انھوں نے بھی حملہ کیا ایک دریا آہن تھا کہ جوش مار کر مل گیا تلواریں ہار نے لگیں سپریں سنگ پشت نظر آنے لگیں غوغائے مردم تلاطم سحر زخار کا شور تھا بادل سپاہ گری کا گھنگھور تھا زرہ پوشون کے بازو کی مچھلیاں دام میں تڑپتی نظر آتی تھیں ہیروں کی جو تیں لبیان کا سہ حباب دکھائی دیتی تھیں اس عرصہ میں وہ سیاہی کل لشکر پر چھا گئی اور ساحرہ اور ساحروں کے سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریان اسلام بیہوش ہو گئے بعضے رہرو ملک عدم ہوئے بعضے بیدم ہوئے

ابیات

کسی کے لگا سحر کا ایک ترنج	ہوا کوئی بیہوش بادرد و رنج
دھواں چھا گیا مرکز خاک پر	غبار زمین پہونچا افلاک پر
ہوا اس طرح روز روشن سیاہ	کہ بخت سیہ جس سے مانگے پناہ

ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب — کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب
ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر — کہ پتھر برسنے لگے اور تیر
بہادر زمین پر تڑپنے لگے — در بحر جرأت تھے غلطان ہوئے
روان خامۂ تیغ سے خون ہوا — ورق سرخ تھا صفحۂ خاک کا

بادشاہ اسلام نے پائے شجاعت جما دیے اور ہزاروں کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہو گئے یعنے بیہوشی ان پر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوئے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اس وقت لشکر میں بھگدڑ پڑی اس اندھیرے میں ایک کی دوسرے کو خبر نہیں جسکا جدھر منھ اٹھا بھاگ نکلا القدرت خدا مرکب خنگ سیہ قیطاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیر ہی اسپر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیوزاد امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لیے مقرر کر دیا تھا الغرض یہ گھوڑا معجزہ کا ہے اس نے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر سست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میری گر جائے گا بس نہایت شائستگی سے کہ تکان نہو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامہ سے لیکر چلا اور جہان تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھلکر سمت صحرا روانہ ہوا مگر عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرا میں پراگندہ ہوکر فکر عیاری کر رہے تھے جب لشکر میں بھگدڑ پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرا میں آیا عیار اس کو سمت کوہ مرمر لے گئے کہ وہان کرب مع ناموس ہیں غرضکہ بادشاہ کو بھی عیاروں نے دیکھا کہ مرکب انکو در حالت غشی لیے ہوئے جاتا ہے یہ دیکھکر عیار قریب مرکب آئے اور اس کو چمکارا گھوڑے نے بغضب انکی جانب دیکھا عیار رو کر روتے ہوئے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہیں بس گردن ڈالکر کھڑا ہو رہا عیار اسکو مع بادشاہ لیکر کوہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لاکر تخت پر لٹا دیا بعد لمحہ کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب سے بھر گیا اور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار تھا انکے لیے جراحان شفا دست کو بلوایا زخم دوزی ہوئی تیمارداری میں لوگ مشغول ہوئے جو جو بھاگ کر آئے ہیں انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر میں جمع ہوتا جاتا ہے یہان تو یہ کیفیت واقع ہے مگر اس طرف تاردیو تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر بیگمان ہوا کہ اس تاریکی مین ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب سے نازک چشم نے سحر کارد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی مٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام میں کوئی باقی نہیں ہے سب بیہوش پڑے ہیں اور بہت بیجان ہو گئے ہیں حکم دیا کہ جو مردہ ہیں انکو تو رہنے دو باقی جو بیہوش ہیں انکو پکڑ لو ساحروں نے بحکم سبکو گرفتار کرکے باندھ لیا اور اس نے سحر سے اس جگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسوں تک احاطہ دھوئیں کا کھنچ گیا اور اس جگہ سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ یہ نکل سکیں اور نہ کوئی ان کو چھڑانے آسکے ساحروں کا پہرا

مقرر کر دیا جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کریو طلا زبان لقا
نے وہان پہرا کر لیا بیان اُس کے لشکر کی بازار میں بند تھیں دوکاندار اہل حرفہ و پیشہ سب فراری تھے عجب رونق
تھی کہ خامہ دو زبان کی زبان بیان سے قاصر ہی غرضکہ جب اردوے اسلام غارت ہو چکا اور لشکری سب قید
ہو چکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب میدان میں بادشاہ کو ہوش
نہ پایا سمجھی کہ نکل گئے پس اپنے طبل آسایش بجوایا اور لشکریوں میں سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ کمر
نہ کھولے طلایہ پھرے کہ باقیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہو کہ غفلت میں ہم پر آپڑے بموجب حکم فوج حسب
تعداد مذکور تیار رہی اور باقی نے کمر کھولی لقا مع سرداروں کے اپنی بارگاہ میں نہ گیا بارگاہ شاہی میں
آیا اپنے سرداروں کو خیمے سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجاے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر
ہوا اس بارگاہ میں تخت سلیمانی نہیں ہی تخت طاؤسی ہے اس تخت پر یہ ناہنجار بیٹھا گویا مسکن ہما بوم کا آشیانہ
بنا یہ شعر اسکی نسبت سعدی علیہ الرحمۃ کا مجھکو یاد آیا کہ بیت کس نیاید بزیر سایہ بوم * ور ہما از جہان
شود معدوم * خلاصہ کلام نازک چشم نے بیٹھتے ہی حکم درستی مجمع انبساط دیا اس فتح کی خوشی میں نقارے
بجنے لگے سردار لباس زرق و برق پہن کر حاضر دربار ہوے نذرین گذرنے لگیں ارباب نشاط حاضر ہوے
صداے مبارکباد بلند ہوئی آواز کامرانی اور شادمانی سے قلب زمین و آسمان پر ہوگیا در و دیوار کوہ
و دشت سے صداے عشرت پیدا ہو گئی ہر دشت و در سے یوں آواز سازہاے ترنم مسرت کی سنائی
دیتی تھی کہ جیسے بند مکان گونجتا ہی پریان قمر پیکر و مہوشان سیمبر و شکران مہر دیدار و رقاصان شعلہ خیال
اس طرح رقص کرتے تھے اور ترنم سرا تھے کہ چتر طاؤس مینا فام فلک بلا گردان نثار تھا ناہیدہ مہر رخ کا دل بکھرا ہوا
تھا ساقیان نور طلعت حور صورت جام بلور رشک زمانہ کاسۂ خورشید و غیرت دہ قدح ہلال
لے کر شراب مفرح و پر سرور اہل انجمن کو پلاتے تھے نیا کرشمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پر نور کے
دائرہ میں اتارتے تھے بادہ خواروں کو دیوانہ بنلاتے تھے پر تماشا گلابی و ساغر کے الٹ پھیر
کا دم دکھاتے تھے

نظم

مہیا تھا وہ بزم عشرت کا ساز | کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز
بڑھا موج بادہ کا اسدرجہ جوش | ملاے کے تھا قہقہوں کا خروش
دکھانے لگا چرخ نیرنگیاں | بنی فلک سے کشتی آسمان
لگے پھرنے خوبان عالم تمام | لیے ہاتھ میں جام خورشید فام
وہ رقص بتان ایسا کچھ بھا گیا | کہ ہر چرخ اُسی شوق میں ناچتا
وہین کی ہر گلبانگ عشرت سنی | کہ تھمتی نہیں ہی گلگون کی ہنسی
اسی رقص کی ہر ہوا لگ گئی | چمن میں صبا پھرتی ہے ناچتی

سرداران لشکر کو منصب و جاگیر و زر و مال انعام مین بٹ رہا تھا لقا طرہ بیغمبری افراسیاب کو بھیجتا تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہین انکو بھی پکڑ لیجیے تو ملکہ نازک چشم کو زوجہ قدرت دادیجیے نور قدرت بیٹ مین انکے اُتار دیجیے اور افراسیاب کو طرہ بیغمبری بھیجیے آپ چلکر باختر مین تخت خدائی پر بیٹھیے اس نابکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا اور بارگاہ سلیمانی کا کچھ پتہ معلوم نہوا کہ یہ سب کہان ہین ساحرہ نے ساحرون کو اور طائران سحر کو نبرد سحر روانہ کیا جاکر اطراف مین اس نواح کے تجسس کرین ساحر طائر بنکر اُڑے اور طائر سحر کے بھی چلے کچھ دیر مین پتہ لگ گیا یعنے کوہ مرصع جو سات ہی کوس میدان سے تھا کچھ ساحر اُدھر بھی پہونچے اور جمعیت اہل اسلام وہان دیکھکر خدمت نازک چشم مین آئے بعد ادائے دعا و ثنائے شہریاری حال مقام لشکر اسلام بیان کیا بختیارک نے یہ امر استحکام کرکے کہا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین اور علاوہ برین عیار موقع پاکر اپنا کام کرجاینگے میری راے یہ ہو کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا جاکر خاتمہ کردو نازک چشم اُسکے درغلانے سے اُسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی اور ساٹھ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خیمہ خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر باقی لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمر بندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہوکر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا کوہ و دشت مین زلزلہ پڑگیا سمون سے گھوڑون کے جگر گاؤ زمین کا دہلنے لگا قرنا و بوق کا وہ شور بلند ہوا کہ پردہ ہاے گوش ترک رود کا پھٹ جاتے تو عجب نہ تھا الحاصل بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر فیروزی اثر اہل اسلام پہونچی عیارون نے وہان کے لشکر ساحران دیکھکر خدمت شہزادہ کرب مین اپنے تئین پہونچایا اور سارا ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور زخمی ہین ناموس کے پاس بالاے کوہ تشریف لیجائین غلام جان نثاری کو حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک میری جان تن مین ہو پاؤن میدان شجاعت سے نہ ہٹاؤنگا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤنگا کرب یہ کلمہ سنکر ناچار ہوا اور بادشاہ اُسی حالت زخمداری مین آمادہ حرب و پیکار رہے عیارون نے جو یہ امر دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہوجاینگے اور کرب اگر کام آگیا تو ناموس امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہے گا بس یہ سوچکر تھوڑا سا عطر بیہوشی اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ اور کرب سے عرض کیا کہ غلامان جانباز بہر عیاری جاتے ہین شاید کام آئین تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمایے گا اور اسی وقت آرزو رکھتے ہین کہ حضور سے بغلگیر ہوکر رخصت ہون یہ عرض عیاران سنکر بکمال بشاشت بادشاہ و کرب نے انکو گلے سے لگایا بیہوشی نے تاثیر کی دونون بیہوش ہوگئے عیاران کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیارون نے ملکہ کا خیمہ و سراپردہ و قنات خیمہ بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر الگ الگ کرکے چڑھا دیا پھر سب لشکریون کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جسقدر آسکین چڑھ جائین اور باقی صحرا و کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہون جبدم یہ قران نحس ساحر سے دفع ہوگا اور ہماری فتح ہوگی سب کو بلالین گے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہوگئے تو ہمارے لیے دعاے مغفرت کرین اور لڑنے

مورچے کا پھیر اختیار ہے غرضکہ بموجب حکم عیاران ہو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کرکے جدھر جسکے جی مین آیا چلا گیا اور عیاران نے پہاڑ پر چند خیمۂ بارگاہ سلیمانی استادہ کرکے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریون مین سے انکو انھین خیمون مین ناموس کو اور ایک مین بادشاہ دکر یب کو رکھا اور گھاٹیان پہاڑ کی روکین سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کردیا بانہ ہائے عیاری سے آراستہ ہوئے یعنی تو بڑ دان مین تھیر بھرے ہاتھون مین حقہ ہائے نفتی چڑھائے گھاٹیون مین حباب بیہوشی دبائے کمندین بازؤون پر لپیٹے کمانون مین تیر جوڑے سر کوہ پر ٹھہرے ادھر خیمون مین عورتین ہوسے مشکین وزلف عنبرین کھولکر گودیان پھیلا کر دعا مانگتی تھین کہ اے میرے کریم اے غفور الرحیم اس بلا کو ہم پر سے رفع کردے خداوندا تیرے کرم کے امیدوار ہین کہ نظم

تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم	کہ ہے قبضہ مین تیرے جان عالم
تری ہر چیز مین قدرت عیان ہے	کہین ظاہر کسی شے مین نہان ہے
طفیل پنجتن اے رب کونین	مٹا دے غم کا دل سے شیون وشین
تماشاہی کی جو ہے اس کو بر لا	تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا
مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین	جگر دل انکے تن مین چاک ہوجائین
مرے مالک مری فریاد سن لے	مرادون سے طبیعت شاد کردے

غرضکہ جتنے عرصہ مین یہ انتظام یہان ہوا اتنی ہی دیر مین فوج عدد مثل مور و ملخ آ پہونچی اور ساحرہ نے آتے ہی کوہ کو گھیر لیا اور ایک طرف سے ساحرون نے دوسری طرف سے سپاہیون دلیرون نے حملہ کیا عیارون نے خدنگ دل دوز اور حقہ ہائے نفتی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اسکا منہ جھلس گیا اور ہزارون سینہ تیرون سے غربال کیا فوج کا رخ پھیر دیا دعاوا پیش ہنوا تازک جشم یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئی اور ہر طرف کر دستک دی کہ ایک لکہ ابر گرا اگر سر کوہ پر آیا اور اسمین سے سیاہی پیدا ہوکر پھیلنے لگی عیارون نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے مین پہاڑ سے اتر کے جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے انکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیون مین پہاڑ کی چھپ رہے مگر اتنے عرصہ مین وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہوگئی سوائے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ چاند ہر ہو گیا اس وقت لشکریون نے پھر حملہ کیا ازبسکہ وہ وقت اس لشکر کے آنے مین آچکا تھا کہ خشت زرین آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے کوٹ کر غار مغرب مین گری اور رات مثل ماتم زدگان سیاہ پوش وماتم کنان پیدا ہوئی کما بیات

شبے تیرہ بود مانند قیر	ستارہ نہ پیدا نہ بہرام و تیر
نزنگی شب بود پُر ہول و بیم	کہ گشتے دل شیر ازوے دو نیم

ساحروں نے اس خوف سے کہ ہر چند بالائے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہے مگر عیار بارگاہ سلیمانی میں مخفی ہوکے حملہ کیا اور نازک چشم و بجتیار کی سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دیں گے اور علاوہ اس کے اسلامیوں کے قید ہو جانے سے مطلب تھا وہ یہاں قید نہ ہوئے پہاڑ ہی پر سعیدوں کی طرح رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لیے جائیں گے بس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا کہ یہیں بارگاہیں استادہ ہوں بموجب ارشاد اسکے بارگاہیں اور خیمے وغیرہ آراستہ ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی افسر داخل ہوئے لقا مع ساحرہ بارگاہ نکہت استبادہ میں متمکن ہوا اور جلسہ عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا ادھر اہل اسلام اس شب پر تعب میں محصور بر سر کوہ تھے عاجز اہل بستوہ تھے ایک تو تاریکی رات کی دوسرے سیاہی سحر کی وہ باہول شب تھی کہ جسمیں سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صدا ہائے ہولناک و پر بیم وحشت آگین ہر سمت سے پیدا ہو رہی تھیں کالیک کر رونا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائیں سائیں کی آواز آتی تھی روح تن میں گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہ ہوگی جیسی وہ کالی رات تھی پلنگ درندہ کی طرح پھاڑے کھاتی تھی کہ بمقتضائے نظم

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ ۔ کہ تھی شامت عاشقان کی گواہ
کھلے غم سے تھے خوبرویوں کے بال ۔ شب تیرہ میں تیرگی تھی کمال
صدا ہر طرف تھی یہی ہائے ہائے ۔ خدا جانے کیا ہم کو صورت دکھائے
کوئی مثل سنبل کے بکھرائے بال ۔ پڑی رنج میں اک طرف تھی نڈھال
پریشان کوئی زلف منھ پر پڑی ۔ گہر آنسوؤں کے پروتی لڑی

یہاں لشکر اسلام اسیر رنج و محصور اعدا ہے ساحروں کے یہاں جلسہ مسرت برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا گزرتا ہے انکو اسی حالت میں چھوڑ کر اب ذکر فتاح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زیر شجر باغ میں بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزارہا اشکال مہیب موکلین کی نظر آئیں کبھی کبھی اژدر دہان منھ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریائے زخار کو قریب تر پایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہ ہوا اور اسم پڑھے گیا یہاں تک اسم تمام کیا اسوقت دو مرصع کھلیان ہاتھ میں اور جام بلوریں پانی سے لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دو سقے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اور ان ہمایوں نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کریں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ یہی موکل اسم ہذا ہیں تم ان سے کہو کہ اگر مجکو نہلاتے ہو تو پوشاک اور ہتھیار طلسم کے بھی میرے لیے لاؤ شہزادے نے حسب نوشتہ لوح انسے لباس اور اسلحے طلب کیا انھوں نے اقرار کیا اور وہ دو شخص نظر سے غائب ہو گئے اور وہ اسی جگہ ٹھیرے رہے بعد لمحہ بھر کے وہ دو آدمی جو غائب ہو گئے تھے کشتیاں پوشاک اور سلاح کی لیے حاضر ہوئے شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ ان سے کہو کہ پہلے لباس شکرانہ

ہتھیار لگا کر دیکھیوں کہ میرے جسم پر ٹھیک و درست ہیں یا نہیں بعد کو پھر حمام کر پرن گا شہزادے نے اُنسے یہی کہا اور پوشاک طلسمی پہنی ہتھیار لگائے پھر لوح کو دیکھا اُس میں معلوم ہوا کہ ان سے کہو رنگین جادو و مالک کو اس باغ کے حاضر کرو شہزادے نے اُنسے حکم دیا کہ رنگین کو پکڑ لاؤ یہ سنکر وہ سب نظر سے پوشیدہ ہوے اور ذرا دیر میں ایک ساحر کو گرفتار کیے سامنے لائے شاہزادے نے بموجب حکم لوح اُس ساحر کو قتل کرنا چاہا اُس نے عرض کیا کہ اے طلسم کشا میں اس دن کی خبر رکھتا تھا کہ آپ مجکو گرفتار کیکے قتل کرنا چاہیں گے بس اپنی جان بچانے کے لیے آپکے دادا یعنی امیر کو سیدان رزم سے اٹھا لایا ہوں اگر آپ مجکو رہا کر دیں تو میں امیر کے پاس آپ کو لے چلوں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں نکلا کہ یہ سچ کہتا ہے اس کے ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو یہ معلوم کرکے شہزادہ اُسکے ہمراہ ہوا اور لوح سے کچھ اسم ایسا پڑھا کہ وہ موکل اسم کے غائب ہو گئے شہزادہ اس ساحر کے ساتھ اس باغ میں ایک ایسی جگہ آیا کہ وہاں ایک حجرہ بنا تھا اور در میں قفل لگا تھا اس نے قفل کو وا کیا اور شہزادہ کو اندر بلا لیا دیکھا کہ اس حجرہ میں ایک تخت بچھا ہے اس تخت پر فرش ملوکانہ آراستہ ہے اور امیر جلوہ فرما ہیں شہزادے نے سر اپنا قدم پر جھکایا امیر نے سر کو سے کر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا اور استفسار کیا کہ اے فرزند تم نے اپنے باپ شہزادہ قاسم کا بھی کچھ پتہ پایا شہزادے نے عرض کیا وہ نرگس کوہ پر بخیریت تمام ہیں یہ کہکر کل احوال طلسم کا بیان کیا پھر وہاں سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس ساحر سے کہو مجکو فوج طلسم کے مقام پر پہونچا دے شہزادے نے اس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت کی طرف باغ کے ایک دروازہ نکلا تھا اُسکو کھولکر جو آگے بڑھے ایک کوہستان میں پہونچے کہ وہاں چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفل تھا اس کو وا کیا اس میں وہی صندوق جو ملکہ بلور لے گئی تھی رکھا تھا اس کو اٹھا کر باہر لائے اور پڑھکر کھولکر چالیس ہزار ریتلا بلور کا مرکبوں پر سوار نکلا اور بیٹھکر شکل انسانوں کے ہو گیا شہزادے اور امیر کے لیے بھی رنگین جادو سواری لایا یہ بھی سوار ہوے بموجب لوح کے اس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور ایرج باتوقیر پس پشت چالیس ہزار سوار در با گرز و خنجر و تیر لیے بڑے جاہ و حشم سے روانہ ہوے کہ **نظم**

سپہ را بیاراست خود پُر نشست	پے گرز پرخاش دیدہ بدست
سشمر و ند بر میمنہ ستم ہزار	زرہ دار و کار آزمودہ سوار
فرستادہ بر میسرہ ہمچنین	سواران جنگی و مردان کین
پس پشت ایشان یلان سینہ بود	سپاہی کہ در جنگ دیرینہ بود
بزد تا سے روئین و برشد خروش	زمین آمد از نعل اسپان بجوش

یہ تو اس تجمل و شوکت سے روانہ ہوے مگر اُنکے جو جادو وجود با یہ سے شکست کھا کر گئی تھی تدابیر لشکرکشی و تجمل شاہزادہ کرتی تھی جب کچھ تدبیر بن پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی اُسمیں سب

کیفیت حال بربادی طلسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا وہ ساحر طلسم ہوشربا مین گیا اور خدمت ملکہ
حیرت مین پہونچکر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسنے عرضی پڑھکر مع عرضی اُس ساحر کو باغ
سیب مین بھیجا اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کرکے مشیران سلطنت
سے اس امر خاص مین مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے مین کیا کیا جائے مشیرون نے عرض کیا کہ وہ طلسم شرکت
مین کوکب کے ہے وہ شریک عمرو ہوا ہے وہ اس مقدمہ مین دخل نہ دیگا اب رہے اہل اسلام اُن سے آپکے
دونون جگہ مقابلہ ہو رہا ہے پہنے کو عقیق پر ساحر جاتے ہین اور یہان مہرخ سے بھی لڑ رہے ہین بس سری جنگ سے کیا فائدہ
آئینہ کو یہان بلا لیجیے جب مسلمان مارے جائینگے اس وقت طلسم اسکا حوالے اسکے کیجیے گا یہ رائے شاہ جادوان
کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہان چلی آؤ مین سمجھ لونگا پس یہ جواب اس ساحر کو دیکر
دریائے سحر کے پار اتروا دیا وہ وہان سے پاس آئینہ کے آیا جب اس نے جواب عرضی پایا از بسکہ دل مین
مزا سلطنت کرنے کا بجز انقیاد ام آرزو ہوا نے پابند بلا کیا ملک و مال چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا کہ بیت بخواست
خوبند و نام جو ہنر سد و دانش نہ فرجام بد ہو بس افسران لشکر کو بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی سلکے کی مین طلسم کشا
سے اور لڑونگی تم مین سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو آرام منظور ہو وہ چلا جائے سب نے
عرض کیا کہ ہم جان بازی کو حاضر ہین غرضکہ تین لاکھ کا لشکر درست کرکے اژدر پر بیٹھکر روان ہوئی کچھ ہی دور
قلعہ سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اسطرف سے آتا تھا اثنائے راہ مین مقابلہ ہوا دونون لشکر
باہم تلوارین کھینچ کر ملگئے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن پتلون کو حکم جنگ دیا انھون نے فوج
آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا امیر دایرہ ج لڑنے لگے رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا دریا سحر
بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا طلسمی پتلون نے ہزارون کو بیجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی
اُس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا آگ برسا کر صدہا پتلون کو جلا دیا تھا جب ذکر رسول
مارتی تھی دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی داد شجاعت میدان دیتی تھی دریا خون کے بہاتے تھے ایکطرف
شہزادے نے لاشون کے ڈھیر لگا دیے کہ بموجب نظم

ز بس نالۂ بوق و بانگ سپاہ — شدہ گوش گردون کر و دل سیاہ
یکے بزم بد دشت گویا نہ رزم — دلیران دران بادہ خواران چو بزم
خو کوس شان زخم بربط سرائے — دم گاؤ دم نالۂ کرنائے
روان خون چو مے نالہ شان بم و زیر — پیالہ سر و خنجر و نقل تیر
بہر گوشہ کشتہ فتادہ خوار — کہ شد بستہ بر تازی اسپان گذار
ز بس کشتہ و سر فگندہ نگون — چو دریا ہمی رفت بر دشت خون

آتش جدال و قتال نے خانہ ہائے تن جلا کر روحون سے ویران کر دیئے تھے برق تیغ شعلہ فام سے نے

خرمن ہستی جادوان خاک کرکے بباد فنا پریشان کر دیے تھے اسی ہنگامہ میں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں واضح
ہوا کہ جب تک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے بہتر ہے کہ چھپ کر اس کے پاس جاؤ اور لوح اس کو دکھاؤ
نگاہ اس کی خیرہ ہوگی اس وقت فوراً تلوار اس کے سر پر مارو تاکہ ہلاک ہو جاوے ورنہ اگر بچ جاوے
تو آفت برپا کرے گی شہزادہ یہ حکم لوح دیکھ کر مصروف جنگ رہا اور جب غول میں لشکر کے پہونچا
مرکب پر سے کودا آئینہ نے جو گھوڑا اس کا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ اے بہادران طلسم کشا زخمی ہو کر گھوڑے
سے گرا ہے جلد اس کا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو یہ کہکر آپ اژدرے سے کود کر خوشی خوشی چلی اُدھر
سے شہزادہ آتا تھا راہ میں سامنا ہوا شہزادے نے لوح سامنے کر دی آنکھیں اسکی بند ہوگئیں اور سحر
فراموش ہوا شہزادے نے جھک کر تلوار ماری کہ سر پر جھیکر ٹانگوں سے نکل گئی دو ٹکڑے ہو کر وہ گری شور دار و
گیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ٹکرانے لگے زمین میں غار پڑ گئے چشمے طلسم کے خشک ہو گئے
آندھیاں اٹھیں بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجکو اے شخص تو نے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا
زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران میں بھگدڑ پڑی بقیۃ السیف نے چادر امان
طلائی ایرج جنے باطورد کا افسران لشکر نے خدمت میں حاضر ہوکر رکاب کو بوسہ دیا اور اتا الطیع کا دم بھرا شہزادے
نے ہر ایک کو سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہیں آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم تھے بعد مرگ
بادشاہ طلسم وہ بھی غائب ہوگئے غرضکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ دو شخص سبز وضع پیدا ہوئے اور پاس
آکر یہ عرض کیا کہ مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہیں چلیے اور مال لیجیے شہزادے نے ان کو ہمراہ لیا
اس عرصے میں حنظل و شعلہ دار و ستارہ و شاپور دلو صدا زاپنے اماطا سحر سے نکل کر حاضر ہوئے
اور تسلیم کرکے مبارکباد فتح طلسم دی اور نذر گذرانی شہزادہ سب کے ہمراہ وہاں سے چلا اور داخل طلسم
ہوا بیابان رہا تمام فراری تھی لیکن عمارتیں عمدہ بنی تھیں دکانیں مثل عاشق مہجور خالی پڑی تھیں بازاریں
ویران تھیں گلیاں سنسان تھیں شہزادہ تمام مقام ملاحظہ فرماتا دارالامارۃ شاہی میں آیا اورنگ
شوکت پر متمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت
سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طلسم و رعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے نذریں گذرنے لگیں تمام شہر
اسلام آباد ہوا القصہ دیر ساحری کے مندر وغیرہ منہدم کیے گئے مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں
شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسی کو جان سے مارا غرض جب یہ سب انتظام ہو چکا تو حنظل سے پوچھا
کہ تمام طلسم فتح ہوا مگر ملکہ بلور کا پتہ نہ ملا اس کو تلاش کرنا لازم ہے یہ کلام سنکر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ
حضور ایک باغ میں ملکہ قید ہیں وہاں تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات ہوگی شہزادہ اسی وقت روانہ
ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولوں سے بھرا سرسبز ہرا نظر آیا چار بارہ دری چاروں کونوں
پر تعمیر خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر پردہ ہائے زنبوری ہر ایک میں پڑے جنکی ڈوریوں میں مکیش کے پھندنے

لگے شہزادے نے اندر جانا چاہا تھا کہ اندر سے چند کنیزیں میلا کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئیں اور شہزادے کو سلام کرکے ایک بارہ دری کی طرف لائیں پردہ اس کا اٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اس پر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے ایک شیر پایۂ تخت سے بندھا ہے اس سے کہہ رہی ہے کہ اے شیر تو مجھ کو کھالے کہ فراق شہزادہ ولدار مرگ سے بدتر ہے کہیں یہ دم نکل جائے تو روح خواب عدم میں آرام پائے شہزادہ یہ سنکر رو دیا اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں لباس خاکستری ہوگیا ہے چہرے پر خراش ناخن جابجا ہے یہ دیکھتے ہی بیتابانہ آگے بڑھا وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگا دے پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ۔ شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑ کر اور طمانچہ تیار کرکے آگے بڑھا لوح کو اس کے سر پر مارا وہ قلابازی کھا کر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہوگیا شہزادے نے بڑھ کر زنجیر پائے ملکہ کو دفع کیا اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی دونوں بلک بلک کر رونے لگے منھ اشکوں سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے دکھڑے سنائے آنکھوں سے دریا بہائے کہ بمقتضائے۔ مثنوی

بغل کھول کر پھر تو آپس میں ملے	وہ رویا کیے دیر تک متصل
بیاں دونوں اپنا جو کرنے لگے	دُر اشک سے چشم بھرنے لگے
گلے مل کے رونے لگے زار زار	کیا اپنے تن من کو اس پہ نثار
پھر اس تخت کے گرد پھرنے لگا	بلا اس کی لے لے کے گرنے لگا
کہی سرگذشت اپنی اس دم تلک	کہ اس طرح پہونچے ہیں ہم تم تلک
اُدھر اشک خونیں اِدھر چشم نم	اُسے اس کا غم اور اسے اس کا غم
نہ وہ رنگ اس کا نہ وہ اسکا حال	تن زرد زرد اور رخ لال لال
بہم دو خزاں دیدہ گلزار سے	ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کی اب خدا تم کو نہ رلائے یہ روز جدائی پھر خدا تم کو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی باتیں ہوں رونا دھونا موقوف کرو کہ بیت

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو خدا پھر رلائے نہ تم کو کبھو غرض حاصل مرام ملکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل میں پہونچ کر حمام میں گئی نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بصد تزئین و آرائش آراستہ ہوکر بہتر از ماہ و خورشید بنی حسن کی چمک ضیائے مہر کو شرمندہ کرتی

کہ مثنوی

دوبارہ کیا اس نے اپنا سنگار	چمن میں نئے سر سے آئی بہار
نہا دھو کے نکلی عجب آن سے	کہ الماس نکلے ہے جوں کان سے

نہانے سے نکلا عجب اُسکا روپ	نکل آئے بدلی سے جیسے کہ دھوپ
جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن	لیا سرخ اس گل نے جوڑا پہن
اُسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس	تصور میں ہو سرخ جس کے قیاس
بھبوکا سا تن اور منھ کی دمک	کہ جون شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک
نکیلی وہ اُٹھی ہوئی چھاتیان	بھری اپنے جوبن مین اتراتیان
گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک	تڑاقے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
وہ کنجن سی اُسمین پھبین لال لال	بھری رنگ سے قمقمے کے مثال
نیلاہٹ وہ بھٹنی کی اس سے نمود	کہ جون سرخ چہرے پہ خال کبود

شاہزادہ سے ازبسکہ عقد ہوچکا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس آکر شہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسہ انبساط رہا جام شربت وصل پیا پھر برآمد ہوکر ہمراہ خزانہ دارون کے کوٹھے جا کر کھلوائے اور جائزہ اسباب لیا چالیس ہزار خفتان زرین بادلہ نگار اور بارگاہ آئینہ یعنی آبگینے کی اور روبگل اور سامان اور مرکب دریائی ہزار عرادے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑیان نقارون کی سیمین وطلائی انمین سے نکلین اور ایک صندوق مین سے دو تلوارین ملین ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک جسم کی ہو اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق مین چار تلوارین تھین پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور رہبر قتل سوار طلسم لیگئی تھی اور ایک موکل اسم کی پوشاک کے ہمراہ شہزادے پاس لے گئے تھے جس سے آئینہ ہاری گئی اب دو باقی تھین وہ بھی ملین شہزادہ اُنکے ملنے سے خوش ہوا اور دار الامارۃ مین آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت پر دیکے امیرے خلعت حکومت دلوایا تاج شاہی پہنایا اور رنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا کو صدا کو وزیر سلطنت مقرر کرکے ملکہ حنظل اور سیارہ کو خلعت دے کر حکم دیا کہ قلعہ نرگس کوہ مین جا کر بدر بزرگوار شہزادہ قاسم کو مژدہ فتح دین اور ملکہ صنوبر کو انکے ہمراہ بسمت لشکر اسلام روانہ کرین حنظل حسب ارشاد مع سیارہ روانہ ہوئی یہان شہزادہ قاسم اترا ہوا تھا کہ یکایک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہوگیا اور غبار سیاہ اڑا صدائے مہیب آئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہوگئے اور میدان نظر آنے لگا قاسم نے مقبل سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا انتیاب ہوا یہ فرما رہا تھا کہ سیارہ و حنظل نے آکر مژدہ فتح دیا قاسم نے سجدہ شکر کیا اور جلد جلد کارسازی لشکر فرما کر ملکہ صنوبر و نرگس جیسم ہمراہ لے کر مع سیارہ بجشم و خدم کوچ فرمایا کہ نظم

نہ گردان جنگی ز نام آوران	کہ چون خنبل سیر و تیماس خان

گزین کرد ازان نامداران سوار — دلیران جنگی دہ و دو ہزار
سپہ ور پیادہ دہ و دو ہزار — گزین کرد آن اژدر کارزار
بفرمود تا جملہ بیرون شدند — ز پہلو سپہ دشت وہامون شدند
وزان جا نشستگہ کوس بر پیل بست — بگردان بفرمود خود بر نشست

پس اسی جاہ و جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اس طرف ایرج نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اترا ہی وہان سے اشقر کو لے آؤ زنگین نے عرض کیا کہ اشقر صحرا مین ہوگا کیونکہ جب مین امیر کو اٹھا لایا تھا تو لشکر پر بڑی تباہی تھی یہ کہکر سب حال بربادی عسکر نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کرکے مرکب پر سوار ہوا اور امیر کو ایک تخت پر سوار کرکے ساحرون نے اس تخت کو اڑایا یہ اس لیے کہ جب امیر پردہ قاف پر گئے تھے اور ارنائیس دیو اور لانیسا پری کہ اشقر کے مان باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پری نے اس جرم مین قتل کیا کہ وہ دونون امیر کو پردہ دنیا کی طرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اس سے وعدہ فرمایا کہ سوا تیری پشت کے اور کسی پر مین سوار نہ ہون گا چنانچہ ایکبار امیر فیل لندھور پر سوار ہوے تھے تو اشقر خفا ہو کر دریا مین گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان بحری سے جفت ہو گیا اس سے بچہ پیدا ہوا کہ ابن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کو ملا ہی حال اسکا نوشیروان نامہ اور ایرج نامہ کے دفترون مین مندرج بہ غرضکہ شہزادہ بہ تمکنت و جاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پر علم جلوہ دکھاتے اور کئی سو نقارے بجتے بیچ مین مرکب پر یہ شہریار گرد بہادرون کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ لیے خزانہ کا منہ کھلا علم شیر پیکر کا سر پر سایہ شاپور عیار رکاب تھامے ہنس کر باتین کرتا صداے طرقوا پیدا کہ ابیات

بفرمود تا برکشیدند نا ے — سپہ اندر آمد ز ہر سو بجاے
بر آمد یکے گرد و برشد خروش — ہمے کر شدی مردم تیز گوش
سنانہاے الماس در تیرہ گرد — ستارست گفتی شب لاجورد
ہمہ غرق در آہن و سیم و زر — سپرہاے زرین و زرین کمر

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونون سمت اسلامیان روانہ ہوے مگر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر پہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور توسن فلک پہ سوار ہوکر فوج سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ ابیات

ازان رو دگر آئینہ از غبار — برون آمد و شد جہان زرنگار
فلک برادرین بام نیلی سرشت — در ایوان فگندند زرینہ خشت

صبح ہوتے ہی نازک چشم ولقا با فوج گران سوار ہوکر سامنے پہاڑ کے آئے اور دیکھا کہ چار سمت اندھیرا

چھپا یا ہے عیار بھی گھاٹیاں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں پہاڑ پر سے رونے کی صدا آتی ہے یہ حال دیکھ کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھوان تیز کر دیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑ کر چلی کہ سبکو جاکر باندھ لاؤں غرضکہ سامری و جمشید کے نعرے بلند کر کے فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے عیاروں نے بارگاہ سلیمانی کے در جوں میں ٹھہر کر پتھر اور تیر مارنا شروع کیے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کیا کہ بیت ترا آسرا ہی ہیں اے رحیم بچالے ہمیں دشمنوں سے کریم ؛ دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و برضاے سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپہر دوار تیرہ و تار ہو گیا نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر گرد کیطرف دیکھا اور کہا کہ آئیے آئیے بسم اللہ بسم اللہ بہت کے اس ساحرہ قحبہ نے سر اٹھایا ہے ابھی ہی نہیں واصل جہنم اسکو فرمایئے لقا نے یہ سنکر کہا او شیطان کیا بکتا ہے اس نے کہا جلد بھاگیے وہ آگئی تقدیر پلٹ گئی نازک چشم ماری گئی یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اسکے قریب آئی اور کہا ملک جی کیا بکتے ہو اس نے کہا آج تک تمہاری زندگی تھی آج تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجھکو شیطان نہ کہنا مسلمانوں پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جواب آئی آخر ان کی خدا نے مدد کی اسی گفتگو میں یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قاسم نظر آیا کہ زرہ یاقوت زرنگار پہنے جیسے آفتاب تابان میان شفق نمایان مرکب کوہ کفل اڑا تا ہر چہار تر چھا کنوتی پر مرکب کے رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس میں آگیا ہے بلکہ کبادہ چرخ کبود اس پر قربان ہوا ہے کہ ابیات

پوشید بس ہفت پارہ حریر — کیے خود چار ش زرہ دلپذیر
ہمان جوشن و خود غیبہ زرزر — بپوشیدہ در زیر شان چون زبر
کمندے و گرزے و نیزہ بدست — بہ اسپ تگاور روان برنشست
پر از گرد شد روے ماہ از نبرد — پر از خاک شد کام ماہی ز گرد
ز بانگ یلان سغز ہامون بخست — از انبوہ جان راہ گردون ببست
ز گرد سیہ خنجر جنگیان — ہمی تافت چون خندہ زنگیان

پس پشت سواران جرار مقبل وفادار آتے ہی نعرہ زن ہوا کہ لے فرقہ ساحران اشرار دست خود دار تجمدار کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر مرکب اٹھا کر فوج پر آپڑا تلوار کھینچی بجلی چمکنے لگی پتھر برسنے لگے پہلے ہی حملہ میں بہت ساحر واصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ کیوں ملکہ دیکھا کہ اب مسلمانوں کی مدد آنے کا لگا لگ گیا خیر بیٹا اسی میں ہے کہ بھاگ چلو نازک چشم پر یہ کلمات سن کر غضب طاری ہوا اور خود آگے بڑھی فوج کو للکارا اُدھر سے قیماس خان و الماس خان وغیرہ سرداران شہزادہ آپڑے تیر چلے دور و خنجر جانستان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوے کہ بمقتضاے ابیات

همه پر شد از عاج بهر خروش — جهان آمد از نای رویین بجوش
جهان گشت پر گرد آوردروے — پر خواست دریا ز ناورد جوے
زمین ہچو کشتی شد از موج خون — گہے راست جنبان گہے سرنگون
کمان ابر و باران الماس بود — سر و مغز پر جوش و سواس بود
زبس کشته گشته ز ہر دو گروه — زخون خواست دریا و از کشته کوه
شہیدا بداز خون تن رزم کوش — که فولاد پوش ست با نقل پوش

نازک چشم تڑپ کر بروے ہوا گئی اور پکاری کہ اے قاسم تیرے دادا کو مین بھگا چکی ہون اور سب سردار پکڑ لیے ہین تو میرا کیا کرے گا شہزادے نے یہ کلمات سنکر ایک خدنگ دل دوز اس پر لگایا کہ اس کے سینے پر پڑا مگر اُچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہان سے گری شل بلاے ناگہانی قاسم پر آئی اور پنجہ مین دابکر لے اڑی لشکر مین لائی قید سحر مین مبتلا کرکے بیہوش کر دیا اور پھر آگے بڑھکر ایسا سحر کیا کہ دھوان اس لشکر پر بھی چھا گیا اور ہر ایک سباز رہا بگل ہو کر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا سوجھتا بھی آنکھون سے موقوف ہوا پس اُسنے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کرکے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو وہ سب رکے اُسنے قاسم کو سامنے طلب کرکے کہا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہے خداوندگو بارادت تمام سجدہ کر قاسم نے زبان بطعن ولعن کھولی اس نے جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیجکر کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو کہ حاضر ہو کر اطاعت کرین بادشاہ اسلام کو اگر سجدہ کرنا منظور کرین تو خداوند لقا بڑی عزت وحرمت فرمائین گے اور ملک و مال عطا کرینگے وہ ساحر روبرو کوہ کے جاکر پیام گذار ہوا یہان قاسم کی آمد دیکھکر عیار خوش ہوے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفہ طلسم لایا ہوگا اور ساحرونکو قتل کرے گا یہ سمجھکر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا بادشاہ یہ سانحہ دیکھکر آراستہ ہوکر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اترین کہ اسوقت خبر گرفتاری قاسم پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا اسی اثنا مین پیام ساحرہ شاہ کو پہونچا فرمایا کہ جواب ان باتون کا سخت اور درشت لکھکر تیر مین باندھکر نیچے پھینکدو نامہ تیر مین باندھکر جواب ان کلمات کے پھینکدیا مضمون یہ تھا کہ او قحبہ تو کیا بکتی ہے مین لقا پر لعنت کرتا ہون اور خدا پر شاکر ہون انشاءاللہ عنقریب تو ماری جائیگی غرض جب یہ جواب ساحر نے جاکر نازک چشم کو دیا وہ آمادہ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست کرکے چلی اور ادھر عیارون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہین ہے دھوان سحر کا چھایا ہے پہاڑ سے اتر نسکین گے باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائین گے اس سے لازم ہے کہ یہین اس قحبہ کو آنے دیجیے اور اسی جگہ سے لڑین شاہ اور کرب یہ سنکر مجبور ہوے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جا سکے تو پھر باہر نکلنا بیکار ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ یہان ہوش وحواس کے ساتھ رہین اور جب فوج یہان آجاوے تو اپنی جان دین فی الجملہ یہ تو آمادہ مرگ یہان ٹھہرے اور زیر کوہ لقا و نازک چشم شادان

دفرجان آکر حملہ آور ہوئے بھیڑ بڑی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگاتے تھے عورتیں دعا کر رہی تھیں کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی بختیارک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمبدم آتا ہے ہوکے دیتے ہیں کہ ابھی ستارہ تمھارا گردش کھا گیا ہے تمھارے لیے فنا ہے نازک چشم نے کہا تو شیطان ہے یونہی بیہودہ بکتا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ اگر اس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری زبدۂ خاورستان شاہزادہ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیر ران بگھدری کرتا طرارے بھرتا آتا ہے پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہوا ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رواں شاپور عیار رکاب تھامے باتیں کرتا آتا ہے جب قریب پہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھ کر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہے پس ایک نعرہ کوہ شگاف بلند کیا کہ اے خیرہ سران **نعرہ**

چو دریا بر آورد از کینہ جوش — گہے بر لب آورد و برزد خروش
من آن شاہ گیتی ستان آرجم — کہ از من بلرزد تن شاہ جم
دم اژدہا گیرم اندر مصاف — نشاید بہ گرز من این کوہ قاف
ہمی چرخ را زیر پا آورم — بہر رزم مردے بجا آورم

یہ نعرہ کرکے تیغ کھینچکر لشکر عدو پر آپڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی ہر بار تلوار ایسے تہلکہ ڈال دیا سنانہائے نیزہ اُس تاریکی دود سحر میں بسان انجم چرخ لاجورد چمکتی تھیں ردھین قفس تن میں پھڑکتی تھیں تلوار اسکی زبان خون کی پیاسی تھی زبان تیر لب سوفار چاٹتی نظر آتی تھی چہرے مبارزوں کے خاک پر خون میں آلودہ سُکّے پڑے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ میں خاک کھینچے تھے روے زمین مُرقع ▮ نہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا تقدیر کا لکھا بہادری شمشیر آگے آیا تھا موت کے کلمنون پر زیر دستوں کو چلنا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طغرا نگار اجل نے حیات کی مدکی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے دائرہ میں نقطہ دار ہر ایک گھیر اتھا فوج کے لام کو الف تیغ نے الف بنا کر لا یعنی نیست کردیا تھا جوانوں کے چہرے جو دفتر شجاعت میں صاد تھے وہ نون نفی نے نظری کردیے تھے خلاصہ یہ کہ کشتوں سے کلک شمشیر نے صفحۂ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا میں سر دن کے نقطے دیے تھے **نظم**

بر آمد خروش از دلیران جنگ — یکے حملہ کردند ہمچون پلنگ
کشیدند شمشیر زہر آبدار — فتادند در دامن کوہسار
بگشتند چندان دران خارہ سنگ — کہ از خون زمین گشت پشت پلنگ
بہر سو سرے بود در خاک و خون — تن بد سگالان ہمہ سرنگون
چو مرغے کہ او دانہ چیند ز خاک — ربودند از آن بدتنان جان پاک
فگندند در دشت یک بر تیغ — کہ بابستہ گردید بر جسم تیغ

اسی گرمی حرب مین نازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آپڑی اور ایک نارنج سحر پڑھکر مارا شہزادے پر
بسبب لوح اور تعویذ وغیرہ کے کچھ اثر نہ ہوا نارنج شق ہوکر الگ گرا شہزادے نے وہی تلوار جس سے اُسکی قضا تھی
کھینچکر نعرہ کیا کہ بیت ہمی تیرہ بینم دل و ہوش تو * ہمی گور بینم بہ آغوش تو * نازک چشم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ
طلسمی نہین ہی پھر اب کیا کرے گی بس اُسنے سر اپنا سامنے کر دیا گویا قضا کو سر آنکھون سے قبول کیا سر تسلیم جادہ
فرمان مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار جو سر پر پڑی ناگون سے نکل گئی العیاذ باللہ زمانہ مین آفت عظیم آئی
وہ سیاہی جو عالمگیر ہو رہی تھی دفعتاً غائب ہوگئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا جیتا کر
پکارا کہ واہ واہ کیا کہنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا خداوند جابر تقدیر گر نہ کیجیے نہین تو
یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہی تو اسا حضور کا بہت ہست چھٹ نظر آتا ہی لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور
سوفارہ کو للکارا کہ اے اس بندہ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور بغضب بسیار للکارتا ہوا قریب شاہزادہ
آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہین کرتا ہی وہ بھی خالی گیا اُس نے ترسول مارا شہزادہ
نے رد کرکے کمر مین ہاتھ دیکر اسکو اژدر پر سے اٹھا لیا اسوقت فوج کوہی اور ساحران وغیرہ کو لقا نے
نہیب دی کہ ہان روکو اسکو وہ سب جھپٹے ادھر سے مبارزان مرد میدان سر و تن کے خریدار جان کے خواہان دوڑ کر
غٹ پٹ ہوگئے ہلچل پڑ گئی بڑے جھگڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنے سے تاریکی جو واقع ہوئی عیار پہاڑ پر پہونچ گئے
کہ ساحرہ دار البوار مین پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کہ بالائے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر پہاڑ پر سے اتر
آئے اس عرصہ مین تخت پر [illegible] سوار آکر پہونچے اور مارے جانے ساحرہ کے دہ ہوتی جاتی رہی اسم اعظم یاد آیا کہیں یہان پہونچکر
ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ صاحبقرانی کی صدا جو آٹھ کوس جاتی ہی اشقر نعرہ سنکر جو سے دوڑ اور خدمت امیر مین آیا امیر
سوار ہوے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے یعنی پہلے ساحر شعل افگن و عقاب و محنت
وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوے تھے اور سبکو اُسی تجمہ ساحرہ نے اپنے سحر مین کر لیا تھا اور خود بھی سردارونکو مقید کیا تھا چنانچہ اُسکے
مرتے ہی وہ سب ہوشیار ہوگئے اور قید سحر انکے جسم پر سے دور ہوگئی بس اپنی قید توڑ توڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے
اور بہر حفاظت مقام فرودگاہ پر ساٹھ ہزار سوار نازک چشم چھوڑ آئی تھی بانیر جا پہنچے از بسکہ یہ سردار دیو بند و دلکش رستم سے
کہین بڑھکر ہین وہ سوار تاب جنگ نہ لا سکے بھاگ کھڑے ہوے یہ بھی ان کے تعاقب مین چلے اور لقا کے
لشکر مین سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوے اور اول کہا گیا تھا کہ نازک چشم نے جب بادشاہ نے
شکست کھائی تھی تو اُس نے وہ لوگ جو میدان مین بیہوش اور نابینا ہوگئے تھے اُن کے گرد احاطہ سحر کر دیا
تھا الحال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہوگیا اور لشکری ہوشیار ہوکر چلے اور آکر زیر کوہ شریک رزم ہوے اور
لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ گرفتار ہوا ہی وہ بھی لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا اس ہجوم
کے ہونے ہی لشکر ساحران باقیماندہ فرار ہوا اور بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اچھال دی کہ اے جلد
ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائے گا فیلبان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جدھر منہ اٹھا بھاگ کر

لشکر حالت میں پڑی اور اسلامیوں کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اسنے اسکو حباب مار کے بیہوش کیا اور زندان میں سوزن دے کر مقید کر کے لشکر میں رکھا شہزادہ زدو کشت کرتا ہوا عقب لشکر حریف چلا لقا پہلے اس جگہ آیا کہ جہاں اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی یہ قبضہ میں کرچکا تھا غرضکہ وہاں پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ وہ فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فرودگاہ پر آیا یہاں پڑاؤ پر بھی غازیان دیندار نے نہ پڑنے دیا اس جگہ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوا اور قلعہ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا اہل اسلام تے تا بہ قلعہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ میں جاچکا اور در قلعہ بند کرلیا پل تختہ اٹھوالیا اسوقت اہل اسلام پھرے اور اس کے اردو پر آکر گرے تادیر بارگاہ و بازارین و خیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آگ خیموں میں لگادی اور بفتح وفیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر سے منگوا کر استادہ کی ناموس امیر و سرداران بھی داخل سراپردہ عصمت ہوئے امیر و بادشاہ و جملہ سردار بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر کی آراستہ ہوں اسی وقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے در امن و امان کھلا ہے اہل اسلام جہاں جہاں مخفی ہیں وہ آئیں اور آرام سے سکونت گزین ہوں ساحر فی النار ہوئے یہ صدا سنتے ہی فوج فوج شعاب جبال میں پنہاں تھی آنے لگی اس عرصہ میں رعایائے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوف مہر درخشاں فراری تھی پھر کر آباد ہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضائے

ابیات

چو خورشید بر جائے مغرب رسید — رخ روز روشن بشد ناپدید
برون رفت خورشید مشعل ز باغ — فروزان شد از ماہ انجم چراغ

اسی رات بھر میں وہی سامان جو پہلے تھا درست ہو گیا بازارین کھلیں رعایا بر آیا آباد ہوئی خلقت دلشاد ہوئی سب سردار حمام کر کے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ میں رونق افروز ہوئے محل میں بر محل رتجگے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگیں لاکھوں روپیہ کا تصدق اتر گیا آپس میں گلے ملکر مبارکباد دیتے تھے دربار میں بادشاہ نے جشن ہونیکا حکم دیا تھا طائفے رقاصاؤں کے حاضر تھے ساقیان گلعذار جام مے پلاتے تھے مجرائی نغمہ عشرت سناتے تھے

نظم

خوشی میں کیا یاں تلک زرنثار — جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار
جہانتک کہ سازندے تھے ساز کے — دھنی دست کے اور آواز کے
لگے گانے اور ناچنے ایکبار — جہانتک کہ تھے گائک و رقص کار
لگے بجنے قانون و بین و رباب — بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب
لگی تھاپ طبلوں کی مردنگ کی — صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی

کمانچون کو سارنگیون کو بنا خوشی سے ہر اک ان کی طرز مین ملا
ستارونکے پردے بنا کر درست بجانے لگے سب وہ چالاک و چست

کئی روز تک یہی جلسۂ طرب برپا رہا اور اسی زمانۂ عشرت انگین مین **امیر** نے سوفار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوال اسلام کیا اس مکار و غدار نے اشارے سے اقرار کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون **امیر** نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا وہ دوڑ کر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین مین آئے کہلکے **امیر** نے کلمۂ طیب ارشاد کیا یہ دل مین کینہ رکھکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا **امیر** نے اس کو خلعت دیا یہ ہنسی رہنے لگا اس طرف لشکر سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ مین کئی روز تک ساکن رہا جو جو فرار ہوگیا تھا وہ بچگیلے دس پانچ روز مین پھر آکر جمع ہوے اور لاکھون مارے گئے تھے جو بچے تھے جب وہ آچکے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی **افراسیاب** کو لکھی اس مین حملہ کو انعت جنگ درج کرکے تاکیداً درخواست کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسی کو بھیجے کیونکہ یہان کوئی باقی نہین رہا سوفار بھی زندہ گرفتار ہوگیا ہے اور یہ بھی رقیم کیا کہ درصورت عدم مددرسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندون سے ناراض بہت ہین غرضکہ اسی عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ عرضی اٹھالے گیا سب **لقا پرست** تو باتنظار جواب عریضہ مستور بیٹھے لیکن **سوفار** جو بمکاری مسلمان ہوا ہے اسکا حال بیان کیا جاتا ہے کہ **امیر** نے اسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمۂ زرنبتی رہنے کو ملا ہے تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جشن سے فرصت پائین تو کوئی ملک حضور سے لیکر اسکو دلائین اُدھر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب **مصرع** اصل بد از خطا نکند + اسنے یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بجہ جشن جاگے ہوے تھے ایک خیمہ مین آکر آرام پذیر ہوے بس موقع اس نے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بیہوش ہوگئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ اس لیے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہان مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئے گی فی الجملہ اس نے سحر سے شاہ کو بھی بیہوش کیا اور پنجہ مین داب کر اڑ گیا اپنے لشکر کی طرف یہ سوچکر نہ گیا کہ عیار پتہ لگالے جائین گے صحرا مین سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے مین غار تیرہ و تار دیکھکر اس مین شاہ کو رکھا اس یوسف مصر سلطنت کے غار مین پہونچنے سے وہ غار یا تو مثل دیدۂ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہوگیا اور اس گنجینۂ کنز صاحبقرانی کو اس مار خونخوار نے اس طرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر دہن غار پر رکھکر بند کردیا اور ایسا سحر کردیا کہ وہ غار نظر مردم سے پنہان ہوگیا پھر آپ لشکر اسلام مین آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا وہان رات بھر خدمتگار وغیرہ بیہوش پڑے رہے جب غار مشرق سے شاہ خاور نکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم مین بطور شاہ اسلام مخفی ہوا **نظم**

چو شب تیرہ آخر شدہ روز شد کہ خورشید زرنگ فیروز شد

جہان گشت از مہر روشن چو ماہ	دوان آمدند آن چو در خیمہ گاہ

صبح کو سوفار نے دعا پڑھا کہ خادم ہوشیار ہوے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نپایا شور و غوغا مچایا لشکر مین غلغلہ ہوا محلات مین جب خبر گئی کہرام پڑگیا امیر یہ حال سنکر بیقرار ہو گئے تخت سلیمانی پر غش آگیا سردار و عیار سب پچھاڑین کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ بموجب **نظم** ـ

ہوا گم وہ یوسف بڑی بےجو دھوم	کیا خادمان محل نے ہجوم
کہا شہ نے دان کو مجھے دو بتا	عزیز و جہان سے وہ یوسف گیا
بتا یا بیتہ وہ یہان سے گیا	کہا ہاے بیٹا یہان سے گیا
عجب بحر غم مین ڈبویا مجھے	غرض جان سے تو نے کھویا مجھے
کرون اس قیامت کا کیا مین بیان	ترقی پہ ہر دم تھا شور و فغان
شب آدھی وہ جس طرح سوتے کٹی	رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیارون کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار رفیق عیاری روانہ ہوے اور صورتین بدل کر قلعہ عقیق مین آئے اور رعد کے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ مختیار ک نے کھلوا دیا ہی یہ جانتا ہی کہ امیر قلعہ پر حلہ نہ کرین گے اور انتظار طبل جنگ بجنے کا فرمائین گے غرضکہ پہرا چوکی دروازہ پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قلعہ مین گئے خدمتگار وغیرہ کی صورت بنکر بارہ دری مین پہونچے یہان لقا تخت طلائی پر بیٹھا تھا سردار حاضر دربار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیارون نے ہر طرف اس قلعہ مین چرخ مارا ایک آدھ سے اجنبی بنکر پوچھا بھی مگر کہین سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ مین کوئی نہین لایا ناچار جس طرح گئے تھے اسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہین پتہ نہ لگا مجبور ہوے اور عرض کی کہین سراغ نہین ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچہزار اشرفی انعام مین دون گا جو پتہ لگائیگا قاسم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی مین بھی دون گا اور اسی طرح سب سردارون نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیون پر کیا ہی ہمارے خود دل سے لگی ہی مین تین روز کا وعدہ کرتا ہون کہ پتہ لگاؤن گا اور اگر اس عرصہ مین پتہ نہ لگا تو مین بھی منھ نہ دکھاؤن گا یہ کہکر بانہ ہاے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور رکئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتہ نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جا کر منھ دکھائے گا یہ سوچکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھ کر فکر کرنے لگا آخر دل مین یہ خیال گذرا کہ سوفار لشکر اسلام مین تازہ وارد ہی اور پیشانی اس کی کچھ تاریک نظر آتی ہی کیا عجب ہی کہ محبت لقا و سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی نہو ذرا چل کر اُس سے تو پوچھ دیکھ تو کہ کیا ہوتا ہی کہ بمقتضاے بیت
منظور ہو کبھی جو ترا امتحان مجھے ٭ وہ رنگ لاؤن جس کا نہ ہو کچھ گمان تجھے ٭ یہ سوچکر اپنی صورت

ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے جٹا مین بالون کو بنکر لٹکایا مین سارا جسم خاک سے بھرا
دست پناہ ہاتھ مین لیا لوہے کا کڑا ہاتھ مین پہنا لنگوٹا اس طرح باندھا کہ موے زہار باہر نکلے رہے
پھر وہان سے لشکر اسلام مین آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا ٹھہرا جب دریاے اخضر پر ہندوے
فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پوجا کرنے کے لیے گلہاے انجم سے بھرنا چاہی دن گذرا آ
آئی کہ

نظم

ہمی بود تا شمع گردان سپہر چو خورشید گردندہ بیرنگ شد	دگر گونہ تر شد بآئین وچہر ستارہ ببرج شب آہنگ شد

چالاک خیمہ سوفار کے در پر آیا یہان بعنایت خدا چوبدار خدمتگار اور علاوہ اس کے سب سامان
عمدہ امیرانہ مہیا ہے اس نے ایک چوبدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری اور جمشید کے باغ سے ایک
مہنت آیا ہے جمعدار نے چوبدارون کے جاکر سوفار سے عرض کیا اس نے کہا اے چوبدار مین مسلمان
ہون مجکو جمشید و سامری سے کیا غرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہ ہوگی چوبدار یہ سنکر چلا تھا کہ اس کو جوش
مذہب سامری آیا اور بہانہ کرکے کہا اچھا بلا لاؤ دیکھون تو وہ کیا کہتا ہے چوبدار پھر چلا تھا کہ اس کو خیال آیا
کہ یہان اکثر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے اور مہنت جی کو زک پہونچاے
یا تیرے لیے کچھ برائی ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ الگ اُس سے ملاقات کر آؤ یہ سوچکر چوبدار سے کہا کہ
جمعدار یہان نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُس کو لیجا کر بٹھاؤ مین آتا ہون چوبدار وہان سے باہر آیا اور
مہنت صاحب کو لے کر اپنے خیمہ مین پہونچا مقام عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سوفار بھی آیا اور
مہنت جی سے ملاقات کرکے خوشنود ہوا اور کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھ پر کرم کیا لیکن مین
مسلمان ہون آپ مجھ سے کچھ سروکار نہ رکھیے مہنت نے ہنسکر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہون اور
مجکو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہین غرضکہ مجکو سب کے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند کو دھوکا تھا
کل مجھ سے فرمایا کہ ہمارا بندہ خاص مسلمان ہوگیا تھا مگر نہین وہ بادشاہ اسلام کو کپڑ لایا ہے مسلمان
نہین ہوا ہے تدبیر مین اپنے دین افزائی کے ہے تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے
پتلے سے ملاقات کرو پس مین بنابر حکم خداوند تمھارے درشن کو آیا ہون واقعی تم بڑے مذہب کے
رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو اس وقت خداوند اپنے باغ مین ہین اور وہ باغ ایسا
ہے کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہہ رہا ہے اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آگیا ہے اسکے بیچ
مین خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہین اس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہے ہر ایک گنبدی سے ہزارون شعلے
اور لوین نور کی نکلتی ہین اور لاکھون ستارے ٹوٹ رہے ہین اور سامنے مندر کے جو درخت لگے ہین اُنمین
پھل بصورت انسان ہین اُن درختون کا جو پتا گرتا ہے طائر بنکر اڑتا ہے اور درخت پر بیٹھکر نام سامری کی

جاپ کرتا ہے پس مین ایسی جگہ کا رہنے والا ہون تمھارے دل کا حال بخوبی جانتا ہون اور سوا اسکے تمام
زمانے کا حال مجھپر ہویدا اور روشن ہے سوفار یہ باتین سُنکر دنگ ہوگیا اور سناٹے مین چپ بیٹھا رہا
چالاک سمجھ گیا کہ یہ حرامزادہ بادشاہ کو لے گیا ہے پس خفا ہو کر اُٹھا اور کہا مین خداوند سے جاکر تیری
شکایت کرون گا تو نے میری باتون کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مجکو دیوانہ سمجھا کہ مین بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا
رہا سوفار نے کہا جو آپ نے فرمایا اسکا مین کیا جواب دون جانتا ہون سب سچ ہے اور خداوند
سب کے دل کا حال جانتے ہین کیونکر بیان کرون یہان لاکھون دشمن ہین قبول دینا اچھا نہین خیر جو کچھ
مجھسے ہوسکے گا وہ دیکھ لیجیے گا کہ یہان رہکر مین کیا کرتا ہون ہمنت نے جواب دیا کہ بہتر ہے نہ بیان کرو
مگر یہ چاہتا ہون کہ شاہ کو باغ جمشیدی مین لیجا کر رکھون کہ پھر کوئی اُس کا پتہ نہ پائے بلکہ تم جس کسی کو لشکر اسلام
سے چرا لایا کرو مجھکو اسکے رکھنے کی جگہ بتا دیا کرو مین وہان سے لیجایا کرون سوفار نے یہ سنکر کہا اچھا تو پھر آپ شاہ
کو لے جایئے یہان سے کچھ دور پر ایک غار ہے کوہستان مین اور پتھر دہن غار پر ہے اس مین بادشاہ
بند ہے یہ کہکر کما حقہ پتہ بتا دیا اور کہا وہ بے آب ودانہ مرگیا ہوگا مین نے اس پر خاک جمشیدی چھڑک کر
بیہوش کر دیا ہے اور غار نظر مردم سے مخفی کر دیا ہے چالاک نے یہ سنکر چاہا کہ اسکو مار ڈالے مگر کچھ سوچکر
تامل کیا اور کہا مین جاتا ہون تم ایسا سحر پڑھو کہ مجکو غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ مین بادشاہ کو اسی
طرح بیہوش سامنے خداوند کے لیجاؤن اس نے کہا اچھا جایئے آپکو وہ مقام نظر آئے گا یہ کہکر سحر
پڑھکر دستک دی اور آپ خیمہ مین چلا آیا ہمنت چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کا
ہٹایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور کاندھے پر لادکر بارگاہ مین لایا امیر بارگاہ حشامی مین تھے جب بادشاہ
کو اس حال مین پایا فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی مین لے چلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہون
چالاک نے کہا آپ انھین ہوشیار نہ فرمایئن بلکہ جس شیطان نے بیہوش کیا ہے اُسے بلوایئن اگر بارگاہ مین
جائینگے اور ہوشیار ہونگے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ انھین چھپا رکھیے اور سوفار
کو طلب کیجیے امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جالدار مین کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب
بھیجا کہ اس نے سوفار سے جاکر کہا کہ خداوند نعمت اس وقت امیر بہت خوش ہین اور حضور کو یاد
کرتے ہین فرمایا ہے کہ یہان آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائین اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھین
سوفار یہ پیام سنکر وہان سے چلا اور جب خدمت امیر مین آیا امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز
تمام بٹھایا اس اثنا مین چالاک وہی ہمنت کی صورت بنا ہوا سامنے آیا سوفار کے ہوش اڑ گئے گھبرا کر
چاہا کہ بھاگ جاؤن چالاک نے کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی امیر نے اسم اعظم با آواز بلند پڑھا
کہ سحر نہ کرسکا چالاک نے سوزن زبان مین دیا اور ستون بارگاہ مین باندھ دیا پھر صندوق سے بادشاہ کو
نکالا اور کہا جلد ان کو ہوشیار کر اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکالکر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوگئے

اوران کی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا کہ ابھی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے
اُس نے اشارہ سے کہا کہ مین نام جمشید پر فدا ہون امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا ذوالخمار علوی جلاد
نے اسکو زیر تیغ بٹھا کر اور کوئلے کا خط گردن پر دیکر آنکھ مین پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اسکا تن سے جدا کیا
تا دیر تاریکی اور غل و شور رہا بعد اسکے زمانہ روشن ہوا لاش اسکی کھنچوا کر مزبلے پر ڈالدی اور سر کنارے
لشکر کے درخت مین لٹکوا دیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا
سنکر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخمون مین چور کھڑا رو رہا ہے اس نے پوچھا تو یہان پر
کیون آیا ہے اور کس لیے روتا ہے اس نے کہا مین ملازم نازک چشم ہون وہ قتل ہوئی اسکو یاد کرکے روتا ہون
اور اسلیے یہان آیا ہون کہ اہل اسلام مجکو بھی مار ڈالین گے چالاک نے کہا تجھکو لازم ہے کہ دین اسلام اور
ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہوجائین گے یہ کہکر کچھ کلمے وحدانیت پروردگار مین کہے کہ
زنگ کفر اُسکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور کہا مجکو خدمت امیر مین لے چلو چالاک اسکو روبرو امیر کے
لایا اس نے تسلیم کرکے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت و نوازش سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ بتایا
کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مرہم سلیمانی منگا کر زخمون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہوگئے پس اسکو سوفار
کا خیمہ رہنے کو دیا اور سپرد اسکو چالاک کے کیا اس نے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک
نے حال انگشتری پوچھا اُسنے کہا مین لاش پر نازک چشم کی جاکر رو رہا تھا اسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اتارلی
تھی تاثیر یہ ہے کہ جس کے پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اسپر کسی کا اثر نہ کریگا چالاک نے وہ انگوٹھی لیکر پہن لی اور وہ
ساحر رہنے لگا مگر اس طرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامۂ لقا پہلے جا چکا
ہے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ بچہ نے نامۂ خداوند پہونچایا اُس کو پڑھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا
کہ نامۂ حیرت طائر سحر لے کر آیا اس کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ سنا جاتا ہے کہ عمرو کی بڑی خاطر کوکب
کے یہان ہو رہی ہے آپ اسد کو مار ڈالیے کہ کمر لشکر عمرو ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہے شاہ طلسم
یہ نامہ پڑھکر ہنسا اور کہا مجکو یقین نہین کہ کوکب مجھ سے بگاڑے خیر مین پہلے اس کو نامہ لکھتا ہون
اگر عمرو کو اس نے باندھ کر بھیجدیا تو بہتر ہے ورنہ اسکو بھی سزا معقول دونگا یہ کہکر ایک نامہ منشی سے
لکھنے کا حکم دیا منشی نے مداد عنبر سے پارۂ پرنیان پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اس کا یہ تھا۔

نامۂ شاہ افراسیاب بہ تہدید و عتاب سمت کوکب روشن ضمیر ۔ لمؤلفہ

سرنامہ ہے وصف سامری کا ۔ گوسالہ کیا تھا جس نے گویا
جمشید و لقا کی کیا صفت ہو ۔ دیتے وہی جان ہین ساحرون کو
بعد اُن کے ہوئے ہین جتنے معبود ۔ ہے وصف سے وصف انکا افزود

اس وصف کو چھوڑ کر بآداب ۔۔۔ کچھ لکھتا ہے حال دل بیتاب
اے افسر فرق سربلندان ۔۔۔ سلطان شہان خود پسندان
سرتاج شہان ہفت کشور ۔۔۔ گردون شہنشہی کے اختر
سردفتر داوران دوران ۔۔۔ سرطبقۂ سروران ذی شان
سرچشمۂ بخشش و مروت ۔۔۔ مجموعۂ الفت و محبت
آب دُرِ بحر تاجداری ۔۔۔ رنگ گل باغ شہریاری
خورشید سپہر بادشاہی ۔۔۔ خوشبوے گل جہان پناہی
آرایش تخت ارجمندی ۔۔۔ زیبایش تاج سربلندی
ہو فضل کا سامری کے سایہ ۔۔۔ ہم مرتبۂ فلک ہو پایہ
تحریر کرین بیان کا کیا حال ۔۔۔ ہر ایک بشر کا ہے بُرا حال
بدلی ہوئی یان کی کچھ ہوا ہے ۔۔۔ چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے
اندھیر ستم سے آج کل ہے ۔۔۔ ہر ایک کی تاک مین اجل ہے
ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے ۔۔۔ ہر شہر مین شور رجا بجا ہے
طوفان عظیم تر اُٹھا ہے ۔۔۔ خشکی مین جہاز ڈوبتا ہے
ایسی ہوئی دفعتًہ ہے ہلچل ۔۔۔ اشراف حزین ہین شاد اراذل
عیار کچھ ایسے ہین مسلمان ۔۔۔ ہرگو ہر دیکھیا ڈ نادان
کچھ چھوکریان ہمارے یان کی ۔۔۔ بہکا کے شریک کی ہین اپنی
اس بات پہ ہے ہنسی کچھ آتی ۔۔۔ وہ ہم سے مقابلہ ہین کرتی
ذرے کو ہے مہر سے لڑائی ۔۔۔ دریا پہ کنوئین کی ہے چڑھائی
پشّے کو ہے فیل مست سے جنگ ۔۔۔ روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ
کب مور ضعیف ہو سلیمان ۔۔۔ کب ہمسر دیو ہوگا انسان
ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے ۔۔۔ رتبہ مرا نور سے سوا ہے
ہے پشت زمین کو ان کا دھیان ۔۔۔ بڑھجانے کا چرخ سے ہی ارمان
از راہِ عنایت و نوازش ۔۔۔ مین نے نہین جنگ کی ہی خواہش
جس روز عتاب میرا ہوگا ۔۔۔ سن لینا جو حال اُن کا ہوگا
دم بھر مین ملے گا خاک مین نام ۔۔۔ جز خواب عدم کہان پھر آرام
تھی تم سے قدیم رسم الفت ۔۔۔ اس واسطے سب لکھی حقیقت

سنتا ہون کہ ایک دزد عمرو نام — پہونچا ہے تمھارے پاس ناکام
بددین ہے مفتری ہے مکار — کر لینا اُسے وہان گرفتار
جو ہم مین وہ تم ہو فرق کیا ہے — آپس مین فساد کب روا ہے
سب نے بہکایا تھا بہت کچھ — غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ
لیکن مین بجاہ و دولت و مال — برنا ہون پر عقل مین کہن سال
پر مقبل سے کچھ نہ کام لیتا — غصہ کو اگر نہ تھام لیتا
تم رہتے نہ وہ طلسم رہتا — جز خاک لحد نہ جسم رہتا
سچ ہے جو فلک تباہی چاہے — پھر خاک سے خاک بن نہ آئے
آہو کا عدو جو شیر ہووے — کیا آنکھ ملا سکے وہ اس سے
کنجشک پہ حملہ در ہو گر باز — کیا تاب جو کر سکے وہ پرواز
جانباز رو اجل کا سامنا کیا — ستی مین ہوا کا تماشا کیا
دریا کی طرح امڈ کے لشکر — تیار تھا چلنے پر سراسر
اک سیل فنا وہان پہ جاتی — مین کیا آتا قضا ہی آتی
اگلی الفت جو یاد آئی — کی حلم نے غیظ پر چڑھائی
روکا لشکر کو خود بھی ٹھہرا — تم کو الطاف نامہ لکھا
لازم ہے تمھین بھی مشفق من — بننا تم بھی نہ میرے دشمن
فی الفور عمرو کو بھیج دینا — بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا
ہے مجھکو یقین کہ تم بھی اے یار — الفت کی ہو رسم سے خبردار
ہو صاحب حلم و صاحب ہوش — آئے گا مجنون کا کچھ جوش
دشمن کو ہمارے قید کر کے — احسان ہم پہ نیا کرو گے
بس ختم ہے اشتیاق نامہ — چلنے سے رکا کمیت خامہ
رفعت پہ رہے ترا ستارا — آباد رہے طلسم سارا

یہ نامہ منشی ندرت طراز نے لکھکر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کر کے ملفوف پکیسہ زرین فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاس کوکب کے لے جائے پھر چند تحفہ و تحائف دے کر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لے کر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ سے نہ جانا جدھر سے عمرو گیا ہے بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہان مولسری کے درخت سرحد طلسم پر لگے ہین اور دو پتلے درخت پر بیٹھے ہین جب وہان پہونچنا تو کہنا کہ مین نامہ شاہ دوران لایا ہون دو پتلا

تجکو بہت جلد پاس کوکب کے لے جائین گے اُدھر سے کہ جدھر سے عمرو گیا ہے جانے مین عرصہ ہوگا غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھ کر روانہ ہوا کہ حال اُسکا آگے بیان ہوگا بعد جانے نامہ دار کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے خاتون مین نامہ کوکب پاس مین نے بھیجا ہے جواب آئے تو اسد کو قتل کرون تم جب تک مصور سے کہو کہ یا مرشد آپ کب تک چلہ مین رہینگے لازم ہے کہ ان نمک حرامون کو سزا دین یقین ہے کہ مرشد زادے جنگ کر کے سبکو غارت کردینگے اور مین بھی ساحران نامی مذکور عقب مین بھیجون گا اطمینان رکھو یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی مین کرنے لگا اُدھر حیرت پاس جب نامہ پہونچا پڑھ کر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کار بند ہوئی ان کو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب حال ملاقات عمرو و بران سنیے

داستان ملاقات ہونا عمرو سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمر و پاس آنا اور کوکب کا عمرو سے ملنا اور وعدہ مدد دہی کرنا پھر حال نامہ دار افراسیاب اور جواب نامہ دینا کوکب کا اور حال مقابلہ مصور مہرخ سے اور عیاریان کرنا عیارون کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور پھر جنگ مہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا مولفہ

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی | میخوارون سے کچھ ہے وعدا ساقی
مہمان کی چاہیے مدارات | دل توڑنے کی نہ کیجیے بات
میخانہ بہ رنگ آسمان ہے | جس جا دیکھو نیا سمان ہے
شیشے ہین سرخ کے چنے ہین | سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
بھٹی پہ ہین بادہ خوارونکے ٹھٹ | کھولے ہوے ساقیین ہین گھونگٹ
آنکھون مین ہے نشہ سب کے چھایا | دل مین ہے نیا مزا سمایا
پھرتی ہے نگہ مین صورت یار | ایسے مین غضب ہے ہجر دلدار
منھ دختر رز سے بہت لگی ہے | میخوارون سے ہوتی دل لگی ہے
پیالے بھی ہینگے منھ پہ چڑھتے | قہقہ قہقہ ہین شیشے کرتے
ساقی تجھ سے ہے چشم امید | مین ذرہ ہون لطف تیرا خورشید

مے پی کے ترا ہوں میں ثنا خوان　　بلبل کی طرح ہوں نغمہ سنجان
ایسے میں نہ مجھکو بھول جانا　　کیفیت میکدہ دکھانا
اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم　　ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم
تاکیں جو دختِ رز کو آکر　　ہو لینا خفا ہمارے اوپر
وصل نسبت المنسب تو ہو گا　　پی جائیں گے سُن کے جو کہے گا
صہبائے خودی سے مست ہوں میں　　توبہ کب مے پرست ہوں میں
ہاں پیر مغان وہ مے مجھے دے　　تو مجھ کو مطیع اپنا کر لے
وہ جام پلا دے رند کو آج　　جو نشہ کے اوج کی ہو معراج
بیعت کرے مجھ سے آکے زاہد　　میخوار کو پھر کہے نہ فاسد
سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد　　بس آیہ واشربوا رہے یاد
دے پھول تو مجھکو جام گل میں　　افسانہ لکھوں سرور کُل میں
از رشحۂ ابر خوش بیانی　　سیراب شود گل معانی

تریاش دہندگان کاشانۂ مہمانی۔ وزینت افزاے خانۂ دعوت و میزبانی۔ محفل آرایان۔ افسانہ بیان و افسانہ طرازان جادو زبان۔ بیاوری خامۂ میزبان قصر مضامین کو مہمانان تحریر سے اس طرح رونق افزا فرماتے ہیں اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بصد عزت یوں بٹھاتے ہیں کہ گل گلزار عیاری نے رونق بوستان طرازی یعنی عمرو بن امیہ ضمری اسی باغ میں جو ریگ کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہیں لیکن ہیران جب طلسم اپنے پھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرائش کرا کر سوار ہوئی اس کے سوار ہوتے ہی تمام نامیان ور بند طلسم بھی سوار ہوئے مثل ان کے کہ طولان بن قاہر ماہی خوار۔ طوفان آسمان نشین۔ توسن بن خرسان کی سنگ انداز۔ مشیر بن نعمان کوہکن۔ ترسان بن خونخوار رویین تن۔ طول بن آزار اژدر خوار۔ کلال بن قہر خرس دندان۔ ارزین کوہ پیکر فیل سوار۔ مرزبان بن زلزلہ قہر کن۔ توس بن مانوس شیر افگن۔ ملکہ نسیم بن صبا۔ ستارہ چشم تحمیت بن کوہ فیل پیشانی۔ ملکہ یاقوت گہر دہان۔ ملکہ شیرین دہان۔ نیشکر لب۔ ملکہ سنبلستان گیسو دراز۔ ملکہ غزال چشم پیوستہ ابرو وغیرہ

غرض کہان تک بیان کیا جائے کئی ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئیں اور ملکہ آکر دریا کے کنارے شہر سے باہر استادہ ہوئی اور مرزان وزیر کو بھیجا کہ جاکر خواجہ کو سوار کرکے سیر دریا و دشت دکھاتا ہوا لائے وزیر خوش تدبیر مع جلوس ہمراہ اور کئی ہزار ساحران نامی کے تخت رواں لے کر روانہ ہوا ادھر عمرو مشتاق ملاقات ملکہ ہوکر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو

آتے دیکھا پس جلد بام سے اُتر کر بارہ دری میں آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئین آراستہ کیا تاج لعل و گوہر سر پہ رکھا یاقوت کا کنٹھا گلے میں پہنا کہ ہزار ہا چاند اُس میں نصب تھا ستارے الماس کے قبا پہ ٹنکے ہوئے تھے دیدۂ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرضکہ جب اسطرح آراستہ ہو چکا اُس چور کو بھی خلعت پُر زر دیکر خلع کیا اس اثنا میں وزیر در باغ پر آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ میں داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آکر دست بستہ التماس کیا ملکہ دوران مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر ٹھہری ہین امیدوار ہون کہ آپ بھی سوار ہو کر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دین یہ سنکر عمرو مسکرایا اور بہر تکلیف اُٹھ کر ہمراہ وزیر آیا دیکھا کہ ہزارہا کنیزان مہ پارہ اسباب ترک لیکر کھڑی ہین تخت روان جواہر نگار مرصع بجوہر سامراں نامی بہر استقبال حاضر ہین ان سب نے مجرا و تسلیم کی اور تدریگر چلے خواجہ نے فرمایا کرسیاں کی نذر ہم نے معاف کی تم ہین پہونچکر تدریگر لینگے غرضکہ تخت پر سوار ہوئے چور کو ایک مرکب پر سوار کیا سواری آگے بڑھی جلو میں ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی زر و گوہر نثار ہونے لگا نقیب صدا لگا کر قوا دینے لگے دشت مخلخون کے لوٹوں سے اور شمیم عنبر و اگر و عود سے بسان زلف مہوشان مہکنے لگا گلاب و کیوڑے کا چھڑکاؤ شرم سے گلرخون کو عرق عرق کرتا ہوا وہان ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رخان دہر کو بسائی تھی باغ میں جاتے ہوئے اتراتی تھی پھولوں نہ سمائی تھی جسقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زر و جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اُٹھانا لوگوں کو دشوار تھا

برابر برابر کھڑے تھے سوار — ہزاروں تھی واں ہاتھیوں کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریاں — شب و روز کی سی طرحداریاں
چمکتے ہوئے بادلوں کے نشان — سواروں کے غٹ اور پیادوں کی شان
ہزاروں ہی اطراف میں پالکی — جھلابور کی جگمگی تالکی
کہاروں کی زربفت کی کرتیاں — اور انکے دبے پاؤں کی پھرتیاں
بندھیں پگڑیاں تاش کی سر بسر — چمکتا تھا زمین جس سے آئے نظر
وہ ہاتھوں میں سونے کے موٹے کڑے — جھلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑے
وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں — وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سمان
وہ آہستہ گھوڑوں پہ نقارچی — قدم با قدم با لباس زری
بجاتے ہوئے شادیانے تمام — چلے آگے آگے یونہی شادکام
سوار و پیادہ صغیر و کبیر — جلو میں تمامی امیر و وزیر
مرصع تھے سازوں سے کوتل سمند — کہ خوبی میں روح القدس دردمند
چلے پایۂ تخت کے ہو قریب — بدستور شاہانہ تھی جو ترتیب

غرض اس طرح سے سواری چلی — کہے تو کہ بادبہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہاں مورپنکھیاں اور بجرے جواہر کے پڑے تھے چنانچہ تکلفات یہاں کے اول بیان کیے گئے مکرر لکھنا باعث طول فسانہ ہے غرضکہ طلائی بجرے پر تخت طاؤسی لگا ہوا تھا عمرو اُس پر رونق افروز ہوا گرد تمام کشتیاں اور بجرے شہزادیوں کے اور بیچ میں خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیاں چاندی کے پتر کی طرح چمکتی تہ آب نظر آتی تھیں غوطے ادھر اُدھر لگا جاتی تھیں آگے چوبدار کشتیوں پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے کنارے سوار و پیدل چلے آتے اسی طرح جب اس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی ایک حور گل اندام کو پردۂ دنیا پہ دیکھکر تعجب کیا اور صورت دیکھکر درود پڑھا عمر آپ بھی بجرے سے اتر کر آگے بڑھا اُدھر ملکہ نے سر اپنا بپائے سلام جھکایا اس طرف خواجہ نے فرزند کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا پھر زبان مدارات بیان کو صفت و ثنا اور دعائے بزرگانہ میں وا کیا گوہر سخن کو اس لعل درج شہریاری پر سے نثار فرمایا

نظم

دعائیں لگا دینے بے اختیار — کہا خوش کرے تجھکو پروردگار
کہ تیری خوشی سے ہی سبکی خوشی — مبارک تجھے روز و شب کی ہنسی
نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل — چمکتا ہے جبتک فلک پر سہیل

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد کیا سر مجھ عاجزہ کا فلک تفاخر پر پہونچایا زہے نصیب اس سرزمین کے جسپر قدم فلک رفعت آپ کا پہونچے اور سنے اوج بخت اس صاحب خانہ کا کہ جس گھر میں حضور رونق افروز ہوں

نظم

من بندہ کمین و تو سلطان کشوری — روئے بچشم لطف برین بندہ بگذری
جان و دل ست صورت جسم لطیف تو — روح مجسمی و حیات مصوری

غرض تادیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کرکے پھر دونوں سوار ہوے اور اسی تجمل و شان سے شہر کی طرف چلے بعد کچھ عرصے کے وہ شہر نظر آیا اسکو بہتر از روضۂ جنان پایا دروازہ طلائی لگا اُس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی صفا میں برابر ماہ و اختر تھی بلندی دروازے میں سد سکندری تھی شکار گاہیں اور تصاویر پر گلوں بدستیاری مصوران چابکدست اُس پر منقش تھیں گویا بولا چاہتی تھیں پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت میں اسکو دیکھ کر منہ چھپاتا تھا تار نگاہ رگ سنگ جگر وہیں رہجاتا تھا نگاہ ناظرین اُسکی تماشائی ہوتی تھی کہ پتلیاں پھر آئی جاتی تھیں بلکہ اُسکی آب و تاب میں ڈوبی نظر آتی تھیں کہ بہت موج دریائے نور تھی دیوار عکس رخسار حور تھی دیوار و دروازے پر بھی ہزاروں ساحروں کا مجمع تھا ملکہ کے آتے ہی سب جھک جھک کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اس شہر کا

کیا کہنا قدرت خدا کی نظر آگئی جب وہان کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک
خشت ہر ایک روزن اس کا حلقۂ چشم خوب رویان تھا ہر ایک سائبان غیرت کش سائبان آسمان تھا طاق
رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازارین ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانین غرفہ ہائے جنان
ہزار در دریچہ سواد کاندار رشک مشتری زہرہ شمائل مشتری ہر ایک فلک قدر مہوشان بدر کامل ہر
طرف لین دین مین مشاغل اجناس گران بہا اور اشیائے نادرہ روزگار و بے بہا و گرانمایہ کا کیا وصف
کیا جائے قیمت انکی ایسی نہین جو کوئی نام لے کہ ابیات

مثل بازار مصر ہر بازار — یوسف وقت ساکنان دیار
شہر دیکھا کہ آدمی کو کیا — گر پری دیکھے تو ہو سکتا
شادمانی سے اہل شہر تمام — محو عشرت تھے صبح سے تا شام
حسن مین ایک ایک ماہ جبین — غیرت لعبتان لندن و چین
ہر طرف شعلہ رو سمن اندام — شکل طاؤس و کبک گرم خرام
وان تو بیکار آسمان کا ہے دور — گردش چشم مہوشان کا ہے دور
جو کہ محمل نشین ہے لیلی ہے — ایک معمورۂ تجلی ہے
حاجت مہر و مہ نہین وان ہے — رات دن نور حسن تابان ہے
صورت آسمان ہے اسکی زمین — سنگریزے ہین غیرت پروین
یوسفستان ہے وہ نواح دیار — کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار
روکش خلد ہے ہر ایک دکان — ہین دکاندار غیرت غلمان
مشتری کا ہجوم ہے ہر سو — خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو
جنس ہوش و خرد گران وان ہے — ایک سودا جنون کا ارزان ہے
سرد مہری کے دل جلے ہین فگار — ٹھنڈی سانسون کا گرم ہے بازار
ہر جگر سوختہ جدھر جائے — سکہ داغ دل بھنا لائے
ہے جو ایک ایک طبلۂ عطار — اُن مین ہے داروئے دل بیمار
پھول والے گلے کا ہوتے ہین ہار — کوچہ کوچہ ہے کوچۂ گلزار
ہے ہر اک گلفروش البیلا — پھول والون کا زور ہے میلا
کیا کھری صورتون کے ہین صراف — دلبری کے چلن مین ہین حراف
کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین — خوب کھوٹا کھرا پرکھتے ہین
ہین طرحدار کتنے میوہ فروش — پستہ لب پہ انکے ہر یہ فروش

جان دین ہے کے شاہدان چمن
رشک لیلی ہے ایک اک کنجڑن
دلفریب اُنکا ہے غضب جوبن
بانکی بانکی ادا غضب باتین
جب کہین بیچنے نکلتی ہین
ہر گھڑی کہتی ہین وہ غمزے سے
سکو ہین ہو گئے چیز دیتے ہین
جھنگ نوشون کی اک طرف ہی بہار
شام سے صبح صبح سے تا شام
دائرہ اور چکارہ بجتا ہے
کہتے ہین ساقنون سے ساغر نوش
ویدادید بھی ادھر ہو جائے
گر بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے
ساقنین جسے جب پلاتی ہین
نشہ باز ایک دم لگاتا ہے
بی بی ساقن کے دم کی خیر ہے
ایک جانب کھلا ہے بزازہ
کسی بزاز سے کہین یہ حال
سیٹھ جی اتنے اُٹھے ترچھے نہ ہو
جیسی دینا دلائے گر بھگوان
کہین گاہک سے کہہ رہا ہے کوئی
پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو
کتنے شیرین ادا ہین حلوائی
چاشنی گیر عشق خود بھی ہین
شیرۂ جان کی وہ مٹھائی ہے
وہ شکر پارے ایسے ہین شیرین
ہر دکان رشک نان نعمت ہے

بیچ ڈالے ہین سیب ذقن
جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن
ناسپاتی ہے اُنکا سیب ذقن
وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
دل کو تلودون سے ملتی جلتی ہین
کھاتے مین ہین انار بستان کے
ہم تو نظرون مین تول لیتے ہین
ساقنون کی دکانین ہین گلزار
نشے بازون کا جمگھٹا ہے مدام
بے سری ایک اک الاپتا ہے
ہمکو بھی کردے جان من بیہوش
ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے
جھنگ نوشین کا رسمی خفقی ہے
عاشقون کے دھوئین اڑاتی ہین
ایک مخمور غل مچاتا ہے
ہم ہی محروم دم تغیر رہے
اُن دکانون مین پڑے ہین کیا کیا
دو گھڑی تک جھگڑتے ہین دلال
واجبی ہین سبھکا مول کرو
نفع بھر کھانے مین ہے کیا نقصان
مشتری آپ سے سوا ہی کوئی
ہاتھ کی آپ ہی کے بخشی ہو
مثل شیرین ہے انکی رعنائی
ہائمین قند مکرر انکی ہین
جسنے کھائی ہے جان پائی ہے
چاٹ لے ہونٹھ کھائے گر شیرین
جان سرمایۂ حلاوت ہے

تھال ہیں مہر و مہ سے روشن تر / رشک تار شعاع مہر چنور
کس قدر خوشگوار حلوا ہے / صاف لذت میں من و سلوی ہے
دل عاشق سے ہے ایک ایک جرس / ہے وہ زنجیر رشک تار نفس
غل مچاتے ہیں خوانچے والے / دیکھ پچھتاوے گا نہیں کھائے
ذی حلاوت بہت کرارا ہے / منچلوں کے لیے بنایا ہے
ہونٹھوں سے لوٹے خستہ ایسا ہے / شور بوسہ صدا سے پیدا ہے
نوجوان نوجوان پری سے / آبروریزہ دلبری سے
وہ صفا سڑک وہ اُنکا جماؤ / آب گوہر کا چار سو چھڑکاؤ
رات دن جگمگا ہے میلا ہے / مہر و مہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضکہ شہر کی آرایش و تکلفات ملکہ دکھاتی سترہ شترنا زنین سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ گل پیرہن سبز پوش دست چپ کیطرف چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی ہوئی سامنے سے گذریں ہزار غلامان زرین لباس اگرسوز ہاتھوں میں لیے رواں یہ سامان دیکھکر فلک پیر حیران در و بام پر زن و مرد کا ہجوم تماشائیوں میں سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشہ زر و جواہر خوانچہ پر سے لٹتا قدم بقدم سواری روانہ اب کیفیت سنیے کہ بران تو عمرو کے ساتھ آئی ہے اور دوسری بران جو اصل ہے وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر میں حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہان تک کہ سواری جلوخانہ بادشاہی میں داخل ہوئی عمرو نے ایک مکان رفعت میں برتر از آسمان دیکھا کہ جسکا ہر منزلہ منزلت میں تارک چرخ چہارم سے اونچا کیے تھا اور ہر کنگرہ اوج میں کرسی کا ہمپایہ تھا ہر ایک دیوار معمار عقل کی خرد سے عمدگی میں کہیں اوج مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے برتر زمین صاف و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر رو برو اس کے کثیف مرات رخسار آئینہ رویان اُسکے مقابل کہاں ارض جنان کی پوشیدگی سے شرمندگی اس کی عیان ہر سمت کمرے اس میں تصویر تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک میں بہ از ماہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شاہانہ ہر کمرہ سجا تھا کہ بمقتضائے

نظم

وہ سجا تھا برنگ خلد بریں / صدقے کیجے نگار خانہ چین
شاخ گل سے تھے نازک اُسکے ستون / صورت سرو باغ تھے موزون
کھڑکیاں تھیں دریچۂ جنت / در جیسے درجۂ حدیقۂ جنت
وان کے پردوں کو کس سے نسبت دون / پردۂ چشم عندلیب نگون
گوش عشاق کے ہین وہ پردے / چشم مشتاق کے ہیں وہ پردے

ہانڈیاں تھیں حباب نہر چمن	کنول انجم کی طرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام علمدار حاضر تھی کہ اسکا دورہ توند کا نکلا ہوا اور پائجامہ و کرتا
سفید پہنے ہاتھوں میں الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کام عصے پر کیا ہوا نگینے جڑے اور
بلور کا عصا ایک ڈال تراشا ہوا تھام کر کھڑی ہو گئی اور ایک کشتی جس میں کئی سو الماس کے اور یاقوت
کے نگینے تھے خواجہ کو تسلیم کر کے نذر دی قرق زنجیر کو پھر ہٹایا پردہ مرصع کا اٹھایا سواری اندر اس قصر
دار الامارہ کے وارد ہوئی یہاں مقام صدر پر تخت شاہی گسترده تھا کہ یہ تخت طاؤسی کئی سو زینے کا تھا گرد
اسکے کرسیوں اور دنگلہائے جواہر نگار کا دورہ بندھا تھا فرش قاقم و سنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا
تھا اور جملہ شاہزادیاں اور کارپردازان سلطنت اُن دنگلوں پر متمکن ہیں وہ سب شہزادیاں ہیں جو طلسم میں
کئی کئی ملکوں کی مالک ہیں اور جو سواری کے ساتھ ہیں وہ ناظم اور قلعہ دار ہیں فی الجملہ یہاں جو شہزادیاں کئی
سو حاضر تھیں مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار
قہر نگاہ و ملکہ گوہر دندان زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا افگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ
نازک دہان کاکل کشاد و ملکہ خوش اندام یاقوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب
زرد چشم و ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محبوب نارنجی پوش
و ملکہ سلطان شعلہ افگن و ملکہ مبہوت گیسو کشاد و ملکہ راہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخسار خوش ادا
و ملکہ بہار تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوہ جاہ قامت و ملکہ محراب ابرو و ملکہ سوار سحر چشم
ملکہ مجمر تاجدار و ملکہ عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا باری و ملکہ فیروزہ رخ و ملکہ سرکش و ملکہ
فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقداس بن
القاسل و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ عذار گل پیرہن اور چند مشیر منتظم سلطنت
مانند کاہن جادو و کہیل جادو و قائم جادو و ارقم جادو و ماہرین جادو و امثال جادو
و طغیان جادو وغیرہ سب نے تعظیم کی اور نذریں دیں خواجہ نے یہ سب نذریں قبول کیں اور رکھ لیکر
زنبیل میں رکھتے گئے سب حیران تھے کہ یہ روپیہ بار بار کر کے ہاتھ سے جاکر کہاں غائب کر دیتے ہیں حاصل کلام
اب جو سواری آگے بڑھی اُس طرف بہاران اصل نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور نیچہ سحر ہاتھ میں لیا
سوا سو کشتی ہر نذر ہمراہ لیکر تا بہ دروازہ پئے استقبال روانہ ہوئی ادھر دار الامارہ میں تخت کے پیچھے
کی طرف محلسرا کا دروازہ اُسکا پردہ زنجیری پڑی تھی پر کھینچا اُسوقت مرزبان وزیر نے دست بستہ عرض
کیا کہ حضور ملکہ دوران تشریف لاتی ہیں اگر مناسب جانیے تو اُتر پڑیے عمرو نے دل میں کہا کہ بہاران
موجود ہی اب کونسی ملکہ آتی ہے یہ سوچکر جو پھر کر دیکھا بہاران مقبلی کو ساتھ نہ پایا سمجھا کہ یہ ابوالعزمی ملکہ نے
مجھے دکھائی تھی کہ ہم شبیہ اُس کی مجھے لینے گئی تھی اب وہ تا بہ دروازہ خود آئے گی یہ تصور کر کے ہمراہ

پر سے اترا تھا کہ یکایک ملکہ مع ستر ہزار نازنین گل اندام کے جیسے ماہ چہار دہم ساطع و لامع ہوئی اور خواجہ کے
سامنے بہ سلام اُس تیر قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا عمرو نے اپنی بچی کہکر قریب بہونچکر سر سینہ سے لگایا
اور فرمایا کہ تم نے کیوں تکلیف کی میں تو آتا ہی تھا ملکہ نے وہ سوا سو کشتی نذر دی عمرو نے جھنکر نذر زنبیل کی اور
اپنے پاس سے روپیہ و جواہر وغیرہ نکالکر ملکہ پر سے نثار کیا ملکہ نے صفت و ثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا
کہ آپ کی بزرگانہ محبتوں کا میں کیا شکر ادا کروں اور کون زبان لاؤں ملک کی یا جن کی جس سے صفت و
ثنا کروں کہ **نظم**

دو بجا دہ بکشاد و آواز داد — کہ شاد آمدی اے جوان شاد شاد
در دو جہان آفرین بر تو باد — بر آن کس کہ او چون تو فرزند زاد
شب تیرہ از روے تو روز گشت — ز رویت جہانی دل افروز گشت
شوم پیش یزدان ستائش کنم — چو یزدان پرستان نیایش کنم

عمرو نے یہ کلمات تحسین سنکر کہا کہ اے ملکہ جو کچھ اوصاف حمیدہ کہ میں نے تمہارے سنے تھے اُس سے کس درجہ
اور تعداد کو شمار و حساب میں لاؤں کہ جس سے زیادہ بتلاؤں کہ بموجب **نظم**

چو با صد ہزاران فداے تو باد — خرد نذر آفرینش رہ اے تو باد
سر نرگسانت پر از شرم باد — رخانت ہمیشہ پُر آزرم باد
اگرچہ دلم دید چندین ستم — نخواہم زدن جز بفرمانت دم

المختصر باہم کلمات صفت و ثنا کہکر ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور لے کر اندر چلی ہزار ہا زن مہر طلعت
الماس پوش و زمرد پوش مرد صر جنبانی کرتی ہوئی ساتھ تھیں عمرو نے جیسے ہی قدم محل میں رکھا گویا زندہ
بہشت بریں میں داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان لگ رہے پھلا پھولا ہے چمنستان جواہر کار سراسر تختہ بہار
لگے ہیں روح کو تازگی بخشتے ہیں ہر پھول وہاں کا داغ دہ خاطر رضوان نظر آیا ہر ایک درخت اشجار
گلزار جنان کی عمدگی میں شاخسانے نکالتا تھا سنبل پر پیچ سے ظاہر تھا کہ سودا زدگان محبت زلف سا کا
حوصلہ سب ایکجا جمع ہو گیا ہے یا تار نظر شیدیگان گیسوے جانان الجھا ہے درخت حناؤں کے اس طرح
پھولے تھے کہ پھتا لے ان کے شاہدان گلابی پوش کے مہندی ملنے کے طاس تھے نرگس نہ تھی چشم تماشائی
بعد حیرت ٹکٹکی باندھے ہر گل کی طرف دیکھ رہی تھی سرو ہر ایک ستون کہ زمردین قصور بہشت تھا باغ
شداد روبرو اس بوستان کے سراسر زشت تھا غنچہ بیابان کے دل تنگ نہ تھے زرد گل مٹھیوں
میں لیے لٹانے پر تیار گوش گل ناشنوا انہیں بلبل کا فسانہ اُن کے کان کو درکار گلوں کی ہنسی موج
تبسم غنچہ دہان و رنگین لبان کو شرائی سوسن کی اودا ہٹ سی مالیدہ لبوں نازک دہنوں سے
دھو لگتی اڑاتی برگ سبز پرا دے پھول کا وہ جوبن تھا جیسے زمرد پہ نیلم جڑا تھا بزم رنگین لبان کو

سوسن نے مجلس حیران خطاب دیا تھا نہرین بیان کی تسنیم و ماء معین کی تعیین تھین لب گردا نہین انکی رنگین تھین اس طرح اترا کر سو جین جلتی تھین کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر چلتا ہے کنارے اُن کے ہزارے کا آب افشان اور اُسکا پانی سنگ سرخ یاقوت حمرا پر گرتا گویا پانی بھی نہر کے فراق مین اشک خونین روتا سامنے بارہ دری بنی تھی واقعی طلسم تھی آگے اُسکے تگیرہ کی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ تھا اُس مین فرش بلور کا بچھا تھا شیشہ آلات جواہر آگین بصد زر و تمکین سجا تھا کہ بمقتضائے نظم

بہارے است خرم بماند بہشت	ہمہ خاک عنبر زہر سو سرشت
سپہر برین کاخ و میدان اوست	بہشت برین روئے خندان اوست
بنفشہ گل و نرگس ارغوان	سمن شاخ سنبل گران تا گران
سوخانۂ زرنگار آمدند	بدان مجلس شاہوار آمدند

یعنی خواجہ کو زیر تگیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکش کیا اُسوقت کل ناظمان طلسم اور شہزادیان جو یہان آنے کے لائق تھین انکی نذر گذری اور عمرو پر زر و جواہر کے طبق نثار ہوے خادمان محل نے لوٹے پھر سب شہزادیان جو دست بستہ سامنے کھڑی تھین عمرو نے ان کی نسبت ملکہ سے کہا کہ ان کو حکم بیٹھنے کا ملے ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور ساقیان مہ جبین پیالہ ہائے جواہر نگار لیے حاضر ہوے کشتیان شراب مصفا کی لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمرو کے بڑھایا کہا یہ بادۂ محبت ہے اسے نوش فرمائیے میرا رتبہ بڑھائیے عمرو نے زبان پر عذر کھولی اور کہا اے ملکہ مین نشہ بادۂ زہد سے مخمور ہون شراب پینے سے معذور ہون ملکہ از سبکہ بباعث مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے واقف ہوچکی تھی سمجھ گئی کہ مجھکو ساحرہ سمجھکر شراب نہ پئین گے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہوچکی ہے چپکے سے کان مین عمرو کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کرین مین مطیع اسلام ہون اس لیے ظاہر نہین کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہون عمرو یہ سنکر خوش ہوا اور جام لے کر دست ملکہ سے بیک جرعہ درکشیدہ کیا پھر تو دور جام و بادم دمتواتر چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا سر ایک کا کاسۂ سر جم تھا اس دور مین سے ایک پیالہ بھی اگر پیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرز جفا بھول جاتا اس عشرت کدہ کے رو برو بزم جم صحبت فقیرانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پیکر و نازنینان حور تمثال و ترنم ریز قانون و بین و رباب و چنگ و دف و دائرہ الگوزہ وغیرہ سب ساز درست کر کے اس گت سے بجاتی تھین کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھین کوچک سے بزرگ تک عشاق ناہید سرا بنا تھا جو گیا ہے راگ اختیار کرنے مین جنگلے کی دھن دل کو بھی دماغ مین مستی سے ٹھیک کھایا تھا رقاص اس طرح ناچتے تھے کہ اہل بزم کی سنگلی بندھی تھی گویا سمند تو سرے لیتے تھے پھر چرخ اپنی گردش بھولا تھا اُٹھا ناچ ناچا تھا عوض سر کچ دینے کے عشرت بخشا تھا پیمانے ہنستے ہوے ہاتھون پر

ناچنے پھرتے تھے مطرب ترانہ سنج اس طرح گاتے تھے کہ تانسین کے گلے کو دم بخود بناتے تھے یہ واسی گانے کے خیال میں ہاڈرا ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجد میں آکر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا وہی انداز رقص آج تک بتاتا ہے کہ بتقضائے لمؤلفہٗ

عجب جلوۂ حسن جانانہ تھا — کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا
نہ پایا کبھی جسم نے یہ مرتبہ — کہ جو آج اُس بزم عشرت کا تھا
لگے بجنے قانون و بین و رباب — کھلا عیش و عشرت کا نزہت آب
ہزاروں قمر چہرہ زریں جمال — فن موسیقی میں بہت باکمال
دت وے بجاتی تھیں پیلو گوری — کہ ناہید چرخ غش ہو گئی
وہ دیپک کا راگ ایسا تھا لاجواب — فلک پر تھا سوزاں دل آفتاب
دل زہرہ چرخ میں آ چمک — پڑی شعلۂ راگ کی وہ چمک
کہ ہر کوئی گانے کا سمجھے خیال — تو ساعت میں نغمے ہوئے باکمال
وہ محفل کے پیالے کا گھومنا — لب رند مے نوش کو چومنا
بلاوے لگانے لگی قہقہے — وہ آپس کی چہلیں تھیں وہ چہچہے
وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد شاد — کہ آتا ہے فردوسی کا قول یاد
بدہ ساقی نوش لب جام جم — کہ بزداید از دل زمے زنگ غم
ازین پنج شین رُوئے رغبت متاب — شب و شاہد و شہد و شمع و شراب
کہ امروز روزیست با فر وداد — کہ از میہمان ست بہان شاد
بیاراست ایوانہا چون بہشت — گلاب و مے و مشک و عنبر سرشت
فشاندند بر سر ہمین مشک و زر — کہ شد از گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضکہ اسی جلسۂ نشاط آگین میں عزیزداران کوکب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بہ تجمل تمام پہونچکر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوئے انھیں لوگوں میں عمرو نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنیزان مہ جمال اور زنان پری تمثال کے بیچ میں جیسے جواہر معدن میں یا نور کے ہالے میں قمر ہوتا ہے قریب آئی کوئی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن میں متاع خوبی و گوہر گنجینۂ حسن و محبوبی تھی کھیلتا جو تا پہنے گلے میں کرتا آب رواں کا پاجامہ کے پائیچے چوڑے رومال ناک پونچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالوں کی مینڈھیاں گندھیں ناک میں بلاق پڑا آنکھوں میں کاجل گہرا لگا گالوں تک بہا ہوا ایک نے اُپچ کی نکلے پہنے امی جان امی جان پکارتی ہوئی جب قریب بزان آئی اس نے گود میں اٹھا لیا اور کہا میری جان تم نے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اُٹھی اور ننھے ننھے ہاتھوں سے جھک کر تسلیم کی پھر

پلٹ کر براں کی گود میں بیٹھی بعد لمحے کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمرو کے قریب آئی اُس نے اُس کو بچا سمجھکر
گود میں اُٹھا لیا اور پیار کیا پھر ایک مشت عنبر کہ جواہر زنبیل سے نکالا اور اُسکو دیا کہ بیٹا لو تم اس سے
کھیلو وہ ایک بار اوڑھنی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور ناک جو بہہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پونچھے
براں نے رومال سے پاک کر دی اور وہ تتلا تتلا کر باتیں کرنے لگی کہ ہم کیا کریں ہماری امی جان ہیں بہت
بے واہ تم اس کے لالچی ہو یہ وہ کہہ رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اُسکا منھ چڑھا دیا اُس نے بھی کھلائی کا
منھ چڑھا دیا کھلائی اب منھ چڑھائے جاتی ہے موقوف نہیں کرتی براں نے جلد سحر پڑھا کہ اُس کھلائی
کا وہ حال موقوف ہوا اُس لڑکی نے چاہا کہ پھر منھ چڑھاؤں براں نے طمانچہ اُٹھایا کہ سامری قسم
مارینگے تیرا اُبھرتا نکالونگی مانتی نہیں خواجہ بیٹھے ہیں اُنکا کچھ لحاظ نہیں ساری کھل درہم برہم ہوئی
جاتی ہے تو نچلی نہیں بیٹھتی یہ غصہ دیکھکر وہ لڑکی بسور کے منھ بنا کر گود میں بیٹھ گئی عمرو نے پھر اُس کو
چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھڑکیے نہیں کیا ہوا بچا ہے اس نے منھ چڑھا دیا تو خفا نہ ہو جیسے پہلے
کھلائی نے اُس کا منھ چڑھا دیا تھا براں نے کہا خواجہ آپ واقف نہیں ہیں یہ بھتیجی شاہ کوکب
کی ہے ملکہ مجلس جادو اس کو کہتے ہیں یہ ساحرہ بے عدیل و بے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی
بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیوں کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیاں کھیلتی ہے منھ چڑھاتی ہے مگر جو یہ کرتی ہے وہی
حریف بھی کرتا ہے مجکو ماں کہتی ہے اس وقت اس نے کھلائی کا منھ چڑھایا اگر میں دفع سحر نہ کرتی تو وہ
ہمیشہ چڑھاتا نہ موقوف کرتی اس لیے میں نے اس کو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی نہ کرے عمرو
یہ تقریر سنکر حیران ہوا اور اُس لڑکی نے براں کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا کہ میری امی جان سچ بتایئے
کہ یہ کون ہیں براں نے کہا کہ بیٹا یہ رفیق تماشندہ کافراں و سر برندہ جادوگراں سارا خطاب لے کر
خواجہ کا نام لیا مجلس یہ بات سنکر لپک کے گود میں عمرو کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ مونڈی کاٹے افراسیاب
کی تمھیں سے لڑائی ہے عمرو نے کہا ہاں مجلس نے کہا ہماری ایک لونڈی جنین جادو تم وہاں بھاگ کر گئی
ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہاں کسی کی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہے ملکہ طلسم خطاب عنایت ہوا ہے یہ سننا
تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی کہ ماں زادی کو ابھی پکڑوا بلاتی ہوں موتی کو دیکھ گئی ہیں عمرو نے کہا بیٹا
جانے دو گئی چیز کا رنج نہیں کرتے براں نے کہا خواجہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے جو کہ سحر ہم نے دس دس
برس میں سیکھا وہ اس نے شبانہ روز میں حاصل کیا ہے تم اس کی کیفیت دیکھو عمرو چپ ہو رہا اور
مجلس نے اپنے گلے سے مالا اُتارا اور ایک موتی اس میں سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تتلا کر سحر پڑھا
کہ وہ دانہ بر دے ہوا اُڑ گیا بعد لمحے کے ایک پتلا زنجیر آتشیں ہاتھ میں لیے پیدا ہوا اور اُس نے سامنے
آکر سلام کر کے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے مجلس نے کہا ہوئے ہیں تجھ سے کہتی ہوں کہ جلد جا اور جنین
تجبہ کو پکڑ کر لے آ اسے سنا تو نے میرے اچھے اچھے پتلے تجھے سامری جیتا رکھے جلدی آنا دیر نہ لگانا

چلا اُس کی باتون سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اُڑ کر چلا بعد اُسکے جانے کے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا
اس انتنا میں شاہد زرین لباس شب نے زلف مشکین فام کھولی بزم عالم میں آکر جلوہ گر ہوئی اور
زینت طراز دہر نے کہکشان سے مانگ عروس چرخ کی سنواری نظم

شب تیرہ چون زلف اثابار	ہمہ تاب او زلف را خواب داد
پدید آمد آن پردہ آبنوس	بر آسودہ گیتی زناد اسے کوس

شام ہوتے ہی تمام بارہ دری میں روشنی ہوئی اور باغ میں قنادیل بلورین رنگین لٹکائی گئیں سرو چراغان اپنا فروغ
بہار دکھانے لگے نہرون میں کنول روشن کرکے ڈالدیے بجرے پڑ گئے جلترنگ بجنے لگا خواجہ کو لے کر
ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو گردون
پر عکس افگن تھے تو عجب طرح کے گل بوٹے پانی میں نظر آتے تھے چادر آب منقش و رنگین تھی شاہد آب
کی ہر ہفت زیور سے مزین تھی جہان کہیں پانی گھومتا تھا وہان کنول بھی گرد گھومتے تھے اُس وقت کی
بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگا رنگ زیب جسم کیے گردش کھاتے تھے کنارے کنارے
کنیزان گلعذار گوش مرصع پوش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گا رہی تھیں فوارے سرکشی پر آمادہ
سرو قدون کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرضکہ تادیر سیر آب میں مصروف رہے پھر بجرے سے
اُتر کر بارہ دری میں آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مسند زر پر جلوہ گر ہوے یکایک
وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان مہر دیدار سرو دے کر روانہ ہوئین
اور مطبخ خانے سے خوان کسوا کر مُہر سے وزیدار وغیرہ کے جب خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور تعریف ملکہ
مین گانا شروع ہوا مردہ جنبانی ہر خوان پر ہونے لگی کہ پشہ و مگس سے محفوظ رہے غرضکہ بڑے
تجمل سے کھانا آیا اور دسترخوان دیبا و اطلس کا بچھا پھر اغذیۂ لطیفہ و گوناگون کو مُہر توڑ کر نکالا
پہلے نمک چشی کے کئی خواص سب کھانے سے نکالے اور دسترخوان چنا گیا پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ
نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانے کے محفل انبساط میں بیٹھے اُسوقت دو ساحر معز زیر ردے ہوا
پیدا ہوے اور سامنے آن کر ملکہ کے آداب بجا لائے اور دو کشتیان طلائی تورہ پوش زردوزی
اُن پر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کین کہ یہ تحفے حضرت نے بھیجی ہین پر ان نے تورہ پوش اُن کے
اُٹھائے عمرو نے وہ جواہر جو کبھی نہ دیکھا تھا اُن مین پایا اور ایک نامہ بھی اُس مین رکھا تھا اور موتی کے
ملے انگوٹھیان لال و الماس کے تاج گوہر نگار نورتن اُسکے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے پر ان نے وہ
نامہ اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جواہر پر وہ قانت ملاحظہ کیا ہوگا اس جواہر کی کیا حقیقت ہے لیکن
میری جانب سے کہنا کہ اس تحفۂ محقر کو قبول فرمائین کہ بموجب بیت صائب چہ ذرہ است کہ جان را
فدا کند + اے صد ہزار جان مقدس فدائے تو + اے فرزند عمرو جس کو چاہے بادشاہ بنادے تم اسکی

تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا کہ میری خوشنودی اسی مین ہی خبردار اپنی شہزادی ہونے کا غرور نہ کرنا خواجہ کی شہزادیون سے کام لینا عار سمجھتے ہین اور مرزا سردان شہزادیان اُنکی خدمتگزاری کی آرزو رکھتی ہین اور لکھا تھا کہ نامہ دار افراسیاب کا سرحد طلسم جہان مولسری کے درخت لگے ہین پہونچ چکا ہی اُسکو طلب کرا لو اور نامہ پڑھکر جواب باصواب بنا لیں یہ نامہ پڑھکر بران نے عمرو کو دکھایا یہ بھی بہت خوش ہوا اور بران نے کہا جواہر یہ علحدہ رکھدو کہ مین خواجہ کو اپنے بدلے کے ساتھ دونگی عمرو نے جو یہ کلام سُنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوائے گی تو کشتیان سونے کی بھرجائینگی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے سے کچھ تغلب و تصرف ہو جائے اس سے ابھی وصول کرنا چاہیے یہ سوچکر گویا ہوا کہ اے ملکہ یہ تحفہ ہائے مہربان کا عطیہ و فرستادہ ہی اس کو ہم رکھنے نہ دینگے کہ یہ نشانی اُسکی ہی یہ کہکر سب کشتیان جال مار کر نذر زنبیل کین پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ مین نے غلطی کی جو کشتیان رکھ لین لو مین نکالے دیتا ہون تمھین رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا خیال نہ کرین اور کشتیان اپنے پاس رکھین عمرو نے کشتیان رکھ لین اور کہا اے ملکہ تم اور تمھارے باپ وہ خلق رکھتے ہین کہ مین تعریف نہین کرسکتا کہ بمقتضاے بیت خوش دولتے ست خرم و خوش خسرو کریم ٭ یارب ز چشم زخم زمانش نگاہدار ٭ اور اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہی مین بتلائے دیتا ہون وہ پیام یہ ہی عمرو مفتری ہی اور مکار ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہین اُس کو پکڑ کر یہان بھیجدو یہ بیان سنکر بران نے کہا خواجہ ہم آزماتے ہین کہ نامہ مین یہی لکھا ہی یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہی تو واقعی آپ معاملات ملکداری مین بہت رائے سلیم رکھتے ہین اور بادشاہون کو اور اک مطالب پر ایسا ہی عبور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہی یہ گفتگو کرکے اُن ساحرون کو رخصت کر دیا اور ملکہ نے خوابگاہ پھر خواجہ درست کرائی پلنگڑی جواہرین پر بارہ دری مین خواجہ نے آرام کیا تکیے رکھدیے گئے کنیزین پنچی کرنے لگین ملکہ علحدہ دوسرے درجہ مین آرام پذیر ہوئین وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گذر گئی اور وہ زمانہ آیا کہ بربط نوازِ مہر نے دائرہ آفتاب بعد آب و تاب غلاف خاور سے نکالا اور کاسۂ فلک کی پیشوا زمتاره دار کو تار تار اکہ بمقتضاے ابیات

	پدید آمد آن از درخشان چراغ		دگر روز چون سیگون گشت زاغ	
	بگوش آمد از دور بانگ خروس		چو پنہان شد آن چادر آبنوس	

دم سحر عمرو نے بیدار ہوکر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے خواہگاہ کی ڈالیان بھیجین پھر ہمراہ اپنے لیکر دربار آراستہ مین آئی اور بعد مجرا و سلام کے کارپردازان سلطنت کو حکم دیا کہ کچھ ساحر یہان سے سرحد طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہی اُس کو لے آئین بموجب حکم ملکہ ساحر روانہ ہوئے قاصد قریب درختان مولسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے حضور مین آپ کی طلب ہی

وہ نامہ دار ہمراہ ساحران بعجلت تمام اڑ کر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ میں پہونچا یہاں کی
آرائش و زیبائش دیکھکر عقل دنگ ہو گئی سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمرو ہے غرضکہ دار الامارۃ شاہی میں
جب پہونچا یہاں کا کروفر دیکھکر حیران کار تھا یعنی عمرو برابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزار ہا
ساحر معزز اور ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خوش ادا اور طوائف مہر لقا حاضر تھے جلسہ انبساط مہیا تھا قاصد
بموجب قاعدہ رسم تعظیم و آداب کر کے آگے بڑھا ملکہ نے دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا یہ فروکش ہوا ساقی کو اشارہ
ہوا کہ اس نے جام دیا نامہ دار نے ساغر پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا یکبار اکر منہ نامہ دار ملکہ نے کہا
لاؤ نامہ کس کا لکھا ہے قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھکو حکم ہے کہ
شاہ کوکب کے ہاتھ میں نامہ دوں اور جواب لوں ملکہ نے چاہا کہ ان باتوں کا جواب سخت دوں مگر عمرو نے
کہا کہ اے ملکہ یہ ایلچی ہے جیسا اس کے مالک نے کہہ دیا تھا ویسا بجا لایا آپ اس کو پاس شہنشاہ رفعت نشان
کے بھیجدیں یہ کلمہ عمرو نے اس لیے کہا کہ قاصد کوکب پاس جائے اور دیکھوں کہ اس نے کیا جواب دیا اسکا
ما فی الضمیر بھی دریافت ہو جائے گا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی غرضکہ ملکہ نے نامہ دار کو
ٹھہرایا اور ایک عریضہ بعجز و انکسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ گردون بارگاہ یہ عریضہ خواجہ
کے کہنے سے آپ کو لکھا ہے اس لیے قاصد امیدوار باریابی اور روبرو حاضر ہو کر زبان فیض ترجمان سے جواب
نامہ کا سننا چاہتا ہے زیادہ حد ادب یہ عریضہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت کوکب میں بھیجا کوکب اس وقت
شکار طاؤس کوہ فیروزہ پر کھیلنے گیا تھا وہ ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہاں سے حال دریافت کر کے کوہ
فیروزہ پر پہونچا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے نامہ دیا شاہ نے پڑھکر تحریر کیا کہ اے فرزند نامدار کو بھیجدو
ساحر واپس آیا اور ملکہ کو حکم شاہ بحری دیا اس نے چند ساحروں کے ساتھ نامدار کو روانہ کر دیا اور آپ
مع خواجہ داخل عشرت کدہ ہو کر مصروف بعیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پہ پہونچا دیکھا کہ کوہ سب
فیروزہ کا ہے اور اسپر کوسوں تک سبزہ ہے بھیروں کی بہار ہے گھاس زمرد کی اگی ہے اسپر پھول الماس و بوٹے
ہیں سراسر نور کے بیچ میں ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے لگائی ہے نامہ دار اس بہار کو
دیکھتا اور آفرین مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے اس کو زمرد کے نظر پڑے ان کے آگے
سائبان زربفتی کھنچے تھے اور ہر بنگلے میں کرسیاں جواہر کی بچھی تھیں ان پر طاؤس نیلم و زمرد کے ترشے ہوئے
رکھے تھے ان بنگلوں سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اس کی توصیف اگر لکھی
جائے تو داستان ناتمام رہے اس بارہ دری میں تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا گرد تمام سردار
سرداران ذی وقار کا دورہ بندھا ہزار ہا غلام زریں لباس حاضر تھا کہ

نظم

یکے کاخ و ایوان و فرخندہ دید — کہ انسان کسے این ندید و شنید
بیک ست ایوان یکے طاق دید — زدیدہ بلندی او ناپدید

نہادہ زطاق اندرون تخت وزر　نشانده بہرپایہ در و گہر
بران تخت فرشی زدیباے روم　ہمہ پیکرش گوہر وبندش بوم
نشستہ بران تخت تاجدار　ببالاے سروی برخ چون بہار
زدیدار او مشتری تیرہ بود　خور از رنگ رویش ہمان خیرہ بود
بر تخت زرین یکے زیر گاہ　نشستہ برو پہلوان سیاہ
فراداق پرستندہ برگرد تخت　بتان پری روی فرخندہ بخت
پرستار باشند دو صد و ہزار　ہمہ پاک با طوق و با گوشوار

نامہ دار نے یہ کروفر دیکھکر مجرا گاہ پر ٹھہر کر سر جھکایا جسنے شاہ ساحران بادشاہ ہمایلی سلطان جہان کا صد افراسیاب نگاہ رد برد کیا بادشاہ نے سر اٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ نزدیک آنے کا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے منشی کے حوالے کیا منشی جادو طراز نے نامہ وا کرکے پڑھنا شروع کیا جب سب حرف بحرف پڑھ چکا بادشاہ عالی نقش مضمون پر مطلع ہو کر چین بر جبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ وہدیہ وغیرہ پیش کیے دست ناقبول دراز کیا پھر نامہ کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کرکے بیٹھا بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب مین ترقیم کرو مضمون اسکا پُر مذاق ہو اور سرنامہ میں خداے نادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہرچند کہ میں اہل اسلام نہین ہون مگر اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہو جائے گی اور پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نہ رہیگا راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہو گی منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات مین حل کرکے پارہ حریر پر ایک نامہ بعد تو قیر بجواب اس نامہ کے تحریر کیا

نظم

ہم انگہ ز گنجور قرطاس خواست　ز مشک سیہ سودہ انفاس خواست
یکے نامہ بنوشت چون بوستان　پر از گل بسان رخ بوستان

پاسخ نامۂ افراسیاب بقہر و عتاب از جانب کوکب لمولفہ

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری　کیے دریا ہوا پر جسنے جاری
رواق گنبد خضرا مین اسنے　کیے روشن چراغ مہر و اختر ونکے
کیا پُر نور اس خاک سیہ کو　فروغ اسنے دیا ہے مہر و مہ کو
اسی سے ہے نشان امن پستی　اسی سے ہے بہار باغ ہستی

خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے
کہ جو چرخ رسالت کے ہیں تارے

محمد آفتاب چرخ اسلام
چراغ آفرینش بدر احتشام

شہ لولاک ممتاز دو عالم
معظم آستان فخر آدم

بہار گلشن ایجاد وہ ہیں
ظہور عالم آباد وہ ہیں

ہوا ہے نور ان حضرت کا پیدا
ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا

خدا کی ہوگی اس عالم پہ رحمت
قدم رنجہ کرینگے جب وہ حضرت

پس از توصیف سردار رسالت
لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت

کہ اے شاہ جہان سلطان ذیجاہ
ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ

بہار بوستان شہریاری
گل نزہت فزائے تاجداری

چراغ افروز بزم عقل و تمکین
فروغ افزائے علم سحر آگین

ہلال آسمان سحر سازی
فلک تمکین پئے نیرنگ بازی

درخشان اختر اوج شرافت
دُر افشان ابر دریا بار رحمت

شہ افراسیاب آسمان جاہ
کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہے ماہ

لکھا جاتا ہے تم کو بعد تسلیم
ادا کر کے حقوق رسم تعظیم

نزول نامۂ حضرت ہوا آج
پہنایا سرفرازی کا مجھے تاج

سراسر وہ محبت سے بھرا تھا
عجب مضمون دُر آگین لکھا تھا

رذالت کا بیان تھا اسمین اکثر
زمانے کی شکایت تھی سراسر

مجھے پڑھکر ہنسی آئی بہت سی
اڑا اک قہقہہ دربار مین بھی

کہ حضرت اسطرح عاجز ہوئے ہین
کمینے بھوت بنکر سر چڑھے ہین

لکھا تھا یہ بھی اسمین مشفق من
تحمل مجھکو ہے بر حال دشمن

بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ
کہ قصہ حلم سے ہوتا ہے کوتاہ

تحمل ہی بیان پر چاہیے تھا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

زمانے کے نرالے کچھ ہین نیرنگ
سنی تو ہوگی مور و فیل کی جنگ

غرور و کبر کب زیبا یہان ہے
کہ جور چرخ مشہور جہان ہے

گدا کو بخشتا ہے بادشاہی
کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی

کسی سے ہے عروس نو ہم آغوش
جنازہ ہے کسی کا بار بر دوش

کسی کے بر مین شاہانہ ہے پوشاک
پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا
عداوت کا فلک کی پاسکے کچھ بھید
سحر دم بھر کے گر خندان ہے ہوتی
دل لالہ مین داغ اس نے دیا ہے
سرو نے گرچہ آزادی ہے پائی
شگفتہ کر کے ردے گل کو اُسنے
فلک کے جور سے ہو کر پریشان
دہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش
خزان کا دیکھ کر از بسکہ سامان
ہوا عیب جور گردون کا یہ نقشہ
فتور عقل ہے حضرت سراسر
عمرو کو سمجھتے ہو مکار و غدار
پڑے گی چاند پر ڈالے سے کب خاک
فلک کے سمت جو تھوکے گا شاہا
کہان تم اور کہان عیار عالم
کہان گندم نمائی جو فروشی
عمرو پشت پناہ مومنان ہے
خیال خام ہے یہ اُن کی نسبت
خدا جس کی مددگاری کرے گا
اُنھون نے کلبۂ احزان کو میرے
بُلایا ہے اُنھین خود مین نے آجا
مجھے الفت جو تم سے ہے ہمیشہ
سفارش آپ کی کرتا عمرو سے
وگرنہ غازیان صف شکن کا
ارادہ ہے کہ آئین اُسطرف کو
معاذ اللہ اجل پھر جس کو تاکے
کرے سیل فنا جس گھر کو برباد

تن باغ جہان بھی ہے لرزتا
لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید
تو شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی
گلون کا گل چراغ اُسنے کیا ہے
پھنسی قید محبت مین ہے قمری
دیا ہے خار دشمن بلبل کو اُسنے
ہے سنبل باغ مین با موے عریان
خزان کے غم سے سوسن ہے پریشان
ہوا ہے دیدۂ نرگس بھی حیران
تو پھر بیجا ہے کبر اے شاہ والا
عدو کو جاننا اپنے سے بدتر
سراسر ہے حماقت کی یہ گفتار
کہان عرش اور کہان یہ خاک ناپاک
تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا
کہان جنت کہان نار جہنم
کہان پائی فلک پر سنبلہ کی
عمرو شاہنشہ شاہنشہان ہے
کرے اُن کو مدد دینے کی حسرت
بھلا اُسکو مدد کیا کوئی دے گا
عطا کی روشتی تشریف لا کے
کہ اُن سے دست بستہ کچھ کہونگا
محبت کا ہوا تھا یہ تقاضا
کہ بچنا ملک دشمن کے شر سے
جدا نا ان تہمتن تیغ زن کا
الٹ دین ایک دم مین رن کی صف کو
ہدف سے کب بچے تیر قضا کے
تو کیا باقی کی دیوارون کی بنیاد

ڈرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی — کہ اٹھکر ایک ہے خرمن کو کافی
ہجوم بزدلان سے کیا ہی حاصل — بھلا کب شعلہ و خس ہون مقابل
مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد — ہوا افسوس گھر خصرت کا برباد
محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت — کہ اب بھی چھوڑ دیجیے یہ کبر و نخوت
دگرنہ پھر کہان افراسیابی — نہ کیجیے موت آنے مین شتابی
زیادہ کیا لکھون اے عقل من — بنایا دوست کو خود تم نے دشمن
خدا توفیق نیکی کی تمہین دے — تمھارا ملک و مال آباد رکھے

منشی بدائع طراز نے خامۂ نزرت نگار اس مقام پر زدک کر نامہ شک ختلہ رو برو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون لکھا تھا اُسنے پڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کر کے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسہ گوہر آگین رکھکر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوا ساحر پہلے قلعہ ہفت رنگ مین لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عمرو بھی بہت خوش ہوا ساحرون نے حسب الحکم ملکہ قاصد کو سرحد طلسم تک پہونچا دیا وہ بعد قطع منازل باغ سیب مین پہونچا شاہ جادوان نے اس عرصے مین پھر جنگ مہرخ ایک ساحر معزز طلسم زنار آفت جنجر جادو نام کو طلب فرمایا ہی اور وہ بارہ ہزار ساحرون سے حاضر ہوا ہی ہنوز اُسکو کچھ حکم نہین دیا ہے کہ قاصد آکر پہونچا شاہ کو آداب بجالایا اور جواب نامہ کا پیش کیا افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا اُسنے حرف بحرف پڑھکر سنایا مضمون پر اطلاع پاکر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا پھر براہ نخوت اور بات بنانے کے لیے ہنسکر گویا ہوا کہ دیکھیے کوکب ایسا عمرو سے ڈرا کہ اپنا دین چھوڑ کر بیدین ہو گیا بس ایسے کی بات کا برا ماننا کیا مین اب اُس پر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود ہی لڑنے آتا ہی اب مین اُسکو سزائے معقول دونگا اہل دربار نے براہ خوشامد تائید کلام کرنا شروع کی کہ حضور کوکب کیا چیز اور زرک بے ایمان ہو گیا نامہ بھی حد سے نادیدہ کی تعریف مین لکھا ہے آپ سحر وہ بھول جائیگا پھر آپ کا مقابلہ کیا کر سکے گا اول تو یون ہم مرتبہ ملازمان جناب نہ تھا جہ جائے کہ سحر فراموش کر کے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہی کہ اُس کی شامت آئی ہی شاہ طلسم اُن باتون کو سُنکر خوش ہوا اور زنار سے کہا تم جاؤ لشکر مہرخ سے جنگ آغاز کرو مین قتل اسد کی تدبیر کرتا ہون زنار یہ سنکر آداب بجالایا خلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی ساحر درست کر کے اژدہے پر چڑھکر بتجمل تمام روانہ ہوا جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت آیا کہ اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپ کے قاصد کا کچھ رتبہ مثل کوکب نہ ٹھہرا عمرو کا بڑا مرتبہ ہی کوکب ارادہ لشکر کشی رکھتا ہی آپ غفلت نہ کرین اسد کو قتل کر ڈالین آگے آپ کی جو مرضی مین جانتی ہون کہ جب جنگ عظیم کا سامنا

ہوگا اس وقت اسد ہلاک نہ ہوسکے گا یہ نامہ پڑھکر بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کہ دیکھو جو کوکب
نے لکھا ہی کہ وہ میری بی بی نے ذہن میں بیٹھے بیٹھے بتلا دیا ان کو ملک داری مین بہت سلیقہ ہی غرض تعریف
کرکے نامہ کا جواب لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین نے زنار کو بہر استیصال لشکر باغیان تمھارے
پاس بھیجا ہی یہ ساحر معزز ہی اس کی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ تم سے بیان کرے گا اور لشکر
دشمن کا بھی خاتمہ کردے گا مین نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہون وہ سب جمع ہون تو انتظام طلسم کشا
کرون یہ نامہ طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجا طائر قبل پہونچنے زنار کے پہونچا ملکہ نے نامہ گلے سے
کھول کر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کرکے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے زنار بعد قطع مسافت راہ
جب قریب پہونچا استقبال کرکے لیگئے اُس نے لشکر اپنا لق و دق لشکر ملکہ خیریت اترو ایا آپ سامنے
ملکہ کے آیا تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت عطا فرمایا کرسی زرین پر بٹھایا ساقی نے حسب ایماء ملکہ مہوش
جام شراب دیا اُس نے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اسوقت ملکہ مسطورہ نے حال نامہ کوکب کا
بھیجنے کا استفسار کیا اُس نے جو کچھ جواب وہان سے آیا تھا اُسکو مفصل وار بیان کیا ازبسکہ عیارہ
مقرر صبح بر اے خبرگیری بہ شکل مبدل یہان بیٹھے ہین انھون نے بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش
ہوے کہ الحمد للہ جس لیے محنت ہمارے اُستاد نے گوارا کی تھی وہ مراد بر آئی فی الجملہ زنار بیٹھا شراب
پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا جب سواد شب سے مہر قمر صفحۂ روزگار پر ثبت و روشن ہوئی اور فرمان

غزل عالم روز نشی دہرنے جاری فرمایا **ابیات**

ہمی گفت گردون شتاب آمدش
شب تیرہ را دید تاب آمدش

برآمد یکے زورق شتی ز آب
ہمانا پدید آمد از خواب

سر شام اُس نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نقارۂ جنگی گرجا گرجا عیاران لشکر اسلام خبر لیکر بارگاہ میں آئے ملکہ
مہرخ کو تسلیم کرکے زمین ادب کو بوسہ دیا دعاے عمر و دولت دے کر اس طرح حال
بیان کیا **نظم**

کہ ہموار شاہ جہان شاد باد
سخنگوے دانا جنت ہمزاد باد

تو بیدار باش و جہاندار باش
خردمند باش و بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے یہان پہونچے اور وہ ہدارات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا
اس کو جواب سخت وہان سے ملا ہے نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادوان نے غضبناک ہو کر ایک ساحر
دنار جادو نام کو بھیجا ہی اس نے بمقابلہ مملکت پناہ طبل جنگ بجوایا ہی یہ خبر سنکر تمام سردار شاد
ہوے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی پھر یہان بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست
ہوا ہر شخص اپنے مقام پر آکر درستی اسباب حرب و ضرب کرنے لگا سحر کی جانگ منتر دینے جا بجا شروع ہوئی

جدھر کھٹ تلوار کی جھنکار تھی جدھر سنو کلو اجیر دن تار سنگھ کی پکار تھی اُس طرف زنار کے بیچ خیمہ زن لقتی
استاد و ہوادہ بھی بارگاہ سے اُٹھ کر خیمہ میں آیا اور سحر جگانے لگا لشکر میں بھی اُس کے یہی سامان تھا مگر
برق فرنگی وغیرہ عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ یہاں عمرو موجود نہیں ہیں اور زنار کو زبردست
سمجھ کر شاہ طلسم نے بھیجا ہے مبادا کل ہمارے لشکر میں کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا پس چاہیے کہ ہم لڑائی
سے پہلے کچھ تدبیر کریں یہ مشورہ کر کے باہم جانسوز کو برائے حفاظت لشکر چھوڑ کر صحرا میں آئے اور
ذفیل بجائی قران بھی آیا اُس سے اپنی رائے ظاہر کی اُس نے کہا اچھا تم دونو جاؤ میں بھی آؤں گا
یہ سنکر ضرغام و برق صورتیں ساحران لشکر حریف کی ایسی بنا کر چلے دیکھا کہ لشکر عدو میں ہجوم ہو رہا
ہے ڈمرو بجتا ہے تیاری جدال میں ہر ایک مصروف ہے ہتھیاروں کی درستی سے مالوف ہے یہ ہر سمت پھرے
لیکن تدبیر بن نہ آئی اور رات بھی تھوڑی رہ گئی اُسوقت دونوں الگ الگ ہو کر مایوس اپنے لشکر کی
طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گذر جانب خیمہ سپہ سالار زنار وسواس جادو نام کے ہوا اور وہ
خیمہ سے نکلکر برائے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک سمت جاتا تھا برق نے اُس کو تجویز کیا اور وہ ڈگر
اُس کے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا میں آپ کو دکھاؤں اُس نے پوچھا
کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں لشکر حیرت کا ایک ملازم ہوں اس وقت آپ کے لشکر میں آیا تھا
دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ گرفتار کروں مگر ہم لوگ ان عیاروں سے
ایسی زک پا چکے ہیں کہ میرا حوصلہ اُن پر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ میں اکیلا تھا بس اگر آپ چلیں تو ملکر
اُن کو پکڑ لیں یہ تقریر سنکر وسواس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آگئے تو لڑائی بالکل فتح ہے میرے مالک
کی بڑی ناموری ہوگی غرض شادان و فرحان اُس کے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکلکر صحرا میں آیا برق
نے کہا دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہے وہاں پر بیٹھے ہیں یہ اُس طرف دیکھنے لگا اُس نے حباب بیہوشی
مارا کہ وہ منھ پر پڑا اور وہ اُس کے غبار سے بیہوش ہوا برق نے اُسکو خوب بیہوش کر کے کپڑے اُتار
لیے اور اُس کی کمر میں کمند باندھ کر درخت پر چڑھ کر اوپر کھینچا پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور
آپ رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنکر اُس کے خیمہ میں آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا
بیان کیا جائے گا مگر ضرغام جو مایوس پھرا اُس نے ایک ساحر کے بستر پاس جا کر پکارا کہ اے برادر
جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمھیں بلاتے ہیں وہ ساحر افسر کا نام سنکر اسکے پاس آیا اور کہا سپہ سالار
صاحب کہاں ہیں لشکر حیرت سے نکلکر کسی کام کو صحرا میں آیا تھا وہاں ایک افسر کھڑے تھے مجھ سے کہا
ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو کہنا سپہ سالار بلاتے ہیں میں اُن کے کہنے سے آیا ہوں اور کچھ نہیں
جانتا ہوں یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا کہ صحرا میں شاید درستی سحر کے لیے گئے ہوں گے یا کسی عیار کو دیکھ کر
گرفتار کرنا منظور ہوگا پس بوجہ تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہوگا یہ سوچکر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو

ضرغام اُس کو صحرا میں لایا اور بیضہ بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کرکے غار میں ڈالدیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر وہی لباس اُس کا پہنکر اُسکے پڑاؤ پر آکر ٹھہرا اور منتظر موقع عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونوں قران سے رخصت ہوکر چلے تھے تو وہ بھی بہر عیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمتگار زنار کا اُسکو کنارے لشکر کے ملا اس نے اُس سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو خدمتگار نے کہا زنار بانگاہ حیرت سے اُٹھکر اپنے خیمہ میں گئے ہیں الخنین کا ملازم ہوں پیچھے رہگیا تھا اب مالک پاس جاتا ہوں قران نے کہا بھائی ہمیں بھی کہیں نوکر رکھا دو بیکار ہیں تمھیں دعا دینگے اس نے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکابداری اور دیکھو ایسے کھچلے بنائے ہیں ملکہ حیرت کے بکاول کیلیے نمونہ لیے جاتا ہوں یہ کہکر ایک کھچلا کمر سے نکالا اور کہا لو اس کو کھاکر دیکھو خدمتگار بیچارہ غافل از فریب عیاری وہ کھچلا تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چلکر بیہوش ہوا قران اس کی صورت بنکر اور اُس کے لباس سے گلی ہوکر اس کو درخت سے باندھکر آپ در خیمہ زنار پر آکر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سوچنے لگا از بسکہ رات کم تھی کچھ ہی دیر میں وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہائے کواکب چن لیے اور باد سحر نے سموم آسائے غنچہ ہائے نجوم پژمردہ کرکے غارت کیے کہ بمقتضائے ابیات

چو روشن شد آن چادر مشک رنگ	سپیدہ بدا ازور آن تخت چنگ
نہان شد آن چادر لاجورد	جہان شد زدیدار خورشید زرد

رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی تھی صبح ہوتے ہی سرداران نامی ساحران گرامی سوار ہوکر بارگاہ کے در پر مہرخ کو لینے آئے مہرخ دعا درگاہ خدا میں کرکے تاج شاہی اور لباس فرماں روائی پہنکر برآمد ہوئی ایک سمت ملکہ بہار بصد آرایش و وقار محل سے نکلی تخت ان دونوں کے فیل سحر پہ کسے گئے چھتر پھرنے لگا گرد طاؤسان زرین بال پر چار دگر نیان سوار اور ساحر لشکر کے افسر نامداران سحر پیشہ نفیر سحر بجاتے چلے نقارے جنگی گرگڑانے لگے بشوکت وحشمت و جاہ سواری بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی کہ بموجب ابیات

بران پیل جا در گذشت شاہ	بیاورد از خیمہ لشکر براہ
ببالائے شنو برسخ چون بہار	رچنیز بانندہ شہریار
ہمہ لشکرش یکسر آراستہ	کشیدہ ہمہ تیغ پیراستہ
ابا جوشن و خود بستہ میان	ہمان تازی اسپان برگستوان
زیاقوت وز گوہر شاہوار	ہمہ جامہ و آلت کارزار
ہمان تخت زرین و انگشتری	در از بیہ اندر جہان مہتری
بدشمن روان لشکر انگیز شد	چو آتش سپاہش بکین تیز شد

القصہ میدان مین پہونچکر حکم گشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی ملکہ حیرت سحر کے بنگلے مین مسند زر پہ
بیٹھی ہوئی اور بنگلہ بروے ہوا اڑتا ہوا اندر بنگلے کے چاد دگرنیون کا گرد ملکہ مجمع سپاہ ساحران ہوائیون
پر سوار بڑے تزک و احتشام سے جاے کارزار پر آکر ٹھہری ادھر زنار بھی خیمہ سے نکل کر سوار ہوا
قران جو بشکل خدمتگار بھا جہان اور خدمتگار تھے وہین جاکر ٹھہرا اور کہا میدان جنگ مین ہم لوگون کا
کیا کام ہی جب میان پھر کر آئین گے اس وقت ان کی خدمت ہم بجا لائین گے اور ضرغام جو ایک ساحر
کی صورت لشکریون مین سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہو لیا لیکن برق جو بصورت دسواس سپہ سالار
ہی اس نے اپنے رفیقون اور ماتحت ساحرون سے حکم دیا کہ ایک اژدر بزور سحر میری سواری کے لیے
بناؤ کہ خوب چست و چالاک ہو اس وقت ایک ملازم نے عرض کی کہ حضور مین اژدہا بنتا ہون آپ
مجھ پر سوار ہون اور مجھ سے بھی کام لینا نہ پڑے گا جدھر آپ فرمائیے گا ادھر مین چلون گا برق نے اسکو ایک
مشت زر نکالکر دیا اور فرمایا کہ ہم تمھارا عہدہ بڑھا دین گے اور تم کو خوش کرین گے وہ ساحر بہ شکر
براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت بنا اور برق اس پر سوار ہو کر چلا لشکر بارہ ہزار ساحرون
کا اکر اس نے ترتیب دیا اور سپر پشت اپنے سب کو کر کے اژدرا اڑا تا منھ سے شعلہ آتشین اژدہے
کے پیدا ہمراہ زنار بھی چلا زنار بتان خاک آلودہ لٹکائے جھوٹے سحر کے گلے مین ڈالے سانپ
جسم مین لپیٹے بصورت مہیب اژدر پر سوار بارہ ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجاتا دادگاہ
مین آیا وہ ساحر بھی سب زشت رو اور خبیث صورت بد سیرت تھے کہ ہر ایک کے موئے زہار
لنگوٹون سے باہر چہرے اپنے خوک و خرس کے بزور سحر بناے ترسولون پر ماران سیاہ لپیٹے تھے
کٹالیان ہاتھ مین اُن مین چوکین روشن کیے چھکون کی لو پر جب وہ چانول اور ماش مارتے انمین سے
سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے رزمگاہ مین صف بستہ ہوے ؎

تنش زشت و بینی کز و درد سے زرد | بد اندیش و کوتاہ و دل پر ز درد
دو چشمش کژ و تیز و دندان بزرگ | براہ اندرون کژ ز دو ہمچو گرگ
ہمان بد دل و سفلہ و بے فروغ | سرش پر ز کین و زبان پر دروغ

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہو چکے اس عرصے مین یہان میدان پاک و صاف ہو چکا تھا
تخت شاہان قلب لشکر مین ٹھہرے تھے صفون کے جھگڑے تھے تاریخ ترنج اچھلتے تھے نقیب پکارتے
تھے کہ دنیا مین ہر ایک کو فنا ہی مگر جادہ رشتہ شمشیر راہ ملک بقا ہی جو تلوار کی دھار پر راہ چلا
منزل پر پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بھٹکا وہ زندہ در گور مردہ نام و
ننگ ٹھہرا یہی گو یہی یہ میدان ہی مردی و نامردی کا امتحان ہی کہ بیت بجز شادمانی و جز نام نیک +
ازین زندگانی نیابی تو لیک + نقیب یہ کہکر جب ہٹے زنار تو آ پہونچا ہی اس نے اژدر اڑا کر

ملکہ سے اجازت رزم لے کر میدان میں اپنے تئین پہونچایا اور کچھ سحر سازی دکھا کر مبارز طلب ہوا لشکر مہرخ سے ایک ساحر نامی سمار جادو نام مقابلہ میں گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا اُس بہادر نے رد سحر پڑھا کہ گولہ اُلٹا پھر گیا زنار نے اسی غصہ میں آکر ایک ناریل سحر کا مارا سمار نے ہرچند رد سحر کیا مگر ناریل نہ پھرا اور اُس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہو گیا یہ معاملہ دیکھکر اور ایک ساحر کینہ انگیز جادو ملازم ملکہ سرخمو دوڑی اور سمار کو ہٹا کر آپ مقابل ہوئی زنار نے اب کی ناریل سحر کا مارا کینہ سے بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کی طرف سے نکل گیا ہیرون نے اُسکے غل مچایا اور زنار نے پھر مبارز طلبی کی ادھر سے سرخمو اجازت لے کر چلی جب سامنے پہونچی زنار نے پھر ناریل سحر کا مارا اسنے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنار کو غصہ آیا اور اسنے ایک نارنج نکالکر سمت فلک اچھالا اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا اور پھر اچھالا یہ حرکت دیکھکر ضرغام جو لشکری بنا ہوا اسکے لشکر مین کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار اچھالکے جو لگائے گا تو یقین ہے کہ سرخمو سے رد سحر نہ ہو سکے اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے بس نارنج نہ لگانے دو یہ سوچکر اُس نے تیسری مرتبہ نارنج اُچھالا ضرغام نے غول مین فوج کے اپنے تئین پوشیدہ کر کے ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا کیونکہ وہ اسی طرح کا تھا کہ جبتک تین بار اچھلکر نارنج نہ لگے سحر پورا نہ ہو ضرغام نے اس مین فرق ڈالدیا غرضکہ زنار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو کر کہا کہ اے سرخمو کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہین سرخمو کو پہلے تو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا امر ہے کہ پھر اس نے بھی حکمت کا نے سے کہدیا کہ ہان میرے ساتھ کئی سو پتلے ہین اس نے کہا تو اچھا لے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک تیر نکالا اور اس کے پیکان پر سحر پڑھکر کمان مین پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگائے ضرغام نے اب کی چکر ایسا تاک کر مارا کہ تیر و کمان دونون کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل مین سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے اُدھر مہرخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخمو کیا کہنا جانسوز جو لشکر مین کھڑا تھا اس نے کہا اے ملکہ یہ ضرغام چھپا ہوا لڑ رہا ہے مہرخ کو بڑا تعجب ہوا زنار کو تیر کے کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑ کر چاہا کہ جا پڑے ورن اس وقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے اس کو خیال آیا کہ اگر یہ جائے گا تو سرخمو گرفتار یا قتل ہو جائے گی اب اس کافر کمبخت کو اور جو عیاری تجویز کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اس کو جہنم رسید کر دو یہ سوچ کر اس نے اژدر سے کہا زنار کے پاس مجھکو بھیجیں وہ اژدر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بستہ عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت دکھائی ہے ناموری حضور کی اس مین ہے کہ آپ کا ملازم اُس کو زیر کرے میں امیدوار ہون کہ مجھکو اجازت حرب دیجیے کہ مین اُس کو باندھ لاؤن زنار نے کہا تجھکو سپرد خداوند سامری کیا یہ حکم سنکر اژدر اُڑا کر میدان مین پہونچا اور پکارا کہ اے مکار تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا تھا اے اس حرب کو یہ کہکر ایک نارنج کچھ بد بدا کر مارا سرخمو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نہ کرے از بسکہ نارنج عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہرچند دوسکین وین مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر منھ پر پڑا اور رشق ہوا سب نے

دیکھا کہ اس میں سے ایک شعلہ چمکا اور دھواں نکلا سرخوش مثل مردے کے یہ کھا کر طاؤس سے گر پڑی سنے
ساحروں کو اس نے حکم دیا کہ وہ باندھ لیے گئے اور اس نے پھر سیب وہی ایک ملکہ نافرمان روبرو آئی اور
پکاری کہ لاحول بہ سحر اس نے ایک ناریل چکر دے کر مارا نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے پھونکی مگر کچھ نہ ہوا
ناریل جا کر منہ پہ پڑا کہ شعلہ چمکا اور یہ بھی بیہوش ہو گئی جادوگروں نے آ کر باندھ لیا اور پھر اس نے پکارا
کہ آؤ میرے سامنے ادھر سے طاؤس نکلی اُسکے منہ پہ گلدستہ مارا کہ منہ پہ پنکھڑیاں اس کی بکھریں اور
وہ بیہوش ہوئی گرفتار کر لیا وجہ گرفتاری یہ اور بھی ہے کہ طرفداران اسلامیان پہلے آپ سحر نہیں کرتے ہیں
اسی سے حریف طلب کرتے ہیں اور نارنج و ترنج وغیرہ بیہوشی آمیز سے بیہوش کر رہی ہے ادھر جانشوزا اور
ضرغام سے تو مشورہ ہو چکا تھا ہی اُسوقت اس طرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہیں کہ یہ برق عیار ہے
پس وہ بھی کچھ تدارک نہیں کرتے ہیں الغرض اس نے تیسرے پہر تک تیس چالیس ساحرہ اور ساحر گرفتار
کیے اس وقت بہار نے چاہا کہ میں جا کر لڑوں برق ارادہ بہار معلوم کر کے سمجھا کہ یہ آئے گی تو عمر باغ و
بہار کا کرے گی میری عیاری کھل جائے گی پس یہ سمجھ کر پکارا کہ اے فرقۂ بد آفاق اب دن کم رہا ہے اس وجہ
سے طرح دیتا ہوں اگر تم نے اطاعت شاہ جادوان نہ کی تو ہر ایک کو کل راہ فنا دکھاؤں گا سب
کو خواب عدم میں سلاؤں گا ادھر سے سب نے جوابات سخت و درشت دیے مگر پری میدان سے پھر گیا
زنار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار میں کیا کہتا اور اس کی خاطر سے طبل بازگشت بجوا دیا
لشکر دونوں پھرے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی ادھر حیرت سپہ سالار زنار
افتخار کرتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی لشکر نے کمر کھولی خلعت بہت بھاری حیرت و زنار نے سپہ سالار کو دیا پھر
عیش میں مصروف ہوئے اُستاد بارگاہ ملکہ میں تو زنار بیٹھا رہا اور سپہ سالار نے اندر گذرات کیا کہا کہ
ملکہ میں کل سب نمک حراموں کو پکڑ لاؤں گا اور بہار کو وہ جوتیاں لگاؤں گا کہ بھیجا نکل آئے گا سب
تعریف کر رہے ہیں کہ آپ ایسے ہیں لیکن بہار کا نام لینے سے حیرت دل میں برا مانتی ہے کہ یہ مجھ پر طعن ہے
یعنی گویا یہ در پردہ کہتا ہے کہ تمھاری بہن پر کیا میں سبقت لے گیا تم پہ عذاب آیا ظاہر میں یہ بھی تعریف
کر رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے حاصل یہ کہ سبب فرد خورشید سے دفتر کشائی سب نے حساب سمجھ لیا اور
رقم انجم کو کتاب سپہر پہ چڑھایا کہ بمقتضائے ابیات

چو پیدا شد آن چادر قیر گون	درخشان شد اختر برنگ ندرون
منجمی ہمہ ساز بردا شتند	بنام جہاندار بنواختند

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ میں دن بھر کا خستہ ہوں اب جا کر آرام کروں گا ملکہ نے کہا اچھا جائیے
مگر قیدیوں کو اچھی طرح رکھیے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا کہ عیاران کی فکر میں ہوں گے
اگر اکیلا پائیں گے تو زندہ نہ چھوڑیں گے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیے گا اس نے کہا بہت خوب

اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ مین آیا مجلہ سردارون کو طلب کرکے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوا دی اور ان مین
قید کیا اور ایسا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنا دیا
کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قناعت مین جانے کی اپنے خیمہ کے اندر رکھی وہ سراپردہ جو
قناعت کی طرف تھا گروا دیا کہ سامنے سے قیدیون کو دیکھتا رہون گا جب یہ بند و بست کر چکا تو ایک
خدمتگار کو پکارا قران بھی بشکل خدمتگار تھا یہی حاضر ہوا کہ سب سے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے
پر حاضر رہو کچھ کام ہوگا تو بلا لیا جائے گا اور سب نوکرون سے کہا جاؤ آج تمھاری نوکری معاف ہے خبردار
یہان نہ آنا سب چلے گئے اور سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارگاہ کے گیا مسند زر پر بیٹھکر کشتی شراب
و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی پیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کرکے روبرو سے منہ بیٹھکر
شراب پلانا شروع کی ایک آدھ جام تو خالی بیہوشی دیا جب اس کو نشہ ہوا اس وقت سمجھا کہ اب یہ نگاہ
سحر جام پر نہ ڈالے گا بس بیہوشی ملا جام زیادہ بھی پیا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن صرصر عیارہ آج کی جنگ
مین نہ تھی یہ طلسم باطن مین کسی کام کو گئی تھی شام کو معرکہ آئی اور سامنے حیرت ہوجکر تسلیم کرکے ٹھہری
تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آج کی جنگ قابل دیکھنے کے تھی زنار جو آیا ہے اس کے سپہ سالار نے
ایک ایک تاریخ مین سرداران مہرخ کو اسیر کیا اور شہزادیان طلسم مثل نافرمان وغیرہ سے اس کا
تاریخ تک رد نہ ہوسکا بڑی لڑنے والی تھین مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئین کہ مجھکو بیان کرتے شرم
آتی ہے کچھ ان سے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہوگا مجھکو اندیشہ عیارون سے ہے تو جا اور اس کی
حفاظت کر بلکہ میوہ اور شراب میرے یہان سے لیتی جا کہنا اپنے یہان کی کوئی چیز کھانا پینا نہیں مبادا پہلے
ہی کسی عیار نے اس مین بیہوشی ملا دی ہو اس سے یہان کی شراب پیو صرصر یہ حال سنکر متعجب ہوئی اور
اشتیاق پیدا ہوا کہ چلکر دیکھو تو وہ کیسا ساحر ہے جس نے یہ کار نمایان کیا ہے غرض کشتی شراب کی اور میوہ لے کر
چلی جب در خیمہ زنار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہے اور قران نے بھی اس کو دیکھا چاہا کہ روکے پھر سمجھا
کہ یہ تم کو پہچان نہ لے گی جانے دو اگر کچھ فتور برپا کرے اس وقت سمجھ لینا یہ سوچکر اس کو گردن جھکا کر کہا آنکھ
سے آنکھ نہ ملے سلام کیا یہ سلام لے کر اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالار زنار کو شراب پلا رہا ہے اس نے وہ کشتی
سامنے رکھکر اور میوہ دیکر پیام ملکہ کا کہا کہ فرمایا ہے یہ شراب پینا اور عیارون سے ہوشیار رہنا یہ کہکر جو رجوع
کیا تو زنار کا کام تمام پایا اس قدر سرشار دیکھا کہ بیہوش سے بدتر تھا اس وقت اس نے سپہ سالار پر
نظر فطرت ڈالی سپہ سالار بھی گردن اٹھا کر للکارا کہ کیا دیکھتی ہے دو نمرات کا نکالا ہے مجھکو بھی کوئی اور بنایا
ہے اری دو ہوں مین کہ سرداران حریف کو پکڑ لایا ہون اور اب سیان کا کام انجام کو پہنچاتا ہون اور اگر
ایسا نہ کرتا تو میان میرے بچے نہ چھٹتے اعتبار نہ مانتے صرصر نے یہ سنکر پہچانا کہ یہ برق ہے چاہا کہ زنار
سے کہون مگر اسکو بیخود پایا سمجھی کہ اس کے کہنے سے تو بے خبر رہ جائے گی اور یہ عیار قتل کرکے اس کو صاف

نکلوائے گا لازم ہے کہ در خیمہ پہ خدمتگار بیٹھا ہے اس کو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑ ڈالوں یہ سوچکر برق کی باتوں کا
جواب سچ سچ دیتی ہے یہ اُلٹے پاؤں پھری اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہیں سچ ہے سچ ہے خیمہ کے باہر
نکلی خدمتگار سے کہا جلدی آ عیار اندر ہے پکڑ لے خدمتگار نے کہا حاضر اور آپکے ساتھ جلدی سے
اندر آیا اس نے پہلے للکارا کہ اے موئے برق اب کہاں جائے گا برق نے جلدی سے ایک لات
کھڑے ہوکر زنار کے ماری کہ وہ توبہ دیکھ شراب کی طرح لنڈھک گیا اور یہ جھپٹ کر چلا کہ اس ساحر
کو جیسے صرصر لائی ہے بےحساب مار کر گرا دوں کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہے اور سحر نہیں پڑھتا
ہے اس کو پکڑ لے اس ساحر نے یہ سنکر دوڑ کر صرصر کو گود میں اُٹھا لیا اور کہا اُستانی میری بھی سلام ہے
اتنی جلدی کیوں کرتی ہو زنار کو مارے لیتے ہیں گھبراؤ نہیں صرصر نے یہ سنکر جو غور کیا خدمتگار کو پھر
قران پایا بس دم نکل گیا اور کہا واہ واہ کیا بندوبست کر رکھا ہے برق بھی یہ حال دیکھکر خوش ہوا
اور کہا اے قران آج تو جی چاہتا ہے کہ اُستانی کی بھی ناک کاٹ لیں کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہیں پھر جو یہ کچھ
شرارت کرینگی تو ہم کہیں گے نکٹی جیسے برے احوال اور انکی ناک کٹنے سے اوروں کے بھی کان ہو جائینگے
پھر کیا منہ اور امکان کسی کا جو ہمارا اسا سا کرے قران نے کہا کیوں استانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لیں صرصر
نے کہا ارے موئے میں تمکو اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے کروں ناک اُسکی کاٹو جو تمھاری استانی ہو لو
موئے عاریتوں کو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہکر چاہتی تھی کہ غل مچائے قران نے
گیند عیاری کا منھ میں دیدیا اور ستون خیمہ سے باندھکر برق کو اشارہ کیا کہ اس نے سر زنار کا کاٹ ڈالا
اور قران نے دوڑ کر اپنے سرداروں کی زبان سے سوزن کھینچ لیے زنار کے مرنے سے شور و غل بلند ہوا
تھا اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتے ہی سحر پڑھکر سب اٹھے اور لشکر زنار پہ تیغ
مارنا شروع کیے العیاذ باللہ ایک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی آگ پتھر برستے تھے دوسرے
انھوں نے ہنگامہ برپا کر دیا قران نے نکلکر ایک حقہ آتشیں داغ کر خیمہ پر مارا کہ خیموں میں آگ لگی اور اوپر
سے بھی شعلے گرتے تھے تاریکی شب حد سے افزوں تھی حیرت ہاموں تھی فوج زنار غفلت میں بہت
سی ماری گئی جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبرا کر رو بفرار لایا سمجھا کہ لشکر
مہرخ نے شبخون ہمیں مارا ادھر قران نے یہ چالاکی کی کہ صورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت میں دوڑ گیا
اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ فوج زنار کی بگڑی ہوئی تمپر آتی ہے طلایہ دار نے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی
پلٹنیں جلد تیار ہوئیں فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے حیرت ان کو دشمن
سمجھ کے لڑنے لگی اور یہ اس کو فوج مہرخ سمجھ کر بھڑ گئے گھمسان کی مار ہونے لگی سحر چلنے لگا
ہونا جاری کی پکار رہنے لگی ماشوں کے چہرے گوییوں کا کام کرتے تھے آگ دھتورے کے پھل
بجلیاں بنکر گرتے تھے ہوا سے بجلی [illegible] اگرتی تھی سرکشوں کے خرمن جان کو جلاتی تھی تلواریں رو برو

منزل فانی کی راہ کاٹتی تھیں مار مار کی صدائیں مار ہنگامہ تیغ تھیں کشتی حیات قلزم آہن پر چڑھی تھی آب تیغ کی ندی بڑھی تھی دریاے ہستی کو شمشیر نے مثل پیر ایک سے کاٹتا تھا دل میں پیر کر کلیجہ کا لہو چاٹتا تھا غول ساحروں کے تہ و بالا نظر آتے تھے شاہد تیغ کے کرشمے سے رنگ دکھاتے تھے طبع معشوق کی طرح تلون مزاج تھا کسی صف کو بچھایا تھا تو کسی کو الٹا تھا نظم

چمکنے لگی برق جان سوز تیغ	چلی خرمن زندگی بیدریغ
وہ تیروں کی سن سن کا غل چار سو	دلیروں کے نعروں کی وہ ہاے ہو
ہوا میں سمایا تھا ایسا غریو	جہان میں جہان سنیے بیدا غریو
شب تیرہ میں تیغ تھی یوں رواں	پہاڑوں میں جیسے ہو بجلی طپاں

حیرت غلغلہ سنکر باہر نکل آئی ادھر برق نے صرصر کو کھولدیا اور کہا استانی جاؤ تماشہ دیکھو ہم نے دو لشکروں کو لڑوا دیا اور حیرت چند وسے کہدینا کہ زنار کو میرے شاگرد جناب برق مفنی الاثار کیا صرصر اس کو برا بھلا کہتی ہوئی چلی اور جب فوج آپس میں لڑچکی اس وقت نافرمان وغیرہ نے اپنے لشکر کی راہ لی یہاں حیرت جنگ آغاز کیا چاہتی تھی کہ صرصر جاکر پہونچی اور کل کیفیت معرض بیان میں لائی ملکہ نے اپنا سنہ پیٹ لیا پھر پرندہ سحر پرواز کر کے بر روے ہوا گئی اور نفیر سحر بجائی کہ کل لشکر کے کان میں اسکی صدا گئی اور باہم جنگ موقوف کی ملکہ نے ہنگامہ کم دیکھا پکار کر کہا آپس میں مت لڑو ولے افسران لشکر میرے پاس آؤ یہ کہکر بارگاہ میں چلی گئی فوج زنار جو کچھ قتل و غارت سے بچی وہ اور افسران لشکر حیرت بارگاہ میں سامنے ملکہ کے گئے ملکہ نے چالاکی عیاران اور حال قتل زنار بیان کیا پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو لکھا اس ہنگامہ میں رنگ چہرۂ ترک شب خوف سے اڑگیا اور فلک پیر کا اشک چکیدہ یعنی مہر دامن روز میں ڈھلکا نظم

چو بر زد سر از چشمۂ خورشید	جہان گشت چون روے روحی سفید
نشست جہاندار بر تخت عاج	زبر زد ز یاقوت بر سرش تاج

دم سحر فرخ تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی سردار جو رہا ہو کر آئے تھے اُن کی نذر گذری عیاروں نے آکر سب حال بیان کیا ان کو خلعت عطا ہوا ارباب نشاط حاضر ہوے جلسۂ عشرت آغاز ہوا ادھر زنار کی لاش اس کی فوج نے اُٹھائی اور جایا چاہتی تھی کہ یہ عجب کیفیت ہوئی کہ وہ سواس سپہ سالار زنار جسکو برق درخت سے باندھ آیا تھا رات بھر میں اس کی بیہوشی اترگئی اور چونکہ اس کی زبان میں سوزن تھا اس سبب سے سحر پڑھکر اپنی قید نہ کھول سکا صبح کو جب کاہ کش اور ہیزم فروش صحرا میں آئے اس نے ان کی آواز سنکر جسم کو جنبش دی کہ جیسے کھڑکھڑائے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی کہ وہ لوگ ڈرے اور کہا معلوم ہوتا ہے اس درخت پر کوئی آسیب ہے یہ جانکر کچھ بھاگ گئے مگر کچھ جی کڑا کر کے

اُس درخت کی طرف دیکھنے لگے اس نے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھ کو کھول دو ایک اس میں سے
لشکر کا گھبرا رہا تھا وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اسکو کھول کر زبان سے سوزن نکالی کہ یہ
اُٹھکر درخت سے اترا اور ایک کپڑا اُن سے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کیکے وعدہ کیا کہ تم لشکر
میں آتا میں بہت کچھ تم کو دونگا وہ سب خوش ہوے اور یہ وہان سے لشکر میں آیا سرداران زُنار نے
جو اسکو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہے جس نے زُنار کو مارا ہے اور ہم کو لڑوایا ہے کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے
کہ سپہ سالار کی صورت بنکر عیار آیا تھا یہ سمجھکر باہم کہا کہ اگر اس کو گرفتار کرکے ماریں شاید اب یہ کوئی
تدبیر میں آیا ہے غرضکہ چلے تو یہ سب آہستہ آہستہ رستے ہوے اسکے جانب چلے اور یہ ان کو دوڑتا دیکھکر مستفسر
ہوا کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے وہ بیساختہ اسپر جا ہی پڑے اور جوتی اور دھپ اور لات اور گھے مارنے
لگے یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا پکارا کہ ارے واسطے جمشید کا مجھکو کیوں مارتے ہو ادھر سے
شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا اب کہتا ہے کیوں مارتے ہو دوسرا کہتا تھا حرامزادے یہ تیرا ہی
بس چلا ہے تیسرا بولا کہ اور مارو حرامی کو جو تھا بولا ابھی مار مار کے مار ڈالو غرض ایسی باتیں کہتے تھے کہ
جسکا مبتدا خبر کچھ نہ تھا اور دھول بیٹ چٹاخ پٹاخ رہے لینا مارو سور کو لگے لگے اور پانچ جوتی ہت
تیری کیوں بے تیری ایسی تیسی کہ آج ہی تو ہاتھ لگا ہے خبردار چھوڑنا نہیں کی صدا بلند تھی اور جوتیاں
پڑ رہی تھیں غرضکہ ایسا مارا کہ اس مکر کو بیدم کردیا کھوپڑی اودی ہوگئی آبرو مارے ڈر سے بھاگ کے
جاتی رہی یہ غلغلہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا اری جا دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہے وہ اُدھر سے چلی اور
یہ سب ٹانگ پکڑ کے گھسیٹتے لے چلے اور اس کو جب ہوش آیا پکارا دُہائی ملکہ حیرت کی ارے مجھے
مارے ڈالتے ہیں دُہائی افراسیاب کی یارو کیا غضب ہے میری جان گئی یہ سنکر پھر سب نے جوتا اُتارا کہ
صرصر آگئی اور کہا ٹھہرو ہٹاؤ بتاؤ کیا ماجرا ہے سب نے کہا دیکھی نہیں ہے بی بی تو وہ ہے جس نے ہمارے مالک کو
مارا ہے صرصر نے قریب آکر بنگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہیں ہے اس کو چھوڑ دو اور ملکہ پاس حاضر
ہو یہ سب اس کو سامنے ملکہ کے لائے ملکہ نے حال پوچھا کہ دسوا اس کل کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور
لٹنے رہا ہونے کی معرض بیان میں لایا اور رونے لگا لشکری یہ حال سنکر پشیمان ہوے کہ ناحق ہم نے اپنے
افسر کو مارا ادھر ملکہ کو کچھ اس کے حال پر ہنسی کچھ اپنے دربار پر رنج خلاصہ یہ کہ خلعت منگا کر دیا اور بہت
سی تشفی دی پھر کہا نامہ میرا تم شاہ کے پاس لے جاؤ اس نے کہا کہ اب میں کسی کو منھ نہ دکھاؤنگا سیدھا
اپنے گھر جاؤنگا کہ سارے لشکر کے سامنے میری عزت گئی حیرت نے کہا یہ تمھاری ہتک نہیں ہوئی ہماری
ہوئی یہ سب نتیجہ ہماری غفلت کا ہے اس کو سمجھا کر بٹھا دیا تمام لشکریوں نے بھی عذر معذرت کی اور
اس کے ہمراہ ہمت باز سیب لاش زُنار کی لے کر چلے ادھر سے وہ قدمگار اور ساحر جس کو قران
وصرصر تمام بیہوش کرکے چھوڑ آئے تھے ہوشیار ہوکر چلے تھے راہ میں ان کو ملے اور حال اس کر شریک ہوکر

روانہ ہوئے یہ سب خبریں دربار میں مہرخ کے بھی پہونچیں سب ہنسنے لگے اور برق کی فطرت پر آفرین کرنے
لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع راہ باغ سیب میں پہونچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اس نے سامنے
بلوایا اور نامۂ حیرت پڑھا اس کے حال پر ہنسی آئی مگر ضبط کرکے افسوس کیا اور کہا تم اپنے ملک کو جاؤ
یہاں خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہے کہ ہمارے لشکر پر یہ آفت آئی ہے اور تضحیک ہوتی ہے یہ حکم
سنکر سپہ سالار رخصت ہوگیا اور شاہ نے بغضب تمام کچھ سحر پڑھا کہ زمین باغ سیب کی تھرائی اور [illegible]
پیدا ہوئی اور شاہ کو اس نے تسلیم کی شاہ نے حکم دیا کہ اے وہم جادو تم اپنے بھائی گمان جادو کو جاکر
پئے استیصال باغیان [illegible] پہونچائیں یہ حکم سنکر وہم غائب ہوگیا بعد تھوڑے عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا
اور عرض کیا حکم ہوتا ہے کہا جاؤ لشکر اسلام نمک حراموں کا برباد کرو عیاروں سے بچتے رہنا ساحر سلام
کرکے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار ساحر سامری وقت جریدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لے کر
پرکناس برادر خناس دجال کا نواسا ٹوناچاری کا پوتا اشہبال وزر دہشت کا یادگار بدکردار اژدر
آتش بار پر سوار ہوکر روانہ ہوا شاہ جادوان نے مشعر بہ حالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا
اس نے سردار استقبال کو بھیجے یہ گمان بے ایمان قریب پہونچا لوگ استقبال کرکے لے گئے اس نے
ملکہ کو جاکر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا لشکر اس کا اترا عیار بصورت مبدل خبر دریافت کرکے آگے بڑھے
ہوئے اس نے بھی اس وقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا جس وقت کرزنار تار شعاع مہر ہندو نے
دھونے اُتارا اور بیربہوٹی کو ظلمت کے کمل سیاہ شب کے جوگی نے بچھایا کر

چو شمع جہان شد نجم اندرون
تیرہ برآمد ز ہر دو سرے
بیفشاند زلف شب قیرگون
بدان زرم خورشید بد رہنمائے

سرِ شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ حرب پر چوب پڑی عیاروں نے جاکر ملکہ مہرخ کو خبر دی وہ مقام
اس گبر کا سنکر ششدر ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے سرداروں نے عرض کیا کہ اے ملکہ خدائے
برتر قوی و توانا ہے اس پر تکیہ کیجیے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے غرض کہ ادھر سے بھی کوس جنگی گرگرایا
لشکر میں غلغلہ بلند ہوا دربار سے اٹھکر سردار خیموں میں آئے عروس تیغ نے رخ جوہر سے اس شب
سنواری گئی غلاف میں سے کیا نکلی گھونگھٹ سے دلہن نے منھ دکھایا شرماکر سر جھکایا قامت رعنائے
غضب کا کاٹ ہے نخل قامت اعدا پایا جب دن پر چڑھے گی جوڑا اتہا نہ خون سے رنگا پہنے گی
غضب کی چھل بل اور رفتار دکھانے گی ہزاروں کے لٹواسے گی جان اس پر لوگ نثار کرینگے مرتے دم تک
اسی کی محبت کا دم بھرینگے الغرض یہی ہنگامہ رات بھر دونوں لشکروں میں برپا رہا دم سحر جب داغ
خاطر عشاق کی طرح سینہ سحر داغدار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی کہ بیت ہوا سے دامن باد سحر میں
چراغ مہر گردوں سب بجھائے مہرخ [illegible] جاہ و جلال عسکر نصرت مآل کو ہمراہ لے کر میدان جدال

وقتال میں آئی اس طرف سے حیرت بعید فرو گمنت فوج ضلالت ساتھ لئے وارد میدان تیرہ ہوئی
آتش رزم سرد ہوئی آنے سے لشکروں کے گیتی گرد برد ہوئی خاک تیرہ کا ستارہ اوج پہ آیا ہر ذرہ
نے سر اٹھایا ذرے ہوا میں تق گرد کے ساتھ اس طرح پیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پہ چتر
زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑوں کی ٹاپوں سے قلعۂ خاک اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل
کا غبار نکالا تھا ہتھیاروں کی چقا چاق اور گھوڑوں کے سموں سے گنبد آسمان و زمین میں غرانے کی
صدا پیدا تھی گوش ترک فلک میں کری ہویدا تھی اسی روز سے ایسا بہرا ہوا ہے کہ مظلوموں کی فریاد
نہیں سنتا ہے دلاوروں کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہے کہ چرخ کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے
الحاصل صفیں لگیں کرناہمو کی نفیر دم بند کرنے لگی نقیب للکارے گھوڑے سناٹے میں آئے زاغ و
زغن منڈلائے معلوم ہوا کہ رن پڑے گا سروں کا ڈھیر لگے گا جادوگروں کے تخت ہوا سے نیچے اترے
سامری کی جے کے نعرے بلند ہوئے مرتج دگوگل کا دھواں فلک تک پہونچا منتروں کے جاپ پڑھنیا
سر ٹیکا گمان بے ایمان ساحروں میں مصنتر جنگی جیپال کی پوں کا تماشا اپنی فوج کو الگ لیے اپنے سے
بہتر کسی کو نہ جانتا کھڑا تھا بعد ترتیب صفوف لشکر حیرت سے اجازت لے کر میدان میں آیا اور ایک
سحر ایسا کیا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردون کو جلا دیگا
دل خورشید میں آگ لگا دے گا یہاں تک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپدید ہوا بعد لمحے کے بہت باریک کاجل
فلک سے گرنے لگا نہیں معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھواں چھت پر چرخ کے
لگیا تھا وہی گرتا تھا جب وہ کاجل دیدہ دہر میں خوب گہرا لگ چکا یعنی بہت سا جمع ہو گیا پرچھائیوں کی
طرح اسمیں سے پتلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی مشرق کی طرف پرتو انداز تھے اور گاہے مغرب کیجانب سایہ پرواز
بعد ظہور اُن پتلوں کے ہمراہ مثال کے گمان نے مبارز طلبی کی اس طرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو
نام نے چرخ سے اجازت لے کر اندرسا آڑایا اور بر سر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا گمان نے سحر پڑھا
کہ وہ پرچھائیاں دوڑ کر لپٹ گئیں اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بداندیش میں
اندیشہ پیدا ہوا یعنی گمان ہوا کہ پتلیاں جسطرح لپٹ گئی ہیں اگر یہ جینٹ دے کر چھیر دوں گا تو میرے
لپٹ جائیں گی پس بہتر یہ ہے کہ اس سحر کو باطل کر دوں یہ سوچکر اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے
اس کاجل میں پھر سما گئے یہ سحر دیکھ کر بہار نے باواز بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہے
یہ کلمات تعریف سنکر گمان سمجھ گیا کہ یہ اس کا سحر تھا جو مجھکو اندیشہ پیدا ہوا ورنہ کوئی اپنا سحر آپ
مٹاتا ہے یہ سمجھتے ہی غضبناک ہو کر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحے کے قلب الٹ گیا
خیالات فاسد نے مرتبہ یقین درست نہ رکھا اخلاط فاسدہ بخارات غلیظ دماغ و قلب میں معدے سے
پہونچے صفرا و سودا بلغم خون خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی اژدرے اتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا

سمت صحرا روانہ ہوگیا بعد اُسکے پھر اُس نے مبارز طلب کیا اور پھر ایک ساحر ادھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہو کر لپٹ گئے ہر چند اُس نے تاریخ تیغ مارے کچھ نہ ہوا اور اُن پتلوں نے اس کو پچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھوں میں لگا دیا پھر جو اس کی آنکھ کھلی دیکھا کوئی پتلا نظر نہیں آیا لیکن درخت لگے ہیں اُن پہ پریاں بیٹھی ہیں بعض اُنمیں ناچتی ہیں پھر ناچتے ناچتے اڑ کر ایک سمت چلیں یہ ساحر بھی اسی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشہ ہے اسی طرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اُسکی بھی آنکھوں میں پریھائیوں نے لپٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ و دانستہ دیوانہ بنایا اُسکو بھی عجیب و غریب تاشہ نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسی طرح جو اُس کے سامنے گیا گمان اُس کا ٹھیک نہ رہا کاجل آنکھوں میں لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل میں شام تک کئی سو ساحر صحرا نورد ہوئے جب دیدۂ شاہد روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پہ ستاروں کی گردش کا نیا تماشہ نظر آیا کہ بہت اُتاری مہر نے جب چادر نور ہوئی بزم فلک انجم سے معمور ہو شام کو لشکر گمان میں طبل بازگشت بجا یلات وگزاف کرکے پھرا کہ کل سب کو دیوانہ بناؤں گا نام و نشان سب کا مٹاؤں گا غرض لشکر اپنی جگہ پہ آکر قیام پذیر ہوئے حیرت کے یہاں جشن شاہانہ تھا اور رنج و اندوہ کا فسانہ تھا گمان شراب خواری کرتا رہا جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے میں اُن جگراموں کو چین نہ لینے دوں گا کل خاتمہ کردوں گا غرض نفیر سحر بھونکی آہرخ نے سنی نقارہ حرب بجوا دیا پھر لشکر میں شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا لشکر مسلمانان میں تردد و انتشار تھا نامرد بھاگنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے ہجوم ہوتا تھا جرأت کا دیا جلتا تھا کسی طرف شہپال درندہ ہشت کی پکار رہی کہیں لونا چاری کلیجے کھانے پر تیار تھی مرگھٹے کی مڑیوں کے ملے جیتے تھے تلسی کی پرستش کرتے تھے کھوپڑی مردوں کی سیندور سے رنگی رکھی تھی ایک طرف دھتورے پھل برگد کے جلتے تھے بیرمنش کے باتیں کرتے تھے گنڈے خون کے کھینچے تھے اگیاری پہ ہاتھ سینک کر منھ پہ ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے پہ ملتے تھے بخت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے سحر کی لاگیں تھیں ڈھونے جھوٹتے تھے پریں اپراگئی تھیں ڈمرو کی صدا سے ہنڈ سے جمع گھبرایا تھا منیجر اپنے اوپر چڑھایا تھا فلک پہ کئی ستارے کرتے تھے آج کی رات ودن اپنے دیکھنا پڑے تھے منگل کے ساتھ راہ و کیت کا قران تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر برپا ہوگا اپنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغوں کو صاف کرتے تھے شمشیر تیز کے جوہر کھلتے تھے واقعی موت کے دفتر کھلے تھے سواد جوہر سے زندگی پہ حرف آنے کا گمان تھا چھپے کاٹنے کا نشان تھا سپروں کی گھٹا کالی تھی ضیا بار تیغ ہلالی تھی نئی بھرتی اور طرفہ بحالی تھی مرنے لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامہ رستخیز گرم تھا پتھر سے سخت تر دل نرم تھا **لمؤلفہ**

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی
بہادر جو سنت بڑھانے لگے

سراسر دمک آب گوہر کی تھی
کمانوں پہ چلے چڑھانے لگے

عروس شجاعت پہ قربان تھے — کسی پر مرچی دل میں ارمان تھے
کیا صاف یون جوہر تیغ کو — چمک جیسے گردون پہ تارونکی ہو
علم ہر رسالے میں تھے یون گڑے — کہ تھے پانون گاڑے دلاور کھڑے
پھریرون کے اڑنے سے تھا یہ نشان — کہ ہر کشتی جنگ کا بادبان
سپر دور میں دور جیسے کہ برق — چمک میں ہر اک پھول ماہ مبین
فروغ مہ نو ہوا آشکار — چمکنے لگا خنجر آبدار
کچھ اس شب کو بیداد انیاد ڈھنگ تھا — طلسمات وافسون ونیرنگ تھا
کیا ساحرون نے یہ سامان جنگ — بنائے تھے جادو سے مار و پلنگ
کہین ڈنڈے بجے کہین بانسری — کڑھائی کہین شیخ سدو کی تھی
کوئی جوگی جیپال کو مانتا — بھون وودڑ کو تان کرتا نتا
کوئی کرکے ڈنڈوت اوندھا گرے — کوئی سامنے بت کو پوجا کرے
کوئی بولے سامری جی کی جے — انھین پر لگی آس اُس جی کی ہے
کسی نے کھڑی کی تھی جادو کی جوت — کوئی دیکھے آہٹ کیے ہوشہ ہوت

لشکرون میں تو یہ سامان تھا گمان بارگاہ سے اُٹھکر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھکر دستک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے عیار بھی صورت بدلے اُس کی گھات میں پھر رہے تھے مگر جب اُس کے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھون سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر مایوس ہوکر اور تو پھر آئے مگر ضرغام خدمتگار کی صورت بنکر خیمہ میں چلا ہی گیا ہر چند کہ نابینا ہوگیا مگر یہ سمجھا کہ کچھ تدبیر کرون گا غرض اندھا تو ہو ہی رہا تھا ایک گوشہ میں لیٹ رہا وہان دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے اُنھون نے اس کو دیکھا اور ایک نے اُس کے قریب آکر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میان کوئی یون حال پوچھتا ہے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہکر سنبھل سکے اور یہ کمند ماری حلقہ اس کمند کے ساحر کی گردن میں پڑے مگر اُس نے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور مچایا گمان بھی جاگ پڑا اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں حضور کے خدمتگار کا بھائی ہون وہ آج ماندہ ہوگیا تھا اپنی عوضی مجھکو بھیجا ہے اس نے ہنسکر کہا یہ کیون نہیں کہتا کہ میں عیار ہون یہ کہکر اس کو گرفتار کیا اور زندان میں بھیجا پھر آپ سحر خوانی میں رات بھر مصروف رہا جب سوداوی مادہ مزاج دہر سے دور ہوا یعنی رنگ ظلمت شب حرارت ... سے کافور ہوا کہ بمقتضائے مولفہ

اُڑا ہوا کا لشکر میں سامان تھا — فلک چرخ میں آکے حیران تھا
[illegible] — گریزان ہوئے چرخ سے نجم سب
[illegible] — نکل آیا گردون پہ مہر منیر

مسلح ہوئے سب جوان سپاہ | چلے بن سنور کے سوئے رزمگاہ
ہوا تخت مہرخ بصد عز و شان | سوئے دشت قلب سپہ مین وان
چلے تخت کے گرد ساحر تمام | مسلح مکمل بصد احتشام
جو طاؤس پر ساحرے تھین سوار | ہنرکرتی تھین سحر کے آشکار
کسی نے لگائی تھی جنگل مین آگ | کسی نے بنائے تھے جادو کے ناگ
سواران جنگ آزما کی وہ شان | شجاعت شعار و جلالت نشان
ہوا مین نشان سرخ اڑنے لگے | دل دہر مین شعلے اٹھنے لگے
اسی طرح جب پہونچے میدان مین | صفین جم گئین ان کی آن بین
ادھر لشکر حیرت کینہ جو | ستمگار و بدطینت و تندخو
نشان کالے کالے لیے ہاتھ مین | دغاباز مکاری کی گھات مین
صف آرا ہوا آکے میدان مین | پڑا زلزلہ دشت و میدان مین
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا | جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
لڑائی مین جانین لڑاتے رہو | نمک خوار و تلوارین کھاتے رہو

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اژدر پڑھایا اور مبارزخواہ ہوا جو اس بے ایمان کا ہم نبرد ہوا وہی اندھیرا اس نے کیا کہ کاجل دیدہ بھرسے پیدا کرکے پتلون سے آنکھ مین دلوا دیا ساحران مہرخ نے تماشائے عجیب و ماجرائے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار ہنستا روتا ناچتا کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی آفت مین مبتلا ہو چکے گمان نے نہیب دی کہ اے نکرامان مین ایک ایک کو کہان تک زیر و زبر کرونگا ہوشیار ہو جاؤ کہ تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارہ دشت ادبار کرتا ہون یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہرخ پر پڑے لشکریون پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسانے اور ملٹین نعرہ ہائے ہو لگاتے صحرا کی طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھکر اپنے گرد حصار کیے کہ گنبد تھر کے ان کے گرد بن گئے ہوا ان گنبدون مین نہ جاسکی اور انھین نہ دیوانہ بنا سکی ملکہ بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پریزاد دیکھیا پھولون کی ہاتھ مین لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ کو جھلنے لگی اس کی ہوا کے سامنے ہوائے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہرخ نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ تیلیان ایک چتر زرین لیے زمین سے نکلین اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگین اس کے سبب سے یہ بھی دیوانہ پن سے محفوظ رہی باقیماندہ ساحران نامی گنبد ہائے سحر مین مخفی تھے پس ملکہ بہار سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت ہو کہ اس حرامزادے کو سزا دون یا اپنی جان آپ پہ نثار کرون مہرخ نے یہ کلمہ سنکر اسکو گلے لگایا اور تسکین د

عنایت کے کچھ کلمات کہکر خلعت رخصت دیا بہار اپنی انیسون سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان مین جایا چاہتی
تھی کہ حیرت کی نظر اُس پر پڑی سمجھی کہ یہ میری لڑنے آتی ہی دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آکر بڑی گمان
کو دیوانہ بنائیگی مقرر آفت عظیم لائے گی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان بھی لات زنی کریگا اس سے
بہتر ہی کہ آج جنگ نہ کرون اور دوسرے دن مین خود اُس سے لڑکر گرفتار کرون بائی کو گمان قید
کرے یہ سوچکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فوراً کوس امان پر چوب پڑی حیرت نے خدا کا شکر کیا کہ بات بنگئی
یہ وقت ٹل جائے گا پھر خدا جانے کل کیا ہو غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین بھری اور داخل بارگاہ ہوئی
جو لشکر کہ بچا تھا اس نے بسترون پر پہونچکر آرام کیا ادھر گمان بھی مراجعت کرکے ملکہ کے ساتھ چلا مگر ابھی دن
بہت باقی تھا اُس نے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی خراب کردی طبل امان بجوا دیا
ملکہ نے کہا کہ میرے سر مین درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان مین نہ ٹھہر سکی خیر کیا ہوا تم تو عنایت
سامری سے اپنا ثانی نہیں رکھتے ہو سب کو برباد کر دینا اس نے عرض کیا تو حضور تشریف سمت بارگاہ
لے جائین مجھکو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہی آتا دن مین شکار کرونگا حیرت نے جواب دیا کہ یہان
عیارون کا بہت بڑا خوف رہتا ہی جو آج تک آیا عیارون نے مار ڈالا آج سرداران حریف گرفتار ہوے
ہین عیارون کے دل سے لگی ہوگی آپ کو میدان پاکر ایسا نہو کہ گزند پہونچائین اس نے کہا سب کتنے
عیار ہین کہا پانچ مگر وہ ایسے ہین کہ جنھون نے حواس خمسہ منتشر کر دیے ہین سب اُن سے ناچار ہین
شش جہت مین دھوم ڈال رکھی ہی یہان کی عیارنیان ان کے مرتبہ کے مقابل عشر عشیر بھی نہیں گمان
نے کہا ایک ان مین کا کوکب پاس گیا ہی اور دوسرے کو کل مین نے گرفتار کیا ہی تین باقی رہے وہ
میرا کیا کرلینگے اور مین اسی واسطے شکار کو جاتا ہون کہ وہ میری تلاش مین آئین اور انھین بھی
مین دیوانہ بنا دون یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ خواہ بارگاہ مین رہون یا کہین جاکر ٹھہرون عیار آئینگے
ضرور پھر جیسے یہان اُن کی حفاظت کرنا ویسی ہی جنگل مین بلکہ لشکر مین کثرت مردم سے پہچان انکی
مشکل سے ہوگی اور صحرا مین بآسانی ہاتھ لگ جائین گے حیرت نے کہا تم خود دانشمند ہو جو مناسب
سمجھو وہ کرو یہ کہکر آپ داخل بارگاہ ہوئی ادھر گمان لشکر ساحران کو جاکر آرام کرنے کا مرکب
بادرفتار پر سوار ہوا بانددار قراول ہیلیے وغیرہ چند لوگون کو ساتھ لیا کہ شام تک تو پھر آؤن گا زیادہ
انبوہ ساتھ لینا کیا ضرور ہی غرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہوا گویا صیاد سمت صیاد اجل چلا کہ مصرع
صید را چون اجل آید سوی صیاد رود ۰ یہان خود صیاد کا طائر روح سمت دام مرکب چلا ہی فی الجملہ
یہ تو جاتا ہی مگر عیارون کا حال سنیے کہ جب حیرت بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی بہ اسے تسکین
وہین حاضر ہوے اس وقت بہار نے کہا یہ بڑا گمان آج میرے ہاتھ سے بچ گیا کل اس کو مین دیوانہ
بناؤن گی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤن گی اے ملکہ حیرت آپ کچھ رنج نہ فرمائین شراب

بیٹھین ناچ دیکھین مین سحر تیار کرنے جاتی ہون یہ کہکر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے مین جائے اسوقت برق صیاد نے
کہا اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہین اگر آج ہم جینا چھوڑ دینگے جب تو آپ میان
گمان کو دیوانہ کیجیے گا اور اگر ہین فی النار کردینگے تو کس سے لڑیے گا بہار ہنسی اور کہا خیر بہتر
ہے دیکھیے کس کے حصے مین یہ آتا ہے برق نے کہا تخلیہ ہو تو ایک بات کہون اُسی وقت دربار برخاست
ہوا خرخ و بہار رہگئی برق نے عرض کیا کہ سنا ہے گمان شکار کو گیا ہے مین جاتا ہون اور سوداگر
بنکر ایک درۂ کوہ مین اترتا ہون آپ کچھ لوگ بھیجدین کہ وہ صورت بدل کر میرے کاروان کو لوٹ
لین پھر مین اس نابکار کو مار ڈالونگا بہار نے کہا اچھا مین صورت بزور سحر قزاقون کی ایسی کر
لوٹ لونگی غرض یہ مشورہ کرکے برق باہر نکلا جانسوز سے کہا تم کچھ ساحر ایک درۂ کوہ مین لیجاؤ
اور یہ سامان جلد وہان پہونچاؤ جانسوز سنکر دس بیس کنیزان بہار کو لے کر چلا مگر اس طرح سے
کہ بہت سے اشتران پر خالی صندوق لدے اور چند خیمے پرانے بیلون پر بار اور اسی طرح کا سامان
بسیار کاروانیان درست کرکے درۂ کوہ مین پہونچا خیمے بر لب جوئبار استادہ کر دیے آگے خیمون
کے صندوق پھیلا کر رکھدیے فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا مسند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسوز
بیٹھا اُدھر برق نے صحرا مین پہونچکر زنبیل بجائی قران صدا سنکر آیا اُس سے کہا آپ خواجہ بازرگان
بنکر درۂ کوہ مین جائیے مین نے یہ تدبیر کی ہے سب حال اس سے عیاری کا کہدیا یہ فوراً عمامہ سر
پر شیر و شکر کا باندھکر عبائے مشجری پہنکر انگشتریان دُر و لعل و الماس کی زیب انگشت کرکے پٹکا بلبل
چشم کا کمر سے باندھکر عصائے تیج بادام ہاتھ مین لے کر ایک چشمہ آنکھ پر لگا کبیر السن بنکر چلا کہ ڈاڑھی
تابہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید ہاتھون پہ جھریان پڑین رگین نکلی ہوئین اس صورت سے انہین
خیمون مین جاکر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ہٹ کر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا ہے کہ حال اس کا بیان
ہوگا لیکن یہ کارروائی ایسا جنگل سبزہ زار و پر از صید و شکار دیکھکر اُترے ہین کہ ہر شاہ و شہریار
ادھر پر اسے تفریح ضرور آتا ہے قراول و بیلیے عرض کرتے ہین کہ ادھر چلیے تو شکار ملے گا اور فرحت
بھی دل کو ہوگی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا اس سے بھی صیادون نے یہی عرض کیا کہ
اُس طرف چلیے یہ اُسی طرف روانہ ہوا جب درۂ کوہ سے نکلا دیکھا کہ ایک کاروان اترا ہوا
ہے اشتر چر رہے ہین بیل پھر رہے ہین گھوڑے بندھے ہین خیمہ کھڑے ہین مال و اسباب کے صندوق
رکھے ہین سامنے خیمے کے تخت بچھا ہے اُس پر ایک شخص کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہے شراب میٹھا
پی رہا ہے دیکھکے اس نے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہین ملازم اس کا
گماشتہ پاس آیا وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا سلام کیا پاس اپنے بٹھایا جام شراب دیا اس نے پیا اور کہا ہمارا
مالک گمان جادو شکار کو آئے ہین مصاحب بادشاہ طلسم ہین تمھین دیکھکر پوچھتے ہین کہ تم کون ہو اور

کہاں سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہیں خواجہ تاجران ہمارے خیمہ میں ہیں فہر داد دیتے
آتے ہیں کل ملکہ حیرت سے سند راہداری لے کر دریائے سحر سے اتریں گے اور خدمت شاہ طلسم میں جائیں گے
مگر اس وقت آپ سے مصاحب شہنشاہ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا ہے آپ چلیئے میں خواجہ
سوداگران کو لے کر حاضر خدمت ہوتا ہوں وہ ساحر یہ کیفیت سنکر چلا گیا اور گماشتہ نے جا کر سب
حال بیان کیا وہ سنکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا میں دیکھا کہ خواجہ بازرگان مع چند غلاموں
کے کشتیاں نقد و جواہر کی لے کر حاضر ہوا اور تسلیم کر کے نذر دی اس نے اس مرد حسن کو دیکھ کر مزاج پرسی
کی اور کہا آپ کا اسم مبارک کیا ہے خواجہ نے کہا مجکو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہیں اب حضور میرے
خیمہ میں تشریف لیچلیں اور مجکو سر فرازی کا خلعت دیں اس نے کہا اے خواجہ مجھے اور دشمنان شاہ
سے مقابلہ ہے صرف دو تین دن مہلت کا ہے اور مجھکو شکار کا ذوق ہے پھر فرصت نہ ہوگی اس لیئے چاہتا ہوں
کہ آج صید افگنی کروں اب تم لشکر میں کل آؤ گے تو رات کو ہم اچھی طرح ملیں گے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا
مگر مجھ پر نظر عنایت رہے اس نے خواجہ کی دلجوئی کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس یہاں سے
ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا کارروانیوں پر قزاق آگئے آگ خیموں میں لگا دی خواجہ بازرگان مع
اپنے رفقا کے ہتیار باندھ کر نکلا اور باہر آ کر دیکھا کہ مرگ بھائے ترکی بہ بڑے قد و قامت کے تنومند جوان
سوار ہیں ڈھاٹے ان کے بندھے ہیں چہروں پر اپنے خون ملے ہیں صورتیں خونخوار ڈراونی بنا کے چوڑی چوڑی
تیغیں باندھے ہیں کچھ سوار و کچھ پیادے ہیں یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے
ساتھیوں کو للکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور رہزنوں سے لڑنے لگے جناب زرگری شروع ہوئی دکھلانے
کی راہ سے ہمراہی خواجہ تاجر شمشیر مارتے تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضربت
جسم کو جانبین کے زخمی نکرتی تھی سحر سے تلواروں کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد
کارروانیاں اور ہائے وائے قطاع الطریقاں تا بہ فلک پہونچی تھی آفتاب گردوں پر ٹھہراتا تھا
آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا فلک گنجینہ گوہر اختران چھپانے گھبراتا تھا
کہ غارت ہوگا جب کارروانی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیرت کی غل کرتے تھے شدت
میں خوف سے دھوپ تھراتی تھی کوسوں تک اس شور و غوغا کی ہنگی صدا جاتی گماں دو کوس پر یہاں
سے صید افگنی کر رہا تھا اس نے جو صدائے پر آفات سنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر
کہیں ہنگامہ برپا ہے بس اس نے ایک ساحر سے کہا کہ یہ شور کیسا ہے جلد جا وہ خبر لے کر آ ساحر حسب الحکم
اڑا اور آواز پر چلا جب کارروان کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہیں
اور خیمے جل رہے ہیں اشتر اور رقاد وغیرہ قزاقوں نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہیں اہل قافلہ بھاگ گئے
ہیں کچھ ہلاک ہوئے ہیں رہزن شادان و فرحاں اب جایا چاہتے ہیں یہ دیکھ کر حال وہ ساحر دوڑا اور

چاہتا تھا کہ روک کر رہزنوں سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہی اور یہ رہزن ساحر بھی
ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھپر غالب آئیں پرائے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہیں یہ سوچکر روانہ ہوا اور گمان پاس پہونچکر
عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اُس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا میں نے دور سے تیغے چلتے دیکھے اور رہزنوں
کو لوٹتے دیکھا معلوم نہیں کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر
افسوس کیا اور اُسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے چلا یہاں ملازمان ملکہ بہار جو رہزن بنکر آئے تھے وہ سب
جانور اور اسباب لیکر لشکر اسلام چلے گئے اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈالکر روانہ ہو گئے وہ پتلے بزور
سحر بصورت کاروانیان بنائے تھے اور گلے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیے تھے جب گمان یہاں آکر پہونچا اس نے
قزاقوں میں کسی کو نہ پایا دور گرد اُڑتے ہوے دیکھی اس گرد کی طرف اڑا لیکن دور تک گیا مگر وہ گرد
آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہونچ سکا رہزن نکل گئے اب تعاقب ان کا بیکار سمجھ ناچار پھر آیا اور کاروان کو
جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا اونٹ و دو زخمی بھاگتے پھرتے تھے خیموں کی جگہ راکھ کے ڈھیر تھے خواجہ
بازرگان کی اور اُسکے گماشتے کی مع چند رفیقوں کے لاش پڑی تھی خاک و خون میں بھری تھی پوشاک
بھی کسی کے جسم پر باقی نہ تھی ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر تاجر کے رو دیا
اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اس کا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور کبھی
اس کی غربت پر دست تاسف ملتا اسی بیچ میں لاشہ تاجر پر گر کے اشک ریزاں تھا کہ یکایک درہ کوہ
سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہے گرفتار صد آلام و محن ہے دل تنگ بھی
اس کے آواز حزین سے آب ہے آبشاروں میں پیدا اضطراب ہے ندیوں کے دل میں جوش ہے طائروں میں
پیدا خروش ہے اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری روتی ہے کہ دامن دشت اشک حسرت سے
بھگوتی ہے بگولے نہیں اُٹھتے ہیں صحرا اس کے حال پر خاک اُڑاتا ہے جنگل غم سے نیلی پوش نظر آتا ہے۔
گمان نے اس آواز غمگین پر کان لگائے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا ہے بیت پشتہ نہیں کچھ چیرنے کا
اے عرش سنبھل جا + اہنڈے گا مرے اشک کا دریا ابھی کچھ اور + یہ آواز سنکر اسی سمت چلا اپنے ساتھیوں
کو وہیں چھوڑ کر بہ تعجیل تمام درہ کوہ میں آیا وہاں کسی کو نہ پایا جب درہ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت
کے نیچے زن حور طلعت مہر صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا کہ بیت نالے بھی سماتے نہیں اس جسم سے کیے
نیچے + کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا + اس پریوش کی مصور آفرینش نے بے مثال تصویر کھینچی ہے
انوکھی بات ہے کہ ملتی پیشانی اور رونی کی ہنسانے والی روتی ہے وہ جلوہ رخسار جس کی ضیا سے بدر منیر
شرماتا ہے وہ نور چہرہ عالمتاب کہ جسکے روبرو آفتاب ایک قرص زرد نظر آتا ہے کہ بموجب مطلع
حسن ہے رخسار خود آرائی کا + شعلہ طور ہے جلوہ تری یکتائی کا + باین حسن و جمال وہ چہرہ آتش رنج سے
لال ہے لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہے زلف مسلسل اُس چہرہ رنگین پر بکھری خاطر سودا زدگان محبت کو

پریشان کرتی تھی گویا گلشن سرخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی نہیں نہیں زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال
یاد آئی کہ **بیت** سر سرا آلود حسینوں کی نگاہیں ہیں تمام + رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہ گیر نہیں +
چشم فتان سے فتنہ نمائی پیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ **فرد** بجلیاں لوٹ ہیں ادا اون پہ + غمزۂ چشم
یار کیا کہنا مسیح ہر بجلی نے پیادا کہاں پائی اُس کی برق نگاہ کی یہ ہے معجز نمائی کہ جسپر نظر پھرا اس نے ڈالی
اس کی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اُٹھائی اُس کی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی
سبحان اللہ رخسار بہ رنگ گلشن زلف نبات سحاب چمن اس میں نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمۂ چشم سے آنسوؤں
کا بہنا باغ میں جھڑی مینھ کی لگی نظر آئی تھی سرستان تھا نہ چشم مخمور کو کیفیت دکھائی تھی کہ **بیت** وہ سرمہ
بھری آنکھیں فتنہ ہیں کہ جادو ہیں + کتنوں کو جگا رکھا کتنوں کو سلا رکھا + پلکوں پر آنسو مثل گہر خوش آب
ٹھہرے تھے قطرۂ شبنم کے سبزۂ گلزار پہ جمے تھے عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ **شعر** اس رنگ سے جھمکے ہے
پلک پر کہ کہے تو + ٹکڑا ابھی تھا اشک عقیق جگری کا + غرضکہ کیا اس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار
ہو جسپر صدقے باغ دہر کی بہار ہو مرض عشق لاعلاج کا وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب
حور و ملائک فریب چشم حسن کے نور مژہ نیلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا مسیحا تشنہ چاہ زنخدان چنیر
حسن آب صفا کا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرۂ خوش رنگ گل گلزار تمنا عنقا نے اوج رعنائی
طاؤس ہمایون چمن زیبائی نکہت نافہ وفا بوئے گلشن ولا قامت سے قیامت شرمندہ کہ **بیت** دونوں
عالم ہوئے تہ و بالا فتنے اٹھے ہیں کیا قیامت کے + کف پا اسکے رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ **شعر** گدا بنکے
سو ہوتا ہے کیا خاک قدم + ناتوان زار جو وان گرتے ہیں سو جاتے ہیں + الحق اس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا
ہے کہ **فرد** شوخیاں ل درجوانی ہیں قیامت ہونگی بچپنے ہی میں وہ آفت ہیں غضب ڈھاتے ہیں اس حسن و ادا
پر ایسا کچھ رنج پہونچا ہے کہ منھ ڈھانک کر رو دیتی ہے اور کہتی ہے کہ **بیت** صحرائے لق و دق میں
سنگلتی ہوں آپ ہی آپ + وہ آگ ہوں گیا ہے جسے کاروان چھوڑ + کمان اس آفت جان پر اس
آفت رنج کو دیکھ کر قریب گیا اور پکارا کہ **بیت** ہم مصیبت زدہ گرد تمہین تمہارے در پہ + نہ پسیجے کبھی
دل آپ کا واللہ صنم + آج کیا صدمہ پہونچا ہے جو اس طرح بلک کر رو دی ہو منھ اشکوں سے دھو لی ہو وہ
نازنین اپنے رنج میں مبتلا کچھ اس کا خیال نہ رکھتی تھی آواز اس کی سنکر آنسو پونچھکر دیکھنے لگی آنسو
آنکھوں میں بھرے تھے یا کاسۂ نرگس میں قطرۂ شبنم دھرے تھے نہیں نہیں آنکھوں میں موتی کوٹ کوٹ
کے بھرے تھے غرضکہ وہ آہوئے صحرائے مصیبت اُسکو دیکھکر رم خوردہ ہوئی یعنے سہم کر بیساختہ
اٹھی اور ایک سمت بھاگی اس وقت اس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ **فرد** ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا
ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا + کمان بزور سحر بہت جلد اُس کے پاس گیا اور اُسکو روک کر گویا ہوا
کہ اے دل دادۂ درد فراق و اے مجنون مسکن طبع عشاق یہ کیا تیرا حال ہے کون سا صدمہ و ملال ہے

اس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے زبان کو فرط نزاکت سے تھام لیا کہ شعر بات بھی منھ سے نکلتی ہے تو
کچھ دب دب کے + تنگ اس درجہ دہن ہے کہ وہ ہکلاتے ہیں + آخر دل کو تھام کے بعد اشک فشانی زبان
سے گہر بار ہوئی کہ اے شخص زار نژند ژولیدہ موزلف صورت پریشان عزیز تنگ آمدہ سوگوار پدر و
برادر کا کیا حال پوچھتا ہے میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہیں جو سی سکے اور کوئی مرہم ایسا
نہیں جو اچھا کرے کہ بیت جہان نے منھ مرے زخم جگر سے موڑ لیا + یہ بیکسی ہے کہ سوزن بھی رشتہ دار
نہیں + میں دختر خواجہ بازرگان ہوں باپ میرا رہرو ملک عدم ہوا مجھ ناشاد کو اس صحرا میں تنہا
چھوڑ کر کہ بموجب شعر نہ پوچھ حال میں وہ چوب خشک صحرا ہوں + لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا
قزاقوں نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی میں نقد زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بھی مگر
مردہ سے بھی بدتر ہوں سوگوار پدر ہوں گمان تو اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی
رونے لگی گمان نے زبان پے تسکین و دلداری کھولی کہ اے ماہ پیکر باپ تمھارا میرے پاس آیا
تھا اور مجکو نذر دی تھی مجکو اس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہے میں مصاحب بادشاہ طلسم ہوں رہزنوں کو
ڈھونڈھوا کر قتل کروں گا تمھارے باپ کے خون کا عوض لوں گا اب تمھیں لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو
صبر کرو رنج والم کو جانے دو دنیا میں ایسے سانحے بہت ہوتے ہیں اے بی بی مردوں کو ہمیشہ کب جیتے
ہیں وہ نازک اندام اسکے سمجھانے سے اور زیادہ چیخیں مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اے شخص تو
اپنی راہ لے میں اپنی جان دونگی اور اپنے رہرووں پاس سبک گام ہو کر جا ملوں گی یہ کہکر بیتابانہ اٹھی
اور بیابان گرد باد خاک اڑانے لگی کہ بمقتضائے نظم

اے کشیدی گاہ آہ سوزناک　　میفشاندے گاہ بر سر مشت خاک
نالہ میکردے چونے گہ متصل　　گاہ میکردے فغان جان گسل
گاہ چون ریگ روان رفتی زجا　　گاہ سوئے دشت میکردی ندا
گہ شجر را میکشیدی در کنار　　گہ بسوئے دشت میکردی فرار
گاہ خار کوہ را می داد زیب　　گاہ چون سیل آمدی سوی نشیب

گمان دوڑ کر اس ماہ پیکر کے قدم پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ اے جان جہان میں تمام عمر غلامی کروں گا دم محبت
کا بھروں گا آخر جنگل میں اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمۂ دد دام بنانا کیا حاصل چاہیے کہ چاہنے والے
کی قدر کرو اس کو اپنا کر رکھو اور اس کی آپ ہو رہو اس بیقرار نے جواب دیا کہ ایک شرط سے میں
تیرے ساتھ چلتی ہوں کہ جب تک مجھ پر رنج والم طاری رہے اور دل کو میرے بیقراری رہے اس
وقت تک مجکو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نہ کرنا اس نے اقرار کیا کہ اگر سامری چاہے گا تو
ایسا ہی ہوگا اور اس پر کیا موقوف ہے میں خلاف مرضی تیرے کوئی کام نہ کروں گا اس مضطرب الحال نے

جب اس سے یہ قول و قسم لے لیا کہا اچھا میرے باپ کے لاشے کو اپنے آدمی سے کہکر دریا میں پہونچا دے
کہ وہ خدمت سامری میں پہونچ جائیں جلانے اور دفن کے کرنے میں عرصہ ہوگا اس نے یہ کلام سنکر اپنے
ملازمون کو بلا کر وہ پتلے سحر کے جو بصورت مقتولان پڑے تھے سمت دریا بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیس
کے سپرد کر کے تخت بزور سحر بنا کر اُس پریزاد کو بٹھا کر سمت خیمہ گاہ روانہ ہوا ہر چند یہ پریوش مہتر برق
عیار ہے مگر اس کو عیار کا گمان بھی نہیں کیونکہ سارا ماجرا کاروان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہے دختر تاجر اس
عیار کو بصد یقین جانتا ہے بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا ہے کہ اگر کوئی کہدے کہ یہ عیار ہے جب بھی
اُسکو باور نہ آئے اور برق نے اس واسطے یہ تمام سامان کیا ہے کہ جانتا ہے اس ساحر کو کہ گمان اور
خیال ساحرہ کا یہ درست نہیں رکھتا ہے بس ایسا نہ ہو کہ اس کے سامنے میں کسی صورت سے جاؤن
اور یہ سحر سے خیال کرے تو مجھکو پہچان لے گا اب اس نے ایسا دھوکا کھایا ہے کہ عیار کا کوسون خیال
دل سے دور ہے غرضکہ یہ بے ایمان اُس نازنین کو لے کر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا تخلیہ کرایا
کسی کو وہان ٹھہرنے نہ دیا اس عرصے میں قیس روز بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور
لیلے شب نے ناقہ ظلمت کو صحراے عالم میں روانہ کیا کہ مولف

ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی — کواکب میں پیدا ہوئی روشنی
ہوا ناقہ لیلے شب روان — بنا جادۂ رہ خط کہکشان

سر شام تمام بارگاہ میں شیشہ آلات روشن ہوا اور چنگیر جو گھر سے عطر دان وغیرہ سامان راحت
بہر معشوقہ حاضر کیا کشتیان شراب و کباب کی سامنے رکھیں آپ سامنے بیٹھ کر گلچینی اس کے
باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے آج میں بارگاہ میں حاضر
نہ ہونگا ایک ساحرہ پیام لے کر ملکہ مذکورہ پاس گیا اور پیام اُسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون مزاج
کیسا ہے جو یہان نہیں آئے پیام بر وہ نے سارا ماجرا تاجر اور اُس کی دختر کا بیان کر کے کہا اُسی کے
ساتھ صحبت آرا ہین یہ کہکر رخصت ہوا حیرت کو سب حال سنکر ماجراے تاجر پر افسوس ہوا
اور عیار کا اُسکو بھی شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیارون نے کی تھی غرضکہ صرصر حاضر
تھی اس سے کہا کہ کچھ تو نے یہ کیفیت سنی اب ہماری ایسی بدعملی ہو گئی ہے کہ دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہے
تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئیں گی صرصر
نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس میں نہیں آتی میں جاتی ہون یہ بھی عیاری ہے وہ دختر تاجر کوئی عیار
بنا ہوا ہے خیر میں جاتی ہون جیسا ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ کہکر چلی لیکن ادھر میان برق اپنے محسن
ساختہ پر گمان کو لبھا رہے ہیں کبھی نیچی نگاہ کر کے مسکراتے ہیں اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہیں
تیوری چڑھاتے ہیں کہ بیت کچھ تبسم سا لب ناز وہ نیچی نظرین وہ کس اداؤن سے شب وصل وہ

شرمائے ہین ۔ گمان کا دل بیقرار ہے خواہان وصل دلدار ہے جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے
وہ بگڑتی ہے ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منھ پر لگاتی ہے کہ پہلے منھ یہی اقرار کیا تھا کہ مین بغیر مرضی کوئی بات
نہ کرون گا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ بیت حیا آئینہ کو بھی روبرو آنے نہین
دیتی ۔ ترستی ہی رہین گی تیری آنکھین تیری صورت کو ۔ آخر جب زیادہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس گلفام
کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہے کہ مست ہو کر راضی بوصال ہو جائے یہ سوچکر کہا اے راحت دل مین
کبھی اطاعت سے سرتابی نہ کرون گا اپنے عہد سے منحرف نہ ہونگا تم شراب پیو ایک جام مجھکو بھی دو
اپنا دل خوش رکھو وہ مہ جبین یہ کلام سنکر مسکرائی اور شرما کر آنکھ سے آنکھ لڑا کر گردن جھکا چپ ہو رہی کہ
بیت گریبی ہین جتنی تیری تو صورت آفرین ۔ کیا کہے گا تجکو ظالم روز محشر دیکھ کر ۔ پھر گشتی شراب
آگے کھینچکر جام بادہ احمر لبریز کرکے اپنے لبون تک لائی لیکن دوپٹے کا گھونگھٹ نکال کر آڑ کر لی کہ
مین تیرے سامنے نہ پیون گی اور اسی آڑ مین جام مین دارو سے بیہوشی ڈال کر ہاتھ اس کی سمت
بڑھا دیا کہ یہ ہماری جھوٹی شراب تم بھی پیو گمان مالامال محبت ہے بیساختہ وہ ساغر لے کر پی لیا
اس ساقی ماہ صورت نے کئی جام بیہوشی آمیز اور اس کو دیے اب اُس کے اُٹھنے کی دیر ہے کہ اُٹھے
تو مردہ صد سالہ ہے سرشار و بیخود بنا بیٹھا ہے کہ اُدھر سے صرصر قریب اُس کے خیمہ کے پہونچی
مگر دو عیار یعنے قران و جانسوز جو تاجر دکاندار بنے ہوئے تھے وہان سے صورت بدل کر اُسی
لشکر مین پھر رہے ہین اور منتظر ہین کہ برق اُسکا کام تمام کرکے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کرین یہ
ٹھہرے ہین کہ صرصر کو جاتے دیکھا قران نے سمجھا کہ یہ کچھ فتور کرے گی از بسکہ صورت ساحر کی بنا ہوا ہے
دوڑ کر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سنے اُس کو گود مین اُٹھا کر لے کر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کیا
ماجرا ہے مگر سمجھی کہ یہ قران عیار ہے یہ سمجھکر ساحر جو لشکر کے تھے ان کو پکاری کہ ارے تم دیکھتے ہو یہ موا
مجھکو پکڑے لیے جاتا ہے اور بھوڑا ہے نہین ساحر دوڑے تھے کہ قران نے ان سے کہا تم جانتے
نہین یہ خود عیار ہے مین نے پہچان کر گرفتار کیا ہے اُس کے دم مین نہ آنا نہین چھوٹ جائے گا ساحر
یہ کلام سنکر رُکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہین جاتے سامری جانے ان مین کون عیار ہے ہم
لازم ہے کہ اس امر مین دخل نہ دین غرضکہ کوئی نہ بولا اور قران اس کو لشکر سے نکال کر آگے بڑھا
کہ اُستانی آج مار ڈالون گا صرصر نے کہا تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو اُستانی کہتا ہے اور میرے
جسم کو ہاتھ لگاتا ہے اور مجھکو قتل کرنے لے چلا ہے قران نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ مادر کو
گود مین انسان اُٹھاتا ہے کچھ قباحت نہین مین تم کو استانی جان کر گود مین لیے ہون خدا نہ کرے
کوئی اور خیال مجھکو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند نہین تو نے مجھکو بیہوشی ہے بے بس کر دیا اگر مین
وہان پہونچ جاتی تو گمان کو قتل نہ ہونے دیتی قران کو یہ طعنہ اُسکا بُرا معلوم ہوا اور اس کو

چھوڑ دیا کہ استانی جاؤ جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمہ گمان کی طرف
چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایک بار زنار کے خیمہ مین یہ برق
کو پکڑ نہ سکی تھی پس صورت بدلکر پشت خیمہ پہ آئی اور سراچہ کو چاک کر کے جو اندر پہونچی برق سمجھا
کہ یہ جانسوز ہی اٹھکر گمان کو تو لات مار کر گرا دیا اور اُس سے کہا کہ اے برادر تم کیون آئے مین اسکا
کام تمام کر چکا ہون صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور پاس پہونچکر ایک حباب بیہوشی مارا برق چرخ
کھا کر گرا اس نے اسکی مشکین باندھین اور چاہا کہ ستون سے باندھ دون تو گمان کو ہوشیار کرون
مگر یہ باندھ رہی تھی کہ قران بھی در خیمہ پہ پہونچ گیا یہان چند ساحر پہرے پہ تھے کہ حکم سے گمان کے
دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین جانتے تھے قران نے ان سے کہا کہ مجھکو حیرت نے
بھیجا ہے بہت ضروری کچھ کہنا ہے ساحرون نے کہا کہ وہان نہ جاؤ میان ہمارے سر سے ممانعت ہے اس نے
کہا مین در خیمہ پہ پکارونگا اگر وہ مجکو بلائین گے تو جاؤنگا یہ کہہ کر جلد در خیمہ پہ آیا اور بے محابا
اندر داخل ہوا دیکھا کہ صرصر نے برق کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے یہ دیکھکر للکارا
کہ استانی مین آ پہونچا صرصر خنجر پکڑ کر دوڑی قران نے اول خنجر اس کا رد کیا اور جلد اُس کے پاس
پہونچکر ایک طمانچہ مارا کہ کیون پھر شوخی ایسی کرے گی ہاتھ آغشتہ بدارو بیہوشی تھا صرصر طمانچہ
کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اس نے برق کو کھولا اور اسکو باندھ دیا برق جو ہوشیار ہوا اس نے
سب حال کہا پھر صرصر کو بھی ہوشیار کر دیا کہ مرنا گمان کا دیکھے خنجر فولاد اسا سیخ گرم کر کے
اس خیال سے کہ شاید گمان رویین تن ہو منہ اسکا چیر کر دو سیسہ پلا دیا کہ دل و جگر اس کے
جل گئے صداہائے گیر و دار برپا ہوئی آندھیان آئین عیار جست کر کے چلے تھے کہ صرصر پکاری
ارے موذی مجھکو تو کھول دے اب تو تمھاری مراد پوری ہوئی قران سمجھا کہ یہان ساحر آئین گے
ایسا نہ ہو کہ اس کو عیار سمجھکر قتل کر ڈالین یہ سمجھکر اسکو کھول دیا کہ یہ بھی جست کر کے عیارون کے ساتھ بھاگی قران نے
کہا جاؤ حیرت بالزادی سے یہ سب حال کہدینا یہ کہکر کے بھاگے اور ادھر لشکر کی صداہائے
ہیب کو سنکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ مین اور تاریکی مین نکل گئے اور ساحرون نے
لاش گمان کی اٹھائی اور صرصر نے جا کر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اس طرح گمان مارا گیا ملکہ
یہ خبر سنتے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر جنگ مغلوبہ نہ کرادین لیکن سرداران لشکر مہرخ اگر
اس فوج مین قید ہوتے تو رہا ہو کر لڑتے عیارون کی بن آتی پس سردار دیوانہ وار صحرا نورد تھے عیار
کچھ نہ کر سکے اور سمت دشت روانہ ہوئے وہان تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش مین آ گئے تھے
کہ عیارون نے جاکر سب کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین لائے ادھر ملازمان بہار جو لوٹنے گئے تھے
حاضر ہوئے برق نے بہار سے آکر کہا کہ کیون ملکہ ہم نے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اُس کو

خلعت دیا سردار آگر شب کے دربار مین دنگلون پر متمکن ہوے صبح نے جشن فرمایا ساقی و مطرب
ورقاص حاضر ہوے جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُس طرف حیرت بسان شبنم اشک حسرت سے رویا کی
رات بھر ایک سمت عیش و راحت دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا جب ظلمت رنج کی طرح
خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے بسان سرور خندان منھ دکھایا کہ بموجب ابیات

تاج زر کی لبسر خور ہوئی اسطرح پھبن	یون نمودار ہوئی مہر درخشان کی کرن
ظلم سے تیرگی شب کے تھی دنیا اندھیر	عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھکر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحرگاہ سریر جہانبانی پر
خواب شیرین سے اٹھکر بیٹھا تھا کہ نجیہ سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھکر اُس کو بہت غصہ آیا برنگ زلف
پریشان ہوکر پیچ و تاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان نمک حرامون پر کس کو بھیجون جو
جاتا ہے عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے کہان سے ایسا ساحر لاؤن جو اس جہان کا رہنے والا
نہو آسمان پر رہے اور عیارون سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر جو جامۂ
انسانی مین نہو بلکہ کسی اور بھیس مین رہے تو شاید عیارون سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک
تدبیر خیال مین آئی ہے یعنے جب مین کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا
گیا مگر اُس کا بھائی اظلم اژدر نشین جادو نام ہے کہ ہمیشہ شکم اژدر مین رہتا ہے وقت ضرورت
یا وقت جنگ باہر نکلتا ہے نہین تو شکم اژدر مین ہمیشہ اُس کا مسکن ہے فی الجملہ مین اس کو بلا کر بھیجتا ہون
سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہے شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھکر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ
بنا بر طلب ساحر مذکور روانہ کیا غرض حسب الطلب ساحر آیا سب نے دیکھا کہ چالیس اژدہے پیچھے
اور آگے ایک اژدر عجیب صورت پیدا ہوے اور ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا سب
سے آگے جو اژدر تھا اس مین افسر اژدر نشین خود سر تھا سب نے بادشاہ کو سلام کیا اس نے
سب کو خلعت دیئے اور افسر سے کہا کہ تم جاکر نمک حرامون سے مقابلہ کرو اور جملہ حال عیارون
کی فطرت کا کہکر حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ شکم اژدر مین رہنا اور عیارون سے اپنے تئین بچانا یہ ساحر
حکم شاہ گوش جان سے سنکر اژدر مین سماکر روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک موذی چکرا تا تھا
خدا کی مار زبان پہ لاتا اژدر بڑھے ہوا آنچ تے منھ سے شعلۂ آتش نکلتے یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم
جناب یونس پر آیا ہے آفتاب گردون پہ ٹھرا یا ہے بردے ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اڑتا تھا
بلکہ سیمرغ کوہ قاف مین چھپا تھا نسر طائر کو طعمۂ اژدر ہونے کا ڈر تھا کہ بموجب نظم

کوہ چون غریدن اژدر شنید	نخل دراز دمش اژدر دیدہ
گفت برون آمدہ از زیرابہ	صور سرافیل پے صید ببر

چونکہ بدید انہمہ عظمت و شکوہ	لرزہ بیافتاد بہ اندام کوہ
وقت ہمانست کہ سیمرغ قاف	بگذرد از قلۂ لاف و گزاف

باین عظمت و شکوہ وہ افعی مجسم لشکر حیرت ضلالت شیم کے قریب پہونچا ملکہ کو شاہ جادوان بذریعہ نامہ مطلع کر چکا تھا اُس نے استقبال کرایا اور ایک میدان مین سب اژدہون کو ٹھہرایا کہ وہ گنڈلیان مار کر بیٹھے اور اُن کے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان مین استادہ کر دیے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ و منتخب کر کے معین کر دیے مگر ان کو بھی تنبیہ اور سحر کر دیے کہ عیارون کی پہچان رہے اور ان سے کہدیا کہ جب اظلم اژدر سے نکلے اور ہم کام کے لیے جاؤ تو سحر کر دکھا دینا باقی سحر کر چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا غرضکہ انتہائے درجہ کا انتظام کر کے بعد فراغ اظلم اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت مین جا کر بیٹھا سب نے اس کی صورت نحس کو دیکھ کر خوف کھایا کہ ہیبت اژدر چالیس اس کے تھے گرد شیطان کا وہ ایک ہی تھا شاگرد وہ دن بھر میخواری کرتا رہا جس وقت مار آسمان نے من اپنا دہان مغرب مین رکھا اور دشت عالم مین اندھیرا پھیلا اژدر شب تیرہ نے مہرۂ ماہ رکھ کر اوس چاٹنا شروع کیا کہ نظم

درگذشت آن روز شب آمد پدید	شگفتے از مشک و عنبر در رسید
شمع کافوری برائش سوختند	ہم فوایش را ہوا را فروختند

قریب شام اس ناقرجام نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر خبر لے کر سامنے مہرخ کے آئے اور بعد دعائے و ثنائے بادشاہی کے جملہ ساحرون کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا حال عرض کر کے کنارے ہوئے مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہے خدا اُس کے شر سے ہم کو بچائے اچھا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حرب بجے بنا بر حکم محکم ملکہ عالم یہ عالم ہوا کہ بمقتضائے ابیات

گشت ز نقارہ صدائے بلند	زندہ بجان زندہ بجان بیگزند
واشدہ زنیسان دہن کرنا	بازبدہ با بدہ بادھا
دشمن این خانہ جگر خون بود	دون بود و دون بود و دون بود
غلغلۂ کوس بکیوان رسید	آب شدہ زہرۂ دیو سفید

در بار سویرے برخاست ہوا سردار خیمون مین آکر تیاری حرب و ضرب کرنے لگے لشکر دمین سحر کی درستی ہونے لگی اظلم حیرت سے رخصت ہو کر خیمہ مین آیا اور روار دغہ مطبخ سے سحر کر دیکھ کر کھانا کھا کر حکم اژدرین جا بیٹھا لشکر دن مین رات بھر اژدرہائے نیام سے مثل افعی زہر دار تلوارین نکلین اور زہر مین بجھائی گئین یہ وہ ناگنیان ہین جن کے کاٹے کا منتر نہین ایک ہی پھنکار مینے سنپاکے مین جسم پہ سر نہین اسی کی چمک کی لہر دیکھکر مار فلک کے دل پہ سانپ لوٹتا ہے اسی

لوہے کا پانی نیزون اچھلتا ہی اسی مین قہر کا کانٹا ہی یہ وہ موذی پئے اعدا ہی جسکو لہو چاٹنے کی چاٹ ہی غرض
اُس رات کو ہر طرف مار مار کی پکار تھی ساحرون مین بھی راجہ باسمہ کی دُہائی کی گہار تھی جنگل کے جنگل سانپون
سے سحر کے بھر دیے تھے یہانتک کہ نسیم گھوڑون کی رکاب اور سجام کے سانپ نظر آتے تھے نگاہین جادوگرون
نے زہریلی بنائی تھین آنکھ بھر کر دیکھین اور زہر چڑھے وہ پونہین نگاہون پر چھائی تھین مردم دیدہ پر ایسا زہر
چڑھا تھا کہ جدھر دیکھو بس ہو یا ہوا نظر آتا تھا غرضیکہ جب جسم دہر سے زہر شب رفع ہوا اور مہرہ آفتاب
بصد آب و تاب جسم سپہر پر لگایا گیا کہ **نظم**

انداختہ سحر بنیا بان دگر کمند	آمد زبان مستی در ذرے کشن زند
مختل دماغ دے شدہ از جنبش نسیم	سوز اندر شعلہ گل حمراش چون سپند

صبحدم مہرخ وبہار بصد جاہ وحشم تخت سحر پر سوار ہوکر مع فوج ساحران ولاوران سمت دشت روان
ہوئین جلو مین جادوگرنیان چلین اُس وقت اُس ملکہ ذیشان کی شوکت وحشمت کا زبان جلال سے
بھی بیان غیر امکان ہے کہ **نظم**

سر پہ اک خود دھرے سپہر کی گنج	ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دودم
زرہ حضرت داؤد گلے مین اُس کے	جبروت اُسکا فریدون فر و جمشید حشم
لمعہ نور جبین اُسکے سے طالع جون مہر	سب کا اُسکے ہی مین موجود ہنا دیدہ عجم
اُسکے افواج کے گھوڑون پہ کیا خوب جمے دیا	تو دہ فلکا سے ٹاپ بھرتے ہین مثل ضیغم
اُسکی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف	گھاٹ پر جسکے رہا خون ہی اعدا کا جم
حلق دشمن کیلیئے زہر بھری اسکے ساتھ	صاف اک برچہ الماس ہی اور یکا سہم
ہر دو ثعبان نہین شعلہ فشان خون آشام	شکل برق و تفنگ صاعقہ و موج یم

حاصل مرام جائے مصاف پر پہونچکر ٹھہری تھی کہ اس طرف سے حیرت بصد کبر ونخوت فوج ساحران لیے میدان
مین آئی پرے جمنے لگے بجلیان گرین جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گرد وغبار صاف ہوا تیار دشت
مصاف ہوا اُس وقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوے کہ باہم گتھے لڑا کئے اور حلقہ ہائے آتش چھوڑتے آتے
اثر زہر سے اُن کے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی باہم لپٹے پھنکارا کرتے تھے جب دشت مین پہونچے یہان
صفین درست ہو چکی تھین وہ اژدر جس کے پیٹ مین الظلم ہی سامنے حیرت کے آیا اور اُس سے باہر نکل کر
اجازت حرب لے کر پھر اژدہے کے اندر سمایا اور اسی طرح وسط میدان مین پہونچا قلاب آتشین چھوٹنے
کہ ہر سمت آتشکدہ بنگئے دھوان اور شعلون کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہرخ اندھا ہونے لگا دھوئین سے عاجز
ہوکر ہر ایک یا دود پڑھتا تھا مگر بارودت وارجاہ مصیبت مین گرا تھا جادوگرنیان زہرہ صورت سحر
پڑھ کر برج بنا کے چھپے ہوئی تھین فوج مین کھلبلی پڑ گئی تھی اُس وقت مہرخ کو کچھ بن نہ آیا جنگ مغلوبہ کا علم دیکر

تخت اپنا آگے بڑھایا ساحران نامی مثل ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ کے دو دو سحر سے عاجز نہ ہوئے تھے
ترسول اور ناریل پکڑ کر اژدہون پر جا پڑے اُس طرف سے چالیس اژدہے جنکے پیٹ مین ساحر تھے منہ پھیلا کر
چلے اُس وقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو فتح ہوتا شعلہائے دہان اژدران سے زمین کرۂ ناری
ہوا شعلۂ بار تھی اُن شعلون سے دھوان ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دھوان دھار بن گیا تھا لشکریان نے ناچخ
و تیغ مارنا شروع کیے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیان گراتے تھے مگر اژدرون پر اثر نہ کرتی تھین اور
اژدر دم کھینچکر سپاہیون کو نگل لیتے تھے اس ہنگامہ مین ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہوائے سرد کے
جھونکے پیدا ہوئے اور اس ہوا نے دھوئین کو برطرف کرنا شروع کیا آمد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار
ہوئی مگر افظلم کا نام جو اژدر نشین ہی اور یہ اژدر مین رہتا ہی اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکر یہان
تو ہر ایک ساحر بزور سحر اژدہا بن جایا کرتا ہی اس پر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا ہے
بس یہی اس کے لیے شرف ہی کہ اژدر سحر مین رہتا ہی اور اس اژدر پر سحر نہین اثر کرتا ہی فی الجملہ اُس نے
سحر بہار کے آثار معلوم کر کے ایسی پھنکار ماری کہ شعلۂ آگ نکلے اور چمنستان سحر بہار جلنے لگے سحر جو رد ہوا
ملکہ بہار پر غش طاری ہوا خواصین ہوادار پر ڈال کر لے بھاگین اُس کے ہٹتے اژدر منہ پھیلا کر
چلے معاذ اللہ وہ شعلۂ زہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسی کو تاب رہتی جسم جھلسنے لگے جادوگریان نازنین
گلفام بیتاب ہوگئین حرارت سحر سے بیتاب ہوگئین زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس چرخ سوزی کا بھی
جسم نیلا ہو گیا سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض مین سرایت کر گیا تھا خضر تک زہر مہرہ ڈھونڈتے تھے دل
کوہ کے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے منھ کھولے اسطرح نظر آتے تھے کہ میدان مین غار دور سے
دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز مین فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیان گرا کر ترسول و نیول
پکڑ کر مار مار کہتے آگے بڑھے فوج مہرخ مین بھگدڑ پڑ گئی لشکر بہت سا اندھا ہو چکا تھا اور باقی اس امید
پر کہ بارہا آفت آئی ہی پھر خدا نے فضل کیا ہی ٹھہرا ہوا تھا اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اُس وقت وہ
سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سر بکف تھے ملکہ ساحر رہ گئے اور ملکہ مہرخ نے پائے شجاعت
مستحکم کیا ہزار ہا کو اس نے بھی مارا اس وقت عجب غلغلۂ آفت محشر بپا تھا کہ اژدہم سے صدہا ساحر
بیولا سو جا میدان مین پڑا تھا اور ہزار ہا لاشہ نظر آتا برق سحر چمک رہی تھی رعد جادو چیخین مارتا پھرتا
تھا مان اُس کی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی دھوان سحر کا چھایا تھا آفتاب تاریکی سے گہنایا نظر آتا
تھا ہر دن کی صدا ہائے مہیب کا شور مچا تھا کہ بموجب

لمولفہ

ہوا اس طرح کھائی تھی پیچ و تاب	اڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب
دھوان سحر کا تھا یہ چھایا ہوا	کہ غار زمین چاہ بابل بنا
چمکنا وہ رہ رہ کے وہان برق کا	جلاتا تھا دل خسرو شرق کا

چمکنا اندھیرے مین بجلی کا تھا | کھنیلک کے منھ پر گلال ہے ملا
کہین دوڑتے پھرتے تھے اژدہے | دہن مثل قعر جہنم کھلے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے | ملک آتشین تیر تھے مارتے
ہوا تھا فلک اسقدر سنگدل | برستی تھی ہر سمت پتھر کی سیل
کوئی مر کے گرتا تھا عجب جادوگر | تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبریٰ مین مہرخ اژدر نگر اُن اژدہون پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہاے آتش بار دہن
سے نکالے کہ وہ اژدہے پسپا ہوے اس وقت اعظم بشکل اژدر سامنے آیا اور پکارا کہ اے نمک حرام
اب کہان جائے گی کیا قدرت سامری کی ہر کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہر مہرخ نے جواب دیا کہ او نامرد ازلی
تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لے کر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر مین بیٹھکر مقابلہ کرتا ہر اسی منھ پر
دعوی سحر کرنے کا رکھتا ہر دم شجاعت کا بھرتا ہر یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اُس کے دل پر لگا وہان
مین اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہون اچھا آج مین پھر جاتا ہون کل اکیلا میدان مین آکر تجھکو باندھ کے
لے جاؤن گا ملکہ نے کہا اکیلا آئیگا تو وہ جوتیان کھائے گا کہ ہمیشہ یاد کرے گا اُسکو اور زیادہ غصہ
آیا اور اپنے اژدرون کو لے کر پھر ا ملکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے مین آج نہ
لڑون گا اُس نے کہا کیون بنی ہوئی لڑائی بگاڑتے ہو جی ہارتے ہو اب باقی کون ہر صرف مہرخ
کو مع چند سردارون کے پکڑ لینا ہر اُس نے سب حال مہرخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے
کہا اُس نے تجھ کو فریب دے کر اپنی جان بچائی ہر اس وقت دھوکا نہ کھا نہین پچھتائے گا غرضکہ ہر چند
سمجھایا مگر اس نے اپنے غرور مین نہ مانا آخر حیرت نے بخاطر اُس کے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر پھرے کر
پھری مہرخ نے سجدۂ شکر خدا کیا کہ آبرو رہ گئی جو سردار کہ باقی تھے اُن کو لے کر پھری جو زہر سے سوج گئے
تھے ان کو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہر بازار مین
ویران ہین جو سردار کہ قید ہو گئے ہین اُن کی بارگاہ مین جگہ سنسان پڑی ہے یہ حال دیکھ کر اشک
حسرت گرائے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کرکے سحر تیار کرنے کی فکر مین بیٹھی اُس وقت عیار کہ لشکر
کا حال ابتر دیکھ کر چلے گئے تھے طبل اماں کی آواز سنکر آئے بادشاہ لشکر کو بہت پریشان دیکھا سب نے
تسکین و تشفی کی کہ اے ملکہ ہم جاتے ہین اور کام اس نابکار کا تمام کرتے ہین یہ کہہ کر روانہ
ہوے اُس طرف اعظم پھر گیا جو اژدر کہ سردارون کو نگل گئے تھے اُنھون نے ان کو اگلا اور حیرت
نے حکم دیا کہ ان سب کو اُسی زندان مین لیجا کر قید کرو جہان ضرغام عیار جسکو گمان نے گرفتار کیا
تھا قید ہر تاکہ وہ بھی اپنے سردارون کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو غرض سب کو
لے جا کر قید کیا یہ سب سحر مین مبتلا اور بیہوش ہین جب یہ قید ہو چکے اور لشکر کھول چکا اعظم دربار

بیٹھا رہا ملکہ بہار کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کی کہ طبل جنگ آپ بجوائیے گا میں کل اکیلا لڑوں گا یہ کہہ کر
اپنی جگہ پر آکر لشکر اژدر میں مشہور رہا مگر عیار جو روانہ ہوئے تھے یہ صحرا میں آئے اور برق نے کہا کہ پہلے میں
جاتا ہوں تم دونوں میری خبر رکھنا یہ کہہ کر چلا اس کے بعد قران وجانسوز بھی ایک طرف بصورت بسمل ہو روانہ
ہوئے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت کی ایسی بناکر گشت کرتا ہوا اس جگہ آیا جہاں اژدر سے
میدان میں رہتے ہیں یہاں دیکھا کہ اژدہے خاک میں لوٹ رہے ہیں خوش فعلیاں کرتے ہیں اور ان کے
منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے اس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے وہ تاریخ وتریخ متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہے
پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے ترسول چار طرف گڑے ہیں گوگل مرچ سیندور چندن دھوپ دیپ وغیرہ جلتا ہے
ترسولوں پر سانپ لپٹے ہیں کھپرا آگ کے جلتے ہیں برق یہ تماشا کھڑا دیکھتا تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر
سے ایک ساحر سیہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا یہ اس کی صورت نحس دیکھ کر اول تو خائف ہوا
اور چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر دل کڑا کرکے کھڑا رہا وہ اس کے قریب آکر للکارا کہ ارے تو کون ہے
برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ ابے کیا پہچانتا نہیں جو تو ہے وہ ہم ہیں اس نے کہا ہم چالیس
اژدر نشین ہیں اکتالیسواں ہمارا افسر ہے تو کہاں سے آیا ہے اچھا اگر تو ہم میں سے ہے تو اژدر تیرے
رہنے کا کہاں ہے برق اس تقریر سے ناچار ہوا مگر تیزی سے جواب دیتا ہوا پیچھے تڑپ کر چالیس قدم
پر جا کر یہ کہتا ہوا کہ اژدر بھی ہے مجھے کیوں بتلاؤں اس ساحر نے جو اس کو پیچھے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی
عیار ہے پکارا کہ باش او عیار مکار ابھی تو میں نے تجھ کو برق اتنے عرصہ میں کہیں کا کہیں ہو رہا مگر بسبب
میدان ہونے کے سامنا تھا وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہاں سے سحر کروں مبادا یہ بھی ساحر ہو کود پھاند کر نکل جائے
بس قریب چلوں یہ سمجھ کے پیچھے دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اس کو آتے دیکھ کر سوچا کہ اگر یوں ہی میدان میں
بھاگے جاؤ گے تو وہ سحر پڑھ کر پکڑ لے گا لازم ہے کہیں چھپ رہو یہ سوچ کر ادھر ادھر دیکھا چونکہ میدان
تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہاں نظر آیا یہ اس میں اتر گیا وہ ساحر جو پیچھے آتا تھا اس نے
دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا یا غائب ہو گیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا جو در سحر چھپ گیا مگر جب
غار کے پاس آیا سوچا کہ اس میں اتر گیا ہوگا یہ سوچ کر جھانکنے لگا تو برق نے وہاں حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا
وہ اس کی گردن میں آگیا اس نے چاہا کہ سحر پڑھ کر اس کو جلادوں مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا
تھا اس نے گردن پھنستے ہی اس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھیں نکل آئیں
سحر پڑھنے کے بدلے لڑھکتا ہوا ڈھلک کر غار میں گرا برق نے فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ
ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے بعد لمحہ کے آواز آئی کہ مارا شراب خوار جادو کو یہاں
تو ہنگامہ مچا لیکن اژدر اس کے رہنے کا میدان میں جل گیا اور ساحروں نے وہاں بھی غل مچایا ظلم اور سب
ساحر گھبرا کر اژدہوں سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ اے میاں خیر تو ہے

ایسے باختہ حواس ہوے کہ اپنے ساتھیون کو نہین شمار کرتے یہ تو حیران کھڑے ہین کہ کوئی آئے تو اُس
سے پوچھین یہ عمل کیسا تھا اور ان سب کو اپنے سحر پر ایسا ناز ہی کہ یہ مطلق گمان نہین کہ ہم مین سے
کوئی مارا گیا ہی غرضکہ یہ تو ٹھہرے ہین مگر وہان برق نے صورت اپنی مثل شکل صرصر کے بنائی لیکن حسن
اپنا ایسا دوبالا کیا کہ صرصر نے خواب مین بھی یہ صورت بنائی ہوگی کہ بیت روز ازل سے آج تلک صنع رت
آفرین ٭ ممکن نہین کہ عجیب کے تجھے دیکھتا نہ ہو چنانچہ آگے حال اُس کے حسن کا بیان ہوگا اس وقت
بعجلت لاش اس ساحر کی اٹھا کر اُسی میدان کی طرف چلا یہان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز
خلخال پا اُن کے کان مین آئی دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اس طرف آتی ہی کہ جس کی چال کو دیکھ کر یہ کہنا
دیبا ہی کہ بیت بلا سے ہو پامال سارا زمانہ ٭ نہ آئے اُنھین پانوٗن رکھنا سنبھلکر بدلہائے عشاق روندتی
جب قریب آئی عجیب صورت اُس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی نظم

گئی آنکھون کے نیچے برق اک کوند — سمند ناز نے ڈالا دہین پر دند
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ — کہ ہی یہ رات آدھی پھر دعا مانگ
حواس و ہوش سب کے ہوگئے تار — ہوئے سب مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھون سے آنکھین رہ گئین خیر — عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ کھڑا آسیب کا سا — بندھا کچھ ڈول وان آسیب کا سا
پہ رخسارون مین اُسکے فربہی تھی — ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھی
کہو اُسکی جبین کو کس طرح چاند — کہ اُس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اُس کا — کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اُس کا
برنگ گل نزاکت مین بھری تھی — کہ بس جو بات تھی اُسکی پری تھی

یہ سب ساحر اُس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھ کر دنگ کھڑے تھے کہ اُس نے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے
ڈالدی اس نے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی اس گلفام نے کہا بچانیے یہ آپ ہی کا رفیق ہی جو مارا
گیا ہی اس کلمہ سے اس کو ہوش آیا اور کہا ہان سچ ہی یہ شراب خوار جادو کی لاش ہی اب سب افسوس کرنے
لگے اور اظلم نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہی یہ کیونکر مارا گیا اُس نے عرض کیا کہ عیار لشکر حریف صحرا مین اسکو
قتل کر رہا تھا مین آکر پہونچی مگر کام اُس کا تمام ہو چکا تھا مین لاشہ اُٹھا لائی ہون اظلم نے کہا اُس عیار
کو کیون نہ گرفتار کیا اُس نے کہا حضور مین صرصر عیارہ شاہ جادوان کی ہون اور سحر نہین جانتی ہون
وہ عیار تھا مجھکو دیکھکر نکل گیا ہر چند مین دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اب ہوشیار رہیے گا مین جاتی
ہون یہ کہکر کمر کوسنے کا عالم دکھا کر اس طرح چلی کہ فرد خرام ناز تمہارا ابھی ایک آفت ہی ٭ زمین پاؤن
تلے سر پہ آسمان نہ رہا ٭ اظلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کس لیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے اُس نے

نام البتہ سُنا ہی صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اژدر مین رہتا ہی اور یہان جب سے آیا ہی کچھ دیر کے لیے
بارگاہ حیرت مین گیا تو کچھ خیال تو کیا نہین کہ عیارہ کون ہین اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہین کہ صرصر
کس مرتبہ کی عیارہ ہی اور کیسی صورت رکھتی ہی اس وقت اس کے حسن دلاویز کو دیکھ کر غش ہو گیا اور سمجھا
کہ یہ عیارہ تو ہی ہی اس کو بادشاہ طلسم سے مانگ لون گا آج اپنی خدمت مین اس کو لانا چاہیے پس
اسی وجہ سے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت گڑ گئی میری نظرون سے خوبان عالم پسند آ گئی تیری صورت
کچھ ایسی ٭ صرصر نے یہ سنکر تیوری چڑھائی اور کہا میاں ہوش مین آؤ فاحشاؤن سے جا کر ایسی باتین کرو
اے صاحب مین سارے طلسم مین ہمیشہ پھرتی ہون جو ایسی ہی دواتی ہوتی تو کاہے کو میری آبرو بچتی زمانہ
ایسا بد نظر کوئی مردوا مین نے نہین دیکھا یہ کہہ کر انگڑائی لے کر چھاتی کو اس طرح دکھایا کہ وہ اُبھار جوبن
دل گدگدانے والا نظر آیا یہ ساحر بیچین ہو گیا اور پکارا فرد سلتا ہر کوئی دل ہائے غیر محرم کی ٭ غضب ہے
پڑے پردے مین اُبھرنا اُن کے جوبن کا ٭ پھر اُس آفت جان کا منت پذیر ہوا کہ اے جان عالم اتنا
خفا نہو ہم کو بھی اپنا جان نثار سمجھو اُس عربدہ جو نے کہا آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجیے مجھ سے
یہ چونچلا نہ کیجیے یہ کہکر انگوٹھا دکھایا کہ موے تیرے دیدون مین خاک پڑے اور تیرے قابل اظلم اس
ادا کو دیکھ کر مر گیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا اس نے کہا ہان ہان دیکھو مین کہتی ہون سامری قسم اگر مجھکو
ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کر دون گی وہ کوئی اندھیر تو دیکھو دن دہاڑے یہ مردوا سب کے
سامنے مجھکو لیے پڑتا ہی کیا بیعزتی ہی چولھے منہ آگ لگے ایسی مستی کو اظلم اس کے خفا ہونے سے ٹھہرتا
ہی مگر وہ ایک باتین اس طرح کی کہ یہ مردوا سب کے سامنے لیے پڑتا ہی سنکر سمجھا ہی کہ یہ ناز کرتی ہی
اور وہ نازنین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہی غرضکہ یہ باتین اُس کی سنتے ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود مین
اُٹھا کر خیمہ کی طرف لے چلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ دیکھو بہت پچھتاؤ گے جو مجھے اکیلے
مین لے جاؤ گے میری آبرو تو جا چکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا ہی مگر تمھاری بھی جان جائے گی مجھکو کم نہ
سمجھنا مین کوئی ایسی ویسی نہین ہون دھوتے اُڑا دون گی ارے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آ جائے
موے تو اژدرے مین گھس رہ مجھکو چھوڑ دے اظلم نے ایک نہ سنا اور اندر خیمہ کے اس کو لایا کہا عیار
یہان آئے گا تو کیا کرے گا کہ مجھ جب بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی ٭ ہوئے تم دوست
جس کے دشمن اُس کا آسمان کیون ہو ٭ غرضکہ اس کو مسند پر بٹھایا اور خیمہ صرف اس کے کھانے پینے
کے لیے تو مقرر ہی کیا گیا ہی چند دو ایک آدمی بہر خدمت مین انھون نے اس کے آتے ہی تیغے اپنے
اپنے دکھائے اس نے کہا تم باہر جاؤ اور دور جا کر ٹھہرو جب بلاؤن اُس وقت آنا وہ سب
باہر گئے اور اُس کے رفیق جو اژدرون مین رہتے ہین وہ بعد اُس کے بھی شکم اژدر مین سما گئے جب تخلیہ
ہوا یہ نازنین کہ برق عیار ہی دل مین سوچا کہ دو بار یعنی زنانا اور رگمان کو جو قتل کرنے آئے تھے

تو صرصر اگر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر یہاں سے قریب ہی تمھارے آنے کی
خبر حیرت کو ممکن نہیں کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئے گی یا کسی کو بھیجے گی لہذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ
جو آئے تو ذلت پائے اور یہ ساحر بچنے نہ پائے یہ سوچکر چار طرف بھونچکا ہو کر دیکھنے لگا اُس وقت یہ
حال تھا کہ بیت کبھی وہ آنکھ ادہر اور کبھی شوخی سے اُدہر + اک جگہ پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا + اظلم نے یہ
حال دیکھ کر کہا کہ اے نازک بدن تم حیران چار طرف دیکھتی ہو اُس نے کہا تم کو کنے مرے سے مطلب ہے
تمھیں کیا چاہیے کسی کی جان جائے یا عزت رہے میں عیارہ ہوں عیاروں سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا
کرتی ہوں اور وہ بھی میری تاک میں رہتے ہیں جہاں میں جاتی ہوں وہاں پتہ لگاکر وہ بھی پہونچتے ہیں اظلم
نے کہا یہاں آئیں گے تو میں موجود ہوں مجال نہیں ہے جو آئیں اس نے جواب دیا کہ ان کو تم پہچان نہ سکوگے
وہ میری صورت بنکر آئیں گے اور مجھ کو عیار بتائیں گے اپنے تئیں صرصر کہینگے پس تم میرے دشمن جان ہوجاؤگے
اور ادھر عیار مجکو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھ کر سب میں بدکارہ و آوارہ مشہور کرینگے یہ کہہ کر
رونے لگی کہ ہائے سامری کیسی میری جان مصیبت میں پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہکر اس انداز سے
ہاتھ کو ملا اور حیرت زدہ صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بنگئی اور ہاتھ پکڑ کر ملنے سے الگ کرنے لگا اور
منت کرکے قسمیں کھانے لگا کہ اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بنکر آئے گا جب بھی میں اسکو
گرفتار کروں گا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیوں نہ ہو اور اگر وہ تیری صورت بن کر آئے گا تو بڑی سزا پائیگا
غرضکہ برق نے حفظ ماتقدم کرکے خوب اُس کو پکا کیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اس نے اس کو سرگرم اختلاط
دیکھ کر بوسہ لینے کے لیے منھ بڑھایا اس نے ایک طمانچہ جمایا اور کہا منھ بنواؤ اس نے طمانچہ کھاکر ہنس دیا
اور کہا اے جانی و اے مایہ زندگانی بیت جو دل لیا ہے تو پھر عذر کیا ہے بوسہ میں + کہ لین دین ہے یہ نقد
کچھ اُدھار نہیں + اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ فرد دل تیرا اور آرزو میری + جان صدقے ہو
ایسی حسرت کے + اظلم نے یہ سنکر کہا کہ اے ستمگر میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ شعر مرے دل کے زخموں
کو کیا دیکھتے ہو + تمھارے لیے ہی یہ گل کھلائے گئے ہیں + یہ کہکر چاہا کہ لپٹ جاؤں اس زیب انجمن نے اپنے
تئیں سرکایا اور جب یہ گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا کہ ذرا سنبھلو ایسے بیخود نہ ہو وہ پھر سنبھلکر
بیٹھا اور گویا ہوا کہ شعر جو رہا اپنے بت کا تاز اس کو بھی نگر + ہو گیا مضطر تجھے جب رخ ستمگر دیکھ کر +
اب یہاں تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر جن کو اپنے خیمہ سے باہر کردیا تھا اُن میں سے ایک
بارگاہ ملکہ حیرت میں گیا اس لیے کہ اس کو صرصر کی آوارگی دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہوگئی
جو ہر ایک سے آشنائی کرتی ہے بس سوچا کہ ملکہ سے جاکر سب ماجرا بیان کروں غرضکہ جب یہ ملکہ پاس
آیا اس نے پوچھا کہ کیوں آئے اس نے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہاں حاضر تھی وہ
تنکی کہ کیا بیان دینے اس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہے آپ جاکر دیکھیے میں جھوٹ کہتا ہوں یا سچ حیرت نے

بھی کہا کہ ہاں سچ ہے کوئی عیار تیری صورت بن کر وہاں گیا ہی جو اس نے دیکھا ہے کہتا ہی اس بیچارے کی
کیا خطا ہی اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہوا ہی صرصر نے کہا بی بی دو مرتبہ مجکو ذلت ہو چکی ہی
مین نہ جاؤن گی کس لیے کہ وہان عیار میری صورت بنکر گیا ہی اور اظلم اُس پر عاشق ہوا ہی اگر مین گئی اور
فرض کرو کہ عیار کو مین نے پکڑ لیا اگر وہ اظلم تو میری صورت پر عاشق ہی وہ تو مستی مین بھرا بیٹھا ہوگا لگا کر
بجا دربا بیٹھا تو میری تو موتی کی سی آبرو پہ پانی پھر گیا حیرت نے کہا بی بی تمھی تم نے عیاری کیون سیکھی
تھی جو اتنا ڈرتی ہو آبرو سے بیٹھی رہتین چل اب باتین نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار تابعدار دوڑی
ہوئی چلی مگر ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی کہ راہ مین کوئی عیار نہ ملے ہر چند کہ دو عیار یعنی قِران و جانسوز
تھا عیاری مین لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہین مگر اس پر اُن کا پنجہ قابض نہ ہوا اس لیے کہ یہ دوڑتی ہوئی
بہت ہوشیاری سے در خیمۂ اظلم پر آئی یہان کے ساحرون نے جو خدمتی لوگ ہین دیکھا کہ ایک تو
صرصر اندر ہی اور دوسری یہ اور آئی ہی یہ دیکھکر پکارے کہ بی بی ذرا ٹھہرو ایک تمھاری صورت کی
اور اندر ہی ہم کو کچھ فریب معلوم ہوتا ہی ہم خبر کرین تو جانا یہ سُنکر صرصر رکی اور ایک ساحر نے پردہ
پاس خیمہ کے جا کر کہا کہ حضور ایک صرصر اور آئی ہی یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے اور کہا کیون تیرا جی اس وقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہی اس نے دلمین کہا کہ اب یہ
مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگا لیا اور کہا اے جان من مین تجھ پر ہزار جان سے فدا ہون اس نے کہا
اب اس عیار کی تو خبر لے جو میری صورت بن کر آیا ہی مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین بدنام ہو جاؤن گی آخر
وہی سامنا ہوا اب مین پوشیدہ ہوئی جاتی ہون اُس کو بلا کر گرفتار کر لے اظلم کو اس وقت صرصر اصلی کا
آنا بہت برا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا کس لیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہی یہ کیونکر عورت سے ہمبستر ہو غرض
ناچار معشوقہ کو تو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا جو آتا ہی اس کو بھیجدو ملازم نے صرصر کو اجازت دی
وہ اندر خیمہ کے گئی اُس کو سلام کیا دیکھا تو یہان اور کوئی نہین چار سمت حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ وہ عیار
جو میری صورت بنکر آیا ہی کہان ہی یہ تو حیرت مین ہی اور اظلم تو پہچانتا نہ تھا اس نے وہی صورت اسکی
دیکھی جیسی عورت اُس کے پاس چھپی ہوئی ہی سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بن کر آیا
ہی یہ سمجھ کر پکارا کہ اے صرصر آؤ بیٹھو یہان صرصر نے اس کو غلیان مستی مین دیکھا کہ بیتاب ہی آنکھین
سرخ ہین سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا یہ ایسا کچھ سمجھ کہ مجھ سے ہٹی اور کہا مالک نے کہا ہی کہ وہ جو میری
صورت بن کر آیا ہی وہ عیار ہی اظلم نے دیکھا کہ یہ مجھ سے ہٹی جاتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار
ہی بھاگا چاہتا ہی بس اب تو بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہی اور اسی وقت سحر پڑھ کر پھونکا کہ صرصر
بیحس و حرکت ہو گئی اُس نے اُٹھکر باندھا اور کہا او نا عیار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا جو دھوکا
دینے آیا تھا دیکھ تو مین کس عذاب الیم سے تجھ کو ہلاک کرتا ہون صرصر چیخنے لگی کہ ارے کیون دھوکا کھاتا ہی

میں اصلی صرصر ہوں جاس نے ایک نہ سنا اور مارنا شروع کیا اُس وقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے نیچے
سے نکلا اور پکارا کر اور مارئیے اس ناعیار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہیں یہ کہہ کر آپ بھی آکر مارنے لگا اور
طمانچے اور لاتیں اور جوتیاں خوب ماریں جب اظلم فرش پر جا کر بیٹھا برق زدوکوب کرتا ہے جب یہ جا کر بیٹھتا
ہے اظلم اُٹھ کر مارتا ہے ہرچند وہ چیختی ہے کوئی سماعت نہیں کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا کہ استانی تم نے
میری کئی عیاریوں میں رخنہ پردازی کی اب یہی سزا تمھاری ہے بلکہ میں آج تمھاری ناک کٹواؤں گا۔
صرصر یہ سنکر چاہتی ہے کہ چیخے اور کہے کہ دیکھو یہ مجھ سے اس طرح کہتا ہے برق طمانچے مارنے لگتا ہے اور غل
مچاتا ہے کہ اس کا کہنا سمجھ میں نہیں آتا غرضکہ صرصر کی آواز چیختے چیختے پڑ گئی اور مار پیٹنے سے بدن نیلا ہو گیا
کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اس پر پڑا رخسار کہ برنگ گل تھا گل سوسن بن گیا پیرہن
ٹکڑے ٹکڑے بال سر کے نچے برق نے جسم پائیں پہ ضرب کم لگائی تھیں کہ یہ برہنہ نہ ہو جائے غرضکہ جب
صرصر نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا بے طرح آ تو پھنس گئی ہے پس اس نے اشارے سے منت کرنا شروع
کیا کہ مجھ کو رہا کرادے میں تیرے مقدمہ میں نہ بولوں گی برق کو انسیکا مار ڈالنا بھی منظور نہیں تھا اور
اس نے عجز بھی کیا پس اس نے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ جانے دو یہ عیار اپنی سزا کو پہنچ گیا ہم تم
اس کے ساتھ مزے کریں پھر اس کو مار ڈالیں گے اظلم اس گفتگو سے تو بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا
برق نے چاہا کہ اس کو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالوں یہ تو لکر یہاں بیٹھا لیکن وہاں صرصر کو غصہ
بہ ہوا حیرت نے بند سحر حال دریافت کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی
بیتاب ہو کر اُٹھی کہ میں خود جاؤں جیسے ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے
ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اس کو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہوگا شہنشاہ
اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہوں گے یہ سمجھ کر سمک جادو نام اہل دربار میں سے ایک ساحر کو حکم
دیا کہ تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جسکو تم نے باندھا ہے یہ صرصر اصلی ہے اور جس کو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم
سمک سنکر زور سحر اڑا اور خیمہ اظلم میں آکر اترا اظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا مگر سمک پکارا کہ او نالائق
کیوں دیوانہ ہوا ہے یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہے یہ عیار ہے اور جس کو تو نے باندھا ہے یہ صرصر ہے اظلم یہ سنکر
ہوشیار ہوا اور برق لگا بیٹھنے کہ آگ لگے ان عیاروں کو سب کیا کیا بہروپ بنا کر آتے ہیں اسے اظلم یہ
بھی عیار ہے اظلم دھتا کہ میں سمک کو بھی پکڑا ہوں مگر سمک ساحر زبردست ہے اُس نے سحر پڑھا کہ عیار تو
پہلے ہی حبس ہو گیا اور اظلم پر بھی بیہوشی طاری ہوئی اس نے بھی سحر پڑھا کہ اس پر سے بیہوشی رفع ہوئی اور
سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہیں جو ایسا سحر کر سکے یہ سوچ کر اس نے خود سحر پڑھکر برق کے منہ پر پھونکا کہ
رنگ روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی یہ حال دیکھکر سمک کے پاؤں پر اُٹھ کر گرا اور
کہا واقعی میں غلطی پر تھا آپ میرا قصور معاف فرمائیں یہ کہکر برق کو اس نے باندھا اور صرصر کو کھولا اور

منت پذیر ہوا کہ بی بی میری خطا معاف کرو صرصر نے کہا تو ساحر ہو کر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھکو بے عزت کیا اب مین تیرے خیمہ مین نہ آؤن گی یہ کہکر روانہ ہوئی ادھر اس نے سمک سے کہا کہ تم اس عیار کو خدمت ملکہ مین لے جاؤ مین اژدر مین جا کر بیٹھتا ہون قسم ہو جو باہر نکلون سمک نے کہا یہ مقدمہ عیارون کا ہی تم کسی اور کے ہاتھ بھیجو مین اس بیچ مین نہ پڑون گا اس نے کہا تو اچھا تم جا کر ملکہ سے کہنا کہ اس کے قتل کرنے کی نسبت وہ حکم بھیجین تا کہ مین اس کا سر کاٹ ڈالون سمک نے کہا ہان یہ ہو سکتا ہی یہ کہکر چلا جب دروازے پر پہونچا یہان قران عیار موجود تھا اس لیے کہ ان دونون عیارون نے صرصر کو اس خیمہ مین جاتے دیکھا تھا بس اس کو تو نہ پایا لیکن آپ ساحر بنکر آئے اور کہا ہم کو حیرت نے بھیجا ہی ملازمون نے کہا ٹھہریے اندر مارا ماری پڑی ہی ہم اب موقع عرض کرنے کا نہین پا سکتے غرضکہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال صرصر کا دیکھا اب جو برق گرفتار ہوا یہ بیقرار ہوے کہ اس اثنا مین سمک خیمے سے نکلکر چلا قران نے کہا کہدینا کہ اظلم مارے گئے سمک یہ کلام سنکر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہی قران جست کر کے بھاگ کر نظر سے غائب ہو گیا سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جان کر بخوف عیاران اژدر روانہ ہوا لیکن قران سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا اس نے صورت بہت جلد اپنی شکل سمک بنائی اور پشت خیمہ پر آ کر جست کر کے اندر گیا اظلم نے اس عرصہ مین خنجر کھینچکر برق کو ذبح کرنا چاہا ہی صرف انتظار حکم حیرت کر رہا ہی سمک نقلی کو آتے دیکھا از بسکہ صرصر کو کر کے ذلیل ہو چکا ہی اس کو سمک اصلی سمجھکر گویا ہوا کہ کیون بھائی پوچھا تھا ملکہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا قران نے کہا یہان آؤ دیوار ہم گوش دارد جو کہا ہی سن تو وہ برق کو چھوڑکر اس کے پاس آیا قران نے کہا دیکھو در خیمہ سے کون جھانکتا ہی وہ اودھر دیکھنے لگا قران نے جھک کر سر پر اس زور سے بغدا مارا کہ سر اس کا شق ہوا تیورا کر گرا اس نے سر کاٹ لیا غل و شور اور تاریکی ہو گئی وہ اژدرہے جو میدان مین پھر رہے تھے وہ اسی کے سحر کے بنائے ہوے تھے سب جل گئے اور زمین جو ساحر تھے نکلکر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑکر ایک طرف نکل بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی عیار یعنی قران و برق خیمہ مین آگ لگا کر نعرے کر کے بھاگے ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا اظلم اژدر نشین کو یہان تو یہ ہنگامہ ہوا وہان صرصر اور سمک ملکہ حیرت سے حال کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہی لوگ چلے تھے کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوے آئے پکارے کہ اے ملکہ اظلم مارے گئے ملکہ نے زانو پہ ہاتھ مارا افسوس کر رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنے جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور انھین کے ساتھ ضرغام عیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر اٹھے اور لشکر حیرت پر گرے سحر کے مارنے لگے لشکری بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادہ جنگ ہوے لیکن سردار نارنج ترنج سے غفلت مین دو تین سو کو مار کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سنا ساحرون کے مرنے سے بیرون کا شور تھا

یہ گھبرا کر باہر نکل آئی دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہیں اس نے افسروں کو بلا کر حال رہا ہونے
لشکر پر ان مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ میں گئی اور لاش اظلم اٹھا منگائی اُن
ساحروں کو سمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ مشتمل بر حالات قتل اُس کے لکھ کر بھیجا اس
طرف سب سردار مع عیاروں کے خدمت مہرخ میں آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلسہ
عشرت آغاز ہوا مگر ساحر لاش اور عریضہ حیرت لیے پار دریائے خون رواں کے آئے شاہ جادوان
طلسم باطن میں کنارے ایک دریائے زخار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزرا امیر افسران لشکر خدمت
میں حاضر تھے سترہ سو نازنینان حور چہرہ و قمر رخسار دُر در گوش جواہر پوش نچانے لیے کار و بار کے
لیے سامنے کھڑی تھیں عجب دریا میں پڑے تھے ناچ ہوتا تھا ماہی گیر دام ڈالے تھے شست پڑی
تھی خلاصہ یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آئے
اور عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کما ہی حقیقت حال پر آگاہی پا کر غریق بحر غم ہوا اور وہ ہنگامہ
عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کف افسوس مل کر پکارا کہ ہائے غضب کیا اندھیر ان عیاروں نے برپا کر رکھا
ہے اب کس کو بھیجوں اور کیا کروں یہ کلمات تاسف سنکر باغبان قدرت نے عرض کیا کہ
حضور کچھ رنج نہ فرمائیں غلام جانبازی کو حاضر ہے شاہ جادوان نے کہا اگر اسی طرح دشمنوں سے لڑائی کا
سامان رہا تو مجھ کو خود لڑنے جانا ہوگا پس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چلکر لڑنا تم کو اسی دن
کے لیے رکھا ہے مگر اے باغبان میں یہ حیران ہوں کہ حضور مرشد زادے نے ہمیشہ چلہ کشی میں گذرانی
تصویریں کھینچا کیے کچھ ان سے آج تک مطلب براری نہ ہوئی میں نے تو اس لیے ان کو بلایا تھا کہ کام
دشمنوں کا تمام کر دیں گے مگر جب وہ لڑتے ہیں ذلت اٹھانی ہوتی ہے میں اب اس جنگ کو انھیں کے محول
کرتا ہوں اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہوں اگر اب بھی کچھ اُن سے نہ ہو سکا تو ان کو رخصت کر دوں گا کیونکہ
بیت امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے میں نہیں ٭ ایک سا ہر آہوے مست و سگ دیوانہ آج ہے
باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے خاتون من
تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہوگا اور مقابلہ کس زمانے میں کیجیے گا
فی الحال جب تک میں تیاری قتل اسد کروں حضور حریف سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کریں
اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد کی ہے اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجوں گا یہ نامہ تیلا سحر کا
لے کر حیرت پاس آیا اُس نے جب بارگاہ میں مصور آیا اس کو دکھایا وہ نامہ پڑھ کر لاف و گزاف
کرنے لگا کہ شاہ مجھ کو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہیں واقعی مجھ سے چلہ کشی میں دیر ہوئی کہ میں لڑا نہیں لیکن اب
اُن کا جاتا ہے لیکن ایک سحر میں نے تیار کیا ہے کہ سب عیاروں کو پھلوں کی طرح درختوں میں لٹکا دوں گا
یہ تو بیٹھا فکر کرتا تھا اور عیاروں کا حال یہ تھا کہ اظلم کو مار کے جو بارگاہ میں اپنی گئے بعد خیر و خبر کرنے کے

باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت مین چلکر دیکھین اب کیا سامان ہی اور کون ہم سے لڑنے آتا ہی غرضکہ روانہ ہوے ان مین سے برق خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور سر پر مصور کے رومال جھلنے لگا اسی اثنا مین نامہ آیا جب اس نے نامہ پڑھ لیا اس نے بھی پشت پر تو لکھا ہی تھا سب مضمون دریافت کر لیا اور جب مصور نے لاف زنی کی اس نے کہا اب کیا جھک مارتا ہی جو خداے تعالی چاہے گا وہ ہوگا تو عیارون کو درخت مین کب لٹکا سکے گا یہ کلام مصور نے جو سنا چاہا کہ غور کر کے دیکھے لیکن صرصر حاضر دربار تھی اور بار کھا چکی ہی اس وجہ سے خوف زدہ تھی اس نے حیرت سے کہا کہ یہ برق عیار ہی جلد گرفتار کیجیے برق اس کا اشارہ دیکھکر جست کر کے یہ کہتا ہوا سراسیمہ بھاگ گیا کہ دیوانی ہوئی ہے ہم کب ہاتھ آتے ہین یہ کہکر بھاگتا ہوا اپنے لشکر مین آیا اور مہرخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور سب بیان کی بہار نے کہا اے برق اتنے ساحرون کو تم نے مارا اس بھڑوے کو مین سزا دون گی ہر چند کہ یہ قتل تو نہ ہوگا لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نہ رکھا مہرخ نے کہا ہان ہم تم ملکر اس کو سزا دین ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن مین شرمندہ کرون بہار نے کہا اچھا مین سحر تیار کرنے جاتی ہون کیونکہ وہ ہمشیرہ سامری ہی مقابلہ اس کا سخت ہی ابھی سے فکر کر رکھون یہ کہکر دربار سے اٹھ گئی اور مہرخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی لیکن وہان جب برق جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ کون بے ادب تھا جو اس طرح کے کلام کر گیا حیرت نے کہا کہ سواے عیارون کے اور کون ہوگا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کیا کہون یہ پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہین مصور نے کہا اب مین سب کو غارت کیے دیتا ہون آپ میرے نام پر طبل جنگ بجواے مین بھی سحر تیار کرنے جاتا ہون یہ کہکر اٹھ گیا اب یہ جب تک سحر تیار کرے اس وقت تک حال مہمانان طلسم کوکب یعنی عمرو و محمود کا ذکر ہوتا ہے کہ **فرد** لکھون اک نئے رنگ کی داستان ٭ عمرو کے ہو گانے کا جس مین بیان ٭ زمزمہ پردازان مقال و ترنم سرایان حال اس طرح نغمہ سنج عشرت بعد مسرت ہین کہ سرشار بادۂ الفت یعنے ملکہ محمور ہمراہ نقلی عمرو کے بعد عشرت و سرور ایک باغ مین ساکن ہی اور عمرو اصلی ہمراہ ملکہ بہاران زینت فزاے انجمن ہی تمام شہزادیان اور ناظمان ملک حاضر ہین دور جام بادۂ احمر متواتر مین نئے ہر سو ساسنے ہوتا ہی تماشا طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہی مجلس اگر روز خواجہ کی گود مین بیٹھتی رہتی ہی اور تتلا تتلا کر باتین کرتی ہی ایک دن جب چمنستان دہر سے گل خوش رنگ مہر پژمردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پہ کھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ **ابیات**

چڑھا اس جوش پہ دریاے مہتاب
کہ کوسون تک پھرا سیلاب سیماب
ڈھلکنے یون لگے سب برج چپکے
کہ ہو مین جس طرح چاندی کے تھلکے

بہاران نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ مین تعمیر ہے جواہر کار دبے نظیر ہی لاکر فرش مکلف پر بٹھایا

گرد اس چبوترہ کے کرسیون پر شہزادیان محفل آرا ہوئین سامنے پریون کا مجمع تھا عجب طرح کا باغ رشک بہشت
گلبدنون کے جماؤ سے لگا تھا کہ جس پر خاطر رضوان بھی فریفتہ اور شیدا تھا **للمؤلفہ**

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ ✦ دل رضوان مین جسکے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش ✦ چمک جسکی زمین سے لیکے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی ✦ جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی ✦ ہر اک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی ناز و ادا مین تھا یگانہ ✦ کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لالی جمائی ✦ دل گلشن مین آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھکر دھانی دوپٹا ✦ ملایا خاک مین سبزے کا دل تھا

غرضکہ اسی جلسۂ عیش و طرب مین چند ساحر فرستادۂ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیان پیشکش کین عرض کیا کہ شہنشاہ **کوکب** نے بھیجی ہین وہ کشتیان جواہر اور میوے سے بھری تھین خواجہ نے وہ جواہر زنبیل مین رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ جلسے کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہمارے دوست کا یادگار رہیگا یہ کہکر میوہ بھی زنبیل مین رکھا اُس وقت عجب سمان بندھا تھا جام شراب اور رقص بتان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اس وقت مجلس کہ خواجہ سے کمال گستاخ ہو گود مین بیٹھے بیٹھے گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے چچا میرے اچھے اچھے خواجہ مین تمھارے صدقے ہوکر مر جاؤن مین نے تمھارے گانے کی بہت تعریف سنی ہے اور بانسری بجانے مین تم اپنے وقت کے کنہیا ہو ہمین بھی اپنا گانا سنادو یہ کہکر تتلا کر ہٹ کرنے لگی کہ یا اللہ کیا ہوگا جو آپ گائیے گا کچھ منھ کے موتی ٹوٹ جائینگے یہ کہتی جاتی ہے اور ٹھنکتی ہے ننھے ننھے ہاتھون سے بلائین لیتی ہے ہیران نے یہ حال دیکھکر ڈانٹا کہ کیون تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہے تیری کچھ شامت تو نہین آئی ہے اپنے برابر والا بھی کوئی ٹانگ برابر کی چھوکری اور ان کو کھجاتے گانے کی فرمائش کرے مجلس گھڑکنے سے بسور کر رونے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ آپ بچون کو گھڑکا نہ کیجیے مجھکو لڑکون کا رونا بہت شاق گذرتا ہے ہیران نے یہ ترحم بر حال مجلس دیکھکر موقع جسارت فرمایش سرود پایا عرض کیا کہ یہ چھوکری تو یون باز نہ آئیگی جب تک آپ کچھ نہ فرمائینگے یہ روٹھ جائیگی اس کی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیرہ بھی کمال ہی مشتاق ہے آپ کچھ شغل فرمائیں اور سر مجھ میرا آسمان پر پہونچائین کہ **فرد** نسیم فضل و کرم مین تیرے وہ ہے بوباس ✦ نہ پہونچے گرد کو جس کے مسیحی شمیم مسیح ✦ **عمرو** نے یہ منت کرنا دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مین رنجیدہ خاطر از دست **افراسیاب** ہون فکر سے بیتاب ہون اس حال مین مجھسے گایا نہ جائیگا انشاءاللہ بعد فتح طلسم ہوشربا مین آپ کی عزت

اور اپنا گانا بھی سناؤں گا ملکہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کرے گی رو کر جی ہلکا
کرے گی امید کہ اس کی خاطر سے آج بھی کچھ گائیے اور مجھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت ز تو اے کریم
خلقی بعطیہ شاد باشند + دل ہمچو من گدائے زچہ نامراد باشد + یہ کہکر مطلبی کو اشارہ کیا کہ وہ عمرو کے گلے
سے لپٹی اور بلائیں لینے لگی اس غم کو کچھ بن نہ آیا آخر سازندوں کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے
وہ بانسری جواہر جڑی جو پردہ قاف میں ملکہ حور چہرہ اختر جبین نے دی تھی نکالی اسوقت بران
نے کہا خواجہ آپ کے گانے کا بیان لطف نہ لے گا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائیں اور گانا
سنتے جائیں یہ کہہ کر اٹھی اور بارہ دری میں باغ کی آئی بارہ دری میں تین درجے بنے تھے ان میں
سب شہزادیوں اور ناظمان طلسم کو لا کر بٹھایا اور آپ خواجہ کو لے کر شہ نشین پر بیٹھی سامنے اس کے
دو درجے اور بنے تھے ان کے دروازے بند تھے ملکہ نے ان میں سے ایک دروازہ کھلوا دروازہ
کھلتے ہی نسیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہو گیا عمرو نے دیکھا کہ اس درجے میں ایسا
گلشن غیرت وہ گلزار شداد بنا ہے کہ جس کے عشق میں رنگ رخسار شاہد بہار پریدہ ہر گل گلزار
بہشت وہاں کے گلوں پر گریبان چاک کریں مہندی کی سبزی دیکھکر سبزہ رنگان دہر حسرت سے برنگ
سنبل خون میں گڑیں نہریں وہاں کی اپنی لطافت و صفائے گہر کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائیں سرو
اس جگہ کے تماشائے قامت روزگار کو غلام بھی نہ بنائیں بسان قمری طوق محبت میں اسیر کرکے دنیا
سے آزاد فرمائیں نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ چھلکتا تھا اس نگاہ سے
گلستان دہر کے جو گل اس گلشن کے روبرو گئے تھے تو گلوں کے چمن جھڑ گئے تھے سبحان اللہ عکس
فروغ لالۂ حمرا نے کاسۂ ماہ کو پیالۂ نور کیا تھا کواکب کو نور سے معمور کیا تھا کہ

نظم

در بہ گہہ شقائق نعمان کشید سر ... باد بہار پیر تو خود در چمن نگند
افروخت شعلہ لالۂ احمر چو در چمن ... از بار شد در گذشت خزان شل و زمند
گسترد فرش سبزہ زمرد بہر طرف ... وضع شگوفہ زار چمن گشت دلپسند
زردشت وحش عنادل بستان نغمہ سرا ... شغول در مسائل یاژند و درس ژند

عمرو اس باغ کو دیکھکر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھلوایا خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے
سے کوہستان طلسم نظر آتے ہیں زمرد کوہ یاقوت کوہ فیروزہ کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے ہیں ان پر
جواہر کے مکان اور بنگلے بنے ہیں سبزہ لگا ہے طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہیں مور جھنگھارتے ہیں
پپیہے اور کوئل کوکیں اڑاتے ہیں کہ بمقتضائے **لمؤلفہ**

کوہ بلور کا تھا ایسا نور ... جل بجھا جس کے غم میں کوہ طور
کوہ یاقوت دشت سبزہ میں تھا ... چرخ اخضر پہ مہر تھا نکلا

طائرون کی صدا تھی خوش آیند / نخل طوبیٰ سے رکھتے تھے پیوند
سبزۂ دشت تھا وہ خوش آگین / سنبلہ بھی ہو جس کا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا یہان سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا کہ بازارین کھلین ہین رعایا دلشاد ہر سمت پھرتی ہے غرضکہ اسی طرح ہر دروازہ ملکہ نے دونون درجون کا وا کیا اور ہر ایک مین نیا تماشا نظر آیا کسی مین صحرائے پر بہار دیکھا کسی مین دریائے زخار بہتے پایا عمرو نے دل مین تعجب کیا کہ فی الحقیقت اس محلسرا مین تمام طلسم موجود ہے کیا قدرت رب ودود ہے حاصل یہ کہ ملکہ مسند پہ تکیہ رکھکر بیٹھی اور خواجہ نے منہ سے نے لگائی سب خواجہ کا منہ دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کیا کرتے ہین یکایک اس نے نے نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غزل آتش کی اس طرح گائی کہ ساری بزم محو ہو گئی

غزل

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج / داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون شاہانہ آج
تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خراب افسانہ آج / شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل / عقل کل کہیے اسے جو کوئی ہے دیوانہ آج
آمد آمد اس سراپا نور کی ہے بزم مین / شمع اڑ جائے جو ہاتھ آئے پر پروانہ آج
ہمنشین کہتے ہین ذکر عشق نسبت عیش ہے / مین کہون تو بس جمال یار کا افسانہ آج
طوق پہناتی ہین پریان خانہ زنجیر مین / وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب / دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
پیر مغ نیکی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز / کسطرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف ہجر کا / مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھین تو کیونکر بنا ہوتی ہین شیشہ مین پری / بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نذر / شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و در و طائر وغیرہ سب سناٹے مین آ گئے نہرون سے مچھلیان کنارے آ کر مثل ماہی بے آب لوٹنے لگین بعض جوم جوم کر چلتی تھین جانوران گلشن خوش الحانی بھول کر ادھر کان لگائے تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے بلبل کی زبان بند تھی دم تسلسل راگ مین پابند تھی گل صدبرگ کا رنگ زرد ہوا تھا چشم نرگس حیران تھی زلف سنبل پریشان تھی داؤدی الحان داؤدی سنکر سفید ہوتی تھی گویا نہ ہونے سے پشیمان تھی لالہ کا دل داغدار تھا موتیا گوہر نثار کرنے پہ کیا خواجہ کا منہ موتیون سے بھرنے پہ تیار تھا بیلا اپنا البیلا پن بھولا تھا راگ سنکر ایسا مسرور ہوا کہ پھولا تھا مرو کو سکتہ تھا ہر شنبہ برنگ مصرعہ موزون بنا تھا نظم

اٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک ۔۔ صحرا صحرا میں پڑ گئی کوک
جنگل میں بچ گیا جو منگل ۔۔ دان گونج اٹھا تمام جنگل
اچھلا سیمرغ بھی ہوا پر ۔۔ بالیدگی آگئی ہما پر
رگڑیں بتوں نے ایڑیاں ان ۔۔ ٹوٹیں لاکھوں ہی بیڑیاں وان
دریا کے منہ پہ آگیا کف ۔۔ باندھی مرغابیوں نے اک صف
لی باد بہار نے پھریری ۔۔ سانس ایک بھری صبا نے گہری
جب تھم نہ سکی ہنسی وہ مطلق ۔۔ سینہ ہوئے ہر انار کے شق
نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ ۔۔ تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
انواع طیور میں ہوا غل ۔۔ لپٹی ہر شاخ گل سے سنبل
گل شبو نے بھرا دم سرد ۔۔ صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
جو سرو پہ بیٹھی فاختہ تھی ۔۔ سو وہ بھی حواس باختہ تھی
رقصان طاؤس خوشنما تھا ۔۔ ایسا ہی ققنس ہما تھا
جاری ہوئی اک نشاط کی نہر ۔۔ لہرا اٹھی سرور کی نہر

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زنبیل میں رکھ لی اور چپ ہو رہا بران و مجلس وغیرہ تا دیر اشک ریزاں عالم محویت میں رہیں جب ہوش میں آئیں مجلس اٹھ کر لپٹ گئی اور کہا خواجہ از برائے خدا نیم بسمل نہ چھوڑیے اب کی پھر گائیے یہ کہہ کر منت کرنے لگی عمرو سمجھا کہ یہی وقت اپنے حال بیان کرنے کا ہے یہ سمجھکر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھ کر گویا ہوا کہ خاک گاؤں میرا فرزند شہزادہ اسد تو قید ہے خدا جانے میرے ہمراہیوں پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہوگی یہ کہکر اشک آنکھوں میں بھر لایا بران نے تسکین دی کہ انشاء اللہ آپ کریہ فوج قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجینگے اور میں بھی آپکے ساتھ چلوں گی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اس وجہ سے اور زیادہ گھبراتا ہے مخمور جو ہر وقت مجھکو تسکین و تسلی دیتی تھی وہ بھی یہاں آکر چھوٹ گئی ملکہ نے کہا میں ابھی آپ کو اس سے ملائے دیتی ہوں اور اسکو بلائے لیتی ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ مخمور کو حاضر کرو ساحر دوڑے اور اسی باغ میں جہاں عمرو کے ہم شبیہ پاس مخمور تھی پہونچکر عرض کیا کہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہے مخمور یہ پیام سنکر سمجھی کہ مجھکو ساحرہ نے اپنا ہم پیشہ اور معزز جان کر پہلے طلب کیا ہے جب تو جا کر سفارش خواجہ کی کرے گی تو ان کی بھی طلب ہوگی یہ سوچکر نقلی عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے ہم سے اور تم سے اب کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو میں بھی آرہونگا یہ تخت سحر پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کی طرف کا دروازہ

ہوا کہ اے مخمور دیکھو تخت پر سوار نہ ہو اس نے یہ آواز سنکر استعجاب کیا اور تخت سے اتر کر پشت باغ وا کیا
اندر گئی دیکھا یہاں بھی دربار لگا ہے پریزادوں کا مجمع ہے شہ نشین پر بارہ دری میں ہمراہ بہران عمرو بیٹھا ہے
حیران ہوئی کہ ایک عمرو کے پاس سے میں آئی ہوں اور دوسرا یہاں موجود ہے پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہاں کا
ہم کو عجائبات دکھاتا ہے وہ عمرو نہ تھا یہ عمرو اصلی ہے اور مجھے پہلے بلا لیا گیا ہے خیر شکر ہے کہ تخت ٹھکانے لگی
غرضکہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا اس کی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھ کر
بغلگیر ہوئے پھر بہران عزیز جان کر برابر اپنے بٹھایا مخمور نے کہا خواجہ ابھی ہم تم ایک جگہ تھے اور یہاں تم اس
طرح بغلگیر ہوئے جیسے بہت دنوں سے جدا تھے عمرو نے یہ بات سنکر تعجب کیا اور کہا جب سے تم جدا ہوئے ہو
سے الگ ہوں میں تمہیں آج ملاقات ہوئی ہے یہ کہکر اپنے آنے کا سب حال بیان کیا مخمور نے کیفیت اپنی ظاہر کی
جب دونوں غرق بحر تعجب ہوئے بہران نے کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال مجھکو مع ناظمان طلسم
بھیجکر کرانا منظور تھا اس لیے ان کو الگ کر لیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظمہ طلسم ہوشربا ہیں بالیقین اس جلال و عزت
سے پیشوائی ان کی نامناسب سمجھی گئی یہ تقریر سنکر عمرو خاموش ہو رہا اگر مجلس نے کہا کہ ملکہ مخمور کی صورت
دیکھکر مجھکو یاد آیا کہ میں نے پتلا جنین اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ ہنوز اب تک نہ آیا نہیں معلوم کیا
ماجرا گذرا یہ کہکر اپنی ماں عمران جادو سے کہا کہ باجی اماں ایک پتلا آپ بنا کر خبر کو بھیجیے دیکھیے وہ کیا
خبر لاتا ہے اس کی ماں نے بموجب اس کے کہنے کے پتلا آرد ماش بنایا اور سحر کا اسمین بٹھا کر روانہ کیا بعد
اس کے جانے کے عمرو نے مخمور سے کہا کہ ہم کو یہاں کا ایک ساحر پکڑے لیے گیا تھا یہ کہکر حال چرخ وغیرہ کا
بیان کیا چرخ کا نام سنکر بہران نے کہا خواجہ آپ نے خوب یاد دلایا وہ چرخ جو آپ کے ساتھ آیا تھا دارالامارۂ
شاہی میں میرے ملازموں نے گرفتار کیا ہے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو نے کہا اس کو ملکہ
چرخ رد مجھکو عنایت کرکے رخصت فرمایئے ملکہ نے کہا چرخ کو نکالیے تاکہ دیوان اس کا سمجھا جاوے
عمرو نے اسکو زنبیل سے نکالا سب کو بڑا تعجب ہوا کہ عمرو کمر سے زندہ آدمی نکالتے ہیں غرض سب نے
دیکھا کہ چرخ کی زبان میں سوزن دیا ہے لنگوٹی بندھی ہے سارا جسم ننگا ہے اور بیہوش پڑا ہے بہران نے
فرمایا کہ سوزن نکال لیجیے اور اس کو ہوشیار کیجیے عمرو نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے ضرر پہنچا
بھاگ جاوے تو میں نہیں جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہیں جا سکے خواجہ نے اسکو
ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اس کی جب آنکھ کھلی عمرو کو دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤں یہ ان سنا ایک
پھول گلاب کا گلدستوں میں سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اٹھا کر مارا اور حکم کیا جانے نہ پائے اس پھول
کی پنکھڑیاں بکھر کر چار طرف سے بسان تیر آتشین اس پر چلیں وہ بھی ساحر زبردست ہے اس نے سحر پڑھکر
دم کیا کہ وہ پنکھڑیاں مرجھا کر گر پڑیں پھر تو وہ غصہ میں آکر کود آیا ایک پاؤں سے کھڑی ہوگئی منہ مثل گل گلاب
سرخ ہوگیا لب نازک برنگ برگ بید تھرانے لگے آنکھیں لال ہوگئیں شانہ مردم با قوت ہوش ہوئے

اور دونون ہاتھ سر سے بلند کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اس وقت اس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی
کہ بیت ہاتھوں سے بالا ہر روئے منور کے گرد + ڈھنگ دنیا سے جدا ہی تری انگڑائی کا + ہاتھ بلند کرتے
ہی چار سو چیلے تیر و کمان لیے ہوا سے اترے چرخ بزور سحر اڑ کر چلچلہ نہ ہوا تھا کہ تیر چار سو ایک ہی مرتبہ
چیلون نے مارے جسم سارا اس کا غربال ہو گیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا تیر اس کے چلانے لگے
ملکہ نے لاش اس کی کھنچوا کر پھنکوا دی اور چند کشتیان خلعت کی درست کرا کے مع تاج مرصع اور فرمان
حکومت کے چہرے کے پاس بھیجین ملازمان ملکہ جب چہرے کے پاس لائے وہ منتظر تھا کہ دیکھیے خواجہ سے
کب ملاقات ہو اس وقت خلعت دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے ملازمون نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ
خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپ کو بھیجا ہے ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم
سے اس کو تاج حکومت پہنا کر تخت پر بٹھا کر روانہ ہوئے یہان تک کہ قلعہ مذکور مین لے جا کر تخت فرمانروائی
پر بٹھایا سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا افسران نے لشکر کے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم
سرکشی کرین گے ان سے لڑ نہ سکین گے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی پڑ جائے گی پس یہ سمجھ کر
حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت مین سرگرم ہوئے منادی نے ندا کی جو بادشاہ حال کا مطیع نہ ہوگا قتل
کیا جائے گا سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوئے نذرین گذرنے لگین چنانچہ یہ چہرہ تو یہان کی حکومت
پا کر عیش کرتا ہے مگر بہاران خواجہ اور مخمور کو اندر بارہ دری کے لے کر بیٹھی اور خاطر داری کرنے
لگی مخمور سے یہ پوچھا کہ کیون تم نے افراسیاب کو کیون چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کس لیے اختیار
کی مخمور نے عرض کیا کہ میرا یہ رتبہ کہان جو خواجہ کی رفاقت کرون بہاران نے کہا خواجہ ایسی خوبیون
کے آدمی ہین کہ ہر ایک ان سے محبت کرتا ہے اچھا مخمور اب بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہے یا افراسیاب
مخمور نے کہا واری مین کیونکر افراسیاب کو کم زور کہون کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیون نہ ہو
لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفدارون سے زور آور اس کو جاننا چاہیے کہ بیت جو نہ
سمجھا اپنے دشمن کو قوی + کام مین اس کے پڑے گی ابتری + بہاران کو یہ جواب اس کا پسند آیا اور ہنس کر
کہا واہ واہ خوب تم نے باتون مین افراسیاب کو زبردست بتایا مخمور نے جواب دیا کہ حضور مین
نے اس کی زبردستی دیکھی ہے مگر جو دیکھا ہو وہ کیون نہ کہون آپ کے یہان آئی ہون اگر جانتی ہوتی پہلے
سے تو بزرگی اور حقارت مین بہ نسبت آپ کے اور افراسیاب کے تمیز کر سکتی اس کے پاس مہرہ
ہفت بلا ہے لوح دار طلسم ہے آپ کے یہان تبلایئے کیا کیا چیز عمدہ ہے بہاران نے کہا ہمارے طلسم مین
گنبد سامری ہے جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہے میرے پاس اختر مروارید سامری ہے جو ہزار دن
سحر دم بھر مین پیدا کرتا ہے مخمور نے کہا تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر مقابلہ ہے خدا ایسا کرے
کہ وہ مورد غارت ہو اور آپ اس پر فتح پائین اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو بٹھا رکھا ہے

یہ عیش اس کے لیے بدتر از پیچ ہی کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہی اگر وہ کام آئے تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے
بڑی بدنامی ہی کیونکہ سب کہین گے عمرو لڑ نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے در پردہ دوستی شاہ جادوان
کر کے عمرو کو بھگا دیا حیران نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر مین مزاج مین اپنے باپ کے دخل نہین
رکھتی خواجہ کا جانا بغیر ان کی ملاقات نہ ہوگا اور ملاقات نہ ہونے کا تقاضا نہین کر سکتی مخمور نے کہا پھر جبتک
کمک کچھ بھیجیے ملکہ نے کہا ہان یہ ہو سکتا ہی اور چاہا کہ ایک ناظم ملک کو بہر روانگی حکم دے اس وقت عمرو
نے کہا اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیجیے کہ میرے لشکر کا حال دیکھ آئین اگر کچھ امر نوع دیگر
خدانخواستہ ہو تو مجھکو روانہ کر دیجیے گا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجیے ملکہ نے کہا بہتر ہے
اور دو ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر مہرخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ ہوے اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے
ہین لیکن حال لشکر کا سنیے کہ بہار و مہرخ دونون آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری مین مصروف ہین ادھر
مصور بھی بارگاہ سے لشکر سحر درست کر کے آیا تھا اسی رات کو کہ جس شب کو ان کے یہان عمرو نے نے نوازی کی
ہی حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن اس لیے مصور سے کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما گئے تھے
مین حکم نواخت کوس حرب دیتی ہون مگر آپ سے اجازت چاہتی ہون یہ پیغام سنکر مصور خود حیرت
پاس آیا اور کہا اے ملکہ ابھی آپ تامل کرین مجھکو شاہ جادوان نے نامہ مین طنز کی عبارت لکھی تھی اس وجہ سے
چاہتا ہون کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف مین جا کر سب کو پہلے سمجھاؤن اگر نہ مانین تو گرفتار کر لاؤن حیرت نے
کہا درحقیقت آپ ایسے ہی ہین نبیرۂ سامری کے آگے چند ساحرون کا پکڑ لینا کیا بات ہی لیکن تنہا آپ کی بلا
جائے ملازم موجود ہون تو کیون آپ اکیلے جائین اس نے جواب دیا کہ اے ملکہ نام میرا اسی بات مین ہی
اب مجھے نہ روکیے یہ کہکر پکار کر کہا جو عیار کہ یہان بشکل مبدل لشکر حریف کے ہون وہ جا کر خبر کر دین کہ
خداوند زادے اکیلے تمھارے قتل کو آتے ہین یہ کہہ کر چلا حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اس کا کمال
دیکھون اور عیار جو یہان حاضر تھے وہ بھی چلے اور یہان آکر ملکہ مہرخ سے حال اس کے آنے کا بیان کیا
اس نے بہار سے کہلا بھیجا کہ جس کے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہی بہار اپنے خیمہ مین اگیار
کر کے سحر پڑھتی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنا کر زعفرانی لباس پہنا کر چنگیر پھولون کے گہنے کا اسکے
ہاتھ مین دیا تھا اور گہنا پھولون کا اُسے بھی پہنایا تھا پھر اس کو بھینٹ دے کر وعدہ وقت پر جلانے
کا سے کر آگ مین جلایا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فوراً اندر بارگاہ کے آئی اور دنگل پر بیٹھی تھی کہ ہرکارون
نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس رزم پہنے چھڑی ہاتھ مین لیے قریب بارگاہ پہونچ گیا ہی خبر
سنتے ہی بہار نے گلدستہ کر دستک دی وہان مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھانجھ کی سنائی دی اس نے
سر اپنا اٹھا کر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسون کی گرد تخت کے
ہے اور وہ شعلۂ حسن بیچ مین مسند ناز پر بیٹھی ہی حقیقت مین مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ سپہر

یہ دیکھکر مصور گھبرا اور وہ تخت پر آیا اس نے دیکھا کہ یہ غارت گر تاب و توان لباس زعفرانی پہنے ہے
جیسے عشق مین چہرہ عاشقان زرد ہو دلہن عشق کے درد ہی ہوتے کا عطر سارے جسم مین لگا ہو فتنہ برپا کرنے والا ہے
نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہو جگہ جگہ پھولون کی تورے پوشش پڑا دست نازک مین لیے ہر غنچہ خاطر عاشقان
شگفتہ کیے ہر شکل و شمائل مین وہ ماہ چاردہ آسمان زیبائی دلبری خود ہر سراپا چشم بددور نور ہو آفتاب
اس کی جبین نورانی دیکھ کر جھکا آتا ہو نہین اس جبین پر صدقے ہوا چاہتا ہو مانگ اس کی موتیون سے
بھری ہو کہ تار دن سے رات بھری ہو کانون مین گہر ہاے آبدار آویزان اس پر زلف سیہ کا آجانا
گویا ناگنی انڈون پر بیٹھی تھی انہین نہین یہ بیہودہ تشبیہ ہے کیا گہر کی بالی کان صباحت کے حلقہ بگوشی اختیار
کی ہو چشم خمارین کے ڈورے سے رگ گل سے سوا نازک تھے دام محبت مین اسیر کر لیتے تھے خال سیاہ قرین
چشم یا کوئی مست بتخانہ مین بیلے خم سے لپٹ رہا تھا ناک خود بینی کی ناک تھی خاطر عشاق اسی کو پیار
کرکے خم ناک تھی کات ایسی گدرائی تھی کہ نہال حسن مین پھل آئے تھے ہونٹھ ایسے چوسنے کے قابل تھے
کہ عاشق ہمین دیکھکر ہونٹھ چاٹین کام و دہان ایمین لذتون پر مائل تھے دھوان دھار دھڑی مسی کی
تھی اور مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رہی دہن تنگ آرزو سے جان ورک خاطر تمنا کی طرح گم تھا
زبان منھ مین تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسی کا سکن بنا تھا کہ

نظم

وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان — جھلک مین موتیون سے تھا دچندان
پڑے ہونٹون مین تھے ایسے دکتے — کہ یون جون رات کو جگنو چمکتے
یقین ہوا اس کو جو دیکھے دلبستان — کہ بیشک یہ ارم کا ہے گلستان
بنے دو بہت سونے کے پیان مین — کہ سونے کے کلس اُبھر عیان مین
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف — بدن آئینہ سان براق شفاف
شکم پر رد شکون کا ذکر کیا تھا — فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف — بھلا کوئی کرے کیا اسکا اوصاف
وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت — نہ تھی وہ ناف تھی اک بہ اگتی جوت
یہی کہتی تھی اس کو دختر رز — کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہوز
کرون کچھ اور اعضا کا مین کیا ذکر — کہ ناحق کی بھلا آتی کہان فکر
نہ ہے مضمون عالی دماغی — چڑھا دین بلبلین اس کو چراغی
سرین از بند شلوار از دگر ایسے — حکایتہاست انجا پیچ در پیچ
لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق — سراسر حسن کے دریا مین تھی غرق
غرض وہ شوخ اسکی پلکے آہٹ — لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

یعنے تخت سے اتر کر خراماں خراماں مصور پاس آئی یہ اس کو دیکھکر محو جمال ہو چکا تھا حیرت زدہ ہو کر کہا
اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیوں اے بیوفا یوں بھی کوئی اس طرح بھول جاتا ہے کہ بیت
آہ وزان شوخ کہ تا سر نشود خاک درش بر سر عاشق بیجان ننہد گذرش مصور اپنے دل میں حیران ہوا
کہ یہ کون نازک بدن غنچہ دہن ہے جو محبت ظاہر کرتی ہے لیکن پوچھ نہ سکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہے گی
اور گلا کرے گی کہ یہ پہچانتے بھی نہیں یہ سوچکر اس کی باتوں کا ویسا ہی اس نے جواب دیا کہ اے مایۂ حسن
و آرام فرد تا نہ ہو دلبر کی جانب سے کشش ۔ عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے ۔ اچھا اب یہ شکایت جانے دو ہم
تم یہاں ٹھہرو میں ان نمک حراموں یعنے عمرو وغیرہ کو پکڑ لاؤں تم آپ کو اپنے لشکر میں لے چلوں وہ
پریزاد یہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا خیر میں ایسی مستانی ہوں جو ان کے انتظار میں یہاں کھڑی رہوں جب لڑائی
فتح کرکے آئیں گے تو پیچھے سے چلیں گے اے صاحب ذرا ہوش پکڑو ذرا حواس درست کرو کیا میں
اپنے بس میں ہوں جو کھڑی رہوں لو یہ تحفہ حاضر ہے دیکھ لو اور مجھکو رخصت کرو یہ کہکر وہ چنگیر آگے
بڑھایا مصور نے اس کو ناراض ہوتے دیکھکر رخسار نازک پہ ہاتھ پھیرا اور کہا اے جان جہان خفا
نہ ہو یہ بتلا دو کہ تم کون ہو اور یہ تحفہ کس نے بھیجا ہے اس نے اس کلمہ پر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا
او بیوفا جب تو پہچانتا نہیں تو ہم کیا اپنا نام بتائیں اور تحفہ کا حال چنگیر کھولنے سے ظاہر ہو جائیگا
مصور اس کی لگا تشفی کرنے اس نے کہا صاحب تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئے راستہ کا مقدمہ ہے دیکھو
میں بدنام ہو جاؤں گی یہ تحفہ لے لو اور اپنے کام پر جاؤ پھر کبھی ساحری جا بیٹھنگے تو ملاقات ہو جائیگی
مصور یہ کلام سنکر سوچا کہ دیکھو تو چنگیر میں کیا ہے اور وہ کون ایسی رشک چمن ہے جسنے با این تکلف
ایسے پریزاد کے ہاتھ تحفہ بھیجا ہے یہ سمجھ کر اس نے چنگیر کا سرپوش اٹھا دیکھا اس میں ہار اور گجرے
پھولوں کے عطر سے بسے رکھے ہیں یہ کہہ کر متفکر ہوا کہ یہ کس نے بھیجے ہیں اس گلعذار نے کہا ان
پھولوں کو سونگھو اور آنکھوں سے لگاؤ پھر آپ ہی اس کا حال معلوم ہو جائیگا جس نے بھیجے ہونگے
مصور سمجھا کوئی ساحرہ مجھ پہ عاشق ہے اس نے یہ بھیجا ہے اور نازنین سے حال چھپایا ہے ان پھولوں میں
کچھ سحر کی لاگ رکھی ہوگی جب تو اس کو سونگھے گا خود بخود تیرے قلب بے نام و نشان اس پردہ نشین
چشم مصور کا منکشف ہو جائے گا یہ سمجھ کر گجرا ہاتھ میں باندھ لیا اور ہار گلے میں ڈالے پھولوں کو
سونگھ کر آنکھوں سے لگایا یہی سحر تھا بہار کا کسی طرح یہ پھول سونگھ لے پس پھر آپ میں نہ رہے گا
اور اسی واسطے پریزن سحر نام نہ بتاتی تھی کہ ایسا نہ ہو نام بہار سنکر اس کو غضب سمجھے اور پھول نہ سونگھے
اب جو پھول اس نے سونگھے اور ہار گجرے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا نام اس تحفہ
بھیجنے والے کا معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولوں کی پتیاں دیکھو اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر
بشاخ نرگس کا قلم بناکر تمہیں نامہ لکھا ہے مصور بھی جو بیتاب ہو چکا تھا اس کے کہنے سے مجھ مہ اوراق گل

پریشان کرکے درس طغرائے سبزہ زار چمن محبت پڑھنے لگا تیون پر یہ لکھا پایا کہ ملکہ بہار جادو نے یہ تحفہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہے اور کنیز کو بھی ان کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے بس یہ سنتے ہی تالیان بجانے لگا اور پکارا کہ بہیت باغ مین آگئے ہین وان سے گل رعنا ابتک ہے جس جگہ سایہ پڑا اتھا تری رعنائی کا + یہ کہکر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا اور ہاتھ پکڑکر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت ایسی نازک تھی کہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر گرکر سر الگ پاؤن الگ ہاتھ الگ سب جوڑ کلی کی طرح بکس کر پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے مصور نے ایک نعرہ مارا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہے یہ کہکر اس کا سر چھاتی سے لگاکر چاہا گلے لگاؤن مگر وہ سر کیا تھا کاسہ حباب تھا اس کے چھوتے ہی پانی ہوکر بہہ گیا اور اسی طرح جس اعضا کو اس نے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بلبلے کی طرح لٹ گیا بلبل نمط یہ بھی فغان دشیون کرنے لگا کہتا تھا مین تو وہی لون گا ہائے مین تو وہی لونگا اسی طرح بکتا ہوا وہی لونگا وہی لونگا کہتا ہوا پھرتا تھا اور جب زیادہ تر اس گل آرام کی صحبت یاد کرکے بیقرار ہوتا تو بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب **ابیات**

کوچے سے یار کے نہ صبا در پھینک اسے　　مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر
قسمت کی خوبی دیکھیے اس شاہ حسن کو　　دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر
مین کشتی شکستہ دریائے عشق ہون　　روتا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر
یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا　　بوسے دیے ہین دیدہ مردم گیاہ پر
گوشے بتان کے پردے میں بیٹھے اسکے شوق سے　　رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

غرضکہ اسی طرح تادیر بیتاب و آشفتہ حال پھرا اور اس طرف ملکہ بہار نے سراغچہ بارگاہ کے اطراف پہ سردار اسکا حال پریشان و نزار دیکھکر ہنسنے لگے اس طرف چند لشکری جمع ہوگئے جب یہ کہتا ہے مین وہی لون گا سب پوچھتے ہین اے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہین دیتا سوائے اس کہنے کے کہ وہی لون گا آخر لشکر کے لڑکے تالیان بجانے لگے کوئی کہتا ہے کہ خبطی ہے کوئی بکتا تھا کہ بھی دلگی نہ کرو اب بلا دیے گا ضرور کوئی کہتا اچھا آؤ ہمارے ساتھ ہم دلادین کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ بوٹ کوئی کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے نہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا کہ ارے بھئی تمھاری بی بی کو بلا دین یہ ایک ایک کو گھسیٹا اور ہوکر مارنے دوڑتا وہ سب متفرق ہوجاتے جب یہ ٹھہر جاتا اور بیقراری کرتا تو پھر سب جمع ہوجاتے یہ بیچارہ ساحری ہے ہر چند کہ مسحور سحر ہے مگر غضبناک ہوا اور سوچا کہ ملکہ بہار کو چلکر پکڑ لا اسی سے میرے معشوق کا پتہ ملیگا یہ سوچکر چاہا کہ بارگاہ مین جاؤن لیکن ان گردن وغیرہ کا اثر تو یہ ہے کہ انسان عاشق بیمار ہوتا ہے سب اسکے دل کا خیال دشمنی و عداوت بھی پیدا ہوا سوچا کہ گرم گئے اور بہار سے لڑے

اس لڑائی میں یہ گجرے اور پھول ٹوٹ گئے تو نشانی بھی اس گلبدن کی برباد ہوئی اس سے بہتر ہے کہ گجرے
وغیرہ جل کر اپنے لشکر میں سے کموا آؤ اور پھر آکر مقابلہ کرو یہ سمجھ کر پھرا اور کہتا چلا کہ میں تو دہی ہوں گا لڑکے
تالیاں دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا لو لو ہرو دھنا ہو جاتا ہے کوئی کہتا واہ بے چڑیا کے کیا دھن لگائی ہے
ہم تو دہی ہیں گے غرضکہ ایک شور برپا ہے جیسے اُلو یا دیوانے کتے کے پیچھے تالیاں دیتے ہیں اس کے فوج اطفال
ساتھ ہے اور یہ کہتا جاتا ہے کہ

ابیات

ہوں وہ دیوانہ مرے ہاتھ میں روز محشر — عوض نامۂ اعمال گریباں ہوگا
ایک پر پروئے بنائی یہ ہماری صورت — سیکڑوں پریوں میں کیا حال سلیماں ہوگا
دست وحشت تو سلامت ہے رفو ہونے دو — ایک جھٹکے میں نہ دامن نہ گریباں ہوگا
ہیں دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے — ملک الموت کو بھی موت کا ارماں ہوگا
صبح نے پائی کہاں تنگی سی جامہ دری — پردۂ صبح میں میرا ہی گریباں ہوگا
آج ہے دست رفوگر میں گریباں میرا — کل مرا ہاتھ رفوگر کا گریباں ہوگا
اک ذرا جوش پہ آئے تو یہاں غیرت عشق — ہمنشیں وصل کا الٹا انہیں ارماں ہوگا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکل گیا لڑکے اور لشکری پھر آئے اور یہ اپنے لشکر میں پہونچا وہاں بھی یہی
حال ہوا اور غلغلہ سنکر حیرت نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے ملازم دوڑے اور خبر لے کر گئے کہ مرشد زادے
کہتے ہیں کہ میں تو دہی ہوں گا اور لشکر کے لونڈے تالیاں بجاتے آتے ہیں حیرت یہ خبر سنکر متعجب ہوئی کہ
اسی اثنا میں دربار میں آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت میں تو دہی ہوں گا دربار میں ایک قہقہا اُڑا
کہ ملکہ نے سنکر گھورا اور کہا آئیے اے مرشد زادے دہی لیجیے مصور یہ سنکر کرسی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ
ہار پہنے ہے گجرا ہاتھ میں بندھا ہے سمجھ گئی کہ یہ سحر میں میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے دل میں بہت خوش ہوئی
کہ میری بہن نے مرشد زادے کو دیوانہ کر دیا مگر بظاہر کہا کہ صاحب میں انہیں منع کرتی تھی کہ اکیلے نہ جاؤ
انھوں نے نہ مانا دیکھو آخر اُس شخص کے سحر میں مسحور ہوئے کرچہ ایک ہی شوخ و چنچل ہے اب اس سحر کا رد
شاہ جادوان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا جب یہ گجرے اور ہار مرجھا کر ان کے پاس سے رفع ہوں
تو یہ ہوش میں آئے صورت نگار نے جو اسکی یہ تقریر سنکر رونے لگی اور ہزاروں سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے گر وہ پھول مرجھا اور
مصور کا دیوانہ پن گیا نہ جا ناچار صورت نگار نے ایک پتلا خدمت شاہ طلسم میں بھیجا اسنے سب حال جا کر بادشاہ سے کہا بادشاہ طلسم باغ
دربار میں باغ سیب کے اندر تھا یہ حال سنکر غضبناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹ کر ہاتھ میں آگیا
اسکو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھ کر پتلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھ کر پتلے کو حوالہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ
اے حیرت تم بیس برس سے ہماری معشوقہ ہو مگر افسوس کہ ایک ذرا سا سحر اس چھوکری بہار کا تم سے نہیں اتر سکتا
معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہے کہ میں جو بہار کو پیار کرتا ہوں تو تم مجھ سے قسم لے لو جو میں نے آج کل

اس کا نام بھی لیا ہو غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا پتلا اس
وسیب لے کر حیرت پاس آیا اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنسکر کہا اسے
صورت نگار میں سحر اتارتی ہوں اگر تمہارے میاں کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جادوان اس سحر کا توڑ
کبھی نہ بتلاتے لیکن یہ مرشد زادے ہیں اتنی جان تک نثار ہے یہ کہہ کر ایک پاؤں سے کھڑی ہو گئی
اور سحر پڑھکر پڑھے ہوا پھونکا منہ سے شعلے نکلنے لگے جسم خاکی میں دہن سے کرۂ نار کی صورت پیدا
کی بخارات گرم منہ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار میں حرارت ہویدا ہوئی ہوائے گرم کے جھونکے
نہ تھے بادہ سرسام سرد ہر تھا کہ سانسیں گرم زمانہ بھرتا تھا مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے
اور ہار وغیرہ بہار کے خزان رسیدہ گل کی طرح مرجھا کر خشک ہو گئے مصور بیہوش
ہو گیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا میں کس حال میں ہوں صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے
ہونے کی بیان کی اور اسنے خود بھی دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤں سے کھڑی ہے اور لاٹ شعلے کی بنگئی ہے
اس کو کمال شرم آئی جب حیرت سحر اتار چکی تو آپ بھی بصورت اصل ہو کر بیٹھی اور کہا اے
مرشد زادے میں آپ سے منع کرتی تھی کہ تنہا نہ جائیے آپ نے نہ مانا آخر اس شوخ دیدہ بہار نے
یہ بے ادبی آپ کی جناب میں کی اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اس پر سے نہ اترتا ایک
ارشد بیا اور قہر وغیرہ پہ یہ سحر بہار اشد پر ہوا تھا وہ شہر بادرسان میں آکر قتل کرنے لگا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو
مار ڈالا اگر سحر اس پر سے رفع ہو سکا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سنکر کہ یہ کیفیت میری تھی کہ میں تو دہی
ہوں گا کتا ہوا بیابان آیا تھا بسبب غصہ یا بیساختہ فہمائش کرنے پہ حیرت کے غضبناک ہو کر کہا کہ اے
ملکہ اگر بارگاہ حریف میں جا کر جھونٹے پکڑ کر اسے جوتیاں مارتا چوٹی پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس گیسو بریدہ
بہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھ کو مصور نہ کہیگا یہ کہکر اور بہت کچھ برا بھلا بہار کو کہا کیا حیرت
ازبسکہ بہن بہار کی ہے اسکو یہ لاف زنی نہایت بری لگی اور سمجھی کہ یہ ابھی اپنی سزا کو نہیں پہونچا
میں نے ناحق سحر اتارا خیر اب جو یہ جاتا ہے مانع ہونا نہ چاہیے بہن میری کچھ جلوا اسپر کھا لیگا اور اسکی
بہ یہ دیوانہ ہوا تو سحر بھی اتارنا مناسب نہیں یہ سمجھکر بظاہر تائید اس کے کلام کی کرنے لگی کہ واقعی آپ
ایسے ہی ہیں اچھا جائیے اور اسے بھی پکڑ کے لائیے مصور اٹھکر چلا تھا کہ اس کی زوجہ نے کہا اب رات آدھی
گئی ہے اگر آپ بستر خواب سے بہار کو پکڑ لائے سب یہی کہیں گے کہ رات کو چوروں کی طرح سے مصور
پکڑ لائے اور اس وقت بارگاہ میں فوج اور سردار وغیرہ کوئی نہ ہوگا مرے بابا آپ نے ارادہ کر دیا کا
فرمایا ہے وہ اس وقت ممکن نہیں یہ تقریر زوجہ کی سنکر یہ رکا اور اپنی بارگاہ میں پھر آرام مع اپنی زوجہ
کے گیا حیرت بھی خوابگاہ میں گئی جب مصور قدرت نے رنگ سفیدۂ صبح و سرخی شفق سحر تصویر مہر
میں بھرا اور ورق سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کسا بجات

نقاش ازل نے قلم صنع رقم سے — کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
سب شمع خود بزم جہان مین تھا اندھیرا — پیدا ہوئی پھر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت و لعبت اپنی اپنی بارگاہ مین تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئین مرقع بارگاہ تعداد بے سرداران سے دوجانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کروفر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب چلا نغمہ چنگ و رباب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہو کر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا مین بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہون حیرت نے کہا سامری کے حوالے کیا یہ سنکر وہ روانہ ہوا لیکن جو اسیس لشکر عمرو بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ مین آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چوم کر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ نظم

ہے عدل تیرے عصر مین آنکہ بر فلک — بارہ برج نظم ونسق سے ہین منتظم
ہیزدان پرست فضل سے تیرے کیا ہے — تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت عدم

مصور خودسر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہے اور بہار گرفتاری بہار آمادہ ہے یہ کہہ کر کنار رسا ہوئے اور ملکہ نے بہار کی طرف دیکھا اس بہار باغ حسن نے مسکرا کر گلفشانی فرمائی کہ ابھی بڑھ وے کو وہ باغ سبز دکھاؤن کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہونچاؤن کہ پھر نظر نہ آئے یہ کہکر وہ رنگ افزائے گلشن نشاط اٹھی کنیزان یاسمن بدن اس کے ہمراہ چلین اور باہر بارگاہ کے پہونچکر ایک میدان صاف و پاکیزہ مین ٹھہری چار گلدستہ جھولی سے نکال کر شرق مغرب جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینکدیا یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ مین اندھیرا چھا گیا کچھ معلوم نہ ہوتا تھا بعد ایک لمحہ کے جہان تیرہ منور و روشن ہوا سب نے دیکھا کہ معمار سحر و نیرنگ نے چار دیواری نقرئی و طلائی دم بھر مین تعمیر فرمائی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہے بہشت برین کی نقل بنائی ہے دروازہ اس احاطہ مین زبرجد کا لگا ہے سبز رنگان دہر کا نصیب کھلا ہے اس طرح کھلا ہے یہ گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی و طلائی مین بکمال ناز و ادا اور دلربائی داخل ہوئی اندر اس حصار کے باغ سحر لگا تھا کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہے کہ سحر معلوم ہوتا ہے یہان اصل مین سحر کا کارخانہ تھا پھر اس گلستان روح پرور کا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزہت انگیز و نیرنگ سے بھرا تھا شاخہائے گل پر نیرنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا گلون نے نمک خندہ سے شوریدگان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا بلکہ خندہ رنگین لبان حدیقہ دہر کو پھیکا بنایا تھا شرخی کو خاک مین ملایا تھا رنگ گل نازنگاہ گلدستہ طرازان محبت سے بھی نازک تر پنکھڑیان پھولون کی لبہائے معشوق گل رخ مین سے کہین بہتر سبنلات پیچ قطرہائے شبنم پڑے سے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال مین موتی پروئے تھے نہین نہین لعبتان فرنگ نے بالون پر گوندھ چھڑکا تھا شاخ نسترن فریب پنجہ مرجان تھی یا فرنگن نے دست نازک مین بیت لیا تھا ساغر گل بادہ طراوت سے معمور گلابیان غنچون کی برنگ دہان جانان مخمور

کلیون کے کرون سے شاہد نکہت نکل کر باغ مین گلگشت کر رہی تھی یعنی خوشبو پھیلی تھی گلگون کا ہولے
جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورۂ ساغر بادۂ گلگون ہے یا گردش چشم میگون ہر گل لالہ پر کیف جان مستانہ
ساز یعنی نشانی پیمانۂ میخانہ یاسمن پر رخ صبح معشوقان نثار تھا نرگس مست چشم فتان یار کا گلہاے سرخ
وسفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبزۂ زنگاری کا عکس سیاہ گل نرگس پر پڑا تھا چشم نرگسی معشوق
مین سرمہ دیا تھا کوئی پھول نرگس کا جو سرنگون تھا تو معشوق شرمگین کا آنکھین جھکا کر شرمانا یاد دلاتا تھا
سنبل پر پیچ کا رخ گل پر آکر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا ہلنا تھا سرو ہر ایک قد موزون حور نرگس شہلا
بشکل چشم مخمور تاک انگور بسان مست کھڑے ہو کر جھومتی دربست تکیہ گاہ و پشت پناہ سرمستان خمخانہ
دہر تھی روش پٹری بھر روش ہمہ جواہر کٹا ہوا بڑا نہرین موج زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون نام
کنارے کنارے نہرون کے چڑھے جواہر بہاری کو شرماتے بوے گل کی ہمدم باد صبا عتاب کو دیکھ کر بوسہ
لب معشوق یاد آتا للمولفہ

تھی خیابان مین بہار اس جوش پر ۔ کر رہی تھی جس پہ گل بلبل نثار
بوے گل سے ایسا کچھ اتراتا تھا ۔ عرش پر پہونچا دماغ روزگار
سرو گل قامت موزون کی شکل ۔ تھا قد معشوق بھی جن پر نثار
طائران خوش نوا تھے نغمہ سنج ۔ شاخہاے گل پہ گلبانگ ہزار
خندۂ گل کی صدا تھی اس طرح ۔ قہقہے جیسے لگائین گلعذار
تھی صبا کی ہر طرف اٹکھیلیان ۔ پڑ رہی تھی ابر سے ہلکی پھوار
تھے شجر حلہ پوشان جنان ۔ دیکھنے آئے تھے گلشن کی بہار
رنگ سوسن کی اداہٹ دیکھکر ۔ تھا لب معشوق کو مسی سے عار
کسنے چہار دے گلشن اس طرح ۔ ہو گئی سوسن چمن مین آشکار

بیچ مین اس گلشن نگارین کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا گویا باسلک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دری
بیمثل و لاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی سہ دل سانچے مین نور کے ڈھلی بےنظیر تھی پردے زنبوری پڑے
تھے اندر بارہ دری کے چھپر کھٹ مرصع پایون کا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم و سنجاب بچھا مسندہاے
تکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے بقچۂ نور کے عالم دکھاتے پلنگ گیر چوگھڑے نئی گرہٹ کے گودے
عطردان رکھے راحت کا سامان جملہ مہیا ہر چیز بے انتہا کہ بموجب للمولفہ

اس طرح کی بنی تھی بارہ دری ۔ شش جہت مین تھی بےنظیر وہی
شیشہ آلات سب سجا اس مین ۔ نور کا کارخانہ تھا اس مین
شیشہ آلات کی وہ رونق تھی ۔ رنگت روے زہرہ فق تھی

مہرو مہ جبہ تھے نثار وہ جھاڑ — قد و قامت مین آستین تھے پہاڑ
فرش و نایاب و پاک عمدہ نفیس — جان پاکان دہر کا تھا انیس
مسندین ایسی کچھ صفا تھین — روح پاکیزہ حال دنیا تھین
اس طرح کا سجا تھا سیخانہ — مست ہو جاے جان رندانہ
ساغر مے مثال دیدۂ حور — ہر ملک جسکی تاک مین تھا ضرور
دختر رز کی شوخیون پہ واہ — جان نثار تھی عرش معاذ اللہ
یہ گھر مین عطر دان مہیا تھے — عیش و راحت کے جملہ سامان تھے

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اس چبوترے پر باغ کے کرسی جواہر نگار پہ بیٹھی اس وقت حسن داد اپر اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی خواصان زرین کمر زرین لباس عمدہ سے ہاتھ مین لیے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھین اور ملکہ پیشانی پر افشان چنے بزم انجمن فلک برہم کرکے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے ساتھ رشک سے جلاتی تھی سواد زلف پھیلاکر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی وہ روے رنگین اسکا گلستان سحر تھا کہ بہار جان فزاے گلشن عالم و فضا بہشت برین اس پر ہزار دل سے شیدا بلکہ اُس کی خوبی پر یہ حال تھا بیت جیبر مین پڑ جائے تا آنکھ اس رخ پر نور پہ ۔ چڑھ کے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہ طور پہ ۔ اس خوبی و ادا سے وہ مایہ ناز ٹھہری پوشاک ارغوانی زیب قامت کیے لالہ و گل کو آگ مین جلاتی زیور جواہر مین سے جسم نازنین مزین تھا عجیب جوبن تھا نظم

دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس — شمع کا نور ہی حسن آئینہ ہوئی پر روشن
پر کسی چشم خماری کا ہے گویا دورا — ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن
نظر آئے کسی آلودہ وہ دندان اُسکے — حسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
کبھی دانتو مین دبائی تھی جو اُسنے انگلی — حسن نے اُسکے کیا کار زبان سوسن
صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائے گی — کچھ قیامت ہے غرض اسکی بیاض گردن
کیا کرون اس ہے کمر کے کچھ انکی تعریف — ہاے وہ اُنکا ابھار اور اُٹھتا جوبن
نیم شگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو — گول گول ابھرے ہوے جیسے حبابونکی پھبن
دار یار ان کے بیٹھے ہین جو اُنکو ی — ہے یہ سوتی کی لڑی بیچ مین در پلے جتن
پھیر جاتے تھے وہ در پلے نزاکت گویا — گو بیان بچاتی نظر رکھے ہوے تھے پر تن

غرضکہ وہ ماہ سپہر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ مین لیکر کرسی پہ جلوہ گر ہوئی اور مقصود جو روانہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہرخ مین آیا وسط مین کھڑے ہوکر للکارا کہ کہان ہے وہ مردار یعنی بہار کسی نے

کچھ جواب نہ دیا مگر مہرخ نے کہا اے مرشد زادے آپ تشریف لائے ملکہ بہار تو اپنے باغ مین گئی ہین اس نے کہا مین اس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہون باغ اُس کا کہان ہی مجھے بتادو اور تم سب بھی اگر اُس کی حمایت کرو دیکھو کس طرح اُسکو کھینچتا ہوا لے جاتا ہون مہرخ یہ سنکر بولی آپ ایسے ہی ہین اچھا چلیے ہم بھی آتے ہین ان کا باغ بیچ لشکر مین سر راہ ہی کچھ چھپا نہین چلے جائیے مصور بغضب تمام وہان سے پھرا اور اڑ کر چلا بیچ لشکر مین پہونچکر جو ہر سمت جویا ہوا وہ باغ بہشت آئین جس کا ذکر ابھی لکھا گیا ہی نظر آیا بیساختہ اُس گلشن مین چلا جب اندر پہونچا ہوا سے سحر جسم مین لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا بموجب ع اس باغ کی اور ہی ہوا ہی + ہوا لگتے ہی مزاج بدلگیا اسوجہ سے کہ بہار نے سود سے کا قفل کیا بہار اسی واسطے پہلے سے باغ سحر لگا کر بیٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہی اگر مقابلہ مین آجائے گا عمر سحر پورا نہ کرنے دیگا اور سحر کامل ہو جائے گا تو پھر وہ رد نہ کر سکے گا پس اب جو یہ آیا مسحور بسحر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا سامنے اس نوبہار افسون کو دیکھا اُس کے حسن کی بہار دیکھکر جھومنے لگا اور اسی حالت وجد مین یہ غزل پڑھنے لگا غزل

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک اُگے ۔۔۔ جائے گل چاہیے داغ دل صد چاک اُگے
کیا تعجب کہ جہان خنظر اُس کے ردمین ۔۔۔ جائے نرگس چہ دہان دیدۂ ادراک اُگے
سایۂ قامت لیلی نہ پڑے اور افسوس ۔۔۔ تربت قیس کی تو سے خس و خاشاک اُگے
آہ نکلے دل پر داغ سے انشا تو وہین ۔۔۔ تختۂ لالہ تہ گنبد افلاک اُگے

ملکہ بہار نے اس کو محو حیرت دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پریزاد رشک شمشاد صندوقچہ ہاتھین لیے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صندوقچہ پیش کیا اس گنجینۂ حسن نے اُس کو کھولا اور اس مین سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھکر ایک معشوق شوخ و شنگ غارت جان نام و ننگ بنگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اس کے بالون کی موتیون سے بھری ہے یا تار دن بھری رات آدھی جبین پر اسکے چتون پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی آنکھین تھین یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دو ہرے صاد کیے تھے بینی کے الف نے غلام کرکے حسینان جہان آزاد کیے میم دہن میم سرمستی محبت تھا سرخی لب سے یہ ظاہر کہ ساغر بادۂ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا دندان دندانہ سین سلک گوہر بیاض گردن صباحت مین بیاض سحر کی ہمسر کہ بمقتضائے نظم

شاہدے عاشق نوردے مہوشے ۔۔۔ شوخ و شنگے دلکشے عاشق کشے
آفت جان غمزہ جادوگرش ۔۔۔ ہمچو ساحر سامری صد چاکرش
بود صد بتخانہ در ہر ناز او ۔۔۔ عالمے دیوانہ از انداز او
درجبین آفتاب آئین او ۔۔۔ موج دریائے محبت چین او
بعد مشکین گشت مستش سجدہ کرد ۔۔۔ ہندوے آتش پرستش سجدہ کرد

خاک زیر چشم او از خویش گم ہندوے افتادہ در پاے خمم
شوخیش یک یوسف گل پیرہن مرے افتادہ در چاہ ذقن

پس اس پتلی نے جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے چنگیر پھولوں کا اُٹھا کر دیا کہ مرشدزادے تشریف
لائے ہیں اُن کے پاس لے جاؤ اور یہاں بلا لاؤ وہ غیرت گلزار چنگیر لے کر چلی ادھر یہ شعر عاشقانہ پڑھ رہا
تھا مگر صندوقچہ کھولکر چلی نکلتے اس نے جو دیکھا سمجھا کہ بہار مجھکو دشمن جان کر سحر تجویز کرتی ہے بس یہ سمجھ کر گولا
فولادی اس نے بھی نکالا اور اُچھال کر روکا اور چاہا کہ لگاؤں یکایک پہلو سے آواز آئی کہ میری طرف
دیکھو کیا کرتے ہو اس نے ہاتھ روکا اور پیچھے پھر کر جو دیکھا اُس پتلی کو جو سراسر نور تھی بلکہ حور میں قصور
ہوگا یہ بے قصور تھی آتے دیکھا پایا تو آمادۂ حرب ہوا تھا اُس کی نگاہ سحرآگین نے تسخیر کر لیا پکارا بیت
ایک خلق منتظر ہے تیری جلوہ گاہ میں ۔ تار نگاہ صرف ہوے تیری راہ میں ۔ اس شوخ بیباک نے آتے ہی
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہوا سامنے بہار کے وہ لائی بہار نے پوچھا آپ مجھ سے
لڑنے آئے ہیں یا آشتی کرنے اس نے کہا لڑنے کو بہار نے جواب دیا کہ پھر ہم بھی موجود ہیں مگر آپ میرے
باغ میں آئے ہیں مجھکو لازم ہے کہ میں کچھ تحفہ پیش کروں یہ کہکر اُس پتلی کو اشارہ کیا کہ اُس نے چنگیر
کھول کر سامنے کیا دیکھا کہ اُس میں گلاب کے پھول ہیں اُن کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر میں
ڈوبی ہوئی تھی اس کی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اس نے ایک پھول لے کر سونگھا اور بہار نے اُس پتلی سے
کہا کہ تو چلی جا وہ اس انداز سے بصد خرام ناز چلی کہ **فرد** اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ۔ فتنے بس بس گئے
قیامت کے ۔ مصور کو تاب باقی نہ رہی بنگاہ حسرت دیکھنے لگا خوف ملکہ سے کچھ کہہ نہ سکا بہار نے کہا
آپ نبیرۂ جمشید و سامری ہیں اگر اس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن آپ اگر مجھ سے لڑنے کو کہتے ہیں تو
بسم اللہ میں حاضر ہوں کچھ آپ سے کم نہیں ہوں اور اگر اُس نازنین سے محبت ہے تو آپ کی کنیز ہے مصور نے کہا
میں اسکا عاشق ہوں بہار نے کہا میں آپ کی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہوں اس نے
کہا میں اُس مالزادی کو خوب جوتیاں ماروں گا بہار نے اس پتلی کو پکارا کہ اے نازک بدن آؤ وہ پھر
آئی ملکہ نے کہا مرشدزادے سے دار و مدار کرو اور انکی اطاعت میں رہو اس نے یہ حکم سنکر اس کا
ہاتھ پکڑ کر کہا چلیے بہار نے کہا جائیے بارہ دری میں آرام کیجیے اور یہاں سے کہیں نہ جائیے گا مصور خوشی
خوشی اس رشک قمر کو لیکر بارہ دری میں آیا اور مسند پر بیٹھ کر شراب پینے لگا اور ملکہ بہار باغ سحر سے
اُٹھکر بارگاہ میں مہرخ پاس آئی اور کہا میں مصور کو قید کر آئی اور یہ سحر میرا کسی سے رد نہ ہوگا ہاں
افراسیاب اگر چاہے گا تو یہ سحر اتار لیگا اور جب یہ سحر دفع ہوگا تو مجھکو غش آجائے گا اور سر میں
درد میرے ایسا ہوگا کہ بیہوش رہوں گی تم میری کنیزوں سے کہنا کہ وہ آرام میں مجھکو لیجائیں
مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم ابھی چلی جاؤ اسوقت شاہ طلسم جانے نہ دیگا اور راہ میں شاید کچھ فتور

پٹے اس سے ابھی جاتا مسلاس ہے بہار نے کہا اچھا اور مع اپنی کنیزون کے سمت کوہ آرام روانہ ہوئی وہ مقام
ہمیشہ سے اس کے رہنے کی جگہ ہے حال اس کا بیان کیا جائے گا یہ تو ادھر گئی اور ہرکارون نے جاکر ملکہ حیرت
سے سب خبر کی کہ مرشدزادے کی نسبت زبانی بہار ہم نے سنا ہے کہ وہ باغ سحر مین قید ہوگئے اور ملکہ بہار
جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم مین سے کوئی ایسا نہین جو اُتار سکے
شاید شاہ طلسم جانتے ہون صورت نگار یہ تقریر سنکر رونے لگی اور کہا مین بھی اُسی قید مین جاتی ہون
حیرت نے کہا شوہر تیرا آپ مین نہ ہوگا وہ مار ڈالے گا اس نے کہا بلا سے مین اپنی جان دون گی حیرت
نے کہا بی تمھارے میان کو بہت سمجھایا تھا لیکن ان کے غرور نے انھین خراب کیا اور سنو صاحب میری
بہن کچھ مجھ سے کم نہین صرف اتنا فرق ہے کہ مجھکو مصاحبت شاہ جادوان مین سحر زیادہ یاد ہین خیر تمھاری
خاطر سے مین خیمہ سامری پر جاکر پانی لاتی ہون شاید اس سے سحر اترے یہ کہہ کر پرواز کر کے چلی کچھ دور
جاکر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور اس کو سوار کر کے لے چلا کچھ دور گئی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین پڑا
اور اس کو اٹھائے گیا آنکھ اس کی بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک بنگلے مین سونے کے بیٹھا پایا اس
نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اسوقت مین سیر کو آیا تھا اس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی کہ تم کہین جاتی ہو مین نے بلا لیا
کہو کہان جاتی تھین اس نے سب حال مصور کا بیان کیا شاہ نے کہا اے ملکہ دیکھو تمھاری بہن نے فتور
کیا ہے حیرت نے کہا مین بھی اس سے عاجز ہون آپ اس کو مار ڈالیے یہ کلمہ سنکر شاہ جادوان نے ایک
ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کر کے کہا کہ کوئی بھی اپنی ماہ سپہر حسن کو قتل کرتا ہے حیرت یہ سنکر چپ ہو رہی اور
شاہ نے ایک پنجہ آردماش کا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ اڑا اس سے کہا جا مصور کو باغ سحر سے بہار کے
اٹھا لا پنجہ روانہ ہوا اور یہان مصور اس تیلی سے مشغول بوس و کنار ہے گود مین لیے بیٹھا ہے اور کہتا ہے بیت
جس کا سر ہوگا دم نزع تری بالین پہ ۔ کنج مرقد مین وہ کس چین سے سوتا ہوگا ۔ اسی نشاط مین تھا
کہ یکایک پنجہ آ کر گرا اور اس کو اٹھا کے چلا یہ پکارتا ہوا اور تلملاتا ہوا کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے
میرے معشوق سے مجھکو چھڑاتا ہے ہاے میری جان ہاے میری یار وفادار پنجہ نے ایک نہ سنا اور اس کو لیکر
وہ بلند ہوا وہ تیلی سحر جس پر یہ فریفتہ تھا اس کے پیچھے اڑی اور پکاری کہ کیون صاحب یہی شرط وفا ہے کہ مجھ ایسی گلفام جان
اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو بیمروتی کر کے منہ موڑے جاتے ہو اس نے معشوق کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا
سنکر کہا اے مونس و ہمدم بیت اختیار ہی تو نہین آپ سے جو دوری ہے ۔ سخت ناچار ہون مین عالم مجبوری
ہے ۔ آخر یہ تیلی اور زیادہ اڑ نہ سکی اسی باغ مین گر پڑی اور پنجہ بلند ہوا مصور رنج سے بیہوش ہوگیا پنجہ
اُسکو سامنے شاہ طلسم کے لایا بعد کچھ دیر کے اس کی آنکھ کھلی اٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا
چار طرف دوڑنے لگا کہ ہاے کیا تھا اور کیا ہوگیا ہاے یہ میری جان کہان گئی کس ظالم نے اس کو مجھ سے
جدا کیا ارے کوئی واسطہ سامری کا اُسے بلا دے یارو اس راحت دل سے مجھکو ملا دو اور کبھی دیوانہ وار

بیقراریہ کہتا کہ غزل

دردا کہ یار مارا درد عجب رسیدہ	ہم دل ز دست رفتہ ہم جان بلب رسیدہ
آن ماہرو کہ با من شبہا بروز کردی	رفتست و در فراقش روزم بشب رسیدہ
کے باشد آنکہ بینم از دولت وصالش	اندوہ دور رفتہ عیش و طرب رسیدہ
مشکل کہ در قیامت بینند اہل دوزخ	اینہا کہ بر تو بر من از تاب تب رسیدہ
غیر از طلب ہلالی کارے مکن درین رہ	ہر کس رسید جائے بعد از طلب رسیدہ

شاہ جادوان نے اس کا حال دیکھکر کہا کہ افسوس وہ شوخ چنچل کیا ستمگار یار دلدار ہے جس نے یہ سحر کیا
پھر اس کلمہ کو سنکر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا اسکے عشق میں پھر تم بھی اسی طرح ناچو بیٹھے کیوں ہو شاہ طلسم
اسکے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھا کہ اے سامری مت شیشہ آب چشمہ جمشید حاضر ہو اسکے
کہنے ہی ایک پتلا شیشہ آب لیے اڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لیکر چھینٹا مصور کے منہ پر
لگایا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا تھی جو ہوش آیا بادشاہ طلسم کو اس نے سلام کیا اور بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ اے مرشد زادے
آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا اور اپنا حال کرایا آپ تو واقف ہیں کہ وہ آفت
روزگار بہار ساحرہ بے بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہکر اس نے سحر یاد کیا ہے اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی
یاد نہ تھا اگر چشمہ جمشید کا پانی ممکن نہ ہوتا آپ کا دیوانہ پن نہ جاتا مصور نے سب کیفیت اپنی سنکر جواب دیا
کہ اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ ساری اس کی سحر سازی اگر جو میدان مار کر نہ اتاری تو آپ مجھکو سامری کا
نہ کہوایا افراسیاب نے کہا اب اکیلے نہ جائیے گا نہیں بہت پچھتائیے گا اس نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں جب تک
اس خانماں خراب کو نہ پکڑ لاؤنگا چین نہ لونگا یہ کہکر اٹھا کہ تم اتنے لشکر میں جاتا ہوں سحر تیار کر کے لڑنے جاؤنگا
شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرد بزرگ ساحران ہے زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا پس یہ سمجھکر چپ ہو رہا لیکن اس کا
ذلیل ہونا نہیں اپنی ذلت جان کے تامل نہ کر سکا ایک پتلا کاغذ کا بنا کر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا اس پتلے سے
حکم دیا کہ مرشد زادے کی جا کر نگہبانی کر جو کوئی آفت آئے تو انہیں اٹھا لانا پتلا بطور مخفی اڑتا ہوا اس کے
ساتھ چلا ملکہ حیرت بھی رخصت ہو کر لشکر میں آئی اور مصور بھی بارگاہ میں پہونچا پلنگ پر بیٹھے ہوا اٹھہرا رہا جہاں
بی بی مصور کی رو رہی تھی اس نے جو شوہر کو دیکھا اٹھکر لپٹ گئی اور بہت روئی یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے
پیے جب نشہ ہوا اٹھا کہ میں بہار کو پکڑنے جاتا ہوں بی بی اس کی منت کرنے لگی کہ صاحب واسطہ سامری کا
اب نہ جاؤ اس نے بی بی کو جھڑکا کہ مجھکو نہ روک اب تو مجھ سے اور بہار سے بگڑی ہے اگر معرکہ پڑا ہے دیکھوں کہاں
تک اس کی سحر سازی ہے یہ کہکر اڑا صورت نگار چیخیں مار کر رونے لگی اور یہ پھر آیا اور کہا کہ صاحب
مجھکو بھی اپنی طرح جوڑیاں پہنا کر بٹھا رکھو زوجہ نے اس کی کہا کہ صاحب میں لڑنے کو منع نہیں کرتی لیکن
طبل جنگ بجوائیے بر سر میدان مقابلہ فرمائیے اکیلے نہ جائیے یہ سنکر بخاطر اپنی زوجہ کے توقف پذیر ہوا اس

عرصہ میں نیرنگ طراز دہر نے اپنا سحر دکھایا کہ گلہاے انجم کا باغ صحن فلک میں لگایا اور آفتاب بہ رنگ رخ عاشقان یاس مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا کہ **نظم**

نہ تھی ظلمت شب دھوان بوم کا	گھٹا جیسے جہان میں اندھیرا ہوا
کھڑی جوت کی منہدے چرخ نے	جلائے ستارون کے اسنے دیے

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم طاہر کا رسے وہان دوان بارگاہ ملکہ مہرخ ذیشان
مین آئے اور ملکہ کی ثنا و دعا دے کر حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے ملکہ مذکور نے فرمایا
کہ ذرا کوئی خبر لائے کہ باغ سحر بہار بنا ہی یا نہین لوگ گئے اور آکر عرض کیا کہ باغ لگا ہی لیکن مصور کو
پنجہ لگیا تھا شاہ طلسم نے ہوشیار کردیا ہی اور بر سر فساد ہی ملکہ نے کہا خیر اب میری باری ہی مین نے
وعدہ کیا تھا ملکہ بہار سے کہ ہم تم ملکر اس کو دیوانہ بنالین گے چنانچہ دوبارہ دیوانہ کر چکین اب وہ نہین ہے
تو یہ میرے حصہ کا ہی عیار جو حاضر تھے انھون نے کہا اے ملکہ استاد ہمارے نہین ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے
لڑنے سے وہ ہم پر آکر خفا ہون پس ہم آج رات کو جاکر اس کو گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہہ کر یہ بھی چلے اور مہرخ
نے حکم نواخت کوس حرب دیا نقارہ جنگی گڈگڑایا دربار برخاست ہوا سامری سحر جگانے خیمون مین آئے
بہادر ہتھیار درست کرنے لگے مہرخ بھی الگ جاکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور اگیار کرکے جوت کا دیا جلایا عمدہ
و نایاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاو آرد ماش کا نمایا اور سحر ایسا پڑھا کر وہ زندہ
ہوکر گرد اگیار کے پھرنے لگا اس نے سیندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک پتلی آٹے کی بناکر اس گھروندے
مین رکھی وہ بھی زندہ ہوگئی اس نے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا پھر گھروندا مٹادیا اور نیل گاو بھی
غائب ہوگیا ملکہ نے آرام فرمایا لشکر دن مین رات بھر تیاری و درستی اسباب جنگ رہی چمک شمشیر جوہر دار
کی اس شب تار مین مثل انجم جہرہ پھیلی تھی گویا افشان اکو وہ پیشانی لیلی تھی خم و پیچ دودم کی نازنین شوخان
تیز طبع یاد دلاتی تھی سبز اردون گلے کٹوتی تھی قامت رعنائے نوجوان اسکو دیکھ کر اپنی ہستی کھوتے تھے
بہادر دم اس کا بھرتے چشم زخم سے لہو روتے تھے ایک طرف ساحرون کے سحر نے چشم دہر کو تیرہ کیا تھا
چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیار کا دیا جلا رکھا سامری کی روح جگر لگا رہی تھی جمشید کو بلا رہی تھی ٹونا
چماری ڈمرو کی صدا پر سر چڑھکر جھومتی تھی یون مجمن کا نیوا اے کا منھ چومتی تھی ڈھلے بانسری بجنا ساحر
فلک کو بادہ مہر پلاتا تھا خالی برنجی لے کر منھ دے چرخ اگیار نے دریائے اخضر کے بہر اشنان
آیا تھا ماہتاب فلک زنگاری پہ نکلا ہوا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر یہی سامان رہا غوغائے سحر ساحران
غدار سے دماغ روزگار پریشان تھا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی بیرون کی آمد بھینٹ لیتی تھی
کہ **نظم**

لگانے لگا کوئی منھ پر بھبھوت	لگے اٹھنے سر پہ ہر اک کے بھوت

کسی نے جلائے اکاسے دیے	کوئی جو کمین چار روشن کیے
بُلاتا تھا بیٹھا ہوا اپنے پیر	کوئی کہہ رہا تھا بگیر و بگیر
کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے	کوئی کھوپڑی لے کے جادو پڑھے

اسی طرح رات بھر سامان رہا جب دم تیرگی غضب شگفتام کا مثل طرہ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا سر روز نگار پہ بندھا
ہدہد صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا کہ نظم

نکل آیا مشرق سے جب آفتاب	ہوا پھر یہ روشن جہان خراب
چلے دونوں لشکر بعزم نبرد	پڑی روے خورشید پر اڑ کے گرد

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد وارد دشت مصاف ہوے طرح پڑے گرد فرسے تخت زرین پہ سوار گرد قائم
سردار جائے کارزار پہ پہونچکر ٹھہری ادھر مصور بھی بیدار ہوکر براے رفع احتیاج بیت الخلا چلا عیار
رات بھر اسکی فکر گرفتاری مین پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا اس وقت ضرغام اس کے خیمہ کی قنات سے
لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہوجانے سے مایوس ہوکر پھرا چاہتا تھا اب اس کو عازم سمت جاے ضرور دیکھکر
اس نے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے پیچھے جو قنات استادہ ہے اس کی پشت پر آپہنچا مصور
بھی چوکی پر آیا خدمتگار لوٹا رکھکر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پہ بیٹھا ضرغام نے پشت پر سے قنات کو چاک
کرکے اس پہ کمند ماری اس نے گھبراکر مڑکر دیکھا اس نے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگیا
اس نے اندر جاکر چادر عیاری مین اس کا پشتارہ باندھا اور سازبیک لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا
وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا یہ اس کو لے کر بھاگا راہ مین پشتارہ اس کا بھاری ہوتا چلا سمجھا
کہ اس حرامزادے کو مین لیجا نہ سکون گا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہے ضرور کچھ آفت آئے گی پس سر
اس کا کاٹ لے یہ سمجھکر اس نے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بنکر جو پتلا کہ افراسیاب
نے مین کیا ہے گرا اور اس کو مع ضرغام کے اٹھا لے گیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا اس نے پشتارہ
کھولکر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اس کی گردن و کمر وغیرہ مین کمند کے پھندے
پڑے تھے اٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا کہ او نابکار اب کہہ کہ تجھکو کس عذاب الیم سے مارون
اس نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے بندہ بہر صورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہے شاہ نے کہا مین ایسے
فقرے تم عیارون کے بہت سن چکا ہون اچھا تو مرشد نا دے سے کمند تو نکال لے ضرغام سمجھا کہ اگر مین
کمند نہ نکالون گا یہ سحر سے جلا دیگا کمند بھی جائے گی اور کچھ حصول نہ ہوگا یہ سمجھکر اس نے سرا کمند کا پکڑ کر
جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا شاہ جادوان نے کہا کیا اچھے یہ عیار ہین اور
کیا عمدہ ان کے پاس اسباب عیاری ہے یہ تعریف سنکر ضرغام نے سلام کیا کہ آپ قدردان ہین مین کس لائق
ہون شاہ سے تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن مصور جو کمند سے چھوٹا اور اس حال سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار

مجھکو پکڑ لایا جو بس گولا فولادی لے کر بغضب تمام مارنے چلا شاہ جادوان نے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اسے
نابکار حرام نمک تو نہ سمجھا میں تیرے ہاتھوں سے جل بکا ہوں عیار اور ساحر تجھ کو کیسا کیسا ذلیل کرتے ہیں
تجھے شرم نہیں آتی کہ پہلے عیار تجھ سے تصویریں چھین لے گئے بیمار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا وہاں تو نے کچھ غصہ
نہ دکھایا یہ بیچارہ عیار جو مقید و بدست و پا بستہ کھڑا ہے تو اس پر تو گولا مارتا ہے جادو رہو اور فساق حرامزادہ بیہودہ
مصور بادشاہ طلسم کے برا بھلا کہنے سے اور گھڑکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ میں حیرت رخصت ہو کر سمت
لشکر جا چکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع ہوتی اکیلے میں شاہ جادوان بہت کچھ بکا جھکا جب مصور بہت رویا
اس وقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے ایسا نہ ہو کہ میرے لیے بد دعا کرے اور تیرے ایمان میں
فرق آیا کہ تو نے مرشد زادے کو گالیاں دیں یہ سوچکر اٹھا اور پاؤں پر مصور کے سر رکھدیا ندامت پذیر ہوا
کہ میں نشہ شراب سے بیخود تھا آپ میرے کہنے کو خاطر عاطر میں جگہ نہ دیجیگا اور براہ کرم و عنایت بزرگانہ
خطاہاے گذشتہ پہ میری قلم عفو پھیریے گا غصہ میں انسان باؤلا ہوتا ہے میں نے بہت برا کیا جو آپ ایسے
بزرگ کی خدمت عالی میں گستاخانہ کلام کیے یہ کہہ کر خلعت گران مایہ و نادر عطا کر دیا اور رخصت کر دیا
یہ حال دیکھ کر ضرغام نے کہا کہ ہٹ تیری نا منصفی بادشاہ کی ایسی تیسی حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو
اپنے ہی گھر کے گھنٹال کو دیا اور ہم نے جو یہ محنت کی کہ میں وقت پہ گرفتار کر لائے اور اگر بتلا نہ اس کو اٹھا لاتا
تو اب تک کب کے جہنم میں پہونچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمیں کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف کیا
ہے افراسیاب پہلے تعریف ان عیاروں کی کرچکا تھا اور اس وقت اس کے نڈر ہو کر کلام کرنے پر ہنس پڑا
اور ایک خلعت پر زر طلب کر کے اس کو بھی دیا کہ بموجب مطلع خیال کیجیے کیا آج کام میں نے کیا جب اس نے
دی مجھے گالی سلام میں نے کیا، بعد خلعت دینے کے پنجہ سحر کو بلا کر حکم کیا کہ دریاے خون رواں پاس
اس کو اس پار اتار دے اور سحر اپنا دفع کر دیا پنجہ نے لے کر اڑا اور پار دریا کے پہونچا گیا اور مصور
بھی رخصت ہو کر چلا اور لشکر میں آیا یہاں صورت نگار اس کی زوجہ نے جب ڈھونڈھا اور نہ پایا
تو خود فوج لے کر میدان جنگ میں گئی تھی اس ارادے سے کہ برق نے میرے شوہر کو پکڑا و ایسا ہی اسکو
پکڑ کر قتل کروں ایک طرف سے حیرت سوار ہوئے گئی تھی لیکن اس نے حال گم ہونے مصور کا سنکر تامل کیا لیکن
صورت نگار کو بھی منع کرا بھیجا کہ آج لڑائی موقوف رکھو اس نے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لے کر میدان میں
آئی بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ دلاور و ہمت نہ ہارنا دشمن کو سر کم
ہو کر مارنا جب کڑکیت ہٹے بہادر مرنے پر تل گئے صورت نگار نے بیچ میدان میں آکر چند سحر دکھا کر
مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اسکے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصور آکر پہونچا اور بہر دو لشکر میدان میں صف آرا
دیکھ کر سمجھا کہ بی بی مری لڑنے کو آئی ہے از بسکہ یہ گالیاں کھاتے ہوئے آیا ہے غصہ میں بھرا ہوا تھا آتے ہی
فرط غضب سے ایک گولا سحر پڑھکر برق پر مارا برق گولا آتے دیکھکر تخت پر سے بزور سحر اڑ گئی گولا تخت پ

پڑا کہ وہ چور چور ہو گیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زین پر زر وغیرہ سے درست
اُڑتا ہوا آیا یہ اُس پر سوار ہوئی اُس وقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ سرخمو بھی کہ ایسا نہ ہو مہرخ
زخمی ہو جائے اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آگئی نارنج آکر اُس کی ران پر لگا کہ حیران ہوئی اور زخمی ہو کر
پھری اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار نے ایک تیر آتشین مہرخ پر مارا اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک
پتلہ قرولی لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ تیر اُس نے کاٹ دیا پھر اُس نے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اُس
زوجہ شیطان پر مارا اس نے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا آخر وہ اپنے طاؤس پر سے اُڑ گئی اور تیر آکر طاؤس
پر پڑا کہ طاؤس بسان آتشبازی جلکر خاک ہوا دوبارہ مہرخ نے اُس کو اُڑتے ہوئے بڑھتے ہوا
جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کی طرح چلا صورت نگار نے ناریل دیکھکر دستک سحر کی دی کہ ایک
سحر کی سپر سامنے آگئی مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور اُس کے سر پر جا کر لگا اُس نے بہت جلد دم سحر پڑھا نہیں
کاسۂ سر ترخ جاتا اس پر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی ملازموں نے جلد روک
کر ہوادار پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف لے گئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچکر لشکر مہرخ
پر جا پڑا وہ دریائے لشکر موج مار کر چلے فلک چکرایا طبقات ارض تھرائے سحر کی بجلی چمکی بادل گھر آئے شور و شور
قیامت خیز بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقارہائے جنگی گڑگڑائے ہنوز نوبت بہ دو گشت نہ پہونچی تھی کہ
خیمہ میں جا کر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ نبیرۂ سامری کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ لڑ رہے
ہیں یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُن کو بلا دو نہیں تو میں جان دے دوں گی کیونکہ مجھکو اُن کا اکیلے رہنا گوارا
نہیں دو بار زک پا چکے ہیں ملازم اُس کے غل مچانے سے دوڑے اور مصور پاس آکر کہا کہ حضور جلد چلیے
ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال اُن کا بہت بُرا ہے یہ سُنکر اس نے ایک چیخ ماری اور روتا ہوا طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا اور ادھر مہرخ بھی شادان و فرحان فوج لے کر پھری لشکر خیمہ گاہ میں آکر اُترا مہرخ بارگاہ میں
آکر سریر جہانبانی پر بیٹھی سرخمو کی ران کا علاج ہونے لگا مرہم سحر لگایا گیا اس وقت ضرغام بھی آیا اور
خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام و کمال بیان کیا سب اُس کی دلیری پر تحسین کرنے لگے اور ملکہ نے
بھی خلعت دیا وہاں سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پھر روانہ ہوا یہ جب لشکر میں پہونچا دیکھا کہ
شہاب جادو فرستادۂ حیرت برائے دریافت حال جنگ آیا تھا پھرا ہوا جاتا ہے یہ بھی صورت
خدمتگار سی بنکر اُسی کے ملازموں میں ملکر داخل بارگاہ حیرت ہوا شہاب نے حیرت سے عرض کیا کہ
مرشدزادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے داخل بارگاہ ہیں ملکہ سنکر
خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آکر بی بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اُٹھ بیٹھی اور کہا مجھکو تمہاری
سلامتی درکار ہے میں سب طرح اچھی ہوں یہ کہکر مرہم سحر زخم پر لگایا اس نے کہا صاحب تم نے لڑ کیا
میں تو مر رہا تھا حیلہ کر کے بلا لیا آج میں سب کا خاتمہ کر دیتا خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ میں جا کر

ناچ دیکھیں یہ کہکر مع زوجہ سوار ہوکر بارگاہ حیرت میں آیا اور دنگل پر بیٹھا ساقیان مہ لقا حاضر ہوئے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُس نے حیرت سے کہا ملکہ مجھکو شاہ جادوان نے پتلا بھیجکر مع عیار کے اٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھکو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا اور عیار کو جو مجھے پکڑ لے گیا تھا خوب گالیاں دیں اور زدوکوب کرایا اگر میں نہ بچاتا تو قتل کر ڈالتے میں نے عرض کیا کہ میں سب کو بزور سحر قتل کروں گا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا ازبسکہ ضرغام وہاں موجود تھا اس نے الٹا بیان اس کا سنکر کہا جھوٹے پر لعنت اے گالیاں مجھ ایسے کھاتے ہیں دیکھو ہم کو یہ خلعت سے کر وہاں سے آئے اور تو بیٹھا رہ گیا یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت نے کہا تجھے قسم ہے کہ نہ بھاگنا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آکر بیان کر کے خلعت شاہ جادوان کا پایا ہوا دکھایا اُس وقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی کہ جب شہنشاہ نے اس کو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو مجھکو بولنا لازم نہیں اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کر کے نکل گیا مصور نے کہا کہاں جائے گا آج عیار اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھوں گا اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھوں یہ کہکر فرط غضب سے اٹھا کہ پکڑے لاتا ہوں حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہے ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نہ مانیے تو کیا کیا جائے صورت نگار نے کہا میں جانے نہ دوں گی اگر گئے تو جان دیدوں گی اس نے کہا اے بی بی اگر اس وقت تم نے مجھکو روکا تو میں اپنے تئیں اور تمھیں ہلاک کروں گا یہ کہکر روانہ ہوا زوجہ اس کی مجبور ہوکر رونے لگی آخر اور تو کچھ نہ بن آیا باہر نکلکر نفیر سحر بجائی کہ لشکر میں کمر بندی ہوئی یہ فوج لے کر چلی اُدھر مصور پہلے ہی باہر آکر مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا قریب لشکر مہرخ پہونچا ہرکاروں نے خبر مہرخ کو پہونچائی کہ ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہوکر نہایت غیظ و غضب سے مصور ادھر آتا ہے مہرخ نے یہ خبر سنکر جلد نفیر سحر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹن اور رسالے درست ہونے لگے کہ بموجب

نظم

چو برخاست آواے کوس از درش	بپوشید جوشن ہمہ لشکرش
بجز ناے روئین برپشت پیل	جہان شد ز لشکر چو دریاے نیل
بگرداں لشکرش آواز کرد	کہ اے نامداران و مردان مرد
ہمہ رزم را دل پر از کین کنید	تن دشمنان جاے ترہین کنید
ہمہ ساختہ کینہ و جنگ را	ہمہ تیز کردہ بچون جنگ را
شد از سم اسپان زمین سنگ رنگ	ز تیرہ ہوا ہمچو پشت پلنگ
[illegible] ہوا کوہ آہن شدست	سر کوہ پر ترک و جوشن شدست

[illegible] ادھر سے یہ پہونچی اور ادھر سے بسرعت بلیغ مارے محبت کے صورت نگار فوج لیے ہوے آئی

کہ بیت تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز ٭ نہان گشت خورشید گیتی فروز مصور تو پہلے سے آچکا تھا
اُس نے لشکر کو جانے بھی نہ دیا ایک نارنج سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالاے ہوا جاکر شق ہوا اور
ہزارہا تیر و پیکان اُسمین سے نکل کر لشکر یون پر گرنے لگے ساحر وغیرہ ہزارہا زخمی ہوے اودھر کے لشکر
نے بھی جنبش کی اور لینا لینا کہکر چلے اس نے دوسرا نارنج مارا کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور مینہ کی طرح سے مار و
کژدم برسنے لگے جسکو اُنھون نے کاٹا وہ پانی کی طرح بہگیا اس عرصہ مین صورت نگار نے بھی فوج کو
للکارا کہ ہان لینا اب تو دو لشکر باہم مل گئے شور آفت زا برپا ہوا یہ حال تھا کہ نظم

سپاه اندر آمد بگرد سیاه ٭ یکے بانگ برخاست از رزمگاه
سراسیمه شد مست از دار و گیر ٭ بر آمد یکے ابر و باران و تیر
ز تیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد ٭ سیه شد زمین آسمان لاجورد
تو گفتی بدام اندر است آفتاب ٭ دگر گشت چشم سپہر اندر آب

مہرخ نے یہ زور و شور دیکھکر تصور کیا مصور آج شکست دے دیگا یہ غور کر کے بسان شیر غضبناک آگے
بڑھی اور کچھ خاک جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے اس ابر پر جس مین مار و عقرب برس رہے تھے پھینکدی
خاک پڑتے ہی وہ ابر ٹکڑے ہوکر اڑگیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج پسپا ہوکر بعقب
مصور ہوگئی اس وقت مہرخ زمین پر اتری اور اُسی طرح کہ جس طور کا حصار اگیار کر کے بنایا تھا درست
کر کے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے جست کرتا ہوا آیا اور گرد مہرخ پھرنے لگا اس نے
کہا کہ جا مصور کو مار نیل گاؤ کان علم کر کے سینگ اٹھا کر دوڑا مصور مہرخ کی طرف گھوڑا اُٹھا کر
چلا کہ گاؤ نے آکر سینگ مارے اور مرکب کو سینگون پر اُٹھا لیا مصور کود کر الگ کھڑا ہوا اور دوسرا
مرکب منگا کر جلد سوار ہو کے نیل گاؤ پر حملہ کیا نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کی طرف بھاگا ہر چند
روکنا چاہا نہ رکا مصور نے اس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے حضور
کہان جاتے ہین لیکن اس نے سناٹے مین گھوڑا دوڑانے کے کچھ نہ سنا اُدھر ملکہ مہرخ نے نقرہ پھیکر دستک
دی اور پکار کے کہا کہ شکار نیل گاؤ کا مبارک ہو جائیے اب پھر کر نہ آئیے گا یہ کہہ کر چاہا کہ لشکر پر اس کے
حملہ کرے صورت نگار نے جلد طبل بازگشت بجوا دیا لشکر دونون پھرے اور داخل خیام ہوے
صورت نگار بستر درد و متفکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور شوہر میرا کیون اس کے پیچھے گیا
بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کر کے کہا مجھے یقین ہے کہ شوہر میرا نبیرہ سامری
ہے کسی کے سحر سے ہلاک نہ ہوگا لیکن عیارون سے البتہ خوف ہے اے ملکہ کسی کو بہر خبر بھیجنا چاہیے
کہ عیار ضرر نہ پہنچا سکین حیرت نے سارا ماجرا سنکر گردن جھکائی اور کہا بی بی ہر چند کہ تم نبیرہ سامری
کی زوجہ ہو سامری کی کہلاتی ہو لیکن سحر کا طریقہ نہین جانتی ہو اب عیار تمھارے میان کو زک پہنچا کے

کیا کرینگے یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہے کہ اسی سے بچنا مشکل ہے مہرخ بادشاہ سنکر کچھ تو سمجھ کر ہنسی ہے ایسی دیسی
تھوڑی ہے یہ سحر کسی سے نہ اترے گا تھوڑے عرصہ میں یہاں تمھارے تھیں مارنے آتے ہوں گے شاہ جادوان
کو جلد لکھ کر بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کریں ورنہ اور کوئی نہیں کرسکتا میں اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی
تھی صورت نگار یہ باتیں سنکر رونے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے رہنے کا اور نیل گاؤ کے
پیچھے جانے کا شاہ ساحران کو لکھکر بھیجا چنانچہ سحر کا نامہ لے کر باغ سیب میں آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر
جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا نامہ پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا الہی یہ کائنات کے سحر ہمارے مبتلائے ہوئے جاری
ہی فوج پر ہوتے ہیں یہ افسوس کرکے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہوکر کہا اسکے دستور دانا یہ سحر مہرخ
کا وہ ہے کہ سارا عالم اگر دور کرے جب بھی دفع نہ ہو ہاں میں خود جاؤں تو البتہ رد اسکا ممکن ہے باغبان
یہ تقریر سنکر عرض پیرا ہوا کہ حضور مجکو حکم دیں کہ آپ کے عوض جاکر کام کروں افراسیاب نے کہا اس میں جان
کا خوف ہے اگر ذرا بھی کچھ فرق کروگے ہلاک ہوجاؤگے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہے جو خلاف حکم بادشاہی
عمل میں لاؤں یہ عرض سنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا کئی گز کا جسیم و
عظیم پیدا ہوکر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے کہا کہ اے ملازم سامری مجکو تھوڑی
سی روئی اس طرح کی جو لباس جمشید یا سامری میں بھری گئی ہو اور ضداد نے وہ لباس پہنا ہو اس میں
کی چاہیے وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ تو مانگے حاضر ہوسکتا ہے
یہ کہکر غائب ہوگیا اور بعد لمحہ کے تھوڑی سی روئی لیے حاضر ہوا شاہ طلسم نے وہ روئی لیکر پہلے سر پر
رکھی آنکھوں سے لگائی پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ سے اڑکر سمت ہوا اگئی اور ابر بنکر تیار ہوئی
ملکہ ابر سر پر بادشاہ کے آکر مثل چتر پھرنے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ لکہ ابر ساتھ لو
اور جہاں مصور ہو اس ابر سے حکم کرنا کہ اب چشمہ سامری برسا دے یہ ابر برسے گا سحر دفع ہوجائیگا
باغبان یہ حکم سنکر اٹھا اور آداب بجا لاکر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہوکر چلا شاہ نے اس ابر
سے بھی حکم دیا کہ اسکے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ لکہ ابر سر پر باغبان کے آکر چھایا اور یہ روانہ
ہوا زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو اپنے باغ میں تھی اس نے شوہر کے جانے کی خبر سنکر ایک پتلے کو
بھیجا کہ جانے اور وزیر مذکور کو یہاں بلا لائے کہنا ایک بات سنتے جاؤ پتلہ راہ میں اس کو ملا اور پیام
کہا یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا حال اس کے باغ وغیرہ کا جلد اول میں بیان ہوا ہے غرضکہ بی بی نے اس کو
سمجھایا کہ صاحب تم کو میں نے بار ہا منع کیا ہے کہ اس لڑائی میں عیار ہر ایک کے مارڈالتے ہیں تم دخل نہ دو
مگر تم مانتے نہیں ہو مناسب ہے کہ اب بھی باز آؤ کئی بار عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکے ہو دیکھو منع کرتا
میرا مانو ورنہ پچھتاؤگے باغبان نے جواب دیا تمھارا کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کرکے انسان تابعداری
سے بچ نہیں سکتا مالک کے کام کو کہا نک نہ جائیگا فی الجملہ باغبان تو بسبب سمجھانے اپنی زوجہ کے

عرصے تک یہان بہرا آخر اس کو فہمائش کرکے روانہ ہوا اگر اتنے عرصے مین مصور نیل گاؤ کے تعاقب مین لشکر سے بہت دور نکل گیا اور ایک صحراے فرح افزا مین پہونچا کہ دامن دشت دامن گلچین گل دریا مین سے نظر آتا تھا چشمہ چمن ہر ایک جیسلان دریا لہراتا تھا پچھلا پہر دن باقی تھا سہانا وقت سایہ ڈھلا جانورون کا مجموعہ بسیر الینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ لمولفہ

دشت رنگین ہرا بھرا دیکھا — دامن کوہ پُر سبزہ دیکھا
چشمہ لہرا رہے تھے ایسے صاف — چشمۂ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گلچین — روے جانان کیطرح سے رنگین
قیس کی روح نے بسایا تھا — رخ لیلے کا صاف نقشا تھا
سرد الفت ہر اک بگولا تھا — آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اس جگہ مسرور و شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا غرضکہ گاؤ اس کو سیر دکھاتا ہوا ایک حصار کے قریب لایا اس صحرا مین وہ چار دیواری زمردی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلۂ عروسی تھی وہ گاؤ اس احاطہ مین چلا گیا یہ بھی اس کے فراق مین اندر قدم زن ہوا یہان چمنستان پُر بہار لگا تھا سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اس جگہ کی لہراتا تھا سبزۂ نوخیز وہان کا سبز رنگان دہر کی مژگان کو شرماتا تھا نگین زمرد ندامت سے جھکا تاتھا گلہاے سمن و نسرین نازکبدنان گلرنگ کو بلکہ سپیدی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل لعبد تجملی زیب وہ و سادہ گلشن تھے روغن پڑی آراستہ سرو شمشاد مثل نوجوان نوخواستہ نرگس وہان بیمار نہ تھی تندرست تھی بیل ہر شجر کی درست تھی لمولفہ

تھے نہ گل سے سب درخت نہال — شاخ ہر ایک وان کی مالا مال
تھا کسی جا جو پھول نرگس کا — اس سے تھا چشم منتظر کا پتا
عکس افگن تھے اس طرح اشجار — جیسے گلشن مین چھائے ابر بہار
لالہ سرخ تھا کہین پھولا — داغ عاشق کے دل کا تھا نقشا
سنبل تر لبان شیفتہ سر — بال بکھرائے تھا وہان اکثر

سامنے چمنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب مین برتر از آسمان تھی سقف و ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر بدیع جواہر کار روشن عجیب طرح کا جو بن اُس مکان کو چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے محراب درون کی ہلال آسا تھی دالان مین پردے پڑے تھے گوش گل کے پردون کی شان رکھتے تھے گلبدن اُن کا وصف سننے کو کان رکھتے تھے مصور جان گاؤ کا سر دیکھتا آگے بڑھا وہ گاؤ بھی رو بدیں کی طرف چلا اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سرر کی آواز آئی تیر اس گاؤ پر آ کر پڑا کہ وہ گرا اور سیاہی ہو کر بہہ گیا مصور اُن دونون پنجہ نگارین کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا اور سوچا

اس پردے میں کوئی صیاد صید کن دل اہل عشاق ناشاد ہے دل چھین لینے میں بہت طاق اور مشاق ہے یہ
سوچ کر دل سے دست کھو بیٹھا ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھا پردے کے پاس آکر پکارا کہ بیت
جنگل نہیں ہے آنکھیں مجھ سے دو چار کیجیے + وادی دل میں اے سیر شکار کیجیے + ہائے او ظالم الظلم تو کون ہے
کہ میں شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو دریدہ تیر جفا کا نشانہ بنایا تیرے تیر
کے صدمے سے اپنا یہ حال ہوا ہے کہ فرد چاہتے ہیں نفس کو توڑ سارے موانست کو چھوڑ + پھر ہوں اسی طرف
روان آتش و باد و آب و خاک + جب اس نے یہ کلام کیے اندر سے آواز آئی کہ مرد دنیا میں بیوفا
ہوتے ہیں مطلب کے آشنا ہوتے ہیں اسی لیے ہم نے آبادی سے منھ موڑا مجنون کردار جنگل اپنا مسکن بنایا
رشتہ الفت اہل عالم توڑا مصور نے یہ سنکر کہا نظم

اس بندے کی چاہ دیکھیے گا　　اور اس کا نباہ دیکھیے گا
میں کیسی نباہتا ہوں تم سے　　انشاء اللہ دیکھیے گا
تو چین اشکوں کی تل رہی ہیں　　یہ حشمت و جاہ دیکھیے گا

اے حریدہ ساز و اے نیرنگ پرداز انجمن محبوبی میں بھی آپ کی اطاعت سے منھ نہ موڑوں گا تمام
عمر غلامی سے گردن نہ پھیروں گا یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی کہ بہتوں کو غلام ہوتے دیکھا ہے ایک تم باقی
ہو اچھا اندر آؤ تمھارا بھی عشق دیکھیں کیسا ہے مصور یہ سنکر شاد و شاد پردہ اٹھا کر اندر آیا پردہ کیا
اٹھایا کہ پردہ نام و ننگ اٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ ابر میں چھپی ہوئی تھی واہ ری حریدہ ساز
کہ ہزار ہا نیرنگیاں جسکے ناخون پر لکھی تھیں کہ ہاتھ دکھائے ہی کیا جادوگری کا کرتب یاد تھا کہ ایسے مکار
کو دیوانہ کردیا مصور کی آنکھ برق تجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ کا قرین چشم آنے سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہندو برلب چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا نہیں نہیں آہوان ختن نے شمیم کاکل عنبر کو
سونگھنا چاہا تھا آنکھوں کے لال ڈورے برق سپہر شرارت تھے نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی صاعقہ کو
سبزہ کی طرح روندتی تھی رخسار اس کے گلزار حسن کے گل تھے لب معجز نما نزاکت میں گلبرگ جان بلبل تھے
لب نازک سے قرین خال تھا نہیں نہیں اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا عشاق کا خیال تھا مختصر یہ کہ وہ جان
جہان عشاق کی جان تھی نظم

آستین کو چہرہ ماہتاب نظر آتی تھی　　اسکی ساعد کے چمکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ
سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف　　جبین مخمل کی شکن تھی سی پڑی ستھری بیٹھ
سبز سبزے کے وہ سب رونگٹے یا وادی بجلی　　سیلی ایسی ہی ہوا ان جیسے کہ سنبل کی لٹ
تمغے نور کی تھیں اسکی بھبین وہ دونوں　　ہے انھیں دیکھتے ہی وہ بھی کچھ الجھاہٹ
گرک بادکشان رنگترے سے دونوں　　دل یہ چاہے کہ انھیں موڑ کے بیچا لے جھپٹ

گدگداہٹ پہ اگر ناف کی پڑ جائے نظر | بس کہ دست خیال اُس سے وہیں جائے لپٹ
ہو یقین دلکو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور | گھر کے ساری یہ لطافت یہان آئی ہے سمٹ

مصور اُس کے حسن کو دیکھکر حیران رہگیا اور اس آئینہ رو نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ صاحب آئے ہو تو بیٹھ جاؤ یہ کہکر پاس بٹھایا اُس نے جام بادۂ گلرنگ لبریز کرکے کہا پیجیے یہ ساغر الفت بنوش کیجیے اور مجھ سے عہد و پیمان کیجیے قول و قسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤنگا اور جو دیا کوئی آشنا اب میرے پاس ہوگی اُس کا سر کاٹ لاؤنگا مصور نے وہ جام اُس کے ہاتھ سے لیا اور کہا مجھ پر حبیبا اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کسی کی جان کیا حقیقت رکھتی ہے جورو کیا مردار ہے میں ابھی اُس کا سر لاکر تیرے قدموں پر نثار کرونگا اور تمام عمر غلامی میں رہونگا کہ بیت گر دست دہد ہزار جانم در پاے مبارکت فشانم + یہ کہکر وہ جام پی گیا اور منھ بڑھایا کہ اب اپنے لب شکر بار کا بوسہ دے کہ بیت از ان لب جان دہ کس را اگر خواہی کہ جان بخشی + مرا بارے کہ من جان دادہ ام عمرے برائے تو + اُس ستمگار دلدار نے منھ ہٹا دیا اور کہا صاحب تم اپنی بی بی کا سر کاٹ لائیگے اس وقت اپنے مطلب دلی کو پہونچوگے شراب وصل سے سرشار ہوگے مصور یہ مژدہ جان بخش سنکر اُٹھا

اور یہ کہتا چلا کہ ابیات

من با تو بیدلم سخن و قول من یکیست | انیست قول من کہ شنیدی سخن یکیست
صد بار اگر تو شوکت خوبان شکست یافت | خسرو ہزار خسرو دلشکر شکن یکیست

غرضکہ باہر آکے مرکب پر سوار ہوکے بہ سرعت لشکر میں آیا بی بی اس کی بارگاہ حیرت سے آکر خیمہ میں اپنے بیٹھی تھی کہ یہ قریب خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیزیں رنگین جو بیٹھیں جو پہرے پر تھیں انھوں نے سلام کیا اُس نے سلام کے عوض اُن سے پوچھا کہ حرامزادی جلد بتلاؤ وہ قحبہ صورت نگار کہاں ہے کنیزیں یہ کلمہ سنکر گھبرائیں اور کہا حضور آپ ملکۂ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا میں اُس حرامزادی کا سر کاٹ لے جاؤنگا کہ معشوق مجھ سے راضی ہو یہ کلام جو کنیزوں نے سنا گھبراکر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بیٹھی کیا کرتی ہیں میان پھر سڑی ہوکر آئے ہیں آپکے مارنے کو کہتے ہیں صورت نگار تو حیرت سے سن چکی تھی کہ مصور سڑی ہوکر آئیگا یہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ یہ وہی معاملہ ہے بس ہتیا بانہ بارگاہ سے نکلکر بھاگی سحر بھی نہ کیا کیونکہ جانتی ہے کہ شوہر میرا مجھ سے زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو ہلاک کرے غرضکہ اُس کو بھاگتے شوہر نے اُسکے دیکھا اللہ پکارا کہ او فاحشہ بیسوا اکھڑی تو رہ کہاں مجھ سے بچکر جائیگی یہ کہکر پیچھے دوڑا صورت نگار سر پہ پاؤں رکھکر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکیں مگر باہم کہا کہ میاں بی بی کے مقدمہ میں دخل نہ دینا چاہیے یہ سوچکر سب رُکے اور یہ پیچھے ہوا کی طرح اُس کے چلا آخر یہ مردود عورت قریب پہنچ گیا اُس وقت صورت نگار دہشت جان سے گر پڑی اور پیشواز الٹ گئی بند ازار ٹوٹ گیا کنیزیں پروانہ وار اُس شمع انجمن ساحری پاس گریں اور پیشواز درست کی دیکھا تو اُس کا پیشاب خطا ہو گیا ہے اُسی طرح

گوندین پیشاب کی ٹپکتی ہوئی کنیزین اُس کو اُٹھا کر لے بھاگین مصور نے بڑھ کر دو ایک کو زخمی کیا لونڈیاں برا
بھلا کہتی ہوئی بھاگین کہ یہ سوا آپ سے گذر گیا ہی نگوڑ مارے کو بڑھاپے مین چھدر چھا ہی گھڑی گھڑی سحر کی
چلبلیون پر عاشق ہوا آتا ہی ایک بولی کہ اس بوبک ہارے وا ے کہ نام عاشقی کا بھرتا ہی موٹے منھ نہین اچھا لگتا
دوسری بولی کہ نگوڑ مارے سے لڑنے کو کس نے کہا تھا کہ وہان دم بدم جاتا ہی اور سڑی ہو کر آتا ہے
تیسری بولی قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے تو گھڑی دالون پر جوتا ہی کیا مہرخ اور بہار کے سامنے
نانی مرتی ہی وہان سوا ے ہاتھ باندھنے کے اور کچھ نہین ہوتا ہی غرضکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہی یہ ہر ایک کو
سگ دیوانہ کی طرح مارتا پھرتا ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہین لشکر مین گرہ بندی ہوئی ہی کہ ہین ضرر نہ ہو بچاسے جو
کوئی ادھر سے نکلتا ہی لوگ منع کرتے ہین کہ ادھر نہ جاؤ ایک سڑی آتا ہی دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر
مارتے ہین لونڈے ایک طرف تالیان دے رہے ہین لو ہی دھتا ہی کا شور بلند ہی جب یہ آگے بڑھتا ہی لوگ
ساتھ ہوتے ہین لڑکے کہتے ہین جاتا ہی لینا جاتا ہی جب پیچھے پھرتا ہی سب بھاگتے ہین جب اُس کے کوئی
ڈھیلا لگتا ہی یہ کہتا ہی بہت زخم پر پھرٹکین نہ کیون طفلان بے پروا انگ ہ کیا مزا ہوتا اگر پتھر مین بھی ہوتا نمک
حیرت نے جو یہ غلغلہ سنا پوچھا کہ یہ کیا غل ہی ہنوز کوئی خبر نہ لایا تھا کہ کنیزین صورت نگار کو پیشاب مین
لت پت لیے ہوے پہونچین حیرت نے دیکھا کہ سب بدحواس اور صورت نگار کا پاجامہ ناف سے نیچے
اترا ہوا دوپٹہ کہین بھرم کہین کچھ عجب عالم ہی اس نے پوچھا کہ کیا ہوا سب یہی کہتی ہین کہ وہ آگیا کوئی یہ
نہین کہتا کہ مصور آگیا اور ہوش مین آکر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی
لڑکون اور لشکریون کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشدزادے آپ کس کو مارتے پھرتے ہین اس نے
بغور صورت دیکھکر حیرت کو پہچانا اور کہا اے ملکہ مین اُس کچہ صورت نگار کو ڈھونڈھتا ہون حیرت
نے کہا آئیے مین آپ کا اُس کا سامنا کر دون مصور اُس کے ساتھ بارگاہ مین آیا اور کرسی پر بیٹھا مگر نہایت مضطرب
ہے کبھی بی کو کسی طرح پاؤن تو سر کاٹ کر معشوقہ پاس لیجاؤن بس لحظہ بہ لحظہ کرسی سے اُٹھتا ہی حیرت روکتی ہے
کہ صاحب ٹھہرو مین نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہین وہ آیا چاہتی ہی یہ کہکر روکتی ہی اور سحر پڑھ پڑھ کر پھونکتی
جاتی ہی کچھ اثر نہین ہوتا ہی اور عیارون نے یہ سب خبرین مہرخ سے کہی ہین وہان سب بیٹھے قہقہے لگا رہے
ہین تعریف ہو رہی ہی کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہی مہرخ کہہ رہی ہی کہ اس سحر کا لطف جب ہی کہ دولی
بیاس سامری کی بادشاہ طلسم کو خط لے اور وہ معجزہ ابھی عاجز آئے فی الجملہ مصور پھر گھبرا کر اُٹھا اور کہا اے
ملکہ جلد بلوا دیجیے اس حرامزادی کو کہ مین سر کاٹ کر اپنی معشوقہ پاس لے جاؤن حیرت نے کہا اچھا بلواتی ہون
لیکن اُس کے مارنے سے کیا حاصل ہی اس نے کہا اس سیوا کے جینے مین کھٹکا رہے گا اور دوسرے
فرمایش محبوبہ سے ناچار ہون کہ اس نے سر مانگا ہی حیرت نے کہا مین بغیر قتل صورت نگار تمھاری
معشوقہ کو بلوا دیتی ہون اور چاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلوا کر اسکا دل اس کی طرف مخاطب کر دون

لیکن اُس نے کہا کہ مین بغیر قتل کیے اپنی زوجہ کے باز نہ آؤن گا افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک ادنی کنیزک
کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہو سکے یہ کلمات سنکر صورت نگار کا زیر تخت یہ حال ہوا کہ
تھر تھر کانپنے لگی لیکن اور روگی سنیے کہ عیار بعد خبر دینے اپنی مالکہ کے پھر اس کا تماشہ دیکھنے آئے تھے ان مین سے
برق بصورت چوبدار یہان کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اس نے صرصر کے بازو مین چٹکی لی جب اس نے
پھر کر دیکھا اس نے چپکے سے کہا کیون استانی کبھی تم نے طلسم مین ایسی لڑائی بھی دیکھی تھی یہ سحر بھی کرتے کسی کو سنا تھا
صرصر نے یہ سنکر اس کو پہچانا اور خنجر کھینچا برق نے جو مرتعش کھڑا تھا اُس کا بازو پکڑ کر سامنے کر دیا اور بچا لا کی
آپ اُس کے پیچھے ہو گیا خنجر مردہے پر پڑا کہ وہ زخمی ہو کر گرا اور سب مردہون وغیرہ نے غل مچایا کہ اسے لینا
یہ عیار ہے اس نے مارا ہے باہر کے ساحر یہ سمجھکر دوڑے کہ شاید مصور مار رہا ہے اور صرصر سمجھی کہ اس وقت
عیار کے دھوکے مین تو پٹ جائے گی نکلجا پھر چلی آنا یہ سمجھکر جست کرکے بھاگی حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار
بشکل صرصر تھا پس اس نے سحر کیا کہ صرصر باہر جا کر ٹھہر گئی اُدھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر
لائے حیرت نے حکم دیا کہ مار ڈالے مردہے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے ہرچند یہ کہتی ہے کہ مین صرصر ہون
عیار وہ چوبدار بنا ہوا کھڑا ہے مردہے کہتے ہین کہ دیکھیے ہائے بھائی کہ عیار بتاتا ہے اور آپ بچنا چاہتا ہے
یہ کہتے ہین اور مار رہے ہین اس وقت عیار بچیان صبا رفتار وغیرہ چارون آگئین اور بسبب ساتھ رہنے کے
انھون نے صرصر کو پہچانا اور حقہ ہائے تعقی مردہون پر مارے کہ بارگاہ مین دھوان بیہوشی کا ملبند
ہوا حیرت گھبرا کر بزور سحر اڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آگئے ہین برق نے اس اندھیرے
مین دو ایک ساحرون کو مارا غل اُن کے مرنے کا بلند ہوا اب تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے اُٹھکر مارنا
شروع کیا ترسول پنسول تیغہ سحر چلنے لگا اب عیار بچیان صرصر کو لے کر نکل گئین اور برق بھی کنارے
ہوا لیکن یہان ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہے کہ لینا مارنا جانے نہ پائے جو آتا ہے وہ یہی کہتا ہے کچھ سرو پاؤن
نہین کہ کس کو مارین بعض لوگ بھاگے جاتے ہین دکانین لشکر کی بند ہوئی ہین جو کوئی پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے
کہتے ہین کہ وہ آگئے اسی ہنگامہ مین حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہین آتا سمجھی کہ سب نکل گئے
اس نے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ ہٹا یعنی لشکری لڑنے سے تھم گئے لیکن مصور ہنوز جب اس شکل کے کہ دیوانہ
رہا ہوئے بس است نہین رکتا ہے حیرت جلد اس کے پاس آئی اور کہا کہ تمھاری بی بی کے سر کٹنے مین یہ
ہنگامہ ہوا ہے جلد سیر اُس کا آیا ہے یہ سنکر وہ ساکت ہوا اور ملکہ نے کہا جلد منادی کرا دو لشکر مین امان جلی
عیار بچیان بھی بارگاہ مین آئین ملکہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا انھون نے کہا کہ اس طرح عیار نے وقت خنجر زنی
مردہے کو سامنے کر دیا تھا یہ کہکر ادھر ادھر دیکھا برق بھی صورت بدل کر آ کھڑا ہوا تھا اُس پر صرصر کی نگاہ
پڑی کہا دیکھیے یہی ہوا تھا برق یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم پھر دو چار کو مارنے آئے تھے حیرت دنگ ہو گئی اور
کہا دیکھیے سامری ان موذیون کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہین یہکہکر مصور کی دلجوئی مین مصروف ہوئی

اور برق نے جاکر حال سارے ہنگامہ کا مرخ سے بیان کیا یہاں تو یہ حال ہے لیکن اِدھر باغبان جب
اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار اترا اور جو پتہ کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا اُسی سمت چلا اور احاطہ
سحر کے قریب پہونچکر تخت سے اُتر کر اندر گیا جب چمنستان میں پہونچا پردے کے اندر سے آواز آئی کہ کون
آتا ہے اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہے تو میں تیر سے نشانۂ اجل کرتی ہوں یہ کہہ کر
تیر و کمان پردے کے باہر نکالا باغبان سمجھا کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور مجھکو شاہ جادوان نے
جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے خلاف اُس کے کرنا خطا پانا ہے یہ سمجھکر جلد وہاں سے پھرا اور لکۂ ابر ازبسکہ اس کے سر
پر سایہ فگن تھا اس سبب سے اس باغ سحر سے نکل آیا نہیں تو باہر آنا ممکن نہ تھا اور تلاش مصور لشکر حیرت
میں آیا کیونکہ پردے سے صدا سن چکا تھا کہ مصور عاشق ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہوکر لشکر میں گیا ہوگا الغرض
اس وقت یہ آکر پہونچا کہ یہاں وہ ہنگامہ مٹ چکا ہے سب بیٹھے ہیں کہ اس کے آنے کی خبر سنکر ملکہ حیرت
نے پیشوائی کو لوگ بھیجے اس نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی پایۂ چہارم تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت
نے اس وقت ایک ساغر آب پر سحر دم کر کے مصور کو دیا کہ پئیے اس نے وہ پانی لے کر پھینک دیا اور کہا
اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ میں کسی کے ہاتھ سے شراب کا جام نہ پیوں گا
اور پھر ساغر لے کر غیر سے پیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ فرد ہے خواہم دے کہ بجز یار نباشد دمی باشم و
دمے باشد و اغیار نباشد۔ یہ کلمات سنکر باغبان نے کہا کہ اے مرشد زادے مجھکو بادشاہ طلسم نے
بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لیجا کر تمھاری معشوقہ کو تم سے راضی کرا دوں تم جانتے ہو کہ شاہ جادوان کے
قبضہ میں جو کچھ طلسم میں ہے سب ہے میں جب اس کو فرمان بادشاہی سناؤں گا وہ تم سے ضرور راضی ہوگی یہ
کہہ کر اُٹھ کر آ چلو مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی ہی نہیں پھر اُس کے ساتھ چلو شاید
مطلب نکل آوے یہ سوچکر بموجب مثل (دیوانہ بکار خویش ہشیار) اس کے ساتھ ہولیا باغبان تخت
سحر پر بٹھا کر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اس کے وصل سے کامیاب ہوگے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت
اُتر کر کہا کہ اے مرشد زادے میں بغیر حکم تمھاری معشوقہ کے اندر نہیں جاسکتا ایسا نہ ہو کہ تم سے بھی
ناراض ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ ہاں دروازے پر سر آدمی
لیے کھڑا ہے چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کر دیں اس حیلے سے اسکو یہاں بلا لاؤ تو میں حکم بادشاہ اس کو سنا کر
راضی کر دوں کہ پھر تمام عمر اس کے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نہ کرے مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر
گیا اُس پری نے پکارا کون آتا ہے اس نے نام بتایا اس نے پردہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھکے مسکرا کر پوچھا
کہو ہماری فرمایش لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے اُس نے کہا بھلا میری کیا مجال ہے جو خلاف حکم آپ کے عمل میں
لاؤں گیا اور لایا وہ قحبہ بھاگ گئی تھی اس سبب سے اس کے ڈھونڈھنے میں عرصہ ہوا جب ملی تو سر کاٹ کر
لایا اُس نے کہا تو پھر لاؤ کہاں ہے اس نے کہا کہ میرا ملازم دروازے پر لیے کھڑا ہے وہیں جاکر دیکھ لیجیے

اور انکھین تلوون سے اپنے ملو گلگشت چمن کیجیے یہ سنکر وہ سراپا ناز بصد انداز پردہ اُٹھا کر نکل آئی اور اُسکا
ہاتھ آکر پکڑ لیا گلے مین باہین ڈال کر سمت دروازہ چلی باغبان نے دروازہ سے جھانک کر اس کو آتے دیکھ کر
ابر کو حکم دیا اب چشمۂ ساحری برسا دے ابر گرگرا کر چمن پر چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین
بھاگ کر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی مین شرابور ہوگئی اور مصور سے پھر کہا او ظالم تونے دغا کی یہ
کہکر جو گری کاغذ کی طرح گل گئی اور پانی موصلا دھار پڑنے لگا دیوار ہاے حصار و چمنستان و بارہ دری وغیرہ
بالو کی دیوارون کی طرح بہہ کر ناپدید ہوگئین مصور بیچارے تو چشم عبرت سے کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور رو دیا کیا
کہ یہ مکان سرابگاہ ناپایدار مین حباب کی طرح تھا افسوس یہ کیسا مینہ برسا کون عاشق اس طرح پھوٹ کر
رویا جسکی آہ سرد ہوا بنکر ایسے ابر کو گھیر لائی جسنے یہ آفت ڈھائی غرضکہ جب وہ جگہ مع اس معشوق رعنا
کے برباد ہو چکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی ہٹی یہ بھی بیہوش ہوگیا باغبان نے
اس کو اکر اُٹھایا جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور زمین ایک صحراے لق و دق مین ہمراہ باغبان
کھڑا ہون یہ حال دیکھ کر مستفسر حال ہوا باغبان نے از ابتدا تا انتہا کیفیت اس کے مسحور ہونے کی بیان
کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اس نے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گروندا لکبرون کا بنا ہے
اسمین سیندور سے درختون کے نقش بنے ہین اور ایک تصویر گاؤ اور پتلی کی بنی ہے اس نے کہا یہی گروندا
باغ مجھکو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر پر مین عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشد زادے یہ سحر ایسا تھا
کہ شاہ تک اس سے عاجز تھے سامری نے تمھین بچایا اب چلو شاہ تمھین یاد کرتے ہین کہا مین بوجہ
ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نہ جاؤنگا مجھ کو لشکر مین لے چلو تاکہ اپنی بی بی سے صفائی کر لون۔
باغبان اس کو لے کر چلا اور لشکر مین آیا لشکریون نے جا کر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہین
صورت نگار بعد اُس کے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی اب آتے جو سنا پھر تخت کے نیچے چھپ
رہی اور کنیزین بھاگین مگر باغبان اُس کو لے کر بارگاہ مین اترا اس نے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور
اتر کر بیٹھا ہوش کی باتین کین سب خوش ہوے صورت نگار بھی تخت کے نیچے سے نکلی مصور نے
اُسکے روبرو ہاتھ باندھے کہ اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر مین نے بے وجہ تجھے گالیان دین اور قتل
کا درپے ہوا صورت نگار نے کہا مین اسی دن کے لیے منع کرتی تھی آپ نے نہ مانا اب یہ ذلت بہ ذات
اُٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اب ہاتھ نا دھنا اپنا رہنے دو مین درگذری ایسے ملاپ سے اگر یہ عہد کرو
کہ مین اکیلا لڑنے نجاؤن گا تو البتہ مین ملتی ہون اس نے کہا اے ملکہ ابھی تو بیشک لڑنے نہ جاؤن گا
لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا اور وہ مجھکو بتلایا ہے اس سحر کو
مین تیار کر لون تو ان ذلتون کا بدلا لون گا غرضکہ یہ عہد و پیمان کر کے سب داد عشرت دینے مین مصروف
ہوے شرابخواری کرنے لگے اور ہلکارون نے یہ سب خبرین جا کر ملکہ مہرخ سے عرض کین کہ اس طرح

باغبان نے اگر بحر انار دیا مصور اچھا ہو کر آیا ہے ناچ ہو رہا ہے آج باغبان وزیر کی دعوت کی تیاری
ہو رہی ہے یہ خبر سنکر مہرخ نے کہا خیر خدا مالک ہے معلوم ہوتا ہے کہ شبہ لباس سامری شاہ طلسم کو دستیاب
ہو گیا جب ہی تو شبہ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات سنکر برق عیار کہ جو اس وقت موجود
تھا اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ جب آپ سے اور بہار سے مشورہ مصور کے دیوانہ
کرنے کی نسبت ہوا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ دوبارہ آپ لوگ اس کو سرطی کیجیے گا تو ہم بھی اسکو پھر نہ کچھ
سزا دینگے اب بموجب اس قول کے نوبت تو گذشت نوبت ما رسید ہمارا حصہ اس وزیر باغبان
کو زک دینے کا ہے اور ان شاء اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحر ہیں سبکو اگر آج ذلیل نہ کیا
تو اپنا نام نہ رکھا کیونکہ یہ وزیر سخر استاد کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اٹھا چکا ہے مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو
ذلیل کروں کہ پھر کبھی حرامزادہ ادھر رخ نہ کرے مہرخ نے جواب دیا کہ الحق آپ ایسے ہی ہیں اور ہم سب نے
آپ ہی لوگوں کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہے اب کیا ضرور ہے کہ آپ تکلیف کریں اگر یہ وزیر
لڑے گا تو دیکھ لیا جائے گا ابھی چھیڑنا مناسب نہیں کیونکہ خواجہ سلامت نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ پیچ
پڑ جائے باغبان زبردست بہت ہے برق نے کہا اے ملکہ خدا تعالی ہمارا قادر و توانا ہے اگر اس
وزیر کو سزا نہ ملیگی جسارت بہ جنگ وجدل کریگا اور پھر اس نے آپ ہی کی قول و اقرار جو استاد سے
ہوئے تھے وہ سب بھول گیا ان شاء اللہ العزیز میں اس کو ضرور واقعی سزا دیدونگا اور علاوہ برین
قول مردان جان دارد آپ لوگوں کی باری ہو چکی اب ہماری باری ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا
اور راز سبکہ سر دربار یہ گفتگو ہوئی تھی ہرکاروں نے لشکر حیرت کے جاکر سارا ماجرا حیرت سے
بیان کیا کہ اس طرح عیار نے دعوی کیا ہے باغبان نے کہا عیاروں کی موت آئی ہے حیرت نے کہا
راستہ بند کر دینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے میں معلوم ہوگا کہ ڈر گئے آپ آنے تو دیجیے اپنے
اپنے پاؤں سے لیکن جائینگے کس کے پاؤں سے یہ کہکر جب ہو رہا اور حیرت نے حکم جشن کا دیا ہے کہ
آج کی رات لے وزیر تمہاری دعوت ہے کل جانا اس نے بھی منظور کیا ہے اسی وقت سے روشنی کی تیاری لشکر میں
ہونے لگی ہے تھیا۔ سو سو کنول کا سر بلند فرشی دو رویہ سڑک کنارے سے استادہ ہیں پردے اور سراپچون
بارگاہ شاہی کو اٹھوایا اس اثنا میں دن تمام ہوا اور دشت عالم میں خیمہ ظلام بپا عیار عالم آئے گو سے
آفتاب عالمتاب کو بسان عیاروں کیسہ مغرب میں رکھا اور حقہ ہائے انجم کو میدان خیمہ چرخ پہ پھینکا
کہ بمقتضائے

نظم

زمین اس وقت لگتی یوں بھلی تھی	کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختوں کو دیا ان سے کی ضیا نے	دیے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امرا و وزرا افسر لشکر بارگاہ حیرت میں آکر بیٹھے پر زر پہ شکن ہوئے ساقیان مہرلقا

جام بادہ احمر دینے لگے پری چہرگان یاسمن پیکر سامنے رقص کرنے لگیں گلبانگ عشرت بلند تھی رقص مہتابان
اداؤن کا دور ساغر و پیمانہ ہوش ربائون کا اہل انجمن کو لایعقل بنائے تھا چاندنی رات کا عالم شگوفوں کی
دھوم شمعوں پہ جیسے پروانوں کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ بیت جھلکتے نہ تھے ہاتھ مین جام مے بدہن بادہ
خوارون کے تھے ہنس رہے ہو یہان تو یہ حال ہو مگر برق جو روانہ ہوا تھا پہلے صحرا مین آیا زنبیل عیاری
کی بجالی قران آواز پر اپنی جگہ سے اس کے پاس آیا اس نے اپنے ارادے سے اُس کو مطلع کیا اور پھر پاس
قران نے اس کو تعلیم کین کہ تم جاؤ مین اس صورت سے یہان پہاڑ پر بیٹھا ہون جو کچھ کہ قرآن نے بتایا ہو
حال اُس کا آگے بیان ہوگا غرضکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا اور صورت ایک خدمتگار کی ایسی
بنکر اسی جلسہ دعوت کی طرف چلا وہان حیرت نے بخبر دعوے عیاران سکر صرصر وغیرہ عیارچیون کو
بنا بر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہر عیارچیان ہر طرف بہ ہوشیاری پھر رہی ہین جب برق وہان پہونچا
گھات مین ہوا کہ اپنا کام کرون لیکن صرصر کی نگاہ اس پہ پڑی اُس نے پہچان کر ڈانٹا کہ موئے تو کیون
یہان آیا برق نے کہا اور بھی کچھ کام ہو سوائے مار پیٹ کے باغبان کو مارنے آئے ہین صرصر نے کہا
رہ تو جا موئی کاٹے ابھی پکڑوائے دیتی ہون اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے جلد نکل گیا
اور اس نے جاکر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر پھینکی کہ
اے انگوٹھی اس بارگاہ مین جہان کہین عیار ہو گرفتار کر لا انگشتری ایک طوق آہنی بنکر چار طرف پھری
مگر برق تو پہلے ہی جاچکا تھا کہین نہ ملا انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہوگئی ملکہ نے اٹھا کر پہن لی اور
باغبان سے کہا کہ مین راہ یہان آنے کی بند کیے دیتی ہون عیار ابھی یہان آیا تھا کیا فائدہ جو اس نے
صحبت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک ہین جو چاہے کیجیے لیکن وہ آیا تھا تو آپ نے مجھے
نہ کہا مین گرفتار کر لیتا اور راہ آنے کی بند کیجیے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہوسکے تو راہ بند کیجیے گا حیرت
چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھ کو دیکھ لے اور ساحرون کو میرے
آنے کی خبر ہوجاوے کیونکہ ظاہر کرنے مین اس کا ایک مطلب ہو جس کا حال اب بیان ہوتا ہو چنانچہ
برق جو بارگاہ سے باہر دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا تھا اس کو دوسری ہیئت پہ تبدیل کرکے
جب دو چار آدمیون کو اندر جاتے دیکھا انھین مین ملکر چلا اور اندر آکر آدمیون ملازمون کے پیچھے پیچھے
اپنے تئین پوشیدہ کیے ان خدمتگارون کی پشت پر پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے
رومال جھلتے ہین اب سامنے بیٹھنے والے بسبب کثرت ملازمان اس کو نہین دیکھ سکتے اور پشت
بوجہ دیکھنے ملکہ کے کوئی ادھر سے اندر آتا نہین اور برق بااطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب
باغبان آکر اس مقام پر طالب انعام ہوئی اُس وقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ و باغبان تھی
کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا انھین کو دیکھ کر سب ہنس رہے تھے برق نے قابو پاکر ایک خدمتگار کی

بغل کے نیچے سے ہاتھ نکال کر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اس پر مہر افراسیاب کی ہوئی اُسکی گود میں
باغبان کے ڈال دیا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ اس نے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور ڈال کر آہستہ آہستہ پیچھے
ہٹکر دہنے بائیں سراچہ وغیرہ اُٹھے ہوئے تھے اسی طرف سے باہر نکل گیا اور دور جاکر منتظر وقت
ٹھہرا یہاں باغبان نے رقاصہ کو حکم انعام دینے کا دیا مذمت گار رجب نشست پر کھڑا تھا اُس نے
اس کو دو شالہ اُڑھا دیا وہ پھر اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ
پایا مہر بادشاہی دیکھ کر اسی طرح زانو کی آڑ میں پڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم مرحبا کہ تم نے مصور
پر سے سحر دفع کیا تمھیں چاہیے تھا کہ ہمارے پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت میں ہو تو خیر لیکن صبح کو
آنا زیادہ وہاں نہ ٹھہرنا اور اس وقت ہم نے کتاب سامری دیکھی تھی تمھارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش
میں بیٹھے ہو اور عیاروں نے دعوی عیاری کیا ہے بلکہ برق عیار فکر میں عیاری کی آچکا ہے لہذا تم کو
چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا سیدھے اُٹھکر صحرا میں جانا لشکر کی دہنی طرف ایک پہاڑی
جو اُس پر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہے اس کے پاس میوہ باغ زردہشتی ہے تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو کوئی
وہ میوہ کھائے عیار اسکو بیہوش نہ کر سکیں اور اُس کی محفل میں کچھ عیاری نہ کر سکیں بس وہ میوہ
لاکر سب کو کھلانا اور فراغ خاطر سے بیٹھکر داد عیش دینا تمھارا نام بھی ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست
ہیں کہ اُن کے سبب سے عیار کسی کا کچھ نہ کر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دوگے تو سب یہ جانیں گے کہ
وزیر سے کچھ نہ ہو سکا بادشاہ نے بچایا ہم کو تمھاری ہی ناموری منظور ہے کیونکہ لوگ تمھاری عظمت سے
ہماری بزرگی بھی جانیں گے کہ جسکا وزیر ایسا اُس کا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہوگا یہ مضمون رقعہ
مسطور کا پڑھکر یہ بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب میں ڈال لیا سمجھا کہ یہ سحر بادشاہ تیری گود میں
رکھ گیا ہے بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہے کہ جسوقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہے یہ سحر غائب ہو کر
پہونچ جاتے ہیں جس کو وہ اشیا بھیجے جاتے ہیں وہی جانتا ہے اور کوئی نہیں واقف ہوتا غرضکہ رقعہ جیب
میں رکھکر یہ کھڑا ہو گیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہاں کا ارادہ کیا اس نے کہا اے ملکہ میں نے
آپ کو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن بعد کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آکر پریشان کریں اس سبب سے
میں ایک چیز لینے جاتا ہوں آپ ہوشیار رہیے میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر بارگاہ کے باہر آیا اور اُڑکر
اُسی پتے پر چلا جو رقعہ میں لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکل گیا کئی کوس پر دہنی طرف جاکر ایک
پہاڑی ملی اس پر آگ روشن تھی یہ اس پہاڑی پر اُترا دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہے
سامنے اس کے کھپر جلتا ہے اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہے آنکھیں لال لال چہرے
سے غضب و جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھوں میں پڑے حلقے اور کنڈل کانوں
میں ڈالے جٹا میں خاکستری بنائے شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھونی رمائے بیٹھا ہے اس نے جھک کر اس کو

سلام کیا اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل میں قران ہے اور برق سے یہی مشورہ
اس نے ٹہرایا تھا کہ تم جاکر بھیلے رقعہ وزیر کو یہاں بھیجو میں اسکو بیہوشی کا میوہ دیدونگا وہ جاکر کھلائے گا
سب بیہوش ہوجائینگے چنانچہ برق نے وہی کیا اب جو یہ ہاتھ باندھ کر کھڑا قران بسبب عالی دماغی کے منہ سے
نہ بولا اس نے کہا حضور مجھکو میوہ باغ زردہشتی عنایت ہو قران نے گٹھری سے جنگلی بیر کہ بیچ کے بیہوشی نمکین اور
شیریں امیں تھی اور ایک رومال میں باندھ کر مرگ چھالے کے نیچے رکھے تھے اس کے مانگنے سے اشارہ کیا کہ
یہ رکھا ہے لے اس نے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا اور شادان و فرحان تخت سحر پر بیٹھکر چلا دم بھر
میں بارگاہ حیرت میں آیا اور کہا میں وہ چیز لایا ہوں کہ عیار سر نگین اور کچھ نہو سکے حیرت باصرار مستفسر حال ہوئی
کہ سچ بتاؤ کہاں گئے تھے اس نے کہا کہ مجھ سے شہنشاہ نے چیلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زردہشت میں جاؤ اور
وہاں کا میوہ لاؤ پس میں باغ زردہشت میں گیا تھا وہاں کا میوہ لایا ہوں تاثیر اسکی یہ ہے کہ عیار عیاری نہ کرسکیں
سب کو کھانا چاہیے یہ گفتگو سنکر ہر چند عیار بچیاں حاضر تھیں لیکن ذہن بھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ پہونچا کہ اسمین
کوئی فریب ہے کیونکہ وزیر خود گیا اور وہ کہتا ہے کہ باغ زردہشت سے لایا ہوں پھر دھوکا اور شبہہ کونسا باقی ہے صرف
اتنا بطور احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اس پر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب
نگاہ سحر کیا وزیر کو فوراً معلوم ہوگیا کہ ملکہ مجھکو آزماتی ہے اس نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ مجھکو کیا دیکھتی ہین میں
عیار نہیں ہوں ادھر صرصر وغیرہ عیار بچیوں نے بھی نگاہ عیاری اس کو دیکھا خوب پہچان لیا کہ یہ باغبان ہے
عیار نہیں ہے اسوقت وہ میوہ طلب کیا اس نے رومال سے نکال کر حیرت کو دیا وہ بنا بر تعظیم و ادب سر پہ
رکھکر کھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہوگئے اور میوہ سر پر رکھا پھر رومال کھولکر فی الرسم پانچ پانچ بیر
تقسیم کیے اور تبرک سمجھکر خادم خدمتگار سب اہل بارگاہ کو دیے کہ کھالیں اور محفوظ از مکر عیاران رہیں صرصر
وغیرہ عیار بچیوں نے بھی لے کر کھائے اور سب نے کھائے کہتے جاتے تھے کہ ظاہر میں تو بیر معلوم دیتے ہیں مگر واقع
میں عجب لذیذ میوہ ہے کہ سلونا بھی ہے اور میٹھا بھی ہے اور نہیں معلوم کہ اسکا نام کیا ہے باغبان نے کہا اس کو میوہ
سیات کہتے ہیں اور واقع فریب بھی اس کا نام ہے سب بہت خوش ہوئے اور رکھا پھر ناچ دیکھنے لگے سب سے
پہلے صرصر کو نشہ ہوا اگر خیال بیہوشی کا تو تھا ہی نہیں سمجھی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر میں درد ہوا ہے
اس میں رقاصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گری کیونکہ اس کو بھی بیر دیے تھے لہذا جب وہ گری تب
باغبان نے کہا کوئی نہ اٹھائے یہ الٹی ہو کر ناچے گی غرضکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اس نے صورت نگار
کے سر پر ایک دھول ماری کہ بالزادی اٹھ کے ناچتی نہیں صورت نگار نے بھی نشہ میں کچھ پاس نہ کیا حیرت
کو ناچوٹی بچوڑی مصور رنگا چہرا اسنے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی طرفداری کرتا ہے یہ سمجھکر مصور سے لپٹ
پڑا اور اس کی ڈاڑھی پکڑی اس نے اس کے پٹے پکڑے دونوں لڑتے ہوئے گرے ادھر حیرت اور
صورت نگار بیہوش ہوئیں ساحر نشہ میں شرابیوں کی طرح تمام عمر کا حال اپنا اپنا کہنے لگے اور جی کی بیزاری کر

بیہوش ہوگئے عیار بچیان بھی اسی عالم مین مبتلا ہین عجب کیفیت ہے غرضکہ جب سب بیہوش ہوگئے برق نے باغبان
کو جاتے دیکھا اور حضرت قران بیہودے کر چلا تھا کُن رب لشکر کے برق کو ملا اور کہا آؤ سب بیہوش ہوگئے
ہونگے چلکر ڈیرمین پیشورہ کرکے بشکل سنبل چلے پہرے والون سے بچتے ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے
یہان کے پہرے والے اور خدمتگار سب بیہوش تھے عیارون نے جلد سراچہ بارگاہ گرا دیئے اور دروازے
پر تکیہ لگا کر باطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچیون کو پہلے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق و ضرغام و جانسوز
وغیرہ کی صورت پہ بنا دیا اور ان کو صف بیہوشان سے الگ لے جا کر لٹا دیا پھر بزم کے تمام ساحرون کی مع
مصور باغبان کے داڑھی مونچھیں بھوئین چار ابرو کا صفایا تیلا دیا سب مونڈ کر جادوگرنیون کے سر
مونڈے لیکن حیرت کی جب نوبت آئی دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے کہ کچھ آفت آئے گی اس سبب سے اسکا سر نہ
مونڈا باقی عیار بچیون کو چھوڑ کر سب کے سر مونڈ کر منہ سب کے کالے کیے ہاتھ مین جوتیان نہا دین اور
باغبان کو عورت حسینہ بنا کر مصور کے پہلو مین برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دی
اور تمام محفل کے کپڑے اتار لیے ایک ایک تہمد باندھدی کہ ننگے نہ رہین وہ بھی صرف عورتون کے باندھدی اور
مردون کو یون ہی رکھا صرف عیار بچیان برہنہ نہین ہین ان کو مردانہ لباس مثل عیارون پہنا دیا ہے غرضکہ
جب یہ سامان کر چکے باہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل ہو سکین ان کو مارنا بھی چاہیے یہ مشورہ کر کے حیرت و
مصور وغیرہ ایسے ساحرون کو جو قتل نہ ہو سکین گے رہنے دے کر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچکر گردن کاٹنا شروع کرین
ہنوز کسیکو قتل نہ کیا تھا کہ وہان شاہ جادوان نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی اور سب حال
دریافت کیا عیارون کی چالاکی معلوم کر کے خود وہان سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسی کو بھیجنا مناسب
نہ سمجھا یہان عیارون نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور ان کے مرنیکا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا
سنکر دوڑے تھے کہ دفعتہ تاریکی ہو گئی اور آواز بڑے زور سے آئی کہ ہم افراسیاب عیار یہ صدا سنکر جلد
جلد دو چار اور قتل کر کے جست و خیز کنان رو بفرار لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال کا لکھا ہوا پھینکتے گئے
یہان بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی سی چلی کہ جتنے شمع و چراغ گل ہو گئے تھے آپ سے
آپ روشن ہوگئے اور برودت ہوائے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے اول سب سے عیار بچیان
ہوشیار ہوئین اور یہ ہنگامہ و شور دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جائین شاہ جادوان سمجھا کہ یہ عیار ہین اس نے
سحر کر کے ان کو بے حس و حرکت کر دیا اس اثنا مین اور بھی سب ہوشیار ہوئے مصور نے جو وزیر کو مثل زن
حسینہ پہلو مین پایا جان جہان کہہ کر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے بوسہ لیتے وقت اس کی ناک دانت سے
دبا لی اس نے کھینچنا شروع کیا کہ ارے واسطہ سامری کا یہ کون سا غمزہ سیکھا ہے کہ ناک کاٹتی ہے
مین دل دون گا مگر ناک نہ دون گا اس ہنگامہ مین زوجہ اس کی جو کنکی اور میان کو غیر عورت سے لپٹتے
دیکھ کر یہ بھی زہر رشک سے مصور کو دو ہتڑون سے مارنے لگی کہ ہر جا دے اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا

سب کے سامنے رنڈی کو لے پڑنا سیکھا ہے بیٹے منہ تیری بے حیائی پر لعنت مصور کے گلے میں جھولا بندر والوں کی طرح
پڑا تھا اور سارنگی ہاتھ میں بندھی تھی وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی صورت نگار کے ہاتھ میں جوتیاں تھیں جب
وہ دو ہتڑ مارتی تھی مصور کے سر پر پڑتی تھیں ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو دیکھ کر
جتنے ہوشیار ہوئے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھنا بھول کر ہنس رہے تھے اور جو منہ پر ہاتھ پیٹتا تھا
رخسارہ پر جوتی پڑتی تھی بعض جو اٹھ کر مصور کو چھڑانے چلے تھے ننگے اچھلتے تھے ملکہ حیرت جو اٹھی تھی
بچشم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طلسم تا دیر ہوشیار کر کے یہ حالت دیکھا کیا اور دست تاسف
ملتا رہا آخر اس نے نعرہ کیا کہ باشید اے بیخردان چشم خود را واکنید و حال خویش را تماشا کنید اس
نعرے سے سب مست بے غفات ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں برہنہ دیکھ کر شرمائے وزیر نے ناک
مصور کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غرضکہ سب نے اپنی ہیئت کو آئینہ میں معائنہ کیا اور لباس طلب
کر کے پہنے جب بادشاہ بحال ہوئے حیرت میں بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے منہ کو ڈھاٹے باندھ کر
چھپائے تھے بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا کیوں تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہاں آ کر ٹھہرنا
آخر میں ان کا نہ ماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہی تھا اس سے سوائے ذلت دلانے کے اور
نہیں ہو سکتا شاہ طلسم کے غضبناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا
کہ عیار جو میں نے گرفتار کیے ہیں ان کا سر جلد کاٹ ڈالو ساحر از بسکہ جلے ہوئے تھے حکم پاتے ہی تلوار کھینچ کر
بہر قتل اٹھے عیار بچیاں رنگین اور عرض پیرا ہوئیں کہ کچھ عرض ہے تو ان کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی میں دیکھ لیں ہم
آپ کی عیار بچیاں ہیں آئندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہے بادشاہ کئی بار اپنے ملازموں کو اپنے
ہاتھ سے دھوکے میں قتل کر چکا ہے اس سبب سے قتل کرنے والوں کو مانع ہوا اور عیار بچیوں سے پتہ نشان
پوچھ کر چھوڑ دیا یہ بھی لباس تبدیل کر کے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئیں شاہ
طلسم نے ان سے کہا لعنت ہے تم پر کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا دیکھو عیار ایسے ہوتے ہیں صرصر نے کچھ جواب
نہ دیا اور دل میں قائل ہوئی کہ واقعی مجھ کو گمان تھا عمرو کی نسبت وہ گلیم وغیرہ تبرکات سے کام لیتا ہے
اس وجہ سے ہم اس کی برابری نہیں کر سکتے مگر یہ گمان غلط نکلا شاگردان عمرو بھی بلائے روزگار ہیں وہ
عیاری کرتے ہیں کہ ہمارا ذہن بھی اس تدبیر تک نہیں پہونچ سکتا فی الجملہ جب بادشاہ نے ان کو بہت لعنت
ملامت کی تو انھوں نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم اب کریں گے حضور ملاحظہ فرمائیں گے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہیں یہ کہکر
بہ فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئیں اور افراسیاب ملکہ حیرت کو نصیحت و پند بہت سی کرنے کہ گھبرانا
نہیں میں ان نمک حراموں کے قتل کو ساحر زبردست بھیجوں گا مجھ کو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کروں
تو اسد کو قتل کروں مگر نہیں اب پہلے طلسم کشا کو مارنا لازم ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کہے گا کہ میری
شرکت کی خبر سنکر عمرو کی غیبت میں اسد کو مار ڈالا شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا بس انتظار کرتا ہوں کہ

وہان سے بھی مدد آئے تو طلسم کشا کو قتل کرون دیکھون کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہے اسلام مین کوکب کی کوئی حقیقت نہین جانتا وہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان و صحرا کی ہمارے جد و آبا نے سرداری اُس کے بزرگون کو دی تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے جس وقت میرے مقابل آئے گا سزاے معقول پائے گا یہ کہہ کر باغبان کو اپنے ہمراہ لے کر سمت باغ سیب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوے خیمہ دیدہ باید کہ کیا قسمت کھاتی ہے مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو ادھر گئے اور مصور سحر تیار کر کے اپنے مقام پر جا کر چلہ کش ہوا حیرت خجالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی جنگ و جدال چند روز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی تیر تابان رخسار سحر پر نمایان ہوئی اور سواد ظلمت روے روزگار سے چھٹا اگر سرخی شفق سحر عیار دہر نے لگائی

نظم

پر اندیشہ بود آن شب دیر باز شب تیرہ باشد بلند آفتاب	بخورشید بنمود تاج از فراز ہمی گفتگو داشت افراسیاب

صبح نے دربار کیا سرداران ذی رتبہ حاضر ہوے دربار معمور ہوا عیارون نے آکر ڈاڑھیان اور لباس ساحران حریف کا دکھایا اور ماجراے شب گذشتہ بیان کیا ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹنے لگا قہقہے اڑے آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے

داستان آنا پتلے کا مجلس جادو کے بہر گرفتاری جنین جادو کنیز کے اور مارا جانا اس پتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھر نامہ بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور مارا جانا نامبردار کا ہاتھ سے بہار اور عیارون کے عمل مین کوکب کے اور ملاقات کرنا بہار کا نقلی عمرو سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلام مین جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر اور مدد کے لیے بھیجنا کوکب کا بلور چار دست کو ہمراہ ہمشیرہ عمرو کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے لمؤلفہ

دریاے کرم ہے تیرا جاری	ساقی بھر خم لنڈھاے ساری

پھر رند ہین تیرے تشنہ دے
عینک پھر نشہ کی چڑھا دے
اُس مے کے ہین رند تیرے طالب
وہ مے کہ جو مثل تیغ ہو تیز
وہ مے کہ ہون رند جس سے خونریز
جو آگ بھبھوکا سی بنی ہو
جس کا ہو نام دختر رز
قاضی کرتا ہو جس کی حرمت
جس مین کہ بھرا غضب کا ہو قہر
رگ رگ مین بھری ہو جسکے شوخی
ساقی تجھکو ہے کچھ بھی معلوم
دنیا مین ہین جتنے دشت ویران
ہین پھول کے رند جو چھوڑے
اس وقت ہمین بھی مے پلادے
آئین مضمون نئے نئے پھر
مضمون کہن کی فوج ساری
بھرتی مین نیا ہو سارا لشکر
لکھون پھر جلسہ طرب مین
جلسہ ہو نیا نئی مدارات
پھر عشق کی آگ اک لگاؤن
استاد کی معتبر روایت

غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے
آنکھون کو طلسم پھر دکھا دے
جس سے کہ برآئین کچھ مطالب
وہ مے کہ ہو پھر طبع شبدیز
جس کا حرمت سے شیخ نے نام
انگور سیاہ کی جنی ہو
جس کا مستی ہی پہ ہے مرکز
جان رندان ہو جس کی صحبت
شوخی بادہ کی جس مین ہو لہر
دل مین آنکھون مین جا ہو جس کی
عالم مین بہار کی ہے پھر دھوم
پھولون سے بھرے ہین انکے دامان
گلشن مین ہین پھولون کے کٹورے
تجھ کو اب غیب سے خدا دے
جادو افسون نئے نئے سر
ہو برطرفی مین اب کی باری
جو شاہ طلسم کا ہو ہمسر
فوج مضمون بلاؤن اب مین
مہمان نئے ہون اور نئی بات
دو دل کو بلاؤن مین پھنساؤن
اے جادہ چنین کنند حکایت

نیشان افسون تحریر۔ دمقریان جادو تقریر۔ حاکیان حکایت عاشقی۔ وافسانہ طرازان فساد معشوقی سحر سازی خامہ جادو فن بصد تفنن اس طرح دکھاتے ہین اور عربدہ پردازی معشوقہ دلفریب تقریر کو جلوہ گاہ تحریر میں یون لاتے ہین کہ زمانہ قدیم مین ایک کنیزک جنین جادو نام خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ کر طلسم ہوشربا مین آئی اور اُس نے سرکار افراسیاب مین سرفرازی پائی اب طلسم باطن مین ایک باغ دبستان اس نے بنایا ہے اس مین رہتی ہے ہمیشہ وادعیش وتماشا دیتی ہے فی الحال جب عمر وطلسم کوکب مین پہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شرکت عمرو کی منظور ہوئی تو اُسوقت شاد

کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظور رہا آخر یاد آیا کہ جنیین کو پکڑ بلانا چاہیے اگر کوئی لے سکے گا تو موقع جنگ بحال
خوب ہاتھ آئے گا پس مجلس کو ایسا کیا گیا کہ وہ آغوش عمرو میں آکر بیٹھی اور بہر گرفتاری کنیزک مذکورہ پتلا سحر کا
اُس نے روانہ کیا چنانچہ وہ پتلا اُڑتا ہوا قریب دارالامارۂ شاہ کوکب پہونچا وہاں ایک زنجیر آتش بیچ
ہوا کھنچی ہے اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہی زنجیر نظر آتی ہے جو اس سے گزرے تو سرحد طلسم نورافشان
طے کرے اور بہت جلد طلسم ہوشربا میں پہونچ جاسے دوسری طرف سے جانے میں برسوں گزرین
اور راہ نہ پائے یہ پتلا اور دو ساحر جو خبر لینے لشکر عمرو کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچکر آگے نہ
بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جاکر بعد ادب کوکب سے عرض کیا کہ اس طرح پتلا اور ساحر قریب زنجیر
آئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ مجلس کی خاطر ہے جانے دو یہ کہکر ایک نامہ بران کو لکھا کہ اے فرزند
تم نے غلطی کی پتلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائے گا اور خاطر ہی عمرو کی کہ یہ جنگ ہم نے اپنے ذمہ لی
اب ہم سے لڑائی کی بنیاد شروع ہے جو کوئی صاحب انصاف سنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب
نے برا کیا یعنی ایک تو کنیزک کو بٹھا رکھا دوسرے جو اسکو لینے آیا اُس کو بھی مارا اخیر اچھا کیا جو یہ
پتلا بھیجا یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لے کر بران پاس آیا نامہ دیا اور کہا یہ میوہ خواجہ
صاحب کے لیے بھیجا ہے پڑھکر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسین بران نے کہا
خواجہ مبارک ہو آپ کو میرے باپ نے دل آپ کی شرکت فرمائی اب تھوڑی دیر مین لڑائی شروع ہے
مخمور نے کہا شاید پتلا جو بھیجا گیا ہے اُسی سے چھیڑ شروع کی ہے مگر مجھ کو یہ خوف ہے کہ افراسیاب نے بڑے
سبل پھیلا رکھے ہین دیکھیے جو اُس پر کوئی فتحیاب ہو ایک اس نے قلعہ ایسا بنایا ہے کہ چار درجے اُسکے
ہین ایک درجے مین سامری کے ہشت دوسرے مین اژدر سوار تیسرے مین ببر سوار چوتھے مین بڑے تین
سحر کی ہین پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہے بی بی وہ ہوا بڑا زبردست ہے بران نے کہا مین
ایسے قلعون کو گھروندا سمجھتی ہون اور لٹ زلف کی سرکار کے اختر مردار یہ کا نکالا مخمور ہرچند کہ ساحرہ
زبردست ہے مگر اُس کے دیکھنے کی تاب نہ لائی آنکھین بند کرلین اور بران نے کہا اے مخمور بیٹی
ساحران عالم تو ڈرتا ہے اور اب پتلے کا حال معلوم ہوے تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ یہان تو یہ ذکر
ہے اُدھر پتلا اجازت پاکر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے لیکن پتلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر پھر
خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کی طرف روانہ ہوے مگر پہلے پتلے کا حال سنیے کہ سیدھا باغ مین پہونچا جنیین
چوکی پر بیٹھی منھ دھو رہی ہے کنیزین آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہین کسی کے ہاتھ مین مسی دانی ہے کوئی
جیبی لیے کھڑی ہے جنیین نے رخسارون پر صابون ملا ہے اور پپڑیان ہونٹھون پر سے لالی کی اور دانتون
سے رنگین مسی کی چھڑا رہی ہے کہ پتلا آکر پہونچا ایک کنیز نے اُس کو دیکھکر کہا ادئی تو کون اس کہنے سے
جنیین نے بھی دیکھا رنگ سفید ہوگیا محبوب جادو اس کا معشوق بیٹھا تھا پتلے نے اُس سے کہا

میان ہمارا اسلام ہر وہ سمجھا کہ یہ تیلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہے یہ سمجھکر بولا کہ آئیے بیٹھیے تیلا سیدھا جنین پاس آیا اور کہا چل نالزادی تجھکو ملکہ مجلس جادو نے بلایا ہے اور فرمایا ہے کہ نہ آئے تو جھونٹے پکڑ کے لانا یہ سنکر اس نے کہا او صاحب مین اب تک لونڈی بنی رہی ہان پہلے لونڈی تھی مدت ہوئی کہ نکل آئی اب مجھسے کیا کام اچھا مین نامہ لکھے دیتی ہون لیجاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ ماندی ہو گئی ہے تیلے نے کہا نالزادی تجھ اب تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی اس نے منھ مین طمانچے لگائے کہ اے توبہ مین بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہون تیلے نے جواب دیا کہ مین لیجانے اور دے آنے کا ٹھہرا تمھارا پیادی ہون یا تمھارے باپ کا نوکر ہون خیر معلوم ہوا تو یون نہ جائے گی یہ کہکر لپکا جنین نے کنیزون سے کہا روکو اس کو چار طرف سے کئی ہزار عورت نے آکر گھیرا اور نارنج ترنج وغیرہ تیلے پر پڑنے لگے مگر جو نارنج تیلے پر پڑا اس کے جسم سے شعلہ نکلا اور جاکر اسی عورت کے پڑا کہ جس نے نارنج لگایا تھا وہ جلنے لگی اور تیلے نے جس کے دوڑ کر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپ کر مر گئی جنین نے بھی بہت سحر کیے مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر بزور سحر وہ اڑی اور سمت افراسیاب بھاگی تیلا بھی پیچھے اس کے اڑا اور دریائے خون رواں کا بارہ کوس کا بیان ہے میدان ہے اس کے بعد باغ سیب ہے اور اس میدان مین ہزارون آفتین اور بلائین رہتی ہین انھون نے فریاد کرنا جنین کا سنکر تیلے کو روکنا چاہا مگر نہ رکا اور ان بلاؤن نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہے ہمین اس مین دخل دینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ شاہ جادوان کے خلاف گذرے پس یہ سمجھکر طرح دے گئین لیکن اس روکنے مین جنین باغ سیب مین پہونچگئی شاہ جادوان صبح کو سریر آرائے حکومت تھا اہل دربار جمع تھے کہ یہ جاکر پہونچی سب نے دیکھا کہ دوپٹہ کہین محرم چڑھی پائجامہ اترا پڑتا ہے سنبھالتی ہوئی بدحواس رنگ رخ زرد شانہ کھلا منھ پر صابون لگا جوتی آگے آرہی ہے یہ کہتی ہوئی کہ لیجیے بچائیے آئی ہے افراسیاب نے کہا اے غضب ہوا کوئی اس کو پکڑنے آیا ہے اسمین یہ قریب آئی اور کہا اے شہنشاہ بچائیے مین چلی شاہ جادوان نے کہا ارے کون آیا ہے اس نے کہا وہی آپ تو جانتے ہین شاہ نے کہا نام تو لے کہا حضور مجلس مجلس شاہ نے یہ سنکر کہا کچھ لوگ بہر استقبال آجائین کہ ملکہ مجلس آئی ہین ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ تیلا پہلے غرق آسمان ہو گیا تھا سیدھا باغ مین اترا اور جنین نے دیکھکر کہا یہی ہے شاہ سمجھا کہ مجلس نہین آئی یہ سحر اسکا آیا ہے یہ سمجھکر غضبناک ہوا اور تیلا آتے ہی جنین کی کمر مین ہاتھ دے کر لے اڑا وہ پکاری کہ ہائے مین مفت مین چلی بیوی بنکر بھی باندی بنی افراسیاب کو غصہ آیا اور پکارا کہ ہاش کہان لیے جاتا ہے یہ کہکر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا تیلا اونچا ہو چلا تھا کہ گولا اس کے سر پر پڑا سر پھٹ گیا اور جنین اس کے پنجے سے چھوٹی شاہ طلسم نے سحر کیا کہ ایک پنجہ سحر نے اس کو سنبھال کر نیچے اتار دیا اس نے اپنے کپڑے ہوش مین آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھر کی بلا گردان ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن ہم سے اور کو کب سے

قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا جو شخص کہ عقلاے روزگار مین سے حاضر دربار تھے وہ عرض رسا ہوے کہ وقع مین
حضور خود فرمالین کہ ایک کنیزک کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اس قدر پاسداری کنیزک افزائی سمجھا
ہو کوئی کہ کوکب پاس سفر دور ودراز دشت و صعب طے کرکے گیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور
اس نے اس کو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اس کی پاسداری کرے گا شاہ یہ باتین سنکر سمجھ گیا کہ یہ
کنایہ عمرو کی طرف ہے یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو یہ پہلی چھیڑ عمرو کی طرفداری کے لیے ادھر سے ہوئی
ہے مین نے برا کیا جو پتلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہے اس نے اپنی کنیز کو بدلا لیا تھا مجھ میرنا ملازم کو
نہ ستایا تھا اگر یہ کہے کہ پرائے گھر زبردستی کیون جاتی تو وہ کہے گا کہ مین تمھارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر
جانتا تھا جس طرح میرا جی چاہا مین مالک مثل تمھارے تھا اب تم نے مجھ کو غیر سمجھا تو مین بھی تمھین بیگانہ
جانتا ہون یہ کہکر مشیرون سے صلاح کی اب اس بارے مین کیا کرنا چاہیے انھون نے عرض کیا کہ
ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ حضور ایک نامہ مشتمل عذر اس کا لکھین کہ اے برادر یہ سب فساد عمرو
کا ہے ہمارا ارادہ تم سے بگاڑ کا نہین ہے تمھاری بھتیجی کا پتلا یہان آیا تھا اس نے بہت سے ساحر میرے
یہان کے مار ڈالے اس پر ناچاری اس کو مین نے مارا امید کہ اس رنج کو خاطر مین جگہ نہ دیا اور حسنین
تمھاری کنیز مدت سے نکل آئی ہے اس سبب سے مین نے اس کو رکھ لیا کہ وہ یہ گھر ایک ہی ہے اب تم چاہو تو مین
اس کو بھیجدون اور تمھین بھی چاہیے کہ عمرو کو پکڑ کر بھیجو و فساد موقوف کرو یہ راے مشیران باتدبیر نے جب
بتائی شاہ کو پسند آئی دبیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہان تو نامہ لکھا جاتا ہے مگر پتلے کا
جب سر کٹا وہ پتلا تو جل گیا لیکن طائر خوش رنگ اس کے سر سے نکلا اور جانب طلسم نور افشان فریاد
کرتا چلا یہان بران و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین کہ طائر آکر چلایا ناچ ہو رہا تھا ملکہ نے اس کی فریاد سنکر
ناچ کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ مین آپ کے حق نمک سے ادا ہوا اپنے ہاتھ سے افراسیاب
کے مارا گیا یہ کہہ کر زمین پر گرا منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جلگیا مجلس جادو نے جو یہ دیکھا رونے لگی
اور کہا ای جان ہمارے پتلے کو حسنین قحبہ نے مارا اے ہی جان خود مین ابھی جاکر آفت برپا کردونگی
بران نے اس کو گود مین لیا اور آنسو پونچھے اور کہا اے بیٹا حسنین جیسوا کی یہ مجال ہے کہ تمھارے
پتلے کو مارے یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہے تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلین گے اور والد بھی
چلین گے اب تو ان سے بگڑی ہے دیکھو تو کیا ہوتا ہے مختصر یہ کہ اس کو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب کو پتلے
کے حال کا لکھا ایک ساحر نامہ لے کر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہونچا
پڑھ کر سنا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور
مین بھی خواجہ سے ملاقات کرون گا اور کثیر فوج بھیجون گا اور مجھ کو سب حال پہلے سے معلوم ہے بلکہ
عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہے اسکا بھی حال تمھین آگے ظاہر ہوگا جب یہ نامہ بران کو پہونچا

اس نے خواجہ کو دکھایا محمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی خوب ہوگی غرضکہ اسی خوشی میں حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اس طرف کا حال سنیے کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب الحکم شاہ طلسم نامۂ عنبرین شمامہ سواد مشک رنگ سے لکھنا شروع کیا سرنامہ میں تعریف جمشید و لقا سامری وغیرہ اس طرح آغاز کی

نامۂ افراسیاب محتوی بہ عذر و حجاب جانب کوکب روشن ضمیر لمؤلفہ

جمشید کا وصف کیا بیان ہو — محتاج لباس گل کہاں ہو
ہیں سامری ساحروں کے داتا — رونق ہوا انھیں سے سحر پاتا
زردہشت و لقا و دو مخیشا — لات و عزیٰ و فرد یقتا
معبود ہیں سب یہ ان کے بس ہیں — جاری سب کفر کی ہیں رسمیں
ان سب کی صفت کے بعد اے شاد — ملجائے جہاں ہے تیری درگاہ
زینت دہ تاج و افسری ہے — رونق دہ چتر برتری ہے
اے قدر دہ دودمان شاہی — اے گوہر بحر آشنائی
گلزار شہی ہے تجھ سے خرم — سرسبز ہے تجھ سے باغ عالم
اے صدر نشین بزم الطاف — اے نیر آسمان انصاف
پہلے یہ دے تجھے سلام میرا — بعد اس کے ہے یہ پیام میرا
اک نامہ تمہیں بعجز نوشت — اس واسطے تھا لکھا بالفت
یعنی الطاف تم کروگے — دل میں انصاف تم کروگے
رتبہ میرا نہ تم نے جانا — افسوس کہا نہ میرا مانا
میں قبلۂ دین ساحران ہوں — میں رہبر راہ رہبران ہوں
سب سمجھے کہ عمر دہے مجھ سے بہتر — ذرہ خورشید سے ہے بڑھ کر
سب سمجھے جو کچھ وہ خیر سے تجھے — لیکن لازم ہے اس کے بدلے
تیرا مرتبے کا غم کا نہ کرنا — آگے انصاف سے نہ بڑھنا
مارے اس نے ہزاروں ساحر — لڑنا اس کا ہے سبب بظاہر
کب تک میں ضبط کرتا بسلا — انصاف سے اپنے دل کو سمجھاؤ
مجلس جو بھتیجی سے تمھاری — وہ ہم کو بھی دل سے ہے پیاری
کی میری برابری جو یہ بات — مشہور ہے تجھ تا بہ بڑی بات

لازم ہے بڑون کا پاس کرنا — حد سے لائق نہین گذرنا
رنگ گل کی چمن مین شوخی — گلشن سے جدا ہے گل کو کرتی
بلبل جو زیادہ چہچہاے — صیاد اسے دام مین پھنسا لے
مچھلی کا کنار بحر اچھلنا — حد دریا سے ہے نکلنا
ہر چند کہ آئینہ ہو شفاف — منہ چڑھتا ہے عیب جو ہو وہ صاف
بھڑکانا نہین ہے آگ کا خوب — انسان کو شرارتین ہین معیوب
لونڈی کا پکڑنا تھا جو منظور — کہلا بھیجو اسے حسب دستور
فی الفور اسے مین بھیجدیتا — جھگڑا ذمے نہ اپنے لیتا
اب بھی نہین کچھ گیا ہے حضرت — حاضر ہے کنیز بہر خدمت
اس شرط سے گر عمرو کو یا شاہ — بھجوا دو پکڑ کے تم باکراہ
ہر چند کہ تم ہوے مسلمان — برباد کیا ہے دین و ایمان
پھر بھی تم سے بہ پاسداری — لکھتا ہون بہ عجز و انکساری
بدلے عیار ناسزا کے — لازم نہین چھیڑ چھاڑ تجھسے
آگے اب کیا لکھون مین حضرت — جمشید کرین تمہین ہدایت

یہ نامہ منشی نے تمام کرکے بعد ملاحظہ شاہ مزین بہ مہر خاص کیا اور لفافہ کرکے سامنے شاہ والا کے رکھا بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار فلک کی طرف سے اتر کر سامنے آیا اور سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے **قرطاس جادو** مین نے اس لیے تمھین بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا شاہ **کوکب** پاس لے جاؤ اور جواب باصواب لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہر چند کہ لیاقت نامہ داری دربار شاہان نہین رکھتا ہے لیکن آپ نے جو ایسا منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہے تو آپ کے اقبال سے بجا لاؤن گا مگر جس طرح کہ خسروان ذیجاہ ایلچی بھیجتے ہین یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لے کر حشمت تمامتر جائے گا اور کسی سے دب کر عجز کے کلام نہ کرے گا جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجیے ورنہ معاف فرمائیے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ مین بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہون کہ وہان جاے اور شوکت میری ظاہر کرے تم جسقدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا بلکہ اگر جنگ آغاز ہو جاے تو مجھے خبر کرنا کہ خزانہ و لشکر بھیجا جائے گا اُس ساحر نے یہ سنکر پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت رخصت عنایت کیا خلعت سے مخلع ہوکر نامہ سر سے باندھا وہان سے رخصت ہوکر اپنی جگہ پر آکر حکم ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تختہاے ساحران منقش و

ڈنگین تھے جواہر پایون پہ نصب تھا نہایت پُر تزئین تھے ساحرون کے بازوون پر بت بندھے تھے مالہ ہاے مروارید سب پہنے تھے جھولی ہر ایک کی سندلیقی تھی مرکبون کی ہیکلون مین جواہر کی تختی تھی آگے آگے طاؤسان زرین بال پر نقارے سیمین و طلائی لدے تھے ساحر بہ لباس عمدہ اُن پہ بیٹھے تھے پیچھے ان کے چار دگرنیون کے پرے سر اسر دریاے جوہر مین غوطہ مارے تاقوس بونکتی بیرقون کو جلوہ دیتی تھین اپنے حسن پہ پیر گردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہو کے ہوش کھوتی تھین بیچ سیاہ کے چالیس اژدر پر تخت جواہر نگین کسا ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اُس پر بیٹھا ہوا گرد افسران لشکر ساحران نامور گھیرے پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر و طائر سحر لدے بردے ہوا یہ لشکر اڑتا ہوا نہایت تزک سے روانہ ہوا

اُٹھے لشکر ابر سحر آفرین ۔ چھپا جس سے رخ پردۂ مہر بین

بجائین اڑین سرخ جو جھنڈیان ۔ گھٹائین لگین کوندنے بجلیان

دہن اژدرون کے کھلے پھاڑ سے ۔ پیاپے وہ شعلے اگلنے لگے

ہوا سے تھا شعلون مین یون پیچ و تاب ۔ کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب

اڑے تھے جو طاؤس وہان بیشمار ۔ دل دہر مین داغ تھے آشکار

ہوا ایسا ڈمرو سے پیدا خروش ۔ اڑے ہند دسے چرخ کے جس سے ہوش

ہم غول باندھے ہوے ساحران ۔ چلے ساتھ اُس کے بصد عز و شان

از بسکہ قرطاس اس ارادے پر چلا ہی کہ مین جو بات سخت دونگا یقین ہی کہ فساد ہو پھر اس صورت مین کیا معلوم کہ زندہ رہون یا ہلاک ہو جاؤن لہذا لازم ہی کہ سب اپنے دوست اور رفقا و اعزا وغیرہ سے مل لون چنانچہ اس کے چند دوست اور عزیز لشکر حیرت کے افسر ہین اُن سے ملنے و نیز اپنی شوکت وہان کے لشکریون کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریاے سحر کے پار اترا حیرت کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بہر رخصت ادھر آتا ہی اس نے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ با اعزاز اس کو لے آئے ملکہ نے عزت سے بٹھایا اس نے عرض کیا کہ مین برسم قاصدی جاتا ہون لیکن عزم رکھتا ہون کہ عمرو کو مار کر آؤن گا سر دربار شاہ کوکب ؔ پُران ہو کر سحر بھالا بنکر پیٹ مین عمرو کے جاؤن گا اور دل و جگر چھید دون گا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیرخواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی جان نہ دینا ملک بیا یا ہی شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اس نے کہا اگر ایک مین نہ ہوا نہ سہی وہ فساد کرا سکتے والا تو نہین رہیگا یہ باتین سنکر سب اہل دربار اس کی ہمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر مہرخ جملہ کیفیت معلوم کرکے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بعد ادب زبان پر لائے کہ اے شہریار گردون وقار ایک ساحر بعہدہ نامہ رسانی مامور ہو کر سمت کوکب جاتا ہی اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا ہی یہ خبر سنکر سب افسر بہر عمرو دست بدعا ہوے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگہبان رہے مگر عیار جو موجود تھے اپنے استاد

کی ضرر رسانی کی خبر سنکر گویا ہوے کہ اس نامہ دار کی شامت آئی ہی ہم راہ ہی مین اس کو رہرو ملک
عدم کر دین گے خواجہ تک جانا کیسا راستہ مین پیام اجل پہونچا دینگے دشت جہنم کی سیر دکھا دین گے یہ کہکر
برق نے ضرغام و جانسوز کو طلب کیا اور کہا اے برادر ہم اور قران اس ساحر کے فراق مین
جائین گے شاید ہمکو عرصہ ہو جاوے تو لشکر سے تم خبردار رہنا یہ کہہ کر گلے ملا اور سپرد بخدا کرکے روانہ ہوا
راہ مین قران سے ملاقات ہوئی اس نے سب ماجرا بیان کیا قران نے کہا تم چلو مین بھی جلد آتا ہون یہ
وہان سے بڑھکر خدمتگار کی ایسی صورت بنا اس عرصے مین قرطاس کے لیے بارگاہ عالی استادہ ہوئی اسلیے
کہ یہ آج مقام کرکے دوستون سے ملکر کل رہگرا ے منزل مقصود ہوگا پس حیرت سے اجازت لے کر بہ آرام
قرطاس اپنی بارگاہ مین آیا تھا کہ برق بھی پہنچا اور اس نے صرصر و صبا رفتار کو دیکھا کہ یہ میوہ دان
کی ڈالیان اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب جاتی ہین سمجھا کہ اسی بارگاہ مین وہ نامہ دار ساحر ہی یہ
میوہ اس کے لیے لائی ہین یہ سمجھ کر اس جگہ دبک اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا
کہ کون اندر گیا صرصر نے پرچھائین سی دیکھی کہ جیسے کوئی اندر گیا ہی اس نے صبا رفتار سے کہا کہ دیکھو عیار
اندر گیا اس نے کہا جانے دو تم دخل نہ دو کئی بار ذلت ہو چکی ہی میوہ دیکر اپنے کام کو چلو جو عیاری ہین پڑے گی
وہ کرتا یہان بولنا برا ہی یہ کہکر دونون بارگاہ مین آئین قرطاس کو ڈالیان دین کہ ملکہ نے بھیجی ہین اس نے انکو
خلعت دیکر رخصت کیا پھر اپنے دوستون اور افسرون کو فکر کے بلوایا ناچ ہونے کا حکم دیا سب دوست
آشنا آکر جمع ہوے ہر ایک سے یہ ملا پھر ناچ ہونے لگا دور جام شراب شروع ہوا اتنے عرصے مین فرمان قضا
جریان احکم الحاکمین بنام خسرو سیارگان براے روپوشی و نظر بندی تیولا نگرہ قدرت سے صادر ہوا
اور منشی قدرت طراز قدرت نے نامہ صفحہ سپہر پر بخط نور انجم قلم کہکشان سے رقم فرمایا المؤلفہ

چھپا خورشید جب پیدا ہوئی شام	بھلا نیرنگی دنیا کا انجام
کبھی یہ تیرہ رو ہے اور کبھی زرد	دل انسان مین پیدا اس سے ہی درد

پہر رات تک جلسہ عشرت و انبساط رہا پھر افسران لشکر رخصت ہوکر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے
نوکرون سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ جو خیام کہ استادہ ہین وہان جاکر سو رہو اور چند ملازم بہر خدمت اپنے
پاس رکھ لیے برق جو خدمتگار بنا ہوا تھا یہ بھی ہمراہ ملازمان ایک خیمہ مین آکر ٹھہرا سب نوکرون نے اسکو
نیا آدمی دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہی غرضکہ ہر ایک آرام گزین ہوا اس نے بھی چادر
بچھا کر ایک گوشے مین قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھکر دستک دی تاثیر اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی
عیار میرے نوکرون مین آکر ملا ہو تو اس کا آدھا جسم نیچے کا بے حس ہو جائے بس سحر پاتے ہی برق خیمہ مین بے طاقت
ہو گیا اس نے جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اٹھنے کا قصد کیا اٹھا نہ گیا سمجھا کہ سحر جادو کیا ہی یہ سمجھ کر
وہان جو لوگ تھے انکو اسنے پکار کر جگایا اور کہا بھائیو دو پہر رات گئے ایک مرض پیدا ہوا جھکو ہوتا ہی کہ آدھا دھڑ

رہجاتا ہی کچھ اس وقت وہی عارضہ عارض ہوا ہم لوگ اٹھا کر مجھکو ذرا پیشاب باہر کرالاؤ یہ سنکر دو ایک آدمی اُٹھے
اور بدقت تمام اس کو اٹھا کر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر جانے سے سحر مجھپر سے اترجائیگا اس خیمہ کو شاید سحر
کیا ہی مگر نہین باہر آنے سے بھی وہی حال رہا ناچار اس نے پیشاب کیا اور لوگ اس کو پھر اٹھا کر لے گئے یہ چپ ہو کر
پڑ رہا اور رات بھر مین تدبیرین ہزارون کین کہ مین اچھا ہو جاؤن مگر ممکن نہ ہوا یعنی کبھی ساحرون سے کہا کہ بھائی
مجھپر کوئی سحر پڑھکر دم کرو شاید مین صحیح المرض ہوجاؤن کبھی کہا کہ مجھکو خیمہ سے بہت دور صحرا مین لیچلو کیا عجیب ہے
جو وہان کی ہوا مجھکو راس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مریض سوداوی صبح دہر
نے صحت پائی اور داغہاے ابر انجم جسم فلک سے دور ہوئے چشم خورشید مین روشنی آئی کہ لمؤلفہ

دیدۂ دنیا سے تاریکی جو زائل ہوگئی	چشم خورشید جہان افروز پھر روشن ہوئی
اہل دل پر صبحدم یہ حال روشن ہوگیا	دھوے دل جو سیاہی ہوا تھے حاصل صفا

صبح کو قرطاس خدا نا شناس بیدار ہوا اور ملازمون کو بلا کر پوچھا کہ تم مین سے کسی کا دم تو نہین رہگیا ہے
سب نے کہا کہ ایک شخص کہ ہم اس کو پہچانتے نہین اس مرض مین مبتلا ہی اس نے کہا کہ اس کو اٹھا لاؤ ملازمون نے
جا کر برق کو اٹھا کر دیکھا تو یہ اس وقت بھاری زیادہ ہوگیا ہی بیس پچیس آدمی ملکر لپٹ گئے اور بدقت اٹھا کر
سامنے لائے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ میان برق بندگی کیسے مزاج اچھا ہی اس نے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے
بہت اچھا ہون آپ اپنی خیر منائیے اس نے کہا سنو اے برق مین نے اپنی زبردستی کا نمونہ تمھین آج دکھا دیا
اب مین کوچ کرتا ہون خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب مین نہ آئے نہین بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا
یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہوگیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا برق رہائی پا کر باہر آیا اور
نادم و پشیمان چلا راہ مین اس کو چشمے مرے بچتا ہوا قران ملا کیونکہ یہ بھی رات بھر فکر مین عیاری کے پھرتا رہا
ہی برق نے اس سے تمام ماجراے شبینہ بیان کیا قران نے حال سنکر کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی
زبردستی ہم کو دکھائی ہی اب ہمین بھی اپنی شوکت دکھانا ضرور ہی جہانتک ممکن ہوگا ہم اس کو مارینگے لازم ہی
کہ اس کے ساتھ چلو جہان کہین موقع ملے اس کو ہلاک کرو یہ صلاح کرکے عازم روانگی ہوئے ادھر بعزت
و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پہ سوار ہمراہ ساحران ذی تبار کو لے کر روانہ ہوا دونون عیار
نیچے زمین پر اس کی سواری کو دیکھتے ہوئے چلے اور تدبیر اس کے قتل کی سوچتے جاتے تھے یہانتک کہ اس نے
لشکر حیرت سے دو منزل پر جا کر ایک صحراے فرحت انتما مین نزول کیا اور بارگاہ استادہ کرا کے اترا
لشکر اس کے ساتھ کا اترکر اپنی ضرورتون سے فراغت حاصل کرنے لگا اور قرطاس در بارگاہ پر بیٹھ کر
میکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا عیار بھی اس کے لشکر سے الگ جنگل مین آکر ٹھہرے اور پھر برق
نے قران سے کہا کہ ہم اپنے لشکر سے دو منزل نکل آئے ہین لازم ہی کہ آج اس کا کام تمام کرکے پھر چلین ورنہ
کل اس کے ساتھ اور آگے جانا ہوگا قران نے کہا کہ اچھا جاؤ اور مین بھی فکر کرتا ہون یہ اجازت لے کر اور

کوہستان میں جاکر کچھار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھیرا کرتے دیکھے تو نظر آئے اس نے ایک کانٹا پھل میں جھید کر دہان ڈالدیا ایک ہرن نے اس پھل کو کھایا کانٹا اس کے چبھا اس کانٹے میں کمند باندھی تھی اس نے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے اس نے اس ہرن کو پکڑ کر بہت سا مجروح جابجا سے کردیا پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنالی جھولی ڈال کے کھو جیندن کی لگائی مورت تین جمشید و سامری کی گلے میں ڈال کر اپنے جسم کو بھی رنگین وغیرہ بجاکر مجروح کیا اور نقلی خون کے جابجا جسم پر جاکر اس ہرن کو لیے اس درہ کوہ میں آیا کہ جہان سے لشکر **قرطاس** سامنے ہو اور بارگاہ میں سامنے **قرطاس** بیٹھا ہو بس اس جگہ آکر اس ہرن کو چھوڑا ہرن ہر چند کہ بہت زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور ازبسکہ پشت کی طرف **برق** تھا اس سبب سے سیدھا سمت لشکر **قرطاس** بھاگا **برق** پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کے پہنچکر ہرن کے تیر مارا مگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا **قرطاس** جو سامنے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا یہان گر پڑا بس یہ دیکھکر اس نے خود ایک تیر ہرن کے مارا کہ وہ گرا اس نے ساحرون سے کہا کہ لینا اس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو شکار کیا پھر **قرطاس** نے کہا کہ وہ ساحر جو سامنے زخمی پڑا ہے اس کو بھی اٹھا لاؤ لوگ گئے اسی طرح بیہوش **برق** کو اٹھا لیے اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا اس نے کہا کہ میں لشکر **حیرت** میں ملازم ہون شکار کے پیچھے آیا تھا شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اس ہرن کو مار کر کباب کھانا چاہتا تھا اس نے بھی مجھے زخمی کیا اور ازبسکہ میں زخمی تھا یہ چست شکار نہ ہوسکا ادھر بھاگ آیا یہان آکر میں غش کر گیا **قرطاس** یہ سنکر بخاطر پیش آیا زخم دوزی اس کی کرائی مرہم سحر لگا پلنگ اپنے پاس بچھوایا اس ہنگام میں آہوے روز تیغ کہکشان فلک سے مجروح ہوکر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم میں اخلا کیا نظم

رخ دہر جس وقت کالا ہوا	نہان آنکھ سے پھر اُجالا ہوا
ہوا جو رصیاد شب آشکار	کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کرکے سونے کا قصد کیا مگر پہلے **قرطاس** نے باہر نکلکر دستک دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھ کر پھینک دیے اس لیے کہ کوئی غیر نہ آئے پھر بارگاہ میں آکر آرام پذیر ہوا جب زیادہ رات گئی **برق** کہ پہلے ہی سے آچکا تھا اس پر سحر نے اثر نہیں کیا ہے اس لیے کہ **قرطاس** نے یہ سحر کیا ہے کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے غرضکہ اس نے کفچہ میں بیہوشی رکھکر قریب جاکر بیہوش کرنا چاہا تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چٹخا اور اس میں سے ایک پنجہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس نے چالاکی کرکے دوسرے ہاتھ سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ کھول کر حباب ماردون اور بیہوش کردون اس وقت دوسرا پایہ پلنگ کا چٹخا اور دوسرا پنجہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اس نے جھک کر دانت سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ سے بیہوشی پھونکوں اس وقت تیسرے پایہ سے پنجہ نے نکلکر ڈھکیل دیا **برق**

سینہ قرطاس پر گرا وہ اٹھ بیٹھا اس وقت برق کو چھدرن نہ آیا پکارا کہ میاں قرطاس بندگی عرض ہے
کہا تم نے کہ ہم کیونکر آئے اس وقت تمھاری قضا نہ تھی ورنہ مر تو گئے تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو
اس نے جواب دیا کہ ہم ہیں برق اس نے کہا تم نے برا کیا جو تم نے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمھارا حال کیا کروں برق
نے کہا تمھیں اختیار ہے لیکن اب تم بچو گے نہیں اگر ہم مر گئے تو ہمارے اور عیار ہیں تمھیں بغیر مارے
نہ چھوڑیں گے اس نے سحر پڑھکر پھونک سے اسکو جھڑا دیا اور کہا میں نے پہلے بھی اسی لیے چھوڑا تھا کہ مجھے
آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کر دیتا ہوں خبردار اب یہاں نہ آنا ورنہ اب کی زندہ نہ رکھونگا برق
نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا اب کی ہم بھی بغیر مارے نہ جائیں گے یا اپنی جان دینگے یہ کہہ کر باہر آیا اور سمت
صحرا چلا ادھر سے قران بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا اس کو ملا اس نے سب حال کہا قران نے کہا
یہ ساحر زبردست نہ ہوتا تو برسم قاصدی بھیجا نہ جاتا پس معلوم ہوا کہ جب اس کے پاس جائینگے گرفتار
ہو جائیں گے یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہے جو اس نے آپ سے تمھیں چھوڑ دیا اب تم نہ جانا آج چلو
ایک جگہ ٹھہر کر آرام کریں کل کی منزل میں کچھ فکر کریں گے یہ کہکر ایک درہ کوہ میں جاکر آرام کیا جب
رات گذری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر جادر شعاع سے باندھکر رہگرائے دشت سپہر ہوا
اور سراپردہ ظلمت شب در لشکر انجم سفری ہوا لمولفہ

سراپردۂ شب ہوا بار جب ستاروں سے افلاک کی بارگاہ	کیا لشکر انجم نے کوچ تب ہوئی آمد مہر اے پھر تباہ

صبح کو لشکر قرطاس میں طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اس طرح بحشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی عیار بھی پیچھے
پیچھے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بروے ہوا روانہ تھا اور یہ ہوا سے زیادہ روان تھا عیار بھی بلا کے
دوڑنے والے ہیں شاگرد دوندہ بیدرنگ عمرو کے ہیں اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا
دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہیں اس وجہ سے ان راہوں سے جاتے ہیں کہ برابر لشکر
کے پہونچتے اڑے ہوئے اس طرح کہ کہیں قدم زمین سے لگا اور کہیں نہ لگا چلے جاتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ایک بگولہ گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہے کہ بیت زمین سے نہ لگتے تھے چلنے میں گام + ہوا سے
وہ اڑنے میں کرتے کلام + اسی طرح کئی منزل برابر آئے اس وقت ایک دشت پر خار میں گذر ہوا
اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہونچا اس صحرا میں اس شدت کی دھوپ پڑی تھی کہ تمام کرہ نار تھا
بڑا بڑا ہر ایک خار تھا در پے آزار تھا پتھر پہاڑوں کے تپ رہے تھے شرارے نکلتے تھے ندیاں
بڑھی تھیں کنارے خار و اور درخت لگے تھے نہیں نہیں وہاں ساحل کی زبان میں پیاس سے
کانٹے پڑے تھے لب جوئبار تشنہ ایسے تھے کہ پپڑیاں بندھگئی تھیں زمین تابناک ایسی تھی کہ میدان
مشتر کو شرماتی تھی ہوا سے گرم دل دہر میں آگ لگائی تھی روزگار عذار اسی گرمی کا پھیر کھایا ہوا سے

آتش جور و ستم سے خاطر اہل عالم جلا تا بے وفائی سے پیش آتا ہر پانی اس دشت مین نایاب تھا گو ہر جان ہر ذیحیات بے آب تھا آنکھ مین کسی کے سیل نہ تھی مردم دیدہ کو آشناے مروت کی اس تھی انتہا کی پیاس تھی چشمہ چشم ڈبڈبا تا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے ندیدے رہتے تھے غبار گرم ایسا چھپایا تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب دہوا تھا چشمہ مہر و محبت بالکل سوکھا تھا ندیون کے گھاٹ تلوار آبدار گھاٹ کی طرح سوکھے گھاٹ اتارتے تھے انسان سے جو بات کرد سوکھی سناتے تھے لون کے جھونکے نفس گرم عاشقان تھے جنسے فرشتون کے پر نعرۂ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اُتر آیا دشت مین لون کا دھوان سحاب بنکر چھایا تھا آگ برستی تھی یہ حالت تھی **لمؤلفہ**

شعر دوزخ سے بھی سوا تھا غار — نہیں لاکھوں برس سے تھے عقرب و مار
وادی ہولناک و دہشت خیز — کرتے شیطان بھی وہان سے گریز
ہر بگولا تھا دیو آتش ناک — جل کے کالا ہوا تھا مرکز خاک
نفس آہ عاشقان تھی ہوا — جس سے ملتا تھا دل جلون کا پتا
ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز — ہر طرف سائیں سائیں کی آواز
کب درختون کا ہو وہان سایا — سر سے جن کا بھی سایہ سر کا تھا

اس دشت آتشناک مین بردوسے ہوا اُڑ کر چلنا دشوار ہوا آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہو **قرطاس** خناس نے بزور سحر ابر بنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ لاسکا آخر زمین پر اتر آیا اور آگے چلا عیارون نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا بصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحراے پرخطر کے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گذار ہوگی پس وہان سواے اس لشکر کے اور کوئی نہ جاسکے گا لازم ہو کہ کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافرون کی ایسی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتے تھے ان مین سے پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی ان کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے انھون دیکھا کہ دو ساحر کمر باندھے دری کاندھے پر ڈالے لوٹا ڈوری لکڑی مین لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤن گرد آلودہ رخسار پر خاک پڑی پسینہ آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہین یہ دیکھکر وہ ان سے مستفسر ہوے کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان جاتے ہو عیارون نے کہا ہم رہنے والے طلسم نورافشان کے ہین طلسم ہوشربا مین ہمارے عزیز رہتے ہین اُن کے پاس آئے تھے اور از بسکہ طلسمات مین غدر ہو رہا ہی عیار جہان پاتے ہین مار ڈالتے ہین اور علاوہ عیارون کے زمانہ ایسا پُرآشوب ہی کہ جابجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے ہین آپس کے ساحر اکیلا پاکر ضرر پہونچاتے ہین اس لیے ہم بہت دنون ہوشربا مین رہے کہ کوئی قافلہ تاجر نکلا اگر ہمارے طلسم مین جائے تو اُس کے ہمراہ ہم بھی جائین آخر سنا گیا کہ نامدار شاہ جادوان حشم خدم

جاتے ہیں یہ خبر سنکر ہم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسی واسطے ہم تمھارے ساتھ ہیں کہ بحفاظت اپنے گھر پہونچ جائیں
اُن سب نے یہ حال سنکر کہا کہ کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمھاری خدمت کرتے چلیں گے آؤ ہمارے
شریک حال رہو عیار یہ سنکر باتیں کرتے ساتھ چلے اور کچھ دور چلکر کہا کہ بھائی اگر پانی ملتا تو کھانا کھاتے کہ بھوکے
ہیں ادھوں نے کہا پانی ہمارے ساتھ میں ہے تم کھانا کھاؤ اُنھوں نے جواب دیا کہ ایک شرط سے ہم پانی لیتے
ہیں کہ آپ لوگ بھی کھانے میں ہمارے شرکت کریں وہ یہ کلام سنکر خفا ہوئے اور بولے کہ کیا ہم پانی بیچتے
ہیں تم اس طرح بیگانہ وار باتیں کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ عیاروں نے کہا آپ خفا نہ ہوں ہم نے بھی آپ کو
کھانے میں اسلیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسی طرح کی نہ رہے یہ کہکر ایک جگہ رُکے
اور کہا لشکر کو آگے چلنے دیجیے یہاں ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لحہ بھر میں لشکر کے ہمراہ ہو لینگے وہ لوگ اس خیال
سے کہ یہ اکیلے نہ رہیں کیونکہ ساتھ چلنے کا وعدہ کر چکے ہیں ٹھہر گئے اور عیاروں نے مٹھائی اور پکوان کمر سے
کھولکر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بدار وے بیہوشی انھیں دیا اور سادہ آپ کھایا وہ سب کھاکر بیہوش ہو گئے انھوں
نے ان میں سے دو آدمیوں کا لباس اُتار لیا اور دونوں کو الگ لے جاکر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا اسلیے
کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچے گا غرضکہ بعد دفن کرنے کے انھیں کی ایسی صورت بنکر وہاں آئے کہ جہاں
اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے انکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش میں آئے کہا نہیں معلوم کہ اس
کھانے میں کیا ملا تھا کہ ہمیں جس نے بیہوش کر دیا اور وہ دونوں مسافر کہاں گئے عیاروں نے کہا کہ سامری
کا شکر کرو کہ جان بچگئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں ٹھگ تھے ہمکو مالدار سمجھکر بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہوگا
جب کچھ نہ ملا تو جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار کے پاس کئی بار آچکا ہے شاید یہ بھی عیار تھے
کسی وجہ سے ہمیں قتل نہ کر سکے کوئی آگیا ہوگا یا کوئی اور سبب ہوا ہوگا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد
لشکر میں چلو اور یہ پکوان زہر آلود ہیں یہیں رہنے دو یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوئے سمت لشکر
روانہ ہوئے یہاں تک کہ فوج میں آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرضکہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایک مقام پر
اسی صحرا میں گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چراہند اُن کے جلنے کی پھیلی تھی اور جابجا راکھ
کے ڈھیر جلے ہوئے مردوں کے تھے اور ہزاروں ہڈیاں کھوپڑیاں ہر جگہ پڑی تھیں اور ایک احاطہ
اسی مرگھٹ میں بنا تھا کہ جسکی دیواروں میں صدہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقوں میں مردے کمر توڑ کر بٹھائے
تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے اُن مردوں کے کھانیکو ہزارہا گدھ اور چیلیں اور کوے جمع تھے دیواروں پر اور
درختوں پر اور میدان میں ہزارہا اکٹھا تھے جابجا سر اور رنگین منقاروں رابے بھرتے تھے گوشت سے
نوچتے درختوں پہ بیٹھے تھے ایک دوسرے سے جب چھیننے کے لیے دوڑتا وہ اڑتا گوشت چھوٹ گرتا
بوٹیاں برستی نظر آتی تھیں ایسی جگہ کو دیکھکر روحیں قالب میں گھبراتی تھیں اندر سے احاطہ کے آوازیں مہیب
آتی تھیں باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلہ اُڑکر پیچ و تاب کھاتے تھے چنگاریاں تمام مرگھٹ میں مثل شہاب

کی طرح اڑکر گرتی تھین ارواح خبیثات ہر سمت آگ اڑاتی پھرتی تھین جو بگولا اٹھتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا دھوان ہر طرف پھیلا تھا اس دھوئین مین شعلون کا بلند ہونا اور صداؤن کا ہیبتناک آنا شیاطینون کا دل دہلاتا تھا کہ بمقتضاے ابیات المولفہ

جاے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور — سایۂ رحمت خدا تھا دور
باتین آپس مین کرتے تھے مرتد — حال مرنے کا اپنے کہتے تھے
کوئی کہتا تھا دینا مجھکو شراب — مانگتا تھا کوئی سور کے کباب
منھ سے شعلہ کوئی اڑاتا تھا — غول بنکر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہان تخت سے اترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہوگئی پھر اُس تاریکی سے ایک ساحرۂ تیرہ فام ہیبتناک شکل پیدا ہوئی اس نے اس سے کہا کہ اے مہیب جادو محافظ مرگھٹ مین شاہ طلسم کا نامہ لیے سمت کوکب جاتا ہون اس احاطہ کی کنجی مجھے دو اور راہ بتلادو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے ہنوز اس راہ سے نہین گیا کہ تبدحصرے عمرو گیا تھا اس ساحرہ نے کہا اس رستے سے جانے کا حکم نہین ہے کیونکہ یہ راہ قبضہ مین ملکہ بہار کے ہے نہین کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف اطاعت ملکہ موصوف نہین دیا ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمرو ہے مگر ان کے ملک و مال کی ضبطی نہین ہوئی اسنے کہا افراسیاب اُس کے عشق کا دم بھرتا ہے اس وجہ سے اس کے ملک کو نہین چھینتا ہے اور حیرت اس کی بہن بھی عزیزداری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھکو راہ دوگی تو شاہ طلسم خوش ہونگے ناراض نہ ہون گے اس ساحرہ نے کہا مجھکو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارہ نہین اس نے جب یہ سنا اس سے کہا کہ مجھکو بہار سے کیا مطلب مین اپنی راہ چلا جاؤنگا اس مین تمھارا کیا نقصان ہے وہ ساحرہ سوچی کہ یہ نامہ دار بادشاہ ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ تیرے لیے قباحت ہو اگر یہ پہنچ جائے گا تو بادشاہ بھی راضی رہے گا اور بہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہ ہوگا یہ سوچکر اس نے کہا اچھا آؤ اور رد براہ جلد جاؤ یہ اس کے ساتھ چلا اس نے جوڑے سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اس کے اندر قدمزن ہوا عیار بھی اندر آگئے یہان ایک تالاب بیچ احاطہ مین بنا تھا اسمین ہزارہا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا اس ساحرہ نے کہا کہ اسمین کود پڑو سیدھے جوائی کوہ ادم مین پہونچ گے اسکے داہنے ہاتھ کیطرف جو راہ گئی ہے طلسم نور افشان کے جانیکی ہے قرطاس اسکے کہنے سے تالاب مین کودا اسکے پیچھے تمام لشکر اسکا ایک کے بعد دوسرا کودا پہانتک دونون عیار بھی غوطہ زن ہوے اور تا دیر غلطان و پیچان چلے گئے پھر جو آنکھ کھلی تو صحرا سبزہ زار اور دشت پر بہار مین گذر ہوا کوسون تک زعفران کے کھیت لگے تھے رنگ رخسارۂ عاشقان کا پتہ دیتے تھے نہین نہین عروس بہار سونے مین زرد تھی وہ جگہ دیکھکر آنکھون مین سرسون پھولی تھی دور دسے بیچ کی گرد تھی لٹ دست سید اہین زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی جلد باز نے ہتھیلی پر سرسون جمائی تھی وہ سیر دیکھکر ہنسی نہ تھمتی تھی ہنس ہنس کر کیا زعفران کا کھیت کھاتے وہان اصل مین نہ زعفران کی کھیتی تھی ہاتھی کی کنفت

دیکھ کر بسنت کی خبر رکھنا کیسا اپنی آپ خبر نہ رہی خود فراموشی ہوئی وہاں سے جب اور آگے بڑھے ایک پہاڑ سنگ مرمر
سفید کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جس کے رشک میں کوہ طور جل کر سرمہ نما عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا
ہر قطع دشت نور کا گلشن تھا آفتاب کی سنہری دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی مل کر تمام دشت پر پرتو فگن
تھا درختان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے شاہد بہار کا عجیب جوبن تھا ندیوں کی اس نور نے آبرو بڑھا دی
تھی گوہر کی آب و تاب فرط صفا سے اس نور نے مٹا دی تھی ہر سمت گلہائے سرخ رنگ اس نور میں عجب
بہار دکھاتے تھے بلور کے دریا میں عقیق و یاقوت بہتے نظر آتے تھے اس جگہ سیر وہ دیکھے جو شل ہوئی چشم حسرت
تکتا ہو موسیٰ کا دل اس جگہ کے دیکھنے کی آرزو میں غش تھا ادنیٰ کیفیت سامان بہار لائق اشتیاق تھا اس دشت
میں نور پھیلا تھا یا دیدۂ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اس سفیدی کی بروے ہوا ہر سمت پھیلی تھی چشم مشتاقان کے
لیے برق تجلی تھی دریائے نور موجزن تھا آبرو ریز چشمۂ مہر روشن تھا درختوں کی سیاہی سے نور کا چھننا تاروں کا
زمین پر کھیت کرتا نظر آتا تھا گلہائے احمر کی سرخی اور کوہ کی سبزی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور و نار ایک جگہ
روشن ہر نہیں نہیں معشوقان صبیح رخسار کے خندان رنگین دہن تھے دیدۂ نرگس میں بھی نور آیا تھا ایسا
ہر جگہ وہ نور سمایا تھا کہ بموجب لمؤلفہ

درختوں کے سایہ سے ظاہر تھا نور — تو یہ صاف پیدا تھا اس جا ظہور
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا — عیاں اس میں یہ نور ہے چاند کا
صباحت کہاں یہ رخ خوب کی — سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی
گل و غنچہ و برگ سب نور کے — تراشے تھے یہ نخل بلور کے
چمکتے تھے برگوں کے سارے ورق — زمین واں کی تھی نقرئی اک طبق

قرطاس نے قریب اس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا حسب الحکم خیام نصب ہوئے اہل فوج اترے پچھلا
پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اس پہاڑ میں تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اسکا
دل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پہ سوار ہو کر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرمر تک
آیا اس وقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہائے بوقلمون سے دلہن کی طرح پھولوں کا گہنا پہنے تھی دامن
میں اس ہزارہا چشمہ جاری تجری من تحتہا الانہار کی کیفیت ساری ہر درخت بار اثمار سے بستان
سر فرازان جھکا بار احسان نزہت گلشن آفرینش سے لدا ہوا ہر نگی فرحت فزائے قلب مصفا ہے
دشت نگارین و خیابے گلزار نضارت آگین کہ زاہد صد سالہ بھی ہاں اگر طالب شراب ہو دل میں امنگ جی کی
آئے نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور ارغنون دار صوت ہزار خاطر موسیقاریں
اثر پیدا کرے سوز دل سے وہ بھی آہ کر کے جلے گل و بار وہاں کے بار رنج خاطر رنجیدہ کو سبک مردہ دلوں کو
جب سلاتے لب برگ جنبش ہوا سے ہل کر مژدہ فرحت سناتے خاطر گل سے گلچین کا خوف نکل گیا تھا قوت نامیہ کا

ایسا بھروسہ تھا بلبل کی خاطر شاد تھی صیاد کے ستم و باغبان کے جور سے آزاد تھی گل ہر ایک بجز ان تھا کچھ عجب سامان تھا کہ لمؤلفہ

اُس دشت پہ سو بہار صدقے	عالم کے گلعذار صدقے
جو آتشیں گل لگا ہوا تھا	عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا
شل قد یار فتنہ پرداز	ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز
تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو	جسم معشوق کی تھی خوشبو
سنبل ہمشکل گیسوے یار	دل پھانسنے پہ ہوئی تھی تیار

اُس دامن کوہ میں چند گلرخسار رشک بہار شوخ و طرار چمن سے سرسبز و گلزار گلگشت کنان ہر سمت مصروف سیر و تماشا تھیں صورتیں اُن کی جان گلہائے تمنا تھیں وہ قرطاس کو دیکھ کر پکاریں کہ اس طرف کون آتا ہے یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہیں آنے والا بہت پچھتاتا ہے اس نے یہ صدا سنکر جواب دیا کہ میں نامہ دار شاہ جادوان ہوں عازم طلسم نور افشاں ہوں آج اس دشت میں خیمہ کیا ہے کل ارادہ سفر کا ہے وہ غنچہ دہن دلتنگ ہو کر ہوا سے کلام سے اُسکے آخر شگفتہ ہوئیں کہ اے بیدادگر یہانی ادھر سے راہ ملنا محال ہے یہاں آجتک کوئی آئے کیا مجال ہے یہ جائے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہے نام اسکا کوہ آرام ہے اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہے ملکہ عالم کی سیرگاہ ہے بعد باغ کے ملک و قلعہ ہے ملکہ لالہ فام فی الحال بہر علاج یہاں آئی ہیں باغ میں تشریف رکھتی ہیں اگر انکو تیرے آنے کی خبر ہو جائے گی بڑی آفت آئے گی اے شخص تجھ کو لازم ہے کہ اپنی جان بچا جدھر سے آیا ہے اُسی طرف پھر جا اس نے جب یہ حال سنا اُن سے کہا راہ میں کسی کا اجارہ نہیں پھر جانا مجھے گوارہ نہیں دو سے بہار سے میں ڈرتا نہیں کچھ ایسا طلوا نہیں جو وہ کھا جائے گی تم جاؤ میں خود آتا ہوں دیکھوں کیا میرا کرتی ہے کنیزان بہار یہ نازکبدن تھیں اس کی گفتار ناشائستہ سنکر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئیں اور خبر کرنے ملکہ سے چلیں وہاں باغ میں بہار چند کہ بیہوشی سے ہوشیار ہوئی تھی لیکن ابتک بیمار ہے کس لیے کہ جب سحر اسکا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہو گئی تھی حال اس کے لڑنے کا مصور سے اول بیان ہو چکا ہے اسی وقت سے یہ یہاں آکے مقیم ہے غرضکہ کنیزیں تو اس طرف چلیں اور قرطاس سوچا کہ اگر یہ عورتیں جا کر میرے حال کی بہار کو خبر دیں گی وہ ساحرہ زبردست ہے اگر چڑھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائے گی پس لازم ہے کہ غفلت ہی میں کام تمام کردوں اگر اسکو قید کر لیا اور محمود کو مع عمرو کے کوکب کے یہاں جا کر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر مہرخ ہیں ان کے نہ ہونے سے مہرخ خود مرجائے گی یہ سوچکر چاہا کہ لشکر میں پھر جاؤں اور فوج تیار کرکے پھیلوں پھر سوچا کہ لشکر کا کیا کام ہے دو ہی مع کنیز وہ کے یہاں آئی ہوگی لشکر اُس کے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ سب سامان لشکر مہرخ میں ہوگا وہ اکیلی تیرا کیا کرے گی اسی طرح چلنا چاہیے یہاں سے پھر جانے او

فوج ساتھ لینے میں عرصہ ہوگا جب تک وہ ہوشیار ہو جائیگی یہ تصور کر کے مرکب وہین چھوڑا اور جیو رہیر پرواز کر کے اس طرف کہ جدھر کا پتہ زبان کنیزان سے سنا تھا چلا اور پس کوہ پہونچکر باغ رشک دہ گلزار جنان دیکھا در باغ پیچ پرتکین جدشینین قفل آہنین وغیرہ پہرہ پر تھین یہ دروازہ پر نہ گیا یونہی اڑتا ہوا بیچ باغ مین اترا دہان بارہ دری کے چبوترے پر فرش زیبا نہایت مصفا بچھا تھا مسند تکیہ لگا تھا ملکہ بہار جلوہ فرما تھی سامنے ہزارہا گلدستہ چنا تھا سامان راحت مہیا جواہر کے اشجار کی کیاریان پیاری پیاریان روبرو لگی تھین جواہر خانۂ شاہان دہر کو شرماتی تھین جواہر کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھے تھے لعلون کے لعل جواہر سے مالا مال تھے سچ ہے لالون کے لال سے تھے وہ گلزار مثل باغ سیب. شاہ جادوان تھا کہ ہر سمت ایک طلسمات کا سمان تھا درختون کو بادلے سے منڈھا تھا یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگان زیبا قامت پردہ زرتار میں نہان ہین یا گرد برج سنبلہ انوار ماہ تابان ہین کہ لموٴلفہ

واہ رے گلشن بہشت نژاد	مر گیا جس کے عشق میں شداد
اس گلستان روح افزا کے	فتنۂ دہر سارے گل بوٹے
کہیں بیلا تھا موتیا تھا کہیں	کہیں جوہی تھی موگرا تھا کہیں
قامت یار تھا کہیں شمشاد	بار کلفت سے سرو تھا آزاد
گلستان جہان کی جان تھا باغ	باغ رضوان میں جسکے عشق کا داغ

ملکہ بہار تاج زرنگار سر پر رکھے کلاہ کجکلاہی سے مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی چشم خوش نما کا احسان سر بہار پر دھر رہی تھی کہ قرطاس نے آتے ہی ایک تارنج اس پر سحر کا مارا وہ نارنج آتے دیکھ کر ملکہ نے کچھ پڑھا کہ سامنے جو گلدستہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پتلے نے اسمین سے نکلکر نارنج پکڑ لیا اور پکارا کہ اے خیرہ سر تو دن شہر ہی جو ایسی معشوقہ جان بادشاہ ساحران پر حملہ کرتا ہے قرطاس نے پتلے کے کلام کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اڑ کر بلندی پر گیا اور ارادہ کیا کہ یہ ..... گی تو کچھ بن نہ پڑے گا اسکو خاک جمشیدی سے زیر کرون پس بر دے ہوا قائم ہو کر خاک قبر جمشید سر بہار پر ڈالی خاک پڑتے ہی اس گلفام پر بیہوشی طاری ہوئی پتلا جو گلدستہ مین سے نکلا تھا وہ جل گیا اور یہ ہوا پر سے نیچے بنارہ جو گرا کمر مین ہاتھ دے کر بے اڑا ادھر تو تمام باغ مین غلغلہ ہوا کہ ارے دوڑنا اس سنگدل نے غضب کیا ہے کہ ہماری بہار لوٹے لیے جاتا ہے تو کر جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزین جو خبر کہنے چلی تھین آکر پہنچین یہ سانحہ دیکھکر بزور سحر اڑین اور چاہا کہ ملکہ کو چھین لین مگر یہ ساحر بھی زبردست تھا اس نے ایسے مرے پال تو ڈکر ..... پڑھکر جو مارے وہ بال باران سیاہ بنکر اٹھے اور جو اڑکر اس کے قریب آیا اس کے لپٹ گئے اور ایسا لگا تا کہ بیہوش کر دیا اس نے پھر سحر پڑھا کہ کچھ پتلے پیدا ہوئے انھون نے ہر ایک کو باندھا غرض تو تمام باغ مین کہرام پڑ گیا سوسن غم فراق سے کبود ہوئی چشم نرگس سے سوجھنا گیا دیدۂ نابینا حیران ..... نہرین دل بیتاب کی طرح اضطراب میں پڑی ہوئین نہ تھین بیقراریان جان آب مین تھین فوارے روتے تھے طائر جان کھوتے تھے نخل ہر ایک نخل ماتم تھا

گلزار سارا شل اور اوراق گل صرصر جور سے برہم تھا سرو کو سکتا آئینہ انہار حیران تھا چمن کا حیرت زدہ ہو کر تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی بید طبری کو بھی لرزا تھا ناتوانی تھی

نظم

گیا جب کہ وہ سرو اس باغ سے — نظر پھول آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا — گلون کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول — ہوا غم سے ازبس لہو پیکے پھول
اڑا نور نرگس کی آنکھون کا سب — ہوے بال سنبل کے ماتم کی شب
لب جو کے اٹھنے لگی گرد گرد — گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کے دل مین تمام — دیا خاک مین پھینک عشرت کا جام
اکڑنا گئے سرو سب اپنا بھول — اڑانے لگین قمریان سر پہ دھول

اس باغ کے قریب قلعہ تھا وہان کی حکومت بہار کرتی ہی اور تہذیب سکا ذکر گھٹ کی جگہ ہوا تھا اسی قلعہ مین رہتی ہی باقی رعایا برایا اسی قلعہ مین آباد ہی رعیت دل شاد ہی لیکن فوج جو کچھ ہی وہ لشکر رخ مین ہے یہان نہین ہی جس دم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ مین پہنچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ چلکر مقابلہ کرین پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا یہ نمک حرام ہی اگر مارڈالا گیا تو اس قلعہ مین رہنا دشوار ہوگا آجتک شاہ جادوان معترض نہین مگر اب ملک ضبط کرے گا اور دوسرے ہم لوگ رعایا ہین شاہون کے معاملہ مین دخل دینا ہمین زیبا نہین ملکہ جانے اور شاہ جانے یہ سوچکر کسی نے عزم جنگ نہ کیا اور قرطاس بہار کو لیے ہوے مع کنیزان و ملازمان اپنے خیمہ مین آیا لشکر مین اسکے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر عیار پکڑ لایا ہر شخص نذر دینے چلا عیار جو لشکر مین موجود ہین انھون نے بھی سنا نہایت غم ان کو ہوا اور قران سے برق نے کہا کہ اب مجھے تاب نہین ہی مین جاتا ہون اور اس موذی کو راہ جہنم دکھاتا ہون قران نے کہا بہتر ہی اس نے ارادہ چلنے کا کیا کہ صدائے طبل سفر سنائی دی کس لیے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ مین لایا تو قید آہن مین اس نازک بدن کو مبتلا کر کے ساحرون کے پہرے مین دیا اور ہوشیار کر کے کہا کہ اے نمک حرام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد دیکھا بہار نے جواب دیا کہ او بیہودہ تو کیا بکتا ہی وہ تیرا شہنشاہ کیا مسخرہ ہی اگر پیشتر سے مجھکو تیرا آنا معلوم ہوتا تو مزا چکھاتی جس طرح تو نے فریب سے مجھکو گرفتار کیا ہی ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی جھوٹا دغاباز ہی اگر تجھکو حوصلہ جنگ ہی کچھ غیرت نام و ننگ ہی تو مجھکو رہا کر دے پھر تماشا دیکھ کہ کس طرح ہلاک ہوتا ہی اس نے یہ کلام سنکر چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے پھر سوچا کہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہی مارڈالنا اس کا صلاح نہین پس یہ سمجھکر خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اہل قلعہ یہان کے کچھ فتور کرین لہذا اس نے ہر چند کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ کا دیا لشکر مین کمر بندی ہوئی عیارون نے بتعجب یہ سامان دیکھا قران سے برق نے کہا کہ تم نہ جاؤ اور سواری پر سحر کی جلو ورنہ یہ سب چلے جائین گے تو پھر ہم نہ پڑے گا رات کو تعاقب بھی نہ ہوسکیگا

برق حسب فہمائش اسی وقت چیخ مار کر بیہوش ہوگیا رنگ رخسار زرد دست و پا سرد ہوگئے قران نے وہ جو پانچ ساحر جن کے ساتھ یہ آئے تھے ان کو رو کر بلایا اور کہا دیکھو ان کو درد گردہ ہوا ہے ان کے لیجلنے کی تدبیر کرو انھون نے بزور سحر تخت بنایا اور برق کو اس پر لٹایا قران نے کہا مین اپنی سواری پر نہ چلونگا اسی تخت پر سوار ہو کر چلتا ہون انکا خبر گیران رہونگا سب نے منظور کیا اور تیار ہو کر اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کر تخت کو اڑا لے ہمراہ لشکر چلے اس طرف قرطاس نے بہار کو مع کنیزان مہر دیدار کے تخت پر خوب گرفتار کر کے ڈال لیا اور حشم و خدم روانہ ہوا عیار بھی ساتھ تھے سیر دشت نزہت انتما کرتے جاتے تھے جب اس حد سے گذر گئے سورج بالکل غروب ہوگیا آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام مین ہوئی کہ لمؤلفہ

خلعت زرتار پہنے شاہد روشن جمال ۔ بام پر افلاک کے پھرتا نظر آیا مجھے
ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر ۔ پردہ شب مین چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کھیت کیا وہ صحرا کوہ براق سا چمکنے لگا قلعہ بہار سے آگے بڑھکر عجیب عجیب طرح کے پہاڑ اور جنگل مسکن ساحران عیار نظر آئے کہین ڈمرو بجتا تھا کہین بزم ہوتا تھا آسن بچھائے قلہ کوہ پر دھونی رما ساحر بیٹھے تھے کسی جا دریائے زخار بہتے تھے کہین طرح طرح کے گل کھلے تھے غرضکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے منزل لیا منزل اس رات کو چلے گئے آخر ہندوے فلک نے بتخانہ مشرق زرین سے بت زرین مہر نکالکر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور تار خط کہکشان کو گردن سے اتار اکر بموجب لمؤلفہ

دیکھیے کرتی ہے کب یہ گردش دوران قیام ۔ اس سے سرگردان ہین مہر و ماہ بھی ہر صبح و شام
ہین مسافر یہ ہمیشہ دیکھیے لیل و نہار ۔ رات گذری دن ہوا پھر دن بھی ہے آخر تمام

قرطاس شبانہ روز مین سیکڑون کوس نکل آیا ہے اور قریب طلسم نور افشان پہنچ چکا ہے از بسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتے ہی ایک صحرا کے سبزہ زار مین اترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی اترکر داخل خیام ہوے اور اپنی اپنی ضرورتین رفع کرنے لگے عیارون نے اپنے ساتھیون کو بلایا انھون نے برق کا مزاج پوچھا اس نے کہا اب اچھا ہون اور ہم دونون صحرا مین احتیاج رفع کرنے جاتے ہین یہ کہکر دونون روانہ ہوے اور از بسکہ منتظر تھے کہ قرطاس کہین ٹھہرے تو عیاری کرین اسوقت ایک درہ کوہ مین بیٹھکر قران نے برق سے کہا کہ مین اول بہار کو چھڑانے جاتا ہون کیونکہ یہ زیادہ قیام بیان کرتے معلوم نہین دیتا پس بہار کو رہا کر لینا چاہیے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اسطرف قرطاس جب تراخانہ آراستہ کر کے شراب خواری مین مصروف ہوا کسلیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی نور کا تڑکا تھا اوس سبزے پر پڑی تھی درختون کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا پھولونکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا چشمے جو جوش زن تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے کوسون تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولون کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ ابیات

نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر ۔ عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر

کوئی گل تھا بشکل جام لبریز	کہیں پتے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کا رنگ مثل روے جانان	کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان
زمرد گون بہار برگ شاداب	لبالب زیر دامن چشمۂ آب

ایسی بہار جانفزا میں لطف مےکشی تھا اس نے سر اپنے اٹھوا دیے اور راحت میں مصروف ہوا مگر قران جو
روانہ ہوا تھا یہ نظر کردۂ اسد اللہ الغالب ہے اس نے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا کہ اے پروردگار
واسطہ اپنے شیر کی حرمت کا کہ مجھکو زور بازو عطا کر بعد دعا کے کچھار میں جا کر شیر صحرائی کی تلاش کرتا
تھا چنانچہ ایک جگہ بہت سرد نظر آئی وہاں شیر کی بو پائی اس نے نعرہ کیا صداے نعرہ سے دشت گونج گیا اور
ایک جھاڑی سے شیر غران نکلا اس نے للکارا کہ باش اے سگ صحرائی کہاں جاتا ہے شیر طمانچہ اٹھا کر اسپر
حملہ آور ہوا اس نے اس کا طمانچہ خالی دیکر اس کے سر پہ گھونسا مارا شیر تیورا کر گرا اور اس نے طمانچے اور
گھونسے مارنا شروع کیے یہانتک کہ شیر کو مضمحل کر دیا اسوقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی کہ
جسطرح کبوتر کو شہد اور سہاگہ دانہ میں ملا کر کھلا دو تو کبوتر اس گھر کا کہ جہاں وہ دانہ کھایا ہے عاشق ہوتا
ہے اس نے نکالی اور پارہ گوشت میں ملا کر سامنے شیر کے ڈالی اس نے کھاتے ہی اطاعت اس کی اختیار
کی رام ہو گیا اور وہی گوشت مانگتا تھا اس نے فوراً اسپر ایک زین پوست پلنگ کا باندھا اور منھ میں
لگام دی پھر آپ صورت اپنی مثل ساحر مہیب صورت کے بنائی چہرہ نہایت سیاہ منھ پھاڑ سا کھلا
زبان سرخ منھ سے باہر سر بہت بڑا دست و پا دراز سانپ تمام جسم میں لپٹے زہریلے بچھو سیاہ رنگ
سینے پر رینگتے ہاتھ میں بھی ایک مار سیاہ کا تازیانہ لیے اس شیر پر سوار ہوا اور دو نامہ مہری شاہ طلسم کے
بنا کر اپنی جھولی میں رکھے پھر وہاں سے لشکر قرطاس میں چلا جب اوس شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ
کرتا تو یہ تھوڑا گوشت اسی دوا کا اسکو دیتا کہ وہ اسکے مزے سے خوش ہو کر آگے چلتا غرضکہ کچھ دیر میں لشکر
میں پہونچا جس نے اسکو دیکھا خائف ہوا اور سلام کیا یہ اسیطرح بارگاہ قرطاس میں آیا وہ شراب پیکر پلنگ
پر بہ آرام لیٹا تھا کہ ملازموں نے شیر آیا شیر آیا کا غل مچایا یہ اٹھ بیٹھا اور قران کو اس ہیئت سے
دیکھکر کھڑا ہو گیا پکارا آئیے تشریف لائیے قران نے شیر پر سے اتر کر ایک نامہ نکالا اسکو دیا اس نے مہر ایک
بادشاہ طلسم کی دیکھی نامہ کو آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا بعد اسکے پڑھا لکھا تھا کہ فلان روز ہم نے کتاب سامری
میں تمہارا حال دیکھا ہمیں معلوم ہوا کہ تم نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طلسم سے بہت دور نکل گئے ہو ہمیں بدولت
کو خیال ہوا کہ پراے ملک میں مجرمہ کا لیجانا اچھا نہیں کیونکہ وہاں عمرو ایسا عیار موجود ہے ایسا نہو کہ وہ
اسکو چھڑا لیجائے اور دوسرے تم سے اگر جنگ وہاں ہونے لگی تو لڑائی کا خیال رکھو گے یا قید کا
جب بھی اس کے چھوٹ جانیکا احتمال ہے لہذا ایسا سوچکر ایک نامہ بنام ناہر جادو مالک بیابان طلسم
کے لکھا ہے کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اسکے پاس لیجانا اور بہار کو دیکر اپنے پاس رکھنا

پس اے قرطاس جسوقت نامہ تمھارے پاس نامہ لیکر آئین تم قیداس مجرمہ کی ان کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پہ
بحفاظت رکھینگے جب تم نامہ ارسال کرکے بھیجدوگے قید لیتے آنا یا ہم طلب کرلینگے خبردار اس امر مین تامل نہ
کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار رہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کرکے اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس دوسرا نامہ
جو آپ کے نام آیا ہی موجود ہی قران نے وہ نامہ بھی نکالکر دیا اس نے پڑھا وہی مضمون تھا کہ اے ناہر تم قیدیہ
کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اسکو مطلق گمان نہین ہوا کہ یہان عیار آئے ہونگے کیونکہ منزل بہار کی
شکل آیا ہی اور جانتا ہی کہ مین اڑکر آیا ہون عیار میرے برابر کہان چل سکتے ہین غرضکہ گویا ہوا کہ اے مہربان حکم
شہنشاہ سے ناچاری ہی آپ اس مجرمہ کو لیجائیے مگر کچھ دیر کرم فرمائیے شراب پیجیے پھر چلے جائیے گا قران نے
کہا مجھکو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہان آیا ورنہ مجھکو حکم نہین ہے کہ
کہین جاؤن کیونکہ سرحد طلسم پر بڑے بڑے باغی خبر رہتے ہین اور دوسرے آپ بھی مسافر ہین ہمکو آپ کی دعوت کرنا
چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہان باطمینان ہم آپ صحبت آرا
رہینگے اسوقت معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہی اور ساحرون سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزان
حاضر کرو وہ ملکہ موصوف کو قید آہن مین گرفتار حاضر لائے قران نے کہا آپ اپنا سحر اسیر سے دفع کردین
مین سحر میں اپنے لیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی سے ایک ہار بو نگون کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کردیا اور
اس نے وہ ہار بونگون کا گردن بہار مین ڈالدیا اور قید آہن بھی اتروادی بہار نے چھوٹ کر چاہا تھا کہ کچھ
سحر کرکے نکلجائے مگر بو نگونکی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھاکر شیر پر رکھ لیا اور کہا کنیزون کو چھوڑ
دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئینگی مین سحر پڑھے دیتا ہون انھون نے کنیزون پر سے سحر اتار لیا وہ
جب چھوٹین اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجاتے دیکھکر عازم جنگ ہوئین پھر خیال کیا کہ یہان لشکر ساحران ہی
ایسا نہو کہ کچھ نہ ہوسکے اور ہم پھر قید ہوجائین لازم ہی کہ آگے بڑھکر سمجھ لین پس یہ سوچکر جدھر ملکہ کو قران
لیچلا ادھر ہی چلین اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہی کہ ایک ہار مین تو اس نے اتنی بڑی
ساحرہ کو بیہوش کردیا اور اس کی کنیزون کو اس طرح بے بس کرکے لیچلا غرضکہ یہ تو تعریف کرکے بہر استراحت
اپنے خیمہ مین گیا اور قران ملکہ بہار کو صحرا مین لایا وہان لاکر اسکو ہوشیار کیا ہار اتار لیا شیر سے اتارا
شیر کو چھوڑ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر ہی جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہی اس نے چاہا کہ مین
کچھ سحر پڑھون قران نے منھ پر ہاتھ رکھدیا اور کہا اے ملکہ مین قران ہون تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ
رہکر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سنکر گلے سے لپٹ گئی اور کہا اے قران آج تم ایسا بھیس
بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہی میری جگہ پر خواجہ سلامت ہوتے تو ہرگز نہ پہچان سکتے یہ باتین تھین کہ کنیزین
آئین اور حال سنکر خوشنود ہوئین اور ملکہ نے کہا کہ اے قران اب تم یہان ٹھہرو مین اس قرطاس نے اس کو
مزا چکھاؤن مع اس کے لشکر کے دیوانہ بناؤنگی قران نے کہا اے ملکہ جو مین کہون وہ پذیرا کرو سنو

جنگ دوسرے دار وہان تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رکھتا ہی ساحر بھی زبردست ہی مبادا اُسنے پھر گرفتار کرلیا
تو اچھا نہو گا دوسرے یہ کہ ہم عیارون نے یہانتک اُسکا تعاقب کیا کہ اس جگہ پہونچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ
ہم سے قتل نہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نہ رہیگی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہی تم اسمین دخل نہ دو
بہار نے کہا کچھ تو سے ہمی دلکی آرزو نکل جانے دو قران نے کہا جب ہم اسکو قتل کرین اُسوقت اس کے
لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا ملکہ نے کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہان سے بعد فراغ عیاری گھر کیونکر چلینگے
کہ ہم کبھی اتنی دور نہین آئے راہ مین ہزارہا ساحر ہاے روزگار رہتا ہی اُنسے بچنا دشوار ہی دوسرے
راہ نہین معلوم اگر یہانسے کسی مرحلہ مین طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہان سے رہائی غیر ممکن ہی قران نے کہا
خدا مالک ہم تم ساتھ چلینگے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ رہو یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی برق جو کوہستان مین مخفی تھا دوڑا آیا
اور ملکہ بہار سے ملکر خوشنود ہوا پھر گویا ہوا کہ خلیفہ آپ تو جو دعوی کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے
اب مین اس ساحر کو مارنے جاتا ہون خدا تعالی میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ ہم سے فرصت ملے بہار نے کہا اے
برق ہمین بھی عیاری مین شریک کرو برق نے کہا خداے کریم ہمارا شریک حال ہی عیاری بے لاگ اچھی
ہوتی ہی بہار نے منت بہت سی کی اس نے ناچار ہو کر کہا کہ اچھا اپنی کنیزون کو مجھے دیدو بس اتنی شراکت
تمھاری کافی ہی بہار نے کہا خیر بہتر ہی قران نے کہا اے برق ابھی عیاری کو تجاوز کسلیے کہ مین یہان سے ملکہ
کو چھڑا لایا ہون وہ دھوکا کھا چکا ہی مبادا دوبارہ دھوکا نہ کھائے اس سے مناسب ہی کہ ایک منزل اور آگے بڑھ
کر اسکو مارنا اسنے یہ سنکر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو اچھا چلیے کسی مقام سبزہ زار مین بیٹھکر بطور مخفی کھانے پانی سے
فراغت کرلین کہ راہ کے تھکے ماندے ہین یہ سنتا تھا کہ سب اٹھکر روانہ ہوے اور ایک مقام پر لب
جو سے سبزہ زار دیکھکر بہار نے سحر سے فرش پر تکلف گسترده کیا بیٹھے عیارون نے میوہ شیرمال کباب وغیرہ
نکالکر دسترخوان چنا مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادھر تو یہ حال ہی لیکن اُدھر جب
قرطاس آرام کرکے اٹھا دوپہر دن آچکا تھا اس نے خیال کیا کہ اس دوپہر مین اور آگے بڑھکر اُترنا چاہیے
کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہی صبح کو چلینگے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہوگا دوسرے یہ کہ رات
کے سفر مین سو طرح کے ضرر ہین ملک دشمن قریب ہی دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچکر اسنے حکم دیا کہ نقارہ کوچ
کا بجے وہ ساحر جنکے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سنکر گھبراے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہین ابتک
نہ آئے آخر انھون نے بناچاری اہلکار لشکر جنکے یہ سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اس نے کہا یہ امر
دوغلت سے خالی نہین یا تو صحرا مین کسی نے انکو مار ڈالا یا وہ عیار تھے مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم
ہی کیونکہ اگر قرطاس سنیگا تو اسکو ثابت ہوگا کہ یہ لوگ بھی عیارون سے ملے ہوے ہین جب تو ان کو
اپنے ہمراہ یہان تک لائے وہ باقی ساحر اُسکے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر مین کوچ ہوا غلغلہ اور
بعد اسے طبل سفر سنکر عیار بھی صحرا مین خبردار ہوے اور ایک جگہ پوشیدہ ہوگئے جب لشکر اس راہ سے

گذر گیا ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کر مع عیاران و کنیزان سوار ہو کر عقب لشکر راہ لی آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے یہ روانہ تھے مقامات عجائب و غرائب صحرائے ہولناک سیر دامن کوہ صحرا دیکھتے چلے جاتے تھے اسیطرح منزلہا منزل جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اس نہر کے پاس جب جانے لگے اسمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر مین پھیل گیا قرطاس نے ہرچند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہ ہوئی یہ اُس جگہ سے اڑ کر کنارے نہر کے آیا اور پکارا کہ ملازم شاہ جادوان ہون نامہ لیکر جاتا ہون مجھے کسنے روکا ہی نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادوان ہی اسنے افراسیاب کو بتلایا نہر مین کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا وہ تجھ ایسے ساحرون کا بادشاہ ہی ہم اسکا کہنا نمانین گے ہمارا بادشاہ کوکب ہی یہانسے سرحد طلسم نورافشان آغاز ہی آگے جانے کا حکم نہین قدم بڑھانے سے لازم احتراز ہی اسنے جب یہ سنا معلوم کیا کہ طلسم ہوشربا اُس نہر کے پاس سے ختم ہوگیا اب یہان راہ ملنی چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہان لڑنا اچھا نہین دربار کوکب تک پہونچکر لڑنا چاہیے کہ عمرو تک دسترس ہو بچے یہ سوچکر اس نے بالحاح و زاری کہا کہ نامہ دار کو کسی نے روکا نہین سلف سے آجتک یہ امر ہوا نہین مجھکو بھی راہ ملنا چاہیے نہر سے صدا آئی کہ مر اکیون جاتا ہی دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سرتاج شاہان جہان ملکہ بران مین گیا ہوا ہی وہان سے تیرے آنیکا جواب آیا چاہتا ہی اگر طلب ہوگا ہم راہ دینگے ورنہ جانا مشکل ہی قرطاس یہ سنکر خاموش ہو رہا اُدھر ملکہ بران اور عمرو زیب مسند عزت ہین کہ ایک ساحر حاضر در دولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مروارید گوہر بدن جو خواجہ کو تدر دینے آئی تھی اور اب تک حاضر دربار ہی اسکے نائب کیطرف سے اُسکے پاس عرضی آئی ہی یہ خبر سنکر مروارید نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ نامہ دار افراسیاب کا ایلچی سرحد مین داخل ہوا چاہتا ہی آپ ملکہ بران سے اسکے بارے مین دریافت فرمائیے مجھکو حکم بھیجیے بموجب فرمان حضور ہین عمل مین لاؤن یہ عرضی پڑھکر اسنے بران کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے اسوقت ایک پتلا نامہ اُسکا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا اسمین لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنیکی خبر ہمنے سنی ہی اے فرزند نامہ دار کو روکنا نہ چاہیے کیونکہ مثل چلی آئی ہی کہ الچی را زوال نیست بس اسکو جسطرح وہ آتا ہی آنے دو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے اجازت دی مروارید نے عرضی دستخط کرا کے خود بھی حکم لکھدیا کہ اے گرداب جادو حکم ملکہ بہر راہ دی نامہ دار ہی تم راستہ دیدو غرضکہ یہ عرضی جو ساحر لایا تھا دستخط ہو کر اُسنے پائی اور لاکر گرداب کو پہونچائی قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر سے تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی کہ جاؤ اجازت ہی لشکر لیکر یہ نہر کے پار جدو سحر اڑ کر پہونچا اور کچھ دور جا کر وہ دن تمام ہوا اسنے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم مین دوسرے بادشاہ کے ہین یہان قیام کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک صحرائے سبزہ زار مین اترا مگر ملکہ بہار جو تخت اڑائے پیچھے اسکے آتی تھی وہ بھی قریب نہر آکر پہونچی پھر وہانسے دھوان نکلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہی بہار تو نہ بولی مگر ان نے کہا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ ملازم کوکب اس نے یہ سنکر معلوم کیا کہ یہان سے سرحد طلسم کوکب آغاز ہی یہ معلوم کرکے پکارا کہ اے سرحد دار

حلیہ بگاڑ راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمرو ہین اگر تمھارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرینگے تمھارے لیے برا ہوگا یہ کہنا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور رود رواں موقوف ہوا صدا آئی کہ جائیے جائیے ایک گھڑی بھر بھی مع بہار تخت اڑا کر پار ہوئے اور وہان کے صحرا مین جا کر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خبر لائی کہ لشکر قرطاس بیابان پہ اترا ہوا ہے یہ خبر سنکر سب اسجگہ اترے جب بالکل اندھیرا ہوگیا یعنی شعلۂ مہر تابان دریاے کہکشان مین ڈوبی اور مہر تابان کو نہر استواے گنبد جانیکی اجازت ملی کہ نظم

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام / نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام
کرن خورشید کی دریا مین ڈوبی / دیا ہر رنگ نے عکس کبودی

رات ہوتے ہی عیارون نے کہا اے بہار اب تم کہین جا کر چھپی ہو ہم اسکا کام تمام کردین بہار نے کہا بہتر کنیزون میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انھین چھوڑ جاؤن یا وہ بھی جائین برق نے کہا چھوڑ جاؤ بہار کنیزون سے لیکر جو حضرت صاحب کہین بجا لانا اب بزور سحر طائر خوشرنگ بنکر شاخ درخت پہ جا کر بیٹھی کہ تماشہ عیاری کا دیکھکر خوشنود ہون عیارون نے بعد اسکے جانے کے کچھ صلاح کی قران تو سمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزون سے کہا کہ تم اپنی صورتین بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تمکو پکڑ لیگیا تھا وہ پہچانتا ہے کنیزین حسب الارشاد سحر پڑھکر بصورت سنبل تیار ہوئین پوشاک کی بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہوچکین برق نے کہا بزور سحر بیابان اسطرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہوجائے کنیزان بہار تو ہمیشہ سے اسکی تعلیم مین رہی ہین جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہین برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ باغ دلستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت بزم معشوقان اسی وقت بنکر تیار ہوگیا کہ اسکی نسبت یہ کہنا زیبا ہے
سراسر طلسمی کارخانہ ہے کہ ابیات

زمین اس جا کی جیسے روز روشن / گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہے دامن
وہان سے سایۂ شب منزلون دور / بشکل آرزوے جنت مہجور
فلک کے عکس سے تارے نمودار / منور جسطرح حسن رخ یار
صفائی مین بسان آب گوہر / نظر مین لغزشین ہر ہر قدم پر
جبین بام و در سے تابش نور / فروزان جیسے دونون عارض حور
کشیدہ دل نظر کے ساتھ حاصل / وہان جا کر پھر آنا سخت مشکل
درختون مین عجب صورت کا انداز / کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز
نہایت نرم شاخین برگ شاداب / ہر اک تھالے مین موج گردش آب
ہوا و لالہ بہر وصل باہم / کہ لہجاتے تھے شاخ و نخل ہر دم
مناسب فرش نورانی کنول تھے / گر مشتاق تکلیف اجل تھے

پلنگ آراستہ جس طرح محبوب | منقش بخیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہو چکا کنیزون سے کہا کہ تم مین سے دو آدمی لشکر قرطاس مین جائین اور
کہین کہ یہ جگہ قبضہ مین ملکہ گلزار جادو مالک بیابان گلزار کے ہی تمھارے اترنے سے زراعت و باغات
وغیرہ کی پائمالی و نیز دیگر اقسام کا ضرر پہنچنا متصور ہی بس تم یہانسے آجکے دن ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ
یہان سے تمھارے مقام کرنیکی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہوگا عمل مین آئیگا کنیزین یہ حکم سنکر بصورت مبدل
اڑکر روانہ ہوئین اور واقعی یہ شب ماہ ہی قرطاس بارگاہ کے دروازے پہ بیٹھا سیر دشت کرتا جاتا ہی اور شراب
پی رہا ہی مگر اترتے ہی سحر کردیا ہی کہ کوئی غیر نہ آنے پائے کس لیے کہ ملک پرایا ہی تو اس طرح بیٹھا ہی کہ برق و کنیزونکو
بھیجکر اور باقیماندہ سے گویا ہوا کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر آپ لشکر قرطاس مین آیا جیسے ہی اُسکی بارگاہ
کیطرف چلا ایک پرچھائین پکڑنے دوڑی اُس نے پھیر کر کہا کہ اسے میری سحر کے جاکر اپنے مالک سے کہدے کہ
برق عیار آیا ہی وہ پرچھائین پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جاکر گویا ہوئی کہ آپنے مجھکو مامور کیا تھا کہ کسیکو
آنے نہ دینا ایک شخص غیر آتا تھا مین نے اسکو گرفتار کرنا چاہا اُسنے کہا کہدو کہ برق عیار آیا ہی یہ خبر سنکر یہ حیران
ہوا کہ وہ یہان کہان مگر پرچھائین سے کہا آنے دے غرضکہ برق اُسکے پاس گیا اسنے کرسی بیٹھنے کو دی اور
پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اسنے کہا ہمارا تو یہ گھر ہی روز آتے جاتے ہین استاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ
آتا ہوتا ہو یہ تقریر سنکر وہ سمجھا کہ کوکب بلا لیتا ہوگا بس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہی اُسنے
کہا اسلیے حاضر ہوا ہون کہ آپنے دوبارہ مجھکو گرفتار کرکے رہا کردیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کردیا
لہذا باداش مین اس نیکی کے مین آج آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ عیاری کرکے آپکو مار ڈالیگا یہ سنکر قرطاس ہنسا
اور کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھکو کوئی مار نہین سکتا یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ وہ دونون ساحرہ جنکو
پہلے سے بھیج چکا تھا اڑتی ہوئی آئین جب زمین پر آکر سامنے اُسکے اترین پرچھائین اُنکو بھی پکڑنے دوڑین
وہ کنیزین بہار کی ہین اُنھون نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہوکر پرچھائین پر پڑا اُسکی روشنی سے وہ سایہ
دور ہوا قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حسن مین ماہ پیکر مہ جبین صورت مین سلونی چہرے نمکین چال مرگ تیتیان کا سا
وصل مین گھگھوریان سفاک جان تمنا لجاسے حسرمان شیدا زبان خوگر انکار کانون کو نالہ و فریاد سننا درکار
بینی کو انتہا کی خودبینی دہن کو عادت نکتہ چینی نظر سوزدہ جگر لب مین آب حیوان کا اثر آنکھون کو لگاوٹ یاد گریہ

بحسن عاشق ناشاد نظم

نہ کیونکر قتل کا اُسکے سبب ہو | کہ جب تیری نظر سوے غضب ہو
وہ عارض مہر تابان جس پہ قربان | کرین گھر دل مین ایسے تیر مژگان
ہزارون شوخیان اور نازنیم | کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

وہ دونون ادہر آئی ہین یہ دیکھتے ہی پکارا کہ وہ صاحب تم برقی گرما گرم شعلہ خو ہو کہ میری پرچھائین کو بھی

ستایا اُن غارت فرمائے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا کہ لو جیسے تجلے بگھارتا تو دیکھو ہمارے ہی گھر مین تو دھنا دیا ہی اور ہمین کو اُنکی ممانعت ہی اے صاحب یہ سرزمین بیابان گلزار ہی جسکی کہ مالک ملکہ گلزار ہی اُنکے حکم سے تمھین مطلع کرنے آئے مین پیام یہ لائے ہین کہ زراعت کو لشکر سے خوف پامالی ہی آپ یہان سے لشکر مقام کیجیے ہماری ملکہ نے تجویز نکالی ہی کہ ملکہ بران سے کل آپ کی نسبت پوچھکر حکم مناسب دیا جائے گا آج آپ کو یہان سے ہٹنا پڑیگا قرطاس کو یہ پیام سنکر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہان فساد ہونے مین عمرو تک پہونچنا رہجا دیگا یہ سوچکر محبت پیش آیا کو ا ہوا کہ آپ اتنا خفا ہوں ہم مسافر ہین مہمان نوازی شرط ہی آج رات بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے چلے جائینگے اور ہم اسی وقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی کمال ہی خیال زیادتی ملال ہی آپ ہماری طرف سے عذر کر دیجیے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہونچیگا اور صبح کو وہ چلا جائیگا کنیزان یہ سنکر پرواز بیدار کے روانہ ہوئین بعد انکے جانیکے برق نے کہا مین بھی رخصت ہوتا ہون خبر شرط تھی وہ کر دی ہوشیار رہیے گا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون آپ جائیے یہ بھی اُٹھکر چلا اور اسی باغ سحر مین آیا کنیزون سے کہا کہ اب تم پھر جاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہی کہ اگر آپ ہمارا مہمان اپنے تئین جانتے ہین تو بلا سے ہمارا نقصان ہوگا اور بران بھی خفا ہون گی ہم آپ کے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ مین تنہا آئے ہین آپ بھی آکر دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا کنیزین حسب الحکم دوبارہ روانہ ہوئین اور قرطاس ہنوز اندر خیمے کے نہ گیا تھا کہ یہ پہونچین وہ مستفسر ہوا کہ کہو اب کیا پیام لائین انھون نے حرف بحرف وہ پیام ادا کیا اس نے سنکر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اس نے جانا اور مجھکو طلب کیا ہی یہ اندیشہ اسکو بالکل نہین کہ وہ ملکہ نہین عیار ہی کس لیے کہ جانتا ہی کہ وہ عیار یہان بیٹھا ہوا تھا جب کنیزین پیام لائین تھین اور اگر عیار ہوتین تو اثر کر نہ آتین اور میری پرچھائین ہٹا نہین سکتین یہ سوچکر اُن سے کہا کہ مین کسلمند ہون اسوقت معاف فرمائیے صبح کو مین حاضر ہونگا کنیزون نے ہنسکر کہا کہ یہین چلو اس مردوے کو بھی دماغ ہی کہ ہم ایسے ہین جسکو شہزادیان

نظم

لگائی ہین

کہ ہم وہ ہین کہ جس پر اک نظر ہو ملائے آنکھ کس کی تاب ایسی	قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو لحد تک بھی نہ بجھنے پائی دلکی

لو اور غضب سنو ہماری ملکہ ایسی ہی تو ان کی مشتاق ہین جو رات بھر باغ مین پڑی رہینگی سنکر نہین کرتے کہ ابھی تو نکالا ملا تھا اب اُسی نے رحم کھا کر جو بلایا ہی تو انکو اغماز ہوا ہی یہ کہکر پھرین اس کو خیال ہوا کہ جیسے یہان رہے ویسے وہان بلکہ عورت حسینہ جوان تنہائی مین بلاتی ہی کیا عجب ہی جو اُسکا اور کچھ مطلب ہو پھر ازین چہ بہتر ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہان تمھارا کوئی نہین یہ رفاقت کریگی مدد وقت جنگ اُس سے ملیگی جانا چاہیے یہ خیال کر کے پکارا کہ آپ آزردہ نہون مین چلتا ہون کنیزین پھر آئین یہ سنکر

اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا جواہر جابجا زیب جسم کرکے خوب بن سنور کے ہمراہ کنیزان روانہ ہوا یہ تو
ادھر سے چلا اُسطرف برق رنگ روغن عیاری لگا کر ایک زن خوبرو کی ایسی صورت بنکر مسند ناز پر
بصد انداز جلوہ گستر ہوا ہے لباس پُر زر پہنے ہے سر سے تا قدم جواہر کار زیور تن سنور پر آراستہ کیے ہے مانگ
موتیون سے بھری ہے ناہید فلک ہزار جان سے اُس بھولی صورت پر صدقے ہوا چاہتی ہے قمر کا سینہ رشک
سے داغدار ہوا ہے یہ کہنا روا ہے کہ ابیات

چمکتی تھی دمک عارض کی ہر سو — نہایت تیز تھی شمشیر ابرو
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دلکو — نگاہ مست کی ایسا کہ سنبھلو
لب گلرنگ خون خاطر حسینہ — نہ چاک دل کہ کوئی دین جو پیوند
وہ ابرو جو کہ شمشیر قضا تھے — دم رہا جہان کے دلربا تھے
وہ آنکھین جنپہ صدقے روح عالم — نہ دے یاد انکی فرصت دلکو اکدم
دہن وہ تنگ جو پنہان نظر سے — تصور مین دھولین انکھین جگر سے
وہ دور حلقہ چاہ زنخدان — فدا جسپر ہزارون جن و انسان
وہ گردن اور وہ سینہ شوخ جنکا — زمین سے تا فلک ہر جا یہ پہونچا
وہ بازو اور وہ ساعد نور افشان — کہ جنکی یاد ہر مرگ مسلمان
وہ ساق خوش نما آئینہ نور — لقب جنکا جواب شمع کافور
قدم سے تا بسر جس جا نظر جائے — نہین معلوم کیا کیا کچھ گذر جائے

یہ تو اس صورت سے رونق افزاے گلشن تھا اور قران جو صحرا مین گیا تھا ایک پگڑی سر پہ باندھکر
رومال شالی اوڑھا اور لباس نفیس پہنکر صورت بشکل ساحران تبدیل کرکے حاضر باغ ہوکر دروازہ
پر ٹھہرا تھا کہ ہمراہ کنیزان قرطاس پہونچا قران نے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی کہا ٹھہریے مین ملکہ عالم سے
خبر کرتا ہون یہ کہکر اندر آیا برق کو اطلاع دی کہ وہ بہ نازو انداز کنیزان دیگر کے کاندھے پہ ہاتھ رکھکر
بقصد اعتبار در باغ پہ آیا ایسا معلوم ہوا کہ جیسے برج سنبلہ سے آفتاب نکل آیا قرطاس نے دیکھا
کہ ایک نور باغ سے ساطع ہوا خواہش کی آرزو پوری کرنے والا تمنا کو فوت بشارت دینے والا ہے
یعنے وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر حریف دلبری جسکا جوبن آفتاب نکلے فلک پہ چمکا ہے اختر سپہر
وقت سحر جسکی چشم پر حیا ایک نمونہ ہے نگاہ جسکی ترقی بخش انوار تصور مین جسکے قیامت تک محو دیدار غمزہ دل
کی ہنسانے والی عاشقونکو راہ بتانیوالی شبنم اُسکے عرق جسم سے جھلک ہمیشہ گریہ ناک سحر اُسکے عاشقون
مین ملنے کے لیے گریبان چاک صبا اُسکی جان بخش دل فگاران آمد اسکی نوید جان بیقراران تمنا اسکی
ہمیشہ گنہگار ادا ادا غمزہ اسکا ہر قتل بیمار شراب حسن سے بیہوش طبیعت خودفراموش نظم

نظر آئی اُسے وہ مجمع نور ۔ دیار ہوش جس سے منزلوں دور
بشکل آرزو پنہان حیا مین ۔ نہایت شوخ طرز مدعا مین
چمک کر برق شمشیر نظر کی ۔ عیادت کے لیے آئی جگر کی
تحائف تو بہ مثل زلف برہم ۔ لب زاہد پہ شکر خندۂ غم

یہ بیہوش ہوکر تھین تھا کر گرے مگر وہ ہوش ربائے جان حسرت و تمنا مسکرا کر قریب آئی اور دست رنگین سے
اٹھا اس سرمست بیخودی کا مقام کر لب جان بخش سے گہر بار ہوئی کہ آیئے تشریف لایئے اللہ بڑا انتظار
دکھایا ہان سچ ہی ہین مشتاق ہو رہا یا اسی سے اپنے منہ چھپایا یہ کہکر خندان خندان اُس گلزار مین کہ واقعی
وہ سبز باغ تھا لیکر چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو براز طلسم پایا وہ درخت تھے یا امید ین سینۂ ارض کی
بنا مین چمن سبز تھا یا سرسبزی کام دل شاہد بہار تھا ہجوم شوق دیدنے اس سرو مقام پر گریبان جتائی
تھین روش آرزو سے بادہ پرستان اسی جا بہ آئی تھی روح آرام پاتی تھی اسجا کے اسباب عشرت مفا
عمارت پر جان گلہائے بہار پر خون پاکیزہ طینتان دہر کو اُسکے تعشق مین جنون کرابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب ۔ کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوشرنگ پتے لہلہاتے ۔ ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
نہال باغ سب عیش افشان ۔ نگاہین دیکھنے والون کی قربان
مکان مثل دل عارض مصفا ۔ پھسل جائے نظر وقت تماشا
مناسب ساز و سامان جا بجا پر ۔ کہین گھٹ بڑھ نہین سب کچھ برابر
چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو ۔ دلون مین گھر کرین مانند جادو
کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز ۔ کہین معشوق نواز بس خوش آواز

قرطاس یہ کیفیت دیکھکر دنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لاکر مسند پر بٹھایا پہلو مین آپ جلوہ
فرمایا اسکا دل گم شدہ پھر سینہ مین آیا سمجھا کہ یہ سفر مجکو بہت مبارک ہوا یہ ناز نین تسخیر فریفتہ ہی غرض اُسکے
بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام بادۂ احمر جسمین بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھون کو جسطرح کہ
ساغر چھلک جاتے ہین یا مست بہک جاتے ہین گردش دیکر آگے اُسکے بڑھایا اسنے بھی کہ مست مے الفت
تھا انکار نہ کیا بے تکلف پی گیا ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ **نظم**

طبیعت صورت مے جوش مین تھی ۔ تمنا عزم نوشا نوش مین تھی
ہجوم آرزو کہتا تھا لاجام ۔ جھکا شیشہ کہ آیا اور ہنگام
صدا آئی فراز آسمان سے ۔ سفر ہے نامبارک اب یہان سے

جب خواب اسکو نشہ ہوا گھبرا کر بہ حسرت آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا اسوقت قران جی باہر سے آکر سر ملکہ نقلی پر

رومال جھلنے لگا اور برق نے اسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھکر کہا کہ کیون میان قرطاس مزاج کیسا ہے
اُس نے کہا اے ملکہ درد سر ازحد ہی اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنسکر کہا کہ او سخرے بیہودہ
تو نے مجھکو پہچانا کہ مین کون ہون ارے مین برق عیار ہون یہ سنا تھا کہ اُسنے گھبراکر سحر کرنا چاہا مگر قران نے
پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ بیہان پوچھے یہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر سر
تن سے جدا کیا شور وغوغا عالم مین پھیلا اندھیرا ہوگیا صدا آئی کہ مارا قرطاس جادو کو لشکر مین اُسکے بھی
اندھیرا چھایا اور لشکری غوغا سنکر جلد جلد مسلح ہوکر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اُسکے
مرتے ہی اُڑی اور کنیزون کو پکاری کہ جلد آؤ وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کرکے پیچھے چلین عیار صحرا مین چلے گئے
اور بگولے لاش قرطاس کو چکر دیتے جانب افراسیاب لیچلے اس اثنا مین لشکر لینا لینا کہتا ہوا بڑھا
تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یاقوت رنگ نکالکر کھولی اور سحر پڑھکر دستک دی ڈبیا سے دھوان نکلکر
مثل ابر تیرہ و تار تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہی
یعنی چاندنی گھٹا مین نکلی ہے سامنے ایک چمنستان سبزہ زار دنگا ہے سرسبزی سے خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا
ہے کہ بمقتضاے ابیات

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب ۔ شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار ۔ برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ تاق ۔ اداہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین ۔ کسی مین اور ہی صورت کی تزئین

بیچ مین اُس گلشن نگارین کے جو چبوترہ ہے وہان ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہے نظم

کہ رشک حور ہے وہ صاحب جاہ ۔ پری پیکر سمنبر غیرت ماہ
نظر مین تیز بان تیغ اجل کی ۔ لب شیرین مین شیرینی عسل کی
غضب آنکھون مین مثل لیت لبریز ۔ سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز
نگہ پہونچی جو سوے سینہ صاف ۔ نظر آیا کچھ ابھرا اور شفاف
فریب تختگی پستان کو پائے ۔ ہوس کچھ اور ہی مطلب سمجھائے
جو اٹھی تو تھی شمع ساق پاسے ۔ تو گھرتا ابر مستی جابجا سے

گرد اس شعبدہ باز دلدار کے کنیزین گلرخسار ہاتھون مین عہدے لیے کھڑی تھین انگیا تنک مین جوانی
کی بھری تھین تمام لشکر اُس گل رعناے باغ حسن کی بہار دیکھکر اور ہواے گلشن سحر سے مسحور ہوکر اپنی ہستی
فراموش کر گیا خودی سے گذر گیا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ ابیات

نہین ہے یہ چمن شایان دیدار ۔ یہان احسان سے ہوتا ہے گنہگار

فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے ۔ دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
مقدر نے ہے وہ ساماں دکھایا ۔ کہ فرق جسم و جاں کا وقت آیا
چلے یہ شعر پڑھتے سب زباں سے ۔ بڑھے روتے ہوئے اپنے مکاں سے
سہے جاتے نہیں رنج جدائی ۔ دہائی ہے دہائی ہے دہائی
قریب بلوغ پہونچے بوسے جانی ۔ خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
زیادہ حسن کا ہے نور پیارے ۔ رہے قربان جان حور پیارے
ابھی ہم پہ بھی ہوگی مہربانی ۔ کہ ہو کچھ حظ لطف زندگانی

یہ صدائے آہ و واہ اُس راہزن شاہ راہ خرد نے سنکر کچھ کنیزوں سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر آئین اور پکارین کہ اے عاشقان ملک ازمان ادھر آؤ پیام یار سن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے انھون نے ایک ایک ہار پھولونکا انکے گلے مین پہنایا اور کہا کہ تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہے کہ تمھین شرم نہین آتی ہے جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے مین اکیلی اور سارا لشکر مجھپر مرتا ہے چاہیے تھا کہ تم مین سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہجاتا تو اسکو مین اپنے پہلو مین بٹھاتی یہ بدنامیان نہ اٹھاتی یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ مین شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان بلبل مین آگ لگا دی آپسمین ایک نے دوسرے سے کہا کہ سنا بھی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے اُسی کے غمزہ جانستان کی کہ مین مار ڈالونگا دوسرے نے بھی یہی جواب دیا کہ مین خود تجکو منع کرتا ہون کہ اب اُس آفت جان پر جان نہ دکھونا ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونا غرض باہم تکرار ہوکر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی لاگین سنتر دن کے حربے چلنے لگے ترسول پنسول تارپل ترنج وغیرہ اچھلنے لگے صف مژگان یار نے صف کشتی کرا دی آنکھون کے لڑنے نے لڑائی دکھا دی جادوگری بھلا دی دم بھر مین صدہا سر اُس صفا کہ پر نثار ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی کھو گئے ہزارہا جان سے اُس گلبدن پر قربان ہوگئے حسرت داران انپر رو گئے نظم

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ ۔ کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جان فروشی ۔ دکھاؤ اپنی گرم جوشی
کبھی کڑکیٹ کہتے تھے یہ کڑکا ۔ کہ منھ کی کھائی گر دل کچھ بھی بھڑکا
کھلے بیڑے پڑے شمشیر مین ہاتھ ۔ کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ
یکایک ہر طرف سے برق چمکی ۔ مبارکباد دی خواب عدم کی
جو تھے افزائش جرأت سے بیتاب ۔ ہوئے رخسار اُن کے آتشین تاب
لبون پر آئے کف غیظ اجل سے ۔ ارادے بڑھ گئے دست دغل کے

مری معشوقہ ہو کر داے تقدیر / وہ ہووے غیر سے جاکر بغلگیر

اگر باقی رہے گی جان تن مین / تو ہوگا لطف کچھ اس انجمن مین

کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے / ہوس اب گور سے دست و بغل ہے

جدا ہونے لگے پا و سر و دست / کوئی خستہ کہین نعرے کہین جست

کہین سیلاب خون سے سرخ راہین / کہین زخمی تنون کی سرد آہین

کڑکتی تھی برابر برق شمشیر / اجل تھک گئی ایسے چلے تیر

گرے گردان شیر افگن زمین پر / کہین تن سر کہین توسن کہین پر

پھر آخر چرخ نے چاہی بلندی / ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی

ہوئی رخصت وہ شب لیس بیر ہوکر / جمال صبح چمکا شیر ہوکر

یعنے جسوقت تیغ تیز مہر سے سر دیو شب کا جدا ہوا اور سپاہ لیل کو معشوقہ صبح رخسار نے قتل کرایا وہ لشکر سارا رات بھر لڑکر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحرون کے مرنے سے برپا تھا آندھیان آتی تھین تاریکی مین بیرونکا غل و شور محشر سے کم نہ تھا جب اجالا ہوا دس پانچ افسر زخمی ہوکر بچے تھے وہ سامنے بہار کے آئے ملکہ نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ باغ اور تمام آرایش سحر جاتی رہی انکے بھی گلو سے ہار مرجھا کر غائب ہوئے افسر ہوش مین آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ ہستی کو افسردہ پایا سمجھے کہ بہار کے سحر مین ہم گرفتار تھے یہ سمجھکر ارادہ قصاص کیا کنیزان بہار نا ریخ پکڑکر للکارتی ہوئی آگے بڑھین یہ زخمی بہت تھے خوف مین آکر بھاگے اور جانب افراسیاب گئے بعد انکے عیار دونون تعریف کرتے ہوئے آئے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا ملکہ نے کہا یہ کیا ادنی سحر تھا کیا کہون قرطاس کو آپنے قتل کیا ورنہ حال اسکو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر اپنے گھر چلنا مناسب ہے یہ کہکر تخت سحر پر سبکو سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا آخر تو چلتے ہین اسطرف کی سیر کرتے چلین یہ سنکر جدھر سے آئی تھی ادھر رخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع اقسام کے جنگل اور کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہین پہاڑ نظر آتے تھے کہین پر دریا تھے

ابیات

کہین سبزہ کہین کچھ شہر آباد / کہین ویرانہ مثل طبع آزاد

کسی جانب کو کوہ آسمان جاہ / کہین باہم درخت ایسے نہین راہ

اسی طرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سراسر آہین طلسمی کارخانہ پایا کہ بموجب نظم

طلسمی اس کا تھا سب کارخانا / وہ تھا پریون کے رہنے کا ٹھکانا

درختون مین اثر تھے سحر کے تیز / گلون کے جام تراشون سے لبریز

برابر انکے جو غنچہ تھا اب بند / وہ عقد سحر سے تھا اے خردمند

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ ۔ نظر آیا انھیں اک قلعۂ سنگ
کہ تابندہ ہے مثل مہر انور ۔ جڑے ہیں زر کے دیواروں میں پتھر
زمین شفاف رستہ صاف در وا ۔ نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ ۔ نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب ۔ کوئی مانند لال سرخ نایاب
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار ۔ چمک پتون مین جیسے عارض یار
وہ سب گویا بہ شکل آدمی زاد ۔ چمن خندان گلون کے لب پہ فریاد
صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا ۔ سر ہر شاخ سے بارش ہی پیدا
زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب ۔ تلے اوپر کہین پیمانۂ آب
قریب اک حوض اسمین خون لبریز ۔ کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا ۔ کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زربفتی دردروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت مین صحن آسمان کو شرماتی اسمین رنگ آسمان جاہ سے ہٹکر بہت بڑا لشکر اترا ہوا تھا کئی لاکھ ساحرونکا مجمع تھا یہ دیکھکر قران نے کہا اے بہار تم ذرا بھولکر قلعۂ طلسم نور افشان کی جانب آگئین ایسا نہو کہ ہم قید ہو جائین جلد یہان سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا برا ہی جب تک استاد کو یہان خبر ہوگی اور وہ کوکب سے کہکر چھڑائین اسوقت تک مین ہلاک ہو جاؤنگا بہار یہ سنکر وہان سے سناٹا مار کے تخت اڑائی بہت دور نکلگئی اور ایک صندل کے جنگل مین پہونچی دیکھا کہ رشا عارض رنگ کا دردسر کھونیکو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہی حرارت سودازدگان دشت محبت کھونے کی تدبیر نئی ہی وہان پہونچکر قلب محرور تسکین ہوا اور تخت اتار سیر کرنے لگے بوے صندل سے دشت مہکتا تھا ہزار ہا مار سیاہ درختون سے لپٹا تھا کنڈلیان سانپونکی درختونکے ٹھنے سے لپٹی یون نظر آتی تھی کہ جب اس بیت کے بیت سیہ چوڑی بدست آن نگارے بشاخ صندلین پیچیدہ مارے ۔ وہان کی سیر کرکے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار سونے کی ہر طرف کھڑی آگئی ہی فروغ جلوہ مہر دکھائی ہی ہزار ہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ بخت منور ہوا کہ بیت مقابل آگیا اک قلعہ خوب ۔ طلائی جسکی دیوارین خوش اسلوب ۔ یہ محاصرہ ہوتے دیکھکر بہار تخت پر سبکو بٹھا کر اڑی اور قندیل فلک بنگئی مگر جسقدر بلند ہوئی وہی دیوار طلائی سامنے نظر آئی ۔ ہائی نیائی ہزارون طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہو گھبراکر عیارون سے کہا کہ کسی نے قید کیا یہ کہکر زمین پر اتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینہ رخسار کیطرح حیران تھی اس عرصے مین ایک سیاہی فلک کی طرف آکر محیط عالم ہوئی رعد گرجا برق شعلہ فشان چمکی اور ایک تخت پہ ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آکر

اسنے کہا کہ بی بی کسلیے پریشان ہو سر گریبان ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس آتا ہے اور پرائے بس جاتا
ہے اب جسکے گھر آئی ہو وہ جب رخصت کریگا تو جاتا ہوگا مثل مشہور ہے کہ آمدن بہ ارادت و رفتن
بہ اجازت بہار نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہے اس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ عمرو کا ہے
بہار نے کہا پھر وہ کہاں ہین اسنے کہا آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہین یہ آخر اس ساحرہ
کے ساتھ روانہ ہوے وہ کچھ دور چلکر ان سب کو ایک باغ مین لائی کہ وہ گلشن ہزارون بہارین دکھاتا
تھا اپنی بہار دیکھکر ایسا اتراتا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا جملہ سامان راحت اسمین مہیا تھا مکان بہت عمدہ
اسباب نادرہ کاری سجا تھا اسمین بالاخانہ رشک بام آسمان تعمیر تھا اسپر نگیرہ کھنچا ہوا ہر یکی تصویر تھا زیر
نگیرہ فرش مکلف پر اس ساحرہ نے انکو بٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے مین خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہون یہ کہکر
چلی اور باہر آکر باغ کے دروازے کو بند کرکے تخت پر بیٹھکر چلی گئی یہ تینون بالاخانہ پر بیٹھے سیر دشت
طلسم مین مصروف ہین مگر جس سرحد مین کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اس دشت کے ساحرون نے جاکر
تمام ماجرا خدمت کوکب مین عرض کیا وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھکر پیران کو بھیجا نامہ جب پیران کو پہونچا
اس نے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اسکو قران دیو برق نے اس طرح راہ مین مار ڈالا اور
بہار جادو نے یون لشکر کو شکست دی اب بیابان صندل کے آگے ایک باغ مین وہ سب فروکش ہین
خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی مین آئے تو جاکر مل آئین ورنہ ہم انکی دعوت کرکے رخصت کیے دیتے ہین خواجہ
صاحب کے ہمشیرہ کو انکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہین یہ نامہ پڑھکر ملکہ عیارون کی فطرت پر ہنسی اور
انکے حوصلہ پر آفرین خوان ہوئی کہ اس طلسم تک تعاقب کرکے بغیر قتل کیے نہ چھوڑا پھر عمرو کو وہ نامہ دکھایا
خواجہ بھی بہت ہنسے پھر خیال کیا کہ شاید تمکو کوکب آزماتا ہو بس تم بغیر حصول مطلب پیران کے پاس سے
جدا نہو یہ سمجھکر ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ اپنے مجھسے ایسی الفت کی ہے کہ کسی سے ملنے ملانے کو جی نہین چاہتا ہے
اچھا آپ لکھ بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کرکے رخصت کرین ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ
نے بموجب مرضی عمرو اسی ہمشیرہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا طلب کرکے مع سامان دعوت بحشم
وخدم ہمراہ ایک امراے دولت کے روانہ کیا یہان بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا بجتا
سنائی دیا بالاخانہ پر کھڑے ہوکر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری وفیلی نقارے بجتے انکے
بعد تخت پر ساحر سوار اہتمام کرتے پھر بہت سی پالکی نالکی جنپر جادوگرنیان لباس عمدہ پہنے سوار جسم پر ان کے
زیور مرصع کاری کی بہار تھی انکے بعد سقے آبپاشی گلاب وکیوڑے کی کرتے رتھ کے خوشبودار ہوتے لخلخون کے لیے
آگے بڑھ گئے پھر لیسادل وچوبدار وخاص بردار لباس معقول سے آراستہ پیدا ہوے انکے بعد ایک تخت پر
عمرو سوار جلو مین پیادہ بہاری خلعت زرتار پہنے جس سے زرین لباس مہر شرمسار تاج کجی سر کنگرے کا رکھے
جواہر سے جسم کو تزئین دیے روانہ ہوے صدا اے طرقوا سے ارض وغیرہ پھر اہی جاؤش دور باش کہکر لگاتے ہین

نقیب کچھ تفاوت سے پیش خداوند کے نعرے مارتے ہین بڑے جاہ وحشم سے سواری جاتی ہے یہ کیفیت عیارون
نے دیکھکر کہا کہ استاد جاتے ہین برق نے کہا مین تو پکارتا ہون قران نے کہا کہین ایسا دیوانہ پن نہ کرنا خلاف
ادب ہے ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکلگئی کچھ عرصہ مین وہی ساحرہ جو یہان بٹھا گئی تھی
مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا انکے سامنے پہونچکر ہر ایک ساحر گویا ہوا کہ چلیے آپ سب کو
خواجہ سلامت نے بلایا ہے بہار نے کہا ہم سمجھے تھے کہ یہین تشریف لائینگے یہ انھین کے رہنے کی جا ہے
اُس ساحرہ نے کہا کہ جی نہین یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہے انکے لائق یہ کب جگہ ہے غرضکہ تخت پر سوار
کرکے عیار وغیرہ کو ساحر لیچلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جاکر ایک باغ کی
بہار دکھائی دی دروازے پر اُسکے عملے کے لوگ خدام و دربان وسپاہ ول وغیرہ کا مجمع ہے یہ وہان اترے
سب نے انکی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی یہ پھر داخل باغ ہوے دور سب رنج دل کے داغ تھے
عجب بہار آگین وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدۂ دل نے سرور پایا سوسن سیہ رنگ دہان سر بعبارت
آگین چشم مشتاق گل روشنی مین نور دیدۂ عشاق نرگس مخمور بےرنگ دیدۂ حور سنبل کے پیچ عقدۂ سربستہ
آرزوے عاشقان سرو موزون سربلند مثل مرادیابان ابیات

گلون مین سب طرح کے رنگ پیدا	ہر اک مین تھا نیا جلوہ ہویدا
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو	جو لیجائین دل شائق سے قابو
نوازن جابجا مرغان خوش رنگ	ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
ہر اک بارہ دری کاشانۂ نور	میسر ہر کسی کو صحبت حور
نہایت باتکلف فرش سارے	کہ جس کے حسن پر پھیلین نظارے
ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر	ہواے شوق کے جھونکے برابر
مزاج شائقان حسن برہم	نظر کو دید سے فرصت بہت کم
ادائے شوخیون پر قصد چالاک	ہوس مغرور جوش شوق بیباک
ترنم زا صدا ہر نازنین کی	خلل انداز رسم کیش و دین کی

صحن گلشن مین تخت جواہر کار پر عمرو جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پر گردش کرتا تھا گرد کرسیون پر امرا و وزرا
کا دور بندھا تھا ہزارہا نازنین شوخ وشنگ عہدے ہاتھ مین لیے حاضر تھی صدہا کنیز عزت دار دو
بے تمیز لبسان مہر تابان لباس زرین پہنے ہان فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سامنے ہو رہا تھا ساز عشرت
آواز بیچ رہا تھا ان سب نے جاکر خواجہ کو سلام کیا عمرو تخت پر سے اُٹھا اور ہاتھ پھیلایا پہلے آگر قران
نے سر سینہ سے لگایا ہر اک کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسی ہاے جواہر پر بٹھایا خواصین
زرین کمر نازک اندام سب ایماے عمرو کشتیان خلعت گران بہا کی جنہین بالا مروارید کے اور بہار کے

زیور سر مرصع تھا لائین وہ خلعت عیاروں اور بہار کو عنایت ہوے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دیکر ہر ایک کو خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسۂ عشرت دیا فوراً ابط مے کے قہقہے بلند ہوے بحر پر جوش ہوس سے پریستان رواں تھا کشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشۂ دل نے ایک لحظہ مین یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی عنبر مزاج توبہ برہم ہوا چشم زہد مین مستی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو — صدائے زیر لب سے سخت دل چور
ترشح کیف کا آنکھوں سے پیدا — ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہین بہکے ہوئے آغاز و انجام — کوئی مصروف دیدار دلارام

اسی لطف میکشی مین نازنینان قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خوارونکو بہکایا جلسۂ عشرت جمایا رقص نے دل بسمل کیے ابروں نے کار قاتل کیے حوصلے بڑھ گئے ارمان تڑپ کر رہ گئے نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز — کیا اس جالسی نے رقص آغاز
دم رقص اس طرح گھنگرو بجائے — کہ داؤدی ترانے یاد آئے
ملاتی تھین جو ساز رقص دو چار — تھے انکے اس ہنر مین ہاتھ تیار
کسی کے دست مین رنگین گلابی — نئی تھی مے سے برج آفتابی
نئی کم محتسب سے آمد شام — چھپا تھا آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب شب نے سنوارے — ہوے پھر زینت مہتاب تارے

یعنی جسوقت براے تعظیم سیہ مست شب گردن شیشۂ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور ربان ہوس لیگساران شبنم بلبل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سر شام ساقی و مینا و جام اس باغ کی ایک نہر پر جمع ہوا بادہ خوارونکا جمگھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جوئبار کشتی رواں ہوئی کنارے نہر کے روشنی فروغ بخش دیدۂ مردمان آبی تھی ماہیونکو اس جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی شب ماہ مین باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ مین نمود انہار نہر مین بجرے پڑے فوارے ہزارے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجب سیر عشرت افزا تھی جس پر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بنا تھا فرش سنگین ہر روش پر — کہین تھا گلشن قالین سے بہتر
رواں اک سمت جو چشمے تھے پرنور — خزانے انمین فوارے کے معمور
ہزاروں اسمین میوہ دار اشجار — ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
ارم تھا وہ مکان عشرت افزا — میسر خلد کا ان مین تماشا
ہوے سب سیر وہان جب تو فرحناک — طبیعت سیر سے تھی لطف اندوز
کہ پہونچا اک گروہ ماہرویان — مہیا رقص کا پاس انکے سامان

ملاکر ساز ناچین پھر وہ اٹھ کر — قیامت تھی بپا تازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے — نہایت اُنکے پر زر پیرہن تھے
تصدق دل تھے گانے کی صدا پر — فدا تھی زہرہ بھی ان کی ادا پر
ستارے ساغر و مینا کے چمکے — نصیبے شیشہ و صہبا کے چمکے

جب سن بیلی شب جوانی پر پہونچا نہر کے کنارے سے اٹھکر بارہ دری مین آگئے وہان نعمتخانہ تیار تھا غذائین
لطیف وعمدہ دسترخوان پر چنی گئین سبنے کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی ملکہ بہار کے لیے ایک
کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہان جاکر یہ سہری پر پہولونکی لپٹی تکیے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے
شمع مومی وکافوری روشن تھین عیار ایک اور کمرے مین کہ رشک دہ قصر جنان تھا جاکر آرام پذیر ہوے
عمرو علیحدہ ان سبسے جاکر سو یا مگر کیفیت سنیے کہ بہار جب سہری مین لیٹی کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے
کو نہ تھی اسنے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اس کمرہ مین آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی پھر ایک شمع کا پھول گرا
اور اسکی لو مین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آکر پاؤن دبائے بہار نے یہ گرمی محبت
اس شمع سے سنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو بولے آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ پران کی سہیلی
بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع مین کیونکر آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرائی اور
لو اسکی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پری نژاد حور پیکر ہمسر گل اندام بنا شرم سے گردن جھکائے
شوخی آنکھوں مین چرائے سر سے پا تک نور رنگ مین مقابل شمع طور چہرہ مین انتہا کی گرمی باتون مین حد کی
تیزی رخسار پہ ہجوم آرزوے بوسہ کا غازہ دہن مین ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت
چاہیے کہ بصورت نظم

جبین سے تا بہ پا نور مجسم — ہر اک انداز مین سو ناز باہم
سخن کی گرمیون سے جان بیتاب — سرور آنکھون مین بے لوث مے ناب
تردد سے طبیعت منزلون دور — فداے روے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران حال تھی مگر اسنے باادب بیٹھکر پاؤن دبانا شروع کیے کہ
یکایک سامنے جو گلدستے رکھے تھے اسکے سب پھول کھلکھلا کر بسان معشوق غنچہ دہن ہنسے اور پھر آواز
آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائیے تو یہ کنیز بھی آئے کہانی کہکر جی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز
آئی کہ مین بھی لونڈی ہون ہم ان کی سہیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہنا تھا کہ ایک پھول کھلا اور چند
پنکھڑیان زمین پر گر کر لوٹین پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزاے رنگ نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا
مزاج حسرت عشاق شیشۂ دل کی طاق امنگون سے جسکی بہار نثار حسین برگزیدہ لطف فرماے ایام

بڑھی کچھ دور اس ناز و ادا سے — کہ جنبش قلب نے کی اپنی جا سے
ہزاروں شوخیاں اور ناز باہم — کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

غرض وہ گل پیرہن سہری کے نیچے باادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشان ہوئی کہ اے ملکہ
ایک بادشاہ تھا ہمارا اعتبار اخدا بادشاہ اُسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اُسکے وقت مین شاد
رہتے تھے ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار سحر ہی یہ کہانی شروع حال نوشیروان
اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین ہی یہان سارا
دفتر لکھنے کی گنجائش نہ تھی صرف **طلسم ہوشربا** بیان کرنا منظور ہی اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا
فی الجملہ جب اس گل نے یہ کہانی یہانتک پہونچائی کہ ملکہ نگار دختر **نوشیروان** عاشق ہو کر امیر کے ساتھ
نکل آئی اور اسکے بطن سے **قباد** شہریار پیدا ہوے اور قباد کا نکلنا **علمشاہ** سے لڑکر اور عاشق ہونا
ملکہ ماہ سیما پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہو کر پیدا ہونا شہزادہ **سعد بن قباد** اور بعد شہادت **قباد**
حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ
سعد سنکر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤں نکالے وحشت
گریبان گیر ہوئی گیسوے پیچان نامہ نے دل مین گھر کیا مسکن یار دل زار بنا تنہائی انجمن مین پھنسا
رات کٹنا مشکل ہوئی نیم بسمل ہوئی ارمانِ ہوس کے بڑھگئے خار غم سینے مین گڑ گئے کہ **نظم**

ہوئی الفت جو اُسکی آتش افروز — جگر پر آکے بیٹھا تیر دلدوز
الگ ہے سب سے انداز محبت — بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات — دیا دل اپنا اُس دلبر کو ہیہات
طبیعت مین عجب تھی بیقراری — بنی مژگان تر ابر بہاری

بیقرار نیند کا بہانہ کر کے چپکے چپکے رو یا کی اُدھر عیار جو کمرے مین گئے تھے انکی خدمت کیلیے بھی کوئی پری
کی تصویر پری بنی کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیر کی ظاہر تھی یہانتک
رنگ رخسار شاہد شب کافور ہوا اور آفتاب بسان عاشق بیقرار بارنگ زرد نکلا **نظم**

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ — ہوے پیدا سحر کے شرق مین ڈھنگ
ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار — نظر آئی نہ پھر کو سون شب تار

خواجہ عمرو کا ہشتیہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بصد ادب سلام کرنے حاضر ہوے اور تسلیم
کر کے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا کہ اسوقت بھی آپ لوگ حمام کر کے پوشاک نئی بدلیں سب نے حسب الحکم حمام کیا
کشتیان پوشاک کی مع زیور اسوقت بھی عنایت ہوئین سب مزین و مجلی ہو کر جلسہ مین آکر بیٹھے ناچ
ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسوقت عیارون نے عرض کیا کہ حضور یہانسے کب چلیں گے **عمرو**

نے کہا جب خدا لیچلے انھون نے کہا پھر ہم رخصت ہوتے ہین کسلیے کہ لشکر اکیلا ہوگا ایسا نہ ہو کہ افراسیاب
کچھ فتور زیادہ کرے عمرو نے کہا تمھارا جدا ہونا ہر چند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق
ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ کہکر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ کھلا
پلا کر چند ساحرون کو بلایا انسے فرمایا کہ باغ کے شمالی دروازے سے انکو روانہ کر دو ساحر انھین لیکے
روانہ ہوے عیار اور بہار سیر اس گلزار کی کرتے اسی دروازہ مذکور تک پہونچے اس دروازے کو تمام
جہان کی عمارات عمدہ سے کہین بہتر پایا غرضکہ ساحرون سے ملکر باہر نکلے دیکھا تو اب اس صحرا سے
صندل اور دیوار طلائی کو نہ پایا وہ دیوار کہ جسمین ساحرہ لگی تھی اسکا پتہ نہ ملا غرضکہ تخت سحر ملکہ بہار
نے تیار کیا اور سبکو سوار کر کے چلی دشت طلسمات کی سیر کرتی جاتی تھی عیار راہ مین بولے کہ اے ملکہ تم نے
پہچانا کہ یہ خواجہ عمرو نہ تھے بہار نے [illegible] کیونکر پہچانا قران نے کہا استاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار
خلعت نہ دیتے برق نے کہا سچ کہتے ہو ہرگز استاد نہین تھے یہ کوئی سحر کا پتلا کوکب کا تھا غرضکہ یہ تو سیر
کرتے رہ نورد منزل مقصد ہین لیکن لاش قرطاس جادو کی ہمراہ لیے ہوے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ از
دست بہار خدمت افراسیاب خدا مین پہونچے حال قتل اور کوائف جنگ زبان پر لائے بادشاہ
کو غضب طاری ہوا فرط غیظ سے کانپنے لگا ندما و امراے دربار کے چالاکی پر عیارون کی ہوش پران تھے
اور بادشاہ کے پر غضب ہونے سے گردن جھکائے بیٹھے تھے الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا سوا ے
اسکے ایک نامہ ملکہ حیرت کو جملہ حال گذشتہ کا لکھکر ترقیم کیا کہ دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور صبح
مصور آمادہ کارزار ہونا مین بھی آتا ہون وہان میرے ملازم بہار نے قتل کیے ہین یہان مین سب کو بلا کر
ہلاک کرونگی اور صرصر عیارہ مجھسے وعدہ عیاری کرنیکا کر گئی تھی اگر اسنے نہ کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ
کے نکالدینا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر روانہ ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اٹھانے کا حکم دیا اور عازم ہوا
کہ لڑائی شروع ہو تو خبر پاکر مین بھی جاؤن اسطرف جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا قتل ہونا نامدار کا
پڑھکر حیران ہوئی کہ کیا زبردست عیار ہین جنھون نے بغیر قتل کیے نامدار کو نہ چھوڑا بعد متحیر ہونیکے حکم
دیا کہ صرصر کو لاؤ صرصر جبسے وعدہ کر گئی تھی اپنے خیمہ مین فکر عیاری کر رہی تھی کوئی صورت معقول
بن نہ آتی تھی اسی فکر مین تھی کہ حکم حیرت براے حاضری پہونچا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی ملکہ نے بغضب
ارشاد کیا کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کہ تعاقب کر کے بالکل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے حکم شہنشاہ تیری نسبت
ناک کاٹنے کا آیا ہے صرصر نے سارا ماجرا سنکر عرض کیا کہ واقعی یہ کنیز خطاوار ہے لیکن امیدوار مراحم خسروانہ
سے یہ ہے کہ مجھکو مہلت ملے اگر سر دشمنان شہنشاہی کے نہ لاؤن تو مستوجب سزا ہون ملکہ نے مہلت دی
یہ روانہ ہوئی اور اپنی جگہ پر آکر صبا رفتار [illegible] ایک خوبصورت قران کی بنوہ جب آئینہ رکھکر
تیار بشکل مذکور ہوئی اور [illegible] ایسا کہ جسم انسان کا چہرہ اسمین

ظاہر تھا سر موقرق نہ تھا اپنے سر پر لگایا اور اسی طرح ہر اعضا پر بقوت کے اعضا چڑھائے کسلیے کہ قران دست
و پا نہایت زبردست رکھتا ہے اسوجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران بنگلی جب یہ صورت عیاری در
بعدہ وغیرہ درست کرکے تیار ہو چکی صرصر نے اپنی صورت بہرق کی ایسی بنائی اور ایک سر مقوی کا مثل صورت
قرطاس بنایا کہ جسکا گلا کٹا ہو معلوم ہوتا تھا اسی صورت سے سر لیکر اپنے خیمے سے اس طرح چلیں کہ کوئی ہکو نہ دیکھے
خیمہ و بارگاہ کی قناتوں وغیرہ میں چھپتی ہوئی چلیں اسلیے کہ عیار و جاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے غرضکہ
اپنے لشکر سے دونوں نکلکر لشکر مہرخ میں پہونچیں لشکری انکو دیکھکر بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ یہ دونوں عیار
سر نامدار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہیں غرض یہ بارگاہ میں آئیں مہرخ انھیں دیکھکر شاد ہوگئی اور تخت سے
اٹھکر گلے ملی بہت تعریف عیاری کی خلعت گران قیمت منگا کر دیے ابھی تو کسیکو معلوم نہیں ہے کہ بہار عمرو
کے ساتھ تھی ورنہ اسکا حال مہرخ پوچھتی ہی جانا کہ سب عمدہ یہ سر نامدار لائے ہیں خلاصہ بعد اعزاز و
اکرام یہ عیاریان کرسی پر بجاے عیاران بیٹھیں مہرخ نے حکم ناچ رنگ دیا ساقی و مغنی ساز طرب لیے حاضر
ہوے ان دونوں نے تمام ماجرا قتل نامدار کا جو سنکر آئی تھیں بیان کیا کہ ہم نے اس محنت و فطرت سے
اسکو مارا یہ کہکر گویا ہوئیں کہ جب ہم ملک کوکب میں پہونچے اور قتل نامدار سے فارغ ہوے تو کوکب نے
ہماری دعوت کی اس دعوت میں جو شراب کہ ہم نے پی کبھی دربار بادشاہ اسلام میں بھی نہ پی تھی چنانچہ اسکا
ماجرا ہم زبانی نہیں کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا تھوڑی سی آپ کے چکھانے کو لیتے آئے ہیں اگر اجازت ہو تو ساقی گری
کرکے سبکو ایک ایک جام پلائیں مہرخ نے کہا آپکو پوچھنے کی احتیاج کیا ہے بسم اللہ [illegible] کیجیے یہ دونوں اٹھیں اور
جام لیکر کشتیوں سے گلابیان شراب خوش رنگ نکالکر سب کو پلانے لگیں مہرخ اور تمام سرداروں نے وہ شراب پی
بہت تعریف کی انھوں نے رقاص و ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام مے دیے اور کہا تم لوگ بھی کیا یاد کروگے
کہ کیسی اچھی عمدہ شراب پی تھی غرضکہ بعد کچھ عرصے کے یہ عالم ہوا کہ سازندوں کا مزاج ناساز ہوا سارنگی الٹی کرکے
گلے کی طرح رکھنے لگے اکثر سارنگی ہی رہ گیا طبلہ نواز بڑی گت بجاتا سر نیچے ڈالے ہیں اور یہ ہوکر سب ٹھوکر کھا پڑھلیں
سرداروں کا سر پیالہ چرخ دوار پھرنے لگا رقص کی گردش سے دکھائی اسکو حالت نشہ نہ آئی خود غلط
ہوکر اوندھے منھ گرے عیاریان آستین چڑھا کر خنجر کھینچکر چلیں کہ سبکے سر کاٹ کر لیجائیں اور کہیں کہ یہ اسکا
بدلا لیا کہ اسیطرح وزیر اعظم شاہ ساحران کو مع تمام دربار عیاروں نے بیہوش کیا تھا غرضکہ ہنوز کسی کا سر جدا
کرنے نہیں پائی تھیں کہ بموجب شل بندی کے دو باجا کورا کہے سائبان مارنے سائے کوٹے بال نہ بیکار رکھے
دو جگہ بیرونی ہوے دو عیار جو یہاں باقی ہیں انکا حال سنیے کہ یہ لشکر حیرت میں گئے تھے اور لشکر کو عیاروں سے
خالی دیکھکر ضرغام صورت صرصر کی بنا اور جانسوز شکل صبا رفتار کی بنا کر دونوں بارگاہ حیرت
میں آئے اسنے صورت دیکھتے ہی کہا کہ آلزاد پیرو دشمنوں کا سر لانے کے لیے گئی تھیں خالی پھر آئیں ہیں شرط کہ
ناک کٹواؤں عیار یہ سنکر سمجھے کہ بیشک ہمارے لشکر میں عیاریاں بہر قتل سرداران گئی ہیں یہ سمجھ کر

گویا ہوے کہ اے ملکہ ہم جاکر ابھی سر لاتے ہین ایک کام سے یہان آئے تھے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بعجلت تمام
چلے دست بہ عالم بلند کرتے تھے کہ خداوندا ہمارے سردارون کو ہلاکت سے بچانا ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر
آئے الغرض یہ جب قریب بارگاہ پہونچے وہان ہر ایک کی زبانی سنا کہ قران و برق آئے ہین سر نامہ دلائے
ہین عیار سمجھے کہ عیار بچیان اسی ہیئت سے کہ جو مشہور اسوقت ہوئی ہین پس سراسیمہ ضرغام پھاند کے اندر آیا دیکھا کہ صرصر
خنجر لیے مہرخ کا سر کاٹنے جاتی ہی اُسنے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمے
سے گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کرون وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اٹھکر بھاگی
اور صبا رفتار پہلے ہی سراسیمہ فرار ہوگئی ضرغام نے پکارا کہ لینا جانسوز ہنوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری
اسکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی تعین اسوجہ سے ساحر سحر نہ کرسکے انکی سمجھ مین نہ آیا
کہ یہ کیا معاملہ ہوا اور کیا بھید ہی وہ دونون نکل گئین عیارون نے تمام سردار مردان بارگاہ کو فتیلہ
رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدۂ شکر حق تعالی ادا کیا کہ اسنے
خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ مین حکم جلسۂ عشرت دیا یہ سب بآرام مصروف عیش
وعشرت ہوے اور عیار بچیون نے جاکر حیرت سے سب حال کہکر عرض کیا کہ کنیزین مجبور ہین آپکو
اختیار ہی جو چاہے سزا دیجیے ہم اپنی خیرخواہی کرچکے ملکہ نے کہا کہ تمہاری صورت بنکر عیار شاید آئے تھے وہ
مجھسے تمہارا حال عیاری کے لیے سنکر جلدی گئے جب تو تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوے
ہمارے کام مین خلل انداز ہوے عیار بچیون کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا کہ اے ملکہ دوران یہ فرمائیے کہ
آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائگان کی ملکہ نے کہا بیشک مجھسے غلطی ہوئی کہ تمہاری صورت پر انکو
دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی اچھا اب تم جاکر اور فکر کرو مین شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرا دونگی عیار بچیان سلام
کرکے چلین اور دن سارا گذر چکا تھا عیار فلک یعنی مہر نیمروز بعد درد وسوز بالا دوی عرصہ سپہر سے مراجعت
کرکے خیمۂ مغرب مین گیا اور عیارۂ شب نے سیاہ پوش ہوکر کمند کہکشان سے کر عالم مین داخلہ کیا نظم

اسی عرصے مین مہر عالم افروز	کہ جو تھا اس جہان مین بہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ	بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو بلوایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنایا نامہ دکھلایا اُسنے کہا ہر چند میرا ارادہ ابھی
لڑنیکا نہ تھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہی یا مارونگا یا مرجاؤنگا آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے حیرت
نے فوراً نقارۂ رزم بجوایا ہلکارہ خبر لے کر بارگاہ شریک اسلامیان مین آئے اور دعا وثنا کے بعد خبر عرض
کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی طبل ونقارۂ حرب گرگرائے تمام لشکر مین خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار
سے خیمون مین آئے درستی مین لڑائی کے مصروف ہوے سحر کی آتشبازی گرم ہوگئی آتش غضب سینہ مین
[illegible] نامردون کے منھ پر ہوائی اڑتی تھی عقل کی تیزی لسان شمشیر چرخ مین تھی بہادر

مرنے پر تیار تھے نشۂ جرأت میں سرشار تھے **نظم**

بجا دونون طرف سے طبل جنگی ۔۔۔ ہوئی ہر جان کو قالب مین تنگی
نگاہین پھر گئین سینے ابھارے ۔۔۔ سرون سے خود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے ۔۔۔ نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظ تمنا خیز ۔۔۔ کہ ہم ہین دعی کے آبرو ریز
پڑے جسپر یہ تیغ برق آہنگ ۔۔۔ لباس روح بھی ہو گور مین تنگ

یہی ہنگامہ دونون طرف رات بھر رہا نئے نئے سحر درست ہوے دلاور چاق و چست ہوے جب دم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصہ گاہ عالم مین آیا **نظم**

تو یہ صبح مین جب مرغ چہکے ۔۔۔ نسیم عطر زا سے دشت لہکے
موذن بول اٹھا اللہ اکبر ۔۔۔ کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے ۔۔۔ کسی نے یون کہا سو التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہے درکار ۔۔۔ اجل کا ہوئے جسدم گرم بازار
زمان آبرو دے فتح دینا ۔۔۔ نہ حاصل ہو کہین الزام لینا

صبح بصد عظمت و جلال لشکر پیکر دار و میدان قتال ہوئی ساحرون کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا گرد سیاہ نے چشمۂ آفتاب کو گندلا کیا بحر پر جوش لشکر کا طلاطم تھا جہاز حیات تباہ ہونے کا غم تھا تلوارون کی چمک سے دھار اسیل فنا کا جاری سحر کی بجلیون سے خرمن جان جلنے کی تیاری لشکر حیرت و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان مین جم چکا نقیب للکارے کڑکیت بڑھکر پکارے شور حشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کہ **نظم**

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور ۔۔۔ بڑھے دونون طرف سے صاحب زور
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر ۔۔۔ لبون پر آگئے دلہائے مضطر
صدا دی پھر نقیبون نے یہ ناگاہ ۔۔۔ کہ ہان اے تاجدارو تم ہوا آگاہ
اجل کچھ دم مین ہوگی گرم بازار ۔۔۔ مقام آبرو ہے ہان خبردار
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہان ۔۔۔ رہیگا دل ہی مین ہر دل کا ارمان
نہ دے گی اتنی مہلت برق شمشیر ۔۔۔ کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
جو ہین ماں باپ کے فرزند اصلی ۔۔۔ شرافت پیشہ و دلبند اصلی
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر ۔۔۔ نہین پھیرینگے منہ میدان مین جا کر

جب کڑکیت یہ کڑکا کہکر ہٹے ایک ساحر زبون ہیئت بد انجام سامری کیش جادو نام پرے سے نکلا

اور اجازت حرب حیرت سے لیکر میدان مین آیا شیطان کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا تیوری چڑھی دل مین بیرحمی بھری جلاد منش سنگدل مین بلا کو عقل الو مزاج نہایت بدخوصورت بجونڈی کھوپڑی اوندھی چہرے پر بیغیرتی چھائی اجل کی پیشوانی کو نکلا تھا یہ اس موذی کا نقشہ تھا نظم

بشکل پیل منزل ایستادہ — غضبناکی مین مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار — ازل سے طوق لعنت مین گرفتار
طبیعت مین بھری شہوت پرستی — چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبین سے مکر و کید و فن ہویدا — مگر تھا نطفۂ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ — بہت تھا بے ادب در سخت گستاخ
سلیح شوری دکھا کر یون پکارا — کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہی ہان مقابل آئے دیکھین — گرہ مین کیا ہے اسکے لائے دیکھین
جو تم مین مرد ہو آئے مقابل — کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس نحیب کو اس خودسری کی سنکر لشکر مہرخ مین علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحرون کے سحر سے ہزارہا نقارے بے روے ہوا از خود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ ہلال سحر افگن نازک بدن گلفام سمن اندام فوج سنگدلی جلو مین لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت و شان نکلی نظم

چلی اسطرح جیسے بے وفا یار — گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر ابرو — وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اسمین نہ تھی جو بین مین اُسکے — ستم لبریز تھا دامن مین اُسکے
دل اُسکا رحم سے نا آشنا تھا — کسی کا آشنا ہی تھا تو کیا تھا
ارادہ تھا اُسکے قہر آمیز — زبان وقت سخن گویا شرر ریز
نگاہون مین تھا اُسکے لطف کچھ کم — سوا تنتے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اسکی فریب جانستان تھی — پے مشق ستم یہ امتحان تھی
برابر آکے بولی او اجل دوست — مگر مشتاق مدفن ہین تن و پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہی کیا وار — کہان تک تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک — کیا ہموار اپنا اُس نے چالاک
ادھر سے یہ چمک کر جو نہ پیکر — بڑھی مانند شیر حملہ آور
زمین پر وہ گرا اژدر سے اکبار — نکالی سحر کی جھولی سے پرکار
زمین پر دائرہ سا اُس سے کھینچا — پڑھے الفاظ سحر آمیز اُس جا

اندھیرا ہر طرف عالم مین چھایا ۔ بشکل شیر اس کو سب نے پایا
کبھی یہ حور پیکر بن کے ناگن ۔ چلین چومین کھلے جادو کے سب فن
کبھی بنتا تھا وہ بچھو اور کبھی یہ ۔ غرض طالب ہر اک صورت مین تھی یہ
پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز ۔ بسان برق روشن اور بہت تیز
چمک کر اسطرح سے آئی سر پہ ۔ کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خودسر

اس کے مرنے سے شور و غل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوںمین خون اتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسی کا ملازم تھا بس اسنے افسران لشکر کو للکارا کہ خبردار یہ قائمہ جانے نپائے فوج اسکی چار طرف سے لینا لینا کہکر آگری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اسمین آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھون ساحرون کو لیکر آگری مہرخ ہرچند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہے لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہے اسنے یہ انبوہ مخالف دیکھکر بہت جلد گنج مین ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سے بڑھکر فوج عدو سے گتھم گتھا ہوگئی تر سول نپسول چلنے لگا آتشبازی مین سے ادھر کے جو شعلہ گرا پتلا آتشین بنا وہ آتش کے پرکالے گرز آتشین لیے لشکریون پر جھپٹے جسکے گرز پڑا وہ جلکر ٹھنڈا ہوا ادھر کی آتشبازی سے جو شعلے نکلے وہ دیو آتشین تھے وہ ہی دیوان پتلونکو روکنے لگے چرخی نے چرخ مین جان ڈالی انار کے شعلۂ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئین سے ہوکر چاندنی نکل آئی زخمیونکو زخم کھانیکی لذت ملنے لگی جسکے زخم اسکو چاند چاندنی نے مارا انہین نہین کسی ناورد نے مارا عروس شجاعت کے چہرہ کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دلمین اثر تھا منہ سے ہر ساحر کے شعلۂ آتشین نکلتے تھے خاکی ناری بنگئے تھے طبقۂ خاک کرۂ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزارون ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوے ہزارون واصل جہنم ہوے ساحرون مین تو یہ آفت برپا تھی بہادرون مین شعلۂ تیغ کی لپک خرمن ہستی کیلیے ایک برق بلا تھی غرضکہ ہر سمت تلوار کی چالاکی شور بجز مرگ بلند تھا بیزار حیات ہر ایک خودپسند تھا عرصۂ ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا

دشت لاشون سے بھر گیا پاؤن ثابت قدمونکا گڑ گیا نظم

صدائے گرز سے پانی ہوے دل ۔ ہوئے فرش زمین شیران کامل
زمین کانپتی تھی شکل قلب بیتاب ۔ کمر تک آگیا خون مثل گرداب
ہزارون سر گرے رولے زمین پر ۔ اجل تھک تھک گئی سرعت سے اکثر

آج مصور و حیرت نے پاؤن جمادیے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے ازبسکہ بادشاہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد نہوتا تھا ادھر سے سردار جانبازی کرکے جہانتک ہوسکتا تھا رد سحر کرتے تھے مگر مجروح ہوگئے تھے لشکر ادھر کثیر اس طرف قلیل عیار سب موجود نہین جو کوئی تدبیر کرین فوج پسپا ہونے لگی

مصور پہلے کی ذلتیں اٹھائے تھا اسنے چند تصویریں نکالکر زمین پر پھینکیں کہ وہ انسان ہوکر تیر مارنے لگیں
تیر انکا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا لشکر تمام نشانۂ سہام بلا تھا حیرت نے ہزار ہا پری بھیجے تھے
کہ وہ کسی کے پھیرے سے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان فتح بہم پہونچا تھا تو اسنے ایک نامہ افراسیاب کو
لکھا تھا کہ اے شہنشاہ کنیز نے بموجب حکم آپ کے کار لشکر حریف تمام کیا ہے آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار
اُنکا ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ چلا سحر کا لیکر اُدھر گیا اور اسطرف لشکر پر وقت تنگ تھا مہرخ پلے بہت
گاڑے ٹھہری تھی لب استغاثہ وا کرکے خدا سے یہ التجا کی

نظم

یہ رو کر عرض کی ای میرے اللہ	ترے آگے ہیں یکساں عاجز و شاہ
مری مشکل ہو آسان ایکدم میں	کہ ہے مختار تو ہر بیش و کم میں
امید زندگی ہے مجھکو سے دد	سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود

تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی وہ ساحر جو ملکہ بران نے بھیجے تھے اور ذکر انکا اول کیا گیا کہ تیلا جنین
جادو کو پکڑنے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکر دن کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی
حال تازہ دریافت کرکے جائیں اور ملکہ مذکور کو خبر کریں فی الجملہ جب طبل جنگ یہاں بجا ساحر گئے اور
حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ بران خبر سنکر متفکر تھی کہ نامہ کوکب آیا لکھا تھا کہ اے فرزند لاشۂ قرطاس
افراسیاب پاس پہونچا اور اُسکے حکم سے مصور نے امداد جنگ کیا ہے تم خبر نگار نامہ پڑھکر ملکہ بران نے دو تیلے
مہرخ پر روانہ کیے وہ تیلے اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا تیلوں نے بہر صورت اپنے تئیں ملکہ مہرخ
تک پہونچایا اور کہا کہ ہم فرستادہ خواجہ عمرو ہیں جو کچھ حال ہو بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی
جاکر بیان کر دینا عیان را چہ بیان ہمپر بڑا وقت پڑا ہے خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہیں تیلے یہ کیفیت
دیکھ سنکر روانہ ہوے اور بہت جلد خدمت بران میں پہونچے سارا ماجرا بیان کیا عمرو یہ حال سنکر بیقرار
ہوگیا اور کہا اے ملکہ اگر مہرخ کام آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہو جائیگا پھر جمعیت ہونا غیر ملک میں دشوار
ہے آپ مجھکو جلد روانہ کیجیے ملکہ نے حالت اضطرار خواجہ و ماجرائے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی
جب کوکب کو پہونچی اُس نے سحر پڑھکر دستک دی ایک آندھی آئی بعد آندھی کے ایک ساحر
تخت پر سوار ہاتھ اُسکے چار جسم سارا بلور کا سرا پا تیلا نور کا فلک پر سے اُترا تخت سے اُترکر بادشاہ
کو سلام کرکے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ دو نشان ہوئی فرمایا کہ اے بلور چہار دست تم خواجہ عمرو کیساتھ
با فوج گران اسی وقت طلسم ہوشربا میں جاؤ اور افراسیاب اگر لڑے تو اسکے باپ سے لڑنا منظور
کو روز بد دکھاؤ بلور آداب بجا لاکر روانہ ہوا اور بادشاہ نے بران کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اس طرف
روانہ کرو حال اُسکا لکھا جائیگا کہ جسطرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہے مگر جبتک بلور اور عمرو دو ہاتھ
آئیں بموجب تحریر حیرت افراسیاب شادان و فرحان سوار ہو کر داخل لشکر ہوا اور

حال دیکھکر ایک نارنج سمت دشت سبز پھینکا یکایک تمام عالم تاریک ہوگیا اور جسجگہ وہ نارنج گرا تھا وہان سے ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھکر شکل ایک مکان بلند کے نظر آنے لگا چار طرف اس میل مین دریچہ ہاے طلائی بنے تھے شان ایزدی اُنسے نمایان بہتری مین ہمپایہ آسمان اُنکی کلانی پر زنگار گنبد نیلی سائبان ہر دریچہ منتظر بہرام گوشہانا دروازہ ہر ایک غرفہ نگاہ معشوقان نظر آتا ہر روزنہ ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا نظم

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسا کہ گلزار جنان گرد
بنے تھے بے نظیر انمین مکانات	مزین نقش دار عالی عمارات

ہر دریچہ مین ایک ایک گلفام سیمبر بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھی اور میدان قتال کو دیکھ دیکھکر قہقہے لگاتی تھی صورتمین ان پری پیکرون کی جادو کی تصویرین تھین نگاہین شراب الفت کا ساغر نظر آتی تھین زلفین انکی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی تھین گیسو کمند الفت مژگان تیر محبت ابرو خنجر جانستان بہر عاشقان کمان دل خنجر قربان تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھون مین تنہا کی شرارت و سرمگینی رخسار خون شہیدان تیغ تبسم سے رنگین دہان شیرین گو تلخی دشنام دیتے سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزین ابیات

شب ظلمات سے کالے کہین بال	بلاے آسمانی جس سے پامال
درازی مین کمند آہ کوتاہ	نہ پائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس فداے چشم فتان	سر لشکر شکن صف ہاے مژگان
چرائی دم ہین شمشیرون نظر سے	بلا ازنے کو ہین ابرو کے پر سے
دل ابروپے تھے دو قضا کے	عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ	میلسے آب تھا آئینۂ ماہ
عذارون سے گل خورشید بدرنگ	دہن بے شکل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے مین تھا خوش ڈول چہرا	بنایا دست قدرت نے سراپا

ان جادو کی تصویرون نے خنجر موج تبسم کلبے لشکر مہرخ پر روان کیا یعنی اسطرح ہنسین اور قہقہے لگانے لگین کہ تمام لشکری فوج دشمن سے مقابلہ چھوڑکر انکے محو دیدار ہوے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ ہوگیا اور یہ لشکری ان گل اندامون کے ہنسنے پر قہقہے لگاتے بیتابانہ اسی طرف چلے شور صداے خندۂ شادی مرگ بلند ہوا ہر دردمند خرسند ہوا مبارکباد مرگ شادی دیتے تھے ہنستے ہنستے گیا اپنا حال زار پر روتے تھے ابیات

دہن خندان نگاہین جانب میل	اسی جانب کو تھی چلنے مین تعجیل
بظاہر عیش تھے خندہ دہن سے	مگر سب طالب مرگ و کفن تھے
ہنسی پھیلی ہوئی اور اضطرابی	روان تھے اسطرح جیسے شرابی

دیوانہ وار ہنستے قہقہہ لگاتے تمام زن و مرد زیر میل آکر ٹھہرے شعر عاشقانہ زبان پر ہر ایک کے جاری تھے

ہوئی جادو کی پریونکی محبت | پکارے سب سنو اے مہر طلعت
دل شیدا تصدق تم پہ ایمان | حقیقت کیا ہے دلکی جان قربان

وہ پریان اسیطرح انکے بکنے پر ہنسا کین پر سب گلا گردمیل کے نیچے بیٹھ گئے اور ہنسنے لگے اب عجب تماشا اس میدان مین ہوا کہ ہر سمت قہقہہ کی آواز بلند تھی میل نے کشت زعفرانی کی کیفیت پیدا کی تھی سر میل پر قہقہے بلند تھے زیر میل ہزارہا آدمی کھڑا ہنس رہا تھا جسطرف سنیے سوا صدائے خندہ کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا وفور حسرت کا ہجوم کھیا نے پن کی دھوم انکی ہنسی پر گلون نے ہنسنا فراموش کیا غنچہ دل تنگ ہو کر سوچنے لگا کہ یک وری اپنے قہقہے بھولا گلہائے خندہ گلرخان اس دشت مین کھلے تھے ہاتھ پاؤن پھولے تھے ہر شخص از خود فراموش دل پر عشرت سحر کا جوش زبان خروش کہ

ابیات

کوئی جوش ہوس سے ہو کے بیباک | ہوا راغب برائے بوسۂ خاک
زمین کو مستیون مین چومتے تھے | کبھی سر کو اٹھا کے جھومتے تھے
کسیکو کوئی لیتا تھا بہ آغوش | کوئی کہتا تھا ہم خود ہین فراموش

افراسیاب نے طبل بازگشت بجوا دیا مصور و حیرت تعریف کنان عرض کرنے پھرے کہ اے بادشاہ مرتبہ سامری و جمشید کیا کہنا یہ سحر دیدہ ہر نہ شنیدہ ہر آپ ہی کیواسطے لقانے یہ مرتبہ دیا ہر وا اوسکا شاہ جادوان نے ہنسکر کہا کہ یہ اسنے ایک منتر کی میرے تاثیر ہی مجھکو ان لوگونکا ستانا منظور نہ تھا اور اپنا مقابل مین انکو مجھتے ننگ پنا جانتا تھا ورنہ ابتک مدت کا انھین ہلاک کر ڈالتا آج ایسا ہی غصہ مجھکو آیا جب یہ ادنی سا سحر مین نے انپر کیا اب سب ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائینگے کچھ احتیاج قتل کرنے کی نہین جو کوئی سخت جان کہ انہین بچ جائیگا اسکو دار پر چڑھاؤنگا یہ کلمات سنکر سب بجا و درست کہتے بارگاہ مین آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے نقارے فتح کے بجے مال و متاع لشکر مہرخ پر علم قبضہ کر لیا ہوا افسر لشکر روانہ ہوے یہان جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے خیام و بارگاہین خالی پڑی ہین بازار بند رعیت فراری تھی سبکو ضبط کر کے پھرے ہو گئے فوج کے افسر برائے تلاش لشکریان مخالف بیقرار ہوے کہ جس کسی کو پائین گرفتار کرین ہزارہا آدمی کوہ و دشت سے مقید ہو کر لائے گئے ڈھونڈھوا بیٹھا کہ مہرخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اُسکے حال پر افسوس کرے فی الفور اسکو گرفتار کرو غرضکہ یہان تو ایک طلاطم ہو تمام لشکر زیر میل کھڑا ہو اور بیٹھا ہنس رہا ہو احوال عمرو صاحب کا قبال بیان کیا جاتا ہو کہ وہ کسطرح سے آتا ہے

مصاف اول فوج کوکب روشن ضمیر و افراسیاب سے اور آنا بلور چہار دست کا بہ لشکر کثیر ہمراہ ہمشیرہ خواجہ عمرو کے

اور رہا ہونا لشکر مہرخ کا لمؤلفہٗ

ابھی ساقیا مجھ مین باقی ہے ہوش — ذرا کھدے پھر جاہ ساغر بجوش
اگر زعفرانی ہو ساقی شراب — کہ ہنستا پھرون پیکے مین بیحجاب
صراحی لگانے لگے قہقہے — بھرین جام پھر خندۂ جا بجا سے
ملے پھول کا جام لب سے مرے — یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے
اگر دیکھ لون دخت رز کی جبین — تو صدقے کرون اسپہ مین جان تن
محبت باکرہ کی ہے مجھکو طلب — اچھوتی رہیگی نہ بنت العنب
مرے دل پہ چھا جائے پھر بیخودی — پلا آکے اے جوش مستی مری
قدم آکے پیر مغان کے مین لون — حواس و شکیبائی مین نذر دون
کہان تک ہو ساقی کرم کا بیان — بہت تیرا ممنون ہون مہربان
پلا رند کو اور اک جام مے — کہ رخصت طلب تجھسے وہ آج ہے
ترا نام و اقبال ساقی بڑھے — زمانہ مجھے پھر شرابی کہے
اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد — دکھا دون مین توبہ کو پھر روز بد
شکست اسکو دم بھر مین ایسی ملے — مرے نام سے توبہ توبہ کرے
چلے میری صورت سے ناہد مدام — کرون اسکی دم بھر مین قلیا تمام
بس اے جاہ افسانہ گوئی کرو — نہ یون پیکے مے تم بہکتے پھرو
شگفتہ چو شد طبع در انجمن — دہان قلم شل گل خندہ زن

طالبان دیدار شاہد فسون و تحیران آئینہ جمال معشوق مضمون نگاران خمخانہ سحر سازی و سرمستان شراب عربدہ پردازی گروہ گروہ سیدان حیرت مین نیرنگی سحر طبع سے جمع ہو کر اس طرح خندہ زنی فرماتے مین کہ استعجاب سے بیان داستان پہ ہر ایک کے ہوش کھو جاتے مین یعنی جب یہان لشکر مہرخ مسحور سحر ہو کر برباد و تباہ ہوا اور کوکب کے یہانسے عزم روانگی خواجہ بہ عظمت و جاہ ہوا ملکہ تران نے نامہ اپنے باپ کا پڑھکر عمرو سے کہا کہ خواجہ خدا حافظ تم ا زبردست افسر ہمراہ کر کے پدر بزرگوار نے میرے آپکو رخصت فرمایا ہے لیجیے تشریف لیجائیے اور جنگ فتح فرمایئے عمرو یہ کلمات فراقیہ سنکر آنسو آنکھون مین بھر لایا اور کہا اے ملکہ مجھکو اپنے دل سے نہ بھلانا فراموش بالکل نہ فرمانا جدا ہونا تم سے شاق ہے خاطر مبتلائے رنج فراق ہے کاش ایسی مہربانی تم مجھپر نہ فرماتین دل کو نہ تڑپاتین

نظم

دھوئین نکلے لب گلگون ہوئے شب — زبان کرنے لگی فریاد مطلب

کہ افسوس اے فلک پر کج ادائی	مگر ہے عیب رسم آشنائی
نہیں ہوں بندۂ احسان فراموش	محبت کا ہے دل میں دمبدم جوش

براان نے کہا خواجہ تمہاری جدائی مجھے بھی ناگوار ہے آپ کے عقب میں انشاءاللہ مع لشکر کثیر میں بھی آتی ہوں گھبرانا نہ چاہیے خوشی خوشی تشریف لیجائیے یہ کہکر اٹھی اور پکڑ کر ہاتھ لیچلی مخمور بھی ساتھ ہی اٹھی اور تسلیم رخصتی بجالائی ملکہ نے فرمایا کہ اے مخمور تمکو ابھی رخصت نہیں ملی تم ٹھہرو جلدی نہ کرو اس نے کہا کہ حضور میں ہمراہ خواجہ آئی تھی تنہائی میں کیونکر بسر ہوگی زندگی دوبھر ہوگی براان نے جواب دیا کہ خلاف مرضی بادشاہ کرنا اچھا نہیں بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میزبان مہمان کا دستور ہے مخمور مجبور رہکر چپ ہو رہی اور خواجہ کو ملکہ لیکر اس بارہ دری کے ایک کمرے میں علیحدہ لائی وہاں کشتیاں خلعت پر زر اور زر و گوہر سے مملو دھری تھیں عمرو پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار میں اپنے تئین پایا سو کنیزین ماہ رخسار وہان حاضر تھیں وہ شرط خدمت بجالائین خواجہ کو اس باغ کی بارہ دری میں تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلسۂ انتساب آغاز ہوا یہان تو سامان عشرت افزا ان جمع ہی مگر براان نے پھر کچھ سحر پڑھا کہ عمرو جو بیہوش ہو گیا تھا ہوشیار ہوا اس عمرو کے جسم پر قبائے شاہی اور لباس فرمانروائی سے مزین و محلی کیا تاج گوہر سر پر رکھا نیمچہ طلسمی کمر سے لگایا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر جگہ موقع و مناسب پر آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہاں تخت طاؤسی جواہر کار حاضر تھا طاؤس جواہر کے چاروں کونوں پر ایستادہ دم اپنی چتر کیے تھے جواہر کے نگینہ پایہ ہائے تخت میں جڑے تھے اس تخت پر خواجہ سوار ہوے اسوقت مخمور کا دل رنجور بیحد عرض پیرا ہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا براان نے کہا کہ اے بہن جانے میں اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہکر چلی جانا اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ اور خواہروں کو حکم دیا کہ انہیں سیر کرالاؤ پانسو کنیزین بہرحال بموجب حکم اسکو لیکر چلین اور اسی باغ میں جہاں عمرو مشغول عشرت ہے اُسے بھی لائین اسنے دیکھا کہ ایک باغ عجائب رونگار بنا ہے سراسر طلسم نظر آتا ہے اس باغ میں ایک مقام بہتر پر تخت زرنگار بچھا ہے عمرو وہان جلوہ فرما ہے اُسنے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے اٹھکر باعزاز پاس اسکو بٹھایا اُسکے دل مین خیال آیا کہ ایک عمرو وہان روانہ ہو رہا ہے ایک یہان بیٹھا ہے کچھ عجب کارخانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جاتے نہیں وہ جو روانہ ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبدہ ہے اور جو یہان بیٹھا ہے یہ بھی کوئی اور ہے اصلی عمرو کو ملکہ براان نے پوشیدہ کیا ہے اسیوجہ سے مجھکو رخصت نہیں ملتی یہ سوچکر چپ ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھیوں پر کسا گیا چتر زرین سر پر پھرنے لگا تین سو علم جلوہ دکھانے لگے نشان تین لاکھ ساحر اور جوار کا ظاہر تھا پرچم و پھریرے کھل گئے جنپر تعریف خدا و نعت پیغمبر لکھی تھی ہر علم کی توقیر بڑی تھی سترہ ہزار مرکب باد رفتار با زین و لجام مرصع کار کوتل ہمراہ تھے دو ہزار فیل رعدآواز فلک شکوہ پر خیمہ ڈیرا لدا اسکی ہزار ہاتھیوں کی تورہ طوق میں اُنپر امرائے طلسم زرافشان

سوار جن میں ہاتھیوں کی طرح صدا جھونڈے اور سنگین رنگین آبنوس کی شکل پر ترمیں دیکھنے والے حیران تھے آن بان سے آگے بڑھتے تھے کہ کئی ہزار سانڈنیاں زنگولے بندھے گردنیں گھنگرو بڑے بڑے بڑے چھم چھم کرتی چلیں بعض پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے نکلے پھر جودھ نکلے ہوئے لیے اور سنکھے طفلان مہر دیدار پیدا ہوئے سے گلاب کیوڑہ چھڑکتے چلے اور پیادول وچوبدار خاص بردار لباس وردی سے درست گذرے کہ یکایک صداے طرقوا طرقوا نے گوش فلک کر پہ انقیب نے صدادی کہ بڑھے عمر و دولت ادب تفاوت سے بڑھے آگو پیش خداوند نعمت کر کا کر کیت کہتے ثنا خوانی خواجہ عمر وکی کرتے گذرے اسوقت وہ چالیس فیل زنجیر بند کیے ہوئے نکلے جن پر موتیوں کا بنگلہ پڑا تھا تخت کھنچا تھا خواجہ بصد کروفر جلوہ فرماتے گرد تخت کے ہزار طائر زریں بال وپر کھولے حاضر کئی سو پریاں طلسم کی مروحہ جنبانی کرتی ہمزادیان باادب سامنے تخت کے بیٹھیں ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ رواں تیں لاکھ ساحران عذار ہمہ فیل واشتر واژدر پر سوار سنقلین سنگین تھالیاں برنجی چلتی ترسول کی بھالیں جو دلکو صدو کی چھیدڈالیں آب وتاب دکھاتیں ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتے جادوگرنیاں نفیس لباس پر زرجواہر کا زیور پہنے سب کے آگے بلور چہار دست اژدر پر سوار چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مٹھیاں بند دو کھلے جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا بلور کے ہزار پتلے ہاتھ سے نکلتے اور ساحر شکر دشمن سے لڑتے نیرنگ سحر کے جادو کے انسان بنانا اسکے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے لشکر تھا سارا لشکر فیل اجم کے گرد قلب میں تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جسکا یہ کروفر تھا کہ

نظم

ہزاروں اردلی میں خاص بردار ہزاروں تھے رواں ہمراہ سردار
لباس انکے بدن پر زعفرانی بھرا بیلوں میں تھا سونے کا پانی
قباؤں میں وہ انکے صرف کمخواب تجمل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب
گروہ انکے عقب پھر عورتوں کا ہر ایک خورشید اور مہتاب سیما
جوان ہر ایک حسن روکش حور سراپا پیرہن جسموں پہ تھا نور
ہر اک پہنے مرصع کار زیور مقابل میں تھا ذرہ مہر انور
عیاں ناز و کرشمے تھے غضب کے مزین برچھیاں ہاتھوں میں سب کے
بہت تھے رشک گلگوں پھر جو اسوار ہوا پر تھے رواں گویا ہوادار
سراپا تھا طلائی ساز ان کا پری سے تھا الگ انداز ان کا
ٹنکے تھے دامن زریں پہ گوہر کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر
ہزاروں حرف تھے الماس پارے خجل تھے روبرو جسکے ستارے
تجمل اور شوکت شان سے وہ چلا آخر کو اس سامان سے وہ

قلعہ ہفت رنگ سے بتجمل تمام نکلکر بہت جلد سرحد طلسم نورافشان طے کرکے سارا لشکر بزور سحر برہم باقر چلا اور جس کسی سرحددار طلسم ہوشربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ فوج شاہ کوکب ہے ہمین امور بادشاہی مین دخل دینا زیبا نہین ایسا نہو کہ خلاف بادشاہ ہو پس یہ سمجھکر روکنے سے باز رہے اور یہ لشکر کسی جا ٹھہرا نہین کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب پشتۂ رنگین حصار کے جہان لشکر مہرخ اترا ہوا تھا پہونچا یہان سب سردار میدان کارزار مین گردسیل جمع ہین بہت سے بیہوش ہین از خود فراموش ہین جو ہوشیار ہین وہ قہقہے لگا رہے ہین بیہوش ہوا چاہتے ہین عیار جو دو یہان ہین وہ بھاگے ہوے ہین انھون نے دشت مین اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار دیکھکر شاد ہوے استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے عمرو نے پاس اپنے انکو بلا لیا اور سارا احال بربادی لشکر کا سنکر بلور کو حکم دیا کہ ہان لینا لشکر افراسیاب کو بحکم ساحر نارنج و ترنج لیکر دوڑے اور اسطرف بھی ناظمان ملک کی عرضیان آچکی تھین خبرداروں نے آمد لشکر کی خبرین پہونچائی تھین حیرت و مصور نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہرکر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اسوقت جو بلور تین لاکھ سے آگرا یہان کی بھی فوج ساحران مسلح و مکمل کھڑی تھی دونون فوجین باہم ملگئین نارنج و ترنج چلنے لگا ابر بجو برسنے لگے سانپ ہوگرکر کاٹتے تھے بیر غل مچاتے تھے شور برپا تھا چارسمت اندھیرا تھا بلور نے آگے بڑھکر مٹھیان بند کرکے جب کھولین ہزار ہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گرکر تلوارین پکڑکر مثل سبارزان جا گرے اور پھر تو کشتون کے پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ پتلے کسی کے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیان باربار بلور جو کھولتا تو لکو کھہا پتلا پیدا ہو گیا تھا اس نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا تھا لشکر مین در آئے تھے یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹے تھے کماندار سہمے ہوے تھے مصور و حیرت گوشہ گیر تھے ہر چند چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر نہ بن آئی تھی پتلا ہائے سحری چڑھائی تھی میدان تم خون سے لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت حلقے مین گھیرے تھی عاقبت مثل کمان منہ پھیرے تھی قدر انداز قضا آتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیر شرر بار ہزار ہا ساحر فی النار ہیرون کا شور کرنا آندھیون کا زور زور دو چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر جلیونکا گرنا طوفان گیر سحر ہستی بھاگے ہوے امان تند رگی طبل ودف و قرنا کا بجنا کرۂ کا ہونا دل ترک فلک کا دھلا تا تھا یہ حال ہوا کہ ابیات

سپاہی چو دریاے جوشان بجنگ | ہمہ تیز کردہ بکینہ دو چنگ
سواران جنگی جوانان دلیر | خروشان و جوشان چو درندہ شیر
زبانگ تبیرہ شدہ کرد گوش | زگردان برفتہ ہمی مغز و ہوش
خروشیدن کوس و زخم درائے | جہان را ہمی بردی بحسر زجائے
ہمہ دشت تن بود بیدست چائے | دلیران بدشمن نمودہ قفائے

اسی ہنگامۂ گیر و دار مین عمرو اپنے فیل پر سے اُتر کر مرکب باد پا پر سوار ہو کر قتل کرتا ہوا جانب سیل چلا اور رانی
تیمچے سے جوبان نے طلسمی دیا تھا ہزار ہا ساحر مار اگیا اور یہ لڑتا بھڑتا قریب جب پہونچا بیچ سیل پر تمیچہ
لگایا تمیچہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اُسمین آگ لگی وہ مکانات اور دریچے اور نازنینان سحر جلکر راکھ ہو گئین
جسقدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگی سیل جلکر غائب ہوا پھر ایک نوع
دشمن گرا پھر تو اسقدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق گلنار پوش تھا جدھر دیکھیے انبار سر و دوش تھا
گیاہ دشت مژگان خون چکان تھی ندی خون کی رواں تھی لوہا برستا تھا ابر فنا بار چھایا تھا سر و تیر نصرت
و شکست کا سایہ تھا دن بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت وہ زمانہ آیا یعنی گروہ سپاہ و شور لشکر ظلمت پناہ
سے آفتاب تابان تیرہ وہ گرد بیقرار لایا اور پردین و ماہ کے گوش خروش نبرد سے بہرے ہوے نظم

نیا پھر رنگ لائی شام جادو	بڑا آیا نظر انجام جادو
ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام	طلسم روز کو توڑا یہ کیا نام

قریب شام حیرت و مصور کے پاؤن میدان رزم مین نہ ٹھہرے اور فوج نے گھونگھٹ کھایا بھاگ کر
سمت دریاے خونزوان گئی اس طرف خیمہ و خرگاہ مہرخ پر پہرا تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور
نے فوج کا تعقب کیا مگر دریاے سحر بنا کردہ نازنینان طلسم ہی وہان جانا مناسب نہ سمجھا طبل امان بجا کر
پھرے اور بارگاہ و خیام دشمن پر قبضہ کیا عمرو نے حکم دیا کہ باقی نہ رکھو سب مال دشمن تاخت و تاراج کرو
اسیوقت سب لٹگیا بارگاہون مین آگ لگادی خزانہ کل ضبط کیا پھر طبل شادمانی بجاتے سر خواجہ پر سے
زر نثار کرتے تھے مہرخ خواجہ سے بغلگیر ہوئی عیار سب شاد ہوے بند غم سے آزاد ہوے بارگاہ مین
دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈورا پٹا کہ خواجہ عمرو طلسم نورافشان سے تشریف لائے ہین دشمن مغلوب ہوا
اہل اسلام کے شریک بے خوف و دہشت آئین اور آباد ہون رعیت فراری آنے لگی بازارین آباد ہوئین
لشکر بلور کا ایک عمدہ مقام پر اترا خواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کیلیے بارگاہ زر لعبتی نصب ہوئی
یہ اُسمین فروکش ہوا پھر عمرو بارگاہ مہرخ مین جملہ سردار زیب کرسی و دنگل ہوے مہرخ نے آمد خواجہ کی
خوشی مین جشن کیا اور ایک میدان وسیع و سبزہ زار مین خیمہ و بارگاہین نصب کرائین سامان دعوت
بلور مہیا کرایا بحر و حلم کو سون تک آتشبازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوے سراچہ لٹکے برائے شعلہ
سیر و تماشہ اٹھا دیے گئے خیمون مین شیشہ آلات سے فروغ ہوا میدان مین جھاڑ روشن تھے درختون
مین گینڈے لٹکے تھے بلوا لٹکان قمقمے ہر جگہ رقص کنان نشاط و سرور مین پیر و جوان چاندنی رات کا سمان فلک
پر مشعل ماہ روشن مزین انجم کی انجمن دشت دور کا چمکنا چشمون کا مواجی کرنا شاخ بلور کے جھومنے کا عالم
دکھاتا تھا جب یہ سامان جمع ہو چکا مہرخ بلور وغیرہ بصد سرور مسند ہاے پرزر پر آکر بیٹھے بادہ خواری
شروع ہوئی مستون کی لاؤ لاؤ ساقیو بنا لو جیسے یکشکل دل کا رکھو رکھاؤ جلسہ طرب کا جماؤ رقاص کی آمد و

اشارہ کہ ادھر آؤ شراب خرمت ہجاد نظم

کوئی مسرور فیض انجمن سے — صدا قلقل کی شیشونکے دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام — کوئی بیہوش محو خواب آرام
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی — کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی
کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی — کسیکے لب پہ لب سنتا ہون ایسی
وہ سامان جنسے ہو مسرور خاطر — کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریان کین — کھلائے تازہ کھانے رنجین دین
صدا قلبلون کی پہونچی آسمان تک — غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
گلون سے نکلے شرآواز کے ساتھ — لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

یہاں تو سب مصروف عشرت ہین لیکن حیرت جب قریب دریاے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب لشکر کا از سر نو اس نے منگوا کر دریا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے مین مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر کی شاہ جادوان کو لکھی اسکے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری جمع ہونے لگے اور عیار بچیان جو ایکبار مہرخ وغیرہ کو بیہوش کرکے ناکام پھر گئی تھین دوبارہ پھر عیاری کو چلین اور صرصر صورت ایک ساحر شریک سلطان کی ایسی بنا کر روانہ ہوئی جب لشکر عدو مین پہونچی سب کو مسرور و شادمان پایا جشن کا سامان دیکھا اسی ہنگامہ مین یہ بھی شریک ہو کر رفتہ رفتہ اسجگہ پہونچی جہان مہرخ و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین چنانچہ جب یہ وہان پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو بیہوش کرکے شریک جلسۂ عشرت ہون اسی فکر مین تھی کہ عمرو پیشاب کے لیے اٹھا اور کسی کو ساتھ نہ لایا اکیلا چوکی پہ آیا مہرخ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہین بنا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کو خواجہ نے خدمتگار نہین لیا یہ تو اسیطرح تابع دیکھا کی اور صرصر جو گھات مین لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر جاکر بیٹھے اُسنے پشت پر جو قنات آڑ کی لگی تھی اسکو خنجر سے چاک کرکے اندر پہونچتے ہی کمند ماری کہ گردن عمرو کی پھنسی جس نے پھر کر دیکھا اسنے حباب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی اور بیہوشی چھا ئی صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم بڑا انعام ہوگا کہ ہمیت بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر۔ آج وہ شخص پھنسا ہے کہ نہ تھا جسکا نظیر۔ الغرض اُسجگہ تنہائی پاکر اسنے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھکر دوش پر رکھا از بسکہ سب مصروف عیش و سرور ہین کوئی خبر نہ ہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اسنے اُس مقام جلسہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت مین پہونچی وہ انتظام جمعیت سپاہ کے سبب سے آرام پذیر نہ ہوئی تھی کہ اس نے جاکر پشتارہ سامنے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کسے لائین عرض کیا کہ عمرو کو یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسیوقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی

لکھی بادشاہ طلسم کو عرضی محتوی بر حال شکست لشکر جو پہونچی تھی بظلمات سے متفکر ہو کر باغ سیب مین آیا تھا اور تدبیر
مین تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کرون جو مقابل بلور ہو سکے کسلیے کہ اب لڑائی کوکب سے پڑ گئی ہے
ذرا سنبھلکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہوئی تھی کہ عرضی دوسری بحال قید ہونے عمرو کی پہونچی بہت خوش ہو کر جواب لکھا کہ اے
خاتون من صرصر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو سامنے اپنے قید رکھنا بقیہ شب گذر جانے تو
با بدولت آکر اسکو قتل کرین خبردار غفلت نہ کرنا کہ وہ چھوٹ جائے یہ نامہ تحفہ ملکہ پاس لایا اُس نے پڑھکر آہنگر
بلائے اور قید گران مین عمرو کو مقید کر کے فرط خوف سے اسیطرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کر کے چھوٹ
جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہے پس تخت کے پاس بیہوش کر کے عیاریچون سے پہرا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب
بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اسطرف فرخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا وہان جناب بیہوشی پڑا
دیکھا اور بیڑہ صرصر کا بنا دیکھا اسکا ماتھا ٹھنکا اسیوقت لشکر تیار کر کے چاہا کہ دریاے سحر کیطرف جاؤن
ضرغام و جانسوز دو عیار موجود ہین اُنھون نے کہا کہ اے ملکہ آپ تامل کرین ہم جاتے ہین اور استاد کو
چھڑا لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے یہان وہ جلسہ طرب مبدل بغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا کیفیت بشکل
بخت دشمن سب تھے مایوس ہو زبان پر دمبدم الفاظ افسوس ۔ ادھر عیار جو چلے قریب دریاے سحر لشکر
حیرت مین آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازے پر عیاریچون کا پہرہ ہے کوئی خدمتگار بھی اندر جا نہین سکتا یہ بھی
عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی اور رات جو باقی تھی وہ گذری قید فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانون
کے لو لگی مگر سوز و ساز سے فرصت ملی ابیات

کہ وہ شب قتل دور صرصر تیز　　جو تھی مانند معشوق دل آویز
ہوئی رخصت طلب بزم جہان سے　　زمین پر نور برسا آسمان سے

صبح ہوتے ہی افراسیاب با دل بیتاب بقصد قتل عمرو لشکر مین آیا حیرت نے تعظیم دی بارگاہ مین لیجا کر
بٹھایا اُسنے حکم دیا عمرو کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو صرصر نے کمند سے مضبوط باندھ دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی
سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا اس آمد بادشاہ مین ہزار ہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا تھا سراچہ اُٹھے تھے عیار بھی
صورت بدلے ایک طرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑا لین بلکہ جلاد بنکر قریب خواجہ جائین اور
قید سے کسیطرح کھلوا کر لے بھاگین اسی فکر مین تھے کہ یکایک عمرو نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو گھورا اور منھ چبائے
افراسیاب نے للکارا کہ او دزد مکار اب کہہ کیا حال تیرا کیا جسے عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ دزد تو آپ ہوگا
یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ کے ملازم شہنشاہ کوکب عالیجاہ ہین اے افراسیاب تیری عقل پر پتھر پڑے ہین
تو مجھکو عمرو سمجھا ہے کہان بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہان کہان مین حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے
تو انکے ساتھ ملکہ رودران مہران یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا الٹ دیتے تجکو سزاے سخت دیتے مین ایک
ادنیٰ ملازم درگاہ ملکہ مذکور ہون افراسیاب نے کہا اے مکار مین تیرے فقرون سے خوب آگاہ ہون اب تو ملازم

کوکب بنکر چھوٹا چاہتا ہی اُسنے کہا مجھے تو کوئی قتل کر ہی نہین سکتا ہے سنبھل مین جاتا ہون افراسیاب سُنکر
بغضب اٹھا کہ خود قتل کرے اُسنے پکار کر کہا کہ میری کنپٹیون کی طرف دیکھے تو مین جاؤن شاہ طلسم نے اُسکے کہنے
سے جو دیکھا تو دونون کنپٹیون پر لکھا تھا کہ یہ پتلا چینی کا ہی اسباب خودبینی کا ہی شیشہ خاطر دشمن چور کریگا عمرو
بنکر افراسیاب کو رنجور کریگا یہ پڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اُس پتلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا مانند جلائی اور وہ
بلمعان برق تڑپا پھر رعد آسا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحرون کے دہل گئے عیار بھی یہ حال دیکھکر حیرتناک تھے
مگر شاہ جادوان اور حیرت نے ہزارون سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لین وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہو گیا اور کہتا
چلا کہ مین تیرے روکے کب رکتا ہون اپنے مالک پاس جاتا ہون خیر میرا حال کھل گیا اب مین جاکر تیری سرکوبی
کو اصلی عمرو کو بھیجونگا یہ کہکر جادہ جا نظر سے غائب ہو گیا افراسیاب کھسیانے ہو کر کہا کہ اے ملکہ حیرت
یہ پتلا تم نے پہچانا کہ کون تھا یہ خود کوکب صورت بدلکر آیا تھا میرے ہاتھ سے بچگیا ورنہ مارا جاتا حیرت نے
کہا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین ورنہ یہ پتلا آپ سے نہ رکتا آپکے غلام ایسے ایسے پتلے بناتے ہین مجھے
بھی یقین ہی کہ یہ بیشک کوکب تھا سب ساحرون نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہی کہ یہ خود
کوکب تھا اب اسکی شامت آئی ہی بہت ملازمان حضور کے سر چڑھتا ہی آخر تابکجا ابھی اپنی سزا کو پہونچا
تھا خیر ابکی بچگیا تو اگلی سہی قضا ہی اسکی آئی ہی شاہ طلسم ان باتون سے خوشنود ہو کر خلعت ہر ایک کو دیکر
سمت باغ سیب گیا اور کہا کہ اگلی مین بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجونگا اے ملکہ تم مقابلہ مہرخ مین جاکر
خیمہ کرو ملکہ حسب الحکم ترتیب لشکر کرکے روانہ ہوئی اور بمقابلہ اسلامیان آکر اتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی
اُسنے قصد کیا کہ جاکر روکے اور مقابلہ مین نہ اترنے دے لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ جادوان ہی ہر ایک
مشیر نے سمجھایا کہ وہان سے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائیگی پھر چھیڑ کرنا بیکار ہی غرضکہ یہ تامل پذیر ہوئی اور عیارون
نے آکر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھے پتلا چینی کا تھا یہ معاملہ دربار مین گذرا یہان بھی سبکو سنکر حیرت
ہوئی اور مہرخ نے بلور سے بلاکر حال کہا پھر پوچھا کہ تم پتلا تو آدمی ہو یا تم بھی پتلا ہو دھوکے کی ٹٹی اسنے قسم کھاکر
کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا مین خواجہ کو عمرو اصلی جانتا تھا اور مین ملازم بادشاہ انسان ہون کوئی
پتلا نہین مہرخ نے کہا پھر جنکے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمھارا کیا ارادہ ہی اس نے کہا مجھکو میرے بادشاہ نے
یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جاکر لڑو اب جبتک دوسرا حکم مجھکو نہ ملیگا مین یہانسے نجاؤنگا اور تمھارا شریک
حال رہونگا مہرخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور بعشرت مصروف انتظام تھی مگر پتلا جو اُڑتا چلا ایک صبا سے بھی
زیادہ تیز رو تھا یکدم بعرصہ مین ملکہ بہاران پاس آیا ملکہ نے بعد روانہ کرنے اُس پتلے کے عمرو و مخمور کو اس باغ
سے اپنے پاس بلایا تھا اور اسیطرح سے خاطر داری مین مصروف تھی عمرو کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ تم نے مجھے رخصت
کیا تھا یہ کیا کہ مین یہانسے ایک باغ مین پہونچکر ٹھہرا ملکہ نے کہا یہ حال ابھی واضح ہو جائیگا انھین باتون مین
پتلا آکر پہونچا ملکہ نے کہا ارے پتلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا پتلے نے کہا مین کیا کرون

یون عیاری مجھے کرینگی اور یون افراسیاب پیش آیا ملکہ بران نے کل حال پڑھکے رخصت کیا اسیوقت نامہ بادشاہ
کوکب آیا اسمین لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا اسلام شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہم نے اسی واسطے آپکو رخصت نہین کیا
کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہے اگر آپ جاتے تو دشمن آپکے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے بتلا آپکی صورت کا جسطرح
تھد ہوا اعتقادی صورت آپکے لیے ہوئی آپ اطمینان رکھیے آپکے لشکر کا مین محافظ ہون یہ تمام کیفیت نامہ پڑھکر
جو معلوم ہوئی عمرو کو بڑی حیرت تھی کہ مین یہین بیٹھا رہا اور میر اہشبیہ ساری لڑائی فتح کرکے چلا آیا یقین ہے کہ
اب شاہ طلسم مغلوب ہو اور ہمکو فتح نصیب ہو غرضکہ حال خیریت لشکر سنکر بعشرت تمام مصروف عیش و
عشرت ہوے لیکن اب حال لشکر امیر و لقائے بدخصال بیان ہوتا ہے **لمولفہ**

کیون چرخ کبھی وہ دن بھی ہو گا	میخانہ کا شہ ہو رند تیرا
خاتون محل ہو دخت انگور	وصلت سے ہون اسکے شاد رنجور
ہاتھون پہ رہے ہمیشہ ساغر	جمشید کی طرح ہو مقدر
سب ہون مے سرخ رنگ سے تر	لبریز ہون مے سے سلسلے ساغر
ساقی سب ہون غلام اپنے	رند و مے خوار نام اپنے
اسدن یہ دل ہو اپنا راضی	جب ہاتھ مین آئے رئیس قاضی
تو یہ اے جاہ یہ کہا کیا	لکھو جلدی سے اب فانا

افسران لشکر سخن و لشکرکشان مضمون فگن شمشیر خامہ سے اسطرح سیف بیانی دکھاتے ہین کہ ہر فقرے پہ دل لوٹ
جاتے ہین یعنی **زمرد شاہ** راندہ درگاہ الرحیب سے کہ نازک شیم قتل ہوئی مقابلہ موقوف کرکے انتظار آمد ساحرین تھا
یہان **افراسیاب** بھی بوجہ رد کئے عمرو نامہ بھیجنے **کوکب** کے کہ فرصت رہا کوئی ساحر بہر امداد ضداوند روانہ
نہین کیا غرضکہ جب عرصہ ہوا **سلیمان عنبرین مو** نے جانب کوہستان اپنے بھائی بید رشتہ اور انکو نامہ لکھے
کہ یہان آؤ ضداوندی کی دو کرنبار اسکے لکھنے کے **بہزاد کوہی** اور **فولاد کوہ تن** بھائی اسکا کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیکر
بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا اس دشت مین اسکا لشکر اُترا کہ
یہان بسبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہین اور صید و شکار مین مصروف رہتے ہین قضا
را پسر امیر شہزادہ **ہاشم تیغ زن** معہ اپنے رفقا اور ملازم کے صحرا مین شکار افگنی کر رہا تھا ناگاہ ایک صید
کے پیچھے جو روانہ ہوا اسجگہ پہونچا کہ جہان **بہزاد و فولاد** خیمہ زن تھے اُسکے ملازم شہزادے کو دیکھکر للکارے کہ
ارے یہ جا ادب ہے دیلوانان زمانہ یہان فروکش ہین ادھر آنے سے باز آ الٹا پھر جا شہزادے نے انکا
روکنا نہ مانا جب زیادہ غلغلہ کرنے لگے **بہزاد** شور سنکر بارگاہ سے نکل آیا اور قریب شہزادہ آکر گویا ہوا کہ
اے اجل رسیدہ تو نے کہنا میرے ملازمون کا نہ مانا آخر دام مرگ مین پھنسا سچ بتا کہ تو کون ہے شہزادے نے فرمایا
کہ مین بیٹا امیر کا ہاشم نام رکھتا ہون اور مین نے کیا خطا کی ہے جو مجھپر اسقدر عتاب آپ کرتے ہین اس نے ہنسکر

بجواب اس نرمی و مدارات کے کہا کہ یون تو مین بے ادبی تیری اسطرف آنیکی معاف کر دیتا مگر اب نہ چھوڑونگا کہ تو
مسلمان ہی اور پسر حمزہ ہی یہ کہکر مرکب طلب کرکے سوار ہوا اور ستعد کارزار ہوا شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا اُسنے
نیزہ سینہ بے کینہ شاہزادہ پر لگایا شہزادے نے نیزہ کوستان پکڑ لیا تھا اور چند طعن رد و بدل کرکے نیزہ
اُسکے ہاتھ سے نکال دیا اُسنے پکارا کہ او مسلمان تونے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا اب میری
تلوار سے نہ بچیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر چلا لیکن اسیوقت قدرت خدا سے کوہستان کیطرف سے ایسی آندھی سیاہ آئی
کہ تمام صحرا مین سوائے غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سمجھا کہ اس اندھیرے مین یہ تلوار لگنے کا
تو زخمی کر دیگا یہ سمجھکر گھوڑا اُڑا کر پیچھے ہٹ گیا اور وہانسے بہت دور ایک سمت نکلگیا جب وہ آندھی معدوم ہوئی
اُس کو بی اور اُسکے لشکر کا پتہ نہ ملا ہر چند تلاش کیا کہ پھر ملے اور مین مقابلہ کرون تا کہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے
سے بھاگ گیا مگر کہین نشان نہ ملا ناچار اپنے لشکر میں مراجعت فرما ہوا اسطرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کرکے قریب
لشکر لقا پہونچا اُسنے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر کو ہو نکا با عزاز تمام اتروایا بہزاد اور فولاد بارگاہ مین
آکے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت عنایت ہوئے مخلع ہو کر دونون بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا
جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوے بہزاد نے نشہ کی ترنگ مین بختیارک سے کہا کہ مین مسلمانونکا زور و قوت
آزما چکا پسر حمزہ - ہاشم نام صحرا مین مجکو ملا تھا مین نے پکڑکر خوب طمانچے مارے وہ منت کرکے جان بچا گیا
اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا بختیارک یہ باتین سنکر سمجھا کہ راہ مین ہاشم نے اسکو خوب پیٹا ہے یہ
بالعکس معاملہ بیان کرتا ہی یہ سمجھکر بظاہر ثنا خوان ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہین اب آپ حمزہ کو یون ہی دو دو
فرمائیگا یہ باتین کرکے ناچ دیکھنے لگے لیکن ہرکارے لشکر اسلام کے بصورت مبدل برائے خبر گیری حاضر
تھے اُنھون نے بھی یہ سخنان دروغ سنے اور خدمت امیر مین آئے از بسکہ سر دربار کلمات ذلت ہاشم کا
بیان کرنا مناسب تھا جب امیر مسجد کر یاس مین بہر عبادت تشریف لائے ہرکارے خدمت امیر مین عرض پیرا ہوے
امیر و فور غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب دربار مین آئے شہزادہ
ہاشم بھی دنگل پر دست جیب مین جلوہ فرما تھا اُسکی جانب دیکھکر فرمایا کہ اس بارگاہ مین وہ لوگ نہ آئین جو طمانچے
کھاتے ہین افسوس اُسے غیرت نہ آئی کہ اُسنے بہزاد کی مار کھائی نام بہزاد سنکر شہزادہ کو یقین آیا کہ یہ مجکو فرماتے
ہین بس یہ سمجھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے پدر عالی مقدار کسکو بہزاد نے مارا اور طمانچے کسنے کھائے امیر نے
جو حال سنا تھا وہ بیان کیا شہزادہ جوش تہور مین آکر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد
لوی کے کسی حیلہ سے اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اکیلا مرکب باد پیما پر سوار ہو کر سمت لشکر لقا روانہ ہوا جب داخل لشکر
ہوا جس کسی نے دیکھا اخیال کیا کہ روز جنگ جنگ ور آشتی آشتی تھا کیسی کام کو آئے ہین یہ تصور کرکے کوئی مزاحم نہوا
اور شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا درگہ سالار نے چاہا کہ روکے اُسنے غصہ مین آکر ایک ایسی لات ماری کہ
درگہ سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضرب لات سے اُڑکر اندر بارگاہ کے جاکر گرا بختیارک نے یہ حال دیکھکر

کہا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا ملک بہزاد جسکے تم نے طمانچے لگائے تھے وہ آپہونچے یہ کلمہ سنکر سب اہل دربار سمت در نگران تھے
کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلو خانہ سے بڑھا جو بار یساول دور ہی سے ہان لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب
نہ آیا اُسنے تلوار سے فرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ گرا دیا صحن بارگاہ مین در آیا اور پکار اکر سلام میرا اس بزم مین
اُسپر ہو جو ایک خدائے لاشریک کو مانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو تمام **لقا** پرست یہ کلمات سنکر
اکڑے اور ریل کرنے لگے بعض کان مین انگلیان دیکر بیٹھے کہ تعریف خدائے نادیدہ ہم نہ سنین اور شہزادہ نے
للکارا کر کون ہے تم سے وہ کاذب ابن الکذاب نامرد ازلی جو بہادرون پر طوفان رکھتا ہے اور طمانچے کہتا ہے
کہ لگائے **بختیارک** نے یہ سنکر عرض کی کہ دیکھیے مین بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادہ کی شان مین ایسا
نہ کہو مگر اس حرامزادے بہزاد نے نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچا اب کیسا چپکا بیٹھا ہے حضور در و گو وہ حاضر
ہے شہزادہ یہ سنکر پکارا کہ تیرا اٹھتا نہیں اب طمانچے نہین لگاتا **بختیارک** نے کہا اتو نانی مر گئی اب کیا اٹھیگا
زبان سے طمانچے لگاتے لگاتے تھک گئے ہین **بہزاد** یہ سنکر بغضب تمام اٹھا اور تیغہ کھینچکر پکارا کہ باش او
طفل بے ادب کیا بکتا ہے وہان میرے ہاتھ سے بچگیا یہان قضا تیری لائی ہے شہزادہ نے اسکو آمادہ حرب
دیکھکر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا اسنے تیغہ دو ز کر ریگا یا اس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے ملا دی اور
جھٹکی دی کہ تیغہ پٹ ہوا فوراً اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی تلوار پھینک کر ایک
طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبر و غرور دماغ سے نکلگیا خوب منھ کی کھائی گردن کی رگین ٹوٹیں سر مجلس در
جاکر گرا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اسکی شوکت و شہامت دیکھکر دنگ تھے سکتے کے
ڈھنگ تھے کہ شہزادہ نے سر اُسکا اٹھا کر فتراک سے باندھا اور جست کر کے پشت مرکب پر آیا پکارا کہ ہے
کوئی تم مین ایسا جو سر لے لے مجھ سے ورنہ یہ سر نحس سر طلبے پر پھینکا جائیگا اور اہل اسلام کی ٹھوکرین کھائیگا
لقا اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ **بہزاد** اسکو مار لیگا لیکن اسوقت کا نعرہ سنکر خواب
غفلت سے چونکے اور **بختیارک** نے **فولادے** کہا کہ افسوس جسکا ایسا بھائی مارا جائے اور وہ بیٹھا
تماشا دیکھے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اُسنے کیا ویسا پایا مین اس امر مین دخل نہ دونگا اسنے یہ شہزادہ
سے کہا کہ حضور تشریف لیجائیں یہان مع خداوند جتنے ہین سب نامرد ہین کون آپسے آنکھ ملا سکتا ہے
لقا نے یہ کلمہ سنکر افسرونکو للکارا کہ خبردار یہ بندہ سرکش جانے نپائے پھر تو بڑے بڑے زبردست سردار
سرکردہ روزگار دنگلون سے کودے شہزادہ شمشیر بکف تا بدرگاہ پہونچ چکا تھا کہ غل لینا لینا کا ہوا
باہر بارگاہ کے نکلکر شہزادہ بھی ٹھہرا افسرون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا لشکر جو اترا ہوا تھا اُسمین قرنا
بجنے کی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آگرا تھا چار طرف سے تلوار پڑنے لگی شہزادے نے بھی نعرہ اللہ اکبر
بلند کیا اور ہمہ تن چشم بنکر لڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیے سرون کے ڈھیر لگا دیے العیاذ باللہ فوج کا
ریلا کہ مثل موج دریا اس اکیلے پر آتا اور اس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوئے جانا یہ معلوم ہوتا تھا

کہ بجز آہن مین شناوری کر رہا ہے ہر ذی حیات تیغ دو دم سے اسکی حباب آسا زندگی کا دم بھرتا ہی لاشون کے انبار مین بید ست و پا تمام سروان مین نقشہ زیست خامہ شمشیر نے بگاڑ اٹھا یا سر تن سے اُتارا تھا قضا سرون پر کھیلتی تھی فلک اعظم کی نئی بازی گری تھی کہ

ابیات

ز گرد سواران جہان تیرہ شد — بگرد اندرون دیدہ شان خیرہ شد
بروز اندرون روشنائی نماند — تو گفتی سپہر از روش باز ماند
ز پیکار ایشان نہان گشت مہر — ستارہ بگردون بپوشید چہر
دل جنگجویان شدہ پر ز خون — بہ شان نجستی کسے رہنمون
ز خون سواران ہمہ خاک و سنگ — بر آورد گرد شد چو پشت پلنگ

اس جنگ کی خبر ہلکارون نے جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی بادشاہ نے **امیر** سے فرمایا کہ آپ جانیے شہزادہ **ہاشم** کی مدد فرمایئے اگر وہ شہزادہ مارا گیا تو شجاعت نہ دکھاتا راست مدد غ آخر ظاہر ہو گیا دشمنونکا خدا انکے لکر چلنے نہ دیا امیر شجاعت فرزند دلبر لشکر و نیز ارشاد بادشاہ بلند بجا لانے کو دنگل پر سے اٹھے از بسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلام یہان کے امیر والاتبار ہی ہین انکے اٹھتے ہی پانچہزار پانچسو پچین دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اٹھا اور باہر آکر پشت مرکب پر جھپک کر بسم بلغز لشکر مخالف پر جا گرا نعرہ ہائے سرداران بلند ہوئے تہلکہ زمین و زمان مین پڑا ہاشم کی پشت توی ہوئی لیسان برق تڑپ تڑپ کر لڑنے لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگران بنا دیا صدائے گرز گران نے آہن کوبی کا پتہ دیا دشت لرزتا تھا لوہا برستا تھا خود پر تلوار کی جھنکار تھی تلوار سے قتل کرنے مین اجل شرمسار تھی یہ تن گرا وہ سر گرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پکار تی تھی کہ بموجب

ابیات

دو لشکر بہ کینہ در آویختند — ز بحد دیگران خون ہمی ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میغ — ہمی گرز بارید از ابر و تیغ
زمین گشتہ شد روی ہامون چو کوہ — ز گیرودار گردان ستوہ
سر نامداران بدریای خون — شدہ غرق و نامی کہ زان برون
زمین گشتہ مانندہ پای چین — زمین چو گل لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کار شان — ز کوشیدن جنگ پیکار شان

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگری **لقا** سے کہا کہ اب یہان سے بھی بھاگنے کا آپنے ارادہ کیا یا آج جان دینے کا عزم ہے لحہ بھر مین **امیر** گرفتار کر لیجائینگے لڑائی کو ہیون کے سبب سے رکی ہے ورنہ فتح آگئی مدت ہوتی کہ بھاگ جاتی **لقا** نے کہا اچھا مین نے تقدیر کی کہ طبل امان بجے بموجب حکم کوس بازگشت لشکر پر چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی **امیر** نے ہاتھ روکا سردار پھرے **ہاشم** نے آکر پائے پدر پر سر رکھنا چاہا **امیر** نے سر سینہ سے لگایا پھر بیچ مین سرداران کے شہزادے کو لیکر زر نثار کرتے ہوئے پھرے

اور لشکر مین نئے پوشاک بدلکر بارگاہ مین بیٹھے سر بہزاد کا شہزادے کے حکم سے مزبلے پر پھینکدیا اور اس
خوشی مین ایک دن اور ایک رات جشن کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن اللیل
مع انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ بمقتضاے ابیات

رخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد
حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اٹھی جو بوے مشک دل چور
ہوئی بالکل بہ شکل روز کافور

سر شام بادل ناکام غم پرور نافرجام مین فولاد نے حکم نواخت طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر ہلکاروں سے
سنکر امیر کے یہان بھی طبل سکندری بجا دلاور خبردار ہوے دربار سے اٹھکر براے درستی اسباب جنگ
اپنی جگہ پر وہ صاحب نام و ننگ آئے دونون لشکرون مین تیاری شروع ہوئی سلح خانے کھل گئے بہادر
رولے پر تلگئے تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر ترکش مین جاگزین ہوے کمند کے پیچھے بہت اچھے
شانون پر پڑے بہبود صورت بہبود دکھلاتے نیزے سرکشی جتاتے کمانین گوشون سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ
خاطر او رکبیدگی اظہار گھوڑ دنگے ہے بہادرون کے نعرے بلند نامردونکے دل دردمند آفت کا سامنا
مصیبت سب سے زیادہ جان دینا نقیبونکی صداے دنیا کی ذمت پیدا اور تمام بہادر عروس شجاعت
پر شیدا کہیں تلوار کی چمک کہیں شعلہ جانستان تیغ کی لپک خرمن ہوش جلاتی ہر سمت یہ صدا آتی نظم

کہ تم اک عمر سے ہو سب نمکخوار
کئے رکھتے ہین ہم سب سے خبردار
رہے باقی اگر تم مین کوئی مرد
نہ لائے اپنے دل مین وہ ذرا درد
وہین مرجاے یا اس کو مٹاے
طلاق اسپر ہر گردھیان اور لائے
ہوے حاضر سلاح جنگ سارے
لے سبکو ہوے پھر یون اشارے
کہ ہم اب امتحان یار و خبردار
کمی ہونے نپاے آج زنہار
دیے سردارون کو خلعت زر و سیم
جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین مین برپا رہا جب دم سحر تیغ رنگ نے خرمن ماہ و جسم شب جور رنگ ور زمانہ
عذار سے رنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کہ بموجب ابیات

ہوا انجام شب اس گفتگو مین
اٹھے سب جنگ کی لیکر آرزو مین
کہ جب نقل مکان کی سب نے حاصل
ہوا صحن زمین خورشید منزل

صبحدم امیر عبادت خالق قدیر مین مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب رزمگاہ روانہ تھے بہادر رزم
مالوف تھے کہ یکایک بہتر ابن بہتر چالاک بن عمرو نے خبر روانگی لشکر جانب نبردگاہ خدمت امیر عالیجاہ
مین عرض کی امیر بھی سجادۂ طاعت پر سے اٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرماکر برآمد ہوے سردار
بہر سلام حاضر تھے انکو ہمراہ لیکر اشقر دیوزاد اڑاتے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پر آئے کچھ ہی دیر

ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون پایگاہ مملکت پناہ کی آمد ہوئی اول پردۂ زرنگار در شبستان چرخی پر کھچا جلوس سواری ہویدا ہوا اکنولعا سے جواہر آگین روشن کہاریونکا اٹھتا جوبن زیور کی نئی آن بان تھی تصدق جنپر جان تھی کہارون نے تخت شاہی بدلوایا ہر سردار نے مع امیر ہر تسلیم سر جھکایا پھر تو ڈنکا بجا علم آگے بڑھے باد بہاری رواں ہوئی سواری بادشاہ کی قلب لشکر مین اسطرح چلی کہ بموجب **ابیات**

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو — بشکل موج بڑھے سب نے پہلو
بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ — چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ
ہر اک کہتا تھا کر دیں جانفشانی — بشرط فضل حق اور زندگانی
سنا جب یہ ہوئے مخلوط سردار — کہا صد آفرین یاران خونخوار
ہوئی گردون کو حاصل سربلندی — مٹی سر در دل کی خودپسندی
جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب — ہوئے رخسارے انکے آتشین تاب
بڑھے سردار لشکر اک طرف کو — پکارے واقفان جنگ ٹھہرو

اسیطرح جب وارد دشت مصاف ہوئے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی **لقا** تخت پر سوار گرد فیل کوہون کی قطار **فولاد** آگے آگے گرگدن مست پر سوار میدانمین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے اور بعد صفوف آرائی جدال وقتال **فولاد** گینڈا اڑا کر اجازت **لقا** سے لیکر عرصۂ نبرد مین آیا اور سلح شوری دکھا کر طالب نبرد مرد مقابل ہوا کلمات رجزیت کچھ زبان پر لایا کہ **ابیات**

نکلتے ہی تہمتن یون پکارا — کہ مین ہون صف شکن مرد صف آرا
مری تلوار کاٹے گی سر و تن — مسلمانون کے جی کا مین ہون دشمن

اسطرف سے صدا اسکی سنکر علم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوئے اور شہزادہ **تورج نوجوان بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران** بادشاہ عالیشان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب **فولاد** جب پہونچا اسنے گینڈا پیچھے ہٹا کر بگادر ماری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شاہزادہ والاگہر ہٹا اور پیچھ قدم گینڈا اُس خودسر کا عقب چلا گیا دونون نے زانو ملا کر مرکب بڑھائے اور مقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی دمدار اُس کو خطاب فرمایا کہ اے مرد خودسر **نظم**

نہین ہم کرتے اپنا وار پہلے — لگا تو ہمپہ اک تلوار پہلے
نہین کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ — بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ
لگا شمشیر پھر دیکھ او سیہ مست — کہ کیونکر تجکو کرتے ہین ابھی پست
نگھرا موت تیرے سر پہ آئی — کہا جب یہ تو تیغ اسنے چلائی

شہزادہ نے تیغہ اسکا سپر فراخ دامن پر روکا مگر بازد پر توت تھا تیغہ سپر کو کاٹکر خود دو بلغہ زرہ ٹوپ کو

تماشہ کر سر میں در آیا شہزادہ نے داستان شجاعت کے باتے دم شمشیر میں لگائے کہ تلوار جنبا کر سر سے نکل گئی اور چادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی شہزادہ نے سر زخم شدہ تحت الحنک سے باندھکر خبردار خبردار کہکے تلوار بہ زیر تمام اس خودکام پر لگائی اُس نے بھی سپر چہرہ پہ پناہ کی مگر سپر قرص خیر کیطرح تلوار کاٹ کر اسکے بھی کاسہ سر میں در آئی اُس نے بھی واستانہ مار اکہ تیغہ سر سے نکلا لیکن تا دو ابرو زخم کاری لگاکر سر اُسکا ہنر زمین پر جا لگا شہزادے نے سر کاٹنا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہ جانکر للکارا کہ بیچا اسکو یہ اپنی سزا کو پہونچگیا حوصلہ اسکے دل کا نکلگیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لیگئے شہزادے نے باوجود حالت زخمداری پھر مبارز طلب کی تھی کہ بیابان سے سپہ سالار فولاد حداد کوہی گینڈا اڑا کر سامنے آیا اور کچھ کلمات بیہودہ کہکر بموجب ابیات

بہادر آگے اک گرز گران سنگ	کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
لگایا سر پہ مرد نوجوان کے	کہ ہوں ٹکڑے ہزار استخوان کے
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور	کمر سے اپنی لی تیغ دو پیکر
بشکل برق تڑپا اور کیا وار	ہوا دو ایک سے مرد ستمگار
گرا وہ اور بھائی اسکا آیا	نہایت جلد اک تیغہ لگایا
دیا شہزادے نے وار اسکا خالی	چلائی اُس پہ شمشیر ہلالی
گرا فرش زمین پر ہوکے مقتول	کیا خاک لحد نے جلد مقبول

اسیطرح تا شام شاہزادہ خوش انجام نے اس حالت زخمداری مین عدو کشی فرمائی قریب شام نقلنفی رنجیدہ ہوکر طبل بازگشت بجوایا شہزادے نے مراجعت کی کفار رنجیدہ دل کیمپ میں پلٹے اور امیر شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے کہ امیر نے جراح کو کہ لقمان نام ہے اور اسکے سپرد مرہم سلیمانی دواخانہ شاہی رہتا ہے اور سب جراحونکا افسر ہے طلب فرمایا اُسنے حاضر ہوکر شہزادہ والاگہر کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بلایا اور فرمایا کہ ایک پھاہا مرہم سلیمانی کا فولاد کیلیے بیجاؤ کیونکہ جبتک وہ مرہم نہ لگائیگا مین بھی نہ لگاؤنگا کہ بیت اگرچہ زندگی کا لطف مجکو چاہیے نادان + اسی مین ہر مراد شمن بھی ہوئے بندۂ احسان + امیران باتون سے شہزادے کی بہت خوش ہوے اور چالاک بنابر ارشاد پھاہا لیکر روانہ ہوا اور لشکر لقا مین پہونچا طلایہ دار لشکر نے اسکو بصورت اصل دیکھکر روکا اُسنے کہا کہ ہمارے آنیکی خبر فولاد کو پہونچا دو کہنا کہ شہزادہ تورج نے عیار کو آپ کی خیریت دریافت کرنے کیلیے بیجا ہے لوگون نے جاکر اسیطرح فولاد سے بیان کیا اُسنے باعزاز تمام طلب کرایا بختیارک نے کہا کہ اُنکا بلانا اچھا نہیں مگر اُسنے نہ مانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک اٹھکر تسلیم بجا لایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیاز مند مشتاق ملازمت بھی تھا دیر سے کچھ تحفہ حقیر آپکی نذر کیلیے جمع کر رکھا ہے لیتے جائیگا چالاک اسکی باتون پر ہنسا اور کہا ملک جی چلتے وقت

تم سے بھی بھجوا لیں گے یہ کہکر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور یہ مرہم دیا ہے فرمایا ہے کہ تم لگاؤ تو
ہم بھی لگائیں فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دل میں سوچا کہ بیشک مسلمان کا ہمتا مثل نہیں
رکھتے یہ سوچکر دوشالہ لیکر چالاک کو خلعت دیا جب یہ چلنے لگا ملک جی نے بہت سی کشتیاں زر و جواہر کی
سنگار کمیں نہیں چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشدزادے یہ لیتے جایئے اُسنے وہ کشتیاں بھی لیں اور وہانسے
خدمت شاہزادہ میں آکر حال کہا شہزادے نے مرہم لگا یا اُدھر جب یہ جاچکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا
قصد کیا بختیارک مانع ہوا کہ ہرگز یہ مرہم نہ لگانا اسمیں زہر قاتل ملا ہوگا خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدارا پہ
بھولے فولاد نے کہا ملک جی مسلمان ایسے نامرد نہیں ہیں جو دغابازی کرکے ہلاک عدو کو کریں اور خیر اگر زہر بھی ملا
ہوگا تو میرا نام ہو جائیگا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوے کہ فولاد کو زہر سے مارا یہ کہکر پھاہا لگا لیا اور کہا تو ملک جی
بھلا وکہ عیار کو تمنے اسقدر روپیہ کیوں دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور
کہا نہ دیتا تو کیا کرتا یہ کہکر رفیدہ سر پر سے اُتار کہا دیکھیے اس دینے لینے پر تو مارے جوتونکے چندیا گنجی کر دی ہے
اگر نہ دوں تو سر کاٹ ڈالیں تم کیا جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ میں میرے آکر کہتے کہ ملک جی تم نے ہمارے آنیکا
مطلق پاس نہ کیا نذر بھی نہ دی میں پھر ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہے اس سے دونا دیتا مگر کچھ نہ ہوتا سارا لشکر لوٹ کے
مجھے صحرا میں لیجاتے اور سینہ تک زمین میں دفن کر کے جاتے یہ مضمون فولاد نے جو سنا بہت ہنسا اور دل میں کہا
کہ لقا بالکل جھوٹا ہے کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہیں اور اس سے کچھ نہیں ہو سکتا بس اگر شہزادہ کو سچ
مجھے زیر کریں تو انکے ساتھ مسلمان ہو جانا اچھا ہے اسی سوچ میں تھا کہ یکایک زخم سر میں کھجلی ہوئی اُسنے کھجلایا
پھاہا مرہم سلیمانی کا چھوٹ آیا اُسنے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہیں نشان بھی نہ پایا تو اور زیادہ حیران ہوا کہ کیا یک
زخم کیونکر اچھا ہو گیا بختیارک نے اسکو متفکر دیکھکر کہا حیران نہو یہ مرہم سلیمانی تھا اسکی تاثیر یہ ہے کہ پہر بھر میں کیسا
ہی زخم ہو اچھا کرتا ہے حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری ہے وہ بھیجتی ہے فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گزین
لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دل میں جاگزین ہوئی بختیارک سے کہا کہ ملک جی تم تو کہتے
تھے اس مرہم میں زہر ملا ہے نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسنے جواب دیا کہ میں اسلیے منع
کرتا تھا کہ اسکے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا ہو جاؤ گے یعنی اچھے ہو کر یا مارے جاؤ گے یا مسلمان ہو جاؤ گے
و نیز محبت اسلامیان دل میں تمھارے آجائیگی اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آئے ہو اُسنے کہا ملک جی اسمیں تو
شک نہیں کہ حریف میرا بڑا جوانمرد صاحب وضع و تحمل ہے مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہے کہ شاید اسمیں دغا
ہو مگر نہیں کوئی آئین دغا پیشہ نہیں ہے بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانونکے نام سے کوئی عیاری کریں اور حمزہ
کو خبر ہو جائے تو اُس عیار کو بغیر مارے نہ چھوڑے یہ تو کیا عمرو جو اُن سب کا سردار اور باپ اور شاہ عیاران ہے
اُسنے جب کبھی کسی پہلوان کو بمکر ذلت دی ہے تو امیر نے وہ روز اُسکو دکھایا ہے کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی
برائی نکریگا فولاد صفات شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا میں ایسے بہادروں پر تلوار اب

نہ کھینچونگا خیر کل طبل بجا اگر کشتی لڑونگا جو زیر ہوگا وہ غالب کی اطاعت کریگا بختیارک نے کہا تلوار کا لڑنا اچھا ہے کہ تمھارا ہاتھ اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہونگے اور کشتی میں تو دیو مندان اور سرکشان قاف اُنسے ہار گئے تمھاری کیا اصل ہے دم بھر میں تو سنج سے ماریگا فولاد نے کہا ہر چہ بادا باد میں تو انکا بندہ احسان ہون یہ سنکر مُنشی کہا صلوٰۃ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جسنے ہمارے دل میں زخم کیسا ناسور ڈالدیا اب تم مسلمان ہوے ابھی سے ہم تمکو صبر کر چکے فولاد اسکے کلام سے ہنستا ہوا اپنی بارگاہ میں اُٹھ آیا اور ایک روز تامل کر کے دوسرے دن جب جسم فلک زنگاری سے پھاہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوے **نظم**

کہ عمر روز گھٹنے لگی اک بار
ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی
اُبھر کر شکل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجایا ہلکارون نے سمع ہمایون بادشاہ تک یہ ماجرا پہونچایا اسطرف بھی نقارہ حرب بجا تیاری جنگ میں وہ شب بسر ہونے لگی بہادرونکی آرزو پوری ہونیکو تھی ہونے لگی تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تیر زہر آبدار گرز گراں بار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہوش فلک کے کھونے لگی فوجونکے جماؤ سے لشکرون کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا یہ حال تھا کہ بقتضائے **بیت**

فراز آمد این دو لشکر بہم
جہان شد پر از خاش جریان ژرم
زمین آن سپہ راہی بر نیافت
بر ان بوم کس جائے رفتن نیافت
خروشے بر آمد ز ہر پہلوے
تلے گشتہ دیدند بر ہر سوے
ببستے اسپ تازی بزین و خدنگ
بسے نیزہ و خود و خفتان جنگ
گرفتند ہر یک ازان از سپاہ
واسپ و زرہ و تیغ و کلاہ

جسدم شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مرو میکے اشتعال

سحر نے جلوۂ پنہان دکھایا
زمین نے نور کا سامان دکھایا
بڑھی اُس شب کی جیب پیرا ہن کی
فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوے امیر مسجد سے اُٹھکر آستان فیض نشان سلطان ذیشان پر آئے بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سبنے مجرا و سلام کیا صداے طرقوا بلند ہوئی سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اسوقت بہادرون کی آن وبان لشکر کی شوکت رفعت و شان قابل دید تھی منچلون کا چھلاپن جوانون کا بناؤ ہر طرف جماؤ سے گویا قربانی کی عید تھی **نظم**

بفرمود تا کوس بیرون برند
سر افراز پیلان بہاسون برند
سیہ شد ہمہ کشور از گرد سُم
بر آمد خروشیدن گاؤ دُم
پس پشت او شار سان ہری
بجنبش اندرون تیغ زن لشکری

بیار است با میسرہ میمنہ تو گفتی چو البرز در جوشن است	سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ ستارہ ز نوک سنانش دشمن است

جب میدان مین پہونچے حسب معمول صفین درست ہوئین فوجین لڑنے کو چست ہوئین لقا جی سے لشکر آیا کوہیون نے مقابلہ مین پرا جمایا بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اُٹھایا لقا سے اجازت لیکر وسط میدان مین آیا سلح شوری دکھا کر پکارا کہ اے گروہ مسلمانان مین تم مین اور کوئی ہم نبرد نہین چاہتا سوائے شہزادہ تورج کے اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری و تبلی بجے شہزادہ تورج نے بادشاہ سے اجازت لیکر مرکب اڑایا اور اُسکے مقابل آیا اُسنے احسان شہزادہ کا یاد کرکے سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہزادہ والا گہر اس روز سب ہتھیار کے وار ہو چکے ایک کشتی لڑنا باقی ہے آج آئیے ہم آپ نصیب آزمائی کرین جسکو فتح نصیب ہو وہی حاکم بنے مغلوب اسکی اطاعت کرے شہزادہ گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو مسلم ہتھیار پھینککر وہ دونون کو دے عیار دونون کے دوڑے اور لشکر مین خبر دی بیلدارون نے آکر اکھاڑا بنا دیا مشک و عنبر مٹی مین ملایا دونون دامن گردان کر اکھاڑے مین اترے خم بجا ٹھاٹھ کشتی کا ہوا طاق پر مٹی چڑھی شانون پر ایک نے دوسرے کے مٹی لگائی پھر ادھر اُدھر سے داؤن گھات مین پھر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسی نے دستی بزبردستی کھینچی کوئی بغلی دو بالنگوٹ مین ہاتھ ڈالا کوئی سے پھیر کر مارا اُسنے توڑ کرکے پھر سامنے پاؤن گاڑا پیچ توڑ بند ہونے لگے سر سے سر ملا کر ٹکرا اور گھونسے چلنے لگے اسیطرح جسبان اہرمن با شکل فیل مست دونون گتھتے تھے زور زیادہ پیلی کے ہو رہے تھے یہ حال کہانتک بیان ہو تین شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کھایا پیا نہین فولاد نے اُنکو بھوکا پیاسا لڑتے دیکھکر آپ بھی آب و غذا کیطرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہر دن باقی تھا کہ شاہزادہ نے اُسکا لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر چاہا پٹکے کہ اُسنے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرط لانے ایمان کے ملیگی اُسنے عرض کیا کہ قبول ہے شہزادہ نے زمین پر اتار دیا اُسنے دوڑ کر سر اپنا قدم پر جھکایا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمہ طیبہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ مین نے اطاعت شہزادہ کی اختیار کی لشکر کے افسر سب آکر حاضر ہوئے اور دین اسلام اختیار کیا بہت لشکری شریک لقا ہے بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ یا خداوند بندے آپ کے اب جاتے ہین مبارک ہو لقا نے کہا حمزہ میرا سپہ سالار قدرت ہے یا بندہ ہر بسی یہان سے ہے تو کیا اور اُسکے پاس رہے تو کیا یہان ہا سب برابر ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر بھی شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر بھی آسودہ ہوا فولاد کو بارگاہ عمدہ عنایت ہوئی خلعت سرکار شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولاد رخصت ہو کر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک سلام آباد کیا نام اُسکے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب جبل مین اسم با مسمی ہوا تمام بتخانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرا دیے اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا لشکر کثیر فراہم کرکے حاضر خدمت امیر کشورگیر ہوا یہان اسکی دعوت بڑے دہوم سے ہوئی خلعت سرفرازی ملا سردار دنین تورج کے داخل ہوکر

رہنے لگا یہ تو اسطرح مقیم ہے لیکن ہمارے قلعہ کے قریب جو سرحد ہوش ربا ہے اس سرحد کا جو مالک ہے نام اس ساحر کا **گلفام**
جادو ہے اور اسکی بی بی ملکہ لالہ زار جادو نام ہے اس **فولاد** کوہی پر عاشق ہے اور شوہر سے چھپکر اسکے قلعہ مین آتی ہے
اب تک وصل اسکا **فولاد** نے منظور نہین کیا ہر چند اسنے طمع دی منت بہت کی اُسنے نمانا ناچار اُسنے **بہزاد**
کو دم تحریر مین لانا چاہا اُسنے بھی قبول نکیا چنانچہ ساحرہ مذکور کو اندنون جو نشہ عشق کی ترنگ آئی خبر قلعہ اقدس
کی ہنگامی معلوم ہوا کہ دونون بھائی خدمت خداوند **لقا** مین بہر جنگ مسلمانان گئے ہین یہ خبر سنکر اسنے خیال کیا
کہ مجھے بھی وہین چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کراؤ کہ مطلوب راضی ہو جائے دوسرے شیطان خداوند
اغواکے معشوق کو ملا دیگا پس ایسا کچھ سوچکر اسنے اپنے خاوند سے کہا کہ ہمارے ملک کے قریب خداوند
اترے ہین اور افسوس ہم انکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہین میرا قصد ہے کہ مین خدمت خداوند مین جا دون
اور اُنکے دشمنوں سے مقابلہ کرون بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہے اگر میرا جانا سنے گا بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ
اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہین کہ مین اسکی نوکر نہین ہان تم اسکی طرف سے سرحد دار ہو ملک رکھتے ہو
تم نجاؤ مین بحسن عقیدت اور بپاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہون اگر جنگ مسلمانان فتح ہوگئی تو بادشاہی
کا نام ہوگا وہ تمھارا اظہار رتبہ کریگا شوہر نے اسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمنے سچ کہا لیکن وہان عیار ساحر کو
مار ڈالتے ہین مین تمھین پیار بہت کرتا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو جو غم جدائی مین میری جان پر آبنے
اُسنے جواب دیا کہ قضا کو کوئی روک نہین سکتا تمھارا بچا ہے بلکہ وہان خداوند موجود ہین قضا اُنکے حکم سے آئیگی
بھی تو ٹلجائیگی غرضکہ اسنے بہرصورت اپنے خاوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کرکے چالیس ہزار ساحر و
جادوگرنیان اپنے ہمراہ لیکر خود تخت سحر پر سوار ہوکر بصد کروفر جانب لشکر **لقا** روانہ ہوئی دلمین شوق دیدار یار
بھرا تھا ہاتھون کلیجہ اچھلتا تھا امید و یاس سے باہم جنگ تھی کھوئے ہوئے تمام و ننگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب
کا خیال کبھی جوش محبت باحتمال لیکر دلکا ملال جور فلک کی شکایت ہجر جانان کی حکایت ورد زبان بسان ماہی
بے آب طپیان وان تھی کہ **ابیات**

عجب اسکی حالت تھی اے ہمدم تباہ	کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ
دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی	لگی تھی عجب آنسوؤن کی جھڑی
کہون اسکا کیا اُس گھڑی حال تھا	یہ کہتی تھی سر پیٹ کر برملا
سنبھلتا نہین اب سنبھالے سے دل	جدا اُسکے مژگان کے بھالے سے دل
خدا جانے یہ کون آزار ہے	کہ سراب تن زار پہ بار ہے

اسیطرح بصد درد و سوز ایک روز قریب دیار جانان پہونچی نکہت زلف یار بادصبا نے دماغ مین پہونچائی
لقا نے کہا کہ بندہ قدرت ہمارا اشتاہر کوہی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور راستہ مین اگر ساحرہ
سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اُترکر تسلیم بجا لائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحرہ اُتروایا

ساحرہ نے جاکر خداوند کو سجدہ کیا لقا نے دیکھا کہ ایک عورت نمک سمک سے درست عالم شباب مین چاق و
چست زیور جواہر کا پہنے لباس پر زرزیب جسم کیے ہے مگر آنکھوں مین صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گل
آتش رنج سے لال چہرہ تمتمایا منہ اترا ہوا سر پر عشق کا سایہ ہے صاف ظاہر ہے کہ کہین دل لگایا ہے یہ دیکھ کر
خداوند گرگ باران دیدہ ہے لب پر لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پر شیدا ہے خیر تدبیر
اسکی کرونگا جو کچھ تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور مین آئیگی لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند
کو میرے حال کی خبر ہے اب وصل یار میسر ہے آخر دنگل زرین پر قریب تخت خداوند بیٹھی اور چار طرف بنگاہ
جستجو دیکھنے لگی **فولاد و بہزاد** نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ مین ہونگے اسی فکر مین تھی کہ **بختیارک** آیا
اور اس نے ہر طرف دیکھتے دیکھ کے پوچھا کہ کسکی تلاش ہے اس نے ایک آہ سرد بھری اور کہا جنکے لیے یہانتک آنا ہوا
انھون نے ہم سے یہان بھی منہ چھپایا **فولاد** کا اشتیاق دربدر پھراتا ہے وہ دونون بھائی ایسے بے مروت ہین کہ کبھی
پوچھتے بھی نہین یہ آنکھین انکے دیکھنے کو ترستی ہین ایسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہے تو کہتے ہین اسکا ذکر نہ کرو
کیا مین ایسی ہوگئی اب جو یہان مین آئی تو انھون نے صورت نہ دکھائی **بختیارک** یہ باتین سنکر رونیلگا
اور کہا ہائے کیا جوانان خوبصورت تھے ایک تو مسلمان ہوگیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے باین ذلت
سر دربار مارا گیا ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام مین جائے **بختیارک** مانع ہوا
اور حال عشق **ناصر و نازک چشم** بیان کیا کہ وہ کبھی نہین گئی ذلت اٹھا کر آئی تم اب مقابلہ کرکے معشوق
کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو یہ رائے بھی اسکو پسند آئی اور فراق یار مین ایک دن اور رات کاٹی
جب دوسرے روز قیس روز نے لیلی شب آکر لی اور ستارہ عشق کا چمکا کر موجب **نظم**

اندھیرا نار مین پیچیدہ ہوکر — بشکل دود دل اڈا برابر
کیا مشاطگی کا شوق نے کام — ہوا شانہ کش ہر گیسو شام

سر شام با دل ناکام لالہ زار نغیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل زبان پر لائی ساحران مین تیاری آغاز
ہوئی لشکر **لقا** مین بھی طبل جنگ بجا **امیر** نے بھی خبر سنکر طبل سکندری بجوایا
شور و شر کا زمانہ قریب آیا دربار برخاست ہوا ساحرہ بھی اٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی سحر سازی مین مصروف
ہوئی ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے
حمزہ کا لویا مان جلے اسکی تیغ ناز پر جان قربان جائے تمنا یہ تھی کہ جب بیت مین دیر تلک دیکھون
قاتل کو آئی + رسیجا مین رنگین خنجر تمام سے لیٹ کر + اسی اشتیاق مین اپنے ایک ماش کے آٹے کا سوار
بنایا اور سا گیا - مین اسکو ڈالدیا وہ غائب ہوگیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکایک آگیا سے دھوان
پیدا ہوکر وہی سوار مثل مردان جنگ آزما نبا ہوا اس دھوئین سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا اسنے پکار کر
کہا کہ وقت طلب ضرور آنا یہ کہکر سحر خوانی موقوف کی اور پلنگ پر جاکر لیٹی تصور یار مین جاگا کی

بخت بد سے لڑائی لشکر مین ڈمر و بجا کیا ہجوم ہوا کیا ابر چھائے رہے بیڑا باکیے مسلمانونکا لشکر مین نقیب پکارتے تھے بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے نعرہ شیر آسا مارتے تھے وقت آرائش عروس شجاعت تھا سواد سودا سے جلادت کا سر سر چشم تنور مین لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا تلوار گلے کا ہار تھی جواہر آہن سے زیور مرصع کاری کی ہمین آتشکا تھی تیغ کا ارادہ تھا کہ جلدی حریف کے گلے ملون خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن مین فراق کرون نیزے سینے سے ملتے پر زبان دیتے تھے بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے تیر بصورت آہ عشاق تھے گرز ہوزن بار فراق تھے آتش غضب کا دھوان اب شاہد فنا پرسی کا جوبن دکھاتا جوش خون غضب سے سیاہ ہو کر لالہ کھاتا چاہتا آئینہ شمشیر پہ بد طبیعت برہم رنگ گیسو تر مین زلف شاہد جرات ہو بیابات

کوئی ناز طبیعت تھا اُٹھاتا — کوئی جوش غضب سے پیستا تا
کرے گی تیغ جوہر دار بیباک — تو ہوگا دامن عمر عدو چاک
اُدھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران — بشکل زلف جانان تھی پریشان
لبون پر شکوہ بیداد قاتل — طبیعت زلف جانان پر تھی مائل

اسی ہنگامہ مین آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ ابیات

لٹی جب رات مثل عمر عشاق — شعاع مہر چمکا سوے آفاق
کھلی سرخی کناروں سے فلک کے — اُٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے
ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار — بڑھے پاداش قسمت کو گنہگار

یعنے ہنگام سحر فوج لشکر شکن جانب جنگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اٹھکر لباس رزم زیب جسم فرمایا سردارون نے مجرا کیا سبکے ساتھ بادشاہ کے جلوخانے مین آئے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ بادشاہ جمجاہ کا تخت بلند ہما نشانہ سلمان بھر گیا ہر سردار تسلیم بجا لایا پھر تو نقارے بجے علم کے پھریرے کھلگئے اس شوکت و شان سے بادشاہ کوسے کر جانب رن صف شکن چلے شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر مین زیب وہ جوہر کی شمشیر — بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر
وہ کاٹھی کہکشان سے تھی سوا زر — زمرد لعل سب تھے نصب اُسپر
جڑاؤ پر تلہ تھا زینت دوش — تسلسل تھا کمر سے تا بناگوش
مصاحب اور سب سردار ہمراہ — کہ تھے وہ جنگ کی راہون سے آگاہ
وہ گھوڑے جنپہ تھے سردار سوار — طلائی ساز تھا سب اُنکا تیار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین — گہر جھالر مین اُسکے شل پروین

باین کروفر میدان جنگ مین پہونچکر صف کشیدہ ہوے تھے کہ یکایک ہمکے لگے آسمان پہ آئے نظم

لگا بادل گرجنے کس غضب کا — ہوا سامان نمایان اور ڈھب کا

کہ جنگل میں عجب بھونچال آیا | شال بید لرزان تھرتھرایا

پھر ایک ایسے ساحر اژدہوں پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان میں اتر کر ٹھہرے لقمانی سواری
بھی دھوم سے آئی گرد سپاہ نے خاطر روزگار کو پر غبار بنایا تلواروں کی چمک نے دیدۂ فلک خیرہ کیا سپاہ کینہ خواہ
سے جب جنگل بھر گیا باجوں کے شور نے زمین کو سر پر اٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت
رزم لیکر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب ہم نبرد ہوئی بادشاہ اسلام نے اول دست چپ کی جانب
نگاہ کی ہنوز نظر اسطرف سے نہ پھیری تھی کہ سب اس صف کے علم جلوہ پذیر ہوئے اور گردون منے پر بیٹ قائم
کی بگل بجا طنبور گڑگڑایا شہزادہ علمشاہ نے گھوڑا اڑایا نزد شاہ عالم پناہ آکر اجازت خواہ ہوئے بادشاہ
نے سپرد حق کیا شاہزادہ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب و ضرب ہوا ساحرہ نے سحر پڑھا کہ
وہی سوار ہوا گیا اسے دھوئیں میں لپٹا ہوا نکلا تھا اسوقت مسلح و مکمل صحرا کی طرف سے آکر مقابلہ شہزادہ ٹھہرا
اور بعد نیزہ بازی تلوار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب تلوار بچا کر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اسنے گریبان میں ہاتھ
ڈالا دونوں کو دے دو پہر کشتی بعد ورشتی رہی آخر پہلوان سحر نے جو پیلا شہزادہ لنگر قائم کرکے پیچھے ہٹا پاؤن
موشخانہ میں جا رہا ادھر سے پہلوانان سحر نے ہکہ مارا کولا شہزادہ کا اتر گیا اسنے باندھکر سپرد لشکر ساحران
کیا اور پھر مرکب پہ چڑھکر مبارز طلب کیا اسمین شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ اے لالہ زار اس شخص کو
گرفتار کراؤ کہ جسنے تمھارے معشوق کو مسلمان کیا ہے اور اسکے بھائی کو جسنے مارا ہے ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان
سے کہا کہ توریج کا نام لیکر پکارے اسنے شہزادہ مذکور کو پکارا توریج اجازت بادشاہ سے لیکر اسکے مقابل
آئے حربہ ہائے گرز و تیغ و خنجر کے بعد انسے بھی نوبت کشتی کی آئی دونوں نے باہم دوال کمر بند میں ہاتھ ڈالکر
زور کیا جب گھوڑونکی کمر ٹوٹنے لگی دونوں اسیطرح گتھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے توریج کا پاؤن کام
مین الجھا اور اسنے جھٹکا مارا پاؤن انکا بھی بیکار ہو گیا اسنے انکو بھی باندھکر حوالہ ساحران کیا اور پھر مرکب پہ
چڑھکر ہاشم کو پکارا شہزادہ موصوف بعد عظمت و صولت اجازت لیکر اسکے مقابل آیا تا دیر وہی
اسلحہ کی چقاچاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر میں ہاتھ ڈالا انپر بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اوروں پر
گذرا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوان سحر نے ایکی فولاد کو ہی کو نیبٹ ی وہ بھی آکر اسیر سرپنجہ تقدیر
ہوا اس اثنا میں کشتی گیر فلک نے زر دار لنگوٹ کھولکر طاق میں چڑھا دیا اور اکھاڑا چرخ کا
پہلوانان کواکب سے معمور ہوا کہ ابیات

رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش | پر گھبرا کے آخر ہر دو بیہوش
صدا رخصت کی نقاروں سے آئی | بس اب کل یہ ندا یاروں سے آئی

شام اسی لڑائی مین ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اسوجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے لے کر پہلوان سحر
پکارتا تھا بس بنا بر قاعدہ اہل اسلام جسکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرضکہ شام کو طبل بازگشت بجا

لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے لنکر کھوبی ساحرہ شادان و فرحان ہمراہ ضاد ند پھر کر بارگاہ میں آئی امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوے **ابوالفتح** مع چند عیار دنکے عیاری کیلیے چلا یہاں جب لالہ زار بارگاہ میں آئی سواکر صحرا کو چلا گیا اور اُسنے قیدیونکو سامنے بلایا **فولاد** کیصورت دیکھکر اُسنے ایک آہ کی اور کہا اے بے مروت و نا انصاف شرط محبت یہی تھی جو تونے ادا کی میرے دلبر جفا کی **للمؤلفہ**

تمنائیں ہوئیں سب اپنی برباد	اے ظالم نہی کی تونے بیداد
نہ لپٹایا کبھی تو نے گلے سے	ہمارے لب کبھی تونے نہ چوسے
دل غمگین نہ ہاتھو نسے سنبھالا	لگایا اس جگر پر غم کا بھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ مسکا	کبھی کچھ اور تو ڈھب پر نہ آیا
ارادے تھے یہی دست جگر کے	تجھے ماریں طمانچے سسکی بھر کے
سزا پائے گا تو خود کامیو نکی	اطاعت چھوڑ دے اسلامیو نکی
ہمارا وصل کر دل سے گوارا	وگرنہ جائے گا بیشک تو مارا
کرے گر وصل میرا دے سطور	وہی ہم ہیں وہی رائیں بدستور

یہ کلام سنکر **فولاد** نے جواب دیا کہ او شہوت پرست بیحیا زانیہ میں تجکو ایک تو پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام میں رہتا ہوں کسطرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہونگا تو شوہر رکھتی ہے اُس سے ہوس تیری نہیں پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے کھیسے پر ہاتھ رکھکر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین میں سما گیا اور اُسیجگہ سے دھوان نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹکر بصورت تخت وہ دھوان بنا اور درمیان قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا یہ سب اس تخت دودی پر سوار رہا وہ دو پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہو گئے بعد انکے جانے کے **لقا** نے جبت جہاں برت مطلوب اسکو رنجیدہ دیکھکر سراسیمہ جنگل کیطرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیے تازہ مینا ان قمر پیکر کو یاد کیا کہ انھوں نے آکر نیا گانے کا چرچا کیا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا کہ **ابیات**

پھر آئے اسجگہ ارباب عشرت	مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
خوش انداز دن کا تھا گانا بجانا	قیامت ساز کا باہم ملانا
خوش آواز ایسے سب جا دو سے بہتر	نئے انسان رہے قابو نہ دل پر
جمال اور حسن میں وہ سب سے افزون	قد اُنکے سرو طوبی سے موزون
ہوا حاضر وہاں پھر شیشہ و جام	بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

اسی ہنگامہ عشرت میں ایک کنیز لالہ زار کی برائے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی لوٹا لیے تھی یہاں پر **ابوالفتح** صورت ساحر کی بدلکر میں عیاری کی پھر رہا تھا اُسنے کنیز کو جاتے دیکھکر قریب جا کر کہا کہ لائیے لوٹا میں

لیلون اُسنے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوند یا ملکہ کا ہر صورت دیکھکر میل کرتا ہی یہ سمجھکر ہنسی اور کہا ہم تم سے لوٹا بھی نہین رکھوا سکتے ابوالفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل تو تمپر لوٹا ہی کنیز یہ سنکر خوب ہنسی یہ باتین کرتا شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہونچکر محبت سے اسکے منھ پر ہاتھ پھیرا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہو گئی یہ قنات کی آڑ مین بیٹھکر اسی کی ایسی صورت بنا سارا اگنا اُسکا پہنا پوشاک اسکی اتارلی اور اسکو چہ کی بیت الخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ مین آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہان جلسہ عشرت تھا یہی مصروف تماشہ رہا کہ خداوند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ مین جانے کی چاہی خداوند نے فرمایا کہ اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جانا ہمارا اُنس کھانیسے عمر بڑھیگی لالہ زار سلام کر کے ٹھہر گئی خداوند نے حکم خاصہ لانیکا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا ایکا دل بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے یہ حال تھا کہ نظم۔

بچھایا ایک دسترخوان اس جا ۔ سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابین جو اسپر دھری تھین ۔ ولایت کے وہ میوون سے بھری تھین
دھری تھین سات قانوسین برابر ۔ کہ تھین کافور کی شمعین منور
خواصین جو کہ تھین اسوقت حاضر ۔ زبان اوصاف مین ہو اُنکے قاصر
طلائی تشتری ہاتھو نپہ رکھے ۔ جنتے اُسمین کلیجے تھے سلونے
مٹھائی تو بخوش رنگ و خوش آب ۔ کہ زک تھی انمین میوونکی بھی نایاب
غرض ساتھ اسکے میوے اسنے کھالئے ۔ مزے سب نعمت دنیا کے پالئے

کھانا کھا کر جب ہاتھ دھویا ابوالفتح نے خاصدان اٹھا لیا اور بچا لاکی ایک گلوری مین بیہوشی ڈالکر لالہ زار کو دی گلوری دی اُسنے لیکر کھائی پھر جلسہ نشاط آغاز ہوا ابوالفتح نے حقہ بردار سے پکار کر کہا کہ حضور کیلیے بہدم لاؤ یہ کہکر آپ اُسکے پاس جاکر کہا جلدی مانگتی ہین لاؤ مین بھر لیتا ہون یہ کہکر گڑگڑی جلد تیار کر کے لایا بجائے تنباکو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرضکہ گڑگڑی سامنے لالہ زار کے لاکر کہا کہ لب معشوق حاضر ہی وہ لیکر پینے لگی جی متلانے لگا سمجھی کہ قے ہوجائیگی بیتابانہ اُٹھی اور باہر بارگاہ کے آئی اسلیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہو جاے ابوالفتح سایہ دار اُسکے ساتھ آیا اور کہا اے ملکہ پشت بارگاہ پر آیئے کہ یہان میدان ہی تنہائی بھی ہی وہان حاجب و دربان کے غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائیگا وہ پشت بارگاہ کیطرف آتے آتے بیہوش ہوگئی مگر بارگاہ مین اسکے گھبرا کے اُٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر اُسنے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا جی متلاتا ہے شاید قے کرنے جاتی ہین بختیارک نے کہا ہاے مار ڈالا افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقانے کہا اگر تقدیر مین فرق آیا تو تجھسے سمجھونگا بختیارک چند خاص بردار ہمراہ لیکر دوڑا اور کہتا جاتا تھا کہ اسے مار ڈالا اے ہان ابوالفتح خنجر کھینچکر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ یہ آپہونچا اُسے اسنے دیکھا

کر اب کچھ نہ ہو سکے گا ناچار دوڑ کر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہائے کر کے گرا ابوالفتح سندیل لیکر بھاگا
خاص بردار مارے ڈر کے کچھ دور جا کے رہگئے یہ نکل گیا بختیارک نے اُٹھکر لالہ زار کو اٹھایا اور ہوشیار کر کے
بارگاہ میں لایا کہا جان بچگئی لقا نے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائیگی اسی وجہ سے تجھے بارگاہ میں
تیری جانے نہیں دیا وہاں ہوتی تو تو ماری جاتی یہ باتیں تھیں کہ ایک پیشاب کو چوکی پر جو گیا وہاں کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ
سے آکر کہا اُسنے اُٹھوا منگایا ہوشیار کیا اُسنے حال ساحر کے ملنے کا کہا اسکے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا
تھا کہ یہاں عیار بلا سے روزگار ہیں جیتا نچھوڑینگے بختیارک نے کہا اے ملکہ تمہیں لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا
فیصلہ کرواؤ جس کسی کو کہ گرفتار کرو فوراً قتل کرڈالو اگر قید کروگی عیار چھڑا لیجائینگے اگر چھڑا نہ سکینگے تو تمہارے
قتل کرنے میں کمی نکرینگے اُسنے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو میں چاروں سردار انکو بلا کر قتل کرتی ہوں یہ کہکر دلمیں سوچی
کہ پسران حمزہ کو بلا کر قتل کرا و معشوق کو مرنے سے ڈرا شاید فرط خوف سے راضی ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھنے لگی
کہ جو قیدی ہیں انکو بلائے لیکن عیار ہمراہ ابوالفتح کمکی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل فراش و حاجب و خدمتگار
فکر میں پھر رہے ہیں انمیں چالاک خدمتگار بنا ہوا سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا یہ سب سن رہا ہے جب لالہ زار
سحر پڑھنے لگی کہ سرداروں کو بلائے بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ آج مراد دلکی بر آئی جو فلک کر
بجانہ لگے اے ملکہ جلد بلوائیے ایسا نہو تاخیر کرنیسے کچھ اور سانحہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا جھکا کان میں
کہا کہ ملک جی تمنے ہمیں بھی پہچانا کیوں قضا آئی ہے بہت خوشی اچھی نہیں بختیارک نے یہ جو سنا بغور دیکھ کر
پہچانا پیشاب خطا ہو گیا جلدی سے سلام کیا کہ ای مرشد زادہ برحق کیا حکم ہے چالاک نے کان میں کہا کہ قسم
ہے نمک صاحبقران کی کہ ادھر سردار قتل ہوے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑایا
کہ میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرامزادے تونے ہی تو ساحرہ کو ورغلانا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہے کہ میری
کیا خطا ہے یہ کلام باہم خدمتگار و شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے لقا نے کہا ارے شیطان یہ کس سے تو باتیں کرتا ہے
اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہوگا میں بچا مسلمان ہوں تو اندھا ہے کہ مرشد سامنے کھڑا ہے اور دیکھتا نہیں لقا
سمجھا کہ شاید عمرو آگیا یہ سمجھکر کہا کہ مرشد تو تیرے طلسم میں ہیں بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے چالاک
نے خنجر پر ہاتھ رکھا کہ میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالونگا بختیارک نے مارے ڈر کے کہا کہ مرشد کہیں ہیں لیکن اب
کوئی بار انہ جائیگا یہ کہکر پکارا کہ او لالہ زار مردار قحبہ بدکار جو تونے سرداران امیر کا بُری طرح نام لیا تو اپنی سزا
کو پہونچیگی میں مسلمان ہو چکا ہوں زبان تیری گدی سے کھینچ لونگا لالہ زار اسکی باتوں سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ
قتل مسلمانان کی خوشی سے ناچتا تھا ابھی ایسی کچھ باتیں کرتا ہے شاید اسکو مالیخولیا ہو گیا ہے اسی حیرت میں اس نے
سحر فراموش کیا اور مستفسر ہوئی کہ کیسی باتیں ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہیں تو اب ماری جائیگی
سرداروں کو بلا لیگی قتل ہوگی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتیں سنکر سمجھا کہ یہ حرامزادہ کہتا ہے در اشارہ مجھے
ظاہر کرتا ہے ایسا نہو کہ یہ ساحرہ مجھکو پہچانکر گرفتار کرلے یہ سمجھکر جلد باہر بارگاہ کے نکلگیا اور بختیارک نے

جب خدمتگار کو اپنے پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ اے ملکہ یہ جو خدمتگار میرے
پاس کھڑا تھا یہ بیٹا عمرو کا بنظیر عیار تھا اسکی وجہ سے مین ایسی باتین کرتا تھا ساحرہ نے کہا تو نے مجھسے پہلے ظاہر
کیون نہ کیا کہ مین بزور سحر پکڑ دیتی اسنے کہا جبتک تم سحر پڑھتین اسوقت تک ہم نہوتے ہمارا کام تمام تھا لالہ زار
کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہین جنسے شیطان ایسا ڈرتا ہی دیکھیے کہ جان یہان کیونکر بچتی ہے
اسی اندیشہ مین دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہو سکا ایک ساحرہ نسرین عذار نام اپنی
رفیق سے کہا کہ تم اگلی منزل پر ایک صحرا مین درہ ہی پہاڑ کا وہان جاؤ چار ساحر میرے ملازم پہرہ اس درے
کا دیتے ہین اور سردار اندر درے کے قید ہین انکو لے آؤ نسرین حسب الحکم اٹھکر بیرون بارگاہ آئی ازبسکہ
اگلی منزل جانا ہی اسلیے اپنے خیمہ مین گئی کہ کچھ اسباب احتیاج کھانے پینے کا سامان ساتھ لیلون یہ جب خیمہ مین
چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر لشکری سے کہا کہ بھائی ذرا انسے پوچھنا کہ
کہان جاتی ہین اسنے اسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے کیون اٹھ آئین اسنے کہا مین قیدیونکو لینے جاؤنگی
یہ سنکر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جبتک خیمہ مین نسرین سامان روانگی درست کرتی رہی اسنے بھی صورت
بصورت لالہ زار تیار کی اسی خال وخط اور لباس و زیور سے درست ہوکر اسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ درہ کے
صحرا مین آکر ٹھہرا اس اثنا مین نسرین خیمہ مین تیاری کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر اڑی اور اسیطرف آئی کہ جہان
لالہ زار نقلی ٹھہری تھی اسنے اسکو دیکھکر پکارا کہ اے نسرین ذرا ٹھہرنا اسنے تخت روکا اور اسکو سمجھا کر
زمین پر اتری عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی چالاک نے کہا سبب تھا سے آپکے مجھکو خفقان ہوا کہ
مبادا کچھ راہ مین فساد واقع ہو پیچ پڑ جائے بدین وجہ چلی آئی اب ہم تم ملکر قیدیونکو لے آئین نسرین نے کہا بہت
آئیے سوار ہوجیے چالاک اسکے تخت پر سوار ہوا اور اس کے تخت اڑایا جب بزور سحر کچھ دیر مین
اسی صحرا مین پہونچی کہ جہان درہ پہاڑ کا تھا اسنے وہان اتارا چالاک نے دیکھا کہ صحرا لق ودق ہی اور اس صحرا مین
ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہی کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہی ہر درے سے اسکے بخار دل کی طرح دھوان نکلتا ہی
چار سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہین بستر لگا ہی شراب خواری کا چرچا ہی لالہ زار نقلی جب انکے قریب پہنچی
انھون نے اٹھکر سلام کیا اسنے حکم دیا کہ قیدیونکو لیکر میرے ہمراہ چلو جب ارشاد ملکہ سحر خوان ہوے دمے
سے دھوان برطرف ہوا قیدی ظاہر ہوے سبکو زنجیر سحر مین باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چارون بھی چلنے پر
آمادہ ہوے تھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ مین چل پیشاب کرونگی صحرا کا واسطہ
ہی مجھکو ڈر لگتا ہی اکیلے اسنے کہا داری چلیے یہ کہکر ساحرونکو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی جب درہ کوہ مین پہونچی لالہ زار
نقلی نے کہا کہ ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہی روشنی کیسی ہوتی ہی اسنے کہا حضور یہان مکان کہان آپ کیا
فرماتی ہین اسنے کہا تجھے اندھا بناتی ہی وہ کیا سامنے ہی نسرین اسکے کہنے سے ادھر ہی دیکھنے لگی اس نے
اسکے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اس نے اسکے کپڑے لیے اور فتیلہ عیاری جلاکر

آئینہ سامنے رکھکر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہنکر باہر آیا ساحرون سے کہا ملکہ تو ادھر سے تشریف لیگئین مگر فرما
گئی ہین کہ قیدیونکو جلدی لاؤ ساحرون نے کہا کہ چلیے ہم حاضر ہین یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اُسپر یہ بھی جا بیٹھا
ساحرون نے تخت اڑایا اور بعد قطع مسافت راہ کی لشکر لقا مین پہونچے نسرین نے کہا تم میرے خیمہ مین قیدیونکو
لیکر ٹھہرو مین ملکہ سے اطلاع کرون ساحر حسب الحکم وہین ٹھہرے اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا لالہ زار اسی کی منتظر
دربار مین بیٹھی تھی اپنے خیمہ مین نہین گئی تھی اسکو دیکھکر پوچھا کہ لائی اسنے انگلی دہن پر رکھکر کہا چپ رہے اور قریب
آکر کان مین کہا کہ وہ چارون قیدی مع ساحر دنکے میرے خیمہ مین ہین یہان اسلیے نہین لائی کہ مبادا کچھ فتور عیار
کرین پس حضور وہین چلکر انھین قتل کرین تو بہتر ہے لالہ زار یہ سنکر اٹھی شیطان غدار کو تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ
ہولیا اور راہ مین حال پوچھا کہ کہان جاتی ہو اُسنے سب ماجرا بیان کیا شیطان نے کہا بخوف عیاران سردارونکو
بارگاہ مین نہین بلایا تو کیا ہوا وہ آئین ہے آئین جہان سردار ہون خیر اچھا چلو مین بھی اُنکے قتل مین تمھارا شریک ہون
یہ کہکر باتین کرتا ساتھ ہوا اور خیمہ نسرین پر جب پہونچے نسرین فرقلی نے کہا کہ یہ چارون ساحر پشت خیمہ پر
جاکر حفاظت کرین کہ کوئی آنے نپائے بختیارک کو بھی یہ رائے پسند آئی کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہے ہوشیاری مناسب
ہے لالہ زار نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جاؤ وہ جب روانہ ہوے نسرین نے آگے بڑھکر اُنسے کہا کہ
ملکہ فرماتی ہین کہ خیمہ مین کیسا ہی غل و شور ہو تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہان نہ آنا اور نہ کسی لشکری کو
آنے دینا انھون نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ تو سب جاکر پہرا دینے لگے اور خنجر بختیارک و لالہ زار کھینچکر
پہ علمشاہ و توریج و ہاشم و فولاد کے آئے یہ بیچارے طوق اور زنجیر سحر مین گرفتار بیکس و ناچار کیا کر سکتے
تھے اسوقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اپنے اپنے عقائد کا
اقرار ایک نے دوسرے سے کرکے گواہ بنالیا پھر رجوع قلب سے خالق کن فیکون کو پکارا کہ اے غالب
کل غائب احکم الحاکمین یہ حسب حال

ابیات

بہا اشکون کا دریا چشم تر سے — دعا نکلی یہی سوز جگر سے
کہ یارب اس بلا سے خلصی دے — تصدق سے پیمبر کے بچالے

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ نسرین نے کہا اے ملکہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا ہے ازل سے
یہ دستور نکلا ہے اسوقت تم فولاد پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی بیٹھا ہیں تم بھی منت پذیر ہو شاید
راضی ہو جائے تو مطلب دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھکر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہان اور یہ کہان
یہ دم کی صحبت ہی غنیمت ہے کہ سن اجل سر پر ہے نظر مصروف حسرت کو ہجوم شوق بس فرصت بہت کم ہے
کہنا نسرین کا بہت پسند آیا بختیارک کا ہاتھ پکڑکر قریب فولاد لالہ زار بیٹھ گئی اور زبان پر یہ قصہ
وشکایت یکملی کہ

ابیات

کہا اُسنے کہ اے نا آشنا دوست — وفا کرتے نہین یون دوست با دوست

کوئی حق محبت یاد بھی ہے — قبول خاطر آزاد بھی ہے
میں اب دشمن ہوں یا آگے بھی تھی میں — نہیں شایان ہوں لطف و رحم کی میں
کبھی ہمپر بھی تھے الطاف تیرے — جگر و دل سب طرح تھے صاف تیرے
کبھی ہمسے بھی ملتی تھیں نگاہیں — صدائیں لب پہ دبجاتی تھیں آہیں
حذر کر آہ مظلوماں سے ظالم — خفا ہوتے نہیں مہماں سے ظالم
یہ چند انفاس ہیں باقی جو کچھ دم — غنیمت ہیں کہاں تو اور کہاں ہم
بسر کر زندگی آمیزش دلدار — بجا لا ہر طرح پر خواہش یار

اسیطرح کی باتیں کرنے میں یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اسکی باتوں پر لگا تھا ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بشکل نسرین سر پکڑا تھا اسنے ایک حلقہ گردن لالہ زار میں کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک میں بٹھا دیا لالہ زار نے باتوں کے خیال میں کچھ نہ جانا کہ کیا ہوا مگر بختیارک نے جو سر اٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہے پکارا کہ اے ملکہ خبردار سر پر تمہارے اجل سوار ہے اس کہنے سے اُسنے گردن اٹھا کر دیکھا چالاک نے حباب مارا کہ دماغ پر پڑ کر غش آیا ساحرہ بیہوش ہوئی بختیارک پکارا ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہے چالاک نے اُسکے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقۂ کمند جھٹکے سے گردن میں بیٹھ گیا ہو اسرداروں نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوش و خوشنود ہوے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہر چند غل مچایا پہ جو ساحرہ نے منع کر دیا ہے کہ بغیر ہمارے کہے کیسا ہی غل کیوں نہ ہو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اُسوقت تو منت کرنے لگا کہ مرشد زادے آپ خوب وقت پر پہونچے اس قحبہ کو مار ڈالیے لائیے مجھے خنجر دیجیے کہ میں جہنم میں بھیجوں آپ اس کا اسباب جبتک لوٹیے اور آپ نہ آتے جب بھی سرداروں کو تو کوئی میرے ہوتے قتل نہ کر سکتا تھا چالاک نے کہا ذرا تو آج بغیر قتل کیے تجکو ہم باز نہ آئیں گے بختیارک کلمہ پڑھنے لگا چالاک اسکی باتیں فریب آمیز سنکر گویا ہوا کہ ملک جی یہ خنجر لو اور ساحرہ کو قتل کرو اُسنے کہا بہت بہتر میں تو اس قحبہ کا سخت دشمن ہوں یہ کہکر اسیطرح کمند تو گردن میں پھنسی رہی اور یہ اٹھ کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھ میں لیکر بڑھا مگر کہتا جاتا تھا افسوس اسکی جان مفت گئی چالاک نے پھر دو تین لاتیں ماریں کہ کیوں ملے بیٹھا ہے افسوس کیسا بختیارک دو لاتیں کھا کر پکارا کہ زہے عزت یہ لاتیں صحت جان ناتواں ہیں چنانچہ یہ تو مسخرا پن کرنے لگا مگر چالاک نے نامناسب سمجھا فوراً لالہ زار کو ذبح کر ڈالا بختیارک آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا کہتا تھا کہ ارے توبہ ارے توبہ کیا خنجر بران کی صفائی ہے سر اول ہی سے ڈھلتا ہے یہ تو اس گفتگو میں تھا کہ ساحرہ کے مرتے ہی غل و شور برپا ہوا سرداروں کے طوق بھی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑ کر گلے پر بختیارک کے بھی خنجر رکھا اُسنے کہا اے مرشد میری کیا خطا ہے اُسے کہا کہ ساحر تیرے غل کرنے سے آگئے ہیں بس ہم آخر تو گرفتار ہو جائیں گے بہتر یہ ہے کہ تجھے بھی

تحمل کرتے جائیں یہ سنکر اُسنے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجیے کیا مجال ساحر جو روکین اسنے عہد لیکر اسکو چھوڑدیا
وہ جو باہر نکلا ساحر جو غل سنکر دوڑے آئے تھے اُنسے کہا کہ ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہان وہ آفت
آئی ہے کہ سب مارے جاؤ گے ساحر فرط خوف سے علیحدہ ہوے سردار دنکو چالاک لیکر چلا اور بختیارک اپنے
خیمے مین اس عرصے مین ساحر شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور مہر تابان بشکل شمشیر بران ترک فلک کی کمر سے
آویزان ہوا

نظم

کھلا پھر نور پیشانی سحر کا — دھواں ہلکا ہوا شب کے جگر کا
کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر — موذن کہتے ہین اللہ اکبر

امیر بہر اداے فریضۂ رب قدیر مسجد کے پاس مین داخل تھے کہ سردار مع عیار آکر قدمبوس ہوے امیر نے سرکو
سینے سے لگائے پھر بعد فراغ طاعت الٰہ بارگاہ مین تشریف فرما ہوے بادشاہ بھی اورنگ شہنشاہی پر جلوس
فرماتے سردار تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ نذر گزرانتے پیش بادشاہ ہوے بادشاہ نے
ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلدو مین اس عیاری کے مالا مال کردیا پھر ارباب نشاط
حاضر ہوے رقص کا سامان بندھا دور شراب گلرنگ شروع ہوا یہان تو یہ کیفیت ہے اس جانب لقا بوجہ
اُٹھ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا دم سحر بکرو فر تخت نکہت پر آکر بیٹھا تھا کہ بختیارک ناچتا ہوا اور
بکتا ہوا کہ ارے خداوندہ تیری بندی گندی جہنم کی ٹھری مین وطلی ہوگئی ہائے اسکو ہم بھی جل بسے تھے مگر رحم آگیا
جو چھوڑ گئے یہ کہکر سب حقیقت بیان کی لقا نے کہا ہمنے پہلے ہی تقدیر مرنیکی کردی تھی کیونکہ وہ بدکار شہوت
پرست تھی اپنے یار کی محبت رکھتی تھی ہماری الفت اسکو ذرا بھی نہ تھی یہ کہکر حکم دیا کہ لاش اسکی ساحر خیمے
سے اُٹھاکر سمت قلعہ گلفامیہ جائین حسب الحکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوے اور سلیمان نے پھر نامہ مشتمل
شکایت عدم رسی مدد لقا کی طرف سے افراسیاب کو لکھا نا بر دستور بہار پہ سے پنجہ لیگیا اس طرف
ساحر نالان وگریان قلعہ گلفامیہ مین مع لاش لالہ نار پہنچے شوہر اسکا سریر حکومت پر متمکن تھا کر لاش
ساحرون نے سامنے لاکر رکھدی گلفام نے تاج زمین پر دے مارا اور پکارا کہ ہاے میرا گھر تباہ ہوگیا افسوس
میرا پہلو اجڑ گیا میرا آرام خاک مین ملا اے میری رفیق بی بی انیس شب غم تونے آخر محبت نہ لا دی مین جانتی تھی
سطرح کا حال مین نے سنکر درگذر کیا تھا لیکن فلک نے تجھکو آخر مجھسے جدا کردیا ارکان دولت نے اسکے
سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ صبر فرمائیے وہ بی بی بڑی نیک تھین کہ جو خداوند پر جاکر نثار ہوگئین اب اسکی
بہشت مین سیر کرتی ہونگی کسکے ایسے نصیب ہین جو اسطرح کی موت ملے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار اسنے
حکم دیا کہ لشکر جو ہمراہ آیا ہے انمین سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے حفاظت قلعہ رہین اور جو فوج یہان موجود
تھی اور جو ہمراہ آئی ہے وہ سب تیار ہو کر میرے ساتھ چلے بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اسنے ایک عرضی
اس سب کیفیت کی شاہ جادوان کو لکھی یہ مضمون بھی انمین تھا کہ اب غلام آپکا لڑنے جاتا ہے یہ عرضی

ایک پتلا سحر کا لیکر افراسیاب پاس پہونچا شاہ طلسم نامہ لقا کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر
امداد خداوند بھیجے یہ عرضی جو آئی پڑھکر خوشنود ہوا کہ بہتر ہے اسکو جانیدو بس جواب لکھدیا کہ عرضی تمھارے
استدعا کے موافق مزین بہ تخط کرکے واپس ہے زوجہ کا مرنا تمھاری معلوم کرکے مابدولت کو بھی افسوس ہوا تم پر مراعات
سلطانی مبذول رہیگی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تو پتلے کو دیا کہ وہ لیگیا اور ایک عرضی بجواب صحیفہ
خداوندا سنے لکھی مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندۂ احقر کی نسبت اپنے خداوند کے ہر کہ بار بار جس کی
شکایت خداوند فرماتے ہیں واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبون افعال پر ہے کہ کوئی غضب اس
بے اعتنائی کے عوض میں خداوند مجھپر نازل نہیں کرتے پس بموجب بیت شکر فیض تو چمن چون کند اے
ابر بہار * کہ اگر خار و اگر گل ہمہ پروردۂ تست * خداوندا الہا رفیع بارگاہا میری غفلت پر نظر نہ کرنا میں
خطاوار ہوں اب شوہر لالہ نگار کہ ساحر زبردست ہے خدمت میں حاضر ہو کر مقابلہ بندگان خاطی کریگا
اور یہ بندہ تیز اور بھی عقب میں اُسکے بھیجیگا یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ خداوند کے پاس بھیجی وہ عرضی
پاکر انتظار گلفام میں بیٹھا اور اسطرف جب عرضی داخل قلعہ گلفامیہ میں پہونچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب
پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سولہ ہزار برائے حفاظت قلعہ میں چھوڑے
کیلیے کہ طلسم ہوشربا میں چالیس کنوئیں سحر کے ہیں انمیں سے ایک کنواں چاہ زمرد تھا کہ جسکا میلا جلد اول میں
بیان ہوا چنانچہ ان کنوؤں سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ کی بھی سرحد میں ہیں اور اس طلسم کی چالیس سرحدیں
ہیں اور چالیس دروازے بھی داخلہ طلسم کیلیے ہیں ایک دروازہ وہ ہے جدھر اسد ہے اور اس قلعہ گلفامیہ
میں تین دروازے ہیں ایک تو ادھر دروازہ ہے کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوشربا میں جانا
چاہیں تو پہلے قلعہ گلفامیہ میں آئیں اور دوسرا دروازہ وہ ہے کہ نرگس کوہ کے رہنے والے ادھر سے
طلسم میں جا سکتے ہیں اور تیسرا دروازہ وہ ہے کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جبل کوہستان کے لوگ مثل کوہ
سرمر قلعہ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم میں جا سکتے ہیں چنانچہ سپاہ بیکران اسلیے گلفام نے یہاں چھوڑی
کہ ان سرحدوں کی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہو چکا آپ بحشم و خدم کوچ کیا اور قلعہ سے نکل گیا
ایک منزل پر آکر اترا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ ادھر ماجرا اسے تازہ سنیے یعنی عاشق روے شاہ اسلامیہ
ملکہ بہار ربیع دونوں عیاروں کے جو طلسم کوکب سے چلی تھی اور اُس دروازے سے جو شمالی حد کا تھا جب
بحکم عمرو ساحروں نے اسکو رخصت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سیر طلسم کی کرتی سرحد طلسم آئینہ میں آگئی اور
راہ اسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہے اسوجہ سے اچھی طرح یاد نہ تھا اور بہار
اسطرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہے عیاروں سے کہا میں راستہ بھولکر نہیں معلوم
ادھر نکل آئی عیاروں نے کہا آپ تخت اتاریے تو ہم راہ کسی سے دریافت کریں اسنے تخت اتارا
عیار صورت بدلکر روانہ ہوئے اور آیندہ روندہ سے حال پوچھکر پھر آئے کہا اے ملکہ یہ طلسم آئینہ ہے یہاں سے

ایک راہ نرگس کوہ گئی ہے اور ایک راہ طلسم ہوشربا لیکن اول قلعہ گلفامیہ ملیگا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہے وہانسے جاہے طلسم
مین جائے چاہے کوہ عقیق لشکر اسلام مین جائیے اب طلسم کو کب سے چلین تو آخر طلسم ہوشربا کیطرف آنکلین بہار نے جو نام
لشکر اسلام سنا دوسے کہا کشش کیسی صادق ہے یا اپنے عشق کا اثر الحق ہے جو دیار جانان تک خود بخود آنا ہوا ارمان ہونے
کا بہانہ ہوا اب دیدکے ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو یہ سوچ کر عیاروں سے کہا کہ مجھکو زیارت امیر کا
کمال اشتیاق ہے و نیز تمسے بھی ایک مدت ہوئی کہ فراق ہے اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام مین ہوتے چلو عیار حقیقت مین
فراق کشیدہ اپنے احباب وطن سے تھے گویا ہوے کہ ای ملکہ بہتر ہے چلو اسنے کہا کہ سوار ہو کر روانہ ہو عیاروں نے کہا بالفعل
چلنے مین سرحد دار طلسم طلسم کے باہر نہ نکلنے دینگے لڑائی پڑ جائیگی بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں عیاری سے بیرون طلسم جائین
اور تم بزور سحر نکلو مگر تے وقت سمجھ لیا جائیگا بہار نے کہا اچھا اور عیاروںکو رخصت کر دیا آگے بڑھکر قران نے برق
سے کہا تم اپنی راہ جاؤ مین اپنی راہ جاتا ہون چنانچہ یہ دونون بھی الگ الگ ہوگئے حال انکا بیان ہوگا وہ طالب دیدار یعنی
بہار جو پہلے روانہ ہوئی کہین سحر ت اڑکر چلتی کہین حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی دلمین جوش تمنا لب پر
حکایت عشق و وصل کا مزا یاد آتا کبھی کہتی کہ او نادان کدھر چلی ہے کیون اپنا دل پرائے بس مین دیتی ہے ابھی خیر ہے عمر آگے بڑی
سیری ہے جب محو حسن رخسار ہوگی آرزو سے چشم بیمار ہوگی بغیر شربت دیدار فائدہ نہوگا دل بعید ناز ہوگا وحشیون کا سا انداز
ہوگا ابر گیسو باران بلا برسائیگا سر اٹھانا مشکل ہوجائیگا کبھی تو اسطرح دلکو سمجھاتی اور گاہے اسطرح کی آرزو جتاتی کہ
جدائی مین تا دیکھو دل آیا ہے ثواب نہ چوکو نگا ہون مین جو غضب پیدا ہوے ہین رفتار مین جو ستم ہویدا ہوے ہین
کسی پر تو یہ جفا کی جائے جو جو مین صاحب ہون ناز وغمزے کیکے دل سے عازم مسافت ہون شمشیر ابرو کے وار
کبتک خالی جائین آنکھین کیسکو تو گردش قسمت دکھائین عارض آرزوے بوسہ بڑھائین سینے کا ابھار کہانتک
سرو گریبان ہے ساق پا کبتک پردہ مین پنہان ہے چھپا تیا ان تہہ فانوس بزم محبت نہین ساق پا کسی شب کو
شمع عریان بنکر فروغ دہ انجم الفت ہون کیسی دلبر ہجوم آرزو ہوتا اقتضائے شباب کا سنکر دل بے قابو ہوتا تو
بیتابانہ یہ زبان پر لاتی کہ بموجب ابیات

ہوئی مدت کہ ہے جوشش نوجوانی
نہین آرام بخشش زندگانی

خدا جانے وہ وقت آئیگا کس روز
کہ روشن ہو تری شمع دل افروز

کہینگے ہنسکے سب گذرا ہوا حال
کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال

تجھے دیکھین گے خندان صورت گل
گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل

وہ بوسون کے چٹاخے جسکی آواز
دل مشتاق پر کرتی ہے اک ناز

غرضکہ اسیطرح باتین دلسے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ صحرائے ملک گلفامیہ مین پہنچی اس دشت
سبزہ زار کو دیکھکر خیال سبزہ رخسار جانان آیا خضر آباد اس جنگل کا نام رکھا ہوس نے کہا اب یہین بستر لگا دو
تفریح طبع نے جواب دیا کہ ہان ہان اچھا تو ہے ٹھہر جاؤ نگاہ شوق کا تقاضا تھا کہ رخسار معشوق کے بدلے دیدگل

گر لو دامن گلہاے تمنا سے بھر لو عشق کہتا تھا کہ جو مزا اصل مین ہے وہ نقل مین کہاں جلد چلکر نظارۂ روے دلبر کرو لیکن خستہ راہ بہت تھی عشق کو ضبط کرکے اسجگہ ٹھہر گئی اور ازبسکہ یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہے جدھر اسکی نگاہ اٹھ گئی گلہاے رنگین جان تازہ پاگئی نہر جو بسان طبع روان عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل سودہ زدہ سبزہ زنگاری اسنے اس جنگل کو تادیر نگاہ آرزو سے دیکھا اور صحبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہم بھی گلستان انجمن مین تیرے گلہاے عشرت چنین گے بسان خار دامن سے الجھینگے یا رنگ گل گلے کا ہار بنین گے افسانہ ہمارا بلبل کا ترانہ ہوگا گوش گل کو سماعت کا بہانہ ہوگا **نظم**

گریبان چاک ہونگے صورت گل ۔۔۔ حذر مانگین گے اقصد بے تامل
ہوس کتنی ہے پھر اڑین وہی ہوش ۔۔۔ مزے دین روح کو کھوے ہوے ہوش
دم رخصت ہے اپنی زندگی کا ۔۔۔ نکل جائے کوئی ارمان تو جی کا
فراق یار مین بیتاب ہو لین ۔۔۔ تمنا ہے تصدق ہوکے رو لین
لبون پر ناز کرلے جوش فریاد ۔۔۔ محبت یہ تو کہہ لے خانہ آباد

اسی سوداے جوش الفت مین دربار تک پہونچنے کا سامان ہوا یعنی ہواے محبت سنے کار نسیم سحر کیا آہ سرد نے دماغ مین خشکی پہونچائی یہ تختہ سنگ پر سر رکھکر سو گئی اس صحرا مین جو ساحر کہ بطور محافظون کے گشت رہتے تھے انہون نے اسکو پہچانا ازبسکہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن **حیرت** کی ہے ونیز ساحرہ زبردست ہے کسیکو اسپر ہاتھ ڈالنے کا یارا نہوا سواے اسکے کہ طائر بنکر اڑے اور **گلفام** منزل بہر پر قلعہ سے نکلکر اترا ہوا تھا اسکے سامنے آئے بشکل انسان ہوکر اسطرح تسلیم کرکے بدعادی کہ **بیت** رہے ملک بربادتر اذدام + بنائے تجھے تیرا دشمن غلام ملکہ بہار ذی وقار زغلان صحرا مین یکہ و تنہا بے یار و مددگار آکر سو رہی ہے نہین معلوم کس دکھ مین گرفتار ہو رہی ہے **گلفام** یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا مجھکو خبر پہونچی ہے کہ یہ ملکہ شریک باغیان بادشاہ طلسم ہے یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہے جو ماری ماری پھرتی ہے اسکو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو نذر دینا لازم ہے کیا عجب ہے کہ تیری بی بی اسکے عوض مین خداوند عطا کرین یہ کہکر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لیکر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کرکے مع چند ساحرون کے جو آگے بڑھا اس فتنہ پرداز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند مین غافل پڑی ہے شمع رخسار کو دے رہی ہے چادر حسن دور باش کہتا ہے سایہ اس پر پیکا پہرہ دیتا ہے کلیان گلو کی جیب مین کرچھنے سے انکھ نہ کھلائے گل ہنستے نہین کہ نیند مین اس گل کی فرق نہ آئے باد صبا دبے پاؤن چلتی ہے کنیز کی طرح پنکھا جھلتی ہے شب زلف کی رخسار پر چڑھائی ہے مین چنین شام غربت صبح وطن کو میش آئی ہے شبنمی ذو دپٹے کی آڑ مین سینہ کا ابھار شکم کی صفائی پائجامہ کے پائچونکا کھلا اور پیڑو کا اونچا پن اٹھین پائجامے کی دھون کا جوبن نامرد صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردونکا تو یقین ہے کہ میرے بیان پر اور ہی رنگ ہو جائیگا **گلفام** اس گل پر بہ رنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحرون نے اس کے حکم سے سوتے ہی مین سحر پڑھکر دست و پا اسکے بیکار کر دیے پھر پاس جاکر زبانین سوزن سے چاہا کہ اسکی پلکان موندین کہ

دیکھکر جانا کہ سحر پڑھے سحر یاد نہ آیا گھبراکر پکاری کہ لے بیجاؤ یہ دغا کرنا کیا اگر مرد ہو تو ہوشیار کرکے لڑو گلفام نے کہا تو نمک حرام ہو تیری یہی سزا ہو مین پاس خداوند کے تجھے لیجاؤنگا بی بی میری مرگئی ہو اُنسے تجھکو مانگ کر بی بی اپنی بناؤنگا اُسنے جو یہ کلام سنا دلمین سمجھی کہ دیار معشوق مین بغیر گرفتار ہوے جانا نملیگا یہ سمجھکر بولی کہ اے گلفام تو مجھکو خداوند پاس نہ لیجا ورنہ بہت پچھتائیگا مدعاے دل تیرا نہ برآئیگا اُسنے نہ مانا اور اس گنجینۂ حسن کو سحر سے بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور لشکر مین لاکر حکم کوچ کا دیا چوبیس ہزار ساحر طائران سحر پر سوار ہوکر چلے دُمدمہ و ناقوس بجنے لگا گلفام نے ایک اژدر پر صندوق بار کرلیا اور تخت پر سوار ہوکر اُڑا طائران سحر سے روے ہوا کالا تھا اتشباری سے دل روزگار مین چھالا تھا مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا راہ مین جہان کہین ٹھہرتا بہار کو صندوق سے نکالکر سحر خوب ساکے سونگھا ہوش مین لاکر کھلا پلا دیتا اسیطرح جب کوہ عقیق مین پہونچا یہان اُسکے آنیکی خبر نامۂ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھکر سرداران لقا بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اُترو ایا یہ خود بارگاہ مین آیا لقا کو سجدہ کیا خلعت خداوندی نے دیا خلعت پہنکر اپنی بی بی کے مقام پر بیٹھا بختیارک نے کہا اس جگہ نہ بیٹھو کہ سزاوار نہین ہو بی بی تمہاری یہین بیٹھی تھین بی بی کا نام سنکر رونے لگا ساتھ ہی بختیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تم تو اپنی زوجہ سے جہنم مین جاکر ملوگے مگر ہمسے بی بی بی تمہاری جدا ہوئین اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سنکر وہ رونا بھی بھولا اور کہا مالک کیا تم تو ایسی باتین کرتے ہو گویا مین بھی مارا جاؤنگا اُسنے کہا اسمین کچھ شک بھی ہو بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو مرشد ناکام آئے اور تم جہنم مین گئے اُسنے ہنسکر کہا کہ تمہین حول سما گئی ہو قسمت آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا نہین اب کل ہی سب مسلمانونکا خاتمہ کرونگا شیطان بولا کہ آپ ایسے ہی ہین یہ کہیے کہ مرنیکو جی جلدی چاہتا ہو وہ تم کہا کرو اجل جلدی کرتی ہو شل چلی آتی ہو کہ موت پیچھے پھرتی ہو ان باتونسے زیادہ تر اسکو غصہ آیا اور اسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لقا نے کہا کہ اے بندۂ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہو اسکے کہنے کا بُرا نہ ماننا ہم تجھکو اپنا نظر کردہ کرتے ہین اور سب مسلمانون کا خون تیری تلوار مین بھرتے ہین تو سبکو مار یگا اور کوئی مسلمان تجھے قتل نہ کر سکیگا ارشاد خداوند سنکر یہ بہت شاد ہوا اور زیادہ فخر کیا حوصلہ کیا خلاصہ یہ کہ جب مثل العسان کم ظرف مہر تابان سر پر فلک سے اترا اور مزاج ساحر شب نے غلط داری عالم سے سودا پایا کہ نظم ۔

کہ عمر روز نے انجام پایا	تبسم زا مزاج شام آیا
جھلکی ہر سمت شام سوسنی رنگ	ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ مین سنگ

شام ہوتے ہی صداے نقارہ حربی بلند ہوئی جواسیس لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ فلک الکرام ہوے زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ بیت کہا شاہا فدا ہم لاکھ جان سے ہوجا تعریف کیا لائین زبان سے یہ شوہر لالہ زار گلفام تاجدار نام ایک ساحر بدانجام نے اگر ارادہ نبرد کیا ہو لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہو بادشاہ نے یہ خبر سنکر امیر کیجانب اشارہ کیا امیر نے حکم نوبت نقارہ زری دیا طبل حشائی دکوس سکندری بج

چوب پڑی دنیا دہلگئی دو بارسے ہنگکرد لاور خیمہ نہین آنت تلوار کی سرکشی کا زمانہ قریب آیا گردن کی سربلندی کا وقت نزدیک پہونچا اسطرف ساحر نئے نئے سحر تیار کرتے تھے کلچڑیان بھینگے بھینٹ مین چڑھتے تھے گلفام نے بھی چوکا سور کے خون سے دیا تھا کبھی کا بھوگ لگایا تھا اگیارکا دھوان جسم کو دیکر اپنے بالونکی ایک رسی بٹی تھی اسکو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھتا تھا نیا سررشتہ لڑنیکا پیدا کیا تھا لشکر دلیر مین نقیب للکارتے تھے بہادر نعرے مارتے تھے رعایا عوام الناس بازاری کنارے ہوئے تھے کہ آفت مین نہ گھر جائین بہادر کہتے تھے کہ سر جائین مگر قدم نہ پھر جائین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

کسی کے لب پہ تھا یا سامری جی ۔ رہا بھیر جو کل ہوگی تمھاری
تو کچھ جادو کے منتر تازہ پڑھکے ۔ کلیجہ چھید دونگا دشمن کا بڑھکے
کوئی کہتا تھا اے پیارے یہ منتر ۔ مرے دشمن کے دل بگڑین بیشتر
کوئی پڑھتا تھا منتر اسطرح سے ۔ بکت آکر یون جوگی کی جا ئے
بڑھو ہنز دوالی مین جگایا ۔ یہ ایشر با چاہے ہمنے سنایا

اسی ہنگامہ مین خاطر دہر مائل بہ صفا کی ہوئی سینہ فلک داغون سے صاف ہوا ہر جسم مین پیدا اجالا کی ہوئی نظم

ہوئی جب صبح تھا اک شور برپا ۔ کہ یارو وقت لڑنے کا پھر آیا
چلو میدان مین اور ہمت نہ ہارو ۔ عدو کا بار سر تن سے اتارو

صبح کو بادشاہ گردون بارگاہ بصد عزت وجاہ شبستان سے برآمد ہوئے امیرؑ تمام سردارونکے سجدہ کرکے پاس سے آکر کھڑے تھے حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت کو بوسہ دیکر قلب لشکر مین لیکر سمت جنگاہ روانہ ہوئے جب جائے مصاف پر پہونچے ترتیب لشکر شروع ہوئی رسالہ دار دلیران اپنے اپنے سردار وسالار کی صف مین جمکر کھڑے ہوئے بسان سد سکندری دیوار آہنی کھنچی تھی تلوارونکی چمک نے دیدہ ہائے حلقہ زرہ مین روشنی دی تھی ادھر فوج مخالف نے مقابل ہوکر پرا جمایا تھا گلفام آج اژدر پر سوار ہوکر آیا تھا فوج کے ساحر فیل وشیر وکرگدن واژدر شعلہ فشان پر سوار تھے صورت مین بد اور سیرت مین نابکار تھے کوئی سنکھ جب پھونکتا اسکے منہ سے شعلہ نکلکر دھوان ہوجاتا اور عالم کو تاریک بناتا کوئی نفیر سحر کو دم دیتا اس مین سے دھوان نکلکر ابر بنتا اور آگ برساتا عجب آفت برپا تھی نظم

ز ہر سو برآمد خروش سپاہ ۔ برفتند یکسر سوے رزمگاہ
ز بس نالۂ بوق کوس دور اسے ۔ ہمی آسمان اندر آمد زجا ے
ہم از بال اسپان و دست عنان ۔ ز گوپال و تیغ و کمان و سنان
تو گفتی جہان زردم اژدہاست ۔ دگر آسمان با زمین گشت راست
ز بد پیشہ را روزگار گذر ۔ ز بس تیغ و گرز و کمند و سپر

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بد انجام لقا سے اجازت لیکر وسط میدان میں آیا اور سحر سازی
دکھا کر پکارا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اسکے ہاتھ سے اگر بچگئے تو اب بچنا دشوار
ہے ہان آئیں سامنے یہ میدان کارزار ہے یہ نقیب سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور
بادشاہ سے رخصت خواہ ہوکر بزبان شیر غضب آلود سامنے آیا گلفام نے اسکو آتے دیکھا ایک زنبیل جھولی سے
نکالکر زمین پر مارا کہ زمین سے دھوان نکلا اور ایک جا جمع ہوکر گھوڑا اسکی رنگ بنگیا یہ اسی گھوڑے پر سوار ہوکر
مقابل فولاد ہوا اس بہادر نے حربہ طلب کیا یہ اپنی کمر میں وہی رسی بالونکی لپیٹے تھا کمر سے کھولکر سحر پڑھکر مثل
کمند فولاد پر ماری اُسنے ہرچند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقۂ رسن سحر وغیرہ کاٹے لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ کھنچکر گھوڑے
سے گرا گلفام نے باندھکر ساحروں کے سپرد کیا اور پھر نقیب مبارز طلبی بلند کیا اب کی مرتبہ تورج لشکر اسلام سے
بشوکت و صولت نکلکر حسب ارشاد بادشاہ اُسکے سامنے آکر طالب حربہ ہوا اُسنے وہی رسی اسپر بھی پھینکی کہ
شہزادے کے ہاتھ پاؤں میں وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی بندھکر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کرکے لیگئے اُسنے
پھر نقیب دی اب کی مرتبہ دست راست کی تمام صف کے علم جلوہ گری پر آئے اور جانشین حمزہ یعنی دارائے ہند
لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر فیل سے کودا عرض کیا کہ
جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پائے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جہان پہلوان
تمنے کیوں تکلیف فرمائی اور ملازم کیا نہ تھے اُسنے عرض کیا کہ اب تو یہ غلام اپنے مقام سے آگے بڑھا اگر اجازت
میدان کی نہ ملیگی تو آبرو کچھ نہیں کیا خاک ہیگی ہر دریاے لشکر موجزن ہیں آبرو میری نگھٹائیے لڑنے سے نہ
بچائیے بادشاہ نے اسکو خلعت دیکر سپرد بخدا کیا یہ بہادر فیل پر بیٹھکر روانہ ہوا اور سامنے ساحر خطا سر کے
پہونچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے جسم پر آراستہ کیے تھا جب اُسنے بوقت طلب ضرب رسن کھینچکر ماری
اسنے دعاے صحیفہ ابراہیمی دم کی رسن کے حلقے ببرکت دعا و تبرکات انبیا علیہم السلام بجنبید نہو سکے اور لندھور
گرز اٹھاکر چلا فیل اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا گلفام نے گھبراکر سحر پڑھا کہ پھر دھوان زمین سے نکلی اور لندھور
اس دھوئیں میں چھپکر بیہوش ہوگیا اسنے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ چمک کر گرا اور اسی تاریکی میں لندھور کو اٹھاکر لشکر ساحر میں
میں لیگیا جب وہ اندھیرا دور ہوا سب نے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہیں ہے الیاس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام
میں پھیر لایا اس اثنا میں بختیارک نے عیار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ ای گلفام سرداران اسلام کا نام لیکر پکار دیگا اگر
پکاروگے حمزہ مقابلہ میں آئیگا پھر وہ مالک باطل حرز ہی کچھ نہ پڑیگا یہ نصیحت اسنے منظور کرکے نام بنام سرداران
اسلام کو نقیب دی اور اسطرح سے دست ہستیوں نے یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا وہ البتہ رسن سحر
ہوا شام تک سوا سو سردار عالی وقار گرفتار ہوے جب وہ زمانہ آیا کہ رسن شعاع میں آفتاب بندھا ہوا
زندان خانۂ مغرب میں اسیر ہوا اور سحر ساحرہ شب عالمگیر ہوا کہ

نظم

اٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک	ہوا آنکھوں سے حسن شام نزدیک

تھکے اعضا دلون سے چاہی آرام	اٹھیں آنکھیں نظر آنے لگی شام

شام کو لشکر ونبت طبل بازگشت پر چوب پڑی شاہ کینہ خواہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئے فوج بھی آسودہ ہوئی
گلفام جب دربار مین آیا بختیارک نے کہا آج تمنے چشم بد دور بڑا معرکہ مارا کہو سردارونکو کہان قید کیا
اُسنے کہا ملکہ ہی مین سردارونکو بھی تو ایک خیمہ مین قید کر آیا ہون لیکن زیادہ اسیر نہ رکھونگا قتل کرڈالونگا
بختیارک نے کہا عقلمندی کی دور بلائین سمجھا ناکیا یہی میری بھی راے ہے اُسنے کہا ایک مقابلہ کرکے اور
تھوڑے سے سردار اسیر کرلون تو قتل کردون بختیارک نے کہا اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح ہے چلو وہ یہ ہے کہ تم آج
کہین چھپ رہو کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور مین طبل جنگ بجواتا ہون صبح کو نکلکر مقابلہ کرکے سردارونکو گرفتار
کرو دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے ایسا نہو کہ کچھ اور سامان ہو جائے ساحر کو اسکا کہنا پسند آیا اور اٹھکر مخفی ہونے
چلا مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا چنانچہ چالاک و ابو الفتح بہ اشکال مختلف یہان حاضر تھے جب یہ پوشیدہ ہونے
چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوے اور گلفام بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا عیار پشت بارگاہ پر آئے اور
قنات مین چھپکر ایک سوراخ برابر سوزن کرکے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھین کیا کرتا ہے غرضکہ دیکھا اس نے آکر
پہلے شراب پی پھر کھانا کھایا بعد انفراغ اکل و شرب مسہری جو اسکے سونے کیلیے لگی تھی اسکے نیچے چلا گیا اور
پھر نہ معلوم ہوا کہ کہان ہے یہ دیکھکر دونون عیار مشورہ پذیر ہوے کہ ہم مین سے ایک قنات چاک کرکے اندر
بارگاہ کے جائے جب اسکو گرفتار کرنیکے لیے گلفام مسہری کے نیچے سے آئے تو دوسرا صورت بدلکر آجائے
اور کچھ باتین مکر آمیز کرکے اُسکے منہ پر حباب بیہوشی لگائے اور بیہوش کرکے راہ جہنم دکھائے یہ صلاح پسند کرکے
ابو الفتح نے قنات کو چاک کیا اور از بسکہ گلفام خوف عیاران سے باہر چوکی نہ رکھتا تھا خیمہ بالکل اکیلا تھا
یہ بجرأت داخل ہوا دیکھا کہ شمعہاے مومی وکافوری روشن ہین سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتہ نہین اُسنے
مسہری کے قریب جاکر اُسکے نیچے جھانکا کسیکو نہ پایا ناچار ہو کر پھر باہر آیا اور صورت بختیارک کی بنکر اندر گیا
اور پکارا کہ اے گلفام کہان ہو جلد آؤ ہرچند اُسنے پکارا مگر کسی نے جواب دیا اور نہ کوئی متعرض حال اُسکا
ہوا یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا اب کیا کرین اُسنے کہا امر مجبوری ہے رات بھر اسی بارگاہ کے گرد ہم بھی پھرین اگر
موقع ملا تو مارینگے ورنہ جو منظور خدا یہ کہکر دونون اسی فکر مین پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجنا ہلکارون سے بادشاہ
اسلامیان نے جو سنا نقارہ رزم اپنے یہان بھی بجوایا اور شب کا دربار معاف کرکے داخل شبستان ہوے
لشکری کار سازی آلات جنگ مین مصروف تھے آج بسبب گرفتاری سرداران لشکریان اسلام بیدل
تھے اُنکے دل بڑھانیکو چار سو نقیب بآواز بلند نقابت کر رہے تھے یہ نعرے بھر رہے تھے کہ ہان اے
بہادرو یہ معرکہ جو کل درپیش ہے بیکار سب پس و پیش ہے تلوار کے آگے ساحر وغیرہ سب یکسان ہے مثل مشہور
ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے جو دلاور ہین وہ اپنا وار کرینگے دشمن کو تہ تیغ خونخوار کرینگے جو نامرد و
کم اصل ہین وہ پیٹھ دکھائینگے جوہر رذالت اُنکے کھل جائینگے بمقتضاے ابیات

پیا ہے جسنے جسنے شیر مادر — وہ عزت پائے گا مر کر مقرر
کنیزک زادہ مضطر پھرے گا ہر بار — بہت تڑپے گا مثل نبض بیمار

اس صدائے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت مین آکر جھومتے تھے شب رزم کو شمعہائے تیغ سے بہر نثار پروانہائے جان روشن کردیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دنگو کہین یہ اندھیر نہو کر آفتاب شجاعت گہن مین آئے نام کی روشنی تاریکی شب ناموری سے مبدل نہو جائے اسی فکر مین کہین جو شمشیر صاف ہوتی تھین کہین جانین بھی صاف ہوتی تھین تیرونکو کبیدہ خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھین زبان پیکان زہر اگلنے پہ تیار وہ تیزی اسکو بتائی تھی گرز کلہ شکنی پہ آمادہ نیزے سینون پر طعن کرنیکو استادہ تیغ باران ہلاکی میغ خنجرون کو جان لینے مین کیا وسیع تمام لشکر شب بھر جانبین کا اسلحہ سرگرم کار تھا دم سحر موت کا گرم بازار تھا آخر شب بسان نظر کجبازان پھر گئی وہ مثل نام نیک بہادران روز روشن ہوا طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا **نظم**

چو خورشید از چرخ گردندہ سر — برآورد بر سان زرین سپر
دو لشکر بر آمد ز یک رہ بجاے — نہ سر بود پیدا نہ راہ پاے
بر آمد یکے ابر برسان قیر — سپہ گشت بر چرخ بہرام پیر
برآمد ز ہر دو سپہ بوق کوس — زمین کرد با آسمان دست بوس
ز نعل ستوران پولاد سلے — زمین چون فلک گشت زنقش جا
سر نوک نیزہ ستارہ ببرد — سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو قلب لشکر مین بعید تو قیر لیکر میدان مصاف مین آکر جاگیر ہوئے اسطرف عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے لیکن پتہ ساحر شریر کا نپایا صبح کو پشت بارگاہ سے پھر جھانک کر دیکھا تو گلفام بد انجام اسی سپہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر وارد دشت قتال ہوا دونون لشکر جب آچکے زمین بلید اردون نے ہموار و برابر کی آبشار سقون نے ایسا کیا کہ ظاہری گرد و غبار بٹھا دیا لیکن دلونکے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائیگا غرضکہ جب صفین جم چکین گلفام نے مرکب دودی شکل رودادل زمین سے پیدا کرکے سواری لی اور آگے بڑھکر بموجب تمائش کجنتیار گ نسبتی کر یا حمزہ **صاحبقران** آج مین آپ سے طالب نبرد نہین ہون بلکہ آپکے سردارون سے لڑنا چاہتا ہون جسکا جی چاہے وہ آئے آخر اور بھی تو سب دعوے بہادری کا رکھتے ہین کچھ آپ ہی اکیلے لڑنیوالے نہین ہا یہ فرمایئے کہ یہ سب سردار صرف جلوسی ہین میلا دکھلانے کیلیے جمع کرلیا ہی لڑنے والا کوئی نہین صرف آپ ہی کی ذات والا ہی اگر یہ امر واقعی ہی تو آج مین پھرا جاتا ہون کل آپ سے اگر دلگی ہوگی تو لڑونگا یہ صدا جب بہادرون نے سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سوارون نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام کا جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا ہی عمل مین آئیگا سوائے سردارونکے امیر

تجھ سے مقابلہ نہ کرینگے اور اگر تو ساحر ہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے فی الجملہ آئین اسلامیان یہی ہے
کہ حریف جسطرح لڑے یہ لوگ وہی طریقہ اسکے ساتھ ختم کرتے ہیں خلاف شجاعت قدم نہیں دھرتے اسنے یہ کلمات
سنکر کہا کہ اچھا پھر جسکا جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست چپ سے شہزادہ قاسم نے مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو
اڑایا لشکری پیادہ ہوے بادشاہ نے ہنگام اجازت وہی خلعت دیا شہزادہ اسکے مقابل آیا اور پکارا کہ او
خیرہ سر لا ضرب مردان عالم اسنے وہی رسی بطور کمند شاہزادے پر ماری کہ دست و پا میں آکر لپٹی ہرچند القون
نے حلقے اسکے کاٹنا چاہے وہ نہ ٹوٹ سکے نہ کٹے اُسنے رسی کھینچی یہ بھی گھوڑے سے گر کر گرفتار ہوے پھر اسنے
مبارز طلب کیا آج دست چپ و یمین تا انتہا بند ھگئی ایک کے بعد دوسرا سردار جانے لگا اور اس جلساز کے رسن
سحر میں قید ہوتا تھا اسکا مشہور ہی کہ حرامزادے کی رسی دراز آج اسنے دو سو سردار رسن سحر سے باندھے
اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین کا مضبوط باندھتے غرضکہ جب کمند کہکشان نے پہلوان
روز کو اسیر کیا اور خط ابیض سے خط اسود پیدا ہوا کہ بیت جبین شام بھولی ہر طرف سے ہو چلے شتاق
اپنی اپنی صف سے ز سر شام لشکر دمین طبل بازگشت بجا اہل اسلام کیطرف سے دلاور پکارے کہ اے گلفام
تمھاری شرط ہو چکی اب کل صاحبقران روزگار مقابلہ کرینگے اُسنے یہ نہیب سنکر جواب دیا کہ میں خود
سوا امیر کے اور کسی سے کل نہ لڑونگا یہ کہکر مراجعت کی لشکروں نے کمر کھولی لقانے بڑی دھوم سے
جشن کیا گلفام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے نظر کردہ من بعد فتح میں تجکو طرہ پیغمبری دونگا اور
تجھے حوریہ جنت عوض میں تیری زوجہ کے عنایت کرونگا اسنے یہ کلمات محبت خداوند سے سنکر سجدہ کیا
اور مشغول عشرت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اس عرصہ میں بختیارک نے یاد دلایا کہ تم نے قتل کرنیکا سردارون
کے وعدہ کیا تھا پھر کیوں تامل کرتے ہو اسنے کہا مالک جی اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہی اسکو بھی گرفتار
کر لوں تو سبکا فیصلہ کروں بختیارک نے کہا اب تم بھی اوروں کی طرح سب کے گرفتار کرنیکا حوصلہ کرنے لگے
اور بالفرض یہ بھی سہی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہے وہ مالک اسم اعظم ہیں کل کا دن تمھارے لیے قیامت
کا ہی ضرور مارے جاؤگے ورنہ کوئی فکر کرو گلفام نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے میں فکر کرتا ہوں اور بیٹھے بیٹھے
غائب ہوگیا اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ میں تشریف لائے فرمایا کہ
لشکروں بھر کا خستہ و شکستہ ہی دربار برخاست اگر لشکر مخالف میں طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی
نقارے کے بجنے کا حکم دیجیے کا میرے حکم کا راستہ نہ دیکھیے گا یہ فرماکر داخل شبستان ہوے لشکر میں چالاک
نے طلایہ کا گشت لگا رہے کی چوکیاں قائم کیں سردار اپنے اپنے عیار کو بحفاظت تاکید پذیر ہونے
جب سب بند و بست ہو چکا زنگی بجنے لگا بیدار باش ناظر باش کی صدا بلند ہوئی اسوقت جب
کچھ اندیشہ نہ رہا چالاک مع چند عیار دشمنکے فکر میں ساحر کو گرفتار کرنیکے روانہ ہوا جب لشکر ساحران میں
پہونچا گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا تھا اپنے لشکر کے کنارے آکر ٹھہرا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام میں جائے

چنانچہ اُسنے چالاک کو دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرے پھر سوچا کہ عیاروں سے ابھی نہ بولو اصل مطلب کیطرف توجہ رکھو جب
سردار قید ہو جائینگے اُسوقت عیار آپ ہی زیر ہونگے یہ سوچکر پھر وہانسے غائب ہو گیا اور لشکر مین حریف کے جانیکا یہی
حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر مین آئے ہین تو انکی صورت بنکر انکے لشکر مین چل اور جو کرنا ہو وہ کام کر پس یہی کیا کہ سحر کے
زور سے صورت اپنی مثل صورت چالاک بنائی اور لشکر اسلام کی راہ لی یہانپر جب دربار برخاست ہوا امیر
بعد ادائے نماز شب داخل مسجد کے پاس ہوئے اور نماز پڑھکر بعد آرام جانب محل مہر نگار تاجدار جاتے تھے کہ اسنے
آکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ غلام لشکر مخالف مین گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم بھلانیکا کیا ہے اور آپ پر سحر
کر رہا ہے پس مین چاہتا ہون کہ آپ اسم اعظم پڑھین تاکہ سحر تاثیر نہ کرے امیر اسکو چالاک سمجھکر اسم اعظم ورد زبان فرمایا
یہ پیچھے امیر کے کھڑا رہا جب آپ پڑھ چکے اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ جو انھون نے پڑھا ہے وہ انکو اب یاد نہ آئے چنانچہ
امیر بھی تو اسمائے الہی پڑھ چکے تھے اُسوقت آگے بڑھے چلے گئے لیکن دو در جاکر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا
اب جو اسم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہوا محل مین جانا موقوف رکھا پھر کر بارگاہ مین آئے اور مصروف تلاوت
صحیفہ ابراہیمی ہوئے گلفام جب سحر کر چکا زمین سے غائب ہو گیا اور اپنے لشکر مین آیا یہان صورت بدلکر پہلے
عیار بارگاہ لقا مین گئے گلفام کو نپایا وہانسے خیمہ کی طرف اُسکے چلے وہان بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جاکر مثل دن
اول جھانکا کسیکو ندیکھا سمجھے کہ کل کیطرح آج بھی غائب ہے یہ سمجھکر باہم صلاح کی کہ یہ اسطرح نہ پھنسے گا کل جب وہ دربار
مین بیٹھے یا میدان نبرد مین بہر جنگ آئے اُسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صحرا مین اسی کے لیے
عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر مین آیا پہلے بختیارک پاس پہونچکر حال کہا کہ مین اپنا کام کر آیا
اُسنے کہا اب رات زیادہ گئی ہے تم جاکر چھپ رہو اور کل جسطرح پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کرنا تم نے
خوب کیا جو عیار رنگے گرفتار کرنیکو ظاہر ہوئے نہین آفت مین پھنستے فی الحال صبح کو ظاہر ہو کر طبل یورش بجوانا
اور لشکر اسلام پر چڑھ دوڑنا اہل اسلام کسی وقت لڑنے سے بند نہین جب کوئی اُنسے لڑے وہ موجود ہو جاتے
ہین اُسنے کہا ملک جی جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین پہونچکر مسہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح
مخفی ہوا لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے یعنی لشکر مین امیر اگر رہتے تو ضرور اُسکے
سحر مین مبتلا ہوتے اور سرداران اسلام یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب احدیت کی مشیت و حکمت بالغہ مین
اسطرح گذرا کہ امیر ذلت سے بچین اُسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ بیت سبب کے اسباب دیکھو ذرا دیکھ قدرت مین ہی
اسکی کیا دھرا ہے اس کوہستان مین جا بجا قلعہ جات مثل کوہ عقیق کے ہین اور وہانکے حاکم کوہی ہین جیسا کہ اکثر
ذکر بہزاد و ناصر وغیرہ کیا گیا ہے اسیطرح ایک پہاڑ ہے کہ نام اس پہاڑ کا گلگون ہے اور دامن کوہ مین ایک
ملک آباد ہے اُسکا نام قلعہ گلگونہ ہے مالک اس قلعہ کا ایک کوہی ہے کہ اسکو شوق عیاری سے بہت ہے اپنے قلعہ مین
عیارونکو آباد کیا ہے اور بہت دن عیاری سیکھنے مین عمر ضائع کی ہے اب وہ اس فن مین مہارت حاصل ہوئی ہے
کہ بارہ سو عیار شاگرد اسکا ہے اور یہ ارادہ اُسکا ہے کہ عمرو عیار سے مین مقابلہ کرونگا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے

کہ عمرو طلسم سے آئے تو خدمت خداوند مین جا کر عمرو سے مقابلہ کرون چنانچہ بہت عرصہ عمرو کو جب ہوا اُسنے صلاح
کی عمرو تو نہین آیا اور مین اگر خدمت خداوند مین نہ گیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہون تو کیا خالی ہاتھ
جاؤن کچھ نذر ضرور دینا چاہیے اسکے رفیقون نے عرض کی کہ خداوند کی نذر کے لائق یا تو عمرو تھا اور بعد اسکے سردار
لشکر مومنان حمزہ صاحبقران ہین انکو گرفتار کر لائیے اور یہان سے باطمینان کوچ فرمائیے پہلے سے کوچ نہ کیجیے
مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جانا بیکار ہو جائیگا یہ رائے اسکو پسند آئی اور لنگار قنطورہ زرنفتی اور بیتابہ عقل لاثانی یکتا
ناحق سے چست و چالاک ہو کر جانب لشکر اسلام قطرہ زن ہوا نام اس عیار کا گلگون تیز رفتار ہے غرضکہ بعد
قطع منازل اُس شب کو آ کر لشکر ظفر پیکر اسلامیان مین پہونچا جس رات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے یہ ہر
سمت فکر عیاری مین پھر رہا ہے کہ وہان مہر گہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر با توقیر میرے یہان تشریف لاتے
تھے قریب بارگاہ پہونچگئے تھے کہ یکایک پھر گئے نہین معلوم کچھ ناراض ہوے یا مزاج مبارک خدانخواستہ کچھ
ناساز ہوا اسپر ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی یہ ملکہ بیٹی نوشیروان کی اور مہر نگار جو پہلی بی بی امیر کی تھین انکی بہن ہے
اور بسبب مرجانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہین اور خالہ قباد شہریار کی جو مرچکے ہین اور انکے بیٹے اب
بادشاہ ہین لشکر اسلام کے بادشاہ بھی اس ملکہ کو حقیقی دادی اپنی سمجھکر بہت پاس و لحاظ فرماتے ہین خلاصہ یہکہ
سب بیبیون امیر کی یہ سردار ہے اسوقت امیر کے پھر جانے سے متفکر ہوئی اور کہا لو صاحب انکا غصہ تو ناک پر
دھرا رہتا ہے بات بات مین تل بھوتے خفا ہو گئے ہین اب جو وہ آکر منت بھی کرینگے جب بھی مین نہ بولونگی اور مین کیا
کرون وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیرزادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہے مگر خیر اللہ کی قسم اب جو یہ موئی میرے
مقدمہ مین بولی تو مجھ سے منہ کچل لونگی وزیرزادی نے کہا یہ ناحق آپکا غصہ مجھپر ہے بھلا مجھکو کیا مطلب جو کسی کے
مقدمہ مین بولون تم بی بی میان مجھے کیا دخل ہے ہان اتنا جانتی ہون کہ امیر بیوجہ اسوقت نہین پھرے نام خدا
تم خود عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو منگواؤ کہ کیسے ہین تو پھر خفا ہونا بی بی خفگی بھی جا بجا کی اچھی ہوتی ہے بیموقع جو بات
ہے وہ بری ہے ملکہ نے کہا وہ اسیطور سے ہمیشہ رہے رہے ٹیڑھے ہو جاتے ہین اچھا تیرے کہنے سے مین خبر بھی منگاتی
ہون چھوٹے کو گھر تک پہونچاتی ہون بس یہ کہکر ایک کنیز سے کہا کہ اے طرار میرے سر کی قسم بارگاہ مین جا کر دیکھ تو کہ وہ
کیا کرتے ہین اگر اور کسی محل مین گئے ہون تو پھر آنا اور جو اکیلے ہون تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپ کا جی کیسا ہے بس
یہ دو کلمین سنکر چلی آنا آنے جانے کا کچھ شکوہ نکرنا طرار یہ سنکر نقاب ڈالکر چادر اوڑھکر چلی جب بارگاہ سے نکلکر
لشکر مین آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کیطرف سے نکلا اسنے رفتار سے پہچانا کہ یہ عورت
ہے جب یہ کچھ شکل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائے ہی تھا یعنی ڈاڑھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی مونچھین
منڈی ہین پائجامہ ٹخنون سے اونچا گلے مین کرتا اور اُسکے عبا ماتھے پر سجدے کا گھٹا تسبیح ہاتھ مین اپنے دائون
مین تھا اس کنیز کے پاس آیا اور بہت مودب ہو کر سلام کیا کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے یہ سمجھکر اسنے ایک روپیہ اسکو
دیا اور کہا میرے پاس اور کچھ حاضر نہین ہے اسنے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے مانگ کوکھ سے ٹھنڈی

رہے اسے میری حاتم بائی یہ روپیہ مین کتنے دن کھاؤنگا ابھی میرے ہاتھ پاؤن چلتے ہین اسلیے آیا ہون کہین آدھ
سیر آٹے کا سہارا ہو جائے تو کرون کنیز نے کہا مین مہر گہر تاجدار زوجہ امیر کی خواص ہون آج امیر آتے آتے پھر
گئے ہین اُنکی خبر کو جاتی ہون کل امیر محل مین جب آئینگے مین اُنسے قابو پاکے عرض کرونگی کچھ تیرا مقرر ہو جائیگا آج
موقع عرض کا نہین ہے کل ڈیوڑھی پر تو آجانا اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جہان اپنے اتنی پرورش
کی ہے وہان اتنی اور عنایت کیجیے کہ یہ جو سامنے خیمہ ہے وہان میرا ایک دوست رہتا ہے اسکو دیکھ لیجیے اسی سے
کہلا بھیجیے گا وہ مجھکو بلوا دیگا مجھکو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہے کہ آپ ذرا سی
تکلیف گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑگڑا کر کہا کہ کنیز کو کچھ بن نہ آیا اسکے ساتھ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز کرکے
اسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے سے لشکر مین پھر رہا تھا مقامات سب دیکھ چکا تھا چنانچہ وہان لاکر
اُسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج باز کیطرح کا جانور بیٹھا ہے یا مجھی کو کچھ دکھائی کم دیتا ہے کنیز بیچاری
اسطرف دیکھنے لگی اُسنے منھ پر اُسکے ہاتھ مارا نقاب ٹوٹ گئی وہ گھبرا کر نقاب سنبھالنے لگی اُسنے حباب بیہوشی
مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسنے اُسکے کپڑے اتارکے آپ پہنے اور رنگ روغن عیاری لگاکر مثل اسکی صورت کے
شکل اپنی بنائی اور اسکو وہین چھوڑ کر سب حال تو زبانی کنیز سن چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ
ہوا یہان دربارگاہ پر مقبل وفادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا اسکو آتے دیکھکر پکارا کہ کون آتا ہے اس نے جواب دیا
کہ مین ہون طراز خواص مقبل نام اسکا سنکر خاموش ہوا اور اُسنے قریب آکر کہا کیون مقبل مزاج اچھا ہے
مقبل کو اسکے آنے سے ملکہ مہر نگار یاد آئی کہ یہ وہی محل ہے کہ جسنے میری بی بی زہرہ مصری کی خاطر کی تھی زہرہ
مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب نکاح مین مقبل کے آئی تھی خدمت مہر نگار مین یہ کنیز رہتی تھی جب مہر نگار نے زہر کھا لیا اُسکے
ساتھ سب خواصون نے اسکی زہر کھا لیا وہی بی بی مقبل کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رونیلگا یہ عیار حیران ہوا
کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسکے رونے سے امیر سعید گریبان کر باہر نکل آئے دیکھا کہ طراز خواص کھڑی ہے اور مقبل رو رہا ہے امیر
متفسر ہوے کہ اے مقبل کیون روتا ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن گلگون نے اپنے ڈوپٹے سے آنسو مقبل کے
پونچھے ڈوپٹے مین بیہوشی بھری تھی مقبل چھینک مارکر بیہوش ہو گیا امیر نے اسکو بیہوش ہوتے دیکھکر طراز سے کہا
کہ ارے تو کون ہے اُسنے جواب تو نہ دیا مگر حباب بیہوشی منھ پر مارا امیر بھی بیہوش ہو گئے اُسنے چادر عیاری بچھاکر
دو حلقونسے کمند کے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر ساتوین حلقہ
سے پشتارہ باندھا اور ڈوڑھو گرہ عیاری کی برابر سینے کے لگاکر پشتارہ لادا اور سیدھا آنا نون چھپتا ہوا
ان راہونسے کہ جدھر صحرا اور سناٹا ہے نکلکر جانب لب شکوہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک مین اپنے
پہونچا امیر کو پشتارے سے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار نہ کیا ایک صندوق مین بند کرکے رکھا یہان بعد لمحہ
کے مقبل کو ہوش آیا گھبرا کر اٹھا اور بارگاہ مین امیر کو جاکر دیکھا نہ پایا گھبرا کر لشکر مین جو پایا ایک جگہ طراز کو
بیہوش پایا اسکو اٹھا کر محل مین پہونچایا اب غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار بشکل طراز امیر کو پکڑ لے گیا عیاران لشکر

اسلام چار سمت دوڑے کہیں پتہ نہ لگا دربارگاہ پناہ آکر بیتر ایا یا تو کسی عیار کا لقا کے یہاں کے بیتر انہا یا حیران ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ میں عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر میں باندھکر صندوق عدم میں بند کیا اور مثل کنیز طرار غازہ صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا

نظم

جو کانپا جسم شب مثل گنہگار
یہ کہتے کہتے مطلع صاف پایا
کہا سب نے کہ سے لیتا خبردار
سحر کا آئینہ شفاف پایا

وقت سحر گلفام مسہری کے نیچے سے ظاہر ہو کر دربار لقا میں آیا چاہتا تھا کہ بموجب فہمایش شیطان طبع زشت بجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آنے بعد کیا اللہ نے سجدہ خداوند کے دعا دینے لگے یعنی بیت خدا تجھکو کمبخت غارت کرے ٭ جہنم میں تو مرے ظالم جلے ٭ امیر آجکی شب بستر خواب سے چوری گئے لشکر اسلام میں غلغلہ برپا ہی ہر شخص متفکر ہو رہا ہی یہ خبر سنکر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کیوں ملک جی تمنے ما بدولت کا رعب دیکھا میرے خوف سے حمزہ چھپ رہا جانا اسنے کہ آج میں گرفتار ہو جاؤنگا بختیارک نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو چھپنا تو حمزہ کے غلام بھی نہیں جانتے ایسا مردمردانہ شیر بیشۂ جلاوت وہ ہی کہ اگر یقین واثق اسکو اپنے مرنیکا ہو تا جب بھی نہ چھپتا چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اسکا موجود تھا اور میں اسکی طرف سے قسم کھاتا ہوں کہ وہ سکا رنہیں ہی یہ باتیں سنکر لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تو ہماری شیت سے آگاہ نہیں ہے ہمارا پنجہ قدرت اسکو اٹھا لیگیا ہی بہتے تیری خاطر سے اسکو پکڑوا لیا ہی گلفام نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا سچ ہی کہ تیری بڑی قدرت ہی بختیارک نے کہا یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا یہ نہ کہیے کہ میں نے پکڑوا لیا ہی ورنہ مرشد زادے آکر بہت بڑی گت کرینگے کہینگے بتا و امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالیں گے لقا اس سمجھانے سے خائف ہو کر بولا کہ میں نہیں کہتا کہ میں نے امیر کو چروا لیا ہی بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ بغیر میرے حکم پتا نہیں ہلتا یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہی کہ جب میری شیت میں گذرا ہی سب ساحروں دعا ضربیں بہا نے کہا واقعی صحیح ہی کہ بغیر حکم تیرے کچھ نہیں ہوتا ہی یہاں تو یہ ذکر ہی لیکن چالاک نے جو بات کو صلاح کی تھی کہ دربار میں چلکر صبح کو عیاری کرینگے چنانچہ اسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار میں آئے تھے سب گفتگو شیطان وخداوندی اور گلفام کا لاف وگزاف سنا انکو یقین واثق ہوا کہ لقا کا کوئی عیار امیر کو نہیں لایا ہی ورنہ بختیارک ایسی باتیں ذکرتا بلکہ دربار میں امیر کا ذکر ہی ہوتا پس اور کوئی معلوم ہوتا ہی کہ امیر کو لیگیا ہی پہلے پتہ لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہاں لڑائی موقوف ہی بعد پتہ لگانے امیر کے اگر عیاری کرینگے یہ سوچکر دو عیاروں کو وہاں خبرگیری کیلیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر میں آیا غلغلہ برپا دیکھا بارگاہ میں بادشاہ متردد بیٹھے تھے سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمرو کے نہونے سے یہ بدانتظامی ہی کہ امیر کا کل اسم اعظم جلایا گیا اور مددات کو تعین کوئی پکڑ لیگیا ہی اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے چالاک نے عرض کیا کہ واقعی خادم خطاوار ہے

کہ رات کو لشکر میں نہ تھا لیکن انشاء اللہ امیر کو پتہ لگا کر نہ لایا تو لشکر میں نہ آؤنگا آپکو صورت نہ دکھاؤنگا یہ کہہ کر
ابوالفتح کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہر تلاش امیر روانہ ہوا یہ دونوں تجسس
کنان جاتے ہیں لیکن **گلفام** جو خداوند پاس بیٹھا ہے اُسنے بعد لمحہ کے شیطان سے کہا کہ ملک جی اب لڑنا بے
سردار کی فوج سے بیکار ہے اور حمزہ دیکھیے کب تلک غائب ہے اس جنگ میں مجھے طول نظر آتا ہے بختیارک
نے کہا تم آپ سے کیون لڑو جب وہ لوگ خود لڑیں اسوقت سبکو غارت کردو جب **حمزہ** آئیگا اسکو بھی پکڑ لینا
اسنے کہا وہ آپسے کیون لڑنے لگے بختیارک نے کہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ جو سردار قید میں اُنکو زیر دار بٹھاؤ اُنکی حمایت
کو بادشاہ مع لشکر آئینگے سب لشکر مسحور بہ سحر کرکے غارت کرنا اس نے اس راے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ
میدان قتل تیار ہو اور ازبسکہ مشہور کرنا اس خبر کو منظور تھا تو حکم دہل زنی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار
خداوند بعذاب الیم قتل ہونگے سب اہل لشکر انکا حال پریشان دیکھیں اور عبرت کریں کہ مخالفت خداوند کا یہ
نتیجہ ہے چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی خلقت بہر تماشا چلی سامنے بارگاہ کے جو میدان واقع تھا وہاں دارین
استادہ ہوئیں آرہ کش جلاد حاضر ہوے سرداران اسلام کو خیمہ سے لاکر زیر دار بٹھایا ساحر ہر سمت پہرے
پر مقرر ہوے لشکر **لقا** کو یہان مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوے ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنون کا
خاتمہ ہے جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے وہ بچشم عبرت اس حال کو دیکھکر کہتے تھے کہ کسیکی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا
اچھا نہیں جور فلک سے اللہ بچائے اس موذی نے بہت سے سردارونکو خاک میں ملائے کون ایسا گذرا
جو اسکے ہاتھون ذلیل نہوا اسفندیار سینہ جلیل نہوا اسکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکندر سے
سرافگندگی جمشید نے ضحاک کے آرۂ ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اسکو دشت عدم کی سیر کرائی اسیطرح سے اس
دنیا کا پیشہ جور و جفا ہے کون سا گل ہے کہ جو پھولا پھلا ہے اور دست برد خزان سے بچا ہے کہ بمقتضاے ابیات

نہ سمجھے تھے کہ دنیا یہمان سے ہے — یہان آرام کی فرصت کہان ہے
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے — دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
بہ شکل شوق اپنے لوگ غم سے — ہوے ممنون گردون کے ستم سے
وہ آنکھین جنسے دیکھے تھے وہ سامان — اب اُنسے دیکھین یہ حال پریشان
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ تماشا — نہ تھا لوٹ نظر بھی جنکو حاشا
حیا آنکھون سے گھٹنے بھی نہ پائی — کہ جور آسمان سے موت آئی
ہونے پائے لب لذت چشیدہ — تمنا رہ گئی دامن کشیدہ

یہان تو یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر عیارون نے جاکر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم
تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل و نقارے گرگرائے بہادر کفن پوش ہو کر مرنے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہو کر مرکب
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے کڑکا ہوا علمون کے پھریرے کھلے لکو در لکھ سوار و پیدل آمادہ مرگ

وہیں سے قضا ہو کر آگے بڑھے ایک لاکھ چور اسی ہزار عیار ڈھنڈ یا ان بجائے تو بڑے بھیرو تکے ڈنکائے حقہ ہائے نفتی گھائیو مین دبائے کہتے چلے کر آج یا ہم نہین یا لشکر ساحران نہین یہ خبر ہلکارون نے لقا کو بھی پہونچائی کہ اہل اسلام کی فوج آئی ہے بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اس فوج کا راستہ بند کرین پھر جب سرداران مقید قتل ہولین تو انھین برباد کرین گلفام نے یہ سنکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آتشین کھنچ گئی پس دیوار ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہو جائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دین یہ انتظام کرکے جلادونکو حکم دیا کہ ہان جلد کام کرین جلاد کہہ رہے ہین کہ اے گنہگاران جو کھانا ہو کھا لو جو پیاسے ہو تو پانی پی لو کہ زمانہ اجل نزدیک ہے بہادر زیر دار بیٹھے جواب تو کچھ نہین دیتے لیکن بخشوع وخضوع درگاہ رب العزت مین استغاثہ کر رہے ہین کہ اے خالق عز وجل واے مالک جز وکل ہمین تیرے کرم پر آسرا ہے جو تو چاہے تو دم بھر مین حصول مدعا ہے کہ بہت خداوند بچالے اس بلا سے گنہگارونکو یارب شاد کردے • زبان استجابت عاجز دیکے آیا یعنی بختیارک سے گلفام نے کہا کہ مین ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہون بمصلحت اسکا حال ابتک بیش خداوند عرض نہین کیا لقا نے کہا ما بدولت سب جانتے ہین لیکن تو نے برا کیا جو بیان نہین کیا اسنے عرض کیا کہ مین اثنائے راہ سے ملکہ بہار جو سردار لشکر طلسم مین عمرو کیجانب ہے پکڑ لایا ہون وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہے سوتے مین اسکو مین نے قید کیا ہے صندوق بند رکھتا ہون اسوقت چاہتا ہون کہ انھین مجرمونکے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو نہین اسکو بھی قتل کرون بختیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسی آفت کو اس حال مین نکالنا اچھا نہین دس طرف سے دشمن کو روکنا مشکل ہوگا کہ بیت ایک دشمن قید تھا اب سو ہوے • قید مین بھی اسنے ڈرنا چاہیے • گلفام نے کہا ملک جی جیسا آج قتل اسلامیان کیلیے بندوبست کیا گیا ہے ویسا ہی قتل بہار مین انتظام کرنا ہوگا اگر اُسنے سرکشی کی پس آج ہی ہمراہ سرداران اس سے اطاعت کرانا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہے ورنہ قتل ہو جائے لقا نے اسکی رائے کو پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا ہر چند بختیارک منع کرتا رہا مگر گلفام نے نہ مانا اور صندوق منگا کر بہار کو نکالا ملکہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید مین مبتلا تھی وہ میں غم عشق بھرا تھا چہرہ ارغوانی زعفرانی ہو گیا تھا آنکھون مین حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچۂ سربستہ سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے دست نقاہت سے تھراتے تھے

نظم

نگاہین رک گئین چالاکیون سے	ارادے تھک گئے بیباکیون سے
ڈھلا سرمہ بھر آئے دیدۂ تر	اُداسی چھا گئی جوبن کے اوپر
لبون پر آہ نے چھایا نشیمن	ہوا صرف خزان چہرے کا گلشن
ہوے دندان سنان غم سے روزن	کیا اشکون سے استقبال دامن

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوائے تازگی دی قلب کو فرحت حاصل ہوئی ازبسکہ یہ عاقلہ وفرزانہ ہے اور صحبت یافتہ عمرو سے ہے لقا کو دیکھکر کہا کہ اگر اسکی اطاعت سے انکار کرتی ہون ہلاکی

مشکل ہی چاہیے کہ جیسا گلفام تجھے سوتے مین پکڑ لایا ہی ویسا ہی مکر کرکے تو بھی اسکو سزا دے غرض کہا دل سے کہ
تو مکر آشنا ہو کوئی دم بعد دیکھیں اور کیا ہو پس اس الف قامت نے بسان دال خم ہوکر اس بیدین کو
سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑی لقانے دیکھا کہ بغیر کہے اسنے سجدہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ دین تیرا اختیار کیے
ہی یہ سمجھکر پکارا کہ اے بندۂ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بندگان خاص مین سے ہی اور ہماری جناب مین
اسکو خصوصیت حاصل ہی یہ وہ بندی ہی کہ اسکو ہمنے خلعت خوبی و حسن و جمال عطا کیا ہی اور لیاقت مین بے مثال
پیدا کیا ہی جلد اسکو رہا کردے بختیارک نے یہ کلمات سنکر کہا کہ یا خداوند واسطے اپنی خدائی کا آپ اس
معقدمے مین نہ بولیے لقانے کہا او خبطان تو جھک مارتا ہی اگر میرے خلاف گلفام عمل مین لائیگا تو اپنا
غضب اس پر نازل کردونگا گلفام یہ سنکر ڈرا اور جلد اسنے زبان بہار سے سوزن نکال لیا زبان اس غنچہ دہن
کی جب قابو مین آئی لقا سے عرض رسا ہوئی یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا
رکھتی تھی بارے تقدیر یاور ہوئی جو قدمبوسی بندگان جناب میسر ہوئی لقا یہ بات سنکر بسان غنچہ پھول گیا اور
گویا ہوا کہ ہم نے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام مرچکی ہی اسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اسکو قبول کر
ہم تجھے طلسم ہوشربا کا حاکم بنائینگے اور شاہ طلسم کو معزول کرینگے بہار یہ کلام سنکر گردن جھکاکر چپ ہو رہی گلفام
کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہو جاتا تو عجب نہ تھا یقین ہوا کہ یہ بیشک راضی ہی ورنہ خاموش نہوتی پس فرط
مسرت سے اسنے سحر اپنا اور سب ساحرونکا جسم بہار پر سے اتارا اور کہا اے ملکہ تازندہ ام بندہ ام بہار
نے جسم اپنا ہلکا پایا سحر یاد کیا یاد آیا اٹھکر چلنے کا قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے بہار نے ہنسکر کہا کہ
مردکہ نیافت تو مجھے سوتے مین پکڑ لایا تھا بخت خوابیدہ نے مجھے یہ روز بد دکھایا تھا یا فتنہ خفتہ جگایا تھا اب ذرا
سنبھل کر وادی غفلت سے نکل ہمارا وار بھی روک ہم سوتے تھے تو جاگتا ہی اسپر بھی تجکو آگاہ کردیا بختیارک نے جو یہ
باتین سنین پکارا کہ صلوۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر این حرامزادہ خداوند لقا مین کہتا تھا اسنے نہ مانا ہان اے ملکہ بہار
لینا اس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت ستی مین آگئے تھے ازبسکہ بوجہ قتل مسلمانان میدان مین سب
جمع تھے تمام عالم اکٹھا تھا گلفام نے ساحرونسے کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھکر دستک دی ادھر ساحرون نے نارنج ترنج
نارفلفل پھینکے سو یہ نکے بہار پر مارے ابر گھر آیا آگ پانی برسنے لگا برف کی سلین گرنے لگین بہار بزور سحر اڑکر بیچ
میدان مین جاکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ اے بہار حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزان لا اتنا کہنا تھا
کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کیطرف سے گھٹا تیرہ و تار اٹھکر لشکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ پتھر سحر گلفام
سے برستے تھے وہ اس ابر پر گرکر دفع ہونے لگے اور اس ابر مین برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا آنکھین سبکی بند ہوگئین بعد
لمحے کے جو آنکھ کھلی عجب سامان دیکھا کہ زمین وہانکی بسان روز روشن مصفا ہی ضیاباری سے یہ ظاہر ہی کہ دھوپ
کا دامن پھیلا ہی اس زمین نور آگین پر چھوٹی چھوٹی کیاریان پیاری پیاری بنی ہین خیابان خیابان کو شرماتی ہین اور
درخت گلون کے سرسبز و شاداب ہین نزاکت و نظارت مین نایاب ہین شاخین ہر رنگ یار طناز عربدہ ساز

ہجوم کر اٹھکھیلیان کرتیں نرم نرم کلائیونکو معشوقان گلزار دہر کے نام دھرتیں ہوا کار شاطگی کر رہی ہی کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہی گل نکہت بیز مین طائر خوش نوا زمزمہ ریز ہین پھول سبزہ پر جو ٹوٹ کر گرے ہین اسطرح چمکتے ہین جیسے فلک اخضر پہ تارے نکلے ہین نرگس کی نگاہ بازی کار سحر سازی کر رہی ہی سوسن بااین ہمہ خموشی ومبازی کر رہی ہی سنبلہ چرخ سنبلہ پر نثار ہر طرفہ بہار ہی کہ ابیات

نہایت باغ وہ آراستہ تھا ۔ ریاض خلد سے پیراستہ تھا
ہزارون تھے گل خوشبو کے اشجار ۔ مہکتا تھا پڑا سارا وہ گلزار
بنا تھا طبلہ عطار ہر گل ۔ گل تر یاسمن شبو وسنبل
روان تھے ہر طرف چشمے جو پر نور ۔ خزانے اُنکے فوارونسے معمور
ہزارون دیکھے میوہ دار اشجار ۔ ہر اک تھا بلبل وطوطی سے گلزار
شگفتہ خوب پھولوں کے شجر تھے ۔ انھین کیوڑے سے تھے گرد نیچے

بیچ چمن مین چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا فرش تکلف بچھا تھا مسند پر ایک نازنین مہر جبین پھولون کا گہنا پہنے بیٹھی تھی اور بہار غائب تھی اسوقت کا واقعی یہ طور تھا کہ بیت گل کھلاتے ہوے باد سحری کو کھلا روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا + فی الحقیقت اسکی چشم سرمہ سا بر نرگستان دیدہ معشوقان صدقے آنکھین چڑھانے پر محراب ابرو مین خواہش رکھتے رخسار پر اُسکے گلہاے گلستان نثار ہوجانے پر تیار دہن اُسکا چشمہ آب حیات دشنام اُسکی بازقند ونبات کہ ابیات

صداے الحذر نکلی جگر سے ۔ ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
نگاہون کو اجازت دلبین گھر ہو ۔ اشارون سے کہا ٹکڑے جگر ہو
نظر ہر سو مگر گردش ادھر ہو ۔ پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو
شباب حسن مین اک بیمثالی ۔ نزاکت مثل مضمون خیالی
طبیعت سب طرح سے پاکدامن ۔ انگون پر رخ وعارض کے جوبن
مبارکباد دی تیغ ونظر نے ۔ ثنا کو کھولے لب سب کے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب وبیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور منت کرتا تھا کہ اے غیرت بخش ضیاے مہر انور ایک نظر مہر میرے بھی حال پر کہ نظم

نہین خاطر کو آسایش کسی دم ۔ طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم
خدارا ایک مشت خاک ہون مین ۔ نہین قابو مین دل غمناک ہون مین
کہ خالی ہوچکا پہلو نہین دل ۔ صدا دیتی تھی حسرت ہاے مشکل
بڑھا دانسے بشکل قلب مضطر ۔ تقاطر چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اسطرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکار کر کہا کہ یہ باغ ملکہ بہار کا ہے یہاں دخل کب
اغیار کا ہے اسطرف نہ آنا اپنی جان بچانا اسنے اس بیتابی مین اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا اور چمنستان مین قدم رکھا وہ پری
بلا کیطرح اُسکے پیچھے پڑی یعنی اپنی جگہ پر سے اُٹھکر قریب اُسکے آئی اور کہا اے بیحیا تونے کہنا میرا نہ مانا اسکی سزا یہ ہے یہ
کہکر ہاتھ پھیلایا اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اُسکے ہاتھ مین آئی اس شاخ کا ہاتھ مین آنا تھا کہ صورت اسنے
تلوار کی پیدا کی وہی تلوار اسنے اٹھا کر جو لگائی گلفام نے ہر چند چاہا کہ سحر کرون اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر پر پڑکر
ناگونسے نکل گئی دو ٹکڑے ہوکر گرا غل و شور محشر بپا ہوا اسکے مرنے سے دو سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے سحر سے چھوٹ
گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑ کر اُٹھے جلاد تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو روکنے دوڑے انسے لڑائی شروع ہوئی
تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے گلفام نے بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی تھی اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کہکر آگے
ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا بہار جو باغ لگا کر چھپ گئی تھی برسے ہوا جا کر ٹھہری تھی اسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام
پر ساحرونکا سحر اثر پذیر نہوا اور بہادرون نے شمشیر زنی کرکے تہلکہ ڈالدیا لاش پر لاش گرادی ساحرون کی خاک
ہستی دم تیغ سے مثل باد فنا اڑادی شمع حیات اعدا بجھادی خرمن جان مین آگ لگادی کہ بمقتضاے **نظم**

دو لشکر بروے اندر آورد روے	ہمہ کینہ خواہ و ہمہ جنگجوے
یکے تیر باران بکردند سخت	چو باد خزان برجہد برد رخت
نہ بد ہیچ پرندہ را جائیگاہ	ز نیر و ز گرد خروشان سپاہ
ز رخشیدن تیغ الماس گون	بگردار آتش بگردان اندرون
تو گفتی زمین روے زنگی شدست	ستارہ دل مرد جنگی شدست
ز بس نیزہ و گرز و شمشیر تیز	بر آمد ہمی از جہان رستخیز

بختیارک نے لقا سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہین مسلمان اب تمپر آپڑینگے چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ
لقا نے کہا یہ تقدیر مین پہلے ہی کرچکا ہون یہ کہکر سمت قلعہ روانہ ہوا اسکے پھرنے سے افسران لشکر بھی پھرے اور لشکر
ساحران مین ہلچل پڑی اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا لقا قلعہ بند ہوکر بیٹھا اور ساحرونکو بھگا کر مسلمانان فتح
و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوے بادشاہ سے دو سردار جو رہا ہوگئے تھے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور
خلعت پہنکر اپنی جگہ پر بیٹھے پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردون کلاہ کیا کہ اسطرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پاکر
باغ سحر لگایا اور ہمکو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اُس گلستان محبوبی کا سنا دلمین شجر الفت اگا تخم محبت مزرعہ خاطر مین بویا
مثل مشہور ہے کہ دلکو دل سے راہ ہے نیرنگ پردازی عشق کا عالم کیا ہے سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنون خطاب ملا ہے
اگر یوسف بھی ہو تو کنوئین جھانکتا ہے بادشاہ اسلام کا یہ حال ہوا کہ بموجب **نظم**

یکایک شوق نے کی مہربانی	ہوا برہم مزاج نوجوانی
ہوئی مائل طبیعت جانب یار	پکار اٹھی تمناہاے دلدار

ہجوم آرزو بل پہ جو آیا بہ شکل زلف جانان پیچ کھایا
ترشح پر سحاب اشک آیا مزا دریا کا دامن نے دکھایا
تن سوزان جو بھیگا چشم تر سے دھوان پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلکو سنبھالکر حکم دیا کہ اُس ملکۂ ذی مرتبت کو بلاکر شکر احسان ادا کرنا واجب ہے چند سردار جائین اور ساحرہ
موصوف اپنے باغ سحر مین ہوگی باعزاز تمام یہان لے آئین حال طلسم بھی اس سے دریافت کرینگے خیریت
عمرو و اسد پوچھینگے سردار مع دو ایک عیار کے حسب الحکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرما ہوے کہ بیت
مہیا ہوں سب دعوت کے سامان ۔ رہین عیش و طرب دست و گریبان ۔ خدامان عالیشان ترتیب سامان دعوت
مین بدل مصروف ہوے یہان جب تک دعوت کا جلسہ جمے اسوقت تک حال **امیر** سنیے کہ انکی تلاش مین چالاک
روانہ ہوا ہے چنانچہ یہ دونون عیار صحرا مین تجسس کنان پھرا کیے جب کہین پتہ نہ لگا ڈھونڈھتے ہوے دامن کوہستان
مین کئی منزل لشکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ الٰہی کون **امیر** کو لیگیا ہے غرضکہ جب جانب قلعہ کوہستان گئے
انکا گذر ہوا وہان **گلگون** بارہ ہزار عیار لیکر خدمت **لقا** مین چلا تھا میدان مین اترا ہوا تھا انھون نے دیکھا کہ خیمہ
و خرگاہ نصب ہین بستر لگے ہین لشکر مین جو لوگ ہین وہ عیار نظر آتے ہین اکتارہ بجر رہا ہے بھجن ہو رہے ہین جابجا
عیار جست و خیز کرتے ہین شلنگین بھرتے ہین ڈھیلی کرتے ہین درختون پر فرا کر جاتے ہین وہان سے پھر خیمون مین
کود کر آتے ہین ہر سمت بہروپ بدلے صورتین تبدیل کیے پھرتے ہین بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا نصب ہے
اسکے دروازے پر کئی سو عیارونکا پہرا ہے یہ سامان اس لشکر کا دیکھکر **چالاک** نے **ابوالفتح** سے کہا مجھے عقل سے
ظاہر ہوتا ہے کہ **امیر** اسی فوج مین قید ہین یہان چلنا چاہیے یہ کہکر دونون نے صرف صورت اپنی بدل لی عیار تو
یہ خود ہین وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کرکے داخل لشکر ہوئے ازبسکہ عیار تو وہان پھرتے ہی
تھے انسے بھی کوئی مزاحم نہوا یہ سب جگہ پھر کر قریب بارگاہ افسر آئے سراچہ بارگاہ اٹھے تھے سامنے لباس
عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے **گلگون** تخت پر بیٹھا تھا اور شاگردونکا اُسکے گرد مجمع تھا ڈنگل اور کرسی پر
سب شکل تھے طرار و کمسن تھے شراب کا دور چلتا تھا **گلگون** عالم نشہ مین لاف و گزاف کر رہا ہے کہ مین نے وہ کام
کیا ہے جو تمام عمر سبکو یاد رہیگا **امیر** کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو مین نے قید کیا ہے شاگرد اُسکے آفرین سنج ہین کہ
واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے مین نہین ہے ازبسکہ یہ دونون قریب بارگاہ پہونچ چکے تھے یہ کلمات انھون نے بھی
سنے یقین ہوا کہ **امیر** اسجگہ قید ہین بس اندر جانا چاہتے تھے کہ عیار دربان نے روکا اور کہا تم کون ہو غل جو ہوا **گلگون** نے
بھی سنا عیارون سے کہا پکڑ لاؤ عیار بچہ پکڑ کر دوڑے یہ دونون ٹھہر رہے کہ ہم خود حاضر ہین گرفتار کیون کرتے
ہو عیار انکو گھیرے ہوے سامنے **گلگون** کے لائے اسنے حال استفسار کیا انھون نے کہا ہم رہنے والے کوہستان
کے ہین اور تجسے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے کیونکہ تیرے بڑا نام اس فن عیاری مین پیدا کیا ہے چنانچہ ابتک اسلیے
نہ آئے تھے کہ اکیلے مین تم سے لڑے تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوتا تمھارا اب سنتے خبر پائی ہے کہ تم خدمت خداوند مین

جاتے جو ہم بھی آتے کہ بیعت تمہارے خداوند مین ہوتی مگر تم سے لڑین کسواسطے کہ آج وہان ایک عالم جمع ہے داد خوب ملیگی اور ناموری دونونکی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑینگے کہ انھون نے تمام عالم مین غدر کر رکھا ہے اور ہم سچ کہین عیار اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہین اگر تمنے تھین زیر کر لیا تو پھر عیاران عالم کو زیر کر لیا کیونکہ مثل تمہارے اب کوئی زمانے مین عیار نہین ہے ایسا ان دونون عیارون نے اسکو بےمثل بتایا اور تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ اسکے مزاج کو زینہ افلاک پر لگایا دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچایا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ان دونون سے بغلگیر ہوا کہا آپ نے کرم فرمایا جو تشریف لائے اور جیسا آپ مجکو جانتے ہین یہ سب آپکی خوبیان ہین جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسا ہی اور کو بھی جانتا ہے آپ خود اچھے ہین اسی سے مجکو اچھا جانتے ہین یہ کہکر برابر اپنے مسند پر انکو بٹھایا اور کہا اسم مبارک آپکا کیا ہے انھون نے کہا ہمکو مکار چرب زبان و غدار دروغ بیان کہتے ہین اور ایک نام ہمارا کار زار و طرار ہے وہ یہ نام سنکر ہنسا اور جام شراب بھر کر انکو دیا انھون نے کہا ہم آپ اگر ارادہ لڑائی کا نہ رکھتے ہوتے تو شریک جلسۂ عشرت رہتے اب ہمین مناسب نہین کہ یار ہم پیالہ بنکر اپنے ہم مشربون سے آیندہ مقابلہ کرین اچھا یہ تو بتلائیے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ چلے ہین تو کیا تحفہ انکی نذر کو لیے جاتے ہین یہ کلمہ سنکر گلگون کو خیال آیا کہ یہ دونون عیار لشکر اسلام کے ہین مجھسے در پردہ حال پوچھتے ہین ایسا کچھ سمجھکر انکی جانب گھورنے لگا ابوالفتح اسکے برے تیور دیکھکر اٹھا اور چالاک سے گویا ہوا کہ بھائی چلو ہم کسکی بری نگاہ کیون سہنے لگے واسطہ کیا کچھ انکے تابعدار نہین ہین نہ ہمراہ انکے چلتے اب اکیلے جائینگے یہ کہکر چلے تھے کہ اسنے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا برا نہ مانیے مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہے انسان فہیم ذراسی بات مین کھٹکتا ہے مجکو آپکے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہین اور آپ ہی فرمائیے کہ عیار ہوکر اتنا بھی خیال نہ رکھے تو عیاری کا ہیکو ہے بیوقوف ہے مین نے کیا بیجا کیا جو بری نگاہ سے دیکھا انھون نے کہا برادرم تم نے سچ فرمایا لیکن برا نانو تو ہم ایک بات کہین اسنے کہا فرمائیے کہا تمہارے اس گھورنے سے تو حال کھلگیا کہ بیشک کسیکو تم گرفتار کرلائے ہو تھین چاہیے تھا کہ بہ لطائف الحیل ہمارے کلام کا جواب دیتے تاکہ ہمین راز تمہارا مطلق ثابت نہوتا گلگون یہ نکتۂ دقیق سنکر چونک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بےبدل عیار ہین یہ باتین تھین کہ داروغہ توشکخانہ دو میچہ اسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھے اسیدکو سلہ مین داخل کر دیجیے اسنے وہ میچہ لیکر ان دونونکو دیے کہ یہ بمثل تحفہ ہین آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی بات مجکو اسوقت بہت پسند آئی انھون نے کہا کہ آپ نیچے دیکر ہمسے بھی کام لینا چاہتے ہین اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم جاتے ہین اور لشکر اسلام سے کوئی تحفہ جات آپکے لیے بھی لاتے ہین اور ہوسکتا ہے تو حمزہ کو لاتے ہین یہ کلام سنکر گلگون بھی مسکرایا اور اسکے شاگرد گلزار تیز پانے ہنسکر کہا کہ اسے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست عیار ہو اچھا تو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم ہمین آزماتے ہو انھین باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ تم نے کوئی کام کیا ہے ورنہ یہ چھل نہ کرتے اور مزاج کو استغنا نہ حاصل ہوتا گلگون نے کہا آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہین ہمکو

کھٹکا ہوتا ہی کہ در پردہ حال پوچھتے ہو ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو لیکن بالکل صاف ہو جانا چاہتے ہو خیر اب تو تم سمجھ
ہی چکے کہ ہم کسکو لائے ہین پھر اب چھپانا کیا تم دوست ہو گئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کر لوگے مین کچھ ڈرتا نہین
وصاف سن لو حمزہ کو لایا ہون یہ کلمہ سنتے ہی دونون قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُسنے کہا
کیون کچھ تمکو شک بھی ہی انھون نے کہا بھلا اُسکے کتنے بڑے بڑے ہاتھ پاؤن ہین جسکو تم لائے ہو اُسنے جواب دیا کہ ہم دونون
سے بھی تنومندی مین کم ہی یہ سنکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اسنے کہا بتاؤ تو آخر تمکو کیا شبہہ
ہی جو طنز آمیز کلام کرتے ہو انھون نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ حمزہ جسنے تمام عالم کے سرکشون کی
گردنین توڑ دی خداوندوں کے قبطولات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام درشت چنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار
رہتے تھے کوئی پانچسو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی نوسو من کا ساطور لیکر جنگ کرتا تھا سب کو حمزہ نے پست کر دیا علاوہ
اسکے دیوان قاف کو مارا وقائع نگار لکھتے ہین کہ سمندون ہزار دست دیو کو قتل کیا پس بایین جلادت و زور
وہ تم لوگون سے بھی نحیف و ضعیف ہوگا یہ کلمات انھون نے بدلائل ساطع و لامع بیان کیے کہ گلگون کی شمع عقل باد
حماقت سے گل ہوئی وسنے کہا بیشک یہ سچ کہتے ہین کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر مین لشکر سے جا کر پکڑ لایا ہون اور
سب حال کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا انھون نے کہا حضرت سلامت آپنے سب کچھ کیا لیکن ہم
آپسے پوچھتے ہین کہ جو شخص ایسا زبردست ہوگا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اُسکا نوکر ہوگا وہ کس حفاظت
مین رہیگا کسلیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا عدو جانتا ہوگا ہمنے سنا ہی کہ حمزہ تہخانہ مین اتر کر رہتا ہی اور عیار اُسکی صورت
کا اور کسیکو بناکر بارگاہ مین ہر شب سلا دیتے ہین وہ شخص لشکر کا کبھی گھسیارہ ہوتا ہی کبھی کوئی اور اگر کوئی اسکو
پکڑ لیگیا تو حمزہ چند روز غائب رہکر ظاہر ہوتا ہی تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہو غرضکہ ہمنے خبر اس تہخانیکی بھی لگائی ہی
ہم جانتے ہین اور حمزہ کو لاتے ہین تمھین اختیار ہی جسکو چاہنا برائے نذر خداوند لیجانا خواہ اپنے لائے ہوے
کو یا ہمارے لائے ہوے کو یا دونونکو یہ کہکر اٹھے جست کرکے روانہ ہوے گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور
دلمین خلل پیدا ہوا کہ اُسنے کوچ نہین کیا کہ واقعی دلیلین ان عیارونکی بہت قوی تھین یہ بیشک حمزہ نہین ہی
جسکو تو لایا ہی یہ تو اس شش و پنج مین ادھر اترا ہی اسطرف دونون عیار جو چلے مزاج مین دونون کے چل
سمائی چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے یہ سوچکر یہ ہم بلغر سمت قلعہ کوہ عقیق چلے اور
دن بھر مین راستہ طے کرکے جب عیار عالم گرد گرداوری کرکے قلعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا کہ بیت گم مین
تاریکیان اندھیری سیاہی و چھپے رستے چھپکے چلنے سے راہی + یہ بھی قریب قلعہ مذکور کے پہونچے ازبسکہ یہ
مدت سے اُس جگہ آئے ہوے ہین سب مقامات بخوبی جانتے ہین اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا کہ
سلیمان عنبر مو کا بھانجا منصور زاغ چشم نام ہر رات کو رنڈی لیکر اس باغ مین رہتا ہی عیارونکو
یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہی اسوقت جلدی مین اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے پس
ابو الفتح سے چالاک نے کہا اے بھائی تم ٹھہرو مین منصور کو لاتا ہون اسنے کہا نہین آپ آرام فرمایئے مین

لاتا ہون اور اسکو صحرا مین ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا لیجئے ایک سر مقوے کا سر پہ چڑھایا جو شکل کنگرہ قلعہ کے تھا اور اسمین دس آنکھین بنائین جو رنگ روغن کی تاثیر سے مشعل کیطرح روشن تھین پھر چار ہاتھ بت کے بڑے شانے پاس لٹکائے لباس سات رنگ پہنا چیل اور بوم کے پر گرد رخسار کے لگالئے ایک ہاتھ مین گرز لیا جو روغن ملنے سے آتشناک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک ڈالی میوے کی لیکر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہے چبوترے پر فرش سہرا بچھا ہے پھولونکی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے بیچ چبوترے پر رنڈی حسین وطرحدار بیٹھی مشغول کرشمہ سنجی ہے منصور پاس بیٹھا ہے جب لپٹنے کا قصد کرتا ہے وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہے چٹکیان لیتی ہے کہ موے آتشبازی کے دیو تیرے منھ کو جھلسا نچلا نہین بیٹھتا منصور اسکی باتون سے مزے مین آکر کبھی چٹکی لیتا ہے رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہے شراب کا جام قسمین دیکر پلاتا ہے نشہ رنگ جماتا ہے رنڈی سسکیان بھرتی ہے اوئی آہ کی صدا بلند ہے مستی خانہ دل مین قدم دھرتی ہے

نظم

وہ بستر سے اٹھا ہاتھوں پہ لینا — وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا
وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ — وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ
لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہو کر — وہ آنا ہوش مین بیہوش ہو کر
وہ بڑھ کر سونگھنا ہر عضو تن کا — وہ گھٹنون مین جمانا کچھ بدن کا
وہ ہونٹھون کو زبان سے سلسلانا — وہ ہاتھون کو سر پستان پہ لانا

ابو الفتح سر دیوار اسلیے ٹھہر رہا کہ جب یہ دونون مصروف مباشرت ہون اسوقت مین خلل انداز ہون باصطلاح عوام مزے مین کھنڈت ڈالون اور کلیل مین غلہ لگاؤن چنانچہ جیسا اسنے سوچا تھا وہی زمانہ آیا کہ منصور مستی سے بیتاب ہو کر اس قحبہ بازار سے لپٹا اوسنے نہین اور ہان کرنا شروع کی

نظم

مزے بوسون کے مستی پر جو آئے — اسا دے اور ہی مطلب پہ لائے
ہوے عریان لباس تن اتارے — کیے مستی مین باہم کچھ اشارے

جیسے ہی آمادہ بفعل بد ہوے ابو الفتح دیوار سے اسطرح کودا کہ بڑا دھماکا ہوا رنڈی چو تڑا اچھال کر الگ ہوئی کہ اوئی کوئی آتا ہے اور منصور بھی پیچھے ہٹا جلدی سے رنڈی نے ڈلائی اوڑھی اس نے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت مضاعفہ مین اٹھکا جلا کر جو اترا ہوا اسکو سزا سے معقول دون کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا فرط خوف سے ساری مستی اتر گئی جلدی سے سلام کیا اس انسان عجیب صورت نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اسوقت خداوند نے مجھے وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اسکو عیاشی سے بہت شوق ہے اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ از حد ہوگی یہ کہکر وہ میوہ جو ڈالی مین لگا کر لایا تھا اسکے

حوالے کیا اُسنے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھکر رنڈی کے پاس آیا اور حال کہا یہ بھی بہت خوش ہوئی اس اثنا مین فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھا لو ورنہ میوہ جنت کا ہی یہ دنیا مین نرہیگا غائب ہوجائیگا یہ سنکر دونون نے کھایا فرشتے نے ڈالی اٹھائی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونون بیہوش ہوے اسنے رنڈی کو تو وہین چھوڑا اور منصور کو باندھکر اُسجا تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاک پاس لایا اُسنے رنگ روغن عیاری لگاکر صورت اسکی مثل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پہنا کر پشتارہ باندھکر دونون روانہ ہوے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران مین پہونچے اور ٹھہرے رہے جسدم زاہد شب زندہ دار بیدار ہوا اور بستۂ گلیم شب سے امیر روز کو عیار دہر نے نکالا کہ نظم

پکارے بزم والے لو سحر ہے	فراق شب سے چشم شمع تر ہے
بجی ہر سمت سے نوبت گجر کی	نظر آنے لگی صورت سحر کی

صبحکو پشتارہ لیکر بارگاہ گلگون مین یہ دونون آئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا تھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انھون نے پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کسکو لائے کیا کوئی بیٹا حمزہ کا ہاتھ آگیا انھون نے کہا ہم سب کے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہین بڑی مشکل مین تہخانے مین گئے اور اصل حمزہ کو لائے اسنے کہا دیکھین تو حمزہ کیسا ہی انھون نے پشتارہ کھولا اُسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا ساٹھ آرنج کا قد ہی شخص گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال بیہوش پڑا ہی وہی صورت ہی جس صورت کا حمزہ لایا ہون یہ دیکھکر اسکو متوہم تو پہلے ہی کر دیا تھا اسوقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجثہ حمزہ ہی غرضکہ ایک عیار کو بلاکر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی دہنی جانب خیمہ مین رکھا ہوا ہی لے آ عیار چلا تھا کہ چالاک نے کہا تجھسے اکیلے نہ اُٹھیگا مین بھی آتا ہون یہ کہکر ساتھ اسکے اسی خیمہ مین آیا دیکھا ایک صندوق آہنی رکھا ہے قفل برابر ران شتر کے فولاد کا بنا اسمین لگا ہی چالاک سمجھ گیا کہ بیشک اسمین امیر بند ہین یہ سمجھکر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا حباب اُسکے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگیا چالاک بیٹا عمرو کا پھر اسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اسی نمونہ کی کلید اپنے پاس سے نکالکر قفل کھولا پٹرا اٹھایا امیر کو اسمین بیہوش لیٹے پایا ازبسکہ مرد توانا و پرقوت ہین اسوجہ سے بے آب و دانہ اس دو تین روز مین زندہ بچے ہین ورنہ مرجاتے یہ دیکھکر اُسنے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صندوق مین لیٹا ہون ازبسکہ نحیف و نزار تھے اشارے سے مستفسر ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے نام اپنا بتا کر کہا کہ ایک عیار آپ کو پکڑ لایا ہی مین نے اسکو دھوکا دیا ہی وہ آپ سے پوچھے تو کہیے گا مین حمزہ نہین ہون بلکہ کچھ بات بنادیجیے گا ہرچند کہ دروغ گوئی آپ کا شعار نہین لیکن مصلحت ایسی ہی کافر سے وقت جنگ تصنع کرنا شرع شریف مین جائز رکھا ہی امیر یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسنے پھر بیہوش کرکے صندوق بند کیا اور اس عیار کو بھی ہوشیار کیا اُسنے کہا سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیون کیا تھا مین یہ حال اپنے مالک سے

کھونگا چالاک نے اسکے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ ہے مین صاف صاف جو حال ہی
کہے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ صندوق دیکھکر میرا ایمان ٹھکانے نہ رہا تھا جانتا تھا کہ اسمین مال بھرا ہی پس تمکو بیہوش
کرکے چاہا تھا کہ کچھ نکال لون صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا اسیطرح پھر بند کر دیا عیار نے اسکا کلام
ایسا مصنوعی محمل براستی تھا کہ اسکو سچ جانا اور اسنے کچھ جواہر نکالکر اسکو دیا کہ بھائی یہ تم لیلو اور میری آبرو
بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نہ کھو عیار پر سر ترحم ہوا اور وعدہ کیا کہ کھونگا مگر جو تونے اور چالاکی کی ہوگی
اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہوگی تو مین کہدونگا یہ کہکر صندوق اٹھاکر سامنے گلگون کے
لائے اسنے وا کرکے امیر کو نکالا پوچھا اے شخص تو کون ہی امیر نے بنا بر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہان کون
لایا اور عیار بھی بڑے جھوٹے ہوتے ہین اسنے کہا ارے سچ کہہ بھی کیا کہتا ہی امیر نے کہا سچ یہ ہی کہ مین پہلے
نوشیروان بادشاہ کا نوکر تھا وہ مرگیا اسکا بیٹا فرامرز تھا کے ساتھ ہی اسیکے ساتھ مین آیا تھا ایک
عیار نے مجھ سے کہا کہ ہم تمکو روپیہ بہت سا دینگے آج حمزہ بنکر اسکی جگہ پر سو رہو مین لالچ مین آگیا یہ خمیازہ
اٹھایا کہ قید ہوا گلگون یہ حال سنکر بولا کہ اے چالاک اب تم اپنے حمزہ کو ہوشیار کرو دیکھو وہ کیا کہتا ہے
چالاک نے لرزکر کہا کہ کیون شامت آئی ہی بہت ہوشیاری اچھی نہین ہوتی حمزہ شیر بیشۂ شجاعت ہے
اسکو خداوند اپنا سپہ سالار فرماتے ہین وہ ہزار ہزار من کی قید توڑکر نکل آتا ہی اسکو ہوشیار کرکے تم زندہ
بچوگے پس تمہاری بہتری کیلیے ہم جاکر پکڑ لائے ہین کہ تمھین ذلت بغل خداوند نہو اگر تمکو کچھ شک ہی تو تم اپنے ہی گرفتا
کیے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجائینگے میرا صاحب آپ امتحان لینے والے
کون کچھ ہم آپکا دیا نہین کھاتے شاگرد نہین نوکر نہین پھر کیا مطلب جو ہم بیچ مین پڑین بقول شخصے خردہ نہ بردہ
مفت کا درد گردہ یہ کہکر اٹھے اور چاہا کہ پشتارہ اٹھاکر چلین گلگون کھڑا ہو گیا کہ ہان ہان آپ خفا نہون
واقعی آپ نے ذلت سے بچایا مین نے براہ امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یون ہی کہا تھا کہ دیکھین وہ حمزہ کیا کہتا
ہے مگر سچ آپنے کہا کہ وہ جو ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑیگی یہ کہکر امیر کو کچھ زاد راہ نذر کر دیا اور کہا آپ جائیے
جب لشکر خداوند مین پہونچیگا تو حال کہیے گا امیر نے اسکے کلام کا جواب ندیا اور بارگاہ سے نکلکر راستہ پکڑا
اور اسنے بعوض امیر منصور کو صندوق مین بند کیا اور خیمہ مین بھجوا دیا چالاک کی خاطر مین مصروف ہوا ایک
دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوتے ہین اسنے کہا تم تو ساتھ چلنے
کو کہتے تھے انہون نے کہا ہمارے چار سو عیار شاگرد ہین ہم آپ پاس اکیلے چلے آئے تھے اب جمعیت کرکے بر
تمام خدمت خداوند مین اپنی جگہ پر سے آتے ہین یقین ہی کہ آپ کے پہونچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہکر دونون وا
ہوے اور اسنے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو وہانسے روانہ ہوے تھے راہ سے نابلد تھے کوہستان مین راہ بھول کر
میدان وسیع مین پہونچے جب اس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا ازبسکہ خستہ و شکستہ کئی دن
کے بھوکے پیاسے تھے براے آرام باغ مین آئے دیکھا سبزہ فرش مخملین ارض پہ خفتہ ہی گل بصد تجمل د

زیب ساوہ چمن ہی شاہد بہار پر جوبن ہی بہار افزاے باغ خاطر نسرین ونسترن ہی سنبل کی بیل گلو نپر پھیلی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن رکھتی ہی کہ ابیات

بہار چمن اور وہ لالہ زار
نئے رنگ کی تھی وہان کچھ بہار
نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی
کھلی جاتی تھی شاخ مین ہر کلی
پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہان
مچاتی تھین کوکو کا غل قمریان
گھرا ابر تھا رعد کا شور تھا
روش پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج مکھی کی بہار
چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ مین زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا بچھا تھا مسند پہ ایک پریزاد وقامت رشک شمشاد طبیعت مین جلاد ناز وغمزہ مین اُسکے ہزار دن بیداد ناشنو فریاد کمسن جوانی کے دن بیٹھی تھی نظم

جبین مین بل شکن گیسوی برہم
نظر مصروف جلادی ہر اک دم
غضب آمیز چتون کے اشارے
بلا آئی ہوئی جس کے نظارے
لگاوٹ کے لب و دل محو فریاد
لحاظ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن ساز لیے بجاتی تھین اور ایک بت پری فن اسطرح ناچتی کہ ادا مین اسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر مین لاتی تھین دم رقص یہ حال تھا کہ نظم

دم رقص اُس نے ستم ڈھا دیا
ادا سے زمانے کو بسمل کیا
چمک کر جو اُس بت نے توڑا لیا
دل عاشقان پسکے سرمہ ہوا
ادا اسکی ہر ایک تھی پرستم
قیامت سے کچھ کم نہین تال سم

امیر یہ سامان دیکھکر اور طرف چمنستان مین چلے کہ سامنے کسو کا زنانہ ہی عورتونمین جانا خلاف ہمت مردانہ ہی چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اس نازنین مسند نشین کی نگاہ انپر پڑی پکار کر کہا کہ اے شخص کہان جاتا ہی ادھر آ ایک بات تیرے نفع کی ہی سنتا جا امیر یہ صدا سنکر پھرے اور قریب اُس سرمایہ ناز کے آئے اُسنے مرد بزرگ ووجیہ سمجھکر تسلیم کی پھر باادب تمام گویا ہوئی کہ مین نے اسلیے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن ایک دیو لعین کا ہی جو کوئی بھولکر ادھر آتا ہی وہ دیو اسکو کھا جاتا ہی مین نوکر ملکہ قریش نیم سلطان دختر صاحبقران و ملکہ آسمان پری عالیہ قاف کی ہون اور اس ملکہ موصوف نے میرے باپ کو ایک ملک پردہ قاف مین عنایت فرمایا ہی اور وہ انکی حکومت کرتا ہی یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اٹھا لایا ہی اور طلسم مین پھنسایا ہی اور خواہان وصلت ہوتا ہی جب مین قصد اپنی ہلاکت کا کرتی ہون اسوقت باز رہتا ہی مختصر یہ کہ تم یہان سے جلد چلے جاؤ ایسا نہو کہ وہ آجائے تو مفت جان جائے امیر نے فرمایا کہ وہ بیدین اپنی سزا کو پہونچیگا انشاء اللہ تعالی تجھے اس بلا سے رہائی دیگا تم نہ گھبراؤ اور مشغول عشرت رہو

پھر فرش پر بیٹھے اور جبکہ وہ شہزادی مسلمان تھی آپنے کھانا تناول کیا پانی پیا باغ کا میوہ تناول کیا آسودہ ہوے پھر اُس ملکہ
سے فرمایا کہ چلو اس باغ مین سیر کرین وہ مع اُن نازنینو نکے کہ اُن سبکو دیو اسی ملکہ کی خدمت کیلیے اٹھا لایا ہی ہمراہ چلی امیر
ہر سمت پھرنے لگے ناگاہ ایک سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ شب سے تعمیر تھا اس گنبد کے پاس تشریف لائے دروازہ اسکا وا کیا دیکھا
کہ ایک تخت سونیکا بچھا ہی اُسپر تصویر لقا کی کمال بجاہر رکھی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ لقا بیٹھا ہی اُس تصویر کا حال شہزادی سے
پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق کوہستان ہی اور یہانکا حاکم حسام کوہی ہی یہ باغ اسیکا ہی اور اُسنے یہ بتخانہ بنایا ہی دیو
سے دوستی کرلی ہی کہ جب وہ پرستش آتا ہی وہ کچھ خبر نہین ہوتا اور دیو بھی پرستش کرتا ہی اور وہ دیو ساحر بھی ہی اس بتخانے کی حفاظت
کیلیے کچھ سحر جادو کے طلسم بنایا کرتا ہی امیر نے یہ حال سنکر لاحول پڑھی فرمایا کہ افسوس اس لقا مردود نے ہزارہا آدمی کیا
ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا ہی یہ فرماکر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی بزبان جناب خلیل اللہ اپنے جد بزرگوار کے اس گنبد میں آکے
ہر طرف سے غل ہوا کہ الحذر کہیں بخداوند سے بے ادبی کیا چاہتا ہی امیر کو بسبب تکلف کے اسم اعظم یاد تھا ورد زبان
فرمایا اور اس بت کی ایک انگلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو اس ظالم نے خداوند کو مارا کہ وہ بیچارے نہ کچھ
کہتے ہین نہ سنتے ہین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی تمام باغ مین اندھیرا ہوگیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سیاہی
موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہی امیر نے اسکو آتے دیکھکر اُس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو
بڑے جوش خروش سے کہتا ہوا کہ او آدم زاد سیاہ سر سفید دندان بڑا غضب تو نے کیا خداوند کی توڑ پھوڑ [illegible]
شروع کردی یہ کہکر قریب آیا اور ایسا افسون کیا کہ ہزارہا دیو پیدا ہوکر امیر پر دوڑے آپنے اسم اعظم پڑھا وہ دیوان سحر
غائب ہوئے اور وہ دیو چقماق جادو پکڑکر حملہ آور ہوا امیر جست کرکے زیر بغل اس دیو کے آئے چقماق جادو خالی گئی
اُسنے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان لقمہ لذیذ عقاب ہو نذر خاک ہوکر گرا چاہتا ہی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ امیر نے نعرۂ اللہ اکبر
اس زور سے کیا کہ دیو ناچنے لگا اور پکارا کہ او انسان تو بہت جیتا ہم شاید زلزلۂ قاف ہی یہ کہکر دوڑا اور لپٹ گیا
پھر تو آپ نے بھی یہ حال کیا کہ

نظم

در آمد باو آن گو نامدار ۔۔۔ گرفتہ پدبال او استوار
گرفت آن پد بال گرد دلیر ۔۔۔ کہ آرد گو پہلوان را بزیر
ہمین گوشت کندند ازان آن ازین ۔۔۔ ہمی گل [illegible] از خون سراسر زمین
سرانجام ازان کینہ و کارزار ۔۔۔ بپیچید برخود گو نامدار
بزد چنگ و برداشتن تیرہ شیر ۔۔۔ بگردن برآورد دلبند و زیر
زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان ۔۔۔ چنان کز تن دیو بردن کرد جان

جب وہ دیو زمین پر چت ہوا آپ اُسکے سینے پر سوار ہوے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت خداے پاک مین اس
دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتائیے تو مین اسلام اختیار کرون آپنے فرمایا کہ ہم زلزلۂ قاف حمزہ صاحبقران ہین دیو
نے کہا پردۂ قاف سے مین تیرے ڈر کے مارے پردۂ دنیا پر بھاگ کر آیا تو پردۂ دنیا پر بھی میرے تعاقب مین پہنچا

اب تیری جگہ اور کونسی لاؤن جہان جاؤن جاتا مین نے گردین تیرا ہی چاہیے مین مسلمان ہوتا ہون امیر اسکے سینے پر سے اُترے اور کلمہ طیبہ
بتایا وہ دیو بسر ارادت مسلمان ہوا یہ کیفیت دیکھکر اس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ کے ہین دوڑ کر قدم پر گری
امیر نے تسکین و دلداری فرمائی پھر اس دیو سے فرمایا کہ اس شہزادی کے ملک سے کسیکو بلا تاکہ وہ اسکو لیجائے دیو نے تعظیم
عرض کیا کہ مین اسکو بآرام تمام خدمت قریشیہ مین پہونچا دونگا اور رسید اسکی لا دونگا آپنے فرمایا کہ اچھا لیجاؤ دیو ملکہ
کو سوار کرکے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہان فروکش ہوئے اور نماز پنجگانہ جو باقی تھین شرط خدمت
بجا لائے تین روز امیر وہان رہے تیسرے روز دیو نے لاکر نامہ سر بمہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی
لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ سمنبر پری بآرام یہان پہونچی امیر نے وہ عرضی و نامہ
پڑھکر ان عورتون سے فرمایا کہ تم اپنے شہر و دیار کا پتہ بتاؤ کہ بھیج دیا جائے ازبسکہ وہ سب پردہ دنیا کی رہنے والیان
تھی جہان جہان کا پتہ بتایا دیو ایک ہی دن مین سبکو پہونچا آیا بعد الفراغ امیر بھی روانہ ہوئے دیو کو نامہ بنام
ملکہ آسمان پری لکھدیا بعد خیریت کے لکھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا غرضکہ دیو تو اُدھر گیا اور امیر نے اُس
باغ مین جو جو اشیاء جواہر کے تھے مال کا غزنچہ کے لیلیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ ہوئے جیسے ہی سرحد باغ سے
نکلکر دشت مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے آگے لشکر کے بعہدہ افسری ایک کوہی دراز قد بدست شکار
کھیلتا آتا ہے باز دار قراول ہیلیے ساتھ ہین امیر سامنے ڈٹکر کھڑے ہوئے اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے
ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ مین دیکھی پکارا کہ اے اہل دوست تونے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے کر ڈالا
یہ کہکر فوج کو محاصرہ کا حکم دیا پھر تو

نظم

ہوئے تیار مردان دلاور — بشکل ابر تر امڈا وہ لشکر
صدا دینے لگے گو کیت ہر سو — بہادر جم گئے پہلو بپہلو
صفین تیار سر تیغون کے عریان — اجل حاضر مگر سر در گریبان
صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار — ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیز نیام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سرزمین کا
ہے اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرہ ہے جب اُسنے نام امیر سنا معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہین جسم اپنا تنومند امیر سے بڑھکر
اور خیال کرکے کہ یہان اکیلے ہین کیا کر لینگے معلوم ہوتا ہے یہ سردار اور عیار دھوکے بھروسے پر لڑتے ہین تو انکو زندہ گرفتار
کرلے یہ سوچکر فوج کے افسرون سے کہا تم ٹھیرے رہو حملہ نکرو مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کود کر سامنے
آیا اور امیر سے کہا آپ پیدل ہین اور اکیلے ہین بس مین بھی اکیلا اور پیدل ہی لڑونگا آپنے فرمایا جسطرح تیرا جی چاہے
لڑنے ورنہ تو موقوف رکھے مگر آمادہ بہ کشتی ہوا اور خم ٹھونک کر بمقابل آیا ہاتھ سے ہاتھ ملایا کشتی بعد ورزش شروع
ہوئی امیر نے بعد دو چار زور اسکے روکنے کے کمربند مین ہاتھ ڈالکر لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کیا اسکو بڑی حیرت ہوئی
کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اسنے اٹھا لیا غرضکہ بہت نادم ہوکر پکارا کہ اے شہریار امان دیجیے آپنے فرمایا بشرط

ایمان لانے کے امان طلبگی اس نے اقرار کیا آپنے زمین پر رکھدیا اور کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر دلمین کینہ رکھکر طوطے کیطرح اقرار اسلام بظاہر کرکے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بلاکر قدم اقدس صاحبقرانی پر گرادیا پھر ہوادار پر سوار کرکے سپاہ و حشم تمام اپنے قلعہ مین لیچلا یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ مین ایک قلعہ فلک فرسا بنا دیکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا بر سبیل اختصار یہ کہ در قلعہ وا ہوا امیر داخل قلعہ ہوئے شہر آباد رعیت دلشاد پائی راستے پختہ سڑکین ہموار دکانین بچین عمدہ بازار نظم

زمین شفاف رستہ جابجا صاف ۔ نگاہوں کو میسر لطف اطراف
دکانین وا ہوئین اسباب نکلے ۔ کھلے ڈبے وزنایاب نکلے
زمرد لعل نیلم حمد و الماس ۔ گرہ سے کھل کے آتے جوہری پاس
خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق ۔ تماشہ گاہ تھا داماں آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اُسکے دارالامارۂ شاہی مین تشریف لائے اُسنے عرض کیا کہ تخت میرا حاضر ہے بیٹھیے امیر نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہون خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج ملک چند جنسہ اے زرین خدمت شاہ مین بھیجدینا یہ کہکر آپ دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کو بھی کرسی کرسی بپایہ بپایہ جاگزین ہوے حسام یہان جاکر ستر خدمتگذار مین حاضر تھا ارباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی تیاری کی یہ خاطر داری کی کہ نظم

وہ خوشبوئین کہ جی لوٹے بشر کا ۔ رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا
طعام عمدہ کی تیاریاں کین ۔ دکھایا ناچ دل کو راحتین دین
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک ۔ غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
پھر اتنے مین لے آیا بادۂ جام ۔ پکارے ساقیان سیم اندام
کہ آ پیارے ملا یہ جام لب سے ۔ ذرا ایمان کو ٹھنڈا کر غضب سے

جب سامنے امیر کے جام آیا آپنے فرمایا کہ مین شراب نہین پیتا ہون ہان اگر مارالّلحم ہوتا تو تم سبکا آسے پیکر ہم شریک ہوتا حسام نے یہ کلمہ سنکر اسیوقت مارالّلحم تیار کرایا اور اسمین بیہوشی ملاکر سامنے لایا امیر صاف دل ہین وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرع ظاہر پر ہی بس ہے دسواس مارالّلحم نوش فرمانے لگے جب دو چار پیالے پیے کنپٹیان لپکنے لگین سمجھے کہ اسنے دغا کی چاہا کہ اٹھکر ہوا کھاؤن اور تدبیر دفع بیہوشی کرون لیکن جیسے ہی اُٹھے بیہوش ہوکر گرے اُسنے تمام افسرون سے کہا کہ اسوقت ہمنے یہ مصلحت اسلام اختیار کیا تھا سپاہ گری کے ہتھکنڈے مین ہمیں دشمن پر قابو پانے سے مطلب ہے تم بھی دین لقا پرستی نہ ترک کرو سرداران کے بعض خوش ہوے اور بعض ناخوش ہوے کہ دغا کرنا اچھا نہین جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی انکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہو رہے اور حسام نے آہنگر بلاکر قید سخت مین مبتلا کرکے امیر کو زندان مین بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا چالیس ہزار کوہی دیو صورت مسلح و مکمل ہوا اُسنے قلعہ ایک اپنے عزیز کے

سپرد کرکے آپ گرگردن مست پر سوار ہوکر اور امیر کو عرادہ پر بٹھا کر بخشم وخدم جانب قلعہ عقیق کوہ برائے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا کہ بموجب نظم

نشست از تمازی اسپ سمند	ہمین تاخت ترسان زبیم گزند
پس پشت او سی ہزار از یلان	سواران جنگی و سنگی دلان
ہمہ برگرفتند یکسر خروش	زمین پر خروش و ہوا پر ز جوش
غریوان و جوشان چو شیر ژیان	کمانے ببازو کمر بر میان
ہمی رفت در دشت چون پیل مست	یکے گرزۂ گاو پیکر بدست

جب قلعہ سے دو منزل پر جاکر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ نہوا تھا کہ صحرا کیطرف سے گرد اڑی اور ایک لشکر کہ ہوگا ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا اسنے ہلکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ سرمہ کوہی پہلوان دوران رستم سرزمین کوہستان بہر مدد خداوند جاتے ہین یہ خبر سنکر اسنے چند سردار اپنے ساتھ لیے اور استقبال جاکر کیا سرمہ کوہی بھی گینڈے پر سے اترا دونون بغلگیر ہوے دونون لشکر ایک مقام پر اترے اور دونون بادشاہ ایک ہی بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوے جام گلگون کا دور ہوا مزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ مین حسام نے کہا کہ اب مجھسے بڑھکر کون ہوگا مین نے حمزہ کو گرفتار کیا ہے سرمہ کوہی کو اسکی لاف زنی بڑی معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہے اور صاحب ظرف ہے تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو حسام نے کہا تمہین کچھ شک بھی ہے اگر شک ہو تو مین حمزہ کو بلاکر دکھاؤن اسنے کہا شک کیا ہے لیکن مجھے بیشک حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا یہ کہکر مصروف راحت ہوا جسوقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکلکر عازم سفر منازل افلاک ہوا کہ بیت نمود صبح نے جلوے دکھاے ۔ نگاہون نے نئے سامان پائے ۔ صبح کو دونون بادشاہ اٹھے جام صبوحی پیے ارادہ سفر کیا ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ سرمہ نے کہا بھائی صاحب حمزہ کو سامنے بلوائیے حسام نے زنمان بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ بمجرد حکم بہت سے سوار با شمشیر برہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سردار عالیشان بہ بیڑی سلسل با قید گران سامنے آئے اور بنا بر دستور اہل اسلام پکار رے کہ سلام ہمارا اسپر اس انجمن مین ہے جو اشیاء کو واحد اور اُسکے پیغمبر کے دین مبین کو سچا جانتا ہو سرمہ یہ نعرۂ عجیب سنکر کہا کہ کیون حمزہ ابھی ہلکی مگر یہی کابل نہین چلا مجھ ایسے پہلوان کا ذرا ادب بجا نہ تسلیم نہ آداب یہ نعرہ مارا نام خداے نادیدہ سے یہ درد ہو دلیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ مین نامرد ہون کا رعب نہین مانتا بلکہ انکو ذرے سے بھی کمتر جانتا ہون اسنے یہ کلام سنکر کہا کہ کیون مجھکو کیا یہ مردانگی میرے بھائی نے نہین زیر کیا امیر نے فرمایا کہ مردانگی کا حال اسکی اُسکے سردار اور وہ خود جانتا ہے اسی سے پوچھیے اسنے حسام کیطرف دیکھا اور سردار دنسے حال پوچھا انھون نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی اُسنے حسام سے کہا کہ اسی منھ پر کل یہ لاف زنی تھی تو نے اوبھیا نام ہمارے کوہیون کا بھی نامردی مین ڈبو دیا آبرو کھودی یہ کہکر گویا ہوا کہ امیر اگر کوئی آپکو مردی زیر کریگا تو اطاعت کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی بھر اسکی

اطاعت کرونگا یہ سنکر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرادے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا ہے تو کچھ تیری
ضرورت نہیں ہے یہ کہکر خانہ زور مین آکر چپ خم مارا اور یہ پکڑکر جھٹکی بیڑی بسان تار عنکبوت توڑکر پھینکی ہر سمت سے
احسنت کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا اے سرمہ تم نے اچھا نہ کیا جو اس آفت کو رہا کیا اب بھی ازروے علیوہ
کے اسکو گرفتار کرو اُسنے کہا تو جھک مارتا ہے مجھے بھی تو نے اپنی طرح بودا مقرر کیا ہے ادب عزت سے خبردار مجھسے ایسا
کلام نکرنا یہ کہکر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہون اور امیر کے اسلحہ حاضر ہون پھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑہ درست ہو
مین زور آزمائی کرونگا بنا بر حکم ملازم عمل مین لائے اکھاڑہ درست ہوا وہ لنگوٹ کھینچکر اکھاڑے مین کودا
خم بجایا امیر بھی کود پڑے اور باہم سرگرم تلاش ہوئے ٹکر چلنے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اس کشتی مین حسام نے
یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کرکے اور افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج لے کر تم آگے بڑھو جاؤ مین بھی آتا
ہون نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا اور دریائی کشمکش کے سواے از بسکہ امیر
کو عجلت منظور تھی دو پہر تک لڑکر صاحبقران زور اسیر کیا وہ زور بغیر تائید ربانی نہین حریف تاب اُسکی
نہ لاسکا آپنے اٹھا کر دے مارا کہ چار دن شانے چت گرا دوڑکر آپ سینہ پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ حالا در شناختن
پروردگار عالم چہ میگوئی اُسنے عرض کیا کہ تا زندہ ام بندہ ام امیر سینے پر سے اترے اُسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا آپنے
گلے سے لگایا اور کلمہ بتایا سرمہ کوہی کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگام مین کہ امیر اُسکے سینہ پر
سوار تھے حسام گھوڑا اڑا لکر نکلگیا فوج جو آگے بھیج چکا تھا اُسمین شامل ہوکر جانب عقیق کوہ چلا سرمہ کوہی نے تمام
فوج کو مسلمان کیا اور باقیماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہوکر اُنھون نے بھی کوچ کیا امیر
بافوج کثیر بصد جاہ و جلال روانہ ہوے لیکن انسے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہونچا لقا نے کوہی بہر استقبال
بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اسکا بیرون قلعہ اترا وہ خود قلعہ مین گیا خداوند کو سجدہ کیا خلعت ملا دنگل پر بیٹھا اور حال
کہا کہ مین اسطرح حمزہ کو لایا تھا لیکن یہ اتفاق ہوئی اور رہا ہوگیا یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اسکے قبل خبر پہونچ
چلی تھی کہ مسعود زاغ چشم باغ مین رنڈی پاس تھے رنڈی رہگئی وہ غائب ہوگئے لقا سے سبنے پوچھا تھا کہ
خداوند بتلائین اسکو کون لیگیا ہے لقا نے کہا کہ خداوند جانتے ہین لیکن بتلائینگے نہین ہمارا پنجہ قدرت اسکو ہماری
بہشت مین چھوڑ آیا ہے اس کلام سے ہر ایک شورش تھا کہ اول حسام آکر پہونچا دوبارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ
قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہے خداوند نے اسکا بھی استقبال کرایا لشکر اسکا بھی بیرون قلعہ اترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا
نذر دی سجدہ کیا خلعت عنایت ہوا بیٹھا اسمین خداوند نے حکم دیا کہ آخر بمقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے
آئے ہین پس بیرون قلعہ چلنا پڑیگا مناسب ہے کہ ابھی چلنا چاہیئے یہ حکم سنکر خیمہ و خرگاہ و بارگاہ جمشید خداوندی
سب سامان میدان مین فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہوچکی خداوند مع لشکر کوہیان قلعہ سے نکلکر داخل
بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان چالاک ابو الفتح آچکے تھے اُنھون نے بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ
ہمکو بھی چلنا لازم ہے دیکھین وہان کیا دل لگی ہوتی ہے یہ صلاح کرکے دو دو سو عیار دونون نے اپنے ساتھ لیے

اور آپ اسی صورت پر مکار و غدار کی بنکر عیاروں کی شکلین بدلوادین ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے لشکر سے نکلکر
صحرا مین آئے پھر وہان سے لشکر لقا مین پہونچے اسنے خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجا یہ لشکر بھی قریب افواج
کوہستان اترا یہ دونون سامنے خداوند کے گئے بنابر دستور کے نذر دی تسلیم کی سجدہ نہ کیا لقا سمجھا کہ یہ کوئی اہل
دین رکھتے ہین پونے دو سو خداؤن کو نہین مانتے ہین یہ سمجھکر بحیرت تمام انکی طرف دیکھنے لگا یا اسکی نگاہ پہچان گئے
کہ سجدہ کیلیے ناراض ہین بس اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آئے اور دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم نرے سپاہی یا
عیار ہی نہین ہین بلکہ آپکے دین کے عالم ہین وہ کتابین جو آپنے معرفت اپنے پیغمبرونکے ہم بندون پاس بھیجین وہ
سب ہمین یاد ہین چنانچہ ہر جگہ اس کتاب مین آپنے فرمایا ہے کہ جو کام مسلمان کرتے ہین وہ میرے بندے ہرگز نکرین
مسلمان غسل کرکے اور وضو کرکے اپنے خدا کو یاد کرتے ہین میرے بندے بحالت نجاست مجکو یاد کرین جب نجس ہین
ہونگے اور سجدہ کرینگے تو مین قبول کرونگا بس ہم سفر مین تھے نوبت بفعل بد نہین پہونچی اسوقت تک پاک ہین اسلیے
سجدہ نہین کیا لقا نے کہا اے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان نکرو واقعی تم میرے دین کے
بہت بڑے عالم ہو غرضکہ یہ باتین زبان خداوند سے سنکر سب اہل دربار اُٹھے اور مکار و غدار کے دست و پا
کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہین خداوند نے بھی حکم دیا کہ جسکو سوال دین لقا پرستی تحقیق کرنا ہووے وہ انکے
پاس جاکر پوچھا کرے سب تو معتقد ہوے لیکن بختیارک گھبرایا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کوئی عیاران اہل اسلام سے
ہین بیخ بیچ ہمارے دین کی کرتے ہین چاہتا تھا کہ کچھ کہے مگر گلگون نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ خداوند مین حمزہ کو قید کر لایا
ہون اُسے قتل کیجیے حکم ہوا کہ منگاؤ وہ اُٹھے اور صندوق اٹھوا کر لائے بیڑا او کیا منصور کو نکالا بختیارک نے دیکھا
کہا یہ حمزہ نہین ہے اتنے بڑے اعضا کہان گلگون نے کہا واہ مین اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے چرا
لایا ہون بختیارک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا اُسنے جواب دیا کہ عیار حمزہ روز بناکر سلایا کرتے ہین اور اصلی کو
چھپا دیتے ہین یہ کہکر سب ماجرا جو کچھ چالاک نے بتلادیا تھا بیان کیا بختیارک خوب ہنسا اور کہا کسی مرشد
نے خوب پٹی پڑھائی واقعی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ کہکر ناچنے لگا عیار بہت نادم ہوکر بغضب بولا کہ او شیطان
تجھے سوائے مسخراپن کرنیکے اور کچھ نہین آتا ہے شیطان نے کہا مجھے تو کیا آتا ہے لیکن تمہین کسی نے ضرور مسخرا بنایا ہے
کہو راہ مین کون ملا تھا اُسنے سب حکایت گذشتہ اپنا طرار بنکر حمزہ کو لانا راہ مین دو عیاروںکا ملنا بیان کرکے
مکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تھے اور بختیارک نے کہا ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہین یہ
سنتا تھا کہ چالاک و ابو الفتح سنبھل کر کھڑے ہوے اور بختیارک نے بخوبی انکو پہچان کر سلام کیا اس اثنا
مین منصور کو ہوا لگنے لگی ہوش آگیا پکارا کہ یا خداوند میری کیا خطا ہے جو گرفتار کیا ہے ہم منصور کوہی اسکا
نعرہ سنکر حسام نے کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور بتخانہ تباہ کرکے قید ہوا پھر سرمہ کوہی نے چھڑا دیا جب اُسنے سب
کیفیت بیان کی لقا نے گلگون کیطرف دیکھا اسکو یقین ہوا کہ مین نے دھوکا کھایا بغضب تمام نیمچہ پکڑ کر چالاک
پر دوڑا ابو الفتح نے پشت پر سے نعرہ کرکے ایک مول ماری اُدھر چالاک نے اتر کیا اور اسکا نیمچہ خالی دینے کو

پچھلے پاؤن اڑ گیا اتفاق سے اس پتھر پہ پاؤن آسکے پڑے جو دربارگاہ پر آستانہ بناتے ہین یہ دستور ہی کہ بادشاہون کی
بارگاہ کے در پہ سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہی اور بعض ملازم بارگاہ اُسی پتھر کو بوسہ دیتے ہین چنانچہ اس سنگ
پر جو پاؤن پڑے پھسل کر گرا عیاران گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے صد ہا کمندین پڑ گئین چالاک نے ہر چند چاہا کہ
لوٹ مار کر اور حلقہ ہاے کمند کو کاٹکر نکلجاے ممکن نہوا آخر پکڑ لیا گیا مگر ابو الفتح اس ہنگامہ مین جست کرکے نکل گیا اور
غلغلہ جو ہوا انکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کسیطرف سے سب نکلگئے بارگاہ مین منصور کے
ہاتھ پاؤن منھ دھلایا صورت نکل آئی گلگون بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا اسوقت بختیارک سوچا
کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمرو کا مارا گیا تو عیار تجکو زندہ نہ چھوڑینگے تجھے لازم ہی کہ یہانسے ٹلجا یہ سمجھکر اس عیار سے
کہا کہ ٹھہر جاؤ یہانسے مین چلا جاؤن تو قتل کرنا وہ قائل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکلکر اپنے خچر پر سوار ہو کے جانب خیمہ
سکونت خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علٰحدہ ہوے انمین سے قاسم تیغ اعادی کہ قوم عاد سے ہی اور
عمر معدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قد و قامت رکھتے ہین انکا عیار ہی اور یہی ایسا عیار ہی جو ایسے جسیم پہلوان
قوم عاد کا پشتارہ اٹھاتا ہی اس عیار کو ابو الفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہ ہی عمرو کی صورت
سے کسلیے کہ بھانجا انکا ہی پس آپ صورت بعینہ خواجہ عمرو کی ایسی بنا ادھر قاسم عیار دیو بنکر تیار ہوا سر پر سینگ
لگائے پر لگائے دم لگائی پھر وہ عیب مجھو پر چڑھا دیا ایک ہونٹھ تا چشم پہونچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکا ہوا زنجیر آہنی کمر سے
لپیٹی جب یہ شکل بنچکا دو پر اپنے شانوں پر لگا کر ابو الفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے
خیمہ بختیارک قریب تر ہو صحرا مین جاکر جست دس دس گز کی کرتا ہوا جیسے کوئی اڑتا ہی خیمہ شیطان مین آکر
گرا وہ خیمہ مین آچکا تھا خواجہ کو گردن دیو پر سوار دیکھکر کھڑا ہو گیا اور بہت جلد صندوقچہ ہاے چند جواہر زر و
جواہر کے دھرے تھے اٹھا کر نذر کیلیے عرض رسا ہوا کہ زہے سعادت میرے کہ قدوم سعادت لزوم کی زیارت
نصیب ہوئی آنکھین دیدار کو ترستی تھین آج کدھر سجدہ شکر کرون جو میری آرزو تھی وہ پوری ہوئی عمرو نقلی خنجر پکڑ کر
کودا اور اسپر چلا وہ جلدی سے لیٹ گیا آنکھین بند کرلین کلمہ پڑھنے لگا گڑگڑا کر یہی کہتا تھا کہ کوئی صورت بھی میرے
بچنے کی ہی خواجہ نقلی نے کہا مرا مزا ابے بیٹا ہمارا مارا جائے اور تو زندہ بچے اسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہین بھلا
میری زندگی مین کوئی انھین مارسکتا ہی خواجہ نقلی نے کہا کیا کہون اگر حکم حمزہ دیوے کام رزم کا لینے کیلیے نہ ہوتا تو اس
عیار کو دیو سے کھلوا لیتا خیریت اسمین ہی کہ جلد میرے فرزند کو رہا کرادے بختیارک جلدی اٹھا اور پکارتا چلا
کہ خبردار نہ مارنا نہ مارنا نہ مارنا شکریون نے بیٹا بانہ پکارنا سنکر لقاے اللہی کی گلگون تلوار لگایا ہی چاہتا تھا کہ
خبر سنکر ادھر شیطان جو جانب بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہوے راہ مین اسنے پوچھا کہ کیون کیا طلسم
فتح ہو گیا جو آپ تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ مین بیستہ دو مہینہ وہان رہتا ہون اور دو دن کے لیے خبر
لینے لشکر اسلام کی آتا ہون دیوان طلسم قبضہ مین آگئے ہین وہ لیجایا اور لے آیا کرتے ہین اگر تمکو شک ہو تو دیو کے حوالے
کرون شیطان کی روح نکلگئی کہا مین نے تجھکو شک راجو حال پوچھا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین بدحواس آیا کہا خبردار مارنا نہین

وہ آگئے لقا نے کہا اے بیہودہ کیا بکتا ہے آتا ہی ابھی تو کہہ گیا تھا کہ قتل کرنا ابھی یہ بکتا ہے کون آگئے اسنے کہا ہاں یا تو مجکو
جانے دو جان ہے تو جہان ہے قید کاٹ دو گلگون نے کہا میں تو نہ مانونگا یہ کہکر قتل کرنے بڑھا بختیارک دوڑ کر چالاک
پہ گرا کہ ہائے میرا بھائی میں اپنی جان دونگا مجھے کون قتل کرتا ہے گلگون اس ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک
کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابو الفتح جو ساتھ آیا تھا اسنے نعرہ کیا گلگون پھر نیمچہ کھینچ کے دوڑا مگر اب انکو کب پاتا ہے
دونوں جست کر کے نکلگئے گلگون نے کہا ملک جی تمنے انکو ہاتھ سے کھو دیا اسنے کہا خیر گذری ورنہ بڑی آفت تھی
میں تو سمجھا تھا کہ وہ آگئے مگر نہیں وہ نہ تھے اسنے پوچھا کہ یہ وہ آگئے تم کسکو کہتے ہو اسنے جواب دیا کہ بس بات کو یہیں تک
رکھو زیادہ نہ پوچھو نہیں اور آفت آئیگی اور گلگون نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عیار یہاں بلائے روزگار ہیں مگر میں سبکو
باندھ لاؤنگا اب تم میرے مقدمہ میں دخل نہ دینا یہ کہکر مصروف عشرت ہوا اُدھر خاقان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار
کو لینے چلے تھے وہاں آئے کہ جہاں باغ سحر لگا تھا اب جو دیکھا کہ اس باغ اور ملکہ مذکور کا بھی پتہ نہیں مایوس ہو کر
پھر گئے بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ اب وہاں باغ نہیں اور نہ وہ ساحرہ ہے بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن بہار
باغ سحر لگا کر بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا سٹا کر جانب کوہ عقیق گئی اسلیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اسلام
ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجوں بادشاہ اسلامیان نکلیں تو دیکھوں دل سینہ میں طپاں لب پر جوش عشق سے فغاں
آنکھیں چار سمت نگران دیدار محبوب کی جویاں سرکوہ پر فرہاد وار کھڑی ہوئی اور تلاش شیریں جو دہن کرنے لگی
قضائے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اس حوالی میں طلسم سے آکر رہا تھا اسطرف آنکلا اور اسنے اس ملکہ بادیہ
غریق بحر محبت کو حیران استادہ پایا ازبسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا شناخت کر کے قریب آکر
سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کہاں اکیلی کھڑی ہیں ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا ایسے ویسے ساحر کی حقیقت یہ
نہ جانتی تھی اسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ میں شریک اہل اسلام ہو گئی ہوں یہاں بہر ملازمت شاہ اسلام آئی ہوں تو بتا
کہ کون ہے اسنے اپنا نام بتایا اور کہا میں رہنے والا طلسم کا ہوں اسطرف آیا تھا آب و ہوا بھائی اچھی معلوم دی یہیں
سکونت اختیار کی اور یہ طلسم کی حفاظت بھی کرتا ہوں اور شاہ طلسم سے تنخواہ پاتا ہوں مکان میرا قریب ہے ملکہ نے
فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہے کہ اطاعت اہل اسلام کر جو تنخواہ وہاں سے ملتی ہے اس سے دونی تجھکو ہماری سرکار سے ملیگی
یہ کلام ہدایت نظام سنکر وہ اپنے دل میں سوچا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اگر انکار کرتا ہوں مار ڈالیگی لازم ہے کہ
اسکو مکر سے گرفتار کروں یہ تجویز کر کے عرض رسا ہوا کہ فرمانا آپکا قبول کرنا میری سعادت کونین ہے مگر اس شرط سے
کہ آپ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں اور نان خشک نوش فرمائیں عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل
بسر و چشم کروں یہ سنکر بہار سوچی کہ یہ ساحر مطیع اسلام ہوتا ہے کیا نقصان ہے جو ساتھ اسکے گھر تک چلی جاؤں یہ سوچکر
ہنسی اور کہا اے بھائی جو تیری خوشی ہے تو چل میں چلتی ہوں وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملکہ کو لیکر درہ کوہ سے
گذرا ایک صحرا میں لایا لب جوئبار اسکا قصر عالیشان اور باغ دلستان بنا تھا اندر باغ کے داخل ہوا وہ
گلزار سراپا بہار تھا رشک لالہ زار تھا دنیا کے رنگ و بوٹے برنگ نگارخانہ مانی لاثانی کھلے تھے نہریں جاری

ڈور سے جڑے تھے بارہ دری میں فرش مکلف پر مسند بچھی تھی صفا میں چادر ماہ کو شرماتی تھی ملکہ کو وہاں لاکر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے
اُنسے اشارہ کیا وہ کشتیاں شراب کی لائے اُسنے جام بھر کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایفاے وعدہ کرو یعنی اطاعت
اسلام کا دم بھرو تو میں شراب پیوں اسنے بپاس خاطر بہت سی قسمیں کھائیں اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام جام
بیک جرعہ درکشید کیا اسنے دو ایک جام متواتر دیے پھر بیہوشی ملا کر جام دیا اس مست مے الفت نے کچھ تکرار نہ کی
پی گئی نشہ بیہوشی کا دور ہوا تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہو گئی اسکے حسن و جمال پر مفتون تھا قاصد ہوا کہ حالت بیہوشی میں شیشہ عصمت
سنگ ظلم سے توڑے بے حیائی سے منہ نہ موڑے لیکن حق تعالی جسکو بچائے اسکو کون بے آبرو کر سکے اس مفسد کو خیال آیا کہ یہ
معشوقہ شاہ طلسم ہے مبادا اسکے پاس جاکر وصل اسکا منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہے اور علاوہ اسکے یہ خود
زبردست صاحب ملک و لشکر ہے نہیں معلوم بعد کو کیا حال کرے پس لازم ہے کہ اسکو بادشاہ طلسم کے پاس لیچلوں اور انعام
مانگوں پھر خیال کیا کہ شاہ طلسم اسکا عاشق ہے وہ مجھے نہ دیگا اور وہ بھی اسکے بحر محبت کا شناور ہے سنا ہے کہ خلعت و منصب بہت دیتے
لشکریان اسلام میں لینگے اس سے مناسب ہے کہ خداوند پاس لیجاؤں وہ قریب بھی ہیں وہ بھی دینگے اور انکے دینے سے
بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کر سکیگا یہ سمجھکر ملکہ کو سحر میں خوب سا مسحور کرکے کاندھے پر لاد کر بزور سحر اڑا اور ایک ہی سناٹے میں قریب قلعہ
عقیق پہونچا یہاں بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہیں انہیں کا ذکر ہو رہا تھا کہ علامت تحیر پیدا ہوئی اور ساحر آکر بارگاہ میں پہونچا
سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بہار کو لادے لاتا ہے غرضکہ اُسنے ملکہ کو سامنے ڈالدیا اور خداوند کو سجدہ کیا پھر دست ادب باندھکر
تمام کیفیت عرض بیان میں لایا لقا نے کہا اے بندہ قدرت تو نے بڑا کام کیا ہے جو اسکو گرفتار کر لایا اسنے عرض کیا کہ امیدوار ہوں
یہ مجھی کو مرحمت ہو لقا چاہتا تھا کہ کہے ہمنے تجھے دیا لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوند یہ وہی باغیہ ہے جسنے باغ سحر لگایا تھا جلد
اُسکو بحالت بیہوشی قتل فرمائیے اور اس ساحر کو کوئی حور جنت دیجیے گا لقا نے اس ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہے ہم
تجھکو حور جنت دیتے ہیں اسکو قتل ہو جانے دے ساحر چپ ہو رہا اور اسنے حکم قتل دیا جلاد طلب ہوا لشکر میں غلغلہ ہوا کہ
بہار پھر قید ہوئی اور قتل ہوتی ہے عیار جو بھاگ کر گئے تھے بشکل مبدل لشکر میں پھر رہے تھے انہوں نے بھی سنا اور چالاک بہت جلد بصورت
جلاد بنا چہرہ سیاہ کیا مہیب صورت ہو کر گردنا باندھکر چوڑا تیغہ بارہ دار ہاتھ میں لیا ہار ناک کان کٹے ہوے کا گلے میں
پہنا رومال تیغہ کا خون پونچھنے کا کاندھے پر ڈالا کہ جس سے خون تازہ کی بھبک پیدا تھی غرض اس صورت سے بارگاہ
میں آیا وہاں جلاد تو طلب ہو رہا تھا ہی اسنے آتے ہی اُٹھ سلام کیا کہا اس شخص کا باپ جلاد دادا جلاد سات پشت سے گردن کاٹی روٹی
کھاتا ہے کون گنہگار ہے جلد بتلائیے کہ ایک ہی ہاتھ میں رشتہ جان جدا کر دوں بختیارک نے کہا یہ زن ساحرہ جو غافل پڑی
ہے مارا سیر ایک ہاتھ کر سر جدا ہو جائے جلاد نے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش ہو تو پوچھ لوں اُسنے کہا کہ ضرورت ہوشیار
کرنیکی نہیں ہے جلد قتل کر جلاد نے کہا بہتر ہے اور گوہر سے کہا آپ ساحر ہیں ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجیے کہ کوئی عیار دستبرد
اگر مجھ پر نہ پہونچائے وہ اس کلمے سے اسکے پاس آیا اور سحر پڑھکر حصار کر لیگا جلاد با تیغ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا
کہ دیکھیے خداوند کچھ اشارہ سے فرماتے ہیں گوہر لقا کیطرف دیکھنے لگا جلاد نے اس زور سے تیغہ بیامان گردن پر مارا کہ سر قلم
ہو کر تخت خداوند کے پاس جا گرا اور غلغلہ اسکے مرنیکا بلند ہوا آندھی آگئی تاریکی ہوئی جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ میں ناک میں

بہار کی جلدی سے دوا دفع بیہوشی کی بجری تھی اسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہوگئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اُنے کہا بس اب نسے نکل چلو تو بیان کرون
یہ کہہ رہا تھا کہ عیار اور سردار لقا تیغے کھینچ کھینچ کے آپہنچے بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہیں ہے یہ سمجھکر چالاک کو بزور سحر نیچے مین
داب کر اڑ گئی اور اڑتے وقت وہ سحر کیا کہ پھر اندھیرا ہوگیا سردار و عیار بھاگ کر باہر بارگاہ کے نکلے کہ ضرور کچھ آفت آئی
ادھر بختیارک ناچنے لگا صل علی پڑھتا جاتا تھا لقا تخت کے نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے لشکر مین غلغلہ ہوا
اگر بندی ہونے لگی دکانین بند ہوگئین رعایا بھاگی مختصر یہ کہ بعد لمحے کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنی بہار نے جو سحر کیا تھا کہ مین نکلجاؤن
اسوقت یہ اندھیرا موقوف ہو جب وہ اندھیرا مٹا شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ مین آئے
لشکر مین امان ہوئی لقا نے کہا اے بندگان قدرت اسوقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا چاہا اور مین اسکو حوالہ
ساحر کرنا چاہتا تھا میری مشیت مین شیطان نے دخل دیا دریائے غضب میرا جوش زن ہوا دیکھا تمنے کہ ذرا سے میرے خلاف
امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ سنکر سب عرض پیرا ہوے کہ واقعی سچ ہے تو برحق خداوند ہے تیرے خلاف کسکی مجال ہے جو کرے سب تو
معترف بعجز و قصور تھے اور بختیارک دل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگو نکا اعتقاد جانیکو کہتا تھا کہ
حقیقت مین یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی جو آپکے کلام کو مین نے رد کیا اور اپنی راے کو کارخانہ خداوندی مین دخیل کیا سب
اپنے دلمین لرزان تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب بارگاہ ذرا سے دخل دینے مین معتوب ہوگیا تو ہماری کیا لیاقت ہے یہ باتین
ہورہی تھین کہ طبل بشارت کی صدا کانمین آئی ہلکارے دوڑے خبر لائے کہ امیر با توقیر سر کوہی کو لیے ہوے داخل لشکر اسلام
ہوے گلگون یہ خبر سنکر دوڑا کہ مین حمزہ کو دیکھون کیسا ہے چنانچہ سرراہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہین
لشکر کو بادشاہ نے روانہ کیا امیر سوار ہین پشت پر لشکر کوہیان جلیتہ پوش گرز بردوش آتا ہے اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہے
جیسی کا کو گرفتار کرلایا تھا اسکو بڑا صدمہ ہوا کہ مین نے سخت دھوکا کھایا چنانچہ امیر بگروہ سرداران داخل بارگاہ ہوے
بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی آپ دنگل پر جیسے سرہنگ شاہ کو نذر دی خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا
دنگل بیرون جبل ستون ملا انسے دست چپ مین بیٹھنا قبول کیا مالک اژدر جانشین دست چپ اس سے بغلگیر ہوے
اور باعزاز تمام بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی دیا ناچ سامنے ہونے لگا یہان تو سب عشرت پذیر ہین
لیکن بہار نے صحرا مین لاکر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا اسنے کہا ایک ساحر مجھے پکڑ لایا تھا لقا حالت بیہوشی مین قتل
کیا چاہتا تھا کہ مین نے جاکر اس ساحر کو مارا اسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گوہر جادو کو آگے مجھے حال معلوم نہین یہ کہکر
کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے تمہارے لینے کو سردار بھیجے تھے تم کہان گئی تھین ملکہ مذکور نے سارا گوہر کا بیان کیا اور کہا
آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہوگی اب ذرا مین لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہون یہ کہکر اڑ گئی چالاک سمجھا کہ
کسی کام کو شاید بارگاہ لقا مین یہ پھر جائیگی یہ سمجھکر یہ بھی جانب لشکر چلا اسطرف بعد ہنگامہ قتل گوہر لقا بیٹھا تھا کہ خبر
ہرکارے لیے سجدہ و سجود عرض پیرا ہوے کہ عارض کوہی نام بادشاہ قلعہ مرتاضیہ بیٹے اپنے بھائی حسام کوہی کے پاس
گئے تھے جب انھون نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوندی مین گئے ہین تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کرکے یہان آئے ہین
داخل ہوا چاہتے ہین اس خبر کو سنکر لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کوہی مذکور بشوکت و تزک داخل بارگاہ ہوا لشکر اسکا

متصل فوج براہ خود اترا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہنکر بیٹھا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تم نے حمزہ کو گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کے ذریعہ سے چھوٹ گیا یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا کہ میں ابھی پکڑ کے لاتا ہوں میرے نام طبل بجو اپنے حسام عرصے لیے اتھا اسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو اسکے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کارپردازوں نے اتنے دن باقی تک تامل کیا جبکہ دم سر پر سواد شب دیدہ شاہ کو بستان افلاک میں اور عارض پر نور مہر تاریک ہوا کہ بقضائے ایہا

قضا را طاقت مہر جہانتاب	ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
چراغ و شمع کے رخسار چمکے	طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

سر شام نقارہ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی جو آئیں لشکر اسلام شاہ گردون پائیگاہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوکر بعد ثناخوانی عرض پیرائے انہیار نواختن طبل حرب ہوئے یہاں بھی برابر دستور کے طبل بجا صدائے طبل اسکندر بالائے رزم وغیرہ میں تہلکۂ الہ یا بہادر تیاری جدال و قتال کرنے لگے جلادت شعاران کو مکین فرہاد وار عاشق نام و ننگ ہوکر جان شیرین فدا کرنے پر مستعد ہوئے اس لیلی شب کے یہ دیوانے تھے جنمیں ہر دو جنگ کے فسانے تھے تیغ تیز دشت جدال میں مجنون کیطرح رواں دواں ہونے پر تیار سوا سپر سے نشان خون سودا زدہ الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق دسرکشی و بلندی پر آمادہ علم بسان دشتیان سرکشادہ صدائے بوق و نفیر سے نالہ فغان عاشقان ایہ سن جرأت کا نشان نگاہ تیر معشوق کے مثل آبدار و تند خنجر جانستان بصورت مژگان جانان تیروں کے پیکان جانبین میں کہی غلغلہ گیر و دبند سے تھا گویا تمام عالم میں ہنگامہ تھا اسی ہنگامۂ قیامت خیز میں بہار جو چلی تھی لشکر لقا میں آکر پہونچی یہاں جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہے اور سامان حرب مہیا ہے اسکا قصد تھا کہ لقا اور اسکے ساتھیوں سے بدلا لوں سحر کرکے سبکو دیوانہ بناؤں مگر ماجرائے جنگ معلوم کرکے تامل پذیر ہوئی خیال آیا کہ کل میدان میں تمام لشکر لقا کا جمع ہوگا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خر بادیہ ضلالت کو اسوقت دیوانہ بنانیکا لطف ہے یہ سمجھ کر ملکہ مذکور لشکر سے واپس ہوکر ایک پہاڑ پر گئی اور از بسکہ ایک بار دھوکا گوہر سے کھا چکی تھی بنا برحفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار طور پر بنکر تیار ہوا یہ غنچۂ نو دمیدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لیے اسمیں داخل ہوئی اور لب نہر جو اسکے بنگلے میں تھی سیر گل و لالہ بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق میں آنسو بہاتی تھی بیتابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی

نظم

سہے جاتے نہیں رنج جدائی	دہائی ہے دہائی ہے دہائی
نہ سمجھے تھے مبارکباد دیگی	ہمیں اے چرخ تیری کج ادائی
مقرر وہ بھی تھا کوئی جفادوست	بتائی جس نے رسم آشنائی
نہ پوچھو بے نصیبوں کی شب وصل	رہا ہر دم لحاظ پارسائی
وہ بدظن تھکو شرم عرض مطلب	بہت مشکل سے اب ہوگی صفائی
نسیم اسد رجہ تم کیوں گڑگڑائے	نہ تھی قبضہ میں کچھ اُنکے خدائی

یہ فراق دیدۂ یار جام الفت سے سرشار رات بھر اُسی باغ پر بہار میں رہی یہانتک کہ بہار شب انجم خزان ہوئی اور گلستان دہر میں نسیم سحر نے گلہاے نرگستان دیدۂ عالم شگفتہ فرمائی کہ بموجب

نظم

کہ شب کا سایۂ دامن نہ پایا
سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا
اُٹھے جنگ آزما سب بہر پیکار
سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر ورود لشکر میدان رزم میں معلوم کرکے مسجد کے پاس میں آکر امیر نامور سے حال کہا امیر نے اشارہ کیا خادم نے مصلا لپیٹا اور صندوق سلحہ سامنے آیا خود خباب ہود زرہ حضرت داؤد سے جسم انور آراستہ فرماکر تیغ سہراب یل تیغ صمصام و قمقام نیزہ سام بن نوح سپر گرشاسب کمان عالج گرز سام جنوبان تمام ہتھیار لگا کر گلشن مسجد سے بسان آفتاب تابان طالع ہوکر فانہ زین زرین کو پشت اشقر کے شل خورشید منور روشن فرمایا اور اشقر طرارہ بھر کر آستان فلک نشان بادشاہ ذیشان پر آکر ٹھہرا وہاں تمام سردار جمع تھے امیر ٹھہرے بعد لمحہ کے صباے بسم اللہ خندہ بہی آمد شاہ ارجمند ہوئی سامان جلوس زنانہ پورا گیا باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور ظل اللہ کے تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا اسوقت کے کر و فر اور جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ بموجب

نظم

بیاراست تن را بدیبائے زر
بسان سپہرے یکے تخت زر
یکے تاج پر گوہر شاہوار
نثار و پرستندہ و اسپ و پیل
سواران بسیار و پیلان بپائے
پیادہ سپر دار و نیزہ وران
پدیدہ بیاقوت پر لعلہ سر
برو بافتہ چند گونہ گہر
ابا طوق با یارہ و گوشوار
زدہ برکشیدہ رود بار و نیل
برآمد ہی نالہ و کرناے
شدہ انجمن لشکر بیکران

جب میدان قتال میں پہونچے آمد لقا کو ہیان سے میدان پرغبار دشت تیرہ و تار ہوگیا آخرالامر زمین ہموار کرکے گرد و غبار پانی سے بٹھا کے صفوں کو آراستہ کیا نقیب نقابت کرکے ہٹے عارض نے گینڈا نبا بڑھا کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھکر رجز خوانی شروع کی کہ بمقتضاے ابیات ۔

بعالم بہدار جنگی منم
ہمان شہ نژاد و درنگی منم
بہر انجا کہ پرخاش جویم بجنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ

بعد رجز خوانی نصیب بی کہ اے گردن نشان وزبردستان کون ایسا ہے تم میں جو آکر میرا ہم نبرد ہو اگر آئے تو ایک ہی حملہ میں گرد برد ہو یہ نصیب سنتے ہی دست عجب سے مرکب اپنا سرمہ کوہی نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت دیکر سپرد بخدا فرمایا وہ گھوڑا اڑا کر سامنے آیا اور تیغا ور زن ہوا مرکب دو دو چار قدم پیچھے ہٹکر بڑھے اس وقت اس بہادر نے یہ کلمے کہے کہ

نظم

سخنہاے بیہودہ کم می شمار
ترا با سخنہاے شاہان چہ کار

اگر تیغ تو ہست سندان شگاف	سنانم بدرد دل کوہ قاف
وگر گرز تو ہست با سنگ تاب	خدنگم بدوزد دل آفتاب

عارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹا کر سینہ اسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنے سنان نیزہ
بند سے کی گھوڑا اور گینڈا اچل پھیر دکھانے لگا تن گرد بندہ گیا جو بند کہ نے باندھا تھا اسنے کھولدیا گھوڑا اسکا عرق عرق گینڈا
اسکا پسینے مین عرق تھا سنان و زبان نیزہ سے جھنجھناتا بلند ملد ہر گزند

نظم

یکے تنگ میدان فروساختند	بکوتاہ نیزہ بہم تاختند
نماند انچہ بر نیزہ ہندوستان	بچپ باز بردند ہر دو عنان
بزہ بر نہادند ہر دو کمان	یکے سال خوردہ دگر نوجوان
زرہ بود خفتان و ببر بیان	زکلک و زپیکان نیامد زیان
بہم تیر باران نمودند سخت	تو گوئی فرو ریخت برگ درخت
گرفتند ازان پس عمود گران	ہمی کوفتند آن برین این بران
ز اسپان فرو ریخت برگستوان	زرہ پارہ شد بر میان گوان
بہ شمشیر ہندی در آویختند	ہمی ز آہن آتش فرو ریختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمشیر آبدار آئی عارض نے تیغ گرانبار دونون ہاتھ سے تھام کے رکابون مین پاؤن
جمائے اور قد راست کرکے خبردار خبردار کہکر سر پہ تیغہ لگایا زبان پر ایک بار یا خداوند لقا آیا سرمہ نے تیغ سر پر آتے
دیکھکر گھوڑا لڑا دیا اگر زیر بغل اسکے جاؤن اور بند دست پر ہاتھ ڈالدون گھوڑے نے طرارا بھرکے وقت سکندری کھائی
اسنے باگ کھینچکر اسکو روکا اس اثنا مین تلوار اسکی پڑی اس بہادر نے عجلت مین سپر سامنے کردی لیکن تلوار اسکی سپر کو کاٹ کر
لوا بردو اتری خون بہکر منہ پہ آیا دامنا سانہ مارا کہ تلوار تو نکلی مگر داستانے قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئین سرا اس بہادر کا
بر لیے بدزین کے جاگا اسنے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد کوہی لشکر اسلام سے دوڑ پڑا او بیچ مین آگیا اور اس
بہادر سے کہا تلوار کا کام کاٹنا ہے جسکا ہاتھ پہ بہا پڑا اسیسے کام لیا ہے بس سرمہ تم سرخرو ہو چکے اب پھیر جاؤ تم دادِ شجاعت
دے چکے یہ کہکر اسکو پھیرا اور جانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اسنے وہی تیغ خون چکان ہان ہان کرکے اسکے سر پر بھی لگائی کہ
یہ تیغ تم جیسے جیدیون کے خون کی لذت پا چکی ہے فولاد نے بھی بچا دے سے ہاتھ نکالکر ڈھال چہرہ پہ بنا لی لیکن وہ تیغ کب
سنی ہے گرو سپر کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی اسنے تلوار کو سر سے بدر کرکے شدہ تحت الحنک سے زخم سر باندھا مگر زخم ایسا کاری
تھا کہ غش طاری ہوا لشکر اسلام سے ناصر کوہی لنگر تڑا کر اسکو بھی پیچھے ہٹایا اور اسکے مقابل آیا اسنے بھی سنبھلنے
دیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو تلا کر سر پہ مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اور آفت کوہی لشکر اسلام سے آپڑا فرداً فرداً
کہانتک بیان کیا جائے بخوف طوالت داستان مانع ہو دس کوہی اسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہوے اور پھر اسنے نعرہ ہل من
مبارز بلند کیا اسوقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ تورج جہ مرصع سے نکلے بادشاہ سے

خلعت رخصت پاکر جانب میدان بڑھا اسوقت شہزادہ موصوف کے جمال جلال پر ترک فلک قربان تھا دیدہ مہر سے بحسرت نگران تھا

نظم

بپوشید خفتان و بر سر نہاد	یکے ترگ رومی بجز دار باد
گرفتش سنان و کمان و کمند	گران گرز را پہلوے دیو بند
ز تندی بجوش آمدش خون بہ سنگ	نشست از بر بادۂ تیز رنگ
نیامد رد گر رفت چون پیل مست	بہ کوہ روان اسپش انجا بجست
برون آمد و راے نادر و کرد	بر آورد بر چہرۂ ماہ گرد

جب قریب عارض پہونچے اسکی تو وہ چوٹ لگچکی تھی ذرا شمشیر حوالہ فرق مبارک شہزادہ ذی توقیر کی یہ فرزندان امیر حق سے ہیں ہمہ تن چشم بنکر لڑتے ہیں تلوار اسکی ذرا سی باگ پھیرنے میں خالی دی اور جب وہ چونک کھاکر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹگیا تھا بغصہ تمام چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہے شہزادے نے تیغہ کھینچا نعرہ اللہ اکبر کہا اور مرکب بیٹھے پیچھے جاکر ہاتھ مارا عارض بھاگا یہ تیغ تیز خانہ جسم سے روح کو گریز کرا دے گی نقشہ ستی ہستی مٹادیگی یہ سمجھکر کتل کر گردن پر جھک گیا اور سپر کو سامنے کردیا تلوار نے شہزادے کی سپر کو کاٹکر حریف کو جو نپایا تو گیندے کا سر قلم کیا اور زمین پر آکر یہ سوار عارض و گینڈا دونوں تہ و بالا ہوئے تیغ گرگھوڑے کی چل پھر سے ایسا بلند تھا کہ ہمراہیان عارض اپنے افسر کو دمین دیکھکر یہ شاہ وو ٹکڑے ہوکر گرا ہے یہ سمجھکر لینا لینا کہکر چلے اسطرف سے اہل اسلام بڑھے دو دریاے لشکر جوش زن ہوئے تھے غول بڑھکر گوہر کو مارے چلے تھے تلوار ونکے بہنے کھلے تھے تیغوں میں ہاتھ پڑے تھے کہ بختیارک بھاگا ایک کرسی کے بھروسے پر حمزہ سے رقابت بھاگ پڑیگا اسباب لشکر سب تباہ ہو جائیگا یہ سمجھکر حکم نواخت طبل بازگشت دیدیا ہر چند عارض پکارا کرا سکیا کرتے ہو میں زندہ ہوں مرکب اور لاؤ کر لڑائی فتح کرونگا وہ لاوہ مرداگی ہو دن مگر کسی نے نسنا دستا طبل امان لشکر میں بجگیا امیر و بادشاہ توبہ پہ زر نثار کرتے پھرے ادھر عارض ہوسے لقا کو بہم ہجار کرتا تا واپس ہوا تھا دونوں لشکر مقام فرودگاہ پر پہونچے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑوں سے پیدا ہوکر لشکر لقا پر چھایا اور ہوا ایسی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہوکر جھومنے لگا یہ ابر بھی ملکہ بہار کا تھا کہ رات سے آمادہ جنگ تھی اسوقت جب بہادر لڑ چکے تو اسنے جنگ آغاز کی ہر چند کہ بڑی دیر سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کرکے محو حیرت بنی تھی انشاءاللہ حال ملاقات عاشق و معشوق آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشقی مطلب خبط کر یگانی الحال جب بادشاہ مراجعت فرما ہوئے اسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہوکر لشکر کو مست بنایا اس ابر میں سے ایک ایسی چمک نکلی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کیلیے بند ہوگئی پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جابجا سادنی پھیلی ہے عروس دشت کی سرخ اوڑھنی ہے ابر بہار پر سر لالہ زار چھایا ہے دل بلبل کا خیمہ تنا ہے کلی کم کھلتی ہے اوس کے ڈوپٹے میں جیسے چکے کی تیلی ہے نہ سر غنچہ دل شگفتہ کرتی ہے اور جہان دیکھیے طائران خوش نوا زمزمہ پیرا ہیں بہار کے روح سرا ہیں استاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہے کہ طوطیان

زمرد بن ہالی کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہر دم وہ بہار ترقی پذیر ہی ہوا سبزے کی شہرا ہی کہین گلگون نے خاطر گلزار بہشت مین
رشک کی آگ بھڑکائی ہی کہین لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہی کہین سوسن کی اوداہٹ سحاب بہار کو شرماتی ہی کہین
سنبل زلف دلدار کو پریشان بناتی ہی پیچ وتاب مین کئی ہی جو حسن چمن خیابان نرگس و یاسمن تمام ہین سراسر رنگین یہ بہار
بلکہ عالم مین ایسا گلستان رنگین خواب مین بھی کسی نے نہ دیکھا تھا یہ نقشہ تھا نظم

نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر — عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز — کہین پتے تھے یا شبنم گہر ریز
کسی کا رنگ مثل روے جانان — کوئی نازک بدن چھودم کا مہمان
کوئی مصروف خندان صورت یار — کوئی مانند عاشق سینہ افگار
نوا سنجی مین طاؤسان خوشرنگ — تلذذ مین کشود خاطر تنگ
ترنم ریز مرغان خوش الحان — کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

اس بہار جانفزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجاے آلات حرب
ستار اور بانسری اور ڈھولک چنگ دائرہ دف ہاتھ مین لیا اور تعریف شراب مین اشعار زبان پر جاری کیے اُنپر یہ کیفیت
طاری تھی ہی کہ بختیارک وسلیمان وحسام وعمرو عارض ومنصور وگلگون کمر جھکا کر ناچنے لگے لقا بھی پکارا کہ ای
بندگان قدرت میرا بھی جی چاہتا ہی کہ آج از سرتا پا ننگا ہوں اور تم سب کو برہنہ کرکے ناچون یہ کہکر سب نے اپنا اتار کر پھینکا سب نے
اپنا جسم برہنہ کیا اور اس میدان مین اچھلنے لگے اتنے مین ہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیان اچھلنے لگین کیچڑ ہر ایک نے منھ پر ملی پچکاریان
اٹھا آئے شراب کے دور چلنے لگے اس حالت بیخودی مین کبھی اپنے سر پر جوتیان لگاتے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے نظم

مے گلرنگ سے اب زندگی ہے — ارم ہے وہ جہان دل کی خوشی ہے
رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گرم — بنا دہ کام کب آئے جہان شرم
بہار فصل گل ساقی پھر آئی — دل توبہ گزین نے منھ کی کھائی
لگا دے بے تامل لب سے ساغر — کرون احسان بنا پیر مغان پر
بنے تسبیح اب موج مے ناب — کرون شیشون کو جاے سجدہ آداب
اٹھا کر رکھدیا ایمان سر طاق — کہ خوش ہو شیخ پاکیزہ لے شاق

جب تمام لشکر اس عالم مین مبتلا ہوا وہان بنا لطف پیدا ہوا یعنی اس گھٹا مین سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک
گئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چمنستان مین ایک میخانہ سجا ہی نشاط آگین وسرور افزا ہی بنا جوبن اور طرفہ تماشا ہی کہ ابیات

جو حاضر تھین پرستاران گلفام — دھر سے بھر کر انھون نے شیشہ وجام
بھری اس مین شراب ارغوانی — حیا سے زعفران کا رنگ پانی
عجب شیشے سے نکلا چھوٹکر رنگ — بھرا پیر مغان نے گھوٹ کر رنگ

جنی کشتی مین گلدستون کی صورت — صفا وہ نہ تھی جس مین کدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید — فدا ہر جام پہ تھا نام جمشید

پیالون کا تختوں کا بچھا تھا کشتیان رکھی تھیں گلابیان چینی چینی مینا رپہ ایک ساقن متوالی ادا نشہ شراب مین چور کیفیت حسن آنکھون مین بھرا چھاتیون سے رس ٹپکتا لب نازک سے بادۂ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی دار گردن مین پان کی پیک نمایان یا شیشے مین البریز شراب ارغوان آنکھین خمخانۂ حسن ابرو محراب میخانۂ حسن رخسار سرخ بادۂ جمال سے گلنار دست و پا نہایت قطعہ دار

بموجب ابیات

قد صورت سراپا جو چہرہ — ضیا مین تھا وہ رشک نور چہرہ
رقم ہو ابرو کی کس سے تفسیر — ورق پر نور کے مصرع ہی تحریر
صفت کیا شاعران آنکھون کی لکھے — کہ دو آہو تھے وہ دشت ختن کے
وہ بینی تھی چراغ حسن کی لو — فدا اُس پر الف اعجاز کے سو
لب گلرنگ نازک برگ گل سے — نہ دانتون کو در شہوار پہونچے
سراپا جسم سے پیدا نزاکت — بلا کا قد بالا تھا قیامت
بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز — اڑا لے اُسنے معشوقانہ انداز
کنیزون کا تھا حلقہ مثل قلاب — بشکل انجم تھیں وہ رشک مہتاب

اس میخانہ کی آرایش دیکھکر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوے چلے اور منت کش اس ساقن کے ہوے نظم

مین صدقے اے مرے ساقی کدھر ہے — کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے
کہانتک آبرو کا پاس ساقی — کہ بے حظ ہے بہار عمر باقی
ہٹا ساغر لگا منھ سے سبو کو — ذرا خوش کر ہماری آرزو کو
مزا رکھتا نہیں بے کیف جینا — تمنا ہے کہ برسے ابر مینا
ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے — مرے دامن سے مے چھن چھن کے ٹپکے
جدائی جگر کو کھاتی ہے ساقی — جو مے ہم تک نہیں آتی ہے ساقی
سنبھل تو بھی کہ پھر ادل ہمارا — اشارہ کر رہا ہے یون اشارا
عدو بین آج آغوش سبو مین — بلاے غرق آئے آبرو مین

اسی طرح بکتے ہوے قریب اُس میخانے کے پہونچے اس ساقن نے انکو اپنے دست نازک و رنگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکر والونکو کنیزون نے شراب پلانا شروع کیا مگر بیچارا روغنی لاولد ات گھبرا کر خمہاے شراب سامنے رکھ دین کہ الغرض نے آپ پینا آغاز کی پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکر مین جو قوم رذیل سے بھری تھے وہ تو ٹھرا اڑانے لگے اور جنٹلا گڑانے لگے اسے ان میان کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل جمیل کے تھے وہ غزل و اشعار عمدہ گاتے تھے باہم

ڈھول جھانجھی پیزار لڑتے ہو حق کرتے تخمہ پان اور دف بجاتے گالیاں گاتے ترانیاں اڑاتے تھے یہ زبان پر لاتے **لمولفہ**

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ ۔ بجلی پڑیں یاروں کی جمگھٹ
تیری ادا کے ہم دیوانے ۔ شمع رخ کے ہیں پروانے
پیاری ساقن جانی ساقن ۔ اللہ رکھے تیرا جوبن
جام پلا دے جام پلا دے ۔ آج ہمیں متوالا بنا دے
گانٹھ گرہ میں نہیں ہے کوڑی ۔ صدقے تجھپر اپنا ہے جی
دل میں یہی ہے تجھ سے لپٹیں ۔ تیرے ہونٹھ کو خوب سا چوسیں
خم میں مے کے دل ہے ڈوبا ۔ بن کے بطے ماریں غوطا
ساقن ہم ہیں گلے کا ہار ۔ غوطا مارا اپنے یار
لت پت ہوئیں اچھلے کیچڑ ۔ سر ہو نیچے ٹانگیں اوپر
دختر رز کے گائیں سہاگ ۔ اپنی ڈفلی اپنا راگ
آئی بہار کھلے ہیں پھول ۔ ساقن کیوں گئی ہمکو بھول
پہلے لقا کے ہم تھے بندے ۔ اب تو کرم کر تیمر جندے
اپنا کیا ہے سب بھر پایا ۔ جب دل ہے تجھ پہ آیا

اسیطرح مزخرفات جیسا میں نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا بکتے تھے کہ جنتیار ک نے کہا آج سوانگ بنانا چاہیے افسران لشکر نے جواہ یار سوانگ بنکر کسے دکھائیں اس ساقن نے حکم کیا کہ اول تو ہم دیکھنے والے ہیں اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام وہاں سب افسر تمہارے قدردان ہیں وہاں جاؤ یہ کہتا تھا کہ سب لقا کے لپٹ گئے وہ پہلے ہی نشہ کا اچھل رہا تھا پکار اٹھا کہ لے میرے بند دیکھا چاہتے ہو کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن سپاہی بلا کر منھ اسکا کالا آدھا کیا اور نصف سرخ رنگا وہ مسخرا ہنسا کیا اب عجب صورت اس خناس نے پیدا کی ایک تو قد اسکا بہت بڑا اسکی سونچ کا تھا تسپر گز کی داڑھی تھی اسپر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھلنگا لاکر سر پر اڑھا دیا ڈھولک گلے میں ڈالی بالکل دجال بنایا **نظم**

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال ۔ ہوا ناپاک صورت کا عجب حال
لگایا ابرؤں پر اسکے سیندور ۔ سیہ دیدے کیے کاجل سے پرنور
کیا صورت امیں کچھ کوسے کا بھی رنگ ۔ مگر وہ زرد رو دل میں ہوا تنگ
پنہایا سب زنانی اس کو پوشاک ۔ بنا بالکل مخنث مرد ناپاک
کیے تازے تماشے اور نئے کھیل ۔ دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل
یہانتک ان سبھوں نے اسکو ملکر ۔ بنایا مسخرا بالکل وہاں پر
کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر ۔ کسی کا ہاتھ تھا کانوں کے اوپر

جب اس الو کو انھوں نے اپنی شکل درست کیا بختیارک کو پکڑ کر مثل چارپایہ ہاتھوں ٹکے بل استادہ کیا اور کھال گدھے
کی اڑھائی گلے میں گھنگرو ڈالے ٹاٹ پہنایا اسوقت اس ساقی نے کہا کے دم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خر بے دم ہے مگر
ایک شخص نے چونری لاکر ڈنڈی اسکی بمقام براز میں کرکے دم بنائی لقا کو اُسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اس گدھے کو
لیے پھر آگے پیچھے تالیاں بجاتے سر خداوند پر جوتیاں لگاتے جھاڑو دیجاتے چوبرے کے سر پہ پھیلتے جانب لشکر اسلام چلے
جب قریب لشکر مذکور پہونچے یہاں ایک غلغلہ ہوا کیلیے کہ یہاں کے آدمی سب ہوشمند تھے جسنے اس سوانگ کو
دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکریوں کے لڑکے جو باخبر ہوے تالیاں بجاتے پیچھے دوڑے کسی نے اچک کر دھول ماری
لڑکا ظریف تھا اُسنے کسے کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بٹھا دیا کہ حرامزادے اپنے سگے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر میں
قہقہے مچے اور لینا لینا کا ہنگامہ بلند ہوا لڑکوں کا غل کرنا ڈھولوں کا بجنا دھما چوکڑی کا شور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی
بادشاہ اسلام رزمگاہ سے پھر کر بارگاہ میں تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوے تھے کہ یہ غل ہوا جلد سراپچے بارگاہ
کے اٹھوا دیے یہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا سردار ورد مال منھ پر رکھکر ہنسنے لگے بادشاہ نے لاحول پڑھی امیر نے دیکھکر
اشک حسرت بہائے اور اٹھکر باہر آئے بارگاہ سلیمانی میں دربار عام تھا ہر کوئی اسکو دیکھکر ہنستا اور معتوب درگاہ سلطانی
ہوتا ہے نیچے چاہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک پر سے اتروایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اسکو ہوش آگیا پھر
اور اُسکے سرداروں اور بختیارک کو ہوشیار کرکے ایک خیمہ میں الگ لائے ہاتھ منھ دھلوایا کپڑے عمدہ پہنوائے
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیچلیں اور لقا سے ملیں اے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب
یہ ذکر سنیں گے تو قہقہہ مچا چکیں گے کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے سے لڑکر اوقات اپنی ضائع
کرتے رہے جو سامنے ناچتا ہوا آتا تھا انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو اس سے سوال و جواب کرے اور جو اپنا ہمسر
ہو اس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اُس سے مخاطب کبھی نہو مثل ہے کہ شریف کی اور پاجی کی ایک برابر ہے
پاجی کی گالی سنکر شریف طرح دیتے ہیں اے بادشاہ یہ وہ شخص کہ ہیژدہ ہزار عالم ملک یا ختر اسکو سجدہ کرتا تھا اور زمانہ ایک
خدائی مانتا تھا اس سے مقابلہ کرنے میں دنیا میں ناموری اور عقبی میں بجہت کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو
حاصل ہے پس ذلت اُسکو بزور شمشیر میدان دار وگیر میں دینا لازم ہے اور اسطرح کی ذلت پر اسکے ہنسنا اور خوش ہونا
مناسب نہیں کسلیے کہ باعث تحقیر ذات ستودہ صفات جناب الاہی ہے کہا ہے کہ بیت شنزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا بدست
کر + رات ہو جائے تو دکھلائے تجھے رہزن چراغ + بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سنکر مع چند سرداران کے اسی خیمہ میں جہاں
لقا تھا تشریف فرما ہوے اور اُسکی مزاج پرسی فرمائی اور اس گبرنے کہا کہ اے بندگان قدرت میں بہت اچھا ہوں
بادشاہ کو اُسکا بندہ قدرت کہنا برا معلوم ہوا مگر منھ کر کلام دیوانہ لائق اعتماد نیست جانکر چپ ہو رہے وہاں تو یہ
حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا سحر میں مبتلا دہی ہاے ہوے ستانہ کرتے تھے امیر نے لقا سے پوچھا کہ یہ حال
تیرا اور تیرے لشکر کا کیا ہوا اسنے کہا قدرت جانتے ہیں مگر بتلائینگے نہیں میرے شیطان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب
بختیارک ہوے وہ اٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھر انتصدق ہو کر کلمہ پڑھا کہ میں مدت سے مسلمان ہوں یہ کہتا تھا اور

عیار جو یہاں حاضر تھے انکی جانب تکیتا جاتا تھا غرضکہ بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ بہار جادو نام ایک ساحرہ گرفتار ہو کر
آئی تھی اور چالاک نے اسطرح چھڑا یا وہ پنجہ میں داب کر مرشد زادے کو لیگئی تھی ظاہر آپکا تو معلوم دیتا ہے کیونکہ وہ پہلے بھی
ایسا کر چکی ہے امیر نے اس ماجرے کو سنکر چالاک سے فرمایا کہ تم باغ سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو کہ اے بہار تم نے یہ
حرکت بہت بری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحروں سے امداد کا جویا ہے ہم لوگ ساحر کو ساحر سے لڑواتے
ہیں اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہیں دلواتے اگرچہ کہو کہ طلسم میں ہم شریک عمرو ہو کر لڑتے ہیں بس ظاہر ہے کہ حریف
تمہارے دیار ساحر ہیں ہم لوگ دیو پری جن ساحر کسیکی مدد نہیں چاہتے ہاں سحر سے بچنے کیلیے صرف عیار فنکاری کرتے
ہیں ورنہ ہم نسبت پہلوانان عیاری بھی جائز نہیں رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ یہی ہے کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہے
دوسرے احباب کا بیجا تاہے تمنے ہماری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا کسلیے کہ ہمارے آئین سے واقفیت تمکو نہ تھی لہذا
ہم ناراض تمسے نہیں ہیں اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہاں تشریف فرما ہو فرد زخوف ہجران ہمی کن اگر امید آن داری
کہ از چشم بہ اندیشان خدایت در امان دارد + چالاک بنا بر ارشاد فیض بنیاد امیر کشور گیر جانب سلار باتوقیر روانہ
ہوا اور قریب باغ سحر پہنچکر باواز بلند پیام امیر ارجمند بیان کیا پھر کہا کہ بیت بیا کہ رایت منصور بادشاہ رسید +
نوید فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید + بہار ہر چند کہ تھی زبانی چالاک پیام امیر سنکر ظاہر میں آئین اہل اسلام پر آفرین کرتی
تھی کہ سبحان اللہ سب جہالت مزاج صاحبقرانی میں ہے وہی انصاف یہی چاہتا ہے کہ بیت مباش در پے آزار و ہر چہ
خواہی کن + کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست + کوئی اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرتا مگر امیر نے اسکو بھی
جائز نہ رکھا غرضکہ بعد توصیف آپنے کی نسبت میں کہا کہ اے چالاک میری جانب سے بعد تسلیم عذر تقصیرات کرنا اور
عرض رسا ہونا کہ بیت باستان تو مشکل توان رسید آرے + عروج بر فلک سروری ست + مذہب سعادت مجھے
افتخار کنیز جو تمہ بوس بارگاہ عالی ہو یہ کہکر کہا کہ تم جاؤ میں سحر اپنا دفع کر کے حاضر ہوتی ہوں چالاک ہاں سے پھرا یا
اور اس نیرنگ باز نے دو سحر پڑھا دفعتاً ایک ابر سرخ رنگ علاوہ اس سحاب سیاہ کے پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور
سرخ رنگ پانی برسنے لگا وہ باغ اور وہ ساقین وہ میخانہ کنیزیں وغیرہ بالکل نابود ہو گئیں اور وہ پانی لشکریان لقا
پر جو پڑا وہ بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش آیا اپنے تئیں آپ میں پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیوں بھائی یہ کیا ہمنے کیا
کہ آپ بھی برہنہ ہوے اور اپنے خداوند کو نچایا یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ
مشیت خداوندیوں ہی تھی یہ کہتے ہوے اپنے لشکر کیطرف بھاگے نہایت شرمندہ تھے پھر تبدیل صورت کی لباس
پہنا جتنی تو نامور تھے جہاں ان اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا کسیکو منہ دکھاؤں اور بعض لشکر اسلام میں بہر ہمراہی خداوند آئے تھے
کے سرا پچہ اٹھے تھے سب نے دیکھا کہ لقا قریب تخت شاہی بہ عزت بیٹھا ہے لباس سے درست ہوشیار چست ہیں پڑھ بیٹھکر
خوش ہوے سا دھر امیر نے ساقی مہ لقا کو اشارہ کیا اسنے جام شراب لقا کو دیا مرد اب بھی اسکے سرشار ہوے امیر نے
بعد ظرداری زبان گہر ریز کو وا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمرد شاہ تجھکو سلطنت کیا کم ہے جو تو دعواے الوہیت کرتا ہے
دشت ضلالت میں قدم دھرتا ہے اگر تو اسلام اختیار کرے تو جسقدر ممالک کہ میں نے فتح کیے ہیں سب تجھے دولا دوں

تیرے بابا کو تخت کو اپنے دوش پر اٹھا کر چلون یہ کلمات ہند سنکر اسکو تو مختیار کٹ نے سمجھا رکھا ہی کہ جب امیر سوال کرین تو
کہنا کہ ہر وقت نہ ہوا اگر مین گرفتار ہونگا تو آپکی اطاعت کرونگا اُسنے حسب فہمایش یہی کہا امیر نے استغفر اللہ کہکر فرمایا کہ یہدی
من یشاء و یضل من یشاء تو ہرگز راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہکر خاموش ہو رہے اور وہ بدبخت تکلی نہ بے ایمانی شراب وغیرہ
پیکر شاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا مگر عارض کوہی کا اس حال کے گذرنے سے قلب پھر گیا امیر
کے خلق و مروت پر ہزارون جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا یقین واثق اسکو ہوا کہ لقا مرد حرامزادہ بالکل جھوٹا ہی بندگان
خالق کو گمراہ و برباد کرتا ہی غرضکہ یہ لشکر مین جب آیا اپنی بارگاہ مین گیا اور اپنی فوج کے افسر کو بلایا اور کہا کہ مین نے تو
دین اسلام قبول کیا کسلیے کہ یہ کیسا خداوند ہے محتاج ایک ساحرہ کا مجھ سکر ساحر کا اور یہان ہیبت لشکر اسلام مین بھلا انکی نوازش دیکھو
کہ کیا ہمت مردانہ صرف کی بس اطاعت تحسین کی کرنا روا ہی اور افسری انھین کیلیے زیبا ہی افسران لشکر یہ ماجرا سنکر اسکے ساتھ ہوے
اُسنے مال و اسباب اپنا مع لشکر خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہو چنانچہ اظہار اسلام سب نے کرنا لشکر اسلام
کیطرف روانہ ہوا ہرکارے یہ خبر لیکر روبروے لقا آئے وہ گبر تخت نکبت پر بیٹھا تقریرین بگھارتا تھا کہ اے بندگان من
تمنے دیکھا کہ حمزہ کا قلب مین نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا ورنہ دشمن کہین بداندیش آتا ہی جب چاہون اس سے سجدہ کراون اسلیے
نہین سجدہ کراتا ہون کہ وہ میرا سپہ سالار قدرت ہی جو بندے کہ مجھے نہین یاد کرتے انکو قتل کرتا ہی اور تہ خانے مین اتر کر
نصف شب کو توبہ کرتا ہی مجھے پکارتا ہی مین اُسکو عزت روز افزون عطا کرتا ہون تمکو معلوم ہی کہ میرے حکم سے ناچتے تھے
گیے پھر راہ راست پر آگئے یہ سب میری قدرت کا ادنی نمونہ ہی بیت ماری قدرت کے سب ہین کھیل نایاب ہے اگر چاہون
تو میں آتش کردون آب ۔ وہ بد اعتقاد یہ باتین سنکر وجد کر رہے تھے اور ثنا و صفت مین مصروف تھے کہ ہرکارون نے خبر
روانگی عارض دی اُسنے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے لیکن مختیار کٹ مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات
ملے دیر نہین ہوئی اہل اسلام چڑھ آئینگے آفت مچائینگے لقا اسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام
پہونچا جاسوس نے خبر خدمت بادشاہ مین اسکے آنیکی دی بادشاہ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ بعزت تمام اسکو
لیکے سب ۔ وہ بادشاہ کے سامنے آیا تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ بیت گر بخاک قدمت سجدہ میسر گردد سرفرازان جہان
بجملہ سر افگندہ شوند ۔ بادشاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اُسنے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسنے دست راست
کی مسند مین بیٹھنا قبول کیا القصہ حضور نے بڑے تپاک سے بغلگیر ہو کر بیرون جبل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ و خزانہ عنایت
کیا خلاصہ یہ کہ شامل لشکر اسلام ہو کر یہ بھی فروکش ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق مین بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے
دعوت کا سامان مہیا ہونیکے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلایا تھا چنانچہ کاربردازان مصروف انتظام تھے ابھی تک
بہار داخل لشکر نہین ہوئی بادشاہ چشم براہ انتظار بیٹھے تھے کہ ملازمون نے عرض کیا جملہ اسباب دعوت حسب ارشاد
عالی مہیا ہی بادشاہ نے عیار بھیجے کہ دیکھو ملکہ کو کیا عرصہ ہی

زمزمہ پردازی عندلیب خامہ گلشن بیان عشق ملکہ بہار و شاہ اسلام مین ترانہ سنجی

بلبل زبان چمنستان جان جلسہ دعوت و ملاقات شیدای یکدگر و جگر سوزی خاطر مضامین ذکر فراق و رخصت محبوب و کوائف دیگر لمولفہ

کہ حرب ہے تو اے شیخ بیت الحرام — مصلے پہ کب تک کروں میں قیام
کہاں تک طواف در آرزو — کہاں تک ستون شیخ کی گفتگو
مزا بادہ خواری کا ہے ساقیا — کہ ماہ صیام اندنوں آگیا
انھیں روزوں میں رند ہیں تشنہ کام — زبان سوکھی جاتی ہے وقت کلام
ادھر دختر رز کی حرکت بڑھی — ادھر پارسائی کی شہرت بڑھی
مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا — شریعت کے دھرے پہ چڑھایا تھا
کرم آگیا کام ساقی ترا — کہ اس زہد میں حال یہ ہی مرا
سحر کو جو ہوتا ہوں تسبیح خوان — صبوحی صبوحی ہے ورد زبان
بس اے ساقی رندوں پہ اب رحم کر — گلابی کا منھ کھول ساغر کو بھر
چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا — دکھا دختر رز کا جلوہ دکھا
تمنا اشارے یہ ہے کر رہی — وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری
وہ شے مے کہ اس دل کا ہو زہد دور — وہ مے جس سے آنکھوں میں آئے سرور
وہ مے نام جسکا ہے بنت العنب — جسے لعل رخسار کہتے ہیں سب
لقب اسکا اک دخت قاضی بھی ہے — دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے
وہ مے لال پر دیں جو رہتی ہے — جسے دخت رز خلق سب کہتی ہے
صفامین جو ہے مہرے آبدار — وہ مے جسپہ مینائے گردون نثار
وہ مے جسپہ قربان رندون کا دل — نہ پینے سے جسکے ہے زاہد خجل
اگر ایک جام اسکا مجھکو ملے — تمنا مری دے دعائیں تجھے
دل رند بدمست جب تک رہے — ہوس جب تلک لاؤ لاؤ کہے
کھلے شوق سے میں ہوں جبتک چمن — فلک پر ستارونکی ہے انجمن
رہے جب تلک مہر گردش پذیر — رہے جب تلک دور گردون پیر
قمر میں ہے جبتک کہ جلوہ گری — ضیا بخش ہے آفتابی بھری
مرے ساقیا دور تیرا رہے — دل رند پر غور تیرا رہے
رہیں مے سے لبریز ساغر مدام — ہنسیں منھ ملا کر سبو اور جام

یہی جلسۂ بادہ خواران رہے ۔ پئے مے تقاضائے یاران رہے
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو ۔ دل رند کیشان سدا شاد ہو
بس اب دیر لازم نہین ساقیا ۔ مین صدقے ترے جلد ساغر اُٹھا
ہے جبتک کہ کیف سخن مین سرور ۔ نشیلی نگہ مین نشہ کا وفور
وہ دھانی جو بوتل ہی آئین سے لا ۔ زمرد کا ہے کاگ جس مین لگا
دکھاؤن بہار ریاض سخن ۔ وہ سرسبز ہو آج سیر سخن
لکھون اک نئی داستان پر بہار ۔ بہار آج آئی ہے جو یاے یار
ہوا خار غم ہجر کا دل سے دور ۔ بہم بلبل و گل کو ہوگا سرور
کٹورے مین ٹے پھول کے مجکو پھول ۔ کہ باغ سخن مین لگین میرے پھول
دکھا دے بس اے جاہ رنگین بیان ۔ بہار گلستان طبع روان
کنون بلبل خامہ شد نغمہ زن ۔ بجالی بہار و شہ صعف شکن

گلدستہ طرازان گلہاے بوستان وبہار افزایان انجمن کاشانۂ بیان نزہت دہندگان باغ کلام وحدیقہ پیرایان ریاض سخن فرخندہ فرجام مضمون آبداے سے آبیاری گلشن فسانہ یون فرماتے ہین اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین مین اسطرح نمایان دکھاتے ہین کہ جب وحیرت بخش سبزہ پیام رنگان دہر نگاہ مین جسکی شوخی و ادا و قہر معشوقہ طرحدار رو گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن بار سنکر عازم روانگی ہوئی دلمین کہتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری اپنے حال پر ہنس رہی تھین آرزو دلمین مبارکباد دیتی تھین حسرتین کہتی تھین کہ جیسے ہوا ایسا نہو فلک کو برا معلوم ہو تمنا کہتی تھی کہ آج خوب رمان نکالو کسی کے گلے کا ہار ہو نہین نہین کرتی جاؤ اور گستاخیان کھاؤ چولیان خوب سکین دست و پا چھینکین ہاتھا پائیان ہون جی کھولکر رسوائیان ہون عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہی شرم پوچھتی تھی کہ ہمکو کیا رخصت کیا ہی یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم مین تھی **نظم**

نگاہین شرم زا کچھ رنگ رونق ۔ سخن مین پاک دامن کی تھی رونق
جبین سے نقش عصمت آشکارا ۔ سوے زانو نگاہون سے نظارا
ادائین جست نازک آرزو مین ۔ فقط کچھ اپنے دل مین گفتگو مین
سوے افلاک حسرت سے نظارے ۔ جہان کی بے ثباتی پر اشارے
کہ ہان افسوس یہ دنیاے فانی ۔ نہین شایان لطف زندگانی
محبت کیا کرے کوئی کسی سے ۔ بھلا کب زور چل سکتا ہی جی سے
کوئی دم کے لیے کیا لوٹ دامن ۔ چھڑائے گا مقرر چرخ بدظن

آخر تقاضاے محبت سے ناچار ہو کر غازۂ شرمی سے چہرۂ گلگونکو تابناک کیا گلستان عارض مین بہار حسن نے زینت کو

مہمان بلا باسی آلودہ ہونیکے عکس نے آئینۂ تختۂ سوسن کھلایا لب لعلین پر لالی نے غنچۂ گل احمر کا دل خون کیا لباس لبری سے آراستہ ہوکر
زیور جواہرون سے پیراستہ از سر تا پا جسم نور فرما کر روانہ جانب دلکشا اسے جاناتہ ہوئی اس اثنا مین میزبان شب نے مہمان خورشید
چہر کاشانۂ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شام دشت دستر خوان پر زر جواہر دوز و دستارہ معار بچھایا **نظم**

چھپا صحن زمین پہ شام کا رنگ	ہوئی زردی بیاض عارض سنگ
نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک سی پیدا	بڑھے سایے بہ شکل شوق پیدا

یہ مہمان کاشانۂ جانان قدم شوق اٹھائے جب لشکر اسلام کیطرف آئی راستہ ہی مین جنگل کی عجیب صورت پائی دیکھا کہ دور سے
تمام آگ لگی نظر آتی ہے جب ذرا آگے بڑھی تو ظاہر ہوا کہ ہزارہا قندیل ٹنگی ہے گنبد بلور کے اور قمقمے نور کے آویزان ہین غیرت شب
ضیا مہر تابان ہین فرش مخمل سبز کا بچھا ہے ہر نیا باغ بنا ہے درختونکو سرتراشی کرکے بادلے سے منڈھا ہے موتیونکے جال سے ہر
نخل چھپا ہے اور نیا تکلف یہ کیا ہے کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہے تن درخت پہ چاندی سونیکا خول ایسا چڑھایا ہے کہ اسمین فوارے کا
خزانہ بنا ہے ہر شجر پہ ہزار ہا ہزارے کا فوارہ چھوٹتا ہے پانی برستا نظر آتا ہے درخت سب شرابور ہین ہوا کے جھکورے سے
دلہن کیطرح جھکے جاتے ہین شرم کھا کر عرق عرق ہین نیا جوبن دکھلاتے ہین پتون پر قطرے پانی کے اسطرح چمکتے ہین کہ شگوفہ نہین
موتیونکے گچھے لگے ہین شاید بہار سونے مین زرد اور موتیون سفید ہے دشت آرایش مین دشت لیلی ہے قابل دید ہے کاغذ کا ابر
کاسکر اقبال کیطرح سے آتش بازون نے اڑایا ہے کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہے نیچے اس ابر کے فوارے ہر درخت پر چھوٹتے ہین انکی
ساون بھادون کو شرماتے ہین پانی کی بوچھار و رنگ جاتی ہے طبیعت مست ہوتی ہے بھوک بھری آتی ہے ملکہ بہار یہ سامان بہار
دیکھکر وجد کنان جب ذرا آگے بڑھی دیکھا کہ ایک باغ پر بہار لگا ہے چمن چمن گل نسرین و نسترن روخیابان خیابان جوہی یاسمن جھاو گرا
جوہی وغیرہ کے پھول لگے ہین شمیم انکی دماغ باد بہار کو بسلاتے ہے لطافت و نزاکت ایسی الستر لگائے ہے ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے
ہاتھ سے چھوا تو معلوم ہوا کہ سب درخت جواہر کے ہین جیسا جو پھول ہے ویسی ہی خوشبو رکھتا ہے ہر نخل کی شاخ پر طائران خوشنوا مثل
طوطیان شیرین بیان و عندلیبان شیوا زبان زمزمہ پیرا ہین سبب یہ ہے کہ ہر درختان مین پریان جن بیٹھکر ملے مین طائر
گل ہوا مین جب انکی کل دباتے ہین وہ نغمہ سنجی کرتے ہین ظاہر مین جواہر کے بنے ہین ملکہ موصوفہ جب بیچ چمنستان مین پہونچی سب
گل اس گلستان کے اسطرح ہنسے کہ جیسے گلعذار قہقہہ لگاتے ہین ملکہ حیران کھڑی تھی کہ تنے درخت کے شق ہوے اور پریون نے
نکلکر ملکہ نے دیکھا کہ افراسیاب سحر اپنے طلسم پر ناز کرتا ہے یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا لیتے ہین خدایا یہ کیا اسرار
ہے کہ یہان اسطرح کی آج بہار ہے کل جو مین آئی تھی اسجگہ دشت پرخار تھا نام کو بھی نہ لالہ زار تھا یہ آئینہ دار تو حیران تھی اور ان
پریونکے چہرے پیدا ہونیکا یہ سبب تھا کہ درخت سب تنگی داہین جو سب انکی بیچ مین لگے ہین انکے کھلنے سے درخت سب شق
ہوتے ہین بیچ مین پریونکے چہرے کا دار لگے ہین کہ درخت شق ہونے سے وہ ہنستے ہین اور آگے بڑھتے ہین تمام اس گلستان جواہر
کا گلدستہ ہمیشہ بہار ہے ملکہ آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہے ذکر اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین لکھا ہے
ملکہ بہار اس ساز و سامان و دیکھکر دنگ تھی جب ذرا آگے بڑھی اپنے باغ و بہار کی ساحری بھولی دیکھا کہ ایک بارگاہ
فلک فرسا نصب ہے رتبہ اسکا تا باوج فلک پہونچا ہے یہ بارگاہ عجائب جب نظر آتا ہے کسی کو اسکی تاب نہ اس بارگاہ رفیع کا عرض

پہلا ہی دربارگاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہی ہر طرح کے اسباب عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہر دکاندار نوجوان کمسن شباب
کے دن لباس و زیور سے آراستہ بیچ و شرا میں مصروف نگاہ انکی الفت سے ملوث دو رویہ بازار بیچ میں سڑک قطعہ دار
جواہر جابجا انبار سے گلاب کیوڑہ و مشکو مین بھرے اس سڑک کو چھڑکا دئے رشک بہشت ختن و تاتار بنائے کٹورے کھنکتے
دکانون کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دکان کا چھا اور چھرا کین ملا ہوا آراستہ ہر خیمہ کے رتبہ پر طاؤس زمرد کا بیٹھا منقار مین
اسکی موتیونکا مالا اور بارگاہ پر پیادل و چوبدار مرصع حاضر تھے کچھ جلو خانے کے باہر تھے ملکہ جب اس بازار میں پہونچی
یکایک تمام دکاندار غائب ہو گئے یہ حیران ہوئی کہ سب کیا ہوے اسی حیرت مین تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان
بصد تجمل برآمد ہوے اور ملکہ سے بصد شوق ملے کہا ہم بہر استقبال آئے ہین بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آپکا کر رہے ہین
تشریف لیچلیے یہ کہکر ہوادار پر سوار کیا ملکہ نے کہا تو دربارگاہ پر کھڑے ہین سوار ہونے کی کیا ضرورت سب نے کہا کہ بادشاہ
اس جگہ نہین تشریف فرما ہین یہ بارگاہ صرف اسلیے ہے کہ قریب بازار ہے چیز درکار ہو خرید کیجائے اور صرف مین آئے اجگہ
آبدارخانہ و نقارخانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہو اور اس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہین دکاندار اسکے سب پریان
اور جن ہین کہ نظر سے غائب رہتے ہین یہ کہکر ملکہ کا ہوادار کہاریان بادرفتار لیکر آگے بڑھین اور داخل بارگاہ ہوئین یہان
بھی صحن بارگاہ مین فرش گستردہ تھا تخت و کرسی و مسند سے آراستہ تھا پریرخونکا مجمع تھا سامان شاہانہ مہیا تھا مگر جب
سواری بسان باد بہاری یہانسے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکلکر جو دیکھا واقعی نمونہ بہشت مین
اپنے تئین پایا ابر بہاری پردے ہوا چھایا تھا ترشح سے فوارہ کے زاہدان خشک کو تر دامنی کا لطف یاد آگیا تھا سرخ جواہر
کا ماتھ جات سے پر بار زمین پر سر جھکائے سجدہ شکر خلیفہ قدرت ادا کرتا ہوا سے ہلتا تھا گویا سبزپوشان پاکیزہ دامن
کا وجد مین جھومنا معلوم ہوتا سبزہ فرش ارض پر سبز نگاہ طاؤسان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلزار کی کیفیت
دکھاتے صنوبر اپنی رعنائی پر اکڑے بیل درختونکے نزاکت بھرے انکی کے اشارہ سیے لٹکے گرتے پہاڑ کی دانگ سے سرا لچہ بارگاہ
کا لاہوا اور چار طرف باغ پر بہار بیچ مین وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہر مین مصنوعی کے جنگل اور دامن کوہستان مین ندیونکا لہرانا
آبشار کا ہوتا نیا لطف دکھاتا باغ کی روش سنہری پر دو رویہ سبزہ ابا جھاڑ اور کنول فروزان زیر درانگ کوہ سرو چراغان
چراغونکی لو سے فوارونکا چھوٹنا واقعی لالونکا موتی اوگلنا تھا روشنی تھی یا پر بادشکے دلکو لگی تھی شعلہ طور کا گمان تھا دشت تھا
یا وادی ایمن گلزار یہ خیال گلشن جنان تھا سمان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو

نظم

نہال سبز مرغان نوا سنج — بہار چشمہ لبریز بے رنج
زمین پر سبزہ نو خیز کا فرش — زمرد گون و منظر جابجا فرش
نگاہون مین تراوٹ جس سے آئے — دل بیتاب کیفیت اُٹھائے
کہین گلہائے خود رو رنگ رنگ — کہین کچھ اور ہی صورت نئے رنگ
ہزارون طائران نو نوا سنج — سنے انکو تو جائے دل سے ہر رنج
جرابر نخل مسند مین جس قدر تھے — نشیمن جابجا شاخون پر اُنکے

زمین پر سنگ مرمر فرش تا در ۔ فدا ہو دیکھنے سے لوح سرور
قفس صندل کے آویزاں شجر مین ۔ عجب نقاشیاں دیوار و در مین
صفا باغ سارا صورت دل ۔ بجا ہے اسکو کہیے نور منزل

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھکر تقاضائے عشق سے آہ سرد بھرتی اپنے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھیے وہ مغرور حسن و جمال مین مجھسے کہین سوا ہے نگاہ شوق کیونکر تجسس کرتا ہے معاملہ دیکھئے کیسا گذرتا ہے اسیطرح ہوس گری کھاتی ہر یک نرگس سے آنکھ ملاتی رواں تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزارہا کنیزان مہر صورت زیور جواہر پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عہدہ ہاتھون مین لیے پیدا ہوئین نظم

مزین جسم پر پوشاک و زیور ۔ قریب تخت زرین ٹھہرین آکر
گراں بار بدن پوشاک و زیور ۔ نزاکت تھی برستی ہر صنم پر
خراماں کبک کی صورت بصد ناز ۔ پریزادون سے وہ حورین تھین ممتاز
نہین رکھتی تھین مثل اپنا جہان مین ۔ وہ گل تھین لاجواب اس گلستان مین

ان سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلین ہزارہا کنول آگے آگے روشن سرگرم اہتمام ہر غنچہ دہن ناظر نواز گویا ان گلون سے معطر باغ جان حزین تھا اسی آن وہان سے قریب ایک چشمۂ شیرین کے پہونچی اس نہر مین ہزارون رنگ کا عکس پڑا ہوا تھا چشمہ نور چشمہ بنگیا تھا چشمۂ مہر کیطرح نور سے لہراتا تھا قریب چشمہ دو درخت سرو کے لگے تھے انھین درختون سے ملا کر سراچۂ بارگاہ استادہ تھے سوا اس چشمہ کے پشت رختان سرو اور کچھ نظر نہ آتا تھا قریب رختان ہزارہا زنان قمر پیکر بعہدہ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی یہان درختون مین دروازہ لگا تھا لیکن اسطرح کہ ثابت نہوتا تھا یہی راستہ اندر بارگاہ کے جانیکا تھا بس وہی دور ہوا ملکہ اندر داخل ہوئی آگے بڑھکر جلوخانہ شاہی ملا قنات زربفت کھینچی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا وہ پردہ چرخی پر کھینچا ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہے مسکن بادشاہان جمشید مرتبت ہے صحن بارگاہ مین ہزارہا گلدستے دھرے ہین عطر بیزی سے ہمراہی گویا طبلہ عطار کھلا ہے بارگاہ مین بارہ ہزار کنول جھاڑ بیچار لگا ہے الماس تراش ہر ایک استادہ تکیرہ جواہر و زر کھنچے ہین جھاڑ انہین ٹنگے ہین ہر دو تکیون کی بار ہین قطار در قطار لگی ہین اور کرسیان یاقوت و زمرد کی بچھی ہین فرش بصفا بچھا ہے مخمل ہزارہا لگے ہین سامنے چہل ستون مین تخت شاہی بچھا ہے طاؤس مرصع دم سے قدم اپنی چتر کیے ہے بیچ تخت پر مسند بچھی ہے اسپر ایک جوان جسکے پیر فلک و زال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ گرد ہزارہا حور پیکر دلکا مجمع ہے عجب دلاس دلربائی دیکھی کہ مرادین اسکی بامراد آرزو مین دلشاد تمنائین اسکی بلا گردان کہ کوئی تمنا کرے اسکو کس چیز کی نامیسری ہو تمنا کرے نگاہ جوش کرم زرد رو سامنے اسکے بیدم جبین مین اسکی وہ نور کہ قمر کو داغ غلامی اسکا بنا منظور ذلت ہر چند کہ کافر کیش لیکن بصورت لام اسلام ساکن قرب کعبہ ابرو طرفہ کن جان اسکی خوشبو آنکھون کیفیت حسن لبریز مژگان بسان خنجر تیز دو بان زخم جگران ابرو کا نقشہ دیار حیا بصورت نظر نہ کر دیکھنے کی خریدار تھی نشان حسن قدرت یا شعلہ رخسار کی یا شمع طور کی ضیا انگشت معجز نمایان ہے رخسار جو نیچے ظاہر

کہ معجزۂ شق القمر ہوا عارض کا حسن حیرت آمیز یا جلوۂ صبح طرب خیز لب کا رنگ پرستی گلشن صدرت قند و نبات پڑے مزے سے اس کی بلائیں لے غیرت سے پانی ہو کر بہے دہان تنگ نہین تحسین کرنے سے ملک عدم بنا چاہ ذقن مین دل عاشقون کا ڈوبا ہوا بیاض گردن دختر حسن کا خاتمہ شانے شان الٰہی کے نمونے ہاتھوں مین دل چھین لینے کے قرینے سینہ جوش شباب مستی سے بھرا شہوت پرستی سے تنفر کیے دل جلانے کی عادت سیکھی شکم معدن نور تختۂ بلور کمر نازک تا نگاہ دوربین پستان چشم جانان بیمار و ناتوان و نازنین شمع ساق جلسے سو اُٹھی ایڑی اسکی لیے ہو نشان پر لات مارتی بادام چشم بہرام چشم فرخندہ زیب ہر فریب شاہد کی سیج عزیز کی مدح کرے بموجب لمولفہ

کیا لکھون وصف اس کے قامت کا — تھا سراپا الف قیامت کا
روشنی گلاب تھین آنکھین — چشم بد دور خوب تھین آنکھین
غنچۂ بینی اور گل رخسار — نشان عیش کی تھی بہار
گوش سنتے کان ہاے رازنہان — لکھ سکون انکا وصف کیا امکان
زلف پیچان کی مدح مشکل ہے — جسمین الجھا ہر ایک کا دل ہے
لعل و در صدقۂ لب و دندان — جانتے ہین جہان مین سب انسان
جو کہا منھ سے ہو گیا وہ عیان — کلک قدرت سے لاکلام زبان
واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے — حسن کی شمع سب پہ روشن ہے
ہاتھ تھے دو بلور کی شاخین — انگلیان نخل طور کی شاخین
بے کدورت تھا صاف وہ سینہ — حق نما تھا بشکل آئینہ
چشمۂ نور تھا شکم لاریب — ناف گرداب وار تھی بےعیب
کوئی تشبیہ یان پہ بھر کمر — نہین آتی ہے اب بیان نظر
ماشاء اللہ خوشنما ہین قدم — رہرو راہ کبریا ہین قدم
اُس قدم پہ رکھا تھا جسنے سر — وہ کسی کا نہین تھا دست نگر

ملکہ اس دلدار پر از بسکہ شیفتہ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی غشی بہر استقبال ہوش آئی اُدھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج دلائی گوہر بیج وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی شجر نہال آرزو کی ثمر مبتدا لے الفت کی خبر زدے بے بال و پر آسمان دلبری کی قمر زندہ نظر آرام جگر بلکہ جگر سے بہتر تیغ الم کی سپر پہلوے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی سینہ پر لوٹنے والی پہلوے عاشق سے بھاگنے مین گوری کمان کا تیر دل اسکے تیر مژگان کے نخچیر دام بلا کاکل مین ہر ایک کا دل اسیر ظالم بے تقصیر ساق یا جسکی عریان ہو نور دیشن بزم عاشق پریشان ہو کر بموجب نظم

قیامت تھین وہ آنکھین سحر آمیز — نگہ نے کی ہین دلبر چھری تیز
لگائی جنبش ابرو نے تلوار — مژہ نے رکھ لیا ہے دل سر دار

پڑی تیغ تبسم ایسی کاری ہے
ہوئی تنکوہ دل کو جان بھاری
طبیعت جال میں زلفوں کے الجھی
پڑی ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھی
گل عارض نے تازہ گل کھلایا
کنواں چاہ زنخدان میں جھکایا

یہ دیکھتے ہی نگاہ محبت نے اثر کیا بادشاہ کو بھی غش طاری ہوا خواصوں نے جلد جلد گلاب کیوڑہ وغیرہ چھڑکا دونوں کو جب ہوش آیا ملکہ آگے بڑھی تخت سے شاہ نے بھر پیشوائی اس شاہ حسن کے پیش قدمی فرمائی قریب کر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے نزاکت سے یون کہا کیا مرض مجھکو ہو آتی دور آنیہ جی سنسنا گیا غش آ گیا بادشاہ نے سنکر کہا کہ تمھارا شرمندہ ہونا میری آنکھوں پر صاحب میں تو آپ سے شرمندہ ہوکر غش کر گیا ملکہ نے کہا مجھے آپ یون کیا غش ہونے لگے یہ ڈورے اور کسی پر ڈالیے شاہ نے کہا ہمیں تو کوئی مرض نہیں اب تمھاری زلف کا سودا ہوا ہے ملکہ نے کہا اس مرض کی کیا دوا ہے شاہ نے فرمایا کہ شربت وصل سے یہ عارضہ جائیگا ملکہ نے یہ سنکر سر جھکایا بادشاہ ہاتھ پکڑے تخت پر لائے برابر بٹھایا کنیزان گلرخسار نے چار طرف سے اس رنگ کے پردے اٹھوا دیے برسات کی چاندنی کھلی تھی چشمے موجزن تھے چاند پانی میں لہر لیتا تھا پہاڑ دن سے آبشار بہتا تھا اس لطف میں ساقی ماہ دیدار نے دونو کو نشہ سے سرشار کیا پھر زہرہ جبینان حور رخسار نے ساز ملا کر یہ غزل مواصلت کی گائی

شروع کی غزل

دل اشتیاق دست میں بے اختیار ہے
آنکھوں کے سامنے مرے تصویر یار ہے
ہر دم زیادہ ہوتی ہیں داغوں کی کثرتیں
سینہ ہمارا کاہے کو ہے لالہ زار ہے
جی چاہتا ہے سرمۂ چشم اسکو کیجیے
بتلا تو اے صبا یہ کہاں کا غبار ہے
تھمتا نہیں ہے آنکھوں میں ہرچند دیکھیے
ہر اشک میرے دل کی طرح بیقرار ہے
سوراخ جابجا جگر و دل میں پڑ گئے
کیا ہی سنان تیر نگہ دل کے پار ہے
آنکھیں اٹھا کے دیکھو ذرا ترک جنگ جو
دل وحشت میں خدنگ نظر کا شکار ہے
لاکھوں فریب یاد ہیں تم کو نئے نئے
پیارے تمھاری بات کا کیا اعتبار ہے
ای جان آ چین آئے بھلا کس طرح ہمیں
قابو میں اپنے دل ہے نہ پہلو میں یار ہے

بادشاہ نے جام گلگون سے تاب بھر کر منھ سے ملکہ کے لگا دیا ملکہ نے پیکر ساغر بھرا اور شاہ کے منھ سے لگایا پھر تو دماغ دور شراب سے گرم ہوا مستی شراب نے آنکھوں میں گھر کیا امیدیں کھل کھیلنے پر آمادہ ہوئیں نرگسیں شرم سے جھکنے لگیں تمنائیں ہرچند کہ ہستی ہمت مگر حیا مانع تھی کچھ عرصے میں جب بادشاہ نے آغوش محبت میں کھینچ لیا نے کنارہ کیا نظر سے کیفیت مستی ہویدا آنکھیں سرخ ہوکر طبیعت کا ڈھنگ بدلا لعاب شوق نے لب تر کر دیے مسکرا مسکرا کر خفا ہونے لگی کہ صاحب نچلے بیٹھو اللہ قسم مجھکو یہ دھال پھولے ویدون بھی نہیں بھاتی مردوں کی انھیں باتوں سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھتے ہیں سوا سے نوچا کھوچی کے انکا ہاتھ رہتا ہی نہیں قربان کروں جان ہلکان ہو جاتی ہے ایسی دھما چوکڑی بھلا کسکو پسند آتی ہے ملکہ اس انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر غمزہ نے ہوس عاشق کو شکست دی بادشاہ منت کرنے لگے ملکہ نے منہ پھیر لیا بادشاہ نے پھر دست ہوس دراز کیا اس بانی تم نے

نہیں نہیں کرکے ہاتھ چھڑا لیا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنے دلبر جبر کریں اپنے اور بیگانے کے طعنے سنیں جان کیون آرزو میں آخر کو دین شوق دیدمین سجھ کرین فراق مین جل جل مرین بادشاہ نے کہا کہ اے مایۂ ناز ہرچند کہ مین شاہ ہون لیکن تیرا غلام ہے اشتباہ ہون یہ کہکر آنسو آنکھون مین بھر لائے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پوچھے ہنسکر کہا صاحب کیا تیری شکل مین رونا لگا ہی مین رونے آدمی سے گھبراتی ہون یہ کہکر اسطرح آنسو پاک کیے کہ وہ گدر بدن جسم سینہ سے لگیا بادشاہ کو تاب نہ رہی فوراً گلے سے لگایا ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اوئی دم گھٹ گیا اتنو شرم نے آنکھ سے عار کی آرزوے ہمکناری دلدار اور زیادہ ہوئی اٹھکھیلیو نکا سما تا آیا بیتا بیونکی افزائش ہوئی مگر پاس شریعت مانع ارتکاب تھا بغیر نکاح دونون جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہرچند کہ فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلونکا گرم بازار آپسمیں ہم آغوش دہن مین مزے بوسونکے پوشیدہ آنکھون تیج تون سے نگھر کیا نہیں در باب کی لذتین دستکیان بھرتا ملکہ نے گردنمین ہاتھ ڈالدینا جھجکنا پیچھے ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہو جانا جھوٹے کپڑے درست کرتے جانا کبھی انگڑائیاں دکھانا کبھی زبان کی نوک سے رخسار سہلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منھ بڑھانا پھر شرما کر ادائی دکھانا کبھی منت سے سر قدم پر رکھتا اور کبھی خفا ہو کر پاؤن پر دوسرے کو گرادانا کبھی فداے روے یار ہو جانا کبھی تشنۂ وصال سے بیہوش ہونا کبھی شمیم زلف جانان سے مدہوش ہونا کبھی بغلونمین منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیلہ کرنا گھبرا کر کہنا کوئی آتا ہی اور پلٹ جانا رد کر آنا رکبھی دامن جھٹکنا اٹھکر کھڑے ہونا کات کا جوبن دکھانا کبھی حیران ہو کر چار طرف دیکھنا آنکھ کی گردش سے عالم دگرگون کرنا کبھی الگ ہٹکر ہاتھ کا اوٹ لینا آئینۂ رخسار کی حیرتناکی سے بہار دکھانا اس ہنگامہ مین چولیان مسک گئین تار پستان ملے جو گئے تو سرخ سرخ نظر آنے لگے سیب ذقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پر چھڑائی گیسو نے لہرا کر باغ رخسار پر گھٹا چھا نیکی کیفیت دکھائی کاکل باوجودیکہ بال بال گونگا تھی لیکن اترانے پر تیار تھی بادشاہ اس غیرت ماہ سے سب لپٹے تو آہ سرد بھری کہ آپکی وفا کا کیا اعتبار ہے یہ منھ دیکھے کا سب پیار ہے انھین فقرونسے صدا قسمین کھا لیتی اپنے اور بہ دیوانہ بنا لیتی یہی ہنگامۂ ناز و نیاز تادیر گرم رہ ہر ایک بار آرزوے بے شرم رہا کہ نظم

کبھی آپسمین لپٹے ہو کے بیتاب	کبھی حسرت سے کرتی چشم پرآب
کبھی بولی کہ جاتی دم ذرا لے	ٹھہر پی اور بھی دو چار پیالے
کبھی زانو کو باہم میچتی تھی	کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری
زبان سے بوسے کر کر گدگدانا	اٹھا کر جام مے منھ سے لگانا
یہ کہنا جلد پی مین تیرے صدقے	کہ یہ کچھ دیر مین تو میرے صدقے
کبھی ٹھنی سے دینا اک ٹھوکا	لپٹنے مین کبھی دیدینا دھوکا
کبھی کہتا کہ ٹھنڈے آدمی ہو	اٹھے ایسو نسے راحت کب کسی کو
مزے بوسون کے مستی پر جو آئے	ارادے اور ہی مطلب پہ پائے
گلے ملکر دیے بوسے جو دو چار	ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار

پسینہ آکے چہرہ تمتمایا نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر شتاق ستقاضی بستری ہوئی بادشاہ تامل کر گئے اور ملکہ بھی ضبط کر کے الگ ہو گئی کہا او چلکر چاندنی رات کا لطف اٹھائیں بہار باغ سے جی بہلائیں بادشاہ اس رشک مہ کو ہاتھ پکڑ کے لیے اور پشت و پہلوے بارگاہ کے جو سرا پچے اٹھے تھے اس طرح آئے بیان جو کیفیت بہار کی زبان قلم کی کیا لیاقت ہے جو بیان کر سکے جا بجا حوض و درختوں پہ پڑے تھے گلفذار دو نکے پچھے جمع تھے طلاکاری تھیں چاندنی میں دونی تھیں بجلی چلبلاتی کھیلا بہار جوبن دکھاتی تھیں رختو پر بادلے کی چمک عکس کا ذرا نور ریز زمین فلک بہر دون میں بچھے اور ہو ر بگیان بڑ بین جلترنگ بجا انجمن چلبلین کرتی لب نہر جا بجا رنگ بنے فرش و شیشہ آلات سے سجے مینا کاری بچ بنے آگے انگیٹھی یا سلک گوہر تھے کہاں تک بیان ہو نظم

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا نظر جس پر رہے تا حشر شیدا
طلسم آمیز سارے کارخانے بجا ہے کیسے جادو کے ٹھکانے
بچھیں تھیں مسندیں زریں بہت خوب بشکل عارض تابندہ مرغوب
کہا بیٹھو کہ دم لے لیں ذرا ہم بیان کی سیر دیکھیں بھی کوئی دم
غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام ہوئیں حاضر پرستاران گلفام
کہ اتنے میں کئی معشوق طناز لیے آئیں ہزاروں طرح کے ساز
جھکیں تسلیم کو گائیں بجائیں نہایت لذتیں خاطر نے پائیں
پھر اُن کے بعد آئیں اور خونریز نگاہیں جن کی خنجر کی طرح تیز
لیے شیشے بغل میں ہاتھ میں جام سوا اس کے بہت سامان آرام
کیے موجود کھانے لاکے باہم غذائیں سب طرح کی کیں فراہم
طعام عمدہ دستر خوان شفاف بشکل حسن جانان پاک اور صاف
تناول وان کیا دونوں نے کھانا ہوا آغاز پھر گانا بجانا
رہے کچھ دیر پھر جب کہ یہ اسوار رہے پانی کی کیفیت سے سرشار
پھرے پھر وان سے آئے خوابگہ میں لپٹ کر دونوں لیٹے اک جگہ میں

لیکن سونا کیسا وہی تازہ مزے کا دور عالم ہی کچھ اور ہوا ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کیا اور شاہ طلسم سے اپنا پاکدامن رہنا اسکا دل وجان فریفتہ رہنا تعلق کے ساتھ کہا پھر اپنا شریک ہونا اور خواجہ کی عیاری کرنا گرگٹ کا حال کہا مگر شہر د گلدستوں سے پر ہو کا نکلکر کہانی کہتا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا انھیں باتوں مزے مزے کی حکایتوں میں شمع انجمن فلک بے نور ہوئی بہاں گردوں میں بڑی تھیں ٹاکوں سے ٹانکیں گھٹی تھیں کہ زلف شب ٹبی منہ سحر سے گستاخی ہوئی

یہ باتیں تھیں کہ بدلا حال شب کا دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا
کچھ دست ہوس ٹھنڈے ہوے جوش اٹھے انگڑائیاں لے لے کے بیہوش

نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام	زبان پہ تھا فقط اللہ کا نام

بادشاہ نے اٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین میں التجا کی لشکر میں امیر حسب دستور پچھلی رات سے
برائے طاعت رب غفور اٹھے عین صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد میں آئے بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا سلام پیر اک کا
ادا ہوا اُسوقت چوب اسپیس سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور و لشکر اسے علی میں
حاضر ہیں امید رکھتی ہیں کہ دیدار فیض آثار سے بہرہ یاب ہوں امیر نے اس خبر کو سنکر استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی
یا نہیں ہرکاہے عرض رسا ہوے کہ شب کو حضور عالم کیطرف سے دعوت تھی اور ظل اللہ بھی پچھلے سے برائے خاطر مہمان عزیز تشریف
فرمائے خانہ دعوت تھے ابھی تک وہیں ہیں یہ حال سنکر امیر اُٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کرینگے اور بہار سے بھی ملینگے پس
آج کا دربار موقوف رکھا سردار اپنے اپنے خیام میں آکر آرام کریں اور امیر بسبب مسافت بعید سوار ہو کر صحرا میں گئے
اور پہلوے بارگاہ دعوت کیطرف آئے ملازمین دیکھکر خدمت شاہ میں گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ
تخت طاؤسی پر سنبھلکر بیٹھے بہار مع خواصان گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم بجا لائی امیر نے
سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز تھیں کیوں یہاں تک آنیکی تکلیف کی غرض کہ یہ فرماتے ہوے داخل بارگاہ ہوے
بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اُٹھکر تعظیم دی آپ تخت پر آکر تشریف فرما ہوے ملکہ بہار ڈوپٹے سے سب جسم
چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکائے تھی کہ نیل بوسونکا رخسارے سے ظاہر تھو جسپر امیر کی نگاہ پڑے بڑی غیرت کی
بات ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے الحمد للہ میں تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہوں
نور ایمان تیرے دل میں آیا خداے بے شریک بے ہمتا کو تونے پہچانا میں بہت تجھسے راضی ہوا ملکہ عرض رسا ہوئی کہ یہ
سعادت کونین میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا مجھکو ضرورت خواجہ کے ساتھ رہکر شاہ
طلسم سے اگر نہ دہشت ہوتی تو ابھی کلمہ طیبہ پڑھتی امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمرو پوچھا اُسنے از ابتدا تا انتہا بیان
کیا اور کہا اب سکو کٹے یہاں اسطرح بعزت تمام ہیں امیر نے سب حال سنکر ایک نامہ طلسم والونکو لکھدیا اور ملکہ کو کئی کشتی
زیور زمرد و الماس کی مع خلعت گران قیمت عنایت فرما کر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ دیکر ارشاد فرمایا کہ بابا فقیر کو جنید
کہ سیری نہیں گوارا تمھاری دوری نہیں لیکن شغل و اشغال میں فرق آتا ہے تمھیں خداے کریم کے سپرد کیا حقیر برائے طاعت
رب غفور جاتا ہے یہ کہکر رخصت ہوے اور ہنگام وداع بادشاہ سے کہا کہ جناب دربار میں کب رونق افروز ہونگے شاہ
نے فرمایا کہ شب بھر میں جاگا ہوں آج آرام کرونگا کل انشاء اللہ برآمد ہونگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا میری رخصت
کیلیے ایسی باتیں ہیں یہ تمھارا گھر ہے جبتک جی چاہے تشریف رکھنا ملکہ نے عرض کیا کہ جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی ہوں
اسی آستانہ کو اپنا مامن جانتی ہوں یہاں نہ رہونگی تو اور کہاں جاؤنگی مگر بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہونگے فی الحال زیادہ نہیں
ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جاؤنگی امیر یہ سنکر وہاں سے روانہ ہوے اور داخل صومعہ عبادت ہو کر یاد الہی کرنے لگے وہاں
جب تنہائی ہوئی وہی ہنگامہ عشرت ہوا آپسکی چھیڑ چھاڑ اختلاط و پیار ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی
نگاہیں محبت کی رہ رہ کے کھلیں گانا ناچ شروع ہوا شراب کا دور چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدہ دیدار و وصال

پر اقرار کے پچھلے بدلے نشانیان ایکنے دوسرے کی لین قسمین عاشق و معشوق نے کھائین کہ جانی ہم کسی خیال مین ہونگے مگر تمھین نہ کسی طرح ویسے اپنے بھولینگے دن ہجر کی مصیبت کے بھرین گے خدا چاہے گا تو مل رہین گے کہ **نظم**

مجھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل — نہ مانے گا کسی صورت مراد دل
زبان پہ آئیگی فریاد ہر دم — نکل جائین گے گھبرا کر کہین ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سرکو — محبت آگ کر دے گی جگر کو
زیادہ دیر مین ہوگا نہ انجام — کہ مر جائین گے ہم محروم ناکام
یہ کہکر دل محبت سے بھر آیا — طبیعت مین جو اپنی جوش پایا
تو مل کر گلے وہ خوب روے — کوئی دم داغ دل اشکون نے دھوے
پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی — رہا کچھ دیر دور آفتابی
لبالب جام سے اترے گلو سے — مزے پیتے ہجوم آرزو سے
ملا سینہ سے سینہ سکر تھا جوش — ہوئی کیفیت عالم فراموش
لیے بوسے زبانون نے دہن کے — لٹے گل دونون عارض سے چمن کے

انھین شکوہ و شکایت ذکر ہجر و وصل مین آغوش فلک سے معشوق خورشید نکلکر جانب طلسم مغرب روانہ ہوا اور شب فراق نے عاشقون کے تڑپانے کو عالم مین داخلہ کیا کہ **ابیات**

نگاہ شہ تھی مصروف تماشا — کہ اُٹھا نور روے خور سے لقطا
چھپا چشم جہان سے مہر روشن — ملا گیری ہوا عالم کا دامن

ادھر آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جانی اللہ نگہبان ویسے نہ جھلانا زیادہ نہ تڑپانا **اشعار**

کہا جاتے ہین تو خالق کو سونپا — مگر اے جان رکھنا دھیان میرا
کہان ہم اور کہان تم اور یہ سامان — مصیبت کھینچ ہوئی دست و گریبان
دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات — میسر آئے پھر گذری ہوئی رات
کہ ہم تم ایک جا ہون محو آرام — رہے شرمندہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتون پر اشک فشان تھے عجب وقت تھا کہ آہون کا دھوان بلند ہوکر گویا سحاب بنا تھا اشکون کی جھڑی لگی تھی چہرے تمتما کر سرخ ہوے تھے یا گلزار حسن مین شفق پھولی تھی ادھر صحرا مین طائر بسیرا لیتے تھے دیونے آشیانہ تھا پہاڑون سے جھرنا جھڑتا سارا دشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا کوئل اور پپیہے اور مور نعرے اور کوک مارتے تھے دونون وقت ملتے تھے پرشید لے یکدگر جدا ہوتے ہر سمت سناٹا چھایا تھا فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا خلاصہ کلام وہ تمام زار و گریان سحر کے تخت پر بیٹھکر اڑی عاشق کو دیکھتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی اور نگاہ سے چھپ گئی اشکون کے بہانیکا بہانہ ہوا دم ہمراہ جانانہ روانہ ہوا ناچار وہان سے

پھر کر داخل شبستان ہوئے کارپردازوں سے فرمائے گئے یہ سب سامان برطرف کر دو تعمیل حکم میں مصروف ہوئے اور شاہ
پھر کروٹ پر لیٹ کر منہ لپیٹے تا شب سحر کے صدمے سہنے لگے اسطرف تو یہ حال گذرا مگر طرف ثانی کا ماجرا سنیے کہ تخت سحر اڑکر
قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دل صحبت شیشہ رکھتا تھا وہی جلسہ آنکھوں میں پھرتا تھا سے کیسی خوشی کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا نظم

برائے چند ساعت تھیں یہ باتیں
نہ تھے آگاہ ہم جو تی میں گھاتیں
نہ سمجھے تھے فلک کو بے وفا ہے
یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے
ذرا اشکوں سے دھو لیں گرد اس
بنایا اپنے جی کو اپنا دشمن

اسی رنج والم میں اس پہاڑ پر وہ تخت اتارا اور تادیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی یہ فکر یار میں فلک اپنے کار میں تھی
گلگوں عیار جو سابق میں بہر مدد لقا آیا تھا اس نے اب تک جنگ جدل و آمد ساحران دیکھی عیار کو جسے عیاری کرنیکی
فرصت نہیں پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور سب ناچتے ہوئے لشکر اسلام میں گئے وہ بھی اور تو سب چلے آئے
مگر یہ عیار صورت بدل کر یہ کہا کہ میں عیاری کرونگا فوج لشکر اسلام میں تیاری دعوت شروع ہوئی کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی
اور اسنے بھی قصد کیا کہ بہار آئیگی اسنے خداوند کو ذلت دی ہے تو اسکو پکڑ لینا اسی فکر میں جا بجا صورت بدلے پھرا کیا
اور جب جلسہ دعوت آغاز ہوا اسکو یہی نہ معلوم ہوا کہ خیمہ بارگاہ میں کب نصب ہوئیں کیونکہ یہ انتظام جب ہوا تھا کہ یہ
اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا آخر جب کیسی کارپرداز کی صورت نہ بن سکا اور ہمراہ خیمہ بارگاہ کے مثل عورتوں میں نجا سکا تھا کہ یوں کر
دست بردی کروں جب سحر گلدستہ ہمیشہ بہار میں قدم رکھا وہاں انتظام جنونکا تھا غل و شور بپا ہوا کہ پکڑو گرفتار کیجیو
دوڑ آیا یہ گھبرا کر آگے نہ بڑھ سکا سمجھا بہار نے سحر کی چوکیاں بٹھا دی ہیں جانے سکونگے یہ سمجھ کر گھات میں لگا رہا کبھی اس کوہ
میں پھر تا گاہ سر کوہ پر جاکر سیر روشنی و کیفیت جلسہ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکورہ رخصت ہو کر پہاڑ پر آئی اور اسنے
بطور مخفی اسکو دیکھا بس اسیوقت دامن کوہ میں چھپکر ایک ضعیفہ کی صورت بنا کر خمیدہ پشت لکڑی ہاتھ میں سر پر استمال
سفید چادر محمودی کی اوڑھے پائچوں میں گرہ لگا کے آہستہ آہستہ جھکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اسکو جاتے دیکھکر
پکارا کہ بڑی بی ذرا ٹھہرنا اور یہ کہہ کر تخت سحر اڑ کر اسکے پاس آئی اسنے ملکہ کو دیکھکر بلائیں لیں اور دعائیں دیں کہ سامری بھلا کرے
بیٹی اس جنگلے میں رات کو کہاں پھرتی ہو ملکہ نے کہا میں لشکر اسلام میں کام کو آئی تھی اب طلسم میں جاتی ہوں مگر تم بتاؤ کہ کہاں
رہتی ہو اور کہاں جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا میں کہاں جاؤں جب سے وارث میرے مر گئے دنیا سے نفرت کر کے جنگل میں ڈیرا
ڈالکر پڑی رہتی ہوں تمھارا جو جی چاہے تو چلکر وہاں آرام کرو ملکہ نے اس بڑھیا کو ویسے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی
رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے کر کے میں راہ لے منزل مقصود ہوں جب اس نے
یہ کہا کہ میں صحرا میں رہتی ہوں تو ملکہ نے کہا راستہ بھی تمھیں کچھ معلوم ہے بڑھیا نے کہا سب راہیں جانتی ہوں طلسم تک کا حال
بخوبی معلوم ہے اسنے کہا بتاؤ شہر رنگین حصار کا کونسا راستہ نزدیک ہے ایک راہ تو شہر ناپرسان ہو کر گئی ہے ایک صحرائے
حیرت سے راہ نکلی ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ ان راہوں سے نجاؤں بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام
نے فتح کیا آؤ بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو سمجھا کر اچھی طرح راہ کا پتہ سمجھا دوں میں مدت سے طلسم میں نہیں گئی اب تم سے

نقصان پہونچا پہلے سمجھ لون تو جواب دون ملکہ نے کہا بڑی بی میری خاطر سے بیٹھ جاؤ اور پتہ بتاؤ اب مین وہان کہان جاؤن بڑھیا ٹھٹکی
بیٹھکر وہین باتین کرنے لگی ہنگام سخن پردازی تھیلے سے ایک بٹوا نکالا اور اسمین سے ڈلی چکنی اور الائچی نکالکر کہا بیٹی یہ تو ہی کھالے
مین تمکو کھلاؤن کہ مجھکو عادت ہے ڈلی اسلیے رکھتی ہون کہ جو کوئی آجاتا ہے تو دیتی ہون اور مجھ سے تو چھٹتی نہین ملکہ نے اسکی
خاطر سے ڈلی تو نلی مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئی اس عیار نے پشتارہ باندھا اور لیکر چلا جاتا
تھا چلا راہ مین سوچا کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہوجائیگی تو تیری جان جائیگی اور دربار مین عیار آتے جاتے ہین وہ قتل
ہونے نہین دینے اس سے مناسب ہے کہ یہین سر کاٹ لے یہ سوچکر پشتارہ رکھا ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر کھینچکر آمادہ قتل
ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت تھا عیاران لشکر اسلام ورد ورد تک بالا دوی کرتے ہین منجملہ انکے سرسنگ مصری
عیار ادھر آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کسیکو باندھے قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچکر سر پر پہونچگیا پر یہ دیکھکر
اُسنے کلہ فلاخن مین پتھر رکھکر مارا کہ گلگون کی کلائی پر پڑا خنجر چھوٹکر الگ گرا اسنے پھر کر دیکھا اسنے للکارا کہ ہاتھ روک نابکار عیار
یہ کہکر خنجر کھینچکر آپڑا گلگون بھی نیمچہ پکڑکر اٹھ لڑنے لگا برابر سے نیمچہ زنی آغاز ہوئی جو ہمین چلنے لگین لڑتے لڑتے سرسنگ
نے کسکر نیمچہ مارا وہ پچھلے پاؤن جست کرکے جو اڑا ایک غار کے اندر پاؤن اسکا جا رہا سرسنگ بھی مثل برق تڑپکر برابر
اُچکا تھا جیسے ہی وہ غار مین گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے اسنے ایک لات ماردی کہ وہ ڈھلک کر غار مین جا رہا جست کرکے
اُسی گڑھے مین پہونچا اور اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہتا تھا کہ مشکین باندھلون وہ عیار بہت زبردست ہے اسنے دونون پاؤن
اپنے اُسکی گردن مین ڈالکر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکے پاؤن کیجانب چت ہوگیا اور وہ اٹھ بیٹھا سرسنگ بھی بے بدل
عیار ہے چت ہوتے ہی جیسے وہ سینہ پر سوار ہونے لگا خنجر اُسکے منہ پر مارا یہ بعجلت تمام جست کرگیا ورنہ چہرہ کٹ جاتا جب
وہ جست کرگیا سرسنگ بھی جست کرکے غار سے نکلا پھر نیمچہ چلنے لگا اب کی گلگون نے کسکر ایسا نیمچہ مارا کہ روکنا
مشکل ہوا سرسنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اچک کر نیمچہ خالی دیا اتنی دور اچک کر بلند ہوا کہ نیمچہ تو خالی گیا مگر جس درخت کے نیچے
لڑ رہے تھے اُسکا ٹہنا اس زور سے سر مین لگا کہ یہ تیورا کر گرا اسکے دل مین خیال تھا کہ حریف سر پر ہے جو نہی گرتے ہی ایسی
لوٹ ماری کہ دور جا نکلا ایک جھاڑی کچھ دور تھی اسمین چلا گیا ادھر گلگون دوڑا کہ جا کر مشکین باندھون مگر ہر چند تلاش
کیا پتہ نہ معلوم ہوا سمجھا کہ چوٹ کھا کر نکل گیا اب تو چلکر ساحرہ کا سر کاٹ لے یہ سوچکر پھرا مگر بقدرت کردگار لڑنے مین اُسکے
وقفہ مین بہار کو ہوش آگیا اپنے تئین بندھے پایا حیران ہوکر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے گلگون نے اُسکا سر ہلتے دور سے دیکھا
کہ ہر سمت منہ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہوگئی تو نے غفلت کی کہ زبانین سوزن نہ دیا اب بھاگنا چاہیے
پس پچھلے ہی پاؤن پھرا اور ایک جگہ ٹھہر کر فتیلہ عیاری جلایا آئینہ سامنے رکھکر صورت اپنی مثل چالاک بنائی اور
روانہ ہوا یہان بعد کچھ عرصہ کے بہار نے سحر پڑھا وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی جلگئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی اتنا
مین وہ عیار چالاک بنا ہوا سامنے آیا اور کہا اے ملکہ خدا نے تمھین بچایا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر مین نہ آجاتا تو کام
تمام تھا ملکہ چالاک کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پوچھا کہ مزاج ہمایون بادشاہ اسلامیان کیسا ہے اسنے بناوٹ کی راہ سے
کہا کہ داخل شبستان ہین سنا ہے کہ درد سر ہے ملکہ سمجھی کہ تیرے ہجر مین روئے ہونگے تمھین باتونمین یہ پاس تکڑا ہی تھا

حباب بیہوشی اُسنے مارا کہ ملکہ پھر بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکی زبانمین سوزن دیا اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہے اب مین یہین نامور ی
ہوگی اور خداوند خوش ہوکر پیری دینگے غرضکہ پشتارہ باندھکر لیچلا اسی اثنا مین سرسنگ جو جھاڑی مین گیا تھا ادیرہوش اُسکے بجا
ہوے جب سرکا چکر مٹا اُسنے باہر آکر دیکھا کہ ساحرہ اور عیار نہین ہین آگے جو بڑھا اس عیار کو پشتارہ بدوش دیکھا خیال کیا کہ اُسنے
پھر ملکہ کو پکڑ لیا یہ دیکھکر چاہا کہ سدراہ ہون لیکن غور کیا کہ لشکر قریب ہے اور اُسکے مددگار ذقبیل بجانے سے آجاینگے اور تو زخمی بھی
ہی سرپر ہنو ملیگا بس اتو یہ سامنے لقا کے لیجائیگا یکایک تو قتل کریگا نہین تو چلکر اپنے لشکر کے عیارونکو اس حال سے باخبر کرے
یہ سوچکر کنارے کنارے اپنے لشکر کے آیا ذقبیل عیاری بجائی لشکر مین چالاک انتظام کرتا پھرتا تھا ذقبیل سنکر دوڑا آیا اُسنے سارا
ماجرا اُس سے بیان کیا اُسنے کہا تم لشکر مین جاؤ کہ سر بچارا در ردکرتا ہے مین ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر حریف
مین جب پہونچا ایک جگہ ٹھہرا دیکھا کہ ایک فراش ہاتھ مین کنول بجھانے کیلیے بارگاہ لقا کیطرف جاتا ہے اُسنے اسکو پکارا
جب وہ قریب آیا اُسنے کہا مین نے تمھین اسلیے بلایا کہ یہان مین کھڑا تھا یہ پڑیا آنکے پڑی تھی اسی امین دوا خوشبو کی ہے کہ دماغ
معطر ہوجاتا ہے ذرا دیکھو تو کہ کیا ہے وہ بیچارہ سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر کا آدمی ہے وہ اتی کوئی چیز بلی ہوگی بس پڑیا لیکر دیکھی اسمین
خاک بیہوشی تھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھہ مین پڑیا لیتے ہی بیہوش ہوگیا اُسنے اسکا پیرہن لیا اور اسکی ایسی صورت بن کر
بارگاہ لقا مین آیا جو کنول قریب بجھنے کے دیکھا اسکو نے لگاکر بجھا دیا روشنی کا انتظام کرنے لگا اس عرصہ مین گلگون اپنے
خیمہ مین چلے گیا ایک صندوق مین بہار کو بند کرکے اپنے ایک شاگرد نیرنگ تیز رفتار نام کو بلاکر وہ صندوق سپرد کیا
اور کہا جب مین طلب کرون اُسوقت بارگاہ مین تو اسکو لانا یکایک اسکو لیکر نا آنا نہین وقت وعمل کھلکر مین طلب کرونگا سر اُس کا
مانگونگا اب جاکر آنکھ لڑانا خداوند لیتا ہون یہ کہکر بارگاہ مین آیا اپنی جگہ پر بیٹھا ہنوز کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ہرکارے سجدہ گاہ پر آکر کھڑے
ہوے اور بعد دعا دینے اس مرتد خدا کے عرض رسانی کہ ناہید فولاد بدن نام کوہستان کے ممالک مین سے ایک ملک کا
بادشاہ مع فوج گران حضور کی مدد کو آیا ہے داخل لشکر ہوا چاہتا ہے ناہید کا نام سنکر منصور نے کہا یا خداوند اب حمزہ بیشک
مارا جائیگا یہ بادشاہ بہادر زبردست ہے سولہ سو من کی زنجیر آہنی سے کمر باندھتا ہے ہم کو ہو نہین اب اسکا جواب دینے والا
کوئی نہین لقا یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوا کہا قدرت نے اسلیے اُسکو بنایا ہے کہ وہ اہل اسلام کو گوشمالی دے اُسنے تو یہ کہا
لیکن بختیارک ہنسا اور گویا ہوا کہ بادشاہ جسکے تم ثناخوان ہو کیا سمندون دیو سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہے پلکو کہ اسکی
قضا کشان کشان یہان لائی ہے لقا نے یہ سنکر اسکو کفر کا اشیطان کیا کہتا ہے اور حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سب کوئی پیشوائی
کو گئے راہ مین مِس ملے لشکر اُسکے ساتھ چالیس ہزار کے قریب کا تھا اسکو اتروا یا پھر اسکو بتعظیم تمام بارگاہ مین لائے چالاک نے بھی
اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہے واقعی بڑا زبردست ہے کہ

نظم

سیہ رو بدگہر ظالم ستمگار — خدا ناترس بدطینت دل آزار
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا — زبان تیز دگر بیہودہ گویا
بیان خوک دندان بد اسلوب — کبھی منھ سے نہ کہتا وہ سخن خوب
برہنہ سر سے پا تک مثل شمشیر — بدن کے رونگٹے جیسے سر تیر

گلو کا پوست خسم کی طرح تسمہ	دم رفتار دست زانو کو جھٹکا
سرین دو کوہ خارا ساق شہتیر	کمر میں تھی کئی سو من کی زنجیر

اُس دیو صورت نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی لقا نے بجتہ پیشانی خلعت اسکو دیا اور کہا کہ ہماری رحمت بیدم تجھپر
نازل رہیگی اور پیغمبری ہماری پائیگی غرضکہ بعد اسکے بیٹھنے کے گلگون نے کہا یا خداوند پیغمبری مجھے بھی دیجیے کہ میں ایکی دشمن یعنی
بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہوں اسکو قتل فرمایئے منشور نے کہا اب پھر آفت آئی تھی بختیارک نے کہا میں تم نے سرکاٹ لیا ہوتا
اُسنے سب روداد بیان کی کہ اس طرح عیارت لڑائی ہوئی مجھکو سرکاٹنے کا موقع نہیں ملا اپنے خیمہ میں اس طریقہ سے قید کرآیا
ہوں شیطان گویا ہوا کہ بس اب خبر نہو اپنے خیمہ میں سے بند رجب موقع دیکھنا شام ہے ہین سرکاٹ لینا جلدی نکر گلگون
اس کلام سے خاموش ہو رہا لیکن چالاک نے سارا حال سنا یہان تو گوگی کی خاطر و مدارات ہونے لگی دور شراب چلنے لگا مگر
چالاک ایک فراش کو نے دیکر بھائی ہین سر فع ضرورت کرآؤں تب تک کام کر دیہ کہکر باہر آیا اور ایک گوشے میں ٹھہر کر صورت
تو بدلے ہی فراش سے ایب تلمی اپنی خدمتگار کی بنائی اور جلد خیمہ گلگون میں گیا یہان نیرنگ صندوق کا پہرا دے رہا تھا اور
بنابر احتیاط کسی اور عیار کو بھی تم نے نہ دیا تھا کہ یہ پہونچا کہا لاؤ قید ساحرہ گلگون نے طلب فرمائی ہے اسنے کہا اچھا ٹھہر دیکھتا
ہون چالاک اُسکے پاس جاکر ٹھہرا کہا یا رہم پیاسے ہین پہلے ذرا سا پانی پلا دو اسنے کہا ابھی یہ کہکر سبو دان پر کٹورا رکھا اسمیں سے
پانی لینے وہ گیا اتنے عرصے میں سفوف بیہوشی منہ میں رکھ لیا جب اسنے گلاس لا کر دیا اسنے ہاتھ سے لیکر قریب منہ کیا اور اسطرح
منہ سے لگایا کہ جیسے ایک گھونٹ پیتے ہین بس فوراً منہ سے گلاس ہٹا کر پھریری لی اور کہا بھائی تم نے اسمین کچھ ملا دیا پانی کڑوا ہے
اُسنے قسم کھائی کہ نہیں تمہارے لیے ہم ایسا نکرینگے ہر چند کہ ہم عیار ہیں مگر گھر والون کیلیے تھوڑے ہین اُسنے کہا اگر کچھ نہیں ملایا
تو ایک گھونٹ اس پانی کا پیو تو سہی اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر وہ سارا گلاس آپ پی گیا چالاک نے منہ سے گلاس لگاتے وقت
بیہوشی تو ملا ہی دی تھی جب اُسنے وہ پانی پیا کہا میں ایک اور پانی لائے دیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے قفل
صندوق وا کیا ملکہ بہار کو نکالا زبان سے سوزن نکالکر ہوشیار کیا اور سب حال کہا ملکہ نے کہا کیا کہون امیر نے منع کر دیا ہے
ورنہ ابھی اس بوڑھے ریچھ لقا کو دھت دیتی کہ یاد ہی کرتا چالاک نے کہا اب ہم کوئی طرح نکر رد سے ہوا سے تماشا دیکھو میں
عیاری کرتا ہوں بہار چاہتی تھی کہ جائے اسنے کسوت عیاری سے ملکہ کو زنانے کپڑے نکالکر دیے کہ تم یہ پہنو اور اپنا لباس
مجھے اتار دو ملکہ نے الگ خیمہ میں جاکر لباس بدلا اور اپنا لباس لاکر اُسکے حوالے کیا آپ اُڑ کر چلی گئی اور ردے ہوا پر ٹھہر کر
حال بارگاہ لقا دیکھنے لگی یہان چالاک نے نیرنگ کو بصورت بہار بنایا وہی لباس پہنایا آپ بصورت نیرنگ کی بنا اسکو
صندوق میں بند کر دیا زبان بھی چھید دی سب درستی کرکے منتظر طلب بیٹھا بارگاہ میں جب زیادہ رات گئی بختیارک نے
خادم و فراش وغیرہ سبکو ہٹا دیا اور تخلیہ سحری کرکے نیرنگ سے کہلا بھیجا کہ بہار کو لائے نیرنگ نقلی بموجب حکم چند آدمیوں
سے صندوق اٹھوا کر لایا اور حسب الحکم ستون بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار نقلی کو ہوشیار کیا اسکی آنکھ کھلی
نفیس اشارے سے کرنے لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ میں نیرنگ ہون کسی نے بھی اسکی فریاد نہ سنی اور کہا یالق
رحم نہیں ہے لب نہ بچنے کیلیے منت کرتی ہے غرضکہ جب جلاد نے حکم پوچھ چکا اور زیادہ قتل ہوا اسوقت چالاک کو نیرنگ کے

حال پر رحم آگیا جلاد سے کہا ٹھہر جاؤ توقف پذیر ہوا اسنے پکار کر کہا کہ اے گلگون عیاری بڑی مشکل ہی ہر ایک کو نہیں آتا دیکھو تیرا شاگرد نیرنگ ہی جسکو تو قتل کرواتا ہی ملکہ بہار کو کون قتل کر سکتا ہی منم چالاک بن عمرو یہ کہکر یا نیرنگ نے سوزن نکال لیا اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی اہل بارگاہ آفرین خوان ہوے کہ کیا جوانمرد ہین لاکھون مین ایک کو طرے مین اور دشمن پر احسان کرتے ہین سب تو تعریف کر رہے تھے لیکن گلگون دلہین جل رہا تھا کہ اسنے مجھکو بہت ذلیل کیا ہی آخر اسکو تاب نہ ہی تعریف کرتا اٹھا کہ وہی آپکا مثل نہین ہین تو آپکا غلام ہوا یہ کہکر پانو پر گرا چالاک نے چاہا سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگائے اسنے دونون پاؤن پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا اگر گرتے گرتے خنجر اسنے بھی کھینچا اور سا سپر دار کیا گلگون نے پاؤن چھوڑ دیے اور شاگردونکو پکارا کہ لینا جانے نپاے نیرنگ جسکو اسنے کھولدیا وہ برابر کھڑا تھا جب تک چالاک سنبھلے سنبھلے اسنے کمندین ماری چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹ اور لوٹ مار کر در بارگاہ کیطرف چلا اسوقت ہزار ہا کمندین چلنے لگی اور طناب لے بارگاہ مین الجھا مگر جو قریب آگیا اسنے بھی پاؤن اسکے اڑا دیے اسوقت نیرنگ کے پہلو پر گیا کمند مارا چاہتا تھا کہ اسنے اسکا پاؤن پکڑ کر کھینچ لیا جب وہ گرا ایک طمانچہ اسکے مارا اگر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اٹھا لیسے کہا کہ عیاران لشکر اسلام بیشک بے مثل نہین رکھتے اور سوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہی استاد تیرا قتل ہی کر چکا تھا اسنے جان بچائی اسکی اطاعت کرنا لازم ہی کربست مجھے لازم ہی اسکے ساتھ مرنا کہ یہ جان بخش اور محسن ہی پس بدل سے یہ تجویز کر کے خنجر کھینچکر گلگون پر جا پڑا اور پکارا کہ ای چالاک مین تیرا غلام ہون میری خطا کو معاف کرنا یہ کہکر لڑنے لگا چالاک نے سہارا جو ملا اٹھ کھڑا ہوا لیکن ہزار ہا عیار باہر سے دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونون گھرے ہوے تھے ہزار دن کمندین پڑ گئی تھین آخر دبگاؤن اور کرسیون مین الجھکر گرے اور راز ر دے بلو لوگ لوٹ پڑے دونونکو پکڑ لیا انھون نے بھی بہت کو قتل و زخمی کیا بختیارک نے کہا اب ہر نکو مار ہی ڈالو جلاد تو حاضر ہی قتل بہار تھے اسنے حکم دیا کہ جلد سر انکے اڑا دین وہ تیغہ کھینچکر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیے گا چالاک بیتاب ہوکر رونے لگا کہ ای دافع ہر رنج و بلا مین یکسان اسوقت بد مین تیرا ہی آسرا ہی کہ ابیات

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق مین — پکارا دیر تک جوش قلق مین
کہ اے خالق نہین کوئی ہمارا — فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا اسکی مستجاب ہوئی یعنی ملکہ بہار جو بردے ہو اٹھہری ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اسنے سحر کیا کہ ہاتھ جلادونکے بلند ہو کر تیغے گرے پھر بجلی کڑک کر گری بختیارک نے دیکھکر کہا خداوندا جلد بھاگیے کہ آفت آئی معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساحرہ جسنے تاج نچایا تھا پھر آگئی یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور اسنے ایک دھول سر پر لگائی رفیدہ اسکا گرا اسنے رفیدہ بھی نہ اٹھایا اور دوڑ کر دم پر چالاک کے گرا کہ مرشد زادے بچایئے دھول دھپا شروع ہو گیا ہے اب جوتی کاری ہوا چاہتی ہی یہ تو منت پذیر تھا کہ تخت نبگر ملکہ گری اور دونون عیارونکو اٹھا لیگئی بجلی گرتے ہی سب عیار باہر بارگاہ کے بھاگ گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا جو بہادر تھے وہ حیرت سے پابگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی ناہید بھی حیران تھا کہ یہ کیسا خداوند ہی جو جان چھپاتا ہی اسی ہنگامہ مین ایک آواز آئی کہ اے خرس صحرائی مرتد اگر سامری کی

مخالفت نہوئی تو تو سوقت اپنی کیفیت دیکھتا کہ کیا حال تیرا مین بنائی یہ آواز سنکر بختیارک کو اطمینان ہوا کہ اب آفت نہ آئیگی یہ صلوۃ پڑھتا ہوا اُٹھا لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا لیکن حکم دیا کہ رات زیادہ آئی ہی دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے خیمونمین آئے ادھر ملکہ مذکورہ نے ایک بہار پر بیجا کر عیار دنکو اُتارا آتنی رات ذکر و اذکار طلسم میں بھی نیرنگ نے حال کوہستان کا بیان کیا اور کہا ہمارے ملک گلگونیہ کوہ سے جو آگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہی سامنے بیابان کے درہ کوہ ہی اس درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہی اسمین نقابدار رہتا ہی اس درے سے جو گذرے تو سیدھا طلسم ہوشربا مین پہونچے مگر وہ نقابدار نہین جانے دیتا ہی بہار نے کہا میرا ابھی قصد ہی کہ اُدھر ہی جاؤن یا تو نقابدار کو مارون یا وہ مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ طلسم پاس بھیجدے وہان میرے ہمراہی جو چلے جائینگے غرضکہ یہ باتین کرتے کرتے جب وہ وقت آیا کہ طلسم شب بحر آفتاب سے ٹوٹا اور عالم نیرنگ مین بہار سحر نے داخل کیا کہ بمقتضاے ابیات

	ہٹین کچھ کچھ کواکب کی نگاہین		نظر آنے لگیں آنکھوں کو راہین	
	سفیدی منھ پہ مشتاقونکے آئی		نظر مین پھر گئی شکل جدائی	

ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چالاک سے کہا خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ اسلام کو سلام شوق کہدینا یہ کہکر روانہ ہوئی عیار دونوں اپنے لشکر مین آئے بادشاہ نے برآمد ہوکر جلوس فرمایا امیر و سردار زیب و کرسی ہوئے نیرنگ نے آکر نذر دی خلعت اسکو ملا کفاف مقرر ہوا عیارون مین شامل کیا گیا اسطرف لقا بھی تخت نکبت پہ بیٹھا سلیمان نے سب کو یون کو بے اعتقاد دیکھکر سمجھایا کہ خداوند رحیم مہربان ہے ذرا سی بات مین چھپنے لگتے ہین اپنی تقدیر تدبیر تنگ سے آپ ہی اُڑ جاتے ہین کہ مجھ سے غضبناک تقدیر ہو گئی ہی ایسا نہو زیادہ تیزی دکھائے غرضکہ سب کو یون وغیرہ نے آکر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا اُسوقت بصلاح سلیمان نے ایک نامہ متضمن عتاب شاہ افراسیاب کو لقا کی طرف سے لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شاہ نخوت پناہ تونے کس بھروسے پہ مجکو ٹھہرایا ہی جو ساحر کہ تونے آجتک بھیجے یہان مارے گئے ایسا کوئی ساحر نہ آیا جس سے کچھ مطلب نکلتا اسپر طرہ یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہان آتے ہین اور ہمپر سحر کرتے ہین چنانچہ بہار ساحرہ نے آکر ایسی کچھ آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہین اب وہ ساحرہ جانب طلسم آتی ہی جلد اُسکا سر کاٹ کر روانہ کرو یہ نامہ حسب دستور بہار پر رکھواکر نقارہ بجوادیا پنجہ پیدا ہوکر نامہ لیگیا شاہ طلسم باغ سیب مین سریر حکومت پہ جلوہ گر تھا اور بطور چار دست کے مقابلے کیلیے ساحر بھیجنے کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہونچایا پڑھکر منشی کو حکم دیا کہ جلد تین حکمنامے لکھے ایک بادشاہ کوہ نیلم کے نام اور ایک بادشاہ طلسم ہزار برج کے نام اور ایک بادشاہ طلسم گوہر کے نام ان تینون بادشاہونکے نام جو طلسم آئینہ اور نرگس کوہ سے ادھر لشکر بادشاہ طلسم کے بڑے ہین لکھے جائین مضمون یہ ہو کہ بہار جادو بابدولت کی عزیز ہی مگر منحرف ہو گئی ہی وہ قلعہ کوہ عقیق سے پھری ہوئی آتی ہی سوائے ان راہونکے اور کسی طرف داخل طلسم نہوسکیگی سب اپنے اپنے ملک مین گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی ہمارے حکمنامے کے شہر مین منادی کرادو اضلاع ملک مین تاکید بھیجدو کہ تمہارا کہین ساحرہ مذکورہ گرفتار کیجائے اور خداوند پاس یا ہمارے پاس بھیجکر نیکنامی حاصل کرو یہ حکمنامہ جو تیار ہوا تب حسب فرمان منشی طلسم نے حکمنامے اور رقعے وغیرہ لکھکر مہر بادشاہی ثبت کی اور روبرو سے بادشاہ

حاضر کیے شاہ طلسم نے وہ نامے پنجہ ہائے سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے جب شاہان سرحد طلسم کو وہ نامے پہونچے بموجب تحریر سرکار بند ہوئے
علیہ بہار کا جاری کیا اشتہار ہر جگہ چھپاں ہوئے گروآور مخبر ہر جگہ مقرر کیے گئے اسیطرح جب نامہ کوہ نیلم پر پہونچا نیلم جادو بھی
متلاشی ملکہ مذکورہ ہوا بارہ ہزار ساحر اپنے پاس رکھتا ہی انکو حکم تلاش دیا یہان تو یہ بندوبست ہی لیکن افراسیاب نے بعد بھیجنے نامون
کے سحر پڑھکر دستک دی بعد کچھ دیر کے آندھی آئی زمانہ بالکل سیاہ ہوگیا اور بجلی پڑے۔ دردشور رہے جبکی پھر چمک روشنی ہوئی
ایک ساحر قوی و زبردست توان کو سامنے کھڑے دیکھا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی شاہ نے کہا اے مدہوش
کوہ پیکر قوی جسم جادو تجھے اسلیے مین نے بلایا ہی کہ خداوندی کو قلعہ کوہ عقیق مین جا و مگر نیلم کوہ کیطرف سے جانا کہ ادھر کی
سرحدین بالکل کمزور ہین اندر طلسم کے بھی ساحر کم رہتے ہین اور بیرون طلسم جو کوہستان ہی مثل قلعہ گلفامیہ و قرطاس کوہ
درگس کوہ و طلسم آئینہ انکے حاکم بعض خدمت خداوندی مین جا کر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ مین مسلمانونکے آگئے حاکم اسکے
مسلمان ہوگئے چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہوگی بس کوئی اسکو روک نہ سکیگا تم اسیطرف سے جانا اگر کہین
ملکہ مذکور ملے گرفتار کرکے خدمت خداوندی مین بھیجنا اگر اُسنے وہان جاکر کچھ بے ادبی کی ہی اور راہ مین ہوشیاری کھنا
کہ دو عیار یعنی قران و برق بھی اس شاہ کے ساتھ ہین یہ سب ملک کو کٹ رہے ۔ ادھر لکر قلعہ عقیق کوہ مین پہنچے ہین اور
عشقے بھرتے ہین یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس مرد صحرائی کو کب کی لیاقت
دیکھیے اتنا امر سے نہوسکا کہ بچارے عیارونکو اُنکے مقام تک پہونچا دیتا اسیطرح وہ مدد کو بھی کیا کریگا کہ علی ڈٹ تعصب پر مین بیٹھا مین چھوڑدیگا
سب اہل دربار تائید کلام مین مصروف ہوے اور اُسنے خلعت رخصت مدہوش کو عنایت کیا وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا چوبیس ہزار
ساحر درست کر اژدر آتش بار پر بیٹھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب نیلم کوہ پہونچا قلعہ نیلم مین نہ گیا قریب ایک
پہاڑ کے مقام کیا اسلیے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہی شاید بہار تجھسے پہلے آگئی ہو تو برا ہوگا تو آگے بڑھ جائیگا وہ طلسم مین داخل
ہوجائیگی حکم شاہ مین فتور آئیگا غرضکہ بانتظار بہار یہ تو یہان اترا اور بہار بھی تخت سحر اڑائے بفرست مرحلہ جات طلسم کی راہ چھوڑتی ہوئی
پہلے شہر گلفامیہ مین آئی اور وہانسے بہت جلد گذر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہونچی اور ازبسکہ ہجر یار سے
گرد انبار خاطر تھی اشک ریز ہر قدم پر آئی تھی جہان کہین صحرائے سبزہ زار دیکھتی سودائے عشق زور کرتا مجنون کردار یہ
لیلی عذار وہان ٹھہرتی اور یاد جانان مین شعر عاشقانہ پڑھتی پھر وہانسے آگے بڑھتی جب اس سرحد مین پہونچی ایک
صحرائے پر فضا و سبز و خرم مین ٹھہر کر بہار لالہ و گل دیکھنے لگی اور دل بھر آیسے زار زار بیطرح گریان ہوئی مگر طرفہ
ماجرا سنیے کہ جبسے دونون عیار اور کنیزین ساتھ سے اس غزال حرم رعنائی کے چھوٹ گئی تھین چنانچہ عیار صورت
بدلے الگ الگ ہر دیار و ملک مین آزاد پھرتے کہین راہ قلعہ کوہ عقیق نپائی غرضکہ صحرائے گلفامیہ مین جب انکے معلوم
ہوا کہ یہانکا مالک ایک ساحرہ بہار نام کو پکڑ لیگیا ہی نذر خداوند کو دیگا یہ حال سنکر عیارونکو یاس ہوئی اور اس
فکر مین ہوے کہ کوئی ادھر سے جاتا ہو خداوند پاس تو اُسکے ساتھ ہو لین اسی فکر مین قران ایک جانب اور برق ایک
جانب روانہ ہوا اور برق رفتہ رفتہ کوہ نیلم مین پہونچا اور راستے دور سے دیکھا کہ کوہ مین ایک لشکر اترا ہی ازبسکہ یہ
ساحر تو تنہا ہوا آتا ہی ایک آدھ سے جو حال پوچھا معلوم ہوا کہ مدہوش بہر امداد خداوند جاتا ہی اسنے یہ سنکر قصور کیا کہ

اسکے ساتھ چلو پس آگے بڑھکر اس تجویز مین ہوا کہ اس لشکر مین کسیکی ایسی صورت بننا چاہیے اسی سوچ مین بارگاہ مدہوش کے
قریب آیا وہ سیر و تفریح کرکے بارگاہ مین ابھی گیا تھا چاکر گھوڑا اسکا ٹہلا رہا تھا برق نے سائیس کو اشارے سے بلایا سائیس
گھوڑا لیے اسکے پاس آیا اسنے کہا بھائی گھوڑے کو ٹہلائے یونہی میرے ساتھ چلے آؤ بڑی ضرورت کا کام تم سے ہے غرضکہ
کچھ دور لاکے اس سے کہا کہ مین ملازم نیلم شاہ مالک اس قلعہ کا ہون انکو ایک چاکر اچھا چاہیے سو روپیہ کی تنخواہ دینگے
لیکن سائیس لائق ہو چاکر نے کہا لائق کسکو کہتے ہین اسنے کہا سب کام جو گھوڑے کیلیے مناسب ہین جانتا ہو چاکر نے کہا
یونتو سائیسی علم دریاؤ ہے اسکی تھاہ کون پاسکتا ہے لیکن مین بھی بہت کچھ جانتا ہون برق نے کہا بھلا کیا جانتے ہو یہ دوا
توبھی تو بتلاؤ تو کس کام مین آتی ہے پہلے مین دیجاتی یا یونہی سائیس نے دوا ہاتھ مین لی سونگھی رنگ دیکھا چاہتا تھا کہ کچھ
کہے لیکن بیہوش ہوگیا برق اسکو گھوڑے کی باگ تھامنے اکیلے مین آیا اور اسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اسکے پہنا گھوڑا
لیکر لشکر مین آیا اور ٹہلانے لگا اس عرصے مین گھسیارے نے ایک اسپک کے نیچے گھاس کا گٹھا کھولا اور چلتے وقت کہتا
گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہون برق سمجھا کہ اس گھوڑے کا تھان یہی ہے غرضکہ گھوڑا لیجاکر تھان پر باندھا اور آپ
بستر پر جاکر کے بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر پکارا کہ اے ملازمان لشکر جائزہ دینے چلو یہ سنکر اسنے اپنے دلمین کہا کہ تو نے
غلطی کی جو اس چاکر کا نام نہ پوچھلیا اب جائزہ مین کیا نام بتلائیگا اسی فکر مین خیال کیا کہ سب جائین تو نہ جاؤ آپ ہی نام پکارا
جائیگا یہ تجویز کرکے بیٹھا رہا اتفاق سے جب در جاکر جانے لگے اس سے گویا ہوے کہ میان مدھو ماتے تم جائزے کو نہ جاؤگے
اسنے کہا تم چلو مین آتا ہون پس بعد لمحہ اٹھکر چلا یہان بموجب فہمائش افراسیاب بخوف عیاران مدہوش نے یہ جائزہ
مقرر کیا ہے یعنی ہر ایک کا نام دن بھر مین تین بار پکارا جاتا ہے اسلیے کہ غیر شخص لشکر مین نہ رہے چنانچہ برق نے ایک بلندی
کیطرف بارگاہ بادشاہی کے دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا ہے فردین آگے رکھی ہین اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہے مدہوش بھی کرسی پر بیٹھا
ہے جسکا نام پکارا جاتا ہے حاضر کہکر سامنے جاتا ہے آخر مدھو ماتے کا نام بھی پکارا گیا برق سامنے گیا اور کہا کہ اصلی نام میرا
برق فرنگی عیار ہے تمھارے سائیس کو بیہوش کرکے مدھو ماتے بنا ہون مدہوش یہ سنکر ہنسا اور سامنے بلاکر پوچھا
کہ کیونکر آنا ہوا اسنے کوکب کے یہان سے پھر کر آنا سب حال بیان کیا اسنے کہا تمنے بہت اچھا کیا جو چلے آئے تمھارا گھر
ہے آؤ خیمہ مین چلو یہ کہکر جائزہ موقوف کراکے اندر بارگاہ کے برق کو لیگیا کہا اپنی اصلی صورت بناؤ اسنے اصل شکل بنالی
اسنے ایک قفس آہنی منگاکر کہا جاؤ اس پنجرے مین جبیٹھو برق پنجرے مین جا بیٹھا اسنے قفل لگادیا اور چار ساحر تہ دست
بلاکر وہ قفس انکے حوالے کیا اور سحر اتار لیا اب برق کو ہوش آیا دلمین کہا یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا نام آپ بتاکر
مبتلائے بلا ہوا پھر خیال کیا کہ تو آپ مین نہ تھا خیر جو ہوا وہ ہوا اب کچھ فکر کرے یہ سوچکر چپ ہو رہا ادھر تو یہ قید ہوا
اسطرف صحرائے خطرناک مین ملکہ بہار جو اگر ٹھہری تھی اور فراق بادشاہ اسلام مین بیتابی کررہی تھی ازبسکہ جابجا ساحر
طائر بنے اسکے تجسس مین تھے انھون نے جاکر بادشاہ کوہ نیلم سے عرض حال کیا کہ بہار قریب قلعہ جودشت ہے وہان
بیٹھی ہے یہ خبر سنتے ہی اسنے حکم تیاری لشکر دیا نفیر سحر بجی بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوکر چلے آگے
آگے نیلم جادو اژدر پر سوار اسباب سحر سازی لیے بصد ہیبت اسی دشت کے قریب پہونچا کہ جہان ملکہ کو ذ ج

غم ہجر یار گھیرے تھی چنانچہ اسکے آتے ہی چار طرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا سنبھلکر کھڑی ہوئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ابر سیاہ ظاہر ہوکر سارے لشکر پر اسکے محیط ہوا کارپرداز سلطنت جو تسلیم کے ساتھ تھے انھون نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ بہن ملکہ حیرت کی ہے اور بے نظیر جادوگرنی ہے یہ سحر جو اسنے کیا ہے اس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہو جائیگا پس لازم ہے کہ آشتی اس سے پیش آئیے اور کوشش کیجیے یہ رائے اسکو پسند آئی اور اپنے اژدر سے اتر کر قریب ملکہ جاکر سلام کیا اور کہا میں تو آپ سے ملنے آیا تھا آپ ناحق آمادہ فساد ہیں ملکہ نے کہا میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ کوئی شخص شہنشاہ سے خطا میری معاف کرا دے اسنے کہا آپ میرے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمائیے میں آپکی خدمت بادشاہ میں لیچلونگا بہار اپنے دل میں سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہو جائینگے مگر از دے جلوہ کے اگر یکایک ملکر لپٹ جائیں تو گرفتار کر لینگے پس یہ تجویز مکر کرتا ہے تو اس سے مکر کرا اور اسکے ساتھ چار آت کو یہاں سے نکل چلنا یہ سوچکر کہا اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو میں تمہارے ساتھ چلوں اس نے لشکر رخصت کر دیا اور ملکہ کو تخت پر بٹھا کر قلعہ میں لایا قلعہ نہایت آباد راستے صاف تھے مکانات عمدہ مسکن سامری پرستان جابجا مندر بنے تصویرین لگی تھیں اور پوشیدہ سو ضاؤنکی رہیں خلقت انکی پرستش کرتی دکانین کھلیں گرم بازاری ہر طرح کی ہوئی مختصر یہ کہ ملکہ سیر دیکھتی داخل ایوان شاہی ہوئی یہاں تخت شاہی گسترده تھا فرش سے وہ جگہ پیراستہ ارکین دولت حاضر تھے ملکہ کو لاکر اس نے تخت شاہی پر بٹھایا ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے نازنینان امتثال طوائفان صاحب حسن و جمال گرم گانے ناچنے لگیں تسلیم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ کسل راہ رکھتی ہوں شراب پیونگی اسنے عرض کیا کہ حضور میرے باغ میں چلکر آرام کریں یہ کہکر اسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا اسکو وا کرکے ملکہ کو لایا یہاں باغ پر فضا گلدستہ بہار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر چہکے بلبلوں نے بہار جان کو صدقے کیا تھا بیچ باغ میں ایک بارہ دری تعمیر تھی واقعی بے نظیر تھی دنیا کے تکلفات اسمیں مہیا پردے زربفتی پڑے چھپر کھٹ مرصع کار بچھے

نظم

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ — پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ
مسہری پہ اودے تھے خوب براق — لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ملکہ آکر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو آیا دل بے اختیار بھر آیا ساغر چشم پر آب اشک حسرت سے مملو ہوگئے وہ بے شتابی بولی کہ اے خاطر ناشاد یہ کس بلا میں تو نے پھنسایا بجلی جنگی کو روگ لگایا

نظم

کہاں تک قہر بیتابی اٹھاؤں — شکایت تا زبان کیونکر نہ لاؤں
کہ آخر آدمی ہوں ضبط دشوار — عذاب بخت ہے ہر دم مددگار
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے — فقط ہمراہ لطف آسمان ہے

یہ تو اس غم میں لیٹی مگر تسلیم اسکی صلاحیت پر سوچا کہ بیشک یہ اپنے قصور پر نادم ہوئی ہے اور اطاعت شاہ جادوان کرتی پس اسکے ملنے سے شاہ طلسم مجھسے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہے یہ سوچکر اسی باغ میں ایک گنبد ہے اور اسمیں ایک پتلا رکھا ہے وہ پتلا مانی الضمیر ہر ایک کا بتلاتا ہے اسنے جاکر اس پتلے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہے کیا ارادہ رکھتی ہے پتلے نے کہا دلمیں اسکے فتور ہے اور وہ کبھی اطاعت بادشاہ طلسم نہ کریگی اسنے کہا اگر میں اسکو ملاتا لاتا تو بڑا کشت و خون ہوتا ہے

یڑی بلائے بد ہی اب بیہوشی دیکر اسکو گرفتار کرونگا غرضکہ چیلے سے کھڑا یہ باتین کر رہا تھا کہ وہان بہار نے دیکھا کہ باغ مین سناٹا
ہے ابھی تک کوئی کنیز یا اُن دیا ئے بھی نہین آئی ہے آگے پھر بیچ ہو جائیگا لشکر بھی کہرکھول چکا ہوگا یہ سوچکر اُٹھی اور عشق
کی ترنگ مین بند سحر پلنگ پر سے ایسا سناٹا ہوا کہ پہلے ہی سناٹے مین باغ سے آدھ کوس اڑ کر نکلگئی اُدھر چیلے نے نیلم سے کہا تو بہار
کھڑا ایکا کرتا ہے جلدی جادو ساحرہ گئی کوس بھر نکلگئی ہوگی یہ سنتے ہی چیتا بانہ دوڑا پلنگ پر ملکہ کو نہ پایا اپنے دار الامارت مین
آیا یہان افسر حاضر تھے کیونکہ ساتھ آئے ہوے کچھ ایسی دیر نہوئی تھی اُسنے انکو اپنے ساتھ لیا اور ایک افسر سے کہا جلد لشکر
تیار کرکے پشت باغ کیطرف جو کوہ و دشت ہین اُدھر آؤ یہ کہکر بزور سحر سب کو لیکر اُڑا اور بہت جلد چلا کہ بہار کوئی دو کوس
گئی تھی اسنے جاکر گھیرا اور پکارا کہ اے ملکہ تمنے مجھکو بالکل الو ہی سمجھ لیا اب کہان جاؤگی یہ کہکر ایک ناریل اسنے مارا وہ
ناریل قریب بہار جاکر پھٹا اور آئین سے ہزار ہا طاؤس نکلکر منقار دانے کے جانب ملکہ چلے ملکہ نے سحر پڑھکر آواز دی کہ اے
صبا داں دشت سامری آؤ سب نے دیکھا کہ ہزار ہا پتلا ہاتھ مین چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسونکو پکڑ پکڑ کر ذبح کرنا شروع
کیا اس عرصے مین سارا لشکر نیلم کا تیار ہوکر آگیا اور ہزار ہا نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگے ابر گھر آئے
مار و کژدم و آتش و سنگ و برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے ملکہ نے رسے ہوا سے زمین پر اتر کر ایک دو ہتڑ مارا زمین شق ہوئی
اور سایک پریزاد قد مین غیرت شمشاد رفتار سے اُسکی قیامت پیدا چہرے سے اُسکے آفتاب محشر شرمندہ ادا مین اُسکی جادو

غرض بہت خوب اشعار

عجب صورت ادا اور شوخیون کی	کہ صدقے جسکے ہر ہر ناز بیجی
کرین ترچھی نگاہین دل کو افگار	بلا کی قہر کی تھی شوخ و طرار
صدائے الحذر نکلی جگر سے	لی چتون جو ظالم کی نظر سے

ایک چتر زرین اُسکے ہاتھ مین تھا اُس چتر کا سایہ سر پر اُس بادشاہ حسن کے کیا چھتے آگ پتھر کہ برستے تھے وہ اس چتر کے
قریب آکر الٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر جاکر گرتے اور اس چتر زرین سے شعلے نکلکر سر فلک تک جاتے اور وہان سے
تیر شہاب بنکر گرتے فوج نیلم کے جگر و دل کے پار گذرتے ہر چند کہ نیلم مغلوب تھا لیکن جان پر کھیلکر نارنج و ناریل مارتا
آگے بڑھا جاتا تھا پر ساحر ونکے شور مچاتے تھے آندھیون نے عالم تاریک کر دیا تھا ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی کوئی حربہ
اسپر کارگر نہوتا تھا اسی ہنگامے مین دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہان سے قریب لشکر مدہوش اترا ہوا ہی کیونکہ یہ مقام پشت
قلعہ نیلم ہی چنانچہ صدمے بہار زمان سنکر اُسنے خبر منگائی ساحر آکر حال دریافت کرکے گئے جب وہ باخبر ہوا اُسکے پاس
ایک بیضہ ہی کہ وہ طائران دشت سامری و جمشید کے بطن کا ہی چنانچہ اُس بیضے کو لیکر یہ سوار ہوا اور لشکر افسرون کے حوالے
کرکے کہا کہ تم میرے بعد فوج لیکر آنا مین غفلت مین کام اُس ساحرہ کا تمام کر دونگا یہ کہکر اڑا اور جہان ملکہ بہار کھڑی
تھی اسکی پشت کیطرف آیا اور غفلت مین بیضہ اُسکی پیٹھ پر مارا اگر سر پر ملکہ کے سایہ چتر نہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑکر
نکلجاتا مگر پیٹھ پر پڑکر زمین مین سما گیا اور وہ زن ساحر جو چتر لیے تھی بیضے کے پھٹتے ہی غائب ہوگئی بہار پر بیہوشی طاری ہوئی
غش کھاکر گری مدہوش مع چند ساحرونکے آپڑا اور ملکہ کو گرفتار کرلیا فوراً زبان مین سوزن دی اور مسحور بسحر کرکے

نیلم سے ملاقات کی اُسنے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا اب میرے قلعہ مین چلیے اور دعوت نوش کیجیے اُسنے منظور کیا اور رعنا کو ہمراہ لیے قلعہ نیلم مین آیا ملکہ کو قید شہ یدین گرفتار کرکے زندان مین بھیجا پھر **نیلم** نے سامان دعوت مہیا کیا **نیلم** کو بہت پرفضا مقام پر سرکوہ پر ہزارہا چشمہ دیا۔ کا ہین درخت گلہاے خودرو کے لگے ہین طائران خوش نوا زمزمہ سرا رہتے ہین ہوا نہیں سرگاہ ہین **نیلم** نے نواہ ہین چہل ستون تعمیر ہین چبوترے سب بلور کے بنے ہین سبحان اللہ نور کے بنے ہین چارون طرف گلدستے دھرے ہین بعض چبوترے پر پلنگ صندل کا پڑا ہے بعض پر نگیرہ جواہر دوز کھنچا ہے پہاڑ کا وہ بلند مقام ہوا اُن کے فرحت بخش سناٹے سبزے کا لہلہانا درختون کی گھنی چھاؤن اکٹھا کیا ہزارہا مردہ دلونکو یہ کیفیت زندہ کرتی تھی محزون مزاجون کو وہ جگہ خانہ مسیحا تھی کہ **نظم**

طلسمی جانور طائر تھے گویا — درو یاقوت سے اکبر بنے پر جب
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ — نظر آتے تھے ہر شے مین نئے ڈھنگ
مزین فرش تھے ہر مکان مین — کبھی ایسے نہ دیکھے تھے جہان مین
کہین الماس کے مینا و ساغر — طلسمی سیکڑون سامان برابر
گلون کے سب شجر سرسبز و شاداب — روان گرد انکے موج چشمہ آب

اُس مقام فرحت بخش پر جلسہ دعوت مقرر ہوا اور دن تو تمام ہی ہو چکا تھا وہ وقت تھا کہ دامن نور مہر درخشان دامن کوہ جو پھیلا ہوا تھا سمٹا اور مثل معشوق بیوفا دامن کش ہوا کہ **ابیات**

کہ اس اثنا مین سلطان کواکب — ضیا سے جس کی ہے شان کواکب
قدم فرسا ہوا وہ بہر آرام — نظر آنے لگی کیفیت شام

سرکوہ پر **نیلم** و مدہوش مع مصاحبین آکر بیٹھے شغل میخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا کہ **ابیات**

ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا — گل اندامون سے گلشن وہ چمن تھا
لیے ہاتھون مین شیشے اور ساغر — مے گلگون بہ رنگ گل معطر
کوئی غیرت دہ زہرہ بصد ناز — لیے با حسن و خوبی رقص کا ساز
مہیا تھے رباب و چنگ و دف نے — روا بے شرع تھا خون بط مے

یہ تو مصروف عیش و عشرت ہین لیکن لشکر مدہوش اُس جگہ جہان اترا ہوا تھا صبر کیا ہوشیاری آچکی رات زیادہ تر کرنے لگے کہ مالک لشکر مین نہین ہے وہ جیا ساحر جسکے پاس برق کا پنجرہ تھا خیمہ پر آ بیٹھے چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے پنجرہ سامنے رکھلیا برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب فکر رہائی کرنا چاہیے کیونکہ اسنے سب حال انھین ساحرونکی زبانی جنگ بہار کا سنا کہ وہ آپس مین باتین کرتے تھے یہ سنتا تھا نہ کہ اُسنے قفس مین کسوت عیاری کھولی کسلیے کہ دست و پا قابو مین تھے پس کسوت عیاری سے درج لعل و گوہر نکالکر سامنے رکھے اور رونا شروع کیا کہ ہاے بخت ناکام یہ مال مین نے کس مشقت سے جمع کیا افسوس کہ مین قتل ہونگا یہ سب نصیب عدا ہو جائیگا کبھی اسی گریہ وزاری کی حالت مین

ابھی آپ کہتا کہ میں مدہوش سے وصیت کر جاؤنگا کہ میرا مال لشکر امیر حمزہ میں بھیجدینا وہان میرے عیال و اطفال ہیں انکے کام آئیگا
یہ کہتا جاتا اور کسوت سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزیں یعنی لباس مردانے زنانے زیور وغیرہ نکالتا اور روتا ان چارون جوروں
یہ سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہے مجرم تو ہوہی چکا ہے بغیر قتل کے رہا ہونا اسکا ممکن نہیں پس سب مال
اس سے لیلو تمام عمر نوکری کی احتیاج نرہیگی یہ سوچکر خیال کیا کہ پنجرہ اٹھا کر شکستہ عمارت کوہ میں لیچلو کہ کوئی اس راز سے ماہر
نہو پس یہی کیا کہ قفس اٹھا کر دشت سنسان میں آئے اور سحر پڑھکر پھونکا قفس کا قفل کھلگیا برق کو باہر نکالکر چاہا کہ سحر
جنبش و حرکت کرکے کسوت عیاری چھین لیں برق نے کہا میں تمھارا ارادہ پہچان گیا ہون میرا مال تم نے تجویز کیا ہے
مگر تم زبردستی نہ لے سکوگے ہم لوگ عیار ہیں اسطرح نہیں رکھتے جو ہر ایک گرفتار کرکے چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوئے
ہیں اور چھوٹے ہیں مگر مال ہمارا نہیں جاسکتا انھون نے کہا پھر کہاں چھپا دیتا ہے اسنے جواب دیا کہ تمھیں کیون بتاؤن اچھا
تمھیں مال لینا ہے تو لیلو مگر مجھ کو جنبش و حرکت نکرو ورنہ میں جب سامنے مالک کے جاؤنگا فریاد کرونگا ساحر یہ کلام
سنکر ڈرے کہ اگر یہ وہان دعوی کریگا ہم سے باز پرس ہوگی خائن اور دزد مشہور ہوکر نہیں معلوم کیا حال ہو پس اسکو
راضی کرکے لینا چاہیے یہ تجویز کرکے منت پذیر ہوے کہ بھائی آخر تم سے مال جاتا ہی رہیگا جب مارے جاؤگے جلاد لیلیگا
اس سے ہمین کو دیدو برق نے کہا ایک شرط یہ ہے کہ جو کچھ لو اسکے پانچ حصہ کرو چار حصے تم چارون لو اور ایک ایک حصہ میری
اولاد کو بھیجدو انھون نے کہا ہمین منظور ہے اسنے کسوت انکے سامنے رکھدی کہا کھولو چارون نے وا کی اسمین سے کسندیں اور مٹھائی
اور لباس وغیرہ نکلنے لگا روغن ہر قسم کے رنگ طرح طرح کے نکلے غرضکہ بعد ان چیزون کے تھیلیان سب اشرفیون کی اور روپے
جواہر کے نکلے موتیون کے ہار تاج مرصع کلگی طرہ کلاہ زرتار سب نکالکر علیحدہ رکھے برق نے کہا تم نے اتنا مال پایا لیکن ایک
چیز ایسی عمدہ ہے کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہا کے آگے سستا جانتی ہے اسکو تم نے نپایا سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی
عنایت فرمائیے برق دلمیں کہتا ہے کہ کیا اپنے باپ کا مال انھون نے مقرر کیا ہے کہ سب مانگتے ہیں غرضکہ اسنے کہا خیر وہ
بھی تمھیں دونگا لیکن کل سے بھوکا ہون یہ جو مٹھائی جو نکلی ہے مجھے دو کہ کھاؤن اور جام شراب پیون تا حواس میرے
بجا ہوں انھون نے کہا کیا مضائقہ ہے لیلو اسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو میں بھی کھاؤن انھون نے کہا ایسا
نہو کہ اسمین کچھ دغا ہو اسنے جواب دیا کہ جب پہلے میں کھاتا ہون تو کیا اندیشہ ہے ہان بیہوشی ان سب چیزون میں ملی ہے اسکے
دفع کی یہ تدبیر ہے یہ کہکر اسی کسوت سے ایک شیشی نکالی اسمین ایک دوا مثل روغن سرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی
بیہوشی کھائے ہو اگر اس شیشے کو سونگھے بیہوشی اتر جائے اور تاثیر نکرے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھو یہ کہکر آپ تھال
اپنی کسوت کا جاتا تھا جس بوتل میں کہ شراب سادی تھی اسمین سے ایک جام بھر کر آپ پیا اور ایک ایک جام انکو
دیا کہ پیو انھون نے جب اسکو پہلے پیا لیا پھر کیا تامل تھا آپ بھی پیا اسنے کہا یہ شیشی سونگھو تو نہیں بیہوش ہو جاؤگے
انھون نے جلد شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا آپسمین لڑنے لگے کہ ہوتی ہم لینگے ایکنے کہا اس لعل کے لیے
اس شخص کا باپ کہ مرا ہے کہ اسطرح کا لعل جہان ملے نہ چھوڑنا دوسرے نے کہا یہ سب مال اس شخص کے دادا کا ہے یہ
عیار لایا ہے وہ تو اس رنگ میں تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹکر باندھا اس عرصہ میں وہ بیہوش ہوگئے

اسنے چار ونگے سر کاٹ ڈالے بیرون نے غل مچایا ہنگامہ ہوا مگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرضکہ
بعد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا قائم و مقیم و منظم و انتظام جادوگر کو برق نے چار ونگے لباس پہنے اور مقیم ان میں سے ایک کا ہمسر
تھا اسکی ایسی شکل بنائی اور حال تو سن چکا تھا کہ مدہوش قلعۂ نیلم کوہ مین شاہ نیلم کے یہان گیا ہی بس اسیطرف چلا جب قریب
قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے اطراف مین جو پہاڑ ہی اسپر روشنی ہو رہی ہی آواز گانیکی آتی ہی کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رفت رکھتے
ہین اسنے انسے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہان ہین معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جلوہ کنان ہین یہ بھی پہاڑ پر آیا وہ ہی
جا اوپر مذکور ہوا اسنے بھی دیکھا دلمین کہا ہمین قید کرکے یہ مسخرا اس جلسہ مین بیٹھا ہی خیر کیا مضائقہ ہی اب تک اسکا
ہمارا ہمکا گیا ہی یہ سوچتا ہوا قریب چشمۂ شیرین جہان وہ پر زیب مسند زرنگار نیلم و مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہان شراب
ملوح وغیرہ کے جلسہ مین سب مدہوش تھے مدہوش نے پہلے تو سحر بھی ولیا کیا تھا کہ برق نے سامنے جاکر حال اپنا
آپ کہدیا تھا لیکن اس عشرت مین وہ سحر کہان دوسرے اطمینان بھی ہی کہ بہار اور عیار کو مین گرفتار کر چکا ہون
اب کیا کھٹکا ہی چنانچہ اسکو دیکھکر پوچھا کہ اے مقیم تم کیونکر آئے اسنے کہا عرض کرون بڑے تعجب کی بات ہی حضور
سنینگے تو دروغ سمجھینگے مگر بغیر عرض کیے چارہ نہین اسنے بعد تعجب پوچھا کہ کیون بیان تو کرو کیا ہوا اسنے
ہمک کر کانپین کہا کہ ہم سب بیٹھے تھے یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہو گئی بعد مجھکو کسی نے شانہ
پکڑ کر چونکایا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا سونیکا بدن ہی ہمارے پاس کھڑا ہی اور کہتا ہی مین پتلا افراسیاب
کا ہون بحکم شہنشاہ برق کو دریائے نور پر لیے جاتا ہون یہ کاغذ تو لیجا کر مدہوش کو دے اور لے ہم چلے یہ کہکر نیچرا
برق کو لیکر اڑ گیا یہ کاغذ حاضر ہی جو دے گیا ہی مدہوش نے سب حال سنکر کہا ہمین تعجب کی بات کیا ہی دریائے
نور پر پتلہاے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزارون ہین کیا عجب ہی جو کتاب سامری سے حال دریافت کرکے قید عیار
کی شہنشاہ نے منگوائی ہو چلو اچھا ہوا جو منگوا لیا یہ کہکر کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہ طلسم کا تھا مہر اسکی پیشانی پر بادشاہ
کی تھی اور رقاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون یہ تھا کہ اے مدہوش و نیلم ہم تم سے بہت راضی ہوے پتلے سے
عیار کو ہمنے منگا لیا ہی تم کچھ وسواس نہ کرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہی وہان ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آنا وہان ایک تخت
پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھا دینا ہم اپنے پاس اسکو بلا لینگے کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہی جب سے وہ قید ہوئی ہی دل ہمارا بیقرار
رہتا ہی اور خداوند پاس اسکو نہ بھیجینگے ایسا نہو وہان وہ قتل ہو جائے خبردار نامہ دیکھکر تامل نہ کرنا دشت مذکور
مین جلد آنا در صورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہوگے اسیواسطے نامہ ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ تمکو کچھ شک نہ واقع
ہو جب بہار ہمارے پاس آئیگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کروگے تو چار ملک آباد اندرون طلسم تمھین عنایت ہونگے
یہ مضمون پڑھکر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی اسی جنگل مین بہار کو لیچلو تامل زیبا نہین نیلم جلد اٹھکر زندان
مین گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اس سے کہا بھائی آؤ مین ملکہ کو لایا یہ بھی اٹھا ملازمون سے کہا ہم آتے ہین یہ جلسہ برطرف
نہو سردار و مصاحب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے صرف مقیم ساتھ ہو لیا یہ دونون ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اترکر صحرا مین آئے
اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارنے کہ اے شاہ جادوان ہم موجب حکم قید بہار لیکر حاضر ہین یہ پکار کر ٹھہرے تھے کہ

مقیم نے کہا سامنے سے روشنی پیدا ہو کر ادھر آئی ہے اب آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو پکاریے معلوم ہوتا ہے کہ خود آتے ہیں یہ دونوں زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آئیے یا شہنشاہ آئیے کہتے لگے آنکھیں بند کر لیں برق نے دونوں کے منھ پر ہاتھ پھیر اک لپلپا سخرہ ہکو بھی پہچانتا ہے کہ ہم کون ہیں انھون نے گھبرا کر آنکھ کھولی اسنے حلقے کمند کے انکی گردن میں پھنسا دیے وہ گھبرا کر جب تک سنبھلیں سنبھلیں بیہوشی کا ہاتھ منھ پر پھیر چکا تھا چھینکیں مار مار کے بیہوش ہو گئے برق نے دونوں کے سر کاٹ لیے شور و غل برپا ہوا آندھی پانی کا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھ کر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے اب کہیں ساحرہ سے بچا تاکہ ہمسر قران کہاں ہیں اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیار و نکا دستور یہی ہے پس وہ بھی آ جائینگے آؤ ہم تم اپنے لشکر میں چلیں ملکہ نے کہا ایک لمحہ ٹھیر توقف کرو کہ میں لشکر مدہوش قلعہ نیلم برباد کر دوں برق خاموش ہو رہا اور اس سفاک نے پرواز پیدا کر کے روے ہوا میں لشکر جاکر قرار لیا اہل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکایک ایک صدمے سبب پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل لشکر کے دہل گئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے نکلا ہوا ہے اور نور اس ماہ کا تمام صحرا کو ساطع الانوار کیے ہے اور اس چار طرف گرتی ہے اور نئی نئی طرح کے پھول اس چاندنی میں کھلے ہیں کہ اپنے روبرو عارض تابندہ گلعذاران دہر کو شرماتے ہیں خوشبو سے دماغ جان بساتے ہیں یہ دیکھ کر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے جدھر بڑھے اس طرف سے ایک گروہ پریزادان پیدا ہوا کہ جنکی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چار دہ شرمندہ تھا اور کوچہ سنبلستان گیسو انکا رشک شب یلدا تھا واقعی مہر و ماہ فلک یہ ناک نقشہ کہاں سے لاتے جو انکی ہمسری کرتے کیا منھ لیکر سامنے آتے فرد چشم و گوش و ابرو و بینی مہ میں کہاں ہے نہ آسمان کو نقشہ ترا اتار آیا ہر ایک حسن آفت کے دل غارتگر متاع صبر و شکیب حسن میں نادر کیا فرشتہ فریب بےمثال یگانہ دہر انکا جمال کہ ابیات

وہ آنکھیں اُن کی تھیں خونریز عالم　　وہ ابرو دونوں تھے شمشیر باہم
وہ عارض مہر و مہ تھے جیسے بے نور　　وہ بینی حسن میں تھی جلوۂ طور
وہ لب جنبش تھی جن کی مرگ عالم　　قیامت کا بھی ہو سامان برہم

پس ان سمن بروں نے قریب لشکر پہنچکر آئینہ محرمے نکالے اور انکے ہاتھ میں دیدیے ہر ایک نے اپنی اپنی صورت اسمیں معائنہ کی دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور ہائے ملکہ بہار و اے ملکہ بہار زبان پر جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینے دیکھے تھے انھوں نے ان لوگوں سے کہ جو دیکھ چکے تھے چھین چھین کے دیکھنا شروع کیے اور نعرہ ہائے عشق ملکہ کو کرنا آغاز کیے ان قمر سیکران غیرت بخش شمس و قمر نے کہا کہ تم نے اس آئینہ میں کیا دیکھا سب نے کہا کہ ہم نے دیکھا ملکہ بہار تو نیلم میں مقید ہیں اور لشکریان شاہ نیلم آمادہ قتل ہیں ملکہ مذکور ہکو پکارتی ہیں کہ اے عاشقو ہمارے آؤ ہکو چھڑاؤ ان نازنینوں نے کہا پھر تم کیوں نہیں جاتے یہ بولے کہ ہم ابھی جاکر قلعہ نیلم خاک میں ملائے دیتے ہیں یہ کہکر سب بصد سے ور مسلح و مکمل ہو کر سوار یوں پر سحر کی سوار ہو کر جانب قلعہ مذکور چلے وہاں پہاڑ جلسہ جمع تھا ہر ایک شقاوت نیلم و

مدہوش کر رہا ہے کہ یکایک ناقوس پھنکنے نفیر سحر بجتی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لینا لینا کہکر جلوہ آئے جو لوگ یہان موجود تھے وہ سب افسر اور زبردست تھے گھبرا کر جو اُٹھے آفت مین گھر گئے ناریل نارنج انبر پڑنے لگے جو پہلے حملہ مین غافل تھے وہ تو مارے گئے باقیماندہ لڑنے لگے بار غلغل پچھے بیکا نو نکے پڑنے لگے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا دو جلسہ عشرت سب ہم ہوا نہ دو بجانا عزلچ ناساز طبلونکی بند آواز صدا سے طبل جنگی کا شور رونت دہلا جل کا بجنا زور زور ابر کا اُٹھنا رعد کا گرجنا بیرونکا غل کرنا ساحرون کا بنگلو نمین آگ لگا دینا جنستان کا اور سیر گاہونکا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جلسہ تھے تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ مین گئے انھون نے تعاقب نکا نہ چھوڑا یہ بھی قلعہ مین آئے فوج قلعہ مین بھی تیار ہو کر لڑنے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بنکر گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کسی نے مکانات شہر مین آگ لگائی کسی نے آتش برسائی کسی نے کسیکو شجر بنایا کسی نے اژدر بنکر کسی کو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھر و نمین صدائے الامان پیدا ہوئی لاشون سے گلی کوچے پٹ گئے خون کے پرنالے بہے گھمسان کی تلوار چلی سحر سازی خوب ہی

نظم

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو　　بشکل مردہ پھیلی ہر طرف بو
گھرے شعلوں مین تن سب عضو جھڑکے　　زمین مین رہگئے گھر لوگ گڑکے
سمٹ کر ابر برسی ہر طرف آگ　　صدا پیدا ہوئی نے بھاگ لے بھاگ
اس ہنگامہ مین اک دیو بلا زاد　　ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد
جبین سے تا بہ سینہ ایک تسقتا　　دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا
لپک اُن کی فراز آسمان پر　　جلاؤن گا جلاؤن گا زبان پر
کئی سو من کا پتھر ہاتھ مین تھا　　گھما کر اُسکو بس اُسنے جو پھینکا
ہزارون ہوگئے دم بھر مین فی النار　　اسی ہنگامہ مین سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا ہر چند کہ ہزارون اس لشکر کے بھی مرے گر اہل قلعہ اُنکے ہاتھ سے بھاگ نکلے اور اسی ہنگامہ مین وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد و رفت سنکر کٹ گئی ساحر سحر سپیدہ بھی پہلے ظاہر ہوا کہ

نظم

کرنے مین ہوا سے سرد آئی　　فراغت قید سے اس شب نے پائی
نظر آئی جبین صبح روشن　　ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پہ سے اتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہوگیا گل و شجر نابود ہوگئے پریان آئینہ دار پنہان ہوگئین لشکریان مدہوش آپ مین آگئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیون لڑتے مین اور اہل قلعہ ہمارے طرفدار ہین اُنسے کیون بھڑتے ہین انمین جو عاقل تھے انھون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر مین بہار کے مسحور تھے یہ اسی نے ہمکو لڑوایا مگر تعجب یہ ہے کہ سحر اسکا ہمپر سے کیونکر اُترا کیونکہ ایکبار شہر نا پرسان پہ ساحر اُسکے سحر مین مبتلا ہو کر گئے تھے شہنشاہ نے اُنکو مار ڈالا اگر سحر اپنے سے دفع نہو سکا

غرضکہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہوگیا جب یہ لشکر جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت سحر پر مہتر برق کو سوار کرکے آپ بھی انھین جھگیلون کے پیچھے چلنا اختیار کیا یہ اسطرح رہگراے منزل مقصد ہوئین اسطرف قران بھی اسطرح روانہ ہے کہ چند ساحر جانیوالے شہر ناپرسان کے انکو ملے ہین انھین مین صورت ساحر کی بنکر ملگیا ہے اور باتین کرتا باہم مثل یاران ہم نوالہ و ہم پیالہ کے انکا شریک ہو کر چلا جاتا ہے اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مدہوش کو بھیج چکا بجواب نامۂ خداوند عرضی بھیجی اسمین لکھا تھا کہ واقعی مدد بھیجنے مین عرصہ مجھکو ہوا خداوندا براہ خداوندی معاف فرمائین اب مین نے ایک ساحر مدہوش نام کو با جمعیت کثیر خدمت عالی مین بھیجا ہے حاضر ہو کر بجا آوری احکام عالی مین قصور نکریگا بعد بھیجنے اس عرضی کے آپ تخت پر سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہے جو گل بوٹہ ہے جادو کا نقشہ ہے زمین وہان صفا مین رخسار یار سے بہتر شجر قامت سبز رنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچہ گل لب بتان تنگ دہان نزاکت مین رشک نازک بدنان ساغر گل بصد گل میخانۂ بہار مین آراستہ شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر سرور انگیز کوئی گل مثل معشوق خندہ زن کوئی کلی اسطرح مسکرائی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آئی عمارتین اسمین طلسمی نئی تصویرین جادو کی کارگر مین رات کو مہتاب مین گرمی مثل سورج ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہر جو خون سے لبریز لیکن لطافت بیز مچھلیان نہر دن سے نکلکر یہ بان بجاتین قہقہے اور نعرے مستانہ لگاتین انکے ہنسنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھونکے چلتے شاخون سے آواز باجونکی آتی ہوا کھاکر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین وجمیل بنجاتے اُن پریونکو جاکر گلے لگاتے وہ انسے ملکر خوش ہوتین لب نہر جلسہ جتا یکایک ایک نہنگ نکلکر سبکو نگلتا پانی سے صدائے افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیان اور گل ظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہان طائر اور انسان تھے کہ

نظم

ہزارون چشمۂ لبریز و شیرین ۔ کہ جسکی دید سے ہو دل کو تسکین
ہجوم طائران زمزمہ سنج ۔ مزاج عندلیب زار بے رنج
ہوائے سرد و خوش سرور اشجار ۔ دکھاتے تھے گلونکے رنگ رخسار
زمین پر سبزۂ نوخیز ہر سو ۔ سر کاہ خمیدہ مثل ابرو
زمین ساری وہان کی صورت سنگ ۔ بشکل لعل کوسون خوب خوشرنگ
قمر نخلون مین مثل شکل انسان ۔ نظر ہو دیکھ کر جسکو پریشان
مکان اکثر طلسم افزا عجیب ۔ کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
عجائب طائران خوش نوا خوب ۔ سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
زبان پر کچھ سخن مانند انسان ۔ کبھی خندان کبھی حیران و گریان

غرضکہ اس باغ مین سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اُسکا یہ ہی دونون حبیب

داخل باغ ہوئے تمام پھول کھلکھلا کر ہنسے اور آوازیں آئیں کہ ای شہنشاہ ہماری تسلیم پہونچے بادشاہ سلامت کا بت
دنون کے بعد آنا ہوا اسیطرح کی باتین بلبل و گل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا بارہ دری سے چار سو پتلیان سونے
کی حسن میں آفتاب بہتر لباس سنہرے زیب بر کیے یہ کہتی ہوئین کہ شہنشاہ آئے شہنشاہ آئے سامنے آئین گردنین بہر تسلیم
جھکائین پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئین شہ نشین مین تخت جواہر نگین بچھا تھا اس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما
ہوا اور اُن پتلیون نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب آفتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ شبنم جادو
کہاں ہین پتلیون نے کہا ملکہ بہار کے قبضہ مین جب سے حضور نے انھین کر دیا پھر انھین کے کام کو جایا کرتی ہین چنانچہ
کل سے آئینہ ہائے طلسم لیکر برائے غارت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہین شاہ کا یہ حال تھا ہی لشکر مدہوش سنکر ہوش
اڑ گئے کف افسوس ملے وزیر نے کہا اے باغبان خود کردہ را علاجے نیست بہار کو ایک وزیر ہنگام مسرت مین یہ
سحر مین نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کر کے اُسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لیلی تھی کہ انحراف
حکم بہار سے کبھی نہ کرنا اگر مجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے جب بھی اسکی اطاعت سے باہر نہو تو اے باغبان نسبت
بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہو گی اور ہمارے گلشن ہستی پر خزان لائیگی لالہ وار دل ہمارا داغدار بنائیگی
اپنا سمجھکر اُس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اسنے یہ سبب پہونچایا کہ لشکر مدہوش پر اوس پڑگئی شبنم جا کر جان غنی ہو گی
شبنم پڑی ہو گی آئینہ ہائے سحر دیکھکر لشکری دیوانہ وار آپس مین لڑے ہونگے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہین کر سکتا کیونکہ اُسنے حسب
حکم بہار مانا خیر جو کچھ گزرا وہ گزرا آجتک بہار کو طبیعت پیار کرتی دل آزار دینا اسکو نچاہتا تھا مگر اب بغیر قتل کیے کچھ بن
نہین پڑتا کہ بہت نہین ہی ایکدم راحت میسر ہو بتاؤ کیا کرے یہ قلب مضطر یہ کہکر پتلیونکو حکم دیا کہ اس باغ مین بھی کتاب
جمشیدی ہے لے آؤ تا کہ حال اُس شوخ دیدہ کا معلوم کرون کہ اب کہان ہے پتلیان حسب ارشاد گئین حجرہ باغ مین صندوق
رکھا تھا اٹھا لائین صندوق تھا یا اسرار طلسم کا گنجینہ تھا نہین نہین کسی دانشمند کا سینہ تھا غلاف اطلس نایاب کا جواہر و زر
اسپر چڑھا تھا اور ایک مطلا و مذہب بنا کہ بہت نہ تھا صندوق اک عجائب تھا وہ کسی کا سینہ پر راز تھا وہ بادشاہ
نے سحر پڑھا کہ فلک پر ایک شعلہ چمکا اور زمین پر گرا سوا بالشت کا پتلا ایک بنگیا پکارا کہ اے بادشاہ لا نذر ہماری سوا
سو اشرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر پتلے نے ابکائی لی ایک کنجی سونیکی منہ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر صندوق
کھولا ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسمی تحریر نکلی اسمین مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہان ہین معلوم ہوا کہ عقب لشکر
شکست خوردہ مدہوش آتے ہین جب لشکر کو دوڑ لینگے تو ہر دوان آکر آتشگاہ برشتہ زرنگین حصار پر اپنے لشکر مین چلے جائینگے
یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا کلید پتلے کو دی کہ وہ نگلکر چلا گیا اور صندوق پتلیان لیگئین شاہ نے وزیر سے
کہا کسیکو بہر گرفتاری بہار بھیجنا چاہیے وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا نہین مین ایسے ساحر کو بھیجتا
ہون جو کسی طرح زیر نہو کام ہمارا اُسسے نکلے اے زلزل مین جا کر لرزان جادو مالک قلعہ کو ہیری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ تم کبھی ہماری
تسلیم کو بھی نہین آتے اسوقت مابدولت باغ جمشیدی مین تشریف فرما ہین کچھ تم سے کام ہے جلد حاضر دربار ہو باغبان
آداب بجا لایا سمت قلعہ مسطور بموجب ارشاد روانہ ہوا اور وہان پہونچکر زور سحر اپنے تنے سے لرزان کو مطلع کیا وہ عمرہ حکومت

پر بصد عزت جلوہ فرما تھا ایک چیلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آگے ہین اُنسے خبر سنکر کشتیبان سپہر زبرجد لیسن اور ذرہ دو چار
ساحر لیکر استقبال کیلیے چلا جب در شہر پناہ پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اسکو ملا اُسنے بہزاران گرمجوشی ملاقات کی
اور مستدعی ہوا کہ غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمایے وزیر نے تمام پیام بادشاہ کہکر عذر کیا کہ مین ٹھہر نہین سکتا اور تمکو بھی توقف
مناسب نہین اس کیفیت کو سنکر اسکو بھی خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کار ضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کیلیے بھیجا یہ
سمجھکر شہر مین پھر کے نگیا انہین سردارونکو جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر معیت وزیر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر سر انقیاد پایۂ
تخت پر رکھا رسم تعظیم ادا کرکے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا بعد سرفرازی فرمایا کہ تم یہین سے روانہ ہوکر جانب کوہ نیلم جاؤ
اثناے راہ مین عقب لشکر بدہوش شہ بہار و برق آتے ہین دونونکو مقید کرکے حاضر حضور کرو خبردار وہ قطعہ نوبہار کا سحر تم جانتے
ہو ایسا ساحر یہ ساتھ لیجانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیاران سے ساتھ ہین اسکی مکاری کا بھی دھیان رہے تو جاؤ سپرد سامری کیا
ریزان مجرا کرکے انہین ساحرونکو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا مگر لیتے نہ گیا یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہی کہ زمین مین سماجاتا ہی اور
طبقات زمین کو جنبش دیتا ہی میدان رزم مین بھونچال آتا ہی پاؤن کسی کے زمین پر قائم نہین رہتے گر پڑتے ہین یہ دھوان بنکر
زمین سے نکلتا ہی اور کار حریف تمام کرتا ہی رنگ اُسکے جسم کا دھوئین کیطرح ہی نہایت ہیبت ناک صورت رکھتا ہی ذکر
اسکے لڑنیکا کسی مقام پر کیا جائیگا غرضکہ یہ تو جانب بہار روانہ ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنے یہانسے
انکے ساتھ کردیا اب حال اسکی بی بی کا سنیے کہ جب اُسنے سنا وزیر میرے شوہر کو بلا لیگیا ہی اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر
آنا نہوسکا بس منتظر رہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہین جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقلہ اور فہیمہ ہی باوہ دور اندیشی اپنی ہمدمون
جلیسون سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اسطرح سے انہین لیگئے کہ گھر بھی پھر کر آنے ندیا سامری جانے کیا کام تھا میرے دلمین
وسواس آتے ہین دربار کا مقدمہ ہی کیسی بیٹھکیسی ہی جمشید آبرو رکھین ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیون بلایا تھا
کوئی امور سلطنت انکے سپرد نتھا جو اس تاکید سے طلب کیا انیسون نے کہا حضور اُنکا بول بالا ہی جمشید جانے حضور کے
نمک کی قسم رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپکے گھرمین لاکھون چراغ روشن ہین بس مین سمجھ گئی کہ میان کو عہدہ جلیل ملیگا
ایک ہمدم نے براہ خوشامد کہا کہ بہن تمنے یہ تو خواب مین دیکھا تمھارے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا مین تو کہنا بھول ہی گئی تھی
صبح ہوتے مین کیا دیکھتی ہون کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہین وہ ایک تاج ہاتھ مین لیے ہین ایسی اس تاج مین روشنی ہی کہ
آنکھ نہین ٹھہرتی ہی بس وہ بڈھے مجھ سے کہتے ہین کہ بلا اپنے مالک کو یہ تاج ہم اُسکو دینگے یہ سنکر مین بلانے جو دوڑی آنکھ کھل
گئی بی بی یہ وہی تعبیر خوابکی کہ میان بلائے گئے ہین آپ دیکھیے گا کہ سارا طلسم انکے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم
کا مرض ہمیشہ سے ہی بھلا کیا دشمن انکے کسی کے گنہگار ہین جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرد ذات ہین کسی کام مین الجھ گئے ہونگے
ایک مصاحب نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہین یا کہین اور وزیر سے کسی جلسہ کا وعدہ ہوگا پہلے سے یہی کہہ رکھا ہوگا کہ تم مجھے
بلا لیجانا مردونکی عادتون سے سامری بچائے میری دانست مین وہ سرکار مین تو نہین گئے بڑی سرکار گئے ہین ناک نازنجاؤ
اس زن عقیلہ کا نام ہو اپنے مصاحبونکا بیان سنکر ہنسی اور آخر مین جو مصاحب نے وزیر دو رنڈی کے یہان جانا ظاہر کیا ہی
حیلہ اسکو دربار مین جانیکا ملا ایا کہا تم سچ کہتی ہو اُنکے ایسے ہی طور ہین لیکن آج مین بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آؤنگی بس

سو کنیزوں کو گرد و پیش خوبان سمن بدن نازنینان زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کرکے لباس نفیس زیب قامت
فرما کر زیور سے آراستہ ہو کے سوار ہوئی اور یہ کہتی جاتی تھی کہ بادشاہ کو میاں اگر وہ نہ ملے تو آج میں ہوں اور وہ ہیں تو صاحب مجھے
یہ فقرے بازی بڑی رنڈی بازی یہ بکر باندھی ہے جو ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیوں ستیاناس کیا اور وہ کیا کریں جو تقدیر
میں تھا وہ ہوا انجو کسی ایسا بد اتفاق غرضکہ اسیطرح کی باتیں بناتی باغ جمشیدی میں آئی بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا وزیر
مروحہ جنبانی کر رہا تھا تیلا اور تیلیاں طلسمی دست بستہ کھڑی تھیں تاج ہو رہا تھا اسنے سامنے جاکر تسلیم کرکے نذر دی
شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا تمھارے میاں کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمھارے جمال نظر نہ آتے اچھا بیٹھو یہ ایک جگہ پر بیٹھی
اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہاں ہے شاہ نے تمام ماجرا بہار پر بھیجنے کا بیان کیا جب اسنے یہ سنا کہ شوہر میرا لڑنے
گیا ہے بیچین ہو گئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو مہرخ سے جاکر مقابلہ کروں غلام وہاں لڑے کنیز یہاں جانبازی کرے
شاہ نے ہنسکر فرمایا کہ تمھیں بے شوہر تاب کہاں یہ اجازت مانگنا گویا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانیکی ہے
اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے قلعہ کا ساتھ لیلو اس مجرمہ بہار کو گرفتار کرکے نہیں مدد کرنا سمجھ بوجھ کر لڑنا نازلہ
یہ حکم سنکر آداب بجا لاکر چلی اور بہت جلد قلعہ میں آکر بارہ ہزار ساحران جلیل القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لیکر بعبد کروفر روانہ
ہوئی ادھر شوہر اسکا جب مسافت راہ طے کرکے قریب لشکر مدہوش پہونچا افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال وابستہ ملال
پہاڑ سے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمریں کھلی ہوئی پیاسے جنگل پہاڑ طے کرتے آتے تھے کہ اسنے پہونچکر انکو
روکا اور کہا خیمہ استادہ کرو آسودہ ہو میں تمھارا بدلا لونگا سارے لشکر میں جان آگئی سمجھے کہ شاہ طلسم نے پھر اسکو افسر
کرکے بھیجا ہے بس ہر ایک انکی اطاعت میں آیا خیمہ استادہ ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکری فرخندہ احوال ہوئے
لرزان داخل بارگاہ ہوا اور آرد ماش کے بہت سے پتلے بناکر ہیرانیں بٹھا کر روانہ کیے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھیں پتلے
ہر طرف چل گئے مگر بہار و برق بعقب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے بہار کہتی کہ اے برق مجھے کوہ آرام
سے قرطاس دھوکے میں گرفتار کر لیگیا تھا سب لشکر قلعہ و باغ کے پریشان ہونگے دوسرے اس قحبہ سے جسنے مرگھٹ
کا راستہ قرطاس کو بتلایا مجھے سمجھنا ہے کہ میرے بغیر حکم کیوں راستہ دیا بس کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے برائے چندے
تم بھی زحمت اٹھاؤ اتو براہ طلسم کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگی ہے کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہے کہ شاہجادوان
کے سرحد ہر جگہ روکینگے در زراہ تو معلوم ہے برق نے کہا کہ ملکہ مہرخ بہت عرصے سے اکیلی ہیں لشکر میں چلو اسنے کہا
بہتر قرانی تو گئے ہیں وہ حال کہدینگے ملکہ مذکور کو اطمینان ہو جائیگا دوسرے یہ کہ تیرہ صورت حکم خدا حفاظت لشکر بھی کرینگے
برق نے کہا اچھا جدھر جی چاہے چلو ملکہ تخت بڑھا کے آگے بڑھی تھی کہ راہ میں لشکر اترے دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ
جنگلے کیوں ٹھہرے اور انکو یہ حشمت و جاہ کہاں سے ممکن ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہماری تلاش میں آیا یہ کہکر ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہری اور سحر پڑھکر زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی ایک پتلی حبشی کی شکل آئی اس سے پوچھا کہ اس فوج میں کون آیا ہے
اسنے سب حال لرزان کا بیان کیا ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کرکے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین میں سما گئی اور برق سے
کہا جلدی نکل چلو بڑی لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اسکو جا یا ہے دیکھ بھال لینا چاہیے وہاں چلکر بھی لڑنا ہے اور یہاں بھی

جو حکم ہوا وہی ابھی ہمین سلطان شعلہ جادو ان کو قتل کرتا ہے ملکہ نے کہا قران ابھی یقین ہے کہ پیچھے آئے ہین وہ اسکو مار لینگے تم چلے چلو
اسنے کہا اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو مین ذرا اسکو دیکھ تو آؤن رفتینا بانقضا شاید دم پر چڑھ جائے ملکہ ناچار ہوکر سر کوہ پر ٹھہری
اور برق پہاڑ سے اترکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تیار ہوا لیکن جیسے کہ ہیونکی صورت ہوتی ہے کہ بال سر کے بہت بڑھے
داڑھی تا بہ سینہ قشقہ بہت لمبا کھینچے لنگوٹا مونجھ کا باندھے گھاروے کا انگوچھا گلے مین پڑا ہوا زنار ظاہر چہرہ بہت پرہیبت
اس صورت سے ہوکر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہوکر ہر سمت سیر کنان پھرتا تھا کہ چیلے جو ہمراہ خبر لرزان نے مقرر کیے تھے
انھون نے اسکو شناخت کرکے بخدمت لرزان آکر عرض کیا کہ اے افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ متلاشی ہین لشکر مین آیا
ہے اور ساحر بنا پھرتا ہے لرزان یہ خبر سنکر کھڑا ہو گیا اور اپنے چیلون سے کہا الگ الگ ہو کر اسکو گھیرو اسطرح کہ اسکو ثابت
ہو ورنہ بھاگ جائیگا چیلے حسب الحکم چار طرف جاکر پراگندہ ہو گئے اور راہ روک کر ٹھہرے اُدھر لرزان در بارگاہ پر آکر ٹہلنے لگا اس
اثنا مین برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اُسنے ملازمون سے کہا کہ اس ساحر کو بلاؤ انھون نے پکارا کہ بھائی ذرا
ادھر آنا ہمارے مالک تمھارے مشتاق ہین برق حسب الطلب حاضر ہوکر آداب بجا لایا ملازمون سے بطور ساحران دست بستہ
ہوا لرزان نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے اور وطن کسجگہ ہے یہان آنیکا کیا سبب ہے اسنے عرض کیا کہ آپکا شہرہ جود و نوال
سنکر مین بھی کمال مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا خبر تشریف آوری ملازمان جناب سنکر اتفاق حاضر ہونیکا ہوا مجھکو
صحرا نورد جادو کہتے ہین چاہتا ہون کہ زمرۂ سرداران سرکار والا مین منسلک ہوکر بسان گوہر مین بھی بار پاؤن اسنے
یہ تقریر سنکر زبان بہ تملق وا کی کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپکا ہی کفش خانہ ہے زہے فخر میرا جو آپ نان خشک یہاں کی
قبول فرمائین اور جو مجھے میسر آئے پہلے آپ کھائین پھر مجھے دین مین سپاہی دست بون آپ تو میرے دینی برادر ہین غیر
سے مجھے عذر نہین اچھا جائیے بارگاہ مین تشریف رکھیے برق حسب اجازت اُسکی طرف پھرکر اندر بارگاہ کے چلا اگر
اُسنے پیچھے سے گردن مین ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار کردیے پکارا کہ او نالائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہے نہین جانتا ہے کہ
شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہے نہین معلوم وہ گیسو بریدہ بہار کہان گئی سچ بتا کہ وہ کہان ہے یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا اور بےحس و حرکت کرکے بٹھا دیا عتاب و خطاب کرنیلگا پھر برق نے کہا اے مسخرے تو تو ناحق کیون جاتا ہے معلوم ہوا کہ
ابھی تیری قضا نہین ہے ورنہ ہمکو بھی تو جانتا ہے کہ ہم کون ہین ہم برق عیار ہین قاتل افراسیاب کیا تو نے جانا کہ اس وقت
ہم پھنس گئے اتفاق سے مرنا تو ہم جانتے نہین خیر پھر سمجھ لینگے اسنے یہ کلمات سنکر کہا کہ تو مجھکو دھمکاتا ہے اور شہنشاہ سے بے جین
ڈرتا رہے بادشاہ طلسم کے اتنے ملازم مارے گئے لیکن وہان کچھ پروا بھی نہین طلسم کا تم لوگ کیا بگاڑ سکتے ہو چاہو عمر بھر لڑو باز
کچھ نہ کرسکو گے اور شاہ کو جب غصہ آجائیگا مثل نقش غلط تم سبکو مٹا دیگا برق نے کہا شہنشاہ کیا بیہودہ ہے وہ لوگ جو خدائی کرتے تھے مثل خس و
خاشاک سیل فنا مین بہ گئے اور بسان برگ خشک باد اجل کے جھونکے سے ایسے اڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر
پر کیا ناز کرتا ہے چیونٹیونکی قطار ہے جسے بہادر سونگھا کیا بگڑتا ہے اگر اُنکا ایک ہی نالہ کرتا ہے وہ لرزان بادشاہ کا اتنا کچھ
نقصان زر و فوج ہوا اُسے عقل ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہوش کا عاقل کو چاہیے کہ ہر امر مین غور کرے تمہین زیبا ہے
کہ اطاعت اسلام قبول کرو سعادت دارین حصول کرو یہ باتین ہو رہی تھین کہ بہار راستہ دیکھکر سبب برق کو بہت عرصہ

گذرا تو بیتابانہ چلی بجلی کا سپر کچھ نہ کچھ آفت آئی سب سر بارگاہ پر آگر عقرائی لرزان باتوں میں لگا تھا اُسنے تو کچھ خیال نہ کیا
لیکن ملکہ نے سحر پڑھا کر دست و پا برق کے قابو میں آئے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ پنجہ بنکر گری اور اسکو اٹھا کر لے اڑی لرزان
نے فوکر دیں غل ہوا کہ لیگئی لیگئی وہ بھی گھبرا کر اڑا ملکہ قندیل فلک یہ بھی جُب توڑ کے سحر پڑھتا قریب پہونچا اور پکارا کہ لی بہار
ہم جمشید پیکو رہنے والے میں ہکو مشکریان ہوش سمجھتا یہ کہکر ایک ناریل سحر کا ملکہ پر مارا ملکہ نے سحر پڑھکر جانب ناریل پھونکا کہ
وہ زمین پر جا گرا اور غائب ہو گیا وار اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر ناریج اسپر مارا اُسنے مثل دخان بنکر اپنے تئیں پوشیدہ کیا
ناریج بھی زمین پر جا گرا اور شق ہو کر شعلے نکلے چار سمت حریف کو ڈھونڈھتا ڈھونڈھتے ہو گئے لرزان پھر ظاہر ہوا اور دیکھا کہ
یہ ساحرہ زبردست ہے یوں نہ گرفتار ہو گی اور اگر مہلت پائیگی تو بلاغ سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جھولے سے ایک
تختی ہیرے کی نکالی بہار نے جیسے اس لوح کی جھلک دیکھی سمجھ گئی کہ اسنے لوح نگو سے چشتیہ نکالی یہ لوح تحفہ طلسم میں سے
ہے مجھ سے ردنہ ہو سکیگی یہ سمجھکر بہت جلد جانب زمیں اتری اسلیے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا گرکر مر جائیگا پس زمیں
پر پہونچی ہی تھی کہ لرزان بھی ساتھ ہی اترا اور لوح مذکور سامنے کر کے پکارا کہ اے بہار دیکھ تو یہ کیا ہے اتنے میں اسا سحر
پڑھا ایک نقاب پنجہ نے لاکر ابن نگاہ و لوح حائل کی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب پنجہ جلگیا نگاہ بہار کی
تختی پر پڑی غش کھا کر زمین پر گری برق جو زمین پر پہونچا تھا متوجہ ہوا سے اول تو بیہوش رہا لیکن اسوقت جو ملکہ گری لرزان
اس خوشی میں جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی اسپر قبضہ کر دن برق اٹھکر ایسا بھاگا کہ پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ
کدھر گیا اور جاکر درہ کوہ میں ٹھہرا لرزان نے ملکہ کو قیدی آہن منگا کر پہنائی اور مسرور خوب سا کرکے اٹھا کر بارگاہ میں
لایا سرداروں نے اسکے صفت ثنا میں زبان کھولی کہ واقعی آپ اپنا مثل نہیں رکھتے اسپر مظفر و منصور رہنا آپ ہی کا کام
تھا سب نے نذر فتح دی اُسنے بہار کو ہوشیار کر کے کہا کہ کیوں دیکھا تو نے سحر اسکو کہتے ہیں بہار نے جواب دیا کہ ای مغرور
یہ فخر اور دعوی ساحری تحفہ طلسم سے کام لیا تجھے غیرت نہیں آتی یہ تختی نہوتی تو کبھی آجاتی اسنے کہا حریف کو زیر کرنے سے
مطلب ہے اب اس عیار کو بھی پکڑ لاؤں تو شہنشاہ پاس تجھے بھیجوں یہ کہکر اٹھا اور اپنے لشکر سے آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ
درہ کوہ میں برق فکر عیاری کر رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کنارے لشکر کے لرزان کھڑا ہے چاہا بھاگ جاؤں لیکن
دل نے اسکے کہا کہ اسی پاس چل بس اُسکے پاس آیا اور کہا آپنے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہے مجھے بھی قید کیجیے میں اکیلا رہکر
کیا کرونگا اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او نا عیار تو آپ نہیں آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہے یہ کہکر رد سحر جو پڑھا ہوش
برق کو آگیا دل سے کہا واقعی تو بڑا احمق زدہ ہے کہ خود آکر مبتلائے آفت ہوا اب بھاگ جا مگر سوچا کہ بھاگنے سے یہ بہت
رہا مجبیس کر دیگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہیگا ہوگا غرضکہ چپ ہو رہا اور وہ اسکو گرفتار کیے بارگاہ میں آیا بہار سے کہا
کہ تنے ہماری زبردستی دیکھی کیوں ہم کیسے ساحر ہیں ملکہ مذکور نے کہا تیری اصل کیا ہے میں تجھ ایسے مجبور کرکے تعلیم کر چکی ہوں
تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ تم خاندان بادشاہ طلسم سے توسل رکھتی ہو واقعی ہماری کیا مجال
نہیں جو تمہاری برابری کریں لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہوگا شاہ سے اب
ملنا کیا دنیا اور عقبی دونوں جہان میں نہوگا کسلیے کہ وہ مردود خدا ہے ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق یہ تقریر سنکر سوچا

کہ اب یار یہ ملکہ کو بچانا ہے تم کچھ اسکے ساتھ مکاری کرو میں دو مقالمہ میں یعنی اگر یہ باتوں میں مصروف ہا تو سحر سے بے قابو نہ کریگا
دوسرے اگر فقرے پر چڑھ گیا تو مار ڈالنا یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے لرزان افسوس تکی حسرت دل ہی
میں رہی کہ بیت پریشان ہو کے شل گیسوے یار ۔ یہاں آنے میں مانند گنہگار ۔ لرزان نے پوچھا کہ کیا تیری سدھی برق
روٹھ نکلا اور کہا تمام عالم جانتا ہے کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیاربچی پر عاشق ہوتا ہے شمیمہ پر میری جان جاتی ہے اب قید ہو کر آیا ہوں
قتل ہو جاؤنگا وصل یار کیسا آخر وقت میں دیکھنا بھی نصیب نہوا کہ ہائے بیت گلی نیستی نہیں بجبی کسیدم ۔ دھوئیں اٹھتے
ہیں ہر دم استخوان سے ۔ لرزان نے کہا اگر تو اطاعت شاہ جادوان کرے تو میں سفارش کر کے عیارہ کو دلوا دوں ۔ مال بھی
کرا دوں برق نے کہا میں غلام ہوں یہ کہکر قدم پر گرا اُسنے کہا اے برق تو گھبرا نہیں اسنے کہا بہار کو الگ بٹھا دیجیے تو میں
آپسے کچھ کہوں اُسنے ملکہ کو ایک خیمہ میں بھیجدیا مگر خاک جمشید ہر اعضا میں لگا دی کہ ملکہ بے حس و حرکت ہو گئی غرضکہ بعد بھیجنے ملکہ
کے برق سے باتیں کرنے لگا اسی اثنا میں بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے اسنے حکم دیا کہ لے آؤ اُسنے دسترخوان لا کر
بچھایا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے باقی اٹھ گئے کھانا چنا گیا برق سے کہا تم بھی آؤ مگر کچھ فتنہ نکرنا نہیں سزا
پاؤگے مجھکو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا برق نے کہا میری مجال ہے جو کچھ فساد کروں یہ کہکر دسترخوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے
میں مشغول ہوے برق نے دلمیں کہا کچھ کھاتا تو ہوگا نہیں تو اپنا کام کر یہ غور کر کے آنکھ بچا کر کباب پلیٹ میں رکھے تھے نمک
بیہوشی اسپر چھڑکا چھڑکتے ہی پلیٹ تماق سے بولی برق بھاگا کر ۔ کابی بولا چاہتی ہے جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی لرزان
نے پوچھا کہ کیا ہوا اسنے کہا رکابی کو اٹھاتا تھا ٹوٹ گئی اسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا خیر اچھا ٹوٹ گئی کہ رکابی اور
آجائیگی مگر تو نے دیکھ لیا کہ میں کیسا زبردست ہوں برق نے کہا واقعی آپ بڑے ساحر ہیں میری خطا معاف فرمایئے اسنے
کہا مجھسے کچھ عیاری نہ چلیگی اچھا تم بیٹھو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر برق کھانے پر سے اٹھ آیا وہ سب جب فارغ ہوے اپنی اپنی
جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر جا کر لیٹا خدمتگار پاؤں دابنے لگا برق کو زیر پلنگ بٹھا کر سحر سے حصار کر دیا کہ بھاگ نجاے
برق نے کہا مجھے اجازت ملے کہ میں بھی لیٹوں اسنے کہا کیا مضائقہ ہے برق نے کسوت عیاری کمر سے نکالکر سرہانے رکھی
اور لیٹا اسنے کہا اے برق ابھی کو تیرے پاس کچھ نہ تھا یہ کہاں سے گٹھری نکالی اسنے کہا یہ کسوت عیاری ہے ساحروں کو قتل کرنیکی
تدبیر ہے اسنے کہا اسمیں بیہوشی بھی ہوگی بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو میں دیکھوں تو کیونکر بیہوش کرتے ہو اسنے ایک ڈلی مٹھائی
کی نکال کے خدمتگار کو دی اُسنے کھائی بیہوش ہو گیا اُسنے کہا اب ہوشیار کرو اسنے ایک فتیلہ بیہوشی میں خوب بھر کر روشن کیا
اور کہا لیجیے اس فتیلہ کو اسکی ناک میں لگا کر دھونی دیجیے اسنے فتیلہ ہاتھ میں لیا اور اٹھکر دھونی دینے لگا مگر اس فتیلہ کی دھونی
اسکی ناک میں خود پہنچی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا برق نے اٹھکر چاہا کہ سر کاٹے لیکن گرا اور یہ کیفیت سنیے کہ بی بی لرزان
کی زن لرزہ جو لشکر لیکر چلی تھی از فرط محبت شوہر سے سبکو چھوڑ کر بسم پلیخ کبھی اڑتی ہوئی چلی لشکر راہ میں عقب میں آتی ہے میں یہ
آکر سر بارگاہ لرزان پر اترائی برق کو خنجر کھینچے جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہو کر گری کہ شوہر کو اٹھا لیجاؤں برق نے
جیسے ہی یہ گری ہی فتیلہ بیہوشی بھر کر سلگا کے ہاتھ اٹھا کر اسکے منہ میں لگا دیا فوراً چھینک مار کر وہ بھی دھم سے زمین پر آئی
برق نے اسکو اٹھا کر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کروں پھر خیال آیا کہ اسکو ہوشیار کر کے سمجھاؤں شاید کہ

عورت ہے محبت شوہر سے مطیع ہو جائے یہ سوچکر زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا یہ حسینہ عورت وطرحدار معشوقہ شیرین ادا
فتنۂ حسن سے سرشار ہے قشقہ ساحری کی نشانی پیشانی پر دیے زیور سے جسم کو تزئین کیا بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشی
واقعی بیمثل روزگار ہے کہ ابیات

تھی ایسی نازنین دہ ماہ پارا — اگرچہ برج شرف کی تھی ستارا
تخلع خلعت ناز و ادا سے — سراپا نور تھی حسن خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہو گئی شدت تکلیف سے بیتابانہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق نے کہا اے
عیار ہون تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالی نے مجکو اُسپر غالب فرمایا اب تم دونون سے موت کا فاصلہ ہی کیونکہ میں
اور تم مین عرصہ ہے عنقریب بے اراپہ ارمین جایا چاہتے ہو ہان ایک صورت سے بچنا ممکن ہی کہ دین باطل پرستی چھوڑ کر وحدہ لاشریک کو
مانو سامری و جمشید و لقا سب بندگان خدا ہین اُنپر لعنت بھیجو اے زن عاقلہ خدا سے یکتا مکان و مقام سے منزہ ہے نظم

مالک و خالق و کریم و رحیم — باسط و رزاق و سمیع و علیم
کبریائی اُسی کو ہے زیبا — وحدہ لاشریک نام اسی کا
اُسکے قبضے مین ہے ہماری جان — جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہی اور جو لوگ ہمارے شریک ہین انکا اسنے کچھ نہ کر لیا اور فرض کرو اگر بادشاہ
سے حذر کیا یہ سوچے کہ ہم ہلاک ہو جائین تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہوگا اس باطل پرستی مین یہ فائدہ ہوگا کہ جہنم
مین جلنا ہوگا یہ نصائح و پند اس زن خردمند نے جب سنے دل اسکا نور ایمان سے مملو ہوا اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے
سوزن نکال لو اُسنے سوزن نکالکر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کہا کہ خنجر لیکر میرے شوہر کے سینے پر سوار ہو اور اسکو ہوشیار
کرو کہ مین سمجھاؤن اور اسکو بھی راہ راست پر لاؤن برق بموجب فرمائش کے با خنجر برہنہ اسکے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا
اور فتیلہ دافع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھا چاہتا تھا کہ سحر پڑھے زوجہ اسکی آگے بڑھی اور
کہا اے صاحب یہ شخص میرا جان بخش ہے سارا ماجرا سے گزشتہ بیان کرکے کہا اگر مین نہ آجاتی تو کام تمہارا تمام تھا اور مین بھی اسکی
گرفتار ہو گئی واقعی دین اسکا سچا ہی یہ طلسم باطل ہوگا مین نے اسکی اطاعت کی ہی تم بھی مطیع اسلام ہو اور اسکو اپنا ہادی محسن
جانو براہ نیرنگی سمجھو کرامات و منات جمشید و سامری وغیرہ مین اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ غلبہ ہمارا شاہ طلسم اس سے
عاجز نہ تا ابلیس دین اسلام سب بخوبی درست کی ابیات

فروغ نور ایمان سے ذرا کر چشم دل روشن — نہین لازم ہر انسان کو بنے اللہ کا دشمن
صفات حق کو پہچانے اُسے معبود حق جانے — عطا جسنے کیا ہی ہمکو ایمان جان و روح و تن
خدا کو چھوڑ کر کیون اور کو معبود ہم سمجھین — متاع دین و ایمان کیلیے بیجا مین کیون ہزن

ہرچند کہ یہ عیار دو بار قید ہوا مگر عظمت و برکت اسکے دین مبین کی دیکھو کہ انجام مین یہی غالب آیا کیون نہو فرد خدا پر جو کوئی
رکھتا ہی سب کام وہ تو بیشک اسکا نیک ہوتا ہی انجام وہ لرزان مرد دانشمند ہی زوجہ کے سمجھانے سے گویا ہوا کہ اے صری

پیاری بی بی تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی میں نے اطاعت سلیمان اختیار کی برق
یہ کلمہ سنکر اُسکے سینے پر سے اترا اسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا اُسنے سر اُسکا سینے سے لگایا اور تنگ تنگ بغلگیر کیا اس عرصہ میں
لشکر اور خواصین جو زلزلہ لیکر آئی ہے یہان پہونچیں لشکر اترا خواصین حاضر خدمت ملکہ ہوئین اسنے انکو حکم دیا کہ سب افسران لشکر کو بلاؤ
چنانچہ جملہ افسر زن و شوہر کے لشکری حاضر ہوے انسے اظہار اطاعت اسلام کرکے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہوکر ہمارے ساتھ رہنا
ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر میں منادی
ندا زن تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ مہرخ قمر سے طلسم میں ہوا ہے اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار ہوگا جو لوگ کہ سیاہ
درون تھے وہ یہ ندا سنکر بھاگے اور سمت شاہ طلسم گئے باقی سب مع لشکریان مرطوش شریک اسلامیان ہوے زلزلہ اور
شوہر اسکا ہاتھ رومال سے باندھکر سامنے ملکہ بہار کے آئے قید دفع کرکے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف
فرمائیے ہماری جانب سے دل صاف فرمائیے ملکہ مذکور نے زلزلہ کو بغلگیر کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی
کسلیے کہ ملازم اُسکے تھے الحمد للہ کہ سر رشتۂ ہدایت پر پہونچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کروگے تو جائے شکایت ہے پہلے یہی مناسب
تھا جیسا تمنے کیا غرضکہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہانسے چلنا چاہیے لشکر کو کوچ کا حکم دیا طبل سفر بجگیا خیمہ و بارگاہ
عطیۂ افراسیاب بھی قبضہ میں آیا اسباب تمام بار کرکے بہار تخت سحر پر سوار ہوئی پاس برق کو بٹھا لیا ایک تخت پر
زلزلہ مع شوہر بیٹھکر روانہ ہوے ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام منظور تھا اسیطرف چلی راہ کا دغدغہ بالکل مٹ گیا
راستہ کی ناواقفی سے کچھ سروکار نہ رہا کسلیے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ ہوئے بڑی شان و شوکت سے اس لشکر
کی مالکہ بنکر سواری ملکہ بہار کی بسان باد بہاری روانہ ہوئی کہ نقارے اور ناقوس بجتے گھنٹے نواخت میں تھے ابر سحر
پر سایہ کیے سواری کے آگے آگے گھٹا سے بوقلمون جو رنگ سحر گلستان نیرنگ بازی میں شگفتہ ہوتے خیابان سبز و خرم لہلہا
کر بہار دکھاتے جاتے زمزمہ سرائی کرتے حشم و خدم روانہ تھے یہانتک کہ اسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب ہوے یہان جو لانا
اور کنیزیں بہار اور خواصین جلیسین حاضر تھیں خبر ورود مسعود ملکہ بہار سنکر دیبا بانو زہرہ عشرت پاس ملکہ کے آئین اور کہتی ہوئین خندہ کنان
دوڑین ارکان سلطنت قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے نذرین پیش کی گذرین آتشبازی سحر کی وہ سامان تھے شرح
اگر لکھوں طول ہوگا مطلب حصول ہوگا فی الجملہ لشکر خسروی کی ہر سر سے درستی ہوئی ایوان شاہی دارالامارۃ فرمانروائی
ملک آراستہ ہوا ارکان عظام سلطنت سامنے آئے ملکہ نے آکر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا برق و لرزان
قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم مہیا ے سامان دعوت کارپردازان ریاست کو دیا اور فرمایا کہ باغ میرا آراستہ ہو اُس
باغ میں کہ جانسے ملکہ گرفتار ہوگئی تھی جلسۂ دعوت کرایا اس گلشن پر ویرانی چھائی تھی اداسی رخ ہر گل پر آئی تھی سوسن کا بکا
کبود تھا سرو آزاد غم سے جھک گیا تھا گویا داؤدی تھا چنبیلی زرد ہوگئی تھی سنبل کے بالوں پر گرد جمی تھی نرگس حیران تھی
زلف بنفشہ پریشان تھی مختصر یہ کہ اب اسمیں بہار از سر نو آئی شمع رخسار گل پر ضو آئی مالنین کمر بیان جواہر کار لیکر برگ
و بار خزان دیدہ چمنستان سے دور کرنے لگیں درخت سینچے گئے تھالوں میں آب رحمت بھرنے لگیں سر تراشی سے باغبان
چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا اور چاندنی دیکھنے کا انتظام ہوا یہ کیفیت ہوئی کہ شاخ گل بصد تجمل قبائے ارغوانی زیب قامت فرما کر

اور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم ونسق سپرد ہوا ہوائے فصل بہار پر شکار ہوئی نئے نئے گل کھلانے پر تیار ہوئی عجب شہر یار گل تھے
وہ بے پاؤن آنا صرصر خزان کو بھگاتا کہ زیادہ شاخونکو نہ ہلائے جسم نازک گل کو نہ دکھائے دیوانکدہ گلشن مین صیاد بد بیدخلی کا پروانہ
بہاری گلچین کیلیئے تحریر سزا کی بہت بھاری بلبل وخزان کی درپیش روبکاری خزانکو حکم شہر چمن سے نکلجانیکا ملتا بلبل کا مقدمہ
سر سبز رہتا غنچونکا چٹخنا نقارہ دور دولت بادشاہ گل تھا گل عباس شنا نواز بے تامل تھا نذر وطاؤس ریان نقیب
وچاوش ہو صدا لئے دور باش ہوسم ہرگان کو دیتے نہال پوشاک سندس واستبرق زیب قامت رعنا کرکے انجمن گلشن مین جم گئے
شاخین گھنگرو غنچون کا باندھ کر رقاصہ نی تھین رامشگری کا عالم دکھاتین پتے تالیان بجاتے مرغان خوش الحان
ترانہ مبارکبادی گاتے عندلیبان خوش الحان غزلین گاتین مبارکبادی کی دھوم مچاتین یا در یہ غزل بحالت عشرت بلند

برلاتین کہ لمؤلفہ

رشک جنت باغ ہے یہ یادگار	گلشن عالم مین ہے جس کی بہار
تا ابد قائم رہے ملکہ بہار	فیض رحمت سے ہرے جسکے یہ بہار
دور شاہ گل مین ہم خرم رہین	تحتگاہ باغ یارب برقرار
کیا خزان کا اپنے دلکو درد وغم	ہے ہمارے باغ کی مالک بہار
خاطر دشمن مین کھٹکے خار غم	دوست دیکھین آکے سیر سبزہ زار
ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا	نشۂ عشرت سے نرگس پہ خمار
آب گلگون نہر مین جاری رہے	ہو بشکل شیشہ سرو جو ئبار

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت نگار ہوئی پچھلا پہر دن باقی تھا کہ لب نہر یہ گلعذار زیب سادہ
سبزہ زار ہوئی خواصان گل پیرہن دیاسمن بدن نے آکر جامے کلرنگ بنا آغاز کیا کنارہ جو سبزہ لگا تھا لطف سکینی تھا
کہ منہائے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب مین ساقی دہر نے بھری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاہد شب مین آیا ہر سمت
عالم نور نظر مین سمایا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا مغرب مین پنہان مہر خاور	نمایان پھر ہوئی شام منور
ستارون کا بچھا فرش زرافشان	ہوا روشن چراغ ماہ تابان

باغ مین عیش اڑنے لگا رقص ہونے لگا بام بارہ دری پر ملکہ بہار مع مہمانونکے زیر نگیرہ زرتار آکر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی
کیفیت قابل یہ تھی وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جائے تمام عمر اسکی حسرت مین بشر افسوس کرکے مرجائے نازنینونکے جسم منور کی
جھلک اور پھولونکی مہک شبنمی بدو پٹونکی اڑ مین جوبن کی بہار سینون پر کچونکا ابھار قہقہے انکے خندۂ گل کو شرماتے لب
لعلین غنچہ نیم شگفتہ نظر آتے عشیان چھاتیونکی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتین زاہد صد سالہ کو جوش
مستی پر لاتین چاندنی کا کھیت کرنا نہر دیکھا موج مارنا پھولونسے دماغ دہر بس جانا عجیب ایک ہنگامۂ عشرت تھا سامان
مسرت تھا اس عالم مین ملکہ کو صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب ہجر وہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان ایسا بلند ہوا

کہ سروستان باغ محبت بنگیا اور دجگر نے لب جو شمشیر نگہ پر عجب مستی کا عالم دکھلایا وہان تنگ غنچہ سوسن نظر آیا سینہ داغون سے گلشن بنا
ملکہ زلزلہ نے کسل سفر کا حیلہ کرکے درد سر کا اظہار کیا اور کہا اگر تمھاری اجازت پاؤن تو بارہ دری مین جاکر ذرا آرام کرلون ہر ایک
اہل انجمن نے کہا بسم اللہ عاشق بہار عارض یار وہان سے آنکھون مین آنسو بھرے کاسۂ نرگس کو صدف گوہر بنائے موتیون سے ساغر
حباب لبریز کیے بارہ دری مین آئی پردے اسکے چھوڑ کر کنیزون سے فرمایا کہ خدمت مہمان جاکر بجا لاؤ وہ سب چلی گئین
جب تنہائی ہوئی بیقراری سے کروٹین بدلنے لگی مگر کسی پہلو قرار نہ آیا ظالم عشق نے جوش مارا طائر عقل اڑ گئے غم ہجر نے بیہوش
کیا چشمہ چشم اسلیے فوارگریہ سے گہر ریز تھے کہ آنکھونمین صورت پھرتی تھی اسپر یہ موتی نثار کرتی تھی جسم دم بھر مین زعفران زار ہجر
نے بنادیا اشک گرنگ نے رخ رنگین پر گلگونہ لگا دیا قفس تن مین بلبل جان گھبرائی برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آئی دہ گلشن
بن سے بدتر نظر آتا ابر غم گھر آیا غنچہ نشاط بیکلی ہوئی نگون نے یاد اپنے گل کی دلاکر دبستان خار کھٹک لیین پیپل کی پلنگ پر فروغ تھی
سے پاؤن لٹکا کر بیٹھی اور باد صبا سے مخاطب ہوکر یہ زبان پر لائی کہ بیت ای باد اگر بہ مینی خوبان سرو قد را بعرض نیاز
من کن بانازپروردن و اس بیتابی مین یہ پیام یار کو دینے لگی کہ ابیات

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر	کہنا دلبر سے حال مضطر
اے سرو روان باغ الفت	اے مرہم زخم داغ الفت
اے ماہ سپہر بادشاہی	اے زہرہ چرخ دلربائی
آئی ہے لبون پہ ہجر سے جان	وحشت سے ہے خانہ باغ زندان
آنکھون سے ہے خواب کو عداوت	طاقت بھی ہوئی بدن سے رخصت
ناساز مزاج ہے ہمارا	دیدار علاج ہے ہمارا
بیداری شب ہے اب ستاتی	بستر پہ نہین ہے نیند آتی

یہ تو اسطرح دیوانہ وار بیکس بی ہے اور بالاے بام جلسہ عشرت ہے ہر ایک مصروف راحت ہے مگر شاہ جادوان کی کیفیت
سنیے کہ بانشاط زلزلہ وغیرہ باغ جمشیدی مین آرام پذیر رہا ہر روز پتلیان نیا تماشہ دکھاتین گاتی بجاتین میوے کھلاتین
جب کچھ خبر زلزلہ کی اسکو کئی روز تک نہ ملی آج کی رات اس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ
سیب مین جاؤ بادولت سیر شب ماہ کرکے عنقریب آتے ہین سب اہل دربار کو خبر آمد سناؤ وزیر آداب بجالا کر روانہ ہوا اور
یہ تخت اڑا کر جانب صحراے طلسمات چلا چاندنی کی بہار دیکھتا سیر لالہ زار کرتا دورتک نکل آیا دلسے کہتا تھا کہ اب زلزلہ
اگر بہار کو گرفتار کرکے لائے تو اس شوخ کے قدم پر سر رکھکر کہنا کہ اے گل باغ بیوفائی کچھ بھی تجھ مین بوے وفا ہے یا
نہین دامن خار صحرا سے کچھ ادا تجھ مین دامن اٹھانیکا شیوہ ہے یا نہیں - بیت بس تغافل کر ترحم نہ کر +
گوش دل جانب تکلم کر دوا گر وہ بیمروت اس منت پر بھی نمانے آخر کیسکے ساتھ وصل اسکو میسر ہوگا در حجکو آتش رشک فراق
مین جلنا پڑیگا اسمین بہتر یہی ہے کہ صدمۂ ہجر بھی سے گوارا کرون اور اسکو شوہر مرگ کے کنارے مین سلاؤن انجام ہو کیون رنج
رقابت کسیکا سہون اسطرح کی باتین دلسے کرتا کوہ چینی پر آیا چاندنی مین اس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی بساط ماہ تابان

چمکتا تھا ہر سنگ ہمرنگ گوہر نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار پتلیاں جیتی
کی وہاں سے نکلیں دو پتلیاں پتھر کی تپائی لیے تھیں اور دو ستیل پانی سر پر اٹھائے تھیں چنانچہ تپائی بچھا کر اسپر ستیل پانی رکھکے
اور آپ چلی گئیں شاہ جادوان اس تپائی پر بیٹھا ازبسکہ ستیل پانی طلسمی پر جھکتے ہی تمام عرصۂ نظر تمام لشکر امیر و لقا کا سرحد
طلسم پر پھر دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر مسلمانان کو شاد و خرم پایا اور فوج اپنے خداوند کی پریشان دیکھی سخت رنج ہوا پھر
وہاں سے نظر پھیر کر کوہ نیلم کو دیکھا اسکو بالکل برباد پایا اسی سلسلہ میں ہر مقام پر جانب لشکر بدہوش لرزان دیکھا کہیں راہ
میں اسکا نشان نہ ملا حیران ہوا کہ یہ کدھر گیا ازبسکہ سارے طلسم کو کھانا تک یکمشت عجلت منظور تھی اسوجہ سے پھر سحر
پڑھا وہی پتلیاں جو تپائی لائی تھیں زمین سے نکلیں انسے پوچھا کہ میں نے لرزان کو بھیجا تھا وہ کہاں ہے پتلیوں نے
عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائیں جو کچھ حال ہوگا نظر آئیگا اسنے فوراً جانب کوہ مذکور نگاہ کی بیرون قلعہ
لشکر لرزان اترا پایا اور باغ میں بارہ دری کے بام پر جلسۂ عیش و عشرت جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردار کو مع برق
عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ بہار کو ایک بارہ دری میں تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے
خوب غور سے اسکا حال دیکھتا رہا ملکہ صورت نام یار جب لیتی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہکر خطاب فرماتی کبھی
ہمو ناز بانپر لاتی اسنے ان کلمات سے تصور کیا کہ تیرے ہی عشق میں یہ دیوانی ہے اور سوا تیرے طلسم میں کون شاہ و شہنشاہ
ہے یہ تیرا ہی نام اسنے ہو نا لکھا ہے سچ ہے کہ وہ بیچاری کیا کرے بہن اسکی تیرے پاس ہے اسی وجہ سے وہ جلی گئی اب لحاظ
اپنی ہمشیرہ کے پیام دے نہیں سکتی وصل سے یاس ہے تنہائی میں جلسۂ عشرت جو پایا ہے اسکو تیرا خیال آیا ہے یہ دلسے سمجھکر
بسان دل بیچو لگیا ہے سارا بھول گیا تا دیر ادائے مستانہ اور تڑپنا اور بلبلانا ملکہ مسطور کا دیکھا کیا اور سامیں بھی
ہزاروں طرح کا بناؤ اسکا دیکھا کہ زلفیں چہرہ پر بکھری ہوئی دوپٹا طوق گلو میں گھرسا ہوا پاؤں پلنگڑی سے نکلے ہوئے
چہرہ تمتمایا ہوا پسینہ رخسار و جبین پر آیا ہوا قطرات اشک بسان شبنم رخ گلرنگ پر ڈھلکے ہوئے سرمہ بہنے سے نشان
تھا خال روئے منور پر بنے ہوئے وہ بیتابی میں اُف اُف کرنا اور کبھی آہ کرتے وقت منھ بنا کر ہاتھ سینہ پر دھرنا کبھی گھبرا کر ہر
سمت دیکھنا کوئی میرا حال نہ دیکھتا ہو کبھی کسیکی آہٹ پاکر شرما جانا کہ کوئی آتا ہو کبھی ہونٹھ بیچ زبان پھیرنا کبھی تصور یار میں
حیران ہو جانا کبھی کچھ سوچکر آپ ہی پشیمان ہو جانا الغرض کہ یہ قصہ طولانی ہے عاشقوں کے ورد زبان یہ کہانی ہے کہ یہ جب بیت
ہے عین شباب جاہ کہنک ہستی کو ہے دلمیں رہا کب تک مختصر یہ کہ بادشاہ جادوان اپنا شیدا اسکو سمجھکر وہاں سے اٹھا سحر ورد زبان
کرتا پتلیاں پھر حاضر ہوئیں تپائی اور ستیل پانی اٹھاکر تفویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی انسے طلب فرما کر تاج و قبائے عمدہ و بہتر
سے جسم اپنا ازسرتاپا ملبس کیا جواہر کے زیور تن اور اکے بازو پر بازو بے انگشتر نگین لعل و الماس پہنکر مالا ہائے گوہر سے گلو کو
زینت دیکر اس کوہ سے اترا اور کچھ دور بڑھکر دو پہاڑیاں تھیں انپر آیا افسون تازہ زبانپر لایا دونوں پہاڑیاں اپنی جگہ سے
اکھڑیں ایک پر یہ خود سوار ہوا اور دوسری ساتھ چلی یہ سحر دلارام کے ہمزنے بھی کیا تھا کہ پہاڑ کی شکل بنکر ملکہ بہار کو لیکر
بھاگی تھی بادشاہ نے اتنا کام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو روان کیا دلمیں سوچتے ہوئے آیا ہے کہ ایک کوہ لشکر حمزہ پر جاکر ڈھا دوں
اور دوسرا لشکر فرخ پر تاکہ سب باغی ہلاک ہو جائیں مگر پہلے کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن

ٹھہرنا چاہیے پس اسی سمت پہاڑ اتار روانہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑونکو ایک میدان مین قائم کر کے قلعہ کیطرف چلا اور مہابت و عظمت اپنی دکھانے کیلیے تیغہ سحر جو کمر سے لگا تھا زیر ران لا یا وہ ایک اژدہا سے دہان و شعلہ فشان بنگیا اسی پر سوار داخل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ مین گہما گہمی روشنی ہر مکان مین جلوہ دیتی ہے کہین ناچ کا سماں ہے کہین ڈھولک بجتی ہے شہر خوانی کا چرچا ہے ملکہ بہار کے آنیکی خوشی سبکو ہے رعیت مین بھی شادی رچی ہے یہ کیفیت دیکھتا اور کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہے جو مین اب ملکہ کو ملک و مال دونگا اسیطرح دار الامارہ مین آیا جہان ساحران نامی حاضر تھے پہرا چوکی حاجب دربان وغیرہ اپنے اپنے کام پر تھے بادشاہ کو دیکھکر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی شاہ نے آنکھ اٹھا کر سلام لیا اور اندر چلا کسکی مجال جو روک سکے مگر یہ ایوان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنانہ بوڑھی پرانے محلدار دوڑی اور قریب بارہ دری پہونچکر پوچھا ملکہ عالم کہان تشریف فرما ہین شاہ طلسم آ پہونچے ملکہ اپنے عالم مین ہر چند کہ مبتلا تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا کر اٹھی دلمین کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی میں بام پر جاکر برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہین معلوم رات کو میرے یہان تنہا کیون آیا ہے اگر براہ فساد آتا تو ایسی تری کی روش نہو تی معلوم ہوتا ہے کہ میرے عشق مین بیقرار ہوکر بارادۂ فاسد قدم زن آیا ہے اب بس سے مقابلہ کرنیکا یارا نہین جو کچھ ہو وہ کیا جاے برق نے کہا اے ملکہ جاکر استقبال کرو اور بتعظیم تمام یہان لاؤ بروز جنگ بر وفا شتی اگر کچھ وہ فساد لائیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا ملکہ یہ کلام سنکر جلد کوٹھے سے اتری اور کشتیان جواہر کی جو دھتین بہاسے نذر اٹھوا لین کنیز دنکے حلقہ مین روانہ ہوئی کنول آگے دو جلتے چلے جو فروغ حسن شعلہ رخسان کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ فلک جمال خرامان خرامان دار الامارہ کے اندر والے در پر پہونچی بادشاہ قریب پہونچ چکا تھا کہ اسکو آتے دیکھکر اژدر پر سے کودا اور اسکو ہاتھ مین پھر اٹھا لیا وہ تیغہ بنگیا ملکہ نے سر و قد جھکا کر تسلیم کی شاہ کی نگاہ اسکے حسن مینظیر پر پڑی بیطرح مرکتین کہان تھتین جو اب مزاج مین پیدا ہین پہلوے یار مین بیٹھ آنیسے شوخیان جو نہین ہویدا ہین جسم مین سسکیون سے جنبش نزاکت کا بہانا تنی دور آنے سے تھک گئی لب پر خشکی غنچہ سر بستہ کیصورت کیفیت دہن کی چہرہ پر کچھ عالم یاس نباوٹ کی راہ سے بشاش غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا جسکو غرض ہوگی وہ خود آئے گا

ابیات

بشکل آرزو پنہان حیا مین
نہایت شوخ طرز مدعا مین
اشارون سے تمنا ئین ہویدا
نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا
عجب انداز سے آئی وہ گلرو
کہ اسکو کچھ رہا دل پر نہ قابو
زبان شاہ سے اک آہ نکلی
تو ہنسکر اسکے منھ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہوگیا اور قریب آکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مزاج اچھا ہے اس ماہ پارہ نے جواب دیا آپکی بلا سے چاہیے اچھا ہو یا بُرا معشوق ہونکے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلام اسلیے کہا کہ در جواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی یہ ملکہ معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہے بادشاہ نے قریب پہونچکر ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت آمیز زبان ملکہ سے سنکر وفور عشرت سے مالامال ہوگیا سمجھا کہ بیشک یہ مجکو چاہتی ہے جب تو زبان پر لائی ہے کہ ہم کو تم نے

مستوب بنایا اور ابتک غنچۂ لب بھی سے غفلت ہوئی ہے غرضکہ ہاتھ مین ہاتھ شانے سے شانہ ملا خوشبوے جسم سے اُس
گل کے دماغ بسا ہوا ملکہ گردن جھکائے ہاتھ چھڑانیکا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ مین جبتک وہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام
کرتا یہ بات کاٹ دیتی کہتی اے بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہان کیون ساتھ نہ لائے تنہا تشریف لائے آنکھین
اُنکے دیکھنے کو ترس گئی ہین آپ اکثر بت جلاتے ہین وہ لشکر مین پڑی رہتی ہین آپ باغ سیب مین مزے اڑاتے ہین وہ
لشکر مین پڑی ہونگی آپ ادھر اُدھر پھرتے ہین شاہ نے ہنسکر کہا کہ ہم تو تم پر مرتے ہین ملکہ متھو بنا کر بولی کہ واقعی اپنے
اپنے فرزند کی محبت مین ہر ایک دیوانہ ہے یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہے آپ بڑے بہنوئی ہین بجاے باپ کے اگر میری لغت
مین جان دیجیےگا تو کچھ خلاف نہ کیجیےگا بڑے بھائی ہین اور باپ مین کیا فرق ہے یہ کلمہ سنکر رنگ چہرۂ بادشاہ متغیر ہوا
لیکن سمجھا کر سب کے سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتی ہے ورنہ واقع مین ابتک اس سے کچھ واسطہ نہیں ہو جی چاہے کیے جب
تعلق ہو جائیگا اسوقت آپ ہی نہ کہیگی یہ سمجھکر ملکہ کو براہ تمسخر گود مین اٹھانیکا قصد کیا ملکہ جھجک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور
ابتک کنیز کو آپکی گود مین بیٹھنے کا انکار تھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہین آج آپکی نیت اور ریائی ہوئی
سامری قسم گھبرائی ہون رہ رہ کے تعجب آتا ہے کہ لوگو دنیا مین ایسا بھی ہوتا ہے وہی مثل ہے کہ الٹا زمانہ نواسی کو تکے نانا
شاہ نے اسکے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بے غیرتی ہنسکر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی مین کچھ فرق نہین ایک ہین نہین
ایک ہی اور اے نازک بدن تجھ سا گل گلشن دہر مین کب کسی نے کھلتے دیکھا ہے اسی سے میرا بلبل دل تجھپر فدا ہے غرضکہ
یہی باتین کرتا ہوا بالاے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی تکیہ مین اسکو نہ بٹھایا کہ مبادا دست درازی
کرے پس جلسۂ عشرت مین بٹھانا لازم ہے چنانچہ جب کوٹھے پر زلزلہ ولرزان نے الحمد کر تسلیم کی یہ مسند پر بیٹھا اور
وہ دونون پس پشت جاکر ٹھہرے اُسنے انکی جانب بنظر حسرت دیکھا اور کہا کیون شیوہ نمک حلالی یہی ہے جو تم نے اختیار
کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا اتنے نکو ام جمع ہین تو میرا کیا کر لیتے ہین اور اگر تم خلاف ہو تو کیا بنا لوگے یہ کہکر دلسے مشورہ
کیا کہ بہار سے مراد حاصل کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہوگئی تو یہ کہان جائینگے پھر مطیع ہونگے ابھی انسے خبر ہونا چاہیے یہ سوچکر
چپ ہو رہا اور جانب بہار متوجہ ہوا کبھی بنظر حسرت اسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اٹھا کر اسپر پھینکا کبھی جنبش چشم وابرو
جسے آنکھ مارنا کہتے ہین اسطرح سے اشارہ کیا کبھی اسکو سنا کر یہ شعر پڑھا کہ بیت اگر یہ نازیہ عشوہ رہینگے مدتجانی تو
مطلب کی کہینگے ۔ ملکہ آنکھین نیچی کیے چپکے بیٹھی تھی اور دعا دلسے حفظ آبرو کی مانگتی تھی ساقیان مہ لقا جام شراب دیتے
تھے شاہ نگاہ سحر ڈالکر دیتا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہے ایسا نہو وہ بیہوشی دے چنانچہ یہ تو اس کیفیت مین ہے لیکن
برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ کو ہمرہ اقبال شاہ بھیجکر آپ بارہ دری مین آیا اور ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا کہ تجکو مین اپنی صورت
پر بناتا ہون خبردار سواے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہکر مثل اپنی صورت کے بنایا اور حکم دیا کہ بالاے بام جاکر
ٹھہرے وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام کیا اسنے ہنسکر کہا کہ اے برق مزاج کیسا ہے کنیز نے جواب دیا
کہ دعا گو تا ہون بادشاہ از بسکہ مخاطب بجانب ملکہ تھا کچھ اس سے خبر نہوا اور ادھر برق آئینہ سامنے رکھکر ایک ایسی
نازنین عورت کی شکل بنا کہ بہار سے ہزار درجہ حسن مین بہتر تھا رخ روشن اُسکا ردے آفتاب محشر تھا جسے مین

نمک حسن عادا بھر اگرمی میں خاطر مشتاقان کیلیے سوز و ساز دینے والا زلف شکن در شکن کے حلقے نافہ ہائے آہوے چین کا دل خون کرتے آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بنا کر نیا جنون کرنے زیر گیسوے عنبر پیشانی انور ابر تیرہ میں جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طبیعت خوبصورتوں سے بھری سو توان تاک میں رخسار یاد دیدار میں حسن رنگین نیچی چشم سرمگین جادو نگین شاہ جادوان کو فریفتہ چلین اسی سے چکر کر پھرتین رخ پر غازہ صباحت حقیقت میں کان ملاحت لب گلرنگ پر مرجان صدمے شرم سے لعل بدخشانی سر اٹھائے دانتوں کے روبرو بے آب موتی ہو جائے آواز اسکی شیرین انداز نظر تکلین باتین سب بھلی بھلی دہن تنگ دیکھکر خضر کو راہ بھولی سینہ صاف پر چھاتیوں کی کمین نمودار کستی ابھار شکم شکم پیچ تلازم لوہ کمر چشم تصور سے بت دو دلطیفہ گوئی متین طاق بذلہ سنجی میں شہرہ آفاق زیور جواہر بدن سے جسم مزین اٹھتا ہوا اسکا جوبن کر تقاضاے

ابیات

چڑھی تھی چتونوں پہ نوجوانی — خجل صورت سے ماہ آسمانی
جواہر کا جڑاؤ جملہ زیور — سجا پائے نگارین سے تھا تاسر
سراپا حسن سے تھا اسکا پرنور — حیا سے مثل سایہ پہ تو حور
قیامت تھا وہ بوٹا سا قد اسکا — خجل سرو گلستان روبرو تھا
تری اسکو تھی حور و پری سے — خجل شمس و قمر جلوہ گری سے
گلابی رنگ کا ٹپکا کمر میں — وہ ذرہ یا خوب آب سیم و زر میں
کیا گر و اسکے حسن خوب نے نور — گرہ بھر کی وہ چوٹی چشم بد دور
بنی تھی موتیوں کی بیل اس پہ — ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہو کر ایک در کنیز ملکہ سے تخت سحر تیار کرا کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آکر اترا اسکے تمثال پاسے نظر بادشاہ دلکی اسیر تھی ملکہ سمجھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے بادشاہ کو یہاں آیا ہوا سنکر ملاقات کو آئی ہے یہ سمجھکر بغلگیر ہونے اٹھی برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی پھر بہار سے گلے ملا اور گویا ہوا کہ بہن ہے تم کہان گئی تھین ایسا پھیر دی کہ مدتون صورت بھی نہین دکھلائی بہار یہ کلمات سنکر حیران تھی کہ میں اسکو پہچانتی نہین اور یہ ایسی باتین کرتی ہے جیسے بڑی اس سے دوستی ہے لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہ ہوئی یہ تو نہ کہہ سکی کہ میں تمھین جانتی نہین ہون اسکی حکایات کے جواب میں کچھ عذر و حیلہ کرکے اپنے برابر بٹھایا شاہ جادوان اسکی ادا کو دیکھکر فریفتہ ہوا عشق بہار بھولا اسلیے کہ بہار حسن اصلی رکھتی ہے اور یہ بناوٹ ہے پھر ملکہ مذکور کو وہ چہل بل اور شوخی کہان آتی ہے جو یہ عیار جانتے ہیں شاہ بیتاب ہوکر مستفسر حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہان تمھارا نام کیا ہے اس کافر ادا سے نے اسطرح مسکرا کر آنکھوں کے لال لال ڈورے دکھاکر نظر کو پھیر کر بہ شیرین زبانی جواب دیا کہ مجکو ارمان جادو کہتے ہین قریب انکے مکان کے رہتی ہون اسلیے بیبی بہار سے محبت ہو گئی ہے کبھی کبھی دیکھنے آتی ہون شاہ نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اسنے کہا چہ خوش مجھے آپ کے پاس بیٹھنے سے واسطہ میرے کنوارے چہل میں جو بٹا لگ گیا ہے تو کیا ہوگا آپ ہزارون محل کرتے ہین ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا جلاپا بندی کو نہین گوارا شاہ نے یہ کلمہ سنکر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اس مہ پارہ نے ہان ہان کرکے قریب کھسک کر کہا دیکھو سامری کی قسم

تیری چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں دو کلائی میں بھی موچ آگئی یہ کہکر ایسا منھ بنایا کہ بادشاہ بیقرار ہوگیا چاہا کہ بوسہ لیلوں لیکن اسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہ دور صاحب یہ بیعزتی دیکھو مشہور جانے مجھے یہ دل لگی بھی نہیں لگتی بھری محفل میں میری آبرو اتار لی بادشاہ نے گلے سے لگالیا اسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسکر مارا کہ خوب تم تو مزے میں آنے کیسی آبرو پر پانی پھر جائے تمھاری بلا سے اے صاحب رانچلے بیٹھو بادشاہ نے بوجب بیت گئے مگر کہا اس سے کہ جانی ہو ہیں بھی ہر امید مہربانی اسنے بھی گردن شاہ میں ہاتھ ڈالدیا اور جھجک کر الگ ہوگئی کہا اوئی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانوں پر ہاتھ رکھتی تو منھ کے بل گر پڑتی بادشاہ ساحران نے ہرچند وہ نہیں نہیں کیا کی مگر کھینچکر گود میں بٹھالیا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزاروں اس کی اس نے منتیں کین
نئے انداز کی قسمیں بھی کچھ دین
ہوا سے شوق سے تھا وہ جو مضطر
زمانا لیے بوسے مکرر
ہوئی ہرچند وہ برہم نگر ہاں
نکالے اُسنے اپنے دل کے ارمان
لگا شلوار پر جب ہاتھ دھرنے
تو وہ کہنے لگی اُس دم بپھرنے
کہا اب شاہ تو نے مجکو گھیرا
کوئی کیسی مگر مجکو ہے بچھا
ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا
نہیں گستاخیاں تیری گوارا
بشر کرتے نہیں حیوان کا کام
ندامت سے نہیں خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتوں سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھکر ملکہ بہار سے کہا کہ یہاں تخلیہ کردو ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اٹھی پاس حور وش نے گود سے بادشاہ کے اٹھکر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ بہن کہاں جاتی ہو میں بھی رخصت ہوتی ہوں ملکہ نے ہرچند حیلہ کرکے پیچھا چھڑایا مگر آنچل نہ چھوڑا ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اسکو گود میں اٹھاکر بارہ دری میں لیجائیے یوں یہ نہ جائیگی بادشاہ ایسا اسکا سمجھکر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اس مہ پارہ نے جو جھٹکا ہار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو میں لونگی بادشاہ نے ہار اتار اسکو پہنایا اور ہاتھ پستان پر لایا اُسنے ہاتھ جھٹک کر کہا نہ صاحب میں تو ایسے ہار سے درگذری تمہیں یہ نوچا کھوچی ہوتی ہے یہاں تو یہ اختلاط وہ گرمجوشی ہے اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی چھپر کھٹ آراستہ ہوا گل تکیہ عطر سے بسے لگا دیئے گئے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھولکر ہوا کے رخ پر رکھے غرضکہ تصریح اسکی تا کجا جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارہ کیا وہ اختلاط کرتے کرتے گود میں اس مہ جبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارہ دیکھ رہا تھا سمجھا کہ اب تجھے یہ جا تخلیہ میں لیچلا یہ سمجھکر گود میں بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان میں عطر کی روئی رکھی تھی کہیں گر نجائے چنانچہ اس حیلے سے کان میں سے روئی عطر بیہوشی کی نکالکر بادشاہ کی ناک میں لگادی شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھاکر زمین پر گرا یہ گود سے کودکر الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری میں مخفی تھا نکالکر پھر قتل بڑھا ملکہ یعنی بہار نے اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اڑگئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتیں معشوقانہ اسی کا کام تھا اور برق نے جیسے ہی خنجر مارنیکا قصد کیا تھا کہ ایک پتلا دوسے ہوا سے آکر زمین پر پہونچا ہاتھ میں شیشہ گلاب سے بھرا تھا اس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہوکر اٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤں لیکن اس پتلے کے

دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اٹھ نہ سکا ٹھہرا رہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی تو زمین پر خنجر لیے آمادہ قتل ہے یہ معلوم کرکے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہو گئے دوڑ کر قدم پر گرا کہا میں برق عیار ہوں میری خطا معاف فرمایئے اب میں آپکی طرف ہوتا ہوں شاہ جادوان کو غضب طاری ہوا اور اس ہنگامہ کا حال عیار شب بھی پیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہو گیا بہار گلستان انجم کے خزان ہونے کا موسم قریب آیا کہ بمقتضائے ابیات

یکایک اختر امید چمکا — گئی شب جلوۂ خورشید چمکا
ہوئی پھر صبح روز قتل پیدا — ہوئے آثار اجل کے پھر ہویدا

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑ کر قدم پر گرا کہا اے شاہ جادوان میری خطا معاف کیجیے اور سچ فرمایئے کہ کیسی عیاری میں نے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نکیا اور اسی چٹکے سے کہا اس بے ادب کو چٹکے نے ایک چھینٹا گلاب سحر کا اسکے منھ پر مارا کہ برق بیہوش ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر بہار آگے با ارادہ رزم چلی بادشاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پریزاد فلک کیجانب سے اڑتی ہوئی آئی اور بہار کے لپٹ گئی اسکے جسم میں وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی زلزلہ اور شوہر اسکا ہان ہان کر کے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی تیغ ماری کہ انکو بھی غش آ گیا شاہ نے اسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دوں پھر خیال آیا کہ اگر بہار مجھ سے راضی ہو گئی تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہو گی اول اسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس اپنے مقام پر چلکے منت و سماجت کر کے اسکو راضی کرنا چاہیے اگر نہ مانے تو اسے قتل کر کے اس ملک پر کوئی اور حاکم بھیج دینا یہ سوچکر سحر پڑھا کہ تیلا اور پری تو غائب ہو گئی لیکن ایک تخت پر رفعت و سے براستہ آیا اسنے ملکہ بہار اور سب بیہوشونکو اس تخت پر ڈالکر آپ بھی سوار ہو کے ساتھ پکڑا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ موصوفہ اور ملازمان قلعہ نفیس جلیس ارکان سلطنت سب نے جو شور نوحہ بلند کیا کون اسکی شرح کر سکتا ہے یہ حال تھا کہ نظم

رواں آنکھوں سے سب کے اشک گلنار — ہوا ہر اک کو رونے سے سروکار
ہوا سب کاروبار سلطنت بند — بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند
سیہ پوشی کا چرچا تھا محل میں — بپا اک حشر برپا تھا محل میں
بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد — گلی کوچوں میں تھی ماتم کی بنیاد
مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت — پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک سلامیان ہیں انشاء اللہ جلد رہا ہوں گی کچھ تردد لازم نہیں غرضکہ نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان بہار بھی جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئیں کہ وہاں چلکر حال ملکہ بیان کریں ادہر لشکر مہرخ کا لیکر ملکہ کو اپنی شاہ طلسم سے ڈرکر [illegible] المختصر یہ سب کوچ کر کے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتے ہیں مگر بادشاہ جو ہر ایک مجرم کو لیکر اڑا راہ میں سحر دفع کر دیا کہ کوئی یہ جانے کہ بادشاہ نے ڈر کر مجھکو بیہوش رکھا بس ہر ایک کو ہوشیار کر دیا انکی آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرم ناچار گی

سے گردن جھکالی بادشاہ بنظر حسرت و محبت جانب روے ملکہ نگران تھا اور گلچینی اسکے گلشن حسن و جمال کی کرتا جاتا تھا لطف
بے اختیار گردن میں ہاتھ ڈالنے اور پیار کرنیکو چاہتا تھا مگر ابھی غصہ جتاتا اور ابھی مہربان ہونا خلاف داب عظمت شاہانہ جانکر
خاموش تھا اگر پھر چاہکر کوئی اسکی سفارش کریگا تو خطا معاف کرکے منت پذیر ہونگا مختصر یہ کہ تخت اڑا اسے قریب دریاے
خونریز واں پہونچا وہاں سے لشکر ماہرخ قریب تھا عیار تو صحرا میں پھرا ہی کرتے ہیں اتفاقاً ضرغام اور صبا رفتار عیارہ دو
عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونوں لڑ رہے تھے بادشاہ نے وہاں پہونچکر تخت نیچا کرکے ٹھہرا لیا اور تماشا انکی لڑائی
کا دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ ان دونوں نے کوس بھر کا میدان باندھا ہے مثل برق جہندہ دم بھر میں کوس بھر پر جاکر چمکتے
ہیں اور کبھی ایسے میں آکر گتھ جاتے ہیں گردش انکی نظر میں نہیں سماتی ابر بہار کی طرح کی بجلی کوند جاتی خنجر کی جھپکیاں چلنا حلقہ اسے
کمند سے طرارے بھر کر نکلنا جستوں کے سناٹے کلاجنگ اور فراٹے بھرنا لائق تماشا تھا دھوکے دینا انکا سمجھ میں نہ آتا تھا
کبھی وہ وقت تھا کہ اے ملکہ قدم تمہارا پیترو کے خلاف پڑا ہی چاہتے ۔ قدم کیطرف دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کرکے سطح
نکلتی کہ جیسے عینک میں سے نگاہ نکلتی ہے پھر وہ کہتی کہ اسے عیار غور کر کہ شاطر تیرا بگڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کمند ملتی
یہ اسطرح حلقوں سے نکلتا کہ جیسے تیر کمان سخت کا جاتا ہے شاہ جادوان اس لڑائی کو دیکھکر بہت خوش ہوا پھر تو اسکو خوشنود
دیکھکر کہا کہ ہمارا عیار اور سو آپکی عیارہ کیوں اسے بادشاہ جو بڑتو ابھی ہے اگر آپ ان کے قریب تر تخت لیجاکر ٹھہرے تو قدردان
کو دیکھکر دونوں جی توڑ کر لڑیں اس سے زیادہ تماشہ نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہیں یہ لڑائی سادی ہے ایک دوسرے
کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہے مگر مصمم ارادہ نہیں کرتا اور جانتا ہے کہ نکلجاے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب آپکو دیکھینگے
لامحالہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا حال کھلیگا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اتارا ضرغام نے
چاہا کہ بھاگ جاؤں ایسا نہو یہ سحر کرے اور قید کرلے مگر بادشاہ نے کہا خوف نہ کھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشہ دیکھینگے یہ
سنکر دونوں سلام کرکے لڑنے لگے واقعی اب بڑی تڑپ جھپٹ سے ہنگامہ کارزار بلند ہوا آنچہ اسطرح چلنے لگے جیسے
بجلیاں کوندتی تھیں جھنکانے کی آواز تا بہ تیغ مہر پہونچی تھی مسیحا کو زندگی سے ناامیدی تھی چاک سے شمشیر صاعقہ بیز
کے چشم جوہر خنجر فلک خیرہ ہوتی تھی دیدے میں سفیدی تھی تیروں کے سناٹے پر بہرام فلک سناٹے میں تھا کبادہ چرخ
کبود کی پشت خم تھی قدر انداز قضا گوشہ میں سہم کر تھراتا تھا وہ چھپا ہوا الامان کہکر چلاتا تھا گردش سپاہ زنان پر
اور تلوار کی چال ڈھال پر فلک اپنی چالیں بھولا تھا دورا تلوار کی باڑھ کا جادۂ راہ عدم تھا تار نفس کے قطع
ہونے میں عرصہ کوئی دم تھا کہ بموجب

ابیات

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو
طرارے تھے بلا پرداز ہر سو
روانی چال میں ایسی تھی انکے
جسے موا جی دریا نہ پہونچے
شلنگیں اور جستیں تھیں بلاخیز
روانی تیغ کی تھی حشر انگیز
کبھی اس طرح گتھ جاتے تھے باہم
بھنور کا جیسے ہو دریا میں عالم
کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غضب کے
کبھی لڑتے تھے سرنگھ گاہ دبکے

اسی لڑائی مین ایک بیضہ بیہوشی بھرا ضرغام نے مکرر نکالا شاہ جادوان نے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ یہ انڈا تیرے پاس کیسا ہے اس نے
جواب دیا کہ حضور یہ بیضہ بیہوشی ہے برق نے کہا کہ حضور کی سمجھ مین اس انڈے کی بڑائی نہ آئیگی
دیکھیے جناب یہ لڑائی سطرح ہے یہ کہکر تخت پرسے کود اور بیضے اپنے پاس سے نکالے اور ضرغام پہ پہلے خنجر کھینچکر چاہا کہ پیادہ
بھی لڑنے لگا صبا رفتار ٹھہر کر یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ یہ لڑتے لڑتے جب قریب اُسکے پہونچا کہا حضور دیکھیے یہ انڈا اس کام کا ہے
یہ کہکر اشارہ بیضہ مارنیکا تو جانب ضرغام کیا مگر تاک کر منھ پر صبا رفتار کے مارا کہ فوراً اسکو چھینک آئی اور بیہوش
ہوکر گری بادشاہ اسکی جانب متوجہ تھا کہ اسنے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منھ پر مارا کہ چھینک کر کے بادشاہ بھی بیضہ منھ پر پڑتے
ہی بیہوش ہوگیا اسکے بیہوش ہوتے ہی درخت اس صحرا کے جھومنے لگے زمین سے غبار پیدا ہوا اور زلزلہ یا شہنشاہ
یا شہنشاہ کا چلانے لگے زمین تھرائی بہار سمجھی کہ کوئی آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا برق و ضرغام کو خنجر مین داب کر
اڑ گئی اور رازیکہ سحر سے سب آگاہ ہو چکے تھے زلزلہ و لرزان گھبرا کر زمین مین سما گئے کسلیے کہ یہ زمین مین زلزلہ کرنے
کا سحر خوب کرتے ہین غرضکہ بہار سناٹا بھرے بہت جلد دور نکل گئی اور شاہ طلسم کو تیلیون نے زمین سے نکلکر پیالہ
گلاب کیوڑے کی منھ پر مار کر ہوشیار کیا اُس نے قیدیون مین سے کسی کو نہ پایا صبا رفتار بیہوش پڑی تھی اس کو
ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد کرکے بڑی ندامت ہوتی تھی دلسے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کر کے یہ عیار
نکلگیا ہے کہ جب یاد کرونگا خجالت ہوگی علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ مین آکر نکل جانا عجب ہے یاد آتا کف افسوس ملتا کہ
ناحق مین رزم عیاران دیکھنے یہان ٹھہرا اور اگر ٹھہرا تھا تو انڈے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا غرضکہ اسی رنج و غم مین خیال
آیا کہ عیار وے مجکو نادم ہوتے دیکھا ہے بنظر حقارت ہمیشہ مجھے دیکھینگے سوا اسکے افراسیاب وغیرہ یہ حال سنکر بہت بیخوف
ہو جائینگے اس عیاری کا بدلہ لشکر حریف سے لینا چاہیے اور اپنا عظم و شان زور دکھانا چاہیے یعنے اپنے بیہوش دیکھ
عوض مین کل لشکر بانیان کو بیہوش کرنا لازم ہے یہ سوچکر عیارہ کو تخت پر بٹھا کر اڑا راہ مین بہار کا حسن یاد کرکے آنکھون مین
آنسو بھر لایا مگر عیارہ جو ساتھ تھی اسوجہ سے ضبط کو کام فرمایا اور بعد قطع صحرا و دشت طے کرکے ایک پہاڑ پر آیا وہ کوہ عظمت
مین ہمسر آسمان تھا تمام پہاڑ گلہاے طلسمی سے رشک گلستان تھا بادشاہ اس سیر کیطرف جلد متوجہ ہوا اور بیچ کوہ پر ایک
درخت نہایت بلند لگا تھا ہزار ہا طائر اسپر بیٹھا تھا اُسنے اس درخت کو گود مین داب کر دیا پھر پڑھا کہ وہ نخل عظیم الشان
جڑ سے اکھڑا اور ایک جانب مثل الٹ گر پڑا جہان زمین پر نگڑا ہوا تھا وہ نکڑا اکھڑا اس جگہ ایک دروازہ بہت بڑا اور زرد
پیدا ہوا بادشاہ نے سحر پڑھکر پکارا کہ اے پریزادان طلسم آؤ یہ صدا دیتے ہی وہ در کھلگیا اور اندر سے پریان نکلنے لگین
کہ ایک ایک انمین غیرت بخش حوران جنان تھی ایک سے ایک نازنین سنہری پوشاک زیب جسم کیے اور دیکا دیور پہنے سامنے
آکر حاضر ہوئین تسلیم شاہ کو کرکے صف باندھکر استادہ ہوئین اسوقت وہ پہاڑ کوہ بے ستون سے کہین بڑھکر تھا کہ ذکر یہان
ایک شیرین آئی تھی یہان ہزار شیرین وہ ہونکا مجمع ہوا آفتاب انکے رخ سے کیا آنکھ ملاتا کہ انکے تلوون کا عکس کہلاتا ہے اور تماشا
ذاتی غلام شہرت پاتا ہے گیسو انکے بلاے جان عاشقان مصحف رخسار پر فدا ایمان عاشقان کہ بموجب ابیات

سراپا روکش روز قیامت — بگون شمشاد وہ آزاد قامت

جبین موج نسیم گلشن نور | عذار صاف رشک شعلۂ طور
صفائی مین خجل آئینۂ ماہ | سیاہ سے داغ دل تھا سینۂ ماہ

بادشاہ نے اُن قمر پیکر پریان طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جاکر لاؤ اور تم از بسکہ فوج طلسمی ہو ہمرتی ہو سلح و مکمل ہو کر ہمراہ ملکہ تصویر نواز جادو کے میرے پاس آؤ پریان حسب الحکم بادشاہ پھر اسی دروازۂ برج درخت مین چلی گئین بعد کچھ دیر کے اس دلان سے کئی ہزار اژدر شعلہ فشان پیدا ہوا اور ان اژدہون پر ایک قصر بنگلہ کیطرح مثل قلعۂ بلند کے بنا تھا کہ اُسکے تین درجے تھے جو نیچے کا درجہ تھا اسمین کئی ہزار زنگی سیاہ دیو و مردود تلوارین کھینچے طرہ باندھا اور بیچ کے درجہ مین پریان موتی جو بولیون مین بھرے اچھالتی تھین اور اوپر کے درجہ مین بارہ ہزار برج بنا تھا ہر برج کا دروازہ بند تھا اُن برجون پر جو مہتابی تھی اسمین ایک تخت جواہر آگین بچھا تھا گرد تخت کرسیان یاقوت نگار بچھی تھین انپر دو ہی پریان جو افسر فوج پریزادان تھین بیٹھی تھین اور قریب تخت ایک مہ جبین رشک بہشت حسین تاج مرصع سر پر دیے ہاتھ مین تصویر لیے جلوہ فرما تھی سب پریون کی افسر تھی تخت کے چارون پایون پر اژدہے جنکا منھ مین دبائے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھ اژدہے چتر شاہی منھ سے سنبھالے تھے اور دو ہزار پریان جو پھلجھڑیان اور سلفچیان اور چنگیرین اور گلدستے وغیرہ عہدہ سے اٹھوائے ہین لیے کھڑی تھین مہتابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہانتاب دیتا تھا ایکطرف سورج مکھی تھی دوسری طرف اُس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی دن کو سورج ضیا باری کرتا رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا سب پریون نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین بنگلے سے تصویر لیے اتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندرون قصر جستی ہوئی لیگئی زینۂ قصر کو طے کرکے مہتابی پر پہونچا با صبا رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرضکہ مہتابی پر پہونچکر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا تخت پہ بیٹھتے ہی ہزار ہا نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اس قصر مین بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا ہو کر سر قصر پر سایہ فگن ہوا اُس ابر مین روشنی تھی کہ ہزارون مہر درخشندہ نظر آتے تھے ایکطرف سے سورج مکھی مین ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا بالکل ایک بقعۂ نور کا بنگیا اژدہے پنکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے کچھ پریان سامنے ساز بجاکر ناچنے لگین یا بن کروفر و احتشام سواری شاہ طلسم کی جانب مشارالیہ برج نگنام چلی کہ نظم

نیا وہ قصر رشک برج مہتاب | ضیا پر آنکھ ٹھہرے اسکی کیا تاب
ہزارون نازنین ماہ پیکر | پلاتی تھین مے گلگون کا ساغر
ہوا بجتے تھے لاکھون ہی ناقوس | صدا آتی تھی جنکی سیکڑون کوس
ہزارون اژدہے اڑتے ہو ساتھ | چلے آتے تھے شعلہ چھوڑتے ساتھ

یہان مہرخ سحر چشم سر پر ہجانی پر بیٹھی تھی سراپچہ بارگاہ کے اٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور بہار دست بھی حاضر تھا ساقیان خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ جما تھا کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہین معلوم کدھر گئین اس اثنا مین خبر ہوئی کہ حضرت قران تشریف لائے ہین قران کا ذکر کیا تھا کہ

گئے ہمراہ ساحران چلے تھے وہ سب ساحر قریب اُسکے لشکر کے پہونچے قران انکا ساتھ چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہرخ نے سردار بہر
استقبال بھیجے کہ تا دربارگاہ وہ آ کر لیگئے مہتر مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ و لشکر کو تسلیم کر کے کرسی پر بیٹھا احوال دو اخلہ طلسم
کوکب اور خواجہ کاملی قتل نامہ دار شاہ طلسم بہار کا حال بیان کر نیلگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتاً ابر سفید چمکتا نظر
آیا ہزار ہا سورج ایکبار طالع ہو گیا ناقوس کی صدا سے زمین میں تزلزل آشکار رہا ہر ایک سردار گھبرا کر بولا کہ یہ کیا
ماجرا ہے مہرخ نے کہا خدا خیر کرے افراسیاب آتا ہے قران یہ لفظ سنتے ہی کرسی سے اٹھکر ایسا غائب ہو گیا جیسے یہان
بیٹھا ہی نہ تھا اور سردار کہان جاتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر چپکے چپکے پڑھتے تھے سب نے دوربین سحر کی لگا لین
کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم نہوتا تھا آخر تخت شاہ جادوان بصد آب و تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کار پشت ہائے شتران
پر بنا پایا وہی سامان جو اول بیان کیا گیا ہر ایک دیکھکر دنگ ہو گیا سکتے کا رنگ ہو گیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے
لگا اور تھوڑا تامل تھا اژدہونکا شعلہ تا چرخ برین جاتا تھا وہ قصر فلک رفعت برابر دے ہوا قائم ہوا اور دفعتہً برجا آفاق کو
وہ جو بارہ ہزار برج بنے تھے انمین سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی اسمین چمکی بعد لمحہ کے پنجہ بسان برق چمکتا جانب
لشکر حیرت گیا اور اسکو اٹھا لایا اسنے آ کر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو مین بیٹھی جب حیرت بھی آ چکی شاہ جادوان
نے اس شہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اسکے اٹھتے ہی ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ ساحران
عالم کے دل دہلگئے پائے سمند وہشت سے نکل گئے گھبرا کر سب اٹھے سارے لشکر نے کمر مرنے پر باندھی لڑنے پر تلگئے
شاہ طلسم نے اتنی دیر تک تامل کیا کہ جتنے عرصہ مین لشکر مہرخ مسلح ہوا جب سب لشکر درست ہو گیا چاق و چست ہو چکا
حامیان شاہ وہ بڑی نفیر لیے برجونکے پاس آئی سب برجونکے کھلگئے اور ایک عورت طلعت مہر صورت مانند پلو کے
دوپٹے اوڑھے لباس تکلف سے درست زیور جواہر پہنے نفیر ہاتھوں مین لیے عزم رزم پر چست ہر برج مین استادہ نظر
آئی یہ شہزادی یعنی نفیر نواز جادو سب آگے آ کھڑی ہوئی اس برج مین کہ جو بیچ اور برجونسے آگے تھا اسوقت
عجب تماشہ نظر آتا تھا کہ بارہ ہزار گلعذار لباس سنہری پہنے سونیکی نفیرین منھ سے لگا کر کھڑی تھین ایک تختہ زعفران
کا بر روئے ہوا لگا تھا رخسارے انکے یہ ثابت کرتا کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہے زلفین چہرونپر لہراتین تیوریان چڑھین
پہنچے کلائی پر پڑے نرگس کی طرح ٹکٹکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھین حکم کی منتظر تھین کہ یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کر کہا
پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو باہستگی پھونکا صدائے خوش آہنگ اسمین سے پیدا ہوئی اس آواز کو سنکر گھنٹے اور ناقوس بجنا
موقوف ہو گئے سب طرف سناٹا ہو گیا وہ بارہ ہزار عورتین راست ہو کر جھومی اور ہر ایک نے نفیر منھ سے لگا کر دم دی
پھر تو ردوار دکی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ الٰہی حضرت اللہ صور اسرافیل پھونکا نفخ فی الصور کا زمانہ آ گیا قیامت
کبریٰ برپا ہو گئی روئیان سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر مہرخ نے کان مین رکھین اور ہزار دن سحر پڑھے لاکھون
تدبیرین کین لیکن تاثیر کچھ نہوئی صدائے نفیران سحر سے مع مہرخ اور تمام لشکر بیہوش ہو کر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ
صد سالہ بے حس و حرکت تھا افراسیاب اسوقت نعرہ زن ہو کہ نام شہنشاہ جادوان یہ قولات دگزرات کر رہا تھا اور
پریان نفیر پھونک ہی تھین منتظر حکم تھین کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کرین کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت

اکھڑنے لگے اور خیام دربارگاہ اکھڑ کر دور گرے پہاڑون کو جنبش ہوئی جسوقت بادشاہ نے ہاتھ ہلا کر بس کرو ملکہ نفیر نے نفیر منہ سے ہٹالی سب بہیان ٹھہر گئیں لشکر مہرخ کا عجب حال تھا لشکر سب اور سارے زمین خاک پر تاقم و سنجاب کے بستر پہ سونیوالے غش پڑے تھے صفین لسان بنات النعش آسمان بھی تھین محلہ خوشان وہ لشکر تھا کہ ایکا پاؤن تھا تو ایک کا سر تھا ہر ایک بجنبر تھا شہزادیان اسطرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھین تاج کہین تھا آپ کہین تھین انجام کا کا پتہ دیتی تھین کہ حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کار نہین آتی جب دم کی جان پر بنجاتی ہے انجام کو صاحب ملک و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھ کر مر جاتے ہین اعضا انکے کیڑے چاٹتے ہین جسم گل جاتے ہین دنیا مقام عبرت ہے کہان اس گھر مین راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہونا ہے فرش لحد مین یہی خاک ہے یہی اوڑھنا بچھونا ہے الغرض ہزارون گلبدن رشک چمن غیرت دہ یاسمن پاؤن پھیلائے گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب عدم مین پڑی تھین زلفین انکی چہرون پر ادہر اُدہر آئی تھین یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی کسیکی چشم نرگس بند تھی کسیکی آنکھ کھلی تھی تو گویا نرگس چمن کو خزان ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو مٹھی باندھکر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک بکھیر ڈالدو یہ بتاتی ہے کوئی دست نگارین مین خاک بھرے پڑی تھی کسیکی مہندی مٹی بھری ہوگئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ بمصفیر ہی بلغ کی کیسی ہوا ناساز ہے طائر رنگ حنا تک مائل پرواز ہے جدھر دیکھیے لاشون کا بچھونا تھا خیام و بارگاہین اکھڑی پڑی تھین بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک قالب عنصر خاکی مین تڑپتی یہ حال تھا کہ بمقتضائے

ابیات

ہوئی نازل بلائے آسمانی — اسیکو کہتے ہین سب ناگہانی
ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی — پڑی لشکر پہ تھی حسرت برستی
نہ جنبش تھی کسی اعضائے تن مین — خزان آئی گلون کی انجمن مین
عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش — نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش
پڑے خاموش تھے مردے کیصورت — کسی شے کی نہ تھی ان کو ضرورت

تا دیر یہی ہنگامہ رہا بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجوا یا دمبدم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کر سکتا اور ہمسر ہو سکتا ہے مہر حیرت سے کہا دیکھا تم نے اے ملکہ میں جسوقت چاہتا ان نمکحرامون کو سزا دیتا انکا مارڈالنا ایسا ہی جیسے پشہ و مگس کو ملکر پھینکدیتے ہین مین انکی حقیقت کچھ نہین جانتا ہون آپکے طرح دیتا ہون رحم کرتا ہون میں ملکہ سامری کی بناہ دیکھو مہر مین کیا سے کیا ہوگیا حیرت تعریف مین نغمہ سنج ہوئی کہ واقعی آپکا مقابلہ کون کر سکتا ہے اے شہنشاہ آپ بے نظیر ہین سچ ہے نظم

یادگار سامری جمشید آپ — آسمان سحر کے خورشید آپ
کون ہے دنیا مین ثانی آپ کا — کسکا ایسا ہے جہان مین مرتبا
آپ ہین سلطان شاہان زمان — آپ کا ہمسر ہے دنیا مین کہان

حضور ان لوگوں کو زندہ نہ چھوڑیے قتل کرا ڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی یہی فکر رکھتا ہوں لیکن ایک امر سے اندیشہ ہے کہ سحر نہ تھا بلکہ
تحفۂ طلسم سے کام لیا یہ اسوقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا گلے میں لوح پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہ بیچارے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے
ہاں قفل طلسم جو ابد بنیاد ویسے شاہان طلسم اپنی جگہ پہ قہقہے لگائینگے کہ شاہ جادوان اپنے ملازموں پر نفیر نواز کو چند پا شکستہ
ہو گیا بذات خود کچھ نہ کر سکا اے ملکہ میں ان لوگوں سے کسیطرح کم نہیں ہوں جب چاہوں ہلاک کر ڈالوں پھر کیوں یہ بدنامی اپنے ذمہ لوں
مگر یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اس غفلت میں انکو مسحور کر لیا مار ڈالنا انکا باعث ننگ و قہقہۂ شاہان طلسم ہے ہرچند
اور اسی چیز سے انکو مغلوب کیا ہے کہ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفۂ طلسم کا جواب نہیں دے سکتا بس میری عاجزی صاف
ظاہر ہے اسوجہ سے اسوقت صلح دیتا ہوں یہ کہکر ملکہ نفیر سے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار کر دے وہ نازنین حسب الارشاد اٹھی اور
نفیر خوش آہنگی سے بکمال دلکش بجائی کہ حاکم کے دماغ میں مستی آئی وہ ابر سفید جو قصر پر سایہ فگن تھا ستون کیطرح جھوم کر ان بیہوشان
خاک افتادہ پر جا کر محیط ہوا اور برسنے لگا اس پانی نے آب زندگی کی تاثیر بخشی ہر قالب بیجان میں گویا جان تازہ آئی تمام سردار و
لشکری مہرخ کے ہوشیار ہو گئے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ دیکھا تم نے اے گمراہان کیا حال تمہارا دم بھر میں میں نے کیا مہرخ نے دیکھا
اس نعرے کے کہا غفلت میں جو چاہتا وہ ہوا ہاں ایسا تماشا ذرا بھی پیشتر ہمکو یہ کیفیت معلوم ہوتی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے
تحفۂ طلسم کا حربہ پھیریگا تو ہم اس تحفہ کا جواب دیسکتے لیکن اک ہمارے یعنی عیار اس تحفہ کو بھی برباد کر دیتے دوسرے افسر ہمارے
شہنشاہ عیاران خواجہ عمرو ذیشان یہاں نہیں ہیں اگر وہ ہوتے تو اسوقت حال کھلتا تاکہ یہ نوبت طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی یا نہیں
معلوم آئی بادشاہ یہ کلمات سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی عذر اسنے درپیش کیا یا ملکہ مہرخ سے کہا یہ عذر جو تونے کیا اسکو
میں اول ہی سمجھ چکا تھا اسلیے آج تمکو زندہ چھوڑتا ہوں اگر چاہا سامری نے تو بعد آنے تمھارے حامی یعنی عمرو کے راہ فنا تمکو
دکھاؤنگا اسطرح کی باتیں کر کے ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر غائب ہو گیا نفیر نے حیرت و صبا رفتار کو پنجہ ہاے سحر
وا کر لشکر میں اسکے پہونچا دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے مقام پر گئی مہرخ نے سجدۂ شکر بدرگاہ خدا تعالی کیا کہ اس کریم کارساز
نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمۂ بارگاہ درست کرا کے بازار سجوا کر داخل دارالامارۂ شاہی ہوئی تمام لشکر میں چہل پہل آغاز
ہوئی بدستور سابق آباد ہوئے دلشاد ہوئے مہرخ نے بہار سے کہا کہ کیوں دیکھا تمنے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال ہے ملکہ بہار
نے کہا اے ملکہ مجھکو جب اس شان کے تماشے قاصی دیکھی تو ہنسی آئی اگر شاہ کوکب ملکہ ہران کے سامنے ایسی زبردستی جتاتا تو
معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے کہ کوکب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے خواجہ کے آنیکی صرف دیر ہے یہ کہکر مصروف
حکمرانی ہوئی اسطرف افراسیاب داخل باغ سیب ہوا تمام سردار ساحران ذی نامدار نے استقبال کیا یہ آکر سریر طلسم پر بیٹھا
اور ناچ دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشے سے چاق ہوا خیال آیا کہ یہ جو کچھ تو نے محنت کی سب بیکار و بے سود تکلیف اٹھائی
نہ ملکہ بہار قبضہ میں آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا اب مدد خداوند پاس پہونچی لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کرکے
راضی بوصال خود کر یا قتل کر ڈال اس خیال کے ساتھ ہی ایک شوق عشق پیدا ہوا ادائیں ملکہ بہار کی اور باتیں اسکی دلربائی کی
یاد کر کے آہ سرد بھرنے لگا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی فکر میں پیچ بیچ نے شاہ خداوند لاکو یا اسکو جو پڑھا تھا کہ مدہوش کی
آمد آمد سے تونے مطلع کیا تھا امید دولت کو انتظار اسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اسکا جانتے ہیں مگر بتلا نہیں سکتے نہیں جلد اسکو پا

ہو کر سب کو ہماری اعانت کیلیے روانہ کرو ورنہ ہم ناراض ہونگے اس نامہ کو پڑھکر اُسنے سحر پڑھا بعد لمحے کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا
کمر چست لنگوٹ باندھے مٹی بدن مین بھری نیلا گنڈا گلے مین بندھا سر پر کنٹوپ پہنا ہاتھ باندھا مگدران پر پیار کر خم بجاتا سامنے بادشاہ کے
آیا آداب بجالایا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پہلوان جادو تم اپنا چالیس ہزار پٹھا لیکر مع سامان حرب کے خدمت خداوند باختر
مین جانب کوہ عقیق جاؤ اور حمزہ کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان ہین اُنسے مقابلہ کرکے تمام لشکر کو غارت کرو ہم تم کو
ملک اس کام کے عوض مین عطا کرینگے اور خداوند بھی طرہ بیغیری دینگے اُس ساحر نے یہ حکم سنکر سلام رخصتی کیا بادشاہ نے
خلعت سرفرازی دیا وہ وہانسے اپنے مقام پر آیا سب شاگردونکو اپنے طلب کرکے حکم شاہ سنایا ہر ایک نے سامان سفر درست کیا
خیمہ و بارگاہ لدوا کر اسباب سحر سے درست ہوکر اژدہون پر چڑھے اور روانہ ہوے یہ کیفیت کہ روشن چوکی آگے لشکر کے بجتی
کشتی کا ڈھول پٹتا ہر ایک پہلوان مونچھونکو چڑھا کر اکڑا اکڑا ہمرہ چلے بازو و ڈنڈ سے چڑھے گلے مین تعویذ سونیکے بندھے
باہم ادھر سواری کے لڑاتے پنجہ اور کلائی کرتے زور دکھاتے روانہ ہوے پیچھے لشکر کے گدکی جوڑی یان لیزم اکے وغیرہ تمام
سامان کثرت کرنیکا چھکڑون پر لدا جہان لشکر اترتا اکھاڑا کھدجاتا استاد ہر ایک کو لڑواتا جوڑین بدی جاتین
خلقت وہان کے اطراف کی تماشے کو آتی خلیفہ سبکو زور دلاتا یان زور و شور جانب لقا یہ ساحر بعجلت جاتا ہے لیکن
افراسیاب بعد اسکے روانہ کرنیکے پھر اسی فکر مین گرفتار ہوا کہ ہاے وہ بہار افزاے حدیقہ ابہت جسکی بھولی صورت محبوب
طرحدار یعنی ملکہ بہار قابو مین آکر یون نکلی ئے اور مجھ سے کچھ نہو سکے لازم ہے کہ اسکی ملاقات کی تدبیر کرو اسی اندیشہ مین تھا
کہ خبر آئی مرشد زادے تشریف لاتے ہین اسنے استقبال کرایا مصور آکر اسکے برابر بیٹھا کسلیے کہ حیرت سے حال تخت
طلسم وغیرہ بھی سنا یکایک تعریف بادشاہ کرنے آیا ہے چنانچہ بیٹھتے ہی زبان پر ثناے شاہ جادوان لائی کہ اے بادشاہ آج کا معرکہ
سنکر مجھکو بڑی حیرت ہوئی واقعی اپنے وہ سحر کیے ہین کہ سامری و جمشید نے کبھی کیے ہونگے شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے مرشد زادے
یہ سب آپکے دادا جان کا تصدق ہے مجھکو کیا آتا ہے انہین کا نام لیکر کچھ کام نکال لیتا ہون مصور نے کہا یہ سب تمھاری
سعادتمندی ہے جو بزرگون کا ادب کرتے ہو اچھا ابھی عمرو کو گرفتار کرنا تو مجھے دینا کہ مین اُسکی زنبیل چھین لون اور مین نے
ایک باغ بنایا ہے کہ نام اُسکا باغ ویران ہے وہان اس مکار کو قید کرون شاہ نے فرمایا کہ جب کہیے جب عمرو کو ملک کو کہیے
سے پکڑ منگاؤن خیر اسکا تدارک تو پھر کیا جاویگا مگر مین آپکو ایک دو نیا سحر دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک دانہ
ماش کا نکال کر زمین پر پھینکا وہ ماش زمین مین سما گیا اسنے کچھ سحر پڑھا گوشہ باغ سے ایک پتلا شیشہ پانی سے
بھرا ہوا پیدا ہوا جب قریب شاہ آیا شاہ نے وہ شیشہ لیکر ایک چھینٹا پانی کا جہان وہ دانہ گرا تھا اُس جگہ مارا فورا
زمین سے شجر اگا اور بڑھکر لمحہ بھر مین بار آور ہوا اسنے وہ شیشہ تو پتلے کو دیدیا اور اس درخت سے پھل توڑ کر توڑے ماش
ہاتھ مین لیے اور جانب فلک اچھال دیے پکار کر کہا کہ بہار و زلزلہ و لرزان و برق و ضرغام کو جہان کہین
ہون گرفتار کر لاؤ یہ کہکر وہ درخت ملکر لیا پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا تھا نکل آیا اسنے جوڑے مین رکھلیا ادھر بہار
جو عیارونکو لیکر اڑی تھی بہت دور صحرا مین آکر اتری عیارونکو زمین مین چھوڑا اُنکے ہوش و حواس بجا ہوے تھے
چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ و لرزان بھی زمین سے نکلے تھے انکے پاس آکر پہونچے اور سب ملکر چلے باہم مشورہ کیا کہ لشکر

قریب ہی پہونچے کچھ دور سیر کرتے چلیں آخر اسیطرح روانہ ہوئے کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوئے ملکہ بہار تمنے اچھا نکیا جو شاہ طلسم سے بگاڑی تمکو لازم ہی کہ اب جاکر اُسکے قدم پر گرو اور خطا معاف کرا دو مین بھی تمھارے ساتھ چلکر عذر کرونگی شاید کہ اُسے رحم آجائے بہار نے کہا اچھا چلو میرا بھی جی یہی چاہتا ہی اسیطرح زلزلہ و لرزان و ضرغام بھی گویا ہوئے کہ ہمین بھی لیتی چلو ہم بھی بڑے قصوروار ہین شاید وہ ہمپر رحم کرے غرضکہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرکے اور معترف بخطا و قصور ہوتے جانب باغ سیب روانہ ہوئے اور از بسکہ دریاے خونروان بیچ مین ہی اُس رخ سے چلے صحرا مین جاتے تھے کہ بہتر قران جو بارگاہ سے غائب ہوا تھا جنگل مین آکر ٹھہرا تھا ان سبکو اسنے آتے دیکھا خوش ہوکر قریب آیا اور بہار وغیرہ سے ملا باہم مزاج پرسی و اظہار گرمجوشی کے بعد اسنے کہا لشکر مین چلو ادھر کہان تم سب جاتے ہو وہ سب لشکر کو اپنے خبر کرنے لگے اور تعریف شاہ طلسم زبان پر جاری کی قران سمجھا کہ بڑا غضب ہوا یہ سب مسحور سحر شاہ طلسم مین اور اُسکے پاس جاتے ہین انکو روکنا چاہیے یہ تصور کرکے بہار و برق سے کہا کہ مجھسے بڑی خطائین خدمت شاہ طلسم مین سرزد ہوئی ہین اگر مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو انھون نے کہا کیا مضائقہ ہی چلو بادشاہ حلیم مزاج ہی وہ سبکو سرفراز کریگا پھر قران نے کہا مین بھوکا ہون کبھین کا نہ کھایا عیارون نے اسیطرح عمرو کو بُرا کہا قران نے منت کی کہ اتنا مجھپر احسان کرو کہ درہ کوہ مین چلو وہان مین نے کھچڑی پکالی ہی مین بھوکا بہت ہون دو نوالے کھالون تو تمھارے ساتھ چلون تم بھی کھانا اور آسودہ ہوکر چلنا سب نے اسکا کہنا منظور کیا اور درہ کوہ مین آئے وہان لاکر کچھ میوہ آغشتہ بہ بیہوشی نکالکر قران نے سبکو دیا کہ پہلے یہ کھاؤ مین کھچڑی لاتا ہون انھون نے وہ میوہ کھایا اور بیہوش ہوگئے قران نے ان سبکو اٹھاکر ایک غار مین ڈالدیا اور دہن غار ایک سنگ کلان سے بند کردیا اور آپ وہانسے دوڑتا ہوا بصورت مبدل لشکر حیرت میں آیا جہان بزم کش و درگاہ فروش اترے ہین انمین پہونچکر پکارا کہ کوئی مزدوری کریگا پانچ چار گھسیارے دوڑے کہ صاحب کیا مزدوری ہی اسنے کہا مین نے گھانس کے گٹھے اکٹھا لیے ہین اور لکڑیونکے بوجھ وہ صحرا مین پڑے ہین فی مزدور روپیہ ملیگا دن بھر مین ڈھوکر یہان لشکر مین پہونچا دو مزدور لالچ مین آکر اسکے ساتھ ہوئے اور جنگل مین جب پہونچے قران نے حباب بیہوشی مارکر انکو بیہوش کردیا اور بہار و برق و زلزلہ و لرزان و ضرغام وغیرہ بنادیا پھر آپ بھی صورت ہیبت ناک بناکر انکو ہوشیار کیا اور کہا تم سب پر مہر سامری کی ہوئی نہین عیار تمکو مار ڈالتا اب یہ اشرفیان لو اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ جسکی صورت تھی وہ نام بتایا کہ یہ اپنے تئین بتانا اور گھانس نہ کھودنا تمکو یا پلٹ بھنے کردیا ہی وہ اب تم نہین رہے لشکر حیرت مین جاکر اپنے اپنے لشکر کی حکومت کرو گھسیارے بہت خوش ہوے اور دعا دیکر خوشی خوشی اشرفیان لیکر چلے قران نے چلتے وقت ہر ایک کو آئینہ دکھاکر صورتین پہچان کرادین ہر ایک نے سمجھ لیا کہ ہم بہار ہین ہم برق ہین غرضکہ قران تو وہان سے اُسی جگہ کہ جہان غار مین اصلی عیار و ساحران کو بند کردیا تھا آیا ادھر شاہ جادوان خطر آمد جہان تھا جب عرصہ ہوا اسنے سحر پڑھا اور چند بریحر کے بلاکر حکم دیا کہ تم جاکر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ جہان ہین جلد گرفتار کرکے حاضر کرو بریحر حسب الحکم چلے واضح ہوکہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قلب پر تاثیر ہوئی تھی وہ بہار وغیرہ جانب شاہ طلسم چلے تھے چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہین اگر ہوشیار ہوتے تو موجب تاثیر سحر حسب ہدایت دل خدمت بادشاہ مین جاتے

غرضکہ اب کی جو بیر سحر کے چلے صحرا مین اگر سلاشی مجرمان مذکور ہوئے ایک مقام پہان گھسیارہ تکو جو بصورت بہار دیتے تھے جاتے
دیکھا اور ایک ایک بیر ایکا ایک کے سر پر سوار ہو اسپ اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے
برق و بہار وغیرہ کرتے یہ بھی کرنے لگے انکو کوئی روکنے والا نہ تھا یہ دریائے خونخوار پر آئے وہان ایک کشتی طلائی بید اہمی
سوار ہو کر پار اترے اور بیہوش اپنی خودی سے بیخبر باغ سیب مین آئے اور ازبسکہ بیر جادو کے سر پر سوار تھے وہ بیخود دیکھے
ہوئے تھے اور بیرون نے جس صورت پر انکو با اعتقادی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ کہو پکارتے تھے کہ ہم برق ہین نام
اظہر عام مین سب اپنا اپنا نام لیتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی نام بتاتے انکو کچھ اور نہین کہہ سکتے تھے الغرض جب
یہ سامنے لشکر جادوان کے پہونچے اور اپنا اپنا نام لیکر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ واقعی یہ سحر دیکھے نہ سنے
آپ ہی کے واسطے یہ رتبہ ہے واہ کیا کہنا ہے شاہ نے بر لفظ آفرین سحر سمجھکر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے طلب ہو منگا یا اسنے بھی
قید ہونا انکو دیکھکر رحمت سرائی کی بادشاہ نے بعد آنے حیرت کے جلاد طلب کیے اور ازبسکہ یقین کامل ہو کہ یہ عیار سلیم ہے
ہونگے انسے سوال اطاعت بھی نکیا ملکہ بہار کو تو الگ کر دیا اور سب کے سر کٹوا ڈالے جو اپنی ساحر تھے انکے بیرون نے
غل مچایا ادھر حکم بادشاہ سے نقارہ سحر کا بجنے ہوا گجب کسی نے اس حال ہین نہ سنا کہ بیرون نے کسکا نام لیا وہ
گھسیارہ جو بصورت بہار تھا سہم گیا اور بیر سحر کا اسپر سے بھی اتر گیا اسنے چاہا کہ بادشاہ کے قدمون پر جا گر گردن اور
اپنا حال کہون لیکن طرفہ ماجرا افتاد آمیز سنکے بادشاہ عشق بہار مین بیقرار تھا اسنے ذرا بھی تامل نکیا اٹھ بہار
مصنوعی کا پکڑ کر جانب ظلمات روانہ ہوا آنکھ اس گھسیارے کی بند ہوئی ادھر بعد جانے شاہ کے حیرت و مصور جانب
لشکر گئے اور حیرت نے آتے ہی طبل بشارت بجایا خبر مشتہر ہوئی کہ برق بہار وغیرہ قتل ہو گئے ملکہ مہرخ نے بھی یہ خبر
سنی ہر ایک سردار نے فرط غم سے گریبان چاک کیا اکہر بیگ محبت یاران وغیرہ یاد کرکے قلزم چشم سے دریا ہو گئے
ہوا جادوگر نیان و ساحران ہر ایک دل کھولکر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے نظم

کیا اس طرح داد بیداد غم	ہوئی گوہر فشان وہ چشم پرنم
رسالہ اشک گلگون نے چھپایا	علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ نالے لشکر غم کے نشان ہین	نقیب خوش بیان آہ و فغان ہین

آخر یہ مشورہ ہوا کہ زندگی بیکار ہے چلکر لشکر حیرت پر گرو اور لڑکر بعوض اپنے مقتولون کے اس فوج کو ہلاک کرو
یا اپنی جان دو چنانچہ یہ مشورہ کرکے مہرخ نے نفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہوکر عزم روانگی رکھتا تھا کہ وہان قران
نے اس خیال سے کہ غار مین بہار وغیرہ گھٹکر مر جائینگے تیر سرکا کر انکو نکالا اور ہوشیار کیا ازبسکہ سحر اپنا شاہ جادوان
رفع کر چکا تھا یہ جو ہوشیار ہوئے باتین حواس کی کرنے لگے قران نے سب حال انسے کہا وہ سب نہایت احسانمند ہوئے اور
منت گذاری کی کہا لے قران بحکم خدا تمنے ہماری آبرو اور جان بچائی پھر تخت سحر پر سوار ہو کر سب اسوقت داخل لشکر ہوئے
کہ مہرخ سوار ہو کر لڑنے جایا چاہتی تھی انکے آنے سے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے ملی سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوئے
نقارہ شادمانی پر چوب پڑی غلغلہ کامرانی و صیت شادمانی تا بہ فلک پہونچی لشکر نے کمر کھولی سب سردار بارگاہ مین گئے

عیارونکو خلعت ملا اور خزانہ کھلگیا زر و گوہر بہار پر سے نثار ہونے لگا جشن آغاز ہوا یہ سب خبر جو ہرکارے
دریافت کرکے خدمت حیرت مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے اے ملکہ طلسمات اسطرح قران نے صنوعی
برق وغیرہ بادشاہ پاس بھیجے تھے چنانچہ وہ جھوٹی خبر قتل سنکر لڑنے آئے آیا چاہتی ہی کر وہ سب مجرم جنکو شاہ نے
قتل فرمایا ہی آکر موجود ہوئے اب وہان جشن ہو رہا ہی حیرت یہ خبر سنکر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلمبند کرکے ایک
پتلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ پاس لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا لیکن افراسیاب جو بہار صنوعی کو لیکر طلسمات میں
آیا وہان ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا صحن اوس مین گلشن جواہرین لگا تھا بند سحر کھلا ہوا تھا کوئی بہار ایسی تھی جو
وہان نہو کوئی کیفیت اسطرح کی نہ تھی جو اس جگہ پیدا نہو ہوا سے بہارین نے شگوفے کھلائے تھے گل ہنستے مسکراتے تھے
بارہ دری مین فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجے چھپر کھٹ مرصع پایون کا بچھا اور قمچہ لیسان برق پڑا پڑا تھا سامنے
مسند کے چنگیرین عطردان رکھے جملہ سامان راحت مہیا تھا عجب طرح کا سماں تھا کہ بموجب **ابیات**

بہار موسم گل کی تھی آمد　　چمن مین بلبلین تھین شاد از حد
زمرد رنگ پتے ہر شجر مین　　بہار تازہ تھی گل مین ثمر مین
لطافت سے بھرا تھا صحن خانہ　　بچھا تھا شہ نشین پر شامیانہ
بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا　　وہان کھانے کا سب سامان دیکھا
وہان ہر قسم کے میوے مہیا　　مے گلگون سے ہر شیشہ بھرا تھا
دھرے تھے قرب شیشہ جام بلور　　وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور

گھسیارا پہلے تو متوحش ہوا اسے بیہوش ہوگیا شاہ نے اب لاکر مسند پر جو بٹھایا اسکو ہوش آیا اپنے تئین مسند نشین
ہوتے جلوہ گر دیکھا شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال اپنا کہے مگر خیال آیا کہ بادشاہ مجھکو جب گھسیارہ سمجھیگا بیقطر
اور عزت سے جو اسنے لاکر بٹھایا ہی پھر یہ خاطر نکریگا بلکہ عجب نہین جو سر ملے کہ مین نے گھسیارے سے ایسا دارمدار کیا
تھا کر سب سے بیان کریگا بس اس اندیشہ و ندامت مین کہ مجھکو مار ڈالیگا لہذا چپ رہا وہ سمجھکر چپ بیٹھا بادشاہ
کیطرف سے گردن جھکالی شرما کر مثال معشوق آنکھ چرالی کہ دیکھون کیا کرتا ہی بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ اے مایۂ خوبی
و اے آرام جان عاشق باعث بیہودی ندارد مجھ سے کلام کر دل مضطر کو تسلی دے میری گود مین آرام کر نظر محبت سے
میری طرف دیکھ لے بوسۂ لب نازک دے مدت سے مین تجھپر فریفتہ ہون کہ **نظم**

کہ کتنی تم بھی ٹھنڈی سی آدمی ہو　　بھلا راحت ہو کیا تم سے کسی کو
کہان کی رہنے والی ہو مری جان　　کہ مجھ سا پاس بیٹھا ہے پر ارمان
مگر رغبت کسی جانب نہین ہے　　طرف زانو کے ہر لحظہ جبین ہے
خدارا کچھ تو بولو آنکھ اٹھاؤ　　اٹھو مسند سے میرے پاس آؤ
ہوئین کب سے میری جان پاکدامن　　کرو شرم و حیا کا چاک دامن

غنیمت جان لطف زندگی کو لب گلگون کا اک بوسہ ہمین دے		نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے	

گھسیارے نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی خوف قتل جاتا رہا ڈھیٹ ہو کر آیا بادشاہ نے ایک بوسہ لب لعلین کا
اُسکے لیلیا اسنے بھی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ تیجپر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی کنواری عورت ہر زنانت سے ڈرتی
تھی لیکن اب مست ہوئی فوراً پستان پہ ہاتھ ڈالا پستان عیارو کے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی شل سبا وغیرہ
کے بنی تیار رہتی ہین ہی لگا دیا کرتے ہین شاہ جادوان نے ایسی نرم اور کراری گول سڈول چھاتیان پائین کہ دل بیچین
ہو گیا فوراً شلوار بند پہ ہاتھ ڈالا گھسیارے کو بھی استادگی ہوئی یہ بھی لپٹ گیا شاہ نے کچھ مستی مین خیال نہ کیا اور اسکو برہنہ کیا
پھر تو یہ جب بیت گر عروسی کنم بعد شادی و شب وصل عروس نر گردد عجب تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ آنکھین کھل گئین ساری
مستی جاتی رہی تھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا دھلک کر الگ گرا وہ جنگل تمام بہ عجب شل کو ہاکنون وکاہ بآوردن اس
سیش کو بیہوچا تھا اور بادشاہ نے دلیر بھی کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جانتا تھا ایک لات سے کب زا آتا گر سنبھلا اور
دوڑ کر شاہ سے لپٹا کہ جاتی ہین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر شاہ کو گرایا اور داب کر بیٹھا بادشاہ حیران از کار کبھی کا بیکار اس
ساتھ مین پھنسا تھا پہلے تو سنا کے مین عجب پڑا رہا جب وجب بیت وہ اشیانات جسپیدہ جھکاکر + کہ جسکی چوٹ پڑتی تھی
جگر پہ مصروف خدمت ہونا چاہا کہ بہ عجب مثل کے مصرع ع ـ سہ ہے تیر سے جاتی ہو امراء بادشاہ نے تھبرا کر ایک طمانچہ سحر کا ایسا
کہ وہ بیہوش ہو گیا شاہ بغضب اٹھا اور ستون مکان سے اسکو باندھکر دین سحر پڑھا کہ وہ ہوش مین آیا اس سے کہا سچ بتا
کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا ہون کون جب تمہارا کام ہو تا جب ہی خفا ہوگے اور مجھے تو ایسا کچھ عرصہ بھی برہنہ ہوسے
پر نگذرا تھا جو آپ خفا ہوے آپ جسلیے مجکو یہان لائے پھر وہ تو مین کرتا ہون پھر آپ کیون ناراض ہین شاہ غصہ در ملال
از حد رکھتا تھا تلوار کھینچکر چلا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا تلوار رکھا تا اچھا اور یہ تیغ گوارا نہین جان پیا
سیر سے بنی ہر مدت عورت کی صورت بہوش دیکھنے مین نہین آئی رنگین بجتی جاتی ہین واسطہ سامری کا مطلب کرا لے غرض کلمات
فحش کہا نخلک کھون وہ ایسی کہتا یہ عتاب کرتا اس بحث مین بادشاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا جدا ہو گیا بادشاہ
لاش اسکی پھینک کر بغضب جا نب باغ سیب جلاد سے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات مین اس بیہودہ کو مین لے آیا تھا اگر باغ
سیب مین رہتا تو سب سردار اس تفضیح سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم مین بدنامی ہوتی غرضکہ باغ سیب مین آکر اورنگ
سلطنت پہ بیٹھا تھا کہ نیچے نے لاکر نامہ حیرت پہونچایا اسکو پڑھکر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اُسنے اپنے سردار
دھیار روک لیے اور گھبا ایسے بناکر بھیجے یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ ہیرون نے سحر کے یہ غلطی کی
ان سبکو سزا دینا لازم ہے یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ ہیر دین جو مجرم و محکو لائے تھے حاضر ہوے بادشاہ نے حکم دیا کہ تم سب جلیجا دیسے
کہتا تھا کہ وہین بادشاہ سے ایک شعلہ نکلکر انپر گرا کہ وہ سب جلگئے پھر براہ امتحان کہ دیکھون بہار زندہ ہے یا نہین اٹھکر
ایک باغ متصل باغ سیب کے وہان گیا اُس باغ مین جتنے ساحر سکان طلسم ہین انکی نشان موت کے درخت لگے ہین جب کوئی
مرتا ہے اُسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے اُسنے نام بہار کا درخت دیکھا وہ درخت سرسبز پایا جانا کہ بہار کو کچھ ضرر نہین پہونچا

یہ معلوم کرکے پھر باغ سیب میں آیا اور کتاب ساری جس طرح سے کہ نزدیک گیر نگار کرتا تھا طلب کرکے دیکھی نیت بدلی میں جانب لشکر
مرخ مہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤں یا کسی ساحر کو بھیجوں میرے لیے اچھا ہی کتاب میں نکلا کہ آجکل تجھپر قران نحس ہے تامل کرتا رہ
ہیود ورنہ پھر ذلت ہوگی ندامت پر ندامت ہوگی یہ معلوم کرکے کتاب بند کی اور پھینکدی لیکن دل میں کچھ تو خیال مجھ پہ بہار کچھ اپنی ندامت
گھسیانے کی شوخی کا غصہ اسوجہ سے تاب باقی نہ تھی خود تو جانے سے باز رہا مگر سحر پڑھکر دستک دی بعد لمحہ ایک ساحر پیدا ہوا
کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منہ بھی اسکا اژدہے کا تھا نہایت رعب دار مہیب و مہیب صورت رکھتا بدلے گردنیں کے ماران
سیاہ کمر سے باندھے کانوں میں بجائے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے لٹکائے سر سے کالے کوڑیالے جٹا دھاری سانپ لپیٹے
خدا کی پناہ اس موذی ہیبانے سامنے شاہ کے آکر سلام کیا بادشاہ نے ہنسکر فرمایا اے اژدر دہان اژدہا خوار
جادو مزاج اچھا ہی اُسنے کہا اب مزاج بہی شاہ کو دعا کے ترقی عمر و دولت دی بادشاہ نے حکم دیا کہ تمہیں بدولت نے
اسلیے یاد کیا ہی کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور انکو ہونیسے لڑو سب حریفونکو تو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو
زندہ گرفتار کرکے میرے پاس لانا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہاں بڑے مکار اور غدار ہیں اور ہر طرح مکر سے ہلاک
کرتے ہیں تم انکے فریب میں نہ آنا سارا حال انکی عیاریوں کا بیان کرکے تاکید بڑی حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا
وہ ساحر خلعت پاکر زمین میں سما گیا اور قلعہ اژدر پیکر کہ جو اسکا دار الحکومت ہی آباد ہاں سب ساحر اژدر چہرہ رہتے ہیں
فوج بھی اسی صورت کی بھرتی ہی اُسنے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ و منتخب تیار کرا کر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب
لشکر ملکہ حیرت کیا حال اُسکے جانیکا پھر بیان کیا جائیگا اب دل حال پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہی
بیان کیا جاتا ہی بیت کنون بازگوئیم داستان کہ شادان شوند ناز گل دوستان پہلوانان معرکہ تقریر و زور آوران عرصۂ
تحریر زور قلم اسطرح دکھاتے ہیں کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب قلعہ کوہ عقیق پہنچا
لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا برق چمکی علامت آمد ساحران معلوم کرکے بختیارک وغیرہ حسب دستور پیشوائی کو گئے لشکر
اُسکا اتروایا ساحر مذکور مع شاگردان رشید سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا دنگل پر جانب دست
راست بیٹھا حال تمام لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی اسنے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہیں میں
علاوہ سحر کے کشتی میں سبکو مع حمزہ باندھ لونگا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا ہمنے تمکو ابھی سے مردہ سمجھ لیا
ایسے بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر پہلوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت خبردار بغیر سحر کیے کشتی زور
کی نکرنا ورنہ ادنی ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہی اسنے یہ جب سنا ہنسکر کہا ملک جی آپ ہی حال کھل جائیگا یہ دو دن تو باہم گفتگو
کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کو جسکی طاقت پہلے ذکر کیگئی ہی گئی سون کی زنجیر سے کمر باندھتا تھا حال قوت و شوکت
امیر لشکر دلمیں تعریف کر رہا تھا کہ شجاعت نزد و قرت کے یہی معنی ہیں کہ دشمن لوہا مانے پہلے اور مدحت سرائی کرے مختصر یہ کہ بیان
آمیسے ساحرونکے رونق زیادہ ہوئی ناچ ہوا ایک شغل بیخودی رہا ایکدن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ ہوا جب
دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید روز کو بچھاڑا اور زنگی لشکر شب نے اکھاڑے میں مع ہمرکاب کے مع شاگردان
انجم فلک قدم اتارا کہ بموجب نظم

قضا را طاقت مہر جہانتاب
ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
اٹھے امید مطلب مین ستمگار
کیے افسون براے جنگ تیار

پہلوان نے طبل جنگ نقارے کہاکر بجوایا ہرکارونے خبر سنکر بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا ہلنے لگی سردار دربار سے شکرگاہ مین اپنے آئے تیاری جدال کرنے لگے آجکی رات حیات ومرگ پہلوانونکے لیے تلوار کا میدان لگا ہوا تھا فتح و شکست سے کشتی لگی تھی نصرت ہی نے بچھاڑا اقبال و ظلمت شب اور لوگ سحر سے بھی زندہ ہو بادلگیا تھا چاند سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا اجل انکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان بچھاڑے جاینگے سیب ہاتھ سے کشتی کھاینگے تیرون نے زبان صفت نکالے استاد تیغ فولاد بدن کھولی تھی گرزون نے کلہ زنی کی داد دی تھی سپرین شیدی لندھور دسالین کیصورت تھین پہلوان مٹی انکھاڑے کی لگاتے تھے بالمعیتین پر کدورت تھین نیزے لنگر بارے پاے ثبات گاڑے کھڑے تھے کہین تیغ میدانین سب کے جیب پڑے تھے بہادر وہین کوئی چیٹ لنگوٹ کستا تھا کوئی ورزش کرتا خم مار کر ہنستا تھا مسلمانونمین لڑائی کا غل تھا تیغ کے گھاٹ مین بلا کا کاٹ تھا یا علی مدد کی پکار تھی دورنگی سے نفرت دعا تھی یکرنگی دلسے اظہار تھی ان شجاعونکو اگر رستم دیکھتا ثناخوانی کرتا سہراب طاعت کا دم بھرتا سبھی چوٹین صاف ہوتی تھین سنجی ہوئی چوٹین یاد بہر صفائی ہوتی تھین جم پیچ تھا کہین کلائی تھی بے ارٹے اور رن چڑھے بہادرون کو کب کل آتی کہ بمقتضاے نظم

کوئی تھا اپنی چوٹین صاف کرتا
کوئی دم اپنی استادی کا بھرتا
خلیفہ تھا کوئی استاد کوئی
نئے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی
کسیکو ڈوبہ تا تبغلی بہت یاد
کوئی کیلی کے تھا کرنے مین استاد
کوئی دستی لگانے مین تھا مشاق
کوئی تھا دم بھرنے مین بہت طاق
کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور
اکیلے لاکھ سے لڑنے مین مشہور
کسی کا تیر شہباز اجل تھا
نہ بچتا تھا نشانہ اسکا ٹاکا
کوئی پیل تھا بسان کوہ البرز
کسی کے پاس تھا خاراشکن گرز

اسطرف سواے تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عربدہ پردازی کا چرچا تھا ہر دیکو سحر کے جسمون پر چڑھایا تھا ایک لنگ سے اپنے ٹیشی روانگ کا بنایا تھا ساحر بے عزتی سے دیو بانکے تھین اپنے تئین کیے جیت اور پٹ کی کچھ غیرت نہ رکھتے دہل کشتی نہ بجی رہا کہین نرسول گرا جوگی بیٹھا جاتے سحر کے لڑتا تا داؤن پیچ توڑ جوڑ انھین بتاتا اسی ہنگامہ مین آخر پہلوان شب استاد سحر سے کشتی کھا گیا خلیفہ آفتاب کے سر پہ سنہری اور زرین پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر مین چڑھا گیا نظم

مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار
چراغ داستان ہر یون شرربار
کہ بہر جنگ اٹھے سب بجلدت
بجالائے خدا کی پہلے طاعت

بہادرانِ کینہ خواہ دونون طرف سے بعد مصاف گروہ گروہ وارد میدان قتل ہوے امیر بھی بعد ادائے فریضۂ نماز سحر خبر ورود عسکر کفر
اثر سنکر اسلحہ زیب تن اطہر فرما کر مع سالاران خود سر گشکر در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوے بادشاہ بھی بعد شوکت وجاہ
برآمد ہوے کہاریان حسن مین متوالیان لنگوٹیں باندھے کاتیان کے سر پر تجنے اور ہتھیلیان طلائی اور نقرئی لگائے ہوادار کاندھے
پر اٹھائے دبنگ آئین بحر حسن کی ماہیان تھین از ماہ تا ماہی اُنکے جمال کی گواہیان تھین باہر تک ہوادار نہ آیا تھا کہ کہار باد
بہار سے کہین بڑھکر روان چال اُنکی آہستہ بے تکان دبے پاؤن کی پھرتیان آگے بڑھے اور تخت پر بادشاہ کو سوار کیے ہوے
مردہے سردارون کا نام لے لیکر پکارے ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا نقارے بجے صدائے نصر من اللہ بلند ہوئی شہنائی نوازون نے
علت مقیر ورین بعباس کو دم دیا لشکر مین قرنا پھونکی کرنائے کو بجایا سواری حضور عالم کی جانب دشت مصاف چلی میدان کی سرحد پر پہونچی
جوانون کی امنگین سنبھلوتے وقتی ترنگین مر کیونکر اے یہی سیر دیکھتے بہادرون کے کنارے پہونچے اسطرف لقا بھی زیر تخت
کسواے فوج بیکران ساتھ لیے وارد میدان نبرد ہوا پہلوان چوبکوب ڈھول آگے آگے بجتا نرسنگا پھنکتا چلا جاتا نشان
پھیلائے سوار ہمراہ ایک جانب آکر ٹھہرا ترتیب صفوف حرب آغاز ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہ صفون سے ناگاہ
آیا رن بولنے لگا پہلوان بنام اندرراڑ اکر سامنے خداوند کے جاکر اجازت خواہ ہوا اور بعد اجازت میدان مین آیا سراپا خوب
دکھلایا پھر طالب مرد نبرد ہوا لشکر اسلام سے بہزاد کوہی نے اپنا مرکب پھیلایا اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مقابل حریف آیا
پہلوان نے پہلے ہی سے تلوار ماری اُس بہادر نے تیغ اُسکا رد کرکے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے بار ڈھال پر بچا کر بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا اندور کشمکش کے ہوے آخر دونون زمین پر کود دے وہ تو لنگوٹ کسے آیا ہی تھا
اُسنے دامن زرہ گردان کمر باندھ کے ہاتھ ملایا اور سرگرم تلاش ہوے زمین مین ہلچل پڑ گئی کشتی بعد درشتی ہونے لگی چار
گھڑی کی کشتی مین اُسنے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھسے نہ زیر ہوگا اور کئی دن لڑیگا چالیس ہزار پیچ امیر اکیگا کا استاد
سے کچھ نہو سکا یہ سمجھکر اُسنے سحر پڑھا بہزاد کی وہ تڑپ جھپٹ جاتی رہی اب جو پیچ باندھتا ہے آپ کھلجاتا اُسکے داؤن پر
ہر بار آتا آخر اُسنے کولے پر بھر کر مارا کہ کتا سے کھاڑے کے چارون شانے چت گرا اور بے دست و پا ہوگیا اُسنے مشکین باندھکر
حوالہ لشکر باطل کیا اور پھر نہیب ہی کا اور کوئی آئے لشکر اسلام سے ناصر گرجی سامنے گیا اُسنے کہا اب مین کھڑا تھین
کھڑا ہون تو بھی ہین نصیب آزمائی کر نے ناصر دامن زرہ گردان کر مرکب سے کودا اور بڑا کشتی کا بلند ہوا دو گھڑی لڑکر پھر
اُسنے سحر پڑھا کہ یہ بھی چت ہوا اسکو باندھنے کے بعد پھر اُسنے پکارا ابکی عارض کوہی مقابل مین آیا اسکا بھی کشتی لڑکر یہی حال ہوا ابکی جانے پکارا ادھر
دست کیطرف لشکر سلیمانان مین غلغلہ بلوہ پذیر ہوے بختیارک نے بھاگا کہ کوئی بتا مہر کا لڑنے آتا ہے یہ سمجھکر پہلوان سے کہا بھئی اگر اب بہت
ہوشیاری سے لڑنا کوئی قوی دست فرزند حمزہ تمہارے سامنے آتا ہی ہوگا بوتیر اور عفریت کش بھی ہے سنبھلکر مقابلہ کرنا یہ تو اس گفتگو مین تھا کہ
اُدھر شہزادہ تورج بن مرح لیچ رکب اڑا کر سامنے بادشاہ کے آئے گھوڑے سے اتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا پھر دست بستہ
اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ بعد گرد و فر میدان مین آکر بغیر اُسکے کہے اکھاڑے مین
کود کے نکہ دستور اسلامیان ہندی ہے کہ حریف جسطرح رزم کرے یہ بھی اسیطور سے لڑتے ہین بس شہزادہ بھی بموجب بیت رسید
دبیا مرز بادہ بغرد + چو غرندہ ببر دچو درندہ شیر + اسکو بھی بختیارک نے پکار کر کہا تھا کہ شہزادہ سے لپٹ ہی پڑا تا فادرو

تماشائے مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اُسکے دل میں یہی خیال آیا یعنی بغیر سحر کیے فرزندان حمزہ سے لڑکر دیکھوں کہ انمیں کتنا زور ہے
بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کیے گرم تلاش ہوا نظم

بماندہ پہیل جنگی دمان		گرفتند مرکید گر رامیان	
چو شیران جنگی گرفتہ کمر		نہادہ سر اندر سر یکدگر	
شدہ مرگ بر جان اوشان گوا		زمین گشت جنبان و لرزان ہوا	
دیا شاہباز سے برزم چکاؤ		یہ شور سے کہ پر باد از جائے گاؤ	

از بسکہ شہزادہ نبیرۂ حمزہ بہادر نے بند صاحبقرانی باندھا کچھ ہی دیر میں اسکو زمین پر بہ چرخ دیگر بار اور کود کر سینہ پہ سوار
ہوا اُسنے دل سے اپنے کہا کہ میں ایسا صاحب زور اسکو جانتا تو مہلت سحر سے نہ دیتا خیر اب بھی کچھ نہیں گیا ہے یہ سمجھکر لیا
سحر پڑھا کہ شہزادہ بیحس و حرکت ہو گیا یہ اٹھ بیٹھا اور شہزادے کو چت کر کے باندھ لیا بہادران سپہ دولتخواہ نے اسپر نفرین کی کہ
بڑا نامرد و دغا شعار ہے مگر اُسنے کچھ خیال نکیا اور چونکہ اس کشتی میں وہ وقت آگیا تھا کہ پیر چرخ نے لپک کر گردن خورشید جہاب
مغرب چرخ کی طرح شمس و مہر غدار نہ دیکھ سکا نظم

صفین اس نے جمائین آسمان پر		پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر	
اسی غم مین کٹی ہے عمر ساری		بقا شب کو نہ دن کو پائدار ی	

شام کے قریب طبل بازگشت بجا اور ساحر مذکور پھر لشکر اسلام سے مراجعت کیکے اپنی جگہ پر آیا بادشاہ داخل بارگاہ ہوے
ادھر پہلوان سپہ لقا داخل بارگاہ ہوا ناہید پہلوان بھی حاضر تھا اُسنے زبان پر تشنیع پہلوان دراز کی کہ تو نے نام شجاعت
خاک میں ملا دیا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرزند حمزہ پر سحر سے کیا تو کیا بیجا کیا کسلیے ساحری میرا پیشہ ہی ہے اور سحر کرنیکو آیا یہاں اور اتنا
کیا کہ پہلے سحر نکیا بعد کو کیا ناہید نے کہا خیر جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا لیکن کل میں لڑونگا اور داد شجاعت دونگا یہ سنکر تجبیار
بولا کہ ابھی تم اس جنگ میں دخل نہ دو اسے کہا تو پھر مین گھر جاتا ہون میرا یہان رہنا بیکار ہے لقا نے جو اسکو رنجیدہ پایا اسی کے
نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے بتفصیل خدمت شاہ جلیل مین آکر عرض کی یہان بھی ناہید کا انصاف در باب
شجاعت سنکر شہزادہ ایرج نوجوان عرض پیرا ہوے خدمت شاہ عالیشان ہوے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل
ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض انکی پذیرا فرمائی اور انھین کے نام پر طبل سکندری نے صدا دی پہلوان
بہادر جگہ پر آکر درستی آلات حرب مین مصروف ہوے آجکی رات ناہید و مریخ سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدائے افگنا
و بجا تھا اور شادی مرگ تھے اسلحہ کی چقا چاق ساز عشرت کچھ تھے ہنس ہنس کے ہتیار تن پر سجے زحل ہندو نے فلک
ناہید کے نذر قدیم کا آج مزاج ساتوین آسمان پر تھا بہرام چرخ کو للکارنا چاہتا نہین معلوم کس گمان پر تھا اسطرف کو بھی
ملوح ناہید تلوارین چرخ پر چڑھائے عقل ترک فلک کی چرخ مین لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین مین رات بھر یہی ہنگامہ برپا
رہا جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھکر مقابلہ سے شرما کر منہ چھپایا اور آفتاب لبسان مہر مہر لقا نے چرخ مین آیا نظم

اُجالا آسمان پر خوب چھایا		عجب یہ پیر گردون رنگ لایا	

ہوا مشرق سے پیدا مہر پرنور
ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر سجدہ کر پاس سے سب سرداران باحواس و بے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردون اساس پر آئے اور جب شعور بسان مہر تابان افق شبستان سے لامع النور ہوے بعد ادائے سجود و سلام ہمراہ تخت سعادت بخت شہ کے جانب میدان روانہ ہوے لشکر گرد باگردہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے فوج کو بیان لیکر ناہید آچکا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی عرصہ گاہ میں لقا بھی آیا دونوں لشکروں نے پرا جمایا زمین دہلنے لگی بجلی تیغوں کی چمکنے لگی ہوا شرربار ہوئی گھٹا سیوفی فتنہ و فساد برسانے پر تیار ہوئی ہلانے علم کے پرچم اڑائے دریاے فوج لہرائے شہنشاہ شجاعت کے ڈنکے بجنے لگے ضرب تیغ کے سکے پڑ گئے جب صفیں ترتیب ہو چکیں لشکروں میں قرنا مونکی جلاجل بجی کڑکا ہوا اسوار جوانمرد ہنر بر چنگال پہلوان تہمتن ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لیکر میدان میں آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ اے فرقہ اسلامیان آگاہ ہو کہ میں رستم سرزمین کوہستان ہون دیو بند و شیر گیر جوان ہون کہ بمقتضاے **ابیات**

زدستی خورشید چون شیر نر
دیا موج دریاے پرشور و شر
ندارد کسے پاے با من بجنگ
بدرم بچنگال چرم نہنگ
بسے رزم کردم بہر کارزار
بسے مایہ ور شد ز من خوار و زار
زکشتہ بسے دشت کردم چو کوہ
بسے کوہ از زور من شد ستوہ
بسے زین تہی شد ز رزم نہنگ
بسے سر کندم بہ نیزے چو چنگ
کرا مرگ آید چہ پاے دگر
بہ بند و بپیچے رزم جستن کمر

یہ نعرہ ہلانے لاف و گزاف سنکر ایرج نامور بہر مصاف صف سے نکلے سردار تمام پاپیادہ ہوسکے نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پاکر مرکب اڑا کر طرفۃ العین میں سامنے حریف کے پہنچا اور وہ ہنکاد ریاری کہ گھوڑا اسکا آٹھ سات قدم پیچھے ہٹا کر تھکیا اور اسکا مرکب دو میں لتنے ہی قدم پر جھکر ٹھہر اپنے مرکب کو روا تو نہیں سنکر مقابلہ کر کیا کہا کہ اس جانور کے ہنجانے پر بھکر ورنہ سمجھنا تمہارا گھوڑا طلسمی ہے میں لیا مرکب بھی دیا کہ پھنے لاؤں شہزادے نے فرمایا اے بیوقوف یہ لاف نی تاکہا ہماری طاقت سے تجھے ہٹایا مرکب کی امین کیا خطا ہے تو نہیں جانتا میں کون ہون **نظم**

جہان را گرفتہ ہی فرمن
بخورشید رفتہ سر پر من
سپہر روان بر سر کرد ماہ
گل مہر بر ترک من چون کلاہ
چہ داری برین گونہ لاف و گزاف
ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف
بگیر از کفم زخم شمشیر تیز
بہ بینی کہ چون ست روز ستیز

یہ کہکر دونوں مشغول نیزہ دری ہوے تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تحسین ایرج نے اپنا نیزہ صاحبقرانی باندھکر نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اسکو غضب طاری ہوا اور خبردار کہکر گرز لگایا **نظم**

بزد بر سپر گرز و برخاست گرد — رخ چرخ چہرہ شد لاجورد
چو زد گرز بر تارک پہلوان — بجنبید ازو آن ہنبردہ جوان
پس از حرب او گرز زد بر سرش — کہ لرزید آن کوہ تن پیکرش
دوم گرز بکشاد چون زوردست — کمرگاہ اسپ تگاور شکست
بیفتاد آن از ستور سمند — زجا جست و بند کمر کرد بند

شہزادے کے گرز لگانے سے جب کمر اسکے مرکب کی ٹوٹی اسنے کمر باندھکر تہیہ کشتی کیا شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کود اور دونوں
باہم لپٹے دو ژندہ فیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے اس اثنا میں ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سبکی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کر دونوں کو اٹھا کر
جانب فلک لیگیا لشکر اسلام میں اور کوہستان میں غلغلہ ہوا کہ یہ کون انکو لیچلا اُسطرف سے عیار و شترسوار خبر کو دوڑے
ادھر سے شاپور عیار ایرج پنجہ کو ڈھونڈھتا اسیطرف کہ جدھر اسکو جاتے دیکھا تھا چلا یہاں لگنے جانے سے لشکر چین
طبل امان بجا فوجین پھر کر مقام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوے لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا کہ پنجہ
جو انکو لیگیا ہے میرا دست قدرت تھا مینے ان دونوں کو بہشت مین اپنے برائے سیر اسلیے بھیجا ہی کہ ناہید الرحمین پہلوان
کے دخل ندیوے یہ جبتک سیر کرے یہان ساحر ندکو مقابلہ کرے پہلوان نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا تو مجھپر کرم نکرے تو اور
کون کرے تو بیشک جاگتی جوت کا خداوند ہے اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ کل صبح کا یہ بندہ تیرا خاتمہ کریگا آج رات کو مین سحر
بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکریگا یہانتک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھکر تیغ لگائیگا تو بھی کچھ نہوگا اور آپ بندۂ
حقیر خداوند تلوار سے مقابلہ کریگا کشتی نلڑیگا لقا نے اُسکے کہنے سے حکم نواختن طبل جنگ دیا اور اُسوقت کہ جب بیضۂ
زرین مہر دست سپہر سے گم ہوا اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھتے اسکو نکلا مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا کہ ابیات

پھر آئی شام سر پر فتنہ انگیز — بجے جنگ و جدل پھر تیغ تھی تیز
ہوئی جب شام سلگی مشعل شب — ہوئے پھر جنگ کے سامان ہاں سب

سر شام طبل جنگ بجا ہرکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسانے حال ہوے یہان
بھی بحکم شاہ عالی پناہ نقارۂ حربی کڑکڑایا آجکی رات عیارون نے جو ساحر کا یہ دعوی سنا کہ اُسنے اسم اعظم کو
بیاثر کرنیکا ارادہ کیا ہے پس بہر عیاری قدم اٹھایا چالاک مع چند عیارونکے روانہ ہوا کہ نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے
چنانچہ سرہنگ اُعین سے صورت بدلکر بارگاہ لقا مین گیا وہان جب طبل بج چکا تھا پہلوان اٹھا تھا کہ مین سحر کرنے جاتا
ہون بختیارک کہہ رہا تھا کہ تم آن بوسیدہ بہنا عید تمہاری فکر مین آئینگے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی کچھ تو مین کیا
کرتا ہون یہ سنکر سرہنگ اُسکے ساتھ ہوا وہ جب اپنے خیمہ مین آیا سبکو مع خادم و ملازم وغیرہ کے رخصت کر دیا سرہنگ
بصورت خدمتگار تھا اُسنے چاہا کہ کہیں چھپ جاؤن لیکن اُسنے بروقت رخصت ملازمان کہا کہ وہ بعض خدمتگاران مین سرہنگ
عیار کھڑا ہی اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہی تم جاؤ تو مین اُسکو پکڑون یہ کلمات سرہنگ نے جب سنے پیچھے تو پر ایک کے
کھڑا ہی تھا سرک کر باہر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا گانا لے غل کر کے چالاک آس پاس سے جل کہا اُسنے کہا خیر بچ کر جاویگا یہ کہکر ابوالفتح کو

ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ دونون خدمتگار کی صورت بنکر جب خیمہ پہلوان سحر کے قریب پہونچے دیکھا تو وہان سناٹا تھا اسلیے کہ ساحر نے سب کو پہلے
ہی وہان سے سب کو رخصت کر چکا تھا انھون نے موقع اندر جانیکا خوب پایا فوراً قنات سے لشکر و تجمل بارگاہ ہوے دیکھا کہ فتیلہ
سوز شمعدان روشن ہین پلنگڑی پر پہلوان سحر سوتا ہی انھون نے چاہا کہ قریب جاکر بیہوش کرین لیکن انکو خود نیند آنے لگی سمجھے کہ یہ
ساحر زبردست ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسنے سحر اپنی حفاظت کیلیے ایسا کیا ہی کہ جو کوئی یہان آئے بیہوش ہو جائے یہ سمجھکر چاہا کہ بھاگ
جائین لیکن اتنا زور بھی اپنے مین نہ پایا جانا کہ ہم بیہوش ہوا چاہتے ہین بس یہی جیتی عیار رہی اور تو کچھ کر سکے گلا تان کیا کمند کو اسطرح
زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پانو کی دھمک سے حلقہ ہاے کمند اچھلکر گردن و کمر مین پڑین اور الجھکر گر پڑے
غرضکہ اسطرح کا جال بہر طائر روح ساحر لگا کر یہ دونون صیاد دانا بیہوش ہو گئے ادھر لشکر زمین سامان حرب ہو رہا ہی مگر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیے کہ وہ پنجہ جو ناہید و ایرج کو اٹھا لیگیا ہی وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہی اور راز بسکہ طلسم
مین استاد کی وجہ سے کوئی اُسکا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اسکو فروغ تھا اسلیے وہ کوہستان مین باہر طلسم کے آیا اور یہان اپنی
بود و باش اختیار کر کے شاگرد بہم پہونچائے اور استاد مشہور ہوا چنانچہ صحرا مین ایک باغ بنا کر اکیلا رہتا ہی اور اس اطراف
مین ایک جوگی ہی کہ بڑا استاد کامل ہی فن سحر مین سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہی بس یہ خدمت جوگی مین اپنے استاد کی خبر سنکر گیا اور
کہا مین استاد سے برخلاف ہو کر یہان آیا تھا اب وہ بھی آئے ہین شاید مجھ سے کچھ فساد کرین لہذا آپ میری حمایت فرمائین جوگی پاس جو نکہ
مدت سے آیا کرتا تھا اسنے رحم کھا کر ایک تلوار بند سحر اسکو بنا دی کہ جب تیرے استاد سے اور تجھسے سامنا ہو تو اس تلوار
سے مقابلہ کرنا یہ شمشیر دو ٹکڑے کر دیگی اور کسی طرح کا حربہ سحر تاثیر نہ کریگا اسلیے کہ جب اُسنے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلسم
سے کہکر جسم اپنا سحر بند کرا لیا تھا کہ کوئی حربہ بجز انکے سے نہ کٹے غرضکہ یہ ساحر کہ نام اُسکا جنگل جادو ہی وہ تیغ لیکر اپنے باغ مین
آیا اور چاہا کہ پہلے استاد کے دشمنونکو مارون اور استاد سے لڑون اگر وہ کچھ نہ بولے اور آشتی پیش لائے تو کچھ ضرورت فساد نہین
اور جو برسر عناد ہو تو ناچاری ہی یہ سوچکر پنجہ بنا اور ایرج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے انکو ہلاک کرون تو اور دشمنونکو اسیطرح لاکر قتل
کرون جب دو تین کو مارون تو سر انکے خدمت استاد مین لیجاؤن چنانچہ ان دونونکو لاکر جیسے صحرا مین اتارا شاپور عیار بھی
پنجہ کے تجسس مین جیسا ذکر کیا گیا ہی کہ جا رہا تھا اسنے بھی دور سے دیکھا کہ وہ پنجہ غلطاک ساحر بنا ادھر ناہید و ایرج جب تیز ہوا
کے صدمے ملنے سے ہوشیار ہوے اور ساحر کو دیکھا ناہید نے للکارا کہ او بیحیا تو کون ہی جو ہم دونونکو لڑکے مین اٹھا لایا اسنے کہا
تم میرے استاد سے لڑتے ہو اور خداوند کا مقابلہ کرتے ہو مین تمھین قتل کرنے لایا ہون ناہید نے کہا مین خداوند کیطرف سے
لڑنے آیا ہون اور انکے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اٹھا لایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہین کیونکہ وہ اپنی قدرت سے بعد میرے
اُنکے تیرا حال دریافت فرمائینگے اور جانے کونسا حال ایسا ہی جو پوشیدہ ہی ساحر نے کہا خداوند مین یہ قدرت نہین وہ کیا حال
میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہین کہ مین مسلمانونکو پیدا کر کے بھول گیا ہون اور علاوہ اسکے عیار انکو آکر دق کرتے ہین انکا حال
ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کر کے انکے رنج پہونچانے سے محفوظ رہتے بس ظاہر ہوا کہ علم غیب مطلق خداوند کو نہین
ناہید یہ کلمات سنکر سوچا کہ جو پرستاران خداوند مین ان تک کو بھی معلوم ہی کہ خداوند بالکل بیخبر ہی بس یہ خداوند سراسر
جھوٹا اور دغا باز ہی ضرور ہی کہ قول اُدرون اہل اسلام سچ ہی اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ بہ صفت موصوف ہین تجکو لازم ہی کہ

کہ اسلام اختیار کرکے ثواب آخرت حاصل کرے یہ سوچکر براہ مکر اس ساحر کو ڈانٹا کہ حرامزادے تو خداوند کو غافل و رنگیں بتاتا ہے دیکھ تو کہ تیرا کیا حال ہوتا ہے وہ ساحر ڈرا کہ ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سے کہیگا بس یہان بہت مشکل پڑیگی چنانچہ خائف ہوکر ناہید پر سے سحر اپنا دفع کرکے کہا میں آپکو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا اور جبھی سحر اٹھالایا تھا اب آپ جانب لشکر تشریف لیجائیں اور میری خطا معاف فرمائیں خداوند سے میری شکایت نہ کیجیے گا مجھپر رحم فرمائیے گا ناہید جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پاکر مار ڈال اسکو بس تیغ میں ہاتھ ڈالکر قریب گیا کہا او مادر بخطا میں تیری سزا تیرے کنار میں رکھتا ہون کہ پھر کبھی بہادران عالم سے توہین نہ کرے یہ کہکر اسکو سنبھلنے بھی نہ دیا اور وار شمشیر کا کیا تلوار جب اسپر پڑی اُسنے جلدی سے سحر پڑھا کہ اچٹ گئی اور ناچار ہوکر ناہید کو پھر اُسنے گرفتار کرلیا اور اب یہ کہ ایک قتل نہ کرسکا اسلیے کہ طرفدار خداوند اسکو سن چکا تھا سوچا کہ ان دونوں کو لیجاکر باغ میں قید رکھون اور خداوند سے جاکر سب حال کہون جیسا وہ فرمائیں ویسا کرون غرضکہ ان دونون کو بزور سحر لیکر باغ میں آیا وہ باغ سرسبز و شاداب عمدہ و نایاب تھا چنانچہ بزور سحر ان دونوں کو بیرون باغ کے نیچے ڈالدیا اور آپ بیٹھکر شراب پینے لگا لیکن اتنے عرصہ میں شاپور اسکو دیکھ چکا تھا صورت بدل رہا تھا جب یہ باغ میں آیا وہ بھی ایک عورت قبول صورت کی ایسی شکل بنکر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک لگے تھے اُنکے نیچے بیٹھکر اس صدمہ سے رو رو کے رو دیا اگر دل سنگ بھی ہوتا تو ساحر نے آواز غمگین سنکر در باغ پر برائے انکشاف کوائف آیا زیر درخت سرو حد لقیہ محبوبی کو بصد حسرت اشک بہاتے پایا ایسا حسن نور آگین بصد آرائش و تزئین نظر آیا کہ جسکے نظارہ نے دیوانہ بنایا ہزارون ملک چین و ختن اُسکی زلف عنبر و مشک بیز پر نثار عارض پر بہار گلشن عالم تصدق ہر بار ناز و کرشمہ اُسکے دامن نگاہ سے توسل جو دلداری و دلربائی کیجئے دامن دل ہر دم کھینچتے ہیں خود چمنستان جمال میں ہزارون گل حسن و خوبی شگفتہ باغ جوانی و بہار رعنائی پھلا پھولا دیکھی ہر انداز میں وہ آفت جان یکتا کہ بموجب

نظم

طرحدار اور خوش اخلاق تھی وہ
بلاشک شہرۂ آفاق تھی وہ

پری وش سیم بر شمشاد قامت
نہایت خوبرو وہ ماہ طلعت

ترقی پر شباب حسن کو تھی
مثال بدر روشن صورت اسکی

بہ شکل صبح پیشانی تھی خندان
چھری خنجر کٹاری تیر مژگان

وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک

ساحر نہ کہ وہ اسیر فریفتہ ہوکر قریب گیا اور نہایت متعجب مستفسر حال ہوا کہ اے مایۂ خوبی و اے مہر آسمان محبوبی آپکی ایسے وادی سنسان میں آکر رونا اسطرح بیتاب ہوکر اشکوں سے دھونا کیا سبب رکھتا ہے دل نازک کو نسا رنج و تعب رکھتا ہے اسکے پوچھنے سے وہ ماہ تابان بسان سحاب باران اشک حسرت زیادہ تر برسانے لگی اور زبان پر لائی کہ طبیعت حد سے افزون ہجر شوق دیدار اظہار نہیں ہے دشوار ہے تم کیا میرا حال پوچھتے ہو فلک کی ستائی ہوں برباد ہوکر یہان آئی ہوں عیار ان لشکر اسلام نے شوہر [illegible] اگر ہوتا میں ہوئی خانمان آوارہ جب دل گھبراتا ہے جنگل میں آکر کوئی ہوں غم دل خالی کرتی پھرتی ہوں جہان شوہر [illegible] ہوا ہے یہ کہکر رو رہی ہوں ساحر نے یہ حال سنکر سمجھانا شروع کیا کہ اے نازک بدن [illegible] خداوند سامری کی [illegible] ہے وہ بشر ہے بصورت مجبور ہے دنیا کا یہی دستور ہے اس کا غم

جوزی پر چبوترہ بھی پڑا تھا کہا کہ اے بھائی کیا کہنے ماشاء اللہ تمہاری عیاری میں شک نہیں اس ساحر کو خنجر سے قتل کردو کسلیے کہ ناہید
نے اسپر تلوار ماری تھی تو اچٹ گئی تھی شاید بند سحر یہ سوئیں تن بنا ہو شاپور نے یہ سنکر دیکھا باغ سے تلاش کرکے ایک پتھر زیر
سر رکھا اور دوسرے سے سر اسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہوگیا اس ساحر کو جہنم میں بھیجا ہیرون نے اسکے غل مچائے آندھی سیاہ
آئی جب وہ آفت برطرف ہوئی ناہید عیار کے جسم میں طاقت آئی ناہید نے اٹھکر قدم پر ایرج کے سر نیاز رکھدیا اور کہتا تھا کہ دین
آپکا سچا ہے جبنے اسلام اختیار کیا شہزادے نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا کلمہ پڑھکر وہ بہادر راز سر صدق لایا
لایا پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور اندر بارہ دری میں اس باغ کی آیا جو کچھ سامان آسائش زر اوہ سحر اسجگہ تھا وہ مرگ ساحر سے
مٹگیا تھا اصلی باقی تھا شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری میں رکھا تھا اسکو کھولا اسمیں ایک شمشیر آبدار رکھی تھی نیام سے
نکلی اسپر چڑھا تھا اسکو اٹھاکر جو کھینچا قبضہ کے قریب تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار صوت کا بہام پہلوان جادو کی اور اسکے شاگردوں
کی ہے جسکے پاس یہ تلوار ہوگی اسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نہ کریگا اور اسی تیغ سے وہ دو ٹکڑے ہوگا اور کسی حربہ سے نہ مریگا یہ مضمون
پڑھکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغ کمر سے باندھا پھر تینوں واقف روانہ ہوئے یہ تو اس طرف سے آتے ہیں اور لشکر دشمن میں ات(?)
پھر تیاری حرب ہی ہی ہو رہا تھا یہانتک کہ وہ وقت آیا یعنے عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کرکے تیغ آفتاب اژدر ترک فلک فرمایا
کہ بموجب

نظم

بہائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور ۔۔۔ کمر سے تیغہ خنجر لگا کر
ہوا شدید یہ گردون پر جب اسوار ۔۔۔ تو بھاگے سامنے سے نجم و سیارہ

امیر کشور گیر مسہری پاس سے پہلوانان باتوقیر دردولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان جلوس کل سے پیدا
ہوا پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدا ہوا اسپ مجرا و تسلیم کی سواری جناب عالی کی جانب میدان مصاف چلی سپاہ کشیر پہلے ہی
جا جا کی تھی منچلونکا یکا ایں گلستان شجاعت میں عشوہ ونکا نیا غنچہ کرتا تھا جو ان گھوڑوں نے سرکوبی وا نظر آیا ونکا نیا انداز دیکھکر حیف
بجو رفتار چال بھولا تھا بلبل جرأت صلابت بچہ بول اٹھا النقارہ ونکا بجنا النقیب ونکا خوش الحانی سے نقابت کرنا عنادل کا چمن تہور میں
نغمہ سنجی کرنا ظاہر تھا غرضکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ بیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا کہ دم بھر میں ریلے خون
سے بہا وہ حاصل مرام دشت قتال میں پہنچکر تخت شاہی قلب میں لشکر کے قائم ہوا صف میمنہ و میسرہ وغیرہ میں بہادرونکا
پرا جما میدانکو بیلداروں نے ہموار کیا سقوں نے چھڑکاؤ سے گرد و غبار بٹھاکر آئینہ سا جنگل بنادیا دوسری جانب لشکر
لقا نے آکر صفوف حرب کو درست کیا مگر پہلوان جوشن نہ آیا اسوجہ سے کہ اسنے رات کو اپنی حفاظت کیلیے یہ سحر کردیا تھا کہ جو کوئی
بارگاہ میں آئے بیہوش ہو جائے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو میں اٹھوں اسکو گرفتار کروں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چالاک
و ابو الفتح وہاں جاکر بیہوش ہوئے جب یہ صبح کو سوکر اٹھا دیکھا دو عیار سامنے پڑے ہیں خوش ہو کر گرفتار کرنے اٹھا مگر
قریب نکے انہوں نے جو کمند لگا رکھی ہو وہ کمند اچھلکر گردن دکر دست و پا میں الجھی اسنے چھڑانیکا قصد جو کیا حلقے کمند کا کھلا کر پھنس
ہوگئے یہ گرا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھولا ادھر ان دونوں عیاروں کو ہوش آگیا اسلیے کہ اسنے سحر بھی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات
بھر بیہوش رہے صبح کو ہوشیار ہو جائے کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی تھی ہی نہیں خود ہوشیار و بیدار رہونگا فی الجملہ عیار جو

ہوشیار ہے ساحر کو کمند میں پھنسے دیکھکر ایسے گھبرائے کہ حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش بھی نہ کیا یونہیں گلا مجھے پہلا دکر سراپچہ بارگاہ بھاگنا
کر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ میں سحر کرنا بھولا اور یہ بیہوش کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اسنے چیخنا شروع کیا کہ اے افسران لشکر
میرے دوڑو دوڑو ارے واسطہ سامری کا مجکو چھڑاؤ ہائے میں پھنسا یارو میری جان گئی لوگ مجھے پکڑے لیے جاتے ہیں کمبخت ملازم
میرے کہاں گئے خدمتگار حرامی مرگئے شاگرد میرے سارے کہاں گئے اسوقت کیوں نہیں آتے یہ غل غپاڑہ سنکر ملازم اسکے دوڑے ہرچند کہ
لشکر کمر باندھے حاضر ہوشیار نہ تھا مگر جو جو سب دوڑے اسیطرف شاگرد بھی اسکے چلے عیار سمجھے کہ اب نہ جا سکو گے اور گھر
جاؤ گے یہ سمجھکر اسیطرح کمند میں لپٹا ہوا اسکو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے ملازم جو پیچھے دوڑے آتے تھے وہ بھی عیاروں کے
تعاقب میں نہ گئے اپنے مالک کو اٹھایا عیار بھاگ کر دور نکل گئے اسنے انکے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن فرط غضب سے
اس چوٹ کو خیال میں نہ لایا اور بارگاہ میں ملازموں سے کہا مجھے اٹھا لے چلو وہ اسکو بارگاہ میں لائے اسنے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے
مگر جتنا انکو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ الجھے اسوقت اسنے چاہا کہ سحر سے کمند جلا دوں لیکن میدان رزم میں جب عرصہ گذرا اور پیچکی
تو بختیارک اسکے خیمہ کیطرف بیخبر چلا راہ میں چالاک اپنے لشکر کیطرف جاتا تھا اسکو دیکھکر پکارا کہ مالک جی عشق اللہ ہی
بختیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے سیلی تاگے سے درست دیکھا پہچانا کہ چالاک ہے گویا ہوا کہ مرشد زادے تسلیم عرض کرتا ہوں
اسنے کہا کہ یہ کمند فقیر کی پہلوان پاس ہے خبردار رہنا بختیارک نے کہا آپکی امانت غلام حاضر کریگا یہ کہکر خیمہ پہلوان میں آیا وہ
کمند جلایا چاہتا تھا کہ اسنے اسکے حلقے کھولے اور کہا بڑا غضب ہوتا جو کمند جلجاتی مرشد زادے راہ میں مجھے تاکید کر گئے ہیں
مجھ سے آکر لینگے یہ کہکر کمند لیکر چلا پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا اسلحہ تیغ سارے جسم پر لگا کر مرکب پر سوار ہوکر مع اپنے
شاگردوں کے بعد کروفر میدان رزم میں آیا یہاں تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہے اور کوئی لڑنیکو نہیں نکلتا ہے
کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکر وسط میدان میں پہونچکر نہیب زن ہوا کہ اے فرقہ اسلامیان تم میں سے
جسکا جی چاہے وہ آئے میرے سامنے لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلنے لگے مگر
جو اسکے سامنے آیا اسنے تلوار کا وار کیا بہادروں نے تلوار اسکی رد کرکے شمشیر لگائی اسنے سر سامنے کر دیا تلوار سر پر پڑکر
اچٹ گئی پھر اسنے تیغ لگاکر زخمی کر دیا اور سحر پڑھکر گرفتار کر لیا کئی سردار زخمی ہوکر مقید ہو چکے تھے اور امیر لڑنے آیا
چاہتے تھے کہ صحرا کیطرف سے بگولا گرد کا اڑا اور شاپور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوئے کہ دیکھیں یہ کیا پیام لایا ہے
سب نے دیکھا کہ اسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کیطرف چلے ایک لمحہ
نہ گذرا تھا کہ جنگل کیجانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار
پس پشت تمام سردار آتے ہیں کہ بمقتضائے

نظم

سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد — زگرد سپہ چشمہا تیرہ شد
بلشکرگہ آمد دو شاہ جوان — ہمہ بر کف خود نہادہ روان
درفش درخشان بسر برپائے — یکے پیکرش تیر و دیگر ہمائے
ہوا شد زگرد سپہ آبنوس — ز نالیدن بوق و آوائے کوس

تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہے / نہنگ اندرون خون خروشندہ ہے

انکی آمد دیکھکر امیر تامل پذیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب ہوکر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب بڑھا کر سلسلے پہلوان کے ہوکر نگاہ در ماری گھوڑا اُسکا پس پا ہوا اُسنے رانوں میں مسکر مرکب اُسکے روبرو بڑھایا مگر بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپکے نواسے کے تیور آج بُرے نظر آتے ہیں میرے نزدیک طبل امان بجوا دینا بہتر ہے ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقا نے کہا اے شیطان تو جبک رہا ہے میرا پہلوان سپر قدرت ہی سبکو ماریگا یہ کہہ رہا تھا کہ وہاں پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی شہزادے نے وار اُسکا خالی دیا اور وہی تیغہ جو باغ جنگل جادو سے پایا تھا کھینچکر علم کیا ساحر نے جو اسکی چمک دیکھی دل اُسکا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کرکے سحر پڑھنے لگا مگر نہ سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹکر خود و دو بلغہ زرہ ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسۂ سر تن در آئی اور سر سے سراسر کا چہرہ تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کرکے شکم کے اوجھ جھوجھ کو کاٹکر خانۂ زین پر آئی مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکلگئی راکب و مرکب چار پھانکے ہوکر گرے بختیارک یہ ضرب دیکھکر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اسی نے تکبیر کہی شاگردان ساحر غلغلہ اپنے استاد کے مرنیکا سنکر سحر پڑھتے لپٹا لپٹ شہزادے پر آگرے آگ پتھر برسانے لگے ایک طرف سے لقا نے فوج کو للکارا اور یاسے لشکر اندر کر خیلا اسطرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر باہم ملکے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہوا کا مزاج مکدر ہوا وزسیاہ دشمنوں نے دیکھا او بارسنے لگا تلوار کی چمک سے دریائے آہن لہریں مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی میں طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردار جنکو پہلوان گرفتار کرچکا تھا مثل تورج و داراب وغیرہ کے وہ ایک خیمہ میں قید تھے پہلوان کے مرنے سے سحر انکا سمجھا تا رہا وہ سب چھوٹکر جو نکلے ہنگامہ کارزار گرم دیکھکر جو لشکر کا پڑاؤ پر تھا اس سے لڑنے لگے اور ایک آدھ دروبان زندان کو مارکر اسلحہ لیکر آفت برپا کردی پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار عقب میں انکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آکر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر لقا میں ہلچل پڑگئی اسیطرح یہ یاد رہا کہ لشکر ناامید ہو بمراہ لقا لڑنے آیا تھا اُسنے جو اپنے افسر و مالک کو شریک مسلمانان دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہے پس وہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا اب تو چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا اور یہ حال ہوا کہ ابیات

گروہے بکشتہ در دون پر زخون / دگر سر بریدہ فگندہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل / ہمہ نعل اسپان زخون پر زگل
زافگندہ گیتی بر آن گونہ گشت / کہ کرگس نیارست بر سر گذشت
زباد و ز خورشید و شمشیر تیز / نہ آرام دیدہ نہ راہ گریز
ز خشم تبرزین دگرپال و تیغ / ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ

ایرج بسبب تلوار مذکور کے سحر اثر نہ کرتا تھا شہزاد صف لشکر ساحران میں در آیا تھا ایک طرف سے امیر کشور گیر نے اسم اعظم پڑھکر اثر ساحری مٹایا تھا دم بھون الا شوبکی نیا کردیا تیغ سے ساحران کو مار کر دیا جنگل کشتوں سے بھر گیا ملک الموت کام اپنا کر گیا خلاصہ یہ کہ ایرج صف لشکر درہم و برہم کرکے قریب فیل سیر تخت لقا تھا پہونچا اور مرکب بڑھا تو میں سلام

چار طرف سے تیغ و تبرزن شہزادہ پر پڑنے لگا مگر مرکب اُن کی گری پاکر اڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہونچا دونون ٹاپین لگی ہودج لقا
پر رکھین علمدار جو علم کو جلوہ دے رہا تھا اُسنے تلوار ماری اور فیلبان نے انکس لی شہزادہ نے بائین ہاتھ سے اوجھڑ سپر کی
فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر گانٹھ کر اپنا وار کیا تیغہ خون چکان اس زور سے مارا
کہ مع علم و علمدار کے تیغہ ہودج پر آیا اور اسکو کاٹ کر ہاتھی کے بھسونڈے پر ٹھہرا لقا تلوار پکڑے کھڑا اوٹھا تھا کہ اے نبیرہ
قدرت کیا کرتا ہے او بندہ بے ادب خبردار قدرت سے گستاخی نہ کرنا نہیں تو قدرت سنگ سیاہ کردیگی شہزادے نے بعد
قتل علمدار نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے تیغ علم کی اور فرمایا کہ اے مشرک خدا کے گذارم کہ از دست من جان بسلامت ببری چاہتا
تھا کہ ہاتھ مارے بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کودا لقا پکارا کہ اے شیطان سُرخ
قدرت میں چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ تاب پائے داری بگریز آخر اسی چوٹ میں جسطرح بنا اٹھکر بھاگا شہزادہ بھی
فیل پر سے مرکب اڑا کر زمین پر آیا اور تعاقب مین چلا لیکن کوہی اور تمام افسران لشکر لقا نے مزا گوارہ کیا اپنے خداوند
پر ٹوٹ پڑے سردار لشکر اسلام بھی ہوئے شہزادہ نے آکر کمیدان کو مار کر ماٹین کو بھگا دیا رسالہ بیچ میں آگیا تلوار گھمسان
کی چلنے لگی وہ رن پڑا کہ کبھی ترک فلک نے دیدہ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگ لایا علم فوج
سرنگون تو ہو چکا تھا افسر قتل ہوئے تھے سپاہ بے سردار کے پاؤن اُٹھ گئے اہل اسلام تلوارین مارتے غازیان دیندار
خون چہرہ پر ملے ہیبت ناک صورتین بنائے پیچھے چلے جو گرفتار ہوا بغیر کلمہ پڑھائے امان نہ دی خون کا دریا بہادیا زیر
تیغ رکھ لیا بڑا او لوٹ کر آگ خیام کفار مین لگادی لقا بھاگ کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا ہزارہا کافر واصل جہنم ہوئے
اور قلعہ بند کرکے توپ ماری مجاہدین رکے کہ اب دشمن محصور ہوا اگر چند روز مین جمعیت بہم پہونچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر
ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کو ٹاپون مین گھوڑون کی اڑادینگے لشکر مین طبل آسایش پر چوب پڑی سب پھر کر
داخل خیام ہوئے مال غنیمت تقسیم ہوا اپنے بیگانے کشتون کو گنج شہیدان کرایا اسطرف ساحر نالان و گریان لاشہ پہلوان
کا اٹھا کر جانب طلسم گئے لشکر اسلام مین جشن آغاز ہوا سب قید شدہ سردار بھی آکر ملے لشکر ناہید بھی شریک ہوا بادشاہ
نے ناہید کو ملک و مال اُسکا معاف فرمایا خلعت دیا سرداران ایرج مین داخل ہو کر دست چپ مین بیٹھا یہان تو یہ سامان
ہی لیکن لقا جو بھاگ کر قلعہ مین گیا ایک شبانہ روز تو چوٹ کی جھنجھلاہٹ سے دربار مین نہ بیٹھا دوسرے روز یہ کہتا ہوا باغ
مینا سے برآمد ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو ایسے بندے سرکش اور زبردست مین نے پیدا کر دیے کیا بری تقدیر میری
قلم قدرت نے لکھدی آخر جب تخت پر بیٹھا سب اہل دربار افسران بقیہ لشکر حاضر ہوئے ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ
بیٹھے دور شراب آغاز ہوا اس اثنا مین گلگون پیادہ آیا جسکا ذکر اول بیان ہوا ہے کہ بہار کو پکڑ لایا تھا چنانچہ اس زمانہ
سے یہ اپنے ملک مین گیا تھا اب پھر آیا بختیارک نے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ کہئے کہان تھے اُسنے کہا گھر گیا تھا بختیارک نے
کہا جیسے گھر مین رہے ویسے یہان رہتے کچھ ہو سکتے تو یہان رہنے کا مزا ہے کل کی لڑائی مین قدرت کے بہت چوٹ لگی اگر مین
کفیل حال ہوتا تو فیل پر سے اتر نہ سکتے نواسا قدرت کا قتل کیا چاہتا تھا کیون نہو جیسے خداوند زور آور ہین ویسی ہی مٹی
زور دکھتی ہوگی پھر انکی کچھ چوٹ نواسا ہوا آخر وہ تو خداوند کے باپ کو باپ تو مارتا یہ کہکر سارا واقعہ جنگ اسکو سنایا عیار کو

نے کہا کہ مین جاتا ہون اور ایرج کو پکڑ کر لاتا ہون یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اور ایک گھسیارے کو لشکر کے بلا کر بیہوش کرکے ایرج
کی ایسی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کرکے حکم دیا کہ تو میری ایسی صورت بنجا شاگرد بموجب حکم اسکی ایسی صورت بنا
اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی یعنی رومی سے زنگی کا بھیس بدلا سیاہی شب کو
محیط ہوا کہ بمقتضاے نظم

گررفتہ رفتہ دن ڈھلکر ہوا گم
سیاہی دیکھکر گیسوے شب کی
ہوا سامان تاریکی فراہم
دلوں نے خلق کی راحت طلب کی

شام ہوتے ہی قنطورے اور چیتا دے سے آراستہ ہوکر پشتارہ گھسیارے کا باندھکر شاگرد کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا
اور قریب لشکر اسلام جو صحرا ہی وہان ایک غار مین پشتارہ گھسیارے کا رکھکر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر
اسلام کے ٹھہرا کر کچھ فریب تعلیم کرکے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل خدمتگاران اہل اسلام بنائی چپکن چھینٹ کی
پاک کرنے لگا یا پیشانی پر گھٹا سجدہ کا بنایا شرعی ڈاڑھی درست کرکے داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازار دیکھتا ہر ایک
سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایرج پہونچا اور خدمتگاروں مین ملکر ٹھہر رہا جب شہزادۂ مذکور دربار سے آکر
استراحت فرمائے بارگاہ ہوا خدمتگاری کرنیکے لیے بلائے گئے عیار سطور بھی انمین شریک ہوکر اندر آیا مگر شاپور عیار شہزادہ
نے ہر ایک خدمتگار کو بنظر فراست دیکھا اس عیار کو نیا آدمی دیکھکر چاہا کہ گرفتار کرے مگر وہ بھی نظر اسکی پہچان گیا اور
سراسیمہ فرار کرنا چاہا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا مین گلگون عیار ہون آج ایرج کو پکڑ کر لیجاؤنگا یہ کہکر چلا گیا یہان
انتظام ہونے لگا شاپور در بارگاہ مین بیٹھنے لگا شہزادہ بھی باوجود انتہا ہوشیاری پلنگ پر آرام فرما تو ہوا مگر جاگتا رہا
کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا ادھر گلگون جو دعوی کرکے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا صورت بدلے فکر مین پھرنے
لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھرا ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا اسنے اسکو دور کا پہلے
تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میرے ساتھ ذرا ادھر آئیے دیکھیے تو یہان کیا نقشہ ہے فراش بیچارہ ایک اسکے کہنے پر
حیران ہوکے اسطرف آیا جہان اسنے بتایا وہ مقام گوشے کا تھا اسنے وہان آکر حباب اسکے منھ پر مارکر بیہوش کردیا اور
اسکا پیرہن لیکر فتیلہ عیاری جلا کر آئینہ سامنے رکھکر اسکی ایسی صورت بنکر لباس اسکا پہنکر چلا فراش کو وہین چھوڑا اور در بارگاہ
پہ آیا شاپور نے پوچھا کہ میان درگاہی کہان گئے تھے اسنے کہا کہ غلام لشکر مین کچھ سودا لینے گیا تھا یہان غلغلہ سنائی دیا دوڑا
کچھ بیابھی نہین شاپور سمجھا کہ سچ کہتا ہے یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعون کے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا یہان
دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہے سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہین نہ بیٹھین گے یہ سوچکر شمعون پر بیہوشی ڈالنے لگا فرش کا جھول
ٹھیک کرنے کا حیلہ کرکے خاک بیہوشی سب طرف پھیلا دی سرہانے شاہزادے کے آکر پیچ بند باندھنے لگا اور تکیون مین بیہوشی کا عطر
جو ہاتھ مین بھرا تھا تا بو پاکر لگانے لگا شہزادہ کچھ اسکی حرکتین دیکھکر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہہ کرکے سمجھا کہ اسکو
گرفتار کرا لو اگر فراش ہوگا رہا کر دینا ورنہ مار ڈالنا یہ سمجھکر پکارا کہ لینا اسکو عیار سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر فرش سے
غلطان ہوا اور صحن بارگاہ مین آکر سراسیمہ فرار کرنا چاہا کہ یہان شہزادے کے لینا کہنے سے شاپور اٹھکر دوڑا اور شہزادہ خود

گلگوں اٹھا اور پکارا کہ اے شاپور سر اگرچہ عیار ہے پہاڑ گیا ہے اِدھر آؤ اُسطرف گھیرو شاپور اُسی جانب دوڑا اور بارگاہ میں دھواں
اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا شہزادہ مع خدمتگاروں کے بیہوش ہو گیا اور بسبب غل کے جو دوڑا اور خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور تعاقب
عیار چلا شہزادہ بیہوش پڑا رہا ادھر شاپور جو پیچھے دوڑا گلگوں جست وخیز کرتا ہوا لکنائے لشکر کے اسکو لایا وہاں شاگرد کو
اپنی صورت اپنی بنا کر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ آیا تھا کہ جب میرے تعاقب میں کوئی آئے تو میرا لعو کیکے تو لڑنے لگنا شاگرد نے
یہی کیا کہ استاد کو آتے دیکھا آگے بڑھا آیا استاد تو نکل گیا اور اُسنے نعرہ کیا کہ باشی و نا عیار کہاں جاتا ہے کہاں میں تجھ سے کم
ہاں یہ کسی کا رکھتا ہوں یہ کہکر تیغ کھینچکر لڑنے لگا شاپور اور وہ دونوں مصروف جنگ ہوئے اور گلگوں نے مہلت پائی فوراً
صورت اپنی اصل صورت شاپور بنائی اور پھر داخل لشکر ہوا جسنے دیکھا جانا کہ عیار نکل گیا یہ پھر آیا ہے غرضکہ کوئی مزاحم نہوا اور
یہ بارگاہ شہزادہ موصوف میں آیا دیکھا تو یہاں شہزادہ مع خدمتگاران بیہوش ہے اسنے خوش ہو کر جلد عیاری کی بچھائی اور ساتوں
حلقوں سے کمند کے گولا مار کر کے پشتارہ کاندھے پر رکھا اور سرا اُچک کے نکلا نصف راہ لشکر کی طے کی ہوگی کہ ادھر
شاپور کو شاگرد سے اسکے لڑنے میں خیال آیا کہ ایسا نہو وہ عیار کسی کو اپنی صورت بنا کر مجھے پھرا گیا ہو اور آپ جاکر
کام کرتا ہو یہ سمجھکر سامنے سے اُسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کیطرف چلا راہ میں گلگوں کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھا کہ میری
صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہے اسنے پہچانکر للکارا وہ بھاگا اور یہ پیچھے چلا یہانتک کہ لشکر سے نکلکر وہ جنگل میں آیا
کہ اسنے پہچان لیا اور تیغ کھینچا آپس میں دونوں گتھم گتھے ہوئے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اسکو دباتا چلا یہانتک کہ وہ اسی غار پر
آیا جہاں گھسیارہ کو بشکل ایرج بنا کر پشتارہ میں باندھکر رکھ آیا تھا غرضکہ جب غار پر آیا اس غار میں کود گیا اور پشتارہ
شہزادہ کا وہیں رکھا پشتارہ گھسیارہ کا کندھے پر لادکر ٹھہرا تھا کہ شاپور نے چاہا میں غار میں پھاند جاؤں اُسنے کمند
کے حلقے لگائے شاپور سمجھا کہ تم پھاندے اور پھنسے لازم ہے کہ اسکو راستہ دو تاکہ نکل آئے یہ سمجھکر پیچھے ہٹ گیا اُسنے
اُسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاپور نے پھر جاکر گھیر لیا اُسنے دو ایک حملہ روکے آخر پشتارہ دوش سے
اتار کر رکھدیا اور لڑنے لگا شاپور نے اسکو ایسی جھکائی دی کہ وہ تو ادھر گیا ادھر شاپور بڑھا اور شاپور جانب پشتارہ
ہو گیا اور جلدی سے اپنا شہزادہ سمجھکر پشتارہ اٹھا کر لایا اُسے تلواریں مارنا شروع کیں مگر شاپور نے پشتارہ چھوڑا
اور سمجھا کہ پشتارہ پر ایسا نہو کہ اور آفت آجائے کوئی اُسکا شاگرد آکر دست انداز ہو اس سے بہتر ہے کہ لڑنا تو ترک
کرکے اپنا راستہ ہو یہ سوچکر جانب لشکر اسلام بھاگا اُسنے بھی طرح دی یہ تو نکل گیا اور وہ غار سے پشتارہ برآمد کرکے
روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر میں پہونچا رات زیادہ ہو گئی تھی حاجبان قلعہ اُسکے منتظر تھے انہوں نے بعد دریافت علامات
شناخت کرکے دروازہ کھولا بعد داخل قلعہ ہوا القا باغ مینا میں آرام بے ریختا تا جاریہ اپنے خیمہ میں شہزادے کو لایا اور اسوقت
تک بحفاظت تمام رکھا کہ کاکش دہر نے گیاہ کہکشاں کو صحرائے فلک سے آفتاب کا گٹھر بالیکر پھیلا اور گلیم شب میں لپیٹ کر
گٹھری باندھی کہ بموجب نظم

کہ جب اٹھا زمین سے سایۂ شب — نظر آیا اجیال صبح مطلب
پچھے رستے ہوئے ظاہر ہوا کہ سو — اڑے طائر گھر سے صحرا میں آ ہو

ہنگام سحر لقا دارالامارہ قلعہ مین آکر تخت نشین ہوا سب سردار او رمطیع اُسکے حاضر ہو کر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے اُسوقت گلگون نے قید آہن ہزار من کی جسم انور ایرج نامور کو پہنا کر دربار کاراستہ لیا شہزادہ کو بھی جرادے پر ڈالکر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اس مرید یعنی لقا کے پہونچا بطور خدا پرستان پکار اکہ سلام میرا اس مجلس مین خدائے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس غیب کو سنکر گڑ گڑایا کہ او بندۂ بے ادب تو اسوقت قدرت سجدہ کر یا بدولت کو شہزادے نے فرمایا کہ مین تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالون پر لعنت کرتا ہون اوشرک خدا ناچار ہون کہ اسوقت دسترس میرا نہین ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا اُسنے ان کلمات کو سنکر حکم قتل شہزادہ دیا بلکہ بخوف اُسکے کہ کوئی عیار اُسکو چھڑا لیجائے ایک سردار سے کہا کہ تو اُٹھکر سر کاٹ لے جلاد کے بلانے مین عرصہ ہوگا وہ سردار تلوار لیکر اٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا پس درگاہ احکم الحاکمین مین رجوع قلب سے پکار اکہ

نظم

مجھے امید کب ہے بخت بد سے　　کہ فرصت پاؤن اس تیغ و حسد سے
ہزاران شکر احسان خداوند　　کہ وہ کرتا ہے غمگینون کو خرسند
عجب کیا ہے کہ چھوٹون اس بلا سے　　مجھے امید رحمت ہے خدا سے
الٰہی دل کو میرے شاد کردے　　مجھے اس قید سے آزاد کردے

ہنوز یہ دعا نشانۂ اجابت پر بیٹھا یعنی ہرکارے دوڑتے ہوئے آکر بارگاہ پر ٹھہرے اور کافرنے کافر کو بعد دعا دیکر عرض کی کہ شیر انجوالہ کو ہی مالم قلعۂ سیاہ کوہ چالیس ہزار کو ہیون سے ہمراہ خداوندا آیا ہے یہ خبر سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ اسیطرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا یہان تو یہ ماجرا گذرا اگر شاپور جو پشتارہ گھسیارے کا ایرج کا پشتارہ سمجھکر لیگیا تھا اُسنے بارگاہ مین لاکر اسکو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا گھسیارے کو گلگون نے بلاکر بیہوش کرکے ایرج بنایا تھا پھر حال تو یہان اس سے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تئین شہزادہ بتاتا اُسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چار طرف کچھ ڈھونڈھنے لگا شاپور نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتے ہو اُسنے کہا گستیان میری کمر مین گھر بار کھا تھا اسکو ڈھونڈھتا ہون آپنے پایا ہو تو بتا دیجیے شاپور نے ان باتون سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہے بہت نادم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا کھایا اب شہزادے کو چلکر چھڑانا چاہیے یہ سوچکر گھسیارہ کو نکالدیا اور آپ پھر روانہ ہوا از بسکہ رات کو در قلعہ بند تھا اسنے ہزاروں تدبیرین کین مگر اندر نجا سکا ٹھہرا رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیارک پیشوائی کو نکلا یہ بھی اُسکے ساتھ چلا اُسنے جاکر شیر انجوار سے ملاقات کی لشکر اُسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاپور بھی صورت بدلے اُسیکے ہمراہ لشکر مین ملکر قلعہ مین آیا لشکر اُسکا ایک مقام پر اترا فوج کی چھاونی کے ترتیب خیمے استادہ ہوگئے اور شیر انجوار سامنے خداوند کے آیا شاپور بھی خدمتگار دین ملکر ساتھ آیا یہان اپنے سے شہزادے کو مطوق و مسلسل بیٹھے دیکھا منتظر رہائی کرنے لگا اور شیر انجوار نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی دنگل پر بیٹھا دونے شہزادے کو اسنے بھی دیکھا خداوند سے پوچھا کہ یہ کون خاطی ہے لقا نے کہا کہ گرفتار کیا تھا کہ ملک بختیارک یہ لاکہ انکا حال مجھ سے سنیے یہ نواسے خداوند کے اور پوتے حمزہ کے ہین انکی ماں کو پوتا حمزہ کا نکال لیگیا تھا اُسسے یہ بچہ پیدا ہوا تھا

جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو پاتے تو مارتے یہ کہکر سب چال رہائی کا تا گرفتار ہو آنے شہزادے کے بیان کیا
شر انجوار جب اپنا ہراس چکا دل سے سوچا کہ یہ کیسا آخر خداوند ہے جو اپنا حفظ ناموس نہ کر سکا بیٹی کو قبضۂ دشمنان میں جانے دیا اور
اب اپنے چھوٹے سے سجدہ نہیں کرا سکتا یہ سمجھ کر دل میں اُسکے خداوند کیطرف سے فتور آیا مگر ایرج کیطرف مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے
نواسۂ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خداوند سے تیرے نانا ہیں تو انکو سجدہ کیوں نہیں کرتا یہ سنکر ایرج نے
جواب دیا کہ اگر یہ سارے عالم کے خدا ہیں تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کریں کہ مجکو زیر کرے جب یہ ہوگا تو انکو سجدہ کروں گا
شر انجوار نے کہا شرط معقول ہے اور قول تیرا درست ہے مجکو یہ امر بدل قبول ہے اچھا اگر میں تجکو زیر کروں تو اپنی شرط سے
بازگشت نہ کرنا شہزادے نے فرمایا کہ استغفر اللہ قول مردان جان دارد مگر بصورت میرے تجپر غالب آنیکے تجھے بھی
دین اسلام قبول کرنا ہوگا اسنے کہا مجھے منظور ہے یہ شرطیں ہوتے سنکر بختیارک بولا کہ اے شر انجوار تم اسباب میں نہ بولو کیا
تم مسلمان ہونے آئے ہو اُسنے کہا ملک جی تم دیکھو تو میں بھی اسکو زیر کیے لیتا ہوں بختیارک ٹھٹکر ناچنے لگا کہ گویا ہم تمکو استقبال
کرکے اسلیے لائے تھے کہ تم جلد ہی دشمن ہو گئے اسے کوئی کیوں دیوانہ ہوا ہے اسے لڑکر کوئی بھی غالب ہوا ہے اسنے کہا تو جھک مارتا ہے
اور اٹھا کہ قید شہزادہ دور کردوں شہزادے نے فرمایا کہ ہم لوگ البتہ زنجیر قول میں جبتک نام قید کا تھا قید تھے اب جو وقت
رہائی آیا ہے تو کچھ تیری رہا کرنیکی ضرورت نہیں ہے یہ کہکر خانۂ زور میں آکر چرخ مارا اور اس قید گران کو مثال رشتۂ خام توڑ کر
الگ پھینکا شر انجوار یہ حال دیکھ کر وجد کر گیا اور بغل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اُسنے
پیچ باندھا انھوں نے توڑ کیا ازبسکہ بارگاہ میں جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑ نہ سکا سبب سمجھا ایک مقام پر اسکو کڑلایا
اور توڑ کر کمربند میں ہاتھ ڈالکر اسکے پہلے ہی زور میں اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اُسنے پکار کر کہا کہ اے
شہریار امان دیجیے اور شرط اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اتار دیا اُسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ اُسکا سر سینے سے
نہ لگانے پایا تھا کہ لقا نے اپنے سرداروں کو للکارا کہ لینا ان بندگان مغضوب کو سردار لینا لینا کہا اُٹھے شر انجوار تو مسلم
وکمل تھا سنبھلکر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹکر ایک سردار لقا کو ٹے مار تلوار اسکی چھین کر نعرۂ رعد آسا بلند
کیا اور قتل و تیغ کا ہنگامہ بلند ہوا شاپور رستے جو یہ ہنگامہ دیکھا دارالامارہ سے نکل کر بھاگا اور پہلے لشکر شر انجوار میں
آکر پکارا کہ اے افسران لشکر مالک تمہارا بارگاہ لقا میں لڑ رہا ہے جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائیگا یہ خبر سنکر لشکر جلد جلد تیار
ہوا ادھر لشکریان لقا و سلیمان سے بختیارک نے کہلا بھیجا اُدھر بھی کمربندی ہوئی اور یہ دونوں لشکر دارالامارہ سے چلے تھے
کہ راہ میں سامنا ہو گیا شمشیر صاعقہ خصال کھچی اور باہم جدال آغاز ہوئی قلعہ میں ہلچل پڑ گئی دروازے سکا توتکے بند ہو گئے
اور دکانداروں کا میں چھوڑ بھاگے گلیاں لاشوں سے پٹنے لگیں خون کی نالیاں بہنے لگیں اس ہنگامہ میں شر انجوار و ایرج
بھی لڑتے ہوئے دارالامارہ سے باہر نکلے باہر آکر گھمسان کی تلوار چلنے لگی لقا بھی سوار ہوا غلغلۂ محشر آشکار گلیوں میں سر مانند
کاسہ گدائی کے ٹھوکریں کھانے لگے بازار اجل گرم ہوا قضا نے دکان کھولدی ملک الموت جان کا خریدار ہوا پیر و جوان کا
بھاؤ ایک ہی کر دیا نرخ جان بہت ارزان تھا اس لڑائی میں بختیارک کہ یہ مفسد تو بہت دور کی سوچتا ہے خداوند
سے گویا ہوا کہ آپ یہاں اس قلعہ سے بھی بھاگئے کا شاید ارادہ ہے کچھ دیر میں ہر قلعہ پر آکر ہنگامہ مچائیگا اور قلعہ کو فوج

اسکی ایک گھروندا نجتی ہی وہ دم بھرمین پامال کردیگی پھر یہ جاے ان بھی ہاتھ سے جائیگی لازم یہ ہی کہ ان دونونکو راستہ دو
تاکہ لڑتے بھڑتے قلعہ سے نکلجاین بیرون قلعہ انکو گھیر لیینے مین مضائقہ نہین لقا نے یہ سنکر کہا مین ایسی تقدیر پہلے ہی کرچکا ہون
بختیارک نے افسران لشکر سے جاکر حکم دیا کہ تین طرف سے انکو گھیر دو اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانیدو فوج تین طرف ہوگئی
شہزادہ دشمن شر اکخوار نے جو راہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھڑتے در قلعہ پر آئے سپاہی پلٹین اور نگہبان فوج انکے آگے سے بھاگ گئے
یہ دونون بہادر باہر نکلے اسوقت شاہ پر دو دوڑا اور خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال
سنکر مع تمام سرداروں کے اُٹھے لشکر اسلام مین قرنا بجی فوج تیار ہو کر چلی ور در قلعہ پہ پہونچکر نعرہ بلند کرکے تمام بہادر گر پڑے
اب تو وہ ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ ترک فلک کا سپی جی چھوٹ گیا بہرام چرخ کا ہول سے خون ہوا ایرج نے قلعہ کے اندر سے
تا بہ دروازہ لاشونکی سڑک بنادی تھی قصر تن کی عمارت ڈھادی تھی روح ساکن جسم بھگادی تھی اب امیر نے آکر جو حال کہا کا بیت

ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت	تو گفتی سپہر روان باز گشت
ز زخم و دشاہان پر خاش جوے	ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے
ز رخشندہ پیکان و پر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب
زمین شد بکردار دریاے خون	سر و دست بہ زیر سنگ اندرون

آخر لشکر لقا پسپا ہو کر پھر قلعہ مین چلا گیا اور در قلعہ بند کرلیا امیر شہزادہ ایرج و شر اکخوار کو لیکر مراجعت فرمائے
راہ مین زر نثار کرتے ہوے داخل لشکر ہوے لشکر اسلام سے ملکر لشکر شر اکخوار اترا اور اسکو امیر سامنے شاہ اسلام
کے لائے اُسنے مجرا کرکے نذر دی خلعت حاکمی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھوایا یہ اسلام بصدق دل لایا
تخت ایرج و نگل دست چپ مین بچھا بیرون چہل ستون قریب ناہید یہ بیٹھا شاہ نے عوض نام شر اکخوار اسکو خطاب
شہسوار کوہی کا دیا بارگاہ اُسکے لیے استادہ ہوئی غرضکہ بحکم شاہ ہنگامہ شراب کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تو
اب مصروف عیش و نشاط رکھیے مگر حال اژدر جادو سنیے کہ بمیت پیرے سپہر عنان سمند قلم تیز داستان ملک کروں
یہور قم جادو طرازان سحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اژدر بحکم شاہ طلسم لشکر لیکر برلے جنگ مہرخ نیک سیر روانہ ہوا تھا چنانچہ
دریاے سحر کے پار بصد کرو فر اتر کر اُسنے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کرکے داخل لشکر حیرت ہونگا غرضکہ بارگاہ
مین داخل ہوا سر اپچے اسکے اٹھوا دیے اور جھکر سیر دشت کرتا جاتا تھا اور ایک کمان سحر اسکے پاس ہی کہ شاہ جادوان نے
اسکو دی ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ خطا کرے اور کوئی حربہ بھی اسکے جسم پر اثر پذیر نہو
کوئی ساحر اور غیر ساحر اسکو زیر نکر سکے نہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا جائے چنانچہ دریاے خونزدان کے کنارے صحراے پر فزا
اور مرغزار طائران و چارپایان ہی اژدر جو اس مقام پر اترا جنگل کی کیفیت دیکھکر سراپچہ بارگاہ اٹھوا دیا اور وہی کمان
عطیہ شاہ طلسم لیکر طائران پر نشانہ لگانے لگا لشکر مین اسکے بازار کھل گئی چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ
ہورہا ہی مگر لشکر مہرخ سے عیار تو ہر وقت صحرا اور لشکر حیرت مین پھرا ہی کرتے ہین انھین مین سے قران کہ ہر وقت جنگل
مین رہتا ہی پھرتا ہوا اسطرف آنکلا ایک لشکر کو خیمہ اترے دیکھکر ایک لشکری سے حال پوچھا سب کیفیت اژدر کی

معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اُسکو بمقابلہ مہرخ بھیجا ہی پس جلد اسکو دیسے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا یہ جاکر
بڑا فساد کریگا لازم ہی کہ پہلے اسکا کام تمام کرون یہ تجویز کرکے تنہائی مین آیا اور بصورت ساحر مہیب بنکر تیار ہوا سانپ بہت سے
جسم مین پیٹے ترسول ہاتھ مین لیا ترکش مثل دم طاؤس دوش سے لگا کر کمان ہاتھ مین لیکر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ
اژدر چلا جب سامنے اُسکے پہونچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلا کر مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے
کہ کون ہین اور تشریف جناب کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہی مسکن میرا ہی نام پہلری گگے
ونگار اکیلا مشہور ہا ہون مین نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب ملک قلعہ اژدر یہان تشریف لائے ہین مجکو محبت غائبانہ
ہوئی دل مین آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کرون پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسنے کہا آپنے کرم کیا مجھے سرفراز فرمایا آئیے بیٹھیے یہ کہکر
اُٹھا اور پیار سے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا اور کمان ہاتھ مین دیکھکر کہا بلے آپکو بھی شوق ہی اُسنے کہا جی نہین شوق کیا ہی کبھی
لڑکپنے مین یہ کھیل کھیلا تھا اعتقادی دھن ابتک ہی اُسنے فرمایش کی کہ دو ایک نشانہ تو لگائیے قران نے فوراً ایک طائر پرندکو تیر سے
صید کیا اور قدرت قادر و توانا سے جو نشانہ لگایا پہاڑ اُسنے ازحد تعریف کی کہ اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا
آپ ہی کا کام تھا قران نے سلام کرکے اور نشانے اُڑائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اُڑانا آپ
ہی کا کام تھا کہا اے حضرت آپ ملاحظہ کرین یہ کمان کیا ہی کوئی اسمین عیب نہین ہی اسطرح کی کمان تو شہر ملاح مین بھی ملنا
ممکن نہین اُسنے کہا کہ اس اوسے مین نے نہین کہا کہ کمان آپکی بُری ہی بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہی اُسنے کہا فرمائیے تو آخر وہ
بھید کیا ہی وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہین قران مصر ہوا کہ مین یہ پوچھونگا ضرور راز مجکو آپ کوئی غیر نہ سمجھیے فرمائیے تو
کہ کیا بھید ہی اُسنے بعد بصد انکار حال اپنی کمان کی تاثیر کا بیان کیا کہ یہ کمان سحر بند ہی اور عطیہ شاہ طلسم ہی جسکے پاس ہوگی
وہ ہر طرح کا نشانہ اُڑا دیگا اور کسی کی حرب سے مارا نجائیگا یہ کہکر کہا بلے برادر مین اسی کے بھروسے پر لشکر مہرخ سے لڑنے آیا
ہون اگر یہ کمان میرے پاس نہوتی تو مین ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ ادھر بھی سب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہین لیکن
میرا کیا کرلینگے جب مجپر حربہ کوئی تاثیر نہ کریگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ مین ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قران اُسکی
گفتگو سنکر دنگ ہوا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہی اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائیگا ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کریگا اور یہان
بھی اسکو بیہوش کرتے یہ مالک کمان تھا مارا نجاتا خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض بعد کچھ عرصے کے اس سے رخصت
ہوا کہ مین پھر حاضر ہونگا اور علیحدہ آکر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اُسنے دوسری طرح پر شکل تبدیل کرکے ایک آئینہ سفید سامنے
چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس مین گویا چھپا لی گئی ہاتھ مقوے کے بنا کر درست کیے قد زیادہ
دراز کرلیا اور جانب دریا سے سحر گیا وہانسے رخ اُسکے لشکر کا کرکے جست و خیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ اژدر پہونچا
اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کیطرف سے آتا ہی سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہی بھیجا ہی یہ سمجھکر ساحر کو معزز وضع دیکھکر بہر
استقبال اُٹھا اور آگے بڑھکر ہاتھ ملایا آئیے تشریف رکھیے اس ساحر نے کہا مین ٹھہرونگا نہین صرف بادشاہ نے یہ
کہلا بھیجا ہی کہ وہ تحفہ جو ہمنے تمہین دیا تھا تاثیر تو اسکی وہی ہی جو ہمنے بیان کی ہی لیکن اتنا اسمین عیب ہی کہ اگر کسی ساحر
زبردست سے سامنا ہوا اور اُسنے تیر الٹا تمھاری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر بغیر تمھارا سینہ توڑے نرہیگا کسی کو

تیغ بران لیکتی تھی ہر آن — جیسے کالے نکالتے ہین زبان

غول ہر مقام پر بپا ہو رہا تھا یہی ہنگامہ ہا جب اژدر شب نے مار سفید سحر کو اگلا اور رسن آفتاب کا صحرائے چرخ مین ضیا بار ہوا کہ بمقتضائے

ابیات

ہوا خورشید جیدم گرم بازار — بڑھے ہر سمت سے شاہ جہاندار
اٹھی مہر رخ بوقت صبح خندان — گئی مثل سحر سوے بیابان

ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوے مہرخ تخت سحر پر بصد جاہ و جلال سوار ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زرنگار زلزلہ و لرزان و طاؤس و شکیل و نافرمان وغیرہ تخت طاؤس ہا سحر پر سوار ایسے سرخ و سبز و زرد وغیرہ و سر پر سایہ فگن طائرون کی قطار سامری کے بیچ کی بکار گرد اگرد تخت ملکہ بہار گلدستہ چنے ملکہ مذکورہ کے حسن کی بہار نئی طرح کا سنگار سر پر تاج مرصع کا رحمہ نازک پر زیور جواہر نگار ایکطرف بلور چہار دست کے ساحر ہزار در ہزار سواران زرین پوش لازم کوکب کی قطار سب ساحر اڑتے ہوے وارد دشت کارزار ہوے اس طرف ملکہ حیرت تخت سلطنت پر بصد حشمت جلوہ گر جنو ر بال ہما کا سر پر چتر زریں کا سایہ ڈنکے بجتے ہزار ہا کنیزان سمن بدن گلچہرہ بہار دگر نیان ہمیشہ سامری کی یادگار عہدے ہاتھون لیے تخت ملکہ کو گھیرے وزیر زادی سر پہ مگس پرانی کرتی داخل جنگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی بجلیان چمکنے لگین رخت صحرائی جلے ابر سحر برسے میدان پاک ہوا نقیب نقابت کرنے لگے گیت پکارے کہ کون ایسا اہابلی کا پوت پہابلی اتم کاج ہر جورن مین جو جو رسے یا پری کا کھوج کھوے ایکطرف سے کڑکیت پکارتے تھے کہ بیت پاڑن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے کاسہ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے ہان لے لڑ خوالو ہمت نہ ہار نام دنیا فانی ہے شجاعت کا نام رہجائیگی نشانی ہے یہ صدا مین سنکر بہادر جھومتے تھے ساحر ونکے بیر زرغ وزعن بنکر منڈلاتے گھومتے جے جے کار کا غل تھا مذہب دنیا سنکر سب سناٹے مین آگئے اور جھولیان سنبھالکر کچھ ساحر بر دے ہوا اڑ گئے اور پرا باندھا کچھ زمین پر صف کشیدہ ہوے جب سب انتظام ہو چکا اژدر اژدہا اڑا حسب فرمان ملکہ حیرت میدان مین آیا سحر کی نیرنگیان دکھا کر مبارز طلب ہوا بلور تو وعدہ لڑنیکا کر ہی چکا تھا حسب اجازت ملکہ مہرخ مرکب سحر اڑا کر سامنے حریف کے گیا اور طالب حرب ہوا اسنے کہا کہ تو خود حرب کر کے اپنا حوصلہ نکال لے مین تو وہ ساحر ہون کہ کسیکا حربہ مجھپر اثر نکریگا ارمان تمہیں رہیگا یہ گفتگو دونون مین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک دفتی بالائے فلک ہوئی سب دیدہ دیکھنے لگے ایک سورج کھیا تر کر چہرہ پر مثل حلقہ زرین کے گرد رخسار بلور شاہان آراستہ ہوتا ہے بلور کے لگی اب یہ خورشید آسمان شجاعت بنگیا او راژدر نے تکہ تبہ تیر اسپر رشک کر کے ایک تیر سحر کا مارا اسنے سٹھیان اپنی کھولین دو پتلے ہاتھ سے نکلے چھری ہاتھ مین لیے تھے انہا چھری سے تیر کاٹ دیا بلور نے تیر کٹنے پر نعرہ کیا کہ او خیرہ روزگار تو وار اپنا کر چکا اب ہمارا حربہ روک کہا یہ دو مٹھیان جو کھولی تھین بند کین اور جو بند تھین وہ کھولین پھر دو پتلے نکلے کہ انکے ہاتھ مین ایک ایک لوح مثل آئینہ تھی پہر دو پتلے لوح لیکر بڑھے اور پکارے کہ اسے اژدر دیکھ تو کیا ہے یہ اسنے جیسے ہی ان لوحون پر نظر کی تلوار کھینچکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا اژدر دہا اژدر سوار جادو کو بلور نے ان پتلیون سے کہا کہ لینا اس حرامزادی حیرت کو پتلے لوح لیکر بڑھے ملکہ مذکور رند جہ بادشاہ کو

ہی تیلونکو آتے دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی غلطاک رکرزن حسینہ جمیلہ بنگئی بس دنیا پر ایسا حرف نقش قدرت نے خوبی و محبوبی کا کوئی اور نہ تحریر فرمایا تھا جیسا اسکا نقشہ بنایا تھا لباس پر زر رنگ مرصع کار کا دار یا تلہ پہنے کہ ابیات

بلاشک مہر وش تھی مہ لقا تھی	حسین تھی مہ جبین تھی خوش ادا تھی
قد بالا تھا اسکا رشک شمشاد	بجا ہے اسکو گر کہیے پریزاد

پس اس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے سد راہ انکے ہوکر ایک آئینہ بغل سے نکالا پتلون نے رخ اسکو دکھائی آئینہ دکھایا پتلونکی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس پتلی کی نظر بھی پڑی پتلونکے بھی جسم مین آگ لگی اور پتلی بھی جلکر راکھ ہوگئی بلور شیشہ ان کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھا پتلے ترسول پیے پیدا ہوکر جانب حیرت چلے اسنے بھی افسران لشکر کو للکارا فوج نے حملہ کیا ادھر سے مہرخ نے تخت بڑھایا دونوں لشکر باہم حربہ ہائے سحر کرنے لگے ایک دوسرے پر ہوٹھ ماری اجاد دکے بر کلیجہ کھانے لگے ادنا چاری پیدا ہین اگئی بھیرون ناچا بجلیان گرنے لگین سر و تن مین جدائی ہوئی ایسی سحر آزمائی ہوئی کہ نظم

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو	بہت بد دمین گئین ملک عدم کو
کنارا کر گئی جسمون سے ہستی	بنی بحر فنا کی تیغ کشتی
برش شمشیر بران کی غضب تھی	رگ جان حریفان جس نے کاٹی
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا	عدم مین چین مردون کو کہان تھا

بہار نے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا زلزلہ و لرزان زمین مین سما گئے غلاب رمل کو جنبش دی زلزلہ تمام دشت مین آیا ساحر چنین زمین سے نکلکر مارتا تھا برق گر رہی تھی خرمن ہستی ساحران جل رہی تھی عیاذاً باللہ شور قیامت زار برپا تھا اسی گرمی جنگ مین حیرت سے بہار کا سامنا ہوا حیرت بھی کہ اس سے برابر کی چوٹ چلیگی اگر یہ کام آئی تو بہن کا خون بہا اور مین ہلاک ہوئی تو بہتر ہوگا بادشاہ اسیر عاشق ہے بعد میرے عمل اسکا کریگا یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکران کینہ خواہ بھی سرے پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئے بلور بھی اپنی بارگاہ مین آیا اسوقت صرصر عیارہ ایک ساحر کی صورت بنکر بارگاہ بلور مین آئی اور اس سے ملاقات کرکے کہا کہ مین فرستادہ شہنشاہ کوکب ہون شہنشاہ موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے قلعہ طلسم سے تمہاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سوچ لگی ہو تمہارے چہرے پر آگئی تھی یہ مین نے بھیجی تھی واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو این کار از تو آید و مردان چنین کنند بلور نے اس عیارہ کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کرکے بڑی عزت کی اور کہا کہ مین کس قابل ہون جو کچھ کرتا ہون اقبال شہنشاہ ہے عیارہ نے کہا کہ تخلیہ کرا دیجیے تو اور کچھ راز شاہی بیان کرون اسنے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ کر دیا جب تنہائی ہوئی عیارہ نے باتوں مین لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اسکے دماغ مین بیہوشی اثر پذیر ہوئی اور بیہوش ہوگیا اسنے پشتارہ اسکا باندھا اور سراچہ چاک کرکے باہر نکلی اور از بسکہ لشکری جنگاہ سے پھر کر آئے تھے خستہ بہت تھے غوغائے ورود لشکر برپا تھا کسی نے اس ہنگامہ مین اس سے تعرض نہ کیا کہ کیا لیے جاتی ہے عیارہ پشتارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی ادھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ اندر بارگاہ گئے تھے بلور کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا جب کہین نشان نہ ملا روتے ہوئے بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ سحر جہاندار

پر تمکین تھی اور کنیزان بہار جو کوہ آرام سے وہ شکر لیکر چلی تھیں اُسوقت آکر پہنچی تھیں اُنسے سرگرم گفتگو تھی کہ انھون نے تسلیم کرکے غائب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقاً برق عیار بھی موجود تھا اُسے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ تھا بلکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لیگئی یہ کہکر خود بارگاہ بلور مین آیا اور نقش پاے ساحرہ کو رنایا پیتر اصرصر کا پایا سب سے زمین بلور کو تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہین عیارہ بلور کو لیگئی ہی مین چھڑا نے جاتا ہون یہ کہکر قطورہ زر نفتی سے درست ہوکر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ دن بھی آخر ہوچکا تھا اور عیارہ پشتارہ بدوش قمر بارگاہ عالم مین آچکی تھی کہ بیت رواں انجم تھے راہ کہکشان پر ٭ عروج ماہ چمکا آسمان پر ٭ برق ہنوز بارگاہ حیرت تک نہ پہونچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لاکر سامنے ملکہ ذکور کے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ یہ کیا ہی اسنے عرض کیا کہ بلور کو مین پکڑ لائی ہون ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہوکر عیارہ کو خلعت دلوایا اور بلور کو قید آہن سے مطوق و مسلسل کراکر کچھ سحر پڑھا کہ روے ہوا سے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی نہین ممکن کہ کوئی اُسکی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر مین سودا کا اثر نہو کب ہوسکتا ہی کہ اُسکے عارض تابان پر نثار دل مضطر نہو قامت رعنا اُسکا شمشاد باغ خوبی عیب سے پاک آزاد سراسر بہبودی رخسار اُسکے ایسے گدر آئے تھے گویا سرو قامت مین سیب کے پھل آلگے تھے سینے پر چھاتیان دست مشتاق کو بت بھاتیان از سرتا پا نہایت طرحدار بے مثل روزگار نظم

قیامت سے نہ کم کہانے قامت	عیان رفتار سے شور قیامت
سراپا اُس مین سو شوخون کا انداز	تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز
مزین تھا لباس اچھا بدن پر	پھٹا پڑتا تھا نور اس پیرہن پر
بدن کی روشنی تھی آشکارا	جھلکتا تھا لباس اس گل کا سارا

اس نازکبدن نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے گل اندام قہر نگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تمھین بلایا ہی آجکی شب اپنے مقام پر لیجاؤ اور باحتیاط رکھو کل شہنشاہ طلسم سے پوچھکر اسکو قتل کرینگے اس نازنین نے یہ سنکر عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سحر اتار لیجیے ملکہ نے سحر اتار لیا اُس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحور کرکے تخت پر ڈالکر پرواز کی جب یہ جا چکی اُسوقت ساحر کی صورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہونچا اور منھ اپنا چادر سے لپیٹکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہان صرصر موجود ہی مگر بلور نہین سمجھا کہ مجھے عرصہ آتے گذرا ملکہ نے اسکو زندان میں بھیجدیا ہوگا یہ سمجھکر صرصر کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ ذرا ادھر تو آئیے مجکو کچھ آپ کہنا ہی صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منھ لپیٹے مجھے کھینچتا ہی کچھ اسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہی سوا اسکے کہ ساتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر کہا کہ کوکب کے یہانسے ایک ساحر اسوقت آیا ہی کہ مین جاکر جسکے پاس قید ہوگی بلور کی اسکو پکڑکر طلسم نور افشان مین لیجاؤنگا چنانچہ مین جاسوس تھا یہ خبر سنکر مجکو فکر ہوئی کہ ملکہ صرصر نے کہین اسکو قید نہ کیا ہو واقف اثر آئے صرصر نے کہا قید اسکی گل اندام ساحرہ کو جو سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہی اور کوہ عجائب جو یہان سے جانب شمال چند منزل پر واقع ہی وہان لیگئی ساحر کوکب اگر وہان جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمانا آپکا بجا ہی پیچھے دیکھئے تو ملکہ حیرت کہان جاتی ہین صرصر حیران ہوکر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اُسنے منھ پر ہاتھ بیہوشی بھرا پھیر دیا کہ اسکو بیہوشی طاری ہوئی اُسنے اُٹھاکر دوش پر لادا اور چادر سے چھپالیا رات کا تو وقت تھا بطور مخفی لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا اور

ایک رخت سے صرصر کو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا استانی بندگی صرصر نے پچانا کہ برق ہے گالیاں دینے لگی اور کہا کہ موئے مجکو یہاں لاکر تو نے کیوں باندھا ہے اُسنے کہا استانی میں عیاری کرنے جاتا ہوں تم آمین خلل انداز ہوگی پس جبتک میں بلور کو جاکر رہا کروں اسوقت تک تم بندھی رہو اُسنے یہ سنکر ہر چند واویلا کیا لیکن اُسنے نہ سنا اور چھوڑکر اسی پتے پر جو صرصر نے بتایا تھا راہی ہوا از بسکہ دو تین بجے پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجائب پہونچا اُس کوہ میں عجب طرح کا صحرائے سبزہ زار نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستاروں کی طرح پھول کھلے تھے دامن ارض بہار گلہائے خوشرنگ تھا صحن صحرا سبزے سے مثل فلک نیلوفری بنا تھا شبنم کی طراوت سے ہر گل موتیوں کا زیور پہنے مہک سے پھولوں کی عروس گلشن عطر میں بسی باد صبا زلف معشوقہ سنبل کی خوشبو کو سوں پہونچاتی چاندنی کھلی دشت و کوہ کی چمک تا بفلک پہونچی چشمہ ہائے آب کی لطافت و صفا چشمہ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ بموجب نظم

کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول
شگفتہ تھے وہاں سب ڈھنگ کے پھول
بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار
بڑی پھولوں کی ان کی شاخ پہ بار
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری
تصدق ہر روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پر تکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلے کے چبوترہ تعمیر تھا خوبی میں بے نظیر تھا اور سامنے چبوترے کے ایک سیل بنا تھا اس سیل سے بلور کو گلِ اندام نے باندھ دیا تھا اور آپ چبوترہ پر بیٹھکر پہرا دے رہی تھی اور سیر شب ماہ میں گلہائے بو قلموں کی کرتی تھی اور میخواری کرتی تھی رات بھر جاگی تھی برق نے دور سے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہاں رہتی ہے یقین ہے کہ کنیزیں وغیرہ بھی اسکی ہوں مگر دیکھا کہ یہ تنہا ہے کیونکہ اسنے بنابر احتیاط کے لازموں کو رخصت کر دیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جاکر رہو قیدی کا پہرا میں اکیلی دونگی زیادہ لوگوں میں اندیشہ ہے کہ عیار نہ آجائے غرضکہ جب برق نے اسکو پایا صورت اپنی مثل ایک نوجوان کمسن مرد کے بنائی زلف گرہ گیر کو پیچتاب دیکر رخسار پر لٹکایا چہرہ انوار روشن بسان ماہ تابان بنایا دست و پا نہایت خوبصورت وطرحدار سینہ فراخ و ہموار جبین مبین نور آگین برنگ مہر مبین سواد زلف گرگیر شب ماہ رشک پر چشم نرگسی کو دیدۂ آہو سے مثال دینا عین خطا ہے چشم حور العین سے بہتر کہنا روا ہے آہو چشم محراب برین آنکھیں چڑھائیں اسوقت مراد پائیں لب لعلیں کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد رشک سے مرجان لبوں کے سینے میں ورد کہ بمقتضائے ابیات

رخ خورشید ہے پیشانی صاف
کہیں آئینہ اس سے ہے شفاف
کہیں آنکھوں کو جادوگر بجا ہے
دہان پر سامری کی قدر کیا ہے
ہرن ایسے نہ ہونگے شوخ وچالاک
اڑاتے ہیں بھرے پانی میں وہ خاک
خم ابرو یہ محراب حرم ختم
بھرا ہے موبمو شمشیر کا دم
صفت کیا عارض پرنور کی ہو
تصدق اسپہ ہیں شمس و قمر دو

اس سراپائے حسن آگین سے درست ہوکر لباس شاہی و رقبائے فرمانروائی سے جسم مزین فرمایا مگر یہ نقشہ اپنا بنایا کہ بیت ز جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے جنون کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے سر عریان گریبان تا بدامن چاک اس تار تار خار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خار صحرا جسم نازک میں چبھے لب خشک چہرہ زرد کاکل پریشان گرد منھ پر ہوائیاں اڑتیں

آنکھوں نین تری حواس مین سراسر ابتری اسطرح سے صورت عاشق زار وزرد لیدہ روکی بنکر شکل اُس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا تودہ (؟)
پارۂ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت عیاری سے نکالکر فتیلہ عیاری جلاکر لمحہ بھر مین شبیہ اُسکی کھینچی اور گریبان مین رکھکر
وہانسے چلا اور سامنے اُسی چبوترے کے جسپر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر دو آہ سرد کھینچی کہ سوز
درون سے دل کوہ مین آگ لگادی پھر سامنے بیٹھکر پکارا کہ ابیات

تن زار مین روح حیران ہے	ملاقات کا دل مین ارمان ہے
تپ غم سے منھ ہو گیا ہے دھوان	پڑا پھنکتا ہون صورت گلفشان
کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے	کہ چلنے مین آتے ہین چکر مجھے
حقیقت مین اب حرف ہی جان پر	مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر
یہ دن آسمان نے دکھایا ہے مجھے	شب ہجر نے ہے ستایا مجھے
نہ مجھسا بھی ہوگا کوئی بدنصیب	جدا اس طرح سے ہو جسکا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکالکر سامنے رکھی اور اسطرح بلک کر رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تو عجب
نہ تھا کہتا تھا کہ اے پری پیکر دلفریب طرح ترے ہی شب کے فراق مین اب زندگی شاق ہے کہ ابیات

روے زیبا کی یاد ہے دن رات	آنسوؤن نے لگائی ہے برسات
آپ کے ہجر سے خدا کی قسم	زندگانی ہوئی ہے مجکو سم
لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ	وصل کے شوق مین ہے نالۂ و آہ
اشک جسوقت باندھتے ہین تار	صدقے کرتا ہون موتیون کے ہار
عشق کا کھیلتا ہے سر پہ جنن	ہاے دو دو برس ہر ایک دن
رات کٹتی ہے سخت مشکل سے	بغض ہے روز ہجر کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھکر بیہوش ہو گیا از بسکہ چاندنی رات تھی گل اندام
سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اُسکے کلام درد آگین سنکر اسکو اپنا یار یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی کہ یہ شخص
کسیکا عاشق صادق ہی اُسکے فراق مین دیوانہ ہی اور اسکی جستجو مین پھرتا ہوا اسطرف آگیا ہی اور یہ کاغذ اُسکے ہاتھ مین شاید
نامہ اُسکے معشوق کا ہی اب جو یہ غش ہو گیا اسکو تاب نہ آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مر گیا ہی سے صدمہ ہجر اٹھاکر گذر گیا
یہ سمجھکر اٹھی کہ چلکر قریب سے دیکھون تو یہ کون شخص ہی اور یہ کاغذ اسکے پاس کیسا ہی اس طلسم کا رہنے والا ہی یا بیرون طلسم سے
ملک و مال اپنا چھوڑکر تلاش مین نکلا ہی بس وہان سے قریب تر آئی یہان اُس عاشق کا یہ حال دیکھا کہ نظم

فروغ حسن سے ہے دشت روشن	زمین ہے ہر طرف کی برق خرمن
نہین جنبش کسی عضو بدن کو	اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو
نہ فرصت دی نگاہ قہر زا نے	کسی کی جان لی تیغ ادا نے

نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی ۔ کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اس عاشق مضطر کی دیکھکر اسنے بڑا افسوس کیا کہ ہاے اس زار و ناتوان نے غم فراق جانان مین آخر جان دی غرض افسوس کرکے اسکی غذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اٹھا کر دیکھا کہ دیکھون اسمین پتہ اسکا پاؤن کہ اسکے معشوق کا لکھا ہوگا اس کاغذ مین تصویر کھنچی پائی سوچی کہ یہ جوان پر ارمان اسی غارتگر جہان کا عاشق تھا کہ جسکی یہ شبیہ ہے دیکھو تو یہ کون ایسی سفاک ہے جسنے ایسے گلرو بلبل خو کے باغ مراد کو برباد کیا ہے یہ تجویز کرکے بغور تمام اس تصویر پر نظر کی پھر تو لکھو جب ع لعینہ در و صورت خویش دید کچھ شبہ جو ہوا تھا بڑھکر روشنی کی بغور اس تصویر کو دیکھا اپنی صورت مین سرمو فرق نہ پایا پھر تو پاس اس کشتہ حسرت مطلب خویش کے بیٹھ گئی دیکھا کہ آنکھیں اسکی تمناے دیدار مین کھلی ہین سر اسکا زانو پر اپنے رکھا اور کہا ہاے میرے عاشق شیدا کیونکر تو ناامید مر جاے اللہ مجکو قضا نہ آئے میرے نامراد ولے میرے ناشاد یہ تو نے کس سے میری تصویر پائی ہاے کس محنت سے کیا تیری صورت بنائی ہاے کیسے کانٹے بدن مین چبھے ہین صحرا پیماؤن پھرے ہین تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول حسن کو چاہت تمھاری ہی صدمے سے اول مین تیرا حال نجانتی تھی نہین تجھ تک آکر جاتی اب میری خطا معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہاے نظم

اجل نے کر لیا کام اپنا پورا ۔ نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا
توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان ۔ نہ مانو گی ابھی باقی ہین ارمان
مری جان جان دی کیون آرزو مین ۔ ہوا گم کیون تو شوق جستجو مین
ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا ۔ مقدر نے اجل کا منہ دکھایا

یہ کہہ رہی تھی اور شمیم زلف سنگھاتی تھی منہ سے منہ ملاتی تھی رخسار پر رخسار رکھتی تھی کہ ناگاہ نظم

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ ۔ سراسر محو حسرت اسکی تھی آنکھ
اٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے ۔ جھکا کر سر لیے بوسے قدم کے
وہ بولی بس ذرا مجھ سے رہو دور ۔ بہت شوخی نہین خاطر کو منظور
بس اب تشریف لیجاؤ یہان سے ۔ وہین جاؤ تم آئے ہو جہان سے
مرے تم کیون یہ جا مدفن نہین ہے ۔ یہ گلشن خانہ دشمن نہین ہے
ہین گذری اس عنایت سے اجی واہ ۔ کدھر سے کس طرف سوئے گھر کی لو راہ
وہ بولا مین فداے یاد جانان ۔ بیان ہون کس طرح صاحب کے احسان
کہان جاؤن بھلا اس آستان سے ۔ غرض رکھتا نہین سیر جہان سے
وہ بولی اے گرفتار مصیبت ۔ فلک رسیدہ بیمار مصیبت
غرض کیا جو تجھے زندہ کریں ہم ۔ بلا پیچھے لگائین اپنے ہر دم
سہین طعنے عزیز و اقربا کے ۔ رہین مغضوب ہر لحظہ خدا کے
وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا ۔ اگر رکھنا نہ تھا منظور میرا

غریب و عاجز و ناچار ہون مین | بلائے عشق کا بیمار ہون مین
اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو | کرون اس فرق پا افتادہ کے دو

یہ کہکر ساحرہ کے گلے مین باہین ڈالدین اُسنے ہاتھ جھٹک دیا کہ خوب نخرے کی یا تو مرتے تھے یا مزے مین آ گئے اترا گئے
اسے کہا جانی مجھ سے رکھائی نکرو ورنہ مر جاؤنگا میری جان تجھپر فدا ہی ساحرہ نے مسکرا کر کہا اچھا تم یہان میرے ہو بحال
پریشان آئے ہو میری جگہ پر چلو کچھ کھاؤ پیو دل بہلاؤ مگر بطرح مجھے ہاتھ نہ لگانا سنو صاحب پاک محبت مین مزا ہی برق
نے یہ تقریر سنکر اسکو گود مین اٹھا لیا اور لیکر چلا اُسنے نہین نہین کرکے کہا ارے نگوڑے ابھی مجھ مین طاقت نہین ہی کیون زور
کرتا ہی برق نے کہا تمکو پایا اسطرح کا زور آ گیا یہ کہکر چبوترے پر لایا اور مسند پر بٹھایا اچھا تون پر ہاتھ دوڑایا اسنے ہنسکر کہا
مجھے ان باتون سے نفرت ہی یہ کہکر شراب کباب تو مہیا تھے ہی ایک جام لبریز کرکے برق کو دیا مگر اور کیفیت سنیے کہ صرصر کو جو
یہ باندھ آیا تھا تو اُسنے غل مچا کر اپنے دروند کو اسطرف کے بلایا اور اپنے تئین کھلوایا اسنے تو سن چکی تھی کہ برق ساحرہ کو مارنے
گیا ہی یہ بھی اسی طرف چلی راہ مین کہتی جاتی تھی کہ رہ تو موئے برق تو نے مجھے باندھا تو تھا مین بھی تجھے زک دلواؤنگی موئے
بلور کا چھڑانا آسان نہین ہی دیکھ تو مین کیسا بدلا لیتی ہون اسکا یکتا اتفاق سے قران نے سنا کہ وہ جنگل مین ایک جگہ بیٹھا تھا
پس وہ بھی اسکے پیچھے ہو گیا کہ دیکھون یہ کدھر جاتی ہی اور عیار ساحرہ وغیرہ کی صورت بنکر صحرا مین ٹھہرا کرتے ہین اسلیے کہ ہین کوئی شناخت
نکرے پس یہ بھی ساحر بنا ہوا پیچھے پیچھے آ کر کوہ عجائب پر جہان برق و ساحرہ بیٹھے ہین پہونچا وہان برق کو جب ساحرہ
مذکور نے جام دیا تھا تو اُسنے نگاہ اسکی بچا کر جام مین بیہوشی ملا کر پھر ساحرہ کے لبون سے لگایا تھا کہ جانی تو اپنے
لبون سے لگا کر یہ شراب جھوٹی کر دے تو مین پیون وہ ساحرہ پیا ہی چاہتی تھی کہ صرصر پہونچکر پکاری اے ملکہ یہ موا جو
پہلو مین بیٹھا ہی یہ عیار ہی خبردار شراب نہ پینا وہ ساحرہ یہ سنکر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو پیچھے صرصر کے آیا تھا جھپٹکر قریب
ساحرہ پہونچا اور کہا اے ملکہ صرصر بھی ہی حیرت کہ ہمی سحر سے ظاہر ہوا تھا کہ تمھارے پاس عیار پہونچگیا ہی پس یہ نامہ افعون
نے تمکو لکھا ہی یہ کہکر ایک کاغذ نکالکر کے اسکو دیا وہ کاغذ لیکر کھولنے پائی تھی نگاہ اسکی جانب قرطاس اٹھی قران نے الٹا
بغدہ سر پر اُسکے اس زور سے مارا کہ بھیجا اُسکا پاش پاش ہو گیا لاش جھنکر ادھر گری غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مارا گیا مدام
قہر نگاہ کو صرصر اس ہنگامہ مین بیحواس ہو کر بھاگی اور برق پیچھے دوڑا کہا ستانی آج تک کاٹو نگا وہ بھی گالیان دینے لگی کہ
موئے خدا تمکو غارت کرے تمنے آج اس ساحرہ کو مارا ہی جو اپنا مثل و نظیر نرکھتی تھی اور صاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی غرضکہ عیارہ
تو بھاگ کر نکلگئی اور بلور رہا ہو گیا عیارون نے وہان کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا اس اثنا مین عیار دھرتے بندہ تھرسے ساحرہ
شب کا سر قلم کیا اور خزانہ انجم تاخت و تاراج ہوا کوہ عجائب فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا کہ **ابیات**

سجا خورشید نے ملبوس پرنور | ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح | گجر نے دی صدائے آمد صبح

صبحدم بلور عیار دنکو تخت سحر پر بٹھا کر داخل لشکر فیروزی اثر ہوا مہرخ اورنگ شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کہ اس نے آکر
حقیقت شبینہ بیان کی ساحرہ کے مارے جانیکی اہل دربار کو خوشی ہوئی جلسہ عشرت بپا ہوا ادھر صرصر نے آکر ملکہ حیرت کو

قتل ساحرہ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو سنکر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی شہنشاہ
ساحران تو ان لوگوں کو سزا ابھی نہ دینگے مین اپنے میکے والوں کو بلا کر انکا سر کٹواؤنگی یہ ہوے سب بہت سر چڑھے مین یہ کہہ کر
ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے پدر عالیقدر حضور اس کنیز سے کیون بیخبر ہین میرے شوہر کے چند
نوکر بگڑ گئے ایسا کچھ فتور کر رہے ہین پشتۂ زنگین حصار پر مین بمقابلہ ان لوگوں کے امان اتری ہون کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی بنا بر
اسکے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہون کہ مجکو آکر دیکھ جایئے شاید مین زندہ بچون یا نہ بچون مین ملکہ بہار بھی ساتھ چھوڑ گئین
اور شریک باغیان ہے غرض اب میرا ایمان کون ہے زیادہ تسلیم یہ عرضی لکھکر ایک خواص سرو قامت جادو کے حوالے فرمائی کہ
شہر حیاتیہ مین لیجائے اور میرے باپ پاس پہونچائے خواص مذکور بہت قدیمی ہے باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہے عرضی
لیکر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ مین پہونچی اس شہر کے قریب یک طلسم حیاتیہ نام بھی ہے کہ اسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہے مگر
انتظام اسکا سب اپنے باپ کے سپرد کیا ہے حال طلسم مذکور بروقت فتح طلسم بیان ہوگا اسوقت کنیز عریضہ لیے دار الامارہ شاہی
مین آئی حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا کنیز نے تسلیم کی اسنے پہچانکر کہا اے سرو قامت کہو میری دونون لڑکیان
راحت جان تو اچھی طرح ہین کنیز نے عرض کیا حضور بڑی صاحبزادی نے آپکی تسلیم کہی ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے اسنے عرضی لیکر
پڑھی اور مضمون سے واقف ہو کر بہت غضبناک ہوا کلمات لات وگزاف زبان پر لایا کہ ان لوگوں کی اب یہ لیاقت ہوئی کہ
میری بیٹی کو ستایا اور اس چھوکری کو یعنی بہار کو بہکا کر اپنا شریک کیا دیکھو تو مین چلکر کیسی سزا سخت دیتا ہون فی الجملہ
بہت کچھ بکبک کر جواب عرضی لکھا کہ بیٹا تم گھبراؤ نہین مین اس تاریخ کو تمہارے پاس آؤنگا وہ جواب کنیز مذکور لیکر اور خلعت پاکر
حیرت پاس آئی اسنے جواب معلوم کر کے طائر سحر مقرر کیے کہ خبر آمد پدر سے اطلاع دین ادھر حیات نے بعد جانے کنیز کے
چشمہ جادو وہنچہ سپہ سالار سے حکم کار سازی لشکر دیا سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع بحکم شاہی کیا فوج مین قرنا بجی
طبل سفر پر چوب پڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور اسباب سحر سازی سے درست ہو کر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت
و سوار پر ہوائے سحر پر چڑھکر عازم سفر ہوئے چالیس اژدر پر بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت چار اژدہون پر کھنچا اسپر حیات سوار
سال اور گوگل کے شعلے مشعلہائے آتشین پر اڑنے لگے دھوان ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا روے ہوا تاریک تھا
آسمان پر سوائے زاغ و زغن و طائرہائے سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا صداے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا
ہوا میں غل و شور پیدا اضطراب یہ کہ بڑھے گرد فر سے جب قریب لشکر دختر خود پہونچا اسکو طائران سحر نے آمد سے اسکی باخبر کیا وہ
خود مع اپنے افسران لشکر و کنیزان وغیرہ کے سوار ہو کر بہ استقبال کئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھکر پیادہ ہوئی
وہ بھی سواری سے اترا بیٹی نے تسلیم کی اسنے سر چھاتی سے لگایا پیشانی چومی پھر تخت پر برابر اپنے بٹھاکر چلا اور داخل لشکر ملکہ کو
ہوا اپنے لشکر کو اتروایا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ ملکہ میں آکر برابر تخت پر بیٹھا ساقی خوش لقا حاضر ہوے اور مغنی خوش نوا
ساز عشرت حاضر لائے جلسۂ چنگ و رباب صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج مہرخ سب خبر دریافت کر کے
سامنے ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اسطرح آئے ہین یہان بھی ہنگامہ عشرت گرم تھا اس
خبر کو سنکر مہرخ کی رنگت زرد ہو گئی بہار نے کہا واللہ کا مزاج شر کا نہین یہ سب فساد مین صاحب کا ہماری پھر اسکا فکر

ہم مسلمان نہ وہ ہمارے باپ ہم انکی مٹی بروقت مقابلہ سمجھ لیا جائیگا بلور نے کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ کیون مین جانبازی
کرونگا کہ فرستادہ شاہ کوکب اسلیے ہون برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہے شریک محفل تھا گویا ہوا کہ پہلے ہم تو جاکر دیکھ آئین کہ کون
آیا ہے یہ کہکر اٹھا صرصر نے اٹھکر دامن پکڑ لیا کہ ایسا غضب کرنا حیات بہت بڑا ساحر ہے وہان جانا اچھا نہین اسنے جواب دیا کہ اس طلسم
مین چھوٹا ساحر کون ہے ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکسان ہے خدا مالک ہے یہ کہکر چلا ملکہ نے تیلہاے سحر ساتھ کر دیے کہ اسکی خبر
مجھے پہونچاتے رہین غرضکہ برق ساحر بنکر داخل لشکر حیرت ہوا یہان ہر کہ ومہ بہر ملازمت حیات بارگاہ مین جاتا تھا
یہ بھی انھین مین ملکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اس اثنا مین حیات نے اسیطرف نگاہ کی کہ جدھر یہ
کھڑا تھا برق کی آنکھ سے آنکھ ملگئی یہ سمجھ گیا کہ اسنے مجھے پہچانا چاہا کہ نکل جاؤن دیکھا تو زمین پاؤن پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا
آئین حیات نے دوبارہ اسکی جانب دیکھکر کہا کہ اے برق تم ہمارے گھر مین آئے ہو آؤ بیٹھو شراب پیو تمھین کیا مارین
کہ تم مہمان ہو برق بولا کہ بہت خوب جانتی صرصر نے اسکی آواز سنکر اسکو دیکھا اور کہا اے بادشاہ یہ بڑے حرامزادے
عیار ہین آپ انکو مار ڈالیے تو بہتر ہے مہمان نہ بنائیے برق نے کہا تمسے تو استانی ہم نے کوئی حرمزدگی نہین کی اب شاہ جہان
اگر حرمزدگی کرینگے یہ کہکر جانب حیات چلا دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیے یہ جاکر قریب اسکے کرسی پر بیٹھا اسنے پوچھا
کہ میری دختر بہار کیسی ہے اسنے کہا بہانسے الحمد ہے اچھی طرح ہین اسنے ہنسکر جواب دیا کہ تمھین لوگون نے تو بہکایا ہے اچھا اب
جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کسیطرح غافل نہین ہین برق نے کہا ہم ہوشیار کو غافل بنا دیتے ہین اچھا اب تمھین تم کیسے ہوشیار ہو
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی تھی بدلکر اور صورت پر بنکر بہیئت ساحر معزز داخل بارگاہ ہوا
پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور حیات نے اسکی طرف دیکھا اسنے کہا ہم تو اسلیے آئے تھے کہ اول مرتبہ کی
ملاقات سے آسودہ نہوے تھے پھر جاکر مل آئین آپنے یہ بندش فرمائی کہ زمین نہین چھوڑتی صرصر نے اسکی تقریر سنکر کہا کہ اے
موے تیری باتین مین خوب جانتی ہون اسوقت کیسا غریب بنگیا ہے حیرت نے بجواب اسکے کہا کہ اے صرصر تو کیون
جلی کٹی کرتی ہے برق نے کہا حضور یہ استانی ہے استانی ہے استاد آئین تو دانہ گھونٹے کا دلواؤن یہ کہکر عیارہ سے کہا کہ
استانی بولو گی تو ناک تمھاری کٹیگی یہ سنکر عیارہ کوسنے لگی کہ موے سامری تجھے غارت کرے تیرے اوپر بقا کا غضب ٹوٹے
تیری استانی پر جمشید کی مار برق نے کہا حضور منع کیجیے یہ کہکر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا استانی بارج ہوگی نہین تماشہ ہم دکھاتے
حیات نے کہا کیا تماشہ دکھلاتے کہا ایک ہوائی ایسی داغتے کہ اسکے دھوئین سے دن کی رات ہو جاتی ہے اس تاریکی مین
وہ آتشبازی چھوٹتی کہ کبھی چشم پیر فلک سے بھی نگذری ہوتی حیات بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشہ صرصر نے اپنے دلمین کہا کہ اب
قضا اسکی آئی ہے آخر ناچار ہوکر منت کرنے لگی کہ حضور اس عیار کی باتونپر نجائیے یہ بڑا افترا باز ہے حضور کے دشمنونکو
ضرر پہونچائیگا حیات نے اسکے بار بار دخل دینے سے خفا ہوکر حیرت سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے جو دمبدم ہمارے
کلام مین خلل انداز ہوتی ہے نکالدو اسکو صرصر یہ سنکر آپ ہی بارگاہ سے نکلگئی کہ معلوم ہوتا ہے قضا ملکہ کے باپ کی یہان انکو
لائی ہے غرضکہ بعد اسکے جانیکے دروغگونکو اپنے لشکر سے حیات نے بلالیا کہ آکر تماشہ دیکھو حشمہ جادو سپہ سالار بھی آیا برق
نے جب سب تیار ہو چکے اٹھکر ایک ہوائی داغکر جانب آسمان چھوڑی ہوائی سے بجاے ستارونکے سیاہی گرنے لگی اور دھوان

تمام بارگاہ میں پھیلکر گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہون یہ کہکر پانچ سات حقہ بیہوشی
نکالے اور حسب کے قریب تخت ملکہ گیا ایک حقہ منھ پر حیرت کے مارا کہ وہ اور باپ اُسکا دونون بیہوش ہوے چشمہ
اپنی جگہ سے اُٹھا کہ یہ عیار اس اندھیرے مین کیا دن دکھاتا ہے یہ کیا سبب ہے جو ملکہ اور پدر اُسکا گرے ہین بس جیسے ہی
یہ اُٹھا دھوان تمام بارگاہ میں گھٹا تھا وہ سب بیہوشی لودھا تھا یہ اُٹھتے ہی گرا اور سب لوگ ربار چھینکین مار مار کر بیہوش
ہو گئے برق خنجر کھینچکر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالون مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین مین سما گئی اور ساحران معزز بھی زمین
مین سمانے لگے برق کو کچھ بن نہ پڑا حیات و چشمہ ہنوز زمین مین نہ سما گئے تھے انکو اُٹھا کر اپنے پشت پر لادا اکیلے چلا کہ یہ بھی ہاتھ
سے نکل جاوینگے تو مفت محنت جاویگی یہان ٹھہرنا بھی نہ چاہیے کہ حیرت زمین سے نکل آویگی غرضکہ عیار دونکو پشتارہ لادنیکی عادت
ہوتی ہے یہ دونونکو لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوے پہلے ہی سے تھا جسنے اس ہیئت سے لشکر مین اسکو دیکھا
روکنے کا قصد کیا اسنے کہا بھائیو مجھکو نہ روکو بارگاہ مین عیار نے آکر سب کو بیہوش کیا ہے مین ٹھہرتا تو بیہوش ہو جاتا ناچار
انکو لیکر بھاگا ہون کہ قتل نہ ہو جائین تم جاؤ اور وہان کی خبر لو ساحر جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہ ہو افسر ہمارے قتل ہون
لیکن جو بارگاہ مین گیا دھوئین کے سبب بیہوش ہو گیا اور یہ لشکر سے انکو لیکر نکل گیا ادھر چیلون نے سحر کے مرغ سے بیان کیا کہ
برق ساحران مذکور کو پکڑ لیگیا ملکہ اسطور یہ خبر سنکر بھی کہ ایسا نہ ہو عیار کو کچھ ضرر پہونچے بہار سے کہا تم لشکر سے خبردار رہنا اور
آپ اُڑ کر روانہ ہوئی اُدھر برق ساحرونکو لادے لشکر سے جب دور نکل گیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا دونونکو زمین پر رکھکر چاہا کہ
قتل کرون بھاگ کئے مین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور برق کو اُسنے گھورا اُسکے گھورنے سے برق ایسا ششدر ہوا کہ بھاگ نہ سکا
اور اسنے ساحرونکو ہوشیار کر دیا آپ غائب ہو گیا انکی جب آنکھ کھلی عیار کو دیکھا ایسا سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گر کر لوٹنے لگا انھون
نے چاہا کہ پکڑ لیجائین مرغ یہ ماجرا دور سے ہوا سے دیکھ رہی تھی اُسنے ایک تیر آتشین سحر کا مارا ازبسکہ یہ دونون ساحر غافل تھے
وہ تیر آکر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو اُس تیر سے بچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر پڑھا
کہ تیر بازو سے نکلا مگر درد پیدا ہو گیا اور زخم کاری کھایا مرغ نے دوبارہ نعرہ کرکے پھر تیر مارا چشمہ نے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ
تیر کٹکر الگ گرا پھر حیات نے ایک تیر سحر کا مارا ملکہ نے دو سحر پڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا پھر چشمہ نے ایک ناریل
مارا ملکہ بزور سحر حسب کر گئی ناریل دامن پر پڑ کر زمین پر گرا دامن مین آگ لگی ملکہ نے خیال کیا یہ آگ تخت ہستی جلا دیگی
یہ سوچکر جلد تر بزور سحر زمین مین غرق ہو گئی اور تہ زمین پر ٹھہر کر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت چشمہ کیطرف نکلکر
ایک ناریخ سحر مارا جبتک وہ سنبھلے اور پھرے اسوقت تک ناریخ پشت پر پڑکر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہین
اگر کوئی اور ہوتا تو ناریخ پیٹھ کو توڑ دیتا ناریخ تو زمین پر گرا مگر اُسکے بھی زخم کاری لگا مرغ سمجھی کہ یہ ساحر جیتے جی نہ رہ
جائینگے زخمی ہو چکے ہین وقت فرصت ہے تو اپنے عیار کو لیچل یہ سمجھکر ایک گولا فولادی ور مارا ساحر اسکے روکنے مین مصروف
ہوے یہ پنجہ مین دابکر برق کو اُڑ گئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات و چشمہ نے باہم صلاح کی کہ لشکر مین جانا مصلحت
نہین اسلیے کہ عیار نے سر بارگاہ ذلیل کیا اور اب زخمی بھی ہوے جو اس حال کو سنیگا کہیگا کہ ایک ساحرہ نے دونونکو زخمی
کیا اور عیار کو لیگئی انسے کچھ نہ ہو سکا پس مناسب نہین کہ وہان جاکر سبکی نظر مین حقیر ہون چشمہ نے کہا بھائی ہمنے کچھ دیر

ایک میری دوست ساحرہ ورتی ہی کہ نام اُسکا حصار جادو ہی اُسکے یہاں چلکر آرام فرمائیے اور مرہم سحر لگاکر زخم اچھا کرکے لشکر میں چلیے
حیات نے کہا یہ تدبیر معقول ہی اچھا چلو غرضکہ دونوں اسیطرف روانہ ہوئے یہاں برق کو صبح شکوہ میں لائی اور بارگاہ میں
اُتارا بہت تعریف سب نے حال سنکر کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسے ساحروں کو پکڑ لیگئے برق نے کہا میں انکی تلاش میں پھر جاتا ہوں
یہ کہکر روانہ ہوا اُسطرح حیرت غیرت خیر سب نکلے دھوان بیہوشی کا بلند ہوا تھا موقوف ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے مگر حیات
و چشمہ جو چلے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچے وہاں قران سیر کر رہا تھا اُس نے انکو دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر کچھ ہی
دور پر وہاں سے بڑھتے تھے کہ اُسنے آکر انہیں سلام کیا وہ مستفسر ہوئے کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ بندہ سامری ہوں اسی جنگل میں
رہتا ہوں محتاج ہوکر تلاش روزگار ہی آپکو بادشاہ صورت معلوم کرکے حاضر ہوا ہوں کہ شاید آپ میرے لئے کا سہارا ہو جائے
ساحران مذکور اسکی بات منت آمیز سنکر خوش ہوئے اور کہا اچھا آؤ ہمارے ساتھ چلو ہم نے تجھے نوکر رکھا عیار مذکور اُنکے ہمراہ
چلا اور وہ وہاں سے ایک باغ کے قریب پہونچے مالک اُسکی حصار جادو ہی اُسنے طائران سحر سے آمد انکی سنی باغ کے باہر
پیشوائی کو آئی اور انکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پر بہار تھا جو نہال تھا وہ ثمردار تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا معطر کن
دماغ عنادل ہر پھول پر تصدق بلبل کا دل دیئے باغ میں قصر عالیشان بنا تھا مجمع سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہاں لاکر
مہمانوں کو بٹھایا جام بادۂ احمر کا دور چلنے لگا قران بھی ساتھ آیا بطور ملازمان باغ میں بالکون سے الگ ٹھہرا حیات و
چشمہ نے مرہم سیاہ شب کا جسم پر چڑھایا کہ بیت شب مہتاب کے چمکے ستارے ✽ کھلے گل کی روش گرد وہیں تارے
شام کو اکل و شرب سے فارغ ہوکر دونوں ساحر آرام پذیر ہوئے حصار نے سوتے وقت ورق سامری کے دیکھے معلوم
ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات میں لگا ہوا ہی یہ معلوم کرکے اپنے سحر پڑھکر حصار کردیا اور سو رہی قران بھی ایک صحنچی میں کچھ
میوہ وغیرہ کھاکر لیٹا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اُٹھا کہ سبکو بیہوش کردوں دیکھا تو باغ میں بالکل اندھیرا ہی وہ مکان جہاں
ساحر سوتے ہیں نظر نہیں آتا ہی سمجھا کہ یہ اثر سحر کا ہی ناچار پھر لیٹ رہا اور بعد کچھ دیر کے پھر اُٹھا دیکھا پھر گذر اُسکا اندھیرے میں
آیا قصر کا پتہ نہ پایا لیٹے سے قصر دکھائی دیتا ہی روشنی معلوم ہوتی ہی یہی ہنگامہ رات بھر رہا جسوقت دیدۂ روزگار سے تاریکی
ظلمت شب دور ہوئی اور دیدۂ سحر پر نور ہو سکا بیت کوئی پیش نظر ٹھہرے دمی تاب ✽ ہو نہان نظر سے نجم و مہتاب صبحکو
ساحر بیدار ہوئے اور بہلے تفریح طبع باغ میں لب نہر آکر بیٹھے پانی سے ہاتھ منھ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور
سلام کرکے پشت براد ب آکر ٹھہرا جب انکو مصروف تماشائے آب نے دیکھا سمجھا کہ یہی وقت ہی مار انکو یہ سوچکر پیچھے
ٹوکرا اسی ہتا لغنہ کمر سے نکالکر مارا اگرچہ ہی لغنہ قریب اُنکے سر کے پہونچا ایک تخیر از خود پیدا ہوکر حائل ہو گئی لغنہ زنجیر پر
پڑا کہ دو کشی اسنے جی داری کرکے زور سے دوسرا لغنہ مارا اُسی سپر فولادی پیدا ہوکر سر ساحران کی پناہ ہو گئی ساحروں نے جو یہ
معرکہ دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کریں قران بھی سمجھا کہ ہم گرفتار ہوئے پس اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لات اس زور سے ماری کہ
حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی میں گرے حصار انکو نکالنے میں لگی قران بھاگ کے اُسی باغ کی
ایک کوٹھری میں جاکر چھپ رہا یہاں یہ دونوں نہر سے نکلے اور کہا ہم اس جگہ نہ ٹھہرینگے ہرچند حصار نے روکا مگر نہ رکے
اور طائران سحر پر چڑھکر جانب لشکر حیرت گئے بعد انکے جانے کے حصار نے سحر پڑھا کہ ایک درخت سیب کا باغ میں بیٹھا اور

ایک پتلا سرخ آستین سے نکلکر سامنے آیا اس پتلے سے اُسنے پوچھا کہ جسنے یہ حربہ کیا یہ کون تھا اور کہاں ہے پتلے نے کہا قران
عیار ہمراہ حیات و حشمہ آیا تھا اسنے حربہ کیا تھا اب بائین جانب میدان باغ کے جو کوٹھری ہے اسمین ہے یہ حال پتلے سے سنکر
اسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلا اسی درخت مین چلا گیا جسمین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ اُٹھکر اس کوٹھری کے قریب آئی قران نے
روزن در سے اسکو آتے دیکھا ہٹ سے ملکر کھڑا ہوا اسنے آکر جیسے ہی کوٹھری مین جانے کیلیے سر ڈالا قران نے بغدہ مارا کہ
سر کٹکر دور گرا مگر اس سر نے ایک نعرہ مارا قران کوٹھری سے نکل بھاگا کہ یہ قحبہ تو مرنے پر بھی ہنستی ہے مگر جب باہر نکلا دیکھا ایک
طرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہے اور دوسری جانب ملکہ صحت مار زندہ کھڑی ہے اور اسنے اسکو بھاگتے دیکھکر ایک ٹانہ باشن کا مارا کہ پاؤن
اُسکے زمین نے پکڑ لیے اور اُسنے کہا اے قران جو کوئی تجھکو مارتا تو اسکو بھی قتل کرتا تو نے مجھکو کیون مارا اب بھاگ کر کہان جائیگا
قران کے پاؤن تو زمین پکڑے ہی تھی اسنے اپنے تئین اسطرح زمین پر گرا دیا کہ جیسے کسیکو غش آتا ہے دانت بھنچ گئے آنکھین پھر گئین یہ
حالت دیکھکر ساحرہ اسکے قریب آئی اور بغور اسکی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اسکو ہوا جب وہ اسکے دیکھنے مین محو ہوئی اسنے
ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی زور سے تھامی اور اپنے آگے گھسیٹکر ایک ہاتھ خنجر پر رکھا کہ حرکت نکر سکے ساحرہ بہت تڑپی جب نہ
چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اسنے لکھا کہ اگر مجھکو رہا کر دے تو مین اطاعت کرون قران نے اسکو چھوڑ دیا۔ اُسنے رہائی
پاکر اپنے مقام پر جاکر اوراق جمشیدی نکالے اور دیکھا کہ اس عیار کو مین قتل کر سکونگی یا نہین اوراق مین یہ نکلا کہ یہ عیار
ہمارا زبردست ہے اگر اس سے سرکشی کی تو یہ تجھکو مار ڈالیگا غلبہ اسپر کسیطرح نہ پائیگا مناسب ہے کہ اس سے آشتی کر یہ حال معلوم
کر کے اُسنے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹا اسنے کہا کہ اے مہتر جانیے آپنے مجھکو چھوڑ دیا تھا مین نے آپکو رہا کر دیا قران
نے کہا اسوقت تو برابر ہوئی مگر اور دفع کیا کرتی یہ کہکر باغ سے نکل گیا اور پھر دوبارہ بھیس بدل کر باغ مین آیا اسنے پوچھا کہ اب کیون
آئے کہا اے ملکہ تھوڑی سی شراب ہمین دو کہ ہمارے پاس ہو گئی ہے اسنے الماری کھولکر نکالا یہان شراب عمدہ کی نکالی قران
نے بھی ایک گلابی آمیختہ بدارو بیہوشی کمر مین بطور مخفی رکھ لی تھی جب وہ مین شراب کی لائی کہ مہتر صاحب لیجیے اسنے کہا
اسکا دوچند کنٹر سبز رنگ کا ہے اسمین کی شراب بھی تھوڑی سی پلا دیجیے وہ اٹھی کہ کنٹر لے آوے جب اسکی پشت اسکی طرف ہوئی
اسنے ان بوتلون مین سے ایک بوتل اٹھا کر چھپائی اور اپنی بوتل اسی رنگ کی اسمین ملا دی جب وہ کنٹر لے آئی اور کہا لیجیے یہ بھی
حاضر ہے اسنے کہا اے ملکہ اگر تم خفا نہو تو ایک بات کہون اسنے کہا فرمائیے اُسنے کہا تم ہماری دشمن ہو بدین لحاظ اگر سب
بوتلون سے ذرا ذرا سی شراب چکھ لو تو مجھکو اطمینان ہو جائے اور مین لیجاؤن اُسنے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہے اور جام مین
سب بوتلون سے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی پیتے ہی بیہوش ہو گئی قران نے زبان مین اسکی سوزن دیا اور ستون
سے باندھکر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی قران نے کہا اب کہو کس عالم مین ہو اسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دو تو کہون مین تو ہی
تم سے نکرونگی اسنے پھر اسکو رہا کیا اُسنے کہا اے عیار نامدار جانا مین نے کہ آپ یہ رستان روزگار ہین مین ہمیشہ آپکی اطاعت
کی آپ جائیے مین موقع دیکھکر آپکے لشکر مین آونگی قران نے اقرار اطاعت اسلام لیکر وہان شراب وغیرہ بھی پھر رخصت ہو کر
راستہ پکڑا اور اپنے لشکر مین آکر سارا حال کہا

داستان آنا حیات جادو کا لشکر مین اور طبل جنگ بجانا مقابلہ بلور سے کرنا اور

کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو پھر جنگ اور مغلوب ہونا مہرخ کا مدد بھیجنا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سہیلان بن اختر جادو کا مقابلہ لشکر افراسیاب مین اور فتح پانا بعد جنگ بسیار کے پھر گرفتار ہونا مہرخ کا افراسیاب کے سحر سے اور قید ہونا حیرت کا سحر سے کوکب کے اور رجانا طلسم کوکب مین لمؤلفہ

مجھ پر عاشق مین ساقیا ہون | ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہون
اختر گل باغ خوب روئی | رونق دہ گلشن نکوئی
لڑنے کو چلی ہے باصد انداز | ساقی در میکدہ کو کر باز
ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ | شاہنشہ گل ہے بر سر جنگ
جیسے ہون سپاہی صف کشیدہ | یون سبزۂ باغ ہے دمیدہ
کانٹے خنجر ہین سیے تال | ہتھیار لگائے ہے ہراک گل
ہزن لانے کی باڑھ آگی ہوئی ہی | جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے
ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون | یا گل کی سواری کے ہین گلگون
استادہ ہین سرو باغ تن کر | یون جیسے ڈٹے کھڑے دلاور
شمشیر نظر سے نرگس مست | تیار ہے جنگ پر سر دست
نہرون مین ہے آب مردم فوج | شمشیر بکف ہر ایک ہے موج
ہے ابر چمن ہوا کے بر دوش | یا باد صبا ہوئی زرہ پوش
رن مین کڑکا ہوا ہے آغاز | یون خندۂ گل کی پھیلی آواز
سر بیچ کے ہون ترا خریدار | ساقی ہے شراب مجھکو درکار
دکھلاؤن بہار جوہر تیغ | برسے مضمون قلم سے جون میغ
ہے بلبل خامہ یون دعاگو | یارب باغ سخن ہرا ہو
اے جاہ بہار باغ مضمون | نظارۂ گل بجن تو اکنون

بسملان تیغ آبدار و مذبوحان خنجر جفا شعار پیچ یابان عرصہ عاشقی، و سیارزان میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر برین اسطرح بناتے ہین اور اختر طالع فسانہ بیان زمین سے اسطرح چمکاتے ہین کہ

حیات بصفات پدر حیرت بدسیرت رخصت ہو کر حصار سے جب لشکر میں آیا دن بھر مصروف میخواری رہا جب آفتاب حیات فروغ مہر مغرب ممات میں غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہاے محافل سپہر یعنی کواکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی نظم

کہ اُٹھنے میں چھپا وہ جلوۂ روز	ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز
ہوئی پابوش عالم شام تاریک	چھپے آنکھوں سے لطف دور و نزدیک

طبل جنگ بحکم حیات بہادہنگ بجا جاسوس خبر لیکر مہرخ والا گہر کے آگے قدم بوس ہوے ملکۂ موصوفہ نے خبر نو تخت کوس حبیب سنکر جانب سرداران بارگاہ کی بلور نے عرض کیا کچھ تردد نہ فرمائیے غلام بہرجان نثاری حاضر ہے میرے نام پر طبل رزم بجوائیے ملکہ نے اسکی ہمت پہ آفرین فرمائی اور نغمۂ سحر بجائی ہزارہا نقارہ لشکر میں بجکیا زلزلہ دشت نبرد میں ہو گیا ہر ایک ساحر تیاری سحر تیار کرنے لگا دم اقتر کی صحبت کا مہرنے کا مہرخ جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ میں آکر سیر سحر کے چہار جانب دانہ کیے پتلیاں کاغذی کاٹ کر گستا ہوئیں کا پہنا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب فلک رنگین اسطرح زلزلہ ولرزان دیکھو نے شیرین کہیں لشکر میں شور مچ گیا بجگانون نے ہجوم کیا بہر ہر ایک جنسا کیا جیسے عینٹ میں چڑھے کلو ابیرون نے آدمی کے کلیجے تہ زمین ہیے بچھو نستری کی چارسمت صدا بلند تھی جوت کا دیا جب جلتا دھواں جو ستا پون کھیلتی تا منہ سے نہ بولتی ساحران منتر کرتا دائی ہو نہ جاری کی دیتا بہر صورت اقرار اطاعت لیتا ساحر و تیغ یہ ہنگامہ تھا اور تلوار اٹھانے والون کا عزم بہادرانہ تھا کوئی سمجھا انصاف کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی سونچھونکو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا جب خلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ خاور کیلیے قطع فرمایا اور جامۂ ہستی کواکب بہر جاک

جاک ہوا کہ ابیات

سحر گہ خروش آمد از کرناے	ہم از کوس رویین و ہندی دراے
سپہ را چو روا اندر آمد بروے	جہان شد پر آواز پرخاش جوے
ز انبوہ اسپان گرد سپاہ	بہ بیشہ درون شیر گم کردہ راہ
برآمد یکے باد و گرد کبود	زمین ز آسپان ہیچ پیدا نبود
ز خفتان و از خنجر ہندوان	ز اسپ و ز آلات و برگستوان
ز ساز و زگردان ہر دو گروہ	زمین ہمچو دریا شدہ گرد کوہ
دو رویہ سپہ برکشیدہ صف	ز خنجر ہمی یافت خورشید تف
بہ پیش سپہ آوریدند پیل	جہان شد بکردار دریاے نیل
سواران جنگ از پس و پیش و پیش	ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش

مہرخ و حیات باتجمل مذکورۂ بالا جب میدان حرب میں پہونچکر صف کشیدہ ہوئیں چشمہ سپہ سالار حیات سے اجازت لیکر میدان میں آیا کلمات لاف وگزاف زبان پر لایا مبارز خواہ ہوا بلور نے اسطرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ نورافشان نام ایک ساحرہ جو ہمراہ بلور لشکر کے افسر ہوکر آئی ہے عرض پیرا ہوئی کہ جب حیات لڑنے نکلیگا اسوقت

آپ مقابلہ میں جائیگا اسکے مقابلے کو میں جاتی ہوں بلور نے اسکو اجازت دی کہ وہ طاؤس اُڑا کر مقابل آئی چشمہ نے پہلے ایک ناریل
سحر کا مارا اُسنے ناریل آتے دیکھکر اشارہ جادو پڑھکر کیا کہ وہ ناریل کنکر دور گرا چشمہ نے جھلا کر ایک گولہ فولادی ایسا سحر
کرکے مارا کہ اُسنے ہر چند رد کرنا چاہا مگر رد نہو سکا اور پیشانی پر آکر لگا کہ سر اُسکا پھٹ گیا ازبسکہ ساحرہ زبردست تھی
ہلاک نہوئی بیر اُسکے اٹھا کر لشکر میں لائے اور چشمہ نے پھر مبارز طلب کیا بلور مرکب بڑھا کر سامنے گیا اُسنے عجب گولا مارا
بلور نے سحر پڑھا کر چالیس سپرین سحر کی ازخود مقابل آگئیں مگر گولہ نہ رکا سپرین توڑ گیا بلور بہت جلد زمین میں سما گیا گولا
اوچھا سا سر میں لگا اور گر کر سرد ہوگیا اور بلور زمین سے پشت کیطرف چشمہ کے نکلا اور پکارا کہ اے بیحیا خبردار یہ نہ
کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ کہکر ایک بیضۂ عقاب جمشید کا کہ کوکب نے چلتے وقت دیا تھا نکالکر مارا چشمہ نے لاکھ چاہا کہ رد کرون
لیکن نہوا اور بیضہ پشت پر جا کر پار سینہ توڑکر نکل گیا شور اسکے مرنیکا بلند ہوا حیات بیتابانہ دوڑ کر ارے غضب
کیا تو نے کہ مارا اس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو فوج جادو سے تاریخ و تیغ
مارتی چلی اسطرف سے مہرخ باسپاہ بیکران حملہ آور ہوئی سحر کی گھٹائیں گھر آئیں باران تیر و سنگ و مار آتش برسنے لگا برق
شعلہ ریز کوندی رعد گرجا تلواروں نے بہادروں کی دریاے خون بہار یا سرکشوں کو خواب عدم میں سلادیا کلاہیات

ہمہ یک بہ دیگر بر آویختند	چو رود روان خون ہمی ریختند
چو آواز کوس آمد از پشت پیل	ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل
برنگ بادپایان زمین راکنان	در و دشت شد پر تن بیسران
زمین جنبش جنبان شد از میخ و نعل	ہوا از درفش سران گشت لعل
ز آواز گوپال بر ترک خود	ہمی داد گردون زمین را درود
بیابان چنان شد زہر دو سپاہ	کہ بر مور و بر پشہ شد تنگ راہ

اسی گرمی جنگ میں بلور تیغیان گھومتا اور رجز کرتا چلے پیدا کرکے لڑتا ہوا تا قریب حیات پہونچا اسنے ڈانٹا کہ او
بے ادب کہاں آتا ہے اُسنے بھی للکارا کہ او بے بانی شراب ٹھہر کہاں جائیگا اسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت بلخ
زردشت کا نکالکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پیاز آب نکال کر پانی تخم مذکور پر چھڑکا فوراً وہ بیج بہ آبیاری آب سحر
زمین سے اُگا اور بڑھکر درخت عظیم الشان ہوگیا بجاے پھل کے تلوارین اسمین پھلین اور جلیبو کی طرح لٹکنے لگین جو ساحر
کہ ادھر جانب لشکر حریف چلے اُس درخت پر آتے ہی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے حیات مع لشکر حیرت کے سایۂ
درخت میں اسطرف ٹھہرا اور شجر سے بجلیاں بنکر وہ تلوارین لشکر مہرخ پر گرنے لگین سال ہی ساحران قطع ہونے لگا بلور یہ
کیفیت دیکھکر بسان شیر غضبناک جھپٹا اور لشکر حملہ کرنے سے رکا اسنے بھی برق درخشان کیصورت اپنی بنائی اور درخت
پر آکر چمکا مگر کڑکڑا کر اس شجر پر گرا ہر چند کہ درخت اسنے جلادیا مگر آپ بھی ان تلواروں سے جو درخت میں تھین زخم ایسے کھائے
کہ تمام جسم فگار ہوگیا اور چور چور ہوکر زمین پر گرا یہ دیکھکر حیرت تلوار سحر کی کھینچکر دوڑی کہ سر کاٹ لون مہرخ عقاب بنکر تخت پیسے
اڑی درخت تو جل ہی چکا تھا یہ آکر بلور پر گری اور پنجہ میں داب کر لے اڑی بلور دو طرح سے بیہوش تھا ملکہ پنجہ میں دابے

اسکو لشکر میں نہ لائی چاہ سامری کیطرف علاج کیلیے لیگئی کہ اگر عرصہ گذریگا تو ان زخموں سے بچنا اسکا دشوار ہے پس یہ تو ادھر
گئی ادھر حیات نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہان مارو ان سب کو اور نکو قوم ساحران رسول و پنسول پکڑ کر یا سامری مدد کی چلی
پھر لشکر مرخ پر آپڑی بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ بعد مرخ خواجہ نے مجھکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے اسوقت لشکر بے سردار
کا ہو رہا ہے اور درخت سے بہت لشکری زخمی ہیں جنگ عظیم پہلے بھی ہو چکی ہے اب کسی میں دم نہیں ہے جو میدان میں ٹھہرے یقین ہے کہ
بھگدر پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے پس مجھکو مقابلہ کرنا لازم ہے یہ سوچکر اپنے تخت پر سے کودی اور اسطرح چلی کہ بہار حسن
حسینان لبسان کنیزان اُسکا دامن ناز بہ ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ مست اسکی نیزہ مژگان سے ہزاروں سینہ پر گزند
دیکھے جاتے تھی اسی انداز سے بیچ میدان میں پہونچکر ایسا سحر پڑھا کہ ہولے سرد دشت عالم میں رواں ہوئی اور جیسے نخل قامت
میں لشکر حریف کے دہ ہوا لگی سرو آسا پا بگل ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہر رہا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے وہ فوج رکی اس شمشاد
باغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا اے بہار آؤ بہار تو اس گل رعنا کی ناز بردار و شیفتہ ہر رنگ ہزار ہے
حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا ہوا اُسکی ہوا خواہی کا دم بھرنے لگی زمین بہر نثار زر گل ہزاران
ہیز ہو دامن دامن لائی ہر سمت خیابان سمن و نسرین بہ صد لطافت و رنگین ظاہر ہو کر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے
لگے چمنستان میں انہار و گل و ریاحین بہ لے شوق نثار ظاہر ہوے دم بھر میں یہ خرابہ باد و ہر بہشت ہشتم تھا دشت سارا
گلستان سعدی کا باب ہشتم تھا کہیں جانان چمن بر لب جو تن رہے تھے کہیں عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے کو گل کے
زیور بن رہے تھے کہیں فریاد بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن رقصان ہو کہیں سنبل تر کے پیچ زلف مہوشان کو پیچ سکھاتے
کہیں ڈورے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلعذاری کو پھندے میں پھنساتے ہیں سبحان اللہ طرفہ بہار نخلبندی سحر بہار
سے ظاہر تھی کہ وحدت سرائی میں جسکی زبان بلبل قاصر تھی نہروں نے وہ آب و تاب سے آبرو پائی تھی کہ صفائی ضیائے گوہر
صدف فلک خاک میں ملائی تھی چشمہ مہر و ماہ میں یہ لطافت کہاں تھی اس چشمہ کی شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیان تھی گلوں کی
رنگینی نگار خانہ چینی کیا بلکہ ارژنگ خانہ فلک سے بھی عمدہ پردین و پران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہیں لالہ زار
کہیں پھولوں کا انبار کہ بموجب ابیات

ابیات

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم　　لڑے تھے بلبلوں کے آج معصوم
گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی　　کہ طاؤسوں نے کیفیت دکھائی
چمکتے تھے چمن میں گل ہزاروں　　چہکتے تھے پڑے بلبل ہزاروں
ہنداعار رنگ عروسان چمن تھا　　وہ رنگ گل کہ جان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدائے خلخال پائے معشوقہ پردے ہوا سنائی دی اور ایک
تخت بارفعت زمین پر اترا اسپر ایک محبوبہ ناز کبدن جسکا روے زیبا بلا زہرہ جبین سوار تھی واقعی دیار حسن کی تاجدار
تھی کج ادائیوں کی ایسی عالم کہ فلک پر جفا اُسکے زیر فرمان ناز و غمزہ جانستان پر وہ حکمران زلف کہ اسکی کیوں دھیان کرنا
صفت یہ سودا مول کیوں لوں شب تار نے روز ازل اس زلف کی محبت کا دم بھرا تمام عمر سودے کا خلل گیا تھا

کے روبرو چشمۂ خور آبرو ریز عارض رخشان قمر کو غیرت انگیز چاہ زنخدان مین نہان آب چشمۂ حیوان دندان در عدن سلک گوہر غلطان نظم

بنا تھا نور کا بالکل سراپا ۔ وہ قامت تھا کہ شعلہ طور کا تھا
پریزادون کو کرتی تھی وہ قربان ۔ لٹاے حور اس سے آنکھ کیا جان
لٹکتے پانون تک تھے موے مشکین ۔ فدا مین نافہاے آہوے چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پرنور ۔ عیان ابر تیرہ جلوۂ حور
بلند اسکا تھا ایسا سینۂ صاف ۔ بلورین کوہ سے ہے بڑھکے شفاف
قیامت توڑ تھا ان چھاتیون کا ۔ نہ ہوگا تیر مین یہ توڑ اصلا

زیور جواہر رنگین سر سے پانک پہنے لباس زعفرانی زیب قامت فرمائے تخت سے اترکر اس گلشن سحر مین بصد ناز
برنگ طاؤس طناز خرامان ہوئی لشکریان حیات و حیرت اس جادو صورت عورت کو دیکھکر تاب برق جمال اسکے
اور محو ہوکر بیہوش ہوگئے سواے حیرت و حیات کسیکو ہوش نرہا اتفاق سے اسوقت ابریق وزیر فرستادہ
بادشاہ طلسم حیرت پاس آیا جب یہان پہونچا ہواے گلشن سحر جو جسم مین لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ زن سحر جو
گلگشت کر رہی تھی اُسنے ایک گلدستہ نرگس کے پھولون کو اس باغ سے توڑکر بنایا اور ہاتھ پر رکھکر اچھالدیا گلدستہ
جانب فلک گیا ہواے سرد چلنے لگی پھر سب کی آنکھ مع حیرت کے آنکھ بند ہوگئی بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک درخت
نرگس کا ہر لشکری کے روبرو لگا ہے اور ہر شخص اس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے حیرت نے اُسوقت گھبراکر ابریق
سے کہا کہ اے وزیر یہ ظلم کیا تم پر بھی اس چھوکری بہار کے سحر نے اثر کیا ہے ابریق ایسا محو تھا کہ اُسنے ملکہ کے کلام کا کچھ
جواب نہ دیا حیرت سمجھی کہ بڑا غضب ہوا اب جلد اس لڑکی نے بس بہت جلد سحر پڑھکر دستک دی ایک عورت فلک سے
شیشہ مثل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ مین لیے اتری ملکہ نے اپنی ران کاٹکر اس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھینٹا کھاکر سب بیہوشونپر
اور ان درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہوگئے مگر اپنے آپے مین نہ
تھے تعریف حسن زن سحر جو بہار نے بلائی ہے کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے تھے حیرت نے اس عورت سے کہ جسپر خون کا
چھینٹا مارا تھا کہا کہ جا اور اس عورت کو جو گلستان مین پھر رہی ہے قتل کر اس عورت نے جواب دیا کہ ملکہ نرگس جادو ہے مطیع ملکہ
بہار میری مجال نہین ہے اسپر دست درازی کرسکون یہی بہت ہے کہ مین نے ان بیہوشونکو ہوشیار کردیا یہ کہکر غائب ہوگئی حیرت
نے اسوقت ایک مالا موتیونکا اپنے گلے سے اتارا اور پکار کر کہا کہ اے بہار دیکھو یہ سحر بھی دیکھا ہوگا بہار نے مالے کو دیکھکر
شناخت کرکے ایک قہقہہ مارا اور کہا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہاے آب چشمۂ سامری منجمد کرکے موتی بناکر تو نے اپنے پاس
رکھے ہین ورنہ پہلے سے اسکی بھی تدبیر کیجاتی خیر اب بھی تدبیر کیا کرینگی ہان تیرا لشکر البتہ بچ جائیگا حیرت نے کہا او چھوکری
کیون ایسی باتین کرتی ہے سامری کے غضب سے ڈر اری مین تیری بہن ہون یہ تیرا باپ ہے جو سامنے کھڑا ہے مجھی مین نے اور
تو نے ایک ماں کی کوکھ مین پانو پھیلاے ہین یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہین جوانی سے بھٹ پڑیگی یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے
بچا سکا اُنسے تھے اسلیے کہ تو مجھپر ہاتھ صاف کرے بہار نے کہا باجی حضرت سنو اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ مسلمان

ہو جاؤ سلطنت میرے لشکر کی گرد ہوئے افراسیاب کو مار و حیرت یہ سنکر آگ ہو گئی اور کوسنے لگی کہ ارے تو ناشاد مرے
اپنی جوانی سے جلائے تو ہو کی میرے وارث کو کوستی ہے تیری سلطنت کو خاک مین ملاؤن مجھے گھری گور مین تو پون غرضکہ یک
بجک گروہ بالا جانب فلک اچھالا ازبسکہ وہ موتی تو اصل مین پانی تھے ہی بالا بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت و خیرہ
پر سپید ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار اتر گیا لشکری ہوش مین آگئے بہار کا باغ اسیطرح بنا رہا اسنے چاہا کہ پھر
اسکو بیہوش کرون حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ ابکی تو اسکے باغ سحر کا نہ سکیگا اور ازبسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا
اور ساحرہ شب باغ انجم میدان فلک مین سرسبز کیا چاہتی تھی کہ بیت بکایک چرخ اخضر چرخ کھایا دن گیا سبز رنگ شام
آیا ادھر بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری ردّ سحر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہو گیا ملکہ نرگس تخت پر بیٹھکر اپنی جگہ پر گئی غرضکہ دونون
لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام مین آکر آسودہ ہوئے صرخ چونکہ لشکر مین رہتی بہار نے بعوض اسکے سلطنت اختیار کی رات کو تمام
بدر بار کیا طلایہ دار مقرر فرمایا بعد جلا انتظام شبستان مین جا کر آرام کیا اس طرف حیرت جب بارگاہ مین داخل ہوئی حیات
نے کہا مین اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالونگی اب کی کائنات کا سحر تیار کرونگی حیرت نے کہا آپ ٹھہریے مین بادشاہ
پاس جاتی ہون جو انکی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا یہ کہکر وہان سے اڑی اور ایک پہاڑ قریب دریائے خونریزان ہے اس کوہ
پہ جا کر سحر پڑھا چنانچہ پیدا ہوا آگ کہ باغ سیب مین لایا یہان ابرق وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار کا
بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جا کر سلام کیا اور پہلو مین بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ دیکھا تمنے تمھاری
بہن نے کیا کیا حیرت نے کہا مین اسی لیے آئی ہون کہ آپ اسکو مار کیون نہین ڈالتے اسپر رحم کسلیے فرماتے ہین بادشاہ
نے کہا اب مین اور فکر مین ہون کوکب لڑنے آیا ہی چاہتا ہے اور ایک بیابان ہے اس طلسم ہوشربا کے اور طلسم کوکب کے
دامنے پر اس بیابان کو ایک ملک سمجھنا چاہیے اس ملک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہے اور اطراف کو بیابان
اکثر پر کتنے مین چنانچہ وہان ایک ساحر رہتا ہے معمار قدرت اسکا نام ہے وہ تالاب جمشیدی بزور سحر بناتا ہے مجکو بزور سحر معلوم ہوتا
ہے کہ ساحر بھی مجھ سے لڑنے آئیگا پس مین ان فکرون مین ہون یہ چھوکری بہار کیا حقیقت رکھتی ہے اب تم جاؤ مین بطور د
سحر کو چاہ سامری پہ سے پکڑوا کر تمھارے پاس بھیجونگا انکو قتل کرنا محافظ چاہ سامری انکو لائیگا اسکی عزت کرنا وہی سب کام
تمھارا کردیگا یہ کہکر ایک نامہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے مختار جادو ہوشیار رہنا وادی چاہ سامری پر زخمی ہو کر پانی
پینے آتے ہین انکو گرفتار کرکے ملکہ حیرت پاس بھیجنا دیا یہ لکھکر بچہ کو دیا کہ وہ لیگیا اور حیرت رخصت ہوکر لشکر مین آئی
حیات سے سب حال بیان کرکے دربار برخاست کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سنیے کہ یہ کنوان
چاہ آراستہ نام رکھتا ہے اور صوبے مرجان کے درمیان واقع ہے اور جسطرح چاہ زمرد کہ جسپر میلا ہوا تھا تمام ساحران اندر
چاہ کے رہتے ہین اس کنوین مین بھی مسکن گزین ہین اور مالک ان سب کا مختار جادو ہے چنانچہ وہ اندر کنوئین کے
دارالامارۃ شاہی مین بیٹھا تھا کہ بچہ نے لاکر نامۂ شاہ طلسم اسکو دیا نامہ اسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا جب
مضمون سے واقف ہوا چالیس ساحر گرد کنوئین کے چوکی دیتے ہین انکو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آکر بطور مخفی ٹھہرو اور
جو کوئی اس جنگل مین پانی بھرنے آئے اسکو پکڑ لینا جب ساحرون کو حکم پہنچا سر چاہ سے پہرا اٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا اور

بانتظام تمام بیٹھے اسطرف مہرخ و بلور کو لیے صحراے طلسم طے کرتی صحراے مرجان مین پہونچی یہان دیکھا تو تمام اشجار
صحراے سرخ گون آگ لگی معلوم ہوتی ہر گھانس تمام سبز و سرخی و سبزی باہم ملکر عجب حسن دکھاتی تھی لب لعلین سبز رنگان دہر کو
شرماتی تھی مونگے کے درخت دیر چوٹ موٹ ٹیتے تھے جواہر خانۂ بہار معلوم ہوتے تھے ملکہ مہرخ بیچ صحرا مین آکر ٹھہری بلور فرحت جہات
و تموج ہوا سے بیہوش تھا یہان کچھ اسکو ہوش آیا ملکہ مذکور باہستگی اسکو لیے ایک درہ کوہ مین آئی اور ایک جگہ کی مٹی اٹھا کر
سونگھی پھر اسی مقام کو خنجر سے کھود ڈالا ایک نقب ظاہر ہوا یہ اس نقب مین مع بلور اتر گئی اندر نقب کے ایک باولی بہت خوبصورت بنی کہ
جسکی چاہ مین شعاع آفتاب لاہوکر گویا ڈول ہے دو فلک کوکب سامنے اسکے کوئی سنڈول کہے آبروے چاہ نخشب سامنے اس عمارت
کے بانی بانی خلاصہ یہ کہ بہت لاثانی بیچ باولی مین ایک کنوان اندازہ بنا جگت اسکی بلور کی لب گردان یاقوت کی ساختہ تھی
کا مجرنا بنا حوض بہت نایاب پختہ تعمیر کنارے اسکے ہزار ہا فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا نقشہ ہر فوارہ دکھاتا تھا
کنوین پہ چرخی چڑھی جو عقل پیر چرخ کی چرخ مین لاتی پتلیان پتھر کی گرد پنہاریان بنی کھڑیان کمر پر گھڑے رکھے بعض
پانی بھرتین ملکہ مہرخ نے رسی جو چرخی سے لپٹی تھی یا حبل المتین تھی کھول سونیکا ڈول اسمین بندھا ومن تمسک بالعروۃ
الوثقی پڑھکر کنوین مین ڈالا دیکھا تو خبر کوئی نہوا سمجھی کہ جو کیداران چاہ تخیر مین تو اپنا کام کر چکے جلد جلد پانی بھرا اور
بلور کو پلایا زخمونکو اسکے دھویا فوراً سب زخم اچھے ہو گئے ملکہ مذکور نے دوسرا ڈول پھر ڈالا کہ پانی بھر کر اپنے ساتھ
لیتی چلون کہ کام آئیگا بار بار آنا نہ پڑیگا غرضکہ یہ غافل ہو کر پانی بھرنے لگی اور بلور جھک کر تماشاے آب چاہ دیکھنے لگا
وہان مختار تو انکی فکر مین لگا ہی ہوا تھا جو کیدار اندر کنوین کے موجود تھے انھون نے سحر پڑھا کہ ملکہ و بلور دونو کے پاؤن
جگت پر سے پھسلے اور دونون کنوئین کے اندر گرے سحر کے بیرون نے ڈھکیل دیا جب یہ کنوئین مین غوطہ کھا کر ابھرنے لگے
چالیس ساحر نامی و نامور وہان موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور انکو کھینچ لیا یہ غلطان و پیچان تہ آب تک چلے گئے جب
پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک چوکی اس جگہ بچھی ہے اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی جنگل مونگے کا لگا ہے نہ
کنوان ہے نہ باولی کا پتہ ہے مہرخ نے بلور سے کہا کہ ہمنے غفلت کی دشمنون نے اپنا کام کر لیا ہم اسیر ہو گئے یہ کہکر اس چوکی
پر دونون بیٹھ گئے کیونکہ وہ ساحر محافظ جو انکو کھینچ لائے ہین ایسا سحر انھون نے کیا ہے کہ یہ بیخود ہین سحر بھی نہین پڑھتے ہین
اور تاثیر سے انکے سحر کے چوکی پر از خود بیٹھے ہین بس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسون ساحر گوشہ ہاے صحرا سے ظاہر
ہو کر گرد انکے آگئے اور محاصرہ کر لیا پھر سحر پڑھکر اس چوکی کو اڑایا اور انکو لیکر چلے یہانتک کہ وہ صحراے مرجان
تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا دروازہ اسکا بسان درہ کوہ بہت بڑا تھا پھاٹک اسمین لگا تھا
گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا دروازے سے کچھ فاصلے پر ہزار ہا ساحر اترا ہوا تھا ہوم خانے بنے تھے بستر
ساحرونکے لگے تھے پوجا پاٹ سامری کا ہو رہا تھا ڈھول بجتے تھے بھجن ہوتے تھے سب خوش و خرم بیٹھے تھے کہ یہ
قیدیونکو لیکر پہونچا اور انسے اجازت لیکر داخل قلعہ ہوے قلعہ بہت آباد تھا ساکن قلعہ ہر ایک دلشاد تھا اونچے
بڑے بڑے پجاری سامری کے بستے تھے مکان عالیشان بنے تھے دکانین آراستہ تھین بازارین لگین گلیان صاف سڑکین
شفاف آراستہ تھین یہ راہ طے کر کے دار الامارہ شاہی مین آے یہان بھی مجمع عام تھا درباریونکا اژدحام تھا مختار

تخت شاہی پر بیٹھا تھا ان دونوں کو دیکھکر ہنسا اور کہا اے مہرخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہو کر بچنا دشوار تھا آخر
گرفتار ہو کر تو نے جان دی مہرخ نے بسبب سحر ہوش و حواس درست نہ تھے اسکی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور اسنے حکم دیا
کہ ہماری فوج تیار ہو ہم ان مجرموں کو پہونچانے جائینگے بموجب حکم قلعہ میں چوبیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار انمیں سے تیار ہوے اور
بارہ ہزار برائے حفاظت ملک جاہ رہے تختہاے سحر پر بیٹھکر خیام و بارگاہ بار کراکر بعظم و شان تمام مختار نے کوچ کیا
نفیر و نقارے بجتے ساحر نیرنگیاں سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیوں کو بحفاظت ساتھ لیا ساحران نامی چوکی پر قیدیوں کو بٹھالے
صحرا اے مرجان جب طے کر کے آگے بڑھے مہرخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے جدھر سے میں آئی تھی حیران تھی کہ میں سرچاہ
پر آکر پہونچی تھی اب کنوئیں کے اندر سے قید ہو کر آئی ہوں یہ کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہونچی ہوں پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسم
ہے اسوجہ سے راہ کا بھید سمجھ میں آنا دشوار ہے غرضکہ خاموش ہو رہی اور ساحر بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر
حیرت پہنچا حیرت نے جب خبر آمد سنی بہر استقبال مع سرداران نکل آئی اور نہایت احترام سے پیشوائی کر کے داخل لشکر
کیا فوج اسکی اتری طبل داخلے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ میں آئی مختار مقام صدر پر جانب دست راست تخت پر بیٹھا اور چوکی
طلب کر کے بیچ بارگاہ میں بچھا دی قیدی اسپر بیٹھے ہیں اٹھا نہیں جاتا ہے بالکل بے حس و حرکت ہیں بارگاہ میں ہنگامہ عشرت گرم
ہے جام ارغوانی کا دور چل رہا ہے ناچ ہو رہا ہے عیار بچیاں بھی آئی ہیں اور بہ تدبیر دیگر ٹھہری ہیں خدمت ملکہ میں عرض کیا
ہے کہ عیار قیدیوں کی رہائی میں ضرور آئینگے پس ہم جسکی جانب اشارہ کریں آپ فوراً قید کر لیجیے گا بھاگنے نہ دیجیے گا
یہاں تو یہ مذکور ہے عشرت کا دستور ہے لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبریں معلوم کر کے سامنے بہار کے آئے بعد
دعا و ثنا کے حال آمد مختار و اسیری مہرخ و دلیران حق بیان میں لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ میں جاکر
بارگاہ سے ملکہ کو لائی ہوں یہ کہکر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو شانوں پر اسقدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ
مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے کہ وہانسے تجسس سحر کیا ہے خبر سمجھ لیا جائیگا یہ سمجھکر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا اے ملکہ اب لشکر
تمہارے دم سے وابستہ ہے تم ٹھہرو میں جاتا ہوں یہ کہکر اٹھا اسیر سحر نہ تھا بارگاہ سے نکلکر صورت ساحر کی طرح بنکر داخل
لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہاں بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام ساحر بارگاہ میں آمد و رفت رکھتے ہیں یہ بھی اسی ہنگامہ میں
داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذریں گذر رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے ساحر اسکو مالک جاہ سامری سمجھکر
ڈنڈوت کرتا ہے برق ایک طرف گھات میں کھڑا ہو رہا اسکو صرصر نے دیکھکر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے
عیار کھڑا ہے اسکو گرفتار کروا اسنے عیارہ کا اشارہ سمجھکر ایک ناریل نکالکر ویسا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اسکو ہلاک
کرے پس وہ ناریل چلا دیا کہ برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھکر جلدی سے اسجگہ سے ہٹ گیا ناریل سر پر سے گذر کر
ایک ساحر ہیناسے جادو کے سینے پر جا کر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اسکا توڑ گیا اور برق نے اٹھکر کہا
کہ وہ مارا لے مختار کیا کہنا واہ کیا صفائی ہے اسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کروں مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا
تھا برق اسی غلغلہ میں اسکے قریب آیا اور ایک دھول مارکر سر سے تاج اتار کر بھاگا اسنے کہا لینا لیجیو جاتا ہے کہتا
ہے اور سحر کرنا بھولا ہوا ہے غرضکہ برق نکلکر لشکر میں بہ ہیئت مبدل پھرنے لگا اور وہاں جب ہنگامہ مرگ ساحر برطرف ہوا

مختار کو برہنہ سر دیکھ کر حیرت نے اور تاج منگا دیا اسنے کہا کہ اے ملکہ مین اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہون ملکہ نے کہا تم کیون جاؤ وہ خود یہان آئیگا عیار تو ہر وقت یہان موجود رہتے ہین انھون نے تو سارا طلسم برباد کر رکھا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامۂ شاہ طلسم آیا مضمون اسکا حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے خاتون مین مختار ملک چاہ سامری ہین اس سبب سے ہمکو انکی پرستش لازم ہے انکی دعوت بڑے دھوم سے کرنا اور ایسا بند و بست کرنا کہ عیار نہ آسکے اور انکو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ دین ہین مہرخ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اُسکے ساتھی چھڑانے آئینگے اسوقت اے ملکہ تم خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا فیض جاری کرین اور سب باغیون کو اسوقت غارت کر دین تو مضائقہ نہین یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت مہیا ہو بموجب ارشاد اہلکار حکم بجا لائے صحرائے وسیع و سبزہ زار مین بارگاہین استادہ ہوئین سامنے بارگاہون کے چاندی کی نہرین کھدکر پانی سے لبریز کر دین اور کنارے اُنکے درخت گلدار و پر بہار نہرون مین لگے برابر برابر رنگ سے نہرون مین مچھلیان سبز و سرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑ دین سبحان اللہ دشت کوسون تک پھولون کی خوشبو سے مہک گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمۂ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار وہ گلشن خرمن ماہ کو یہ ضیا کہان حاصل غیرت سے پانی مین ڈوبا ہوا ماہ کامل ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نور وہ شب دیجور بارگاہون مین فرش اطلسی فلک کو شرماتا ہوا بچھا تخت و کرسیان جواہر نگار و عمدہ اسباب میکشی مہیا ارباب نشاط حاضر راجہ اندر کا اکھاڑہ تبیع حسینان روزگار کا جادو نگاہ بھلا طرفہ تماشا کہ **نظم**

ملین ساقی یہ لب جام قمر سے
تصور شب کا ہے مجھکو سحر سے

عروسانہ شب مہتاب آئی
ستارے دل سے وقت رونمائی

کہا حیرت نے اے سردار مختار
کرو جشن کر ذرا گلگشت گلزار

شگفتہ دل خرامان وان سے آئی
خوشی سیر چمن سے کچھ اٹھائی

وہ جوبن تھا عروسان چمن پر
زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر

زمین سیلاب سے سرسبز و شاداب
طائر ویسی زمرد بخت نایاب

نیام و بارگہ دلچسپ و زیبا
مہیا قصر جنت کا تماشا

نقشہ ثن تھا ہر اک خیمے پہ مہتاب
مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصۂ مرام جب گلزار ماہتاب کی ضیا سے بادۂ نور سے مملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ مین جمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلسۂ دعوت ہوئی قید یونکو سامنے بلوایا اور سحر سے زمین اس دشت کی فولادی بنا دی اور ایسا سحر کیا کہ ایک زنجیر گرداگرد اس صحرا کے کھنچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر مین بندھ جائے اسنے نہ پائے اور زمین مین بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی باطمینان تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب اس جلسۂ مسرت کے پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد دشت کھنچی ہے اُسنے چاہا کہ جست کرکے اس زنجیر کو پھاند جائے بس بارادہ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہو گئی اُسنے چاہا

اگر جبک کر زیر زنجیر جادو ن زنجیر بھی ہو گئی اور ایک شعلہ اس مین سے چمک کر بجلی کی طرح اسکی جانب لپکا یہ ہوا کی طرح پیچھے کی طرف بھاگا
اور دور جاکر ٹھہرا وہ شعلہ بھی منطفی ہو گیا برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا ہو گا سحر سے انتظام کامل کیا ہے خیر اگی نقب لگا دو
اگر پہونچ گئے تو فہو المراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب جلسہ مذکور پہونچکر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اُسنے
خنجر سے نقب دینا شروع کی جب اسجگہ پہونچا کہ جہان زنجیر سحر کھنچی ہے وہان کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا ناچار
نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر مین پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانیوالا ملے تو اسکو بیہوش کرکے اور
اسی کی ایسی صورت بنکر اندر جاؤن اس تردد مین پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی کیونکہ قران جو حصار
کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری مین وہ بھی اس طرف آیا تھا اسکو دیکھکر متفسر حال ہوا اسنے سب حقیقت زنجیر
کی اور اپنے نقب وغیرہ دینے کی بیان کی قران نے سارا ماجرا حصار کا بیان کرکے کہا کہ اے برق مین تم کو
حصار جادو کی ایسی صورت بنادون اور آپ ایک خدمتگار کی صورت بنکر تمہارے ساتھ چلون جسوقت کہ حیات
سنے گا کہ ملکہ حصار آئی ہین باعزاز تمام طلب کریگا بہ آسانی وہان پہونچ جائینگے اور کام دشمنونکا تمام کرینگے
برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور رائے خلیفہ عیاران اسلام پہ آفرین کہی اور قران کے لوح
دل پر شکل ملکہ حصار نقش تھی کہ یہ اُسکے یہان ایک شب وروز رہ آیا تھا بس رنگ و روغن لگا کر برق
کو اسی کی ایسی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک محلی و مزین فرمایا زیور جواہر سے تن نازنین کی آراستہ
کیا وہ چمکیلا چاند و سورج کی طرح طلائی جگمگاتا ہوا سر پر لگایا کہ طائر دل پھانسنے کیلیے چھپکا لگایا ادھر قران
خواجہ سرا کی ایسی صورت بنا کہ لانبا قد رخسار بالون سے ڈاڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور ازبسکہ قوم کا زنگی
تو خود ہی کچھ ہی نقشہ صورت مین فرق کرنا پڑا اسرا پا خوب بنالیا لباس بھی ویساہی زیب قامت کیا چپکن پر زری
ٹپکا کمر سے باندھ خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ ہوا برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا بلکہ پیچے کلائی پر
ڈالے بناز و انداز خرامان خرامان چلا پیچھے آپ بہ آداب تمام روانہ ہوا اور قریب اس سلسلہ سحر کے جب پہونچے
خواجہ سرا نے پکار کر کہا اے ملازمان حیرت یہان آؤ حاجب و دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سنکر نزدیک آئے
اُنسے کہا کہ حیات جادو سے جاکر اطلاع کرو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہین ملازمون نے یہ سنکر خدمت حیرت
مین جاکر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا حیات اس جلسہ مین حاضر تھا سنتے ہی یہ خبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے حیرت
یہ وہ ساحرہ آئی ہے کہ جسنے ہمپر احسان عظیم کیا تھا رات بھر مین اسکے یہان بآرام تمام رہا اسنے کوئی دقیقہ خاطر داری
مین اٹھا نہ رکھا دعوت کی بہت آرام دیا دوسرے دن مین بکثرت عیاران وہان سے چلا آیا ورنہ وہ آنے نہ
دیتی تھی یہ کہکر ساحرہ مذکور کے لینے کو چلا حیرت نے جب اپنے باپ کو جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونون
قریب زنجیر آئے ملکہ نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹکر ایک طرف ہو گئی حیات نے آگے بڑھکر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا آئیے آپنے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا کہ بیت اے خاک رہت بدیدۂ
من + احسان تو دل کشیدۂ من + بنام سامری چلیے اور تشریف رکھیے حصار نقلی نے یہ سنکر پہلے تو ملکہ حیرت کو

تسلیم کی پھر عرض رسا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین ہم لوگ آپ کی رعایا ہین یہ سب عزت و آبرو حضور کی عطا فرمائی
ہوئی ہی یہ سب آپکی خوبیان اور غربا پروری ہی جو اسطرح پیش آتے ہین ورنہ من آنم کہ من خوب میدانم یہ باتین فی
مابین کرکے روانہ ہوے اور لب نہر آکر مسند پر اپنے برابر حصار کو بٹھایا مختار بھی اسکو ساحرہ عزیز سمجھکر
بڑے تپاک سے ملا اور برابر بیٹھا قران پس پشت آکر سر پر رومال جھلنے لگا باہم ہنس ہنس کے باتین ہونے لگین ناچ شروع
ہوا اور جام شراب چلنے لگا حیات نے حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا اُسنے جام لیکر کہا اے بادشاہ
کنیز کا یہ رتبہ نہین کہ حضور کو ساقی بنالے اب زیادہ مجھکو شرمندہ نہ فرمائیے یہ کہکر اٹھی اور ساقی سے شراب کی
گلابی اور جام لیکر کہا کہ یہ کنیز کل آپ سب صاحبون کی خدمت کریگی ہر چند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف
نہ کرین مگر اُسنے نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن جانب رقاصہ و مشاہدۂ آب نہر وغیرہ مین مصروف تھے
اسنے بوتل مین بیہوشی ملائی اور دو دو جام مختار و حیات و حیرت کو پلائے تھے کہ حیات نے جام لیتے وقت
ہاتھ پکڑ لیا کہ اے ملکہ بس خوشی تمھاری ہوچکی اب بیٹھو اور ساقی کو گلابیان حوالے کردو یہ بیہوشی تو سب مین ملا ہی چکا تھا
سمجھا کہ اب جو کوئی پلائیگا میرا کام پورا ہوچکا ہی بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائیگا بس زیادہ کد کرو بیٹھ جاؤ یہ سمجھکر قریب مختار بیٹھ گیا
اس عرصہ مین ساقیون نے ہر ایک حاضر جلسہ کو ایک یک دو دو جام اسی شراب آغشتہ بیہوشی کے پلائے ہنوز کوئی بیہوش
نہوا تھا کہ صرصر عیارہ یہان آئی اور اُسنے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا اور رنگ اہل انجمن بھی دگرگون پایا بنظر فراست
پہچانا کہ یہ حصار عیار ہی پس ملکہ حیرت کے کان مین کہا کہ یہ برق عیار ہی اسکو گرفتار کر لیجیے اسکے کہنے کو قران نے
دیکھا اور سمجھ گیا یہ ہم عیارہ دیکھو پہچان گئی ہی بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچ پس پشت تو
کھڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکالکر سر مختار پر اس زور سے مارا کہ سر چٹکر بھیجا پاش پاش ہوگیا حیرت نے جو یہ ماجرا
عجیب دیکھا سمجھی کہ مین بھی بیہوش ہوا چاہتی ہون کیونکہ بیہوشی کے آثار دماغ مین پاتی ہون پس اُسنے عیارون کو تو اُنکے
حال پر چھوڑا جان اپنی بچانا مقدم جانکر ایسا سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوے اسکو اور اُسکے باپ حیات کو لیکر اڑ گئے
اور یہان مرگ مختار کیوجہ سے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے غلغلۂ عظیم برپا ہوا ساحر حاضرین محفل گھبراکر
جو اٹھے بیہوش ہوگئے ملکہ مہرخ و بلور جو چوکی پر بے تابو بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور اڑکر بالاے فلک پہونچے لشکر
مختار جو غافل پڑا ہوا تھا اس جانب ناریج ترنج سحر کے مارنا شروع کیے صرصر سر پر پاؤن رکھکر بھاگی کہ یہ دوڑی کلانے
عیار بلاے روزگار ہین عیارون نے حقہ اے نفتی مار کر خیمون اور بارگاہون مین مقام جلسہ کے آگ لگا دی اور ساحران
بیہوش افتادہ مین سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت نکلگئی ہی آجائیگی تو ہم پھنس جائینگے یہ
سمجھکر وہانسے اپنے لشکر مین آئے بہار کو بھی فکر عیارون کی لگی ہوئی تھی آرام فرما نہوئی تھی کہ برق نے داخل شبستان
ہوکر ماجرا سب بیان کیا ملکہ مذکور اسیوقت تھوڑی سی فوج جو طلایہ پر معین تھی اپنے ہمراہ لیکر چلی وہان لشکریان
مختار اول تو بہت سے قتل ہوگئے پھر سنبھلکر لڑنے لگے مگر ساحران سے تمام دنیا اندھیر تھی مشعلہاے سحر روشن
کیے ان بلور نے مٹھیان بند کرکے اور کھولکر ہزار ہا چیلا پیدا کیا تھا وہ لڑ رہا تھا کہ بہار آگری پھر تو ساحر سے ساحر لپٹ گیا

خاک و خون مین ہر ایک لٹ گیا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم نہ تھی رہ رو کسی کی اجل جادۂ عدم نہ تھی نفیر سحر صور کا کام کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ خفا ہو کر گزرتی تھی تیغ کی چمک اس اندھیرے مین برق بلا کے خرمن جان تھی عافیت گوشہ امان مین پنہان تھی رعد کی آواز ہول خیز بجلی کا چمکنا شعلہ بیز بیرونیکا غل مچانا پتھر اور آگ کا برسنا صداہا سے ہول خیز کا آنا قلب کوہ کو تھرّاتا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کہین تیغ جادو سے تھی شعلہ بیز — کہ ہو جس سے روح کو تن سے گریز
کہین مار و عقرب کہین اژدہے — کہین سنگ آتش برسنے لگے
بلائے سے کلا کہین آیا تھا — کلیجا کسی بیر نے کھایا تھا
ملے خاک مین سیکڑون نوجوان — ہوئے ردمین صد ہا عدم کو روان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ حیرت و حیات کو بجیہ ہائے سحر جو لیگئے تھے پہلے تو وہ تاثیر بیہوشی سے بیہوش رہے جب ہوشیار ہوئے اڑ کر چلے یہان آن کر جو دیکھا غلغلۂ رزم برپا تھا حیرت نے چاہا کہ جنگ آغاز کرے لیکن فوج مختار کی بہت قتل ہو چکی تھی باقیماندہ کے پانون اکھڑ گئے تھے لاش بھی اپنے مالک کی نہ اٹھا سکے بھاگ کر لشکری جانب صحرا چلے حیرت رونے سے باز رہی شکست ہو چکی ہے اب اپنا لشکر تیار کرا کر لڑیگی ادھر اس ہنگامۂ قیامت خیز مین وہ زمانہ بھی آ پہنچا تھا کہ عشرت گاہ فلک مین تیغ سحر چمکی تھی اور ساکنین انجم مین بھگدڑ پڑی تھی کہ بموجب ابیات

کیا پیدا افلاک نے سینہ صاف — ہوا رخسار عالم خوب شفاف
جو شب کو نقطۂ افلاک پایا — سفیدی پر جمال خاک آیا

صبح و بہار دلبور بھی بفتح و فیروزی داخل فرمائے لشکر ظفر پیکر خود ہوئے حیرت نے مقام جلسہ طرب پر جاکر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اسنے باران سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور لاش مختار کی اٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضرین دربار سے کہا کہ مین شہنشاہ طلسم کو کیا منہ دکھاؤنگی کہ مرا افتخار چاہ سامری قتل ہو گیا مجھ سے کچھ نہو سکا حیات نے کہا مین جا کر اس گیسو بریدہ بہار کو مارے ڈالتا ہون اسنے کہا آپ تامل فرمائیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون یہ کہکر عزم روانگی کیا اہل دربار سب یک زبان ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ قتل مختار سنکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہونگے آپکا جانا مناسب نہین ہے یہ سنکر ملکہ بھی توقف پذیر ہوئی اور آپ تو نہ گئی ایک چیلے کے ہاتھ سب کیفیت لکھکر بھیجدی وہ نامہ لیکر باغ سیب مین آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سو کر اٹھا تھا بہت بد مزاج ہو رہا تھا کہ چیلے نے نامہ دیا پڑھتے ہی اسکو ایسا غضبناک ہوا گوشۂ باغ کیطرف نگاہ گرم دیکھا اسطرف جتنے درخت لگے ہوئے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ بنکر انہین درختون کی آگ مین جاکر ملگیا اور غائب ہو گیا اور صحرائے پردۂ ظلمات طلسم مین جاکر نکلا وہ جنگل نہایت پرخوف و بیم تھا ہول و وحشت سے وہان رستم کا دل دو نیم ہوتا ہوائے گرم جو تنکے جسم غول صحرائی کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے سامنے شرماتے تھے سالکین سانپون کی آواز دل ہلاتی تھی روح سام و نریمان وہان جانے سے تھرّاتی تھی وہ وادی ہول خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے

اس جگہ گریز تھا مجنون وہان کا تمام لشکر ایسا بھاگا کہ ملک عدم گیا جو بھوے سے ادھر گیا اسکا دم گیا جا بجا غار اژدرد نکا
مسکن زمین گرم بد تر از گلخن کرا ابیات

تمازت پہ فروغ مہر تابان	مسافر میہمان مرگ ہر آن
جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود	نہ تھا جز التفات فضل معبود
ہواے گرم کے جھونکے جو آتے	تو رخت ہستی انسان جلاتے
وہ گرمی تھی کہ بھاگا جاتا تھا رونا	تمازت پر تھا مہر عالم افروز

بادشاہ جادوان وہان ٹھہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا کیا بعد کچھ دیر کے آندھی سیاہ آئی اور اسی تاریکی سے ایک ساحر کریہ منظر بد ہیئت دخوک پیکر اژدہا پر انظاہر ہوا اور روبروے بادشاہ آکر اسنے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے نحوست جادو مجکو آفتاب طلسمی کے مقام پر لیچل اسنے عرض کیا کہ آپ چلیے بادشاہ نے اپنی آنکھین بند کرلین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئین استادہ پایا اس پہاڑ کے درے مین دروازہ لگا تھا لیکن مقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بچھی تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور موگری بہت بڑی مثل گھن کے رکھی تھی بادشاہ آکر کرسی پر بیٹھا اور نحوست سے اشارہ کیا کہ ہان اسنے وہی گھن اٹھا کر گھنٹے پر مارا ایسی آواز ہوئی اور اسطرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرایا ارض وغیرہ مین زلزلہ پڑا اور اندر سے اس دروازے کے ایسی صدا ے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ کر گر پڑا پھر اندر کے درے دو بچے پیدا ہوے کہ اپنے پاس لباس کے آفتاب زرشتے ہوے رکھے تھے ہر چند کہ ان آفتابون مین روشنی مثل تیر آسمان نہ تھی مگر اسقدر ضیا بار تھے کہ تمام دشت وکوہ روشن ہو گیا اور شاہ طلسم اور نحوست ہی ایسے ساحر بردست تھے جو گرمی کی تاب لاسکے ورنہ جل جاتے غرضکہ جب وہ بچے نکلے بادشاہ نے چاہا اُنسے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ نحوست دست بستہ سامنے آیا اور عرض رسا ہوا کہ سبیت رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول ٭ سدا بخت و دولت ہو تجکو حصول ٭ آج چہرہ دولت بادشاہ کچھ متغیر ہے آئینہ رخسار پر گرد ملال پڑنا ظاہر ہے سبب اسکا براہ عنایت خداوندانہ اگر مجہپر ظاہر فرمایا جاوے تو مرتبہ احقر تا بہ فرق فرقدان پہونچے بادشاہ اسکی باتین خوشامد کی سنکر یا تو غصہ مین تھا یا خوش ہو گیا اور سارا حال قتل مختار و جنگ مریخ نیک شعار عیاران خوش کردار بیان فرمایا نحوست گویا ہوا کہ حضور پہلے تفیر نواز طلسم کو بہر تنبیہ کچھ نقصان بد انداز لگ گئے تھے پھر آخر رحم کھا کر باغیون کو لڑایا اسیلئے سے آپ بھی آفتاب طلسم لیجا کر ہر ایک کو جلا دیجئے گا پھر آپ ہی نظر مہر انپر فرما کر سحاب ترحم برسائیے گا اے بادشاہ ان باغیون کیلیے تو ادنی ملازم ہی کافی ہے اگر مجکو اجازت دیجیے تو ایک دن مین سبکو جا کر غارت کر دون کیون اسقدر تکلیف اٹھائیے کہ آفتاب طلسم لیجائیے اور ملکہ خورشید رخسار کو لوائیے اسکا بڑا مرتبہ ہے ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم مین رہنے کو پیدا کیا ہے حضور کو بھینٹ دینا ہوگی جب تشریف لائینگی بس مناسب ہے کہ مجکو حکم دیجیے تاکہ مین جاؤن اور کام حریفون کا تمام کردون بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیرا فرمایا اور کہا اچھا جاؤ لیکن اپنے ہمراہ احاطہ جادو کو مع اسکے جادوان افسرون

کے لے ہو اور حصار سحر کرکے چار سمت سے لشکریون کو گھیر کر سب مخالفونکو قتل کرو کوئی نکلکر جانے نپائے سبکو ہلاک کردو یہ حکم سنکر
اُسنے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جب رخصت ہونے لگا بادشاہ نے سحر پڑھا کر دوبارہ آندھی آئی اور بعد آندھی
کے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اسں ابر ایک تخت جواہر نگین اترتا ہوا آیا ہمراہ تخت بارہ ہزار پریزادان طلسم بلباس عمدہ و زیور مرصع
سے آراستہ حاضر ہوئین صدہا ساحر گھنٹے اور ناقوس منہ سے لگائے آکر آداب بجا لائے اور چند ساحر خزانہ دار تحفہائے سحر و
سحار ہمراہی سواری شاہ حاضر ہوئے بادشاہ نے خلعت رخصت نحوست کو دیا اور رخصت فرمایا دم رخصت کہدیا کہ مین
تنبالیہ حکم تمکو دیتا ہون کہ خبردار کسی مخالف کو جیتا نچھوڑنا بہار و مخمور وغیرہ کو مین پیار کرتا تھا اب انھین بھی حکم دیتا ہون کہ مار ڈالنا
کچھ رعایت نکرنا یہ کہکر تخت سحر پر سوار ہو کر گھنٹے اور ناقوس بجے ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہوا اسمین سے موتی برسنے لگے پریان
رنگ پاشی باہم کرنے لگین سواری بادشاہ طلسم کی بعظم و شان تمام روانہ ہوئی یہانتک کہ طلسم باطن مین پہونچی مگر وہان بادشاہ
نے ادھر جانب طلسم ظاہر روانہ ہوا اور دریائے سحر سے اترکر قریب لشکر حیرت پہونچا یہان حیرت و حیات بارگاہ مین بیٹھے
تھے سراپچہ بارگاہ کے کھلے تھے کہ ابر سرخ گوہربار نظر آیا صدا ناقوس کی سنائی دی غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آتے ہین ساحر لشکر کے دوڑے
اور سجدے مین زیر تخت جا کر گر پڑے حیرت شہنشاہ شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر مین وردیان بٹنے لگین اور رسالونکی پیشی بادشاہ
تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا حیات نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بیٹھا حیرت نے چاہا کہ پہلو مین بیٹھے بادشاہ
نے بنظر عتاب اسکی جانب دیکھا اور منہ پھیر لیا ملکہ نذر کو رشاہ کو خفا دیکھکر رونے لگی صدف چشم سے موتی گلنے لگی بادشاہ کو تاب
نرہی ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کیا معاف کرین ہم خود گنہگار عشق ہین محبت نے خطاوار بنایا ہے
ورنہ ملکہ تمنے بڑا غضب کیا کہ مخالف جادو سامری کو قتل کر ڈالا اور اسکی حفاظت نکی خیر جیسے خطاوار سامری کے
ہین ویسی سزا انکو ملتی ہے مثل مشہور ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی یہ کہکر زوجہ کی اپنی خطا معاف کی اُسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر
پیا ساغر مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا مگر اسطرف نحوست جو رخصت ہو کر گیا اپنے قلعہ شوم مین پہونچا یہ وہین کا
حاکم ہے اور اسکے مطیع احاطہ جادو اور اسکے افسر ہین اور وہ افسر چار چار ہزار ساحر کے مالک ہین اور حصار
سحر سے ایسا بناتے ہین کہ نکلنا اس حصار سے بڑے بڑے ساحرونکو دشوار ہوتا ہے چنانچہ نحوست نے قلعہ مین پہونچ
حکم شاہ سے احاطہ کو مطلع کیا اور لشکر اپنا تیار کرایا نفیر سحر بجی طبل سفر پر چوب پڑی افسر اژدہو نپر سوار ہوئے سحر قیمین
کھلین پرچم نشانون پر اڑنے لگے باجے سحر کے بجے زاغ و زغن بنکر جادوگر اڑے شعلہائے آتش اٹھنے لگے کہ ہو جب

چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز — اٹھے جس طرح گرد صرصر آمیز
نحوست اڑ رہے پر سب کے لگے — وہ شوکت اسکی شیطان جس سے بھاگے
بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک — کبھی ہو توڑن کو لاتا تھا پلک تک
کبھی بالیدگی باز کو دیتا — کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتا
کبھی زنجیر آہن کھڑکھڑاتا — کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتا
کبھی اک کوہ تجھ اتا زمین پر — کبھی بڑھتا کبھی رہتا دہینا پر

غرض اس حال مین تھا وہ ستمگار ۔ برستا تھا بہ شکل ابر بہ بار

ایک جانب سے احاطہ اپنے چار ون افسر اور سولہ ہزار ساحر لیے تخت پر سوار بصد جوش وخروش روان تھا یہ ہوا یہ لشکر بیکران تھا آگے آگے تو بادشاہ طلسم لشکر حیرت مین آیا اور پیچھے پیچھے یہ لشکر آتا تھا بادشاہ کو آئے کچھ ہی دیر گذری تھی کہ طبل ونقارے بجتے سنائی دیے ابر سحر ظاہر ہوے ملکہ حیرت نے ساحران نامی بہر استقبال بھیجے لشکر کو مقام بہتر پر اتروایا غلغلہ عظیم ورود لشکر سے پڑا نحوست بارگاہ مین آیا اور احاطہ غائب ہو گیا کسلیے کہ قاعدہ اسکا یہی یعنی روز جنگ وہ اگر احاطہ کر دیگا اور رہشتہ مخفی رہیگا غرضکہ جب نحوست بارگاہ مین آیا ملکہ کو نذر دی اسنے خلعت دیا اور بڑی خاطر کی شاہ طلسم نے بہر اطمینان خاطر ایسا سحر پڑھا کہ باغ جمشیدی مین جو پریان کتاب جمشیدی لائین تعین یہان بھی صندوق لیکر آئین بادشاہ طلسم نے کتاب مذکور میں لکھ دیکھا کہ نحوست کس کے ہاتھ سے لشکر مخالفان مین سے مارا جائیگا معلوم ہوا کہ اس طلسم کا کوئی باشندہ اسکو قتل نہ کر سکیگا ہان غیر طلسم والا البتہ ہلاک کریگا یہ مضمون پڑھکر بادشاہ خوش ہوا کہ حریف اسکو قتل نہ کر سکینگے غیر مقام والا سوا عیار وںکے اور کون مین یہ سمجھکر دیکھا کہ عیار اسکو مارینگے معلوم ہوا کہ نہین اسپر بالکل اطمینان ہوا اور سمجھا کہ اسکی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہے یہ بڑے کام کریگا غیر جگہ مین ایک کوکب کے یہانکا اندیشہ ہے تو وہ ابھی آتا نظر نہین آتا رہ گیا بلور اسکو کتاب مین دیکھنا چاہیے پس پھر دیکھا کہ نحوست کو بلور یا اسکے لشکر کا کوئی شخص قتل کریگا کتاب مین نکلا کہ نہین یہ حال پڑھکر انتہا کا خوشنود ہوا اور نحوست کو مژدہ دیا کہ اے شیر بیشہ ساحری لشکر حریف تیرا شکار ہے اور تجھکو کسیطرح کا ڈر نہین بے خوف وخطر مقابلہ کر وہ یہ مژدہ سنکر فرط عشرت سے ایسا پھولا کہ پیرہن مین نہ سمایا اور بادشاہ نے بعینٹ مین کچھ اختر بیان کتاب پر چڑھا کر پریونکو دین کہ وہ لیگئی اور آپ بھی رخصت ہو کر بہر آرام وعیش جانب باغ سیب گیا یہان نحوست ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے روز بیان تیرہ بختان نصیب روز تیرہ وتار ہوا اور نحوست بخت شب وارہوئی

اختر طالع کوکب سپہر چمکا کہ نظم

موافق تھا جو اقبال شب ماہ	تولی ظلمات نے دربار کی راہ
عروج مہر جب پہونچا لب بام	ترقی پہ تب آیا اختر شام

طبل جنگ اسنے بجوایا نفیر وبوق کو دم ملا جو اسیں خدمت مہرخ مین حاضر ہو کر دعاء ثنائے شاہی بجا لاکے اور یہ خبر عرض کی مہرخ خبر سنکر گھبرائی اور فرمایا کہ یہ ساحر مختار کا بدلا لینے آیا ہے خیر خدا مالک ہے یہ کہکر ایک نارنج جھولے سے نکالکر اچھالا وہ نارنج ہلکا ہو گیا بہار نے کہا اے ملکہ کیا امتحان کرتی ہو اسنے کہا یہ نارنج سات پہاڑ توڑتا ہے مگر اسوقت ہلکا ہو گیا ہے بہار نے کہا یہ آمد نحوست کا باعث ہے یہ کہکر آپ بھی سحر پڑھا کہ دوہین فلک کیطرف سے اتری حسن انکا بہ از مہر وماہ تھا دل عالم اُسکی چاہ مین تباہ تھا لباس پر زر زیب قامت نور کیے زیور مرصع کا سے جسم کو آرایش دیے کشتیان دست نازک مین لیے جسمین گلدستے پھولونکے رکھے بہار کے سامنے آئین اسنے چاہا کہ گلدستہ لیکر اپنے پاس رکھے دیکھا تو وہ گلدستے مرجھا گئے بہار کی رنگت زرد ہو گئی مہرخ سے گویا ہوئی کہ اے ملکہ ہمارا تمہارا جیسے یہان ساتھ ہے ویسے ہی عقبیٰ بھی ساتھ ہو گا کیونکہ ہم تم مطیع اسلام مین نا حق میرا ابھی اس شقی ازلی یعنی نحوست نے بند کیا ہے مگر آج طبل جنگ بجواؤ اور کل یا دن

میدان جنگ مین نکاڑہ جو بشور رعد ہو گا وہ ہو گا یہ کہکر نقیر سحر کو دم دریا اور ان عورتون کو رخصت کردیا کہ جو گلدستے لائین تھین نفیر
بجتے ہی بحکم بہرام خ طبل جنگ پر چوب پڑی دنیا دہل گئی یہ بار برخاست ہوا ساحر دستہ دستہ چل پڑی ہنگامہ سحر خوانی برپا ہوا جسنے
اکبارگی سپہرون کو قابو مین نہ پایا عجب جوت کا ہوا چلا یا بجھ گیا ہر ساحر گھبرایا کہ کل رشتے زبردست سے مقابلہ ہو خدا اکیسو
سکے ہو جادوگر بے ہادر تھے اس معرکہ مین جان دینا قبول کرکے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب اپنا
بہ تل شتر پر بار کرا کر سر شام سے ہمراہ جا کر روانہ کیا اور کہدیا کہ سواد جمیل کا درخت لگا ہو وہان ٹھہرنا ہم بھی آجائینگے
غرضکہ کہین بھاگنے کی فکر کہین لڑائی کا ذکر تھا رعب جنگ نوست ایسا چھایا تھا کہ دیدۂ روزگار مین بھی اندھیرا آیا تھا رات
جتنی گذرتی تھی آتی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوف سے پروانہ تھا پردۂ قرص خورشید مین چھپا ہوا بھاگنے
تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ انجم چرخ کو دانہ اسپند دست ساحر بہرام چرخ سمجھا تھا ہندوے
فلک کو جادوگر جانکر پیچ عقرب کو کثرم جادو کا سمجھا کر رنگ چہرۂ قاضی فلک یعنی مشتری کا زرد تھا ہول سے پیٹ مین
پیچ کھدہ رہا تھا ساحرون مین یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ کلوا کو بلاتے تھے نارسنگھ بھاگا جاتا تھا بھیرون ناچتا نظر آتا تھا ہر
سمت سناٹا تھا ڈمرو کی آواز کوس رحیل تھی نغمہ کاروان مرگ کی دلیل تھی ٹونا کو جب پکارتے تھے وہ چماری نوست
سے گھبرا گئی تھی اسکی ہیزم آمائی تھی وہ وہین سے لنگا پہر کاتی تھی جوگی جیپال نوست کا چیلا بنا تھا کناس وہ منتر اسکو
اپنا کرو جانتا تھا غرضیکہ سب بیہوش سے کنارہ کیا زبردست ساحر ہجوم کر رہے تھے سانپ پاش کے بن رہے تھے
ڈنکے بجتے تھے ایک سمت تلوار کے دھنی کمر مرنے پر کستے تھے کہین شمشیر صیقل ہوتی تھی کہین خنجرون پر دھار رکھی جاتی تھی بار ہم
تیز ہوتی تھی زنگ آلودہ پیر گمان نوست بخت تھا جو ہر شمشیر نوشتہ تقدیر سمجھا کر نعرۂ یا علی مدد کرتا تھا کوئی خدا کو یاد کرتا
کوئی دعاے فتح و ظفر مانگتا نقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ نظم

ز تاریکی اسب و گرد سپاه — کسے روز روشن ندید و نه ماه
زمین بانگ اسپان و بانگ خروش — همی ناله کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشته — سر نیزه باز ابر بگذاشته
چو رسته درخت از بر کوهسار — چو بیشه نیستان بوقت بهار
بیاراست گردان هزاران هزار — همه کارد یده همه نامدار
همه شاه چهر و همه ماه روے — همه راست بالا همه راست گوے
همه نیزه داران و شمشیر زن — همه لشکر آراے و لشکر شکن

یہی ہنگامہ سحر اچار پہر رات برپا رہا جب نوست طالع روزگار زائل ہوئی اور اہل جہان بخت سے زمین اہل زر و روشندلان صبح
نفس روز روشن نے منہ دکھایا اور آفتاب تابان نکل آیا کہ ابیات

بوقت سحر چون سپیده دمید — فروغ ستاره شده ناپدید
بگاهے که گشت آن سپیده دمان — بکاخ اندر از باغ بوے گلان

دم سحر ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالب ہم سب کو شر سے اس ظالم ساحر کے
بچانا اور ہمیں فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہو کر بعد کروفر مع تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف
حیرت باحتشام وجلال نحوست کو ساتھ لیکر با لشکر بیشمار رو بہ شمال وارد میدان قتال ہوئی سامان غدار کی آمد
بعد دے گئی سپاہ مقابلہ ساحر ہو کے مستلا رہے تھے تا یک ترشحہ ہر دو طرف مقابلہ سحر خوانی و گردان لشکر شکن سے ہیجاگاہ

نظم

چو صفہائے گردان بیاراستند — یلان ہم نبردان ہمی خواستند
بیکدم یک تیر باران شکست — بسان تگرگ بہاران درست
برفت آفتاب از جہان ناپدید — چو واندکے کمان شگفتی ندید
بپوشید و شد چشمۂ آفتاب — ز پیکانہائے درفشان چو آب
و گفتی ہوا ابر آورد ہے — وزان ابر الماس بارد ہمے

صفوف جدال آراستہ ہوتے ہی بہادران صف شکن نے تیغ عدو شکن پر برسائے حیرت نے ساحر دستے کہا کہ ایک
ایک کو کہانتک قتل و اسیر کرو گے لازم ہے کہ جنگ مغلوبہ کر کے سبکو ہلاک کرو مگر نحوست نے جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمائیے
میں لشکر والوں کے افسروں کو طلب کر کے انکو صد پارہ کیے دیتا ہوں کہ اسکا باقی نہ رہ جائے پھر سب کو گھیر کر مار ڈالونگا ملکہ خاموش
ہو رہی اور نحوست نے ساحروں کو منع کر کے آپ میدان میں پہونچکر ایسا سحر کیا کہ سیاہی روئے ہوا پر ظاہر ہو کر ہر طرف
پھیلی اور دنیا تاریک ہو گئی اسی اندھیرے میں اسنے مبارز طلب کیا بلور کے ہمراہی میں سے ملکہ نور افشاں جسکے آگے نت
افسر خود طاؤس پر آکر مقابلہ میں گئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ اس تاریکی میں ہزارہا پنجا مشعل روشن ہاتھوں سے پیدا ہوا اور
جہاں تک وہ تھی ان شعلوں کی پہونچی وہ سیاہی شگفتی نحوست کو جو اپنے سحر دفع ہونے سے غضبناک ہوا اسنے مثل برق کے نکلکر بالا سے جا
گیا اور دفعتاً کڑکڑا کر جوں سر پر بجلی گری تو بہانہ تھا جسم کا ٹکڑا زمین میں اتر گیا ساحرہ دو ٹکڑے ہو کر گری شور اسکے مرنیکا بلند
ہوا لشکر حیرت میں طبل عشرت بموجب بجی اور نحوست زمین سے نکلا پکارا کہ اور کوئی تم میں سے میرے سامنے آئے
یہ سنتے ہی لشکر بلور کو تاب نہ رہی تخت سحر سے کودا اور مہرخ سے اجازت لیکر دیں سے بزور کر زمین میں غرق ہوا اور
نحوست جس اژدہے پر سوار تھا اسکے پیٹ کے نیچے جاکر نکلا مگر اسطرح سے کہ سب نے دیکھا ایک بھالا زمین سے نکلا
اور اسنے اژدہے کو کونچ لیا نحوست ساحر زبردست ہر پشت اژدر تھا گرچہ بھالا نکلا ہزار ہا پنجے پیدا ہو کر
بھالے میں لپٹ گئے نحوست اژدر پر سے اڑ کر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت انسان بنا اور دشمنان بند کرنے
اور کہنے لگا ہزار ہا پنجا پیدا ہو کر ان پنجوں کے پٹاکر وہ پنجے غائب ہوئے اس اثنا میں نحوست نے بڑھکر سر بلور پر
تلوار ماری وہ زمین میں غرق ہو گیا اور بھالا لیکر لشکر حیرت میں نکلا سواروں اور ساحروں کو کونچ کونچ کر اٹھانے لگا
اسوقت حیرت وحیات مع کئی ہزار ساحر دستہ کے بلبلیاں جگر اس بھالے پر گرنے لگے از بسکہ یہ ساحر زبردست تھا
بلور تنہا تھا سبکے بیر کہانتک دکر تا آخر زخمی ہو گیا اور زمین میں سما کر قریب اپنے لشکر کے نکلا اسوقت مہرخ دہانہ جگر

بھی اسکی مدد کو آگے بڑھو آئی تھیں حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہاں لینا ان مکار اونکو اُسنے یہ نعرہ سنکر غیرت کو کام فرمایا یعنی سب کہینگے کہ ایسا دعوی کرتا تھا اسوقت کچھ نہیں ہو سکتا پس اژدر پر چڑھکر تلوار سحر کی پکڑ کر مہرخ کی فوج پر جا پڑا اسطرف سے بھی فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک تیغ چالیس چالیس کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دس دس کو گوشہ گیر لحد کرتا تھا آندھیان اٹھی تھیں بیرونکا شور مچاتا شور محشر سے کم نہ تھا زلزلہ ولرزان نے تہ زمین جا کر زلزلہ پیدا کیا تھا بہار نے سحر کر کے باغ لگایا تھا طاؤس نے سانپ برائے تھے مشکین مو دسر خمو نے کاکل پریشان کر کے ستارے گرائے تھے خلاصہ یہ کہ ہر سردار نے اپنا اپنا وار کیا تھا لشکر حیرت کا ہزارہا ساحر کام آیا تھا اسطرف کے ساحرون نے بھی طرح طرح کے سحر کیے تھے کسینے دریا پیدا کر کے حریف کی کشتی جان غرق فنا کی تھی کسی نے اژدر پیدا کیے بڑے عذاب سے دشمن کو مارا تھا کسی نے آگ برسائی تھی خرمن جان جلائی تھی تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی رخت ہستی قطع برید ہوتا تھا بہادر سے بہادر ڈھیر ہو گیا تھا یہ

یہ نقشہ تھا بموجب ابیات

سپہ ہر دو سو درہم آویختند	یکے گرد تیرہ برانگیختند
وزان گرزداران و نیزہ وران	کہ کی تاختند سے بدین دبران
ہوا از زمین جہان بود شبگون شدہ	زمین سر بسر پاک پرخون شدہ
ہمی برزدند این بران آن برین	ز خون یلان سرخ گشتہ زمین
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ	تمام جہاں چون ستارہ میغ
شد آن جا زد و نے زشت تا پاک تن	نبرد آزما از سر انجمن

جب نحوست پر کدورت نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزارہا ساحر دیوانہ ہوا عقل و خرد سے بیگانہ ہوا اور سب سرداران حریف قریب ہے کہ لشکر پر میرے غالب آئین پس بناچاری سامری کے پاؤن کے نیچے کی خاک نکالی کسلیے کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے ہین بالشکر قلیل اُنپر غالب دیگا یہان ان جانبازونکو سامری عہد و جمشید عصر پایا پس خاک زیر پائے سامری نکالکر اژدر پر سے کودا اور زمین پر ایک گروندا اس خاک تابناک کا بنایا سحر پڑھا کیا یکایک اسجگہ سے جہان وہ گھروندا بنا تھا ایک گنبد مثل بیل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھکر تا بہ اوج فلک پہونچا رنگ اس گنبد کا نیلگون یعنی آسمانی تھا اور از سرتا بنیاد ہزارہا شبکہ اسمین بنا تھا اور ہر شبکہ مین ایک موتی نہایت آبدار با فروغ وضیا آویزان تھا گو یا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نجم درخشان تھے نئے سحر کے سامان تھے اور گنبد پر ہزارہا تیلا کر کر ناقوس و گھڑیال لیے کھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ لے سامری کے پوجاریو آؤ لشکر مہرخ یا تو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک جان بچکر لڑ رہا تھا بیل کے بنتے ہی ہر شخص سحر کی سواری پر سے اترا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہونچکر سجدہ مین گر پڑا اور جتنے کہ طائر اور اژدرد غیرہ کی سوار ہونگے تھے وہ دوڑے اور طائر اڑکر اس بیل کے گرد پھرنے لگے اژدر اور چارپائے بھی طواف میں مصروف ہوئے تیلون نے ناقوس بجائے سامری کی جے کا ایک غل ہوا وہ ساحر جو براہ مصلحت منتر اپنی زبان پر جاری کیے تھے گر دل اُنکے ورد زبان سے بھرے تھے وہ تو رکگئے باقی سب جا کر سامنے گنبد کے سجدے میں گر پڑے

مہرخ و بہار کے چند زبردست افسر ہر چند فوج کو روکتے تھے کہ کہاں جاتے ہو تمکو سامری سحر سے کیا تعلق ہے تم لوگ مطیع اسلام ہو
بظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن میں نور اسلام رکھتے ہو کوئی سماعت نہ کرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا بہار اپنے باغ سحر میں گئی اور چاہا
کہ تحفہ کوئی طلسم کا مثل شبنم جادو وغیرہ کے طلب کرے نحوست نے قریب اس گنبد کے آکر ایک دہتڑ زمین پر مارا کہ یا ساحری
آپ کو بھی نہیں مانتا دو دہتڑ پڑتے ہی گنبد کے شبکہ سے ایک موتی ستارہ کی طرح ٹوٹا اور جانب گلزار بہار گیا اگر یہ ملکہ ساحرہ نہ ہوتی
تو وہ موتی سر توڑ کر گدی سے نکلجاتا از بسکہ یہ بے بدل جادوگرنی ہے سپر سحری اسکے سر پر آکر سایہ فگن ہو گئیں موتی سپروں میں جگہ
کر سپریں چلیں ہنوز سر ملکہ تک موتی نہ آیا تھا کہ بحر جوش نے از خود پیدا ہو کر تھیلی دیدی وہ در چمنستان پر گرا اور اسمیں سے شرارے
پیدا ہو کر درختوں پر پڑے کہ باغ میں آگ لگی اب رشک بہار اس موتی نے کھوئی اب جو گل سفید تھا وہ نخل قامت سوختہ کا پھول نظر
آتا تھا گل احمر انگارا آگ کا دکھائی دیتا تھا جو غنچہ تھا وہ دانہ جگیا تھا گلوں کے ہونٹے سے جسم شاہد گلزار پر ورم چڑھ آیا تھا درخت
بسان نخل چنار آتشبار تھے پنجہ مرجان دست دعا بسان مظلومان اٹھائے نرگس بیمار کی تپ سے حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن
وہ زبان دل ہی دل میں قلمنا یا نار کوئی پڑھتی سنبل برنگ زن سوگوار بال کھولے کھڑی ایک ہوا نے دم بھر میں آتش جوش زن
کر دیا ملکہ بہار کو غش آگیا کنیزیں لیکر بھاگیں ادھر جو سردار کہ زیر گنبد سنگ تھے انپر وہی گوہر سحر شگوفے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے
وہ ساحر دعا سحر پڑھکر جان بچاتے تھے کہ گوہر عمر تلف نہو زندگی کا جہاز غرق بحر فنا نہو جائے جادوگرنیوں میں عجب آفت برپا تھی وہ انکی
اصطلاح میں اس آفت میں بھی لطف دکھاتی تھیں جب وہ موتی گرتا تھا تو زبان پر لاتی تھیں کہ در ہوئے نحوست پیٹے تجکو بہاری مقدر والی
چھنی تھی اور اسکو میسر کرتا تھا کوئی کہتی تھی یہ نحوست بیٹھا ہوا ہے کوئی کہتی تھی کہ میرا بس چلتا تو موڈی کاٹے کی ناک کاٹ لیتی اور دریا میں
ڈبو دیتی اسی آفت عظیم میں حیرت پھر حملہ در ہوئی مہرخ بافوج قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان میں ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا ہے
لازم ہے کہ نکل چلوں یہ سوچکر راہ گریز رکھا ساحروں نے جب اپنی مالکہ کو جاتے دیکھا سب فرار ہوئے کوئی زمین میں سمایا کوئی اڑ کر
چلا کوئی یوں نہیں بھاگا کہ جب یہاں بھگدڑ پڑی احاطہ جادو وجہ مختفی ہو گیا ہے اسنے سحر سے احاطہ کھینچ دیا جو ساحر اڑکر چلے تھے
انھوں نے دیکھا کہ ایک دیوار سیاہ از زمین تا باوج چرخ بریں پہونچی ہے اور منزلوں تک حصار بندھا ہے انھوں نے چاہا کہ اڑکر بلند
ہو کے نکلجاویں لیکن جسقدر بلند ہوئے اسی دیوار میں ٹکر کھائی نکل نہ سکے اور جو زمین میں سماتے تھے انکو بھی وہی دیوار زیر زمین
ملی کہ نکلجانا ممکن نہوا اور جو یوں بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہو کر رہ گئے اب ایک سمت سے تو حیرت مع فوج کثیر خود حملہ
کرکے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹکر گرنے لگے بحر مرگ موج زن ہوا موت نے حصار کر لیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے
کنج لحد بنا موت گھیرے ہوئے تھی جو فوج کہ پہلے بھاگ گئی تھی انکا حال عیاروں نے جو اول ہی نکلگئے تھے بیرون حصار کھڑے دیکھتے
تھے کہ سپاہی پرتل کے ٹٹو پر اپنی اپنی جورو کو بٹھائے بچوں کو پشت و دوش پر لادے فراری ہیں کنجر لوگ یعنی بیلدار فراش و
گاڑیبان وغیرہ عورتوں کو ساتھ لیے گٹھری اسباب کی کمر سے باندھے لڑکے ماؤں کے لہنگے پکڑے روٹی کے ٹکڑے ہاتھوں میں
لیے ناک بہتی روتے ہوئے چلے جاتے ہیں دشت و کوہ آدمیوں سے بھر گیا ہے کوئی کہیں کوئی کہیں باپ بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے
جدا ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہے جو لوگ اندر حصار کے گھر گئے ہیں انمیں سے بعض تو سینہ سپر کیے کھڑے ہیں اور بعض بدرگاہ بے نیاز
دست نیاز اٹھا کر بعجز و تضرع و زاری دعا بلبلا کر مانگتے ہیں کہ اے آفرینندہ حصار اربع عناصر و خالق ارض و سما

نظم

برے صاحب ولاک اسدم
گناہوں سے ہیں کر پاک اسدم

ترے صدقے تری رحمت کے قربان
بڑی ہے خالق اکبر تری شان

خدایا تو ہے حاکم حاکموں کا
حقیقت حاکموں کی ہے بھلا کیا

نہیں کچھ احتیاج عرض لاریب
کہ ہے تو اے خدا خود عالم الغیب

اگر ہو تیری رحمت کا اشارا
برآئے مدعا سے دل ہمارا

یہ مصروف دعا ہیں ناگاہ کارسازی فرما درس غریبان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بہ بصیرت و بہ چشم جانب ظلمات گیا تھا اور نکوست
کو بلایا تھا بران پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرایا کہ یہ عجب مہرخ سبب کیا کہ دل بے تعلق ہے وہ آفت جو لشکر پر آنیوالی
تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبرا کر کہا کہ ای بران مجھکو آپ یہاں کہانتک رکھیے گا فی الجملہ جو قریب آپ کے
رخصت ہوتا ہی ملکہ مذکور نے یہ اضطرار دیکھکر تسکین دی اور فرمایا کہ مین نے پہلے بھی ساحر بہر خبر گیری لشکر آپکے بھیجے تھے وہ
ابتک نہ آئے مجھکو خود فکر ہے کہ نہیں معلوم ساحران مذکور کس آفت میں پھنسے جو یہاں نہ آئے اب میں خبر کیلیے کسیکو بھیجتی ہوں خواجہ
نے کہا جب میرا لشکر وہاں برباد ہوگیا اور آپنے خبر منگائی تو کیا فائدہ کیونکہ مہرخ بالکل اکیلی ہے اور سامنا ایسے زبردست
سے پڑا ہی جو شاہ جادوان ہے ملکہ نے یہ سنکر کہا میں ابھی خبر منگواتی ہوں یہ کہکر ایک اپنی مصاحب خاص صندلین جادو سے
کہا کہ تو ابھی اس راہ سے جو قلعہ طلسم کا دروازہ ہے اسکو وا کرکے لشکر خواجہ میں جاکر خبر لا ساحرہ مذکور حسب الحکم روانہ ہوئی
ملکہ نے اپنی انگوٹھی بہر نشان اسکو دی کہ در طلسم پہ جو کوئی روکے یہ انگشتری دکھا دینا اُسنے انگوٹھی لیکر پرواز کی اور اسی
راہ سے کہ جدھر کا حکم ملکہ نے دیا ہی ہرگز لے منزل مقصد ہوئی حال اس طلسم کا آئندہ بیان کیا جائیگا یہ وہی راستہ ہے کہ
شاہ کوکب نے خواجہ کو ڈھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوشربا میں پہونچگیا تھا خلاصہ یہ کہ ساحرہ مسطورہ ایک آن واحد
میں لشکر مہرخ کے قریب پہونچی اور ایک بلندی پر ٹھہر کر لڑائی کی کیفیت دیکھا کی جب احاطہ نے حصار سحر گرد لشکر کردیا ساحرہ
کی آڑ ہوگئی اُسنے خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل میں کیا بیان کرونگی اندر کے حصار کا تو حال معلوم نہیں ہوتا ہے یہ سوچکر وہاں سے
اُڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اُسنے آکر حال سرداران و کیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھکر مہرخ کو تسکین دی
کہ آپ گھبرائیے نہیں خواجہ نے مجھکو بہر خبر بھیجا ہے مہرخ نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ کنیزین آپکی آپ پر فدا ہو گئیں صندلین
یہ کلمہ سنکر رونے لگی اور اسی وقت وہانسے اُڑی اُسکے حصار میں آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل حصار ہوا ہے
کیونکہ سحر میں اُسکے فرق پڑا بس اسنے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی اسنے غصہ میں آکر اس زور سے ٹکر ماری
کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آگر گری سر میں بہت چوٹ آئی اور پسینہ پسینہ ہوگئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست
کیا مگر یہ ساحرہ اسی حالت میں اڑکر جانب کوکب روانہ ہوئی اثنائے راہ میں وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے
اُنسے کہا کہ تم کہاں رہگئے تھے ملکہ راہ دیکھتی ہیں جلد چلو غرضکہ مع ساحروں کے اسی در قلعہ طلسم سے دم بھر میں داخل ہوکر خدمت
ملکہ میں آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے اُنپر ملکہ نے عتاب کیا انھوں نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی سانحہ تازہ ہمراہیان خواجہ
سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ سے بطور جاسوسان ٹھہرے ہوے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سنکر

عمرو رونے لگا اور کہا ائے ملکہ مین اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاؤنگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمائیے یہ کہکر
کھڑی ہوگئی اور سحر پڑھا کہ دو پتلے ہوا سے ایک صندوقچہ لیئے ظاہر ہوئے ملکہ نے سوا سوا اشرفی انکو نذر دی انھون نے نذر لیکر
وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو وا کرکے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا انمین لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے ساتھ چار افسر ہین کہ جنگ
انکے رو سے نحس کی زد پر ہے اور ان چارون ساحرون کے ساتھ چار چار ہزار ساحر ہین لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر
تو ساحر ہین مگر سب پتلے طلسم کے ہین کہ ہنگام جنگ نہ کاٹے کٹتے ہین نہ مارے مرتے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہو کہ ان سولہ
ہزار سے تو خبر نہو مگر وہ جو چار افسر ہین انسے مقابلہ کرکے بجد وجہد تمام قتل کرے جب وہ چارون مارے جائینگے وہ سولہ ہزار از
خود ہلاک ہو جائینگے پس نحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور رعب جاتا رہیگا اور اسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق ساحری
سے دریافت کرکے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کرکے حوالہ پتلون کے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمرو کے بیقرار ہونے سے حکم دیا کہ سواری
ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود مین آکر بیٹھتی تھی ناک پر مٹی ہوئی کھڑی ہوگئی اور تلملا کے
گویا ہوئی کہ ای جان خواجہ کے رونے سے میرے دل پر ہزار دن چھریان پڑگئین مین جا کر اس لڑائی کو فتح کرونگی بران
نے کہا خواجہ یہیں رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو ہم بچے ہو کسی جہانزیدہ کا اس جنگ مین کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا
کہ ایک طرف ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کہ بیٹی سلطان کوکب کی ہے اور بہن بران کی ہے اپنی جگہ سے اٹھی اور عرض پیرا
ہوئی کہ خواجہ کیلیے مین جانبازی کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے مہمان کو جسکے پاس ہم رہ کر مثل بچون کے خوشنود ہوتے ہین ایسا
رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہین بران نے اسکو بھی منع کیا کہ تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اسنے جواب دیا کہ بہن تم نے مجھکو کیا موم کا
سمجھا ہے اے بہا بہان خود جاتے ہی جو اس نحوست کو روز بد نہ دکھایا تو نام اپنا اختر نہ رکھا بران اسکے ضد کرنے سے ناچار
چپ ہو رہی اور سب مدارج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی مین دیکھے تھے اسکو سمجھا دئیے یعنی چار افسران مطیع احاطہ
کی کیفیت اور سولہ ہزار پتلون کا حال سب بیان کرکے سپرد بخدا کیا اور رخصت کیا

روانہ ہونا اس گل بوستان شجاعت و خوبروئی یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کا واسطے مدد کرنے مہرخ کے اور مارا جانا احاطہ جادو کا مع اپنے افسرون کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارا جانا حیرت کا شکست کھا کر ہٹ جانا پھر خواجہ کا قلعہ طلسم شاہ کوکب دیکھنا اور مہرخ کو بلوانا بران سے ملوانا المولفہ

وہ دے مجھکو اے میرے ساقی شراب	صفا مین ہو جو رو کش آفتاب
وہ مے جس پہ قربان زاہد کا دل	وہ مے جس سے رندون کا ہو آب و گل

تصور ہے جس مے کا ہر صبح و شام — ستاتا ہے جس مے کی دل مین مدام
وہ مے جس سے دکھلائی دے نور — وہ مے جسکو بولین شراب طہور
وہ مے وصف جس کا ہے قرآن مین — وہ مے واشربوا جس کی ہے شان مین
وہ مے جو ہے کوثر پہ جو پیتے ہین — وہ مے مردہ دل جس سے سب جیتے ہین
ذرا دیکھ اے ساقی پارسا — بہار چمن کا نیا ماجرا
ہوا پھر جوان موسم روزگار — چمن مین نئے سر سے آئی بہار
لیے بلبلین پھول منقار مین — پڑی پھرتی ہین آج گلزار مین
ادا مین ہے ہر گل کے مستی بھری — گلابی ہے غنچون کے منھ سے لگی
لب جو ہے ہر سرو کی یون بہار — کہ ہو جیسے آئینہ خانے مین یار
کٹورا سی ہے چشم نرگس کھلی — یہ ہے تاک انگور کو تاکتی
بڑھی ہے بہت حرمت دخت رز — لب جام پر ہے یہ جاری رجز
کہ مین بادشاہون کے ہون منھ چڑھا — طلبگار جمشید میرا رہا
صراحی کے قلقل سے ہے یہ صدا — مجھے فخر زیبا ہے بے انتہا
کہ مین ہون شبستان بنت العنب — جہان رند آ سجدہ کرتے ہین سب
قحباب ہون رند ساقی ترے — سر محتسب کاسۂ مے بنے
صراحی و پیمانہ مین صلح ہو — مرے دل کی ساقی کدورت کو دھو
لگا دے مرے منھ سے جام شراب — لکھون حالت جنگ افراسیاب
بیا جام این بادہ خواری گذار — کیے داستان نغز و نادر نگار

بیدار بختان شب عشرت و خوش طالعان اختر قسمت ستائے نصیب کے فلک خوش قسمتی پر اسطرح تابع فرمان ہین اور بہر پامالی دشمن سیہ بخت یون جاتے ہین کہ جب وہ مہر برج خوبی در خوش آب بحر محبوبی رشک فرمائے شمس و قمر یعنی ملکہ اختر اجازت حرب ملکہ بران سے لیکر بیرون قلعہ آئی ملکہ بران و مخمور و عمرو مع ناظمان طلسم کے ہمراہ آئے اور اس گلبدن کو رخصت فرمانے لگے اسنے اپنے گلے سے ایک ہار موتیونکا اتارا کہ نو سو نواسی موتی اس ہار مین تھے پس اس ہار کو گھما کر جانب فلک پھینکا سب موتی آسمان کے بکھر کر ہر سمت جا کر غائب ہوے اسنے ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہو گئی زیر زمین سے ایک مار سیاہ نکلا کہ پھن اٹھا ملکہ کو سلام کیا اسنے فرمایا کہ جلدی جا اور میری سواری مع لشکر جنگی کے یہان لا یہ حکم سنکر مار زمین مین سما گیا اور بعد لمحہ کے اسجا سے چار سو مار آتشین کنچہ پر بار کیے اور تخت جواہر آگین سر پر اٹھائے وہانسے نکلے پھر فلک کیطرف سے لکہ ہاے ابر پیدا ہو کر پھٹے اور انمین سے اژدر و عقاب و ہنس و مار و طاؤس وغیرہ پر ساحران نامی سوار ظاہر ہو کر سامنے آئے لباس سراپا عمدہ و بہتر نہایت پر زر پہنے پیشانیان قشقون سے

زرین ورنگین جھولیان بادلہ نگار گلے مین بصد تزئین ان سبنے ایک سمت پر جا یا پھر جسجگہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہان سے سواریان سحر کی نکلنے لگین اور انپر جادوگرنیان سوار ظاہر ہوئین کہ حسن مین بیمثال نہایت حسین وصاحب جمال تھین کوئی لباس سبز زمردین زیب بدن کیے تھی اُسکے جسم منور کی روشنی اس لباس مین یون تھی کہ جیسے چمنستان مین کسی نے چراغ جلائے ہین یا آتش گل سے باغ دہک رہا ہے یا ابر سبز مین برق چمک رہی ہے کوئی گلبدن گلابی لباس زیب قامت کیے تھی یا باغ مین حسن و جمال کے ساونی پھولی تھی کسی کا روے تابان دھانی ڈوپٹے سے یون فروزان تھا کہ دھان کے کھیت ست چاندنی نے کھیت کیا تھا کسی کا رخسار تابناک اودے دوپٹے مین یون نمایان تھا کہ جیسے بدلی مین خورشید تابان درخشان ہوتا ہی ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کار پہنے جھنڈیان ہاتھ مین لیے صف کشیدہ ہوئی ملکہ اختر تخت پر سوار ہوئی اُسکے سوار ہوتے ہی دو اژدہے زمین سے نکلے کہ پشت پر انکی نقارے لدے تھے او پتلے چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے انھون نے نقارے بجائے ڈنکے پر چوب پڑی ہزار با نقارہ بجنے لگا اور صد ہا نرسنگا اور ناقوس بجا تخت کے گرد ہزار ہا کنیزان زرین لباس آکر سر ملکہ پر مورچھلیان ہوئین اور اُسوقت اختر مثل اختر فلک کے بنگئی اور ابر سحر آکر سر پر سایہ فگن ہوا ہر قسم جھنڈیون کی ہوا مین اڑنے لگین ہنوز تخت اُڑکر روانہ ہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش مرکب پرند زیر ران روے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھکر ازار وے گیتی تاریک ہوگیا سواری دوش صبا پر ملکہ اختر کی چلی

نظم

چلا لشکر بصد حشمت وہان سے　　ہوا پر ساحر نامی وہ سب تھے
ہزارون جھنڈیان ہر رنگ کی تھین　　نشانی سامری کے جنگ کی تھین
کہین نقارے بجتے اور ناقوس　　کہین اڑتے ہوئے جاتے تھے طاؤس
فلک تک اختر ذیجاہ کا تخت　　بلند ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت
ستارے ٹوٹتے تھے آسمان سے　　دیا موتی نچھاور ہو رہے تھے
گھٹائین آئین ابر سحر برسے　　فلک پر بیر آکر چھا گئے تھے
غرض اس شان وشوکت سے وہ ذیجاہ　　مع لشکر روان تھی سمت جنگاہ

اسی راہ دروازہ طلسمی سے نکلکر یہ تو منزل مقصد کیجانب چلی اور بیران خواجہ کو تسلی دیتی مقام سکونت پر لائی لیکن عمرو کو تسکین کہان دمبدم جیا بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فرواے کاش عمرو کو موت آتی + مہرخ کی جدائی ہے ستاتی + برق نے بیقراری خواجہ کی دیکھکر کچھ باتین ادھر اُدھر کی غم غلط کرنے کو کرکے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے خواجہ سلامت ہم آپ سیر طلسم چلکر کرین خواجہ نے ہر چند انکار کیا کہ مین سیر گلزار سے اسوقت عار رکھتا ہون کہ رنج کا خار دل مین چبھا ہی ملکہ نے اسکا عذر کچھ نسنا اور مع چند سرداران ذیشان کے روانہ ہوئی تا ظلمان ملک بھی چند ہمراہ ہوے ملکہ بیرون قلعہ ہفت رنگ آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک دھوان سفید رنگ پیدا ہوا اور ہر ایک کی آنکھ مین لگا اس انجن سحر کے لگتے ہی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک بیابان خرم وسبزہ زار مین اپنے تئین سبنے پایا کہ وہ مرغزار رشک ارم

حقیقت مین رشک گلشن شداد تھا نہال سبز و شاداب پھلے پھولے لگے تھے یا معشوق سبزہ رنگ گنا پنے کھڑے تھے ہوا دل کی فرح بخش خاطر شوریدگان سبزہ وہان کا دافع خفقان مجنونان چشمے ہزارون ہزار جاری نہرون مین آب حسرت بھرا ابر اودا اودا سر دشت پر چھایا ہوا طاؤس رنگین کا زیبا بر ناچنا ساونی پھولی ہوئی یہ معلوم ہوتا کہ گلابی پوش گل رخسارون کا مجمع نہرون کے کنارے کنارے ہزار ہا ازو بط دمرغابی طائران آبی بیٹھا نستا را پنی پانی مین بھگو کر پھر ہر یان لیتا خوش فعلیان کرتا گلہاے خودرو سے تمام دشت رنگین عروس بہار کی نہایت آرائش و تزئین کرا

ابیات

دشت گلہاے سرخ سے معمور	چشم نرگس تھی دیدۂ مخمور
گل ہر اک دلفریب تھا رنگین	دافع رنج خاطر غمگین
ہر طرف آبشار ہوتا تھا	رحمت رب تھا سبزۂ خفتا
بوے گل نے بسا دیے تھے دماغ	دشت تھا یا بہشت کا تھا باغ

جب اس دشت سے سیر کنان آگے بڑھے ایک دریا پر پہونچے پانی اسکا صفا مین ورق نقرہ سے کہین بہتر تھا ملکہ بہ از چشمۂ ماہ وخور تھا ملکہ نے آکر دریا پر سحر پڑھا اور آنکھین بند کرلین پھر جو آنکھ کھلی آن واحد مین سب پایاب کے پار تھے جب ہان سے آگے بڑھے ایک دیوار خاک سنر سا بلور کی دور تک کھنچی نظر آئی کہ سر اسر اسکو مطلا کیا تھا اور نقش و نگار سے رنگین بنایا تھا ملکہ نے یہان آکر آواز دی کہ اے پریزادان طلسم جلد سواری حاضر کرو پھر دو صدا دینے کے ایک تڑاقا ہوا اور اس دیوار مین دروازہ یاقوت سرخ کا لگا نظر آنے لگا اس دروازے سے سترہ سونازنین سراسر رشک لعبتان چین پیدا ہوئین کہ ایک تخت یاقوت کا ساتھ لائی تھین حسن اُن سب کا مادح کی مدحت سرائی سے کہین بہتر تھا قلم لکھنے سے قاصر تھا زیور یاقوت نگار سے جسم نازک انکا مزین واقعی وہ سب رشک چمن کیا راحت جان گلشن ہر ایک کمسن جوانی کی راتین مراد ونکے دن سترہ سو نازنین رشک لعبتان چین غرق دریاے جواہر تن لباس سے جسم کو اُنکے آرایش و تزئین اس دروازے سے نکلین ایک ایک افسر خوبان جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکا روے مہر انور کو شرماتا دست نگارین ید بیضا پر فوق لیجاتا دلبری کی گھاتین ہر ایک ایجاد ستمگری و بیدادی مین استاد عاشقونکے ارمانونکی نسبت جلاد گلر دمن بدن ستم ایجاد کہ نظم

سنوارے بال پیچ و تاب دے کر	کیے سب جسم خوشبو سے معطر
قیامت آنکھ مین سرمے نے ڈھائی	سیہ بیمار کو بدھی پہنائی
خم ابرو سے پیدا شان شمشیر	مژہ ہر ایک رشک خنجر و تیر
کھلے مسی سے رنگ پان کے جوہر	شفق اس پر تصدق شام اسپر

وہ سب شہر یاران اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیسے تخت سلیمان کو پریان اُٹھائے سامنے بران کے آکر تسلیم کرکے باادب تمام ٹھہرین ملکہ مذکورنے تخت پر خواجہ عمرو کو برابر اپنے سوار کرکے کچھ سحر پڑھا کہ بہت سے گھوڑے پرند نہایت خوش قد ساز و یراق جواہر نگار سے سجے سجائے زین پر زر سے کسے کساے اُسی دروازے سے اڑتے ہوے آئے اور ساحر ہمراہی کے اُن مرکبون پر سوار ہوے ڈنکے بجے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اس دروازہ طلسمی مین داخل ہوئی

وہ سترہ سو پریزادین ہمراہ صدائے طرقوا پیدا دورباش چاؤش طلسم پکارتا در طلسم مین پہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا
دو صحرائے طلسمی ہرا بھرا ہی پھول انواع و اقسام کے شگفتہ ہین کوئی گل پرچہرہ تھا کوئی ملکہ کو دیکھکر ہنستا تھا ہنگام خندہ زنی
دیو نگلکر سر ملکہ پر مروحہ جنبانی کرتا تھا طائران خوش نوا ہر شجر پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کوکب یا شہنشاہ کوکب پکارتے تھے نیا
سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت سبزہ زار تھی خاطر رنجیدہ اس پر فریفتہ دیوانہ وار تھی کہ ابیات

کہ وہ تھا اک چمن پھولوں سے لبریز — بہت دلچسپ خوشبوئین بہت تیز
کہاں دنیا مین ایسے پھول پیدا — ہزاروں رنگ ہر گل مین ہویدا
نظر جس پر پڑی لوٹا گیا دل — قدم اٹھنا ہوا اس جا سے مشکل
ہوائین سرد و عطر آمیز آئین — دہن غنچوں کے ایک جوبن دکھائین

جب اس دشت دلکشا سے طرفۃ العین مین سواری گذر گئی عمارات عالیشان نظر آئین کہ نظم

وہان پہونچے تو کوٹھا ایک دیکھا — کہ پڑ تھا موتیوں سے سب وہ مجرا
کبوتر کا ہو بیضہ جس طرح پر — مدور اس طرح ہر گوہر تر
بہت سے ڈھیر ایسے اور بہت سے — کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے
منقش دوسرا کوٹھا بھی دیکھا — تو اسمین اس طرح کا لطف اٹھایا
کہ الماس و جواہر لعل ہر جا — برابر ڈھیر تھے خرمہرہ آسا
کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے — کہ جنکی شرح ناممکن زبان سے
کہین چاندی کی اینٹین کہین طلائی تھین — کہ ایسا آنکھوں نے دیکھا نہ دیکھین
مصفا وہ عمارت دور تک خوب — مکان اس مین جواہر کے خوش اسلوب
سوا اس کے عجائب اور اکثر — نظر آتے تھے ہر لحظہ وہان پر
غرض پھرتے ہوئے ہر جا اسی طور — ہوئے وارد وہ اک گنبد مین فی الفور
اسے کھولا تو دیکھا اور سامان — کہ جس کی شرح مین ہے عقل حیران
کنول روشن در و دیوار تابان — مصفا فرش ہر جانب تھا شایان
حسینوں سے زیادہ حسن مین تھا — بتاؤں حال اس کا اور مین کیا

اس گنبد مین اکیس سورج مثل حمرا سمانی نکلے ہوے تھے آفتاب ہر جہین اور انمین اتنا فرق تھا کہ اسمین حرارت ہوتی ہے
انمین مطلق تمازت نہ تھی اور ہی طرح ضیا بار تھے کہ مشعل طور افروز۔ دربار اس مقام کے خر مار تھی عمرو نے وہان کا
زر و جواہر اور عجائبات دیکھ کر برّان سے کہا کہ یہ مال صرف دیکھنے کا ہے یا صرف بھی کوئی کر سکتا ہے ملکہ مہ جبین نے
جواب دیا کہ آپکا جی چاہے تو آپ کچھ لے لیجیے ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو بہر جنگ افراسیاب تیار کرایا ہے اور
یہ گنبد نئی نئی خاصیتین رکھتا ہے منجملہ اور خواصات کے یہ وصف اسمین ہے کہ یہان جس ملک چاہو دیکھ لو اور جہان جاہو

دم بھر مین پہونچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو دامنگیر ہوا تھا جاتا رہا اور بیتاب ہو کر گویا ہوا کہ اے ملکہ لشکر مہرخ کو
یہان سے مجھے دکھائیے ملکہ اختر اٹھ گئی مین وہ ماجرا نظر آئے ملکہ نے منتر کچھ سحر پڑھا کہ وہ آئین سورج جو سامنے انوار تھے
انمین سے ایک ایک پریزاد نکلکر ہنستی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے اسے حکم دیا کہ اس گنبد کا اطراف کا دروازہ کھولکر کہ جدھر
طلسم ہوشربا ہے خواجہ کو تماشا دکھاؤ پریون نے حسب الحکم ایک در کے قریب جاکر ایک سورج کو انھین کمین سورج مین سے
اشارہ کیا کہ وہ از کر دروازے مین لپٹ گیا کثرت ضیا سے نظر خیرگی کرنے لگی بعد لمحے کے وہ آفتاب باہر دروازے کے
نکل گیا اور دروازہ کھلگیا بران خواجہ کا ہاتھ پکڑکر قریب در آئی اور کہا زیر گنبد ملاحظہ فرمائیے عمرو نے جو زیر گنبد نگاہ
کی طرف ماجرا نظر آیا کہ ایک میل لشکر مہرخ مین بنا ہے گرد لشکر احاطہ کھچا ہے فوج مین ہلچل رنجیدہ ہے سرداران لشکر مصیبت کی
گھڑی ہے سب ساکت بدعا ہین ساحران حیرت و نحوست وغیرہ نے دست ظلم دراز کیا ہے عمرو یہ حال دیکھکر بیقرار ہوا ملکہ نے
کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اسکے کرم و فضل پر نظر رکھیے ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ یکایک صدائے نوبت و
نقارہ فلک کیطرف سے کان مین آئی اور ملکہ اختر بصد کروفر تخت پر سوار مع لشکر جرار روساحران نامدار و سرداران جرار کے
آکر پہونچی فوج نے آتے ہی اس دیوار حصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار جوگیون کے جوان جادوون افسون کے
بنائے ہین مقابل آکر ہمسر ہوا از بسکہ اختر کو بران نے سمجھا کر بھیجا ہے کہ یہ سولہ ہزار ساحران جادو افسر ساحرون کے مطیع ہین
اور انکے مرنے سے یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جاینگے پس اسنے جانب فلک اشارہ کیا وہ مالا جو چلتے وقت اسے دیا تھا اور
نوسو نواسی موتی اسکے بکھر گئے تھے اسمین سے پانچ موتی بلندی پر ظاہر ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سر پر ان چار افسرون
کے آکر پڑے کہ مثل اصحاب فیل کے ان پانچون کے سر توڑکر اسفل کیطرف سے نکل گئے ان پانچون کا گوہر جان تلف ہوا
غرق بحر فنا ہوئے بیرون نے غل انکے مرنے سے مچایا آندھی تیرہ و تار آئی وہ سولہ ہزار ساحران کے مرتے ہی قلزم
مرگ مین ڈوبے وہ دیوار احاطہ کی منہدم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لینا لینا کہکر مثل سیل فنا آگے بڑھی اختر
نے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ موتی فلک کیطرف سے برسنے لگے اور چند گوہر اس سیل پر سحر کے آکر گرے کہ وہ بھی دھوان
بنکر اڑگیا وہ ساحر جو گرد سیل سجدہ مین گرے ہوئے تھے اور طواف اس صنم خانہ کا کر رہے تھے ہوش مین آگئے اور اصلی
حالت پر اپنی آکر جانب لشکر حیرت چلے نحوست یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھکر رو بفرار
لایا مگر بلور نے اسکا تعاقب نہ چھوڑا اور پکارا کہ بھائی نحوست اب کہو مزاج کیسا ہے اسنے یہ کلام طنز آمیز سنکر ایک ناریخ
اسپر مارا اسنے وہ ناریخ سحر پڑھکر کاٹ دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آپہونچی ایک موتی اشارہ سے جانب
فلک کرکے سر نحوست پر گرایا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا کہ کسی طرح اپنے تئین بچائے ممکن نہوا موتی اسکے جسد نحس کو
توڑکر پار گذرا شور تکبیر تکش کا بیرون نے بلند کیا حیرت و مصور و حیات وغیرہ فوج اختر سے بھڑے ہوئے
تھے جب صدائے مرگ نحوست سنی جی چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر ٹوٹ پڑے ادھر مہرخ وغیرہ
تمام سردار جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہو کر لشکر حریف پر باقیماندہ فوج سے حملہ آور ہوئے بہار کو بھی
ہوش آیا اسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر بسان قلزم زخار موج مار کر مل گئے تلوار سحر کی برق کردار چلنے لگی خرمن جان بیارزنا

جلنے لگے اختر قسمت حیرت ایسا برگشتہ ہوا کہ مریخ سے مقابلہ ہوا نظر تربیع نے چار عنصر مین جسم کے خلل ڈالا آب تیغ نے کاخ خاکی تن کو لشکریون کے ڈھادیا آتش سحر نے باد نفس کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ہر روح نے جسم سے نکلکر رستہ جہنم کا پکڑا دریائے خون بہنے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان سفینہ بدن سے کنارہ کر گئی بیرون نے وہ غل مچایا کہ دشت جنگی میدان محشر نظر آیا ناریلون اور ترنجون کے جلنے سے وہ سناٹے تھے کہ جنگل گونجتا تھا سائین سائین آوازین آتی تھین کہ رن بولتا تھا ہر سمت اندھیر چھایا تھا ہر ایک بوکھلایا تھا سر و تن کا ہر جا انبار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ قیامت کبریٰ بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی کہ

نظم

ہزارون افعی رہزن غضبناک	نگاہین خشمگین ان کی وہ چالاک
برابر حملہ آور ہر طرف سے	جنھین دیکھے سے ہوش اڑجائین سب کے
نہ فرصت پاتے تھے اُنکے غضب سے	نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے
کہ پیچھے اُن کے لڑنے والے انسان	قوی ظالم ستمگر دل پریشان
نکلتے تھے دہن سے ان کے شعلے	بڑی زنجیر ہاتھون مین لیے تھے
کسی جانب سے گینڈے تھے نمودار	ستمگار اور سب تھے سخت خونخوار
سنان کی طرح سینگ انکے بہت تیز	بشکل نیش عقرب زہر آمیز
زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو	بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو
زمین سے دمبدم اُٹھتے بگولے	سیاہی چار سو لشکر کو گھیرے
گھرے شعلون مین تن سب عضو بھڑکے	اندھیرے مین لگی بجلی چمکنے

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ تابی سحر و ظلمت گیری افسون مین یہ خاکدان پرآشوب دہر تیرہ و تار اور ظلمت آباد نام روزگار ناپیدا ہوا کہ

نظم

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
ہجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غل دن گیا لو رات آئی

ملکہ اختر نے فوج مین در آکر سر نحوست کاٹا اور جانب حیرت شیرانہ چلی فوج نحوست افسر کے مرنے سے بھاگی انکو دیکھکر لشکریان حیرت کے بھی پانون اُٹھ گئے اسوقت بناچاری ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ مراجعت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سب انتظام سلطنت سپرد کرکے آپ مع چند کنیزون کے خدمت شاہ طلسم مین گئی اسطرف جب طبل آسائش پر چوب پڑی فرخ و بہار مع سرداران ذی تبار کے ملکہ اختر پاس آئین سر ملکہ مذکور پر سے زر نثار کیا اور زبان سے صفت و ثنا کی اختر بھی اُٹھ تپاک اور گرمجوشی سے ہر ایک سے ملی اور تسکین سب کو دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی بہزار تمکنت و جاہ تشریف فرما ہوا چاہتے ہین فرخ نے کہا ہم اُمید وار ہین کہ جیحیہ آتش تیار کرین آپ اسکو تناول فرمائین اور آجکی شب ہین استراحت کرین سر مجذوبانہ

آسمان تفاخر پر پہونچا مین اختر عذر پذیر ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتی ہین آپ بزرگ ہین میرا فخر ہی آپکی خدمت مین رہنا مین
اپنا گھر سمجھتی ہون مجھے انکار ہی مجھے کھانا کھانے مین مین ضرور رہجاتی مگر مجبور ہون کہ خواجہ سلامت آپکا حال پریشان سنکر
بہت متردد تھے ہین سنے مجھکو اسلیے بھیجا ہی کہ جلد جاکر مدد کرون اور پھر خیریت پیا کی ہان جاکر کہون پس اگر ٹھہر جانے سے خواجہ اور
زیادہ گھبرائینگے لہذا ملتمس ہون کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائین پھر خدا نے چاہا تو خواجہ اور مین حاضر خدمت ہونگی اور ارشاد آپ کا
بجالاؤنگی الحاصل بہزار دشواری رخصت یاب ہو کر مع سر نحوست روانہ ہوئی یہان صرخ نے اشہائے مقتولان لشکر خود
اٹھوائے اور ڈھنڈھورا پٹوایا لشکر جو فراری تھا وہ آباد ہونے لگا بازار میں چلکلئیں بارگاہین اور خیام وغیرہ از سر نو نصب
ہوئے عیار بھی لشکر مین آئے نذرین فتح کی گذرانے لگین ملکہ موصوفہ سریر جہانبانی پر جلوہ گستر ہوئی اس شب کو آرام نہین
کیا انتظام مین مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت مین ہی لیکن اختر
جو یہان سے روانہ ہوئی بران و عمرو نے سب ماجرائے جنگ اس گنبد پر سے دیکھا بران نے خواجہ سے کہا اتنا آپ خوشنود
ہوئے خواجہ نے کہا اے ملکہ یہ سب سحر کا ڈھکوسلا ہی بعد امیر اول کب مانتا ہی طلسم ہوشربا یہان سے کسی منزل ہی نہین معلوم
کیا سانحہ گذرا تم نے بزور سحر نیا تماشہ مجھکو برائے تسکین خاطر دکھا دیا خدا ہمچنین کند جیسا کہ ماجرا مین نے دیکھا ہی مگر دل
ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہین کرتا ہی بران ان باتون کو سنکر ہنسی اور کہا مین آپکی طمانیت دل کے لیے اختر کو یہین بلواتی
ہون یہ کہکر وہ پریان جو آفتابون مین سے نکلی تھین انہین سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملکہ اختر کو بلا لاؤ وہ حسب الحکم ایک
آفتاب کے قریب گئی اور اسمین غائب ہوئی آفتاب در گنبد سے نکلکر روانہ ہوا ملکہ اختر اسطرف جاتی تھی کہ جدھر سے آئی
تھی یکایک آفتاب قریب تر پہونچا ملکہ مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے آیا ہی چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے آواز آئی کہ اے
ملکہ چلیے آپکو ملکہ بران نے بلایا ہی وہ گنبد جہان نمائے طلسم پر ایستادہ ہین اور آپکو دیکھ رہی ہین اختر نے یہ حال
سنکر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ لشکر بلند ہو کر چلا اور جسطرح سے کہ ابر پیدا ہوئے تھے اسیطرح
ابر گھر آئے اور وہ لشکر ابر مین جاکر غائب ہوئے اور زمین مین سما گئے جب لشکر اور تخت اور مار و اژدر وغیرہ سب
جا چکا اس آفتاب سے پری نے باہر آکر پنجہ ملکہ کی کمر مین دیا اور پھر آفتاب مین آکر غائب ہوئی ایک آن مین وہ مہر
گنبد طلسم مین آیا پری پھر باہر نکلی اور اختر کو سامنے حاضر کیا اختر بیہوش تھی بعد لمحہ کے جب ہوشیار ہوئی اٹھکر خواجہ اور
ملکہ کو سلام کیا اور سر نحوست کا نذر دیا بران نے وہ سر لیکر قدم پر عمرو کے ڈالدیا اور کہا کیون خواجہ سلامت
اب آپکو یقین آیا کہ لشکر آپکا بخیریت ہی عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ اے ملکہ مجھکو بڑا تعجب ہی کہ واقعی یہ اصلی صرخ تھی جسکو
مین نے لڑتے دیکھا ملکہ نے کہا خواجہ یہ اصلی لشکر آپ کے معبود کا تھا اسمین کچھ شک و شبہہ نہین ہی اور مین آپکو برائے اطمینان
خاطر ایک پتہ دیتی ہون وہ یہ ہی کہ آپکو جب مین غربال کے جال سے اٹھا لائی تھی اور بادشاہ نے آپکو ڈھکیل دیا تھا تو آپ
اس طلسم سے طلسم ہوشربا مین گرے تھے اور چشم زدن مین وہان پہونچگئے تھے پس ویسا ہی اس مقام کو بھی جانیے اور شبہہ
کسیطرح کا نہ کیجیے عمرو نے کہا واقعی آپکا فرمانا بجا ہی مگر مین کیا کرون دل کمبخت بیر اصلی بات نہین ہوتا ہی ملکہ سطو نے
جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت آپکی ہی جو نسبت اپنے لشکر کے آپ الفت کہتے ہین نظر تشمس ہی اچھا مین ملکہ صرخ کو

یہان بلوا کر آپ سے ملاقات کراتی ہون کیلیے کہ آپ انسے بہت عرصہ ہوا کہ ملاقی بھی نہین ہوے فی الحال آنکی خاطر مبارک انکی ملاقات
بہجت آیات سے خرسند و مبتہج ہوگی یہ کہکر پھر ایک بہ پرواز آفتاب طلسمی کو پکار کر کہا اے ملکہ **شعلہ حسن** جاؤ ملکہ **مہرخ** کو با آرام تمام اٹھالاؤ
مگر وہ ساحرہ زبردست ہے میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اسکو یہان پہونچاؤ خبردار کوئی تکلیف ہونے نہ پائے یہ کہکر ایک انگشتری
ہاتھ سے اتار کر پری کو دی وہ اسکو پہنکر اور آفتاب مین پوشیدہ ہوکر روانہ ہوئی وہ تو ادھر گئی مگر یہان ہمراہ **بران** جو مکان
عالیشان آئے مین انمین ایک ساحر نحس جادو تمام ہے اور یہ بھائی ہے نحوست کا از بسکہ جب **کوکب افراسیاب** سے
اتحاد رکھتا تو اسنے اس طلسم کی آب و ہوا کو پسند کر کے خدمت **بران** مین رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اسکا طلسم ہوشربا
مین معزز و ممتاز تھا یہ یہان صاحب عزت و جاہ ہے اسوقت سر اپنے بھائی کا قدم پر خواجہ کے دیکھکر اشک حسرت آنکھون
مین بھر لایا اور غریزی عروق مین خون جوش زن ہوا بہ دشواری ضبط رنج کر کے خاموش ہو رہا دل سے کہا کہ سب فساد اسی
کمینہ دزد **عمرو** کا ہے اسکے باعث سے بھائی میرا مارا گیا پس قابو پاکر کام عمرو کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچکر فکر قتل خواجہ کرنے لگا
ادھر لمحہ مین **شعلہ حسن پری** لشکر **مہرخ** مین پہونچی بارگاہ مین ناچ ہو رہا تھا دور جام آفتابی شراب کا چل رہا تھا
کہ یہ آفتاب یکایک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادوان نے کوئی سحر پھر بھیجا ہے یہ سمجھکر ناریل اور ترنج سنبھالے
مگر آفتاب سے **شعلہ حسن** نے ملکہ **مہرخ** کو تسلیم کی اور عرض کیا ہوئی رحلیے آپکو ملکہ **بران** نے بلایا ہے یہ کلام سنکر کسی کو
اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا یہ سحر بھیجا ہوا ہے غرضکہ **مہرخ** نے کہا کہ لشکر میرا تمہارا ہیگا ہے بغیر جاے میرا جانا ممکن نہین
پری نے کہا مجھکو حکم لیجانیکا ہے مین بغیر لیجائے آپکے پھر کر نجاؤنگی اس کلمہ سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ یہ فرستادہ **افراسیاب**
ہے پس **برق** عیار نے کرسی پر سے اٹھکر اس پری کے پس پشت اپنے تئین پہونچایا اور جب وہ باتون مین مصروف ہوئی
اسنے کمند ماری پری نے ذرا جو بدن کو اپنے جنبش دی کمند کھلکر الگ ہوگئی اور اسنے بیتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد
ہوا ہے یا یہان خود اگر حکم ملکہ عالم تمہارے آرام دینے کا نہوتا تو ابھی سبکو خاک سیاہ کر دیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو
نہین مین زبردستی لیجاؤنگی اسلیے کہ ملکہ وہان منتظر میری ہونگی اور مجھکو یہان عرصہ گذرا یہ کہکر قریب تخت آئی اور ہاتھ
بڑھایا کہ **مہرخ** کو اٹھا کر لیجاؤن **مہرخ** نے ایک طمانچہ بزور سحر ایسا زور سے مارا کہ اگر کوئی ساحر اور ہوتا تو سر اسکا اڑجاتا مگر
یہ پری طلسمی ہے طمانچہ کھا کر مثل شعلہ جوالہ چمک کر گری اور ملکہ مذکور کو پنجہ مین دابکے ماری سب ساحر لینا لینا کہکر اٹھے ناریل
ترنج سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہوگئی اور ایک ہی سانے مین دور نکل گئی اس ہنگامہ مین اتفاق ہوا کہ جس آفتاب مین
مخفی ہو کر آئی تھی اسمین نہ جاسکی پس ایک مقام پر جب دور نکل آئی تو ٹھہر کر آفتاب کو چاہا کہ بلالے جب ادھر ٹھہری **مہرخ**
متوجہ ہوا سے بیہوش تھی ہوش مین آگئی اور اٹھکر اسنے ایک لات اس پری کے چہرے پر زور سے ماری چونکہ یہ بھی ساحرہ
زبردست ہے پری لات کھا کر بیہوش ہوگئی لیکن جب بیہوشی اسپر طاری ہونے لگی اسنے بھی ایک طمانچہ **مہرخ**
کے مارا کہ ادھر پری ادھر مہرخ دونون بیہوش ہوکر گرین لیکن انگشتری ملکہ **بران** کی پہنے تھی اس انگوٹھی کے کسی سو بیر
تاثیر مین جب یہ بیہوش دونون ہوئین بیر پنجہ بنکر گرے اور دونون کو اٹھاکر آن واحد مین اس گنبد طلسم پر لاکے جہان
بران و عمرو تھے بران نے اٹھکر سحر پڑھا کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہان آگیا پھر ملکہ موجود تھی

نکالا سحر دونون پر جھڑکا کہ ہوشیار ہو ملین پری نے عرض کیا کہ بڑی ترا کا پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا ہران نے پری کو گھر کا کر
خبردار کلام بے ادبانہ منھ سے نہ نکالنا پھر ملکہ مہرخ سے اٹھکر بغلگیر ہوئی اور عذر کیا کہ آپکے ساتھ یہ بڑی بے ادبی سے پیش آئی
معاف فرمایئے گا اور وہ آپ پر کبھی غالب نہ آتی مگر میری انگوٹھی اُسکے پاس تھی اسوجہ سے آپکو اُٹھا لائی مہرخ نے کہا مجکو معلوم
نہ تھا کہ آپ نے بلایا ہے ورنہ فساد نہوتا آپ بھی عفو کیجیے گا الغرض بعد معذرت بسیار خواجہ سے مہرخ اُٹھکر لپٹ گئی دونون ملکر یہ
تک روئیں کہ ہران نے دونون کو تسکین دیکر جدا کیا پھر مخمور سے ملاقات ہوئی جب باطمینان سب بیٹھے ہران نے ان پریون
سے حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ آفتاب مین سما کر غائب ہوئین اور ہمکیون آفتاب ناپدید ہو گئے ملکہ ہران اس
گنبد سے باہر نکل آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے شق ہو گیا ملکہ سب کو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھین بند ہو گئیں
پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع مین سب نے اپنے تئین پایا اس میدان مین ہر سمت درختان پر بہار سبز و شاداب لگے
تھے جو بہار باغ عالم کو شرماتے تھے طائران خوشنوا زمزمہ سنج و نغمہ زا تھے چشمے پانی کے بھرے دل سیاحان کو اپنی
دید پر لہراتے تھے گھٹا گھنگھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت ناصبور کو مستی یاد آئی تھی سرخ سرخ پھول اس اودی
گھٹا مین کھلے تھے ہزار جوبن دکھاتے تھے لب لعلین مستی آلودہ یار یاد آتے تھے بیچ میدان مین چار بنگلے رشک قصور
خلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سے سجے تھے کہ

نظم

وہ صحرا تھا نہایت سبز و شاداب	نہال و برگ و گل تھے جس مین نایاب
نہ دیکھا تھا کبھی صحن جہان مین	بھلا کس طرح وہ آئے بیان مین
بہت خوش رنگ پھل لاکھون طرح کے	نظر نے جو کبھی دیکھے نہین تھے
وہ شاخون سے بہم شاخین خمیدہ	کوئی پکا ہوا پھل خود چکیدہ
بہت ایسے جنھین سب جانتے تھے	بہت وہ جو نہین پہچانتے تھے
ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار	وہ نہرین بہتی تھین جنگل مین دوچار
لبالب آب شیرین ان مین جاری	عجب صورت کی پیدا آب داری
کہ جی قربان صدقے روح بیتاب	گہر سے بھی زیادہ موج خوش آب
ہنر صانع کے تھے ان سے ہویدا	کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا
جدھر دیکھو جہان دیکھو وہین مین	جہان جاؤ یہی سمجھو یہین مین
درختون کو انھین سے فیض حاصل	جدھر دیکھو عجب اک لطف کامل
وہ بنگلے یون بنے تھے اس جگہ خوب	در و دیوار جتنے تھے خوش اسلوب
بچھا ہر سمت فرش خوش نما تھا	جواہر کار ہر مسند بچھا تھا
نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل	بشکل آئینہ ہر شے مقابل
ہوئی داخل جوان بنگلون مین ہران	برائے خاطر مہمان ذی شان

یہ فرمایا کہ ہو تیار محفل　　پئے اک دم میں وہ جا شاہ منزل

وہی ساماں جو تھے مرغوب خاطر　　ہوئے اک بات کے کہنے میں حاضر

چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام　　حسینان پری پیکر گل اندام

طعام و آب میوے ہر طرح کے　　نہیں دیکھا جنھیں اب تک کسی نے

غرض جب بزم نے زینت یہ پائی　　نگہ نے سب کی کیفیت اُٹھائی

ہر اک مسند پہ سب جلوہ آرا　　کیا ساقی کو ملکہ نے اشارا

دلوں میں آرزوؤں نے کیا جوش　　ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

دور جام آغاز ہوا پریان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگیں مہرخ کی خاطر میں پیران بدل مصروف تھی اسی ہنگامہ عشرت و جلسہ مسرت میں مہرخ نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہاں بٹھا رکھا وہاں اگر اور عیار نہ ہوتے تو ہم لوگ ابتک ہلاک ہو جاتے پیران نے جواب دیا واقعی شکایت آپکی جا ہے لیکن خواجہ کے مقدمہ میں مجھکو رخصت دینے کا اختیار نہ تھا اور نہ اب ہے خواجہ تو مہمان شہنشاہ کوکب ہیں میں صرف انکی خدمتی ہوں بادشاہ جب چاہینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت تو تشریف لیجائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیاروں نے کیونکر تمکو بچایا مہرخ نے برق و قران وغیرہ کی عیاریوں کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتوں کو طول ہوا عمرو وہاں سے اٹھا کہا اے ملکہ آپ دونوں صاحب جب تک باتیں کریں میں سیر کر آؤں پیران عیاروں کا حال سننے میں ایسا محو تھی عمرو کی نظروں سے [illegible] اسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ کیا عمرو بنگلوں کی پشت کی طرف جو دروازہ لگا تھا اسکو کھول کر آگے بڑھا ادہر تو بنگلوں کے سوا تھا کہ جسکا ذکر اوپر ہوا مگر اس طرف ایک باغ بہار عجیب روزگار نظر آیا سراسر طلسم کا ایسا نقشہ پایا کہیں چمن گلہائے لالہ و گل سے مملو کہیں خیابان میں یاسمن خوشبو ہر گل لطافت انگیز اور کہیں کیوڑا کہیں نسترن کہیں تازہ بوئی جگہ سوسن دہ زبان کہیں سرو دلجو کسی جانب شمشاد برلب جو انپر قمریوں کی کوکو فاختہ کی حق سرہ کہیں سنبل تر شکل گیسوئے عنبریں ہر گل نہایت خوبرو وہ مکان سراپا جادو کہ بموجب نظم

جو دروازہ تھا باغ جانفزا کا　　تماشہ تھا وہاں ہر مدعا کا

طلسمی جانور طائر تھے گویا　　دُر و یاقوت سے لبریز ہر جا

شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں ڈھنگ　　نظر آتے تھے ہر شئے میں نئے ڈھنگ

فراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھایا در و لعل و یاقوت روشن پر چڑھے شب ماہ میں یہ ظاہر کہ زمین پہ تارے جڑے تھے عروس گلشن تہ زیور جواہر میں پہنے ہوئے موتیوں کے جال درختوں پر پڑے نیا لطف دکھاتے [illegible] بہار کو بچا نہ لینے کی تدبیر بتلاتے تھے عمرو چاندنی کی بہار دیکھتا مگر دل سے خوف تھا [illegible]

بیان دہری [illegible] پھر رہا [illegible] نظم

[illegible]

	کہ مین واقف نہیں اس سرزمین سے		نہ آجائے بلا کوئی کہین سے	
	غرض کچھ دور بڑھ کر پھر پھرا وہ		کھٹکتا تھا برابر جا بجا وہ	

جب بہراہ اندیشہ اس گلشن سے پھرا نحس جادو کو اسنے آتے دیکھا کسلیے کہ وہ دشمنی پکمر باندھ چکا تھا جب خواجہ
کو اسنے اس دروازے مین جاتے دیکھا تو عقب مین انکے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جاتے ہین پھر ایسا وقت نہ ملیگا چلکر
اگر قابو ہو تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرضکہ جب عمرو نے اسکو آتے دیکھا دل قوی ہوا کہ یہ سرداران بہران مین سے ہے
یہان کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر سیر گشت کی کر دیہ سمجھکر اُسکے قریب آ کر کہا کہ بھائی خوب آئے ہم کیلئے
یہان پھرتے دوڑتے تھے جلد ذرا سیر کرا دو اُسنے فوراً خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے مین سیر کرا دون پیش و نوش تاکے
بڑھے نحس باتین لگائے ایک چمن مین اسکو لایا اور وہان ٹھہر کر جیب مین سے چند الائچیان نکالین اور کہا خواجہ
یہ ہدیہ فقیر کا قبول کیجیے یہان اور تو کچھ حاضر نہین خیر یہی شغل سہی عمرو اسکو پیران کا ملازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ
یہان جتنے ساحر ہین سب میرے طرفدار ہین پس بے وسواس وہ الائچیان لیکر ایک لائچی کے دانے نکالے اور کھاتے
ہی یہ حالت ہوئی کہ ہو جب بیت صورت ہوئی ابتر بہم • رہے اپنے نہ قابو مین ذرا ہم • نحس نے جب اسکو
بیخود دیکھا تو زور سے آ کر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمرو بیہوش ہو کر مثل مردے کے زمین پر گرا اُسنے اُٹھا کر ایک گوشے مین
اسی باغ کے لا کر چاہا کہ ذبح کرے لیکن بہ جب بیت نگہبان جسکا ہو یہ درد گاہ نہ آزار اُسے دیسکے نابکار • نحس
کے دلمین خیال آیا کہ اسکو سحر سے اچھی طرح کرکے ہوشیار کر دو تاکہ اپنے حال زشت و زبون کو دیکھے اور بڑے
حسرت و افسوس سے قتل ہو یون حالت بیہوشی مین مارا تو اچھا نہین غرضکہ یہ سوچکر اُسنے سحر سے گرد خواجہ کے
حصار کر دیا اور دم پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہوا اور جو حالت دیوانگی تھی جاتی رہی اور اس ساحر کو خنجر بکف دیکھکر بہت
نام گویا ہوا کہ بھائی میری کیا خطا ہے جو تم آمادہ میرے قتل پر ہو اُسنے کہا کہ تو نے میرے بھائی بدمست کو ملکہ اختر کے ہاتھ
سے قتل کرایا اور بانی فساد دلون مین طلسم کے تیرے ہی سبب سے فتنہ عظیم اور مفسدہ بزرگ برپا ہے مین تجھکو دیکھ
تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہون کہ روح تیری تا قیامت تڑپتی رہے عمرو نے کہا بھائی تم مجھکو ہلاک نہ کرو مین
اس طلسم مین رہونگا اور تمھارے بادشاہ سے دستہ مانگو اُسنے جواب دیا کہ اے مکار تیرے فقرے کو کب مانتا ہون
اور دیکھ پہلے تیری دونون آنکھیں نکالتا ہون پھر سب اعضا جدا کرونگا ٹکڑے ٹکڑے مارونگا عمرو نے یہ سنکر کلمہ
شہادت زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا اتنی مہلت دے کہ مین ایک وصیت نامہ لکھکر اپنے سینہ پر رکھ لون یقین
ہے کہ مجھکو قتل کرکے بھاگ جائیگا اور لشکر بران تلاش کرتا ان میری لاش پر آ کر پہونچیگا پھر اس وصیت نامہ پر جو میرے
پاس سے برآمد ہوگا ضرور عمل کرینگے قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو سنکر ہنسکے کہا کہ مہلت مین تجکو ایک شرط سے
دیتا ہون کہ وصیت نامہ مین میری سفارش بھی لکھنا یعنی لکھنا کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص نہ ہو اور
کسیطرح آزار میرے معاوضہ خون کی نسبت اسکو نہ پہونچائے عمرو نے کہا یہ باتین تو مین نہ لکھون گا اُسنے جواب دیا
تو پھر مین مہلت نہین دیتا یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو تو کہتا ہے وہ بھی لکھ دونگا اور

لکھونگا کہ زبردستی مجھ سے لکھوایا ہے اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بیکار ہے زبردستی لکھوانے کو کون ملیگا عمرو
نے کہا اچھا یہ لکھونگا کہ مجھکو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اس غرض پر دی گئی کہ میں قاتل کی بھی سفارش درج وصیتنامہ
کروں اسنے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون سابق ہے میں تجھکو مہلت نہیں دیتا عمرو نے کہا خفا نہو جیسے مجھے لکھنے دیجیے
دیکھیے تو لکھتا کیا ہوں جب آپ کے خلاف ہوگا تو چاک کر ڈالیے گا اُسنے یہ کلام پسند کرکے مہلت دی عمرو نے
زنبیل سے قلم دوات و قرطاس نکالا اور دو جوڑی موتی برابر بیضہ مرغ کے جو قدر رکھتے تھے اور آب و صفا میں گوہر
شب چراغ کو سامنے اپنے مانند جانتے تھے نکالے ان موتیوں سے وہ جگہ ضیا بار ہوگئی ساحر نے ان ذرہائے بے بہا کو
دیکھکر پوچھا کہ انکو کیا کروگے اُسنے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤنگا کہ ملکہ میری اولاد کو بھیجدیگی اُسنے کہا یہ موتی
تو میں لونگا جو روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو میں پہونچا دوں خواجہ نے کہا یہ کبھی نہوگا کہ میں تجھے دوں اُسنے
کہا میں لونگا غرضکہ تا دیر اس امر میں تکرار رہی آخر نحس نے ہاتھ پکڑکر زبردستی چھین لیے اور قاصد قتل خواجہ ہوا
خواجہ نے کہا اے عزیز مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لینے دے اُسنے تامل کیا اور موتیوں کو ہاتھ پر رکھکر دیکھنے
لگا موتی ہاتھ کی گرمی پاکر پسیجے اور انمیں سے بھاپ نکلنے لگی یہانتک کہ وہ بھاپ میں میں دھواں ہوکر اُسکے دماغ
کیطرف جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اُسنے براہ استعجاب ہاتھ قریب چشم لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے موتی کم کیوں
ہوے جاتے ہیں پس آنکھ کے قریب ہاتھ لانے سے دھواں بیہوشی کا ناک میں الجھ گیا اور چھینک مارکر سامنے خواجہ کے
گرا اور بیہوش ہوگیا یہاں تو یہ ہوگا مگر در اگر بنگلے میں جب کچھ دیر کے بعد کو خواجہ کی یاد آئی قمر اژدر رخ سے کہا آپ کی
بات نہیں خیال نہ رہا خواجہ نہیں معلوم کدھر نکل گئے یہ کہکر ساحروں سے حکم دیا کہ تلاش کرو بہت سے ساحر اس صحرا میں جسکا
حال اول بیان کیا گیا جاکر ڈھونڈھنے لگے جب کہیں نشان نملا تو ساحر اطلاع کی ملکہ نے کچھ سوچ رہا تھا کہ ایک طائر
اڑتا ہوا اس بنگلے میں آیا اس سے استفسار کیا کہ خواجہ کہاں ہیں اُسنے بزبان فصیح عرض کیا کہ ابھی خبر خواجہ کی
اچھی نہ تھی بہت اچھا کیا خواجہ کو نحس نے مار ڈالا چاہتا یہ سانحہ گذرا ملکہ یران یہ حال سنکر بیتابانہ اٹھی اور اُسی
دروازے میں چلی اُسکے ہمراہ جلد ساحر روانہ ہوے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی از بسکہ رات تھی تو تخت
سوکی صد ہا مشعلیں روشن کیے ہوے از خود بہت سے پیدا ہوگئے اور وہ گلشن سراسر وادی ایمن بنگیا عمرو دغا پیشہ
گھبرایا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی بس بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر وہیں تن ہو زنبیل سے دو پتھر نکالے
ایک اُسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر کچل دیا بیجا اسکا پاش پاش ہوگیا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا مہران بہت
جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جدھر سے یہ ہنگامہ بلند ہوا اسیطرف سمجھی کہ خواجہ ہیں غرضکہ نزدیک کر کہا کہ خواجہ سبحان اللہ
صرخ دستور دخمیو نے بھی تعریف کی عمرو نے کہا خوب آپ سردار اپنے یہاں رکھے ہیں کہ دشمن جان ہیں یہ جرار تو
کام ہمیں تمام ہی کرچکا تھا اپنے بھائی کا بدلا لینا چاہتا تھا مہران کو اس کلمے سے حجاب ہوا اور گردن جھکاکر کہا کہ قصور
مجھ سے خطا ہوئی ہے میں نے آپکی خبر نہ لی یہ کہکر غضب تمام پکاری کہ اے لشکر ادھر جلد جلد حاضر ہو سب نے دیکھا کہ آواز
دینے ہی گوشہ باغ سے ایک ساحرہ حسین و ذرہ وہ دیو زرد پوشاک جواہر نگار سے آراستہ سامنے حاضر ہوئی اُس نے

عتاب کرکے خطاب کیا کہ کیون ملکزادی تو یہان موجود تھی اور خواجہ پر تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اسنے عرض کیا
کہ ملکہ عالم مین بھی تھی کہ یہ کوئی گنہگار آپکا ہے تو سردار آپکا اسپر ظلم کرتا ہے یہ سننا تھا کہ ملکہ مذکور آگ ہوگئی اور کہا او فجہ
تمام مالکان بند طلسم کو بلا کر خواجہ کو مین تمرد لوا چکی ہون اسلیے کہ سب ساکن طلسم خواجہ کو پہچانین لیکن غلغلہ تشریف آوری
خواجہ تمام طلسم مین ہے اور تو آجتک پہچانتی نہین معلوم ہوا کہ تو بھی بغاوت رکھتی ہے یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے اونچے کیے ایک
شعلہ فلک پر سے چمک کر اُس نازنین پر آگرا کہ دھڑ دھڑ جلنے لگی اور خطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہانتک کہ جلکر خاک
ہوگئی پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اسکی کنیزین اور ملازم جہان جہان ہون سب حاضر ہون دیکھا تو پھول سے اس گلشن کے کچھ پری زاد
حور تمین پیدا ہوئین ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے اُنپر گرے اور اُنکے جلنے کا شور دیر تک بلند رہا ایک غوغائے عظیم
برپا تھا بعد اس آفت کے باشارہ ملکہ ایک شعلہ لاش نحس پر بھی چمک کر گرا کہ وہ بھی الگ ہوگئی پھر ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو
وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اس باغ سے دوسرے بنگلے مین آئی اسجگہ بیان کیا گیا ہے
کہ چار بنگلے پر تکلف بنے ہین چنانچہ یہ بنگلہ پہلے بنگلے سے خوبی و آراستگی مین کہین زیادہ تھا دروازے اُسکے سب کھلوائے
ایک طرف صحرائے سبزہ زار مین ایک جانب دریائے زخار ایک سمت باغ پر بہار ایک رخ کوہسار نظر آیا ملکہ نے صحن کو مسند
زرنگار پر بچھایا سیر اطراف کی دیکھتے جاتے تھے اور سب مصروف عشرت تھے ساقیان خوبرو جام مے خوشگوار دیتے تھے
رقاصان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت شراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط ہین مگر حال حیرت
سنیے کہ یہ جو طبل آسائش بجوا کر جانب شاہ جادوان گئی بادشاہ باغ سیب مین تخت پر شکن عمارات کا دربار تھا
بڑے بڑے ساحران نامی کرسی و دنگل پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہونچی سب سرداران نے تعظیم دی شاہ
طلسم نے مسکرا کر پہلو خالی کیا ملکہ پہلو مین تو آکر بیٹھی مگر رونے لگی بادشاہ نے آنسو پونچھے اور کہا ظاہر ہوتا ہے کہ شکست
وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رو رو کر سارا حال لڑائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے تا اخیر کا سنا فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا
اور کہا اے ملکہ یقینی یہ امر ہے کہ اس مرد صحرائی کی کوکب سے بگڑ گئی اور اسکی قضا پھر آئی ہے اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ
طلسم خورزوان کا کھلوا دو مین بیابان آتش فشان مین جاؤنگا اور وہان سے محافظ کو تمھارے ساتھ کر دونگا دیکھون
تو اسکو کون ہلاک کرتا ہے ملکہ مسطور یہ حکم سنکر اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئی یہان اسکی غیبت
مین ابرق وزیر آیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد تخت نشینی ملکہ وزیر مذکور مستفسر ہوا کہ اے
ملکہ قرطبہ بادشاہ نے کیا تدبیر اس جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا کہ وہ خود تشریف لاتے ہین دریا کی بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی ابرق یہ
کلام سنکر ٹھہر گیا کہ مین بھی اس لڑائی کو دیکھ جاؤنگا چنانچہ اسکے لیے بارگاہ استادہ ہوئی کہ وہ جا کر آرام پذیر ہوا اور حیرت وہانسے اٹھکر
علیحدہ خیمہ مین گئی جو کا دیکر سحر خوانی مین مصروف ہوئی بعد لمحہ کے ایک ریلہ زخار و تمام موج مار تا خیمہ مین سحر ایکطرف سے آیا اور بہہ دیا
سے ایک ساحر نکلا کہ جسکا تمام جسم سرخ تھا اور سلے سے جسم پر چھلکے فلس ماہی کیطرح جمے تھے شکل مہیب سے اسکی گھڑیال کا زہرہ آب ہوتا نہنگ
بحر طلسم کا دل پانی پانی ہو رشور زندگی کا قرب سرطان فلک برج حوت مین خوف سے چھپتے مردم آبی ڈر سے مسکن چھوڑ کر خشکی مین
رہنا اختیار کرتے ہیبت بدی کہین رہی تھی مثل دشمن یکی تختے زمین کے زیر دامن وہ اس ساحر نے حیرت کو

سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ آپ نے مجھکو کیوں یاد فرمایا ہی اُسنے کہا کہ اے طلسم جادو تم مختار دروازۂ پل خوزوان کے ہو حکم شہنشاہ ہی کہ دریا کا دروازہ کھولدو شاہ کیوان بارگاہ تشریف لایا چاہتے ہیں بیابان آتش فشان کیطرف جائینگے ساحر مذکور نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا میں کودکر غائب ہوگیا دریا بھی ناپدید ہوگیا حیرت بھی خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور رابرق وزیر کو طلب کرکے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب ریگ خوزوان روانہ ہوئی جب لشکر سے آگے بڑھی عیاران لشکر عمرو تو ہر وقت بہر خبرگیری بصورت مبدل لشکر مین پھرا کرتے ہیں اسوقت ضرغام بصورت ساحر کالی اپنے پھر رہا تھا اسنے حیرت کو جاتے دیکھکر تعاقب کیا انھیں مین ملکر ساتھ ہولیا ملکۂ مذکور جب قریب دریا پہونچی وہی ساحر دریا سے پھر باہر نکلا اور گویا ہوا کہ تشریف لائیے مین نے دروازہ پل کا کھولدیا ہی ملکہ اس پل کے نیچے کہ جسکا ذکر اوپر ہوا ہی یعنی جسپر زنگی لڑ رہے ہین اور پریاں موتی اچھالتی ہین آئی وہان دیکھا دریا خشک ہوگیا تھا اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا تھا وہ آب وتاب وصفا اسمین تھی کہ پانی بھرا معلوم دیتا تھا حیرت مع جملہ رفقا کے اس دروازے مین داخل ہوئی ضرغام بھی چلا گیا کسی نے تعارض نہ کیا مگر جب دروازے مین قدم رکھا آنکھیں سب کی بند ہوگئیں بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان نمایاں ہی اور اس قصر فلک رفعت مین ہزارہا برج تعمیر ہین خوبی مین ہر برج پری کی تصویر ہے مثل برج آسمان کی وہ برج جا بجا مین کنول اور جھاڑ اسمین فروزان ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے آسمان پر ستارے درخشان ہیں ہر برج مین فرش جواہر کا بچھا ہی جواہر نگار ہوا کہ انبار لگا ہی زینت کا شانہ مشکوے قیصر و خاقان وہ مکان تھا بلکہ غیرت قصر جنان تھا کہ

نظم

مکان دیکھے مصفا فرش شفاف — بشکل عارض جانان بہت صاف
ہر اک خوش وضع خوش پہلو خوش اسلوب — نظر جس پر پڑی پایا بہت خوب
مکان تھا وہ طلسم افزا بہت خوب — کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
انھیں مین ایک تھی بارہ دری بھی — کہ ہو سکتی نہیں تعریف اسکی
مکان و قصر بے مانند و نایاب — نہ ہون عالم مین وہ موجود اسباب
کنول روشن تھے دی تھی شمع نے لو — زیادہ دن سے پائی کثرت ضو
مسہری پر اونچے خوب براق — لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ضرغام اس مکان کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ ملکہ حیرت کا ساتھ چھوڑکر اس برج سے اس برج مین اور دوسرے سے تیسرے مین پھرنے لگا یہانتک کہ دو تین برج مین پھر چکا تھا کہ ناگاہ ایک تڑاقا ہوا اور ایک زنجیر سر برج سے چمک کر اسکی جانب چلی یہ ہر چند بھاگا مگر نہ بچ سکا زنجیر کمر مین لپٹ گئی اور اوپر کو کھینچنے لگی عیار بھی کھنچکر سر برج پر آیا ہمت اسکی شگفتہ ہوگئی اور زنجیر باہر اسکو لائی یہان دیکھا تو نہ برج ہین نہ قصر ہی مگر ایک باغ نزہت افزا لگا ہی بہار باغ رشک عندلیب خاطر و ہر ہزار جان سے شیدا ہی نہرین بسان کہکشان بصد فروغ و ضیا رواں پانی انکا فرط صفا سے مثل مہتاب بیچ باغ مین چہل ستون جواہر نگار کا بنا تھا کہ جو فلک بے ستون کے کوکب درخشان کو شرماتا تھا قمری جادو کا مکان بنا تھا کہ برج

مکان دلچسپ برگ و شاخ و اشجار — بہار افزا بشکل قامت یار
گلون کی نکہتین بھاتی تھین دل کو — ہوائین عیش کی آتی تھین دل کو
زمین صندلی گذری نظر سے — مشابہ اس کی بو پائی اگر سے
کہین تھے چھپے دیوار و در سے — کہین لکھا ہوا یہ آب زر سے
نہ رکھنا یان قدم اے دوست زنہار — مگر جس دم ملے کوئی خبردار
کہین تھے طائران بوالعجب رنگ — کہین تھے نغمہ زا اطراف سے سنگ
کنول اور جھاڑ تھے ہر سمت روشن — کہین سرو و سمن اغان پر تھا جوبن
کہین بہتر قمر سے روشنی مین — رہے ارمان جنہین دیکھے سے جی مین
درختون سے روان دریائے زخار — شجر کے برگ مچھلی سے نمودار
غرض وہ جا تھی سب لبریز جادو — کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو

زیر چہل ستون ایک تخت زمرد کا بچھا تھا اسپر ملکہ حیرت جلوہ فرما تھی گرد تخت کرسیان یاقوت احمر کی تراشی ہوئی لگی تھین اُنپر اور ساحران نامی متمکن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر ضرغام کو لپیٹے سامنے حیرت کے آئی اس نے اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت آئی اس نے زنجیر سے عیار مذکور کو چھڑایا اور پہچان کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موئے تو یہان کہان آیا ارے موڑی کاٹے تم تو ہمزاد ہو گئے کہ جہان جاؤ ہو ساتھ ساتھ ضرغام نے کہا میرا بھی جی سیر کو چاہا آپ کے ساتھ چلا آیا مثل چلی آتی ہے کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین نکالتے ہین تم نے تو میرے طمانچہ مارا ملکہ موصوفہ اس کلام چیا کانہ پر ہنس پڑی اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہین مگر آپ تشریف لیجائیے اُسنے جواب دیا کہ کیا مین اس زمین کے موتی توڑ لونگا اتنا اترانا اچھا نہین سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا چلے تو سبھی جائینگے رہنے کو یہان کون آیا ہے بیت بے سبب نہین خالی گھرون کے سناٹے یہ مکان یاد کیا کرتے ہین مکینون کو حیرت نے کہا مین تیری لسانی مین نہ آؤنگی خیر یہ مروت کیا کم ہے کہ مین تجھکو چھوڑے دیتی ہون ضرغام نے کہا آپ مجھکو قید کیجیے مگر یہان کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہنا اسکا نہ مانا اور سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اس سے کہا کہ اس عیار کو اس پار دریا کے لیجا کر چھوڑ دو پنجہ اسکو اٹھا کر روانہ ہوا آنکھین اسکی بند ہو گئین جب آنکھ کھلی اپنے تئین دریا پار دیکھا تو پل خوروان اُسیطرح جیسے پہلے تھا ہے اور دریا بھی اسیطرح موج مارتا ہے اُس دروازہ بلور کا کہین پتہ نہین ہے عیار مذکور ناچار و مجبور روانہ ہوئے اپنے لشکر کیطرف پھرا راہ مین جانسوز ملا اس سے سب کیفیت بیان کی پھر دونون ملازمت ملکہ بہار مین آئے کیونکہ بعد جانے مہرخ کے بہار بادشاہ لشکر ہوتی ہے غرضکہ اس سے تمام ماجرا معرض بیان مین لائے بہار کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون ساحر دریائے سحر سے ہمارے مقابلہ کو آتا ہے شاہ طلسم کو شکست کے مارے جانیکا بڑا رنج ہے جب تک دروازہ پل خوروان کا کھلا ہے غرضکہ یہ تو فکر سحر تیار کرنیکا کرتی ہے لیکن جب اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور دروازہ طلسم خاور کھلا اور دریائے خون سرخی ضیائے مہر کا عالم مین

رواں ہوا ہر نجم فلک اس بحر میں ڈوبا کہ

ابیات

کہ جب آغاز عکس مہر آیا — سحر نے پردہ ظلمت اٹھایا
نظر آئی جبین صبح روشن — ہوئی شب چند دم میں گرم توسن

وہ سحر افراسیاب بجان بیتاب سوار تخت سحر ہو کر چند رفیقوں کو ساتھ لے کر کنارے دریائے سحر آیا کچھ افسون زبان پر لایا دفعتاً آندھی آئی دامن بادسے کنارہ چادر آب باندھا یعنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا اور رواق بلورین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل درِ مذکور ہوا ہمراہیان حیرت کی اس مقام پر آنکھیں بند ہو گئی تھیں مگر بادشاہ اور اُسکے ساتھی اپنی حالت پر رہے اور سب نے دیکھا کہ ہم ایک شہر میں چلے جاتے ہیں جسکے مکانات چاندی سونے کے ہیں دیوار و در جگمگاتے ہیں فرط صفا سے آئینہ کو شرماتے ہیں دکانیں کھلی ہیں دکاندار اور خریدار عجیب الخلقت ہیں کوئی نہنگ صورت ہے کوئی گرگ دہان ہے کوئی گھڑیال چہرہ ہے کوئی ماہی دہن ہے جادوگروں پر بلا ہی کی کا جوبن ہے سڑکیں بلور کی ہیں گلیاں نور کی ہیں کوئی بارہ دری یاقوت کی ہے کسی مکان کی صورت برج حوت کی ہے تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع و لامع نظر آتا ہے کہ

نظم

سراپا قصر زرین قرب اور دور — نہیں ہے دیکھنے کا جن کے مقدور
بنے تھے صورت مہر جہانتاب — زیادہ تر گہر سے تھے وہ خوش آب
نظر آتے تھے سب کوچے معطر — زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
مقرر آبپاشی کی تھی اس جا — گلاب نوکشیدہ کا گماں تھا
کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو — چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
گلی کوچوں میں ہر جا کوٹھیاں ہیں — ہزاروں طور کے عمدہ مکاں ہیں
ہزاروں ماہرویان سمن بر — نہ رکھتی تھیں جو اس دنیا میں ہمسر
جما جلسہ ہے انکا ہر مکاں میں — ضیا باری ہے حسن گلرخاں میں

شاہ جادواں جب داخل شہر ہوا دیو ساحر ماہی بدن جو حیرت پاس آیا تھا مالک اس شہر کا بادشاہ کے استقبال کو بحشم و خدم حاضر ہوا اور نذر دیکر لیسان خادمان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالیشان جسمیں نزدوا بیچ بنے ہیں اور ملکہ حیرت داخل قصر مذکور ہے نظر پڑا شاہ داخل قصر ہوا حیرت کو چیلوں نے سوتے کی خبر دی وہ شہنشاہ آنے کی سنتی ہوئی دوڑی اور تا بر قصر بہر استقبال مع وزیر آئی بادشاہ نے اسکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات جاگنے سے چشم نرگس جھلاتی اب نرگس مخمور سے کم روئے پرنور پر سرخی کا دور ہے بادشاہ کو نشۂ آب زلال وصال تھا اُسنے آب حیوان دہن سے اسکی روح کو تازگی دی بوسہ لب شیریں کا لیا پیاسا چاہ ذقن پر پہونچکر سیراب ہوا بوسہ لینے سے ملکہ نے اس طرح شرما کر آنکھ کو جھکایا جیسے مردم بیمار کو غش آیا شاہ دست نازک تھام کر اسی چہل ستون میں آیا اور اُسی کا تخت پر جسپر حیرت بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھتے ہی اور سب ساحر کرسیوں پر بیٹھے وہ تخت در کر سیاں

یکایک اُس میں چھت ستون کی شق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گراے افلاک ہوے آنکھیں سب بند ہو گئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی یک گلرخ ارمیوزاد میں اپنے تئیں سب نے پایا ایسا گلشن پربہار شداد نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہو گا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات عالم میں وہ باغ یکتا تھا چمن جواہر کے لگے تھے پھول انہیں رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب بنگلہ یاقوت سرخ بنا تھا سبزہ زار میں چاندنی نے نکہت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب مصفا سے جاری کنارے نہر کے سبزہ زنگاری لب گردان نہر کی موج اس سبزہ میں یوں آئی کہ جیسے فلک اخضر پر قوس قزح کیفیت دکھاتی کنارے ہر نہر کے درختان پربہار لگے نہر پر سایہ کیے ہوے انکے فوارے چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی بیچ درختوں کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہر دو دو چلے ہر فوارے پاس کھڑے تھے لگن میں موتی بھرے تھے وہ موتی چادر آب میں چڑھاتے سلک آب میں برتی پروئے نظر آتے تھے سامنے ان نہروں کے بیچ باغ میں بارہ دری بلور کی بنی تھی سراپا الصورت حور تھی نظم

ہزاروں طور کے سامان طلسمی　　درودیوار کے سب نقش جسمی
بہت تھا اس جگہ سامان مہیا　　طلسمی سب وہاں کے نخل اور جا
طواف باغ میں سب حلقہ آذر　　زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر
گلوں کے منہ کھلے فیض ہوا سے　　ترشح ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے
وہاں جو نہر اور فوارہ پایا　　کسی نے خوب دونوں کو بنایا
کہ اٹھتا تھا مزا اُنسے نظر کو　　کھنچا جاتا تھا دل از خود اُدھر کو
نظر آتا قریب اس کے نیا ڈھنگ　　کہ کچھ الماس و گوہر لعل خوشرنگ
انھیں میں سے اچھلتے تھے برابر　　پریشان ہو کے گرتے تھے زمین پر
زمرد کے مکان تعمیر پائے　　بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے آیا وہاں کی آرائش و زیبائش بیرون از حد تحریر ہے بری از تقریر ہر دیوار میں بارہ دری کی نقاشی پر شایاں رقم زمین ساحران بانکین بنی تھیں اٹھارہ سو ساحرہ رجا و دگرنیاں مصروف انتظام تھیں ایک ایک ساحرہ حسن میں بیمثال غیرت مہر و ہلال تھی وقعی یکتا و بیمثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب زمین آئین و عظمت تمام لیکر مقام صدر پہلو چھین وہاں تخت جواہر گستردہ تھا سامان عیش و راحت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو میں قرار پر بیٹھی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوے وہ پریاں طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگیں بعض ان میں سے اسباب رقص لے کر ناچنے لگیں جلسۂ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل　　تصدق جس پہ تھا ناہید کا دل
سماں وہ رقص نے باندھا وہاں پر　　کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر
ہوا اس شدومد سے ناچ گانا　　نہ پہونچا جسکو زہرہ کا ترانا
بپا تھا حشر وقت پائے کوبی　　قیامت تھی صدا اُن گھنگرؤں کی

ملی تھی سازت سے اس طرح آواز
کہ بھولی بھولی چرا رخ اپنا اعجاز
پکھیرو مثل طوطی بولتے تھے
اڑے بیہوش ان کے بازو بولتے تھے
بتانے مین غضب تھا ان کا انداز
ادا کرتی تھین وہ طاؤس کا ناز

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہو کر لکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا ان کون ایسا بادشاہ اولوالعزم ہے جو میرا سامنا کر سکے وہ جو تصویرین نصب تھین از خود بزبان فصیح بولین کہ اے شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کر سکتا ہے اہل دربار نے متفق اللفظ کہا کہ اے بادشاہ اب تیرا ہمسر تو روے زمین پر کوئی نہین بس یہ سن تھا کہ بادشاہ مست ہو کر اٹھا اور سب کو ہمراہ لیکر اس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا اسجگہ تخت بچھا اور ایک ورا افراسیاب تاج سر پر پہنے بیٹھا تھا اس سے کہا کہ اے شبیہ من استہ رو وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہو گیا اور پیٹ اُسکا پھٹا ایک دروازہ کیطرح اسمین شگاف نظر آیا بادشاہ اس در مین سبکو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع مین ہر ایک کا گذر تھا اس میدان مین ایک دیوار بلور کی مشرق سے مغرب تک کھچی تھی آگے جانیکی راہ رکی تھی افراسیاب قریب اس دیوار کے جب پہنچا پکارا کہ اے ہمشبیہ من آ دیکھیو یہ ہی پتلا صورت افراسیاب کا جو بنگلہ مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اتر کر سامنے آیا شاہ حکم فرما ہوا کہ اے ہمصورت راستہ دو اس پتلے نے ہاتھ اپنا اونچا کیا اس دیوار مین ایک تڑاقا ہو کر دروازہ پیدا ہو گیا شاہ جادوان سبکو ہمراہ لیکر پھر دروازہ مین در آیا دوبارہ آواز تڑاقے کی ہوئی اور دروازہ بند ہو کر دیوار برابر ہو گئی مگر بادشاہ پس دیوار آچکا تھا آگے کو روانہ ہوا کچھ دور چلا ہو گا کہ سارے میدان مین آگ بھری نظر آئی لپٹ اسکی تا بفلک پہنچی اور زمین سے تا چرخ برین آگ بھری زمین منقل آتش کیطرح دہکے ہی تھی کرہ نار کی گرمی سامنے اس آتش کے سرد تھی جہنم کی حرارت گرد ہو رہی تھی ایک بحر اعظم آگ کا موجزن تھا جو غار اس بیابان مین تھا وہ مثل گلخن تھا کیفیت یہ کہ درخت بھی اس قلزم نار مین لگے تھے آتشبازی کے انار نظر آتے تھے اور سرتا پا آگ کے تھے اور چنگاریان انسے جھڑتی تھین ہوا سے پتے گرتے تھے انگیا۔ بان اڑتی پھرتی تھین جو طائر پرند تھا مرغ آتشخوار تھا ہر ایک پر اُسکا شرربار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشین ہر ایک اژدر تھا چرخ تیلی دہن کے دھوئین سے آجتک نیلا ہو رہا تھی دھوان کیا ہر طائران تند سر اکا رمز نفس آخری نفس تھا سوز دروں عاشقان اسی جگہ کی ہوا کا نقش تھا کہ

لمؤلفہ

ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر
زمین پر گر رہا تھا جو اخگر
شرارے تھے ہوا کے تند جو کے
بگولے دیو آتشناک سب تھے
جہنم کا نہ ہوگا ایسا رتبا
سقر اس جا سے شرمندہ بہت تھا

بادشاہ کنارے اس یم بے پایان آتش کے جب پہونچا پکارا کہ اے آتش فشان جادو جلد پنجہ ہاے بحر سرعت آزما دیتے ہی پنجہ ہاے سرخ رنگ پیدا ہوے اور بادشاہ کے پاؤن کے نیچے ہتیلیان فرش کردین شاہ انپر پیر رکھتا چلا سب ہمراہیون نے کہا تم آنکھین اپنی بند کرو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ دریاے آتش کے پار ہو چکے ہین بادشاہ بھی پاس کھڑا ہے خوشا کہ شاہ کے ہمراہ جب ذرا آگے بڑھے ایک بیابان سبز و خرم مین جا پہونچے سرسبزی شادابی

صحرائے خوش آئین گی دل ہرایون کے ہرے ہوے اس جنگل مین عجب سامان طلسمی نظر آیا کوئی درخت پری صورت تھا کوئی دیو کے سر سے مشابہ تھا اور ہر طرف پھرتا چلتا کہین مور بنکر آتے پھر لشکر یار کی صورت بنجاتے کسی جگہ زمین کانپتی تو زمین سے مچھلیان نکلکر پریان بنجاتین پھر پریون سے زاغ کی شکل پیدا کرتین کہ بموجب

نظم

سراسر سحر کے سامان وہان تھے — طلسمی سب زمین و آسمان تھے
شجر کے برگ مل کر بن گئے مور — ہوا چارون طرف سے دفعتًا شور
لڑے آپس مین گتھم گتھا کے برابر — کہ اتنے مین چلی کچھ باد صرصر
وہ سب لڑ کر بنے سیمون کی صورت — نظر آئی نئے مضمون کی صورت
بنے طاؤس زرین بال وہ چند — نہایت تیز پر محظوظ و خرسند
شجر گاہے بنے گہ بحر زخار — بنے دریا سے مچھلی پھر وہ اکبار
بڑھے کچھ دور وان سے سبکوی سب — تو آیا عرس اک کھوے ہوسناب
وہ دیکھو آخر ہوا زاغ بہ اسلوب — پکارا چند ساعت دشت مین خوب
ہوے فورًا ہزارون زاغ پیدا — کہا شہ سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
بڑھے کچھ دور سب حیران و ششدر — تو دیکھے جابجا اشجار گوہر
زمرد کا مکان پاس اسکے پایا — کسی نے وان یہ کہکر بس سنایا
کہ اے قوم بشر دیوانہ ہے تو — جو آ پہونچا قریب قصر جادو
پلٹ جس سمت سے آیا خدارا — یہان کی دید کا کس کو ہے یارا

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہان اگر کوئی کبھی آئے تو سزاے معقول پائے پر علاوہ طلسمی کے سواے طلسم کشا کے کوئی قدم نہین رکھ سکتا ہی یا میر لدتھ ایسا جرا ہی کہ مین آتا ہون سب نے تائید کلام کی کہ حضور کے برابر کون ہی غرضکہ اس مکان کو داہنے پر چھوڑ کر جب دو آگے بڑھے ایک دریاے قہار پر پہونچے اس بحر عمیق سے دود بیان دود آہ جگر سوختگان بلند تھا بادشاہ سبکو لیکر اس محیط ددی مین کود اسکے جسم تو بظاہر پانی مین ڈوبے تھے مگر ذرا بھی بھیگتے نہ تھے بیچ دریا مین جب پہونچے وہاں کی زمین خشک تھی اور کنوان بنا تھا دھوان اسمین سے نکلتا تھا چاہ بابل کا نقشہ تھا شاہ طلسم نے قریب چاہ پہونچکر جھانکا سواے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا مل بخیل سے زیادہ اسکو سیاہ پایا ایک کنکری پھینکی سیاہی اس کنوئین سے امنڈ کر باہر آئی اور فلک تک پہونچکر ہر سمت چھائی شور و غل تا دیر بپا رہا پھر ایک پتلا سیاہ فام برنگ فسب بچھو اس کنوئین سے باہر نکلا کہ ناک کان سے اسکے دھوان نکلتا تھا اُسنے کاغذ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا اور اس کنوئین مین پھر کود کر غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق آئی اور تکلیف شاقہ اٹھا کر تشریف لائے مین ہرگز آپکے ہمراہ اُن چند شکستہ کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی مجھکو تو بانیان طلسم نے فتاح طلسم کے مقابلہ کیلیے مقرر کیا ہی جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیگا تو مین نکلکر لڑونگی البتہ میرا سحر رد کیگا ورنہ ایکن

میرے سحر کو روک سکتا ہے ایک بنی افسون میرا عالم کو زیر و زبر کرتا ہے بھلا آپ تشریف لانے مین ممنون ہوئی اب کیا آپکو خالی پھیرون اس خیال سے کہ آپ ناراض ہونگے لینے ایک غلام شب رنگ سیہ فام سگ پیکر خوک دندان اژدر چشم تیرہ پیشانی جادو نام کو آپکی خدمت مین بھیجتی ہون غلام مذکور کام سب حریفان ناکام کا تمام کر دینے کیلیے کافی ہے اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی ہوگی کہ مین چلے مین بیٹھی ہون کسلیے کہ بزور سحر مجھکو معلوم ہوا ہے کہ زمانہ طلسم کشا کے آنیکا بہت قریب ہا ہے اب وہ قید سے رہائی پاکر فتح طلسم کرا یا ہی چاہتا ہے پس مین چلہ سے نہ اٹھونگی آپ مراجعت فرمائیے غلام مذکور کو بھیجا ہے زیادہ نیاز رقیمہ ظلمات تیرہ فام میمون صورت خرس دم دندان شیر صولت دراز لب بلند بینی جادو شاگردہ تاریک صورت کفش جادو بادشاہ نے یہ مضمون پڑھکر تیوری چڑھائی اور حیرت سے کہا تمنے دیکھا اس ظلمات کو کہ میرے استقبال کو بھی نہ آپ آئی نہ کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ مین چلے مین ہون بڑا اسکو غرور ہوگیا ہے خیر سمجھونگا حیرت نے کہا ہے بادشاہ جو ساحر جس عہدے پر بانیان طلسم کیطرف سے معین ہین وہ اتنا ہی کام کرینگے جسکے کہ وہ ذمہ دار بنائے گئے ہین انکو شاہ و گدا سے کیا مطلب ہے تعظیم و تواضع کرنا انکی عادت کب ہے آپ اپنا وقت دیکھیے اور کام نکالیے آپسمین نہ بگاڑیے پھر سمجھ لیجیے گا اس بیان پند آمیز ملکہ سے شاہ کا غصہ کم ہوا ہنوز اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اس چاہ مین پھر تلاطم ہوا اور دھوان نیسان خام غضبناک پیچ و تاب کھانے لگا پھر بت سے شعلے نکلکر جانب فلک گئے آندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیا بے دلی کالی کوٹھڑی ہوگئی اس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر کاسہ دیو کی خوف سے رنگت سفید ہوجائے کالی بلا دیکھنے سے ناامید ہوجائے سارا جسم مثل سگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اس سے پناہ تھا دانت مثل دندان گراز کچلیان باہر نکلی ہوئین دہن بھاڑ سا کھلا گویا کا چہرہ ونسک کیطرح آگے نکلا ناک پھوڑی نتھنے جن سے شعلے ہنگام تنفس نکلتے کوتاہ قامت کوتاہ گردن آنکھین اژدرے کیطرح زہر آلود پیشانی تنگ تاریک قہر اندود سعادت اس سے منزلون دور قیافے سے پیدا مکر و زور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اعضا کرخت سنگلاخ شہوت پرست بجہ دست بیحیائی آنکھون سے ہویدا کبر و غرور کی منزل مین رسائی شیطان کا سگا بھائی کہ لمولفہ

خدا ناترس و ناپاک و سیہ رو	ستمگر بے حیا بے رحم و بدخو
کبھی طینت مین سگ کے دم کی صورت	شکن ابرو پہ چہرہ پُر کدورت
کشیدہ خاطر و ناپاک غدار	سیہ باطن دل آزار و جفا کار
کسی سے سن لے اس ظالم کا گر نام	دل مظلوم سے اُٹھ جائے آرام

چنانچہ اس بے شرم نے بادشاہ کو عجب پندار تمام سلام کیا اور کہا مجکو ملکہ ظلمات نے آپ کی خدمتگزاری کیلیے بھیجا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ لیجائے ساتھ نہین اُسنے کہا کہ مجکو لشکر کی کیا ضرورت مین اکیلا کافی ہون آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین نے کیا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو تو اسنے جواب دیا کہ مین اس راستے سے نجاؤنگا جدھر سے آپ آئے ہین بلکہ زمین سے جاکر پل خونروان کے دروازے مین نکلونگا شاہ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ وہ زمین مین سماگیا اور بادشاہ بھی مراجعت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر جب دریا کے دروازے مین پہونچا آپ

جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہا تم لشکر مین جاؤ اور مقابلہ آغاز کرو مین اور کسیکو بہر کمک بھیجتا ہون اول تو شبرنگ
ہی کام سب کا تمام کردیگا مگر احتیاطاً مین اور فکر بھی کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا حیرت وہان سے لشکر مین آئی دیکھا تو بعد آمد
شبرنگ ہوئی اُسنے کچھ لوگ بھیجکر بلوایا بارگاہ نصب کرا کر اتروایا اس کافر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے میرے آنے کی
خبر لشکر حریف کو دے کہ شبرنگ تشریف لائے ہین کل سب کو غارت کرینگے بموجب حکم اس بد انجام کے خوش طبل جنگ
بجنے کے ڈھنڈھورا پٹا عیاران لشکر اسلامیان خدمت ملکہ بہار مین آکر بعد آداب ثنائے شہریاری خبر عرض کی کہ یہ دعوی
ساحر نابکار نے کیا ہی بہار نے تکیہ بکرم و فضل ایزد پاک کرکے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجیگا اسوقت سامان
کیا جائیگا مگر برق عیار اٹھا کہ مین جاکر اس نابکار کو بحکم کردگار واصل دار البوار کرتا ہون بہار ہرچند کہ مانع ہوئی مگر اُسنے نمانا
اور روانہ ہوا راہ مین اسکو ضرغام ملا اس سے سب کیفیت آمد ساحر و حال دہل کوبی وغیرہ بیان کیا اُسنے کہا چلو مین بھی
اسکے قتل کرنیکی فکر مین چلتا ہون یہ کہکر ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی حد سے نکلکے صحرا مین جاکر فکر عیاری کرنے لگے
اور ملکہ بہار یہ سمجھکر کہ طبل رزم بجیگا اسی دھوکے مین غافل بیٹھی رہی ادھر شبرنگ نے اپنے مقام پر سحر اپنا درست کیا اور
جب تک رخسار روزگار رخسار شبرنگ ہوا اور زنگی شب تیرہ فام نے ظلمات طلسم عالم سے نکلکر بمقابلہ بہار فروغ مہر خیمہ ظلام
نصب کیا

نظم

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر	ہوا خورشید عالمتاب مضطر
ابھرنا شام کا دیکھا فلک سے	زوال انجام کا دیکھا فلک سے

سر شام طبل تو لشکر حیرت مین نہ بجا مگر اس دغا شعار شبرنگ نابکار نے سحر کیا کہ ایک سیاہی چار دانگ عالم سے اٹھکر
لشکر چرخ پیما پر محیط ہوئی اور تھوڑی دیر مین تمام لشکر مین اندھیر الگھپ ہوگیا اور گرد لشکر بھی سیاہی نے پھیلکر محاصرہ کیا لشکر
جنبش نے گویا اسلامیونکو گھیر لیا فوج مین ہر ایک کو ہاتھ سے ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹا ٹوپ پڑا تھا بہار بارگاہ
مین بیٹھی تھی کہ یکایک شمع و چراغ گل ہوے سوجھنا موقوف ہوا ہر سردار گھبرا کر سحر پڑھنے لگا مگر وہ تیرہ بختون کے نصیب
کی سی کسیطرح دفع نہوئی بہار نے چاہا کہ مین اٹھکر لشکر کے باہر نکلجاؤن مگر اندھیرے مین نکلنا دشوار تھا سب سردار
تو بینا بھی نہ تھے یہی ایسی زبردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھو نپر رکھنے سے اسکو سوجھائی دیتا تھا اور یون اسکو بھی
نظر نہ آتا تھا اسنے چاہا کہ آنکھو نپر ہاتھ رکھکر جسطرح ہوسکے مین نکلجاؤن مگر خیال کیا کہ تیرے چلے جانے سے لشکر پریشان
و تباہ ہوجائیگا پاے ثبات کو ہٹانا نازیبا نہین اس اندھیرے مین انھین سب اندھونکے ساتھ سر ٹکرانا لازم ہے پس یہ سوچکر
خاموش ہورہی اور سیاہی ایسی پھیلی کہ کچھ ہی دیر مین یہ خاکدان تیرہ ظلمت سرا ہوگیا روزگار خود تیرہ روزگار تھا نور کا
کہین نام نہ تھا سواے رخسار شمع رویان کہین روشنی نہ تھی آنکھون مین بجلی تک نہ تھی دست پرانوار بھی خوف سے زرد تھے نور
کا ظہور نہ تھا لشکر کے جملہ ساحر بینا بانہ اٹھے کہ بزور سحر نکلجائین مگر ابر سیاہ کیطرح سیاہی محیط عالم تھی دنیا بشکل زال ظالم تھی
ٹکرا کر گر پڑے جو بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار بھی تھی راہ نکلنے کی رکی تھی ناچار سب تھک کر ٹھہر رہے
کچھ عرصہ مین بینائی بچشم روشن کی جاتی رہی سارا لشکر اندھونکی بستی ہوگیا ایک دوسرے کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ

مارتا تھا مگر روشنی ایسی کھو گئی تھی کہ ملنا دشوار تھا ہنگامہ فریاد الغیاث بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کرکے ہر ایک رو تا تھا اور اسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وحدہ مرہ پہونچا کر شاہد دہر نے زلف اپنی ماتم میں کھولی تھی غم قیس روزگار میں سیہ پوش لیلی تھی نہیں دنیا سے دل کی تاریکی بخل ظاہر ہوئی تھی یا سیہ بختی سیاہی بخت یکجا سمٹ کر جمع ہو گئی تھی یا کما حق اسلام مرتبہ کعبہ کا رکھتے تھے وہ سیاہی پوش خانہ کعبہ بنگئی اسلیے گرد لشکر پھیلی تھی چشمہ سکندر کی راہ ایسی سیاہ نہو گی قلب خلق ظلم میں بھی یون تاریکی کو راہ نہو گی ہر انجم چرخ پر گمان نعل تھا ہر دماغ میں سودے کا خلل تھا سا تو ان در کہ جہنم کا ایسا کالا نہو گا دیدہ تو امت میں بھی اجالا نہو گا چشم حضرت یعقوب بھی سفید تھی اسقدر تاریک نہو گی شب ہجر یار میں بھی خیال رخسار جانان کی روشنی ہوتی ہے یہ سیاہی سواد شب نے لعل سے زیادہ سیاہ و تاریک تھی مشعل سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی گل چراغ شعور تھا خلاصہ یہ کہ سایہ عنقا کیطرح نور روہانسے دور تھا نحوست سایہ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کہ لمولفہ

بشکل ابر اُمڈی تھی سیاہی	نہ تھے راحت میں آسجا مرغ و ماہی
شب تاریک مثل ہجر جانان	زیادہ قلب مضطر سے پریشان
بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا	مگر تھا ابر نے کعبہ کو گھیرا
نہ تھی راحت بھی مثل بخت مہجور	امید زیست تھی واں منزلون دور
درازی اس کی سر حد عدم تک	نہ ٹھہرے قیس کا اس جا قدم تک

لشکر میں تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکلگئے تھے انھون نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکر کو مقید بہ زندانخانہ ظلمات پایا بتیابانہ صورت اپنی مثل ساحران غدار کے بنا کر فوج میں حریف کے آئے اور ہر طرف تلاش کنان پھرنے لگے یہانتک کہ دوسرے سرے پر اس لشکر کے پہونچے وہاں ایک حصار دھوئین کا کھنچا دیکھا اور بالکل سناٹا پایا عقل سے دریافت کیا کہ وہ ساحر یعنی مشبر نگ نابکار اسی حصار میں سحر خوان ہوگا یہ سمجھکر ہزار ہا تدبیرین اندرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر کسی نے نقب بھی لگائی کمند بھی لگانا چاہی صورت بدلکر بھی پکارا جب کسیطرح جانا نہو سکا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے ایسا رنج و ملال رکھتے تھے کہ زندگی سے ہاتھ دھویا اور برق نے ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ نقب جو کھودی تھی آپ کود کر چھپ رہا اور یہ اس ساحر کو گالیاں دینے پر آمادہ ہوا سوچ کہ گالیاں سنکر وہ آپ ہی غصہ ناک ہوگا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کراکر اندر بلوائیگا بس اسوقت جو بن پڑیگا وہ عمل میں لاؤنگا اور بالفرض اسکو قتل نہ کرسکا تو بھی یہ فائدہ ہے کہ قید ہو نہیں اپنے لشکر کے شامل ہو کر میں بھی اپنی جان دونگا کسلیے کہ اس دہر ناپایدار کا کیا اعتبار ہے زندگی اسمین مستعار ہے بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوئے چرخ بیرنے کیسے کیسے نوجوان تہ خاک کیے بس تو بھی اپنی جان دیدے لقلمہ

نہیں یکسان ہمیشہ حال دنیا	سدا گلگشت بدر میں ہے اقبال دنیا
کہاں وہ بادشاہان سرافراز	جنھیں تھا اپنی دولت پر سدا ناز
کہاں ہیں وہ حسینان جوان سال	کہ جنکو تھا غرور حسن و اقبال

کہان ہین اب وہ قصر آسمان شان — کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
کوئی دم ہے زمانے کی کہانی — غلط ہے یہ امید زندگانی
بجز چند استخوان وہ ہین نہ خاک — نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک

لے برق شیوہ وفاداری یہی ہے کہ اپنے ہمراہیونکا ساتھ نہ چھوڑ راہ الفت سے منھ نہ موڑ یہ سمجھکر اس حصار کے قریب آیا اور بچھاڑ کالیونکا باندھدیا کہ او حرامزادے نابکار و مساق شریر سے روباہ سیرت سگ نے رو بد اد شغال نامرد مردود و مطرود نطفہ حرام مادر بخطا زن جفت کیا پوشیدہ ہو کر سحر کرتا ہے کیون نہین سامنے آکر لڑتا ہے اگر سامنے آئے تو مزہ اپنی حرکتونکا پائے یہ کلام غضب التیام دشنام دو اور دشنام سخت شبرنگ نے اندر حصار کے سنکر ایک پنجہ سحر کو بغضب تمام حکم دیا کہ جا یہ شخص جو مجھکو بکتا ہے اسکو گرفتار کرکے حصار مین قید کرکے پنجہ روانہ ہوا یہان برق گالیان دے رہا تھا کہ دفعتا ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ آکر کمر مین برق کے اٹھا کر اندر حصار کے لیگیا وہان بھی مطلب حصول ہوا کہ سامنے ساحر مذکور کے جاتا دیکھا کہ ایک حصار سیاہ مین مقید ہون اور کچھ سوجھائی نہین دیتا ہے نہ کوئی انسان نظر آتا ہے ناچار اندھونکی طرح یہی دست عاجز درگاہ خالق لیل و نہار بلند کرکے پکارا کہ اے خالق ظلمات و نور بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل اس تاریکی طلسم سے مجھکو اور میرے ساتھیونکو نجات دے اے رب اکبر شب غم کی سیاہی کو مبدل بہ نور صبح عشرت فرما ہمین قید الم سے چھڑا کر ابیات

تصدق تیرے اے خلاق عالم — مبدل عیش سے کردے مرا غم
مری آسان کردے جملہ مشکل — عدو مٹ جائے مثل حرف باطل

یہ تو مصروف دعا ہے ادھر ضرغام جب نقب مین جا کر چھپا اور اسنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا از راہ غضب سے یہ بھی نقب سے نکلکر گالیان دینے لگا کہ اے خیرہ سر و دغا باز و پردہ دغا چھپا بد اسلوب بد ذات خانہ خراب لے الزناید رزد جو خوش چھپا بیٹھا ہے سامنے کیون نہین آتا شبرنگ نے پھر گالیان سنکر پنجہ بھیجا کہ اس مرد بد زبان کو پکڑ لا کر وہین قید کرے جہان پہلے مجرم کو قید کیا ہے پنجہ پھر چلا مگر جیسے ہی پنجہ کے آنیکی چمک ہوئی ضرغام بھاگ کر نقب مین چھپ گیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو یہ خبر پنجہ نے مطلع کیا کہ اے مالک وہ جو گالیان دیتا تھا غائب ہوگیا اسنے جاکر کہا تلاش کر ادھر عیار بعد جانے پنجے کے پھر نکلا اور گالیان دینے لگا جب پنجہ آیا چمک دیکھکر یہ پھر پوشیدہ ہوگیا غرض اسی طرح ہر وقت آمد پنجہ سحر یہ چھپ جاتا ہے اور پھر نکلکر زبان بہ دشنام دری دراز کرتا ہے کہ بیت شبدیز قلم کی باگ پھیرون تبران کا کچھ مین حال لکھون بیتی وہان روبروے مہرخ عالیشان جلسہ عشرت جمع تھا ہر ایک اد نشاط و مسرت دیتا کہ یکایک عمرو کا دم گھبرایا اور جان سے گویا ہوا کہ اے ملکہ مجھکو یقین ہے کہ جب توست مارا گیا ہوگا تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہوکر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر میرا جملہ کا عظیم مین گرفتار ہوگا مہرخ بھی یہان ہین بہار بزنہائی مین نہین معلوم کیا گذرا ہوگا خبر لینا وہانکی ضرور چاہیے کہ جیسے بیت چہ خوش گفت یکتاش باخیل تاش چو دشمن خراشیدی ایمن مباش یہ کلام خواجہ سنکر بڑے اطمینان خاطر سے ان نے سحر پڑھا کہ آنکھین سبکی بند ہوگئین پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پر استادہ ہین اور سامنے لشکر مہرخ سیاہی مین گم نظر آیا ہے اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کنارے ایک حصار سیاہ کے قریب ضرغام عیار کھڑا گالیان دیتا ہے صدائے واویلا کثیر مین

بلند ہوئی آواز نوحہ و زاری سمندر ہی یہ حال دیکھکر مہرخ رونے لگی اور عمرو بیقرار ہوا برّان نے کہا خواجہ تمھارا گمان سچ
تھا لشکر پر وقت صعب ہے مگر یہ شاگرد تمھارا گالیاں کیوں دیتا ہی اُسنے کہا اے ملکہ مہرخ نوبت بجان و کار دبا ستخوان ہے
بنا چاری مرنے پر آمادہ ہی مگر بیوقوف ہی اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئین حصار سحر مین گرا دیتا جو کوئی اسکو پکڑنے آتا اس سے سمجھ لیتا ابھی
مجھکو آپ جلد بھیجدیجیے پھر مجھسے انشاء اللہ سر اس ساحر نابکار کا لیجیے برّان نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد ظلمات ہی یون ہلاک
نہ جائیگا جو جائیگا وہ زک اٹھائیگا گرفتار رہا ہوگا اسیر قابو نہ پائیگا تدبیر اُسکے قتل کی یہ ہی کہ کوئی جاکر اسکو باہر حصار کے حیلے سے
بلا لائے اور جب وہ آئے تو اُسکو کسیطرح گراکر انگشتری جمشیدی مجھسے لیتا جائے اُسکے منھ مین دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور
نور اسکا گھٹے پس فوراً سر اُسکا جدا کرے ورنہ وہ ساحر زبردست ہی ذرا بھی مہلت پائیگا تو انگشتری کی تاثیر بھی باطل کردیگا نقش
لیے سحر کا بجھا دیگا پس جو اس کشور رجان کو زیر نگین کرے جلد اسکو ہلاک کر ڈالے اور دل و جگر اسکا نکالے اور لشکر اسلامیان مین
لیجاکر آگ پر رکھے دھوان اسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلیگا اور اس تاریکی کو دور کردیگا آنکھون مین سبکے بینا نور کریگا یہ
سنکر مہرخ نے کہا اے مقدر وہ انگوٹھی مجھکو دیجیے اور لشکر مین پہونچا دیجیے تاکہ مین کام اس بچہ کا تمام کرون برّان نے جواب دیا کہ ابھی
مین تمھاری ملاقات سے سیر نہین ہوئی مگر کیا کرون ناچاری ہی کسلیے کہ خواجہ صاحب کو مین بغیر اجازت بدر عالیقدر کے رخصت
نہین کرسکتی وہ انھین کے مہمان ہین ورنہ کو مین نے بلوایا تھا اچھا خداے کریم کے سپرد کیا یہ کہکر پکاری کہ جلد طاؤس طیر الارض
کو لے موکلان طلسم حاضر کرو یہ صدا دینی تھی کہ جہان سب ستادہ تھے وہانکی زمین شق ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال مرصع
دم دہانسے نکلکر سامنے آیا زین جواہر نگار اسپر کسا تھا ایک یک بال ہما تھا عنقا سے تاف خوبی تھا و شعار دشت محبوبی
تھا برّان نے انگشتری اپنے دست نازک سے اتارکر مہرخ کی انگشت مبارک مین پہنائی اور اس طاؤس پر سوار کیا چلتے وقت
عمرو نے کان مین اُسکے فقرے عیاری کے کہے کہ کسطرح اس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یون زمین پر گرانا الغرض
بخوبی سمجھا کر روانہ کیا وہ طاؤس وادی پیمائے سریع السیر مثل ماہ تابان منگیا اور بال شوق واکرکے اس بلقیس حشم کی ہوا خواہی
مین اڑا آنکھین اسکی بند ہوگئین بعد لمحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ جسمین شبرنگ تھا اپنے تئین پایا اُسنے طاؤس پر سے اُتر
کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس چلا گیا اگر یہان ضرغام ہوگا لیان سے، ہاتھ سب اُسکو پنجہ سحر نے گرفتار کرسکا تو غصہ
مین آکر شبرنگ خود بیرون حصار آیا ضرغام نے جو اسکو دیکھا از غضب سے خنجر کھینچکر دوڑا کہ اے نابکار کہان
جاتا ہی اُسنے اسکو آتے دیکھا سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اس پنجے نے اٹھا کر اندرون حصار پھینکدیا یہ بھی برق
کیطرح اسیر زندان سیاہ ہوا کالا جیلی نہ نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شبرنگ نے چاہا کہ مین بھی داخل حصار ہوجاؤن مگر اسکو مہرخ
نے بھی باہر آتے دیکھا پس فوراً شور نوحہ و گریہ بلند کیا کہ اے شاہ جادوان واسطہ سامری کا میری خطا معاف فرمائیں اپنے
جرم پر نادم ہون سیر ہچکا ہے دل صاف فرمائیں شبرنگ اس آواز حزین کو سنکر ٹھہر گیا اور کان لگاکر جو سنا تو یہ نظم

صدا کانون مین شور و غل کی آئی — کہ جیسے کوئی دیتا ہے دہائی
صدای دل خراش و دل حزین ہے — کچھ ایسا نالۂ اندوہگین ہے
کہ اے شاہ طلسمات زمانہ — کنیز خستہ جان کا سن فسانہ

مین تیری اک کنیز نیم جان ہون — حقیر و دل حزین و ناتوان ہون
کہ ہے تو بادشاہ آسمان جاہ — طبیعت مین تری ہے رحم کو راہ
وہ مین مسکین و بیچاری ہون شاہا — نہین لگتا کہین میرا ٹھکانا
خطاوار و گنہگار و پشیمان — عطا پر تیری مین از بس ہون نازان
تری درگاہ مین ہون پناہ گیر — شہا کر عفو اس لونڈی کی تقصیر
سنے جب یہ کلام پاس مہرخ — گیا شبرنگ اس دم پاس مہرخ
کہا تو کون ہے جو یون ہے روتی — منھ آب اشک حسرت سے ہو دھوتی
کہا مہرخ نے مین ہون وہ گنہگار — نہین جو قابل توبہ بھی زنہار
مری آہون سے ڈرنا چاہیے ہے — سفارش میری کرنا چاہیے ہے
کہ بخشے شاہ والا میری تقصیر — نہ دے میرے گنہ کی مجکو تعذیر
کہا شبرنگ نے ہمدم مرے آ — بر آئے گا یہ مطلب ترے دل کا
اٹھی یہ سن کے مہرخ اپنی جا سے — قدم پہ گر پڑی اس بیحیا کے
وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے — نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے
جھکا وہ تاکہ سر اُسکا اٹھا لے — اٹھا کر سر کو سینے سے لگا لے
پکڑ کر پاؤن دونون اُسنے کھینچے — زمین پر چیت گرا وہ لڑکھڑا کے
جگہ سینے پہ اُس ظالم کے پائی — انگوٹھی منھ مین ظالم کے لگائی
جو بھولا سحر وہ مردود گمراہ — عدم کی اُس نے دکھلائی اُسے راہ

پس فوراً اسکو گرتے ہی ذبح کرکے دل و جگر اسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اور وہ حصار سیاہ جسمین یہ ساحر سحر خوان تھا غائب ہوگیا اور برق و ضرغام چھوٹ گئے ادھر غوغا سیر پاے سحر سنکر لشکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل سنکر باہر آئی مگر عیار جو رہا ہوئے صورت تو ساحر کی ایسی بنے ہی ہوئے تھے حیرت پاس دوڑکر آئے اور کہا اے ملکہ فوج کو کسنے آکر شبرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا چاہتی ہے یہ سنکر قرناے سحر بجائی اور فوج تیار کرائی مگر اتنے عرصے مین کہ جبتک فوج کمر باندھے ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین آئی اور ساحر جو مرچکا تھا بدبو جو حصار سحر نے اسکو راستہ دیا کیونکہ زور اُسکے سحر کا مٹ چکا تھا غرضکہ ملکہ مذکور نے آکر دل و جگر اسکا آگ پر رکھا دھوان اسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلا اور سبکی آنکھون مین بھی لگا کچھ دیر مین وہ تاریکی دور ہوئی اور آنکھون مین سبکے روشنی آئی پس جو لوگ سحر کے سنبھال سنبھالکر بزور سحر اڑے ادھر سے حیرت لشکر لیکر چلی چلے مقام بارگاہ شبرنگ پر آئی یہان زمانہ سیاہ تھا ہر طرف غل مچاتے تھے آندھیان آتی تھین آگ پتھر برستے تھے لاش جسکا سینہ خنجر ظلم سے پاش پاش میدان مین پڑی تھی اور بہت سے تو لاش سے لپٹے ہوئے تھے حیرت بغصہ جو

ادھر سے پھری فوج مہرخ آتی تھی حریف سے سامنا ہوا پھر تو اندھیری رات میں سحر کی بجلیاں چمکیں اور رزم میں جان سپار زادن پرگرنہ لگیں سو دلے دوکان دست شجاعت آشفتگان گیسوے عروس جلادت نے جا دفعہ خون شبرنگ سر اپنے نثار کیے صحرا میں گھاسے زخم سے سامان بہار کیے کہ

نظم

همی گفت کامشب شبے پُر بلاست … اگر نام گیریم از انجا سزاست
بزد کوس وا ز دشت برخاست گرد … ہوا پُر ز گرد و زمین پُر ز مرد
زمانے بر انسان بر آویختند … کہ آتش ز دریا بر انگیختند
بران سان بیامد بران رزمگاه … کہ سیل اندر آید ز کوه سیاه
بجوشید یکسر بران دشت جنگ … چو غرنده شیر و چو شرزه پلنگ

مہرخ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بالائے فلک حیران کار تھا سر دشمن کا ہر جگہ انبار تھا رات جو باقی تھی وہ اس ہنگامہ کو دیکھکر بھاگی کہ ایسا نہو شبرنگ کے دھوکے میں کوئی میرا کام تمام کرے چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم کھچا تھا برطرف ہوا اور دیدۂ مہر میں نور آیا کہ

ابیات

چو خورشید با رنگ دینار زرد … ستم کرده بر پردهٔ لاجورد
بجمه برفتند از ان رزمگاه … که از کشته بد روی گیتی سیاه

یعنے دم سحر لشکریان حیرت کے پاؤں میدان سے اکھڑنے لگے حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ لشکر فرار نہو جائے غرضکہ دونوں لشکر پھر کر پڑاؤ پر آئے مہرخ شاداں و فرحاں زرنثار کناں بارگاہ میں آئی اور سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی عیار بھی نذر فتح لیکر حاضر ہوئے خلعت فاخرہ انکو دیا بعشرت تمام چھپے ساقی دہقی حاضر ہوئے جلسہ طرب آغاز ہوا ادھر حیرت نے اول تو لاش بصد حسرت شبرنگ بد آہنگ کی اٹھائی پھر روتی ہوئی بارگاہ میں آئی اور کل کیفیت نامہ میں تحریر کر کے شاہ طلسم کو بھیجی بادشاہ باغ سیب میں دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو پہنچا سحر نے خداوند تعالیٰ کا لا کر دیا اسنے اس نامہ کو سر پر رکھا اور بتعظیم تمام پڑھا وہی مضمون معمولی اسمیں درج تھا کہ لے بندہ غافل تونے ہماری خبر نہ لی اور مددہماری نہ بھیجی جلد تر بہر امداد کسی ساحر نامور کو روانہ کر اسنے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مہرخ کے لشکر کا تو یقین ہے کہ شبرنگ فیصلہ کر چکا ہوگا خداوند کی مدد کو ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے کہ وہ جاکر وہاں کی کیفیت بخوبی معلوم کرے یہ کہکر اسنے ایک وار دی قہر نگاہ جادو وہ بصد امید ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدہے پر سوار فلک کی طرف سے ظاہر کر دیکھے بادشاہ آئی تسلیم بجا لائی صورت کریہ سے اسکی ابلیس بھی خوف کھاتا تھا جوگی جیبال چیخ مار کر بھاگ جاتا تھی سو برس کا سن بکتی تھی بال سفید دانت ندارد ضعف کے دن رکھتی تھی بادشاہ جادوان نے اس سے خطاب کیا کہ تم خدمت خداوند میں جاؤ اور انکے دشمنونکو ہلاک کرو اسنے عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت پہنکر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے لگی حال اسکے جانے پہنچنے کا آیندہ لکھا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ بعد روانگی اس ساحرہ کے شاہ خوش و خرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت محتوی بر کیفیت قتل ہونے شبرنگ کے پہنچا اس کو

پھٹ گئی اور جوش دماغ کو یکبار نکل گیا اور غصہ سے تادیر کانپا کیا پھر سحر پڑھکر حسب دستور کتاب جمشیدی منگائی اور آہیں یہ معلوم کرنا
چاہا کہ شہر رنگ پر مہرخ کس طرح غالب آئی اور کیونکر اُسنے اسکو راہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور میں سب کیفیت جو اوپر بیان ہوئی لکھی
دیکھی کتاب کو تو روانہ کردیا اور سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُس پتلے سے کہا کہ تو جا کر مہرخ سے سر دربار
کہنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ ہم تجھکو اب گرفتار کر کے ظلمات میں قید کرینگے دیکھیں تو کہ تیرے حمایتی کیونکر تجھکو بچاتے ہیں اور تو بھی بہت
ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھیں تو کیسی ساحرہ ہے اور کیسا سحر کرتی ہے پتلا حسب ارشاد بادشاہ اڑکر چلا اور طرفۃ العین میں بارگاہ
مہرخ میں اترا یہاں سب مصروف عیش و عشرت تھے کہ پتلا قریب تخت مہرخ آیا سب نے خیال کیا کہ شاید بران نے بھیجا ہے لیکن
پتلے نے بآواز بلند کہا کہ شہنشاہ ساحران بادشاہ طلسمات نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے مہرخ ہم تجھکو گرفتار کر کے ظلمات میں اسیر
کرینگے تو اور حمایتی تیرے ہوشیار رہیں مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ بڈھے کیوں تیری شامت آئی ہے شہنشاہ
عیاران ایک ورزا کر وہ جوتیاں لگائینگے کہ بوے گبر کاسہ دماغ سے نکل جائیگی اور کیوں خبر آئی ہے فوج شاہ عالم پناہ کوکب
آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہے پتلا یہ تقریر اُسکی سنکر توبہ توبہ کرتا ہوا کہ نسبت شاہ جادوان یہ کلمات ناشائستہ
مراجعت کر کے خدمت افراسیاب میں آیا اور عرض پیرا ہوا کہ میں حکم بادشاہ سے اس باغیہ کو مطلع کر آیا اور اسنے جو کچھ نسبت
ملازمان عالی کے بیہودہ گوئی کی میں عرض نہیں کرسکتا بادشاہ نے اصرار اس سے پوچھا تو حرف بحرف جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ
آگ ہوگیا اور اُسی وقت ایک افسون تازہ پڑھا کہ آسمان پر ابر آکر چھایا اور زمین پر اتر آیا سب نے دیکھا کہ وہ ابر نہیں ایک عقاب
تیز چنگال ہے اور بہت بڑا ہے کہ بسان ابر نظر آتا ہے لقا سنقار مثل خنجر جانستان بارٹھ دار رکھتا ہے گویا مقراض جامہ ہستی ہے اعتبار رکھتا
ہے کہ پنجہ اسکا پنجۂ ملک الموت سے کم نہیں دشمن کیوں غار عدم نہیں الحق

نظم

ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ — تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
چو او در ہوا رفت گسترده پر — ندارد زمین توش و خورشید فر
دو چشمش چو دو چشمہ تابان ز خون — ہمی آتشش آمد ز کامش برون

پیٹھ پر اس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیاں ہر دو تین شکل تھیں بادشاہ نے اس عقاب سے حکم دیا کہ اے طائر طلسمی
جاکر مہرخ کو پکڑ لا خبردار کوئی روکے تو منہ رکتا اور بیڑیاں پہنا کر یہاں لانا ذرا رحم اُسکے حال پر نہ کھانا عقاب حسب ارشاد
بعد عقاب تمام اڑا اور بارگاہ مہرخ عالیجناب میں آیا یہاں جیسے کہ پتلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہو رہی تھی ہر ساحر
نارنج و ترنج سحر سنبھالے بیٹھا تھا بلور و بہار وغیرہ سب آمادہ مرگ ہو رہے تھے کہ دیکھا کہ وہ عقاب سحر جگر بار تا فلک
کیطرف سے بیچ بارگاہ میں اترا ساحروں نے کہا اچھا شکار شاہ طلسم نے ہمارے لئے بھیجا ہے یہ کہکر نارنجیں و ترنجیں سحر کے مارنے
لگے لیکن اس عقاب پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ قریب تخت آیا مہرخ سے کہا چل اٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جادوان نے تجھکو
بلایا ہے مہرخ اُسکے کلام سے ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اٹھ کر پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پر رکھی تھی کمر میں
اُسکے اور بیڑیاں جو ہر دو تین تھیں پاؤں میں پڑ گئیں اور عقاب اسکو اسیر و دستگیر کر کے اڑا تمام بارگاہ و لشکر وغیرہ میں غلغلہ
پڑا کہ لیجا اسوقت بھی ہزار و دیگر ساحری کیے اور گولے فولادی اور ہاتھ جوتوں کے اور چھے پیکانوں اور سوئیوں کے مارے

ہزارہا حربے ہر سمت سے پڑنے لگے لیکن اس عقاب تک کوئی حربہ بھی نہ پہونچا اور اسکے پرونسے شعلے آتش کے نکلکر گرد اسکے حلقہ زن ہوئے مہرخ دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک فلک آتش کا آسمان پر جاتا ہے ساحر نالان و گریان آخر پھرے لشکر مین کہرام پڑگیا سرداران نے خلل تباہ کیا عیار ردے تیر ہوئے دریاے خونروان تک گئے اور لاکھون فتنے کیے کہ اس عقاب کو روکین یعنی ہرن زخمی کرکے راہ مین ڈالا دانہ وغیرہ ڈالکر بلانا چاہا مگر ممکن نہوا جب عقاب دریا کے پار اتر گیا یہ بھی مایوس ہوکر پھر آئے ہر شخص قلزم چشم سے آب اشک حسرت بہاتا تھا اور ندامت دنیاے بے ثباتی دہر غدار زبان پر لاتا تھا نظم

فلک ہے درپے تکلیف و آرام
قضا لبریز اس ساقی کے ہین جام
بجا ہے ہے سم اسکے سبو مین
تو یہ مرگ ہے ہر گفتگو مین
ہنساتا ہے کسیکو گر گھڑی بھر
تو رکھتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر
بظاہر دوست لیکن مدعی ہے
بھلائی کب کسی سے اس نے کی ہے
بشکل بخت دشمن سخت مایوس
زبان پر دمبدم الفاظ افسوس

اس شیون و شیبن کی خبر طائران سحر نے ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی وہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی پر چوب پڑے اسکے حکم سے نقارۂ شادمانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب ایک طرف ہنگامۂ عشرت ہر ایک جانب سامان مصیبت ہر طرفہ حکایت ہے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار عقلاے روزگار نے یہ مشورہ کیا کہ بلور سردار شاہ کوکب یہان موجود ہی اس سے کہکر کسی ایسے ساحر کو ملکہ بران پاس بھیجے جو ایک آن مین پہونچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور سے سب نے استدعا کی بلور نے اپنے ساتھیون مین دو ساحر انکو تجویز کیا کہ یہ جاکر خبر شاہ کوکب کہین لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ بعد بھیجنے مہرخ کے بران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام قلعہ ہفت رنگ مین پھر آئی اور جلسۂ عشرت مہیا کرکے بیٹھی لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا دیکھا تھا یہ کب تسلی یاب ہوتا اسنے بیقراری ظاہر کی ملکہ مذکور نے نابر تسکین خواجہ دو ساحر طلب کرکے حکم دیا کہ میرے لشکر کا حال دریافت کیلیے لیجاؤ اور راہ طلسم سے لشکر خواجہ مین جاکر خیریت جملہ فوج کی رسید لکھوالاؤ ساحر مذکور روانہ ہوے اور دریا دیکھا کر در طلسم سے نکلکر لشکر مہرخ کین اسوقت پہونچے کہ بلور ساحر بھیجا چاہتا تھا چنانچہ انکے پہونچنے سے سبکی مراد برآئی اور جملہ کیفیت گذشتہ یہان کی زیب قلم کرکے روانہ کی ساحر مراجعت کرکے دوبارہ خدمت بران مین آئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھکر ملکہ نے سر جھکالیا اور خواجہ عمرو نے مضمون نامہ پر اطلاع پاکے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور بیقراری کرنے لگا ملکہ نے کہا کہ خواجہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بےعزتی اختیار کریگا اور لشکر بے سردار پر عقاب طلسم بھیجیگا خیر مین اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرتی ہون ورنہ کار از دست رفتہ کا معاملہ ہوچکا عمرو نے کہا اے ملکہ مین براہ غرور نہین کہتا ہون اگر آپ سے کچھ نہوسکے تو مجھکو آپ دریاے سحر کے پاس پہونچا اترو ادیجیے پھر کیا مجال اس مسخرے افراسیاب کی جو مہرخ کا بال بھی بیکا کرسکے لیجا یان خود اگر گلیم اوڑھکر سر تجسس اسکے خانہ کا کاٹا تو نام اپنا نہ پایا مین صرف اسلیے آپکی خدمت مین آیا تھا کہ دو لشکر ساحران لیجا کر اپنے لشکر کو قوت مدد دونگا ورنہ مین

سرکوبی کو اس بیجا کی کچھ فکر نہین ہوئی بہاران نے خواجہ کو نار منہ لکھکر اور تلو عرضی اپنے باپ کو لکھی اسمین سب حال مہرخ کا درج کیا
اور رنجیدہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے پتلے کو دی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کوکب مین آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی
پڑھکر ہنسا اور پیشانی عرضی مذکور مزین بدستخط فرمائی کہ اے فرزند افراسیاب ملکہ مہرخ کو اپنے ظلمات طلسم مین قید کرنا چاہتا
ہی پھر کوئی کسی کے ظلمات طلسم مین جا نہین سکتا مگر خواجہ سلامت کو ہمنے مہمان کیا ہی اسوجہ سے ہم غافل نہین ہین کچھ عرصے
مین تم دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہی وہ عرضی دستخط کرکے پتلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہوگیا ادھر پتلے
نے آکر عرضی بہاران کو دی ملکہ نے پڑھکر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں بادشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہی عمر داس کلام سے
خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ ہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک پتلا سحر کا طلب کرکے حکم دیا کہ اے پتلے تجھکو معینٹ سورکی
دیجاتی ہی تو جاکر ملکہ مہرخ کو اٹھا لا اور اگر نہ لا سکے تو خبر لا کہ افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا پتلے نے کہا کہ اے ملکہ
پشت عقاب طلسم پر سے اتار لانا یا اس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہی مگر مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا
عرض کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر باہر دریاے خونریز ان کے اتر گیا تھا پتلا باغ سیب مین
اس سبب سے نہ گیا عرض کیا کہ وہان شاہ جادوان ہوگا تو چھپ نہ سکیگا جلا دیا جائیگا بس پھر کر بہاران پاس گیا عرض کیا کہ مین گیا تھا
میرا کچھ بس نہ چلا پھر آیا ملکہ نے سب حال سنکر قصد کیا کہ خود جائے اسی اثنا مین اس پتلے نے جو عرضی کوکب پاس لیگیا تھا عرض کیا کہ اے
ملکہ شاہ کو جب مین نے عرضی دی تھی تو وہ اسپر دستخط کرکے غائب ہوگئے تھے یہ کلام سنکر ملکہ کو یقین کامل ہوا کہ بادشاہ خود بنفس نفیس
براے رہائی ملکہ مقید تشریف لیگئے ہین بس اپنے جانے سے باز رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمرو کو بھی اطمینان ہوا اور
نظر بفضل کریم کارساز کرکے بیٹھا لیکن عقاب مہرخ کو لیے ہوے باغ سیب مین آیا شاہ طلسم سریر مملکت پر جلوہ گر تھا برق
وسرمایہ و باغبان وزیران ذیشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار ساحران ذی تبار حاضر تھے کہ نگاہ عقاب پر
سبکی پڑی ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتائی ہی واہ وا کیا کہنا بادشاہ نے
خوش ہوکر وزیر سے فرمایا کہ اے باغبان اس مجرمہ کو زنجیر پکڑ کر اتار لے وزیر نے بڑھکر پشت عقاب پر سے ملکہ کو
اتارا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ ماران آتشین جسم مجرمہ پر لپٹے اور زنجیر اور بیڑیان جسم سے اتر کر بدستور پشت عقاب پر
جاکر ٹھہرین عقاب اسطرح کہ جیسے آیا تھا اڑ کر چلا گیا بعد اسکے جانے کے ساحران نامی مہرخ پر مسلط کیے کہ وہ گرد اسکے براے
حفاظت آگئے بعد اس انتظام کے شاہ بعتاب تمام گویا ہوا کہ کیون اے نمک حرام مفسدہ دیکھا تونے اپنی خطا کا بدلا اب بتا
کہ کس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرون مہرخ پشت عقاب پر سے اتر چکی تھی اس وجہ سے ہوش اسکے درست تھے اسنے جواب دیا
کہ اسوقت تو میرے سامنے جسطرح جی چاہے لات و گزاف کرے کہ فلک نے اسیر دستگیر کرا کر تیرے سامنے پہونچایا
ہی انشاء اللہ سردار میرا عمرو عیار تجھ سے آکر عوض اسکا لیگا اور اگر قضا میری دیوانکدہ قدر مین تیرے ہی ہاتھ سے
لکھی ہی تو ناچاری ہی ورنہ میرے قتل پر تو قادر نہوگا او نمک حرام احسان کش مجھکو نمک حرام کہتا ہی حالانکہ نمک حرام تو آپ ہی کہ
بادشاہ اصلی اس طلسم کا شاہ لاچین تاجدار جادو تھا تو اسکا ملازم ہوا اور اس بادشاہ کو عین غفلت مین اسیر کرکے آپ
بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اسکی رعایا اگر تجھسے لڑتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین بدلا اپنے آقا کا لینا باعث ثواب ہی نہ سبب

تکرار ہی وہ عذاب ہے ایک روز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بند ہا کھڑا ہوگا اسی طرح کہ جیسے تو نے اس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر رکھا ہی افراسیاب ان باتون سے بسان شعلۂ آتش کانپنے لگا اور تلوار پکڑ کر تخت پر سے اٹھا کہ اس بدزبان کو مار ہی ڈالونگا ایسا غصہ تھا کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اترنے لگا دامن قبا کا پاؤن کے نیچے آگیا الجھکر گر پڑا اسکا ایک ولت دوڑے جلد تر اٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائیں اس مجرمہ کی گفتگو بموجب قول ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید لائق غصہ کب ہی اور کچھ ضرر رعب و داب شاہی کو اسکے بیان سے نہیں پہونچ سکتا ہی بادشاہ اُنکے سمجھانے سے پھر تخت پر بیٹھا اور کہا او مجرمہ مین تجھکو سارے طلسم مین تشہیر کراکر دریاے نور پر لیجاکر تیرباران کراؤنگا اور بڑے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا مہرخ نے کہا کہ جو کچھ فرمان قضا جریان حاکم حقیقی کے یہانسے میرے نام جاری ہوچکا ہی وہ تو ہی ہوگا تو کچھ میرا نہ کرسکیگا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب مین ایک ناریل جانب فلک اچھالا ناریل بلندی پر جاکر غائب ہوگیا بعد لمحے کے ایک میل فولادی لاٹ کیطرح چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا اس لاٹ پہ ایک ساحر بدشکل دونا فرجام و نگر بیٹھا تھا اُس ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اس مجرمہ کو اور لاٹ پر بٹھاکر تمام طلسم مین پھرا اسلیے کہ تمام عالم اسکو دیکھے اس ہیئت سے اسکو تشہیر کرنا آگے آگے منادی ندا کرتا جائے اور لڑکے شہر و قصبات کے تالیان بجاتے ساتھ ہون سامان ذلت و تضحیک کوئی اٹھا نہ رکھنا جب سب طرح پھرا چکنا تو گنبد نور پر لیجانا طلسم کشا کو دکھانا پھر شہر تلہ رسان کے بیچ پر لیجانا وہانسے لشکر اسکے مطیعونکا دکھائی دیتا ہی اس لشکر کو دکھانا وہ لشکری وہان نہ آسکینگے دیکھینگے اور کف افسوس ملینگے بعد انکے دکھانیکے دریاے نور پر لیجانا مین وہان مع ملکہ حیرت و مصور کے آؤنگا اور اس کو تیرباران کرونگا ساحر مذکور کہ نام اسکا مسلسل جادو ہی لاٹ پر سے کودا اور حسب الحکم بادشاہ مہرخ کو اٹھاکر لاٹ پر لایا اور شاہ کو سلام کرکے اشارہ کیا کہ وہ لاٹ پھر اڑی مہرخ نے دلسے کہا کہ محبت اہل اسلام مین جا یہ سزا تیرے لیے مقرر ہوا ہی ثمرۂ الفت سواے رنج و ذلت کے اور کچھ نہیں کیونکہ درخت ولا کو آب جفا سے سینچا ہی اور تخم وفا کو زمین مصیبت مین بویا ہی یہ کہتی تھی اور دل سے بعجز و منت تمام درگاہ مالک الملک مین استغاثہ کرتی تھی کہ

نظم

خدایا بہ عزت کہ خوارم مکن | بہ ذل گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چون منی بر سرم | ز دست کسے من عقوبت برم
مرا شرمساری ز روے تو بس | دگر شرمسارم مکن پیش کس

یہ تو اسطرف بذلت تمام روانہ ہی یہان بادشاہ طلسم نے دو ساحر دنکو حیرت پاس بھیجا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مع افسران لشکر و مصور و صورت نگار وغیرہ کے ہمارے پاس آؤ کہ تمھین عجیب و غریب تماشہ دکھائیں یعنی تمھارے دشمن کو ہنڈولا کرکے تیرباران کرین ساحران مذکور روانہ ہوے اور خدمت حیرت مین آئے پیام شاہ اسکو پہونچایا وہ تو پہلے ہی سے خوشی کر رہی تھی اس خبر کو سنکر ساحر دنکو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو مین آتی ہون وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ سے بارگاہ مصور مین آئی اُسنے تعظیم کی اُسنے کہا کہ اے مرشد زادہ برق آپ آج اپنا چلہ ہو قوت کیجیے آپ کی دعا سے سامری نے یہ دن دکھایا ہی بادشاہ نے چلنے آپکو بلایا ہی یہ ماجرا درستی آیا ہی مصور بہی حال سنکر راضی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ وہان سے

اپنی بارگاہ کو براے تیاری سامان رفتن بھیری مگر اب حال ندرت اشتمال شاہ کوکب سنیے کہ یہ جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا
تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہان قلعہ بنا تھا اس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر دوم اسکا پہلے
آمد شاہ معلوم کر کے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو آکر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا مین ایک مقام پر
چلتا ہون تو بھی ہمراہ چل وہان مجھکو اپنی جگہ پر اسلیے نہ بلایا کہ راستہ ادھر ہی سے جانیکا خیال کیا گیا کہ راہ سے بلا لینگے کہ مجھے
عجلت بہت منظور ہے وزیر نے عرض کیا کہ نہایت شوم جہان جا چاہیے چلیے پس شاہ و وزیر وہ طلسمات سے نکلکر طلسم ہوشربا
مین آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریاے خونزدان پر اترنا چاہتا ہے پس دست ادب باندھکر عرض کیا کہ ہرچند از
شاہان پوچھنا گستاخی ہے لیکن براہ عنایت یہ ذرہ بیمقدار بھی آگاہ کیا جائے کہ شاہ والاجاہ کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے
فرمایا کہ یہ سانحہ پیش آیا ہے جب وزیر نے سب حال سنا عرض پیرا ہوا کہ میری عقل ناقص مین یہ آتا ہے کہ ابھی ملازمان عالی کسی کے
طلسم باطن مین نہ تشریف لیجائین کیونکہ دریا اترتے ہی لڑائی آغاز ہو دیگی مقصد تک پہونچنا دشوار ہو جائیگا اس سے مناسب یہ ہے
کہ حضور ایک مقام بلند پر تشریف فرما ہون مین پنجہ بنکر ملکہ حیرت کو اٹھالے لاتا ہون اب اپنے یہاں سے لاٹ منگوا کر اس پر
اسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار مین بھجوا دیجیے جو مضحکہ ملکہ چرخ کے ساتھ افراسیاب سحر آگرے اس سے بڑھکر حیرت
کو یہان ذلت دیجائے شاہ جادوان اگر برسر مقابلہ آئے اسوقت سمجھ لیا جائے بادشاہ نے اسکی راے صواب اندیش
پر آفرین کہی اور دریا کیطرف جانے سے کنارہ کیا ایک مقام بلند پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تو نے
بیان کیا ہے وہ کر مین تیری مدد کرنیکو یہان ٹھہرا ہون وزیر آداب بجالا کر اڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا حیرت خیمہ
مصور سے نکلکر اپنی بارگاہ کیجانب چلی تھی کہ وزیر مذکور پنجہ بنکر جو گرا اسکو اٹھا کر لے اڑا حیرت سمجھی کہ شاید مجھکو جانے
مین جو دیر ہوا ہے افراسیاب نے پنجہ بھیجکر مجھکو اٹھوا منگوایا ہے پس اس دھوکے مین اسنے سحر کرنا کیسا ہاتھ پاؤن بھی نہ ہلائے
جب پنجہ لیکر اسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اسنے اسکی کمر کو تھاما کہ اسکو تکلیف ہوئی اسنے خیال کیا کہ میرے شوہر
کا بھیجا ہوا پنجہ اسطرح باہستگی لیجاتا تھا کہ مجھکو ذرا بھی معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھکو لیچلا ہے پس اسنے اس پنجہ سے خطاب
کیا کہ ایسے آہستہ لیچل جیسے جانتا کہ مین ملکہ طلسم ہون پنجہ مین سے آواز آئی کہ باش دتجبہ تو قیدی ہے اور قیدی کو لیجاتے
ہین کشان کشان یہ سننا تھا کہ اسکو دہشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ پنجہ غیر کا بھیجا ہے پس سحر پڑھنا چاہا پنجہ اسکو لیکر
آن واحد مین قندیل فلک ہو گیا آنکھین اسکی تحیر سے بند ہو گئین وزیر اسکو لیے خدمت بادشاہ مین آیا بادشاہ
نے سحر پڑھکر اسپر پھونکا کہ سحر اسنے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے حکم دیا کہ مین دار الامارۃ مین اپنی جاتا ہون
تو اسکو برابر طلسم خدمت ملکہ بران مین لیجا مین وہان لاٹ بھیجونگا اور اپنے مقامات کے ساحرونکو روانہ کرونگا کہ وہ
اسکو بہار پاس لیجائینگے مگر تو بھی انکے ساتھ رہنا افراسیاب ان ساحرونکو کہ وہ میرے طلسم کے محافظ مرحلہ ہونگے
قتل نہ کر سکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکائے تو تجھے انکی اعانت کرنا ہوگی اور یہ ساحرہ ایسی زبردست ہے کہ
کسی سے مغلوب نہوتی مگر مین بادشاہ غیر طلسم اور پھر اسکے شوہر کا ہون بدین وجہ میرے سحر نے اسکو سحر بھلادیا ہے اور یہ
مدہوش ہے وزیر نے حسب الحکم بادشاہ اسکو لیکر پرواز کی وہان ملکہ بہار بنا بر تسکین بی خواجہ بارہ دری مین آئی ہے

اور ایک کمرہ اُسکا وا کیا ہی اس کمرے کے اندر آسمان سحر دکھائی دیتا ہی زمین بالکل نہین ہی بجاے زمین اندھیرا نظر آتا ہی اُسنے اُس آسمان سحر کیجانب
کچھ افسون پڑھکر پھونکا اُسمین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور بسان تیر شہاب بے راز ہو کر اپنی شعاع مین ملکہ و خواجہ مخمور کو لپیٹ کر
اس آسمان پر لیگیا وہان برج مثل بروج آسمان بنے تھے ستارے انمین جڑے تھے بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملکہ
وہان تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہانسے سب حال مہرخ کا نظر آئیگا عمرو نے دیکھا تو واقعی باغ سیب افراسیاب نظر آتا ہی مگر
آدمی وہانکے بالشت بھر کے دکھائی دیتے ہین یہ بیٹھکر ہر سمت دیکھ نگاہ دوڑانے لگا کہ اُسکو دست قدرت وزیر حیرت کو
پنجہ مین دابے نظر آیا ازبسکہ یہ پہچانتا نہ تھا اسنے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ یہ عجیب تماشہ ہی کہ ایک عورت کو ایک ساحر پنجہ مین دابے اس
طرف آتا ہی ملکہ نے اسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دوم کو پایا کہا یہ تو وزیر اعظم ہی شاید میرا استلاشی آیا ہی مین اجگہ ہون یہ بھٹکتا
پھریگا یہ کہکر ایک ستارے کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی شعاع مین لپیٹ کر وزیر مذکور کو لایا وزیر نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور حیرت کو
سامنے لاکر ڈالدیا بران نے اسکو نہ پہچانا مگر عمرو نے کہا یہ تو حیرت ہی اس اثنا مین شاہ کوکب بھی اپنے مقام پر آیا اور سحر پڑھا
کہ پہلے ایک پتلا پیدا ہو کر دست بستہ سامنے آیا اُس سے کہا تو بران پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمرو کے حوالے
کرو پتلا بھی آسمان سحر پر آیا پیام شاہ کہا ملکہ نے سحر پڑھکر حیرت کو ایک زنجیر سحر مین باندھا اور ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی عمرو
نے کہا بی حیرت میرا بھی مجرا قبول ہو اُسنے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا بران و عمرو کو بیٹھے پایا ہر چند کہ غیر کے طلسم مین بیدست و پا تھی مگر پھر
بھی غصہ طاری ہوا اور ہاتھ اپنا بلند کیا وہ زنجیر سحر جسمین یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پر نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ نکلجاتی مگر
زنجیر ٹوٹتے ہی بران نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ بانش او قحبہ تو نہین جانتی کہ میرے باپ نے تجھکو پکڑ بلایا ہی اس عرصے مین پتلا
جو کوکب نے بھیجا تھا وہ حیرت سے لپٹ گیا اور اسکو پھر خوب مضبوط باندھا زبان مین سوزن دیا پھر آواز آئی کہ اے
ملکہ اس حرامزادی کو اسلیے ہمنے بھیجا ہی کہ اسکو لاٹ پر بٹھاؤ اور یہی حال مہرخ کا افراسیاب نے کیا ہی عمرو نے آواز سنکر
ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی اُسنے کہا کہ یہ کوکب کی آواز ہی فی الجملہ یہان تو یہ تذکرہ ہی مگر شاہ کوکب نے اپنے مقام پر
پھر پھکر سحر پڑھا اسطرح کہ جیسے افراسیاب کے سامنے میل بطور لاٹ کے چلکر کھاتا ہوا آیا تھا اُسکے سامنے بھی یاد و ساحر
اُسپر بیٹھے تھے سحر مین ہمسر سامری تھے ایک کا نام حسین جادو دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے اُن دونون
نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اے زندان طلسم نور افشان یہ لاٹ لیکر تم قلعہ ہفت رنگ مین بران
کے پاس جاؤ وہان حیرت ہی اسکو لاٹ پر بٹھاکر لشکر مین مہرخ کے پہونچاؤ اور تمام طلسم ظاہر ہوشربا مین پھراؤ کوئی دقیقہ
اسکی ذلت وخواری مین اٹھا نہ رکھنا اور دست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر چند کہ تم میرے طلسم کے محافظ زندان
ہو کوئی تمپر دست درازی نہ کر سکیگا کیونکہ وابستہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہوشربا کے وابستگان طلسم پر مین دست درازی
نہین کر سکتا ہون تاہم افراسیاب ساحر مشکل ہی مین ابھی تمھاری خبر رکھونگا ساحران مذکور حسب الحکم شاہ ذی شعور لاٹ لیکر
روانہ ہوے بادشاہ نے پتلے ساتھ کر دیے کہ وہ پتلے انکو آسمان سحر پر لائے بران و عمرو وہان بیٹھے تھے ساحرون نے سلام
کیا ملکہ مذکور نے مجرمہ کو حوالہ کیا ساحرون نے بازو اسکا پکڑ کر لاٹ پر بٹھایا اور وزیر مسطورہ بالا کو ساتھ لیا عمرو نے ایک نامہ بنام ملکہ بہار
لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم اپنی بہن کی ذلت بچشم دیکھکر آزردہ نہو مجھ اگو ادبہ ی کہ ہم اہل سلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہین چاہتے مین

بلکہ تم لشکر اسلام میں لقا کو ذلت دیکر عتاب میرے آقا امیر کا اُٹھا چکی ہو بس یہ امر نسبت حیرت تجویز کیا ہے بادشاہ کوکب کا ہے اور میں
اس باعث سے راضی ہوا ہون کہ میرے بادشاہ لشکر کو کہ نیز تمھارے بھی رشتہ میں بزرگ ہیں وہ ملکہ حسینہ الماس پوش کی نانی
ہیں یعنی ملکہ مہرخ اُنکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خراب نے یہی ذلت رسوائی جائز رکھی ہے اور اُنکی رہائی میں یہاں بادشاہ عاجز ہوے
جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہے تمھاری تسکین کیلیے یہ چند کلمے میں نے لکھ بھیجے ہیں تم خود عنایت خدا سے دانشمند ہو
اس ہنگامہ کے سب پہلو اور جوانب سمجھ لوگی یہ نامہ انھین ساحرونکو دیا کہ ہمارے لشکر میں بھیجدیا ساحر نامہ لیکر مع لاٹ روانہ
ہوے اور بسکہ عجلت منظور تھی تو دست قدرت براہ طلسم کہ جس راہ سے آیا تھا اُسکو بھی لیکر چلا اور پتلے سحر کے بزور سحر لڑکے
بنائے ایک دہل زن ڈھنڈھورا پیٹتا آگے آگے بعد ذلت لشکر مہرخ میں مجرمہ کو پہونچایا یہان لشکر والوں میں اسکے آنیکا غلغلہ
ہوا لڑکے لشکر کے دوڑے ہر سمت غل ہوا کہ چلو ایک سوانگ آیا ہے تماشہ دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو اہلکارون نے پہنچائی
اُسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت سنکر بڑا رنج ہوا چاہتی تھی کہ جاکر مانع ہو اور اگر ساحر حیرت کو رہا نہ کرین تو اُنسے مقابلہ کرون
اُسوقت وہ نامہ جو عمرو نے لکھدیا تھا ایک پتلے نے لاکر اسکو دیا جب یہ معلوم ہوا کہ مہرخ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا ہے وہ رنج
جاتا رہا اور سردارون سے کہا کہ تیاری کرو حیرت تشہیر کرائی جاتی ہے یقین ہے کہ لشکر بان حیرت بلوہ کرین پس یہان بھی تیاری
رہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر میں کمر بندی ہونے لگی وہان وہ ساحر لاٹ لیے ہوے پہلے سامنے لشکر حیرت کے آئے وہان
بھی غلغلہ برپا ہوا لشکر کے افسرون نے جو خیمون سے نکلکر دیکھا تو عجب ماجرا نظر آیا کہ بموجب **ابیات**

بٹھایا ہے حیرت کو یون لاٹ پر	چڑھے جس طرح بانس پر بازیگر
دُہل زن ندا کرتا ہے یون پکار	کہ اے ساحرو دیکھو طرفہ بہار
خدا کی ہے خلقت عمل شاہ کا	یہ ہے حکم بہران فریباہ کا
کہ حیرت کا۔ قسمت پہ ہے مرتبا	گزون کیسا بانسون ہے رتبہ بڑھا
چڑھی بانس پر بیسوا کیا ہے آج	فرشتون نے لاگا لگایا ہے آج
دہل زن کے پیچھے یہ سامان تھے	دیا سئے اسباب تضحیک کے
کیا منھ تھا کالا چھنگا اُڑھا	مگر نصف منھ سرخ اُسکا رنگا
کھڑے لاٹ کے گرد لڑکے تمام	بجاتے ہوے تالیان شاد کام
لیے سر پہ جھاڑو بجاے چنور	ہلاتے تھے ساحر ادھر اور ادھر
دھتا ہے دھتا ہے کا اک شور تھا	فلک کی برائی سے کیا زور تھا
زنبیلین کہین تھین کہین تالیان	تھالے کہین تھے کہین گالیان
پڑی تھی یہی ہر طرف کو پکار	کرو جوتیان مجرمہ پر نثار

یہ ذلت اپنی ملکہ کی دیکھکر جملہ افسران لشکر آمادہ مرگ ہوگئے جیسے مقتضا ہوے جلدی جلدی کمربندی ہوئی مسلح ہوکر جانب
لاٹ چلے اتنے عرصے مین بہار بھی فوج تیار کرا کر چلی تھی اسوقت اُس شان و شوکت سے بعید عظمت پہونچی کہ مقتضاے ابیات

لگے بجنے ہر سمت سے کوس و بوق — بہادر روانہ ہوے جوق جوق
شجاعت کے دفتر مین ہر ایک فرد — ہر اک ساحرہ تھی ہزبر نبرد
پڑا غلغلہ اک طرف کوس کا — اڑا اک طرف غول طاؤس کا
کہین طائر سحر اڑ کر چلے — کہین اژدہے منھ کو کھولے لگے
سوار اُن پہ سب ساحران حسین — قمر چہرہ و خندہ لب نازنین
پرون کی تھی طاؤسون کے یون بہار — ہوا پر گلستان ہوا آشکار
وہ طاؤسون کے داغ یون پر پہ تھے — ستارے کھلے چرخ اخضر پہ تھے
دلاور سجے تن پہ ہتھیار سب — تھے شیر نیستان بوقت غضب
وہ نعرے اڑین جس سے گردون کے ہوش — نہ ہو رعد مین ایسا پیدا خروش
وہ پلٹن کی آمد رسالون کی دھوم — دل سنگ و آہن کو کرتی تھی موم

جب یہ لشکر مقابل فوج **حیرت** پہونچا پس وہ سب گھبرائے کہ اب اس جنگ جدل مین ہم اپنی مالکہ کو رہا نہ کر سکینگے فی الحال کچھ لشکر تو اس عسکر نصرت اثر کو روکے اور کچھ لاٹ پر حملہ کرے یہ مشورہ کرکے دو گروہ لشکر کے افسرون نے کیے گردست قدرت ذریں نے ملکہ بہار سے کہلا بھیجا کہ آپ لشکر لیکر ناحق آئین کیونکہ ہنگامہ قتال گرم ہو میے تشہیر کرانیکا مجرمہ کے کچھ لطف نہ رہے گا اُسوقت مین کون اسکو دیکھیگا لہذا مناسب ہے کہ آپ فوج ہٹا لیجائیے اور دور سے تماشہ دیکھیے ہمسے یہ لشکری اس مجرمہ کو چھین نہ سکینگے اور بےبس ہوکر کف افسوس ملینگے بہار یہ پیام سنکر لشکر پیچھے ہٹا لیگئی مگر جان اپنی بہن کا دیکھکر اشک حسرت بہاتی تھی جو لوگ کہ دانشمند تھے وہ خوف خدا سے روتے تھے اور چشم عبرت سے یہ حال دیکھکر افسوس کرتے تھے کہ خداے تعالی اپنے غضب سے بچائے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے تعز من تشاء و تذل من تشاء اُسکا فرمان ہے ناطق اس امر پر قرآن ہے غرضکہ ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکریان **حیرت** طرح دیا انکا غنیمت سمجھے اور کچھ لوگ پیادہ وغیرہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اس لاٹ پر حملہ آور ہوے چار سمت سے لاٹ کو گھیر کر نارنج و ترنج مارے لاٹ کے گرد ایک تاریکی نظر آنے لگی اور لاٹ نگاہ سے غائب ہوگئی یہ سب ناچار ہوکر ایک طرف ہوے اور قریب ہے لاٹ سے کم ہٹ گئے وہ پھر اسیطرح نظر آنے لگی وہی منادی ندا کرتا تھا لڑکون کا غول غل مچاتا تھا لشکریون نے جھلا کر پھر حملہ کیا پھر وہی معاملہ ہوا کہ لاٹ نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار حملہ کیا مگر کچھ نہ بس چلا اور جب حملہ کرکے یہ علیحدہ ہوتے تھے لاٹ ظاہر ہوکر آگے بڑھتی تھی اور مسل در مسل پلٹن اور رسالون مین لشکر کے پھرتی تھی لشکر تیار ہوکر جو لڑائی مجرمہ کیلیئے آیا تھا اور بھی زیادہ باعث ہنگامہ کا تھا کہ سب خرد و بزرگ یکجا جمع تھے اور ساتھ پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے اور وہ لاٹ سب لشکر مین پھر کر جانب رہاے خوزوان چلی مگر اس لشکر مین **مصور و صورت نگار** نہین ہین کیونکہ جب پنجہ **حیرت** کو لیگیا تھا تو یہ بھی باغ سیب مین گئے تھے کہ جلیلہ کرنج کے قتل ہونیکا تماشہ دیکھین الحاصل جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہنچے وہان **حیرت** کو نہ پایا بادشاہ سے عرض کی کہ ملکہ عالم ہمسے پہلے تشریف لائی تھین کہان ہین بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ملکہ کا انتظار کر رہا ہون کہ آئین تو پھر تماشائے مجرمہ جاؤن تم کہتے ہو کہ وہ ہمسے پہلے آئین یہ کیا ماجرا ہے ان دونون نے قسم سامری کی

اٹھا کر بچہ کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو تردد ہوا اور کتاب سامری منگا کر حال حیرت کا دیکھا اسمین کل ماجرا تشہیر ہونیکا معلوم کرکے
فرط غضب سے بیسان برگ بید کانپنے لگا دود غضب دماغ کے پار نکل گیا کتاب بند کرکے براہ خجالت کسی سے کچھ نہ کہا سحر پڑھ عصا مارا
وہی لاٹ جسپر مہرخ کو بٹھا کر ساحر لیگیا تھا چکر کھاتی ہوئی روئے ہوا سے سامنے آکر اتری برکت طاعت اہل اسلام سے جو ساحر
کہ ملکہ مذکور کو تشہیر کرنے لیگیا تھا اسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا تھا یعنی وہ انتظار یہ کرتا تھا کہ جب بادشاہ مع ملکہ حیرت
تشریف لائیں تو میں اس مجرمہ کو تشہیر کروں ہر چند کہ بادشاہ کہہ چکا تھا کہ میں دریاے نور پر آؤنگا تو اسکو تشہیر کرنا مگر حکم الحاکمین نے
محافظوں کے دلمیں یہی بات پیدا کردی کہ جسوقت بادشاہ آئینگے اسوقت میں ذلت مجرمہ کو دونگا مہرخ کا نہ منھ کالا تھا نہ کوئی سامان
ایسا ذلت کا تھا کہ جسطرح بہر حیرت اسباب ذلت مہیا ہی چنانچہ جب وہ لاٹ سامنے آئی بادشاہ نے محافظ سے کہا کہ دریاے
خونخوار پر لیچل ساحر حسب الحکم روانہ ہوا بادشاہ نے اہل دربار سے فرمایا کہ خبردار یہانسے کہیں نہ جانا اور نہ میرے عقب میں آنا
اور مصور سے کہا کہ آپ بھی یہیں تشریف رکھیے میں حاضر ہوتا ہوں وہ بیچارہ وہان ٹھہرا اور بادشاہ وہانسے غائب ہوکر
قریب دریاے خونخوار آیا یہان لاٹ مہرخ کی لیئے ساحر حاضر تھا بادشاہ حال حیرت کا دیکھکر رو دیا اور مہرخ کی لاٹ
بزور سحر اپنے ہاتھوں میں لیکر اس پار دریاے مذکور کے اترا اور فرط غضب سے اس لاٹ کو ایک پہاڑی پر جو متصل دریا
تھی بڑے زور سے مارا کہ مہرخ کی ہڈیاں چور چور ہوجائیں لیکن مہرخ کو جیسے ہی مع لاٹ اسنے پہاڑ پر پٹکا کوکب بطور
مخفی اپنی لاٹ کے ساتھ آیا پنجہ بنکر جو گرا زمین تک مہرخ کو نہ پہونچنے دیا اچک کر بیچ ہی میں سے لیگیا اور نعرہ کیا منم کوکب روشن ضمیر
لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھکر ایسا بیتاب و بیقرار تھا کہ پھر اسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ بھی پنجہ بنکر جو گرا حیرت کو لاٹ
پر سے اٹھا کر بلند ہوگیا اور غیرت کے سبب سے نعرہ بھی نہیں کیا ہر چند کہ لاٹ یہ طلسم کوکب کی ہی اور اسپر سے مجرم کو کوئی اتار
نہیں سکتا کیونکہ زنداں ہر طلسم کا وابستہ طلسم ہوتا ہی سواے طلسم کشا کے اور لوح طلسمی کے اور کوئی غالب آنے کیا مجال جیسا
کہ گنبد نور پر سے اسد کو کوکب نہیں لاسکتا ہی پس افراسیاب قیدی کو طلسمی لاٹ پر سے اگر کوئی کہے کہ کیون لیگیا تو سبب
اسکا یہ ہی کہ کوکب نے جب مہرخ کو پایا تو محافظان لاٹ نے از خود طرح دی کہ بدلا ہوگیا لیجانے دو کچھ ہمیشہ تشہیر تو کرینگے
نہیں اور راس مجرمہ کا ہمزاد دریاے نیل میں قتل ہونا اسکا ممکن نہیں اگر قید رکھیں تو زوجہ بادشاہ طلسم یا بادشاہ طلسم
قید بھی نہیں رہ سکتا ہی پس انہی خیالات افراسیاب جب پنجہ بنکر گرا تو محافظوں نے سحر حیرت پر سے دفع کردیا اور اختیار قید
رکھنے کا اٹھالیا حاصل مرام جب حیرت و مہرخ کو دونوں بادشاہ لیکر روانہ ہوگئے لشکریان حیرت و بہار بھی پھر کر اپنے اپنے
مقام پر آئے مگر کلولی آسودہ ہوے عیاران اسلام نے آکر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ پنجے جو حیرت اور مہرخ کو لے گئے کوکب
و افراسیاب تھے بہار نے دونوں کے رہا ہونے سے سجدہ شکر خدا کیا اور مصروف راحت ہوئی ادھر شاہ جادوان نے
حیرت کو لاکر باغ سیب میں اتارا مگر علیحدہ ایک بنگلہ میں کہ اہل دربار اسکا حال زار نہ دیکھیں چنانچہ وہان اسکی زبان سے
سوزن نکالا منھ دھلایا کپڑے بدلوائے حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس دیکھکر چیخیں مار کر رونے لگی سر اپنا زور
سے پیٹا اور شور واویلا بلند کیا کہ اے شہنشاہ ساحران اب یہ حال ذلت کا پہونچا کہ تیرے ناموس کو لوگ پکڑ لیجاتے ہیں اور
رنڈیوں سے بھی بدتر انکا حال کرتے ہیں کہ منھ کالا کرکے ہنڈواتے ہیں اب میں اس طلسم میں کسیکو اپنا منھ نہ دکھاؤنگی زہر

لہا کر مر جاؤنگی ہاے جب مین کسی ادنی کنیز پر خفا ہونگی تو وہ بھی طعنہ دیگی کہ بی جس روز سے ہنڈ والی گئی ہین غصہ زیادہ تیز ہوگیا ہی
افسوس جس طلسم کی مین بادشاہت کرون وہین مجھکو یہ ذلت ہو رعایا میری صورت دیکھکر کیا کہیگی افراسیاب نے کہا اے ملکہ رونا
تمہارا بجا ہے ہر اگر مجھکو یہ ذلت ہوتی تو چندان رنج نہ تھا اے ملکہ تمہاری ذلت میرے لیے بڑی رسوائی کا سبب ہے کہ
تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی ہو ناموس کی عصمت بچانیکے لیئے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہی اور محتاج و امیر کوئی بے غیرتی گوارا
نہین کر سکتا لے بایمان خویش اگر کوکب کے گھر سے گھسکر مین صرصر کو نہ پکڑ لایا اور اسکو بعذاب الیم نہ قتل کیا تو کچھ کام ہی کیا
اے ملکہ اب تم چلکر تخت شاہی پر بیٹھو مین صرصر کو پکڑنے جاتا ہون غرضکہ اُسکے سمجھانے سے سب نے تعظیم دیکر آنکھین نیچی کر لین کہ
ملکہ کو شرمندگی نہ ہو اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ مین طلسم کوکب مین جاؤن ادھر بعد رہائی دونون مجرمہ کی لاشین اپنے اپنے مقام
پر گئین اور افراسیاب ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عرضی مہر نگار کی بچہ سحر لایا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ ملازمان شاہی
نے نسبت اس کمترینہ کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق بہر امداد خداوند باختر جائے چنانچہ یہ عاجزہ خدمت
حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہوگئی اور جانے سے قاصر رہی امید کہ میری خطاے عدول حکمی کو براہ عدل و کرم معاف فرمائین
اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہی ہی حکم محکم خادمان عالیشان آستان معلے سے صادر ہو کہ میرے عوض وہ حاضر
جناب خداوندی ہوکر کام بندہ ہائے خالص کا تمام کرے از ماہ تا بہ ماہی بحرمت سامری زیر نگین شاہی رہے یہ عریضہ پڑھکر
بادشاہ غصہ ناک تو تھا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذر بیجا نظر اشرف سے گذرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت
خداوندی مین روانہ کر اور تو بھی عقب اُسکے بعد تخفیف مرض جلد تر بہ تگ ائے منزل ہوکا بد دلت ہو ورنہ بصورت انحراف در زی معتوب
بارگاہ شاہی ہوگی یہ دستخط کرکے بچہ کو عرضی دی کہ وہ لیکر روانہ ہوا اگر اب شمۂ حال صرصر خجستہ خصال کا مذکور ہوتا ہی کہ اسکو جو بچہ مین
وابکر شاہ کوکب لیگیا تو اپنے دار الامارہ کے متصل ایک باغ تھا اسمین لایا اور دہر پڑھکر جو کچھ اثرات سحر کا تھا دفع کیا
اور آپ ہانسے لینے دار الامارہ مین آکر مسند جہانبانی پر جلوہ فرما ہوا یہان جو آنکھ صرصر مذکور کی کھلی باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا
سجدہ شکر باغبان حقیقی ادا کرکے پہلی نگاہ برائے سیر باغ دوڑایا دیکھا کہ وہ بوستان فرح افزا نہال طلسمی سے نہال ہے
عروس گلزار لالون کی لال ہی گل ہنستے ہین درخت باتین کرتے ہین جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ہین گر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین
بھو بھو نسے نسیم غالیہ بیز و عنبر شمیم کے دماغ شاہد گلشن بسا ہی غنچہ ایسا اترایا ہی کہ منھ سے نہین بولتا ہی کسی پھول کا جوبن
بہ از حسن یار گلعذار ہی کہین غنچہ کا دہن بہرنگ بار نگار طرحدار ہی نہر چمن کے کنارے ہزار آب فشان ہی بط وقاز و قرقرو
کا مجمع ہی سرو صنوبر کو بڑا ناز ہی ہر ایک سے کھنچے اور کشیدہ خاطر و آزاد رہنے کا انداز ہی جوانان چمن اکڑتے ہین شاہد
گلشن کے منھ سے پھول جھڑتے ہین نظم

جو پہنے ہین لباس سبز اشجار	گلے مین خوشنما پھولون کے ہین ہار
شگفتہ ہین عروسان چمن آج	سر ہر شاخ پر غنچہ بنا تاج
عیان ہے شاہد گل سے تجمل	پیالے پھول کے ہین ساغر مل
لگی ہے لالہ و گل سے وہان آگ	پڑے گاتے ہین مرغان چمن راگ

دھوان دھار ابر ہر سو چھا رہا ہی	پہاڑون سے زمین پہ آ رہا ہی
پڑا ہے شور فصل گل کا اکثر	چہکتے ہین یہ بلبل شاخ گل پر
چمن مین ہو رہا ہے رقص طاؤس	خزان ملتی ہے اپنے دست افسوس

بیچ باغ مین جو بارہ دری تھی آرائش مین عروس شمائل بنی تھی ستون اُسکے جواہر نگار تھے پردے دردون مین زرتار کھچے تھے آبِ زر سلمے ستارے کے بنے موتیون کی بیل ٹکی ڈوریان کلابتون کی پھندنے مقیش کے لٹکتے ملکہ موصوفہ نے آکر پردہ اُٹھایا دیکھا ایک شہ نشین چھپر کھٹ مرصع پایون کا بچھا ہی ایک جانب سنہری پردہ موتیون کا جال پڑا ہی شہ نشین پر تخت جواہر کار گستردہ ہی زیر تخت مسند مغرق آراستہ ہی تخت پر ملکہ بران بصد زینت جلوہ فرما ہی مگر تنہا ہی مہرخ کو دیکھکر تخت سے اٹھی رسم تعظیم ادا کی اور ہاتھ پکڑ لاکر تخت پر بٹھایا پھر باواز بلند کچھ فرمایا کہ گوشہائے بارہ دری سے چند کنیزان قمر سیما حاضر ہوئین اور کشتی شراب ناب کی لیکر جام مے ارغوانی مہرخ کو دینے لگین یہ مصروف بادہ خواری ہوئی لیکن وہان قلعۂ ہفت رنگ مین بران جلی آسمان سحر پہ سے عمرو کو اپنے مقام پر لائی اور ذکر ملکہ مہرخ کر رہی ہی کہ ایک تماشا شاہ کوکب کا نامہ لایا ملکہ نے زرنثار کرا کر نامہ لیا اور پڑھا سارا حال اسمین مہرخ کے لڑنیکا لکھا تھا اور یہ ترقیم تھا کہ تمھاری ہمشیرہ کے پاس باغ عیش مین مہرخ کو ہم بلواوین لے فرزندا کی مرتبہ استقبال اُسکا بہرام ان جاہ دولت اُسکو بلواؤ اور دعوت کرو پھر رخصت کردینا یہ مضمون پڑھکر وہ نامہ خواجہ کو دکھلایا عمرو بھی بہت محظوظ ہوا اور پیکے کو رخصت کرکے سامان استقبال و دعوت ملکہ مہرخ مین بران انتظام پکی ہوئی یہ تو مصروف انتظام استقبال و دعوت ہی اور افراسیاب بہر گرفتاری مہرخ اس طلسم مین آیا چاہتا ہی مگر اب پہلے حال خسران مآل لقاے بدخصال و امیر فرخندہ فال بیان ہوتا ہے

داستان روانہ ہونا سحر نگاہ جادو قہر نگاہ کے بیٹے کا بہر مدد لقا اور راہ مین عاشق ہوکر زوجۂ طائر جادو ملازم کوکب پر چھین لینا اُسکے محلے کا ساحران ہمراہ سواری کا بھاگ کر جانا اور خبر کرنا طائر جادو سے اُسکا فریاد کرنا ملکۂ بران سے اور بھیجنا ملکۂ مذکور کا ایک ساحر زبردست کو واسطے لانے زوجۂ طائر کے اور اُسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادۂ ایرج نوجوان کو اور شہزادۂ نور الدہر کو نامہ لکھنا مخمور کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ آنا زوجۂ طائر کا شوہر پاس اور بلوانا مہرخ کو استقبال کرکے بران کا اور لیجا کر لیجانا جلسۂ دعوت سے افراسیاب کا اور زیر تیغ لیجا کر بٹھانا کوکب کا جاکر چھڑانا اور قہر نگاہ کا

لشکر امیر سے لڑنا اور مارے جانا لمؤلفہ

تیرے قربان اے مرے ساقی
جو یہ فقرے بنا دیئے تو نے
دیدے تلچھٹ ہی میں ترے قربان
مفت مے دے کے مول مجھکو لیا
آخری وقت میں نہ دھوکا دے
صبح ہوتی ہے دیکھ اے ساقی
رات پچھلی کا اعتبار ہے کیا
چوب پڑتی ہے کوس رحلت پر
نہ وہ ساقی نہ بزم کا جوبن
دل لگی اب کہاں چہل ہے کہاں
ہیں کہاں شاہد گلابی پوش
بادہ خواری کے دن تھے کمسن تھے
گوشۂ قبر میں وہ سوتے ہیں
بانکپن لن ترانیاں ہیں کہاں
باغ دنیا سے نامراد گئے
ایسے سوئے کہ کچھ نہیں ہے خبر
اب کہاں جشن کیقبادی ہے
ابر ارازن کے برستے تھے
نہ وہ پیر مغان کی عظمت ہے
نہ وہ رندوں کے چہچہے ہیں اب
اک ہمیں بادہ خوار باقی ہیں
آخری ساقیا یہ صحبت ہے
مفلسوں سے نہ ساقیا تو بھاگ
میکدے کو بنا دے بندرابن
جاہ آئے ہیں ہم بھی جانے کو

کتنے خم میکدے میں ہیں باقی
کر لنڈھا دے تو سامنے کے خم
آگئی ہے لبوں پہ میرے جان
اب کہانی بھی تھوڑی باقی ہے
ایک خم اور اب پلا دے مجھے
شب گیسو میں جو سفیدی ہے
صبح پیری ہے موت کا جلوا
رات بھر کا فقط ہے افسانہ
نہ وہ شاہد نہ شمع نے گلشن
وہ کہاں شہرہ ہیں بادہ خوارونکے
سب پہنکر کفن ہوے روپوش
اتنی بھی موت نے نہ فرصت دی
ہم انھیں یاد کرکے روتے ہیں
پی کے جام اجل کو وہ سرمست
میکدے سے کہاں وہ شاد گئے
نہیں جمشید ساقیا باقی
اب کہاں میکدوں میں شادی ہے
وان قدم رکھتے خوف ہے آتا
نہ وہ بنت العنب کی حرمت ہے
مغبچے رو رہے ہیں گھروں میں
چاہنے والے تیرے ساقی ہیں
ہم سے آباد ہے یہ میخانہ
کھیلتے ہیں ہمیں لنگوٹی میں پھاگ
باندھ دے رنگ مستان کا مری
آخری جام اور اک پی لو

کیا مجھے سب بتا دئیے تو نے
کر دئیے ہوش میرے سارے گم
حق ہے تو نے کرم بہت سا کیا
دیر تیرے کرم کی ساقی ہے
رات تھوڑی رہی ہے اب باقی
گر کی چاندنی یہ پھیلی ہے
دھیان ہے یہ سحر کی نوبت پر
صبح کو میکدہ نہ پہچانا
اٹھ گئے یار انجمن ہے کہاں
جمگھٹے وہ کہاں ہیں یاروں کے
پھول کھلنے نہ پائے تھے جنکے
چھوٹ جاتی جو ہاتھ کی مہندی
ان کی اٹھتی جوانیاں ہیں کہاں
ہو گئے بادۂ فنا سے مست
کنج مرقد میں پاؤں پھیلا کر
نہ وہ جام جہان نما باقی
میکدے میں جو رند بستے تھے
میکدے میں پڑا ہے سناٹا
نہ بطوں کے قہقہے ہیں اب
کیسی افسردگی ہے کلیوں میں
ہمسے رندوں کا دم غنیمت ہے
دے ہمیں جلد بھر کے پیمانہ
اب مٹا دے ہمارا رنج و محن
لوٹ ہو جائے جیب سب کا جی
یہ فسانہ فشانی ہے باقی

بشنوی این فسانہ از لب یار		از شراب سخن شدہ سرشار		پھر کہاں غم ہو اور کہاں ساقی

سرمستان خمخانۂ بیان و سرشاران بادہ پیمار دہستان میکدہ تقریر مین یون قدم دھرتے ہین اور شراب سخن پیمانۂ تحریر مین
داستان مین اسطرح بھرتے ہین کہ جب عریضہ دختر شاہ طلسم قہر نگاہ پہونچا خوف عتاب بادشاہ سے اسیوقت اپنے بیٹے سحر نگاہ کو
بارہ ہزار ساحر سے جانب لقا روانہ کیا اور آپ بھی عازم روانگی ہوئی مگر پہلے بیٹا اسکا جو بحشم و خدم روانہ ہوا اژدر دمان پر
سوار تھا طائران سحر پہ سوار ہر ساحر غدار تھا بردے ہوا دہ لشکر و اژدہا تا سیر کوہ و دشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک
کوہ پر مقام سبز و خرم دیکھکر قیام پذیر ہوا کہ کل کوچ کرکے لشکر خداوند زمین پہونچ جاؤنگا غرضکہ اس مقام پر ٹھہر کر سیر و تماشائے
گلہائے رنگا رنگ کرنے لگا اور تفریحاً پہاڑ پر ٹہلتا تھا ناگاہ بردے ہوا عجب تماشا نظر آیا کہ بہت سے ساحر سرخ سرخ
پگڑیان باندھے تلوارین کاندھون پر رکھے اڑتے جاتے ہین اُنکے پیچھے کچھ چوبدار عصائے نقرئی لیئے صدائے طرق لگاتے
ہین اور ایک محافۂ زرین دو عقاب اپنے پرون پر سنبھالے جسکا چھتہ کا جواہر دوز ہے بصد تزئین ایک جانب کو چلتے ہین محافہ کو کہاریان
کمسن پیاری پیاریان گھیرے ہین لباس تحفہ دست آراستہ زیور جواہر کار سے پیراستہ مچھلیان طلائی سر و تیر لگائے ہین محافہ
مین وہ شعلۂ حسن سوار ہے کہ جسکے عارض پر نورانی مو پردہ سے ظاہر ہے یا ہے زرد آتی شمع شبستان ہے محافہ برج حمل ہے وہ آفتاب
تابان بے تامل ہے یا معدن مین گوہر ہے یا کہ نور کے ہالہ مین قمر ہے پردہ فانوس مین شمع روشن ہے یا سینۂ عشاق مین خیال رخسار یار
پرفن ہے یہ کیفیت جو اُسنے دیکھی براہ شیطنت ایسا سحر پڑھا کہ دستکاری کر عقابونکے پر اڑنے سے بھکے اور جب وہ گرنے لگے تو
زمین پر اتر آئے اُنکے اترنے سے ہمراہیان سواری بھی اترے اسنے قریب محافہ جاکر پردہ اٹھانیکا قصد کیا ملازمین مانع
ہوئے چوبدار اور سپاہی عصا و تلوار پکڑکر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری مالک کی بیحرمتی نکرنا جادۂ ادب سے قدم آگے نہ دھرنا اسنے
کہنا انکا نہ سنا اور ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ دھوان زمین سے پیدا ہوکر ہر ایک کی آنکھون مین لگا اور ہر ایک اندھا ہوا از بسکہ
وہ لوگ جلوسی تھے اس حرامزادے سرہنگ سے کیا لڑتے اپنی آنکھون کو روتے بھاگے اور کہتے گئے کہ او رہزن راہ عصمت یہ حرم
ملازم شاہ کوکب طائر جادو کی عزت ہے اپنے میکے سے شوہر کے یہان چلی جاتی تھی جو تونے یہ رہزنی کی دیکھو تو کیا بلا تجھپر
سرپر آتی ہے اور سزا اس کردار کی تیری جان پاتی ہے یہ کہکر وہ تو چلے گئے اور وہ عقاب جو محافہ اٹھائے تھے وہ بھی ساحر تھے
بزور سحر صورت عقاب کی بنائے تھے منقار دا کرکے اُسپر حملہ آور ہوئے اسنے ایک ترنج امبر کھینچ مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا
اسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گذر گیا دوسرا عقاب اپنے بھائی کا یہ حال خراب دیکھکر روتا ہوا اڑکر اپنے مالک کیطرف گیا کہاریان
سر پیٹنے لگین کہ ارے بھیا یہ ستم کسی نے بھی کیا ہے کہ زبردستی پرائے ناموس مین رخنہ پردازی کیجائے ارے خوف سامری و لقا کر
کیا تیری جورو اور بیٹی نہین ہے یہ ظلم سنا بھی کہین ہے اسنے جواب دیا کہ کوکب ہمارے بادشاہ سے منحرف ہو گیا اور عمرو کے ساتھ
دین بھی اپنا کھو بیٹھا ہے ہمکو یہ ظلم کرنا اُسکے ملازمون پر روا ہے یہ کہکر اسنے بیچاریونکو دھمکایا وہ خوف جان سے خاموش ہورہین اور
اسنے پردہ محافہ کا اٹھایا حسن جگرسوز اس پردہ نشین مشکوے عزت نظر آیا کہ جسکا سواد زلف کشور دل مین اندھیر مچا دے
اور اقلیم جسم خاکی اُسکی تلاش مین برباد ہو جائے چہرہ اسکا آئینۂ مہر کو دیدۂ دل سے اندھا بناتا رخسار آتشین اُسکا خانۂ دل مین
آگ لگاتا چشم و ابرو وہ سرہنگ غدار کہ دن دہاڑے تیغ مژگان سے ملک جان و ایمان لوٹنے پر تیار ہے لب نازک اس کا

برگ گل کیا عقیق یمن کو شرماتا دہان تنگ کے سامنے غنچۂ سربستہ منھ کی کہاتا کوزۂ قند و نبات پانی پانی ہو کر بہہ جاتا ماہ مین خال رخسار جو رتھا صباحت مین چشم حور کا نور تھا چشم فتان رسیلی تھی کہ مشتاق جسکی روح لیلی تھی چھاتیان اسکی انمول گات سڈول الغرض نظم

مگر غمگین و مضطر تھی وہ گلرو ❊ بہے تھے روئے رنگین پر جو آنسو
تو گویا وہ لڑی تھی موتیون کی ❊ کہ سہرے کی طرح رخ پر پڑی تھی
جمال روئے شوہر یاد کرتی ❊ دلھن تھی حسرتون سے گود بھرتی
بھر آیا حسرتون سے دل جو اکبار ❊ کہا جو جی سے لے پیارے خبردار
لحد تک ساتھ رہنا تم ہمارے ❊ کہ تا کرین فرشتے بھی نظارے
طبیعت نے جو سمجھایا اشارا ❊ مشکل بید کانپا جسم سارا
مزاج ایماے دل سے تھا بہکتا ❊ سخن تا لب حیا سے آ نہ سکتا

سحر نگاہ اس آفت جان پر ہزار جان سے فریفتہ اور شیدا ہوا اور سحر پڑھکر اپنے ملازمونکو بلوایا محافہ اٹھوا کر اپنے لشکر مین لایا اور اس خیال سے کہ جسکی یہ بی بی ہے وہ ضرور آئیگا جھگڑا مچائیگا تو یہانسے خدمت خداوند مین اسیوقت اس نازنین کو لیچل خداوند لقا سے کہکے مجھے دلا دینگے شر سے اسکے شوہر کے بچا لینگے یہ سمجھکر اسیوقت کوچ کیا اس اسیر پنجۂ ستم کو ساتھ لیا کہار پالکی اور کنیزین اسکے ہمراہ چلین یہانتک کہ قریب لشکر لقا پہونچکر اپنے آنے سے اہل لشکر کو خبردار کیا علامت سحر تختبار کے وغیرہ دیکھکر استقبال کو آئے اور بعزت تمام اسکو لیگئے لشکر خداوند سے لکر اترا بارگاہ نصب ہوئی اس بارگاہ مین زن طائر کو رکھا آپ خدمت لقا مین آیا سجدہ کرکے نذر دی خلعت پایا ازبسکہ مشتاق یار نامہربان تھا تو کچھ دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور وقت وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ شاہد مہر کوہ افلاک محافہ مغرب مین جاکر سوار ہوا تھا اور پردۂ شب گرد محافہ عالم چھایا تھا کہ بمقتضاے ابیات

جبین فرسا ہوبان لے غرض مطلب ❊ عجب صورت پہ تھا وہ جلوہ شب
کہ عکس ماہ مثل حسن جانان ❊ نگاہ و چشم سے دست و گریبان
جسے تھی رغبت شہوت پرستی ❊ وہ آیا قرب زن از جوش مستی
مگر تھی وہ اسیر دام تقدیر ❊ تمنا اسکی تھی شایان تعذیر
عجب سے سر بزانو ہو رہی تھی ❊ رخ اپنا آنسوؤن سے دھو رہی تھی
کہ دیکھا اس نے انسان سیہ رو ❊ نہایت زشت پیکر مرد بدخو
نگاہون مین لبالب کیف مستی ❊ اشارہ دل سے عیان شہوت پرستی

اس صورت بکدورت کو دیکھکر وہ بت ڈری اور ڈر دہشت کو نقاب عارض رشک دلستان سحاب بنایا پھر بصد عجز و منت کہا کہ اے شخص اپنے سزاے بد کیلئے عصمت کا خیال کر اور مجھے مہلت دے کہ شوہر کو میرے اس ہنگامہ کی خبر ضرور ہوگی اور وہ ڈھونڈھنے آئیگا اگر تو اسکو ہلاک کریگا تو مین تجھکو قبول کرونگی اور جو وہ تجھپر غالب آئیگا تو مین اپنے گھر جاؤنگی سحر نگاہ نے یہ جملہ راس دلدار پیارا شکر کا سنکر کہا کہ یہان خداوند لقا موجود ہین انسے کہکر مین تجھکو اپنے لئے جائز کرائے لیتا ہون اور کسی

خدا سے مین نہین ڈرتا شوہر تیرا اگر برسر مقابلہ آئیگا تو وہ سزا پائیگا اور لے جان جہان میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہی کہ فرد مار گیا تب گذرا بوسہ سے ترے لب کے مدکیا تیرمجھی لڑکا تھا ہا تو تین بہلجاتا دُس نازنین نے جواب دیا کہ اگر تونے مجھے چند روز کی مہلت دی ورنہ زبردستی میرے ساتھ کی تو مین خنجر مار کر مرجاؤنگی یا ہیرا چباؤنگی جب اُسنے یہ مضمون سنا ناچار بارگاہ سے نکلکر خدمت خداوند مین آیا اور اپنے درد دل سے بختیارک کو آگاہ کیا اُسنے صلاح بتائی کہ تم اہل اسلام سے مقابلہ کرکے بہت جلد ہلاک کرو تمھاری زبردستی دیکھ کر کوئی پھر ارادہ لڑائیکا نہ کریگا اور وہ معشوق بھی راضی ہوجائیگی اسنے کہا اچھا پھر اسیوقت طبل جنگ بجے تاکہ کل مین سب اہل اسلام کو غارت کردوں زیادہ اس جنگ مین عرصہ نہ کھینچے بختیارک نے حسب منشا اُسکے لقا سے عرض کیا اُس گبہنے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا عیار نقارخانہ مین گئے طبل جنگ پر چوب پڑی ساحر دمین نفیر سحر پھونکی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے رات کے دربار مین سردار جمع تھے کہ ہرکارے مجرا کا دیکر ٹھہر کر بعد زمین بوسی دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر عرض کرنے لگے **قطعہ**

ایسی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت	ہر رشتہ تسبیح رگ جان کے برابر
گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ	ہو شکر نہ تیرے کل احسان کے برابر

اسوقت جو ساحر غدار آیا ہی اُسنے کچھ صلاح کرکے طبل رزم بجوایا ہی یہ کہکر جب ہرکارے چلے گئے شاہ گردون بارگاہ نے بھی حکم نوازنت طبل سکندری دیا چنانچہ کوس حربی ادھر بھی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا ہتھیار سلح خانون سے نکلنے لگے پھر آہن جوش زن ہوا آراستہ و پیراستہ ہر ایک صف شکن ہوا درست اسباب آہن ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار تھی کہ طارک فلک کے پار تھی شمشیر ہلال صاعقہ خصال شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم مہتاب جھپک جاتی تھی ضیا باری شمشیر کا ابر خنجر سطح صاف ہونیکی خبر دیتی سپر دن کی ہالی خون برسنے سے آگاہ کرتی **لمؤلفہ**

جوہر تیغ یون چمکتے تھے	نکلے تھے چرخ رزم پہ تارے
حلقہائے زرہ کمان پُر جوش	تھی شجاعت جو اُنکی حلقہ بگوش
باتین آپس مین کر رہے تھے جوان	کل عدو کے لیے ہے نوک سنان
جان لڑائی مین ہم لڑا دین گے	نام رستم کو ہم مٹا دین گے
شور بوق و نفیر و طبل و دہل	کر رہا تھا یہ چارسو سے غل
ہان دلیرو کمی نہ کر جانا	نام گر چاہیے تو مر جانا

رات بھر تیاری سامان جدال مین بہادران روزگار نے بسر کی سحر ترک شب شاہ خاور کا تو پا مان گیا ساحر ظلیل کر سو ہوئے بھاگنے تک اور کچھ نہ بن آیا رخ پردہ عدم مین چھپا یا کہ بموجب **ابیات**

کہ جب روئے سحر نور بخشا	ہر اک جانب قریب و دور بخشا
صدا لشکر سے پھر آئی گجر کی	اذان دی ہر موذن نے سحر کی

لشکر ساحران شب بھر سحر خوان رہا تھا دم سحر نیل خیل جانب میدان روان ہوا لقا بھی فیل پہ سوار ہو کر وارد دشت قتال ہوا

ہونے بجنے لگے غول بندھنے لگے مورچوں کے بند وبست ہوئے زمین پست و بلند کو ہلیدار درست کرنے لگے امیر کشور گیر بعد فراغ نماز
سحر مسلح و مکمل ہو کر اشقر پر سوار ہوکے در دولت شاہ باتوقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوئے ہمراہ سلام ہر سردار ذی جاہ
کا ہوا سامان بادبہاری آگے بڑھا نخلوں نے گھوڑے کو اڑایا کلیوں نے کر کا سنا یا صبح کا وقت نور کا تڑکا منقبت شہ مردان
نقیبوں کا پڑھنا نسیم سحری کا فرفر چلنا ارد نگوں کا تیر کی طرح کمر سے ہو جانا بہادروں کے دلمیں ہولے شجاعت کا بڑھنا گرہوں کا طرارے
بھرنا عجب بہار دکھاتا بوستان شجاعت پھلا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ جوانوں کا بڑھتا سبزہ لہلہا نیکی کیفیت دکھاتا اسی شوکت
وشان سے بڑی آن و بان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحرائے کارزار میں پہونچی **نظم**

خورشید شد چشمۂ آفتاب	بہ پیکانہائے درخشان چو آب
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ	نماید چنان چوں ستارہ بمیغ
ہمہ یکسر از جائے برخاستند	جہان را بجوشن بیاراستند

جب اور میدان نبرد ہوئے صفیں جنگیں میمنہ و میسرہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکر میں تخت شاہ اسعد کیانی شہزادہ قاسم
ہوا معروف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر امیر کا اشقر ٹھہرا علم اژدر پیکر کا پھریرا پرپھلا چالیس گھوڑوں سے اژدر پیچان سکے
صدہائے صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی خوشبو دشت میں مشک عنبر کی پھیلی نقیب للکارے کہ کیت پکارے کہ جنگل میں تیغ جنگ جو
مرد یا بیری کو مار دہوت سپوت مائی کے لعل جیالا باسور ان کو دیکھ کے جی بیکل ہے جان تو قوم میں ساکھ ہی یہ صدا سنکر بہادر جہجہے
سحر نگاہ اژدر باڑا کر حسب فرمان لقائے بدگہر میدان میں آیا آگ پتھر برسا کر بہت کچھ نیرنگی سحر دکھلا کر للکارا کہ اے بندگان
مغضوب خداوند تمہارے مرگ تمکو ہو تو آؤ آب تیغ پی جاؤ اس غیب کو سنکر طول کشتی سست پر بیری ملازم قاسم خاوری نے
دست حیب سے گیند لا پہناکا لا اور شہزادہ قاسم کیطرف بہ اجازت پانی پہلا تھا کہ شہزادہ موصوف نے اشارہ کیا ■ بہادر سامنے
تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالیجاہ نے حسب دستور عالے سپرد خدا فرمایا وہ گینڈا جولان کرکے مقابل حریف پہونچا اُسنے ضرب
طلب کی اسنے فرمایا کہ یہ کام اہل اسلام کا نہیں کہ پیش دستی کریں تو اول جو منصوبہ اپنا نکال لے جب تیری ضرب سے ہم کو
بچا یگا اسوقت دیکھ لینا جو کچھ سانحہ گذر جائیگا سحر نگاہ اسکی باتوں پر ہنسا اور سحر اُسنے پڑھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اُس
بہادر پر گری مگر اُسنے اتنا جلد گینڈا وہاں سے اڑایا کہ بجلی زمین میں سما گئی اور یہ بہادر پہلوئے ساحر پا کر ٹھہرا اور پکارا کہ خبردار
ہوشیار ہو کہ زمانہ اجل قریب پہنچا یہ کہکر ساطور گرانبار اُسکے سرنحس پر لگایا اُسنے ساطور کی چمک دیکھکر اژدر پر سے اپنے
تئیں گرایا اس جلدی میں ایسا گھبرایا کہ سحر یاد نہ آیا لوٹ کر ساطور کی زد سے الگ ہوا اژدر پر ساطور پڑا کہ ایک شعلہ اسکے
جسم سے نکلا اور زبسکہ سحر کا اژدہا تھا اس سبب سے جل گیا یہ سوار گینڈا بڑھکر بسان ملک الموت سر پر اسکے پہونچا ابھی اُسنے
گھبرا کر سحر پڑھا کہ زمین میں جسم نحس اسکا سمانے لگا لیکن جب تک پیرانوں میں سمائے اس دلاور کا ساطور سر پر پڑ گیا کمر تک سر دو ٹکڑے
ہونے پایا تھا پس سر اسکا شق ہو گیا مگر وہ ساحر بہ زخم کھا کر سر بھی زمین میں کر لیا اور اپنے صف لشکر کے قریب جا کر نکلا جب
دیکھا کہ سر اسکا زخمی ہے اور اُسنے اسی حالت میں سحر پڑھا کہ اس بہادر کے دست و پا بے طاقت ہو گئے ایک پنجہ گینڈے پہ سے
اٹھا لیگیا پھر ساحرہ کور نیب نے جو لشکر اسلام سے سردار جانے لگے لیکن جو گیا اُسنے دور ہی سے سحر پڑھکر پنجہ بھیجکر

گرفتار کرلیا اور راز اسکا آپ نے ہی ہو چکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سردارون کے طبل امان بجاکر پھر گیا لشکر دونون طرف اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوے بادشاہ اسلام سردارون کیلیے رنجیدہ ہے اُدھر ساحر زخم سرکی تیمارداری مین مصروف ہوا چند روز مقابلہ موقوف رہا یہان تو یہ سانحہ گذرا اُسطرف طلسم کوکب مین طائر جادو کو بعد مدت نہ دیکھے آنیکی امید تھی چشم مشتاق دید تھی گھر خالی از غیر کیا تھا انگو کو روزن در بنایا تھا جام و صراحی چوکی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر او ترچھے اُٹھتا بیٹھتا تھا بے تابی بڑی تھی شاق مفارقت کی گھڑی تھی کبھی اُٹھکر ٹہلنے لگتا تھا از بسکہ فروماندہ تھا خیال قامت رشک شمشاد رکھتا تھا قمری نمط نالہ و فریاد کرتا تھا یاد گل مین بہ رنگ بلبل فغان زبان پر لاتا اور کہتا کہ نظم

بہار کباد غم دیتی تھی آواز	مزاج ضبط تھا ہر وقت ناساز
کھلے گا راز دل میرا کھلے گا	زمانہ آکے طعنے مجھکو دے گا
یہ بیتابی نہین جانے کی خالی	مٹا دے گی طبیعت کی بحالی

اسی امید و بیم مین بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب در ساحران ہمراہ سواری زوجہ روتے پیٹتے آکر پہونچے اُسنے گھبرا کر اُسے پوچھا کہ ع لے دستو کہو تو یہ رن نے کیا کیا ہ ان لوگون نے جملہ کیفیت ظلم ساحر یعنی سحر نگاہ کی بیان کی وہ بہر مدد لقا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سنتا تھا کہ اسکو غش آگیا اور جب ہوش آیا اسیوقت درباری لباس پہنکر قلعہ ہفت رنگ مین آیا اپنے باغ مین ملکہ بہار مع عیار ساسان دعوت مہرخ کر رہی ہے کہ چوبدار نے حال طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا ہے اور امید باریابی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلاؤ بموجب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آتے ہی پگڑی اپنی دے ماری اور پکارا کہ ہائی ہے ملکہ کی میری جان اور آبرو دونون برباد گئی ملکہ نے سبب گریہ و فریاد استفسار کیا اُسنے کل کیفیت چھین جانے زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی تیری بی بی کو بلوائے دیتی ہون یہ کہکر عمرو سے کہا کہ آپکی اجازت اگر ہو تو سحر نگاہ کو بھی قتل کرڈالون عمرو نے کہا اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ لشکر اسلام آفت سے بچیگا لیکن یہ خیال ہے کہ حمزہ کسیکی مدد نہین چاہتے ہین اور جو کوئی ساحر انکی جانب سے لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے بہاران نے کہا یہ جھگڑا اور ہے ہم خود سحر نگاہ کے مدعی ہین کہ اسنے ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے عمرو نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائین وہ پکار کر سر میدان کہدین کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہین اس سبب سے کہ اسنے یہ حرکت کی ہے ہم حمزہ کے طرفدار نہین ہین پس پھر حمزہ ناراض نہوگا ملکہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا عمرو نے کہا تو مین عریضہ خدمت حمزہ مین اپنے حال کا لکھدون جو صاحب جائین لیتے جائین ملکہ نے کہا لکھیے خواجہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عرضی تحریر کی اور احوال اُلفت بہارانکے اور طلسم ہوشربا کے سند رج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق بیحد کمال آپکی قدمبوسی کا ہے دعا فرمائیے کہ طلسم جلد فتح ہو اور مین آپکی خدمت مین حاضر ہون باقی سب سرداران عالیشان کو سلام و دعا پہونچے اور میری بیبو نسے خیریت کہدیجیے گا اور لڑکو نکو پوچھ لیجیے گا یہ لکھکر بہاران کو دیا کہ بھیجدیجیے ملکہ نے فوراً سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحر سیہ فام گرنیک نہاد و خوش انجام مجبوراً اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے زمین سے نکلا اور ملکہ کو تسلیم کرکے ٹھہرا ملکہ نے خطاب کیا کہ اے آہن تن خوار جادو تم جانب کوہ عقیق جاؤ بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیجاؤ اور سحر نگاہ نام ایک ساحر فرستادہ افراسیاب ناکام بہر مدد لقا آیا ہوا ہے اور اسنے یہ ستم برپا کیا ہے کہ ہمارے ملازم کی زوجہ کو

چھین لیا ہے پس اس ہیجیا کو واصل دار البوار کرنا اہل اسلام کو لڑنے نہ دینا کہنا یہ ہمارا حریف ہے آپکی مدد کو نہین آئے ہین ملاقات
پیستم ہوجائے ہین سب حال طائر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اس عورت کو بکیفیت یہان لے آنا یہ حکم سنکر ساحر نے چاہا کہ
رخصت ہو مخمور نے کہا اے ملکہ انکو ذرا ٹھہرایئے تو ایک چیز مین بھی دون ملکہ نے اس ساحر کو روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اسنے کہا کہ
ایکبار مین لشکر اسلام مین گئی تھی اور وہان شہزادہ نور الدہر والا قدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم
کے خاصدان اور عطردان وغیرہ بہت نایاب ہوتے ہین اور تکلف یہ کہ ایسی چیزین جواہر کی بصورت طائران بناتے ہین اور سعد
جانور کل کے زور سے باتین کرتے ہین پس آپ مین سے مجھکو ایک خاصدان بھیجدینا چنانچہ حسب فرمائش شہزادہ مذکور ایک ہُدہُد مو
کا جو بظاہر ہُدہُد ہے اور اصل مین خاصدان ہے مین نے پیدا کیا ہے اس ساحر کو دیدیجیے کہ شاہزادہ موصوف کو دیدے یہ
بیان مخمور کا سنکر **عمرو** سمجھ گیا کہ یہ بلقیس وش اپنے سلیمان کو ہُدہُد کے حیلہ سے نامہ بھیجتی ہے کیونکہ **عمرو** راز عاشقی **مخمور** و شہزادہ
مسطور سے آگاہ ہے پس بے اختیار ہنسا اور کہا اے ملکہ جاؤ وہ خاصدان لے آؤ **مخمور** وہانسے اپنے مکان آرامگاہ مین کہ جو بران
کے جگہ رہنے کو دی ہے آئی اور ایک نامہ بصد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیاہی کے عوض سویدائے دل صرف فرمایا خامہ کے بدلے
نوک مژگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ بہزاران شوق لکھا۔

نامہ ملکہ مخمور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والا قدر لمؤلفہ

اے بلبل باغ دل ربائی
سرحلقۂ مہوشان عالم
مرغوب ستمگران عالم
نوبادۂ باغ کامرانی
غواص محیط آشنائی
تیرا ہے حسن تاقیامت
اکدم نہین بھر من سے
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن
ماتم ہے خوشی کی انجمن مین
نرگس ہے برنگ چشم حیران
سنبل ہے مثال مو پریشان
گلشن مین صبا ہوئی ہے برباد
ہے سب سے زیادہ بیقراری
کھانا بھی ہمارا چھٹ گیا ہے

اے قمری سرو آشنائی
سردار گروہ مہ جبینان
محبوب جہان و جان عالم
رونق دہ قصر بے ریائی
حسن رخ حور خوش ادائی
جب سے مین جدا ہون تجھسے جانی
بیزار ہوئی ہے جان تن سے
آہو کی طرح جدا ہون بن سے
ہر گل کو ہے بیکلی چمن مین
قمری سے جدا ہوا ہے شمشاد
لالہ کا ہے داغ دل نمایان
آرام نہین مجھے کسی دم
رہتی ہے تمھاری انتظاری
ویران ہے نظر مین میرے بستی

سرخیل سخنوران عالم
شاہنشہ زمرۂ حسینان
گلدستۂ گلشن جدائی
مقبول جناب کبریائی
اللہ رکھے تجھے سلامت
راحت کی نہ کوئی بات جانی
نظرون مین ہے خار سارا گلشن
بو گل سے جدا ہے گل چمن سے
ہے خار نظر مین سب گلستان
ہے قید الم مین سرو آزاد
بلبل کو نہین ہے گل کی اب یاد
غم سے ہے مرا عجب عالم
سب حسن کا مال لٹ گیا ہے
ہون۔ دیکھنے کو ترے ترستی

جانی میں تجھے کہاں سے پاؤں
جانی یہ کمال آرزو ہے
مانی ہوئی منتیں بڑھاؤں
ہم ایک گھڑی رہیں نہ تم بن
یہ حق سے دعا ہے اب ہماری

کس طرح بھلا گلے لگاؤں
جس روز میں دیکھوں تیرا چہرہ
اللہ کا طاق بھرنے جاؤں
پھر وصل کے ہوں نہ تم سے سامان
اسلام طلسم میں ہو جاری
دشمن کا جسد ہو پارا پارا

دنیا میں تو میری عیش تو ہے
مسجد میں چڑھاؤں جا کے سہرا
اب جلد خدا دکھائے وہ دن
پھر دل کے نکالیں خوب ارمان
ڈنکا بجے پھر ترا دوبارا

یہ نامہ محبت مشحون لکھکر ایک جواہر کا ہُدہُد بزور سحر بنایا اور اُسمین ایک پری سحر کا بٹھایا اس پری سے حکم دیا کہ جب شہزادہ نور الدہر تنہائی میں ہُدہُد لیجائے اُسوقت یہ نامہ اسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب اگر لکھیے تو بطور مخفی اسیطرح لکھیے نہیں تو جواب لکھنے کے عوض زبانی پیام کہدیجیے پری یہ حکم سنکر ہواکیطرح قالب ہُدہُد میں نامہ لیکر سمایا اور اُسنے ہُدہُد لاکر بران کو دیا اُسنے آہن تن کے حوالہ کیا مگر دلمیں محبت شہزادہ ایرج جوش زن ہوئی کچھ سوچکر اس ساحر سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ شہزادہ ایرج پاس ہے اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہے اسکو ایک کبوتر جواہر کا میں دیتی ہوں تو پہونچا دینا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہے تم شہزادہ ہی کو دینا وہ دیدینگے یہ کہکر آپ بارہ دری میں عمرو کے پاس سے اٹھکر گئی اور بموجب بیت سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو ایک نامہ محبت آگین شہزادہ ایرج والا تمکین کو لکھا مضمون یہ تھا

نامہ ملکہ بران شمشیر زن بنام شہزادہ ایرج صف شکن لمؤلفہ

اے زینت بزم ماہرویان
اے مہر جمال و غیرت ماہ
یوں بعد سلام شوق ایجان
کیونکر جی یہی چاہیے تمہیں تھا
غفلت وہ کونسی ہے ایجان
کیوں دلسے بھلائیں کھاکے قسمیں
اپنا تو یہ حال ہے مری جان
کیونکر تمہیں جاکے دیکھ آئیں
کیا کیا وہ مزے اٹھاتے ہونگے
مقبول کشاکش صد آزار
جب آتی ہے یاد روے روشن

اے افسر مجمع حسینان
صدقے ترے میری جان ایجان
سنیے یہ قصۂ پریشان
دل لے کے کیا ہے ہم کو بدنام
جو ہم سے ہوے ہو ایسے انجان
منہ دیکھے کی تھی وہ ساری الفت
ہر وقت تمہارا دل کو ہے دھیان
رشک آتا ہے سنکے حال اغیار
جب پاس تمہارے جاتے ہونگے
الفت کا یہی ہے شاید انجام
تر ہوتا ہے آنسوؤں سے دامن

اے دلبر ذی کمال و ذی جاہ
اللہ رہے ترا نگہبان
کیا ہے یہی عاشقی کا شیوا
اب ہم سے بھلا تمہیں ہے کیا کام
الفت کی وہ ساری تمنے رسمیں
پھر دل سے نہ تھی ہماری الفت
طاقت نہیں پاؤں کیا اٹھائیں
ہے جنکو نصیب طلعت دیدار
اک ہم ہیں فراق میں گرفتار
لینے نہ ہو ایک لحظہ آرام
دل اپنا جو ہم مسوستے ہیں

اس طرح سے تم کو کوستے ہین
مستی سے اُسے رہے اُداسی
رخسار کا دن ہو روز ماتم
ہو تیر مژہ سے دلفگاری
حسرت سے یون کو اپنے چوسے
کیا دل پہ گذرتی ہے مری جان
ہے تیری سزا یہی کہ تو نے
ہے جوش ہوس کی سب یہ تحریر
دیتے ہین دعا مین دل سے سرتان
ہے دل سے دعا کہ رب اکبر
اور وصل کی شب کو چاہے پڑھو
اس لب کو نہ اور کوئی چوسے
مشتاق ہین اے صنم تمہارے
بس کر چکے حال دل کا اظہار
جبتک کہ یہ آسمان ہے باقی
ہے آرزوے وصال جب تک
جبتک ہین یہ قصے بے تامل
ابرو ہین تیرے شیر خونخوار

یارب جو کوئی ہو اس کا دلدار
ہو کاکل پر شکن کی پھانسی
ابرو کرے کار تیغ قاتل
آنکھون سے ہو جوے اشکجاری
ہم اُسپہ ہنسین کہ اب کہو صاف
کیون رخ ہے کدھر کدھر کو پھیرا
دل لے کے کیا تھا ہم کو برباد
لیکن یہ غلط ہے اپنی تقریر
ہین بندۂ بے درم تمہارے
دکھلا دے تمہارا روے انور
پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ
اُس خانۂ حسن کو نہ موسے
للہ کبھی تو منہ دکھاؤ
لکھتے ہین دعا مین چند اشعار
ہے جبتک ہجر و وصل جانان
معشوقون کا ہے خیال جبتک
ہو جلوہ فروش حسن تیرا
ہر روز لین نئے گنہگار
دوست اُسکے ہون شاد خصم پامال

آزردہ رہے وہ اس سے ہر بار
ہو زلف کی شب اُسے شب غم
دل پہلو مین تڑپے مثل بسمل
بوسون کی ہوس مین آرزو سے
بتلاؤ کچھ عاشقی کے اوصاف
مارا مجھے تیری آرزو نے
ہو قید الم سے تو نہ آزاد
ہم دل سے ہین تیرے دوست یاجان
گو تم نہین پر ہین ہم تمہارے
پھر آکے گلے ہمارے لپٹو
اعجاز عیسوی دکھاؤ
کب دیکھیے ہون کرم تمہارے
آؤ مری جان جلد آؤ
یارب جب تک جہان ہے باقی
عاشق کے ہر دل مین درد پنہان
جبتک ہین جہان مین بلبل و گل
تجھ پر رہے اک جہان شیدا
یارب رہے دوست میرا خوشحال

یہ نامہ مثل مخمور قالب کبوتر مین بٹھا کر رکھا اور کبوتر لاکے حوالہ آہن کیا اور خلعت رخصت دیا آہن وہان سے اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیا بڑے تجمل و حشم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہوا مگر سحر نگاہ جو زخمی ہو کر پھرا تھا تو پانچ چھ روز تک اپنی بارگاہ مین بہ زخم کی تیمارداری کیا کیے جب التیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سے نکلکر خدمت لقا مین آیا اُس گمراہ نے مزاج پرسی کر کے بخاطر تمام بٹھایا یہ بیٹھکر شراب پینے لگا جب وقت آیا کہ ساحر شب نے تجانۂ عالم مین دخل کیا اور ہلال فلک نے ندرت کے لیے کمر جھکائے ظاہر ہوا کہ ظلم

کہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب	نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب
سیاہی چھا گئی صحن جہان مین	بڑھا سودا مزاج آسمان مین

ساحر مذکور نے خداوند سے کہکر حکم نواخت طبل رزم دیا عیارون نے جا کر طبل جمشیدی بجایا ساحرون مین نفیر دنا قوس

کو دطلا تلیمان لیقو بیان ہلکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے خبر نقارۂ حرب بجنے کی گذارش کی
یہان بھی کوس اسکندری پر چوب لگی شاہ نامور چوب پڑی صدائے نقارہ بحر عالم مین موج زن ہوئی نہنگان قلزم جرأت و شناوران
محیط شجاعت دریا رسے خیام مین اپنے مقام راحت و آرام مین آئے بحر آہن مین غوطہ زن ہوئے سارا دریا کے پاٹ کی
طرح بڑھ گئے نامردی کنارہ کیے تھی پاؤن حوصلے کے گڑ گئے کشتی جان تہلکۂ و طلاطم خوف و رجا مین گرفتار دم سحر سب جانتے تھے
کہ بیڑا پار ہو زورق تیغ مسافران بحر فنا کو کیوے پار اُتاریگی موت چاؤ چلو پکار رہے گی رات بھر ابر کینہ پروری چھایا رہیگا
صبح مطلع صاف نظر آئے گا نظم

غرض اُس شب کو دونون سمت لشکر ہوئی تیار بہر جنگ ہمسر
ارادے تھے کہ سر تن سے اُتارین عدو کو ڈانٹ کر میدان مین مارین
بڑھینگے جب بہادر اپنی صف سے بہین گی خون کی نہرین ہر طرف سے
نظر سے جوش جرأت تھا ہویدا امنگین ڈھنگ سے ہر اک کے پیدا
یہی کہتے تھے مردان دلاور سر دشمن ہے اور تیغ دو پیکر

رات بھر یہی شورش بحر فوج مین رہی جب یم بے پایان ضیا خورشید گیر عالم ہوا اور سفینۂ شب ڈوبا کہ نظم

کہ جب شب نے رخ انجام دیکھا ہوا وقت سحر کچھ اور لیکھا
بڑھے ہر سمت سے دریائے لشکر جھنک شمشیر کی ہونچی فلک پر

لشکر اسلام و ساحران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سردار و امیر در دولت پر آئے شاہ
آسمان جاہ نے برآمد ہو کر ہر ایک کا مجرا و سلام لیا سرفراز کیا بعد شوکت و ہزاران منزلت حلقۂ افسران مین بارگاہ
کی جانب چلے ڈنکے بجنے لگے نشان کھلے علمون کو جلوے ملے کہ بموجب نظم

علم تھی ہاتھ مین ہر اک کے شمشیر چمین لاخون سے جنگل تھی یہ تدبیر
کرین فوج عدو کو دم مین تاراج رہے زندہ ہمارا صاحب تاج
اسی صورت سے جب میدان مین پہنچے پرے جمنے لگے سب افسرون کے

اسطرف سے لقا ساحرون کا پرا اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار نقبائے بلند مقال
نقابت کر کے ہٹے صف ساحران سے سحر نگاہ بد خصال اژدر اُڑا کر آگے بڑھا اور للکار کر کہا لے بندگان حامی خداوند
آؤ اور شربت مرگ پیو اسطرف سے سرداران ایرج نوجوان یگان یگان مقابل جا کر ہوئے اُسنے بزور سحر ایک ابر وسط
میدان قائم کیا ہی اور اس ابر مین بجلی چمکتی ہر جو بہادر اُسکے سامنے جاتا ہی اُس تک پہونچتا بھی نہین کہ ابر سے
بجلی تڑپ کر گرتی ہی اور خرمن ہستی کو جلا دیتی ہی چند سردار جب اسطرح کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی کرۂ جنگ تقرر
صف لشکر سے نکالا کل علم صف پیسار کے جلوہ پذیر ہوئے سردار پا پیادہ رکاب کے آگے لپٹے لئے آقا سے ہم جانباز نہ
کسدن کیلیے ہین شہزادے نے سبکو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپ سامنے تخت بادشاہ عالم جاہ کے آیا مرکب سے اُتر کر پایۂ تخت کو

جو کر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے ہنوز رخصت نہ فرمایا تھا کہ بروے ہوا صداے برق و نفیر جنبش دی اور سب نے دیکھا کہ ایک لشکر اژدر و رنگ و پلنگ دیو پر ساحرونکا سوار جلو لیاں بہر ایک کی زر تار زمین پر آ کر اترا اور ایک جانب کشیدہ ہوا افسر لشکر سواری سے اتر کر خدمت امیر نامدار مین آکر تسلیم بجالایا اور عریضہ عمرو عیار پیش کر کے عرض پیرا ہوا کہ سحر نگاہ ہماری ملکہ بران کا مدعی ہے کہ سنے انکی ملازم کی زوجہ کو چھینا ہی ہم آپکی مدد کو نہیں آئے ہیں بلکہ ہماری مالک اُسکی جانب سے کینہ ہی آپ جنگ جدل دم بھر موقوف کریں ہم اس بیحیا کو سزا دیں امیر نے یہ مضمون سنکر شہزادہ ایرج کو اپنے پاس بلایا سارا ماجرا سنایا اور لڑنے سے منع فرمایا شہزادہ تمام بران لشکر خاموش ہو رہا اور صف لشکر میں جا کر داخل ہوا وہ ساحر پھر کر اپنے لشکر میں آیا اور اتر در پے جھکر جانب سحر نگاہ بدگہر چلا راہ مین جو لکا ابر مانع تھا اسکے پیے سحر پڑھا کہ آندھی بڑے زور سے آئی اور اس پر کوار اکر ایک طرف پھینکی یہ سامنے اس زانی کے پہونچا اور پکار اکسار سے حرامزادے تو طائر کی زوجہ کو چھینکر کہاں تک چھپیگا اب اپنی شہوت پرستی کا مزا چکھے گا سحر نگاہ نے جو حریف کو للکارتے پایا بے اختیار زمین پر گر کر بیر دمان کی صورت بنا اور طمانچہ اُٹھا کر آہن تن پر چلایا یہ بھی اور یہی زمین پر گر کر بصورت ضیغم تیار ہوا اور حریف سے جا بھڑا طمانچہ چلنے لگا ڈکارنے سے شیرونکے جنگل گونجنے لگا نعرے سادہ جنگین شیرانہ ہوتین ہموں سے عرش اور اسد چرخ کا دل دہلتا برج اسد مین بہرام فلک چھپتا تا دیر باہم آمیزش سخت رہی تڑپ بھر پلٹ رشت رہی سحر نگاہ کا جسم جابجا سے فگار ہو گیا اور اُسنے جیکا کہ حریف ہم پنجہ قوی چنگال ہے بس بند سحر جانب فلک اڑا اور وہانسے برق ہوکر گرا یہ بہادر فوراً زمین مین سما گیا جب وہ برق سے زمین پر گر کر پھر انسان بنا اور حریف کو ڈھونڈھنے لگا آہن تن زمین سے نکلا اور بھالا اُسکے شکم مین در آیا اور پیٹھ توڑ کر باہر نکل گیا وہ خون اگلنے لگا آنتین پیٹ سے باہر نکل پڑین تڑپ کر مر گیا شور اسکے مرنیکا بلند ہوا ساحران لشکر نے جو اپنے افسر کا مرنا دیکھا حربہاے سحر لیکر حملہ آور ہوے ادھر سے ہمراہیان آہن تن چلے جنگ مغلوبہ ہوئی بجلیونکا چمکنا بادونکا گرجنا بیر دنکا غل ساحرے ساحر کا جھڑنا بے تامل تیغ جان ارزان امن و امان کا سوداگران ہنگامہ قیامت نشان کا سامان کر

نظم

از یشان بکشتند چندان سوار
کزان تنگ شد جاے آن کارزار

یکے آتش انداخت اندر جہان
کزین جا بکیوان رسد دود آن

سپہ جنب جنبان شد و باز گشت
ہمی بود تا روز اندر گذشت

آخر فوج سحر نگاہ جو زد و کشت سے بچی بھاگ کر جانب طلسم روانہ ہوئی لشکر آہن تن قتل کرتا ہوا پڑاؤ پر آ نکلا جہاں بارگاہ میں زوجہ طائر تھی اپنی کنیزون کو لیکر باہر نکل آئی آہن تن نے محافہ مین سوار کرایا اور خیمہ وغیرہ جلا دیا پھر لقا نے چاہا کہ متعرض حال ہو بختیارک نے منع کیا کہ آپکے بولنے سے حمزہ آ پڑیگا علاوہ اسکے ساحرونکی لڑائی آپ دیکھ چکے ہیں سارا لشکر برباد ہو جائیگا یہ سنکر اس گبر نے طبل امان بجوایا اور لشکر پھرا امیر بھی مراجعت فرما ہوے مگر آہن تن کو ساتھ لائے اُسکے لیے لشکر میں بارگاہ نصب ہوئی زوجہ طائر کیلیے خیمہ الگ مرحمت ہوا امیر نے دونوں کو خلعت فاخرہ بھجوایا اور سامان جوت کیا یہ دونوں خلق صاحبقران سے بہت ممنون ہوے امیر جب دربار مین بیٹھے بارگاہ شاہی مین بادشاہ نے اس روز دربار کیا اور آہن تن کو بلوایا کرسی عنایت فرمائی پھر عرضی عمرو کی پڑھکر بہت خوش ہوے اور حال طلسمات اس ساحر سے بھی پوچھا اُسنے جملہ حال خواجہ عمرو کے جانیکا اور انکی توقیر و عزت کے ہونیکا بیان کیا

جب شاہزادہ نور الدہر نے کہ حاضر دربار تھے سنا کہ محمور ہمراہ خواجہ طلسم کوکب مین ہو دے سے تنبیہ کیا کہ اس ساحر کو بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ مین بلا کر خیریت اس غنچہ باغ محبوبی کی دریافت کرونگا ادھر ایرج نے بھی ارادہ کیا غرضکہ تا دیر حاضر دربار رہکر از بسکہ خستہ شکستہ دن بھر کے تھے بہر آرام دربار برخاست کر کے شاہ داخل شبستان ہوے سردار اپنے اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے عیارونکو بھیجکر آہرن کو بلوایا اسکو خود بھی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب پہلے نور الدہر کی بارگاہ مین آیا شاہزادہ نے مسند پر بٹھایا جام شراب دیا پھر استفسار کیا کہ ملکہ محمور کا مزاج اچھا ہے اُسنے عرض کیا خیریت سے ہین اور آپکو یہ قاصد ان بھیجا ہے اگر وہ تحفہ پیشکش کیا اور وہانسے یہ عذر کر کے کہ مجھکو شہزادۂ ایرج پاس جانا ہے رخصت ہوا اور بارگاہ ایرج مین آیا شہزادۂ مذکور نے بھی بعد تواضع بیان حال مزاج ملکہ بہاران استفسار فرمایا اُسنے حال خیریت بیان کر کے وہ کبوتر دیا اور کہا کہ ملکہ نے بطور رکھدیا ہے کہ وہ آپکی بی بی ہین شہزادے نے وہ کبوتر بہت پسند کیا یہ ساحر تو چلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا یہان شہزادہ تنہا بیٹھا ہی تھا اور کبوتر کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک اسکے پیٹ سے پرندے آواز دی کہ لے شہزادہ ملکہ نے جو نامہ دیا ہے فرمائیے تو مین پڑھکر سناؤن نہین تو نامہ حاضر ہے یہ کہکر کبوتر نے منقار وا کی دھوان منھ سے نکلا ادھا ایک نامہ اس دھوین سے نکلا سامنے گرا شہزادہ کبوتر کو قاصد یار سمجھکر فطرت محبوب پر آفرین خوان ہوا اور نامہ کو وا کر کے پڑھا گوہر اشک سے نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے دیکھکر بیقرار ہوتا اور اسیطرح شہزادۂ نور الدہر با ہمہ سے کلام ہوے اور نامہ لپٹے دیا اُنھون نے بھی نامہ آنکھون سے لگایا اور مضامین پر مطلع ہو کے زار زار رونا شروع کیا آخر بمصداق المکتوب نصف الملاقات اسیر قرار آیا کہ مطلب اگر یہی ہو تو منتظر رہ اشتر زمانہ ہجرت گذر کر ہنگام وصل بھی آئیگا مگر جواب اس خط کا اس شکستہ پری کو بھیجنا چاہیے کیونکہ وہ ترکیب کرنا چاہیے کہ ملکہ بنام تمہو بطور تحفہ جواب بھیجے مگر وہ تدبیر ذہن مین نہ آتی تھی کہ کہتا تھا کہ عجب مصیبت دشوار ایسی کوچہ جانان کی راہ ہے مقتضا تو عجب ہا ہے کبوتر تباہ ہے ادھر شہزادۂ ایرج بھی اسی فکر مین ہین اور کہتے ہین کہ بیت قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ۔۔ در حیرتم کہ جان بکدام اے کنم نثار ۔۔ غرضکہ فکر کر کے یہ بات ذہن سے پیدا کی کہ ایک عطر دانی بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت شکل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہم نے دلنواز دل سے لگی ہے اور شکل اپنے ملکے لیے دلدار تجھکو جانتے ہین اور یہ بھی آئین عنایت ہے کہ ہم دل دے چکے ہین اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجے ہین دل ہی کی شکل اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ ہماری دلجوئی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کر کے عیار کو طلب کیا اور اُسے حکم دیا کہ شکل دل کے ایک عطردان جواہر کا ہمارے ملازمین حکاکون سے رات بھر مین تیار کرا لا خبردار صبح تک ملے اگر وہ تحفہ ہوگا حکاک لرزاں لے جائینگے عیار اسیوقت جواہر سازونکے پاس گیا خزانہ سے یاقوت بھر لیگیا وہ انکو دیکر حکم شہزادے سے مطلع کیا وہ کو پابند حکم ہوے اور شہزادے نے بموجب بیت از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ۔۔ انی رأیت دہرا من ہجرک القیامہ ۔۔ ایک خط محبت نمط اس مضمون کا مطلوب کو رقم کیا ۔

جواب نامہ بہاران شمشیر زن ازجانب شاہزادۂ ایرج تہمتن

اے شہنشاہ شہر حسن و جمال
سرو آزاد باغ محبوبی
وصل تو آج کل بہت ہے محال

ماہ تابان اوج فضل و کمال
حق سدا مہربان رہے تم پر
پر زبان قلم سے ہے یہ مقال

گل شاداب گلشن خوبی
اور نبی کی امان رہے تم پر
یاد مین ہم تمہاری رہتے ہین

اشک چشمون سے جاری رہتے ہین
آجکل اب یہ حال ہے جانی
دن بھی کٹتا ہے آہ و زاری مین
دھیان رہتا ہے بس ترا مجکو
کوئی اندر سے دل کو ملتا ہے
دل بہت بے قرار رہتا ہے
اور محبوب کا کیا ہے گلا
دل مین سو سو طرح کے ہین ارمان
خوب دل کھول کھول کے ہون بخن
تم سا دلبر نہ ہوئے گا پیدا
اپنے عاشق سے تم نہو نا اداس
عیش و عشرت کا روز دیکھو آئے
آئین بوس و کنار کی آئین

شہر طور و تے ہین برسے بدلی
زندگانی محال ہے جانی
رات کو بھی نہین ہے پڑتا چین
نہین آرام اک ذرا مجکو
دل ہے مضطر بغیر جانی کے
رات دن انتظار رہتا ہے
بخدا تیری یاد مین دن رات
یون آتا ہے دل مین میری جان
پر ہے کیا اس مین اپنا بس جانی
اور ہم سا نہ ہوئے گا شیدا
اب خدا سے یہی ہے میری دعا
پھر خدا تم کو جلد دکھلائے
عشق صادق مین جبتلک ہے اثر

سال بدلا نہ پر ہوا بدلی
ہون گرفتار بے قراری مین
ہے گذرتی تڑپ کے ساری رین
جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
مفت جاتے ہین دن جوانی کے
تم تو جانی جو ہے یہ ہم کو لکھا
خوش نہین آتی کوئی مجکو بات
کردہی میرا دل نواز ملے
کس طرح سے ہو دست رس جانی
تم کو دل بیچ ہین رکھتا پاس
کر سے جلد تجھ سا ماہ لقا
کبھی چھپے کی ہون باتین
جبتلک ہین فلک پہ شمس و قمر

	خوش رکھے تجکو ایزد متعال		رہے قائم یہ تیرا حسن و جمال	

اس نامہ کو لکھکر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادہ نورالدہر نے ایک نرگس ان جواہر کا منگایا اور آئین بیت پھول جواہر کے بصورت گل نرگس رکھے اور نامہ تحریر کرکے آئین رکھا درگاہ حسن محبوب مین آنکھ کو چڑھایا یا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون بحث شوق نامہ یہ تھا

جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شاہزادۂ نورالدہر ذی شعور

بہار زار کشور خوبروئی شہریار اقلیم نکوئی سلطان ملک حسن و جمال خسرو ماہ طلعتان شیرین مقال ضیا افروز مہر و خورو پری۔ نور افزائے حسن دلبری محبوبہ با چشم۔ بالقیس شیم یوسف جمال۔ زلیخا خصال لپٹ کر سونیوالی۔ بخ کی لکھونیوالی۔ ہمارے عشق مین بیقرار رہے حسن و جمال برقرار رہے۔ بادۂ محبت سے سرشار رہے۔ رونق بزم سرور و انبساط بہار گلشن عیش و نشاط۔ نور عیون نظار سرور دلہا بیقرار عاشقونکی امید معشوقونکا بھید مسیحا بیمار زندگانیکا سہارا لادو نامہ تمہارا محبت کا کرتا اشارات الفت کی نشانی صورت حق آسمانی نزول ہوا مطلب دل حصول ہوا جانی تمنے جو مجھکو نامہ دار بنایا واقعی مجھپر یہ کیا کہ۔ دوہا

	اکثر و لے نہ کوئی جگو استو دیکھ پڑ لیا ایکھ		مس ینا لکھتی برن ردنی لکھا مو اکتھ	

ہمارا بھی تمھارے ہجر مین یہ حال ہے کہ زبان قلم سے یہ مقال ہے بیت فدا ہے آن سگ کو یاد جان ناتوان من۔ کہ بعد از مرگ در کوے تو آرد استخوان من۔ اور اے پیارے کیا اپنا حال لکھین کہ کبت

جیسے وہ سند ردشت پر دیتے موہے نیک نپھولن مین		سب کا جہاں کے دیت سدھ ہوت تن کے ہولن مین

دیکھ بچار کچھ تو بنی بدھنا پر پیچ کے ہو لسن مین	دوہا	ہر تیت بھئی اب پھندا پڑا دل جھولے پلاق کی جھولن مین
پاتی لکھ سو پٹھائے لکھائے سے دکھ رد ئے		دھو سا جیو رہے کہ تیرے کاہر جائے سے ہوئے

اب خدا جلد تر یہ سامان دکھائے مراد خاطر حزین بر آئے ہماری ان اشعار کے موافق دعا قبول فرمائے۔ **لمؤلفہ**

ساقی ہو سمن باغ ہو ابر بہار ہو
اور ننھی ننھی بوندوں کی پڑتی پھوار ہو
کوئل کُہو کُہو کی صدا دے ہر ایک بار
اک تیر عاشقوں کے کلیجے کے پار ہو
جز گفتگوے راز نہ ہو کچھ خیال اور
اور عطر میں بسا ہوا ہر تار تار ہو
خالی ہو بزم دخل وہان ہو نہ غیر کا
چھاتی ملی ہو چھاتی سے دل کو قرار ہو

پہلو مین تم ہمارے طرحدار یار ہو
جھولا پڑا ہوا ہو کسی شاخ نخل مین
ٹپکا لگا ہو آم کا فصل بہار ہو
بنگلا صنوبری پہ چمن کے ہو وہ پڑا
باین کی چھیڑ چھاڑ ہو بجتا ستار ہو
جوبن وہ ہم پہ تم پہ ہوا سوقت نور کا
دل خوب کھول کھول کے بوس و کنار ہو
عاشق تمہارا آٹھ پہر رہتا ہے ملول

ساون کا تو مہینا ہوا ور دن ڈھلا ہو
اک سمت خوش گلو کوئی گاتا ملار ہو
اسوقت بول اُٹھے جو پپیہا کہ پی کہان
فردوس جسکے دیکھنے سے شرمسار ہو
مہندی تو دست و پا مین تمہارے رچی ہوئی
حور و پری بھی رشک سے جسپر نثار ہو
لب پہ تو لوٹ مرے ہوے جوبن ہاتھ مین ہو
اب دیکھیے یہ آرزو کب آشکار ہو

اب نامہ تمام ہے نرگس سے پھول بھیجے کا انتظام ہے کہ انکو آنکھین ہماری سمجھنا اور اپنی اشتیاق کی سمجھنا غرضکہ دونوں شہزادوں نے نامہ تیار کرکے آرام کیا جسوقت کہ قاصد یعنی مرغ زرین مہر مثل مرغ منور نامہ خطوط شعاع لیکر جانب شاہد شب چلا اور پیک قمر منزل تمام کر چکا کہ **نظم**

رقم یہ خط کا مضمون ہو چکا تھا	فلک پر مہر قاصد جبکہ پہونچا
شگاف مشرقی گردون سے اکبار	ہوا خورشید شکل حرف اظہار

دم سحر عیار رایت دل لیکر آیا شہزادہ نے نامہ امین رکھا اور ساحر مذکور کو بلایا خلعت دیکر فرمایا کہ اس کبوتر کو ملکہ بلور نے بہت پسند کرکے ملکہ کو تسلیم کہی ہے اور یہ ہدیہ حقیر ہے تم ملکہ بلور کیطرف سے یہ عطردان اپنی ملکہ کو دینا اور راہ میں اسکو نہ کھولنا ورنہ ملکہ کو بیزار ہوکر رنج پہونچیگا تنگی ور نیز میرے بھی رنج کا باعث ہوگا یہ راز بادشاہان ہے اسکا اخفا کرنا واجب ہے اُسنے وہ دل لیا اور خدمت ملکہ میں آیا یہان بھی شہزادے نے نرگس ان دیکر اُسکے کھولنے کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور خلعت دیا ساحر مذکور وہانسے دربار مین آیا امیر نے خیریت پوچھی نہائی برعمرو لکھ دی بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا ساحر مذکور نے لشکر مین آکر نفیر بجائی جملہ ساحر سوار ہوے اور محافہ زوجہ طائر کا لیکر بحفاظت تمام چلے یہ لشکر بخوبی بعد قطع راہ طلسم کوکب پہ جا پہونچے آہن نے فوج کو جانب قلعہ خود روانہ فرمایا اور زوجہ طائر کو لیکر خدمت ملکہ بران مین آیا نامہ امیر عمرو کو دیا اور دل ملکہ کے سامنے پیش کیا نرگس ان مخمور نے پایا بران نے زن طائر کو حوالہ شوہر کیا اور آہن کو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جانب قلعہ بھیجا آپ علیحدہ جاکر عطردان کھولا نامہ عاشق پاکر سینے پر رکھا اور پڑھکر رو دیا ادھر مخمور کا بھی یہی حال ہوا یہ دونون یاد محبوب مین بیقرار ہین مگر کیفیت فوج سحر نگاہ سنیے کہ لاش اپنے مالک کی اٹھاکر جو سمت طلسم بھاگی ادھر سے قہر نگاہ ماں اُسکی آتی تھی کیونکہ حکم افراسیاب سے پہلے بیٹے کو بھیجا تھا پھر آپ چلی تھی چنانچہ جب اُس نے مردمان لشکر کو نالان و گریان دیکھا حال پوچھا معلوم ہوا کہ بیٹا میرا مارا گیا پس آتش رنج سے سینہ کباب ہوا دل بیتاب ہوا جملہ ماجرا اسکے مارے جانے کا دریافت کیا اور رو پیٹ کر لاش تو اپنے ملک کی جانب بھجوا دی اور آپ وہان سے خدمت لقا مین آئی حسب دستور لشکر اُسکا جو ترا لوگ سب تعظیم تمام سامنے لقا کے لائے اسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ لگل پر بیٹھی کچھ بیار

اُسکے بیٹے کو یاد کرکے رونیلگا کہ افسوس کیا جوان تھا ہائے ناشاد و پرارمان مارا گیا ہائے معشوق سے ہنسنے بھی نپایا ساحرہ اسکے
بیان پر زار زار روئی اور کہا ملک جی دیکھیو تو مین کیا آفت ان مسلمانون پر لاتی ہون یہ کہکر وہانسے اُٹھی اور اپنی بارگاہ مین آکر سحر تیار کرنے لگی
جب وہ وقت آیا کہ ساحرہ شب ردائے سیاہ غم آلودگان کیطرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ رخسار قمر سفید نظر آیا کہ بیت سیہ پوش
آج ہے کیون شاہد شام ٭ کہین پیدا نہین تارو نکا ہے نام ٭ ساحرہ شام کو خدمت خداوند مین آئی اور طبل جنگ بجنے کی درخواست
کی اس مرتد نے حکم دیا کہ بجے طبل رزمی بموجب حکم کوس حربی گرگڑایا خبر دریافت کرکے ہلکارون نے آنا ساحر کا اور طبل بجوانا خدمت بادشاہ
اسلام مین بیان کیا یہان بھی طبل بجا دلاوروں مین وہی سامان ہونے لگا جو ہر جنگ کیلیے ہوتا تھا تیر و سنان آبدار ہونے لگے صیقل خنجر تلوار
ہونے لگی ادھر ساحر و نمین ڈمرو بجا بوم بولنےلگا لونا چاری کی پکار ہوئی اور راگ پیدا ہوئی مبارزات بھراسلحہ صاف کیا کیئے نعرے شجاعت
کے دم جرأت کے بھر کیئے آخر ہیم شمشیر دلاوران سے کلیجہ شب کا دو نیم ہوا اور شعلہ آہ کی صورت آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ بیت **نظم**

جو گذری رات کی ساری کہانی　　تو نکلا شہسوار آسمانی
سراپا جوشن زرین سے پرنور　　شعاعون سے مسلح چشم بد دور

صبحدم مبارزان جلادت نشان جانب میدان روان ہوئے **امیر** سحر سے مسلح ہو کر آستان شاہ ذیشان پر آئے شہنشاہ گیتی ستان جب
برآمد ہوئے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکے اور قلب لشکر مین تخت شاہ شاہان لیکر چلے جب وارد دشت قتال ہوئے آمادۂ جنگ و
جدال ہوئے آمد سے دونون فوجون کی گرد سے ہوا کرۂ خاک تھا سقون نے پانی چھڑک کر عارض عرصۂ غمناک بنایا بیلدارون نے
غار و خاک برابر کیا صفین جمگئین نقیب کی صدا پر فوجین شورش سے تھم گئین **لقا** فیل پر سوار قلب مین لشکر کے قائم ہوا ساحرہ نکا پرا جما
قہر نگاہ اجازت حرب لیکر آگے بڑھی اور خداپرستون کو پکاری کہ کون تم مین سے ارادۂ جنگ رکھتا ہو آئے میرے سامنے ادھر سے
بہلیل جنگ عراقی بادشاہ ملک عراق زمرۂ تاجدار ان سے مرکب پری پیکر اڑا کر سامنے شاہ ہفت کشور کے آیا پایۂ تخت چوم کر اجازت
خواہ ہوا بادشاہ نے سپرد خدا فرمایا یہ بہادر مرکب تمیز فرما کر روبروے ساحرہ بدگہر گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے جھولی سے اپنی ایک چھڑی نکالی
کی ایکا لی ورافسون پڑھکر اُس بہادر پر ماری وہ چھڑی اسکی لاد ر کے دامن زرہ پر لگ کر گھوڑے لگی کہ گھوڑا تو پتھر کا ہوگیا اور پہلوان زمین
اونچا ہونا شروع ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک سن مشرق سے مغرب تک تنی ہے اور آہنی چھینکے لٹکے ہین چنانچہ چھینکو ہین سے ایک چھینکے مین یہ
پہلوان جاکر لٹک گیا اور اس ساحرہ نے پھر جیسے ہی سرداران لشکر عراق یکے بعد دیگرے جانے لگے اور چھڑی کھا کر بسان بازیگران
چھینکو ہین لٹکنے لگے یہانتک کہ قریب تیس آدمیونکے جاکر اسیر رسن ظلم ساحرہ ہوئے اسوقت لشکر اسلام مین صف دست چپ کے تمام علم
جلوہ گری پر آئے سترہ سو جوڑی نقرئی و طلائی نقاران شتری نیلی پر چوب پڑی شہزادہ **قاسم خاوری** نے مرکب شبرنگ نے سروجبین کو دست
نکالا سردار پیادہ ہوکر رکاب مین چلے شہزادے نے سبکو ٹھہرا کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب مانگی شاہ نے جام **کلاہ عفریت** دیا
اور خلعت پہنا کر رخصت فرمایا شہزادہ مرکب اڑا کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے وہی چھڑی لگائی شہزادہ کا مرکب ذرا سکا طلسمی تھا پتھر کا نہوا
اور شہزادہ کے پاس تیغہ سحر کش ہے اسپر بھی سحر نے اثر نہین کیا اور اسنے مرکب بڑھا کر تیغہ سحر کش ساحرہ پر لگایا وہ تیغہ زد میں سے اڑ گئی اور
اثر در تیغہ سحر کے پڑنے سے جلگیا لیکن ساحرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ جہان کالا ہوگیا شہزادے کے اسی اندھیرے مین ہزار اسپ تیلا زمین
سے نکلکر لپٹ گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ساحرہ پنجہ زبر جوگری انکو بھی اٹھا لیگئی اور چھینکے پر لٹکا دیا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا

لشکر اسلامیان نے شہزادہ کو قید دیکھا پس امیر نے چالاکت فرمایا کہ سید انکو قرق کرائی مین خود جاونگا اسنے تیر کو پرتاب کیا کل علم جلوہ
گری پر آئے ساحرہ نے معلوم کیا کہ ابکی امیر مقابلہ مین آئینگے کیونکہ بختیارک نے سب یمین اسلامیان اسکو بتلادیے ہین پس جب سنے آمدیمہ
دیکھی طبل بازگشت بجوادیا اور لشکر لیکر پھری لشکر اسلام بھی مراجعت فرما ہوا اور اپنے مقام پر آکر ٹھہرا بادشاہ داخل شبستان ہوئے
کیونکہ وہ دن گذر چکا تھا اور رات بھر کے تھکے تھے کہ بیت شگفتہ دل وہ شہ آیا محل مین رہا آیا تھوڑی سے محل مین غرضکہ لشکری تو
آرام پذیر ہین مگر عیار فکر عیاری مین چلے اور شاپور عیار صورت ایک پریزاد کی بنا گیسوان مشکی کو رخ پرنور پر سنوار شام اودھ
نے صبح بنارس پر سایہ ڈالا پیشانی کے روبرو جبین ماہ آسمانی ابرو دلستانی مین طاق آنکھیں ہرنی مین مشاق دہن تنگ کے سامنے کوزہ
قند نبات پھیکا چشمہ سکندر پہ آبرو خلاصہ یہ کہ از سرتاپا قد بالا قیامت کا کہ ابیات

لب گلرنگ رشک حسن مرجان | تصدق اسپہ تھا لعل بدخشان | قیامت تھا سراپا قد بالا
ہر اک انداز تھا اسکا نرالا | عروسانہ بدن پر اسکے پوشاک | قمیص یوسف آگے اسکے صد چاک
مرصع سر سے پا تک زیور نو بہ | سراپا حسن رشک شعلۂ طور

ایک چادر سفید از سرتاپا اوڑھکر قریب بارگاہ قہر نگاہ آیا اور سناٹا مار کر بارگاہ کا سراچہ پھاندکر صحن بارگاہ مین اترا یہان
ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ نقامین فتح کا جشن تھا وہان ناچ دیکھنے اور شرابخواری مین مصروف تھی یہان آسائش جادو نام
سپہ سالار انتظام آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھکر قریب آیا اور مستفسر حال ہوا اس نقلی نے کہا کہ مجھکو شاہ جادوان
نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تنہائی مین قہر نگاہ سے میرا پیام کہنا ہے اسکا میں بارگاہ خداوندی مین نہین گئی اب تم انکو جاکر بلا لاؤ
مین یہان ٹھہری ہون سپہ سالار اسکی صورت دیکھکر دیوانہ ہوا اور بلانے چلا اور بارگاہ نقامین آکر کان مین ساحرۂ مذکور کے کہا کہ
چلیے ایک پریزاد طلسم کو افراسیاب نے بھیجا ہے وہ تخلیہ مین کچھ کہیگی اسلیے یہان نہین آئی ہے آپکو بلاتی ہے ساحرہ نام شاہ طلسم سنکر
جلد اٹھی کہ اسکی عرضی حتابانہ دستخط ہوئی تھی وہ اپنی بارگاہ مین آئی پریزاد کی خاطر کرکے بٹھانا چاہا اسنے کہا مین ٹھہرونگی نہین نامہ لو
اور جواب دو اسنے نامہ لیا اور مہر بادشاہ کی دیکھکر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا پھر واکرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہمکو تیرے بیٹے کے مرنیکا
بہت رنج ہوا اور کتاب سامری دیکھکر سب حال معلوم کیا از بسکہ مسلمان زبردست ہین تو ہمکو خیال ہوا کہ تجکو کوئی گزند نہ پہنچے بدینجہ
بھنے ایک کمند طلسمی اس پریزاد کے ہاتھ بھیجی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ حریف کو باندھ لیتی ہے تو اس پری سے ترکیب اسکی لینے مین پوچھ لینا
اور وقت مقابلہ حریف کو اسی سے باندھنا حمزہ مالک اسم اعظم بھی اسمین بند ہو جائیگا کیونکہ یہ کمند جادو کی نہین ہے بانیان طلسم نے اسکو
بنایا ہے یہ مضمون نامہ کا پڑھکر خوش ہوئی اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھکو اس پری سے ایک راز کہنا ہے سپہ سالار باہر جاکر
کرسی پر بیٹھا بارگاہ مین تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ نقامین جب سپہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو بختیارک تھا بعد کچھ دیر کے وہ آیا
اور ساحرہ کو نہ پایا پوچھا کہ ملکہ کہان ہین ساحرہ کے ملازموں نے کہا کہ سپہ سالار اسطرح سے بلا لیگئے ہین اسنے حال سنکر منہ پیٹا
پیٹا اور پکارا کہ ہاے مار ڈالیگئی یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب خرگاہ ساحرہ دوڑا وہان ساحرہ نے تخلیہ کرکے پریزاد
سے پوچھا کہ کمند مجھکو دیجیے اور ترکیب بتائیے پریزاد نے ایک کمند ریشمی نکالکر دی اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن میں ڈالکر سرا اسکا
میرے ہاتھ مین دو اور جو ترکیب مین کرون اسکو خیال مین رکھو ساحرہ نے حلقہ کمند گردن مین ڈالکر سرا اسکا پریزاد کو دیا اسنے زور سے

جھکو مارا کہ گنگ ہڑتی تھی ہو گئی تم اسکا فتنہ ہوا اور پھر بخیر بجی اڑائی اسی اثنا مین بختیارک بھی بارگاہ پر آگیا سپہ سالار سے اسنے پوچھا کہ ملکہ کہاں ہین
اسنے بھی حال پر بزاد کا کہا اسنے کہا وا اسے تم مفت ہلاک ہوئی یہ کہکر اندر چلا شاپور رجا بار کر ساحرہ کو بیہوش کر چکا تھا قتل کیا ہی چاہتا
تھا کہ اسکی آواز سنکر سمجھا کہ ساحرہ کو قتل نہ کر سکو گے اور ایسا تھو کہ تم بجنس ہو اور سمجھکر ساحرہ کو پیٹھ پر لادکر سراچہ چاک کر کے پشت بارگاہ
کیطرف سے بھاگا بختیارک اندر آیا کسی کو بھی نہ پایا سراچہ چاک دیکھکر سپہ سالار کو پکارا کہ ارے اندھو جلدی دوڑو دوڑو وہ لیگئے ساحرہ کو
ہر سمت دوڑے اور لینا لینا کا غل ہوا شاہ پور اتنے عرصہ مین سر پر پاؤن جو رکھکر بھاگا صحرا مین نکل آیا اور چھپ رہا جب ساحرہ ڈھونڈ
کر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر مین آیا اور اتفاق سے امیر بعد عبادت خدائے قدیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر خیمہ مین جو متصل مسجد کے
ایستادہ کرایا تھا داخل تھے کیونکہ مسجد کے پاس مین نمازی آتے جاتے ہین آپ ذکر خدا بھیکر فرماتے ہین چنانچہ شاپور اسی خیمہ مین ساحرہ کو لایا
اور سامنے امیر کے رکھدیا آپنے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھکر سوال اسلام کرو عیار مذکور ایسا خوشی مین آیا کہ زبان ساحرہ مین
سوزن بھی ٹھونکا باندھکر ہوشیار کر دیا ساحرہ نے جو آنکھ کھولی امیر کو بیٹھے دیکھکر چپکے چپکے سحر پڑھنے لگی امیر ہدایت فرما رہے کہ اے
ملکہ لعنت کر ادیان باطلہ کو سامری و جمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہین خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے امیر تو وعظ و پند فرماتے تھے
اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت مین ایسی تاثیر سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر غلبہ نسیان ہوا اور بیہوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بزور سحر
بند جلا دی اور اڑ کر بالائے ہوا آئی پکاری کہ ارے سلیمانیان خبر لو حمزہ کی کہ مین نے اسم اعظم بھلا کر کام انکا تمام کیا یہ صدا جس کسی نے سنی
دوڑا اور ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی بختیارک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت ہمارا فضل تیرے شامل حال تھا جو
تو بچ آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہین کی تھی اب تجھکو کوئی مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدہ شکر اس معبود خدا کو کیا ہزار ہا روپیہ کا
تصدق ساحرہ پر نے اتروایا یہان شاپور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے وہان بیہوشی تو امیر کی جاتی رہی مگر اسم اعظم
یاد نہ آیا ناچار خاموش ہو رہے اور شاپور کو بڑی ندامت ہوئی کہ تو ناحق ساحرہ کو سامنے انکے لایا اور یہ غفلت کی کہ سوا اسکی زبان
مین مدبابیں چلکر ساحرہ کو مارا اور جبتک اسکا کام تمام نہ کرے لشکر مین کسیکو منہ نہ دکھا یہ تجویز کرکے روانہ ہوا وہان ساحرہ تا دیر بارگاہ
خداوند مین ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو گردن عیاران بارگاہ سے نکالدیا اور زمین پتھر کیطرح سخت کر کے گرد بارگاہ دیا لاسے ہوا اب
سحر بند کر کے آرام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار اسکا جو بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ کیطرف چلا شاپور تو فکر عیاری مین لگا ہوا تھا اور اسطرف
پھرتا تھا سپہ سالار مذکور نے اسکو دیکھا از بسکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھکر پیچھے دوڑا عیار مذکور بھاگ کر بہت جلد کسی غار
مین چھپا سپہ سالار ڈھونڈھکر پھر آتا تھا کہ راہ مین اسکو ایک فقیر ملا چادر ابرو کا صفایا کیے کشکول گدائی تسمہ مین ڈالے جھولی سنبھالے
اور ڈال چھڑی ہاتھ مین لیے تہمد باندھے صدا لگاتا آتا ہے اسنے خیال کیا کہ اتنی رات گئے درویش کا کیا کام جو آیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی عیار ہے یہ سمجھکر یکایک تو ہاتھ ڈالا مگر ٹھٹکا اسکے رکنے سے فقیر بھی فی الضمیر بھانپ گیا کہ اسنے مجھکو عیار جانا پس یہ جانکر پکارا کہ
کیون بچہ فقیر کیطرف سے بدگمانی پایا ہمکو تو عیار جانتا ہے اور سوچتا ہے کہ فقیر اتنی رات گئے نہ آئیگا اے خردمند فقیر کی موج جسوقت جی
چاہا نکل آیا اور آیا بھی ہے تو کچھ تیری خدمت کریگا نقصان نکریگا اچھا جو تو نارمن ہوتا ہے تو بابا بھلا ہو فقیر چلا یہ کہکر بڑھا تھا کہ سپہ سالار
نے دل سے کہا کہ بیشک سامری کا پیارا فقیر ہے مینے وہ کی بات تمہاری اسکو سنت کر کے روکنا چاہیے لیکن یہ سمجھکر دوڑا اور شاہ صاحب
کہتے تھے مگر ہاتھ تھے کہ مجھ سے خطا ہوئی آپ میرے خیمہ مین چلیے فقیر نے کہا بابا عیار سمجھکر دھوکا دیکھتے ہین ہم تھوڑی خاک اپنی

دعوتی پر کی مجھکو دینے لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا بس یہ خاک لے اور جا جس کرچہ کہکر تھوڑی خاک سکو دی اُسنے
وہ پھانکی وہ خاک نزی بیہوشی تھی اور یہ سیارہ عیار ہی جو نقیر بنا ہوا ہی غرضکہ وہ خاک پھانک کر بیہوش ہوا عیار نے زبان میں سکی سوزن
دیا اور باندھکر اپنے لشکر میں لاکر قید کیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر لشکر ساحران میں گیا القصہ شب بسر ہی سپہ سالار سپہر پیر کی جب وہ
وقت آیا کہ عیار روزگار نے صورت اپنی بدلی اور سیہ چہرگی سے رخ اپنا نورانی بنایا کہ **ابیات**

ستارون پہ بلا لائی سپیدی　　رخ افلاک پر آئی سپیدی
چلا مشرق سے جب خیاط افلاک　　ہوا جیب سحر دامن تلک چاک

صبحدم ساحرہ نے اٹھکر ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکو پکڑ کر شیشہ میں بند کیا اور کہا اے سحر کے بیرو میں نیت کرتی ہون
کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم اعظم نہ چھوٹے یہ کہکر وہ شیشہ اٹھا کر جھولی میں رکھا اور جھولی کو گلے میں ڈال لیا پھر جانب بارگاہ لقا
روانہ ہوئی وہ گبر بھی آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سجدہ کیا اور دستگیر پیش جرنیلی پرداز ہوئی کہ رات کو مین نے اسم اعظم حمزہ کو
بھلا دیا ہی پھر دیر کرنا کیا ضرورت ہی اسیوقت طبل یورش پر چوب پڑے اور لشکر تیار ہو میں سبکو گرفتار کرون لشکری ہر ایک کا سر
کاٹ لین لقا نے یہ باتین سنکر کہا کہ میں نے کئی ہزار برس پیشتر اسوقت سے یہی تقدیر کی ہی ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ساحرون
میں کمربندی ہونے لگی ہرکارے جلد بارگاہ اسلامیان میں آئے بادشاہ عالم پناہ سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوے تھے سردار
آنے جانے تھے کہ ہرکارون نے خبر طبل یورش بجنے کی اور اسم اعظم بند ہونیکی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ طبل سکندری بجے اور فوج تیار ہو بنا برحکم
حکم بادشاہ مسعود شیم چالاک نقارخانہ میں گیا اور طبل جنگ بجا لشکر میں کمربندی ہونے لگی کوس بوق بجنے لگے بہادر ہتیار تن پہ سجنے
لگے امیر کا اسم اعظم ہر چند کہ بند ہی مگر حرز ہیکل پہنے میں اسوجہ سے ہوش و حواس درست ہیں خبر شورش سپاہ حریف گمراہ سنکر آپ بھی
مسلح و مکمل ہوکر اشقر پر سوار ہوئے اور جانب رزمگاہ چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھکر با فوج کثیر روانہ ہوے
اسوقت لشکر کی عجب آن بان تھی دلاورون کی والا شان تھی ایک طرف سلطنت صور فیل بیہوتن پر سوار نو لاکھ ہندی ساتھ لیے ایک
سمت کو مالک اژدر نے اسی ہزار نیزہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزون کے سائے میں بہادر دکھا چلنا گویا شیر دیکھا نیستان میں
پھرتا تھا کہیں کماندار پشت پر کمانیں لگائے تھے یا برج قوس میں بہرام آگیا تھا خنجر گذارونکو دیکھکر برج دوپیکر شرما گیا تھا بادشاہ
کل فوج کو لیے روانہ تھے کہ **ابیات**

زور بادبر یال سپہ گستر ید　　زمین سرخ شد آسمان گشت زرد
ز لشکر کسے روے ہامون ندید　　بر آمد سپہ بر سپہ بوق و کوس
ز لشکر چو گرد اندر آمد بگرد　　زمین آہنی شد ہوا آبنوس
تو گفتی کہ گردون بپر دہے　　زمین از گرانے بدرد ہے

اسی شوکت و شان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اژدر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحر نابکار ساتھ سے ظاہر ہو
ڈمرو اور نفیر کا غل تا افلاک جاتا تھا ناقوس کی آواز سے بند دے فلک خوف کھاتا تھا شعلہ آتش کے دہان ساحران سے نکلتے تھے
اژدر سحر کے زہر اگلتے تھے ایک سمت سے لقا فوج بیقیاس لیے ہاتھیون کو زنجیر بند کرا کر تخت کھڑا ہے خواہی ہی شیطان کو بیجا
آکر ٹھہرا اور صفین جمنے لگین ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی حملہ میں سبکو غارت کر دون اسوجہ سے اژدر اڑاتے آگے بڑھی اور

زبان نصیحت کھولی سپہ سالار کی صورت بنا ہوا تھا یہ بھی ایک ساحرہ سے اتر کر سامنے آیا ہی وہ ترتیب ساحران میں مصروف ہوا اور ساحروں کے
بھی قتل کی فکر کرتا جاتا تھا کہ یکایک ساحرہ نے پکار کر کہا کہ اے بندگان خدا و ملاب ابھی کچھ نہیں گیا ہی اگر خداوند باختر کو سجدہ کرو تو میں
خطا تمھاری معاف کر دوں ورنہ آج تم سب مٹ جاؤگے جان سے بچا رہے جاؤگے کیونکہ اسم اعظم حمزہ کا تم سبکو بڑا زور تھا سو وہ دیکھو
مینے بند کیا ہی لیکن بقدرت خداے اکبر اسنے شیشہ جھولی سے نکالا اور ہاتھ بلند کر کے دکھایا کہ دیکھو اس میں اسم اعظم بند کیا ہی اب ایک ہی
سحر میں تم سبکا خاتمہ ہی اسنے تو ہاتھ کو بلند کیا لشکر اسلام سے مقبل جو شب بیدار بال کو تیر سے اڑا دیتا ہی پس پشت امیر اپنی فوج
لیے کھڑا تھا بس تیر کمان پر رکھکر ہاتھ ساحرہ کا بلند ہوتے ہی نشانہ لگایا کہ وہ تیر آتے ہی شیشہ پر پڑا ادھر سے سیارہ جو
سپہ سالار بنا کھڑا تھا اسنے پتھر مارا کہ شیشہ چکنا چور ہوا اور شرط ساحری جو یہ تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھٹے چنانچہ
شیشہ کے ٹوٹنے سے وہ شرط باطل ہوئی وہ جانور نکلکر چلا گیا اسم اعظم امیر کو یاد آیا اور بقدرت حقتعالی جلشانہ دیکھیے کہ تیر جو عیار
نے مارا تو ساحرہ اسکی طرف دوڑی اور ایسا گھبرائی کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولی پس جب عیار پر چلی وہ سمت لشکر اسلام بھاگا یہ بھی
ادھر ہی چلی لشکر ساحران نے جانا کہ ملکہ ہماری حملہ آور ہوئی ہیں ہمیں بھی لینا لینا کہکر چلے فوج کو دیکھکر اہل اسلام نے بھی گھوڑے
اٹھا دیے اسوقت لقا نے بھی حکم جنگ دیا سپاہ چار سو سے گھر آئی لیکن ساحرہ اژدر پر سے اتر کر بلند ہوئی تلاش عیار کرنے لگی عیار
تو جا کر کہیں چھپ رہا مگر لشکر اسلام تھا وہاں سپہ سالار اسکا جو عیار کی قید میں تھا ایک خیمہ میں اسکو مقید نظر آیا چند آدمی بہت پہرے
میں قید بیٹھا تھا بس اسکو قید دیکھکر پنجہ بنا جو گری زنجیر وغیرہ سحر سے دور کر کے اٹھا لیگئی اور اپنے لشکر میں آئی یہاں تلوار
چل رہی تھی اسنے اسکی زبان سے سوزن نکالکر چھوڑ دیا اور آپ اگر اڑنے لگی لیکن عرصہ میں یہاں لاشوں کے انبار تھے نوجوان جان
دینے پر تیار تھے عروس مرگ سے بہت ہمکنار تھے کس خوشی میں دست و پا میں خون کی مہندی لگائے زخموں کے ہار پہنے خلعت
شاہانہ بر میں کیے شاہد اجل کے گلے میں ہاتھ ڈالے جوانی کی نیند میں بستر خاک پر لگائے رات بھر کے جاگے سو رہے تھے خواب عدم
میں مارے ہوے تھے وہ تلوار ابھر کر چلی تھی کہ نوک مژگان سے بھی یقین کا مزار تھا اجل کا گرم بازار تھا امیر کا نعرہ شیرانہ بلند
تھا اور ساحرہ کو زیر تیغ رکھ لیا تھا قہر نگاہ نے ہزار دون جا کے کیا تھا کہ میں امیر پر غالب آؤں امیر کے ورد زبان اسم اعظم
تھا کسی سحر نے اثر بخشا ناچار اژدر پر سوار سامنے آئی اور چاہا کہ نکل جاؤ امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار لگائی کہ سر سے بیٹھا دم کیطرف
سے نکلگئی العیاذ باللہ اسکے مرتے ہی وہ صدمے عجب آئی کہ دنیا دہل گئی ساحر بھی ہجوم کر کے ٹوٹ پڑے کہ قاتل بچکر نجانے پائے ادھر
فوج لقا نے یورش کیا پھر تو ہواے خزان گلشن بہارستان میں چلنے لگی سر رنگ برگ خزان دیدہ گرنے لگے سبزہ روش سبزہ آغاز
مرکر پامال ہوتے تھے شمشیر جانستان نخل قامت کیلیے کار تیشہ کرتی تھی مرغ فنا جلتی ہوئی شمع سر دھر آتی تھی تلواروں کی چمک سے ج
انہار گلشن تیغ ہوے گل کیطرح روانی توسن تھی کہ نظم

چو از گردش نیزه اندر نهاد	بران زه دیوان پیغو نژاد	همی دوخت شان سینها تا به پشت
چنین تابست ترکشان را بگشت	هم انگاه اندر گریز ایستاد	بشد، ویش اندر بیابان نهاد
الپس اندر نهاد شد اسلامیان	بدان لشکر تند ساحران	

جب ساحرہ ہلاک ہوئی وہ چھینٹے جنہیں سردار نکلے تھے غائب ہوے اور سرداران نے دیکھا کہ زمین پر بیٹھے ہیں گھوڑے بھی جو تھے

صورت اصلی پر آئے سردار رہا ہو کر لڑنے لگے یہانتک کہ لقا نے شکست کھائی وہ سردار جنکو قہر نگاہ نے قید کیا تھا وہ بسبب ساحر کے قید سحر تو دفع ہوئی تھی مگر قید پرستان مین تھے جب پڑاو پر کے لوگ بھاگے وہ بھی قید توڑ کر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہو کر داخل قلعہ کوہ عقیق ہوا اہل اسلام قتل و غارت کر کے بجنے طبل آسائش بجا خیمہ گاہ پر آ کر سب نے کمر کھولی آرام پذیر ہوے ادھر لقا بھی داخل ازلامارہ قلعہ ہوا اور ایک نامہ تہدید و عتاب افراسیاب کو اسنے لکھا کہ اے بندہ غافل تو جسکو ہمارے پاس بھیجتا ہی وہ ایسا کبر و غرور ظاہر کرتا ہی کہ ہم اسکو غارت کرا دیتے ہین یہ دونون ساحر جو تو نے بھیجے تھے از راہ نخوت مارے گئے اب اور کسی ساحر کو ہماری مدد کیلیے روانہ کرو درصورت توقف یا بدولت تجھ سے ناراض ہو کر جانب کوہستان چلے جاوینگے یہ نامہ پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا بچہ ظاہر ہو کر اٹھا لیگیا یہ تو انتظار کمک مین بسر کرتا ہی اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہی مگر اب حال ہران بیان ہوتا ہی کہ نامہ مطلب پڑھکر نادر بیقرار رہی آخر سنگ صبر دل پر رکھکر جبر اختیار کیا اور بارہ دری سے نکلکر وزیر کو بلایا تخت طاؤسی اسکے ہمراہ کر کے سترہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائین اور تمام عملہ بادشاہی جائے ملکہ مہرخ کو باغ عیش سے لائے بنا بر حکم وزیر والا تدبیر جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ مین مہرخ ملکہ ہران نقلی کے پاس بفراغ خاطر مصروف عشرت ہی کہ یکایک نکا بجا سنائی دیا اور لمحہ بھر مین وزیر مرزان سندیل وزارت سر پر لیے در باغ پر جلوس چھوڑ کے سامنے آیا تدروی بجا عرض کیا کہ چلیے ملکہ طلسم ہران شمشیر زن نے آپکو بلایا ہی مہرخ حیرت مین ہوئی کہ ایک تو ہران میرے پاس بیٹھی ہی اب کون ہران نے بلایا ہی اسی سوچ مین تھی کہ اس نقلی ہران نے ہنسکر کہا اے ملکہ تشریف لیجائیے کچھ تردد نفرمائیے چنانچہ مہرخ بھی رخصت اہل طلسم کی ہوکر جھجکر اٹھی اور در باغ پر ہمراہ وزیر آئی کہاروں نے تخت طاؤسی حاضر کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شتری فیلی نقارے بجے علم نکلے پھریرے کھلگئے بان بردار برچھی بردار خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرنے لگے قرق زنجیر آگے کھینچنے لگی چال ادب کا پڑ گیا کہ سراسر گوہر نگار بعمار سب عصاے نقرئی و طلائی لیکر دور و یہ انتظام کرنے لگے نقیب نے صدائے ادب نقابت بلند کی جاؤش نے نعرے دورباش جو گردون کو دی ساحرون اور جادوگرنیون کے غول سحری سواریون پر سوار ہو کر جلو مین چلے ہزار ہا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے کئی سو پریزادان طلسمی گلبدن رشک چمن عمدے ہاتھونمین لیے تخت ملکہ کو گھیرے زر و گوہر سر پر نثار کرتی چلین وہ زیر مذکور چتر سر پر لگائے پس پشت کھڑا عرض و معروض کا اسے اختیار ملا تھا ہزارون طرح کے باجے آگے بجتے تھے کوس دہل بجتے تھے سواری اسطرح باسائش تزک کے ساتھ روان تھی کہ جیسے گلشن مین باد بہار چلتی ہی سرو قامت شمشاد قد جلو مین وان چشم نرگس کیطرح دیدۂ روزگار اس بہانہ کو دیکھکر حیران کہ بمقتضاے

ابیات

فلک کو دیکھ کر یہ شان و شوکت
سراپا ہو گئی تھی مسبکہ حیرت
پریزادان زرین پوش ہمراہ
سمند گلبدن سب غیرت ماہ
خزانہ ساتھ مالا مال زر سے
بھری تھین جھولیان لعل و گہر سے
مصاحب اور رفیق اسکے تھے ہمراہ
وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ
طلائی ساز سے گھوڑے تھے تیار
جوانان ہمعنان سب یہ اسوار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین
گہر جھالر مین اسکے مثل پروین
ہزارون چوبدار اور خواص بردار
کمر بستہ بپے خدمت تھے تیار

اسی تجمل و شان سے جب کچھ دور سواری بڑھی ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا اور قلعہ کھلا تھا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش

کہ تمام لباس اسکا چاندی سے مملو تھا وہاں کا حاکم پیے بہر استقبال ملکہ موصوفہ آیا تھا جب سواری قریب قلعہ پہونچی اہل قلعہ نے سلامی اُڑائی بادشا
نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی ہر دوکان دلھن کیطرح سجاوٹ مین بنی سنوری تھی دوکاندار
نہایت حسین لباس و زیور سے آراستہ دُکانین سب چاندی کے فرش عمدہ سے پیراستہ گلیوں سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی دماغ جان بساتی
آمد ملکہ سے تمام شہر آئین بند تھا حسن آرائش مین مہر و ماہ سے دو چند تھا ہر جگہ حسن خیز سبز مکان دلاویز پر ہونکا جابجا ہجوم و سودے والی
عورتونکا بناؤ پرستان کا ایسا نقشہ سراسر طلسمی کارخانہ تھا ملکہ وہاں کی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت پیچھے خلقت
چلی آتی زر و جواہر و گوہر لٹتا تھا صدہا طرح فقرا سیر ہوا اسیطرح اسکے دوسرے ناکے سے سواری نکلکر آگے بڑھی شاہ تقرہ پوش مع
اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہانتک کچھ دور بڑھکر قلعہ ہفت رنگ دکھائی دیا اس قلعہ مین گو کہ ملکہ بران رہتی ہے لیکن انتظام قلعہ ملک ہفت
رنگ جادو کے سپرد ہے ملکہ موصوف تو کل طلسم کی مالک ہے یہان عیش و نشاط کیا کرتی ہے جو کوئی ایسا ہی کام ہوا کرتا ہے وہ معرفت
قلعہ دار مذکور کے سامنے ملکہ کے پیش کیا جاتا ہے وہ حکم دیتی ہے ورنہ عیش و عشرت سے مطلب ملکہ کو کب ملک کے جھگڑے سے کیا مطلب
ہے الحاصل ہفت رنگ جادو قلعہ سے نکلکر ایک لاکھ سواری جمعیت سے بہرائے استقبال ملکہ مہرخ آیا تھا اور قلعہ بھی وہی ہے
کہ جدھر سے عمرو کو بلوایا تھا یا در ہمت کا دروازہ ہے ہزارہا ساحر فصیلہاے قلعہ پر ایستادہ ہین نوبت نقارے بجتے ساحر اور
ساحرہ جھولیون مین پھول جواہر کے بھرے نثار کرنے کو کھڑے ہین جب سواری قریب دروازہ آئی قلعہ دار کی پہلے نذر گذری پھر افسران
لشکر نے نذر دی پلٹنون اور رسالون مین وردی بجی اہل قلعہ [illegible] تھا اور کہے اوپر سے پھول کیا گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ پھولون
کا مینہ برستا ہے خوشی کے شادیانے بجتے ہین غرضکہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف بر وقت داخلہ عمرو بیان ہو چکی ہے
مکرر لکھنا ضرور نہین ملکہ مذکورہ نے تمام قلعہ میوہ سواد بہشت نژاد پایا بہت آباد پایا رعایا کو دلشاد پایا مکانات جواہر کی پچی کاری
کیے ہوئے قصر قریب دن سے بہتر بنے ہوئے اہل حرفہ و پیشہ مرفہ الحال ساکنان شہر حسین و صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و
صاحب کمال دکانین کھلین شہر مین رونق و زینت ہر گلی و کوچہ مین خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم سر راہ دکانین اور گلیون
مین مردمان شہر کا مجمع کمرون اور کوٹھون پر عورتون کا دیکھنا ہر طرف گھماگم صغیر و کبیر شاد و خرم غرضکہ شہر سے پھر کر دولتسراے
بران پر سواری آئی بران اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ سحر نے آمد سواری کی خبر دی اُسنے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے مہرخ کی سواری
قریب آئی ہے چلکر لے آئین عمرو یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا ملکہ کے ہمراہ اور سب شہزادیان و عزیزداران شاہ کوکب بھی روانہ ہوئے
ملکہ مجلس و سہیل و اختر بن سہیل و عمران جادو وغیرہ ساتھ ہو کر دروازہ پر دار الامارۃ کے آئے وہان انتظام سواری
دیکھا مہرخ نے بھی بران کو دیکھکر فی الفور تخت سے کنارہ کیا جب اُتر پڑی بران آگے بڑھکر بغلگیر ہوئی اور لیکر چلی یہانتک
کہ اسی دار الامارۃ مین ایک طرف کو ایک دروازہ علاوہ اس دروازے کے لگا تھا کہ جسمین سے ملکہ بران خواجہ کو لیکر آئی ہے چنانچہ
اسپر رنگین پردہ عمدہ پڑا ہوا تھا وہ جو ہری پر رکھی ملکہ مکان عالیشان مین مہمانونکو لیکر داخل ہوئی ڈیوڑھی پر کچھ ار بیٹھی تھی ہزار ہا قلعہ
ماقتی ترکن حبشن پہرے پر تھی سبنے تسلیم کی ملکہ داخل قصر ہوئی عمرو نے دیکھا کہ یہان بھی خانہ باغ بنا ہے وہ جگہ نہین ہے کہ جہان مجکو
ملکہ نے اتارا ہے اس چمن وہ بہار ہے کہ بہار گلزار بہشت صدقے ہر بار ہے کیا صفت اس چمنستان پر فضا کی بیان ہو یہ اشعار
تعریف مین کافی ہین

نظم

بہار موسم گل کی تھی آمد
بہار تازہ وتھی گل میں ثمر میں
نواسنج اس پہ تھے مرغ خوش الحان
خدا کو شکر یان کرتی تھیں سب باد
قدم رکھا جو وان کچھ اور بڑھکر
متعدد مکان اس میں بنے تھے

چمن میں بلبلیں تھیں شاد از حد
لدیں پھولوں سے تھیں شاخیں برابر
روش طوطی کے تھی بلبل غزل خوان
روان زیر روش تھیں آبشارین
تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر
فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ

زمرد رنگ پتے تھے شجر میں
سمن اور یاسمن نسرین فضا پر
بنے سرکش چمن میں سرو و شمشاد
تصدق موسم گل پہ بہاریں
وسیع اسدرجہ تھا جو عقل بھیجے
لگا تھا شہ نشین پر شامیانہ

جواہر کار بارہ دری آراستہ اسباب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے مہرخ کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ بھی مع خواجہ اور جملہ شہزادیوں کے بیٹھی طوائفان زہرہ تمثال حاضر ہوئیں رقص ہونے لگا جام بادۂ احمر کا آغاز ہوا وہ جشن اگر نگاہ جمشید سے گزر جاتا جیتے جی حسرت سے مر جاتا پیمانہ عشرت آگین اگر جلسہ نشینان دہر خراب آباد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ برباد ہوتے روز حشر تک مست رہتے قبر سے واشد ہوا کہتے اٹھتے زیب محفل عشرت و نشاط وہ خم انجمن نشاط کہ ساغر دہانہ کی قوچ مہر و ماہ کو ہم مشرب مانتے تھے پیاسے چھکرے تبلاتے تھے انجمن پر فلک کا گوہر انجم نثار کرنیکو جی چاہتا تھا ملکہ مہر خود صورت نگین انگشترینہ بنا تھا صراحی کو دیکھکر ہیچ ہمیشہ بشکل مینا رہیگا اسی جلسہ کو یاد کرکے رقص کریگا شیشوں کی قلقل صداے خندہ گل تھی بطے کے قہقہے کی آواز نغمۂ بلبل تھی گل پیرہنان نسرین بدان زیب محفل فانوس کی جھلبل پہ برق درخشان خجل تھی عجب جلسہ تھا یہ بکار تھا نظم

شروع ساز نے دی اپنی آواز
نداے آمین تحسین کی زبان تک
ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا
کیے قربان رقص ہر سمت پہ
رہا سامان رقص نازنینان
تسلی خاطر برباد نے دی
بڑا سا ایک دسترخوان شفاف
بچھے لاکے موقع سے ٹھکانے

براے رقص اٹھی ہر صاحب ناز
کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی
کسی کو اپنے قابو میں نہ پایا
کمال شوق میں آنسو بھر آئے
ہوے محظوظ خاطر سارے مہمان
رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا
کہ تھا جسپر گمان عارض صاف
نئی صورت نئی خوشبو نئے رنگ

صدا اٹھکر دلی پہونچی آسمان تک
بندھے کچھ اور مضمون خیالی
کسی نے لخت دل دامن میں بھرکر
ہر اک نے ہاتھ میں دامن اٹھائے
صدا شور مبارکباد نے دی
بکاول نے چنا پھر لاکے کھانا
بچھایا دور تک ور اسپہ کھانے
وہ کھانے دیکھکر ہو آدمی دنگ

فراغت پائی جو کھانے سے سب نے
تو باندھا رنگ پھر عیش و طرب نے

پھر باغ دیکھنے میں سب مصروف ہوے سیر باغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ مہرخ کی نظر گل و سنبل باغ پر پڑی کبھی کا ہیکو یہ بہار نگاہ سے گذری تھی ہر چند کہ اس نے باغ سیب باغ عشرت شاہ جادو ان کی سیر دیکھی پر تمکین یہاں کے پھولوں کا کچھ رنگ نرالا تھا بہار سے طرفہ شاخسار نکالا تھا ہر نہال میں ہزار ہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگار خانہ چین کو شرماتے تھے مہرخ اس بہار کی شائق دید ہو کر جلسہ مسرت سے اٹھی بہاران و خواجہ سے باتیں ہوتی تھیں کچھ خیال نہ رہا کہ یہ کہاں جاتی ہوں اور ملکہ مذکور بارہ دری سے نکلکر اس باغ میں آئی روشوں اور پٹری پر پھرنے لگی نظارہ گل و بلبل سے دل بہلاتی تھی اور زیر لب پڑھتی تھی بیت

نہ کیون دیکھیں بہار نوجوانی وجہان مین چند دن ہو زندگانی غرضکہ یہ تو تماشے باغ مین مصروف ہو اور بُران خواجہ سے مانوس ہی
لیکن شاہ افراسیاب جو قسم کھا چکا تھا کہ مین مہرخ کو پکڑ لاؤنگا پس بعد دستخط عریضہ قہر نگاہ اپنے مقام سے غائب ہو کر ایک
صحرائے سبزہ زار مین اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل مین ایک برج بنا تھا کہ آسمین ہر سمت روان ہوتے تھے یہ اسمین داخل ہوا اور ایک سمت
کا دروازہ سحر پڑھکر وا کیا دروازہ کھلتے ہی طلسم کوکب سامنے نظر آنے لگا اس طرح سے کہ جیسے بران نے طلسم ہوشربا بیچ مین
سے دکھلایا تھا فی الجملہ شاہ جادوان اس برج سے جو سنا تھا عبور کر اڑا اسکل کوکب کہ جیسے وہ طلسم ہوشربا مین آیا تھا یہ بھی
آن واحد مین اسکے طلسم مین جا پہونچا جب اُسکے طلسم مین پہونچا تو بزور سحر معلوم ہوا کہ قلعہ ہفت رنگ تک سات ملک راہ مین پڑین گے
پس یہ دریافت کر کے پھر کر اڑا تین ملک طے کر کے پہونچے تھے کہ مین اگر اڑ کیونکہ بادشاہ ساحران ہے اتنا زور سحر کو دیکر ایک
سناٹے مین تین ملک سے گذر کر چوتھے مین دم لیا وہان جب گذر ٹھہر کر چاہتا تھا کہ دم لون مگر ہر ایک ملک مین ساحر مقرر ہین کہ
وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہین جیسا کہ پہلے مین یعنی قرطاس کے حال مین بیان ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پر پہونچا تھا تو ساحر
مانع آئے تھے فی الجملہ جب شاہ جادوان چوتھے ملک مین اس طلسم کے پہونچا یہان سترہ ہزار ساحر شاہ کوکب کا رہتا ہے اور ایک
مالک نشاط جادو نام قلعہ کی حکومت کرتا ہے اُسکے پاس ان تینون ملکون کے حاکمو نکی طرف سے پتلہا سحر نے خبر دی کہ بڑا غضب
ہوا ایک ساحر بزور سحر نہایت تیزی کیساتھ ہمارے ملکونسے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا کیا عتاب ہم پر ہوتا ہے لہذا تم خبردار
رہنا اور اسکو روکنا یہ حال دریافت کر کے نشاط معہ فوج کے تیار ہوا اور اسی اثنا مین افراسیاب بھی اس ملک مین آپہونچا ایک صحرا مین
دم لینے ٹھہرا تھا کہ سترہ ہزار ساحر سے نشاط نے آکر گھیرا اور ہر سمت سے سحر شروع کیا کسی نے دھوان پیدا کر کے دنیا اندھیر کر دی
کسی نے آندھی سیاہ پیدا کر کے اس خاکدان پست کو چاہ بابل بنا دیا خاک اس مغاک مین بھر دی کہین آگ برسی کہین سنگ باری ہوئی
افراسیاب کو تو یہ منظور ہے کہ میرے آنے سے کوکب کو خبر ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہوگا تو بڑی لڑائی پڑ جائیگی مہرخ کا گرفتار ہونا
مشکل ہو کیسلیے کہ وہ اپنا مقابل ہے پس وہ ساحر جو سحر ادھر کر رہے تھے وہ کچھ چلے پرکتہ تھے ملازمان شاہ کوکب تھے انکی حقیقت کیا جانتے
یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہے البتہ ہر مرحلہ طلسم سے تو نا چار ہے کہ وہان کی زمین طلسم بند ہوتی ہے اور ساحر بھی وہان کا مین
کردہ بانیان طلسم ہوتا ہے جو آفت کہ اس مقام سے پیدا ہوتی ہے اور جو سحر کہ وہان کا ساحر کرتا ہے اسکا دفع کرنے والا سوائے طلسم کشا
کے اور کوئی نہین کہ وہ لوح سے حال دریافت کر کے اس ساحر کو قتل کرتا ہے اور مرحلہ فتح کرتا ہے خلاصہ یہ کہ اگر کوکب چاہے
کہ طلسم ہوشربا کے مرحلہ پر جاؤن تو نہ جا سکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ مین کوکب کے مرحلہ طلسم پر جاؤن تو نا ممکن ہے ہان اپنے اپنے
طلسم کے مرحلون پر ہر ایک بادشاہ جا سکتا ہے فی الجملہ یہ ساحر غیر مرحلہ کے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے ان سب کو سحر رد کر کے ایک
ایسا منتر پڑھا کہ پہلے سرد و خشک زمان ہوئی اور ان ساحرونکے جسم مین لگی وہ سب بیہوش ہو گئے اور اسنے پھر پرواز کی

نظم

کبھی چمکا ستارہ سا فلک پر	چمک بجلی کی صدقے تھی پلک پر	اڑا جاتا تھا یون بیتاب و مضطر
کہ پارہ ڈالیں جون آتش کے اوپر	کمر آزاد مہرخ بستی باندھی	وہ یون جاتا تھا جیسے آسمان آندھی

غرضکہ چوتھے ملک کو طے کر کے جب پانچوین قلعہ کے حدود پر پہونچا وہانکے ساحرون نے جو پہرے پر تھے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی
تیزی سے جاتا ہے سمجھے کہ یہ غیر شخص ہے اسکو روکنا چاہیے پس حربہ ہائے سحر پڑھکر پرواز کی اور سقف گردون مین گویا آگ لگا دی

اس طرح آتش سحر تا فلک پہونچائی افراسیاب نے دھوکا دینے کیلیے ایک ستارہ بزور سحر بنا اور جب دیکھا کہ وہ ستارہ دو ٹکڑے ہوکر اور
زمین پر گر کر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہوگیا یہ ساحر حیران ہوے کہ اب کسکا تعاقب کرین ناچار ہوکر سحر کرنے سے رکے اور
شاہ جادوان ستا ابھرے نکلا چلا گیا ان ساحروں سے اور تو نہ کچھ ہوسکا مگر طائر بنکر اڑے اور قلعہ کوکبیہ مین کوکب سریر سلطنت
پر جلوہ فرما تھا اسکے سامنے آئے اور مجرا گاہ پر ٹھہر کر صورت انسان بنکر سر تسلیم خم کیا بعد دعا و ثنا ے شاہی بجالاے قطعہ

دعا کیو اسطے جو ہاتھ اٹھا تو اپنے اٹھو
بہار سلطنت ہو جبتک جہان گلستان ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز
زمین پہ تاکہ یہ گردان سپہر گردان ہے
الٰہی تا رہے اور رنگ زرنگار سپہر
کھلا کرے تجھے خلعت یہ شاہ شاہان ہے

صفت کا اسکے بیان مجھ سے غیر امکان ہے
ریاض دہر مین جبتک ہے گل خورشید
خوشی سے تاکہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تار ہے ذکر
زمین تا شہر خاور کے زیر فرمان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل
الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
زمین فلک پہ جبتک ثوابت سیار
جہان مین تاکہ طلسمات آبحیوان ہے
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم

ایک ساحر کہ ظاہر افراسیاب حلوہ بنا تھا اسطرح سے جانب قلعہ ہفت رنگ گیا ہے
ہمسے رک نہین سکا ہے اطلاعاً عرض کیا یہ کہکر وہ سب چلے گئے کوکب نے کچھ سحر پڑھا کہ چار پتلے بلور کے ایک صندوق کو لیے ہوئے
ہوے آئے بادشاہ نے مثل افراسیاب سواشری اس صندوق پر چڑھا کر کتاب نکالی دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے ہے کہ شیشہ اسپر چڑھا ہے
پر کھا زمرد کا اسنے اس آئینہ کو سامنے رکھکر عرض کیا کہ اے مرآت اتحہ تعبیر آئینہ کر کہ کون اس طلسم مین آیا ہے یہ عرض کرتے ہی اس آئینہ سے ایک
بچہ نکلا بادشاہ نے قلم اس بچہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا بچہ نے لکھدیا کہ افراسیاب آیا ہے اسنے پھر عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ کیون
آیا ہے بچہ نے لکھدیا کہ صرصر کو پکڑنے آیا ہے بس یہ معلوم کرکے آئینہ کو صندوق مین رکھکر روانہ کردیا اور اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے
سنا کہ کون آیا ہے ایک ساحر نعمان جادو نام نے کہ بہت معزز ہے عرض کیا کہ حضور ارشاد کرین کہ کون آیا ہے شاہ نے فرمایا کہ یہ
زہے دستی بلا ہو کہ افراسیاب ہمسے گھر مین گھس آیا ہے یہ تو کہہ رہا ہے کہ وہاں جا افراسیاب قلعہ ششم و ہفتم سے بھی گذرا اور اسقدر بلند ہوا کہ
قلعہ کوکبیہ جہان کوکب بیٹھا باتین کر رہا ہے نظر آنے لگا ادھر کوکب مدبر نورافشان جادو سے پوچھنے مین تو آپ مین بیٹھا ہی
ہین اور جب یہ دونو ہم کتب تھے تو جس طرح لڑکے بیت بازی کرتے ہین یہ سحر سازی کرتے تھے اور کبھی یہ اسے بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ
اسکو بیہوش بناتا ہے اسوقت کوکب کو دیکھکر اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہے اسکو بیہوش کردون اور بفراغ خاطر صرصر کو پکڑ لیجاؤن
غرضکہ اسنے سحر پڑھا چند پیر جادو کے اسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ اے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کوکب کو
بیہوش کردیتے تھے اب وہ بادشاہ طلسم ہے ہمارا بس اسپر نہ چلیگا اسنے کہا تم جاکر اپنا کام کرو اگر وہ بیہوش نہو گا تو غافل تو کچھ ہو جائیگا پیر سحر کے
حسب الحکم روانہ ہوے اور افراسیاب جانب ملک ہفت رنگ چلا لیکن کوکب پر اس سحر کا جو اسنے بھیجا ہے اتنا اثر ہوا کہ بالکل خیال ملکہ
صرصر جاتا رہا یہ یاد نہ رہا کہ وہ ملکہ یہی ہے یہان مہمان آئی ہے بس اپنے عبادت کدہ مین گیا ادھر افراسیاب بیٹا سحر پڑھا کر چند پیر اسکے سامنے
بھی آئے انسے حکم دیا کہ جاؤ قلعہ ہفت رنگ مین عمرو و ترمان کی حفاظت کرو خبردار کوئی انکو پکڑ نہ لیجائے اور انکی نسبت تاکید بلیغ فرمائی
اور صرصر کا نام بھی نہ لیا پیر اسکے فرمانے سے اسی باغ مین جہان جلسہ درست ہے آئے اور بران و عمرو ایک جا بیٹھے تھے انکو گھیر کر بیٹھ گئے
کوئی اثر دست درازی نکرے صرصر بیچاری سیر باغ مین مصروف ہے اسکی [illegible] نے بھی نہ کی اس عرصہ مین افراسیاب قلعہ ہفت رنگ

میں پہونچا اور اس قدر بلند تھا کہ نظر نہ آسکتا تھا اور سحر پڑھتا جاتا تھا کہ ساحران کلمہ مذکور بیہوش ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہ سب غافل اپنی جگہ بیٹھے تھے
اور یہ جدھر سے گذرتا تھا سحر سے ہوائے سرد چلاتا ساحروں کو سلاتا یہانتک کہ اس قصر دعوت پر آکر ٹھیرا یا جہان صدائے چنگ و رباب
بلند تھی بزم عیش بہتر تسمع اہل انجمن خرسند تھی اسنے چاہا کہ بارہ دری میں جاؤں اور مہرخ کو پکڑ لاؤں مگر سمجھا کہ جال سحر کا آگے بچھا
بارہ دری کے پڑا ہوگا کیونکہ یہ جگہ شہزادی طلسم کا ہیران نشین ہوگی اس سے سخت لڑائی پڑیگی پس یکایک جانا نچاہیے یہ سمجھکر چاہا کہ
یہیں سے سحر کرکے سبکو بیہوش کردوں تو اندر جاؤں اسی فکر میں ٹھیرکر ایک نگاہ جو ہر طرف دوڑایا مہرخ کو چمنستان میں مشغول نظارہ
گل وریحان پایا پس خوشنود ہوکر مثال برق جہندہ بر جھکر جو گرا ملکہ مذکور کو پنجہ میں داب کر لے اڑا اور بیچاری غافل از جور فلک
اتنا تو ضرور پکاری کہ ہائے ملکہ براں میری خبر لیجیے اتنا کہکر بیہوش ہوگئی وہان بارہ دری میں غلغلہ ہورہا تھا کسی نے اسکی آواز نسنی
مگر اور ساحر جو سحر سے بیہوش نہوے تھے یعنی شاہ جادوان کی گذرگاہ سے علیحدہ اس باغ کے اور ادر دروازوں پر تھے انھوں نے
دیکھا کہ ایک ساحر کسیکو پنجہ میں دابکر اڑا ہی پس انھوں نے لینا لینا کا غل مچایا اور دریہائے سحر لیکر اڑے انکے غلغلے سے براں نے ناچ
موقوف کرایا اور گھبراکر اٹھی کہ ارے کیا ماجرا ہی عمرو بھی اٹھا دیکھا تو ملکہ مہرخ نہیں ہی اور غل ہی کہ ایک ساحر کسیکو پکڑ لیگیا اسنے
کہا کہ ملکہ مہرخ شاید پکڑی گئی اتنے عرصہ میں افراسیاب غرق آسمان ہوکر یہ جادہ جا اپنے ملک کیطرف روانہ ہوگیا یہان جو ساحر
کے برائے حفاظت خواجہ و ملکہ تھے خدمت کوکب میں گئے اور عرض کیا کہ ہمنے حفاظت شہزادی و خواجہ کی بخوبی کی دشمن
انکے پاس تک نہ آسکا ملکہ مہرخ باغ میں پھر رہی تھی اسکو پکڑ لیگیا اور سب خیریت سے حال گذرا کہ پھر کسیکو باقبال شہنشاہ ضرر نہیں
پہونچا بادشاہ سحر کیوجہ سے غافل تھا نام مہرخ سنتے ہی چونکا اور دل سے کہا وائے مردیم باوجودیکہ آئینہ سحر سے حال گرفتاری
اس ملکہ کا تو معلوم کر چکا تھا اسپر بھی اسکی حفاظت مجھ سے نہو سکی اور بھولا رہا شاید مجھپر دشمن نے سحر کیا اب چلکر اسکی رہائی کی
تدبیر کرے یہ سوچکر کچھ سحر پڑھا کہ اثر افسون دشمن بالکل دفع ہوا یہ بزرجمہر تخت پر سے بیٹھے بیٹھے غائب ہوکر قلعہ ہفت رنگ او کان جلیلے
دشت میں آیا مگر نظر مردم سے پوشیدہ رہا دیکھا تو یہان براں کا حال آمد افراسیاب و قید ہونے مہرخ کا معلوم ہوا اور
ساحروں میں غلغلہ ہی عمرو نالہ و شیون کررہا ہی کہ افسوس ملکہ میرے لشکر کی مفت ہلاک ہوئی وائے بر غفلت یاران یہ باتیں سنکر
جانا چاہتی ہی کہ عقب دشمن جاکر کارنمایان کرے یہ حال بادشاہ نے دیکھکر ایک آواز دی کہ اے براں خبردار کہیں جانیکا قصد نکرنا
تم بیٹھو اور خواجہ کی تسکین و دلداری کرو مہرخ کو مجھ سے ابھی لو یہ کہکر دوانسے عقب حریف چلا عمرو نے اس آواز کو سنکر پوچھا کہ اے
ملکہ یہ کون بولتا ہی ملکہ نے کہا شہنشاہ کوکب کی صدا ہی اب آپ آرام سے بیٹھیے مہرخ کو لانے شاہ خود تشریف لیگئے ہیں مہرخ
کوئی دم میں آتی ہی آپ انکو راہ میں عمرو اسکے کہنے سے بیٹھا تو مگر بیتاب و مضطرب رہا ناچ وگانا سب موقوف کردیا بیقراری بیان کرنے
لگا یہان تو یہ حال ہی لیکن شاہ کوکب عقب افراسیاب میں چلا سحر کے پتلان ملکونکے بادشاہ پاس کہ جو راہ افراسیاب
میں پڑینگے روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ دشمن ہمارا اس سمت کو بھاگے چلا ہی پس تمہارے ملک سے کے راستے میں پڑیگا ہرگز ہرگز روکنا
نہیں کسلیے کہ عقب اسکے مابدولت آتے ہیں جو مناسب ہوگا کرینگے افراسیاب جس ملک پر پہنچا اور وہانکے حاکم نے اسکو
ساتھ ہی پتلا شاہ کوکب کا پیام ممانعت لیے پہونچا ساحروں نے تعمیل حکم بادشاہی کی اور اسکو راہ دی کوکب نے راہ اسکو اسلیے
دلوائی ہی کہ اب توجہ کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا اب اس بات کا شہرہ طلسم میں غوغا پڑجائیگا کہ افراسیاب ایسا زبردست تھا جو یہان

گھس آیا پس اگر ہزاروں ساحروں کی جمعیت کر کے عمرو کو میں چھین لوں جب بھی بدنامی ہے کہ لوگ کہینگے کہ اکیلے پر چڑھائی کی اپنی
گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے لہذا اسطرح یہ بہادری کرکے تیرے یہاں آیا اور عمرو کو پکڑ لیچلا ہے تو بھی اسکے گھر سے جا کر اسکو چھڑا
لا اور اسکو دم کا مزا [illegible] غرضکہ جب افراسیاب کا کوئی سد راہ نہوا وہ بخوبت اسکے کہ ملک پرایا ہے کہیں کانٹیں لجبات تمام قطع
راہ کرکے اپنے طلسم میں داخل ہوا اور قصد کیا کہ باغ سیب میں جو ساحر ہیں اپنے مالک افراسیاب کا حال خراب دیکھیں اور کف افسوس
ملیں کسلیے کہ میری بی بی کو تشہیر ہوتے انھوں نے دیکھا ہے اب اس ماجرے کو دیکھیں اور میری شوکت کو دیکھیں کہ کیسا عوض میں نے لیا حاصل
مرام یہی تجویز پسند آئی اور سیدھا مجرمہ کو لیے لشکر حیرت میں آیا یہاں جو افسر لشکر تھے انھوں نے تعظیم دی یہ تخت پر بیٹھا عمرو کو سحر کرکے سامنے
ڈالدیا اور [illegible] ساحر کا بھیجا کہ جلد ملکہ حیرت اور وغیرہ حاضر ہوں [illegible] کو جا کر میرے آنے کی خبر دے اور کہدے کہ اسیوقت لشکر میں آکر تماشہ
قتل مجرمہ کا دیکھو [illegible] حسب الحکم گیا اور سبکو حکم شاہ پہنچایا ہر ایک شاد ہوا اور فرحاں خدمت شاہ میں آیا حیرت بہو بیٹی شاہ میں
آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر پڑھکر عمرو کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کرلی اور گویا یہ غور
کر کیا خواب پریشان میں نے دیکھا شاہ جادوان پکارا کہ اے [illegible] یہ خواب نہیں عین ہوشیاری و بیداری ہے دیکھا اے دولت کی
زبردستی کو اس مرد صحرائی یعنی کوکب کے گھر سے میں تجھکو پکڑ لایا [illegible] بیجا ہاں خدا گر چاہوں تو سارا طلسم اسکا برباد کردوں یہ تو لات گزاف
کریگا اور شاہ کوکب جو اسکے عقب میں چلا آتا تھا اتنے عرصہ میں کہ اسنے آکر باغ سیب سے ساحروں کو بلوا لیا ہے وہ سر لشکر پر آکر ٹھہرا
اور ایک ساحر [illegible] پڑھا کہ افراسیاب کی طبع نحس پر نسیان غالب ہوا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ میں جسکے گھر سے عمرو کو لایا ہوں آخر وہ بھی تو
بادشاہ ہے کوئی ایسا گھسیارا نہیں پھر مجھ سے کچھ نہ بدلہ وہ بھی کریگا خلاصہ کلام کوکب کا خیال کیا تمام تک صفحہ دل سے حک ہو گیا یہ
اس سحر کا بدلہ ہے کہ جیسے خاطر کوکب [illegible] عمرو اسنے بھلادی اب اسنے آکر اسکو اپنی آمد سے غافل کیا جب غافل کر چکا تو ماش کا آٹا جھولی
سے نکالا اور اسکی پتلی بنا کر سحر کا اسمیں پھونکا کر حکم کیا کہ تو بصورت عمرو بنکر غائب ہو جا اور جب میں عمرو کو اٹھالاؤں تو فورا ظاہر
ہو کر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جب تجھکو قتل کرے تو اس پتلی کے تابع تو بنکر میرے پاس چلا آنا یہ جو حسب ارشاد بادشاہ
وہ اس پتلی کے غائب ہو کر اپنے کام پر مستعد ہوا اور بادشاہ موصوف نے بلند ہو کر سحر پڑھا کہ ایک ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت پر محیط
ہوا حیرت نے ابر دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہے کہ اس مجرمہ کو چھڑانے آیا ہے شاہ یہ سنکر بیان
برق جانب ابر چلا کہ جو کوئی آیا ہے اسکو بھی پکڑے لاتا ہوں یہ تو ابر کیطرف چلا اور ساحروں کی نگاہ ابر کیطرف ہوئی بادشاہ کا جانا
سب دیکھنے لگے کوکب جس طرف وہ ابر تھا ادھر سے ہٹکر دوسری طرف آیا اور [illegible] جانب بارگاہ پھونکا کہ بارگاہ میں اندھیرا
ہو گیا مگر لمحے کے لیے وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اس اندھیرا ہوتے ہی اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی پھیری تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہیں
ویسے ہی روشنی ہے جیسے پہلے تھی اور مجرمہ بھی اسطرح سر جھکائے بیٹھی ہے انکو تو ثابت نہیں کہ کیا ہو گیا وہاں اس اندھیرے میں کوکب
نے اپنا کام کر لیا یعنی عمرو کو اٹھا کر خود بسحر مخفی ہو گیا اور اپنا راستہ پکڑا اسیر سحر کے بجائے عمرو آ بیٹھا ادھر افراسیاب جب قریب
ابر پہنچا وہ ابر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہے جو میرا سامنا کریگا یہ کہکر کچھ دیر بلند در
سحر بروے ہوا ٹھہرا پھر اتر آیا اور کہا اے حیرت تمنے دیکھا کہ میرے جانے کی بھی پتہ بھی نہ ملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا
سر پہ پاؤں رکھکر بھاگا سب اہل دربار ثناخواں ہوئے کہ اے شہنشاہ کسکی مجال ہے جو آپکا مقابلہ کر سکے یہاں تو یہ باتیں ہیں

اگر عیار وغیرہ جو بامر جاسوسی اُسجگہ آیا کرتے ہیں انھوں نے جو مہرخ کو گرفتار دیکھا دوڑے ہوے بارگاہ اسلامیان میں آئے اور بصد
ادب سامنے تخت ملکہ **بہار** عالی تبار کے ٹھہر کر صفت و ثناے بادشاہی زبان پر لائے **قطعہ**

جو خاک ترے در کی ملے منھ پہ تو بجا ہے
پھل پاتی ہے تلوار ترے باغ کرم سے
ابرو مہ نو رخ مہ تابان کے برابر
پھولوں کی سپر ہے چمنستان کے بہار

بعد ادائے دعا و ثنا حال مہرخ از ابتدا تا انتہا بیان کیے پہر عیاری پہلے **بہار** نے قید ہونا مہرخ کا جو سنا گریبان چاک کیا خاک
سر سے پھینک پا سردار رونے لگے بارگاہ میں کہرام مچگیا آخر سب نے صلاح کی کہ آج لڑ کر اپنی جان دینا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان
کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے مگر مرجانا امکان میں ہے پس یہ سوچکر بہار نے نفیر سحر بجائی لشکر میں طبل جنگی گرگرایا بوق دنائوس نے گوش
فلک کر بنایا ساحروں نے جلد جلد جھولیاں سنبھالیں بہادروں نے کمریں باندھیں ساحر طائران سحر پر چڑھے بہادران شجاعت
نشان نے مرکب کیے بہار سب سے پہلے طاؤس سحر پر سوار ہوئی جلو میں فوج بیشمار ہوئی ساحروں کے پرے نشان فتح کے نیچے **نظم**

فلک پر جسطرح سے خسرو روز
نمایان رخ سے نور ماہ و پروین
حیوانان تہمتن اس کے ہمراہ
غضب کے یاد جادو کچھ زمانے
ہوئی یوں سوار وہ رونق افروز
لیے آرائش فوج فراوان
ہزاروں نازنینیں سحر آگاہ
جو لب کھولیں پہ افسون جہانبین
جڑاؤ سر پہ اُسکے تاج زرین
کیا تھا ابر سحر اس نے نمایان
گلوں میں جھولیان زر تار ڈالے
نگاہوں میں آگ کا رخ آسمان میں
چلی میدان کو القصہ وہ گلرو
لیے ہمراہ اپنے فوج جادو

یہ تو فوج ظفر موج لیکر چلی ادھر طائر سحر نے خبر شاہ جادوان کو آمد لشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل کیا بیٹھے ہیں بہار لڑنے آئی ہے
بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اسیلیے میں نے مہرخ کو قتل کرنے طلسم ظاہر میں بلایا ہوں کہ اُسکے ہوا خواہ بھی سر بسر ہیں ورنہ گلشن ہستی اس کا
پامال دیکھیں اور برنگ شبنم اشک حسرت بہائیں اور کچھ کر نہ سکیں یہ کہکر آپ اٹھا اور قریب بیاسے خوروان گیا ایک بہمڑی دریا پر لگاکر حکم
کیا کہ دریاے سحر چار سمت سے اسقدر بڑھ جائے کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پائے دریا اسیوقت جوش مار کر بہا بیچ لشکر
حیرت و بہار کے درمیان میں جا کر بہنے لگا عیاروں نے سمجھا اسے پہلے رہائی مہرخ فوج عدو میں نہ آسکے تھے کہ راہ بند ہوئی ملاحظہ
ہوئی کنار سحر تک آ کر پھرے اور راہ میں بہار سے جا کر آشناے رفتار ہوے کہ اے گوہر بحر شجاعت اپنے ارادے سے کنارہ کیجیے
دریاے سحر بیچ میں حائل ہے جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سنکر قلزم رنج میں ڈوبی طاؤس سے گر کر بسان ماہی بے آب فرش خاک پر لوٹی
اور کنارے دریاے مذکور کے آئی وہاں **افراسیاب** نے بارگاہ میں پہونچکر حکم دیا کہ جلادان قوی بازو و تیز خو حاضر ہوں نماز حکم
سرانجام ہوا بارگاہ اٹھوا دیے کئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر سمت میدان کو گھیر کر ٹھہرے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہوا خواہ مہرخ کے
فتنہ نگری میں جب ساحر بلا سے ہوا جا کر تمام میدان پر چھاگئے بادشاہ نے ایک آسمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اُڑکر نہ آسکے اور زمین کو
سنگلاخ بنایا کہ کوئی نقب نہ لگا سکے جب یہ بندوبست ہو چکا اسوقت بیچ میدان میں استادہ کرائی آرہ کش تسمہ کش جلاد مانی پیدا ہو
حاضر ہوے زیر دار چبوترہ ریگ کا بنایا مہرخ نقلی کو کشان کشان لاکر بٹھایا پکارا کہ اے مجرم جو کھانا ہو وہ کھالے اور پیاسی ہو
تو پانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے اس نے کچھ جواب نہ دیا جلادوں نے انتظار کیا کہ بادشاہ حکم عذاب سے

اُسکے قتل کا حکم کرے وہ محل مین لائین گردن مارین یا کمال کھینچین یا دار پر چڑھائین اُدھر خلقت کا ہر سمت سے ہجوم تھا اجتماع ساحران
شوم تھا شاہ جادوان نے اسطرح دار نصب کرائی تھی کہ لشکر ملکہ بہار کا سامنا ہے اُدھر خیمہ بھی اُسکا نصب تھا بہار سامنے کھڑی
یہ حالت زار دیکھتی تھی اور روتی تھی نافرمان کا گریبان چاک سر کھولے بال کھلے لرزان رخ پر خاک لشکر مین ماتم برپا شدت گریہ وبکا
اشک ریزی سے یقین تھا کہ دمسراد دریا اور جاری ہوگا دامن خاک صرف اشکباری ہوگا کوئی کہتی کہ اے فلک عہد حسرت رنگین کہ
سایۂ عاطفت مین ملکہ مہرخ کے رہکر اسد و مہ جبین کہ چتر اسکے سر پر سلطنت پر جھلائے کوئی گھڑی تو خوشی مناتے سو یہ تیری خونین
پھر محبت کی بو نہین کوئی کہتی وشکایت غداری روزگار مین یون تر زبان تھی کہ خوان وفا سے چرخ دنی نے سوا زہر کے کسنے انگبین راحت
نوش کیا کہ مشتری نہ رہی مہرخ نے سینہ سوراخ دار نہ بنایا آہ دار خانہ دہر سے آب سرد پیکر دل ٹھنڈا اسکا ہوا ہی کون لیا چراغ خانہ تھا جو
بجھ نہ گیا اور رونق فزا کا شانہ آباد تھا جو نہ اجڑا افسوس اے دہر غدار وصد ہزار افسوس اے دنیاے ناپائدار کیسے کیسے سینے جو
ارمانون اور حسرتون کے گنجینے تھے تو نے خاک مین ملا دیے ہاے کیا کیا امیدونکے بھرے دل زیر زمین دبا دیے کہ بیت دیکھا کلتوں ٹٹول کے سینے
مین کیا اک حسرتون کی پوٹ تھی اور خاک بھی نہ تھا کوئی کہتا تھا کہ یہ گردون بالی صر ہو رہا ہی اسکا ہر ایک صاحب حوصلہ کے ساتھ یہ نقشہ قطعہ

کار دنیا کے ہین سب لہو ولعب
ہے کہان کاؤس کا جام شراب
ہے کہان وہ جاہ وہ انگشتری
چاہیے اس جیفہ کو مارے لات

عیش ہوجاتی ہے دم مین منقلب
ہے کہان شاہ سلیمان و سدیو
ہے کہان یوسف اور اسکی مشتری

ہے کہان اسکندر وافراسیاب
ہے کہان اس کوس شاہی کا غریو
ہے سراسر کار دنیا بے ثبات

الحاصل یہان تو شور نوحہ بپا بلند ہو کر شاہ جادوان نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کمبخت کو دار
پر چڑھا جلاد نے زنجیر کمر مین باندھکر دار پر کھینچا پادشاہ نے تیر اندازونکو حکم دیا ہر سمت سے تیر پڑنے لگے اس حال کو دیکھکر بہار
نے چاہا کہ مین دریا سے عرق مین اپنے تئین گرادون اسوقت قران حبشی اسے دوڑا آیا اور مانع ہوا کہ اے ملکہ صبر کر نادانی غور
کرنیکی جا ہو کہ کوکب نے تسخیر کیا مہرخ کو کیسا بدلا لیا اب اسکے گھر سے عیار کا پکڑا گیا ہو اور رو چکا ہے یہ تو نہین ہو سکتا اسمین خدا گواہ
کچھ اسرار ہے درمیان خواجہ موجود تھے وہ ایک لمحہ نہ ٹھہرتے اور یہان کر عیاری کرتے اب تم تامل کرو اور نظر بفضل خدا رکھو بہار نے
اسکے سمجھانے سے تامل کیا ادھر جب کمبخت تیر باران کیگئی اسکے پیٹ سے بیرنے نکلکر اندھیر کیا اور غل مچایا کستی مرا نام مہرخ
سحر چشم جادو بود اس صدا کے آتے ہی بموجب حکم بادشاہ ہزار ہا نقارۂ بشاشت شادمانی بجنے لگے بادشاہ اسیوقت سوار ہوکر
جانب ظلمات طلسم گیا دریاے سحر اپنی جگہ آکر بہنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ مین جاکر ایک ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ کام اس لشکر باغی کا بھی تمام
کردے حیرت شادان وفرحان بارگاہ مین آئی بہار نالان وگریان لشکر لیکر پھری بیرحجر کا تیلی سے نکلکر غل مچانے کے بعد جانے بادشاہ طلسم
کے کوکب کے پاس گیا کوکب جو مہرخ کو لیکر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان مین آیا ملکہ کو تختہ سنگ پر بٹھاکر ہوشیار کیا اور آپ غیب
گیا جب مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسون کیا منزلون تک ایک میدان ہے کہ پیک نگاہ بھی دوڑنے سے تھکتا ہے طائر خیال بھٹکتا ہے ہزارون
چشمہ ہاے صاف وشیرین اسمین جاری گرد چشمون کے سبزہ زنگاری رحمت وہان کوئی نہین باغبان قدرت نے گلشن دنیا مین کیاری
بوئی ایسی جگہ پر جب اپنے تئین تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحر کی بنکر سامنے آیا اور اسکو سلام کیا اسنے ایک ساحر
معزز کو لباس عمدہ سے آراستہ اور آثار ریاست چہرہ سے آشکار خلعت لیاقت سے پیراستہ دیکھا اور اسنے کہا کہ اے ملکہ شاہ

کوکب کو بارگاہ افراسیاب سے جاکر لائے اب بارہ ہزار سوار رودمین تن آپکے ملے ہین انکو ساتھ لیجائیے اور لشکر حریف سے اپنا بدلہ لیجیے اکو
بادشاہ نے رخصت کیا ہے اور کہا ہے کہ لشکر عمرو کے ہمراہ ملکہ بران بافوج فراوان آئینگی آپ اطمینان رکھیے مہرخ نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ بارہ ہزار سوار
کہاں ہین وہ ساحر اسکو لیکر ایک سمت اسی میدان مین کچھ دور رانا تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اس ساحر نے سحر پڑھا کہ در گنبد وا ہوا اور بارہ ہزار
پتلا بالشت برابر کا رودمین بدن آہن سے نکلا کہ ہر ایک مرکب فولادی پر سوار تھا جس باہر آتے ہی ان پتلون نے قد شکل انسان کے پیدا
کیے ہر ایک نہنگ بحر جرات بنگیا اسلحہ سب کے زیب بدن تھے ہر ایک لشکر شکن تھا اس ساحر نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اڑتا ہوا
آیا اُسپر مہرخ کو سوار کرکے عقاب سے حکم دیا کہ بہت جلد راہ طلسم طے کرکے اس ملکہ کو طلسم ہوشربا مین لیجا کیونکہ یہ میدان کنارے اس طلسم کے ہے
سامنے طلسم ہوشربا ہے عقاب ملکہ مذکور کو لیکر اڑا اور ہر سو سے ہوا مظہر عقب عقاب سواران طلسم نے مرکب اڑائے پرے فوجون نے جلائے
کوس و بوق گرد گرد اپنے نشان کھلنگے ابر کیطرح وہ لشکر بڑے ہوا چھایا تھا چمکیا مانند بجلی کیطرح چمکتے تھے ڈنکے رعد آسا گرجتے تھے
روے آفتاب سحاب لشکر سے پنہان تھا کوہ و دشت لرزان تھے ہوا آہن پوش تھی دنیا پر خراش تھی اسی شوکت و حشمت سے بڑی صولت
و سطوت سے ملکہ ذیشان عقاب اڑا کر چلی پیچھے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم کچھ دیر مین قریب لشکر حیرت پہنچا مہرخ نے تنتر ہی
ایسا سحر پڑھا کہ آگ برسنے لگی خیام و بارگاہ جو جلنے لگے اہل فوج باہر نکلے انپر تلوارین کھینچا یہ رودمین تن جا پڑے پھر تو موت کا
بازار گرم ہوا لشکریان حیرت قتل مہرخ کی خوشی مین غافل بیٹھے تھے پہلے حملے مین ہزارون مارے گئے مگر لشکر لاکھون ساحرون کا اترا ہوا
تھا بہت ساحر جلد جلد اسباب ساحری لیکر ان رودمین تنون سے بھڑے تیرون کی بوچھار ہونے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبرا کر باہر
نکلی دیکھا تو آگ بارگاہ مین لگی ہے قیامت مچی ہے لاش پر لاش گرتی ہے بیسری فوج مین بھگدڑ پڑی ہے لشکر مین غلغلہ ہے کہ روح مہرخ انپر
چڑھی پھر مردونکی فوج لیکر لڑنے آئی ہے عیارون نے یہ خبر بہار کو جاکر دی کہ مبارک ہو آپکو زندہ و سلامت مہرخ فوج لیکر آئی ہین لشکر حریف
سے لڑ رہی ہین اُسنے اس خبر کے سنتے ہی پھر فوج تیار کرائی اور تخت لیکر آپ طاؤس پر بیٹھکر باشکوہ چلی دریوق و نفیر بجا کر فوج
حیرت پر آگری وہ فوج پہلے سے رودمین تن سے عاجز ہو رہی تھی کہ وہ نہ مارے مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حربہ ہائے سحر بھی بیاثر
نہ کرتے تھے اور انھون نے تیغ سے کشور جسد و روح کی آبادی کے ویران کر دیے تھے دشت لاشون سے بھر دیے تھے انکے نہ قتل
ہونے سے لشکریان حیرت بھی مہرخ کے مردونکی فوج ملک عدم سے لڑنے کیلیے لیکر آئیکا بالکل یقین کر گئے حیرت بھی ملکہ مہرخ کو زندہ دیکھکر
گھبرائی اور بار بار قریب ارادہ کی وہان دیکھا تو ماش کے آٹے کی پتلی دار پر چڑھی ہے بس سمجھی کہ وہ قتل نہین ہوئی ناچار وہانسے پھر آئی
اور بصورت جنگ ہوئی رودمین تنون نے تھوڑے عرصہ مین آفت برپا کردی تھی خون کی بہی تیغ قضا توامان نے روئین تنو تیکے ملک عدم
پر بھی بچھا دیے تھے کشور جسد و جان حریف پر قبضہ کیا تھا راہ اقلیم و فنا مین امن و امان تھی گذرگاہ دنیا تھی سایہ شمشیر جسم سر زمین پر
پڑا تھا وہان خفتگان خاک کا بھی سر قلم ہوا تھا ہستی کا کوچ جانب عدم ہوا تھا طبع سپاہ زران ایسی کاٹ پر مائل تھی کہ نشتر زہر سے تلوار
تنگ گھائل تھی اسپرین خوف سے لشکر ہتیلی کا تن تھرتھرا جوڑے جلاجل تھین دم کا نام وہان عدم تھا سانس لینے کا کسکو دم تھا امتنا و
حریف کو نہ ملتا تھا کہ سپر سنبھالے یہ کہان ممکن تھا کہ خنجر سنبھالے آمد و شد نفس سینہ مین بند تھی ہر سمت صداے الامان بلند تھی
آخر لشکر کے پاؤن اکھڑ گئے اور جانب ریت سحر بھاگے مہرخ عقب سے قتل کرتی چلی اور رلیت ربا ایک بحر خون بہا دیا نظم

گر حدیث جرات سلطان عالم مین لکھون	محو کردون بہمن و دارا کی ساری داستان
جسم دیکھے گر طپش دیکھے سنان و تیر کی	

ہر چند راحت آفرین کہو واسطے کو سب یہان		راحت خواب اجل ہے مصائب کھینچنے غم کو		ہو ہر اک آغوش جو ہے منزل آرام جان

دریاے سحر مین ہزارون گر کر مرے وہ عیرت جو کبھی نہ مرتے تھے آج ڈوب مرے بحر فوج مین وہ تلاطم ہوا تھا کہ کوئی سفینہ جان ڈوبنے سے
نہ بچا تھا حیرت نے ہزارون سحران رویین تن تون پر کیے لیکن اثر پذیر نہوے ناچار طبل مان بجوا دیا اور دریاے سحر پر جھپٹی مار کر بھاگی
زوجہ شاہ طلسم کی مدد ضرور ہے لیے بحر بڑھا دریا بھی موج مارکر چلا اسوقت مہرخ نے بھی طبل آسائش بجوا دیا کہ بحر دریا سے کچھ بھر رکی سکیگا
حضرت بفتح دشمن دری پھری بہار نے در خزانہ وا کیا ہزار ہا قیدی رہا کر کے اپنے لشکر پہ نثار کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی لشکر ملکہ
کموئی مہرخ اورنگ حکومت پر آکر جلوہ گر ہوئی سردار نذر لیکر آئے سب کو گلے سے لگایا اور خلعت دیا پھر جشن کا ہنگامہ آغاز ہوا ساقی و مطرب
نے آکر جلسہ عشرت جمایا مہرخ نے فرمایا کہ انشاء اللہ خواجہ ویران بھی با فوج فراوان عنقریب تشریف لاتے ہین اور سب اپنا حال ابہان
جو گذرا تھا بیان کیا سب سردار آمد خواجہ سے خوشنود ہوے رویین تون کو بارگاہ استادہ کرا کر باعزاز اتارا ہر سب مصروف عشرت
ہوے ادھر حیرت بربادی لشکر پر زار و نالان تھی متفق دگر یان سردر گریبان تھی تو ج لشکری بستی جو باقی تھی وہ فراری تھی خیام و
بارگاہ سب جلگئے تھے جو دو ایک سرا پردے باقی تھے تو یہ ظاہر تھا کہ زمین نے منہ پر رو نیکو لیا پر سیاہ بنے کا شملان کیا ہی لاشون کو
دیکھکر سینہ ملکہ کا شق ہوتا تھا کیسے کیسے ساحر نامی و نامور اور ساحرہ حسن مین بہ از ماہ منور رشک بہشت روے نحس ہوے خاتم کی
بڑی تھین صورتین خاک و خون مین بھری تھین اسباب خزانہ سب لٹگیا تھا بازار دکانوں کا پتہ بھی نہ تھا حیرت نے دو بارہ ساحرون کو
بھیجکر شہر نا پرسان سے خیمہ و خرگاہ منگوایا اور سب درست کر کے داخل بارگاہ ہوئی جو جادوگر کہ بھاگ کے بچے تھے وہ آنے لگے فوج
قلیل و مقابلہ مین حریف کے پھر اتری ملکہ نذر کرو روئی بیٹی جانب افراسیاب دلشاد ہوئی کہ بیت وان تھی ابر کی صورت دو گز و بہ برستے
بالکے تھے آنکھون سے آنسو جب اس حال زار سے دریاے سحر کے پار پہونچی ایک پہاڑ پر پہونچکر ٹھہری اور سحر پڑھا کر پنجہ پیدا ہوکر اٹھا
لیجا اس پنجہ سے کہا کہ جہان شہنشاہ ہون وہین مجھکو پہنچا دے پنجہ اسکو پردہ ظلمات مین لایا وہان ایک صحرا ہے سبزہ زار مین شاہ طلسم
بیٹھا قتل مہرخ کی خوشی مین ناچ دیکھ رہا تھا پریزادان طلسم کا مجمع تھا کہ پنجہ نے اس پری کو پہونچایا بادشاہ نے زوجہ کا حال نہایت
پریشان پایا ہی کہ بال سر کے کھلے ہین منہ پر کشتگان لشکر کا خون ملے ہے گریبان چاک ہے چشم تر لب خشک سر پر خاک ہے بہان فریاد و فغان
نوحہ برزبان لب پر فریاد و فغان شاہ نے اس حال پر ملال خاتون پر جمال کو دیکھکر بیتابانہ پوچھا کہ کیون اے جان من خیر تو ہے ملکہ
چیخ مارکر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی اور پکاری کہ بیت مقدر پر سر پر خاک ہے آہ وہ نہ بچی جیسے راحت کی کوئی راہ ملے بادشاہ
سب لشکر کام آیا یہ واقعہ گذرا بادشاہ حال ماجرا سنکر مثل مختصر بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا وہ ابر جو ہنگام قتل مرثیہ پیدا ہوا تھا افسوس
مین نے سمجھا پھر کچھ چھوڑ دیا وہ وہی مرد صحرائی عینی گوکب تھا جو بحر مر کر دیکھا اور مجھے دھوکا دیگیا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا
اے بایمان خود حسین و زمانہ بدولت کو غصہ آیگا اس جنگلی کو بحال خراب قتل کرونگا اور وہ سزا دے سخت دونگا کہ خواب عدم مین بھی اسکو
آرام نہ آئیگا اے ملکہ دیکھا تمنے کہ وہ کمینہ اجہڑون کیطرح آکر مہرخ کو لیگیا کیون نہو عمروکی صحبت کا اثر ہے دغاباز تو وہ ہمیشہ سے تھا
اب زیادہ مکار ہوگیا اے ملکہ تمھاری جان بچ گئے پاپوش کے صدقے سے لشکر قتل ہوگیا وہ لشکر تھا ہی بود اور لاکھون ساحر جانباز
موجود ہین انھین لیجاؤ اور کام حریف کا تمام کردو یہ کہکر سحر پڑھا فوراً آدمی نے آکر زمانہ سیاہ کیا از بسکہ صحراے ظلمات مین تو یہ
بیٹھا ہی تھا وہ ساحر جسکو اسنے طلب کیا وہ ظلمات مین تو رہتا ہی تھا بہت جلد حاضر ہوا ملکہ نے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار ایک تھا

بدنیت و غدار اصل مین حرامی مزاج مین خود کامی صورت مجسم بسان دیو حیرت مین پڑ رہو منھ سور کا جسم خرس کا بشکل خرس سارے جسم پر بال فیل توان بدخصال بہرین ہوتے دھوان نکلتا قد تاڑ سا منھ بھاڑ سا خنل برق چمکتا ابر کی طرح گرجتا تن کی سیاہی نے جہان پر پرتو ڈالا آنکھ کو کالا کر دیا اندھیرا اُجالا کر دیا شب یجور بھی مات ہوگئی آمد سے اسکی دن کی رات ہوگئی کہ

ابیات

بہت سے سانپ لپٹے اسکے تن سے / کمر سے لپٹی تھی آہن کی زنجیر
نکلتے شعلۂ آتش دہن سے / بشکل ہوش خاطر سیت و چالاک
لبسان طوق افعی تھے گلوگیر / لبسان مالک دوزخ غضبناک

اس بھیانے بادشاہ کو بکمال غرور و نخوت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا وہ جب بیٹھا جام شراب بحکم بادشاہ ایک پری نے اسکو دیا اسنے ہنسکر عرض کیا کہ مین شاہ کے روبرو کیا شراب پیون اپنی جگہ پر بیٹھو سے لگالیتا ہون اب ارشاد ہو کہ مجھکو کیون یاد فرمایا ہے بادشاہ نے کہا اے پہلوان طلسم اسطرح کچھ تیلے رو مین تن کوکب نے بھیجکر میرے لشکر کو قتل کرایا ہے اب تم چالیس ہزار سپاہ کو جو تمھارے سپرد ہے اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور سبکو راہ عدم دکھاؤ اسنے جواب دیا کہ تیلو کی کیا ضرورت ہے یہ غلام اکیلا انکے سزا دینے کو کافی ہے بادشاہ نے کہا واقعی اے ناقوس شیر سوار رو مین تن تم ایسے ہی ہو لیکن ہان لشکر بہت کام آتا ہے فوج کی ضرورت ہے تم علاوہ تیلو تلے ایک لاکھ ساحر ساتھ لیجاؤ اور مقابلہ کرو ساحر مذکور یہ سنکر آداب رخصتی بجالایا شاہ نے خلعت دیا خلعت پہنکر یہ اپنے مقام پر آیا اُدھر بادشاہ نے حیرت سے فرمایا کہ اے جان من اب جاؤ اور تماشہ دیکھو کہ جان دشمنان پر کیا گذری حیرت بصد مسرت بہ ہتیاری بچہ سحر وہانسے لشکر مین آئی اور حکم دیا کہ ایک رنگا و فلک فرسا استادہ ہو اور گرد اسکے میخانہ بنا جائے خمہائے شراب گلگون مہیا ہون رقاصان مہر طلعت حاضر رہین کہ پہلوان طلسم تشریف لاتے ہین حسب الحکم اسکے کار پرداز عمل مین لاتے یہان تو یہ بندوبست ہے وہان ناقوس نے اپنے قلعے سے ایک لاکھ ساحر لیے اور کوچ کر کے ایک جنگل مین آیا وہان ایک حجرہ بنا تھا اور اسطرح جیسے کوکب نے گنبد وا کر کے تیلہائے رو مین تن کو نکالا تھا اسنے بھی حجرہ کو وا کیا چالیس ہزار تیلا رو مین تن اسمین سے نکل کر ہم قامت انسان بنا اور ہر ایک پرند کو اڑا کر اسکے ساتھ چلا یہ بھی شیر اپنا اڑاتا ہوا آگ پانی برساتا دھوان پھیلاتا ظلمت بار عالم بنا دریائے سحر سے اترا

نظم

کہ اٹھا ایک ابر تیرہ ایسا / کہان ایسے سیہ گیسو سے دلبر
جو آنکھون نے کبھی دیکھا نہین تھا / اسی صورت سے وہ مرد ستمگر
ہوئے تاریک جس سے دشت و در / جو اترا اسطرف کوہ لے کے لشکر

اسکے آنیکی خبر حیرت کو ہوئی استقبال کرا کر بلوایا یہ آکر بارگاہ مین داخل ہوا لیکن اس ساحر کی ایک زوجہ مبہوت گیسو دراز نام ہے اور وہ اس سے علیحدہ رہتی ہے جب سے اپنے شوہر کا لڑنے جانا سنا خیال کیا کہ جنگ دو سردار دو سامری جانے کون جیتے کون ہارے پس تو بھی ہمراہ شوہر دیکھ دیدار آخری کی حسرت نکال دے غرضکہ یہ سوچکر پہلے اسے نامہ لکھا مضمون یہ تھا افراسیاب و صرصر و باغبان وغیرہ سبکی بیبیان ساتھ ہین لہذا مین بھی چاہتی ہون کہ اس لڑائی مین تمھارے ساتھ رہون اگر تم اجازت دو تو آؤن یہ نامہ بچہ سحر نے جب پہونچایا اسنے نامہ پڑھکر جواب دیا کہ ہنگام رزم عورت کو ساتھ رکھنا جائز نہ ہو بعد فتح تمھین بلاؤن گا ابھی آپکا قصد ہرگز نہ کرنا جب یہ جواب اسکی زوجہ کو پہونچا تامل پذیر ہوئی ادھر اس ساحر نے شراب پینا شروع کی تا دیکھا کیا جب خوب مست ہوا اور وہ وقت آیا کہ رو مین تن وزیر بہرام خاک مجر مغرب مین گیا اور زنگی شب نے دہر غدار کو کالا کیا اسنے حکم نواخت طبل جنگ دیا

شب تیرہ کی پھر پیدا ہوئی شام
نہ کاٹے کو سون تک تھا ماہ کا نام
نظم
نفیر سحر نے پھر غل مچایا
کہ ہان ہشیار وقت رزم آیا

جب لشکر ساحران مین نفیر کی طائران سحر نے جاکر صبح کو خبر دی ادھر بھی طبل حربی بجا ساحر آگاہ ہوکر مصروف سامان جدال ہوئے جوت اگیار کرنے لگے ڈمرو کی صدا در آسمان پا رہی تھی فوج سحر عازم پیکار تھی لہو کی دھار پہ سیر فوج کی کہار بلائی گئی تازہ خون کی چاٹ دلائی گئی کڑے لوہے کے بجتے تازے تازے مردوں کے کلیجے بھینٹ مین دیے تھے ہڈیوں کے ملے چبتے تھے جا بجا ستونوں پر صنعت جنتر کی ہو رہی ایک سمت منچلے بیشہ شجاعت کے پلے تیغ تیز کرتے تھے عزم ستیز کرتے تھے بحر فوج مین شور جدال تھا ردائی کشتی شمشیر کا خیال تھا بہادران میدان غا مرکب تیغ ابرار پر سوار ہونے پر تیار تھے غرق بحر آہن شجاعت شعار تھے رات بھر یہی شور شغب ہی جب فلک مین زورق حیات کواکب نے ماہ ڈوبی اور ناخدائے قدرت نے بادبان ضیائے مہر کو اڑایا **نظم**

لب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے
صدا دی طائران خوش نوا نے
فروغ صبح کے سامان دیکھے
کواکب چند دم مہمان دیکھے

صبح دعا درگاہ کبریا مین فتح وظفر کی مانگ کر سوار ہوئی ایک طرف سے سواری بہار کی آشکارا ہوئی اور فوج روئین تن بڑی شان و شوکت سے رواں تھی طور بھی بافوج فراوان جسکی ہیبت سے روح جسم دشمنان جانب عدم رواں تھی گویا شیر بیشہ شجاعت تھا آہوئے رم خوردہ چلے تھے شاہین کبک چین کی جانب جھکے تھے طلیع الاسلام جادوگر نیونکا مصحف غبار گلستان شجاعت مین کھلا تھا باغ جنگ مین اوراق گل حیات دشمنان کو پارہ پارہ کرکے زیروزبر کرنیکا ارادہ تھا باران اس لشکر ظفر پیکر کی روانی پر قطرات آب نثار تھے برق کا دل چمک دیکھ دیکھ کر بیقرار تھا ماہ وخور گردون کو خوف سے داغ دو عشرہ دو دو جگر سیارونکے دیدہ سے خوف وہیبت ظاہر ترک فلک کہتا تھا کہ اب خیر نہیں یہ جنگ قابل سیر نہین غرضکہ اسی کروفر سے لشکر وارد ہوا **نظم**

قریب صبح وہ جرار لشکر
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر
بڑھا صحرا کو مثل شوق مضطر
اڑے جب ملکے سب ساحر ہوا پر
زبان نیزوں کی آئین تیز لبون پر
تو پھر جنگگاہ مین ٹھہرے وہ آکر
صفین جمتے نگین کر گئیت بولے
پھر مدے سب علمداروں نے کھولے

اسطرف سے حیرت بصد جاہ وحشمت تخت پر سوار فوج ساحران بیشمار ہمراہ لیے یاد مقتولان مین اشک حسرت جاری کیے برآمد ہوئی ناقوس منحوس پتا ماسے سحر کی فوج کے پرے جمانے لگا ساحر و مین جدا انتظام صف کشی ہوا جب ترتیب لشکر ہو چکی باجے بجے نقیب پکارے کڑکیت للکار کر کنارے ہوئے ناقوس نے اجازت حرب ملکہ سے لی اور وسط میدان مین پہونچکر آواز دی کہ تم سب میری لڑائی سے خوب آگاہ ہو کچھ احتیاج اسلحہ شوری کھانیکی نہین تمھین پر ہاتھ صاف کرونگا اور میرے مقابلہ مین آؤ یہ سنکر ادھر سے ایک روئین تن مقابلہ مین اسکے گیا اور طالب حرب ہوا اسنے تلوار کھینچکر اسپر وار کیا روئین تن کے سر پر جو تیغہ آکر پڑا ایک شعلہ آتش سر سے نکلا سر مرکب راکب جلکر خاکستر ہوا ناقوس نے نعرہ کیا کہ بس اپنا زور مین دکھا چکا اب ایک ایک سے مین کب تک لڑونگا قصہ جنگ دم بھر مین فیصل کرونگا مین تمھاری صف پر آتا ہون صفحۂ دنیا سے نقشہ ہستی تمھارا مٹاتا ہون یہ کہکر تیر اپنا اڑایا اور تیغہ روئین تنگان کھینچکر صف لشکر دشمن پر آیا رخ سفند یار زیر خاک لاماں پکاری فلک نے بھی سپر زرین مہر

نکالی ادھر سے بھی دیوار فوج رویین تنان مین جنبش ہوئی سد سکندری نے سر فوج یاجوج کو روکنا چاہا ایک طرف سے مہرخ
نے تخت بڑھا کر حملہ کیا نفیر و بوق کا شور تا سپہر مین پہونچا پاسبان ظفر رویین آسمان مین جھنڈا تا پیدا ہوا چالیس ہزار
ایک سمت سے بڑھے غرض ان لشکر عازم ہوئے کہ ہم بھی بھڑ جائین ناقوس نے پکار کر ترغیب دی کہ کوئی میری لڑائی مین دخل نہ دے
حیرت نے فوج کو روکا اور وہ بیچا پاسبان ہمتن صف لشکر اعدا پر جا پڑا اُدھر طرف سے ناچخ و تیغ وغیرہ سحر کے حربے اسپر پڑنے لگے
اور بہادرون نے تیر و نیزہ و خنجر و تیغ و زرہ مین و تیر لگائے مگر جو حربہ اُسکے جسم نجس پر پڑا اچٹ گیا ساحرون کے تیرون نے بھی جواب
دیا کہ بجز اس بلا کا سامنا نہوگا اور اسنے قتل کرنا شروع کیا ایک حملہ مین پچاس رویین تن کو کب کا مارا اور ادھر سے قتل کرتا
ہوا صف ساحران پر آیا جسکے روبرو کر تیغہ مارا دو ہی ٹکڑے کیے میدان لاشون سے بھر دیا العیاذ باللہ شور جرس کاروان ملک فنا
بلند تھا جو ساحر زخمی ہو کر گرتا کلمہ پڑھتا کیونکہ مطیع اسلام ہو چکا تھا ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ عیان تم شاہد رہنا کہ یہ دن بارا
صراط مستقیم اسلام سے نہین ڈگا ہر یون ہی پل صراط پر بھی بروز بئس المصیر تم کو خدا تعالی ثابت رکھے کہین جادوگریان عروس ناپاک عصمت
نوشاہ مرگ سے ہم بغل تھین دحنا آلود ہاتھ انکے گریبان گیر خاک سے گرد نشے کا پتہ دیتے تھے کہ مہندی لگاتے تھے سہم
دن کے خیال سے ہاتھ ملتے تھے کہ آج مشاطہ حسرت پھرا تان مرگی انپہ دوگر بابھتی کسیکا رخسار جو خون آلودہ تھا گویا مہندی کا دنیا
ملا تھا کسیکا چاند سا بدن جو کھلا تھا تو چھٹا اور اجلا کفن مانگتا تھا کوئی چشم نرگس اس حسرت پر کھو سنتی کہ شاہد تماشا نے ہستی
پھر نظر نہ آئے ایک نظر معشوق امید کی دید وا دیدہ ہو جاتی کسی کی پلکین ترچھی رہ گئی تھین زمین پر یاکر تی تھین کبھی ہمنے بھی غمزہ جانستان
کرکے ان بچھیلے کسیکو مارا تھا دیکھو پلک رتے بین کہا سے کیا ہو گیا غرضکہ ایک تہلکہ عظیم برپا تھا و ہنگامہ سفاک برابر قتل
کرتا پھرتا تھا کہین زخمی بیہوش پڑے تڑپتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ صید زبون دام مین تڑپتا ہر کسیکا رخ جانب کعبہ تھا کوئی زبان

حال سے یہ کہتا تھا مخمس ضعف

ضعف و پیری کی شکایت ہو چکی	غم گھٹنے کی بھی زحمت ہو چکی
جسقدر رہنا تھی وقت ہو چکی	مرچکے تیار تربت ہو چکی

آج سب کامون سے فرصت ہو چکی

حاصل کلام وہ بد انجام بہت ہلاک کر کے پشت لشکر پہ نکلا اور ترکتاز کرتا ہوا پڑاؤ پر آیا یہان جو لشکر نگہبان خیمہ و
خرگاہ کیلیے تھا اُسنے وہان بھی آفت ڈھائی انہین بھی صد ہا کو مار کر بارگاہ مہرخ مین آگ لگائی اور پھر دوسری جانب حملہ کیا
لشکر یونکو قتل کرکے جو خیمہ راہ مین ملا اسکو پھونک دیا اور یون ہی تیغ مارتا ہوا اکیلے جیدا دل صف پر لشکر کی آگرا اور اسلیے اکیلا ہی اسوجہ
سے لشکر نہین بھاگتا ہے ہان جدھر یہ جاتا ہے وہ صف تہ و بالا ہو جاتی ہے غرضکہ جب پہلی صف ٹوٹی یہ قلب پر آپڑا اور چاہا کہ
مہرخ کو مارون تو لشکر بھاگ جائیگا چنانچہ قلب کو جب اسنے قلب کرنیکا ارادہ کیا ساقہ نگینہ وہ جو زیر تخت شاہی صفین جمین
تھین انمین بڑے بڑے زبردست کھڑے تھے وہ حملہ آور ہوئے اسنے اسوقت ایک ناچخ سحر بڑھکر مارا کہ ہزار پیکان زہر آبدار
اس ناچخ سے نکلکر سینہ لشکریان کے پار ہوا اور صفوفین تلاطم مثل دریا کے تھا یہ اس سحر کو شاد و کے قریب تخت مہرخ پہونچا اور
تیغہ مارا کر ملکہ مذکور فوراً تخت سے کود کر غرق زمین ہوئی تاوانے تخت کو کاٹ کر زمین مین دراڑ ڈالی پھر دوبارہ شکار نہ پاکر قتل

کرتا ہوا لشکر سے باہر نکل گیا اور للکارا کہ ہاں لے پتلہائے روئین تن لینا ان نگراہوں کو چالیس ہزار پتلے جو پہلے اسکے روکنے سے
ہمہ منفعل کھینچکر آ پڑا اور یہ لشکر حیرت میں آکر دم لینے لگا ساقی نے شراب لاکر پلائی اور رنگ کھلائی حیرت تخت سے جھک کر
قریب آئی اور ثنا خوان ہوئی کہ اے پہلوان دوران واہ واہ کیا کہنا اسنے بلا نخوت سلام کی تعریف پر جھکا اور پاجیوں کی طرح
سے ہنکر اپنے ڈنڈ و بازو و سینہ دیکھنے لگا اس عرصہ میں پتلہ روئین تنان نے حملہ کرکے ہزارہا روئین تن کوکب کا مارا اور لشکریوں پر
چلا آئے کی صف بھاگی مہرخ زمین سے نکلکر طاؤس پر چڑھی تھی کہ لشکر کی حالت بدتر دیکھکر آگے بڑھنے لگی بہار نے دیکھا اگر یہ قتل
ہوئی تو بڑا غضب ہوا بس اس نے تخت بڑھا کر اسکو روکا اور آپ نکلنے کا بہر رزم عزم کیا اسکے تخت پر زلزلہ و لرزان ہیں
انھون نے اسکو بھی جانے نہ دیا اور آپ صف روئین تنان میں آئے اور حرق زمین ہوئے قلب ارض کو حرکت دی اسقدر زمین کو جنبش
ہوئی کہ دشت و کوہ میں لرزہ پڑگیا ہیبت جنگ سے جسم دہر پر تپ چڑھی ایسا زلزلہ آیا کہ کشتی دنیا ڈگمگانے لگی لوگ کہتے تھے
کہ یہ ناؤ آج منجدھار میں ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی گاؤ زمین ہلچل سے تھرائی دائرہ مرکز خاک بگڑنے کی نوبت آئی روئین تنون کے پاؤن
قائم نہ رہے پھسل کر گرے زمین سے زلزلہ نے نکلکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہاں تبر والو درانتیو انکو پیٹ ڈالو ادھر کے پتلے
اسپر تلوارین لیکر گرے وہ ضعیفین بچھے ہوئے تھے اور طلسمی پتلے طلسمی پتلوں کو مار سکتے ہیں اسوجہ سے انھون نے سر کاٹنا شروع کیا ایک
طرف لشکریان زلزلہ ہو گریون اور قبضہ شمشیر اور تبرون سے سر کچلنے لگے اب تو ہو گریان لگو یا و نبرد کی تعین کاسہ سر ٹھنڈے چلنے
لشکر لوٹیان زندگی کی کشتی تھیں ساعت بھری آگئی تھی گھوپڑیان چٹخی تھیں ایک لحظہ میں ہزارون دم بہر و ملک عدم ہوئے تھے
سوزن حیات رشتہ نفس میں جو پروئی تھی سینہ میں کھٹکتی تھی ہر شے میں سانٹھ ساتھ کا کام تمام تھا ہیچ کسی نے کہا ہر گھڑیال میں
گھڑی ہر زمانہ کو نہ کسیکا پاس ہے نہ خیال ہے جب ہزارہا روئین تن کام آئے ناقوس نے سنا اور کہا کہ اے خاتون شاہ طلسم آپنے دیکھا
کہ یہ فوج عدو کیسی جرار ہے کیسا کیسا ساحر آئین نامدار ہے یہ میرا ہی کام ہے کہ جو اس لشکر کو تہ و بالا کرتا ہوں دیکھیے بصد قدم بعزم جنگ
آگے دھرتا ہوں ابھی اسکا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر دوبارہ شیر اپنا بڑھایا اور لشکر دشمن میں آکر غل مچاتا ہوا اور ایک نارنج سحر
پڑھکر زمین پر مارا اور پکارا کہ قائم ہو نارنج زمین میں سمایا اور زمین سنگلاخ ہوئی زلزلہ و لرزان تہ زمین گھبرائے اور ایسے ہی
زبردست ساحر تھے جو طبقہ ارض کا دامن پھاڑ کر باہر آئے یہ تیغہ پکڑکر انکی طرف جھپٹا فوراً بیچ میں سد راہ ہوئی اسنے پھر زیر تیغ
رکھ لیا اور بیجان کرنا شروع کیا اور لڑتا ہوا آہستہ سے میسرہ پر آیا پھر ادھر سے جانب قلب رخ کیا اسوقت بہار اپنے تخت سے
کود کر اے بیحیا کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ تو ہمارا شکار ہے دیکھ ہنگام فصل بہار ہے بھلا کب وقت رزم پیکار ہے یہ کہنا تھا کہ
ایک برق سی چمکی آنکھ ناقوس کی جھپکی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے تختہائے نرگس و نافرمان کھلے ہیں گل و بلبل صحبت آرا ہیں چمن امان
چمن بارکا رہے ہیں توسن شاخسار پر ہر برگ سوار ہے ایک طرف لالہ کی پلٹن کی قطار ہے مرغان چمن نقیب و خوش الحان کیطرح صدا
دیتے ہیں کہ بہار ہستی بے ثبات ہے فنا سکو ہے بقا اسکی ذات کو ہے ہاں اے جوانان باغ ہشیار کہ آمد فوج خزان ہے پیک نسیم خبر لیتے والی
ہر دو تھی طرفہ بہار دیکھی گلشن میں لڑائی کی پکار تھی نرگس نظر باز تھی کہ کوئی معرکہ سے نہ ٹلجائے سنبل سے سوسن زبان دراز تھی کہ کہنا
گیسو کا نہ بلجائے صرصر جادہ تہ چمنستان بقلب دشمن پر چلجائے ہوئے گل پر تاکید تھی کہ بھاگ نہ جانا تمھین قسم عدو کے تیر چلانا داغ
میں ہوئے کہہ جنگو سمانہ شام جان کے پار ہو جانا سرو دربان تھے کہ زر گل نہ ٹلجائے گل اشرفی کا توڑا نہو دست برد دشمن سے

بچانے گلگون لالہ اوڑھی تھا رخوان لباس خونی پہنکر باغی تھا سرو وشمشاد و ارغشاد بنے تھے فوارہ ہاے نہر کیطرح چھوٹتے تھے عدوے باغ جان بچا نیکو تہمت تھے شہر گلشن آباد پر آشوب تھا ہر گلچیں سامان زدوکوب تھا شر گل کا مزاج برہم بلبلونکا عجیب عالم صنوبر بعجز ایک تھا سرو تن رہا تھا پانی نہر کا سپاہی کی طرح پہرے بدلتا تھا سبزہ و تیر مژگان یار کیطرح دلکے پار ہونے پر تیار غنچہ مرجان مست درازی وہ غدار ساحرہ بہار شہر بار سوسن سار ہے کے شکل وزنخ باغیں نکالے چپکے چپکے جادو کرتی تھی داؤدی مطیع الاسلام تھی تو صد برگ کی تسبیح پڑھتی کہ بیت جو عدوے باغ ہو برباد ہو * کوئی ہو گلچیں ہو یا صیاد ہو * نسرین دشمن تھا کرتی تھیں کہ اے مخلیہ قدرت بحیث فیض ہو اور فصل بہار دمعبد قوت نامیہ وابراذر بہار کی فتح ہو خزان کا منہ کالا رہے دیس نکالا ہے ابر بہاری پر سحر تھا یا باد آتش گل کا دھوان چھایا تھا ساحرہ چمن نے تاریخ درنج لگایا تھا بنفشہ زار کند حلقہ وار گل زنبق کی رنگت رخ خوذ ہ خوق کیلو

کشیدہ تھا گلچیں سے جو سارا باغ	ہوا ہر گلوں کا تھا پہونچا دماغ	جو تھا سبزۂ باغ شکل خدنگ
ہوا سے لٹکنے میں یہ اسکا رنگ	کہ جیسے چلیں تیر وقت نبرد	ہوا اڑ رہی تھی وہاں کا گرد
رسالہ جدا تھا کہیں لالے کا	زرہ پوش تھی ابر سے دان صبا	درختوں کی بیلیں شجر پر چڑھیں
کند اگلنوں کا پتہ دیتی تھیں	دیا پگڑیاں اور کمر باندھ کر	مسلح مکمل ہوے تھے شجر

اس بہار کو دیکھکر ناقوس ہونے سے رکا ہوا سرو جو باغ کی گلی ہو ہوتا ہوا سمت گلشن شجر چلا جب سامنے اسکے پہونچا چمنستان میں رشما گل پیاس غارتگر صد بہار عالم شباب یعنی ملکہ بہار کو لباس رنگین نایاب سے آراستہ پایا اسوقت تو تیر قاتل سینہ پر نقشہ ہوا کہ ابیات

بہار باغ میں تھی اک دل آزار	بظاہر خوبرو لیکن ستمگار	غضب آمیز چتون کے اشارے
بلا آئی ہوئی جس کے نظارے	طبیعت سب طرف سے پاک دامن	انگوں پر رخ عارض کے جوبن
صدا ے الحذر نکلی جگر سے	لی چتون جو ظالم کی نظر سے	کہا تم بھی نگاہوں سے دل افگار
بلا کی قہر کی تھی شوخ وعیار	کبھی کپڑے کے انگڑائی برابر	دکھایا اپنے جوبن کو سراسر
جہا بہم وہیں مجموعہ ہوش	کیا پیتا ہوں نے خود فراموش	نگاہ ناز سے دیکھا جو اس نے
کہا تقدیر نے اپنی خبر لے	اسی جانب ہوا عزم دل آزار	ہجوم شوق میں پہونچا بس اکبار
مدون باغ آ بولا کہ جانی	خدا رکھے یہ تیری نوجوانی	ہوا یہ حال رنجوں سے ہمارا
اٹھانا ناز مشکل ہے تمہارا	مگر با این ہمہ اک آرزو ہے	طبیعت کو اسی کی جستجو ہے

کرنے بوسے لب نازک کے ذوچار	کرتا راحت ملے دلکو میرے یار

جب نارو تلا اسکا از حد ہوا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے پہلوان زمانہ تمکو شرم نہیں آتی کہ تمام فوج تمہاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہے اسنے اسکے کہنے سے پھر کر جو دیکھا ایک لاکھو ساحر جو اسکے ساتھ آیا تھا وہ شعر عاشقانہ پڑھتا چلا آتا ہے حیرت سے اپنی فوج پیچھے ہٹا لیکی ہے لشکر مرخ نے الگ ہو کر صف کھینچی ہے وہ ساحر جو دیوانہ دار آتے میں انکو راہ دی ہے یہ حالت دیکھکر اسکو رشک سے غصہ آیا اور تلوار پکڑ کر چلا بہار نے کنیز سے کہا کہ بے شراب سحر پلائے تم نے اسکو پھر اچھا نہ کیا یہ کہکر پکاری کہ بموجب نظم

بڑھی وہ نازنین بولی ادھر آ یہ صورت سامنے آئے نہ آئے	جدائی ہے گلے سے میرے لگ جا رہیں ہم زندہ یا تو جائے مر جائے	خدا جانے فلک کیا پیش لائے ہمیں دیکھیں فلک کیا آج دکھلائے

یہ کہنا تھا ملکہ کا کہ وہ چیتا بانہ پھر املکہ نے کنیز کو دیکھا اسنے ایک جام بلور شراب سحر سے مملو کرکے اس شکل حور کے ہاتھ میں دیا اس
مخمور مئے حسن نے دخت رز کو اپنے بدلے اس ساحر کے سامنے کیا یہ ساحر اس ساغر کو کوزہ آب حیات سمجھ کر کہ ہے نصیب جو
یہ دشمن جان شراب پلائے پھر تسلیم جھکا اور جام لیکر پینا چاہتا تھا کہ ایک طاؤس رو سے ہوا سے اڑتا ہوا آیا اور پر اپنا ہاتھ
پر مارا کہ جام گر پڑا ملکہ نے چاہا کہ طاؤس پر جال سحر کا مارے مگر وہ طاؤس پنجہ میں دابکر اس ساحر منحوس کو لے اڑا ملکہ نے اس کنیز سے کہا
کہ دیکھا تو نے ذراسی غفلت میں سب محنت میری برباد کردی یہ طاؤس فرستادہ شاہ طلسم تھا اگر وہ پھر یا ورنہ آتا اور وہ پیتا جام
پی جاتا پھر تماشہ ہوتا کہ یہ پہلوان طلسم تھا یہاں سے طلسم باطن تک آفت ڈھاتا شاہ جادوان سے بھی بمشکل مارا جاتا یہ تو اسطرح
گرم سخن ہی ادھر حیرت نے بعد جانے پہلوان طلسم کے طبل بازگشت بجوایا کہ فوج سب مسحور ہو رہی تھی ایسا نہو کہ کچھ آزار پہنچے
فوج طبل ان کی صدا سنکر سجدہ شکر خدا بجا لائی اور لاشہائے مقتولان اٹھوا کر باقیماندہ پھری وہ ساحر جو مسحور ہو رہے تھے
نہ پھرے اور سامنے باغ سحر کے آکر ٹھہرے بہار نے ایک پتلی سحر کی اپنی صورت پر بنا کر وہاں چھوڑ دی اور آپ بارگاہ میں
آئی فوج نے جو بارگاہ وخیام جلگئے تھے انکو درست کیا اور فوج کو اتروا دیا آرام اقامت گزین ہوئی لیکن ناقوس کو طاؤس
جو لیگیا تھا ایک صحرا میں کنارے چشمہ کے لایا اور ساحر کو بیہوش اس چشمہ میں گرا کے غوطہ لگایا اور باہر آکر ساحر کو زمین
پر ڈالدیا وہ بیہوش ہو رہا تھا غوطہ کھاکر ہوش میں آیا دریائے بیخودی سے پھر آشتی بہار ملتے دور ہوا طاؤس سے پوچھا کہ یہ
کیا ہے اسنے کہا کہ اے پہلوان طلسم تسا عاقل و فرزانہ ہوکر یون دھوکا کھائے اور اس چھوکری کے سحر میں مسحور ہو جائے بسا
تعجب ہے یہ کہکر سب حال سحر بہار کا اسنے بیان کیا کیونکہ یہ خود افراسیاب ہے پردہ طاؤس میں آیا ہے فی الجملہ پہلوان سے کہا
کہ اس چشمہ میں خداوند لات علی نے ایک روز ہاتھ دھوئے تھے بس اسکا پانی تم بھر لیجاؤ اور اس باغ سحر پر چھینٹا جا کر دو کہ وہ برباد ہو جائے
لشکریوں کو چھینٹا دے ہوش آئے اور جب کبھی ایسا سلسلہ ہو تو اس پانی سے کام لینا اور بہت ہوشیاری سے لڑنا یہ کہکر ایک شیشہ
میں وہ پانی بھر کر اسکو دیا اور آپ اسیطرح طاؤس بنا ہوا روانہ ہو گیا یہ بھی وہ آب سحر لیکر روانہ ہوا اور اڑتا ہوا پہلے میدان
نبرد میں آیا شیشہ سے پانی لیکر باغ پر چھڑکا وہ باغ مثل دھوئیں کے اڑ گیا پتلی بھی خاک ہوگئی بارگاہ میں سحر دفع ہونے سے بہار
کو غش آگیا مگر بہار جو کوہ آرام میں ایک مرتبہ علاج کو گئی تھی تو اسنے بھی سحر پڑھکر تھوڑا پانی تیار کر لیا تھا کہ جب میں بیہوش
ہوں تو یہ پانی کام آئے وہی پانی اسکی کنیزوں پاس تھا انھوں نے چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا ادھر باغ سحر کے دفع ہونے سے
لشکری بھی ہوش میں آ گئے ناقوس سب کو مقام فرودگاہ پر لایا پھر ایک رام گزین ہوا پیشبارگاہ حیرت میں آیا اسنے تعظیم کرکے بٹھایا اور جشن
کیا طائفے آکر ناچنے لگے ساقی جام پلانے لگے ناقوس نے ایک عرضی شاہ طلسم کو لکھی کہ اے شاہ عالیجاہ اس غلام نے تین حملہ لشکر
عدو پر کرکے ہزاروں کو بیجان کیا خاک و خون میں غلطان کیا آج ہی سبکا فیصلہ کر چکا تھا اگر مجکو بہار نے دھوکا دیا خیر اب وہ میرا
کیا کریگی آپکا بھیجا ہوا طاؤس آب سحر دیگیا ہے ایکی لڑائی میں فیصلہ ہے یہ لکھکر سرداران بارگاہ سے کہا کہ میری شجاعت پر جو تم نے نگاہ
جنگ دیکھی ہے ظاہر کردو سب نے بہ عذر معروض کردی کہ اس پہلوان نے تین بار لشکر حریف کو زیر و زبر کیا غرضکہ یہ عرضی بحضور بادشاہ

کے پاس لیگیا وہ طاؤس سے اصلی صورت پا کر باغ سیب میں آیا تھا کہ عرضی پہنچی ہر چند کہ وہ سب حال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھکر اسکے
دل بڑھانیکو جواب لکھا کہ اے پہلوان کیا کہنا ہم بہت خوش ہوئے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ تحسین پایا ابکی لڑائی میں سبکا خاتمہ کردو مگر
جہانتک ہو سکے بہار کو زندہ پکڑ لینا ہم ایک ساحر زبردست واسطے تمہاری اعانت کو بھیجدینگے اگر تم ناراض نہو کیونکہ بہار زبردست بہت ہے
باقی ہماری عنایت بہایت سے امیدوار رہو یہ لکھکر ایک خلعت گرانمایہ تحریر کے ہمراہ تیلہ سحر کے ہاتھ ساحر ذکو کے پاس بھیجا جب اسکو وہ
نامہ اور خلعت پہونچا بہت خوشنود ہوا خلعت پہنکر ایسا اترایا کہ آرام بھی نکیا جب یہ دن تمام ہوا اور خلعت ستارہ دار کوکب
شاہ زنگبار شب نے ترک فلک کو بخشا اور طاؤس تجلی قائم شہرت نے شہسوار مہر کو صحرائے مغرب میں پہونچایا نظم

دیار شام کا فرمان روا ماہ — جو نکلا لے کے فوج انجم ہمراہ
شناور قلزم اخضر کا خورشید — ہوا گرداب میں ظلمت کے وہ ناپید

تو شام کو اسنے حکم نقارہ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم طاہر کرکے خدمت صرخ میں آئے خبر طبل جنگ معروض عرض میں لائے ملکہ نذ کو بشنے
بھی نظر پر جست کردگار کرکے کوس حرب بجوایا صدائے نقارہ جنگ گوش چرخ نیوش دلاوراں میں صدائے صور اسرافیل تھی یا نفیر ائے
طبل رحیل تھی دلوں میں شیشہ ساعت کیطرح غبار تھا گھڑی کیطرح دل دھڑکتا وحشت زدہ ہر جیوار تھا خوف ہیبت سے کئی خبر سینے
میں کھٹکتا نامرد بھاگنے لگے بہادر رزم مردی کا بھید نمودیت تلوار بھی تو رن پڑینگے الکھوں ہی کو مار کر مرینگے ساحر تیغ
چونکہ جلتی چار طرف سے فوج ہے باپنکی صورت نکلی لیکن چراغ سحر کا سگوگا ان تھا پیر دکھا دیا لیسب اکثر ساحر شجاعت تھا
مرغ بیجا تب ملکہ اختیار لائے تھے سحر دانشیں وغیرہ دیگر سب مجوس کے ڈنڈ ونکے عوض سر پیادہ ہر گام بے نیاز جو کا نشے تھے ابیات

پکارتے سب خداوند اند درکر — مرے مالک مرے مولا مدد کر
تجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے — تجھی سے حاصل اپنا مدعا ہے

تیغ طبع کند تھی پست ہمت بلند صرصر فنا تیز و تند تھی برچھی زبان نکالے تھی گرز و شمشیر بسیار رستے تھے کمان بصورت گرز ابرا برو کمان
تیر گوشہ گیر لب سوفار پر دعا کرتے مگر خاموشی سے عذر پذیر تیغیں ہر چند کہ تیز تھیں مگر تیری سرکشی چھوڑ کر جھک گئی تھیں بہتر تھیں تیز بکام
میں بیٹھنا چاہتی تھیں بازو نے دانت نکالدیے تھے تو گویا زبان جوہر سے گڑگڑاتی تھیں الغرض رات بھر یہی ہنگامہ رہا کہ نظم

بہادر کرتے تھے آپس میں گفتار
بلا سے بھی جو ہوتے ہیں مقابل
نہوں روباہ بنکر مرد میدان
دو ماریں بڑھ کے دشمن کو ڈپٹ کر

نہ گھبرانا ذرا اے مرد ہشیار
دکھائیں قوت بازو کے جوہر
کہ اسمیں دیو بھی ہے کوئی فسانا

نہیں سنتا جبر سنے مردان کامل
رہے تا یادگار عصر دفتر
گھسیٹیں تیغ جب دامن انکر

جسوقت کہ ساحر شعبدہ روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمہ مہر سے برباد کی اور
طاؤس نور نے آشیانہ مغرب سے پرواز کرکے باغ فلک کی راہ لی کہ ابیات

ہوا بیدار سلطان کواکب — چھپا آنکھوں سے سارا فوج کوکب
قدم بوس زمیں اپنی ضیا کی — نظر آنے لگی قدرت خدا کی

صرخ و بہار عزم رزم دیکار فوج قاہر و ہمراہ لیے اسباب سحر درست کیے لشکر شوکت و حشمت جانب دشت رزم چلیں برقعہ

ادھر ساحرانِ سے کالا بانگ سپاہ نے عالم مین غریو ڈالا کہ ابیات

اڑے ساحر صفین باندھے ہوا پر
پکارا کہ دی خواب عدم کی
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد
سنبھلجا دیکھ سے وقت پیکار

پڑھے لڑنے کو منتر شوق مضطر
کڑاک سے اسکی جان آگئی لب پر
پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد

ہر اک جانب سے برق سحر چمکی
ہمین اژدر دہن سے شعلہ آور
پکارے سب کہ ہان یارو خبردار

یعنی دیکھا کہ حیرت مع ناقوس بدخصلت فوج کینہ خواہ لیے سیدالیین کی لشکر سے صف آرائی فرمائی جب پرے جمے بہادر نسل در نسل سینے ابھار کر کھڑے ہوئے ناقوس اجازت حرب لیکر آگے بڑھا اور للکارا کہ ہان خبردار ہو جاؤ مین پھر تمھاری صف پر آتا ہون یہ کہکر تیغہ روئین شگاف نہ کیا اور شیر اژدر کر چلا ادھر بھی تیغین کھینچ گئین پھر خون کا سا تھ بندھا ساحرون نے حربہ ہاے سحر کو سنبھالا گروہ بسان اہرمن مست آ کے ڈپٹا ادھر حضرت حمزہ [illegible] ہا گولہ فولادی اور [illegible] خنجر پڑنے لگے ساحر برق نمکر اسکے سر پر گرنے لگے لیکن پھر بھی اثر نہوا کسی حربہ و زرہ منتر نے کام نہ دیا اور اسنے زیر تیغ نکلیا کبھی تاریخ سحر پڑھکر صف لشکر پر لگاتا کہ اسمین سے ہزار ہا پیکان نکلکر سینۂ ساحران کے پار نکلتا تھا کبھی اُسکے تیغہ سے شعلہ نکلکر رخت ہستی دشمن جلاتا تھا ایک قیامت کبریٰ بپا تھی لاش پہ لاش گر رہی تھی اجل زیر نگہ ہر بہادر پھر رہی تھی اس ہنگامہ کو دیکھکر آخر ملکہ بہار نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور للکارا کہ ادھر عزت کل میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا ادھر آ کہ تجھے خوابگاہ گور مین سلاؤن مزہ لڑنے کا چکھاؤن اسنے یہ نعرہ جب سنا شیر بپا صف اعدا سے شکست کھا کر سامنا کیا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ مجھکو تو تیری تلاش تھی کہ تو نے مجھکو دھوکا دیا تھا اور شہنشاہ نے تیرے زندہ پکڑ دینے کو کہا ہے بہار نے یہ سنکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر اسپر مارا اُسنے فوراً شیشہ آب چشمہ سحر نکالکر گلدستہ پر چھینٹا دیا کہ وہ جل گیا اور وہی پانی لیکر جانب بہار ملا اسنے جلد اپنی صورت کی پتلی بزور سحر زمین پر آتی چالاکی سے ڈالدی غائب ہوئی کہ اسکو ثابت نہوا ملکہ کہان گئی وہ پتلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل بہار معلوم ہوتی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی بہار پر ڈالا کہ یکایک اسکے سر مین آگ لگی اور جلکر ملکہ ہو گئی یہ افسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار کرنیکو کہا تھا اسکا خاتمہ ہوا ابھی فکر مین بیٹھا کہ پشت پر ملکہ بہار پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی بزور سحر مثل صورت حیرت بنائے ہوئے تھی کیسلئے کہ ساحر جو صفوف لشکر مین دور آیا تھا کثرت ہجوم سے اصل حیرت نظر نہ آئی تھی آخر بہت تھکی الحاصل ملکہ مذکور نے آتے ہی اپنا سر و سینہ پیٹ لیا کہ ہی ہے پہلوان یہ تو نے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا پہلوان بہت نادم ہوکر عذر پذیر ہوا کہ مین اس پانی کی یہ تاثیر نہ جانتا تھا کہ ساحر کو جلا دیتا ہو ورنہ مین اس سے کام نہ لیتا ملکہ نے کہا لاؤ تو وہ پانی کہ مین بھی اپنی بہن کیلئے ایک تبرک رکھوں اسنے وہ شیشہ آب سحر اسکے ہاتھ مین دیا ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت اپنی اصلی بنائی اور پکاری کہ ارے تیرہ سر یہ پانی باطل کنندہ سحر ہے منم بہار جادو یہ کہکر پانی چلو مین لیا پس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کہ طاؤس نے کہا تھا یہ پانی دفع سحر ساحر زبردست و رقاص سلونی کیونکہ خداوند لات اعلیٰ نے اس چشمہ مین ہاتھ دھوے مین چھانکا یہ پانی پڑیگا اب جان نہ بچیگی یہ سمجھکر بزور سحر جبتک ملکہ چھینٹا لگائے یہ اڑ بھاگا بہار نے تعاقب کیا پیچھے بہار کے فوج جنی پہلوان صف سے نکلا جو اس قریب اپنے لشکر کے پہونچا اور کہا کہ جلد اے خداوند بادشاہ طلسم جلیل مان بچائیے کہ آپکی بہن میرا کام تمام کیا چاہتی ہے حیرت اسکی یہ ادا دیکھکر ہنسی اور یہ پس پشت ملکہ آ گیا ادھر عمر مین بہار قریب لشکر عدو پہونچی تھی حیرت نے فوج کو حکم حملہ کا دیا ادھر سے عمرو مع فوج بڑھی آ گئی تھی وہ دیکھتی کہ بہار نے یہ کیا کیا کیونکر

اس پہلوان کو بھگایا یا بہار لشکر کے سد راہ ہوئی دہشت سے پہلوان تک پہنچ سکی فوج سے تلوار چلنے لگی سحر کی مار شروع ہوئی روئین تن جو جا بجا تھے
باقی تھے وہ باہم بھڑ گئے ساحر سے پٹے زمانہ دار و گیر کا آیا سحر و ساحری نے ہنگامہ اٹھایا ناقوس آ بھاگ کر اوپر چلا گیا کہ جب تک شاہ
سے اس آب سحر کا ردّ نہ معلوم کر لو ہرگز مقابلہ نہ کرونگا یہ تو یہاں ٹھہرا ادھر تیغ بہاروں نے تہلکہ ڈالا کہیں ہوئی لڑائی کہیں دست کو قالب
کہیں گھمسان ہوئی برابر سے گرد لشکر اٹھی نعروں کی آواز تا بفلک پہنچی کہیں سیلاب خون رواں کہیں آتش سحر کا شعلہ دھواں کہیں سر جدا کہیں تن
جدا جا بجا کہیں زین جدا کہیں توسن تڑپتا کسی جا انبار سر و پا و دست کسی جانب نعرہ کسی سمت طرارہ جست کسی طرف برق شمشیر کی چمک کہیں گرز
سر بلند ایک سو شعلہ تیغ کی لپک ساحر جو منتر پکارتے تھے لواکی پوٹ بھیرو نکو بھیجکر دشمن کو مارتے غرض کہ آفت کا سامنا تھا **نظم**

ہوئے لشکر پہ مثل برق بیتاب
زمین تھی ہر طرف صحن بلا خیز
لگائی ساحروں نے سحر سے آگ
ہوا مغرب کی جانب گرم توسن

بہایا خون بشکل چشمۂ آب
کیا تفویض خاک اعضائے تن کو
برستے تھے کہیں عقرب کہیں ناگ

ہوا وہ دشت لاشوں سے جو لبریز
سم رہوار نے روندا بدن کو
اسی لڑنے میں نور مہر روشن

جب ترک مہر سرد مہری برودت چشمہ سے بھاگ کر جانب بارگاہ مغرب گیا حیرت
نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر جانب خیمہ گاہ پھرے صبح سر بہار پر زرنگار کرتی ہوئی شاداں و خنداں مراجعت فرما کر بارگاہ
ہوئی آئی کشاری یا آسودہ ہوئے ملکہ حیرت جب تخت پر جلوہ فرما ہوئی **ناقوس** سے سبب بھاگنے کا پوچھا اسنے کل ماجرا جو اوپر بیان ہوا بیان
کیا ملکہ اپنی بہوں کی تیرہ بیرو فطرت پر ہنسی پھر شاہ جادوان کو اس حال کی عرضی تحریر کی اور یہ بھی لکھا کہ جلد آب چشمہ سحر کا رد کرنا لکھ بھیجیے کہ وہ
پانی اب قبضۂ دشمن میں ہے آبرو پہلوان کی ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی جب بہار لڑنے آئیگی یہ عرضی بجنسہ حضرت بادشاہ بھیجی گیا
اور ملکہ نے شغل پیر اسی آغاز کیا یہاں **مہرخ** بھی داد عشرت دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ میں آئے **مہرخ** نے اُنسے حال کثرت بہار بیان کیا عیار
سمی جنگ بہار سنکر ہنسے کہ شاہ جادوان اس پانی کا توڑ بھیجے اسکے اس پہلوان سے خدا آبرو بچائے دو دن تو میں نے عنایت خدا سے لڑائی
کو سنبھالا مگر اب کل بہت کا سامنا ہے **مہرخ** نے کہا کسی طرح شاہ کوکب کو خبر ہوتی تو البتہ کچھ تدبیر کی صورت تھی برق نے جواب دیا کہ آپ پیادوں کو اسی جگہ
کا نہ ہماری عیاری کریگا آپ ہم خود لئے جاتے ہیں آج رات سب سے سرنگ نے دینگے اگر شاہ کوکب بیٹا کر لشکر پر عیار تب بعث اتھا عیار نے
کچھ ہو سکا تو چھ بہت میٹنگے اور لشکر کے نکال دینگے تو خدا حافظ ہے جاتے ہیں یہ کہکر اٹھا ملکہ ہر چند مانع آئی کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں یہ پہلوان طلسم ہے اسکے ساتھ ہر
زبردست میں قتل نہ ہو سکیگا اسنے کہا اگر وہ دست بستہ طلسم ہے تو ناچاری ہے ورنہ دیکھیے تو خدا کیا کرتا ہے اور کسطرح وہ مارا جاتا ہے بہار بولی کہ وہ اگر دست بستہ طلسم
ہے تو ناچاری ہے مگر ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو میرے سامنے سے بھاگ جاتا اور پیر بہرام ترک کے اُسے بیدلانہ بناتا برق نے کہا خیر خدا مالک ہے
یہکر روانہ ہوا اور عیار بھی اُسکے ساتھ ہوئے در بارگاہ کے آکر عیاروں نے کہا کہ تم جنگل میں بدل لگا حیرت میں جاکر ٹھہرو میں بھی آتا ہوں عیار
روانہ ہوئے اور برق اپنے لشکر میں ساحر و بھی آیا اور وہاں زمان **مخمور** جو آجکل بے سواری ہے کسلیے کہ مخمور ہمراہ عمرو گئی ہے بس یہ ساحر لڑنے
بھی کم نکلتے ہیں اور سرداران حیرت خیر انکو بھی بلی نہیں پہچانتے بہرحال برق نے تین ساحروں سے کہا کہ تم میں سے میں ساحرہ اور سلوہ
لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ ہو کر صحرا میں قریب ڈاکو جاکر ٹھہرو میں وہاں آتا ہوں جو کچھ کہوں بجالانا ساحران مکرر حسب
فرمان وہی ایک ہو کر بطور مخفی روانہ ہوئے اور برق بھی ایکجگہ آیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی بنائی کہ
بہت حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے کالبد اسکا صندل و گلاب سے تخمیر فرمایا ہے نور کے سانچے میں اسکو

اور عیار جو چلے تھے انمین سے عیار جانسوز صورت بدلکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر علیحدہ لیجا کر بیہوش کرکے
اسکی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو ساحرہ بنکر آیا ہے تو جانسوز خدمتگار بنا ہوا سر پر حیرت کے رومال جھل رہا
تھا کہ برق بیٹھا ہوا ناچ کر رہا تھا کہ ساقی نے جام بادۂ احمر اسکو دیا اسنے وہ جام لیکر پینے لگا اور جلد منھ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب
تیز و تند زیادہ ہے مجھ سے نہ پی جاویگی یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحروں سے کہا کہ میرے پینے کی شراب لاؤ چار دو گز نیز انکو سمجھا پہلے ہی رکھا تھا کہ ایسا کہیو
کرنا چنانچہ وہ حسب الحکم صراحیاں شراب کی آغشتہ بدار وے بیہوشی اپنے ساتھ رکھتی تھیں وہی شراب جانے لائین برق نے ایک جام بھر کر
پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور نوش کرین تو مین بھی پیون ملکہ نے وہ جام بے اندیشہ انجام لیکر پی لیا پھر اسنے دوسرا جام ناقوس کو دیا
وہ تو فریفتہ ہو رہا تھا دست محبوب سے ساغر لیکر یکبیک سر عرہ درکشید کیا ایک ایک جام سب اہل بارگاہ کو پلایا نگی نوبت آتی تھی کہ جہان افراسیاب
پاس عرضی پہونچی اور اسنے عرضی پڑھکر کتاب جمشید دیکھی کہ آب سحر کے پانی کیونکر دفع کرون کتاب مین نکلا کہ پانی کی فکر نہ کر بلکہ اسوقت
تو آبرو بچا لو برق ساحرہ بنکر بارگاہ میں حیرت کے پاس گیا ہے اور اب کشتین پلا کر آتش حیات سب کی بجھایا چاہتا ہے دم بھر مین سبکو
ٹھنڈا کردیگا یہ دیکھکر بادشاہ نے سحر پڑھا زمین سے پتلا نکلا اسکو یہ مضمون لکھکر دیا کہ اے ملکہ وہ ساحرہ جو تمھارے پاس آئی وہ برق
عیار ہے اسکو گرفتار کرلو پتلا یہ نامہ لیکر بہت جلد بحسب حکم بادشاہ آیا اور نامہ لا کر ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر جانسوز خدمتگار بنا
ہوا ملکہ ملا تھا اسنے بھی اس نامہ کو پڑھا کیونکہ ملکہ کی پشت تھی اور اسکا سامنا تھا الحاصل نامہ کو دیکھکر اسنے خیال کیا افسوس محنت برق
کی مفت جاتی ہے اسنے رومال میں بیہوشی بھر کر منھ پر ملکہ کے اسطرح ہلایا کہ خوشبو اسکی ناک مین گئی وہ نامہ پڑھکر چاہتی تھی کہ مین ایک گولا
برق پر مارون اور گولا اسطرح چھپا کر نکالا تھا کہ وہ دیکھ نہ لے نہیں تو بھاگ جاویگا کہ اس عرصے میں رومال جھلنے سے بیہوشی طاری
ہوئی چاہا کہ یہاں سے اٹھکر منھ دھو آؤن یہ سوچکر اٹھنے کی ترجیح آیا جانسوز نے کہا کہ اے ملکہ تازہ بیہوشی کے پائے جاتے مین
لیجیے یہ پھول لیکر سے بر دفع بیہوشی میں نے بنوا رکھا ہے آپ بھی سونگھ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سونگھے وہ جو شدت سے نشہ
تھا جاتا رہا لیکن سر اتنا گھومتا ہے اب ملکہ نے سمجھا کہ میں اہل دربار سے باجا برق کا کہد دون مگر جانسوز نے کان مین جھک کر
کہا کہ آپکی بیہوشی ابھی جلدی اتری نہیں اور اہل دربار بھی شراب بیہوشی پی چکے ہیں کیونکہ رنگ ہر ایک کا میں دگرگون پاتا ہون بس
آپ یہ پھول لیجیے اور سے لیجیے اور آرامگاہ مین خوب اچھی طرح سے جاکر سونگھیے اور پھر خوب ہوشیار ہو کر آپ اسے میں انتظام
کام کرنا ہے ملکہ کی بیہوشی جو اسکے پھول دینے سے کم ہوئی تھی سو جسکو خیر خواہ جانکر پھول اس سے لیلیے اب اسنے پھول بیہوشی
کے بنے ہوئے دیدیے ملکہ اسکو سونگھتی ہوئی اس صحنچی مین بارگاہ کے گئی کہ جہان اسکے آرام کرنے کیلیے پلنگڑی گستردہ ہے بس وہان
تک جاتے جاتے یہ بیہوش ہو کر پلنگڑی پر گر گئی ادھر برق نے خیال کیا کہ مین خادم اور خدمتگار وغیرہ کو یہان شراب پلا نہ سکونگا
مقدمہ دربار کا ہے ہر کسی ناکس کو بیہوش کرنا غیر ممکن ہے پس اس ساحرہ کو علیحدہ لیجانا چاہیے یہ سوچکر وہانسے اٹھا ناقوس ایک جام
بیہوشی آلود تو پی چکا تھا نشہ مین سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اٹھا کہ اے ملکہ مین بھی چلتا ہون اور اسکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر اپنی بارگاہ
مین آیا اسنے یہان مجمع کرنا شروع کیا کہ ناحق میرے ساتھ آئے میرا تمام ہو جاوگی وریان بھی تمھارے ناحق ہی کیا کہینگے
ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہان تخلیہ کیا ادھر جانسوز نے جب دیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ وہانسے اس صحنچی مین گیا کہ جہان حیرت
بیہوش پڑی ہے اسنے چاہا کہ اسے قتل کر ڈالون خنجر کھینچا جیسے ہی قریب پہونچا زمین سے پیدا ہو کر سرہانے اور پائنتی ملکہ کے انگنیہ

سمجھا کہ مارنا اسکا مشکل ہے یہ سمجھکر وہیں ٹھہرا اور رنگ و روغن لگا کر صورت حیرت کی ایسی بنا کر لباس اسکا پہن ہوا پاس سے زنانہ
لباس پہنکر باہر نکلا مگر تیلا حسب نامہ دیکر شاہ جادوان پاس گیا تو اُسنے سحر کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا چاہا
تھا مگر اور عیار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اسطرح ملکہ کو بیہوش کر دیا جلد خبر لے ورنہ سب پیسے جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھکر عاجز
ہوا کہ میں خود جاؤں اسوقت برق وزیر نے کہا کہ حضور تامل کریں میں جاتا ہوں شاہ نے سب حال اس سے کہا کہ اسطرح عیار
نے آکر فتور کیا ہے تو جلد جا اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد وہاں سے آیا اور اسوقت وہاں پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی بنکر
باہر نکلا تھا بس اُسنے آتے ہی اسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا غرض کہ
جیسے ہی اُسنے ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا کہ مجھکو کیا پکڑتا ہے جلد اندر پہنچ کے جا فرا ان ملکہ حیرت کی چھاتی پر چڑھا ہے اسکو ذبح کیا
چاہتا ہے یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرایا کہ اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر پہنچ گیا اتنے عرصے میں یہ عیار رفتار کرکے ساحران ہمراہی ملکہ
کو جلد روانہ ہو کر حال کھلگیا ساحر جو برق کے ساتھ آئے تھے مع اسکے دفعۃً بزور سحر اُڑے اہل بارگاہ حیران ہیں کہ یہ کیا ماجرا ہوا
ہے یعنی پہلے ایک ساحرہ ذی ہوش تیلا آیا ملکہ حیرت کا تعاقب میں گئی اور وہاں سے جو نکلی ابرق وزیر نے اسکو گرفتار کیا اُسنے ایسا کچھ کہا کہ وزیر
نے چھوڑ دیا اب یہ ساحر اڑ گئے کچھ سمجھ میں یہ حال نہیں آتا ہے غرضکہ یہ سب تو فکر میں تھے اور ابرق نے جاکر حیرت کو ہوشیار کیا جب
وہ ہوشیار ہوئی پوچھا کہ اے وزیر کیوں گھبرایا ہوا اُسنے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آپکو دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے مجھے بھیجا ہے ملکہ حال
سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ جام بیہوشی پیکر بیہوش ہو رہے تھے انکو منہ دھلوا کر ہوشیار کیا اور حال ناقوس پوچھا سب نے کہا کہ ساحر جو
جو آئی تھی اسکے ساتھ اٹھا کر لے گئے ہیں اور اسکے ساتھ کے ساحر آپکی ہمشکل نے ایک دانہ دی کہ نکلی اور وہ بھی اڑ گئے وہ آدھر سے ہی چلی گئی
ملکہ نے سب حال سنکر وزیر سے کہا کہ ساحرہ بنکر عیار آیا تھا اب وہ پہلوان کو لگا کر لے گیا ہے افسوس کہ پہلوان مفت مارا گیا یہ کہکر ملکہ تھی اور
وزیر کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ ناقوس چلی مگر وہاں اتنے عرصے میں برق نے یہ کرشمہ کیا تھا کہ بارگاہ میں تخلیہ کر کے پہلے تو بہت کچھ
ناز و انداز کیے کہ صاحب تم جو اکیلے میں مجکو لیکر بیٹھے ہو تو آخر تمہارے دل میں کیا ہے سامری کی قسم میں جانتی ہوں جو تیرا ارادہ ہے تو بندی
ایسی لونڈی نہیں کہ غیر مرد سے پھسل پڑے سنو صاحب میرا بھی اللہ بیچ کیوں تمہرا آیا تھا لیکن میں نے اپنے دلکو روکا کہ او سے جی ایسے
جھوٹے مونہوں کے مجرے کیا ہے دل لگانا کیا ناقوس نے ان باتوں کے جواب میں منت کہا کہ اے جان من تیرے سوا میں کبھی کسی پر نہ مرونگا
دم الفت کا نہ بھرونگا اس ماہ پیکر نے ہنسکر کہا کہ تیری جورو تو پانچ ہاتھ کی موجود ہے اے یہ سب تیری منھ دیکھی کی محبت ہے میں خوب سمجھی ہوں
کہ تو بہروت ہے ناقوس نے کہا جانی جب میں تیرا عمل کرونگا تو اپنی بی بی سے تعلق بالکل نہ رکھونگا یہ سنکر اس مہ جبین نے ماتھا کوٹ لیا اور
کہا دوئی سامری ڈریے تیرے دیدے ارے جورو تیری چونکی ہوئی سامری کا جوگ اتارا ہوا اسمیں برادری والے باجے گاجے سے اسکے
بیاہ لائے تو میرے کارن اسکو چھوڑ دیگا اے صاحب میں تیرا ساتھ ہرگز نہ کرونگی ہائے ایسا بیوفا مرد وا تو زنانہ میں ہرگز نہ ہونگا یہ باتیں
اسطرح منھ بنا کر کہیں کہ ناقوس بیقرار ہو کر لپٹ گیا اُسنے کہا ہاں ہاں دیکھو تو میری چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہیں چار دھوئے جاسی
اُسنے یہ ریکھائی دیکھکر قدم پر سر رکھدیا اور منت کرنیگا اس زہرہ جمال نے کہا اچھا بیٹھے ایک سحر میں تیار کرلوں پھر تیری مراد بھی پوری
کرونگی ناقوس نے کہا تو مجکو ٹالتی ہے اُسنے کہا سامری کی قسم تو ایک لمحہ بھر خاموش رہو اگر ایک لحظہ میں وہ سحر تیار نہ کرونگی تو جسطرح
شہنشاہ نے بتلایا ہے وہ طریقہ میں بھولجاؤنگی اچھا ایک سیر سیسہ اور ایک کڑھاؤ جلد منگاؤ کہ میں گولیاں اسکی بنا کر بعد سے

مقابلہ کرونگی اور اس بحر مین کچھ پرواہ نہ لگے گی بعد فراغ تجھسے ہمنوں بولونگی ان باتوں سے ساحر بہت محظوظ ہوا اور ملازمونکو بلا کر سیلہ ور کڑھاؤ منگایا اس نازنین نے سبکو مہر بٹھا دیا اور ساحر سے کہا کہ آگ بھڑکاؤ وہ آگ بھڑکا تیل کڑھاؤ آگ پر رکھدیا جب سیسہ خوب گرم ہوا ساحرہ نے تھوڑی بیہوشی آگ پر ڈالدی اور کہا یہ خاک جمشید کی دھونی ہے اسکی تاثیر سے گویا ان بیٹھتے ہیں غرضکہ وہ تو آگ پھونک رہا تھا بیہوشی کا دھواں جو ناک مین گیا بیہوش ہوگیا اس ساحرہ نے کہ اصل مین برق ہے اسکے دو دانت قبضۂ خنجر سے توڑ کر اور منہ سنسی سے چیر کر وہ سیسہ جو گرم ہوا تھا اسکو پلا دیا شکم سے تا گلو ایک سلاخ سیسے کی بنگئی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوگیا غل اور شور اسکے مرنے سے برپا ہوا ایسا ہنگامہ پیدا ہوا کہ آندھی کیساتھ آتشبازی ہونیلگی حیرت اور برق دربارگاہ پر پہونچ چکے تھے کہ یہ ہنگامہ برپا ہوا اور آواز آئی کہ ہائے مجھکو نام میرا ناقوس جادو تھا حیرت یہ صدا سنکر بیتابانہ اندر بارگاہ کے چلی عیار سر انجام کار فرار ہوگا اور بھاگتے وقت نعرہ کیا کہ ہم ہیں برق فرنگی عیار تو کنارہ کرکے نکلگیا اور حیرت بیٹھی مار کر رونے لگی وزیر اسیوقت اڑکر خدمت شاہ طلسم میں گیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شاہ مین جبتک یہاں پہونچوں اور ملکہ کو ہوشیار کروں اسوقت عیار نے اپنا کام کیا یعنی ناقوس کو مار ڈالا بادشاہ یہ حال سنکر آتش غضب سے لال ہوگیا اور فکر مین ہوا کہ کسی ور کو بہر مقابلہ حریفان بھیجوں ادہر فوج ناقوس کے چند ساحر سردار ان سرکار لاش اپنے افسر کی اٹھائی اور جانب ظلمات روانہ ہوئے چنانچہ قلعۂ ناقوسیہ میں اسکی زوجہ رہتی ہے اسکے سامنے جاکر لاش رکھدی اور کل کیفیت بیان کی اسنے جو شوہر کو مردہ پایا فرط الم سے دریا آنکھوں سے بہایا تھوا تاری جوڑا یا توڑ مین لاشہ پر مین کرنیلگی کہ ہے ہے وارث میرے ہے ہے راج سہاگ میرے ارے میرے بادشاہی چتر اٹھ گیا میرا راج لٹ گیا ہائے مین کسکی ہوکر رہونگی ہائے افسوس مجکو رانڈ کرگئے الہی صاحب کچھ میرے لیے کہنگے بھی نہ گئے اس لونڈی سے کیا تقصیر ہوگئی جو خفا ہوگئے کرا ابیات

ارادہ اب ہی لے صاحب کہاں کا	پریشان حال ہے مجھ خستہ جان کا	ذرا ٹھہرو یہ وصل آخری ہے
ابھی حسرت مرے دل میں بھری ہے	میاں اٹھو مرا من نوفا نہ	کردست مرگ کا مجھ سے بہانہ
نہ باز آیا فلک راہ ستم سے	چھڑایا اسطرح پریم کو ہم سے	خدا بندے پر ایسے دن نڈالے
نہ پیرے چرخ نے نفض اپنا نکالے		

آخر بعد جزع و فزع و گریہ و زاری لاش شوہر کی اٹھوائی اور فوج بیشمار ساتھ لیکر بہ برد و المرد و چاک گریبان انتقام لینے کو چلی اور پہلے باغ سیب مین آئی بادشاہ ساحران فکر مین رنجیدہ بیٹھا تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور بہر جنگ اجازت چاہی بادشاہ نے بہت کچھ اسکو تسکین دی اور کہا کہ تم تامل کرو مین ایک بلا سے تانہ ان بگڑا ہونکو بھیجتا ہے شوہر کا انتقام لیگا اسنے نمانا اور بدقت تمام رخصت حاصل کرکے اژدر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور دریا اتر کر لشکر حیرت مین آئی حیرت صف ماتم بچھا ئے بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ طائران سحر نے اسکے آنیکی خبر دی وہ تا بدر بارگاہ خود لینے آئی اور بڑے اعزاز سے لیجا کر مقام بہتر پر بٹھایا اسکے شوہر کا پرسا دیا اسنے بعد گریہ و بکا پوچھا کہ میرے شوہر کو کسنے مارا ملکہ نے سب حال بیان کیا کہ اسطرح برق عیار نے مارا اسنے کہا لیکن ملکہ اسقدر آپنے غفلت فرمائی کہ عیار نے اپنا کام تمام کیا یون ہی قرینوں سے غفلت کرنا ہے ملکہ نے فرمایا کہ بی بی ان عیارونسے تو وہ آفت ڈھائی ہے کہ تباہ سامری کی نہین معلوم کیا غضب جمشید کا ہے برا ہوا ہے جو کچھ بس ہمارا نہین چلتا ہے اسنے کہا مین بیٹھے آتی عیار کو مارونگی جسنے میرے خاوند کو مارا ہے اسکو ابھی کہ ابھی جاکر مارتی

ہوں ملکہ نے ہر چند منع کیا مگر رستے نہ مانا اور اڑ کر چلی یہاں جو جاسوس بہر خبر گیری موجود تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ میں آ گئے اور
سارا ماجرا عرض بیان نہیں لائے وہ یہ خبر کہکر ہٹنے نہ پائے تھے کہ یہ پہونچی لیکن جب قریب بارگاہ آ کر اترائی چوبدار و حاجب و نقیب وغیرہ کو بھی
ساحرہ میں جزو سحر اڑتے اور اسکو مانع آئے کہ باتیں کہاں جاتی ہو یہ جانے اور ہے شاہ و شاہان جہاں پناہ ملکہ مہرخ والاشان یہاں
سریر حکومت پر جلوہ فرما ہیں ساحرہ یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور ایک لیا آخر جھاڑ کر دروازے تھے تھے پیچھا آئے مگر ہاں ہاں کرتے
ہوئے حاجب و بارگاہ میں آئی یہ بھی سب پیچھے پیچھے چلے آئے یہاں برق و جانسوز ساحر کو قتل کر کے بھیجا آئے میں سب سردار حال عیاری کا
کا سنکر ہنس رہے ہیں اور شراب ساغر کا چل رہا ہے کہ دربار گاہ پر حاجبوں کا غل کرنا سنائی دیا مہرخ نے ساحروں کو بھیجا ہاتھ وکو منع کرا دیا
اور ساحرہ کو بلوایا کرسی قریب تخت بچھوا دی وہ آ کر بیٹھی بر نخوت کسیکو سلام نہ کیا سب نے دیکھا کہ ایک بلائے سیاہ ہے جسکے ہر جانب سو
سے شعلہ آتش نکلتا ہے دہن سکا مانند قعر چاہ ہے ہر ایک پستان مثل شہر عدم کا ناکا ہے رنگ جسم کالا کوئلہ ہے ساری چہرے پر بالوں سے ہر زیور جسم
شوہر سے اپنے ترک کیا ہے سانپ بچھو کا جسم پر گہنا ہے غرضکہ عجب و ہیبت ناک ہے مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ تجھے ہمارا تاج و تخت خاک میں
ملایا تھا اور شوہر کو ہمارے مارا ہر چند کہ مجکو شاہ و خدمت سے کچھ غرض نہ تھی وہ اپنی نذر میں مست تھے میرا اسکے کچھ شغل تھا مگر پھر بھی بیوہ تو بنا دیا
تو نہ کہلاتی تھی اے ملکہ ہم تم ایک ہیں مگر تم مجھ سے بڑی ہو ایک دم سحر تمکو زیادہ یاد ہوگا لیکن یہ سمجھ لینا کہ میں ظلمات کی ساحرہ ہوں اتنی دم
پہلوان طلسم میں تجھے نہ چھوڑونگی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دیدو ورنہ ایک دم میں ساری بارگاہ خون سے لال کر دونگی یہ جملہ سنتے ہی مہرخ
مہرخ نے فرمایا کہ بی بی تم میرے گھر میں آئی ہو میں کیا تمکو سمجھا جواب دوں ورنہ جیسے ابتک کی زندہ بچا نہیں جاتو تجھے جو کچھ ہو سکے وہ کرو
اسنے کہا میں جانے کیلیے آئی ہوں دیکھو تم سبکو مارتی ہوں یہ کہکر کرسی سے اٹھی اتنے عرصہ میں کہ یہ باتیں کرتی ہی برق ملکہ کا ڈر
ایک نقب عیاروں نے بارگاہ میں اسطرح کھودی ہے کہ ایک سرا بارگاہ میں کھا ہے اور دوسرا سر جنگل میں نکالا ہے اسلیے کہ کسی وقت کام
میں بیٹھے ہوں تو کوئی ہماری گرفتاری کو ساحر وغیرہ آئے تو ہم بھاگ سکیں تو نقب میں سے کود کر نکلی یہ نئی بلا جب ساحرہ گرجی
ہوئی برق کو دیکھا کہ نہیں ہے کیونکہ وہ نقب میں کود کر صحرا میں نکل گیا اور اسی نقب کے متصل ایک غار تجویز کر کے اتر گیا اور غار سنگ کو خس
و خاشاک وغیرہ سے چھپا کر بیٹھا مگر حلقہ کمند بھی غار کے منہ پر لگا دیے ہیں تو اسطرح بیٹھا اور ساحرہ نے جب اسکو نہ دیکھا مہرخ کیطرف چلی
ملکہ موصوف نے ایک گولا سحر پڑھکر اسپر مارا اور سب سردار تیغ و ترنج پکڑ کر استادہ ہو گئے گولا آتے دیکھکر بھبوت ہوا میں بکراٹی اور
سب سرداروں کو آمادہ فساد دیکھکر پکاری کہ دیکھو تمھاری سرکشی دم بھر میں نکالدونگی یہ کہکر بلند ہوگئی کہ میں پہلے برق کو پکڑ لاؤں تو
آدمی اور تلاش کرنا چاہ وانہ ہوئی یہاں سب سرداروں میں صلاح ہوئی کہ برق بعض عیاری کہیں چھپا ہوگا اگر کوئی اور ڈھونڈھنے گیا
تو نہ ملیگا لیکن یہ ساحرہ ہے زور سحر دریافت کریگی کہ فلاں جگہ پوشیدہ ہے بس ہمکو چاہیے کہ زور سحر برق کو چھپائیں یعنی ایسا سحر پڑھیں
کہ بھبوت کو وہ مقام یاد نہ آئے کہ جہاں برق چھپا ہے غرضکہ مشورہ کر کے سب سحر خواں ہوئے اور بھبوت جو اڑ کر بلند ہوئی ہوا اور کوہ میں ڈھونڈھنے
لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ عیار کہاں ہے سحر بسبب انہی سرداران ذی تبار کے سحر پڑھنے سے الٹا جواب اسکو دیتا تھا کہ عیار
مثلا کہ مشرق میں پوشیدہ ہے تو وہ مغرب کیطرف بتاتا تھا الحاصل بہت سرگرداں ہر سمت پھری کہیں پتہ عیار کا نہ ملا آخر تھک
کر ایک پہاڑ پر بیٹھی کہ دم لیلوں تو پھر تلاش کروں یہ تو اسجگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ برق بارگاہ میں اپنی نہیں ہے اور
بھبوت ڈھونڈھنے گئی ہے بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ عیاروں کو بلا کر بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اسے تمسے مقابلہ عیار لیکر

تھو سکا خیر اب جاؤ برق عیار خود بھبوت مخفی ہو گیا ہے تم اسکی صورت بنکر ملکہ ہمرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤ حسب الحکم ملکہ مذکور عیار بچیان روانہ ہوئین
اور اپنے مقام پر آکر صرصر بصورت اپنی اصل صورت برق بنائی اور عیار بچیان اسکی اعانت کیلیے بصورت ساحر لشکر ہمرخ کیطرف
روانہ ہوئی اور یہ پہلے صحرا مین گئی ادھر سے راہ کترا کر لشکر اسلامیان مین آئی یہان سب لشکر بیٹھے ہین کہ یہ بارگاہ مین داخل ہوئی ہمرخ نے اسکی
صورت کو دیکھکر خوشی کی قریب بلاکر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اسنے کہا کہ مین نے جری کی شکل مین صحرا مین بھبوت کو
مارا جب آپکے قدم دیکھنا نصیب ہوے سب نے یہ مژدہ سنکر کہا الحمد للہ ہمرخ نے حکم دیا کہ جشن آغاز ہو صرصر نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے
کہ مین آج سبکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن ہر ایک نے کہا آپکی خوشی یہ اٹھی اور میخانے مین جاکر تمہارے سے مین بیہوشی ملاکر بوتلین
شراب سے بھر کر لائی اتفاق سے اسوقت ضرغام عیار بھی بارگاہ مین آیا اور برق کو دیکھکر بیٹھا اور برق جو غار مین بیٹھا تھا
بس وہانسے نکلکر نقب مین آیا اور وہ سرا بارگاہ مین نقب کا ہے اس سرے کے قریب آکر ٹھہرا کہ معلوم کرون اہل بارگاہ کیا کرتے ہین
ازبسکہ یہ سرا ایک گوشہ مین ہے تو وہان ایک ساحر برائے رفع احتیاج آیا پہرا اسطرف بھی کھڑا تھا پہرے والے نے پوچھا کہ
کیوں بھائی دربار مین کیا ہو رہا ہے ساحر نے کہا برق آیا ہے وہ سبکو شراب پلاویگا یہ کہکر ساحر رفع احتیاج کرکے چلا آیا مگر برق نے
نقب مین سنا کہ ایک برق اور بارگاہ مین آیا ہے پس گھبرایا کہ ایسا نہو تیری صورت بنکر کوئی اپنا کام کر جائے اور تو یہان کھڑا رہے استاد
اسحال کو سنکر بہت خفا ہونگے لازم ہے کہ نقب سے نکل پس جلد باہر نکل آیا جو سردار کہ اسطرف تھے انھون نے دیکھکر غلغلہ کیا کہ لیجیے ایک اور
برق آیا صرصر نے بھی دیکھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر وہان بھبوت نے پہاڑ پر وزکر سحر جو کیا ازبسکہ یہانکے سردار انھین
برق کے سحر کو اٹھا لیے روانہ کرتے تھے ابھی اسکو نفس سحر نے خبر دی کہ برق اپنی بارگاہ مین ہے وہ وہانسے چور کر گرد اگرد اپنی بارگاہ ہمرخ مین
آکر ٹھہرائی صرصر اسوقت بھاگ کر صحن بارگاہ تک آچکی ہے اسپر نگاہ اسکی پڑی چونکہ وہ صورت برق کی بنی ہوئی تھی یہ عقاب بنکر جو گری
پنجہ مین دابکر اسکو لے اڑی اور ساحرو مین غلغلہ ہوا کہ لیے جاتی ہے سرداران نے چاہا کہ اسکا تعاقب کرین مگر اصلی برق نے نعرہ کیا کہ
مین یہان موجود ہون وہ عیارہ تھی جسکو ساحرہ لیگئی ہے اسکے نعرہ کرنے سے سب رکے اور اسنے کہا کہ تم لوگ مطلق نہین خیال کرتے کہ
کون فریب دیتا ہے فی الجملہ اپنے دھوکا کھانا اگر کوئی عیارہ میری شکل پر پکڑ آئے تو اس سے حال نقب پوچھنا اسکو حال معلوم نہین
اور کہ یہان نقب بھی ہے پس بتلانا مشکل ہوگا تم پہچان لینا اور مین پھر جاکر پوشیدہ ہوتا ہون کیونکہ ساحرہ ضرور میرے تعاقب مین آئیگی یہ کہکر
نقب مین چلا گیا اور اس سرے پر نکلکر غار مین جاکر بدستور سابق پوشیدہ ہوا ادھر بھبوت جو صرصر کو لیکر اڑی سوچی کہ اسکو لشکر حیرت
مین نہ لیجاؤن کیونکہ وہان کثرت مردم سے عیار اسکو چھڑا لیجاوینگے اور شناخت نہو سکیگی یہ سوچکر سیدھی پہاڑ پر آئی اور وہانسے
ہر یک نگاہ ہر سمت دوڑایا کہ دیکھون میرے پیچھے تو کوئی نہین آتا ہے القصہ اس دیکھنے مین اسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ
کو لیکر اوس باغ کیطرف چلی اور جب متصل اسکے پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تدبیری بی کا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ ساحرہ والدہ جوہر تو اسنے طلسم ظاہر مین ایک ساحر
کو اپنی بیٹی کیا ہے نام اسکا زلور جادو ہے وہ اسی باغ مین رہتی ہے اور یہ بھی کبھی کبھی ملاقات اسکے پاس آیا کرتی تھی اس سبب سے اسنے پہچانا اور داخل باغ
ہوئی یہ باغ نہایت آراستہ تھا گل و ریاحین سے معمور روشین بٹری سے پیراستہ نہال ہر ایک بار دار اشجار گلونسے پر بہار سامنے بارہ دری
تعمیر خوبی مین منظر اسباب راحت و نعمت سب مہیا ملکہ زلور مسند پر جلوہ فرما تھی کہ یہ عیارہ کو لیے ہوے آئی اور اسنے اسکو دیکھکر مسند سے اٹھکر
تسلیم کی اسنے دعا دیکر زور سحر عیارہ کو بے حس و حرکت کرکے ڈالدیا اور اسکا سر چھاتی سے لگایا بلائین لینے لگی اسنے پوچھا کہ امی جان کیون خیر تو ہے

اسنے کہا کہ قسمت میں اجڑ گئی باپ میرا مارا گیا بجور رنڈاپا کا اب کون سہارا رہا ایک اندھے کی لاٹھی تیرا دم ہی سامری مجھکو زندہ رکھے یہ سنکر
زنبور بھی چیخیں مارکر رونے لگی اور بعد رقت و بکا پوچھا کہ میرے باپ کو کسنے مارا ہی اسنے بتایا کہ ہوا جو سامنے پڑا ہی یہ عیار لشکر
اسلامیان ہی اسوجہ سے اسنے قتل کیا یہ سنکر زنبور غضبناک ہوکر اٹھی اور ایک لات صرصر کے لگائی وہ پہلے تو مجروح ہوا سے بیہوش تھی
مگر کچھ عرصہ میں ہوشیار ہوکر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہی اب لات جو کھائی تو باخبر ہوئی کہ تو پکڑا آئی ہی بس لات پڑتے ہی پکاری کہ اے سامری زنبور
نے اور دو لاتیں ماریں کہ حرامزادہ اب عورت کی بولی بولتا ہی اسنے کہا کہ میں عورت ہوں اسنے اور دو ہاتھ مارے صرصر نے
اپنا پتہ بتاتی ہی اور کہتی ہی کہ میں شاہ طلسم کی عیارہ ہوں مگر وہ نہیں مانتی اس عرصے میں مجبوت نے کہا میں تو ٹھہر جا بیرون ملا تو بچا
اسکو مارے ڈالتی ہوں یہاں تو شاید خوف دیکھکر ڈرے کیونکہ تیرا بھی کر رہا بنڈا ہی یہ کہکر عیارہ کو پنجہ میں دابکر عیار اڑی اور سامنے
باغ کے ایک پہاڑ پر اسپر لائی اور خنجر جھولی سے نکالکر قاصد ذبح ہوئی مگر باغ سیب میں شاہ جادوان نے بعد اسکے آنے
کتاب سامری دیکھی اسمیں معلوم ہوا کہ مجبوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہی بس پڑھکر کتاب بند کی اور سمجھا کہ دیر لگا
تو عیارہ مار ڈالی جائیگی بس کسیکو بھیجنے میں عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑکر چلا اور آن واحد میں اسی پہاڑ پر آیا جہاں صرصر قتل ہو
رہی تھی چنانچہ اسنے آتے ہی مجبوت کو للکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہی یہ میری عیارہ بچی صرصر تو پہچانتی نہیں اسنے بادشاہ کو دیکھ کر
سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے بلاگردان ہوئی اور مجبوت عیارہ سے عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا
صرصر بظاہر تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ایذا اسکے ہاتھ سے پائی تھی کہ دل میں اسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہوکر چلی گئی
بعدہ وہاں عیارہ مجبوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کریں کہ برق عیار کہاں چھپا ہی شاہ نے فرمایا کہ تو یا
ہی اسکی بارگاہ میں نقب ہی وہ نقب کی راہ سے فلان صحرا میں نکلتا ہی اور وہاں ایک غار ہی اسمیں چھپا ہی یہ کہکر بادشاہ بھی رخصت
ہوکر چلا گیا اور یہ وہاں سے بموجب بتلانے بادشاہ کے اسی غار پر آئی جہاں برق چھپا بیٹھا ہی اور خس و خاک ہٹا کر اندر غار
اتری وہاں کمند لگی تھی برق نے کمند کھینچ لی یہ کمند میں پھنسی مگر سحر پڑھکر دھواں بنکر کمند سے نکلی برق بھی جست کرکے باہر آیا اور
چاہتا تھا کہ نقب میں کود کر نکل جاؤں مگر یہ پنجہ بنکر جو گری اسکو داب کرلے اڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت میں آئی اور کہا اے ملکہ
اسکو پہچان لو تو میں قتل کروں حیرت نے پہچانکر فرمایا کہ بیشک یہ اصلی برق ہی اسکو نہ قتل کر اسنے کہا میں یہاں مخالف ہوں وہ
اسکے بھائی بند اگر فتور نہ کریں میں ابھی اسکا سر کاٹے لاتی ہوں یہ کہکر اسکو پنجہ میں دابکر پھر اڑی و مقابل لشکر ایک پہاڑی تھی وہ
لائی اتفاق سے اسکو جاتے دور سے قران نے دیکھا فوراً صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی ایسی بنائی سانپ سر سے لپیٹا بچھو
سحر کے گلے میں ڈالکر ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی باندھکر جسمیں یہ کندہ تھا کہ میں ملازم افراسیاب ہوں روانہ ہوا ادھر سے صرصر آتی
تھی اسنے اسکو دیکھکر پہچانا اور پکاری کہ ٹکڑے کا لیے میں جاتی ہوں تیرا حال کہنے اسنے دھمکایا کہ استانی اگر برق مار ڈالا گیا تو پھر
تو عیاری چھوڑ دیگا صرصر بھی مجبوت سے ناراض تھی ٹالکر اور طرف چلی گئی اور قران قریب کوہ پہنچکر پکارا کہ اے مجبوت دست
خود را نگاہدار اید کہ ما ہم رسیدیم نیم فرستادہ شاہ طلسم اسنے جو اسکو دیکھا سمجھی کہ ابکی پھر کچھ دھوکا ہی جب تو بادشاہ نے اس طرح
بھیجا ہی بس خنجر گلوی برق پر رکھ چلی تھی اسکے نعرہ کرنے سے رکی اور قران جست و خیز کرکے اوپر پہاڑ کے گیا اور کہا اے مجبوت
شاہ نے جو کچھ فرمایا ہی وہ سن لو اسنے قریب آکر کہا کہ فرمایے اسنے کہا کان ادھر لائیے وہ کان لگا کر اور جھک کر کھڑی ہوئی قران نے

بندہ جو چمک کر بارا سر پر جو پڑے بنگلے سے گذر کر تا سینہ پہونچا اور وہ گر گر تڑپی اور ہلاک ہوئی غل ہوا اسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت قریب
تھا لشکری اور حیرت شور سنکر دوڑے اور کنارے لشکر کے جو آکر دیکھا تو شعلے بلند ہین مرچتے ہین کہ مارا ملکہ مبھوت گیسو دراز جادو
کو عیار نعرہ کر کے بھاگے ہین حیرت بیتاب ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئی عیار تو نعرے کر کے بھاگ گئے اُسکے بعد دو الم لاش مبھوت کی
اٹھائی اور بارگاہ میں لاکر رونی پیٹی چلائی آخرش لاش کو حکم اٹھانیکا دیا اور اسکے قتل ہونیکا حال افراسیاب کو لکھا بچہ سحر نامہ لیکر
روانہ ہوا بادشاہ باغ سیب مین متفکر و مغموم سریر حکومت پر بیٹھا تھا کہ بچہ نے لاکر نامہ ملکہ کو دیا اسکو پڑھکر قتل مبھوت کا ماجرا معلوم
کرتے ہی مبھوت ہو گیا فرط غیظ سے دیوانہ ہو جاتا تو عجب نہ تھا یہ آسیب پیچ کا تو سواری تھا کہ دیو عظم نے آکر دیا یعنی نامہ خداوند باختر
زمرد شاہ کا بچہ نے پہونچایا اسکو جو مطالعہ کیا یہ مضمون عتاب مشحون لکھا پایا کہ اے بندہ خاطی جو ساحر تو نے ہماری مدد کو بھیجے وہ
بسبب اپنی کبر و نخوت کے ہماری بہشت میں گئے اب تجھے لازم ہے کہ جلد ہماری خبر لے ورنہ ہم ناراض ہو کر تیری سرحد سے چلے جائنگے
یہ مضمون پڑھکر لیسان ماہی بے آب فرط قلق سے تڑپا اور مثل شعلہ آتش کانپ گیا سبب غیظ و غضب کم ہوا اپنے منشی کو طلب فرمایا کر حکم دیا
کہ ایک فرمان شہر سیاہ کے حاکمونکو ہماری جانب سے تحریر کر مضمون یہ ہو کہ اے حبیبان جادو رہتاب جادو دہائی تمام بعد دعا
کے واضح ہو کہ تمہارا ملک قریب کوہ عقیق ہے کہ طلسم آئینہ کے شمال کیجانب جو کوہستان طلسم کا ہے وہاں کے حاکم ہو لیس تم بموجب حکم
اہل دولت خدمت خداوند لقا میں جاؤ اور اُسنے پھر بندے انکے خفا ہو کر مقابلہ کرتے ہین حمران نمک حرامان مغضوب کا کام تمام کرو لیکن
جو لڑائی کر مسلی تو نسے کرنا اور ظفریاب ہونا تو فخر کسی طرح کا نکرنا اور غرور کو اپنے دلمیں جگہ نہ دینا اسلیے کہ بندہ مغرور کو خداوند قتل کر ڈالتے
ہین بارگاہ خداوندی میں عجز بہت پسند ہے زیادہ ہماری عنایت بے غایت کے امیدوار ہو یہ مضمون منشی نے سنکر قلمبند کیا بادشاہ نے
چلہ سحر کو دیکر شاہان مذکور کو بھیجا حال اس فرمان کے پہونچنے کا اور ان بادشاہونکے روانہ ہونیکا جانب لقا آیندہ بیان کیا جائیگا مگر
الحال بعد ارسال فرمان شاہ جادوان نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر بھائی طاق [illegible] درد دست جادو کے نام رقم فرمایا وہ
ہو کر شاہ طلسم نے چالیس استاد سے علم سحر پڑھا ہے منجملہ ان استادون کے حسام بھی ہے اور سب استادون سے زبردست عشاق
سبزہ رنگ سکا استاد ہے کہ آنا اسکا بہر مقابلہ برخ انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا غرضکہ جب نامہ بادشاہ نے پیر بھائی کو اپنے
لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ بیت وہ کون دوست ہے ہم جسکا ذکر کرتے ہیں • جو پیری مین بھی بھولے نہیں جاتے ہین سبق خوان مدرسہ دکن
و درس گیر مکتب یکجہتی الماطر از لوح صدق و صفا و حقیقت نویس قرطاس محبت و دولا افسون ساز طلسم مودت و سحر پرداز پرستش خانہ
الفت سلامت وہ حرف شوق کہ جنکی شرح کا نام دفتر عشق ہے وہ لفظ اشتیاق کہ معنی جسکے طومار محبت ہین اور وہ شرح عشق کہ وہ کلمہ
کہ جو پیرا بعد منزا جریدہ الفت کے ہے وہ فقرہ کہ ہو بشکل صفحہ مقاطر دستان پر صداقت کے ہے کتاب یادگاری یار وفادار [illegible] وہ
شعار سے ہمیشہ پڑھتا ہوں اور لوح دلبر ابجد انتظار ملاقات کی مشق کرتا ہوں استاد شرد [illegible] فیض و داد انہ کر ایا ہے مطلب
نکات سے خوب آگاہ فرمایا ہے دیباچہ رسالہ فراق حرف حکایات ابواب اشتیاق مجھکو خوب یاد ہے زبان میرے حال پر استاد
ہی جانیکا تم ہو کہ فصل نسخہ دوستی کی کوئی یاد نہین آموختہ بھی ہو [illegible] اگر مجھے یاد ہوتا تو کبھی کبھی تو مین لکھنا بھول جاتے
المکتوب نصف الملاقات ہے ایک خط تو انشائے الفت سے ہمیں پڑھوا دیتے یہ کہنا کہ تمنے پڑھا نہیں یہ سبق یاد رہا
نہین اچھا حال ماضی جانیدو استقبال کا بیان سنو ہی کہ حقیقت ہے طرفہ حکایت ہے کہ [illegible] زمان مجہول نامعقول ہاسے مجھے منحرف

ہین سرکشی مین دال قیامت شل الف ہین حواشی کتاب دوستی عیاران سلمانان ہین بہر نحو اصل ہیجا سیر میدان برخلاف ان مین جا بجا بتا ہوگا کہ قلم اگرانی زبردستی دکھائی انکو رطکر زیر فرماؤ زیادہ ورق ہستی مطالب معانی وتندرستی سے ترقیم ہے استاد قدرت کیطرف سے صحیفۂ دوستی واتحاد کی تمکو تعلیم ہے یہ نامہ تمام کرکے اپنے ہاتھ پر رکھا اور کچھ سحر پڑھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا اسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے پیر بھائی طاق چشم پاس لیجا کبوتر نامہ منقار مین دبا کر اڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آیندہ بیان ہوگا اب شمہ حال فرخندہ فال ظفر پیکر صاحبقران باقبال بیان کیا جاتا ہے

داستان روانہ ہونا شہزادہ تورج بن بدیع کا شکار کو اور زیر کرنا کوہ ہونکا اور پہونچنا وہانہ پر طلسم ہزار برج کے اور آنا مہتاب جادو وغیرہ کا مدد کو لقا کی اور مقابلہ کرنا میر

سے لمؤلفہ

تجھے ساقیا میرے سر کی قسم
قسم دخت رز کی جو ہے پارسا
تجھے اپنے پیر مغان کی قسم
کہ پھر آئی ہے سر پہ ہولی کی فصل
مے زعفرانی کا پیمانہ لا
کھلین جیسے جنگل مین ٹیسو کے پھول
حسینان دنیا ہین سوتے مین زرد
کہ دل دیکھنے والونکا لے وہ مانگ
نہ باقی رہے رندکو تیرے ہوش
ہوسناک ہو روح جمشید کے
کوئی قمقمہ آئے گر میرے ہاتھ
طلسمات رنگین کھلاؤن مین
ملین رخ پہ ساقی کے جیسے گلال
بنے صفحۂ داستان چمن زار ابین

مرے رنج آگین جگر کی قسم
قسم تجھکو جمشید کے جام کی
تجھے دختر رز کی جان کی قسم
بسنتی جو مے کا تو ساغر پلائے
سنبھلی یہ سرسون جائے ذرا
مریض محبت ہین جو نوجوان
بسنت آنے سے لگیا رنج و درد
پلا مے نیا دے مجھے ساقیا
پھرین خوب پیکار کے بادہ نوش
ملے مجھکو جو گنبد بلور کا
تو معشوق [illegible] کی ملے مجھکو گات
چلین رنگ مضمون کی پچکاریان
رہون اسطرح مین بھی رنگین خیال
بدہ ساقی از میکدہ جام مے

مین کیا اور سر میرا کیا ساقیا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
کہ بنت العنب سے مرا کرمے وصل
تو سرسون ابھی آنکھو نمین پھول جائے
بھرے ساغر زرنمین ہیشان زرد پھول
ہوے زرد وہ عاشق ناتوان
نہاؤن بیاب کی ہولی مین سوانگ
خم مے مین غوطہ کھلا دے ذرا
بجین ہر طرف بزم مین دف دھنے
تو سمجھون کہ سینہ ہے یہ حوض کا
نیا آج کچھ رنگ دکھلاؤن مین
کہ ترشا ہدون کی رہین ساریان
بس اے جاہ بیجہ الود رنگین سخن
نواز دصریر قلم ہیچ نے

مید کنندگان عاز خیال ودوام افگنان صحرا سے مقال کمند افگنان برج آسمان وفتاحان طلسم ہزار برج بیان تعلی گوہربیان معانی گرانمایہ رفعت بندگان مضامین خورشید پایہ مرغزار قرطاس مین آہوے خوش رفتار خامہ کو اسطرح رم فرماتے ہین اور سمند مضمون کو جولانگاہ طلسم ہزار برج داستان کیطرف یون لاتے ہین کہ شکار کنندہ ہفت قلعہ کوہ قاف کشندہ جفت تیغ

ہمروز مصاحبت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بمقابلہ خرس تیرہ ضلالت گرازصحرائے نکبت و ذلت مردود درگاہ خدا یعنی
زمرد شاہ لقا کے ٹھہرے مین اور حسبقدر کوہی کرامداد لقا کو آئے مطیع امیر نامدار ہوئے یہانتک کہ گلگون حیا بھی خدمت شاہ اسلام مین
آیا اور مطیع ہوکر زمرہ عیاران مین رہنے لگا اب کوئی ناصر و معین لقا کا نرہا اس سبب سے تو جیسے یادری طبل جنگ بجوانا موقوف رکھا اور
انتظار آمد آمد ساحران کرنے لگا امیر نے بھی کچھ اسکا تعرض نفرمایا کیونکہ خاصہ بعزاج بالدین امیر با توقیر یہی ہے کہ جبتک پیشدستی حریف کیطرف
سے نہو آپ سبقت نہین فرماتے ہین ور بعد عرصہ بسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرماکر حملہ کرتے ہین الحاصل جب یہان لقا نے
حربی عرصہ تک بجا شیران نیستان شجاعت و ضیغم صولتان میدان شہامت بغیر شکار ... دم رستم توان پہلوانونکے خالی بیٹھنے سے گھبرا کے
ہر ایک نے ارادہ سیر و شکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دستگیر تھا اپنے اپنے خیام و بارگاہ مین جلسہ عشرت جمع رکھتے تھے
ایک روز دم سحر جب خسرو خاور اپنے آرامی حرم خضر ہوا شاہ اسلام نے نصیدر کوفرا اور تخت سلیمانی پر جلوس فرمایا اور بار در بار سردار اور
ذی تبار سے معمور ہوا ساقیان شوخ و شنگ جام مے خوشرنگ سے نیرنگ کو دکھانے لگے جلسہ نشینان بارگاہ کو نشہ مین جوانی کے ترنگ
یاد دلانے لگے بزم کے دیکھا دس پہر شک ہوتا تو بجا تھا عین سرخوشی نشہ مین شہزادہ قوبج بن بدیع اپنی جگہ پر سے اٹھا اور سامنے
بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے شاہ بحر و بر و اے خسرو دادگستر مزاج بہت گھبراتا ہے امید عنایت سلطانی
سے یہ رکھتا ہے کہ میری عرض بدرجۂ اجابت پہونچے اور آرزو میری خلعت قبول سرکار عالی تبار سے پائے میرے واسطے حکم صیدافگنی
شرف اصدار فرمائے بادشاہ زبان مدارات بیان سے یون درفشان ہوئے کہ اے نہنگ قلزم جرات مجھکو اجازت تمھارے دینے مین
کچھ عذر نہین لیکن تم یادگار عم نامدار شہزادہ بدیع ذیوقار جد عالیقدر حمزہ نامور سپہ سالار لشکر تمھارے بغیر کیونکر بسر کرینگے بیٹے کیطرح
وہ اب پوتونکو سمجھتے ہین جب کبھی یاد قرۃ العین آتی ہے تو نظر تمھاری صورت کے دیکھنے سے لو بہاتی ہے قوبج نے عرض کیا کہ مین بےاجازت
جد نامور نجاونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ تمکو رخصت کرین تو مین بھی رخصت کرچکا یہ حکم بادشاہ سے سنکر شاہزادہ موصوف روبروئے
امیر آکر رخصت طلب ہوا کہ اے جد بزرگوار مجھکو فراق پدر عالیمقدار مین خالی رہنا شاق گذرتا ہے اگر لڑائی ہوتی ہے تو خیال حرب مین دل
بہلا رہتا ہے مگر تنہائی مین بارگاہ کاٹے کھاتی ہے چنانچہ آجکل جنگ موقوف ہے مجھکو حکم سیر و شکار دیجیے عرض کمترین رد نہ کیجیے امیر نے
شہزادہ کو کمال درجہ مشتاق صیدافگنی دیکھکر روکنا مناسب نجانا فرمایا کہ اے جان جد مجھکو باسرداران دیگر کوکسی نے قید کب کیا ہے مگر
ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ یہ صحرا ہنگام ساحرون سے بھرا ہے جا بجا بلیات طلسمات کا سامنا ہے دیکھو باپ تمھارے گئے آجتک انکا دیکھنا بھی
ممکن نہوا یہی خیال آتا ہے کہ تم کہین جاکر کسی آفت مین نہ گرفتار ہو اور دشمن تمھارے روز بد دیکھین اچھا جاؤ تین روز سے زیادہ صحرا مین
نہ رہنا خفگی میری نہ سہنا شہزادہ اجازت پا کے سلام رخصتی بجالایا اور دربار سے اپنی بارگاہ مین آیا سردارونکو اپنے بلاکر مژدہ صید
و شکار سنایا ہر ایک خوشنود ہوکر سامان روانگی کرنے لگا شہزادے کیلیے ایک بارگاہ مع سامان زربفتی استر و تیار ہوئی خیمے ڈیرے
باقیہ ہر سردارونکے لدگئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش بہر شکار تیار ہوئے بہادر مسلح و مکمل ہوکر عازم شکار ہوئے قراول بیلے و قرقیکا
... باش حاضر ہوکر جانور پسند کرا لیکے چرخ شکار کئے ڈوریے ڈالے چیتونکی بھی کھلوئیان تانگون پر کمین گاہین جانورونکے طعمے رکھے
گئے بمقام کمین بیگنین بار ... بازہی شاہین جرہ شکرہ شتی و غیرہ ہاتھونپر بٹھا کر ٹوپیان آنکھونپر چڑھا کر جانب صحرا روانہ ہوئے طبل
طغزل پر چوب پڑی کمانداران نے خدنگ رستہ کیا کنداگی اور دام دار بیلے سے جنگل مین جاکر کمینگاہ مین بیٹھے قراول لاتی

لگانے کی فکر میں پھرنے لگے گورخر و گوزن کا پتہ لگاتے تھے سب تو جنگل گھیرے جاتے تھے کہ مولف

درختوں نے صحرا کے سنکر یہ حال | کہ صید افگنی کا ہے شہ کو خیال | کیا جلد ترتیب سامان صید
لگے کرنے بلبل سے گل مکر و کید | کیے جلد سنبل نے گیسو دراز | کہ تجکو بھی کوئی کہے جلساز

ہوا نرگس مست کو حوصلا | کہ آنکھوں کو اپنے ہرن کر لیا

غرض صحرا میں بارگاہ استاد کرائی شیر دہکے بیپکو اکر نکی تیاری ہوئی باٹ اور آتشبازی کے ٹوکرے روانہ ہوے رات بھر یہی سامان تھا جسوقت کہ صحرائے خضر آسا میں صیاد دہر نے باز تیز پرواز آفتاب کو طائران انجم پر چھوڑا اور طاؤس فلک نیلی فام نے دانہ کواکب کو چن لیا

کہ چمکا مہر تاباں جب سحرگاہ | دل شہ کو ہوئی پھر سیر کی چاہ | طلب فوراً کیا شبدیز چالاک
ہوا رونق فزائے زین وہ بیباک | کچھ ایسا خوبصورت تھا وہ مرکب | کہ پہونچے اسکی تیزی پر خرد کب
سمند تیز پشت پر اک زین پر زر | فروغ مہر ہے تابش میں بہتر | غرض گھوڑے کو اسنے جب بڑھایا
سوے صحرائے لالہ زار آیا

ابھی اچھی طرح روشنی ہوئی تھی کہ کنول بردار فانوس ہائے زرین آگے آگے لیے ہوا تھے ہمراہ سواری ہزارہا نوجوان نسیم سحری فرح بخشی غنچہ خاطر شگفتہ کرتی بساں شاہد سحر رخسار ناز ملتی گھوڑے طرارے بھرتے جنگل میں نئے نئے گل کھلے قطرات شبنم سبزے پر پڑے ہر تو نکے جال درختوں پر پڑے نظر آئے ہو صحرا میں شور مچانے کچھ عجیب ہنگامہ تھا کہ نظم

کہیں چشم نرگس تھی رہ میں کھلی | کہ آنکھیں کرے فرش راہ شہی | گئے دشت میں جب کہ وہ صبحدم
مرے سر پہ آنکھوں پہ شہ کے قدم | کہیں کوڑیا لا تھا پھولا ہوا | تو وہ صورت دام گستردہ تھا

ہوے عازم صید یوں سب دلیر | ہرن کے عقب میں چلے جیسے شیر

شہزادہ سیر دیکھتا ہوا بصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا اسکے دامن میں اتفاق زمانہ سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری میں رہتے ہیں اور تخت انپر اس مردود کا کھینچا جاتا ہے کھڑے تھے فیلبان چارہ دانہ انکو لاتے تھے مگر جب اس قول کے کہ جس فرقہ کے نام میں نقطہ بان ہو اس سے ڈرنا چاہیے فیلبانوں نے شہزادہ کو حشم و خدم جاتے دیکھکر رشک کیا اور ہاتھی زنبک جنگ دیدہ اور رن چڑھے ہوے تھے انکو اس لشکر کیطرف ہول دیا شہزادہ تو آگے تھا ہی اسپر جب ہاتھیوں نے حملہ کیا گرز پکڑ کر وہ بھی چلا اور بضرب گرز بہیچے ہاتھیوں کے پراگندہ کیے کچھ فیل سامنے سے چیخ مار کر بھاگے اور فیلبان بھی رو بہ گریز لائے یہ تنکا انداز فیل کا شکار کھیلتا آگے بڑھا تھا کہ بقدرت خداے اکبر آندھی درہ کوہ سے ایسی تیرہ و تار آئی کہ غبار صحرا سے اٹھکر ہر جگہ لاموت فیل سیاہ بنگیا ہوا نے ایسا زور کیا کہ کوئی کسیکا کفیل حال نہ تھا جدھر جسکا منھ پڑا اپیل نکلا شہزادہ مع چند سرداران بیلتن کے ایک سمت کو روانہ ہوا دشت تاریکی سے کجلی بن بنگیا فیل دہر خرطوم ہلا رہا تھا تو گو نکو کتنا دیو کے آنیکا گمان ہوتا تھا انجم عیار شہزادہ کی رکاب سے لپٹا چلا آتا ہے اور چند سردار رسالدار بھی ہمرکاب مرکب آنے تاریکی صحرا نوردے جب وہ سیاہی آندھی کی چھٹی اور رنج روز افزوں ہوا اپنے تئین ایک پہاڑ کے قریب پایا دامن کوہ میں شکار وافر تھا اپنی بربادی کا تو کسی نے خیال نہ کیا شکار کھیلنا

آغاز فرمایا سب سواران خواص آن زمین میں چھٹ گیا تھا وہی جو باز ہاتھونپر بیٹھے تھے انکو جانوران پرندپر چھوڑا تیر سے آہو نیلگاؤ وغیرہ شکار
کیے اور اسیطرح صید کنان اس پہاڑ کے ایک درہ کو کیطرف پہونچے وہ درہ ایک لال زمرد کا تراش کر سینے بنایا تھا اندر درہ کے ایک
باغ پربہار لگایا تھا کہ سبحان اللہ عجیب بہار تھی کہ فرہاد کیلیے حسن شیرین کی بہار اسکا رتمی زلف سنبل شب وصل محبوبان رخسارہ گل
بہ از روز نوید وصال معشوقان نرگس بہ چشم دیدۂ یار شمع آگین حیا پرور لالہ ساغر جم سے کہین بہتر بلکہ پیمانۂ بادۂ عیش و سرور یا
کاسۂ چشم حور سوسن دہ زبان جو وصل اقرار پر زبان سے بنفشہ وہ زلف جو دل عاشق باندھے سرو بقامت استقد رعنا کا جسکا
پرتو معشوقونکو جمال محبوبی کی سکھاے سایہ حسن اسکا طوبی کو شرماے نہرین صفا آفتاب خاور کو خجالت دین آفتاب غیرت
سے پانی مین ڈوبا نظر آتا چشمۂ ماہ کو اپنی صفا پہ ندامت بخشتین سبزۂ خضر خضر کو مشتاق دید کرتا خفتہ بختونکے طالع کو سعید کرتا
بلبلین زمزمہ پردازی مین استادہ و تانسین نوید بخش نزرکی انکا شیون و شین تاریخ وقعی تاریخ پہونچے دانہ ہاے انار دندان
یار نار پستان کے دانت کھٹے کرے سیب انغ رنج آسیب بفرح القلوب ہی سے سراسر دل ہی خاطر دلبستگان کو مرغوب کہ یکقلم آمیات

عروسان چمن سب ہنس رہے تھے | چمن خوشبو سے بالکل بس رہے تھے | چھڑی پھولوں کی ہر شاخ گل تر
بہار افزا تھا جو بن بلبلوں پہ | عروسان چمن تھے فرحت اندوز | مہک پر گل کی قربان روز نو روز
لدے تھے پھول دیکھو سے جملہ اشجار | گلستان تھا سب شتہ کہسار

شہزادہ نے اس بہار فرحت آگین کو دیکھکر اندر دروازہ کے قدم رکھا اندر سے قدم کی آہٹ پاکر ہجاس آ ہو خوش رفتار باہر
نکل آئے شہزادے نے تیر سے شکار کرنا آغاز کیا سواران ہمراہی نے بھی انکو گھیر الگردہ کچھ تو نشانۂ خدنگ ہوے اور کچھ اندر باغ
کے گرگئے شہزادہ بھی انکے عقب میں جا دیکھا کہ سامنے بارہ دری ہے جواہر روز پردے آہین پڑے ہین سراسر خوبی سے بھرے مین شہزادہ
نے پردہ اسکا جاکر اٹھایا تو سامان طلسمی پایا کہ شیشہ آلات سجا ہے تصاویر دیوار و در مین نصب ہین خندہ زن سب مین مسند مغرق بچھی ہے
گل لسکے ہنستے جانور جو مسند مین بنے ہین باتین کرتے ہین گلدستے جنمین مین جواہر کے طائر زمزمہ سرائی کرتے بیچ ایوان مین ایک تخت بچھا ہے
جو زمرد کا اسپر ناچتا ہے اور ایک پاے سے اسکے دیو زبون صورت و بد ہیئت زنجیر آہنی سے بندھا ہے اپنے حال زار پر روتا ہے
سامنے تخت کے جو دیوار ہے اسمین ایک طاق بنا ہے جو طاق کسری کو شرماتا ہے اس طاق مین ایک بت سونیکا رکھا ہے آنکھین اسکی یاقوت
سرخ سے بنایا ہے شہزادہ یہ ماجرا دیکھکر حیران تھا نجم عیار جو ساتھ تھا اسکو سحر کا ہی گمان تھا شہزادے سے عرض کرتا تھا کہ حضور
یہان نہ ٹھہرین یہ مقام کسی ساحر کا مسکن ہے پر بلاد پر آفت یہ گلشن ہے شہزادہ نے اسکے کہنے کو نہ سنا اور اس دیو سے جو بستہ زنجیر آہن
تھا پوچھا کہ تجھکو کسنے باندھا ہے وہ دیو گویا ہوا کہ طوفان کوہی یہانکا مالک ہے اسنے ایک ساحرہ سے کہکر مجھکو اسیر کرایا اور یہ بت جو
طاق پر رکھا ہے یہ اسکا خدا ہے اسکی وہ پرستش کرتا ہے شہزادے نے پوچھا کہ اس ساحرہ کا نام کیا ہے جسنے تجھکو قید کیا ہے دیو نے
کہا مجکو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ اپنے باپ سے لڑکر مین یہان آیا اور اسیر ہوا مگر مینے اس ساحرہ کا نام نہین سنا اور نہ اس کو
کبھی دیکھا لیکن اس زمانہ قید مین ایک روز مین اپنے حال پر خوب رویا اور دعا اپنی رہائی کی کرتے کرتے سو گیا خواب مین ایک مقدس
کا جمال باکمال نظر آیا اسنے یہ مژدہ فرحناک سنایا کہ غمگین مت ہو وقت رہائی قریب ہے فرزند حمزہ زلزلہ قاف کا آئیگا تجھے قید
سے چھڑائیگا یہ کہکر وہ مستغفر ہوا کہ شاید یہ شخص تو پسر حمزہ ہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین انکا پوتا ہون دیو بہت خوشنود ہوا اور شہر لیے

تے دعائے صحیفۂ ابراہیمی پڑھکر اسپر دم کی اور زنجیر کو بزور حیدرانی پارہ پارہ کیا دیو رہا ہوا اور قدم سعادت توام شہزادے کے گرفتہ تے آگے بڑھکر اس بت کو طاق سے اٹھایا اور قبضۂ شمشیر سے چور چور کیا اسوقت تو غلغلۂ عظیم برپا ہوا صدا ہائے مہیب آئین کہ ایسے غضب کیا اسنے خداوند کو توڑ پھوڑ ڈالا اور جو مور تخت پر ملنچ رہا تھا اڑکر ایک طرف کو چلا گیا آندھی پانی کا ہنگامہ ہوا بعد بر طرف ہونے اس آفت کے شہزادہ مسند پر بیٹھا اور دیو کو اسلام کا آئین بتایا کلمہ پڑھایا پھر وہ دیو باغ سے میوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا کی کشتیان اور ہر طرح کی نعمت بارہ دری مین موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی نجم عیار نے ہر چند کہا کہ یہان نہ ٹھہریے نکل چلیے اسکا کہنا نہ مانا کہا تو نامردی سکھاتا ہی اگر تجکو خوف آتا ہی تو پہلے سے تو چلا جا عیار مذکور خاموش ہو رہا مگر یہان ایک ساحر اس ساحرہ کیطرف سے محافظ ہی کہ جسنے بزور سحر یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا وہ مور جو اڑکر گیا وہ محافظ صحرا میں سحر پڑھ رہا تھا اسکو مور نے مطلع کیا کہنے لگا یہ جادو تو کیا غافل بیٹھا ہی ایک مسلمان نے آکر خداوند کو توڑ ڈالا مجکو قید سے چھوٹ گیا یہ کہکر مور تو جلگیا اور ساحر بیتابانہ لپکا اور باغ مین آکر پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ہی جو تو نے خداوند سامری کی جناب میں بے ادبی کی اور ان بیچارے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو نے انپر یہ ظلم روا رکھا شہزادہ نعرۂ ساحر سنکر مسند سے اٹھا تھا کہ دیو اس ساحر پر جھپٹا پکارا کہ او بیحیا ٹھہر تو جا مین آیا ساحر نے دیو کو آتے دیکھکر خیال کیا کہ یہ غفلت مین میری مالک سے گرفتار ہوا تھا میرا کام تمام کر دیگا سواسپر ہوشیاری مین اثر نہ رہیگا یہ سوچکر بزور سحر اڑا اور بھاگ کر ملک طوفانیہ مین آیا یہان تخت حکومت پر طوفان کوہی بیٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض رسا ہوا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا کوئی ایسا جری و زبردست آیا ہی کہ اسنے خداوند کو بھی نمانا اور انکو توڑ ڈالا یہ سنتا تھا کہ طوفان پر شیطان چڑھا فوراً تخت سے اٹھا اور حکم تیاری لشکر دیا بھائی اسکا سیلان کوہی ہی اسنے لشکر تیار کرایا قرنائے جنگی کا شور ہوا اسلحہ و کمل ہر صاحب نے درہوا طوفان بھی ہتھیار سجکر گرگدن پر سوار ہوکر چلا پشت پر دو لاکھ سپاہ کا پرا تھا ہر ایک کوہی غرق بحر آہن تھا یہان شہزادہ بعد بت شکنی فرمانے کے شل جناب خلیل اللہ درۂ کوہ سے نکلا کہ ڈنکے کی آواز سنائی دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنی پرچم نشانونکے کھلے آگے آگے گرد و غبار بلند دکھائی دیا شہزادہ بھی ڈٹکر سامنے کھڑا ہوا جب اس گرد شگافتہ ہوا فوج کوہستان جوق جوق دل گرد سے ظاہر ہوئی کہ مرکب درکاب ہر ایک کے زیر ران تھے لوہے گرانبار کمر سے لگائے گرز کے عوائے ساتھ گرز لئے پرچم نیزون کے کالے کالے اڑتے برچھے ترچھے مرکبونکی کنوتیان نیزے رکھے انکے نعرون سے گوش فلک کر ہو تا کہ بمقتضاے ابیات

ہمہ گوش پر نالۂ بوق شد
برآمد شد گوش شاہ و سپاہ

ہمہ چشم پر زنگ سنجوق شد
بدرید آواز کوس ہر جا

دمادہ برآمد ز نخچیر گاہ
تو گفتی ہمی ژالہ بارید ابر

سواران شمشیر زن صد ہزار
زرہ دار با گرزۂ گاؤ سار

شہزادۂ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ مین تو دخل نہ دینا کسلیے کہ دیو سے انسان کو لڑانا ہمارا آئین نہین خلاف شجاعت کرے یہ ہمارا دین نہین تو پہلے سے والی کو حقیق جا میرا لشکر آندھی آنیسے پراگندہ ہو گیا ہی اسکو جمع کرکے لے آ دیو شاہزادہ کی جرات پر آفرین کرتا حسب الحکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ مین عدو نے قریب ہوکر حملہ کیا یہ شیر دلیر بھی اس گلۂ گوسفند پر غضبناک ہوکر جھپٹا اور رعد آسا خنجر کھینچ کر فوج پر جاکر نعرہ

منم تورج نامور شہریار ہزیمت کرا روز ہیجا نماند	منم ضیغم بیشۂ کارزار ز تیغم بتابے بہ اعدا نماند

صفوف لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کیا بازار حرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے وہ بھی کارزار نمایاں کر رہے تھے ایک ایک نے سو سو کو بیجان کیا تھا خاک و خون میں غلطان کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہاں آہوے جان مخالفان کا شکار ہاتھ آیا مرغ روح دشمنان ہر ایک نے نشانۂ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پر کھولے طعمۂ جسد دشمن سے منقار رنگین ہو گئے

چنان شد ز خون خاک آوردگاہ شد از جوشن کشتگان آہنین	کہ گفتی ہمی خون ببارد ز ماہ برآمد خروشیدن دار و گیر	بگشتند چندانکہ روے زمین ہمان آتش خنجر و گرز و تیر
چو باہتران گرم گرد اسپ شاہ	زمین گشت جنبان و ہیجان سپاہ	

تا دیر ہنگامۂ کارزار گرم رہا اسی اشتغال جدال و نائرہ قتال میں شہزادہ نے صفوں کو درہم کر کے طوفان تک اپنے تئیں پہونچایا اور للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی چند آدمیوں کو دو لاکھ سے لڑوایا ہی ادھر آ کر تو مجھ شیر صولت سے جلادت کا شکار ہو طوفان کو بھی ان کلمات کے سننے سے غصہ آیا اور حسرت میں افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ لڑنے سے فوج کو باز رکھو میں اس یکہ خدا پرست کو مارے لیتا ہوں لشکر کے لڑنے میں بدنامی ہی کہ چند شکستہ کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم سنکر افسروں نے فوج کو روکا اور یہ دیو صورت مقابل شہزادہ پری طلعت سلیمان صولت معرکہ میں مثل تناور درخت جسم کثرت ورزش سے کرخت بسان سنگ سخت رکھتا تھا کر گردن کو جھٹک مارا مانند فیل جنگی چنگھاڑا اور نیزہ شہزادہ پر مارا شہزادہ نے سنان نیزہ اپنے نیزہ کی سنان پر گانٹھی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن طول دینا روا نہیں شہزادے نے چند طعن رد و بدل کر کے ایک بند ایسا باندھا کہ کھولنا اسکا اسکو دشوار ہوا اور نیزہ ہاتھ سے نکلکر دور گرا اسنے غصہ میں آ کر گرز سہ صد من چرخ دیکر سر شہزادے پر لگایا اس بہادر نے دم شمشیر پر گرز کو روکا کہ عمود مثل خیار تر کٹکر زمین پر گرا اسنے بحالت غضب دانت پیسکر تیغ زہر آبدار و گران وزن نیام سے کھینچا اور مرکب بائین پہ چڑھا کر زیر بغل راست کیا تب شہزادے کو دیکھا اور بڑے زور و شور سے تلوار لگائی کہ ترک فلک ہاتھ بلند ہوتے سے الامان پکارا بہرام نے کہا اے خالق اکبر بچانا کا نعرہ مارا مگر شہزادے نے جب تلوار قریب آئی تھی دیکر بازو کو اسکی ہٹ کیا اور پنجۂ بلی سے کلائی کو اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا تلوار اسکے دست پنجہ سے نکلی مگر اسنے تلوار چھوڑ کر مرکب برابر لا کر تو ڑہ میں کمر بند کے ہاتھ ڈالا شہزادہ نے بھی گریبان میں ہاتھ دیکر زور کیا مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے دونوں زمین پر کودے اور دامن زرہ گردان کر سر گرم کشتی ہوئے تلاش داؤں پیچ جوڑ توڑ بندکی ہونے لگی فیلان مست کیطرح ٹکریں چلنے لگیں کشمکش اور ریلا پیلی سے زمین درکنے لگی دو گھڑی میں طوفان کا دم آ گیا کیونکہ بڑا زور اسکو اس کشتی میں کرنا پڑا بس اسنے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ میں مارے شہزادے نے اتنے عرصے میں کہ جبتک خنجر وہ کھینچے اٹھا کر دے مارا بقدرت قادر عز و جل خنجر کھینچ ہی چکا تھا اوندھا ہو کر اسکے پیٹ میں در آیا اور جو جو گلکر دوسری کوکھ کی طرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک ہو گیا اسکے مرتے ہی بھائی اسکا سیلان کوہی اسکی حمایت پر پیٹ مارکر گرجا فوج کو للکارا کہاں مارتا اس خدا پرست کو کہ یہ سارا زبردست ہر ایک کیلیے یہ سبب ہوگا

فوج نے بہ حکم سنکر حملہ سخت کیا شہزادہ جست کرکے مرکب پر سوار ہوا پھر وہی گرمی بازار جانبازی و سر فروشی اور جانبازی شہر قتال میں شروع
ہوئی خانہائے جسد دلیران بہنے لگے کاشانۂ تن اجاڑ و پریشان ہونے لگے قیمت میں جواہر جوہر تیغ دیکر طائران روح محالعگل
لیے اور شہزادۂ پروردہ ہمدم ناز نے خنجر پہ سے صدقے کرکے چھوڑ دیے کہ بموجب بیت مری کے عوض سر مرا دیجیے دیکھتے یہ صدقہ
اتارا جہین بقفس تن سے طائران ہستی چھوٹ کر جانب صحرائے عدم جاتے تھے زاغ و زغن گوشت کھا انکو منڈلاتے تھے سپرین
اسلحہ سر پر گردش کرتی تھیں کہ جیسے چیلیں اڑتی تھیں وحشت دیران کی ہیبت سے حرب میں تلواروں کی سائیں سائیں صدا آتی تھی کہ رستم و
اسفندیار زیر زمین خوف سے تھراتی تھی بہادر شیروں کی طرح ڈکارتے تھے تیر و تشاخش کرکے مار سیاہ کے مانند پھنکارتے تھے شجر قامت
حرارت شعلۂ تیغ سے خشک ہوئے جاتے تھے سر یسان برگ خزان دیدہ باد تند روش شمشیر سے اڑتے غبار دلکا نکلکر کے خاک بسر
کرتا مگر منھ موڑنے سے نہ مڑتے اس ہنگامۂ آفت خیز میں بوجہ تنہائی شہزادہ دسردار کھڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ پائے جہت
رخ شجاعت پردۂ خاک میں چھپائیں بیقرار ہو کر دعا سے کرتے تھے کہ اے یاد رہے یاوران تمکو فتح و نصرت دے کبھی سر سرکش پائے
تضرع پر دھرتے اور پکارتے تھے

عطا کی تونے یارب ہم کو ہستی	تجھی سے ہے بلندی اور پستی	تجھی نے پست قوم عاد کردی
تجھی نے باد صرصر اس پہ بھیجی	غریبوں کا تو ہی یاور ہے یارب	تجھی سے مانگتے ہیں ہم یہ سب

یہ دعا ہدف مراد پر پڑا کہ وہ دیو جو کاوش لشکر میں گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جرار شہزادے کو لیکر آیا ان بہادروں نے پہونچتے ہی
کمر لشکر حریف کی ماری اور زیر شمشیر ہر ایک سپر کو رکھ لیا پھر تو سیل خون بہادی عنقائے تیغ نے بال کھولکر دشمنوں کو معدوم کرنا آغاز
کیا بازار شمشیر قتل و قتال سر بازار نے باز نہ آیا خنجر گلو گیر شجاعان تھا حلقہ کمند میں پیچیدہ رشتۂ جان تھا کہ نظم

زمین آہنین شد ہوا لاجورد	بیا ما اندر آمد سر تیرہ گرد	سر لشکر کوہیان حملہ برد
شہ نامدار و جہاندار گرد	بہر جایگہ بر یکے تودہ گرد	زمین با مغز سر آلودہ کرد
از آن لشکر شوم چندان بکشت	کہ یک دشت سر بود با پای و پشت	سر انجام سیلان گرفتار شد
وزو اختر نیک بیزار شد		

یعنے جب شہزادے کو اپنی فوج کے آنے سے صفوف لشکر اعدا کو درہم کرکے قریب سیلان پہونچا
تھے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر مرکب سے مرکب ملا دیا اور اسکے کمر میں کمر کی زنجیر کے ہاتھ ڈالکر تاش زین سے
اسکو اٹھا لیا اور سر بازمین ہاتھ سے چڑھا کر مصروف شمشیر زنی ہوا اسنے خیال کیا کہ اس ہنگامہ میں قتل ہو جاؤنگا پس شہزادے سے امان کا
طالب ہوا آپ نے اسکو رہا کر دیا اسنے اپنی فوج میں طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اسنے رکاب شہزادے کو آکر بوسہ دیا شہزادے نے سوال
اسلام اختیار کرنیکا فرمایا وہ دل میں کینہ رکھکر ظاہر کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شہریار قلعہ میں تشریف فرما ہوکر اہالیان
قلعہ کو بھی شرف اسلام ورزی فرمائیے سر عجز حقیر کا طارم افلاک پر پہونچائیے شہزادے نے التماس کو اسکے تشریف قبول سے
سرفراز فرمایا اور مع اپنے لشکر کے ہمراہ چلا اور اس جنگل کو طے کرکے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اسکے درے سے گذرا سامنے
ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا فصیلہائے پر بیزاد و بند و بست و انتظام گولنداز و برق
انداز نظر آئے وہ مقام در شہر پناہ پر چالیس ہزار فوج کی چھاؤنی چھائی نگہبانی ہر طرف تھی شہزادے نے اپنی فوج کو بیرون قلعہ اترنیکا حکم دیا

اور اپنی بارگاہ بھی استادہ کرائی لشکر اترنیکا گھما گھم ہوئی غلغلہ کہیں سوار دوڑنے لگے کہیں بستر چادروں نے لگائے معمول علیحدہ خیمی لشکر میں
بازار کھل گیا اطلاع یہ مقرر ہوا عیار زبیدہ کو توالی بازار میں چبوترہ بناکر ٹھہرا نظر باز پھرنے لگے چور بدمعاش اچکے گھرنے لگے راتکو اکاسی
دیا جلتا بھولا بسرا پڑاؤ پر آملتا یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن شہزادہ ہمراہ سیلان داخل قلعہ ہوا سرداران لشکر و عیار کو اپنے ہمراہ لیا
قلعہ کو دیکھا تو بہت آبادی ہر زن و مرد ہر ایک رنج سے آزاد ہے دکانیں کھلی ہیں اشیائے نفیسہ چنی ہیں صرافہ دروازہ آراستہ ہے چاندنی
چوک میں عجب جلسۂ عشرت نما ہے کہیں جوہری جواہر کا ڈھیر لگائے کہیں سیٹھجی کروڑوں کی ہنڈیاں کا بیڑا اٹھائے بیٹھے ہیں دلال
مرفہ الحال تاجروں کے ساتھ حضور اس دکان پر آئیے یہ مال دیکھو چاہیے کہیں بساطیانہ ہے کہیں گل و گلفروشوں کا رنگ تماشا ہے بہار کی بہار ہے
ہے کہیں ترہ فروشوں کا بازار ہے ہر کنجڑن طرحدار ہے کہیں کمرے رشک دہ گلستان مجمع گلرخان سب شاہدان نسرین بدن جمع ہیں عاشق
تن سامنے ٹہلتے ہیں بہت دل رنجیدہ ہیں بہت سے بہلتے ہیں طرفہ شہر ہے جدائی کی ٹھہری **نظم**

ہمہ بوم و بر باغ آباد بود	دل مردم از خرمی شاد بود	پدیدہ شدند حق بزرگان شہر
کسے را کس از مردمی بود بہر	بروے نگاہان آفریں خواندہ اند	بپیشے زر و گوہر برافشاندہ اند

شہزادہ کیفیت شہر کی ملاحظہ فرماتا قریب دار الامارہ پہونچا یہاں ارکین سلطنت انتظار مقدم شریف شہریار میں مشتاق و ضیع و شریف
دیار تھے سب نے باہر آکر استقبال کیا شہزادہ اندر ایوان شاہی کے آیا سریر جہانپناہی گسترده پایا دنگل و کرسی جواہر جنہیں منقش و
رنگین و طرحدار تھیں جملہ سامان شاہانہ مہیا تھا دربار کیقبادی جما تھا سیلان نے تخت پر شہزادے کو بٹھانا چاہا تو شہزادے نے
تخت نشینی سے انکار کر کے دنگل پر جلوس فرمایا نذریں گزرنے لگیں طائفے آکر ناچنے لگے ساقیوں نے جام شراب کا انعام دینا تھا کہ
طوفان جو مارا گیا ہے تو اسکا ایک بیٹا گلزار کوہی نام بارہ برس کا اسکا سن ہے ابھی لالہ فام ہے اُسنے جب آمد شہزادہ سنی نذر تیار کر کے
محل سے بعد ملازمت چلا ہر چند اسکی ماں نے منع کیا کہ وہ شہزادہ قاتل تیرے باپ کا ہے اس سے ملنا زیبا نہیں لڑکے نے نمانا اور
کہا یہ دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک کا ملک دوسرا پاتا ہے اگر میں نجاؤں تو ملک باقی بھی ہاتھ سے جاتا ہے یہ کہکر خدمت شہزادے
میں آکر نذر دی شہزادے نے اسکی صورت پسند کی اور حال پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے اپنا نام و نسب بتلایا شہزادے نے ظاہر بتلا کر
اسکو تلقین دین یزدان پرستی فرمایا اُسنے براہ صدق و راستی ہدایت عملی راہ اسلام اختیار کی شہزادے نے سلطنت اسکی باپ کی
اسکو دی تاد یہ شہر گزشتہ کا سیانی اپنی ماں کو دینے گیا یہاں سیلان مکار دشمن تو تھا ہی اور زیادہ عدو سے شہزادہ ہوا کہ اسکا
ملک بھی مجکو نملا اور دین بھی میرا گیا بس اُسنے پہلے تو چند جام شراب سادہ کے شہزادہ و سرداران کو دیے جب نجم عیار کو گمان
بد یکا اسکی جانب سے بالکل رفع ہوا اور اُسنے جانا کہ یہ بیشک سچا مسلمان ہے یہ سمجھکر عیار مذکور بھی غافل ہو گیا اسنے اسکو بیخبر پاکر
شراب میں بیہوشی ملائی اور مع عیار و سردار شہزادہ سبکو پلائی کہ ہر ایک پر بیہوشی چھائی اسنے اپنے افسران لشکر کو بلا کر کہا کہ بیچ
تم سبکا دین قدیم بچایا میں نے یہ حرکت کی ہے تمہیں بھی میری طاعت چاہیے سب نے کہنا تسلیم کیا شہزادہ کو طوق و زنجیر پہنا کر زندان میں
بھیجا کئی ہزار آدمیوں کا پہرا مقرر کیا پھر صلاح کی کہ راتکو شہزادہ کی فوج پہ شبخون مارے لیکن اس حال کو گلزار نے بھی سنا کہ شہزادہ
اس طرح اسیر ہوا یہ سنتے ہی بیتابانہ محل سے نکلکر اپنی ذاتی فوج کو بلایا اسکے ذاتی کئی ہزار ملازم تھے اور باپ کے لڑکے کس اس فوج کے
افسر بنے مقرر کیے ہیں بس اس فوج کو تیار کر کر سیدھا در زندان پر آیا اور نعرہ کر کے حملہ کیا محافظان زندان نے خیال کیا کہ یہ

[illegible] کا جھگڑا ہو جاتا ہے سے فساد پھیلا ہے ہماری جان مفت جائیگی دخل دینا زیبا نہیں ورنہ بخیر دی گلا گھونٹ دیگی یہ سمجھکر عرض سا
ہوے [illegible] نے شہزادے ہم آپکے تابع فرمان ہیں شوق سے آپ اندر زندان کے جائیے اور شہزادوں کو چھڑا لیجئے اسنے جب یہ سنا اندر گیا
یہاں شہزادہ [illegible] میں گرسنہ زنجیر پر خم کیے پیشانی زانو پر جھکائے بیٹھا تھا اور بتہ دل سے دعاے رہائی درگاہ ایزدی میں کر رہا تھا کہ
پہنچا اور چاہا کہ قید کاٹے شہزادے نے فرمایا کہ جب وقت رہائی آیا ہے تو ہم قید نہیں رہ سکتے یہ کہکر خانہ زور میں چرخ کھایا اور
زنجیر و بیڑی و ہتھکڑی کو توڑ کر کھڑا ہوا سردار بھی رہا ہوے اور باہر قید خانے سے سب نکلکر جانب سیلان بیابان چلے مگر
اسنے ایک خادم محل سے سنا کہ گلزار قیدی کو چھڑانے گیا ہے چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج لیکر جائے اور مقابلہ
کرے مگر سوچا کہ تو ہیچ بسبب کثرت ملازمان گلزار ضرور رہا ہو جائیگا پس اس وقت پھر وہی ذلت دھری ہے اب یہ وقت جست
کا ہے مہلت ملی ہے نکل جانا چاہیے یہ تجویز کر کے اہل دربار سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اور اپنا دین قائم رکھنا ہو وہ آئے کچھ
آدمی جو [illegible] زیادہ تر تھے اسکے ساتھ ہوے اور یہ پشت قلعہ کیطرف کا دروازہ کھولکر جانب قلعہ یاقوت نگار کہ یہاں سے قریب
تھا روانہ ہوا اس قلعہ کا مالک **یاقوت زنگی غلام طوفان** کا ہے کیونکہ وہ غلام اپنے آقا سے منحرف ہو کر اسی شہر میں بارہ کوس تک حصار
باندھ [illegible] ہوا ہے جگہ ایک قلعہ بھی بنا رکھا ہے کو بسایا ہے بارہ ہزار زنگیان آدمخوار اپنے پاس رکھتا ہے سیلان اسکے پاس چلا یہاں تو فوج
دارالامارۃ میں آیا گلزار کو تخت شاہی پر بٹھایا منادی نے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت [illegible] کریگا مارا جائیگا اہلیان قلعہ اپنے شہزادے
کے بادشاہ ہونے سے خوش ہو کر حاضر دربار ہوے نذریں دیں خلعت ملے افسران لشکر از سر صدق مسلمان ہوے تمام شہر اسلام آباد ہوا دیر و
بتکدے منہدم ہوے مسجدیں تعمیر ہوئیں نعرہ اللہ اکبر بلند ہوئی دو لاکھ سپاہ اس قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادے کے سب
باہر قلعہ کے لشکر مقیم ہوے شہزادے نے حکم جشن ہونیکا دیا کئی روز تک جلسہ عشرت رہا پھر شہزادے نے فرمایا کہ اے گلزار اب تم
سلطنت کرو کامل تسلط کر کے اسلام میں ہمارے پاس آنا میں اب تم سے رخصت ہوتا ہوں کیونکہ دادا جان سے میں تین روز کا وعدہ
کر کے شکار کھیلنے آیا تھا وہ منتظر میرے ہونگے مجکو جانا جلد چاہیے کہیں ایسا نہو کہ وہ ناراض ہوں گلزار نے یہ بیان سنکر عرض کیا کہ غلام آپکے
ہمراہ چلیگا بغیر آپکے سلطنت ہفت اقلیم بھی ہو تو نہ کریگا شہزادے نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو اسنے ملک کا انتظام براہ
عجلت کرنا شروع کیا اسباب سفر درست کرنیلگا ہنوز دونوں راہگراے منزل مقصود نہیں ہوے سیلان نے اور مفسدہ برپا کیا وہ
یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت نگار وہ ناہنجار پہنچا ہرکاروں نے خبر اسکے قدوم نحوست لزوم کی یاقوت شوم کو پہنچائی پہلے تو سنکر
ہوا کہ ایسا نہو مجکو گرفتار کرنے آیا ہو لیکن جو اسپس مخبر حال ہوے کہ وہ باسعدودے چند بحال پریشان آیا ہے فلک نے اسکو ستایا ہے
لشکر وغیرہ کچھ ساتھ نہیں ہے سرکشی کی کوئی بات نہیں ہے یہ سنکر وہ غلام باحترام تمام بہر استقبال دروازہ قلعہ تک آیا اور حال زار آقا کا
بدکردار دیکھکر رو رو دیکھا کہ گریبان اسکا پھٹا ہے چہرہ اترا ہے منہ پر زردی غم سے چھائی ہے ٹوٹا ہے چتر شاہی ہے صرف مصاحب
بیکسی و تنہائی ہے دو چار سردار ساتھ ہیں ایک گھوڑا سواری کا ہے صرف خزاں جلوس دربہاری کا ہے اسنے آگے بڑھکر تسلیم کی اور
نذر دی پھر مستفسر ہوا کہ اے شاہ جہان پناہ کیا نصیب اعدا حالت ہے یہ آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو [illegible]
اسنے یہ سنکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ اے آقا تیرا خدا بد لعاکی بہشت میں بیگیا میں اس سلمان کے ہاتھ سے بھاگ کر یہاں تک پہنچا ہوں یہ کہکر سارا حال جنگ کا
بیان کیا غلام نمک حلال اسکا یہ سنکر اشک حسرت بہانے اور کلمات دلگداز بانیر جاری کیے کہ اگر میں نے اس سلیمان کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے

اور پرندے پر نہ مارنے پائے تو نام اپنا مردان عالم سے مٹایا یہ کہکر اسکو قلعہ مین لایا دعوت ضیافت کی پھر حکم درستی فوج دیا تیاری ہوئی بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوے جنگ پر یکدل ہوے ایک ایک حبشی آدم خوار تھا سب طوفانیان زشت کو خوف بسیار تھا سب فیلان مست و کرگدن پر سوار ہوے صف کشی سے سیاہ دیوار ہوے ظلمات پردۂ دنیا پر ظاہر ہوے اسلحہ کی چمک سے بجلی ابر تیرہ مین تڑپتی نظر آتی تھی عجب فرحت تماشا تھا کہ چشمۂ ظلمات موج مار کر بڑھنے چلا تھا آب حیوان آب تیغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلمانی مرنے چلا تھا زمین پر پھیلی تھی وہ کالی آندھی طوفان کے خونکا انتقام لینے چلی تھی طبل دیو گرگرا اسے کوس حلت نور سپنی کیلیے ظلمت نے بجائے سواریان زنگیون کی جب وان ہوئین پہنچے کوہ تاطم مین آئے آگے لشکر کے یاقوت و سیلان شکل پیل فلگینہ ڈیل پر سوار راہی تھے یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ قلعۂ طوفانیہ تو قریب تھا بہت جلد متصل مذکور پہونچکر خیمہ کیا لشکر توریح تو باہر قلعہ کے اترا ہوا ہی اسکے مقابل اسکا لشکر بھی اترا شہزادہ عزم روانگی رکھتا تھا کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود لشکر مفصل عرض کی شہزادہ مع لشکر مع کل اردوکے خیمہ و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر یاقوت ان سپہ معروف تیاری رہا جسوقت کہ جوہری قدرت نے یاقوت مہر فلک کو درج مغرب مین رکھا اور زنگی شب نے قلعۂ عالم مین دخل کیا کہ **نظم**

بدین گونہ تا روز برگشت زرد برآورد از فوج شب تیرہ گرد
چو دیبائے زنگار گون شد سیاہ طلایہ برآمد ز ہر دو سپاہ

شام ہوتے ہی یاقوت نے طبل رزم بجوایا شہزادے کو بھی جاسوس نے خبر دی ادھر بھی نقارۂ حرب پر چوب پڑی تیاری جنگ لشکران کینہ خواہ مین آغاز ہوئی دل مبارزان مین سودا سے جنگ اہل زنگ تھا نعرہ دوس شجاعت ستوار تے تھے سواران کا عشق جانبازی کے نعرے مارتے تھے خون صفرا مزاجونکا جوش مین آتا تھا سودا زدہ پر غالب ہوتا جاتا تھا ادھر لشکر زنگیان نے پردہ دوسر تاریک بنایا گویا روز روشن کے مقابلہ مین لشکر شب نے پرا جمایا تھا دنیا مین پھیلی ہوئی سیاہی تھی رو سیہ تیرہ بختونکی چڑھائی تھی زنگی جب براہ نخوت اکڑتے او تنتے تھے آبنوس کے درخت باد غرور سے ہلتے تھے صفحۂ دشت لبان نامۂ اعمال سیہ کاران کالا تھا یا مالک جہنم نے دوزخ کے کندونکو اس دشت مین ڈالا تھا اس دشت کا منہ بھی کالا تھا کہ **نظم**

ز مردم زمین بود چون پر زاغ سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ ہمہ رونہا شان چو روئے ہیون
زبانہا سیہ دیدہا شان چو خون سیہ روئے و دندانہا چو گراز کہ یار و شدن نزد ایشان فراز

غرضکہ رات بھر اس لشکر ظلمات مین غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر تنہا رہا یہانتک کہ فیلسوف دہر نے فولاد سیہ تاب شب کو صاف کرکے آئینۂ سحر بنایا اور پرند مشکین لیل اٹھاکر رنگ چمن کو غیرت افزا بنایا نظارۂ رہیان چمن کا نقشہ دکھایا کہ **ابیات**

چو پیدا شد آن بشوشۂ تاج شید جہان گشت بلور اسپا سپید خروش آمد و کرد رزم اندر دو
بر فشند گردان پر خاش جوے بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت زمین از پے پیل چون کوہ گشت

یعنے شہزادہ توریح فریضۂ نماز سحر ادا کرکے بعد جاہ و جلال سوار ہوکر مع فوج قاہرہ وارد میدان رزم ہوا فوج نے پرا جمایا ادھر سے لشکر بے یاقوت ہمراہ سیلان آیا کہ بمقتضاے **ابیات**

سپاہ دو رویہ لشکر سے ذور مند برہنہ تیغ سفت و بالا بلند بجائے سنان استخوان داشتند

زمی پر تن مرد بگذاشتند
سپہ انجمن شد ہزاران ہزار
کہ برداشتند آلت کارزار

چو از دور دیدند اوشان سپاہ
گزان تیرہ شد دیدۂ روزگار
سپہ از دو رویہ کشیدند صف

خروشے برآمد ز ہر سو سپاہ
بلشکر لعین سمود پس شہریار
ہمہ نیزہ و تیغ و ژوبین بکف

جب سپاہ صف باندھ چکی یاقوت گنگ گینڈے کو اپنے مارسا منے سیلان کے آیا اور کہا آپ میرے آقا کے بھائی ہین مجھکو بڑا ہانکی کی
اجازت رزم دیجیے کہ خداوند لقا مجھکو فتح دے گا یہ باتین سنکر کہا کہ اے پہلوان یگانۂ زمان جامین نے تجھکو پونشد و سو خدا کے سپرد کیا
زنگی یہ دعا سنکر اسطرح جھپٹا کہ جیسے اژدر پھنکارتا ہی اور گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین آکر پشت گرگدن سے کودا اور ایک لٹھ کاندھے پر کہ
تھا جسمین کئی سو من لوہا لگا تھا ہر گرہ اسکی کیبد انگشتی مسیح اسکی آہنی تیز تھی تمام نیچے کی طرف آہن کے گلے سے بہت بڑی یہ عفریت کا کام
دو ضرب توڑی سرکشونکے سر چڑھی ہوئی لٹھ پر چڑھی گرز گران کب اس لٹھ سے لگا کھی تا ہنگام ضرب اژدر کا بچھیا کھاتا یکتو اسکا
لٹھ یعنی زنگی شوم ایک ہی لاٹھی سبکو ہانکتا تھا فرعون بےسامان بنا ہوا غافل اس سے کہ ہر فرعونے را موسی علیہ السلام کو زور ا بنا
دکھانے لگا وہ لٹھ ہلانے لگا چوٹ کی کثرت خوب یاد تھی وہ سب دکھائی جب طبیعت گرمائی پکار اکر وہ مسلمان بے سامان کہان ہر آئے
میرے سامنے یہ سنکر شہزادے نے بنام رکب آگے بڑھایا کڑکیت پکارے باجے بجے علمونکے پھریرے کھلے سوار رکاب شہریار
سے آکر لپٹے کہ ہم فدا ہونیکو حاضر ہین شہزادے نے مرحبا کا خلعت دیکر روکا اور آپ بسان شیر دلیر مقابل اس شریر کے پہونچکر مرکب سے
کودا کیونکہ وہ پیادہ پہلے ہی سے تھا اسنے بغیر کچھ کہے سنے اسکے پیادہ ہوتے ہی لٹھ دوڑ کر مارا العیاذ باللہ دو ہتڑا اسکا مارنا تھا
یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران سر پر ٹوٹ کر گرا شہزادے نے اس جلدی مین سپر فراخ دامن کو چہرے پر لیا لٹھ آکر سپر پر پڑا ایسی آواز
ہوئی کہ جیسے سندان آہنگر پر گھن پڑتا ہی شہزادہ اس ضرب سے پشت پا تک زمین مین غرق ہوگیا اور تن گرد ایسا بلند ہوا کہ سبنے
جانا شہزادہ زمین کا پیوند ہوگیا فوج چاہتی تھی کہ زنگی پر جا پڑے مگر شہزادے کے ہاتھ ستون تھے ذرا بھی کن اور بل نہ آیا تھا
لٹھ سپر پر روک کر دل گرد مین سے نکلا گرز پکڑ کر للکارتا ہوا اسپر چلا اسنے جلد جھپٹکر دوسرا لٹھ مارا شہزادہ نے اسکو بھی ہاتھ پیل
رد فرمایا اور گرز ہاتھ سے پھینکر ارشاد کیا کہ جہانتک تیرا جی چاہے ضرب کرلے حوصلہ تیرا باقی نرہے وہ اتنی مہلت پاکر برس
پڑا اور پے در پے لٹھ مارنا شروع کیے یہانتک کہ بیچ لٹھ مارے شہزادہ ہر بار پشت پا تک غرق زمین ہوا اور ضرب اسکی رد فرماتا
رہا ساتوین بار یہ کار رستمانہ کیا کہ جب اسنے لٹھ مارا شہزادے نے بجائے سپر ہاتھونکو چہرے پر پناہ لیا اور جب لٹھ پڑا اٹھا کر
بندلی کے لٹھ پکڑ لیا اور جھٹکا دیا کہ یاقوت آگے کھنچ آیا اور لٹھ اسکے ہاتھ سے چھوٹا اسنے لٹھ زمین پر پھینکا اس سے لپٹ پڑا کمر
اسکا لیکر زمین پر مارا کود کر سینہ پر اسکے آبیٹھا اور کہا شکست مین پروردگار عالم کے کیا کہتا ہی اسنے جو یہ قوت شہزادے کی
دیکھی کہ لٹھ میرا اسنے پکڑ لیا سمجھا کہ بیشک اسپر افضال خدا ہی یہ ماشق جرأت شہزادہ تہمتن مثال ہو کر عرض پیرا ہوا کہ تازندہ ہوں
بندگان حضرت یا ہون شہزادہ اسکے سینہ پر سے اٹھا اسنے اٹھکر سر اپنا قدم شہزادہ پر رکھا اور از سر صدق اسلام اختیار کیا
تمام جب شہزادہ نے اسکا لٹھ پکڑ لیا اور اس سے لپٹ پڑا تھا سیلان جو صف لشکر زنگیان مین کھڑا تھا اس شجاعت
شہزادہ کو دیکھکر سمجھا کہ بیشک یاقوت اب زیر ہوکر مارا جائیگا یا مطیع ہوگا لہذا مجکو یہان ٹھہرنا نچاہیے یہ سمجھکر جبتک شہزادے
نے اسکو زیر کیا یہ نمک حرام پہلے ہی سے مع اپنے رفیقان بدسیر کے بھاگ کھڑا ہوا اور گھوڑا اڑا کر جانب کوہ و صحرا چلا یہان یاقوت

جگر گاؤ زمین کا بھی تھرایا کہیں کمربندی ہوئی کہیں ساز جنگ کی درستی تھی کوئی بہادر کسی کے گلے ملکر کلمات یاس زبان پر لاتا کوئی دوستونکو
ملکر رخصت فرماتا کوئی فرط شجاعت سے تھتا کوئی نامردی سے سر دھنتا کسی کی زبان پر یہ عبرت آمیز مضمون کہ دیکھیے کہ کل گردون دون
کسکو خوابگاہ گور میں سلاتا ہی اور کسکا بخت خفتہ جگا کر فتحیاب فرماتا ہی غرضکہ ہر سمت سوزش تجر آہن تھی سوزش آتش تھوڑی تیز دلمیں
نفاق کی آگ جوش زن تھی کہیں نقیب پکارتے کہیں تیر وپیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق شہادت میں جھومتا گلے ملنے کے شوق
مین منھ شاہد تیغ کا چومتا کہیں نعرے شیرانہ بلند کوئی مستمندانہ ہوکر درگاہ الٰہی مین حاجتمند یہی چار پہر شور تھا مائل جنگ ہر تھا
زور تھا آخر جب ید فلک میں خون اترا اور شفق سحر سے در ودشت خونین لباس نظر آیا کہ

نظم

چنین تا پدید آمد از تیغ شید　　در ودشت شد چون بآور سپید
دو لشکر ہمی رزم را ساختند　　درفش بزرگی برافراختند

سپہدار لشکران کینہ خواہ بصد فر وجاہ وارد قتلگاہ ہوئے شہزادہ بہزاران توقیر شان مرکب پری پیکر زرین پالان
کیے جلو میں سرداران ذیشان کو لیے تخت پر گلزار لوی سوار گرد جوانان تہمتن کی قطار دخل میدان کارزار ہوے لڑنے مرنے پر
تیار ہوے کہ بموجب

نظم

دو جانب شدہ لشکر آراستہ　　پر از کینہ سر گنج برخواستہ
ہمہ نیزہ و تیغ زوبین بکف　　بہ تیغ و تبر اندر آمد سپاہ
سپاہ از دو رویہ کشیدند صف　　زگفتی کہ شد روز روشن سیاہ
چو رعد خروشان برآمد غریو　　بمیدان دوان کوہیان ہمچو دیو

جب صفیں آراستہ ہولیں نقیبوں نے بے تحاشی دم عذار پر چڑھکر سناٹا ہر سمت کر دیا فتنت بہزاران کبر و نخوت گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین
آکر سلحشوری دکھا کر للکارا کہ اے فرقہ ضلال تم مین سے جو کوئی آرزوے قتال رکھتا ہو آئے اب تیغ میرے ہاتھ سے پیکر ٹیڑھے
جانب ملک عدم جاے یہ نعرہ اس تیرہ بخت کا سنکر یاقوت خود سر گینڈا اڑا کر سامنے گلزار نیک اختر کے آیا اسنے اشارہ فرمایا کہ پھیر کر
خدمت شہزادہ نامور مین آکر عرض رسا ہوا کہ اے شہزادہ اجازت میدان دیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ مین تمکو سپرد خداے لایزال کرتا
ہون مگر اس امر سے ڈرتا ہون کہ تم ہمارے یہاں کے خلاف لڑتے ہو لٹھ سے مقابلہ کرتے ہو سوا لے بہادر حریف کو خوب حوصلہ نکالنے
دیتے ہین پھر اسکو زیر کرکے یکایک نہین قتل کرتے یہ اسلیے کہ شاید اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکایک لٹھ نہ مارنا جب عاجز ہو نا
اسوقت جو مزاج مین آئے وہ کرنا لٹھ حربہ دور کا ہی حریف کو رد کرنا اسکا محال ہوتا ہی نہایت بے بسی سے جان دیتا ہی زنگی یہ
کلمات سنکر لٹھ کو صف لشکر مین پھینک کر اسلحہ پہنے مردانہ وار میدان مین آیا پہلے تکاور زنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی
آفت بھی آفت کا پرکالہ تھا نیزہ وہ مارتے اسکے نہ نکلا سنانین بیکار ہوئین چھڑیان تک ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئین آخر نوبت شمشیرزنی
آئی مگر جب اسنے تلوار نکالی آفت نے بند دست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا دونون زمین پر آکے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک
مقام پر اس ریلا پیلی مین پاؤن یاقوت کا موشخانہ مین جا پڑا اور ہے حریف کا ہکڑ پڑا کولا اسکا اتر گیا اور ایسا درد ہوا کہ یہ گر پڑا
اسنے باندھکر اپنے لشکر مین بھیجا اور گینڈے پر چڑھکر بہر نصیب نے ان ہوا کہ وہ نبیرۂ حمزہ کیون مرنے سے جی چھپاتا ہے سامنے
میرے کسلیے نہین آتا ہی شہزادہ یہ للکار تا اسکا سنکر عازم نبردگاہ ہوا کوس جنگی گرو گرائے علمون نے بہر تعظیم سر جھکائے

غرض خواجہ عمرو آئے شہزادہ سر اپنے سے شکل خصمت ہوکر آگے بڑھا کہ سیتیز رفتار میں طرار میں مقابل حریف پہونچا باہم ایسی نگاوزنی ہوئی کہ گینڈا کوہی کادس قدم پیچھے ہٹا کر پیچھے ہٹگیا اور مرکب شہزادہ کا زور مین آکر آتا ہی آگے بڑھگیا اسنے گینڈا بڑھا کر غصہ مین آکر نیزہ مارا نیزہ کی آمد دیکھکر شہزادہ نے بغل کو کھولدیا نیزہ سینہ پر تو نہ پڑا زیر بغل آگیا شہزادہ نے ڈانڈ کو داب لیا اسنے جھٹکا دیا جب گرز نہ چھوٹا ناچار نیزے سے اٹھاکر گرز گران بارا اسنے عمرو اوے پر سے لیا اور جبیغ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادے نے گرز پر اسکے اوجھڑ سپر کی ماری کہ گرز نہ ہاتھ سے اسکے جھٹکر دور گرا اسنے بغضب تمام تلوار کھینچکر وار کیا شہزادے نے بازو بچاکر بند دست پر ہاتھ ڈالدیا آخر دونون گتھے ہوئے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی پھر بھر کشتی کی دم اسکا اگیا سمجھا کہ تو چت ہو جائیگا یہ سمجھکر شہزادہ کو چھوڑ جست کی اور گینڈے پر چڑھکر نہیب لشکر کو دی لینا اس تیرہ سر خیرہ روزگار کو فوج اسکی لینا لینا کہکر چلی شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہوکر چلا اسطرف سے گلزار مع فوج قاہرہ کے بڑھا دو لشکر بہم ہوئے صفین ٹوٹین پرے برہم ہوئے تیغ چلی اور رن پڑا شجاعون نے برچھی تلوار دیا سر ہنگ اجل نے خانہ جسد نفد روح لوٹکر برباد کیا ملک عدم سپاہ نے آباد کیا ابیات

ز آواز گردان پرخاش سر	بہ ترید مرا شد بار اجل	ہوا پر ز کرکس شد از بہر تیر
زمین شد ز خون سران آبگیر	بہر سو کہ دیدی یلے کشتہ بود	کراز یلان روز برگشتہ بود
ز بس کشتہ بر روئے ہامون چو کوہ	شدہ خستہ از زندگانی ستوہ	چو شیران جنگی بر آویختند
بہ جوئے روان خون ہمی ریختند		

از بسکہ آفت دل ہارچکا تھا اب جنگ نے لاسکا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ پڑاؤ پر آپڑا خیمہ و بارگاہ کو لوٹکر آگ لگادی خزانہ غارت کیا وہان ایک خیمہ میں یاقوت قید تھا اسکو رہا کیا اور طبل فتح بجاتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف افسر لشکر بھیجے شہزادہ داخل بارگاہ ہوا یاقوت کا گولا پہلوان آزمودہ کا منے چھپایا شہزادہ نے اجتماع جلسہ مسرت کا حکم دیا مغنی خوشنوا ورامشگران شیرین ادا آکر ناچنے اور گانے لگے ساقیان سیم ساق پیمانہ شراب سرور افزا سے مست بنانے لگے لشکر کی سودہ ہوئے مگر آفت جو دوبارہ ارلا یا کچھ دور جاکر ایک دہ کوہ مین ٹھہرا فوج شکست خوردہ وہان جمع ہوئی اسنے جو کچھ سامان راحت کہ بھاگتے وقت ساتھ رکھ گیا تھا اسی سے کام لیا خیمہ استادہ کرکر اترا اور سیلان سے کہا کہ بیٹے آپکی ذہب سے یہ روز بد دیکھا اور نے بڑا کیا کہ اپنی قوت بازو کے بھروسے پر یکایک ساتھ ٹکراتے چلا آیا تجکو لازم تھا کہ دل اپنی معشوقہ کو اطلاع دیتا اور اسکے بعد اسکی اعانت سے اس مسلمان کو زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ آپکی معشوقہ کون ہے اسنے کہا بھائی یہ راز ہر چند کہ کہنے کے قابل نہ تھا کیونکہ میری مطلوبہ کی ممانعت ہے مگر اب کھیل بگڑ گیا لو سنو ایک ساحرہ ہے ملکہ اسرار جادو نام نہایت حسین گل اندام ہے اسنے آکر بطوفان تمہارے بھائی کی ایک ساحرہ بھیجکر مدد کی کہ وہ ایک دیو سے عاجز آئے تھے پس اس پری کو بزور سحر ساحرہ مذکورہ نے پکڑکر ایک باغ سحر کا بنایا اور اسمین ایک بت سونے کا رکھکر مشہور کیا کہ یہ خداوند سامری ہے دیو کو شکست دیکر اسکے بیسے باندھ دیا چنانچہ طوفان یہی جانتے تھے کہ خداوند سامری نے آکر مجکو دیو سے نجات دی بس وہ اس بت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ قالب بت مین سیر سحر کا بٹھا دیتی تھی کہ وہ باتین کرتا تھا نتیجہ یہ کہ شہزادہ بالان ورپے پاس وہ تخلیہ مین آئی مین اسپر عاشق ہوا اسنے بھی بالفت جتائی اسنے یہ سب حال مجھسے کہا اور تاکید کی کسی سے نہ کہنا القصہ اس بت کو آکر نبیرہ حمزہ نے توڑا سارا کھیل بگڑ گیا اب چھپانے سے کیا فائدہ سیلان نے سارا ماجرا سنا کہا کہ پھر اب معشوقہ کو اپنی خبر دو بلائیے اسنے کہا کل اسکو اطلاع دونگا یہ کہکر جام شراب پینے

اور سلیمان کو دوسرے خیمہ میں بھیجکر آپ تنہا بیٹھا اُسطرف کا حال سنیے یعنے ساحرہ کا کہ کتابیہ جادو محافظ دیو جو بھاگا تو طوفان کو ہمراہ لیکر آپ اسرار جادو کے پاس گیا اور کہا آپ غافل کیا بیٹھی ہیں بت ایک مسلمان نے آکر توڑا یہ سنکر وہ غضبناک ہوئی اور بزور سحر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ مسلمان بزاز بدست ہر قلعہ طوفانیہ اور یاقوت بیکار سب اسکے قبضہ میں آگئے آتشا تیز اگیا ارادہ بھی ہمت کیا کہ درہ کوہ میں منتظر بیٹھا ہی یہ معلوم کرکے چاہا کہ میں بھی جاؤں مگر عاشق کے پاس جانا تھا اسلیے اپنا سنگار اچھی طرح کیا ہر چند کہ حسن خداداد رکھتی ہی مگر بزور سحر نوجوان بنی اور کافوری کو عنبرین زلف بنایا ابھار رخسار کی شانین آئینہ سان صاف بنایا جو حسن الہی چمکایا کہ روے تابان کی چمک پر شعلۂ آتش قربان دہن نگین خوشتر از ارغوان چشم فتان نرگس چشمون کو آنکھ دکھاے غزالان ختن کو خوش چشم کہنا میں خطا تھا لباس دست نگین پر تصدق پنجۂ مرجان تیر مژگان سرکش از خدنگ جانستان گلوے نازک بغایت قطعہ ار سینہ پر جوبن کا ابھار چہرہ رشک حور فرشتہ مستی سے مخمور زیور مرصع کار زیب قامت فرما کر احسان دل عاشق پر دھر کے روانہ ہوئی کہ

نظم

نظر اس گل کی جس دم شکل آئے
تو زردی چہرۂ عاشق پہ چھائے
کریں وہ نرگسی آنکھیں جو جادو
طبیعت پر رہے باقی نہ قابو
ستارے حسن پر افشاں کے قربان
تصدق کہکشاں پر مانگ کی جان
خواصیں ساتھ لیں سب ماہ طلعت
کوئی زہرہ کوئی برجیس صورت
ٹھہرنا گھر میں تھا دم بھر کا دشوار
چلی بن ٹھن کے تجھ جانب یار

تخت سحر سے بنا کر بزور سحر مع کنیزان گلبدن کے آن واحد میں قریب خیمہ آفت پہنچی اور تخت سے اترکر خیمہ میں آئی وہ طالب اسکا بیٹھا ہی تھا صورت دیکھتے ہی اٹھا اور دست ہوس دراز کرکے اسکا ہاتھ پکڑکر جانب مسند چلا اور کہا ملکہ مایۂ ناز و لے سراپا اعجاز و اے شمع محفل عشاق بغیر تیرے خانۂ دل میرا سیاہ ظلمتکدہ تھا شکر ہے خداوند سامری کا جو تیرا روے زیبا نظر آیا کہ یہ سب صورت خواب میں دیکھتا ہوں یہ جو خواہش تھی ہر سب دیکھتا ہوں غرضکہ بعد اظہار اشتیاق ملاقات مسند پر اسکو بٹھایا کشتی شراب کی سامنے رکھکر شغل بادہ خواری شروع کیا ہنگامۂ راز و نیاز گرم ہوا دست گستاخ جانب پستان بڑھا ہوس کا اور کچھ ارادہ ہوا کبھی ساحرہ ناک بھون چڑھا کر غمزہ کرتی ناز معشوقانہ جتاتی مشتاق سے خفا ہو جاتی تو یہ منت پذیر ہوتا سیکڑون قسمین دیتا کہ لے نازنین تجھکو اپنی زلف عنبرین کی قسم میرے دل اندوہگین کی قسم تجھے اپنے چشم کے جل بھری کی قسم تجھکو میرے جان وسری کی قسم اے عارض و قمر کی سوگند اے جانی ابھرے ہوے جوبن کی سوگند قسم عشوہ ناز و ادا کی قسم تجھکو میری التجا کی قسم کہ ایک بوسہ لب شکر کا دے قسم تجکو سامری کی جو تجھے وہ ان باتون سے اسکو گلے لگاتی تو یہ بھی اسکی محبت جتانیکو آنسو بہانے لگتا وہ اپنے دوپٹہ سے اشک پاک کرتی اور یون سمجھاتی کہ صاحب رونا کیا ہی کیا میں مرگئی ہون جو تو اتنا روتا ہے اب نہ آنسو بہا اے کمبخت اپنے ساتھ مجھے بھی رلاتا ہی تجھے اپنی ہوس کی قسم تجھے جوش وحشت پرستی کی قسم تجھے میری لذت وصل کی قسم تجھے اشتیاق شب وصل کی قسم اے عاشق جانباز تو کیون میرا دل کڑھاتا ہی میری بھولی بھالی صورت پر رحم نہیں آتا ہے یہ کہکر وہ بوسہ لیتی کہ

نظم

لیے بوسے کہا جاؤں میں قربان
سوا تیرے یہ کس سے نکلیں ارمان
قسم کھاتی ہوں اس جوبن کی اپنے
قسم اس جنبش دامن کی اپنے
قسم اس گیسوئے پیچیدہ مو کی
قسم ہے اس اچھوتی آرزو کی
کہ میں مرتی ہوں تجھ پر میرے جانی
عبث ہے تم کو اتنی سرگرانی

عجب جلسہ تھا ہی کہ بیان دو دل عاشق اندھیرا گیسوے شاہد شام کا اٹھا ہوا تھا اور بہ رنگ جوش مستی ہر سمت ابل پڑا تھا

کہ بتقاضاے ابیات

غرض آخر کو قرب شام آیا
لا جلنے کا پروانون کو تابو

دل مشتاق نے آرام پایا

ہوا تابان جمال شعلہ ہر سو

خبر کے پرشے ہر سمت سے اٹھوائیے چاندنی رات کی بہار دیکھیے جنگل مین انواع و اقسام کے درخت لگے گل طرح طرح کے خوش رنگ کھلے چپے لہرون لیتے بہار کی امنگ پر کوسون تک سبزہ نوا گا ہوا جھڑ نا جھڑ تا مور ناچتے کبک لب جو قہقہے لگاتے ایسے وقت مین زیب کنار دلدار سو سو طرح کا پیار لطف میکشی ساغر و مینا سے بزم آباد دستون کا دلشاد عجب طرح کی صحبت باہیجوت کی الفت

دہن سے خندۂ پیہم تھا آغاز
کہ ہر اک بات مین مستی تھی پیدا
لیا آغوش مین جادو کو اس نے
ادا دے اور ہی مطلب پہ لائے
کمال شوق مین تنہا سمجھ کے
یہی جھگڑے ہی رگڑ و ملی سحر تک
وہ کہنا منہ کے سب گدرا ہوا حال
رہے تا دیر وہ لذت سے بیتاب
فراغت پائی ناز شوق اٹھا کر
گھر آنکھون مین ابر کثرت خواب

اٹھائے سینون کے دمبدم ناز
فداے قلقل مینا بوسہ تھی
کیا فرش بدن زانو کو اس نے
لپٹ کر مل گیا سینے سے سینا
وہ لپٹا سانپ شاخ صندلی سے
وہ بستر سے اٹھا ہاتھون پہ لینا
کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال
پسینہ بھی ٹپکتا تھا جبین سے
اداسی آئی رد سے مدعا پر
دونون نے لب ملا کر لیٹے اور باتین کرنے لگے آفت نے پتا مغلوب ہونا و بیچ سے

ابھر آیا سرور آنکھون مین ایسا
سر زاہد نہ پر و لے حس تھی
مزے بوسون کے مستی پر جو آئے
تھی مے سے ہوا آغوش مینا
ہوا مصروف خدمت دوپہر تک
وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا
ہم سینہ ہم پہلو ہم خواب
زبان تھی آشنا ان اور نہین سے
ہوئی راضی امید قلب بیتاب

بیان کیا اسنے کہا مجکو سب معلوم ہے اب صبح کوچ کرکے جاؤ اور مقابلہ کرو مین چھپکر سحر کرونگی کہ تم اسیر غالب ہوگے بس اسکو مقید کرکے اسی جا آنا طلسم عشرت جانا پھر تمام لشکر کو بھی برباد کرنا مین عیارے سے خوفناک ہون اسوجہ سے پوشیدہ رہنا چاہتی ہون آفت نے یہ صلاح پسند کرکے پھر اسکی مراد بر لایا اسی حسن و عشق کے بیان مین دامن شب تا بزانو پہنچا اور لیلاے لیل نے بالونکو سمیٹ کر جوڑا باندھا رخ شاہ روز کا جلوہ نظر آیا کہ

نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی

ہواے سرد کا سوکھا پسینا
گہر شبنم کے پھولون نے لٹاے

گل بستر نے بوے رخصتی دی
زمین نے موتیون کے ڈھیر پاے

دم سحر ساحرہ نے اپنی کنیزونکو بلا کر حکم دیا کہ درہ کوہ مین مقام سبزہ زار برنگ باغ دہار دیکھکر چند طائفے رقاصون کے اطراف سے بلا کر ٹھہراؤ اور ہزار سحر باغ لگا کر میرے لیے عشرت گاہ بناؤ کہ میرا دم نہ گھبرائے گر کسیکو میرے آنیکا قیام کرنیکا حال نہ کھلے کنیزین حسب ارشاد روانہ ہوئین اور ساحرہ بھی اٹھکر ایک جانب چلی گئی آفت نے سلیمان کو بلا کر سارا حال کہا اور جو لشکر کہ جمع ہوچکا تھا اسکو ساتھ لیکر کوچ کیا اور ان سامنے لشکر شہزادہ نامور کے آکر خیمہ کیا لیکن دن تامل پذیر رہا جب خورشید جہانتاب قصد اس خستہ بخت کا سمجھکر مائل خواب ہوا کہ میت سیاہی جب کھلی اور شب نے فراغت کشمکش سے پائی سب نے سر شام اسے کوس حرب بجوایا ہلکارون نے شہزادے کو بھی خبردار کیا کہ لے شاہ عالی پائگاہ آفت بہر مقابلہ لازمان عالی آیا ہے نہین معلوم کہا کہو

بلکتا تو طبل رزم دوبارہ بجایا ہی شہزادے نے خبر سنکر حکم نواخت نقارۂ جنگ دیا یہان بھی قرنائے جنگی کو دم طادر بار برخاست ہوا نشہ شجاعت سے کچھ زیادہ سجاعت کے متوالے آن دبان سے ز رائے معرکہ جنگ پیچھے ہٹ اپنی اپنی جگہ پر آئے ہتھیار پسند کر کے سلح خانے سے منگائے مشتاق شاہد رزم ہوئے ہمنشین بزم جرات ہو کر لڑنے پر آمادہ ہوئے معشوقہ نام و ننگ پر مرنے لگے تیغوں پر دھر لگے رات بھر عروس تہوری سے ہمکنار تھے دلمین بڑے بڑے ارمان و پیار تھے زندگی سے بیام تھا کہ شل یار بیوفا کنارہ کر جاتا غیرت کی تھی کہ بیعزتی سے مرجانا گوارا کر جانا کہین کو چۂ نامردان مین قدم نہ دھر جانا دیکھو صبح قریب ہے دیکھین یاور کس کا نصیب ہے جو سرخرو میدان سے ہوے طالع یاور اسکا ہی جو نام پر مر کر گرے تلوارین بڑی چاہ سے کھائے زخم پر زخم پڑین تب مزا آئے کہ ابیات

ہے لازم خاک کا پیوند ہو جائے | مگر عزت نہ ملنے خاک میں پائے | عیان اسطرح تھے تیغوں کے جوہر
شجاعت کے کھلے تھے جیسے دفتر | غلط مضمون ہستی مثل رقم تھا | رسالے کا رسالہ سب قلم تھا
بنے خون عدو کی شوخ شنجرف | لکھے گا خامۂ شمشیر کیجو حرف | تفاخر ریز خون ہوگا بعد کین
بنے گا صفحۂ میدان رنگین | یہی مضمون زبان پر تھا کہ ناگاہ | ہوا ورق فلک بے نقطۂ و ماہ

مٹے یون صفحۂ گردون سے اختر | کہ جیسے کاغذ سادہ ہو یکسر

یعنی جب شمشیر کوکب سر سپہر نے سطر کہکشان کی کاٹ کی بہادرون نے خوابگاہ سے اٹھکر میدان رزم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ حاجت گردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر جرار ہوا اسی تجمل و حشمت سے بڑے ننگ و نام سے وارد دشت نبرد ہوا فلک تک سر گرد پہونچا اسطرف سے آفت و سیلان بصد آن و بان وارد میدان ہوے مورچے درست ہونے لگے ہموار بلند و پست ہونے لگے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبونکی صدا مین ل ہلانے لگین ان بولا اور رو ہا دو لاتیغین علم اور سر گلیم جب سب انتظام ہو چکا آفت گینڈا روان کر کے میدان مین آیا اور للکارا کہ اسرزمین مانند اتھا جو اس مسلمانکے مقابلہ سے ہٹگیا تھا آج مجکو خداوند لقا نے اپنا نظر کرده کر کے بھیجا ہی اب کون مجھسے لڑسکتا ہی لے نبیرۂ حمزہ میرے سامنے آ تو حال کھلے یہ نعرہ سنکر شہزادہ نے مرکب اٹھایا سامان تجمل سامنے آیا سبکو روک کر یہ بہادر سامنے حریف کے گیا اور کہا کیا لاف گزاف کرتا ہی لا حربہ کیا رکھتا ہی اسنے بقوت تمام تلوار لگائی شہزادہ نے بھر بار خود بچاکر ہندو دست پر ہاتھ ڈالا اسنے تیغ چھوڑ کر کہا تیرا جی کشتی کو چاہتا ہی تو کسر ہی بندہ بھی نصیب آزماتا ہی یہ کہکر گینڈے سے کودا شہزادہ بھی زمین پر آیا دونون نے بخمالم پر لا ہاتھ سے ہاتھ ملایا زور ہونے لگے گرین چلین ہونگے بارہ گرہ ہوئی انٹیان پڑنے لگین کیلیان کین نجم عیار تب شہزادہ اکھڑا ہوا کہ ایسا نہو حریف کوئی گھات کرے دغا سے بات کرے چنانچہ عیار مذکور نے دیکھا کہ آفت کشتی لڑنے مین دمبدم جانب فلک دیکھتا ہی یہ حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے اسکو دیکھتا ہی اسی فکر مین تھا کہ ایک لاڑا ایک کوہستان کی طرف سے پیدا ہوا اسیر شہزادے کے آکر جھپایا زور شہزادہ کا گھٹا جھپا جھپا کر اڑنیکا آخر ایک مقام پر پیچ و حرکت ہو کر گرا کوئی نے اسکے دکھلانیکو جیت کر کے باندھ لیا لشکر یان شہزاده نے قصد جنگ مغلوبہ کیا مگر نجم نے منع کیا کہ مبیدستی کرنا قاعدہ اہل اسلام نہین غرضکہ آفت شہزادہ کو باندھکر بھیر ا اور کہتا گیا کہ آج مین تمکو سبکو امان دیتا ہون اگر اطاعت میری کی تو بہتر ہی ورنہ خاک تمہاری بہادو نگا اور دیکھا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اور مع لشکر ڈیرا ہوا آیا شہزادہ کو قفل و زنجیر پہنا کر ایک خیمہ مین قید کیا پھر آراستگی لباس وغیرہ کر کے معشوقہ پاس جانیکا عزم کیا اسطرف شہزادہ کے سرداران رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے مقام پر آئے

نجم عیار نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ شہزادہ کے سر پر ایک ٹکڑا ابر آ کر چھایا اور وہ بیہوش ہو گیا اس حال کو دیکھ کر اسکو یقین واثق ہوا کہ بیشک شہزادہ پر کسی نے سحر کیا اور اس ابر میں کچھ بھید ضرور ہے یہ سمجھ کر چند زیر ہوئے شہزادہ کے جب وہ ابر چلا یہ بھی ہیئت بدل کر اسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہانتک کہ مقام مذکور پر پہنچا ان کنیزان ساحرہ نے ارامگہ بنائی ہے یہ پہنچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہے چشمہ پر صفا و حوض ہے صحن سبزہ زار ہے جو ہیں ہر چند کنیزان خوش و خرم حال مصروف انتظام ہیں رقص و دشنی کی تیاری کر رہی ہیں گلاس ہانڈی جھاڑ آتشیں بہار بارگاہ میں لگاتی ہیں مسندیں پر تکلف بچھی ہیں وہاں بارگاہ مجھے ہیں بارگاہ سے ہٹکر سیدانیں چند ڈیرے طوائفوں کے اترے ہیں کسلیے کہ حسب الحکم ساحرہ کنیزوں نے قریہ جات سے رقاصونکو بلایا ہے چنانچہ یہ سب کیفیت دیکھکر عیار مذکور ان طوائفوں کی طرف آیا دیکھا گلکاریاں لکڑی میں جوڑے کے نیچے بچھونا بچھا ہے رنڈیاں سادی پوشاک پہنے بیٹھی ہیں سازندے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں کوئی تھیلی سے کنگھی آئینہ سرمہ دانی نکالکر بال سنوارتا ہے کوئی پاندان سے پان لگاتا ہے کوئی سارنگی کی طرح ہے ہیں پھیر کر سُر درست کرتا ہے کوئی طبلہ کے تسمے کرکستا ہے بیل گاڑی کے پیچھے بندھے ہیں ٹاٹ کے جھولے میں بھوسہ رکھا ہے بعض گاڑی کے برابر ٹانگہ کھینچی ہیں کوئی کو سپرد گوارے ہیں رنڈی لوٹا لیکر پیشاب کو گئی تھی ادھر سے جو پھری ہے لوٹی سے پانی گراتی ہے بھیلتی آتی ہے دوپٹہ ڈھلکا ہے جوبن کی بہار دکھاتی ہے یہ ماجرا دیکھکر نجم گھات میں پھر رہا تھا اتفاق سے ایک گویے کو اسنے دیکھا کہ ستار بجا رہا ہے صورت تبدیل کیے تھا ہی اسکے پاس گیا اور کہا آج آفت تمہاری فتح پائی ہے گویے انعام پائے ہیں تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مالا مال ہو جاؤ گے گویے نے کہا یہاں ایک ساحرہ نے ہمکو طلب کیا ہے انکو اسکے سامنے گا بجا لیں تو چلیں اسنے کہا پھر رات تک تو وہاں سے پھر آؤ گے اور اگر وہاں ان بادشاہ نے تمھارا کمال پسند کیا تو پھر کیا پوچھنا ہے اے میاں نادان ہو جو کہتے ہو میں تمھارے فائدے کی بات کہتا ہوں مجکو تمھارے نفع سے مطلب ہے کہتا مانو چلے چلو اچھا ابھی تمکو اختیار ہے نہ جاؤ تم جاؤ تو تمھارا کام جانے گویا یہ سمجھا کہ یہ بھی کسی طوائف کے ساتھ کا ہے مجکو لیجا کر کچھ آپ بھی لیگا اگر رنڈی کو لیجاتا تو وہ کاہیکو اسے دیتی خیر مجھی چلنا چاہیے بس اپنے میں آ کر ساز ہاتھ میں لیا اور لباس وغیرہ سے درست ہو کر اسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی میں پہنچکر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا اور خوب بیہوش کر کے اسکو درخت پر چڑھکر باندھ دیا اور لباس اور ساز اسکا لیکر اسی کی ایسی شکل بن عیاری بنکر اسکے بستر پر آ کر بیٹھا اس عرصہ میں ساحرہ جو پھر کر آئی تھی کھانا وغیرہ کھا کر بقیہ دن آرام کیا تھی جب روزگار نے کالوت روز سے دائرہ آفتاب چھینا اور سواد شب چہرہ پر ملکر صورت کو اپنی تبدیل کر کے جلسہ نشینان دہر کو دھوکا دینا چاہا رقاصۂ فلک نے بزم کو اپنی ترتیب فرمایا کہ

نکھر کر آئی پھر معشوقۂ شام　　کمر بھی جو کے آیا صورت جام

ہوا زرد آفتاب عالم افروز　　در آیا زلف شب میں چہرۂ روز

اسرار ارسب چشمہ پر آ کر بیٹھی شراب کا دور آغاز ہوا طوائفوں کو یاد کیا باری باری ہر ایک کا مجرا ہونے لگا ساحرہ انتظار آفت کا کرتی تھی کہ وہ بھیجا ابھی سر شام ہی بن سنور کر حسب وعدہ آ پہنچا ساحرہ نے اٹھکر ہاتھ پکڑا اور برابر اپنے لا کر بٹھایا ناچ و نیلا گا ہوتا جلسہ جما کہ ناہید سپہر کو بھی غش فلک پر آیا تو ماہ نو صف روح تماشین کو بیقرار کیا مہتاب اس جلسہ کے دیکھنے کو دنیا فلک پر آگیا ہر شجر دشت کا سرسبز ہو کر جھاگتا تھا چاندنی فرش پڑی تھی نہیں قمر و شط ہو رہی تھی چشمہ میں چاند ہو رہی لیتا تھا یا جدہ میں آ کر جھوکا کھاتا

نظم

پانی میں بھی شوق کی لہر آئی تھی کہ

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز
کہ داد دی ترانے یاد آئے

کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
کسی کے دست رنگین مین گلابی

دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے
بنی تھی مے سے برج آفتابی

اسی جلسہ مین بعد چند طائفون کے باری نجم کی بھی آئی اسنے آکر ستار ایسا بجایا کہ ساحرہ نے رونے کا تار باندھا دیدۂ پرنم سے دلہن جہیز چھپائی کی جوگیا بیراگ کی دھن ہوئی عیار نے اسکو مطلب اپنی طرف لیے یاد کر رہا تو مد نظم بجاتا تھا سر گرم کر تیز کر کے اپنی نغمہ کے اشعار بجانا شروع کیے

کبھی ہم تمھارے تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
تمھین سے وصل پیتے تھے بارہا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ بناؤ چاہنید و سب گلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی در پہ رکبھی کو بکو کبھی سیر گلشن آب جو
کبھی چپکے چپکے بار زد کسی کو سنکتر ین عیش جو
کبھی عذر حیلہ بصد غلو کبھی آنکھ خوف سے چار ہو
کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارون ہی سے گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ انیس شام سیاہ تھی نہ لبون پہ شکوہ نہ آہ تھی
تمھین نفرت ایسی نہ گاہ تھی یہ امید تمسے نہ واہ تھی
کہو کچھ بھی فکر نباہ تھی پہ کرم کی کیسی نگاہ تھی
کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہمسے تمسے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ عیش و نشاط کا وہ حیا کو دعوی ثبات کا
وہ ڈرا کے مجکو مری گھات کا وہ اٹھا کے بار نالات کا
وہ چھپا کے بیٹھنا گات کا وہ بھلا رمز و نکات کا
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن صدا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ان اشعار کے سننے سے ساحرہ کو غلبان مستی ہوا اور آفت کو جوش مستی و شہوت پرستی دونون باہم لپٹکر بوسہ لینے لگے کنیزین پاس سے ششدر ہوکر ہٹ گئین گویا بھی عادی کر اٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو کہین جاتا نہین مین تجھ سے ستار بجانا سیکھونگی اتنی تو اپنے فن مین کامل اور یکتائے روزگار ہے گویے نے یہ عنایت دیکھ بہت دعا دی اور عرض کیا کہ یہ حضرت جمشید کی مہربانی ہے اور رضا و ندا ایک وزیر سے خواب مین آئے تھے اور ایک منتر مجکو تعلیم فرمایا تھا اسکی تاثیر سے مین ایسا گانے بجانے لگا ساحرہ ہر چند کہ پہلوئے یار دلنواز مین بیٹھی تھی مگر منتر کا نام سنکر بیقرار ہوئی کہ اگر وہ مجکو معلوم ہو جائے تو سیکھنے کی بھی محنت بچے اور کمال بہت جلد مجکو حاصل ہو پس اصرار کرنے لگی کہ اے مطرب وہ منتر تو مجکو بتا دے مین تم کو مجکو اپنے پاس سے جدا نکرونگی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دونگی اسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ خیمہ مین علیحدہ چلیے تو بتلا دون ساحرہ نے اپنے آشنا کو سمجھایا کہ صاحب تم وہ گھڑی بیٹھو جلسہ مین بتلا دو مین آتی ہون یہ کہکر گویے کو لیکر کیلی بارگاہ مین آئی اور پلنگ پر جا بیٹھی گویے کو نیچے بٹھا کر کہا بتلاؤ وہ کونسا منتر ہے یہ کہکر ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ کہین یہ عیار نہو کیونکہ تنہائی مین یہ مجکو لایا ہے اور ایسا گویا ابھی کوئی نہین ہوتا ہے سنا ہے کہ شاگرد اور بیٹے عمرو کے خوب ہر فن مین کامل ہین یہ خیال آتے ہی اسنے عیار پر جو آنکھ اٹھا کر نظر ڈالی سمجھ گیا کہ مجکو اسنے پہچانا بس چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر پیچھے کا دھڑکا رہگیا اور اسنے ڈانٹ کے تاسا نامیں پہچانا مین نے مجکو اب کہان جائیگا اسکے ڈانٹنے سے اور تو کچھ اسکو بن نہ پڑا جلدی سے ایک بیہوشی کی اسطرح کی کہ جو کوئی مجکو اٹھا سے پیچھے

گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحرہ نے تجسس سے حرکت کر کے چاہا کہ باہر پکڑ کر لیجائے پس اٹھکر اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر کھینچی ہوئی چلی پڑیہ کمر سے
گری ساحرہ نے کہا کہ موے یہ کیا تیرے پاس تھا عیار نے کہا ہاے میرا مال تمام عمر کی کمائی کا گر پڑا ساحرہ نے مشتاق ہو کر پڑیہ کو اٹھا لیا
اور اسکی تہ کھولی بیہوشی کا غبار نکلنے لگا اسنے متعجب ہو کر قریب نگاہ اسکو لا کر بغور دیکھا کہ یہ کیا چیز ہے جسکے لیے یہ بیقرار ہو گیا شاید اکسیر
ہو گی اسے دیکھنے مین قریب چشم تو پڑیہ تھی ہی غبار بیہوشی دماغ مین گیا اور خوشبو سے اسکی ساحرہ پر بیہوشی طاری ہوئی چھینک کھا کر گری اور
عیار کے سامنے ہی گری کیونکہ اسکو تو کھینچے لیے جاتی تھی بس اسکے ہاتھ قابو مین تھے خنجر کھینچکر ساحرہ کا اسنے سر جدا کر ڈالا غل اور شور برپا
ہوا خیمہ کے کنارے سے آفت اور کنیزین دوڑین مگر عیار کے دست و پا جو ساحرہ کے قابو مین آگئے تھے نعرہ کر کے سر اچھے فرار ہو کر بھاگا
یہان کنیزین آ کر بیٹھ گئین آفت پچھاڑین کھانے لگا لیکن ساحرہ کو بعد مرگ جو اسنے دیکھا عجب صورت کریہ نظر آئی کہ یہ شیطان خود
لاحول پڑھنے لگا کئی سو برس کا سن و سال پایا نہایت پیر زال منحوس رنگ شب دیجور کا لا قامت طول شب ہجر سے بڑا عوج بن عنق کی خالہ
مار و عقرب جسم مین چپٹے دیدے بیٹھے گالا اسکا نیلا ہوا اور ٹھے جیسے کپے منھ کھٹر بجا سر گنجا پڑی تھی مگر زبان حال سے کہتی تھی کہ اے عاشق
میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم مین آتا ہے بیکلیے خلوت عدم مین میرا دم گھبراتا ہے غرضکہ اسنے بعد گریہ زاری کنیزونکو وہ لاشہ بسپرد
کر کے رخصت کیا کہ وہ اسکے گھر کیطرف گئین ہو الٹ اپنے اپنے قریہ کیطرف روانہ ہوئین آفت آفت مین گھرا ہوا زار و نالان لشکر
کیطرف روانہ ہوا لیکن پہلے اسکے جانیکے نجم اسکی ایسی صورت بنکر اسکے لشکر مین آیا اور سیدھا اسی خیمہ مین گیا کہ جسمین شہزادہ قید تھا
دربانون نے تسلیم کی اور راہ دی اسنے اندر جا کر شہزادہ کے کان مین کہا کہ مین ہون عیار آپکا مینے اس ساحرہ کو جا کر واصل جہنم کیا جسنے
آپکو بے طاقت کیا تھا اب آپ زرا اٹھیے کہ آپ دم آور ہین یا نہین شہزادے نے قید کو زور کر کے پارہ پارہ کیا عیار پہلے نکلکر بھاگا اور
لشکر شہزادہ مین آ کر سردارونکو مطلع کیا کہ جلد چلو شہزادہ رہا ہوا گلفزار نے طبل یورش بجوا کر جلد فوج تیار کرائی اور سردارونکو
لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے آیا دربان دو ایک تو مارے گئے باقی بھاگے شہزادہ نے جو مارے گئے تھے انہین کا اسلحہ لیا اور نعرہ
بلند کیا سیلان خواب سے بیدار ہو کر باہر آیا اور فوج کو تیار کرا کر بڑھا شہزادہ خود پکار رہا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ چھپکر بھاگ گیا
غرضکہ فوج نے آ کر گھیر لیا امان نے مستخیر از زبان درازی شمشیر کا شور ہوا سر بسنگ اجل کا ظاہر زور ہوا سر و تن مین فصل ہوا تا شام
مرگ سے جوانونکا وصل ہوا شب تاریک مین شعلہ تیغ مشعل راہ عدم تھا مسافر کشور فنا ہر اک دم تھا اسلحہ کی جھنکار [illegible]
وقافلہ قضا دل غم ملاے عزیزان درد روشنی بخش تھا کہ راہ تاریک ملک فانی با آسانی طے ہو گئی جانیوالے بکتے تھے اس عرصہ مین آفت
جو ساحرہ کو رو پیٹکر چلا تھا اسوقت یہان آ کر پہنچا آفتین یہان آتے ہی گھبرا گیا یعنی لشکر مین آفت زد و کشت کی برپا دیکھی رنجیدہ
خاطر از بسکہ بہت تھا کچھ خیال انجام کا نکیا شمشیر کھینچکر جانب شہزادہ چلا ہزار ہا رن حساب ہلکتی تھی وہ شب از روز روشن تھی اسنے
دور سے شہزادہ پر تیر برسانا آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی للکارا کہ ہان اس مسلمان کو جانے نہ دینا فوج چار طرف سے ٹوٹ
پڑی بڑی گھمسان کی مار ہو رہی تھی شہزادہ بھی ہمہ تن چشم بنکر لڑ رہا تھا وہ برق کیطرح تڑپتا تھا کبھی اس صف پر تھا کبھی اس صف پر کبھی
گویا شرف پر تھا اور بخشوع و خضوع حق سے رجوع تھا قادر مطلق کیطرف تھا کہ زبردست زیر دستان تو ہی ہر کبھی سے نصرت کی آرزو ہی
اسی ہنگامہ مین آخر کار لشکر جرار گلفزار بھی صبح تمام سر دم کے پہنچا اور معرکہ کارزار ترقی پذیر ہوا نجم عیار نے مرکب کو شہزادہ نامدار
تک پہنچایا کہ وہ آزمودہ کار سوار ہو کر داد دلاوری و مردانگی دینے لگا ایکطرف یاقوت مژگان یا دو لخت رزمگاہ کو بنا د سیل خون

بہادیا ایک جانب گلزار کی ہواے تیغ نے گلہاے زخم چمنستان جسد عدو پر کھلائے تھے دست پلنگر خان کا کرکے ڈھیر لگنے لگے تھے جال خاکہ نظم

بابر اندر آمد دم کرہ نائے
چکاچاک برخاست از ہر سوے
چنان گشت سرتاسر آوردگاہ
زخون یلان کشور آغشتہ بود

جہ بخیدن گرز و ہندی درائے
زگرد سپہ چرخ شد ناپدید
کہ از جوش خون لعل شد روے ماہ

دہادہ برآمد ز ہر پہلوے
ستارہ ہمی دامن اندر کشید
فراوان از آن کوہیان کشتہ بود

شاہزادہ والاشان قتل و قمع کرتا قریب آفت بہ نہاد خود ماکی جانب آتا تھا لشکر میں سامنا ہوا اسنے تیغ خونچکان کو بلند کرکے سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اٹھا کر دست بدست کیطرف آکر تیغ کو خالی دیا اور خبردار ہوکر اللہ اکبر کا نعرہ جگر سے کھینچکر تلوار کو اس کے سر پر لگایا کہ نظم

گرامی دو پرخاش جوے جوان
ہمی تیغ بر یکدگر کوفتند
دوان پیش او آمد اندر زگرد
زبالا بچاک اندر آمد تنش

یکے شاہزادہ یکے پہلوان
چو شہزادہ دید آن تن پیلست
بزد تیز تیغے بر آن دار مرد

چو شیران جنگی برآشوفتند
یکے کوہ زیر اژدہاے بدست
ببرید یال و سر و گردنش

تیغ بران نے شہزادہ کی اس بدکردار کے دو ٹکڑے کیے اسکے مرتے ہی فوج کو بھاگ کا ہی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی سیلان بے ایمان سمجھا کہ ابھی کنبت زبون یکی پر آوارگی نصیب میں سلامت ہی چلو جدھر منہ ریجائے پس باسعد وے چند گھوڑا اڑا لے کر سر بصحرا چلا یہاں بعد زد و کشت بسیار فوج آفت نے چادر امان ہلالی طلب امان بچا لی تلواریں گردن میں حمائل کرکے خدمت شہزادہ میں آئے شہزادہ نے بھی ہاتھ روکا غازیان صف شکن نے مادروے حریف کو لوٹ لیا بارگاہ و خیام کو جلادیا بعد فتح وفیروزی اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ مع لشکریان شجاعت پرسلام عرض کیا سب تصدق و صدقہ ہوے طلایہ مقرر کرکے شہزادہ بقیہ شب آرام گزین ہوا جسدم آفتاب خسرو خاور نے لشکر انجم کو بھگایا اور تیغ سحر نے سر پہلوان شب کا کاٹا کہ بیت چو پیراہن شب بدرید روز ٭ پدید آمد آن شمع گیتی فروز ٭ شہزادہ کا دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان تیغزن جوانان پیلتن کے بادہ نوشی کرنے لگا یہاں تو ہر ایک مصروف عشرت ہے لیکن سیلان جو آوارہ دشت غربت و مصیبت تھا صبح ہوتے تک بہت دور قلعہ طوفانیہ سے نکل آیا یہانتک کہ ایک دامن کوہ کے قریب پہونچا دامن کوہ میں ایک لشکر کا دیکھا ستارہ تھی فوج بیکران سوار و پیادہ کی کر طلعت چڑھے تھے بکتریں پہنے تھے بستر سیاہ بہتے لگے تھے تلوار وکی تہنیچیاں دستے کے اترنیکی جگہ پر بندہی تھین ذرہ بکتر پہنے لال گارد کے کوٹ بندھے تھے تلنگے پہرے پر ٹہلتے تھے بازار لشکر کی کھلی تھی ہر چیز عمدہ بک رہی تھی سوار زین لیے گھوڑوں کے تیرے کی آواز طلبہ ہر ایک جتہ ان اپنی زور سنجیدہ اپنے کام میں سرگرم کوئی تلوار صیقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھرتا کوئی عنان دست کرتا کوئی اپنا مرکب ٹہلاتا کوئی بستر جماتا کوئی کھانا پکاتا تاگیتے رنڈی بابائی تھی اس سے ہنستا کوئی ڈھولک بجاکر الکا تا تھا اس لشکر کو دیکھکر سیلان آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا کہ خونریز مکوی بادشاہ قلعہ مرجان کا یہاں اترا ہے یہ سنکر اسکا رنگ رخسار فرط عشرت سے گلنار ہوا کیونکہ حالماں کو ہستا تھا یہ جانتا ہے کہ سب تقاریس ساحر ہے بس حمایت میری ضرور یہ بادشاہ کریگا غرضکہ قریب بارگاہ آکر پشت مرکب سے جدا ہوا اور اپنے ساتھیوں کو ٹھہرا کر آپ بارگاہ کے در پر آ عرض بیگی سے کہلا بھیجا کہ جاکر کہے بھائی بادشاہ قلعہ طوفانیہ کا آیا ہے اسنے جا کر یہی عرض کی کہ خونریز نے اپنے سردار ریل استقبال بھیجے

بابا کر سیت نہ پیوند و فرزند و تخت و کلاہ نہ سیم شاہی نہ گنج و سپاہ یہ حال دیکھکر وہ شاد و تخت سے اتر کر اسکو گلے لگایا پھر نزدیک قریب تخت بٹھا کر اسکو سمجھایا کہا یہ کیا حال ہے اُسنے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اسنے کہا میں بمدد خداوند با خبر ہو جاتا تھا اگر وہاں بھی مسلمانوں کا کر غوب لیتا یہاں بھی ہی کار نیک ہوا چلو میں تمہارے ساتھ چلکر اس نبیرۂ حمزہ کا سر کاٹ لوں وہی جاکر خداوند لقا کو نذر دوں پھر مسلمانوں سے سمجھ لونگا یہ کہکر اسکے لیے ایک خیمہ گاہ ایستادہ کرا کر جملہ سامان راحت وہاں مہیا کیا یہ حرامزادہ دو روز تک یہاں آسودہ حال رہا روز سوم جب خسرو سیارگان مسافر چرخ چہارم ہوا اور منازل بروج کو گردش فلکی سے طے کرنیلگا کر سیت چو خورشید سر برزد از تیغ گاہ زنگار ابر خاست بانگ سپاہ وہ خونریز بعزم خونریزی مسلمانان طبل سفر بجوا کر ہمراہ سیلان بد اختر مع لشکر خود سرے کے روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا اور بقیہ روز کسل راہ سے آسودہ کیا جب مہر غدار بازی تازہ نئے کار لایا یعنی برنگ بخت تیرہ سیلان نئے گیتی کار لایا بیت شب آمد گران شمع بفروختند ہمہ جائے آتش ہمی سوختند بہ سر شام آتش کینہ و سیہ دم کرنا سے تیز ہوئی ہرکاروں نے جاکر شہزادہ کو اطلاع دی کہ لشکر بد نہاد خونریز تمام ایک ہی ہمراہ سیلان آیا ہے طبل جنگ اسنے بجوایا اور باقی سب بفضل خدا بخیر ہے یہ خبر سنکر شہزادہ نے بھی نقارۂ جنگی بجوایا تیاری آلات حرب کا پھر زمانہ آیا وہی ہنگامۂ رستخیز بہ سرعت گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا اگر جان گز نکش سر بلندی پیٹکا طور کھانے لگے ہتھیار سلح خانوں سے آنے لگے ہوا اُٹھی شجاعت کے کھانیکی لوگیں بر لب گنبد آئیں رزم میں سنان نوک سنان کی گر گئیں پار رنبات سر دگلستان جرأت کھلنے لگے تغیر کئے جگر پہ سے پیش تیغ پا میدان میں ڈٹے رہیں مخل رتن بہادر جنگ کھاتے دشمن کو ثمر عداوت کا مزہ چکھاتے غرضکہ سر گلستان لالہ کی اثر ہوا تھا بہادر سیاہ آسمان ساقرہ سے زمزمہ پیدا تھا کہ

نظم

بدانگہ کہ جا بانگ بر ور کنند	تو گوئی ہمہ کوہ را بر کنند	وزان زخم دان گرز ہائے گران
جہان تنگ و پولاد آہنگران	بمغز اندر افتد ترنگا ترنگ	ہوا بر کند نالۂ صور و خنگ
بہ میش اندر آیند مردان مرد	ہوا تیرہ گردد ز گرد نبرد	زمین با شد انگاہ گشتہ کبود
زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود	ہمہ شب ہمی بود پیدا خروش	دل کینہ خواہان در آمد بجوش
سحرگہ خروش آمد از کرنا	ہم از کوس رومین و ہندی درا	سپہ را چو روئے اندر آمد برے
جہان شد پر آواز پرخاش جوے	بر آمد یکے باد و گردے کبود	زمین آسمان ہیچ پیدا نبود

یعنی جب تیغ ضیائے مہر نے روئے بہرام فلک دشت تیغ سے پھیر اسپاہ دونوں جانب سے وارد نبرد گاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی نقیب للکار کر ثنا خوانی شجاعت کے نعرے مار کر کنارے ہوئے خونریز بعزم ستیز مرکب اڑا کر میدان میں آیا سلحشوری کھا کر نعرۂ ہل من مبارز بلند کیا شہزادہ نے سبقت فرما کر مرکب کی باگ لی سوار ہر چند حاضر خدمت ہو کر عذر خواہ ہوئے کسی کی نہ سنی اور سامنے حریف کے پہونچ گیا در ماری مرکب کا سات قدم سپا کیا اسنے سنبھلکر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر کاٹا اور ایک بند اسکی شست درشت پر باندھکر ہاتھ کو سست کیا پھر ڈانڈ کو ایسی جنبش دی کہ نیزے نے اسکے ہاتھ سے نکلکر ہوا کی راہ لی اسنے بغضب گرز گراں بار لگایا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے فرمایا اسنے تیغہ کی سوس کا کھینچ بقوت تمام تیر لگایا شہزادہ نے اسکو بھی رد کرکے کمر زنجیر میں اسکے ہاتھ ڈالا اسنے بھی اسکی کمر میں ہاتھ دیا زور کشمکش کے ہوئے آخر دونوں زمین پر کود کے کشتی شروع ہوئی

دو پہر کامل لڑا اور رنگو تھسا چلا آخر خونریز کا دم آگیا اور لڑنے سے گھبرا گیا کہا اے بہادر بعد دو پہر کے میں ایک مرض میں مبتلا ہوتا ہوں ایسا
کہ بیہوش ہو کر تک رہتا ہوں بس امید آپ سے رکھتا ہوں کہ مجھکو چھوڑ دیجیے کل میں پھر آکر لڑونگا شہزادہ نے یہ عذر اسکا سنکر کشتی سے ہاتھ اٹھایا
اور وہ مکار روبہ بازی کرکے پنجۂ شیر سے رہا ہو کر اپنے لشکر میں آیا اور طبل بازگشت بجا کر پھر گیا شہزادہ مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوا
سپاہ جانبین آسودہ ہوئی خونریز بھی بارگاہ میں بیٹھکر شراب خواری کرنیلگا اور نشہ میں مست ہو کر سیلان سے کہا کہ میں تیرے کہنے سے ناحق
اسطرف چلا آیا اس سلیمانی سے سر بر ہونا نظر نہیں آتا سیلان نے کہا پھر خدمت خداوند میں جانے تھے وہان تو اس سلمانکے باپ دادا
وغیرہ بڑے بڑے بندے سرکش خداوند کے ہیں اسنے کیونکر لڑتے اسنے کہا اگر وہان سلمان زبردست ہیں تو خداوند لقا یزد ورنگو عنایت
فرماتے اور انکو مغلوب کرانے کیلیے کہ خداوند خود چاہیں تو سب بندگان عاصی کو غارت فرمادیں مگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی اپنے بندے کے ہاتھ سے
انکو برباد کرا کر اس بندیکو سعادت دارین مرحمت فرماوین اور نیز بندگان مغضوب پر اپنے پیدا کرنے سے رحم بھی فرماتے ہیں کہ جنکو پیدا کیا ہے انکو کیا
غارت کروں بس میں وہان جاکر لڑتا تو زیارت بھی خداوند کی میسر ہوتی اور شاید فتح بھی فرمادیتے تو یہ سعادت بھی مجھکو ملتی یہان لڑنے میں سوا
ذلت کے کچھ حاصل نہیں سیلان یہ باتیں سنکر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت جیسا تم سوچے ہو یہ بالکل خلاف ہے وہ اس امر میں بہت مجبور
ہیں نہ تو کسیکو زور دیسکتے ہیں نہ مسلمانو نپر کسیکو غالب کرا سکتے ہیں بلکہ خود فرماتے ہیں کہ بندگان نورانی کی نسبت تقدیر یزد بردی مجھسے عالم
مستی میں ہوگئی ہے اور انکو عالم خواب میں پیدا کرکے میں بھول گیا اب سوتے جاگتے کسی سے کچھ جواب نہیں آتا ہے اسنے یہ بیان سنکر جواب دیا تو وہ خداوند
نہیں ہے جو ایسا مجبور ہے تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ وہ خداوند شعبدہ باز اور جعلساز ہے دین مسلمانونکا سچا ہے بس میں تو حیلہ کرکے
شہزادے سے بچکر چلا آیا لیکن کل جو مقابلہ کرونگا اور زیر ہونگا تو مسلمان ہو جاؤنگا سیلان نے یہ کلمات سنکر دل میں کہا کہ اسکے ایمان میں
فرق آگیا اب کچھ اور فکر کرنا چاہیے لیکن ابھی اس سے بگاڑنا زیبا نہیں یہ تجویز کرکے کہا کہ اے بادشاہ اگر آپ مسلمان ہونگے تو میں
آپکے ساتھ ہوں جو آپکی صلاح ہوگی وہی میری بھی یہ کہکر باتونکو ٹالکر کچھ دیر میں بارگاہ سے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ میں آکر فکر کرنیلگا کہ اب کیا
کرنا چاہیے سوچتے سوچتے خیال میں آیا کہ ایک جوگی اتیت سامری کا اس قلعے کے حوالی میں رہتا ہے اکثر بھائی میرا طوفان اسکے پاس جاتا تھا اور
تعریف اسکے کمال کی فرماتا تھا بس وہ یہاں سے قریب رہتا ہے اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچکر ایک ملازم کو ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا
اور ایک پہاڑ کے دامن میں پہونچکر اتیت کا جو پتا تھا کہ ناگاہ وہ مندھی بنی ہوئی نظر آئی کہ نرگل کی مندھی ہے سامنے اسکے دھونی سلگ رہی ہے اور خود جوگی
مرگ چھالا بچھا ہوا ہے ایک گودڑی مندھی کے اندر لٹکی ہوئی ہے دھونی کے کنارے دبینا گھڑا سا ہے چلم گانجے کی اور دمڑی چہار با
ہوکر بیٹھا ہے بدن پر ابرا ملتا دھتورے کو کھاتا ہوا بیٹھا ہے رنگ بھبھوکا ہے اتیت بیٹھا ہے لنگوٹا باندھے ہوئے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہے آنکھیں لال لال نشہ میں
بھری کمال میں ہے اسنے گھوڑے سے اتر کر بہت جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہا آؤ سامری بھلا کریں یہ دھونی پر جا کر بیٹھ گیا اتیت بھی
نکل آیا اور چلم میں گانجا ملکر بھرا آپ بھی پیا اسکو بھی پلایا پھر حال پوچھا کہ کہاں کیونکر آنا ہوا اسنے بیان پتہ و نشان اپنے بھائی کا اور اسکے
بیان کرکے حال شہزادے کا اور قتل ہونا بھائی کا جملہ ماجرا آجتک جو گذرا تھا کہکر رونا شروع کیا پھر ملتجی ہوا کہ میں آپکے پاس پناہ لینے
آیا ہوں فلک کا ستایا ہوں میری دستگیری فرمائیے مدد میری کیجیے اسنے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا جب اسنے بہت گریہ وزاری کی اسکو اسکے
حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہیں میں ان مسلمانونکو پکڑکر تیرے حوالے کردونگا لیکن ادا اسکا مالک اسم اعظم ہے اسکے خوف سے میں کانپ
رہا ہونگا مجھے انجام اس جنگ کا سمجھانا ہوگا آئندہ میرا کچھ سے مگر نا اسنے بھی غنیمت جانا کہ شہزادہ کو گرفتار کردیگا بس عرض سلیما

کہ انجام کو میں سمجھ لونگا آپ چلکر اس مفسد کو گرفتار کر دیجیے اتیت نے کہا اچھا تو جا شام کو لشکر میں آؤنگا یہ وعدہ اس سے لیکر شادان و فرحان پھرا اور
اپنے لشکر میں آیا خونریز بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ یہ پہونچا اسنے کہا کہو کہاں گئے تھے اسنے کہا کہ آپ ہی کے کام کو گیا تھا لیے یہاں وہ تدبیر فتح
پائینگی نکالی ہے کہ ممکن نہیں جو تم کل غالب نہ آؤ یہ کہکر سارا ماجرا اتیت کا نقل کیا اسنے سب حال سنکر کہا کہ اسطرح اگر یہ شہزادہ ہوا تو کیا تعجب
ہے سگی دین خداوندی کی اس سے نہیں ہوئی اسنے کہا پھر خداوند ہی نے اتیت کو بھی پیدا کیا ہے یا کسی اور نے یہ سب جنے اوندی کی قدرت کی
ہے غرضکہ اس شیطان نے ویسا ہی اسکو ورغلایا کہ وہ پھر آمادہ باطل پرستی ہوا اور کہا خیر دشمن کے زیر ہو جانے سے مطلب ہے اس ہنگامہ میں کہ
وہ کھیلوں سے کھیل چکا تھا کہ ہرکارے نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ عیار شہزادہ نورالدہر کا در دولت پہ حاضر ہے امید باریابی رکھتا ہے یہ
خبر کو سنکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیوں آیا ہے مگر حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا انجم سامنے آکر دعا شاہی بجا لایا اسے کرسی پہ بٹھا اور ترزبان
ہوا کہ شہزادہ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو جا خدمت خونریز میں ادر میری جانب سے کہہ جیسے تم مجھسے لڑنے آئے ہو ہمارے تمہارے سابقہ
شناسائی ہے خواہ وہ سابقہ عداوت ہو یا محبت ہو لوگ بہادر دست میں اور بہادر کا در بند رہنا گوارا نہیں کرتے ہنگام کشتی
سے کہا تھا کہ میں بعد دو پہر بیدار ہو جاتا ہوں پس طبیعت میری فکر سند ہر جنگی خیریت کہاں اچھی کیونکہ شہزادہ تنہا لڑنا چاہیے اور وقت بزم
آشتی لازم ہے اسنے یہ بیان عیار کا جو سنا عاشق جرات شہزادہ ہو گیا دل سے کہا واقعی یہ لوگ اپنا عدیل نہیں رکھتے عیار کو خلعت
دیا اور کہا میری طرف سے عرض کرنا کہ آپکے اقبال سے آج میں ماندہ نہیں ہر طرح اچھا ہوں آپ طبل جنگ بجوا دیجیے میں مقابلہ کرکے
نصیب آزمائی کروں تو اطاعت آپکی کروں اور جو غالب آؤں تو آپکو مطیع کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤں عیار یہ پیام سنکر روانہ ہوا
اتنے عرصہ میں تھمائے مہر کو بعد الفت دامن ظلمت شب میں یار دہر نے چھپایا اور خانہ تاریک دنیا میں پیرزال شب نے چراغ قمر جلایا کہ

ابیات

کہ اس عرصے میں شام آئی برابر　　ہوا خورشید عالمتاب مضطر
بہار شام کے دیکھے جو سامان　　کیے گردوں نے انجم اپنے رخشاں

سر شام خونریز کے حکم سے طبل جنگ بجا ادھر انجم نے جاکر شہزادے کو اسکا پیام دیا شہزادہ نے بھی نقارہ حرب بجوایا طرفین میں تیاری
شروع ہوئی مگر شام ہوتے ہی وہ اتیت بھی آیا سیلان نے خوش ہو کر ایک خیمہ میں اسکو اتارا ہوں بھوگ تیار کرکے کھلایا جملہ
احتیاج کی چیزیں جنسا اسکی مثل نشہ گانجا وغیرہ سب مہیا کیں وہ بافراغ خاطر مصروف رسی سحر ہوا ادھر بہادر آلات حرب درست
کرنے لگے آمدی شب و دندہ جانب پیام دستی ہو رہا تھا تلوار پر بھی کرکے دانت نکالے تھے دیدہ جوہر سے اکا فا دیکھ جانے تھے
خنجر آزردے حلقہ نگہ کشی پر خم تھے نیزے بنت تمام ایستادہ بیک قدم تھے سپر بنان مثل تیغ باہمین تو عذر خواہی چاہتی کہ ہم کیا نعل
سپاہ لیکر سامنے آئیں تیغ حیرت سے کٹجائیں جو دکلہ زنی کرنے سے خاموش تھے منہ کی کھائی تھی بہ نہ جوش غیرت سے جوش تھے پیادے
ہمت کو تاہ رکھتے تھے سواروں کا توسن ہمت لنگ تھا دل کب ہل جنگ تھا سر اسب آہنین اسلحہ سجتے تھے گرنے پر کر کستے تھے

مرا ساز جنگ سست ہم خواستہ　　ہمہ لشکری یک دل آراستہ　　سپہ با چو رو دے اندر ما دیر دست
بے آرام شد مردم جنگ جو　　بہ بستند گردان کوہی میان　　بران جنگ یکسر ہو شیر ژیان
ستارہ بہان جنگ نقارہ جو　　کہ ہم کین ہم گاہ پیغارہ بود

بجا پیراستہ عیاشین میں تیاری ہی جب مہر تابان جوگی کیطرح زنار شعاع ڈالے شفق کی سانجی سے نکلکر بت فلک پہ آیا اور

اتیت نے دنگے کمل ہونے کا ارادہ کیا **ابیات**

	زمین پر آسمان تھا نور افشان		فروغ صبح سے تارے تھے پنہان	
	ہوئی تجویز لشکر دعا کی		خیال دشت نے خاطر میں جا کی	

بہادران شہور دستگاہ لشکر کینہ خواہ ہمراہ لیکر ہزار عز وجاہ وارد میدان جنگگاہ ہوئے وجوانوں کے پرے جمنے لگے ایک طرف مسلمان جری
شان سے کھڑے تھے دوسری طرف نقابپوشوں کے غول جنگ پر اڑے تھے سلیمان اتیت کو تخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ
الگ ہٹکر کھڑا ہوا تھا غرضکہ حسب ترتیب صف قتال ہو چکی قرنائے جنگی بجنے لگی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان میں آکر الا کالمعرہ شجاعت
دم مارا کہ وہ بہادر کہان ہے جسکا نام توریج نوجوان ہے شہزادے نے سبب اسکی لشکر گیری [illegible] غلغلہ عظیم لشکر میں برپا ہوا اگر شہزادہ
اس بہادر کے آیا اور سب اسلحہ سے توریج کا صرف کشتی کا انجام ہونا باقی تھا پس شہزادے کے قریب آتے ہی زمین پر کودا شہزادہ بھی اتر پڑا
دونوں سرگرم کشتی بہ ہزار درشتی ہوئے شہزادہ اتیت کے سحر سے جیسے دھرکت ہوا اسنے چت کرکے باندھ لیا
اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر پکار کر کہا اور تم میں سے جس کا جی آئے لڑنے کو وہ سامنے آئے **یاقوت گل** اور دیگر
سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے مگر دو گھڑی میں بزور سحر اتیت ہو کر سب طاقت باندھ لیے گئے پچھلے پہر دن تک کئی سو سردار وابستہ
رسن سحر ہوئے اسنے پھر پکار کر کہا کہ اے لشکریان باز گشت ہے بہتر ہے تمھارے لیے میں تمھارے مالک کو اپنا مطیع بنا کر جاؤنگا اگر وہ میری
اطاعت قبول کریگا تو تم بھی منظور کرو اگر وہ قتل کیا جائے اسوقت سلیمان کو اپنا مالک جاننا لشکریوں نے یہ کلمات سنکر ارادہ کیا کہ جنگ
مغلوبہ کریں مگر عیار شہزادہ نے منع کیا اور کہا آج بھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہے ورنہ شہزادہ یوں گرفتار نہ ہوتا لڑنا نامناسب ہے [illegible]
اسکے سمجھانے سے لشکری رکے اور خونریز نے طبل بازگشت بجا کر پھر اعیار [illegible] لشکری آسودہ ہوئے مگر عیار ہر ایک کو ہوشیاری کی تاکید کر
عیاری کی فکر میں روانہ ہوا اور ایک کو بھی کوئی ایسی صورت بنکر بارگاہ خونریز میں گیا دیکھا کہ وہ جنگیاب ہونے سے بہت مخلوط خاطر ہے
اسباب عیش وطرب سامنے حاضر ہے ساقیان مہر دیدار وطوائفان پری رخسار شراب رقص ہے ہنگامہ عشرت گرم ہے پیمانہ بادہ سرخ
پھر رہے ہیں عیار مذکور بہ چالاکی دیکھ کر گھات میں تھا کہ کسی ساحر کا کچھ ذکر سنوں تو جا کر عیاری کروں اسی اندیشہ میں تھا کہ سلیمان نے خونریز
کو راغب ہوئے قتل شہزادہ کیا اور کہا میں اتیت کو جہان گیت کو تمام اس سلمان کو ہلاک کرو تاکہ اتیت کو رخصت کروں خونریز
گھبرایا ہوا کہ اتیت کے سامنے اور رزم سے اور قیدی سے کیا مطلب اتیت ایک بندہ مقبول خداوند ہے اسنے اپنی کرامت سے مجکو ایسا زور آور
کر دیا کہ جس سے میں اس پرستار زنانہ پر غالب آیا ہے طاقت کہ مجکو ملی ہے وہ اتیت صاحب کے جانے سے کیا جاتی رہیگی سلیمان یہ کلام
سنکر خاموش ہو رہا اسلیے کہ شکست میں خداوندی جاتی رہیگی جو کہو نگا کہ اتیت حریص اور اسنے سحر سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہے غرضکہ یہ جب
اور خونریز نے کہا اے برادر مجکو اس میں پس شہزادہ سے اقرار کر چکا ہوں کہ جو غالب آئے مغلوب کو اپنا مطیع بنالے پس حسب وعدہ میں
اس شہزادہ کو بلا کر سوال زمرد پرستی کرتا ہوں یقین ہے کہ قبول کرے کسلیے کہ وہ بہادر انصاف پسند ہے یہ کہکر حکم دیا کہ قیدیوں کو حاضر کرو
ملازم بہ تعمیل حکم روانہ ہوئے اور سلیمان انمکر اتیت کے خیمہ میں آیا اور اس سے کہا ذرا آپ بھی بارگاہ میں چلیے اسوقت وہ مسلمان بھی
بلایا گیا ہے اتیت یہ سنکر بارگاہ میں اسکے ساتھ آیا خونریز نے اسکی تعظیم کی اور قریب اپنے تخت پر بٹھایا کہا آپ بزرگان دین میں سے ہیں
مجھے اذن ہے یہ نہ جھجھیے اتیت اسکے پاس بیٹھا تھا کہ سردار تلوارین کھینچے ہوئے شہزادہ کو طوق وسلسل پہنے سامنے لائے

کیطرف چلا تھا راہ مین یہی سوچا کہ ایسا نہو بہ جب بیت عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ٭ گرچہ با آدمی بزرگ شود ٭ یہ دونون بھی لڑائی انہی کے بیچ مین جینے اذیت کو
مانگر یہ بس ہو یا ہی بس یہ سوچکر چاہا کہ دوستی کی اوٹ مین لیکن برا شیطنت حیا المبین ہی کہ باپ بیٹے کو لڑا انہین فائدہ بڑا ہی قتل ہوے جب بھی باپ کا
ہلاک ہوا اور پدر قتل ہو تو عمل راجا ئیگا بہر صورت کچھ نقصان اپنا متصور نہین غرضکہ خوب لسے شورہ کرکے پردہ مین داخل ہوا اور پکارا کہ اے فرزند
تم کہاں ہو انھون نے یہان آہو کو شکل شکار کیا تھا اور مجرے تھے اسکی آواز سنکر جلد چلے کہ کون پکارتا ہی دیکھین چنانچہ باہر آکر قریب پہنچ
اسکو بحال خستہ و پریشان پایا دونون بیچارگی سے لپٹ گئے کہ اے چچا یہ کیا تمھارا حال ہوا اسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک انکے سامنے
بیان کرکے کہا مین اتفاق سے ادھر آنکلا اور تمھارا نام سنکر میرے دل نے چاہا کہ باپ سے تو انکے محبت کا رشتہ قطع ہوا لیکن بچون کو ایک نگاہ
دیکھ لینا چاہیے تو مین تمھارے دیکھنے کو ٹھہر گیا تھا اب چلتا ہون ان دونون نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے چچا ہمارے باپ نے اگر دین خداوند کا
کا ترک کیا ہی تو ہم اسکے بیٹے نہین دشمن قوی اسکے ہین تم کہین جاؤ نہین ہمارے ساتھ چلو یہ بہت اپنے دل مین خوش ہوا اور بظاہر ساتھ جانے
سے انکار کیا جب انھون نے اصرار زیادہ تر کیا انکے ہمراہ اپنے گھوڑے پر چڑھکر روانہ ہوا اور راہ مین مکر سے مکر کیلئے بظاہر نصیحت بیان
کرتا ہوا چلا یہانتک کہ وہ اپنے قلعہ مین آئے اور باقیماندہ فوج جو یہان موجود تھی اسکو بلا کر سارا حال اپنے باپ کا کہکر کہا کہ جسکو ہمارے
ساتھ لڑنے چلنا ہو وہ نوکری کرے کچھ آدمی مطیع ہوئے کچھ ترک روزگار کرکے گھر بیٹھے کہ آئندہ جس جانب کا راج ہوگا دیکھا جائیگا حاصل کلام
ان دونون نے کچھ لشکر درست کرکے خزانہ بھی ہمراہ لیا اور روانہ ہوئے اثنائے راہ مین سیلان نے کہا اے جان عم یہ لشکر بہت قلیل ہی وہان ملکہ طوفانہ
اور آفتابہ اور یاقوت نگار کا لشکر جمع ہی علاوہ انکے اس کمانڈ کے ساتھ چالیس ہزار سپاہ ہی اور تمھارے باپ کا لشکر بہت بڑا ہی پس میرے نزدیک
تدبیر کرنا روا ہی کہ یہانسے نزدیک قلعہ صدادیہ ہی اور حاکم وہانکا صداد کوہی نام بڑا زبردست بادشاہ ہی اسکے پاس چلو اور اسکو بھی ہمراہ لو
لڑائی کو چلے یہ صلاح پسند آئی اور اسیطرف روانہ ہوئے جب قریب قلعہ کے پہونچے صداد کو اپنے آنیسے اطلاع دی اسنے استقبال کرکے شہر مین لیجا کر
انھون نے بست آباد پایا زن و مرد ہر ایک حسین و خوبرو رعایا نیک عمارتہائے قلعہ نہایت عمدہ خوب ہوا کہ لیکن کہتا ہی [illegible] بحال ہو [illegible]
کیفیت بانکی دیکھتے ہوئے دربار شاہی مین گئے صداد دروازہ سے آکر انکو اندر لیگیا یہ مکان بھی بہت سجا ہوا تھا تخت شاہی بچھا تھا گرد تخت کے دنگل و
کرسی کا دروازہ بند رہا تھا اسنے انکو باعزاز تمام قریب تخت بٹھایا شراب منگوائی رقص دکھایا پھر سبب آنیکا پوچھا انھون نے سارا احوال کہا اور طالب کمک
ہوئے اسنے کہا مین تمھارے ساتھ ضرور چلتا لیکن یہانسے قریب ایک قلعہ ہی کہ [illegible] نام اسکا سنگین کوہ ہی اور حاکم اسکا [illegible] ہی اور اسکا
ایک بیٹا ہی نام اسکا سنگین کوہی ہی بسا زبردست کہ فیل مان بھی مقابل اسکے [illegible] چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونون [illegible] رکھ گئے مین
مین موقع پاکر اسکے قلعہ پر چڑھ گیا اور سارا اسباب و خزانہ اسکا لوٹ لیا اب یقین ہی کہ وہ [illegible] اگر اپنا گھر لٹا ہوا دیکھکر مجھ پر لشکر کشی کریگا اگر مین چلا جاؤ
تو ملک میرا لوٹ لیجائیگا مین اسکے سبب سے میرا جانا تمھارے ساتھ دشوار ہی سیلان نے یہ عذر اسکا سنکر [illegible] اور کہا اے بادشاہ مال جو آپ
لوٹ لائے ہین اسکو واپس خزانہ کو لیکر یہانسے نکل جائیے جب وہ آئیگا رعایا عذر کریگی کہ ہمکو قتل کرنا بیکار ہی [illegible] رعایا کو چھوڑ کر آپکی تلاش کریگا
آئندہ سمجھ لیا جائیگا جب اس کمانڈ پر فتحیاب ہوجائیگا تو سب اطاعت کرینگے اور [illegible] بھی ختم ہوجائیگا یہان ٹھہرنا نہین [illegible] جنگ مین [illegible] فائدہ سے کیا
اور کچھ حصول انہین [illegible] شیطان نے اسکو بہکایا اور پھر یہ افسون پڑھا کہ وہ کئی لاکھ آدمی کا لشکر درست کرکے بحشم و خدم روانہ ہوا اور جہت گرد و پیش
کے انبوہ ساتھ ہوے یہ حال تھا کہ

نظم

سپاہی چو از قلعہ آمد برون	کہ از گرد خورشید شد تیرہ گون	چو برخاست آواز کوس از دو سو

زقلب اندر آمد گونا گون جوے | زمین جنب جنبان ہوا پر زگرد | چو آتش درخشان سنان بیمز (؟)

تبیرہ بہ بستند بر پشت پیل | ہمے بر شد آواز اسپان و پیل

یہ تو اسطرف سے چلا ادھر شکیبین کوہی شکارگاہ سے پھر کر جب اپنے قلعہ میں آیا خزانہ و اسباب لٹا پایا اہل قلعہ سے سارا ماجرا سنکر غضب ناک ہو کر باشکر بیکران جانب صدائیہ واقعہ ہوا الدد اسکا باپ ظالم بھرا ہوا قلعہ کیطرف جاتا تھا بیٹے کو آمادہ بزم مع لشکر ایک سمت چلتے دیکھکر قریب آیا اور حال پوچھکر کہا کہ اچھا تم چلو میں بھی آتا ہوں یہ کہکر آپ قلعہ میں آکر فوج کچھ اپنی درست کر کے یہ بھی چلا لیکن پہلے قلعہ صدائیہ بیٹا اسکا پہونچا اہل قلعہ منت کنان باہر قلعہ کے آئے اور عرض رسا ہوے کہ ہم رعایا ہیں ہمکو قتل کرنا بیفائدہ ہے صدا قلعہ طوفانیہ کیطرف گئے ہیں ان ایک مسلمان آیا ہے اسی مقابلہ ہے اسنے سب حال سنکر قتل رعایا سے ہاتھ اٹھایا اور پھر کر جانب قلعہ طوفانیہ کا لیا سنیے کہ شہزادہ بارگاہ میں عشرت پذیری خونریز وغیرہ تمام کو ہی حاضر ہیں کہ شہزادے نے لگ ادا سے فرمایا کہ اب تو کچھ رخنہ بظاہر باقی نہیں ہاں اب میں بادا جاؤں کی قدم تمیں ڈنکا سیلان حرامزاد بھاگ گیا ہے یقین ہے کرکے وہ فتور برپا کرے لیے شہریار آپ دایک دن اگر جی اسی طرح شکار کھیلئے اور خاطر عاطر کو سیر سبزہ کرکے بہلائیے جب بالکل غم سے پیچھا چھوٹ جائے تو تشریف لیجائیے شہزادے نے فرمایا اچھا سامان صید افگنی درست فرمایا جائے بنا بر ارشاد تیاری آغاز ہوئی کہ **نظم**

بدیبا بیاراستہ دہ شتر
بدیبا بیاراستہ گاہ را
صد از شتر مدہ بہر راشکران
دو صد چرخ و شاہین گردن فراز
سیاہش دو چنگ و منقار زرد
دو چشمش چنان پر از خون دو جام
بیاراستہ طوق یوز از گہر
ہمی تا جنش از مشتری برگذشت

رکابش ہمہ سیم و پالانش زر
بہ پیش اندرون ساختہ ہفت پیل
ہمہ بر سران افسران گران
پس اندر یکے مرغ بودے سیاہ
چو زر در درخشندہ بد لاجورد
پس باز داران صد و شصت یوز
بدو اندر افگندہ زنجیر زر

دہ اشتر نشستگہ شاہ را
بر دتخت فیروزہ ہم رنگ نیل
ابا باز داران صد و شصت باز
گرامی تر آن بود بر چشم شاہ
ہمے خواندندیش طغرل بنام
نبردند با شاہ گیتی فروز
بیامد شہنشاہ از این سان بدشت

یعنی شہزادہ مع خونریز سوار ہو کر اور ہمراہ سرداران قدیم کو ساتھ لیکر اور لشکر دار کو برائے تحفظ قلعہ چھوڑ کر دشت کی طرف چلا اور نخچیر کنان اطراف کوہستان میں شادان و فرحان پھرنے لگا **نظم**

ہر آن کس کہ بودند نخچیر جوے
شہنشاہ دریا بر از مرغ دید
زبون بود چنگال او در اکلنگ
کلنگے بہ چنگ آمدش بر دمید

سوے آب دریا نہادند روے
بزد طبل و طغرل شد اندر ہوا
شکارے کہ نخچیر او بد پلنگ
تو پیدا بر سان تیر از کمان

چو لشکر بزد بک در یا رسید
شکیبا نہ بد مرغ فرمان روا
سرانجام شد در ہوا ناپدید
یکے باز دار از پس او دوان

جب شہباز چرخ یعنی مہر زرین چنگال نے دشت بار پر نعمت طے کیا شہزادہ پھر کر لب چشمہ جو بارگاہ کہ بہر آرام دامن کوہ میں آراستہ کرائی گئی تھی آکر بزم آرا ہوا اور شراب پینے لگا میز پر سے تیہو جو شکار کیے تھے ان کے کباب گزک کیلئے تیار تھے سرمست تمام سردار تھے اسی مے خواری میں گرم شہر دو طرف باہم کرتے تھے اور سرخوش بیٹھے تھے مطرب چنگے کی دھن میں اشعار الاپ رہے تھے اسوقت حالت مستی میں شہزادہ تر زبان ہوا کہ خونریز تم اس کوہستان کے باشندے ہو کچھ یہاں کے عجائبات تو بیان کرو کہ یہاں کیا کیا چیز نایاب ہے اسنے عرض کیا کہ اور تو کچھ مجھکو معلوم نہیں ہے مگر میرے ملک کے نزدیک

زمین پر پچھاڑا گھوڑا اور زنگی نیچے ہوا گھوڑا تو سنبھلکر جانب میدان بھاگا اور زنگی اُٹھنے نہ پایا تھا کہ یہ کود کر اسکے سینے پر سوار ہوا اور دبا کر کمند سے زانو کا شکنجہ اسکی باندھیں اور سپرد عیار کیا اسنے حساب کر کے بیہوش کیا اور زنگی اٹھا کر لیگیا اسنے پھر مبارز طلبی کیا ابکی مرتبہ خونریز کو ہی سامنے آیا اسنے کہا اے خونریز تجکو مجھسے لڑتے شرم نہیں آتی کہ دونوں لڑکے تیرے میرے پاس ہیں وہ بیٹے اپنے دین و ایمان کا صدقہ تمھاری پرورش کی ہر کلمات سنکر خونریز کو غصہ آیا اور صف لشکر میں لڑکے اسکے کھڑے تھے انکو پکارا کہ ادھر آؤ دہ بابکی آواز سنکر قریب آئے حداد نے کہا تونے انکو جو بلایا تو میں رکھ گیا یہ دونوں غلام سید درم ہیں میں انکا محسن ہوں سیر القصہ ہر کہ یہ اپنے ایمان پر قائم ہیں اور زندہ و سالم ہیں غرضکہ اس کج خلق نے ایسے واہیات کلام کیے کہ سمار و سرشار کو بہت برا معلوم ہوا اور خونریز نے بھی انکو گھر کا کہ ای نالائقان جیسے تم ہو ویسی ہی باتیں سنتے ہو خیر تم جاؤ تمھارا کام جانے یہ کہکر حداد سے کہا کہ زبانکو بند کر اور بازو کھول میں لڑکوں کو نہیں جانتا تو جان اور وہ جانیں اسنے یہ سنکر نیزہ اسکے سینہ پر مارا اسنے نیزہ کو سنان پر لگا تھا دونوں سرگرم کارزار ہوے یہ تو لڑ رہے ہیں مگر سمار و سرشار جو باتیں سخت سنکر کھڑے تھے بھائی نے بھائی سے کہا کہ اے برادر یہ حداد حرامزادہ ہیں دیکھو لینے کہ کیسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھکر برا بھلا اسنے کہا اب اگر ہمارے باپکو اسنے زیر کر لیا تو قیامت آگئی برو گالیاں دیگا دوسرے بھائی نے حال پوچھا کہ پھر بھائی کیا کرنا چاہیے اسنے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ شہزادہ کو طلب کر کے رہا کر دو اور اس مردک کا سر کٹوا دو یہ لے اسنے بھی پسند کی اور صف لشکر سے حیلہ اختلاج کر کے روانہ ہوے اور اس خیمہ پر آئے جہاں شہزادہ صندوق میں بند ہے دربانوں سے کہا لاؤ قیدی کو حداد نے مانگا ہے اسلیے کہ اسکے لشکر کے سامنے اسکو قتل کریں۔ بانوں نے یہ سنکر صندوق کہ جسمیں شہزادہ بند تھا انکے حوالے کیا اور یاقوت کو بھی یا یہ دونوں کو لیکر اپنے خیمہ میں گئے اور صندوق وا کر کے شہزادہ کو نکالا اور سر اپنا اسکے قدم مبارک پر رکھکر عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہیں یہ حداد بڑا حرامزادہ ہے ہمارے باپ سے لڑ رہا ہے اسکو سزا دیجیے یہ کہکر کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے قورچ نے قید توڑی اور اسلحہ انسے لیکر پہنا اور ہا ہو کر کے مرکب پا دبا پر سوار ہوا یاقوت و پسران خونریز ہمراہ ہوے وہ فوج جو پڑاؤ پر تھی انکو رہا دیکھکر گھبرائی مگر کسیکی مجال نہوئی جو انکو روکتا بس یکھوڑے ڈالکر میدان جنگاہ میں پہونچے اور شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باش! دنا مرد دیکھیا کہ میں آ پہونچا یہاں خونریز سب اسلحہ بے مقابل کر کے سرگرم تلاش کشتی تھا اور زیر ہوا چاہتا تھا کہ شہزادہ مرکب سے کود کر درمیان آیا اور سد راہ ہوا حداد سے کہا کہ ابھی تو مجھسے معرکہ اٹکا ہوا ہے ادھر آ کہ تو میر اشکار ہے وہ اس بہادر کو چھوڑ کر انسے لپٹ پڑا زور ریلا پیلی کے شروع ہوے شہزادہ کو اسکے مکر نے پر غضب آیا دو پہر کی کشتی میں یہ صاحبقرانی پیچ کیا کہ سنبھلنا اسکو مشکل ہوا گھیر کر جو زور مارا چاروں شانے چت گرا بہادر سینہ پر سوار ہوا اور پکارا کہ حالا شناخت خدای واحد میں کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ تا زندہ ہم بندہ ایم اور کلمہ پڑھکر براہ نفاق یہ مسلمان ہوا شہزادہ اسکے سینے پر سے اٹھا اور اسکو لیکر اپنے لشکر کی طرف چلا ادھر سے سرشار و سمار مع اسکے لشکر اور اپنی فوج کے جانب لشکر شہزادہ چلے لیکن مسلمان یہ ہوتے ہی خونریز نے سمجھا کہ کمبخت از دل پھر دشمن ہوا کوہ و دشت پھر اپنا مسکن ہوا بس گھوڑا ڈالکر چجا و جا جانب دشت راہی ہو گیا یہاں شہزادہ بارگاہ میں آ کر جشن فرما ہوا ساقی و مغنی شراب عشرت و سرود و مسرت سے خوش کرنے لگے کل لشکر ایک پہر کرار اور دو دن تک آسودہ ہوے تیسرے روز شہزادہ سے حداد نے عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار والا قدر اس ذرہ بے مقدار کے ملک پر آفتاب شان حضور پرتو ڈالیں اور مرتبہ میرا فلک الافلاک سے بھی زیادہ تر فرمائیں شہزادہ نے گہر ریزی سخن فرمائی کہ مجکو جانب طلسم جانا در پیش ہے اس باعث سے تمھارے ہمراہ چلنے میں پس و پیش ہے خونریز یہ کلام سنکر عرض پرداز ہوا کہ جناب کو رواد طلسم طی کر نہیں کوئی پیچ نہوگا راستہ ہی میں یہ ارض سلطنت اسکی ملیگی آپ شوق سے چلیں اور انکے ملک کی سلام آباد کریں سنگین کو بھی ہمراہ آپکا ہی ورنہ بھی انکا میں ان ملاقی آخر اس سر چشمہ مروت کو کچھ بن نہ آئی طبل سفر پر چوب لگوائی لشکر نے

کہ یاد آیا ساغر دوبارہ مجھے
چھلکا دے مجھے آج اے مہرباں
نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے
مے سرخ ہے جام بلوریں
کہ طائر نوازن ہیں وقت پگاہ
انڈیلتی ہے شیشے سے ساقی شراب
کہ زاہد سحرگاہ طاعت میں ہے
چھلک جاتے ہیں جام اس طرح سے
ہوئی صبح پیری اُمنگیں کہاں
جوانی کی حسرت پہ کھینچی ہے آہ
سحر ہوتے ہی کچھ نہ سامان تھے
سیاہی مرے قلب کی مے سے دھو
بنام سپہر ور قدرداں
شہ ملک جود و سخا ہے وہی
کہ نام خدا وہ جوانمرد ہے
اٹھے سو کے جب صبحدم آفتاب
نہ تاریکی شب کا غم کھائے وہ
بس اے جاہ لکھو آخری داستاں
چنیں ہے نگارندۂ کلک بیاں

ق

مرے ساقیا آج آخر ہے دور
کوئی دم میں میں پھر کہاں تو کہاں
نہ غفلت میں اس شب کو کر رائگاں
شفق پھولی ہے صبح کے نور میں
یہ شیشوں کی قلقل سے ظاہر ہوا
نکلتا ہے مشرق سے دیکھو آفتاب
بہارستان شبنم سے منہ دھوتی ہے
کہ جیسے بوقت سحر گل ہنسے
اسی رات بھر کی تھی یہ دھوم دھام
نسیم سحر یہ وقت پگاہ
نہ رکھے سے دل کو ترستا ہوا
کہ نور سحر جلوہ گر دل میں ہو
نزول پہ بڑھے جب کہ لفظ کشور
در بحر بذل و عطا ہے وہی
بوقت سحر خواب سے جب اٹھے
تو لے نام ایسے سخی کا شتاب
سخنگو کا اب ہے وہی دادخواہ
پرانی کہانی نئی کر دے ہاں

نرالا ہے کچھ جور گردوں کا طور
نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے
سحر کے ہیں آثار ساقی عیاں
صدائے بط مے پہ ہے اشتباہ
کہ اس شب کے جلسہ کا گل ہو گیا
ہوئے سرنگوں ایسے مینائے مے
گلستاں کی دیکھو سحر ہوتی ہے
جوانی کی شب کی ترنگیں کہاں
سو وہ بھی ہے کچھ دم میں ساقی تمام
ہوئی بزم برخاست یار اٹھ گئے
کہ اس بزم سے جاؤں ہنستا ہوا
مجھے ختم کرنا ہے یہ داستاں
تو ہو نام نامی کا اس کے ظہور
کسے صبح پیری کا جب ڈر رہے
اگر نام لے اسکا غم سے چھٹے
کہ دن بھر کے چکر سے بچ جائے وہ
خداوند مال و خداوند جاہ
سخن سنج و دانائے ایں داستاں

حالیان حکایات عجیب و راویان روایات غریب جاداران کشور اعلام مہ بازران لشکر کلام سحر سازان معرکہ عربدہ پردازی عربدہ پردازان ہنگامہ سحر سازی ساحران لفظ ہائے تحریر کو میدان سحرخوانی میں اس طرح پہونچاتے ہیں اور سپر سخن خانہ بیاض میں لاکر یوں جادو نقش بند بناتے ہیں کہ شہزادہ توریح ذی وقار امیر نامدار سے عین دزد کا وعدہ کر کے بہر شکار آئے تھے انکو جب عرصہ دراز ہوا مزاج ہمایوں صاحبقران دوران ناساز ہوا طبیعت فکرمند ہوئی خبر نہ ملنے سے رنجیدہ ہوئی اسی اثنا میں ایک روز شہزادہ ایرج نوجوان نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ میں نے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہے وہ یہ کہ جیسے شہزادہ توریح پر ایک پہاڑ ٹوٹ کر گرا ہے اور وہ اسکے نیچے دبگیا ہے لہذا اس خواب کے دیکھنے سے میں بہت فکرمند ہوں مجکو اجازت دیجئے کہ اپنے بھائی کے ڈھونڈھنے کو جاؤں امیر بھی از بسکہ پریشان خاطر ہو رہے تھے اس شہزادہ نامور کی عرض سنکر فرمایا کہ بابا جاؤ تمہیں خدائے کریم کے سپرد کیا شہزادہ رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا اور فوج بیشمار تیار فرما کر زاد سفر درست کر کے مرکب بادپیما پر سوار ہو کر بڑے کر و فر سے بتلاش توریح روانہ ہوا انکو تو راہ میں چھوڑیے مگر یہاں امیر کا حال سنئے کہ آپ منتظر جنگ و جدال از جانب لقا بد خصال بارگاہ میں جلوہ فرما رہتے ہیں نہ عیاران لشکر سے خبر صورت بدل کر بارگاہ لقا میں جایا کرتے ہیں

چنانچہ ایک روز چالاک بن عمرو مع عیاران خود سر فرش دفتر نگار بنکر داخل بارگاہ لقا ہوا اور حال یہاں کا دریافت کر رہا تھا یہ ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک
برق شعلہ بار چمکی اور رعد برسنے لگے گرجا علامت آمد ساحران برسر ہونے کیلئے کہ افراسیاب کا فرمان و حیلے لا رعان حسب نام حاکمان شہر حیلہ بھیجا
تو وہ سب ساحر کہ ایک آ تین بلائے جادو و صبائے جادو و مہتاب جادو و ماہ جادو یہ جو تین بیل اور صبا بہن بلا کی ہیں لیکن تھا یہ تین
بہن سامری و جمشید ہیں پر عاشق ہو کر بلا نے اپنی بجوا بہ صبا کو نہلایا ہے مثل اسکے کہ جیسے بہمن پسر اسفندیار نے بموجب رسم آتش پرستی بیاہ اپنی دختر کو ہمسر
کیا تھا فقرہ اسکا شاہنامہ میں فردوسی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے غرضکہ بموجب حکمنامہ شاہ طلسم یہ سب جانب لقا چلے مگر اس ہیبت سے کہ فوج و لشکر
کا بہر حفاظت قلعہ چھوڑ کر آپ ایک صندوق کہ کئی سو گز کا لمبا اور چوڑا تھا اسپر سوار ہوئے اور بزور اس صندوق کو اڑایا دو چار ہزار ساحر
کو کام خدمت کیلئے صرف ساتھ لیا ذ معیت ناقوس جنکے برسے ہوا اگر بعد قطع مسافت اقریب لشکر خداوند گمراہ پہونچکر ساحروں کو ایک مقام
پر ٹھہرایا اور آپ صندوق اڑا کر بارگاہ پر آکر قائم ہوئے علامت سحر برپا ہوتے ہی بختیارک وغیرہ اٹھے تھے کہ بہر استقبال جائیں اس
اثنا میں وہ صندوق بارگاہ میں اتار لائے اور سامنے اپنے خداوند کے آکر سجدہ میں گرے اس مردود نے گڑگڑا کر کہا کہ سر اپنا اٹھاؤ سجدہ
تمھارا العوض عبادت ہزار سالہ میں نے قبول کیا یہ بہت خوش ہو کر اٹھے اور نذر دیکر دنگل پر خلعت پا کر بیٹھے ساقی نے جام دینا شروع
کیے جب دماغ سب کے بادہ ناب سے گرم ہوئے اسوقت بختیارک ناچتا ہوا انکے سامنے آیا انھوں نے ایک مسخرہ وضع شخص کو دیکھکر خندہ
دندان نما کیا اور اپنے خداوند سے پوچھا کہ یہ بندہ آپکا کیسا ہے اس خرس نے جواب دیا کہ یہ میرا شیطان علیہ اللعن ہے یہ سنتے ہی سب نے شیطان
کے قدم آنکھوں سے لگائے اور عرض کیا کہ حکم ہو تو نہ ملکیے گا اسنے کہا کہ میں تمسے یہ پوچھتا ہوں تم جو آئے ہو کس راہ سے آئے ہو اور کتنی فوج ساتھ
لائے ہو انھوں نے کہا کہ ہم خداوند کے بندگان مغضوب کو قتل کرنے آئے ہیں اور فوج کی ہم کچھ احتیاج نہیں ہے دیکھو یہ ہمارا لشکر ہے یہ کہکر وہی صندوق
کہ جسپر سوار ہو کر آئے تھے وا کیا پٹ کھلتے ہی ایک پتہ ومس کی طرح پانچ لاکھ پتلا فولاد کا نکلا اور ہر ایک نے زمین سے ٹکر کھا کر قامت مثل انسان پیدا کیا
اور فلک کیطرف سے آواز خود آئی کہ اس طرح کے پانچ لاکھ صندوق اور ہیں آپ فرمائیں تو حاضر کیے جائیں انھوں نے کہا کچھ احتیاج نہیں ہے مگر
پر اسکا ان پتلوں کو بزور سحر داخل صندوق کرکے تم اسبد کرکے کہا مالک جی اپنے ہماری فوج کو ملاحظہ لیا یہ پتلے سب فساق سنگر لڑینگے اور کارزار
تمام کر دینگے بختیارک نے کہا حمزہ بھی وہ زبردست ہے کہ اسم اعظم پڑھکر پتلوں کا حال تباہ کر دیگا انھوں نے کہا اسم اعظم کی بھی ہم تدبیر کر چکے ہیں تم کچھ
فکر نہ کیا کرتے ہیں شیطان نے کہا کہ اچھا میں نے مانا کہ تم ہر طرح زبردست ہو لیکن عیاروں کا کیا بندوبست کروگے وہ دم بھر میں ساری فوج
خاک میں ملا دیتے ہیں اہ ماکی نانا و کھا دیتے ہیں انھوں نے کہا وہ کہاں ہیں اسنے کہا کہ کچھ تو یہاں بھی اسوقت موجود ہونگے اور باقی اپنے لشکر
میں ہیں یہ سنتا تھا کہ بلائے جادو پکارا اے عیارو اگر تم یہاں آئے ہو تو جاؤ نہیں تو ابھی جلا دونگا یہ صدا سنتے ہی چالاک وغیرہ جو چھپا
کہ موجود تھے اور یہ سب ماجرا دیکھ رہے تھے انکے جسم میں سوزش ہوئی یقین ہوا کہ جلنے لگیں بہت جلد صورتیں کو بدلے ہی پر سے تھے
باہر بارگاہ کے نکلے اور دوڑتے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئے جب وہ طلسم ہوت ہوئی پس چالاک نے امیر سے سارا ماجرا ساحروں کے آنیکا اور جو کچھ
دیکھا تھا عرض کیا آپنے فرمایا کہ اللہ بہتر ہمارا نگہبان ہے فی الجملہ چالاک یہ سنکر چلا اور خیمہ ابوالفتح میں آیا اسنے کہا تشریف لایئے اسنے
سب ماجرا اس سے بھی کہا اور اپنا خاموش رہنا ظاہر کیا کہ ان ساحروں کے شر سے خدا بچائے انہی سے کوئی تدبیر کرنا چاہیے اسنے کہا اے
برادر آؤ ایک آدھ جام شراب کا پیو اور دو تین بازیاں چوسر کی کھیلو اور ساحروں کے قتل کا مشورہ بھی کرتے جاؤ یہ یہاں بیٹھ گیا اور چوسر بچھا کر
کھیلنے لگا اور وعدہ عیاری کا اور مشورہ اسی امر کا کرتا تھا لیکن ہاں جب بلا کے سبب ہونے سے کوئی عیار گرفتار نہ ہوا اور نہ کسیکے پیروں میں آگ لگی بختیارک نے

ایک قہقہہ مارا اور کہا ایسے ہی پہلوان ہو تو انہوں نے خالی دیا وہ بھی تو ساحر دشنگ برادر باپ میں بھلا کب کا تھا آتے ہیں یہ حیران بانو نے سمجھایا اور کہا ملک جی
عیار یہاں حاضر نہ ہونگے ورنہ ضرور قید ہو جاتے تھا اور خیر تم ہو گئے کہ سخن پروری کرتے ہیں میں بھی گرفتار کرتا ہوں پوچھا جو سب میں سرگروہ اور
زبردست عیار ہو اُسکا نام تمام بتا وہ جہان ہوگا وہ بانو نے کہا کہ ایک کا نام بختیارک ہے کہا سرگروہ عیاران تو تمہارے طلسم میں گیا اور اُسکے بعد
جو نامی عیار تھے وہ بھی اُسکے ساتھ ہیں لیکن زبردست ہو تو تمہارا اور تمہارے بادشاہ افراسیاب کا دل ہی جانتا ہوگا بولا کہ کہا انہوں نے کیا طلب
وہ جانیں اور شہنشاہ جانے یہاں جو ہوں انکو بتلاؤ اُسنے کہا یہاں اب بعد عمرو کے بیٹا اسکا چالاک اور بھانجا ابوالفتح ہے یہ سنکر بانو نے کچھ
سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک اور اے ابوالفتح تم جس مقام پر ہو اسجگہ یا اپنے لشکر میں جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر تامل کرو تمہیں
کرو تو دل و جگر تمہارے خطر تشنگی سے کباب ہوں اور شدت عطش سے بیتاب ہوا سنے تو یہ بات یہاں کی ہاں یہ دونوں عیار جو صحرا میں کھیل
رہے تھے کہ یکبیک سحر میں گرفتار ہوئے چھپ کے چھوٹے تقدیر کا پانسا پلٹا اسرار رنگ تنگ ہوا اسی پیاس معلوم ہوئی کہ پانچ صراحیاں برف کی جھلی
ہوئی پی گئے لیکن پیاس کی شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس کے علاوہ سینہ کاری ہو کر جگر ہے شش و پنج میں تھے سب اوسان کھات
بھولکر باہم حیران ہوئے کہ قدرتی کارخانہ خداوندی لقا رستے سے وہاں چلکر پہنچے دوبارہ اڑا دیا کہکر بساط سخن کو لپیٹا اسلام کی
ذرہ ہی ہار کر بیساں بر وقت چار میں پھنسے جنگ کا خنک اُٹھا چلا کہ ساحر نے حق ہی ہیں عرض کرا افتاں و خیزاں بارگاہ لقا میں آکر سامنے بلا کے
ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے کہ ہم آپکے غلام ہیں جو ارشاد فرمیئے بجا لائیں بختیارک یہ تماشا دیکھکر کھٹک گیا اور ہوش اُڑ گئے اور کہا اے بلا یہ تم کو
ایسا نہیں چاہتا تھا اب تمکو لازم ہے کہ ان عیاروں کے بھائی بند ایک لاکھ بیس ہزار ان ہاتھ سے بچنے کی تدبیر کرو یعنی مخفی ہوکر ہو مجھکو معلوم ہوا
کہ مسلمانوں پر غالب ہوگے اُسنے کہا تم میرے رہنے کا بھی تماشا دیکھو یہ کہکر اسکا ہاتھ پکڑکر باہر بارگاہ کے لایا ایک تالی بجا بجانب صحرا مارا
صدائے مہیب پیدا ہوئی آنکھیں بند ہو گئیں جب دیکھا تو ایک بیابان سبزہ زار خیابان خیابان پھولوں کی بہار ہر شاخ گل پر بلبلیں
نغمہ سنج زمین لالوں لال تر شاداب کسے درخت انار و ترنج میں چشمہ آب بجز رن میں چمنستان نسرین و نسترن بیچ میں اس صحرائے فرحناک کے
ایک بارگاہ مخمل کاشانی کی نصب تھی جواہر سے آراستہ سب تھی ستون الماس جو نگار کے استادہ تھے جواہر نگار تھے فرش میں آتا ہم و سنجاب کا بڑی
آب و تاب کا تھا پلنگ مرصع بچھا یا دیکھا بچھا تھا سہری جواہر نگار کا سامان آرائش بہت تحفہ تھا اسنے کہا ملک جی میں جو نظر مردم دنیا سے
پنہاں رہونگا اور یہیں پر شخص کی صبا رجا دو اگر ہنگی در بارے میں ہو جا کر قیام کریگی ملک جی نے کہا کہ اب میرے دلکو قرار آیا اچھا چلو
بارگاہ میں بیٹھیں اور عیاروں سے کہیں کہ وہ جا کر سرداران میر کو چھڑا لائیں اُسنے ایک سحر پھیر پڑھا کہ وہ صحرا و بارگاہ نظر سے غائب ہو گئی اور یہ
دونوں بارگاہ میں آکر بیٹھے اس عرصہ میں وہ دن تمام ہوا اور آفتاب بسان عیاران مطیع ساحرہ بھیس بدلکر جانب بارگاہ مغرب گیا ابیات
پھر آیا جھٹک کے ابر شام سر پر + ہوئی پھر بارش تاران اختر + ہوا پھر ماہتاب شام پر نور + جو گذری رات غزل کی حسب دستور + گئے
حسب فرمائش بختیارک عیاروں نے ساحرہ کو سنے کلام کیا کہ اے چالاک تم اور ابوالفتح تم دونوں جاؤ اور فرزند حمزہ شہزادہ علمشاہ کو پکڑ لاؤ
یہ سنتے ہی دونوں بجا لا کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اور راہ میں صلاح کی کہ ساحرہ نے جو ہمارا فی الحال ایک ایک گرفتار کرنیکو حکم دیا
ہمکو لازم ہے کہ ہم دونوں شہزادوں کو پکڑ لائیں کسلیے کہ بنایا تو سر پرستا ہی ہوں یہی تہیہ کر کے داخل لشکر ہوئے چالاک تو بارگاہ شہزادہ علمشاہ
کیطرف چلا اور ابوالفتح جانب بارگاہ شہزادہ داراب گیتی سور کشا گیا اول چالاک نے صورت اپنی تبدیل کرکے بسان فرد سیاہ پوش ہو کر قریب
بارگاہ پہونچا وہاں سیار بن عمرو شہزادہ علمشاہ کے پہرے پر تھا اسنے بوہ رات کرن ہے کہا ہے لنکے طلکار نیسے بھاگا اور کچھ دور آکر

سوچا کہ تو بھاگ نا حق آیا اور صورت بدلکر بیکار گیا کسلیئے کہ تیر اشر یک ساحران ہونا کسیکو معلوم نہیں ہے لوگ مسلمان سب تجکو ابیاد ست
جانتے ہین پس بصورت اصلی چلکر شہزادے کو پکڑ لاے یہ سوچکر بصورت اصل قریب بارگاہ آیا سیارہ نے پھر پکارا کہ کون ہے اُسنے جواب دیا کہ تو پہچانتا
نہیں جو ٹوکتا ہے سیارہ یہ سنکر قریب آیا اور اسکو بھی پہچانکر بولا کہ آئیے بھائی صاحب ابھی مجھ سے خطا ہوئی مین نے پہچانا نہ تھا بلکہ آپ
آگئے مین ایک کام کو جاتا ہون شہزادے سے ہوشیار رہیےگا یہ کہکر آپ چلا گیا کیونکہ اسکو برادر بزرگ در باپ کی جگہ پر جانتا ہے غرض کہ
یہ تو چلا گیا اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا حاجب دربانون کی کیا لیاقت تھی جو روکتے جسنے دیکھا تسلیم کی اور راہ دی اندرون بارگاہ
کے دون کا پہرا تھا برابر آب رنگ کے کار دار ابو سنتری ٹہلتا سنگین در ہتھیار کا کوٹ بندھا تھا اُسنے آگے بڑھکر پاس کھایا گو دستے راستہ
دیا یہ آگے بڑھا شمع مومی و رکافوری وغیرہ روشن تھین شاہزادہ بارگاہ سلیمانی سے پھر آیا تھا مسند پر جلوہ گر تھا شراب پی رہا تھا کہ
اسپر نگاہ پڑی فرمایا کہ آؤ بھائی چالاک یہ بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ بہرا موقوف کرا دیجیے مین کچھ تنہائی مین عرض کیا چاہتا ہون شہزادے
نے دور تخلیہ کرایا اسنے باتین کرنا شروع کین اور شراب مین بیہوشی ملاکر شہزادہ کو پلائی کہ وہ بیہوش ہوا اسنے چادر عیاری مین پشتارہ
باندھکر سراچہ بارگاہ پشت کیطرف سے چاک کرکے باہر نکلکر اپنی راہ لی ادھر ابو الفتح نے بھی ایسا ہی کیا کہ بصورت اصل بارگاہ
داراب مین گیا کسی نے اسکو روکا نہین کیونکہ سب اسکو پہچانتے تھے اسنے اسیطرح شہزادہ کو شراب پلاکر تخلیہ کراکر سراچہ کو چاک کیا
اور لیکر روانہ ہوا جب لشکر کے باہر نکلگیا ٹھہر کر زمین عیاری بجائی چالاک بن آکر ملگیا دونون متفق ہوکر جانب لشکر لقا چلے لیکن یہان
بعد کچھ دیر کے سیارہ آیا اور پہرا وغیرہ برخاست دیکھکر گھبرایا اندر جو گیا شہزادے کو نپایا ادھر قتلح عیار بارگاہ داراب
مین گیا اسکو بھی نپایا باہر آکر میدان نا پایا ابو الفتح کا نقش قدم پایا پتا پایا یہ تجسس مین چلا ادھر سے سیارہ چلا لشکر مین غلغلہ برپا
ہوا اطلاع دار کچھ فوج ہمراہ لیکر دو شہزادہ دونون رزی دہاڑ کے چلے چالاک ابو الفتح قریب لشکر لقا پہونچ چکے تھے کہ انھون نے جاکر گھیر لیا
اور خنجر کھینچکر حملہ کیا انھون نے پشتارے تو زمین پر رکھدیے اور لڑنے لگے خنجر اس شب تاریک مین بجلی کیطرح کوندنے لگے ہنگامہ جو ہوا لشکر
لقا قریب تھا طلایہ دار یا فوج کثیر دوڑ پڑا لیکن بقدرت خدا پشتارہ سے جو شہزادہ دنکا باہر تھا ہوا سرد صحرا کی لگی اور زمین کی سردی
پہونچی بیہوشی اتر گئی ہوش جو آیا اپنے تئین بندھا پایا زور کرکے پشتارے کو پھاڑا اور باہر نکلکر نعرہ بلند کیا طلایہ دار آ پڑا تھا انہون نے
گھیر لیا انھون نے دو ایک کو مارکر تیغ لیا اور شمشیر زنی کی اس عرصہ مین طلایہ لشکر لکر آ پڑا اور دونون فوجون مین تیغ زنی شروع ہوئی
غیرونکے نعرے سے جنگل گونج گیا روباہ صحرا و سنگ ہنوز نزدیک نل تن قطع ہونے لگے چشمہ ہاے خون جاری ہوے ہوا سے تیغ روان
کے سناٹے تھے لاش پر لاش گرتی تھی یہ حال تھا کہ ابیات

برو دشت ها شد همه لاله گون
تن دشمن افتاد چون شیر و گرگ
ز دا زین جهان بود شبگون شده
بن از دامن کوه برخاست باد

بدشت و بیابان همی رفت خون
همی برزند دین بران آن بردن
زمین سر بسر ... پر خون شده

پس آن لشکر نامدار بزرگ
زخون میان سر سرخ گشته زمین
میان صف دشمن اندر فتاد

آخر فوج عدو تاب نہ لا سکی اپنے لشکر کیطرف بھاگی شہزادگان مریخ صولت بصد
حشمت اپنے لشکر کیطرف پھرے چالاک ابو الفتح بہ لشکر لقا ہوگئے دونون طرف کے لوگ اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر
ہوئے صبح کو سیارہ شب نے پشت سے ... اتارا ... شاہ خاور نے ستارہ کی چادر ظلماتی پھاڑکر نکلا کہ انتظام

کرتا گر پھر سحر آئی قضا را
برنگ مہر پھر چمکا ستارا
چھپے نظروں سے بالکل انجم و ماہ
ہوئی ظاہر جب ان میں صبح ناگاہ

دم سحر بادشاہ لشکر اسلام بزیب و زینت تمام اورنگ سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے سرداران ذیوقار دربار میں آکر جمع ہوئے امیر بھی سجدہ کرکے پاس سے برآمد ہو کر دنگل نادِ عنبر کا مسند پر بیٹھے شہزادوں نے آکر قصہ شب عرض خدمت الا کیا کہ سطرح چالاک ابو الفتح ہمکو پکڑنے گئے تھے امیر سب ماجرا سنکر گویا ہوئے کہ افسوس ہر دو سحر سحر ہو گئے اب ہر ایک تمسے ہوشیار رہے یہ فرماکر سپارہ و فتاح کو عوض خدمت رو شبینہ خلعت فاخرہ دیا اور فرمایا کہ انکو عیار بارگاہ سلیمانی میں ہیں دربانی طلب فرماکر اسم اعظم الٰہی اسیر دم کرکے شیشوں میں بھرا اور سب عیاروں کو دیا کہ اسکو ہر وقت اپنے ساتھ رکھو تاکہ کسی سحر ساحر کا اثر نہو سب نے وہ آب طاہر و پاکیزہ لیکر پیا اور چہرے پر ملا اور پھر عیاری کو روانہ ہوئے ادھر بوقت سحر لقا تخت نکہت پر آکر جب بیٹھا بحالاد صبا وغیرہ غائب ہوگئے تھے یہ بھی ظاہر ہو کر دربار میں آئے اور دنگو نیز قیام پذیر ہوئے چالاک ابو الفتح نے سامنے آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مالک آپکے بندے ہمنے رات کو یہ کیا تھا اور یہ ماجرا گزرا اسنے سب ماجرا سنکر آفرین و تحسین کی اور خلعت پاداش عنایت کر کے لشکر لقا کے خبر لائے کہ ہم سوقت لشکر امیر میں تھے امیر نے اسم اعظم بابلی پردم کرکے تقسیم فرمایا ہے اور بارگاہ میں عیاروں کو بیٹھنے کا حکم دیا ہے بلا نے جملہ کیفیت سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا حمزہ کہاں تک انتظام کریگا میں اسکو خود اسطرح قتل کرونگا کہ تمام عالم اسکے حال پر روئیگا یہ کہکر میخواری میں مصروف ہوا صبا جادو جو شب کو بیٹھے ہوا ہی پر اترکر اپنی جگہ پر آکر بیٹھی اور اسکی دوسری بہن بھی ظاہر ہو گئی کسلیئے کہ ماہ جادو سپہ سالار ہے وہ لشکر میں ہزار ساحر خود میں خیمہ زن ہے اور باقی مخفی رہتے ہیں یہ جب پھر ایک سحر دیکھا اسنے کچھ مشورہ انسے کیا اور دن بھر ناچ دیکھا کیا جب ساحر روزگار نے ترنج خورشید کو نظر مردم دنیا سے ناپدید کیا اور سپر ظلمت شب کو رخ ترک سپہر بنایا محافظ و نگہبان کیا کہ جب شب بپا

شب آمد چو اہرمن کینہ خواہ
خروش جرس خاست از بارگاہ
برفتند چندین زرہ ساختند
سلاحش یکایک بپرداختند

یعنی بحکم جلاجل جنگی نے صدا دی ہر کارے خدمت اقدس بادشاہ اسلامیان میں حاضر ہو کر دعا و ثنائے شاہنشاہی بجالائے اور کوس رزم کے بجنے کی خبر عرض کرکے بامر جاسوسی پھر چلے گئے یہاں بھی نقارۂ حربی حسب الارشاد شاہی گڑگڑایا کوس اسکندری کا غریو چار دانگ عالم میں پھیلا کہ بموجب قول المولفہ

ہوش پھر میرے گم ہوئے ساقی
دے مے تند کچھ جو ہو باقی
آج زاہد سے مجھکو لڑنا ہے
تیز شمشیر طبع کرنا ہے
رزم پر کینہ ور تھے آمادہ
چوب بر طبل جنگ افتادہ
لڑنے والے کمر لگے کسنے
جوش جرأت سے سب لگے ہنسنے
شاہد تیغ پر ہوئے مفتون
سر میں سودائے جنگ و کشت و خون
آب و تاب ایسی تیغ ہمت میں
شمع روشن تھی بزم جرأت میں
رزم و پیکار کی تھی دلمیں بند
رشتۂ جان بھی کیا عجب ہو کمند
تھی چپاچاق اسلحے کی صدا
شور ہلمن مبارز تھا برپا
تیر کرتے ہوں جسطرح پرواز
شب میں یوں سائیں سائیں کی آواز
ٹوٹتے تھے جو چرخ سے تارے
تیر ترک فلک نے تھے مارے
ہالۂ مہ کی شکل تھیں ڈھالیں
تیز ہوتی تھیں تیروں کی بھالیں
خوف سے مرگ کے کوئی تھا نڈھال
کوئی نیزے کی دیکھتا تھا بھال
کوئی گھوڑے پہ زین دھرتا تھا
تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا
تھی نقیبوں کی ہر طرف یہ پکار

ہاں جوانو ذرا رہو ہوشیار
رات اسی شغل میں ہوئی جو بسر
جیسے گر جائیں پھول ڈھلو کے
حمزۂ نامدار مسجد سے
آتا ہے وقت صبح گردوں پر
عیش خانے کے در پہ سب آئے
بڑھ کے ہر ایک نے کیا مجرا
کیا تجمل لکھوں سواری کا
چشمۂ مہر ہو گیا گدلا
کہتا تھا آہ اب پڑی افتاد
اس طرف سے عدو بھی آ پہونچے

روز جنگ ست جنگ باید کرد
غنچۂ مہر چٹکا گردوں پر
صبحدم لشکران کینہ جو
سج کے ہتھیار تن پہ یوں نکلے
لے کے سردار اپنے سب ہمراہ
آمد شہ کے انتظار میں تھے
تخت شاہی کے گرد سب ہو کر
ترک گردوں بھی تھا ادب جھکا
کثرت فوج پہ پڑی جو نگاہ
مرکز خاک ہو گیا برباد

کوشش نام و ننگ باید کرد
ظلمت شب سے یوں مٹے تارے
چلے میدان کو بہر رزم عدو
جیسے مشرق سے خسرو خاور
بہر تسلیم شاہ عالیجاہ
جب برآمد ہوے شہ والا
جانب رزم گہ چلے خود سر
گردش کے سے دہر تھا کالا
دل پیر فلک سے نکلی آہ
الغرض دشت کیں میں جا پہونچے

یعنی فوج لقاے گمراہ کینہ خواہ وارد میدان رزمگاہ ہوئی سیاہ سیاہ وردیاں سوار و پیادے سرخ سرخ قبائیں رسالہ اردو تکی کالی کرتیاں پیادے پہنے ظاہر اصورت ڈراؤنی بنائے جرأت انبر منتی چہرے پر نامردی برستی گروہ گروہ وہ سپاہ انبوہ سامنے آکر صف کشیدہ ہوا کوہیان رار قامت طویل عریض ہیئت شتر بے مہار کیطرح منہ اٹھائے بیوقوفی کے آثار چہرے سے عیاں صورت بنائے وحشت بسر زمین آئے لقا کا تخت ہاتھی پر کھنچا ہوا خود ہی میں تجتیار کر کے اس شیطان کا رکھتا ہنستا ہوا کرتا ہوا آیا پیچکار پست و بلند زمین ہموار کر چکے سقے گرد و غبار بٹھلانے لگے نقیب یہ صدا لگانے لگے ہوس خاطر بڑھانے لگے کہ نظم

چنین گفت گو بود در کارزار
کہ اے نامداران خنجر گزار
ہمہ تیغ زہر آب گون بر کشید
بکین اندر آئید و دشمن کشید

یہاں تو یہ درستی تھی لیکن بلاے جادو ابھی نہ آیا تھا کوئی منتظر تھے کہ یکایک برقے ہوا ایک شعلہ چمکا کہ آنکھیں سب کی خیرہ ہوئیں پھر جو دیکھا تو ایک بنگلہ زمردنگار سر بنگلہ پر کلس جواہر کار ہر گنبد پھر اسکی خوبی پر بلا گردان و نثار ہے ایک مور جواہر کا بنگلے کی چوٹی پر بیٹھا ہے دم چتر کیے ہوئے ناچتا ہے پردہ زنبوری پڑا ہے خاطر لقا کیطرح بندھا ہے اندر بنگلے کے مسند پر تکلف بچھی ہے بلار جادو بیچ میں بیٹھا ہے دونوں پہلو میں دو نوخیز اسکی اصبا جادو و مہتاب جادو بیٹھی ہیں کشتی ہے سامنے دھری ہے کشتی ہو رہی ہے بوسہ لب شیریں اپنی ہمشیرہ کا بلا لے رہا ہے چار شیر بنگلہ کو اٹھائے ہیں منہ سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہیں بنگلہ میں لولیاں قمر پیکر حسن میں ماہ مہر منور ناچ رہی ہیں دو رغزل ہائے عاشقانہ گاتی ہیں طبلے تبلو پر پڑتی ہے سارنگی پر رنگ سے بجتی ہے برابر برابر بنگلے کے تین ہزار ساحر باز و بطہ دور قرذہیر سوار ماہ جادو بجہد ہیہ سالاری پھر رزم تیار آکر ایک طرف قائم ہوے اور بلار بے ایمان بنگلے سے نکلا سامنے لقا شیطان کے آکر سجدہ میں گرا اور عرض رسا ہوا کہ اجازت میدان دیجیے اس مرد و شاہ اسکو رخصت کیا وہ پھر اپنے بنگلے کے در پر آکر کھڑا ہوا اور شیر بنگلے کو لیکر بڑھے جب نے سط میدان میں پہنچے اسنے پکار کر کہا کہ لے فرقہ خدا پرستان تم میں سے جو آرزوے مرگ رکھتا ہو وہ آئے لشکر اسلام کے اسکے سحر سے ہوش اڑے ہوے تھے کسیلے کو چالاک ابوالفتح کو دیکھ رہے تھے کہ یہ دونوں اندر بنگلہ کے سر صبا ذخیرہ کے رومال جھلتے تھے اور مثل غلامان کمترین کے مصروف خدمت تھے

پس اس پیچیاک کے نیست ہونے سے کسی نے سبقت نفرمائی جب اُسنے بھولکارا اُسوقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا عرصہ جو ہوا خود قصد نکلنے کا کیا مگر ہنوز میدان فرق نہوا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے گورے بگل بجانے لگے باجا ارگن بجنے لگا پریت تیکی بلند ہو کر گر پڑا ایا شہزادہ علمشاہ نے اسپ مالا کبود فرنگی اُڑایا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آرزوے رزم رکھتا ہون بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا یہ شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہوکر اسطرف سے چلا لیکن ساحر نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضہ زرین دوشن بدرنگ مہر مبین مشرق وار جیب سے نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ آفتاب مثال زمین میں غروب ہوا دفعتًا اُٹھ کوس تک زمین اونچی ہوگئی اور سونیکی بنگلی اپنے سرتہ دہر سونیکا چبوترہ نظر آنے لگا گویا زمین سے گنج قارونکا انبار اگل دیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی میں گز بلند سونیکا چبوترہ ہو کر دور تک کھائی دیتی تھی اس چبوترہ پر برابر ہزار ہا برج جواہر کے بنے تھے یا طلائی فرش پر الماس مرد یا قوت کے میر فرش دھرے تھے بروج فلک کہ منازل شمس ہین انکے سامنے ماند تھے روے زمین کو چار چاند کیا لگے ہزارہا چاند تھے برج کے در محراب دار اپنے ہمشکل ابروے دلدار تھے پردے سیاہ ڈوریونمین ٹنگے تھے دل عشاق زلف یار مین بندھے تھے پردونپر ترنج اور بوٹے سلمہ ستارہ کے کارچوبی بنے تھے بیچ میں ان برجونکے ایک برج جال دار بنا تھا یعنے تمام دیوارین اسکی سونیکی تھین لیکن شبکہ داربنی تھین خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شبکہ مین اسکے گوہر آبدار آویزان تھا ایک لکہ ابر اس بنگلہ سے نکلکر زمین طلائی پر چھا گیا تھا اور ترشح اسمین سے ہوتا تھا عجب لطف دیتا تھا کہ سونیکی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے گویا گوہر شاہوار بکھے تھے شاہد ارض سونیکی سردہ تو مین سفید تھی وقعی وہ جگہ قابل دید تھی نیلا نیلا ابر سنہری زمین پر چھایا گویا نیلم کے گرد مرصع ساز سحر نے کندن جمایا تھا علاوہ خاتم و پنا پر نیلم کا نگینہ جڑا تھا آب و تاب مین بہت گہرا تھا اودی گھٹا سنہری زمین پر چھائی تھی باد سے ملنے رات آئی تھی اس ابر کے برسنے سے درخت گلہا ر شجر ہاے پربہار پر از غنچہ وانمار تی العور زمین سے اگتے تھے جنہاے طلائی بنتے جاتے تھے وہ گل ہمیں رنگ رنگ کے پیدا تھے جو رنگ رخسار یار گلعذار کو اپنے روبرو ہیچ کیا بتاتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے جو غنچہ تھا وہ خاطر بستہ رنجور کو فرحت دیکر شگفتہ کرتا تھا خوبی و نفاست کا دم بھرتا تھا دم بھر مین بہت بڑا باغ لگ گیا یہ عالم ہوا کہ تختہ چمن کشور حکومت شہ گل تھا گلزار آباد نام اس ملک کا بے تامل تھا رعایاے عنادل وطائران نغمہ سنج اس اقلیم مین بستے تھے عجیب دلچسپ بستی تھی شہ گل کا حکم ہر ایک تختہ گلستان پر جاری منتظم الملک باد بہاری نہ خزان اس ملک مین دہزنی کر سکتی تھی نہ باغبان وصیاد کی زبردستی چلتی تھی فرش مخمل سبز سبزہ کا شانہ بہار مین بچھا تھا ہوا کا دل اسپر لوٹ ہو رہا تھا ریاض سلطنت کا ہر پھول رنگ و بو تھا سپاہی کی صورت سرو لب جو تھا خیار ہر ایک خنجر آبدار تھا سبزہ تیر مژگان یار تھا قمری و عندلیب نقیب لشکر بہار تھیں صداے خندہ گل ابکا کرتا تھا خوشبو مین گلگون ہوا پر سوار تھین ابیات

بنے وہ برج جادو سے سر راہ	رفیع الشان و روشن صورت ماہ	سراپا سنگ مرمر صرف آئین
نہ آیا عیب کا اک حرف آئین	وہ موقع سے جواہر سب جڑے تھے	در و دیوار پر گل بوٹے بنے تھے
نگار و نقش ایسے خوب و خوشرنگ	کھلے دیکھے سے جسکے ہر دل تنگ	بنا تھا باغ رنگین اسکے اندر
فضیلت لے گیا باغ ارم پر	کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول	شگفتہ تھے وہاں سب ڈھنگ کے پھول

بھرے حوض اور فوارے تھے جاری | تصدق ہر روش باد بہاری

جب جلال کے سحر سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ علمشاہ نوجوان کے قریب پہنچتے ہی اُسنے کہا کہ اے شہزادے اس برج میں سے جو برج

کہ پسند ہوا مین جاکر سیر کرو یہ کلمہ سنتے ہی شہزادہ کو خیال رزم بالکل جاتا رہا اور اُسکا مطیع ہوکر گویا ہوا کہ مع مرکب مین ہمین پہنچا سکو گے
اُسنے کہا مع گھوڑے کے مین آپکو پہنچا دونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ انکے گھوڑے کے پر نکل آئے اور اُڑکر ایک بُرج مین چلا گیا بعد انکے جانے
کے جیوتسے مبارز طلبی کی دعوت ملک خاور کی فوج مین نقارے بجے سردار پا پیادہ ہوے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم علمشاہ
شیرجنگ کو چھیڑ کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت لیکر مقابل ساحر گئے اسنے انسے بھی کہا کہ برج مین چلو اور یہ بھی مطیع ہوکر برج مین مع
مرکب گئے پھر اسنے نیب ہی کہ کسے دیگر جا یہ ای شہزادہ داراب کشور کشا با جازت بادشاہ سامنے اسکے آئے اور بحکم اسکے برج
مین چلے گئے اسیطرح جو جوہر سپہر شجاعت کا آیا بسان شمس سیار برج فلک سحر ہوا یہ ماجرا دیکھکر امیر نامور نے ارادہ نکلنے کا کیا
عت بند ہونیسے بختیارک سمجھا کہ اب حمزہ نکلیگا پس اسنے طبل بازگشت بجوا دیا امیر رنجیدہ خاطر جانب بارگاہ پھرے لشکر
نے کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر بلا نے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و برج مع [illegible] غائب ہوگئے اور بیر سحر کے علمشاہ وغیرہ کو گرفتار
کر کے سامنے ساحر کے لائے اسنے کہا ان شہزادوں کو قید کیون کیا یہ ہمارے بڑے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی
مع مرکب اُڑکر جانب فلک جاکر غائب ہوگئے اور یہ لشکر ٹھہرا ادبرا آکر سپاہیوں نے استراحت کی بلا کا بنگلہ وغیرہ بھی غائب ہوگیا
جیا اور صبا وغیرہ بنگلہ سے اتر گئے اور سب داخل بارگاہ لقا ہوے اور اپنے مقام پر بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے اسوقت شیطان خداوند نے بلا کی
بہت تعریف کی واہ واہ کیا خوب تم اثر سے جیسا سنا تھا ویسا ہی تمکو پایا آج تم سارے لشکر کا سلسل انکے خاتمہ کر دیتے مگر مین نے بخیال حمزہ
طبل بازگشت بجوا دیا خیر جو سب کچھ ہوا اگر اب تدبیر اسم اعظم کرنا لازم ہے بلا نے کہا ملک جی ہمارا قصد ہے کہ فرزندان حمزہ کو اسکے لشکر سے
لڑاؤں اور اسی لیے علمشاہ وغیرہ کو مین نے گرفتار بھی کیا ہے شیطان نے جواب دیا کہ شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن حمزہ جب
اُسکے مقابل آئیگا سحر باطل کر دیگا پس مناسب ہے کہ چالاک ابوالفتح سے حکم دو کہ اسکو جاکر پکڑ لائیں جب وہ اسکے رنج مین پھنسیگا
اسوقت شہزادوں کو لڑوا کر لشکر اسلام کو تاخت و تاراج کرنا اور ان عیاروں سے یہ بھی تاکید کرو کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی
مین نجائین بلکہ گھات مین رہین کہ جب حمزہ سجدہ کر باہر جائے اسوقت یہ اسیر عیاری کرین کسلیے کہ اس بارگاہ مین بھی سحر اُتر جائیگا
بلا نے کہا یہ وہ سحر نہین ہے جو بارگاہ مین جانیسے اتر جائے یہ کہکر عیارونسے حکم دیا کہ جاؤ حمزہ کو پکڑ لاؤ عیاروں نے کہا بہت اچھا
اور منتظر شام ہوبیٹھے ہوکر ٹھہرے لیکن بصورت مبدل سر ہنگ و زرک خطائی عیاران لشکر اسلام برجاسوسی یہان موجود
تھے انھون نے بھی یہ ارادہ ساحر اور عیاروں کا بھیجنا معلوم کر کے کہ دن باقی تھا کہ خدمت امیر مین دوڑ کر اپنے تئین پہونچایا اور
عرض کیا کہ آپکی گرفتاری کو عیا یعنی چالاک وغیرہ آتے ہین لہذا ہم عیار وغیرہ [illegible] ہمارے بھائی [illegible] عیاری کرکے آپکی خدمت
مین لانا چاہتے ہین اور اس حال زبون سے رہنا انکا خدمت ساحر مین نہایت رونگ جانے [illegible] آج خفی ہوجائین تاکہ ہم
عیاری کرین امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور ایک تنخانہ مین اندر بارگاہ سلیمانی کے [illegible] شب عبادت کرنا مقرر فرمایا سر ہنگ
وغیرہ یہ بندوبست کرا کر بہر عیاری چلے اندر [illegible] شام لشکر لقا مین [illegible] کہ جہان سوار [illegible] دیکھو اگھسیا [illegible]
کے سامنے کھولکر اپنے گاؤں کی طرف جاتے ہین انھون نے ایک گھسیارے کو تجویز کرکے اسکے [illegible] بیہوشی مارکر اسکی صورت
امیر کی سی بنائی اور پشتارہ چاہ [illegible] عیاری مین باندھ [illegible] پشت پر [illegible]
سے کاہ [illegible] جانب مغرب [illegible] سے گھاس نکالتے [illegible]

پیادہ نگے سب نجم سیار، تلاش اسباب کی تھی سبکو ناگاہ، کہ آئی شام بیکر شعلہ بار، شام ہوتے ہی چالاک و ابو الفتح حسب الحکم
ساحر بہر عیاری تطور سے اور پیتا بے وغیرہ حیلہ ہاے ناحق سے جست و چالاک ہو کر چلے جیسے ہی کنارے لشکر لقا کے پہونچے دیکھا کہ سرسنگ
و ویزک صحرا کی جانب سے آتے ہین پس یہ ٹھہر گئے اور انھون نے بھی انکو پہچانا اسلیے کہ انکی تلاش مین تو آتے ہی تھے فوراً دوڑکر قریب آئے
اور بہت ادب سے سلام کرکے ٹھہرے انھون نے پوچھا کہ کہو بھائی مزاج تو اچھا ہی آج کدھر آئے انھون نے کہا تمھارے پاس
جاتے تھے تم راستہ مین ملگئے یہ مستفسر ہوئے کہ کیون خیر تو ہی انھون نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑکر اپنے وطن کو جاتے تھے تمکو بھی چاہا
کہ دیکھ آئین بھائی ابو حمزہ کو ایسا غرور ہو گیا ہی کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہی گالیان دیتا ہی کل ہمکو بھی بہت مارا اپنے نوکری چھوڑدی
یہ ہماری حقیقت ہی انھون نے سارا ماجرا سنکر انکے اوپر افسوس کیا اور کہا تمنے خوب کیا جو نوکری چھوڑدی ہمارے مالک کی پس نوکری کرلو
رہو آرام سے رہو گے انھون نے کہا نہین ہم اب اپنے گھر جائینگے وہ بولے کہ نہین ہم ضرور تمکو اپنے ساتھ رکھینگے یہ کہکر باصرار تمام اپنے
ہمراہ انکو لیکر چلے اور خیمہ کہ انکے رہنے کیلیے ملا ہی وہان لائے خیمہ مین زینت آراستگی بہت تھی شمعہاے مومی کافوری روشن تھیں انکو
مسند پر انھون نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم مین ملگئے ہو اس سبب سے راز اپنا تم سے کہتے ہین ہم حمزہ کے گرفتار کرنیکو جاتے ہین تم باطمینان تمام
بیٹھو جب ہم اسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا حال اپنے مالک سے کہکے نام تمھارا لکھا دینگے یہ گویا ہوئے کہ بھائی تم حمزہ کے قید کرنیکو جاؤ گے لیکن
تمکو صورت بدلکر جانا ہوگا ہم جاتے ہین وہ لوگ ہمکو ابھی تمھارا شریک نہین جانتے ہین ہم باسانی اسکو بیہوش کرکے لائینگے یہ کہکر اٹھے
وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہین انکو جب سے چپکے رہے اور وہانسے چلے جنگل مین آکر ٹھہرے بعد کچھ دیر گھسیارہ کو تو حمزہ بناچکے تھے ہی بس
غار سے پشتارہ لیکر دوش پر لگایا اور خیمہ مین انکے آئے انھون نے کہا بھائی لائے کہا ہان لیجیے لائے وہ بہت خوش ہوئے کہا آپ ٹھہریے
ہم اسکو اپنے مالک کو دیکر آتے ہین یہ کہکر وہ پشتارہ اٹھاکر شاد و فرحان بارگاہ لقا مین آئے یہان بھی سویرا انعقاد دربار برخاست
ہوا انقلاب وغیرہ بیٹھے تھے کہ انھون نے پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا اور کہا لیجیے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور آکر
شریک ہمارے ہوے ہین انکی پرورش بھی سرکار کرین اسوقت انکی خاطر و مدارات کرنے اپنے خیمہ مین جاتے ہین صبح کو مع انکے حاضر خدمت
ہونگے یہ عرض کرکے اپنے خیمہ مین چلے آئے یہان شراب کباب وغیرہ تو موجود کر ہی گئے تھے سرسنگ ویزک نے جام بیہوشی آلودہ کر رکھے
تھے جب یہ آئے کہا بھائی صاحب شغل نہین کی انھون نے کہا خوب تم پی چکے ہین جب سے آپ گئے تھے اسوقت سے پی رہے تھے اب آپ پیجیے
یہ کہکر جام بھر کر دیا وہ بلا اندیشہ انجام پی گئے اور بیہوش ہوئے انھون نے انکو کمند سے باندھکر چادر مین لپیٹا اور پشتارہ دوش پر دونون نے
رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پر ملازم وغیرہ اونگھتے ہین شاید روکین پس پشت کیطرف سے خیمہ چاک کرکے باہر نکلے اور اپنا راستہ
لیا، ادھر بارگاہ مین بلا نے پشتارہ سے اسیر نقلی کو کھلوایا اور آہنگر بلاکر ہزار من کی قید جسم پر پہناکر ہوشیار کیا جب آنکھ اس گھسیارے کی
کھلی اس بارگاہ کی شوکت دیکھ کر پہلے تو دنگ ہو گیا جب بیٹھا رہا بلا نے پکار کر کہا کہ اے حمزہ ذرا آنکھ کھولکر اپنی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھڑی
مین قتل ہوا چاہتا ہی گھسیارے نے مرنے کا جو نام سنا گھبرایا اور اپنے تئین طوق و زنجیر مین بندھا دیکھکر پکارا کہ گھسیارا ہون اور ایک کسو
ان الفاظ کو سنکر بختیارک نے صلوات پڑھی اور کہا یہ حمزہ کبھی نہین ہی اسکا منھ گرم پانی سے دھلواؤ معلوم ہو جائیگا جو کوئی ہوگا پس اسیوقت
آب گرم سے ہاتھ منھ دھلوایا رنگ روغن عیاری جاتا رہا خاصا گھسیارہ نکل آیا اس سے پوچھا کہ بتا تو کون ہی اسنے کہا مین کھلی خانہ
لشکر کا گھسیارہ ہون بلا لو یہ سنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو لاؤ لوگ وہان جو گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے وہ پکڑ لے گئے

یہی حال آکر ساحر سے بیان کر دیا اسنے اس عیارہ کو تو چھوڑ دیا اور کہا عیارونکو وہ لیگئے ہین تو کیا ہوا انکا سحر کسیطرح نہ ٹوٹیگا اور وہ بخار بکر ہلاک ہو جائینگے یہ کہکر بہر آرام ورخصت دربار سے غائب ہو گیا القصہ دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین گیا ادھر سر سنگ وبزک ان دونونکو خدمت امیر مین لائے اور زیادہ جرأت جاچکی تھی امیر معروف طاعت الٰہی تھے ان دونونکا حال سن نہ سکے قید کرادیا چنانچہ عیارون نے انکو قید بھجاکر داخل زندان کیا اور آپ آرام پذیر ہوئے جب طوق بالہ ماہ وزنجیر کہکشان جسم قیدی شب سے اتری اور حال امیر سیارگان روشن ہوا نظم

ہوا پیدا جو شاہ چرخ اخضر　　جلوس اسنے کیا تخت سحر پر
ہوا جاری جہان مین تشتہ نور　　ضیا سے خانۂ عالم تھا معمور

دوم سحر بادشاہ نامور وامیر دادگر بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ تخت ودنگل ہوئے سردارونکے جنگل ہوئے عیار حاضر ہوکر قصہ شبینہ زبان پر لائے بادشاہ نے حکم حاضر کرنے چالاک وغیرہ کا دیا اسی اثنا مین سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے ساحر تو غائب ہے مین عیاری کچھ نہ کر سکے پھر کر بارگاہ مین آئے اور حال گرفتاری چالاک وغیرہ سنکر امیر کی خدمت مین عرض پیرا ہوے کہ حضور بارگاہ قدس عیاران مسحور کو آج نہ بلائین ورد اسم اعظم پڑھکر انکا سحر نہ دفع فرمائین ہماری عیاری کو ملاحظہ کرین کہ ہم کیونکر اسی طرح سے کہ جیسے انکو مسحور کیا ہے رد سحر کرا لیتے ہین اور انشاء اللہ سرداران قید کو بھی چھڑا لاتے ہین کیونکہ ہم عیار ونہر اسنے آتے ہی دست اندازی کی ہے تو ہمکو بھی چاہیے کہ اسکا عوض اپنی ہی نظر سے کرین یہ گو یعین نہ بنا مین امیر نے انکی جرأت وہمت پر آفرین کی اور عیارونکا بلانا موقوف کیا سیارہ وہان سے اپنے اقرار کے پورا کرنیکو روانہ ہوا اور چونکہ صبح کو سب سحر ظاہر ہوکر دربار مین اپنے خداوند کے آگئے تھے اور ماہ جادو سپہ سالار لشکر ہی ہے اپنے خیمہ مین بہر انتظام فوج بیٹھی تھی کہ سیارہ صورت بدلے اسطرف آیا اور اندر جانیکی فکر مین تھا اتفاق سے ایک کنیز خدمتی ماہ کی خیمہ سے نکلی اور ایک طرف کسی کام کو چلی اسنے اشارے سے اسکو بلایا اور کہا عجیب تماشا ہے یہ جو سامنے پہاڑی ہے امیر حمزہ کھڑے ہین مین نے دیکھا تو وہ صاحب جادو دکھائی معلوم دیتی ہین تم بھی چلکر دیکھو یہ درد سے ہوا تو وہ بھی ہمین کوئی ساحر نہ آیا ہو اور انکا یہ حال بنایا ہو کنیز بیچاری کی عقل ہی کیا تھی یہ سنکر اوندھی ہوئی اور اپنی راہ ہو لی دم مین آکر اسکے ساتھ چلی جب یہ کنارے لشکر کے اسکو لایا کہا دیکھو یہان سے بھی دکھائی دیتی ہین وہ لگی دیکھنے اسنے بیہوشی کا ہاتھ بھرا ہوا اسکے منھ پر پھیر دیا وہ چھینک مارکر بیہوش ہو گئی اسنے اسکو سنسان جگہ پر لاکر ایک غار مین ڈال دیا اور پیش اسکا لے کر رنگ روغن عیاری لگا کر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی اسی ہونٹھون پر رنگ لگا کر لالی جمائی بالونکو سمیٹ کر جوڑا باندھا ہلکا رنگا ہوا پیاری دوپٹہ اوڑھا ہاتھون مین چاندی کی چوڑیان پہنین بلیان چاندی کی ساری کانون مین ڈالین سانولی صورت کان ملاحت نمکپاش جراحت دل عشاق دلبری مین طاق بنکر نظم

سنواری لعبت پیچ وتاب گیسو　　وہ بیٹھی روبرو آئینہ لیکر
کیا رنگ روغن سے خوشبو کے معطر　　تحیر مین شادی ہو گئی سکندر
بنایا ہر گرہ کو مشک نافہ　　رقم آنکھون مین تھی سرمہ کی تحریر
ہوا اسکے تکلف سے خشک نافہ　　غزالی کو کوئی دیتا ہے تشہیر

وہان سے اٹھلاتا کمر کو بل کا عالم دکھاتا خیمہ ماہ مین آیا اور سامنے اسکے آتے ہی قہقہہ مار کر ہنسا اسنے کہا ہا لزادی کچھ تو دیوانی ہو گئی ہے مین نے جس کام کو بھیجا تھا اسکا حال بتلا یہ تو ہنسی کیونکر ہے اسنے ان باتونکے جواب مین پھر ایک ٹھٹھا مارا اور ایسا ہنسی کہ ہنستی ہنستی ہی لگی پیٹ پکڑ لیا اور لوٹنا مارے ہنسی کے شروع کیا آنکھون مین فرط خندہ سے آنسو بھر آئے اہا ہا کا شور اور ہی ہی کی صدا بلند

تھی ماہ بہت حیران تھی کہ حیرت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہے کچھ آسیب ہو گیا ہے کیا ماجرا ہے جو ہنسے جاتی ہے بس وہ غصہ سے گھر گئی
گئی کہ رنڈی حواس میں آ مدہوش کی گئی واکر یہ شخص بھی مجھکو ابھی نہیں معلوم دیتی سچ بتا تجھے اپنے دیدہ کی قسم کہ کیوں ہنستی ہے اسنے ہاتھ دکھا کر
کہا یہ کاہیکو بتاؤں جو ہنسنے پڑا ہوا پایا ہے اسنے مشتاق ہو کر کہا دکھلا ہمیں دیکھیں وہ ہنستی ہوئی بھاگی اور یہ پیچھے دوڑی کہ ہوئی شامت
آئی ہے ہائے جو تیو نکلے فرش گرد ونگی لونڈی کا بند و ز کو دن لگے ہیں خدا کی شان کچھ پایا جو ہے تو بہت بھاگتی ہے یہ کہتی ہوئی
اسکے پیچھے باہر خیمے کے آئی اور کہا قسم سامری کی اب جو بھاگی تو سحر کی بجلی گرا کر تجھ کو جلا دونگی کنیز نے کہا حضور اتنی دور تو
آپ ابھی چلی ہیں اور کچھ دور چلی آیئے تو میں جنگل میں آپکو دکھا دوں یہ کہکر دور سے بلائیں لیں کہ میری اچھی بیوی میں تمھارے صدقے میں
میں تمھارے واری تھوڑی دور اور چلی آیئے وہاں بہت آدمی آتے جاتے ہیں یہ چیز چھین جاویگی اسنے اسطرح اسکے چھپانے اور ضد کرنے سے بیحد
بڑا تعجب کیا اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہیں معلوم کیا اسنے پایا ہے جو ایسی باتیں کرتی ہے یقین ہے کہ شادی مرگ ہو جائیگی پس دیکھنا ضرور چاہیے
اور اگر نایاب زمانہ کوئی چیز ہو تو اس سے لینا چاہیے کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل اسلام کا اترا ہوا ہے نہیں معلوم کسیکا کیا گر گیا ہے جو
اسنے پایا ہے پس یہ سوچکر ہمراہ کنیز نقلی صحرا میں آئی کنیز مذکور وہاں ٹھہری اور پاس آکر بیوی کی بلائیں لیں کہ میری بیوی کی کسے
ذکر نہ کرنا اس بلائیں لینے میں ہاتھ کو بیہوشی سے بھرا ہوا تھا ماہ چھینک کر بیہوش ہو گئی اسنے ایک غار میں اسکو بھی بند کیا اور آپ اسکی پوشاک
لباس اسکا پہنکر اس غار پر گیا کہ جسمیں کنیز کو بند کر آیا تھا اور اسکو کپڑے اسکے پہنا کر ہوشیار کیا اسنے ہوشیار ہو کر اپنی بی بی کو دیکھا
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تجھے عیار بیہوش کرکے ڈال گیا تھا میں نے بزور سحر تیرا حال دریافت کرکے آکر چھڑایا ہے یہ کہکر اسکو ہمراہ لیکر
بارگاہ میں آکر بجائے ماہ بیٹھا پھر دربار میں بلا اجلا دینے چوبدار بھیجکر بلا کو بلالا کہنا کہ تم ہمارے پاس کیوں نہیں آئیں چوبدار نے
جا کر پیام دیا یہ مع چند کنیزوں کے بارگاہ لقا میں گیا اور پاس بلا کے بیٹھا ہر طرح کی باتیں کرکے ذکر عیاروں کا چھیڑا بلا نے کہا چالاک
وغیرہ کو عیار لیگئے ہیں مگر وہ اچھے کسطرح ہونگے بلکہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ماہ نے کہا اے بلا تم سچ کہتے ہو مگر میں ایک بات سوچی ہوں یعنی
اپنے سحر انکا اتار ہو تاکہ وہ قید میں ہلاک نہ ہوں اور جب وہ ہوش میں آئینگے تو حمزہ انکو چھڑا دیگا تو میں ایسا سحر کرتی کہ وہ چھوٹتے ہی تمھارے
پاس چلے آئیں قید میں انکو ہلاک کر دینے سے کیا فائدہ ہے بلا کو یہ تقریر پسند آئی کہا تم اچھی صلاح بتاتی ہو اسکو تو یہ غرض پسند خاطر ہے اگر کچھ عیار کی
کھٹکا کہ ماہ کو کیا ہو گیا ہے جو عیاروں پر سے سحر دفع کراتی ہے غنیمت تو ہوا اگر جیسا ہو منع نہ کر سکا اور نہ یہ کہہ سکا کہ یہ ماہ نہیں کوئی عیار ہے کیونکہ شاید
گمان غلط ہو غرضکہ بلا نے حسب شعور ماہ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک و ابو الفتح عیار بحالت اصلی پر آجاؤ اطاعت میری کر کے
یہ کہنا تھا کہ وہاں زندان میں اُن دونوں پر بیہوشی طاری ہوئی پھر ہوشیار ہوئے پکارے کہ بھائی ہمارا کیا قصور ہے جو ہمیں قید کیا ہے عیاروں کو
در زندان پر پہرا تھا وہ صدا سنکر قریب گئے اور سارا ماجرا اسطرح ساحران ہو جانیکا انسے بیان کیا انھوں نے کہا ہم ساحر ہیں ہمکو لاکھ لعنت
ہے تمپر ہمکو چھوڑ دو عیاروں نے خوش ہو کر بار دیا اور باقی اسم اعظم دم کیا ہوا اپنے پاس رکھتے تھے وہ انپر چھڑکا اور بلا بھی باہر زندان سے
نکالکر سامنے امیر کے لائے وہ بھی خوش ہوئے اور انکو خلعت دیے یہ بھی فکر میں عیاری کی گئے اور وہاں بعد سحر اتروانے ماہ نقلی اپنی بارگاہ
میں چلی دوسر کر کے آئی جب یہ چلی گئی تو بلا نے کہا اے بلا مجھکو یہ ماہ جادو نہیں معلوم ہوتی ہے اسوقت محافظ کچھ [illegible]
اب تم [illegible] بارگاہ [illegible] اور بلا نے کہا ملک جی تم [illegible] کہا خیر یہی سہی لیکن تم اسکو [illegible] خطر [illegible] اور بلا کو [illegible] ٹھیک
اور عیار [illegible] ہے اسنے سحر [illegible] حکم دیا کہ [illegible] ماہ سے کہنا کہ [illegible] گھر سے [illegible]

و یکلخت اگر بن جادو بیں کہنا بھول گیا تھا حضور دراگر بڑی مطلب کی بات ہے چوبدار نے جاکر پیام ادا کیا ماہ نقلی نے کہا جا کہ عرض کرنا کہ حاضر
ہوتی ہوں چوبدار تو ادھر گیا یہاں اسنے اپنے سے تجویز کیا کہ تو ابھی تو جو آیا تھا یہ مکرر جو بلوایا ہے ضرور اسمیں فتور ہے یہ سوچکر ایک کنیز کو پاس اپنے بلایا
اور سکو بٹھا کر اس کنیز کو حباب مار کر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی ایسی صورت اسکی بنائی اور اپنی صورت پر ایک چہرہ جوگی کا لگایا
نکالکر چڑھایا کپڑے اتار ڈالے لنگوٹا باندھکر اس کنیز کو ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کنڈل کانوں میں پہنے
آنکھوں میں لال لال ڈورے داڑھی بڑھائے لکھوڑ لگائے بیٹھا ہے اسنے اسکو سلام کیا اسنے آئینہ نکالکر اسکے ہاتھ میں دیا اور کہا اپنی صورت
دیکھو تمکو بحکم سامری میں نے اگر ماہ جادو بنایا اور ماہ بغضب سامری کا آیا وہ غائب ہے اب تم آہستگی تمہیں ملک ہو میں کنیز یہ سنکر خوش ہوئی جوگی
تو اٹھکر چلا گیا اور کنیز بیٹھی اور لوگوں نے جو باہر خیمہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن کچھ روکنا بغیر حکم مالک مناسب نہ سمجھے غرضکہ یہ تو نکل گیا
اور وہاں چوبدار نے جاکر عرض کیا کہ آیا چاہتی ہیں جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ گئی بختیارک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی
صاحب ہیں اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہیں اپنا کام کرگئے سحر اتروا دیا اسے بلا عیاروں نے تو ناک میں دم کر دیا ہے افراسیاب جب کہ پشیمان
ہوگیا ہے تو تمہاری کیا اصل ہے اب بڑا غضب ہے کہ چالاک کو بھی وہ چھوڑ دے گیا اب وہ بھی عیاری کو آئیگا وہ بلا کا عیار ہے اپنے مسحور ہونیکا بدلا لیگا بلا
سے کہا چالاک لیگا تو سبکے مار ڈالونگا کیا کر لیگا لیکن ماہ کے نہ آنیسے میرا بھی دل کھٹکتا ہے اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر جھولی سے اوراق
کتاب سحر سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہے بد تیرچہ اسکے پاس بھی اوراق ہیں یہ لانے قرینہ اسنے دیکھا لیکن بقدرت خدا اور تو کچھ نہ دیکھا
صرف یہ ظہور کیا کہ ماہ کہاں ہوں اور یہ جو میرے پاس آئی تھی سیاہ اصلی تھی یا عیار تھا اس ورق میں نکلا کہ جو تیرے پاس آئی تھی عیار تھا عیار
تھا اور ماہ اصلی فلاں غار میں بیہوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی بندھی ہے یہ دیکھکر اسنے اوراق تو رکھ لیے اور بختیارک نے
کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں یہ عیار بد بلا ہیں آفت زمانہ ہیں کہ بیت سکھا میں جیج کو بھی مکر کی راہ مکر میں شیطان گمراہ کو بھی گمراہ بختیارک
نے کہا اب جس طرح ممکن ہو فریب و فقرہ کرکے ماہ کو کہ اصل میں عیار ہے یہاں بلوائیے اور ایک گولہ سحر کا مارئیے تاکہ کام اسکا تمام ہو جائے جب اس کام
سے فارغ ہو لیجیے تو چلکر ماہ اصلی کو غار سے نکال لیے اور اگر پہلے اسکو نکالیے گا تو عیار مذکور بھاگ جائیگا اسکو یہ رائے پسند آئی اور چوبدار پھر روانہ
کیا کہ جاکر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام میں ہو تو میں خود آتا ہوں یا ایک لمحہ کیلیے تم ہو جاؤ ٹھہرنا نہیں چلی جانا چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا اور
پیام جاکر ماہ کو دیا اسکو جانے میں کیا عذر تھا کیونکہ اصل میں یہ کنیز ہے بس ہمراہ چوبدار اٹھکر روانہ ہوئی ادھر سے تو یہ چلی ادھر چالاک بن
ابوالفتح جو عیاری کیلیے روانہ ہوئے تھے صورت اپنی فراش و خدمتگار کی سی بنا کر داخل بارگاہ ہوئے اس اثنا میں ماہ یعنی کنیز پہونچی
پس اسکے سامنے پہونچتے ہی بلا نے اس خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ نہ جائے ایک گولہ فولادی سحر کا ماہ نقلی کے سینے پر مارا وہ بھی غافل تھی اس وجہ سے وہ گولہ نہ
پرسہ سکی گولا سینہ توڑکر پشت کے پار نکل گیا اور علامت مرگ ساحرہ پیدا ہوئی بختیارک گھبراکر کھڑا ہو گیا اور پکار کے کہا کہ بلا تمنے قتل کرنے
میں جلدی کی عیار اتنا جلد مرتا نہیں جانتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوئے یہ کوئی اور تھا ادھر تو شیطان تسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے سر سے غل پکار آتا
تھا آواز آتی تھی کہ افسوس ہے مارا نرگس جادو کو یہ ندا سنکر بلا کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو کنیز خاص ملکہ ماہ کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا
بختیارک کہہ رہا تھا کہ وہ ایسے ہی ہیں کہ انکی الابلا لیکر ایسی لونڈیاں بہت مرجاتی ہیں وہ بھلا مرتا کیا جانیں ایسا سبق تو وہ پڑھے
نہیں یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہیں گذری کہ زندگی پر حرف آئے کہاں مرنا کہاں وہ منتر تو نکا مرگ ہے اور ان سے فاصلہ
رہتا ہے جدا ایسے ہی دم ہر جا یا کرتے تو ساحروں کو کون مانے نظم

کبھی موت اپنی آستے ہی نہ دیکھی ہزاروں ساحروں کی جان لے گی
وہ ہیں جینے کی نسبت میں مسیحا بلاکو ہیں وہ بہر قتل اعدا

بلا اسکے گھبرانے سے ایسا گھبرایا کر چاہا کہ غائب ہوجاؤں اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات
ہے گمان یہ تھا کہ عیار نے ماہ کو غار میں ڈالدیا ہے اور آپ اسکی صورت بنکر بیٹھا ہے یہاں عیار کے عوض کنیز نکلی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ
کیا ماجرا ہے کیا کنیز عیار ہو گئی تھی پھر یہ نہیں معلوم کہ اسنے صورت کیونکر بدلی اور اسے کیا پڑی تھی جو عیاری دینے سے سحر اتر ڈالی
ابھی سوچ میں تھا کہ چالاک جو خدمتگار بنا بیٹھا تھا اسنے ایک دھول ہاتھ پھونک کر اسکے سر پر لگائی اور کہا اے سوچتا کیا ہے بس چپ حرام
ولد الحرام شیطان ابن شیطان بختیارک بے ایمان نے تیری کنیز کو اسوقت قتل کرایا یہ تقریر سنکر اور دھپ کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے
چالاک سر اسکا جھپٹ کر نکلگیا اور بختیارک پکار کر ہٹ تیرے کی بہت ساحری بگھارتا تھا مبارک باشد یہ پہلی دھپ ہے اس دھپ کے
پڑنے سے گویا نجات ہو گئی مرشدزادی کا ہاتھ سر تک پہونچا سرفراز ہوئے سرور ہو کر منظور نظر ہو چکا ایکدن نذر کرنا ہوگا بلا بہت
گھبرایا اور لقا سے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہے اس خرس صحرائی بختیارک نے کہا کہ میں اپنی نیرنگی کا قدرت کا تماشا دیکھتا ہوں اے بندہ
گستاخ تیری سمجھ میں نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہو گیا ہے جلد بارادت تمام سجدہ کر اسنے سجدہ کیا اسوقت اسنے کہا کہ تو نے عیاروں کی نسبت غرور
بہت کیا انکو تو اپنے آگے ہیچ سمجھا تھا بس انکی حقیقت نہ سمجھنے سے انہیں کو تجھپر غالب کر دیا کسلیے کہ وہ بھی میرے پیارے بندے ہیں جب تو میں
انکو غارت نہیں کرتا ہوں اور انکے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہوں اب خبردار انکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سنکر اسنے توبہ کی اور بختیارک نے کہا
اے بلا اب چلو ماہ کو تو غار سے نکال لائیں اسنے کہا اچھا چلو یہ کہکر روانہ ہوا بختیارک آگے آگے یہ پیچھے پیچھے چلا یہ تو اس فکر میں دونوں چلے مگر قصہ
تمامشد یہ ہوا کہ سپارہ جو ماہ کنیز کو بنا کر آپ جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اسی غار پر آیا کہ جہاں ماہ کو بند کر آیا تھا اور اسکو اس خیال سے کہ حال
کنیز کا ظاہر ضرور ہوگا اور تلاش ماہ کی ضرور ہو گی جب پتہ نہ لگیگا تو بلا اپنے سحر سے دریافت کریگا کہ ماہ غار میں بند ہے بس وہ یہاں اسکو نکالنے
آئیگا چنانچہ تم کچھ دیر ٹھہرے رہو تاکہ وہ سب حال ماہ دریافت کرلے پھر اس غار میں جاکر تم پڑ رہو اور عیاری کرو یہ تجویز کرکے کچھ دیر
ٹھہر کر غار سے ماہ کو نکالکر ایک درخت پر چڑھکر کسی شاخ سے تہ بند کی آڑ میں باندھ دیا اور اسکی صورت بنکر اسی طرح سے برہنہ لنگوٹی باندھکر
غار میں جاکر اپنے تئین مثل بیہوشوں کے بنا کر پڑا اور یہاں حال ماہ پہلے ہی بلا دریافت کر چکا تھا اسکے ٹھہرنے کی بھی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ
غار میں ٹھہرا وہ تو چلا ہی چکا تھا کچھ عرصہ اسکو ٹھہرے ہوئے نہ گذرا تھا کہ وہ آپہونچا اور ماہ سمجھکر اسکو غار سے نکال لا دیکھا کہ برہنہ بدن
ہے بیہوشی سے خستہ تن ہے اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے سب حال بیان کیا اور اسکو
لیکر چلا اور از بسکہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوندی میں نہ گئی اپنے خیمہ میں آئی بختیارک نے کہا میں جلد جاکر خداوند سے خوشخبری سناتا
ہوں اے ماہ کپڑے بدلکر تم بھی آؤ اسنے کہا اچھا بس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا ماہ نقلی نے پوشاک منگا کر پہنی اور موقع جو پایا چاہا
کہ بلا کو مار ڈالوں لیکن براہ مکر منہ بنا کر گویا ہوا کہ اے بلا کے عیار میں یہ غضب دیکھو کہ میرا یہ حال عیاروں نے کیا اب مجھے یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ میں
تمکو اے بلا وہ اگر بیہوشی نہ پلادیں اور ہلاک کریں اسنے کہا یوں تو میرے لیے جو خود تھوڑا ہی میں غرور نہیں کرتا ہوں کہ خداوند کے خلاف ہو مگر اتنا
جانتا ہوں کہ عیار مجھکو بیہوشی اگر پلائے تو سحر کے بیر میرے پیٹ میں نہ جاوینگے اسلیے میں بیہوش نہوں اور اگر کوئی مجھکو ضرب لگانے تو یہ سحر کے
اسکا پکڑ لیں عیار وہ غضب ہے باتیں نہیں [illegible] کہا خوب ہے آج میں نے اسکو بیہوشی سوقت دی نہیں تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی
تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر دوسرا مکر [illegible] بیٹھی چہرہ غصہ ناک بنا کر کہا اے بلا مجھکو تو اسوقت غصہ ہے کہ جی چاہتا ہے سب مسلمانوں کو جا کر

مومن اپنی ذلت کے ابھی قتل کر دون یا اپنی جان خود دے دون عیار دنگے کرکے اڑا دون اسنے کہا اے **ماہ** صبر کرو خداوند کی تقدیر پر سب کام محول ہین
ابھی مرضی خداوند کی نہین ہے کہ مسلمان قتل ہون ماہ نے کہا اگر سبکو قتل کرنا ممکن نہین تو وہ مسلمان جو قید ہو چکے ہین انکو تو میرے حوالے
کرو تاکہ انکو ہلاک کرکے اپنا دل غمگین شاد کرون ورنہ فرط رنج سے مین اپنی جان دے دونگی یہ کہکر ایسا روئی اور غل مچایا کہ بلا بے چین ہو گیا اور
کہا اے ملکہ تم روتی کیون ہو مین قیدیون کو لے دیتا ہون یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی کہ فلک کیطرف سے اسیطرح سے گھوڑے پر سوار **علمشاہ**
وغیرہ جملہ سرداران مقید اتر آئے سحر سے بے حس و حرکت تھے اسنے کہا انکے سر کاٹو **ماہ** نے کہا کہ اپنا سحر انپر سے دفع کرو کہ مین
انکو پہاڑ پر لیجا کر بلندی پر سے نیچے گرا دون کہ چور چور ہو جائین یہان انکی حمایت کو ایسا نہو کہ **حمزہ** آجائے اسنے اسکی خاطر سے
سحر بھی دفع کیا کیونکہ غار سے اسکو نکال لایا تھا کوئی دغدغہ تو اسکی نسبت تھا نہین بسہمہ قید اسکے حوالہ کی یہ پاس ان قیدیون کے
گیا اور بظاہر سحر پڑھکر انپر پھونکا اور پھونکتے وقت جیب قریب لاکے چپکے سے کہا مین **سیارہ** ہون تم سبکو چھڑانے آیا ہون کچھ بولنا نہین ورنہ
پھر گرفتار سحر ہو جاؤگے قیدی سحر اترنے سے آمادہ بجنگ و جدال ہوے تھے اسکے کہنے سے خاموش ہو رہے اور یہ ان سبکو لیکر خیمے سے نکلی جب بیچ
لشکر مین پہونچا ادھر سے **بختیارک** جو پہلے گیا تھا آتا تھا اسنے دیکھا کہ **ماہ** سب قیدیونکو لیے جاتی ہے یہ للکار کر پکارا کہ اے ماہ انہین کہان
لیے جاتی ہو اسنے ایک رقعہ نکالکر جھولی سے اسکو دیا کہ ملک جی یہ رقعہ بلا خداوند کے پاس لیجاؤ اور جواب لیکر جلد پھر آؤ یہ بر سامنے پہاڑ
پڑی ہون وہان ان سبکو لیجا کر تمہارا انتظار کرونگی تم آ جاؤگے تو انکو قتل کرونگی راہ مین اس رقعہ کو نہ کھولنا ورنہ دغا باز ہوگے **بختیارک** کو بہت
کچھ ظن تو عیار کا ہوا مگر سمجھا کہ یہ جو عیار ہوتا تو سردار کیطرح نہ کر اسطرح چپکا نہ چلا جاتا سحر اترنے سے لڑنے لگتا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی
تک سحر ماہ مین گرفتار ہین پھر سوچا کہ ماہ یہ عیار ہو اور اسنے کہہ دیا ہو کہ چپکے رہنا شاید اسوجہ سے سب خاموش ہون پس انکو روکنا چاہیے
پھر خیال مین آیا کہ تو اکیلا ہی ایسا نہو سوار مجھکو مار ڈالین یہ سمجھکر رقعہ لیکر بڑھا ادھر تمام سردارونکو **سیارہ** اپنے لشکر مین لایا اور
چالاک وغیرہ بھی امیر کے آئے سردار آکر آداب بجالائے ہر ایک نے **امیر** نے خلعت فاخرہ سبکو دیے **سیارہ** کو خلعت و انعام سے
نہال کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسے مسرت کا دیا ناچ ہونے لگا یہان تو یہ خوشی ہی لیکن **سیارہ** پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی پڑی اسکو
اتار کر پھر غار مین ڈالدون تاکہ میرے دھوکے سے شاید ساحر اگر مار ڈالین غرضکہ وہانسے صحرا مین آکر **ماہ** اصلی کو درخت سے اتار کر اور
اسی غار مین کہ جسمین پہلے اسکو رکھا تھا لایا مگر اتنے عرصہ مین **بختیارک** نے رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ ماہ مین گیا دیکھا بلا بیٹھا ہوا
انتظار کر رہا تھا کہ سردارونکو قتل کرکے **ماہ** آتی ہوگی کہ یہ پہونچا اور کہا آپ یہان اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سردارونکو ہاتھ سے کھو
بیٹھا ہے کہا کیون کچھ تو کہو اسنے کہا کیا خاک کہین چلو خداوند کے پاس سب کھل جائیگا بلا گھبرایا ہوا ساتھ **لقا** کے آیا **بختیارک** نے
رقعہ پیش کیا کہ خداوند اسے ملاحظہ فرمائین مرشد زادے دیکھئے ہین اس مردود نے کہا تو ہی پڑھکر سنا اسنے باواز بلند پڑھا مضمون
یہ تھا کہ اے میمون بادیہ بخت سلے خر بیدرے خواری و ذلت اب سحر کر یہ لو انکو اپنے یہانسے نکالدے اپنے سر سے ہمارے گزند پہنچانیکی
بلا ٹالدے نہین تو وہ روز بد میرے ہاتھ سے دیکھیگا کہ کبھی کاہیکو کسی دشمن نے دیکھا ہوگا تم **سیارہ بن عمرو** سب سردار مین چھڑا
لیگیا یہ مضمون سنکر **لقا** نے کہا واہی ان عیارونکو مین نے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ وہ تحریر کرتے ہین ہی ہونیوالا ہے بلا یہ تقریر سنکر گھبرایا
اور کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہین **لقا** نے کہا اے ولد ٹھیک فرماتے ہین غرور تیرا تجھکو خراب کریگا اسنے کہا مین کبھی اب دل مین جگہ نہ دونگا
اس مردود نے جو بدیا تو ہم تجھکو سب پر غالب کرینگے بلا کو اس کلمے سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھکر اپنی

صبا کو طلب کیا وہ بروے ہوا رہتی ہے اسکے سحر کے زور سے بارگاہ میں اتر آئی دیکھا کہ بھائی میرا گھبرایا ہوا ہے پس اسکو پریشان دیکھکر قریب آکر بیٹھی
اور کہا جانی بھیا خیر تو ہے تم اداس کیوں ہو اسنے سارا ماجرا عیاروں کا اور اپنا حال بیان کیا اسنے حال سنکر بہت کچھ تسلی دی اور کہا تم گھبراؤ نہیں
میں مقابلہ کرکے کام ان عیاروں کا تمام کرونگی اور جملہ اہل اسلام کا خاتمہ کر کے عفراہ مذکی خدائی کا رخنہ مٹا دونگی اچھا لے جانی بھیا اب تم
دیکھو کہ ماہ کو عیار نے کہاں رکھا ہے اسنے اسکے کہنے سے پھر ورق نکالکر دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے درخت پر باندھا تھا مگر اب ہانفے اتار کر غار
میں لیگیا ہے یہ دیکھکر صبا سے کہا اسنے کہا ایسے میں چلو اس عیار کو بھی پکڑ لیں اور ماہ کو بھی رہا کریں اسنے کہا چلو یہ کہکر دونوں اڑکے چلے
اگر سیارہ غار میں ماہ کو رکھکر اور دہن غار پر کمند لگا کر حلقہ ہاے کمند خس پوش کرکے غار سے نکلا تھا کہ یہ آ کر پہنچے سیارہ انکو دیکھکر
بھاگا اور درہ کوہ میں چلا گیا انھوں نے جانے دیکھکر فرمانروا سے سحر بھی نہ کیا اور غار میں آکر جھانکا دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑی ہے یہ جھکولا
جیسے ہی غار میں اترا کمند میں پھنسکر گولا لا اٹھی ہو کر گرا اور سمجھا کہ مجکو عیار نے پکڑا اس لیے بدحواس ہوا کہ چیخنے لگا اسے بیوی بہن ورڈو
مجکو اسے ڈالتا ہے صبا بھی اسکے چیخنے سے گھبرا گئی لیکن ادھر ادھر دیکھکر کچھ اسنے سحر پڑھا کہ کمند جل گئی اور بلا جو چیختا سیدھا
نکل بھاگا صبا بھی ڈرکے خوف کے غار میں نہ گئی مگر ایک پتجہ بھیجا کردہ جا کر ماہ کو نکال لایا صبا اسکو لیکر بلا کے پاس بارگاہ میں آئی اور کہا
اوراق میں دیکھو کہ یہ اصلی ماہ ہے یا نہیں اسنے پھر اوراق دیکھے معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے کچھ خوف نہ کرو جب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا
لباس شاہانہ پہنایا اور سارا ماجرا اس سے بیان کیا بختیارک نے سب کیفیت کمند میں پھنسنے کی سنکر کہا کہ اے بلا بڑی خیر ہوئی کہ
تم بچ آئے غنیمت سمجھو بیشک وہ اس غار کے کسی کونے میں ہونگے یہی بلا تھی یک بامدہ خنجر کا تھا انھوں نے رسید کیا صبا نے کہا ملک جی
تم اور دھمکا کے مارے ڈالتے ہو وہ عیار کیا حقیقت رکھتا ہے وہ میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مار ہی ڈالتی شیطان نے کہا
ایک تو غرور کرینگی سزا پا چکے ہیں اب ہم باقی ہیں دیکھو وہ یہاں کہیں ہونگے سنینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کلام سنکر جھلا کر کہا کہ
اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ میں سب مسلمانوں کا خاتمہ کر دوں یہ کہکر مصروف میگساری ہوئی چنانچہ اس ہنگامہ میں
دن کو گذر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیرہ ظلمت سے نکلا اور پنچلہ نور لیکر آفتاب غار مغرب میں گیا کہ ابیات

نجوم شام نے گیسو کو کھولا | تصور میں نگاہ ہوں کہ جو تولا
بہت تھا بخت عاشق سے بھی جا ایک | بشکل قصد آپہونچا وہ نزدیک

صدائے طبل جنگ بیدرنگ لشکر ساحران میں بلند ہوئی عیاران نامدار و لشکر ظفر
شاہ قوی جنگ میں حاضر ہو کر دعائے درگاہ دولت بہزار عجز و سنت بجا لائے اور عرض پیرا ہوے کہ نظم

ملک بارگاہا فلک درگہا | شہنشاہ عالم ہیں تیرے گدا
سنا ہے کہ پھر ساحر نابکار | کرینگے بوقت سحر کارزار

یہ خبر سنکر ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی دل ترک فلک میں ہلچل پڑی بہادروں
نے ہتھیاروں کی آراستگی شروع کی لشکر اسلام میں تیاری سردار اٹھکر اپنے مقام پر آئے اسطرف بلا و صبا دونوں غائب ہوگئے
مگر بلا سے اجازت آراستگی لیکر ماہ خیمہ میں آئی لیکن عیاران لشکر اسلام آ چکی انکو پھر قتل ساحران چلے سیارہ بھی درہ
کوہ سے نکلکر ہر سمت پھرتا ہوا لشکر لقا میں آیا القاطیل پھنسے سے دربار برخاست کر چکا تھا بختیارک اپنے خیمہ پر سوار ہو کر اپنے
خیمہ کو جاتا تھا اور خدمتگاروں سے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمھارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سیارہ نے جو یہ سامان دیکھا تو ایک
مشعل کسوت سے گودڑ نکالکر بنائی اور اسکو روشن کرکے خیمہ کے قریب آکر ملک جی کے سامنے وہ مشعل لگانا چاہی خدمتگار دوڑے

کہ ہاں ہاں کیا کرتا ہے بختیارک نے پہچان کر کہا اسکو نہ گرفتار کر دیجو ہمارے پرانے نوکر ہیں اداجان کے وقت کے ملازم چلے آتے ہیں
خدمتگار ہیں یہ سنکر چپکے بیٹھے اور برا بھلا کہنے لگے کہ کیا حرامزادہ شیطان ہے کہ آپ ہی تو کہتا تھا جو کوئی ملے گرفتار کرنا اب انکو اپنا بزرگ بتاتا ہے
اور سیارہ نے کہا ملکہ جی ہماری گرفتاری کیلیے نازو نے تاکید کرتے تھے اسنے ہاتھ باندھے کہ میری کیا مجال کہ شخص تو آپکا غلام
بلکہ غلام کا غلام ہے یہی باتیں کرتے ہوئے خیمے تک پہونچے ملکہ جی خیمے میں اتر گئے یہ بھی ساتھ گیا اسنے تنہا عرض کیا کہ آج میری جان
بچگئی یاں نہ اسنے کہا کیونکر جان بچگئی کہ ہمکو ان حرون نے پریشان کر رکھا ہے ان حرونکو نکالدو تو جان بچے اسنے کہا کہ شہزادے جاہیں کیسے
مارڈالیں یہ کام میرے اختیار میں نہیں ہے یہ کہکر کشتیاں نقد جواہر کی اور تحفہ جات پیش کیے اور منت بہت کی سیارہ سمجھا کہ ساحر کو کلنے
میں بیچ بس ہے پس نقد و جواہر لیکر وہاں سے روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا ادھر **کلباد عراقی** جو داخل لشکر عدو ہوا قریب بارگاہ ماہ آیا
ان بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ ہیں اور ان میں آبدارخانہ توشک خانہ وغیرہ ماہ کا ہے اسنے دیکھا کہ ایک خیمہ میں آبدار خانہ کے داروغہ آرام کر رہے
ہیں یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ میں گیا دیکھا تو سب سوتے ہیں یا آہستہ آہستہ آبدارخانہ کے داروغہ
کے پلنگ پاس گیا اور اسکے منھ پر بیہوشی ملکر بیہوش کرکے اسکو تو زیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھکر لباس اسکا اتار کر پہنا اور اسکی ایسی
صورت بنکر لیٹ رہا بعد کچھ دیر کے وہاں سے اٹھکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ماہ بھی انتظام فوج کر رہی ہے یہ بھی ٹھہر رہا ماہ نے کچھ
عرصہ میں آبخاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمہ میں آکر گلاس میں پانی برف کا ٹھنڈا بھر کر تھالی جڑاؤ میں لگا کر پانی میں بیہوشی ملا کر سامنے اسکے
لایا اسکو رنگ کا متغیر دیکھا اسنے جانا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس فی الفور اسکا جام آپ سامنے کر کے وقت [illegible] گیا اسنے جب تک نہ پہچانا تھا ماہ
نے [illegible] پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے بس سحر پڑھکر پھونکا کہ پاؤں اسکے زمین نے پکڑ لیے اور غلغلہ ہوا کہ عیار پکڑا گیا بختیارک کیطرف
سپاہ میں پھیرا ہوا اسطرف آتا تھا اسنے بھی غلغلہ سنا اور خیال کیا کہ نہیں معلوم کونسا بھائی گرفتار ہوا ہے چلکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ
سمجھکر علیحدہ جاکر صورت اپنی مثل بلا جادو کے بنائی اسطرح مجعول السحر کا گلے میں الا جواہر اسکے بت ہاتھ میں باندھے دھونی دی کہ
کان آنکھ ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے رنگ چہرے کا بہت سیاہ بنایا کلاہ مرواریدنگار سر پر رکھکر جوڑا باندھا ڈاڑھی
سر پر رکھی اس صورت سے بنکر قریب بارگاہ ماہ آکر اسطرح جست کی کہ بیچ صحن میں آکر گرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے کہ
بلا جادو غائب رہتا ہے اسوقت ردے ہو سے اترا آیا ہے بس یہ سمجھکر مع ماہ سب نے اٹھکر تعظیم دی اور تسلیم کی یہ قریب ماہ کے جاکر بیٹھا اور کہا
اسوقت مجکو سحر نے خبر دی کہ عیار تمہارے یہاں آیا ہے جو یہاں اتر آیا کہ ایسا نہو تمکو کچھ ضرر پہونچائے کہا حضور کی پرورش میں حلال
ہو ہوں آپ میرا خیال نہ رکھیں تو اور کون رکھے آپکے اقبال سے میں نے اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے مقید کھڑا ہے یہ سنکر اسنے
جانب عیار نظر کی اور اٹھکر غضب تمام ایک طمانچہ اسکے مارا اور کہا او نا عیار دیکھ تو میں کس طرح حال خراب ہے تجکو مارتا ہوں لیکن طمانچہ
جو اسنے زور سے پڑا گر رخسار پر بہت ہلکا معلوم ہوا **کلباد** سمجھا کہ یہ بلا نہیں کوئی میرا بھائی عیار ہے بس اسکو بہت اطمینان ہوا کہ اب
میں رہا ہو جاؤنگا یہ تو اس فکر میں تھا کہ بلا نقلی نے ماہ سے کہا کہ عیار یہاں آکر تمکو اس عیار کے چھڑانیکے لیے پریشان کرینگے اسلیے
میں اس عیار کو اپنے ہمراہ بالاے ہوا لیے جاتا ہوں وہاں بقید رکھکر صبح کو قتل کر دونگا اور سر لیتا آؤنگا ماہ نے یہ سنکر اپنا سحر اتارا
اور کہا اچھا لیجائیے اسنے اٹھکر ایک بار پھولنیکا دکھلائی ماہ سے **کلباد** کو بہکایا اسلیے کہ نام بھی اسنے عیار کو مسحور کر لیا غرض
بعد اس تدبیر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا اور نعرہ کیا کہ اے دختر ماہ تجکو لازم ہے کہ یہاں سے چلی جا نہیں سیارہ اگر یہاں

ٹھہر گئی تھی وہ صبح نمودار ہو گی کہ تو بھی جی ڈر گئی ماہ یہ نعرہ سنکر پیچھے دوڑی دونوں عیار مثل برق دباد کے نکل گئے اور یہ ساحرہ دل میں تپ رشک یا جگی تھی آگے نہ بڑھی اور پھر کر اپنی حفاظت کیلیے ایک سفینہ سحر پڑھکر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا گرد بارگاہ ایک دیوار سیاہ کھنچ گئی اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ میں جانے ممکن نہیں یہ انتظام کر کے ماہ تو بارگاہ میں بیٹھی اور عیار بھی اندر بارگاہ کے نجا سکے مجبور ہو کر اپنے لشکر میں آئے لشکر میں تیاری ضرب و حرب تھی بہادر تن سبہ تھے نوجوان بن سب تھے اسلحہ کی بلند جھنکار تھی تلوار کی تیز دھار تھی گرز سر بلندی پر آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ اسی ہنگامہ میں وہ رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی جسم دہر پر سے بلا سے تیرگی دور ہوئی سحر خندان اور مسرور ہوئی کہ بموجب

ابیات

کھلے غنچے ہنسے گلشن میں پھر گل
قمر نے پھر لباس شب اتارا
نکل آئی ضیاے مہر بالکل
ہوا روشن سحر کا پھر ستارا

دم سحر لشکر ان جنگجو آمد خسرو زرین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کر کے تو سنہائے سبزہ رنگ پر سوار ہو کر وارد صحرائے جدال ہوئے منبے فلک مرکب پر رشک کرتا بہرام ترک کو بڑا اخوف تھا مختصر یہ کہ بہادر آمادہ قتال ہوئے امیر با اقبال اسلحہ تن پر سجکر بہزاراں جاہ و جلال اشقر پر سوار ہو کر جلوخانہ شہنشاہ رستم خصال پر آئے سرداروں نے انتظام مقدم شاہ دین جانب دراز لکھے ناگاہ کہیان تشریف آوری گلچین شہریاری نے مقام منتظران منظر فرمایا جمال شاہی سے چشم مشتاقان نور بخشا دیدہ چراغ خنجر کو تجلی سواری نے نرگس آسا حیران بنایا ہر سوار رسان شاخ بار دار بہر تسلیم جھکا جنت ان شاہی سے نسیم قبول نے اہتزاز پایا تخت کے گرد برنگ طبلان گلستان شجاعت جمع ہو کر گلگون صبا شتاب سب نے بڑھائے نلج دشمن نے پرچم اقبال اڑائے ڈنکے بادل کی طرح گرجے ہتھیار برق کردار چمکنے لگے امیر کا اشقر چھلباں کھاتا تو جھکے آگے اسطرح چلا کہ برق و شعلہ کا بھی اسکی تو ب پر رشک سے دل جلا یہ حال اسکا تھا کہ

نظم

ہاد پا اس رخش کو اسواسطے کہتے ہیں ہم
اس فرس میں اک بر افیت ہوا کمین خرمی
خاک کی جا باد تند ہر اسکے قالب میں بھرا
تازیانے کے برابر ہے اسے تازیانگاہ
اسکے آگے ابرسخر دی حقیقت کچھ نہیں
اسکے راکب کے اشارہ دیکھی اسکی بکھری

برابر برابر امیر کے جانشین انکا دالے علم ہندوستان تعبۂ علم وشان فیل بیرہ مبارک پر سواران تو الکھ ہندی کا مجمع ہمراہ بڑا سر کی ادبر سامان تھا ہاتھی ایسا صاحب شکوہ شان تھا کہ فیل فلک مرقربان تھا ہر چند سر جھکا کر شباہت اپنی مثل اسکے بنانا تھا مگر نہ بنتا تھا کہ

نظم

جا ظلمات اسکے سایہ سے عالم میں ہو
شمع دندان کی اسکے مونہ جلوہ گری
ساہ اس پیل کلان سے کعبہ کا ہی بچہ نتیب
طلعبت کرتی چاندنی ڈر سے ہر جائے پری
خوشنما بالائے سر جو کمانی حرم گجیدانک کا
آسمان پر ہیرا ہلال عید کی جلوہ گری

اسطرح فوج نایاب جھکتی علم چمکتے نیچے اتھے ترپے میر کی سیاہی چھائی کالی گھٹا آئی سیاہ دل بادل کیطرح میدان نبرد میں جا بجی اسطرف آمد لشکر حریف ہوئی لقاۓ باتی بالب لشکر میں کر قائم ہوا ادبادصبا دوشتاب اسطرح بنگلے میں بیٹھے ہوئے آئے اور سپالار اژدر دہان سوار ہو کر مع گروہ ساحران نابکار ایک سمت آکر ٹھہری صفین آراستہ ہوئیں جلد ورتی جلا امور جنگ . بے نام و ننگ نے بلاے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہے سنا اجازت ساکو دی تجبہ اژدر دہان نے سجدہ لقا کے آئی اور ان سے پیاسے بھی اجازت ... مہ ہانسے بھی رخصت کی اسنے رخ جانب میدان کیا اور وسط میدان میں تکبیر نعرہ مارا کہ قدرت سلیمان تاج میں طبقہ کے لئے دیتی ہوں اور مجھا وہ غلام میں آکر تمہیں سکو بکال فراہ مشکل کرتی ہوں یہ کہکر اژدر بڑھا کر تے صف لشکر بادشاہ سے بھاگ اژدہے کے سر پر ایک سوار ال مارا وہ سر گرا کا ہو گیا اور منھ سے شعلہ ہو حلال شعلہ آگ کے منہ سے نکلنے لگے جہنم ظاہر تھا کہ کھلگیا اس اژدر نے دم سیاہ لشکر کے آدمی کھینچکر سو سو ہو ایک ہی بار اسکے دہن میں سما گئے

غلغلۂ عظیم برپا ہوا صفوف میں درہمی و برہمی ہوئی بہادر چار سمت سے مرکب جھپٹا کر تیغیں علم کر کے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش سے بدن زرہ میں پکنے لگے شور واویلا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھ کر اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور خنجر دیوزاد بڑھایا اس ساحرہ نے آپکو دیکھ کر پھر ایک ترسول اژدر پیکر مارا کہ وہ اژدر اس نیمچہ کو لیکر زمین میں سما گیا امیر اسکو غائب دیکھ کر رکے لیکن سمجھ گئے کہ وہ ساحرہ زمین غرق ہوئی تھی شعلۂ آتش وہاں سے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے اس ندرہ گوئیہ سے لشکر میں پھر تلاطم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی تہ زمین ہوئے اسوقت امیر نے مرکب بڑھا کر اپنے تئیں اس مقام پر پہونچایا اور اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ یکایک وہ ساحرہ مع اژدر شعلہ فشاں زمین سے نکلی اژدر کا قد سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھیں لال لال کیے منہ سے شعلہ چھوڑتی ہیبت ناک صورت سیاہ بال زمین تک لٹکائے ظاہر ہوئی اور ترسول پکڑ کر امیر پر حملہ کیا آپنے حملہ اسکا رد کر کے نعرۂ واللہ اکبر بلند فرمایا اور اسم اعظم دم کر کے تلوار پر عقرب سلیمانی کا ہاتھ اسکے سر کمیں پر لگایا برکت اسمائے الٰہی سے تلوار ایسی پڑی کہ مع اژدر وہ ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوئے غلغلۂ قیامت خیز برپا ہوا آندھی نے دنیا اندھیری کر دی آگ برسنے لگی ساحروں نے غل مچایا کہ افسوس ہے مارا ماہ جادو کو اس ہنگامہ کو دیکھ کر جلاد و صیاد وغیرہ نے ایک نعرہ آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ ہاں لینا اس سلمان کو ساحر حملہ آور ہوئے **بختیارک** نے اس حملہ کو دیکھ کر غور کیا کہ اس گرمی میں جلاد وغیرہ قتل ہو جائینگے کیونکہ انکو عقرب سے پالا پڑا اور **حمزہ** مالک الملک السحر ہے وہ ایک کو بھی زندہ نہ رکھیگا لہذا جنگ ملتوی کر کے ان سبکو بچانا چاہیے یہ سمجھ کر افسران لشکر کو اسنے بھی حکم حملہ کر دیا ۔ بالم سنجانی و باختری و مشتری و عصاری اور کوہی و سلیمانی ترکانی جمشیدی کیمرتی تیر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے نیزہ داروں نے دشت قتال نیستان بنا دیا تیر افگنوں نے مینہ برسا دیا **امیر** اور سرداران لشکر اسلام بھی سینہ سپر کر کے عدو کو روز بد دکھانے لگے پیچھے ہاتھ تلواروں کے بڑھ بڑھ کر لگنے لگے جو بہادر کہ زخم کو زخم نہ سمجھتے تھے جان نثار انکے نزدیک کھیل تھا تیغ کو انکی سر گردن سے دشمن کے میل تھا جانبازی انکی بازی تھی دم شمشیر سے دمسازی تھی جب ہولے خنجر زنی فراش تھی بچھی ہوئی لاش پر لاش تھی پیرہن ہستی قطع ہو کر انکا بکھرتا تھا زندگی کا ہر ایک کو رونا تھا نفس کی تنگی و ویرانی کسی کا تن خیمہ حسد و ویران تھے اہل بزم پریشان تھے ڈھالیں ابر کی طرح چھائیں تھیں یا شامیانہ تنا تھا تار شعاع شمشیر کی چمک سے ایسا اجتماع تھا کہ کلابتوں کی ڈوریاں اس ہنگامہ کی تھیں رقص بسمل نے کیفیتیں دکھائیں کہ **ابیات**

بماہ بہ خورشید گرد سپاہ
بنیزد سران سر انجمن
غریوے برآورد بریان شیر
چو اندر گیا آتش تیز و باد

ندیدہ کس از گرد خورشید ماہ
سپہدار اسلام چون فیل مست
پئے دشمن آورد چون گور زیر

شد آن جادوے زشت و ناپاک تن
ہمی گشت شان و ہمیگر دیست
بلشکر گہ دشمن اندر فتاد

ساحروں نے ہر چند بہ ہمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنی آگ برسائی پہاڑ اتارا گرد دھند بارو عقرب برسائے اژدر سحر سے بنا کر اڑائے مگر برکت اسم اعظم اہل اسلام ان بلاؤں سے محفوظ رہے اور قتل کرتے جانب مقابل چلے امیر نے ساحران بڑھے **بختیارک** نے یہ دیکھ کر طبل بازگشت بجوا دیا امیر ناچار پھرے ادھر بھی طبل آسایش پر چوب پڑی فوجیں پھر کر پڑاؤ پر آئیں امیر نے لاشیں اپنے لشکر کے مقتولوں کی اٹھائیں پھر بارگاہ میں تشریف لائے زخمیوں کے ٹانکے دلوائے دربار برخاست ہوا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر جا کر مصروف عیش و نشاط ہوا سپاہ شام کی [illegible] ہوئے یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن اسطرف جلانے لاش ماہ کو اٹھوایا بہت اسکے مرنیکا غم کیا پھر بارگاہ لقا میں آیا دہان مہتاب و صبا بھی [illegible] شہنشاہ بھی غم ظاہر کرنے لگیں بختیارک نے کہا خداوند [illegible]

ایکدن اسیطرح تم سب خوابگاہ عدم میں جاکر سو رہو گے عالم ارواح میں رہو گے ساحروں نے متفق اللفظ اسکے قول کی تائید کی مہتاب جادو نے
بھی کہا کہ ملکہ جی آپ سچ فرماتی ہیں بغیر اسم اعظم بھلائے حمزہ سے کوئی لڑ نہیں سکتا اچھا آجکی رات میں ایک سحر تیار کرتی ہوں اگر اس سحر
سے بھی کچھ نہ ہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کرونگی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی رہی جب وقت آیا کہ اژدر شب برباہ آسمان بصورت ساحران سوار ہوا اور ہرگ
ساحر روز سے عالم میں اندھیر اچھایا نظم

ستم سے بھرا جو ساغر شام | تو پہنی شب نے پوشاک سیہ فام
کیا شب نے چراغ ماہ روشن | ڈھلا دن کی طرح تاروں کا جوبن

مہتاب بارگاہ سے اٹھکر اڑی اور جو ولی کرہ عمیق میں پہونچا ایک چشمہ کے کنارے اتری
برہنہ ہوکر اس چشمہ میں پہلے نہائی پھر کنارے آکر بیچ حصار کی ایک جگہ میں آگ جلائی اپنے خون سے چھینٹے اس چوک کی نذر دینے لگی اور سحر پڑھتی
تھی پہر رات تک اسیطرح افسون خوان رہی بعد نصف شب زمین دشتیں درزو در دیر تک بچنے لگی ناگاہ اس چوک کی زمین پھٹ کر شق ہوئی اور ایک
شیطان خبیث نے اسمیں سے منہ نکال کر پوچھا کہ کیا کسی ہے اسنے کہا مجھکو منظور ہے کہ مسلمانوں کو آپسمیں لڑا دوں اور ایک کو دوسرے کے ہاتھ
سے قتل کراؤں شیطان نے جواب دیا کہ یہ کچھ مشکل نہیں جا ایسا ہی ہوگا اسنے کہا حمزہ افسر لشکر مسلمانان دسحر پڑھتا ہے اسکا کیا علاج
آپنے سوچا ہے اسنے بیان کیا کہ جب حمزہ ان لڑنیوالوں کے قریب دسحر کرتے آئیگا تو گرد پیدا ہوگی وہ لڑنیوالے اسمیں غائب ہوجائینگے
حمزہ پھر انکو نہ پائیگا اسنے کہا پھر وہ لوگ کہاں جائینگے اسنے جواب دیا کہ ہم قید کر لائینگے ساحرہ ان باتوں سے بہت خوش ہوئی اور اس
شیطان کو اپنا خون جسم کا نکر پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہوگیا اسنے بہت سے دانے ماش کے لوہے پر تو ملکے اتار لیے اور چوک
بجھا کر غائب ہوگئی پردے ہوا اپنے جائی بیلا پاس آکر سوئی جب ساحرہ ذرنگار نے آفتاب کی چوک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور
حوادث دہر نے شیطان بنکر مخبران مال دنیا کی صورت دکھائی کریت ہوئی پھر صبح تاباں دشمنی بلا ہوئی غائب نظر سے پھر شب تار
وقت سحر لقا آکر بارگاہ میں تخت پر بیٹھا دربار جمع ہوا ساحر بھی رو دے ہوئے بارگاہ میں آئے جیسے سر زمین نیا پڑے سایہ
اترا یا فتنہ دہر میں پیدا ہوا اسیطرح ظاہر ہوکر دنگل پر بیٹھے ناچ ہونیکا حکم دیا دن عیش و عشرت میں بسر کیا جب لشکر اجوت کیطرح سر عالم پر
چڑھا اور عامل روز فقیہ آفتاب بجھا کر کنارہ ہوگیا اور شب کی پیرزادی نے ہندسہ جات انجم کا نقش منقوطہ کہکشان کھینچکر ہوا کہ جب نظم

اداس افسون کیوں ہو صورت شام | پڑا ہر سمت میں گردوں پہ کہرام
ستارے بن رہے تھے دانہ اشک | زبان پر مہ کی تھا افسانہ اشک

مہتاب نے شام ہوتے ہی حکم نواخت طبل جنگ کا دیا نقارہ پر چوب پڑی یہ ہنگامہ ہوا کہ جب مولف

صدائے طبل سے پانی ہوئے دل | ندا آئی کہ اب ہستی ہے باطل
لگے کہنے بہادر ہنس کے یہ بول | سمانے میں بہت یہ دور سے ڈھول

جبکوس حرب بجنے کی آواز خوش بنا کہ اسلام میں پہونچی ادھر بھی یہ حال ہوا کہ جب مولف

بجا فوج اسلام میں طبل جنگ | پڑا چرخ میں چرخ فیروزہ رنگ
دہل زن دہل زد بہ تحسین او | ہے بیں دین او دین او دین او
شجاعت شعاران رستم خصال | ہوئے مستعد بہر جنگ و جدال

تیاری جنگ دونوں جانب آغاز ہوئی طائر خیال بیباز دن کو جانب سحر اے جلادت طاقت پرواز ہوئے ہوا ہے سے توحصلہ شجاعان نے گلستان
تہوری کو ہرا کر دیا نیا گل کھلایا کہ گلشن ہستی میں نہال قامت کے قطع ہونیکا وقت قریب یاد آیا جیب تیا تھی کہ فوج آبیاری نوہو کرنے
پر تیار تھی نیزے حدیقہ رحمندی کے سرو پا تمشاد تھے خلنگ کمان آباد تھے تیغیں سان پر چڑھنے سے شعلہ افشان تھیں جنا دست گری

چنگاریان تھین لال لال بٹن کے سپاہی سرخ وردی سے لالہ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان جلادت تھے فوجونکی نگرانی آنکھین چار سو لگی تھین گویا نرگس اس گلزار بہادری مین ہیولا تماشا سر دباغ غبار دلکا گویا تھا قمریان بلبلین زمزمہ پرداز تھین نقیب جو لیتے تھے مرغ ارمان پکارتے بولتے تھے جو بیٹ بھی تھی بھنوری کی ٹٹی نظر آتی تھی قرنا ہر ایک شبو تھا گل عباس علم کیصورت ہو بہو تھا مرکب سب نسیم و صبا شتاب تھے سیر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان لباس جوانان گلشن تن رہے تھے افسر ہر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ پہنکر عروس بن رہے تھے جرنیل و فوجدار چمنستان جرات کے سرو صنوبر تھے جلادار نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھین سب ہمونکی گل کی رنگت دکھاتی قیامت زا کیتین نظر آتی ہر چہار حادثہ زا بوستان فسے وزان تھی یہ صورت نمایان تھی کہ لمؤلفہ

وہ سب گلستان شجاعت کے گل
بہ رنگ عنادل یہ کرتے تھے غل
کہ ہان اے جوانان گلزار رزم
سمجھنا تم اس رزم کو جاے بزم
کہین سان پر تیغ تھی شعلہ بار
کہ ہو جیسے گلشن مین نخل چنار
کسی جا زمین پر تھے نیزے گڑے
شجاعت شعار انکے پیچھے کھڑے
یہ ظاہر تھا جیسے نیستان مین شیر
پے صید پھرتے ہین ہو کر دلیر

رات بھر یہی ہواے تند گلستان لشکر مین چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری نے کھلایا اور گلشن کواکب افلاک دست برد خزان ہوا کہ بموجب نظم

صف مشرق سے اسپ مہر چمکا
ہوئی مسدود راہ کہکشان صاف
ہو اٹھے جس گھڑی میدان شب کا
ہوا اک بار روے آسمان صاف

رایت نصرت آیات موج ظفر موج شہنشاہ آسمان ورایت بصد کشت وجلال بہر جنگ وجدال جانب میدان بڑھا امیر با اقبال مع سرداران رستم خصال کے سمند سے اُترکر جلوخانہ بادشاہی مین قرار لیا شاہ قوی بال برآمد ہوکر جانب رزمگاہ چلے سردار تسلیم کرکے گرد تخت شاہی ہمرکاب کہ بموجب ابیات لمؤلفہ

پڑی کوس شاہی پہ چوب ایکبار
جہان مین ہوا شور حشر آشکار
چلے جانب رزمگہ بادشہ
زمین و زمان مین پڑا زلزلہ
سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر
سپاہ رہنر مند عالی گہر
بڑھے کروفر سے بڑی آن سے
ہوے داخل رزمگہ شان سے

میدان مین پہونچکر یہ صفین جمین اسطرف سے آمد لشکر لقاے بے بقا ہوئی ساحرون مین سے بلاد صبا نگلے مین بیٹھے ہوے مہتاب اژدر پر سوار ساحرونکے پرے جماوے آئی لشکر نے صف باندھی قلب مین تخت ہفت گیر کھنچا ہوا لقا کا ٹھہرا نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ بموجب ابیات لمؤلفہ

کہان ہین وہ جنگ آور دیگران
کدھر ہین شجاعان نام آوران
لڑائی مین جائین لڑا دین ذرا
کہ مٹ جائین گے نام رہجائے گا

جب کل انتظام میدان ہوچکا مہتاب نے قریب تخت خداوند آکر رخصت سر حرب طلب کی لقا نے اجازت دی بختیارک نے کہا ماہ کیطرح سے ملکہ تم بھی جانب طلسم جانے مین عجلت نہ کرنا جو تم کہین داہ رہی رذیل و قحبہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی آجکی لڑائی قابل دیکھنے کے ہے یہ کہکر اژدہا بڑھاکر کچھ دور آگے جاکر پکاری کہ اے قاسم و علمشاہ تم دونون ملکے لڑنیوالے ہو مگر کبھی آپس مین باپ بیٹے لڑے مین اب مثل رستم و سہراب باہم لڑکر مرجاؤ تو نام ہو معرکہ مین کرجاؤ یہ سنتے ہی قاسم و علمشاہ کہ صف دست چپ مین ایک ہی مقام پر کھڑے تھے آمادہ فساد ہوے علمشاہ نے قاسم کو للکارا کہ اے بے ادب تو ہمیشہ مجھکو گھورتا ہے اور ہر بات مین منہ چڑھتا ہے قاسم نے جواب اسکے تہذیب کی کہ مین رتبہ پدری کا پاس کرتا تھا سو جب کہ آپ کا کرم اکرام

اٹھاتا تھا اب میں تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کرونگا زیادہ بولو گے تو زبان تیغ سے جواب دونگا یہ سنکر علمشاہ
تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر امیر پر چلے قاسم نے بھی پلارک کو افراسیاب کی نیام سے لیا دونوں صف لشکر سے باہر ہوئے اور
لڑنے لگے جھنجھناتا شمشیرزنی کا شروع ہوا سرداران اسلام ہان ہان کرکے چھڑانے بڑھے اور پکارے کہ اے دلاورو
کیا کرتے ہو قدم راہ مروت سے خلاف دھرتے ہو خبردار فساد باہم نہ کرو یہ کہتے ہیں اور کچھ کر نہیں سکتے اسوقت امیر مرکب
بڑھا کر اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے اور کمند اندازوں کو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کمندیں مارکر انکو اسیر کرو ادھر سے کمند انداز
چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے پہونچا تھا کہ صحرا کیطرف آندھی آئی اور ایسی جلد کہ ہر آئی آئی قریب کے
غبار نے ان دونوں لڑنے والوں کو چھپا لیا امیر نے اس آندھی پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک بباد فنا اڑ گئی لیکن نگاہ جو کی
لاش قاسم و علمشاہ کی پڑی تھی صورت زیبا خاک میں ملی تھی آنکھیں حسرت آلود کھلی تھیں باپ کی تلوار بیٹے پر پڑی پر بیٹے کی
تلوار نے باپ کی جان لی ہے یہ دیکھکر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑیں فرط غم سے سر پر خاک ڈالیں مگر میدان جنگ میں کھڑے
تھے غیرت شجاعت دامن گیر دیدۂ دلسے اشک گریہ پاک کرنے لگے نالہ نے ضبط کرنے سے گلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے
لشکر میں بھی کہرام بپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ بیت سد اگر کسنے اس عالم میں پایا ۔ زمین سے آسمان نے ہی اٹھایا ۔ کوئی کہتا
تھا بیت یہ تازہ دیکھئے ہیں داغ دل کو ۔ بنایا آہ لالہ باغ دل کو ۔ اسیطرح یہ سب تو مصروف نالہ و شیون تھے کہ اس قصہ
مہتاب نے پکار کر کہا کہ اے لندھور دے مالک بھلا دیکھوں تو تم دونوں کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کیسے کہ تم دونوں تابع
حمزہ ہو یقین ہے کہ خوب لڑتے ہوگے اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کیطرف دیکھکر نعرہ کیا کہ اے ماہچہ بیگ بیابان شمار سوسمار
خوار عربی تو ہمیشہ نگاہ کج مجکو دیکھتا ہے آج آ تو میرے مقابلہ میں مالک نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے ہندی بھتی خور کم قدرے تو لڑنا کیا
جانے یہ کہکر مادیان عربی کو صف سے نکالا ادھر سے فیل ہیوبنہ کو لندھور نے بڑھایا امیر ہاں ہاں کرکے چلے از بسکہ لشکر کی صف
دور تک تھی جھٹ جا نہیں سکتے اسوقت تک وہ دونوں لڑنے لگے اسنے نیزہ مارا اسنے گرز مارا دونوں لعزمیں ادا کرکے جنگ مردانہ
آغاز کی اس عرصہ میں امیر قریب پہونچے اور ایک طرف سے حکم بادشاہ کمند انداز آگے لیکن ویسی ہی آندھی پھر آئی اور دامن گرد نے
پسان دامن آغوش مادران پرورد گان مہد شجاعت دستوری کو چھپا لیا امیر نے قریب پہونچکر اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو
مٹی لیکن ان دونوں کی لاش نظر پڑی عیاذاً باللہ امیر کو طاقت ضبط باقی نہ رہی بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا
کہ بیت فلک نگاہی بھی کیا کیا کہ تو داغ ۔ جلیگا دل کو دیگا آج جو داغ ۔ یہ تو اس عالم میں تھے کہ ساحرہ نے ہنسکر باواز
بلند کہا کہ اے فرامرز و جمہور تم دونوں بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خداوند حمزہ ہو چاہیے کہ ہم لڑکر مر جاؤ اپنا نام کر جاؤ
یہ آواز سنتے ہی امیر چلے کہ میں پہلے ہی جاکر ان دونوں کو روکوں اور اسم اعظم پڑھوں لیکن صف میں دست چپ و سر دست
راست میں تھا اور تخت شاہی سے ملک صفی کی راستہ تھیں امیر نے بہت دور لانہ لندھور وغیرہ کے گریبان تھے ان دونوں کے
پاس جلد پہونچ نہ سکے دونوں صف سے نکلکر لڑنے لگے جمہور کا تیر زرین فرامرز پر پڑا دونوں شیر بیشہ شجاعت میں حربے
ہو کرکے باہم گتھ گئے امیر قریب پہونچے اسوقت غبار زمین پیدا ہوا اور ان دونوں نور دیدگان مہر مکث لا دری کو
مار گرایا امیر نے جو دیکھا تو لاشہ انکا نظر آیا بحر اشک قلزم چشم سے بہایا دست تاسف ملے اور فرمایا کہ بیت

نہ یہ تیر تمنے دلپہ مارا نہیں ہے صبر کا اب مجکو یارا + اب تو مصروف نوحہ و شیون تھے کہ مہتاب نے ابکی پکار اکر اسمندویل اصفہانی والے مہلیل جنگ عراقی تمہاری رزم بھی قابل دید تھی ہان لڑو تو آپسمین یہ سنکر سمندویل و مہلیل صف لشکر سے نکلے اور ہمکلام کرکے باہم لڑنے لگے اور دل گردے مین چھپکر مردہ ہوے امیر روتے رہے ساحرہ نے اسیطرح دس پندرہ جوڑ لڑوا دیے یہانتک وہ دن تمام ہوا اور غبار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کو یعنی نیر جہانتاب کو چھپایا روز روشن مثل شمع کشتہ ساحرہ شب نظر آیا **نظم**

اداسی شام پر چھائی ہوئی تھی	ستارون پر بلا آئی ہوئی تھی
چراغ ماہ تھا وہ روشنی بار	نظر آتے نہ تھے وان نجم سیار

مہتاب نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تمنے میرے خداوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمہارا گل کردونگی دشت لاشوں سے بھردونگی خبردار انکار نہ کرنا ورنہ سزا اپنی کنار مین دیکھوگے یہ کہکر پھری امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا القصہ اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا عجب نشاط برپا ہوئی لشکر اسلام مین ہر شخص زدہ غم سے افسانہ حیرت و حسرت بر زبان تھا سراسر غم کا سامان تھا امیر نے بارگاہ مین آکر خواجہ زادون کو بلایا اور حال کشتگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر خوض و غور فرمایا نظرات ثوابت و سیارگان کو دیکھکر سر اٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہریار سرفراز سب قید مین مبتلا ہین یہ سب پتلہا سحر مین جو قتل کیے گئے ہین انکو پھنکوا دیجیے اور جو امتحان ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر اسم اعظم دم فرمایئے حال معلوم ہو جائیگا امیر نے ایسا ہی کیا پتلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو پھنکوا دیا اور خواجہ زادون کو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار رسیلہ وغیرہ فکر عیاری مین چلے دربار برخاست ہوا سردار خوابگاہ مین گئے بادشاہ داخل شبستان ہوے چالاک نے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے آج جاکر یا تو اپنی جان دیتا ہون یا مہتاب کو قتل کرتا ہون یہ کہکر بلباس عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا ابوالفتح نے جو اسکو جاتے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونون کنارے لشکر حریف پہونچکر صورت خدمتگار کی ایسی بنکر داخل لشکر ہوے یہان دیکھا تو بڑی گہما گہمی ہے دکانین کھلین سپاہ تمام مصروف خرمی ہے ہر سمت سامان عیش و نشاط ہے ساحرونمین انجمن انبساط ہے ہر طرح ہر مقام پر بہار ہے ہر شخص فتح کی خوشی کررہا ہے بستر پر سپاہیونکے یارونکا مجمع ہے شراب کا دور چلتا ہے یہ دونون عیار باہم مشورہ پذیر ہوے کہ ایک ہم مین سے بارگاہ [illegible] جائے اور دوسرا باہر ٹھہرے اسلیے کہ اندر والے پر معاذ اللہ خواستہ کچھ آفت آئے تو یہ اسکی اعانت کرے غرض [illegible] چالاک نے ابوالفتح کو باہر چھوڑا اور آپ اندر گیا یہان بھی سامان عشرت نظر آیا مہتاب مع اپنے [illegible] وغیرہ کے دنگل پر جلوہ فرما تھی محفل کا جلسہ برپا تھی بختیارک شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ مہتاب یہ روشنی تمہاری رات بھر کی ہے بہار تمہاری نظر آتی ہے مرشد زادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے یہ چاندی سی صورت خاک مین ملا دینگے مہتاب یہ باتین سنکر ہنستی ہی ہے چالاک جملہ کیفیت سنکر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو عیارونکا خوف دلایا اسنے زیر لب کچھ بڑبڑایا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا کہ ہاتھ مین خاصدان لیے تھا وہ خاصدان زبرجد ساحرہ لایا الخ

ایک گوری امین سے بیکل کھائی اب اس بچہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان مین اسکے کچھ کہا چالاک سمجھا کہ تیراذ کر یہ کرتا
ہو بھاگ جا پھر سمجھا کہ جو تیری جانب یہ کچھ اشارہ بھی کرے اسوقت بھاگنا چاہیے یہ سمجھکر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ سے بتلا کر چکا تھا کہ عیار
ٹھہرا ہوا ہے دانہ ماش کا پھینک کر آواز دی کہ اے زمین گیر چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اسنے گرفتار کرا کر سامنے بلایا اور کہا
سچ بتلا کہ تو کون ہے چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا مین تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی خطا تیری نہین کی تھی جو تو نے گرفتار کر لیا مین
ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بارگاہ مین آیا کرتا ہون علاوہ اسکے ہو گو نکا ستانا اچھا نہین بختیارک یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا
نہو خوف زدہ ہوکر ساحرہ اسکو چھوڑ دے بس اسنے کہا مرشدزادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہین اور اب تو ماہ جادو کا
انکو بدلا لینا ہے ہمارا کچھ یا امین زور نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ مین بولینگے یہ کہکر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر بریدہ بانگ
نمید ہے آپ انکو وہ راہ بتلائیے کہ اب یہان یہ نہ آسکین ساحرہ اسکے کلام کو سمجھی کہ دربردہ اسکے قتل کو کہتا ہے پس عازم قتل جلد
ہوکر کے جوئی ور لقا سے کہا کہ یا خداوند مین اس عیار کو اپنے خیمہ مین لیجا کر سر کاٹکر اسکا آتی ہون ایجا اسکے معین اور عیار آجائینگے
اور فساد برپا کرینگے یہ کہکر اٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلہ گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا ابو الفتح جو باہر بارگاہ کے تھا
یہ خبر سنکر اندر آیا اور بختیارک کے پس پشت ٹھہرا جب ساحرہ چالاک کو لیکر چلی اسنے خنجر کی نوک پشت بختیارک مین چبھوئی کہ
اسنے گھبرا کر سر اونچا کیا اور اسکی جانب دیکھا اسنے کانمین جھک کر کہا ملک جی آج تمھاری قضا آگئی ہمیرا خنجر کیا بران ہے ملک جی
نے جلدی یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرامزادے تو ہی تو مشتعل کرتا ساحرہ کو بہر قتل عیار و تیار ہے اے
بے ایمان خود اگر میرے بھائی کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تیرا حلوا بکا دونگا بہتر یہ ہے کہ اسکو قید سے چھڑا دے ملک جی نے جی کڑا کرکے
کہا آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے قتل ہو جانے دیجیے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیجیے گا ابو الفتح کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ مترب نے لگا اور خنجر
کھینچکر پکارا کہ او قرمساق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اسنے خنجر کھینچا ساحرون اور سب اہل دربار نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کرین
مگر شیطان سمجھا کہ سچ قتل ہو جاؤنگا اور بالفرض کہ بسبب سحر کے اسوقت اس عیار کا خنجر دفعتہً مجھپر نہ پڑیگا لیکن اور عیار مجھکو
زندہ نہ رکھینگے پس یہ سمجھکر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار اسپے کوئی نہ مزاحم ہو اور سبکو روک کر آپ عرض پیرا ہوا کہ حضور جو فرمائین مین
بجا لاؤن ابو الفتح نے باآواز کہنا مناسب نجانا آہستہ سے کانمین کہا کہ اے مغلوب جلد اٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہہ
کہ اس عیار کو قتل نہ کیجیے قید فرمائیے شیطان نے کہا بہت خوب چلیے یہ کہکر اٹھا جبتک ساحرہ چالاک کو اس عرصہ مین اپنے خیمہ مین
لائی تھی اور قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جا کر پہنچا اور پکارا کہ اے ملکہ مہتاب جلد تمکو خداوند بلاتے ہین فرماتے ہین کہ اس عیار کو
قتل کرنا نامناسب ہے قید کرو ساحرہ نے کہا قید سے کیا حاصل ہے قتل ہی کرنا بہتر ہے بختیارک نے کہا اے مالزادی نہ تو سمجھے
نہ بوجھے با تمین بناتی ہے اور مجھے آج قتل کرنا ہے میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جوتیان کھائینگے تیرا سر اڑیگا کیون شامت آئی ہے
جلد حکم قید کا دے اور جو مین کہتا ہون بجا لا ساحرہ اسکی باتون سے حیران ہوئی کہ آج شیطان کو کیا ہوا ہے جو مجھکو گالیان دیتا ہے
اور عیار کا جنبہ کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین کچھ اسرار ہے مناسب ہے کہ خداوند کے پاس چلکر دریافت کرون بس یہ خیال کرکے
ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو اسکے پاس قید کرا کے خداوند پاس جاؤن پس اسکا ہمسٹ کھینا تھا کہ
سیارہ جو پہلے عیاری کو آیا تھا اسی کی قید کا غل سنکر متیاب ہوا تھا خیمہ نمرہ بائی براور مین ٹھہرا ہوا تھا شیطان کے آنے سے سکی

خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش کی بس اسکو قریب پایا چالاک کو اسکے سپرد کیا کہ تو اپنے سحر مین قید کر مین خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ کہکر اپنا سحر اتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی یہ دونون عیار بھی خیمے سے نکلکر بھاگے اور سیارہ نے روکیا اور پکارا کہ اے تجبہ سم سیارہ دیکھو یون چھڑا لیجاتے ہین ساحرہ نے یہ نعرہ سنکر چاہا کہ پھر انکو گرفتار کرون مگر بختیارک نے منع کیا کہ ان عیارون کو چھیڑنا اچھا نہین ابھی مجھپر یہ سانحہ گذر چکا ہی یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ کے عیارون کی چالاکی سے حواس مختل ہوے لیکن شیطان سے کہا کہ آپ لوگ اگر اسطرح خوفناک ہونگے تو پھر ہم مقابلہ کیا کرینگے آپنے بہت برا کیا کہ اس عیار کو رہا کر دیا جسنے آپکو دھمکا یا تھا اس ہوے کو بھی قید کرانا تھا آپنے تو ملک جی فرط خوف سے جی ہار دیا ہی سو بود دو سکے ہو دے آپ بنگئے ہین بختیارک یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ آپ زندہ جہان زندہ جان ہی تو جہان ہی جب میری جان پر بنے گی مین بھی یہی کرونگا اگر ایسی ہی تم مضبوط ہو تو اپنے خیمے مین بیٹھکر عیارون کو بلاؤ دیکھو تو کہ وہ آکر کیسی میخ مارتے ہین مہتاب کو یہ کلام سنکر غصہ آیا اور کہا اچھا مین ابھی جاکر جتنے عیار ہین سبکو گرفتار کرکے راہ فنا دکھاتی ہون اپنا سحر آزماتی ہون لاحول نے بہت ناک مین دم کر رکھا ہی اور بڑی دھاک اپنی باندھ رکھی ہی بختیارک تو چاہتا ہی کہ مین الگ ہون اور عیار قتل ہون بس اسنے اور زیادہ اسکو ورغلایا یعنے کہا کہ اے ملکہ کیون قضا آئی موت چھیڑ لاتی ہی بھلا یہ بھی تو کہ تم عیارون کو گرفتار کرکے قتل کرتی ہو مہتاب یہ کلام سنکر پھری اور اپنے خیمے کیطرف چلی بختیارک بارگاہ لقا کیطرف پھرا ابو الفتح جعفر جو بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کیطرف چلا اسلیے کہ اور عیارون سے مشورہ ساحرہ کا بیان کرون یہ تو ادھر سے چلا ادھر سیارہ جو عیاری کرکے مہتاب کے چالاک کو لیگیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ مجھ سے چھوٹا بھی ہی اور دست جی عیار ہی یہ مجھکو رہا کر لایا احسان اسکا مجھپر ہوا اب تو چلکر جسطرح ہو سکے اس ساحرہ کو ہلاک کرین سیارہ سے جدا ہوکر چلا ادھر سیارہ بھی بارادہ عیاری روانہ ہوا اور ایک فراش کی ایسی صورت بنکر جبتک مہتاب خیمہ مین پھر کر آئے یہ داخل خیمہ ہوا اور روٹ مار کر پلنگ جو خیمے مین بچھا تھا اسکے نیچے جاکر چھپ رہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہنچا دیکھا کچھ کنیزین مہتاب کے در خیمہ پر کھڑی انتظار اپنی بی بی کے آنیکا کر رہی ہین یہ ساحر تو بنکر گیا ہی تھا ایک کنیز کا اسنے جاکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آؤ تجھسے خداوند نے کچھ کہا ہی سن لو کنیز ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی مین لایا اور حباب لڑا کر بیہوش کیا پیرہن اسکی اتارکر اپنی بنائی یعنی ویسی ہی دو چوٹیان کا نین ڈالین دراج پہنکر اطلسی ساری باندھکر گاتی دوپٹہ کی باندی بھی گلے مین ڈال ماتھے پر سیندور کا قشقہ کھینچا سیندور رانگ مین بھرا یہ نقشہ بنایا کہ

نظم

چمکتا برق ساں تھا رنگ رخ کا　　جدا تھے نرگسی آنکھوں پہ بادام
مقابل مہر تاباں کے تھا چہرا　　وہ دونوں کان میں بالے جو ڈالے
نہایت خوبصورت بنکے گلفام　　جڑاؤ سب جواہر کار وہ تھے
گلے میں خوشنما اک ہار ڈالا　　اسی صورت سے سجکر سارا گہنا

پس اس صورت سے تیار ہوکر بہت جلد کنیزون مین ملا اس عرصہ مین مہتاب بھی شیطان سے شرط گرفتاری عیاران کرکے خیمہ مین آئی کنیزین بہر خدمت حاضر ہوئین چالاک بھی انہین ملا ہوا سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہو کوئی انمین عیار ملکر چلا آیا ہو پس امتحان کرکے چند کنیزون کو رکھ لینا چاہیے زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہین ہی پس یہ سمجھکر سحر پڑھکر ایک تیغ

پیدا ہوا اور دم بھر میں وہ بچہ ایک سے دو ہوئے پھر دو سے چار ہوئے تا اینکہ سو بچے ہو گئے اور ایک ایک ہار پھولونکا وہ بچے لیے تھے
پس ہار سب کنیزونکے گلے میں بچوں نے ڈالدیے سب کنیزونکو تو کچھ نہوا مگر ہار پڑتے ہی چالاک کے بدن میں چنگاریاں اڑنے لگیں پس
جلدی سے وہ ہار اتارا مگر الاحتیاط زدیدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھکر اسکو بجنبش حرکت کیا اور پکاری کہ او دزد گردن باریک جانا
پنے مجکو تو جانا تہا کہ میں غافل ہوں اب قضا ہی تیری آگئی چالاک ان باتونکا جواب کیا دے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا
اور ساحرہ نے تمام کنیزونکو حکم دیا کہ باہر نکل جاؤ یہاں نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ تم میں ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیزیں حسب الحکم
باہر بارگاہ کے گئیں اور اسنے چالاک پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا یہ خنجر کھینچکر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو سیارہ
نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبرا کہ بڑا غضب ہوا بھائی قتل ہوتا ہے پس کروٹ مار کر پشت ساحرہ کیطرف نکلا وہ چابک
لنکا سنگ بھر کر دیکھے اسوقت تک سیارہ نے کمند ماری کہ حلقہ تیزی سے ساحرہ سینہ چالاک پر سے گری اور چاہتی تھی کہ
سحر پڑھکر کمند جلائے سیارہ نے مہلت نہ لینے دی بزبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ کر دور گرا وہ عیاروں کو
قتل کیا چاہتی تھی خود ہی گر اسے ملک عدم ہوئی تیر کی اجل نے فروغ مہتاب سحر مٹایا بیرون نے ہنگامہ مچایا آندھی سیاہ
آئی دنیا تاریک ہوئی کنیزیں اور سب ساحر دوڑے عیار دونوں نعرہ کرکے بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ
بختیارک بارگاہ میں کھڑے ہو کر ناچنے لگا کہ وہ مارا تاک دھنا دھنا خوب ہوا جو میں انکے منہ تر چڑھا دیکھا آپ نے
یوں مار ڈالتے ہیں ممکن ہو کہ کوئی مرشد زادونکے منہ چڑھے اور جیتا رہے میاں بلا صاحب بچا آپنے بلا و صبا کیفیت
دیکھکر ایسا گھبرائے کہ اڑکر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو پہلے لڑکر مہتاب کے سحر میں گرفتار ہوئے تھے تو انکی حالت یہ تھی کہ وہ
جو شیطان ساحرہ نے پوجا کرکے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا اور بتلا سحر کا ہمیشہ سر ڈالکر سردار کو پکڑ لیجاتا تھا اور دررہ کوہ
میں لیجا کر بیہوش و مدہوش کرکے رکھتا تھا چنانچہ مرگ ساحرہ سے وہ سحر رد ہوا اور سردار ہوشیار ہو کر دہ کوہ سے نکلے اور باہم
صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و قمع کرکے اپنے لشکر میں چلنا چاہیے چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگگاہ سے
قید ہوئے تھے پس جانب لشکر حریف آئے اول تو تیراندازی کی جب لشکر میں غلغلہ برپا ہوا تیغیں کھینچکر ہلا بہانے خیام
کاٹکر نعرہ شیرانہ بلند کرکے یہ سب گرے فوج کو ہیات و باختری میں غل ہوا کہ مسلمان شبخون لے آئے پلٹنیں اور رسالے جلد جلد
تیار ہوئے لیکن جب پلٹن چلی رسالہ ادھر سے آتا تھا آپس میں لشکر اسلام سمجھکر لڑائی شروع ہوئی بدحواسی لشکریونکی اس درجہ
تھی کہ ترکش کو نیام سمجھکر تیغ کی تلاش کرتے تھے نیام میں تیر ڈھونڈھتے تھے سپر تلوار کے عوض کہا کر وار کرتے تھے تلوار کے بجائے
سپر آڑ کرتے تھے چہرے نہ سرخی دستہ شجاعت کے عوض زردی مردنی کی چھائی تھی اجل پیشوائی کو آئی تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ
دی تھی گرم بازاری اجل تھی نہایت درجہ ہلچل تھی نمانان کا شانہ شجاعت کیلیے دستر خوان دامن تیغ کا بچھا تھا لقمہ شمشیر
کا نوالہ تھا سبز بان اجل خاطرداری میں مصروف تھا دل و جگر کی نہاری تلوار کی آنچ میں پکتی تھی تیغ و خنجر نے جان کھائی
تھی خون سود ازدگان شجاعت نمکین تھا حریف کو حریف حلوا سمجھتا تھا میٹھا کوئی نہ تھا جان شیرین دینے میں کڑوا زہر ہو رہا تھا کہ ابیات

سر سروران زیر گرز گران — چو سندان بد زنیک آہنگران — بسے سر گرفتار دام کمند
بسے خوار گشتہ تن ارجمند — کفن جوشن و بستر از خون و خاک — بر و سینہ گشتہ ز شمشیر چاک

زمین ارغوان و ہوا آبنوس	سپہر و ستارہ بہ آوای کوس
ز تیزہ ہوا چون نیستان شدہ است	ز خون رود گلگون نیستان شدہ است

رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ آب خنجر مہر خاور سے گلوے ساحرہ شب تر ہوا اور مہتاب آسمانی کا سر ضیا فروغ نیر عالم سے قلم نظر آیا **نظم**

ہوئی ناگاہ شب قربان سحر پر	دھرا خورشید نے احسان سحر پر
سحر کی روشنی عالم مین چھائی	امان پھر قتل سے لشکر نے پائی

ادھر شاہ اسلام بصد احتشام بارگاہ مین تشریف لائے امیر عالیمقام بھی سجدہ گرباں سے آئے سردار رات ہی کو لشکر عدو باہم لڑوا کر چلے آئے تھے صبح حاضر خدمت بادشاہ ہوئے عیارون نے رات کا حال سب بیان کیا بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا پھر قتل ساحرہ کی خوشی مین جشن کیا ساقی و مطرب بعد طرب حاضر محفل عشرت ہوئے مہیا سامان مسرت ہوئے اُدھر صبح لشکر لقا مین ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا حال کشتگان پر اشک حسرت بہاتے آخر سب خدمت مین اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر آکر بیٹھا دربار جمع ہوا ابلاد و صبا بھی رو سے ہوا سے اتر کر سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ یا خداوند جسکا ایسا جاگتی جوت کا تجھ ایسا خدا ہو اسکو عیار اسطرح آکر قتل کرین بڑے افسوس کا مقام ہے ہائے تقدیر ہماری کیا بری ہے کہ مشیت خداوندی بھی ہمارے قتل پر راجع ہوئی ہے لقا یہ سنکر شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کرنیکو انسے بمدارات تمام پیش آیا بہت کچھ تسکین دی اور کہا تم گھبراؤ نہین مین بروز نوروز مہتاب شاہ دونونکو زندہ کرونگا ابھی اپنی بہشت مین برائے سیر و تماشا انکو بھیجدیا ہے یہ باتین قدرت کے کارخانے کی ہین جس کو میری مشیت مین آتا ہے برائے سیر بہشت بھیجتا ہون اب تم اعظم حمزہ بند کر دین تقدیر کرتا ہون کہ تم فتحیاب ہوگے ساحرون نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہم مقابلہ مسلمانونسے نہ کرینگے اب ہم عرضی بافراسیاب کو لکھینگے تاکہ وہ ہماری مدد کیلیے اور کسیکو بھیجے لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے الغرض انہون نے اسیوقت عریضہ شاہ جادوان کیخدمت مین ترقیم کیا اور جملہ حال بہا کی لڑائی اور قتل ہونا جادوگرون کا اسمین لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے پس اس عرضی کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا خدمت بادشاہ مین جا کر عریضہ دینا اور زبانی بھی یہاں کی کیفیت عرض کرنا اسی لیے یہ عرضی پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجا کر نہین بھیجی گئی ہے کہ تم سب حال بھی کہوگے اور جواب بھی جلد لاؤگے ساحر مذکور کہ نام اسکا انجم جادو ہے عرضی لیکر روانہ ہوا اور داخل طلسم ہو کر بعد قطع منازل کوہ نیلم پر پہونچا وہانسے کچھ ساحر اپنے ہمراہ برائے رہبری لیکر چلا اور دریائے خونروان پر آیا کنارے دریا کے ساحر مذکور ٹھہر کر پکارا کہ شہنشاہ ساحران غلام کو اپنے پاس بلا لیجیے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہے یہ صدا دیتے ہی ایک پنجہ پیدا ہوا کہ اسکو اٹھا لیگیا افراسیاب باغ سیب طلسم باطن مین کہ نام اسکا نرگس زار ہے بیٹھا تھا ناچ پریزادان طلسم کا سامنے ہوتا تھا شراب پی رہا تھا پنجے نے لا کر اس ساحر کو پہونچایا اسنے شاہ طلسم کو تسلیم کی نذر دی پھر عرضی پیش کر کے زبانی بھی کیفیت بیان کی اور خواہان امداد ہوا بادشاہ عرضی پڑھکر اور حال سنکر بہت خاطر ملول ہوا دست تاسف ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ عرضی ملکہ حیرت کی لایا اسکو جو کھولا کیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ حضور نے اپنے پیر بھائی کو میری مدد کیلیے بھیجنے کو فرمایا تھا ابتک انکا انتظار کیا کوئی نہ آیا اب کسیکو یہاں بھیجیے تاکہ کار تکرار امان تمام کرے یہ عرضی پڑھکر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی طاق جمشید کو بادشاہ نے لکھا مضمون

یہ تھا کہ اے برادر سابق ہم کو اپنی مدد کیلیے مینے طلب کیا تھا نہین معلوم توقف تشریف آوری کا کیا سبب ہو اسامری تمھارا مزاج
سر اپا تہملج خوش رکھین اب جلد تر بمجرد دیکھنے نامہ محبت آگین کے یہان آیے اور اعانت اس مخلص کی فرمایئے یہ نامہ ایک تیز پر
کو دیکر روانہ کیا اب یہ نامہ طاق حشم پاس شاہ طلسم پہنچتا ہے اور لقا کی مدد کی کچھ اور فکر کرتا ہے شہزادہ اسد ابھی تک قید مین ہین
ملکہ مہرخ بمقابلہ حیرت مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہے اور عمرو طلسم کو کب مین ملکہ بہاران کے پاس ہے ادھر لشکر امیر بھی
لشکر لقا سے بلا وصبا انتظار مدد کر رہے ہین ابھی زندہ ہین کرنا موقوف کیا ہے لشکر اسلام سے ایرج تا قش وغیرہ
پھنس گئے ہین اور تورج کا دہنہ پر طلسم مزار ایرج کے داخل ہے اب یہ سب حالات مولف کے بشرط حیات جلد سوم مین انشا اللہ
بیان ہونگے یہ جاہ خاک راہ اہل دستگاہ خدمت میں سخن پناہ مین التماس کرتا ہے کہ اس قصہ کے بیان سے جو محض
شوکت دین حق ظاہر کرنیکی نیت سے مین نے لکھا ہے پڑھکر شاد ہو صاحب استعداد ہون وہ مجھکو دعاے خیر سے
یاد فرمائین اور میرے عیبونکو براہ کرم چھپائین - فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز جلد سوم طلسم ہوش ربا

اے قلم فرض ہے ثنائے الٰہ
رب اکبر کا کر ادا سجدا
اسکی درگاہ بے نیازی مین
جو جہان مین ہے اسکا نام ہے ہو
مالک الملک [illegible] شریک لہ
کہ خدا جسکا خود ہوا طالب
سائے پیغمبرون کے سر کا تاج
زیور عرش بہر زینت ہے
سایۂ جسم اقدس [illegible]
یہ بھی ہے میرا سے لقب رسول
راز دار [illegible]
جسکا [illegible]

حمد کا عزم ہے تو بسم اللہ
جس نے باغ جہان کیا آباد
[illegible] نرگس جھکاتی ہے آنکھین
ہے وہی بادشاہ کون و مکان
وحدہ لا الٰہ الا ہو
سرور انبیاؐ حبیب خدا
انبیا اُس کے در کے ہین محتاج
شمس [illegible] سن کا اسکے ہے یہ حال
اس لیے رب نے خلق تھا نہ کیا
ہے اسکے گرد بس ہی علیؑ
حافظ کار خانجات قضا
[illegible]

سر کو محراب حمد مین تو جھکا
دل بلبل کو گل کی بخشی یاد
سرو آزاد اُسی کے نام پہ ہو
ہے وہی باغبان باغ جہان
نور حق کا بھی وصف ہے واجب
خادم ادنےٰ ہے جبرئیلؑ اسکا
اُسکے نعلین کی یہ عظمت ہے
چرخ پر بنگیا ہے شکل ہلال
یعنے واحد ہو نہین کر دیہ قبول
کہ برادر ہے اسکا اور وصی
ناصر دین نفس پیغمبرؐ
مرتبہ دان رسول حق اسکا

[illegible] اسکی آل پہ ہو مدام

التماس مؤلف بخدمت ناظرین

ناظرینان داستان فصیح
اس جگہ پر کیا ہے ختم کلام
اور مہرخ مقابل حیرت
ہین لقا پاس داخل لشکر
عمرو تو سچ سے دلکے ہو جو خراش
جا کے اترے ہین ساتھ ہی لشکر
ہے جو افراسیاب کی وہ وزیر
لیکن اب پھر تنی ہے بے تکرار

سنیئن اس طرح بیان صحیح
کہ عمرو طالب اعانت ہے
اپنے لشکر مین ہے بصد غفلت
حمزۂ نامور کی ساری فوج
چلے ایرج ہین کہ تیسکی تلاش
سارے افراسیاب ہین کید
صنعت سحر ساز لیے تدبیر
الغرض سب یہ حال ہیش و کم

یعنی جلد دوم ہوئی جو تمام
ملک کوکب مین باصد عزت ہے
اور بلا و صبا رجا دو گر
ہے مقابل مین انکے باصد اوج
اور تو برج طلسم کے در پر
گنبد [illegible] بد اسد [illegible] قید
لڑنے آئی تھی پہلے وہ غدار
اپنی اپنی جگہ یہ ہوگا رقم

رہین اس سلسلے کے سب پابند　　تا کہ ہون داستان سے فائدہ مند

آغاز داستان دلستان پہونچنا نامہ افراسیاب کا طاق چشم جادو کے پاس اور عذر کرنا اسکا کہ مین علیل ہون اور بھیجنا اسکا اپنے اُستاد حسام جادو کو اور مارنا برق کا حسام جادو کو پھر بغضب تمام آنا طاق چشم کا اور مہرخ و بہار کا ہنگو دیوانہ بنانا آخر مارا جانا اسکا اور آنا صنعت سحر ساز کا اور لشکر مہرخ پر آفت لانا اور عین وقت پر عمرو کا طلسم کوکب سے مع لشکر کثیر آنا اور صنعت کو لڑ کر شکست دینا لشکر مہرخ کا خوشنود آمد عمرو سے ہونا

ساقی نامہ مؤلف

مے تو بیشکن دے اے ساقی
عیش و عشرت کے کامرانی کے
ارے تو بہ ابھی سے کی توبہ
بزم رندان کو چلکے رونق دو
روح جمشید کی قسم تمکو

ابھی فصل بہار ہے باقی
یار ہم مشربان کا ہے یہ قول
واہ وا واہ کون مانے گا
تمکو پیر مغان کے [illegible]
اپنی امید کی قسم

ابھی باقی ہین دن جوانی کے
[illegible] جلد تر لا حوال
لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
[illegible]
[illegible] کی قسم

دختر رز کی زیبون کی قسم
سچ بتاؤ کہ مے سے کیون ہو خفا
تم سے بنت العنب کی حرمت ہی
دیکھو سنسان میکدہ ہے پڑا
ساغر مے بھی چشم پر نم ہے
چلیے میخانہ کیجیے آباد
جھک کے سب نے لیے ہمارے قدم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
رند مسجد مین گر پڑے بہیم
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
ہو گئی آج میکدے مین عید
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
وقت افسانہ گوئی پھر آیا

تمکو سوگند جان رندان کی
دختر رز سے کیا قصور ہوا
محتسب تم سے خوف کھاتا ہے
ہے یہ میخانہ یا کہ ہے صحرا
نالۂ در گلو صراحی ہے
آپکے دم سے رند پھر ہون شاد
شیشے کرنے لگے مجھے تسلیم
مین نہین آیا دل لگی آئی
زہد و تقوی نے کی وہان سے گریز
سننے مارے خوشی سے پھر نعرے
بیعت خم پہ سب ہوے راضی
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
جھک کے جاہ خوب پی کر مے

بادہ خوارون کے دین و ایمان کی
تم سے پیر مغان کی عزت ہی
قاضی دستار کو بچاتا ہے
انجمن ہے کہ بزم ماتم ہے
جس طرف دیکھا ک تباہی ہے
الغرض آئے میکدے مین ہم
گردنین خم ہوئین پئے تعظیم
ہوے محراب خم مین سر پھر خم
رند ہکالے مے بیار و بریز
ہر طرف کر رہی تھی گفت و شنید
آخر اچھلا عمامۂ قاضی
اپنے ساقی کو مہربان پایا
ہان اٹھاؤ قلم کہ وقت یہ ہے

بادہ خواران ساغر معنی	این حکایت کنند لاثانی

بادہ کشان رحیق مروق مصطبۂ خوش کلامی و جرعہ نوشان ساغر بادۂ حسن نظامی مستقیان شراب حسین بیان وسرخوشان ساتگین میخانہ داستان۔ ساغر و دائرۂ حروف تحریر کو شراب کلام سے اس طرح لبریز فرماتے ہین اور انجمن قرطاس مین بسان بادہ خواران الفاظ مضامین کو یون جھاتے ہین کہ جب افراسیاب کو حال خراب بلا و صبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ دار کو بعد فکر بسیار جواب دیا کہ جا کر انکو میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ مین بہت جلد تمکا مدد دہی کا تمھاری کرسے باندھونگا اور دیا س اعانت تمھین عنایت کرونگا گھبراؤ نہین اطمینان تمام رکھو جنگ مسلمانان و اعانت خداوند سے کام رکھو غرضکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ دار یہ باتین سنکر اور خلعت رخصت پاکر جس راہ آیا تھا اسی راہ پھر چلا اور بعد قطع راہ طلسم وارد بارگاہ لقا ہوا یہ مرتد تخت کمبت پر بیٹھا تھا کوہیون کا مجمع تھا بلا و صبا بھی حاضر دربار بندمت مدار تھے نشۂ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آکر اثر زنگ بیان مین تصویر تقریر شاہ طلسم کھینچی جب سب کیفیت انھون نے سنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ اہل اسلام سے کرین پھر آپ ہی کہا کہ اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کرین پھر لڑین یہ کہکر تدبیر مو کرانے اسم اعظم مین بارگاہ سے اٹھ کر غائب ہو گئے انکو تو اس فکر مین مبتلا رکھیے لیکن حال زبون خیال افراسیاب بدافعال سنیے کہ اسنے دوبارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیجکر خیال کیا کہ حیرت فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہے کئی شکستین کھا چکی ہے اسکی دلداری چلکر کرنا چاہیے

یہ سوچ کر اُٹھا وہ بیابان نرگس جہان بیٹھا ہوا تھا نہایت پر بہار تھا فرحت آگین گلزار تھا گلہائے نرگس چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھیں جوانان باغ نے لڑا رہے تھے زیر قدم بادشاہ بہار گلستان نے آنکھیں بچھائی تھیں یا دہر غدار نے بیوفائی سے بغضہ آنکھیں دکھائی تھیں بادشاہ جیسے ہی اُٹھا ہوا نے سرد اُس صحرا میں وزان ہوئی اور گوشہ ہائے صحرا سے بارہ سونا زنیان حور پیکر سیمین بر بصد حسن و ادا لباس جواہر دوز زیب جسم کیے زیور مرصع کا پہنے اپنی آن و ادا پر نوجوانان چمنستان دہر کو لبھاتیں زلفیں ہر ایک کے چہرہ بے نظیر پر بل کھاتیں گیسو کا رخسار پر لہرانا کفر کا اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا یا ملک حلب پر تتاریوں کا چڑھ آنا ظاہر تھا زلف خلق در شکن تھی یا دلہائے عشاق کی تمامے مسکن تھی حلقہائے زلف تھے یا فیشی نافہ غزال ختن لیے تھے۔ بلکہ مشاطۂ بہار نے جعد سنبل کو پیچ دیے تھے۔ پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگا یا حسن کا اُسی ماتھے پر چکا پٹیاں بنیں در خوبی کی محرابیں تھیں ابرو کے قریب تل تھا فلک حسن پر اختر کامل تھا چشم سرمگین میں سرمہ کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست پائے خم سے لپٹا تھا نہیں نہیں محراب ابرو میں ہر آبادی میکدہ دعا کرتا تھا کہ الہٰی خداوندا رب پیر مغان شاد کر رہے یہ میکدہ تا حشر آباد رہے چشم فتان کے اشارے انقلاب نگار کا نشان نگاہ کی گردش گردش آسمان رخسار نازک پر شمس و قمر صدقے اس آسمان حسن پر فلک تارے اُتارے بینی چشمۂ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بینی حسینان اُس جگہ منھ کی کھائی واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی کہ نظم

کمان یا ہے محراب یا ابرو ہے
یہ نشتر ہے یا تیر مژگان ہے کیا ہے
یہ زنجیر یا مار یا دام عاشق
یہ لب ہے کہ لعل بدخشان ہے کیا ہے

یہ ابرو ہے یا تیغ براں ہے کیا ہے
یہ ہے آئینہ یا ہے مہر درخشان
یہ سنبل ہے یا زلف پیچان ہے کیا ہے
صفا ایسی الماس میں کب ہے پیارے

یہ خنجر ہے جمدھر ہے یا تیر ناوک
یہ چہرہ ہے یا ماہ تابان ہے کیا ہے
عقیق یمن یا کہ مصری ہے یا قند
یہ سلک گہر یا کہ دندان ہے کیا ہے

یہ آفت ہے فتنہ ہے یا ہے قیامت
ترا قد ہے یا سرو بستان ہے کیا ہے

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سر جمشیدی کو جس پر رشک آئے کھڑے چاندی سونے کے رنگ سے بھرے کمر پر رکھے ہاتھوں میں قمقمے لیے انگیا میں بھی گیند بلور کے چھپائے مسکرائیں کر اور کوے کا عالم دکھاتیں سامنے شاہ طلسم کے آئین بہر تسلیم سب نے گردنیں جھکائیں شاہ عالی پایگاہ تخت پر سوار ہوا گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت بر دوش ہوا پر روانہ ہوا ایک ابر سرخ سر پر آکر چھا گیا موتی برسنے لگے وہ پریزادیں جو تخت لائی تھیں رنگ کھیلنے لگیں پچکاریاں چلنے لگیں مقیش اُڑانے لگیں تارے ٹوٹتے نظر آتے تھے مقیش کے تار اس طرح جگمگاتے تھے صدائے دور باش سے گوش فلک کر تھا خلاصہ یہ کہ بڑا کرو فر تھا اسی طرح جانب حیرت بادشاہ بصد حشمت روان تھا اُدھر حیرت بارگاہ میں بمقابلہ مہرخ آ رہی ہوئی ہے اور تمام سردار سالار ساحران غدار حاضر دربار ہیں اور اسی طرح بارگاہ لشکر عمر و میں بھی ساحر بیٹھے ہیں لیکن بہار و نافرمان وغیرہ چند ساحرنیان مہرخ کے یہاں کی اور گیسوین شہاب و

شکوہ زرین تاج وغیرہ جادوگرنیان حیرت کی میدان ہبر رزم درست کرا رہی ہین غار بھرے
جاتے ہین درخت کٹتے ہین مورچے بندی ہو رہی ہے کس لیے کہ آمد ملکہ صنعت سحر ساز کی خبر لگی ہوئی دونون
طرف کی بارگاہون مین ناچ ہو رہا ہے پیالہ شراب گردش مین ہے کہ یکایک سواری افراسیاب
کی پیدا ہوئی ابر سُرخ ظاہر ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سُنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران افسران
لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی اور بہر استقبال شاہ بد افعال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اُترا ملکہ مذکور
نے مجرا کیا اور کئی کشتیان زر و گوہر کی سر شاہ پر سے نثار کین بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا
ملکہ نے شانے سے ہیلوا اپنا ملا دیا دوش بدوش دونون روانہ ہوئے اسوقت صورت برج جوزا ظاہر
تھی سب کہتے تھے کہ سنبلہ کمان سے آیا ہے قران النحسین ہوا ہے غرضکہ اسی طرح یہ دونون داخل بارگاہ
ہوئے ہر یزادان ہمراہ سواری تخت شاہی لیکر دربارگاہ پر ٹھہرین بعض عہدے ہاتھ مین لیے
شاہ کے ساتھ اندر آئین باقی انتظام ہو گیا کہ کوئی شخص اندر نہ جانے پائے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا
ملکہ پہلو مین اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ملکہ نے
حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہو کر بیان کیا بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے وا کیا اور تسکین آمیز
کلام کیے اور کہا کہ ابھی مین نے طاق جشم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہے وہ آکر سب باغیون کو غارت کردیگا اور
مثل برگ خزان رسیدہ باغ عالم سے بصرصر فنا اُڑا دیگا حیرت یہ کلام سنکر بہت خوشنود ہوئی اور کہا
اے شہنشاہ مین حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہین سرکار پر جبر و تعدی ان نمکحرامون کی اٹھاتے
ہین اور ان ساحرون کو نہین بُلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ مخالفون کی سزا دہی اور گوشمالی دینے پر آمادہ
ہوئے بادشاہ نے یہ سنکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیون صاحبو تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ جو
میرے پیر بھائی کا سامنا کر سکے سب نے متفق اللفظ جواب دیا کہ واقعی پیر بھائی کا حضور کے کوئی سامنا
نہین کر سکتا ہے وہ بڑے زبردست جادوگر ہین خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کرکے
مدح و ثنا مین طاق جشم کی تر زبان ہوئے یہان تو یہ ذکر و تذکرہ ہے لیکن جاسوسان لشکر مہرخ جو قریب
بارگاہ آئے دیکھا تو یہان کے لشکری خوشی کر رہے ہین غلغلہ برپا ہے کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق جشم آئے
ہین سب نمکحرامون کا کام تمام کرینگے یہ خبر کارون نے جو سنی وہان سے پھر کر خدمت ملکہ مہرخ مین
حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف مین اس طرح کی خبر سُنی ہے آمد طاق جشم
کی خوشی ہو رہی ہے ملکہ مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ ابتو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈھ
ڈھونڈھ کر بلائے گا خیر ہمارا بھی خدا مالک ہے یہ کہہ کر چُپ تو ہو رہی مگر رنگ چہرے کا زرد ہو گیا برق عیار
حسب اتفاق دربار مین موجود تھا اُسنے جو رنگ چہرۂ ملکہ متغیر دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھ کر گویا ہوا کہ ذرا مین تو
جاکر اس طاق جشم کو دیکھ آؤن کہ اسکی کیسی صورت ہے مہرخ نے یہ بات سُنکر کہا کہ اے برق واسطے

خدا کا وہان جانے کا ارادہ نہ کرنا وہ موا طاق چشم اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق ہے زبردست جادوگر
ہے افسون وسحر سے ماہر ہے مثل یہ اسی پر صادق آتی ہے کہ اسکے کاٹے کا منتر نہین وہ موا بڑا موذی ہے خدا کی
مار اُس پر برق نے کہا ہمکو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ساحر ہمارا کیا کر لیگا یہ کہکر ہر چند
ملکۂ موصوف نے منع کیا اسنے نہ مانا اور روانہ ہوا جب قریب لشکر حیرت پہونچا دل سے مشورہ کیا کہ ابھی
جس ساحر کی فکر مین تم آئے ہو وہ آیا نہین پس لازم ہے کہ کسی نہ کسی طرح بارگاہ مین حیرت کی اپنے تئین پہونچاؤ
اور کسی سردار کی صورت بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکور آئے تو تیر با صفات کردہ راہ عدم تمکو دکھاؤ
یہ سوچ کر بہ صورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہونچ کر فکر کرنے لگا کہ کسی کو بیہوش کرکے اُسی کی
ایسی صورت بنون اور اندر جاؤن یہی خیال مین تھا کہ وہان جو نازنینان ہمراہی شاہ طلسم دربارگاہ پر کھڑی
تھین اُنمین سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اُسنے اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ بہنا مجھکو جائے ضرور
پر جانے کی حاجت ہے کوئی چلتا ہے میرے ساتھ سبنے کہا تجھکو ہر بار ایسی ہی جگہ پر احتیاج ہوتی ہے
بھلا یہ کون موقع ہے شہنشاہ آنے والے ہین نہ بی بی ہم مین سے کوئی نہ جائیگا یہ کیا تو نے عادت سیکھی ہے
کہ ایک تو آپ جاتی ہے اور دوسرے اور کو لیے جاتی ہے ایک عورت نے اُنمین سے کہا کہ یہ زندی اپنے
پیلے چہرے پر اتراتی ہے جانتی ہے مجھ سے بڑھکر کوئی خوبصورت نہین اُس نازنین نے کہ جسکو احتیاج تھی
ان باتون کا جواب دیا کہ اُوئی اتنا میرا پوچھنا کہ ساتھ چلتی ہو غضب ہوگیا ہزارون باتین تم نے مجھے کہ ڈالین
اگر تم میرے ساتھ نہ جاؤگی تو مجھکو کوئی کھا نہ جائیگا یہ کہتی ہوئی وہان سے چلی اور لشکر سے نکلکر ایک گوشہ مین
بہر رفع احتیاج بیٹھی برق اسکے ساتھ آیا تھا اور گھات مین تھا کہ اسکو بیہوش کرون پس ایک عورت کی قطع
بنکے جہان وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جبتک وہ اُٹھے اُٹھے اُسنے کمند ماری وہ عورت دریائے نور کی رہنے
والی کنیز شاہ جادوان عیارون کی مکاری کیا جانے کمند مین اُلجھ کر گری عیار مذکور نے خوب اُس کو
بیہوش کرکے پیرہن اور زیور جسم سے اُتار لیا اور اسکو وہین مٹی مین دبا دیا پھر آپ آئینہ سامنے رکھکر
اُسی کی ایسی صورت بنا کیا قدرت نقاش ازل ومصور آفرینش نے اُس صورت نگار نیرنگ وعیاری کو
عطا فرمائی تھی کہ بہیت پل مارنے کی ہوئی نہ دیری ؛ سبحان اللہ شان تیری - ہوا ہی گویا پھر گئی وہ
برق ہی نہ تھا وہی نازنین خاص افراسیاب کی تھی زلف چلیپا اُس سبزہ رنگ کی تھی یا گشت
حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگان دہر کے زلف کو دیکھ کر رشک سے رخسارون پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس
پڑا تھا واقعی پری کا سایہ ہوا تھا نہین بلکہ اُسی گیسو وجبین نے ہزارون کو پری زدہ بناکر سودائی مشہور کرایا تھا
ابرو تھے یا تخلیہ قدرت نے نیا تماشا دکھاتا تھا باغ رخسار کی نرگس مین تلوار کا پھل آیا تھا مژگان چشم نے
تلوارون کی کوٹ بندی کی تھی کھینچی باندھی تھی یا اُسکی جیسی بھوین تھین ایک ایک شانے پر سیکڑون کشور دل لوٹ لینے
پر تُلی تھین چشم مردم فریب نے فتنہ اٹھائی تھی لیل ونہار فتنہ زا کو آنکھین دکھاتی تھی نرگس مست پر چشمک زن تھی بڑی

پرفن بھی رخسار نازک کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ اُسکو لامثال کہون سچ ہی وہ رخ لاجواب ہے مرقع دہر
مین یہ تصویر انتخاب ہی دہن تنگ موہوم کی صفت مین چپ رہنا اچھا ہے اور کیونکر اُس عنقا ہے اوج حسن کا
وصف کرون مین نے کہان اُسکو دیکھا ہے غرضکہ از سرتاپا اُس بت پرفن کا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

بلا وہ شوخی کی چال بھی ہی وبال کاکل کا جال بھی ہی — ادائے دل پائمال بھی ہی قلق سے آشفتہ حال بھی ہی
نگہ فسون چشم عین جادو بال خم کمند گیسو — خدنگ مژگان کمان ابرو بلائے دل خط و خال بھی ہی
ہرن ہین صیاد چشم جادو قضا کے پھندے ہین دام گیسو — شکار رگ آئینہ کو کر تو کمند بھی ہے غزال بھی ہی
نہ کیون ہو ہر بات مین دورنگی دماغ رہتا ہی آسمان پر — وہ شوخ مست شباب بھی ہی غرور حسن و جمال بھی ہی
وہ گورا گورا ہے منہ تمہارا ابر ایک ہی گال ماہ پارہ — قمر کی بجلی کا ہے وہ تارا سیاہ جو رخ پہ خال بھی ہی

اس صورت دلفریب سے جب درست ہوکر بن سنور چکا اٹھلاتا ہوا پانی سے تو لے کے کھیلتا ہوا چلا اور دربارگاہ
پر اُسی گرد حسینان مین آملا جو تخت شاہی لیے کھڑی تھین اور گویا ہوا کہ بوا تم جو میرے ساتھ نہ گئین تو میرا کیا
ہوا کوئی مجھے کھا نہ گیا یہ کہہ کر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جا کر دیکھون شہنشاہ کے چلنے مین کتنا عرصہ ہی غرضکہ
اندر جا کر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہل دربار سے باتین کر رہا تھا جب اُسنے نگاہ اُدھر سے پھیری
اسیر نظر پڑی ایسا حسن اُسکا اچھا معلوم دیا کہ فریفتہ ہوگیا مگر بمصداق اس مثل کے کہ - آن ہونی کی ہون کوتاکت
ہین سب کوئے - ان ہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوے - اذبسکہ یہ عورتین خاص طلسم کی رہنے والی ہین جب
برق نے اُس نازنین کو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑا فوراً ایک بچہ پیدا ہوکر اُسکو اٹھا لیگیا اور دریاے نور پر اُسکو پہونچا کر
بادشاہ طلسم کو بھی اُسنے اطلاع دی کہ عیار برق فرنگی نام اس طرح کنیز بنکر آتا ہی پس اسوقت بادشاہ نے جو اُسکے
حسن پر نگاہ کی آگاہ تو ہو چکا تھا ہی دیکھتے ہی پہچان گیا اور رحبت ہنسا برق سمجھا کہ یہ مجھپر مائل ہوا ہے ہوجہ سے
ہنستا ہی یہ سمجھ کر اٹھنے اور زیادہ تن کر اپنی گات کو دکھایا اور بناز و ادا مسکرایا بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ
یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا شاہ نے بسبب اسکے کہ فرار نہو جائے بھلا دیا ہنس کر استفسار کیا کہ تو کیا کام کرتی
رہتی ہے اُسنے آنکھین جھکا کے کچھ شرما کے جواب دیا کہ لونڈی سواری مین حضور کی حاضر رہتی ہے مورچھل ہلاتی ہے
اور جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ بجا لاتی ہے شاہ جادوان نے کہا مینے تیری نوکری معاف کی صرف پانوں رات کو دبانا اور
کوئی کام نہ کرنا اسنے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بادشاہ اسکی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہے اور دل سے لینے کرتا ہی
کہ کمبخت عیار کیا بلا کے ہین معشوق بنکر ناز بھی اُنھون نے گردکردیا رنڈی کیا ایسی ادائین کریگی جو یہ کر رہا ہے ہم
فی الجملہ بادشاہ نے زیرلب کچھ افسون پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے
منڈھی ہوئی فلک پر سے اتر آئی بادشاہ نے برق سے کہا کہ تو تم اس چوکی پر بیٹھو یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ
مسخرا میرے جل مین پھنسا آج رات کو باغ سیب مین لیجا کر اپنے ساتھ سلائیگا مین بیہوش کرکے اسکو راہ فنا
دکھاؤنگا پس خوشی خوشی کمر کو تین بل دیکر تیوری نزاکت سے چڑھا کر چوکی پر بیٹھا شاہ نے ہنس کر کہا اے جانی

اب تم کہیں نہ جانا ہم تمھارے عاشق ہیں عیار مذکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور غور جو کیا تو جو تڑ چڑ کی میں جم گئے ہیں اور زمین سے چوکی اونچی ہوتی جاتی ہے عیار مسطور یہ حالی دیکھ کر گھبرایا اور بادشاہ طلسم جست کرکے تخت سے چوکی پر آیا اور کہا میاں برق اچھی طرح ہو برق نے کہا میں آداب عرض کرتا ہوں اور یہ کہہ کر بہت جھک کر تسلیم کی شاہ جادوان قہقہہ مار کر ہنسا برق نے کہا آپ ہنستے کیا ہیں اسوقت ہم نہ عیاری کو آئے تھے نہ لڑنے کو آئے تھے تمکو دیکھنے چلے آئے تھے ہماری عادت کمبخت ایسی بُری اور نکمی ہے کہ جہاں کسی کو دو تین مرتبہ دیکھا الس محبت ہو گئی چنانچہ تمھیں عرصہ سے دیکھا نہ تھا آج سُنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے کیا جانتے تھے کہ تم یہ سلوک ہمارے ساتھ کروگے افراسیاب نے کہا اے تو نے میری لونڈی کو غارت کیا ہوتا کہ خاک میں دبا دیا تھا وہ تو میرے سحر کا پنجہ اسکو دبائے زور پر لیگیا اب مجھے تو فقرہ دیتا ہے میں بغیر قتل کیے تجھے زندہ نہ چھوڑونگا برق نے کہا تمھارا فرمانا سچ ہے لیکن اے بادشاہ جو لونڈی کو نہ بیہوش کرتا تو آپ تک کیونکر پہونچتا اور یہیں مار ڈالنے کا تمھیں اختیار ہے میں جانتا ہوں کہ تم زبردست ہو شہنشاہ ہو مالک ہو کوئی تمھارا لسانا نہیں کر سکتا ہو جسکو چاہو مار ڈالو مجھے قتل کروگے تو کیا پاؤگے اگر چھوڑ دوگے تو تمھارا نام ہوگا شاہ جادوان یہ تقریر اسکی سُن کر بسیر رحم آیا اور چاہا کہ رہا کر دوں مگر ملکہ حیرت نے تیور بادشاہ کے پہچان کر کہا کہ اے شہنشاہ یہ مواد دم دیلہ کا بھلا اسکی اور آپکی الفت لے پسر اسی سمجھتا ہے فیل بازار و مکار ہے چھوٹا تو آپکے پیر بھائی آئیو لیے ہیں انکا اک میں دم کردیگا اور علاوہ اسکے بموجب اس بیت کے بیت نقل کرتا ہوں سے اس ہی ہر :: جیسے عقرب کی پیچ کی بہی تھی نیش اسکا رہا کرنا ہرگز نچاہیے شاہ نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو میں اسکو دشمن سمجھکر اس طرح ہلاک کرتا ہوں کہ بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے یہ کہکر ایک دانہ ماش کا چوکی پر سحر پڑھکر مارا کہ وہ چوکی اُڑکر جانب فلک گئی اور برہوئے ہوا جاکر معلق قائم ہو گئی اب جو برق نے دیکھا تو یارے نہ مددگار ہے نہ آب و دانہ ملنے کا ٹھکانا نہ کہیں جانا نہ آنا ہے گویا کہ عالم برزخ میں آگیا دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیے آفتاب سر پر فلک دشمنی سے بنگاہ گرم دیدہ مہر سے گھورتا بیچارہ باین آفت و خرابی بہزار ناچاری مہر خاموشی برلب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا اسلئے طلسم پیش نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی زمین کی طرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی تھی بکیمال بیکسی و تنہائی تھی طالع پستی و بلندی دکھائی تھی جب خیال اپنے دوستوں کا آتا تو آہ کی لے بجاتا اور یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتا کر

ابیات

میں وہ سوختہ دل ہوں کہ مرگئے پر بری خاک سے دانہ شجر نہ ہوا
جو ہوا بھی تو ہوکے وہ جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
کہوں کس سے ملال کا اپنے سبب وہی غم ہے سدا وہی رنج و تعب
گئے یار فلک سے یہ نالے غضب ترے دل میں ذرا بھی اثر نہ ہوا
کبھی دل کی ہوس بھی نہ نکلی ہوس رہا نالہ کناں میں برنگ جرس

ترے غم میں یہ مثل اسیر قفس کبھی قابل سیر سفر نہ ہوا

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ و بکا برے پڑا ہی مگر اب حال طاق جشم مکار کا بیان ہوتا ہے کہ وہ مرض باطل
پرستی کا بیمار یہ وہ ظلمات طلسم میں ایک ملک کا مالک ہے اپنے مقام پر کہ نام اس مقام کا کوہ لاجورد یہ ہے
سالک ہے جب نامہ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اسکو پہونچا نامہ کو پڑھکر خاموش ہو رہا مگر فکر کرتا تھا کہ کیا عذر کر دوں
اور جنگ پر جانے سے باز رہوں اسی فکر میں تھا کہ بیمار ہو گیا حسب اتفاق اسکا استاد حسام جادو اس کے
دیکھنے کو ایک دن آیا اسنے استقبال کرا کر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا ساقی مہر دیدار
دہقانان پری رخسار کو طلب کر کے سامان عیش استاد کے لیے مہیا کرایا جلسہ عشرت جما پیالہ مے احمر گردش میں
آیا ابھی ہنگامہ انشاط میں دوسرا نامہ افراسیاب کا جو بیابان نرگس سے بھیجا گیا تھا اسکے پاس پہونچا نامہ پڑھ کر
افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجکو طلب فرماتے ہیں دو نامے آچکے ہیں مگر میں کیا کروں ناچار ہوں کہ صاحب آزار
ہوں اب کچھ بن نہیں آتا ہے کیا جواب نامے کا لکھوں نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن سخت مجبوری اسکے استاد
نے جو یہ تقریر سنی کہا اے فرزند تم ہمکو کیسا ساحر جانتے ہو اسنے کہا اے استاد آپ یہ کیا پوچھتے ہیں بھلا آپکے فرمانے کی
بات ہے اب آپکا ثانی اس طلسم میں کیا عالم میں نہیں آپ ہی ہے افراسیاب پڑھکر شاہ جادوان ہوا آپکا
ادنیٰ غلام ایک میں ہوں کہ کوئی میرا ہمسر نہیں حضور نے خوب بات کہی کہ میں کیسا ہوں واہ واہ واہ اے میں اتنا
ہوں کہ خداوند سامری بھی ہونگے تو اتنے ہی ہونگے جیسے آپ ہیں اب اور آگے میں کیا کہوں استاد جی اسکی
تعریف [illegible] بہت خوش ہوئے اور [illegible] گئے اور بموجب رع خوشامد سنیں کیسے تھوڑے آتی ہیں بے اختیار گلے لگا کر
[illegible] اور کہا اے بیٹا تو مجکو اپنے عوض شاہ طلسم پاس بھیجے میں آپ چاہتا تو چلا جاتا لیکن اس نالائق نے آجتک
مجکو پوچھا نہیں میں اس سے ناراض تھا اب تیرے سبب سے ہماری جادو نگاہ ستا ہو کہ وہاں کچھ ملازم بگڑ گئے
ہیں شاہ طلسم انکو گوشمالی دینا چاہتا ہے اسنے کہا ہاں اور کہاں لڑنے والا ہے ایسے لڑنے والے ہیں کہ بادشاہ کسی
معزز کو انپر بھیجتے ننگ جانتا ہے حیرت [illegible] اپنی خوشی سے انکے مقابل جاکر اتری ہے ورنہ بادشاہ راضی
نہ تھا اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی [illegible] تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ کوکب کے
[illegible] برائے اعانت [illegible] ملنے مجکو طلب کیا ہے حسام نے کہا سچ کہتے ہو بیٹا
[illegible] لڑائی میں کچھ [illegible] طاق جشم نے اسی وقت اپنے یہاں کے افسران لشکر کو بلایا اور حکم کوچ
[illegible] تو امیر سحر گی ساحروں میں کمر بندی ہوئی خیمہ و بارگاہ اژدہوں پر لدگئی جادوگرنیاں علم سحر سے ماہر
پیسے لپیکانے کا فی ساحر اسپ و فیل و اسپ آتشین پرند پر سوار ہوے چلنے پر تیار ہوے ابر گھر گئے ہوا پر
چھا گئے سحر کے بادل آگئے بجلیاں چمکنے لگیں چھینٹیں لپکنے لگیں ڈمرو کی صدا سے ہنگامہ چرخ گھبرا جاتا تھا اور نفیر کی
آواز سے آفتاب چھپا جاتا تھا [illegible] جادو بھرے لگاہانے ہوا میں جا کر شور مچانے لگے جادوگر انپر سوار ہوکر
جے سامری کی پکارنے لگے [illegible] حسام سوار ہوا مشعل آتشناک کو سامنے رکھ لیا ار جواہر کے گمٹے وہاں کے گلے

مین بہنا سارے جسم پر پسینہ در ملا بھبوت سے بدن رنگا تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا اجولا سحر کا گلے مین پڑا ہوا اسپ کے آگے چالیس پشت دو لاکھ ساحرون کا پرا ڈنکے اور گھنٹے بجتے ناقوس کی صدا سے دل لرزتے جادوگران سحر آزمائیان کرتی کوہ و دشت مین آگ لگاتی جلی جاتی تھین دن دہاڑے یہ اندھیر مچاتی تھین کہ سحر سے رات دن کو بناتی تھین منہ سے رال کے شعلے اڑاتی تھین کہ نظم ۔

چلی اس طرح فوج یہ بیشمار
تو گردون کو اندیشے پیدا ہوئے
اگر جلتی ہے جس طرح کوہ آتشبار
اکا مہر نے دلے مین جاؤن کہان
برسنے لگی آگ شعلے آسمان سے
کہ سقف فلک مین نہ لگجائے آگ

اسی طرح جب چند منزل یہ باد ہوائی اڑتا ہوا چلا ایک مقام پر آتر کر شاہ جادوان کو نامہ لکھ بھیجا مضمون یہ تھا کہ نامہ تمہارا بطلب طاق حشیم آیا اُسنے وہ خط مجکو دکھایا اور کہا کہ مین نہایت رنجور ہون جانے سے مجبور ہون مجکو اُسکے حال پر ترس آیا خود تکلیف سفر مین نے گوارا کی اسکی عوض مین آتا ہون یہ لکھکر اپنا نام و نشان لکھا اور بچہ سحر کو دیکر کہا کہ جہان افراسیاب ہو وہان لیجا بچہ نامہ لیکر بارگاہ حیرت مین آیا کیونکہ شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہان آیا تھا اور رستمل رآمد طاق حشیم کر رہا تھا کہ نامہ بچہ نے دیا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا کیون صاحبو تم حسام جادو کو جانتے ہو کہ کون ہے ابریق وزیر حاضر تھا ۔ اُسنے عرض کیا کہ حضور اسکے لیے بھی کچھ کتا بین اسسے بڑھی ہین سوا جناب شہنشاہ ہم سب کے وہ استاد ہین اور کون ہین شاہ نے فرمایا کہ وہی تشریف لاتے ہین یہ لکھکر بجواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض توام جناب سے اس خاکسار کو جو خوشی حاصل ہوئی حد و حصر اُسکا زبان قلم سے ناممکن ہے لازم ہو کہ ذات والا صفات پرتو افگن عزت جلال سر پر اس احقر لمذان کے ہو اور افتخار داعزاز بخشے کہ بیت راہ تو جہ راہ راست کرا نہایت تعظیم بند دنیا محیط فلکش بجو جاب ست نجواب بچہ کو جب لکھکر دیا اُسنے لیجا کر حسام کو پہونچایا اُسنے حال مفہوم کرکے پھر نامہ لکھا کہ او بادشاہ مین چلا تو آیا ہون لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہون کہ جب مین لشکر حیرت مین پہونچون تو جادوگر جو کہ امورات جنگ مین کام کرون کوئی اس امر مین دخل نہ دے جناب کو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضہ سحر تمہارے پاس بھیجتا ہون اسکو زمین پر توڑ کر پھینکنا مجکو معلوم ہو جائیگا کہ تمنے میری شرط قبول کی اب اگر نہ بھیجا مین چلا آؤنگا اور جو بیضہ نہ توڑو گے تو مین پھر جاؤنگا یہ لکھکر اور ایک بیضہ جھولے سے نکالکر ہمراہ نامہ بچہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر شاہ طلسم پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ جو وہ فرماتے ہین مجکو سب قبول ہے کسکی مجال ہو جو اُنکے مقدمہ مین دخل دیگا یہ لکھکر وہ بیضہ زمین پر توڑ دیا بچہ جو نامہ لایا تھا غائب ہو گیا اور منظوری شرط کی خبر سحر نے حسام کو دی اُسنے پھر کوچ کیا یہان بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ لے ملکہ مین بیضہ توڑنے سے حسام کو منظوری شرط کی خبر ہو گئی ایسا زبردست وہ ساحر ہو لے ملکہ اسکا سحر آب ہے کتنے جینے آتش پرستی کرتا ہے اور جو جینے آب پرستی کرتا ہے مین اُسکے صفات بیان نہین کر سکتا ہون جس مرتبہ کا وہ ساحر ہے اگر وہ اکیلا ایک طرف ہو اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہون جب بھی وہی سب پر غالب آئے میرے دادا کی تلوار اُسکے پاس ہے کسی کو وہ دیتا نہین ہے آخر کو مین ہی جا کر لاؤنگا غرض یہ باتین کرکے بادشاہ دربارہ تعظیم

دتواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہو کر بجشم و خدم داخل باغ سیب رشک دہ گلزار ارم
[illegible] جیش و حشم ہوا اور یہاں بعد قطع منازل و طے مراحل حسام بانجام دریائے سحر سے پار اتر کر قریب
[illegible] جام پہونچا ملکہ کو طائران سحر نے اسکے آنے سے مطلع کیا چونکہ یہ شاہزادہ بادشاہ کا ہے اسوجہ سے ملکہ
[illegible] سلطنت بہر استقبال روانہ ہوئی اور راہ میں جا کر اس سے ملی یہ بھی تخت پر سے اترا ملکہ نے تسلیم کی
[illegible] سے لگا یاد علامہ اخیر اپنے نہ ہب ملک کے طور پر دی ملکہ نے بارگاہ زر نگی نصب کرا رکھی تھی جملہ
اسباب [illegible] سے آراستہ تھی پلنگ کرسی میز جھمک ڈھنڈ آلات فرش جملہ ساماں مہیا تھا اسی میں اسکا اسباب
رکھا گیا [illegible] کا لشکر سے ملکہ کے اترا مقیم ہونے لگی بازاریں کھل گئیں حسام بارگاہ میں ملکہ کے ہمراہ آیا اور
شراب خواری میں مصروف ہوا اور سارا حال باخیزن کا بڑھ کر کہا کہ میں ابھی جا کر سبکو غارت کیے دیتا ہوں ملکہ
نے کہا آپکے مقدمہ میں کوئی دخل دے یہ مجال نہیں لیکن آج طبل جنگ بجوا کر شب بھر آرام بھی فرمائیے اور دشمنوں
کو مہلت بھی دیجیے اگر عذر غفلت المغین باقی نہ رہے صبح سبکو شام فنا دکھائیے گا اسنے یہ تقریر سنکر توقف کیا اور جب
حسام مہر فلک ترک روزگار نے نیام مغرب میں رکھی اور ساحر شب چیر نگ آئینہ ماہ لیکر انجمن عالم میں آئی ازبتقاضائے ابیات

گیا دن شام آتش بار آئی	بغل میں مجمر مہتاب لائی
قمر کو سلطنت حاصل ہوئی تن	اٹھائے شب ہوا جب جا بجا ہے افگن

شام ہوتے ہی مخبر سحر بجی ملکہ مہرخ کو طائران سحر سے خبر دی اور طبل لقا
بالا سے ہوا [illegible] دو رو کے لڑنے مرنے والے آگاہ ہوئے نامرد و بزدل گھبرائے دربار برخاست ہوا سوار و ساحران
ذیوقار خیموں میں آکر درستی آلات کارزار میں مصروف ہوئے منتر ہر ایک زبان پر جاری کرتا دل سے یاد باری کرتا
کہ خداوندا تو مشکل آسان کرنیوالا ہے بیڑے کو کرم سے ہمارا بیڑا اس شور ش متلاطم فوج کے پار اترنے والا ہے غرضکہ
ہر سمت سحر سازی تھی سب کو فکر جانبازی تھی رات وہ ایسی تاریک تھی کہ خوف سے دل ہلتے تھے بہادر تیغ کے گلے
ملتے تھے دیدہ ساحر دنیا میں کا جل لگا تھا یا رات کا اندھیرا تھا سیر دن کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحروں
نے بلائی تھی تیغ تیز کی چمک روشنی مردمک دیدہ سواد شجاعت تھی جسنے انسے مرنیکی راہ دکھائی تھی سپروں پر پھول
جڑے تھے یا کالی گھلنے والی کے سندر پر پوجاری تیغ سے پھول بان مہتا کے لیے چڑھے تھے تلواروں کے سر پر وہ
زبردست سرچڑھا تھا کہ جان جھینٹ میں لیتا تھا مبارز سنگر کے کھیلتے تھے وہ پیر جبیں سایہ ذات الغیر جان لیے نذر کرتا
تھا محراب خم شمشیر میں منچلے نوجوان مرادوں والے سر چڑھانے پر تیار تھے کھائے زخم کے اور بیخنے کی مراد تھی
ہم رنگ کے طلبگار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آشکار تھے کہ نظم

کوئی جھککر دور پڑھتا ہے منتا	کوئی ساحری کا بنا تھا ہنت	کوئی لیکے اکیس لونگ اور پھول
وہ جپتا تھا منتر گیا تھا جو بھول	بنا یا کسی نے شجر سحر سے	کر پھول جس میں تلوار کی شکل تھے
کسی کے تھے منہ سے نکلتے سانپ	جنہیں دیکھ ترک فلک جلے کانپ	جب منشی قدرت نے لوح زبرجدی

چرخ سے نقاط انجم و اسطار کہکشاں کو بہ آبداری محو دھویا استاد ازل نے طفلک خورشید کو مدرسہ افلاک میں

ہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلا یا نظم

پڑی ساماں ظلمت پر تباہی
مزاج شب میں پھیلی بد حواسی
دھواں ہو کر چلی شب کی سیاہی
جمال شمع پر آئی اداسی

ہنگام سحر اُستاد افراسیاب اُٹھکر رزمگاہ کو چلا لاکھ جادوگران کا پرا ہمراہ ہوا حیرت بھی بڑے کروفر سے سحر کے بنگلہ میں سوار ہو کر چلی فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایکطرف مہرخ نے رُخ اپنا جانب میدان کیا فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا ملکہ بہار معشوقہ طرحدار گلندار تخت سحر پہ ہزاراں زیب وزینت سوار تھی جانب رزمگاہ سطح روان ہوئی کہ گلستان لشکر میں نسیم بہار وزان ہوئی تخت بلور پہ ملکۂ مذکور جلوہ بخش نور اُس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جہان سے بیش قیمتی کا دعوے رکھتے دھرے تھے اُس بہار گلزار حسن کے جوبن پر بلبل دل عالم مٹے ہوئے تھے ماتھے پر وہ غیرت قمر افشان چنے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوئے لباس ارغوانی اُس قتالۂ عالم کا برنگ لالۂ خونین قبا عاشقوں کو خون میں کفن بناتا معشوقان گل رخسار کو لال لال آنسو رشک سے رُلاتا کالی گھٹا سر انور پر چھائی جیسے زلف سیاہ رُخ پر زور پہ لہرا کر آئی اُس بدلی سے جانور فصل بہار کے ظاہر ہو کر زمزمہ سرائی کرتے دعا خوان کو کلاہ چتر کرل بیہا ہزار خوش الحانی تعریف اُس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ بموجب غزل

دعوی کرے وہ رخ سے ترے آب و تاب کا
اتنا تو منہ نہیں بخدا آفتاب کا
سمجھے ہے اُسکو پھول وہ شاید گلاب کا
بیوجہ تیرے رُخ سے نہیں عشق عندلیب
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اُٹھے
لنا بہ ترش خاک عرش کھلے گر ترے
تمک مزا گیا تھا نہ آنکھوں نے خواب کا
رُخ سے اگر اُٹھا دے وہ پردہ حجاب کا

ایک طرف سے نافرمان کی نرالی آن بان طاؤس جواہر بند در سحر زر رزان دھانی جوڑا جیسے کشت حسن کی انکی دھر سبزی جیسے زمرد کی زیور سے جسم آراستہ حسن سبزہ رنگی کے جلوے ہرے ہرے نہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کمسن کہ بموجب مطلع

ادائے خوبی سے ناز وعشوہ سے لطف جو میرے یار میں ہے
نہ ایک میں ہے نہ دو میں یہ ہے نہ تین میں ہے نہ چار میں ہے
یہ کون آتا ہے جسکے خیر مقدم بغیر گلگشت باغ اس دم
کہ سرو سر دریا بن عالم اُٹھائے سر انتظار میں ہے

ایک سمت سے ملکہ سرخ مو بعد آبرو اپنے سحر پہ سوار زلفین کھولے بال بال موتی پروئے بالون کے ستارے جھڑتے تھے شب تار میں جگنو چمکتے یا سپہر حسن پر تارے نکلے ہوئے رخساروں پر سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا ایسے کا قمر اس ٹوٹنا نظر آتا تھا زلف پیچاں کمند شکن خسار عاشقان گیسو کا دہن تنگ پر اُڑ کر آنا آب خضر جستجو میں سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ بمقتضائے ابیات:

کیا تری زلف گرہ گیر ہے اللہ اللہ
دلکو دیوانے کی زنجیر ہے اللہ اللہ
کیا ہی ظالم بت بے پیر ہے اللہ اللہ
شور ہے خلق میں بیداد کا اسکے ہر سو

اسی طرح یہ گروہ حسینان سپہ سالار لشکر ناز وادا ہزار زینت و تمکنت دشت وغا میں آپہنچا نظم

ہمہ نامداران با جاہ و آب
ہمہ بر سپہر خرد آفتاب
ہمہ کینہ جویان ہمہ نامدار
ہمہ نیزہ باذان و خنجر گذار
ہمہ یکدل و یک زبان و سخن
ہمہ رزم جویان بجوں زرہ تن
بجنبید دریا و صحرا و کوہ
بجان آمدہ گاؤ ماہی ستوہ
اس فوج کے آنے سے گرد و غبار

چھایا ابر سحر اور ساحروں کے اڑنے سے وہ اندھیرا تھا کہ خاک کسی کو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور بجتے تھے گوش فلک کر تھے غرضکہ طرفین سے ہولے جو نکلے آسے شش دخاشاک میدان کا اڑا لیگئے پھر گھٹا میں آئی بجلی ہلکی بوندیاں اور پھوار پڑی جھڑ کا دکر کے ابر کے سپتے ہی چلے گئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب کرنگیت چاوش بلکر پکارے کہ کہاں ہیں ساحران کا شغر و کشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانوردولیس کے نامی جادوگر اب نہ علم ہے نہ شمامہ ہے نہ ساخشس ہے نہ نمرود ہے نہ فرعون ہے نہ ہزار شکل چرخ گردان ہے کسی کا نہ کچھ پتہ ہے نہ نشان ہے بس آج کون ایسا جادوگر ہے جو سامری وجمشید کا نام لیکر اس معرکہ جدال وقتال میں قدم آگے بڑھائے اور کچھ کرتب اپنی سحر و ساحری کا دکھلا کر نام اپنا کر جائے کہ اس خاکدان عالم میں وہی غار تاریک لحد آخر ٹھکانا ہے **نظم**

کدھر آج ہے عدل نوشیروان
کہاں ہے وہ دارا کا لشکر سب آج
نظر کر تو دریں دیر بازیچہ رنگ

ہوا بر وہ تخت سلیمان کہاں
کہاں اب کیومرث کا نام ہے
کہ شکست چون طاق کسری السنگ

کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہاں اب وہ جمشید کا جام ہے
اس نہیب دینے سے ساحروں کے

حوصلے بڑھے ناریل نارنج اچھلنے لگے بیرقیں اور جھنڈیاں اڑنے لگیں **حسام** بدانجام فوج سے سب سے الگ ہو اجازت لینے کی غرض اسنے **حیرت** کی جانب تنکر دیکھا **حیرت** نے پکار کر کہا کہ بول **حسام** استاد تیری صد ہے سامنے لشکر میں سب کا حل ہوا اور ناکام آگے بڑھا فوج کی طرف **مہرخ** کے نگاہ تیز و گرم دیکھکر پکار کر اے زمرۂ بنگرام تم سب مجھکو جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور کس رتبہ کا ساحر ہوں اب بھی کچھ نہیں گیا ہے اطاعت اہل اسلام چھوڑ کر حاضر خدمت شہنشاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو نہ بدنام ہو ورنہ سزا نیچے اپنے کار میں دیکھو گے ادھر سے جنہوں کر وہ استاد ساحران ہے مگر بموجب **مصرع** جواب جاہلان باشد خموشی: کسی نے اس کی گفتگوئے بے معنی ولایعنی کا جواب نہ دیا اسنے غصہ میں آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکریوں کو دکھائے اسوقت **بہار** نے تخت قریب تخت **مہرخ** بڑھا کر آہستہ سے کہا کہ یہ ناریل جو اسنے نکالے ہیں **خاص سامری** کے بنائے ہیں اس سحر کا رد کسی سے نہ ہو سکیگا مناسب ہے کہ لشکر سے نکل چلو تاکہ اسکے شر سے محفوظ رہو **مہرخ** نے کہا لشکر کو اپنے آفت و مصیبت میں چھوڑ کر جانا افسری سے بعید نظر آتا ہے ہرچہ بادا باد دیکھیں خدا تعالی ہمکو کیا دکھاتا ہے کہ **بیت** مپندار کردگار جہان: ؛ در این آشکارا چہ اندر نہان **بہار** ہنوز کچھ جواب نہ دینے پائی تھی کہ **حسام** نے نیام سحر سے تیغ انتقام کو کھینچا یعنی ان ناریلوں میں سے ایک کو زمین پر مارا اور دوسرے کو جانب آسمان اچھالا یہ کرتب کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ مہر فلک تھرانے لگا زہرا خوف سے پکار اٹھا اگا وزمین کو غش آنے لگا ساحر چرخ گھبرا کر چرخ کھانے لگا جہاں تک کہ لشکر سلطان اسلام تھا وہاں تک زمین شق ہوکر نشیب عدم اور مغار قبر تیرہ و تار نگی ساحر دمنے لگے **مہرخ** رونے لگی ساحران دشمن ہنسنے لگے آسمان کی طرف ناریل اچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدۂ دہر تاریک ہوگیا ایک چادر سیاہ بطور ابر کے لشکر **مہرخ** پر آکر چھا گئی آسمین سے سیاہی کاجل کی طرح گرکر پھیلتی تھی میدہ دہر سے اس کاجل نے روشنی کھو دی شامت ہر ایک کی آگئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب کی بجا اکٹھا ہو کر آئی تھی نور وضیاء مہر انور کا نور اقبال ہما کی طرح رخنی

دور خانۂ عالم مین اندھیرا چھاگیا تھا کہ چشم نور آگین اہل دنیا کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا بوم شوم کا سایۂ نحوست اس لشکر پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے گھیر لیا تھا ہر طرف بھگدڑ بڑی پھیل ہوئی لیکن سوجھتا کچھ خاک نہ تھا سواد شہر نور سبز لون دو دستی حالم عالم مین تاریکی کا ظہور تھا بھاگ کر سب کہان جاتے کدھر ٹھوکرین کھاتے اور سر نگرلیتے جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے مین گرے اندھے راہ کہان پاتے ساحر جو نامی و نامور تھے وہ سحر پڑھکر دستک دیتے رو بہ حکم کرتے مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور جملہ سپاہ مع بادشاہ زمین جو شق ہوئی اسکے نشیب مین آگئی گویا زندہ در گور ہوئی سب زیب و زینت خاک مین ملگئی اسوقت کی آفت کہان قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے خامہ باچشم نمناک قطرات مداد سیاہ سے ماتمی پوشاک شاہد قرطاس کو پہناتا ہی اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہی جو لفظ تحریر ہو سوگ نشین نکدہ کا غذ ہے صریر کلک سے آواز ہی ہوکی نکلتی ستہی ہی ہر نقطہ مثل چشم دائرہ نشین غم ہی تو عین لجیہ چشم پر نم ہودلے ای فلک غدار یہ کیا ستم ہی کہ گلزار یاسمن پیکر پر وزاں صرصر الم ہے نظم

گلشن دہر ہو دکھے جسے جس جا نظر
سبزۂ ما برد ہو الالۂ احمر گل تر
قطرے باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہو
عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر
چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش
بلبلین ہین جو گرفتار عشق تو ہین لاکھ ضرر

ہے ہوئے مطرب و ساقی شب تا نور سحر
دیکھ سحر اسکو کیا سبز و زمرد گون ہو
رنگ بکھرے ہین داماں صبا مین کہ ہر
لطف الا کھون ہین پر افسوس کہ ہو نقش بر آب
وہ دن آئیگا کہ جھکے کی نہ ہو جان زخبر

جو کرشمہ ہو وہ ہو موج حباب ہو جوان
دیکھ دریا کو کہ ہو موج ... تحریر
شاق ہو اسکی جدائی تو کبھی کر یکسین
آبشار ین ہین صد افسوس گر اس گلشن پر
اعتبار اپنا جہان ہو نہ دہان الفت گہ

آخر الامر جب اس لشکر مین یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا کہ اے گروہ گمراہان اب تمھارا مارڈالنا کچھ بات نہین مگر اتبداے مزاج ہمایون شہنشاہ جادوان کا حال مین نے سنا ہو کہ تمھاری پرورش پر مائل ہو وہی سبب آج کا اتنا دن اور یہ رات تمکو اس عالم مین چھوڑتا ہون اگر تمنے اطاعت بادشاہ نہ کی تو جسطرح نشیب زمین مین سماگئے ہو اسی طرح زمین کو حکم دونگا کہ تمھارے سر پر دوڑ آئیگی اور برابر ہوجائیگی زندہ پیوند ہوکر رہجاؤگے اور یہ سیاہی ظلمت عدم مین پھنسائیگی آگ نیر برسائیگی نام و نشان تک تمھارا خاک مین ملا دیگی یہ کہکر طبل بازگشت بجواکر جملہ لشکریون نے ارادہ لوٹنے کا کیا حیرت مانع ہوئی کہ خبردار استاد کے مقدمہ مین کوئی دخل نہ دے ورنہ جان سے مارا جائیگا ہر ایک ملک کے منع کرنے سے رکا اور جملہ افسران لشکر منتے باہم خوشی کرتے پھرے لشکر آکر اپنے مقام پر اترا ملکہ مذکور استاد جی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی شاہ طلسم نے بھی بلکالیے دم بدم کی خبر بھیجنے کیلیے مقرر کیے تھے انھون نے یہ خبر فتح کی پہونچائی شاہ بہت خوشنود ہوا مصور و صورت نگار دخل باغ سیب تھے انکو حال آمد حسام نہ معلوم تھا پوچھنے لگے اے بادشاہ یہ سحر کیا آپنے کیا ہی بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی کے آنے کا اور اپنے استاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا پھر ایک خلعت اور کشتیان زر و جواہر بے بہا کی اور تحفہ جات طلسم استاد کے لیے روانہ کیے اور عرضی تحریر کیا کہ استاد آپکے کرم سے میری سلطنت قائم ہوئی سب ملک و مال بچگیا اب غلام بھی حاضر خدمت ہوگا حجاب کی وجہ سے مین سامنے نہ آیا تھا کہ آجتک قاصر خدمتگزاری

رہا یہ عریضہ مع تحفوں کے جب حیرت پاس پہونچا اسنے استاد کو خلعت دیا اور جلسۂ عشرت جمایا اور کہا کل بعد قتل باغیان چالیس روز کا جشن کرونگی آج کے جلسۂ طرب کی سند نہیں غرضکہ نازپروردگان مہد دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت و لایق محفل صحبت جمع ہوئے گلعذاروں نے بارگاہ کو رشک وہ گلزار جہان بنایا اپنے زمزمے اور ترنم کے سامنے بلبلوں کو شرمایا ساقیوں نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو محظوظ و خوش کیا اور مغنیان خوش نوا نے بالحان دلکش اس غزل کو گایا اور رقاصوں نے اپنی اداے دلفریب پر ہر ایک کو لبھایا۔ غزل

کنون کرد در چمن آمد گل از عدم بوجود
بجوش عنب ساقی بغمزہ نئے در رود
ز دست شاہد سیمین عذار و عیسی دم
زمین اختر میمون و طالع مسعود

بنفشہ در قدم او نہاد سر بہ سجود
بباغ آ ز دگن آئین دین زردشتی
شراب نوش و رہا کن حدیث عاد و ثمود
بدور گل منشین بے شراب شاہد و چنگ

بنوش جام صبوحی بنالۂ دف و چنگ
کنون کہ لالہ برافروخت آتش نمرود
شد از فروغ ریاحین ہوای آسمان گلشن
کہ ہیچ دور لقا ہفتہ بو و عہد د د

غرضکہ شام تک یہی جلسۂ مسرت رہا جب گرد رویدۂ فلک سے حجاب شب دور ہوا اور چرخ ستمگر نے انجمن عشرت میں ناہید فلک کو بلایا کہ نظم

ہوئی جب روشنی روز نابود
چراغوں نے چمک اپنی دکھائی
ہوئی پھر شام سے پہلے موجود
جو ناہید پری بن ٹھن کے آئی

حسام دن بھر کا تھکا ماندہ تھا بہر آرام اپنی بارگاہ میں جلسے سے اٹھکر آیا بیٹھے کچھ غذائے لطیف زہر ملی پھر سر اپنے بارگاہ کے اٹھوا دیے صحن خرگاہ میں پلنگڑی بچھوا کر لیٹا لطف شب ماہ دیکھتا جاتا تھا سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت دکھاتا تھا اسی خوشی میں تھا کہ نیند آتی تھی ادھر طرف اہل اسلام کی دعا صد نالہ و آہ تا بعرش کبریا جاتی تھی جب وہ زار زار اشکبار رہتے تھے عشرت پذیران عالم کے ہوش بکھرتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے کہ ابیات

یارب ہے کریم نام تیرا
ہیں تشنۂ خون دشمن جان
اپنی وحدانیت کا صدقہ
ستار و رحیم نام تیرا
غالب ہوا کفر عاجز اسلام
دے ہمکو نجات اب خدایا
کفار لعین و تیرہ ایمان
یارب ہو ہمارا نیک انجام

یہ دعا انکی درگاہ کبریا میں قبول ہوئی مراد دل حصول ہوئی یعنی استاد شاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا فلک پیر کو اسکی استادی پر رشک آیا کہ مجھ سے بڑھکر یہ پیدا ہوا اسنے چشم زدن میں جاہ و جلال لشکر اسلام ہٹایا بس گردون دون دشمن اسکا ہوا اور اسکے برج سے ہوا ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر میں قندیل لٹکائی ہو یا ستارہ ڈگمگا کر گرہ زہرہ پیچم گیا ہے حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہو آخر اسکو تہین نے دوربین پھر لگا کر دیکھا تو ایک چوکی بلندی کی نظر آئی کہ ماہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب درخشان نظر آتی ہو یہ دیکھکر اسکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی مگر وہ سحر شاہ طلسم کا تھا جسی سے رد ہو سکتا لیکن یہ استاد بادشاہ ہو اسنے رد کر دیا وہ چوکی چکر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی برق شفق کی اسپر دو دو روز کا بھوکا پیاسا اپنے حال پر روتا ہوا سیب بیٹھا تھا اور نبکر کے حال زبون کو بھی اسنے اسی بلندی پر سے دیکھا تھا دل سے کہتا تھا کہ اب رہائی نہ ہوگی کیونکہ ہمراہی بھی اپنے سب خاک میں مل گئے اسی فکر میں تھا کہ چوکی

نیچے اُترنے لگی اسنے بھی جھُک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ مین ایک ساحر بیٹھا ہے اُسکے پاس یہ چوکی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی گو دو روز مین بوجہ گرسنگی و تشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی ایسی بنالے تھا اسمین بھی کچھ کچھ تغیری ہو گئی تھی لیکن یہ بہت جلد اُترنے اُترنے درست ہو بیٹھا۔ وہ چوکی جب زمین پر آئی اُستاد جی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی دیکھا کہ ایک عورت قبول صورت بمشابہ شکل حور سراپا القمہ لولیا بہم زیور سے آراستہ اُس چوکی پر بیٹھی ہے ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمغہ کے لگی ہے اُسپر لکھا ہے کہ کنیز افراسیاب جادو اور بسبب شدت و تکلیف اسیری کے منھ اُسکا تمتمایا ہے کچا کچا لگھڑا ہے با سر عریان و مو پریشان ہے ہر ایک بال سیاہ اور دراز اُسکا افعی پیچان ہے یا شب ہجر عاشقان ہے ہوا کے سبب اس طرح لہرا رہا ہے کہ جیسے مار سیاہ بل کھا رہا ہے بالون کے گھن مین چہرۂ تابان اُسکا یون نظر آتا ہے جیسے بدلی سے چاند چمک جاتا ہے فوج غم و الم کی دل پر چڑھائی ہے رنگ رُخ زرد ہے منھ پر چھپتی ہوائی ہے پوشاک بھی میلی ہو گئی ہے لیکن باینہمہ سج و الم وہ صورت زیبا رکھتی ہے کہ حسینان جہان پر ہنستی ہے یوسف نے تو خواب مین بھی یہ صورت نپائی ہوگی وہ کونسی طبیعت ہے جو زلیخا اسکے عشق مین نہ بن آئی ہوگی کہ بموجب

ابیات

تا کمر اک چاند کے ٹکڑے پہ لپٹی ہے ناگ
گلرخ سرو قدے نوش لبے غنچہ دہن
رات بھیگی عرق شرم مین ڈوبے بال
سر پہ تعویذ حمیع کی بیان کیا ہو جبین
رودکش اختر تابان ہین سنہری افشان

ہو گئین جلوۂ رخسار سے آنکھین روشن
قاتل خلق خدا جنبش تیغ ابرو
آنکھ سورج کی جھپک گئی وہ چہرہ روشن
طرۂ مقیش کا جو قطعے پہ نیا طرہ ہے
نصف خورشید درخشان ہے جبین روشن

ہو گئی غمزہ گری آفت جان شوخی
خرمن ہستی عاشق پہ نگاہ برق فگن
چاند سورج نے کیا شب کو ثریا مین طلوع
سانپ بیٹھا شب تاریک مین ہے ڈال کے پھن

حسام اسکی صورت دیکھتے ہی دیوانہ ہوا ساری اُستادی اُس پری فن نے بھلا دی گھبرا کر پوچھا کہ اے ماہ پارہ مجھکو کہہ یہ کاہش دی ہے اے پری تو کیون اُتری تھی ماتھے پر تمغہ لگا ہے شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہے برق نے فرما کے مُسکرا کے کہا کہ اے جادوگر تو کیون دیوانہ ہوا ہی میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئیگا مجکو شہنشاہ نے قید کیا ہے اگر تو معزز ساحر ہے تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرا دے نہین تو مجکو بھگا دے اُسنے کہا اے جانی دل اے مایۂ زندگانی تجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی جو زہرہ وش ہو کر ہاروت وار چاہ عذاب مین لٹکی یا شمع قندیل ہے تو کہ بغیر لٹکے حُسن نہین دیتی اُسنے جواب دیا کہ مردُوے باتین نہ بنا جلدی مجکو بڑے ہوا پہونچا ارے آفت آجائیگی ابھی تو مین قید ہوں پھر قتل کی جاؤنگی جس بادشاہ نے اتنے سے قصور پر کہ جام شراب لیے آتی تھی ٹھوکر لگی مین گری جام چھوٹ کر گرا ٹوٹ گیا یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ و آب قید کیا اب بغیر مرے ہنستے مجے کا تو مار ہی ڈالیگا - اسنے یہ تقریر سنکر کہا کہ شاہ کو بوقت نشہ شراب ہو گا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم نہین مین تیری خطا معاف کرا دونگا یہ کہہ کر اپنے دل سے کہا کہ اے حسام تو نے اتنا بڑا کام کیا ہے کیا بادشاہ اس کنیز کو تجھے نہ دیگا نہین ضرور دیدیگا یہ سوچ کر اُس غارتگر جان سے پوچھا کہ اے نازنین سچ بتلا افراسیاب نے کبھی تجھکو ہاتھ تو نہین لگایا اسنے کہا قسم ہے سامری جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہین دیکھا اور کیونکر دیکھے کہ مین مرد سے خوف کھاتی ہون دل میرا

کلیجہ ہاتھوں مرد کی صورت دیکھکر اچھلنے لگتا ہے یہ کہکر اس طرح انگڑائی لی کہ بغلیں ابھریں سینہ اور پیٹ کھلگیا استاجی کا تو
جی لوٹ گیا کہا بیت انگڑائی لیکے اپنا جیجہ جھاڑ ڈالا کافر کی اس ادا نے مجھکو تو مار ڈالا۔ بس شیفتہ ہوکر پکارا کہ مطلع جان کی تمکو
کہوں میں جان ہو جانکے لیے ہو دل سمجھتا ہوں کہ دل ہوتا ہے آنے کیلئے۔ پس گلبدن نے بھی ہنسکر کہا کہ میں سچ کہوں مجکو
مرد کے نام سے نفرت ہے مگر تجکو دیکھکر میرے دل کا حال اور ہو گیا ہے یوں تو ہزاروں لاکھوں جوان پریزاد جوڑے کے بیچ بیچ
دیکھ ڈالے تجکو نہیں معلوم کیا سبب جب دیکھتی ہوں دل بیچین ہو گیا کہ فرد مطلع رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا کیا جانیے کہ
دیکھتے ہی مجکو کیا ہوا۔ حسام یہ پیاری پیاری باتیں اس ستمگر کی سنکر بہت خوش ہوا اور سحر پڑھا کہ چوکی میں جو یہ لپٹا
ہوا تھا اور اٹھ نہ سکتا تھا اس حال سے اسنے نجات پائی اٹھکر بناز و نخرہ اسکے پاس آیا اسنے ایک رقعہ لکھکر اس
مضمون کا کہ اے شاہ جادوان میں نے تمہاری کنیز محبوب کو چوکی سے چھڑا لیا اور اپنی خدمت میں اسکو لایا اطلاعاً
تمہیں لکھ بھیجا یہ تحریر اسی چوکی پر رکھکر سحر پڑھکر اڑا دیا اور کہا اے چوکی جہاں بادشاہ ہو وہیں جا چوکی اڑکر
چلی برق نے جو یہ ماجرا دیکھا دل سے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ پاس کوئی دم میں جائیگی وہ تو میرے حال سے واقف
ہو فوراً گرفتار ہونا سنکر دوڑ آئیگا بس جلد کوئی تدبیر کروں یہ سوچ پاس اسکے بیٹھ گیا وہ اسپر دست انداز ہوا
اسنے اور تو کچھ ناز و ادا نہ کیا مگر مسکی بھر کر کہا ٹھہرو میں بے غیرت ہوئی جاتی ہوں چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہیں
تمہارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہیں سراپچے بارگاہ کے اٹھے ہیں کیا مجکو گوڑی کسی خانگی سے بھی بدتر تمنے سمجھا ہے
کسبیاں بھی بیچ بازار میں مردوے کو لیکر نہیں پڑتیں یہ سنکر اسنے سراپچے گرا دیے اور خادم خدمتگار سب کو
باہر بارگاہ کے نکال دیا اس اثنا میں عیار مذکور نے انگیا میں سے ایک گیند نکالا اور کہا دیکھو یہ کیا ہے
استاد جی نے اسکی بھولی باتوں پہ گلے سے لگایا اور کہا یہ گیند ہے اور کیا ہے اس گلبدن نے کہا واہ
یہی پہچانتے ہو یہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہے شہنشاہ گئے تھے تو کئی لائے تھے ایک مجھے بھی دیا تھا دیکھو
سونگھو کر گلاب کی بو آتی ہے نہ اسنے تعجب کرکے گیند اس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا اسنے فوراً
خنجر کھینچکر سر اسکا کاٹ ڈالا شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی آگ برسنے لگی آوازیں مہیب
آنے لگیں کہ ہے ہے ظالم غضب کیا تونے کہ استاد ساحران کو مارا ساحر غل سنکر دوڑے برق نعرہ کرکے ہٹی ہنگامہ گیر و دار
میں جست و خیز کرتے نکل گیا اس عرصہ میں وہی چوکی شاہ طلسم پاس پہونچی وہ استاد کو عرضی تحریر کرکے
باغ سیب بیابان لالہ زار میں واسطے سیر کے گیا تھا چوکی کے آتے ہی نامہ پڑھا اور پکارا کہ ارے
یہ کیا غضب استاد نے کیا کہ اس بلائے آسمانی کو اتار لیا لاڈوں نے پوچھا کہ حضور کیا ہوا اس نے
سب حقیقت عیار کے قید کرنے کی بیان کی اور ابرق وزیر سے کہا جلد جا استاد سے بعد آداب و تسلیم
حال عیار عرض کرنا اور کہنا اور کنیزیں آپ کی خدمت کو حاضر ہیں اسکو جلد قتل فرمائیے وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ
پیر حسام کے روتے پیٹتے آئے اور حال اسکے مرنے کا معرض بیان میں لائے بادشاہ سنکر سن ہو گیا
بعد کچھ دیر کے ہاتھ ملکر گویا ہوا کہ خود کردہ را درمان نیست۔ ہائے افسوس میں نے برق کو گرفتار جب

کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیے تھا ناحق اسکو قید کیا خیر مرضی سامری کی یہی تھی لے ابریق تو جلد جا
لاش اُستاد کی طاق حشیم پاس بھجوا اور اُستاد کے مرنے سے جملہ نمک حرام رہا ہو گئے ہونگے ایسا ہو کہ
لشکر حیرت پر آ گرین اور لشکر مذکور کو غفلت میں ضرر پہونچے وزیر حسب ارشاد بہت جلد چلا یہان
بعد مرگ حسام وہ چادر ظلمانی دور ہو کر زمین ہموار ہو گئی لشکر مہرخ نے نجات پائی سجدۂ شکر خدا ادا
کیا اور لشکر تو تیار دشت کارزار میں کھڑا تھا ہر ایک جانب لشکر حیرت چلا لیکن اتنے عرصہ میں
وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا اُسنے آتے ہی سحر کیا کہ سب لشکر حیرت میں روشنی ہوگئی اور اُسنے نہیب
دی کہ اے لشکریان خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کہ حریف کا لشکر آ پہونچا سب لشکر میں مرگ حسام سے گھبراہٹ تو
ہو رہی تھی اسکے آواز دینے سے کمر بندی ہونے لگی حیرت بھی باہوسے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی مہرخ نے کہا کہ
اب جانا لڑنے کو سوقت بیفائدہ ہے یون تو بہت رہینگے وہ غفلت میں کار حریفان تمام کرنے کا لطف نرہا اب
پھر چلو یہ کہکر مع لشکر کے مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئی لشکری بھی آسودہ ہوے اب آج یہان جلسۂ عشرت جما
لشکر دشمن میں شور واویلا بلند ہوا واہ رے انقلاب دہر گاہے چنان المختصر ارباب نشاط حاضر ہوے جام مے سرخ
گلفام کا دور چلنے لگا ہر ایک گلے ملنے لگا سامان شادی و جشن کیقبادی کی کیفیت کیا لکھی جاے اختصار منظور ہے
حاصل یہ کہ برق بھی بارگاہ میں آیا مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا جملہ کیفیت سنکر خوشنود ہوئی یہ سب تو
بعشرت تمامتر یہان ٹھہرے اُدھر حسام کی لاش ساحران لشکر کے ہمراہ ابریق نے طاق حشیم کے پاس بھیجی اور
آپ خدمت بادشاہ میں گیا شاہ طلسم یہان لالہ زار میں سنکر بیٹھا تھا وہان کے مالک حاضر خدمت ہو کر نذر دی
اور عرض کی کہ شہنشاہ نصفت نشان آپ کچھ متردد معلوم دیتے ہین کتاب رخسار سے غم و ملال کی تحریر نظر آتی ہے
بادشاہ نے سارا حال اُستاد کا بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ مجھکو حکم ہو میں جاکر کار نمک حرامان تمام کردون میرا لشکر بہت آراستہ
و تیار ہے فوج بھی آپکے اقبال سے جرار ہے بادشاہ کو اُسکے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلاے جادو نے عرضی
بھیجکر مدد مانگی تھی اُسکے پاس اسکو بھیجنا چاہیے یہان لڑنے کو تو میرا بھائی میرا آئے ہی گا یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اے زہیر
بن قاہر قہر حشیم جادو اگر تمھارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہے تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی
اعانت کرنا بہتر ہے تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور دشمنان خداوند کا استیصال کرو اسمین میں بھی خوش ہونگا اور خداوند
بھی راضی ہونگے دنیا اور آخرت تمھاری دونون بنجائینگی اُسنے یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ بہت مبارک اچھا مرضی
مولیٰ از ہمہ اولیٰ یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا شاہ نے خلعت دیا اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار و غدار
اپنے ہمراہ لیکر بعلم و شان تمام جانب لقاے بدانجام روانہ ہوا احوال اسکا بیان کیا جائیگا اب کچھ حال خجستہ
مآل شہزادۂ ایرج اور ضمناً شہزادہ احوال دہندۂ طلسم ہزار برج اور شہزادہ تورج بیان کیا جاتا ہے کہ اسکا
بیان ضرورتر ہے

داستان پہونچنا شہزادۂ تورج کے پاس ایرج کا اور تورج کا آہن بن فولاد کوہی سے

مقابلہ کرنا اور طلسم میں جانا المؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
سخن کی زمانہ میں عالی ہو شان
سخن کے طلبگار رہیں عقلمند
زبان قلم سے بڑائی رہی
سخن کا صلہ یار دیتے رہے
سخن سنج اسکا طلبگار رہے
رہے جب تلک داستان سخن
نو لیسم یکے قصۂ دلپذیر

پلا جلد مجکو شراب سخن
سخن ہی جہان میں ہے سبکو عزیز
سخن سے ہو نام نکویان بلند
سخن سے وہی شخص رکھتے ہیں کام
جو اہر صدا پھول لیتے رہے
کہان رستم و گیو و افراسیاب
الٰہی رہیں شاد روان سخن

سخن کی کریں قدر سب نکتہ دان
یہ قول حسن ہوش سے باتمیز
سخن سے سلف کی بھلائی رہی
جنہیں چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا صدا گرم بازار ہے
سخن سے رہی یاد یہ نقل خواب
بیا ساقیا جام عشرت بگیر

مبارزان میدان تہوری۔ دقاقان طلسم نیرنگ و جادوگری جانبازی سوار قلم کی دست نبردگاہ قرطاس میں اسلحہ دکھاتے ہیں کہ سرگرم ہو کر اس معرکۂ تحریر میں قدم جماتے ہیں۔ وہ یہ کہ شہزادۂ عالیشان تورج نوجوان جو دہنہ طلسم ہزار برج پر ٹھہرے تھے اور قاصد تھے کہ حجابات صیانت طلسم عالم کرکے مشرف بشارت غیبی ہوں لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اٹھکر امتحاناً اس قلعہ کی طرف چلا جسمیں ہزار برج بنے تھے چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہونچا دیکھا کہ زنجیر اسمیں لگی ہے برج مقفل ہے شہزادے نے بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا کوہی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبہ تھے قدم پر شہزادے کے گرے کہ اے شہریار واسطہ خدا کا اپنی جان نہ دیجیئے آفت برپا ہوگی یہ قیامت نہ کیجیئے یہ ذکر تھا کہ دفعۃً ایک زلزلا آیا ہوا اور اس دلدلہ کوہ سے ایک طاؤس زمردین بال پیدا ہو کر اڑا اور برج سے ہوا جا کر ٹھہرایا اسکے منہ سے لڑی موتی کی نکلکر زمین تک آئی اور بہت سے ٹلے موتیون کے اسکے گلے میں پڑے تھے پس اس طاؤس نے پکار کر کہا کہ میں طاؤس جادو ہوں اے شہزادے کیون اپنی جان کھوتا ہے آفت میں مبتلا ہوتا ہے غضب میں گرفتار ہوگا یہ قصر طلسم جمشید و سامری کے استادونکا ہے بہتر یہ ہے کہ یہاں سے پھر جا نہیں تو میں جاکر اپنے بادشاہ سے کہونگی وہ نہیں معلوم کیا تمہارے ساتھ معاملہ کریگا شہزادے نے جب یہ تقریر سنی کمان کیانی دوش پر سے اتار کر تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ شکستہ سوفار عقاب پر پر کمان میں پیوستہ کرکے طاؤس کا پرچا تاکا اسوقت وہ مور چلایا کہ اے ظالم بڑے زبردست دسترس علوم دیتے ہو کیا ارژنگ لقمان اپنے تئیں سمجھے ہو اچھا آگے بیٹے لیتے ہو اچھا سمجھ لیا جائیگا تم اپنی سزا کو پہنچوگے یہ کہکر پھر دلدلہ کوہ میں جاکر غائب ہوگیا شہزادہ نے بعد اسکے غائب ہونے کے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا یاقوت وغیرہ کہ ہی جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضور کے لیے یہ امر بھی یہاں ہو اگر طاؤس طلسمی سمجھ کر چلا گیا ورنہ کوئی یہاں سے زندہ پھرا نہیں اب آپ اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرکے تشریف فرما ہوجیے دیکھیے تو کیا ہوتا ہے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ لشکر جرار یہاں سے کوچ کرکے آگے تم لاوے قصر کی منزل تک ہو گئیں لیے کہ اسمین ہزار برج ہیں جس میں منزل بہ منزل یہاں سے بھی اور آگے جاکر اترونگا دیکھوں کہ کس انداز میں کیا

استقام ہو اول نو لوح طلسم کا تسخیر ہو جانا بہت مناسب معلوم دیتا ہو کہ بعد میرے داخل کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے سب نے رائے بجا جیا ئے شہزادہ گرامی پر آفرین کی اور وہان سے آکر لشکر میں طبل کوچ بجا کر کوچ کرکے اُسی پہاڑ کی ڈانگ کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار مین ہو پہنچے اور منزل بمنزل آگے بڑھکر اسی قصر کے ایک برج پاس مقام کیا جب طلسم عالم سے قبائے طلوع طلعت شب برج مغرب میں گیا اور فلک زمردین ستارون سے بصورت بال طاؤس نکلا

بنا طاؤس کا بر چرخ اخضر	ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر	یہ ہو نیرنگی عالم کا نقشہ
کہ زاغ شب بھی ہے صورت پیدا		

شہزادہ فتح کرنے پر طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ میں آکر پلنگ جواہر نگار بچھا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بے قیاس اُس بارگاہ میں لگا تھا فرش و کرسی و تخت سے آراستہ اُسکو کیا تھا قنات میں ہر سمت کی گری تھیں صحرائے طلسمی کی کیفیتیں نظر آتی تھیں چاندنی چھٹکی تھی کوڑیالا سبزہ لہلہاتا تھا ہر درخت قامت یار کا جھومتا دکھاتا تھا زلف جانان کی طرح اُلجھی ہوئی جھاڑیان نہر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی رواں چاند کا عکس چشمون میں پڑا تھا ہزارا چاند زمین کے منہ کو لگا تھا اُدھر برج قصر طلسم کے در کھل گئے اُنمیں پریاں کھڑی تھیں ساز ہاتھون میں لیے تھیں زلفیں رخسار پر لہراتی تھیں سطح کا ساز بجا کر گاتا گاتی تھیں کہ خاطر پیر فلک سے ترانہ زہرہ کا بھلاتی تھیں پیشوازین ستارہ دار پہنے تھیں کچھ باہیں پرکچھ دہنے پر تھیں شہزادہ جس طرف کروٹ لیتا تھا تماشائے عجیب ملاحظہ فرماتا اسی اثنا میں طرفہ تماشا نظر آیا کہ سامنے میدان میں کچھ طاؤس زرین بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور رنگین شکل زنان خوبرو بنگئے ایک ایک اُنمیں کا فردستمگر دلربا مست لیلیٔ حسن خانہ بگر جان تبسم نازنین گلبدن اندام دل ربا تھی کسی کی زلف مشکین سواد ختن کو دل لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر جھکا ظلم پر آمادہ رہتے۔ آنکھوں پر چشم غزالین قربان رہتی کسی کا رخسار نازک خانہ دلہائے عشاق میں آگ لگاتا۔ کسی کا لب معجز نما مردم چشم نگار گہان کو بیمار بناتا ہر ایک عشوہ گر گل سے زیادہ نازک چشم کافرین نرگس غزال سے کہیں بڑھکر بلکہ صاد و دفتر ناز و غمزہ سے بہتر ایک ایک اُن میں مہ جبین باتمکین کرامات

مُردے جی اُٹھتے ہیں جسدم ہو تکلم کرتے	زندہ اعجاز مسیحا کو ہو ہمہ کم کرتے
پان اگر کھاتے تو لاکھون ہی کا خون کم کرتے	تیر جیو انکے لہو تیغ تبسم کرتے
خاک میں روز ملا دیتے ہیں لل کے مسی	پان کھا کھا کے ہو پُر خون دل مردم کرتے
چنئے افشان جو وہ پیشانی پر افشان پر	صدقے گردون طبق گوہر انجم کرتے
آپ دکھلاتے جو سلک دُرِ دندان کی چمک	آب با مال حسد جلوۂ انجم کرتے

پس وہ سب نازنینان مہر تمثال اُچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آکر بکارین کرنے لگیں عالم اپنے تشریف لائیے اُنکے بکارنے سے ایک خورشید طلعت اُس برج سے لبہائے تبسم طالع ہوئی جیسے برج حمل و اسد میں آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہی اسی طرح بصد شرف و مطلع الانوار ہوئی ہر تار زلف اُسکا سطر رقم طرازی صحیفۂ حسن جبین تھا ہر وجہ حسن تھا حلقہ ہائے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہون لو بجا ہی شکن گیسو کو عین پیشانی شاہدان ختن چینیا

کیون نہو یہ صانع طلسم جہان کی قدرت پر مین فدا جسنے ایسا نقشہ بنایا سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جسکی پیشانی نورانی پر خوش قسمتی برستی چشم فتان پر غزالان ختن تیر خوردۂ خدنگ مژگان کان کی لو شمع بزم خوبی کے دل مین شعلۂ عشق بھڑکانے اُسکی لو آگ لگانے رخسار تابان کے روبرو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ مسیحائے مردہ دلان **نظم**

قد اُسکا طوبا سے دلنشین تر وہ سلسبیل جانِ حزین ہے — جو زیر لب خال عنبرین ہے سو مردم چشم حور عین ہے
قد اُسکا شمشاد دلنشین ہے وہ آنکھ نرگس سے شرمگین ہے — کمر رگ گل سے نازنین ہے بدن سے شرمندہ یاسمین ہے
ہے چشم جادو کی یاد اُلفت خیال قامت کا ہے قیامت — تصور زلف پر شرارت بلائے جان دل حزین ہے
تو ہے سلیمان پری سریرت ہے ملک خوبی کو تجھ سے زینت — جمال کی تجھ سے شان و شوکت تو خاتم حسن کا نگین ہے

پس وہ بحر حسن کی گوہر یکتا مثل طاؤس طناز بہزار حسن داد خرامان بارگاہ شہزادہ ذیشان مین آئی اور کنیزان خوش آئین کو دربارگاہ پر چھوڑ کر آپ قریب پلنگ کے پہونچی شہزادہ مسیحا کو بالین پر آتے دیکھ کر بیمار محبت تو ہوا دل بیچین ہونے لگا لیکن صبر سے کام لیا جس طرح لیٹا تھا لیٹا رہا وہ راحت بخش پہلوے امید پائینتی آکر بیٹھ گئی اور لب معجز نما سے زندہ کن بدعا ہوئی کہ اے شہزادۂ عالی تبار آپ کو بڑا غرور اپنی جوانی پر ہے کہ میری جانب نگہ لطف ذرا بھی نہین خیر اسکی کچھ شکایت نہین مجکو آپ کی پروا بھی نہین لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے ہین لوگ دشمن کی بھی تواضع کرتے ہین نہ کہ دوست ذرا اُٹھ کر بیٹھیے پھر لیٹ رہیے گا شہزادہ ہر چند کہ دل از کف دادہ ہو چکا تھا مگر ضبط کر کے صدف زبان سے گوہر ریز تکلم ہوا کہ مجکو غرور ذرا نہین آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہین اگر معلوم ہوتا تو سر کے بل بہر استقبال جاتا اور یہ بھی کسی کے گھر مین چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے اور مین جو آپ کو دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھتا تو خوشامدی ٹھہرتا اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حسن بے نظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہین اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہین اتراتی پھرتی ہین پھر مجکو کیا غرض ہے جو مین آپ کی تعظیم کرتا یہ حسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھ سے اُمید خاطر داری نہ رکھیے جائیے اپنی راہ لیجیے اُس رشک قمر نے ہنس کر جواب دیا کہ اے شہزادہ کیون نہو آخر نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہو سو واقعی اسوقت جو مجھپر تم فریفتہ ہوتے تو مین اپنے عشق مین تم کو دیوانہ بنا کر نہین معلوم کس آفت مین پھنسانی اے شہر یار مین طاؤس جادو ہون مجکو یہی خدمت متعلق ہے کہ جو کوئی طلسم مین جانے کا ارادہ کرے اسکو منع کرون چنانچہ پہلے طاؤس بنکر تم کو منع کیا تھا اب حسب لیاقت تمھارے پھر سمجھاتی ہون کہ یہ مقام بہت سخت و صعب ہے یہان سے کوچ کر جائیے اپنے تئین بلا مین نہ پھنسائیے ہر چند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہین لیکن یہان کچھ نہو سکے گا اس طلسم مین ہزار برج ہین اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیے گا تو ہزار برس لڑنے کو چاہئین پھر اتنی عمر کہان سے لائیے گا شہزادہ نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا کہ اب تو ہم یہان آ چکے قدم بہ رفتن ہی طلسم اُٹھا چکے ہمارے منہ سے جو بات نکل جاتی ہے پھر جان جاتی ہے لیکن وہ بات نہین جانے پاتی ہے **بیت** فعل مردون کا نہین کام ادھورا کرنا ہے منہ سے

جس بات کو کہتا اُسے پورا کرتا ہے اُس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صفحۂ پیشانی میں غلطی کی نظر آئی شہزادہ اس ادا پر بیتاب ہوگیا مگر ساحرہ اُسکو سُن چکا تھا سُن ہوکر رہ گیا اور اُسنے بصد غصہ کہا کہ اے لوٹ رنج بن کلیج کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم میں جا سکے کیا سیدھا راستہ مقرر کیا ہے جو تو چلا جائے گا مجھکو تیری محبت ہوگئی ہے اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہیں ہے ورنہ ابھی تجھکو مار ڈالتی شہزادہ نے فرمایا کہ جو تو میری بارگاہ میں بطور مہمانان نہ آتی تو میں بغیر قتل کیے تجھکو نہ چھوڑتا یہ سُنتا تھا کہ وہ شعلۂ حسن بہت جلی اور غصہ میں آکر غرا کر اُڑ گئی کنیزیں بھی غائب ہوگئیں پھر قریب اُسی برج کے کہ جہاں سے یہ آئی تھی ظاہر ہوکر ٹھہری اور زمین پر دوہتڑ مارا پھر تو آندھی تیرہ و تار آئی ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر جھونکا طوفان باد قوم عاد کا پتہ دیتا تھا لشکر شہزادہ کے خیمہ وغیرہ اُڑ گئے لشکر جلد تیار ہوا ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا پیادوں نے غار خاک میں پناہ لی شہزادے نے جلد اُٹھا کر ایک نشیب کی راہ لی مرکب سمیت غار میں اُتر گیا کچھ ہی عرصہ میں وہ تاریکی عالم میں پھیلی کہ شب دیجور ایسی ہزار راتیں اُس سیاہی پر قربان تھیں راہ ظلمات اُس کے سامنے تابان تھی آندھی کی ہیبتناک صدائیں زہرہ آب کیے دیتی تھیں سائیں سائیں ہوا کے سناٹے خبر مرگ سُناتے تھے درختوں کے جھکڑ کی مہیب آوازیں جان لیے لیتی تھیں مرکب سمیت سوار نشیب غار سے نکل نکل کر اُڑے رہے تھے بارگاہیں کہیں تھیں خیمہ کہیں تھے شہزادہ عالی تبار دعا ہائے صحائف انبیا علیہم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھسے نادانی ہوئی جو مع لشکر میں یہاں آیا اکیلا مجھکو یہاں آنا چاہیے تھا غرضکہ اسی طوفان نے آخر گلہائے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل دشت عالم سے اُکھیڑ دیا زاغ شب ہلاک ہوگیا

نظم

ہوئی آندھی میں آخر آخری شب
رخ مشرق شفق سے ہوگیا لال
ہوئے روپوش تارے چرخ سے سب
ہمارے مہر نے جھاڑے پر و بال

ہنگام سحر بقدرت مالک خشک و تر نہ اُس آندھی کا پتہ تھا نہ ہوا کا نشان تھا نہ لشکر میں کچھ تباہی تھی اتنا تو البتہ فرق ہوا تھا کہ جہاں سے کل کوچ ہوا تھا اُسی جگہ منزل پھر پہنچے لشکر شاہ نظر شہزادہ نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سرزمین طلسم ہے بغیر اسکے کہ راہ طلسم معلوم نہ کی جائے جانا اور اس قدر کے دشوار ہے ابھی انشاء اللہ میں تنہا جاؤنگا نجم عیار اور خونریز وغیرہ کو ہیوں نے عرض کیا کہ ہم حضور کے ہمراہ چلیں گے۔ شہزادہ نے فرمایا کہ اظلم کوہی کے لوگ میرے ہمراہ ہیں اور عیار میرا باقی تم سب شہر کوہستان جو میں نے فتح کیا ہے اُس سے بھی خبردار رہنا یہ فرما کر عزم روانگی کیا تھا کہ بروئے ہوا ایک ترہ اقا ہوا اور ابر سُرخ رنگ پیدا ہوکر تمام دشت پر چھایا رنگ صحرا و کوہ اُسکے عکس سے گلنار نظر آیا ہر ایک شجر لال کرتی کی پلٹن کا تمغا بنا یا قامت یار نے پیرہن سُرخ پہنا اُس ابر گلناری سے دس بارہ اژدہے شعلہ فشاں ظاہر ہوئے جن پر بارگاہ و خیام بار تھے اور دو تین عورتیں دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے چنانچہ وہ اژدر کچھ شعلہ منھ سے چھوڑ کر زمین سے اُتر آئے اُن زنگیوں نے بارگاہ فلک فرسا مکلل بستون جواہر استادہ کی غرش عمدہ سے

آراستہ کی بعد اس انتظام کے اس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا جس پر ایک سفاکہ علم لباس زعفرانی اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پر تکلف بیٹھی تھی گرد تخت کے صدہا خواص جو پیکر تھی کہ برقع ہوا اڑتی آتی تھی اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل دہر میں آگ لگاتی تھی چہرۂ بے نظیر کی صفا آئینہ آفتاب کو اندھا بناتی تھی چمک نظر کی وہ چل پھر کر ابر سرخ میں بجلی کوندتی جاتی تھی چشم فتان بظاہر حیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز محشر تھی کہ

نظم

رُخ ہے چاند سے جو کہ مقابل ہو جائے　　آئینہ جوش ضیا سے مہ کامل ہو جائے
زلف ہاروت ہو چشمان فسوں ساز میں سحر　　کیا عجب چاہ زنخدان چہ بابل ہو جائے

پس وہ غیرت قمر جیسے ستارہ ٹوٹتا ہے اس طرح تخت بارگاہ میں اتار لائی عاشقوں کی جان حزین پر غضب خدا نازل ہوا جیسے برج فلک میں ماہ کامل داخل ہوا یوں تخت سے اتری اور کرسی پر جواہر کی بیٹھی خواصیں گرد پیش باادب استادہ ہو گئیں آنے ایک خواص سے حکم دیا کہ جاؤ نبیرۂ حمزہ کھڑا ہے میرے پاس بلالا خواص خدمت شہزادۂ فلک اساس میں آئی شہزادہ اس رنگ کا تماشا در بارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا کہ کنیز نے تسلیم کر کے عرض کیا کہ حضور کے میری آپ کو بعد سلام شوق پیام دیا ہے کہ لمحہ بھر کے لیے یہاں قدم رنجہ فرمایئے دو باتیں میری سن جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم ساحرہ کے پاس جانے سے عار رکھتے ہیں دشمن کو سرفراز نہیں کرتے ذلیل و خوار دکھتے ہیں کنیز یہ سنکر پھر گئی اور ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی اسنے پھر اسکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ سچ ارشاد فرمایا لیکن اس وقت تو ضرور قدم رنجہ فرمایئے ایک بار کنیز نوازی لازم ہے خواص نے آ کر پھر پیام شہزادہ کو دیا شہزادہ بمنت اس کے بلانے سے اس کے پاس گیا ہمراہ شہزادہ عیار نجم و خونریز و اظلم وغیرہ تھے غرضکہ ساحرہ حسینہ نے کھڑا کر تا در بارگاہ انکا استقبال کیا اور سامنے اپنے کرسی پر لا کر بٹھایا بعد خاطر و مدارات کے تقفل دہن کو وا کیا کہ اے شہزادے میں نے اس لیے تمکو تکلیف دی ہے کہ اس حوالی میں کوہ و دشت جس قدر ہیں آپ کو اجازت دیجاتی ہے کہ جہاں آپ کے مزاج میں آئے شکار کھیلیے سیر کیجیے جو ملک پسند فرمایئے وہ فتح کیجیے اگر آپ نہ فتح کر سکیں میں خالی کرا دوں اور جس تحفۂ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوا دوں مگر آپ کی جوانی پر مجکو رحم آتا ہے واسطہ اپنے دین و مذہب کا اس ارادۂ فتح طلسم سے باز آیئے کیونکہ اس طلسم کا کیا ہوا اچھا نہیں پھرتا ہے اگر ایک دو جگہ سے نکل گیا تو دوسرے پر ضرور مارا جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ عزم اپنا فسخ فرمایئے گھر پھر جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک بات کو ہمیں نصیحت کرنے آئی ہیں اسوقت تم دفتر پند وا کیے ہو اور اپنا یہ قول ہے کہ ع باطل ست انچہ مدعی گوید ۔ تم کیا ہمیں ملک و مال دو گی ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہیں اب اگر تم کو اپنا طلسم بچانا ہے تو بادشاہ طلسم سے جا کر کہو کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم طلازمان شاہ اسلام سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت بادولت ہو کر عفو تقصیرات چاہے یہ تقریر سن کر وہ نازک مزاج چیں بجبیں ہوئی اور پکاری کہ اے لوتلیچ رات کو بھی میں ہی تجھکو سمجھانے آئی تھی مگر فرق اتنا تھا کہ اسوقت صورت اور بنائے تھی اور اس وقت دوسرے طور پر ہوں مجکو بسبب تیری الفت

کے یہ سمجھانے میں کد ہے ورنہ تجکو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہیں مثل مشہور ہے کہ جو جیسا کرے گا ویسا پائیگا تو تیغ سے
کہا میں مقرر اس طلسم میں جاؤنگا تو لاکھ کہے میں ایک نہ سونگا یہ سنکر اسنے کہا منہ طاؤس جادو ولے تو بیچ تو نے مجکو
موم کا سمجھ لیا ہے کیا طلسم میں جانا سہل سمجھا ہے کیا مجال جو ایک قدم بھی اٹھا سکے میں نے تجکو جب سے دیکھا تھا
دل میرا تجھپر آگیا تھا اسلیے اتنی بار آکر سمجھایا اب میں دیکھوں تو کیونکر اس بارگاہ میں پھر کر تو جاتا ہے بھلا طلسم میں جانا
تو بڑی بات ہے شہزادے کو یہ تقریر سنکر غصہ آیا اور پکارا کہ او قحبہ تو طلسم میں تنہا کر واہیات کلام کرتی ہے دیکھ یہ سزا تیری ہے
یہ کہکر تیغ کھینچی ایک ہاتھ مارا کہ اسکے سر پر تیغہ پڑا نگا اچٹ گیا ایک جھنا ہوا جیسے گھن پڑا اور اس ساحرہ نے آنکھ
دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور ریزہ سحر گرا دیا پھر کچھ ماش پڑھکر ہواؤں پر مارے کہ وہ پتھر کے ہو گئے لشکر میں شہزادے کے کہ تمہا
تھا یہ خبر گئی وہاں کمر بندی ہونے لگی اسنے کچھ دانے سرسوں کے اُدھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہو گیا جب یہ سنگ کیا
دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی کہ اسی منہ پر دعوی طلسم میں جانیکا تھا دیکھا تو نے کہ دم بھر ہی تیری بربادی میں نہ گذرا اب
کہہ تو تجکو بھی پتھر کا بنا دوں لیکن پھر تجھپر رحم کھاتی ہوں اب ایسا ارادہ نہ کرنا یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادہ
کے پھر اصلی صورت پر بنگئے جب نجم و ظلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا شاید ہم بھی پتھر کے بنگئے تھے ساحرہ نے کہا ہر چند
میں نے تمہارے مالک کو سمجھایا اگر انھوں نے نہ مانا اسوقت میں نے یہ حرکت کی ارے صاحبو یہ تمہارے شہزادے میں
مزاج میں انکے جہالت ہے تم لوگ تو دیرینہ ہو ان کو سمجھا کر پھیر لیجاؤ اور شہزادے سے دست بستہ ہو کر کہا مجھ سے
خطا ہوئی اب آپ تشریف لیجایئے شہزادے کو ہمراہیوں نے بھی پاؤں پر گر کر سمجھایا کہ حضور یہاں سے تو تشریف
لے چلیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ وہاں سے آزردہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے کہا کہ میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں
اُسنے کہا کہو اسنے عرض کیا کہ شہزادہ تمہاری بارگاہ میں آیا تھا تم بھی شہزادہ کی بارگاہ میں چلو میں دعوت کرونگا
دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا شہزادے سے صفائی بھی ہو جائیگی ساحرہ یہ بیان سنکر راضی ہوئی کس لیے کہ منت سے دھمکا کے
خوشامد کرکے سب طرح اسکو طلسم میں نجانے دینا منظور ہے اور فریفتہ جمال پری تمثال شہزادہ بھی ہو چکی ہے چنانچہ وہ ایک زنگی اور
چند کنیزوں کو ہمراہ لیکر شہزادے کی بارگاہ میں آئی نجم نے اسکو باعزاز تمام تر مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے بافشا کہا
کہ آپ فرمائیے تو میں کام اسکا تمام کردوں شہزادے نے اس کے کان میں کہا کہ گھر میں بحیلۂ دعوت کسی کو بلا کر عداوت کرنا
شیوہ مسلمانان نہیں ہے یہاں کوئی برائی اسکے ساتھ نہ کرنا نجم خاموش ہو رہا اور شہزادے نے سامان عشرت حاضر ہونے کیلیے
حکم دیا ساقیان سیمین عذار و خنیاگران کبک رفتار حاضر ہوے ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ بمحبت مجھ سے پیش آیا اب
یہ تجھپر فریفتہ ہے پس اگر یہ کام دل تجھ سے حاصل کریگا تو زنگی اور خواصیں تیری سب اس حال سے ماہر ہوں گے سارے
طلسم میں تو ہوا دار مسلمانان مشہور ہو جائیگی پس یہ سوچکر کنیزوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم میں سے دو ایک یہاں ٹھہریں اور
خیمہ ایک رکھ لیں باقی سب ہمراہی میرے مع بارگاہ طلسم میں جائیں میں بھی جب فرصت ہوگی آؤنگی یہ حکم سنکر سب ہمراہی اسکے
روانہ ہو گئے اور یہ شریک جلسۂ عشرت ہوئی جام شراب گردش میں آیا ناچ ہونے لگا ساحرہ جب مست ہوئی دست ہوس
جانب شہزادہ بڑھانے لگی شہزادے نے فرمایا کہ اس ارادے سے باز رہو میں ساحرہ کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھتا

تمھارے یہان آنے سے مہان جانکر مین تمھاری صحبت مین بھی بیٹھا ہون طاؤس یہ باتین سنکر بے مزہ ہوئی پھر جی
لے یہ ناز معشوقانہ کرتا ہے اور مجھ سے کھینچتا ہے تو بھی یہان سے اُٹھ جا کشیدہ خاطری دکھلا یہ نوجوان دام شہوت کا
گرفتار آپ ہی تیری منت کرکے تجھے بلائیگا یہ سوچکر دو گھڑی اور بیٹھکر اُٹھی کہ اب مین جاتی ہون شہزادہ خاموش ہو رہا
یہ وہان سے اُٹھکر اُس خیمہ مین اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی بیٹھی اُدھر نجم عیار نے شہزادے
سے کہا کہ اب تو وہ ساحرہ آپکی مہان نہین ہے مین مار ڈالون جاکر آپ ناراض تو نہ ہونگے شہزادے نے فرمایا اب تجھکو اختیار
ہے نجم اجازت یاب ہو کر چلا اور ایک زمرد کا خاصدان لیکر گلوریان عطر بیہوشی کی لیس اُسمین رکھکر بڑے تکلفات
سے درست کرکے خیمہ ساحرہ مین آیا وہ بھی کہ شاید شہزادے نے بلایا ہے یہ منانے کو آیا ہے پس بخاطر پیش آئی اسنے
وہ خاصدان پیشکش کیا اور کہا شہزادے نے آپکے لیے گلوریان بھیجی ہین ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اُس مغرور
حسن و جمال کو بھی میرا خیال ہے پس وہ خاصدان لیکر کھولا گلوریان بہت پر تکلف گنگا جمنی ورق لگی کہ ادکی نہین اپنی
شرخرو کی آپ گواہی دے رہی تھین اسنے ایک ایک گلوری کنیزون کو دی اور دو آپ کھائین باقی لیے خاصدان
مین رکھ لین اور نجم کے خاصدان مین پانچ اشرفیان ڈالکر واپس کیا چاہا مگر ہنوز مراجعت نہ کرنے پایا تھا کہ وہان پیک
حلق سے نیچے اُتری اور بیہوشی نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزون کے بیہوش ہو گئی نجم تو اُسکے قتل کا بیڑا اُٹھا چکا تھا منہ کو
لہو لگا ہوا تھا ساحرہ کو روشن تن بزور سحر کرخت بدن دیکھکر سینہ گرم کرکے گلا دیا اور ہمراہیون کے اُسکے سر
کاٹ ڈالے بھجو گھیر و تیرہ گیجو کی آوازین ہولناک آئین مثیر سحر کے غل مچانے لگے اندھیرا ایسا ہو گیا کہ شب ہجر عاشقان
بھی ایسی تاریک نہ ہوگی عالم مین چادر سیاہ ٹھہر گئی گویا رہزن سوز گار نے دن دہاڑے دنیا پر کملی ڈالی نجم عیار وہان
سے بھاگ کر خدمت شہزادے مین آیا شہزادہ اس آفت آنے سے گھبرا کر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت
تھے لیکن اس اندھیرے نے سبکے دم خفا کیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ اے خالق ظلمت و نور مالک لیل و نہار
یہ بلا ہمیر سے تو دفع کر دے اثر دعا سے نوریان نے آخر زمانہ روشن کیا وہ سیاہی دھوان ہو کر کمتی اور بڑھ کے
ہوا جا کر ٹھہری اور وہ قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہو گیا صرف ایک دیوار سیاہ منزل لہا منزل تک کھنچی نظر آنے لگی بلندی
اُسکی تا چرخ برین تھی بس لغیت اس دیوار کے صدائے حزین تھی سر دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آکر
بیٹھا اور ہزار دروازے پیدا ہو گئے بیچ مین پھاٹک جواہر نگین لگا تھا پس یہ تماشا دیکھکر شہزادہ حیران تھا کہ دفعۃً
وہ پھاٹک کھل گیا اور اُسمین سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشان موذی ایذا رسان نکلا اور اس زہرناک مار نے
دُم اپنی زمین پر ماری زمین سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ ایک دریائے زخار و قہار رلطم تیغ آفت خیز پیدا ہوا
اور اتنا جلد بڑھا کہ کاسۂ فلک ہفت قلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو مملو تھا وہ دور بحر عالم کا تپا دیتا تھا نہنگان خون
آشام اُس مین سے سر بر کیے تھے حباب نسان چشم قہرناک و خشمگین آنکھین دکھاتے تھے موجین دنیا کے ڈوبنے
کی چالین چلتی تھین ایک تلاطم برپا تھا آفت کا سامنا تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا شہزادے نے یہ
طغیانی اُس بحر طلسم کی دیکھکر کنارہ کرنا چاہا لیکن انکے لشکر کی سمت کو چھوڑ کر وہ دریا بہتا تھا یہ سطح سب

کھڑے تھے کہ سامنے وہ پہاڑ تک اور اژدہا تھا اور اُسکے پہلو مین وہ دریا بہتا تھا فی الجملہ شہزادے نے دیکھا کہ بعد
درنظاہر ہونیکے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو عورتین اُڑتی ہوئی سر دیوار پر آکر ٹھہرین پھر قریب اژدہے
اُتر آئین ہر ایک اُنمین حسینہ وجمیلہ نہایت شکیلہ تھی گوہر بحر خوبی و صدف قلزم محبوبی واقعی بے نظیر و بیعدیل تھی حباب بحر طلسم
نہ تھے دریا بچشم حسرت اُنھین دیکھتا تھا موجون کا دل اُنکی رفتار نرم پہ لپٹا تھا انھین کے عشق مین یہ چشم پر نم سر اپنا کنارے
پر ٹکراتا تھا گوہر اپنے بہر نثار لاتا تھا پس وہ دونون نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھین کوس محبوبی
بجانے آئی تھین اُس نقارے کو اُنھون نے اژدہے کے سر پر رکھکر چوب بھی قریب نقارہ رکھدی اور قہقہہ مارکر
ہنسین اور شہزادہ تورج سے آنکھ ملاکر گویا ہوئین کہ اے فاتح طلسم اگر طلسمات کی سیر کرنا ہے آفت مین قدم دھرنا
ہے تو بسم اللہ اس نقارے پر آکر چوب لگایئے پس اژدہے کا منھ کھلیگا یہی دروازہ اس طلسم کا ہے دہن اژدر مین
تشریف لیجایئے شہزادے نے یہ کلمات سنکر قدم ہمت آگے بڑھایا نجم جانلد خونریز وغیرہ جملہ سردار قدم اقدس پر
گرے اور عرض کرنے لگے کہ نئے شہریار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ و دانستہ دہن اژدر مین جانا بلا مین پھنسنا خلاف
رائے صواب اندیش عاقلان ہے خوف بربادی گوہر جان ہی برائے خدا یہ ارادہ نہ فرمایئے منھ مین اژدر
کے نہ جایئے شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نہ پایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم کی جانب سے گرد اُڑی اور اسکے
کی جاجاق شنائی دی شہزادہ اُس طرف دیکھنے لگا جب دامن گرد شگافتہ ہوا ایک لشکر ساٹھ ہزار
سوار کا نظر آیا کہ مرکبہائے تازی نژاد سواریون کے زیر ران غرق دریائے آہن ہر ایک نوجوان برچھے
رکابون کے تسمون مین لگے پرچم اُنکے اُڑتے سردار لشکر بصد زیب و فر مرکب بری پیکر کودا تھے آگے آگے
ہر اول فوج حلم کو جلوہ دیتا خلاصہ یہ کہ بڑے احتشام سے لشکر آیا یہ لشکر آہن کوہی کا ہے جو اس طلسم کے حوالی
مین سلطنت کرتا ہے اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہے شاہ طلسم نے اسکا تخت طاؤس جادو کے مین
کیا ہے کہ جو کوئی طلسم کے اندر آنیکا ارادہ کرے تو اسکو یہ روکے چنانچہ جب طاؤس مار ڈالی گئی اس بادشاہ نے
خبر سُنی کہ نبیرہ حمزہ نے آکر اطراف کوہستان تسخیر کیا ہے اور اب محافظ طلسم کو قتل کرکے اندر طلسم کے جایا چاہتا ہے
پس یہ سنتے ہی لشکر تیار کرا کر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اُسنے
صف کشی کی اور آگے بڑھکر نہیب دی کہ اے نبیرہ حمزہ تونے سب کوہیون کو نامرد بنادیا اور ہر ایک کو اپنے دام
تزویر مین پھنسا لیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جایگا ادھر آکہ تو میرا شکار ہے شہزادہ یہ نعرہ دلیرانہ سنکر مرکب پر
سوار ہوا لشکر مین قرنا پھنکی جان نثار شہزادہ مرگ پر آمادہ ہوکر کمر کسنے لگے طرفۃ العین مین لشکر ہتھیار سجکر تیار ہوا سوار و
پیادہ ہر ایک آمادہ رزم و پیکار ہوا طبل جنگی گڑگڑایا فوج مین وردی بجی پلٹن قواعد سے بڑھکر جمی رسالہ تیار ہوا شور
و شور برپا تھا کرنائے دم حدود کا بند کیا جا بجا کف افسوس ملنے لگی نیزے جوانون کی طرح تننے لگے گرز سرکش بنگئے
نقیب للکارے بہادرون نے نعرے رعد کی طرح مارے آہن صف لشکر سے آگے بڑھا اور سلحشوری
دکھانے لگا بعد اسپ تازی اور چوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب دیکھکر للکارا کہ

بیت بیا تا بگوییم و کین آوریم ÷ بجنگ ابرهان برزمین آوریم ÷ تورج یہ نعرہ سنکر عمود زن ڈپٹ کر سامنے اُسکے
گیا اور ایک تگا ور ایسی پڑی کہ مرکب اُسکا سات قدم پیچھے ہٹا اور سمند چالاک شہزادہ تین قدم پیچھے ہٹ کر رہ گیا
دونوں رانوں میں گھوڑے مسلتے ہوئے مقابل ہوئے

نظم

گرفتند پس آن عمود گران
یکے ابر بست از بر کار زار
ازان چاک چاک عمود گران
بدریائے شد اندرون باد خاست
گرفتند شمشیر ہندی بچنگ
خم آورد از خم شدہ ریز ریز

ہمے حملہ کرد آن برین این بران
تو گفتی شب آمد بہ نیسان بروز
شد آہن بگرد از چاچی کمان
تو گفتی کہ سنگ ست سر زیر ترگ
فرو ریخت آتش ز پولاد و سنگ
چو شد کام بے آب در زیر خاک سر

زمین گشت گردان و شد روز تار
نہان گشت خورشید گیتی فروز
بچرخ اندرون بانگ پولاد خاست
سیہ شد ز زخم یلان روئے مرگ
ز نیروئے گردن کشان تیغ تیز
گرفتند ہر دو دوال کمر

اسی طرح دونوں لڑتے ہوئے زمین پر پشت زین سے آئے اور دامن گردان پر سر گرم کشتی بقید درشتی ہوئے داؤں پیچ
توڑ جوڑ بند شجاعت پسند ہونے لگے ایک بار وہ شہزادہ کو پکڑ لایا شہزادہ مثل برق جہندہ چمک کر نکلا اور اُسکو پکڑ لایا
اُسنے نیچے آکر زمین پکڑی لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور توڑ زنجیر کمر کا مقام کر کے دیکر اول زور میں تا بکمر لایا اور
دوبارہ میں اُسکو سر سے بلند کر کے چرخ دیا وہ مکار الامان پکارا شہزادہ ایمان پوری زبان پر لایا اُسنے اقرار کیا اسنے زمین پہ
اُتار دیا اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا وہ مرے کلمہ طوطے کی طرح پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ اُسکو لیکر اپنی بارگاہ میں آیا سامان
جلسۂ عشرت مہیا فرمایا اُسنے بمنت تمام عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار ایک یہاں سے بہت قریب ہے حضور قلعہ میں تشریف
لے چلیں اور تمام رعایا و اہالیان ملک کو ہدایت فرمائیں اور قلعہ اسلام آباد کریں مسجدیں وہاں بنوائیں سرداران شہزادہ
نے بھی اسکے کلام کی تائید کی کہ اے شہریار بہتر تو ہے کہ اہل قلعہ بیمن قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہیں اور در دولت
اسلام پاکر ہمیشہ محفوظ رہیں شہزادے کو اُس طرف جانے کی اس لیے سب نے ترغیب دی کہ طلسم میں جانے سے باز رہیں
شہزادے کو بھی منظور ہوا کہ حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہے پس عرض ہر ایک کی قبول فرمائی اور لشکر اپنا اُسی مقام پر چھوڑ کر
مع جملہ سرداران کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعد طے کیے چند فرسخ راہ کے قریب قلعہ مذکور پہونچا شہر پناہ واقعی نزہتگاہ تھی
دیواریں بلور کی تھیں سراسر نور کی تھیں شکار رنگا رنگ ہیں آئین بنی تھیں شاہان جہان کی تصویریں نقش تھیں در قلعہ پر سواروں کی
تیجا اونی ہر سمت گھما گھمی ہر قلعہ پر توپیں چڑھیں سامان حرب و ضرب مہیا پل تختہ پڑا ہوا خندق پر از آب مصفا گولنداز
برق انداز جوانان شکیل جرأت میں جدیل ہر ایک اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی سلامی اُدہی شہزادہ داخل شہر ہوا اُسکو بھی
آباد پایا کو یہ ملک کی ہوا اسی رعیت خوشی سے تہی ہر سمت بازار عیش و نشاط گرم ہر شاہ بازاری کی رفتار زمزم ملک
تھا کہ شہر حسن و خوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پر از نجم مسرت تھا نہیں نہیں فلک ستمگر اس زمین سے بہت شاد تھا عمارات شہر
نہایت بلند و رفیع زمین فسحت آباد اور وسیع شہزادہ سیر کیفیت دیکھتا دار الامارہ میں تشریف لایا اس جگہ کو بھی پاکیزہ اور
عمدہ پایا اکابرین شہر جمع تھے ارکان دولت پایہ بپایہ تھے شہزادے نے آہن کو مع اپنے آئین کے تخت پر بٹھایا آپ

دنگل پر بیٹھا آہن بنے ارباب نشاط کو طلب کیا جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسنے شراب کباب میں نجم عیار کو دھوکا دیکر بیہوشی ملائی اور شہزادہ کو مع رفقا و عیاروں کے بیہوش کیکے گرفتار طوق و سلاسل کیا اور افسران لشکر کو اپنے بلا کر ظاہر کیا کہ میں نے بمصلحت ہی مسلمان کی اطاعت کی تھی اب چلکر اسکے لشکر کو تاخت و تاراج کرنا چاہیے مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ انکو تنہا قلعہ میں چھوڑ کر جانا نچاہیے اور نہ ہمراہ لیجانا مناسب ہے کیونکہ مددگار انکے بلوہ کرکے انکو رہا کرلیں گے پس آج کی شب انکو مقید رہنے دو اور ہنگام سحر سب کو قتل کرکے لشکر پر چلیے لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکیگا شکست کھائیگا یہ رائے انکو پسند آئی اور شہزادہ کو زندانخانہ میں بھیجا اور رات بھر بڑی ہوشیاری رکھی جسوقت کہ مہر فلک زندان شرق سے نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ بیت برآمد ہوا شاہ سیارگان نکیا نور سے اپنے روشن جہان ہنگام سحر اُس مفسد کوہی نے حکم تیاری لشکر دیا فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اُسکے رفیق کو عراده پر بٹھا کر یہ مرتد بلاخیر بیرون قلعہ لایا شہر میں غلغلہ برپا ہوا افسران لشکر صفیں کھینچکر کھڑے ہوئے خلقت شہر کی جوق جوق آکر جمع ہوئی جلادان قوی بازو طلب ہوئے چبوترے ریت کے بنائے گئے۔ بوریے ذلالت آلودہ بچھائے گئے پروردگان مہد شجاعت و صدر نشینان مسند انجمن ریاست اُنپر بٹھائے گئے اہل شہر براہ دانشمندی افسوس کرنے لگے مذمت دنیائے فانی زبان پہ جاری تھی رحم دلوں کو آہ و زاری تھی کہ بمقتضائے

خمسہ

مثال اخگر کے فرصت الدم نہ سوز نہان سے ہم کو
برا ہوا اس عمر بے بقا کا کہا تو یہ لائی کمان سے ہمکو
اٹھائیں کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر ہے یان سے ہم کو

رہا برنگ جرس صدا ربط سوز آہ و فغان سے ہمکو
سوائے اندوہ دیاس حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو

ادھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے ادھر شہزادے سے سردار عرض کر رہے تھے اے شمع شبستان تنہا جہانی و اے چراغ انجمن جہانبانی خدا نکرے کہ باد صرصر ظلم سے آپکا چراغ ہستی گل اور زندگی جاوید ہمارے لیے ہے جو آپکے قدم اقدس پر ہم نثار ہو جائیں ہمارے لیے زیادہ فروغ حاصل ہو جائے بمثل شمع سر کٹائیں اور آپکی محبت میں مرگ سے لو لگائیں شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے بہادران میں تم سب کا کاروان سالار تھا سردار تھا قافلے کے آگے مجکو چلنا زیبا تھا افسوس کہ میرے ہمدم سب قتل ہوں اور رخت ہستی اس منزل سے پار کریں اور میں پیچھے رہ جاؤں واے صد واے لے برادران یہ اشعار میرے حسب حال ہیں کہ

اشعار

یہ کمکدہ رہنے کا نہیں چلے رفیقان
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت

عالم ہے پریشان شدہ وادی غربت
اسباب لٹا راہ میں یان ہر سفری کا

سب راہ سفر چھوڑ کے جاتے ہیں بحسرت
یہ کہہ کر وہ محراب خم تیغ کا ساجد

دست مناجات بلند کرکے درگاہ باری میں بصد زاری پکارا کہ

نظم

اے شہنشاہ عرب میر نجم عالی جناب
ہے یہی ورد زبان مجکو لعین اضطراب

تا بکے دنیا میں کھینچوں میں عذاب بے حساب
یا علی یا ایلیا یا ابو الحسن یا بوتراب

مصطفےٰ کیواسطے میری مدد کیجیے شتاب
حل مشکل ہو رو دین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعا ہے مقتدی قبولیت آمین کہہ رہا ہے حضرت جلادان بے ایمان حکم قتل کرنیکا دے رہے ہیں سنگ پہ چٹا کر تیغوں کو آب دے رہے ہیں کہ بقدرت خالق جزو کل دامن صحرا پر غبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر روزگار صاف ہوا چہرۂ

شہریار آشکار ہوا یعنی شہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش میں تورج ذیشان کے لشکر اسلام سے روان ہوا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا جلادت اسکی آمد دیکھ کر ٹھٹکے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار ہیں شعلہ اسکے سیاہ جرار چلتہ پوش چار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہے ترک فلک بھی اسکی شوکت دیکھ کر خوف کھاتا ہے۔ خورشید اسکے جلال کو خیال کر کے تھرّا تا ہے زلفین ایسی سلسلۂ اسماعیلی کی گرد چہرہ انور کے بل کھاتی ہین بلائین اس کے صدقے بلائین لیکر ہوئی جاتی ہین یا یہ شعر اسکی زلفون کے حسب حال ہے شعر

حرارت ہوتی ہے سردار سے دونی سیاہی مین		زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

اسلحہ کی چقاچاق بلند گردش آسمان اسکے رفعت مراتب ارجمند پر بلاگردان جوان طرحدار شجاعت پسند اس شیر بیشۂ شجاعت وجلادت نے مجمع فوج دیکھ کر نعرہ کیا کہ نعرہ

منم ایرج ذی حشم نامدار		خدیو جہان خسرو کامگار		سپہدار افواج اسلامیان
منم پور فرخندہ صاحبقران		یہ نعرہ کر کے تیغ آبدار قاتل کفار اس جرار نے نیام انتقام سے کھینچی کئی لاکھ		

تلوارین ساتھ کھنچین اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آگرے پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

کشیدا زمیان تیغ آبدار		چنان کرد در عرصۂ کارزار		یکے را بیازو یکے را بسر
یکے را بپشت و یکے برکمر		چنان نیزہ ہا نیزہ آویختند		سنان یک بدیگر در آویختند
کہ بہم نہ پیچید زان گونہ مار		شہان را چنین کی بود کارزار		شکستند صدہا بگرز گران
بدن مغز صدہا شدہ از تبر		چنان گرم گردید بازار جنگ		کہ میسوخت بر ہائے تیر خدنگ
یلان اسپ بر سو ہزاران ہزار		ہمیگشت در دشت چون بیقرار		آہن نے جب یہ ماجرا دیکھا تیغہ

کھینچکر اس ارادہ پر چلا کہ قیدیون کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادہ تورج پہونچا شہزادہ مذکور نے غیظ میں آکر قید آہن کو پارہ پارہ کر ڈالا رفیقون کو آکر ایرج نے رہا کیا ہر ایک دلاور نے گڑی بیڑی پکڑ کر اٹھا اور صدہا کو مار گرادیا سوارون کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضہ میں کر کے سوار ہو کر تہلکہ ڈال دیا اسی گرمی جنگ میں آہن اور تورج سے مقابلہ ہوا اسنے بقوت تمام ہر تیغہ مارا شہزادے نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تلوار بیٹھ کر قاش زین سے گذر گئی خلعت ہستی اسکے تن نجس سے اتارا پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کہ الغلط شد طائر جان شکار شہباز تیغ تھے لشکری عدد کے زیر تیغ بیدریغ تھے آخر سپاہ بے شاد کی ہو چکی تھی بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اٹھا لیا پھاٹک بند کر دیا بالائے قلعہ جا کر توپین چلا کر گولے مارے مگر یہ دونون نہنگ بحر شجاعت شہزادہ دودمان صاحبقرانی ہین ایسے قلعہ کو گھروندا جانتے ہین فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوئے قلعہ پر سے گولا شل اولے کے پڑنے ▓ ابر دھوئین کا بنکر تیار ہوا رنجک کی بجلی چمکی توپین کڑکین اور گرجین گولے برسانے لگین لیکن ان شہزادون کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریائے آتش کو شناوری کرنے لگے گولہ انداز جو گرد کدورت کر دل مین اپنے توپنے ہوئے تھے نکالنے لگے دستی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے یہ دونون اٹھتے بیٹھتے گولون کو رد کرتے

قریب خندق پہونچے اور گرز جھولا دیکر پہلے اُس پار پھینکے پھر آپ جست کرکے خندق فرا گئے قلعہ پر سے ہنڈیان بارود
کی حقہ ہاے نفطی پڑنے لگے تیر و ترد پین دخشت کی مار پھیلی گرنپ کے پولون مین آگ لگادی تیل کے کڑھاؤ کھولتے
ہوئے پھینکے ان سمندر مزاجان بحر آتش نے سپر منھ پر لیکر وہ آفت جھیلی اور کمند چلانک پر بقوت تمام لگائے کھچا ایک
اُڑا ڈالا کر گرا پل تختہ خندق پر پڑ گیا فوج ظفر موج کا آنا تانا ہوا پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی پرنالے خون کے بہنے لگے
گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے بازار اجل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا سرفروشی ہر ایک دوکاندار ملک
جرات کا شعار تھا تیغ تیز اور خنجر ہنگام ستیز سرون کے مشتری تھے جان دہی کی تجارت مین بہادر بہتری جانتے تھے
خلاصۂ کلام وہ سب مردود بد انجام تھوڑے ہی عرصہ مین رو بفرار لائے بہت سے واصل دار البوار ہوئے بہت کنودن
کھنڈون مین گر گئے آخر طالب امان ہوکر قتل سے رستگار ہوئے رعایاے شہر ہاتھ باندھکر خدمت شہزادگان نامور
مین حاضر ہوئی شہزادون نے طبل امان بجوایا فوج قتل کرنے سے رُکی دونون کشورستان دار الامارۃ آہن
بے ایمان مین تشریف لائے اور اُسکے محلون مین تلاش فرماکر ایک لڑکا بارہ برس کا پاکر اُسی کو وارث تاج و تخت
قرار دیا کلاہ مہی و افسر شہی کو اُسکے سر پر رکھا خراج اُس سے مقرر فرمایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے دیر
بتکدے لقا پرستون کے کھدوا ڈالے مسجدین بنوائین مؤذنون نے نعرہ ہاے اللہ اکبر سنائین جب سارا ملک اسلام آچکا
ہوچکا بفتح و فیروزی وہان سے نہضت فرماکر دونون شہزادے قریب در طلسم آئے وہان وہی سامان طلسمی پائے اُسی طرح
نقارہ سر اژدہا پر رکھا تھا دریاے طلسم موج مارتا تھا تو رج نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور قدم بارادہ داخلہ طلسم آگے
بڑھایا ایرج اور سب کوہی اور عیار مانع ہوئے منت کرنے لگے شہزادہ مذکور نے غور کیا کہ سوقت یہ سب روکین گے اور
منع کرینگے مناسب یہ ہے کہ کل صبح کو کچھ رات رہے سے کہ ہنوز کوئی سوکر بھی نہ اُٹھنے پائے داخلہ طلسم مین کرنا چاہیے
یہ سوچکر داخل لشکر ہوا افسر الشکر تعظیم بجا لائے بارگاہ مین مع ایرج دیجاہ کے مسند پر جلوہ گر ہوکر داد عیش دینے لگا
ناچ ہونے لگا ایرج نے گوہر کلام اُس زینت انجمن پر نثار فرماکر کہا کہ اے بھائی تم دادا جان جعفر
عالیشان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کرکے شکار کھیلنے آئے تھے اتنا عرصہ ہوا کچھ خبر نہ لئے امیر باتوقیر
ناراض ہوتے تھے اور فرط اُلفت سے یاد تمہاری کرکے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمہارا انتظار ہے
تمہاری یاد مین ہر ایک بیقرار ہے لازم ہے کہ میرے ساتھ پھر چلو اور سبکو دیدار فرحت آثار دکھاکر تسلی و تسکین دو تو رج
نے کہا اے برادر فرمانا آپکا بجا ہے واقعی مجھکو عرصہ ہوا کہ قدم جد امجد سے جدا رہا لیکن اتنے ملک فتح کیے یہ
کہکر جو جو قلعے کہ تسخیر فرمائے تھے اُنکا حال بیان کرکے کہا کہ مین اس طلسم مین ضرور جاؤنگا ایرج نے
یہ سنکر ہر چند سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا ناچار وہ خاموش ہو رہا اور اُسنے ایک فرمان بنام حاکمان قلعجات کوہستان تحریر فرمایا
مضمون یہ تھا کہ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادہ ایرج نوجوان تم سب مالکان قلعجات کا مالک و حاکم ہے ہر ایک
اُن کی اطاعت کرے در صورت انحراف و روگردانی حکم شہزادہ مذکور مین اُسکا دشمن ہون یہ نامہ قلعہ کی جانب روانہ کیے
ایرج ان باتون سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم مین جائیگا آج کی رات تنہائی مین اسکو اور سمجھانا چاہیے آیندہ جو منظور خدا ہو

یہ سمجھکر مجلس عیش میں بیٹھا رہا جب کہ شام سیہ فام بسان اژدہا دہان پھیلائے دہر میں ظاہر ہوئی اور آفتاب تابان کو من کی طرح مار ظلمت نے نگلا **نظم**

شفق سے تھا شمر اشام کا رنگ	ستاروں سے ہوئی شب رشک ارژنگ
زرگل روبرو تھا اسکے پلنگ	ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ

دربار برخاست کرکے دونوں شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر ہوئے ایرج نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا اے برادر خلاف مرضی جد عالی وقار مناسب نہیں کہ تم کوئی امر ظہور میں لاؤ نورج نے اب ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا چپکا سنا کیا آخر ناصح بھی خاموش ہو رہا اور دونوں آرام پذیر ہوئے جب فراش انجم کو غل دفتر مہ بیرزال شب کا بند کیا اور شہریار مہر بارگاہ مشرق سے نکلکر داخل طلسم سپہر ہوا کہ ہیبت دہن اژدر سحر سے مہر نو ہوئے ظاہر جلا پردے سپہر شہزادہ شائق سیر طلسمات نورج خوش صفات بیدار ہوکر طاعت الٰہی میں مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت چست باندھکر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے تقاضے سے ناچار ہوکر دل نے نہ چاہا کہ بھائی کو سوتا چھوڑ کر چلا جاؤں ایرج کو جگایا وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ روانگی دیکھکر سمجھا کہ اب یہ نہ رکیگا بس بھائی سے بھائی لپٹ گیا اور سرشک گریہ سے دامن قبا کو دامن دریا بنادیا سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہوکر حاضر خدمت ہوئے اور قدم پر سر رکھکر رونے لگے شہزادہ نے جواہر زواہر تسکین و تشفی سے اُنکے دامن بھرے اور فرمایا کہ فاتحہ خیر سے مجکو یاد کرنا اور خلاف حکم برادر معظم کے قدم نہ دھرنا غرضکہ ہر ایک سے رخصت ہوکر بہزاران دشواری بصد گریہ و زاری یہ شہریار روانہ ہوا ہر شخص کنارے لشکر کے پہونچانے آیا آخر سبکو ٹھہرا کر آگے بڑھا اور قریب اُس اژدر کے جسپر نقارہ رکھا ہوا تھا پہونچکر چوب نقارے پر لگائی صدائے مہیب نقارے سے آئی اور منہ اژدہے کا کھلا قلاب آتشین اژدر نے چھوڑکر دم کھسیٹا شہزادہ اُسکے منہ میں چلا گیا پہلے تو وہ اژدر اس اژدر کو نگل گیا پھر اُسنے اُگلا سبنے دیکھا کہ نصف جسم شہزادہ کا اسکے منہ سے نکلکر دریا میں گرا اور نصف تن زمین پر رہا یہ حال دیکھکر شہزادہ ایرج نے گریبان چاک کیا سرداروں نے سر درد آلودہ خاک کیا شور و واویلا و افغان تا بہ سپہر پہونچا وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی پانی دریا کا اتنا بڑھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی نظر آتا تھا لشکر کے دانشمندوں نے یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ ایرج سے کہا کہ بھائی آپکے زندہ ہیں یہ مقدمہ طلسم ہو ایسے ایسے نیرنگ اسمیں بہت دکھائی دینگے آپنے بھی تو بہت طلسم فتح کیے ہیں یہ کیفیتیں ملاحظہ فرمائی ہونگی ایسے اضطراب کو دل میں راہ نہ دیجیے صبر کیجیے انشاء اللہ شہریار کچھ عرصہ میں بفتح و فیروزی آپ سے آکر ملاقی ہوگا یہ کہکر سمجھا کے شہزادہ کو بارگاہ میں لائے سرداران نورج خونریز و سرشار و مسمار وغیرہ بیقراری زیادہ تر کرنے لگے اُسوقت ایرج نے اپنے عیار شاپور اور بہم سے کہا کہ ہرچند طلسم میں جاکر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے لیکن تم عیار ہو جسطرح ہو سکے میرے بھائی کی خبر لاؤ عیاران مذکور عرض پیرا ہوئے کہ اے شہریار آپ خاطر جمع رکھیے غلامان جانثار جاتے ہیں یہ کہکر دونوں باندھانے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے اور قریب اُس دریائے طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ ایک

اُس بحرِ زخار کا کوسوں تک ہے عیار کنارے کنارے اُسکے صورتیں بدلے روانہ ہوے اور ایک مقام پر ٹھہر کر
عیار پور نے کلۂ فلاخن میں پتھر رکھکر دریا میں پھینکا وہ پتھر بیچ دریا میں گر کر ڈوب گیا اُسنے کہا کہ ایسا ہو کہ ہم
نہ کہا میں گے دریا میں ڈوبنے نہ آئیں گے یہ کہکر پھر آگے بڑھے یہ اسلیے کہ ہمارے گرفتار کرنے کو کوئی ساحر دریا سے
نکلے تو ہم اُسکے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائیں فی الجملہ یہ تو اس فکر میں کنارے بحر کے روانہ ہیں مگر حال شہزادہ
نورسیج سنیے کہ اُنکو جو اژدر طلسم نے نگلا بظاہر تو سب نے دیکھا کہ دو ٹکڑے اُنکے جسم کے اُس اژدر نے اگلے لیکن یہ شعبدہ طلسمی
تھا شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر میں غلطاں و پیچاں اسطرح چلا جیسے کوئی نشیب میں گرتا ہے اور
تاریکی از حد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم خفا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریاں بدن سے اُڑنے لگیں چلی ایسا
صاحب قوت تھا جو اُس گرمی کی تاب لاسکا دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہرہ آب ہو جاتا آخر کار خداوند غفار نے
اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھائی دی اور پاؤں زمین پر ٹکا دیکھا کہ ایک صحراے ہول خیز و وادی پر آفت میں استادہ ہوں
جو بگولا اُڑتا ہے دیو آتشیں نظر آتا ہے اُلجھے ہوے دل کی پھانسوں کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہے آفتاب کی تمازت
کی شدت دل جلوں کے سوز سے کم نہ تھی وہ کونسی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے برہم نہ تھی زبان خار جھاڑ کا کانٹا بنکر پیچھے
پڑتی ندیاں حسرت آلود گرمی کے مارے کی طرح نگاہیں کرتیں چشمے بسان چشم بے مروتاں ذرا بھی میل نہ رکھتے تھے چشم کور کی طرح سوکھے
تھے کہ بیت مجمل اُس دشت سے صحراے محشر و جہنم سے زیادہ تر وہ بدتر تھا شہزادہ اُس منزل پر آفت کو طے فرماتا بھوکا
پیاسا چلا جاتا تھا سر کا پسینا پیر کو آتا تھا مالک خستگاں دستگیر کو یاد کرتا جاتا تا اینکہ چند فرسخ کے بعد اُس دشت سے
گذرا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی قریب اُسکے ایک کوٹھری بنی پائی سامنے کوٹھری کے ایک اژدہا بیٹھا تھا منھ
اُسکا مثل قعر بلا خیز کے کھلا تھا اژدر سے کچھ دور ہٹکر ایک درخت بلند درختانِ عالم سے ارجمند مثل سرو آزاد غلام اُس
نونہال ریاض صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک پاؤں سے بر رنگ دربانان استادہ تھا اور اُسکی ایک شاخ
میں کمان لٹکی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے تھے شہزادہ نے یہ نیا ماجرا دیکھکر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے
اس اژدر کی قضا ہے یہ سوچ کر آگے بڑھا اور دست حق پرست جانب کمان دراز فرمایا کمان پر قبضہ کرنا چاہا تو بڑا
ایک تڑاقا ہوا اور آواز آئی کہ ہاں ہاں اے اجل رسیدہ کیا کرتا ہے شہزادہ نے پھر کر جو دیکھا اُس کوٹھری کا دروازہ
کھلا پایا اور ایک زن پریرو حسینہ و جمیلہ کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اُسکے ہاتھ میں روشن پایا حسن
اُسکا بہ از نور مہر انور ہے فروغ رخسار سے کوٹھری برج قمر ہے واقعی برج حمل میں داخل خورشید منور ہے بلکہ مشعل
آفتاب رشک سے اُسکے حسن جہانتاب کے جلتی ہے قمر کی رنگت اُس سے کہاں ملتی ہے واقعی عجب حسن خداداد ہے یہ نقشہ بہ نظم

موسیٰ ابھی غش ہوں جو دیکھے جلوہ حضور کا
پُتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا

رخسار آتشیں ہیں کہ شعلہ ہے طور کا
دستِ حنائی پنجۂ مرجان سے بڑھ گیا

مانی سے کب کھنچے گا سراپا حضور کا
شک بازوؤں پہ ہوتا ہے شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے مسکرا کر گویا ہوئی کہ صاحب پرائے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہیں وادی پر آفت
میں قدم دھرنا عاقل کو روا نہیں میں آپ کی دوست ہوں میرے پاس تشریف لایئے اس کرسی پر بیٹھیے میں

آنکو منزل مقصد پر پہونچا دینگی خاطر داری بدل کرینگی شہزادہ اُس زن پُرفن کی باتین سُنکر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی
شعبدۂ طلسمی ہے یہ سمجھ کر بجواب ان کلمات کے اُس عورت سے کہا کہ بیٹھی رہو مین آتا ہون یہ کہہ کر پھر کھینچا اپنا جانب
کمان بڑھایا اُس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھونا ورنہ شخص مبتلاے آفت نہ ہونا میرا کہا مان یہان آ
اس کرسی پر جلوہ گری فرما شہزادے نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا اور جانب کمان رخ کیا پھر وہ چلائی کہ اے
نادان تیرا اجل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہو اور دیکھ پتہ نہین ہے میرے پاس آ کرسی پر بیٹھ جا شہزادے
نے دل سے مشورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجھکو بلاتی ہے ضرور کچھ بھید ہے اب وہ تمکو بلاتی ہے تو تم اسکو اپنے پاس بلاؤ جیسا
وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو بس یہ تجویز کرکے جب اسنے انکو طلب کیا انھون نے کہا آپ ہی تشریف لائیے وہ
عورت کرسی پر سے اُٹھی شہزادہ سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے اس کے حُسن کی خوبی پر نہ آنا چاہیے
کیونکہ شاید طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہوگا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھاتے ہون گے پس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم
مین بھی فرق آئیگا قصر طلسم مین رخنہ پڑ جائیگا بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھری سے نکلے گی یہ سوچ کر اُسکی جانب مخاطب
ہوا مگر وہ بھی در دولت تک آکر ٹھہر گئی اور پکاری کہ لے آئیے کچھ دور مین آئی کچھ دور آپ قدم رنجہ فرمایئے شہزادے
نے کہا واہ یہ ہونا ہی نہین جبتک آپ میرے پاس نہ آئیے گا میرا آنا دشوار ہے اے رونق قصر محبوبی مین تیرے
مکان عشرت کا مکین ہون تو مجھکو میزبانی کر کے لیجا باتین نہ بنا اُسنے ہنسکر کہا واہ یہ خوب بات ہے کہ اتنی دور سے تو
آپ چلے آئے یہان مجھکو دیکھ کر پاؤن پھیلائے اب مین آؤن اور آپ کو گود مین اُٹھا کر لاؤن کیا آپ نام خدا سے
بچے ہین اے صاحب آئیے باتین نہ بنایئے شہزادہ نے فرمایا کہ مجھکو بھی ضد ہے جبتک تم باہر نہ آؤگی مین ہرگز نہ اندر آؤنگا
غرضکہ یہی تکرار زیادہ دیر رہی آخر کار وہ زن ناہنجار چار ناچار باہر نکلی شہزادہ نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر لگاؤن پھر سوچا کہ شاید
یہ روئین بدن ہو زور سحر ہو تو وار خالی جائیگا پس گلا داب کر مارنا چاہیے یہ سوچکر تعریف کنان اُسکی جانب چلا اور قریب
پہونچ کر گردن اُسکی مضبوط پکڑ لی ہرچند وہ تڑپی مگر دست بلی سے نہ چھٹی اور دونہ پہاڑی تو قریب تر اُس حجرہ کے تھی
ہی کرسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپ کر ہلاک ہو گئی شور و غوغا اُسکے مرنے سے بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا کو وہ جادو
کو اسکے مرتے ہی کرسی اژدہے کے حلقے سے ایک بچہ کوڑا لیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور سے
مارا کہ ایسا صدمہ ضرب گرز کا بھی نہ پڑیگا اور وہ کوڑا مثل مار پیچان جسم شہزادے سے لپٹ کر اُڑا اور شہزادہ دیکھ
بھی لپیٹ کر لے گیا چشم عجائب بین اس سیار سپہر طلسم کی تنگ ہوا سے بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو ایک شہر مین اپنے تئین
پایا نہ وہ حجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ بچہ دنازیانہ کسی کا پتہ نہ تھا شہر مین آبادی بہت تھی عمارت ہر ایک پر رفعت
وسعت تھی گلی کوچے صاف سڑکین پختہ لبسان آئینہ شفاف قرینے بازارون کے بیچنے کے ہر جگہ سے بہتر اشیاے
نفیسہ و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دکاندار خوشخو و راست گفتار لین دین کا گرم بازار زینت کشور
روزگار وہ شہر نثار اکسیر سے خوبی دہر جو چیز چاہیے ہو وہان موجود اور ارزان نایاب کہ اس ملک مین گران بیش

حُسن مین وہ شہر پرستان تھا	باغ رضوان بھی اُسپہ قربان تھا

یہ شہری اشیاے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامان سواری نظر آیا ہٹو بچو کا شور مچا نقیب بولتے لیاول وجوبدار عصاہاے جواہر کار ہاتھون مین لیے ادب سے اور قاعدت سے کہتے نمودار ہوے پھر سوارون کے پرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن شجاعت سے حقہ مین بھرے خوبصورت خوبصورت پیادون کے چہرے گذر گئے پھر سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لونے طفلان ماہ طلعت لیے نکلے غرضکہ سامان بادبہاری اور جلوس سواری کا بخوف طوالت کلام بیان کیا ہو بعد نکلنے اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پہ بادشاہ پرشوکت وجاہ سوار چتر سر پہ گردش مین تاج سر پہ گوہر نگار مگس بر انی مین مصروف وزیر نامدار یہ سواری بصد جاہ و حشمت دار التجارۃ شہر کی جانب روانہ تھی شہزادہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جاتا تھا یہانتک کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا اور قصر پر ہزارہا عورتین قبول صورت و کمسن کو استادہ پایا جب سواری وہان اُتری اندر سے اُس مشکوے خسروانی کے ایک عورت جوان حسین و طرحدار نکلی معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تابان حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اُسکے جوبن کی بیان ہو کیونکر عقل بشر اُسکا آئینہ رخسار دیکھکر نہ حیران ہو سنبلستان شب اُسکے گیسوے پرپیچ و سیاہ کے سامنے کیون نہ پریشان ہو پیشانی انور اُسکی داغ دہ سیماے قمر گردش شمس کر خالی از علت نہیں قربان ہو اسپر نظم

زلفین لہراتی نہین چاند سے رخسار پر
کیون نہ دو چشمے کرین نام کہ بچھائے ہین گنج
غمزہ چشم غضب جلوۂ ابرو آفت

آنکھ کی ایک تیغ شیر یہ ہین دو ناگن
جسطرح رخ کرین وہ ناوک مژگان سے رلا
ہین فتنہ نگہ گرم قیامت جیتون

چشم فتان سے نہ کیون آنکھ مرلیے نرگس
دل مشبک ہون قلعے مین بزین سے روزن
لباس و زیور سے آراستہ تھی سو

نازنین گرد و پیش اہتمام کنان خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آکر اُس دلبر نے تعظیم دی اور مسکرا کر ہاتھ مین ہاتھ تھام کر اندر مکان کے لیچلی شہزادہ بھی ہمراہ سب کے داخل قصر مذکور ہوا وہان دیکھا تو کئی درجہ اُس قصر مین تعمیر ہین اور کئی ہزار آدمی اُسمین اسیر ہین زار و نالے کر رہے ہین شدت اسیری سے مر رہے ہین کوئی اُنمین بادشاہزادہ ہے کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہے غرض جو ہے وہ مرنے پر آمادہ ہے دوسرے درجہ مین اُس مکان کے فرش مکلف بچھا ہے مسند زرق برق آراستہ ہے اُس مسند پر آکر وہ بادشاہ جلوہ گستر ہوا وہ نازنین پہلو مین بیٹھی پانچسو عورت دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی پانچسو زنگی اوسکی بنا ہوا با ادب استادہ ہوا اُسوقت شہزادے کیطرف کچھ لوگون نے دیکھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شہریار یہ جوان سامنے حضور کے ہے بڑا جوان بادشاہ ہے کسی کشتے فریب سے ملکہ وہ جادو کو بلایا اور بارشاہ ملادو بجاری اسکی خاطر داری کستی تھی دیکھیا جامین کہ بیکار ہوا اسکے دم مین آگئین وہ توقیل مست جاو معہ ان مرو پہنچے جو کمند ڈالکے اسکو کرکے قتل کرکے صاحب کلچی تاتیر برسکر بادشاہ نے کہا کہ سیر ہے وہ کمند بھولکر سحر اُتارا ہے شہزادہ نے دیکھا کہ اب میرے جسم مین بازو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوڑہ البتہ ہوا ہوا اب معلوم ہوا کہ اندر اُس ایوان کے مین آپ نہین آیا ہی کرڈالا ہو غرضکہ ایک عورت نے بنا بر حکم شاہ تازیانہ جسم سے جدا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی جواہر نگار لاؤ عورتین کرسی مین پیچ کر بادشاہ نے بخاطر تمام اُسپر بٹھایا اور کہا آپ نے زبردست خدا پرست ہین کہ آپ کو جادو گرنے ڈالا ہے سمجھیے کہ کوئی یہان سے نکلے گا نہین آپ کیونکر

اپنی جان دیتے ہین مال و اسباب کی طمع مین آفت مول لیتے ہین ابھی آپکا کیا سن ہے کیا زمانے مین آپ نے دیکھا کیا کھایا کیا
پیا جو زندگی دوبھر ہوئی جینے سے جی گھبرایا یہان آتے کچھ خوف نہ آیا اب بھی کچھ گیا نہین جسکو آپنے قتل کیا خیر کیا یہان سے
چلے جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ آپ اپنا اسم مبارک تو بتلایئے میرے تو بڑے شفیق آپ نکلے فرمانا بجا ہے حضور کا
مگر میرے باپ دادا تو سودائی ہین ویسی ہی جھک مجکو بھی ہے جو کہنا وہ کہا جو کیا وہ کیا اُس بادشاہ نے کہا اے تورج
آپ ان قیدیون کو بھی دیکھ چکے یا نہین یہ سب شاہ و شہریار زادے اسی طمع مین فتاحی طلسم کی آئے تھے اب گرفتار بلا
رہین گے یہی حال آپکا بھی ہوگا آیندہ آپکو اختیار ہے یہ امر تمھارے ہی واسطے ہے کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہے ورنہ جو کوئی
یہان آیا تا دور قیامت یہین رہا شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا لیکن میرا آنا آپ دور قیامت سمجھیے اب یہ انشاء اللہ یہان
نہ رہین گے اور آپنے اپنا نام نہ بتایا اب بتلایئے تو کہ آپ رفیق و الفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانے والے کیا
نام رکھتے ہین اُسنے کہا مجکو الوان جادو کہتے ہین اور آپ مجھپر طنز کرکے ہنستے ہین خیر تقدیر تمھاری جب شامت آتی ہے
تو ایسا ہی ہوتا ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے شہزادے نے تیغ کھینچکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سحر پڑھا کہ انکے ہاتھ پاؤن کا دم
نکلگیا گر پڑے اُسوقت فرمایا کہ تم لوگ اسی بات پر بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور بڑے دغاباز ہو ایسی نامردی مین نے کسی قوم
مین نہین دیکھی اور مجکو جو سمجھانا تھا تو اکیلے مین لیجا کر سمجھایا ہوتا کہ کہا مان لیتا یہان سب کے سامنے اپنا اوسے بازآنا
اپنے تئین نامرد کہلانا تھا افسوس کہ حسرت میرے دل کی دل ہی مین رہی الوان نے یہ کلمے جو سُنے سمجھا کہ بیشک
یہ خدا پرست صاحبان غیرت سے ہین انکو تنہائی مین فہمائش کرنا تھا مجمع کثیر مین ناحق کہا یہ سوچکر سامنے شاہزادے کے
ہاتھ باندھے کہ بیشک مجھسے خطا ہوئی آپ معاف فرمائین اور مین حضور کے مرتبے سے آگاہ تھا اب آپکو لشکر مین آپکے
پہونچائے دیتا ہون شہزادے نے فرمایا آپ کی مہربانی اُسنے سحر اُتار دیا مگر دل سے اپنے مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا
تو اِس طلسم مین مشہور ہی ہے جیسے ہو ویسے تورج اسکو مار ہی ڈالنا چاہیے ادھر تو یہ سوچ کر کچھ سکوت پذیر ہوا اُس طرف شہزادے
نے قصد کیا مگر اسکو الگ لیجا کر مار ڈالیے مگر اُسکو شہزادے کی خوشامد کرنا منظور تھی کہ یہ اُسکو فریب تو دیکھا تھا ہی بس
اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلاؤ وہ سب طعام لذیذ سامنے لائے شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا پھر
اُسنے کہا کہ اے شہزادے آپ علحدہ چلیے کہ مجکو کچھ عرض کرنا ہے شہزادہ یہ سُنکر اُٹھا اور وہ ہمراہ ہوا اُس قصر کے
ایک گوشے کی طرف دونون چلے شہزادے کے ہاتھ مین رومال تھا اُسکو ہلاتا ہوا اس طرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا
چلتا ہے روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال اُسکی گردن مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ وہ گرا شہزادے نے ایک پاؤن
اُسکا اپنے پاؤن کے نیچے رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارکر مثل کرباس اُسکو چیر ڈالا یہ حال جو یہان نگہبان
تھے اُنھون نے دیکھا چیخے اور نیزہ پکڑ کر آگرے ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ادھر لشکر شہزادے پر پڑنے لگا اُنھے بھی
تیغہ آبدار نیام انتقام سے لیا اور قتل کرنا شروع کیا لاش پر لاش گرنے لگی اُس قصر مین اجل کی بادشاہت تھی
رقص بسمل ہوتا تھا ہر کارے روح کے ملک فنا کی خبر لینے کو بھیجے جاتے تھے ضرب گرز شہزادے سے جہنم مین پہنچے
جاتے تھے شاہ اجل فتاح طلسم جسد و جان کو گوشہ قبر مین سمجھانے کے لیے جاتا تھا تیغ تھا کہ نظم

یکے داشت در سر ہوائے گریز
یکے مرگ را از خدا خواستہ
یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے بود بے پا و بے سر یکے
یکے راز پیکان جگر کاستہ
یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے

آخر کار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی اندر قصر کے آئی اور کمندین شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگیں شہزادہ الجھکر گرا سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کر لیا پھر قید سخت مین گرفتار کر کے وہان سے لیچلے شہر مین ایک غوغائے عظیم برپا ہوا ہر ایک شخص تماشائی تھا غرضکہ اس قلعہ کے متصل اور ایک قلعہ تھا وہان شہزادے کو لائے وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا جو شخص تھا وہ دلشاد تھا بر سبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو وہان کے ایوان شاہی مین لائے دیکھا کہ تخت شاہی پر ایک بادشاہ بصد حشمت و جاہ بیٹھا ہے ارکین سلطنت کا مجمع ہے کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہے نام اس بادشاہ کا کفل شاہ ہے فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اُسکے پہونچا اُسنے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بنکر آیا ہے ہر ایک نے کہا بجا ہے یہی فتح طلسم کو آیا ہے کفل شاہ مخاطب شہزادہ کی جانب ہوا اور کہا اے نبیرۂ حمزہ کیا تجکو آج کے دن کی خبر نہ تھی اب بتا کہ کس حال سے تجکو قتل کرون تورج نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو تمھاری غیرت جاتی رہی ہے ارے نامعاذلی دلاوری بہادر بہادر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین جیسا تو نے کیا کہ از رہ بلوہ کے مجکو گرفتار کرایا اُسنے کہا اے شہزادے یہ فوج سو بھی جاتی تھی لیکن تلوار سے اسلیے روای کہ تم نامرد ہمکو نہ سمجھو اب اگر تم کو یہ خیال ہی کرو وہ بہت تھے مین تنہا تھا تو اسکا بھی انتظام ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اگر تمکو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اُسکی کرو گے شہزادے نے فرمایا کہ اطاعت کرنا کیسی غلامی کرینگے یہ سنتا تھا کہ اُسنے حکم دیا بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو بمجرد حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لیکر آئے شہزادہ کیوان جاہ نے دیکھا کہ ایک زنگی ناپاک صورت کریہہ منظر د بد حقیقت ہے کہ بمقتضاے ابیات

حبیب و سیاہ نامہ و سخت دل
شکم فربہ از لقمہ ہائے حرام
ز ناپاکی ابلیس از وے خجل
سرش خالی از عقل پر از احتشام

ایک زنجیر آہنی کمر سے باندھے جیت لنگوٹ کسے خم بجاتا ناچتے پیتا سامنے آیا بادشاہ نے شہزادے کو کمندون سے کھلوایا اکھاڑا درست کرا دیا دونون اکھاڑے مین کود کے خم بجا کر سرگرم تلاش ہوے یہ لڑ رہے تھے کہ دربارگاہ پر غل مچا اور ملازمون نے آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ سماں تشریف لاتی ہین سب کی نگاہ یہ خبر سنکر جانب در لگی اور ایک زن سیمیں بدن غنچہ دہن انداز و ادا العارضہ کی آئی حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تو مرتبی کے ہزارون دنگل جیتے ہوے سیکڑون زور آوران سرپنجۂ عشق کو چت کیے ہوے بہت شہزور اُسکے عشق مین لنگوٹ باندھ کر فقیر ہو گئے لاکھون نے جی ہار دیے طاق ابرو مین اُسکے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھاتے ناز و غمزہ دل کے اکھاڑے مین پانون جماتے زلف کو اُسکی بہت سے پیچ یاد چشم فتان بیک اشارہ چت کر دینے مین اُستاد تیر مژگان کے توڑ خدا کی پناہ شمس و قمر کا رخساروں سے جوڑ کہان ہو سکتا کہ ابیات

کاوش کی کجلی سے ناخن بجگر ہے مہ نو
شوخی سے دیدۂ نرگس کبھی طرف چشم لیک
خرمن ماہ پہ بالا ہے بلا برق فگن
رخ روشن مین ہے خورشید درخشاں کا فروغ
ناز سے سوئے گل تر بہ تھا رخ جن
روکش خط شعاعی ہو دوپٹے کی کرن

دُرِ دندان ہیں یا موتیے کی کلیاں ہیں | لب ہیں برگِ گل رخ غنچۂ گل تنگ دہن

بس وہ شہریار خوبی اکھاڑے کے قریب آکر ٹھہری اور سیر کشتی کرنے لگی دیکھنے لگی شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی دل اسکا گشتی کھا گیا زلف کے پیچ مین آ گئی بنظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی اور داؤن گھات اسکے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا بظاہر پہلوان تھا اور باطن ساحر زبردست تھا سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا پس ایک مقام پر شہزادے کو ریل لیچلا اور ایک نازنین سے آنکھ ملا کر گویا ہوا کہ دیکھیے مین حمزہ کے پوتے کو ریلے لیے جاتا ہون اور وہ حمزہ کہ جسنے دیو شمندون ہزار دست کو مارا یہ میرا ہی مرتبہ ہے کہ اُسکے پوتے کو ریل لیچلا ہون وہ نازنین از بسکہ عاشق ہو چکی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو جائیگا یہ سمجھکر اُس پہلوان نے جب فخر کیا بجواب کلمات تفاخر آمیز کہا کہ اے پہلوان یہ شہزادہ اسوجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہے کہ یہ کہتا ہو مین آج نہ لڑونگا ورنہ ابھی چھوڑنے مین کل مقابلہ کرونگا پہلوان نے یہ سنکر شہزادے سے پوچھا کہ کیون یہ نازنین جو کہتی ہے سچ ہے شہزادہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اُس پری پیکر نے منع باشارہ کیا شہزادے نے کہا کہ ہان مین آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہون بیشک کل لڑونگا پہلوان نے یہ سنکر چھوڑ دیا اور چلا گیا بادشاہ نے اُس ایوان شاہی مین شہزادہ کو شب کے لیے ایک کمرہ رہنے کو خالی کر دیا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا مسند لگائی پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی شہزادہ مذکور اُس کمرہ مین آکر تشریف فرما ہوا جب آفتاب عالم افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے مین جا کر آرام گیر ہوا اور عالم ضیائے ماہ سے پرنور ہوا نظم

بسر اوقات کی لڑ بھڑ کے دن بھر | چھپایا مہر نے جب روئے انور | ہوا تاریک عالم عجیب کی راہ

اُٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ

بادشاہ یعنی لعل شاہ اور تمام حاضران دربار اُس ایوان سے اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر گئے شہزادہ اُس کمرہ مین تنہا بیٹھا رہا جب برنگ زلف جانان شاہد شب نے بھی مانگ نکالی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور شق ہو گئی وہی گلبدن فلک چمن سبز و منظر زمین سے پیدا ہوئی شہزادہ یہ سرزمین پر از عجائبات و طلسمات جانتا تھا اُسکے نکلتے ہی دست بقبضہ ہوا کہ شایہ کرنی اور شاخسانہ نکلا اُس گل باغ خوبی نے ہنسکر کہا کہ اے میان ہوش مین آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اتراؤ دیکھو مین وہی تمھاری خیرخواہ ہون جسنے کشتی لڑنے سے منع کیا تھا مین کمبخت ناچار تھی میرا دل تمپر آ گیا تھا خیر نصیب آفت سے کچھ لیا اب کچھ پرواہ نہین بندی کو مستی تو چھائی نہین ہے جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش ہو ہم جاتے ہین شہزادے نے اپنے دل سے کہا بیشک اُس سے کچھ مطلب نکل آئیگا محبت جتانا چاہیے یہ تجویز کر کے اُٹھا اور وہ جلنے نہ پائی تھی کہ اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے غنچہ دہن تیرے منھ پھلا لینے سے میرا دل خون کر دیا اور طائر روح کو صیاد بے مہری نے تڑپایا نظم

یہ کہا عاشقون مین محبت کہان ہے | صدا ایک سی اُن کی اُلفت کہان ہے
مجھے ویسے لوگون سے صحبت کہان ہے | ترے پاس عاشق کی عزت کہان ہے

تجھے بے مروت مروت کہان ہے

اُس غیرت گلزار نے ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے مین باہین ڈالدین اور کہا اے بیوفا نظم

گر جاہ حبیب تجھے ہو اچھا نہ چاہیے	ہمکو بھی آپکی نہیں پروا نہ چاہیے
پر حق نصفی سے تو گذرنا نہ چاہیے	جو چاہیے آپکو تو اُسے کیا نہ چاہیے

انصاف کر کر چاہیے اب یا نہ چاہیے!

پہ لنگ مسند پر آ کر بیٹھی وہ عجب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی از اغیار پہلو میں محبوب گلعذار کیا اس جلسہ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے اُس معشوقہ عاشق خصال کا اُلفت جتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گا ہے نخلانا بہر مسکرانا اور شرمانا اس فقرے سے کوئی آنجائے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اسکا باتیں سنانا از راہ خوف سے کبھی دوہائی کر کے لپٹ جانا کبھی اقرار وصل کرنا اور کبھی بگڑ جانا غرضکہ اسی اختلاط و انبساط میں وہ زمانہ قریب آیا کہ شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کرنا چاہا اُسوقت اُس معشوقہ لمساوقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور بوقت جانے کے ایک انگوٹھی اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اُس پہلوان دیو صورت حضرت خصال کے باندھ لینے کی سند ہے یہ خاتم سامری سحر پہننے کی ہے آپ پہن لیجیے اُس پہلوان کو اُٹھا لیجیے گا اور جب اُسکو اُٹھا لیجیے گا تو زمین پر دے مارئیے گا اس بادشاہ یعنی کفل شاہ کے تخت پر پٹک دیجیے گا فوراً آگ جسم شاہ میں لگے گی تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلیں گے اور اس آتش میں سے سبز لوح بند کر پیدا ہو گی اور اندر سے لوکے نشیب سا ظاہر ہو گا وہ گڑھا نہیں چاہ سبز ہے اُس میں آپ کود جائیے گا وہی راہ طلسم کی ہے اور یہ مقام جہاں آپ بیٹھے ہیں حوالی طلسم ہے ابھی تک آپکو اندر طلسم کے جانا نصیب نہیں ہوا ایسے ساحر جو مارے گئے وابستہ طلسم نہ تھے ورنہ بغیر کسی تحفہ طلسم کے ہلاک نہ ہوتے پس اُس چاہ سبز میں جب آپ کود جائیے گا تو ایک بیابان میں آپکا گذر ہو گا وہاں ایک درخت سے میں بندھی کھڑی ہونگی مجکو کھول دیجیگا خبردار بھول نہ جائیے گا نہیں بہت پچتائیے گا شہزادے نے فرمایا کہ اے نازنین میں تجکو یہاں کا مالک کرونگا نہیں! اتنے میں آخر شب ہوئی وقت مہاجرت قریب آیا سحر نے فراق کا منہ دکھایا! نسیم سحر آہ سرد تھی شمع محفل غم سے زرد تھی وہ نازنین کہتی تھی کہ ابیات

کہ اتنی دیر کا آرام کیا تھا
دم رخصت قریب آیا ہے اے جان
بھر آئے آنکھ میں اُسکے بھی آنسو
جدائی ہے گلے سے میرے لپٹا
رہے یہ حسن عالمتاب روشن
یہاں پیدا کیا دل نے زمانہ
نہ وہ ساماں نہ وہ یاران نہ وہ محفل

فقط اک رنج دینا مدعا تھا
جگر پر داغ فرقت لے چلے ہم
کہ ہوتا تھا جدا اب یار پری رو
مرے ہمدم مرے پیارے مری جان
الٰہی تا کہ ہے دنیا کا گلشن
اُڑا لے جلوہ ہائے صبح نے ہوش
بجز چند آہ باقی حسرت دل

سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
اسی کی میہمانی تھی یہ یکدم
اُٹھی وہ نازنین بولی ادھر آ
چلے ہم لے خدا تیرا نگہبان
ہوئی یہ کہہ کے وہ ظالم روانہ
بڑھیں بیتابیاں گھٹنے لگے ہوش
صبح ہوتے ہی نقارہ دربار کا بجا

کفل شاہ تخت پر آ کر بیٹھا پہلوان نے آ کر دنگل میں خم مارا اور پکارا کہ وہ مسلمان کہاں ہے آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہو کر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی لپٹ پڑا لمحہ بھر کشتی اُسی انگشتری کی وجہ سے کچھ سحر پہلوان کا نہ چلا

اور اُسنے کمر مین ہاتھ دیکر اُسکو اُٹھا کر قریب بادشاہ ہو چکے دے پٹکا آئین بیرنگ طلسم ہی تھا کہ تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب مین آگ لگی ایک سنگدل تو دوسرا آئین بدن تھا رگڑ کھاتے ہی شعلۂ آتش نے نکلکر سوختہ کیا اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان فنا ہی سب جلکر اندھیرا ہوگیا پھر جو دیکھا تو ملک فقط کچھ نہین ہے وہی جنگل و بیابان ہے جہان کوٹھری مین عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہے شہزادے نے ہر سمت غور کر کے دیکھا تو ایک مقام پر شعلۂ آتش چکر باندھے تھا اور سبز نوا اُٹھ رہی تھی بس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب اُسکے گیا اور دونون پاؤن جاکر بسم اللہ کہکر کود پڑا دیکھا تو واقعی مین کنوئین مین جا رہا اور آواز غرغر کی سنائی دی پھر غلطان و پیچان چلا اور اسی صدمے سے بیہوش ہوگیا

داستان طاق چشم بیر بچائی کا افراسیاب کے مقابلہ مہرخ مین آکر مارے جانا اور افراسیاب کا غصہ کر کے خود لشکر کشی کرنا مہرخ پر اور آجانا صنعت سحر ساز کا بروقت مقابلہ اور سمجھا کر شاہ کو پھیر لے جانا پھر آپ مقابلہ کر کے شکست دینا لشکر مہرخ کو اور سرداران لشکر کو اسیر بلائے سحر کرنا اور آنا عمرو کا مع ماہی پریزاد طلسم نور افشان سے اور شکست دینا ملکہ صنعت کو اور جنگ عظیم ہونا اور پھر بلا لینا ملکہ کوکب کا عمرو کو اپنے طلسم مین اور تدبیر جنگ کرنا المؤلفہ

غصہ ترا ساقیا بڑا ہے
تیور ہین کچھ اور ڈھنگ ہین اور
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہے
کب اُنمین بھری ہے بادۂ تیز
گردن جو صراحی کج ہے کرتی
کھسیانے ہوے ہین جام ہنسی مین
ہو وقت غضب جو چہرہ کا حال
گلزار کی بھی ہوا ہے کچھ اور
نہرون مین ہے آب خجلت رو
کھسیانا ہے گل جو ہنس رہا ہے
غصہ سے ہے سرو بھی اکڑتا
افروختہ ہے برنگ دشمن
گو سوسن صد زبان ہے ویکی

میخوار ترا تڑپ رہا ہے
میخانہ مین ہو غضب کا وہ جوش
کف غیظ مین منھ سے بہ رہا ہے
گردن نہین عجز سے جھکاتے
رندون سے ہوئی جو آنچ ٹیڑھی
قلقل کی نہین صدا ہے دیتی
منھ رندون کا نشہ سے ہے یون لال
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہے
فوارون کے بہ رہے ہین آنسو
غصہ سے چنار جل رہا ہے
سنبل مین غضب کا بل ہے پڑتا
غنچے ہین چمن مین یون جھٹکتے
شہرت سے زبان ہے ہاتھ بھی کی

ہے واہ کچھ آج رنگ ہین اور
غصہ سے ہین رند سارے بیہوش
ہین جوش غضب سے جام لبریز
شیشے ہین سرکشی دکھاتے
بڑاتے ہین رند میکشی مین
تڑاتی ہے رند سے صراحی
میخانہ مین جو غضب کے ہین طور
باغ دنیا مین بیکلی ہے
غنچون نے بھی منھ پھلا لیا ہے
مرجان کف دست مل رہا ہے
سُرخی سے گلون کی سارا گلشن
جیسے دشمن چپاک کے بولے
پھولون کا چراغ جل رہا ہے

گلشن سارا چراغ پا ہے
گل اس طرح ہین چمن مین پھولے
رہتے ہین شریک ہر بد و نیک
ہم کو نشے سے واسطہ کیا
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر
نشہ میرا ابھی کم ہوا ہے
دے منھ سے مرے لگا پیالا
اے جاہ گمین چنین شکایت

مہندی کے بھی تلوون سے لگی ہے
دیدے کوئی جس طرح نکالے
خط ساغر کا ہے سبق یاد
ہم سے ساقی بگاڑنا کیسا
احسان کرنے مین تو بھی ہے طاق
غصہ دل مین مرے بھرا ہے
وہ جام پلا کہ بات رہ جائے
مے نوش و نو لیس این حکایت

نرگس آنکھین نکالتی ہے
ہم تم تو ہین ساقیا ایک
ہم دونون کا ایک ہی ہے استاد
طاق نسیان پہ غیظ کو دھر
جان نوازی مین ہے مشتاق
کردے نہ ساقیا خدا را
میرا اور تیرا ساتھ رہ جائے
بزم آرایان قصہ افسونگری و انجمن

پیرایان فسانۂ ساحری۔ مہمانان کاشانۂ ظفر و احتشام و میزبانان مشکوے کلام نصرت انجام بادۂ پرجوش سخن کو میکدۂ کلام سے اس طرح سے پیتے ہین اور بسان ساغر شکستہ دلی نشۂ غرور کو یون شکست دیتے ہین کہ جب حسام ناکام و بدانجام ہاتھ سے برق عیار ذی احتشام کے مارا گیا لاش اس بدمعاش کی ملازم اسکے اٹھا کر نالان و گریان جانب طاق چشم بے ایمان روانہ ہوے اور سامنے پہونچکر حال قتل حسام معرض بیان مین لائے۔ العیاذ باللہ حال سنتے ہی اس ناری پر وہ غصہ طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے انگارے ان پہوٹا اور دود بد دماغی دماغ کے پار نکلگیا پس اسی وقت نفیر سحر کو دم دیا ایک لاکھ بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے طاق بھی سامان سحر سازی ہمراہ لیکر اژدر پر سوار ہوا خلاصہ یہ کہ بٹھے کروفر سے بسان موج ہوا لشکر نکبت فوج لیکر روان ہوا اُس طرف شاہ طلسم تے بھی رجوکی کے پہونچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پھر کر گئے اور حال ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ پیر بھائی بیلا آتا ہے یہ خبر سنکر حیرت کو اُسنے نامہ لکھا کہ اے ملکہ جسکو مین مدت سے طلب کرتا تھا وہ اب آتا ہے خبردار کوئی دقیقہ اسکی تعظیم و خاطرداری مین فروگذاشت نہ کرنا یہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اُسنے ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو و گیسوے بن شہاب وغیرہ کو کئی منزل آگے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی کنارے تک لشکر کے آئی اُس طرف سے وہ مسافر بیداے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سرداران ملکہ پہونچا راہ مین ملاقات ہوئی ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا پھر کنارے لشکر کے آکر حیرت سے ملاقی ہوا اور کہا بھابی صاحبہ آپنے کیون میرے لیے تکلیف فرمائی یہ کہکر بسبب اسکے کہ ملکہ شہزادی کل طلسم کی ہے اسنے نذر دی ملکہ اسکو بعظمت تمام بارگاہ مین لائی خلعت دیا تخت جواہر پر بٹھایا لشکر اُسکا اترا اب ایک سمت لشکر موسوم سکا ہے ایک جانب لشکر حیرت کا پڑا ہے تیسری سمت کو لشکر اسکا اترا سامنے مہرخ کی فوج اُتری ہے اس ربع مسکون مین چارطرف فوج ہی فوج تھی کثرت لشکر سے زمین دہلتی تھی فلک چکر مین تھا مہرخ کی طبیعت گھبرا گئی تھی غرضکہ جب یہ داخل بارگاہ ہوا مصور جادو بھی اسکی ملاقات کو جادوخانہ سے اُٹھکر آیا یہ بنا بر تعظیم خداوندزادہ اُٹھا اور اُسکے قدم پر گرا اُسنے گلے لگا لیا اسنے کہا کہ ہمارے مذہب مین آپکے

قدم آنکھون سے لگانا پڑا تو اب ہوا اُس خرس نے بھی اُسکی تعریف کرکے دعا دی سب بعیش و عشرت بیٹھے ساقی و مغنی حاضر
ہوئے جام مے گردش مین آیا جلسۂ نشاط گرم ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے لشکر
کی راہ لی اور خدمت ملکہ مہرخ مین آکر بعد آداب نیایش کنان آنا طاق چشم کا بیان کیا اور کہا اس نابکار کے
ہمراہ جو فوج آئی ہے اُنکے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہے کہ مثل کوکب تابندہ کے چمکتا ہے۔ یہ عرض کرکے جاسوس تو چلے
گئے لیکن مہرخ نے برائے طمانیت قلب سرداران فرمایا کہ یہ موذی کا ناطاق جو آیا ہے تو ہمارا کیا کریگا جب عمرسا
اُستاد اُسکا کچھ نہ کرسکا تو اُسکی کیا حقیقت ہے یہ لاف زنی کر رہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ عالم آج آپ بہت تیز در
معلوم ہوتی ہین ملکہ نے کہا مدت سے مشتاق جنگ بھی ہم سب ہین خراب سمجھینگے لیکن اے بہار تم کیا کچھ طاق سے
کم ہو بہار نے بھی اُسوقت جوش مین آکر کہا کہ اگر آپ فرمائین تو حاضر ہین بارگاہ مین ابھی دیوانہ ہوکر ننگے ناچنے لگے
یہ کلمہ زبان بہار سے سنکر سرداران کو ایسا اطمینان حاصل ہوا کہ ہر ایک اپنی بڑائی کرنے لگا سرخ مو و طاؤس نافرمان
وغیرہ سب نے کہا کہ ایسے گورے موئے کے مارینگے کہ یاد ہی تو کریگا اسی قدر برق وغیرہ عیار آگئے اور کہا ہمکو حکم ہو تو
جاکر اُسکا کام تمام کردین بہار نے جواب دیا کہ اے برق اب تو میرے منھ سے نکلا ہے کہ مین اُسکے ننگے نچواؤنگی۔
پس اسکے باپ نے بھی استاد کو تمنے مارا وہ تمہارا حصہ تھا یہ میرا ہے جب مین ہون تو تمکو اختیار ہے یہ کہکر اپنی جگہ سے
اٹھی اور ملکہ مہرخ سے کہا آپ بھی آئیے مجکو کچھ مشورہ کرنا ہے ملکہ مذکور بھی اُٹھکر علیحدہ صحنچی مین آئی وہان بہار سخندان
کیا کہ یہ ساحر واقعی بڑا زبردست ہو کیا تدبیر اسکی نسبت سوچی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ ایک دن مین دربار
افراسیاب مین حاضر تھی اور بادشاہ مجھ سے بہت راضی تھا تو اُسنے ایک ناریل مجکو دیا اور کہا اس ناریل کو اگر
پہاڑ پر مارو تو دریا پہاڑ سے پیدا ہوگا اُس بحر کا پانی اگر ساحر بھی پی لین تو دیوانہ ہو جائین پس اے ملکہ حسین کی
تم نانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ ساکنان طلسم تمسے کمتر ہین مین نے وہ ناریل تسلیم کرکے لے لیا وہی میرے
پاس اب تک ہو میرا ارادہ جنگ حسام مین اُس سے کام لینے کا تھا اب اُسی سے کام لونگی یہ سنکر بہار نے کہا بہتر
ایک سحر مجکو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہے تم اُس ناریل سے کام لو مین سحر کرون دیکھون کہ خدا کیا دکھاتا ہے یہ
مشورہ کرکے پھر آکر تخت پر مہرخ جلوہ گر ہوئی اس عرصہ مین صنعت گر دہر نے طاق نیلی رواق پر سے آئینہ مہر
اُٹھا کر طاقچہ مغرب مین رکھا چشم خورشید کور ہوئی سواد ظلمت شب کا سرمہ چشم ماہ مین لگا فلک طاق چشم بنا کہ

بموجب ابیات

ہوئی گور جب چشم مہر فلک — ستارون مین ظاہر ہوئی جب چمک
بڑھا دیدۂ نجم مین بسکہ نور — ہوا نور کا چشم مہ مین ظہور

شام کو پہلے تو حیرت نے خاصہ طلب کیا دسترخوان شاہانہ آراستہ
ہوا سب نے مع طاق چشم کھانا زہرمار کیا بعد فراغ اکل و شرب جلسۂ میخواری گرم رہا اُسوقت حالت مستی مین
طاق چشم نے کہا کہ بھوجا بھی جان دیر کیون کیجیے کہ طبل جنگ بجے ملکہ نے کہا بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہین اُسنے
کہا مجکو ایک گھڑی بھر اس جنگ مین گذریگی زیادہ کد نہ کرنا پڑیگی کہ سب کو غارت کردونگا کس لیے کہ میرے سامنے

جتنی فوج ہو سب تباہ و پشیمانی اور رو بین تن ہو یہ فوج نرگسی کے مارے مرے گی نکالے کٹے گی ملکہ نے کہا اسمین
کیا شک ہے آپ ایسے ہی ہین یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی ہرکارون نے جا کر سمع
ہمایون مہرخ مین یہ خبر پہونچائی ملکہ موصوفہ نے بھی قرنائے جنگی کو پھونکا ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی لیکن بہار
نے چپکے سے کہا اے ملکہ مہرخ لشکر کے آراستہ کرنے سے کیا مطلب ہے تمکو جو سحر کرنا ہو وہ تنہائی کا ہے
مہرخ نے یہ سنکر افسران لشکر کو اپنے طلب کر کے حکم دیا کہ تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو میدان مین لیجانے کا
قصد نہ کرنا ہم کچھ دیر کے لیے دو کوس تک لشکر سے جائینگے اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر آئینگے جدہر تم دیکھنا کہ
ہمپر وقت صعب ہے اسوقت تم فوج لیکر آنا اور اعانت کرنا افسر لشکر یہ حکم سنکر گئے اور کاربند حکم مذکور ہوئے دکھلانے کی
راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہ ہو جائے ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا بیرون کا غل رہا جھنکے سنکے
لگے بھیٹین چڑھائی گئین ہتھیار صیقل ہوئے باجے پلٹنون مین بجتے رہے جب بحر فلک مین ستارے ڈوبنے لگے
اور زلف لیلائے شب تا بزانو ہو چکی یعنی پچھلی رات رہی مہرخ اور بہار سوار ہو کر [illegible] لشکر سے چلین اور
دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا اُس کے قریب آکر ٹھہرین مہرخ نے وہی نایل جسکا ذکر اوپر ہو چکا جھولی سے نکالا
اور کچھ اور افسون پڑھکر پہاڑ کے درے پر مارا فوراً پانی درہ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیون سے پانی
بہنے لگا لمحہ بھر مین اُس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ سے تا لشکر حیرت مثل دریائے زخار کے موج زن ہوا
ایک جانب لشکر حیرت تھا اور ایک طرف لشکر مہرخ بیچ مین یہ دریا لہرا رہا تھا اور پانی اُس بحر سحر کا ایسا شیرین
و سرد تھا کہ جسے شیرین کبھی ایسی شیرین نہ ہوگی کام فرہاد کو کبھی اُس نایل کے سامنے گرد تھا موجین اُسکی رفتار معشوق
کو شرماتین گردش فلک کو اپنی نیرنگی پر غیرت دلاتین آب گوہر کی آبرو مقابل اُسکی صفا کے بحر غیرت مین ڈوبی
تھی ہر موج مصفا و پاکیزہ خاطرون کے ارادہ کی لہر تھی بلکہ رخسار شاہ محبوبی تھی بحر اخضر چرخ گردش کرتا تھا
نہین نہین اُسی پر صدقے ہوتا تھا عکس فلک نیلوفری اُسمین پڑا تھا اور ستارہ ہائے چرخ کا اُسمین چمکنا معلوم
ہوتا تھا کہ گلہائے نیلوفر کا تختہ کھلا تھا جسکو دیکھکر کنول دل کا کھلتا لہرین پیچ در پیچ تھین دربدر پیچ زلفین جانان
کی پیچ مین جنسنے آتا سامنے اُسکے شرم سے عرق شرم مین غرق ہو جائے چشمہ مہر تکو غیرت سے اُسی مین ڈوبا نظر آئے اُسی کو
دیکھکر آتش رشک سے جلا کرے زبان پائے تو اُف اُف کیا کرے سچ ہے کہ **ابیات**

چودھوین تاریخ اک پر رنگ سا تھا جو رات
وہ ڈوپٹا بادلے کا سا جو لہرایا کیا

ہم لب دریا حباب سیر مین دیکھا کیا
یون لگا معلوم ہوتی ہین یہ دو دریا بہم

جھیل مین سے چاند تارا اُسپر ہو تو کا
ایک نے سایہ کہ گویا دوسرے پر تھا کیا

اُس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کی طرف پہ تلازم ساحری اور وہ دلم خوبی یعنی مہرخ و بہار آکر ٹھہرین اور خیمہ
بہار نے کچھ پڑھکر دم کیا کہ کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریان جواہر کے پھولدار درختون کی نمودار ہوئین اسوقت عجب بہار
تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین برین کو شرماتا تھا جو پھول تھا وہ تارا فلک خضر کا نظر آتا تھا خسرو بہار کا فیض جاری تھا
زر گل سے گنج باد آورد لٹ رہا تھا قریب صبح کا وقت قریب تھا تو سجود مین تھے شاخین رکوع مین کل قیام و قعود مین غنچہ دانہ تسبیح

اثمار کی تسبیح نظر غلمان چمن لیئے تھے سبحان گلشن دست چنار بہر دعا ئے فتح و ظفر ملکہ بہار اُٹھائے تھے شفق کنارے بحر کے پھولی تھی یا پھولی پھلی سازونی تھی دوش شاہد ارض پر شالی رومال پڑا گر کثرت سے گلون کے چار باغ کا تھا کر اشعار

صبا کو حکم ہے فصل بہار آئی ہی
پری کی طرح نکلے حجاب سے پر بال
نہین حباب عیان عکس آتش گل سے
ادب سے مردم غنچان ہی میچ باد شمال

چمن سے نکہت گل جائے بہر استقبال
ہی رشک سینۂ شہباز ابر سرخ چرخ
یہ بڑھ گئے ہین لب جو بہار سے تجمال
ہی جوش سبزہ و گل سے یہ رنگ پست و بلند

گلون سے صحن گلستان ہی رشک عارض حور
خجل کرے دم طاؤس ہین گلون کی خیال
ہی خواب زمین سبزہ چمن کے دامن پر
کہ خاک دشت ہی سر سبز خرد مین جبال

اُس چمنستان مین ایک چبوترہ بلوریں دولون بہار باغ سحر لیے دادا و زیبائش مسند بچھا کر جلوہ گستر ہوئین اُس وقت ملکہ بہار کا حسن خزان بخش گلزار جہان غیرت وہ گلشن حسن معشوقان تھا زلفین ایسی یون لہراتی تھین کہ بحر حسن مین موجین آتی تھین پیشانی کی شکن بحر نور مین مردم آبی غوطہ زن نہین جیسی غواص چشمۂ حیوان ابرو کے روبرو مہ نو اطاق حسن کیا طاقت جو سر اپنا اُٹھا سکے کمان لب سوفار سے یا صاحب قاب قوسین چلائے اور ادائی خطاب پائے مژہ سبزہ گلزار خوبی کو پامال کرے تیر گوشۂ معشوق چلبلون مین اُڑائے چشم فتان فلک شعبدہ بازی کی استاد ہزاردن کرشمے اسکی ادگردش چشم گردش چرخ جلاد سر سرمہ دنبالہ دار لگا ہوا فتنہ پردازی کی صدر خط کھنچا ہوا کہ اس سے بڑھکر کوئی کرشمہ ساز نہوگا ہر ایک غمزہ انکا جانستان نظر ترحم مسیحائے مرگ عاشقان بینی بام حسن کی نردبان بلکہ الف وجہ ہمزہ وصل کہلاتا ہی یا بین آفتاب و ماہ لکھا جاتا ہے رخسار ہر چند کہ بحر زنگ تاثیر مین پر چشمۂ حیوان لذت لب جان بخش عاشقان دہن تنگ کہ کس سے مثال دون لازم ہی کہ کچھ نہ کہون بالکل بے نشان. نظم

ذکر گنجائش خندہ نہین تنگی کے سبب
کرتا ہون مطلع رنگین و مضامین روشن
سیر مژہ و دیدۂ بینش ہی سواد گیسو
چاہ نخشب مین ہی گویا مہ مقنع روشن
شمع روشن کا شعلہ ہی رُخ دود ہی زلف
حلقۂ طوق ہ صبح نہین زیب گردن

غنچہ سان چین تبسم سے ہی لب پہ دہن
عرق شرم مین تر ہین در خوش آب عدن
زر عینین کی صیرت ہی بیاض گردن
رنگ پان بھیرٹ نکلتا ہی صفائی دہن
آنکھیں بادام ہین لب پستہ ہی اور سیب ذقن

وصف آب گہر دندان دُر لعلین سے
آتش رشک سے انگار ہی ہر لعل یمن
جلوہ گر کنج زنخدان مین نہین اختر خال
سے گلگون کی گلابی ہی وہ گوری گردن
خرمن ماہ مین ہی دانہ انجم کی بہار

بس اس صورت سے یہ عجوبۂ روزگار یار گلعذار دلربا طرحدار کی صورت بنکر مع مہرخ نامور حبیب زینت طراز مسند لعبد ادا ہو چکی۔ گفتگو سے الفت و محبت کرنے لگی مہرخ سے کہا آؤ بہن صبح قریب ہی ایک بازی چوسر کی کھیلین مہرخ بولی کہ اچھا تو ہو منگاؤ اُسنے کچھ سر پڑھا کہ ہی گلستان روح پرور سے ایک زن رشک چمن غنچہ دہن چوسر لیے اُنکے سامنے آئی اور روبرو اُن کے بچھا کر آپ سر پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگی یہ دونون چوسر کھیلنے لگین اب بساط فلک زردین کو اکب کی چلتی تھین زمین پر یہ چوسر بچھی تھی طاق حیتم سے لڑنے کو تین کانے ہوئے تھے ملکہ جھکے اور پو بارہ تھے اس عرصہ مین کچھ رہ تیغ خسرو روز سے بازی ہار دی زردین انجم کی گنگین خورشید اُٹھائے پا سے جانب مشرق جا پڑا اور بساط فلک پر نمودار ہوا انگ نور قمر بد رنگ ہوا کواکب سب گیارہ دو تیرہ ہوئے نظم

ظلمت شب مین گم نور جھاڑیون کا نرگس زندان جگر سوختہ گردان	یاسمن زار مین جس رنگ سے ہو رنگ سوسن	زاہد خشک کے تقوی کا خدا حافظ ہے

صبحدم سحر بار آگین بہار سے اُس دریاے سحر مین عجب کیفیت پیدا ہوئی
کہ تلہاے سحر گاذر بنکر کپڑے دھونے لگے جوا چھو کی صدا بلند ہوئی بگلے قرقرے قازین مرغابیان سرخاب کنارے
کنارے پھرنے لگے ڈبیان غوطے مارنے لگین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتین بطین خوش فعلیان کرتین لشکر
مین نوبت جو بجتی اُسکی تھکور دل کو بے آرام کرتی بحر خاطر کو بلہ دیتی سمندرون مین قلعہاے طلسمی کے گھنٹے بجتے لشکر
اسلام سے آواز موذن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی خفتگان خواب غفلت کو جگاتی چمن مین مور جھنکارتے صحرا مین
جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پپیہے کوئل صدائین مستانہ سُناتے شفق سے در و دشت سرخ تھا
قباے عالم زعفرانی سورج کی کرن پھوٹتی تارون کی آبرو ڈوبتی فوجون مین صبح کی وردی بجتی فرمان لشکر اُٹھکر اپنے
اپنے کام مین مصروف ہوے کوئی پیلے رفع حاجت جاتا کوئی اشنان گیان دھیان کی فکر کرتا کوئی مصلا بچھا سجدۂ خالق
لیل و نہار مین سر جھکاتا غرضکہ ہنگام سحر طاق حشیم ساحر جاگا ستارہ بخت سو بالہ سان نرد بساط خواب سے اُٹھا
اور قتل مہرخ کے داؤن گھات مین اسباب سحر سے درست ہو کر آیا نفیر سحر بجی ایک لاکھ بارہ ہزار رو لچن تن ستارہ
پیشانی تیار ہوا طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت پاس گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اسنے جاکر کہا بھابی جان تمھین
میرے بھائی شاہ طلسم کے جان کی قسم کہ تم تکلیف میدان مین جانے کی نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو ناچ دیکھو مین دم بھر
مین سب کے سر کاٹے لاتا ہون سامری کی قسم میرا کہنا نہ مانوگی تو مجھکو بڑا ملال ہوگا ملکہ مذکور اُسکی خاطر سے رُکی اور بارگاہ
مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگی کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھول ڈالی ادھر لشکر مہرخ بھی بموجب حکم اپنے پڑاؤ پر مسلح و مکمل ہوکر
ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا اس طرف سے یہ سرکش حیرت کو ٹھہرا کر چلا فوج کا انبوہ ساتھ وردی فوج کی نیلی تھی ساحرون
کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے سب پرا باندھکر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر ستمگری گردش پذیر ہوا ہے
یا رات نے دن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا ہے ساحرون کے ستارون کے نیچے قشقے کھینچے تھے ستارے دنبالہ دار فلک
ظلم پر نکلے تھے یا کرۂ نار سے شرار جستہ ہوکر جانب کرۂ زمہریر چلے تھے دیکھیے کیا حوادث پیدا ہون گے فی الجملہ ساحر
با ربط اُڑاتے تو غل اور رال کے شعلے چمکاتے جانب خیمہ گاہ جاتے تھے کہ ہرکارے اور جاسوس لشکر خبر لائے مہرخ
نے آج وادی گاہ مین ایک دریا بزور سحر جاری کیا ہے اور آپ دو کوس پا اپنے لشکر سے آگے بڑھکر ایک باغ مین
بیٹھی ہے اور چوسر کھیل رہی ہے طاق حشیم یہ خبر سنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہے کیا مین
اس دریا کے پار نجا سکونگا یہ کہکر اپنے افسران لشکر سے کہا کہ دریا کو بقوت سحر اُڑ کر طے کرین یا تیرکر جائین سب نے کہا حضور
دریا مین چلکر کودے اور اُسکو بزور سحر سُکھاتے ہوئے اُس لکاتہ پاس چلے اور سر کاٹ لیجیے وہ بڑھیا عورت ہم
جوانون کا کیا مقابلہ کریگی اسکو بھی غرور زور تھا یہی مشورہ پسند کیا اور اُڑتا اُڑتا قریب ساحل پہنچا وہان
دریا کی کیفیت جو کچھ بیان ہوئی ہے نظر آئی بے اختیار ٹھہر کر سواری پر سے اترا سب فوج اسکے ساتھ پیادہ ہوئی
اور دامن گردان پانی مین اُترا کچھ آگے بڑھا تھا کہ پانی کی لطافت دیکھکر اور سردی اسکی معلوم کرکے دل پر قابو نرہا

اپنے ساتھیوں سے کہا کر دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے تھوڑا سا پانی پینا چاہیے سب نے کہا ہاں ہمارا بھی جی چاہتا ہے آپ پئیں
تو ہم سب بھی سیراب ہوں فوراً دونوں ہاتھوں سے چلو میں پانی لیا اور خوب کئی بار پیا عمر نے فرصت ندی نالے کی نیکی
نوبت آئی مہرخ کے جھنڈوں میں آگیا وہ گرمی سب ٹھنڈی ہوئی سردمہری نسبت مہرخ کے کرتی تھی اب محبت میں گرم
ہوا ادھر اسکے لشکر نے بھی پانی پیکر آب روانی دی دریا کا باطل کرنا کیسا بہ لہر است پانی بچا کر کل لشکر پار اُترا اور
طاق حشیم سبکو ٹھہرا کر آگے بڑھا باغ گلشن سحر میں کہ جو ذکر ہو چکا اس غارتگر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہرخ دلستان چوسر
کھیلتے بامیاختہ اندر چمنستان کے قدم زن ہوا یہ نہ سمجھا کہ ع اس باغ کی ادھر ہی ہوا ہے بلیس رس چمن میں جیسے
ہی قدم رکھا مہرخ نے کہا ہیں بہار! اٹھو حریف آپہونچا بہار نے کہا ہیں آمدند ایک بازی تو اور کھیل لو یہ کہکر
اسکی جانب آنکھ ملا کر کہا کہ اے طاق حشیم ہم ایک بازی اور کھیلیں یہ نقد دل و ہوش و حواس ہار چکا تھا بے تامل عرض کی
ہو اگر اے نیرنگ باز حسن میں تیرا غلام بیدام ہوں بھلا میری مجال ہے جو تجھکو کھیلنے سے منع کروں لے جانی بیت
ہے جو سر کی بازی جواب کھیلئے ؛ میری جان کا داؤں بد دیجئے ؛ جب اسکو اُن قمار بازان جادوگری نے لڑنے میں کچا پایا
بیٹھکر بازی کھیلنا شروع کیا اور مہرخ نے کہا داؤں ہے بہار نے کہا قبول ہے مہرخ نے کہا کس پہ ہے پر قبول ہے
بھلا کچھ تمہارے پاس قمارات ہے اسوقت تک ہار گئی ہو اب تم دوگی کہاں سے بہار نے کہا ابھی تو میری ماں حیرت
موجود ہے بھائی میرا ابھی ہے بنوئی شاہ طلسم ہے میرے دینے کی بھلی کبھی تم کھیلو تو تم جیت ہارے دیتی ہوں مہرخ نے کہا ہیں
یہ تمہارا زور کیا ہے اگر ایسے ہی تمکو دعوے ہے تو ان کی جان ہو دیگر یہی شرط ہے کہ پہلے اسکو قید کرا دو جب بار دو تو فوراً
سر کاٹ دو اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر سر اٹھایا اور طاق حشیم سے کہا بھلا میرے صاحب میں تمہاری کون
ہوں اسنے اس پوچھنے سے دل میں خیال کیا کہ اگر کہیگا میں عاشق ہوں تو یہ کہیگی سر کاٹ دے بس تو کہ کہیں تیرا بھائی
ہوں چنانچہ یہی اسنے کہا کہ اے ملکہ تم میری بہن ہو مجھ سے ابھی کچھ واسطہ نہیں بجز اولاد آدم سب بھائی بہن ہیں جب
کچھ اور تعلق ہوگا اسوقت یہ رشتہ بنانا زیبا ہے ملکہ موصوفہ نے ہنسکر کہا کہ میری طبیعت بھی تمہیں پیار کرتی ہے اب میں
ششش و پنج میں ہوں کہ تمہاری جان کی بازی میں کیونکر بدوں اسنے جواب دیا کہ میں غلام ہوں جو حکم ہو
وہ بجا لاؤں اسنے کہا کہ میری حقیقی ماں حیرت مجھے یعنی ہے کسی کا سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کرلاؤ تم بھی زندہ رہو اور میں
جو سر بھی کھیلوں ہو جب ع بہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؛ یہ حکم سنکر اسکو بہت خوشی ہوئی اور بولے اپنے کہا شعر

جو عشق باز ہیں وہ رہ دین پہ آ جھکے ۔ سر بازی وفا میں دیا گھر لٹا چلے
واعظ برب کعبہ نہ تجھے ہم جتا چکے ۔ جو دل قمارخانے میں بت سے لگا چلے
وہ تجھمیں چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

اے طاق اگر بازیگر نیرنگ حسن سے جیت ہونا چاہتا ہے تو قلم بردار ہی میں اسکی ہیں پانچ گر جو سر کیطرح بچہ جا
چکے بجالا اپنا رنگ جما نہیں یہاں زر دگر یہ گھر مارا ہار یا ایمر بگاندرت سے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہے اس سے
وصل کے داؤں گھات میں بادشاہ طلسم رہتا ہے مگر بازی نہیں لیجاتا یہ دن تجھکو نصیب ہوا ہے کہ اسنے تیری

محبت کا اقرار کیا ہے پس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ مین ابھی جا کر حیرت کو پکڑ کر لاتا ہون وہ کھینچی تیغ
دیکھ رہی ہے ملکہ نے کہا ہان بھائی جلدی لاؤ میرا دل اوسی لگا ہوا ہے یہ اسی وقت پھر اور اپنے لشکر کے پاس آ کر کہا
کہ تم میرے شریک ہو یا شاہ طلسم کے سب نے عرض کی کہ ہم بادشاہ کو کیا جانین مالک ہمارے آپ ہین یہ سب اس وجہ سے
اقرار اطاعت پذیر ہوئے کہ پانی بحر سحر کا پی چکے تھے چنانچہ سب سے اقرار لیکر اسنے کہا کہ مین حیرت کو اسیر کرنے جاتا ہون
تم سب چلکر اوسکے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے سمعنا و اطعنا کہا یہ اوٹھے پاؤن وہان سے پھرا اور دریا سے اوتر کر قریب
لشکر حیرت آیا جو فوج کہ وہان مسلح تھی اوسنے بھی اسکو آتے دیکھکر نہ روکا کس لیے کہ سب کو معلوم ہے یہ طرفدار شاہ طلسم
ہے پس اوسنے آتے ہی ناگاہ تیغ مارنا شروع کیے خیمون اور بارگاہون مین آگ لگی فوج مین غلغلہ ہوا ہلچل پڑ گئی
جو فوج کہ غافل تھی وہ پامال و قتل ہونے لگی جو ہوشیار تھی وہ لڑنے لگی یہ سب روئین تن اور ستارہ پیشانی مین زندگی کا
خر بہان پر اثر کرتا ہے نہ جادو دیکھو کام دیتا ہے پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو مین تمام دنیا کو قتل کر ڈالون ان سب نے
اوس لشکر کو زیر تیغ رکھ لیا خون کا دریا بہا دیا ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی طنابین کٹنے سے گری ملکہ مذکور گھبرا کر باہر
نکلی اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی جملہ سردار سوار ہو کر لڑنے لگے مگر عیاذاً باللہ لاش پر لاش گر رہی تھی نرد باز اجل نے
جانون کی بازی بدی تھی سر چوسر کی طرح بچھ گئے تھے مقتولون کے سر گوٹین معلوم ہوتی تھین حیرت بازی ہار گئی
تھی سحر کی آگ لگی تھی جان پر بنی تھی تلوار چل رہی تھی یہ آفت برپا تھی کہ ابیات

یکے تیر باران بکردند سخت
زمین از پے پیل اطلس شدست
درخشیدن تیغ الماس گون
ستارہ دل مرد جنگی شدست
ز دشمن بسے نامور کشتہ شد

چو باد خزان بر جہید بدرخت
نہ بد ہیچ پرندہ را جایگاہ
بر آورد آتش بگرد اندرون
ز بس نیزہ و گرز و شمشیر تیز
زمانہ ہمی بر بدی گشتہ شد

تو گفتی ہوا ابر کرگس شدست
ز تیر و ز گرز و دلیران سپاہ
تو گفتی زمین روی زنگی شدست
بر آمد ہمی از جہان رستخیز

جب فوج حیرت نے یہ ماجرا دیکھا
کہ ان ستارہ پیشانی مین کوئی نہین مارا جاتا ہے سمجھی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی بہت دریا مین گر کر ساحل مرگ سے ہمکنار
ہوئے بہت سے آتش سحر مین جلے کچھ جان سلامت لیکے حیرت بھی افتان و خیزان جانب دریائے خونریزان بھاگی
اور طاق بھی چھوڑا اور للکارا کہ لینا اس پاجی کو جانے نہ دو یہ بڑا عرصہ ہوا جلوا لڑتے ہوئے ایسا نہو کہ ملکہ بہار بازی
ہار گئی ہون فوج اسکی اسکا للکارنا سنا چار سمت سے گھٹا کیطرح گھر آئی ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑ جائے لیکن
ساحرہ زبردست ہے لڑنے لگی اور بچنے لگی کبھی حباب سحر کے کرتی اور کبھی زمین مین سما جاتی کبھی پشت کی طرف لشکر پر پہنچ
نکلی جب فوج ادھر دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بنا کر چھوڑ کر آپ غائب ہو جاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی اسی طرح
یہ تو اس آفت مین گھری ہے لیکن افراسیاب نے جب سنا تھا کہ طاق خشم لڑنے گیا ہے تو اسنے پتلے پانچ سات
مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی جلد پہونچاتے رہین ان پتلون نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوئے گئے شاہ
جادوان باغ سیب مین ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہوگی کہ ناگاہ ایک پتلے جاکر

پہونچے اور پکار رہے کہ اے بادشاہ غضب ہوا طاق چشم مارے ڈالتا ہے شاہ نے کہا پھر وہ قتل کو تو گیا تھا
ہی چیلوں نے کہا ملکہ حیرت قتل ہوا چاہتی ہیں شاہ نے کہا اسے کوشش میں ایسا گھبرا ہے کہ مہرخ کا نام نہیں لیتے الٹی
کہتے ہو چیلوں نے کہا اے شہریار ہم سچ کہتے ہیں مہرخ نے اسطرح دریا پیدا کیے اور بہار نے باغ لگا کر چوسر کھیلکر اس طرح
کا ہنگامہ ڈالدیا جلا تاجرا مفصل بیان کیا شاہ کو بھی ناریل مہرخ کو دینا اور بہار کو سحر بتانا یاد آیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا
اوسے بڑا غضب کیا ان دونوں نے ہائے افسوس میرا لشکر میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا ایک لاکھ بارہ ہزار روئین تن مارا
جائیگا اگر میں جا کر انکو نہ قتل کروں تو وہ سب مار ڈالیں گے یہ سحر اپر جو کیا گیا ہے رد ہوسکا ممکن نہیں اگر مہرخ کی نواسی کو
میں بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ میرا ہی سحر اور مجھی پر ختم ہوتا ہے یہ کہہ کر اپنے مقام پر سے کرٹ کرا کر اڑا اور طلسم کے
ایک جنگل میں آکر گرا وہان بالکل اندھیرا تھا اسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اس تاریکی میں سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور
زمین سے بارہ ہزار چیلا روئین تن نکلا وہ ستارے ان چیلوں کی پیشانی پر چمکے جبین شاہ سحر پرافشان لگی ان چیلوں کو اپنے
ساتھ لیکر ایک طرف کو چلا اور اسی جنگل میں ایک مقام پر چند گنبد بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا انمیں سے ایک گنبد میں
کو دا گیا وہان ایک چیلا پتھر کا کرسی پر ناریل ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا اسنے اس چیلے سے کہا کہ یہ ناریل اور کلید قلعہ طلسم مجھکو
دے کہ جنگ عظیم درپیش ہے چیلے نے ہنس کہا کیون دیوانہ ہوا ہے کہیں فوج طلسمی لیجا کر بڑھوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام
آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے گا اسنے چیلے سے کہا اس وقت مجکو فہمائش نہ کرو میں کہتا ہون وہ بجا لا چیلے نے ناچار
اپنے جوڑے سے ایک تاریخ نکال کر اسکو دیا اور وہ جو ہاتھ میں لیے تھا حوالے کیا یہ وہ دونو اشیا لیکر وہان سے چلا وہ
بارہ ہزار چیلا روئین تن ساتھ تھا بس بعجلت تمام لشکر حیرت میں آیا حیرت بہ وقت تنگ تھا بھاگ بھاگ کر
اپنی جان بچا رہی تھی کہ اسنے آتے ہی کچھ سحر پڑھکر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر ان
ستارہ پیشانیوں کے ماتھے پر گرا جو ملکہ کو گھیرے ہوئے تھے گویا وہ شیطان رجیم تھے کہ تیر شہاب ان پر پڑے چنانچہ
ستارے ماتھے پر گرتے ہی مثل دیو آتشبازی کے وہ سب پھوٹنے لگے اور خاکستر ہو گئے انکے جلنے سے دودھ پیدا ہوکر
طاق چشم کو اٹھا کر علیحدہ لے گئے شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو دوڑ کر گود میں اٹھا لیا دیکھا تو بہت مضطر و سراسیمہ ہے
دوپٹا سر سے گر گیا ہے سرمہ آنکھوں کا بہا ہوا ہے رنگ زرد دل میں قلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار دنیا سکنے کا
سا ڈھنگ غم سے زرد رنگ تھر تھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی زلفین بکھرے اوڑھنی بال پریشان نہایت
حیران تھی بادشاہ رومال سے پسینا پوچھتا گلے سے لگائے بارگاہ میں آیا اسکو تخت پر بٹھایا جب وہ آفت ستارہ
پیشانیوں کی ہٹی سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے مصور صورت نگار گیسوے بن شہاب وغیرہ سب
حاضر خدمت ہوکر آداب بجا لائے بادشاہ نے سراچہ ہائے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہو گئے تھے درست کرائے
چار لاکھ ساحر میدان میں مرا پڑا تھا انکی لاشیں اٹھوا کر میدان پاک و صاف کرایا اور آپ اٹھکر بسبیل دریا کے
جو سحر مہرخ سے پیدا ہوا تھا گیا اور وہ ناریل جو چیلے سے مانگ لایا ہے اس پر مار کر پکارا کہ جہان سے آیا ہے
وہین جا دریا غرغرا کر پہاڑ کی طرف جا کر غائب ہو گیا چمنستان بہار خزان رسیدہ ہوئے یعنی جلکر غائب ہو گئے مہرخ

و بہار سحر کی چوسر کھیل کر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے اپنے لشکر کو جو ملیح وقت کا منتظر تھا ہمراہ لیکر ایک مقام پر کہ جہاں تباہی و بربادی افواج حیرت دیکھ رہی تھیں جب بادشاہ نے آکر وہ دریا ہٹایا یہ دونوں پھر کر داخل بارگاہ ہوئیں مگر لشکر کو اسوقت حکم دیا کہ کمر نہ کھولے سب تیار رہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم فوج بھیجکر بدلا لے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ بادشاہ کے سامنے سے ٹل گئیں بادشاہ بعد مٹانے دریا ے سحر کے بارگاہ میں حیرت کے پاس آکر تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات شفقت آیات اپنی بی بی سے براہ تسکین و دلداری کہکر حکم دیا کہ عیار بچیوں کو بلواؤ ملازم گئے اور صرصر کو خیمہ سے بلا لائے ہر چند کہ عیار بچیاں کوہ و دشت میں پھرا کرتی ہیں لیکن لشکر میں بھی انکے رہنے کا مقام مقرر ہے اسوقت برباد ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھیں مگر شاہ کے آنے سے اپنے خیمہ میں آئیں اور ٹھہری تھیں کہ طلب کی گئیں فی الجملہ جب صرصر سامنے آئی شاہ نے فرمایا کہ تو جا کر مہرخ و بہار سے میرا پیام دے کہ بادشاہ نے کہا ہے میں تمہارے مقابلہ میں طبل جنگ کیا بجواؤں تم کو اطلاع کر دی کہ ہوشیار ہو جاؤ میں لڑنے آتا ہوں جتنے سحر یاد ہوں سب کرنا دیکھوں تم کیسی جادوگرنیاں ہو یہ پیام صرصر شاہ کا لیکر روانہ لشکر مہرخ نامور ہوئی اور بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ وہ جو طاق چشم کو اٹھائے گئے تھے وہ اسکو لیکر سامنے آئے بادشاہ نے پانی پر کچھ افسوں پڑھکر چھینٹا اسکے منہ پر مارا وہ بیہوش تھا پانی پڑتے ہی ہوش میں آگیا دیکھا تو شاہ جادواں سامنے بیٹھا ہے اسنے فرط حیا و خجلت سے سر جھکا لیا اور کہا اے بادشاہ اب بعد استاد آپ بجائے استاد ہیں میری خطا کو معاف فرمایئے بادشاہ نے فرمایا کہ تمہاری کوئی خطا نہیں تم آپ میں نہ تھے مسحور بہ سحر تھے اور وہ سحر بھی میرا بتایا ہوا تھا نہیں تو کیا جان و مجال کسی ساحر کی جو تم کو ذلیل و زبون کر سکے خیر انچہ گذشت گذشت اب تم ناچ دیکھو عیش کرو میرے لنگوٹیا یار ہو کسی طرح کا رنج دل پر نہ لاؤ اے بھائی ہم کو تو وہ دن یاد آتے ہیں جب تم ہم اور کوکب و ارزنگ زرد ظلماتی وغیرہ مکتب خانہ میں جمع ہوتے تھے اور باہم دل لگی مذاق کرتے تھے اگر ہم تجھیں برا کہتے تھے تو تم ہمکو گالی دیتے تھے کیوں بھائی وہ یارانہ کا ادھار ہوا ابھی یاد ہے افسوس ہے بیت لے مصحفی میں رووں کیا پچھلی صحبتوں کو ۔ جن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں ۔ گو اب ہم تم وہی ہیں اور بادشاہ وقت ہیں مگر بقول ع وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی ۔ وہ باتیں اب کہاں میسر یہ کہکر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جما دور شراب ناب آغاز ہوا یہاں تو یہ کیفیت ہے ادھر صرصر لشکر مہرخ کے قریب پہونچی لشکر سے ضرغام آتا تھا اسنے یہ دیکھ کر پوچھا کہ استانی کہاں چلیں صرصر نے کہا اے ضرغام یہ وقت دل لگی کا نہیں ہے شاہ طلسم بارادۂ جنگ آیا ہے بارہ ہزار روئیں تن ساتھ لایا ہے مجھکو یہ پیام دے کر بھیجا ہے ضرغام بھی یہ ماجرا سنکر پریشان خاطر ہوا اور عیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ میں آیا عیارہ نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے کرسی بیٹھنے کو دی عیارہ نے پیام بادشاہ حرف بحرف ادا کیا مہرخ پیغام سنکر لرز گئی مگر دل مضبوط کر کے گویا ہوئی کہ میری جانب سے عرض کر دینا لونڈی کو قابل مقابلہ حضور بلند اقبال نہیں لیکن جو مرضی مبارک میں خیال جدال سمایا ہے تو یہاں بھی انکار با فضال و اور بہال نہیں خدا کی قدرت بہت بڑی ہے کیا عجب ہے جو ادھر سے بھی ہنگام جنگ [illegible] آپ سے

بھی سنا ہوگا کہ بیت پشہ دے نمرود کو فاحش شکست ۔ باد صرصرے ہو قوم عاد پست ۔ پھر غرور کرنا بالکل نا زیبا
ہے اے صرصر کہہ دینا کہ یہان بھی ہر ایک مشتاق جنگ بیٹھا ہے جو کچھ آپ سے ہو سکے قصور کرنا ہمین ہرگز نہین روا ہے
صرصر یہ جواب پاکر وہان سے پھری اور مہرخ فرط خوف سے کانپنے لگی بہار نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ اے ملکہ مرنے
سے ڈرنا کیا انسان کو نام رہ جانے کی کوشش چاہیے بات نہ جانے پائے جان جاوے پس سے جائے دنیا سے آخر ایک دن تو
جانا ہے پھر اسکا کیا پچھتانا ہے دیکھو بڑے بڑے شاہان ذی مرتبت زیر خاک جاکر مقیم ہوے آج انکا کون ذکر و تذکرہ
کرتا ہے ہان جو انھون نے کارنامے کیے ہین انکا بیان ہوتا ہے اس بحر ہستی سے سب کو کنارہ کرنا ہے پھر گوہر نام
ترا د ہاتھ سے کھو کر آبرو دینا کب زیادہ ہے

نظم

بزاد و بسختی و ناکام زیست
دریغ آن دل و رای و آئین اوست
دل سنگ و سندان بترسد ز مرگ
چه بادشا و مانی چه باد و درویش

بدان زیستن زار باید گریست
همه مرگ راایم پیر و جوان
رهائی نیابد ازو هیچ در برگ
چو دانی که ناچار باید برفت

سرانجام خاکست بالین اوست
که مرگست چون شیر و ما آهوان
نماند اندر سرای سپنج
جهان به که کارے بسازی بجنت

اس بہانے سے مہرخ بھی قوی دل ہوئی لشکر تو مسلح تھا ہی سردارون کو ہمراہ لیکر سوار ہو کر جانب میدان بڑھی
اسلیے کہ شاہ جادوان یکایک نہ آپڑے جو ہاتھ پاؤن ہلانے کی بھی مہلت نہ ملے غرضکہ یہ تو سمت جنگاہ چلی ادھر
صرصر خدمت شاہ طلسم مین پہونچی اور جو کچھ جواب سن گئی تھی لفظ لفظ بیان کیا بادشاہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور دہونین
کی طرح بیچ و تاب کھا کر اٹھا اسوقت چہرۂ شاہ سے وہ آثار غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نکر سکا اور بادشاہ
دربارگاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا فرط غضب سے سارا جسم مثل آتش کے بھڑک اٹھا تھا ایک غضب ہاتھ مین
لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجاے تازیانہ ہاتھ مین تھی تیوری چڑھی تھی سینہ کمر مین خود بخود تڑپ رہا تھا اسی
حالت مین صحرا کی طرف سے ہزارہا بجلیان گھوڑون کی پیدا ہوئین بادشاہ آگے بڑھا سردار اور ملکہ حیرت
با ادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے وہی ناسخ جو تلے سے کلید قلعہ طلسم مانگ لایا ہے زمین پر مارا زمین
شق ہو گئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی جسکی ٹکر کا نہوگا پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اسکے تھے
کہ دو طرف جاری جوے شیر تھی پشت پر اسکے جھل زربفتی پڑی زنجیرون کی نقرئی طلائی ہر ایک کڑی جواہرات
پر جڑے جواہر کار سونے کے چرسے ریشمی اور سونے رسے بندے گردن پر فیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی
آن بان سے بیٹھا تھا جھنیان چارون ہاتھی کی چمکتی مست و کنجل تھا چلتے مین بسان سایہ سحاب و
اشجار جنگل تھا

نظم

خامۂ مشکین لکھے خوبی مری کیا کیا صفت
کستور رنگ و حبش کا مال خستگی وتری
زلف جانان کی جو دم کہ عاشق کی سی تیری
نہ نہائے تو جاتا تر شرر دریا مین کہا
کان ایسے جیسے میزان مین حسین تول کر
مردم آبی کرن اب مشک کی سوداگری

اس فیل گردون پیکر پر ایک ساحر مہیب صورت ذلیل تن سوار گلے مین اسکے زرہ جواہر کار بازوؤن پر بھی بند

باندھے گلے مین نلٹے ڈالے سر سے ماران سُرخ وسیاہ لپیٹے بیٹھا ایک علم خوک پیکر نشان شکرکا ہاتھ مین تھا کہ اُس علم مین پھریرا سُرخ کمی سوگز کا لمبا بندھا تھا اور ستارے پھریرے مین مثل کواکب درخشان تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سُرخ پہنے ہے طرفہ تماشا تھا گویا فلک کا رنگ سُرخ تھا شاید پیر گردون کو بھی غصہ آیا تھا اُسی سُرخی مین ستارون کا ہونا اوج لشکر اسلام دیکھ کر فلک کی آنکھ مین خون اُترا ہوا معلوم دیتا تھا پھریرا تو آسمان سُرخ تھا علم کے پنجہ پر ایک ماہتاب لگا تھا کہ ضیاے قمر فلک کو اپنی ضیا کے روبرو ماند کرتا تھا پس وہ نشان لشکر مین سے نکلکر ایک مقام پر ٹھہرا پیچھے اُسکے اور بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے کہ انپر طلائی اور نقرئی نقارے لدے تھے اور ساحر جو ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے یہ بھی پیل نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے اُنکے بعد ہزار ہا اژدہا آتش فشان شعلہ در دہان پیدا ہو کر اژدہون پر کاٹھی کسے تھے اور ساحران اژدہا صورت اُنپر سوار تھے ہاتھون مین اُنکے بجائے تازیانہ مار تھے منہ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنون سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تھی تن اُنکے لباس جنار شرربار تر سوا سمول بہتی کر دار سجائے پیچھے فیل نشان کے آکر صف کشیدہ ہوئے پھر اور ساحرون کے پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب اور ہنس اور بوتیمار و پلنگ و اسد وغیرہ پر سوار تھے طاؤس و عقاب وغیرہ منقار لبسان خنجر و تلوار رکھتے تھے جب یہ فوجین زمین سے نکل چکین تو بارہ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک سر تا پا سُرخ لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار گلون مین خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلوار و قرول وغیرہ کے قبضہ بھی یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت مین گل احمر پھولے تھے یا فلک شکر مین ستارے نکلے تھے ہر ایک سوار بھی نوجوان و لالہ فام تھا قمر چہرہ و گل اندام تھا مرکب سواری کے ساز و براق سُرخ رکھتے تھے اور کمیت و سُرنگ تھے رکابین یاقوت کی زین یاقوت نگار لگام و دوال وغیرہ ہر چیز یاقوت کا گھوڑے نا گندپچھیرے ابلق پیل دمنا اُن پر سے صدقے سبزہ چرخ اُنکی چال کے آگے کج رفتار او ہر صبا مقابل اُنکے لنگ اور بیکار

نظم

کیا صفت ہو مرکبونکی تھے وہ ایسے بے نظیر	سامنے جنکے پری کو بھی ہو مذبوحی	تازیانون کے برابر ہے انکی جولان جلد
اُنکے راکب کے اشارہ پر ہے انکی باگ ڈور	وہ سب نوجوان اُن مرکبون کا سُم سے سم اور دم سے دُم ملاسے دوش بدوش	

پرا باندھے عقب بادشاہ طلسم آکر ٹھہرے اُنکے آتے ہی ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکلا کہ ہر پایہ اسکا پایۂ مراتب شاہان ہفت کشور سے برتر تھا اُس تخت کو کچھ ساحر اژدر صورت کاندھے پر اُٹھائے ہمراہ اُسکے جلوس شاہانہ ہزار ہا سیاہ مل پھوہار عطاے سرخ مرصع کار لیے سقے پانی کے عوض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے آگے چھڑکتے بخور مشک و عنبر طفلان مہر دیدار کرتے ایک طرف آکر ٹھہرے پھر ایک گھوڑا سمند صبا سے باتین کرتا ہوا ملک ہوا بھی سامنے اُسکے شرمسار ہو کر فرار ہوتی دوڑ کے چلتی تو گر پڑتی دم بند ہوتا جو دعویٰ تیز روی کرتی کہ بوجب اشعار

جب قدم رکھتا ہے وہ محبوب تب ہر گام پر	صدقے کرتے ہین خرام ناز اپنا دلبران
ہاتک اُچک جائے عنان اُسکی تو فاش زمین سے	اس طرح اُڑ جائے جون چہرے سے رنگ عاشقان
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر تفنگ	ڈانٹیے اسکو تو پہونچے پیش از آواز ہان

پر غلط ہے یہ کوئی اس کو دبا دے کس جگہ　　صفحۂ روئے زمین کا اس قدر عرصہ کہان
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اُس کے غرب　　تک اگر راکب سکے اُس وقت اتنا بھی کہان
ہو پہنچ جائے ہوا سے ان ز منھ سے لب تلک　　ہو پہنچے ہے یہ بادپا یان سے وان اور ویسے یان

اُس مرکب پر زین جواہر کار رکھا تھا بادشاہ اُسپر سوار ہوا اُسکے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیان ساحرو کی ایسی پیدا ہوکر وہ گھوڑے کی پرچھائیان جو صحرا سے آئی تھین اُنپر سوار ہوتین اور عقب شاہ جلین ڈنکے ہزار بجنے لگے بارہ ہزار روئین تن پتلے دست چپ کی طرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست کی طرف آگے پیچھے وہ پرچھائیان ہمزاد کی طرح تھین اُنکے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار جابجا فوجین ہمراہ چلین اور ایک ہما نے زمین سے نکلکر سر بادشاہ پر اپنے پرونکا سایہ کیا اسوقت کا جاہ و جلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت دیکھکر زرک فلک خوف کھاتا تھا جسکا امین ہو سرکشی چھوڑ کر عجز سے قدمبوس ہو لیجاتا تھا تخت خالی ہمراہ تھا تاج طلسمی اُسپر رکھا تھا جسکا ہر ایک لعل مثل آفتاب تابان تھا لاکھون گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوا نکے نقیب اور لیبا زل صدا مین ہیبت لگاتے تھے آگے آگے وہ فیل کہ جسپر نشان تھا پیچھے اُسکے یہ سب جنگی سامان تھا کرابیات

چو آن لشکر کش آمد استند　　درفش از دو رد یہ پیر استند
ہمہ اندرون سرخ و زرد و بنفش　　پس لشت گردان درفشان درفش
یکے لشکر آمد ز ہیلو بدشت　　کہ از گرد اسپان ہوا تیرہ گشت
چو آتش لبس بود لاجورد　　تو گفتی کہ ابرے برنگ آبنوس
جہان را شب از روز پیدا نبود　　تو گفتی سپہر و ثریا نبود
شد از سنگ و خاک از جہان ناپدید　　از فیسان لشد تا بمیدان رسید

بر زد بہ گیتی ز بار گران　　زبس کوہ آہن گران تا گران
درخشیدن خشت و ذدین ز گرد　　بیامد بیارید از کوس و سند روس

اُس طرف سے مہرخ و بہار اپنی فوج لیکر جو روانہ ہوئین تھین میدان مین ہو چکیکر مقابل شاہ صف کشیدہ ہوئین مگر اس فوج طلسمی کو دیکھکر بغیر لڑے بڑے ساحرون مین بھگدر پڑ گئی وہ لوگ جو جان دینے پر آمادہ تھے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کر کے کھڑے رہگئے لیکن مثل مردے کے تھے لباس تن پر کفن بن گیا تھا جسم خوف سے کانپتا تھا بہار ملکہ مہرخ سے کہہ رہی تھی کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم کشا کے کوئی نہین لڑسکتا ہو آج بیشک ہم سبکی قضا ہو لازم ہو کہ رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرین کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہمکو بچائے مہرخ نے کہا اچھا تو ہے یہ کہکر دونون مصروف دعا ہوئین کہ اے بادر رس دستان واے دستگیر افتادگان چارہ ساز بیچارگان واسطہ نور شیر کبریا کا کہ پنجۂ اسد ظلم شاہ طلسم سے ہمکو بچا لے اے رب کبیر ہمکو پناہ دے یہ دعا اُنکی بارگاہ باری مین قبول ہوئی ہنوز شاہ طلسم لشکر آراستہ نہ کرچکا تھا صف جنگ ترتیب پذیر ہو رہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر آیا تھا کہین سبز کہین سرخ کہین زرد اور جابجا سے شعلۂ آتش کے بھڑکنے لگے نعرہ بحر مین یہ حال ہوا کہ کہین اژدر ہزارہا معلوم دیتے کہین عقاب منھ کھولے تھے کسی طرف ہاتھیون کے غول تھے اور ہزارہا جانوران موہوم درندہ بشمار طائر آسمان و زمین سے ظاہر ہو کر اُس دشت مین تخریب لشکر

بادشاہ آکر جمع ہوئے اور ابر جو ظاہر ہوئے تھے اُنمین بجلیان کوندنے لگین اور ایک آواز مہیب آئی پھر ایک بیضہ ٹوٹکر مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا اُسمین سے ایک تختی الماس کی نکلی اور از خود اُٹھکر دست بادشاہ مین آگئی بادشاہ نے اُسکو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود قدم رنجہ بہر تنبیہ مخالفان بدسگال فرمایا کیا لونڈی غلام سب مرگئے تھے جو آپ میدان مین نکلے واسطے ساحری کا کام فرمایئے کنیز تیری صنعت سحر ساز حاضر ہوتی ہو شاہ نے یہ مضمون اُس تختی سے معلوم کرکے کہا کہ ابتک لونڈی کہان تھی جو اب باتین بناتی ہوئی آئی ہو مین اپنا کام آپ کرونگا اب کسی لونڈی غلام کی پرواہ نہین یہ کہکر وہ تختی پھینکدی اور مائل جنگ آوری ہوا تھا کہ چار لاکھ اژدر شعلہ فشان بیضے ہوا سے زمین پر اُترا اُن پر ساحران مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژدہون پر کسا ہوا اُسپر ایک عورت اژدہر طینت کی لباس شاہی اور رعب فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصین اُسکے گرد و پیش سحر کے زور سے اُڑتی ہوئین ساتھ تھین پس وہ ساحرہ تخت سے اُتری اور بادشاہ کے گرد آکر پھرنے لگی اور کہا حضور میری فوج کو ملاحظہ کرین بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھی تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایک طرف دریاے قہار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا ایک طرف آگ لگی معلوم ہوتی تھی درخت جل رہے تھے شاہ نے کہا اس بیہودہ سے کیا فائدہ ہے صنعت نے سر اپنا پیٹ لیا اور رونے لگی کہا اے بادشاہ اب یہ رتبہ آپکا ہوا کہ فوج قلیل لیکر مقابلہ ادنی ادنی ملازمون کے آنے لگے لونڈی اپنا گلا آج کاٹکر مرجائیگی اے بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہو کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہے مریخ ادنی دربان ہے تیر ادنی نوکر شاہان ہفت کشور سے بہتر ہین مہ و خور سے فروغ مین بڑھکر ہین ہلوگ تیری آستانہ بوسی کرکے اس رتبہ کو پہونچے کہ آج جاہ ہین تو اپنے کمترین خادم کو بادشاہ بنائے زمین بنادیں اے شہنشاہ تیرا یہ رتبہ ہے کہ نظم

تن و جانت یزدان نگہدار باد — دولت شادمان بخت بیدار باد
برزم اندرون شیر پاینده — ببزم اندرون شید تابنده
ز تشستی بشمشیر روے زمین — بآرام بنشین در پیش گزین
ازین پس ہمہ نوبت ماست بزم — تراجاے تخت ست و ہنگام رزم

ان کلمات توصیف نے آب سرد بن کر آتش قہر گرم خوبی بادشاہ کو ٹھنڈا کیا بجز غضب جو نہایت جوش پر تھا کم ہوا اور طبل بازگشت بجنے لگا حکم دیا فوراً چونسٹھ ہزار نقارہ پر چوٹ پڑی اور وہ لشکر طلسمی اُسی جگہ کہ جہان زمین سے نکلا تھا آکر زیر زمین گیا بادشاہ نے اُن بارہ ہزار ستارہ چشمو نکو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا اسطرف مہرخ سجدہ شکر واحد القہار ادا کرکے اپنی بارگاہ مین آئی سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی اُدھر لشکر صنعت سحر ساز ساٹھ کوس تک کنارے کنارے دریاے خون رواں کے اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی بازارین لشکر مین آراستہ ہوگئین ساحر اُترے چہل پہل شروع ہوئی صنعت بارگاہ اپنی آراستہ کرکے خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہوکر دنگل پر قریب تخت شاہی کے بیٹھی ناچ ہونے لگا دور شراب جلسہ جنگ دراب آغاز ہوا یہان مہرخ

جب سریر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو فوج کشی کرنے سے شاہ طلسم کے لشکر سے نکل گئے تھے اب داخل بارگاہ ہوئے اور **برق** آکر کرسی زرین پر بیٹھا **مہرخ** نے اس سے کہا کہ اے **برق** آج تو خداتعالیٰ نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچالیا اور بموجب ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد اگر **صنعت** بادشاہ کو پھیر نہ لیجاتے تو غضب ہوجاتے **برق** نے جواب دیا کہ اے ملکہ فقط آپکا خیال ہی خیال ہے کہ ہمکو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہمکو مار نہ سکتا میری دانست میں لڑائی ہوجاتی تو بہتر تھا کہ بادشاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دلکے ارمان نکلتا اور فتح و شکست خدا کے اختیار تھی **مہرخ** نے کہا ابھی لڑائی کچھ سست تھوڑی گئی ہے بادشاہ نہیں اُسکے وزیر سے مقابلہ سہی **صنعت** بہت بد سرشت ساحرہ ہے خدا اُسکے شر سے بچائے **برق** نے کہا جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی اور صندوقچہ اسکا ہم لے آئے تھے اُسوقت سے ہم اُسکو پہچانتے ہیں اور ہمسے اُس سے شناسائی بھی ہوگئی ہے آج دل میں آتا ہے کہ جاکر اُسکا مزاج شریف پوچھ آئیں یہ کہکر اُٹھا مہرخ نے کہا اے **برق** ایسا کام نہ کرنا کہ اس ساحرہ پر عیاری کرنے جانا وہ بلائے بیدرمان اور آفت روزگار ہے شاہ طلسم اُسکی تعظیم کرتا ہے اور سحر میں مثل اپنے اُسکو سمجھتا ہے ساحران طلسم اُس کے مکتب کے ادنیٰ شاگرد ہیں تم ہرگز وہاں ارادہ جانیکا نہ کرنا **برق** نے کہا ہمکو غرور کرنا نہیں چاہیے ورنہ وہ کیا تعجب ہے ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ۔ اور اے ملکہ تم دیکھو تو کیا خدا دکھاتا ہے میں ابھی آتا ہوں ذرا سیر کو جاتا ہوں یہ کہکر ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا اور روانہ ہوا جب لشکر **حیرت** کے قریب پہونچا صورت ساحر کی ایسی بناکر داخل لشکر ہوا دیکھا کہ ہجوم سپاہ اور کثرت لشکر سے گاؤ زمین کا کلیجہ ہلتا ہے جہانتک پیک نگاہ جاتا ہے لشکر ہی لشکر نظر آتا ہے بازار میں کھلی ہیں ساحروں کے خیمے نصب ہیں بستر لگے ہیں ہجوم ہوتا ہے ڈفلیاں بجتی ہیں بگل ہوتے ہیں ہر سمت گھماگھمی ہے **برق** نے بھرنے لگا اتفاقاً کنیزان **صنعت** بارگاہ میں **حیرت** کی اپنی بارگاہ سے آتی جاتی تھیں یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھکر اُسکے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف بتایا کہ ادھر جا کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہے اور اس ساحر کو مخفی طور پر بلانے بھیجا ہے پس اُسی سمت کو جدھر اُسنے بتایا چلی یہ بھی دوڑکر پاس اسکے گیا اور مقام تنہا پاکر بیضہ بیہوشی اُسکے منھ پر مارا وہ بیہوش ہوکر گر پڑی اُسنے اُسکا پیرہن لیا اور اُسکو کسی جگہ چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر لباس اُسکا پہنا آنکھوں کو سرمہ کے ظلمت سے مجلی کیا رخسار کو زیور گلگونہ سے مزین فرمایا دست و پا کو رنگ حنا سے سرخرو بنا دی مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبا اور طلعت جہان آرا ظاہر کی جو مرغوب دلہا ئے عاشق بنا مہ فدا اُسپر سارا جہان ہو خال رخسار ہندوے متاع جان و ایمان تھا یہ نقشہ عیان تھا کہ **نظم**

وہ نیر کے گیسو میں یار رہزن ہو کہ ہر گوش سانپ کا من
وہ خال مشکین ہے دل کا دشمن بلائے جان زلف عنبرین ہے

وہ مانگ کا خط ہے کہکشان کن گہر میں مثل نجوم رخشان
وہ چہرہ ماہتاب تابان سپہر افشان جبین ہے

پری کا کیا منھ جو ہو برابر کہ حسن میں حور سے ہے بہتر
جہان میں پر تو ہے تیرے انور تو ہو مہ سے کہین حسین ہے

اس صورت سے درست ہوکر بارگاہ **حیرت** میں گیا اور قریب کنیزان **صنعت** جاکر کھڑا ہوا وہ کنیزیں جہد سے

ہاتھون مین یے گلوریاں تھین کسی کے پاس پنکھیا تھی کوئی چنگیر پھولونکا لیے تھی چنانچہ وہ کنیز جس کے پاس گلوریون کا خاصدان
تھا اُسکو ضرورت پیشاب کی ہوئی اور وہ بانداز و ناز پائینچے کلائی پر ڈالے برائے رفع احتیاج چلی جب عیار مذکور کے
پاس سے نکلی اسنے کہا وہی رنڈی تجھکو سواے اترانے کے اور کچھ نہ آیا اب شگفتی ہوئی نہین معلوم کدھر جاتی ہے
کچھ بھی تجھکو مالک کا خیال ہے اوس کنیز نے اسکو اپنے ساتھ کی سمجھ کے ہنسکر کہا کہ لے بی اترانی تم ہو کہ ہر بات مین
نکالتی ہو کوئی پیشاب کو نجائے پھر کیا تیرے حلق مین موتے اسنے کہا جروا تو بولا کیون گئی مین نے تیرے نفع کی بات
کہی کہ تو جاتی ہے اور خاصدان بھی لیے جاتی ہے اگر ملکہ عالم گلوری مانگین تو کون دیگا بس نیکی برباد گنہ لازم تو
مجھی کو قائل کرنے لگی اچھا تو جان اور تیرا کام جانے اس کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا کہ بوی ہنسی مین کھسیانی کیون
ہو گئیں لو خاصدان لیے رہو اتنا کام میرا کرو کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم سے کسی اور
مصالحہ کی ضرورت ہو تو سامنے صحنچی مین مقابہ جستہ دان وغیرہ موجود ہے لے آنا اُسنے وہ خاصدان اُس سے
لے لیا اور وہ چلی گئی کچھ دیر مین صنعت نے گلوری طلب کی اسنے خاصدان وا کرکے نیچے جو گھروندے مین دو تین الائچیان
ساختہ بیہوشی رکھ کر خاصدان سامنے ملکہ مذکورہ کے پیش کیا اُسنے ایک گلوری شگوفہ بنی کیلون کو نکالکر کھائی اور
جو گھروا وا کرکے الائچی نکالی توڑکر وہ بھی نوش کی کھاتے ہی صورت برق کی از سر تا پا دیکھی اور کہا گلوری والی
کہان گئی اسنے آنکھیں نیچی کرکے شرماکر کہا بی مردوے بیٹھے ہین مین کیا کہون کہان گئین ہین جس بات سے بشر
ناچار ہے وہان گئی ہین ساحرہ مذکور سمجھ گئی کہ پیشاب کو گئی ہے اور یہ عیار ہے پس اپنی زبردستی دکھانے کو بھی
کہا کہ گلوری والی نے کچھ اچھی گلوریان نہین بنائی تھین تو اپنے ہاتھ سے بنا لا عیار مذکور یہ حکم سنکر خوشی خوشی حسب نشان
دہی کنیز صحنچی مین گیا وہان جو کی بچھی تھی زیر انداز مخملی پہ پاندان طلائی مرصع کار رکھا تھا قفل اسمین ابجد کے
طلسم کا لگا تھا اسنے قفل حرفون کو برابر کرکے وا کیا اور چند گلوریان بنائین جو الائچی ناگیسر وغیرہ سب بیہوشی ڈالکر
پاندان بند کرکے چلا یہان ساحرہ نے الائچی جو بیہوشی کی کھائی تھی اسکے دفع کرنے کو پانی منگا کر پیا اور ایک سحر
پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیا کہ اب بیہوشی کچھ اثر نہ کرے یہ تدبیر کرکے بیٹھی تھی کہ برق گلوریان لیکر آیا اس نے وہ
گلوریان بھی کھائین اور کہا ساقی سے شراب لیکر مجھکو پلا لے برق تو ابھی لونڈا ہے موچھی کاٹے دیکھون تو بیہوشی
کتنی پلاتا ہے یہ سنکر برق نے چاہا بھاگ جاؤن صنعت نے کہا موے ادھر آ کہان جاتا ہے عیار اُس کے
پکارنے سے مسحور ہو کر پھر اسوقت افراسیاب اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا او ناعیار تو قاتل میرے اُستاد کا
ہے مین بھلا کب تجھکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر عیار کو قریب تر بند سحر طلب کرکے چاہا کہ ایک طمانچہ ماروں مگر صنعت
ہان ہان کرکے اوٹھی اور عیار کے بیچ مین آگئی اور کہا او موے چھوڑ کرے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہم پر
عیاری کرے ابھی کچھ دنون جا کر کچھ سیکھ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہے مین تیرے اُستاد کی تو حقیقت سمجھی نہین
جسنے عنطلی آباد کے ساحرون کو مارا ساحر شمشیر کا سر اوتارا وہ آئے گا تو مین سمجھونگی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا کہ دو دیو پیدا
ہوے اور برق کو اُٹھا کر لے گئے اُسنے کہا اسکو لیجا کر قریب اسکے لشکر کے چھوڑ دینا اور پکاری او ناعیار اب یہان

آنے کا قصد نہ کرنا پنجی حسب الحکم اُسکو قریب لشکر لاکر خیمہ پڑگئے ادھر شاہ جادوان نے کہا اے ملکہ صنعت
یہ تم نے کیا کیا کہ دشمن کو پاکر قتل نہ کرنے دیا رہا کرا دیا ملکہ مذکورہ نے عرض کیا کہ حضور ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین بلکہ
جانب ظلمات طلسم تشریف لے جائین کنیز سمجھ لے گی شاہ طلسم نے اسکی خاطر سے کچھ نہ کہا اور سوار ہو کر
جانب باغ سیب چلا گیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحۂ زمین دھر مین
رنگ ظلمت شب بھرا اور لوح دنیا پر گیسوے لیل کا موقلم پھرا کہ نظم

کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر	چمک دینے لگے گردون سے اختر
ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ	چمک رستون مین بھی روشن ہوئی راہ

شام کو حیرت کی بارگاہ سے صنعت ادھر کو اپنی بارگاہ مین پھر آرام آئی یہ بارگاہ کئی کوس تک استادہ ہے
اندر بارگاہ کے بارہ ہزار دنگل لگا ہے آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار بچھی ہے اور ایک تخت پر از جواہر الماس کا مقام صدر
مین آراستہ ہے اُسپر اور چھپر موتی کے جال کا پڑا ہے سامنے بارگاہ کے ایک میکدہ کئی لاکھ روپیہ کی طیاری کا کھینچا ہے قالین
گلدار کا فرش پیراستہ ہے ساحرہ مذکور تخت پر آکر بیٹھی شیشہ آلات روشن ہوا اور وہ تمام سرداران کا بندھا آئیران یاسمن پیکر
سامنے دست بستہ استادہ ہوئین سراچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیے سامنے کوس تک لشکر اُترا ہوا نظر آیا ملکہ کے سامنے ناچ
ہونے لگا ادھر ملکہ حیرت نے کئی سو خوان طعام لذیذ سے درست کرا کر اور کئی ہزار کشتیان شراب کباب شیرینی سے
تیار کرا کے مع فواکہات کی ڈالیون کے ہمراہ گیسوے بن شہاب روانہ کین وہ بعد احتیاط لیکر نہایت
ہوشیاری سے بارگاہ صنعت مین آیا ملکہ مذکور تخت پہ جلوہ گستر تھی اُسنے تسلیم کرکے وہ سب کھانا اور ڈالیان
وغیرہ پیشکش کین ملکہ نے اپنی خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہان سے
آیا ہے اُسکو علیحدہ ایک صحنچی مین رکھوا دو اور گیسو سے کہا ملکہ حیرت سے میری تسلیم کہہ کر عرض کرنا کہ کنیز کا جی چاہتا ہے
کہ حضور کے ساتھ کھانا کھاے امید کہ خاتون معظم شاہ جادوان یہان قدم رنجہ فرما کر آرزوے خاطر حقیرہ پوری
کرین یہ کہہ کر خلعت فاخرہ دیکر اُسکو رخصت کیا گیسو خلعت پہنکر حیرت کے پاس گیا اور پیام ساحرہ مسطورہ
دیا حیرت منتظر اسکے کہ وہ ہماری مہمان ہے سوار ہو کر مع چند مصاحبون کے اُسکی بارگاہ مین آئی اُسنے تا لب بارگاہ
پیشوائی کرکے تخت پر لیجا کر بٹھایا اور آپ باادب علیحدہ بیٹھنے کا قصد کیا حیرت نے ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے
بٹھایا یہ دونون تو اکل و شرب سے فارغ ہوئی ہین اور ناچ دیکھتی ہین مگر برق عیار کا ذکر سنیے کہ اُسکو جو بیچ لشکر
مین چھوڑ آئے تھے پس اُسنے اپنے دل سے کہا کہ اے برق اس سے کیا فائدہ ہوا کہ تم گئے اور خالی پھر آئے
اب پھر چلو اور کوئی ترکیب اوس ساحرہ کو دو یہ سوچ کر پھر روانہ ہوا اور صحرا مین آیا وہان زفیل بغرض عیاری بجائی
اسلیے کہ قران جنگل مین رہتا ہے اُس سے ملاقات کرکے حال اپنے جانیکا بیان کرون چنانچہ ہر چند اس نے
قران کو طلب کیا وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ نصب ہوئی ہے قران صحرا سے بارگاہ کی
طرف نقب کھود رہا ہے اور تدبیر قتل ساحرہ مین ہے انشاء اللہ حال اسکا بیان ہوگا غرضکہ جب برق نے

قران کو بنایا بناچاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا راہ مین کچھ خدمتگار لشکر حیرت سے بارگاہ کی جانب
ساحرہ کی جاتے تھے انسے اسنے پوچھا کہ بھائیو کہان جاتے ہو انھون نے کہا ملکہ حیرت بارگاہ صنعت
مین گئی ہین ہم بھی وہان جاتے ہین اسنے کہا مین نے اسیلیے پوچھا تھا کہ مین بھی وہان چلتا ہون میرا تمھارا ساتھ سہی
یہ کہکر انکے ساتھ آکر داخل بارگاہ ہوا اور خدمتگار آپ بھی بنا ہوا تھا خدمتگارون ہی مین ملکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ
حیرت وصنعت کھانا کھاکر تخت پر آکر بیٹھی ہین شراب پی رہی ہین اور باہم باتین ہو رہی ہین انھین باتون
مین صنعت نے پوچھا کہ اے ملکہ شہنشاہ سے اور مہرخ سے جو لڑائی ہوتی ہے اُسکی اور شہنشاہ کی نسبت ہی
کیا مین یہ حیران ہون کہ فتح کیون نہین ہوتی حیرت نے کہا کیا کہون اے بیوی فتح کیون نہین ہوتی یہانتک
تو ہوا کہ بازارین لٹ گئین خیمہ و بارگاہ جلے لشکر بھاگ گیا لیکن ان عیار رنڈی کاٹون کا ستیاناس جائے سامری
ان کو غارت کرے فتح کی شکست کرادیتے ہین جو ساحر کہ لڑائی فتح کرتا ہے اُسی کو مار ڈالتے ہین یہ پانچ عیار موے
طلسم مین وہ غدر مچا رہے ہین کہ اونکو ذرہ بیم سے ساحر چونک اُٹھتے ہین انمین سے جو سب کا اُستاد ہے
کوکب پاس گیا ہے اور چاریان قیامت کر رہے ہین صنعت نام عیارونکا سنکر ہنسی اور کہا مین سمجھی تھی کہ مہرخ کے پاس کوئی
فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہے وہ لڑائی فتح نہین کرنے دیتا ہے خیر عیارون کا تو حال مین جانتی ہون یہ
کہکر سامنے سحر کامل خواص کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھکر قہقہہ مارا خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی قہقہہ
مار کر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھین وہ ہنسین گویا سبزۂ زعفران کا کھیت دیکھ لیا اتنی عورتون کا ایک
ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا پر از صداے خندہ ہو گئی گنبد سما مین نداے خندہ پیچیدہ ہوئی برق نے دلمین خیال کیا
کہ یہ تھین دیکھکر سب ہنسی ہین اور واقعی خیال اسکا ٹھیک تھا اسی کو پہچانکر یہ ساحرہ ہنسی تھی وہ بہت
زبردست جادوگرنی ہے جب عیارون کا ذکر ہوا جب ہی یہ پہچان گئی تھی کہ برق وہ خدمتگارون مین
ملا کھڑا ہوا ہے اس ساحر کی ایک بیٹی اور ایک بہن بھی ہے کہ انکو اسنے قید کیا ہے اپنے سے زیادہ ان کو
ساحرہ جانتی ہے اور ڈرتی ہے کہ وہ مجکو مار نہ ڈالین فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس یہان سے
آہستہ چلا کہ نکل جاؤن مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی اُسنے کہا تم تو ملکہ حیرت کے خدمتگار ہو کھڑے رہے
کیون نہین رہتے اب چلے جب ہماری ملکہ نے پہچانا اے اب جاؤگے تو طوق و زنجیر مین جکڑ کر آؤگے کیا
دل لگی ٹھہر گئی ہے کہ جب چاہا جب چلے آئے اور جب چاہا چلے گئے برق یہ گفتگو سنکر سوچا کہ بھاگے تو
بیشک پکڑے گئے اب کچھ فقرہ کرو یہ سوچ کر اوس عورت سے کہا اے بی تم اتنا چراغ پا کیون ہو مین کوئی
بے مطلب بھی کہین آتا ہے ہم آپ سے نہین آئے ہین ملکہ مہرخ کا نامہ لائے ہین ہین کیا غرض تھی جو
بیکار اپنے پاؤن تھکاتے اور ایسی جگہ آتے اُس عورت نے یہ گفتگو جب سُنی کہا پھر نامہ ملکہ کو دیتے کیون
نہین اسنے کہا میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ سامنے ملکہ کے جاؤن اُس عورت نے کہا مین تمھارا حال ملکہ سے
کہے دیتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا کہ عیار کہتا ہے مین نامہ اپنے مالک کا لایا ہون

آپ سے تمہین آیا ہون اُسنے کہا اچھا سامنے آئے برق فوراً سامنے گیا اور سلام کرکے ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر
بیٹھ گیا اور بازنبسکہ عیارون پاس نامہ ہر ایک سردار کے نام سے لکھے ہوئے رہتے ہین اسلیے کہ نہین معلوم کسی وقت
کیا معاملہ پیش آئے پس اسنے ایک نامہ مہرخ کی طرف سے بنام صنعت لکھا رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا تھا کہ جب
یہ ساحرہ پہلے آئی تھی خلاصہ کلام اسنے وہی نامہ کمر سے نکال کر ساحرہ کو دیا اوسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ صنعت
سحر ساز ہمارے مقابلہ مین جو ساحر آیا زندہ نہ بچا مارا ہی گیا تمکو لازم ہے کہ یہان سے چلی جاؤ ورنہ ہوون آتش دیکا سے
تمھارا بھی یہی حال ہے صنعت یہ مضمون پڑھکر بہت ہنسی اور کہا ہم تو چلے ہی جاوینگے لیکن تم اے برق اب
یہان نہ آنا اگر اب یہان آؤگے یا ہوقت ٹھہروگے تو مار ہی ڈالونگی برق نے کہا اے ملکہ لعنت ہے اُس پر جو
اب یہان رہے ساحرہ نے کہا کیون یہ اپنے تئین کو لعنتی دیتا ہے اسنے کہا مین اپنے تئین کہتا ہون آپکے کہنے پہ
کہ یہان نہ ٹھہرنا آپ فرماتی ہین کہ مجکو کہتا ہے بموجب ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ✦ جو آپ سمجھین وہی سہی
صنعت نے کہا کیون شامتین آئی ہین جا یہان سے نہین مار ڈالونگی اسنے کہا خفا کیون ہوتی ہو ہم
چلے جاوینگے تو لعنتی تم پر عائد ہو جاے گی ساحرہ اس کلمہ پہ ہنس پڑی اور کہا تم لوگ بڑے لسان اور ظریف ہو
برق نے اٹھکر سلام کیا اور کہا قدردانی آپکی مین کس قابل ہون یہ سب آپکی خوبیان ہین ساحرہ نے کہا بس
آمین ہوچکین اب تشریف لیجائیے اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ آپکا کیا ہرج ہے لمحہ بھر ٹھہر کے ناچ دیکھ لین تو چلے
جائین گے صنعت تو یہ کلام سنکر چپ ہو رہی مگر حیرت بولی کہ اس موئی کی باتون پر نہ آؤ نہین تو
یہ آفت برپا کریگا صنعت نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا کر لیگا حیرت بھی خاموش ہو رہی مگر جلد ساحر بہت ہوشیاری
سے وہان ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو یہ عیار کوئی فریب کرے برق یہ رنگ وہان کی خبرداری کا دیکھکر اٹھا کہ ٹھہرنا یہان بیکار
ہے کچھ نہ ہوسکیگا پس ساحرہ سے کہا آپ خفا ہوتی ہین نہ بیٹھئے مین جاتا ہون میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کی منتظر ہوگی
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور رو کے کہا کبھی ایسا ہوا نہین کہ تم عیاری کو آئے ہو اور بغیر کچھ لیے خالی پھر گئے ہو یہ سوچکر
پھر ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیون کے ہجوم مین پوشیدہ ہو کر ٹھہر لتے عرصہ مین رات
زیادہ آئی تھی ملکہ حیرت رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کی طرف گئی صنعت بھی تخت سے اٹھکر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ مین
ایک مقام پر پلنگڑی جواہر کا رکھی تھی بچھونا نرم و نازک تر اُسپر تھا فرش گل سے آراستہ تھی اُس پر جا کر لیٹی سامنے آئینہ
دیکھکر بارگاہ کی قنات مین لگا تھا لیٹ کر وہ آئینہ دیکھنے لگی اُس مین صورت اُس کی جو دکھائی دی اُس نے کہا
برق عیار تیری لشکر مین کھڑا ہے یہ کلمہ اپنے عکس سے سنکر پھر عکس پر اُسنے کمر باندھی اور منش اپنے طالع معکوس کے
پھری کنیزین گیسو دراز و سحر کاکل وغیرہ ہر چند منگ داری حاضر تھین اُنسے کہا وہ موا عیار سامنے کھڑا ہے
میرے سحر سے بھاگ نہ سکیگا جاؤ پکڑ لاؤ گیسو دراز یہ حکم سنکر جھپٹی اور برق کو پکڑ لائی اُس نے ہر چند
چاہا کہ بھاگ جاوے قدم نہ اٹھ سکا آخر کنیز مذکور اُس کو سامنے لائی ساحرہ اٹھ بیٹھی اور بعتاب
حرف زن ہوئی کہ کیون او موے نابکار پہلے تو نامہ دار بنکر تو آیا تھا اب کیون تو نے یہان قدم رکھا

برق نے کہا کچھ تو دیوانی ہو گئی ہے اری قحبہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا پوچھتی ہے ہم آئیں نہیں تو تیری جان کیونکر جائے ساحرہ یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اٹھکر آئی کہا عیار طرف بند و بست کر دو کوئی آنے نہ پائے میں اس موے کو بغیر مارے نہ چھوڑونگی برق نے کہا اے ملکہ اتنی سی بات پر خفا ہو گئیں آپ تو ہمکو ظریف کہتی تھیں ظرافت تو انہیں معلوم کیا کچھ کہتے ہیں اچھا ابھی ہمیں چھوڑ دیجئے پھر نہ آئینگے اسنے کہا قسم جمشید کی اب نہ چھوڑونگی دو مرتبہ بہاکر دیا یہ تیسری بار ہے اب مارا ہوا تمہارا غیر ممکن ہے یہ کہکر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا اسپر سحر پڑھکر دم کر اور ایک طمانچہ مارکر سر اسکا اڑجائے کنیز مذکور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کہ اب بیشک قضا آئی لیس بہ جمع قلب سے دعا کرنے لگا کہ اے خالق جہان و تن اس طمانچہ سے کہ طمانچہ دست ملک الموت ہے مجکو بچالے دعا اسکی قبول ہوئی یعنی قران جو نقب کھود رہا تھا اسنے نقب کا سر اد زیر تخت صنعت آکر توڑا اور لشکر میں عیاری کے تھا کہ کیفیت گرفتاری برق سب اسنے تخت کے نیچے پھر کر معلوم کی اور دل سے کہا اب توقف کرنے سے برق مارا جائیگا نکلکر بغدہ ساحرہ کے مارے لیس یہ سوچکر اسنے تخت صنعت دونوں ہاتھوں سے اٹھایا صنعت گھبرائی کہ یہ ماجرا کیا ہے اور وہ کنیز بھی طمانچہ مارنا بھولکر پکاری کہ بی بی جی صنعت حیران ہوکر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو تخت لیکر کھڑا ہوا نقب کا کنارہ پھٹا اور پاؤں اسکا گڑھے میں گیا اسنے تخت ایک سمت پٹک دیا ادھر ادھر صنعت نیچے اور تخت اوپر ادھر قران پھر سنبھلکر نقب سے نکلا اور کنیزوں نے جو اسکی ڈراونی صورت دیکھی کہ بلند قامت سیہ فام حبشی سر سے پاؤں تک خاک میں اٹا ہوا بغدہ گرانبار لیے نکلا ہے لیس دیکھکر دہل اٹھکر بھاگیں لیکن قران نے دوڑکر بغدہ گیسو دراز کے اس زور سے مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا غلغلہ گیر و دار پیدا ہوا اور صنعت جو کروٹ کے بل گری تھی ٹکرلا اسکا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہونچا کہ بیہوش ہو گئی اور بارگاہ میں اندھیرا مرگ ساحرہ سے ہو گیا قران اور ایک آدھ ساحرہ کو اس اندھیرے میں مارکر سمجھا کہ صنعت جو تخت کے نیچے سے نکلے گی تو آفت برپا کرے گی لیس یہاں ٹھہرنا چاہیے پھلکل ہنگامہ تو برپا تھا ہی برق سر اچکا کر بھاگا اور یہ بھی نقب میں کودکر روانہ ہوا اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر گیر گیر کہتے دوڑے اور کچھ کنیزوں نے سحر سے روشنی کرکے تخت کے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگ ہی پر لٹایا اسکو بیہوش پاکر تیمارداری میں مصروف ہوئیں اور باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا لینا کہتے نکلے تھے تو لشکر کے ساحر گھبرا کر مسلح ہونے لگے اور سحر سے مشعلیں اسقدر روشن کی تھیں کروڑوں سے زیادہ وہ رات روشن تھی لیس برق جو بھاگا گیسوے ظلمات جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر لیے طلایہ پھر رہا تھا اسنے دیکھا کہ عیار سراچہ پھاندکر بھاگا جاتا ہے لیس وہ مع جملہ ساحران ہمراہی کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق جندہ کے بارگاہ ہو ان اور خیموں کی گردش دیتا یہ جادو جو اس لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے پہونچا گیسوے ظلمات نے دیکھا کہ عیار نکل جائیگا اور تو ایسا جو اس ہو اکہ سحر سے گرفتار کرنا بھولکر پیچھے دوڑا اب سحر سے پکڑنے یہ تجویز کرکے ایک ساحر سے کہا تو پنجہ بن کر اس عیار کو اٹھالا ساحر بموجب حکم چلا ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب پہونچا

دو چار جمعدار سالار سردار جو پہرے پہ تھے اسکے پیچھے دوڑے اور ترنج و نارنج سے یہ کہے کہ ساحر فرستادہ گیسو پنجہ بنکر جو گرا اسکو اُٹھا کرے چلا برق سمجھا کہ گرفتار ہوے پس فوراً یہ مکاری پکارا کہ لے پنجہ سحر مہرخ تو وقت پر آکر پہونچا نہیں تو مین قید ہو چکا تھا یہ ساحر میرے قتل پر آمادہ ہین تو جلد مجکو نکال لے چل یہ عبارت جو ساحرون نے سنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست کا بھیجا ہوا ہے اسکو نکال لے جائیگا پس فوراً تارنج و ترنج پنجہ پہ مارے کہ پنجہ جو ساحر کہتا ہے اُسکو مار لین عیار تو سحر جانتا نہین کہان جا سکیگا چنانچہ ایک نارنج اُس پنجہ بنے ہوے ساحر پر لگا کر وہ جلتا ہوا زمین پر گرا برق اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر سیدھا ہوا کر بھاگے ساحر اس پر آپڑے اور چاہا گرفتار کرین اتنے عرصہ مین گیسو جو پیچھے آتا تھا اُس نے پہونچ کر اپنے بھیجے ہوے ساحر کو قتل ہوتے دیکھکر ان سب ساحران حیرت کو ڈانٹا کہ لے نا لایقان یہ تمنے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا یہ کہکر آمادہ رزم ہوا ساحران حیرت اُسکی جانب مخاطب ہوے برق بھاگ کر ایک نشیب کی طرف جا کر پوشیدہ ہوگیا ادھر گیسو ساحرون سے نقرہ دیتا عیار کا سُنکر ہنسا کہ کیا برجستہ بات ان عیارون کو بنا لینا آتی ہے پس اون ساحرون کو چھوڑ سیدھا جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا کہ مین اوس عیار کو اُس کے لشکر سے پکڑ لاؤن یہ تو راہ طے نہ کر چکا تھا کہ قران نقب صحرا مین نکلا اور وہان سے سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایک طرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکلکر راہ کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان مہرخ و بہار آرامگاہ مین تھین لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہے اُسمین غلغلہ جو ہوا تو یہ دونون آرامگاہ سے نکلکر بارگاہ مین آئین اور ازبسکہ اندیشہ ناک آمد صنعت سے ہو رہی ہین سب سردارون کو طلب کیکے مستعد بیٹھین تھین کہ ایسا نہو غفلت مین ہمکو کچھ گزند پہونچے فی الجملہ عیار جو بھاگ کر بارگاہ مین آئے دربار معمور پایا آئین سر پر آرائی بدستور پایا اور مہرخ نے انکو دیکھکر بخندہ پیشانی کہا کہ

بیت کمان سے آتے ہوئے مری جان مین تم سو جان سے آج قربان کہ تمہاری رفتار فتنہ نے آکے کیا کہان آج حشر برپا کیا عیارون نے اپنے مقام پر بیٹھکر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا یقین ہے کہ کولا اوس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہوگا اور اگر کولا نہ ٹوٹا ہوگا تو چوٹ ایسی لگی ہوگی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پُروا ہوا چلے گی جب درد کولے مین ہوگا اور ہمین وہ بیدبد یاد کرے گی یہ حال سنکر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ تخت کے اولٹنے سے فال صنعت کے لیے نگون بختی کی ہے گو وہ ساحرہ زبردست ہے لیکن ادبار آچکا ہے اب اُسکو انشاء اللہ تخت تابوت میسر ہوگا مہتر قران اوس شیطانہ کے لیے فرشتہ عذاب خدا نے بھیجے ہین یہ کہکر ہر ایک سوار کے خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوے آئے اور عرض رسا ہوے کہ اے ملکہ دولت بادشاہ جہان ابیات

شہا ملک و دولت رہے برقرار ہوا آکے اسوقت یہ کینہ خوار	عدو جو ترا خوار و بے اعتبار لیے ساتھ ہے اپنے بارہ ہزار	مری فوج سے گیسوے رو سیاہ سواران جنگی و مردان کار ہ

جاسوس یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوے اور ملکہ موصوفہ نے نفیر سحر بجائی جملہ سردار سالار بارگاہ سے نکلکر تخت و طائران سحر پر سوار ہوے تمام لشکر تیار ہو آمادہ رزم و پیکار رہا ہر سردار جو اکیلی رات اہل اسلام جہاد کو بھی

بہتر از عبادت جانتے ہین ہر شخص کو شہادت کا شوق غزنکی ختنانی شجاعت بھی مثل شب زندہ داران محراب شمشیر مین سر جھکائے تھی آیۂ نصر من اللہ زبان پر لائی تھی زبان دعا کی صورت تھی یا تیر آہ مظلوم کی تاثیر رکھتی تھی کمانین مثل زاہدان چلہ کش گوشہ گیر تھین سنا نہا ہے نیزہ زبان پیر دستگیر تھین علم لبان حاجتمندان دعا کو سر کھولے پھرہر ونکی حاجت خواہون کی طرح دامن پھیلے کلہا ہے عمود بعد تضرع منھ پھیلائے کہ اے ناصر حقیقی دشمن منھ کی کھائے لب سوفار ہلتے تھے یا قادر یا حافظ زیر لب ورد کرتے تھے اس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو ہر طرف رات کا سناٹا تھا دلون مین بہادرون کے ہوا ہے شجاعت ساحرون کے طائر سحر اڑتے شعلہا ہے سحر فروزان سے معلوم ہوتا تھا کہ دنیا مین آگ لگی ہے یا دہر غدار مفسد نے آتش افروزی کی ہے ابر کے ٹکڑے ہوا پر چھائے پریون کا غوغا بلند باجے بجتے ہتیار چمکتے آگ پتھر برستے ناقوس پھنکتے

ابیات

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا — کہ تھا بحر بہ جوش قہر خدا
فسون ساز تھے ساحر ہمراہ ایسے — جنھین کہتے ہین ست جادو کے تیلے

اس کروفر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو بدکار پہونچا ادہر ناریخ تمریخ چلنے لگا گردون کا دل دہلنے لگا صدائین مہیب آنے لگین جانے لگین گولے فولادی پڑنے تھے آفت عظیم برپا تھی اسی ہنگامہ مین ایک گولا سحر کا ساحرۂ شب کے بھی لگا اور ناریخ خورشید نے زنگ ظلمت لیل مٹایا کہ ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا دگرگون ہو گیا عالم قمر کا ٭ فروغ روشنی پیدا ہوا جب ٭ مٹائی مہر نے نیرنگی شب ٭ صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی گسنے بزور سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی وہان کولا ساحرہ مذکور کا بجھایا گیا اور اسکو ہوش آیا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر جنگ کہہ کر عرض کیا کہ جلد چلیے نہین تو گیسو شکست کھا چکا ہے لشکر حریف غالب آچکا ہے ملکہ مذکور نے یہ سنکر چاہا کہ مع تمام لشکر کے چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زہرہ سحر بخت افراسیاب اس کے ہاتھون مین جو حال زنگ بد ساعت کا معلوم ہوتا ہے پس اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیر ابھا نا مناسب نہین مدد گیسو کیلیے کسی اور کو بھیجدے یہ دیکھ کر ازبس کردرد مند بھی تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس و مصاحبون کی طرف نظر کی ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین و گل اندام فن سحر مین یکتا پاس بیٹھی تھی ناگاہ تنفکری ملکہ کی بھانپ کر عرض رسا ہوئی کہ خبر رزم سنکر حضور متردد ہین مجھکو حکم ہو کہ مین جا کر زنگ حرمان شاہی کا کام تمام کرون صنعت نے ہنسکر کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ وہ گلبدن اجازت پا کر شادمان ہوئی گل کی طرح کھل گئی اور تسلیم کر کے چلی باغ حسن کی ایسا ہرا بھرا تھا کہ رفتار سے اسکی روش نسیم گلشن کا رنگ پیدا تھا مردم نگاہ اسکے چمن رخسار کی گلگشت کرین تو ہوا ے وصال مین اسکے گردش پذیر ہین تعشق گلہا ے بوسہ مین تنسیم خط رو یا کرین وہ اسکا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن حسن کا بوٹا تھا قمری دل اسی سرو حسن پر لوٹتا تھا غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن منھ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطرون کی طرح باغ باغ ہو جائے نازک برگ گل کہان سے یہ منھ لائے جو اسکے لبون پر نثار ہونے کے قابل کہلائے بیلا موتیا لاکھ اپنے تئین بنائے گر اُسکے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہان پائے کہ بموجب ابیات

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہے — فلک پر شفق سے ترکش فلک کا دم نکلتا ہے
کوئی انداز ہو نام خدا تیر قریب ہے

نہ اسکا بل نکلتا ہے نہ اسکا خم نکلتا ہے	مقدر میرا زلف مشکی برابر ہے زمانہ میں	تمہاری ہر ادا میں یار اک عالم نکلتا ہے

نہ بچہ سحر کمر سے لگائے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت کئے اڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی اور بچہ سحر پڑھ کر ہوا میں صحرا کی طرف سے نشترۂ سوناوکین قمر سیما کم سن جوانی کے دن حسن میں یگانہ دہر لڑنے میں خدا کا قہر بیچ میں سرخ پینے چھوٹی چھوٹی کمانیں دوش پر لگائے برج قوس میں اختر آئے تیر سونے کے ترکشوں میں جواہر کے رکھے سامنے آئیں یہ سب اس آراستہ سحر کی پتلیاں بزور سحر بنائی ہوئی ہیں جہاں یہ جاتی ہے ساتھ یہ بھی جاتی ہیں اور لشکر سے ہٹ کر صحرا میں مشرقی ہیں جب یہ سحر سے انکو بلاتی ہے جب آتی ہیں اس ساحرہ نے بڑی محنت کرکے مدت میں ان پتلیوں کو بنایا ہے اور بغیر قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیاں نہ مٹینگی فی الجملہ جب یہ پتلیاں بصورت نازنیناں طائران سحر پر سوار حاضر خدمت ہوئیں آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیوں نے طائران سواری کو اڑایا تخت ساحرہ مذکور بیچ میں روان ہوا بڑے ہوا یگروہ مہ لقایان اسطرح پرواز کنان تھا گویا ماہ تابان لشکر سیارگان لیکر اتر آیا تھا یا جلال پر آفتاب تابان تھا ابر اودے اودے سر پر سایہ فگن تھے اور اُن گل اندامون کے سُرخ پیرہن تھے یہ ظاہر تھا کہ بجلیاں ہر بی میں طپان ہیں تجمل پل سے اُن کج اداؤں کی بجلیاں بھی پران میں کمانیں دوش پر الکی کے ترکش برابر بغل کے لگے گویا طاؤس مست پر کھولے ہوئے ہوا سے سحر کے جھونکے نقارے بجتے کچھ عجب کیفیت دکھاتے تھے مختصر یہ کہ بڑی آن دادا سے یہ ہر رزم لڑنے والے سب جاتے تھے جب قریب جنگگاہ یہ لشکر پہونچا یہاں گیسو سے ظلمات سے سحر کی مار ہو رہی تھی کہ اُن ابرو کمانوں نے تو سامنے ہلالی کندھوں پر سے اُتاریں اور تیر ترکش سے نکال کر کمان میں پیوستہ کرکے لگائے سن سے ناوک سحر ایک دفعہ سن سن کرکے چلا اور لشکر مہرخ نشانہ خدنگ اجل بنا ایک ایک تیر نے پانچ پانچ ستات سے سینوں کو توڑا پہلے ہی حملے میں ہزارہا طائر روح شکار تیر قضا ہوا آراستہ سحر بڑھے ہوا تخت ٹھہر کر قائم ہوئی اور کنیزیں انکی چاروں طرف سپر بن آڑ کرکے کھڑی ہوئیں لشکر مہرخ سے بھی ناچخ و تیر و تیغ پڑنے لگے مگر کنیزیں سپر وغیرہ پر روک کر رد کر دیتی تھیں اور وہ پتلیاں بھی ناوک افگنی کر رہی تھیں بڑے غضب کا سامنا تھا تیروں کے سناٹے تھے باد خزان اجل کے جھوکے گلزار لشکر پر آتے تھے نخلہائے جسم بے برگ و بار ہوتے تھے مرغ جان سحر ہو کے شکار تھے دل دہرے آہ ایسی نکلتی تھی کہ سینوں سے تیر نکلا ہی تھی یا کسی عاشق ابرو مژگان کے آہ کی یہ تاثیر آشکار تھی ساحروں نے بزور سحر سپریں پیدا کرکے آڑ کی تھیں لیکن وہ تیر کسی طرح نہ رکتے تھے ہزار ہا لاش میدان میں پڑی تھی وہ بدلی سحر کی آئی تھی کہ تیروں کا مینہ برس رہا تھا ہر ایک سپاہ رزم جان بچانے کو ترس رہا تھا تیروں کی کثرت بارش سے یہ ثابت تھا کہ روزگار غدار کے فرط خوف سے بدن میں رونگٹے ہیں نہیں دنیائے بے وفا کے سینے سے ارمان ستمگاری نکل رہے ہیں ہر عقاب طاؤس سے بیٹھے ہو کر اوپر تھا یا ہوا کے بھی پر نکالے تھے مرغ ہوا میں سونے کے تیر آتش کے پرکالے تھے بحر خطر رواں ہوا میں خلقت آبی کو خوف تلاطم تھا تیروں کا دریا بہہ رہا تھا سرداران لشکر بہار جادو گرنیاں مثل قادر دلاوران مہرخ نامدار زمین میں بزور سحر سما جاتے تھے تیر دیکی زد سے ہٹ کر اپنی جان بچاتے تھے ادھر گیسو کو جو مہلت تھی تو اُٹ آفت برپا کر دی تھی فوج میں ہلچل پڑا

چاہی تھی شجاعت شعاران عالی گہر پاے ثبات گاڑے لیکن گرد کے کنارے تھے یہ حال دیکھ کر مہرخ و بہار بزور سحر اُڑین اور تیرون سے بچتی ہوئین قریب تخت آراستہ سحر پہونچین چاہا کہ اسپر حملہ کرین اُسنے جوان کو قریب تخت پایا ایک بیضۂ طاؤس سواری سامری کا اُسکے پاس تھا اُنکو زبردست جادوگریان جانکر جھولی سے نکالا اور سحر پڑھ کر ان پر مارا بیضہ اُن کے قریب آکر شق ہوا اور اسمین سے ایسی بوے بدپیدا ہوئی کہ نتھنون مین تیر بنکر اُن دونون کے سمائی اس بدبو نے نتھنون مین تیر چلائے یہ دونون تاب اُسکی نہ لاسکین بے ہوش ہوگئین اور قلابازیان کھاتی ہوئی زمین کی طرف چلین آراستہ سحر نے کنیزون کو حکم دیا کہ گرفتار کرو کنیزین اسکی چلین لیکن کچھ لشکر عقب مین ان دونون کے بھی آیا تھا انمین سے چند جادوگریان جانبازی کرکے پنجہ بنکر بہت جلد گرین اور ان دونون بیہوشان بیضۂ سحر کو زمین پر مثل مادہ کے نہ گرنے دیا اُٹھالے گئین آراستہ سحر نے کہا لے جانے دو آخر کہان لیجائینگی میں سب کو دم بھر مین ملے لیتی ہون یہ کہکر متوجہ جانب ناوک اندازان سحر ہوئی اتو مہرخ و بہار کے نہونے سے لشکر بے سردار کا ہوا اور فوج نے ہزیمت کھایا شکست ہوئی گیسو نے زیر تیغ رکھ لیا منچلے بہادر تو نہ بھاگے جان دینے کے ارادے مین سینہ سپر کرکے دل تھپکے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے بلور چہار دست اور سرخمو ناز مان وغیرہ کائنات کے سحر کے تیرون سے جان بچاتے تھے اور گیسو کے سحر رد کرتے جاتے تھے تلوار سحری چل رہی تھی موت اچکی تھی زندگی جانے کے لیے جانب عدم محمل رہی تھی کہ بموجب **نظم**

چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ
بسے بیہش از رزم برگشتہ شد
نگرد گار سپہر بلند
و یا نہ بدر یلے آب اندریم
درآگہ بتیر بدن کوس و ناے

خروشی برآمد بلند از سپاہ
چنین گفت لشکر بہ بانگ بلند
رہاند تن و جان ما زین گزند
یکے حملہ کردند ہر سو بہم
خروشیدن زنگ و ہندی درا

ز سردار لشکر بسے کشتہ شد
کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند
دگر نہ بہ پر عقاب اندریم
چو نخچیر از جاے نخچیر دژم

ہنوز یہ معرکہ انکا تھا کہ تیر تقدیر اسلامیان کمان قدرت قادر بیچون سے رہا ہوکر سینۂ پر کینۂ دشمن کے پار گذرا یعنی عیاران لشکر بھی شریک جنگ تھے جب شکست اپنی فوج کی دیکھی برق فرنگی چند ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر سے نکلا اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی صنعت عیاری سے مثل صورت صنعت سحر ساز بنائی قباے پُرزر لباس وزارت در بر کرکے دوپٹا زرتار اوڑھکر پائجامہ آب تاب کا پہنکر زر و زیور سے آراستہ ہوا اور وہ صورت بنائی کہ ان بھی صنعت کی نہ پہچان سکے اپنی دختر ہی اسکو جانے پس اُن ساحرون سے کہا کہ ایک طاؤس سحر سے بناؤ اور تم کنیزان صنعت کی ایسی صورت بزور سحر بناؤ ساحر حسب ارشاد عمل مین لائے عیار مذکور طاؤس پر سوار ہوا کنیزین مصنوعی جلو مین چلین اس صورت سے طاؤس پر سوار ہوکر بعجلت تمام رزمگاہ مین برق آیا اور از بسکہ ہنگامۂ جدال و قتال گرم تھا کسی نے اسکی جانب خیال نہ کیا اُسنے قریب آراستہ سحر جب پہونچنے کی تدبیر نہ دیکھی ایک کنیز سے حکم دیا کہ بزور سحر بلند ہوکر پکارے کنیز بلند ہوکر موجب حکم صدا زن ہوئی کہ اے آراستہ سحر ملکۂ عالم تشریف لائی ہین اور تعریف تمھاری فرماتی ہین یہ صدا ساحرہ مذکورہ نے سنی اور سر اُٹھا کر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آتے پایا تخت

بڑھاکر جلی فوج تو رکتی رہی ادھر یہ ادھر مخاطب ہوئی جب قریب تر پہونچی ملکہ مصنوعی نے کہا اے آراستہ واہ وا
کیا کہنا جیسا میں تمکو جانتی تھی اُس سے دہ چند پایا یہ تمہارے ہی واسطے تھا جو آن واحد میں ایسے لشکر سرکش کو پست
کر دیا ساحرہ نے یہ تعریف سُنکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی طبیعت بھی دشمنوں کی ناساز تھی
پھر کاہے کو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا میں دم بھر میں ان سرکشان کے سر بہر نذر ملازمان سرکار
عالی قدر حاضر کرکے سر تفاخر اپنا تا بچرخ بازیگر پہونچاتی ملکہ مصنوعی نے یہ سنکر خنداں خنداں اپنے طاؤس کو قریب تخت
پہونچایا آراستہ سحر بنابر تعظیم تخت پر کھڑی ہوگئی اسنے کہا آؤ سخی کہ میں تجکو گلے سے لگاؤں میرا دل تجھپر نثار ہوا ہے کہ تونے
بڑا کار نمایاں کیا ہے یہ کہکر طاؤس تخت سے ملاکر تخت پر اُتر گیا اور ہاتھ دونوں پھیلائے آراستہ سحر نہایت
ادب سے سر جھکاکر قدموں کی طرف چلی اسنے سر اسکا اٹھا کر اُسکو گلے سے لگالیا اس ساحرہ کا حسن و جمال مشہور
مذکور ہو چکا ہے برق کو قتل کرنے میں تردد ہوا مگر خیال کیا کہ یہ انگبین پر از نیش زنبور ہے۔ اگر معشوق حسین ہے
تو بیوفا ضرور ہے حنظل کا پھل ہے اسکے قتل نہ کرنے سے اپنی زندگی میں خلل ہے یہ سوچکر اتنا تو کیا کہ جب اس کو
گلے سے لگایا دونوں مٹھیاں جیب رخسار کی لیں پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا ساحرہ
حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہوا اسنے ایک لات جماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اُسکی ہاتھ میں وہ زیر تخت آویزاں اُس وقت
وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت نہیں کوئی دشمن ہے بس سحر سے رہا ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اسنے اتنی
مہلت نہ دی خنجر کھینچکر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر اُسکے ہاتھ میں رہا اور دھڑ نیچے گرا اسکے مرنے کا غلغلہ
دار و گیر برپا ہوا آندھی پانی بڑے زور و شور سے آیا اور وہ تخت جسپر ساحرہ مسطور سوار تھی جلنے لگا برق جست کرکے
اپنے طاؤس پر گیا کنیزیں ساحرہ کی حربہ سحر کے اسپر مارنے لگیں انکے ساتھ جو ساحرہ صنعت کی کنیزیں ہوئے تھے
وہ سینہ سپر ہوکر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے اُدھر وہ ستر سو پتلیاں خوبصورت زنان خوبصورت
تیر مار رہی تھیں ادھر ساحرہ کے مرتے ہی اُنکے جسم میں آگ لگی ستر سو ہوائی ایکبار ہو گئے ہوا چھوٹی وہ سب گلنار پوش
ہنگام رزم شعلہ بھبوکا ہو گئیں آتشبازی کے دیو کی طرح وہ بیابان چھوٹ رہی تھیں تخت اور طاؤس وغیرہ اُنکی
سواری کے چرخی کی طرح چرخ مارتے پھرتے تھے چرخ شعلہ خو نے نیا چرخ اُن سب کو دیا تھا میدان ہوا کا
ہوائی ہوا تھا ہر سمت عجب گل لالہ پھولا تھا روئے ہوا آتش زار بلکہ آتش بہار تھا خلاصہ یہ کہ دم بھر میں تیر و تبر
اندر بھر ایک فی النار تھا ادھر تو وہ ناوک افگن جلیں ادھر ایک ساحر سے برق نے نیزہ لیکر سر آراستہ سحر کا سنان
پر رکھکر بلند کیا اور پکارا اے شہران لشکر مہرخ منم مہتر برق فرنگی ان مار لو ان نابکاروں کو افسر جو گیسوئے
ظلمات سے لڑ رہے تھے یہ نعرہ سنکر خوش ہوئے اور بڑے گھمسان کی مار ہونے لگی ادھر وہ ساحر جو مہرخ
و بہار کو اٹھا لیگئے تھے اور صحرا میں جاکر ٹھہرے تھے آراستہ سحر کے مرنے سے اُن دونوں کو ہوش آگیا اور
بزور سحر سینا تانا کر جو لشکر میں آئیں گیسو کو لڑتے پایا اور برق طاؤس پر سوار نعرہ کرتے سنا بس مہرخ بجلی
بنکر گری گیسو کا لشکر زمین میں اُتر گیا شور اُس کے مرنے کا بلند ہوا فوج مہرخ جو بھاگی تھی پھر پڑی اور ہم امیان

گیسو جو چند ہزار ساحر تھے انھین زیر تیغ رکھ لیا وہ ساحرات بیٹھے لشکر سے لڑنے کی تاب نہ لاسکے بہت ماے گئے اور بعد ہزار دشواری جان سلامت لیگئے مہرخ جلیل فتح و ظفر ہوا کر پری برق عیار پہ زر و گوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی کہ ماشاء اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو مصاحب خاص صنعت کو اس کر و فر سے سر میدان قتل کیا اور ہم سب کی جان بچائی ؏ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ حاصل مرام دشت قتال سے لاشین اپنے مقتولون کی اٹھوا کر دفن کرائین میدان پاک و صاف کراکے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پایگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا سرداران بھی حاضر دربار ہوکر مصروف عیش و عشرت ہوے اُس طرف کنیزان آراستہ سحر و فوج وغیرہ جو بھاگی بارگاہ صنعت کے قریب پہونچی صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اس وجہ سے نہ معلوم تھی کہ لشکر اسکا بہت بڑا ہے اور تین حصہ اس لشکر کے ہین جلد دوم مین حال اُسکا تحریر ہے چنانچہ ساحرہ مذکور میدان جنگاہ سے منزل بھر پر ہے اور ملکہ حیرت بھی اُسکے آنے سے متصل اُسی لشکر کے اُتری ہوئی ہے غرضکہ فوج ہزیمت خوردہ نے قریب بارگاہ پہونچ کر شور فریاد و الغیاث بلند کیا صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا ادسی کے درد مین مبتلا پلنگ پہ لیٹی تھی کنیزین مصروف خدمت تھین شور فریاد سُن کر اُنھے کنیزون کو سامنے بلوا کر حلیہ کیفیت قتل آراستہ سحر معلوم کی اور اس وجہ سے کہ میری شوکت مین فرق نہ آئے بظاہر تو ہنس کر کہا کہ اُس کنیز کو ناحق مین نے ہر رزم بھیجا اُسے کچھ سحر آتا نہ تھا بظاہر تو یہ کہا مگر دل مین وہ غصہ آیا کہ ہونٹھ چبانے لگی اور کہا مین افراسیاب سے جاکر ابھی طرح طرح مصمم طور پر اجازت نسبت غارت کرنے ان باغیون کے لے لون تو ایک لمحہ مین سب کو فنا کردون یہ کہہ کر بسبب چند کو درد مند لنگ مگر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب باغ سیب روانہ ہوئی اس اثنا مین صنعت زر قدرت نے صفحۂ سپہر پر نقش سواد شب بجائے ماہ و اختر ورق سپہر پر منقوش نظر آئے بموجب

نظم

عروجِ شب نمایاں تھا سرِ شام　　ہوا دن سے طلوعِ اخترِ شام
عروسِ شب نے اوڑھی چادرِ ماہ　　سوارِ چرخ نے مغرب کی لی راہ

شاہ طلسم شام کو تخت حکومت سے اٹھ کر آئینہ سحر مین گیا تھا مثل تصویر معلوم ہوتا تھا تمام ساحر مثل باغبان قدرت گلچین و ابریق و سرمایہ و جنین وغیرہ پایہ بپایہ بیٹھے کرسی و دنگل تھے شبستان آلات روشن تھا ایوان شاہی پر برنگ عروس جوبن تھا بادشاہ آئینہ سے بھی جایا چاہتا تھا کہ صنعت جاکر پہونچی اس باغ و ایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہو چکی ہے ساحرہ مذکور سیر گلشن دیکھتی ہوئی قریب ایوان جب پہونچی بادشاہ کو خبر سحر نے دی اور بہ بندہ ساحرا اُس کے استقبال کو بھی اور آپ آئینہ سے نکل آیا یہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ آئینہ مین جب جاتا ہے تو اس جگہ سے جہان آئینہ رکھا ہوتا ہے منزلون پہ دور نکل جاتا ہے لیکن آئینہ مین بھی نظر آتا ہے اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکل کر ظاہر ہوتا ہے ایسا کہ آجتک کسی نے سوائے افراسیاب کو نہین جانا کہ کون ہے مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور صنعت نے سامنے آکر مجرا کیا اُسنے پایۂ تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی یہ تسلیم کرکے پایۂ چہارم پہ متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر اعظم کچھ دردمند تو معلوم دیتی ہے اور فکر مندی بھی چہرے سے ظاہر ہے اسلئے

بحال الکیفیت اپنے تخت سے اُٹھنے اور کوہ لاتوٹنے کی بیان کرکے حال جنگ اور قتل آراستہ سحر عرض کیا اور کہا کنیز اس واسطے
حاضر خدمت ہوئی ہوں کہ آپ اجازت بربادی لشکر نمک حرامان عنایت فرمائیں کس لیے کہ حضور اُنکے ہاتھ سے قتل کرنے سے رنجیدہ
ہوجاتے ہیں میں جانتی ہوں کہ جناب اُنکی پاسداری براہ پرورش فرماتے ہیں شاہ نے کہا اے ملکہ جلدی کیا ہے میں
سمجھ لونگا ان سب کا مارڈالنا ہی کیا انکا مارنا ایسا ہو کہ جیسے چیونٹی پاؤں تلے کچل ڈالتے ہیں صنعت نے عرض کیا
کہ اب مجھکو تاب نہیں ہے اگر حکم جنگ ملازمان شاہی نہ دیجئے تو میں چلی جاؤنگی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی
ہوں بادشاہ نے فرمایا اچھا تمکو قتل مخالفان کا اختیار ہے ابھی جاکر مارڈالو ساحرہ پیش کرکے اُٹھی شاہ نے خلعت
عنایت فرمایا اور استفسار کیا کہ اب پہلے لڑنے جاؤگی یا اپنی بارگاہ میں جاکر استراحت کروگی اسنے کہا کنیز پہلے بارگاہ
ملکہ حیرت ذیجاہ میں جائیگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آکر سحر پڑھکر چار سو کنیزیں حسین خوش اندام تخت
لیکر حاضر ہوئیں یہ سوار ہوکر دریائے سحر کے پار اُتری اور بارگاہ حیرت میں آئی اسنے بھی تعظیم کرکے بٹھایا جام
شراب اپنے ہاتھ سے دیا اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مثل شاہ جادوان تم بھی مالک ہو تم سے بھی اطلاع کرنا ضرور ہے بادشاہ
سے جاکر میں اجازت لے آئی کل لشکر نمک حراماں میں برباد کرونگی تمہاری اس امر میں کیا مرضی ہے حیرت نے
کہا اندھا کیا چاہے دو آنکھیں بارے میں تو اپنے خدا سے چاہتی ہوں کہ یہ باغی مارے جائیں دیکھا چاہیے
کہ سامری وہ دن کب دکھاتے ہیں جو یہ دشمن غارت ہونگے مجھکو تو یہ اُمید نہیں کہ کل تم سب کو ہلاک کرو صنعت
نے کہا اگر یہ امر ہو تو کل ذرا تکلیف فرماکر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشائے رقص بسملان عدو دیکھیے اے ملکہ
ان سب کو اس حال خراب سے مارونگی کہ روح بھی اُنکی تا حشر مضطرب و بیتاب رہیگی یہ کہکر وہاں سے اپنے مقام پر آئی
اور ازبسکہ رات زیادہ آچکی تھی طبل جنگ بجوانا مناسب نہ سمجھی اپنے ملازموں میں سے ایک ساحرہ عجائب جادو
نام کو طلب کرکے حکم فرما ہوئی کہ اے عجائب تم جاکر لشکر مہرخ کی راہ روک دو اسلیے کہ صبح کو میں جب حملہ کروں
تو وہ بھاگ نہ سکیں اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سے بیکار کردینا صرف سر کاٹ لینا باقی رہجائے اور پھر زحمت اُٹھانے مارنے
کی مجھکو نہ ہو۔ ساحرہ مذکور یہ حکم سنکر باہر بارگاہ کے نکلی اور چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لوں پھر سوچی کہ لشکر ہمراہ لیجانے میں
دشمن ہوشیار ہوجائیں گے تو اکیلی کیا کام ہے سب کو میں غفلت میں مارڈالوں صبح کو ملکہ آکر سر کاٹ لیگی یہ تجویز کرکے
تنہا روانہ ہوئی اتفاقاً ضرغام عیار ساحر بنا ہوا بامر جاسوسی بارگاہ حیرت میں شام سے موجود تھا اسکے سامنے صنعت
آئی اور حیرت سے اجازت حرب لیکر اپنی بارگاہ میں گئی چنانچہ جملہ بیان صنعت کا عیار مذکور نے سنا اور جب وہ اپنی بارگاہ
کی طرف چلی یہ بھی پاس اس کے ساتھ الگ الگ چلا وہ تو بارگاہ میں چلی گئی یہ نہ جاسکا متصل بارگاہ پھر رہا کہ دیکھوں اب یہاں سے
کس لشکر کی طرف لڑنے کو صنعت کیونکر جاتی ہے اسی غور و فکر میں تھا کہ ایک جگہ بطور مخفی کھڑا تھا کہ ملکہ عجائب جادو بارگاہ
سے نکلی یہ بصورت ساحر بنا ہوا تھا ہی اُسکے قریب آیا اور کہا اے ملکہ آپ دربار سے کیوں چلی آئیں کیا حضور نے آرام نہ کیا عجائب نے
کہا مجھکو حکم راہ روکنے کا لشکر عدو کے ملا ہے اس وجہ سے مجھکو اس طرف جانا ہے ضرغام نے چال سنکر چاہا کہ اسکو کچھ فریب
دیکر قتل کرے لیکن وہ جلد نظر سے غائب ہوگئی ضرغام سمجھا کہ تم اسکی تلاش میں اگر چلے اور لشکر کی تمہارے غافل

ہین اگر کچھ ضرر پہونچا تو بُرا ہے چلکر پہلے مہرخ کو اس حال سے اطلاع کرنا چاہیئے یہ سوچکر وہان سے بھاگا اور
بہت جلد لشکر مین آیا ملکہ مہرخ وغیرہ کو صنعت کے آنے سے تردد زیادہ رہتا ہو اس باعث سے دربار مین بیٹھی
رہتی ہین چنانچہ شب کا دربار برخاست نہوا تھا کہ عیار مذکور پہونچا اور ملکہ موصوفہ سے جملہ کیفیت معرض بیان مین
لایا ملکہ نے فرمایا کہ خدا مالک ہے ہمارے دم مین جبتک دم ہے ہم بھی لڑے جائینگے اس مین کمی کیون نہو جب جانتے
ہین کہ صنعت کا ہم مقابلہ نہین کر سکتے لیکن خدا کے فضل پر بھروسا رکھتے ہین یہ تقریر سنکر برق عیار نے کہا کہ
اے ملکہ تم گھبراؤ نہین یقین ہے کہ خدائے تعالی ہماری مدد بھیجے گا کوکب یہان سے کوئی سوار آئیگا اور ابھی
تو صبح دسالہین فورا جاکر دیکھتے ہین کہ کون لڑنے آیا ہے مہرخ نے کہا کہین ایسا نکرنا جو عجائب کو ستانا ایسا نہو
صنعت غصے مین اگر اسی وقت چڑھ آئے تو ٹھہرنا ہمین مشکل پڑجائے اُسنے کہا آخر ایکروز صنعت سے لڑنا پڑے
ہی گا پھر عجائب کو کیون چھوڑین یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے نکلکر سوچا کہ ساحرہ مذکورہ میر لشکر غارت کرنیکا
ارادہ رکھتی ہے پس اطراف لشکر کے صحرا و کوہ مین آئی ہوگی اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہیئے اسکے لشکر مین جانا بیکار ہے یہ سوچکر
قریب لشکر دشت و کوہ مین ہیئت مبدل پھرنے لگا اُسطرف عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب لشکر اسلامیان ایک دامن کوہ
مین آکر ٹھہری اور آگ روشن کرکے پانچ چار فتلین سحر کی جلائین اور سامنے رکھکر سحر پڑھنے لگی اور ساتھ اُسی سحر کے پھل
آگ دہکتے ہوئے کے جلانے لگی دھوان اُن انگیٹھیون سے اُٹھنے لگا یہی دھوان بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان مین جاکر سب کو
اندھا کردیگا چنانچہ برق جو ڈھونڈھتا اس ساحرہ کو پھرتا تھا اُسنے پہاڑ کے نزدیک پہونچکر روشنی دیکھی دور سے ٹھہر کر
جو دیکھا تو ایک ساحرہ جوان کمسن ملیح و نمکین زیور جواہر پہنے اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہے عیار
مذکور پہچان گیا کہ یہی عجائب جادو ہے پس اُسنے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی کہ منھ مین دانت ایک نہین گال
پر جھریان پڑین سر لٹا بڑے پائچون کا پاجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ مین اس شکل سے اس درہ کی طرف
چلا اور بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار موئے غارت ہوے اُڑتے نہین لو صاحب میری بچی کا کولا لوٹ گیا سامری ان عیارون کا
نام لیوا پانی دیوا نہ رکھین میری لڑکی مارے درد کے کل سے تڑپ رہی ہے یہی بکتا جب اُسکی جانب سے ہوکر نکلا
عجائب نے اسکی باتین سنکر پوچھا کہ بڑی بی کون تمہاری بچی تھی جسکا کولا لوٹ گیا بڑھیا نے کہا اے تو کون ہے
جو میری لڑکی کو نہین جانتی تمام طلسم تو اُسے جانتا ہے ملکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہے مین نے اُسکو
دودھ پلایا ہے عجائب نے کہا بڑی بی تم میری بی بی کی انا ہو اور اس طرح جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو بڑھیا نے
کہا اے تیری بیوی کون عجائب نے کہا ملکہ صنعت جس نے مجکو دفع مخالفان کے لیے بھیجا ہے بڑھیا نے
سارا حال سنکر قریب آکر سر سے پانو تک بلائین لین اور کہا اے بیوی مین دیوانی سٹری اپنی بچی کے غم مین مبتلا
ہوکر اپنی بلائی کے پاس نہین رہتی ہون مدت ہوئی کہ اس لشکر رنگین حصار کے کوہستان مین ایک جھونپڑا
ڈال لیا ہے وہین پڑی رہتی ہون خدا میری بلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیجدیتی ہے اب تم جو لشکر
مہرخ برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میرے جھونپڑے کا خیال رکھنا اسپر کوئی آفت نہ آئے عجائب نے کہا

نہین بڑھی امان یہ کیا بات ہے تم میری مالک کی اتا ہو میری بھی مان ہو بڑھیا نے کہا بیٹی پھر یہان سے میری جھونپڑی ہی
مین چل آگ پانی پان تماکو کا آرام ملے گا اور جو نہین چلتی ہے تو جو کچھ کہو یہین لا دون اُسنے جواب دیا کہ نہین امان
مین بہت دیر یہان نہین ٹھہرونگی کسی چیز کی مجھکو ضرورت نہین ہے تیرے باتین نہ کرتی تو ابتک سحر کو زور دیکر اپنا
کام کر چکتی پان چلتے وقت اتنا بھول گئی کہ کسی لونڈی سے پاندان لانے کو کہتی آتی اب گلوری کی البتہ خواہش ہے کہ جب یہان
چلی آئی ہون اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہے بڑھیا نے کہا بیٹی تیرا جو رتبہ ہے اُس لائق تو پان نہین ہین اگر کہہ تو تیاری سے
دو تین پان بنا لاؤن ساحرہ نے کہا نہین تمکو تکلیف ہوگی بڑھیا اُٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک ہے
یہ کہکر چلی اور اُسکے سامنے سے ہٹ کر بسوت عیاری سے دو تین گلوریان بیہوشی آمیز نکالکر کچھ دیر ٹھہر کر اُس کے پاس آئی اور کہا
لو بیوی یہ پان حاضر ہین اسنے اُسکے ہاتھ سے پان لیکر چاہا تھا کہ منہ مین رکھے یکایک ایک سمت سے صدا آئی کہ دیکھ
دھوکا نہ کھانا سمجھ بوجھ کر پان کھانا ادھر تو یہ آواز آئی اور ادھر عیار بد کردار مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا
بھاگ کر درہ کوہ مین پوشیدہ ہوگیا ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ بڑھیا کدھر گئی اور یہ پان کھانے کو میرے سحر نے کیون منع کیا پھر سوچی
کہ بڑی خیریت گذری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عیار تھا پس اُسنے وہ پان پھینکدیے اور مشغول سحر خوانی ہوئی لیکن برق جو
درہ مین چھپ گیا تھا یہ کیفیت اُن صنعت کو دیکھ رہا تھا پس ادھر نہین مین ایک کنیز کی ایسی اپنی صورت بنائی سُنہری
لباس پہنا چاندی کی بالیان اور چوڑیان پہنکر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا کر اپنی چھب تختی دیکھتا اسطرح جست و خیز
کرتا چلا کہ معلوم ہوا اُڑتا ہوا آتا ہے غرضکہ قریب ساحرہ پہونچکر ہنس کے کہا کیون بیوی کیا مین نے وقت پر آواز
دی تھی نہین عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا آپ فریب مین آچکی تھین ساحرہ نے اسکی صورت دیکھکر کہا اے نازک سحر
تم کہان آگئین برق سمجھا کہ جسکی صورت تم بنے ہو اُسکا نام نازک سحر ہے پس اسنے کہا کہ بی بی صنعت نے
آئینہ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہے اور فریب دیا چاہتا ہے ملکہ عالم نے مجھ سے کہا کہ تو جا اور
عجائب گو اطلاع دے جب مین اوسوقت آکر پہونچی تھی کہ جب تم پان کھایا چاہتی تھین اور وہ آواز بھی مین نے
دی تھی پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی وہ تو نہین ملا مین نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہون اسکو لیجیے اور ارشاد ہے
حضور نے کہ اسکے اندر جو تحریر ہو اُسپر عمل کیجیے اب جو کوئی آئے نامہ مین دیکھ کر حال اُسکا دریافت کرنا معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا وہ اسکو لیکر پڑھنے لگی وہ تو ادھر مشغول ہوئی برق نے پشت پر جا کر کمند ماری مگر
وہ ساحرہ زبردست تھی کمند پڑتے ہی اُف جو منہ سے کرتی ہے کمند جل گئی اور برق پھر بسان برق بھاگا لیکن
ساحرہ بھی پیچھے دوڑی اور درہ کوہ مین عیار پہونچا تھا کہ اسنے سحر سے پاؤن اُسکے بیکار کر دیے اور قریب جا کر قید کر کے
درہ سے باہر لائی اور کمر مین پنجہ ڈالکر چاہتی تھی کہ اُڑے اسلیے کہ کہتی آتی تھی اے موئے عیار مین تجکو پہاڑ پر سے پٹخے
گرا دونگی کہ تیری ہڈیان ٹوٹ جائینگی غرضکہ جب اسنے اُڑنے کا قصد کیا برق نے منت کہا کہ اے ملکہ آپ مجکو چھوڑ دیجیے
اب مین عیاری نہ کرونگا اُسنے جواب دیا کہ اے موذی کلمہ گو لاکھ عاجزی کرے مگر مین تجکو کب چھوڑتی ہون -
برق نے پھر زاری و نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسی طرح منت کرنے کے حیلے سے ہاتھون کو بلند کیا اور اُسکی

ناک پکڑ کر جلدی جلدی مین ایسی تیز بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ مین اُسکے تیر سا لگا اور متواتر چھینکین آنے لگین آخر چیخ کھا کر گری برق اُسکے پنچے سے چھوٹ کر گرا مگر طاقت رفتار نہ تھی نیچے کا دھڑ مسعود تھا یہ گھبرایا کہ تو جا نہین سکتا ہے اور بیرا اسکے ساتھ مین کہ آواز دے چکے ہین مبادا کوئی بیرا اسکو ہوشیار کر دے یا اٹھا لے جائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے پس اسی گھبراہٹ مین ازبسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے اسنے ایک سنگ گران اُٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا سر پر اُسکے مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا بھیجا نتھنون کی راہ بہ گیا وہ تڑپ کر فوراً ہلاک ہوئی غلغلہ دار و گیر بپا ہوا آندھی نے تمام دنیا سیاہ کر دی برق کے پاؤن کھلگئے یہ وہان سے بھاگا اور اُسکی لاش بونڈے اوڑا کر جانب بارگاہ صنعت لے گئے اور یہ سر دفتر عیاری قلم فطرت سے صفحۂ ہستی عجائب پر حرف لا کر بسان سمند کلک اُسی کے لشکر کی طرف روان ہوا کہ دیکھون اب صنعت جنگنامہ مین کیا سبق پڑھتی ہے لیکن اس عرصہ مین خامۂ نور سحر نے سطر کہکشان کاٹ دی شب شل حرف غلط مٹگئی کہ ابیات

چو خورشید تابنده بنمود چهر　　بسان سپہ با دل پر ز مہر
چو بر گنبد چرخ شد آفتاب　　برآورد صنعت سر خود ز خواب

صنعت سیاہ نامہ ورق بستر پر سے برنگ خط باطل اٹھ کر چوکی پر گئی اور بعد انفراغ کنیزون نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اسنے ہاتھ منہ دھو کر عزم کیا کہ سرکشون کے سر کاٹنے کو روانہ ہو مگر خیال کیا کہ کچھ ناشتا کر لینا چاہیے کیونکہ تمام دن قتل و قمع مین بسر ہوگا چنانچہ اسنے طعام چاشت طلب کیا فی الفور دستر خوان بچھا قابین کباب کی ڈالیان میوونکی لمبیین مٹھائیون کی طشتریان شیر برنج کی اور طعامہاے لذیذ دیگر اقسام کے چنے گئے اسنے مع اپنی ہمرازون کے قصد کھانے کا کیا نوالا اُٹھایا تھا کہ یرے ہوا صدا ے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نعش عجائب کی صحن بارگاہ مین آکر گری بیرون نے سحر کے آواز دی کہ لے ملکہ برق عیار نے کام اسکا تمام کیا یہ سُننا تھا کہ نوالا ہاتھ سے چھٹ کر گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا سیخ پر الم کے طائر دل بھنا پشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید کی طرح کانپنے لگی اور اسی غصہ مین کھانا چھوڑ کر شل خاطر بغفاسۃ اُٹھی نفیر سحر اُٹھا کر دم دی جو ستھر لاکھ کا لشکر پڑا تھا اسکی نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ جوق در جوق در اور لشکر مین بجگئی برق جو خبر لینے آیا تھا یہ غلغلہ سُنکر اور بیٹے پاؤن پھرا اور دوڑتا ہوا لشکر مین آیا یہان مہرخ دم سحر سریر جہانبانی پر آکر جلوہ گستر ہوئی تھی کہ اسنے آکر خبر آمد لشکر دی ملکہ مذکورہ نے بھی نفیر سحر بجائی یہان بھی جلد جلد کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے نکلکر تخت سحر اوڑا کر چلی پیچھے کئی لاکھ فوج تھی بہار و نافرمان و زلزلہ و لرزان وغیرہ بڑی آن وبان سے طاؤسہاے زرین بال پر سوار ہر ایک ساحرہ طرحدار باجے ہزار رنگ کے بجتے ولاور تنتنے ساحر نیرنگ ان سحر کی دکھاتے نئی نئی آفت ڈھاتے جاتے تھے کہ ابیات

چو بشنید مہرخ بزد کرنا ے　　تو گفتی کہ دارد مگر خاک پا ے
بغرید تا جہد بر پشت پیل　　بر بستند و شد روے گیتی چو نیل
خروشیدن زنگ و ہندی درا ے　　ہمی دل بر آورد گفتی ز جا ے

زلیس تخت فیروزہ بر پشت پیل — ادو فشان بر کرد از دریائے نیل
بچشم اندرون روشنائی نماند — ہمان باردان آشنائی نماند

اس طرف سے تو یہ لشکر چلا اور اودھر سے چونسٹھ لاکھ کا لشکر جب صنعت لیکر چلی زمین دہلنے لگی گرد لشکر نے جہان کو تیرہ کیا چشمۂ مہر گنبد لا ہوا چشم خورشید فلک کو خیرہ کیا انعقت قدر گویا آسمان حشمت زمین پر پاؤن پیدا کرکے روان ہوا تھا ترسولون کی نوکین چمکتی تھیں باخیل انجم لیکر زدان کیوان تھا کثرت سپاہ بے اندازہ اور نیرنجات سحر تازہ طلسم عالم وہم نیرنگی افسون سے خاطر لیتی برہم کشتی ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی دُنیا تہ و بالا ہوئی جاتی کہین سانپ پھنکارتے کسی جانب شیر نعرے مارتے کہین اژدہے آتش فشان کسی سمت زاغون کی صدا قان قان ہو رہی تھی بعد ہیبت چنگھاڑنا چیلون کا چلانا ساحران شیطان خصال دیوصورت کا آگ برسانا سامری کی جے کی پکار اژدر انتشار پر صنعت سوار شعلہائے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلہ فگن ہر جانب موسے آتش تو بہ کے آگ نکلتی غصہ مین آنکھ لال بنی ہوئی سر پہ ابر سیاہ چھایا گردہ بھی آگ برساتا در و دشت جلاتا اسی طرح یہ نار یہ رود ادھی یہ حالت فوج بیکرانہ تھی کہ

نظم

جہان چون شب تیرہ و پاس گشت — ہمہ روئے گیتی چو الماس گشت
ز پیکان و گرز و زرہ بین و تیر — زمین شد بہ کردار دریائے قیر
بیابان و تاریکی پیل و شیر — چہ جادو چہ نر اژدہائے دلیر
زگردان شمشیر زن صد ہزار — ز جادو گران لشکر بے شمار
سپہ را کہ دانست کردن شمار — تو گفتی چہار صد باز شمشیر خوار
بجوشید گفتی ہمہ ریگ و شخ — سراسر بیابان چو مور و ملخ

جب یہ لشکر وارد میدان ہوا اودھر سے لشکر گران مہرخ لیکر آئی رزم کا سامان ہوا صحرا اور کوہ کو لشکر سے بھر گیا ترک فلک ڈر گیا دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اُجڑا چرخ کہتا تھا کہ میرا قابو نہیں ورنہ سر پر پاؤن رکھ کر بھاگتا بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا برج حمل مین خوف سے چھپا تھا ہندو سے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ برج دلو مین جا کر ڈانوان ڈول تھا ملک الموت حیران کار کہ کہان تک روح قبض کرون زمان حیران تھی کہ کدھر جاؤن دہ رن کا پڑنا بزن کا ہونا ساحرون کے سیرون کا غل باجون کا شور ہوائے سحر کا زور گوش فلک کر دہ ہے کرو فر دنیا کی ہوا بدلی ہوئی عرصۂ زیست تنگ دلون مین آہنگ مرکب ہمت خوف سے لنگ شعلۂ تیغ کی گرمی خون کی بارش سرد مہری کی سردی پر فصل رہی اور تھی کہ بمقتضائے

ابیات

ہوا کوس کا بجے ڈنکے مچا شور — دلونکا گھٹ گیا عبرت سے بس زور
وہ آندھی تھی اڑے جاتے تھے انسان — ہوائے سحر کا برپا تھا طوفان
زمین پر فوج سے ایسی تھی ہلچل — کہ تھے رہنے مین سب کہسار و جنگل

المختصر دونون لشکر صف کشیدہ ہوئے اور نقیب نقابت کرکے ہٹے صنعت خود مثل بلائے بے درمان و غول بیابان اس فوج کے جنگل سے بگولے کی طرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی نکلی اور آتش زبانی دکھلانے لگی کہ اے مہرخ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو ملازمان حضرت سامری قدرت شہنشاہ جادوان کے مقابلہ مین آئے سچ ہے جو

فلک ذلت میں دکھلائے کہ بیت رنگ بزم دہر ایسا ہوگیا بے قاعدہ جو کھڑے رہتے تھے وہ اب زمین پر آ بیٹھے جو اجاب
آ میرے مقابلہ کو مہرخ نے جواب دیا کہ اے ملکہ صنعت جو کوئی مارنے آئیگا پھر وہ کہاں تک ہاتھ پاؤں نہ ہلائیگا
جو کچھ اُس سے ہو سکیگا قصور نہ کریگا شہنشاہ اگر اطاعت حمزہ نامور کریں تو کاہے کو ہم لوگ اُن کے منہ چڑھیں یہ سچ ہے
کہ ہم لائق مقابلہ شاہ نہیں لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزہ ذیجاہ نہیں ہم لوگ ملازم ہیں شاہ سے رہتے ہیں ہم سے لڑنا یہ نہیں ہے
بلکہ حمزہ سے ہے کیونکہ نواسہ انکا اور بیٹا اُنکا قید میں شاہ کے ہے وزیر اعظم حمزہ عمرو داخل طلسم ہے پس برمقابلہ
زلازل قاف باطل کنندہ نیرنگ و افسون طلسمات سے ہے جنکو تم ایسوں سے اپنے نوکروں کو لڑوانا تک دمار ہے
یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے
نکلا یہ اُسپر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان جلوہ گر ہوئے ہزار ہا نقارے اور ڈنکے بج گئے باجے کا شور تا بہ سما
پہونچا ابر گرد آیا اور تمام عالم پر آ کر محیط ہو گیا اندھیرا چھا گیا اور اسنے نعرہ مارا کہ اے مہرخ بھیج کسی کو میرے مقابل
میں مہرخ یہ نہیب سنکر خود عازم میدان ہوئی مگر سرخ مو نے کہا اے ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کرے ہی گی
پھر اول میرا ہی تماشا دیکھیے آپ نہ تکلیف فرمائیے یہ کہکر طاؤس اپنا اُڑایا اور ابر سحر پیدا کیا اوس میں سے آگ برسانی
ستارے گرانی یہ بھی چلی کہ بموجب

نظم

زدریا نہنگے بجنگ آمدہ است — کہ پوشش ز چرم پلنگ آمدہ است
یکے آتش آمد زچرخ کبود — کہ در ارض و غبرا پراگندہ دود
برفتہ چون بادگردان زجائے — خروش آمد و نالۂ کرنائے

ہزاروں گھنٹے اس لشکر میں بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہونچی وہ بہت ہنسی اور پکاری کہ لا حربہ دیکھوں
تیرا حوصلا اسنے کہا میں کنیز مسلمانان ہوں سبقت نہ کروں گی اسنے کہا میں قسم دیتی ہوں اور مشتاق تیرے وار کی ہوں
عجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہے وہ تو کر چکی یہ پیشدستی تو میرے اصرار سے ہے سرخ مو کو دھوکے میں وار کرنا منظور
بھی تھا یہ اصرار کر رہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اسنے چپکا کر نکالا یہ نارنج مدت میں سحر کرکے اسنے بنایا ہے کہ تو واسطے دشمن
ہے جسپر پڑیگا بغیر جان لیے نہ رہیگا پس عندکہنے کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہمسر شاہ طلسم ہے بڑی ساحرہ ہے اُس کے
پیروں نے خبر دی کہ اے ملکہ بچنا وہ اس جلدی سے شیر پر سے اُڑ گئی اور نارنج آکر شیر پر پڑا کہ وہ جل گیا اور اندھیرا
ہو گیا سرخ مو نے جانا کہ صنعت پہ نارنج پڑا پس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا صنعت نیچے ہوا سے
پھر اُتری اور قہقہہ مارکر ہنسی کہ کس کو مارا تو نے اری بیوقوف دیکھیو یوں حربہ کرتے ہیں یہ کہکر ایک گولا فولاد کا اُسنے بھی
مارا یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آئی ہے کئی سو پیروں اور پیر ساتھ لائی ہے پس اُن پیروں نے اس گولے کو روکا مگر
سب پر جل گئے اور یہ فوراً طاؤس سے گر کر زمین میں سما گئی گولا طاؤس پر پڑکر اُسکو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر
مہرخ کے کھڑا تھا اوسپر پڑا کہ وہ بھی سب جلے اور اسکے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑا تھا اُنکا بھی خاتمہ ہوا اُس وقت وہ گولا
سرد ہوکر گرا اس عرصہ میں سرخ مو زمین سے نکلی صنعت نے جیسے ہی اسکو زندہ دیکھا فرط غضب سے ایک تنکا اُٹھا کر

کچھ افسون پڑھا کر وہ تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال ذو برق کردار بنا طول میں وہ تلوار چالیس گز کی تھی یہ وہ تیغ پکڑ کر
سرخ مو پہ جا پڑی اور ایک ہاتھ اسپر لگایا اُسنے سحر پڑھا کہ کئی سو سپر سحر کا اس تلوار سے لپٹ گیا اور ساٹھ ستر سپرین
سامنے آگئین لیکن خدا کی پناہ وہ شمشیر کب رکنے والی تھی سپر بھی چلے اور سپرین بھی کٹین تیغہ تا وہ ابرو سرخ مو کا سر
زخمی کر کے اترا اور وہ بیہوش ہو گئی اسنے چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت یاقوت سرخ چشم بہن کہ سرخ مو کے تاب نہ
رہی سحر سے پنجہ بھیجا کہ سرخ مو کو وہ اٹھا لے گیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچکر صنعت پر جا پڑی اسنے سحر پڑھا کہ سات
سو زنجیر سحر کی درمیان میں آکر حائل ہو گئین یہ بیچاری کس کس کو کاٹتی ناچار ہوئی اور صنعت نے وہ تنکے کا
تیغہ اسپر بھی تن کر لگایا اُسکو بچانا دشوار ہوا وقت تمام بچی مگر زخمی ہو کر بیہوش ہو گئی پنجہ سحر اُسکو اٹھا لیگیا اور
مہرخ کو یہ حال دیکھکر بیتابی ہوئی اور خون آنکھون میں اتر آیا تخت پر سے کود پڑی اور للکاری کہ باش او قحبہ
تو نے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا اُنکو بچائے یہ کہتی ہوئی جیسے ہی بڑھی تھی کہ صنعت پکاری میں تیرے
ہی تو انتظار میں تھی کہہ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور دو دیو پاتال نکلکر از خود بازؤن میں مہرخ کے
پڑ گئین اور یہ بیکل ہو کر ایک جگہ رہ گئی لاکھ لاکھ افسون پڑھے کچھ نہ ہوا اور صنعت تلوار کھینچکر چلی کہ سر کاٹ لون
اسوقت بہار تاب نہ لائی اور تخت اپنا آگے بڑھا کر پکاری کہ اے صنعت تیرے ہاتھ مین تلوار ہے یا پھولون کی
چھڑی ہے یہ کلمہ بہار کا پڑا سحر تھا وہ تلوار پھولون کی چھڑی بن گئی اسوقت صنعت نے کہا کہ اے بہار تو
شہنشاہ کی ملازم نہین بلکہ عزیز خاتون شاہ ہے اسوجہ سے یہ رتبہ تیرا ہے کہ تیرے سحر نے مجھپر اثر کیا خیر مہرخ کو
زنجیر توڑے دیتی ہون مجھپر سحر کرتی ہون لے بہار تیری پھولون کی چھڑی تیرے واسطے اور میری تلوار تیرے واسطے
تیرے بدلے اس تیغ سے ٹکڑے کیا ہے یہ کلمات اس کے بھی اثر دار تھے مہرخ کے تو پاؤن سے بیڑیان کٹ گئین اور
بہار کے ہاتھ مین وہی چالیس گز کی تلوار آگئی اور وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی
کہ لشکر مین بے سکت پڑے تھے دیکھا اور برق نے وہ ڈر کمند ہی بہار آنکھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش
کیا اور کمند سے پر لادکر لے بھاگا اور رزمگاہ سے پرے افگیل قریب تر تھا اسی خیمہ مین جا کر ڈالدیا اور زیادہ تر بیہوش
کر کے آپ سمت میدان چلا اس عرصہ مین صنعت کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہو رہا تھا اسکی جانب
اشارہ کیا ابر مین رعد گرجا اور برق چمکی پتھر برسنے لگے ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر مہرخ کو سختی پیش آئی
شیشۂ دل سنگ ظلم سے چور ہوا ہر ایک مجروح ہوا جسکے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا نصیب پھوٹ گئے کہ سنگ تفرقہ فلک
پھینکنے لگا لیکن اس آفت آسمانی سے عاشقان شاہد شجاعت کمان بچکر جاتے وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر
شوریدگان دشت رزم کے پھٹ رہے تھے عشق شیرین کارزار مین ہر ایک پر فرہاد کا عالم تھا دفتر عالم برہم تھا
نقشہ بگڑ گیا ہزارون سحر پڑھے لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا یہانتک کہ اندھیرا ہو گیا گھنگھور گھٹا چھائی اور سنگباری کی
مثل ژالہ باری ہونے لگی مزرعۂ فوج مہرخ پامال ہونے لگا کشت لشکر پر پالا پڑا عجب عالم سے بلا نازل ہو رہی تھی

نظم

سرو و نہال راستی لبان سبزہ روندا گیا ہر سمت شور داد و بیداد کا

زگردون لپے سنگ بارید خشت	پراگندہ گردید لشکر بدشت
زلشکر دو بہرہ شدہ تیرہ چشم	سر نامداران ازو پر زخشم

بردے ہوا پرست پرست نے مسلمانون کے لیے ابر کا احاطہ منزل تک کھینچ دیا کہ بھاگ نہ جائین اور آپ وہی چالیس گز کی تلوار لیکر حملہ آور ہوئی برق کی طرح وہ تیغ سحر چمک چمک کر گرنے لگی صفین کی صفین قلم ہونے لگین ساحران نامی سرداران گرامی سر بسر سپر بن سحری آڑ لیے گر پڑتے تھے برخ دنیا فرمان ولرزان زلزلہ وغیرہ سب کے سر بھٹ گئے تھے اور کئی سو سردار مع کئی ہزار فوج جرار کے جہاگے تھے حملہ آور تھے اور بڑے سناٹے سے لڑ رہے تھے ادہر صنعت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا تھا کفر و اسلام غٹ پٹ تھا تلوار چل رہی تھی بجلی گر رہی تھی ہزارون مارے گئے کشاکش نفس تھی رشتہ حیات قطع تارنفس کا جھولا پڑا موت کی محبت کے پینگ بڑھ گئے ہستی مرگ کا اس جھولے پر سامنا خوف یہ کہ ادہر ہوئے یا ادہر ہوئے ارض و سما پر لیک کی فکر مین ہنڈولا آخرت سے دنیا مین دنیا سے آخرت مین آنا جانا حال زبون زیست دگرگون سر پھٹا ہوا چہرہ پر خون بہا ہوا دامن چاک سر پر خاک پیراہن پرزہ پرزہ ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ مصروف جنگ و قتال جینا محال امان کا راستہ بند نہ جائے گریز و فرار نہ طاقت رفتن و ماندن فتح و ظفر کا خیال منزلون دور دل ناصبور لب پر فریاد و فغان زبان پر یہ کہ بچا یا ایزد سبحان عجب طرح کی کشمکش مین جان کر بموجب

ابیات

نہ بینی کزے تاج باشد نہ جاہ
نہ گنج و سپاہ و نہ تخت و کلاہ
دریغ این دلیران و چندین سپاہ
کہ بگرفت دامان لب خورشید رنگ
سپہبد چنین گفت با سروران
بمردانگی بس درشتی کنید
توئی آفرینندۂ آب و خاک
ہمین تازہ کن بخت شاہنشہی

نہ پیلان جنگی نہ تخت و کلاہ
تباراج بینی ہمہ زین سپس
کہ باکر و فر ندو با تاج گاہ
کشیدند شمشیر و گرز آن سران
کہ اے نامداران جنگ آوران
وزان پس بنالید بر خاک روے
برین نرہ دیوان بے ترس و باک

نہ پیر و جوان ماند ایدر نہ شاہ
نہ برگرد از رزمگہ شاہ و کس
یکے گرد برخاست در دشت جنگ
برآمیخت باہم سپاہ گران
کہ امروز در کار چستی کنید
چنین گفت کاے داور راست گوے
مرادہ تو فیروزی دسترس

مہرخ بیچاری بصد خستہ حالی دہزار تضرع و زاری درگاہ باری مین دعا کر رہی ہے یقین ہے کہ کچھ دیر مین سب مارے جائین خدا ان کو بچائے اب اُنکو اس مصیبت مین چھوڑیے اور شمہ حال مبارز میدان عیاری سنیے یعنی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بران کے پاس ہین کبھی سیر طلسمات سے بسر اوقات کرتے ہین وہ گانا ناچ دیکھتے اور شراب پیتے ہین دن عید رات شب برات ہے ہر وقت مزے رہتے ہین ایک روز اسی عیش و سرور مین تھے ایک چیلا سونے کا شیر پر سوار رشے ہوا سے اُتر کر سامنے بران کے آیا ملکہ موصوفہ نے اسکو بنگاہ دہر دیکھا اُسنے ایک نامہ شاہ کوکب ملکہ کو دیا اور آپ چلا گیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ملکہ شہزادہ نے بغضب عتاب دیکھا تو معلوم ہوا کہ صنعت سحر ساز خواجہ کے لشکر سے لڑنے آئی ہے بس وہ قحبہ بڑی زبردست ساحرہ ہے تمکو لازم ہے کہ

خواجہ سلامت کو لیکر باغ عیش میں آؤ کہ وہ راہ میرے ظلمات طلسم کی ہو اور اُس راہ سے ایک دن میں انسان طلسم ہوشربا میں پہونچ جاتا ہے چنانچہ اُس باغ میں میں بھی ملاقات خواجہ سے کرونگا اور رخصت بھی کرونگا یہ مژدہ سنتے ہی فراق خواجہ یاد کرکے بران کی رنگت سفید ہوگئی خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ خیر تو ہے ملکہ نے مضمون نامہ سے آگاہی دی مخمور نے پوچھا کہ میرے بارے میں کیا حکم شاہ ہے ملکہ نے کہا تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کی جاؤگی یہ سنتے ہی مخمور رو رو کر ایک سے لپٹنے لگی عمرو ان ومجلس واختر وغیرہ گلے ملکر رونے لگیں ملکہ نے کہا صاحبو خواجہ اُس راہ سے بھیجے جاتے ہیں کہ یقین ہے ہر مہینہ آیا جایا کرین اب بادشاہ پاس تو جانے دو دیکھیں کیونکر رخصت ملتی ہے یہ کہکر خواجہ کی کمر میں پنجہ دیکر بزور سحر اوڑی اور کہا خواجہ سلامت گھبرایئےگا نہیں میں آپ کو لیجاتی ہون خواجہ کی توجہ ہوا سے آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پربہار میں اپنے تئیں پایا دیکھا کہ یہ گلزار غیرت گلستان ہے بلکہ غیرت وہ گلزار رضوان ہے گل ہر رنگ کے کھلے ہیں نازپروردگان گلشن صد شاخ میں جھولتے ہیں دایۂ بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کے سلایا ہے اطفال غنچہ کا آب تراوت سے منہ دھلایا ہے چشم نرگس میں سواد زلف سنبل کا سرمہ لگا ہے یا عکس سنبل نرگستان پر پڑا ہے دامن ابر بہاری کا سایہ بنات نبات کے سر پر بطفیل جمع تھا چنار سرو پر شاخون کے ہاتھ رکھے بہ ہزار شفقت تھا بلبلون کا چہچہانا اور ریحان دیگر کو دکان گلستان کو آرام کرانا ہزار داستان کا کہانی کہہ کر بہلانا کلیون کے گرے بجھت گل کے لیے جوڑے بجوتے تھے سوسن زبان دراز شجار کو دیکھ کر پوچھتی کہ یہ کس کے نونہال ہیں زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ اور زمین کے مائی کے لال ہیں عروس چمن سہاگن بنی تھی اپنی آل اولاد سے پھولی پھلی تھی زر گل تصدق میں ہر صبح گلچین کو ملتا رہ زکیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا تھا شاخون کا جھومنا لڑکون کا مچلنا تھا باد صبا کا محبت سے جھنجھا جھلنا تھا کہ

نظم

نہاد باد تراوت سے بسکہ ہے خمور	پھین نہ دودھ اگر ایک لحہ بھی اطفال	طبیب عشق بود کے جنون کرے تشخیص
بری زدہ ہے بنانے جو کوئی گھر سفال	نہ سمجھو نہر دین یہ آب سیکون کا جوش	چمن میں خزمن گلہائے تر کرد خیال
سایا ارض کی طینت میں بسکہ جوہر جود	ضمیر خاک دفینون سے تھا جو مالا مال	بسان دست کریمان گنج گوہر بخش
اٹھا یا نقرہ و زر ہے ہزار ہا مثقال		

عمرو کو بران سیر اُس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کے قریب لائی خواجہ نے اُس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو رو بہ رو اپنے پست ترتیبا تھا دیوارون میں جواہر جڑ کیا تھا گنبد آسمان بہناروں پر اُس کے بلا گردان تھا دالانون کے آگے چبوترے سنگ مرمر کے سائبان زربفتی اُن پر کھنچے اندر دالانون کے طاق محراب بنی جواہر بردار شاہد ان قصر عالم کو شرماتی کہ بموجب

نظم

عظیم الشان گھر وہ اسقدر رکھا	نہیں ہوگا زمانے میں اب ایسا	پڑے تھے ریشمی دالان میں پردے
بہت اچھے بہت بہتر وہ سارے	عجائب نقش بیتا رنگ ہر گام	برابر ایک سا آغاز و انجام
گران قیمت طلائی کار کا فرش	کر ابا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش	جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
لگے تھے ہر طرف گویا کہ اختر	جسے دیکھا وہ تھا قیمت میں یکتا	چمک کا حال اونکی میں کہون کیا

دھری تھیں فرش پر چوکر سیان اور
فزون تھا برق سے بھی اُنکا عالم
فراز تخت پر تھا جلوہ گر شاہ
کمر باندھے ہے خدمت تھیں تیار

نہ ادبیر کرسکے انسان کبھی غور
گران قیمت پھر اُسکے بعد اک تخت
زہے شوکت زہے حشمت زہے جاہ

نظر پہلے دم دیدار ہر دم
میسر جسکو ہو اُس کے زہے بخت
ہزارون نازنین ماہ رُخسار

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھ کر سر بہر تسلیم خم کیا بادشاہ بھی تخت پر سے اُتر کر بڑھا خواجہ لب بر توصیف وا کرکے ہاتھ پھیلا کر بڑھے اور گوہر ثنا و صفت شہنشاہ پر نثار کرنے لگے کہ نظم

رہو با جاہ و دولت تم سلامت
بہت ہم نے یہان آرام پایا
تمھین شاہنشہ دوران ہین یکتے

الٰہی تا قیامت تا قیامت
نہایت عادل و جرار ہے شاہ
تمھارے زیر سایہ سب ہین رہتے

تمھارے لطف نے بندہ بنایا
زمانہ خلق و ہمت سے ہے آگاہ

کوکب نے بھی زبان مدارات بیانی سے در فشانی فرمائی اور وصف خواجہ مین زبان وا کی کہا اے شہنشاہ عیاران عالم زہے احسان آپکے شکر یہ حقیر کیا ادا کرے کہ نظم

وہ بولا مین خدا کے لطف احسان
یہ دولت ہے بڑی بدلے مین کیا دون

ہوے جو آپ میرے گھر مین مہمان
اگر خدمت کرونگا گو ہون مجبور

عوض اسکا مین کرسکتا نہین ہون
جہانتک ہو سکیگا تا بہ مقدور

یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ دیکے کوکب کے تخت پر برابر اپنے بٹھایا تا دیر بڑی گرمجوشی سے دونون نے تپاک ظاہر کیا پھر بادشاہ نے اپنی دختر بہاران کی طرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا ملکہ مذکور اُٹھ کر اُس ایوان مین ایک طرف گئی اور بعد لمحہ کے کئی سو کنیزان حبشی پیکر حور تمثال کشتیان لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئین وہ کشتیان بادشاہ نے پیشکش کین اُن کشتیون مین تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا اور عمدہ ایسے تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے تھے تاج اور مالے گوہر آبدار کے تھے کہ ابیات

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا
درو سے بڑھ کے تھا ہر ایک گوہر
ریال اُسنے بہت کم عرض مین ہی
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہوتا
خواص اُسمین بھی تھے صدہا حسین
وہ کچھ کافور کے دانے تھے یکجا
بہت سے تاج پر گوہر بہت خوب
نہین آتا تصور مین وہ لکھا
اسی مین ایک تھی تصویر کندہ
بجا لائے وار اُسکے سب کو رستے

زیادہ تھا گرہ بھر سے بھی دل کا
پھر اُسکے بعد تھی اک سانپ کی کھال
نہایت خوب و بہتر تھی وہ شے
مگر اک خشک لکڑی عود کی تھی
بدل خواہان جہان کے دوست دشمن
نکلا ہر سب وہ پستہ کے برابر
نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب
عقیق سُرخ کا دل ایک انگشت
کہ جس کو دیکھ کر ہر دل ہو بندہ

بہت سے موتیون کی گرد جھالر
کہ اُسکے طلس کا مین کیا کہون حال
اکراد مین عجیب انداز کا تھا
بیان کیا ہو سکے تعریف اوسکی
اسی صورت سے جو تھا اور تھا
نہین فرق ایک تھا ایک ہمسر
سوا انکے پیالا ایک دیکھا
نہ آئے کھول کر باندھو اگر مشت
کمان و تیر اُسکے ہاتھ مین تھے

یہ تحفہ جات خواجہ کے سپرد کرکے بادشاہ نے بہت کچھ عذر خواہی کی اور کہا آپکو مین رخصت نہین کرتا ہون بلکہ ہمارے مقابلہ صنعت بھیجتا ہون اور آپ ایک دن مین اپنے لشکر مین پہونچ جائینگے وہان لڑائی فتح کرکے پھر ایک ملاقات ہماری ایک رات سے زیادہ نہ رہیگا یہان چلے آئیگا

اور میں دروازہ اپنے طلسم ظلمات کا کھلوائے دیتا ہوں ہمیشہ اسی سے آمد و رفت رکھیے گا یہ مقام اور طلسم ہوشربا بس راہ سے ایک ہے اس راہ کو بڑے استحکام سے بانیان طلسم نے مسدود کیا ہے بغیر میری اجازت کوئی آمد و رفت نہین کرسکتا شاہ ہوشربا بھی اس راہ سے واقف ہے مگر انہین بھی کہ اب مین وہ راہ کھولے دیتا ہون لشکرون کا آنا جانا اُسی راہ سے ہوا کریگا کنیز آپکی پریان ہر وقت ہمراہ رکاب ہیگی مین بھی مقابلہ شاہ جادوان آیا کرونگا آپ بسلامتی تشریف لیجایئے بسم اللہ دیر نہ فرمایئے وہان مقابلہ شروع ہوگیا ہوگا یہ کہکر پریان سے حکم دیا کہ دروازہ ظلمات طلسم کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچا دو تم بھی آناسرحد تک ساتھ جانا اور ماہی پریزاد اور سلیمان جادو کو لشکر دیکر بعید گرد فر آپکے ساتھ کردینا ملکہ نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ محمور کے بلانے مین کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ جب راہ لشکر قریب ہوگئی انکا جی چاہے یہان رہین جی چاہے لشکر مین جایئن ملکہ اس تقریر کے سنکر بہت شاد ہوئی اور ابیات

ملا خلعت ہوا رخصت وہان سے
مبارکباد نکلی ہر زبان سے

بہت راضی ہوا مسرور و خرم
کہا ممنون بدل ہین شاہ کے ہم

مناسب ہے تو کم رسم باہم
بہر صورت رہے ہر وقت ہردم

کہا شہ نے کہ اے عیار ذیجاہ
جو کچھ درکار ہو کرنا پھر آگاہ

کہ طرز دوستی جاری رہے روز
ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چکے بادشاہ نظر سے غائب ہوگیا اور پریان خواجہ کو وہان لیکر چلی اُس باغ سے نکلکر جب یہ اور آگے بڑھی ایک دروازہ رفیع الشان بلند بر تر از باب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہان پہونچکر سحر پڑھا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق تجلی کہ آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریاے زخار کے اپنے تئین پایا کہ پانی اُسکا لطافت و خوبی مین بہ از آب حیوان تھا مقامین لبسان چشمۂ خورشید تابان تھا قریب اُس بحر عمیق و بے پایان کے ایک چار دیواری باغ کی تھی اُس باغ کی دیوار پر ایک پُتلا سونے کا بیٹھا تھا شست ہاتھ مین لیے تھا ایک سرا اُسکا دریا مین پڑا تھا ملکہ نے بزور سحر خواجہ کو اُس دیوار باغ پر برابر پتلے کے پہونچایا اور پتلے سے فرمایا کہ ارے سوئے تجکو حکم تھا کہ جبتک ماہی پریزاد کو شکار نہ کرلینا بولنا نہین تو تجکو دیکھکر ہنسا کیون ابھی جل جا اِس کلمہ سے اس پتلے کے بدن مین آگ لگی جلکر خاک ہوگیا ملکہ نے وہ ڈور آب لیکر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اُسکا پری اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا اسکی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اُسپر جان فدا کرے مردم چشمہ چشم دہر اُسی کی یاد مین دریا اشکون کا بہاتا فلک برج سنگین اُسپر سے تصدق اُتار کر دریا مین چھوڑتا مرغان کا رہنا ترک کرکے اُسی کے عشق مین پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا ملکہ مذکور نے اُس مچھلی کے نکلتے ہی دوڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ وہ مچھلی اوپنچی ہوئی اُسوقت دو کنیز پیدا ہوئے کہ جام زمرد کا ہاتھ مین لیے تھے انھون نے اُس مچھلی کو لیکر جام مین رکھا اور مچھلی نے دم اژدر کی طرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا ایک پنجہ نے اس جام پر سرپوش ڈھانک دیا مچھلی بند ہوگئی ملکہ وہ جام

ہاتھ میں لیکر خواجہ کی کمر میں پنجہ ڈالکر اُڑی اور ایک جنگل میں آکر اُتری کوسون تک وہ صحرا سبزہ زار نظر آتا تھا جناب خضر کا دل وہیں رہنے کو چاہتا تھا ایک جدول آب اُس دشت میں تھی گویا صفحۂ دشت پر نقرئی جدول کھنچی تھی کنارے اُس غدیر کے سبزہ لگا تھا ظروف خسروِ بہار بنام مردمان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر سایہ فگن تھا مے کشوں کی جان وہ بن تھا رندوں کے لیے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہولے ہولے سرد سے پانی کا لہرانا زلف لیلیٰ کا پیچ کھانا نظر آتا میخوار کا دل جسے دیکھکر لہراتا نظم

برسات کے دن تھے ابر کا جوش | سبزے سے زمین تھی پریان پوش | بادل کا ادھر اُدھر سے آنا
وہ قوس قزح کا رنگ پانا | کوئل کی وہ کوک مور کا شور | بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
کہتے تھے شیشے کھول کر جی | ہر شاخ پہ جھکر وہ بلبلی | ساقی سحاب نے بصد آب
مینائے فلک سے دی سُنا ب

ملکہ نے کنارے اُس نہر کے کھڑے ہوکر پکار کر کہا اے سیلان جادو اے باران جادو حکم شاہ کوکب ہے کہ ہمراہ خواجہ عمرو بہر جنگ صنعت و فن اسباب جادو یہ صدا دیتے ہی ایک صدمۂ عجیب آئی وہ ابر زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور پانی میں تلاطم ہوا ابر اور نہر دونوں ساحر بن گئے ملکہ نے دو جام پھلی کا اُنکے حوالہ کیا کہ وہ جام لیکر پھر زمین پر گر کر لوٹے اور ابر و نہر بن کر روان ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے منتہی ہوئی اسپر گہرا ابر کا چھایا ہوا ایک طرف چلا اُسکے نیچے نیچے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے وہاں ٹھہر کر ملکہ نے سحر کو تھپک دی اور کہا اے بحرین جادو جو کچھ تیاری سواری خواجہ کی بموجب حکم بادشاہ منظور ہو اُس جلوس کو مع لشکر کے لیکر جلد تر حاضر ہو یکتا تھا کہ دُرۂ کوہ سے کئی سو ہاتھی پیدا ہوئے کہ سب جلہائے زریں سے آراستہ فیلبان پگڑیان زرنگار رنگ کی سر پر باندھے لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر علمدار علموں کو جلوہ دیتے آگے بڑھ گئے پھر کئی سو دنکے اور نقارے چاندی سونے کے شتر و فیل پر لدے نقارچی چوب اُنپر لگاتے ہمراہ اُنکے فوج کے باجے کوس شاہی کا غلغلہ چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا دنیا کا دل دہلا ہوا ہزارہا نقارہ جو وہاں پڑتی نقارۂ چرخ کے شق ہو جانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی اسی دھوم دھام سے یہ بھی گذر گئے پھر ایک لاکھ اسی ہزار ساحروں کا اور جادوگرنیوں کا لشکر پیدا ہوا کہ جادوگر دیو و شکیل مرکبہائے پرند پر بعض سوار بعضوں کے زیر ران شیر و پلنگان مردم آزار بعض اژدہے پر چڑھے غول ہر ایک سحبہ احجد باندھے ہوئے جھنڈے ہر گروہ کے تنے رنگ رنگ کے تھے ساحرہ حسین و گلبدن لباس زرتار پہنے تھے قشقے صندل و سیندور کے لگائے جھولیان بادلے کی رنگون میں ڈالے طاؤس و ہنس و عقاب پر سوار جدا جدا اُنکے جوبن کی بہار زردوزی میں لالی جواہر کی پتلیان طلسم دیتیں آپس میں چھیڑ چھاڑ کرتیں ہر طرف نیرنگ دکھاتیں کنکری کو پہاڑ کرتیں سحر لائے پر خزان میں ظاہر بہار کرتیں نکل گئیں پھر شاہی آپ جلوس سواری ہمایان ترک اور بادبہاری پیدا ہوا پھر غول قبیان خوش آواز کا نکلا اور ہزارہا پیادل و چیدار صدائے طرقوا دیتا گذر گیا پھر چالیس ہاتھی زنجیر دربند کیے ہوئے پھر ایک تخت گوہر آگیں اور طاؤس ہر پایہ پر اُسکے جو لہر کے بیٹھے ہوئے تھے ہمراہ اُن فیلان ملک شکوہ کے ساتھ ہزار جوان سہراب وقت و اسفندیار زمانہ تھا کہ

ہتھیار ہر ایک تن بہ تن سجے اونچی بنے مرکب ہائے تازی پر سوار اپنی چھل بل دکھاتے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہر ایک سے
نوک جھونک کی لیتے کڑیاں زرہوں کی کڑکتیں اسلحہ کی چقاچاق کا شور بلند ہر ایک باغ شجاعت کا رہ نہال ازحد باادب
سامنے ملکہ کے ہو کر ٹھہر گئے ملکہ بران نے لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ فرمایا تاج عطیہ
شاہ کوکب سر پر رکھا کہ جس کا ہر ایک شاہجہان محتاج تھا قبائے خسروی کہ جسکا ہر تار خراج ہفت اقلیم
کہنا چاہیے جسم میں پہنائی لعل کے بازوؤں پر اور مالے گلے میں پہنائے اور یاد دلایا کہ ان تحفہ جات عطایی شاہ فرخ
سے یہ کام لینا اور ایک رات سے زیادہ وہاں نہ رہنا چلے آنا اور جب آنے کا عزم کرنا ایک مرکب میں تعین دیتی ہوں
اس پر سوار ہو کر کہنا کہ مجھے طلسم زرافشان میں لے چل وہ مرکب راہ طلسم سے آگاہ ہے تمہیں لے آئیگا یہ کہکے سحر پڑھا
کہ ایک گھوڑا سازویراق مرصع سے آراستہ طرارے بھرتا خوش فعلیاں کرتا درہ کوہ سے ظاہر ہوا خرامش دلربا
معشوقان خوش رفتار اسیر سے تصدق کرتے بال کی بٹی ہوئی کاکل پہ زلف پرخم کی پھانسی لگا کر مرتے کیا
کیا صفت اسپ جہان پیما کی بیان ہو سمند قلم عرصہ حیرت طے کرنے میں لنگ ہے شبدیز زبان کا میدان
میں چلنے سے عرصہ تنگ ہے اس مرکب کو ایک پتلا سحر کا شاطر بنا ہوا اگلا ریر لگائے گھوڑا دبانے سے کھیلتا ہوا
قائزہ کیے سامنے لایا ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیے ایک پتلا
لایا اسنے یہاں لشکر اور خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھ کر ہوش اپنا گم کیا پھر ملکہ کے گلے ملکر رخصت ہوئی ملکہ نے
خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر ہاتھیوں کو بٹھلوا کر تخت طاؤسی پر سوار کیا انکے سوار ہوتے ہی ہزارا سا کرنا اور شہنا کو دم ملا تمام لشکر
کے باجے ایک بار بجے کہ گوش فلک کر ہوا تا قوس دھنکے ساحروں میں بجے روح جمشید دمامری زیر زمین
کانپ گئی غلغلہ محشر برپا ہوا سواری آگے بڑھی اسوقت نعرہ ہوا کہ ستم مجرین جادو داب جو دیکھا تو ایک
ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ وہ حباب ہاتھ میں لیے تھی اس کے آنے کے بعد ہر دنبگاہ لشکر پیدا
ہو کر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اژدہوں پر لدی خواجہ کے لیے آئی پھر شتر و فیل دھڑادھڑ ون پر سکین پیچ و خیام
لشکریان وغیرہ لیے ہوئے آئے خواجہ کا قلب لشکر میں فوج نے کر لیا ڈنکا بجا اور یہ سامان تعظیم و شان آگے بڑھا اسوقت
باران جادو ابر بنا ہوا سر پر سایہ فگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا برابر اس لشکر کے رواں تھا لشکر کا
عجب طرح کا جوبن تھا ہر دلاور صف شکن تھا کہ

ابیات

فراز تخت پر جب شاہ آیا
برائے تسلیم سب نے سر جھکایا
سلامی کے لیے توپیں ہوئیں سر

بجا نقارۂ رخصت برابر
بڑھا جب وہ شہ ذیجاہ یکسو
اسی جانب کیا ہر خیل نے رو

گھٹا اُمڈی ہوئی تھی آسمان پر
سیاہی سی تھی رخسار جہان پر
گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی

کہیں آتش کے شعلوں کی لپک تھی
چلا القصہ وہ لشکر بعد جاہ
ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بران نے بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا کہ اے مہر سپہر عیاری تمہیں خدائے کریم کے سپرد کیا اللہ تعالیٰ و رسول
مددگار رہے جائیے اور لڑائی فتح کیجیے یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چل کر

تاریکی مین گذر ہوا ظلمات طلسم کی راہ ملی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا چشم و ہر بالکل بے نور روشنی وہان کو
بالکل کا نور لشکر اسی اندھیرے مین اس طرح رواں تھا کہ جیسے روشنی مین چلتے تھا خواجہ کا گر دم خفا ہوا بہت پریشان
ہو کر ہر سمت آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا کہ یارو کچھ سوجھتا نہین یہ بران نے مجھکو کس مصیبت مین پھنسایا
اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز زناٹے کی آئی اور پیدا ہوا ایک چاند طالع ہوا جسنے تمام دُنیا روشن کردی خواجہ نے دیکھا
کہ اس چاندسے چہرہ نورانی ابن ماہ منیر آسمان ساحری فلک افسونگری کی مہر روشن یعنی بران شمشیر زن کا دکھائی دیا
اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم بران شمشیر زن خواجہ گھبرانا نہین مین آپکے ساتھ ہون یہ کہکر وہ چاند مثل ایک خط کے
بسان شعاع نیر اعظم ہوگیا اور وہ لکیر جدول آب نور ہو کر دور تک رواں ہوئی پھر تو وہ راہ باسانی طے ہوئی اور
کچھ دیر مین تاریکی سے نکلکر طلسم ہوشربا مین داخلہ ہوا اُسوقت وہ لکیر سمٹ کر پھر قمر کی صورت ہوئی اور اسمین سے صدا
آئی کہ خواجہ ابتک تو مین آپکے ساتھ تھی مگر اب رخصت ہوتی ہون خدا حافظ و ناصر یہ طلسم ہوشربا ہے آگے آپکا لشکر
آپ کو ملیگا یہ کہکر وہ قمر بھی نظر سے نہان ہوا خواجہ کو شور و غوغا لڑنے والوں کا سُنائی دیا کچھ دور اور بڑھے لشکر مہرخ
نظر پڑا دیکھا کہ لڑائی ہورہی ہے اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ پڑاؤ پر آکر فوج مسلمانان پہونچی ہے مگر یہان بھی
کوئی صورت بچنے کی نہین ہے کُل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہے آسمان سے پتھر پڑ رہا ہے خیمہ و بارگاہ سب برباد ہین ہزار
لاش پڑی ہے فرش مُردونکا بچھا ہے جو لوگ کہ زندہ ہین اُنکو پیام مرگ پہونچ رہا ہے سر ہر ایک کاشق دلین مرنے کا
قلق ہے صنعت کی تلوار چل رہی ہے شعلہ تیغ سے خرمن ہستی جل رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب نہ رہی
تخت اپنا آگے بڑھایا اُدھر مہرخ وغیرہ نے جو ابر سحر آتے دیکھا اور فیلان نشان لشکر پر جو نگاہ کی جان نکلگئی سمجھی
کہ افراسیاب نے اور لشکر بھیجا بس ہر ایک گھبرا کر پکارا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون بس اب خاتمہ ہے برق فرنگی نے
کہا خیر اب سب ملے گئے لے ملکہ ذرا تامل کرو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا اتنے عرصہ مین عمرو نے لشکر مین
پہونچکر نعرہ کیا کہ انا عمرو بن امیہ ضمری برق نے جو یہ نعرہ اُستاد کا سُنا اور دوڑے نیا سے خواجہ دیکھا شاداں
فرحان کلاہ اچھالتا دوڑا اور ملکہ مہرخ سے کہا کہ مبارک ہو طلسم نور افشان سے خواجہ سلامت تشریف لائے یہ لشکر
انھین کا ہے یہ سُنکر ہر ایک سردار کے جسم مین روح رفتہ پھر آئی اور بسبب ابر سحر کے فوج بھاگ نہ سکتی تھی ہر سمت جان بچائی
پھرتی تھی یہ مژدہ عیارون نے دوڑ دوڑ کر ہر ایک کو پہونچایا پھر تو جملہ فوج پھر پڑی اتنے عرصہ مین خواجہ نے ایک گوہر
نکال کر جانب ابر سحر صنعت مارا کہ وہ ابر گرد گرد اگر لشکر ملکہ مہرخ برسے ہٹا اور صنعت کی فوج پر جاکر پتھر
برسانے لگا ساحرہ مذکور گھبرائی اور سحر پڑھا کہ وہ ابر دھوان ہو کر جاتا رہا اور خواجہ نے اور ایک تحفہ کوکب کا دیا
ہوا یعنی وہ چوب عود مثل نارنج چرخ دیکر صنعت پر ماری صنعت بہت جلد زمین مین غرق ہوگئی ورنہ مرا جاتا
خواجہ نے مہرخ کو للکارا کہ ہان لینا اس فحبہ کو اس اثنا مین صنعت زمین سے نکلی فوج ایک لاکھ اسی ہزار
تیغ ہا سے سحر و حربہ ہا سے دیگر پکڑ کر اُس پر چلی سب نے نعرہ کیا کہ منم غلامان خواجہ عمرو یہ نعرہ سُنکر عیارون
اور مہرخ کے لشکریون کو جوش محبت ہوا ہر ایک پکارا کہ ہم غلام عمرو ہین جادوگرون مین غل ہوا

کرہم عمرو کی کنیزیں ہیں یہ نعرہ کرکے ہر ایک بو صنعت پر گرا دیئے ایک گولا فولادی تاک کر خواجہ پر مارا خواجہ
نے وہ جام جس میں تصویر بنی ہوئی تھی نکال کر سامنے کر دیا اوس تصویر نے اُف جو کی گولا سرد ہو کر گر پڑا اور صنعت نے
صنعت کو آلیا اُسکا لشکر بھی آگرا پھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ ابیات

پھر چلنے لگی شمشیر خونریز | لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز | صدائے قتل نے ہر سو کیا شور
دکھایا موت نے ہر فرد کو زور | ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس | ہوئی مشکل کشیدن چند انفاس

صنعت نے جوشِ غضب میں آکر زمین پر دو تین ٹھوکر مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر کریہہ منظر دیو قامت
زمین سے نکلا کہ ایک پیالا آتش کا ہاتھ میں لیے تھا صنعت نے اُسکو دیکھ کر ہاتھ اونچے کیے اوس ساحر نے وہ
پیالا اپنے حلقِ آتشیں سے جلا کر سامنے لشکرِ عمرو کے پھینکا اوسکے گرنے سے دریائے آتش جوشان و خروشان ظاہر ہو کر
چلا لشکریان مہرخ لڑنے سے رُکے اور پناہ بخالق ذوالجلال لیگئے موجیں اس بحر کی تا بکرۂ نار جاتی تھیں فلک
اپنے پرانے جبہ پر کہ کے کو بچانے کی فکر میں تھا شعاع آفتاب کے تنکے جلجاتے تو عجب نہ تھا وہ کون سا اوس بحر کا شعلہ
تھا جو پر غضب نہ تھا عمرو نے دیکھا کہ کوئی دم میں سارا لشکر میری جانب کا جل جائیگا پس اسی وقت اس نے بھی
ہاتھ اونچے کئے فی الفور دو ساحر پیدا ہوئے کہ ہاتھ میں کاسۂ زمردیں رکھتے تھے اور سونٹا بھی لیے تھے ایک ساحر نے
اس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی پر بجیرہ تڑپ کر نیچے گری اور مچھلی نے حباب منہ سے چھوڑے کہ
وہ حباب پھوٹ کر پانی ہوئے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریائے قہار بہنے لگا وہ مچھلی تڑپ کر اس بحرِ عمیق میں
گئی پھر تو وہ دونوں ساحر نعرہ کرکے کہ منم سیلان و باران جادو غائب ہوگئے اور دریا میں سے نعرہ ہوا
کہ منم ماہی پریزاد اور آسمان پر سے پانی برسنے لگا زمین پر دو بحر رواں ہوا پھر تو دریائے آتش ساحرہ بجھنے
لگا ہر چند وہ سحر کرتی تھی کچھ نہ ہوتا دونوں بحر یعنی آتش و آب ملگئے تھے پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اٹھتی تھی
دریا بھی صنعت کی طرح شیخی بگھارتا تھا ابر چھایا ہوا تھا مینہ موسلا دھار برستا تھا اہلِ اسلام جو درگاہ خدا
میں روتے تھے اُنکے اشکوں کی طغیانی تھی کہ بیت

کون یہ روزِ ازل رو یا تھا نالاں ہو کر | المؤلف | اشک ہر سال برستے ہیں جو باران ہو کر
آپ کیا جانیں حقیقت کو مرے رونے کی | دیگر | حضرتِ نوح تھے کچھ دیدۂ تر سے واقف

دم بھر میں وہ طغیانی آب و باران ہوئی کہ طوفان جناب نوحؑ بھی ایسا نہ ہوگا مالک بر و بحر نے بمصداق دعائے نوحہ
کنندگان لشکر کہ (رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا) کشتی جان ساحران صنعت غرق بحرِ فنا فرمائی اور
بمقتضائے آیہ کریمہ (و فجرنا فیہا من العیون) زمین و آسمان کے پرنالے کھولدیے ایک ایک موج اس بحرِ سحر کی
پہاڑ سے اونچی جانے لگی فلک اس قلزمِ محیط کا ایک حباب تھا عالم عالمِ غرقاب تھا چشمۂ خورشید سے یقین تھا
وہ بھی بے پایاں لگجائے ساکنانِ عالمِ بالا کو تلاش ہوئی کہ ناؤ اور جہاز آئے کہ جس وقت وہ دریائے آتش سب
بجھ گیا اور تمام لشکرِ صنعت میں وہ پانی پہونچا ساحر غوطے کھانے لگے ہر چند سب نے سحر کیے لیکن پانی کم نہ ہوا

صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادوگر سر پر اُس کے سپر مین سحر کی سایہ کیے تھے کہ اُسپر تیغ نہ پڑتا تھا مگر جب لشکر مین دریائے بڑھنے سے تلاطم ہوا اور کسی طرح کنارہ نجات کا ساحرون کو نظر آیا جان بچا کر کنارے اُس بحر کے بھاگے اور ہزارون غرق دریائے سحر جسے اُسوقت عمر و نے زیر تیغ نکو لیا ایک دریا سحر کا جاری تھا دوسرا خون کا جاری ہوا ساحر تیغ کے گھاٹ اوترنے لگے دریا مین ڈوب ڈوب کر اُچھلتے تھے سوس و گرد نہنگ اوچھلتے معلوم دیتے تھے ندیا بھی منڈھے زدہ رہا تھا ہر سمت ایک تلاطم بڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا اب بھیگ کر ایسا دبا کہ بھیگی مرغی ہر ایک بشر ہوا وہ مار گھمسان کی ہوئی کہ ایک بھی لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا وہ برق کا کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا تیرون کا نفل کرنا تیغ زر سول و تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدا سے تہارد کر کرنے سے اسوقت کے خوف ہوتا ہے ہنگامۂ قیامت بھی ایسا نہو گا تلوارون کی لہرین تھین سپرین سنگ پشت بن گئین

تیرون کا مینھ برستا تھا ہر ایک جان بچانے کو ترستا تھا یہ حال تھا کہ بموجب ابیات

عجب وہ دشت ہیبت زا ہوا تھا	کہ جسمین اس طرح تھا قہر برپا	اُٹھی تھی ہر طرف سے ایک بدلی
جسے دیکھے سے رنگت سب کی بدلی	لگی وہ ہر طرف سے سب پہ یکبار	قدم اُٹھنا ہوا اُسوقت دشوار
نہ وہ جرأت نہ وہ ہمت نہ وہ زور	زمین و آسمان سے اک اُٹھا شور	غرض کہان تک عرض حال کرون

کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر برق گیا اور مہرخ کو لوگ بمنت تمام کھینچ کر لے ملکہ ایک دن کے سو ساٹھ دن ہین پھر بھی بھیجے گا میدان سے ہٹائے گئے یہ ہزیمت خوردہ نالان و گریان بھاگ کر جان بچا لیگئی لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے باقیماندہ لشکر برباد ہو گیا برق و سب عیار اور مہرخ مع جملہ سرداروں کے خدمت عمر و مین آئین تسلیم بجا لائین خواجہ بھی تخت پر سے اُترے ہر ایک کو گلے سے لگایا اپنے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا لشکر مہرخ سے ملحق ہو کر لشکر خواجہ کا اُترا وہ ابھٹ کر ایک ملک بنگیا اور دریا بھی چھوٹا ہو کر مثل نہر کے بہنے لگا ماہی پر نزاد اوسی دریا مین یہی خواجہ کے لیے بارگاہ اوس لشکر مین جو ساتھ آیا ہے برپا ہوئی ملکہ مہرخ نے کہا قدیم لشکر مین تشریف لے چلیے وہان سب منتظر قدمبوسی ہین خواجہ نے کہا مجکو ابھی بہر کوکب پاس جانا ہے ایک رات کی مہلت ملی ہی مہرخ بجد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم مین آئے اور چلے خیمہ شکیل مین جا کر ملکہ بہار کو بیہوش پا کر ساغر عطیہ شاہ کوکب مین پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ مذکور ہوش مین آئی اور خواجہ نامدار سے اُٹھ کر ملی پھر وہان سے بارگاہ شاہی مین آکر تخت جلسہ جم گیا ہر ایک دیدار فیض آثار خواجہ نامدار سے مسرور و شاد تھا کا شانہ خاطر پریشان آباد تھا کچھ دیر یہان ٹھہر کر خواجہ اُٹھے اور سب سردارون کو ساتھ لیکر اُس بارگاہ کی طرف جو ساتھ لائے ہین روانہ ہوئے یہان آکر جو دیکھا تو دریا سحر جاری ہے ماہی پر نزاد غرق دریا ہے خیمہ و بارگاہ لشکریون نے آراستہ کیے ہین چار پانچ کوس تک لشکر اوترا ہوا ہے قناتین اور سراپردے جواہر دوز ہین ہر ایک کنگرے مین چہار رنگ گوہر کا ہے خواجہ کے لیے جو بارگاہ نصب ہوئی ہے وہ بھی جواہر کی ہے اندر اوسکے ڈنگل اور کرسیان یاقوت اور زمرد کی گستردہ مین صحن بارگاہ مین جالی موتیون کا کنگرہ کی طرح کھنچا ہے اُسکے نیچے تخت الماس کا لگا ہے کئی سو زینہ کا ہے سامنے بارگاہ

گے بازار کھلی ہے ایک طرف سُنہری ایک سمت روپہلی ہے دوکاندار لباس اودسی رنگ کا پہنے تھے چہرہ کا دُھو رہا تھا
وضو مردعام ہر طرح کا اہتمام تھا خواجہ مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ کو لیے داخل بارگاہ ہوا اور ہر ایک کو کرسیون
پر بٹھایا مہرخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا عیار بھی ساتھ آئے ہین وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے ناچ
سامنے ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا خواجہ نے برق وقران وضرغام وجانسوز کو خلعت دیا
اور بہت کچھ تعریف اُنکی فرمائی کہ مرحبا شاباش خوب خوب تم نے عیاران کین حقیقت مین یہ گھاتین مجھکو بھی نہ سوجھتین
تم نے میری عزت رکھلی حق تعالی اگر شاگرد اور فرزند عنایت کرے تو مثل تمہارے مجھکو دمبدم کی خبر تمھاری
پہونچتی تھی غرض بعد دلجوئی عیاران طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا بران کا خلق اور خاطرداری
کرنا طلسمات کی سیر وہان کے عجائبات سب بیان کیے اسوقت مہرخ نے کہا خواجہ یہ سب کچھ ہے مگر
افراسیاب بڑا زبردست جادوگر ہے ہماری تو خدا نے آجتک تمہارے تصدق سے عزت رکھی اب دیکھیے کیا ہو
عمرو نے بجواب اسکے ہنس کر کہا کہ اے ملکہ شہنشاہ کوکب کے مقابل مین افراسیاب کی کچھ حقیقت نہین خیر اب
بوقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہے مہرخ نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اب پروردگار اس صنعت
حرامزادی کے شر سے تو ہمکو بچائے عمرو نے کہا اسکا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو کام تمام ہو جائیگا یہ سنکر برق عیار ہنسا
عمرو نے اوسکے ہنسنے پر کہا اے فرزند ہم جانتے ہین کہ تم اس قحبہ صنعت کو مار ڈالو گے برق نے کہا یہ سب
آپ ہی کی جوتیون کا تصدق ہے فی الجملہ بیان تو ہر طرح کا ذکر و اذکار ہو رہا ہے ہر شخص داد عشرت دیتا ہے لیکن لشکر
حیرت کا حال سنیے کہ آمد خواجہ کی خبر اوس لشکر مین بھی منتشر ہوئی عیارنیان صرصر اور صبا رفتار رہیلے بھی بُلاکر
ڈانٹی گئی تھین کہ تم سے کچھ نہین ہو سکتا عیاران اسلام کار ہائے نمایان کرتے ہین پس عتاب شاہ طلسم کا دیکھ کر عیارنیان
فکر عیاری مین تھین اسوقت غلغلہ آمد خواجہ سنکر بہت فکرمند ہوئین کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہوگا لازم ہے کہ جلد
کوئی عیاری کرکے غضب بادشاہ سے بچنا چاہیے پس صرصر اول تو دوڑکر لشکر عمرو مین آئی وہان بہت ساحرہ
افسر لشکر ہر مقام پر اداری ہوئی تھین انہین سے ایک دو جادوگرنیون کی صورت صفحۂ خیال پر منقوش کرکے اپنے
خیمہ مین آئی اور رنگ روغن عیاری سے لگا کر اُس ساحرہ کی صورت پر اپنے تئین درست کیا یعنی مانگ مین سیندھ
بھر افشاں ماتھے پر کھینچا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک حسن پر زمان خسر وانجم جاری ہوا ہے ٹیکا ماتھے پر لگا تھا یا حسن کا ٹیکا
اودسی کے سر تھا کانون مین بالے ڈالے رخسار بہادر کے حلقے پڑے تھے چاند کے گرد ہالے تھے روے تابان غازۂ
گلگونہ لگا کر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک سا طبق بھر کر گوہر انجم ہر نثار لایا چشم فتان مین سرمہ کی تحریر شہر حسن پر آشوب
فتنہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ اُس جلوۂ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بے مثال کا بہت لاجواب ہے کہ غزل

جامہ زیبی کی ادا سرو صنوبر مین نہین	کون ایسی بات ہے جو حسن دلبر مین نہین	آب و تاب ایسی فلک کے کسی اختر مین نہین
وہ جواہر بھی نہین جو ترے جھومر مین نہین	دھوم ہے اے یار تیرے حسن دہر آشوب کی	خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور مین نہین
تیا ناز ہے حسن نے جھومرا انکا پانی پی لیا	ایسی شیرینی تو آب حوض کوثر مین نہین	نقش پائے یار کو تعویذ تربت کیجیے

رنگ ایسا لعل میں اور آب گوہر میں نہیں	قدر کھو لیگے جواہر کی لب و دندان یار	آئینہ اس طرح کا گور سکندر میں نہیں

جب اس سج دھج سے آراستہ ہو چکی چار سو کنیزان گل پیرہن رشک سمن بموافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ پہن کے
لباس و زیور سے درست کرا کر اپنے خیمے سے نکلکر چلے صحرا میں آئی پھر ایک ایک بطور مخفی متفرق ہو کر داخل لشکر عمرو
ہوئیں اور اسی طرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بنکر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہو کر لشکر میں آئی لشکر عظم و شان و جاہ و
جلال دیکھکر ان کو بڑی حیرت ہوئی آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار در بارگاہ پر استادہ ہوئی یہاں
جو صاحب دربان تھے وہ سب طلسم کو کب سے آئے ہیں کسی کو پہچانتے نہیں وہ سمجھے کہ ملاقات کو خواجہ کی مہرخ کے
لشکر سے ساحرہ آئی ہیں پس یہ سمجھ کر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع چار سو کنیز کے اندر بارگاہ کے آئی یہاں سرداروں کا
ہجوم تھا مبارکباد کی رسوم خواجہ تخت الماس پر جلوہ گستر خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر و شوکت دیکھکر اسکو حیرت ہوئی اور دل سے
کہتی تھی کہ بیشک یہ طلسم فتح ہوگا ان عیاروں کا بڑا رتبہ ہوگا اسی اندیشہ میں یہ ایک جگہ ٹھہر کر گھات میں لگی کہ خواجہ
میں پڑے تو پکڑے جاؤں ادھر تو یہ فکر میں تھی اس طرف خواجہ نے باتیں کرتے کرتے جو گردن اٹھائی سامنے ایک
ساحرہ حسینہ و جمیلہ کو مع چار سو نازنینان پری طلعت کے استادہ پایا ازبسکہ خواجہ بے نظیر عیاروں میں بنگاہ اول یہ پہچان گئے
کہ صرصر شمشیر زن ہے چنانچہ اسکو پہچان کر اس طرح ادھر سے آنکھ چرائی گویا دیکھا ہی نہیں مہرخ سے مخاطب ہو کر
باتیں کرنے لگا اس عرصہ میں صرصر ادھر ادھر ٹہلکر آتی ہوئی پشت پر عمرو کے آئی عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا اب جو سامنے
اسکو نہ دیکھا پیچھے مڑ کر نگاہ کی صرصر نے اسکے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجکو یہ پہچان گیا پس راہ کترا کر خود آہستہ
بادھر مڑکے در بارگاہ پر پہنچی اور وہاں ٹھہر کر سوچی کہ مجکو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کا غل پڑ جاتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہیں
پھر کر اسنے دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی یہ سوچ کر پھر کری اور دنگل کے پیچھے سے ہو کر پس پشت خواجہ آئی عمرو نے
یہ چپا لیں پھر دیکھی سمجھا صرصر پھر آئی لیکن اب جو پھر کر تم نے دیکھا تو وہ بھاگ جائیگی بہتر یہ ہے کہ عیاری کر کے گرفتار
کرو یہ تجویز کرکے منتظر خیال اوس جگہ کو خوب ذہن میں کر لیا کہ جس جگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح
بیٹھا رہا اور ہزار جادوگر حاضر تھے اونکی جانب مخاطب ہو گیا اور ایک زانو تخت پر جو تکیہ لگا تھا اسپر رکھ دیا اور ایک
گھٹنا استادہ کرکے بیٹھا اس لیے کہ معلوم ہو خوب غافل ہے پس اس طرح کی غفلت دیکھ بیٹھے بیٹھے جسم کو ہلکا کر کے
اچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب لمبی جست کی کہ صرصر کے اوپر آیا صرصر سنبھلکر چاہتی تھی کہ جست کرے
اسنے کمند آصفہ با صفا ماری کہ حلقہ اسکے گردن و کمر میں صرصر کے پیچیدہ ہوگئے اسنے چاہا کہ جست کر کے حلقوں سے
نکلوں اسنے جھٹکا مارا کہ وہ الجھ کر گری یہاں تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر قران کری پر سے اٹھ کر نہیں معلوم کیا سوچا
کہ دروازہ بارگاہ پر دوڑ گیا صبا رفتار کھڑی تھی اسنے کچھ نہ کہا نہ سنا آتے ہی کمند اوسکے ماری وہ صورت
بدلے کھڑی تھی جانتی تھی کہ مجکو پہچانیگا کوئی نہیں اسکے کمند میں اپنی غفلت کی وجہ سے الجھ کر گری اسنے گود میں
اٹھا لیا اور اندر بارگاہ کے لایا یہاں جب عمرو نے صرصر کو اسیر کمند کیا تو اسکے ساتھ کی چار سو کنیزیں کہ سب
عیارہ اور ساحرہ تھیں لینا لینا کہکر دوڑیں لیکن یہاں ہزاروں کا مجمع تھا سب ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ سب کو

اسیر کر لینا عمرو نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی تھی آج ہاتھ لگی یہ کہکر صرصر کو گود میں اُٹھایا اور رخسار پر
رخسار رکھکر کہا جانی میرے آنے کی خبر سنکر مجھکو دیکھنے آئی تھیں صرصر نے کہا ارے موئے میں تجھکو کہا آئی تھی
آتی اسے عمرو واسطے اپنے ایمان کا مجھ سے ایسی باتیں نکرو میں شہنشاہ کے یہاں سے نکالدی جاؤنگی اور ارے
بے غیرت تجھکو شرم نہیں آتی کہ سب کے سامنے مجھکو پیار کرتا ہے عمرو نے کہا اے پیاری عشق میں غیرت پانی پانی ہوکر
بہجاتی ہے کہ بیت عشق تا خام ست پا بستۂ زنجیر شرم ● پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست صرصر نے
کہا میں تیرے عشق پر جھاڑوں پھیروں موئے خدا کرے تیرا منہ سڑ جائے جیسے تو نے مجھکو پیار کیا ہے عمرو نے کہا
اب میں یہاں تو ایک ہی رات رہونگا تجھکو طلسم کوکب میں بھیجتا ہوں کل میں بھی آؤنگا تیرے ساتھ مزے
اڑاؤنگا پھر جب یہاں آؤنگا تو ساتھ لیتا آؤنگا صرصر نے کہا تیرے مزے کو جھلسا کیا میں ناٹی لونڈی ہوں جو
تو مجھکو وہاں بھیجدیگا خدا ایسے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت رکھے تیرا کیا منہ ہے جو تو مجھکو بھیج سکے عمرو نے اسکو
گرفتار کرکے سامنے بٹھایا اور صبا رفتار کو مہتر قران لایا یہ دونوں قید ہوکر بیٹھیں اور عمرو نے ایک سردار
اپنے ہمراہیوں میں سے تجویز کرکے حکم دیا کہ اے ہمارے خوش چشم جادو تم اس عیارہ کو طلسم نور افشان میں لے جاؤ
صرصر یہ حکم سنکر گھبرائی اور گویا ہوئی کہ اے عمرو میں اوس طلسم میں جاکر وہ عیاریاں کرونگی کہ تیرا سب کھیل
بگاڑ دونگی شاہ کوکب تجھکو نکالدیگا عمرو نے کہا تو مہلت کب پائیگی میں دن رات اپنے پہلو میں تجھکو رکھونگا
میرے تیرے اقرار یہی تھا ایک دن مقابلہ ہوگا جو زیر ہوگا وہ اپنے غالب کی اطاعت کریگا اب میں تجھکو زیر
کر چکا تجھکو کنیز بناؤنگا صرصر گالیاں دینے لگی عمرو مسخرا کرنے لگا یہاں تو یہ سامان عشرت ہے لیکن حال
افراسیاب سنیے کہ صنعت کو اجازت حرب دیکر آپ بیابان نرگس وارسے باغ سیب میں گیا اور وہاں سے
پانچ چار چیلے روانہ کیے کہ خبر جنگ کی لاکر دیں چیلے آئے اور صنعت نے جب شکست کھائی تو وہ چیلے خبر لیکر
شاہ طلسم پاس گئے اور کہا کہ بڑا ستم ہوا وہ ماری گئیں بادشاہ سمجھا کہ مہرخ کو یہ کہتے ہیں کس لیے کہ پہلے
سے کہہ رہا تھا صنعت نے سب کو غارت کردیا ہوگا غرضکہ چیلوں سے پوچھا ارے کون مارا گیا انھوں نے
کہا حضور صنعت نے جاکر لڑائی فتح کی تھی مہرخ و بہار زخمی ہوئی تھیں لشکر سارا تباہ و برباد ہوگیا تھا
ناگاہ میں جل رہی تھیں کہ عمرو عیار طلسم کوکب سے آیا لشکر فراوان ساتھ لایا اسنے یقین ہے کہ صنعت کا
کام کیا ہوگا جب لشکر ملکہ مذکور کا برباد ہوچکا تھا اسوقت ہم چلے تھے یہ خبر سنا تھا کہ شہ طلسم برہم ہوا اور
کہا چیلے حرامزادے بھی لشکر حریف سے ملگئے ہیں جب ہوتا ہے اودھر ہی کی فتح بیان کرتے ہیں میں ان سب کو
جلادونگا یہ کہکر باغبان وزیر ساتھ تھا اس سے کہا ان چیلوں کا بیان میری سمجھ میں نہیں آیا تم مفصل دریافت
کرکے حضور میں عرض کرو باغبان چیلوں کو علیحدہ لے گیا اور مفصلاً و شرحاً حال کوائف جنگ دریافت کرکے
خدمت بادشاہ میں آکر عرض پیرا ہوا بادشاہ حال سنکر آگ ہوگیا اور گویا ہوا کہ اس مرجھوائی کوکب کی قضا ہی
آگئی میں بڑا پاس کرتا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہے افسوس ہے کہ مجھکو ایسے یار سے لڑنا پڑا دیکھو تو کیسی عذاب الیم سے

اوسکو ہلاک کرتا ہوں خلاصہ یہ کہ شاہ طلسم بسا متحیر بڑی دیر تک بکا کیا آخر یہ تجویز کی کہ ایک نامہ لکھ کر کوکب کو سمجھاؤں
جو اسکے پھر اُس کے ملک پر فوج بھیجوں یہ سوچ کر **باغبان** سے کہا ہرچند کوکب میرا دشمن صعب ہے لیکن
مجکو حجت ختم کر لینا چاہیے اور ابکی ایسے زبردست ساحر کو نامہ دار کر کے روانہ کروں کہ کوئی راہ مین اُسکو قتل
نہ کر سکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ مین دے اور جواب صاف لے نامۂ سابق جو بدست **قرطاس** مین نے
بھیجا تھا وہ اُسکو پہونچا نہین یہ کہہ کر ایک بیضہ کرے سے نکالا اور زمین پر مارا زیر زمین طلسم ایک جادوگر **طاق طومطراق**
دندان جادو نام رہتا ہے واقعی ابلیس کا بچہ ہے یہ بیضہ سحر تہ زمین طلسم جو اُسی ساحر پاس پہونچا تخت ابلیس
شیطان کا پانی پر رہتا ہے اس طلسم کے زمین کے نیچے بھی طلسمات ہے دریا اور صحرا اور کوہستان ہے بڑا سامان ہے انشاء اللہ
بروقت فتح طلسم اور رواحہ شہزادہ اسد مرحلہ جات طلسم پر بیان کیا جائیگا غرضکہ جب وہ بیضہ سحر اُسکے پاس پہونچا
وہ سمجھ گیا کہ **افراسیاب** نے مجکو بلایا بس فوراً اپنی جگہ سے اونچا ہوا اور طبقۂ زمین توڑ کر نکلا اژدر پر سوار گرنا تھ
مین لیے تھا خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی ہر بن مو سے آگ نکلی جسم کے رونگٹے تیر کی طرح کھڑے ہوئے سر کرخنگی مین نکلے
کی طرح تھے منھ کالا قد بالا کریہ منظر دب ہیئت خود سر انتہا کا جاہل سست و ناقص العقل شرافت اُس سے منزلون دور
تہذیب و ادب اُس سے نفور کہ بموجب **ابیات**

اک انسان تیرہ رو سیہ نکلا
لب بالا فراز دوش پایا
وہ داغ ایسا کہ انگارہ سا روشن
زمین کیسی پہاڑون کے گلو گیر

زیادہ نخل سے قد طول مین تھا
بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
اسی منور رکھے سب کیفیت تن

لب زیرین نے سینے کو چھپایا
گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے
فرمایا کہ اے **طومطراق** ہماری جانب سے نامہ لیکر بادشاہ طلسم نور افشان کے پاس تم جاؤ اور اوسکے ہاتھ مین
نامہ دینا اور کسی کو نہ دینا اور اُسکے ظلمات کی طرف سے جانا ہرگز کسی سے نہ دبنا اوسنے عرض کیا کہ خوش لیجیے گا جس طرح
مین جاؤنگا شاہ نے اوسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور اُسے حکم تحریر نامہ دیا مضمون بتلایا منشی بدائع نگار نے
عنبر و مشک مداد مین حل کر کے تختۂ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختہ گلزار بنایا واقعی باغ پر بہار لگایا

نامہ شاہ افراسیاب مشتمل مضامین جلالت آگین جانب کوکب روشن ضمیر خوش آئین و پر تمکین لمؤلفہ

اوصاف مین سامری کے تقریر
جمشید کے لب پہ جیسے ساغر
پلوانے دو سو کی ہے خدائی

کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر
کرتا ہے جو وصف یہ لقا کے
کب تفرقے سب کو ہے جدائی

لون کلک دوات کے ہے منھ پر
سرمست ہو کلک اسی صفحے
ابلیس کے سب یہی ہین نائب

اللہ کی بندگی سے تائب
جس نے معبود ان کو جانا
رسم جادوگری کو مانا
کیا ان کے بیان ہون اوصاف
اظہار ہے حال دل بس اب صاف
اے شاہ طلسم نور افشان
اے ساحر ذی تبار ذیشان
گلدستہ بزم شہریاری
رونق دہ باغ کامگاری
دُر خوش آب بحر شاہی
غواص محیط آشنائی
فرزانہ و عقیل و صاحب ہوش
شاہنشہ بر و بحر پر از جوش
جو رسم ہے دوستی کے شایان
ممکن نہین جس کا ہم سے پایان
خدمت مین ادا انکساری کرکے
یہ لکھتے ہین تمکو دوستی سے
وہ چرخ بلند ہون مین اے شاہ
جادو کے ہین جسمین مہر او رماہ
وہ باغ ہون جسمین سحر کے گل
بچھوے ہین ہزارون بے تامل
وہ گل ہون کہ جسمین سحر کی بو
وہ نخل ہون جس کے پھل ہین جادو
وہ بحر ہون جسکی موج ہے قہر
جادو ہی کی جسمین اٹھتی ہے لہر
غصہ مرا قہر ہے بلا ہے
کب اوس سے کوئی بھلا بچا ہے
کیا آئے گا دیو میرے آگے
میرے سائے سے بھوت بھاگے
ہو جسکی طرف مرا اشارہ
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
غصہ مجھے کوہ پر اگر آئے
دل کوہ کا آب آب ہو جائے
کانپے خورشید میرے آگے
بہرام مری صدا سے بھاگے
تیور پہ مرے کبھی جو بل آئے
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جائے
کیا اپنی لکھون مین شان لشکر
شیران زبان سگان لشکر
افلاک پہ کب ہین اتنے تارے
اشجار زمین کہان ہین اتنے
ذرے نہین اسقدر زمین کے
بتلاؤن شمار فوج کس سے
وہ وہ ساحر ہے افسر فوج
جمشید کا پست جنسے ہو اوج
ہر اک جرار وصف شکن ہے
سہراب توان دہ پیلتن ہے
ہین سحر مین نادر زمانہ
زور وقوت مین سب یگانہ
اگلین دم جنگ ایسا وہ زہر
آئے لگے اژدہون کو بھی لہر
آگے اب کیا لکھون بڑائی
مین چاہون تو خود کرون خدائی
کب چاہیے تمکو مجھ سے لڑنا
لازم ہے غضب سے میرے ڈرنا
ہین میرے طلسم کے جو اسرار
تم اُس سے نہین ہو کچھ خبردار
اور لوح طلسم نور افشان
معلوم ہے مجکو یار ذیشان
چاہون تو ابھی طلسم سارا
غارت برباد ہو تمھارا
جو ہے مرے پاس مین بلاکے
کب ٹل سکین وہ بھلا کسی سے
ان باتون کو سوچ کے سمجھ کے
لازم ہے کہ صلح کرلو ہم سے
اوس دزد عمرو کو قید کرکے
جلدی بجوادو پاس میرے
بس ختم کلام ہے یہان پر
اقبال سدا تمھارا آباد

یہ مضمون لکھ کر مہر شاہی سے منقش کرکے طوطراق کے حوالہ کیا اور بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا وہ زادۂ ابلیس نامہ لیکر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار اژدرہم لیکر چالیس ہزار ساحر سے بحشم وخدم روانہ ہوا اژدرہم یہ کہ بطور نظربندی کے ہر شخص کو دکھائی دین کہ اژدہے اس ساحر کے ساتھ ہین اور اصل مین کوئی اژدر نہو غرضکہ بعد اس کے رخصت ہونے کے افراسیاب پاس ڈُدپتلے خبر لیکر حاضر ہوئے اور بعد بجالانے

دعا و ثنائے شاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ صرصر و صبا رفتار کو عمرو عیار نے گرفتار کیا ہے اور اُنکو طلسم نور افشان مین بھیجا چاہتا ہے یہ سنتا تھا کہ غضب بادشاہ بھڑکی ہوا اور سوچا کہ عیاریان بھیدی گئین تو بڑی ذلت ہوگی پس اسی وقت سحر پڑھکر پکارا کہ اے ہنود جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر روسے ہوا سے اوتر سامنے آیا اس ساحر کا یہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ پردے ہوا اوڑتا رہتا ہے اور پرواز کرکے سنانے مین ایک ہی مرتبہ کوسون نکلجاتا ہے پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ بارگاہ عمرو مین صرصر و صبا رفتار قید مین ہین اُن اوٹھالاؤ یہ حکم سنکر ساحر مذکور سنتا ہمیر کر روانہ ہوا اور آندھی کی طرح اوڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ مین قریب بارگاہ خواجہ پہونچا یہان خواجہ عیارہ سے دل لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نور افشان اُنکو بھیجین اس اثنا مین ایک آندھی تیز و تند آئی عمرو کمند آصفہ سے صرصر تو رہا کر کے حوالہ ہما کر چکا تھا کہ اُنکو لے جائے لیکن آندھی ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہوگیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر مین عیاریون کے پڑا کہ اُٹھا کرکے چلا ساحران ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی اور عیاریون کو دیکھا کہ ایک ساحر اُٹھا کر اُنکو بلند ہوگیا ہے اور بڑی تیزی سے جاتا ہے یہ دیکھکر یہان سے بھی ہزار ہا ساحر پر پرواز پیدا کرکے اوڑا لیکن ہنود ساحر کو اوڑنے مین چیدہ و منتخب کرکے شاہ طلسم نے بھیجا ہے اُس کے مقابلہ مین کوئی پرواز نہ کر سکا اور اسکی ہوا کو بھی نہ پہونچا مگر لینا لینا کا غلغلہ عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر سحر خوان ہوے اور باران جادو جو برپا ہوا دریائے ماہی پریزاد رچھا یا ہوا تھا وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پریزاد بھی خبردار ہوئی پس وہ دریا جو مثل نہر ایک طرف تو مختصر سا تھا اسقدر بڑھا کہ جتنی دور تک ہنود گیا دریا بھی روان ہوا ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکلگیا ایک مقام پر اوترا کس لیے کہ سنا بھرے جو آیا تو دم چڑھ گیا تھا پس جیسے ہی یہ زمین پر اُترا ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیاہ رو سیاہ تاب پیشانی اسکے تعقب مین آتا تھا وہ پکارا کہ اے بحرین جادو یہ چوٹا جانے نہ پائے یہ سنکر ہنود نے پھر چاہا کہ مین اوڑ جاؤن لیکن ایک جانب بحرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب سے دریا پر اودھر آئی اور ماہی تیر کی طرح سیدھی جست کرکے چلی ہنود اوڑنے نہ پایا تھا کہ یہ اُسکے سینے پر لگ کر پشت کے پار نکل گئی اور تڑپ کر پھر دریا مین گئی ادھر شور اُس کے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا ہنود جادو کو اندھیرا ہوگیا لاش کے سر سے دھوان پیدا ہوا اوس تاریکی مین عیاریان تو بھاگ کر درہ پہاڑ مین چلی گئین اور وہ دھوان لاش مین لپٹا اور اُٹھا کر جانب افراسیاب چلا دریا پھر اوسی طرح گھٹ گیا اور مار سیاہ نے خدمت خواجہ مین آکر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیاریان نکل گئین اور ہنود مارا گیا خواجہ خاموش ہو رہے لیکن لاش ہنود دھوان لیے ہوے جاتا تھا کہ راہ مین صنعت نے اُسکو دیکھا کس لیے کہ یہ جو شکست کھا کر بھاگی تو صحرا مین ٹھہری تھی اور کچھ جھلیلی فوج اُسکے پاس جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نعش مذکور کو جلتے دیکھکر اسنے سحر پڑھا کہ وہ زمین پر اوتر آئی اور بسبب سحر کے حال اسکے قتل کا معرض بیان مین لائے یہ جملہ حال سنکر لاش اپنے ہمراہ لیکر خدمت افراسیاب مین گئی وہ بیابان نرگس سے اُٹھکر باغ سیب مین آیا تھا کہ یہ جا کر پہونچی اور حال قتل ہنود اور

اپنا شکست کھانا سب بیان کیا بادشاہ اس ساحر کے مارے جانے سے بہت غضبناک ہوا اور اُسی وقت اوٹھا کہ اس ناعیار عمرو مکار کو ابھی جاکر گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ ساحران زکھا لیس بحالت غضب شعلہ بنکر چمکتا ہوا لشکر خواجہ کی طرف چلا یہ تو ادھر سے چلا اوس طرف کا حال سنیئے کہ ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچا کر جو پھری تو اُسی راہ سے قلعۂ ہفت رنگ مین آکر مسند ناز پر بصد تمکین بیٹھی مگر مفارقت خواجہ سے ملول و غمگین تھی اور شاہ کوکب بعد حضرت عمرو سرے جہانبانی پر دارالامارۂ طلسم مین آکر رونق پذیر ہوا لیکن سفینہ عقاب جمشید طلب کرکے حال خواجہ معائنہ کرنے لگا جملہ کیفیت تجمل سواری اور جنگ وغیرہ کی دیکھ کر خوش ہوتا تھا یہان تک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اوس سفینہ مین دیکھا اور از بسکہ روشن ضمیر لقب رکھتا ہے یہ بھی بزور کہانت معلوم کیا کہ جب لاش ہنود کی افراسیاب پاس پہونچیگی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنے آئیگا پس یہ دریافت کرکے فوراً اپنے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہر عالم افروز سپہر عیاری وماہ سپہر شجاعت و کامگاری آپ مجھ سے وعدہ ایک روز کا فرما کر تشریف جانب لشکر لے گئے تھے تو وہ دن اور رات تمام نہین ہوئی مگر مناسب یہ ہے کہ بعد ملاحظہ نامۂ احقر جلد تر نہضت فرما اس جانب ہو جیئے وہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا ہے تو پھر چلے جائیے گا دوسرے یہ کہ لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے مل چکے پھر وہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہے لازم ہے کہ اس نیاز کیش کو قدوم سعادت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمایئے زیادہ شوق ملاقات دلبس یہ نامہ ایک پنجہ کو سحر کرکے دیا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کے پاس لے جا اور لیسا افسون پڑھا کر پنجہ آن واحد مین عمرو کے پاس پہونچا اور نامہ دیا خواجہ نے مہر اُس پر کوکب کی دیکھی بصد شوق وا کرکے مضمون پر واقفیت پائی اور مہرخ وغیرہ سردارون سے کہا کہ خدا حافظ تو اب مین جاتا ہون شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جانکر مجکو طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے یہ کہکر وہ مرکب جو بران نے کوتل ساتھ کر دیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر آنا یہ راہ ظلمات سے آگاہ ہے تمھین کچھ ہی دیر مین میرے پاس لے آئیگا پس وہی مرکب کو آراستہ کراکر طلب فرمایا اس عرصہ مین سمند روز عرصۂ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور توسن گلگون خورشید دست پیہر طے کرکے مغرب نہان ہو گیا کہ بموجب

ابیات

یکایک شل بخت ناتوان ہین	ہوا خورشید پھر محتاج تسکین
نگاہون سے چھپے سامان افلاک	رواے شام پھیلی جانب خاک

شام ہوتے ہی خواجہ نے مہرخ و بہار وغیرہ سے کہا کہ آخر آپ جاتے ہین ہم روک نہین سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گذرا کہ آپ نے کھانا نہین نوش فرمایا اسوقت کچھ تناول کیجیئے خواجہ نے انکی خاطر سے توقف کیا اور مہرخ نے خاصہ طلب فرمایا بکاولون نے دسترخوان دیا در بریان پیاغذیہ لذیذ طعام شیرین و نمکین کو بصد تمیز چنا خواجہ بہار وغیرہ کو لیکر دسترخوان پر آئے ادھر سلطان کوکب نے آمد خواجہ مین دیر ہونے سے پھر سفینہ عقاب دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ کے آنے مین توقف کیا ہے اور افراسیاب اپنے مقام سے انکی گرفتاری کو روانہ ہوا ہے یہ معلوم کرکے اپنے سردارون سے کہ جو حاضر دربار تھے فرمایا کہ اے قیصر جادو

اے لشکران جادو و اے فلان و فلان تم مین سے کوئی ایسا ہے جو افراسیاب کو جا کر روکے اور عمرو کو بچانے کس لیے کہ عمرو قید ہوا چاہتا ہے اور اب کی اسیر ہوا تو مارا جائیگا یہ کلمہ جادوان دربار سنکر عرض رسا ہوئے کہ آپکے ہم تابعدار ہین جان دینے مین ہمکو عذر نہین لیکن شاہ جادوان ہم سے زک نہ سکیگا کوکب نے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور مثل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کی طرف چلا لیکن افراسیاب مثل شعلہ جوالہ پیچ و تاب کھاتا ہوا کنارہ لشکر عمرو کے پہونچکر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور آدھا پہاڑ بنکر تیار ہوا اور آگے بڑھا پچھلا دھڑ جو مثل کوہ کے تھا ایسا بلند و گران تھا کہ جتنی بلندیان روے زمین کی تھین سب اسکے نیچے تھین خیمہ و خرگاہ و چبوترہ و دُکانات و بازار لشکر و نشیب و فراز سب کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے اُس پہاڑ کے دب کر برابر ہوتے تھے ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم عالم اُس کے عکس سے تاریک و سیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا بلیات دنیا نے جمع ہو کر اس صورت سے اپنے تئین نمودار کیا تھا یا یہ کہ آفتون کا وہ گھر تھا دل کوہستان اوس سے آب آب کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھکر اضطراب گاو زمین کی اس گرانی سے کمر ٹوٹی جاتی لنگر اُٹھانے کی تاب لاتی قلہ کوہ خاطر آسمان کے پار ہوجاتا تو عجب نہ تھا دل دشمن دغیرا مین لیسان خارغم یہ کوہ گرداں تھا پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا اور اوپر کا جسم چیتے کا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ درۂ کوہ سے چیتا نکل رہا ہے مگر وہ چیتا ہے کہ جسکو دیکھ کے اسد چرخ چونکا او چیتا ہے ضیغم چرخ چکرانا کیسا اُس کے سامنے سے مثل سگ دُم دبا کر بھاگا چاہتا تھا گاو آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو اب ایکسرہی نوالہ ہے فوج فلک کو خیال تھا کہ مین طعمہ بنا چاہتا ہون اس صورت مہیب کو دیکھ کر لشکر خواجہ مین شیر دل گھبرائے پہلوتون کو غش آئے ہزبران بیشہ شجاعت تھرائے قوی پنجہ خوف سے وہ ضعیف ہوے کہ مور بنگئے دہشت سے صاحب زور روباہ بنگئے دل ہر ایک کے دو نیم تھے گرفتار رنج بیم تھے

نظم

وہ پچھلا دھڑ تھا اُسکا کوہ آسا
مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
بشکل قصد آپہونچا وہ نزدیک

شب آسا ہو گئی تاریک دنیا
بنا سر سے کمر تک تھا وہ چیتا
ستمگر تیرہ دل بدخو ستمگار

بشکل زنگ زنگی اسکو پایا
فلک گر دیکھتا اُسکو نہ جیتا
بہت تھا مجنت عاشق سے بھی تاریک

جب اس صورت سے شاہ جادوان لشکر خواجہ مین در آیا لشکریان تیر توان ساحران اژدر صورتان اُسپر لپٹا لپٹی کمک چلے آئے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ذیان صحرا مین دُم دبا کر کُتے کی طرح کچھار سے رد بفرار لائے سیمرغ قلۂ قاف مین پھڑپھڑا گیا نسر طائر سپہر کو آشیانۂ افلاک مین غش آگیا جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہو کر فرش خاک ہوے دل سینون مین چاک ہوے لشکری تو بیہوش ہوے لیکن خفتگان زمین قبرون مین چونک پڑے کہ صور قیامت پھونکا گیتی کو زلزلہ آیا اس نعرہ مارنے پر بھی بارلان جو ابر بنا ہوا دریاے ماہی پر پڑا و چھایا تھا گرد گرد تا جانب شاہ جادوان چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی چلی شاہ جادوان نے دوسرا نعرہ ایسا مارا کہ یقین تھا سقف گردون پھٹ جائیگی ایوان جہان ڈھے جائیگا باران کا زہرہ آب ہوجاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا مگر یہ لوگ وابستہ

طلسم نور افشان مین ان کے گرفتار کرنے کو اور تحفہ طلسم ہے کہ حال اسکا بیان ہوگا غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جادوان نے مارا تو ایرسمٹ کر مثل لکہ مختصر کے ہو کر کنارے ہو گیا اور دریا بھی گھٹ کر چقر کی طرح بنا افراسیاب نے دہن سے پنجہ پلنگانہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ مین کہ عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اسکا سر انچہ پنجہ سے پھاڑا اور پنجہ خواجہ پر ڈالا مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سنکر بیہوش ہو گئی تھین کسی مین دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل تصاویر آذری و لعبتان چین بے حس و حرکت تھین اور عمرو بوجہ تحفہ ہائے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ طلسم اوڑھ سکا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا پنجہ نے گردن پکڑ کے کھینچا اور باہر بارگاہ کے لا کر پھرا کہ جانب باغ سیب روانہ ہوں مگر رخ پھیرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پائین مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا برج اسد گویا لڑنے آیا تھا فلک ستمگار اپنا خونخوار ہونا جتاتا تھا کہ شیر بنکر زمین پر آیا تھا کہ بہت وہ آدھا جسم اسکا آسمان تھا؟ فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا گویا بس اوس شیر آسمان پیکر نے آتے ہی پلنگ کے طمانچہ مارا پلنگ نے پنجہ پر اس تھپیڑ کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے شعلہ چمک کر شیر پر چلا شیر نے اوس شعلہ کا بھی خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا اسکو پنجہ مین داب کر اس زور سے دھکا مارا کہ آتش لرز کر پھر زمین مین سماگئی پلنگ نے یہ دیکھ کر ایسی چیخ ماری کہ دنیا دہل گیا شیر نے بھی نعرہ جانستان کیا کہ ارض و غبرا مین زلزلہ پڑ گیا

اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا طمانچوں سے آگ نکلنے لگی نظم

کیا نعرہ قریب شیر جا کر
بشکل مار اک کفچہ سا پیدا
ہزاروں رنگ کے دیو ستمگار
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ

لگا چلنے طمانچہ تھپیڑ برابر
بلا مین آئین پھر چاروں طرف سے
ہوئے پیدا بھڑے آپس مین اکبار
غرض یہ ماجرائے ہیبت ذا کہان تک بیان ہو

ایک شکل زبان ہُن سے ہویدا
ہزاروں ابر چھائے اور برسے
بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ
کبھی آپس مین نکلوں چلین

کبھی طمانچے چلے اوسی گرمی جنگ مین شاہ جادوان نے اپنے بازو سے ایک تختی کھول کر سامنے کوکب کے کی اُسنے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اکہ اوتار کر اُسکو دکھایا ادھر یہ تجسم کر چلا اور بیہوش ہو اُس طرف وہ بیخود ہو کر گرا یہ جو بیہوش ہوے زمین سے پریزادین افراسیاب کے لیے پیدا ہوئین اور دوسرے کے لیے سواران زرین پوش رو ے ہوا سے اترے لیکن قران عیار صحرا مین ہمیشہ رہتا ہے اُسوقت غوغا سنکر لشکر مین آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہونے سے بچ رہا تھا وہ بھی آیا اور افراسیاب کو بیہوش دیکھ کر خنجر کھینچ کر دونوں چلے کہ مار ڈالین مگر پریزادوں نے پچکاری گلاب و کیوڑے کی بھری تھی شاہ جادوان کے ماری تو وہ اُوٹھ بیٹھا عیار بھاگ کر ایک طرف چلے گئے اور کوکب سواران زرین لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے وہ عمرو کو لیکر روانہ ہو چکا تھا شاہ جادوان ہوش مین آیا کسی کو اُسنے نہ پایا کہا کہ اس لشکر پاشکستہ کو جو میری ایک چیخ سے بیہوش ہوا ہے کیا ہلاک کروں یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور کہا وہ جنگلی میرے سامنے سے

بھاگ گیا ورنہ مارا جاتا غرضکہ بڑی دیر تک لات وگزاف کی کے سحر خوان ہوا کہ ہوا ے تند کے جھوکے آئے اور تمام لشکر
مہرخ وعمرو کا مع سرداروں کے ہوشیار ہوا ادھر شاہ ہر ایک کو ہوشیار کرکے غائب ہو گیا ہر ایک لشکری سجدۂ شکر خدا
بجا لایا اور مہرخ سے قران و برق نے آکر سارا ماجرا جنگ ضیغم و پلنگ کا بیان کرکے کہا کہ مقرر وہ غیر شاہ
کوکب تھا جو خواجہ کو آکر رہا کرے گیا یہ حال سُنکر ہر ایک کو خواجہ کی جانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہیں
لیس ہر ایک بدستور قدیم آباد و شاد ہو کر قیام پذیر ہوا ادھر شاہ کوکب جو عمرو کو لے گیا تو وہ اس ہنگامہ سے
بیہوش تھا شاہ مذکور اسکو لیے ہوئے اُس مکان میں آیا کہ جہان بران رہتی اور خواجہ بھی وہین رہتے تھے لیں وہان
آکر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی انیسون کے بیہوش ہو گئی اور بادشاہ نے بارہ دری میں
آکر خواجہ کو ایک کمرے میں پہونچایا وہین خواجہ سویا کرتے تھے جبسے کہ یہان مہمان آئے تھے چنانچہ اُس کمرے میں پلنگڑی جواہر نگار
بچھی ہوئی تھی اُسپر خواجہ کو لٹا کر سحر اُن پر سے شاہ جادوان کا برطرف کیا اور آپ غائب ہو کر مقام پر چلا گیا دارالامارۃ
مین آکر تخت پر بیٹھا وہان بعد کے بران جو اٹھکر اندر اس کمرے کے آئی دیکھا کہ عمرو دوشالہ اوڑھے لیٹا ہے
حیران کار ہو کر قریب گئی اور دوشالہ اُٹھاکر جو دیکھا تو خواجہ کو پسینے پسینے پایا اُسنے ہاتھ تھام کر اُٹھایا عمرو نے
بھی ملکہ موصوف کو دیکھکر اور اپنی جائے سکونت کو دیکھکر استعجاب کیا کہ مین یہان کیونکر آیا ملکہ نے اُسکو متعجب دیکھکر
کہا کہ اے شاہ عیاران آپ متفکر ہوں ضرور آپ کو شاہ کوکب یہان لائے ہیں خواجہ نے کہا مجکو افراسیاب
نے چیتا بنکر پنجے میں دبایا تھا میں بیہوش ہو گیا پھر مجکو نہیں معلوم کیا ہوا ملکہ نے کہا میں آپسے سب کہدونگی اب
اس وقت چُپ ہو رہیے یہ کہکر خوشی خوشی خواجہ کو لاکر زیر سائبان زرین مسند پہ بٹھایا باغ کی روشنی اور بہار
گل و غنچہ دکھانے لگی جام مے ارغوانی پلانے لگی اس عرصہ میں سحر کا ایک پتلا اوڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کرکے
نامہ کوکب دیا ملکہ نے نامہ پڑھا اسمین کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانے کی لکھی تھی جسکو سنکر
عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہرخ وغیرہ سب خیریت سے ہیں کیونکہ اسکو یہ فکر تھی کہ مجکو تو کوکب لے آیا ہے وہان
افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہوگا فی الجملہ اُس نامہ میں یہ بھی مضمون تھا کہ اے فرزند افراسیاب کا
ایلچی طومطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہے تم اُسکو بلوا کر بموجب اس قول کے کہ ایلچی را زوالے
نیست عزت اُسکی کرنا اور اگر وہ نامہ تحقیق نہ دے تو زیادتی نہ کرنا میرے پاس بھیجدینا یہ مضمون فیض مشحون
نامہ خیر ختامہ بدرگاہی قدر پڑھکر ملکہ بہت خوشنود ہوئی پتلے کو رخصت کر دیا اور بقیۂ شب حکم جمع ہونے جلسہ عشرت دیا
مرزان وزیر بھی حاضر ہوا ارباب نشاط گائیں خوش گلو زہرہ پیکر آکر ناچنے گانے لگیں ہنگامہ انبساط گرم ہوا جام
شراب چلنے لگا اسی جلسہ مسرت میں وہ رات تمام کی اور ساغر زرین مہر انجمن افلاک پر ساقی قدرت نے گردش پذیر
فرمایا کہ بیت

سبنے اختر چلے چشم جانان　　نظر آسا ہوے نظروں میں پنہان

صبح کو بعد فراغ طاعت آلہ خواجہ و ملکہ نے آرام فرمایا اُس ہنگام شب سے سحر تک شاہ افراسیاب سینہ آسا

بستر آتش غم پر جلا کیا اور صبح کو دو دل کیطرح اُٹھ کر ظلمات میں جا کر بیٹھا دل سے سوچا کہ کو کب بچہ سے برابری کر گیا جو حال میرا ہوا وہی اسکا بھی ہیں اب سحر ایسا کرنا چاہیے کہ حریف ہلاک ہو چنانچہ اسی فکر میں مستغرق ہے اب چند کلمہ لشکر ظفر پیکر صاحبقران نامور کے بیان ہوتے ہیں کہ امیر بارگاہ آسمان جاہ میں با عشرت تمام تشریف فرما ہیں۔ اور لقا لعنتی بے بقا راندۂ درگاہ خدا زمرد شاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا دربار جمع ہے اور صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہیں بختیارک شیطنت کر رہا ہے چنانچہ صبا و بلا کو اُس شیطان نے پھر اغوا کیا یعنے بیٹھے بیٹھے اٹھ کر چلا لقا نے پوچھا کہاں جاتے ہو کہا رات بھر خدا پرستوں کے غل سے نیند نہیں آئی ہے اسوقت کسی جنگل میں جا کر سو رہونگا یہ کلام سنکر صبا و بلا نے کہا ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہیں اُسنے کہا تم ابھی ٹھہرو ایکی مرتبہ جنگل آباد کر نا چین سے پاؤں پھیلا کر خواب عدم میں سونا ساحر یہ کلمہ سنکر خفیف ہوئے اور کہا ہم شاہ جادوان کے مدد پہنچنے کا انتظار کر رہے ہیں خیر اب طبل جنگ بجواؤ ہم آپ سمجھ لیں یہ کہکر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیں کہ ہرکارے خبر لیکر سامنے آئے اور بعد دعا و ثنا سے لقا عرض پیرا ہوئے کہ ایک ساحر زہر من قہر نام فرستادہ شاہ طلسم فوج کثیر سے آتا ہے واقعی بڑا پہلوان معلوم ہوتا ہے یہ کہکر ہرکارے چلے گئے اور لقا نے منصور کوہی وغیرہ چند سرداروں کو بہر استقبال روانہ کیا یہ سردار گئے راہ میں ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی با اعزاز تمام ہمراہ لیکر بارگاہ میں آئے لشکر اُسکا اترا اُسنے سامنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دیکر بلا گردان ہوا اور دنگل پر بیٹھا بختیارک بھی ملا اوسنے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا تم طلسم ہوشربا میں بالکل بیکار تھے اس لیے خداوند پر تیل ماش ہونے چلے آئے اُسنے کہا ملک جی گھبرا تے کیوں ہو آج میرے نام سے طبل رزم بجواؤ کل سرمیدان تماشا دیکھو ملک جی نے کہا جلدی کیوں اڑتے ہو ایک دن تو جی بھر کے دیدار خداوندی کرلو پھر آخر تم کہاں اور خداوند کہاں اُسنے کہا ملک جی یہ کیا کہتے ہو اُسنے کہا ہم سچ کہتے ہیں آخر فنا آخر فنا یہ کہکر حکم دیا کہ ساقی نے لا کر جام مے زہر من قہر کو دینا شروع ہونے لگا شام تک شغل بادہ خواری رہا جب آفتابی ساغر طاق مغرب پر رکھا گیا کہ بیت بہار شام نے پیدا کیا رنگ ✦ ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ ✦ شام ہوتے ہی طبل جنگ پر لشکر ساحران میں چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوئے کہ ایک ساحر بارگاہ لقا میں تازہ وارد ہوا ہے اُسکے نام سے طبل جنگ بجا ہے یہ خبر سنکر امیر نے حسب ایمائے شاہ چالاک کو اشارہ کیا اوسنے جا کر نقارہ خانہ سکندری میں طبل سکندر پر ڈال دی تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم صبح لڑائی ہے معرکہ آرائی ہے بس ہر ایک تیاری کرنے لگا پہر رات گئے امیر نے بھی دربار برخاست فرمایا گردن کش شمشیر زن دست شکن اپنی اپنی بارگاہ میں آئے اکل و شرب سے فراغت کر کے اسلحہ کی درستی میں مصروف ہوئے طبل ہر مقام کا نہیں اچھا ہے چار پہر رات ہر سمت شور تیاری حرب رہا جب خنجر مہر کو ترک دہر نے سان پر چرخ کے چڑھایا کہ بیت ہوا چرخ صبح کا شعلہ شرربار اور اختفا صفت رنگ شب تار ✦ امیر کشور گیر نماز سے فراغت کر کے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحے کا لاکر سامنے رکھا آپنے تمام تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرما کر باہر مسجد کے آکر خانہ زین اشقر

کو منور و روشن مثل آفتاب تابان فرمایا بہرام و لندھور وغیرہ نے آکر تسلیم کی آپ ہر ایک کو ہمراہ لیکر جلوخانہ بلوریں
شہنشاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے بہت جلد برآمد ہوئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا
حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوئے ہزارہا فانوس میناکار اور پنجشاخے دوشاخے روشن تھے عود سوز و عنبر سوز جلتے تھے
نرگس دانون پر عود برکی کا بکسا جھنکتا ہوا بسم اللہ کی آواز بلند اسی طرح جب شاہ اختر بلند نمود ہوئے امیر نے آگے
بڑھکر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا سوار ہونیکا اشارہ فرمایا امیر سوار ہوئے بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم تخت سے
آگے چلے اور تمام سرداران تن وگرزن مجری ہوکر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ ہوئے اب تو
بڑے کروفر سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیارون کے غول دھمدھمیان بجاتے شلنگین بھرتے
نکندون کے پیچھے باہم چلتے حقہ ہائے بیہوشی اُچھلتے جاتے تھے ایک جانب پیادہ پلٹنون میں سنسناتے سوار
رسالون مین گھوڑے برابر ملائے چلے آتے تھے نوبت و نقارے بجتے تھے چرخ کا دُکڑتے نقیبون کا بولنا گھوڑون کا
ہنہنون کی صداسون کے کر دائے کی آواز خوف سے ترک فلک کا مزاج ناساز غرضکہ بصد اختصار جانگاہ مصاف
پر یہ لشکر دلاوران پہونچا صفین جمنے لگین قلب لشکر مین سر شاہ زمان قائم ہوا ابلداروں نے زمین رن کی ہموار کی تبر داروں نے
جھاڑی جھنکاڑی کاٹ دی میدان مثل آئینہ کے پاک وصاف نظر آیا روئے شجاعت اُس آئینہ مین ہر بہادر نے
دیکھا اُسوقت دروازہ قلعہ کوہ عقیق کا کھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی تخت ہاتھیون پر کچا ہوا گرد اون ہاتھیون
کے ساٹھ لاکھ کا لشکر دریائے آہن مین ڈوبا ہوا ظاہر ہوکر میدان مین آیا ایک طرف سے ساحرون نے پرا جمایا
بلائے جادو سحر کے جنگل مین سوار صبا رفتار ہوئے دونون رن مثل بوس وکنار ہمراہ فوج بے شمار لیے کوئی گروہ اژدر
سوارون کا کوئی غول ببر سوارون کا یہ سب ایک جانب کو آکر صف کشیدہ ہوئے پھر زہر کی آمد ہوئی اُس کے
ساتھ کے ساحر صورتین ڈراؤنی بنائے تھے بال ڈاڑھی مونچھ کے ایسے بڑھے تھے کہ چہرے اونکے چھپے تھے بعض
اونمین جوگی بنے گیروے کرتے پہنے تہمد باندھے بال سر کے اور لمبے لنگھے سر مین گھرت لکڑیون پر جھولیان
ڈھالے تونبیان منہ سے لگائے تھے بعض تخت سحر پر سوار سامنے منقل سلگائے شعلہ لکڑی کی بنائے جوت کا دیا
جلائے تھے کسی کے ترسول مین فلیتہ روغن ترسول منہ مین اُترتا ہوا حلق کے پار نکلتا ہوا منہ سے تیل نکلکر اوپر
کو چڑھتا فتیلہ تیز ہوکر جلتا اُسکی لو سے تیلا آتشناک نکلتا عجیب و عجیب وے کہ کر غائب ہو جاتا
غرضکہ یہان کروفر وہ جملہ لشکر آمادہ بہ شور و شر ہوا میمنہ و میسرہ و ساقہ و کمینگاہ ادھر بھی درست ہوکر نقیب
جانبین سے نقابت نکلکر گئے اور زہر نے اپنا مرکب اوڑا کر سامنے لقا کے آکر سجدہ کیا اور اجازت طلب
کی اوس روسیاہ نے گونج کر فعل پر سے نہیب دی کہ اے بندہ قدرت تجکو یہ قدرت کے حوالہ کیا یہ سن
صدا کو سنکر شاد شاد پھر سوار ہوکر میدان مین آیا اور مثل مبارزان صف شکن سلحشوری دکھا کر مبارز طلبی کی ہم
طرف قوم دشتیون مین علمون کو جلوہ ملا اور شہزادہ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اوڑا کر سامنے
تخت شاہ اسلامیان آکر مرکب کو دبایا یہ تخت کو چوم کر اجازت میدان داری حاصل کی اور مرکب باد پیما اُٹھا کر

قریب حریف جا کر طالب حرب ہوا اوسنے دخیین تو کچھ افسون پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا اس بہادر نے سپر پر
اُس شمشیر آبدار کو روکا لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بیہوشی طاری ہوئی ساحر مذکور نے تلوار نیام مین کرکے ان کے
گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اس دلاور کو اٹھا زمین پر مارا اور لشکریون کو اپنے پکارا کہ وہ آکر باندھ لیگئے
پھر اُس ساحر خاسر نے آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان اور تم مین جسکی اجل نزدیک آئی ہو وہ آئے اس صدا
کو سنکر سرداران ملک دمشق مین تاربنعا یکے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لیکر مقابل آنے لگے لیکن جو آیا وہ گرفتار
صرصر حادثۂ تیغ سحر ہوا مختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا ہو کر قید ظلم مین پھنسا اور بہت لوگ جان سے
مارے گئے اور از بسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت کرکے نکلتے تھے امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی آخر
وہ دن تمام ہوا شاہ خاور کا میدان سپہر مین کام ہوا کہ بیت اک ابر نیلگون مغرب سے آیا + فروغ مہر دامن
مین چھپایا + شام کو لشکر لقا مین طبل آسائش بجا لشکر جانب خوابگاہ پھرے لقا نہایت شادان و فرحان
ساحرون پہ سے زر نثار کراتا پھرا بارگاہ اسکی نصب ہوئی لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر امیر رنجیدہ خاطر
مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے عیاران لشکر نے جو امیر کشور گیر کو اداس دیکھا عرض کیا کہ جناب! قدس واعلی
کسی طرح دلگیر نہون غلامان جان نثار جاتے ہین اور اون نابکار ساحران غدار کا سر مین پڑتا ہے تو لاتے ہین۔
امیر نے کچھ جواب نہ دیا عیار ایما پاکر روانہ ہوئے یہان کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے پھر دربار برخاست
فرما کر داخل شبستان ہوئے سردار خوابگاہ مین آئے طلایہ لشکر مین پھرنے لگا ادھر لقا نے ساحرون کے لیے
حکم اجتماع جلسۂ عیش و مسرت دیا ہے کامنین خوش آواز بصد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئی ہین دور شراب
ناب ہے جلسۂ چنگ و رباب ہے بلاے جادو تو محفل مین بیٹھا لیکن صبا غائب ہوگئی ہے کیونکہ وہ غائب
رہتی ہے زہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہے خوب ہی جلسہ جما ہے زہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوند کے
خیمۂ زر لفتی استادہ ہوا ہے جملہ سامان راحت اسمین مہیا ہے کہ اس جگہ وہ بارگاہ سے آرام کریگا فی الجملہ
اس خیمے کے آراستہ کرنے کا جنھین انتظام سپرد تھا عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار یعنی چالاک و ابو الفتح
صورتین فراشون کی ایسی بنا کر اونھین مین آرہے اور حاضر رہے جب رات زیادہ گئی زہر بارگاہ خداوند
سے اُٹھ کر اوسی خیمہ مین بہر آرام آیا اور پہلے آکر مسند پر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا اتفاق زمانہ بلا
جو دربار سے اُٹھا وہ بھی آواز گانے کی سنکر اُسکے خیمہ مین آیا اوسنے تعظیم دیکر مسند پر بٹھایا یہ ظالم اعلم جو بیٹھا
ہر سمت یک نظر دوڑانے لگا کس لیے کہ عیارون کی حرکات سے خوب آگاہ ہو چکا ہے پس اسنے دیکھا کہ کنول
بجھانے زینے کر جو فراش آیا ہے یہ عیار ہے اور واقعی چالاک شمعون پہ بیہوشی گل کرنے کے حیلے سے اور
گلاسون مین ز کے ذریعہ پہونچا رہا تھا اوسنے چپکے سحر پڑھا کہ پانون چالاک کے زمین نے پکڑ لیے
بلا نے ایک ساحر سے کہا کہ اس فراش کو پکڑ لا وہ ساحر اوٹھکر اسیر کرکے اسکو سامنے لے گیا یہ ماجرا دیکھ کر
عیار ابو الفتح جلد خیمہ سے نکلگیا اور وہان زہر نے بلا سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہے جسکو تم نے گرفتار کرایا

یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور کہا یہ وہ ہین جنھون نے گھر ساحرون کے اوجاڑ دیے بستیان ویران اور برباد کر دین خاندان
ساحرون کے دودمان ساحری پرستون کے باقی نہ رکھے عیار انکا نام ہے یہ وہ افعی ہین کہ انکی نگاہ زہر آلودہ سے کام جہان
تمام ہے یہ کہکر اُس ساحر سے کہا کہ اسکو باہر خیمہ کے لے جا اور سر کاٹ کر لے آ یہ حکم سنکر وہ ساحر چالاک کو کشان
کشان باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا اُسوقت ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے پہلے سے آچکا تھا یہ حال اپنے بھائی کا
دیکھکر جلد ایک ساحرہ کی صورت بنا اور بال پریشان کرکے زار زار روتا پیٹتا لاکھون کوسنے عیارون کو دیتا آیا ساحر
جو چالاک کو قتل کرتا تھا اسنے اوسکو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے جو گریان و نالان چاک گریبان مثل ماتم زدگان
ہے اوس ساحرہ نے اسکی بلائین لین اور خوب روئی اور کہا بیٹا مین مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہون اس موے
نے کہ جسکو تو قتل کرتا ہے میرے کلیجے مین ناسور ڈال دیا ہے میرا جوان کڑیل بیٹا اسنے مار ڈالا ہے تو اگر مجھکو اس
موذی کا نے ٹکو دے تو بوٹیان کاٹ کر کباب لگاؤن اور انواع عقوبت و عذاب سے مارون اوس نے
اس ساحرہ کی گریہ وزاری پر رحم کرکے سحر اپنا دفع کرکے چالاک کو اُس کے حوالے کیا اور کہا جلد اس کو قتل
کرکے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار مین ہین ساحرہ نے اسکا بازو پکڑا اور لیکر چلی آگے بڑھکر دونون نے نعرہ
کیا اور چمک کر مثل برق سامنے سے نکل گئے ساحر نعرہ سنکر خفیف ہوکر خیمہ مین گیا اور بلا سے سارا حال کہا
کہ اس طرح وہ عیار رہا ہو گیا بلا نے حال سنکر زہر سے کہا کہ بھائی بڑا غضب ہوا وہ ناعیار اب جیتا نہ چھوڑیگا
مین یہان اب نہ ٹھہرونگا تم بھی بہت ہوشیار رہنا ورنہ مار ڈالے جاؤگے یہ کہکر بزور سحر غائب ہو گیا زہر کے
دماغ مین بوے کبر و غرور سمائی تھی عیارون سے کبھی سابقہ اُسے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اسکی سمجھ مین نہ آیا بعد اوس کے
جانے کے رات تھوڑی باقی تھی دروازہ پر پہرا مقرر کرکے پلنگ پہ آکر لیٹا اور بغیر حصار سحر کیے بیخوف ہوکر سو رہا
یہان دونون عیار جو بھاگ گئے تھے ایک مقام پہ ٹھہرکر صلاح پذیر ہوے کہ ایکی نقب دیکر اندر خیمہ ساحر کے چلین
پھر دونون نے ہمراہیان بلا کی ایسی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے یہان جو چوکی پہرا دے رہے تھے انھون نے
روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ مین اتنی رات گئے جاتے ہو انھون نے کہا ہمکو بلا سے جادو نے بھیجا ہے وہ عیارون سے
خوفناک ہین تو ہم سے فرما دیا ہے کہ تم اندر جا کر پلنگ کا میرے بھائی کے پہرا دو ایسا نہو کہ عیار آجائین پہرے دارون
نے یہ مضمون سنکر ناچار اندر جانے کی اجازت دی یہ دونون جب اندر آئے دیکھا کہ شمعین روشن ہین زہر آرام
مین ہے نفیر خواب بلند ہے یہ دیکھکر انھون نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہونچکر نے مین بیہوشی رکھکر اوس کے
نتھنون سے ملا کر پھونکی کہ وہ بیہوش ہوا یہ چادر مین اسکا پشتارہ باندھ کر سراچہ پھاڑ کے پشت خیمہ کی طرف سے
نکلے اور طرارہ دار لشکر سے بچتے اور چھپتے لشکر سے باہر نکلکر جنگل مین آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیمہ سحر کو
لادکر لیجانا کیا ضرور لازم ہے کہ سر اسکا کاٹکر اپنا بوجھ ہلکا کرین اور اسکا بار ہستی بھی اوتر جائے گردن کا بوجھ
جائے یہ سوچ کر زمین پر رکھکر پشتارہ وا کیا اور خنجر تیز کرکے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا لیکن قضا اُسکی نہ تھی
بردے ہوا صبا سے جادو رہتی ہے اتفاق سے اُسوقت رات جو ڈھلی تھی تو جنگل کی ہوا لطف پہ تھی وہ

کیفیت صحرا دیکھ رہی تھی عیاروں کو خنجر مارنے دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا کہ بازو خنجر کی کند ہو گئی عیار حیران ہوے
کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسوقت ایک آواز آئی کہ باشید اے تیرہ سران یہ آواز سُنتے ہی عیار زمین پر گر کر اسطرح
چھپے کہ بالکل غائب ہو گئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غار و نشیب مین مخفی ہوے اور صبا
روے ہوا سے نیچے اتر آئی عیاروں کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا اُس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا وہ
اُٹھ کر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحراے ہولناک مین مجکو کون لایا صبا نے اُسکو بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اتنا تجکو بہلانے
سمجھایا تھا پھر بھی تو غافل ہو کر سو رہا اسوقت مین نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا غرضکہ زہرہ کے بھی اب کان ہوے اور
وہان سے اپنے خیمہ مین آیا صبا پھر اوڑ کر غائب ہو گئی عیار ناچار پھر آئے کیونکہ وہ رات تمام ہو چکی تھی پہنے شمع نور
نے شبستان عالم مین روشنی بخشی کہ بیت کہ جب شب کا اُٹھا بستر جہان سے ؎ سحر نے منہ دکھایا آسمان سے ؎
دم سحر لقاے بد اختر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا زہرہ اور بلا بھی آکر دنگل پر بیٹھے اور صبا بھی آئی بختیارک
کچھ تیور پہچان کر ہنسنے لگا اور کہا رات کا واقعہ ہمکو بھی معلوم ہے صبا نے اُسوقت سب حال عیاروں کا بیان کیا
شیطان نے کہا بڑی خیر گذری اب بچتے رہنا نہین کام تمام ہو جاے گا زہرہ نے جواب دیا کہ آج ہی مین
لڑ کر فیصلہ کیے دیتا ہون یا مار ڈالا مر گئے عیار میرا کیا کرینگے یہ کہہ کر گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہے اسی وقت طبل جنگ
بجوا کر لشکر تیار کرا کے مقابلہ کرنا چاہیئے یہ کیا ضرور ہے کہ رات کو طبل بجے اور صبح کو کل مقابلہ ہو رات کو طبل رزم
اس لیے بجتا ہے کہ حریف ناتوان ہوشیار ہو کر درستی کر لے چنانچہ یہ حریف اس قابل ہین کہ ان کو ذرا بھی مہلت نہ دے
یہ کہہ کر بکمال لاف و گزاف حکم نواخت نقارۂ حرب دیا اوسی دم کوس جمشیدی لشکر لقا مین گرجا ساحرون
نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی ادھر تو یہ سامان ہے ادھر جاسوسانِ ابوالفتح بارگاہ سلیمانی مین
مین آکے شاہ عالیجاہ اورنگ خلافت پر تشریف فرما تھے دربار معمور تھا کہ ان عیاروں نے حال شبینہ عرض کیا
اسی اثنا مین جوڑی ہرکاسے کی گرج مین آلودہ پسینے مین غرق مجرا گاہ پر آکھڑی اور بعد دعاے دولت خواہ گردون پایگاہ حال
نقارہ زنی دشمنان معرض عرض مین لائے یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم تیاری لشکر دیا سردار اوسی وقت بارگاہ
سے نکلکر مرکب طلب کر کے سوار ہوے بادشاہ بھی برآمد ہوے طبل و نقارے بجے دلاور جلد جلد مسلح مکمل ہوے **نظم**

خروش سواران و اسپان ز دشت ｜ زبانگ تبیرہ همی در گذشت
دل کوہ گفتی بدرد همی ｜ زمین با سواران بپرد همی
ز جوشش سواران ہر کشوری ｜ ز ہر مرز و ہر بوم و ہر مہتری
یکے باد و ابرے دران بحر وز ｜ برآمد رخ ہور گیتی فروز
بپوشید روے زمین تیرہ گشت ｜ جہان دیدہ از تیرگی خیرہ گشت
وزان روے لشکر بکردار کوہ ｜ برفتند جوشان گروہا گروہ
برفتند پیلان و نیزہ دران ｜ ہم از قلب لشکر سپاہ گران

ہمی آب گشت آہن و کوہ و سنگ　　بدریا نہنگ و بہامون پلنگ
چو ہر دو سپہ اندر آمد ز جاے　　تو گفتی کہ دارند دو دشت پاے
زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ　　ز گرز دلیران اندر ان رزمگاہ
زمین پر ز جوش و ہوا پر خروش　　ہزبر ژیان را بدرید گوش
سپاہ دو کشور کشید ند صف　　ہمہ جنگ را برلب آورد کف

جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچ کر صف کشیدہ ہوے زرہر نے سامنے لقا کے آکر عرض کیا کہ مین ایک ایک سے کہان تک لڑونگا آج مین ان مسلمانون پر حملہ کرتا ہون اوس نامرد عرصہ نبرد نے حکم دیا کہ جلد جا اور کام ان سب کا تمام کر یہ اجازت پاکر وہ خرس تیغہ نکسیٹ کر گیدڑ بھبکی دکھاتا گینڈا اڑاتا جانب لشکر اسلام چلا اور پس پشت اُسکے ساحرون نے غول باندھ کر حملہ کیا اور ایک طرف سے کوہیون کا لشکر چلا اور ایک سمت سے بنجانی و باختری و مشتری حصاری جملہ لقا پرست حملہ آور ہوے اور ایک طرف سے فرامرز بن نوشیروان نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا تمام ساسانی و گرگانی و کیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا فلاد لات اعلیٰ منات معلیٰ کہہ کر بڑھے اور لشکر اسلام کو چارون طرف سے گھیر لیا اور زرہر جو آگے چلا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ہواے سرد روان ہوئی اور اس ہواے سے تاثیر تھی کہ اہل اسلام چپکے کھڑے اُسکو آتے دیکھکر قصد رزم نہ کرتے تھے اور اسکو روکنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے سواے امیر باتوقیر کے سب پر سحر اُسکا اثر پذیر ہوا تھا اور اُسنے صف لشکر پر آکر قتل کرنا شروع کیا ازبسکہ اہل اسلام صاحبان زور و طاقت ہین آپ تو وار نہ کرتے تھے لیکن اسکی ضرب روکتے تھے یہ معاملہ دیکھکر امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اڑا کر ساحرون پر حملہ آور ہوئے اور آواز اسم اعظم سرداروں کے کان مین جو پہونچی سوتے سے جس طرح کوئی چونکتا ہے اس طرح ربودگی سے ہوشیار ہوے اور تیغ و تبر و خنجرے کرچلے ایک طرف سے لندھور دوسری جانب سے مالک اژدر نعرہ بلند کرکے چلے پھر تو کرتبت سیر گردان۔ نعمان بن منظر۔ منظر شاہ یمنی۔ عامر شاہ رودباری۔ سیفی ذوالیدین۔ ابوالمعدن گرد۔ طوق حران لڑد بہرام گرد بن خاقان چین۔ علمشاہ۔ قاسم۔ نورالدہر۔ داراب کشورکشا۔ ہاشم شیرزن وغیرہ ہر سمت سے حملہ آور ہوے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھا تیغ تیز کی روانی کا وقت آیا دلاورون کی جانفشانی کا ہنگام تھا خنجر گلوگیر شجاعان ہوکر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر کو جواہر زیور پر فوق تھے زخم دامن دار گلے کے ہار تھے پیکان تیر الماس نگار کلیجے کے پار تھے دُھکدُھکی بد زینت طرازان بزم شجاعت کے دم تھے موت خلخال بنکر پانون پڑی تھی حلقہ پارہ زرہ کی ہر ایک کڑی جوشن پوشون کے زیور خفتان و جوشن تھے مردان شجاعت شعار زن تو نہ تھے مگر شمشیر زن تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اور ادھر اپنی شوکت دکھانے کو زرہر تلوارین مارتا صفوف لشکر کے پار نکلجاتا تھا اور سحر پڑھکر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور اس پار صف جاکر پھر گینڈے کو اوڑاتا دوسری صف پر جاتا پھر وہان سے قریب فیل لقا اپنی تعریف کرانے آتا اس رزم کو دیکھ

بختیارک نے اوس سے کہا کہ یہ لڑائی تمہاری بیڈول ہے اب اس طریقہ کو موقوف کرو تم فنون دستی سے لڑا میاں
سے واقف نہیں ہو اوسنے کہا ملک جی مردوں کے سات پھیرے ہوتے ہیں یہ کہکر پھر گینڈے کو دابا اور تلوار
مارتا ہوا لشکر اسلام کے پس پشت جا نکلا امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے جٹے ہوئے تھے اسوجہ سے یہ اپنی
زبردستی دکھا رہا تھا اگر کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا غرضکہ یہ پشت لشکر سے جو پھرا ہندیوں کی فوج میں آگرا اودھر جو
فوج کا دباؤ پڑا اور بہادروں نے تیر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا یہ اودھر سے پھر کر قلب لشکر پر آیا یہاں تخت
شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے تاجداروں نے لینا لینا کا غل کیا اور اسکو زیر تیغ رکھ لیا مگر یہ قتل و قمع کرتا سامنے
تخت کے پہونچ گیا چوبداروں نے عصے مارنا شروع کیے کہ او بے ادب کہاں آتا ہے یہ شہنشاہ عالم و عالمیان
ہیں چوبداروں کا اور اہل تزک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلوارین مارتے آگے جاتے
تھے یہ شور سنکر پھر کھڑے ہوئے اور دریاے فوج عدو کو شناوری کرکے قلب لشکر میں اپنے پہونچے اور ڈانٹا کہ او
زہیر نابکار کدھر جاتا ہے وہ بادشاہ عالی تبار ہیں یادسنے یہ نعرہ سنکر گینڈا بڑھا اور للکارا کہ حمزہ میرا مقابلہ کون کرسکتا
میں تجکو ڈھونڈھتا تھا اب سامنا ہوگیا اب کہاں تو بچ کر جا سکتا ہے یہ کہکر سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا امیر نے
اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور تلوار کو اسکی رد کرکے عقرب سلیمانی کا ہاتھ ماتھے پر مارا اوسنے سحر کی سپر چہرہ پر پناہ کی مگر شمشیر آبدار
سپر کو کاٹ کر سر کو دوپارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو اچاٹتے اوجھ جھوجھہ کو کاٹ کر آخر گینڈے
کے تنگ سے گذر گئی زمانہ تیرہ و تار ہوا شور اسکے مرنے کا مچا ساحر اور زیادہ تر ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامہ
جدال گرم ہوا آب آہن سے جامہ ہستی دھو گئے دریاے لشکر میں بہت سے گوہر جان کھو گئے ہوا سے تیغ کے
سناٹے تھے ابر سپر کے بنگ کالے کالے بادل چھائے تھے کہ

نظم

دو لشکر بہ انسان برآویختند
چنان شد کہ گفتی بر آمیختند
چکاچاک برخاک از ہر دو سوے
زبرخاش خون اندر آمد بجوے
بیابان بکردار جیحون خون
یکے بے سر و دیگرے سرنگون
سر بے تنان و تن بے سران
چو بلندن گرز ہاے گران
ز رخشیدن خنجر و تیغ تیز
ہمی جست خورشید راہ گریز
توگفتی کہ ابرے بر آمد سیاہ
ببارید خون اندران رزمگاہ
ہمہ ریگ خون و سر و دست و پاے
زمین راہمی دل بر آمد زجاے
ہمہ بوم و بر زیر نعل اندرون
چو کرپاس آہار دادہ بخون

ہر چند ساحران نابکار نے سحر ریز تمک آشکار کرکے اہل اسلام کو مغلوب کرنا
چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پس پا ہوے اور ہزاروں مارے گئے آخر جگدر بڑی لقا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے
چلا گیا لشکر اسلام میں طبل فتح و ظفر بجا جست مال غنیمت نصیب غازیان صف شکن ہوا امیر لاشین اپنے لشکر کے
مقتولوں کی دفن فرماکر داخل بارگاہ ہوے لشکر نے کمر کھولی سردار بارگاہ میں آکر داد عیش و نشاط دینے لگے ادھر حرت
نقابا باغ مینا میں آکر تخت خدائی پر اپنے بیٹھا سرداروں کی زخم دوزی ہونے لگی جو سامان کہ باہر قلعہ کے چھوٹ گیا
جو اسباب کہ لٹ گیا اسکی درستی ہونے لگی ہلا و صبا بھی آکر بیٹھا اور گویا ہوے کہ ہمسے غلطی ہوئی جو ہمنے پہلے اسم اعظم نہ بند کر لیا

خراب اسکی فکر کرتے ہین یہ کہکر ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ مدد جو آپنے بھیجی تھی چنانچہ زہر اسطرح مارا گیا مسلمان بڑے زبردست ہین اب آپ کسی بڑے زبردست کو براے اعانت نکاری ملبر بھیجئے یہ عرضی ساحران زہر کو دی کہ وہ رونے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوے یہ تو ادس طرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہے ادھر شاہ جادوان فکر جنگ کو کلب مین ہمہ تن غرق ہے مہرخ و لشکر عمرو کے ساتھ آئی تھی اُنکے افریدن کو لیکر بارگاہ مین بیٹھی عیش کرتی ہے عمرو دوبارہ جران پاس پہونچ کر مصروف عشرت ہین ان سب کو اپنے اپنے مقام پر چھوڑ کر حال شہزادہ

تورج و طلسم ہزار برج و ایرج وغیرہ یہ محرر مؤلف فسانہ لکھتا ہے

داستان رنگین و افسانہ دلفریب و دلنشین سیر سرزمین طلسم ہزار برج کرنا شہزادہ تورج نامدار کا اور قتل کرنا ساحران نابکار کا اور فتح کرنا برج طلسم کا پھر داخل ہونیکا طلسم مذکور مین ایرج نامور کا اور مذکور نجم عیار و شاپور شیر دل پھر کیفیت گرفتاری ماہی پریزاد

جنگ صنعت سحر ساز و ماجراے نامداری طاق طمطراق و نداں المؤلفہ

الا اے خرد مند و پاکیزہ راے
دکھا شب کو پھر جلوۂ آفتاب
جسے پیتے ہی دیدۂ دل ہو وا
کہ لطف سخن کی رہے ساتھ موج
یہ رتبہ بھلا کب ہے لائق مرے
بلاغت مین تاج سر جبرئیل
بلندی مین طوبے سے بڑھکر بلند
بہار رخ حور جسپر نثار
کلام ایسے مضمون کا بس ساقیا
جتاتا ہے کچھ مجکو جادو کا فن
ہے اوس آسمان مین نیا آفتاب
کہ مہر سخن کا ہے جسنے خروج
یہ نیرنگ جس مے سے آئے نظر
طلسمی کرے دم مین طے آسمان

مرے مہربان ساقی رہنماے
وہ دے ساغر بادۂ خوشگوار
نظر آئے عالم طلسمات کا
دیار فصاحت کا ہون بادشا
تکلم مین ہے اب یہ دعوی مجھے
لطافت مین ہو مثل ہنر جنان
متانت مین روح القدس سے دوچند
فصاحت کا مبدا بلاغت کا باب
یہ رہے ہے مرے قلم کی صدا
بلند ایسی ہے میری طبع رسا
جسے دیکھ کر خجستہ ہو آب آب
نئی سیر ہے اور نئی بات ہے
اوسی مے سے دے ساقیا جام جم
سپہر سخن پر مرا راج ہو

اُٹھا دختر رز کے رخ سے نقاب
جو ہو شکل مین صورت چشم یار
وہ ہو نشہ مین میرے مضمون کا موج
زمین سخن پر ہون فرمان روا
وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
صفائی مین مثل دل عارفان
وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار
معانی و مطلب مین جو انتخاب
بناتا مجھے ہے طلسم سخن کو
زمین سخن بن گئی ہے سما
ہزار اوس فلک مین بنے ہین برج
نیا دن ہے ساقی نئی رات ہے
براق قلم اس طرح ہو روان
مرے واسطے آج معراج ہو

بس اے جاہ شوریدہ سر یاوہ گو ۔ خموش اب رہو ہرزہ گوئی نہ تو ۔ نویسی یکے داستانے عجیب
ہمین وفصیح ولطیف وغریب ۔ بیا سامع داستان سخن تو ۔ چنین قصۂ نغز را گوش کن

فروغ افزایان آفتاب سپہر سخن وسیاران بروج افلاک مضامین روشن ۔ فرس رانندگان مضمار عجایب طلسمات وطے کنندگان مراحل عرصۂ طلسم وبیرنگیات سمند گردون خرام قلم کو میدان مضمون غرائب مشحون طلسم مین اس طرح جولانکر فرماتے ہین اور نگاہ تیز تاب ہین کو سیر اطراف دشت طلسمات مین یون دوڑاتے ہین کہ جب رہگراے جادہ پر آفات طلسمات تورج دالاصفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان کو مارکر اس چاہ سبز آتش مین کودا تو غلطان پیچان مثل حلقۂ زلف معشوقان دور تک چلا گیا آخر پاؤن زمین سے آشنا ہوے تو ایک دروازہ رفیع کے قریب اپنے تئین پایا وہ مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا تھا یہ اندر اسکے قدم زن ہوا جب اندر داخل ہوا کسی نے صدا دی کہ لے گرفتار طلسم اب تو روز قیام تک یہین رہا ابتک تو بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص طلسم کا ہے جسمین تو داخل ہوا ہے شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نہ کیا اور آگے بڑھا دیکھا کہ دشت رنگین رشک بہار ہے خوبی مین دامن گلچین پر رخسار یار ہے نظم

داخل ہوا دشت مین جو وہ گل ۔ رشک گل وجانفزائے سنبل ۔ گل شاہد سرخ پیرہن تھا
دیکھا کہ بہار پردہ بن تھا ۔ نوخیز تھا ہر شجر دہان کا ۔ میوہ ہر ایک قوت جان تھا
بلبل تھی وہان پہ یون غزلخوان ۔ جیون زلف بتان مین دل ہو نالان ۔ تھی بوے گلون سے عطر بیزی
شبنم بھی تھی گرم آبریزی ۔ یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا اور آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا

کہ اسمین تئین چار دروازے لگے ہین اور دروازون پر آئینہ جڑے ہین باغ ہر صورت خوبی مین یکتا ہے آئینہ ہر سامنے اُن درہاے آئینہ دار کے شرمندہ ہے شہزادہ حیران کار جب قریب در پہونچا ایک دروازہ اُس باغ کا وا ہوا اور ایک پریزاد قامت مین رشک سرو شمشاد باہر نکلی جس کے گل رخسار روبرو گل خورشید گلزار فلک باسی پھول رات لیا معلوم دیتا تھا شب شرت عالم مین پیدا ہوئی ہے یہ اُسی کی زلف عنبرین کا سایہ ہے لب لعلین پر اُس کے یاقوت معدن سے نکلکر تصدق ہونے آیا تھا نظم

گوری گوری ہے ہر ایک کلائی ایسی ۔ شمع کی جسکی صباحت نے جھکائی گردن ۔ اور اسکے ساعد سے وہ نوکی کلائی اور تری
پنجہ نے پھیر دیا پنجہ مہر روشن ۔ شاخ گل وار کلائی کی ہوئی زیب بہار ۔ چوڑیان شے کی ہرے کرٹے اور کنگن
وہ بر و دوش کی خوبی وہ صفا سینے کی ۔ گات پہ نوک تو انگیا کا نرالا جوبن ۔ اُبھری اُبھری ہوئی وہ سخت کیلی پستان
گہ راگدرادہ شکم نرم وہ مخمل سا بدن ۔ شہزادہ اُسکو دیکھکر بیچین ہوگیا اور چاہا کہ قریب اُسکے جائے اُس مہوش نے

فروغ حسن اپنا دکھا کر اُسکو دیوانہ بنا کر سحاب حجاب مین اپنے تئین پوشیدہ کیا یعنی پھر در کے اندر چلی گئی یہ بھی سایہ سان عقب مین اُس پری کے اندرون باغ آیا نہین اسکا پتا نیا پایا لیکن باغ نہایت پرفضا تھا گل وشجر سے بھرا تھا سیب اور انار کے درخت اُسمین بیشمار تھے شجر سیب اگر قامت یار گلعذار تھے تو سب پستان معشوقہ واغدار تھے سیب قنان گو اس باغ کے دیکھنے کی چاہ تھی آسیب زدہ کو وہین پناہ تھی انار پختہ ہوکر جو کھل گئے خندۂ دندان نما عشق

سبز پوش و رنگین دہن کر رہے تھے کھلکھلا کر ہنس رہے تھے سالک گو ہزاروں دا فنون پر نثار واقعی طرفہ بہار کہ ابیات

حباب ہیں متبسم جھکائے سر غنچے
شگوفے ہیں نکالے ہنسی میں دانت نکال

ہیں عیش میں چاک گل ہنستے ہنستے نہال
ترانہ سنج تو بلبل ہے نغمہ خوان قمری

ہے تختہ زرد چنبیلی کا زعفران کی کشت
نسیم برگ کی جنبش سے دے رہی ہے تال

نوریج نے اُس باغ میں جب اوس رشک چمن کو نہ پایا ناچار کچھ سیب و انار توڑ کر نوشجان فرمائے اور بارہ دری
میں گیا وہاں آبدارخانہ موجود تھا سبو دان پر کٹورا رکھا تھا بجھرا ڈھکا تھا اُسنے پانی ساغر زرین میں بھر کر پیا جب آسودہ
ہو چکا قدم سیر کرنے کو اٹھایا بارہ دری میں جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف کو تخت جواہر نگار گستردہ
دیکھا اسپر لقا مشرک خدا کو بیٹھے پایا یہ حیران تھا کہ لقا یہاں کیونکر آیا پھر سمجھا کہ یہ پتلا کسی ساحر نے اُسکی
صورت کو پوجنے کو بنایا ہے اسی سوچ میں تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا تنم لقا رب بقا اے نوریج تو میری بہشت میں
حور قدرت کے پیچھے آیا اب کیا کھڑا سوچتا ہے جلد مجکو سجدہ کر اور شکر میری عنایت فراوان و رحمت بے پایان کا کر کہ
پہلے تو ماہ پرستی کرتا تھا تجکو خدا پرستی کی میں نے توفیق رفیق فرمائی اب تجکو اپنی بہشت میں زندہ بلا کر دیدار اپنا دکھایا
اب تجکو تامل سجدہ کرنے میں زیبا نہیں جلد گردن جھکا یہ کلمات سنکر شہزادہ ہنسا اور گویا ہوا کہ او مردود ازلی وابدی
یہ منھ اور دعوی خدائی کا تو کوئی شیطان رجیم ہے جو اس پتلے میں در آیا ہے اور بجائی تیرا اپنے اصلی آقا بھی بچہ شیطان
کوہ عقیق میں بندگان رب العزت کو بہکاتا ہے اسی کی صورت کا ایسا پتلا کہ جسمین تو حلول کیے ہے کسی ساحر نے
بنایا ہے دیکھ تو اپنی سزا یہ کہہ کر تیغ کھینچکر لپکا اوس پتلے نے کہا ہاں ہاں ارے کیا کرتا ہے جادۂ ادب سے قدم آگے
دھرتا ہے میں خدا ہوں تجکو غارت کردونگا شہزادہ اولاد خلیل الرحمان نے اسکا غل کرنا کچھ نہ سنا اور ہاتھ تلوار کا مارا
مگر تلوار اوچٹ گئی اور اُس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہونچا اور اُسنے شور مچایا کہ اے حوریان قدرت جلد دوڑو کہ اس بندۂ بے ادب
نے کام میرا تمام کیا وہ تو چیختا رہا شہزادۂ بت شکن نے گردن پکڑ کر تخت پر سے کھینچکر ستون بارہ دری سے اُسکا
لڑوا دیا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا شہزادے نے پھر اُسکو چور چور کر ڈالا پس زمین
تھرائی اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ او بے رحم تو نے
خدا بھی خداوند کے حال پر رحم نہ کیا کیسا کیسا وہ چیخے مگر تو نے اُنکو نہ چھوڑا اب دیکھ تو کہ کیا آفت تیرے اوپر
میں لاتی ہوں شہزادہ یہ سنکر تیغ بکف اوسپر جھپٹا اوسنے بڑھ کر دیوار پر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی
پیدا ہوئی اور شہزادہ بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا ایک میدان لق و دق میں آ گیا ہوں نہ وہ باغ ہے
نہ مکان ہے فقط الف دست میدان ہے مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی آگے جاتی ہے یہ دیکھ کر شہزادہ بھی
چلا لیکن وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہے اور اُسکا مطیع ایک دیو ہے کہ اس بیابان میں رہتا ہے
چنانچہ اس ساحرہ نے آپ تو شہزادے کا مقابلہ نہ کیا اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہوگا تو مجکو مار ڈالیگا دیو سے جا کر
کہہ دے دیکھا جائے گا بس جاتے ہی اوس دیو سے کہا کہ ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر
کیا ہے وہ لقمہ لذیذ آیا ہے جلد اٹھ اور نوشجان کرے یہ سنتے ہی دیو قلقاری مار کر دم اٹھائے اشتلنگ کرتا چلا

شہزادہ تو چلا ہی آتا تھا دیو کا سامنا ہوا اوس دیو نے اوسکو دیکھ کر ایک درخت عظیم الشان اوکھیڑ کر کاندھے پر
رکھا اور سامنے آکر ناچنے لگا پکارا کہ اب خوب ڈاڑھ گرم ہوگی اے انسان میں تجھکو کھاتا ہوں تو میرے پیٹ میں
اوتر جا کہ مجھکو میرے دانتوں کے چبانے کی تکلیف نہو شہزادے نے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل
کوہ وغیرہ میں تہلکہ و زلزلہ پڑگیا دیو نے گھبرا کرہی درخت پیچ دے کر مارا اس نہال حدیقہ صاحبقرانی نے پیترا بدلکر
خالی دیا دیو نے ایک چیخ ماری کہ ارے تو بڑا زبردست ٹھہرا کہ میرے منھ میں کسی طرح نہیں آیا رہ تو جا میں تجھکو
نوچ نوچ کر کھاونگا یہ کہہ کر دوڑا اور شہزادے کے لپٹ گیا اوسنے ایک ہاتھ اوسکا کہنی کے نیچے رکھ کر دوسرے
ہاتھ پر جو پیچ باندھا دیو ارے کیا کرتا ہے ارے کیا کرتا ہے کہہ کر زمین پر گرا شہزادے نے اوسکے سینگ پکڑ کر کھینچے
کہ وہ چت ہو گیا اوسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہے اچھا میری چھاتی پر سے اوتر کہ
میں سجدہ کروں شہزادہ نے فرمایا کہ استغفر اللہ میں ایک عبد ذلیل پروردگار عالم ہوں پروردگار میرا وحدہ لاشریک
ہے مجھکو تو بھی سجدہ کر دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو زرد قاف ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میں زرد قاف کا پوتا تورج بن
بدیع میرا نام ہے دیو نے یہ سنکر دانت نکال دیے اور چپ چک کرنے لگا شہزادہ اوسکے سینے پر سے اوترا اوسنے
کلمہ پڑھ کر اسلام بصدق دل اختیار کیا یہ تمام ماجرا اوس ساحرہ نے کہ جس نے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب
تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک اناش کا سحر پڑھ کر مارا کہ شہزادہ بےحس و حرکت ہوا اوسنے آکر کمر میں ہاتھ ڈالکر
اوٹھایا کہ تجھکو اوسی طرح پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مارونگی جس طرح تو نے خداوند کو ٹکڑے کر چور چور کیا ہے یہ کہہ کر دیو کی جانب
بھی دانت پیسی پڑھتی کہ موئے تو بھی اس نگوڑے سے ملگیا دیو نے فقرہ کیا اور کہا اے ملکہ مجھکو یہ مارے ڈالتا تھا
اگر میں منت اسکی نہ کرتا تو مارا جاتا میں اسکا دشمن صعب ہی ہوں اسنے مجھکو بڑی اذیت دی ہے مجھکو دیجیے کہ اسکو
کھاؤں یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہونچتے ہی گردن اوسکی پکڑ کر بزور تمام دھڑ سے کھینچ لی شور اوسکے مرنے کا برپا ہوا
اور آواز آئی کہ افسوس مارا رزم جادو کو اوسکے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا اور دیو کو گلے سے لگایا دیو نے کہا کہ
اے شہریار میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمایئے اوسکے ہمراہ شہزادہ ایک پہاڑ پر آیا وہاں درخت میوہ دار
گنجان لگے چشمہ ہائے شیریں جاری تھے شہزادہ نے وہاں میوہ کھایا پانی پیا آسودہ ہو کر سجدہ شکر خدا کا کیا پھر دیو سے
باتیں کرنے لگا دیو نے عرض کیا کہ حضور یہاں کیونکر تشریف لائے شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا اوسنے کہا
یہاں سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جائے تو وہ راہ کہ جدھر سے آپ آئے ہیں ملنا دشوار ہے اب تین دریا راہ میں
ملیں گے ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا اور یہ دریا چار طرف اس طلسم کے ہیں اگر آگے جانیکا قصد کوئی
کرے جب بھی یہ دریا ملینگے مگر زحمت گوارا کیجے آپکو کندھے پر سوار کر کے لے چلونگا اور آپکے لشکر میں پہونچا دونگا
وہاں بھی حاضر رہونگا شہزادہ نے فرمایا اے رفیق شفیق میں راہ بھولکر نہیں آیا ہوں بلکہ بارادہ فتح طلسم عمداً داخل
طلسم ہوا ہوں یہ میرا شیوہ نہیں جو اپنے عزم سے باز آؤں اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤں دادا نے میرے دیو سمندون
ہزار دست کو مارا ہے میں اتنا بھی نہ کروں کہ اس طلسم کو توڑوں اب تم یہاں آرام کرو میرا خدا شریک ہے انشاء اللہ

فتح کر کے مین تمسے پھر ملونگا دیو نے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیونکر جدا ہونے لگا اگر یہی ارادہ ہے تو میرے ساتھ چلیے اور بادشاہ طلسم کو مارنے مین بھی جانبازی کرونگا شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک رات اوس پہاڑ پر بسر کی شب بھر ذکر طلسم نیرنگ رہا جب دوسرے دن کوہ طلسمات خاور سے شاہ زرین کلاہ خور نے سر بلند کیا کہ بیت

فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف ۔ بڑھا صحرا کو سلطان پر انصاف

شہزادہ نے کمر ہمت بعد ادائے فریضہ نماز باندھ کر قصد روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ اے آقا تین روز مین ایک ایک دریا طے ہوگا آپ کچھ جانور شکار کر کے مجھپر لاد دیجیے اور سوار ہوکر چلیے اسی طلسم مین راہ برج جمشیدی کی بھی ہے اور پرستان کو بھی راستہ گیا ہے آپ اکیلے بہک کر اور سمت چلے جائینگے راہ طلسم نہ پائینگے شہزادہ نے اوسکے کہنے سے بہت سے گور و گوزن و نیل گاؤ وغیرہ شکار کر کے پشت پر اوسکی بار کر کے آپ بھی سوار ہوا اور دیو اوس نبیرۂ ثانی سلیمان کی ہوا خواہی مین بال شوق وا کر کے اوڑا شہزادہ نشیب و فراز عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز چلے دریاے آب پر دیو لیکر پہونچا شہزادہ نے دیکھا کہ یہ دریا نہین قہر خدا کا نمونہ ہے جو حباب ہے وہ دماغ مین ہواے ہمسری حباب فلک رکھتا ہے چشمۂ خورشید اوسکے نام سے جلتا ہے پاٹ اوسکا آسیاے گردون کو بھی ڈالنا چاہتا گھاٹ اوسکا تیغ ظلم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا دھارے مین اوسکے وہ پانی کا زور کہ پست اوس سے ہر صاحب زور کا توڑ جوڑ سمندر عجب نہین جو اسکے خوف و بیم سے آب آب ہو اور ہمت کر سمندر آتش بنے اور آگ مین رہنا اختیار کرے بحر اخضر ہوا اوکا زہرہ آب آب تھا طوفان نوح مقابل اوس کے شرم کے پسینے مین غرقاب تھا کہ بیت

بڑھا ایسا کہ جون بیتابی دل ۔ ہر اک لہر اوسکی موج تیغ قاتل

دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا شہزادہ اوسکے منھ مین وہی گوشت شکار کا دیدیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھا کر بسر کرتا آخر اوس بحر زخار کی سرحد سے گذرے اور کنارہ بحر آتش کے پہونچے دیکھا کہ یہان کوسون تک آگ کا میدان ہے شعلۂ شرار کی لپک سے پوشیدہ آسمان ہے فلک دسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھا کر نیلا ہوگیا بلکہ دھوان بنگیا ہے چرخ اس نہج سے جھکا نظر آتا ہے جیسے دودی جہاز سمندر مین جاتا ہے جو شعلہ ہے وہان کا وہ شعلۂ آہ عاشقان کی طرح سرکشیدہ بے اضطراب دہین سے بھاگا ہے جو سریع السیر کہلاتا ہے العیاذ باللہ آگ اس طرح شعلہ ور ہوکر پیچ و تاب کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اوس سے شرمندہ نظر آتی تھی زبانہ اوسکا زبانہ جہنم پر زبان درازیان مین مثل مزاج عاشق ناساز شور سے اوسکے برق تڑپ کر مزون بھاگے رعد کا دم بند کو اس بحر کا زبان قوم آتشی پر چھا ڈالے کہ ہیبت ہوا تار یک مثل ابر گیسو + لبسان شعلۂ خور جلتی تھی لو + کنارے اوس بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ تھی وہ راہی مین مثل عمر اختیار سیدھی تھی دیو نے شہزادہ کو لیکر بڑی تیزی سے پرواز کی لیکن اوس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہ ہوسکا اور حرارت آتش سے بیہوش ہونے لگا ناچار شہزادہ کو کنارے اوس بحر کے لاکر اتار دیا اور آپ چلا گیا اطراف مین وہان کہین چشمہ آب کو تلاش کر کے غوطہ لگا کر خوب اپنا جسم بھگو کر آیا اور شہزادہ کو لیکر پھر اوڑا مگر دیوار کو نہ پھاند سکا پھر اوتر آیا تیسری مرتبہ پھر پرواز کی ایکی اس تیزی سے اوڑا کہ اوس

دیوار مین ٹکر کھائی او صدمہ سوزش سے بیہوشی طاری ہوئی جس طرح ہو سکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہونچایا اور آپ
بیہوش ہوگیا شہزادہ اوسکو اُٹھا کر ایک مقام سرد پر لایا کہ وہان اوسکو ہوش آیا عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار بڑی مشکل
ہوئی اس دریا کے پار مین نہ جا سکیگا شہزادے نے فرمایا کہ بھائی خدا تعالی مسبب الاسباب ہے وہ کوئی سبب
پیدا کریگا اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پار لگائیگا اب اوسی کے کرم و فضل پر نظر رکھکر یہان ٹھہرو دیکھو تو کیا ظہور مین
آتا ہے یہ کہکر مصروف دعا ہوا ادھر اس دریا کے محافظ جو ساحر ہین انھون نے دیو کو کئی مرتبہ اوڑتے دیکھکر حال دریافت
کرکے اپنی مالکہ ملکہ شعلہ سان جادو کو جا کر خبر دی یہ ساحرہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اس حوالی مین حکومت کرتی ہے
اور اس دریا کو بزور سحر اسنے بنایا ہے ساحرون کو بحفاظت مقرر فرمایا ہے چنانچہ انھین محافظون نے حاضر ہو کر عرض کیا
کہ ایک دیو ایک انسان کو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے کئی مرتبہ اوڑا مگر دریا کے پار نہ جا سکا گر پڑا آخر بیہوش ہوگیا اب کسی طرف
وہ آدمی اوسکو لے گیا ہے یہ خبر سنکر شعلہ سان ہنسی اور اپنے مصاحبون اور ملازمون سے کہا کہ یہ شخص جو پشت دیو پر
سوار ہو کر اس حوالی مین آیا ہے دعوی طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہیے خداوند زرد ہشت سامری کیا کرتے ہین
یہ کہکر ایک اپنی انیس سے پوچھا کہ اے گرم خوے وشوخ چشم جادو ملکہ اخگر جادو کا بہت دنون سے پتا نہین وہ
کہان ہین انیس نے جواب دیا کہ لونڈی اوسکے گھر جا کر دریافت کرتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور مقام اخگر پر آئی
اس بحر آتش کے اوس پار ایک برج اسی ہزار برجون طلسم مین سے ہے اور اس برج مین قلعہ بہت بڑا آباد ہے اوسی
قلعہ مین شعلہ حکومت کرتی ہے مکانات عمدہ تعمیر ہین چنانچہ وہین گھر اخگر کا ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے جو مقام
کفل شاہ پر شہزادہ کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دیکر بتلا گئی تھی کہ پہلوان کو تخت پر بادشاہ کے بٹھیگا آتش
سبز پیدا ہوگی انھین کو دیے گا چنانچہ شہزادے نے ایسا ہی کیا تھا اب وہ ساحرہ عاشق شہزادہ ہو کر اپنے گھر مین
آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہونچی اور گویا ہوئی کہ چلیے ملکہ عالم نے آپ کو بلایا ہے یہ اُس کے ہمراہ خدمت شعلہ مین آئی
اوسنے سب حال دیو اور طلسم کشا کے آنے کا کہکر اوس سے کہا کہ تو میری رکن سلطنت ہے جلد جا کر اوس طلسم کشا کو
گرفتار کر اور دریافت کرنا کہ وہ بندہ جمشید و لقا ہے یا مسلمان ہے اگر ہمارے مذہب کا ہو تو کہنا کہ تم یہان رہو
کچھ سرکار سے تمھارا مقرر ہو جائیگا اور اگر مسلمان ہو تو فوراً ذبح کرکے کباب اسکے لگانا اور میرے واسطے لانا کہ بڑا
ثواب ہوگا اخگر یہ حکم سنکر وہان سے روانہ ہوئی اور دریا پر آ کر آب سحر ساتھ لائی تھی اوسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا
ہوئی یہ اوتر کر اس پار آئی اور دیوار مین در پیدا کرکے کنارے پر جہان دیو اوترا تھا پہونچی اور ہر سمت ڈھونڈھکر
شہزادہ کے پاس پہونچی اور ہر چند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی ہے مگر یہ سمجھکر کہ محافظان بحر آتش بطور مخفی یہان موجود
ہین وہ تیری محبت جتانا دیکھکر ملکہ سے کہین گے شہزادہ کے حق مین بھی برا ہوگا بس یہ سمجھکر دھمکانے کی راہ سے
ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھکر نعرہ کیا کہ ارے موے تو اس مسلمان کے
ساتھ کیون دیوانہ ہوا تو تو لقا پرست تھا اب خدائے نادیدہ کو پوجتا ہے دیو نے کہا مین لقا اور اس کے
باپ پر لعنت کرتا ہون اخگر نے ناریل دکھلانے کی راہ سے ہاتھ اُٹھا کر چاہا کہ مارون شہزادہ ہان ہان کرکے

دوڑا کر کیا کرتی ہے اخگر تو مائل تھی ہی تاب ضبط نہ لائی قریب آکر کہا اے شہریار مجھکو آپ بھول گئے یہ کہہ کر سب پتہ اپنا
بتایا شہزادے نے خوش ہو کر چاہا کہ گلے سے لگاؤں اوسنے منع کیا اور کہا اے شہزادے یہاں بڑی بڑی آفتیں اور
مصیبتیں ہیں یہ کنیز حضور کو منزل مقصد پر پہونچا دیگی اور اگر حکم ہو تو آپ کے لشکر میں آپکے لے چلے اور تمام عمر آپکی
کنیزی کرے شہزادے نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہے جو بغیر فتح کیے طلسم کے جائیں یہ کہہ کر اور ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک
درۂ کوہ میں شہزادہ آکر بیٹھا اخگر نے وہاں تخلیہ پا کر حال اپنا بیان کیا کہ اے مایۂ ناز و سراپا انداز میں دختر خواندہ
بیٹے پالک شعلہ سان کی ہوں آپ پر عاشق ہو کر پہلے بھی میں نے آپکی مدد کی تھی وہ پہلوان اور بادشاہ
کو آپکے روکنے کیلیے میری ماں ہی نے بھیجا تھا اب آپ دریا پر آئے ہیں یہ مقام بھی ایسا ہے کہ اس پار دریا
کے کوئی نہیں جا سکتا ہے اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم ہے اے شہریار جو اس پار دریا کے
گیا پھر وہیں مر گیا ورنہ آسکا آپ بھی اس ارادے سے باز آئیے شہزادے نے فرمایا اے ملکہ ہم طلسم فتح کر کے بجاے
شعلہ سان تمھیں بادشاہ کرینگے اور انشاء اللہ اس ساحرہ کو مارینگے اخگر نے کہا کہ خدا ایسا ہی کرے مگر اس مقام
کو دربند آتش نگار کہتے ہیں دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے میرے دل میں بڑا ہول و اندیشہ ہے اچھا اب میں جاتی ہوں
شعلے سے کہوں گی کہ مجھکو طلسم کشا نہیں ملا اور رات کو چھپ کر آپ پاس آونگی شراب کباب بھی حضور کیلیے لیتی آؤنگی
یہ کہکر جا رہی تھی کہ روانہ ہو مگر اسکو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا نہ ہو کہ میری بیٹی مار ڈالی جائے بس اپنے
دربار میں چار سمت دیکھ کر ایک ساحرہ منقل جادو نام سامنے کھڑی تھی اُس سے کہا کہ جلد جا اور ہو سکے تو
طلسم کشا کو پکڑ لا اور نہیں تو خبر دریافت کر آ میں آپ چلوں منقل حسب الحکم آب و لیکر چلی اور دریا سے اتر کر ہر سمت
ڈھونڈھتی ہوئی درۂ کوہ کے قریب جب آئی دونوں شیداے یکدیگر کو سرگرم راز و نیاز دیکھ کر جل گئی غصے سے رنگت
چہرہ بدل گئی پکاری کہ ارے موئی اس جوانی پیٹے موڑی کاٹے کو تو لیکر بیٹھی ہے اس نگوڑے کو گھڑی گور میں تو دو
تیرے اوپر سے صبح شام صدقے اتار دوں اخگر یہ باتیں سنکر بیتاب ہو گئی اور پہلو سے شہزادے کے اُٹھ کر قریب
اُسکے آکر بولی کہ بھلا ہوا اسطرح نہ کہہ تیرا اُسنے کیا لیا ہے دیکھ تو کیسا کنور کنہیا ہے اور وہ تو کچھ بولتا نہیں اسطرح تو تو اُسکو
کوس اُسنے یہ سنکر غصہ کیا کہ او منقل شہکار اڈھکوشے کی سفارش مجھسے کرتی ہے یہ کہہ کر ایک گولا فولادی سحر پڑھکر
شہزادے پر مارا اخگر بیچ میں آ گئی اور سحر سے گولا رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچکر دوڑا منقل نے بغضب تمام ایک
طمانچہ اخگر کے دوڑ کر مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا اور شہزادہ پیچھے یہ معاملہ دیکھتے جو دیکھا ہاتھ بڑھا کر گردن اوسکی
پکڑ لی وہ تڑپکر چاہتی تھی کہ نکل جائے شہزادہ قریب آچکا تھا ہاتھ جو شمشیر براں کا مارتا ہے دو ٹکڑے اُس کے
ہوئے غل و شور تاریکی ہو گئی آوازیں مہیب آنے لگیں کہ ہائے منقل جادو کو مارا پھر لاش اوسکی اُٹھا کر
سامنے شعلہ سان جادو کے لیگئے اور عرض کیا کہ اسطرح یہ قتل ہوئی یہ سنتا تھا کہ اسپر غضب طاری ہوا اور
رنج میں جل بھنکر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہو کر مثل شعلہ بیتاب کھاڑی دریاے آتش کے پار اوتر کر
اُس جگہ تنہا آئی کہ جہاں یہ دونوں سواے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہہ رہی تھی کہ اے یار شیریں طلعت میں تمھے

فریاد وار نثار ہون اس کوہ مین اب نہ ٹھہرے وہ تجربہ شعلہ سان آئیگی کوئی آفت مقرر لائیگی بیان سے
مجکو بھی لے چلیے اور جلد روانہ ہو جیسے ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ آگ للکاری باش وغیرہ سرتیرہ روزگار نے
منقل کو مارا کہ جو روح رواں میری تھی یہ کہکر جانب شہزادہ جلی دیو نے پھر ہاتھ اپنا بہر دراز کیا لیکن ایسی
زبردست ساحرہ ہے کہ ہاتھ اسکا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم مین پیدا ہوگئی کہ دیو بیہوش ہوگیا اور یہ قریب
شہزادہ پہونچی شہزادہ نے چاہا کہ تیغہ مارون مگر دست و پا مین جنبش نہ پائی اور اسنے ایک طمانچہ شہزادہ کے
اور دوسرا اخگر کو مارا کہ یہ دونون بیہوش ہوگئے اسنے دونون کو بغل مین داب کر پرواز کی اور دیو کو چاہا کہ قتل
کر ڈالون پھر سوچی کہ جب طلسم کشا مر جائیگا یہ آپ مطیع ہو جائیگا اسکا مارنا صلاح نہین فی الجملہ دیو کو اُس جگہ پر
چھوڑ کر کچھ سحر پڑھا کہ ایک لکہ ابر سرخ ظاہر ہو کر قریب اسکے آیا اسنے شہزادہ اور اخگر کو اوسپر ڈال کر ہوا پر
اپنے بیٹھے دارالامارہ مین آئی سب نے اسکی تعظیم کی اسنے ابر پر سے ان دونون کو اُتار کر سامنے تخت کے ڈال دیا
اور کہا صاحبو اسی طلسم کشائی دھوم تھی مین اسکو ایک طمانچہ مین پکڑ لائی ہون اس گیسو بریدہ کو مین نے بیہوش
کیا اسنے بھی اس مفتری بدین کا ساتھ دیا خیر ان دونون کو دیکھو تو مین کس طرح ہلاک کرتی ہون ہر ایک ساحر
حاضر دربار نے اسکی تعریف کی اور اسنے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلا کر طوق و سلسل کر دیں کہ یہ ہمی تھی کہ اسکا ایک بیٹا ہے
شرر بار جادو وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سنکر دربار مین آیا یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور ہمیشہ عیاشی
مین اپنی اوقات خراب رکھتا ہے اخگر کو بھی پیار کرتا ہے مگر مان کے خوف سے اوسپر دست درازی نہ کر سکتا تھا
آج اس ارادے سے آیا ہو کہ معشوقہ مذکورہ بیہوش پڑے تو قبضہ کرنا چاہیے غرضکہ پہ لطف شیطان بیچون کے مثل چلتا تھا
ہوا جب سامنے آیا ماں کو سلام کیا ماں نے دعا دی کہ برخوردار عمر دراز ہو برابر تخت پر آکر بیٹھا اور شہزادہ اور ساحرہ
مقیدہ کو دیکھکر مستفسر حال ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا لائیے ان مجرمون کو میرے حوالے کیجیے رات کی مہلت
قید رکھکر صبح کو قتل کر ڈالونگا اسکی مادر نے کہا بہتر ہے اس کافر نے سحر سے زنجیر آتشین مین دونو کو باندھا اور طوقہاے
آتشین دست و پا و گردن و کمر مین ڈالکر انکو رد سحر پڑھکر ہوشیار کیا جب شہزادہ ہوشیار ہوا دیکھا کہ ایک دربار کجدار
مین ہم زنجیر مین بندھے ہین ساحران کریہ منظر و بدنام بہ ہیئت و نافرجام کرسی ہاے زرنگار پر بیٹھے ہین گوش و بینی سے
اُنکے شعلہاے آتش نکلتے ہین سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی اور تاج فرمانروائی پہنے بیٹھی پناہ خدا کی عجب
صورت ہیبتناک اس قحبہ کی ہے ہر بُن مو سے شرارے آگ کے نکل رہے ہین آنکھین ہین کہ دو فتیلے جل رہے ہین منہ کے باہر کچلیان
نکلی ہین زرد و لمبی کی گرہ ہیچی ہین سر پر بالون کی جگہ آگ چھائی ہوئی ہے اس آتش مین چہرہ سیاہ اُس
خانہ شیطان کا جو نظر آتا ہے دھوان معلوم ہوتا ہے پہلو مین اُس ابلیس طینت کی ایک ساحر نابکار بد کردار
زبون شعار منہ پھاڑ سا پھیلائے افعی و دو زبان سر سے لپیٹے بیٹھا ہے یہ دیکھکر شہزادہ نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ
ساحر بد سرشت پہلوے مادر سے اُٹھکر سحر خوان ہوا کہ دو پنجے پیدا ہوے اور ملکہ و شہزادہ کو لیکر اُٹھے یہ بھی مادر سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا اور کسی جاے آتش کہ ایک باغ اسنے سحر سے بنایا ہے اسمین ان معذورون کو لایا اور ایک

برج مین اس باغ کی بارہ دری کے لاکر شہزادہ کو بند کر دیا اور دوسرے برج مین اخگر کو رکھا اسلیے ساتھ قید نہ کیا کہ رات کو اس سے سوال وصل کرکے بمنت اخوش شاہ در راضی کرونگا غرضکہ دونون کو قید کرکے آپ باغ کے چبوترے پر بیٹھکر مصروف میخواری ہوا ادھر جب اخگر اس برج مین قید ہوئی اور اُسنے جانب باغ نگاہ کی از بسکہ شہزادہ سے جدا ہوئی تھی تو بہار باغ دیکھکر رونے لگی اشک کی جھڑی باندہ دی زلف سنبل کو اپنے آنکھے سمجھے دلیے تشبیہ دیتی سوسن کو غم یار مین خموش کہتی سرو کو آزاد دیکھکر کہتی کہ گنہگاران عشق قید مین قمری بھی طوق محبت بگلو ہو فراسن سے کہتی کہ تمکو رونے کی خو ہے بلبلون کو دیوانگان گلشن الفت خطاب کرتی شمشاد کا قد بالا دیکھکر تیر آہ عاشقان سمجھتی جا دل کا زمزمہ دل دکھا تا باد گلعذار مین یہ نغمہ زبان پر آتا

خمسہ

قلق سے دل کے بیان کرین کیا اُٹھاتے ہین ہم جو صدمہ تجھ بن
شب جدائی کی صبح کرتے ہین آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آتی ہے تیغ در کف نہ کاٹے کٹتے ہین ہجر کے دن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم بھی ہین غمخوار اپنے لیکن
کسی سے کیا کہین حال دل کا نہین ہے فرصت فغان سے ہمکو

نہ موت کی یاد کیونکر اپنا کرے دل باندھ کہین ہمیشہ
لبے تم آلودہ اشک حسرت نہ کس طرح آستین ہمیشہ
سبب اگر ہمسے پوچھتے ہو کہ کیون رہے تم حزین ہمیشہ
جہان ہے بد سرائے فانی یقین ہے رہنا نہین ہمیشہ
یہ غم ہے جانے کا بسکہ الفت یہان کے باشندگان سے ہمکو

فراق کی جب تلک تھی طاقت شکیب کا جب تلک تھا یارا
سہین ہزار دل جلانے ہجر آہ کھینچی نہ دم ہی مارا
بپا ہو خود داری اپنے دلکو ہوئی از بسکہ ناگوارا
دیار وحشت مین اے عزیزان ہے بے نشانی نشان ہمارا
دنیک سے کچھ روا ہے مطلب نہ کام نام و نشان ہے ہم کو

ہمارے اشکون کے قطرے تار ہوا مین گوتی پرو دگئے ہین
ہم اپنی بیتابیون سے دل کی مثال دل قریب کھو گئی ہین
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہو رہی ہین
لحد مین پہنے نہ چین سے کل ابھی تو رو رو کے سو گئی ہین
خدا سے ڈرئے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

اسی طرح یہ فغان کش ہمسر جا دل مصروف شیون تھی کہ دود آہ بھی باد گلعذار مین گلشن سینہ داغدار سے بہار نکلا یعنی چمنستان عالم مین شام سوسنی رنگ کا تختہ پھولا کر بموجب

نظم

قریب شام ہر عالم آرا
جو تھا دن بھر سر یک کا تماشا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان
اندھیرے نے جمایا اپنا سامان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی دین گل لگائی جان مضطر فراق یار مین لب پر آئی وہ جانورون کا سیر الفناد خون پر تنا سا آجانا نہر و نکا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہنا ماہتاب کا نمود ہونا تو سبزہ سبز کا چمن سبز کا زمی سے لہلہا جانا گلزار کا بزم گلشن مین مثل شمع سوزن ہونا چاندنی مین غنچہ کا مسکرانا دل مین یاد جلوۂ جانانہ زخم جگر کو خراش دل پاش پاش یہ منظر اسمر سرو پنجۂ تقدیر زنجیر آتش مین اسیر کا دش پر تقدیر پر اسیمہ فتنہ انگیز تھی جاتی تھی وہ تنہا

شراب خواری سے بدمست ہوا تھا قلیان مستی و جوش شہوت پرستی دل میں آیا اپنی جگہ سے اوٹھکر اوس برج میں جا
پہنچی تھی پہونچا وہ عشق کی ہروگن یاد میں اپنے دلدار کے رونے لگی اور کہا اے شخص جسکو پیار کرتے ہیں اوسکو قید کرکے
اسی طرح آزار دیتے ہیں اور پھر آنکھ چار کرکے محبت کا اقرار کرتے ہیں مجکو ایسے جرتر باز مردوے سے خوف آتا ہے ڈر ہے
اوسکے دیدے سے نہیں معلوم آگے بڑھکر وہ کیا روز بد دکھاتا ہے یہ سنتا تھا کہ یہ موذی بر سر رحم ہوا اور دو سمجھ کر
اوس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے چھڑایا اور زبان پر لایا کہ بیت یکیا اس قسمت بد نے دکھایا کہ میرے
ہاتھ سے مہ جبیں کا ستایا۔ اے جانی و اے مایہ عمر و زندگانی اس ظلم کا بدلا جو چاہنا سو لینا جیسی سزا چاہیے ہو مجکو
دینا اب میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر اوس حریق آتش اشتیاق کو اپنے تہہ زانے کی جو یاد
آئی بلبلا کر اوسکی منت پر رونے لگی اوسنے سر قدموں پر رکھدیا اوسنے کہا چلو ہٹو تم یہ خوشامد آبرو لینے کی کرتے ہو جب
مطلب نکل جائیگا پھر جلادی کروگے اوسنے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی اوسنے کہا اگر مجکو چاہتے ہو تو ان برج
آتشین کے برباد ہونیکا راز بتاؤ اوسنے کہا تم اس بھید کو پوچھ کر کیا کروگی ساحرہ نے جواب دیا کہ میں کسکی ہے پالک ہوں
کہ جس کے تم فرزند ہو میرے تمہارے دعوی برابری کا ہے تمکو اوسنے سب کچھ تعلیم کیا اور شریک کار دربار سلطنت فرمایا اور
مجکو دودھ کی مانند مکھی نکال کر الگ پھینکا اسی سبب سے مارے غصے کے میں شریک طلسم ہوگئی اور قسم کھائی ہوئی ہے جبتک
مجکو یہ راز نہ معلوم ہوگا کبھی تجھسے نہ راضی ہونگی بیت کہ جیتے جی نہ دیکھوں شکل تیری ع بلا سے تیری جو حالت ہو
میری ع جب اوس نابکار نے یہ حالت دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا کہ سُن اے جان جہان شکوہ تیرا بجا ہے وہ حال
میں تجکو بتاتا ہوں کہ جسکو کہنا کسی سے کیسا دل سے زبان پر بھی نہ لانا جو سامنے سرو کا درخت لگا ہے اسکی جڑ میں
ایک کمان اور تیر رکھے ہیں کہ جو دوکے ہیں انکو کوئی نکالے اور اس دریا کے کنارے جائے ایک برج آتشین
وہاں بنا ہے اوسپر پتلا ایک آتش کا کھڑا ہے اوس پتلے کے منہ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہے اور
دریا اوسی آتش سے جاری ہے پس اون تیروں سے اوس پتلے کو نشانہ بنائے تو یہ دریائے آتش اور برج قلعہ
طلسم سب غائب ہوجائے اور اس جگہ کی راکھ اوٹھا لائے تو شعلہ ساں کو بھی جانب ملک عدم پہونچائے یہ کیفیت
بیان کی ہے جو تجھسے بیان کی اب تو تجھسے تو راضی ہوئی آخر کو یہ باتیں سنکر بظاہر ہنس پڑی اور اوٹھکر اوسکے
ساتھ چلی اور باغ میں آکر چبوترہ پر زیر نگیرہ زرتار بیٹھی وہ اوس مہ پارہ کے آنے سے باغ باغ ہوکر کشتی
شراب کی اوٹھا لایا اور جام بھر کر اوس کے منہ سے لگایا اوسنے جام لیکر بناز و نخرہ منہ بنا کر پیا پھر آپ ساغر مے سرخ سے
لبریز کیا اور راز جسکے شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی وہاں آپ قید ہوکر آئی تو اسباب سحر کا جھولا پاس رکھتی ہے
چنانچہ ساغر بھر کر ساحرہ نے کہا کہ وہ پھول گلاب کا چاندنی میں دیکھو کیا لطف دے رہا ہے وہ پھول کی طرف اوسکے
سے دیکھنے لگا اور اوسنے ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولے سے نکالکر شراب میں ملا دی پھر وہ پیمانہ اس جان شکر نے اوس
بد باطن کے منہ سے لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سوجھنے سے رہ گیا اور مردہ صد سالہ ہوکر گرا اس مہ سیما
جلاد منش نے تیغ کھینچکر سر اوسکا جدا کیا شور و غل اوسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی عالم تم

کسی نے آواز دی کہ مارا شربار جادو کو وہ باغ اور مکان اور برج سب جلکر برباد ہوے وہ برج جسمین تو برج مقید تھا پھٹ گیا اور شہزادہ رہا ہوکر نکل آیا اس درخت سرو پر بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادے نے حسب نشاندہی اخگر وہ تیر و کمان لیے اور اخگر تخت بزور سحر بناکر شہزادہ کو بٹھا کر میان سے بھاگی اور کئی منزل پر جاکر ایک پہاڑ پر اتری یہ تو ادھر نکل آئی اور وہان مرگ شربار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آواز مین مہیب آئین کہ شعلہ سان محل مین آرام کرتی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی اور اسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساکنان قلعہ دوڑکر ایک مقام پہ جمع ہوکر اسی مقام پہ آئے اس عرصہ مین حالت ساحران پر صبح بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی تاریکی شب کا بصد بشاشت روزگار نے مہرنے اپنے جسم پر سے اتارا کہ بمقتضائے ابیات

گھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے
ہٹے پروانے شعلہ جھلملا سے
گر اٹھا عکس زلف شب زمین سے
فلک کے ناز خاطر نے اٹھائے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اس باغ مین آئی دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہے اور نعش شربار کی جلسی ہوئی پڑی ہے بیٹے کی لاش دیکھکر کلیجہ منھ کو آیا لاش پہ گر پڑی اور لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میرے آس مراد والے ہے ہے میرے نازون کے پالے ہی ہی بیٹا اس مان سے منھ موڑ گئے ہی ہی مجھکو اکیلا چھوڑ گئے اے میرے بن بیاہے لالے میرے کڑیل جوان یہ مان تجھکو کہان پائے کون سے دیس ڈھونڈھنے جائے ہی ہی یہ کیا ہوگیا نوجوان

مین صدقے تجھپہ اور قربان ہی ہی
ابھی سے کھو دی تمنے جان ہی ہی
مری جان میرے پر ارمان ہی ہی
اکیلی مین رہی جور فلک سے
نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشہ
ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی

اسی صورت سے زار زار نالے کرکے بڑی مصیبت سے لاش اسکی اٹھائی کفنی سیاہ گلے مین پہنی گریبان چاک کیا بعد جزع و فزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی اس درخت سرو کو اور تیر و کمان کو ڈھونڈھا کہین پتہ نہ ملا کہا کہ وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لیگئی ہے غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی یہ خبر مرگ شربار کی دور دور منتشر ہوئی یہان سے آگے دریائے ہوا ہے اور اس دریا کے حوالی مین ایک ساحرہ نسیم جادو نام حکمران ہے چنانچہ وہ اپنے دارالامارہ مین اورنگ حکومت پہ جلوہ فرما تھی اوسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ قلعہ آتش نگار مین بڑا غلغلہ برپا ہے غدر ہو رہا ہے نسیم نے خبر سنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور بہت غدر دیکھکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے اسنے کہا ایک خدا پرست طلسم مین گھس آیا ہے اسنے بشراکت اخگر شربار کو مارا ہے یہ حال دریافت کرکے وہ عورت پھر کر خدمت نسیم مین آئی ماجرائے شنیدہ زبان پر لائی اسنے پوچھا کہ شربار کیا ماندہ تھا جو مرگیا اوس عورت نے کہا کہ اس طرح مارا گیا سب کیفیت سنکر برسم تعزیت جادو گرنیان اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی اور شعلہ سان پاس آئی دیکھا کہ اسکی عجیب حالت ہے گرفتار رنج و غم مصیبت ہے گریبان چاک ہے سر پہ خاک ہے زمین پر بیٹھی ہے نسیم نے فرش خاک پر سے اٹھایا اور کہا اے بہن یہ کیا غضب ہوگیا اسنے رو رو کر سب حال بیان کیا اسنے سمجھانا شروع کیا کہ اے بہن جو مرضی جمشید کی اس امر مین ناچاری ہے شاہ و گدا سب کو یہ دن نصیب ہوتا ہے اوسنے کہا یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہے

کاش یہ ناہمراد کے قاتل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دلکو قرار آتا اب نہیں معلوم وہ مردہ کدھر گیا نسیم نے اسیوقت ہزار ہا ساحر
بہر تجسس روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا کہ اس خدا پرست کا نام کیا ہو اُسنے کہا تو بیج یہ سنتے ہی نسیم تھرا گئی اور کہا آہ
ہمین یہ نام شکنندۂ طلسم کا ہی ہم لے بزرگون سے سنتے ہین کہ نام فتاح طلسم کا تورہ ہو گا پھر تو بیج اور تورہ مین کیا
فرق ہے خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی مین بیٹھکر مشورہ کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ
کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچاکر کھایا چشمہ سے پانی پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختہ سنگ پر
دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بہر جستجو نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ و دشت چھانتے پھرتے تھے اونمین سے چند ساحر طائر
بنے ہوے اس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور دونون دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھکر عزم کیا کہ قید کرے جائین پھر خائف
ہوے کہ وہ شخص بڑا زبردست ہے دست انداز نہوئے اُڑکر بہت جلد خدمت شعلہ مین آکر فوری وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی
ہوئی نسیم سے کہا ہمین میرے سکر بار سے خبردار رہنا یہ کہکر ایسی دلکو لگی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی پیچھے اسکے نسیم نے فوج ساحران
روانہ کی لیکن یہ بہت جلد اوڑی ہوئی اوسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہہ رہا تھا کہ
اے نازنین نہین معلوم کہ بعد ہمارے ہمارے رفیق اُس دیو پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر ناتمام تھا کہ نعرہ
شعلہ بیان ہوا اے تیرہ سران سے گناہ کہ از دست من نجات یابی نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اُڑ گئے اور شہزادہ تیغ
کھینچکر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہر او قحبہ مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اتفاق
قضا اُس ساحرہ کی اور طرح سے ہے شہزادہ پر غالب آئی اثر نارنج سحر سے شہزادہ بےحس و حرکت ہو گیا اپنے پھر سحر
پڑھکر دستک دی کہ اخگر بھی بیہوش ہوئی اُسنے دونون کو گرفتار کرکے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج فرستادہ نسیم پہونچی
اسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ ہمین نسیم کے پاس انکو لیجاؤ کہنا مین آتی ہون تم اس مسلمان کو قتل کرنے
کو کنارہ بحر آتش کے لیجاؤ ساحر دونون کو لیکر پھرے اور یہ بھی پھری مگر اور طرف سے آتی ہے حال اسکا بیان ہوگا
لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اوسنے قید سخت مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ بحر آتش کے چبوترہ ریگ کے
بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے پس حسب حکم تیاری شروع ہوگئی اور شہزادے کو مع اخگر کے تخت
سحر پر بٹھاکر کنارے بحر مذکور کے روانہ کیا حسب اتفاق کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز
سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے کے پاس تھی یہ سمجھکر نہ چھینی تھی کہ اسوقت سامنے یہ کیا کریگا رہنے دو بروقت
قتل لے لین گے غرض جب شہزادہ کنارے بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جنکی قید مین یہان آیا تھا بمنت تمام اُنسے گویا ہوا
کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر میرے پاس ہو اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر پہنے ہے یہ سب تم کو دو گھڑی کے لیے
مجکو رہا کر دو اور تم میرے ساتھ رہو افسران لشکر نے لالچ مین آکر شہزادے پر سے قید سحر دفع کر دی اور ساتھ
لیکر چلے شہزادہ کنارہ دریاے آتش کے تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا
اسنے اوس تیر و کمان سے کام لیا بقدرت قادر توانا نشانہ مراد پر تیر پہونچا وہ پتلا گرا اوس بحر آتشین مین
تلاطم ہوا شعلہاے آتش اوڑکر جانب چرخ برین گئے اندھیرا ہو گیا شور ساتون دوزخون مین جیسے اوٹھتا

ہو دنیا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی ایک میدان منزلوں تک کا تھا یہ جو افسران
لشکر نے دیکھا گھبرا کر بے قرار ہوئے اور بعض جو بے ہاے سحر بکر کر شہزادہ پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اس
مقام کی جلد تر اٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ ساں شہزادہ کو قید کرکے جو روانہ ہوئی تھی تو ادھر راہوں سے
اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اس پار دریائے آتش کے آئی اس وقت اسے بجز کرنا یہ جو نے دیکھا بے قرار ہو کر
کہا ہائے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے چلی تھی مگر اس پار وہ یہ رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا روتا تھا اور ہائے آقا ہائے
تورج کہہ رہا تھا اسنے بھی جب یہ پا کر غائب ہوتے دیکھا تو بہ تلاش شہزادہ کے تجسس میں چلا راہ میں اسکو نظر آیا کہ ایک جن
اڑی ہوئی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچ کر گردن اس کی بزور تھامی از بسکہ وہ ساحرہ ہو رہے رویں تن تھی گردن
دھڑ سے اکھڑ نہ سکی اور تڑپ کر چاہا کہ رہا ہو جاؤں دیو نے مضبوط دبوچا اور اسی کشمکش میں دو کون زمین پر
آ گرے دیو نے چنگھاڑ کر دو دشت میں زلزلہ ڈالا یا ساحرہ جو شہزادہ پر حملہ آور ہے تیغ کے سنے سے بچا ہے اکھڑ گئی
ساتھ شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرہ دیو سنتے ہی شہزادہ کو بیچ میں وا کیے وہاں لائی کہ جہاں دیو اور ساحرہ گتھے ہوئے
تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اس پر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا اور دیو نے گردن اسکی دھڑ سے کھینچ لی اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوئی
شور عظیم اسکے مرنے سے بلند ہوا پہاڑ کر لرکے درخت تھرایا آواز آئی کہ مارا شعلہ ساں جادوگر قلعہ آتش نگار میں جو
مکانات اور باغ اور عمارات مانند وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے لگے قلعہ میں ہر جگہ بڑی آوازیں تڑاق پڑاق مکانوں کے
اڑنے کی بلند ہوئیں نسیم شہزادہ کو ہر طرح سمجھ کر آپ بھی سوار ہوا جاتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت
خوردہ فیضی کے ساتھ کی سامنے آئی سارا ماجرا اسنے سنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی ہلاکت
وہ کہاں ہے اسنے کہا کہ یہی حمزہ شعلہ ساں ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے تورج کو طلسم کشا
سمجھ چکی تھی اس وقت یقین ہوا کہ بیشک میں بھی ماری جاؤں گی پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ میں چلی گئی اور
ہوا کے در با کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کرکے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کے پاس بیٹھا
مشورہ کرنے لگی اور بہر سحر کے پرلے ہوا یافت حال شہزادہ جانب قلعہ آتش نگار روانہ ہوئے کہ ہر دم کی خبر افعال طلسم کشا کی
مجکو پہونچائیں یہاں شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعہ آتش نگار میں آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا دہشت سے لرزی تھی شہزادہ نے
ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دی گئی ہر مکاں آ کر آباد ہوں سب عام شہر حاضر خدمت ہو کر مطیع ہوئے شہزادہ نے
انگر کو تخت شاہی پر بٹھایا اسنے اپنے باغ بہار میں اس گل باغ شہریاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ
اس سرو گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ پر زیر شامیانہ زریں بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان
مسرت میں ہوائے عیش وسرور دوڑاں ہوئی زمزمہ سنج ساقیان و مغنیان عنادل ہزار آغاز ہوا ساغر بہ رنگ ساغر
گل مل سے لبریز ہو کر چلنے لگے بادہ خوار عمول مے تھے یہ حملہ کیفیت سحر کے بیر بیاف کرکے خدمت نسیم میں گئے وہ
اپنے سرداروں سے کہہ رہی تھی کہ بعد تسخیر قلعہ آتش نگار فاتح طلسم دریائے ہوا پر ضرور آئے گا مجھے اسوقت
اگر بھاگ کر بچے تو اسوقت بچنا ممکن نہیں اس سے لازم ہے کہ جا کر یا تو مقابلہ کروں یا اطاعت کر لوں یہی گفتگو

تھی کہ پیروں نے حالات طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو جبار جادو غول
پھر ایک افسر نے صلاح دی کہ لئے ملکہ یہی وقت ہے کہ طلسم کشا غافل ہے آپ اُسکو گرفتار کر لیجئے اور نہیں تو حملہ جو کر
شاہ طلسم پاس چلیے ورنہ خرابی ہے اسنے کہا بہتر ہے چلو طلسم کشا کو پکڑ لیں یہ کہہ کر بہ غضب تمام مع چند افسر کے
روانہ ہوئی زیادہ فوج اسلیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائے گا غرضکہ بزور سحر اُڑتی ہوئی قریب باغ پہونچی اور
زمین پر اوتر کر اندر باغ کے چلی اور گلشن پہ دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا اسنے اُسکو براہ مکر سلام کیا اس بیچ کہ قریب آئے
تو گردن دابوں ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے آگاہ ہو چکی تھی اسکے فقرے پر نہ چڑھی اور ایک پڑیا خاک سحر کی
نکال کر جلد سے ماری کہ دیو بے حس و حرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی دیو نے چیخنا شروع کیا کہ لے آقا لے شہزادے یہ مردار
تجھ بدکار مجھکو گرفتار کر کے آپکے آزار دینے کو آئی ہے باغ میں ہر چند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اس شور پر
بھی سبقت لیگئی شہزادہ نے آواز سنکر فرمایا کہ دیو چیختا ہے یہ کہہ کر تیغہ کھینچکر دوڑا ساحرہ اندر آ چکی تھی کہ اُسنے کچھ
نہ پوچھا نہ سوچا ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسوقت ہاں ہاں کر کے جنا ور جادو بیچ میں آگیا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی
نہ پڑھا شمشیر آبدار شہزادہ کی جو پڑی دو پر کالے کر کے زمین پر گری شور اسکے مرنے کا بلند ہوا نسیم سامنے سے
ہٹ گئی اور از بسکہ ساحرہ زبردست ہے سحر پڑھکر پکاری کہ او لونڈ تلوار پھینکدے یہ کلام اسکا پارے تھا شہزادہ
نے تلوار پھینکدی اپنے سحر سے بے حس و حرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آئی تھی اسنے ایک ناریل سحر کا مارا اسنے دستک
دی کہ ناریل اولٹا پھر گیا اور از بسکہ یہ ساحرہ صاحب مرتبہ ہے اخگر اسکا سامنا کیا کرسکتی ہے اسنے دوبارہ
جو سحر کیا ایک ہوا سے سرد ایسی وزاں ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحر بیہوش ہو گئے اسنے در باغ سے دیو کو بھی اوٹھوا
منگوایا اور سب کو ایکجا کر کے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کر کے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبون
مشاہدہ کر کے روئیں جب شہزادہ کی آنکھ کھلی اجل بر سر قضا بقفا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا شروع کیا اور بہ رجوع
قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے ادھر نسیم نے ہنس کر کہا کہ لے تو سچ اس روز کی
تجکو خبر نہ تھی اور اے اخگر تجکو شعلہ سان نے خاک سے پاک کیا بیٹی اپنی بنایا اور تو نے اوسکو قتل کرایا یہی
عوض زندگی کا تھا جو تو نے کیا اخگر نے کہا ہاں واقعی یہی نمک حرام طلسم کشا سب کو ہلاک و غارت کرتے چلے آتے ہیں انھوں نے
اسکو بھی مار ڈالا تھا پوچھو شہزادہ نے فرمایا کہ بیشک میرا شیوہ یہی ہے ساحروں کا نام بھی دنیا سے باقی نہ رکھونگا اور اب
اے نسیم جو دم تمہارا کٹتا ہے وہ غنیمت سمجھو صرصر فنا باغ بقا بھی تمہارے چلا چاہتی ہے ٹھنڈے ٹھنڈے گلزار عدم کی
سیر کو جایا چاہتی ہو بالفرض مجکو تم مار بھی ڈالو جب بھی نہ بچوگی میں اکیلا یہاں نہیں آیا ہوں میرے وارث میرے ساتھ
آئے ہیں اور علاوہ اسکے ہم لوگ خدا پرست ہیں خدا تعالیٰ ہماری مدد کو فرشتے بھیجتا ہے شعلہ سان کے لیے بھی خدا نے ایک
فرشتہ بھیجا تھا کہ اُسنے آکر جہنم واصل کیا شہزادے نے تو یہ کلمات اُسکے ڈرانے کو فرمائے اور اوسکو اصل میں خوف پیدا
ہوا کیونکہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی سوچی کہ شاید اسکے ساتھ فرزندان حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہوں اور نہ
مجھ سے دعویٰ کون برادر کریں یہ سوچ کر اسنے بازو سے تختی جمشیدی کھولی اور اوسکو دیکھا کہ یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہی

لوح مین لکھا تھا کہ اسکے ساتھ طلسم مین کوئی نہین آیا ہے یہ بالکل جھوٹ کہتا ہے ہان دہنہ طلسم پر ایرج پوتا حمزہ
کا البتہ اوترا ہوا ہے تو اُسکو جلد قتل کر ڈال ورنہ بُرائی ہے یہ تجھی سے معلوم کرکے اسنے اور بھی زیادہ احتیاط کی چینی
ماش کے آٹے کا ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھول کر خون اسپر چھڑکا وہ پتلا اٹھ کھڑا ہوا آداب بجالایا اسنے اُسکو حکم دیا
کہ اے پتلے تو اُڑ کر چاروں دانگ طلسم مین جا اور ہر ایک پر نظر دوڑا جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ لا کر لا پتلا حسب الحکم
اُڑ کر چلا اور قندیل فلک ہوگیا ہر سمت جویاے مردم مسلمان تھا ادھر حال سنیے کہ نجم و شاپور دونون عیار خبر لینے
لوح کی چلے تھے اور بیان کیا گیا تھا کہ دریاے سحر کے کنارے کنارے روان تھے مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ
الگ چلنا چاہیے کیونکہ مقام دشوار گذار ہے جو ایک مبتلاے بلا ہو جاے تو دوسرا اُسکی اعانت کو جاے چنانچہ
علیحدہ ہو کر دونون دو طرف ہوگئے اور صورتین بدلے ہوئے تھے فی الجملہ نجم عیار ایک ساحر کی صورت بنا ہوا تھا لیکن
بہت بوڑھا اپنے تئین بنایا تھا کہ بال کیا پلکین تک سفید تھین سر ہلتا تھا دست رعشہ مین بھی رعشہ تھا کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے
نکلا تھا لاٹھی ٹیکتا چلتا تھا اسپر بھی ہر گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور بڑھاپے سے آہ تمام لیتا تھا کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا کبھی اُٹھ کر
کراہتا جسم مین جھریان پڑین رگین تن کی نکلی ہوئین مرزائی گلے مین پہنے دھوتی باندھے قشقہ ماتھے پر کھینچا بُت گلے مین پڑے مالا ہاتھ
مین لیے سامری سامری جپتا چلا جاتا تھا لیکن مسکن ساحران اس مقام کو سمجھ چکا تھا اس وجہ سے بہت سے بُت کمر مین عیاری کرنے کیلیے
بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہ ہاے ناحق سے سارا جسم آراستہ کیے تھا کہ حال اُسکا مذکور ہوگا چنانچہ پتلے نے اُسکو جاتے دیکھا چونکہ پتلا
سحر کا تھا اور حکم اُسکو یہی تھا کہ مسلمان کو پکڑ لانا گو اسکی وضع ساحرون کی ایسی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ
پتلا جھپٹ کر جو گرا اسکو پنجہ مین داب کرکے اوڑا اور سامنے نسیم کے لا کر ڈالدیا اوسنے کہا اے موے یہ تو ساحر کو کیون
پکڑ لایا اوسنے کہا پھر اور تو کوئی اس طلسم مین مجھکو نہ ملا مین تو جانتا ہون کہ یہ مسلمان ہے ساحرہ نے کہا دیکھو معلوم ہوا
جاتا ہے یہ کہکر عیار رو بتوجہ ہوا یہ بیہوش تھا اُسکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو
اسیر و دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین پر تڑپتے پایا چند ساحرون کو بیخ قید سے ہلتے پایا سمجھا کہ ہم بھی اسیر ہو کر آگئے ہوے
سمجھ کر در مکاری وا کیا ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہو جاتا تو عجب نہ تھا ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ اے آہ کیون کرتا ہے
اُسنے رو کر پہلے تو کچھ وصف اسکا بیان کیا دعا بہت کچھ دی پھر کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے دریاے سحر جو دسہ
طلسم ہے وہان میرے سات بیٹون کو اسنے ذبح کیا ہے اے ملکہ اس بڑھاپے مین اسنے وہ داغ مجھکو دیے مین
کہ جگر میرا زخمی ہے نسیم نے کہا اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اسکی بوٹیان کاٹکر زاغ و زغن کو دے بڈھے نے کہا
اے ملکہ مین ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر رخسار پر مسا جو نشان شناخت کا ہے وہ شہزادہ کو دکھلایا شہزادہ وہ
مسا دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہے بس بہت خوش ہوا اور خاموش رہا نسیم نے پوچھا کہ بڈھے میان تمہارا نام
نام کیا ہے عیار نے جواب دیا کہ مجکو بندہ جمشید کہتے ہین ساحرہ نے کہا تمہارے باپ کا کیا نام ہے اسنے عرض کیا بندہ جمشید
اور باپ پر کیا موقوف ہے دادا کا نام بھی بندہ جمشید تھا ہمارے خاندان مین سبکے نام بندہ جمشید ہین ہماری قوم
وہ ہے کہ خداوند جمشید کے یہان سے ہمکو جلوگ عنایت ہوتا ہے بوریان اور دودھ اونکو کھانے کو ملتا ہے اور ہمارا

دین ودآئین تم سب ساحرون سے جدا ہے ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہین وہ ہم سے باتین کرتے ہین اور ہم بولتے
ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہین گونگے کو نہین پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان رکھتے ہین اور ساتھ
لیے لیے خداوند کو پھرتے ہین اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالین اور وہ تمسے باتین کرین نسیم کو بڑا تعجب ہوا
کہ دیکھا چاہیے کہ خداوند کیا کہتے ہین کیونکر بولتے ہین چنانچہ نہایت اشتیاق ظاہر کرکے مصر ہوئی کہ جلد خداوند
کو نکالو نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور دھوکا دینے کی چیزین بنا کر اپنے پاس رکھی تھین چنانچہ ایک بت اسکے
اس طرح کا بنایا ہے کہ اُس کے سر مین سوراخ ہین اور جب اون سوراخون مین ہوا بھرتی ہے تو منھ سے اوس بُت
کے آواز پیدا ہوتی ہے اس طرح سے کہ جیسے باجا بجتا ہے اور کبھی بعض سوراخ مین ہوا بھرنے سے ایسی آواز نکلتی
آتی ہین کہ جیسے انسان باتین کرتا ہے لیکن کوئی بات سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہے غرضکہ وہی بُت اسنے کمرے نکالکر
ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا سب نے دیکھا کہ زمرد کا بُت ہے آنکھین یاقوت کی ہین ہیرے لعل
اسکے جسم پر ہر جگہ جڑے ہین یہ دیکھ رہے تھے کہ اُسکے مخرجون مین ہوا بھری اور آواز اُنھین سے پیدا ہوئی نجم نے کہا
خداوند فرماتے ہین کہ جلد سجدہ کرو نسیم اور سب ساحرون نے اسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہے کہ تیرے پاس
دس دس ہزار بیس بیس ہزار روپیہ کے خریدے خداوند ہین لیکن چون بھی نہین کرتا یہ بڑا بہشتی جمشید کا سیوک معلوم
ہوتا ہے جو اسکے خداوند بولتے ہین یہ تو اسی سوچ مین تھی کہ نجم نے تیور اسکے دیکھ کر قیافہ سے پہچانا کہ اسکو اس بُت
کے بولنے کا سوچ ہے پس یہ معلوم کرکے گویا ہوا کہ اے ملکہ خداوند فرماتے ہین کہ نسیم دل مین کہتی ہے کہ بڑا تعجب ہے
خداوند بولتے ہین مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا کہتے ہین تو اے ملکہ تم یہی سوچتی ہو یا کچھ اور ساحرہ کا اعتقاد اور
زیادہ ہوا اور کہا واقعی مین یہی دھیان کر رہی تھی اسنے کہا اے ملکہ بشر کا کلام سمجھ مین نہین آتا ہے نہ کہ خداوند کا
ایسی فہم ہماری کہان جو خداوند کی بات سمجھ سکین مین مدت تک خداوند کے پاس رہا ہون اس باعث سے کچھ
سمجھ لیتا ہون اچھا اب پھر خداوند کو سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہین مین تیرا اپنی رحمت نازل کرون تاکہ تم بھی میری بات
سمجھنے لگو سب ساحرہ حکم سنکر سجدہ مین گرے اور اسنے ایک تھیلی جسمین مٹھائی بیہوشی آمیز بھری تھی اس بُت کے ہاتھ
مین دی اور ساحرون سے کہا کہ سر سجدہ سے اٹھاؤ سب نے سر اوٹھایا اور اسنے اوس بُت مین کل رکھی تھی کہ جب اسکی
پیٹھ پر یہ ہاتھ رکھے وہ ہاتھ اپنا بلند کرے پس جب ساحر سجدہ سے اٹھے اوسنے اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا بُت نے ہاتھ
اپنا بلند کیا اسنے کہا اے ملکہ خداوند یہ تھیلی تمکو عنایت کرتے ہین اسمین جو کچھ ہو وہ لیکر سب کو دو کھائین اور تم بھی کھاؤ
خداوند کی زبان سمجھ مین آجائیگی نسیم نے وہ تھیلی بُت کے ہاتھ سے لی اور مٹھائی نکال کر سب کو ایک ایک ڈلی دی
آپ بھی نجم نے کہا کہ اے ملکہ یہ خداوند بڑے بھوے ہین میرا کہنا مانتے ہین اور خلاف مرضی میرے کچھ بات کرین
تو خوب جوتیاں لگاؤن اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے لگا بھی دیتا ہون نسیم نے کہا ارے بڈھے تیری شامت آئی ہے
خبردار خداوند کی شان مین کچھ بیہودہ نہ کہنا نجم نے کہا اوقحبہ مین تجکو قتل کرنے کو جب کہتا ہون یہ بت منع کرتا ہے
پھر اُسکو جوتیان ماردون تو کیا کرون نسیم یہ گفتگو سنکر گھبرائی لیکن بیہوشی اثر کر چکی تھی زبان اینٹھ گئی کچھ سحر نہ کر سکی۔

ہچکیاں لیکر بیہوش ہوگئی اور اس کے ساتھیوں کا بھی یہی حال ہوا سب بیہوش ہوگئے اُسوقت دیو چلایا کہ بھائی
اس ساحرہ کو اٹھا کر میرے منھ میں ڈال دے کہ میں چبا کر نوش کر جاؤں نجم نے نسیم کو گود میں اٹھایا دیو نے منھ پھاڑ کے
پھیلایا اسنے اُسکے منھ میں ڈال دیا اوسنے جو چبایا ہڈیاں کڑکڑا بولیں اور وہ نجلہ واصل جہنم ہوئی شور عظیم و بے بند کا ملند
ہوا آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی مارا نسیم جادو کو نجم نے جلد جلد اور ساحروں کے بھی سر کاٹ ڈالے دیو کے
اور شہزادہ کے ہاتھ پاؤں کھل گئے اخگر کو بھی ہوش آیا شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی
اخگر سے کہا یہ ہمارا عیار ہے اور بھائی ہے یہاں تو یہ باتیں خوشی کی ہیں اُدھر مرگ نسیم سے وہ دریا سے ہوا اور قلعہ و مکانات
سب برباد ہوگیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر میں طلسم کشا سب کو آکر قتل کریگا بیشک نسیم ماری گئی اب
یہاں ٹھہرنا نہ چاہیے یہ تجویز کرکے رو بفرار لائے ادھر سے شہزادہ مع عیار اور اخگر اور دیو کے روانہ ہوکر دریا سے گذر آیا
اُس بحر کا کہیں نشان نہ پایا قلعہ بھی خالی تھا اس شہریار عالی تبار نے اُس قلعہ میں مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے
سامان عشرت مہیا کیا وہ جلسہ جو قلعہ آتش نگار میں برہم ہوگیا تھا یہاں پھر برپا کیا دیر تک سرگرم عیش و عشرت رہکر
پھر اوس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور اون دونوں قلعوں کا اخگر کو حاکم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اخگر نے ساتھ نہ چھوڑا
حکومت ترک کرکے ہمراہ ہوئی عیار اور دیو بھی ساتھ چلے فی الجملہ یہ مرد میدان شجاعت رہگراے منزل مقصد ہوا اور کچھ دور
بحر ہوائی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان کف دست بیابان میں گذر ہوا دیکھا تو منزلوں تک سایۂ شجار اوس سے
دور وحشت آباد آبادی اُس سے بدل نفور بوے ثمرات کیا چرند و پرند کسی کا نام نہ تھا اوس وادی ہول خیز میں
قدم رکھنا کسی رستم دل کا کام نہ تھا ہر سمت سناٹا دھوپ کا تڑاقا عالم یاس قلب مضطر دل بیحواس یہ یکتا زعرصۂ
جہات قدم ہمت بڑھائے رواں تھا ہمراہ رفیقوں کا مجمع تھا بگولے کی طرح خاک اوڑاتا جب دور نکلگیا نیا تماشہ نظر
آیا یعنی ہزاروں قوس قزح کو سامنے نکلے پایا میدان سرخ و سبز اوسکے عکس سے بنا تھا گلگا جمنی سطح غیر اتفاجب اور آگے
بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہے دونوں کے عکس سے طرفہ تماشا ہے کہیں یاقوت پر مرصع
طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہے شاہد کوہ لالوں لال ہے یاقوت سے چہرہ لال ہے لعل اور زمرد کی اوسی جا
کان ہے جوہری قدرت کی دوکان ہے شل قلب سرو راگین روے کوہ بشاشت سے سرخ ہے سبز کوہ
سرخ پر یوں نظر آتا ہے کہ معشوق سرخپوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہے کوہ زمرد پر گلہائے سرخ کا چمن
زیور یاقوت کا جسم سبز رنگان پر دکھاتا ہے ہزار ہا گل دونوں کوہ پر کھلے ہیں یہ کیفیت دکھاتے ہیں کہ بہار
باغ عالم کو رو برو اپنے شرماتے ہیں

نظم

بہار کھیلتی ہوئی ہر دم سے ہے فصل
ہوا اڑاتی ہے ہر لحظہ رنگ گل سے لال
غبار کا گل سنبل پہ ہے عبیر فشاں
درختوں میں ہیں یہ نارنگیاں کہ قمقمہ

ہزار رنگ کی لاتی ہے سانگ اب کی سال
نہیں ہے جوش شفق سے سپہر نیلی سرخ
بہار لالے کے چہرہ پہ مل رہی ہے گلال
نہیں ہے قوس قزح آسمان پہ جلوہ نما

ہے دست شاخ پہ جو زان شگوفہ ہے کافور
یہ رنگ مہر کی پچکاری نے دیا ہے ڈال
یہ قمقمے ہیں بھرے رنگ کے جو ہر سو
پہیلی پر کی رنگی ہے سنگ لال

سامنے اُن دو پہاڑوں کے ایک دیوار بلور سفید کی سنگ لون تک کھینچی ہوئی تھی اس سرخی اور سبزی میں سپیدی تھی بہار دکھاتی تھی آفتاب تابان کو فلک اخضر پر شرماتی تھی نور علی نور وہ مقام تھا نور طور کا کلام تھا اس دیوار میں تین دروازے بنے تھے جنکی محرابین پر چاند سورج صدقے ہورہے تھے پردے مخمل کاشانی کے دو دروازوں پر پڑے تھے بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردہ پڑا تھا اس پردے کو اس راز دان طلسم نے بسم اللہ کہکر اُٹھایا اور قدم آگے بڑھایا سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند غنچے چٹک کر گرے اور ان سب کو اُٹھا کر لیگئے بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرائے نزہت انتما نظر آیا جسنے بہار شاہ بنگارخان کو دل سے بھلا یا کوئی گلشن سبز و خرم ہرچہ دنیا پر شہزادے کی نظر سے ایسا گزرا تھا کہ جیسا وہ جنگل فرحت افزا تھا شجر ہرن فیسان حوصلہ خاطر صاحبان ہجر و درد کرم رواں میں مرحبین خجل دست کریان تھین سرگرم اہتمام بادبہاری بہار پر بھی مستی آنکھ لگا رہی ہے بید طبری و شا مجاز نرگس بجانب گل و سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن کر بموجب ابیات

دفور نشو و نما سے یہ جوش نامیہ سے	اگر دراز کرے اپنی شاخ ہو ہوئی نہال	نیام شاخ سے ہے تیغ برگ بید علم
کرینگی فصل بہاران خزان کا استیصال	نہیں لچکتی ہیں شاخ ثمر کے بوجھ سے شاخین	کیا وہ کھینچنے کی مشق کر رہی ہیں نہال
نہیں بیاد رستان میں شقائق و نعمان	خزان کے خون سے رنگین ہوئی ہے تیغ جبال	اس وادی فرحناک میں ایک تالاب صدف

آب تاب تعمیر سرا با نور حشیم حور کی تصویر گرد اگرد اس تالاب کے سبزہ بجائے حجت خدا کا بنا دیتا لب گردان تالاب کو یاقوت سے بنایا تھا یہ نوجوان آبرو بخش دشت پر بہار لب جو سبزہ زار ہو بیکر ٹھہرے اور سنہرا فرش بچھا کر بیٹھے اخگر اپنے ساتھ گلابیان شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا شغل بادہ نوشی شروع ہوا مگر دیو اس مقام پر ٹھہرا نہیں کہ سبز باغ ساحروں نے یہیں دکھا یا قید کرکے اس جگہ بلایا ہے پس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا نا تمیز ہو تا رنظر آیا بالکل اندھیرا چار سمت یا زمین آسمان کچھ نہ سوجھائی دیا گھبرا کر پھر آیا اور پھر باز پھر ایک سمت کو اُٹھکر پھر وہی نظر آیا ناچار مراجعت کی شہزادہ نے اسکو آتے جاتے دیکھکر پوچھا کہ کہاں جاتے ہو کس فکر میں ہو اسنے عرض کی ملے شہر یار اس مقام کو سحر سے بند کرکے آپکو مقید کیا ہے میں گیا تھا کہ راہ پاؤں تو آگے لے چلوں مگر آگے راستہ نہیں ملتا ہے جدھر جاتا ہوں اندھیرا نظر آتا ہے کچھ سوجھائی نہیں دیتا ہے اخگر نے کہا شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہے کسی نے سحر بند کیا ہے یہ کہکر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہونچکر اخگر سحر خوان ہوئی ہرچند سحر کیا لیکن کچھ نہ ہوا ناچار اسی تالاب کے کنارے آکر مقام کیا اس اثنا میں طلسم گرد فلک ظلمت شب سے ناچار ہو کر کنار بحر مغرب کے آیا کہ نسبت زمین کے سایہ نے کی پردہ پوشی دشمنی مہر فلک کی گرمجوشی ہر شام کچھ حورین روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف سے پیدا ہوئین اور قریب ان وادی بیابان طلسم کے آئین چند خوان پر از طعام ساتھ لائی تھین وہ بیابان آگے اور دو تین برسے دیو کے کھانے کو رکھکر چلی گئین اُن خوانون میں دو دو روٹیان اور پیالہ سالن کا تھا شہزادہ نے نہ کھایا باقی دیو اور اخگر نے کھایا اب سب کو یقین کامل ہوا کہ ہم قید میں غرضکہ وہ رات تو کنارہ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمہ خور روان ہوا کہ بیت دکھایا

صبح نے حسن جبین کو + کیا تابندہ رخسار زمین کو + صبح کو بھی کچھ زنان خوبرو باقدح آب و طعام لیکر آئین اور
دیکر چلی گئین نجم نے دیو سے کہا کہ شہزادے نے رات سے کچھ نوش نہین فرمایا ہو آج ایک بکرا تو کم کھا ہم اسکے کباب
لگا کر شہزادہ کو کھلائین دیو نے کہا بہتر ہے شہزادہ نے عیار کو منع کیا کہ مین پرایا حصہ نہ کھاؤنگا تو کباب نہ لگا
یہ سنکر عیار نے کچھ میوہ کسوت عیاری سے نکالکر شہزادہ کو کھلایا اسی طرح دو روز گذرے اب تو بھوک مین اس شہزادہ
کو غصہ آیا مثل مشہور ہے کہ بھوکے بھلے مانس سے ڈرنا چاہیے بس وہ عورتین کھانا لیکر جو پھر آئین شہزادہ نے
انھین سے ایک کو فریب دیکر قریب بلایا اور چوٹی پکڑکر ایک جھٹکا دیا کہ مار ڈالی ہمکو فاقہ مست تو نے مقرر کیا
ہے جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے منہ گری شہزادہ جست کرکے اسکی پیٹھ پر سوار ہو اور ایسا گھبرائی کہ شہزادہ
پر تو سونے بچھا پر پرواز پیدا کرکے اڑی کہ ایسا نہ ہو کہ رفیقان طلسم کشا مجکو مار ڈالین غرضکہ شہزادہ کو لیے ہوئے ظلمت کو
طے کرکے ایک باغ مین آئی شہزادہ کی آنکھ بند ہوگئی تھی جب آنکھ کھلی گلشن پر بہار دیکھا گل و لالہ و بلبل سے
آباد وہ لالہ زار دیکھی اور اسنے شہزادہ کو اس جگہ پیٹھ پر سے گرا کر بند ہو کر بھیس دگرگت کرکے آپ جا کر ملکہ ظلمات
سے کہا کہ آج طلسم کشا نے مجکو مار ڈالا ہوتا مین اسکو اڑا لائی ہون وہ مجھپر چڑھ بیٹھا تھا ظلمات نے کہا اری قحبہ آئین
طلسم یہی ہے کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نہ کرنا چاہیے قید رکھنا مناسب ہے چنانچہ مین نے اسکو قید کیا تھا
تو بیجان کیون لے آئی یہ کہکر اٹھی اور اسی وادی مین باغ کی ایک کنجی تھی کہ وہان آئی اسمین صندوق تھا
اسکو وا کرکے کتاب آئین طلسم نکالی اور اس کتاب مین حال طلسم کشا دیکھا معلوم ہوا بیشک طلسم کشا ہی اس پہلوان
طلسم کو جو تیرے پاس ہے بلا کر مقابلہ کرا اور شرط کرلے کہ اگر اس پہلوان کو زیر کرو تو مین اطاعت کرون اور
تم زیر ہونا تو میرے مطیع ہو جانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اسکو چالیس لونڈیان خدمت کے لیے دینا اور
اس باغ مین بہ آسائش رکھنا یہ کتاب مین دیکھکر کتاب تو بند کرکے صندوق مین رکھی اور آپ وہان سے سامنے
شہزادہ کے آئی شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن مین ادھیڑ ہے گو سبزہ رنگ خوبصورت چہرہ سے متانت اور
دانش ہویدا ناصیہ سے رعب و جلال پیدا سراپا زیور زرمرصع قوت جھپنے بنی سنوری ہوئی مانگ موتیون سے بھری
ہوئی غرض کہ اس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام کیا اور شرائط کو بہ درمیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ
پہلوان کے باپ سے ہم مقابلہ کرین اگر تم لوگ ساحرہ ہو تمھاری بات کا اعتبار کیا ہے مین پہلوان سے لڑونگا
تم سحر کروگی پھر میرا لڑنا بیکار ہے ساحرہ نے کہا مالک شہریار مین اقرار نامہ لکھے دیتی ہون کہ سحر نہ کرونگی شہزادہ کو اسنے
سحر کی قید سے رہا کرکے اقرار نامہ لکھدیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیجکر اس پہلوان کو بلایا وہ پہلوان کوس لمن الملک
بجاتا رستم و سام و نریمان کو شاگرد اپنا بناتا چٹ لنگوٹ باندھے بھبھوت ملے خم بجاتا آبنوس و لندہ
بنا ہوا باغ مین آیا اور اس دیو صورت نے شہزادہ کو للکارا شہزادہ بلند اقبال نے
بھی رستمانہ اس کا مقابلہ کیا اس قوی تن درشت چنگال نے دستیان کھینچکر بغلیان ڈوب کر کشتی
آغاز کی شہزادہ کے پاس وہ انگشتری افگر کے پاس کی جو مقام کفل شاہ بند پہلوان کے رٹنے

وقت ملی تھی اُس انگوٹھی کے سبب سے زور سحر پہلوان کا نہ چلا ہر چند کہ اُسنے ایسا زور کیا کہ کنپٹیاں شق ہوگئیں
اور اونگلیاں پھٹ گئیں آخر شہزادہ نے اُسکو اُٹھا کر چاروں شانے چت گرایا اور اُس کے سینہ پر چڑھا
اور سوال اسلام کیا اوسوقت ظلمات نے عرض کیا کہ اسکو چھوڑ دیجئے میں مسلمان ہوتی ہوں شہزادہ اوسکے سینہ پر سے
اُٹھا ظلمات نے دوڑ کر سر قدم پر رکھدیا شہزادہ نے اسلام عرض کیا وہ بتصدیق دل مطیع اسلام ہوئی اوس
پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت میں دوڑ کر ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہوگیا شور مرنے سے
اوسکے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لیکر بارہ دری کے چبوترہ پر لائی زیر نگار زنار اُسکو بچھایا شہزادہ نے فرمایا کہ میرے
رفیق کنارہ تالاب کے بیٹھے ہیں اونکو بلا دو ساحرہ نے عرض کی کہ وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھیں پس آپ رقعہ
لکھ دیجیے شہزادہ نے ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرما کر دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور شہزادہ نے کھانا آسودہ ہو کر
کھایا کہ کئی روز سے بھوکا تھا پھر شغل میخواری آغاز ہوا ناچ دیکھنے لگا یہ تو آرام میں ہیں لیکن جس قلعہ کی ظلمات حاکم ہے
وہاں کی رعایا نے حال مطیع ہونے اپنے مالک کا جو سُنا ہر ایک گھبرایا اور فکرمند ہوا کہ اب ہم سب کو مسلمان ہونا پڑیگا
یا جان دینا ہوگا یا جلاوطن کرنا ہوگا پس ابھی سے فکر ہلاکت طلسم کشا لازم ہے غرضکہ چند اکابرین شہر یہاں سے
بھاگ کر ایک قلعہ ہے اس جگہ سے دس کوس پر کہ مالک اوسکا ایک ساحر زہر چشم جادو نام ہے اُس کے پاس گئے
اور بزور سحر ایک آن میں قریب قلعہ پہونچ کر صدائے استغاثہ بلند کی ساحر مذکور نے اُنکو سامنے طلب کرکے جملہ کیفیت دریافت
کی اور سوچا کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہے جلد اُسکو قتل کرنا چاہیے فی الفور اپنے مقام پر سے بزور سحر اوڑ کر
اور بہت جلد باغ پر آکر ٹھہرا یا شہزادہ غافل بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اسنے سحر سے بے حس و حرکت شہزادہ کو کرکے بچہ
بنکر جوڑا لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی اور کسی کی مجال نہوئی جو اُسکو
روکتا وہ تمام محفل درہم و برہم ہوئی رعایائے قلعہ تو مری شہزادہ کی تھی کوئی خبر نہوا اور یہ شہزادہ کو لیکر اپنے قلعہ
میں آیا اور بارہ ہزار ساحران غدار کو حکم تیار ہونیکا دیا لشکر ساحران تیار ہوا یہ ہمراہ لشکر اپنے قلعہ سے باہر نکلا بارگاہ
استادہ کرائی اور شہزادہ کو قید سخت میں گرفتار کرکے ایک خیمہ میں رکھا اسلیے کہ دم سحر اُسکو قتل کر دیگا پس خود مسلمان
اہل قلعہ کے نکرے کہ بسزائے رحمت خداوند سامری نہ اوسکے گا چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا ادھر ظلمات دیو اور
عیار وغیرہ رفیقان شہزادہ کے پاس پہونچی اور رقعہ دیا ہر ایک پڑھکر شاد شاد ہوا اور اسکے ہمراہ سب روانہ ہوے
جب یہ یہاں آئی ملازموں نے ماجرائے شہزادہ سے آگاہی دی اسنے دیو سے حکم دیا کہ جائے شہر کو گرفتار کرکے
کھانا شروع کرے اور آپ کو مع لشکر کے حفاظت دیو میں مصروف ہوئی کہ سحر سے اُسکو ضرر نہ پہونچائے اور علاوہ
حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی رعایا برایا بہ بغز ارزانی لشکر نے امان چاہی اسنے ہر ایک سے یہی
سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمکو امان ملیگی لشکر کے افسر مطیع اسلام ہوے اسنے بھی لشکر چار بیس
ہزار ساحران نامدار کا درست کرا کر ہمراہ لیا اور سمت قلعہ زہر چشم کوچ کیا وہاں ایک رات گذری تھی اور وہ وقت
تھا کہ خیمہ خورشید فلک سے سیاہی ظلمت شب کی دور ہوئی دنیا نور سے معمور ہوئی بیت کہ جب دعا زمین سایۂ شب

نظر آتا جمال صبح مطلب ✦ ہنگام سحر چبوترہ نکہت کا بنوا کر بپاسے فلاکت پر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا
گرد لشکر ساحران گھیرے تھا جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہونچی اور حملہ آور ہوئی جلاد تیغے پھینک کر
بھاگے کہ ایسا نہو ہم قتل ہو جائیں سیاہ زہر مائل رزم ہوئی زہر بھی اژدر دمان پر سوار ہو کر بڑھا ناقوس
اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے ابر سحر گرد گرد آیا چار سمت اندھیرا چھایا سحر کی مار بیرون کی پکار شروع ہوئی تاریخ تریخ تاریکی
اور چون کے چلنے لگے سحر کی بجلی چمکی جادو کے سانپ زہر اگلنے لگے منقار رجادو سپہ سالار زہر کا تارنج مارتا آگے
بڑھا آتا تھا اس طرف سے اخگر اوسکے سحر کو رد کرتی جاتی تھی اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر جنگ تھا
رڑتا ہوا قریب منقار پہونچا اور اوسکو خنجر سے دھکا مارا وہ تو اوسکی جانب مخاطب ہوا اخگر نے اس طرف سے نارنگ
ناریل مارا اوسکے سر پر جو پڑا سر اڑ گیا غل اوسکے مرنے سے بلند ہوا ساحران عدو نجم کو سمجھے کہ یہی ساحر نے سپہ سالار کو مارا
سب اسپر ٹوٹ پڑے اخگر گروہ ساحران لیکر اوسکے بچانے کو جھپٹی رد سحر کرنے لگی اور اودھر بھی لوٹ مار کر سیکڑوں
کی شاگین کا یعنی اسوقت زہر کو تاب نہ آئی آگے بڑھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی ہزار ساحر اس طرف کا
جلا نجم تو جست و خیز کرکے نکل گیا اور دیکھا کہ میں بھی مددگار ہوں ناگہاں ایک چکر جو آکر لگا ہاتھ کا ایک تو تہا کٹ گیا
کا کٹ گرا اور وہ اس زخم سے تڑپنے لگا گرجی واری کے پھر آگے بڑھا پھر ایک تیر جو قضا نے پیدا کر پڑا نشانہ ہوا تیر تو ڈگر
بار گزرا اس عرصہ میں زہر نے ظلمات سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اسکے جسم میں زہر پھیلنے لگا اور سوزش
ہوئی چھالے بدن پر پڑ گئے آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی زہر نے ایک نارنج مار کے تاریکی چھائی
ظلمات بھی چکرانے لگی راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤں راہ میں دیو زخمی پڑا تھا اسنے ڈانٹا کہ بھلا چھوٹ کے کدھر
جاتا ہے اسنے تیغہ کھینچکر چاہا کہ ایک ہاتھ ماروں دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی مضبوط تھا بھی کہ آنکھیں
اوسکی نکل آئیں ظلمات بھی پلٹی اور پکاری کہ لے دیو نہ چھوڑنا اسکو جلد لقمہ کر جا دیو نے فوراً اوسکو کھینچکر منہ میں ڈالا
اور چبا گیا پیٹ میں سے اسکے غل ہیوپکڑ دینے کا بلند ہوا دیو گھبرایا اخگر مع فوج کے ساحروں سے بھری ہوئی تھی
اب ظلمات پر سے بھی سحر زہر کا اتر گیا یہ بھی آگر گری اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے مرگ زہر سے انہیں
آگ لگی اور شہزادہ لوتریچ پر سے سحر اتر گیا ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی قید آہن توڑ کر اٹھا عیار نے تیغہ دوڑ کر
پہونچایا پھر تو دشت رنگین ہوا لگھاے زخم سے دامن میدان دامن گلچین ہوا تیغ کی جھنکار صدائے غنچہ
گل تھی اسلحہ کی چقاچاق آواز نغمہ بلبل تھی خون کی نہریں جاری تھیں نوں کے فوارے چھوٹتے ہوا سے تیغ باد بہاری
تا دیر یہی ہنگامہ گرم رہا آخر شکر عدو یعنی فرقہ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی شہزادہ نامدار سے بقیۃ السیف
نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہو کر شہزادہ کو قلعہ میں لائے دیکھا تو اس قلعہ میں سحر کے مکانات و باغات
سب نابود میں رہا یا فراری ہے شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی کرائی پھر دارالامارہ میں آکر قیام فرمایا حکم
آغاز جلسہ عشرت دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش برپا ہوئی بعد دو روز کے پھر وہاں سے عزم روانگی فرمایا دیو نے
عرض کیا کہ اے شہریار آپ تو مجکو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں شہزادہ نے فرمایا کہ رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے

دیو نے کہا مجھے لیتے تو چلیے دیکھیے گا کہ مین کیونکر لٹا دونگا دشمنون کا سر چبا ڈالونگا شہزادہ ہنسنے لگا اور نجم عیار نے
عرض کیا کہ جو آپ کی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو وہ کیجیے دیو کو کہنے دیجیے فی الجملہ دیو اور اخگر عیار وغیرہ ایک
کو ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکلکر آگے کا راستہ پکڑا کئی کوس پہ ایک برج اور اودن برج جو اس طلسم مین ہے نظر پڑا کہ
نہایت بلند و رفیع تھا شہزادہ ایک صحرا مین مع رفقا ٹھہرا اوس برج کا حاکم ایک ساحر غدار تاجدار گنبد نشین
جادو نام ہے - ہر چند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ شاہ طلسم جہاندار گنبد
جہان نشین کہلاتا ہے خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا قلعہ زہر کو فتح کر کے میرے برج کی جانب
آتا ہے پس یہ سنکر اپنے سحر کا پتلا بنایا اور اسکو بھیجا کہ دریافت کر آ طلسم کشا کہان ہے پتلا آکر شہزادہ کو
دیکھ گیا اور اس سے بیان کیا کہ وہ جو چار کوس جنگل اس برج سے ہے وہان مع اپنے رفیقون کے طلسم کشا ہے معلوم کر کے
تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا یہان آ گیا تو زیادہ تردد کرنا پڑیگا پھر وہان سے کہ جہان اب وہ ہے قید کر کے
مار ڈالنا چاہیے تمام طلسم اوسکے شر سے نجات پا دیگا اور میرا نام بھی ہوگا الغرض کچھ تجویز کر کے ایک برج ماش کے
آٹے کا بنایا اور ایک چاردیواری بطور احاطہ کے اوسی آٹے کی بنا کر ہاتھ پر رکھکر اسی برج آٹے سے حکم دیا کہ
دیو جو ہمراہ فاتح طلسم ہے اوسکو جا کر قید کرے اور احاطہ سے کہا کہ فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جا کر محاصرہ کر دونون
اشیا اُڑ کر چلین یہان شہزادہ مع رفقا کے صحرا مین بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد بزرگ زیر گنبد فلک برسے بھا اُڑتا
نظر آیا اور مثل سرپوش کے دیو پر ڈھک گیا رنگ اوس برج کا بالکل سیاہ تھا اندر بادشے دیو کا حال تباہ
تھا چیختا تھا کہ اے شہریار مجکو بچائیے اس تاریکی سے چھڑائیے شہزادہ اوسکی جانب تیغ بکف دوڑ کر جھپٹا تھا کہ وہ چاردیواری
اڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیون کے محاصرہ پذیر ہوئی اوسوقت اخگر و ظلمات دونون بلند
سحر اوڑین لیکن جسقدر یہ بلند ہوئین دیوارین بھی اتنی ہی اونچی ہوگئین یہ نہ جا سکین اوتر آئین اور شہزادہ
فرط غضب سے ہونٹھ چبانے لگا اور بحالت ناچاری دعا درگاہ باری مین فرماتا تھا بیت چو عاجز رہانندہ
دانم ترا ۰ درین بیچارگی چون نخوانم ترا ۰ یہان تو سب دعا کر رہے ہین لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا
کہ وہ اختر برج صاحبقرانی قید ہو چکا بس اپنے مصاحب ایک ساحر نگاہ جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور تو برج
و نجم کو میرے پاس اوٹھا لاؤ اور باقی سب اسی طلسم کے قرب مین انکو وہین قید رکھو بلکہ قتل ان دو عیار شوخ
کے وہ خود مطیع ہو جاوینگے ساحرہ مذکور حسب الحکم اسکے پرواز کنان اس احاطہ سحر مین آئی شہزادے
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چنری اوڑھے شبو کا لہنگا پہنے مانگ مین سیندور بھرا ماتھے پہ بندیا
لگا سر سے پانوتک جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوئے انداز سے منہ بنائے تیوری چڑھی سحر مین بہت بڑھی
چڑھی آئی ہے ظلمات نے بھی اوسکو پہچانا اور اوسنے قریب آ کر کہا کہ اے ظلمات تف ہے تیری جنتی پر
اور تف تیری اوقات پر کہ تونے دین سامری و جمشید چھوڑ کر دین طلسم کشا کا قبول کیا اور خداوند لقا جو پردۂ دنیا پر
موجود ہین اور ہمارے پالنے کو وہ خداوند عرش اعلیٰ پر نہین ہے اُن کے دین کو ترک کیا ہے کہ اخگر کی طرف

مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ بہتیرے منہ لعنت خداوند تیرے اوپر کہ تو غیرت الٰہی کو دھگرد ابنا کر بھیجتی اور دھگر برباد کیا
شعلہ ساسان کو قتل کرایا اوسکے بیٹے کو ہلاک کیا وہ جو مثل ہے کرے بالک گھر گھالک وہ جل ہے
اسی واسطے تجکو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا دھینگڑا کیا تھا اخگر نے یہ باتین سنکر کچھ اسکا کہنا پذیرا نہ کیا
اور ایک نارنج مارا کہ اوفحبہ کیا تو نے بک بک مچائی شامت تیری آئی ہے لے اسکو اوسنے باتون کی دھن مین
پہلے تو خیال نہ کیا اب نارنج آتے دیکھ کر چاہا کہ رد سحر پڑھون مگر ظلمات جو بجلی بنکر گری سنبھلنے بھی نہ دیا اسکو
کاٹ گئی غل وشور اسکے مرنے کا بلند ہوا جادوگرنیون نے شہزادہ سے کہا کہ باعث قید تو ہم ہو گئے ہین اب جو
آئیگا مارینگے ادھر نگاہ کو دیر ہوئی تاجدار نے بزور سحر معلوم کیا کہ اخگر نے مارلیا یہ معلوم کرکے اوسے بڑا غصہ آیا
اور ایک ساحر قہقہہ جادو نام اپنے رفیق سے حکم دیا کہ تو جاکر ہر ایک کو گرفتار کرکے قتل کر ڈال قہقہہ زمین مین غائب
ہوکر روانہ ہوا لیکن اس طرف نجم عیار نے تجویز کیا کہ ان نند جادوگرنیون نے ایک ساحرہ کو مارا پس مجکو بھی
لازم ہے کہ اب جو آئے اسے قتل کرون یہ تجویز کرکے ایک حباب بیہوشی منہ پر شہزادہ کے مارا اور جادوگرنیون و
دیو کو بھی کچھ بیہوشی دیکر بیہوش کر دیا اور آپ بصورت اپنی شکل ایک ساحر کے بناکر خنجر کھینچکر ٹھہرا تھا کہ زمین
تھرائی یعنی ساحر جو زمین مین غائب ہوکر چلا تھا یہان آکر پہونچا نجم نے جب زمین کو تزلزل دیکھا دوڑ کر سینہ شہزادہ پر
باخنجر برہنہ سوار ہوا اس اثنا مین قہقہہ زمین سے نکلا اور دیکھا کہ سلکرہ و دیو بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر طلسم کشا
کو ذبح کر رہا ہے اس ماجرے کو دیکھ کر وہ متحیر ہوا اور اس سے مستفسر ہوا کہ تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ مین نگاہ جادو کا
بھائی ہون اسکا بدلا لینے آیا ہون یہ سنکر قہقہہ نے کہا کہ تیری بہن کو ان دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین انھون نے
مارا ہے تو انکا سر کاٹ مین اس مسلمان کو مارون نجم سینہ شہزادہ پر سے اوٹھا اور یہ شہزادہ کو قتل کرنے کے لیئے چلا
نجم باخنجر برہنہ پاس تو کھڑا ہی تھا جھک کر ایک ہاتھ جو مارتا ہے سر اسکا کٹ کر دور گرا صدائے گیر و دار بلند ہوئی نجم
نے شہزادہ وغیرہ ہر ایک کو ہوشیار کر دیا تورج نے حال سنکر اسکے گلے سے لگایا جادوگرون نے تعریف عیاری کی
کی ادھر تاجدار نے بزور سحر دریافت کیا کہ قہقہہ بھی مارا گیا بس اسکو بہت غصہ آیا اور خود اوڑکر اسی جا پر آکر
ٹھہرایا اور سحر سے ہر ایک کو بے طاقت کرکے پنجہ بنکر جو گرا شہزادہ اور نجم کو اوٹھائے گیا اور اسقدر بلند ہوا کہ قریب
کہکشان فلک پہونچا اور پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے ساحرون کو مارا ہے سزا دیکر یہان سے تجکو نیچے گرادون کہ ہڈیان
سرمہ ہو جائین شہزادہ نے کچھ اسکی بات کا جواب نہ دیا لیکن خدا نے اسکے دل مین یہ خیال پیدا کر دیا کہ سب سامنے
لے چلکر دوسرا مار ڈالے کیا کر لیگا چنانچہ ایسا سوچ کر اپنے باغ مین کہ نام اسکا باغ پر بہار ہے اوترا اور انکو سربند کرکے
چھوڑ دیا جب انکی آنکھ کھلی باغ فرحت افزا مین اپنے تئین پایا کہ گل و ریحان کی خوشبو سے شمل لباس عروس بسا
پھولون سے زیبدہ دلہن کی طرح بنے مرصع سب فضائے چمن کا گلشن تھا اور ساحر ایک سامنے کھڑا تھا اوسنے کہا کہ اے خیرہ سر
تم خدا پرست ہو خداوند لقا کی پرستش چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پوجتے ہو مین تمکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا یہ سنکر نجم عیار بولا
اے تاجدار تو نے کیا کہا ایسے مین لقا پرست ہون اس خدا پرستون نے بہت ساحر نامی لقا کے مارے ہین میرا

بچا لیس نہ چلا ناچار مین ساتھ اُسکے ساتھ ہو لیا اور مین ہی تو اُسکو طلسم مین لگا کر لایا کہ یہان سے نکل نہ سکے مارا ڈالا
جائے اور لے بادشاہ اگر تو مجکو مارے تو لقا پرستون کے مذہب مین اُٹھانا یہ کہکر لقا کی تصویر کمر سے نکالی اور کہا
دیکھو ہم اسکو خدا جانتے ہین تاجدار نے کہا سامنے رکھ مین سجدہ کرتا ہون اور جھک کر اُس تصویر کو سلام کیا نجم نے کہا
مجھپر سے بھی سحر اُتار لیجیے کہ اس خداپرست کو مارون اور خداوند کو سجدہ کرون اُسنے اُسپر سے سحر اُتار لیا اُسنے ایک
بیضہ بیہوشی کمر سے نکالا اور کہا دیکھیے یہی گولا اس خداپرست کو مارونگا یہ کہکر وہ بیضہ اُچھالنے لگا اور کہا دیکھیو یون
مارتے ہین بس چسخ دیکر وہ بیضہ تاک پر تاجدار کے مارا کہ وہ ناک دبنی ملنے لگا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش
ہوگیا نجم نے دوڑ کر خنجر مارا مگر اس کے بدن پر سحر تھا خنجر اُچٹ گیا نجم نے دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھا کر کپڑے اسکے
اُتار کر اُس کو توکیلون مین چھپا دیا اور آپ رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور شہزادہ کو آکر
زمین سے اُٹھایا اور اس باغ کی بارہ دری مین لاکر ایک پلنگ پر لٹا کر آپ باہر باغ کے گیا اور پکارا کہ کوئی حاضر
ہے بیرون لشکر از ملازم تاجدار موجود تھے حاضر حاضر کہکر سامنے آئے اُنکو ہمراہ لیکر اندر باغ کے آکر تخت پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ سردارون کو ہمارے بلاؤ غرض سب سردار حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور بیٹھے ملنے ہر ایک سے
پوچھا کہ یارو لوح تمکو معلوم ہے کہ کہان ہے کہین ایسا تو نہ ہو کہ کسی کے ہاتھ آجائے یہان خداپرست آئے ہین کچھ
پیچ نہ پڑ جائے مین سحر اُتار کے طلسم کشا کو قید کرنا چاہتا ہون سب نے عرض کیا کہ لوح کی کیفیت ہمکو نہین معلوم
ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر پہنچی مالک قلعہ بیرانیہ بیران شیر سوار آپکی ملاقات کو آتے ہین اسنے حکم دیا کہ لوگ
ہر استقبال جائین سردار استقبال کرکے اُسکو باغ مین لائے اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیر سوار شیر کی ایسی صورت
بنائے لباس تاجداری سے آراستہ ہے اُسنے تعظیم کرکے اُسکو تخت پر بٹھایا اور کہا شراب پیجیے دعوت کھائیے
باعث تشریف آوری بتائیے اُسنے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ طلسم کشا کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسکو دیکھنے کو مین آیا ہون
اور شراب وغیرہ مین کچھ کل دن ہوونگا نہین کہ تمھارے یہان عیار آئے ہوے ہین نجم نے کہا طلسم کشا وہ دیکھو پلنگ پر
پڑا ہے اسنے جاکر دیکھا اور کہا اسکو ناحق سحر بار کرتے ہو لنگ پھونک دین ثواب عظیم ہو گا نجم نے کہا مین نے منت
نی جشن کی نذر یکہ ہو کر بعد مین دن کے اسکو قتل کرونگا اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہو تو مین جاکر اپنے گرو سے
پوچھ آؤن یہ کہکر تخت پر سے اُتر کر گوشہ باغ مین گیا اور وہان صورت اپنی مثل ایک مرد ضعیف کے بنائی کہ
سر ہلتا ہوا ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین منہ مین دو چار دانت باقی نڈھال ایک کرتا پہنے پلکین سفید کیے اُن کیلون مین
کہ جہان تاجدار پڑا ہو اُسکو فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا مین کیلون مین
برہنہ تن پڑا ہون اور ایک بڈھا سامنے کھڑا ہے یہ حالت دیکھکر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ ماجرا کیا ہے بڈھے
نے کہا کہ تجکو اپنی بھی خبر ہے مین کون ہون ارے بیوقوف تو بندہ خاص خداوند لقا آج سے ہوا تجکو نجم عیار نے
فقرہ دیکر بیہوش کیا تھا مجکو حکم ہوا کہ تو جاکر میرے بندے کو اُٹھا اور سب کیفیت اسکو بتا چنانچہ حسب الارشاد خداوند
تجکو آگاہ کرتا ہون کہ عیارون نے فریب دیکر بیران مالک قلعہ بیرانیہ کو بھی مسلمان کیا ہے اور نقل اخگر و ظلمات

وہ بھی شریک فتاح طلسم ہے وہ اب تیرے قلعہ مین آیا ہے اور تیرے مقام پر اسوقت بیٹھا ہو چاہتا ہو کہ تیرے
سرداروں ملازمون کو دام تزویر مین پھانسے اور قلعہ تیرا چھین لے فی الجملہ حکم خداوند ہو کہ تو جاکر نہ اُس سے کچھ پوچھنا
نہ کوئی بات کرنا مار ہی ڈالنا اگر کوئی بات کریگا تو فقرہ دیکر نکل جائیگا یہ حال سُنکر تاجدار قدم پر گر پڑا اور عرض
پیرا ہوا کہ فرشتہ مقرب خداوند آپ نے میری جان بچائی مین یہان سے جاؤن تو آپکو پھر کہان پاؤن اسنے فرمایا کہ
تم جاکر بہران کو قتل کرو بعد فراغ مجکو پکارنا مین ظاہر ہونگا تاجدار نے اقرار لیکر بلسان شعلہ بجوالہ جنگ زیجالت غضبناک
روانہ ہوا جب بارہ دری مین پہونچا سب سردار بتعظیم کھڑے ہوگئے بہران نے بھی کہا آئیے تشریف لائیے اسکو تو
مرشد کامل نے بخوبی پٹی پڑھا دی تھی تیوری چڑھا کر گھورنے لگا اور بزور سحر شیر بن کر پنجہ بہران کے مارا کہ وہ
تخت کے نیچے گرا اور ازبسکہ غافل اسکے ضرر پہونچانے سے تھا سحر بھی نہ پڑھ سکا اُسکو گرتے ہی پیٹ پھاڑ ڈالا
شور و غوغا اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد شور و ہنگامہ کے تاجدار بیرون بارہ دری آیا اور سجدہ کرکے باادب تمام پکارا
کہ اے ملک مقرب آپکے مین حکم عالی بجا لایا نجم ایک گوشہ باغ مین چھپا ہوا تھا اُسکو پکارتے ہی جست کرکے
اس طرح سامنے اُسکے آیا کہ جیسے کوئی روئے ہوا سے اُترتا ہے غرضکہ تاجدار نے اُسکو لاکر تخت پر بٹھایا
اور سب اہل دربار سے کہا اُنکو سجدہ کرو کہ اُنھون نے جان میری بچائی ہے سب نے سجدہ کیا اور دست وپا کو
بوسہ دیا پھر تاجدار نے کہا کہ اے ملک مقرب مین حیران ہون کہ طلسم کشا کو پلنگ پر کسنے اُٹھاکر لٹا دیا اسنے
کہا بعد تمھارے بیہوش ہوجانے کے ایک فرشتہ خداوند نے بھیجا تھا اُسنے طلسم کشا کے قلب پر ہاتھ پھیرا کہ دل
اُسکا خداوند کے سجدے کو راغب ہوا اور اُسی ملک نے طلسم کشا کو پلنگ پر لٹایا اب تمکو لازم ہو کہ اُسکو ہوشیار
کرو اور پھر اُسپر سے ردکرکے بعزت تمام پاس اپنے بٹھاؤ خاطر کرو کھانا کھلاؤ شراب پلاؤ وہ تمھاری اطاعت بجا لایگا
اور تمھارا نام اس طلسم مین ہوگا یہ سنکر اُسکو بڑی خوشی ہوئی اور اُسی وقت وہ حرف پڑھکر توبیخ کو ہوشیار کیا شہزادہ اُٹھ
بیٹھا نجم نے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا خداوند کو سجدہ کر کہ تجھپر رحمت خداوندی نازل ہوئی ہو شہزادہ یہ سنکر چاہتا تھا
کہ کچھ جواب سخت و درشت دے نجم نے ستار رخسار کا دکھایا پھر تو وہ سمجھ گیا کہ یہ میرا عیار ہے جو یہ کہے وہی کرنا
چاہیے پس اُسکے کلام کا جواب دیا کہ مین بھی سجدہ کرنے سے انکار رکھتا ہون عیار نے کہا اے تاجدار لو اُٹھو طلسم
کشا کے گلے ملو اُسنے تمھاری اطاعت قبول کی اور ہم اب تمھارے سب کام کرچکے خداوند پاس جاتے ہین یہ سنکر
تاجدار تخت پر سے اُٹھا اُدھر پلنگ پر سے شہزادہ ہاتھ پھیلا کر چلا دونون باہم بغلگیر ہوئے شہزادہ نے ایک ہاتھ
کو گلے پر رکھ کر فشردہ کیا اور کوسے مین اُسکو بھینچ دیا کہ ہڈیان ٹوٹنے کی کڑکڑ صدا آئی اور گلا دبنے سے دم رکا سحر بھی نہ
پڑھ سکا آخر پھڑک کر مرگیا ملازم جو حاضر دربار تھے وہ چیز اپنے دوڑے لیکن ایک لحظہ مین فیصلہ ہوگیا کام تمام ہوچکا تھا
شہزادہ لاش اُسکی آغوش سے گرا کر تیغ کھینچکر ساحرون پر چلا اور نجم نے بھی خنجر کھینچا ازبسکہ مرنے سے اُسکے
اندھیرا ہوگیا باغ اور عمارت وغیرہ مین آگ لگی شور و غل برپا تھا اسی ہنگامہ مین شہزادہ و عیار نے
تلوارین مارنا شروع کین بہت ساحر اُس گھبراہٹ مین مارے گئے اور بہت سے اُڑ کر فوج کی چھاؤنی مین گئے

لشکر تیار کرا کر لائے لیکن مرگ تاجدار سے دیو اور اخگر و ظلمات وغیرہ رہا ہوگئے تھے اور کرادسی باغ کی طرف آئے کیونکہ غوغائے عظیم بپا تھا اوسی نشان پر راستہ ملا جب یہان پہونچے لشکر کو دیکھ کر دیوون نے ہاتھ بڑھایا اور دشمن دین کو کھانا شروع کیا اور اخگر و ظلمات نے ڈوبے سحر کے مریون کے مارنا پیچ تریج ناریل کچے سو پٹیون کے اور بیگانون کے مارنا شروع کیے کبھی اخگر نے آگ برسائی کبھی ظلمات نے تاریکی عالم مین پھیلائی اس آفت جنگ مین شہزادہ کی بن آئی شمشیر صاعقہ خصال چمکا کر خرمن فوج عدو پہ بجلی گرائی ہر سمت لاش پر لاش اور مردے پہ مردہ گرا دیا عجب طرح کا تلاطم تھا تیغ کا شور پیر دمن کا غل تھا کار زورجان دوپنے مین نہ کسی کو در یغ نہ تامل رہنے سے وہ لشکر عاری یہ اکیلا ہزار دمن پر بھاری تیغ کی روانی دشوار زندگانی کا عمل تختہ تختہ بحر مرگ کی جوشش بجوش آب شمشیر کا پتہ دیتی کنارہ سلامتی کا نظر آنا دشوار ہیرا امنیا ہیچ منجدھار کشتی حیات ڈگمگاتی یہ حالت نظر آتی کہ اب ڈوبی اب ڈوبی کاغذ کی ناؤ کھلائی اس لشکر بے سردار کا یہ حال ہوا کہ بچنا محال ہوا جب نظم

بعصر بہ توسیع دوران رزمگاہ — زمینش بلرزید و خورشید و ماہ
بہ تیر و کمان و بہ شمشیر تیز — درافگند در سرکشان رستخیز
پس و پیش از لشکر جنگجوے — بروے اندر آوردہ بودند روے
زخون روے صحرا چو جوے روان — ز بانگ سواران جہان پرفغان
دران کین و آشوب و دار و بگش — نہ با اسپ زور و نہ با مرد ہش

آخر شکست فاش سب نے کھائی اور جا دامان بچائی شہزادہ نے ہاتھ کو روکا ہر ایک قدم اقدس کو آنکھون سے لگا یا مطیع اسلام ہو کر شہزادہ کو اندر قلعہ کے لیگئے دار الامارہ مین لا کر تخت پر بٹھایا شہزادہ نے اخگر کو تخت پر بٹھایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوے شہر مین تسلط ہو گیا جلسہ مسرت و جشن عشرت کی بنیاد ہوئی کئی روز تک داد عیش و نشاط دیا کیے پھر شہزادہ فلک جاہ نے فرمایا کہ یہ طلسم نہایت بیہول ہے زمین یہان کی پرہول ہے اب ٹھہرنا نہ چاہیے آگے بڑھ کر دیکھیے کہ کیا درپیش آئے فی الجملہ جب طلسم خاور سے فتاح طلسم ظلمت نے عزم میدان افلاک کیا کہ بیت چھپا جب صبح کا نظرون سے تا ما + ہوئی شکل سحر پیدا آشکارا یہ اختر آسمان شجاعت نماز سے فارغ ہو کر مع رفقائے باعصمت کے اوس قلعہ سے نکلکر رہگرائے منزل مقصد ہوا دن بھر مثل خورشید سیار دشت طلسم رہا قریب شام جب اس نیک انجام نے نظر کی تو انقلاب دہر نے نئی صورت دکھائی یعنی وہی جگہ نظر آئی کہ جہان سے صبح کو قدم اٹھایا تھا حیرت نے پانون کاٹے تعجب کا غازہ دل مین مسکن ہوا کہ الٰہی یہ کیا گردش بخت ناز جام جہان سے چلا تھا شام کو پھر اوسی جا مقام ہے ناچار با خاطر ناصبور قیام کیا اور بہنگام سحر جب مہر منیر مقام طلوع پر رونق افزا ساطع ہو کر طے منازل افلاک کرنے لگا اس دلاور یکتا نے واسطے عجائبات نے ایک تیر کسی درخت کے تنہ پر برائے شناخت مقام لگایا اور آگے کو قدم بڑھایا دن بھر سرگردان و پریشان رہا سر شام پھر اوسی مقام پر آ گیا کہ جہان سے چلا تھا تیرا بنا درخت مین لگا پایا اب تو بالکل یقین ہوا کہ زمین طلسم مجھ سے چالین کرتی ہے چرخ کی گردش پھرا دیتی ہے مجبور پھر کھانا

کھا کر سو رہا اور صبح کو اُٹھ کر راستہ پکڑا شام کو پھر اوسی جگہ آرہا اسی طرح کئی روز نصیبون کی گردش رہی ایک شب
جب عابد نورانی چہرہ ماہ رشتۂ کہکشان مین دانہ کواکب پرو کر سبحہ خوان ہوا کہ نظم

وہ جلوہ ماہ تابان نے دکھایا ۔ جہان کو نور کا عالم بنایا
ضیا سے اس طرح چمکے برابر ۔ ستارے بن گئے ذرّے زمین پر

شہزادہ ایک تختہ سنگ پر چشمہ سے غسل کرکے مصلا بچھا کر بیٹھا اور درگاہ داور بیچال مین بعد تضرع و زاری بیقرار دلی ہر
کرکے دعا کرنے لگا کہ اے گردش دہ مہر و ماہ و اے چرخ دہ افلاک عالم رود جہاندار تیرے کرم کا بڑا مجھکو آسرا ہے اس
ہرزہ گردی سے تو مجھکو بچا راہ راست پر لگا کہ ابیات

تجھی سے ہے پناہ اوج و پستی ۔ عطا کی ہے ہمین تو نے ہی ہستی
تجھی نے روشنی آنکھون کو بخشی ۔ دکھائی تو نے ہمکو راہ سیدھی
کٹے یارب یہ صحراے پر آفات ۔ نظر آئے ہمین راہ طلسمات

رات بھر اسی طرح درگاہ کبریا مین رو رہا کیا اور مصروف حمد و ثنا رہا قریب سحر دیدۂ ظاہری بند ہوے اور
چشم حقیقت بین باطنی کشادہ ہوئی خواب طاری ہوا اوسی عالم رویا مین دیکھا کہ دشت و در و کوہ سب نورانی
ہین در ہاے آسمان کشادہ مین ملائکہ طرفہ الحمان ہین ہر سمت صداے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکہ والروح
بلند ہے اور ایک تخت نورانی مربع ہر ایک مقدس سوار ہین لبس پادس تختِ بلبان رحمت خدا نزول کیا اور وہ
برگزیدہ خدا مقبول درگاہ کبریا تخت پر سے اوتر کر قریب اُسکے آئے اور دست حق پرست اپنا اُسکی پشت پر رکھکر ارشاد
کیا کہ اے فرزند امیر کیا چاہتا ہے ہم گم کردہ راہ بادیہ طلسمات نے اپنے حال کو رو کر عرض کیا اون بزرگ نے تسکین دیکر
ارشاد فرمایا کہ دم سحر نماز پڑھکر یہ دعا جو تجھکو تعلیم کرتے مین مع درود عظم پڑھکر قدم بڑھانا اور سمت مشرق جانا خدا منزل
مقصد پر پہونچا دیگا مگر کسی کو ساتھ نہ لینا تنہا جانا وہ جامع المتفرقین جلد خلاصی دشت طلسم بہم تم سب کو ملا دیگا اور دشمنو پر
فتح دیگا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے ناپدید ہو گئے اور آنکھ اس حقائق آگاہ کی وا ہوئی دیکھا تو وقت صبح صادق ہم
رویاے صادقہ کا ہنگام ہے اور جسم میرا معنبر و معطر تمام ہے جانا خواب میرا سچا ہے جلد اوٹھکر وضو کیا نماز سحر بحضور
قلب ادا کرکے وہ دعا جو عالم خواب مین بزرگ نے تعلیم فرمائی تھی اُسپر خیال جو کیا حرف بحرف یاد پائی
مع درود عظم پڑھنے لگا جب زاہد صومعہ خاور نے سر سجدہ سے اُٹھایا اور درخت سپہر مین آیا کہ ابیات

نظر شائق ہوئی نور سحر کی ۔ اجازت رات نے چاہی سفر کی
رداے نور نے ڈھانکا زمین کو ۔ قدم گھسنے لگے اپنی جبین کو

صبح دم یہ نیر عالم افروز صاحبقران اعظم عبادتخانہ سے اُٹھکر اپنے رفقا پاس آیا مجم نے قدم پر سر جھکا کر حال پوچھا
شہزادہ نے بشارت یاب ہونا ظاہر فرمایا عیارنے عرض کیا کہ اے شہریار مبارک ہو اب یہ طلسم فتح ہوگا اچھا بسم اللہ
تیجیے جائیے اور راہ مقصد پائیے یہ کلام سُنکر دیو پکار کہ اے شہزادہ مجکو نہ چھوڑ یئے گا مین کو سون اوڑائے جاؤنگا

اور تیرے دشمنون کا سر کھائیگا شہزادہ نے انکو تسکین و دلاسا دیکر وہان چھوڑا اور یکہ و تنہا وہ دعا پڑھتا سمت مشرق روانہ ہوا دیو اور **نجم و اخگر و ظلمات** کو اوسی مقام پر چھوڑا یہ سب ایک درہ مین کوہ کے جا سے تحفظ و آرام پیدا کرکے ساکن ہوئے اب انکو تو اسی جگہ چھوڑیے اور شہزادہ کو مشرق جانے دیجیے لیکن اب چند کلمہ **افراسیاب** کے سنیئے۔ مولف ہیچمدان ناظرین والا تمکین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ طوالت قصہ سے آپ لوگون کا سر پھرے گا دم گھبرا جائیگا بدین لحاظ استعارات و کنایات شاعری جستہ جستہ کسی جگہ مین لکھتا ہون ہر جگہ لکھنا اس لیے ترک کیا ہے کہ فسانہ مین ہزارون باغ اور دریا اور کوہ اور لڑائی اور مجمع حسینان کا ذکر اور عیاریان اور صبح و شام ہین پس سب تصریح وار مع تعریف اگر لکھے جائین ممکن نہین کہ یہ دفتر بے پایان انتہا کو پہونچے کیونکہ ابھی مطلب بہت باقی ہے فاالتماس میری ہیچمدانی پر خدہ زنی سب صاحب نہ فرمائین بنظر سنجیدگی عرض میری قبول کرکے زبان طعن و تشنیع نہ کھولین آمدم بر سر مطلب۔ سابق مین ذکر کیا گیا تھا کہ عمرو دوبارہ **بران** پاس پہونچ گیا اور مصروف عیش و عشرت ہوا یہان **افراسیاب** نے نامہ لکھ کر طاق طومطراق کوست کوکب بھیجا اور صنعت وزیر ہزیمت خوردہ اوسکے پاس آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی بادشاہ بعد بھیجنے ایلچی مذکور کے صنعت کو ہمراہ لیکر ایک بیابان مین طلسم کے کہ نام اوس صحرا کا بیابان لالہ زار ہے آیا وہان چمنستان طولانی لاثانی گلہائے خودرو کے بنے تھے نکہت سے پھولون کی دماغ بسے تھے ہر شجر خوبی مین قامت یار تھا ہر گل بہار افزا برنگ رخسار گلعذار تھا بیچ بیابان مین ایک نہر مصفا جاری کنارے اوس نہر صاف و شیرین کے پختہ مقام سیرگاہ شاہان بنا بہت نایاب و عمدہ تھا شاہ نے اوس جگہ فرش آب روان بچھوایا اور مسند پر بیٹھا کچھ افسون زبان پر لایا اوس نہر سے ایک مچھلی باہر نکلی اور غلط ایک مار کر بصورت پری بنی بہت تمکنت سے درست چالاک و چست آنکھ نشیلی گات رسیلی رخسار پر نور ضیا مین رشک مہ شعلۂ طور شام فرقت اوسکی سواد زلف پر قربان آئینہ شمس و قمر اوس کے رخسار کے روبرو حیران کہ۔ **نظم**

نہایت خوبصورت اور گل ہین	مرادون کے بہار افزا تھے وہ دن
مثال ماہ تھی مطلوب شاہ	خواصین گرد مثل نجم تھین واہ
وہ پہنے تھی جو اہر اس طرح کا	نظر کا اوسپہ شکل تھا ٹھہرنا
ہوئی اس جاہ وحشت سے نمودار	کہ تھی ہر ایک رشک ماہ رخسار
خرامان کبک کی صورت بصد ناز	پریزادون مین تھی وہ حور ممتاز

پس وہ نازنین مع خواصان مہر تمکین کے قریب شاہ آئی تسلیم بجا لائی شاہ نے مزاج پرسی فرمائی کہ اے ماہی پری مزاج اچھا ہے اوسنے عرض کیا کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتی ہون بادشاہ نے یہ سنکر اوس نازم حسن کو ہاتھ پکڑکر پہلو مین بٹھا لیا اور پھر کچھ پڑھا کہ اوس بیابان لالہ زار سے ستر سو عورت قبول صورت زیور جواہر کے دریا مین غوطہ مارے لباس عمدہ سے مزین مانگ سنوارے ظاہر ہوئین اور لب نہر ایک تخت یاقوت کا گسترده کیا

گرد تخت سترہ سو کرسی جواہر جڑی بچھا دی بادشاہ اُس غولی کو جو نہر سے نکلی تھی لیکر تخت پر بیٹھا اور وہ سب ساحر عیار
کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور رقاصہ آکر ناچنے لگین جلترنگ بجنے لگا جام شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا صنعت
سر پر بادشاہ کے رومال جھلنے لگی بادشاہ نے فرمایا کہ عیار بچیون کو جو ساحر اُٹھا کر لیے آتا تھا اُسکو کس نے مارا
وزیر نے عرض کیا کہ ماہی پریزاد و بحرین جو عمرو کے ساتھ آئی ہین اُنھون نے ہلاک کیا اور انھین دونون نے
دریاے قہر کو پیدا کر کے میرے لشکر کو ڈبویا اور غارت کیا بادشاہ یہ تقریر سُنکر ہنسا اور کہا مین چاہون تو
دن بھر مین ایسی ماہی پریزاد سیکڑون بنا کر چھوڑ دون اب میرا ایلچی اوس جنگلی کے پاس سے پھر آئے تو مزہ
چکھاؤن صنعت عرض پیرا ہوئی کہ اس ماہی پریزاد کو تو فی الحال سزا دینا ضرور چاہیے بادشاہ نے اوسوقت
اس نازنین سے جو پہلو مین بیٹھی تھی فرمایا کہ اے ملکہ کسی کو بھیجو کہ وہ ماہی پریزاد کو پکڑ لائے اس بحر محبوبی نے
ہنس کر کہا کہ اچھا اور آواز دی کہ اے نکہت جادو آؤ آواز کے دیتے ہی صحرا کی طرف سے ایک عورت
سانولے رنگ کی پوشاک نفیس سے پیراستہ جڑاؤ گہنا پہنے مانگ مین سیندور بھرے حسن مین یگانہ دہر آفت دہر
سامنے آئی آداب شاہ و ملکہ کو بجا لائی شاہ نے فرمایا کہ تمھین ماہی کے شکار کا شوق بہت ہے جاؤ اب ماہی پریزاد
کو پکڑ لاؤ اُسنے سلام کیا اور اس نہر کے کنارے جا کر چارہ اپنے ہاتھ سے کھود اپھر دوڑ اور قرول لیکر کیٹا ڈور شست
وغیرہ جملہ سامان سے درست ہو کر روانہ ہوئی صنعت نے چاہا کہ مین بھی اسکے ساتھ جاؤن بادشاہ نے منع
کیا اور کہا وہ کون ایسا کام ہے جس کے لیے تم جاؤگی تم یہان شہود عوت کھاؤ عیش کرو کچھ دیر مین وہ مچھلی پکڑ لاتی
آتی ہے صنعت کہنے سے شاہ کے رکی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین تخت پر بیٹھی ہے وہ فوج جو خواجہ کے ساتھ
آئی ہے اوسکے افسر بھی حاضر ہین اور بحرین بھی دربار مین ہے لیکن ماہی پریزاد اسی طرح غرق دریا ہے۔
باران و سیلان ابر سحر مین غائب ہین غرضکہ نکہت دریاے خون روان کے پار اُتری اور پہلے بارگاہ حیرت
مین آئی ملکہ نے اسکی حرمت کی کرسی بیٹھنے کو دی اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مذکور نے کہا جاؤ شکار ماہی تمھین
مبارک ہو یہ وہان سے پرواز کر کے کنارے اس بحر کے آئی کہ جسمین ماہی پریزاد تھی اور کٹیا مین چارہ لگا کر دریا
دریا مین پھینکی اسوقت بحرین جو مہرخ پاس بیٹھا تھا اُسکو سحر نے اسکے آنے سے باخبر کیا اور اسنے کہا کہ ملکہ مہرخ
افراسیاب نے نکہت کو بہر گرفتاری ماہی پریزاد بھیجا ہے وہ جمشیدی نہر کے کنارے سے چارہ لیکر آئی ہے
اوس چارہ سے یقینی ماہی مذکور پکڑ جائے گی مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے چلا اسکے جانے سے برق عیار
بارگاہ مین موجود تھا وہ بھی روانہ ہوا اور وہ کوہ مین قرب دریا جا کر چھپ رہا ادھر بحرین نے چلتے چلتے ایک سحر پڑھا
کہ دریا مین ڈور جو نکہت نے پھینکی تھی اُسکو ایک مچھلی نے کاٹ دیا مچھلا ہو نہ سکا نکہت بہت خوش تھی یکایک جو
ڈور باہر اپنے ڈور کھینچی دیکھا تو ڈور کٹ گئی تھی اُسکو بڑا غصہ آیا اور وہان سے ہٹ کر ایک جگہ پر اور کنارہ بحر کے
آئی اور زمین کھودی کہ چارہ یہان کا خوب کام دیگا غرضکہ اس عرصہ مین بحرین آکر پہونچا اور للکارا کہ باشی شوریدہ
بخت میرے ہوتے تو ماہی پریزاد کو کب لیجا سکتی ہے نکہت نے اسکا نعرہ سنکر ایک نارنج جھولی سے نکالا اور اسپر

سحر پڑھا کہ وہ ناریخ آگ کا گولا بنگیا اسنے وہی کھینچ مارا ہرچند کہ بحرین نے سحر پڑھا اور رد کیا مگر اثر پذیر
نہوا اور ناریخ سینہ پر آکر گر گیا کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا تو وہ ناریخ توڑ کر پشت کے پار نکلجاتا مگر اس کے
پاس تحفہ جات عطیہ شاہ **کوکب** بہت تھے ناریخ ہلاک تو نہ کر سکا مگر وہ بیہوش ہوگیا **نکہت** نے چاہا کہ
سر کاٹ لوں **برق** جو چھپا کھڑا تھا دوڑ کے جھپٹ کر آیا اور کاندھے پر لاد کرکے بھاگا **نکہت** حیران کہ یہ کون تھا
تا دیر حسرتناک کھڑی رہی پھر چارہ کھونڈنے میں مصروف ہوئی اور **برق** جو **بحرین** کو لے گیا تھا درہ پہاڑ میں لیجاکر
رکھا اور لباس اوسکا لیکر اوسی کی ایسی صورت بنا اور وہاں سے کنارہ بحر سحر کے آیا دیکھا تو **نکہت** چارہ ڈھونڈتی
ہوئی اُس پار اس دریا کے اوتر گئی ہے اسنے پکار کہا کہ اے ملکہ مجکو معلوم ہوا کہ شاہ جادوان بڑا زبردست ہے
کوکب کی اوسکے سامنے کچھ حقیقت نہیں پس مجکو تم خدمت بادشاہ دین میں لے چلو اور تقصیر میری معاف کرادو
میں **ماہی پریزاد** کو پکڑوا دونگا اور ہمیشہ مطیع حکم تیرا رہونگا **نکہت** اس کلام سے بہت خوش ہوئی اور کہا
اچھا میرے پاس آ **برق** حیران ہوا کہ اُس پار کیونکر جاؤں پس عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہوں لیکن میرا اپنی اس
درہ میں بھول آیا ہوں لے آؤں یہ کہکر چلا اور درہ میں آکر **بحرین** کو ہوشیار کرکے سب حال کہا اور پوچھا
کہ اوس طرف دریا کے کیونکر جاؤں اُسنے ایک دانہ ماش کا دیا کہ اسکو دریا میں جا کر پھینکو پنجہ پیدا ہوکر اوٹھا
لے جائیگا یہ وہاں سے دانہ لیکر کنارے بحر کے آیا اور دانہ کو دریا میں پھینکا ایک پنجہ دریا سے نکلا اور اوسکو
اٹھا کر اوس پار لے گیا **نکہت** نے کہا اب مجھ میں ایسا زور نہیں رہا کہ پرواز کرے اسنے کہا اے ملکہ یہ تحفہ جات
سحر پھر کس کام آئینگے میں انہیں سے کام لیتا ہوں آپ آرام سے رہتا ہوں **نکہت** نے کہا میرا ارادہ ہے
کہ ایک کانٹا سحر پڑھ کر ایسا دریا میں ڈالوں کہ **ماہی پریزاد** کا کلیجہ چھید جائے گر تو آکر میرا مطیع ہوا ہے اس
سبب سے خاموش ہوں اسنے کہا اے ملکہ تم ماہی کو زندہ پکڑ لو اسی میں نام آوری ہے اچھا تم شکار کھیلو میں
کچھ کھاؤں کہ بھوکا ہوں یہ کہکر میوہ بہت سا کمر سے نکالا اور کہا اگر مزاج میں آئے تو آپ بھی کھائیے
اسنے کہا کہ اے بحرین یہ حرکت تو نے ایسی بے وقت کی کہ جیسے عیار کرتے ہیں اوسنے وہ میوہ اُٹھا کر دریا میں
پھینکدیا اور کہا اے ملکہ دمبدم کی خبر **کوکب** کو پہنچتی ہے اب میں نہ اودھر کا رہا نہ اودھر کا رہا تمکو میری طرف سے
مظنہ بد گذرا میں اب کسکا ہو کر رہونگا **کوکب** مجکو مار ڈالیگا گھر بار میرا غارت کردیگا اے ملکہ میں منع نہیں
کرتا ہوں تم چاہو **ماہی پریزاد** کو مارو یا گرفتار کرو یا رہا کرو میرا مطلب تا کہیں ہو جائے **نکہت** کو اُسکی عاجزی
پر رحم آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہیں یہ کہہ کر چارہ جمشیدی کانٹا میں لگا کر دریا میں پھینکا مچھلی کی عادت ہے کہ چارہ
پر بہت دوڑتی ہے یہ مچھلی اگر سحر کی ہے تو چارا بھی جمشیدی ہے پس **ماہی پریزاد** نے آکر چارہ کھایا ساحرہ
نے جھٹکا مارا کانٹا چھد گیا اور کھینچ آئی اوسنے باہر نکالا دیکھا چہرہ پریزاد کا دھڑ مچھلی کا ہے چاندی کے
تبر کی طرح چمکتی ہے یہ تو مچھلی کے نکالنے میں مصروف تھی **برق** نے کمند ماری کہ ساتوں حلقے اس کے گردن
کمر میں اوتر جاتے لیکن چند پنجے پیدا ہوئے اور کمند کو اونھوں نے روکا **برق** نے جست کی کہ نکلجاؤں

ساحرہ نے گِر کر زمین پر دم توڑا تھا کہ یہ اوندھے منہ گرا ساحرہ خنجر پکڑ کر دوڑی کہ سر کاٹ لون اسوقت آواز آئی کہ
باش یہ برق عیار ہے شہنشاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی مچھلی کے ساتھ میرے پاس لانا چھوڑنا نہیں اسنے یہ نعرہ سنکر ہاتھ
کو روکا اور نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا تو ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ چھو لنگے میں ڈالے سانپ سر سے لپیٹے دھوتی چڑھی باندھے
آتا ہے اسنے ہاتھ اوٹھایا ساحرہ نے بھی سلام کیا اور قریب آکر کہا کہ اے ملکہ جب تم آئی ہو افراسیاب کتاب سامری
دیکھ رہے ہیں چنانچہ جب یہ عیار آیا بادشاہ نے فرمایا کہ جلد ملکہ کو خبر کرو مجکو آنے میں عرصہ ہوا تمنے کہدیا خیر اب مچھلی اور ان
کو حضور منتظر ہیں ساحرہ نے یہ سنکر ڈورے میں مچھلی کو لٹکایا اور بقچہ میں عیار کو دابا اور بولی چاہا کہ اوڑ جاؤن اسوقت ساحرہ
نے یہ کہا کہ لاؤ ایک گنہگار کو مجھے دو میں لے چلون اسنے کہا نہیں میں لیے چلتی ہون ساحر نے کہا شہنشاہ کو تاب نہیں ہے
دیکھو اودر ایک ساحر کو بھیجا ہے وہ داہنی طرف نگاہ کرو اوڑتا ہوا آتا ہے تحسنت اسکے کہنے سے اسی طرف دیکھنے لگی
اودر اوس ساحر نے کہ اصل میں قران ہے چمک کر قبضہ مارا سر اوسکا پاش پاش ہوگیا بھیجا نکلکر دور گرا شور اوس کے
مرنے سے برپا ہوا قران نے نعرہ کیا کہ زدم پست کردم بحکم خالق جملہ عالم ماہی پریزاد تڑپ کر دریا میں چلی گئی اور
برق بھی رہا ہوا قران نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے برق جس پہاڑ پر کہ میں رہتا ہون اس وقت
تم اوس جگہ میرے ساتھ چلو میں تمھیں ایک تماشا دکھلاؤن برق اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور درہ میں جب پہونچا کہا
خلیفہ صاحب بتلائیے یہ کونسا تماشا ہے جو آپ دکھلانے والے ہیں اوسنے کہا کہ یہ ساحرہ جو ہلاک ہوئی ہے اس کے
مرنے کی خبر سنکر شاہ طلسم ہماری فکر گرفتاری کریگا اور تم یہان سے لشکر میں جاتے مبادا گرفتار بلا ہو جاتے پس میں اسی
لحاظ سے یہان لے آیا کہ کچھ دیر ٹھہر کر جہان جی چاہے جانا برق کچھ دیر وہان ٹھہرا پھر ایک سمت کو روانہ ہوا۔
قران نے کہا ابھی لشکر میں نجانا ادھر ہی ادھر رہنا اوسنے کہا اچھا اور صحرا کی جانب چلا گیا ادھر لاش تحسنت کی پیر
سحر کے اوٹھا کر افراسیاب پاس لیگئے اور حال عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے کام اسکا تمام کیا بادشاہ
نے کف افسوس ملکر فرمایا کہ ان عیارون کی کوئی تدبیر نہیں چلتی اور انھون نے سارا لشکر میرا برباد کر دیا اچھا اے ملکہ
صنعت تم جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کر لاؤ میں ملکہ ماہی پرلن کو بھیجتا لیکن یہ حالات مکاری عیاران
سے بالکل نابلد ہیں ایسا نہو دھوکا کھا کر جان دیدین میں انکا سحر تمھیں تعلیم کیے دیتا ہون یہ جاتین تو یہی سحر کرتین جو
میں تمھیں بتاتا ہون عیارون کے حال سے تم بخوبی آگاہ ہو نہایت ہوشیاری سے کام کرنا یہ کہکر سحر تعلیم کرنے لگا کہ
حال اسکا بیان ہوگا اب طوطراق ایلچی کی کیفیت سنیے کہ نامہ شاہ طلسم لیکر اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحر
چیدہ و منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا جب دریاے خون روان کے پار اوترا خیال میں اسکے
آیا کہ یہ سب فتور برپا کیا ہوا مہرخ کا ہے اور وہی بادشاہ لشکر باغیان ہے اگر وہ قتل ہو جائے تو سب لشکر
مسلمانون کا برباد و تباہ ہو پس مناسب ہے کہ اسکو پکڑ کے جانب طلسم نور افشان لے چلو راہ میں کسی جگہ مار ڈالنا
یہ تجویز کر کے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو میں بھی آتا ہون لشکر و کوچ کر گیا اور یہ اکیلا بزور سحر جانب لشکر
مہرخ روانہ ہوا اتفاق سے دن دوپہر آچکا تھا ملکہ مذکور دربار برخاست کر کے سو رہی تھی اسکے قریب بارگاہ

پہونچ کر حاجب و دربانون پر ایسا سحر پڑھ کر دم کیا کہ وہ سب بیہوش ہو گئے یہ اندرون بارگاہ گیا اور مہرخ
کو حالت خواب مین خاک جمشید ڈال کر زیادہ تر بیہوش کرکے چنبر مین داب کر اوڑ گیا اور سیدھا اپنے لشکر مین آیا
لشکر اسکا کئی منزل آگے بڑھ گیا تھا اور قریب ایک درۂ کوہ کے اوترا ہوا تھا کہ اسنے آکر ایک صندوق مین مہرخ کو
بند کیا اور قصد کیا کہ کچھ دور اور بڑھ کر اسکو قتل کرون غرض وہان سے بھی کوچ کرکے آگے چلا یہان تک کہ قریب
ایک قلعہ کے پہونچا کہ جسکی مالک ملکہ زیور چشم جادو ہے جب اس قلعہ کی حوالی مین اترا سیر صحرا و کوہ مین مصروف
ہوا چنانچہ ایک کنیز زیور کی بھی بیرون قلعہ آئی تھی اوسنے لشکر جو اترے ہوے دیکھا لوگون سے دریافت کرکے
قلعہ مین گئی زیور سریر جہانبانی پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آمد لشکر کی خبر گذارش کی زیور نے جب سنا کہ طاق ایلچی
ہو کر کوکب پاس جاتا ہے پس بخیال حرمت ایلچی شاہ سامان دعوت مہیا کیا ہزار ہا خوان اغذیۂ لطیف گوناگون
سے مملو کرکے تنگ ہاے شراب و شیرینی وغیرہ ہمراہ لیکر آپ زر و جواہر کی کشتیان تیار کراکر گہنا اور لباس پر تکلف
سے آراستہ ہو کر طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور کئی ہزار کنیزین اپنے ہمراہ لین بڑے تزک و احتشام سے قلعہ کے
باہر نکلکر اوسکے لشکر مین پہونچی اُسنے بھی خبر سنکر استقبال کیا اور فرش تک لینے کو آیا مسند پر لیجا کر برابر اپنے بٹھایا
ملکہ نے سامان دعوت پیشکش کیا اوسنے بھی کشتیان شراب ارغوانی کی منگا کر ملکہ کو شراب پلائی پھر ملکہ نے کہا
اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے دو ایک روز آرام کیجیے پھر تشریف لے جائیے گا اوسنے کہا کہ مین قلعہ مین نہین
جا سکتا ہون اس لیے کہ مہرخ سردار لشکر عدو کو پکڑ لایا ہون ڈرتا ہون کہ وہ چھوٹ نہ جائے اُسکا سر کاٹ لون
تو مجھکو اطمینان ہو زیور نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ مہرخ مجرم افراسیاب کی ہے تمکو لازم نہین کہ بغیر اجازت شہنشاہ
سر اوسکا کاٹو بہتر یہ ہے کہ خدمت بادشاہ مین لیجاؤ وہ جو چاہے سو کرے مارے یا بخشے اوسکو اختیار ہے اسنے کہا اے ملکہ
راہ مین عیار دھوکا دیکر چھڑا لین گے اور ساحر لشکر عدو کے مقابلہ کرینگے پھر مین بر سم ایلچی گری جاتا ہون لڑائی
مین عرصہ ہوگا اس سے یہی مناسب سمجھتا ہون کہ اُس جگہ کام اوس نمک حرام کا تمام کرون اور تم بیٹھی رہو مین تمہارے
سامنے اسکو قتل کرتا ہون یہ کہہ کر وہ صندوق جسمین مہرخ بند ہے اوٹھا لایا چاہا کہ باہر نکال کر اوسکو آزار دون
زیور کو خوف طاری ہوا کہ تیرے ملک مین یہ ایلچی قتل کرکے چلا جائیگا عیار سنکر مہرخ خاک اس قلعہ کی بباد فنا
اڑا دینگے علاوہ اسکے عمرو ملک کوکب مین گیا ہے بُران مخبر سنکر آفت برپا کرے گی اگر یہ کہا جاے کہ
افراسیاب حمایت کریگا تو وہ ان عیارون کا آج تک کچھ نہ کر سکا میری اعانت بھی نہ کر سکیگا آج تک تو نہ شاہ طلسم کی طرف
گئی تھی نہ لشکر عمرو سے کچھ مطلب تھا اب مفت خلل آئیگی مناسب ہو کہ اسکو قتل مہرخ سے منع کرے یہ سوچ کر گویا ہوئی کہ اے
طاق مین اپنی عملداری مین مجرم شاہ کو قتل ہونے دونگی نہین کچھ ہی کیون نہو اگر تمکو خوف عیاران ہو تو لاؤ اسکو مجھکو دو مین
قید رکھون جب نامرداری کرکے تم پھرنا تو خدمت شاہ مین لیجانا اوسنے یہ گفتگو سنکر انکار کیا اوسکو معلوم ہوا
کہ تو باغیون سے ملی ہوئی ہے اسکا قتل ہونا نہین چاہتی ہے پھر کیا مجھکو کمزور سمجھا ہے جو قتل ہونے دیگی جادو در
ہو زیور سمجھی کہ یہ خبر افراسیاب کو پہونچے گی وہ بھی جانیگا کہ مہرخ سے تو ملگئی ہے پس وہ مجھکو غارت کر دیگا

خیرا بتو بگڑ گئی پھر ایک طرف ہو رہا اس سے مہرخ کو پھر دیکھ لیں اُسنے بھی ڈانٹا کہ او نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار تو بکتا
ہی کیا ہے بڑا اجلکو گھمنڈ ہو گیا ہے نے خبردار ہو جا یہ کہہ کر مثل برق جہندہ مسند پر سے اوٹھی اور خنجر صاعقہ کردار جو
زیب کمر تھا کھینچکر ایک ہاتھ اُس کے ارادہ ساحر زبردست ہے ایک قلابہ آہنی سامنے از خود آ گیا کہ خنجر اُسپر پڑا اور
قلابہ کٹ گیا اس عرصہ مین اُسنے بھی اور خود تلوار کھینچی اور وار کیا اُسکے سامنے بھی قلابہ آہنی آ گیا کہ تیغہ ہکار کا ابتو غلغلا پیدا
ہوا کہ اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہے افسران لشکر ساحر کے دوڑے وہ کنیزین جو زیور کے ساتھ آئی تھین اُنھون نے
سردارون کو روکا سحر کی مار ہونے لگی نارنج ترنج چلنے لگا ادھر تو یہ لڑائی آغاز ہوئی ادھر بہار شمشیر زنی طاق زیور
مین ہونے لگی جب یہ تلوار مارتی ہے سپر پیدا ہوتی ہے اور وار روکتی ہے جب تیغ لگاتا ہے ادھر بھی سپر ظاہر
ہو کر آڑ ہو جاتی ہے اس لڑائی مین زیور سمجھی کہ یہ زبردست ہے تو مغلوب ہو جائیگی جلد کوئی تدبیر کرین بچالا کی
لڑتے لڑتے اوس صندوق کے قریب آئی کہ جسمین مہرخ بند تھی اور یکبارگی اُسکا پڑا اٹھا کیا پھر لڑنے لگی دوبارہ
گرد کر دا کر چوگردی جگہ مین اُسکو واپ کرے آدمی طاق اُسکے تعقب مین آڑا لیکن وہ قندیل فلک ہو گئی اور ایک ہی
سانٹے مین اپنے قلعہ مین آ گئی یہ اندر قلعہ کے اکیلے جانا مناسب نہ سمجھا پھر آیا ادھر کنیزون اور ملازمون نے جو
اپنی ملکہ کو نکلجاتے دیکھا یہ بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلی آئین طاق نے اپنی فوج درست کر کر قلعہ پر یورش کرنیکا قصد
کیا اوسکے ساتھ کے ساحر جو دانشمند تھے اونھون نے سمجھایا اسکو کہا انکا ملک ہے لڑائی بہت دنون تک ہوگی یہ خبر لشکر مہرخ
مین جائیگی وہان سے فوج آئیگی مدت تک یہ لڑائی فتح ہوگی شہنشاہ بھی ناراض ہونگے کہ مین نے نامہ دیکر بھیجا خلاف حکم
میرے کیون کیا چنانچہ لڑائی مدتون نمک حرامون سے ہو رہی ہے آپ حکم شاہ کیجئے اس مقدمہ مین دخل نہ دیجئے
اس فہمائش سے لڑائی موقوف کر کے اُس سرحد سے کوچ کر کے جانب منزل مقصود راہی ہوا ادھر لشکر مہرخ مین
ملکہ مذکور کے غائب ہونیکا غلغلا مچا سردار سب بیدل ہوئے رعایا وغیرہ اپنا اپنا انتظام کرنے لگے کہ شاہ طلسم نے
ملکہ کو پکڑوا لیوا یا مبادا کوئی آفت آ جائے تو سب اسباب لٹ جائیگا غفلت مین جان جائیگی اس سے مناسب ہے کہ
اسباب ہٹا دین آپ مل بیٹھین پھر جس راجہ کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا غرض ایک کھلبلی پڑ گئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ناچ دیکھ رہی تھی کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ مہرخ لشکر سے غائب ہو گئی ہے کہین پتا اوسکا نہین ہے
لشکر سارا تباہ ہوا جاتا ہے حیرت نے یہ حال سنکر شاہ طلسم کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ایسے مین لشکر حریف بغیر سردار ہے
عمرو بھی یہان نہین ہے اگر حکم ہو تو مین حملہ کرون طائر سحر نامہ لیکر بیابان لالہ زار مین بادشاہ کے پاس آیا
بادشاہ نے نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ مہرخ ہمارے غضب مین گرفتار ہو گئی اور یا سے ملکہ یہ کام
عاجزون کا ہے کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرین ہم کچھ عاجز نہین ہین جو ایسے وقت مین لشکر کشی کرین یہ جواب
ملکہ مذکور کو بھیجکر سحر صنعت کو سکھانے لگا اور وہان جب لشکر تباہ ہونے لگا عیار یہان ضرغام و
جانسوز موجود ہین آپسمین مشورہ پذیر ہوئے بہار کو جلد تر بادشاہ کرنا چاہئیے پس خدمت بہار مین آ کر
عرض کیا کہ اے ملکہ لشکر کو سنبھالیے ورنہ برباد ہو جائیگا آپ سلطنت کرین تو ہم ملکہ کو ڈھونڈھنے جائین

بہار نے کہا میری طبیعت آجکل علیل ہے مجھ سے جانداری اس زمانہ مین نہ ہو سکیگی مجبور آئی ہوئی ہین اُنکو بادشاہ کرو دونون عیار وہان سے پھرے اور فکر کرنے لگے آخر باہم خوشنود ہو کر بکارے کہ ایک تدبیر ذہن مین آئی ہے دوسرے نے کہا بھائی ہم کہین گے نہین دیوار ہم گوش دارد مختصر ایک کاغذ پہ لکھدیا دونون نے پڑھا لکھا تھا کہ کسی ساحرۂ عنبر کو صورت مہرخ کی بنا کر تخت پہ بٹھا دو یہ پڑھکر کاغذ چاک کر ڈالا اور دونون اسی فکر مین روانہ ہوے اور جنگل مین پھرنے لگے اطراف مین یہ قریہ آباد ہین وہان کی ایک ساحرہ ادھر کسی کام کو صحرا مین آئی تھی اُسکو اُنھون نے سلام کیا اور کہا ہم فرشتے خداوند سامری کے ہین تمکو خداوند نے آج سے مہرخ بنایا اس عورت نے کہا کہ میری صورت اسکی ایسی کہان ہے اور نہ میرے ایسے نصیب مین اُنھون نے کہا ابھی ویسی ہی تم ہوئی جاتی ہو یہ کہکر ایک حباب بیہوشی اسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُنھون نے رنگ و روغن عیاری لگا کر بشکل مہرخ اُسکو بنا کر ہوشیار کیا اور آئینہ دکھایا اُسنے صورت جو اپنی بدلی پائی بہت حیران ہوئی اُنھون نے کہا اب جاؤ تجھو ہی سلطنت کرو خبردار کسی سے یہ راز نہ کہنا اور جو کوئی پوچھے تو اپنے تئین مہرخ بتانا اُس عورت کو بھی سحر آتا تھا خوشی خوشی اُڑکر روانہ ہوئی اور لشکر مین آکر یہ بھی غلغلہ ہوا کہ ملکہ عالم آئین سردار بہر استقبال دوڑے اور اُس کو لاکر اورنگ حکومت پر جلوہ گر کیا طبل عشرت پر چوب پڑی سب نے نذرین دین اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لے گئی تھین اسنے کہا مین سحر تیار کرنے صحرا مین گئی تھی فی الجملہ لشکر مین فقد رجو بریا تھا سو دور ہوا سب اطمینان سے ساکن ہوے ہلکارے حیرت کے سامنے گئے وہ نامہ بادشاہ پڑھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر جیش کی لے ملکہ مہرخ داخل لشکر ہوئی اہل اسلام مین خوشی ہو رہی ہے حیرت یہ ماجرا سُنکر حیران ہوئی کہ شہنشاہ نے لکھا ہے وہ میرے غضب مین گرفتار ہوئی ہے یہان وہ لشکر مین آگئی یہ کیا بھید ہے آخر اُسنے پھر نامہ لکھا اور یہان کا حال سب تحریر کرکے بادشاہ پاس بھیجا بادشاہ پاس جب نامہ پہونچا اُسنے نامہ ملاحظہ کرکے کتب سامری منگائی اور مطالعہ فرمائی اسمین لکھا تھا کہ ابھی تیرا مہرخ کو پکڑ لے گیا اُس سے زیور نے چھین لیا اب وہ اُسی کے پاس ہے یہ مہرخ عیارون نے بنا کر تخت نشین کی ہے اصلی مہرخ کی قلعہ آراستہ مین دعوت ہو رہی ہے یہ جا حقیقت کتاب سے معلوم کرکے حیرت کو لکھ بھیجی کہ یہ سانحہ اصلی مہرخ پہ گذرا ہے یہ جو اب تخت پر بیٹھی ہے نقلی ہے نامہ تو اُدھر بھیجا اور آپ کچھ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے مرگ جادو جلد حاضر ہو کچھ دیر مین سب نے دیکھا کہ برسنے ہوا اچک ہوئی اور ستارہ سا ٹوٹ زمین پہ وہ ستارہ آگرا ٹوٹا اور ایک ساحر کی صورت بنا دھوتی سُرخ ریشمی باندھے تھا چہرہ پر سیندور ملے تھا آنکھین لال لال چہرہ پر ہیبت و رُخ جلالی کمال بادشاہ کو اُسنے سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ تم قلعہ آراستہ پر جاؤ زیور و مہرخ کو پکڑ لاؤ یہ حکم شکر بجا لاکے وہ روانہ ہوا اسکے جانیکے بعد بادشاہ نے ملکہ ماہی ابرن سے فرمایا کہ تم اپنے قلعہ سے ایک سردار کو فوج بیشمار ہمراہ کرکے جانب قلعہ آراستہ روانہ کرو کہ سردار اس قلعہ خاک سیاہ کر دے ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور سحر پڑھکر دستک دی صحرا کی طرف سے آواز ناقوس و گھڑیال اور نقارے کی پیدا ہوئی اور آگے آگے ایک ساحر مہیب شکل اژدر بہ سوار پیچھے اُس کے

اسّی ہزار ساحران نابکار بازو لطاؤ وغیرہ طائران سحر پہ سوار ظاہر ہوئے اس عملہ اژدر سوار نے ملکہ و بادشاہ کی تعظیم و تسلیم
کی ملکہ نے فرمایا کہ تم اے سرکش جادو بحکم شاہ ذیجاہ سمت قلعہ آراستہ جاؤ اور اس مقام کو برباد کر دو یہ ساحر بموجب
ارشاد اسی شوکت و حشمت سے روانہ ہوا اب قلعہ آراستہ کی کیفیت سنیے کہ زیور جو مہرخ کو لیکر قلعہ میں آئی تو اپنے
لشکر نے خسروی میں لاکر پلنگ پر اسکو لٹایا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوشیار ہوئی مگر وہ خاک جمشیدی سے بیہوش
ہوئی تھی کسی طرح ہوش میں نہ آئی اُسوقت یہ اُٹھکر نہر کی طرف چلی اسکی عملداری میں ایک نہر ہے کہ پانی اُسکا
خاک جمشیدی کی بیہوشی کو دفع کرتا ہے چنانچہ اُس نہر سے پانی لیکر آئی اور مہرخ پر چھڑکا کہ اُسکو ہوش آیا
جب آنکھ کھلی زیور کو سامنے دیکھکر خوفناک ہوئی کہ میں تو اپنے بستر پر سو رہی تھی یہان کیونکر آئی اور زیور
یہان تک کیونکر پہونچی اُسکو حیران دیکھکر زیور نے کہا کہ اے ملکہ تم ششدر کیون ہو یہ معاملہ اس طرح گذرا کہ
طاق ابھی ہو کر شاہ جادوان کی طرف سے سمت نورافشان جاتا تھا تمکو پکڑ لایا تھا میں نے جاکر اس سے
ملاقات کی کہ وہ تمکو قتل کرنے لگا میں نے سمجھایا کہ اسکو بادشاہ پاس لیجا یہان نہ مار وہ اس سمجھانے سے بگڑ کر
مجھی سے الجھکر لڑنے لگا میں تمکو لے آئی اب یہان تم رہو اور اس مکان کو اپنا کفش خانہ سمجھو ضیافت کھاؤ دل
بہلاؤ یہ کہکر ہاتھ پکڑکر ہمراہ لائی اور دروازہ عمارت میں تخت پر برابر اپنے بٹھایا سامان دعوت کی تیاری کا حکم
دیا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو بہ آرام تمام اس جگہ ہے مگر مہرخ کا حال بیان کیا جاتا
ہے کہ اس کے ستارے نے کیا برائی کی اور فلک خونخوار نے کیونکر بے اجل خنجر ظلم سے اُسکو ذبح کیا وہ یہ کہ برق جلد
قران کے پاس جو چلا اسکے لشکر میں تو جانا منظور نہ تھا ہر سمت پھر کر دوبارہ قران کے پاس آیا اُس وقت
قران اس درہ کوہ سے اسکو اپنے ساتھ لیکر کئی کوس اور آگے گیا وہان بھی ایک کوہ سر بفلک کشیدہ تھا اور قلعہ
کوہ سے پائین کوہ تک ہزارہا اشجار گلہائے رنگا رنگ کے لگے تھے طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے تھے
پہاڑ کی گھاٹی سے جھرنا جھڑتا تھا دامن کوہ میں غزال و آہو اور نیل گاؤ وغیرہ چرا کرتے تھے آسمان پر دھنک
نکلی تھی عجب کیفیت بہار آگین تھی اس کوہ کے درّے میں شیر کی کھال جھنڈی کی طرح تنی تھی اندر جھنڈی کے بھی
پوست شیر کی بچھی تھی سامنے جھنڈی کے ڈھیر سلگتا دھونی رمی تھی چمٹا کھڑ میں گڑا ہوا کھڑا تھا اور ایک طرف
جھنڈی میں پنجرے بلبل و بیتے ڈھیر سے ٹنگے تھے دامن کوہ میں گھوڑا پانون بندھے ہوئے چرتی پھرتی تھی قران نے ان
پہونچکر فقیر کی صورت بنا لنگوٹا باندھکر بال جٹا جٹا بٹ کر لٹکائے منہ پر بھبوت ملکر قشقہ کھینچا کھنور بدن میں لگا کر
کنڈل کان میں ڈالکر بیٹھا برق سے کہا میں عیاری کرنے کو اس درہ کوہ میں جاتا ہون کہ جو تم نے پہلے دیکھا تھا ان
آرام اس درہ کوہ میں کرتا ہون اور یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ گلگونیہ اُسکو کہتے ہیں مالک اُس قلعہ کی
ایک ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ گلعذار گلگون پوش جادو ہے وہ میری بہت معتقد ہے اور میرے لیے
کھانا مع نشہ پانی کے بھیجتی ہے اور میں نے لکھا ہے کہ بعد عاشیرینی یا میوہ وغیرہ خشک میرے لیے آیا کرے
کس لیے کہ میں فقیر ہون میرا پنتھ یعنی مذہب و مسلک تم سب سے جدا ہے چنانچہ جو میں نے کہا ہے ویسا ہی ہوتا ہے

تم بھی صورت بدلکر یہان ٹھہرو اور تماشہ دیکھو برق نے فوراً صورت اپنی بالکن کی ایسی بنائی اور ٹھیک پاس
جاکر چلم گانجے کی باباجی کے لیے چڑھائی باتین اسی طرح کی کرنے لگا ادھر یا معبود زبان پر جاری تھا اور ادھر مہرخ
گردش کا مارا جو روانہ ہوا تھا یہ ملکہ گلعذار کو پیار کرتا ہے اسوقت اسکے خیال مین آیا کہ لڑنے جاتے ہو جنگ دو سردار
سامری جانے زندہ پھرون یا کہ ہلاک ہو جاؤن پس مطلوب کو ایک نگاہ دیکھتے چلو یہ سوچکر سیمرغ پر سوار ہوا تو راہ
کا ملکہ قلعہ گلگونہ مین آیا ملکہ کو جو خبر ہوئی بہ تعظیم تمام بلوایا بخاطر و مدارات پیش آئی اس عرصہ مین وہ دن کم باقی رہا اسکے
آنے مین کھانا جو صبح کو باباجی یعنی قران کو جاتا تھا اسکے جانے مین بہت دیر ہوئی دوپہر گذر کر پچھلا پہر دن باقی رہا
اسوقت گلعذار کو خیال آیا کھانا سائین کو نہین گیا پس بہت جلد میوہ و شیرینی وغیرہ خوانون مین لگا کر دو
کنیزین نسترن و سمن نام کے ہاتھ روانہ کی وہ دونون کنیزین باباجی پاس آئین باباجی سونٹا لیکر اٹھے کہ اری
او لنڈی خود مندی لیجا اپنا کھانا فقیر کچھ اسکا بھوکا نہین ہر کی دیا ہے اور معبود کے صدقے سے یہان سب کچھ ہے
اٹھا جلد اپنا جھول جھال کہہ دینا اُس لنڈوری کو کہ اب بہت کچھ تجکو غرور ہو گیا یہ کہکر دو دو سونٹے
اون کے چوتڑون پر جمائے مگر اس زور سے نہین کہ وہ دردمند ہو جائین وہ کنیزین بہت خوبصورت اور نازک بدن
تھین سونٹے کھانے سے تڑپ گئین مگر خوف تھا اسلئے آہ بھی نہ کی آنکھون مین آنسو بھر کر بادب تمام دست بستہ عرض کرتی
ہوئین کہ سائین داتا آج ایک مہمان ہماری ملکہ پاس مہرخ جادو نام آیا ہے اور وہ جس طرح قلعہ آراستہ کی بربادی کو جاتا
ہے یہ کہکر چالاک ایلچی اور مہرخ اور زیور کا جو پہلے مسطور ہو چکا انھون نے بیان کیا یہ ماجرا سنکر فقیر صاحب کا
غصہ کم ہوا وہ کھانا کھا لیا اور اپنے پاس سے تھوڑا میوہ نکال کر ان کنیزون کو دیا کہ لو تمنے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے
یہ میوہ کھاؤ تمھاری عمر بڑھ جائیگی انھون نے وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گئین۔ قران نے برق سے کہا کہ تم
کبھی عورت کی صورت بنتا نہین تم انہین سے ایک کی صورت بنو اور دوسری کو ہوشیار کرکے اُسکے ساتھ جاؤ اور جو ہو سکے وہ
وہ کرو برق نے انھین سے سمن کے کپڑے اور گہنا اوتار لیا اور اُسکی ایسی صورت آپ بنا کس لیے کہ سمن بہت
خوبصورت تھی اسی وجہ سے ویسی صورت بنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے تابان دور اسکا شمع بزم خوبی ہے یا گل باغ محبوبی ہے بلکہ
جان گلہائے گلزار وجاہت اور سپہر خوش ہے سرو باغ گلعذار یہی تمثال ہے جو دوش ہے ملاحت اسکو بہت عزیز رکھتی ہے
صباحت اوسکی کنیز تھی اگر اسکا روے انور دیکھتا دیدۂ آفتاب بھی مثل چشم عاشق تر رہتا سیہ بالون مین مانگ نکلی تھی
یا ظلمت مین خضر کو راہ ملی تھی یا ابر سے ماہ نو نمودار تھا یا شب تاریک مین کہکشان کا اظہار تھا یا ورق مشکین
عنبرین پر خط کا نور کھنچا تھا نہین نہین شب زلف مین یہ خط استوا تھا کہ بموجب

نظم

پر نور جبین ہے غیرت بدر
جب تمکو کاکل شاخ آہو
رخسارہ وہ آفتاب پر نور
طوبے پہ بہشت ہے نمایان

گیسوے سیاہ لیلۃ القدر
ابرو کہ ہلال عید ہے یہ
شبنم ہے جہان تجلی طور

ہرگز نہ لکھون مین وصف ابرو
ہر در دل کلید ہے یہ
دیکھو تو قدود عذار خندان

اس صورت پر بنکر اوس کنیز کو ایک غار مین چھپا دیا اور نسترن کو ہوشیار کیا

جب اوسکی آنکھ کھلی کہا ہین تو بیٹھی ہے مجھے تو نیند آگئی تھی اسنے کہا تیری عادت ہے کہ جہان پائی ہے پڑجاتی ہے
اب چل ملکہ راہ دیکھتی ہونگی کام کاج سب پڑا ہوگا نگوڑا مارا دنیا کا دھندا جاگتے ہی سر آپڑا ہے یہ کہکر کھڑی ہوئی
کنیز کے ہمراہ خوان لیکر روانہ ہوئی کچھ دور چلکر در قلعہ نظر آیا یہ اندر قلعہ کے آئین برق نے شہر آبادی ورونق سے
گلزار پایا نہایت قطعدار پایا حسینون کی بستی خرمی ہر سمت بستی رعایائے شہر وجیہ و شکیل دکاندارون مین امانت و
اعتبار کی دلیل گلی کوچے صاف مکانات نہایت عمدہ شفاف یہ سیر دیکھتا ایوان شاہی مین آیا برتن سیوہ اور دفعہ
باورچیخانہ کیلیے آپ کار و بار مین ہمہ تن کے معروف ہوا دیکھا تو اندر بارہ دری کے مریخ و گلعذار بیٹھے تھے یہ دونون
کام کے حیلے سے اندر گئین اور برق نے اپنی کمالات کو تنکر دکھایا حسن نے اسکے مریخ کو دیوانہ بنایا تیر مژگان سینہ
کے پار ہوئے آنکھون نے جادو کیے گھبرا کر اٹھا گلعذار نے کہا کدھر چلے اس نے کہا اے ملکہ مین کبھی
اکیلا سویا نہین یہ کہہ کر سمن کی طرف یہ شعر پڑھا شعر دل کو تم نے مرے چرایا ہے
لاؤ اچھی نہین ہنسی دل کی + گلعذار اس کنایہ سے سمجھ گئی کہ سمن پہ فریفتہ ہوا ہے پس اسی وقت
کنیزون کو بلاکر حکم دیا کہ سامنے کمرے مین پلنگ آراستہ کرو سامان آرام و راحت مہیا کرو کنیزون نے جا کر پلنگ کی
پر بچھونا نرم و نازک کیا شراب کی بوتلین اور گزک کے لیے شیرینی میوہ وغیرہ وہان رکھ دیا ہار پھول موجود
کردیے عود سوز عنبر سوز نخلون سے کمرہ بسا دیا عطر خانہ سہاگ گل تکیون مین لگا دیا جب سب تیاری ہوچکی کمرہ بند کرکے
چلی آئین گلعذار نے مریخ سے کہا آپ کمرے مین جائیے مین حلوہ بہ کو بھی بھیجتی ہون وہ وہان سے اوٹھ کر کمرے مین
آیا اور گلعذار نے سمن سے کہا کہ تو بھی کمرے مین جا جو کچھ مریخ کہے وہ کرنا یہ بھی بناوٹ داو تیوری چڑھائے
منہ بنائے اٹھلاتی ہوئی کمرے مین آئی مریخ نے اوٹھ کر اوسکو گود مین اوٹھا لیا یہ بھی غمزہ جتانے لگی ہاتھ جھٹک کر
جھپا چھڑانے لگی اوسوقت حسب اتفاق کمر مین مریخ کے ایک رقعہ جمشیدی تھا وہ گر پڑا اسنے اٹھایا اور آنکھ سے
لگایا اور چلتے وقت شاہ نے کہہ دیا تھا کہ عیارون سے بچتے رہنا اور جہان تمکو کچھ شبہ ہو فوراً اسوقت حال دریافت
کرنا فی الحال رقعہ مذکور کے گرنے سے اسکو وسواس ہوا از بسکہ رقعہ تو ہاتھ مین تھا ہی اسنے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ
یہ جو پہلو مین تیرے بیٹھی ہے یہ برق عیار ہے جلد اسکا کام تمام کر یہ معلوم کرکے اسنے کہا کہ باش او ناعیار پہچانا
مین نے تجکو عیار بیچارہ وہان سے کہان جاتا حیلہ سے ایک بیضہ بیہوشی نکال کر اسکے منہ پر مارا اسنے کچھ سحر پڑھا کہ
پنجہ پیدا ہوا اور بیضہ اسنے روک لیا اور مریخ نے مرے اسکو جیسی وحرکت کرکے سحر پڑھا کہ چھت اس کمرے کی شگافتہ ہوئی
یہ برق کو لیکر اوڑا اور چھت سے نکل کر صحرا کو روانہ ہوا اسکے خیال مین یہ گذرا کہ گلعذار بھی عیارون سے ملی ہوئی ہے
جبھی تو اسنے اپنے گھر مین عیار بٹھا رکھا ورنہ یہان عیار کیونکر آتا اب جو باہر کرے کے اس عیار کو
لے جاؤنگا تو وہ مجھ سے لڑکر اس کو چھڑا لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ صحرا مین لے جا کر اس عیار کو پہلے مار ڈالون پھر
اس ملکہ سے آکر سمجھون غرضکہ جب یہ صحرا مین آیا سامنے پہاڑ دکھائی دیا اور مہر قران دنبہ کوہ سے نکلکر
اسی طرح فقیر بنا ہوا پہاڑ پر آیا تھا اور سیر سبزہ زار کر رہا تھا کس لیے کہ دن بہت کم تھا قریب شام شفق پھولی تھی

بسیرے لیے رہتے تھے مور جنگلی اُڑتے تھے سہانا وقت تھا جنگل کی سیر قابل دید تھی بُلبُل و گل میں کچھ گفت و شنید تھی غرض
مرام اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر پنجہ میں کسی کو دبائے اُڑتا جاتا ہے یہ دیکھکر اُسنے پکار کر کہا اے میاں کہاں جاتے ہو
آگے راستہ نہ ملے گا یہ جنگل میں نے سحر سے باندھا ہے یہ سُنکر مریخ نے چار سمت نگاہ کی چونکہ وقت شام کا تھا اور قاعدہ ہے
کہ سرِ شام اطراف عالم میں ایک غبار سا معلوم ہوتا ہے اور کہر اُترتا ہے وہی غبار جو اُسنے دیکھا سمجھا کہ بیشک
یہ سحر اسکا رہے پھر کیا ضرور ہے کہ آگے جاؤ اور رد سحر کرنے میں دقت اُٹھاؤ اس عیار کو اسی پہاڑ پر مار ڈالیں
یہ سوچکر اس پہاڑ پر اُتر آیا قران نے برق کو اسیر دیکھا سمجھا کہ مریخ ہی ساحر ہے بس اس سے پوچھا کہ بھائی یہ
کون ہے جسکو تم لائے ہو اُسنے سب حقیقت اپنی بیان کی اسے جو کیفیت سُنکر کہا کہ رقعہ جمشید میں اسکا حال تو تُمنے
دیکھا مگر میرا حال نہ دیکھا کہ میں کون ہوں اُسنے کہا کہ تم جمشید کے جوگی ہو اور ساحر ہو اور کون ہو اُسنے کہا بھلا
میرا حال تو رقعہ میں دیکھو تو شاید میں کوئی عیار ہوں اُسنے اسکے اصرار سے رقعہ نکالا اور یہ اُس کے پڑھنے کو جا کھڑا
ہوا جب وہ رقعہ پڑھنے لگا اُسنے لبغدہ اس زور سے اُسکے جھکے ہوئے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز ہائے مہیب آئیں زمانہ تاریک ہوا ابر دلن نے غل مچایا کہ مارا اور کام تمام کیا مریخ
جادو کی لاش اُسکے بگولے اُڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے برق نے رہائی پائی قران پر ملا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا
لشکر میں جانے کا قصد ہے قران نے کہا ملکہ مہرخ کی کیفیت تو معلوم ہوئی کہ زیور جادو پاس ہیں چنانچہ آج رات
کو پہاڑ کے درے میں ہم تم رہیں اور صبح کو جانب قلعہ آراستہ راہ لیں برق یہ سُنکر خاموش ہوا قران اسکو اپنے
ساتھ لیکر درہ کوہ میں آیا اس اثنا میں مریخ فلک نے تیغ تیز اپنی سپر ظلمت شب پر رکھی اور تمام عالم میں ستاروں
کی روشنی پھیلی کہ بمقتضاے **ابیات**: اور وہ چاندنی کا عالم + مہتاب کا خود بخود چمک گیا دم + کیا نور تھا دیکھیے
جدھر نور + آتی تھی نظر تجلی طور + بعد دولت کے ہونے سے ملکہ گلعذار نے ایک کنیز کو کمرے میں بھیجا کہ جا کر مریخ سے
کہے آئیے کہا۔ تبھیجے کنیز جو کمرے میں گئی تو بجائے اسکی فرش گا فتہ پائی اور کسی کو وہاں نہ دیکھا اُسنے آکر ملکہ کو صورت سے
خبر دی یہ جو اُسنے سُنا پہلے تو سمجھی کہ مریخ کنیز پر مائل تو تھا ہی اپنے ساتھ لے گیا پھر سوچی کہ کنیز کو تو میں نے اسکے
لیے ہی دیا تھا پھر اسکو چھپکر جانا کیا ضرور تھا بیشک کوئی پیچ پڑا اسکا مال مرام اپنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ مریخ مارا گیا اور یہ سانحہ گذرا یہ دریافت ہوتے ہی اُسکے حواس جاتے رہے اور سمجھی کہ افراسیاب
اگر سُنے گا تو یہی سمجھے گا کہ سازش کر کے گلعذار نے مروا ڈالا اب اپنا بچاو کرنا چاہیے اور یہاں سے نکلنا اچھا ہے اگر
تو صبح ہمین جا کر عیاروں کو ڈھونڈھ کر گرفتار کر کے شاہ طلسم کے پاس لیجانا چاہیے یا قلعہ آراستہ میں زیور کے پاس
چلنا بہتر ہے کہ ہم اور وہ ساتھ کھیلے ہیں جو اُنکی صلاح ہوگی وہ کریں گے پس یہی مشورہ دل کا اسکو پسند آیا کیونکہ
جو نکیا کہ عیاروں کو بڑے بڑے نہیں پکڑ سکے تو بھلا اکو کب پا سکی ناحق تیری بھی جان جائیگی بس اسی وقت
سوا سو دیرینہ انیسیں اور کنیزیں اپنے ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ سے اپنے جواہر اور اسباب عمدہ
ساتھ لے لیا یہ تو ادھر سے چلی اور اُس طرف عقب مریخ شاہ طلسم نے سرکش کو بھیجا تھا چنانچہ مریخ تو

قلعہ گلگونیہ پر آکر ٹھہر گیا مگر وہ سیدھا قلعہ آراستہ پر گیا اور قلعہ مذکور کو جاکر گھیر لیا یہ خبر زیور نے جب سنی چالیس ہزار ساحران نامدار کو ہمراہ لے کر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ رفعت پناہ استادہ کرائی لشکر بمقابلہ فوج عدو اترا مہرخ بھی ساتھ آئی ہے چنانچہ جس رات کو کہ گلعذار اپنے قلعہ سے بھاگی ہے اور مریخ سر شام مارا گیا اسی رات کو یہان سرکش نے طبل جنگ بجایا ہے اور لشکر زیور مین بھی بجواب اسکے نقارہ حرب زن کردہ آیا ہے نفیر سحر کو دم ملا ہے تیاری جانبین مین ہو رہی ہے شور بجا ہے ادھم ہو رہا ہے جھنڈے ہوتے ہین اگیارکیگی ہے جوت کھڑی کی ہے بنگال سحر کر رہا ہے دین کا لوروپس کے جوگی جاپ مین مصروف ہین سحر کی ہوا چل رہی ہے بیرون کے شور سے دنیا دہل رہی ہے یہ عالم ہر سمت ہے کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
دیتا تھا نہ کچھ وہان دکھائی
ہوش اڑتے تھے دیکھ کر سیاہی
پھیلی تھی ادھر ادھر سیاہی
ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی
ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
سنتا تھا کسی کی کون آواز
آوازین تھین وہ مہیب اللہ
تھا گوش فلک مین پنبۂ ماہ
وہ شور اگر سنے تو فرق
بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق
اک سمت بہادران ذیجاہ
ہتیارون کو صاف کرتے تھے واہ
مریخ پہ تیغ آختہ تھے
گردون پہ علم فراختہ تھے
دشمن ہو مقابل اوسکے کس طور
آفاق مین پلٹنون کا تھا زور
القصہ کٹی وہ رات ساری
پیدا ہوئی مہر کی سواری
تارے چھپے آفتاب نکلا
لڑنے کو ہر اک شتاب نکلا
میدان کی طرف بڑھے دلاور
مہرخ کے بھی ساتھ ساتھ زلید
آراستہ وہ تھی اسقدر فوج
وہ بحر کی جسکی تھی ظفر موج
میدان مین جو بجے یہ بہادر
بولی یہ ظفر کہ رب انصر

جب نہنگ فلک نے مہر کا پشت نیزہ خط شعاع مہر کی نذر کی سرکش بھی اسی ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ لیکر مقابل اس فوج جرار کے آیا صفین آراستہ ہوئین میدان پاک و صاف ہوا نقیب آوازین لگا کر ہٹ گئے اسوقت سرکش اژدر اڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ اے زیور آجتک بادشاہ ساحران کی جاگیر دی ہوئی تو کھایا کی آخر نمک حرامی کی ایلچی شاہ سے مہرخ نمک حرام کو چھین لیا اب بھیج کسی کو میرے سامنے زیور نے یہ سنکر جواب دیا کہ جو کچھ ہمنے کیا خوب کیا دیکھ تیرا سرکوب بھیجتی ہون یہ کہکر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنس آتشین اڑا کر سامنے اوس خیرہ سر کے گیا اسنے ایک گولا سحر کا مارا اس بہادر نے دستک دی کہ گولا اولٹا پلٹ گیا اوسوقت اوسنے غصہ مین آکر بروے ہوا کچھ پڑھکر پھونکا کہ ایک ستارہ مثل شہاب ثاقب ٹوٹ کر گرا اور سر بدبیٹھ کر مع ہنس توڑ گیا اسوقت اور ایک بہادر سامنے آیا اسنے تاک کر ناریل اس کے سینے پہ لگایا کہ وہ بھی سیار گلزار عدم ہوا پھر تیسرے مرد میدان جرأت نے نکلکر مقابلہ کیا اوسنے ایک پیکان سحر سے اسکو بھی نشانہ خدنگ اجل بنایا اسوقت تو زیور کو تاب نہ آئی طاؤس اوڑا کر سامنے اسکے آئی لشکر مین نفیر بھی علم طلبہ پذیر ہوے کڑاکا ہوا اور ملکہ موصوف نے بڑھ کر

اوس نابکار کو للکارا اوسنے ایک نارنج ملکہ پر مارا اوسنے اونگلی سے ایک خط کھینچکا اشارہ کیا کہ نارنج دو ٹکڑے
ہوکر گرا اُسنے اور ایک گولا مارا اس آفت زمانہ نے چٹکی دینے کا اشارہ کیا گولا زمین پر گرکر سرد ہوگیا اس سیاہ
دل نے بروے ہوا افسون پڑھکر پھونکا کہ ستارہ ٹوٹ کر گرا ملکہ نے ہاتھ اونچا کیا کہ سپر مثل ابر کے سر پر آگئی مگر
وہ ستارہ نہ رکا سپر کو توڑ کر سر کی طرف چلا اسوقت ایک پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھا لے گیا اور ستارہ آکر مرکب پر گرا
کہ اُسکی پشت توڑ گیا ملکہ پھر زمین پر اتری اور پکاری کہ تین وار تو کر چکا اب ایک وار میرا بھی روک یہ کہہ کر چاہتی تھی
کہ سحر کرے یہ تو اسکو جانتا ہے کہ اب یہ اپنا طوق یا کوئی گنا کھینچ مارے گی اور ایک عورت گنا سے پیدا ہوگی اسکو
دیکھکر فقط ہوش تو کھو دیگا پس اُسنے بعجلت تمام ایک بڑ یا خاک قبر جمشید کھینچ ماری کہ ملکہ اُسکے پڑنے سے بیہوش ہوگئی
یہ پنجہ بنکر جو گرا ملکہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچتا لیچلا اسوقت تو مہرخ بیقرار ہوئی اور للکاری کہ باش و غلام ضبو سر کہاں
جاتا ہے یہ کہہ کر رسول پکڑ کر آگری اُسنے ظاہر ہوکر ایک نارنج بجانب فلک مارا کہ اوسمین سے دھوان پیدا ہوا
اور تمام لشکر زیر و زبر ہوگیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ مقام وہان اژدر بنگیا چشم روزگار مثل
دیدہ اعمی تھی دنیا سب بخیل کا دل نظر آئی کہ بیت جس سمت نگاہ کی اندھیرا + کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا جس
تاریکی مین ملکہ مہرخ یقین تھا کہ ہلاک ہوجاتی لیکن یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اس ساحرے کیا زیر ہوتی جبکہ
شاہ طلسم سے دعویٰ مقابلہ کا رکھتی ہے فوراً سحر پڑھکر اپنے منھ پر اُسنے ہاتھ پھیرا کہ چہرہ اوسکا مثل آفتاب تابان
روشن ہوگیا اور مثل بخت روشن اوس مقام کو اُسنے منور کردیا بسان صبح امید خورشید مقصد طالع ہوا کہ فرد روشن
ہوئی شمع بزم دولت + ظلمت کو ملی وہان ہزیمت + روشنی ہوتے ہی سرکش برنگ شعلہ جوالہ چمک کر قریب آیا
اور ہاتھ شمشیر سحر کا سر پر ملکہ کے لگایا تلوار سر پر ملکہ کے پڑکر اچٹ گئی اور ملکہ نے بھی ایک نارنج مارا اوسنے
اونگلی سے اشارہ کیا نارنج کٹ گیا اب تو ملکہ کو غصہ آیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ ایک زنجیر آہنین
از خود پیدا ہوکر دست و پا مین سرکش کے پڑگئی اور ایک طوق آتشین گلے مین پڑگیا ملکہ نے اوس زنجیر
کو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ نابکار زمین پر گرا ملکہ جست کر اُسکے سینے پر سوار ہوئی اور زیور کو اُسکے ہاتھ سے لیا اور
فرمایا کہ جلد ظلمت کو میرے لشکر پر سے رفع کر ورنہ تاریکی سواد ملک عدم دیکھیگا اوسنے ملکہ کے کہنے کو کچھ خیال
نہ کیا ملکہ نے خنجر بران اُسکے گلے پر رکھا اور کہا جہان وہ خاک ہے وہان تو بھی خاک ہے اسوقت اُسکو ذری
معلوم ہوئی اور یقین تھا کہ جلکر خاک ہوجائے خوف جان سے وہ سحر ظلمت کا برطرف کیا روشنی ہوئی ہر ایک لشکری
نے دیکھا کہ ملکہ سینہ دشمن پر سوار ہے اور سرکش کو غیرت آئی مگر کیا کر سکتا تھا سوا اسکے کہ منت پذیر ہوا کہا
اے ملکہ مین آپکا غلام ہون اطاعت سے گردن تابی نہ کرونگا ملکہ اسکے سینے پر سے اُتری اور سحر رد کیا کہ زنجیر و طوق
غائب ہوگیا اوسنے قید سے رہائی پاکر سر قدم پر رکھا ملکہ نے سر اوسکا اُٹھا کر سرفراز فرمایا وہ براہ عناد و مکاری
[illegible] ہو اشکر مین طبل آسائش پر چوب پڑی اُسنے ملکہ کو منت اپنے ساتھ لیا زیور کو بھی ہوشیار کیا اور اپنی
بارگاہ مین دعوتون کو لایا خاطر و مدارات کرکے رخصت کیا ادھر لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا یعنی ملکہ کی

بارگاہ مین آیا ملکہ نے اسکی دعوت کی دور شراب ناب رہا جلسۂ چنگ و رباب رہا یہ فکو مین رہا اور جب اپنے
مقام پر آتا ایک بنجہ ماش کے آٹے کا بنا تا جاتا تک کہ چوبیس بنجہ اسنے بنائے یہ اسکا سحر کائنات کا ہے کہ بعد
اسکا ہونا ممکن نہین غرضکہ جب وہ بنجہ تیار ہو چکے اونکو غائب کرکے یہ لاگ رکھی کہ حسب المطلب پیدا ہو کر کام دین
غرضکہ بنجون کو غائب کرکے بارگاہ ملکہ زیور مین آیا اُسنے بطور تمام بٹھایا اسنے ملکہ مہرخ سے کہا کہ مجکو کچھ کان
مین آپکے عرض کرنا ہے ملکہ موصوفہ نے کان لگایا اسنے قریب گوش منھ لاکر اوف جو کیا ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑی یہ
کیفیت جو زیور نے دیکھی پکاری کہ اے دغاباز یہ تونے کیا کیا اور ایک ناریل مارا اسنے سحر پڑھا کہ ناریل
زمین پر سرد ہو کر گرا اور دو مشت زمین پر مارا زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک بنجہ نے نکلکر زیور کو زیر زمین کھینچا یہ
غرق زمین ہونے لگی اسنے ایک پڑیا خاک قبر جمشید مار کر اُسکو بیہوش کر دیا سردار حاضرین دربار ترسول نیزہ لیکر
پکڑنے کو آگے بڑھے اسنے پھر دو مشت مارا کہ چوبیس بنجے زمین سے حربہ ہائے آتشین گرز وغیرہ لیے پیدا ہوے اور
سردارون پر گرے اور جس کے وہ حربہ بنجے نے مارا اگر جسم سے چھو بھی گیا انسان بیہوش ہو گیا اور جس کے
پوری ضرب پڑ گئی وہ جلکر خاک ہو گیا سردار بعض بیہوش ہوے اور بعض بھاگ کر بارگاہ سے باہر آئے
باہر لشکر پڑا تھا غلغلہ جو ہوا لشکر مین نفیر سحری جلد جلد کمر بندی ہوئی اس عرصہ مین ادھر کا لشکر بھی کہ حکم ساحر سے
تیاری کا دے آیا تھا اس فوج پر آگرا اور یہ بھی دونون ملکہ کو گرفتار کرکے بیرون بارگاہ آیا چوبیس بنجہ
حربہ آتشین سے اوس فوج پر قتل عام کرنے لگے اور ہر ساحر بار سحر کی دینے لگا پھر تو قیامت کبریٰ برپا ہوئی دم
بھر مین ہزار ہا لاش گر گئی تیغ تیز نے غلاف سے نکلکر مثل عروس زیبا گھونگھٹ سے جلوہ دکھایا ہزار ہا مشتاقون نے
گلے لگایا اجل کا بازار گرم ہوا سنگ جسم بھی آہن تیغ سے نرم ہوا جو ہر شمشیر پھندے دام مرگ کے بنے ہزارون
طائر جان پھنسے صیاد اجل نے آدمی چڑیا پھانسی روح روان بھی بھاگنے نہ دی قفس تن مین پھڑپھڑا کر رہی تیغ قتل
بیتاب سیم جان جسکی تاب سے آب آب کشتہ ہر ایک زندہ دھوکنی ہر قالب بسمل زمین پر طپیدہ
تک فلک کو نہایت بیم دل جوزا کا خوف سے مدہم ممند تیغ کی میدان مین رواں روح رستم و سہراب کو زیر زمین
سرگردانی و پریشانی کہ

نظم

لکھوں جو بیان ریزش خون | خبر تک قلم ابھی ہو گلگون | تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار | تلوار کو دان جو عزم کین تھا | دم خنجر برق مین نہین تھا
یہ شعلہ تو دہ شرار مردہ | خاکستر ابر مین فسردہ | وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پل
روحون کا گذر تھا اوسپہ بالکل | قطعہ |

آخرکار بہت جرار اُس لڑائی مین کام آئے اور بہت بھاگ کر اطراف مین
جانب کوہ و صحرا گئے تمام لشکر تباہ و برباد ہو گیا سرکش نے قلعہ کی جانب رُخ کیا اہل قلعہ ہاتھ باندھ کر حاضر
خدمت ہوے کہ ہم بے قصور ہین راہ عناد سے دور ہین اسنے کھڑے کھڑے تمام قلعہ تسخیر کیا خیمہ و بارگاہ پر
قبضہ کرکے خزانہ قلعہ سے بار کرا کر زیور و مہرخ کو مطوق و مسلسل کرکے عرادہ پر بٹھا کر بیابان سے کوچ کیا

یہ تو ادھر سے روانہ ہوا اُدھر جب ہنگام سحر ہوا تھا تو قران و برق بھی درۂ کوہ سے نکلکر قلعہ آراستہ کی طرف
چلے تھے مگر علیحدہ علیحدہ روانہ ہوئے تھے اور برق ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر چلا جاتا تھا کہ راہ میں
اسکو ڈیڑھ سو جادوگرنیاں ملیں جادوگرنیوں میں ایک شہزادی تھی برق نے پہچانا کہ ملکہ گلعذار جادو ہے پس اوس کے
قریب آیا اور کہا اے ملکہ سُنا ہے کہ قلعہ آراستہ پر بڑی لڑائی ہوئی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ میں بھی اُسی طرف سے
چلی تھی مگر یہ خبر سُنکر کہ سرکش نے زیور رہبر رخ کو پکڑ لیا ہے میں یہاں ٹھہر گئی ہوں اب سرکش کا حال
اچھی طرح معلوم کروں تو آگے بڑھوں برق یہ حال سُنکر اوس سے رخصت ہو کر آگے بڑھا اور لشکر سرکش ڈھونڈھتا
ہوا چلا آخر ایک دامن کوہ میں فوج اُتری ہوئی پائی اسنے ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک ساحر ملازم حیرت کی
ایسی بنائی اور ایک رقعہ لکھ کر کمر میں رکھ لیا اور داخل لشکر ہوا دیکھا تو بہت رونق ہے بازار میں کھلی ہیں جھنڈے
گڑے ہیں کٹورا کھنکتا ہے سوار پیادے بستر جاتے ہیں لین پڑی ہے گھونٹے شیشے بھرتے ہیں کوتوالی
چبوترہ بیچ میں ہے انتظام و بندوبست ہر طرح کا ہو رہا ہے سپاہیوں کے بستر بردار ڈیرہ جماتا ہے جابجا ردہ جوڑتا
ہے ہر سمت چہل پہل ہے خیمہ و بارگاہ نصب ہیں بارگاہ بلند رتبہ سرکش کی آراستہ ہے سراپچے اُس کے
اُٹھے ہیں وہ سامنے تخت کے بیٹھا سیر لشکر کی دیکھ رہا ہے اُسنے اسکو دیکھ کر قریب جا کر سلام کیا اور رقعہ کمر سے
نکال کر دیا کہا یہ میرے پاس سند ہے کہ میں اور میرا بھائی ملازم حیرت ہیں چنانچہ میں سیر دوست ہوں اب
وہاں نہ جاؤنگا اگر آپ نوکر رکھ لیں تو آپ پاس رہوں اُسنے یہ حال سُنکر کہا کہ اچھا رہو گھر ہے تمہارا جاؤ سامنے
خیمہ میں کمر کھولو اور کسل راہ سے آسودہ ہو کل تمہاری تنخواہ تجویز کر کے مقرر ہو جائیگی برق سلام کر کے اوس
خیمہ میں گیا وہاں اور بھی ملازم سرکش تھے اُنہوں نے حال سُنکر اسکو بٹھایا اُسنے بستر اپنا لگایا جب دشت نورد مہر
نے بستر اپنا خیمۂ مغرب میں جمایا بیت اُٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی + ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی
اہل لشکر آب و خورش سے فارغ ہو کر آرام پذیر ہوئے جب زیادہ رات گئی برق عازم ہوا کہ اب اوٹھکر خیمہ
سرکش میں جاؤں اور اُسکو بیہوش کروں چنانچہ اس عزم پر اوٹھے جو لگا نیچے کا دھڑ رہ گیا اُٹھا نہ گیا کس لیے
کہ سرکش سحر کرکے سویا ہے کہ بارادۂ ضرر رسانی کوئی اُسکے نزدیک نہ آسکے برق نے رات بھر میں کئی مرتبہ ارادہ
کیا مگر اوٹھا نہ گیا ناچار سو رہا جب سمند کہنہ لنگ فلک نے گردش کر کے منزل شب تمام کی اور طفلک خورشید نے
رات کے پیٹ سے پاؤں نکالے کہ بیت نکلکر خیمۂ مشرق سے یکبار + ہوا مہر فلک بھی گرم رفتار + صبح کو
سرکش اوٹھا اور سحر اوسنے برطرف کیا برق میں بھی قوت اٹھنے کی آئی سب ملازم اُٹھے یہ بھی اوٹھکر احتیاج سے
فارغ ہو کر سلام کرنے سرکش کو گیا اور وہاں ٹھہر کر تعریف سواد کوہ کرنے لگا کہ واہ کیا سبزہ زار ہے طرفہ بہار کا کہسار ہے
جنگل قابل سیر و شکار ہے سرکش کو بھی اسکی باتوں سے ہوا لگی خواہش صید افگنی ہوئی تیر و کمان لیکر مرکب
پر سوار ہوا نوکر اسکے شراب و کباب و فرش وغیرہ لیکر پیچھے چلے اور یہ دشت میں آگے تیر سے نخچیر کرنے لگا برق
اوسکو ایک درہ کوہ کی طرف لگا کر لایا اور ایک ہرن کے پیچھے پیدل دوڑا ہرن درہ میں بھاگ کر گیا اس نے

درہ میں جاکر کھال مادہ ہرن کی نکال کر پہنی اور آواز بھی ویسی ہی بنا کر بولی بولی آہو تم گیا اور قریب اس کے
آیا اسنے ہاتھ اپنا اُس کھال سے نکال کر کمند ماری کہ ہرن پھنسا اسنے کھال اوتار کر اُسکو ذبح کیا اور پکارا کہ اے
شہریار آئیے میں نے شکار مارا سرکش گھوڑے سے اوتر کر اندر درے کے گیا اور اس سے بہت خوشنود ہوا کہ
اسنے پیدل ہرن کو کمند سے پکڑ لیا پس وہ ہرن اُٹھا کر باہر درے کے لایا اور فرش بچھوا کر بیٹھا برق نے ہرن کو
صاف کرکے کباب اُسکے لگائے اور تمام گوشت آغشتہ بدارو بیہوشی کر دیا اس اثنا میں ملازم اور رفیق بھی
سرکش کے آئے ہر ایک نے شراب پی اور وہ کباب آہو تعریف کرکے کھائے سرکش نے بھی وہ کباب
اُٹھا کر کھانے کا قصد کیا اوسی وقت دو پنجے پیدا ہوئے اور ہاتھ سے کباب چھین لیگئے برق نے یہ دیکھ کر چاہا کہ
بھاگ جاؤں ساحر نے سوکیا کہ یہ بیحس ہو گیا اوسنے پھر سحر پڑھ کر پوچھا کہ تو کون ہے برق پر جادو اثر کر چکا تھا
قبول دیا کہ میں برق عیار ہوں سرکش نے کمند سحر سے اسکو باندھ دیا اور وہ ہرن پھنکوا دیا جو لوگ کباب
کھا کر بیہوش ہوئے تھے ان کو ہوشیار کیا اور شراب پینے اور کباب کھانے لگا جو شکار کہ سامنے آتا اُسپر نشانہ تیر کا
لگاتا یہ تو اس شغل میں ہے لیکن گلعذار جو چلی آئی تھی مفصل حال زیور کا دریافت کرکے قلعہ آراستہ کی طرف سے
پھری اور سرکش کی طرف چلی کہ بن پڑے تو اوس کی منت خوشامد کرکے شاہ طلسم پاس جاؤں اور جان اپنی بچاؤں
عرض کروں کہ میری خطا کچھ نہ تھی عیاروں نے مریخ کو قتل کیا اے بادشاہ آپ کتاب سامری میں میرا حال دیکھیے
اگر میرا گناہ کتاب مذکور میں نکلے تو مجھکو سزا دیجیے پس شاہ طلسم کتاب سے حقیقت دریافت فرما کر قلم عفو جرائد گناہ پر
تیرے پھیریگا زندگی پہ تیری حرف نہ آئیگا الغرض یہ تجویز کرکے عنان سمند عزم کو قلعہ آراستہ کی طرف سے منعطف
کرکے باغ سیب کی سمت روانہ ہوئی اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچی کہ اوس کوہ کے درہ سے راستہ تھا اور اُس
درہ کوہ کو شاہ طلسم نے سحر سے مسدود کر دیا ہے کہ اس کوہ میں میری سیر گاہ ہے ہر کس و ناکس کا آنا ادھر اچھا نہیں
ملکہ مذکور نے جو اس درہ کو بند پایا سحر پڑھ کر راستہ پیدا کرنا چاہا ازبسکہ وہ مسحور بسحر شاہ جادوان تھا کچھ نہ
کھل سکا اوسوقت اُسنے پوجے کا سامان منگایا دو ایک سو ذبح کرکے پھر لہو اُسپر چھڑکا زمین پر چوکا دیا اپنے جسم پر
ملا اور لہنگا پہنا ساری اوڑھی ہنسلی جمشید کے نام کی گلے میں پہنی اور سحر خوان ہوئی بعد کچھ دیر کے اتنی تاثیر ہوئی
کہ ہمراہی تو اسکے نکل نہ سکے لیکن یہ اکیلی اوس درہ سے نکلگئی اور خیال کیا کہ جب تو خدمت بادشاہ میں پہونچے
تو بادشاہ سے عرض کرکے ساتھیوں کو بلوالینا فی الجملہ یہ تو ادھر سے چلی اور سرکش اُس طرف سے آتا تھا اس نے
چاہا کہ میں ہیئت کذائی لہنگا پہنے شکستہ حال ہوں اُسکے لشکر میں جا کر تبدیل لباس کرکے شاہ پاس جاؤں
یہ اگر اس پریشانی سے دیکھ لیگا تو کچھ حجاب چنداں نہیں کہ تنہا ہے گر دربار شاہی میں ہزارہا ساحر ہوگا وہاں
بڑی ندامت ہوگی یہ سوچ کر اُسکے لشکر میں آئی ساحر مذکور دربارگاہ و چترفرش بچھائے صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسکو
اس حیثیت سے دیکھ کر حیران ہوا گر شناخت کرکے اوٹھا اور بتکریم تمام پاس اپنے بٹھایا جام شراب پیش کیا
اور حال اس پریشانی کا پوچھا گلعذار نے جو کیفیت بیان کی اسنے کہا اے ملکہ جس عیار نے کہ مریخ کو مارا ہے

اسکو مین نے گرفتار کیا ہے اسنے کہا پھر وہ موا برق کہان ہے اسنے حکم ساحرون کو دیا کہ وہ عیار مذکور کو
سامنے لائے اور اُسنے آکر دیکھا کہ ایک ساحرہ لنگا پہنے خون جسم پر ملے بحالت خراب برابر سرکش کے
بیٹھی ہے برق کو اُسکی صورت دیکھکر عیاری سوجھی کہ اس ساحرہ کی صورت اسوقت اس قابل ہے کہ اُسکو تمثیل
عیار کیا جائے تو زیبا ہے پس جب گلعذار نے اسکو ڈانٹا کہ کیون او ستیاناس گئے مرتیخ کو تو نے ہی قتل
کیا اسنے ہنسکر کہا کہ کیا تم نہین جانتے میرے بھائی ایک ہین اونکے بعد سے واصل جہنم ہوا اور ابھی جسکام
کو تم آئے ہو جلدی اسکا انتظام کرو تو دوست ہین تو ہزار دشمن ہین بیت دخل لگانا اچھا نہین یہ کلمہ سنکر
سرکش کو کچھ غلطہ ہوا اور کہا او عیار یہ تو نے کیا کہا اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین وہ مقرر آوین پر آوین لے سرکش
اب بچنا تمہارا مشکل ہے بھلا خدا کو دیکھا نہین تو عقل سے پہچانا ہے ملکہ گلعذار پر کیسا ہی وقت کیون نہ پڑتا مگر
اس طرح لنگا پہنکر نہ آتی مثل مشہور ہے کہ ہاتھی لاکھ لٹے گا جبھی سوا لاکھ کا یہ تقریر سنکر سرکش گھبرایا اور
اوسکے ملازم ساحر جو تھے ادمین سے بھی ایک ساحر نے اُسکے کان مین کہا کہ یہ عیار سچ کہتا ہے حضور ہم بھی
آپکے پرانے نوکر ہین نمک حلال ہین ضرور یہ کوئی عیار ہے جو گلعذار کی صورت بنکر آیا ہے اب سرکش
کو بالکل یقین ہوا کہ یہ ملکہ بیشک عیار ہے اور ایک گولا جوڑے سے نکال کر گلعذار پر اس نے مارا
گلعذار ساحر زبردست ہے اوسنے اُف جو کیا گولا سرد ہو کر گر پڑا اور یہ خود غرق زمین ہوئی اور بعد لمحہ کے
جو زمین سے نکلی ایک بھال بنکر نکلی اور پیٹ مین سرکش کے سمائی وہ ہر چند سنبھلا نہ بچ سکا تڑپ کر ہلاک ہو گیا
صداہاے مہیب گیرودار کی بلند ہوئین اور فوج کے لوگ دوڑے گلعذار نے نارنج و ترنج مارنا شروع کیے اور
مرنے سے ساحر مذکور کے ملکہ زیور و مہرخ بھی رہا ہوگئین اور لڑنے لگین بہت سے ساحر لشکر کے مارے گئے
آخر وہ لشکر بے سردار تھا کچھ لوگ بھاگ گئے اور کچھ طالب امان ہوے اُنکو امان دیکر ملازم اپنا کیا اور ملکہ گلعذار
سے زیور و مہرخ ملین اور کہا اب ہمین افراسیاب زندہ نہ رکھے گا کہ تم نے سرکش کو مارا ہے اب تم
ہماری شریک ہو جاؤ اوسنے منظور کیا اور زیور نے قسم اوس سے لی کہ اب کوئی دغا نہ کرنا پھر بارگاہ مین
سرکش کی یہ تینون داخل ہوئین اور جلسہ عشرت منعقد کیا دو روز کے بعد کوچ کر کے لشکر مہرخ کی طرف روانہ
ہوئین یہ تو بحشم و خدم اپنے لشکر کو روانہ ہوئین لیکن خبر مرگ مرتیخ سیمون نے افراسیاب کو پہونچائی بعد اس خبر کے
لاش سرکش کی آئی بادشاہ فرط غضب سے کانپنے لگا اور ملکہ صنعت سے کہا کہ اب تم جلد جاؤ اور ماہی پریزاد
کو گرفتار کرو مین ان نمک حرامون یعنی زیور وغیرہ کو قید کرا کر بلواتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت
احمر کی نکالی اور اُسکو وا کیا تو اوسمین کچھ دانے رکھے تھے پس ایک دانہ اوسمین سے لیکر زمین پر اسنے مارا کہ وہ دانہ غرق
زمین ہو گیا اور اوسی جگہ سے ایک شعلہ آتش کا پیدا ہوا کہ رنگ اوس شعلہ کا سبز تھا کچھ عرصہ مین ماش کے درخت
کی طرح وہ شعلہ پھیل لایا اور پھلیان پختہ ہو کر خشک ہوئین شاہ نے صنعت سے فرمایا یہ پھلیان توڑ کر دانہ نکال لو
اور دریاے سحر ماہی کے کنارے جاؤ بیٹھے ایک دانہ دریا مین پھینکنا پانی مین جوش و خروش پیدا ہوگا اسوقت چودانہ

اور پھینکنا یہ کہکر کچھ کان مین بھی کہا اور سحر کیا کہ ایک پنجہ سبز رنگ پیدا ہوا اوس پنجہ سے حکم دیا کہ جب صنعت
دریا سے ماہی کو نکالے اور اُسکی حمایت کو بحرین آئے تو تمکو تم اُٹھا لانا یہ حکم سنکر پنجہ غائب ہوگیا اور صنعت دانے
ماش کے لیکر چلی بعد اوسکے جانے کے شاہ نے سحر پڑھا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا اُسنے حکم دیا کہ جاؤ ساحران
طلسم کو اطلاع دو کہ گلعذار و زلیور و مہرخ اپنے لشکر مین آئی مین اونکو روکین اور قید کرلین اور مجکو خبر دین یہ حکم
پاکر وہ ساحر بھی غائب ہوگیا حال اُسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا صنعت بدطینت کا مذکور ہوتا ہے کہ یہ بدسرشت
کنارے اوس بحر کے پہونچی اور ایک دانہ ماش کا پہلے پھینکا دریا مین شور و غل اور تلاطم پیدا ہوا اور بحرین جادو
دریا مین تھا وہ انکے گرتے ہی تڑپکر کنارے پر آیا اُسوقت ایک آواز کڑاکے کی آئی اور وہ پنجہ سبز جھپٹ کر
گرا اور اوسکو اُٹھا کرلے گیا پھر صنعت نے وہ چھ دانہ دریا مین مارے پانی اوس بحر کا روغن کی طرح جلنے لگا
اور دریا خشک ہوگیا ماہی پریزاد ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ ایک دانہ ماش کا مثل شعلہ کے چمکتا
ہوا جما تھا اور تین دانہ ایک پہلو مین جمے اور تین دوسرے پہلو مین تھے مچھلی بالکل بیدست و پا اور بےقابو
تھی صنعت نے اُسکو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی لیکن دریا کے خشک ہونے سے لشکر جو کنارے بحر کے اُترا
ہوا تھا اُسکو خبر ہوئی اور ملکہ بہار نے بھی سُنا ضرغام عیار سے کہا کہ لشکر تیار کراؤ اور ماہی کو نہ لے جانے
دو عیار مذکور نے کہا یقین ہے کہ شاہ کوکب اُسکی تدبیر کرے تم خاموش ہو رہو بہار کو اسکے اس منع
کرنے سے تسکین نہوئی اور بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا آپ کیا غافل بیٹھی ہین ماہی پریزاد صنعت
پکڑے لیے جاتی ہے جلد لشکر درست کراکر چلیے مہرخ ازبسکہ بنائی ہوئی عیارون کی ہے اصلی نہین ہے اسکو اتنی
جرأت کہان جو لڑنے جائے ملکہ بہار کی بات کاٹ کر اور کچھ باتین کرنے لگی اتنا تو کہا کہ اچھا سمجھونگی
بہار اس بےپروائی کو اسکی دیکھ کر ناراض ہوئی اور دل سے اپنے کہا کہ مجکو کیا مطلب ہے جو اکیلی لڑنے کو
جائے اور اپنی جان گنوائے پس رنجیدہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھی اور اپنے خیمہ مین آکر بیٹھ رہی ادھر ملکہ حیرت
نے خبر سُنی کہ اس طرح ماہی گرفتار ہوئی اُسنے اپنے سردارون شہاب وغیرہ سے کہا کہ فوج کو مسلح و مکمل
رکھو اسلیے کہ شاید بہار وغیرہ کچھ فساد کرین اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ اہل اسلام سے کوئی آمادہ نبرد نہین ہے
یہ خبر سُنکر اسنے بھی تامل کیا اور صنعت ماہی کو گرفتار کیے سامنے بادشاہ کے لائی شاہ کے پاس اوسوقت
باغبان و گلچین و وہم وغیرہ بہت سے ساحر حاضر تھے سبنے تعریف کی کہ آپکے سحر کا مثل و نظیر نہین ہے
اس اثنا مین پنجہ بھی بحرین کو لایا شاہ نے فرمایا کہ اے پنجہ سحر چھوڑ دے اسکو پنجہ نے چھوڑ دیا شاہ نے
کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک ٹکڑا ابر آسمان پر ظاہر ہوا اور برستا ہوا نکل گیا وہ پانی جو بحرین پر پڑا
پاؤن اُسکے زمین مین گڑ گئے اور ہاتھ مین ہری ہری شاخین اور کونپلین نکل آئین سبز سبز پتون سے تمام
جسم چھپ گیا سبز بختی پر خزان آگئی سیہ بختی نے یہ بہار دکھائی بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عورت اُڑتی
ہوئی آئی ہاتھ مین اُسکے ایک جام زرین تھا اور پانی سے لبریز تھا شاہ نے صنعت سے کہا کہ اس جام

مین ماہی کو ڈال دے اوسنے ماہی کو جام مین ڈال دیا مچھلی نے غوطہ مارا وہ ساتون دانہ ماش کے جسم سے جدا ہوکر
مثل گل لالہ کے ہوئے اور اوپر کاسہ کے تیرنے لگے ماہی پریزاد غوطہ مار کر جو ابھری چاہا کہ جام سے
نکلے لیکن وہی پھول اسکو دام نظر آئے دیکھا تو جال آگ کا کاسہ پر پڑا ہے ہرچند ماہی نے زور کیا مگر نہ نکل سکی
اور بادشاہ نے للکارا کہ او مچھلی تجکو کچھ میرا خوف نہ تھا کہ مین شاہ ساحران ہون تو مجھ سے مقابلہ کرنے آئی۔
ماہی نے کاسہ سے سر اوبھار کے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم مطیع و منقاد بادشاہ کوکب ہین اور نمک حلال
ہین ہماری قضا اگر تیرے ہاتھ ہے تو ناچاری ہے شاہ نے فرمایا کہ مین اس مچھلی کے کباب کھاؤنگا اب
وہ نکوامہ مہرخ بھی پکڑ آئے تو اسکو مارون یہ کہہ کر مصروف عیش و عشرت ہوا مگر اب حال ماہی پریزاد
کی رہائی کا سُنیے کہ ایلچی لیے طاق طومطراق جو قلعہ آراستہ پر سے تادم دجل ہوکر روانہ ہوا تو اوسی
راہ سے جو بہت بند یک کی ہے اور افراسیاب نے اوسکو بتلائی ہے پر قریب ملک کوکب
پہونچا شاہ کوکب نے نامہ ملکہ بران کو لکھا کہ ایلچی افراسیاب کا پھر آتا ہے تمکو چاہیے کہ جاہ و جلال
اپنا ایلچی کو دکھاؤ اور خواجہ عمرو کا بھی رتبہ اُسکو دکھاؤ کہ شاہ ہوش ربا خبر سُنکر رشک کرے اور
ایلچی اگر نامہ تمہین دے تو پڑھکر جواب جنگ کا دینا اور اگر مجکو نامہ دینے کو کہے تو میرے پاس اُسکے آنا
اور اب مہرزان وزیر کو فوج دیکر روانہ کرو کہ وہ پیشوائی کرکے ایلچی کو لائے یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے وزیر مذکور
کو طلب کیا اور حکم بادشاہ سنایا وزیر آداب بجا لا کر چلا اور باہر آکر پانچہزار ساحر سواران جوہر پوش کو
اپنے ہمراہ لیکر مع تزک و احتشام کے روانہ ہوا نقیب اور یساول ہمراہ ڈنکا بجتا آبپاشی ہوتی بڑی
چمک دمک سے سپاہ کو بقتضاے

نظم

خدام و مصاحب و اراکین — پہنے ہوے جامہاے زرّین
فلک کی صدا وہ چرخ فرسا — گردون پہ اُچھل پڑے مسیحا
آئینۂ دل ہوا مصقل — آئے جو نظر سوار و پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار — پیدل تھے روان نسیم کردار

باین تجمل و شوکت وزیر باحشمت دروازہ ظلمات طلسم سے باہر نکلا تو لشکر ایلچی کا ڈانڈے پر
اپنے طلسم کے آکر ٹھہرا تھا ایلچی سے ملاقات ہوئی اور وزیر نے عرض کیا کہ لشکر جو آپکے ہمراہ ہے اسکو
اسی مقام پر چھوڑیے اور آپ تشریف لے چلیے ایلچی نے غور کیا کہ لشکر سمیت جانے کی ہمت کرنا فضول ہے
اس لیے کہ اگر اسنے راستہ نہ دیا تو لڑائی ہوگی اور لڑنیکا مجکو حکم نہیں ہے بس تنہا چلنا چاہیے کیونکہ مین قاصد ہون
اور قاصد کو کسی نے ضرر نہیں پہونچایا ہے ایسا کچھ تجویز کے ہمراہ وزیر روانہ ہوا اور وزیر اسکو لیکر اسطرف چلا کہ
جدھر مہران نے حکم دیا یعنے کہہ دیا تھا کہ قلعہ ہفت رنگ مین نہ لانا باغ فولاد مین لانا فی الجملہ کچھ عرصہ کے
وزیر اور ایلچی قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اور راہ سنگ درہ سے گذر کر ایک پھاٹک عظیم الشان سامنے

نظر آیا وزیر نے آگے بڑھ کر کچھ افسون پڑھ کر وہ پھاٹک کھل گیا یہ مع ایلچی حسب اذن روانہ ہوا دیکھا تو اب سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے رفعت پست قلعہ کی چرخ برین رشک کھاتا ہے وہاں ہزارہا ساحروں کا پہرا ہے فوج اُتری ہے حصار قلعہ مستحکم بنا ہے وزیر ایلچی کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا ایلچی نے عجب ایک دیار یادگار روزگار دیکھا کہ جسکا نظیر پردۂ دنیا پر کبھی چشم خیال نے بھی نہ دیکھا تھا ہر قصر رفیع کی دہلیز کے روبرو پست آسمان گنبد فلک ہر مکان کے قبہ پر بلا گرد ان چرخ دروازہ تھا وہ باب فیض جاوید تھا جو روزن تھا وہ حاجت روائے چشم امید تھا ہر دریچے خوبان عالم کا برآمد ہونا گویا مطلع آفتاب انور وہ دروازہ ہر دکان جوش صفائے غیرت بخش آغوش حور تھا شائقوں کی آنکھیں جس کے نظارے سے نور خلقت کی کثرت راستوں کی صفائے نفاست ہر سڑک شرمندہ کن کہکشان فلک بازاریوں کی پوشاک میں مثل انجم کے چمک نظم

ہر چشم کو شوق سیر بازار
صرافوں کی بار بار چاندی
آراستہ ہر طرف دکانیں
دلال سے لڑ پڑا خریدار
القصہ وزیر کی سواری
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
شوکت نے جو کی ادب سے درخواست
گوشے میں ہر اک غریب ٹھہرا

ہر ایک دوکان میں سو خریدار
ہر ایک دکان میں بھاری بھاری
دلالوں کی اور ہی زبانیں
ہر ایک دکان تھی نیا فرش
گلشن میں چلی ہوا بہاری
پیدا جو ہوئی بچو کا تھا غل
رہرو ہوئے بیچ سے چپ و راست

زر بے حد و بے شمار چاندی
چھٹا لچکا جنت کناری
سونے میں ذرا ہوئی جو تکرار
کمخواب کے تھان جا بجا فرش
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکار رہی تھی صاف بلبل
پانی ہوا رعب سے جو زہرا

یہ تو اس طرح سے روانہ ہیں لیکن ملکہ بہاران بعد روانہ کرنے وزیر کے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھی اور اپنے مکان دلستان سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوئی یہان تک کہ قریب قصر دار الامارۃ پہونچ کر ایک اور مکان میں آئی اس مکان میں ایک حجرہ مقفل تھا اُسکو وا کیا اندر جا کر جو دیکھا تو ایک کنواں پختہ بنا تھا لب چاہ یاقوت سرخ کا نظر آیا چار برج کنوئیں پہ بنے تھے ہر ایک برج کو رشک برج دیو عمرو نے با ملکہ اوس کنوئیں میں خواجہ کا ہاتھ تھام کر کود پڑی تا دیر دونوں غلطان و پیچان چلے گئے جب وے پانون آشنا ہوئے وہان اور دروازہ یاقوت احمر کا لگا تھا اسکو ملکہ نے کھولا اور قدم آگے بڑھایا خواجہ کو باغ جنت نظیر نظر آیا کہ چاردیواری اوس گلشن رشک فردوس کی فولادی ہے لیکن ایسا فولاد کو صاف کیا ہے کہ آئینے سے بہتر صفا ہے اشجار باغ اندر طائر سب فولاد کے ہیں پتے درختوں کے اور پر طائروں کے برنگ مرآت صورت نما چمکتے ہیں آنکھیں جانوروں کی یاقوت کی ہیں اور منقاریں مثل خنجر آبدار کے تیز اور دمکتی ہیں ہر سمت جوش بہار ہے جو پھل ہے وہ فولاد کا ہے مگر قطعہ دار اور مزیدار ہے جو پھول ہے وہ خوشبودار اور پربہار ہے روح سکندر کو رقت ہے اُن چمنوں پر دیجائے تو بجا ہے گو پر اُسکے انھیں پھولوں کی چادر چڑھائی جائے تو روا ہے شاہد بہار کے سنگار کرنے کیلیے ہر شجر آئینہ دکھاتا تھا یا تنہائے فولادی شاخسار کی لیکر سبز فوج انان چمن خوبان کا استقبال کو جاتے سبزۂ فولاد

فولاد دل کرنے پر آمادہ تھا کہ نظم

وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز — جادو نژاد برنگ اعجاز
مثل دل عارفان کشادہ — گلزار بہشت سے زیادہ
وہ بلبل و گل مین خوش بیانی — بخت ازلی دلہن ترانی
خمیازۂ حور نہر کی موج — طوبے کا ہر ایک نخل مین اوج
خورشید ہر ایک گل کا رخسا — سنبل کو دماغ گیسوے یار
ہر آئینہ رو روش وہ شفاف — جو چاہے وہ چہرہ دیکھے صاف
وہ قصر تھا جلوہ گر چمن مین — جیسے دل صاف قصر تن مین
آراستہ اوسمین فرش دیبا — بنگلا تھا کہ نو عروس زیبا
یون گرد تھین چلمنین نمایان — جس طرح کہ گرد چشم مژگان

اوس قصر مین چار سو دنگل فولادی بچھا تھا اور ہر دنگل پر ایک ایک پہلوان فولاد بدن بیٹھا تھا جسم ہر ایک کا آئینہ کی طرح چمکتا تھا ہر ایک مسلح و مکمل اوچی بنا تھا مگر کرو گناب بالکل نقش دیوار ہر ایک فولاد کا پتلا تھا اور ناف باغ مین ایک چبوترہ فولاد کا بنا تھا اوس پر ایک حقیبہ فولاد کا رکھا تھا اور پہلو مین چبوترہ کے ایک نہر رواں تھی صفا مین بہ از گوہر غلطان ملکہ خواجہ کو لیکر اوس حوض مین کود پڑی اور کئی غوطہ لگائے خواجہ نے دیکھا کہ میرا جسم بھی سب فولاد کا ہو گیا ہے اور ملکہ بھی فولاد کی ہو گئی ہے غرضکہ ملکہ نہر سے باہر اسکو لیکر نکلی اور اندر اوس قصر کے آئی وہان ایک تخت جواہر نگار گسترده تھا اور طاقون پر ہزارہا شیشہ سبز و سرخ برنگ متلون چنا تھا اُنمین سے ایک شیشہ ملکہ نے اوتارا اسمین آب سبز رنگ بھرا تھا اوس پانی کا چھینٹا سب پتلہاے فولادی پر ملکہ نے دیا کہ وہ سب مثل انسان بنے کھڑے ہو کر آداب بجا لاے اور سامنے با ادب استادہ ہوے اور ملکہ اوس تخت پر جلوہ فرما ہوئی پہلو مین خواجہ کو بٹھایا اس عرصہ مین اوس قصر کے ایک گوشہ مین سے دو سو زنان مہر دیدار پیدا ہوئین کہ ہر ایک شیشہ دل کو سنگ ستمگری سے چور کرنے والی اور ہر ایک کافر کیش کی نرالی چال متوالی زلفین ہر ایک کی کالی کالی زلف کا دوش پر لٹکنا طائر دل کا شکار کرنا صیاد کا دام بر دوش ہو کر چلنا چہرہ ہر ایک کا فروغ مین برق تجلی تصویر از قدم تا فرق کر نظم

خندان لب شکرین و خاموش — ہر شاہد گلعذار و گلپوش
مغرور جمال و مست بادہ — ابرو کہ درخشان کشادہ
پیدا ہن سرخ پہ جواہر — تارے ہوے تھے شفق مین ظاہر
ذرتے تھے کہ سو چراغ روشن — افشان کی چمک سے باغ روشن

یہ سب نازنینان ہو رہیکر بھی فولاد بدن ہین پس ملکہ کو تسلیم کرکے اپنے اپنے مقام پر حسب رتبہ ٹھہرین اور بہت سی گلعذار جام بادۂ خوشگوار سے لبریز کرکے شراب پلانے لگین ملکہ نے حکم رقص ہونے کا دیا کہ اس تماشا مین عمرزان ایلچی کو سیر شہر کی دکھاتا اس باغ کے در پر لایا ایک دروازہ اس باغ کا اس شہر مین ہے اور دوسرا دروازہ کنوین کے اندر ہے کہ جدھر سے ملکہ آئی ہے اور اس راہ سے کوئی سواے ملکہ کے آ بھی نہین سکتا ہے غرضکہ بندہ مسطور در باغ پر ایلچی کو ٹھہرا کر اندر آیا ملکہ کو تسلیم کرکے حال آمد ایلچی گذارش کیا حاضر ہونے کا شرف نفاذ پایا وزیر جا کر اندر باغ کے ایلچی کو لایا گلشن کے عجائبات دیکھ کر طائر ہوش ایلچی اوڑ گیا رنگ رخ غیرت سے مثل برگ خزان دیدۂ زرد ہوا لب پر گرد آہ سرد ہوا سواری ہوا اور تر بارہ دری مین گر

ملکہ کے جاہ و جلال کو دیکھ کر اور زیادہ گھبرایا عمرو کو داہنی جانب برابر ملکہ کے بیٹھے پایا رعب و داب سے تاب نہ کر سکا سر نیاز بر آداب جھکایا اور مثل خادم کمترین کھڑا رہا جب حیرت نے دامن چھوڑا اور حواس درست ہوئے اسوقت لب پر دعا و ثناے بادشاہی اس طرح لایا کہ بمقتضاے **قطعہ**

علم تو روان آفرینش	درگاہ سپہر احتشامت	اے جسم تو جان آفرینش
یک ریزہ ز خوان نعمت تست	ہر نعمت خوان آفرینش	لمحات کمان آفرینش
ہر تیر کمان آفرینش		بر سینۂ دشمنت نشیند

ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا یہ باادب ایک دنگل پر بیٹھ گیا ملکہ نے حکم دیا کہ جام آب کو دو ایک ساقی عشوہ گر پیمان شکن یعنے **زن جادو فن** نے پیمانہ ہوشربا اُسکو دیا اور گوشہ قصر سے کافر کیشان مست ادا رقصان مہر سیما دمیں تماشا ظاہر ہو کر ناچنے گانے لگیں ابیات

دل سے کہیں ایک تھا پکے ساتھ	کیا میں بجاتی تھیں خوش آئین	طبلے پہ انگلیوں نے جب رکھا ہاتھ
گاتی تو ہوا کا بند رستہ	موجود تھا راگ دست بستہ	یارب تھی دور چشم بد بین
بجھ جاتی ہوکا نہ اک کا مود	دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا	ہر راگ رواں تھا صورت رود
		دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

بعد کچھ دیر کے ملکہ زبان مدارات بیان سے یوں درفشان ہوئی کہ لاؤ کسکا نامہ تم لائے ہو سناؤ کیا پیام سنانا چاہتے ہو ایلچی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ مجکو نامہ دینے میں کچھ عذر نہیں مگر حکم میرے مالک کا شاہ عالیجاہ یعنی آپکے قبلہ گاہ کو نامہ دینے کا ہے ہرچند کہ آپ اونکی دختر نیک اختر ہیں لیکن مجکو بجا آوری حکم اپنے مالک کی ضرور چاہیے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک پتلہ فولاد کا خدمت کو کب میں روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایلچی نامہ حاضر خدمت ہو کر دینا چاہتا ہے پتلا بادشاہ پاس گیا اور پیام ملکہ عرض کیا شاہ نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہو ایلچی کو ہمراہ وزیر میرے پاس بھیدیں اور آپ عمرو کو لیکر باغ عیش میں آئیں پتلے نے یہی جواب آ کر ملکہ کو دیا ملکہ نے ایلچی اور وزیر کو رخصت کیا اور آپ خواجہ کو ساتھ لیکر چلی اور چلتے وقت ایک شیشہ طلب کر کے پانی سرخ رنگ دمیں سے لیکر اُن پہلوانوں پر چھڑکا کہ وہ پھر بیہوش اور بیحس ہو گئے وہ مجمع سب برخاست ہوا ملکہ مع خواجہ اوس چبوترہ پر آئی کہ جس پر بیضہ رکھا تھا اور پھر پڑھکر اُس بیضہ پر پھونکا کہ وہ بیضہ شق ہو گیا ملکہ مع خواجہ اُسمیں سما گئی اور وہ بیضہ پھر برابر ہو گیا اور جانب فلک اوڑا خواجہ کو اسوقت کچھ معلوم نہوتا تھا کہ میں کہاں ہوں عالم بیخودی تھا یہاں تک کہ بعد کچھ دیر کے وہ بیضہ زمین پر اوترا ملکہ خواجہ کو لیکر اوسمیں سے نکلی خواجہ نے دیکھا کہ ایک میدان سبزہ زار ہے صدہا فرسنگ تک پھولوں کی بہار ہے ہر طرف جوش بہار شادمانی و بہار نظر آتی ہے یا بہار عالم جوانی کی کیفیت دکھاتی ہے سرمستان چمن محفل جمائے ہیں چشم نرگس کے جام اوس بزم میں لگائے ہیں سبزے کی بہار ہے نہروں کی سیر ہے فصل گل کا داخلہ مع الخیر ہے جام گل میں شبنم بھری ہے سرو کی صورت مینائی ہے بلبلوں کی بن آئی ہے بے پردہ فرخ رخسار گل سے آنکھ لڑائی ہے ابر اٹکھیلیاں دکھلاتا ہے طاؤس مست رقص کر کے دل کو لبھاتا ہے نہروں کی موجیں تار ساز رباب ہیں حلقہ ترنگ پیالے حباب ہیں طرفہ بہار ہے شاہد گل سرشار ہے **نظم**

بنے ہین ہرے بھرے نمودار
رخسار پہ گیسوے معنبر
ہے تختۂ لالہ زیب مین طاق
محبوب کا ہے دہن سی زیب

پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار
بجیثل ہین لاجواب ہین پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
نسرین دہن بہار پہ ہین

ہے بھن چمن مین سنبل تر
مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
سرو قد نوخطان شجر ہین

جسقدر سبزہ ہے زمرد کا ہے اور گز گز بھر کے فاصلے سے یاقوت رنگ کے گھانس کی بھری ہوئی ہے اور نوک پر اوس
کے موتی پرونے ہین اور بیچ مین اس دشت فرحت آگین کے سات بنگلے سطح کے بنے ہین کہ ایک طرف کے بنگلون مین یاقوت
کی گھونگھیان اور زمرد کے کٹہرے اور دوسری جانب کے بنگلون مین زمرد کی گھونگھیان اور یاقوت کے کٹہرے ہین
اور ہر بنگلہ مین پردے مخمل سبز و سرخ کے پڑے ہین کہ مکلفت جواہر دوز زر بفتی ہین ہر ایک بنگلہ خرم و دلکشا
کسرے کے محل سے کہین عمدہ فریدون اوسکو اگر دیکھے غیرت سے پردۂ خاک مین منھ چھپاے کرسی ہر بنگلہ کی
کرسی فلک کو شرماے چمک دمک مین ہر ایک رشک بیچ قمر صفا مین دل عارف سے زیادہ صاف تر اور بلی
علوے رفعت کے روبرو چرخ مقرنس کا گنبد پست رواق آسمان بے رونق دبے بند و بست خوبی اون بنگلون کی
کیا تحریر ہو ابیات

وسعت کا حساب ہے نہ حد ہے
گردون مین ہو ختم اسی سبب سے
در مین کہ کھلے ہین باب رحمت

آنے کا بیان نہین جو سامان
حد ایک ازل ہے ایک ابد ہے
عیسیٰ اگر آتے اس زمین پر
دو پٹ ورق کتاب رحمت

ہین فات مین جیفر ار پر بان
جھک جھک کے ہو دیکھیا جھپے
بھر جانے نہ چرخ چار مین پر
ان بنگلون مین فرش سنگ

پرنگ کا نہایت صاف وستھرا بچھا تھا چتین رنگین عمدہ تر مین مسند تکلف وزیبا قاقم و دیبا کا بچھا ملکہ نے قریب
اون بنگلون کے بیونچکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ہزار در ہزار پنجہ پیدا ہوا اور ان پردون کو باندھکر غائب
ہوگیا اب دیکھا تو ہر بنگلے مین ایک ایک پلنگ جواہر کا بچھا ہے اس صورت سے کہ کسی پلنگ کا یاقوت سیردا
ہے زمرد کی پٹیان اور موتیون کے پاے ہین اور کسی پلنگ کی پٹیان پیلم کی اور پکھراج کا سیروا ہے اور ہیرے
کے پاے ہین اور ان پلنگون پر ایک ایک پریزاد حسن اونکا خداداد دوپٹے آنچل پلو کے اوڑھے جوانی
کی نیند مین غافل پڑی سوتی ہین اور گرد ہر پلنگ کے چالیس چالیس زنان یاسمین بدن آرام مین ہین پلنگ
پہ جو لیٹی ہین وہ ملکہ پر آن کی کنیزین ہین اور پلنگ کے نیچے جو آرام مین ہین وہ کنیزون کی کنیزین ہین القصہ
جاہ و جلال ملکہ پر آن کا کہ جس کی کنیزون کی خدمت مین چالیس پرستارے ہین غرضکہ پردے جب بندھے
ہوا لگتے ہی وہ نازنے بیدار ہوئین اور بعد انداز پلنگون پر سے اٹھین انکی کنیزون نے انکا ہاتھ منھ دھلایا
چہرہ اون کا چاند سا نکل آیا ایک ایک اون مین قمر کو داغ غلامی دیتی شاہ حسن سے خراج لیتی دیار خوبی کی ہر
ایک شہنشاہ کشور محبوبی کی بنا و عشاق اونکے عشوے کی شاگرد بلا اونکے زلفون کی بلا گرد نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور
رنگ بیچ جیسے جبر ہے کا نور
شیرازہ ہے کتاب ہر ناز

فہرست جریدہ ہائے عجب تر کیا خال نے بھی نمک دکھایا یان رہ گئی مردمک کسی کی	دونوں رخ صاف باغ امید زنگی پے سیر باغ آیا	گویا ہے قران ماہ و خورشید زلف آئی جو رخ تلک کسی کی

جب وہ نازک بدنان مہ جمال کنگھی چوٹی سے درست ہو چلیں بصورت
خدمت ملکہ بران میں حاضر ہو کر تسلیم بجا لائیں اور عہدے ہاتھ میں لے کر ساتھ چلیں کوئی پنکھا ہاتھ
میں لیے تھی کوئی مورچھل جھلتی کوئی اوگالدان کوئی مجمر سنبھالے کوئی دست پاک لیے ساتھ تھیں اور ملکہ
وہان سے آگے بڑھ کر ایک بنگلہ کے قریب آئی کہ وہ سراسر ہیرے کا تھا اور فرش عمدہ سے سجا شیشہ آلات
آراستہ ایک جانب کو تخت جواہر آگین گسترده تھا ملکہ اوس تخت پر آکر متمکن ہوئی خواجہ کو پہلو میں بٹھایا
رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جمایہ تو بعشرت تمام یہان بیٹھی اور وزیر ایلچی کو لے کر جب
روانہ ہوا باغ فولاد سے نکلکر ایک سحر اوسنے پڑھا آندھی سیاہ آئی اوسی کی تاریکی میں نہ معلوم دیا کہ کہان
جاتے ہین جب وہ آندھی موقوف ہوئی اوسی بیشہ مین کہ جو باغ عیش ہے ایلچی پہونچ گیا اور ملکہ سریر عشرت پر
جلوہ گر ہوئی تھی کہ خبر آمد ایلچی ہوئی ملکہ نے طلب کرا کر دنگل پر بٹھایا ایلچی حشمت و شوکت ملکہ دیکھ کر دنگ
تھا سکتے کا سا رنگ تھا ملکہ نے یہان سے بھی خدمت بادشاہ مین ساحر بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایلچی حاضر ہے بادشاہ
نے جواب دیا کہ اے ملکہ ایلچی کو بارگاہ عیش مین ہمراہ وزیر بھجواؤ اور تم بھی مع خواجہ اسی جگہ پر آؤ یہ حکم سنکر ملکہ نے
رومال اپنا ہلایا وہ سب لونڈیاں اپنے اپنے بنگلون مین چلی گئیں اور جو پیدا ہوے پردے بدستور گرا دیے گئے
ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو لے کر آگے بڑھے وزیر ایلچی کو لیکر وہان سے اور آگے بڑھا ملکہ خواجہ کو
ساتھ لیکر اون بنگلون سے نکلکر کچھ دور گئی تھی کہ ایک پہاڑ نظر آیا سر اوسکا تا بچرخ برین بلند پایا اوسمین
ایک درہ برنگ سیاہ تھا ملکہ اوسی درہ مین قدمزن ہوئی دیکھا اوس جگہ بالکل تاریکی ہے ملکہ نے
اپنے پاس سے ایک تختی الماس کی نکالی اور اسکو جو بلند کیا ایک آفتاب نکل آیا ایسی اوس لوح مین روشنی
ظاہر ہوئی ملکہ اور خواجہ اوسکی روشنی مین روانہ ہوے اوس طرف ایلچی جو ہمراہ وزیر چلا اسکو بھی ایک کوہ
پر شکوہ نظر آیا وزیر کے ہمراہ جب داخل درہ ہوا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ معلوم دیا طبقہ زمین کا
اولٹ گیا دنیا دہل گئی یہ صدا خواجہ اور ملکہ کو بھی اپنے درہ مین سنائی دی اور ہر ایک اپنی جگہ پر
بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی ایک ناؤ پر اپنے تئین سوار پایا دریاے ذخار و قہار نظر آیا کہ ہر موج اوسکی دریاے اخضر
فلک تک جاتی تھی کشتی دنیا بہ جانے کے خوف سے ڈگمگاتی تھی مینڈھے اوسکے مینڈھے تڑپنے پر آمادہ نہنگ
اوسکے نہنگ لا ڈرے شوخی و شرارت بھرے کنارے پر افتادہ پانی اوسکا نہایت صاف اور ستھرا آب گوہر
کو شرماتا اوس بحر مین ہزار ہا بجرے تیرتے نظر آئے ایک پر ملکہ اور خواجہ سوار تھے دوسرے بجرے پر ایلچی
اور وزیر بیٹھے تھے ایلچی کا دریا کو دیکھ کر دم نکل گیا دل مین کہتا ہے کہ کوکب اگر چاہے تو اسی دریا
مین تجکو غرق کر دے کچھ تیرا بس نہ چل سکے غرض اسی طرح بیچ دریا مین جب پہونچے ایک دیوار

بلور کی دکھائی دی کہ سامنے اوسکے پانی پر چبوترہ بلورین بنا تھا اوسپر گلکاری زمرد کی تھی جھاڑ اور بوٹے
اور بیل سب فیروزے کے تھے اور چار کونون پر نرگس دان جواہر کے دھرے تھے اور دہنی سمت کو ایک
چمن جواہر کے درختون کا لگا تھا پھولون سے پر بہار اور خوشنما تھا نظم

یا نہر تھی سلسبیل و کوثر
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
پیاسون پہ سبیل آب حیوان
اوس تازہ چمن مین اک چمن ہے
کیا حسن فروش کا روان ہے

اُس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
جس پہ تھا نثار حوت گردون
تصویرین تھین جا بجا وہ گلفام
خوبان جہان کی انجمن ہے
ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے

دریا تھا وہ مثل مہر انور
صدقے کرے جوے شیر شیرین
سرسبز نہ کیون ہو وہ گلستان
سانچے مین ڈھلے تھے اونکے اندام
جلوہ مہ مصر کا عیان ہے
باد سحری مسیح دم ہے

اوس چبوترے کے کنارے قریب چمنستان ہزارے کے ہزارون فوارے چھوٹ رہے ہین اور گلدستہ بلور کے
دھرے ہین اونمین لالہ پھولا ہے کہان تک وصف اسکا تحریر ہو مختصر یہ ہے اوترکر اوس چبوترے پر آئی
اور مسند پر تکلف پر بیٹھی ایلچی بھی مع وزیر خوش تدبیر وہان حاضر ہوا بس بعد لمحہ کے ہوائے سرد وزان
ہوئی اور ٹکڑا ابر کا دریا کے کنارے سے اٹھا اور محیط عالم ہو کر موتی برسانے لگا اون موتیون کے گرنے سے
مچھلیان رنگ برنگ کی تمام دریا مین پیدا ہو کر اوچھلنے اور شناوری کرنے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر حسن
معشوقان قلزم عالم مین جوش پیدا ہے یا محبوبان دہر کے طبیعت رنگین کا رنگ غمزۂ و ناز و کرشمہ
بنکر ظاہر ہوا ہے فاطر خود پسندان کے دل مین موج اٹھی ہے تلون طبعی ظاہر کی ہے کہ بحباب ابیات

اوس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
تھی اوسپہ نثار نہر کوثر
پرنور یہ شب کو بحر نایاب

صدقے کرے جوے شیر شیرین
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
ہے چادر آبشار مہتاب

بحر تھا یا کہ مہر انور
جس پہ صدقے ہو حوت گردون

بران و عمرو مع ایلچی کے اُس
چبوترہ پر بیٹھے یہ سیر و کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک طرف اوس دریا مین غلغلہ برپا ہوا اور ہزار ہا کشتی اور
مورپنکھی جواہر جڑی پیدا ہوئین جنکو شمس و قمر جنپر شیدا ہوئین زورق شناور افلاک اونپر ہزار جان سے قربان حوت
چرخ کو نثار ہونے کا اونپر ارمان اون کشتیون کے بیچ مین ایک مورپنکھی نہایت نایاب برنگ ہلال فلک با صد
آب و تاب اسطرف آئی تھی اور اسمین ایک بنگلہ زمرد کا بصد عز و شان بنا تھا گویا سب کشتیون کی جان تھا
گرد بنگلہ کے چلمنین پڑی تھین جسکی تیلیان نزاکت مین تار نگاہ شوخ چشمان جہان تھین نہین نہین حوران جنان
نے مشتاق دید ہو کر آنکھین لگائی تھین یہ اونکے تار نظر کی تیلیان تھین ہر چلمن مین آویزے لعل و یاقوت و زمرد
و گوہر کے آویزان تھے ستارے فلک کے اونکی چمک دمک پر قربان تھے کہ نظم

محراب کی طرفہ عز و شان ہے
دیکھے تو ہو تازہ روح بہزاد

شرمندہ فلک پہ کہکشان ہے
گلدام نظر ہر ایک چلمن

وہ نقش و نگار رنگین ہے ایجاد
ہے چشم پری ہر ایک روزن

ہر در مین عجب صفا کا تھا جوش | کھولے ہوئے حور خلد آغوش | یون گرد تھین چلمنین نمایان
جسطرح کہ گرد چشم مژگان

گرد اس بنگلہ کے چار آفتاب نکلے ہوئے تھے اور اندر بنگلہ کے بھی روشنی مثل آفتاب کے تھی ایک طرف اوس بنگلہ کے پتلی بلور کی کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی تھی اور دوسری جانب ایک آفتاب سبز رنگ نکلا ہوا تھا اور اوس آفتاب مین سے چہرہ پریزاد کا پیدا تھا کہ وہ ہنستا تھا اور بہنگام خندہ منہ سے مثل مہر تابان روشنی پیدا ہوتی تھی تیسری سمت بنگلے کے ایک آفتاب سرخ رنگ بسان شمس ساطع الانوار تھا اور چوتھی جانب سواسو تیلا طلاے احمر کا چنور ہاتھ مین لیے بنگلہ پر مورچہ جنبانی کرتا بس وہ کشتیان اور بنگلہ وغیرہ جب قریب چبوترہ کے آیا دو نچہ پیدا ہوے اوس بنگلہ کا پردہ اٹھایا سب نے دیکھا کہ ایک بقعہ نور تخت پر جلوہ گر ہے اور اسمین سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ عیاران مزاج آپکا اچھا ہے خواجہ و ملکہ نے بہر تسلیم گردن جھکائی اور عمرو نے عرض کی کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتا ہون پر شوکت و شہامت کو کب کی دیکھ کر ایلچی بیہوش ہوگیا اور اوس حجرے سے پھر صدا آئی کہ اے ملکہ اس ایلچی کو لیکر تم بارگاہ مین طلسم کی آؤ مجھکو ایک کام اس سے لینا ہے اس آواز کے آتے ہی وہ بنگلہ نگاہ سے غائب ہوگیا اور ملکہ و خواجہ وغیرہ کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا سیر دیکھتے طرفۃ العین مین کنارے اوس بحر کے پہونچے اور اترکر آگے چلے وہ کشتیان غائب ہوگیئن ملکہ نے آگے بڑھکر ایک کوہ پر شکوہ کے قریب اپنے تئین پہونچایا اور اسکے درے کو طے کیا جب اوس طرف پہونچے ایک میدان وسیع و سبزہ زار نظر آیا گلستان ارم سے اسکو بہتر پایا رضوان بھی اوس دشت مین آکر آثار سیر فردوس بھول جاتا اس جنگل کی بہار دیکھکر غش کھاتا اگر بھولے سے کبھی گلزار بہشت کو یاد کرتا تو ہر ایک غنچہ بیان کا چٹک کر باتین سناتا پھر اسکو خود فراموش کرتا خاموش اسکا خروش کرتا صبا وہان کی دم مسیحا خضر وہان کا سبزہ خضر اغنیون کے شاخون سے ہر دم یہ اشارے کہ شاخ کہکشان پھیر سے تارے صدقے اوتارے۔

نظم

ہر نخل کو نشہ جوانی | ہے اوسکی بہار رشک گلزار | ہے باغ بہشت صدقے ہر بار
مستی سے درخت جھومتے ہین | شبنم ہے شراب ارغوانی | ہین اوج پہ بخت جھومتے ہین
گل جھومے ہین جوش ہر طرف ہے | گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس | ہے افسر گل کہ تاج کاؤس
طوطی کا بھی بولتا ہے طوطی | بلبل کا خروش ہر طرف ہے | سر سبز ہے خوشنما ہے طوطی

اوس دشت پر فضا کو کہ بہتر از باغ حسن سبز رنگان زمانہ تھا ایسا آراست کیا کہ نہین معلوم کس گلرو اور غنچہ دہن کی سیرگاہ بنایا تھا بیچ مین اوس صحرا کے ایک بارگاہ رنگین ہزار زیب و زینت استادہ تھی بارہ سو ستون مکلل بہ جواہر اسکے تھے الماس کے استادے تھے رفعت مین اوس بارگاہ کے روبرو فلک پست دکھائی دیتا جناب مسیح کا یہان اگر بھی چرخ چارم پر جانے کو جی نہ چاہتا اوس بارگاہ کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ رونق کسری کہان ایسا سراپردہ اسکے جواہر و درجک و دمک مین ہوتا تو انفرادکہ ابیات

کرتے نہ کبھی بہشت کا غم | آتے اگر اس مکان مین آدم | وہ صحن جہان کہ چرخ ہو فرش

وسعت مین جواب ساحت عرش
ہموار و مسطح و برابر
ایسا تو نہوگا صحن محشر
پُر نور صفائے اسقدر ہے
جب کھلگئی چشم دل سحر ہے
دیکھے نہ سنے مکان ایسے
ممکن نہین سائبان ایسے
اوس خیمہ مین گر سکندر آئے
آئینہ دل تلک لگائے
فرش اُسکا صفا جو اپنی دکھلائے
پائے نگہ تیان پھسل جائے
زرریز تمام نور پردے
ہین پردہ چشم حور پردے
ہے جھاڑ ہر ایک نور آگین
سوجان سے نثار عقد پروین
ہانڈی جو بلور کی عیان ہے
قندیل حرم سے ہم زبان ہے

غرضکہ اُس بارگاہ کے قریب پہونچکر ملکہ ٹھہری تھی کہ برجے ہوا صداے نوبت نقارہ پیدا ہوئی اور اسباب تزک احتشام زمین پر ساحر لیکر اوٹھے دم بھر مین تمام صحرا انسانون سے معمور ہو گیا اب جو دیکھا تو ہزار ہا مرد ہا عصا ہاے طلائی جواہر کار لیے طرقوا اعز قوا گویان پیدا پھر طفلان قمر پیکر کا مجمع مخلخے لیے نکلا پھر کئی ہزار سوار زرین لباس اسلحہ جواہر نگار تن پر آراستہ کیے ظاہر ہوا اُنکے بعد ہزارون غلامان حورصورت پوشاک رنگین و گرانمایہ سے پیراستہ عہدے لیے نکلے زان بعد ساحرون کے اور جادوگرون کے تخت پیدا ہوے کہ ایک ایک ساحرہ صورت مین بہتر از حور و غلمان زینت طرازی مین آرائش و زیبائش کی جان زلف چلیپا اُنکی سوادبخش دماغ زاہدان رخسار تابان اُنکے فریب دہ خاطر عابدان و پرہیزگاران ہر ایک ساحرہ کے سر پر ایک ابر چھایا ہوا بزور سحر وہ ابر موتی برساتا یہ گروہ بھی جب آچکا تو ایک تخت طلائی مین خوش قسمتون کا تخت ظاہر ہوا گرد اوس تخت کے افسران لشکر کا مجمع تھا مگر تخت پر کوئی سوار نہ تھا صرف ایک تاج رکھا تھا برابر اُس تخت کے مرکب بادرفتار پر شاہ گردون وقار سوار تھا لیکن افراط نور سے چہرہ اوس بادشاہ کا نظر نہ آتا تھا ایسا نور و روشن تھا کہ آفتاب کی ضیا کو شرماتا تھا چتر زرین سر پر گردش پذیر سراپا وہ بادشاہ نور کی تصویر اسپ پری نژاد ایسا ہی زیر ران اسلحہ کا جواہر نگار ہر فرد زان لباس کی عمدگی پر اطلس چرخ قربان

نظم

آئینہ دل ہو امنفعل
کچھ آئے نظر سوار پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار
پیدل تھے روان نسیم کردار
آواز نقیب کی یہ صورت
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل
چہکا رہی تھی صاف بلبل
اوس مجمع مین ایک شاہ دیکھا
تارون مین فلک پہ ماہ دیکھا
سچ ہے کہ جہان وہ نور دیکھا
دل جس سے کہ چور چور دیکھا
تھا اسپ جو زیر ران فلک تاز
طائر سے زیادہ گرم پرواز
سر آگے قدم پہ برق دم دے
چلنے مین صبا کو گرد کردے
سیار برنگ نجم سیار
مانند نگاہ تیز رفتار
تھی تاج مین شان شہریاری
زیبا تھی اوسی کو تاجداری
کیا تاج تھا تاج بادشاہی
ہمسایۂ رحمت الٰہی
مجرے کو نگون ہے تاج قیصر
کرتا ہے سلام شاہ خاور
وہ چتر محیط دو جہان تھا
سایہ مین اُسی کے آسمان تھا
وہ چتر تھا سائبان ایام
وہ چتر تھا نور بخش اجرام
تھی اس کے سبب بہار جاوید
تھا فصل ربیع کا وہ خورشید

خلاصہ مرام وہ بادشاہ ذی احتشام بارگاہ کے در پر اوتر کر داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا جلوخانہ مین ملازمان
ہمراہی ٹھہرے سردار اندر بارگاہ کے کرسی و دنگل پر جلوہ گستر ہوئے ملکہ بران خواجہ اور ایلچی کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی
دیکھا کہ بارہ ہزار دنگل جواہر نگار لگا ہے ہر ایک پر سردار بیٹھے ہین سامنے تخت گسترده ہے اسپر شاہ کوکب جلوہ فرما ہے
اسوقت چہرہ روشن اسکا صاف دکھائی دیتا ہے کہ ایک جوان حسین نہایت خوبصورت ہے جیسی بھوین ہین
شکل مین ماہ طلعت ہے پیالہ شراب کا ہاتھ مین لبون پر ہنسی ہے رعب داب ایسا ہے کہ رستم کا زہرہ آب ہو شوکت
پرستی ہے ملکہ نے بادب تمام تسلیم کی اور خواجہ نے مجرا کرکے یہ اشعار دعا و ثنا مین اس بادشاہ فریدون جاہ کے پڑھے کہ موجب اجابت

اورنگ نشین بخت و اقبال
ہنگامہ فروز جاہ و اجلال
طغرائے مثال بخت و دولت
منشور شہامت و جلالت
جم مرتبہ ہمسر سلیمان
قیصر ہے غلام بندہ خاقان
فرمان مین جزو کل زمین ہے
فیروزۂ آسمان نگین ہے
ظاہر ہو فروغ اختر بخت
خورشید تو چتر ہو فلک تخت
جھک جائے زمانہ بہر تسلیم
ہو زیر نگین تمام اقلیم

خواجہ کو اس ثنا خوانی کے عوض قریب تخت ایک تخت زر بچھوا کر بادشاہ نے متمکن فرمایا برابر
ملکہ بران جلوہ گستر ہوئی پھر ایلچی کا مجرا وزیر نے ادا کرایا اسکو بھی دنگل زرین عنایت ہوا جب قاصد بھی بیٹھ چکا
ناچ پریزادان طلسم کا شروع ہوا ایک ایک پریزاد حسین مہ جبین سامنے آکر ناچی فلک پیران سے عشق مین
آج تک گردش کھاتا ہے بدر کامل انھین کے غم محبت مین گھٹ کر ہلال ہوا ہے کہ بمقتضائے ابیات

دیکھے جو وہان کا رنگ بلبل
اشکون سے بجھائے آتش گل
وہ آئینۂ صفا ہویدا
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
ہر عضو سے رنگ جان نمایان
سب جسم لطیف صورت جان
آئینہ مین منھ تو ماہ دیکھے
تب سینۂ نور نگاہ دیکھے
طبلہ پہ اُٹھا کے جب رکھا ہاتھ
دل لے گئین ایک تھاپ کے ساتھ
غش لوگ ہوئے عجب بندھا رنگ
گائین جو ذرا وہ گو رسا رنگ

ساقیان مہر دیدار نے شراب ارغوانی پلانا شروع کی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایلچی نے بادب استادہ ہو کر
عرض کیا کہ نامہ دار ہون پیام شاہ طلسم ہوش ربا نے دیا ہے کہ اے شاہ ذیجاہ آپکی ہی پریزاد کو میری وزیرہ ملکہ
صنعت نے ایک ادنی اسیر کرکے پکڑ لیا مناسب ہے کہ آپس مین فساد نہ کیجیے یہ نامۂ محبت شمامہ بھیجا اور
داد اتحاد و وداد دیجیے یہ کہکر وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے منشی کو اپنے اشارہ فرمایا کہ اسنے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ
مثل مضامین نامہائے سابق تھا کہ عمرو کو قید کرکے بھیجدو باہم رنج نہ کرو ورنہ مجکو لوح تمہارے طلسم کی معلوم ہے
اور میرے طلسم کی لوح کسی کو نہین معلوم ہے علاوہ اسکے میرے قبضہ مین حجرۂ ہفت بلا ہے جسوقت مجکو غصہ آئے گا
بنیاد تمہارے طلسم کی ڈھا دونگا اینٹ سے اینٹ بجا دونگا یہ مضمون نامہ سنکر ملک کوکب غضبناک ہوا اور خواجہ
کی طرف مخاطب ہوکر کہا آپنے کچھ سنا افراسیاب نے مجکو دھمکایا ہے تمہارا سر مانگا ہے خواجہ نے کہا اے بادشاہ
مین حاضر ہون مناسب سمجھیے تو مجکو بھیجدیجیے بادشاہ ہنسا اور گویا ہوا کہ خواجہ ایک مچھلی کے پکڑ لینے سے

افراسیاب نے مجھکو قید کر لیا ہے سب ملک میرا اُسنے چھین لیا ہے اب بھلا مجھسے کیا ہو سکتا ہے جو کچھ تھی وہی
مچھلی میرے پاس تھی خواجہ اور ملکہ یہ تقریر سنکر ہنسنے لگے اور بادشاہ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ نے ایلچی سے
پوچھا کہ تو کیون ہمارے پاس آیا ہے اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون افراسیاب کا نامہ لیکر آیا تھا جواب مجھکو
عنایت ہو کہ پھر جاؤن یہ عرض اسکی سنکر ملکہ قہقہہ مارکر ہنسی ساتھ ہی ہنسنے کے ایک لکہ ابر پیدا ہو کر برستا ہوا
نکل گیا ہواے سرد ایسی چلی کہ جسم مین طاق کے سردی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ اے ایلچی تو کسکا غلام
ہے اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مین آپکا غلام ہون اگر حکم ہو تو ابھی افراسیاب کا سر کاٹ لاؤن یہ سنکر بادشاہ نے
خواجہ کی طرف دیکھا عمرو نے کہا سبحان اللہ حضور کا کیا کہنا قالب کو پلٹ دیتے اتنا جلد ہمنے کسی ساحر کو نہین دیکھا
واہ وا بادشاہ نے ہنسکر پھر ایلچی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ آنکھین اپنی بند کر اُسنے آنکھین بند کین پھر جو آنکھ کھلی
تو دیکھا کہ مین دریا مین غوطہ کھا رہا ہون گھبرا کر ایک طرف کو جو اُبھرا تو دیکھا ایک برج بلورین مین کھڑا ہون اور سامنے
ایک پتلا بلور کا تخت پر بیٹھا ہے پس اُس پتلے نے نعرہ کیا کہ منم کوکب ایلچی نے بہت جلد تسلیم کی اسوقت
ایک اور پتلا زمین سے نکلا اس بلورین پتلے نے اُس پتلے سے کہا کہ دے ٹیکا اسکے ماتھے پر اور پتلے نے ایک
ڈبیا اپنی کمر سے نکالی اسمین اُگیاری کی خاک تھی اسی کا ٹیکا جبین ایلچی پر دیا اور پتلا بلور نے حکم دیا کہ اے ایلچی جلد جا
اور ماہی پریزاد کو شاہ افراسیاب سے چھین لا اگر نہ آنے دے تو مار ڈال اس نابکار کو ایلچی نے یہ حکم سنکر سلام کیا اور
اُس پتلے نے کہ جس نے ٹیکا دیا تھا اسکے کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑا ایک آن واحد مین اس راہ سے کہ جدھر سے خواجہ
کو کوکب نے بھیجا تھا اسکو طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا یہ وہان سے شاہ جادوان کو گالیان دیتا سمت باغ سیب
چلا اور دریاے خون رواں کے ادھر جہان بادشاہ ساحران بیٹھا تھا وہان آیا تمام ساحر حاضر دربار تھے
اور ماہی پریزاد اسی طرح جال مین گرفتار تھی ملکہ صنعت بھی حاضر تھی کہ یہ جاکر پہونچا باغبان قدرت
سنگین جادو وغیرہ ہر ایک نے دیکھا کہ طاق طمطراق تیوری چڑھائے آیا ہے نہ اسنے شاہ کو سلام کیا نہ جواب
نامہ کا لایا ہے پس ایک ساحر پکارا کہ اے طاق شہنشاہ کو تسلیم کر بے ادب نہ قدم یہان نہ دھر اسنے جواب دیا
کہ مین اس مسخرے افراسیاب کو تو جانتا بھی نہین کہ کس پالان کا گدھا ہے مین تو غلام شہنشاہ اعظم جناب
کوکب روشنضمیر کا ہون اور اب ماہی پریزاد کو لینے آیا ہون بادشاہ جادوان افراسیاب کو یہ کلمات
سنکر غضب طاری ہوا اور کہا او بے ادب تجکو کیا سودا ہوا ہے کہ ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتا ہے اُسنے کہا سودائی
تو اور تیرا باپ بے ادب تو اور بیحیا تیری ماں کہ جس نے تجکو جنا اگر مجکو شہنشاہ کوکب کا حکم تیرے قتل کرنیکا ہوتا تو
مین تیرا سر کاٹکر اُسکی خدمت مین لیجاتا مگر مجکو اتنا ہی حکم ہے کہ ماہی پریزاد کو لے آؤ اس سبب سے مجبور ہون شاہ
جادوان کو یہ تقریر سنکر ظاہر ہوا کہ یہ سحر مین کوکب کے گرفتار ہے آپ مین نہین ہے پہلے تو اسکی بدزبانی سے قصد کیا تھا
کہ مار ڈالون مگر پھر خیال کیا کہ کوکب کہیگا کہ میرا سحر برطرف ہو سکا اور مین نے اُسکے ہاتھ سے قتل کرا دیا ایسا کچھ
سوچ کر ایلچی سے کہا کہ اچھا تم ماہی پریزاد کو لیجاؤ مین منع نہین کرتا دیکھو وہ جام مین مچھلی ہے جا کر لے لو وہ

اسوقت جام کے پاس آیا اور شاہ جادوان سحر پڑھنے لگا جتنے ساحر یہان ہین وہ لیٹین کہتے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
غرضکہ طاق نے اُس جام مین ہاتھ ڈالا بے ساختہ آپ تمام جسم سے اس جام مین جاتا رہا ماہی پریزاد کو تو پکڑ لیا
لیکن غوطہ لگا گیا اور تڑپ کر باہر جام کے آیا سحر کوکب کا غوطہ لگانے سے اتر گیا باہر آکر جو دیکھا افراسیاب کو سامنے بیٹھے
پایا نہایت خفیف ہوا اور شاہ نے پوچھا کہ بتا تو کسکا مطیع ہے اسنے کہا کہ مین آپکا غلام ہون مجکو کوکب نے مسحور کیا تھا
یہ کہکر قدم پر دوڑ کر گرا اور گویا ہوا کہ اے بادشاہ میری خطا معاف فرمائیے بادشاہ نے ایک خنجر اپنے پاس سے
نکال کر اُسکو دیا اور کہا کہ اس مچھلی کو بحرمن جو سامنے درخت بنا ہوا ہے لیجا اور سامنے اس مرد صحرائی کے
پہونچکر دونون کا سر کاٹ ڈالنا یہ کہکر سحر پڑھا کہ بحرمن درخت سے انسان بنا اور اسنے سحر سے اسکو جنبش و حرکت
کرکے کمر مین پنجہ دیا اور ماہی کو بھی مضبوط تھامنا اور پر پرواز پیدا کرکے چلا اور دریاے سحر کے پار اُترکر پہلے بارگاہ
حیرت مین آیا اور ملکہ کو مجرا کیا اسنے بخاطر تمام بٹھایا جام شراب دیا اسنے اُن دونون قیدیون کو دکھا کر کہا کہ مین
سامنے کوکب کے لیجا کر اُنکو ذبح کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اثناے راہ مین سوچا کہ انکو پنجہ مین دابے تو کہان تک
جاؤنگا لازم ہے کہ کچھ لشکر ساتھ لے لے اس فکر مین پلٹنا چاہا تھا کہ وہ لشکر جو پہلے ہمراہ اپنے لے گیا تھا بچھڑا ہوا
ملک کوکب سے آتا تھا اسکو ملا کس لیے کہ یہ ہمراہ مرزبان وزیر تنہا خدمت شاہ کوکب مین گیا
تھا ہمراہی اسکے در طلسم پر اُترے ہوے تھے بعد اس کے مسحور ہوکر پھر آنیکے بادشاہ مذکور نے لشکر کو بھی اس کے
صحراے طلسم ہوشربا مین پہونچوا دیا غرض اس لشکر مین یہ داخل ہوا بحرمن و ماہی کو قیدکر دیا اور کوچ کرکے
بحشم و خدم چلا ادھر سے یہ چلا اور ادھر سے ملکہ مہرخ و زنبور جادو و گلگون جادو مع لشکر کے اپنی فوج کی طرف
جو چلی آتی تھین اُسکو ملین ان کے لشکر سے کچھ ہٹ کر اسکا لشکر اُترا اسنے حال انکا دریافت کرکے دل سے غور
کیا کہ مجکو بادشاہ کوکب نے دیوانہ بنا کر سامنے تیرے مالک کے بھیجا تھا اور ذلیل کیا تھا اسوقت تو اسکا معاوضہ
کر لینے عمرو خدمت کوکب مین موجود ہے اسکے لشکر کی بادشاہ مہرخ ہے تو اسکو دیوانی بنا کر مع
اسکے ساتھیون کے خدمت کوکب مین بھیجدے کہ یہ جا کر اُسکے طلسم مین غدر کرین اور ساحرون کو ماریں یقین ہو
کہ کوکب ابھی اسکو قتل کرے اور عمرو کو بھی اپنے یہان سے نکالدے کہ تیرے ہمراہی مجھسے رڑنے آئے ہین تو
بھی جا اور اگر نہ نکالیگا تو مجھ ضرور جائیگا کہ ایلچی نے انکے مسحور ہونیکا بدلا لیا غلامان افراسیاب ایسے ہین بس یہ سوچ کر
آپ خیمہ سے اُٹھ کر جانب بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور جب بازار لشکر ملکہ موصوفہ مین پہونچا ایسا سحر کیا کہ جس جادوگر نے
اسکو روکنا چاہا زبان اُسکی بند ہوگئی غلغلہ اسکی آمد کا برپا ہوا بارگاہ ملکہ مذکورہ مین بھی اسکی خبر گئی ملکہ بھی چپ ہو رہی اسوقت
یہان برق عیار موجود تھا وہ یہ رنگ دیکھ کر سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہے جو آتا ہے مقرر کچھ آفت آئیگی تم نکلجاؤ
بس یہ بارگاہ سے نکلکر صحرا مین گیا اور ایلچی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ساحران نامی افسران گرامی دنگلون پر بیٹھے
ہین یہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا اور باب تکلم وا کیا کہ اے مہرخ تم نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑ کی اور لڑائی
پر کمر باندھی مین طاق طمطراق غلام شہنشاہ ہون ماہی اور بحرمن کو پکڑ لیجاتا ہون سامنے کوکب کے

ذبح کرونگا تمکو لازم ہے کہ افراسیاب سے ملجاؤ ملکہ مسطور نے جواب دیا کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین وہ ہمارا دشمن ہے ہم اسکے ملکی مین یہ سنکر ایلچی ہنسا اور سحر پڑھکر تین دستکین دین اور پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ تم کس کی تابعدار ہوان سبنے جواب دیا کہ ہم تیرے مطیع اور کنیزین شاہ جادوان کی ہین آپ جو فرمایئے ہم بجا لائین ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے اسنے کہا تمہارا قصور معاف نہوگا مگر ایک طرح سے کہ تم مع فوج کے سوار ہوکر کوکب کے ملک پر چڑھ جاؤ اور افراسیاب کی طرف سے اس سے مقابلہ کرو کہ اسنے خداوند شاہ افراسیاب عالیجناب سے مقابلہ کیا ہے تم ہمراہ لشکر آگے چلو اور ملک کوکب کو لوٹ لو مین تقصیر تمہاری شاہنشاہ جادوان سے معاف کرا دونگا ان سبنے عرض کیا کہ بہت بہتر اور اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئین طاق طمطراق وہان سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ان سبنے اسی وقت قرنائے جنگی کو بجا کر لشکر نصرت اثر تیار کرایا تو یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

آراستہ سب ہوئے رسالے　　ہتھیار سوارون نے سنبھالے
آراستہ اسقدر ہوئی فوج　　وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج
آشوب سما گیا زمین مین　　فتنہ کا بچھا ہاتھ آستین مین
تمکین ہو نہ کیون نثار لشکر　　بے حد شمار سے یہ باہر

غرض حشم و خدم جانب ملک کوکب روانہ ہوئین اور اس طرف کہ جدھر سے عمرو کے لیے راہ مقرر کوکب نے کی ہے چلین اس لیے کہ جلد پہونچین اور بعد طے مسافت راہ قریب سرحد ملک بادشاہ مذکور پہونچ گئین کیونکہ اثنائے راہ مین سنگین دوسرے یہ کہ درہ کوہ جسکو افراسیاب نے بند کیا ہے اور پہلے بیان ہوا کہ ملکہ زیور شبکل سحر کرکے اس درے سے نکلی تھی چنانچہ یہ سب سحر مین مدہوش اسی درے سے روانہ ہوئین اور محافظ درہ نے کہ نام اسکا آگے بیان ہوگا انکو روکا نہین اسلیے کہ یہ جاکر آفت مین مبتلا ہون حاصل کلام یہ کہ اس درہ سے راہ بہت نزدیک تھی اور اسی وجہ سے شاہ طلسم نے بند کیا ہے یہ سب اسکو طے کرکے مقام مذکور کے جب قریب پہونچین وہان ایک دیوار کھنچی تھی اور دو سو سوار بطور نگہبانون کے وہان شاہ کوکب کی طرف سے اترے ہوئے یہ شہزادیان یعنی مہرخ و گلعذار وغیرہ فن سحر مین کامل وہ بیچارہ محافظ سحر و جادو کے علم سے انکے مقابل مین جاہل کیا اُنسے لڑ سکتے یہ تیغہائے سحر کھینچکر جا پڑین اور مارنا شروع کیا دو گھڑی کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ سب کو مار کر گرا دیا ہنگامہ شور و شر مچا دیا سحر کی بجلی چمکی گھٹا گھنگھور گھر آئی سحر کی مار تیرون کی بوچھار ہوئی جب وہ نگہبان کام آئے یہ سب آگے بڑھنے لگے اسوقت زمین تھرائی اور ایک تیلا یاقوت احمر کا سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا آنکھین مثل مشعل کے اسکی روشن تھین اور زمین سے نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ باشید اے خیرہ سران یہ کیا غضب تم نے کیا کہ ملازمان شاہ طلسم لولافشان کو قتل کیا یہ ڈانٹنا اسکا اس آواز مہیب سے تھا کہ سارے لشکر ملکہ مہرخ پر شور کی صدا چھا گئی کانون مین تھرا گئی اور اس تیلے نے دو مہرہ زمین پر مارکر نعرہ کیا کہ لے زمین روک ان مسحورون کو یہ اسکا کہنا تھا کہ مرکبہائے فوج ملکہ کے پانون زمین مین دھنس گئے یہ سب سواریون کو چھوڑ کر پیادہ ہوئے اور آگے بڑھے تیلے نے پھر ایک مہرہ مارا کہ لے زمین روک انکو انکے پانون بھی زمین نے پکڑ لیے اور تیلا زمین مین غائب ہو گیا اور سامنے کوکب کے آیا شاہ موصوف اسی بارگاہ مین کہ جسمین ایلچی سے ملاقات کی تھی بیٹھا تھا خواجہ اور ملکہ بران

بھی تخت پر جلوہ گر تھے ناچ ہو رہا تھا جام مے گلفام چل رہا تھا کہ چیلے نے آکر دعا بادشاہ کو دی اور خبر بغاوت ملکہ
مہرخ عرض کی بادشاہ یہ خبر سنکر کچھ کہنے نہ پایا تھا ایک پتلا اور اڑتا ہوا آیا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے عرض رسا ہوا
کہ طاق طمطراق ماہی پریزاد اور بحرین کو گرفتار کیے آپ کے پاس آتا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ ان دو نوں کو
سامنے بندگان دارا اور بان کے ذبح کرے یہ خبر سنکر بادشاہ نے رخ جانب عمرو کیا اور کہا کچھ آپنے سنا کہ ملکہ
مہرخ لڑنے آئی ہے یہ کیسی آپ کی دوست اور آپکے لشکر کی بادشاہ ہے خواجہ نے یہ سنکر فرط خجالت سے گردن
جھکائی اور بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی ایک لکہ ابر اسوقت برسے ہوا پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک مورنی بررنگ
طاؤس آسمان نکلی اس کے بدن پر ایک کتاب جسمیں نیرنگی طلسم مثل سبز رنگ زری فلک تحریر تھے رکھی ہوئی اور مورنی
بھی نہایت خوبصورت تھی بدن پر اسکے داغ مثل گلہائے گلزار پر بہار تھے یا داغ دلہائے عاشق بہار یار تھے چال
اسکی مثل معشوق طناز تھی پیاری صورت رشک شاہد عربدہ ساز تھی پس وہ مورنی خرام ناز دلبران کا رنگ کھاتی
چھان چھان سامنے بادشاہ کے آئی بادشاہ نے وہ کتاب ڈھونڈت کر کے اسکی پیٹھ سے اتاری اور نہایت ادب
چومی چاٹی اسوقت دو تیلے نظر آئے کہ اس کتاب کو مورچھل جھلتے تھے چنانچہ بادشاہ نے سوا سو اشرفی انکو نذر دی
اور کتاب کو وا کیا اور حال مہرخ دیکھا کتاب میں لکھا تھا کہ ایلچی کو تو نے مسحور کیا تھا اسنے عوض اسکا لیا کہ اس ملکہ
کو دیوانہ بنا کر تیرے اوپر بھیجا ہے یہ معلوم کر کے کتاب بند کی اور پشت پر مورنی کے رکھدی اور سحر پڑھا کہ مورنی اڑ کر
ابر میں گئی اور ابر چھا گیا بادشاہ نے خواجہ سے کہا کہ آپ فکر نہ فرمایئے اور رنجیدہ نہ ہوجیئے شکایت میری آپسے در بارہ
انحراف مہرخ بیجا ہے اسلیے کہ وہ آپ میں نہیں ہے ایلچی نے اسیر سحر کیا ہے اب جبتک کہ وہ ایلچی مارا نہ جائیگا ملکہ مسحور کا
ہوش میں آنا محال ہے خواجہ نے یہ کلمات سنکر صفت بادشاہ میں زبان کھولی اور ندامت کے رفع ہونیسے قوی دل ہو کر
عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ ایلچی اتنا بڑا زبردست ساحر چیدہ کہ کے افراسیاب نے آپ پاس بھیجا تھا کہ جسنے ملکہ مہرخ ایسے
ساحر کو مع اسکے لشکر ہمراہی کے مسحور کر دیا پس ایسے ساحر کو دیوانہ بنانا آپ ہی کا کام تھا واہ واہ اب آپ ہی کا کرم حال پر
مجھ ضعیف دل شکستہ کے بعد افضال خدا چاہیئے کہ جلد اعدا میرے تہ دست انتقام پائیں اور سب کام بنجائیں کہ بموجب نظم

بیٹھے جو ترے وہ خاک در پر　　جاتا رہے بخل کیمیا گر　　دارائے جہان خدیو کیہان
دارا ہے ہزار تیرے دربان　　بخشا ہے خدا نے زور دل　　رستم بھی نہ ہو سکے مقابل
پر حسن یہ زور یہ حکومت　　یارب رہے تا ابد سلامت　　بادشاہ یہ تعریف سنکر خوش ہوا

اور فرمایا کہ ماہی کو جو گرفتار کیا تو یہ کمبخت سیلان و باران کدھر مر گئے یہ کہہ کر ایک سحر پڑھا کہ جہان سیلان وغیرہ
ہوں جلد حاضر ہوں یہ دونوں ساحر لشکر ہمراہ خواجہ جو گیا تھا اسمیں تھے سحر نے بادشاہ کے جب خبر دی ایک نے دوسرے سے
کہا کہ اب بڑا غضب ہوا بادشاہ نے ہمارے یاد کیا ہے ہم لڑ کر مر جاتے تو اچھا تھا اب آنکھ چار نہ ہو سکے گی غرض حکم حاکم سے
ناچار ہو کر اسی وقت حاضر خدمت ہوئے بادشاہ نے انہیں بہت کچھ لعنت ملامت کر کے فرمایا کہ اب تمہیں لازم ہے جبتک اپنے
افسر ماہی پریزاد کو رہا نہ کر لاؤ اسوقت تک مجھکو صورت نہ دکھاؤ جلد جاؤ اور ایلچی دشمن کو قتل کر داور لشکر

جو خواجہ کے ساتھ گیا تھا اسکو ہمراہ اپنے لیے حکم سن کر دونوں لشکر میں پھر آئے اور لشکریوں کو حکم بادشاہ سنایا وہ فوج ظفر موج مسلح و مکمل ہو کر مثل دریائے فنا و سیلاب بلا زم قضا رواں ہوئی قرنا کا شور تا بہ گردوں بہونچا ساحروں کے اژدرون سے بیٹھے دہر کالا ہوگیا سم قاتل باران سحر نے ہو کر دنیا کی سموم کر دیا باد مخالف بحر عالم میں چلنے لگی آتش سحر اُبلنے لگی کشتی حیات عدو تباہ نظر آتی تخت ہائے سحر بیٹھے ہوا روان تھے ابر کے ٹکڑے سروں پر سائبان تھے جنگل آتش سحر سے جلتے سانپ زہر اُگلتے بیر خل کرتے بادلوں سے آگ پتھر برستے ہتھیاروں کی جھکا جاک سے گردوں فلک پر دہکتے کانوں پر ہاتھ دھرتے شورش آب تیغ و خنجر سے محیط خوف دخطر میں عالم غرق وقت فرق گردون و فرق نظم

دستہ تھا ہر ایک برق سے تند
وہ تاب کہ جس سے سیم بھی آب
موجیں اگر اس روش رواں ہوں

دیکھا انہیں اس طرح کا لشکر
تلوار سے تیغ کوہ ہے کند
آئے جو جگ کے سو سے سیلاب
قیمہ نہ آب مچھلیاں ہوں

تھا حد شمار سے وہ باہر
وہ آب کہ جس سے کشتہ سیماب
وہ ہو کے بہے ادھر اُدھر آب
چنانچہ یہ لشکر تو بڑے کرّوفر سے

برسم یلغار الچی پر روانہ ہے مگر پہلے حال برق فرنگی کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو لشکر سے بر وقت آمد الچی نکلا تھا صحرا میں ٹھہر ارہا جب شاہد روز نے مقنعۂ سیاہ شب میں روئے انور اپنا چھپایا اور صحرا میں شام کا سہانا وقت آیا نظم

تاروں کا ہجوم سے نکلنا

فانوسوں میں یوں تھی شمع روشن
صحرا میں ہو ملے سرو جلنا

شیشے میں پری کا نہ جیسے مسکن
برشام عیار نے کو سے ایک مقام تنہا میں

ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک عورت کسی کے بنائی گیسوئے سیاہ سر و قد تک جبیں تا زرتشت کیے جنش سے حلب کو فیض دیتے آنکھیں جادو نگاہی اور سحر کاری رخسار غیرت بخش فصل بہاری بانقری طرح عشاق کے ایسے گرد چہرے سے عشوۂ و ناز نگاہ مشتاقان دیدار تصدق ہو بلائیں لے بلکہ نگاہ جادو نگاہاں شاگردی کرے غبغب و زنخدان طفل کی بازی کیلیے یہ گو وہ چوگان نہیں نہیں سیب رفیق ریاض حسن کی زیب تھا اور دریائے صفا کا گرداب بلا زیب تھا گردن وہ نازک اور اُسکے قریب گوشہائے نرم کا ہونا صراحی دو جام کا بزم حسن میں جمع ہونا تھا کان شوکت و شان لازم اُنکو کہنا تھا سینا نمونہ حبابیان انگلی گول سڈول بلغ خوبی کے دور نگر سے بزنگ بار بجھو تر نرگس جھکے باد و نقابہ اسکرش بار حیلم و انگور برلز بادۂ خوش الحاص نظم

کیا خوب جبیں ہے مطلع نور
فہرست جریدۂ ہائے اعجاز
دونوں رخ صاف باغ اُمید
گویا ہیں مجوں ماہ کی صاف
پُرنور شکم ہے آئنہ صاف
نازک ہے یہ اس کو چشم بد دور
ہر گام پہ ہے یہ قول دقامت

رنگ رخ صبح جس سے کافور
صحبت میں جو بار یاب ہو جائے
گویا ہے قران ماہ و خورشید
کیا نور ابد ملا ازل میں تا
ہو چاہ ذقن کا عکس وہ تا
توصیف ہو زانوؤں کی کیونکر
کل کیسی کہ آج ہے قیامت

شیرازہ ہے کتاب ہر ناز
آئینہ حیا سے آب ہو جائے
سینہ کے بیان کیا ہوں اوصاف
سینہ ہے کہ آئینہ بغل میں
چھپنے کی کہ بہت ہے مشہور
دو ملتہ حسن ہیں برابر
اس صورت زیبا سے درست

ہوکر جانب لشکر ایلچی چلا اور قریب لشکر جب پہونچا دیکھا کہ کمیدان رسالہ اور افسران لشکر خیمون کے دروازون
پر کرسیان مونڈھے بچھائے بیٹھے کسی جگہ گھوڑون کی لین تھی کہین سپاہ مشغول آرام و چین تھی بازار لشکر مین
کھلا تھا کثور الملک نا تھا سپاہیون کے بستر لگے تھے کر کھا دُچڑھے تھے ہر سمت گھما گھم مردمان لشکر خوش خرم ان لشکریون
نے جو دیکھا کہ ایک معشوق گلبدن دگلبوش خندان لب شیرین سخن خاموش بصد آن و ادا اٹھلاتی اس طرف آتی ہے
رفتار اسکی گردش بخت کو بھی چالین سکھاتی ہے زلفین دوش پر کھلی ہین شکار طائر ہوش کرتی ہین پیراہن جسم
مین رنگین و پیند رہے شفق سرخ مین جلوہ اختر ہے اس طرح سرخ دوپٹے مین ٹنکا جواہر ہے اور بیت افشان کی چمک
سے وحشت روشن + اور رخسیہ بھی مرکا تھا جوبن + یہ دیکھتے ہی ہر ایک لشکری مفتون و فریفتہ ہوا مفلس کا زکر بند
ڈھیلا ہوا وہ تو گردن جھکا کر رہ گیا مالدارون نے سر بلند کیا نوجوان حسن جوانی اور دولت شباب سے مغرور تھے کر اپنی
امنگ دکھانے لگے زر دار تمکنت کا ڈھنگ دکھانے لگے جب وہ دولت بیدار قریب تر آئی عاشق تنون نے
یہ بات سنائی کہ بیت بیمار محبت کو شفا ہو ابھی حاصل + کیون جی تجھے دامن کی ہوا کیون نہین دیتے + کوئی نوجوان
قریب آکر پکارا کہ ؎ تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنیوالے + ڈھکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے. کوئی اسکی
زلف پُرخم کی تعریف کرتا اور کوئی رخسار انور کا دم بھرتا کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا کہ بیت جان دینے کا بھی ہے ترک وفا
کا پہلو + تم یہ سمجھو کہ جفا میری اُٹھائی نہ گئی + کوئی پکارا کہ اے جانی والے ہائے ہم زندگانی سے ذرا دم لے کہ تا ہم
کچھ نگاہ یار مین ٹھہرے + نہین اتنی مروت اپنی بینائی مین پاتے ہین یہ اشعار جو اس عیار دلدار نے سنے
اور زیادہ کمر کو بل دیا کو لہنا کا عالم دکھایا کبھی مسکرائی کہین تیوری چڑھائی دوپٹے کو کاندھے پر سے ڈھلکایا
سینہ کھل گیا نوکیلی پستانین بدھنی کی انی بن کر جوانون کے سینہ مین پار ہوئین ایک خدمتگار سے ایک کمیدان
نے اشارہ کیا کہ لا اس نازنین کو میری خدمت کے لیئے خدمتگار اُٹھکر ساتھ ہوا اور ایک مقام تنہا پاکر
اس غنچہ دہن کو روکا اور کہا آپ طائف ہین تو بیوی اپنا معمول بنایئے آپ کے سبب سے روپیے ہمین بھی
ملجا مین اس فتنہ گر نے ہنسکر کہا کہ کس کی طرف سے تو پوچھنے آیا ہے اسنے کہا بیوی ہمارے میان کمیدان صاحب
پانسو روپیہ کے ملازم ہین انسے تم سے رسم ہو جائیگی تو آج پر کیا ہو بہت کچھ فائدہ ہمیشہ ہوا کریگا اس پری فن نے
کہا مین پانچ اشرفی شب بھر کی لیتی ہون خدمتگار یہ سُنکر کمیدان پاس گیا اور اشرفیان اس ستمگر پاس لایا
اشرفیان دیکر اپنے حق کا طالب ہوا رنڈی نے کہا تو مجھکو میان پاس لیچل بہت کچھ دلا دونگی خدمتگار اُسکو
ہمراہ لیکر پشت خیمہ کمیدان مذکور کی طرف آیا اور سراچہ اُٹھا کر اندر خیمہ کے اُسکو پہونچایا اور آپ کمیدان
کو اشارہ کیا کہ جا بیٹے مین لے آیا اندر خیمے کے وہ موجود ہے کمیدان برخاست کر کے اُٹھے اور اندر
خیمہ کے آئے یہان فرش مکلف بچھا تھا پلنگ ایک طرف آراستہ تھا نیچے پلنگ کے مسند بچھی تھی چنگیر
پھولون کی دھری گزک کی کشتی شراب ناب کی آراستہ تھی کمیدان نے آتے ہی اُسکو آغوش محبت مین
کھینچا یہ تڑپکر علیحدہ ہوئی اور کہا صاحب پہلے بیٹھ مجھکو یہ دھیا جو کوئی مین بیچ کھون پھوٹے دیدون نہین بھاتی

کیا انگوبڑا اس نوجوان کو چین ہی مین اخلاص رہگیا ہے کمیدان نے کہا اے آرام جان بیٹھو شوق بھرے ہوے ہین
یادل + ہو دل کا ابھی یہ جوش اول + اس عیار کو تو یہ منظور ہو کہ کسی طرح مین طاق ایلچی کے پاس پہونچون اور اس کو
قتل کرون جب کمیدان کو جوش مستی مین پایا ہاتھا پائی کرنے لگا کبھی گود مین آبیٹھا کبھی مثل سیماب پہلو سے مضطرب
ہو کر نکلا جیسے عاشق کا دل پر اضطراب بیقرار ہو یون پہلوے یار مین تھا کبھی سسکی بھرتا کبھی غمزہ چشم ابرو سے
بسمل کرتا کبھی ہاتھا کرتا اور کہتا فرو آیا جو کمان سے مرد بے ننگ + مین سخت ہون اس کے ہاتھ سے تنگ + اسی
ہاتھا پائی دھینگا مشتی مین اسنے ایک جام شراب کا پیا اور چاہا کہ اب اس شوخ وچنچل کو اپنے ڈھنگ پر لاؤن اس
عیار نے اس کے تیور پہچان کر اور اسکی آغوش سے نکلکر در خیمہ پر اپنے تئین پہونچایا اور کہا دہائی ہے طاق جادو
کی اس موے کمیدان نے میری آبرو بھی لی اور میرا اسباب گہنا اُتار لیا ہاے میرے جڑاؤ بڑے بڑے کڑے ہین سے
اُتار سے جہ ہے دتیان بھی موس لین الیاں ہاہا بالا تباحسن کحش کین کیا اس کمبخت نے یہان روپیہ کا توڑا اٹھا
جو میرا توڑا الیا سر کا چھپکا لیکر محتاج کر دیا ہاے دوڑو میری فریاد کو پہونچو اجتو لشکر کے لوگ دوڑے کمیدان
صاحب حیران سب مستی غائب کہ مفت مین بدنام بھی ہوے کہ بڑے یہ بدمعاش عیاش ہین اور چور بھی ہے
لعنت بکار شیطان جو آتا ہو وہ دیکھتا ہو کہ اس عورت کے بال کھلے ہین بوسون کے نشان رخسار پر ہین یا تیجے
چڑھے ہین رانین مینکر اسنے لال کی ہین کمیدان جُپ سکتے کے عالم مین کھڑے ہین لنگی باندھ رہے ہین چالی
دیکھکر بازاری آدمیون کی زبان کون روک سکتا ہے کوئی کہتا ہے کہ بھئی غریبون کا کیا ذکر امیرون کا
یہ حال ہے کوئی کہتا اجی امیرون کی توبن پڑی ہے وہ جانتے ہین ہمین کوئی کچھ نہ کہے گا اور اگر کہے گا بھی تو
کوئی یقین نہ کریگا کوئی بولا ارے بھائی نام بڑا درشن تھوڑے مشہور تو کمیدان صاحب اور حرکتین یہ معلی
کوئی بکارا کیون بیوی تم اس قزاق کے پالے کیونکر پڑین تمہارا گہنا قیمتی ہوگا رنڈی بولی کہ اے میان فقط
ہیرے کے کڑے ہزارون کے تھے ایک بازاری نے سُنکر یہ جواب دیا کہ بھائی تف ہے ایسی عیاشی پر کسی
نے کہا ہے کمیدان آخر کیونکر بنے یون ہی ہل مار مار کر آخر موٹے ہو گئے کمیدان کے ملازمونکو یہ آوازے جو
برے معلوم دیے سبکو مارنے دوڑے کہ معاشو تمکو کس نے انصاف چکانے بلایا ہو وہ سب پہلے تو متفرق ہو گئے مگر
کہتے ہوے یہی تو ترکیب رکھی ہو کہ جو کوئی بولیگا تو اسکو ڈانٹ لینگے یہ صاحب پرایا مال چھین لین گے کر بولنے نہین
یہ کہتے ہوے آگے بڑھے اور ہجوم کیا چر خدمتگارون نے کمیدان کے للکارا چلو میان کیا بھیڑ لگائی ہے اس رنڈی نے
دوڑکر دو ایک کا دامن پکڑ لیا اے میان تمہارے صدقے گئی میرا اسباب دلا دو اب تو انکو زیادہ تر بولنے کا موقعہ
ہاتھ آیا رنڈی کے وارث بنگئے بولے ہم تو دم بھر مین انسان کی آبرو بگاڑ ڈالتے ہین اسمین اپنا سگا باپ
کیون نہو یہ تو کمیدان ہی ہین کیا دل لگی ہے رنڈی کا مال ہضم کیے جانا لاؤ اسی مین خیر ہے نہ چپکے سے دلوا دیجیے
نہین ساری کمیدانی معلوم کر دونگا کمیدان کو غصہ ان باتون سے آیا اور کہا جاؤ ورنہ مار ڈالونگا ملازم تلوارین لیکر بڑھے
بانکے لوگ رنڈی کے حمایتی یہ کہتے ہوے پیچھے ہٹے کہ اری آ ہم دیکھ ابھی انکا زبردستی پنا دکھائے دیتے ہین پھیو

ساری ہیکڑی نکلی جاتی ہے یہ کہکر رنڈی کا ہاتھ پکڑے سیدھے بارگاہ طاق کی طرف چلے اب پھر ان پر لوگون نے
آوازے کسنا شروع کیے کسی نے کہا کہ رنڈی کے وارث ہین کوئی بولا بھائی خوب کمیدان ہاتھ لگی کسی نے کہا ارے میان
یہ پیشہ کب سے تم نے سیکھا اور اگر پیشہ بھی اختیار کیا تو ایسے لنگرون مال مردم خورون سے بچتے رہے ہوتے ان باتون کا جواب
یہ دیتے کہ یہ ہم پیشہ نہ کیتے تو مارے فاقون کے تم مر نہ جاتے پھر تمھاری بہنین روٹی کیونکر کھاتین غرضکہ خوب پھکڑ ہوتا لونڈون
کے غول ساتھ شور قہقہون کا بلند قریب بارگاہ ایلچی پہونچے اسنے جو یہ ہنگامہ اور غوغا اندر بارگاہ کے سُنا گھبرا کر
سامنے سلام کرکے حال عرض کیا جملہ ماجرا سنکر رنڈی سے کہا رات کو میری بارگاہ مین چلکر رہو صبح کو کمیدان سے گہنا
بھی دلوادونگا اور مین بھی بہت کچھ سرافراز کرونگا رنڈی راضی ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی بانکے لوگ منہ دیکھ کر رہ گئے یارون
نے پھر کہا ارے میان اپناحق تو مانگ لو ایک بولا بھئی ہو بھائی خوب دوسرے نے کہا ابھی رات خیر سے گذرنے دو صبح
خیر صلاح پوچھنے آئینگے اسی وقت انعام بھی پائینگے غرضکہ یہ مجمع ہنستا بولتا تو ایک طرف روان ہوا اور طاق پھر بارگاہ مین
آیا رنڈی ایک کونے مین گوشہ فرش پر بیٹھی تھی اسنے اسکو صورت دار اور صاحب وضع دیکھ کر کمال پسند کیا اور خادم خدمتگار وغیرہ
کو اشارے سے کہا تم باہر جاؤ وہ سب چلے گئے تنہائی جب ہوئی یہ اس غارتگر جان کے پاس آیا اسنے بھی انگڑائی لیکر
اپنی گات دکھائی چھاتیون نے سرکشی جتائی یہ دوڑ کر لپٹ گیا اسنے بھی سینے سے سینہ ملادیا گود مین اسکو اٹھا کر مسند پر لا بٹھایا
اسنے جلدی سے چھوٹے کپڑے ڈھانکے اور جوڑا بال کا سمیٹ کر باندھا منہ بنا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو دبایا اور کہا
نگوڑے کے ہاتھ تو ڈھنڈ جیسا میرا گہنا موے نے اُتار لیا یا سامری ستیاناس کمبخت کا ہو جمشید اچھی طرح سے میرا مال اسنے کھایا
سُنا میان مین نے بھی موے کی خوب بوٹیان نوچین ایسا کاٹا ہے کہ موڈی کاٹے کا پنڈا ہی جانتا ہوگا ایلچی نے یہ سُنا
اور منہ بنانا دیکھ کر تمہ ہوش کھویا اور گلے سے لگا لیا کہا مین ابھی گہنا تجکو دیتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف کو اس
بارگاہ مین صندوق رکھے ہین ان مین سے ایک صندوق وا کیا کہ اسمین کچھ زیور اور روپیہ رکھا تھا غرضکہ یہ تو صندوق
کھولنے مین مصروف تھا اس عیار نے کشتی شراب کی کھینچ کر ایک گلابی سے شراب ساغر مین بھری اور اسمین بیہوشی
ملائی اتفاق سے اسوقت طاق نے بھی پھر کر دیکھا اس لیے کہ اس نازنین کو پاس بُلا کر گہنا دکھاؤن بس نگاہ اسکی
بیہوشی ملانے پر پڑی کہ اس عورت نے کچھ پڑیا سے نکال کر جام مین ڈالا یہ دیکھتے ہی اسکو گمان بد
ہوا اور عیار مذکور کی طرف گھورنے لگا عیار بھی اسکی نگاہ پہچان گیا اور دور تو بیٹھا ہی تھا غلطک
مار کر قریب سراچہ پہونچا طاق حیران تھا کہ یہ عورت کیونکر گئی اس عرصہ مین اسنے سراچہ اُلٹا بعجلت
تمام اپنے تئین باہر پہونچایا اب تو طاق بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار تھا کس لیے کہ اس صحرا مین ایسی حسین
اور نامی رنڈی کا ہونا ممکن نہین اگر ہوگی بھی تو کوئی پردے مین دیہاتن ہوگی اور پھر اتنا تو زیور
اپنا بتلاتی تھی مگر ملازم کوئی ساتھ نہین پیادہ یہان تک آئی اور یہ فقرہ ہے کہ کمیدان نے مال میرا لے لیا
واقعی یہ عیار تھا بس یہ سوچ کر صحن بارگاہ مین آکر بزور سحر یہ بھی اُڑا اور تجسس مین برق کے جلد اتنے عرصہ
مین بہت دُور نکل گیا تھا اور صحرا مین آکر ٹھہرا تھا یہ اسکو ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرا اس عرصہ مین جسم خامہ شب سے

زیور انجم عیاش عروس نے اتار لیا اور سحر خندان بارگاہ عالم میں آئی اور بادۂ آفتابی عیار سحر نے ساحر شب کو پلائی بموجب نظم

غرض انجام شب نے منہ دکھایا　فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا
نگہبانوں کی آنکھیں ہوگئیں بند　اٹھے واعظ برائے وعظ و پند

صبح کو طاق پھر بارگاہ میں آیا اور رقعۂ جمشیدی منگا کر دیکھا کہ عیار جو صورت بن کر آیا تھا کہاں ہے رقعہ میں معلوم ہوا کہ سامنے جو پہاڑ ہے اس کے درہ میں بیٹھا ہے یہ معلوم کرکے اسنے پروانگی لی اور بہر گرفتاری برق درۂ مذکور کے قریب پہونچا اس مقام پر برق اس فکر میں تھا کہ اب کسی تدبیر سے جاکر کام اس ساحر کا تمام کروں اسی اندیشہ میں تھا کہ طاق جا پہونچا اور للکارا کہ باش او ناعیار اب کہاں میرے ہاتھ سے جائیگا برق یہ نعرہ سنکر بھاگا مگر اسنے سحر ایسا پڑھا کہ پاؤں زمین نے پکڑ لیے ساحر خوش ہوکر ڈانٹتا ہوا چلا کہ بغیر مار ڈالنے کے کب چھوڑونگا یہ ترسطح چلا ادھر برق نے جلوۂ شاہد مرگ کو دیکھکر درگاہ رب العزت میں برجوع قلب استغاثہ کیا کہ اے چارہ ساز درماندگان میری مدد فرما کر فرد زخم دل دینہ در مین تیرے + ولہاے شکستہ گھر مین تیرے + ناوک دعا ہدف مراد پر بیٹھا یعنی وہ قران جو اول بیان کیا تھا کہ برق کے ساتھ تھا اور چیونٹی بنکر مریخ کو اسنے مارا تھا فی الجملہ اسوقت وہ ساحر بنا ہوا اس ارادے سے کہ لشکر ایلچی کا حال جاکر مین بھی دیکھوں ادھر آتا تھا اسنے دور سے قید ہونا برق کا دیکھا اور جبکہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی دوڑا اور پکارا کہ اے بھائی طاق الطراق ذرا ٹھہر تا مین بھی آلون تو اس ناعیار کو مارنا کہ میرے دل کی لگی بھی بجھ جائے طاق یہ آواز سنکر ٹھہرا اور پھر کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر جسکے ہر بن مو سے شعلۂ آتش نکلتے ہین تھمکد ے کا باندھے جا مین سر پہ ہے زمین پر گھستی ہوئی ہین کانوں مین کنڈل ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے اسطرف آتا ہے یہ دیکھ رہا تھا کہ قران قریب آیا طاق نے پوچھا کہ اے برادر کہو کیا کہتے ہو قران نے کہا اے ایلچی صاحب اس پہاڑ کے ادھر میرا گھر ہے مین ایک کام کو گیا تھا بیٹا میرا گھر مین تھا یہ کمبخت عیار وہاں گیا اور میرے بیٹے کو بیہوش کرکے اسنے مارا اور گھر میرا لوٹ لیا تھا کہ مین آگیا مجھکو دیکھکر یہ ایسا بھاگا کہ پتہ نہ لگا آج مینے اسکو قید کیا مین تلاش مین ہی تھا ابھی صحرا کی طرف دیکھتے رہو کہ کوئی حمایتی اسکا آنہ جائے مین سر اسکا کاٹ لون طاق اسکے کہنے سے مڑ کر جنگل کی طرف دیکھنے لگا اسنے خنجر کمر سے کھینچکر کہا دیکھیے حمزہ کا حمایتی اسکے ادھر سے آگئے ساحر اس کہنے سے مڑ کر دیکھنے لگا اور اسنے پہلو پر سے بقوت تمام اسکے سر پر مارا کہ سر مثل بھٹا پاش پاش ہوگیا وہ ترکیب واصل جہنم ہوا غلغلہ گیرودار برپا ہوا آندھی آئی آگ برسنے بعد ہنگامہ عظیم آواز آئی کہ مارا طاق الطراق جادو ایلچی شاہ جادوان کو آفت جو برپا ہوئی لشکر ایلچی مین بھی خبر مرگ ساحر مذکور پہونچی اور لشکر کے ساحر دوڑے برق رہا ہو کر تعریف ہی قران کر رہا تھا کہ لشکر نے آکر ان دونوں کو گھیر لیا یہی خنجر کھینچکر ہم لشکر بھاگ پڑے اس فوج مین ساحر سب یہ یقین تھا کہ یہ گرفتار ہو جائین مگر بقدرت کردگار مرنے سے طاق کے ماہی پریزاد اور بحرین جو قید تھے انپر سے سحر اتر گیا اور سب ہوش ہوگئے پس بحرین زمین پر گر کر دریا بنا اور مچھلی دریا مین کود گئی اور وہ دریا موج مار کر چلا دم بھر مین قریب لشکر مخالف پہونچکر بڑھنے لگا لشکری بہت گھبرائے اور آگ برسانے لگے کہ شعلۂ آتش دریا کو خشک کر دین لیکن وہ دریا کب خشک ہوسکتا ہے کیونکہ صنعت کو جب بادشاہ ساحران نے سحر تسلیم کرکے

بھیجا تھا تو اُسنے بدقت تمام ماہی کو پکڑا تھا لشکری کب اُسکو گرفتار کر سکتے ہیں آخر دریا ایسا بڑھا کہ رنگ آمیں
غوطے کھانے لگے پانی کی طغیانی ہوئی مشکل جان بچانی ہوئی یہ آفت تو تھی ہی علاوہ اسپر یہ ہوا کہ سیلان و باران
جو لشکر لیکر راہی تھے اسوقت یہان آکر پہنچے اور ہنگامہ رزم بپا دیکھکر لشکریوں کو حکم دیا کہ لینا ان ان خیرہ سرونکو
لشکری سب تلوارین کھینچکر بارخ و تیغ بکف آگرے اور سیلان زمین مین گر کر غائب ہوا اور سیلاب پیدا ہوئی اور
باران برنے ہوا جاکر ابر بنا اور برسنے لگا ابر السحاب اقعد زمین سے دریا جاری اور سے آب سحر برستا لشکری
سحر کی مار کرتے جب یہ بوند پانی کی پڑتی جسم جل جاتا ایک طرف یہ مصیبت کہ لشکریوں نے باران کے مارے تلوار
کے تہلکہ ڈالدیا بھاگنے کی بھی فرصت نہ تھی کہیں قدم اٹھانا محال تھا صرف تلوار چلتی تھی تیغ کی روانی نے زندگی کا
گھاٹ بند کر دیا تھا موت کا دریا بڑھا چڑھا تھا افسون پانی سحر کا اونچا تھا تلوار کی جگہ سیلاب تھی کشتی حیات
غرقاب تھی وہ لشکر جو عدو کا پیاسا تھا طاق کا لشکر حباب آسا تھا برق خنجر دشمن میں دم باقی نہ تھا اسطرح سحر کی
بجلی چمکتی تھی کہ چہرہ کشان ساغر اجل کیلئے ابر تھا دریا تھا مگر سوائے موت کے کوئی ساقی نہ تھا ادھر کے گزر جانیکو
تیغ آہنی بجز راستی کی پل آہنی تھی شمشیر کی دھار دھار ہو کر رہان سر تیغ مین دشمنی جاتی تھی گرداب بلا تلوار کا
گھاٹ اس بحر آہنی مین تو زخم کے بدلے غضب کا کاٹ تھا ڈورا حسام تیز کا ماہی گیر اجل ماہی جان کیلئے جال
اسکا جل قضا سے کسی کو چارہ نہ تھا جو ہر روانی دکھلاتا صمصام دشمن کو یارا نہ تھا کہ بموجب ابیات

تھا گرم وہان اجل کا بازار
ہے تیغ قضا کی بھی کمین [illegible]
دہشت تلوار کی جو چھائی
مانی کو ذرا ہو وقت تصویر

تھے ایک کے دو دو کے تھے چار
کس طرح چلے نہ خصم سرکش
مشکل ہے بدن مین روح آئی
اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے

لاتا جو سر عدو ہے کیا مال
وہ تیغ تھی موج بحر آتش
پا آئے اگر یہ تیز شمشیر
تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جائے

تادیر خوب لوہا برسا ہر ایک کافر جان بچانے کو ترسا آخر موت کے گھاٹ تیغ کی کشتی پر چڑھکر سب زندگی کے دریا
پار اُتر گئے جو لشکر ہمراہ ماہی تھا زندگی سے ہاتھ دھو کر جام اجل پیکر جانب عدم گیا ایک متنفس نہ بچا دم بھر مین سب کا دم گیا
جب میدان صاف ہوا سیلان و باران ظاہر ہوئے ہر ایک نے قران و برق کے قدم آنکھون سے لگائے ابھی یہ زاد بھی ایسے
نکلی اور سیلان وغیرہ سے شناسائی ہوئی کہ خوب ملے ہماری خبر لی ان ساحرون نے بہت کچھ عذر کیا اور فرد فتح لیکر خدمت
کوکب مین قصد چلنے کا کیا اس لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ اترے اور ماہی پریزاد سے کہا کہ تم بارگاہ استادہ کر کے ٹھہرو اور ان
عیارونکی دعوت کرو ہم خدمت شہنشاہ مین جاکر عرض حال کرتے ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ عمل مین آئیگا ماہی نے منظور کیا
لشکر اتارا بارگاہ استادہ ہوئی ماہی اس بارگاہ مین جو مثل ایک سحر کے بنا کر شادی کرنے لگی بحرین بارگاہ مین عیارونکو
لیکر آیا عیار صورت بدلکر آرام تمام سے بیٹھے اور ساحر خدمت بادشاہ موصوف مین گئے لیکن برق وغیرہ جو مسحور تھے ابھی ہوش
کوکب پر چڑھ گئی یعنی اسکے مرتے ہوشیار ہو کر آپس مین کہا کہ ہم کریم کس سے اٹھنے آئے تھے افسوس کہ اپنے طرفدار شاہ
کوکب سے ہم مقابلہ کرنے آئے اب لازم ہے کہ بھاگ جائین یہ کہکر جانب [illegible] کی طرح جب طلسم ہوشربا کی جانب چلین

پاؤن انکے جو زمین نے پکڑ لیے تھے وہ چھوٹ گئے اور انھون نے رو بفرار رکھا ادھر وہی پتلا یاقوت سرخ کا جسنے پہلے انکو روکا تھا بادشاہ کے پاس گیا اور بعد تسلیم بصد تعظیم عرض رسا ہوا کہ مہرخ لینے آنے سے منفعل ہو کر بھاگی ہے شاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ آپنے کچھ سنا جو ہمسے رعب نے آکی تحسین وہ بھاگی ہین عمر نے پھر تعریف کی کہ اے بادشاہ آپکے اقبال سے وہ یقین ہے کہ قتل ہو انکی جان ناچیز کی مجال ہے جو ملازمان حضور سے مقابلہ کرین اس گفتگو مین سیلان و باران حاضر خدمت ہو کر دعا و ثنا بادشاہی بجالائے اور حال قتل ایلچی عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے اسے مارا بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت تعریف و تحسین خواجہ کی کی کہ خواجہ صاحب آپکا اور آپ کے شاگردون کا مثل و نظیر نہین سبحان اللہ ابیات

دشمن کو ستم شعار ہین سب	بس فتنۂ روزگار ہین سب	بجلی کو صلاح دین لگا آگ
خون سے کہین کہ ہو ہوا جاگ	تلبیس ہے ریشہ ریشہ انکا	عیاری و مکر پیشہ انکا
حیلہ جسے کہیے ذات ان کی	تہمت جسے کہیے بات انکی	ہے باتون مین ہر قتل کفار
لیکن ہین وہ دین پناہ و دیندار	تعظیم و شرف مین کعبہ کردار	ویران کن سومنات و کفار
زنار قضا مین نام انکا	تو تیغ خرد کلام ان کا	

یہ تعریف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اب ہم بغیر دعوت کیے مہرخ کو جانے نہ دینگے آپ خواجہ صاحب تشریف لیجائیں اور ان سب سے ملاقات کیجیے اور انکی دعوت بھی فرمائیے پھر رخصت کر دیجیے یہ خواجہ سے خطاب کر کے مخاطب بجانب ملکہ بران ہو کر فرمایا کہ اب فرزند خواجہ سلامت کو سمت ملک یاقوت رنگ روانہ کرو اور تم بھی عقب مین سامان مہمانداری درست کر کے جاؤ اور ملکہ مصروف کی خاطرداری مین مصروف ہو یہ ارشاد کر کے ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا اس کاغذ کو جام آب مین ڈبو دینا ایک ساحر پیدا ہوگا جو حکم کیجیے وہ بجا لائیگا غرض کاغذ دیکر ساحرون کو حکم دیا کہ خواجہ کو ملک یاقوت رنگ مین لیجاؤ ساحر تخت پر سوار کر کے خواجہ کو لیچلے ایک حکمنامہ بنام حاکم قلعہ یاقوتیہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ خواجہ تشریف لاتے ہین اپنا حاکم انکو جاننا اور اطاعت مین انکی بدل سرگرم رہنا ورنہ مورد عتاب شاہی ہوگے یہ حکمنامہ قبل از پہونچنے عمرو کے حاکم قلعہ مذکور کو پہونچا اور اسکے بموجب کاربند ہوا اور عمرو کو ساحر لیکر چلے بعد انکے جانیکے ملکہ بران کو پھر حکم ہوا کہ اب تم سرحد پر ہمارے طلسم کے جہان مہرخ ہے ایک بارگاہ عالیشان بھجواؤ کہ جبتک خواجہ انکو بلائین وہ آرام سے رہین ملکہ مذکورہ یہ حکم سنکر اٹھی اور شاہ کو تسلیم کر کے باہر دربار سے آئی اور تعمیل حکم کرنے لگی ادھر مہرخ جو بھاگی تھی اسنے دیکھا کہ ایک بیابان کوسون تک سبزہ زار ہے اور اس صحرائے لق و دق مین ایک دیوار دھوین کی نظر آئی اور آگے جانے کی راہ نہ پائی ناچار ایک جگہ ٹھہرین اسوقت ایک بارگاہ عالی اس بیابان مین استادہ دیکھی کہ کلس اسکے آسمان سے باتین کرتے ہین چار سو کلسیان یاقوت رمانی کی اسپر چڑھی ہین اور ہر کلس پر ایک ایک مور بیٹھا ہے منقار ہین ان موروں کی موتیون کے دانے ہین بیچ مین قبہ بارگاہ پر بہت بڑا کلس چڑھا ہوا جا بجا سیر سورج لگی ہے جو شمس سپہر کو بھی شرماتی ہے اور فرش شیشہ آلات وغیرہ سے وہ جائے دلکشا ایسی آراستہ ہے کہ جیسے بارگاہ زنگاری گردون کواکب سے پیراستہ ہے کہ عجب نظم

کیا پیش نظر چمن ہیں رنگین
مہتاب ہے ناصبور کیا کیا
کرسی ہے ہر ایک عرش پایہ
آئے ابھی اُڑ کے تخت طاؤس
ہر جا پہ کنول ہیں جدے یا ہر

سب رشک نگار خانۂ چین
شطرنجیوں میں جو خط عیاں ہیں
اللہ کا اس جگہ پہ سایہ
زینت کی ہوئی ہے طرفہ تکمیل
گردون بہ کمان ہیں اتنے اختر

ہیں چاندنیوں میں نور کیا کیا
ہم شکل خطوط آسمان ہیں
دے کو رخ جو رخصت قدمبوس
جو جھاڑ ہے عرش کی ہے قندیل

مہرخ حیران ہو کر قریب بارگاہ کھڑی تھی کہ چند ساحر معززان طلسم میں سے قریب اسکے آئے قبائیں سب کے گلوں میں عمامے سروں پہ ہیں ہر ایک مسن مہذب کے سب دن انھوں نے باادب سلام کر کے عرض کیا کہ یہ بارگاہ حضور ہی کیلئے شاہ کوکب نے بھیجی ہے اور یہ زمین بھی انھیں کی عملداری میں ہے آپ بارگاہ میں تشریف لے چلیں اور راحت و آرام کریں شاہ مذکور کے یہاں آپکی دعوت ہے مہرخ نے کہا از خوردان خطا و از بزرگان عطا ہم قصوروار شرمندۂ احسان بادشاہ ہیں کہ ہمنے انکے ملازموں کو تہ تیغ کیا اب کیا منھ لیکر بارگاہ میں جائیں ساحروں نے کہا ان باتوں کا ذکر نہ کیجئے ملازم شاہ آپکے ہاتھ سے نہیں مارے گئے افراسیاب کے ہاتھ سے مارے گئے لڑائی میں ہوتا کیا ہے کسی کا کیا خطا کیا ہے ایلچی کہا ہمارے شاہ نے معذور کیا آپنے آپ بلا لیا الغرض ملکہ مع سرداروں افسر کی سواری سے اُتر کر جانب بارگاہ چلی نقیب ہٹو بچو ادب تفاوت پکارنے لگے ڈنکے بجے بڑی شان و شوکت سے ملکہ جلو خانے میں پہونچی دیکھا در و دیوار پر نقش و نگار کھینچے ہیں بیچ میں سڑک ہے سرخی اوپر کٹی ہے جواہر جڑا ہے دو طرفہ بازار لگا ہے ہر قسم کی اشیائے نفیس کا ڈھیر لگا ہے ہر دوکاندار ساحرہ و ساحر مستعد ہے لیلی اگر اس بازار کو دیکھتی بازار محبت قیس کا چھوڑ دیتی دیار مصر کی عشق یوسف میں زلیخا خواہش نہ کرتی ہمیت لال ایسے کہ جیسے سرخ بازار + یاقوت کے موتیوں کے انبار + سامنے دروازہ بارگاہ کا باب خلد بریں پہ دے ہر ایک غیرت پردہ چشم حورالعین سقے سڑک پہ گلاب و کیوڑا چھڑکتے کریں انکے کٹورے چاندی سونے کے کھڑکتے مہروماہ کی تھالی کو اپنے جوڑے کے برابر سمجھتے ملکہ موصوفہ سیر دیکھتی داخل بارگاہ ہوئی صفت جسکی بیان ہو چکی لشکر گرد بارگاہ جا بجا استادہ تھے ہمیں اُترا کئی ہزار معزز ساحر ہمراہ ملکہ دل و کرسی پر اندر بارگاہ کے داخل ہو ملکہ تخت پر جلوہ گر ہوئی اسوقت کچھ تخت اُترتے ہوئے بارگاہ میں آکر آتے ہیں پر نازنینان مہ طلعت سوا انکے سامان رقص ہمراہ رکھتی تھیں چنانچہ وہ سامنے آکر ناچنے لگیں پیمانۂ شراب گردش میں آیا اسی ہنگامہ میں جب ساغر دائرہ ماہ میں شراب نور ساقی قدرت نے معمور فرمائی آفتاب خم کی تعلگی دن گذرا رات آئی۔

نظم

تا دور وہ چاندنی کا عالم
بیٹھے جو وہاں تمام تھا روز
مہتاب کا خود بہک گیا دم
تھا ماہ فلک پہ جلوہ افروز

سر شام جو ساحروں نے ایک چھپی میں بارگاہ کے دسترخوان بچھایا بتکلف تمام بچھایا اور روشنی جو کی بجھی ہوئی تھی بڑے تکلف سے خاصہ آیا اور دسترخوان چُنا گیا پھر ملکہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور خاصہ نوش فرمائیں ملکہ اور سرداروں نے خاصہ نوش فرمایا اور سراچہ بارگاہ کے اٹھا دیئے سیر کیفیت صحرا کی سب دیکھنے لگے اور میواری میں پھر اپنی جگہ پر آکر مصروف تھے ناچ ہونے لگا اب دو طرفہ تماشا ہوا کہ آندھی ایک سیاہ آئی دنیا تاریک ہو گئی ہر ایک بیہوشی چھائی بعد لمحے کے جو ہوش آیا نہ وہ بارگاہ نہ وہ بازار کسی کا پتہ نہ پایا اور اپنے تئیں ایک کرسی مرصع نگار پر ملکہ نے بیٹھے پایا اور سب سردار بھی کرسیوں پر کہ سادی طلائے احمر کی تھیں بیٹھے تھے اور کرسیاں سطح آب پر بچھی تھیں نیچے ان کے

دریائے ذخار موجزن تھا اسی بحر پر جوش پر فرش مصفا بچھا تھا ہر سمت مسندین عمدہ آراستہ تھیں فرش پر ناچ ہو رہا تھا پانی بحر کا ایسا صاف تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بلور کی زمین لہرون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلور کو تراشا ہوا اور نقش و نگار بنایا ہے دریا مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی تھیں چاندنی کی روشنی لہرون مین ملکر ہو رہی ایسی تھی ستارہائے فلک کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا ہزار ہا کنول دریا مین تیرتا نظر آتا تھا چادر آب پر چادر مہتاب کا فرش عجب کیفیت دکھاتا تھا ابیات

دریا تھا کہ غیرت چمن تھا
آئی تھی نظر تجلی طور

ایک نور کا بحر موجزن تھا
دریا کی وہ ہر طرف روانی

کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور
تھا آب حیات اسکا پانی

غرضکہ یہ سب تو محو حیرت ہو کر نیرنگی دیکھنے مین مصروف ہین لیکن اب حال مبارک فال مہر فلک عیاری سنیے کہ جو ہمراہ ساحران کے روانہ ہوئے کچھ دیر کے بعد قریب ایک ملک کے پہونچے سواد شہر کے عوض آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی جب قریب تر پہونچے تو جا دیواری شہر کی یاقوت احمر کی پائی اور دروازہ بھی اسکا یاقوت کا ترشا ہوا تھا جسپر زمرد کا مینا کیا تھا ہزار ہا ساحر یاقوتی لباس پہنے ہوئے دربانی حاضر تھا سبنے خواجہ کو سلام کیا اور خواجہ ہنوز داخل شہر ہوئے تھے کہ ڈنکا بجنے کی صدا آئی اور سواری کا اہتمام کرنیوالے ظاہر ہوئے یعنی اس ملک کا بادشاہ ملک لالان یاقوت پوش تخت یاقوت نگار پر سوار تاج یاقوت سر پر قبائے قلم کار یاقوت احمر در بر چار قب شاہی سے آراستہ چتر سر گردش پذیر جلو مین ہزار ہا امیر و وزیر مانند ہاے مروارید سے گردن پیراستہ کئی ہزار یاقوت پوش سوار ہمراہ بان بردار برچھی دار رسالہ بردار جھنڈے ہاتھو مین لیے خادم صندل نگار سواری کی شوکت قابل دادخواہ خواجہ عالیجاہ کے استقبال کو آیا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھا کر اندر قلعہ کے لیچلا قلعہ کو جو خواجہ نے دیکھا تو عجب سامان آرائش نظر آیا ہر مکان یاقوت سرخ کا تعمیر پایا دوکانات مثل گلشن رنگین بہ از نقش و نگار ترتیب مین پیرایۂ بہار ہے نظم

ہر سمت ہجوم عام مردم
ساقی کا مثالے بدل بالا
جس طرح کہ ماہ برج و اختر
پر نور مٹھائیون کے وہ تھال
جو کون کی فدا تھی جن پہ جان
اثمار بھی تازہ تازہ موجود
ڈلیان مصری کی جن سے بے آب

بھنگیلون کی کہین دوکانین
منھ سے کسی نے دھوان نکالا
بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی
خورشید کی ٹکیہ پڑے لال
بھٹیاری کی طرفہ آبداری
سیب اور بھی انار و امرود

دیکھا عجب اژدحام مردم
اڑتی ہوئی وان عجیب تانین
عالم وہ دوکان جوہری پر
آئے ہوئے وان کئی شرابی
پر نور مٹھائی کی دوکانین
لیلےٰ نے بکائی تھی نہاری
بھنڈے کی گنڈیریان وہ نایاب

خواجہ عمرو اس شہر کی سیر دیکھتے دار الامارۂ شاہی مین آئے اور سریر حکومت پہ بادشاہ نے وہان کے بٹھایا آپ سرگرم اطاعت ہوا خواجہ نے اس شہر مین آکر اپنا لباس بھی سرخ کر لیا یاقوت پوشی اختیار کی بعد ہمراہ ملک لالان باغ یاقوت مین آیا حصار باغ جواہر سرخ کا پایا اس باغ کی کیا تعریف کیجائے طلسمات کا باغ نا گفتنی سے بہر ہر درخت یاقوت رمانی سے منڈھا گلستان عالم مین یہ باغ ہر ایک گلزار سے سرخرو نہرون کی روانی کے نہرہاے بہشت زیادہ آبرو بیل ہر ایک لطیف و خوشگوار ہر ایک شاخون کو فرط نزاکت سے بار درخت موزون برنگ قامت یار سرخ پوش

ہر چمن مین بلبلون کا خروش جو نہال تھا وہ معشوق گلابی پوشش کا جوبن دکھاتا یہ عالم نظر آتا کہ نظم

پتے ہین ہرے ہرے نمودار
رخسار پہ گیسوے معنبر
ہے تختۂ لالہ زیب مین طاق
محبوب کا ہے دہن مسی زیب
آراستہ سب مکان وہ نایاب
گل تکیے ہین مہر و ماہ جیسے
دالانون مین فرش ہین جو خوش رنگ
پھولون کی سیج نزہت انگیز
شمعون کے زبان مین انا الحق

پھولون کے بھرے بھرے ہین جھاڑ
بے مثل ہین لاجواب ہین پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
تھے گرد چمن مکان بکثرت
پرنور بسان برج مہتاب
آراستہ ہر پلنگ زرین
پیدا ہے بہار نقش ارژنگ
دیوار مین نصب جو کنول ہے
شعلے سے بھی کم تجلی برق

ہے صحن چمن مین سنبل تر
مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
جس طرح کہ قصر ہاے جنت
دیکھے نہین فرش روشن ایسے
پھولون کی چمن مین جیسے تزئین
ہر ایک طرف لگی ہے جو میز
روشن دل عارف ازل ہے

خواجہ عمرو بیچ مین باغ کے جو قصر عالی تھا اسمین فروکش ہوکر نظارہ گلہاے گلشن مین مصروف ہوے اور ایک حمام مین پانی طلب کیے کاغذ عطیہ کوکب اسمین گھولا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جسکی ناف سے پانی جاری تھا نکلا اور خواجہ کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوا کہ غلام کو گرداب جی دو کہتے ہین اور فی الحال حسب الحکم شاہ عالیجاہ کوکب ملکہ مہرخ کو سیر دریاے سحر دکھا رہا ہون اگر آپکا حکم ہو تو ملکہ مذکورہ کو داخل باغ یاقوت کردون خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تجکو اسی لیے بلایا تھا جلد ان سب کو یہان لے آ ساحر مذکور یہ حکم سنکر زمین پر گرا اور پانی ہوکر زمین مین جذب ہوگیا وہان مہرخ وغیرہ دریا مین کشتیون پر بیٹھی سیر دیکھ رہی تھین کہ دفعتہً ایک برق دریا مین چمکی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی پھر جو دیکھا تو اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا کہ دریا مین وہ کشتیان رواں ہین یہان تک کہ بیچ دریا مین پہونچکر وہ کشتیان چکر کھا کر غرق ہوگئین ان سب کی کچھ عرصے کے بعد جو آنکھ کھلی تو دیکھا نہ وہ دریا ہے نہ کشتیان نہ وہ سامان آرائش و زیبایش ہے ہم سب ایک قلعہ سرخ کے قریب استادہ ہین حیران ہوکر آگے قدم بڑھایا اسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا اور اسنے کہا اے ملکہ مہرخ وغیرہ آپ سب کی دعوت خواجہ عمرو نے ملک یاقوت نگار مین دھوم سے کی ہے اور منتظر آپکے ہین جلد تشریف لے چلیے ان سب نے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم بھی مشتاق ملازمت خواجہ ہین جلد انکی خدمت مین لیکر چلو یہ کہنا تھا کہ کچھ تخت سحر کے آئے اور ان سب کو سوار کرکے لے چلے اور داخل قلعہ یاقوت کیا یہ سب سیر آبادی قلعہ مذکور کرتے ہوے جیسا کہ اوپر وصف بھی شہر کا بیان ہوا قریب باغ یاقوت پہونچے اندر باغ کے خواجہ کی طرف سے کچھ ساحران معزز برسم استقبال آئے اور ہر ایک کو خدمت خواجہ مین لیگئے انھون نے باغ کی بہار اور مکانات کی آرائش ویسی جیسا مذکور ہوا ملاحظہ فرمائی اور خواجہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت عنایت فرمایا مقام صدر پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ساقیون نے بادۂ ارغوانی سے دماغ اہل انجمن گرم کیا یہان تو یہ مصروف عشرت ہین ادھر شاہ کوکب نے سیلان و باران کو حکم دیا کہ تم جا کر ماہی پرزاد کو معہ تمام لشکر کے میرے طلسم کی سرحد پر لے آؤ مین ہمراہ خواجہ اور لشکر کے بھیجونگا تم سے کچھ کار برآری مقابلہ افراسیاب مین نہو سکی اب تم نگہبان دہ طلسم رہو اور عیارون کو رخصت کردو یہ حکم سنکر دونون ساحر منفعل ہوکر روانہ ہوے

اور لشکر مین پہونچکر قران و برق کو رخصت کیا اور آپ معہ بحرین دفیر کوچ کرکے در طلسم پر آکر ٹھہرے یہان دور دریک خواجہ نے ملکہ مہرخ کی دعوت کی اس عرصے مین ملکہ بران بھی بحشم و خدم معہ کئی ہزار کنیزان زرین پوش کے تشریف لائین اور ہر ایک مکین ملک لالان نے نذر دی نذر اسکی معاف فرمائی پھر مہرخ سے بڑی گرمجوشی سے باتین کرین اور کئی ہزار کشتی جواہر کی ملکہ مذکور کو اس شاہزادی نے پیشکش کی اسی طرح دو روز مصروف عیش و نشاط رہے جب تیسرے دن مہمان فلک چہارم دسترخوان اطلس سبز چرخ پر آبیٹھا اور سطح عالم سے دھوان سواد شب کا دور ہوا کہ ابیات

وہ صبح کہ ہوش کو کرے گم　　محبوب کا جس طرح تبسم
اعجاز مسیح پر گواہی　　دیتی تھی نسیم صبح گاہی

صبح کو ساحران ذی تبار طلب ہوئے اور مہرخ کو تحفہائے سحر معہ تمام سرداروں کے سوار کرا کر رخصت کیا ساحران کو راہ نزدیک سے طلسم ہوشربا مین پہونچا گئے یہ سب لشکر اپنا ساتھ لیکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے ادھر سے تو یہ چلے اور اس طرف سے دونون عیار برق و قران آتے ہین اور بعد رخصت ملکہ بران دعمر کو ہمراہ لیکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین آئی اور شاہ کوکب اپنے مقام پر جاکر مصروف عیش و آرام ہوا۔

داستان رنگین بیان خبر پانا افراسیاب کا دعوت مہرخ اور قتل ایلچی سے اور غضبناک ہونا اسکا اور راہ روکنا مہرخ کی شیاطین جادو کا اور آنا ملکہ بران کا رہائی مہرخ کیلیے اور راہ کھولدینا پھر آنا باغبان وزیر کا بدلے گرفتاری برق و قران اور پکڑ لینا قران کا باغبان کو اور منت کرکے چھڑانا گلچین زوجہ باغبان کا اپنے شوہر کو اور اقرار کرنا باغبان کا عیارون سے کہ عمرو سے مین برائی نہ کرونگا اور یہ خبر سنکر بدظن ہونا افراسیاب کا وزیر مذکور سے اور پھر شیاطین کا راہ روکنا مہرخ کی اور آنا ملکہ حنائے گلگون پوش معشوقہ کوکب کا بمقابلہ شیاطین اور گرفتار کرنا اسکو اور داخل ہونا مہرخ کا اپنے لشکر مین اور چلے جانا حیرت جادو کا اندر طلسم کے لمؤلفہ

ہر پھر کے ہمین تجھی سے ہے کام
جیسے پھرتے ہین دن کسی کے
میخانہ کا آج بند ہے در
مستی کیسی ہے فاقہ مستی
منھ باندھے صراحیان پڑی ہین
ہین جام بھی پھوٹ پھوٹ روتے
نفرت انھین مجھ سے ہو گئی ہے

ہان ساقیا پھر ہو دورۂ جام
کیا گردش بخت کی شکایت
لو پھوٹ گیا مرا مقدر
ساغر کا بھی دل ارے ہے خون
اور شیشون کی ہچکیان بندھی ہین
میخانے مین تھے جو رند سب یار
راحت مرے دل کی کھو گئی ہے

یون دور مین آئین جام تیرے
کیا جور فلک کی بس حکایت
کرتے نہین رند آج مستی
میخانے کا رنگ ہے دگرگون
ٹوٹے ہوئے دل ہین شیشے سارے
وہ ہو گئے آج اپنے اغیار
ہین نا بلد رہ محبت

کیا جانون کہ کیا ہے راہ الفت
ہر وقت تھے جو کہ ساتھ رہتے
منھ پھیر کے دوست چلتے ہین راہ
بیچین بہت ہے رند تیرا
مجکو مرے اشک رو گئے ہین
کب دیکھیے عیش کے دن آئین
کب دیکھیے شام رنج جائے
تڑپتے ہین جو آہ آہ کرتے
غفار و رحیم ہے وہ واحد
بس حکم کا انتظار ہے اب
پھر آتے ہین رند انجمن مین
امید کی لو ہوا پھر آئی
پھر جمع ہین یار انجمن مین
ہان ساقیا دے شراب سرجوش
بھولا رہا راہ میکدہ آہ
سچ ہے یہی قول بے کم و کاست
کیون بھٹکے گا کاروان مطلب
از راہ رو رہ فصاحت

بیتاب ہون آج غم کے مارے
آتے نہین خواب مین بھی میرے
ساقی مرے درد کی دوا دے
ہے جور فلک سے غم نے گھیرا
بر آئین جو اپنے دل کے مطلب
میخانے مین میرے ہمسن آئین
کب دیکھیے میکدے مین ہو عید
کب دیکھیین ہین قاہ قاہ کرتے
گر حکم کرے تو آب رحمت
آئے بکو یہان بجا ہے اب
باب مطلب کی ہے خبر بھی
دیکھو تو ذرا گھٹا پھر آئی
ساقی کی نگاہ دیکھو بھولی
کھوے ہوے آئین پھر سے ہوش
ہے خضر کرم جو تیرا رہبر
ہے رند کو ملی ہے رہ راست
بس جاو لکھو نیا فسانہ
کردند رقم چنین روایت

مین رات کو گن رہا ہون تارے
دشمن جو ہوا ہے چرخ جانکاہ
پیمانے کو منھ سے پھر لگا دے
رخصت مرے ہوش ہو گئے ہین
ساقی کے کرم ہون دیکھیے کب
کب صبح نشاط منھ دکھائے
کب ساقی مہ لقا کی ہو دید
اللہ پہ بس نظر رکھو جاو
برسائے شراب عیش و عشرت
لو کھلتے ہین پھول اب چمن مین
لو کھلگیا میکدہ کا در بھی
ہے جلسۂ میکشی چمن مین
لو کھلگئی رنج و غم کی بدلی
زاہد نے کیا تھا مجکو گمراہ
بھٹکا یا ہوا آیا راستے پر
قلقل ہے صراحی کی جرس جب
صدقہ جسپر ہو اک زمانہ

محصوران حصار سحر و نیرنگ و سرگردانان کوہسار و بیابان پرخار و سنگ مسحوران جادۂ پرآفات و خطرناک آوارگان بادیہ وہم و ادراک کشافان راہ سحر واقفان سحری و قطع کنندگان منازل جادوپروری ساحران لشکر معنا مین کو دشت قرطاس مین یون مسحور فرماتے ہین اور بجادۂ ہنر وجانی گستری مین بیخوف ہوکر اسطرح قدم اٹھاتے ہین کہ شاہ جادوان بے ایمان افراسیاب سرگروہ متکبران بیابان طلسم سے اٹھکر باغ سیب مین پھر آیا تھا اور تخت طلسمی پر بیٹھا تھا کہ چند طائر سحر اور بگولے لاش طاق البجی کی اڑاتے ہوے اس مقام پر آئے اور طائرون نے تمام ماجرا قتل البجی کا بیان کیا کہ اسطرح برق رندی بنکر آیا اور یون قران نے لعنہ اسکے سر پر لگایا بادشاہ مذکور یہ حال سنکر آگ ہوگیا اور سامنے باغبان وزیر کھڑا تھا اس سے کہا کہ کیون اے وزیر خوش تدبیر ہوسکتا ہے کہ تو اس برق ناعیار کو گرفتار کرکے سامنے میرے لائے اور اسکا لیے قران کو برابر کیفر کرداری پہونچانے سر اسکا کاٹ کر قلعۂ طلسم کے کنگرہ پر چڑھائے وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اقبال حضور شریک حال چاہیے ابھی گیا اور ان دونون کو پکڑ کے روبرو سے بندگان والا شان شہنشاہ لایا بادشاہ نے یہ سنکر خلعت رخصت عنایت فرمایا اور وزیر روانہ ہوا جب یہ چلنے لگا تو زوجہ اسکی

ملکہ نگین جادو کو حاضر دربار بھی بنگاہ حسرت منہ اسکا دیکھنے لگی یہ صورت جو بادشاہ نے دیکھی ہنسکر فرمایا کہ کیون اے
ملکہ تمھارے شوہر کو نہ بھیجین ساحرہ نے باادب تمام عرض کیا کہ مین کنیز شہنشاہ ہون اور شوہر میرا غلام ہے میری مجال ہے
جو اسکو منع کرون بلکہ چاہتی ہون کہ مین بھی ہمراہ اس کے جاؤن بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمھین بغیر خاوند چین کہان
اچھا جاؤ یہ حکم پاکر عقب وزیر یہ بھی چلی اور بہت جلد اپنے باغ مین کسی ایک کنیز سے کہا جلد جاؤ وزیر اعظم صحرا کے
باغ سیب کی حوالی کے قریب پہونچ ہونگے انکو میرے پاس بلا لا کنا بیوی نے کہا ہے گھر مین ہوتے جاؤ ایک بات سن لو
پھر جانا کنیز حسب ارشاد ملکہ نجیل عجیل باہر کر پاس وزیر مقرر کے ہوچی اور پیام وزیر کو دیا وزیر ناچار خفا ہوتا ہوا
کہ کام مین شہنشاہ کے دیر ہوگی انکو ایسے وقت مین بھی نہ چین ہے جگر ٹھکانا آتا ہے گھر مین آیا زوجہ نے اسکی دلجمعی
اسکا ہاتھ پکڑ کر ملداری کرکے مسند پہ بٹھایا جام شراب پلایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا سنو صاحب مین نے پہلے
تمکو بتلا دیا ہو کہ جہانتک ہوسکے سمجھا دون تم عیارون کو پکڑنے چلے ہو تو زندہ نہ بچوگے تمکو لازم نہین ہے کہ عیارون کے
مقابلہ مین دخل دو وزیر نے کہا صاحب مثل مشہور ہے کہ نوکری کیا جو خالہ جی کا گھر ہے مالک نے جس کام کو فرمایا لازم
کہ بجا لانا اسکا ضرور ہے خواہ اسمین جان جائے یا رہے بی بی نے اسکی جواب پاکر مین آگ لگادون ایسی نوکری کو اور گلہ بالوں
سے اتارون ہین تابعداری کو جسمین میرے وارث کے دشمن مرعین کہنے والی بندی کی جان ہے نہ صاحب مین
کبھی نہ جانے دونگی کیا مین بھاڑ بادشاہ اور اسباب کی سلامتی مین رانڈ یا ہوکر بیٹھونگی اپنا سہاگ لٹوا دونگی وہ اچھی
نوکری ہوکر کھین ان خدمات سے بیچے مجکو کچھ نہین منظور نہین یہی مثل کہتے نہین کہ چولہے پڑے وہ سونا جس سے
ٹوٹین کان میرا وارث سلامت ہو تو ایسی کوڑی پیسی نوکریان ہو رہین گی اور نہ ہوگی تو چرخی کی نوک سے یا پیش کے دھندے
سے ہم دونون میان بیوی بھیک مانگ کھائین گے ویسی چوری پردیس بھیک اور کسی ملک کو نکل بیٹھے کیا ہمارا
طلسم ہوشربا مین بال گڑا ہوا ہے باغبان نے کہا سنو صاحب آپ سے باہر نہو تمہاری تو مثل ہوئی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور
کڑوا کڑوا تھو جب تک سکر میٹھی تنخواہ ملا کی وزارت کا کاروبار رہا نوکری کی منصب ملا انعام پایا اسوقت تک تو ہم
اچھے تم اچھے دنیا کا عیش چین کرتی رہین وزیر کی بی بی کہلائین اب جو سرکار دولتمدار کا کام پڑا ہے تو ایسی باتین
کرتی ہو تمہاری تو وہ مثل ہوئی کہ شعر کیا کرجگے نوکری کرینگے اپنے گھر بیٹھے لیے عاشق اور مغالطے کا ڈنڈا دوا
دانہ نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین اے بی بی جان وہاں جو روپیہ گئے اسوقت جو سرکار کے کام آئین عزم کیلیے دریغ
نہ کرنا چاہیے اچھی رہو خدا حق نمک آقا سے جان وار جو دیکھے ادا ہو یہی امر باعث ہم آدمی جہان مین ہو سب
خوشنودی خدا ہے نگین نے یہ سنکر دامن جو شک تمہاری جو مبارک ہو اے مرد بے ہوش کرے ہوس مین آکر مجکو پانچ کی
دن کو بھیجا ہے آئی ہو مین کیا ایسی نہ تھی ہون جو دنیا کے اونچ نیچ نہیں سمجھتی تو میرے صاحب بادشاہ کو کیا ایسی
کا ادعا یہی ہے جو تمکو عیارون پر بھیجا ہے کیا جانتے نہین کہ تمہارا آفریجے پکڑلے تمام دنیا کے جلسا ز مکار دغا باز
یہ حضرت ہین مردہ بھوت ہوکر شب مین منت کرین ایک ہی دکھائین ہر رنگ مین پانی ہو جائین اور پھر مت چھپٹ
ستیاناس ہوگئے ایسے ساحر کو اس طرح مارڈالتے ہین جیسے کوئی جون یا کھٹمل کو مارتا ہو انہین کمبختون پر بادشاہ

نکو بھیجتا ہے یہ دشمنی نہیں تو اور کیا ہے اب بادشاہ کا بھی جی چاہتا ہے کہ یہ وزیر نہ رہے تو نہ رہے اسکے دشمن تو وہ جم جم رہے
وہ نہ رہیں جو اسکا بُرا چیتے ہوں ہاں اس بادشاہ کی نوکری نہ کریگے اس سرکار میں نہ رہیں گے ایسی جگہ سے ہم خود
بھاگتے ہیں وہ جو کہاوت ہے نہ دیا تو گھبرائی کیوں ہے بندی پانون ہی نہ دھرے گی باغبان نے کہا بس بی بی باز
رہو کو قسم ہے مجکو سامری کی کہ میں شہنشاہ کی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا اور انکے کام پر جان دونگا نمک حلالی کرونگا
نمکحرامی مجھسے کبھی نہ ہوگی کہ میں حکم بادشاہ کا نہ مانوں یہ سننا تھا کہ آنکھیں گھرٹے ہو کر پھٹنے لگی لوگو دوڑیو اس مردوے کو
سمجھاؤ یہ مجکو رانڈ بناتا ہے میرا راج لٹا جاتا ہے ارے یہ میرا وارث مجھسے چھٹتا ہے باغبان گھبرا گیا اور سمجھانے
لگا کہ اجی ذرا آپ میں آؤ دیکھو سو دوست سو دشمن ہیں کوئی شہنشاہ سے جاکر لگا دیگا مفت کی بدنامی ہوگی میں منھ
دکھانے کے قابل نہ رہونگا کلموہی نے کہا لگا دے گا تو کوئی لگا دے میرا کیا کریگا جب نہیں کہتی تھی تو اب کہتی ہوں کہ بادشاہ
ہمارا دشمن ہے اب وہ دیکھئے چلا جاتا ہے اسکے منھ کو سات چھیپڑ لگا پھوس رہے وارث کو دیکھ کر خار کھائے وہ سوانے ہوتوں
سوتن کو دیکھ سکے وزیر نے کہا تو دیوانی ہوگئی ہے میں جاتا ہوں تو پانچ بچوں کی ماں ہوئی پچاس برس کا سن آیا مگر کڑھی
رہی سوائے پٹنے کوسنے کے اور کچھ نہ آیا قسم ہے جمشید کی میں ہی الیاس مرد تھا جو تیرے ساتھ نباہ کرتا رہا یہ کہکر اٹھا اور قصد چلنے
کا کیا بی بی نے اسکا دامن پکڑا اور کہا یہ تو میں جانتی ہوں کہ جو تکتے ہو وہی کرتے ہو میرا کہنا نہ مانو گے ہائے افراسیاب کی رفاقت
میں میرا پھلوا جاؤ گے اس کمبخت والی بندی کو اب دولہا آٹھ آٹھ آنسو رلاؤگے اپنی لاش مجکو دکھاؤگے یا سامری وہ دن نہ
دکھانا کمبخت والی بندی دوسرا بار شیطان کے کان بہرے یوں ہو جائیں اور میں تمہیں دیکھوں بلکہ میری لاش پہلے نکلے وہ
بندی سہاگن مرے یہ کہکر گردن شوہر میں ہاتھ ڈال کر بولی کہ سنو تو بھلا یہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں بیٹھے رہو اور ایسا
سحر کرو کہ موئے عیار قید ہو جائیں تم بادشاہ سے کہدو کہ کیجیے میں آپکے نمک سے ادا ہو گیا وزیر مذکور نے کہا
تم ڈرتی کیوں ہو میں بہت ہوشیاری سے رہونگا اور خبرداری اور کیا ہی چاہیے کہ اپنے پاس کسی کو نہ آنے دے اور
کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائے پیئے نہیں میں جاتے ہی انکو گرفتار کرونگا اور اپنے بیگانے ساحر غیر ساحر جورو لڑکے
بھائی جس کسی کو آتے دیکھونگا عیار سمجھونگا اور اپنے قریب نہ آنے دونگا پھر بھلا انکی عیاری مجھ سے کیا چلے گی یہ کہکر
بی بی کو تسکین و دلداری کر کے گھر میں بٹھایا اور آپ روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد زوجہ اسکی تا دیر نالاں و گریاں ہی
خیال شمع اشک ریزاں رہی انیسیں جلیسیں سمجھانے لگیں کہ بی بی بدشگونی نہ کیجئے میاں کے لیے دعا کیجئے کہ
دشمنوں پر فتحیاب ہوں انشا ایک سی اور جذبہ عشق میں یہ ترنگ آئی کہ تو بھی عقب شوہر چل اور دیکھ کہ اس سے
اور عیاروں سے کیا معاملہ گزرتا ہے بس یہ سوچکر شوہر کے جانے سے پہر بھر کے بعد یہ بھی بزور سحر اڑی اور ڈھونڈھتی
ہوئی چلی اب ان زن و شوہر کو بتلاش عیاروں کے جانے دیجیے شمہ حال مہرخ سنیے کہ یہ معہ زلولہ وغیرہ کے
لشکر لیکر روانہ ہوئی بعد قطع مسافت راہ قریب اسی درہ کوہ کے پہونچی کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا کہ افراسیاب
نے مسدود کیا ہے چنانچہ اس درہ کوہ کے قریب ایک ملک ہے کہ نام اس ملک کا ابلیسیہ ہے اور
اس سبب سے اسکو ابلیسیہ کہتے ہیں کہ وہاں جتنے ساحر رہتے ہیں سب ابلیس پرست ہیں شیطان کی

تصویر کو سجدہ کرتے ہیں اور سوا ان کے اور ساحر طلسم کے سامری کو خدا کہتے ہیں اور حاکم اس قلعہ کا شیاطین جادو
نام ایک ساحر زبردست ہے خراج گذار شاہ افراسیاب اور اسکو شاہ مذکور نے یہ درہ سپرد کیا ہے اور روزنامہ میں اسکا
اسطرح لکھا ہے کہ یہ پہاڑ جسکا تذکرہ مسطور ہے منزلہا منزل تک گیا ہے ایک مقام پر دامن کوہ کے نیچے غار عمیق ہے
اسی غار کو دروازہ قرار دیا ہے اور جب غار میں کوئی گھسے تو اندر اسکے پہلے جنگل ملتا ہے پھر ایک صحرائے سبزہ زار میں
گذرتا ہے کہ جسمیں چشمے جھیلیں تالاب ہیں اور باغ سیرگاہ شیاطین ہے پھر اسکے آگے قلعہ ابلیسیہ ہے ساحر مذکور اس صحرا میں قیام
غار بیت رہتا ہے اور یہاں کئی سو کنیزیں اسکی خدمت میں حاضر رہتی ہیں انسے عیش بھی کرتا ہے اور محافظ درہ
بھی رہتا ہے فی الجملہ اپنے مقام پر یہ خاص شیطان پرست بیٹھا تھا کہ طائران سحر اڑتے ہوئے آئے اور خبر آمد
ملکہ مہرخ بیان کی اسنے خبر سنکر درہ کوہ اور اس نواح کے صحرا کو سحر بند کیا اور آپ وہاں سے بزور سحر جانب باغ سیب
چلا شاہ جادوان لعدرد انہ کرنے باغبان کے غصہ میں بھرا بیٹھا تھا اور کسی کو بہر گرفتاری مہرخ بھیجا چاہتا
تھا کہ یہ شیطان پہونچا اور تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ مہرخ معہ لشکر کثیر میرے ملک کی طرف سے آتی ہے
آپ کا کیا حکم ہے آنے دوں یا روکوں افراسیاب نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے اُسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام عمر
اسی صحرا میں وہ باغیہ شکار کھیلا کرے باہر نہ نکلے افراسیاب جوابدہ ہوا کہ آگے تو یہ نمک حرام
ہمارے ستھارے گھر چھپنے کا ارادہ کرتی تھیں مگر اب تو مسلمانوں کی شراکت کرکے معبد جمشید و سیرگاہ
جمشیدی برج سامری باغ زردہشتی سبکے برباد کرنیکا قصد کیا ہے لہذا تمسے جو کچھ انکے لیے ہوسکے اُٹھا نہ رکھو
یہ سنکر شیطان لعین پھرا اور قریب اس درہ کوہ کے آکر ایک مقام پر تنہا بیٹھکر سحر کرنے لگا کچھ عرصے میں حوالی
لشکر مہرخ میں ایک سمت دریا پیدا ہوا اور ایک سمت دیوار کھنچ گئی ایک طرف تو پہاڑ تھا ہی اور ایک
جانب کو بیابان سبزہ خرم ظاہر ہو گیا اس صحرا میں جانور سحر کے اسنے چھوڑ دیے یعنی کاغذ اور آرد ماش کے طائر اور
جانور جو قابل صید کرنے کے ہوں چھوڑے اور آپ اپنے مقام پھر چلا آیا یہاں دوسرے روز مہرخ کوچ کرکے جب روانہ ہوئی
دیکھا کہ ایک طرف دریائے ذخار تھا موجزن ہے موجیں اسکی برابر کوہ کے اٹھتی ہیں اور دور ایک دیوار دودی نظر آتی ہے
کہ سر بفلک کشیدہ ہے حلقہ اسکے آسمان بلند بھی نیلا تھا یا اس خاک دنیا کو چاہ بابل کہنا زیبا ہے دھواں تمام عالم میں
گھٹا ہے یا سر نگوں ہے زوال دنیا میں پہونچا ہے کسی زبان سے ملکی گفتگو نہ کرے ملکہ اسی دیوار کی طرف روانہ ہوئی
کیونکہ راہ اسی طرف تھی دن بھر تمام لشکر رہروی کیا کیا جب یہ دار سیاہ تاب شب معمار قدرت نے خاکدان عالم میں تعمیر فرمائی بیت
نظر خورشید آیا پھر لب بام ہوئی داخل جہان میں تیرہ روز شام بہ شام ہونے سے مقام کیا گرد دیکھا تو جہان سے چلے تھے پھر
اسی جگہ آگئے ہیں یہ سمجھ لیا ہے کہ زمین چرخ کھاتی ہے زلور چشم نے گلندار جادو سے کہا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں سے
چلے تھے ملکہ مہرخ اور نسبکہ نہایت عاقلہ ہے وہ یہ صورت دیکھکر خاموش ہے کہ تمام لشکر بیدل ہو جائے گا
الغرض اسی مقام پر پھر قیام کیا اور رات پھر اندیشہ میں بسر ہوئی جب دوسرے دن مسافر فلک کے مسوری ظلمت
سحر ساحرہ شب سے رہائی پاکر راہ مغرب لی کہ سبیت ہوئی جبہ دم جہان سے رخصت شب بہ نظر مہرخ کو آئی صبح مطلب

دم سحر پھر وہاں سے کوچ کرکے بعجلت تمام تر روانہ ہوئی زیور نے کہا اے ملکہ وہی دیوار پھر نظر آتی ہے مہرخ نے کہا میں
ایسی نادان نہیں ہوں سب کچھ جانتی ہوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سحر سے راستہ بند کیا ہے پھر ہماری تو وہ مثل ہے کہ اوکھلی
میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈر ہم تو ویسے مرنے پر آمادہ پھرتے ہی ہیں وہ البتہ نامرد ہے جس نے کہ چھپ کر سحر کیا روبرو مقابلہ
نہ کر سکا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہہ کر فرمایا کہ چلنا بیکار ہے دن بھر سوائے پاؤں تھکانے کے اور کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ کہہ کر ہر سمت پیک
دوڑانے لگی کہ مقام عمدہ اور پاکیزہ دیکھ کر خیمہ ایستادہ کردیں اسی تجسس میں ناگاہ اس صحرائے سبزہ زار پر نگاہ اسکی پڑی
کہ جسکو سحر سے شیاطین نے بنایا ہے دیکھا کہ زیر دامن کوہ ملکا ایسے شامیانے کھچے ہیں انکے نیچے فرش مخمل سبز کا بچھا ہے
وہ سبزہ ایسا دل فریبندہ ہے کہ مردہ دل اسکو دیکھ کر زندہ ہے گلہائے رنگارنگ جو ٹوٹ کر گرے ہیں تو مسند شجر پر
بوٹے بنے ہیں گلہائے بوقلموں سے تمام درخت لدے ہیں گویا بزم چمن میں گلدستے دھرے ہیں آمد شاہد بہار ہے گلوں
پر غضب کا جوبن اور نکھار ہے ابر سقائی کرتا ہے باد بہار فراش ہے بلبلوں کو عشق گل میں خراش ہے ہزارہا چشمہ اور
بچا پو جاری انجمن بہار کے جھاڑ ہر ایک جھاڑی کنارے چشموں کے مرغابی اور سرخاب اور قرقرے اور بوتیمار اور
پنڈوبیاں اور جانوران آبی پھرتے صحرا میں ہرن پاڑھے چیتل غزال نیل گاؤ وغیرہ چرتے آہو تتائی میں سیر کرتے
طاؤس مست سرگرم خرام ناز پہاڑ کے دروں سے قہقہہ کبک دری کی آواز ہر نخل پہ عالم نور سبزہ رحمت خدا
ظہور کلیاں مسکراتیں تبسم شاہدان رنگین دہن کا رنگ کھاتیں ہر سمت طرفہ بہار عالم اظہار

دیکھا کہ ہے طرفہ دشت گلشن
پتوں کا دلوں کی طرح ہلنا
آئینہ بہار فیض جاوید
یاقوت پہ موتیوں کا عالم

پھولوں سے چمن چمن ہے تزئین
پھولوں کی ہنسی نئی ادا کی
کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید
بلبل کسی گل پہ گرم فریاد

کلیوں کا وہ مسکرا کے کھلنا
خود جان ہوا ہوئی ہوا کی
پھولوں پہ وہ قطرہ ہائے شبنم
قمری بھی کہیں فدائے شمشاد

انداز خرام کبک نیاپانہ طاؤس کا رقص ایک تماشا مہرخ نے اس کیفیت و بہار صحرائے لالہ زار کو دیکھ کر
حکم قیام لشکر دیا اور آپ ملکہ زیور سے فرمایا کہ یہ جنگل قابل صید افگنی ہے آؤ آج شکار کھیلکر دل بہلائیں سب نے
عرض کیا بہت بہتر اور سامان شکار درست کراکر مرکبوں پہ سوار ہوں لشکر سب قیام پذیر ہوا اور یہ سب صحرائے
پر بہار میں پہونچ کر نخچیر زنی کرنے لگیں بازان تیر پرواز کو جانوروں پرند پر چھوڑا اور پر عقاب پیکان کو آہوان دشت
پر کھولا یہ تو اب بادیہ پر فضائے نیرنگ میں مصروف صید افگنی ہیں اور شیاطین اپنے مقام سے شاداں و فرحاں بھی
خدمت شاہ جادوان میں آیا بادشاہ سریر عزت پر متمکن تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور تمام ماجرا معرض بیان میں لایا
اس طرح مہرخ مصروف شکار ہے اور دیوار سحر کے بار میں جاسکتی اب جبتک اسکے لشکر میں غلہ وغیرہ ہے
کھائے گی اور رہے گی جب غلہ ہوجائیگا مارے فاقوں کے کوہ و دشت سے سر ٹکرا کر مرجائیگی لیکن میرے
طور پر رہنے دیجئے آپ خبر نہ لیجئے شاہ نے فرمایا کہ اچھا میں عیاروں کی قید کی فکر کرتا ہوں ساحر مذکور یہ سنکر
پھر اپنے مقام پر آیا لیکن حال مہرخ پھر بیان ہوگا اب حال برق و قران بیان

کیا جاتا ہو کہ یہ تازگی بخش گلشن عیاری و رنگ افزائے بہار بوستان مکاری جب ماہی پر یزاد سے رخصت ہو کر چلے
تو رادشکر پہونچکر بتلاش لشکر مریخ کئی روز تک آوارہ و سرگردان کوہ و بیابان میں رہے آخر ایک درۂ کوہ میں
ٹھٹک کر بیٹھے اور باہم مشورہ کیا کہ کئی روز سے ہمراہ خلط کرکے طلسم میں پھرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ اسیر دام تزویر
ساحران بے پیر ہوں مناسب ہے کہ علیحدہ علیحدہ رہ کر ہم اپنے منزل مقصود ہوں فی الجملہ برق نے صورت اپنی ساحر
ناپاک کی بنائی جھولی اسباب سحر کی گلے میں ڈالی چھاتی پر پیشدور سے تصویر سامری کھینچی پاؤں میں گھنگھرو پہنے
مالا آدمی کی ہڈی کا ہاتھ میں لیا جٹا سر پر باندھی ترسول کاندھے پر رکھا اور درۂ کوہ سے نکلکر روانہ ہوا قران
اسی مقام پر ٹھہرا رہا اور اسنے بھی شکل اپنی اسی طرح ساحر کی بنائی غرضکہ جب برق روانہ ہوا اسنے دور سے ایک
ساحر کو دیکھا کہ یک نگاہ ہر سمت دوڑتا رہا ہے اور کسی کو ڈھونڈتا ہوا آتا ہے پس اسنے بنگاہ اولی اسکو پہچانا
کہ یہ ساحر باغبان قدرت وزیر ہے کس لیے کہ وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا تو عیاروں کا جویا جب نشاندہی
بادشاہ اول اس مقام پر گیا کہ جہاں ایلچی قتل ہوا تھا وہاں سے ڈھونڈتا ہوا اپنے سحر سے نشان عیاران معلوم
کرتا ہوا اس دشت میں آیا چنانچہ برق اسکو دیکھکر قریب اسکے گیا وہ اپنی زد جو سے کہ آیا ہو کہ میں کسی کو اپنے پاس
نہ آنے دونگا اور ہوشیاری رکھونگا اس عیار کو دیکھتے ہی سحر سے معلوم کیا کہ یہ برق ہو اور پکار کر کہا بھائی صاحب تم کہاں
پھرتے ہو ادھر آؤ ہمارے یہاں کھانا کھاؤ دل بہلاؤ پھر چلے جانا برق نے کہا ہم آپ ہی کا دیا کھاتے ہیں سامری
آنکو بہت سا دین اسوقت مجکو بھوک نہیں ہے اسنے کہا واہ واہ دوروز سے تم اور تمہارے بھائی پیاسے پریشان
و سرگردان پھرتے ہیں مجکو بھوک نہیں اچھا یہ بتاؤ تمہارا لشکر کہاں ہے عیار نے جواب دیا کہ صاحب آپکو شبہ ہے کوئی
اور شبہ پھرتا ہو گا میرا مکان تقدیم سے اسی جگہ ہے جبکہ دادا پردادا سب یہیں کے باشندے ہیں باغبان اس
تقریر کو سنکر ہنس پڑا اور کہتا ہوا کہ ایسے عیار و تم بڑے آفت کے پرکالے ہو کہیں چوکتے نہیں برق یہ کلام سنکر
سمجھا کہ اسنے پہچانا مجکو بس قریب تو آچکا تھا ایک بیضۂ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا وزیر بہت ہوشیار تھا بیضہ سیدھا
اڑتا ہوا جانب آسمان چلا گیا اور اسنے جھک کر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اس سے کہا کہ جلد میرے پاؤں پر گر پڑ عیار
دوڑ کر پاؤں پر گرا وزیر نے پھر زمین کی طرف اشارہ کیا کہ ایک زنجیر آہنی زمین سے نکلی اور عیار کے لپٹ گئی وزیر اسکو
کھینچتا ہوا لیکر چلا اس اثنا میں قران بھی درۂ کوہ سے نکلا تھا اسنے قید ہونا برق کا دیکھا اور صورت ساحر
کی تو بنے ہوئے تھا ہی دوڑ کر جانب وزیر چلا ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کوئی پکار رہا
ہے کہ اے باغبان خبردار باش ہوشیار باش قران چھپا سنگ لئے ہوئے ہے یہ سنکر پھرا اور وزیر نے جواب دیا کہ میں خبردار ہوں
تنے غضب کیا جو قریب نہ آنے دیا مجکو کیا آگاہ کیا دشمن کو ہوشیار کردیا یہ کہکر آگے بڑھا اور قران پھر ایک گوشہ میں
بھاگ کر آیا اور صورت اپنی ہنت کی وضع پر تبدیل کی بیراگی ہاتھ میں جما کا جوڑا سر پر گرتا لوہے کے ہاتھوں میں
پہنے کنکو جینان جسم میں اس صورت سے بنکر پھر چلنے وزیر کے گیا اسنے اسکو آتے دیکھکر جو سلیمان سحر کے ہاتھ ڈالا اور قران سمجھ
گیا کہ یہ مجھے پہچان گیا فوراً پکار کر میاں ہمکو دھیکا کیا جو ہاتھ ٹٹولتے ہو وہ کمند گردن میں پھنسائے دیتے ہیں اگر نہیں دیکھتے

وزیر اس کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھنے لگا یہ سامنے سے جست کر کے پھر بھاگا کس لیے کہ یہ دھوکا اسنے اپنے بھاگنے کے لیے
دیا تھا اگر یہ نہ بھاگتا تو وہ بزور سحر پکڑ لیتا غرضکہ اکیلے چو بھاگا دل سے مشورہ کیا کہ یہ وزیر اعظم شاہ جادو ہے جس
جس صورت سے اسکے سامنے جاؤگے یہ پہچان لیگا اور سوائے قید ہو جانیکے اور کچھ نہ ہوگا لیکن کسی مقام پر ٹھہر کر فکر
بلیغ کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور گلشن جادو کی سیر کرنے لگا چمنستان تفکر میں پھرتا تھا اور گلہائے خوش رنگ
سونگھتا تھا مگر کسی میں بوئے مطلب برآری نہ پاتا تھا گلبن خیال کا ہر غنچہ چٹک کر سو طرح بناتا تھا آخر باد مراد نے
گلہائے آرزو شگفتہ فرمائے نسیم امید کامرانی گلستان میں وزاں ہوئی تازہ خیال نے گلدستہ مکاری باندھا فرط عشرت
سے برنگ گل خود شگفتہ ہو کر ہنس پڑا اور لبہائے ہنسے گل کی طرح ہو کر روانہ ہوا صبا کی طرح چلکر ایک کوس اس مقام سے آگے
نکلگیا لیکن راہ چلنے میں بھی یہ کام کرتا گیا کہ جو درخت گلدار پھولوں سے صحرا میں ملتا تھا اسکی ٹہنیاں توڑتا ہوا چلا
گیا کئی سو رنگ کے پھول دامن میں جمع ہو گئے تب کہین ایک مقام سبزہ زار دیکھکر ایک درخت ایسا تجویز کیا
جو اکیلا میدان میں لگا تھا اور مصور آفرینش بہار نے بہت ہی اسکی برابر قلم قدرت سے بنائی تھی باغبان ازل نے سر
تراشی اسکی فرمائی تھی چار طرف سے گرد معشوق کی کاکل کی طرح سبز شاخ قامت اسکا مثل قد نونہالان خوبی
لو ہاسا یا لبان سہی بالائے صنوبر قدان قامت زیبا ایسے بس تناور بہار کو شش عروس شاخ اول زیور گلہائے رنگارنگ سے
آراستہ فرمایا اور دل گرانا پہنا کر بازو جوان چمن تھا اب عروس گلشن بنایا یعنی وہ پھول جو توڑتا لایا تھا درخت پر جا بجا
شاخ شاخ میں باندھے اور اسطرح چمن کے اندر لگی بندش کچھ ایسی کہ درحقیقت یہ ظاہر تھا کہ اسی درخت کے یہ پھول ہین لیکن
اس نیرنگ طراز عیاری نے طرز شگوفہ کاری کلک فکر عالی سے فرمائی تھی کہ ہر شاخ میں دس طرح کی ڈالی لگائی تھی
کوئی پھول سرخ تھا کوئی زعفرانی نگار خانہ ارژنگ مانی و بہزاد سامنے اسکے گرد تھا ہر شاخ سے نیا خسخانہ قدرت
گلدستہ بند آفرینش بنی بنی سے ہویدا اور نیا یہ تماشا کہ ایک پھول ببول کا تو دوسرا املتاس کا تیسرا انگور یا لے کا
چوتھا کنیلے کا اسی طرح گلدوپہر وغیرہ کے طرح طرح کے پھولوں سے تمام چمن لدا تھا عروس نہال کا نیا گہنا مرصع جزاد
عیاری نے بنایا تھا جب یہ نیرنگی ظاہر کر چکا کسوت عیاری سے گرز نکالا عطر بیہوشی تمام درخت پر چھڑکا لباس شام
سحر پہن جاتا کیسا شام باد صبا لپس لیا کہ سونگھ کر اس عطر کی لپٹ دور تک گئی قسمت اس دشت کی چمک گئی گل مرد
مزاج تھے انکو فرحت بھی پھر یہ کیفیت ہوئی کہ تنہ درخت کو جلائے جو سے مندھا اسپر سنگ یشب کی ایک تختی لگائی اور
اسپر یہ لکھدیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا نشیمن ہے کہ وہ چڑیا کے بدن میں ہو کر اسپر بیٹھتے ہین اور گر بال کر کے
ہین اپنے ہاتھ سے یہ شجر خداوند نے بویا ہے ہر پھول اسکا دافع رنج دیتا ہے اور کھڑ جاتا ہے دیکھنے والا اسکے پھول کا
خداوندی کی محفل میں داخل ہو جاتا ہو فرشتہ مقرب کا مرتبہ پاتا ہے نیچے اس درخت کے جو تھا لانا ہو ہمین خداوند کا بیٹا سا پھر اسکو
جو کوئی اسکو آنکھوں سے لگائے وہ سب کو دیکھے کوئی اسکو نہ دیکھ پائے جو کوئی اس جمشید منتر کو پڑھے سب پاپ اور دھبا
دلکی اسکی دور ہو جائے یہ تختی میں لکھکر پھر دامن کہ سبھی لاکر تھا وہ درخت کا بنایا اور ایک لکھی سونے سے منڈھا چشمہ پانی
لاکر تھا اسے بھر دیا اور پانی میں بیہوشی گھول دی اور ایک شیشہ کے جسمے گلاب کا میں لے تھا دیا کہ وہ پانی بھی خوشبودار

ہوگیا پھر کچھ بار گلہائے بیہوشی سے گندھے کسوت سے نکالکر تنۂ درخت میں سہرا باندھا ایک آدھ بار اوپر درخت کے ڈالدیا
اور دو ایک دونے مٹھائی کے تھالے کی جگت پر رکھدیے اور کوسوں تک دشت مہک گیا دشت ختن اس صحرا پر صدقے
تھا اسپر شاداب پھولوں کی وہ رنگینی خوشبو ہر سمت جیسی بھینی بو قلمونی عرصہ بہار رشک دہ نگار خانۂ چینی مشاطۂ نسیم و
سحاب کیا آرائش و زیبائش خوش قامتان معشوقہ گلزار کر سکتے جو اسنے طمع سازی فکر و خرد سے یہ تزئین آماستگی
اسکی فرمائی تھی واقعی طرفہ بہار دکھائی تھی کہ ابیات

جادو ثمر اور برگ اعجاز
ہر شاخ شجر بپے عنادل
ہو جاتی تھیں بار رنگ سے خم

تھا خوب شجر میں کار باریک
رفعت میں تھی برج شاہ منزل
ہر غنچۂ گل بہ زیب فرمان

وہ نخل کہ جسکو باغ سے ناز
نقشہ چمن بہشت کا ٹھیک
شاخیں تھیں یہ نازکی سے تمام
معشوق کا تکمۂ گریبان

یہ نخل عیار مذکور تیار کر کے پھر اپنا رنگ بجا کر دس قدم پر قریب نخل مذکور سے تھا وہاں جا کر آپ چھپ رہا اس
عرصہ میں وہ باغی یعنی وزیر برق کو گرفتار کیے قرآن کو ڈھونڈھتا ہوا جب اس صحرا کے قریب آیا خوشبوی عطر بیہوشی نے
دماغ جان بسایا حیرتناک ہو کر چارسمت دیکھنے لگا ناگاہ اس سحر بعیدی تو عجب تماشا نظر آیا کہ ایک درخت میں ہزار
رنگ کے پھول کھلے ہیں گچھے کے گچھے پھولوں کے لگے ہیں زرد سفید سرخ اودے اور کپاسی دھانی اودیجنی اور شفتالوی
رنگ کے پھول کھلے ہیں خوشبوئیں آتی ہیں جب اوپر سے شجر کے نگاہ ہٹی تنہ پر جو نظر گئی تختی لگی دیکھی بس عبارت پڑھتے ہی
نعلین پاؤں سے اُتار گرد درخت کے چند بار پھرا اور تختی کا آکر بوسہ لیا دماغ تو پہلے ہی بیہوشی کے عطر سے بس گیا تھا
تختی میں بھی عطر بیہوشی ملا ہوا تھا یہ بوسہ لیتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہوگیا نہ پھول توڑنے پایا نہ چشیدہ تر ہونے پایا اور برق
کو بھی یہ زبردست لایا تھا ازبسکہ وہ زنجیر میں بندھا تھا سو جب سے مقفوس میں وہ پھول باپنبہ دافع بیہوشی حسب قاعدہ عیاران
رنگ سکا وہ بھی بیہوش ہوگیا قران دلاور نے یہ دام بچھا کر شکل صیادوں کے دیکھ رہا تھا کب شکار پھنسے اور کب میں
جاؤں انکو بیہوش ہوتے دیکھ کر ہنستا ہوا اچھلتا تانے دو رومال ناک میں رکھ لیے تھا بس قریب پہنچکر چاہتا تھا کہ سر باغیان
پر تیغ مارے کہ زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو جو عقب میں اسکے چلی آتی تھی آپہنچی اور اسنے دیکھا کہ شوہر میرا بے خبر پڑا ہے اور دیکھی
کالیا عیار انتہا کا سفاک ہے تیغ مار رہا ہے یہ دیکھ کر بحواس ہوگئی سحر بھی یاد نہ آیا پکاری کہ ارے واسطے تجھکو اپنے
خدا کا کہ میرا بادشاہی تخت نہ الٹ میرے سر کا چھتر نہ لٹا بے وارث کو نہ مار اور مجھکو بیوہ نہ بنا میں کہتی تھی مورے
شامت غارت گئے سے کہ عیاروں سے لڑنے نہ جانا نا کمبخت اب کیسے چپ اندھا غفیل پڑے ہیں کوئی پوچھے کہ اب وہ ہشیاری
اور خبرداری کہاں گئی یہ کہتی ہوئی جب زیر شجر آئی یہ بھی چھینک مار کر بیہوش ہوگئی لیکن یہ اپنے ساتھ پتلے سحر کے رکھتی تھی سے
وہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے اور انھوں نے پچکاری سحر پانی کی ماری کہ اسکو ہوش آیا اسنے گھبراہٹ میں ہوش آتے ہی
سحر پڑھا کہ قران کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے قرآن نے کہا رہ تو کمبخت میں تیرے خاوند کو تو مار ڈالوں آخر تو پکڑا گیا
ہوں یہ کہکر پھر تیغ تانا وہ سمجھی کہ جبتک میں سحر پڑھونگی منتر ختم ہوگا کہ یہ میاں پاش پاش کر دیگا بس یہ سمجھکر قریب
آئی اور ہاتھ جوڑتی ہوئی پاس آکر قران کو زمین سے نکالا اور کہا مجھ سے قصور ہوا تھا یہ کہتے کہتے پھر بیہوشی نے

تاثیر کی اور یہ پھر چرخ کھا کر چلی مگر کہتی ہوئی کہ اے عیار یہ کیا کیا تو نے کرتب رکھا ہے کہ باتین کرتے کرتے انسان بیہوش
ہوتا ہے یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی پھر تیلون نے ہوشیار کیا اب جو اٹھی تو اس جگہ سے بھاگ کر الگ کھڑی ہوئی قران نے
تتل وزیرین تامل کیا کہ زوجہ اسکی منت پذیر ہے شاید یہ دونون مطیع اسلام ہوجائین تو لشکر کو ہمارے بڑی تقویت حاصل
ہوگی غرضکہ اب جو ساحرہ اس درخت سے دور جاکر کھڑی ہوئی پھر اس خیال سے سحر قران پر کردیا کہ میرے شوہر کو مار نہ
ڈالے اور شوہر کو فرش خاک پر پڑے دیکھکر جانتی تھی کہ اس عیار نے کوئی کرتب اسپر کیا اگر کچھ دیر یہ بیہوش ہین نہ اٹھینگا تو یقین
ہے کہ مرجائیگا لیکن کون ہوشیار کرے وہان گئی اور بیہوش ہوگئی فی الجملہ منت کرنے لگی کہ اے عیار مین تجھکو تیسے چھوڑ کر
قسم کھاتی ہون کہ حتی الامکان مین کبھی دغا نہ کرونگی گر جہان کہین بمقابلہ ساحران طلسم تو اسیر ہوجائے گا تو افراسیاب جادو
سے چھپ کر تیرے پاس آؤنگی اور تیری مدد کرونگی اور ہمیشہ تیری پرستار باطنا رہونگی اور موقع پاکر جان نثاری مین دریغ
نہ کرونگی تجکو واسطہ اپنے دین کا اور صدقہ اپنے پیر پیغمبر کا کہ میرے خاوند کو میرے حوالہ کر مگر بخوشی اور اپنا کرتب اس پر سے
اُتارے جسمین اسکو ہوش آئے اُٹھ کے بیٹھے کھائے پیئے اپنے بیگانے کو پہچانے قران نے جو یہ خوشامد آمیز باتین سنین کہا
کہ تیرا نام کیا ہے اسنے کہا کہ تمھاری لونڈی ہون گلچین جادو مجھے کہتے ہین۔ قران نے کہا کہ تو نے اپنے خاوند کو
پہلے نہ سمجھایا کہ ہم لوگون کا مقابلہ نہ کرے اور اچھا آج ہم نے عاجزی سے چھوڑ دیا اور میرے بھائی بند مار ڈالین گے اور
یہ تو غرور نہ کرنا کہ مین نے قران عیار کو سحر سے قید کرلیا سُن مین نظر کردہ غالب کل مولانا مقتدانا مظہر العجائب والغرائب
مشکلکشا سے عالم ہون مین ابھی کہہ تو سحر سے نکلجاؤن ساحرہ نے کہا اے میان سچ ہے قربان جاؤن انکے نام سے
مولا مشکلکشا تمھارے بڑے زبردست پیر ہین مین نے بھی انکا نام سُنا ہے اور یہ سحر تو مین نے اپنے میان کے بچانے کے
لیے کیا ہے تو مین ابھی اُتارلیتی ہون یہ کہہ کر سحر اپنا اُتار لیا قران نے کہا یہ جو بھائی ہمارا زنجیر سحر مین بندھا پڑا ہے اسپر سے
بھی سحر دور کر اسنے برق پر سے بھی سحر دور کیا قران نے فلیتہ رفع بیہوشی برق کو سنگھایا اور جب اسکو ہوش آیا کہا دماغ اپنا
بند کرو اسنے نتھنون مین روئی دی اور صنعتگری قران دیکھکر عش عش کرنے لگا قران نے بھی فلیتہ دافع بیہوشی جلتا ہوا
لاکر گلچین کو دیا اور کہا ناک اپنی بند کیے قریب اپنے شوہر کے جا اور فلیتہ سنگھا وہ اچھا ہوجائیگا اور کہہ دینا اب لائق
کہ کبھی ہمارا اور ہمارے اُستاد کا اور ہمارے بھائیون کا سامنا نہ کرے نہین تو اب کے گھر مین اسکے گھسکر مار ڈالونگا اور تیری ناک
کاٹ ڈالونگا ساحرہ دوڑ کر قدم پر اسکے گری اور کہا اب کیا مجال جو غلام تمھارا تم سے بے ادبی کرے یہ کہہ کر شوہر کو ہوشیار
کرنے چلی یہ دونون عیار تودۂ کوہ مین جاکر چھپ رہے اور اسنے باغبان کو فلیتہ سنگھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی
اٹھے پوچھا اے بی بی یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تم اس جگہ سے ہٹ کر الگ آؤ تو مین بیان کرون وہ سایۂ درخت سے
علیحدہ آیا اسنے کہا اے میان جو مین کہتی تھی وہی ہوا نہ تم اس طرح چت پڑے تھے اور ایک لحظہ مین اور نہ آتی تو کام
دشمنون کا تمام تھا باغبان نے کل ماجرا سنکر اور وہ درخت دیکھکر ہوش اُڑ گئے کہ کیا عیاری کی ہے اور کس صنعت سے
مجکو گرفتار کیا ہے کہ جیسا میرا نام باغبان تھا ویسے ہی درخت بنا کر مجکو اسیر کیا واہ واہ ان عیارون کے فطرت کا
کیا کہنا یہ تو ثنا خوان عیاران ہے زوجہ نے اسکی اسکے پاؤن پر سر رکھ دیا ہے اور سمجھانا آغاز کیا ہے کہ اے میان

واسطہ سامری جمشید کا کہ اب عیاروں سے مقابلہ نہ کرنا میری ناک نہ کٹوانا سامری کی قسم وہ چلتے چلتے کہہ گئے ہیں کہ میں ناک کاٹ لونگا اور مجھکو بڑا خوف تمھاری جان کا ہے انھوں نے کہا ہے کہ ہم ابکی بغیر مارڈالے نہ چھوڑینگے اے میاں میں نے انکے سامنے قسم کھائی ہے اب تم بھی باز آؤ انکے مقابلہ سے ہاتھ اُٹھاؤ باغبان نے کہا یہ سب سچ ہے کہ وہ ایسے ہی عیار ہیں لیکن مجھ سے نمکحرامی کبھی نہ ہوگی میں شہنشاہ افراسیاب سے کچھ ہی کیوں نہو نہ پھرونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو میں زہر کھالونگی اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگی سنو صاحب شہنشاہ سے مہرخ و بہار وغیرہ سی جادوگرنیاں پھر گئیں اور مقابلہ کرتی ہیں تو انکا شہنشاہ کچھ نہیں بنا لیتے تمھارا کیا کرینگے اے میاں اپنی جان ہے تو جہان ہے باغبان اس عیاری کو دیکھ کر عیاروں کو مان تو گیا ہی ہے گھبرا کر گویا ہوا کہ اے ملکہ میں عجب طرح کے مخمصے میں گرفتار ہوں کیا کروں کیا نہ کروں خیر اب دو چار روز کے بعد تحقیق ان باتوں کا جواب دونگا اور جیسا تم کہوگی سمجھونگا یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک آواز آئی اے باغبان جلد آؤ اسنے گھبرا کر کہا حاضر ہوا زوجہ نے اسکی پوچھا کہ کس نے پکارا اسنے کہا مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ ساحران پکارتے ہیں یہ کہہ کر بہت جلد تیار ہو کر اڑا اور آن واحد میں باغ سیب میں آیا شاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا اور پہلے نے سحر کے سبب گفتگو زن و شوہر کی سنکر عرض حال کیا تھا اور یہ آواز بزور سحر اسی نے دی تھی جسکو باغبان نے سنتی اور یہ سنا تھا کہ اے وزیر آؤ غرضکہ وزیر مذکور خوف بادشاہ سے بسان برگ بید لرزاں بہت جلد ہو بد سحر سامنے شاہ طلسم کے آیا بادشاہ نے بطور تجاہل غصہ کو ضبط کر کے مسکرا کر فرمایا کہ کیوں اے باغبان تم دو چار روز میں بی بی گلچین کو کیا جواب دوگے باغبان نے یہ سنکر تخت شاہی کو بوسہ دیا اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے شاہ میں آپکا ازل غلام ہوں مجھ سے یہ امید نہ رکھیے گا کہ میں نمکحرامی کرونگا کیونکہ میں تخم نہیں ہوں کہ جسکا ثمر حنظل ہو اور وہ گلشن نہیں ہوں جو وقت سیر جنگل ہو از بسکہ بی بی میری ناقص العقل بیوقوف عورت ہے اسکے بہلانے کو میں نے کہہ دیا تھا کہ چند روز میں جواب دونگا بس اے شہنشاہ جاہ اگر یہ اقرار میرا باعث تکدر آئینہ مزاج ہمایوں شاہ عالیجاہ ہو تو امید رکھتا ہوں کہ خلعت عفو سے میں مجلی و مخلع کیا جاؤں شعر

ہم سے گناہ رحم ہے لائق حضور کو	کیجیے معاف ہم ہیں گنہگار آپ کے
ہم سے گناہ جو کہ ہوا وہ تو ہو چکا	اب آپ کیجیے ہو جو سزاوار آپ کے

افراسیاب نے فرمایا کہ اے باغبان میں تجھکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اور ترقی خواہ سلطنت اور بڑا نمک حلال جانتا تھا مگر افسوس ہے کہ تیری زبان سے ایسا کلمہ نکلا کہ اب میں شراکت نمکحراماں چار روز کے بعد جواب دونگا اس بات کا بیشک مجھکو بڑا ملال ہے کس لیے کہ تجھکو کہنا چاہیے تھا کہ میں ہزار بار مر کر زندہ ہونگا جب بھی شراکت ناعیاراں نہ کرونگا ہر وقت خطا تیری تو معاف کی مگر آئندہ جو تیری زوجہ سے یا تجھ سے ایسا کوئی کلمہ سنونگا تو بڑے عذاب الیم سے تجھکو مارونگا اور وہ آزار پہونچاؤنگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اور مردمان دنیا تجھپر افسوس کرینگے اور مجھکو رحم نہ آئیگا وزیر یہ کلمات عتاب سنکر تھرایا اور تخت شاہی کے گرد پھر کر ساتبار تصدق ہوا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک جاہ عورتوں کی نسبت قول بزرگان ہے کہ سعدی علیہ الرحمۃ اگر نیک بودے سرانجام زن + زنان را مزن نام بودے نہ زن + واقعی میری زوجہ نے مجھکو کہیں کا نہ رکھا تھا آپکا کرم میرے آڑے آیا جو اس روسیاہی سے کونین کی میں بچ گیا ورنہ دین بھی جاتا اور نمکحرام بھی کہلاتا اب مجھکو دامن عاطفت خاوندی میں چھپا لیجیے اور میرے گناہ پر قلم عفو

پھیرے بادشاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ اسکو فی الحال دشمن بنانا مناسب نہین پس ہنسکر گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب خطا کے عوض اس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرنا اور مہرخ مسحور سحر ہے یقین ہے کہ وہ اسکی رہائی کے لیے طلسم کو کب آئے اور اب تو وہ بار بار اس طلسم سے یہان آیا کرتا ہے کیونکہ اس ہیدین اسد غازی نے راہ کھولکر آمد و رفت سہل کر دی ہے اب تم جا کر عیارون کو گرفتار کرو وزیر حسب ارشاد شاہ تسلیم کر کے روانہ ہوا احوال اسکا انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا اب مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ مقیدان سحر شیاطین ہر روز سوار ہو کر اسی صحراے سبزہ زار مین جاتی اور شکار و سیر مین مصروف ہوتی ہین جب شام کو بارگاہ مین اپنی آتی ہین ہو وقت اثر سحر کا ان کے دلون سے کم ہو جاتا ہے اور جانتی ہین کہ ہم مسحور ہین اور یہ اس لیے شیاطین نے بوقت سحر بیست کم ہونے کو مقرر کیا ہے کہ مقید اپنے حال پر آگاہ ہو کر اشک حسرت بہائین اور میرا نام ہو کہ باوجود آگاہی میری قید سے رہا نہین ہو سکتے فی الجملہ ایک روز جب شہباز روز نے بہ صید زاغ شب آشیانہ عالم سے پرواز کی اور صیاد لیل نے دام کہکشان مین دانہ انجم کا ڈالکر مرغ سوز آفتاب کو پھنسایا کہ بموجب ابیات

پڑا میدان جھیلا آہوؤن سے
سیاہی شام کی گردون پہ چھائی
شکار خواب کھیلا آہوؤن نے
گیا دن مہر ڈوبا رات آئی

یہ سب صحراے سحر و سیر تماشا سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آئین اور بعد فراغ اکل و شرب ہر ایک کو اپنی گرفتاری کا خیال آیا صداے آہ و نالہ بلند کی اور خدمت مہرخ مین سب سردار آکر عرض پیرا ہوے کہ اے ملکہ ہماری آخر ہم کب تک یہان اسیر رہین گے کوئی تدبیر کرنا آپ کو لازم ہے کس لیے کہ آپ ہم سب کی سردار ہین مہرخ نے فرمایا اگر کوئی سامنے آکر مجھپر سحر کرتا تو اس سے لڑکر نبیڑا کرتی اب تو سواے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ مین آگے کھڑی ہو کر درگاہ خدا مین فریاد کرون اور تم سب آمین کہو اس رات کو اسی طرح تضرع و نیاز بدرگاہ کریم کارساز کر کے بسر کرو شب غم یقین ہے کہ سحر عشرت سے بدل جائے اور نسیم تمنا گل مراد گلشن آرزو مین شگفتہ فرماے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ کیجیے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے باہر ایک میدان مین آئی اور تاج سر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ احکم الحاکمین ہو کر روے عجز بتضرع جانب قبلہ کر کے استادہ ہو گئی اور پس پشت فرزندان نے صف جمائی ملکہ نے دست بہر دعا بلند کیے اور گڑ گڑا کر یہ کلمے زبان پر لائی کہ اے مسلمانون کے خدا و اے اسیرون کے مشکل کشا ہم کو اس بلا سے نجات دے ایجا ہمنے زبانی عیارون کے تیری صفت سنی ہے تو ایسا خدا ہے

نظم

یوسف پہ رہی بہت تباہی
آخر کو ہوئی نصیب شاہی
آخر ہوا ان پہ فضل یزدان
یونس رہے حوت کے شکم مین
ایوب کی کس نے کین دوائین
یعقوب کی کٹ گئین بلائین
اس قید الم سے ہم بھی چھوٹین
بندے رہے تیرے ہین جو حیران
چاہا تونے تو چھوٹے دم مین
قزاق ستم سے ہین نہ لوٹین

یہ دعا انکی قبول ہوئی یعنی لاکہ بیران جو عمرو کو لیکر اپنے مقام پر آئی تو اس شب کو اسے بھی یہ خیال آیا کہ افراسیاب تو ہمارے متوسلین کا ذرا پاس نہین کرتا ایسا نہو کہ مہرخ کو اسنے بعوض قتل الجی کسی آفت مین پھنسا یا ہو پس مجھکو اسکی خبر لینا ضرور ہے یہ سوچ کر پیاسہ تمام خواص سے بحیلۂ آرام رخصت ہو کر بالاے بام فی خواجہ اپنے مقام پر آکر استراحت فرماے ہوے اور ملکہ ہو کر نے سب کنیزون کو حکم دیا کہ تم سب نیچے کوٹھے کے آج رہو مجھکو ایک سحر تیار کرنا ہو خبردار یہان کسی کو نہ آنے دینا کنیزین حکم بجالائین اور ملکہ نے تنہائی پاکر ایک سحر پڑھا کہ روبرو ہوا اسنا ملا

پیدا ہوا اور ایک ہنس جواہر نگار چاند اُڑتا ہوا سامنے آیا زمین پر جواہر و دنا پر کھینچا تھا گلے میں یاقوت کا مالا پڑا سراپا غل عشق
زیبا آراستہ و پیراستہ تھا ملکہ نے دوپٹے کی گاتی باندھی اور جست کر کے اسپر سوار ہو کر یکہ و تنہا جانب طلسم ہوشربا روانہ ہوئی
اسوقت اس عشق لقائے اوج حسن کے جمال کی عجیب کیفیت تھی کہ ماہ تابان سپہر چندان حسن سے اسکے شرمندہ تھا اور فروغ
رخسار درخشان کے زہرہ کا حسن ضیا ماند ہو گیا تھا وہ چہرہ مصفا کی چمک اور ندیسی کی چبن دیکھنا تھا جو کبھی کاہے کو پیر فلک
نے دیکھا تھا اپنے تارے اسپر صدقے اُتارا جاتا تھا اس چاندنی رات میں ایک چاند فلک پر اور ایک نیچے ہوا چمکتا جاتا
تھا ہوا کا صحرا میں سناٹا تھا برے ہوا اس لقیس جسم کا چلنا تھا یا دل رفتار کا دم سالکل رہا تھا ہر ہوا کا رتبہ بڑھا تھا

نظم

بزم عالم میں شمع رخسار کی روشنی تھی

درپیش قیامتیں ہزاروں	انداز نئے نئی ادائیں	کیفیت نشہ جوانی	انداز خمار و سرگرانی
گر سامنے اسکے بدر آیا	عارض کی ہیکت داغ کھایا	کھایا جو کہیں کمر نے لچکا	بہوچا دل دہر میں بھی دیکھا

ہر صحرائے دشت ایام بہار لذت بھری ہوئی ہر کوہ سے ہر رنگ گلزار
رنگ لالہ زار آراستہ تھی ہوئی اپنے طلسم سے نکلکر رفتہ رفتہ اسی صحرا میں کہ جسمین مہرخ اسیری رہائی کی دعا مانگ رہی تھیں پہونچی
وہ صحرا از بسکہ مسحور و مسدود تھا اسوجہ سے ہنس اسکی سواری کا بھی رُک گیا اور اسنے جانب صحرا جو دیکھا تو ایک لشکر گرفتار
پایا اور مردان لشکر کو میدان میں جمع پایا یہ دیکھ ہنس پر سے زمین پر اُتر لائی اور اس گروہ کے قریب آئی اور ہر ایک کو پہچان کر
گویا ہوئی کہ آہ تم لوگ یہاں کہاں مہرخ نے دعا موقوف کر کے تسلیم کی یہ ہر ایک سے گلے ملی اور بارگاہ میں ہمراہ ان کے
آکر بیٹھی حال استفسار کیا مہرخ نے کیفیت بیان کیا کہ کسی ساحر نے چھپکر ہمکو روکا ہے اگر سامنے جاوے آتا تو ہم مقابلہ کرتے اب
بالکل مجبور ہیں برّان یہ ماجرا سنکر فرط غضب سے بسان آتش تند افروختہ ہوئی اور کہا اس افراسیاب نے تمہاری
قضا گویا اپنے ہاتھ میں رکھی ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ میری موت اب قریب آئی ہے یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی پردے ہوا
سناٹا پیدا ہوا اور وہ تخت اُڑتے ہوئے زمین پر اُتر آئے اسپر دو عورتیں بے نیاز چہرہ لباس پر تکلف اور زیور
گرانبہا سے آراستہ و پیراستہ سوار تھیں انھوں نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے انکو حکم دیا کہ اے نسیم تیز رو و اے دختران
صبا شتاب سرداروں کو اور مہرخ کو اپنے تختوں پر سوار کر کے اس صحرا کے حدود سے نکال لیجاؤ نازنینان
مہر پیکر حکم ملکہ بجا لائیں اور سب کو سوار کر کے لیچلیں اسوقت برّان نے ایک نارنج سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ اے زمین
بستہ کھلجا فوراً ایک آواز ایسی پیدا ہوئی اور بجلی چمکی زمین کو تزلزل ہوا یہ معلوم ہو کہ دنیا تہ و بالا ہوگئی جہد زمین
ہنڈولا ہو گیا بعد کچھ عرصے کے راستہ کھلگیا دنیا ساکت ہوئی برّان نے نہیب دی کہ اب جو کوئی مہرخ کا
راستہ روکے گا تو طبقہ اُلٹ دونگی غرضکہ درہ کوہ ظاہر ہوا راستہ نظر آیا دریا اور صحرائے سبزہ زار کا اب
نشان شد ہاں وہ دونوں جادوگرنیاں نسیم وغیرہ تخت اُڑا کر چلیں لشکر میں بھی طبل سفر بجا ہر شخص کمر باندھ کر بطرف
منزل مقصود ہوا اور ملکہ برّان انکو رخصت کر کے ہنس پہ سوار ہو کر پھری اسوجہ سے کہ خواجہ وغیرہ
جمع کو میرے حال سے مطلع نہوں غرضکہ جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو وہ وقت تھا کہ سورہ شب کا حصار اسیران
صحرائے دنیا کے واسطے ٹوٹ چکا تھا در خاور کھلا تھا شاہ مہر تخت فلک پہ سوار ہمراہ نسیم سحر آیا تھا کہ نظم

فلک دیکھیں دکھائے کیا بیان رنگ + کہ بدلا شب نے مثل آسمان رنگ + سحر پھر خنجر خورشید سے کیوں
ہوئی ہے آشکارا آسمان پر + صبح ہوتے ہوتے ملکہ مہرخ کو لیکر وہ دونوں جادوگرنیان درہ کوہ مسدود سے باہر
صحرائے مسور سے نکلگئین بعینہ اور مہرخ کا لشکر بھی سب آکر جمع ہوا ملکہ داخل لشکر ظفر پیکر ہوکر رہرو راہ امید ہوئی براَن
نے جادوگرنیونکو رخصت کردیا اور ملکہ براَن قریب سحر اپنے کوچے پر پہونچکر آرام پذیر ہوئی ادھر مہرخ اپنی فوج لیکر روانہ ہوئی
لیکن افراسیاب بعد رخصت اعیان و زینہار بمزاج مکدر بیٹھا تھا کہ دیکھتے ہوا نوبت و نقارے بجے تمنائی شیپے اور تین
لاکھ ساحر برستے ہوا اژدہا منس پر سوار نظر آئے آگے آگے تخت ہائے سحر پر ایک ساحر اور دو جادوگرنیان سوار تھین یکی
سردار تھین لشکر مین ڈمرو بجتا تھا ناقوس اور گھنٹون کی آواز سے دل دہلتا بڑے تزک و احتشام سے در باغ سیب
پر وہ لشکر اترا اور میدان باغ کے سامنے کا فرودگاہ سب نے مقرر کیا تینون سردار باغ مین آئے شاہ جادوان کو مجرا کیا
بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر فرود ہی شیاطین جادو ہے اور جادوگرنیان ریحانہ جادو و نگار جادو دونون کنیزین مادر ملکہ
حیرت ہین انھون نے حیرت کو گود مین پالا ہے ملکہ مذکور انکو بجائے ماں کے سمجھتی ہے اور سلام کرتی ہے چنانچہ یہ دونون
شہر ریحانہ اور نگارستان کی حکومت کرتی ہین یہ ملک انکو جاگیر مین ملے ہین اب جو انھون نے حال جنگ و جدال
سنا اپنی شہزادی کی مدد کو لاکھ لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئین اور بعد قطع منازل اسی درہ کے قریب پہونچین کہ جو مسدود
تھا از بسکہ یہ حال طلسم کو جانکر درے کو چھوڑ کر قلعہ البیسیہ پر آئین شیاطین نے خبر آمد سنکر استقبال کیا اور
در قلعہ تک خود لینے آیا کیونکہ خاتون بادشاہ انکی تعظیم کرتی ہے غرضکہ باغ مین اپنے لاکر ان کی دعوت کی اور
سبب آنیکا پوچھا انھون نے کہا ہم اپنی شہزادی حیرت پاس جاتے ہین چونکہ درہ کوہ ہمیشہ مسدود ہے اور
تم اس کے محافظ ہو اسوجہ سے تمہارے پاس آئے ہین کہ ہمین راستہ دو اسنے جواب دیا کہ مین نے مہرخ کو اس طرح پر
گروان کیا اب اس کے مطیعون کو چاہتا ہون کہ جاکر قتل کرون اور بہار وغیرہ کو گرفتار کرکے حوالہ شاہ کردون
اچھا تمہارے ساتھ مین بھی چلتا ہون یہ کہکر ایک لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر انکے ساتھ بکر و فر تمام تر روانہ ہوا اور اسوقت
آکر خدمت بادشاہ مین پہونچا الغرض بادشاہ نے انکو اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ تینون کرسیون پر متمکن ہوئے اور بادشاہ
کو اس ساحر کی صورت دیکھکر مہرخ یاد آئی بس حسب آئین پوجا وغیرہ کرکے کتاب سامری منگائی اور اس مین
حال مہرخ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ براَن نے آکر اسکو لیلی اور مہرخ رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف آتی ہے یہ دیکھکر
کتاب بند کی اور شیاطین کی طرف دیکھکر کہا کہ قیدی تو تمہارے چھوٹ گئے اسنے کہا اے شہنشاہ اسپالکن تیرے سوا ہیچمدان
سحر کریکے ان پر امیرون کو نکالدیگا مین ایسی طاقت تو سوائے آپکے کسی مین نہین دیکھتا بادشاہ از بسکہ اول سے رنجیدہ خاطر تھا
اسوقت اسکو جھڑک بیٹھا کہ او بیہودہ وہ ہرسے دھرنا چاہا پھر اسکی حفاظت تو آگے نہو سکی اب یاوہ گوئی کرتا ہے ایک سے ایک
سامری نے بہتر بنایا ہے تو بہین جھگڑا کیا لے جاوے سب چھوٹ گئے اسنے عرض کیا اے شہنشاہ اگر وہ رہا ہوگئے تو مین جاکر انکو پھر
قید کرتا ہون کیا مجال انکی جو آگے بڑھ سکین بادشاہ نے کہا اب وہ اپنے لشکر کے قریب پہونچگئے ہین اب اسیر نہونگے کس لیے کہ انکے
لشکر کے عیار ہر سمت پھرا کرتے ہین اور ساحر کو منزل مقصود تک پہونچنے بھی نہین دیتے راستے ہی مین مار ڈالتے ہین اسنے عرض کیا کہ

میں عیاروں کو پہلے ہی قید کر لونگا شاہ نے کہا بس زیادہ نہ بکو اب تم لشکر لیکر آئے ہو تو ہمیں ٹھہرو سمجھ لیا جائیگا
جلدی کیا ہے بادشاہ کے خفا ہونے سے یہ خاموش ہو رہا اور ریحانہ و نگار تا دیر حاضر دربار رہ کر عرض رسا
ہوئیں کہ کنیزوں کو حکم کیا ہوتا ہے کس لیئے کہ ہمارا ابھی یہی ارادہ تھا کہ اس نگوڑ ماری مہرخ کو جھوٹے پکڑ کے پیش حضور
کے لے آئیں وہ وہی ہو کہ آپ شہنشاہ ہیں آپکا مقابلہ وہ کیا کر سکے گی بادشاہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر ابتو ان
باغیوں نے جمعیت پکڑی ہے تم اب ملکہ حیرت کے پاس جاؤ انسے موجب مہرخ اپنے لشکر میں آکر داخل ہوگی اسوقت
میں حکم لڑنیکے لیئے بھیجدونگا یہ حکم سنکر دونوں اٹھیں اور شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوئیں اسوقت شیاطین نے عرض کیا
کہ میں بھی انھیں کے ساتھ خدمت حیرت میں جاتا ہوں آپ جیسا ارشاد فرمائیں گے بجا لاؤنگا بادشاہ نے اسے
بھی رخصت کر دیا اور یہ تینوں شیاطین باغ سے باہر آکر سوار ہوئے اور معہ تمام لشکر کے دریائے خونخوار سے اتر کر
قریب لشکر حیرت پہونچے ملکہ موصوفہ نے خبر آمد سنکر استقبال کیا لشکر انکا متصل اپنے لشکر کے اتروا دیا بارگاہیں انکے
لیئے آراستہ ہوئیں کئی کوس کے گرد میں تین لاکھ کا لشکر اترا اور ریحانہ و نگار بارگاہ حیرت میں آئیں ملکہ نے
انکو سلام کیا انھوں نے دعا دی کہ بچی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہو جیتی رہو سہاگن ہو وارث جیئے سہاگ بنا رہے
تمہاری اٹریا دیکھکر میاں تیر کسی کا منہ نہ دیکھے یہ دعا دیکر بلائیں لیں گرد پھریں پھر دنگل نیز بیٹھیں ناچ ہونے لگا جام
شراب گردش میں آیا انکی آمد کی خبر طائران سحر نے ملکہ بہار کو پہونچائی یہاں مہرخ بنائی ہوئی عیارہ کے سر پر حکومت کی
بیٹھی تھی اسنے بھی سنا اور ضرغام عیار روانہ ہوا کہ میں جا کر ان ساحروں کو ماروں ادھر ریحانہ و نگار ملکہ سے
رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آئیں اور نگار و ریحانہ سے بہت چھوٹی ہے اور یہ دونوں حقیقی بہنیں ہیں ریحانہ چھوٹی
بہن کو بجائے دختر کے سمجھتی ہے اور جب سے شوہر اسکا مر گیا ہے یہ بہت دلجوئی اسکی کرتی ہے اور وہ ہمیشہ ایک ساحر
پہ عاشق ہو کر غمگین رہتی ہے چنانچہ اسوقت جو بارگاہ میں دونوں آئیں نگار نے کہا باجی اماں میرا تو دم گھبراتا ہے
میں تو سیر کو جاتی ہوں ریحانہ نے کہا بیٹا یہ مقام پر آشوب ہے دشمن سے مقابلہ پڑا ہے صدقے یہی کیا تمنے اپنا گھر بنایا ہے جہاں
پایا وہاں ماری ماری پھریں اب یہاں تو وہ بیٹھو اسنے کہا ابھی تو لڑائی موقوف ہے میں خالی بیٹھ کر کیا کروں نا صاحب میرا دم اکتا کر
نکل جائیگا اور دشمن سے مقابلہ ہے تو کیا میں اسکے لشکر میں تھوڑے جاؤنگی جنگل میں پھر چلکر دو گھڑی دل بہلاؤنگی پھر چلی آؤنگی جنگل میں
کسی کا اجارہ ہے یہ سب طلسم میرے شہنشاہ کا ہے ریحانہ یہ گفتگو سنکر سمجھی کہ جائیگی یہ ضرور کیونکہ اسکی عادت ہے کہ ایک جگہ
ٹکا نہیں لگتی ہے دل سے مشورہ کیا کہ میری بہن شوہر کے غم میں گھلی جاتی ہے تھوڑی مدت کے بعد یہاں آئی ہے پھیر پھار
آنے دو لیکن جنگل میں اسکا اکیلے پھرنا اچھا نہیں عیاروں کا بڑا خوف ہے بس بہتر ہے کہ لب دریا صحرائے سبزہ زار میں فرش بچھا کر
اسکو بٹھا دینا چاہیئے اور خاصہ ساقی اور کنیزیں متعین کرنا چاہئیں کہ یہ اکیلی نہ رہے سب ملازم اسکے محافظ رہیں بس یہ سوچکر اس سے کہا
کہ بیٹا ہوائی دیدہ تو ہمیشہ سے تم ہو اچھا اس شرط سے جانے دیتی ہوں کہ لب دریا فرش بچھا کر جلسہ جماؤ ہر سمت دوڑتی نہ پھرو
میری جان میں تمہارے ہی بھلے کو کہتی ہوں یہاں نگوڑے عیار غضب کے ہیں اسنے مجکو خوف ہے بہن نے اسکی کہا اچھا باجی اماں کیا
معاذاللہ کہیں نہ جاؤنگی ایک ہی جگہ پر بیٹھ کر دل بہلاؤنگی یہ سنکر ریحانہ خوش ہوئی لشکر تو دور تک اترا ہوا تھا اور قریب دریا

قاعدہ جو لشکر کے اترنے کا تھا چنانچہ لشکر سے کوس دو کوس کے فاصلہ پر ایک دریا رواں ہو کنارے اسکے صحرا رشک گلستان ہے متصل اسکے بہار گلوں سے عشرت وہ خیابان ہو اسی صحرا میں کنارے دریا کے فرش ہونے کا حکم دیا گیا ادلسبکہ یہ دونوں اپنے ملک کی شہزادی ہیں تمام سامان عیش و راحت انکے ہمراہ ہے بس ملازموں نے جلد سامان مسرت آرام وہاں مہیا کیا اس بحر کے کنارے جنگل آراستہ ہونے سے دونا حسن ہو گیا ادھر تو بادفراش نے فرش زمردین سبزہ صحن دشت میں بچھایا تھا ادھر فرش قالین گلدار کا فراشوں نے آراستہ کر کے سطح غبرا کو لالہ زار بنایا ادھر مصور بہار نے تصاویر گلہائے بوقلموں سے صفحہ بیدا کو اثر رنگ مانی کیا تھا اس جانب نقاشی فرش رنگین گلکاری شیشہ و آلات پر تو یلی سے ورق طبق ارض نگارخانہ چین ہوا تھا انکو ہمائے رنگین ہا میں چھوڑے گئے جو شب کو ستاروں کی طرح چمک دکھائیں قمقمے درختوں میں لٹکا دیے جو صحرائے اخضر میں مثل انجم فلک زبرجدی شمع ماہ کو زمین برج سنبلہ میں ستارے آئے ہوئے نظر آئیں لب ساحل کشتیاں شراب ناب کی لگا دی گئیں لبجامے کے قمقمے اڑانے کا وقت قریب آیا گلدستے سامنے مسند کے رکھدیے زیرانداز بہا جھاڑ ان بجری آن بان کے لگا دیے یہ سامان عیش و نشاط اس جگہ مہیا کر دیا جسکا یہ نقشہ تھا نظم

وہ دشت جو دشت دلکشا ہے — جس دشت میں خلد کی ہوا ہے — نخل و گل و بلبل و صبا چست
مے نوش ازل تھے جا بجا چست — ہر برگ ہرا تازہ ہر شجر سبز — سبزے سے تمام دشت سبز
جو پھول ہیں قدرت خدا ہے — جو سبزہ ہے خضر رہنما ہے — گل میکش بادہ جوانی
کرتی تھی بہار باغبانی — دریا کی وہ ہر طرف روانی — تھا آب حیات پاکہ پانی
اس دشت میں واہ ری وہ مجلس — تھا جس سے فروغ چشم نرگس — وہ صاف بچھا تھا فرش بلور
بیٹھے جو وہاں زہرا اٹھے حور — ہر ساغر بادہ ہمسر گل — تھی ہر لب سے جواب بلبل
شیشوں کی چمک گلوں کا جوبن — سبزہ زاروں کے گرد مرغ گلشن — خدام و مصاحب وار اکین
پہنے ہوئے جامہائے رنگین — ارباب نشاط سب فراہم — باجوں کو خوشی میں ساز باہم

القصہ جب یہ دونوں ہر جنگل کی سیر کر کے مع زنان انیسوں او جلیسوں کو نگار ایکے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوئی اور اس مقام فرحناک پر آکر لب ساحل مسند پر جلوہ گر ہوئی اور سیر دریا اور صحرا کرنے لگی اس وقت مغنیان خوش نوا کا گورنگی تانیں اڑاتا بھلا ہر دم باقی عجب سہانا وقت گرمی مجلس گرما گرم ساقی ہنگام غروب بعد صبح بنارس سے بہتر وہ سر پردہ زرد دھوپ کا عالم جنگل میں شنگرف و زعفران کا جوبن دکھاتا آفتاب بیاق سپہر کا کاخ دہر کی دیوار میں آئینہ سا نظر آتا جانور بسیرا لیتے مرغ چہکار تے چہچہے کرتے ایسے مقام فرحت بیز پر دور شراب ناب و جلترنگ چنگ و رباب کا یہ عالم دکھاتا تھا کہ خاطر روزگار کو لبھاتا تھا نظم

تھا جام شراب مست کا ہاتھ — چلتی تھی ہوا شراب کے ساتھ — تھا خضر کہ سبزۂ گلستان
نہروں میں رواں تھا آب حیوان — گانے کا تھا شغل بزم معمور — چھڑتے تھے قریب دور سے طنبور
پاکھوں کو طیور چومتے تھے — مستی سے درخت جھومتے تھے — اس ہنگام فرحت و سرور میں وقت

آیا کہ صحرائے فلک میں فنا دیل انجم کو فراش قدرت نے منور روشن فرمایا اور ہر سبزہ زار سنبلہ فلک خسرو ماہ آیا زہرہ نے ترانہ خوش سنانا چاہا کہ نظم

بہار شام آنکھون مین پھر آئی | ہر اک کے مند پھر آنکھون مین آئی | نظر کی سوے صحرا خوش ہوا دل
جمی ساحل پہ میخوارون کی محفل

رات کو فراش مہتاب نے فرش چاندنی بزم عالم مین گسترده کیا ہر طرف پھولون کی خوشبو آنے لگی صحرا مین سناٹا ہوا ہوا سے سرد نے دلون مین جوش وحشت پیدا کیا یہ عالم ہوا ابیات

گل مست طیور بوستان مست | بلبل سے زیادہ باغبان مست | سب بزم نشین تھے نقش دیوار
شبنم سے تھے اشکبار اشجار | کیون مست نہو ہر اک صنوبر | دیتی تھی بہار لالہ ساغر
غنچون کے تھے شاخ سے اشارے | تو کاہکشان ہے ہر ستارے | اس بہار کی سیر مین تھی سیر شیشے

کہ بعد ہارنے باغبان وزیر کے قران و برق اپنے لشکر کی طرف چلے آتے تھے یہان تک کہ اس صحرا مین جہان جلسہ ہو رہا ہے پہونچے اور دور سے ٹھہر کر تمام کیفیت دیکھی پھر اپنے لشکر مین داخل کر ملکہ بہار وغیرہ سے ملاقات کرکے حال قتل ایلچی اور مہرخ وغیرہ بیان کیا بہارے آثار یجانہ ونگار کا سنکے کہا برق نے حال لشکر کہا کہ ملکہ مین نے سبزہ زار مین جلسہ ساحرون کا دیکھا ہے یقین ہے کہ یہ وہی ساحرہ ہے جسکا ذکر تم نے کیا ہے بس جب یہ مقابلہ آپکے کریگی تو آپکو زحمت ہوگی مین جاکر انکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اور کنارے دریا کے آیا از بسکہ وہ دریا جسکے کنارے ساحرہ ٹھہری ہے بہت دور تک ہے ایسا کہ لشکریان مہرخ بھی بجرے پانی لیتے ہین بس یہ عیار جب کنارے اسکے پہونچا سیرچشمہ ملکہ بہار کی طرف کے مقرب ہے اس سے ایک موذنکی طلب کرکے اپنی صورت ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی بالکل شہزادی مہرخسار دیوقار معلوم ہوتا تھا جیسے آفتاب بیدار تھا بلکہ خورشید کو شرماتا چہرہ وہ اسکے جمال سے کیا آنکھ ملائے شرماکر نقاب ابر مین منھ چھپائے غیرت سے بحر مغرب مین ڈوب جائے اس روے تابان کو شمع جو دیکھے رشک حسن سے تھرائے اسکے عشق مین ہمیشہ سینہ سوزان رہے چشمہ چشم مین تری آجائے چہرہ بے نظیر مین بالائے بینی الف ابرو لبان کمان کشیدہ جیسے تحریر مین الف آفتاب سر مہ ہوتا ہے زلف چلیپا کے سامنے شب تار کا سوادورہ ہوتا ہے رخسار پر گرکر زلف کا آنا اور گیسو کا لہرانا قرص مہ پہ ابر کا چھا جانا تھا جوڑا جو پیچ باندھا تھا مشک نافہ تھا مانگ کا جو بین بالون مین یون ہویدا جیسے ظلمت مین آب خضر پیدا نہین نہین بلکہ یہ مین اوہ نمودار رات کو کہکشان کا اظہار جبین غیرت بخش بدرمہ نور کی سامنے اسکے کیا قدر رخسار پر خال سیاہ کا جون پامیدان تاتار مین پڑا ہوا مشک نافہ ختن وصف دہن مین دہن کھولنا بیجا ہے یہ عقدہ بھلا کس سے حل ہو ابرو کلام مبہم اس نکتہ کا عالم مین شور ہے جسپر پیسا ہوا دل مورہے لب لعل یاقوت کی جون خندہ قوت روح ودماغ جون غرضکہ سراپا اسکا بے نظیر یہ اسکی تصویر

نظم

خورشید سے جبینا ہے میدان | بالون کی صفت بہت ہے مشکل | جبتک کہ نہ منھ شگافت ہو دل
یہ شام کو خط استوا ہے | رکھی ہے سپر پہ تیغ عریان | یا یہ کہ تھے مانگ کہا ہے
سنی سے صورت صفا ہے | دونون رخ صاف باغ امید | گویا ہے قران ماہ و خورشید
مضمون کہان ہین ایسے زیبا | آئینہ قدرت خدا ہے | کیا اسکا رقم کرون سراپا
نظارہ کرے جو چشم تحقیق | کس طرح سے آن بان لکھے | مقدور کہان کہ شان لکھے
تب میرے کلام کی ہو تصدیق

اس شکل وشمائل سے آراستہ ہوکر

حجرے پر فرش عمدہ بچھا کر شست ہاتھ میں لیکر سوار ہوا اور ایک ماہجبن سے کہا کہ سحر سے صورت بدلکر مورنکھی پر بیٹھے اور کھیتی ہوئی چلے ماہجبن حسب ارشاد عمل میں لائی اور مورنکھی رواں ہوئی اس چاندنی رات میں پری کا شکار پایہ تابان حسن کھیلتی روانہ تھی مورنکھی ہوا کی طرح سن سن چلی جاتی تھی یہاں تک اسی مقام پر پہنچی کہ جہاں نگار لب ساحل جلسہ جمائے بیٹھی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک شہزادی مورنکھی اڑائے جاتی ہے سمجھی کہ یہ طلسم تو بہت بڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعہ کی شہزادی سیر دریا کو نکلی ہے بس اسکو بلانا چاہیے اور صورت بھی ایسی پیاری ہے کہ جس سے تیری محفل کمرہ دق ہو جائیگی ازبسکہ یہ ساحرہ حسن دوست بہت ہے تاب لا سکی کھڑی ہوگئی اور آگے بڑھکر پکاری کہ ہین ذرا ٹھہرو اس پیم خوبی نے کچھ جواب نہ دیا اس سے اسکا اور اشتیاق زیادہ ہوا اور پھر پکار کر کہا اف رے غرور آپکا اور غصہ ہم پکارتے ہین اور آپ جواب نہیں دیتین لے صاحب ذرا ٹھہرے اپنے حسن پر مغرور نہ ہو جیسے بوا ہم کوئی رذیل نہیں ہین اپنی جگہ کی شہزادی ہین قربان آپکی بے اعتنائی کے ہم جانتے ہین کہ پھر ابھی آپکا ہے مانگے کا نہیں ہو آپ شہزادی ہین لیکن اتنا غرور سامری کو پسند نہیں کہ منھ ہی سے نہیں بولتے یہ خلاف انسانیت ہو ذرا ٹھہر جاؤ کیا ہرج ہوگا اس قلزم جمال نے اسکے کہنے پر بھی کچھ جواب نہ دیا جب تو اسکو غصہ آیا اور گھٹنون بھر پانی مین اتر گئی اور ماتھے پر ہاتھ برسم سلام رکھا۔ اس بحر حسن نے جواب سلام دیکر کہا کہ بہن مجھکو معاف کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون ورنہ تم سے ضرور ملاقات کرتی یہ کلام جو اسنے سُنے اور زیادہ جسارت تکلم ہوئی بولی کہ زندگی اتنی باتین نہ بناتی تو کیا ہوتا کیا تمھارے شکن کسی کے نوکر ہین ہم میان خفا ہون گے دیر کیا ہوتی ہے ایسی باتین مین بہت جانتی ہون تم مجھکو کیا چنگیون مین اڑادگی مین تم ایسی دس کو راہ بتاؤن لو صاحب ہمارا تو اس پیار سے بلانا اور آپکا یہ اترانا جیدا تو ناک چوٹی مین گرفتار کیون ہے اتنا بھی نہ کھا آدمی مجھکو اچھا نہیں معلوم ہوتا ذرا یہان آجا چاندنی کا جلسہ دیکھکر اور [illegible] ہم تم ساتھ بیٹھین گے ذرا ہنسین گے بولینگے اور ہمارا کیا کام ہے مجھسے عیار نے یہ گفتگو سنکر تیوری چڑھا کر [illegible] مین انکو جواس پکڑ دو عقل کے ناخن دو بھلا مجھ سے تم سے کہان کی جان پہچان ہے جیا تنا جلد پھسل پڑین مرے پیچھے ہو گئین بلا کی طرح چمٹ گئین واہ واہ چلے کی خوبی بندگی خردی سب اس دریا مین ڈوبی نگوڑی مین کیا جانون کہ تم کون ہو تمھین میرے روکنے سے کیا مطلب مین اپنی راہ جاتی ہون تمھین کیا معلوم کوئی کس کام کو جاتا ہے کس کام کو نہیں تم سے کوئی کیا بتائے تم تو لپٹ پڑین کہ یہان آؤ یہان آؤ لے بی ذرا تمیز سیکھو [illegible] جورو [illegible] نے کہا ماشاء اللہ کیا فر فر زبان چلتی ہے جیسا دکا کا نشا ہو گئین ہماری تو یہ محبت او چاندنی اور آپ [illegible] آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین آپ کو خود تمیز نہیں ہے آدمی سے آدمی ملتا ہی ہے مین نے پکارا [illegible] بی آدمی کو آدمیت لازم ہے تمکو اتنی تو انسانیت نہ آئی کہ مین پانی مین تمھارے لیے اُتر آئی اور تم نہ ٹھہرین ہان ہان سچ ہے تمھارا کوئی منتظر ہوگا اسکا پاس کروگی ما پیر اسامری کی قسم مین نے اول جلول اور جلد باز زندگی نہیں دیکھی خیر اچھا ہے اپنے منتظر کی جہان اتنی دیر ہوئی شاق وہان لمحہ بھر اور سہی تمکو اپنے چاہنے والے کی قسم تمھین بانچ دیدون کی قسم ذرا ٹھہرتی جاؤ بھی آگے جائے تو ویسے ہی پہونچین اس گوہر محیط خوبی نے جواب دیا کہ لے واہ تم تو خوب نکلین لاؤ مین لے بی میرا منتظر تمکو اکرون ہو گا

یہ تم ہی ایسی اماتی ہو کہ جنگل میں منگل کر رہی ہو یہ کہو کسی کے انتظار میں یہاں آکر بیٹھی ہو مجھکو بھی یہی راہ سکھایا چاہتی
ہو سو یہ میری جان بخیریت ہے بندی ایسے بھرّے میں نہیں آنے کی یہاں جمشید کی قسم میرا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے
کبھی اتنی دور اکیلی کاہے کو آئی آج شامت جو آئی ادھر نکل آئی میں کمبخت کیا جانوں اندھیرے اجالے نکلنا میرا دیدہ ایسا
ہوتا کاہے کو ہے کہ غیر جگہ آ کر پڑ دون اسوقت ٹکا حال ساری جانتے ہیں بوٹی بوٹی میری کانپ رہی ہے جب گھر پہونچوں تو زندگی
دوبارہ ہو جانے کہا اے بی یہ باتیں نہ بناؤ یہاں کوئی غیر نہیں ہے ہم بھی ملازم شہنشاہ کے تم بھی انکی رعیت کسی آدمی کی بھی
طاقت نہیں جو ہم سے آنکھ ملائے تم خوف نہ کھاؤ اتر آؤ ہماری جان کی قسم زیادہ نہ ٹھہرنا مجھکو بھی جانا ہیں کوئی پاجی
نہیں ہوں کوہ ریحانہ نگارستان کی شاہزادی ہوں اسنے جواب دیا کہ تم سچ کہتی ہو لیکن بڑے بھیا کی طبیعت بہت خراب
ہے وہ اگر سن لیں گے تو مار ڈالیں گے نگار نے کہا آؤ بھی چلی بھی آؤ عیار کو تو ترنا منظور رہا ہی بعد تکرار بسیار مونگیچے اتر
اسنے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لیجا کر بٹھایا ساقی نے جام دیا اس نازنین نے شرما کر جام ہاتھ سے رکھدیا اور نیچی نگاہ کر کے بیٹھی
نگار اسکا حسن و جمال دیکھ کر فریفتہ ہو رہی تھی اسکی گردن میں ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہنے ہیں تمھیں شرم بہت آتی ہے
تم یہاں میدان میں بیٹھو میری باجی اماں پاس یعنی ریحانہ کے پاس چلو اس عیار شوخ طرار نے جھجک کر کہا اے بی
کیوں مجھکو دیوانہ بناتی ہو ناصاحب وہاں مردانہ ہوگا کیا تم میری آبرو کے پیچھے پڑی ہو ساری کی قسم ابا جان تو خیر بڑے بھیا
اگر یہاں کا ٹھہرنا سن پائیں تو میرے ٹکڑے اڑا دیں تمھیں معلوم نہیں کہ میرا کیا حال کریں نگار نے یہ تقریر سنی اور چپ ہو رہی لیکن
اسکو تاب کہاں پھر بولی کہ لے بہن تم بہت آدمیوں میں شرماتی ہو تو چلو وہ جو سامنے سبزہ زار ہے ہم تم چلکر بیٹھیں یہ عیار
اس کلام پر چپ رہا اور وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھی مگر مستفسر ہوئی کہ تمکو کچھ گانا بھی آتا ہے اسنے کہا گانا رونا سب کو آتا ہے بس
یہ سنکر خواصوں سے کہا کہ ستار اور باجا ان لیکر چند آدمی میرے ساتھ آؤ کنیزیں یہ حکم عمل میں لائیں اور یہ کچھ دور جلسہ کے
مقام سے آکر لب ساحل بیٹھی اور کشتی شراب طلب کی اور اس نازنین سے کہا کہ میں باجا بجاتی ہوں تم گاؤ جب وہ چھیڑ دگانے میں
تم کو شرم آئیگی یہ تو ہاتھ کا کام ہے اسنے اسکے اصرار سے ستار کے تاریں درست کر کے اس طرح بجایا کہ درخت کو مست بنایا کہ

نظم

سنتے ہی وہ نغمہ تھی کہاں تاب
ہونے لگا دل میں خود بخود درد
نکلی بھی تو لب سے واہ نکلی

ہر چشم پر آب چاہ سیماب
جامے سے ہوئے سب اپنے باہر
پروا کے ساتھ آہ نکلی

ہوش اڑ گئے چہرہ ہو گیا زرد
ہاتھ اٹھ گئے ہلگیا کبھی سر
نگار محو ہو کر تعریف کرنے لگی کہ اور

جام شراب سے لبریز کر کے قسمیں دینے لگی کہ تم مجھے پیو اس حیا نے جام لیکر لبوں سے لگایا اور منہ بنا کر کہا یہ
شراب بہت تیز ہے میرے کام کی نہیں میں اپنے نشہ کی چیز پاس اپنے رکھتی ہوں یہ کہکر ایک قلم شراب کی کمر سے
نکالی اور کہا دیکھو یہ شراب ہم پیتی ہیں پھر اس شراب کو گلابیوں میں ملا کر ایک جام بھر کر نگار کو دیا وہ بے وسوسہ
پی گئی اسنے ایک ایک جام اور جو جو عورتیں تھیں انکو دیا کہ یہ سب پی گئیں اور کچھ عرصہ میں مع نگار ہر ایک بیہوش
ہو گئی عیار نے خنجر نکالکر بے وسواس پہلے نگار کا سر جدا کیا پھر اوروں کو قتل کرنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا ساحر
جو الگ ٹھہرے ہوئے تھے غل سن کر دوڑے اور ادھر ریحانہ کو بھی خیال آیا کہ بہن میری دیر سے

گئی ہے مین بھی جا کر دیکھون بس اُڑ کر چلی اور اسوقت آ کر پہونچی کہ برق جادوگرنیون کو مار رہا تھا اسنے آتے ہی سحر پڑھا کر برق بجسم و حرکت ہو گیا اور یہ زمین پر چھوتری بہن کا اپنی سر جدا پایا پس اپنا گریبان پھاڑا اور نعرہ آہ مار کر پچھاڑ کھائی پھر لاشہ ہمشیر سے لپٹ کر بین کرنے لگی کہ لئے میری ناشاد و نامراد بہن ہائے مین کہتی تھی کہ تو سیر کو آگ لگا میرا کہنا نہ مانا لے مینا مجھے اکیلا کر گئین لے بہنا اپنی جھنڈ رہی پر یہ آفت تنے لی میری کمر توڑ گئین ابھی تنے دنیا کا کیا دیکھا تھا ہائے مجھ دکھیا کو موت نہ آئی لے مینا اپنی نہ بچھی کی نہ میری کہنی ہائے مجھ سے ایسی بیزار ہو گئین کہ اب منہ سے نہین بولتین افسوس اب کسی بات سے تمھین مطلب نہین لے مینا سیر کرنے جاؤ اے فرزند اب مجھ سے ضد کر کے اٹھلا و میری گود مین مچل جاؤ بھیرہ چپکے چپکے مجھ کو کوسو پھر روٹھ کر مجھ سے الگ جا کر بیٹھو ہائے اب تم نہ کچھ کرو گی تمھارا احوال ہو کر نظم

نقولیم کمر، تو اسے جانی | نذر کردہ کتاب زندگانی | سوتخت کہ بوریا برابر
بیگانہ و آشنا برابر | تربت پہ چڑھاؤ گل انہین کیا | ٹھکرا کے چلے جو کر دی اچھا
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک | تن خاک ہر ایک آرزو خاک | دنیا کی طمع نہ حرص دولت
اک عالم بیکسی و غربت

الغرض روپیٹ کر لاش بہن کی اٹھوا کر برق کو گرفتار کیے اپنی بارگاہ مین آئی اس عرصہ مین خنجر آفتاب سے عیار روز نے سر ساحر شب کا جدا کیا اور نقش زنگار انجم کو ضیائے مہر نے مٹایا نظم

نظر جسدم پڑی نور سحر پر | نظر آئے گریبان چاک کیسر | ادھر تو رنج و غم کا یہ سبب تھا
ادھر مہ کو بھی داغ ہجر شب تھا

صبح کو تمام ساحر لشکر کے اور سردار و غیرہ حیرت کے اسکی بارگاہ مین جمع ہوئے اور بڑی دھوم سے لاش نکالی اٹھوائی رسم تعزیت ادا کی دن بھر اسی رنج و الم مین ہر ایک رہا جب فلک پر نبات النعش بصورت جنازہ ظاہر ہوا اور عالم سواد شب سے سیاہ پوش نظر آیا ابیات

اندھیر اچھا گیا نظروں مین کیسر | ہر ایک ساحر کا دل تھا رنج سے خون | کہ جب جھکا سرتا ان فلک پر
ستواب قتل ریحانہ کا مضمون

یعنی سرشام اسنے برق عیار کو قفس مین بند کر کے سامنے اپنے رکھ لیا اور نعرۂ غضب نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے طبل جنگ بجا اسنے کہا کہ تمام لکھو امرنکا عوض مین اپنی بہن کے کام تمام کرونگی پھر اس عیار کو بڑے عذاب سے مارونگی الغرض جب اسکے لشکر مین نفیر سحر کی جا بجا سرکاران ہونے سامنے بہار و غیرہ کے جا کر خبر عرض کی ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی غلغلہ لشکر مین برپا ہوا تیاری حرب اور درستی آلات جدال ہونے لگی صدائے طبل رزم جب صبا عمام عیار نے سنی یہ برق سے بھی پہلے پھر عیاری روانہ ہو القابس اسوقت گھبرایا کہ تو مدد رفتے پھر رہا ہو اور کچھ ہو نہین سکتا برق نے جاتے ہی فیصلا کیا آج تو بھی صبح نہ ہونے دے کہ ساحرہ لڑ کر تیرے لشکر کو تیغ ہو بجائے بس اسی فکر مین ساحر جنا ہوا لشکر جرارین مین پھرنے لگا اتفاق ہو رنگا رہے کیفیت سنیے کہ ملکہ حیرت نے اپنی وزیر زادی یاقوت جادو سے کہا کہ تم مع چند سردار و نکے کھانا لیکر ریحانہ کو میری طرف سے جاؤ لسنے کل سے غم ہمشیر مین کھانا نہین کھایا ہو سمجھا کر کھلاؤ یہ حکم سنکر یاقوت و سحر نگار و شیاطین وغیرہ چند سردار خوانہائے طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوئے حیرت نے صرصر عیارہ کو بلا کر فرمایا کہ تو بھی کھانے کے ساتھ جا ایسا نہو کہ کوئی عیار دست اندازی کرے عیارہ بھی عقب سرداران بانہ عیاری کے بہن کر روانہ ہوئی اور راہ مین

ضرغام نے ان سب کو جاتے دیکھا پہلے تو ساحرون کو دیکھکر چپ رہا مگر کھانا وغیرہ جاتے دیکھکر سمجھا بیشک اسکے
ہمراہ کوئی عیارہ بھی ہوگی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ صرصر کو آتے دیکھا بس ایک مقام تنہا پر جب صرصر پہونچی یہ جھپٹ کر
قریب گیا اور کہا اُستانی جی بندگی صرصر نے ہر چند یہ صورت بدلے ہوئے تھا مگر پہچانا برا بھلا کہنے لگی کہ تیری استانی کے
منھ کو جھلسا اور تیرے اُستاد کو گہری گور مین ڈالون نگوڑے تو اپنی بدذاتی سے باز نہین آتا ضرغام نے کہا استانی تم خفا
نہ ہو جاؤ کہ آج تم سست کیون ہو اسنے کہا تیری ایسی تیسی کی تو بھی کیسے جاتا ہو اُستانی جی تیری کون الزادی فاحشہ ہے
اسنے کہا اچھا بتاؤ اُستاد نے یہ عیاری کسی کی عیدونے یہ سنکر خیال کیا کہ شاگرد طلسم کوکب آگیا بس یہ سوچکر کہا وہ ہمارا اُستاد
تیر لگا یہان آیا اسنے کہا واہ آپ ایسی غافل ہین وہ آکر گود مین لیا چاہتے ہین تمھے کھڑے ہین یہ سنا تھا کہ اسنے ٹھہر کر پیچھے کیطرف
دیکھا عیار نے کمند کا حلقہ گردن مین پہنایا وہ اطرف پھری تھی کہ اسنے حباب بیہوشی مارا وہ چیخ کھا کر گرا چاہتی تھی کہ
اسنے چادر عیاری مین اسکو لپیٹا اور لیکر بھاگا اور جنگل مین لاکر ایک غار مین اسکو ڈالکر خوب بیہوش کرکے پیراہن اُسکا لے کر
آپ پہنا اور آپ اُسی کی صورت بنا نیمچہ تولتا ہوا اور کمند کے پھیے دوش پر ڈالے جست و خیز کرتا روانہ ہوا اس عرصہ
مین یاقوت وغیرہ کھانا لیے بارگاہ ریحانہ مین آچکی تھین کہ اسنے بھی لوگون سے دریافت کرکے بارگاہ مین اپنے تئین
پہونچایا یاقوت نے پوچھا کہ اے صرصر تم کہان رہ گئی تھین اسنے کہا بضرورت حاجت کو ٹھہر گئی تھی یہ کہکر وہ لوگ جو کھانا لیکے آئے تھے
ملازم اور مزدور وغیرہ ان سب کو باہر نکالدیا کہ مجھکو حکم ملکہ کا ہر حفاظت طعام ہے تم مین عیار نہ ملکر چلے آئین وہ سب
اسکے کہنے سے چلے گئے اور اسنے سب خوانون سے مہرین توڑکر کھانا دیکھنا شروع کیا ادھر ریحانہ نے یاقوت و شیاطین وغیرہ
کی تعظیم کرکے صف ماتم پر بٹھا کر بعزت تمام سمجھایا پہلے تو سب نے پرسا دیا پھر آخر ایک نے دوسرے کے منھ سے آنچل ہٹایا اور باب
نصیحت وا کیا کہ سنو میری جان ہمیشہ کوئی جیا نہین جس نعمان کا بیٹا کیا اُسنے رونے کو ضرور دیکھا سوائے صبر کے
چارہ نہین ملے ریحانہ ملکہ حیرت نے اپنے سر کی قسم دی ہے اور فرمایا ہے کہ مین بھی کھانا نہ کھاؤنگی اگر وہ نہ کھائیگی بس
مناسب ہے کہ اپنی شہزادی کا کہنا مانو کھانا نوش کرو ادھر تو یہ سب فہمائش مین مصروف ادھر عیار یعنی صرصر نقلی نے تمام
کھانے مین بیہوشی ملا دی آخر ریحانہ کھانا کھانے پر راضی ہوئی اور یاقوت نے دسترخوان طلب کیا عیار مذکور نے
دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اور سب نے کھانا شروع کیا جب پانی طلب کیا عیار ہی نے پانی بھی بیہوشی آمیز پلایا ریحانہ کی انیسین و خیر
[illegible] اُنکے طعام ترک کیے ہوئے تھین اُنھون نے بھی کھانا کھایا کھاتے ہی ہر ایک بیہوش ہو گیا عیار
نے ملازمون کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ اندر نہ آنا اسوقت دربارگاہ کا کمرہ دیکھکر خنجر کھینچکر پہلے ریحانہ کا سر جدا کیا اسکے مرتے ہی
برق جو قید تھا اُسپر سے سحر اتر گیا اور قفس کی کھڑکی توڑ کر وہ بھی نکلا اور جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی مگر اس جلدی
مین صورت کیا بدلی جائے اسنے دھوتی باندھ چادر منھ سے چھپا بدن پر زخم کے نشان بنا کپڑون پر خون چھڑک کر
انھین بیہوش شدہ لوگون مین اپنے تئین پہونچایا اور لیٹ رہا یہ اس لیے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل مچا تھا تو
جانتا تھا کہ ساحر لشکر کے یہان ضرور آئینگے پس مین ٹھہر رہون اور کچھ کام کرون غرض ادھر تو مرگ ساحرہ
[illegible] غلغلہ بلند ہوا ادھر عیار نے جلد جلد چند ساحرون کے سر کاٹے شور زیادہ بلند ہو ساحر جو

باہر تھے اُنمیں جو بہادر تھے وہ تو بارگاہ کی طرف دوڑے اور باقی ملکہ حیرت پاس دوڑ گئے وہ منتظر ملکہ یاقوت کی بہن
تھی کہ ساحروں نے آکر فریاد کی چیخیں پکارے کہ ہائے ملکہ غضب ہوا وہاں سب مارے گئے ملکہ مذکورہ یہ خبر سنکر گھبرائی اور
بزور سحر اُڑکر چلی یہاں ضرغام نے سوڈیڑھ سو مصاحبوں ریحانہ کے سر کاٹے تھے اور یاقوت دندیدا دی کا سر کاٹ کر
شیاطین کے سینہ پر سوار ہوا تھا کہ ایک برق چمکی یہ سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس جست کرکے سراچہ فراکے بھاگا اور وہ برق
آمد حیرت سے چمکی تھی چنانچہ وہ بارگاہ میں اُتری اسکے ساتھ چند خواصیں اور زمرد بہن یاقوت کی تھی اور باہر سے
جو ساحر کہ دوڑے تھے وہ بھی اندر بارگاہ کے آئے اور سب نے ایک سیل خون بہتے دیکھی صدہا ساحر کی گردن جدا جسم
سے پائی زمرد نے اپنی بہن کو مقتول دیکھکر گریبان چاک کیا اور بین کرتی ہوئی لاش سے دوڑ کر لپٹی کہ ہائے میری ماں
جائی اے میری ساتھ کھیلی تو نے میری کمر توڑ دی ہائے اس بہن کو موت نہ آئی ہائے میں ناشاد زیر امروہ دیکھنے کو
جیتی رہی افسوس یہ کیا غضب ہوگیا اے آج کہیں کا ساتھ چھٹ گیا غرض یہ تو بین کر رہی تھی کہ برق جو زخمی ہوا
تھا اسنے لیٹے لیٹے کمند ماری کہ حلقے اسکے گردن وکمر میں زمرد کے پیچیدہ ہوئے اور یہ گھبرا کر سحر پڑھنے لگی اور دھڑن
تنک کمند سے نکلی اور بھاگ کر فرط خوف سے الگ کھڑی ہوئی ہائے ڈر کے گھگھی بندھ گئی ساحر کہتے ہوئے کہ اے کیا ہے
اے کیا ہو بس آگئے برق سمجھا کہ اب تم پکڑ جاؤ گے بس لوٹ مار کر ایک قنات پاس ہوکر چاک کرکے باہر نکل گیا یہاں
ہزارہا مشعلیں روشن ہوگئیں کون تھا کون تھا شور مچا حیرت نے باران سحر برسایا کہ جو ساحر قتل نہ ہوئے تھے انکو ہوش آیا
شیاطین بھی اٹھا کیفیت سے واقف ہوکر گویا ہوا کہ اُنکے لشکر میں یہاں نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ میں آیا
اور طبل سفر اسی وقت بجاکر کوچ کر گیا اور کہتا گیا کہ میں اپنا عوض مہرخ سے لیتا ہوں کیونکہ عیاروں سے جیتکر اپنا کام کرنا
چاہیئے غرضکہ وہ ساحر اپنے لیکریہ تر چلا گیا اور حیرت لاش زمرد ریحانہ پر خوب روئی پھر سب لاشوں کو اٹھوایا اور ملکہ صورت نگار
بھی قتل ہونے سے بچ رہی تھی اسنے جاکر مصور سے یہ سب حال کہا اس مردود نے جواب دیا کہ میں سب تصویریں
عیاروں کی کھینچ چکا ہوں کچھ ہی کسر باقی ہے اب ان سبکو ارذلنا انجلا دیکھا ہی ہنگامہ برپا ہا حیرت روتی ہوئی لاشیں
اٹھوا کر بارگاہ میں آئی ادھر عیاروں نے جاکر بہار وغیرہ کو جملہ حقیقت سنائی وہاں جو طبل بندی کیا تھا تیاری ہوئی
تھی وہ موقوف رہی دلاوروں نے لشکر کھولڈالا اسی معرکہ میں شب بھی تمام ہوئی روح تیرہ ساحر افق جسم عالم سے نکلکر راہ گریز
اختیار کی اور تیرگی بسان تیرگی سحر دنیا سے روان ہوئی کہ بیت کہ جب شب کی برہمی پیراز سلی رہ فروغ صبح نے کی جانکی
وقت سحر مہرخ نقلی دربار میں آئی سب سردار بھی زیب دہ کرسی دنگل ہوئے اور جب سنا کہ برق وقران آئے ہیں اور
حال مہرخ اصلی بیان کیا ہو کہ اسی طرح ملکہ کو کب میں ملکہ مذکور گئیں نہیں اب تخم وخدم تشریف لایا چاہتی ہیں یہ حقیقت
سنکر سب سردار جانتے ہیں کہ یہ مہرخ اصلی نہیں ہو اور ادھر مہرخ جو سحر سے شیاطین کے رہا ہوکر روانہ ہوئی معہ تمام
لشکر کے آتے آتے اپنے لشکر کے قریب پہونچی ایک منزل پر ادھر دیدہ گوہ میں بارگاہ استادہ کرائی اور لشکر کو حکم قیام
دیا اور آپ ایک شقہ بنام سرداران لشکر فتح اثر لکھا مضمون اس کا تھا کہ ما بدولت و اقبال بصد جاہ و
جلال مقام پر پہونچے ہیں اب داخل لشکر فیروزی اثر ہوا چاہتے ہیں چاہیئے کہ بمجرد دیکھنے شقہ خاص خفض

اختصاص کے تاج و تخت لیکر معہ اسباب تزک و جلوس شاہی چند سوار برسم استقبال حاضر بارگاہ عالی ہون اور مورد الطاف خسروانی اپنے تئین کرین یہ شقہ طارسحر کو دیکر روانہ کیا یہان سب دربار مین بیٹھے تھے کہ طار شقہ لیکر آیا ملکہ بہار نے وہ شقہ لیکر پڑھا اور مہرخ نقابی کی طرف دیکھکر مسکرائی عیار بھی سب موجود تھے انکو وہ شقہ دیا انھون نے اسکو پڑھکر مہرخ نقابی سے کہا کہ یہ تمہ ملک کو کتنے ہمکو بھیجا ہی اسکے جواب دینے کیلیے آپ تنہائی مین کچھ مشورہ کرنا ہو الگ تشریف لایئے وہ سنکر ایک صحنچی مین علٰحدہ آئی عیارون نے اس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر چلی جاؤ سرکار سے تنخواہ تمہارے بسر اوقات کو ملیگی یا اس لشکر مین حمل در سردارون کے رہکس بنے کہ مالک سلطنت اب تشریف لائی ہین یہ سنتا تھا کہ وہ بہت خفا ہوئی اور کہا کہ لے بے ادبان ہے شرط کہ تمکو اس گستاخی کی سزا دلواؤن تم نہین جانتے ہو کہ مین مالک لشکر ہون میری جناب مین ایسے بیہودہ کلام تم کرتے ہو عیار سمجھے کہ اسکو نشۂ سلطنت کا پڑ گیا اور فرط عیش سے دماغ مین خلل آگیا ہے خیر ہمنے تو چاہا تھا کہ اسکو رتبۂ عالی پر پہونچا دیا ہے اب اسکو آزار نہ پہونچے مگر نا چاری ہے بس یہ سمجھکر اسکے منھ پر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام عیار نے تاج شاہی اور قبائے فرمانروائی اسکے جسم سے اُتار کر اسکا وہی پرانا لباس جو وہ اول مین پہنے ہوے تھی پہنا دیا اور پشتارہ مین لپیٹ کر لشکر سے دور تر صحرا مین لاکر پشتارہ سے کھول کر لٹا دیا اور بوتل دافع بیہوشی ناک کے پاس رکھکر آپ لشکر مین چلا آیا وہان کچھ دیر کے بعد وہ ضعیفہ ہوشیار ہوئی آنکھ کھلتے ہی وہ خواب وحشتناک دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے جلد آنکھین بند کر لین دماغ بوے حکمرانی سے مملو تھا پکارنے لگی کہ کوئی حاضر ہے وہان جواب کون دے صحراے لق و دق اور بیابان وحشت زا اسنے پھر پکارا کہ لے بہار و محمودوالے فلان فلان کیون تمھاری شامت آئی ہے کہ میرے کلام کا جواب نہین دیتے ہو ارے کوئی ہے لیجائے انکو اور سزا دے اس کہنے کی بھی کسی نے سماعت کی اسوقت پھر للکاری کہ لے بدا زمان بدولت کچھ تمکو تاب شاہی کا ہراس نہین جو تعمیل حکم مین فرق کرتے ہو غرض تا دیر یہی صورت رہی کبھی اٹھکر بیٹھتی اور آنکھین کھولتی تو درختان صحرا کو سرداران لشکر اور سنتری سمجھتی اور سبزہ کو فرش سبز مخمل کا تصور کرتی ساقی کو پکارتی اور کبھی چلو منھ سے جام کی طرح لگاتی اور غٹ غٹ کی صدا بلند کرتی ابیات

روان اسما خواص کی زبان پر　　جو تھین خدمتگزار سکی ما بیر
ابھی سے مجکو بھولین تم غضب ہے　　نہین معلوم کیا اسکا سبب ہے
مین مہرخ ہون یگانی بادشاہ ہون　　سراپا نور ہون ظل خدا ہون
یہ کہتی تھی کہان ہو پاس آؤ　　مجھے پھر صورتین اپنی دکھاؤ
شہنشاہ زمان میرا لقب ہے　　مرے زیر نگین یہ ملک سب ہے

فی الجملہ یہ سودائے خام اور تصور ناتمام جب کچھ کم ہوا تو آنکھین پھاڑکر چار طرف اسنے نظر کی تو سمجھی کہ عیار مجکو صحرا مین چھوڑ گئے ہین اب سریر جہانبانی پر بیٹھنا غیر ممکن ہے یہ سوچ کر اسنے ایک پتھر اٹھا کر اپنے سر مین مارا کہ سر پھٹ گیا اور یہ تڑپ کر ہلاک ہوئی چلیے فرصت مشد خس کم جہان پاک ادھر مہتر قران نے چند ساحر اپنے ہمراہ لیے اور دو تین پلٹنین اور رسالے بھی ساتھ چلے تاج شاہی تخت حکمرانی پر رکھکر جلوس اور اسباب تزک لیکر مہرخ کے استقبال کو روانہ ہوے

ہر بوق کی تھی صدا قیامت　　بیدار تھے مردے زیر تربت　　جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
طوطی مہ و مہر اچھالتے تھے　　وہ تخت کہ مثل تخت جم تھا　　تسلیم کو آسمان بھی خم تھا

باجون کی تھی صدا مبارک | یہ تاج و نگین شہا مبارک | سجکر چلے پلٹنین رسالے
تھے جان کے کافرون کو لالے

یہ تو اس طرف چلے اور مہرخ انتظار آمد جلوس مین اتری ہوئی کہ شیاطین جو کوچ کر کے چلا تھا اسنے درہ کوہ مین اسکو اترے دیکھا کیونکہ منزل پر تو یہ اتری ہی ہوئی تھی اس کے راستہ مین اسکا لشکر پڑا غرضکہ ساحر مذکور نے اسکو دیکھکر قصد رزم کیا مگر کچھ سوچ کر لشکر اپنا اور راہ سے جانب لشکر ابلیسیہ روانہ کر دیا اور آپ چھپکر سحر پڑھا کہ سامنے لشکر مہرخ کے دیوار پیدا ہو کر حد تک کھنچ گئی اور اول مرتبہ کی طرح ایک طرف بیابان ایک طرف صحرا سے سبزہ زار پیدا ہو گیا شیاطین جب یہ سحر کر چکا لشکر حیرت مین پھر آیا کہ یہ مقام قریب حرم تھا ملکہ حیرت غم مین اپنی کھلاڑیون کے مبتلا تخت پر بیٹھی تھی کہ یہ آ کر پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ غمگین ہون مین نے مہرخ کو اس طرح مقید کیا ہے اب جبتک کہ مین زندہ ہون کوئی اسکو چھڑا نہین سکتا حیرت جواب دہ ہوئی کہ اسکے مددگار بہت ہین وہ مقید نہ رہیگی تم جاکر اسکو مار ڈالو اسنے کہا اچھا مین شہنشاہ سے پوچھ لون تو جاکر مار ڈالون یہ کہکر وہان سے باغ سیب مین گیا اور بادشاہ کو مجرا کر کے تمام ماجرا عرض کیا کہ ملکہ کی رائے قتل مہرخ کو کرنے کی ہے آپ بھی اجازت دین بادشاہ بھی حال مرگ ریحانہ وغیرہ سنکر رنجیدہ بیٹھا تھا بے تامل گویا ہوا کہ اچھا زیور اور گلزار کو رہنے دینا مہرخ کو جاکر مار ڈال یہ حکم سنکر اسنے تسلیم کی اور پھر چلا جب دریائے خونروان کے پار اترا اتفاقاً راہتہ برق بالادوی کو ادھر آیا تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر دل مین کہا یہ ملعون خیمہ مین ہمارے ہاتھ سے بچگیا اب بن پڑے تو مار ڈالو بس یہ بھی بطور خفی پیچھے پیچھے اسکے چلا کچھ دور چلکر وہ اڑا عیار بھی اس طرف کہ جدھر وہ اڑا جاتا تھا نہایت تیز روی سے روانہ ہوا یہانتک کہ ساحر مذکور اسی دیوار کے قریب جو اسنے بنائی ہے پہونچا اور دیوار کے ادھر چلا گیا برق دیوار سے ہٹکر ایک جگہ چھپ رہا وہان مہرخ شقہ روانہ کر کے بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آ کر عرض کیا اے ملکہ ایک دیوار سامنے لشکر کے کھنچی ہے دریا بھی ہے صحرا بھی ہے شاید ہم پھر مسحور ہوگئے یہ خبر سنکر ملکہ گھبرا کر باہر بارگاہ کے آئی دیکھا تو واقعی سیہ بختی نے بلندی پائی ہے دیوار سیاہ اٹھائی ہے بنیاد ستم کسی ماجوج منش نے ڈالی ہے نئی آفت ڈھائی ہے ورنہ مردانہ وار مقابلہ نہین کرتا نامرد ہے جو ایسی دیوار چھپتا ہے نہایت درجہ خستہ رخنہ پرداز ہے جو آرزو اردی ہی مین قصر نہین کرتا ہے غرضکہ ملکہ ایسا کچھ دلمین سوچ کر دوسرے سمت چلی اسطرف دیکھا تو ستارہ قسمت کا برج آبی مین آگیا ایک دریائے زخار موج مارتا ہر حباب بسان چشم دشمن آنکھین دکھاتا ہے ملکہ ادھر سے جب تیسری جانب قدم زن ہوئی تو بیابان پرخار کو غیرت بخش بہار پایا فی الجملہ آفت و نحوست نے منہ دکھایا لشکر مین تلاطم پڑ گیا ہر سمت یہ ہنگامہ تھا کہ بتقاضائے ابیات

جوان ہر ایک غصہ مین بھر اٹھا | برابر زخم ہر دل کا ہرا تھا | کوئی کہتا تھا بیشک اب ہارا
بڑا آیا ہے گردش مین ستارا | بلا شک رنج آئیگا کوئی پیش | چبھیں گے پھول دلمین صورت نیش
کہان سے یہ بلا بیوقت آئی | بری ساعت مقدر نے دکھائی | بعض ساحر جو زبردست تھے وہ

پرواز پیدا کر کے اڑے اور دیوار سے ادھر نکلنا چاہا لیکن ممکن نہوا اگرچہ اڑ کر اسی طرف گرے یہ سب تو اس ہنگامہ مین ہین لیکن شیاطین جو دیوار پھاندکر اس طرف آیا یہ صحرا دو رنگ ہے وہ ایک مقام تنہا

مین آکر بیٹھا اور راگیاری کر کے تا دیر سحر پڑھتا رہا یہان تک کہ مہرخ کے چھنے بیر جادو کے تھے اُنکو اپنے قبضہ مین کیا
ملکہ مذکور تو غافل کھڑی تھی کوئی سامنے ہوتا تو مقابلہ کرتی اسنے بخوبی کام اپنا کر کے پرواز کی اور سر ملکہ پر آکر قصد ایسا
ملکہ کا لیان نے یہی تھی کہ وہ چپک کر گرا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا گلزار و زنبور وغیرہ معہ چند ساحرون کے لینا لینا کہکر
اُڑے مین اور ناریج و ترنج بھی لگائے مگر چیلے سے مسحور محصور یہ سب ہین اسپر تیجہ ان کے افسون نے اثر نہ کیا اور نہ یہ
اسکے قریب پہونچ سکین اور وہ دیوار کے اسطرف نکل آیا لشکر مین پس دیوار غوغا عظیم برپا ہوا ایسا کہ ادھر برق
عیار جو ٹھہرا ہوا تھا اسنے بھی سنا اور گھبرا کر جو اوپر دیکھا تو مہرخ کو پنجہ ستمگار مین پایا عیار مذکور نے اتنی دیر مین کہ جتنے عرصہ مین ساحر
ملکہ مذکور کو پکڑنے گیا تھا اپنی صورت مثل ایک سردار شیاطین کے بنائی تھی کیونکہ یہ اسکے سردارون کو دیکھ چکا تھا سوقت
امین سے جس کسی کا نقشہ خوب یاد تھا اسکی ایسی صورت بنا اسلیے کہ ساحر جسکو دیکھ بھی لیگا تو یکایک مجکو گرفتار نہ کریگا المختصر
ملکہ کو اسیر سر پنجہ ظلم ساحر ستمگر جو اسنے دیکھا عقب ساحر مذکور یہ بھی چلا اور ساحر نے یہ سمجھ کر کہ یہان سے لشکر اسلامیان
قریب ہے مبادا اس مجرمہ کو مین قتل نہ کر سکون کوئی اسکا مددگار ساحر یا عیار آجائے یہ سوچکر سناٹا بھرے بعد قطع مسافت
راہ اپنی زمین حکومت مین آیا عیار مذکور بھی اسکے پیچھے پیچھے بطور مخفی نہایت تیز روی سے چلکر ساتھ ہی پہونچا اور
الگ ٹھہر کر جو دیکھا تو اس ساحر کو ایک غار مین کود جاتے دیکھا یہ ٹھہرا رہا اور بعد لمحہ کے یہ بھی قریب اس غار کے آیا مگر
اسکو وہ غار نہ دکھائی دیا کس لیے کہ یہ غار دروازہ قلعہ المیسیہ ہے اور حال اسکا اول مین بیان ہو چکا بس جب کوئی ساکن
شہر آتا ہے غار ظاہر ہوتا ہے باقی ناپدید ہو جاتا ہے غرض عیار مذکور یہان کے ساکن شہر کی ایسی صورت تو بنے ہوے تھا
پکارا کہ اے محافظان غار کیا آج مجکو راستہ نملیگا یہ صدا دیتے ہی پھر وہ غار ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر اسمین کود گیا اور زنادیر غلطان
و پیچان رہا آخر تہ پر پاؤن لگا تو دیکھا ایک صحراے سبزہ زار ہے ہر طرف پھولونکا انبار ہے ہزارہا چشمہ و چکا پہ جاری
سرگرم اہتمام بہار و بہاری ایک طرف باغ پر بہار رنگا نظر آتا ہے دم باد صبا کی زبانی اپنی سرسبزی کی خبر عالم مین پھیلاتا ہے
دشت مین بھی گلستان سے زیادہ لطف بہار ہے جو گلزار و کلفہ طرحدار ہے ہزارہ ہزار تختہ گلہاے خوشبودار کا لگا ہے
کہین نسترن کی جا یاسمن کسی کسی سمت دیلا ہے سرخی گلون کی رمانی یاقوت ہے یا ہر قوت روح مجروح میجون یاقوت ہے
سبز شاخ مین سرخ پھول کا رنگ نیا جوبن دکھاتا زلف سنبل سے مانگ مین شاہد چمن کی سیندور بھرا نظر آتا ہے زمین وہان
کی ہمسر آسمان تھی کثرت گلہاے منور سے لیکر راہون کی شاخ کہکشان پر از انجم درخشان تھی نالہاے بلبل پر گل
شوخی دکھاتے ہنسکر اسکو شرماتے غنچہ مہذب ظریف تھے جو چپکے چپکے مسکراتے داغہاے لالہ کی بہار داغ دل عاشقان
کی کیفیت ظاہر طرفہ تماشا کہ خزان مین بہار آشکار کہ بموجب

نظم

ہر گل تھا چمن مین صاحب زر
چشمک زن لالہ نرگس مست
آرائش بوستان ہے سوسن
خیری سے تمام باغ کی سیر

ہر برگ زبان شکر داور
ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی
طرار ہے وہ زبان ہے سوسن

ہے ایک سے ایک بڑھ کے تر دست
بو غنچون مین نافۂ ختن کی
شبو کی بہار قابل سیر

اس دشت رنگین مین دوسری بہار یہ کہ لالہ زمان کا مجمع ہر سمت گل لالہ کھلا

صحرا نظارا صحرا اندر کا اکھاڑا نظر آتا پریزادان سمن پیکر و گلفام مصروف عیش و نشاط ہر جانب گرم ہنگامہ انبساط لب جو
فرش دیبا و پرنیان گسترده مسندیں آراستہ صدہا نازنین غرق دریاے جواہر برنگ اشجار صحرا الگ گون زیور سے لدی
نیچے درختوں کے گلون کی طرح شگفتہ خاطر دکھلاتیں ہر ایک حسن میں بے نظیر سراپا نور کی تنویر بلکہ حور کی تصویر ہر سمت
بازی کنان پھرتیں کوئی چھلی چھلیا کھیلتی کوئی دس گھر بچھاے بازی کر رہی کسی کو چپیپی کا شوق کسی کو گنجفہ کا
ذوق روح عاشقان انکے گنجفہ کھیلنے پر نثار بہ محبت یہ کہے ہر بار ع گنجفہ تیرے کھیل کے میر کیا غلام کو۔ ان
خوش قامتوں سے علٰحدہ ایک نہر کے کنارے فرش تکلف پر مسند آراستہ تھی اور ایک نازنین جسکو ہر گوہر خوبی و
یم حیا یاں حسن و محبوبی اس مسند پر جلوہ آرا تھی نہر بھی چشم حباب سے اسکی صورت دیکھتی ہر صدف گوہر اسپر سے نثار
کرنے لاتی آفتاب اسکے رخسار کا پانی میں چمکتا ستارہ قسمت مردمان آبی چمکا ہوا آفتاب فلک پانی میں [illegible]
لیتا اٹھا یا اسکے عکس رخسار کے گرد پھر کر تصدق ہوتا تھا زلف مشکین اسکی سواد ملک ختن نہیں ہیں جن کا ہے جسپر دل
تنگان عالم کا غش ہے سبزہ رنگ پر زلف سیاہ کا ہونا واقعی سبزہ زار میں کالی گھٹا کا چھا جانا تھا پیشانی پر اسکے
کندنا گویا تھا عنوان دفتر حسن لکھا ہوا تھا لوح جبین پر تصویر ساری کھنچی تھی پیشانی نویس ازل کا ئنات نے فرمان حسن پہ
بڑی خوش عنوانی سے پیشانی بنائی تھی ما بین دو ابرو ٹیکا سیندور کا دیا مہندی لگی دائرہ اطاعت میں خوبان عالم کو
لانے کی ہوس سر چڑھی ہوئی آنکھیں غزالان دشت ختن کو چوکڑی بھلائیں شکار شیر دلوں کا فرمائیں طرفہ تماشا یہ
سیاہی و سفیدی چشم کا کاوش کرنا یہ بازیگری دکھاتا کہ جنبش کو تماشا رہتا اور تماشا کو جنبش کر دکھاتا انقلاب دہر سے
لیل و نہار کا ساتھ گردش کرنا غرضکہ وہ زیبان سر تا پا حسن میں بے نظیر سراپا اسکی زیبائی کی نسبت تقریر نظم

ابرو کو کوئی کمان کہے کیا	یہ بل ہے اگر تو حسن دریا	شمشیر زنی میں دونوں ہیں طاق
قبضہ میں ہے ان کے جہان آفاق	آنکھوں کی صفت میں ذہن قاصر	ابھار رنا کہوں کہ ساحر
سرمہ بگلو گر سخنور	خود ساقی و خود شبیہ ساغر	بینی کہ ستون طاق ابرو
زیبائش ہر رواق ابرو	کہیے اسے موج چشمۂ نور	یا طور پہ ہے یہ شعلۂ طور
القصہ وہ سر سے لیکے پا تک	اک شعلۂ حسن تھی بلا شک	برق نے اس جلسہ کو دیکھ کر اپنے

تئیں مخفی کیا اور ایک طرف کو دیکھا کہ بہت سے ساحر ملازمان غیاطین آبدار خانہ اور میخانہ و باورچی خانہ وغیرہ
میں مصروف کاروبار ہیں کس لیے کہ ساحر مذکور ہمیشہ اسی صحرا میں براے حفاظت درہ کوہ مسعود رکھتا ہے یہ صحرا اسکی
سیرگاہ اور یہ نازنین جسکا ذکر بیان ہوا اسکی معشوقہ ہے مگر وصل سے اسکے انکار رکھتی ہے ملکہ خمار چشم جادو نام ہے یہ
ساحر ہمیشہ اسکی خاطر داری میں مصروف رہتا ہے اور اسکو راضی کرنا چاہتا ہے برق راہ کترا کر باورچیخانہ کی طرف آیا
ایک باورچی کو پکارا کہ ارے میاں ذرا یہاں آنا باورچی نے کہا کیوں اسنے کہا میں بھی جا کر لیے دیتا ہوں کہ وہ کہتے
ہیں کیوں یہ کہکر آگے بڑھا باورچی سمجھا کہ یہ کچھ پیام سرکار کا لایا ہے ایسا نہ ہو کہ خفا ہو کر جائے اور سرکار کی خفگی
مجھپر آئے یہ سمجھ کر دوڑا کہ ٹھہریے تو میاں کچھ دور جا کر تھم گیا جب یہ قریب گیا ہاتھ پکڑ کر کہا بھائی ادھر

اکیلے مین آؤ تو مین کہون تمھاری چغلی کسی نے کھائی ہو کر کھانے مین تمنے زہر ملانیکا قصد کیا تھا باورچی گھبرا گیا ایک
جھاڑی کے پیچھے عیار کا ہاتھ پکڑے لایا اور کہا صاف بیان کر دو عیار نے نہ کچھ کہا نہ سنا ایک طمانچہ اسکو مارا ہاتھ بیہوشی
آلودہ تھا وہ طمانچہ کھا کر بیہوش ہو گیا اسنے اسکو تو جھاڑی مین چھپایا اور کپڑے اسکے لیکر اسی کے ایسے نقشے پر تیار
ہو کر باورچی خانہ مین آیا اور مصروف کار ہوا ادھر شیاطین جو صرخ کو لیے یہان قریب اپنی معشوقہ کے ہو نکلا مگر کو
بجنس و حرکت کر کے کنارے نہر کے ڈالدیا اور آپ معشوقہ پاس پہنچا اسنے دو ایک جام شراب کے دیے جب دماغ اسکا بادہ
تاب سے گرم ہوا اٹھا کر صرخ کا سر کاٹکر شہنشاہ پاس لیجاؤنگا اسوقت معشوقہ اسکی پگڑی کر واہ صاحب تمنے خوب
مجھکو جنگلے مین لاکر ڈالدیا اور آپ دو دو دن غائب رہتے ہو لو صاحب ابھی آئے ابھی پھر چلے مین نے رات سے کھانا نہین
کھایا ہو گا تمھین اسکا بھی خیال نہین سلونے یہ کلمات شفقت آیات جو مجھ سے سنے نہایت خوش ہو کر اسکو گلے سے
لگا لیا اور کہا اے جانی وائے مایۂ زندگانی مین اس بکرامہ کا سر کاٹ رہی تو کھانا کھاؤن سر اسکا شہنشاہ پاس دیے
نہ جاؤنگا کسی کے ہاتھ بھیجدونگا پھر باطمینان تمام بیٹھکر داد عشرت دونگا اس معشوقہ نے کہا کہ پھر ملیہ پھر مین کہین بھاگ
نہ جائیگی کھانا کھا لو تو جو تمھارا جی چاہے وہ کرنا یہ سنکر ساحر نہ کر سکا خاطر یار سے دار ٹھہر گیا اور کھانا طلب کیا بکاولی
نے دسترخوان لاکر بچھایا برق نے تھوڑے سے کباب زہر آلودہ کیے اور ایک پلیٹ مین لگا کر سامنے لایا ساحر
معشوقہ کے کھانا کھا رہا تھا کنیزین مگس رانی کر رہی تھین کہ اس نے آکر عرض کیا حضور کباب مین نے بڑے تکلف
سے تیار کیے ہین دیکھیے گرما گرم ہین نوش فرمایئے ساحر نے پلیٹ اس سے لیکر سامنے رکھی اور ایک کباب توڑ کر
کھانا چاہا اسوقت کنارے نہر کے ایک تڑاقا ہوا برق تڑاقا ہوتے ہی نکلے پاؤن بھاگا اور کنارے سے نہر کے ایک
تیلی نکلی اور پکاری کہ اے شیاطین بغیر ہمارے تو کبھی کوئی چیز ابھی نہ کھاتے تھے آج یہ کباب اکیلے اکیلے کھانے لگے ہان
سچ ہے ان کبابون مین زہر بھی تو ملا ہو گر مثل چلی آتی ہے کہ دوست بغیر زہر کی چیز بھی نہین کھاتے یہ کہکر وہ تیلی
تو غائب ہو گئی اور ساحر نے کباب پھینک کر کھانا لینا اسکو جو یہ کباب لایا تھا برق پہلے ہی سے بھانپ چکا تھا
دور کھڑا ہوا تھا اسکے نعرہ کرتے ہی سمجھا کہ یہ سب ساحر ہین تم بھاگ نہ سکو گے یہ سوچکر ایک نہر مین کود گیا اور غوطہ لگا کر
بہت دور نکلگیا وہان ملازمین شیاطین ہر سمت دوڑے کہین پتہ نہ پایا ناچار پھر آئے اور عیار مذکور نہر سے ایک
مقام پر نکلا دیکھا یہان سناٹا ہے سوائے صحرا کے کچھ نہین اسنے وہان ٹھہر کر پھر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی
دھوتی پانی سے بھگو کر باندھی اور بہت جلد قریب شیاطین آیا وہ کھانا کھا کر ذکر قتل صرخ مین تھا یہ بھی سامنے آکر
کھڑا ہوا اسنے دیکھکر پوچھا تو کون ہے اسنے کہا آپکی رعیت اسی قلعہ مین رہتا ہون اسوقت ملک کلام کو باہر قلعہ کے جاتا تھا
ادھر سے غل سنا اور ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا مین سمجھا کہ یہ مجرم بادشاہ ہے پکڑلون بادشاہ سے چلکر انعام لون یہ سمجھکر مین
اسکے پیچھے دوڑا وہ پانی مین کود گیا مین بھی پانی مین کودا مگر نہین معلوم کہ وہ کیا ہو گیا ہر چند ڈھونڈھا اسکو نہ پایا
اسوقت مین آپکا منہ دیکھ رہا ہون کہ اگر اس مجرم کو پہنچاتا تو آپسے انعام بھی ملتا اور سرکار کے
ملازمون مین داخل ہوتا یہ تقریر سنکر شیاطین نے اسکو انعام مین بہت کچھ زر دیا اور کہا اچھا تم ٹھہرو

ہم تو کر رکھ لیں گے برق سلام کرکے اسکے پشت پر آکھڑا ہوا اور اُسنے بقصد قتل مہرخ کیا اسوقت برق گھبرایا کہ اب
سردست کیا تدبیر کرون چنانچہ وہان سے ہٹکر الگ آکر ہرچند فکر کی کوئی تدبیر بن نہ پڑی پس بنا بر قاعدہ اہل
اسلام کہ وقت مشکل مین خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہین اسنے بھی استغاثہ کیا اور رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے صدا
آئی کہ اے برق برے بیٹھے اور ناحق یہان آئے اسنے یہ صدا سنکر گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسکو تعجب ہوا
اور پوچھا کہ تم کون ہو جو بولتے ہو اور نظر نہین آتے اسوقت ایک پتلا چلوہ سے ظاہر ہوکر گویا ہوا کہ مین ملازم شہنشاہ
کوکب ہون ایکوقت مین آپکو یاد ہوگا کہ آپ اور قران بلغ مینا مین جہان بادشاہ ہوئے تھے اور عمرو آپکی ملاقات
کو آئے تھے چنانچہ اسی وقت سے شہنشاہ موصوف نے مجھکو آپ لوگون کی خبرگیری کیلیے مقرر کیا ہے سنو لے برق اب شہنشاہ
ہمارا تم لوگون سے غافل نہین ہے افراسیاب اور ہمارے بادشاہ سے اب تو بگڑ ہی گئی ہے انکو ہردم خیال ہے
کہ ہمارے طرفدار کسی وجہ سے پریشان نہون برق نے یہ حال سنکر دل خرسند کیا اور اُسکو ڈانٹا کہ او پتلے تو باتین بناتا
ہے یہ نہین کرتا کہ جلد ہماری خبر جاکر اپنے بادشاہ سے کرے یہ وقت باتین بنانیکا نہین پتلے نے کہا مین ابھی جاتا ہون
یہ کہکر زمین مین سماکر غائب ہوگیا یہ تو ادھر گیا یہان برق پھر شیاطین کے قریب آیا وہ خنجر کھینچکر سر مہرخ جدا کیا
چاہتا تھا کہ اسنے آتے ہی کہا ہان ہان یہ کیا غضب آپ کرتے ہین اسنے کہا کیون غضب کیسا اسنے کہا کہ مین تو آپکے
سامنے کا بچہ ہون مجکو مذہب خداوند با خدالشیاطین کے مسائل کہان اتنے یاد ہین جسقدر کہ آپکو یاد ہونگے
بھلا کتاب ابلیسی مین دیکھیے تو خداوند کیا لکھ گئے ہین اسنے یہ تقریر سنکر کہا مجکو اسوقت یاد نہین آتا تم بتاؤ کہ کیا
لکھا ہے اسنے کہا خداوند نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کو قتل کرنیکا ارادہ کرے تو پہلے اسکو بہت کچھ سمجھائے اور دین خداوندی
کی ترغیب دلائے جب نہ مانے تو قتل کرے مگر اس طرح سے کہ اسکا خون اپنے مقام مسکن اور جائے حکومت پر نہ گرنے دے اس لیے
کہ جس زمین پر خون گریگا وہ جگہ کبھی آباد نہ ہوگی اور نہ سبزہ کبھی اوگے گا باران رحمت خداوندی نہ برسے گا اور رحمت
خداوندی کبھی وہان نازل نہوگی ساحر نے کہا پھر کیا کرون اسنے کہا پہلے تو اسکو سمجھائے جب نہ مانے تو مجکو اسے دیجیے کہ
جاکے ویران مین لیجا کر قتل کرون ساحر مذکور نے کہا اے بھائی اس نمکحرام کو شہنشاہ ساحران نے بہت کچھ سمجھایا مگر
اسنے نہ مانا اگر منظور کرتی تو اسکا وہ مرتبہ ہوتا او تھا کہ ہم سب اسکے غلامونکی بھی برابری نہ کرسکتے تو اب سمجھانا اسکو بیکار ہے
مگر ہان الگ لیجا کر قتل کرنا چاہیے عیار نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجیے کہ ایک مرتبہ مین سمجھا بجھا کر اپنے دل کا حوصلہ
نکال لون اسنے کہا کیا مضائقہ ہے عیار قریب ملکہ مہجبیں ہرچند دخا کش آیا اور ساحر اپنی معشوقہ پاس جاکر بیٹھا
عیار موصوف نے یہ تدبیر سوچی کی ہے کہ دیر ہو اور پتلا کوکب پاس پہونچ جائے غرض انکو تو اب اس کیفیت مین چھوڑیے
اور حال اس پتلے کا سنیے کہ وہ پتلا کہا ہے سراسر جادو ہے بادشاہ کوکب کا لیس جہان بادشاہ تھا وہین آیا
بادشاہ موصوف کے طلسم مین ایک بیابان نگار رخشانندہ نام ہے کہ اسکی مالکہ ملکہ حنائے گلگون پوش نام
معشوقہ شاہ ذی احترام ہے اسی کی سیر کے لیے اس جنگل کو رشک باغ خلد بادشاہ نے بنوایا ہے اور ایک محل بھی اس
نازنین کو دیا ہے بادشاہ اس گلبدن کو ایسا چاہتا ہے کہ اپنی بی بی ملکہ مروارید صدف چشم اور تبران سے بھی

رغبت ترک کر دی ہے اور وہ ملکہ بھی بادشاہ سے روٹھکر اپنے باپ کے یہان چلی گئی ہے فی الجملہ اس بیابان کی جسکا نگارِ شا
نام ہے عجب بہار دلفزا اور فرحت بخش ہے ہر سمت مہندی کی روشین ہین جسکی شوخی قربانِ عالم کے دلپر نقش ہے معشوقہ بادشاہ
کی جو سیرگاہ ہے تو صحرا بھی مثلِ محبوبانِ دہر خوبصورت اور آراستہ ہے ہر شجر ہے وہ قامت سرو قدان دلربا ہے اس صحرا
کی بہارکے روبرو نام لینا بہارِ باغِ شداد کا زبانِ خامہ سے ابعد ہے گل ایسے رنگارنگ و متلون ہین کہ رنگ
نیرنگیِ ایام و تلون طبعِ دہر نافرجام بھی اس رنگ پر نہین پتے درختون کے ہرے ہرے جنکے سامنے بہارِ گلشن جو
آئے تو یہی کہے کہ ہم ہرے ہرے پھولون کے رخسار بھرے بھرے غارِ نو بادگان اُنسے کیا ہمسری کرے غنچون کے
غرور سے منھ پھولے ہوے گلون کے گالون مین جا فل بھرے صحنِ چمن مین سنبل تہ رشک زلفِ گیسوے عنبر گلعذاران تختۂ لالہ سینہ
داغدار مشتاقان یقین نہین تیشہ بجا ہے صورتِ فلک اخضر ہے داغِ لالہ داغِ سینہ مہر و ماہ منور ہے سوسن شمع کی بت
منھ چڑھی یعنی معشوقون کے دہان مسی آلودہ کو شرمانی غنچہ چٹک کر اگر ایک دفعہ کے تو وہ دہنِ شنانے کو موجود ہو جاتی نرگس
کی ہر چند کہ نگاہ بیباک تھی مگر معشوقان باحیا و پرشرم کی آنکھ کو شرم سکھاتی یعنی ایکطرف دیکھنے کے سوا کسی طرف نگاہ فرماتی
نافرمان کا فرمان مثلِ بادشاہان جاری بلبلون کے سوا زمزمۂ عشرت کے نفرت از نالہ و زاری مرغانِ خوش الحان کو دماغ
باغبان غیرت بخش سبد گل ہر ایک کا آشیان کوچۂ باغ برنگ جادۂ کہکشان دماغ بہار پہونچا ہوا تا آسمان
نہرین ہر سمت جاری خلاصہ یہ کہ تبھی تیاری بادبہاری کا حکم جاری کہ

ابیات

تھا قہقہہ کبک کا دوچند ان
تھی عید غدیر اسکے گھر مین
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر
ہو گل کی پھلجھڑی ہواے زاہد

طاؤس روش روش پہ رقصان
تھالے مین درخت کا یہ احوال
ہے گرد چمن فضاے کشمیر
ہر ایک چمن مین عالمِ نور

بوا در حباب جو سے سر مین
پہنے ہوے نو عروس خلخال
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہر گل پہ اک تجلی طور

اس دشتِ رشکِ گلزار مین شاہ کوکب اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے گلگشت کر رہا تھا عکسِ رخسارِ رنگین سے اس
گلِ خوبی کے گلون مین رنگت دونی پیدا تھی زلفِ پر پیچ جو اسکی سنبلستان پر سایہ ڈالے تھی تو ہر شجر کی بلا دفع ہوئی
تھی شامت سیہ بختی سر شاہد بہار سے دفع ہوئی تھی کلیون نے اسی کا مسکرانا پایا کیا تھا غنچہ اسکے دہن کا طرز اڑا
کر منھ بناتا مگر منھ کی کھاتا زبان برگ سے یہی سنتا کہ جا اپنا منھ تو سیب اسکے زنخدان کو دیکھ کر آسیب مین گرا تھا
انار اسکے پستان کو دیکھ کر دانت حسرت سے نکالے تھا تا دستمن جلکر سیخ انگار اتھا ہی کو اسکے گلت کی ایسی نرمی
کہان نصیب وہ گدرایا گول بدن دلِ عالم کا حبیب نافرمانی جوڑا اسکے گلے مین پڑا جو بڑا یا من کا بندھا جسکو یہ کتا
زیبا کا فزون نے فوج کا لام باندھا یا یہ کہ خوشنویس نے دائرہ لام کا لکھا یا پنچے کلائی پر نانے سے ڈالے تھی آگے بیزو کا ابھرا ین
تھا ناف کے اوپر شکم صاف کا عجب جوبن تھا الماس کی تختی ہے اسے جسکا کاتب قدرت نے لکھی تھی یا پیٹ کے
نیچے ناف کی گنڈلی تھی ناف کے بعد وہ مقام ناز کہ تھا جس کے بیان سے خامہ بھی بزبان خموشی کان سر جھکائے ہے
بدی بال کھوے بے پرواز تھی رگِ جان خواہش کی دمساز تھی پیچ حیرت کا سب انداز نہین یقین اس چیز سے کہی

ماہ و ماہی کو بھی آگاہی نہیں منجم کہتے ہیں کہ ستارہ دنبالہ دار ہے یا شکل دو ہلال آشکار ہے فی الجملہ وہ رنگ افزائے باغ نشاط ہمراہ بادشاہ خراماں ہر سمت رواں تھی اور بادشاہ اسکے لب لعلیں اور رخسار رنگیں کو بوسوں سے غیرت گل اور سوسن بناتا وہ کبھی شرماتی اور کبھی سر دوش پر رکھکر اٹھلاتی چلنے میں شور خلخال بلند ہوتا ہر ملک گھنگرو سنبھالی کا دم بھرتا اسی ہنگامہ گرم بازاری حسن و ہوس میں تیلا آکر پہونچا اور بادشاہ کے روبرو جملہ کیفیت ملکہ مہرخ و برق معرض بیان میں لایا بادشاہ نے حال سنکر قصد کیا کہ نامہ ہیران کو لکھکر اس حال سے آگاہ کرے اور کسی کو لڑنے بھجوائے لیکن معشوقہ شاہ نے کہا آپ نامہ نہ لکھیے مجکو رخصت دیجیے کہ میں جاکر مہرخ کو رہا کردوں شاہ نے فرمایا اچھا جاؤ اور شیاطین کو سزائے معقول دو یہ حکم سنکر اس رونق گلشن خوبی نے کچھ سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی موسم برسات کی ایسی چلنے لگی فلک پر کالی گھٹا چھائی اور گلابی جوڑے پہنے ہوئے کئی سو کنیزیں زیور یاقوت و زمرد میں لدی حاضر ہوئیں اور چار پریزادیں تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے آئیں کہ وہ تخت مثل مسہری کے کٹہرے دار تھا مسند اسپر لگی تھی اور چاروں کونوں پر اسکے چار ناندے یاقوت کے رکھے تھے اور انمیں مہندی کے درخت لگے تھے اس رنگین ادا نے اس تخت پر جلوہ گستری فرمائی اور ان درختوں میں سے مہندی کی پتیاں توڑکر ہاتھ میں ملیں ہاتھ مثل خون کے سرخ ہوگئے مہندی لگانے ہی یہ عالم پیدا ہوا کہ ہر سمت موسم برسات کا نظر آتا تھا ساون کا وہ زمانہ تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

وحشت کا پیام سیر گلزار
شبنم کے نکل پڑے تھے آنسو
زیبا ہے نسیم مست اگر ہے
آئے ہوئے تھے چمن میں بیخود ابر

کوئل کسی کو کتی تھی ہر بار
ہر سینے میں سوز الفت باغ
کرتا ہے سحاب بارش سے

قمری کی چمن میں سینکے کوکو
نالے کا جگر تھا خود وہاں داغ
بدلی تھی گھری ہوئی دھواں دھار

اسی عالم میں ہوائی طرح تخت اس بہار باغ عشرت کا سن سن روانہ ہوا گھٹا بھی اسکے ساتھ چلی بہار عالم میں ہر جگہ آتی اور چلی جاتی یہاں اس طرف سے روانہ ہوئی ادھر ہیران نے اپنے مقام پر سحر سے دریافت کیا کہ ملکہ مہرخ اپنے لشکر میں پہونچی یا نہیں سحر نے خبر دی کہ وہ مسحور ہو گئی یہ معلوم کرکے [illegible] سے کہا کہ میں اس طرح مہرخ کو رہا کیا ابن عمرو سے خبر آگئی تھی باب کی پھر اسی ساحر نے اسکو مسحور کیا ہے اور جو کچھ حال برق پر گزرا تھا بیان کیا عمرو ماجرا سن کر بیقرار ہوا ہیران نے کہا آپ گھبرائیے نہیں میرے باپ نے اپنی معشوقہ کو بھیجا ہے وہ جاکر آپکے شاگرد کی اعانت کریگی عمرو نے کہا اے ملکہ ابتو آنا جانا اس جگہ سے طلسم ہوشربا میں سہل ہے مجکو آپ اجازت دیں کہ اپنے لشکر سے جاکر ملوں اور جلد چلا آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے لیکن ایک رات سے زیادہ نہ رہنا یہ کہکر ایک طاؤس سحر کا بناکر خواجہ کو سوار کیا اور اس طاؤس سے حکم دیا کہ قریب لشکر مہرخ انکو پہونچا دے طاؤس خواجہ کو لیکر اڑا آنکھ انکی بند ہوگئی لمحہ بھر میں طاؤس نے زمین پر اتارا خواجہ اسپر سے اترے وہ فوراً اڑکر چلا گیا خواجہ اپنے لشکر کی طرف چلے لیکن راہ میں سوچ کر پہلے مہرخ جہاں ہے اسطرف چلنا چاہیے یہ سوچکر قلعہ طلیسہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں برق اجازت شیاطین سے لیکر قریب مہرخ گیا اور کھانے لگا جب عرصہ زیادہ گذرا اسنے چپکے سے کہا اے ملکہ میں برق عیار ہوں جو میں کہوں آپ اسکو منظور فرمائیں تاکہ یہاں سے آپکو رہا کرکے پھر مجکو بھیجیگا ملکہ مکو

یہ کلام سنکر خوش ہوئی اور اشارہ کیا کہ زمین اطبیس پرست ہوتی ہوئی حیار نے ساحرہ مذکور سے کہا وہ بھی خوش ہوا
اور چاہتا تھا کہ ملکہ کو پکارے اُسوقت زمین شق ہوئی اور وہی پتلی جو پہلے نکلی تھی اب بھی نکلی شیاطین اُسکو
دیکھکر پکار اُٹھے ملکہ مہر جادو آئیے نہ وہ پتلی باہر نکل آئی اور عورت کی صورت بنکر گویا ہوئی کہ کیا خاک آؤن
تم تو قریب میں اس عیار کے آکر اپنی جان دیا چاہتے ہو یہ کلمہ اُسکی زبان سے جیسے ہی نکلا برق سمجھا کہ اب تم بھی
بس اُسنے تیغہ کھینچکر شیاطین پر جھپٹ کر وار کیا وہ تو باتون میں اس ساحرہ کی مصروف تھا مگر اسکا اُسنے تو خیال نہ
کیا مگر اسی ساحرہ نے جو تلوار اسکی جھپٹ لیکی ہان ہان کے بیچ میں آگئی برق کا ہاتھ پورا اسیر پڑا کہ وہ وار کرچکا تھا ب
سر اس ساحرہ کا کٹ گیا غل وار وگیر برپا ہوا کہ مارا مہر جادو کو اس مقام پر بعض داستان گو نے بیان کیا ہے
کہ ملکہ خمار چشم معشوقہ شیاطین بیچ میں آجاتی ہے اور اُسکے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں بہرصورت بعد قتل ساحرہ
شیاطین گھبرا کر اُٹھا اور افسون سحر پڑھکر برق جیسا دم حرکت ہوگیا اسنے اُسکو بھی قریب فرخ بٹھایا اور تیغہ
کھینچکر دونون کا سر جدا کر ڈالا اُسوقت عیار اور ملکہ نے برجوع قلب احکم الحاکمین کو پکار کے لئے رحمت

فرمائے بر حال بیچارگان کر ابیات

کس سے کہیں کون ہے ہمارا — ہے ہمکو فقط ترا سہارا
آزردہ دست جور افلاک — اک مرد غریب ہوں میں غمناک
ہر چند ہم آج ہیں گرفتار — راحم ہے تو اے خدائے غفار
تو چاہے تو قید غم سے چھوٹیں — دشمن پہ فلک ستم کے ٹوٹیں

یہ دعا انکی درگاہ خدا میں مستجاب
ہوئی اس دشت میں ہوائے سرد وزان ہوئی اور گھٹا چھا گئی کچھ مہندی کی پتیان فلک کی طرف سے گریں
شیاطین جو تیغہ کھینچکر چلا تھا ہوائے سرد کا جھونکا منہ پر کھاتے ہی حیران و ششدر ہوکر ستھرا دیکھنے لگا
تیغہ ہاتھ سے پھینکدیا یہ عالم اسوقت نظر آیا کہ کالی گھٹائیں پہاڑون سے اُٹھکر سقدر و تیجی ہوئی تھیں کہ سبزہ پر
لوٹ رہی ہیں صحرا میں درخت ساونی کا لگا ہے ساون کے پھولنے سے جنگل گلابی پوش ہوا ہے مہندی کی روشین آراستہ ہیں اُسپر
بیلیں گلدار درختوں کی چڑھی ہیں پھولون سے چمن پیراستہ ہیں برق دمبدم گھٹا میں چمکتی ہے ہوا دوش ابر پر
گنگا جل لاتی ہے بادل جو ادھر سے ادھر جاتے ہیں متحرک کاشی میں آتے ہیں درختان دشت اس طرح جوبن
دکھاتے ہیں کہ سرو قدان گوکل جیسے اشنان کو جمنا پر جاتے ہیں جہان سے یہ خبر اُڑتی ہوئی آتی ہے کہ تیرتھ کو بندے
سحاب کی بددش ہو اسواری جاتی ہے اُس گھٹا میں بارش پیدا ہوئی اور کوئل کے کوکنے کی صدا آنے لگی پپیہا
پی کہان پی کہان سُنانے لگا وہیون کا دل سرگیتن کے دوشون کو ترسنے لگا درختون میں جھولے پڑے نظر آئے
معشوقان برق صورت اسپر ملار گا رہے تھے درختون سے پانی ہوا کے جھکورے سے جھڑتا پیڑ ہرا ایک دوطرح کی
طرح جھکا جاتا تا فلک پر بدلی زمین پر آتش گل کا دھوان اُٹھتا نظر آتا شب دیجور میں ابر کے سیاہ دن کو
عالم میں قدم رکھا تھا پر یہی شکل سے چلتا تھا وہ اندھیر گھپ ہو رہا تھا رعد برق کی شمع جلائے تھا بجلی جدھر
جاتی ادھر ہی رہ جاتی قلعہ ابر میں پھول پھلجھڑیان بنی تھی اسی برسات میں درختون کے نیچے صدہا دوکانین

ساقیوں کی لگی تھیں گلابیاں مے سرخ سے بھری دھری تھیں ساقینیں بنی ٹھنی بیٹھی تھیں پیمانہ بھر بھر کے چھلک رہا تھا ہر شیشہ کو چشم تر کی طرح ڈھلکا لگا تھا کہ

نظم

چھائی جو گھٹا گھٹا غم و درد
جس طرح سے جنگ کو دل امڈے
بجلی کی کڑک ہوا کا وہ زور
شاخ گل تر پہ جھولتی تھی
میخوار پکارتے تھے ہر سو
دور ساغر چلے دما دم
بحر صہبا میں رند پیر و جوان

بڑھی ہوا چلی سرد
کوئل کی صدا پپیہوں کا شور
کوندے کی لپک ہوا کا وہ شور
طاؤس ملار گا رہے تھے
ساقی دنیا ہو اور ہو تو
اودی اودی گھٹائیں آئیں
دیکھیں کشتی پہ چڑھ کے سیر میں

مانند سرشک بادل امڈے
رقصاں تھیں چکوریں بلبلیں مور
بلبل گلشن میں پھولتی تھی
طوطے تائیں اڑا رہے تھے
ساقی برسات کا ہے موسم
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں

اس عالم برشگال کا ظاہر ہوتا تھا کہ تمام ملازمان شیاطین خوش فعلیاں کرتے اور ساون گاتے تالیاں بجاتے اُن مہندی کی روشوں میں پھرنے لگے کنیزان گل پیرہن جھولوں پر جا بیٹھیں بعضی مینہ میں نہانے لگیں خمار چشم اور شیاطین بھی نہر میں اتر کر چھینٹے اڑانے لگے اس اثنا میں روے ہوا سے ایک تخت اترا اور اسپر ایک معشوقہ گلابی پوش سوار تھی ہیرے کا تاج سر پر تھا جسپر بجلی کی تڑپ نثار تھی چار درخت مہندی کے کاسوں میں یاقوت کے لگے سامنے رکھے تھے ہاتھوں میں بھی مہندی رچی تھی شوخی مزاج گل رخان عالم انھیں ہاتھوں کی بلائیں لیتی تھی پنجہ مرجان مرجانے پر رشک سے تیار صدقہ اُن ہاتھوں کے پنجۂ چنار اور عالم حسن اسکا اول بیان ہو چکا مگر رکھنا طول سمجھا گیا ساحروں اور شیاطین نے جو اسکا حسن زیبا دیکھا بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے اسکی جانب چلے گریبان اپنے چاک کیے اور یہ کہتے تھے

غزل

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
ادھر تو آنکھ پھری دم ادھر روانہ ہوا
دکھائے زاہد مغرور کو صنم تو آنکھ
ہمیں تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا
ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی

اڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا
حنائی ہاتھوں سے جلی کو کھولتا ہو یار
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
خدا کیواسطے کر بار ہیں ابرو دور
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
کہاں سے پنجہ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھائے چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
بڑا ہی عیب لگا جس کمان میں خانہ ہوا

جب دیوانہ وار یہ سب دوڑے اسوقت اس بہارستان حسن کی کنیزوں نے پکار کر کہا کہ اے عاشقو ملکۂ عالم فرماتی ہیں کہ ہمارے لیے مہندی توڑو اور پھول چنکر گہنا بناؤ ہم تم سے خوشنود ہوں گے یہ حکم سنکر ہر ایک مہندی توڑنے میں اور پھول چننے میں مصروف ہوا بعد لمحہ کے ایک کنیز پکاری کہ اے عاشقو ملکہ یہ جو شیاطین پھول چن رہا ہے نہایت کام میں سستی کرتا ہے ملکہ فرماتی ہیں کہ اسکی مشکیں باندھکر میرے سامنے لاؤ یہ ارشاد سنکر جملہ ملازم ساحر مذکور کے لپٹ گئے اور اسکو باندھکر سامنے لائے ملکہ حنا نے قتل کرنا چاہا تھا کہ دو ساحر اڑتے ہوے آئے اور دو نامہ ملکہ مذکور کو انھوں نے دیے حنا نے ایک نامہ کو وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ آئینہ میں ہمنے سب سحر کرنا تمھارا دیکھا ماشاء اللہ کیا کہنا اب اس

شیاطین کو سوسن سحر کرو اور موسم برسات کا سحر موقوف کرے اُسکو یہ دوسرا نامہ دو کہ افراسیاب کے پاس لیجائے مگر
سحر اس سے جو اسنے کہ لشکر مہرخ پر کیا ہے دفع کرالینا اپنے جان میں یہ زیادہ تر حریف کی ذلت ہے کہ اسکا سحر وہ
آپ اُتارے اور اپنے شاہ سے جاکر اپنا حال بیان کرے یہ مضمون حنا نے دریافت کر کے شیاطین کو بندھا
سامنے کھڑا تھا اسکی زبان میں سوزن دیا اور سب دیوانہ مجسّ ہو رہے تھے انکو اپنی کنیزوں سے گرفتار کرا کر
سحر اپنا برطرف کیا کہ وہ عالم برسات کا اور وہ لطف سبزہ زار سب چشم زدن میں مٹ گیا پانی نکلا ابر پھٹا مطلع صاف نظر
آیا ہر شخص اپنے ہوش میں آیا لیکن اپنے تئین مقید پایا اور حنا نے خطاب فرمایا کہ اے شیاطین قسم ہے اپنے ایمان کی
کہ بڑے عذاب الیم سے تجکو قتل کرونگی نہیں تو سحر اپنا لشکر پر سے مہرخ کے دفع کرے اسنے دیکھا کہ اب سوائے ہلاکت کے
کچھ چارہ نہیں اور یہ بھی غور کیا کہ اگر لشکر اپنا طلب کر کے بعد رہائی اس سے مقابلہ کرتا ہوں تو یہ سحر برسات کا سوائے
شاہ طلسم کے اور کوئی رد نہ کر سکے گا سب لشکر بھی تباہ ہو جائیگا پس یہ سوچ کر اشارہ کیا کہ مجکو رہا کرو ملکہ نے
سوزن اسکی زبان سے نکال لیا اور ملکہ مہرخ اور برق کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا خاک جمشیدی جسم میں لگائی کہ
مہرخ کے پیر جو قابو میں رہے تھے وہ پھر قبضہ میں آئے اور شیاطین نے ایک نارنج سحر پڑھکر اسی طرف
مارا کہ جدھر وہ دیوار تھی وہاں سب لشکر مصروف نالہ و بکا تھا کہ یکایک دیوار دھواں ہو کر جاتی رہی دریا میں
بھی تلاطم ہوا اور روغن کیطرح سے پانی اُڑ گیا راستہ کھلگیا شیاطین نے عرض کیا کہ راستہ میں نے کھول دیا
حنا نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ چل میں دیکھ لوں کہ راستہ کھلا ہے تو رہائی تجکو دوں اور یہ نامہ اسی وقت سامنے
اپنے بادشاہ کے لیجا اسنے یہ حکم سنکر بناچاری ہمراہی اختیار کی حنا نے مہرخ کو تخت پر برابر اپنے بٹھا لیا برق نے
کہا میں پیدل چلونگا کیونکہ میں عیار ہوں عیار کسی مقام صعب گذار میں سوار ہوتے ہیں ورنہ کچھ ضرر نہیں غرضکہ
شیاطین ان سب کو لیکر اُس غار سے باہر آیا دل سے کہتا تھا کہ جان بھی بچی اور ملک و مال بھی باقی رہا غرضکہ
جب غار سے باہر نکلے عمرو جو اسطرف آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی اور بڑے تپاک سے حنا اس سے ملی اور انکو
بھی ہمراہ لیکر مقام فرودگاہ لشکر پر آئی یہاں دیکھا تو واقعی راستہ کھلا ہوا تھا لشکری آنے سے اپنی مالک کے خوش ہو کر
رسم استقبال بجالائے زیور و گلزار بھی حنا سے بغلگیر ہوئیں مہرخ نے حکم دیا کہ طبل سفر پر چوب پڑے
سب نے قصد چلنے کا کیا خیمہ اور بارگاہ لدنے لگے اسوقت مہر قران جا سیاب تنک و جلوس لیکر چلا تھا بسبب
سحر کے آ نہ سکتا تھا صحرا میں ٹھہرا ہوا تھا دیوار موقوف ہونیسے مع جلوس حاضر ہوا جو سوار کہ پہلے استقبال آئے تھے
حنا سے ملے یہ سب ماجرا دیکھ کر شیاطین چلا گیا کیا کر سکتا تھا نامراد لیکر جانب افراسیاب روانہ ہوا اور حنا بھی ملکہ سے
رخصت ہوئی کہ شاہ کوکب میرے منتظر ہونگے میں ٹھہر نہیں سکتی کیونکہ میرے ہی گھر میں بادشاہ تشریف رکھتے
ہیں ہر چند مہرخ نے دعوت کھانے کے لیے اصرار کیا مگر وہ نہ ٹھہری اور روانہ ہوئی بعد اسکی روانگی کے ڈنکے پر چوب پڑی
صدائے طرقوا بلند ہوئی ملکہ مہرخ پھر سوار ہوئی بلقیس اور رسالے جلو میں ہمراہ ہوئے ساحروں کے غول طائران
جانوران سحر پر چڑھ کر ابر سحر سروں پہ سایہ فگن لشکر کی شان و آن بان ہر ایک جوان قلعہ شکن جب ملکہ مہرخ

سوار ہوئی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ تشریف لے چلیے مین پیدل سیر کرتا آتا ہون اسلیے کہ میرے آنے کا غلغلہ مجکو ابھی شاہ کوکب نے رخصت نہین کیا ہے آپ چلا آیا ہون ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو کر میری کسرشان ہوئی مین بڑی شان و شوکت سے رخصت کرتا یہ کہکر ملکہ کو چھوڑ کر روانہ ہوا اُسکے ساتھ قرآن و برق بھی چلے کہ ہم بھی اُستاد کے ہمراہ آتے ہین آپ چلیے ملکۂ موصوف یہ سنکر اُس کوہ سے روانہ ہوئی کہ رفعت مرتبہ چرخ برین بھی جھک آیا تھا قرنا اور نقاروں کی صدائے زمین طلسم کو سر پہ اٹھایا تھا سواروں کے پرے ہاتھیوں کے غول رسالوں کے جوان سجے سجائے جلو مین کوتل ہزار ہا گھوڑے خاص بردار خدمتگار بان بردار چھی بردار غول کے غول ہمراہ کئی فیل زنجیر بند کسے ہوئے اپنر تخت ملکہ ذیجاہ آگے آگے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے راستہ صاف ہوتا جاتا سڑک بنتی جاتی جریب بہتی جاتی کوس بجتا جلتا جال ادب کا چار سمت حلقہ نقیبون کی اور چاؤشان کی للکار اور دور باش سے خورشید فلک پہ تھراتا تھا خوف سے بخار چڑھ آتا تھا اور ترک فلک بھی ادب سے پشت جھکائے رفعت جاہ کا قدم بڑھ آیا تھا زمانہ ایسا دشمن بخت یا صادق اور محب واثق تھا ایسا موافق تھا عنقا نے اس مرتبہ کا حال سنکر شرم سے ایسا منہ چھپایا تھا کہ اپنے تئین مفقود الخبر بنایا تھا ہمانے آوارگی اختیار کی تھی بال بال کو اس کے ہوس گمس بہانی مین سرگردانی تھی خلاصہ یہ کہ سواری نہ تھی گویا آمد نوجوانی تھی نظم

خیل خدم اور گرد فر سے		شاہانہ چلی وہ دشت دور سے		اڑتے جو پرند اک طرف تھے
موجود ورند صف بصف تھے		اقبال تھا ساتھ دست بستہ		مانند کمان کمر شکستہ
آمد آمد کا مچ گیا غل		شادان ہوئے دوست سنے جیخ گل		باین تجمل و شوکت و صاحب

تمکنت و حشمت جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچی طبل داخلہ کے بجے جملہ سردار پیشوائی کو کنارے لشکر کے آئے ملکہ حیرت کو بھی خبر طائر سحر نے آمد ملکۂ مذکور کی پہونچائی اسنے بھی باہر بارگاہ کے آکر سامان سواری دیکھا اور جملہ کیفیت لکھ کر شاہ طلسم کو نامہ بھیجا یہان ملکہ مہرخ اترکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی لشکر ہمراہی اُترا بارگاہین زیور و گلزار کی نصب ہوئین ملکہ سریر جہانبانی پہ جلوہ فرما ہوئی سرداروں کی نذرین گذرین جلسۂ جشن ہونے کا ہوا ساقی و رقاص حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا جام بادۂ ناب گردش مین آیا یہ حال ہوا نظم

دور قدح شراب آیا		جیسے کہ مین آفتاب آیا		تھا دور کہ گردش زمانہ
یا گردش چشم جادو دانہ		مست مے ناب جھومتے تھے		ہنس کر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز		میٹھی وہ دھنین سریلی آواز		یہ تو سب مصروف عیش و عشرت

ہین مگر طرفہ حال سنیے کہ ضرغام عیار نے جو صرصر عیارہ کو بیہوش کر کے غار مین ڈالدیا تھا اور آپ اسکی صورت بنکر ریحانہ کو قتل کرنے گیا تھا چنانچہ اُس دن جنگ موقوف رہی تھی ادھر حال مہرخ کا جو کچھ لکھا گیا آگے سنیے روز گذرا یہان لشکر کے چند لڑکے کھیلتے ہوئے صحرا مین نکل گئے اور جسکے وہ غار جسمین عیارہ پڑی ہوئی تھی لشکر کے قریب تر ہے لڑکے سب وہان پہونچکر دوڑ دھوپ مین مصروف ہوئے اور کھیلنے لگے انہین سے ایک لڑکا تھا بکا کہ بندہ برس کا

سن رکھتا تھا اور سب لڑکوں سے بڑا تھا مگر پاجیوں کے لڑکوں کی طرح قد چھوٹا حقیر صورت اور کم رو لیکن سن بڑا
تو وہی جانا بنا ہوا مگر بموجب ع اصل بد از خطا خطا نکند + شیطان مجسم بنا ہوا آفت کا پرکالہ تھا وہ کھیلنے میں چور بنا
لڑکوں کو ڈھونڈھتا ہوا غار میں اترا وہاں ایک عورت کو اسنے پڑے ہوئے دیکھا کہ سینہ سے لگا کر رانوں تک ایک
کپڑا اسکے بندھا ہے اور باقی بالکل برہنہ ہے کیسلیے کہ عیاران سلمان کو حکم صاحب قران ہے کہ عورت کو بیہوش کرکے
ستر پوشی اسکی کر دینا اور اسکی ستر کو ہرگز نہ دیکھنا عیار ایسا ہی کرتے ہیں کہ ایک پرانا کپڑا باندھ دیتے ہیں پس اس
عیارہ کو اس سبب سے اور نہ زیادہ بردہ کر دیا تھا کہ ستر قدر استاد ہے فی الجملہ اس طفلک نطفۂ حرام نے دیکھتے ہی عیارہ
کو غار سے باہر نکالا اور پانی چشمہ سے لاکر منہ پر چھڑکا عیارہ کو ہوش آیا جھٹ کر اٹھی اپنے تئیں برہنہ دیکھ کر چاہا کہ نکل
جاؤں لڑکوں نے چار طرف سے آکر گھیر لیا عیارہ نے کہا تم ٹھہر جاؤ میں تم سے باتیں کرونگی مگر کپڑے پہن لوں لڑکوں
نے کہا اچھا اپنے کسوت عیاری سے کپڑے اور نکالے کیونکہ ضرغام نے کسوت عیاری اسکی نہلی تھی صرف پیراہن
برائے ضرورت لے لیا تھا اور یہی قاعدہ ہے کہ عیار کو عیار ہزار مرتبہ بیہوش کرتے ہیں مگر کسوت عیاری نہیں لیتے
کسوت جب لیتے ہیں کہ جب باہم شرط ہو جاتی ہے کہ ہم تم مقابلہ کرتے ہیں جو جسکو زیر کرے وہ اسکی کسوت چھین لے
فی الجملہ جب عیارہ نے کپڑے پہنے چاہا کہ اپنا راستہ لوں لڑکوں نے کہا ہاں جہاں کہاں جاتی ہو ذرا ادھر تو دیکھو
یہ کہکر ایک تو پس پشت آگیا اور ایک نیچے سے لپٹ لیا ایک نے آگے کی طرف دست درازی کی اور دست گستاخ سے
کچھ کام لینا چاہا عیارہ نے ایک حقہ داغکر مارا کہ وہ مجھا جو لڑکے کہ قریب آگئے تھے بیہوش ہو کر گر پڑے اس حال کو
دیکھکر وہ لڑکا پسر قصاب کا کہ اب باپ اسکا سحر سیکھ کر فوج میں حیرت کی بھرتی ہوا ہے اور نہر جادو اپنا نام رکھا
ہے قصاب جادو کہنے سے برا مانتا ہے پس یہ لڑکا دو ایک سحر بھی جانتا ہے اسنے سحر پڑھا کہ صرصر کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے
جس طرح درخت ہوتا ہے یہ سرو خرامان بھی گڑ گئیں اب اس قصاب زادے نے بھی لپٹنے کا قصد کیا اور جیسے ہی اچھلا
قریب آیا صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور لونڈوں نے جو یہ ماجرا دیکھا دامنوں کی جھولی
بنا کر خاک صحرا بھری اور اسکے منہ پر پھینکنے مارنے شروع کیے وہ بیچاری اس شیطانی لشکر میں گرفتار اور سخت ناچار
کیا کرے نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن آنکھیں لپٹی تھی مگر بھاگ نہ سکتی تھی اور لونڈے قصائی زادے کے ساتھ جو
رہتے تھے تو باتیں بھی ویسی ہی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ؎ ادھر دیکھ تو کسکو اب تک رہی ہو + کلیجی ترے عشق
میں پک رہی ہے ۔ کوئی یہ مضحک شعر پڑھتا تھا ؎ یہ اپنا ہی دل گردہ ہے تو نے جانا + کہ راس آیا ہم کو
محبت جتانا + ایک لونڈے نے کہا بھر اب راستہ کس کا تکتے ہو اسکو اٹھا کر گود میں وہ جو ادھر کا کھیت ہے دہاں
لیچلو اور اپنا مزا کرو دوسرا بولا ابھی دہاں لیجانا کیا ضرور ہے ایک اسکو بچھاڑے ہم سب پہرہ پر کھڑے ہیں بادشاہ
بھی آئیگا تو نہ آنے دینگے بس اسی طرح باری باری سے ہم سب سمجھ لیں صرصر یہ باتیں ان شیطانوں کی سن کر
گالیاں دیتی ہو کہ ایسے گے تیسو کیوں مجھے بے بس کرکے ستاتے ہو اور ناحق کو دق کرتے ہو اور اگر چھوٹ گئی اور تم
سبکو میں نے جان سے نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالنا اور مجکو صرصر عیارہ نہ کہنا لونڈے یہ سنتے تھے تو اور زیادہ خوش ہوتے تھے

تالیاں بجاتے تھے منہ چڑھاتے تھے کوئی پاس آکر چٹکی لیتا تھا اور کوئی بھاگ کر دور کھڑا ہوتا تھا اور پیچھے سے
چپت مارتا اور کود کر الگ کھڑا ہو جاتا صرصر اپنا ہاتھ بڑھا کر لپکتی ہے مگر وہ بجلی کی طرح کوندتے ہیں اور جب کسی
لونڈے کو پکڑ پاتی ہے تو سب ملکر اُسکی آنکھوں میں خاک جھونک دیتے ہیں کہ وہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتی ہے
لونڈا بھی چھوٹ کر ستاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے یہ بیچاری کبھی تو گالیاں دیتی ہے کبھی کوستی ہے کہ سامری تمکو غارت
کرے اتنے ہی سے ناشاد و نامراد مرو تمکو اگلا سال دیکھنا نصیب نہ ہو تمہاری اماں ہائے ہائے کرکے روئے تمہاری ارتھی
نکلے تمکو بھوکی بھوانی کھائے اس کوسنے کی بھی لونڈے سماعت نہیں کرتے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہے بندر کی آشنائی
مشہور ہے لونڈوں کے ہاتھ عنقا جیسا ہاتھ آئی ہے لونڈوں نے آئینہ بنایا ہے کیا خوب اس حسینہ کے حسن کی قدر کی ہے کہ آئینۂ
رخسار کو خاک سے صیقل کیا ہے اس کدورت پر صفائی کی تمنا ہو سر پر خاک اسکے پڑی ہو کہ زلف سیاہ پر بلا آئی ہے
چہرہ وہ غبار آلودہ ہو کر نقش کا خاکہ بگڑا ہوا ہو گویا غبار میں آفتاب دھندلا ہے بھبھوت مے جنگل میں جوگن
کا گذر ہوا ہے لنگیا اور کرتی جھپکر ٹکڑے ٹکڑے تار تار ہوگئی ہے گھنٹا جست عیارہ پہنتی ہیں اسپر ہاتھ لونڈوں کے پڑکر میل
گئے ہیں ورنہ وہ بھی ٹکڑے اڑ جاتا لیکن خاک میں اٹ گیا ہے وہ موٹی بجادی ہے ہوا کے بڑھ ودنکی نقطع صرصر کی
بنادی ہے جب کوئی لونڈا ادھر سے آیا اُسنے جھپک کر ہاتھ مارا کہ مرے تیری ایسی تیسی کی تو ناشاد مرے وہ لونڈا اچک
کر دوسری طرف نکل گیا ادھر سے پھر ایک نے حملہ کیا اسنے پھر جھپک کر ہاتھ مارا وہ پشت پر جا رہا ایک دھما چوکڑی مچا دی
صرصر نے ناچار ہو کر کمند نکالکر جو ماری ایک لونڈے کی گردن پھنسی اسنے کھینچ لیا سب لڑکوں نے کہا بھئی غضب ہوا
ایک کمبخت ہمارا پھنس گیا آؤ آب دعا واکو یہ کہکر یکبارگی سب نے خاک عیارہ کی آنکھوں میں جھونکی اور سب ملکر لپٹ
گئے کمند بھی چھین لی اور نیمچہ بھی کمر سے کھول لیا اور زد و کوب کرکے پچھاڑنے لگے اسوقت صرصر نے رجوع قلب سے دعا کی کہ اے عمرو کے
خدا میری مدد فرما میں جانتی ہوں کہ جب مسلمان تجھکو پکارتے ہیں تو انکی مدد کرتا ہے یہ دعا کرنا تھی اتفاقاً عمرو و قران جو پیدل
روانہ ہوئے تھے اس طرف آنکلے اس ارادے سے کہ چلو لشکر حیرت کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر میں جائیں فی الجملہ انھوں نے
جو یہ ماجرا دیکھا کہ لڑکے ایک عورت سے لپٹے ہیں للکارے کہ ہاں ہاں کیا کرتے ہو لونڈے عیارہ کو چھوڑ کر الگ ہوئے
انھوں نے پہلے تو بسبب گرد و غبار کے عیارہ کو پہچانا نہ تھا اب قریب آکر پہچانا اور از بسکہ یہ ساحر بنے ہوئے تھے تو
صرصر نے نہ پہچانا تھا اب جو انھوں نے کلام کیا تو اسنے بھی پہچانا اور فرط ندامت سے عرق عرق ہو گئی گردن جھکا لی
کٹ کٹ گئی کہ ہائے بڑا غضب ہوا اپنے ہم پیشہ نے اس ذلت و خواری میں مجھکو مبتلا دیکھا علی الخصوص عمرو ایسے عیار
کے سامنے یہ ذلت کہ جو مجھکو اپنی معشوقہ کہتا ہے غرض قہر درویش بجان درویش چارہ ہی کیا تھا سر جھکائے کھڑی رہی ادھر
عیاروں نے لونڈوں سے پوچھا کہ ارے میاں یہ کیا ماجرا ہے وہ بولے سنئے صاحب ایک ہمارے ساتھ کا گیان
اس عورت کو گڈھے سے نکال کر لایا اور عاشق اسکا ہوا اسنے اسکو بیہوش کر دیا اور دو تین ہمارے ساتھ کے جوان اس نے
توڑ دیے ■ دیکھیے بیہوش پڑے ہیں اب ہم اسکو اپنی جورو بنائیں گے آپ اس مقدمہ میں نہ بولیے گا اس مکان جہان کو جو کچھ ہو
ہم چھوڑینگے نہیں عمرو نے کہا بھئی ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھیں یہ کہکر پاس عیارہ کے گیا اور لونڈوں سے کہا

ارے میان یہ تو لونگ چڑے والے کی لونڈیا ہے تونے نہین دیکھا تھا لشکر مین لونگ چڑے کباب بیچا کرتی پھرتی تھی ابھی
کچھ دن ہوے ہین کہ اپنے میان کو زہر دیکر بھاگ گئی تھی آج تمھارے ہاتھ کیونکر لگ گئی صرصر یا تو گردن جھکائے کھڑی
تھی یہ باتین سنکر تاب ضبط نہ رہی کہ مونڈی کاٹے ستیاناس گئے وہ تیری ہی جورو ہین لونگ چڑے بیچتی ہونگی لو موا
آیا ہے شیخی بگھارنے مجھ سے چل کٹی کرتا ہے عمرو نے چپکے سے کہا پیاری لونڈون کو پسند کیا انسے یہ چربانکی یہ کہکر
لونڈون سے کہا بھائیو یہ بڑی چرب زبان عورت ہے اسکے نخرون پر نہ آنا ہم بھی تمھارے شریک ہین چھوڑنا نہین انسے
لونڈون نے پھر ستانا شروع کیا عیارہ بھڑک گئی گالیان دینے قران نے کہا اے لڑکو تم نے اسے ستایا ناحق ورنہ یہ
لڑکون کی استانی ہو تمکو خود اپنے ساتھ لیجائیگی لونگ چڑے خوب کھلائیگی عیارہ نے کہا اسی کی جورو لونگ چڑے
بیچتی ہے جو مجھسے کہتا ہے قران نے کہا دیکھو مین راضی کیے دیتا ہون اچھا تم سب ہٹ جاؤ لونڈے دور
چلے گئے قران نے پاس آکر کہا کیون استانی یہ لونڈون سے بے حرمتی کراتی ہو ہر خط کر ناک کاٹ لون یہ ہمارے
استاد کے سامنے لونڈے تمھارے لپٹے ہوے تھے صرصر نے کہا تیرے استاد کی اور تیری ایسی تیسی نگوڑے تجکو غیرت نہین
آتی کہ مین اسطرح بے آبرو ہوتی ہون اور تیرے استاد کی بھی غیرت اڑ گئی ہو کہ لونڈون سے ہنسواتا ہو تو کیا منہ لگا
تجکو استانی کہتا ہو یہ باتین جو عمرو نے سنین آگے بڑھکر گویا ہوا کہ کیون پیاری اپنے وقت پر کیسا ہمکو ابھارتی ہو اور غیرت
دلاتی ہو اچھا وعدہ کرو کہ بعد روز کی آج جو تم کہو گے وہان لیچلے صرصر نے مصلحتاً انکار مناسب نہ جانا بس ذرا آواز نہ کی
مگر گردن ہلائی کہ ہان عمرو نے کہا تو چلو یہ کہکر لونڈون کو پکارا کہ ارے میان آؤ یہ راضی نہین ہوتی اب تم
جاؤ تمھارا کام جانے لونڈے پھر دوڑ آئے اور عیارہ وہان سے آگے بڑھے صرصر نے بڑی حسرت سے منہ عمرو کا دیکھا مگر
عمرو نے قران سے کہا آؤ ہم بھی آؤ چلین وہ بھی ساتھ ہوا اور یہ دونون کچھ دور جاکر پوشیدہ ہوے اور عمرو نے ایک گلدستہ
گلہاے بیہوشی آمیز کا زنبیل سے نکالکر صورت اپنی مثل باغبانون کے بنائی جھولی کمر سے باندھ کر بہت سے پھول بھر لیے
اور ٹوکری بھی کمر مین لی اور راہ کترا کر ادھری سے نکلا کہ جدھر لونڈے تھے انھون نے جو گلدستہ گلہاے نایاب و خوشرنگ
دیکھا بے چین ہوگئے اور دوڑ کر قریب آئے کہا میان باغبان یہ گلدستہ کس کے لیے بنایا ہو ذرا ہم بھی دیکھین اسنے کہا لو
لیکن خراب نہ کرنا ایک امیر نے منگوایا ہو یہ کہکر گلدستہ ایک لڑکے کو دیا اور تھوڑے تھوڑے پھول سب کو دیے کہ لو اس سے
کھیلو وہ پھول لیکر سب نے سونگھے اور بیہوش ہوگئے عمرو قریب صرصر آیا اور بے اختیار صرصر عیارہ کو گلے سے لگایا
اور صرصر نے ہاتھ پکڑ لیے خواجہ کے جب ہاتھ دونون رنگ گئے خواجہ نے نذر کرکے ہاتھ چھڑائے اور بوسے لیے اور کہا
اے گل باغ کامرانی یہ رسوائیان کرتی ہو میری چھاتی پر کودون دلتی ہو مین نے ہزار مرتبہ کہا کہ صاحب گھر مین
بیٹھو جو تجکو میسر ہے وہ کھاؤ اڑاؤ مگر تم نہین مانتی ہو آج مین ناک کاٹ لیتا ہون صرصر نے کہا اے عمرو تجکو واسطہ
اپنے دین و مذہب کا کہ پہلے تو مجکو رہا کر دے پھر تیرا جو جی چاہے وہ کر لینا ایسا نہ کہ کوئی اور سردار طلسم مین سے آکر میرا حال
دیکھے عمرو نے کہا ہاتھ مار دو کہ پھر ایسی جرأت کر بے اعتنائی نہ کرین گے تمھارے ساتھ ہی رہینگے اور مطلب دلی بر لائینگے صرصر
نے یہ سنکر منہ چڑھا دیا اور انگوٹھا دکھا دیا کہ مرے تو اسی تمنا مین رہیگا خواجہ نے کہا کیون ابھی سے یہ

باتین صرصر نے کہا اے سلطان مرجا جن میرا مردہ دیکھے جو دیر لگائے جن کو روئے جو جلدی نہ چھڑائے خواجہ کو
ان قسموں کے سننے سے تاب نہ آئی فوراً اس لیبر تھا بکو لمذالاجادہ سے سرخ ہوگئی طاقت رفتار آئی خواجہ نے کہا
اسے کہ کیا ارادہ ہے عیارہ نے کہا ٹھہر جاؤ میں وعدہ وفا کرون گی خواجہ مجھے آج یہ سلطان ہوگی اس وجہ سے الگ
کھڑے ہوئے اور عیارہ نے سب لڑکون کا زیور جو کچھ کہ گہنے پاتے وغیرہ وہ پہنے تھے اُتار کر خواجہ کو دیے اور الالیکن
ایسی اُنسے رنجیدہ تھی کہ خنجر پکڑ کر سر کاٹنے ہر ایک کا چلی خواجہ نے فرمایا کہ ارے میں نے تو کچھ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا
لیکن تو رحم نہین کرتی اس عیارہ نے ایک نہ سنا اور سب کو ذبح کر ڈالا بعد اسکے جست کر کے چلی خواجہ نے پکار کر کہا
اری او بیوفا وعدہ وفا کرتی جا اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ جادو ربی ہو مرے یہ منہ اور پلیدہ تو اپنی صورت تو پیتی پر
پیشاب کر کے دیکھ موا جیسے بن مانس یہ کہکر یہ جادوہ جاشل برق چمک کر نکل گئی ادھر خواجہ اور قران اپنے لشکر
کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد لشکر میں آکر شریک جلسہ مسرت و انبساط ہوئے اور صرصر نے جاکر سارا حال
اپنا ملکہ حیرت سے بیان کیا ملکہ مذکورہ نے فرمایا کہ اب یہ تو نہ کہ کہ میں نے لڑکون کو مارا ہے کس سے کہ جتنے لڑکے
قتل ہوئے ہیں وہ سب تیرے دشمن ہو جاوینگے یہ کہکر ایک نامہ ان سب کیفیتوں کا تحریر کر کے شاہ جادوان کے
پاس بھیجا ادھر لشکریوں نے جب اپنے اپنے لڑکوں کو تلاش کیا صحرا میں انکی لاشین ملیں بعد گریہ و بکا اٹھا لائین اور
حیرت سے آکر استغاثہ کیا کہ آپ حاکم ہیں ہماری داد دیجیے ملکہ مذکورہ نے حکم تحقیق کرنے کا دیا کہ قاتل تلاش کیا جائے
یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن افراسیاب نکبت انتساب باغ سیب میں تخت رفعت آب پر جلوہ گستر تھا کہ قتیاطین
علیہ اللعن والعذاب نامۂ شاہ گوکب عالی جناب سے حاضر خدمت ہوا اسوقت خدمت شاہ طلسم میں سترہ ہزار
کنیز بعہدۂ خدمتگاری موجود تھیں اور حافر ساحر نامی و نامور کرسیوں پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا جام شراب گردش میں تھا
کہ شیاطین نے سامنے آکر رونا شروع کیا بادشاہ نے فرمایا کہ کہیں خیر تو ہے اسنے پایۂ تخت کو بوسہ دیکے سر اپنا بادشاہ
کے پاؤن پر رکھدیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ مجھ سے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ خوف جان سے قیدیوں
کو آپ میں نے رہا کر دیا اے بادشاہ آپنے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ جمشید نے ایک ایک کو زبردست بنایا ہے اس طرح
گوکب کی طرف سے ملکہ حنا دست آئی اور برسات کا عالم ظاہر کر کے مجکو گرفتار کیا اور نامہ اسکے بادشاہ کا
آیا کہ اسکو مار و نہیں پس اسنے مجھ سے پیرا سوید کرایا اور نامہ دیا کہ اپنے بادشاہ پاس لیجا وہ نامہ لیکر آیا ہوں نہایت
شرمندہ ہوں فلک کا ستایا ہوں بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا کاخ دماغ میں دود غضب پیچ و تاب کھانے لگا اور
ساحر مذکور سے نامہ لیکر لفافہ اسکا چاک کر کے کاغذ کو وا کیا کچھ اسمین لکھا نہ دیکھا ایک پُتلا صندل سے اس قرطاس
پر کھنچا تھا بادشاہ حیران ہو کر کاغذ کو دیکھنے لگا کہ یہ تصویر کس لیے مجکو بھیجی ہے یہ تو متحیر تھا کہ وہ تصویر
صندلین گویا ہوئی کہ اے بادشاہ مجکو کیا دیکھتے ہیں اور ہاتھ میں لیے بیٹھے ہیں اگر زمین پر یہ کاغذ رکھ دیجیے تو مین
آپسے باتین کرون بادشاہ اس تصویر کی گفتگو سنکر زیادہ تر حیرت میں آیا کہ نگارخانۂ آذری میں مصور قدرت نے جان ڈالی
ہے بڑی کاریگری دکھائی ہے لوگ مثل کہتے ہیں کہ تصویر ایسی بنائی ہے جو منہ سے بولا چاہتی ہے یہان واقعی

یہ تصویر بولتی ہے غرضکہ حیرت متوجہ ہو کر کاغذ ہاتھ سے رکھدیا وہ تصویر قہقہہ مار کر ہنسی اور گویا ہوئی کہ سُن اے
بادشاہ میرے مالک شاہوں کے شاہ جناب کوکب والا خطاب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم کو دوست بنانا چاہتے
ہو تو مناسب ہے کہ شاہزادہ اسد کا عقد ہمراہ حسین کرکے معہ ادب و عزت ہمارے پاس بھیجدو اور تم بھی طلسم کا
خراج لیکر ہمراہ آؤ کہ میں تم کو آستانہ سلطان گردون سریر شہنشاہ با توقیر خدیو کیہان خداوند جہان چراغ لشکر
اسلام و مومنان ذو الکرام یادگار نسل کیہان خاہ فریدون فرہ لگستر سعد بن قباد والا نژاد پر لیجاؤں اور خطا
تمھاری معاف کراؤں اور اگر یہ امر تم نے منظور نہ کیا تو سزا اپنی اپنے کنار میں دیکھو گے بہت پچھتاؤ گے جان اپنی
مفت گنواؤ گے یہ کلمات اس تصویر سے سنکر افراسیاب خود قہقہہ مار کر ہنسا اور کہلا بھیجا اپنے بادشاہ سے جا کر
کہدینا کہ اگر تجکو ملک و مال اپنا بچانا ہو تو یہ بیہودگی چھوڑ دے اور اس دزد بکار عمرو عیار کو باندھ کر میرے پاس
بھیجدے ورنہ بپاس دین جمشیدی اسیر لشکر کشی کر کے صفحہ روزگار سے تمام اسکا نشان حرف غلط مٹا دونگا اس کی
عمارت خاک میں ملا دونگا کہدینا خبردار ہو رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا ان باتون کو جب اس شبیہ نے سُنا تو وہ ہنسی
اور وقت خندہ زنی ایک آواز مہیب اسکے منھ سے پیدا ہوئی اور وہ کاغذ جسپر تصویر بنی ہوئی تھی جلکر دھوان ہوگیا
اور وہ دود دھمٹ کر شکل ابر کے ایک طرف چلا گیا بعد اسکے جانے کے نامہ حیرت کا بادشاہ کے پاس آیا اور سچ سے
حال آمد مہرخ وغیرہ معلوم کرکے جواب لکھا کہ لکھنے ملکہ اب تمکو لازم ہے کہ اندر طلسم کے چلی آؤ کس لیے کہ عیارون کے
ضرر سے بھی محفوظ رہو گی و نیز جب کوئی سردار لڑنے کو میری طرف آئیگا اسکو بھی آسائش ملیگی اور تم بغیر کسی
سردار کے آئے لڑتی نہیں ہو پھر کیا ضرور ہے کہ سامنے حریف کے خیمہ زن رہو اب سامنا اس مرد صحرائی سے یہ ابھی
بیٹھی اسکی قریب ہو کر لشکر لیکر آئیے چنانچہ میدان میں ٹھہرنا مناسب نہیں جیسا میں نے لکھا ہے ویسا ہی کرنا
خلاف اس کے عمل میں نہ لانا یہ لکھکر سپرد کر دیا کہ وہ حیرت پاس لایا ملکہ نے حسب الحکم شاہی سرداران لشکر کو ہمراہ
لیکر جانب دریائے خون روان چلی اسکے جانے سے کل لشکر کمر باندھ کر ہمراہ ہوا اور ملکہ نے دریا پر آکر ایک چھڑی
ماری کہ پانی ادھر اُدھر ہٹ گیا بیچ میں دروازہ پیدا ہوا ملکہ اس دروازہ میں داخل ہوئی اور اسی مقام پر پہونچی
کہ جیسا سابق ہنگام آمد مختار جادو حال طلسم بیان کیا گیا تھا چنانچہ ظاہر میں تو شہر نا پیدا بہت دور نظر آتا
ہے لیکن براہ طلسم و نیرنگ بہت قریب ہے ملکہ اسی شہر میں آکر گنبد نور میں ساکن ہوئی اور فوج کی چھاونی زیر دیوار
شہر مذکور پڑی اب دریائے خون روان کے ادھر ایک دیوار سنگ لون تک کھینچی نظر آتی تھی اور اس دیوار پر کاخ
و عمارت بنی تھی لوگ پھرتے چلتے نظر آتے تھے غرضکہ اس لشکر کے جانے سے غلغلہ جو ہوا لشکر مہرخ میں بھی خبر پہونچی
عیار اور سردارون نے جو آکر دیکھا تو دریا کے اس طرف دیوار کو دیکھا لشکر حیرت کا پتہ نہ پایا
ناچار سب جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے ادھر افراسیاب کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ تونے نامے
جتنے بھیجے سب ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور شاہ کوکب نے بجائے نامہ صندل کی تصویر بھیجی جو تقریر بہتر انہ
تحریر کرتی تھی پس یہ اپنی شوکت اس حکیم نے تجکو دکھائی ہے اب لازم ہے کہ تو بھی اسی طرح ایک نامہ

اسکو بھیجکر اپنی اولوالعزمی دکھایہ سوچکر اپنے مقام سے بزور سحر غائب ہوگیا اور باغ سیب سے کچھ دور جاکر ظاہر ہوا اور پران پران سرحد طلسم کی طرف چلا اس ارادہ پر کہ دیوار نورافشان اور دریا جو عمل مین کوکب ہے اسکو خشک کرے اور دیوار کو ڈھادے اور ملکہ حنا دست کو اپنے قبضے مین لائے تا ایسا سحر کرے وہ اپنا گلا کاٹ کر آپ مرجائے چنانچہ کوکب کو اپنی دیوار طلسم کی خبر نہین ہے اور یہ جانتا ہے اور لوح طلسم نورافشان ہزار برج مین ہے اور بادشاہ طلسم ہزار برج مطیع و منقاد افراسیاب جادو ہے حال اسکا بیان کیا جائیگا فی الجملہ افراسیاب بحالت غضب و ہیجان اپیتاب و پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب سرحد طلسم پہونچا اور ایک پہاڑ پر آکر اترا وہان ہزاروں پتھر سنگ لشب و سماق کے پڑے تھے شاہ کے پہاڑ پر پہونچتے ہی زمین پشت کوہ شق ہوئی اور ایک پتلی پتھر کی نکلی صورت اس پتلی کی تپائی کی ایسی تھی بس وہ پتلی آکر بیٹھ گئی بادشاہ اسپر بیٹھا اور سحر پڑھا اس پتلی کی پیٹھ سے ایک پتلا بالشت بھر پتھر کا باہر نکلا اسکے ماتھے پر کچھ لکھا تھا بادشاہ نے اسکو پڑھا معلوم ہوا کہ پیشانی اس پتلے کی جمشیدی تختی ہے بادشاہ نے یہ نیت کی کہ مین سرحد طلسم نورافشان برباد و غارت کرنے جاؤن میرے حق مین بہتر ہے اس نیت کرنے سے پتلے کی پیشانی پر یہ حرف ظاہر ہوئے کہ موقوف ہے بغیر لوح اور بغیر طلسم کشا کہین مرحلہ طلسم باطل ہوا ہے جو تو یہ عمل کرتا ہے خبردار اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ خطا پائیگا بہت پچھتائیگا یہ ارادہ اگر رکھتا ہے تو لوح طلسم نورافشان ہم پہونچا اور نسل حمزہ سے کوئی شہزادہ پیدا کر اس سے طلسم کوکب فتح کر دا یہ حال معلوم کرکے بادشاہ نے ایک پتھر اس پہاڑ کا بجہ نذر کرکے ایک تصویر اسپر سل کے قلم سے کھینچی اور ایک دانہ ماش سحر پڑھکر مارا کردہ سل جسپر تصویر کھینچی تھی اڑکر سامنے آئی اس کو حکم دیا کہ اے شبیہ سحر تو جا طلسم نورافشان مین شاہ کوکب کے پاس اور اس سے پیام دے کہ خبردار رہنا کہ مین ہوشیار رہنا تمھارے طلسم کو اب مین غارت کرتا ہون کیونکہ لوح طلسم مجکو معلوم ہے کہ جہان ہے اور سوائے اسکے مین مالک مجرہ ہفت بلا ہون اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس ناعیار کو میرے پاس بھیجدو کے بیہودہ پیکر بیجان یہ حکم بادشاہ ذیجاہ سنکر اس طرح روانہ ہوئی کہ وہ سل جسپر تصویر کشیدہ تھی پر روے ہوا اڑکر نظر سے غائب ہوگئی ادھر ملکہ حنا بہ دربای مہرخ جو مراجعت فرما ہوئی اپنے مقام پر کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا پھر ناچ ہونے لگا ساغر بادہ ارغوان کا دور شروع ہوا اس عرصہ مین وہ پتلا جو صندل کا وہان بنکر چلا تھا آکر پہونچا اور حال اپنی پیام گذاری کا عرض کرکے غائب ہوگیا جبکہ کچھ عرصہ کے یہ سل اوڑتی ہوئی اس جا پہونچی اور سامنے تخت بادشاہ کے جاکر بصورت راست استادہ ہوئی اسپر جو تصویر کھینچی تھی وہ پکاری کہ اے بادشاہ میری بھی تسلیم پہونچے اور لونڈی جو کچھ عرض کرے وہ بادشاہ بدل مخاطب ہوکر سنے شاہ نے فرمایا کہ بیان کر اسنے کہا کہ مالک ساحران شاہ جادوان عالیجناب والاخطاب بقیہ نسل سامری چراغ دودمان ساحری و افسون گری مصباح انجمن فسون سازی مشعل بیضاخانہ عربدہ و نیرنگ پردازی حضرت مستطاب شہنشاہ افراسیاب نے آپ کو آگاہ کیا ہے اور طلسم کی بربادی کا آپکے زمانہ قریب آیا ہے ایسا کچھ بادشاہ نے فرمایا ہے شاہ کوکب جملہ بیان اس تصویر کی زبانی سنکر جنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے شبیہ میری طرف سے کہدینا کہ اے بادشاہ واقعی تم ہر طرح مجھ سے زبردست ہو اور مالک

خزانہ و لوح سحر وغیرہ بنگ ہم سے دونار رکھتے ہو اور جانتے ہو ہم کبھی تمھارا مقابلہ نہ کرتے مگر کیا کریں مجبور ہیں اس لیے کہ
ایک شخص ہمارے پاس شہزادی ملکہ کی بسبیت تمام آیا اور اب ہمارے دامن میں چھپا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکو
نکال دیں کسی مذہب و ملت میں یہ جائز نہیں اور آدمیت سے بھی بعید ہو لہذا آپ سے کہا جاتا ہے کہ ہر چہ بادا باد جو
کچھ تم چاہو کرو ہم نہایت ہوشیار ہیں خدائے ما بزرگ است بموجب مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
یہ فرما کر جانب زمین اشارہ کیا کہ ایک پتلا زمین سے موتیوں کا مالا لیے ہوے نکلا اور پایۂ بادشاہ اس پیل کوہ
مالا پہنا دیا ایک دھگدگی اس مالے میں گندھی تھی وہ سینۂ پر تصویر کے آگئی الغرض وہاں سے اڑکر جانب کوہ ذکی چلی
اور سامنے شاہ جادوان کے آکر گری اور تصویر نے پیام شاہ کوکب حرف بحرف عرض کیا اور پل بھر سے غائب ہو گئی
بادشاہ لوح طلسم کوکب ملنے کی فکر میں روانہ ہوا یہ تو تلاش لوح طلسم نور افشان میں جاتا ہے اور ملکہ حیرت تہ بغل
طلسم ہے خواجہ عمرو ایک شب کے لیے مہرخ پاس آئے تھے ہر ایک سے ملکر گئی دس سحر طلب فرما کر بحر بران کے پاس
چلے گئے ادھر باغبان وزیر تلاش میں عمرو کے گیا ہے اس مقام پر صاحب دفتر نے یہ ایما کیا ہو کہ باغبان ایسا
زبردست ساحر وزیر بادشاہ کا شریک عیاران ہو اور شہزادہ اسد قید ہیں یہ امر خلاف عظمت وزیر مذکور ہے اس
میں سبب داستان گو وزیر موصوف کو قریب رہائی شہزادہ اسد شریک مسلمانان کرتے ہیں اور انہیں کی تیغ
یہ احقر خادم داستان گویان جاہ مؤلف فسانۂ ہذا بھی کرتا ہے وغیرہ بھی اس بکثرت ہیں نے اس قصہ کے لکھنے میں جہاں
خلاف دفتر کی ہو کہ داستان جو ٹکڑے ٹکڑے تھی اسکو ایک ہی جگہ جمع کرکے لکھ دیا چنانچہ داستان دریجان و نگار
کی اسی طرح دفتر میں بھی کہ کچھ حال لشکر امیر کا اور کچھ حال طلسم ہزار برج کا اور کچھ کیفیت ان دونوں جادوگرنیوں کی
تھی قس علی ہذا اکثر مقامات پر یہی صورت تھی انکو بنظر سلسل افسانہ ایک ہی مقام پر لکھا ہو تاکہ ناظرین
باتمکین کتاب ہذا حظ وافی اور لطف کافی اٹھائیں اور ساہرو ان فن داستان گوئی پس و پیش ہو جانے سے بیچ
کے انگشت اعتراض جنوئے حال اس سراپا تقصیر پہ نہ رکھیں اور میری محنت کی داد دیں آمدم بر سر مطلب یعنی
حال افراسیاب اسی مقام پر کہ جیسا اوپر بیان ہوا ترک کرکے اب خمسہ کیفیت لشکر ظفر پیکر امیر با اقبال شہزادۂ
تورج وغیرہ مع کرامات لقاے بدخصال لکھی جاتی ہے وباللہ التوفیق

داستان دلستان آنا بہرمدوز مرد شاہ باختری آفت کوہی عنصر کوہی کے بھانجے کا اور عاشق ہونا اسپر صبا رو جادو کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے اور اسیر ہونا سرداران اسلام کا اور عیاریاں کرنا عیارو نکی اور حال طلسم ہزار برج فتح کرنا اور حالات طلسم تورج کا پھر ساحران نامی بہر مدد لقا افراسیاب کا بھیجنا اور شہزادہ ایرج کا آکر انکو قتل کرنا پھر آنا سیماب بدن کا لقا کی مدد کو اور اسکو آکر قتل کرنا شہزادہ تورج کا پھر حال شہزادہ قاسم

یعنی جانا شہزادۂ مذکور کا براے فتح طلسم گوہر کوہ مولفہ

اے مرے ساقی مرے پیر مغان
وقت ہی اب عیش کے اجلاس کا
فوج کے سب مست سپاہی ہوے
تکیہ خم بادۂ گلنار رہے
شیشۂ محل بن گئے جام شراب
مہر مے ناب کے ہے نام کی
قلعین ہین شیشۂ صہباے ناب
محل مین سامان جلوس خوشی
جسمین طبیعت کی روانی دکھاؤن
جادو رنگ ہے القصہ ہو

نشہ صفت کیون ہے نظر سے نہان
کشتی مے تخت شہی آج ہے
خم ہوے نقارۂ شاہی ہوے
فضل خدا ہے مے گلفام پر
نقل بنے سکۂ نام شراب
جام کا خط غیرت شمشیر ہے
گویا ن مسند دق کی ہین یا کباب
مجکو بچا در ملے اس عہد کی
جوہر اعجاز بیانی دکھاؤن
جاہ بیا قصہ نادر نویس

عہد کیا وسوسہ و یاس کا
قیمت نہین بادشہی تاج ہے
صافی مے مسند زر کا رہے
قبضہ ہوا سلطنت جام پہ
بوند جو ہے بادۂ گلفام کی
سیخ جسے کہتے ہین وہ تیر ہے
بجتا ہے میخانہ مین کوس خوشی
دے مے گلرنگ مجھے شہد کی
حال کہون وہ جو میرا حصہ ہو
آنکہ بود خوب و فصیح و سلیس

بلبلان نغمہ پرداز گلشن سخن و بیرنگ و قمریان سرو دستان کلام اے رنگار رنگ و طوطیان شیوا زبان شکرستان شیرین زبانی و زمزمہ پیرایان حدیقۂ جادو طرازی و سحر زبانی و شاخ رنگین و بہار خامۂ تحریر سے مضمون طرازی کی گلفشانی اس طرح فرماتے ہین اور باغ بہار اسمار کی سیریون دکھاتے ہین کہ بعد قتل مہتاب جادو و ماہ جادو ساحران بے ایمان یعنی صہباے جادو و بلاے جادو نے بمشورہ بختیارک بے آبرو نامہ بنا بر طلب امداد بجانب افراسیاب بدنہاد روانہ کیا تھا چنانچہ اس ثانی شداد نے نامہ پڑھکر زہر چشم کو بھیجا تھا حال اسکا طلسم ہزار برج مین بیان ہو چکا فی الجملہ اب مقابلہ بجادو ساحران مذکور نے لشکر اسلام سے موقوف رکھا ہے اور انتظار آمد کمک کر رہے ہین چنانچہ ایک روز لقا ملعون در گاہ کبریا تخت نکبت پر بارگاہ مین بصد عظم و شان بیٹھا تھا کوہی اور باختری سرداران لشکر دنگلین اور کرسیون پر بیٹھے تھے جام شراب ناب کا دور تھا ہر ایک مست و مخمور تھا کہ ہر کارے بجا گاہ پر آکر حاضر ہوے اور بعد اداے دعا و ثنا عرض پیرا ہوے کہ عنصر کوہی کے بھائی آفت کوہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے حضور کی امداد کو آتے ہین اور قریب پہونچ چکے ہین داخل لشکر خداوندی ہوا چاہتے ہین یہ خبر سنکر بختیارک مع چند سردار کے براے استقبال روانہ ہوا واضح ہو کر خبر بھی حال آفت کوہی بیان ہو چکا ہے چنانچہ یہ وہ آفت نہین یہ بھائی عنصر کوہی جو سپہ سالار سلیمان عنبرین مو سے ہے اسکا ہی اور راز سبکہ یہ سرزمین کوہستان ہے تو ہزار کوہی قلعجات متعدد کا مالک یہان رہتا ہے اسوجہ سے نام مین توارد واقع ہوتا ہے اور صاحب فن نے یہ سلسلہ رکھا ہے کہ جب تلک طلسم ہوشربا فتح ہو اس کوہستان اور اسکے اطراف کے طلسمات بھی فتح ہو جائین غرضکہ شیطان خداوند نے جاکر استقبال کوہی مذکور کیا

اور لشکر اسکا متصل لشکر خداوند اُتر پڑا بارگاہ اسکے لئے استادہ ہوئے گروہ پہلے بارگاہ میں سامنے خداوند کے آیا
سجدہ کیا خداوند کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنے ناموں سے ملا اور دنگل زرین پر بیٹھا حال لشکر امیر پوچھا بختیارک
نے خوب نمک مرچ لگا کر بیان کیا کہ اس طرح فرزندان حمزہ خداوند کی بیٹیون کو نکال لے گئے اس کلام پر لقا خفا
ہونے لگا اسی گفتگو میں صبائے جادو بھی دربار میں آئی اور اُسنے اس کوہی کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل
دیو صورت قامت میں تاڑ جسامت میں پہاڑ پر غضب اور شہوت پرست مزاج میں حرص و آز کا مسکن خود پسندی
پسند زبان میں بد جلبی کا چلن موچھین کھڑی کھڑی ڈاڑھی ساحرون کی ایسی نشہ نخوت سے آنکھین لال
بیجا کمال زور و پیچ نخفتہ و دست شرارت سے پر رگ و پوست دنگل پر بیٹھا تن رہا ہو آپ ہی آپ بن رہا ہے
یہ لکا تو دیکھتے ہی ایسے جوان قوی کو فریفتہ ہوئی اور دنگل پر اسی کے پہلو میں آکر بیٹھی اور راز نہ کہ یہ سحر سے صورت
اپنی حسینہ بنائے ہوئے تھی اس کوہی نے بھی اسکی طرح گری پر نظر کی دیکھا کہ ایک زن جمیلہ سانولا رنگ گول
بدن آنکھین غیرت نرگس دیدہ سینہ پر ابھارے نیا جوبن معشوقہ عاشق خصال جو بہ ساز ی مین جسکو حاصل
کمال بنا ہے پوست خوبرو بہ باطن سیہ چہرہ و تند خو پیرزال فرہاد کش جان شیرین کی دشمن پر عیب مکارہ زانیہ دو چلن
یہ بھی پاس پیر ناہج اور ساحرہ نے جام شراب اپنے ہاتھ سے اسکو دیا اسنے بھی شہر مستی میں عاشقانہ پیا بختیارک
نے یہ رنگ جو دیکھا چپکے سے کان میں صبا کے کہا کہ اے سلکہ اپنے بھائی بلا ر جادو کو کیا جواب دیگی اس نے کہا
وہ نگوڑا کیا میرا حاکم ہے میرا جو جی چاہتا ہے وہ مین کرتی ہون پھر کہا آفت سے کہا اے جان ہم آج تیری بارگاہ
مین آئینگے اسنے کہا مین جب تک ان خدا پرستون کو قتل نہ کرونگا عیش و راحت مجھے حرام ہے ساحرہ نے کہا اچھا
تم طبل جنگ بجواؤ ہم بھی تمھاری اعانت کرین گے اسنے کہا پہلے تو اپنے زور کے بھروسے لڑونگا پھر آگے سمجھ لونگا
جب مین مغلوب ہو جاؤن اسوقت تم مدد کرنا یہ کہکر بختیارک سے کہا ملک جی طبل جنگ بجوا لو اسنے کہا اتنی جلدی
نہ کرو موت بلانا اچھا نہیں یہ شتابی بیتابی سودا نہیں کوہی اسکی باتون پر ہنس پڑا انھیں باتون میں آخر وہ وقت آیا
کہ کوہی کوہ خاور نے منازل کرکے بارگاہ مغرب میں آیا اور ساحرہ لیل نے ضیائے ماہ کا غازہ چہرہ پر مل کر
دہر پر آفت کو لیجایا کہ

نظم

شب مہتاب نے جوبن دکھایا
عروج ماہ کا پھر وقت آیا

چھپا جب شہسوار گردون کا سوار
پیادے بن گئے سب انجم و سیار

سر شام باصرار آفت ناکام

لقا نے نقارۂ رزمی بجوایا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے تئین بارگاہ سلطانی میں پہونچایا
اور بزبان ادب سے صفت و ثنائے شاہ اسلام ادا کرکے خبر آمد کوہی اور بجوانا طبل جنگ کا عرض کیا بادشاہ عالم پناہ
نے بجانب امیر نظر کی امیر نے حسب ایمائے بادشاہ حکم نواخت کوس حرب با جرا اور ن نے تعمیل حکم مین ذرا
دیر نہ کی نقارۂ سلیمانی مین طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا اس فلک مین چھناٹا
پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور اور بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا ہر
سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگے تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین

رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتۂ تیغ سے رشتۂ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر برّان نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی ستانی حلقۂ خنجر طوق گلو گیر اجل تھے نخل تمنا کے مردان مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجرون کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا تا قلزم زخار رعد ابل و قتال مین طوفان عظیم تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کمان تک عرض کرون رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا تلوارین سان پر چڑھین دلاورون پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلون کے سن پر چڑھی تیر زہر آبدار ہوئے نیزے ہر پیکار تیز و تیار ہوئے گھوڑون کا ساز و یراق درست ہوتا ہر بہادر چابک و چست ہوتا شور کرنا اور بوق سے گوش روزگار مین پنبۂ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا ذرہ ذرہ بیابان شیر غراتا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی بقصد جانستانی فروغ افروز ماہ سلاح شعاع مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر | جہان کرد از چہرۂ خود پر ز مہر
پئے جنگ آمد ز لشکر خروش | زمین آمد از بانگ سپاہان بجوش

وقت سحر دو طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوا امیر سجدہ کر پاس سے بعد فراغ طاعت باری سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر دولت شاہی مین آئے سرداران ذی وقار بھی بامید ادائے آداب حاضر آستانۂ شہنشاہی تھے کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان مسلمانان حضرت قدرت فخر الملوک السلاطین خدیو گیہان سعد بن قباد والا شان برآمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا شور از فرش تا بعرش پہونچا امیر اور سب سرداران کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف جنگاہ کے اس عظمت و شان سے روانہ ہوئی کہ ہزارہا رسالے اور فیل و اسپ اور پلٹنین و شاہان ذی زمین شکوہ ملازمان ہمراہ تھے جان نثار و خیر خواہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اس طرح سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر پہ چشم زمانہ پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت بر عقب نظم

یکے ابر بست از پئے گرد سم | برآمد خروشیدن گاو دم | شدہ جمع چندان سپاہ فام پیل
کہ روے زمین شد بکردار نیل | دفش و سنان را خود اندازہ نیست | خور از گرد بر آسمان تازہ نیست
اگر لشکری نیست اندازہ مر | ہمی از ستیزہ شدہ گوش کر

حاصل مرام بعد ورود موکب ہر دو از ما ترتیب صف محاربہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے آفت پر فتنہ اجازت حرب لقا سے لیکر وسط میدان مین آیا اور سلاح شوری دکھا کر نعرہ زن ہوا کہ ہان کون زندگی سے بیزار ہے جو میرے سامنے آنا چاہتا ہے اس نخیب کو سنکر لشکر اسلام سے شہزادہ صف در صف شکن خورشید بن ہاشم تیغ زن نے گھوڑے کی باگ لی کل صف دست چپ کے علم جلوہ گری بجا آئے سردار پاپیادہ ہو کر رکاب مین چلے شہزادہ نے ہر ایک کو تسکین دیکر رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے خلعت اجازت لیکر مرکب اڑاتا سامنے حریف کے آیا وہ تہیہ لگا ور گینڈا بڑھا کر چلا باہم نگاور زنی ہوئی سات قدم گینڈا اسکا اور پانچ قدم گھوڑا شہزادہ کا ہٹ کر بڑھ رہا دونون نے مرکبون کو اونین

سنبھلکر سامنا کیا نیزہ زنی آغاز ہوئی سنان بہ سنان اور زبان بزبان بجنے لگی بعد دو دو حملے ہوئے ضرب چند طعن کے شہزادہ
نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال لیا اُسنے غصہ میں آکر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار خبردار کہکر سر پر شہزادہ کے لگایا
شہزادہ نے اپنی تلوار اسکی پشت پہ تیغہ کر روکا کہ تیغا اسکا اچٹکر دو ٹکڑے ہوا اور اس شمشیر زن نے ہوشیار باش کہکر
ہاتھ مارا اس بد سیاہ نے سپر فراخ دامن کو چہرہ پر پناہ کیا لیکن اس تیغ کی برّانی سے پناہ پائی مشکل ہوئی سپر کو
کاٹ کر تلوار خود پر آئی اُسوقت صبائے جادو پر صدمہ ہوا اُڑ رہی تھی اور بزور سحر پوشیدہ تھی جب کہ یہ تلوار
سپر کو کاٹ چکی ہے اب دو پیکانٹے کریگی پسران حمزہ تجھے شر زد ہیں جلد خبر لینا چاہیے ورنہ یہ بیچارہ کوہی ہلاک ہو جائیگا
یہ سوچکر بہت جلد اپنے سحر پڑھکر تلوار کی دھار باندھی شمشیر شہزادہ خود دو دو مغفر ادو ہی چرخ چیں کاٹ کرتا یہ کاسہ سر
سے پہونچی تھی کہ کند ہوئی اور سا جیٹ گئی چالاک ادیب ابوالفتح شیر جنگ دیکھکر آگے بڑھ آئے تھے کیفیت
دیکھکر گویا ہوئے کہ شاید یہ کوئی ساحرہ ہے غرضکہ شہزادے کے عیار نے اطلاع کی کہ ذرا خبردار رہنا یہ ساحرہ معلوم
ہوتا ہے اور ادھر شاہزادے نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جست کرکے کھل کر گردن پہ جا تار ہا تلوار نے گیدی بچا
سر تسلیم کیا کوہی جست کرکے زمین پر آیا اور شہزادے کے گھوڑے کو بے کرنا چاہا شہزادہ بھی زمین پر کود اوہ دوڑ
کر لپٹ گیا باہم سرگرم کشتی دونوں ہوئے دو پہر تک خوب کشمکش ریلا پیلی کے زور ہے جب خلل ہوئے صبانے دیکھا کہ
اب معشوق تیرا لخلانے لگا دم اسکا آگیا قریب ہے کہ جیت ہوجائے بس یہ دیکھکر اپنے سحر پڑھا کہ شہزادے کے جسم سے
طاقت جاتی رہی کوہی لے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے حوالہ کیا اور پھر نقیب ہوئی کہ اے مسلمانان اور کسی کو بھیجو مقابلہ
میں اُسوقت سرداران درست جیسے لشکر اسلام سے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا اُسنے باعانت سحر ساحرہ گرفتار کر لیا شام
تک بیش چالیس اسیر ہوئے شام کو جب ساحر رو زرد روپوش ہوا اور عالم سیہ پوش کرکے ہمکو تا تیرہ خدا جانے ہم
ہمیکو نہ برداشت ہر گونہ شور نہ شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر خیمہ گاہ میں آکر آسودہ ہوئے لقا اپنی بارگاہ
میں شاداں و فرحاں آکر بیٹھا کوہی بھی آیا ساحرہ مذکور بھی آئی اور سرداران اسلام کو سحر کی قید میں مبتلا
کرکے اپنے ساحروں کے سپرد کیا کہ اُنھوں نے مقید کیا اور آپ یار کے ساتھ بیٹھکر شراب خواری کرنے لگی ادھر امیر بارگاہ
میں رنجیدہ خاطر بیٹھے چالاک نے آپکو غمگین خاطر دیکھکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہ کوہی نابکار ساحر خدا معلوم
ہوتا ہے یہ غلام جان نثار خبر اسکی لیتا ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے رفیق شفیق تم دو ایک روز سے مجھکو کبیدہ خاطر
دیکھتے ہو لوگ اسکا سبب بتا دو پھر جہاں مزاج میں آئے کجا تا عیار مذکور نے بلائے امیر پر سر جھکا کر عرض کیا اب
میرا دل یہاں رہنے سے گھبراتا ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ شہنشاہ عیاران والد بزرگوار کی خدمت میں جاؤں
امیر نے یہ عرض سنکر فرمایا کہ اے فرزند قسم ہے مجھکو یزدان پاک کی کہ تمکو اپنے سے بہتر میں جانتا ہوں میرا بھی دل اُنکی
خیریت سننے کو چاہتا ہے میں موقع و محل دیکھکر تمکو جانب طلسم رخصت کرونگا ابھی توقف کرو تمہاری کلمات عنایت آیات
امیر سے سنکر باہر بارگاہ کے آیا وہاں ابوالفتح موجود تھا اُسکو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بصورت صندل لشکر لقا میں چون
آئے بارگاہ کے پاس گبر کے خادم خدمتگار وغیرہ استادہ تھے انھوں نے بغیرت جیسا اکثر بیان ہوا ہے دو خدمتگاروں کو

الگ لیجا کر بیہوش کرکے غار مین چھپایا اور انکا لباس لیکر انھین کی ایسی صورت بنکر اندر بارگاہ کے داخل کیا
یہان ناچ ہو رہا تھا شراب کا پیالہ چلتا تھا اور اتفاق سے بلا ئے جادو بھی بارگاہ مین آیا ہوا تھا صبا بخاطر
اپنے برادر آشنائے دیرینہ کے کوہی سے ہٹ کر بیٹھی تھی گر اشنائے ہو رہے تھے صحبت عیش بر پا تھی یہ دونون عیار
بھی ایک سمت کھڑے ہو کر سیر دیکھنے لگے لیکن صبا بہت دنون سے یہان آئی ہے حال عیاران کا جانتی ہے
اسنے باحتیاط اسکے کہ عیار آکر صحبت برہم کرین سحر پڑھا کہ حال انکا معلوم ہوتا ہے چنانچہ سحر نے اسکو باخبر کیا کہ دو عیار
یہان آئے ہین ■ حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی چالاک اسکی نگاہ متفکر دیکھ کر جہان کھڑا تھا وہان سے ہٹکر
بختیارک کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور ابو الفتح سے اشارہ کیا کہ وہ باہر بارگاہ کے چلا گیا اس اثنا مین ساحرہ نے بغور ہر سمت
نگاہ کی چالاک کو قریب شیطان استادہ دیکھا اور پہچانا اور شیطان سے کہا ملک جی مجکو تم سے کچھ کان مین کہنا ہے
یہ کہکر باتین کرنے کے حیلے سے قریب آئی اور کلام کرنے کیلیے جانب شیطان جھکی بس جھکتے ہی چالاک کا ہاتھ
پکڑ لیا اس نے جست کرکے ایک لات اس زور سے ماری کہ یہ تخت لقا پر جا گری اس سبب سے کہ عیار بیل ہاتھ مین
رکھتے ہین جب کوئی ہاتھ انکا پکڑتا ہے وہ ہاتھ کو سطرح کس دیتے ہین کہ وہ بیل ہاتھ مین ہاتھ پکڑنے والے کے آجاتا
ہے اور انکا ہاتھ چھوٹ جاتا ہے گرفتار کرنے والا حیران ہو کر گیند کو دیکھنے لگتا ہے کہ یہ کیا ہاتھ مین آگیا وہ عیار
نکل جاتے ہین غرضکہ اسوقت عیار مذکور نے بیل عیاری کا تو ہاتھ مین ساحرہ کے دیا اور لات مار کر آپ بھاگا لوگ
سب حیران کہ یہ کیا معاملہ گذرا ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے چالاک باہر بارگاہ کے نکل آیا ساحرہ کے چوٹ
بہت لگی لوگون نے دوڑ کر اسکو اٹھایا بختیارک ناچتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب ساحرہ تمسخر کرنے لگا کہ آج تو
آپ بھی نظر کردہ ہوئین لات اعلیٰ نے یہ رتبہ دیا کہ لات کھائی خیر یہ تو ان کی عنایت تھی کہ خنجر نہین مارا ورنہ سر اڑ جاتا
اب انکی تعریف کے سوا کچھ اور کسی طرح کا کلام زبان سے نہ نکالنا کیونکہ مرشد زادہ برحق ہین جتنے کام ان سے
ناحق ہین وہ سب حق ہین اور وہ یہان مقرر تشریف رکھتے ہون گے ابکی جو برا کہتے سنین گے تو ناک کاٹ لینگے صبا
نے اسکے کہنے سے کچھ برا بھلا عیارون کو نہ کہا جب سکرت مین آکر بیٹھی اور لقا نے حکم دیا کہ یہان اب تخلیہ
کیا جائے خدمتگار فراش سب باہر جائین اور پہرا بیٹھ جائے کہ کوئی اندر آنے نہ پائے حسب الحکم انتظام ہو گیا اور
صبا نے بزور سحر خوب دریافت کر لیا کہ عیار اب بارگاہ مین نہین ہین فی الجملہ باطمینان تمام صحبت آرا ہوئی
لیکن اتفاق سے ابو الفتح جو پہلے باہر بارگاہ کے آیا تھا اسنے دور سے کچھ کشتیان کہاریون کو لاتے دیکھین دیکھکر
آگے بڑھا اور دیکھا کہ آگے آگے ایک کوہی لباس پر زر پہنے کلاہ مروارید سر پر دیے ہاتھ مین گلابی شراب کی لیے
کر مین جام زرین رکھے آتا ہے اور پیچھے بہت سی صراحین شراب کی چھکڑون پر بار ہین اور بہت سی کشتیان جنپر
تورے پوش پڑے ہین۔ کہاریان سر پر رکھے ہین کشتیون مین قابین کباب کی اور میوہ مٹھائی ہر رنگ کی کھانے
اور شیشہ بادہ ارغوانی کے چنے ہین جنکے منھ سونے سے بندھے ہین وہ شخص جو آگے آگے آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ
داروغہ میخانہ ہے عیار مذکور یہ سامان دیکھ کر صورت کو بدلے ہی تھا قریب اس داروغہ کے گیا اور سلام کرکے

ہنسکر بولا کہ اخاہ آج داروغہ صاحب کہان اسنے کہا بھائی یہ میخانہ میرے مالک سلیمان عنبرین مو نے خداوند
کے لیے بھیجا ہے مین پہونچانے آیا ہون اسنے جب سب حقیقت دریافت کرلی اس سے کہا اے برادر آپ وہان جاتے ہین
تو مین کیا کرون خیر جائیے آپ معلوم ہو جائیگا مین نہ کہونگا داروغہ کو خلجان ہوا اور قریب آکر ہاتھ پکڑکر منت کرنے
لگا کہ تمکو قسم ہے خداوند کے سرکی جو کچھ حال ہو ضرور بیان کرو کس لیے کہ دربار سرکار کا معاملہ ہو شاید مجھ میرے لیے
قباحت ہو اسنے کہا خیر خاطر ہے آپ ادھر تشریف لائیے مین بتادون واقعی مین آپکے فائدے کی بات ہے یہ کہکر
اسکو الگ تنہائی مین لایا اور کہنا سننا کیا تھا آتے ہی بیضہ منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے اسکو خوب بیہوش کرکے
گٹھے مین ڈالدیا اور اسکے کپڑے لیکر بہت جلد اسکی ایسی صورت بنکر قریب میخانہ آیا ملازمین کو ٹھہرا کر کشتیان سب ایک
جگہ رکھوائین لوگون سے کہا تم ہٹ جاؤ مجکو ایک خبر معلوم ہوئی ہے ایک ترکیب ایسی کرنا ہے کہ شراب عمدہ ہو جائے نوکر
ماتحت داروغہ کے تھے حسب الحکم ہٹ گئے اسنے سب مین بیہوشی ملادی اور ایک خم مین بھی بیہوشی نہ ملائی پھر وہان سے
میخانہ لیکر دربارگاہ پر آیا یہان تھوڑے عرصہ مین صبا نے بختیارک سے کہا کہ ملک جی مین ایک پہلوان پہلے لڑوا چکی ہون ابکی اور
ایک پہلوان بلواتی ہون کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر ایک دستک دی کہ ایک پہلوان زمین سے نکلا
قامت مین عوج بن عنق کا مثل مین احمق تھا سحر بند کیا ہوا تھا کہ کوئی حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور نہ کسی پہلوان زبردست
سے زیر ہوتا واضح ہو کہ مدتک لڑائیان اس پہلوان کی بھی داستان گو بیان کرتے ہین لیکن اس احقر کو بے سود
داستان لکھنا طوالت غضا نظر آیا اس سبب سے مختصر حال اسکے مرنے کا بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلوان نے بھی مقابلہ
کرکے کئی سو سرداران اسلامیان مثل آفت کے گرفتار کیے آخر اب جو ذکر کیا گیا کہ عیار بارگاہ مین آئے اور ساحرہ کو
ایک تو باہر بارگاہ کے نکلگیا اور دوسرے نے داروغہ کو میخانہ کے بیہوش کرکے دربارگاہ پر اپنے تئین پہونچایا فی الجملہ
اس پہلوان کی لڑائی جو بیان کی جاتی ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ پہلوان بھی قتل اور دون کے دنگل پر بیٹھا مصروف
سبحزاری تھا اور جو لڑائی اسکی نہ بیان کی جائے تو اسوقت ساحرہ نے اسکو بلایا اور دنگل پر بٹھایا غرضکہ خبر پہونچی
کہ سلیمان کے یہان سے میخانہ لیکر داروغہ آیا ہے لقا نے حکم دیا کہ میخانہ حاضر کرو ملازم کشتیان وغیرہ بارگاہ
مین لائے ابوالفتح دربارگاہ پر ٹھہر رہا اس لیے اندر بارگاہ کے نہ گیا کہ ساحرہ پہچان جائیگی اور واقعی ایسا ہی
ہوا کہ کہاریون وغیرہ کو جو کہ کشتیان لیکر اندر گئین ساحرہ نے سحر سے دریافت کیا کہ انمین کوئی عیار تو نہین چنانچہ
معلوم ہوا کہ کوئی عیار نہین پس ساقیون کو حکم دیا کہ اسی شراب کو پلاؤ جو وہ ایک ساقی کہ وہان حاضر تھے انھون نے
انھین گلابیون سے شراب ناب ساغرون مین بھر بھر کر اہل انجمن کو دینا شروع کی از بسکہ مخلیہ تو پہلے ہی سے تھا متوجہ
سردار کئی سو جا ضرور بارتھے لیکن خادم خدمتگار فراش وغیرہ کوئی نہ تھا عیارون کے خوف سے دو ایک ساقی اور
گو پیے رکھ لیے تھے اور سب باہر تھے پس خم سے شراب نکالنے کی نوبت بھی نہ آئی گلابیون ہی کی شراب کا دور چلنا
کافی ہوگیا یکا یک بیہوشی نے تاثیر کی لقا تخت پر سے اٹھا اور کہا خداوند نے اسوقت تقدیر ناچنے کی فرمائی
ما بدولت بھی ناچتے ہین تم بھی سب ناچو یہ کہکر بھاؤ بتاتا ہوا اٹھا سردار حاضران دربار بھی

مست و لایعقل ہو چکے تھے کسی نے کسی کے ڈھولکی دی تھی کسی کے مونچھ پر ہاتھ ڈالا تھا کہ میاں رات کا وقت ہے کوا
بسیرا لیتا ہے غرضکہ اسی ڈھول جھگڑے میں خداوند جناچتے ہوئے اُٹھے ہر ایک اہا ہا کرتا اور مٹکتا ہوا اُٹھا اور
گت بھرنے لگا اس عرصہ میں ساقیوں نے بھی اہل محفل کو خوشحال شراب کو عمدہ سمجھ کر آپ بھی دو جام پیئے اور رقاصوں
کو بھی دیے پھر تو ایسی بُری گت ہوئی کہ سازندوں نے سارنگی الٹی کر کے رتینا شروع کیا اس طرح جیسے گلے پر چھری
پھیرتے ہیں اور رقاصہ نے پیشواز اُلٹ کر سر پر اوڑھ لی اور ہر ایک ساحر سردار چوتڑ پیٹتے اور ناچتے بکر کو دکرنے
لگے یہان تک کہ جب دماغ اوُت ہوا بیہوش ہو کر ہر ایک گر الغرض جب عرصہ کچھ گذر گیا عیار جو داروغہ بنا ہوا باہر
کھڑا تھا سمجھا کہ اندر سب بیہوش ہو گئے ہوں گے پس اندر جانے کا قصد کیا دربانوں نے کہا داروغہ صاحب آپ تو
ناحق اندر نہیں جاتے آپ کیلئے ممانعت تھوڑی ہے اسنے کہا ابھی میں احتیاط کرتا ہوں خیر تمہارے کہنے سے میں
جاتا ہوں خداوند کو سلام کر لونگا یہ کہکر کہا رہوں اور اپنے ہمراہیوں کو باہر چھوڑ کر آپ اندر بارگاہ کے آیا ادھر
چالاک بھی ایک معزز کوہی کی صورت بنکر آیا اُسکو بھی کسی نے منع نہ کیا اب یہ دونوں جب اندر پہونچے ہر ایک کو
بیہوش پایا پس داروغہ مصنوعی پھر کر دروازے پر پھر آیا اور کہا خداوند فرماتے ہیں کہ بارگاہ کے در پر بھی تنہائی کر دو
سب اپنے اپنے بستر پر جاؤ نوکری اسوقت کی معاف کی حاجب دربان یہ حکم سنکر وہاں سے چلے گئے اب بالکل
تنہائی ہوئی چالاک نے پہلے بختیارک کو ہوشیار کیا جب اسکو ہوش آیا عیار کو خنجر بکف سر پر دیکھ کر جلد
کھڑا ہو گیا اور کہا اے مرشد برحق کے یادگار مجھکو تو اپنا غلام ہی آپ سمجھیے گا بلکہ غلام ہوں کا آپکے میں غلام ہوں اور خود
ہمیشہ چاہتا ہوں کہ اس لقا بے ایمان کو آپ جوتیاں لگائیں نے آپکے بسم اللہ کیجیے چالاک نے کہا ملک جی اگر
ہمارے تم دوست ہو تو لو یہ استرہ اور خداوند کی داڑھی مونڈو اب تو شیطان گھبرایا اور عیار نے ڈانٹا کہ بات
اے دورنگی منافق اب ہم تجھکو عورت بنا کر غضنفر کوہی کی بغل میں سلائیں گے وہ یہ سنکر منت کرنے لگا کہ نہیں مرشد
زادے ایسا نہ کیجیے لیکن عیار نے نہ مانا اور ایک خرما بیہوشی آلود نکالکر سے ہسکو دیا کہ کھا اسکو جلدی ناچار اسنے
کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اسکو بہت خوبصورت بنایا اور پیرہن بھی عمدہ پہنایا مسی مہندی کنگھی چوٹی سے درست
کر کے پھر اسکو ہوشیار کیا اور آئینہ ہاتھ میں دیا اسنے صورت اپنی آئینہ میں جو دیکھی خوب ہنسا اور اپنے دل سے کہتا
تھا کہ کیا بلا کے یہ عیار ہیں مجھ میں اور عورت میں کیا کچھ فرق نہیں رکھا ہے خوب بنایا ہے کبھی سینہ پر ہاتھ پھیرتا اور
کہتا کہ واہ واہ کیا خوب سینہ بنایا ہے غرضکہ جتنی دیر میں اسکو چالاک نے عورت بنایا ابوالفتح نے مع لقا
سب کی ڈاڑھیاں مونچھیں بھوین مونڈیں چار ابرو کا صفایا کر کے پیرہن ہر ایک کا اُتارا اور منہ نصف سیاہ نصف
سرخ ان پر سفیدی کے ٹیکے اور گلے میں جوتیاں ہار کی طرح ڈور میں باندھ کر پہنادیں ہاتھ میں بھی جوتی
پکڑا دی منہ سب کے کالے کر دیے اور بعض کو قنات سے بارگاہ کی تکیہ دیکر بٹھا دیا اور انکو ایک ٹھلی ہاتھ میں دیدی
اور ماتھے پہ شعر لکھ دیے کہ وہ فحش کے سبب لکھے نہیں گئے پھر غضنفر کوہی کی بغل میں ملک بختیارک کو لیجا کر
لٹا دیا اور لقا سے ہاتھ میں ڈگڈگی دیکر آفت کوہی کو خرس کی صورت بنا کر گلے میں ڈال کر رسی بٹھین باندھ کر

لقا کے ہاتھ مین دیدی اور لقا کی ڈاڑھی مین دو بال چھوڑ دیے تھے انمین گھنگرو باندھ دیے اور ایک رقعہ
بھی باندھ دیا جسمین یہ لکھا تھا کہ اے خرس بادیہ ضلالت یہ کام مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کا ہے جب یہ
حالت سب کی کر چکے خنجر کھینچکر بلا صبا ساحرون کا سر کاٹنا چاہا مگر صبا نے دو پتلے ہوکے بنائے ہین کہ وہ
اسکی حفاظت کرتے ہین اسوقت بھی بیٹھے ہوا سے دو پتلے پچکاری ہاتھ مین لیے اُترے عیار دونون انکو دیکھتے ہی
بارگاہ سے نکل گئے اور پتلون نے پچکاری کہ جسمین آب سحر بھرا تھا ساحرہ کے منھ پر ماری کہ وہ ہوشیار ہوئی اور
بارگاہ کا حال دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلی ابر برستا ہوا نکلگیا اسکی تاثیر سے ہر ایک ہوشیار ہوا اور اُٹھنے کا
جو ارادہ کیا تو گردن مین ایسا جھٹکا لگا کہ آہ کرکے پھر لیٹ گیا اور جس نے گھبرا کر منھ پر ہاتھ پھیرا جوتی منھ پر لگی ادھر
لقا جو اُٹھا اور اُٹھنے سے اسکے ہاتھ کو جنبش ہوئی ڈگڈگی بجنے لگی اسنے جھنجھلا کر دوسرے ہاتھ سے ڈگڈگی کو دفع
کرنا چاہا رسی اس ہاتھ مین بندھی تھی وہ کھنچی اس کے ساتھ آفت بھی کھنچتا چلا کیونکہ پٹا اسکے گلے مین تھا ایک طرف
عنصر کوہی کو جو ہوش آیا زنڈی جوان قبول صورت کو پہلو مین پایا سمجھا کہ خداوند لقا نے مجھکو حور عنایت فرمائی
ہے بس یہ سمجھ کر بختیارک سے لپٹا اور جان جہان کہہ کر پستان پر ہاتھ ڈالا اور شیطان بھی ددلی کہکے اس سے
لپٹا اور پھر یکایک اسکو چھوڑ کر بھاگا وہ اُٹھ کر برہنہ اسکے پیچھے دوڑا شیطان دوڑ کے لقا پاس آیا کہ
یا خداوند مجکو عورت سے مرد بنا دے ہر چند کہ لقا اس مضحکہ مین گرفتار تھا مگر شیطان کی یہ صورت دیکھکر ہنسا
اور کہا ابکی نوروز کو تجھے مرد بنا دونگا اسنے کہا تو میری آبرو اس کوہی کے ہاتھ سے بچا لقا نے عنصر کو گھُڑکا کہ کہان
لگا دوڑتا پھرتا ہے اسنے خداوند کی آواز پہچانی اور بالکل اسکو شناخت نہ کیا اور کہا اگر تو لقا ہے تو مجکو
کیا ڈانٹتا ہے خود تو آپ ننگا کھڑا ہے اور عجیب اسوقت تیری برزخ اور قطع ہے یہ سنکر خداوند شرمایا اور
ڈاڑھی کو جو ہاتھ سے دیکھا رقعہ بال مین بندھا تھا اسکو نوچ لیا ساحرہ نے مشعل سحر تو پہلے سے جلالی تھی روشنی
بہت تھی اس رقعہ کو پڑھکر معلوم کیا کہ یہ ذلت ہمکو عیارون نے دی ہے بس ہر شخص کو لعنت کے پھندون سے
رہا کیا اور ہر ایک علیحدہ اُٹھ کر گیا تبدیل لباس کیا لقا نے بھی پوشاک عمدہ زیب بر کرکے تخت پر جلوس کیا
منھ پر ڈھاٹا باندھ لیا غرضکہ سب پرستار اسکے کپڑے بدل کر منھ چھپا کر دربار مین آئے بختیارک اسی طرح
عورت بنا ہوا ہر ایک کو چھیڑنے لگا اور خداوند سے کہتا تھا کہ آپ مجکو پہچانتے ہین مین کون ہون وہ خرس بیحیائی
کی راہ سے ہنسا آخر پکارا کہ منم وزیر اعظم درگاہ خداوند دیکھ مجھ مین یہ صفت ہے کبھی عورت بنتا ہون کبھی مرد بنتا
ہون یہ کہہ کر پانی منگا کر منھ ہاتھ دھویا رنگ روغن چھوٹ گیا یا تو صاحب حسن و جمال تھا اب پھر وہی شیطان
مجسم بن گیا اور اسی طرح ہر شخص کا منھ آب گرم سے دھولایا کہ وہ روسیاہی ظاہر کی دفع ہوئی اسوقت
لقا نے ہر ایک سے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر کئی دن پیشتر سے کر رکھی تھی کہ بندگان مغضوب آجکی شب قدرت سے
دل لگی آکر کرینگے اسوقت خداوند کو تمھارے چہل سوجھی تھی سبنے کہا برحق اگر تو نہ چاہتا تو عیار ہمارا یہ حال
نہ کرتے اسنے کہا دیکھو میری رحمت کہ تم سبکے ساتھ اپنا بھی حال ایسا بنا لیا یہ اسلیے کہ تم لوگونکی دلشکنی نہو

غرضکہ ایسی کچھ باتیں بنا کر چاہا کہ رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست کرے بختیارک نے کہا اس رات کو جاگ
کر بسر کرنا صلاح ہے عیار ذکر ہیں ہیں ضرور دو ایک مارے جائینگے صبا نے کہا ملکہ جی میں پہرہ دونگی ہوشیاری
کرونگی خداوند کو آرام کرنے دو یہ کہکر آفت کو ہی اور اپنے پہلوان سحر بند کو بارگاہ میں اپنے لائی لقا عیش خانہ میں
جا کر آرام پذیر ہوا ہر سردار دربار سے ڈاڑھی مونچھ نذر کرکے اپنے اپنے مقام پر گیا ادھر عیار جوان سب بھی ترکیب
بنا کر بھاگ گئے لشکر کے باہر نہ گئے اور باہم صلاح کی کہ بغیر قتل کیے ایک دو ساحر کے جانا نہ چاہیے پس
ابو الفتح نے ایک مقام تنہا تجویز کرکے غار کو دیکھ کر خیمہ سے اس غار کو گھیرا کر کے صحرا سے لکڑیاں جمع کرکے اسمین
بھریں اور آگ دہکائی اور آپ چھپ رہا اور چالاک ایک مہیب ساحر کی شکل بنا ماتھے پر نگینہ الماس کا جڑا
کہ ستارے کی طرح چمکتا تھا اور ایک تاج یاقوت احمر کا سر پر رکھا تھا جسمیں چار چہرے حور کے بنے تھے ایک خنجر
کمر میں لپیٹی ایک تھالی ہاتھ میں لی کہ اسمیں جو کچھ جلتی تھی اور دفعتہ تختہ طلسم لکھے ہوئے اسمین رکھے تھے اور کان آنکھ
منہ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے معلوم ہوتے تھے پس اس صورت بے درست ہو کر قریب پشت بارگاہ صبا پر
آیا اور جانتا تھا کہ رات زیادہ آئی ہے ہر شخص دربار سے اپنی جگہ پر آیا ہوگا چنانچہ پشت کی طرف سے پہلو سے
بارگاہ پر آکر ایسی جست کی کہ جیسے کوئی اڑتا ہوا آتا ہے بیچ بارگاہ کے صحن میں یہ اترا صبا اسکو دیکھ کر کھڑی
ہوگئی اسنے سلام کیا اور نامہ تھالی میں سے اٹھا کر ہاتھ میں دیا اسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ آج خداوند
سامری نے اپنی قدرت سے بچا لیا ورنہ عیار کام تمام کر چکے تھے اب ذرا سمجھ کے مسلمانوں سے مقابلہ کرنا اور ایک ہار
ہمنے بھیجا ہے وہ ہار اپنے پہلوان کو پہنا دینا وہ سب کو گرفتار کر دیگا اور دوسرا نامہ ہمنے پہلوان کو لکھا ہے اسکو تم نہ پڑھنا
انھیں کو دینا کہ وہ آپ پڑھیں صبا نے بحال پڑھ کر دوسرا نامہ اور ہار طلب کیا عیار نے آگے بڑھ کر ایک ہار پہلوان کے
گلے میں پہنا دیا اور اسی کے ہاتھ میں نامہ دیا اور آپ جست کرکے سرا نجمہ فرا کر باہر بارگاہ کے پہونچا صبا سمجھی کہ نامہ دیکر
یہ ساحر جانب طلسم گیا بیشک یہ فرستادہ شاہ جادوان تھا ادھر پہلوان نے جو لفافہ پر نامہ کی نظر کی لکھا دیکھا کہ اس
نامہ کو ایسے مقام پر پڑھنا کہ جہان آدمی کے نام سے تمہاری پرچھائیں بھی نہ پڑے یہ دیکھ کر وہ اٹھا صبا نے کہا کہاں
جاتے ہو کہا ابھی حاضر ہوتا ہوں یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا ساحرہ سمجھی کہ رفع احتیاج کو گیا فی الجملہ یہ تو آفت کے لیے خیال اٹھا
کرنے لگی وہاں پہلوان نے نامہ وا کیا ایک الائچی اسمین سے نکلی اور عبارت یہ لکھی تھی کہ اے پہلوان اس الائچی
کو کھا کر جانب مشرق سو قدم گن کر اٹھانا ایک نور تم کو اس طرف روشن نظر آئیگا بصدق عبادت قدم عقیدت جلد
جلد بڑھانے اس نور کی طرف آنا ایک غار پر پہونچو گے کہ اسمین سے مثل آتش کے نور شعلہ فگن ہے بس اپنی آنکھیں بند
کرکے کنارے غار کھڑے ہونا ہم آکر تمکو اپنا نظر کردہ کرینگے اور بڑی دولت تمکو نصیب ہوگی کہ آج تک
نہ کسی کو ملی ہے نہ ملے گی یہ مضمون پڑھ کر پہلوان نے الائچی کھائی اور سو قدم گن کر آگے بڑھا وہ غار جو ابو الفتح نے
روشن کر رکھا ہے اسکی روشنی دکھائی دی نہایت اعتقاد سے تعریف سامری پڑھتا ہوا سر غار پر آیا اور آنکھیں بند
کرکے کھڑا ہوا ابو الفتح تو وہاں چھپا ہوا تھا آہستہ آہستہ قریب اسکے آیا اسنے آہٹ جو قدم کی سنی سمجھا کہ

شاہ جادوان نظر کردہ کرنے آئے اسی طرح آنکھیں بند کئے کھڑا رہا عیار نے پشت پر ہو کر ہاتھ جوڑ دوں میں دیکر
اس زور سے ڈھکیلا کہ منھ کے بل وہ اس غار میں گرا گویا قعر جہنم میں زندہ پہونچا گرتے ہی جلکر خاکستر ہوا اور
شور اسکے جلنے کا بلند ہوا ادھر بختیارک کہ از خوف عیار ذرا لگا ہوا تھا ہی اپنے خیمہ سے اٹھکر بارگاہ میں آیا
اور صبا سے پوچھا پہلوان کہاں گئے ہیں اُسنے حال نامہ آنے کا بیان کیا اور کہا وہ باہر گئے ہیں اس شیطان نے
حال سنکر کہا ہائے مار ڈالا اے تم غافل بیٹھی ہو جلد خبر لو وہ پہلوان ملک عدم کو پہونچے ہونگے ساحرہ یہ سنکر گھبرائی
اور ہمراہ شیطان باہر آئی دربان جو دروازے پر تھے اُنسے پوچھا کہ پہلوان کدھر گئے اُنھوں نے کہا یہاں سے سو قدم
گن کر آگے بڑھے تھے پھر ہمیں نہیں معلوم کدھر گئے بختیارک یہ سن کر ناک پر اُنگلی رکھکر ناچنے لگا اور ساحرہ
مع آفت کے پہلے بارگاہ لقا میں آئی شیطان نے اس گبر کو بیدار کیا اور ساحرہ نے رو رو کر کہا خداوند بتلائیے
پہلوان میرا کدھر گیا مارا گیا یا زندہ ہے لقا نے جواب دیا کہ یوں ہے یا دوں ہے قدرت تو سو رہی تھی تقدیریں بھی
سو رہی تھیں اسوقت قدرت بتا سکے گی نہیں ہر چند کہ جانتے ہیں مگر موقع نہیں ساحرہ وہاں سے ناچار ہمراہ
بختیارک و آفت اسی طرف ڈھونڈھتی ہوئی چلی کہ جدھر پہلوان گیا تھا اُسکو بھی روشنی دکھائی دی پس
سر غار پر یہ بھی آئی وہاں پر غل مچا ہے تھے اُسکو یقین ہوا کہ پہلوان اسی گڈھے میں گرا دیا گیا ہے پس رونے لگی
اور عیار جو بطور نقش وہاں حاضر تھے اُنھوں نے اسکی صدا سن کر دور سے نعرہ کئے کہ باش او لقا تیرے بھلے اس تیرے پہلوان
کو واصل جہنم کیا اور انشاء اللہ جب تک سرداران لشکر اسلام قید ہیں یوں ہی آکر ہم جگر زک دیں گے اور ہیں بڑے کافر
نکلے بھی تیرے پہلوان کے پاس بھیجدیں گے یہ نعرہ سن کر بختیارک نے کہا کہ یہاں نہ ٹھہرو ورنہ جان کی خیر نہیں آؤ
وہاں سے واپس ہو کر بارگاہ میں آئی بختیارک نے کہا میں تو جاتا ہوں تم عیاروں سے خبردار رہنا مقرر وہ
اپنے سرداروں کی رہائی کو آئیں گے اُسنے یہ باتیں سنکر بظاہر تو کہا ملک جی ان موذی کاٹوں کی کیا مجال ہے
جو میری جانب نگاہ کج دیکھ سکیں شیطان تو ایسے کلمات سنکر چلا گیا اور ساحرہ نے بظاہر تو لاف زنی کی تھی
مگر بباطن عیاروں کا خوف پیدا ہوا کیونکہ عیار کہہ بھی گئے تھے کہ ہم برائے رہائی سرداران آئیں گے چنانچہ اسنے
فرط خوف سے زندان خانہ میں جا کر جتنے سردار کہ اپنی قید میں رکھے تھے اور پہلوان پکڑ لایا تھا اُنکو قید سے رہا
کر دیا وہ سب رہا ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلے اس عرصہ میں شعلۂ آفتاب نے غار مشرق سے سر بلندی کی اور
جسم ساحر کو جلا کر ظلمت عالم کو مٹایا بیت کہ بعد از شب ہوئی جب صبح روشن : زمین آئی نظر پاکیزہ دامن
صبح کو بادشاہ لشکر اسلام تخت سلیمانی پر جلوہ گستر ہوئے دربارگاہ پر نقارہ بجا مجرائی آنے لگے سرداران ہمتن
بھی زیب دہ کرسی و ذرنگار ہوئے اسوقت سرداران رہا شدہ بھی آکر بارگاہ میں پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا
امیر بھی سجدے سے تشریف لائے مقدم سب نے آنکھوں سے لگائے اس اثنا میں عیاروں نے آکر حال کیفیت
قتل پہلوان اور رہائی لقا خدمت امیر میں عرض کی سب یہ حال دشمن سن کر خندہ زن ہوئے اور دانے سے
سرداران مقید کے بزم عیش ترتیب دی اس طرف لقا بھی اپنی بارگاہ میں سریر آرا ہوا جملہ کفاران

حاضر دربار ہوے مگر آفت کا اعتقاد عیارون کی ڈاڑھی مونڈنے سے خداوندی کی طرف سے جاتا رہا یہ جو سوار ہوا
دربار لقا مین نہ گیا اپنے افسران لشکر سے کہا کہ مین خدمت بادشاہ اسلام مین جاتا ہون جسکو آنا ہو میرے ہمراہ
آئے بہت سردار اور کئی ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوکر جانب لشکر اسلام چلے جب قریب لشکر مذکور پہونچے ہرکارون نے
خبر امیر کو پہونچائی کہ آفت کوہی بارادہ اطاعت آتا ہے امیر نے کچھ سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ پیشوائی
کرکے اسکو لائے لشکر اسکا اترا اسنے آکر امیر کے قدم کو بوسہ دیا بادشاہ کے گرد پھر اندروہی امیر نے سر اسکا چھاتی
سے لگایا داخل سردارون مین عنایت فرمایا خطاب و خلعت سے سرفراز ہوا پھر حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب
حاضر ہوے رقاصون نے بزم کو بزم کیقبادی بنادیا راجہ اندر کا جلسہ نظر سے پریون کے گر گیا محفل جمشیدی کا
رنگ بگڑ گیا یہان تو یہ سامان ہے ادھر ہرکارون نے یہ خبر لقا سے جاکر عرض کی اسنے کہا وہ عتقاد جسے آیا تھا
قدرت کو عیار ستاتے تھے خوب ہوا چلا گیا اسنے تو یہ کہا مگر صبا کا رنگ رخ زرد ہوگیا کیونکہ یہ کوہی مذکور کو پیار
کرتی تھی آخر بصلاح بختیارک نے پھر نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ جادوان یہان کمک
بھیجیے کہ مسلمانون نے ہم کو پریشان کیا ہے یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھوکر نقارہ بجوا دیا نیچہ اٹھا کرے گیا
حال اسکا بیان کیا جائیگا اب امیر کشور گیر مصروف راحت ہین لقا کو انتظار کمک آنے کا ہے ساحرہ وغیرہ
فکر اسم اعظم بند کرنے کے لیے کرتی ہین ان کو اس حال مین چھوڑ کر اور حال سنیئے

حال شاہزادہ توریج و طلسم ہزار برج و تتمہ کیفیت شاہزادہ ایرج اور بند ہونا اسم اعظم امیر کا اور آنا ایرج کا لموکلفہ

آب انگور ہے ہر شیخ و برہمن کو عزیز
دل مرا گومیون کی طرح ہے ساقی بیکل
مے رنگین ہے مجھے جلد پلا دے ساقی
آئین نیرنگی مضمون سے مگر بادل

آب زمزم یہ سمجھتے ہین تو وہ گنگا جل
میکدہ مین مجھے آتا ہے مزا ہی تیرتھ
لائی آنکھو نہین مرے نشہ کی آئے کا جل
جاۃ مضمون کو نہ دو طول لکھو افساد

مجکو بھی آج دکھا دختر رز کا درشن
جسطرح شیخ کا دل چاہے کہ کعبہ کو چل
کس لیے دیکھنا ہی مجکو طلسمات کی سیر
ہے طلسمات کی دیکھا ابھی منزل اول

نظارگیان نیرنگ طلسمات و سیاران منازل دشت عجائبات میدان قرطاس کو یون مضامین افسونگری
و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامہ تحریر سے طلسم بیان کو اس طرح فتح فرماتے ہین کہ وہ آسمان
شجاعت کا سورج یعنی شہزادہ توریج ایک ایسے مقام پر طلسم ہزار برج مین وارد ہوا تھا کہ دن بھر بسان مہر تابان
طے منازل دشت طلسم فرماتا اور شام کو پھر جہان سے چلتا وہین پہونچ جاتا رجوع بطرف صانع طلسم عالم کرکے بشارت
یاب ہوا کہ یکہ و تنہا جانب مشرق روانہ ہوا چنانچہ حسب ہدایت ہاتف غیب وہ مہر سپہر صاحبقرانی اپنے رفقا کو
چھوڑ کر رہگرا اے منزل مقصود ہوا اور تین شبانہ روز برابر بے رہبر و جادہ بہ آفات طلسمات رہا کہین صحرائے پرخار نظر آیا
اور کسی مقام کو سبزہ زار بہ از گلزار پایا کبھی صد ہائے رفتار پر گذر ہوا کبھی درہ کوہ بلند اس مسافر کا گذر ہوا اسی طرح صحرا و

بیابان ہو بار نے کے مکان طے کرتا ہوا چلا تھے روز جب مسافر دشت چرخ چہارم فلک اخضر کے میدان مین آیا
بھی گذر ایک بیشہ فرحناک و وادی خس و خاشاک مین ہوا لطافت چشمہائے آب پاکیزہ دامنون کو تر دامن بناتی
تھی نزہت و طراوت گیاہ جناب خضر کا دل لبھاتی تھی جو پھول تھا وہ اپنی سرسبزی پر پھولا تھا جو درخت تھا
وہ اکڑ کر شاہ بہار کے برو سر پر پھولا ہوا تھا مختصر یہ کہ ایسا اس صحرا و دشت رشک بہشت کا نقشہ تھا کہ نظم

تھی ساری زمین بہشت تزئین ‌ ‌ ہو دامن یار جیسے رنگین ‌ ‌ پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
گلزار ہو جسکو دیکھکر دنگ ‌ ‌ بوباس گلوں کی وحشت انگیز ‌ ‌ اور سبزہ دشت سب جنون خیز
سرسبز درخت نکلے سے تھے ‌ ‌ عرفان چمن کے نیچے سے تھے ‌ ‌ اس دشت رنگین مین ایک خیمہ

سرخ بصد عظمت و شان استادہ تھا بارگاہ فلک کو اپنے روبرو شرماتا تھا سرلگے اس خیمہ کے ہر طرف سے اٹھے
تھے اندر شیشہ آلات سجا تھا مسند زرنگار آراستہ تھی صحن خیمہ مین کرسی وہ گل لگے تھے شہزادہ مسافر کشیدہ
تھا عازم ہوا کہ اس خیمہ مین چلکر آرام پذیر ہون اسی فکر مین چند قدم بڑھا تھا کہ ایک ببر نکا ہولے تند کا آیا
اسنے ببر کر جو دیکھا قریب خیمہ اژدر دہان ایک بیٹھے پایا اور کوہ و دار کو دیکھ کر دم کھینچی اسنے لنگر مارا اور جب جلد
قریب اس موذی کے پہونچا اس زور سے تیغہ مارا کہ اسکو دو ٹکڑے کیا اور چند تلوارین مار کر پانچ چار ٹکڑے اسکے
کیے مگر منہ کی طرف کا ٹکڑا جو تھا جب اٹھا اور ویسا ہی رہا شہزادہ اسکو مار کر خیمہ کی طرف پھر اگر معلوم ہوتا ہے مقدمہ
سحر و افسون ہے اندر جانا زبون ہے غرضکہ یہ ارادہ ان سے پھر کر قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا تھا کہ خیمہ کی طرف سے ایک
زن حسینہ لباس و زیور سے درست نہایت چالاک و چست پیدا ہوئی اور شہزادہ کو سلام کیا اور یون آہستہ سے گویا
ہوئی کہ اے شکنندہ طلسم اس بیابان کی مالکہ ملکہ الماس جادو سامنے خیمہ زن ہے اور آپکی طالب وہ بےفن چھو
خیمہ مین خدمتگار ہون اور ساحرہ مذکورہ سے ہم سخن ہون شہزادہ کو تو جانا منظور ہی تھا اسکے ہمراہ اندر خیمہ کے آیا یہان
رام اندر کا اکھاڑا جمع پایا کہ سو نازنینان گلبدن خورشید تمثال حور تمثال جنکا مثل ہونا ناممکن عمدے ہاتھون مین لیے
استادہ تھین نازہ دلبری پر آمادہ تھین ہر ایک شوخ دیدہ پردہ ناموس ان سے دریدہ نہایت گرم جنچل اور بےشرم
زلف سیاہ انکی چشم مشتاق کی روشنی مانگ عشاق کی باعث خاطر شکنی ابرو کا خم خوبی کی طاق بلکہ دلبری میں طاق
جبی بھوین کھلی سے جنت دل لیے پرچی ہوئی چہرہ بےنظیر خورشید تنویر چشم فتان مین سرمہ کی تحریر یا غبار عاشق
سیہ بخت و دلگیر انھین سنگدلان کافر کیش کے بیچ مین ایک ستمگر غنچہ دہن نازک بدن کبک رفتار شیرین گفتار
مسند ناز پر بصد تمکین و انداز جلوہ فرما تھی ہر ادا اسکی دلربا تھی جو طلعتان مہوش اس کے پیر ناخن پا پر نثار
بلا مین تمام عالم کی اسکی زلف چلیپا کی فرمانبردار چشم سرگین کی گردش پر تصدق لیل و نہار چہرہ تابندہ کی چمک سے
زمین کے منہ کو چار چاند لگے تھے دونون رخسار کے دو عکس اس طرح پڑتے تھے نظم

آئے جو نظر وہ روئے انور ‌ ‌ ہو دیدہ آفتاب بھی تر ‌ ‌ گیسوئے سیہ جو خم بخم ہے
جو وصف کرون ہم اسکا کم ہے ‌ ‌ جو حلقہ ہے دیدہ پری ہے ‌ ‌ زنجیر فسون سامری ہے

ہے مار سیہ سے بڑھ کے کاکل
یہ دام بلا ہے حسن صیاد
دے موج ہوا ذرا جو جنبش

یہ زہر کہان سے لائے سنبل
چسپان دل عاشقان پہ غم
اس پر سے ہو دلون کی بارش

کیونکر کوئی مرغ دل ہو آزاد
سنبل پہ پڑی ہو جیسے شبنم
شہزادہ اس غارتگر جان و دل کو

دیکھکر حیران رہ گیا اور اس دختر نے اٹھکر تعظیم دی اور ایک کرسی زرین پر بٹھایا سامنے آپ بیٹھی اور درج دہن سے
گہرفشان ہوئی کہ اے طلسم کشا زہے نصیب تیرے جو مقام تک تیرا گذر ہوا یہ وہ جگہ ہے کہ پریون کا گذرنا مشکل ہے
پر جلتے ہین جنون کا سایہ بھی یہان نہین پڑ سکتا دیوون کی جان ہوا ہوتی ہے یہان آتے ڈرتے ہین اب اس طلسم
کی جو سرحد پسند وہ تو قبضے مین کر اور طلسم شکنی سے ہاتھ اٹھا اور اگر جمشید کو سجدہ دے تو مجھ ایسی معشوقہ تیری ہمیشہ صحبت مین
رہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین جمشید پر لاکھ بار لعنت کرتا ہون اور اسکے پرستارون پر کرور کرور اور ایک سرحد پسند کو مجھکو
کیا احتیاج ہے بحول و قوت الہی سارا طلسم قبضہ مین لاونگا اور تم ساحرون کو راہ ملک فنا دکھاؤنگا یہ کلمات
سنتے ہی اس شعبدہ گر نے لبون کو جنبش دی یہ سمجھا کہ اسنے سحر آغاز کیا ہے جلد اسکا کام تمام کر اسکے حسن و جمال پر نظر
کر کے فریفتہ نہو بس یہ سوچتے ہی تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اسکو مارا لیکن تلوار اسکے سر پر پڑکر اچٹ گئی اور اسنے قہقہہ مارا
اور کرسی پر سے اٹھکر کمر مین شہزادہ کے ہاتھ دیکر اوٹھا لیا اور چیخ مار کر وہ اژدر جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اور شہزادے
نے اسکے ٹکڑے کیے تھے پس اسکے منہ مین ڈال دیا اور از بسکہ یہ واقف نہ تھی کہ اس اژدر کے شہزادہ ٹکڑے کر چکا ہے
اس باعث سے شہزادہ کو خیمہ کے اندر ہی سے چیخ دیکر پھینکا اور جابر آمد طلسم شہزادہ دہن اژدر طلسمی مین پہونچا اور
وہ شہزادہ کو پھینک کر سحر خوان ہوئی کہ آندھی آئی خیمہ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور یہ ساحرہ خدمت طلسم بادشاہ
مین گئی اور شاہ مذکور کو مبارکباد دی کہ مین نے اسطرح فاتح طلسم کو اژدر طلسمی کے منہ مین ڈال دیا بادشاہ نے
اسکو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور از انجا کہ وہ حسن و جمال ساحرہ بیان ہو چکا ہے یہ بادشاہ پر مائل ہے آج اپنے
پہلو مین اسکو بٹھایا اور شراب خواری مین مصروف ہوا ادھر برکت اسمائے الہی سے شہزادہ اژدر کے ٹکڑے کر ہی چکا تھا
منہ مین اسکے گرتے ہی پیش قبض سے سینہ اسکا چاک کر کے باہر نکلا مگر تمام پوشاک و در سر و منہ آلائش مین بھر گیا پس
فکر مین تھا کہ کوئی چشمہ ملے تو کپڑے پاک کرون وہان یا تو صحرائے سبزہ زار تھا ہزار در ہزار چشمہ جاری تھے اب
سوائے خارستان و بیابان وحشتناک کے اور کچھ نہ تھا یہ صاحب آبرو تلاش آب مین ایک سمت چلا جب کئی
کوس راستہ طے کیا ایک جھیل میدان مین لہراتی نظر آئی کہ کنارے اسکے سبزہ لگا تھا اور اسمین کنول لگے اور کنول کی بیلین
کی اسمین پڑی تھین شہزادے نے کنارے اس جھیل کے ہاتھ منہ دھو کر لباس اپنا پاک کیا اسوقت ایک پھول کنول کا بھی
کا بہتا ہوا قریب آیا اور سامنے آ کر کھل گیا اسمین سے ایک چہرہ پری کا پیدا ہوا اور کھلکھلا کر ہنسا اور کہا کہ
اے شہزادہ تو سچ دنیا بھی مثل طلسم کے ہے پس ہر چیز کا یہ حال سمجھنا چاہیے کہ ع اگر اندیشہ مانند شبنم دیگر نمی ماند
یہ کہکر وہ پھول اور چہرہ غائب ہو گیا اور شہزادہ جھک کر کلی کرنے لگا ہاتھ مین سوار دریا کی لپٹ گئی اور کسی نے
ایسا جھٹکا مارا کہ شہزادہ جھیل مین گر کر ڈوب گیا اور ہر چند چاہا کہ سنبھلون لیکن نہوا اور غلطان پیچان تہ کی طرف

چلا بعد کچھ دیر کے جو پاؤں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ نہ وہ میدان ہے نہ جھیل ہے اور ایک سرحد ہے کہ جس کے سامنے
ایک قلعہ نظر آتا ہے شہزادہ بے اختیار ڈرتا ہوا اس قلعہ کی طرف چلا اب جو غور کرکے دیکھا تو ایک رسی بہت باریک
میرے ہاتھ میں لپٹی ہے اور کوئی قلعہ کی طرف اس رسی کو کھینچ رہا ہے غرضکہ یہ کھنچتا ہوا جب اس قلعہ کے قریب پہونچا
آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک برج تنگ و تاریک میں کھڑا ہوں کہ اس برج میں پانچ چار دریچے
پڑی ہیں انھیں دراروں سے روشنی کچھ نظر آتی ہے ورنہ بالکل اندھیرا ہے شہزادہ کا دم اس تاریکی میں خفا ہوا اور دعا
پڑھنے لگا اسوقت وہ برج پھٹا اور نیچے سے برج کے چار زنگیان سیہ رو آدم خوار پیدا ہوئے کہ ہر ایک قوی ہیکل اور
درشت چنگال صورت میں کریہ و بدخصال تھا پس ان زنگیوں نے آتے ہی ہاتھ پاؤں شہزادے کے پکڑے اور
اٹھا کر جانب نشیب چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس برج کے نیچے تہ خانہ ہے آنکھیں شہزادے کی پھر بند ہو گئیں بعد
کچھ عرصہ کے جو دیدہ طلسم میں وا ہوا ایک باغ پر بہار میں اپنے تئیں پایا کہ روش اور بہری سے آراستہ کنوئیں پختہ چاروں
کونوں پر بنے ہر یوسف حسن کا دل جنکی چاہ میں پڑا رہے لب گردان چاہ یاقوت فام کلی کے لال ہو رہے نیل گاؤ
گاڈیے میں جتے باغبانیاں لہنگے کرتے گھرے گاتیاں باندھے پانی کے بدھے درختوں کے چھونوں میں بنا تیں اپنے
جوبن سے پھلنے پھولنے پر اترا تیں درخت سب سرسبز و شاداب تھانوں میں بھرا ہوا بجائے آب و گلاب پھل
ہر ایک اس باغ میں لطیف شریفوں سے زیادہ کون شریف کہ بموجب نظم

نظم

پانی سے بھرا ہر ایک تھالا | ہر سمت کھلا چمن میں لالا | بجتیں باد اے خوب و دلکش
ہر ایک روش پر ایک جھومش | کرتی چمنوں میں باغبانی | تھا جوش میں نشۂ جوانی
ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ | پھل پھول لطیف اور خوش رنگ | بارہ دری ایک مختصر سی
اس باغ کے بیچ میں بنی تھی

وہ بارہ دری عجیب و غریب عمارت تھی در و دیوار صفا آئینہ میں نصب
تمام مکان مثل قلب روشن ضمیران جگمگا تا پڑے تھے مخمل کاشانی کے پڑے تھے لیکن بندھے ہوئے بیچ دالان میں
تخت طلائی گسترده تھا اس پر ایک زنگن نوجوان رنگ رخسارہ سیاہ مگر با حسن و جوبن جسن
اسکا سانولا نمکین پیچ در پیچ موئے مشکین چہرے کا رنگ ہم رنگ گل اور سینہ پر ابھار اٹھتا جوبن سامنے اسکے
ناچ ہو رہا تھا کئی سو نازنینان حور طلعت کا گردہ پیش مجمع تھا زنگیوں نے شاہزادہ کو سامنے اس تخت نشین کے
پہونچا یا اسنے شہزادے سے خطاب کیا کہ اے تونے یہ جسارت کی کہ جھیل پر چلا آیا منم ظلمانہ جادو میرے ہاتھ سے
بچنا مشکل ہے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم جھیل پر کیا آئے تمام طلسم میں پھرتے ہیں خدا ہمارا مددگار ہے دشمن کیا نا بکار
ہے ساحرہ نے کہا کہ تو سچ ہے زبردستی کسی کی ہر جگہ چلی نہیں اور یہ وہ مقام ہے کہ آجتک جہان سے کوئی زندہ
بچ کر نہیں گیا اب تجھکو لازم ہے کہ طلسم سے نکلیا اور یا سجدہ خداوند جمشید کو کرو ورنہ بُرے حال سے ہلاک ہوگا شہزادے
نے جمشید کو تو بُرا بھلا کہا ساحرہ نے کہا تونے مجھکو بھی میں ظلمات جادو بنایا کہ انکو تونے اپنا کر لیا اور اس گیسو بریدہ
افگر جادو نے کچھ پاس لحاظ ہم لوگوں کا نہ کیا انگوٹھی دیکے تجھکو یہاں تک پہونچایا خیر اب بھی ہماری اطاعت تو

کرے تو اسکا نکاح تیرے ساتھ ہو جاے ورنہ اسکو اور تجکو بڑے عذاب سے ماروںگی یہ کہکر شہزادے کو ایک ستون سے بزور سحر چپکا دیا اور چند پنجے سحر کے بھیجے کہ شہزادے کے رفیق بیابان میں سرگردان ہیں انکو اٹھا لائیں چنانچہ پنجہ اخگر و نجم و گلزار وغیرہ کو اٹھا لاے جب پنجوں نے انکو اٹھایا بسبب اثر طلسمات کے سب بیہوش ہو گئے کیونکہ اسی صحرا میں یہ سب تھے جہاں دن بھر انسان چلے اور شام کو وہیں آجاے کہ جس جگہ سے صبح چلا تھا غرض کہ سامنے ظلمانہ کے پہونچکر سب کو ہوش آیا اور اخگر نے جو اسکو دیکھا خالہ جان کہہ کر سلام کر کے گلے سے دوڑ کر لپٹ گئی اسلیے کہ یہ شعلہ سان کی بے پالک تھی اور ظلمانہ اسکو بہن کہتی تھی حاصل مطلب یہ کہ جب اخگر گلے سے بیٹی اسنے بھی بلائیں لیں پاس بٹھا کر سمجھایا کہ اری تونے یہ کیا غضب کیا جو اس مسلمان پر فریفتہ ہو کر شعلہ کو قتل کرایا اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ دربدر خاک اڑاتی پھرتی ہے اخگر نے کہا خالہ جان آپنے کیا آئین طلسم کی کتاب میں نہیں دیکھا کہ طلسم کشا کا نام تو ہوگا پھر جیسے تو ویسے تو سچ یہ بیشک فاتح طلسم ہے آپ بھی اسکی شریک ہو جایئے اسنے یہ باتیں سنکر دل سے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے اور خوف پیدا ہوا مگر بادشاہ طلسم کے ڈر سے بظاہر تو شریک نہوئی باطن میں شراکت قبول کی اور اخگر سے کہا اسکو علیحدہ ایک مکان میں لے جاؤ وہان پند و نصائح کر کے دین جمشیدی قبول کرا تاکہ تیرا نکاح اسکے ساتھ کردوں یہ کہہ کر شہزادے پر سے سحر دفع کر کے اسکے حوالے کیا اور سب رفیقان شہزادہ کو اسی باغ میں ایک مکان رہنے کو دیا دس بیس لونڈیان خدمت کو مقرر کردیں سامان راحت و آرام مہیا کر دیا ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ یہ مطیع ہو گئی سب باطمینان تمام سکونت پذیر ہوے ادھر بہت کنیزیں ہمراہ اخگر کے ایک صحرا میں شہزادہ کو بھیجدیا کہ اس جنگل میں ایک بارہ دری یاقوت کی بنی تھی سراسر وہ طلسمی تھی سامنے اس بارہ دری کے کوسوں تک صحراے پر بہار تھا رنگ رنگ کے گل کھلے تھے جو فنچۂ خاطر کو شگفتہ فرماتے تھے روح کو ریحان سے تازگی حاصل پہاڑون کی دانگ سیر کے قابل پانی کا آبشار رگھا یٹون سے ہوتا دامن کوہ میں ہزارہا جانور چرند پرند پھرتا خوش علیان اور کلیل کرتا کہ ابیات

موزون تھی سایہ دار اشجار	ایسی کہ ہو نظر گرانبار	جاری تھیں ون مین نہریں ہر سو
رہیا آب نہر سرد دل جو	نسرین و سمن گل و شقائق	ایک ایک سے نازکی مین فائق
تھا شیشۂ عطر ہر گل تر	ہو جس سے دماغ جان معطر	بارہ دری رشک قصر گردون
تھی ایسی سجی کہ دل ہو مفتون	پھیجی وہ پری اسی مین جاکر	اور ساری کنیزون کو بلاکر
فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز	موجود ہو سب سرور کا ساز	حسب الحکم اخگر سامان عشرت مہیا

ہوا شہزادہ کو وہ سرمایۂ ناز پہلو مین لیکر بصد عیش وہان بزم آرا ہوئی اور کہا اے شہریار یہ ساحرہ ضرور ہماری شریک ہوئی ہے اب چندے اس مقام پر رہکر آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادے نے فرمایا کہ مجکو یہ قرار کہان جو بیٹھا رہوں اگر آرام کرتا تو گھر سے نہ نکلتا یہ میدان جو سامنے نظر آتا ہے میں وہان جاکر تلاش منزل مقصد کرتا ہوں اخگر نے کہا یہ میدان سحر بند کیا ہوا ہے جبتک ظلمانہ اجازت نہ دے گی راہ نہ ملے گی شہزادہ یہ سنکر

خاموش ہو رہا اور ناچ ہونے لگا جام بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو یہاں مصروف عیش و عشرت ہیں لیکن
حال افراسیاب اس مقام پر لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ شاہ مذکور جو تلاش لوح طلسم نور افشان میں روانہ ہوا تھا
اپنے طلسم کے ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا اور وہاں کچھ افسون ورد زبان کیا کہ آندھی آئی اور بعد آندھی ہانی کے کئی سو
پریزادیں قامت انکے باغ دلبری کے شمشاد لباس جواہر زیور زیب تن کیے جواہر کے دریا میں گویا غوطہ مارے
لگتے ہیں لدی حسن بلا ماہ و مشتری سامنے شاہ کے آکر استادہ ہوئیں پھر چار پریزادیں ایک تخت زمرد نگار لیکر حاضر
ہوئیں اور دو پریان صندوق جسمیں پیراہن خسروانی بند تھا لیکر آئیں بادشاہ نے تاج یاقوت کا سر پر رکھا قبائے
زرانود زیب بر کیا نورتن بازو پر باندھے مالے گوہر آبدار کے گلے میں پہنے اور تخت پر سوار ہوا وہ پریاں دونوں
پہلو کی طرف آکھڑی ہوئیں انکے کاندھے پر ہاتھ دھر دیے کئی سو پریاں آگے پیچھے ہو کر ہمراہ چلیں ابتو گھنٹے اور
ناقوس بجنے لگے ابر کے ٹکڑے سر پر آکر چھا گئے اور موتی برسانے لگے درخت صحرائی جھومنے لگے جانوران صحرا
یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو پکارنے لگے تخت بادشاہ برو سے ہوا بدوش پریزادان روانہ ہوا
آفتاب تابان بھی پریزادوں کے رخسار سے شرمندہ تھا فلک پر ایک خورشید برو سے ہوا سیکڑوں سورج چمکتا تھا
لباس انکے رنگہائے مختلف یہ پتہ دیتے تھے کہ نیرنگی روزگار کے ایسے آثار ہوتے ہیں صدائے سحر تو اہر سمت بلند بہت
پریزادیں ہمرہ بادشاہ کے مرحبا جہانی کرتیں اور دو پریاں جو دلبری میں طاق حسن دیگانہ دہر و شہرۂ آفاق تھیں
وہ جام مے گلفام بادشاہ کو دیتیں اور بادشاہ سرخوش اور مست ہو کر ان کے لب شیریں کو گزک بنا بوسے
نقل دہن کے لیکر کام جان کو شیریں فرماتا فی الجملہ اسی جاہ و تجمل سے بعد عیش و سرور روانہ تھا نظم

چلا اس طرح شاہ آسمان جاہ
وہ مہ پارہ کہ جسکا نام ساحر
اسی صورت سے وہ شاہ طلسمات

لیے خیل پریزادان کو ہمراہ
لعبد آن وہ اخدمت میں حاضر
بڑھائے تخت جاتا تھا خوش ذات

ہر اک ایما شرر اندازِ خاطر
زبان ہے وصف میں اس سب کے قاصر
پہنچا تک کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم ہزار

برج میں پہنچا بادشاہ طلسم مذکور ایک برج میں اپنے قلعے کے بیٹھا تھا دربار جمع تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے
لگی پھول سونے کے برسنے لگے گھنٹوں کی آواز سنائی دیتی تھی درخت جھومنے لگے بادشاہ جلد اٹھ کھڑا ہوا کہ شہنشاہ
تشریف لاتے ہیں پس تمام ارکان سلطنت کے سوار ہو کر بڑھا اور راہ میں آکر استقبال کیا بعد تسلیم سر جھکایا اور
کہتا ہوا کہ نسبے فخر میرے لیے کہ تجھ ایسا بادشاہ گردون بارگاہ میرے گھر میں تشریف فرما ہوا کہ بموجب نظم

زیبا لش افسر حکومت
اے شاہ جہان و شاہ شاہان
خاطر ہے مجھے بہت ہماری
یہ تخت رہے یہ افسر آباد

پیرائش مسند سیاست
کیا کیجئے جو اختیار پایا
ہر کو بھی ہے قصد جان نثاری

سلطان ستارہ فوج ذیشان
توقیر علی و وقار پایا
یہ ملک رہے یہ کشور آباد رہو

شاہ جادوان اس کلمات سے بہت خوش ہوا اور اسکے ہمراہ سواری
سے اتر کر برج میں آکر مسند پر بیٹھا طلسم ہزار برج کے بادشاہ نے طائفے بلوائے ناچ ہونے لگا شراب کا جام

اپنے ہاتھ سے شاہ جادوان کو دیا لوح کچھ عرصہ کے جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا افراسیاب نے کہا کہ لوح طلسم
کوکب تمھارے طلسم میں ہے اور میں اُسکو لینے آیا ہوں تمھیں مناسب ہے کہ اس لوح کو جلد منگا دو تاجدار نے
عرض کیا کہ فرمان قضا جریان شہنشاہ ذیشان کا ٹالنا بندگان احقر کی مجال نہیں لیکن مجھے طلسم میں فی الحال طلسم کشا آیا
ہوا ہے کئی مرحلے توڑ چکے ہیں میں نہایت متردد ہوں اس باعث سے لوح مذکور نہیں منگا سکتا ورنہ حاضر کرتا اور
علاوہ بریں بانیان طلسم نور افشان سے اور میرے بزرگوں سے ایسا ہی رسم تھا کہ اس طلسم کی لوح یہاں رکھی گئی وہ لوح
دینا مجکو مناسب نہیں افراسیاب نے کہا اب تجکو کوکب کا ذرا بھی پاس کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ بیدین ہو گیا
یہ کہکر سارا قصہ کوکب اور عمرو کا بیان کیا اور پوچھا کہ تیرے طلسم میں جو فاتح طلسم آیا ہے اُسکا کیا نام ہے آسنے بیان
کیا کہ شہزادہ تولیح فرزند شہزادہ بلیع بن حمزہ ہے یہ سنکر پھر تاکید براے احضار لوح حکم دیا تاجدار نے پھر بہت
کچھ عذر کیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ لوح طلسم نور افشان لیکر کیا کیجیے گا کیونکہ بغیر طلسم کشا لوح بیکار ہے اور طلسم کشا
بغیر نسل پیغمبران ہو نہیں سکتا پس وہ خاندان صاحبقران ہے جنسے آپ سے مقابلہ ہو رہا ہے طلسم نور افشان کا
توڑنا بہت مشکل ہے کیونکہ پسران حمزہ شرکت کوکب کر چکے نہ کہ اُسکے طلسم کو برباد کرنا چاہیں گے شاہ جادوان نے
یہ باتیں سنکر بغضب تمام خطاب کیا کہ تو نے مجکو کیا سمجھا ہے کیا میں یہ امر سب نہیں جانتا ہوں میں نے تجھ سے ایک چیز
طلب کی تو نے اسمیں یہ تقریر بیہودہ کرنا شروع کی پس معلوم ہوا کہ تو بھی باغی ہے خیر فہمیدہ خواہد شد یہ کہکر منغص ہوکر
اُٹھا تاجدار گنبد نشین پاؤں پر گر پڑا کہ حضور ناراض ہوں میں منگائے دیتا ہوں یہ کہکر بادشاہ کو بمنت
تمام بٹھایا اور کچھ منتر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پنجہ گلاب کے پھولوں کا ایک گلدستہ لیے ہوئے آسمان سے اوترکر سامنے
آیا وہ گلدستہ اُس سے لیکر شاہ مذکور نے سامنے رکھا اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر پنجہ کو دی کہ عقاب
پریزاد کے منہ میں دیدینا اور عقاب سے لوح طلسم نور افشان لیکر حاضر ہونا پنجہ وہ انگوٹھی لیکر روانہ ہوا یہ تو ادھر سے
چلا ادھر شاہ کوکب جو سنگھاسن پر بیٹھا تھا اُسکو یکایک یہ خیال آیا کہ افراسیاب نے تصویر میل پر کھینچکر مجھے بھیجی تھی
کہ میں تمھارے طلسم میں دیوار اور دریاے زخار تیار کیے دیتا ہوں ہوشیار ہو جاؤ پس اُسکو عرصہ ہو گیا پھر کسی نے
کچھ نہ پوچھا کیا اسکو چاہیے تھا دشمن سے غافل ہو رہتا کہ اسنے خبر بھی نہ لی اور وہ غافل بیٹھا ہے اسی غفلت میں
دشمن اپنا کام کر جائے تو کیا ہو سکے سواے پشیمانی کے اور نہ کچھ حاصل ہو پس یہ سوچکر جیب سے ایک پتلا بلور
کا نکالا اور اپنی انگلی کاٹ کر خون اُسکے منہ میں لگایا وہ پتلا گویا ہوا کہ اے بادشاہ آپ کیا چاہتے ہیں اُسنے یہ کہا کہ بتا کہ
افراسیاب کس فکر میں ہے اور کہاں گیا ہے اُسنے کہا کہ آپ غافل بیٹھے ہیں اور دشمن طلسم ہزار برج میں آکے طلسم کی
لوح مانگ رہا ہے یہ سنا تھا کہ بادشاہ نے پتلا اُٹھا کر تو جیب میں رکھا اور آپ [illegible] بصورت آفتاب بالا
بنا اور روانہ ہوا اور پہلے قریب قلعہ ہفت رنگ پر پہنچکر چمکا اور پکار کر کہا کہ اے فرزند ملکہ نیران میں جانب طلسم ہزار برج
جاتا ہوں تم ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ روانہ ہوا یہ آواز ملکہ مذکور نے جو سنی رقعہ تشبیہی نکالکر ملاحظہ کیا اسمیں حال لوح
طلسم پر آفت آنے کا مرقوم کرکے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ طلسم کی لوح افراسیاب لیکے حاصل کرنا چاہتا ہے اور [illegible]

اُٹھ گئے ہیں میں بھی جاتی ہوں خواجہ نے کہا اے ملکہ مجکو بھی آپ ہمراہ لیتی چلیے سرحد طلسم مذکور میں ہوکر تخت سحر
سے اُتار دیجیے گا میں بھی بہت کام آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے اور بہت جلد تخت سحر تیار کرکے خواجہ کو سوار کرکے
روانہ ہوئی اسکے روانہ ہونے سے کنیزیں بھی اس کی آگاہ ہوئیں اور نسرین یادر شگوفہ سحر وغیرہ بھی بعجلت چلیں
چنانچہ یہ تو یکے بعد دیگرے جاتی ہیں اور شاہ کوکب چلا ہے لیکن اتفاق زمانہ کی کیفیت سنیے کہ شہزادہ تورج
جو اپنی معشوقہ کو لیے اس بارہ دری میں بیٹھا تھا تو گھبرایا تھا اور کنیزیں اسکا دل بہلا رہی تھیں یہ بھی اُنسے کہہ رہا
تھا کہ تمنے ہماری خدمت بہت کی ہو تمہارا اس طلسم میں بڑا رتبہ ہوگا قلعہ جات طلسم متعدد میں ایک ایک کو
حاکم کرونگا کنیزیں یہ مژدہ سُن کر بہت خوش ہوئیں اور طرح طرح کی باتیں طلسم کی بیان کرنے لگیں اور اٹھلا اٹھلا کر
اپنی ادائیں دکھاتی تھیں اسی کیفیت میں ایک کنیز نے کہا قربان جاؤں اے شہزادے مجھ نگوڑی کو تو کچھ حال طلسم
معلوم نہیں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس بارہ دری کے پہلو میں ایک تہ خانہ ہے اس میں کچھ تحفہ طلسم رکھا ہے شہزادہ
یہ کلام سنتے ہی اُٹھا اور ہمراہ کنیز اس تہ خانہ کے پاس آیا دیکھا کہ پہلوے بارہ دری میں ایک حجرہ بنا ہے قفل آہنین
برابر ران شتر کے لگا تھا شہزادہ نے قفل بزور قبضہ صاحبقرانی وا کیا یعنی توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر اندر گیا تو ایک پتھر
زمین میں نصب دیکھا اسنے بقوت تمام اُس پتھر کو بھی اُٹھایا تہ خانہ ظاہر ہوا سیڑھیاں پختہ بنی تھیں اور تاریکی تھی
اس کنیز نے سحر سے روشنی کی اور سر تہ خانہ پر ٹھہری رہی شہزادہ بلند ہمت پستی کی طرف متوجہ ہوا تہ خانہ میں اُترا
وہاں ایک پرچھائیں عورت کے جسم کی دیکھی اور اُس پرچھائیں نے اس عکس فتح و نصرت کو سلام کیا اور کہا اے
شہزادے فلک جاہ میں آپکی منتظر اس نشیب میں پڑی تھی اپنی امانت لیجیے اب میرا وقت بھی آخر ہو چکا ہے یہ
کہکر زمین پر لوٹ کر عورت کا جسم پیدا کیا اور شہزادے سے کہا مجھ پر اپنا سایہ نہ ڈالیے گا بچتے ہوے بعد میں جل جاؤں
آپ ہی آئیے گا یہ کہکر آگے بڑھی شہزادہ اپنا سایہ اُسپر سے بچاتا ہوا اُسکے پیچھے چلا اُس تہ خانہ میں ایک چھتا
بنا ہوا تھا اُسکو طے کرکے ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ باغ لگا ہوا تھا آسمان نظر آتا تھا اس باغ کی بہار اور
وصف سرسبزی اگر بیان ہو طول داستان ہو مختصر یہ کہ اُس بوستان کی بارہ دری میں ایک صندوق رکھا تھا
اس عورت نے اُسکو وا کیا شہزادہ اس اشتیاق میں کہ دیکھوں اسمیں کیا رکھا ہے قریب اُسکے آیا عکس تن انور
شہزادہ کا جو اُس عورت پر پڑا اُس سے اُس عورت کے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئی آواز
آئی کہ اے شہزادے ارخیال جادو کو شہزادہ کو اسکے مرنیکا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اور اُسمیں دیکھا
تو ایک کمان اور تین تیر رکھے تھے اُس کمان کو اُٹھا کر دیکھا تو قبضہ اسکا جواہر کار تھا اسکی خوبی دیکھکر برج قوس
تصدق اور نثار تھا فلک نے خم ہو کر اسکی صورت بننا چاہا مگر بن نہ آیا گوشہ کمان بیت الشرف مریخ یا مسکن
مشتری تھا ابرو کماں رنگین بھووں کو خم اسکا یاد کرتا تا قبل سوفار قوس حاجب کو باتیں سناتا چلہ اسکا عاشقان
شاہد شجاعت کو اپنے عشق میں کھینچتا تا زاغ کمان گلستان جرأت کا بلبل تھا یا قمری باغ جلادت لے پائی تھا
گوشہ کمان پر لکھا تھا کہ جو اس اسم کو پڑھے اُس سے یہ کمان کھنچیگی شہزادہ نے وہ اسم پڑھکر جھکر گوشہ پر لکھا تھا کمان پر قبضہ

اور تیرون کو بھی لیا تیرون مین کا نشانیان زمین پہلو کی لگی تھین سوفار جواہر نگار تھین پر عقاب کے جڑے تھے موتی اسمین
جڑے تھے اور ایک طرف قبضہ پر لکھا تھا کہ یہ اسم جو قبضہ کے دوسری جانب لکھا ہو اگر تیر پر دم کر کے لگائے تو عقاب
پریزاد کو نشانہ بنائے شہزادہ حیران ہوا کہ یہ عقاب پریزاد کون ہو مگر اُس کمان کو لیکر اسی راہ سے تہ خانہ کے باہر
آیا اور میدان مین بارہ دری سے نکلکر بیٹھا ادھر وہ پنجۂ انگشتر تاجدار لیکر اڑتا ہوا پہونچا ہیچ طلسم مین ایک
عقاب اُڑ رہا ہو کہ ہما کی خصلت رکھتا ہو پنجے کی دھڑ بالکل بصورت عقاب ہو چہرہ بسان پری ہو سینہ اُبھرا ہوا
ہے شانون پر دو پر ہین گلے مین بجائے ہیکل لوح طلسم نور افشان پڑی ہو پنجہ نے آتے ہی انگوٹھی اس پری کے منہ مین
دی اور آواز پیدا ہوئی کہ لے عقاب پریزاد بادشاہ پاس یہ لوح جلد جا کر حاضر ہو پریزاد یہ سن کر اُڑتی ہوئی
جانب بادشاہ مذکور روانہ ہوئی اور کمند اجل اُسکو کھینچتی ہوئی نشانہ تیر قضا بنانے کو اسی طرف لائی کہ جدھر
شاہزادہ تورج تیر و کمان سے لیس بیٹھا تھا اُسنے سنا تا جو بال عقاب کا سنا دیکھا کہ ایک پری جسکا نصف جسم
عقاب کا ہو اُڑی جاتی ہو پس یہ دیکھکر سمجھا کہ عقاب پریزاد جسکا حال قبضہ کمان پر لکھا ہو شاید یہی ہو پس اسکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر تیر بہر کمان پیوستہ کیا لیکن وہ گلدستہ جو پنجہ سے لیکر تاجدار نے سامنے رکھ لیا تھا وہ اسواسطے
بانیان طلسم نور افشان نے بنایا ہو کہ عقاب پریزاد جب کوئی آفت آنیکا موقع ہو تو یہ گلدستہ مرجھا جائے اور
جب پریزاد مرجائے تو گلدستہ مین فوراً آگ لگے اور جل جائے چنانچہ جب شہزادہ نے کمان تہ خانہ سے پائی وہ گلدستہ
مرجھا گیا تاجدار نے کف افسوس ملکر افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ ضرور عقاب پریزاد پر کوئی آفت آئی افراسیاب نے
کہا مین خود اسکی حفاظت اور خبر گیری کو جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر معلوم کر کے کہ پریزاد مذکور کہان ہے سنا تا ہوا اسی جگہ
آیا کہ جہان شہزادہ مذکور تیر لگایا چاہتا تھا چنانچہ ادھر تو یہ اس جگہ پہونچا ادھر سے شہنشاہ کوکب آفتاب بنا ہوا آگیا
اور اسنے افراسیاب کو للکارا کہ باش اے خیرہ روزگار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب یہ سنکر ڈانٹتا ہوا
اسکی طرف چلا اس عرصہ مین شہزادہ تورج نے بسم اللہ کہکر تیر مارا از بسکہ وہ تیر اور کمان اسکی قضا بانیان طلسم نے بنائی
ہے تیر بقدرت حق جل علا ہدف مراد پر پہونچی یعنی سینۂ پریزاد مذکور پر لگ کر پشت کے پار نکل گیا اور جسم پریزاد مین
آگ لگی کر جلکر راکھ زمین پر گری اور لوح بھی پیچ کھاتی ہوئی جانب نشیب چلی افراسیاب نے جو لوح کو چکر کھاتے
جاتے دیکھا از بسکہ مصروف جنگ کوکب سے تھا اتنی مہلت نہ پائی جو لوح کو روک لیتا پس اس جلدی مین ایک
سحر پڑھا اور ایک شیطان منجملہ ان شیطانون کے جو اسکے قابو مین ہین فوراً سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ روک
لوح کو وہ شیطان چونکہ کفار ان جن مین سے ہے ہاتھ تو لوح پر نہ ڈال سکا مگر ایک تختہ سنگ صاف بنکر زیر لوح
آگیا کہ لوح اسپر آکر ٹھہر گئی واضح ہو کہ لوح طلسم باطل کنندۂ سحر ہے اسوجہ سے افراسیاب بزور سحر پنجہ وغیرہ سے
اسکو نہ گرا سکا اور جن کی قسم سے شیطان ہین گو ببرکت اسمائے الٰہی اسپر ہاتھ نہین ڈال سکتے مگر مثل اسکے کہ
جیسے ساحر ہاتھ سے لوح اٹھا سکتا ہے ویسے ہی شیطان بھی اٹھا سکتے ہین ہان سحر لوح پر کسی کا البتہ
نہین چل سکتا فی الجملہ جب لوح سطح سنگ پر ٹھہر گئی کوکب نے چاہا مین لیلون اور افراسیاب نے چاہا مین لیلون

دونوں سلے وظرف سے حملہ کیا بیچ میں اُس تختۂ سنگ کو رکھ لیا اور ایک دوسرے کو روکنے لگا آپس میں سحر
چلنے لگے جب افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اُٹھا لون کوکب نے سحر کیا کہ ہاتھ کو پنجہ نے پیدا ہو کر روک لیا اسنے
سحر کیا کہ پنجہ جل گیا اور اسنے جب ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے سحر کیا کہ پرچھائین ظاہر ہو کر ہاتھ میں لپٹ گئی اسنے
افسون دم کر کے پرچھائین کو مٹا دیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی بڑی زور سے پیدا ہو کر اشجار روے زمین کو
اکھاڑنے لگی افراسیاب نے جادو کیا کہ کوہستان سے ایک لکا ابر کا سیاہ اُٹھتا ہوا آیا اور تمام عالم پر محیط ہو کر وہ
کالی گھٹا بن کر چھایا کہ دنیا تاریک ہو گئی اور گھٹا سے سیاہی برسنے لگی بیضے کا جل جھڑنے لگا جسنے بتاثیر المی عشق
کر چشم جہان بینے دیدۂ آفتاب کو کالا کر دیا بالکل نور مردمک جاتا رہا سمت اندھیر الغضب ہو گیا اس اندھیرے میں نئی
نئی شعبدہ بازی اور سحر سامری دونوں بادشاہوں میں آغاز ہوئی کبھی کبھی دونوں کے نعرون کی آواز آجاتی تھی
ورنہ کچھ نظر نہ آتا تھا خدا کی پناہ تمام دُنیا تاریک تھی اور اُس اندھیرے میں صداہاے مہیب کا آنا شعلہ نکلا چمک جانا
عالم کا دل آب کیے دیتا تھا افراسیاب کبھی مار سیاہ بنکر اس سے لپٹتا وہ بھی افعی دوزبان بنتا باہم کفچہ چلاتا پھنکارون
سے چرخ ہستی اہل دُنیا پھٹنے کا گمان تھا کبھی شیر و پلنگ بنکر دونوں مقابلہ کرتے ڈکارون سے اسد چرخ اور
فوج فلک دونوں ڈرتے برج اسد پر چل کا اسلیے دہشت بنا تھا کہ مریخ یعنی ترک فلک کے پیٹون میں خوف سے
چھپتا تھا آفتاب ہندو سے چرخ یعنی زحل سے کہتا کہ تو سحر کر کے مجھکو بچا لینا افراسیاب باشیر بنا تھا یکایک بجلی بنکر
سر کوکب پر چمکا وہ جلد اپنی صورت کا پتلا چھوڑ کر زور سحر نظر سے غائب ہو گیا یہ برق بنا ہوا اُسی پتلی پر جو گرا کا گمر
اُسکے بصورت اصلی ظاہر ہوا اُسوقت کوکب بجلی بنکر اسکے سر پر پہونچا اسنے بھی اپنا ہم شبیہ چھوڑ کر اور آپ
نگاہ سے پنہان ہوتا دیا اس طرح بجلیان گراکین خرمن جان دو ہر کو جلنے کی دہشت تھی ساکنان بحر و بر کو
دہشت تھی جب بجلی گرتی تھی تو زمین کی چھاتی تا اوج دہل گئی اسی آفت میں افراسیاب نے اپنے گلے سے
موتیون کا مالا توڑ کر کھینچ مارا کہ وہ کمند بنکر سر و گردن کوکب میں پیچیدہ ہوا اسنے فوراً سحر پڑھا کہ
ایک پتلا مقراض سحر لیے پیدا ہوا اور کمند کے حلقوں کو اسنے کاٹ دیا ابھی کوکب نے اپنے سر کے بال نوچکر جو
پھینکے وہ ہزارہا مار سیاہ زہریلے سانپ جنکے کاٹے کا منتر نہین خدا کی پناہ بنکر جانب افراسیاب گمراہ چلے اسنے
جلد سحر دم کیا کہ روے ہوا سے چند طاؤسون نے پیدا ہو کر ان سانپون کو کھا لیا اسی طرح تا دیر لڑائی رہی سحر
آزمائی رہی کہ نظم

کبھی رعد آسا گرجتا تھا وہ
مٹا دیتا ظلمات افراسیاب

تھے جادوان بنکے مار سیاہ
اسی طرح سے کوکب شر صفات
ہم نور و ظلمت تھے یون بھڑ گئے

ہوا تھا عدو کبھی کینہ خواہ
لڑائی میں تھا سحر چلا ہی کمات
پیکسے کہ ہر روز و شب لڑتے

کبھی بنکے بجلی چمکتا تھا وہ
کبھی بنکے سورج لب آفتاب
فی الجملہ یہ تو دونوں باہم

لڑ رہے ہیں لیکن بہاران جو عمرو کو لیکر چلی تھی قریب اس مقام کے آکر اپنے تخت زمین پر اتار کر عمرو کو
آتار دیا اور آپ برائے اعانت بدرزمانہ ہوئی اور آتے ہی اختر سحر کو جوڑے سے نکالکر ہاتھ پر
رکھکر لوٹن کاسنے لگی اور وہ دولون تیر شہاب بنکر جانب افراسیاب چلین اسنے جلد سحر دم کیا

کہ چند پتلے قزلی ہاتھون مین لیے پیدا ہوے اور تیرون کو کاٹنے لگے اور افراسیاب نے پہلے سحر کرکے اندھیرا کردیا تھا اسکو کوکب نے سورج بنکر دفع کیا تھا اب پھر اُسنے سحر کرکے برسے ہوا دیکھا ایک ابر پیدا ہوکر کاجل چھوڑنے لگا بُران نے چاہا کہ اس بادل کو مین ٹکڑے ٹکڑے کرکے سر عدو پر گرادون چنانچہ پر پرواز پیدا کرکے جانب ابر چلی لیکن عمرو کو جو اسنے تخت سے اُتار دیا تھا وہ بھی قریب اُس لڑائی کے آکر تماشا دیکھ رہا تھا کہ برسے ہوا ایک سل معلق جی ہے اور اس پر ایک لوح چمک رہی ہے گرد اس سل کے لڑائی ہو رہی ہے پس یہ دیکھکر سوچا کہ لوح طلسم کوکب یہی ہے اور اسی کے لیے یہ لڑائی ہو رہی ہے اسکو لینا چاہیے چنانچہ اسی فکر مین مشغول اور بادمہرے حضرت جبرئیل کے دیے ہوے نکالکر بالون مین باندھے صفت انکی یہ ہے کہ زمین سے جسقدر چاہے انکو باندھکر انسان اونچا ہوجاے غرضکہ خواجہ اپنی تدبیر سے درست ہوکر گھات مین تھے کہ یکایک سحر افراسیاب سے اندھیرا ہوا اور بُران اسکے دفع کرنے کو چلی مگر ہنوز وہ ابر تک نہ پہونچے پائی تھی کہ خواجہ نے اس اندھیرے مین جست کی اور باعجاز بادمہرہ اونچے ہوکر قریب تختہ سنگ پہونچکر جال الیاسی مارا کہ مع اُس شیطان کے جو سل بنا ہوا تھا لوح کو کھینچ لیا وہ شیطان بہت حیران کہ مین کس بلا کے پھندے مین پھنسا اور جال مین آتے ہی سل کی طرح تو نہ رہا بالصورت اصل ہوگیا اور تڑپا کہ اس پھندے سے نکل جاؤن عمرو نے کہا بس خیریت اسی مین ہے کہ چپکے پھنسے رہو وہ بنظر حسرت خواجہ کی صورت دیکھنے لگا آپنے فرمایا کہ کہیے کیسا مزاج ہے خوب چپکے قہر بنے ٹھہرے ہوے تھے اُسنے کہا اجی حضرت لوح آپ لے لیجیے لیکن مجکو چھوڑ دیجیے خواجہ نے کہا ابھی مین کیا جانتا تھا کہ تم چھپے ہوے ہو اور خیر پھنس گئے ہو تو کچھ قباحت نہین ہے سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جلد تر زنبیل مین اُسکو ڈالکر زمین پر اُتر آئے اور الگ جاکر کھڑے ہوے اس عرصہ مین بُران اُس ابر کے قریب پہونچی اور اخترمُرد ارید اُسپر مارا کہ وہ ابر پھٹکر ٹکڑے ہوکر افراسیاب کی طرف چلا اور آواز مثل صور اسرافیل کے پیدا ہوئی قیامت تازہ برپا ہوئی شہ جادوان گھبراکر زمین پر اُتر آیا اور غائب ہوگیا وہ ابر کوہ پر جاکر گرا اُجالا ہوگیا دامن صحاب سحر کے چاک چاک ہونے سے شمع نور مہر فانوس ظلمت سے باہر نکلی افراسیاب پھر ظاہر ہوا شاہ کوکب بھی زمین پر آگیا اور ایک طرف سے بُران اور ایک جانب سے اُسنے افراسیاب پر حملہ کیا اس عرصہ مین شاہ طلسم ہزار برج لڑائی کی خبر سنکر فوج اپنی لیکر برلے مدد افراسیاب کئی ہزار ساحرون کی جمعیت سے آپہونچا ادھر بُران کی خواصین جو چلی تھین آکر داخل ہوئین اور دونون طرف سے جنگ عظیم ہونا آغاز ہوئی یہ معاملہ جو شہزادہ لورج نے دیکھا تیغ کھینچکر یہ بھی چلا اور اخگر وغیرہ بھی لڑنے لگین اور اتفاق سے ملکہ حیرت جو داخل طلسم ہوئی تھی تو اسنے اپنے رفیقون سے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ شہنشاہ پاس جاؤن رفقانے عرض کی کہ دریافت تو فرمائیے شہنشاہ کہان ہین اسنے رقعہ دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم ہزار برج مین لڑ رہے ہین یہ معلوم کرکے اپنی انیسون سے کہا اے بی پیر سے مردوے کو بھی انتہا کا غصہ ہے آگ ہی کا بنا ہوا ہے ساحری نہ کرین جو انکو بھی غصہ آئے اب یہ دل تو دیکھو اکیلے طلسم ہزار برج مین گئے ہین اور دشمنون نے انکو گھیرا ہے جب ہی مین گھبراتی ہون

کہ میرا دل کیوں گھبراتا ہے یہ کیا جانتی تھی کہ میرے وارث پر ایسی کچھ بنی ہے خوب جانتی ہوں کہ وہ آفت میں اسی
طرح گھسکر ایک دن مجھکو بے آبرو بنا دینگے افسوس نے کہا بی بی ساحری نہ کرے تم کیا اپنے منھ سے فال بد نکالتی ہو
شہنشاہ سب کو مارینگے انکا رویاں بھی میلا نہ ہوگا دشمن نگوڑے غارت ہونگے اسنے کہا یہ تو سب کچھ ہے مگر مجھکو
جانا چاہیے یہ کہہ کر کئی ہزار ساحر تیار کراکر طاؤس سحر پر بیٹھکر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی مگر جبتک یہ پہونچے پہونچے یہاں
افراسیاب نے روشنی ہونے سے دیکھا کہ لوح مع تختہ سنگ ندارد ہے حیران ہوا کہ لوح اگر کوئی لیتا تو ہو سکتا ہے لیکن وہ
تختہ سنگ تو اصل میں شیطان ہے اسکو کس نے لیا اور اگر یہ کہیے کہ وہ خود لوح لے گیا تو وہ لیجا نہ سکتا تھا پس جس کسی نے
اس شیطان کو قید کیا کاٹے کردہ خیر دریافت ہو جائیگا اب لڑنا بیکار ہے یہ سوچ کر اپنے بازو پر سے اکہ کھولکر کوکب کو
دکھایا کوکب نے اسکو اکہ کھولتے دیکھ کر سحر پڑھا کہ ایک پریزاد آئینہ لیکر آئی ادھر اسنے اکہ دکھایا پری نے آئینہ دکھایا
ادھر اسکو غش آیا ادھر اسکو غش طاری ہوا اور دونوں زمین پر گرنے لگے کہ یکایک بیٹے ہوئے سواران زریں پوش پیدا
ہوے اور زمین سے ایک مچھلی نے کہ زمرد رنگ تھی سر نکالا سواروں نے آکر شاہ کوکب کو اٹھایا اور تخت پر ڈال کر
جانب طلسم چلے ادھر ماہی زمرد رنگ نے اژدر کی طرح دم کھینچکر افراسیاب کو نگلا اور زمین میں غائب ہو کر
اندر ہی اندر روانہ ہوئی جب شاہ افراسیاب اور کوکب جاچکے اخگر سمجھی کہ اب تاجدار اور لوریج سے
سامنا ہوگا پس وہ بادشاہ طلسم ہے یہ شہزادہ لوح نہیں رکھتا ہے گرفتار ہو جاویگا یہ سوچ کر چاہا کہ لوریج کو
جنگ سے منع کردوں مگر یہ فرزندان حمزہ ہیں جنگ سے پھرنا نہیں جانتے چنانچہ اخگر نے ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیہوش
ہوگیا یہ عقاب بنکر چمکری پنجہ میں داب کر اڑا لیگئی اور درّہ کوہ میں جاکر ٹھہری اب برّان نے بھی پھرنا چاہا مگر
اسوقت حیرت جو روانہ ہوئی تھی آکر پہنچی اور فوجوں کو جمع دیکھ کر بے اختیار حملہ آور ہوئی ملکہ برّان نے اس سے
مقابلہ کیا سحر کی چوٹیں چلنے لگیں دوبارہ زمین و زمانہ میں تزلزل آشکار ہوا کئی ہزار کنیزان برّان لشکریان حیرت
پہ جا پڑیں سحر و نیرنگ آغاز ہوا نارنج و ترنج کی لوچھار تھی دنیا دھواں دھار تھی کبھی آگ برستی خلقت جان بچانے کو
ترستی کبھی پتھروں کی بارش ہوتی کبھی گرانباری سے رو رو دیتی مینہ موسلادھار برستا قیامت کبریٰ برپا دونوں
شاہزادیاں آستینیں گھٹی ہوئی کبھی وہ اختر مروارید کی لڑیں کاٹتی اسکی روشنی ایسی پھیلتی کہ حیرت اندھی ہو جاتی جلد سرمہ
سحر آنکھوں میں لگاتی اور اپنے گیسوے مشکیں کو پراگندہ کرتی کہ تاریکی چھا جاتی بلا سر دشمن پر لاتی برّان پھر اختر چمکاتی
کہ دھوپ نکل آتی فروغ [illegible] شاتی اور ایسا سحر کرتی کہ حیرت دیوانہ وار بکنے لگتی پھر حواس درست کرکے کمند سحر
اسیر لگاتی وہ منھ سے آگ کے کمند جلاتی ادھر لشکر میں ہنگامہ بپا کوس و دہل کی صدا سے سپہ دار سرکا سر پھرتا
لاشیں میدان میں گرتی جاتیں بیروں کے غل سے آندھیاں آتیں حیرت زوجہ شاہ جادواں ہی آجتک اپنا ہمسر
کسی کو نہ سمجھکر اچھی طرح نہ لڑی اسوقت برّان کو اپنے برابر کا سمجھ کر کا لکانے سحر کرنے لگی برّان بھی جان لڑا رہی تھی دونوں
میں کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا کہ یکایک مینہ آندھی اور برفباری اور سنگباری ہونے لگی بعد اس آفت کے ایک ساحرہ تخت پر سوار
نظر آئی کہ نہایت پیر و کہن سال تھی سر پہ جوڑا اتنا بڑا تھا کہ جیسے مٹکا اوندھا لیا تھا وہ جوڑا مٹی سے تو پا ہوا کچھ

جٹین خاکستری زمین پر لٹکتی تھین رخساروں پر جھریان پڑی تھین سر پر نیا نقاب بندھا تھا چادر مجوسی اوڑھے تھی صورت
ایسی ڈراونی رکھتی تھی کہ واقعی بلائے درمان تھی کان آنکھ ناک سے شعلے نکلتے تھے آنکھین سرخ جیسے دو طاؤس پر خون دست
پا بدوی نہایت زبون چار پتلیان سونے کی تخت اسکا اٹھائے ہوے اور بہت سی پتلیان سونے کی گرد و پیش تخت کے
عہدے ہاتھون مین لیے ناقوس بجاتا سر پر اس ضعیفہ کے جنور ہوتا چار ہاتھ اسکے دو دو دراز اور دو ہاتھ مثل انسانون کے
لیس جیسے ہی وہ نکاتہ آئی آمد سے اسکی یہ اثر ظاہر ہوا کہ ہر سحر بھول گیا اور ملکہ حیرت نے دوڑکر تسلیم کی اور عرض کیا دادی جان
دیکھیے یہ چھوکری میرے منہ چڑھتی ہے وہ ساحرہ کہ نام اسکا آفات چہار دست جادو تھا افراسیاب کی دادی
ہے حیرت کی یہ فریاد سنکر برّان کی طرف مخاطب ہوئی ملکہ گو رفتہ بھی جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بچی جیو
سلامت رہو نصیب کھلے سونے کا سہرہ بندھے بیاہ ہو کہو میرے بچے کو کب کا فرلج کیسا ہے اسنے کہا جی دعا
کرتے ہین اچھی طرح ہین اسنے کہا اے حیرت کری ادھر آؤ ذرا میری چھاتی سے لگ جا بیٹا تو بڑی بے مروت ہے برّان سر
جھکا کر قریب گئی اسنے سر سینے سے لگایا اور کہا کیون ری اب تو بڑی لڑاکا ہو گئی ہے ہائے فرزند تو میرے آگے کی کیڑا
اری تجکو سحر کسنے بتایا تجکو کرنے سے اپنا ذرا کہ پوچھنا یاد نہ رہا تیرا زچہ خانہ کیا تیرے باپ کے زچہ خانہ مین جاگی
ہون اور قسم ہے سامری کی جو جب دن تجکو نہین دیکھتی ہون تو میرا دل لگا رہتا ہو میا کون آنسبب مین فساد کرتا
ہے میرے نزدیک جیسے افراسیاب ویسے تیرا باپ یہ کہکر حیرت کو قریب بلاکر بلائین لین اور دعا دی کہ بیٹی پھلو
پھولو اپنی جوانی کا سکھ دیکھو ہانک کو کہ سے ٹھنڈی رہو تمکو بھی آپس کا پاس چاہیے لڑائی موقوف کرو یہ مین جانتی
ہون کہ بیچ لیسے لوگ آ گئے ہین کہ باہم صفائی ہونا مشکل ہے لیکن جہانتک ہوسکے فساد نہو تو بہتر ہے دونو بس جاؤ
اپنے اپنے مقام پر آرام کرو دونون کو رخصت کیا حیرت فوج لیکر اپنے طلسم کی طرف چلی اور آفات بھی سمجھا کر سحر خوان
ہوئی کہ تخت اسکا دفعۃً قندیل فلک ہوگیا برّان لے جاکر ڈانڈے پر طلسم کے شہزادہ ایرج ہو اس سے ملاقات
کرتی چلون لیکن خواجہ عمرو ساتھ آئے تھے ڈرگئی تنہا جانب طلسم روانہ کرنا مناسب نہ سمجھی اور نہ ساتھ انکے ملاقات
کرنا بہتر جانا بس خواجہ کو کہ لوح لیکر مخفی ہو گئے تھے تلاش کرکے تخت پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئی گو خواجہ
نے متعلق لوح لینے کا ذکر ملکہ سے نہ کیا ملکہ نے ہرچند پوچھا کہ لوح کا حال کچھ آپکو معلوم ہوا انھون نے جواب دیا کہ مین نہین
جانتا خیر ملکہ تو اپنے مقام پر پہونچکر مصروف عشرت ہوے کوکب بھی ہوشیار ہے کہ اب قلعہ کو کبہ مین آئے ادھر
ماہی نے ظلمات طلسم ہوشربا مین پہونچکر افراسیاب کو اُگلا جب وہ ہوشیار ہوا اہبت کچھ اسکو سمجھایا آخر
شاہ جادوان یہان سے رخصت ہوکر اس فکر مین چلا کہ جس طرح ہوسکے کوئی طلسم کشا ہم پہونچا کر طلسم زرافشان
تڑوانا ہون فی الحال اسی فکر مین جانب کوہ نیلم روانہ ہوا واضح ہو کہ یہان سے حال جہانگیر بن امیر حمزہ کا حالات گذشتہ
مین ہے بیان کیا جاتا ہو کہ شاہ جادوان اسکو لاکر طلسم زرافشان کے توڑنے کو بھیجتا ہو مگر یہ احقر مترجم پہلے عرض
کرچکا ہو کہ تسلسل فسانہ کا مین خیال رکھتا ہون لیکن حال توڑنے کے اس بیان مین ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا بدین سبب
اول طلسم ہزار برج کی داستان بیان کیجاتی ہو پھر انشاء اللہ کیفیت جہانگیر بیان کرونگا ــــ

کنون باز گویم ہما داستان		شنیدید گشتید مشتاق آن

افسانہ خوانان جرائد طلسمات نیرنگی تحریر اس طرح دکھاتے ہین کہ جب سب لشکر و لشکر اس بادیہ طلسم سے رد بھر کر چلے گئے تاجدار بھی اپنے مقام پر آیا اور اپنے طلسم کے بچانے کی فکر کرنے لگا مگر اخگر جو شہزادہ تورج کو لے کر پوشیدہ ہو گئی تھی بعد میدان صاف ہونے کے ظاہر ہوئی اور شہزادہ کو ہوشیار کیا اور سب حقیقت عرض بیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا اب مین یہان نہین ٹھہرونگا بارے فتح طلسم جاؤنگا اخگر نے عرض کیا اچھا آپ ادھر تشریف لے جایئے مین فقیرنی بنکر پھرونگی جب خدا تعالی آپکو امیر اس طلسم کا کریگا مین بھی مل رہونگی ہزاران ہزار گریہ و زاری اس سیاح دشت محبت کو رخصت کیکے آپ فقیرانہ لباس کیا چہرۂ انور کو خاک آلودہ کیکے گویا چاند پر خاک ڈالی مطلب کی فقیری اختیار کی لباس رنگوا رنگا گیسوؤن کو بالکیان مقرر کیا بال بھی مٹی سے بھر لیے کفنی گلے مین پہنی جھولی گلے مین ڈالی لیٹنے کے لیے مرگ چھالا لیا اور صحرا صحرا پھرنا آغاز کیا ادھر شہزادہ جو روانہ ہوا واسطے منازل طلسم فرمانے لگا کس لیے کہ یا تو یہ صحرا طلسم بند تھا مگر مرنے سے عقاب پری کے راستہ کھل گیا شاید اسکی حفاظت کے لیے صحرا کو باندھا تھا غرضکہ یہ رہرو بادیہ طلسمات کوہ و بیابان طے کرتا ایک کوہ زمرد نگار کے قریب پہونچا دیکھا کہ اس جگہ طرفہ بہار ہے پہاڑ کا رنگ بھی سبز اور دامن کوہ مین سبزہ زار درختون کا لباس اور سر کوہ پر آسمان اخضر سایہ فگن دور تک رحمت خدا جوش زن پہاڑ نہ تھا ایوان بہار تھا جو گل تھا شمع شبستان بہار تھا فلک زمردی اسپر تصدق ہر بار تھا عکس کوہ سے اقتدار دمن وغیرہ جو چند سبزہ خفتہ کا بخت بیدار و بلند جو کوئی اس جگہ آتا پھر اسکے عشق مین زہر کھاتا ہر درخت سبز رنگان باغ عالم کا نصیب تھا ہر برگ شاہ بہار کا رفیق و حبیب تھا زمین سب اطلس سبز کا لباس پہنے درخت ہر سمت سایہ ڈالے کھڑے ایک طرف اس پہاڑ کے دامن مین جھیل جیسے بہشت مین نہر سلسبیل گلہائے سرخ سے یاقوت زمرد مینا یا شاہد بہار سبز پوش کا یاقوت نگین بنا سبزہ جو بہار سے اس طرح زمین سے اگ رہا تھا کہ صفحۂ دشت رخسار کو خطان سبزۂ آغاز بنا تھا کہ نظم

گل تازہ چمن نیا نیا رنگ	ایام پھرے بدل گیا رنگ	صحرا مین وہ جوش گل تھا ہر سو
پھولون کی چھڑی تھی شاخ آہو	خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز	تھی صبح بلند صبح نوروز

یہ سرسبزی اس کوہ کی ملاحظہ فرماتا شہزادہ ایک طرف بڑھا تھا کہ ایک مکان دامن کوہ مین بنا ہوا نظر پڑا ایک ڈلا زمرد کو تراش کر گویا بنا تھا اس طرح زمرد آئین بچی کیا ہوا تھا شہزادہ جب اندر اس قصر کے گیا طاق و ایوان و صحن و در و رواق ہر ایک کو زمرد کا پایا لیکن کوئی ساکن اسمین نظر نہ آیا ہان یہ دیکھا کہ صحن مکان مین چار سو اسی گھوڑا زمرد سبز کا ترشا ہوا بندھا ہے تھان انکے درست ہین گھاس کے گٹھے سامنے کھلے ہین دہانے انکے منہ سے اترے ہوے ہین وہ گھاس کھا رہے ہین پشت پر انکے زین زمرد رنگ اور زمرد دوز کسے ہین رکابین بھی زمرد کی ہین جھومیر باگ ریت زمردین پڑی ہین اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک سوار زمرد کا پتلا بیٹھا ہے وہ بھی اس اصطبل مین وہ سبزہ ہے کہ سبزۂ فلک جسکے سامنے شرمندہ اور سرفگندہ ہے ہم انکے

بدرسے کہین بہتر خورشید فلک سے ہزار درجہ منور و مہ دو ہفتہ مہ دہمون کو دیکھ کر ہر چشم حیران رہے پیش نظر چلیپون کا تماشا ہو نیرنگ نمایان رہے دم اُنکی طرہ گیسوے پری ذو ذنب کی صورت مگر خاصیت مین سعد اکبر مثل مشتری کفل پرہ نگاہ پھسلتی دو کوہ بلند نظر آئے نگاہ مردم پھسلی جاتی اُسکا ماتھا آئینہ بجز گردن ہلال سپہر جلد کی باریکی مثل برگ گل تو وا جسکو حرکت صرصر کان خوشنویس کے بنائے ہوئے قلم یا آبدار رسان نہین نہین مثل پیکان یہ بھی نہین بلکہ سنان مژگان معشوقان دہانہ ایسا چھوٹا کہ دہان معشوق تنگ دہان یا غنچہ بوستان آنکھین چشم غزالان ختن واقعی چیتے کی کمر اور آنکھین مثل دیدۂ ہرن کہ

نظم

طاؤس کی طرح دم تھی رنگین
تھے جام شراب حسن پر ہم
کنگھی چوٹی بلا غضب کی
زرریز تھی مہر کی طرح زمین
ہے مشک پہ بال سب کے طرا
جس طرح عروس پہلی شب کی
شیشہ کا گلا کہ پرچم دم
خجلت دہ گیسوے چلیپا

شہزادہ یہ کیفیت دیکھ کر متحیر تھا کہ کہین سے ایک پتلا بولا اے طلسم کشا ہم سب آپ کے نوکر ہین مگر ابھی نہین جب آپ لوح طلسم پایئے گا اسوقت ہمین اپنے جلو مین دریایئے گا شہزادہ یہ کلام سنکر سمجھا کہ پتلا یہ کہتا ہے مقدمہ طلسم کا ہے تم بھی خبر ہو اور یہان سے آگے بڑھو یہ سمجھ کر عنان عزم کو اس طرف سے منعطف کر کے اُس قصر کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا یہان دیکھا تو اور ماجرا نظر آیا یعنی ایک پہاڑ یاقوت احمر کا سرخ بالکل دیکھا زمین بھی سرخ درخت بھی سرخ عکس کوہ سے روئے ہوا سرخ آفتاب کی تمازت اور دھوپ جو عکس کوہ مین شامل ہوئی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے فلک تک آگ بھری ہے گلہاے سرخ سے تمام درخت مملو شاہد بہار کا نام گرد درخت ہر ایک لالون کے لال یاقوت اور زر سرخ سے مالا مال تھا لاہر درخت کا کان یاقوت وطلا عکس کوہ سے ہر چشمہ آب مطلع آبحوان دشت تک اس جگہ سرخ فام سنگریزے زمین کے ماہ تمام زمین و زمان سب سرخ روز لف سنبل مین حنا بندھا معشوقہ محمرہ کا لال یہ حال دیکھتا وہان سے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بنگلہ یاقوت رمانی کا بنا ہوا نظر پڑا وصف مین اس بنگلہ کے زبان لال ہے واقعی بے مثال ہے شہزادہ جب اس بنگلہ مین آیا میز کرسی دنگل شیشہ آلات سے اُسکو سجا ہوا پایا لیکن ہر چیز سرخ رنگ دیکھی عقل اپنی دنگ تھی کہ یہ کیا اسرار ہے یہان کا مالک کون ہے کسکا دربار ہے سوچ مین تھا کہ ایک طرف صحن مین بنگلہ کے درخت لالہ کے گرد جواہر یاقوت کا سرخ رنگ کا اُسکے نیچے صندلی بچھی اسپر ایک بجلی تڑپ رہی تھی شہزادہ کس سے پوچھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے چپکا کھڑا دیکھتا رہا آخر دل مین آیا کہ لاؤ وہ انگوٹھی جو اخضر نے دی تھی دیکھون اُسمین شاید اسکا کچھ حال لکھا ہو یہ سوچ کر انگوٹھی کے نگینہ پر نگاہ کی لکھا دیکھا کہ یہ سب مقام طلسم کشا کے لیے ہے جہان چاہے بیٹھے شہزادہ یہ دیکھ کر ایک کرسی یاقوت نگار پر اس بنگلہ مین بیٹھا بیٹھتے ہی بنگلہ کی چھت چرچرائی اور تڑاقا ہوا ستون بنگلے کے بیٹھے یہ گھبرا کر اُٹھا تھا کہ بنگلہ سر پر آیا شہزادہ نے ہاتھون پر روک کر بازو اپنے ستون بنائے لنگر مار کر پاؤن قائم کرکے بنگلہ کو ایک طرف پھینکا بنگلہ تو ایک طرف گر گیا مگر لنگر مارنے سے پاؤن زمین مین دھنس گئے شہزادہ فلک وقار بزور بازو صاحبقرانی پاؤن زمین سے نکال کر الگ استادہ ہوا اسوقت ایک

آواز آئی کہ ہائے مارے ڈالتا ہے اور کوئی نہین سنتا ہے ساکنان طلسم ہماری فریاد کو پہونچو یہ آواز آتے ہی
از خود ہر گوشہ دشت ودر سے شور وغوغا بلند ہوا کہ لیجیو گھیریو پکڑیو لینا مارنا یہ غل سنکر شہزادہ گھبرایا اور انگشتری پر
نگاہ کی اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم یہ جو سامنے کرسی بچھی ہے اسکو اُٹھا اسکے نیچے ایک تختہ سنگ ہے اسکو
ہٹانا دہانہ نقب کا ظاہر ہوگا اسمین چلے جانا اگر اس کام مین ذرا بھی تامل ہوا تو مورد صد آفات و بلا ہوگا اجل
کا سامنا ہوگا شہزادہ نے فوراً کرسی کو اُٹھا تختہ سنگ کو سرکایا پھر تو وہ غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا کہ رستم بھی
ہوتا تو زہرہ فرط خوف سے آب آب ہو جاتا خاکدان عالم بالکل ظلمت سرا تھا چار سمت اندھیرا تھا شہزادہ نے کچھ
خوف وخطر نہ کیا بے تامل اندر نقب کے قدم رکھا یہ معلوم دیا کہ آتشکدہ مین کسی نے ڈال دیا سارے جسم مین آگ لگی
اور تڑاقا ہوا شہزادہ تاب نہ لا سکا بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی تو ایک دریائے ذخار مین اپنے تئین پایا کہ بہتا
ہوا جاتا ہون اس ماجرے سے بہت حیران تھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا غرض دریا مین ہاتھ پاؤن مارتا
شناوری کرتا چلا مگر دم چڑھ گیا دست و پا شل ہوے اسوقت یقین ہوا کہ زندگی حباب آسا ہے یہ خانۂ آب آباد دو پل
آسا ہے کشتی حیات تباہ ہوا چاہتی ہے ساحل نجات کو سون کیا فرسون دور اب مرنا ضرور ہے بس آبدیدہ ہو کر یہ شعر
زبان پر لایا کہ بیت

آشنا تو پوچھتا ہوتا بس اے ساحل نجات	کشتی یہ کس کی تھی جو تباہی مین رہ گئی

غرض بنظر تفضل مالک بر و بحر کہ وہی بیڑا پار لگانے والا ہے چند قدم آگے بہا تھا کہ ایک ٹیکرا نظر آیا اور اسپر
ایک ملاح کو بیٹھے پایا کہ ڈور دریا مین پھینک کر مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہے شہزادہ غوطہ مار کر اس ٹیکرے کے قریب
گیا اور جب غوطے سے اُبھرا ملاح پکارا کہ اے نوجوان اگر تو ڈوبتا ہے تو یہ ڈور تھام لے کس لیے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
بہت ہوتا ہے شہزادہ نے ڈور تو نہ تھامی مگر انگشتری دیکھنا چاہی فوراً تلاطم آب ہوا اور موجون کے طمانچے منہ پر پڑنے
لگے پانی کے چھینٹے آنکھین بند کیے دیتے تھے ناچار ہوکر جیئے گئے ملاح کے اس ڈور کو پکڑا اور ملاح نے کھینچا یہ نہنگ
بحر شجاعت اسکے سہارے سے باہر نکلا ملاح نے کہا کہ تم ڈوب جاتے اگر مین نہ نکالتا یہ احسان میرا مانو اور جو مین
کہون وہ کرو سنو ارادۂ طلسم شکنی سے باز آؤ طلسم مین کچھ مال و متاع نہین صرف بندگان سامری و جمشید رہتے ہین اور
انھین غریبون کی اسمین روٹی ہے تم مسلمانون کے لیے سارا عالم چھوڑ دیا ہے یہ کونا بندگان سامری و جمشید نے
لیا ہے انکو ستانا اچھا نہین شہزادے نے فرمایا کہ او بیہودہ تو کیا بکواس کرتا ہے مین سامری پرستون کا نام تو دفتر عالم
مین رکھونگا نہین سب کو غرق قلزم فنا کرونگا ملاح یہ سنکر بہت خفا ہوا وہ کہا او خیرہ سر طلسم ہزار پیچ ہے
کوئی ایسا ویسا مقام نہین تو کیا توڑ سکے گا اچھا اب اس دریا سے دیکھون تو کیونکر نکلتا ہے یہ کہکر اُٹھا اور
ایک طرف چلا اور پھر کر کہا کہ اب بھی میرا کہنا مان او میرے ساتھ آ شہزادے نے مہوت انگشتری کو دیکھا معلوم ہوا کہ ہر چند
زبردستی نہ چلے گی اسکے ساتھ تمکو جانا ہوگا شہزادہ یہ دیکھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ وہ ملاح زمین پر گرا اور تڑپ کر
شیر غران بنا اور اس اسد بیشۂ شجاعت پہ حملہ آور ہو دیا اسکے ہمہ کود کر نہ سکا گر پڑا اپنے منہ مین داب کر جو

اچھالا یہ پشت پر اسکی پہونچا وہ پیٹھ پر لاد کر اس دریا مین کودا اور شناوری کرکے آن واحد مین پار پہونچا دیکھا اس
پار دریا کے صحراے ویران و ہول خیز ہے نہایت وحشت انگیز ہے غول بیابانی شعلہ فگن ہین اژدرون کے
غار ہین شیرون کے مسکن ہین جناب عبد اللہ بیابانی جو وہان آئین یقین ہے کہ خوف کھائین اور خوف و دہشت
سے قدم نہ رکھین حضرت خضر دعاے حفظ و صحت دم کرین جو درخت تھا مثل مرد مفلس پریشان جو برگ تھا رنگ
دیوانگان آئینہ وار حیران وحشت کی گھٹا چھائی غیرت وا آفت برستی آفتاب دیدہ وحشت ناک کی طرح آنکھ
پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہر بگولا دیو سیاہ نظر آتا مختصر یہ کہ اس صحرا مین ایک منڈھی سرکی کی پڑی ہوئی وہ بھی نہ
سرکی نہ بیر کی مثل عاشق شوریدہ ماجا بڑا اسمین ایک جوگی بیٹھا ہوا لیکن سر جھاڑ منہ پہاڑ موٹا خنگا نہایت
دبنگا از سرتا پا ننگا بال جٹا دھاری زمین پر گھستے چلتے تن نیلی ہوئی ہاتھ مین دو لکڑ جلتے لیے ماتھے پر صندل سے
ایک سورج بنا ہوا پنجہ ترسول چھاتی پر سیندور سے چھپا ہوا لکڑ اون پہننے کی آگے دھرین سرخ سرخ آنکھین
حلقہ چشم سے باہر نکلی پڑتی ہین بیر ایکی تیرھی بغل کے نیچے تکیہ کیے بیٹھا تھا شہزادہ کو اس شیر نے سامنے اسکے لاکر
ڈالدیا اور آپ مثل انسان بنکر پکارا کہ استادیہ معبد طلسم حاضر ہے جوگی یہ سنکر شہزادہ سے گویا ہوا کہ ملے
تو رحم تجکو بیا شک آنا مناسب نہ تھا یہ طلسم ٹوٹنا نہایت محال ہے تجکو لازم ہے کہ اٹھ اور خداوند سامری کو سجدہ
کر شہزادہ کو اس گفتگو سے بہت غصہ آیا اور کہا اے تیرہ روزگار تم مین سے ایک کو بھی مین انشاء اللہ زندہ نہ چھوڑونگا
سنگ طلسم سے سر توڑ دیگا جوگی نے کہا اب تیری قضا ہی آگئی یہ کہکر ایک خنجر بوٹے کے نیچے سے نکالا اور اٹھکر جانب
شہزادہ چلا شہزادہ نے بھی حملہ کرنے کا ارادہ کیا دیکھا تو وہ ڈور جو دریا مین سے پکڑی تھی میرے بازو بندھی ہے ہاتھ
قابو مین نہین ہین یہ دیکھکر چاہا کہ انگشتری کو دیکھون اس عرصہ مین اس جوگی نے خنجر مارا شہزادہ انگشتری پہنے تھا اسکی
برکت سے خنجر اچٹ گیا اور جسم صحیح و سالم رہا اور اسنے انگشتری کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اس اسم کو پڑھکر بازو پر دم کر بندشین
کھلجاینگی اسنے اسم ورد زبان کیا ادھر جوگی نے خیال کیا کہ اسپر خنجر نے اثر نہ کیا شاید یہ بھی ساحر ہو یہ سمجھکر گویا ہوا کہ
اے طلسم کشا مسلمانون کو سنا تھا کہ ساحر نہین ہوتے ہین مگر تو ساحر بھی ہے شہزادہ نے اسم تو بازو پر دم کیا کہ وہ ڈور جلگئی
جب اس بندسے رہائی پائی جوگی سے کہا ہم ساحر ہین تو اپنے لیے نہین ہین تو اپنے لیے تو اپنی سزا ابھی کنار مین دیکھ
جوگی نے اسکو ڈور سے چھوٹتے ہی دیکھا تھا سمجھا کہ یہ تو طلسم کشا ہی ہے اس سے آشتی کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا اے
شہریار معلوم ہوا کہ آپ فاتح طلسم ہین اچھا مین سحر آپ پر سے دفع کیے دیتا ہون آپ تشریف رکھیے اور جو کچھ مین کہون
اسکا جواب دیجیے یہ عرض کرکے رد سحر پڑھا مگر شہزادہ پر بالکل اثر سحر باقی نہ رہا یہ کیفیت دیکھکر وہ ملاح جو قیدین کر
اس نیستان جلاوت کو یہان لایا تھا گھبرایا اور رود لغزار لایا یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک اور ساحر رہتا ہے کہ نام
اسکا فیلان جادو ہے اس سے جا کر اسنے سب کیفیت بیان کی وہ حال سنکر غضبناک ہوا کہ یہ اس جوگی نے کیا کیا
مسلمان سے ملگیا دین و دنیا دونون کو کھو بیٹھا اب مجکو لازم آیا کہ اسکو سزا دون اور ابھی سویرا ہے دن تھوڑا تم
ہی طرف اسکو پھیرو دون یہ کہکر اپنے مقام پر سے اٹھا اور زمین پر لوٹکر ایک مست ہاتھی بنا کہ چاروں دانت ہوئے چمکتی جنگی

کجلی بن خود نظر آتا تھا قد اتنا بڑا تھا کہ کوہ معلوم ہوتا تھا بلکہ فیل فلک اس سے خوفناک ہوا اسے چرخ کو ٹھوکر دن مین
اڑانے کا ارادہ رکھتا تھا دو دانت فیل قامت اوج بن عنق منھ سے باہر نکلے ہوے گورکن قضا کے معلوم دیتے اس
ہیئت سے بنکر روانہ ہوا اور سامنے جرگی کے پہونچا وہ جرگی تو ریچھ کو مسند ہی مین لیکر بیٹھا تھا اور مناظرہ اپنے دین
کے آئین کا کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور للکارا کہ او بیحیا و بیدین یہ کیا تو نے غضب کیا کہ متاع ایمان کو بیع نقد جنس تو
ٹھہر بیٹھا اپنی ایمانداری سے بدلے بے ایمانی مین ہاتھ دھو بیٹھا اب تجکو لازم ہے کہ تجکو سزاے معقول دون اس جرگی نے
کہ نام اسکا بیابانی فیل پیکر جادو تھا یہ گفتگو جو سنی غصہ ناک ہوا کہ یہ نالائق میرے مقابلہ مین آیا ہو اور بے سمجھے مجکو
بے ایمان بناتا ہو اور اپنا تاؤ پیچ دکھاتا ہو حالانکہ مین ابھی شریک طلسم کشا نہین ہوا پس بغضب تمام تر اپنی جگہ
سے اٹھا شہزادہ نے کہا اگر تم تامل کرو مین اس سے سمجھ لیتا ہون اسنے کہا نہین آپ تماشا دیکھیے اس نالائق کی بھی حقیقت
ہو کہ میرے مقابلہ مین آیا ہو یہ کہکر مسند ہی سے نکلکر لوٹنے لگا اور ہاتھی مست سا سپر جھپٹا یعنی ایسا فیل بہابت
شکوہ بنا کہ گاؤ زمین کو مارا تھا ناخشکل ہوا طبقہ زمین مین زلزلہ آیا کشتی ارض ڈگمگانے لگی ملک بہ بحر کو غفیل حال
سمجھ کر دنیا پناہ چاہنے لگی اور یہ ہم گراس فیل سے مقابل ہوا باہم دونو اکا ٹکر کا چلنے لگا زمین و زمان ہلنے لگا۔
خرطوم کے گھونسے پڑنے لگے بھسونڈے سے بھسونڈے لڑنے لگے تا دیر باہم لڑ رہے آخر دونون کے سر چھٹے اور
شرارے نکلے اسکے سر کا شرارہ شہزادہ کے سر کا اسپر پڑا دونون مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگے اور ایک شرہ آکر اس
ملاح پہ بھی پڑا کہ وہ بھی جلنے لگا آخر یہ تینون شیاطین فی النار ہوا مستقر ہوے اور جلکر خاکستر ہوے شہزادہ یہ
قدرت خدا تعالی دیکھکر متشدد تھا کہ اس دافع البلیات نے ان بلاؤن کو کیا بطور آسان دفع فرمایا اور مجکو بچایا
غرض شادان و فرحان وہان سے آگے روانہ ہوا اور یہ صحراے وحشتناک کو طے کر کے ایک ایسے بیابان مین پہونچا کہ
سراسر منور و روشن تھا یہ عالم ہوتا تھا کہ ہزارہا آفتاب نکلا ہوا ہے فلک سے نور برستا تھا ابر کے سفید لکے چھاے
جو چمک مہر تابان کی رکھتے تھے شاہد روزگار کس خوبرونی سے لباس نورانی زیب جامت کیے چہرہ عارفان
لسبان قلب روشن ضمیران زمین و زمان روشن ہر چشمہ آب کی موج ہمقدم چمک زن ہر شجر نہال وادی ایمن ہر
شاخ جسان شاخ بلور سبز سنگ چمک مین سبز از رخسار حور شہزادہ اس وادی نور کو ملاحظہ کرتا ہوا جب کچھ آگے چلا
سامنے ایک قلعہ سنگ سے بنا ہوا نظر پڑا کہ سنگ مرمر اسکو دیکھکر غیرت سے مر جائے ستیپ کا نوری رشک سے
پھیر اکھلائے ہر دیوار اسکی صفائی مین رخسار تابان معشوق سے بہتر ہر کنگرہ اسکا رفعت مین فلک کا ہمسر شہزادہ
قریب قلعہ آیا دروازہ بھی سنگ سفید کا پایا کہ مثل چشم جناب یعقوب انتظار مین کسی یوسف لقا کے کھلا ہوا اور
سفید ہو گیا تھا اور قلعہ پر خود ساحرہ مہیمہ دربانی بیٹھا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوا کسی نے منع کیا جب
اندر آیا نظر کی تجلی عیش و عشرت سے بہشتی دیکھی مکانات ہر قسم کی اشیا سے معمور ہر شخص فارغ البال اور مرفہ حال
مبتلا نگہت جدید دیکھے سامان عشرت فراہم گشورہ بجا ہنگامہ نشاط برپا نہایت گمام گرم بمقتضاے

ابیات

ہر زار مین ہوئی سبز کی صفا خیز	جس طرح کہ ہو آب سبزہ نم
سرخی ہوئی ربیع کے لیے توت	

کوٹے ہوے آسپہ لعل دیاقوت
تھے جمع کسی طرف فسون گر
مین دار پہ ہون جواب منصور
پوری سے گرسنگی کو دوری
پان جسکے ہوس مین آئے آدم

سرخی سے عجیب عالم نور
بجاتے تھے دم مین پر کبوتر
تیار کہین جو نان دسلوا
کھو کون کی ہوئی مراد پوری

یا مانگ مین مہوشون کی سیندور
نٹ بانس پہ کر رہا تھا مذکور
اُترا تھا فلک سے من و سلویٰ
دہ گرم کچوریون کا عالم

شہزادہ فلک جاہ یہ کیفیت شہر کی دیکھ کر بہت محظوظ ہوا اور از بسکہ تشنہ و گرسنہ تھا ایک دوکان کے قریب گیا اور جیب سے خست زر و جواہر نکال کر دکاندار کو دیا اسنے ایک خوان مین مٹھائی طرح طرح کی نکال کر اپنی دوکان کے ایک گوشہ مین بچھوائی اور قالین بچھوادیا شہزادہ وہان جا کر بیٹھا اور مٹھائی کو اٹھا کر قریب دہن لایا تھا کہ ایسی بوسے بدآئی کہ دماغ پریشان ہوا اگر مٹھائی کو جو دیکھا بھیپھڑا سڑا ہوا کسی جانور کا نظر آیا اسنے اسکو پھینک کر پھر دوسری ڈلی اُٹھائی ویسی ہی بو آئی اب دیکھا تو گوشت سڑا ہوا ہے شہزادہ نے وہ سب خوان اُٹھا کر قریب حلوائی آکر اسکے منھ پر مارا اور کہا او بیحیا ڈھٹ بندی کر کے مٹھائی کے عوض سڑا ہوا گوشت بیچتا ہے حلوائی عذر کرنے لگا اس سے حجت کر رہا تھا کہ اُس حلوائی کا باپ آیا اور اسنے پوچھا کہ کیا تکرار ہے حلوائی نے سارا ماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت سُنکر معلوم کیا کہ یہ شہزادہ شکستہ طلسم ہے پس اسنے شہزادے کے سامنے ہاتھ باندھے اور روپیہ جو کچھ لئے لیا تھا وہ سامنے حاضر کیا اور عرض پیرا ہوا کہ آپکے قابل یہ مٹھائی نہین ہے اور کہین سے لیجیے شہزادہ نے دام تو واپس لینا خلاف شان سمجھا اور آگے بڑھا ادھر حلوائی کا باپ اس شہر کے حاکم پاس گیا حاکم کا یہان کے قیصر جادو نام ہے چنانچہ وہ دار الامارۃ شاہی مین اورنگ خلافت پر بیٹھا تھا کہ اسنے اطلاع کرائی کہ یہ احقر آپکے فائدے کی بات تخلیہ مین عرض کریگا شاہ نے اُسکو تخلیہ مین طلب کیا اُسنے عرض کیا کہ بادشاہ عالیجاہ آپکا ہم رعایا سے حکم تھا کہ جب کوئی ایسا شخص آوے کہ اُسکے ہاتھ مین مٹھائی یا روٹی یا بوٹی ہو جاتا تو اُسکی ہمسے خبر کرنا پس آج وہ شخص آیا ہے اور یہ ماجرا گذرا ہے بادشاہ نے جب تمام ماجرا سُنا حلوائی کو تو انعام دیکر رخصت کیا اور کوتوال کو شہر کے بلا کر حکم دیا کہ پانچ چار سو پیادے ہمراہ لیجا کر طلسم کشا آیا ہے اسکو پکڑ لا کوتوال حسب ارشاد بادشاہ کوتوالی مین آیا اور پیادون کو حکم سنایا تہی بھگی پیادون نے کمر کسی وہ تیار ہوئی تو ٹے شیر ہوسے تیر و کمان سنبھالے تلوارین پر تلون مین ڈالین ساز سینگرہ لگایا جنگ پر آمادہ ہوکر ہر ایک پیادہ چلا اتنے عرصہ مین شہزادہ توریج نے نانبائی کی دوکان سے کھانا مول لیا اور بدستور اول جب کھانے بیٹھا خون کی بو آئی دیکھا تو وہ بھی سڑی بوٹی ہے شہزادہ نے وہ پھینک کر حلوائی اور نانبائی سب کو گالیان دینا شروع کین نانبائی کے یہان سے پانچ چار نفر سے کفگیرین پکڑ کر دوکان پر سے کودے اور پکارے کہ رہ تو جا ہم ابھی تیرا خمیر بگاڑے دیتے ہین قسم دنیال کی جواب تو نے ہمارے مالک کو کچھ کہا تو مارتے مارتے قورما کر دیجیے شہزادے کو اُن کے کلمات بیہودہ سُنکر زیادہ غصہ آیا دو ایک کا سر پکڑ کر بیچا بیچا دو دیا اور آتش غضب تنور سینہ مین جو زیادہ مشتعل ہوئی دو تین کو جان سے مار ڈالا اور دیکھا کہ چند خوان کھانے کے تیار کسی امیر کے یہان

بھیجے کو نانبائی نے نانک رکھے ہین اُنکو دیکھکر سمجھا کہ مجکو مسلمان مجھکر یہ بھیجا ایسا کچھ کرشمہ کرتے ہین ان خوانون کا کھانا اچھا ہوگا پس یہ سمجھکر نانبائی کو تو مارکر دکان سے بھگا دیا اور وہ خوان اپنے قبضہ مین کیے نانبائی اور ملازم اُس کے آسیاے ظلم سے مثل دانہ گندم پسے ہوے دُہائی دیتے جانب کوتوالی روانہ ہوے کہتے جاتے تھے کہ ایک زبردست ایسا آیا ہے کہ اُسنے مادر شیر مال ہمارا بھجا ہے اور ہمکو مارکر دل و جگر ہمارا قلیہ کیا ہے غالباً یہ ہے کہ وہ طلسم کا توڑنے والا ہے یہ تو سب دوہائی دیتے اُدھر چلے ہین ادھر شہزادہ نے خوان کھول کر کھانا کھانیکا قصد کیا تھا کہ کوتوال پیادے لیے آپہونچا شہزادہ اُسکو دیکھکر دوکان پر سے مثل شیر غضبناک کے کود اور تیغ تیز کھینچکر اُنپر جا پڑا شمشیر بران بھی تشنہ خون و گرسنہ جان دشمن تھی داتا یان ہنر جنگ کے لیے گلخن بھی جسم نے سرون کے پیڑے تنور مرگ مین لگا دیے پیادے پیادے شطرنج کے بنا دیے لاش پر لاش گرنے لگی شہر مین ہلچل پڑ گئی دوکانین جلدی جلدی دوکاندارون نے بند کین بعض دوکان چھوڑ کر بھاگے دروازے گھرون کے بند ہوئے رعایا بھاگنے لگی بدمعاش چٹون کی بن پڑی جن نے تھا راستے اسکا گھر لوٹ لیا تمام شہر مین غدر مچ گیا کوتوال اُن پیادون کو اس فیل تن سے کیا روک سکتا آخر زچ ہو کر رو بفرار لایا اسپ ہمت میدان نامردی مین دوڑایا مات ہو کر رخ جانب در دولت بادشاہ پھرا جنگ کا مُہرہ نہ رکھ سکا بادشاہ نے جب یہ حال کوتوال کا دیکھا اپنے بساط مین جسقدر لشکر رکھتا تھا اُسکو تیار ہونیکا حکم دیا دس ہزار سوار اور پانچہزار پیادے تیار ہو کر اُسکے ساتھ چلے فرزانے جنگی بھیکی طبل و بوق کی صدا نے دنیا دہلا دی سپاہی تیغ آئین چمکانے ساحر سحر فن نیرنگی دکھاتے روانہ ہوئے آگے سب کے بادشاہ مرکب اژدر دمان کو بنائے تیغ سر پر ہتھیار جسم پر لگائے اسباب سحر سازی و عربدہ جوئی ساتھ لیے بڑے کر و فر سے شہزادہ نامور کے قریب آکر پہونچا شہزادہ بیخوف و خطر اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا اب تو چار طرف سے سحر کی مار اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی کسی طرف سے نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ برستے تھے کسی جانب سے تیر و تلوار و خنجر و نیزہ برستے تھے سحر کے اژدر و قلاب آتشین چھوڑتے منہ پھیلا کر دوڑے ساحر سحر سے آگ و پتھر برساتے لیکن بسبب انگشتری شہزادے کا کچھ نہ کر سکتے اور جو بہاے تیر و گرز کو یہ بہادر ہمہ تن چشم بنکر روکتا اور دو ایک کو مار کر مرکب جا کس کرکے سوار ہوتا تھا تیغ دو دم نے اس بہادر بے ہمتا کا دم بند کیا تھا اس شہر مین تلوار کا رواج تھا متاع جان کی گرم بازاری تھی امان کو ہر ایک محتاج تھا شمشیر کا خم محراب دوکان نظر آتا جوہر کا جواہر جسین بکتا ہر ایک باتا دلال اجل ہر پیر و جوان کی جان کا ایک ہی نرخ بتاتا کاخ تن سے مکین یعنی روح فراری مرگ مفاجات کی بستی زندگی دیار جسد مین ایمان کے کال ہونے سے عاری شہزادہ نے دم بھر مین سرون کے کنگرے اور دست و پا کے ستون بنا دیے جسد و مسمار کرکے سینون کے چبوترے درست کیے لاشون کے ڈھیر لگا دیے **نظم**

زمین کرد سرخ آن دلاور بجنگ	بکے گرزہ گاؤ پیکر بجنگ	بہر سو کہ مرکب بر انگیختے
چو برگ خزان سر فرو ریختے	بہ شمشیر بران چو بگذشت دست	ببر سرفرازان ہمیکرد پست
اگر میزدی بر سر آن سرفراز	بہ دو نیمہ کردیش با اسپ ساز	چو شمشیر بر گردن افراختی

جوکوہ از سواران سر انداختی	زخون دلیران بدشت اندرون	چو دریا زمین موج زن شد زخون

اور از بسکہ یکہ و تنہا اتنی بہادری سے لڑ رہا تھا تو پلٹنوں رسالوں میں قتل و قمع کرتا ہوا لشکر شقاوت اثر کے
ریلوں کو روکتا قریب بادشاہ پہونچا اس فکر میں کہ جبتک بادشاہ گرفتار یا قتل نہوگا فتح ہونا دشوار ہے تم اکیلے
کہاں تک قتل کروگے سو رہا چاہا بھاؤ نہیں بھیوڑتا یقین ہے کہ مار ڈالے یا گرفتار ہوجاؤ چنانچہ جب قریب قیصر پہونچا
اسنے ایک سحر کا ناریخ سینہ بے کینہ شہزادہ پر مارا مگر بوجہ انگشتری کچھ زہر نہ پہونچا ناریخ اُچٹ گیا بادشاہ سمجھا کہ طلسم کشا
ہے جنگ میں زیر نہوگا اس سے مکر کرنا چاہیے اسی اندیشہ میں تھا کہ شہزادے نے گھوڑا اڑ دے سے اسکے ملا کر کمر زنجیر
میں اسکی پنجہ اپنا دیکر زور کیا اور ہاتھ پر اسکو اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر چو رنگ ہوائی کا لوں لیکن وہ دغا باز
پکار اُٹھا کہ اے شہریار غلام طالب امان ہے شہزادہ نے اسکو زمین پر اُتارا اُسنے لشکر کو اپنے جنگ سے منع کیا اور آپ رکاب
ظفر انتساب شہزادہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا حضور میرے کلبۂ احزان کو اپنے قدم سعادت توام سے شبستان عشرت
بنائیں مجکو اور تمام ارکین سلطنت کو مطیع اسلام کرکے سر چشمہ ہدایت پر پہونچائیں کہ آپکا بمقتضاے بیت

آو از قدم دم مسیحا	نقش کف پا چراغ موسے

یہ انکسار جو شہریار عالی تبار نے اس مکار غدار کا دیکھا چشم مروت جانب پشت پا جھکائیں اور عنان مرکب
کو اسکے خانہ پر بیرنگ کی طرف منعطف فرمایا وہ ننگ خاندان لشکر بقیۃ السیف کو جلو میں لیے ڈنکے بجاتا بعظم و شان
تمام اس دار الاقتدار کو لے گھر لایا اور دار الامارہ میں پہونچکر عرض پیرا ہوا کہ یہ بدبخت و تاج حاضر ہے شہزادہ نے
اسکو تاج بخشی فرما کر تخت پر بٹھایا ارکان دولت نے نذریں شہزادہ کو دیں اور اُسنے اطاعت اسلام کا جب اقرار کیا اُسوقت
اس مہر چشم نے خاصہ طلب فرما کر نوش فرمایا پھر سے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا ساقیان حور شمائل و طوافان زہرہ تمثال
دیبری خصائل حاضر ہوکر داد عیش و مسرت دینے لگیں جام خندہ زن ہوے مسرور اہل انجمن ہوئے کہ ابیات

جادو نگہان و سحر کاران	غارتگر ہوش ہوشیاران	گل پیرہنان نازک اندام

بس لے گئے دل سے چین و آرام
بے شرم رہا جب ساحر شب کے قلب
سر سپہر دعوب رکھا کہ بمقتضاے نظم

دن بھر اسی طرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ہر ایک فرط شوق سے
میں تشل نور اسلام نور قمر ضیا افروز جلوہ گستر ہوا اور آفتاب نے مطیع الاسلام ہوکر

ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر	جو کیں خورشید نے طے منزلیں چار	گیا دن آئی شام روشنی بار
	زمین پر چاندنی چھٹکی برابر	بادشاہ نے ایک قصر عالی رفعت

اس صاحب منزلت کیلیے بہر آرام خالی کراکر پلنگ کرسی میز فرش سے آراستہ کرایا اور جملہ سامان راحت وہان
مہیّا کرکے عرض کی کہ آپ غسل واد رکھتے ہیں جا کر آرام فرمایئے شہزادہ اُسکے کہنے سے مکان مذکور میں بہر آرام
آیا اور وہ اُٹھکر اپنے شبستان میں گیا اس بادشاہ کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا موے جادو ہے اتنی بڑی ساحرہ
ہے کہ بال بال میں اُسکے ساحری بٹ رگ رگ میں مکاری بھری ہے چنانچہ اسوقت محل میں وہ سحر خوانی کر رہی تھی
سامنے صحن مکان میں چمنستان سحر کے ہیں سیر بھی دیکھی جاتی ہیں یہ بادشاہ اُسکے پاس آیا اُسنے براہ تعظیم سر جھکایا

تسلیم بدرجہ بجا لائی لیکن صورت باپ کی متفکرانہ پائی حال ملال استفسار کیا بادشاہ نے بجملہ کیفیت آمد طلسم کشا اور اپنا بجز اطاعت کرنا بیان کرکے کہا کہ کوئی صورت آئینہ خیال مین جلوہ گر نہین ہوتی کہ اس مسلمان کو اسیر کرون اُس نکاتہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ گھبرائے نہین مجکو بزور سحر حال اسکا معلوم ہے اس شہزادہ پر ایک ساحرہ نے فریفتہ ہوکر انگوٹھی طلسمی اسکو دی ہے جس کے باعث سے وہ ہر جگہ غالب ہوتا ہے پس جو غافل پاکر اُس کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اُتار لین وہ قید ہوجائیگا پھر کچھ زور نہ چلیگا یہ کلام اس دختر نافرجام کا سُنکر بادشاہ شادکام ہوا اور بزور سحر اُڑکر اُسی مقام پر آیا کہ جہان شہزادہ آرام مین تھا یہ قریب پلنگ کے بیٹھ گیا شہزادہ از بسکہ خستۂ راہ بہت تھا بوجہ غافل سو رہا تھا اُسنے دست حق پرست سے اُسکی انگوٹھی کو اتارا ہاتھ کو تو کان جو ہوئی اس ثانی سلیمان کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا تو قیصر عفریت خصال میرے ہاتھ سے کچھ اُتارتا تھا غور جو کیا تو انگوٹھی کو نہ پایا بس فوراً اُٹھ بیٹھا قیصر اسکے اُٹھنے سے ایسا گھبرایا کہ سحر کرنا بھولا اور رو بفرار لایا شہزادہ اُسکے پیچھے دوڑا چنانچہ وہ ساحر زبردست تھا اُسنے پرواز کی اور اُڑتا ہوا اندر شبستان کے چلا گیا شہزادہ اُسکے عقب مکان آرامگاہ سے نکلا تا بہ قصر شاہی آیا لیکن جب وہ نظر سے نہان ہوا یہ زیر دیوار قصر ٹھہر گیا اور فکر کرنے لگا کہ اندر ایوان کے جاکر اُس دیو سیرت کو تلاش کرون یہ تو اس سوچ مین تھی اُدھر وہ بد سیرتی دختر پاس آیا اور انگشتری دیکر اُس سے کہا کہ اب اس شتر سی کو قید کر اس گیسو بریدہ نے انگشتری لیکر اپنے گلے کی ہیکل مین باندھ کر ہیکل گلے مین پہن کر انگوٹھی چھوٹے کپڑے مین رکھ لی اور ایک نارنج پر سحر دم کرکے اس مکان کی دیوار پر مارا یہان شہزادہ موصوف جس دیوار کے نیچے کھڑا تھا وہین سے ایک طوق اور زنجیر آہنی نکلکر گردن و کمر مین پڑگئی اور چار دیو بدرو ہوا سے بسان برق چمک کر گرے اور شہزادہ کو اُٹھا لے گئے اور سامنے اُسی مکارہ کے لائے شہزادہ نے دیکھا کہ ایک رواق یہ از طاق کسرے و خورنق بہرام تعمیر ہے حسن و خوبی مین سراسر پری کی تصویر ہے سامنے ایوان کے باغ لگا ہے باغ نظر فریب شاعران سے بھی رنگین زیادہ ہے بیچ مین اُس گلشن کے چبوترہ نادر کار بنا ہے اسپر مجھکو دیوون نے لاکر بٹھا دیا ہے زنجیر کمر مین ہے طوق گلے مین پڑا ہے یہ دیکھ کر خاموش تھا کہ سامنے سے موسے جادو کے بایہ کو لیے ظاہر ہوئی اور قریب اس شہزادہ پری جمال کے آکر قصد آزار رسانی کیا مگر چہرہ بے نظیر سراپا تنویر کو اس ماہ منیر نے دیکھ کر یقین تھا کہ غش کر جائے اُسیر طرۂ زلف گرہ گیر ہوئی گولا سحر کا مارنا چاہتی تھی عشق کا گولا خود چھاتی پر کھایا لشکر عشق نے ملک دل تاراج کر دیا ہجوم غم و ہم نے گھیر لیا سپاہ رنج کے الم بپا نظر آئے الم کے نشان پیدا ہوئے مورچہ صبر و ضبط کا ٹوٹ گیا اس معرکہ مین جی چھوٹ گیا رنگ رخ سفید جینے سے ناامید آنکھین ڈبڈبا آئین ہوش و حواس نے رخصت طلب کی جان شکیبائی پہ نیت بنی ہوا آہون نے سربلند بان قاہین اس جوان زیبا شمائل فرشتہ خصائل حور صورت ماہ طلعت کو دیکھا جنکے دیکھنے سے پریون کو عشق ایسے جن کا سایہ ہوجاسے بہار باغ رخسار دیکھ کر حورون کا دل گلزار جنان مین رہنے کو نہ چاہے کہ بموجب نظم

گیسوئے سیہ جو خم بہ خم ہے	جو وصف کرین ہم اُسکا کم ہے
جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے	

زنجیر فسون سامری ہے — شہباز نگاہ بے تامل
صانع ہے خط جبین سے محفوظ — زیبا ہے کہیں جو لوح محفوظ
سو جا اسے کچھ بھی پھر نہ زنہار — مژگان نظر آ گئے پر ایتسم
اڑنے لگے جسم سے شرارے — آنکھوں کے شرر بنے ستارے
آنکھیں لگیں زار زار رونے

مژگان کو جو دیکھیے تو چنچل
ہر چند خرابیان ہیں اظہار
ابرو کی کجی پہ کھائی شمشیر
کچھ درد لگا جو دل میں ہونے

اپنے باپ نے کہا اب آپ تشریف لیجائیے کنیز اسکا سر کاٹ کر آپکی خدمت میں حاضر ہو گی باپ اسکا اسکے چہرہ کو دیکھ کر پہچان گیا کہ یہ اس نوجوان پر فریفتہ ہوئی پس بغور اسکے سراپا کو دیکھنے لگا اس عرصہ میں وہ چبوترے کے اوپر آ کر شہزادہ کی صورت دیکھنے میں محو تھی باپ نے اسکے یہ دیکھ کر کہا کہ اے چھوکری تو کون فریب دیتی ہے معلوم ہوا کہ تو اس مسلمان پر عاشق ہوئی ہو خیر جو تو سمجھ وہ کر مگر انگوٹھی میرے حوالے کر یہ کہکر اسکے سینہ پر ہاتھ ڈالا اسلیے کہ انگوٹھی لیلوں لیکن قضا کا تماشا دیکھیے وہ ساحرہ بہر قتل شہزادہ ایک سانگ بہت تیز لیکر آئی تھی وہ سانگ اسکی بغل میں دبی تھی باپ نے سینہ پر جو اسکے ہاتھ ڈالا از بسکہ وہ اسکی دختر ہے اور سینہ مقام حیا عورت کا مقرر ہے ایک تو بسبب شرم کے اور دوسرے اسکو انگشتری دینا بھی منظور نہ تھی پس اسکے ہاتھ ڈالتے ہی وہ جھجک کر پیچھے ہٹی یہ اس سے دو قدم بے تحاشا لپٹا سانگ کچھ بغل میں دبی تھی باقی سب آگے نکلی ہوئی تھی اسکے لپٹنے سے بہ شدت پر جو پڑی تو توڑ کر پیٹھ کے پار نکل گئی اور وہ تڑپا اور آہ کر کے چبوترے کے نیچے گرا اس کے گرنے سے جھٹکا ایسا لگا کہ سانگ تو بغل سے نکل گئی مگر ساحرہ بھی آگے کھنچ گئی اور باپ پر یہ سانحہ گذرنے سے گھبرا کر نیچے چبوترہ کے اترنا بھی چاہتی تھی پس کھنچنے سے اس اضطرابی میں پاؤں اسکا بھی پھسلا اور باپ کے اوپر گری سانگ اسکے پیٹ سے دار کی طرح نکلی ہوئی استادہ تھی یہ جو پہلو کے بل گری کوکھ میں سانگ در آئی اور دوسری طرف نکلی اسوقت یہ پدر اور دختر بصورت برج جوزا نظر آتے تھے خط توام کی شان دکھاتے تھے عطارد ان دونوں پر بھاری تھا قران النحسین اس باغ میں گویا برج سنبلہ میں واقع ہوا تھا غرضکہ دونوں تڑپ کر ہلاک ہوئے صدائے گیرودار بلند ہوئی آندھی پانی کے بعد صدا آئی کہ مارے گئے رقیص اور رموے جادو انکے جہنم رسیدہ ہونے سے شہزادہ رہا ہو گیا سحر اوسکے رفع ہو گیا چبوترے پر سے اتر کر انگشتری ترکیب ساحرہ پڑی تھی اٹھائی کیونکہ مرگ کے وقت تڑپی تو انگوٹھی گر پڑی تھی فی الجملہ مرگ ہر دو ساحران سے غل و شور جو برپا ہوا تھا دمان تحمل نہ پایا نہ دوڑے شہزادہ نے تیغ کھینچکر نعرۂ شیرانہ بلند کیا کوئی ہیبت سے ہیں ولاور کے آگے نہ بڑھ سکا اور یہ بہادر اس مکان سے دروازہ تلاش کر کے باہر نکلا اسی اثنا میں وہ وقت آیا کہ شعاع آفتاب کی سانگ نے شکم ساحر شب کا چاک کیا اور فرق عطارد وماہ گلیم شب میں لپٹا نظم

بس ہر شب ہے آیا لشکر صبح — ضیاؤن سے بھرا تھا کشور صبح
ہوا کاشانہ عالم منور — جو پھر خورشید نکلا آنک ہو کر

شہزادہ دار الامارۃ شاہی میں آ کر نعرہ زن ہوا کہ اے گروہ ساحران آگاہ ہو کہ کل بادشاہ یہان کا میرا مطیع ہوا تھا مگر رات کو اسنے دغا کرنا چاہی آخر اپنے کردار کی سزا پائی مع اپنے دختر نحس اختر کے جانب سقر گیا اب تم میں سے اگر کسی کا ارادہ فاسد ہو اور مرتدی رکھتا ہو تو وہ آئے میرے

مقابلے مین افسران لشکر ارکان سلطنت جو حاضر دربار تھے عرض پیرا ہوئے کہ ہمنے آپ کی غلامی بدل قبول کی ہے اور ہزار جان سے آپکے تابع فرمان مین شہزادہ نے ایک وزیر کو مالک تخت وتاج کیا اور اب انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم اس قلعۂ سفید کے آگے ملک لوح داران طلسم پڑیگا چنانچہ لوح پاکر ایسی غفلت نہ کرنا کہ جیسے آپ انگوٹھی سے غافل ہوگئے تھے اس انگشتری کا اب یہ حکم آخری ہے آگے اس سے کچھ ظاہر نہوگا تجکو چاہیے کہ اس قلعہ سے باہر نکلکر جانب شمال روانہ ہو ایک میدان مین تیرا گذر ہوگا وہان ٹھہرنا ایک گھوڑا زمرد کا با ساز ویراق زمرد نگار تیرے پاس آئیگا اُسپر سوار ہو تا وہ تجکو جانب منزل مقصد لیجائیگا یہ کیفیت انگشتری سے دریافت کرکے وزیر کو برائے عدل وداد اور رعیت پروری تاکید اکید فرمائی اور قلعہ مین منادی کرادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا گردن مارا جائیگا غرضکہ سب نتظام مملکت فرماکر وہان سے رخصت ہوکر باہر قلعہ کے آیا وزیر مذکور ہمراہ رکاب پہونچانے آیا تھا اُسکو وداع کرکے پیادہ پا جانب شمال قدم بڑھایا اور بعد قطع چند منازل ایک مرغزار روح پرور جانفزا مین پہونچا ہوائے بہارین نے گلہائے بوقلمون کھلاکر روئے شاہد دشت رنگین فرمایا تھا دامن صحرا مین سنجاف لگانے دامن ابر سرخ لعبد تر زمین آیا تھا مختصر یہ کہ خاقانے اوج صاحقرانی وہان بانتظار مرکب طلسمی ایستادہ ہوا ابھی کچھ دیر کے سامنے سے گرد آئی اور ایک سمند بادرفتار گلگون صرصر قدم صبا دم پیدا ہوا دہانہ رشک دہ ہلال منہ پر اُسکے چڑھا اس دہانے سے وہ کھیلتا ہوا کان دو دون قلم کیے دم اپنی علم کیے کنوتیان شیر کی طرح مارتا زین جواہر آگین ہزار زیب وتزئین اُسپر آراستہ حلقہ رکاب پر حلقہ مہر وہالۂ ماہ تصدق رو برو اُسکے شرمندہ تو ہے شبدیز بادپیما دیکھے بارگی جہان فرسا کہ تیز روی مین یون تیز دم کہ عرصہ کونین دو قدم سرعت مین بصورت نظر جانے مین منزلون بلسان خبر حد جہان سے ہر گام باہر تعریف مین اُسکی اسکان قاصر فی الحقیقت وہ ایسا ہی شاطر تھا نظم

اسوار نہ ہان بھی کہنے پائے
یون آتا ہے جیسے طبع مشتاق
یہ چارون طرف مین اے جائے
تیزی مین بہ رنگ عقل دانا
یون جاتا ہے جیسے ہوش عشاق
ہمت سے بھی بڑھ کے تھا توانا

شہزادہ نے اس مرکب بینظر کو چمکارا وہ قریب آکر گردن ڈال کر استادہ ہوا اس شہسوار توسن جلادت نے دامن گردان کر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھ کر حلقۂ رکاب کو مشرق خورشید کف پا بنایا اور خانہ زین کو رشک کاشانہ سپہر برین فرمایا وہ شبدیز بادپیما اپنی پشت کو راکب سے آباد دیکھ شاد ہوا اور رہگذری کرتا ہوا کی طرح صحرائے طلسمات کو طے کرتا ہوا کچھ دیر مین اس بیشہ فرحت آگین سے گذر کر ایک دشت غیرت گلزار بہشت مین پہونچا کہ انواع اقسام کے گل اُسین کھلے تھے اشجار وہ نونہال جو دایہ بہار کی نازون کے پلے تھے خار مژگان یار کا مزا دیتے تھے کہ ابیات

تھے جو گرے تھے جھڑکے ہر جا
ہر نخل وہان کا خوان نعمت
ہر گل تھا وہان کا صاحب زر
جنگل مین بچھا تھا فرش دیبا
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
ہر برگ زبان شکر داور
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
بیچ مین اس وادی نزہت تماشے

ایک نہال سرسبز زرگل سے مالامال لگا تھا اس طرح اکیلا تھا جیسے باغ عالم کی ہوا و ہوس سے کوئی آزاد آزاد ہو نہ فریاد بلبل سے کچھ مطلب نہ زمزمۂ مرغ خوش الحان سے شاد ہو قامت مین وہ درخت رشک سہی و شمشاد زبان برگ کو نغمۂ موزون و رنگین بہت سے یاد بہشت طلسم کا وہ طوبیٰ تھا شاخون کی ہوا کا جھونکا دم عیسیٰ تھا نیچے اُس شجر کے چبوترہ مربع ہشت پہل کا زمرد اخضر کو تراش کر بنایا تھا گویا بہر جلوس شاہ بہار اریکۂ فیروزہ رنگ زمردنگار گستردہ تھا لوح چرخ اخضری و زبرجدی کو اپنی رفعت شان کے روبرو شرماتا تھا تخت ایسا کاؤس جمشید نے کہان پایا بلکہ سریر فلک کے سوا یہ خورشید نے کہان پایا **نظم**

چمک چمک کے ہے نکلتا عجب
گردوں مین ہے خم اسی سبب سے
عیسیٰ اگر آتے اس زمین پر
پھر جاتے نہ چرخ چارمین پر

اس چبوترہ عالیشان بحت سبز رنگان جہان پر ایک کٹورا سونیکا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا طرفہ تماشا تھا کہ سبو چہ مہر زرین مین بھی پانی نظر آتا تھا ایک آبخورہ یاقوت احمر کا اُس پر ڈھکا تھا جو ساغر ماہتاب کو شرماتا تھا یہ سامان دیکھ کر شہزادہ متحیر تھا کہ الٰہی اس دشت مین کیا خضر نے سبیل رکھی ہے بہر کاروان نئی دلیل رکھی ہے اُسی سوچ مین عازم ہوا کہ آگے بڑھون مگر وہ سمند چالاک قریب چبوترہ آکر ٹھہر گیا ہر چند اس سیار عرصۂ طلسم نے مہمیز کیا اُسنے قدم نہ اٹھایا ناچار اس عالی ہمت نے لبسان رحمت خدا زمین پر نزول فرمایا اور جس طرح کسی سبز رنگ پہ دل آ لے اس طرح جو چبوترہ پر آیا وہ گلگون خوش قدم مجسم بنگیا اور رنگ نظارے کا فور ہوا یہ صاحب حشمت چبوترے پر ٹھہرا تھا کہ ایک سمت سے اُس دشت کے چند نازنینان گلبدن ظاہر ہوئین کہ آن داد این یگانہ آفت زمانہ تھین انکے ہمراہ بہت سی کنیزان خوش رو زیور سے آراستہ ہو بہ فرش و پلنگ اسباب راحت لیے بعض کے سرون پر کشتیان نقل و شراب و خوا کہات کی بعض خوانہائے طعام لذیذ اٹھائے لے سلفچی آفتابہ لیے ادھر آتی تھین جب وہ قریب تر آئین شہزادہ نے اُن کنیزون کی مالکون کو جو دیکھا وہ معشوقین انکی باتین کبھی اس مرقع دہر بوقلمون مین ایسی تصویرین اور یہ نقش نگاہ سے نہ گذرے تھے زلف شبگون انکی بہت شب دیجور شاگرد جسکی خاطر مکار و پُر زور ہر حلقہ سیکڑون دل پیچ جاتا بلاؤن کو اپنا مطیع فرمان بناتا دلہائے عشاق کو الجھن سکھاتا پیشانی پر انکے وہ وفور نور سراسر قدرت رب اکبر کا ظہور چشم فتان فتنہ انگیز عشوہ و کرشمہ انکا غلام گردش بخت سے زیادہ چال باز ابرو خنجر سے زیادہ تیز رخسار تابان آئینہ مہر و ماہ کو اندھا بناتے شعلۂ طور کو خجل فرماتے گردش چشم کے اشارے سے نیرنگی لیل و نہار یہ دکھاتے کہ کسی کو امیر اور کسی کو فقیر بنالے کہ **نظم**

وہ آئینہ سینہ صفا ہو یدا
دریائے صفا کی موج آغوش
ہے صاف شکم وہ تختۂ سیم
وہ آب بقا تو ناف گرداب

ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
گردن کی بیاض صفحۂ سیم
دے آئنہ کو صفا مین تعلیم

سانچے مین ڈھلے ہوئے بر و دوش
خورشید و قمر کو لوح تسلیم
کیون اُس سے نہ خضر دل ہو بیتاب

پریزادان طلسم کہتین انکا سراپا کیا لکھا جائے ناحق کلام کو یون طول دیا جائے اسیقدر کافی ہے چنانچہ اُن شہزادیان غرور خوبی کے حسن کی طرح گردن جھکا کر

شہزادہ کو تسلیم کی اور اسباب وغیرہ جو ہمراہ لائین تھین اُسکو علیحدہ رکھکے اُس چبوترہ پر فرش عمدہ وصاف گستردہ مسند تکیے لگا دیے ایک طرف پلنگڑی جواہر کار گستردہ کرکے بچھونا نرم و نازک تر اُسپر بچھا دیا پھر ایک چمن کی قریب چبوترہ بچھا کر کشتیان شراب ناب کی چُن دین اور شہزادہ سے بنا زور بجز منبسا کہا کہ اور میدان طلسمات والے رہرو بیابان پُر آفات آج تو بعیش وعشرت بسر کیجے صبح ہم کہان اور تو کہان شہزادہ اُنپر ایسا مائل اور فریفتہ تھا کہ اُنسے کچھ کلام نہ کرتا تھا اُسوقت سمجھا کہ یہ جادوگرنیان کمین مین کچھ اور ہی اسرار طلسمی مین ایجاب جو ہمین وہی کرو دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہو یہ سمجھکر چبوترہ پر گیا اور مسند زرین پر بیٹھا اسی عرصہ مین چبوترہ فلک پر بھی مسند کمخواب بوتہ دار انجم کی بچھی اور سبو چہ زرین مہر آتش لیا گیا کہ نظم

مہیا تھا جو وان خلوت کا اسباب | جلالی شام نے بھی شمع مہتاب
پھر آئی زرفشان شاہنشہ شام | ستارون سے لیا دینار کا کام

شام کو اُس صحرائے طلسمی مین ہر گل مشک گو ہر شب چراغ فروزان نظر آیا چاندنی نے چھٹکر کچھ اور ہی لطف دکھایا وہ بوٹے سرو کا چلنا جانور ونکا بسیرا لینا بزم کواکب کو چبوترہ فلک پر ترتیب دیتا ہوا صحرا کا سناٹا نہرون کا بہنا دلولہ دل بڑھاتا اسی عالم مین اُن گل اندامون نے شہزادہ کی خاطر سے کرنا شروع کیا سامان رقص و غنا مہیا کیا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ بموجب نظم

گلون سے نکلے سر آواز مینا تو
مے خوش رنگ کا چھلکا ہوا جام
بہار عمر ہے معشوق و ساغر
نہ روک اسوقت پیاہے اپنے جی کو
چلو لمبو چھپ چلیٹ بیر بہ آرام
بشکل حسن جانان پاک او صاف
شراب لالہ گون کے جام چھلکے
بڑھے لذت مذاق گفتگو مین
سحر تک عیش و راحت مین بسر کی
نئی بوستاک بہنی بعد جام

لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ
ملا لب سے کہا پی اسکو جانی
یہ خالق نے دیے تجکو برابر
لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے
بتا دو کس طرف سے آئے کیا نام
بچھا استر کہا تھے کہان سے آئے
تنہیلے شیشے مینے بہا ساغر آئل کے
لب نازک ملاے سب نے لب سے
رہی صحبت بہم زیر و زبر کی

اگر اتنے مین اٹھی اک اور گلفام
کہ حاصل کچھ نہ لطف نوجوانی
غنیمت جان لطف زندگی کو
اگر دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے
طعام عمدہ و دسترخوان شفاف
پھر اُسکے بعد تھا لطف اور ہمدم
ذرا پیدا ہو گرمی آرزو مین
ارادے بڑھ گئے آئے اور ڈھب سے
طلوع مہر کا ہونا تھا جو ہنگام

جسدم تیغ چبوترہ فلک زمردین پر سوار مشرق آیا شہزادے نے فریضہ نماز سحر بعد غسل ادا فرمایا دیکھا تو وہ جنگل بیابان مع اسباب و سامان غائب ہو گیا اب خواب تھا کہ صبح آنکھ کھلتے ہی کچھ نہ تھا اس رہرو جادہ عجائبات نے کمر باندھکر آگے چلنے کا ارادہ کیا مگر شب کا جلسہ جو آنکھون کے نیچے پھر رہا تھا تو قدم اُس جگہ سے اُٹھانا مشکل ہوا تھا جی آگے جانے کو نہ چاہتا تھا اُسی ارمان و حسرت مین ایستادہ تھا کہ ایک طرف ایک کنیز نازک اندام پیدا ہو کر قریب آئی اور کہا اگر آپکا جانیکو جی نہ چاہے تو ہمیشہ اُس جگہ تشریف رکھیے آگے نجانے ہر شب جلسہ گذشتہ سے بہتر جاے راحت بچھانے عیش عشرت سے سرانجام زندگی بچین سے گذرے گی ۔

فلک بے رحم نرستا نگا شہزادہ کو اسکے کہنے سے لالچ آیا ہوس غالب ہوئی حرص و آرزو نے دامن پکڑا چاہا کہ
ٹھہر جاؤں پھر خیال آیا کہ نیرنگی طلسم بیرنگ بنیرنگ بازی دیتا ہے جو آئین پھنسا تمام عمر قید ہوا ہوس کے زندان میں
رہا اور جو اسکو چھوڑ کر آزاد ہوا الغرض بعد وحشت کے آخر کامیاب ہو کر شاد ہوا یہ سوچکر اس کنیز سے فرمایا کہ او بیہودہ
مجھکو اپنے گھر کا آرام کم تھا جو یہاں بیٹھ رہوں میں تیرے بہکانے پر کبھی نہ آؤنگا سیر گلزار طلسم فرماؤنگا اسنے کہا آگے
آگے بڑی مصیبتیں ہیں شہزادہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد ان مصیبتوں کے راحتیں ہیں یہ فرماکر اُس حجرہ سے
نیچے اُترا اور مثل تارک الدنیا راہنمائے فانی دنیا پر لات مار کر پھر روانہ ہوا گئی قدم آگے بڑھا یا وہ کنیز جو بصورت
مال و متاع دہر سامنے آئی تھی اور نفس امارہ کو قلب باصفا پر غالب کیا چاہتی تھی مثل شیطان رہزن ہوئی تھی
جب اُس شہزادہ نفس امارہ کو فریب نہ دے سکی غائب ہوگئی اور شہزادہ قید تعلقات ہوس سے آزاد ہو کر جیسے
ہی آگے بڑھا یہ اشعار جناب مولانا مقتدانا مفتی میر عباس صاحب دام فیوضہ کے پڑھتا جاتا تھا اشعار

وا مکن از خواب نوشین چشم کے	خفتہ اند بسیار بنشین اندکے	بگذر از عالم تامل خوب نیست
خواب راحت بر سر پل خوب نیست	داعی حق چون رسد بودن بجا	ماسبق گفتا ہم سودن بجا

غرض چند گام اُس مقام سے آگے بڑھا بونڈا گرد کا پیدا ہوا اور وہی اسپ جو جنگل کی منزل میں زیر ران تھا
سامنے آیا شہزادہ فلک رفعت نے اُسکو مرکب بنایا وہ لیکر روانہ ہوا دن بھر مثل تیر سریع السیر منازل دشت
طلسم رہا جب وہ زمانہ آیا کہ منازل افلاک کو طلسم کشائے ظلمت طے فرماکر جانب قلعہ مغرب گیا کہ

سیاہی رات کی عالم میں پھیلی	نکل محمل سے بن میں آئی لیلی

سر شام اس سیاح وادی پُر آفات نیرنگ و لیک قلعہ یاقوت رنگ نظر آیا اور قریب در اُس قصر کے ہو بجگر
گھوڑے نے قدم نہ اُٹھایا یہ سمجھ گیا کہ منزل تمام ہوئی فوراً پشت فرس خوش خرام سے اُتر کر جانب قلعہ چلا توسن
ایک جانب بن سے نکلکر غائب ہوگیا یہ مکین کاشانۂ عجائبات اُس قلعہ کے اندر قدم زن ہوا ہر مکان اُسکا
برنگ رخسار خوش مزاجان سرخ دیکھا ہزار دو ہزار برج اُسمین بنا تھا گویا فلک چہارم طلائے احمر کا
تھا یا مسکن مریخ اُسکو کہنا روا تھا وصف میں اُس کی زبان عاجز و خامہ قاصر ہے بیان مختصر ہو کر نظم

وہ قصر کہ رشک قصر گردون	ستشمر یہ ہے جو دیو نے فرو دق	ہے طرفہ بہار و تازہ نزہت
کہیے اُسے قصر باغ جنت ہو	ہے برج قمر ہی ضیا میں	مثل دل عارفان صفا میں
رفعت سے زمین بھی آسمان ہو	کر زمین میں ایک یہ مکان ہے	ہے مہر کو ناز اگر بجا ہے
گلدستۂ قصر دلکشا ہے	رنستان ہے جو گنبد طلا کار	سونے کا پہاڑ ہے نمودار
تھے کے مکان وہ چشمہ بد دور	فرہاد ہے جنکا ایک مزدور	اندر اُس قصر دلکشا کے کسی کو بار

نہ پایا مگر برج پر جانے کا زینہ نظر آیا اُس گنج عشرت مسافر دشت حیرت نے خیال کیا کہ دیکھا اُن برجوں میں
کیا نظر آتا ہے خالق طلسم ظلمت دور دیکھیے کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر مثل بخت بلند اوج گرائے بام ہوا

برج مکان موصوف پر آکر ہر برج گلستان عروس نو آراستہ پایا شیشہ آلات سے وہ مقام برج بیت الشرف کوکب نظر آیا پلنگ مرصع کار بچھے مسندین آراستہ فرش شجر و کمخواب سے زمین زرین پوش میز و کرسی سے پیراستہ ہر طرح کا سامان راحت مہیا چنگیرین پھولون کی دھری طاقون پر گلدستہ چنے ہوئے گلاب کیوڑے بید مشک وغیرہ کے ہوئے عرق برہنہ کھلے ہوئے رکھے کشتیان شراب سرخ کی ایک سمت چنی ہوئین خوان الوان نعمت سے پر ایک طرف لگے مگر کوئی تھین اس کا شاذ غیرت مین نہین یہ غریب الدیار ایسی جائے آرام و دلکش پا کر ایک برج مین لب بان نہر جلوہ فگن ہوا مسند پر بیٹھ کر سیر وادی پر بہار طلسم کرنے لگا وہ سرخی قلعہ یاقوت کی اور آمد شام کی سیاہی سے اور اپنی دامان سی زیب محبوب سبز رنگ کی کیفیت دکھاتا تھا شاہد عالم نے مسی لگا کر لالی جمائی تھی کہ عکس قلعہ سرخ مین جو شامل ہوئی تھی تو زمین و آسمان سب سرخ تھا پیر فلک نے ڈاڑھی مین مہندی لگائی تھی نہین نہین زال دنیا نے رنگ بار نہ اپنی سرخروئی جتانے آئی تھی شہزادہ فلک جاہ صنعت خلاق کون و مکان دیکھ کر دنگ تھا کہ یکا یک چھت اس برج کی کہ جبین تمکن تھا شگافتہ ہوئی اور ایک پریزاد پیدا ہوئی چھت نہ تھی افق خورشید انور تھا جبین سے یہ مہر فلک حسن طالع ہوا شہزادہ سمجھا کہ آفتاب برج عروج مین آیا وہ مہ لقا چھت سے نکلکر خرامان خرامان قریب آئی اور دیکھا پھولون کی اسکے دست نازک مین تھی وہ از راہ ہوا خواہی جھلنے لگی شہزادہ ہنوز اس سے کچھ پوچھنے نہ پایا تھا کہ اندر سے قلعہ کے روشن چوکی بجی ہوئی سنائی دی اور ایک گروہ حور پیکران وخیل پریزادان خاص لیے الوان خاصہ و باآداب شاہانہ اس برج مین آیا اور بدستور شب گذشتہ ہاتھ منھ اس مسافر کا دھلا کر خاصہ کھلایا اسنے اُنسے حقیقت استفسار کی کہ تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہے انھون نے عرض کیا کہ آپ خاصہ نوش فرمائین صاحب خانہ بھی مشتاق ملاقات ہین خود آئینگی اور جملہ کیفیت بیان فرمائینگی یہ کہکر بعد کھانا کھلانے کے سامان رقص و سرود ہر ایک مہیا کیا اور شراب پلانے لگین اُسوقت قلعہ کے اندر کی سمت سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو آگے آگے کچھ کنول بردار شبان فانوس ہائے مینا کار روشن کیے اور چپ و راست کنیزان یاسمن بو عصدے ہاتھون مین لیے بیچ مین انکے ایک آفتاب محشر جلوہ کنان شبد ناز و لوچ چھان چھان ہر طرف آتی ہو قیامت دامن سے لپٹی ہو مگر پیچھے رہی جاتی ہو آہی رفتار فتنہ زا سے وہ ماہ تمام رشک برج پر آئی اور شہزادہ نے اسکے حسن یگانہ آفاق سے آنکھ لڑائی مثل کلیم اللہ غش کر گیا قدرت خدا نظر آئی خواصون نے گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر جو آنکھ کھلی یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف علیپا اس شہنشاہ خوبان کی تا بہ کمر چھوٹی ہوئی ہے عشاق کو جادہ ملک عدم کا پتہ دیتی تھی خوبی مین حلقہ دیدہ پری مارسیاہ جادو گری رخسار تابان چرخ حسن کی خورشید خال جبین نگاہ امید چہرہ کتابی مصحف کی شان سورۂ نور کے معنی عیان آئینہ قدرت خدا کتاب نازو حسن کا دفتر کھلا ہوا جبین جبرت مبین فہرست خط و خال خوبی جریدۂ بیمثال و محبوبی کہ بموجب ابیات

ہے گرچہ مریض چشم جادو
ہے مطلع آفتاب صولت
کھینچے ہے مگر کمان ابرو
مصداق طلوع صبح دولت
وہ ترک کہ قابل نظارہ

کھنچے ہوئے خنجر اشارہ
مژگان کو جو دیکھیے تو ترکش
تیغین ہین کھنچی ہوئی برابر

کس دل پہ چڑھا نہین یہ خنجر
ہر تیر پہ جسکے مرغ جان غش
القصہ وہ سر سے لیکے تا پا

فتراک نگاہ خون سے ہے تر
انسان کا دل سنبھے تو کیونکر
محبوب تھی بے نظیر دیکتا

اُس معشوق لاثانی کو دیکھکر شہزادہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا آتے ہی دل کی طرح پہلو مین جگہ لی اور سرگرم اختلاط ہوئی کبھی گدگدایا کبھی منھ بنایا کبھی ہنسکر دل بیتاب کو شاد کیا کبھی آزردہ ہوکر خانمان حسرت و امید برباد کیا گاہے تسلی بخش خاطر مضطر تھی گاہے نگاہ ناز سے تیر انداز دل و جگر تھی کہ **نظم**

کبھی پہلو مین تھی گاہے ہم آغوش
بھرے کچھ جام کج کرکے سبو کو
ہنسا وہ اور پیے دو جام لبریز
دلون نے حوصلے اپنے نکالے
وفور جوش مستی مین جو آئے
ہوا آخر فلک کو یہ نہ مرغوب
وہ جنکی صبح رخصت ہوتے ہین ہم

نئی شوخی کی دکھائین جبین نے جوش
ملائے لب سے اور بولی کہ کیون جی
ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز
کبھی کرتی تھی آنکھون سے اشارا
کہون کیا جو مزے دل نے اٹھائے
جگایا اسکو وہ بولی کہ اے جان
کیا اس چرخ نے آرام برہم

سمجھ کر دل کی اُسنے آرزو کو
نہین اب بھی تمھارا چاہتا جی
گلے مین اُس پری نے ہاتھ ڈالے
کیا اُف اُف کبھی زانو کو بیٹھا
غرض دونون ہم سو لیکے خوب
انکھو میش لنظر ہے اور سامان
جب آغوش شب سے شاہد ماہ جدا ہوا

اور پہلو سے سحر مین شکل معشوق آفتاب جلوہ آرا ہوا شہزادہ نے اٹھکر بعد طہارت فرض باری تعالی ادا کیا اور قصد روانگی فرمایا اُس زہرہ جبین نے آہ سرد بھرکر یہ سنایا کہ اے بیمروت اتنا جلد بار فراق سر پر دھر کر غم ہجر مین دو کو ہلاک کرنا زیبا نہین محبت کا یہ شیوہ نہین شہزادہ نے فرمایا تا وقتیکہ دین کما حقہ تمھارے حال سے آگاہ نہونگا ہرگز قیام نہ کرونگا اُس شاہد پرفن نے یہ کلام سنکر اُنکو علیحدہ لیجا کر پردۂ اسرار طلسم یون اٹھایا حقہ ق دہن کو کلید زبان سے واکیا کہ اے شہریار یہ مقام ہوا و ہوس بانیان طلسم نے مقرر کیا ہے یہان ہم پریزادین آکر فتاح طلسم کو دالقہ صورت جلوہ دکھا کر دیوانہ اپنے حسن و جمال کا بناتے ہین اگر وہ ہمپر شیدا ہوکر اس جگہ رہ گیا تو فتح ہونے سے طلسم محفوظ رہا لیکن اسمین شرط یہ بھی ہے کہ کوئی پری طلسم کشا پر فریفتہ نہو اور یہ راز بیان نہ کرے فاتح طلسم آپ ہے یہان رہ جائے اب خلاف آئین طلسم یہ امر وقوع مین آیا کہ میرے دل کو آپ نے کمند الفت مین پھنسایا آپ اس جگہ تشریف رکھیے مین خدمت گذاری کرونگی اور رازہاے طلسم سے آگاہی دونگی ہم سب کی حفاظت کے لیے بادشاہ طلسم نے ایک ساحرہ کو مقرر کیا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی اس قلعہ مین آتی ہے کیونکہ ہم پریزادین تو مسلمان مقرر کردہ بانیان طلسم ہین اور بادشاہ ساحر ہے اسوجہ سے ہمکو اپنے قبضہ مین رکھا ہے شہزادہ یہ کلام اُس کے سنکر از بسکہ فریفتہ جمال اُسکا تھا رہنے پر راضی ہوا اور اُسکو آغوش مین لیکر آرامگاہ پر آیا دور شراب آغاز ہوا دیا ملا ولنوازے وصال ہوا اب انکو تو چندے مائل عیش راحت رکھیے کیونکہ راہ طلسم طے کرتے کرتے تھک گئے ہین

مگر اب کیفیت لشکر حمزہ صاحبقران جسکے ضمن مین حال شہزادہ ایرج بیان ہوگا سنیے

مضامین حسن معشوقی دکھائیں		زبان پر اس طرح الفاظ آئیں	

حامیان مصحف بلاغت و مجریان دفتر فصاحت توسن خامہ کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین
کہ شیر بیشہ معرکستان شکنندہ کمان رستم دستان جناب حمزہ صاحبقران اپنے لشکر ظفر پیکر مین جلوہ فرما ہین اور لقائے
بے ایمان کے یہان بلاد صبا مستفکر و پراگندہ ہین انتظار کمک آنے کا کرتے ہین ایک دن جو وہ دونون بدظن
بارگاہ مین خداوند کی آئے بختیارک نے کلمات طعن و تشنیع سے کلیجے انکے غربال بنائے یعنی کہا کہ اے ساحران جو
کچھ آدمی سے ہوسکے وہ کرے پرائے بھروسے پر نہ رہے جبتک تم انتظار کمک کروگے بندگان خدائی بارگاہ
خداوند مین گھس آئینگے اگر تمکو جان کا اپنی خوف تھا پھر ناحق طلسم سے یہان آئے بموجب بیت

مجھے نہ یہان کر ہے کمین گاہ		پوشیدہ ہین راہزن سر راہ	

بیکار اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈالی اور اب بھی کچھ نہین گیا ہے بھاگ کر جانب طلسم چلے جاؤ یہی نہ کہ
کوئی نامرد کہیگا پھر بلا سے جان کا رونا تو نہوگا یہ کلمات تسن شیطان نے اسطرح نمک مرچ لگا کر کہے کہ ساحر افروختہ
خاطر ہوے اور انتظار مدد آنیکا بھی نکیا بارگاہ سے اٹھکر جنگل مین آئے لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ
تھا اسکے درہ مین آکر ٹھہرے اور بزور سحر ایک مکان دلچسپ بنایا اور نیچے اس کوہ کے ایک غار عمیق تجویز کرکے بزور
افسونگری تہ خانہ غار بند کو قرار دیا اور اپنے لشکر سے چند نگہبان آدمخوار تیرہ رو و تیرہ درون قوی ہیکل
طلب کرکے اس تہ خانہ کا محافظ بنایا اور کہدیا کہ جس کسی کو ہم تمہارے سپرد کرین اس تہ خانہ مین قید کرنا اور سحر
سے یہ مقام پوشیدہ رکھنا اور تم بھی پوشیدہ رہنا کوئی ہرگز تمکو نہ دیکھے وہ زنگی حسب الحکم سر غار پر ایک مکان بنا
بنا کر سکونت پذیر ہوے اور ان دونون نابکارون نے ایک نارنج سحر پڑھکر اڑا کر وہ نارنج زمین مین
سما گیا اور زمین سے دھوان اسقدر نکلکر پھیلا کہ وہ پہاڑ کا بالکل نظر آنے سے موقوف ہو گیا بلکہ وہ دود تک سوائے
تاریکی کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا جب یہ تدبیر کر چکے اسوقت تھالیان برنجی اور پھول کی سرخ و سفید
سامنے رکھے اور لونگ اور کافور و سپند و روغن وغیرہ و قدرے خون کے آگ پر ڈالا اور سحر کرنا شروع کیا اگیادی
کرکے جوت کھڑی کی اور آردماش کا ایک سو پتلا بنایا ہر ایک کے قالب مین سحر کا بٹھایا کہ ہر ایک پتلا اسطرح
کا جاندار تیار ہوا اگر چلے تو نیچے بجائے چاہے نظر سے غائب ہو جائے اور کوئی کیسا ہی حربہ آتشیں لگائے کچھ
انکو ضرر نہ پہونچا سکے نہ وہ مارے سے مرین نہ کاٹے سے کٹین نہ جلائے سے جلین پس ان پتلون کو بنا کر
منتظر وقت ہوے جب دن تمام ہوکر وہ ہنگام آیا کہ ساحر شب نے پتلہ ماہ بہرام و زحل ناہید کو
مرقع خانہ افلاک مین صورت پذیر فرمایا کہ بموجب ابیات

زر خورشید کا بھی زرد تھا رنگ	ستارون سے ہوئی شب غیرت ارژنگ
ورق گل زرد پر و تھا اسکے یا سنگ	شفق سے تھا سپہر اخضر کا رنگ

امیر کشور گیر سریر حکومت پر بادشاہ خوش تدبیر مع سرداران با توقیر بارگاہ و خیمہ مین جمع تھے جبکہ وقت برخاست
آیا شاہ عالم پناہ داخل شبستان ہوے سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر آرام کنان ہوے ایسے وقت مین ان

دونوں ساحران بیحیا یعنی بلا و صبا نے پتلہ ہاے سحر کو حکم دیا کہ یہ تصویریں ہم تمکو دیتے ہیں اس صورت کے
آدمی ہمارے دشمن ہیں جہاں تک ہوسکے انھیں گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کہہ کر تصاویر سرداران امیر
اُنکے حوالہ کیں اور وہ پتلے اُڑکر اوردگاہ سے غائب ہو کر روانہ ہوے یہاں سرداران موصوف اپنی اپنی بارگاہ میں
آکر مسند و پلنگ پر لیٹے بیٹھے ہیں منجملہ اُن کے شہزادہ علم شاہ نوجوان زیب و زینت بارگاہ سلیمان خلف الرشید
امیر صاحبقران بارگاہ فرنگستانی میں آکر مسند پر بصد عز و شان جلوہ کناں تھا اور گرد بارگاہ کے یکٹ لشکر اُٹھا
گورون کا کارہ اُترا ہوا تھا زرہیں اپنی ہوئی ننگی ہاتھوں میں گورے لیے ہر سمت ٹہلتے تھے برگیڈیر کرسی پر بیٹھا تھا
کوٹ ہتھیاروں کا بندھا سیارۂ رومی غول عیاروں کا ساتھ لیے بانہ عیاری کے جسم پر لگائے بارگاہ کے
چار طرف پھرتا تھا اور علاوہ اسکے لشکر میں جس سردار کا طلایہ تھا وہ ساٹھ ہزار سوار اپنے ساتھ مسلح و مکمل لیے روند
پھرتا نرسنگا پھونکتا ڈبے کی چوکیاں مقرر چو مشعلیں اور ہرن جلتا ہیں روشن بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند
ہوشیار رہ ہر سردار اور عمدہ ہر خیمہ میں ہنگامہ عشرت برپا کوئی سپاہی بستر پر اپنی زندی سے چلت بولتا کوئی گلہ و شکوہ
کرتے کرتے رونے لگتا کوئی اختلاط میں سرگرم کہیں گانے بجانے کا چرچا آراستگی بزم کہیں چوسر ہوتی گنجفہ میں
غلال دینے کی فرصت قہقہے پڑتے ہیں داستان ہوتی کوئی شاہنامہ پڑھ رہا کوئی اپنے گھر کا ذکر کرتا کوئی آگے کی فکر
کرتا کہ مجکو ایسا کچھ کرنا ہے ایسی ہوشیاری اور زمانہ بیداری میں ایک پتلا پیچ بارگاہ میں شہزادہ علم شاہ
کے آکر اُترا اور قریب شہزادہ اُسکے پنجہ اُسنے دراز کیا شہزادے نے قصد اُٹھنے کا اور اُسکو گرفتار کرنے کا کیا
تھا کہ عکس جسم پتلۂ مذکور سے بیہوشی طاری ہوئی اور پتلا شہزادہ کو اُٹھا کر نظر مردم سے پنہان ہو کر اُڑا باہم
سب نے دیکھا کہ شہزادہ علم شاہ اُڑے جاتے ہیں سب نے لینا لینا کا غل کیا تیر اندازوں نے خدنگ بھر کمان
میں پیوستہ کیے لیکن نشانہ کس کو بناتے کس پہ کہ سواے شہزادہ مذکور کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا ناچار پیچھے
دور تک دوڑے مگر پتلا قندیل فلک ہوگیا کچھ دکھائی نہ دیا پھر آئے اسی طرح بارگاہ سے اور سرداروں کے بھی
غلغلہ بلند ہوا اور اُس رات کو ساٹھ ستر سردار ذی وقار مالک اشتر و لندھور و بہرام و نور الدہر و
قاسم و دارا و آراب و ہاشم وغیرہ بستر خواب سے اُٹھ گئے لشکر اسلام میں چار طرف شور و غل برپا ہوا کوئی
کہتا تھا کہ دیو طلسمات میں جو بھاگ کر ساکن ہیں اور فرزندان امیر کے دشمن ہیں وہ اُٹھا لے گئے ہیں
کوئی کہتا تھا کہ افراسیاب نے طلسم سے ساحر بھیجکر سرداروں کو اُٹھا منگایا ہے کہیں حالت ظلم و
تعدی ہونے اور گزند پہونچنے پر سرداروں کے لوگ تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا رفیق دوست
ملازمان سرداران ڈاڑھیں مار مار کر روتے تھے منھ اشکوں سے دھوتے تھے غلغلہ شیون
و شین سے یہ گنبدِ دہر بھر گیا درد آہ نے چرخ تک سر بلندی کرکے دیدۂ ثوابت کو رولایا
تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اداسی پڑ گئی تھی جنگل میں غنچہ لبسورتے تھے صحرا
میں باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگ ہاے خزان رسیدہ زمین پر گر گر کر بچھونا ہوے تھے یا ہوا صف ماتم

بجھائی تھی بازارین لشکر کی رونق سے بیزار فلک پیر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار زخموں کے پردے اُٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے تھا تین لقا ہتین دکھاتین ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین ہوائے غم کے جھونکے سے تیز تھی ہوئی جاتین بہ فرط رنج سے سر کراتین طنابین وابستہ اندوہ و ملال میخ ہر ایک رنج مین ڈوبکر زمین مین گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال بال کے پریشان کیے تعلیق بیٹھت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھوے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ خانہ ترکش تنگ غم مین مبتلا ہر سوار و پیادہ عورات محلات سر کشادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سے گم

نظم

کہیں آنکھوں کو حیرانی یہ کیا ہے
کہاں تک اشک تر دامن جبین ہے
کوئی ممنون احسان مقدر

کبھی طوفان جوش چشم تر تھا
کہیں وحشت کہ اب آتی بلا ہے
کسی لب پہ ہجوم آہ و فریاد
کہیں کچھ خندۂ حسرت فلک ہے

کبھی اٹھا ہوا دود جگر تھا
کسی کو فکر یہ کیونکر جئیں گے
کہیں نالوں کے غل سے خانہ آباد

امیر جو مصروف طاعت رب قدیر تھے شور و واویلا سنکر اسم اعظم پڑھتے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ سردار بارگاہ سلیمانی مین چلے آئین لیکن ہر سردار کے ماتحت کئی کئی سو سردار ہے انکو مبتلائے آفت و بلا رکھنا اور آپ راحت سے رہنا خلاف شان سرداری ہر ایک سمجھا اور بارگاہ سلیمانی مین جانا گوارا نہ کیا خدمت امیر مین عرض رسا ہوے کہ جو ہمارے متعلقین دوستون کا حال ہوگا وہی ہمارا بھی ہم بارگاہ مین نہ جائین گے امیر خاموش ہوکر عبادتگاہ مین آئے اور درگاہ خدائیتعالی مین استغاثہ کرنے لگے کہ اے دافع البلیات وکافی المہمات میرے سے یہ بلا دفع کردے غرض اسی غم و اندوہ والم مین وہ شب بسر ہوئی ہر گل تر باغ عالم مین اشک شبنم سے تر رخسار نظر آیا سحر نے بھی گریبان چاک کیا نسیم آہ سرد بھرنے لگی کہ

نظم

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد
قدم لینے فلک سے مہر آیا

بسان قصد شاعر اڑ گیا جلد
ظہور صبح نے بستر جمایا

مسجود بادشاہ عالم پناہ اور رنگ شہی پہ جلوہ فرما ہوے امیر اور بقیہ سردار بھی دربار مین آئے اخبار غم آثار شبینہ سنکر بہت متفکر ہوے عیار بھی اس جگہ حاضر تھے اُنین سے چالاک بن عمرو نے کہا کہ یہ کام میری دانست مین بلا و صبا نے کیا ہے غلامان جانباز جاتے ہین اور پتا لگاتے ہین یہ عرض کرکے عزم چلنے کا کیا گر ادھر ساحران مذکور کا حال بیان ہوتا ہے کہ جب پہلے سردارون کو سامنے ان جادوگرون کے لائے انھون نے سحر پڑھا کہ زنگیان بد خصال حاضر ہوے اور سردارون کو زنجیر سحر مین باندھکر تہخانہ مین لے گئے انھون نے چلتے وقت اُن سے کہہ دیا کہ یک مشت نخود اور ایک کوزہ آب ہر مسلمان کو دینا اور زندانخانہ نظر سے مخفی رکھنا عیار نہ آنے پائین بہت ہوشیار رہنا غرضکہ تہخانے مین پہونچکر جو ہر سردار کی آنکھ کھلی اپنے تئین محدترہ و تنگ مین جیتے جی پایا کہ بمقتضائے

ابیات

کچھ دیو نژاد تھے نگہبان
رخسار سیہ مہیب اشکال

جلاد کی آنکھ سخت ہر بات
جیسے کہ جمالے زشت اعمال

دیکھا تو عجب خراب زندان
بیرحم ستم شعار بد ذات
قسمت نے سیہ مکان دکھایا

تو جنا دُکو ر یا د آیا جس سمت نگاہ کی اندھیرا	نہ فرش نہ بیٹھنے کو تھا تخت کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا	چھائی ہوئی تھی سیاہی بخت جب بارگاہ مشرق سے شاہ سیارگان

آنکھوں کو زندان فلک مین زنجیر شعاع سے باندھا گیا دونون اژدر سحر پر سوار ہوکر بارگاہ لقا مین گئے لقا
کو بھی خبر یہ دی اسلامیان پہونچی تھی بہت خوش تھا اور ہر ایک سے کہہ رہا تھا کہ اے بندگان قدرت میرے
غضب سے ڈرتے رہو دیکھو رات کو بندگان مغضوب کیسا میرے غضب مین مبتلا ہوے اسی طرح مین جسکو چاہون
غارت و برباد کرون سب کہہ رہے تھے کہ یا خداوند سچ ہے تو ایسی ہی قدرت رکھتا ہے اسی گفت و شنید مین بلا
صبا نے آکر سجدہ کیا کہ یا خداوند تیرے غضب کا کہان ٹھکانا ہے تو جسے چاہے غارت کرے خداوند نے بھی کہا کہ جو
طاقت قدرت نے تمکو عنایت فرمائی ہے کب کسی کو وہ مرحمت ہوئی ہے تمھارا درگاہ مین میری بڑا مرتبہ ہے ان
ساحرون نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض رسا ہوے کہ یا خداوند ہمنے کچھ بندگان مغضوب کو گرفتار کیا ہے اگر
ارشاد ہو تو قتل کر ڈالین اس گبر نے جواب دیا کہ حمزہ کو لکھ بھیجو کہ آکر سجدہ کرے ورنہ سب لشکر اسی طرح تباہ و برباد کر دونگا
یہ حکم سنکر ان ساحرون نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندگان مغضوب اب بھی غضب خداوندی نازل ہوا
ہے لازم ہے کہ اپنے کردار و سرکشی سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ آکے کرو ورنہ وہ روز دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا
ہوگا یہ لکھکر وسواس کو دیا کہ وہ خدمت امیر مین لایا امیر نے عیار منکر کو سامنے طلب کرکے نامہ پڑھا اور ہنس کر عیارون
سے فرمایا تم سچ کہتے تھے یہ کام انھین ساحرونکا ہے یہ کہکر جواب نامہ تحریر فرمایا کہ اے ساحران جو کچھ تم سے ہو سکے
قصور نکرنا ہی نکرو خدائے پاک بزرگ ست نامہ کا جواب وسواس لیکر روانہ ہوا اور چالاک نے خدمت امیر مین
عرض کیا کہ آپ اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا اور سردار اگر بارگاہ سلیمانی مین نہین ساکن ہوتے ہین تو انکو لشکر ہی مین
رہنے دیجیے بلکہ اسم اعظم بھی گرد بارگاہ و لشکر نہ کر لیجیے ہم چالاک تدبیر کرتے ہین اگر ہمسے کچھ نہ ہو سکے تو پھر جو مزاج ہمایون
مین آئے کیجیے گا امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور عیار چالاک ابو الفتح و تیرک خطائی و سر منک مصری
وغیرہ روانہ ہوے اور بارگاہ لقا مین صورت بدلکر گئے دیکھا کہ ساحر دو ورق و نگلون پر بیٹھے ہین جلسہ عشرت
جمع ہے نہ کہ گرفتاری سرداران اسلام ہو رہا ہے عیار سب کیفیت سنا کیے ساحرون نے اپنا مسکن تو نہ بتایا
اور سب حال بیان کیا پھر لقا نے خاصہ طلب کیا اور ہمراہ ساحران کھانا تناول فرمایا بعد ازان ساحر وہان سے اپنے
مسکن کی طرف روانہ ہوے عیاران اسلام بھی پیچھے انکے روانہ ہوے لیکن جب قریب مکان کے سواری ساحرونکی
پہونچی عیارونکی آنکھون مین اندھیرا آیا سوجھنے سے جاتا رہا سوائے سیاہی کے دور تک کچھ اور نہ دکھائی اور نہ
یہ معلوم ہوا کہ سواری ساحرونکی کدھر گئی انھون نے بہت کچھ تفحص و جستجو کی کہین پتہ نہ لگا ناچار پھر کر اپنے لشکر مین
آئے اس اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا فروغ شمع کا وقت آیا چشم و پہلو کو مائل محراب مدخت پایا کہ بیت

اسی عالم مین تھے جو گم ہوا روز	آگیا گھر اپنے مہر عالم افروز

رات کو امیر نے ہر سردار سے کہا کہ بھائی ہوشیار رہنا یہ کہکر آرام فرما ہوئے لشکر مین دو گھنٹہ سے

آج شب جتنے بڑھکر نگاہبانی اور ہوشیاری ہو بارگاہ وخیمے کے گرد پھرا کئی کئی سو عیار ہر جنگ کا مقرر ہوا لیکن کیا ہوسکتا ہے بدستور اول پتلے آئے اور سردارون کو اٹھا لیگئے لشکر مین غلغلہ برپا ہوا عیار چار سمت دوڑتے پھرے رات بھر وہی شیون وشین برپا رہا ہر ایک مضطر و بیچین رہا آخر وہ شب بیقرار ہو کر رو بفرار لائی اور آفتاب لرزتا ہوا دریچہ مشرق سے باہر نکلا بیت

آنکھ سوتے ہوئے بستر سے اٹھا || پھر اک جہ سے پیدا غم کے آثار

آج بادشاہ اسلامیان سے ہلکارون نے خبر عرض کی کہ چار ہزار سردار بستر خواب سے غائب ہوگئے ہین بادشاہ صبر کے کلمات زبان پر لائے امیر نے فرمایا کہ جو رضی میرے رب اکبر کی شکر ہے اسکا یہان تو بے اعتباری دنیا کا افسانہ ورد زبان ہو ادھر عیارون مین چالاک وغیرہ نے زمین و آسمان ایک کیا ہے مگر کہین نشان ساحرون زشت کردار نہین پایا مگر روکر کرنا کیا ضرور تین چار راتون مین جتنے بیٹے پوتے اور رفیق جان نثار حمزہ تاجدار کے تھے گرفتار بلا ہوے صرف امیر اور بادشاہ اور شہزادہ کرب بر حرب نظر گروہ شاہ ولایت امیر عرب اور چند سردار اور باقی سب ہے ایکدن جب تیرگی غم سے خاکدان عالم ظلمت سرا ہوا یعنی شب لباس ماتم زدگان سیہ پوش نظر آئی بیت

کہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم || ہوا سامان تاریکی فسانہ ہم

عیاران اسلام تو ہر گشت شب و روز پھرتے ہی تھے چنانچہ اس شب صحرا مین پھر رہے تھے کہ یہ مٹی ہوا سناٹا ہوا انھون نے دیکھا کہ پتلے اڑتے ہوئے جاتے ہین یہ سب نے کہا دیکھو یہی پتلے سردارون کو اٹھا لیجاتے ہین یہان دکھائی دیے لشکر مین تو نظر بھی نہین آتے ہین اسوقت چالاک نے باہم مشورہ کیا کہ بھائیو آخر یہ پتلے تو سردارون کو ہمارے اٹھا لیگئے ہین اور ساحر ہم سے پوشیدہ ہین پس ہمکو بھی لازم ہے کہ لشکر لقا مین جاکر جسکو پائین مار ڈالین یہ صلاح سب کو پسند آئی اور چالاک نے صورت اپنی جمعدار چوکیداران کی ایسی بنائی کہ پگڑی شیخ سر پہ باندھکر کمٹھا چست پہنا تیر کمان ہاتھ مین لیکر ہتھیار جسم پہ آراستہ کرکے چلنے پر آمادہ ہوا اور عیار سات آٹھ پاسبین کی قطع پہنے یعنی گھٹنون تک دھوتی باندھکر مرزائی پہنکر تیر تیغ لیکر اسکے ساتھ ہوے اور قریب لشکر پہونچکر پہلے تو ایک ایک علیحدہ ہوکے داخل سپاہ عدو گمراہ ہوکر پھر ایک جگہ پر مجتمع ہوکر ہمرسل باہر خیمہ وبارگاہ کے گرد چکر جاگو کہکر پھرنا شروع کیا اسطرح پھرتے پھرتے ایک خیمے کے قریب پہونچے وہان چند سردار لشکر بزم آراستہ کئے بیٹھے تھے انکو دیکھکر کہا جمعدار یہ بزم یہان کی رونق ہے عید نوروز کے سب افسرون کو پہچانتے ہین چنانچہ چالاک نے کہا مناسب جگہ یہان کی افسرون نے کہا تو آئیے جمعدار صاحب حقہ پیجئے یہ جلسہ یہان ٹھہرے افسرون نے حقہ حاضر کردیا عیارون نے پیکر کہا یہ تو چلتا ہمارے پاس تنباکو ہے ہم بھر بھرتے ہین یہ کہکر چلم مین بہت سی بیہوشی شریک تنباکو کرکے بھری اور ان سب کو پلائی وہ سب بیہوش ہوے انھون نے سب کے سر کاٹ ڈالے اور رقعہ لکھکر ڈالدیا کہ یہ کام عیاران لشکر اسلام کا ہے پھر وہان سے آگے بڑھے جس خیمہ مین سناٹا دیکھا کہ سب سورہے ہین بس پانچ عیار تو اس خیمہ کے در پر کھڑے رہے اور دو اسمین برسر اسی خیمہ چاک کرکے اندر خیمہ کے گئے ساکنان خیمہ کو بیہوش کرکے قتل کیا اور رقعہ لکھکر ڈالدیا اور آگے بڑھے

اور متفرق ہوگئے کوئی حلوائی بنا کوئی فقیر بنا کوئی لونگ چڑے والا بنا اسی طرح ہیئت بدلکر پلٹنون رسالون مین
پھرنا شروع کیا جو حلوائی بنا تھا تھال ہاتھون مین لیے سونڈھیا بغل مین دابے بنے کرے گرم سیتے تھالی کے کنارے
بیچ جاتا ہر طرف پھرتا پلٹن والے بلاتے مٹھائی بکجاتے بہت ارزان قیمت بتاتا لالچ مین آکر لوگ مول لیتے
جب کھاتے بیہوش ہوجاتے پھر اسکے جدا گرا جو فقیر بنا تھا وہ کشکول گدائی ہاتھ مین لیے تہمد باندھے رومال حیدری
سنبھالے صدا لگاتا جاتا تھا جو کوئی کچھ دینے کو بلاتا یہ وہان کچھ کرامات کی باتین کیا کرتا وہ معتقد ہوکر عطا سے حقہ تماکو
بلاتے یہ بیہوش کرکے مار ڈالتا اسی طرح اور عیار کہ ہر ہونگی شکل بنے پھر رہے تھے جس جگہ دس پانچ آدمیون کو کھانا
کھاتے دیکھتے قریب آگئے اور کہتے کیون بھائی ہمکو بھی کچھ کھلاؤ کے وہ کہتے ہان یہ جواب دیتے کہ ہم منگتے نہین ہین اگر ہمکو بھی کھلاؤ
تو لو یہ روغن آج ہمنے خرید کیا ہے بہت عمدہ ہے کھانے مین صرف کرو وہ روغن لیتے انکا یہ اصرار لیکر داخل طعام
کرتے اور کھا کر بیہوش ہوتے یہ انکو ٹھکانے وہان لگا دیتے پس اسطرح لونگ چڑے والے نے طائر روح بہت لوگون
کے سیخ مکاری پر کباب کئے تھے رات بھر مین کئی سو آدمی راہرو ملک فنا ہوئے آخر وہ رات بھی راہی دیار عدم
ہوئی اور برنگ تیرگی جان کافران تیرگی شب بٹی کرست سحر نے خور کا آئینہ دکھایا ہر اک کا فکر بجھا چکا بنایا
ہنگام سحر عیاران خوش سیر تو لشکر شقاوت اثر سے نکل گئے اور کافر بستر خواب سے اٹھکر احوال سے ماہر ہوئے
ہر ایک کا عزیز و فرزند راحت جان جگر بند خواب مرگ مین مبتلا نظر آیا پھر تو کہرام بپا ہوا یہان بھی پڑگیا دنیا ماتم سرا
تھی ہر سمت بلند نالہ و آہ کی صدا تھی لقا سے بے لقا تخت پر آکر بیٹھا تھا سردار آکے جلتے تھے کہ یکایک علغلہ شادیانہ
شنائی دیا یعنی سردار دنگی گرفتاری سے بہت خوشنود تھا اور حکم دیا تھا کہ باج کا جلسہ مرتب ہو اس وقت شور گریہ
سنکر گویا ہوا کہ شاید اہل اسلام ہم قدر ندے سے روتے ہین کہ یہان تک انکے رونے کی صدا آتی ہے جو لوگ کہ واقف حال
نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خداوندا ابھی کیا سنے ہین اب آگے وہ بندے تیرے روئینگے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ بختیارک جیسے اپنے خیمہ
سے دربار مین آنے لگا راہ مین لشکریون کو گریان و نالان دیکھا مستفسر حال ہوا لشکریون نے کہا تمہارے معتقدان
کو کھا گئین اور شیطان کے ساتھ بارگاہ خداوند مین آگئے پہلے شیطان بختیارک نے اترکر داخل بارگاہ ہوا اور لقا کو
مجرا کیا رقیبہ سر سے اپنے اتارکر ناچنے لگا اور کلمہ پڑھتا جاتا تھا اور خداوند کو بڑا کہتا جاتا تھا اور کہتا کہ خداوند
وہ جو بہشت کبھی ہے وہ آباد ہوتی جاتی ہے لقا نے کہا آخر کہو تو کیا ہوا کہا رات کو بہشت خداوندی بندگان
خاص سے معمور ہوئی لقا بولا کہ بندگان خدا بھی میرے ہی بندے ہین اور تم سب بھی مین خالق ہون لیکن مین
دو قسم طرح کے بندونکی طرف ہوتا ہون کبھی انکو غالب کر دیتا ہون کبھی انکو بندونکو چاہیے کہ آپس مین سمجھ لیتے
پیر سے عرض یہ ہے مین ایسا حکیم ہون کہ آپ بھاگتا پھرتا ہون یہ کہ رہا تھا کہ کچھ افسر ایلاق وگریان وہ رقعہ جو چھپا
لکھکر ڈال گئے تھے لیے ہوے بارگاہ مین آئے شیطان نے وہ کاغذ اسنے لیکر آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا
لقا نے پوچھا کہ یہ کیا ہے شیطان نے جواب دیا کہ خط ہے اور کیا ہے لقا سمجھا کہ شاید کچھ ہو گیا اسنے یہ کاغذ بھیجا ہے یہ
سمجھکر گویا ہوا کہ کیا بندۂ خاص طلسم سے آیا شیطان نے کہا اسے تمھے منہ بقول شخصے چندین مدت خدائی

کروی ہنوز گاؤ خورد انشا ختی اے ادگیدی یہ فرمان وہ جب الاوغان فرزند شہنشاہ عیاران مرشد زادہ برحق
المتوفی بجتر جناب چالاک بن عمرو کا ہی یہ کہکر اس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ او شیطان تو نے امیر باتوقیر کے
برزنج دلاور کو دریا میں ہوش آئینہ بگذر کیا اور سردار اسلام کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو ساری خداوندی خاک
مین ملا دینگے خیمہ گور میں تجھکو سلا دینگے اور دلہ بختیارک یہ سب حرمزدگی تیری ہی اگر اپنی شیطنت سے باز نہ آیا
تو ہر یہ تیر اپکایا جائیگا یہ مضمون پڑھکر شیطان کانپنے لگا کہا بس نہ جیا مجکو بدڈالین اسوقت لقا نے کہا اے
شیطان تو گھبرا نہیں میری اور تیری موت نہیں ہی اس کلمہ سے شیطان کو تسکین کب ہوتی ہی غرضکہ یہ ترخانک سے سراسمان
قرار پذیر ہوا اور لقا نے لاش مقتولان کو دفن کرنیکا حکم دیا اہل لشکر بصد گریہ و زاری لاشین اٹھانے میں مشغول ہوے
دن بھر اسی گاڑنے دابنے میں بسر ہوئی جب ظلمت شب نے قتل نیر کی بعد آخر شب کھودی اور آفتاب غار مغرب میں جاکر دفن ہوا کہ

گھٹا جب جلوہ خورشید روشن | بڑھا ہر طرف ظلمت نے دامن

رات کو لشکر اسلام وسیاہ کفار دونون فوجون مین حسب ہوشیاری و بیداری ہوئی ہر جگہ چوکی و پہرا مقرر ہو
لیکن ساحرونکی طرف سے تیلے اور مسلمانونکی طرف سے عیار روانہ ہوے اور آج چالاک نے نسیم بن عمرو وقسیم بن
عمرو وسمک بلطاقی وسمک خیبری وقاسم کشوری وقاسم تنگ رد احلی و بزغش سرہنگ والو نقیع و
کلباد وگلباد وغیرہ مین سو عیار اپنے ہمراہ لیئے اور لشکر دشمن مین آکر کسی نے کسی سردار کی بندی کو بیہوش کیا
اور اسکی صورت بن کر گیا اور کام اس سردار کا تمام کیا اور کسی کے خدمتگار کی ایسی صورت بنا اور اپنا کام نپٹے
کیا کسی نے کسی کو راستہ مین مار ڈالا کوئی کسی خیمہ مین نقب مار کر گیا اور قتل کر آیا غرضکہ اگر فرداً فرداً عیاری ہر ایک
کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا آج چار ہزار سردارون کے سر کاٹکر عیار اپنے لشکر مین آئے بڑے بڑے سردار کہی
مار ہیئے جب ناخن مہر سے سحر نے چہرہ خراشی کی اور زمانہ مین وہ اندھیر تھا کہ فلک پیر نے چراغ خورشید اپنے
جھونپڑے مین جلایا کہ بیت قریب جستم حسن برمی شب + بہ غفلت ہوش والون کو غضب ہے
صبحدم وہ شور فریاد لشکر لقا مین برپا ہوا کہ شور محشر بھی اسکے سامنے شرمندہ تھا کوئی پسر کے لیے خاک اڑاتا
کوئی بہر برادر بچھاڑین کھاتا ہر جگہ یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک خیمہ سے اٹھا شور فریاد | یہی غل تھا کہ ہم ہوتے ہین برباد | ہر اک نے سر کو دے پٹکا زمین پر
یقین تھا دم نکلجائے وہین پر | ہر اک نے غل کی سینہ کیا چاک | ہوا غل ہر طرف اڑنے لگی خاک
لبستکل شوق اٹھے لوگ غم سے | ہوے ممنون گردون کے ستم سے | گذرگا ہین ہوئین سونی برابر
اندھیرا چھا گیا ہر بام و در پر

فی الجملہ لاشین ہر سمت اٹھنے لگین وہ کاغذ جو آجکی شب عیار ڈال گئے
تھے اسمین یہ مضمون ہی کہ آجکی رات جو آتی ہی اس رات کو خداوند لقا مع اپنے شیطان اور پرستش
کرنے والون کے بہشت مین اپنی جائین گے وہ کاغذ مردمان لشکر بارگاہ خداوندی مین لے کر آئے
شیطان نے جو اسکو پڑھا لرزنے لگا اور لقا سے کہا اے ادگیدی سحر سے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے

تو آپنے اُن ایسے تیسے ساحرون سے کہکر مسلمانون کو چھڑوائے اور آیندہ ایسی حرکتین کرینگے یہ لیے اُنکو منع کر لقا
بھی اتنے سرداران لشکر کے مرنے سے گھبرایا تھا شیطان سے کہا تو سچ کہتا ہے اچھا پھر ساحرون کو بلانا چاہیئے شیطان
اُٹھا کمین جا کر کسی طرح اُن کو بُلا لاؤن مگر آج تیسرا دن تھا اور سرداران اسلام بہت قید ہو چکے تھے ساحرون نے
خود یہ قصد کیا کہ خداوند سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائین پس وہ دونون اژدر پر سوار ہوکر خدمت خداوند مین آئے شیطان
نے وہ نامہ اُنکو دکھایا اور کہا جلد سرداران مغضوب کو رہا کرو کیون خداوند کی جان کے پیچھے پڑے ہو آج مرشد زادہ
لکھتے ہین کہ مع خداوند سب کا خاتمہ ہے بلاد وصبا جملہ کیفیت معلوم کرکے گویا ہوے کہ لقا جی تم گھبراؤ نہین کہ آج ہم
لشکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتے ہین یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالا اور کہا دیکھو لقاجی یہ سحر ہم نے تمام محنت
کرکے تیار کیا ہے آج تک ہم نے یہ سحر نہ کیا تھا طرح دیتے چلے آتے تھے ہماری زندگی بھر کی مشقت ہے غرضکہ بہت کچھ
صفت اُس سحر کی کرکے وہ نارنج زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوکر ایک جگہ اکٹھا ہوا اور
ایک پتلا حبشی کا بنگیا اُس پتلے نے ساحرون کو سلام کیا اور کہا مجھکو کس لیے یاد فرمایا ہے انھون نے حکم دیا کہ جاؤ
اسم اعظم حمزہ کا جلا دو پتلا سلام کرکے رخصت ہوا اور اُسی طرح دھوان بنکر بلند ہوکر نگاہ سے ناپدید ہوا جب دوپہر ہوئی اور
جناب حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر برائے نماز پیشین جانب مسجد کرباس روانہ ہوے راہ مین ایک سمت سے
دھوان پیدا ہوکر گرد امیر گردش پذیر ہوا اور بہت دور تک تاریکی ہوگئی اسم اعظم الٰہی لوح سینہ سے محو ہوگیا آپکو حالت
غشی طاری ہوئی بیہوش ہوکر گر پڑے ملازمان بھاری گھبرائے نالان و گریان اُٹھاکر بارگاہ سلیمانی مین لائے دعا ہاے
صحائف ابراہیمی پڑھکر پھونکی کہ ببرکت کلام ربانی و نافرسایہ بارگاہ سلیمانی ہوش تو آگیا لیکن ربودگی مزاج ہمایونی پر
طاری ہوئی عقل و دانش گم صم و بکم ہوگئے چپ اور سن جہان لٹا دیا پڑے ہین انکا تو یہ حال ہے غم سے بادشاہ کا دل
نڈھال ہے ماہ تابان صاحبقرانی کو زوال ہے اِدھر وہ دھوان پھر بارگاہ لقا مین آیا اور مجتمع ہوکر حبشی کا پتلا بنکر
ساحران مذکور سے اُسنے عرض کیا کہ مین حسب ارشاد حضور اپنا کام کر آیا ساحرون نے یہ سنکر ایک شیشہ اپنے جوڑے سے نکالا
اور اُس پتلے کو دکھایا وہ سحر کا جن دھوان بنکر اُس شیشہ مین اُتر آیا انھون نے منہ شیشے کا سحر پڑھکر موم سے بند کیا اور کہدیا کہ
جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم حمزہ کا نہ چھوٹے جب یہ تدبیر کر چکے انکی ملازم ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا مہر جادو ہے اور وہ
طلسم ہزار برج کی رہنے والی ہے پس اُس ساحرہ کو وہ شیشہ انھون نے سپرد کیا کہ لیجا کر طلسم ہزار برج مین اپنے مقام سکونت
پر رکھے یا یہ کہ خدمت افراسیاب مین لے جاے اور وہ اسکو بہت حفاظت سے رکھے غرض ساحرہ مذکورہ وہ شیشہ
لیکر بزور سحر تخت پر بیٹھ کر روانہ ہوئی حال اُسکا معرض بیان مین آئیگا اب ان ساحرون نے بعد جانے ساحرہ کے کچھ سحر پڑھکر
دستک دی کہ چند پتلے دو صندوق سر پر لٹکائے روے ہوا سے نیچے اُتر آئے یہ صندوق ہین کہ جنپر سوار ہوکر یہ دونون ساحر
طلسم سے یہان آئے تھے حال انکا جلد دوم مین لکھا گیا ہے کہ ان صندوقون کو انھون نے کھولا تھا اور کئی ہزار پتلا بالشت
بالشت بھر کا نکلا تھا اور بڑھکر مثل انسان قد آور ہوا تھا اور ہر پتلا مرکب پر سوار تھا وہ گھوڑا بھی جسیم ہوا تھا
حاصل مرام اسوقت جب پتلے وہ صندوق لائے انھون نے وا کیے تین ہزار پتلا انمین سے رویین تن اور فولاد بدن

نکالا کہ وہ نکلتے ہی سب قامت پیدا کرکے سوار بنگلے اور باہر بارگاہ کے جاکر اُنکا پڑاؤ پڑا اُنھون نے صندوق بند کرکے پتلون سے کہا جہان سے لائے ہو وہین لے جاؤ پتلے صندوقون کو لیکر غائب ہوے اور یہ دونون ساحر بارگاہ سے اُٹھ کر کنارۂ لشکر کے آئے اور ایک ناریل اپنے بٹوے سے اونکال کر جانب صحرا مارا کہ وہ شق ہوا اور زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے اور روے ہواسے بھی آگ برسنے لگی اور اسقدر بحرِ آتش کی طغیانی ہوئی کہ گرداگرد لشکر نحوست اثر حصار آتشین کھنچ گیا چادرین آگ کی فلک کی طرف سے گر کر صحن حصین آتشین گرد لشکر ہو گئین ان ناریون نے راہ دریافت لشکر کے اندر کی بند کردی اسلیے عیار جو اندر لشکر کے آئے ہوئے وہ اپنے لشکر مین جا نہ سکین اور اپنے مقام سے یہان قیام گاہ عسکر شقاوت پیکر مین آ نہ سکین جب یہ انتظام کر چکے بارگاہ مین آکر بیٹھے اور شراب پینے لگے یہان تک کہ حرارت آتش مہر کم ہوئی اور گرم بازاری رونق گم ہوئی اور زطلاے احمر خورشید کو زرگر مہر نے بوتۂ مغرب مین رکھا اور کورۂ آہنگر فلک مین اخگر نجم تابندہ ہوے کہ نظم

کہ اس دن کے قدم اٹھے وہان سے | ہوا سامان رخصت ہر جہان سے
فروغ مہر نے دامن اٹھایا | ہجوم شام کا اک ابر آیا

سر شام ان ساحران بد انجام نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر لقامین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی فوج کو بیان و ساحران و لقا پرستان مین نہایت خوشی ہوئی کہ اب انتقام مسلمانون سے اپنے عزیزان مقتول کا لین گے عیاران لشکر اسلام جو بارادۂ اخلہ سپاہ عدو سے گمراہ کنارۂ لشکر بد اختر پہونچے حصار آتش گرد لشکر پایا ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگے اس اثنا مین شور حرب کوس گوشزد ہوا غلغلہ سپاہ کینہ خواہ سے گوش رہنگار کر بایا مضطربانہ ان عیارون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے تئین پہونچایا یہان عجب ہنگامۂ رنج و غم برپا تھا دنگلون پر سردارون کے غاشیہ پڑے تھے بادشاہ اکیلے تخت پر بیٹھے تھے امیر ایک حجرے مین بجانب دلتنگی پڑے تھے وہ لوگ جو مجرے کو بھی باریاب نہو سکتے تھے آج براے زینت بارگاہ حاضر دربار تھے بافغان زانوے غم پہ سر جھکائے تھے محلات سے رونے کی عورتون کی صدا آتی تھی فرط قلق سے سینۂ شق و تنگ رونق کی اندوہ کی چھائی تھی کہ بیت

جہان تھا رنج سے آنکھون مین اندھیر | فقط رونے سے دل ہوتا نہ تھا سیر

اسی رنج و ملال مین عیار جو بارگاہ پر آکر ٹھہرے اور بہزار ادب تسلیم کرکے دعا و ثنا بادشاہ دیجاہ بجالائے کہ ابیات

سرو قد خسرو خوش انجام | منصور نشان فوج اسلام
چکر مین ہے بحر مثل گرداب | دیکھی ہے جو تیری تیغ خوش آب
گردون سے بلند ہے ترا در | گلدستۂ عرش تیرا افسر
آئینہ تیغ برق تمثال | دعواے اجل کا صورت حال
سامان جدال سب ہے تیار | آمادۂ جنگ سب ہین کفار

نقارۂ حرب سپاہ دشمن مین بجا ہے اور حصار آتش گرد لشکر ساحرون نے سحر سے کھینچا ہے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا کہ یہ کافران بے حیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے ہین کہ جب ہم ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین زمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرما کر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا

کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل خدا سے قدر قلیل رزمی بردہ ام بجائے بجرد اصدا حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل
سکندری وحامی پر چوب پڑی صدائے طبل سے لشکر میں اور زیادہ بیحواسی ہوئی کیونکہ حاجیہ ابھی اگر چنانچہ امیر بوجہ
فراموشی اسم اعظم مجبور وناچار لیکن شجاعان روزگار نہنگان تیغ وسپر کے سایہ میں بیٹھے جلادت شعار دم تہوری کا بھرنے
لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے تیغ براں بار تھے اس رات کو غم ندامت سے گویا سر در گریبان غنچہ گاو گیر حسرت جوہر
کیا دکھاتے فرط رنج سے خجل ہو کر دانت نکالتے تیر ہر ایک آہ دل درد مند تیر دونوں میں فکر و دراز کے بند کمان میں
بسان خاطر کبیدہ کشیدہ کبادہ ایک غبار الم کا تودہ کمند زن کو دل عاشق کی طرح الجھن حلقہ حلقہ پریشان برنگ گیسوئے
جانان پیچ و تاب ہر چند کہ آثار غم و ہم سے سرہنگان لشکر کا رنگ خون تھا مگر جان دینے کا سودا رکھنے دینے کا جنون تھا آب آہن
کا قلزم ذخار بار معد پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دیکر اترنا بہادر جانتے کشتی شجاعت میں سلسلہ زرہ بیان کا لنگر تھا
بادبان حوصلہ شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش بجویس برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست
دوست کے گلے ملتا نصیحت اور وصیت کرتا کرنا کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے اہل بوق بل من مبارز کی صدا
سناتے تلنگین اور رسالے مسلح و مکمل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سواروں کے ہنہناتے پھرتے دلاور ہمیشہ شیرانہ
کرتے آمادہ مرگ مردان نبرد خبر کردوں جنگ کے مقابل گرد برد و دمقام اس شب کو بیشہ شیران با شجاعت کا نیستان
تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
بیدار تھے مردے زیر تربت
رہتا ہے کہاں عدو کا انبوہ
آواز سے شق ہو جب ل کوہ
تھا ترک فلک کو بیم اُس شب
جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
دیکھو دم تیغ اور جوہر
تھا ایک تو شعلہ سو سمندر
تلواریں تھیں یا کہ آہنیں پل
ردوں کا گذر تھا اُنپہ بالکل
شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو
تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ
تھا گوش فلک میں پنبۂ ماہ

اسی تردد اور تیاری حرب میں سرہنگ مہر جان پہ تکمیل کرد اور گاہ فلک میں آیا اور روزگار غدار نے مثل شہریار زرد طلائی قباے خورشید کی پہنی کہ نظم

ہوئی پیدا سحر اتنے میں ناگاہ
ستاروں نے بھی لی سوئے عدم راہ
ہوئی جب صبح روشن آشکارا
فلک پر صبح کا چمکا ستارا

لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہو کر جانب جنگاہ چلا بلا و صبا اژدر سحر پر سوار تھے انکے جوق جوق ساحران نابکار طاران سحر و اژدر افسونگری
پر چڑھ کر روانہ ہوئے نہایت بیرحم و بد دین و ستم شعار تھے کہ ابیات

دیکھو تو یہ کس بلا سے کم ہیں
مثل دم اژدر انکے دم ہیں
کہتے ہیں سیاہ دل یہ مردم
نیش انکا رواں تھا شکل اژدم
انسان کی شکل دیو کردار
یاجوج کی طرح آدمی خوار
پیاسے کو پلانے ہیں وہ خونریز
آب دم تیغ و خنجر تیز

علاوہ ان ساحران بدطینت کے وہ تین ہزار نیلے دیو تن و فولاد بدن ہتیار جسم پر لگائے حصار آتش سے گذر کر میدان نبرد میں آئے

تھا جبھی اُسی کر و فر و عظمت سے فیلان جنگی کو زنجیر و بند کراکے تخت اُن پر کھچوا کر سوار ہوا تھا اور کئی لاکھ کوہی اور باختری ہمراہ لیکر وارد دشت قتال تھا اس طرف بادشاہ دین پناہ نے لباس خسروی دور کرکے زرہ و چار آئینہ وخود جسم پر آراستہ کیے شبستان سے برآمد ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے جلو میں کیدلی و رسالہ دار ہوئے فوج گروہ گروہ و انبوہ انبوہ موج دریا کی طرح روان ہوئی شجاعت اُنکی ہمت پر آئینہ دار حیران ہوئی لشکر پر رنگ شمع سحری اُداسی چھائی تھی ہوائے خزاں نے اُس گلستان کی بربادی چاہی تھی ہر نونہال گلشن ارجمند ہمرنگ گل خزان رسیدہ خمول و پژمردہ بظاہر سرسبز مگر دل مردہ آمد سے لشکر کے گرد اُڑی تھی یا گرد کدورت دلون کی اکٹھا ہوئی تھی زمانے کے دل مین غبار جو کبھی کا بھرا تھا وہ اُس وقت نکلا تھا طبل و بوق کا بھی قلب ہول سے خالی تھا جو وقت کے نظری ہونیکا زمانہ آیا تھا گم سامان بحالی تھا گلستان جلادت مین عنادل دار زمزمۂ عشرت کے عوض نالہ و شیون برپا بہادر کو موت کا کھٹکا لگا ہوا صیاد اجل کا مرغ جان، ہر کا نسیم سحری مژدۂ مرگ سناتی شمع حیات جھلملاتی گل ہوئی جاتی صحرا مین بسان خانۂ ویران سناٹا زمین مین سے سائین سائین کی صدا طائر روح قفس تن مین مثل مرغ بسمل و مائل پرواز ہوا مزاج کے مخالف نہایت ناساز اس عالم مین بھی شہنشاہ عالم کا وہی بہادری کا عالم وہی تیور وہی تیکھی چتون شیرانہ نظر کوہ کا اس صاحب حشمت و شکوہ کی حالت بیکسی دیکھکر سینہ شق ہوتا مگر لعل دل سنگ سے نکال کر اس ثمرہ کے لال کی نچھاور کرتا فلک ہر چند کہ مخالف اور دشمن تھا لیکن بہر اطاعت جھکائے گردن تھا زمین ہر چند کہ پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مگر رعب و داب بادشاہ ذیجاہ سے دبی ہوئی تھی وہ لشکرون کا بن بن کے چلنا جوانون کا تن تن کے اکڑنا ڈنکون کا بجنا صدائے نصر من اللہ نقیبون کا بلند کرنا ہتھیارون کا کڑکنا **نظم**

کب میدان مین ہے جہاد اصغر　　تھا سہل انھیں جہاد اکبر
اتنا نہیں لشکر کا اک سب　　دیوار حصار شہریاری
فوج ایسی ہو شہریار ایسا　　مغلوب ہون کیونکر سارے اعدا
عاجز ہین حساب مین محاسب　　تھا حصن حصین ملک داری
اسی رفعت و منزلت سے جب میدان

قتال مین پہونچے پرے جم گئے بیلدار زمین ہموار کرتے ہے سقے آبپاشی کرکے تھم گئے صفین ترتیب پذیر ہوئین میمنہ معین ہو نیکا دم بھر امیسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پائے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازو سے سی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے جو دکھنین جب آراستہ ہو چکین نقیبون نے نعرے مارے شرکت کرو کہکر کنارے ہوئے بیلا اژدر بڑھکر سامنے لقا کے آیا اور اجازت حرب طلب کی اُس حیا نے کہا کہ مجکو اپنے ید قدرت سے سپر دکیا یہ سنکر وہ ساحر اپنے لشکر مین آکر ٹھہرا اور اُن تیلیا سے رو مین تن سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو بموجب حکم وہ تیلے کر سواران فولاد بدن ہین مثل اسفندیار تیغین کھینچکر صف لشکر اسلام پر آگرے اس طرف سے بھی بہادران روز ہیجا ہزار در ہزار شیرانہ حملہ آور ہوئے تمشیر صاعقہ خصال کھینچی زندگی کا جھگڑا بہت دونون سے پھیلا ہوا تھا دم بھر مین فیصلہ پانے لگا قافلۂ ملک عدم کو جانے لگا گوشۂ مرگ مین بجا نیت ہر ایک آرام پذیر ہوا ہنگامۂ دارو گیر ہوا ہر سمت سے ابر سیاہ نے بارش آب تیغ دیر کی یہ تدبیر کی کہ **ابیات**

ز بس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ　　تو گفتی ہوا ژالہ بارد ز میغ　　برفتند از ان بد دلی کندآوران

ز بہر آب دادہ پرندآوران　　ز کشتہ ہمہ دشت آوردگاہ　　تن پر دشت و سر پر بود ترگ و کلاہ

بلند آسمان چون زمین شد ز خاک　　بسے گردن و بر شد چاک چاک　　چنین گفت لشکر ہمہ ہمگروہ

کہ از کشتگان گشت ہامون چو کوہ

ہر چند کہ طاور جانبازی کر رہے تھے مگر وہ بتلے سحر کے تھے کسی کا حربہ پیر آخر یکار تھا تلوارین اُنکے تن پر اُچٹ جاتی تھیں اور سا تھون نے زیر شمشیر آمد ہر رکھ لیا تھا منچلے مر رہے تھے دم محبت اسلام کا دم بھر رہے تھے جو کوئی مسلمان مر کر گرتا تھا کلمہ شہادت پڑھتا تھا گرم بازاری مرگ کا ہنگامہ تھا مقام عبرت و جائے تاسف تھی کہ وہ سر جو دعوی چتر و افسر رکھتے تھے ٹھوکرین کھاتے تھے وہ جسم جو بازو رہ کر فخر رکھتے تھے بار ہستی سے سبکدوش نظر آتے تھے بتلون نے پتلہائے انسان خاکی بنیان کے نقشے مٹا دیے تھے لاشون کے ڈھیر لگا دیے تھے خون مسلمانان کے دریا بہا دیے تھے زمین ارغوان پوش تھی رات بھر کے جاگے نوشاہ عروس مرگ سے ہم آغوش خون کی دھارین چہرے پر سہرے کی لڑیان جسم پر ضرب اسلحہ کی دھجیان نظر آتین دست و پا عوض حنا کے خون سے رنگین حوصلون سے برچھیان ہین نظم

کچھ بحث نہ گفتگو نہ نعرہ میر　　خاموش برنگ بزم تصویر　　سوتے ہیں منھ ایک بھی نہ کھولے

و ولولہ صدا کوئی نہ بولے　　ارمانون کے بند در برابر　　سب خواب مین بے خبر برابر

یہان بلبل و فاختہ کی فریاد　　وہ گل ہین کہان کہان وہ شمشاد　　یہ ماجرائے جنگ جو شہزادہ کرب بہ ! دا

امیر عرب نے دیکھا قریب بادشاہ عالیجاہ آکر عرض کیا کہ یا ظل اللہ اسوقت جو غلام عرض کرے وہ حضور پذیرا فرمائین بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ حق بین پر رکھی شہزادہ نہ کرب نے عرض کیا کہ سپاہ دشمن سے کوئی بار نہین جاتا اور یقین ہو کہ نصیب اولیائے دولت قاہرہ خدا نکردہ شکست ہو پس ایسے ہنگام مین ناموس صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی قبضہ کفار ان مین آجائیگی یا نہ صاحبقرانی بھی ہاتھ سے جائینگے بڑی رسوائی ہوگی پس مناسب ہو کہ بقیہ فوج کو جناب ظفر رکاب ہمراہ لیکر دامن کوہستان مین تشریف لیجائین اور قلعہ کوہ کو باوا دلیجا اپنا مامن بنائین بادشاہ نے فرمایا کہ اے کرب جو عرض تمہاری ہے منظور ہوا ب جو کچھ مین کہون وہ رد ہو سمجھ کر ب نے عرض کیا کہ منت بجان پذیرم جو ارشاد عالی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے سر کی قسم تم ناموس امیر و سرداران و جملہ حرم محترم کو سوار کرا کر قلعہ کوہ پر چلے جاؤ تجاو بیٹھے رہو مین کبھی ان کافرون کے مقابلہ سے قدم ہٹا نہ ہٹاونگا جب تک جان نے لونگا اسوقت ع بعد از من کن فیکون شد شدہ باشد کرب قسم دینے سے اس دلاور کے ناچار ہو گیا اور جنگ گاہ سے پھر کر دروازہ پر خاتون محل امیر کے آکر ملکہ کر دیا بانوانی ساس کو تسلیم عرض کر بھیجی اور کہا جلد تمام مخدرات عصمت و طہارت کو سوار کرا لیجئے کہ مقدمہ جنگ دگرگون ہے ملکہ مذکور نے بہت جلد تر انتظام کیا اور نکھیال فنس جو بیلے وغیرہ پر تمام پردگیان محترمات سوار ہو کر ہمراہ کرب دلاور روانہ ہوئین کئی ہزار سوار محافون کو گھیرے تولب ناظر خواجہ سرا چکانے کہاریان وغیرہ ساتھ بڑے انتظام سے بتجلت تمام جانب کوہستان چلے شہزادہ کرب نے بارگاہ سلیمانی کو ساتھ نہین لیا اس

سبب ہے کہ بارگاہ انکی بارہ سو شتر و قاطر و عرادہ پر بار ہوتی ہے اسکے لدنے میں عرصہ بہت ہوتا بس خیال کیا کہ
ناموس امیر گھر جائینگی انکو پہونچا کر جائے محفوظ پر پھر بارگاہ لیجاؤنگا فی الجملہ امیر کو باہر بارگاہ سے ساتھ لیا
اور جب باہر بارگاہ سے نکلے اثر سے جادو کے بیہوش ہوگئے انکو ہوادار پر ڈالکر ہر ایک راہی ہوا اور کوہ سفید کے
قریب پہونچکر کچھ لوگ درۂ کوہ میں پنہان ہوئے اور کریے گھاٹیان کوہ کی طے کر کے قلعۂ کوہ پر تمام عورات کو
پہونچایا اور امیر کو سبزہ زار مقام پر پہونچا کر لٹا دیا پھر شہزادہ موصوف کی غیرت مقتضی نہوئی کہ شاہ اسلام کو زغۂ
اعدا میں محصور چھوڑ کر آپ تنہا بیٹھ رہے بس محلات کو سپرد خدائے حافظ و نگہبان کر کے آپ پشت زرکب پر بیٹھا پھر
روانہ ہوا یہان اتنے عرصہ میں لشکر اسلام نے شکست پائی تھی بدینوجہ کہ ساحرون نے سحر کر کے دست و پا ہر
ایک کے بیحس و حرکت کر دیے تھے تیلے قتل کرتے تھے لشکری ہاتھ بھی نہ ہلا سکتے تھے ناچار جنپر سحر کا اثر نہونے پایا تھا
رو بفرار لائے اور بادشاہ ذیجاہ اس جنگ میں بہت زخمی ہوئے تھے عیاران لشکر انکو بھی بحالت زخمداری
کہ ظل اللہ پر غش طاری تھا ہوادار پر ڈالکر بھاگے کفاران نابکار و ساحران غدار پڑاؤ پر آکر گرے اہل اسلام
بادشاہ کو لیکر وہان سے بھی بھاگے دشمنون نے تعاقب کیا اسوقت شہزادہ کرب آکر معین و ناصر ہوا اور لڑتا بھڑتا
جنگ رستمانہ کرتا بادشاہ کو گروہ دشمنان سے نکالکر کوہ سفید کے قریب لایا اور اس جنگ میں کہ شہزادہ دلاور تنہا تھا زخمی
ہوگیا الغرض جرأت کر کے شاہ عالمپناہ کو قلعہ پہاڑ پر پہونچا کر برابر امیر کے لٹایا اپنے زخمون کو باندھکر انتظام میں
مصروف ہوا تیر انداز اور سنگ انداز لگائے ہوئے تھے کہ روک کر استادہ ہوا عیار پتھر گوپھن میں رکھکر مرگ پر آمادہ
شعار جبال میں ایستادہ ہوئے لیکن بعنایت رب العزت لشکریان فوج شقاوت و عداوت جو اہل اسلام کے
تعقب زد و کشت کرتے آتے تھے مسلمانون کے نکلجانے سے اس لالچ میں آکر پھرے کہ خیامگاہ مسلمانان چلکر لوٹین چنانچہ
ایسا ہی کیا کہ بازارین اور خیمے لوٹنے لگے ہشدم تختتار کے لقا سے کہا کہ یہ خیمۂ بارگاہ و سراپردہ جو فرزندان حمزہ
اور اسکے سرداران ذیشان نے طلسمات فتح کر کے بہم پہونچائے ہیں اس قابل نہین کہ لٹ جائین یا جانے پائین
خداوندا ان تحفۂ اشیا کو اپنے قبضہ میں فرمائیں اور لشکریون کو غارت کرنے سے منع کریں لقا نے اسکے کہنے سے حرفون
کو پاس بلا کر حکم دیا کہ لشکر تاخت و تاراج کرنے سے رد کو ساحرون نے بزور سحر منادی کرائی کہ ہرگز لوٹنے کا
مسلمانان کے ارادہ کرے لشکر کے لوگ دست کشیدہ ہوئے اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ سرہنگ شب نے سونا
آفتاب کا لوٹنا چاہا وہ متاع جان اور موتی اپنی بچا لے گیا اور غار مغرب میں جاکر پوشیدہ ہوا۔ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
چشم اسمے تخیل نگاہ دل
دیتا نہ تھا کچھ بھی دہان دکھائی
تاریکی شب تھی ایسی حائل

شام کو اس لشکر ضلالت اثر نے بھی کمر کھولی بارگاہ سلیمانی اور تمام
خیام و خرگاہ اہل اسلام قبضۂ دشمن نافرجام میں آئے لقا اترکر تخت نیلان سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا
مقام سلیمان دیو کو ملا خزانہ پر جانب بھیجا لیکن بارگاہ مذکور میں ساحر نہیں آسکتے ہیں اس سبب سے یہ
گمراہ بھی اس جگہ نہ ٹھہرا کہ بغیر ہمنشینون کے لطف صحبت نملے گا بس بارگاہ حرامی میں تخت نکبت آثار

بجھوا کر مطمئن ہوا ساحران نابکار بھی وہان آ کر کرسی و دنگل پر متمکن ہوئے اور صندوق ساحری طلب کرکے بلاد صبا
نے سوارون کو پتلے بنا کر بند کیا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین اس مضمون کی لکھ کر روانہ کی کہ لے شاہ
ساحران ہم نے باقبال شہنشاہی کل مسلمانون کو تباہ و برباد کیا امیر اعظم حمزہ کو بھگا دیا چند پاشکستہ ہمارے ہاتھ سے
بچ کر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہین اور جملہ سردار حمزہ کے ہمارے قید مین ہین اب بہت جلد ہم فتح کامل حاصل کرکے
خداوند کو تخت خدائی پر تمام عالم کی قائم کرینگے اور خداوند سے طرہ پیغمبری لیکر حاضر خدمت بادشاہ جادوگران
ہون گے اس عرضی کو حسب دستور ہوا پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا خیمہ اُٹھائے گیا بعد بھیجنے عرضی کے وہ مسلمان
جو اس جنگ مین حبس و حرکت ہوئے تھے انکو اسیر کرکے زندانخانہ مین بھیجا بازارین مسلمانون کی بند ہوگئین رعایا
فرار ہوگئی تھی اپنے لشکر کی بازارین وہان کھلوادین اور حکم دیا کہ رات بھر بازارین کھلی رہین دکانین کھلی رہین
ہر سمت ہنگامہ عیش و نشاط برپا رہے یہ انتظام کرکے آپ بھی جشن کیا ارباب نشاط کو بلایا ساقی گلبدن و
سیمتن حاضر ہوئے جلسہ عشرت جمع ہوا وہ سامان انبساط اُس شب کو مہیا تھا کہ فلک زر آفتاب و سیم طلا کو اُس انجمن پر
نثار کرتا تو بجا تھا زر گل گلشن جام کا گلرخون کے حصہ مین آیا تھا غنچہ خاطر کافران بخیل بھی تنگدست تھا شگفتہ ہوکر فراخ حوصلگی
دکھاتا تھا دولت نشاط سے ہر ایک مالامال گریزان وہان سے رنج و ملال زنان پری پیکر کا جادو جوبن کی بہار
غضب کا نکھار ساقیان مہر دیدار کی پکار کہ ادھر آؤ شراب خرمی پی جاؤ نازک اندام رقاص اُس رعایتی
دستار خوشی کو دیکھ کر یہ شعر حسب حال گاتے تھے شعر

کٹے خوشی سے تو ہے عمر خضر بھی تھوڑی / وگرنہ نیم نفس بھی بہت ہے جینے کو

اس جلسہ نشاط بید بنیان کی کیا تعریف بیان کی جائے اسیقدر صفت کافی ہے اب کیفیت نامہ پہونچنے کی شاہ
جادوان پاس بیان کی جاتی ہے کہ شاہ مذکور طلسم ہزار برج سے جو بغیظ و غضب تمام اس فکر مین روانہ ہوا
تھا کہ طلسم نور افشان کسی طلسم کشا کو پیدا کرکے توڑ ڈالون چنانچہ اسی فکر مین کوہ نیلم چلا کوہ مذکور کا راستہ ظلمات طلسم سے ہے
پہلے بیظلمات مین آیا اور اُس مقام پر ایک صحرائے طلسمی گلون اور درختون سے پر بہار تھا بادشاہ وہان ٹھہر کر سیر
کرکے غم دل کو اپنے بہلا رہا تھا اُسی اثنا مین پہلے پنجہ نے نامہ ادا کر دیا کہ اسمین مضمون مدد مانگنے کا تھا شاہ نے نامہ پڑھکر
سحر پڑھا اور دستک دی کہ جنگل کے ایک گوشہ کی طرف سے گرد اُڑی اور زنجیر کی جھنکار سنائی دی اور ایک ساحر
بال منھ پر بکھرائے لنگوٹ باندھے زنجیر پانون مین پڑی سامنے آیا بالکل دیوانہ مزاج تھا سارا جسم مٹی مین بھرا
پایا ان تھنا ایک کا فرا اتا یہ اشعار جنون خیز زبان پر لایا کہ بمقتضائے نظم

سیدان جنون کے مرد کم ہین / ڈھونڈھیگا ہمین غبار صحرا
سجادہ نشین قیس ہم ہین / ہے ہم سے جنون کا گرم بازار
ہم پر ہے فقط مدار صحرا / جب ہم نہ ہوئے کہان یہ دربار

غرض اس وحشی صحرائے دیو نژادی نے بادشاہ کو پانون اُٹھا کر بجائے تسلیم تلوا دکھایا پھر اپنا سر اپنے ہی پیر
پر جھکا کر ایک قلقاری ماری اور ہر سمت دوڑتا پھرا جب جوش و خروش کم ہوا اُسوقت سامنے آ کر ٹھہرا

بادشاہ نے فرمایا کہ اے مجنون جادو ہم ایسے مقام پر تمھیں روانہ کریں کہ تمھاری نجات ہو جائے اُسنے کہا کیا
خداوند لقا پاس بھیجیگا شاہ نے فرمایا کہ ہان اُسنے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور خوب ہنسا اور کہا آج رات کو
خداوند میرے پاس آئے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چل شاہ جادوان یہ تقریر استماع کرکے سمجھا کہ اس نے
خواب مین خداوند کی زیارت کی بس اُس دیوانہ کے گرد پھرنے لگا وہ اسکے گھومنے سے آپ بھی چکر لگاتا تھا غرض
بعد اس گردش کے ہنوز کچھ اور کلام نہوے تھے کہ خبر عرضی مشتمل مضمون فتح لیکر آیا بادشاہ پڑھکر شادکام ہوا اور
دل سے کہا کہ جب اتنا بڑا لشکر حمزہ کا دو ساحرون نے برباد کردیا تو ایک اسد کی کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے
کہ خداوند لقا اب تقدیر زبردست کرتے ہین اور انکو بربادی بندگان مغضوب کی اب منظور ہے یہ دل سے
تجویز کرکے ساحر دیوانہ سے کہا کہ تو تمھارے بھیجنے کی نیت ایسی مبارک ہوئی کہ بلا و صبا نے تمام لشکر مسلمانون کا
غارت کردیا چند مسلمان ایک پہاڑ پر چھپے ہین انکو جاکر تم گرفتار کرو اور سرداران لشکر اسلام قید مین اُن کے
سرکار ہو لیکن بلا و صبا سے لڑنا نہین اُنکی اطاعت مین رہنا زیادہ دیوانہ پن نہ کرنا اسنے عرض کی کہ غلام جاتا ہے
اور جیسا ارشاد ہوا بجا لاتا ہے میرا دیوانہ پن بھی خدمت خداوند مین جاتا رہے گا اور نام بھی میرا ہوگا کہ لڑائی
فتح کی یہ کہکر ناچتا ہوا اور خاک اُڑاتا اپنے مقام پر آیا اور وہ مقام جہان یہ رہتا ہے ایک درہ ہے اور
اُس دامن کوہ مین کئی ہزار دیوانہ اُسکا مطیع و منقاد رہتا ہے اُسنے آتے ہی ایک چنگھاڑ دیو کی طرح لگائی کہ وہ
سب دیوانہ اُسکے سامنے جمع ہو کر آئے اُسنے اُن کو حکم روانگی دیا تو وہ سب دیوانے بیابان مین چکر لگانے
لگے دیوانگی جتانے لگے کوئی ہنستا کوئی روتا کوئی یہ شعر مجنونانہ پڑھکر جنگل سے وداع ہوتا

آوارہ پھرے ہے گرد ہر سو
چھالون کو کرینگے یاد کانٹے
بربادی وسعت بیابان
چلائینگے نعرے مارینگے غول

دکھلائین کس کو آنکھین آہو
دیکھے گا اُٹھا کے سر بگولا
ویرانی سایہ مغیلان

ہو جائین گے نامراد کانٹے
اس دشت کے کیا ہوے وہ شیدا
ہے کون کسے پکارینگے غول

یہ اشعار پڑھکر کبھی خار دشت سے رخصت ہوے اور کبھی جھاڑیون کے گرد
پھرے اسی جوش و خروش مین تھے کہ مجنون جادو نے پھر ایک چیخ ماری اُسکے چیخنے ہی گوشہ صحرا سے ہزار پتلے
غولہائے بیابانی کی گردن پر سوار ہاتھون مین جھنڈیان لیے نفیرین منہ سے لگائے پیدا ہوے اُس جگہ پہونچتے ہی
نفیرون کو اُنھون نے دم دیا پھر کیا تھا دیوانہ کو ہو بہت ہے نہ کہ نفیری آواز بس ہر ایک دیوانہ زمین پر گر کر لوٹا بعض
اُنمین ناپدید ہو کر غبار زمین بنا اور رگولے کی طرح پیچ و تاب کھاتا اُٹھا اور بعض شعلہ بنکر زمین پر چمکا اور اگیا بیتال
ہو کر جابجا روشنی دکھانے لگا اسی طرح کوئی بونڈلا بنکر چکر کھاتا تھا اور کوئی اگیا بیتال بنا ہوا روانہ ہوا پتلے نفیر بجاتے
جھنڈیان سر پر ہلاتے آگے بڑھے مجنون نے پھر تیسری چیخ ماری ایکی مرتبہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی مین یہ دیوانہ
بھی لپٹ کر یعنی ایک بلائے سیاہ بنکر روانہ ہوا تو نفیرون کو دم لمنا دیوانون کے قلقاریون کی صدا آندھی کا شور
اگیا بیتالون کا بھبھوکا آگ روشن کرنا پناہ بخدا عجب طرح کا ہنگامہ آفت خیز برپا تھا کہ چرخ پر خورشید بھی خوف

نظر آتا تھا زمانہ پر از بلیات نظر آتا تھا چرخ سے جتنی بلائین کہ نازل ہونے کو تھین ایکبار گی آ کر اس جگہ اکٹھا ہوئی تھین
اور مسلمانون پر چلی تھین خدا تعالی اہل اسلام کا محافظ و نگہبان ہے یہ بلائین اُن پر جاتی ہین دیکھیے کیا آفت لاتی
ہین ادھر لقا بارگاہ حشامی مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اور مسلمان پہاڑ پر پناہ گزین ہین لیکن چالاک اور ابوالفتح کو
فرط رنج سے قرار نہین ہے یہ پہاڑ پر سب کو چھوڑ کر اس فکر مین جانب عدو چلے کہ حصار آتشین سے باہر لشکر مسلمانان کا
مقام تھا اُترا ہوا ہے بن پڑے تو ساحرون کو مار ڈالیے یا اور کافرون سے جو کوئی ملے اُسکی جان لیجیے غرض اسی فکر مین
صورت خدمتگاران دشمن کی ایسی بنا کر بارگاہ حشامی مین داخل ہوے دیکھا تو ہنگامہ عشرت ہے جلسہ عیش و عشرت
ہے یہ تو ٹھہر کر تدبیر کرنے لگے لیکن سحر بلخی اور کلبا د عراقی اور یزک وغیرہ چند عیار ملکر اسی فکر مین یہان آئے تھے اُنمین
دو تین عیار تو آبدارخانے کے پاس آئے اور ملازم جو صراحیان برف مین جھل رہے تھے پانی کا انتظام کر رہے تھے
اُنکو مکر سے پاس اپنے بُلایا اور تنہائی مین لیجا کر اُنکو بیہوش کرکے مار ڈالا اور پیراہن اُنکا اُتار کر اُنکی ایسی صورت بنکر
آپ آبدارخانہ کا انتظام کرنے لگے اور سر ہنگ قریب بارگاہ آکر پھرنے لگا اتفاقاً ایک کنیز صبا کی باہر کسی کام کو
آئی حقیقت مین صاحب حسن و جمال تھی کنیز نہ تھی مالک خوبان اور دولت حسن سے مالامال تھی زلف پُر خم و شکن
اُسکی دام دلہاے عشاق چتون اُسکی دلبری مین طاق ابرو اُسکے محبوبی سے جفت خوبی مین طاق چشم فتنہ زا کے
کے اشارے کہ دل عاشقون کے ہم سے ہاے گوشہ چشم مین قیامت نہان شوخی و شرارت سو د گریبان کو
ہم ایسے کہان رخسار پر اُس کے ملاحت قربان نظم

ہر موے مژہ وہ عربدہ ساز
خونریز لبان ناحق باز
وہ ترک کہ وقت ترکتازی
ہے مرگ قتیل تیغ بازی
دانتون کا دہن مین ہے وہ عالم
غنچہ مین ہین قطرہ ہاے شبنم
حسن اُسکا فروغ جاودانی
لیتی تھی بلائین خود جوانی

عیار مذکور نے جو اُس سراپا حسن کو
دیکھا صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُسکے گیا اور کہا اے صاحب حسن مین اپنی بی بی کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہون
چنانچہ اسوقت وہ خیمہ مین تنہا ہے اور نہین معلوم کہ کیا عارضہ اُسکو ہوا ہے جو اسوقت لوٹ رہی ہے اور کہتی ہے
کہ کسی عورت کو بلا دو تا اُس سے اپنا حال بیان کرون مرد سے وہ عارضہ قابل اظہار نہین تو واسطہ سامری کا میرے
حال پر آپ رحم فرما کر میرے خیمہ مین تشریف لے چلین بعد لمحہ کے چلی آیئے گا کنیز ترس کھا کر اُسکے ساتھ ہولی یہ اُسکو
راہ کترا کر اکیلے مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی غار مین چھپا کر کپڑے
اُسکے پہن کر بارگاہ میں آیا اور سامنے بلا کے استادہ ہوا اس اثنا مین بلا کو پیاس معلوم ہوئی اُسنے سر بلند کر کے
ملازمان کی جانب دیکھا اور کہا کوئی پانی پلاے چالاک جو پہلے سے یہان موجود تھا اُسکے سر اُٹھانے سے دو ایک
ساحرون کی آڑ مین ہو گیا کہ مجکو شناخت نہ کرے اُدھر آبدارخانہ مین جو عیار منتظر تھے اُنمین سے ایک گلاس
خالی جوڑ مین لگا کر پانی بیہوشی آلود سامنے ساحر مر[illegible]دکے لایا اُسنے پانی پیا لیکن نگاہ اُسکی کنیز مصنوعی
یعنی سر ہنگ پر پڑی ایک تو وہ کنیز تھی ہی خوبصورت دوسرے اس عیار کی بناوٹ دیکھتے ہی

طائر دل اسکا اسکے دام زلف مین اسیر ہوا اور اپنی بہن سے کہا کہ اس کنیز سے ہمبستر ہونا چاہتا ہون تم اجازت دو اُسنے کنیز کو بُلا کر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے ساتھ جاؤ اور جو کہین بجا لاؤ یہ کہکر برادر کو اشارہ کیا کہ جائیے از بسکہ یہ درۂ کوہ مین جا کر مقیم ہوے اور خیمۂ بارگاہ اُنکا نشکر نقا مین ہے یہان کہان کنیز کو یہ ساحر لیجاتا پس اُسنے اُٹھکر آبدار خانہ مین جانے کا قصد کیا اور خنجر زادہ اپنے کنیز کو ہاتھ پکڑ کر لے چلا چونکہ پانی زین مین بیہوشی پی چکا تھا بیہوش ہونے لگا عیار اُسکو نقبون مین ہاتھ دیکر سیدھا الٹا ہوا اندر آبدار خانے کے لایا وہان سب عیارون ہی کا انتظام ہے ساحر کو بیہوش ہو جانے دیا اور صلاح کی کہ قتل کر ڈالین لیکن یہ خوف طاری ہوا کہ اسکے مرنے سے غصہ مین آکر صبا سرداران اسلام کو نہ ضرر پہونچائے پس یہان سے لیجا کر قید کرنا چاہیے یہ صلاح کرکے پشتارے مین باندھا اور کہا نقب دیکرے چلنا چاہیے یون تمام ساحر جمع ہین لیجانا مشکل ہوگا غرضکہ نقب کھودنا چاہا سین ایک عیار نے کہا یہ بارگاہ حشامی ہے خواجہ عمرو اور سب ہم عیارون نے جابجا کنوین اور سرنگین کھود رکھی ہین اسی دن کے لیے کہ اگر بارگاہ مین بھی ہم گھر جائین تو براہ نقب نکل جائین چنانچہ اس مقام پر بھی ایک نقب ہے مین اُسکا دہنہ کھولتا ہون تم سب اُسی راہ سے چلو عیار یہ کلام سنکر خوش ہوے اور خنجر سے ایک جگہ زمین کھودی دہنہ نقب ظاہر ہوا یہ سب اُترکر روانہ ہوے بلا کا پشتارہ سرہنگ نے لادا اور بہت خوش ہوکر جلد قدم زن ہوے لیکن بارگاہ مین صبا کا دم گھبرایا اور بجتیارک سے کہا مین نے سنا ہے بھیا بڑی دیر سے ہمراہ کنیز گئے ہین ابھی تک آئے نہین شاید دمین سو رہے تو صاحب مین نے کنیز کو اس لیے تو دیا تھین جو ہر وقت اس سے کام لیا کرین اور دیکھنا بند وہ میری سوت بنکر بیٹھے مین نے اسلیے اُسکو دیا ہے کہ جو چیز بھی انکے پسند ہے کبھی کبھی اُسکو بلا لیا کرین کیونکہ اچھی چیز سب ہی کو پسند ہوتی ہے بجتیارک نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ اے ملکہ اس بھروسے نہ رہنا کہ وہ کنیز سے پاس آرام کرتے ہین ذرا خبر تو لو کہین عیار نہ فقرہ دین اور کام اُنکا تمام کرین ساحرہ یہ سنکر گھبرا بانہ اُسکی شیطان بھی ہمراہ ہو لیا کہ ایسا نہو تنہا جانے سے یہ بھی مبتلائے بلا ہو غرضکہ آبدار خانہ مین دونون آئے یہان دو ایک آبدارون کے سر کٹے پڑے تھے گھڑے پانی کے غیرت سے پانی پانی تھے جام ہنسنے کے عوض رونا چاہتے تھے دہنۂ نقب کھلا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا شیطان نے کہا بڑا غضب ہوا مین نہ کہتا تھا کہ اس کنیز مین کچھ نہ کچھ فتور ہے اب عیار چلے ہوے ہین بغیر مار ڈالے نہ رہین گے بلا کی جان مفت گئی ساحرہ نے یہ سنکر اُسی وقت اپنے کان پر ہاتھ ڈالا اور اُس کے کان مین جو بالا پڑا ہے سین بجائے جوہرکے ایک مگر جواہر کا لٹکتا ہے چنانچہ اس مگر کو اُسنے بالے سے نکال کر زمین پر پھینکا اور سحر پڑھ کر پکاری کہ ہان لینا عیارون کو جان کہین میرے بھائی کو لے گئے ہین جلد گرفتار وہان جا کر کرنا مگر یہ صدا سنتے ہی لوٹا اور اصلی مگر دریائی بنکر مثل اژدر نقب مین در آیا عیار دوسرے سرے پر نقب کے پہونچے تھے ہنوز باہر نہ نکلے تھے کہ مگر نے جا لیا اور اژدہے کی طرح دم کھینچا کچھ عیار تو کود پھاند کر باہر نقب کے نکل گئے اور بھاگ گئے لیکن سرہنگ جو پشتارہ لیے تھا ہرچند بھاگا مگر بھاگ نہ سکا مگر مع پشتارہ اُسکو اور ایک عیار اور جو اسکے پیچھے تھا ان دونون کو نگلکر پھرا اور آبدار خانہ مین

آکر نکلا ساحرہ منتظر کھڑی تھی اُسکے پھر آنے سے اپنے مقام پر آئی یہاں ساحر کی گرفتاری سے غلغلہ برپا تھا جلسۂ عشرت
درہم برہم ہوا تھا لقا کو بڑا تردد تھا کہ اگر ساحر کو عیاروں نے مارا تو سردار چھوٹ جائینگے اور یہاں آکر آفت میں جائینگے
پھر جلسہ اُٹھنا پڑیگا اسی فکر میں ناچ رنگ سب موقوف تھا کہ ساحرہ آئی اور دنگل پر بیٹھ کر مگر سے کہا جنکو تو نگل گیا ہے
اُگل دے مگر نے دونوں عیاروں کو مع بشتارہ کے اُگل دیا اور آپ اسی طرح چھوٹا ہو کر جواہر کا بنگیا ساحرہ نے
اُٹھا کر بالے میں ڈال لیا بختیارک نے یہ سحر دیکھ کر بڑی تعریف کی کہا اے ملکہ سامری بھی کرتے تو اتنا ہی سحر اُن سے ہوتا
جیسا تمنے جادو کیا واہ کیا کہنا لقا نے کہا قدرت نے یہ تقدیر ساحرا سلئے فرمائی تھی کہ اس بندی قدرت کا مظہر
ہماری خاص بندی ہے ہمنے بڑا تجکو رتبہ دیا ہے ہاتھی کی طرح تجکو اپنا زور خود نہیں معلوم ہے ساحرہ نے یہ سنکر سجدہ
خداوند کو کیا اور بشتارہ سے بلا کو کھول کر ہوشیار کیا عیار بھی دہن مگر میں جاکر بیہوش ہو گئے اُن کو باندہ کر
ہوشیار کیا یہ سب کیفیت چالاک وابوالفتح نے جو یہاں موجود تھے دیکھی از بسکہ ملازم بنے ہوئے تھے مشکیں
باندھنے کے حیلے سے قریب عیاران آئے اور موقع پا کر اُنکے کان میں کہا کہ یہ بارگاہ جو ہم لوگوں کی بیچ میں ہے یہیں
برابر آبریز کے بھی ایک نقب ہے تم جس طرح ہوسکے اُسی مقام پر جا کر بیٹھنا ہم باہر جاکر اندر نقب کے آئینگے اور تمکو
کمند مار کر کھینچ لینگے وہاں سے بھاگ چلنا یہ سمجھا کر انکو باندھ کر کسی حیلے سے آپ باہر بارگاہ کے نکل گئے اور جس جگہ
دہنہ نقب باہر بارگاہ کے تھا وہاں پہونچکر اُسکا واکرکے اندر آئے یہاں سر سنگ برزک جو بندھے کھڑے تھے ساحرہ سے
گویا ہوئے کہ اری دیوانی تو نے ہمکو ناحق گرفتار کیا ہے ہماری قضا کسی طرح نہیں ہے اگر تجکو اعتبار نہو تو برابر آبریز کے
سحر اُتار کر ہمکو بٹھوا دے پھر جانے سے کہنے کا امتحان کرلے شیطان نے یہ فقرہ سنکر کہا تم تو ایسی باتیں کرتے ہو جیسے کہ
قید ہی نہیں ہو کیا آبریز کے پاس جاکر چلے جاؤگے عیاروں نے کہا کچھ ہمیں شک بھی ہے ہم کو روک کون سکتا ہے
ہم جب چاہیں چلے جائیں اسوقت بھی برابر آبریز کے پہونچے اور گئے ساحرہ کو یہ باتیں سنکر غصہ آیا اور کہا اسی مقام
پر کہ جہاں تمہاری خواہش ہے بٹھلائے دیتی ہوں اور سحر بھی اُتارے لیتی ہوں دیکھوں تو کہ تم کیونکر چلے جاتے ہو
عیاروں نے کہا ازیں چہ بہتر نیکی کا کیا پوچھنا ساحرہ ایسا طیش میں آئی کہ جادوگروں کو حکم دیا ان عیاروں کو جہاں
یہ کہیں بٹھادو ساحروں نے انکو اُٹھا کر اسی جگہ حسب خواہش عیاران بٹھادیا عیاروں کو جو مقام کہ چالاک بتا گیا
معلوم تھا وہی پسند کرکے بیٹھے بختیارک ساحرہ کو بہت مانع آیا کہ یہ عیار جو کہتے ہیں سچ ہے بیشک یہ چلے جائینگے
اے ملکہ تم کو غصہ دلاتے ہیں اور فریب دیتے ہیں انکے کہنے میں نہ آؤ ساحرہ نے کہا شیطان کا بڑبڑانا کیا غرض جب عیار
برابر آبریز کے بیٹھے چالاک نے صدا انکی نقب میں سنی اور طبقہ زمین کو خنجر سے کاٹکر دہنہ نقب پیدا کیا جیسے ہی زمین
کھدی عیاروں نے کہا اے صبا ہم جاتے ہیں اُسنے کہا واہ دیکھا نہیں ہنوز یہ کہہ رہی تھی کہ چالاک نے نقب کے اندر سے
کمند ماری عیاروں پر سے ساحرہ از بسکہ سحر اُتار چکی تھی فقط بندھے تھے کمند میں الجھا کر اُسنے کھینچ لیا بارگاہ میں غلغلہ ہوا
کہ وہ گئے وہ گئے صبا گھبرا کر اُٹھی اور اُسی طرف دوڑی صبا تو گھبرائی ہوئی تھی مگر بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جلدی کرو
چھوڑو مت تمنے جلدی کان سے بالا اُتار کر مگر کو نکالا اور زمین پر پھینک کر سحر پڑھا کہ وہ اصلی مگر بنا اسکو حکم دیا کہ اس

نقب مین دشمن ہین انکو پکڑ لاؤ مگر ترتیب کر اندر نقب کے چالاک عیارون کو کھینچکر مشکین انکی کھول رہا تھا اتنے مین
مگر اندر نقب کے کود آسنے سنبھلکر کمند مگر پر بھی لگائی مگر کرین جو حلقہ کمند کے جال کی طرح پڑتے ایمن سے نکلنے کے لیے
جو تڑپا حلقہ کمند تو ٹوٹ گئے لیکن وہ اس زور سے تڑپا تھا کہ نقب کے باہر نکل آیا دہن نقب پر ساحرہ وغیرہ تماشہ دیکھنے
کھڑے تھے مگر مین وہ زور سحر کا تھا کہ کمند کو توڑا اور اس طرح پر باہر نکلا کہ چند ساحرون کے سینے توڑ کر دور جا گرا وہ ساحر
تونی النار والسقر ہوے شور نعرے مرنے کا بلند ہوا بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ساحرہ مگر کے پیچھے دوڑی کہ مبادا ادہون کو
ضرر پہونچاے ادھر چالاک نے مشکین عیارون کی کھولدین وہ سب بھاگ کر دوسری طرف سے نقب کے باہر نکلگئے ساحرہ نے
جا کر مگر کو پھر اٹھا کہ بدستور سابق بالے مین ڈال لیا لیکن طائر ہوش پران تھا کہ بلا کے عیار ہین کہ میرے سحر کو بھی رد کر دیا
شاید وہ بھی ساحر زبردست ہین غرض پھر کر اپنے مقام پر آئی یہان ہنگامہ برپا تھا بیرغل کر رہے تھے اندھیرا تھا ہر شخص متوحش
تھا کہ یہ کیا آفت آئی لقا کا عیش منغص و تلخ تھا رقاص بھاگ کر الگ چھپے مطرب کہین ساقی کہین تھے جام انجام کے
سوچ مین یہ نیرنگی دیکھ کر سرنگون شیشون مین شراب سرخ نہ تھی خوف سے دل خون ہو گیے تھے گھڑا اگ مین ہم کے پھنسے ہوے
رامشگر بھاگ بھاگ کر جیتا ناچ ناچتے شب عشرت کم رہی تھی تو بہاگ گاتے ادھر بختیارک کہڑا ناچ نچ رہا تھا کہ واہ واہ
کیا نئی اپج کی لی ہے اب کوئی دم مین مرلیا باجا چاہتی ہے ہم کہتے تھے کہ عیارون کے کہنے مین نہ آؤ نہ مانا ویسی
ہی سزا پائی ساحرہ یہ باتین سنکر خفیف تھی اور گردن جھکائے بیٹھی تھی مختصر یہ کہ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا
لقا نے ساحرون کو مکدر دیکھ کر کہا اے بندگان قدرت تم نے میری نیرنگی قدرت کا تماشا دیکھا یہ میری قدرت کے ادنی
کھیل ہین اور بایان ہاتھ کے کرتب ہین کبھی دشمن کو قوت عطا کر کے تماشا دیکھتا ہون کبھی تم بندون کو زور عطا کرتا ہون
اب تم گھبراؤ نہین ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ عیار سب گرفتار ہو جائین ساحرون نے یہ عنایت خداوندی دیکھ کر سجدہ
کیا اور کہا یا خداوند ہم تیرے بندے گندے ہین تجھکو ہماری فکر ہوگی تو کیسے ہوگی ہمکو ان عیارون نے ذلیل بہت کیا ہے
ہم صبح کو ان مسلمانون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دینگے ملک عدم انکی روحون سے بسا دینگے لقا بولا کہ یہ
تقدیر مین نوے ہزار برس پیشتر سے کر چکا ہون کہ صبح کو سب مسلمان تمہارے ہاتھ سے مارے جائینگے اچھا اب تم خرابی
ہیو ناچ دیکھو اور داد عیش و نشاط دو یہ کہکر دوبارہ جلسۂ عشرت مرتب فرمایا رات گذر چلی تھی کافرون کو دم بھر بھی عشرت
نصیب نہوئی کہ نہنگ بحر اخضر فلک سینہ خاور توڑ کر غار مشرق سے باہر آیا اور صبا سحر کو سناٹا ہوا کہ **نظم**

چو خورشید تابان ز برج برہ	بیاراست روے زمین یکسرہ
یلان برنہادند ز آہن کلاہ	جہان شد پر آواے بوق و سپاہ

ہنگام سحر بعد فراغ احتیاجات ضروری ساحران نابکار سوار ہوے چلہا
ہشتم تن اپنے ہمراہ لیے لقا سے گمراہ بھی فیلان زنجیر بند پر تخت نشین بصد فر و تمکین ہوا ساحران کوہی اور
سنجانی باختری مشرقی حصاری سیابی اور ساسانی گرگانی جیپادی کہانی شدادی تمام قومین مشتمل
ہو کر در بلخ کے جانب کوہ برائے قتل مسلمانان روانہ ہوئین ساحرون کے سحر سے آفتاب ہزار جگہ نکلتے اور
غروب ہو جاتے اژدر زمین اور سمون کے بچے زہر اگلتے مثل ہوا کے سنسناتے جاتے ایک طرف سیاہ عدو سے گمراہ

گنگا کی طرح اُمڈی ہوئی سواروں کے گھوڑے ہنہناتے اسلحہ کی چقاچاق گنبد سما اور جرس دنیا میں گونجنی لگی تمام زرتی گرد و غبار کا تتق بلند ہوا و ہر دو دمند نظم

ز لشکر ہر آنکس کہ بد پیش رو	بر انگیختند اسپ و برخاست غو	غو طبل بر کوہ و زمین بخاست
درفش سپہ را بر آورد راست	برفتند شمشیر و تیر و زمین بکفت	کشیدہ سپہ بر سہ فرسنگ صف
سپہ اندر آمد ہمی فوج فوج	بر انسان کہ برخیزد از آب موج	ز قیر اندر اندودہ چہر سپہر
کسی را نبد بر تن خویش مہر		

یہ ساحران بیحیا آمادۂ جفا بارادۂ قتل و قمع مسلمانان اشقیا روانہ ہیں انکو تو راہ میں چھوڑیئے اب انکے سرکوب کا حال مبارک فال سنیئے بیت کنون من بگویم یکی داستان کزین پیش نشنید ہمی یاد خسرو کنیم سابق میں بیان کیا گیا تھا کہ شہزادہ ایرج۔ تورج پاس دم طلسم ہزار برج پر پہونچے تھے اور تورج کو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ طلسم میں نجائیں مگر انھوں نے آخر کار داخلہ طلسم مذکور میں کیا اور ایرج نے انکی خبر کے لیے عیار دنگر بھیجا چنانچہ وہ حال اُسکا سب زیر قیم ہوگا حاصل مرام جب شاپور و ضرغام بھی داخل طلسم ہو چلے اور پھر کر نہ آئے ایرج عالمقام نے لشکر سلام کی طرف پھر آنا مناسب نہ سمجھا فوج کو میان کو اپنے ہمراہ لیکر آپ بھی جانب طلسم ہزار برج چلا اور راز اُسکے راہ سے نابلد تھا اُسطرف کہ جدھر تورج طلسم فتح کرتا ہوا گیا ہی جو لگ نکلا اور سمت کو اُسکی طلسم کے رُخ اُدھر گیا یہاں تک کہ بعد قطع منازل و مراحل یاک قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ طلسم ہزار برج کے گرد کوہستان ہو اور صحراہائے زبردست اور کوہستان سرکش بستے ہیں شہزادہ موصوف خارج از طلسم اس قلعہ کے نزدیک پہونچا یہ قلعہ جات برائے حفاظت طلسمات ہیں اس سبب بادشاہان طلسم نے ساحروں کو خارج از طلسم بھی قلعہ عنایت کیے حاکم بنایا ہی غرضکہ شہزادۂ ملکوتی نے اُس حصن حصین کو بہت مستحکم و استوار پایا خندق گرد قلعہ کے مثل دریائے زخار تھی فیلبند دروازہ کی ہر ایک کیلی پائدار تھی پل پختہ پڑا تھا اور قلعہ دو لکھا ہزار ساحر آترا ہوا تھا برج ہائے ملکوتی فصیلین قلعہ کی بہت مضبوطی سے آراستہ تھی کنگرہ میان کئی زندے نے بے ہر برج پر ساحران غدار اترے ہوئے ہجوم کرتے اُس عمارت کا یہ نقشہ تھا

نظم

چہ کوہ بلند آن در حصن بود	بر آوردہ سر تا بچرخ کبود	یکے جائے دار و سر اندر سحاب
ز خارا بر آوردہ از قعر آب	کہ گر حصن دریا بود جائے او	کسے نگسلاند زمین پائے او

شہزادہ اُس قلعہ کو دیکھکر وہان سے کچھ دور ہٹکر قیام پذیر ہوا لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بارگاہ برپا کرائی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا شہزادہ بھی داخل بارگاہ ہو کر آرام فرمانے دگا لیکن اُس قلعہ کے جاسوس اس لشکر کے آنیکی خبر مفصل دریافت کرکے مع نام و نشان شہزادہ لیلنے حاکم قلعہ کے گئے حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ ہو کہ نام اُسکا ملکہ شہرا جادو ہے چنانچہ دارالامارۃ میں وہ سریر فرمان روائی پر جلوہ گستر تھی کہ ہرکارے سامنے آئے دعا و ثنا زبان پر لائے پھر عرض پیرا ہو کر نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران یعنی شہزادۂ ایرج نوجوان مع لشکر فراوان کے زیر قلعہ آکر اُترا ہی ہم غلامان کو نہیں معلوم کہ کیا ارادہ رکھتا ہو اور کیون آیا ہو یہ خبر سُنکر ساحرہ کا طائر رنگ رخ پرواز کر گیا مگر دل مضبوط کرکے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوئی اور ایک سردار سے کہا کہ تم دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ شہزادہ کس واسطے آیا ہی

سردار حسب ارشاد باہر آکر سوار ہوا اور دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر بڑے کر و فر سے لباس پر تکلف پہنے اسلحہ
سے آراستہ جانب شہزادہ چلا اور قلعہ سے باہر نکلکر جب قریب لشکر فیروزی اثر شہزادہ کا موسوم پہونچا اُسکو بھی
اُسکے آنیکی ہرکارون نے خبر دی اُسنے ایک سردار بھیجکر اپنے پاس باعزاز تمام بلایا اور مقام بہتر و بالیدہ پر
بٹھلایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب پیا جب دماغ اُس سردار کا بادہ ناب سے گرم ہوا شہزادہ نے باعث
تشریف آوری پوچھا شہزادہ نے شبدیز کلام جو عرصہ بیان مین یون جولان کیا کہ نام و نسب تو ہمارا اظہر من الشمس ہے
کچھ اظہار کی اسکی ضرورت نہین اور آنا ہمارا ابھی ادھر راہ بھولنے کا باعث ہوا ہم اپنے ملک سے کہین جانب طلسم
ہزار برج جاتے تھے راہ وو اور رہبری کرکے راہ پر ہمین لگا دو ہمکو کچھ تمہارے ملک و مال سے مطلب نہین یہ کہکر اُس سردار
کو موافق رتبہ کے خلعت عنایت فرما کر رخصت کیا وہ پھر سامنے حاکم قلعہ کے آیا اور احوال حسبہٗ شہزادہ بیان کیکے
درخواست شہزادہ کا اظہار کیا ساحرہ از بسکہ بد دین اور سیہ قلب تھی تعریف شہزادہ کی سنکر گویا ہوئی کہ مسلمان
اسیطرح خلق ظاہر کرکے لوگونکو بندۂ بیدرم بناتے ہین یہکر ایک اپنی کنیز سے کہا کہ تو جاکر اُس مسلمان کو میری جانب
سے پیام دے کہ ہملوگ جادوگر ہین تم مسلمانونکی بھی چالین سے بھاگتے ہین بہتر یہ ہو کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ ذلت
اُٹھاؤ گے اگر شر بڑھاؤ گے تو منہ کی کھاؤ گے کنیز یہ پیام اُس ناکام کا سنکر از بسکہ ساحرہ تھی پرواز کرکے بارگاہ
شہزادۂ عالیمقام مین آئی اور پیام اپنی مالکہ کا حرف بحرف ادا کیا اس شہزادۂ ذی وقار کو گفتار ناسزا اُس کنیز بدکار
کی ناگوار معلوم ہوئی اپنے سردارونکو اشارہ کیا کہ یہ ساحرہ ہو کر نکلنے نہ پائے بجلد گرفتار کر لیو اور اسے لقہ نالائق کی
سزا پائے سردار اُٹھکر ہر سمت سے یکبارگی ٹوٹ پڑے اور کسی نے گردن پکڑ لی کسی نے گلا دبایا کہ سحر نہ کر سکے غرضکہ
مشکین باندھکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور منہ مین کپڑا ٹھونس کر بحکم شہزادہ خوب پاپوش کاری کی اور ناک
کان کتر چھوڑ دیا وہ کنیز بے تمیز باہر بارگاہ کے نکلکر نالہ و فریاد کرتی کپڑا منہ سے نکالکر آمادہ ہوئی کہ سحر سے کچھ عوض اپنا
لے مگر مسلمانون سے جنگ یعنی مالکہ کی فساد کرنے سے خائف ہوکر بزور سحر اُڑ کر اپنے ہوشیار بدبیر کے آئی اور اپنا
حال زار دکھا کر گویا ہوئی کہ بی بی وہ موئے بڑے ہیکڑ ہین کسی کی نہین سنتے آپکو تو گالیان دین اور مجھکو باندھکر
ناک کان کتر جوتیان لگائین یہ کیفیت سنکر ملکہ کو اُسکے کان ہوئے کہ معاملہ دگرگون ہے لیکن کنیز کی حالت دیکھکر غضب
طاری ہوا اور لشکر کے سردارونکو حکم آراستگی لشکر دیا مگر اُسکی ایک شہزادی دختر خواندہ ہے کہ نام اسکا محبوب نازک
اندام جادو ہے وہ شہزادی ملک حسن کی شہنشاہ ہے بہتر از مہر و ماہ ہے کہ حال اُسکے حسن خداداد کا آگے بیان ہوگا
اسوقت اُسکے پاس بیٹھی تھی جب حکم تیاری فوج کا دیا اس ترک ستمگر نے منع کیا اور کہا اے والدہ مہربان یہ کنیز ناچیز
اُس شہزادہ کی خدمت مین جاکر کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لائی ہوگی جو کہ شریف اور نجیب ان باتون کا تحمل نہین ہوتا ہو خدا
کیسا ہی قریب ہو کر موجب بیت شنی نہین کہیگی کہ آشنا ہوکان ذرا انکار کے بعد کیسے ہوان کیا گیا بس جب بزرگ
مفلس کا یہ حال ہو تو وہ شہزادہ ہے کوئی پاجی نہین اُسکو تاب کہ آگی آنچا اور مرتبہ سردار کو بھیجا تھا اُسنے گفتگو
معقول کی شہزادہ موصوف نے دیکھیے اسکو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جواب بھی عجز آمیز آپکے کلام کا کہلا بھیجا فی العجل

پاؤین آنکھین نرگس شہلا اور آہوے ختن کو جنگلی اور وحشی بتائین نرگس کے پھول کھلائین اور ہرن اُن کے روبرو بیچارہ ہو جائین سر سے پا تک حسن خداداد قامت رشک شمشاد **نظم**

نہال گلشن خوبی و آرام
غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر
جنون کے واسطے اک سلسلا تھا

غضب تھا گلرخ نازنین چالاک
طلب مین نافۂ آہو سراسر

وہ رشک مہر پری طلعت گل اندام
دل عشاق کے لیتے ہین بیباک
پریشانون کو سودا زلف کا تھا

وہ نازنین بھی آئینہ رخ کو دیکھ کر حیران رہ گئی مگر غرور حسن سے آپکو سنبھالا اور درج دہن سے یون گوہر فشان ہوئی کہ اے شہریار عالی آپ زبردستان روزگار سے ہین لونڈی امید رکھتی ہے کہ عرض میری بدرجۂ اجابت پہونچے گی اور وہ التماس کرتی ہے کہ یہان کی مالک سخت بیمروت ہے ہرچند کہ مجکو اپنی دختر اُسنے بنایا ہے مگر بیری کا سودا اسکے سر مین سمایا ہے آپ یہان سے کوچ کر جائیے سرحد ملک پر ایک کوہ ہے اُسکے دامن مین مقام کیجیے کیا مزہ ہے جو زیادہ طول کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا فرمانا بسر و چشم بجا لاؤنگا فوراً یہان سے چلا جاؤنگا مگر اے شاہ کشور خوبی مقام غور ہے کہ جو کوئی کسی کے یہان آتا ہے اُسکو اسی طرح نکالتے ہین ہمتو تمھارے دکھانے مین نہ پینے مین نہ ملک و مال غرض کسی سے مطلب رکھتے تھے نہ برسر فساد ہوے اور تمنے بے اعتنائی بھی کی اسکو بھی مصلحت پر محمول کرکے خاموش ہو رہے اب ایک شب یا دو شب اس سرزمین پر پڑے رہتے پھر آپ ہی چلے جاتے اُسکے لیے تم لوگون نے یہ قیامت برپا کی بلبے تمھاری بیمروتی خیر اچھا صاحب مین کوچ کرتا ہون یہ کہکر جا ہتا تھا کہ طبل سفر کے بجنے کا حکم دے محبوب تو اسکی ادا پر دیوانی ہو چکی تھی ہوش و خرد سے بیگانی ہو چکی تھی یہ کلمات سنکر تاب مہاجرت نہ لاسکی گویا ہوئی کہ آپ تشریف فرما رہیے مین تنعمہ مین جاتی ہون اور امی جان کو سمجھاتی ہون اور سامان دعوت ہمراہ لاتی ہون یہ کہکر تجمل سواری بھی اسی جگہ چھوڑا اور رخت سحر پر بیٹھ کر دو کنیزین ساتھ لیکر پاس اپنی مادر کے آئی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے مادر گرامی قدر اُس شہزادہ دلاور نے تو ایسی باتین کی ہین کہ مین بہت محجوب ہوئی ہون یہ کہکر جو کچھ شہزادہ نے کہا تھا من و عن بیان کیا اور کہا سچ تو یہ ہے کوئی گھر آئے کو بھی نہین نکالتا دوسرے یہ کہ بمیت بزرگان مسافر جان پرور بود کہ نام نکو شان بعالم برند پس آپکو یہ بے اعتنائی اُس شہزادہ ذیشان کی نسبت زیبا نہین لازم ہو کہ اسکی خاطرداری فرمایئے وہ اسوقت جاتا تھا مین روک آئی اس تقریر کو سنکر ہوشمند آرزو پہلے ہی سے غصہ مین بھری ہوئی تھی اُسکے سمجھانے سے بغضب تمام گویا ہوئی کہ اے کمبخت ننگ خاندان تو اس مسلمان کو دیکھکر بیسل پڑی اسیواسطے گئی تھی وہ موے تو تجھسے زیادہ ساحر ہین ایسا جادو نہین مومہ لیتے ہین کہ اُنکے پھندے سے انسان تمام عمر نہین نکلتا معلوم ہوا کہ تو اسیر فریفتہ ہو کر آئی ہے اور دھکڑ کی طرف سے سفارش کرتی ہے مجکو بھی کوئی کٹنی تونے مقرر کیا ہے جاؤ دور ہو اس مقدمہ مین دخل نہ دے محبوبہ نے یہ غصہ دیکھکر کہا اے واہ آپ تو خوب مجکو جب ہوتا ہے جب باتین سنا لیتی ہین ہر ایک کو یار دھکڑ بنا لیتی ہین تو بی بی کیا مین نے برا کہا جو آپ اتنی گرم ہوئین ہو شیار کو اسکے گرم ہونے سے اور زیادہ غصہ آیا اور جوتی پکڑ کے ایک طمانچہ اسکے مارا کہا ارے ادبنیا ناس گئی مجھے اب ہی تیرے دھکڑ سکی مین خاطرداری ہرگز نہ کرونگی اور تجکو نہ پھر دیکر سلار رکھونگی تو اس مقدمہ مین نہ بول نہین مین ابھی

اور تیری جان ایک کر دونگی محبوب نے دلمین کہا کہ نہین دھگڑا تھا تو اب سہی اور وہان سے چپکی اُلٹے پاؤن
پھری باہر دارالعمارۃ کے آکر سحر کرکے شہزادہ ایرج پاس آئی اسوقت فرط رنج سے اور راہ کی تکان سے جسم مین پسینا
تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ رنگ رخ فق ظاہر آثار قلق جوش محبت بار عقل مصلحت سنج سے اور عشق سے خانۂ دل مین
تکرار شہزادہ نے جو اسکو اس کیفیت سے دیکھا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے مایۂ ناز تیرے بگڑنے مین بھی لاکھو بناؤ ہین ع

پسینے مین تمھارے رنگ ہے سونیکے پانی کا	کہ شبنم کا دوپٹہ بنگیا ہے کامدانی کا

اُس صاحب حسن نے یہ سنکر پیچ دل کا اظہار کیا کہ میان دھگڑ شہ ہم تمھارے واسطے خوب ذلیل ہوئے اب آپ بیٹھے
کیا کرتے ہو یہان سے کوچ کرکے سامنے پہاڑ کے دامن مین جا کر قیام کرو اور یہ کنجی مجھسے لو درۂ کوہ مذکور مین بتخانہ
ہے اُسمین تین ہزار تیلا میرے سحر کا بنایا ہوا بند ہے جو کوئی آپ کو وہان سے بھی آکر ٹھہرنے کو منع کرے آپ اس بتخانہ
کو کھولدیجیے گا پھر کیفیت ملاحظہ کیجیے گا شہزادۂ موصوف کو خود مقام قیام گاہ سے تنگ تھا اگر اس مدد غیبی کے ملنے سے
خوشنود ہوکر لشکر کو حکم پہاڑ کی طرف کوچ کرنے کا دیا ملکہ محبوب نے کنجی حوالہ کرکے کہا کہ مین قلعہ مین جاتی ہون جو فوج
ذاتی میری ملازم ہے اُس کو لے کر بہر مدد آتی ہون یہ کہہ کر جانب قلعہ روانہ ہوئی اور شہزادہ کوچ کرکے
دامن کوہ مین آکر مقیم ہوا اور درۂ کوہ مین جا کر دیکھا تو حقیقت مین بتخانہ پایا قفل اُس مین مثل ران شتر
کے لگا تھا وہان سے پھر کر بارگاہ مین آکر آرام فرمایا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ ساحر آفتاب نے عزم سفر جہان دیگر
کیا اور کوہ مغرب مین جا کر قیام فرمایا کہ بیت کہ عکس بادہ مثل حسن جانان پر نگاہ دو چشم سے دست گریبان
رات کو محبوب نے اپنے ملازمون کو بلایا اور ہر ایک کو انعام و اکرام عطا فرما کر سرفراز کیا پھر اپنا راز دل سب سے کہا کہ مین
مطیع امیر حمزہ ہون تم لوگ میرا ساتھ دو تو اپنی مادر سے لڑ کر ملک لے لون پس جب مین حاکم ہونگی تو تمھارا اعزاز مرتبہ کرونگی
افسران لشکر رضامند ہوئے اور ہر ایک نے اطاعت کا اقرار کیا اس طرف ہوشدار نے اپنی فوج کے افسرون سے کہا کہ
یہان جو مسلمان آئے ہین اُنسے ہر چند چلے جانے کو کہا مگر وہ نہ گئے اب لڑنا ہی مناسب ہے کیونکہ خداوند لقا اگر
سنینگے کہ ہمارے دشمنون کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا تو بہت ناراض ہونگے افسرون نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے
ہم سب جانبازی کو حاضر ہین جو فرمائیے گا اُسمین قصور نہ کرینگے حاصل کلام یہ سب انتظام کرکے آرام پذیر ہوئی جب رخ
شمع برادا سی آئی اور خاطر شب مین بد حواسی کہ بیت نکلی سرخی کنارون سے فلک کے اٹھے ہر آنکھ سے پیچھے پلک کے
ہنگام سحر ہوشدار بدستیاری اسباب سحر سے درست ہوکر اژدر پر سوار ہوئی ہمراہ بارہ ہزار ساحر کی فوج نابکار ہوئی ناقوس
کی صدا نے ہندوے فلک کو گھبرا دیا کرنا کے شور نے دل ترک روزگار کا دہلا دیا اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم
ہو گئی گیتی رنجور و مغموم ہو گئی ہوائے سحر نے اپنی ہوا باندھی ہر سمت سے سیاہ آئی آندھی شعلہاے افسون
نیرنگ نے خراب آباد دہر کو کورۂ آہنگر بنایا تھا اُس پرانے گھر کو جلانے کا طور رچایا تھا نیزۂ علم قبضۂ خنجر و تیغ آتشکار
ظلم و ستم تھے کہ ابیات

جادو بست بر کوہ پیل کوس	ہوا انگشت از گرد چون آبنوس
	بہرہ زنان پیش پیلان بپائے

بہر سو خروشیدن کرنای | سیہ داغ دل شاہ باہای ہوی | سیہ کوہ ایرج نہاوند روی
سپہر ور سپر یافتہ دشت و زاغ | درخشیدن تیغہا چون چراغ | جہان سر بسر گشتہ دریای قار
برافروختہ شمع از روی ہزار

اسی کر و فر سے قلعہ سے نکلکر جانب شہزادہ نامور چلی مگر محبوب نے رات ہی سے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ فوج کو متفرق کر کے قلعہ کے باہر جید یا تھا وہ سب کوہ و دشت میں اگر لطعہ مخفی جمع تھی دم سحر محبوب باد فنا اکیلی سوار ہو کر باہر قلعہ کے آئی اور اپنے لشکر میں جاکر ٹھہری اور اسوقت کی منتظر ہوئی کہ جب ہوشدار لشکر شہزادہ نامدار سے جاکر بھڑ جائے اور جنگ آغاز ہو اسوقت عقب لشکر جاکر پشت پر گردن یہ تو ہیں فکر میں ٹھہری ادہر اسطرف ایرج صبح کی نماز پڑھکر باہر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا سپہر ملکہ رہا تھا کہ یکایک قلعہ کیطرف گرد اڑتے دکھائی دی الکہ ابر سحر بھی نظر آئے گھوڑوں کے ہمہمے اور بانگ یلان سے دشت گونجنے لگا شہزادہ والا سمجھا کہ یہ علامت آمد فوج عدو ہے پس فوراً حکم آراستگی اپنے لشکر کو دیا دلاوروں نے طبل جنگ بجایا اور جلد جلد کمر بندی ہوئی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو گیا شہزادہ عدو نگر اندر کوہ کے درہ میں آیا کلید سے تہ خانہ کا قفل دیکہا دروازہ کھلگیا اندر سے تین ہزار تیلا مسلح بالشت بالشت بھر کا فولاد بدن گھوڑوں پر سوار باہر نکلا اور بڑہکر شکل قامت انسان قد سید اکر کے آگے بڑھے اتنے عرصہ میں ہوشدار نامہنجار کا لشکر فوج شہزادہ پر آ پڑا دلاوروں نے تیغ و گرز و خنجر سے کام لیا ساحروں نے نارنج و ترنج نارپل مار نا آغاز کیا مگر سپاہ مسلمانان سے ہنوز کچھ لڑنگ کام آئے تھے کہ تیلمائے رودین تن پہاڑ کی طرف سے آکر سپاہ ہوشدار پر گرے ہجو قیامت کبری برپا ہوئی تلوار کی باڑھ جادم راہ فنا ہوئی مسلمان جو سحر سے مغلوب اور عاجز تھے وہ بھی بڑہ بڑہکر تلوار یں لگانے لگے شجاعت دکھانے لگے ساحران تیلوں سے ایسا گھبرائے کہ سحر بھی یاد نہ آئے کلوا کو پکارا تو بھیرون اچپا نظر آیا اجپا کو طلب کیا تو دم خسپا نے دم دبا کر نہ دکھائے لونا چماری نے سب سے تلے پڑی آگیمی مر دار سیر آر جی کے خوف سے دو دکھڑی تھی برہمنت کی گھنٹ پر نہ آتی تھی ایک طرف سے شیران بیشہ جلادت بپھرے ہوئے تھے ساحروں کو زیر تیغ رکھ لیا تھا مگر سب گرو تھا بڑے بڑے منتروں کے منتر بگاڑ لیتے تھے جنر خوانوں نے ساتی پشت کے وظیفے بھلا دیئے تھے تاب شجاعت سے لوہا برس رہا تھا تلواروں میں عدو کے دندانے پڑے تھے جوہر تیغ کھسیانی ہنسی ہنس ہنس رہا تھا نقشہ حق کا نظم

تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ | چنین نعرہ زد ایرج نامدار | زنالیدن بوق و بانگ سپاہ
بگفت این راز جای برکرد رخش | ہزیمی سواری ہمی کرد بخش | بکو شید باران درین کارزار
زمینے فرو رفتے سنگ و سپر | یکایک ربودی سواران زین | کمے راگرفتے زدے بر دگر
بہ تیر و بہ بند اختی شان زدست | سر و گردن و پشت شان ہی شکست | سپر پنجہ و برزدی بر زمین

ایک طرف تیلمائے رودین تن نے تلاطم عظیم برپا کیا تھا کیونکہ انپر نہ سحر اثر کرتا تھا نہ حربہ ہتھیار کا کارگر ہوتا تھا ساحرہ سحر سے اپنی جان بچاتے تھے اور بھاگ کھاگ جاتے تھے اسی کر و دار میں پشت لشکر پر کوئی ہزار ساحر اور سواروں میں محبوب جب آکر گری پھر تو یہ حال ہوا کہ کشتی ارض ڈگمگانے لگی موج بحر آہن تا بفلک جانے لگی چمک شمشیر آبدار سے آہ سے ز خار قلزم فنا میں کہ جان سا کنان غبرا بے بقا تھی جا و خطر و اسلحہ ہی کا

حد قلعہ پر آیا شہزادہ مجلس عشرت مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے پہلے خبر آمد لشکر بیان کی پھر آمد نامہ سردار کی اطلاع دی
شہزادہ نے ساحر ایلچی کو رو برو طلب کرکے مضمون کو دریافت فرما کر جواب لکھا کہ اے ساحر نابکار و غدار تو سخت دیوانہ
ہے عقل و خرد سے بیگانہ کہ یہان لشکر چڑھا کر آیا ہے اور خیر اگر آیا ہے تو جو کچھ تجھ سے ہو سکے اسمین قصور کرنا سراسر حماقت ہو
ہم کو قادر و توانا کے عنایت کی بڑی قوت ہے یہ لکھ کر حوالہ ایلچی یہ تحریر کیا اور وہ اپنے مالک کی طرف گیا اور آپ لشکر باہر
قلعہ کے تشریف فرما ہوا بارگاہ قلب لشکر مین نصب ہوئی فوج ظفر موج بمقابلہ لشکر دشمن اتری مجبوب نے جا کر دہ کوہ مین
تھانہ دا کیا تین ہزار تیرانداز مع تیغ کے لشکر مین شہزادہ کے آیا دن بھر آرائش لشکر رہی جب تشتۂ کہکشان پیشانی
ہندوے شب پر نظر آیا اور صندل سعیدہ سحر کا جسم ترک روزگار سے دور ہوا کہ بیت چو خورشید بان زرگنبد بگشتا
بگرد ار آہن تجسید دشت ۔ زرہ آہنی سیاہی شب سرہنگ دہر نے پہنی صندل نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجایا
طائران سحر مجبوب خبر لیکر سامنے پری مالکہ کے آئے اور حال نواخت نقارۂ رزم عرض بیان مین لائے شہزادہ
نے باخبر ہو کر اپنے یہان بھی کوس حرب پر چوب دلائی ساحر اور دلاور آگاہ ہوئے حربہ سحر کے درست ہونے لگے
سپاہی چاق و چست ہونے لگے کسی نے آتش جدال و قتال گرم و افروختہ کرنے کو اگیار کی کسی نے تیغ سنگ سے رگڑ کر
شعلہ بار کی کسی نے کمان کا چلہ درست کیا کسی نے چلہ بھر کا منترات بھر مین پڑھا کوئی جوت کھڑی کرتا کوئی بیر
بلانے کو آہٹ دیتا خنجر کی زبان کلیجہ کاٹ افسون پڑھتی تیغ کی زبان پہ جلے دو دو ہاتھ بھی تیر دہن زخم کا منہ
کیلنا چاہتے تھے لب سوفار جی لینا منظور تھے شمشیر دو دم کے جوہر الٹی سبق کا اثر رکھتے نیزے زبان سنان سے
جگر توڑنے کی دعا کرتے تیر ہر ایک اسم مین تجنیس تیر اسن سن چلنے مین پورا ہوا سیب جہان گیر نقیب لشکر فتنہ بالے
خفتہ کی طرح اپنا سحر جگاتے پر منتر زبان پر لاتے کہ مجبور ہے رن چڑھے بھاگ بھاگ مین پٹ ہو سو رہا
غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ دونون جانب برپا رہا جب زاغ شب کو ساحر روز نے بھینٹ چڑھا دیا اور
ساحر سحر نے آفتاب کی اگیاری پر اسپند انجم فلک ڈالا کر نظم

بدانگہ کہ بیدار گردد خروس
شد دامن تیرہ شب ناپدید
بگرد ار کوہ از دو رویہ سپاہ
ز نیزہ ہوا جملہ جوشن نماند
ستارہ سنان بود خورشید تیغ
ز ترک و سنان آسمان آہنین
بآسودہ اسپ اندر آورد پای

ز درگاہ برخاست آنگہ کوس
ز آواز شیپور و نعرۂ درای
از آہن سپہر بر نہادہ کلاہ
از آواز اسپان و گرد سپاہ
از آہن زمین بود و زگرد میغ
سپہدار آن ایرج شیر دل
یلان را بہر سو ہمی ساخت جای

سپیدہ چو از کوہ سر بر دمید
تو گفتی بر آید ہمی دل ز جای
ز گرد سپہ بعد روغن نماند
بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
بترقید از آواز گردان زمین
کز آتش ستاند بشمشیر دل
یعنی سپاہ ہر دو سو میدان جنگاہ

مین ہو کر صف کش ہوئی ساحرون نے بدر سے گیتی اندھی سے سیاہ کر دیا مبارزون نے برق تیغ سے زمین و
زمان شعلہ بار بنایا صندل اژدہو پر سوار ہو کر آمادہ پرخاش میدان مین آیا آفت افسون و نیرنگ سے

ڈھانے لگا بعد اسلحہ ورزی حریف کو بلانے لگا ایرج دلاور نے قصد جنگاوری کیا تھا کہ محبوب سبقت کرکے روبرو آ گئی اور گویا ہوئی کہ اے بھیا شہزادہ ہمارا سحر نہیں جانتا ساحر سے ساحر ہی لڑتا ہے میں دیکھوں کہ تو سبر کیا کرتا ہے محبوب یہ کلمات سنکر ایک نارنج سحر کا اُس ماہ وش پر مارا اسنے پرواز کرکے خالی دیا اور زمین پر آ کر نارنج اسکے سینہ پر لگایا اسنے بھی رد کیا اور غصہ میں آ کر ایک بھال پر افسوں دم کرکے اِس سنان جمرہ ونازبر مارا اُس نے رد سحر پڑھکر دستک دی مگر بھال رکا آخر بیاؤ نہ گئی اُڑتے میں بھال نے پاؤن کو زخمی کیا اسنے زخم کھا کر بغضب تمام اپنے رومین تن چیلوں کو للکارا کہ ہان لینا اِس ساحر بیہا کو یہ کہکر نعرہ کا لشکر لیان شد اسکندر چار طرف سے گھر آئے صندل بھی رومین تن ہوا اور تیغہ رومین شگاف خشمہ سامری کا جو ہاتھ میں رکھتا ہے بس وہی تیغہ کھینچکر مثل برق آ گرا اور اُسکی فوج نے بھی حملہ کیا پھر تو شہزادہ ایرج نے بھی گھوڑا اُٹھایا ابر سیاہ جار سمت سے گھر آیا تیغ تیز نے روانی دکھائی خنجر بران نے جانفشانی دکھائی تیر نقش جان کے لیے لکیر ظاہر تعویذ بغض کی تاثیر بیکان تیغ تنگ سر شعبہ بصورت ہندسہ نقش ہستی کا گھڑا ہوا نقشہ بھال مثلث کی تعویذ صورت مربع نشین صید شجاعت کی بیت بدلنے پر آمادہ طلسم نویس ورق زنجیر کلک شمشیر اجل دامنگیر سوار و پیادہ سیف کے الف پر گروہ بسیار کا جوا آ جاتا تھا پندرہ کا ہندسہ بنکر نقش جوا کا نقشہ دکھا جاتا تھا عناصر آب و خاک و آتش و باد نے کوہ عامل تسخیر بنا خاکی نژاد آتش خوئی دکھا کر نقش حیات بباد فنا اُڑاتے آب تیغ میں تعویذ جان ڈوب جانے سخت آسیب ہر جان مبارزان تھا آفت کا سامنا زیب گلو بسان تعویذ خنجر جانستان تھی **نظم**

چنان تیرہ گون شد ز گرد آفتاب
تو گفتی برآمد ہمے رستخیز
بہر سو کہ ایرج بر انگندہ رخش
بسان ہیوے گسستہ مہار

تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب
بپوشید روئے ہوا را بہ تیر
سران سواران ہمی کرد بخش
ز قلب اندر آمد بکردار گرگ

درخشان بکردار اندر دن تیغ تیز
بخورشید گفتی برآمد دقیر
بجنگ اندرون گرزہ گاو سار
پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ

فوج محبوب بہت سی سپاہ دشمن پر چیرہ دست ہوئی صندل نے ہر چند شعلہائے رومین تن کو رد کیا مگر تیغ سی سپاہ بھی قتل کرنا چاہا لیکن وہ تین ہزار یہ تمام دہشت کارزار کہاں تک اُنکو دفع کرتا آخر تاب نہ لا سکا اور دل کی مشورہ پذیر ہوا کہ صحرا میں چلکر ایک سحر البتا تیار کرکے تیلے محبوب و ایرج کو سر سے ظفر دار ہو کر پکڑ لاؤن غرضکہ یہ سوچکر گھوڑا اپنا جانب دشت روان کیا پیچھے اسکی فوج نے دیکھا کہ افسر جار ہا بھاگا پس تمام لشکر بھی ہار کر رو بفرار لایا فوج محبوب نے دور تک تعاقب کیا پھر خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا لشکر میں طبل فتح و ظفر بجا سب بڑی سپہ سے خوشنود ہو کر گھوڑی ملکہ مذکور نے شہزادہ سے کہا اندر قلعہ کے چلیے اس بہادر نے جواب دیا کہ حریف زندہ بچکر نکلگیا ہے یقین ہے کہ پھر آئیگا اس سے مناسب ہے کہ آجکی شب اسی جلسے میں بسر فرما کر بارگاہ میں تشریف فرما ہوا لشکر میں بھی بازار جمگیا ہر خیمہ میں ناچ ہونے لگا ہنگامہ عیش و عشرت گرم ہوا اس اثنا میں سوار زرین لگام خورشید فلک عرصہ عالم سے رو بفرار ہوا اور محبوبہ شب نے بارگاہ عالم میں مع شہزادہ ماہ منیر داخلہ کیا

دیکھ کر بجر جوکڑی مار جاتا جھاڑیون سے ہرن باڑھے جھیل نیل گاؤ سر نکالے جھیلون کا یہ عالم کہ جیسے خانۂ زمین مین
آئینہ جڑے ہوئے کنارے کنارے بگلے قازین سرخاب پرون مین منہ ڈالے ایک پانون سے کھڑے ہوئے دامن
کوہ مین کوڑیالا کھلا ہوا نرگستان کو آب کوثر شرماتا ۔ نظم

سازِ رنگت وہ نہین فیض چمن سے بیکار
ریزۂ شیشہ ہے جو ہر تیغ کہسار

سایۂ لالہ بیدل داغ سویداے بہار
کوہ صحرا ہمہ معموری شوق بلبل

مستی بادِ صبا سے ہے غرض سبزہ
راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا درۂ کوہ مین در آیا اور اسطرف نکلکر بانسواڑی کے قریب نہر کی جھیل کی سیر دیکھتا تھا یہان
صندل اپنے چبوترہ پہ بیٹھا پانی توبنے مین بھرے سحر پڑھتا اور پانی بہاتا جاتا چنانچہ اس توبنے کا پانی ہو گیا
یہ چبوترہ پہ سے اٹھکر جھیل سے پانی لینے آیا وہان بھی جھاڑیون سے اندھیرا تھا لپٹے درختون کے پانی پہ جھکے تھے جاے
خوفناک تھی یہ تو ساحر ہے بےخوف و خطر وہان سے پانی بھرنے لگا وہان ترائی کے سبب شیر غران سو رہا تھا اُسنے جو
آہٹ اسکی پائی اُٹھ کھڑا ہوا اور انسان کی بو پاکر جھاڑی سے انگڑائی لیکر باہر نکلا اس اثنا مین یہ بھی پانی بھر کر پھرا
جیسے ہی کچھ مقام تاریک سے باہر نکلا شیر نے اُسکو اور اُسنے شیر کو دیکھا بدحواس ہوکر سحر بھی یاد نہ رہا اور شیر نے غرا کر اُس پر
حملہ کیا آتے ہی دوہتڑ مار کر اسکو گرا دیا ازبسکہ یہ روئین تن تھا اُسکے دوہتڑ سے ہلاک نہوا کوئی اور ہوتا تو مر جاتا فی الجملہ
شیر نے اسکو گرا کر حملہ کیا اور پیٹ پھاڑنا چاہا بانسواڑی کے قریب شہزادہ ایرج بھی تھا اُسنے غرض شیر کی آواز سنی جھپٹکر
اسی طرف آیا دیکھا ایک آدمی کو شیر ہلاک کیے ڈالتا ہے خیال مین آیا کہ نہین معلوم یہ خدا پرست ہے یا بت پرست تھا
چھڑانا بیفائدہ پھر سوچا کہ کوئی ہے مگر بندۂ خدا ہے یہ سوچکر ایک تیر جوڑ کر کمان مین ماتھے پر شیر کے مارا جو ماتھے پر اسکے
پڑا سا غری توڑ کر پار نکل گیا ایک کی چوٹ کھانے سے شیر الٹ کر گرا اور تڑپ کر اچھلا آخر سرد ہو گیا شہزادہ نے
صندل کو اٹھایا وہ بیہوش تھا پانی اُسکے منہ پر چھڑکا دامن کی ہوا دی کہ اُسکو ہوش آیا جب اُسنے آنکھ کھولی دیکھا
ایک آدمی سرہانے کھڑا ہے شیر مرا پڑا ہے وہ شیر بازغ صولت میرے جسم سے خاک پاک کر رہا ہے یہ دیکھکر دل سے
کہا اسی نے شیر کو مارا ہے اس وقت میرے لیے اسکو خداوند سامری نے فرشتہ بنا دیا ہے جلد اُٹھکر شہزادہ کے پانون پر گر پڑا
اور کہا مین تیرا غلام ہون اے شخص خداوند لقا تجکو سلامت رکھین کہ تونے میری جان بچائی شہزادہ نے فرمایا کہ مین لقا
گمراہ پہ لعنت کرتا ہون خدا تعالی کو وحدہ لاشریک جانتا ہون اے عزیز تجکو شیر مارے ڈالتا تھا مین نے چھڑا دیا خیر
آدمی کے آدمی کام آتا ہے اب تو چلا جا ساحر نے جب یہ کلمات سُنے پوچھا کہ اے محسن میرے آپ کون ہین شہزادہ نے
فرمایا کہ الحمدللہ مین مسلمان ہون ایرج میرا نام ہے ہوشدار کو مین نے قتل کیا ہے یہ سنکر عرض کیا کہ اے شہزادہ ذی تبار
مین آپکو ایسا صاحب خلق و مروت نہ جانتا تھا مین آپکا حریف صندل روئین تن ہون یہان سحر کرنے کو آیا تھا
کہ اس آفت مین مبتلا ہوا زندگی میری تھی جو خدا نے آپکو بھیجدیا اب مین بندۂ بے دام ہون ادنی آپکا غلام ہون یہ کہکر
قدم پر شہزادہ کے سر رکھا اس بہادر نے سر اسکا چھاتی سے لگایا اُسنے بصدق دل اطاعت اسلام اختیار کی اور
جملہ حقیقت اپنے بھاگنے اور سحر تیار کرنے آنا سب کہا عرض کیا کہ آپ تشریف اپنے لشکر مین لیجائیے مین فوج اپنی لیکر

حاضر خدمت ہونگا شہزادہ یہ سنکر باہر دروازہ کے آیا اور اُسکو رخصت کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا یہان بعد
جانے شہزادہ کے محبوب کی آنکھ کھلی تھی پہلو خالی از دلدار پاکر بیقرار ہوئی تھی اور بارگاہ سے نکلکر ڈھونڈھتی
پھرتی تھی کہ شہزادہ آکر پہونچا اسنے دوڑکر گردن مین ہاتھ حائل کر دیا اور کہا اے جان من باعث زندگانی مجھ حرمان
نصیب کو کہان چھوڑ گئے تھے ہائے ہو جب ع کھلی مرے غنچۂ قسمت کی بیکسی کی شرم ÷ کہ پھر ملاقات میسر آئی یکبار
بارگاہ مین مطلوب کو لائی سردار خوابگاہون سے بیقراری ملکہ کے سبب نکل آئے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہوئے
شہزادہ نے اس راہ سے کہ ایک شیر کا مارنا کیا ایسا بڑا کام ہو مطلق کچھ ذکر ساحر کے پکڑ لانے کا نہ کیا وہ باقی شب
عیش و نشاط مین بسر کی آخر مالک برج اسد نے پنجۂ تیز سے سینۂ ساحر شب فگار کیا اور فسونگر نسیم صبحدم
نے صندل سحر کو دہر مین پھیلایا بیت جو از کوہ خاور سپیدہ دمید ÷ فریب شتابندہ آمد پدید ÷ صبح دم
شہزادہ عالم طاعت خلاق دو عالم سے فارغ ہوکر صدر نشین دربار تھا سرداران وغیرہ سے مجمع حضار تھا
کہ یکایک سامنے سراپچہ جو اُٹھے تھے اُدھر سے گرد اُٹھتی نظر آئی محبوب سمجھی کہ فوج خود سر آئی اسنے حکم تیاری
لشکر دیا جلد جلد کمر بندی ہوئی شہزادہ نے منع بھی کیا کہ تم دخل نہ دو کہ عورت ہو مین سمجھ لونگا مگر اُس نے
نہ مانا لیکن اس عرصہ مین وہ گرد شگافتہ ہوا اور صندل ساحر کب نظر آیا مگر گھبراکر اُٹھی کہ لے شہزادہ وہ چریدہ آیا
شہزادہ نے فرمایا کہ بیٹھی رہو آتا ہو تو آنے دو یہ گفتگو تھی کہ ساحر گھوڑے پر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا شہزادہ
کو نذر دی اور ملکہ موصوف سے کہنے لگا میری خطا کو معاف فرما ملکہ نے بھی اُسکو سرفراز فرمایا مگر بہت حیرت
زدہ تھی کہ یہ کیونکر بغیر کچھ کیے سُنے بیک یک مطیع ہوگیا غرضکہ اسکے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا کہ لشکر شہزادہ نامور
اُترا رونق بے اندازہ حاصل ہوئی شہزادہ نے ساحر مذکور کو خلعت سرداری سے مخلع فرما کر دست راست مین
بٹھایا پھر ساقی مہ لقا نے جام شراب ہوش ربا پلایا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ملکہ نے ہدایت پانیکا
اسکے سبب استفسار کیا اُسنے شیر کی کیفیت اور شہزادہ کی شجاعت اپنے حال پر عنایت فرمانیکی حقیقت سب بیان
کی ملکہ جرأت و جلادت پر شہزادہ پر صولت کی آفرین خوان ہوئی پھر قلعہ مین سب نے داخلہ کیا دونون ملک
اسلام آباد ہوے دو ایک دن یہان جلسہ رہا پھر ملکہ کو قلعہ ہوشدار کا حاکم کرکے رخصت طلب کی ملکہ نے
کہا اے شہریار اس قلعہ مین چار کوٹھے مال و خزانہ کے ہین وہ آپ ہمراہ لیجیے اور میرے قبیلے روئین تن ساتھ
لیکر کوچ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ کوٹھے کس اسباب کے ہین ملکہ نے کہا ایک مین روپیہ ایک مین اشرفی ایک
کوٹھا پُر از جواہر ہے ایک مین ہتھیار اور ہر طرح کا اسباب نادر ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ گنج و زر تم اپنے قبضہ مین
رکھو کہ تم عورت ہو مین سپاہی ہون میرے ساتھ قبیلے البتہ کر دو ملکہ نے سوا ان سحر کو ہمراہ کیا لیکن عرض کی ایسا نہو
کہ مین غم جدائی مین مرجاؤنگی آپ جہان سے اپنے لشکر مین جائیے اور اپنے دادا سے اجازت لیکر مجکو وہین بلوائیے
پھر آپکو اختیار ہے طلسم ہزار برج مین جاہیے جائیے خواہ وہین تشریف رکھیے اسکے کہنے سے شہزادہ نے سوم روز قصد
طلسم فتح کیا اور بحشم و خدم مع بیتاہاے روئین تن اور کئی لاکھ سپاہ مع تجمل ساحران فسون ساز ندن کے کوچ کیا

اور اول قلعہ صندلیہ میں آیا دو دن وہاں قیام فرمایا **صندل** نے دعوت و ضیافت کی پھر اپنے نائب کو اپنی جگہ پر حاکم کر کے شہزادہ کی رفاقت چاہی تیغ زمین شگاف زیب کمر کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا یہ شہریار رنگین دوقار بڑے عظم و شان سے روانہ ہوا کہ ابیات

ممکن نہیں کلک سے ہو تحریر
جیسے مہ نو قریب اختر
وہ اسپ کہ صورت پری تھا
حاسد کے لیے تگک ہے یا گرز
ہمراہ تھا سب یہ ساز و سامان

سیم و زر و اسپ و فیل و شتر
وہ چاٹتی تھی ہر ایک کا خون
طالع میں بلند اختری تھا
وہ پلٹنیں اور وہ رسالے
شوکت تھی نثار فتح قربان

تھی زیب کمر وہ برق پیکر
ہوگا وہ زمین کہ شیر گردون
وہ فیل کہ مثل کوہ ابر تھے
جنسے کہ عدو کی جان کے لالے
اسی طرح بعد قطع منازل و طے

مراحل جب لشکر اسلام دو منزل رہگیا تو ایک دامن کوہ میں اس کوہ دقار نے مقام کیا یہ تو ادھر سے آتے ہیں لیکن لشکر اسلام کا حال بیان ہو چکا کہ اہل اسلام پہاڑ پر پناہ گزین ہیں ساحر اُنپر چڑھکر جانے میں خائف تمام فوجیں بلقا و بلاد صبا کی قریب کوہ ہو گئیں اور کوہ محصور کر کے بلانے چلا ہائے رو دین تن کو للکارا کہ نیچے اُتر کر پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور ہمارے دشمنوں کے سر اُو تپلے تمہارے سحر لیکر چلے اور گھاٹیوں کو طے کرنے لگے پیچھے انکے تمام لشکر حملہ آور ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا بلا بھی سحر پڑھتا آگے بڑھا اُسوقت عیاروں نے سنگباری کرنا شروع کی اور تیر برسانے لگے شہزادہ کوکب بسان شیر ژیان کھائی پر راہ لشکر دشمنان روک کر کھڑا ہوا کہ اے پہاڑ کے ناموس امیر جو اگر یہ کافر چڑھ آئے تو بڑی بے حرمتی ہو گی بس اپنی جان دیدینا چاہیے اور تا حیات اپنی دشمنوں کو آگے بڑھنے دینا نہیں لازم ہے شورش سپاہ اور بانگ سپاہ سنی بادشاہ جو زخمی اور بیہوش پڑے تھی ہوشیار ہوئے اور جرأت ذاتی سے سنبھلکر اُٹھے قلعہ کوہ پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا تو بازار موت کا گرم پایا ہنگامہ گیر و دار نظر آیا جب تپلے آگے بڑھتے ادھر کے لوگ سینہ سپر کرتے گردن زیر تیغ و خنجر دھرتے پہاڑ پر سے سرنگون نیچے گرتے ایک فریاد اور شور تھا ایک جان شیرین جاتا اور دلاکا اندیشے کلمہ شہادت مسلمانوں کے ورد زبان دشمن کو خون سے رنگین کرتا تھا میں سے آبشار کے بہتے خون روان رگ ابر لیے بنشتر شمشیر خون فشان برق شمشیر آبدار کی چمک سے جگر مرگ وغیرہ نغمہ میں حق خرد و سترگی کیسا ارت سے تپلے شورش کی تھی ایک سمت سے کسے ساحر سحر خوان آندھی سیاہ آئی ہوتی تاریکی چھائی ہوئی اتفاقات تباہ سپاہ اسلامیان ہو قریب تھا اور کہیں جا نہ تھا کہ اے بندگان قدرت دیکھو میرے غضب کو کہ ان بندگان مغرور کو آج پناہ نہیں ملتی ملا جو قتل عام کرتا پہاڑ پر چڑھتا جاتا تھا ترنقا فرط حسرت سے نعرے مارتا اور کہتا کہ دیکھو میرا شیر جنگی آج بپھرا ہوا ہے الحاصل جب قلعہ کوہ قریب رہگیا مسلمانوں میں تلہکہ پڑی گھاٹیاں طے کر کے جا پہنچے تھا یہی گر سلطان دشوار تھی لیکن سب طرف سے پہاڑ گھرا ہوا تھا پر جان دینا گوارا کیا مر کر گرنے لگے اے اجل بندگان تھے کو آغوش میں اٹھانے لگی خواب مرگ میں سلانے لگی جو پہلوان کہ مثل اطفال مچلکر زمین پر لوٹتا اسکو تھپک کر گہوارہ لحد میں ازدہم کرتی دامن تیغ سے پنکھی جھلتی زبان خنجر سے لوری سناتی ناموس امیر حرم محترم فرزندان امیر بال کھولے

نالان وگریان گرد امیر جمع تھے اور امیر بیہوش پڑے ہوئے بصورت مردگان تھے بادشاہ ذیشان جب جھپٹ کر قلعہ کوہ سے آگے بڑھتے زخم پھٹ جاتے یہ بیہوش ہوتے عورتیں پیٹ رہی تھیں کوئی کہتی کہ خداوندا میرے وارث کو بچالے کوئی پکارتی کہ یا خدا مجھکو دنیا سے اٹھالے کسی کی فریاد تھی کہ مجھکو میرے وارثون کا مردہ نہ دکھانا اے کریم ان کے غم مین نہ رلانا کوئی گود پھیلا کر دعا کرتی ماتھا زمین پر رگڑتی کوئی بالون سے جھاڑو دیتی کسی نے میرا ایکا ایک سپیہ اٹھایا کہ ایکا ایک سا میری مراد آئے کسی نے ہی پیادہ سو سوار کو ماننا تھا کہ میرے بیمار اچھے ہون کوئی ترت پھرت کی نذر مانتی کہ ہماری مدد غیب سے آئے کسی نے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کیے تھے کسی نے پیر و بیمار کے کونڈے مانے تھے کوئی کہتی کہ مین کھڑے پیر کا روزہ رکھونگی اور میری تمنا پوری ہوگی تو کھڑے ادونا دونگی وہ وہ نازنینان گل پیرہن جنکے اوپر بلبل دل فریفتہ ہو نالان وگریان بسان عندلیب قفس اسیر پاس مدحوران تھیں صاحبان عصمت و شرم موئے مشکین و زلف عنبرین کھولے تھیں کہ بہار کو سنبلستان کہنا بجا تھا یا دختران نے انکے رخسار رشک گلستان کو بہ رنگ غنچہ کھلا دیا تھا رخسار کے جو رشک قمر تھے وہ خاک پر جانب قبلہ رکھتی تھیں مٹی گالون مین بھرنے سے چاند پر خاک پڑی نظر آتی آفتاب حسن کو تیرگی رنج سے گہن لگا تھا نہ وہ رنگ تھا نہ وہ نقشہ تھا لیکن باین سنج واسوہ بھی عجیب طرفہ ہو یا وہ سراسیمگی سے چہرون کا رنگ فق فق گل یاسمن کو شرماتا وہ انکے ناز و انداز کا عالم کہ آشوب دہر بھی تصدق ہوا جاتا کوئی حیران ہو کر ہاتھ کو ٹ لیتی تو پنجہ دست نگارین پنجہ آفتاب سپہر حسن پر نظر آتا بال جو رخ پر بکھرے تھے تو پنجہ دست رنگین شب زلف مین ماہتاب کی چمک دکھاتا کوئی جو چیخ کر بات کرتی تو دوسری انگشت مابین ہر دو لب رکھ کر چپ ہونے کا اشارہ فرماتی گویا پیغمبر حسن تھی کہ معجزہ شق القمر دکھاتی تھین سرمیم پر الف امید تحریر فرماتی کوئی اس سوچ مین سر در گریبان کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کسی کا سر آئینہ زانو پر بعد حیرانی رکھا ہوا کہ خدا جانے کیا صورت ہو دیکھیں کیا نقشہ یہ فلک پیر دکھاتا ہے آخر ملکہ مہر گہر تاج دار سردار حسینان روزگار رشک گل چینیون کے امیر کے افسر تھی بال کھول کر گود پھیلا کر جانب کعبہ اکرم رخ کر کے مصروف دعا ہوئی سب بیکسون نے بہ ہشت پہ آمین کہنا شروع کی اور کہنے یہ استغاثہ کیا کہ اے کارساز حقیقی میرے حال پر رحم کر نظم

غم کے مرض مین مبتلا ہے
مشہور ہے بعد رنج ہے گنج
جسکو کہ کوئی مرض ہوا ہے
راحم ہے تو اسے خدائے غفار
اسوقت مین کون ہے ہمارا

اسکو تیرا آسرا دوا ہے
مفلس ہے بشر کبھی تو نگر
آخر اسے ایک دن شفا ہے
کیا راز سے تیرے کوئی آگاہ
ہے تیرے کرم کا بس سہارا

ہوجاتے ہیں دور ہو کوئی رنج
جاتے ہین کسی کے دن بہار
ہر چند ہم آج ہین دل افگار
کوئی تو نکال دیگا تو راہ
آخر تو دعا آجگاہ قبول پر ان

مستمندون کا یہ حال تھا لشکر اسلام مین جو بعد بڑی تھی تو جو عیار کہ زیر کوہ رات ہی سے بر بھاگے تھے وہ وہان بھاگ کر صحرا مین اسلیے گئے کہ ہم اپنے لشکر کا تباہ ہونا اور اپنے مالکون کا مارے جانا اپنی آنکھون سے نہ دیکھیں چنانچہ کلباد عیار تو صحرا مین بھی نہ ٹھہرے بہت دور نکل گئے اور ایک درہ کوہ سے جو انھون نے سر بگر کے

قدم آگے بڑھایا دامن کوہ میں کہ ملکہ کا لشکر اترے پا انشاء جو کہلے تھے حمد و نعت خدا اور رسول سے دز میں نظر
آئے عیار خوش ہو کر اندر لشکر کے گئے دیکھا کہ ایک بارگاہ کے سامنے میدان پڑا ہے اُس میدان میں ایک جوان
مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا ہے انھوں نے پہچانا کہ شہزادہ ایرج والاقدر ہمارا آقا ہے یہ بس دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئے
اور چلا کر روئے شہزادہ مرکب سے کود پڑا انکو گلے سے لگایا اور کہا خیر تو ہے کیا رنج تم کو پہونچا ہے انھوں نے امیر کا اسم اعظم
بھولنا سرداروں کا قید ہونا لشکر کی تباہی پہاڑ پر جملہ ساحران کی حقیقت سب کہہ سنائی شہزادہ نے جو یہ خبر
وحشت اثر سُنی رو دیا اور کہا حال جد الاتبار ہائے افسوس اس مرتبہ تباہ ہوا یہ کہکر اُسی وقت طبل سفر بجوایا اور
بہ رسم ملغر ہر ایک کو حکم چلنے کا دیکر آپ سب سے پہلے مسلح و مکمل ہو کر گھوڑا اڑایا افسران لشکر بھی اتنا جلد چلے کہ پہاڑ
پر لوگ دعا کر رہے تھے کہ پہونچ گئے بلا ہنوز بالائے کوہ نہ پہونچا تھا وقت اسیری اسلامیان تھا کہ یکایک از پردۂ
بیابان گرد سے برخاست غبار کا سر سقف آسمان سے لگا ہوا اور پاؤں زمین سے سیاہ ہوا ابسان شعلہ جوالہ
ہر ذرہ بیتاب کھاتا چمک دمک کی لشکر کے گواہی دیتا جاتا کہ شعر

پدید آمد از دور گرد سیاہ | غو دیدبان آمد از دیدہ گاہ | اگر آمد ز ایرج سپاہے پدید
بہ رسیدہ گردشان بر دمید | دل گرد سے علمہائے بادل نگار | انھیں پر جلوہ دکھانے دکھائی دیے علم ریشمی

انکے جواہر دوز تعریف خدا اور رسول سے بہرہ اندوز لبعد انکے دمائے تشتری فیلی نیچے زمین و زمان لرزنے پھر سامان
جلوس سواری طنین اور رسالے وہ جنگی صورت سے ہراول فلک پر خوف طاری ظاہر ہوئے لبعد ازاں ساخر طالبان
گھوڑ پر سوار جادوگریان ہتیار لگائیں باندھے سرخ سرخ جھنڈیاں انکے ہاتھوں میں لیے طاؤس وہمن آراستہ سحری کی رنگین
دکھاتیں آمین لشکر کی چمک دمک برادر عظم و شان پر دل ہر دو سپہر ارجان قربان زیر سایۂ علم شہریار شہزادہ ایرج نوجوان کہ بموجب نظم

فرد کوفت بیدل روئینہ خم | دمیدند شیپور با گاؤ دم | بر دمید ز رجا م پشت پیل
زمین را تو گفتی برآورد نیل | ہوا شد سیاہ و زمین نیل رنگ | دلیران لشکر لبان پلنگ
بجنگ اندرون گرز و دل پُر ز کین | چو دریائے جوشان ز گردان زمین | دلیران گردش کش از کوہیان
بسیچیدۂ جنگ و شمشیر زبان | ابا زنگ زرین و کوپال و تیغ | خروشان بکردار غرندہ میغ
رسیدند لشکر گروہا گروہ | زمین شد ز گردان بکردار کوہ

جب اس شان و شوکت سے وہ لشکر آتے دیکھا بختیارک خر اپنی فیل پر کھڑے ہو کر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ دیکھیے وہ ساحروں کے
سر کوب آپہونچے لقا نے کہا اے شیطان کیوں بکتا ہے آج قدرت سے تقدیر اپنی شکست ہو چکی ہنس فرمائی شیطان
نے کہا تو قدرت کی آج شامت بھی اچھی طرح سے آئی سیدھ کہنے چکا تھی کہ شہزادہ نامدار ہوا رجا کر اور تیغہ
علم کر کے فوج کو پار پر جو زیر کوہ صف کشیدہ تھی آ پڑا اسکی لاکھ ہاتھ تلوار کا ایک بار جو بلند ہو کر پڑا الاٹھ کی بجلیاں
دفعۃً زر نگاہ چمک گئیں آنکھیں جھپک گئیں معاذ اللہ تلوار کی آنچ تھی اسر لکھا سب جلا ہزاروں سر دم بھرمیں لشکر
گر پڑا ابلا پاتر بالائے کوہ جاتا تھا یہ حال دیکھکر پھر آ اور تلہائے روئین تن سے حکم مقابلہ دیا وہ لشکر شہزادہ پر گرے

شہزادے کے ساتھ کے تیلے اُنسے بھڑ گئے چوٹ برابر کی چلنے لگی جو یہ اُنکے حربے سے کٹتے ہین تو اُنکے ہاتھ سے وہ بھی مرتے ہین ایک سمت ساحر سے ساحر لڑنے لگا تا سیج اور ترنج اُچھلنے لگا پر شور کرنے لگے ورد یا سحر کے پڑھنے لگے شعلہ باری برف باری سے جان عاری گیتی کو زلزلہ فلک تک غبار کدورت خاطر کا اثر ہیو بجادو دسحر نے سقف سپہر کو دھوان دیا زہر باران سحر نے چرخ کو سبز رنگ بنا دیا اُسیوقت کا ایک بجھو رنگ کو نجگیا ہو جو بیچ عقرب کہلاتا ہو پناہ بخدا کسی ساحر نے اپنا گلا آپ چھری سے کاٹا دشمن کا گلا کٹ گیا کسی نے پان کھا کر سامنے تھوکا فوراً حریف نے خون تھوکا بیرے کلیجہ کا لہو جاتا سوئیو کے گچھے چلتے تھے ملک عدم کے نا کے سوئیون کے ناکے مین نظر آتے تھے ادھر تو یہ گیر و دار کا ہنگامہ تھا اُدھر بہادران روزگار نے عدو کو زیر تیغ رکھ لیا تھا تیر جوشن مین جاتے تھے مژدہ آمد شاہد مرگ کی خبر دشمن کو سناتے تھے نیزے جو نیزون سے ملتے تھے مدت کے بچھڑے بغلگیر ہوتے تھے مگر مجرم سرکار عشق رزم جو بی ٹھہرائے گئے تھے کہ بند بند باندھے ہوئے تھے زبان سنان طعن ہر مبارز پر کرتی کہ واہ کچھ ننگ نبرد نہین دلمین زخم کا درد نہین شمشیر کا جوہر حرف دفتر الفت عروس اجل ہر گلے ملنے کی جاہ ہمت جوانمردی دست دبغل تیغ کی جھنکار مبارکباد مرگ زندگانی دہان زخم کی ہنسی پسند آتی سر و تن کی جدائی حیات ابدی کی خوشخبری دیتی شجاعت جان بیچ کر نیک نامی مول لیتی کہان تک یہ ہنگامہ گذارش ہو کہ

ابیات

دہان خشک وغرقہ شدہ تن در آب

یکی ابر بست از بر تیرہ خاک

چو پیلان ہمہ دست بر یکدگر

پاسبان جنگی سواران جنگ

ز تیغ درخشان بدن آفتاب

ہوا سر بسر گشت زنگار گون

فگندہ ز تنہا جدا کردہ سر

نہنگ کشیدند چون سنگ سنگ

ہمہ گرز را بر کشیدند پاک

زمین شد گرد اور دریائے خون

ایک طرف صندل تیلہائے رویین تن پر گرا ہوا تھا اسکا تیغہ چشمہ سامری مین بجھا ہوا تھا تیلون کے سر قلم کرتا جاتا تھا اُسی گرمی جنگ مین بلا رجادی للکارتا ہوا اُسکے مقابلہ مین آیا ہر چند کہ یہ بھی رویین تن ہین لیکن اُسکا تیغہ سامری کے چشمہ کی آب داری رکھتا تھا اسکا حربہ رو کر کے اُسنے جو ہاتھ مارا اگر یہ بڑا خیار کی طرح دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ برپا ہوا کہ مارا بلا رجادو کو یہ معرکہ صبا نے دیکھا بیقرار ہو کر رونے لگی مگر خیال آیا کہ جانی بھیا کے مرنے سے سرداران اسلام جو درہ کوہ مین قید ہین رہا نہ ہو جائین اُنکو چلکر روکنا چاہیئے یہ سوچکر بزور سحر اُڑکر روانہ ہوئی فوج ساحران ہکا بکا دیکھکر سمجھی کہ ملکہ ہماری بھاگی بس جملہ لشکر رو بفرار لایا اور بلا کے مرنے سے تیلہائے سحر بھی جگلئے شہزادہ ایرج قتل کرتا ہوا جانب فیل لقا چلا لشکر لقا پرستان تو سلامت نکالو ہا منے ہوا تھا ساحرون کے بھاگنے سے ہر لشکری گریزان ہوا بختیار کے فیلبان کی گھڑی سی اُچھالی اور پکار اکہ یا خداوند ابجلدی تقدیر گریز کر دو نواسا تمہارا اگڑا ہوا ہے لقا نے کہا ہر چند کہ تقدیر پر قرار قدرت کو منظور نہین مگر نواسے کی خاطر ہو اچھا بھاگو فیلبان نے ہاتھیون کو بہت جلد بھگایا شہزادہ ایرج نے تعاقب کیا زیر تیغ رکھ لیا ایکطرف سے کرب بجلی تیغ فوج اسلامیان لیکر آتا تھا ہزار ہا ساحر ولقا پرست مارا گیا دشت لاشون سے بھر گیا اہل اسلام

قتل کرتے ہوئے جہان تک کہ حصار آتش کا بلا نے کھینچا تھا آئے وہ حصار بھی بلا کے مرنے سے مٹ گیا تھا لقا
اپنے لشکر کے پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرا اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا اسوقت شہزادہ کرب نے کہا اے ایرج بس بھاگے کا
تعاقب کرنا شیوۂ خاندان حمزہ نہین شہزادۂ موصوف یہ سنکر پھرا میدان سے لاشہاے مسلمانان اٹھنے علم دیا عیارون
نے آکر قدم اقدس شہزادہ کو بوسہ دیا شہزادہ نے چالاک ابوالفتح سے کہا کہ تم جاکر بادشاہ اسلام کو اور دادا جان کو
لشکر اسلام مین لاؤ بارگاہ سلیمانی و حشامی اسباب کافران سے خالی ہے عیاران مذکور خدمت شاہ جمجاہ مین پہاڑ
پر آئے اور عرض کی کہ مبارک ہو دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا شہزادۂ ایرج انتظام لشکر آرائی مین ہین ورنہ حاضر ہوتے
حضور خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہون بادشاہ ذیشان یہ سنکر ہوادار پر سوار ہوکر چلے شہزادہ کرب سے
فرمایا کہ امیر اور خواتین معظمہ کو سوار کرکے لاؤ یہ فرماکر پہاڑ سے اُترے تھے کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے خواجہ سیاوش
سامنے آئے اور کہا اے بادشاہ عالم پناہ بہتر نہین کہ چند روز آپ یہان سے تشریف لیجائین اسلیے کہ لشکر مسلمانان
پر سے ہنوز قران منحوس دفع نہین ہوا ہے بڑی مصیبت کا خدا نکردہ سامنا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نہ جاؤنگا
تو لشکر تباہ شدہ جمع نہوگا دوسرے یہ کہ اب تو مین روانہ ہو چکا پھر جانا میرا دستور نہین اچھا کچھ عیار جائین اور شہزادہ
کرب سے نسبت لائے ناموس اور امیر کے محافظت کرین عیار حسب ارشاد گئے اور شہزادۂ موصوف کو روکا ادھر شاہ گردون
بارگاہ قریب لشکر پہونچے ایرج نے استقبال کیا اور بارگاہ سلیمانی مین لاکر تخت پر جلوہ گر فرمایا لشکر مین بازارین
کھلین رعایا آباد ہونے لگی لشکری جو فراری تھے آنے لگے عیارون نے کوتوالی چبوترہ کا بندوبست کیا یہان تو یہ کیفیت ہو
مگر صبا جادو کر درہ مین گئی سحر سے سرداران اسلام کو زیادہ تر مسحور کرکے اُس مقام کو بدستور اول سحر سے ناپدید کرکے
غم برادر مین نالان و گریان اُڑ کر قلعہ کوہ عقیق مین آئی یہان لقا بدحواس دارالامارہ مین بیٹھا تھا کوہی وغیرہ شکستہ
خاطر حاضر دربار تھے کہ یہ مردار پہونچی سب نے دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے رنگ چہرہ کا زرد ہے دل غمگین و پر درد ہو
غرض اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور روکر کہا کہ ہاے میرا بازو بھی ٹوٹ گیا اور مانگ بھی اُجڑ گئی یا خداوند یہ کیسی آپنے
تقدیر فرمائی لقا نے کہا اے بندی میری تیرے بھائی نے مجکو راضی بہت کیا ہے مین نے خوش ہوکر اُسکو داخل
اپنی بہشت مین کر دیا ہے اب اگر تجکو اُسکا رنج بہت ہے تو مین بعد نوروز اُسکو زندہ کردونگا بختیارک بولا کہ اے
صبا دنیا ہیچ ہے کوئی کسی کا نہین جیتے جی سب رشتہ ناتا ہے مرنے پر کوئی نہین پوچھتا اے جان من اب کیون
اپنے جانی بھیا کی عقبیٰ برباد کرنا چاہتی ہو جو کچھ گذرا وہ گذرا اب تم اپنے بھائی کا عوض ان خداپرستون سے لو
سب کو قتل کرو بھائی کی روح بھی خوش ہوگی اور ثواب بھی ہوگا خداوند بھی خوش ہونگے تمھاری عاقبت
بھی درست ہوگی بہشت مین تمکو بھیا ملین گے ساحرہ کو مرگ آشنا و برادر سے غم و غصہ بہت تھا کہنا شیطان کا
منظور کیا اور کہا کہ اب بھی مین جاتی ہون جو سرداران اسلامیان میری قید مین ہین اُنکو مارے ڈالتی ہون پھر اور
مسلمانون کی بھی تدبیر کرونگی شیطان نے کہا بہت اچھا سوچین تم خود عاقلہ ہو تمھین کوئی کیا سمجھائے اب دیر
نکرو جلد جاؤ کار خیر مین تاخیر مناسب نہین مگر اپنے رہنے کا ٹھکانا مجھکو بھی بتلاتی جاؤ کہ مین بھی جب چاہون

وہان چلا آؤن کس لیے کہ مسلمان مرنا جانتے نہین اُنکے قتل کرتے وقت عیار تمکو آکر زک نہ دین ساحرہ تو اُسکے قول کو
آزما چکی تھی کہا اچھا مین دو ساحر چھوڑے جاتی ہون جب تم میرے پاس آنا چاہو گے اُنسے کہنا وہ میرے پاس
لے آوینگے یا تمکو خبر کرینگے مین بلا لونگی یہ کہکر جادوگر بارگاہ مین چھوڑ کر جانب درہ کوہ روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی
اُدھر جب بادشاہ اسلام بارگاہ مین آچکے اور آبادی لشکر کا سامان ہو چکا عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک ساحرہ
صہبا جادو جو ذلیل ہوا اُسی کے سبب سے سردار ہمارے بھی قید مین اور امیر بھی اپنے حواس مین نہین پس چاہیے کہ
اُسکو بھی کسی طرح واصل جہنم کرکے سردارون کو رہا کرین تا لشکر بدستور رشید آباد ہو غرضکہ یہ مشورہ کرکے چالاک
نے تجویز کیا کہ ساحرہ بہر ملاقات لقا اپنے مقام سے قلعہ مین ضرور جائیگی اور وہان سے پھر کر اپنے مسکن مین آئیگی
چنانچہ اثنائے راہ مین اُس سے براہ عیاری ملاقات کرکے اُسی کے ہمراہ اُسکے مقام سکونت پر چلنا چاہیے یون جانے
مین تو راستہ نہین ملتا فی الحال ایک عیار کوتاہ قامت کو اپنے عیارون مین سے تجویز کرکے طلب کیا اور کہا ایک لڑکے
کی صورت بن آؤ وہ عیار کہ نام اُسکا گجل کوتاہ قامت ہو طفل نابالغ کی صورت بنا ہاتھ پاؤن نازک نازک چہرہ
بھولا ناک بہتی کرتا گلے مین آستین سے ناک پونچھتا گال پھولے پھولے لیکن سردی کے سبب جا بجا سے شق ہوکر دیکھے
پڑے ہوئے کرتے کی گھنڈی کھلی ہوئی دامن چاک پیر اُڑی ہوئی تتلا کر باتین کرتا ہاتھ مین کسی جا بجی
کے چیلے تیلے بڑے شوخی و شرارت چتون سے ظاہر اس صورت سے جب بن چکا چالاک ایک بڑھیا کی صورت بن
بنا چادر گاڑھے کی اوڑھی سر کے بال سفید سوسی کا پاجامہ پہنے پٹاری پان کی بغل مین دابے بہت پیرانہ
سالی نہین اوسط درجہ کی ضعیفہ بنکر اُس طفل کو ہمراہ لیا اور لشکر سے ایک غریب شخص کو بلا کر کہا اگر تیری لڑکی نو
نو برس کی ہو کچھ دینے کے لیے ہمکو دے ہم دو روز مین لڑکی بھی تجکو دینگے اور یہ مال اُسکے عوض مین اسوقت
تجکو دیتے ہین اُسنے کہا حضرت صاحب قتل ساحران کی تدبیر کرنے مین ہم اپنے اہل و عیال کے ساتھ حاضر
ہین چاہے لڑکی مار ڈالی جائے خواہ زندہ رہے آپ لے جائیے مال کی احتیاج نہین غرض اُس مرد دیندار
نے اپنی دختر نیک اختر حوالہ عیار خوش سیر کی اُسنے مینڈھیان اُسکی گوندھین کچھ گہنا پہنایا اور ان دونون
کو ساتھ لیکر جانب کوہستان گیا اور راستے مین ایک مقام پر ٹھہر کر دونون کو گود سے اُتارا و بادہ بیٹھکر رونے لگا
وہ عیار جو لڑکا بنا تھا اُس لڑکی کے ساتھ کھیلنے لگا دونون نے بالو ریت کا گھروندا بنایا اور اُدھر گھر وت پاؤن
پھیلا کر کھیلنے لگے اس اثنا مین ساحرہ جو قلعہ سے چلی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی چاند کی ایسی
صورت اُسکے گلے مین آستینون کی کرتی پہنے اور ڈھنی سر سے ڈھلکی ہوئی چوٹی پیچھے چھوٹی سی پڑی ہوئی -
مینڈھیان گندھین گورا گورا بدن ایک لڑکے کے ساتھ پاؤن پھیلائے کھیلتی ہے وہ لڑکا بھی قبول صورت بھولا
بھولا ہے دونون ایک بڑھیا پٹاری سامنے رکھے ڈلی کترتی جاتی ہے اور روتی ہے یہ دیکھکر ساحرہ نے سواری
ٹھہرائی اور ضعیفہ سے پوچھا کہ بڑی بی تم کون ہو اور یہ بچے کس کے ہین اتنا سنتے ہی بڑھیا چیخ مار کر رو دی
[illegible] بلائین لین اور کہا مین صدقے مین نثار گئی ان بچون کا حال بیان کرون

ماں باپ دونوں مرگئے مجھ بڑھیا نانی کے سوا کوئی باقی نہیں رہا سو میرا بھی کیا بھروسہ بوڑھا دم آیا آیا نہ آیا نہ
آیا کوئی دن کی مہمان ہوں اسی واسطے روتی ہوں کہ ہائے انکا کوئی نہیں صبا کو بھائی کا غم تھا ان میں ہاں
ملانے لگی کہ بڑی بی سچ کہتی ہو تم بوڑھی ہو یہاں جوانوں کا بھروسہ نہیں کیا موت کو کہیں لینے جانا ہے ہمارے
جانی بھیا ابھی جوان تھے جو مارے گئے اے ضعیفہ اگر اپنے بچوں کو لیکر ہمارے پاس رہو تو ہم وارثی کرینگے بڑھیا
نے دعائیں دیں اور کہا واری تم وارثی نہ کروگی تو اور کون کریگا میرا مزاج خفقانی ہے گھبرا کر جنگل میں نکل آتی
ہوں روتی ہوں دل بہلاتی ہوں بھر اس دل کی نکل جاتی ہے ورنہ گھٹ کر مرجاؤں ساحرہ نے کہا تمہیں اختیار ہے
جہاں جی چاہتا جانا آنا مجکو تو ان بچوں سے مطلب ہے کہ انکی بھولی باتوں سے غم میں افاقہ ہوگا عیار مذکور کو تو ساتھ
جانا منظور ہی تھا بعد اقرار و انکار ساحرہ کے ہمراہ ہوئی اسنے دونوں بچوں کو ہوادار کے آگے بٹھالیا اور بڑھیا
کو بھی ایک طاؤس پر سحر کے بٹھا کر داخل درہ کوہ ہوئی درہ کوہ میں گھر بنانے کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے جب یہ
اسی مقام پر ایک صحنچی بزور سحر اور بنادی اور بڑھیا کو اسمیں فروکش کیا بچوں کو اپنے مقام پر لیجا کر رکھا وہ بچے
کھیلنے لگے چالاک نے ان تینے دنوں میں بدقت تمام یہاں رسائی پیدا کی اور قصد کیا کہ اب کام اسکا تمام کردوں کیونکہ
یہ غم میں اندھی ہو رہی ہے پہلے جو یہاں آنا چاہتے تھے تو اندھے ہو جاتے تھے غرضکہ یہ تو اس فکر میں ہے ادھر
بجلتیا رک کی رگ شیطنت پھڑکی دم گھبرایا ان ساحروں سے کہا میں صبا کے پاس جانا چاہتا ہوں ساحر
وہاں سے اڑکر ساحرہ کے پاس آئے اور کہا ملکجی یہاں آنا چاہتے ہیں ساحرہ نے چند جادوگر اور بھیجکر کہا جاکر
ملکجی کو لے آؤ ساحر شیطان کے پاس آئے اور کہا چلیے آپکو بلایا ہے شیطان نے براہ احتیاط کہ یہ ساحر کوئی عیار ہوں
جو میرے ساتھ مقام ساحرہ تک پہونچ جائیں انکا منہ گرم پانی سے دھلوایا اور کچھ باتیں امتحانا پوچھکر سوار ہوکر
روانہ ہوا راہ میں بھی انکے باپ دادے کا نام پوچھتا جاتا تھا جب درہ کوہ میں پہونچا صبا استقبال کرکے لیگئی اور
مقام بہتر پر بٹھایا اور کہا کیونکر تشریف لائے اسنے کہا میرا دم گھبرایا جی میں آیا کہ کل تملانائی کا چلکر تماشہ دیکھوں
ساحرہ نے کہا آپ نے بہت مناسب کیا شیطان بولا کہ پھر دیر کیا ہے جلد بازار موت گرم کرو ساحرہ نے پڑھکر
دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا ایک عورت پیدا ہوئی کہ ہر بن مو سے اسکے شرارہ آتش نکلتے تھے لب پر کلام آتش ڈھلے
اس نے ساحرہ کو تسلیم کی اسنے انگلی جانب صحرا کی کہ اے نار قہرناک آتش بدن تم جاکر زندان کا دروازہ کھولدو اور
قیدیوں کو باہر نکال لاؤ ہم بھی آتے ہیں اس نار نے عرض کیا کہ سب سے آپکے بھائی ہیں صاحب خانہ اور کئی شخص ہیں
اسعدن سے قیدی ہیں [illegible] آکر [illegible] کیونکر وہ زندگی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور دوڑ کر بڑھیا یعنی چالاک پاس مجلس لہو ولعب گیا اور اس سے سب حقیقت بیان کرکے پھر سامنے ساحرہ کے
آکر کھیلنے لگا اور چالاک بھی اس کیفیت سے آگاہ ہو کر سوچا کہ اس زنار کو مار ڈالوں کہ یہی محافظ سرداران ہے
خیال کیا کہ اُسکے مارنے سے سردار رہا نہوں گے کیونکہ سُن چکے ہو کہ صبا نے رد سحر نہیں کیا پس مناسب ہو کہ اس کے
ساتھ چلو جب یہ رد سحر کر چکے جب مار ڈالو یہ تجویز کرکے اپنے مقام پر سے اُٹھ کر سامنے صحن میں ٹہلنے لگا زنار جیسے ہی
ساحرہ کے پاس سے چلی اسنے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ وہ بھی طرف آئی اسنے کہا تم اسوقت ملکہ کے کام کو جاتی ہو ٹھہرو نہیں
میں تمھارے ساتھ چلتی ہوں راہ میں جو کہنا ہوگا کہونگی یہ سُنکر وہ اسکی خاطر سے غائب ہو کر نہ گئی باتیں کرتی پیادہ پا چلی
چنانچہ مکان قیدیوں کے رہنے کا بیان ہو چکا کہ دوسرا ہی یہ دونوں اس مکان سے باہر نکلیں بڑھیا نے باہر آتے ہی کہا
کہ بی بی پالے کی محبت بھی بڑی ہوتی ہے تم تو بچہ سے واقف نہیں مجھکو کیا پہچانو گی میں نے تمھاری ماں کو پالا تھا تم اُسی کی
نشانی ہو آؤ میرے گلے سے لگ جاؤ وہ سر جھکا کر سینے سے لگ گئی اسنے بلائیں لیں کہا اے بچی تو موئی مٹی کی نشانی
ہے میں اور تیری ماں ایک ہی جگہ رہتی تھی کچھ ایسا تفرقہ ہوا کہ اب تیری صورت دیکھنا دشوار ہو گیا اے بیٹی ایک امانت
بھی تمھاری ماں کی میرے پاس ہے میں تم کو دونگی اور وہ ایسی چیز ہے کہ تم مالا مال ہو جاؤ گی تمھاری پیزار پھر کسی کی نوکری
کریگی اور لے فرزند بچو اب تل و اسباب کیا کرنا ہے آج مری کل دوسرا دن ہاں تمھارے کھانے پہننے کے دن ہیں
ابھی تم میرے دیدوں میں خاک ہو نہار ہو ساحرہ یہ باتیں سنکر سمجھی کہ یہ مقام صبا نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا ہے ایسی
ہی معتمد اور قدیمی ہوگی جب تو اسکو بیان رکھا ہے پس جو کچھ یہ کہتی ہے بیشک سچ ہے بس یہ سمجھکر نانی جان کہہ کر باتیں کرنے
لگی اور مال ملنے کے نام سے زیادہ تر خوشنود ہو کر بیخبر تھا سر راہ میں ہی تا ایک دونوں در زندان پر پہونچیں یہاں دیکھا تو زمین دوز تہخانہ بنا ہے
قفل اسکا ایک شیر زبان منھ میں ڈالے بیٹھا ہے زنار نے وہاں پہونچتے ہی سحر پڑھکر دستک دی ایک قفل در تہخانہ سے نکلا اور ماہتاب
کی طرح چمک کر جانب ہوا گیا اور وہاں سے چو برق بنکر اس شیر کے منھ کو کاٹ کر زمین میں اُتر گیا دروازہ کھل گیا یہ دونوں تہخانے
میں اُترے دیکھا تو زمین میں ایک اور دروازہ لگا تھا اُسکے قریب دو دیو گرز پکڑے بیٹھے تھے اسنے چار دانے ماش کا افسون پڑھ کر مارے وہ دیو
بھی جل گئے وہ دروازہ بھی کھلا اب مکان بنا ہوا ظاہر ہوا اور سرداران اسلام زنجیر آتشیں میں بند سے نظر آئے کہ مارانِ سحر انکے
جسم پر لپٹے تھے ساحرہ نے اُنکے جسم پر سے بھی وہ قید دور کر کے اپنے سحر سے انکو بیحس و حرکت کر دیا اس عرصہ میں صبا و نجیب ارگ
بھی سامنے سے آتے نظر آئے ہو جسے کہ جب وہ شیر اور دیو ختم ہوئے تو تہخانہ بھی کھل گیا تھا کہ سحر سے ساحرہ کے بنا تھا
اور اُسی نے رد سحر اسکو بتایا تھا اتفاقاً الحاصل چالاک نے جوان دونوں کو آتے دیکھا سمجھا کہ اب شیطان تجکو آکر پہچانے گا کہ یہ کون
اور تیرا حال سُنکر ضرور پہچان لیگا ساری محنت تیری برباد ہوگی اب جلد اپنا کام کر یہ سوچ کر کمر سے ایک لعل بدخشانی نکالکر
پکارا کہ اے زنار اب یہاں صبا آتی ہیں اُنکے سامنے میں دے نہ سکونگی لو یہ لعل بے بہا تمھاری ماں کی امانت ہے
جلد لے لو کہ کوئی دیکھے نہیں زنار لعل کو دیکھتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا اور دوڑ کر
قریب آئی عیار نے وہی لعل منھ پر مارا کہ ناک پر پڑا وہ حیران کہ یہ اس نے کیا کیا اسی حیرت

مین تھی کہ وہ لعل حباب کی طرح ناک پر پڑتے ہی پھوٹ گیا تھا اور بیہوشی دماغ مین پہونچتے ہی یہ بیہوش ہوگئی عیار نے
فوراً اُسکا جبڑا تن سے کرڑالا پھر تو فاختہ آفت خیز برپا ہوا دُنیا سیاہ ہوئی آواز آئی کہ مار ڈالا مجھکو وہ مکان
کہ اسکی عنایت مین تھا نابود ہوگیا سرداران اسلام رہا ہوچکے تھے وہ زنجیر وغیرہ بھی رفع ہوچکی تھی چھوٹ کر
استادہ ہوگئے ادھر بختیارک پکار اٹھا اے ملکہ یہ کیا ہوا جلد سحر پڑھو ساحرہ بیتاب ہوکر دوڑی تھی کہ وہ عیار
جو لڑکا بنا ہوا تھا اسکے آجانے سے وہ بھی پیچھے اسکے آیا تھا چہرہ وہ حلقہ کمند کے گانٹھ کر جبار ناہی صبا کی گردن وکمر
مین پیچیدہ ہوے اور اُلجھکر وہ گری اور میدان تو ہوچکا تھا ہی چالاک نے دوڑ کر بختیارک کا گلا دابا غین غین
کرنے لگا اور بجلی نے خنجر نکالکر صبا کو قتل کرنا چاہا مگر وہ نیچہ سحر محافظ رکھتی تھی جیسے ہی خنجر چلا کر مارین وہ نیچہ مثل
برق چمک کر گرے اور انکا اُٹھا لیگئے عیار سمجھے کہ ایسا نہو یہان ٹھہرنے سے کوئی آفت آئے بس بختیارک کو چھوڑ کر
اُس لڑکی کو کہ جسے ساتھ لائے تھے ڈھونڈھنے چلے وہ لڑکی جب مکان سکونت صبا خالی رہا تھا تو دروازہ سے باہر
نکلکر دامن کوہ کے ایک غار مین مارے ڈر کے چھپ رہی تھی چالاک نے پکار کر کہا بیٹا کہان ہو وہ اسکی آواز پہچانکر آ کر
لپٹ گئی یہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اُدھر بختیارک بھی فرار ہوکر جانب قلعہ کوہ عقیق گیا اور جملہ سرداران اسلام رہا
ہوکر اپنے لشکر مین آئے عیارون نے اُس دختر کو اُسکے باپ پاس پہونچایا اور کئی ہزار روپیہ دیکر کہا کہ اس کی
شادی کردینا فی الجملہ جب سردار بارگاہ سلیمانی مین پہونچے بادشاہ اسلام کو تسلیم کرکے اپنی اپنی جگہ کو رونق بخشی
اور حال امیر خوش تدبیر پوچھا شاہ اور ایرج نے سب حقیقت بیان کی ہر ایک نے کہا ہم وہان جاکر قدمبوس ہونگے
اور سب جمع ہوکر روانہ ہوے جب دامن کوہ مین پہونچے شہزادہ کرب نے مستورات حرم سلطانی کو قلعہ کوہ سے اُتارا
خیام وسراپردہ مین بٹھایا تھا اور امیر کو الگ خیمہ مین رکھا تھا امیر مرنے سے بلا کے ہوشیار ہوگئے تھے کیونکہ
اُسکا سحر اثر سے اُتر چکا تھا صرف اسم اعظم بھولے ہوے تھے اسوجہ سے خاموش تھے کہ سرداران ذی نیاز خدمت
اقدس مین حاضر ہوکر رسم نیازمندی بجالائے ہر ایک تصدق اور بلا گردان ہوا اور کہا اے شہریار بغیر آپکے
ہماری بارگاہ مین زنگی حضور تشریف لیچلین آپنے فرمایا کہ چلتا ہون اور اُٹھکر خیمہ سے باہر آئے چاہا کہ
سوار ہون ہرکارون نے خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ مجاہد راہ خدا آتے ہین بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر کو بلا کر فرمایا
کہ دیکھو تو قران صعب رفع ہوا یا نہین خواجہ موصوف نے قرعہ پھینک کر کہا کہ ابھی شانزدہ نحوست کا باقی ہے بہتر
ہے کہ امیر یہان نہ آئین بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خود جاکر امیر کو یہان سے منع کیجیے خواجہ زادہ وہان سے سوار
ہوکر دامن کوہ مین آئے قاسم وعلمشاہ سے کہا کہ ہم اور آپ خیر خواہ امیر مین سے ہین یہ بہتر ہے کہ [illegible]
امیر کو قلعہ کوہ پر لیجا کر رکھیے سردارون نے کہا فرمانا آپکا بدل قبول ہے یہ کہکر امیر سے کہا کہ اب امیر ہم سب نے ان
اب یہ چاہتے ہین کہ صحرا مین دیکھیں کیفیت سبزہ زار دیکھیں امیر اُنکے کہنے سے رُک گئے اور اپنی جگہ فرد کش ہوے مجالس
مین منذرین نیازرین ہونے لگین یہان تو یہ حال ہے لیکن بختیارک جو بھاگ کر قلعہ مین آیا لقا تخت طلسم
پر بیٹھا تھا اُس سے آکر کہا کہ سب بندے تیرے بہشت مین چلے گئے اُس گبر نے کہا ہین نے یہی تقدیر

کی تھی شیطان نے کہا بندگان مقہور چھوٹ گئے اور عیار کر گئے ہیں کہ ہم لقا کو بانس پر چڑھائیں کے ایک ایک
بوٹی کاٹ ڈالیں گے پھر ایک بوٹی خداوند کی کٹ گئی تو وہ میری کاٹی جائیگی خداوند تو خدا ہیں انکو تو کچھ ایذا نہو گی
میری جان تکا بوٹی ہو جائیگی یہ کلمہ سنکر کوہیون نے کہا ملک جی تم خداوند کو ہمارے سامنے ایسا کچھ بے ادبانہ
کہتے ہو لقا نے کہا جو یہ کہتا ہے اسکے معنے ہم خوب سمجھتے ہیں ہماری قدرتوں کے راز سے یہ خوب آگاہ ہے یہ
باتیں ہو رہی تھیں کہ صبا جادو رشے ہولے یہاں اُتری اور خداوند کو سجدہ کرکے اپنی جگہ پر بیٹھی لقا نے کہا
اے بندی قدرت یہ ہماری رحمت تھی کہ عیاروں کے ہاتھ سے بچگئی ہمارے فرشتگان رحمت تیرے محافظ تھے
ورنہ عیار مار ڈالتے ساحرہ نے یہ سنکر پھر سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوئی کہ اب تو ایسی تقدیر کرکے ان مسلمانوں کو
غارت کردوں یہ کہہ رہی تھی کہ فلک پر بجلی چمکی اور صدائے نفیر پیدا ہوئی لقا نے کہا دیکھ قدرت نے اپنی خاص فوج
طلب کی تیری دعا قبول فرمائی ساحرہ جانب فلک نگران ہوئی دیکھا تو آگیا بتیال اور بگولے آنے لگے تپلے جھنڈیاں
ہلالی ظاہر ہوئے شیطان نے اُٹھکر دارالامارۃ سے باہر آکر اُس فوج کو ٹھہرایا اندر دارالامارۃ کے ایک ساحر ژولیدہ مو
بدہیئت اور سیہ رو آیا آتے ہی تخت خداوند کے سامنے ہو بیٹھا پھر ہوا خداوند پکارا کہ اے بندہ رحمت
اختصاص نیرا عبادت تیری قبول ہوئی وہ ساحر سیدھا ہو کر قلقاریاں مارنے لگا آخر الامر دنگل پر شیطان نے
بٹھایا اور صبا سے کہا او تمہاری دلگی آئی اُسنے کہا ملک جی یہ سودا دیوانہ ہے شیطان نے مجنون سے کہا کہ یہ عورت
تم کو پسند کرتی ہے ذرا ہوش کی باتیں کرو تو جوڑا لگا دیا جائے وہ یہ سنکر کچھ کچھ رہنسا اور صبا سے اختلاط کی باتیں کرنے
لگا باتیں کرتے کرتے اُٹھا اور ہنسکر گویا ہوا کہ آؤ ملک جی ہم تم گلے ملیں شیطان یہ سنکر اُسکے گلے ملا اُسنے خوب اسکو
دابا اور گال اسکا دانتوں سے پکڑ لیا یہ چیخنے لگا کہ او دیوانہ نامعقول کیا کرتا ہے میری جان جاتی ہے چھوڑ دے اے
تو نے منہ چومتے ہی گال کاٹا اسکے چیخنے سے صبا نے اُٹھکر اُس سے کہا کہ اے مجنون یہ وزیر اعظم خداوند شیطان گلہ
قدرت ہے تم اسکے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے ہو ہاتھ جوڑ دیوانے نے اُسکے سمجھانے سے چھوڑا اور کہا کچھ عجب لب جانفزا
کی تعلیم ہے ساحرہ نے کہا نہ ایسا نہ کرو شیطان نے کہا جیسے اور کسی سے گالی گلوچ کی ہنسی جو ہوتی ہے تو ہم دوست
زیادہ تر اسکو چاہتے ہیں تم اسکو منع نہ کرو میں سمجھ لونگا ساحرہ خاموش ہوگئی اور دیوانے نے کچھ سحر پڑھ کے
قلقاری ماری کہ کئی سو تپلا اڑے ہوا سے اُتر آتشدان زر و گوہر کی بہہ تھا وہ کشتیاں دیوانے نے خداوند کے نذر کیں
خداوند نے خلعت دیا [illegible] خلعت اُسنے چاک کر کے پُرزے پُرزے اُڑا دیے شیطان نے وہ اُسکے ہاتھ سے لیا
[illegible] اور شیطان نے اہل اسلام سے لڑنا چاہا پھر آئینہ بارگاہ میں [illegible]
[illegible] اپنی صورت جو آئینہ میں دیکھی شیطان سے کہا یہ میرا بھائی کہاں رہتا ہے شیطان نے جواب دیا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آراستہ کیا خیمہ و بارگاہ نصب ہوئے دل بھر اسی سامان میں اوقات بسر ہوئی آخر جوش صفرا مزاج دہر سے کم ہوا اور
حرارت مہر گرم ہو کر سر روز میں سودائے سواد شب کا خلل نظر آیا کہ بیت کھلا بحر قطعۂ افلاک کا ورد + نظر آنے لگا انجم کا لشکر
سر شام بحکم لقا نافرجام طبل رزمی پہ چوب پڑی ہرکارۓ لشکر کے باہر آنے سے خبر لینے فوج اسلام سے چلے آئے تھے
جلد حقیقت دریافت کر کے سامنے بادشاہ ذوی الاقتدار اسلام کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے آمادہ دیوانہ اور نکلنا لشکر کا ولولے
اور بجنا طبل جنگ کا معرض بیان میں لائے شاہ حجاج نے ہرچند کہ زخمی ہیں لیکن جرأت کو کام فرما کر حکم نواخت طبل جنگ دیا
ادھر بھی نقارۂ حربی گرد گردایا لشکر اسلام تو خستہ و شکستہ تھا لیکن منچلا پن کر کے دلاوران آلات جنگی درست کرنے لگے ساحروں
میں سحر خوانی ہونے لگی صرف بادخواہ شمشیر گلشن جانی ہونے لگی ایک طرف تیز تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلا ابھیر دن
نار سنگھ کی پکار شجاعوں کے سر میں سودائے شجاعت عروس مرگ کے دیوانۂ الفت لیکن ان دیوانوں کو نام و ننگ
اور کان نامردی سے عار آمادۂ کارزار نہ پروائے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلواروں کی جھنکاران سودا زدوں
کے حق میں دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت جانی کا ارادہ کرتے تو دامن صحرائے کارزار
میں پھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیاں اڑاتے سر ہر تیر کو نوک خار سیاہے جلادت سمجھ کر پائے دل
کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاہد تہوری کے عشق میں جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی
کہ نیزہ لپسان دیوانگان صحرائے نبرد سر کھوے تھے تلواریں پیرہن خلاف و نیام اتار کر برہنہ پائی پسند تیر وحشت
تمین آکر بھاگنے پر آمادہ خلش انکی علاج دل دردمند سپر میں برنگ خون سودائیان سیاہ گرزوں کو سر پہ پیا با
ضرب رکھنے کی چاہ لب سوفار چلا کر بڑھ مارنا چاہیے گوشۂ کمان سے خدنگ نکل کر رو بفرار لاتے کمندیں دل کی
الجھن کا پتا دیتیں زرہیں حلقۂ زنجیر دیوانگان تھیں ہر سمت شورش برپا یہ ہنگامہ تھا نظم

مشہور ہے وحشت جوانی
پر کچھ نہیں سوجھتا تھا زنہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار
دل ہو گیا مثل سبزہ پامال

آفت ہے طبیعت جوانی
مرنے کی ادا پسند خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار
بھایا زخموں کا مسکرانا

ہر چند خرابیاں تھیں اظہار
جینے سے قضا پسند خاطر
تیغوں کی پسند آگئی چال
دم عشق میں حرب کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر دھر سے کم ہوا اور بیخبری نوم سے ہر غافل چونکا کہ ابیات

وہ بھی تھی اک سیاہی سی نمود
اک نگار آتشیں رخ سر کھلا
لاکے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبح کو راز مہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب رد سحر
رکھ دیا ہے ایک جام زر کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر
بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
صبحدم جو سروا کا مہر نامدار

پاس چلے گئے تھے خبر طبل جنگ کی سمجھے کہ لشکر رات سے یہاں آئے اور در دولت شہنشاہ پر صولت پر حاضر ہوئے
ایک طرف سے ایرج فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آیا بادشاہ لباس رزمی سے آراستہ
برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا کہ ابیات

تاج زرین مہر تابان سے ہوا
اب فریب ظفر کی دستنجہ کھلا
پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام

خسرو آفاق کے منھ پر کھلا
مہر کا پنجہ چرخ جسکر کھلا گیا
اُسکے سرہنگون کا جب دفتر کھلا

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا
ایسے شاہ گردون اساس کو ہر ایک

جرات شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جا رزم گاہ روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصہ کارزار مین شجاعان روزگار پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوئے ہر طرف سے لقا فوج کوہیان وغیرہ لیکر فیلان جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا ایک طرف اُسکے صبا جادو دوسری جانب مجنون جادو اژدہون پر سوار تھے دیوانہ کے ہمراہ سردار فوج دیوانگان شل احمر جادو و استر جادو وغیرہ بیشمار تھے چنانچہ صفوف کارزار جب آراستہ ہو چکین نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون مین نارنج ترنج اچھلنے لگے شور بوق و کوس بلند ہوا استر جادو قلقاری مار کر خداوند سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کھیچ دیوانہ پن جتا کر طالب مرد مبارز ہوا اس طرف سے صندل گھوڑا اڑا کر بادشاہ کے سامنے آیا اور مرکب کو دکر عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ ساحر سے ساحر ہی اگر لڑے تو بہت موزون و زیبا ہے مجھکو رخصت ملے تو بہت اچھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے بہادر اجازت یاب ہو کر سامنے حریف کے آیا استر نے اسپر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اس دلاور نے سحر سے اسکو رفع کرکے ایک گولا مارا کہ اُس بیچارے نے ہر چند چاہا کہ رد کرے ممکن نہوا سینہ اُسکا گولا توڑ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا یہ ماجرا جو مجنون نے دیکھا خود ایک چیخ مار کر صندل پر جھپٹا اور ایک ناریل چرخ دیکر مارا صندل مرکب پر سے پرواز کر گیا ناریل گھوڑے پر پڑا کہ وہ اُڑ گیا دیوانہ نے پھر ایک چیخ ماری جتنے دیوانہ کے ساتھ تھے زمین پر گر کر غائب ہو گئے اور پرچھائیان بنکر صندل کے چارون طرف سے پیٹنے لگے اس کے پاس تختہ آب چشمہ ساحری کا بجھا ہوا ہے وہ اسنے کھینچکر چیخ دینا شروع کیا کہ اُسکے عکس سے پرچھائیان دور ہٹ گئین اُسوقت مجنون اُسکے مقابل آیا اور ایک تصویر اپنی کمر سے نکالکر اُسکو دکھا کر پکارا کہ اے ساحر زود فہم تو کیسا انسان ہے کہ جو اس شبیہ کو دیکھکر مالک تصویر کے عشق مین دیوانہ نہین ہوتا عقل و خرد سے بیگانہ نہین ہوتا جلد دشت نورد بادہ محبت ہو یہ سننا تھا اور اس پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب کا دیکھنا تھا کہ صندل گھوڑے پر سے اُترا اور لباس اپنے جسم سے نوچ کر پھینکا پھر شعر عاشقانہ پڑھتا دیوانہ وار بکتا جانب صحرا چلا اُسکے جانے کے بعد سرداران اسلام یکے بعد دیگرے مقابل اُس دیوانہ جاہل کے آنے لگے اور تصویر دیکھکر دیوانہ ہو کر جانب کوہ و دشت جانے لگے عجب طرح کا غلغلہ برپا ہوا صدہا آدمی دیوانہ وار بکتا جنگل کیطرف چلا ہے نظم

اے طالع واژگون مبارک
پیغام جنون برابر آئے
کانٹون پہ ہے لوٹ پھر یہ دامان
عقل آئے اگر اُسے نکالو

ہے آمد فصل جنون مبارک
پھر ہونے لگی جنون کی تاثیر
پھر چاک ہوا مرا گریبان
آمادہ زبان خروش پہ ہے

ایام بہار سر پر آئے
پھر صبح ہوا ہے شکل زنجیر
پھرتا ہے جنون کہان بلا لو
وحشت کی بہار جوش پر ہے

جب لشکر اسلام مین تفرقہ پڑا صرصار جادو نے سحر پڑھکر دستک دی چند پتلے صندوق بلور کاندھے پر رکھے حاضر
ہوئے اس نے اس صندوق کو وا کیا ہزارہا پتلا روئین تن بھرا تھا اسمین سے نکلا اور بڑھکر شکل انسان قد آور ہوا
ساحرہ نے انکو حکم دیا کہ جاؤ اور کام دشمن کا تمام کرو وہ پتلے تیغ و خنجر لیکر لشکر اسلام پر چلے ادھر سے ایرج نے
اپنے پتلون کو للکارا اب پتلے سے پتلا بھڑ گیا فوج لقا بھی حریف کو مغلوب دیکھکر یورش کر کے چلی سلیمانی بھی نعرہ مارکر
جگر سے کھینچکر آگرے پتلہائے روئین تن کو سر پنجہ فولادی دراز کر کے پکڑتے اور بقوت تمام چیر کر پھینکدیتے تھے
گھمسان کی چلنے لگی مگر مجنون دوڑ دوڑ کر تصویر دکھاتا اور لشکریان اسلام کو دیوانہ بناتا لشکر کم ہوتا جاتا اور یہ
کیفیت دیکھکر پٹنین اور رسالے بھی ہاسے دیتے پاؤن اکھڑے جاتے لشکر ساحران اور کوہیان غالب آنے لگا جو سردار
کہ دیوانہ ہونے سے بچے وہ زخمی ہو گئے آخر یہ ہنگامہ ہوا کہ ہر بہادر چمنستان جنگ مین بفیض باد بہاری تیغ رنگ
نخل گلشن گلہائے زخم سے ارغوان پوش نظر آیا آب آہن کی آبیاری نے نو رسیدگان باغ جلادت کو مراد پر
پہونچایا نام و ننگ کا ثمرہ حاصل ہوا ہرچند کہ شجر حیات کٹ گیا لیکن پھلنے پھولنے کے قابل ہوا ایسا ہی جان
لڑانے لگے نامرد منھ دکھلانے لگے جوہر شجاعت کھلے دلاور ٹوٹ گئے کھیت پڑے کی کسانی سے
میدان رزم عرصہ جوانی ہوا تہور دستگاہ سینہ سپر کر کے دعویٰ شجاعت دینے لگے جان دیکر ناموری مول لینے لگے تلوا
ر کا سکہ پڑا جوہر تیغ و خنجر کا مثل سکۂ زر چلن ہوا گرم بازار آہن ہوا کانٹے بھی انٹ کی وضع رہا پاے فوج نے
اختیار کی شمشیر کی جبالی ڈھال پسند آئی تراش خراش خنجر و زخم نے تنی نکالی نازک مزاجی ایسی بڑھی کہ نیچائی
ہر ایک کے حصہ مین آئی فصل ربیع کا حکم شہنشاہ جلادت کی بارگاہ سے جاری فرط نازکی سے جان سبکو بھاری
نیزہ کا جھنڈا گڑا ہوا سر فروشان بازار شجاعت کو جان دینے کا سودا زبان خنجر و سنان لبہان مشتری و خریدار
گفتگوے جانستانی کرتی متاع جان نامردان کا سودا جانکر نام دھرتی ہر سمت آشفت برپا یہ حال تھا کہ نظم

بگردار باران از ابر سیاہ
چہ ابرے کہ باران او تیر و تیغ
ز بس کشتگان اندران رزمگاہ
برآمد ہمی موج دریائے خون

ببارید تیر اندران رزمگاہ
زمین آہنی گرد اسپان نخل
بریدہ سران نشان فگندہ براہ

جہان چون شب بہمن از تیرہ میغ
ہمہ دست گردان بخون گشتہ لعل
زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون

بادشاہ اسلام کے ساتھ داراب و خورشید و گلشاہ و قاسم وغیرہ

سب سردار جان لڑاتے تھے فوج بھاگی تھی مگر سردار بھاگنا کیا جانین لڑ رہے تھے اور زخمی ہوتے جاتے تھے
اور اسی خیال سے کہ ناموس امیر دامن کوہ مین اترے ہوئے ہین لشکر دشمن یورش کر کے ادھر نہ جا پڑے پسپا ہوتے
جاتے تھے اور جانب کوہستان ہٹتے آتے تھے مجنون نعرہ مارتا تھا کہ ان مسلمانون کو جانے نہ دینا گھیر کر قتل کرنا فوج
لقا شکل بحر خفا طغیانی پر تھی بختیارک ہنسکر کہتا تھا کہ اے مجنون بس اب کل مجھے لینا وہ جواب دیتا تھا کہ مین کل اور
آج کچھ نہین جانتا ہون شیطان کہتا تھا کہ زیادہ حد سے نہ بڑھو ورنہ خداوند کو بھاگنے مین تکلیف ہوگی دیوانہ
اپنی دھن مین کسی کی نہ سنتا تھا بڑھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ لشکر سلیمان قریب دامن کوہ پہونچ گیا اور

قول جنگجو زبادون کا ظاہر ہوا کہ شاہزادہ کوکب کو پھر قلعہ کوہ پر ناموس شاہی کو لیجاتا ہے لیکن سرداران اسلام
نے پائے شجاعت گاڑے وہان پہونچکر پیچھے ہٹنا ننگ و عار سمجھے گھمسان کی مار ہونے لگی حرم محترم امیر میں پھر
وہی قیامت شور و شیون کی برپا ہوئی ان کو اس حال میں مبتلا دیکھکر حال دوسرا لشکر رہتا ہو یعنی شہزادہ کوکب
طلسم ہزار برج میں اندر قلعہ یاقوت نگار کے مقیم ہو اور پریزاد طلسم نے بہت اطاعت کی ہو ہر وقت دلجوئی اور
خاطرداری میں مصروف رہتی ہو ناچ ہوتا ہو پیمانہ شراب سرخ گردش کرتا ہو اسی ہنگامہ عشرت نشاط میں ایک دن
وہ ساحرہ جسکو پریزاد نے محافظ قلعہ بادشاہ طلسم کی جانب سے بیان کیا تھا آئی اور جہان شہزادہ برج پر مقیم ہو
وہان کرسی بچھا کر بیٹھی اور شہزادہ کو سمجھانے لگی کہ اے طلسم کشا یہ پریزاد آپ خدمت میں اپنی رکھیے اور تین ہزار
نازنین اس قلعہ میں ہین جسکو آپ پسند فرمایئے وہ حاضر خدمت ہو اور تمام عمر اسی مقام پر بعشرت تمام بسر کیجیے
شہزادہ نے ہنوز اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا تھا کہ پردے ہوا سناٹا ہوا اور ایک تخت زمین پر اترا یہ ساحرہ
جو شہزادہ سے ہمکلام تھی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس تخت پر بھی ایک جادوگرنی سوار تھی اسکی تعظیم دی وہ بھی
تخت سے اتر کر بغلگیر ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ اس جادوگرنی کے گلے میں جھولی بادلہ نگار پڑی ہو ماتھے پر بندلی
لگی ہو قشقہ سیندور کا کھچا ہے ہاتھا فیل کی مشک کی طرح رنگا ہو صندل اور چندن سے تمام جسم رنگین ہو ماران سیاہ
سے گردن کو تزئین ہو رنگ رخ سیاہ نقشہ بھونڈا گدی پر جوڑا پڑا سا بنہ چالہ نامحنڈی پر گدا منہ پھاڑ سا کلا اس
ہیئت سے وہ بدسرشت دوسری کرسی پر آکر بیٹھی نام اسکا مہر جادو ہو اور وہ جو پہلے سے یہان آئی تھی گاؤ سر جادو نام
رکھتی ہو خلاصہ یہ کہ گاؤ سر نے سبب آنے کا اس سے استفسار کیا اور کہا آج کیا تھا جو ادھر بھول پڑین آپ بہن
سامری قسم تم بڑی بے مروت ہو میری آنکھین تمھین دیکھنے کو ترستی ہین اور تم کبھی ادھر جھانکتی بھی نہین مہر جادو نے
جواب دیا کہ لو اچھی رہا کلا میرے سر آنکھون پر مگر تم نے یہ بھی نہ جانا کہ میں کس حال میں تھی جو تم آئی یہ کہکر صبا جادو
کا لقا پاس جانا اور حال جنگ مسلمانان اور بند ہونا اسم اعظم کا بیان کرکے کہا اب میں وہ شیشہ جسمین اسم اعظم قید ہو
طلسم ہوشربا میں لیے جاتی تھی تمھارے دیکھنے کو ادھر چلی آئی - گاؤ سر نے کہا اے بو ذرا میں تو دیکھوں کہ وہ شیشہ
کیسا ہو اسنے جھولی سے نکالکر وہ شیشہ دکھایا شہزادہ کوکب وہان بیٹھا ہی تھا یہ ماجرا اسنے بھی سنا اور ساحرہ تو ساحرہ
سے باتون میں مشغول تھی اسکا خیال نہ رکھتی تھی اسنے تیر کمان میں جوڑ کر جیسے ہی شیشہ اسنے دکھایا ساہی تیر شہزادہ نے
لگایا کہ شیشہ کو توڑ کر تیر مہرہ پشت ساحرہ سے پار گذرا وہ تڑپکر کرسی سے نیچے گری اور سرد ہوئی شور اسکے
مرنیکا بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا مہر جادو کو یہ ماجرا جو گاؤ سر نے دیکھا پہلے آئینہ دار حیران رہی پھر برق کی طرح تڑپی
اور نیچہ بنکر شہزادہ پر گری اور اٹھا کر لے اڑی پکاری کہ ارے ظالم تو نے بڑا غضب کیا جو میری بہن کو مار ڈالا
ادھر تو یہ شہزادہ کو لیکر اڑی ادھر وہ پریزاد بیقرار مثل سیماب کے اٹھی اور بروئے ہوا ہوکر ساحرہ سے لپٹی اسنے ایک
ہاتھ سے تو شہزادہ کو سنبھالا دوسرے ہاتھ سے اسکے بال پکڑے اسنے اسکے چھوٹنے کے لیے جس ہاتھ سے وہ شہزادہ کو لئے تھی اسکے
اس ہاتھ کو کاٹنا اور نوچنا شروع کیا اور بازونکو اسکے خوب نوچا وہ ساحرہ سمجھی کہ یہ پری طلسم کی ہو حریف نہو سکیگی بس ہاتھ جو

کاٹنے سے زخمی ہوا شہزادہ کو چھوڑ دیا پری نے شہزادہ کو روکا اور اُسکے بال چھوڑے اُسنے بھی اسکو چھوڑا اور
پرواز کرکے جانب بادشاہ طلسم روانہ ہوئی پری شہزادہ کو چھین کر قلعہ میں لائی اور مصروف راحت و آرام ہوئی
لیکن یہ قید سحر کی تھی کہ جب تک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ پڑھے چنانچہ بلائے جادو بھی پڑھ چکا تھا اسوقت جو شیشہ ٹوٹا
وہاں اسم اعظم امیر کو یاد آگیا لشکر لقا قتل و غارت کرتا جیسا اور بیابان ہوا چلا آتا تھا یہاں تک کہ قریب خیام فدوی الحضرت
پہونچ گیا اور شور دار و گیر قیامت خیز برپا تھا امیر کو اسم اعظم یاد آتے ہی ہوش برجا ہوئے اور معلوم کیا کہ ساحرون
نے ہنگامہ جدال و آتش قتال کو مشتعل کیا ہو بس یہ جانتے ہی لباس شیر غضبناک اسم اعظم بر لب جام شرب سلیمانی و ہمت
خیمہ سے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا کہ بیت امیر عرب شیر دل پہلوان: فتد لرزہ از تیغ من در جہان
نعرہ بلند کرتے ہی دشت و کوہ گونج گیا چوسٹھ کوس تک صدا گئی فوج بھاگی ہوئی نعرہ سنکر پھر پڑی چار سمت سے
صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی مجنون اُس صدا کو امیر کی سُن کر دوڑا اور قلقاریان مارتا سامنے آکر تصویر دکھانے
لگا امیر نے اسم اعظم پڑھکر جو دم کیا وہ تصویر جلگئی دیوانہ دانت نکالکر دوڑا اور چاہا کہ لپٹ جائے امیر نے سر کو
بچاکر کمر پر جو عقرب کا ہاتھ مارا کھیرے کی طرح دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا فوج دیوانہ امیر پر آپڑی
آپ بھی اس دریائے لشکر میں غوطہ مار گئے ہنوز شمشیر برق کردار کا اُس مجاہد کی حال تھا نظم

چلنے میں وہ تھی زبان طرار
خون ریز بہ رنگ تیغ الفت
اک دم ہو جو اس سے صحبت قیس
قفل در فتح ہفت کشور

کھنچنے میں صاف دامن یار
دیوانوں کے دل میں تھا گھر اسکا
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

جانسوز لبان تا زرقت
مژگان پری تھا جوہر اس کا
وا ہو در کرے کلید بن کر

تجنیس رگ اٹھی پہ ٹکڑا ناچ رہا تھا اور کہتا تھا قربان اس نعرے کے اور
صدقے اس ضرب دست کے یا خداوند بجا گئے سپہ سالار کا غصہ بڑا ہو ابھی سب نقد برین خاک میں ملادیگا قدرت
کوگور میں سلادیگا لقا فوراً رو فرار لایا اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا بڑا دُبڑا آکر لشکر لقا ٹھہرا اور طبل امان بجوایا
امیر بھی پھرے بادشاہ زر نثار کرتے سر امیر پر سے داخل بارگاہ ہوئے سرداروں نے کمر کھولی دو فوج جو تصویر دیوانہ
کی دیکھکر سودائی ہوکر بھاگ گئی تھی مرگ دیوانہ سے ہوش میں آکر داخل لشکر ہوئی لشکر کی آرائش و زیبائش از سر نو
ہوئی کربلا اور حرم سلطانی کو سوار کراکے دامن کوہ سے لشکر میں لایا امیر پر سے ہزار ہا روپیہ کا تصدق اترنے لگا بارگاہ سلطانی
میں سردار اپنی اپنی جگہ پر جلوہ فرما ہوئے جام بادۂ ناب گردش پذیر ہوا یہان تو ہنگامہ عشرت ہو مگر لقا جو اپنی بارگاہ
میں آیا نہایت رنجور و آزردہ خاطر تھا صبا رجادو نعرہ امیر سنکر سب سے پہلے بھاگ گئی تھی اسوقت بارگاہ میں آئی
بختیارک نے باعزاز تمام بٹھایا اور کہا اے ملکہ یہ اسم اعظم تمنے اور تمہارے بھائی نے کیسا بند کیا تھا جو چھوٹ گیا ساحرہ نے کہا
جب تقدیر بگڑتی ہو ایسا ہی ہوتا ہو لقا بولا کہ ہم یہ تماشا مدت سے دیکھتے چلے آتے ہیں کبھی بھاگتے ہیں کبھی بھگاتے ہیں قدرت کے کھیل
بندون کو دکھاتے ہیں ساحرہ نے کہا سچ ہو تو چاہتا تو بیشک سب ہو جاتی یہ کہکر دو سرا نامہ شاہ جادوان کو تحریر کیا
جسمیں حال قتل مجنون و بلا درج تھا چنانچہ نامہ لشکریان مجنون جو قتل ہونے سے بچ رہے اور بھاگ کر طلسم میں جا کے لگے انکو

دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوے افراسیاب معہ دو لکی فوج دیونگان جانب کوہ نیلم جانیوالا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف
سے ایک پریزاد پیدا ہوئی نہایت حسینہ جمیلہ تھی اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے بادہ خوار بادیہ
پیمائے جادو کدھر چلین اُسنے عرض کیا کہ اس کنیز نے خبر تشریف آوری حضور کی سُنی حاضر ہوئی شہنشاہ براہ نوازش
میرے مقام سکونت پر قدم رنجہ فرماکر مجھکو رتبہ اعلیٰ پر پہونچائین تو نہایت کنیز نوازی ہو بادشاہ حسب استدعا اُسکے
ہمراہ ہوا اور بعد تھوڑی دور کے ایک باغ رنگین مین پہونچا درختون کو سبزی سے پر تزئین پایا شہ گل کو تخت چمن پر بصد
فر و تمکین پایا مختصر یہ کہ وسط گلشن مین چبوترہ پر زیر تکیہ زرتار مسند گوہر نگار بچھی تھی بادشاہ نامدار بیٹھا اُس
ساحرہ نے اسباب مہیا کیا مصروف بادہ پیمائی ہوا اور کئی روز تک اُسی مقام پر داد عیش دیتا رہا ہنوز وہان سے
روانہ نہوا تھا کہ ملازمان مجنون نامہ سلقا لیکر پہونچے اور اُسی باغ مین آکر بادشاہ کو نامہ دیا شاہ مضمون سے واقف
ہوکر بہت متردد ہوا اور سوچا کہ ایک مرتبہ دیوانے کے بیٹے یعنی جنون بن مجنون کو خداوند پاس بھیجنا چاہیے
کس لیے کہ اس صحرا مین نزدیک تر اور کوئی ساحر زبردست نہین ہے اور وہ بقصاص پدر خود لڑیگا بھی خوب
یہ تجویز کرکے کچھ اسما سحر کے پڑھکر جانب صحرا دم کیے روبے ہوا پر جھنکار زنجیر کی پیدا ہوئی اور ایک دیوانہ نامعقول
عقل سے معزول زمین پر اُترا بالکل برہنہ تھا موے زہار لٹکے ہوے دانت منہ مین سیاہ تھے جھولا گلے مین پڑا کان
آنکھ ناک منہ سے شعلہ نکلتا دم بدم قلقاری مارتا اور وحشت آمیز کلام کرتا بموجب ابیات

بھجا ہے بلانے پیک غم کو
آئے ہین پہلے طوق و زنجیر

زنجیر بُلا رہی ہے ہم کو
وحشت سے یہان کسے خطر ہے

اب وحشت کہان کہان یہ دلگیر
آتی ہو بلا تو اُسکا گھر ہو

غرضکہ اُس ننگ عقل و نامور جنون نے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جنون تم خداوند لقا پاس جاؤ
اور اُسکے شریک ہوکر کار خدا پرستان تمام کرو اور تمھارا باپ خداوند کی بہشت مین سیر کرتا ہے یہ سنتا تھا کہ دیوانے
نے ایک چیخ ماری اور بہت رویا پھر آپ ہی آپ ہنسنے لگا شاہ نے پوچھا کہ کیا ہنسے کہا جاتے ہی مسلمانون کو
خداوند کی جہنم مین ڈال دونگا اور اسلیے اور بھی ہنسا کہ باپ میرا بہشت مین جس قدرت کے ساتھ سیر کرتا ہوگا
اگر میرا وہان جانا ہوا تو مین بھی اسی طرح سیر کرونگا بادشاہ اس کلمہ سے بہت ہنسا اور اُسکو تسکین دیکر رخصت
کیا دیوانہ اپنے مقام پر آیا اس جنگل مین اُسکا باپ رہتا تھا اور اُس کے متصل جو صحرا ہو وہین یہ ساکن ہوا اور اُس مقام کو
چھوڑکر کہین کی جانا نہین ہوکی ہزار دیوانے اُسکے ساتھ کا وہان رہتا ہو چنانچہ اسنے آکر ایک چیخ ماری وہ سب دیوانے اپنے مغاک سے
نکلکر سامنے آئے اُسنے حکم روانگی ہر ایک کو دیا پھر تو صحرا مین آندھیان آئین بگولون نے سر گشتی کی غول ہاے بیابانی شعلہ پھونکنے
لگے دیوانہ اژدر پر چڑھکر با فوج گران روانہ ہوا اور بعد چند روز کے قریب کوہ عقیق پہونچا یہان بارگاہ لقا مین صبا
پھرنے آئی اور فکر قتل مسلمانان کرتی ہو شب کو خوف عیاران سے غائب ہوجاتی ہو چنانچہ آج روز دربار لقا گرم تھا کہ ہوا
پر شعلے چمکے علامت سحر پیدا ہوئی لقا نے کہا بندہ خاص آتا ہو کچھ دیر رہا تھا کہ دیوانہ فلک کی طرف سے اُترا اور خداوند
کے گرد پھرنے لگا اُس گبر نے شیطان کو اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر تسکین دیکر قریب اپنا اُسکو بٹھایا اور بارگاہ سے جاکر

دیو انجان اُردو ایا دیوانہ نے تمام ماجرا جنگ پر رکالنے زبان شیطان سے سُنکر بار کر جا بالکہ نفیر سحر بجانے شیطان نے روکا اور شام ہونیکا انتظار کیا جب بزم عالم میں چراغان انجم ہوا اور نور شعل مہر گم کہ نظم

سیاه شب تیره بر دشت و راغ　　یکے فرش افگنده چون پر زاغ　　چو پولاد زنگار خورده سپهر
تو گفتی بقیر اندر آمد دو چهر

سرِ شام طبل جنگ بحکم نقابے نا فرجام بجا ہر کارے لشکر اسلام کے خدمت شاہ عالیمقام میں حاضر ہو کر بعد ادب دعا و ثنا زبان پر لائے کہ نظم

یہ تخت یہ تاج ہو مبارک　　کشور کا خراج ہو مبارک　　لائے یہ چرخ گردان
خورشید کی اشرفی درخشان　　جاری رہے حکم بادشاہی　　اجرائے اوامر و نواہی

لشکر دشمن میں ایک دیوانہ ساحر اور آیا ہے اُسکے بھروسے پر لقانے نقارہ حرب بجایا ہے یہ عرض کر کے کنارے ہوئے شاہ جہاندار نے بھی حکم نواخت کوس رزم دیا چالاک نے حکم کی تعمیل کی طبل سکندری کی صدائے دنیا دہلی تیاری طرفین میں شروع ہوئی دربار سے سردار اُٹھ کر اپنے اپنے مقام پر آئے سلح خانے کھلے ہتھیار سپید ہونے لگے تلواریں دونوں باڑھیں کسنے لگیں کمانیں ٹیڑھی سیدھی چلا کر سنانے کو او کسنے لگیں خنجروں کی جھنکار سے آواز اقتلوا آئی لب خار نے والے بیلے کی سنانی زبان سناں سیدھے مزاج کے آدمی کی صفت دو کر لے بات زبان پر لائی ڈھال تیغ و تبر نے لگی ٹیپی زرہ کی بہادروں کو جان دینے کی خبر دی نظم

چنین گفت لشکر بہ بانگ بلند　　کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند　　دہ بیدار بگرز و بدو بین نوید
سران را ز خون تاج بر سر نهید　　ندیده کسے یال اسپ دمان　　ز تنگی بچشم اندر آمد سنان
ز جوشن تو گفتی بہ بار اندر اند　　زماری بہ ریباے قار اندر اند

اس طرف ساحروں میں ہوم جلا کر منتروں کی جاپ رہی آگیاری کیلگی بیروں کا عمل رہا رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ رہا جب تیر خطوط شعاع سے ترک مہر نے سینہ سرہنگ شب غربال کیا اور آتشبازی آہن آفتاب کے روئے ہوا لال ہوا کہ نظم

بپیدا آمد آن چہرہ تابناک　　بگردار یاقوت شد روے خاک　　سپاه دو لشکر بر آمد بجوش
بچرخ بلند اندر آمد خروش　　ہمی لرز لرزان شده دشت و کوه　　زمین شد ز نعل ستوران ستوه
از آن روے لندھور بر میمنہ　　پس پشت او ژنده پیل و بنہ　　سوی میسره مالک دیو بند
زره دار و در جنگ می پرند　　بقلب اندرون جاے بہرام چین　　شده آسمان تاره جنبان زمین
شہ صف شکن سعد با جاه و مال　　بر آمد روان گشت سوے قتال　　سپهدار لشکر باقبال و جاه
شه نامور حمزهٔ دین پناه　　ہمی بر خروشید چون پیل مست　　یکے گرزهٔ گاؤ پیکر بدست

اُسی گروہ سے بادشاہ لشکر اسلام کو حمزہ ذوی الاحتشام مع سرداران نیک انجام کے لیکر وارد میدان قتال ہوئے اُس طرف سے مجنون کا بیٹا ایک اژدر بزرگ پر سوار فوج ساحران ہمراہ اُسکے بیشمار دشت نبرد میں آیا لقا ہاتھیوں پر تخت رکھوا کر جلوخواہی میں بختیارک ہوا کئی لاکھ فوج کا پرا عرضکہ جب لشکر دشت کین میں تیغے دلاوران صفین جا بجا نقیب بولنے تھے جوہر شجاعت میزان سخن میں تولنے لگے اُنکے ہٹنے کے بعد

جنون اژدر اُڑا کر میدان مین آکر طلبگار میدان مارنے لگا ہر طرف سے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر شہزادہ ملک اختر پسر
خواندۂ امیر فرامرز عاد مغربی اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے اژدر پہ سے کود کر سحر پڑھا کہ اژدہا قلابۂ آتشین چھوڑنے لگا
شہزادہ نے کمان کو دوش پہ سے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدر نے دم کھینچا یہ بہادر مع مرکب کھنچکر چلا اور جب قریب
اژدر پہونچا چند ہاتھ تلوار کے بھی اژدر پر لگائے مگر کچھ اثر نہوا اور اژدر نگلگیا غریو لشکر اسلام مین برپا ہوا مغربیون کے
لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور سرداران شہزادۂ نامور اجازت پناہ سے لیکے بعد دیگرے جانے لگے اور طعمۂ اژدر
ہونے لگے آخر دست راست کے سرداروں مین لگا لگا اُنمین سے بھی ساٹھ ستر سرداروں کو اژدر نے نگلا اب کئی سو سوار
دہن اژدر مین گئے اور دیوانہ مجہول نے کئی سو اژدہے آردہاش کے بنا کر میدان مین چھوڑے اور پکارا کہ اے بندگان
مغضوب خداوندی مین سوائے حمزہ کے اور تم سب سے کہتا ہون کہ تمسو نسو دو دو سو ملکر ایکبار آؤ اور حملہ کرو دیکھون تو کہ تم کیسے
زبردست ہو یہ نصیب سنکر ہر سمت سے سردار اسلام آکر اژدہون پر ٹوٹ پڑے مگر خدا کی مار اُن موذیون پر کہ مسلمانون کو نگلنے لگے ہر طرف
زہر اُگلنے لگے ہوا مسموم ہوئی فوج اسلام مغموم ہوئی کئی ہزار سوار اژدر کی خوراک ہوا اور زہر سے زہرۂ ترک معدوم تھا آب
تھا تریاک اسلامی نایاب تھا امیر نے یہ حال ملاحظہ فرما کر قصد کیا کہ مین اِس دیوانہ کے مقابلہ مین جاؤن لیکن اژدر شب
سرہنگ روز کو نگلنے کے لیے منھ کھولے نظر آیا وہ دن آخر ہوا یا کہ بیت ستارہ درآن دشت نظارہ بود ٭ کز این لشکر اژدہا
بیچارہ بود ٭ علاوہ شام ہونے کے بختیارک ملامیر جنگاہ مین دیکھکر پریشان ہوا کہ اسم اعظم پڑھکر امیر فتح کی شکست
کرونگے پس اُسنے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ خاطر پھر کر بارگاہ مین آئے اسطرف لقا دیوانہ پہ سے
زر نثار کراتا ہوا داخل خرگاہ ہوا لشکر دون نے کر کھولی اور بختیارک نے دیوانہ سے کہا آج کی رات تم عیارون سے
اپنی حفاظت کرو اور اسم اعظم حمزہ بھولانے کی تدبیر کرو ورنہ یہ بستی تمھاری خاک مین ملجائیگی دیوانہ نے یہ سنکر ایک بارگاہ
اپنے لشکر سے علیحدہ برپا کرائی اور اژدہے جو میدان جنگ مین بنائے تھے اُنکو بلا کر ہزار سرداروں کو اُگلوایا اور سحر سے
بیجس و حرکت کرکے اُس بارگاہ کے قریب استادہ کرکے قید کیا اور اُن اژدہون کو سحر پڑھکر گرد بارگاہ بٹھایا کہ جو کوئی یہان آئے
اُسکو نگلجائے انتظام کرکے آپ اندر بارگاہ کے تنہا جا کر بیٹھا اور مصروف سحر ہوا ادھر عیاران لشکر اسلام اس فکر مین
داخل لشکر لقا ہوئے کہ موقع پائین تو ساحرونکو قتل کرکے سردارون کو چھوڑا لائین چنانچہ بصورت مبدل ہر سمت پھر کر
پتہ لگایا کہ لشکر سے علیحدہ ایک بارگاہ مین دیوانہ ہے اور اسی جگہ خیمہ ہے کہ جسمین سرداران اسلام مقید مین یہ حال معلوم کر
عیار اُسی طرف آئے اور میدان خطر مین سب بہروپ بکاری دوڑے لیکن جو قریب بارگاہ وخیمہ گیا اژدہا اُس کو
نگلگیا عورت مرد خدنگ انداز تراش جس صورت پر گئے وصل جانان کیا وصل خاطر کیطرح قالب اژدر مین سمایا کئی سو
عیار رات بھر مین طعمۂ اژدر سحر ہوا یہان تک کہ کالبد ظلمت سے زرد سحر ساطع ہوا کہ بیت نکلا اژدر شب کا
جسد مہ دہن ٭ تو پیدا ہوا مہر تابان کا من ٭ صبح کو دیوانہ نے اژدرون سے عیارون کو اُگلوا کر قید سحر پہنائی اور
پہلو سے سرداران اسیر خیمہ مین جگہ دی صاحب دفتر کا بیان ہے کہ کئی روز اسنے مقابلہ اہل اسلام سے کیا اسطرح سے
کہ دن کو تو نفیر سحر بجا کر لشکر تیار کرا کر مسلمانون پر چڑھ جاتا ہے اسطرف سے امیر بھی خبر سنکر مقابلہ مین

مع لشکر آتے ہیں یہ پکارتا ہے کہ میں امیر سے لڑنا نہیں چاہتا ہوں سوا اُن کے جسکا جی چاہے سامنے آئے چنانچہ
قاعدہ مسلمانان یہی ہے کہ حسب خواہش دشمن مقابلہ کرتے ہیں اور جو شرط حریف کرتا ہے اُسکو پورا کرتے ہیں پس سردار
اُسکے کہنے کے بموجب ہر روز لڑنے نکلے اور اژدہوں کی خوراک ہوئے اور امیر بموجب اسکے منع کرنے کے سامنے نہ آئے تاکہ
سحر اسکا باطل کرتے یہ ہر روز فتحیاب ہوا اور شب کو بارگاہ میں تنہا بیٹھا کہ منتر کا چلہ پورا ہو جائے تو ہم اعظم خاطر خواہ
حمزہ سے ہوا کر اُنکو بھی اسیر کروں اس منتر کے پورا کرنے میں ہر شب عیار اسکے قتل کرنے کو گئے اور اژدہوں کے شکم میں
سمائے چند روز میں کئی ہزار عیار و سردار اسیر سو بخت تقدیر ہوئے میں نے بخیال اختصار و بخوف طوالت قصہ جنگ روزانہ
نہیں لکھی کہ ایک ہی طور کا بیان لڑائی اور عیاری کا تھا خلاصہ کہ جب سرداران نامی و پہلوانان گرامی لشکر اسلام کے
مقید ہوئے اور عیاران ذیشان بھی بہت سے گرفتار ہو چکے چالاک عیار سفاک بہت گھبرایا غم یاران و برادران سے
کلیجہ منہ کو آیا بحر ناپیدا کنار فطرت میں غوطہ لگا کر گوہر مدعا حاصل کیا ایک روز جب دیوانہ بکار خویش ہوشیار لڑنے سے فارغ
ہو کر بارگاہ میں گیا یہی وہ وقت تھا کہ سپاہ شام نے ترک روز پر غلبہ پایا فرد زمانگردون گردان بجاے ؏ ش
ست خورشید را دست دہائے ؛ چالاک نے اُس شب کو ایک رقعہ اُس دیوانہ کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا
کہ اے فخر سامری یکتاشان والے شرف جمشید بد نشان بیت ستائش تیرے سحر کی کیا کرین ؏ بالتعریف حد کی ہے جو چپ
رہین ؏ بعد اس قول کے کہ ؏ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ؏ معلوم ہو کہ بیان بڑے بڑے ساحران نامور کے
سحر اپنے ہم پلہ سامری جتاتے گر ہمارے ہاتھ سے جانب ملک عدم گئے تو تم کیا ہو تمھارے باپ ابھی کل کا ذکر ہے کہ
واصل بجنت لقا ہوئے سواے تمھارے کسی کو اس طرح کی نصرت میسر نہیں ہوئی ہے مجھے کہنا ہے بے ادبانہ زمانہ آجکل
تمھارے یار ہے لیکن اطاعت صاحب تخت کی سب کو لازم ہے مجھکو تم سے باتیں خلوت میں پوچھنا ہیں تنہائی میں طلب کرو تو میں
آکر اطاعت کروں اور بچا کر امیر کو بھی مطیع کرا دوں یہ رقعہ ایک ملازم زمان تھا ان میں سے خدمتگار کو دیا کہ دیوانہ پاس لیجائے
اور اُسکے صلہ میں بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا خدمتگار مذکور نامہ دیوانہ کے پاس لیگیا اُسنے پڑھ کر خوش ہو کر اجازت لکھی لے عیار
طرار تم میرے پاس آؤ اور جو کچھ چاہو پوچھو تم سے کوئی اژدہا نہ بولیگا یہ جواب خدمتگار نے لا کر عیار موصوف کو دیا اُسنے بانا سجا کہ
جسپر لگائے فلاخن سر سے لپٹی ہوئی کندوں کے پیچھے باندھی پر پڑے ہوئے توبڑا پتھر کا شانہ میں لٹکا ہوا ترکش مثل
دم طاؤس کے چتر پہلو بپہلو کمان شانے پر لٹکی ہوئی قمقمے زر لعبی اور مینا ہے سقرلاتی سے آراستہ حقہائے
نفتی گھائیوں میں دبے توڑے خنجر کیے ہوئے حباب بیہوشی ہاتھوں میں لیے حیلہ ہائے ناحق سے چست ہو کر ایک لٹیا برنجی
اس طرح سے تیار کی کہ کناروں پر اُس کے کنڈے لگے اور اُنمیں زنجیریں بندھیں اور سب طرف سے زنجیریں ملکر ایک
زنجیر لوہے پر گرفت کرنے کی جو مٹھی سمیں لگی ہو مثل اسکے کہ جیسی انگیٹھی لوہے کی زنجیر دار ہوتی ہے اور اہل کشمیر گلے میں [illegible]
سے ڈال لیتے ہیں پس اُس لٹیا میں نیچے ایک مخزن ایسا بنایا کہ آگ اسمیں دہکتی تھی اور اوپر اسکے سیماب اور روغن
مثل تیزاب بھرا رکھا تھا نظر آتا تھا اُس لٹیا کی زنجیر پکڑ کر گوپن کی طرح جب پھراتا تھا تو سیماب اُسمیں سے گرتا تھا ایک شعلہ
چرخ کھاتا نظر آتا تھا فی الجملہ اس ہیئت سے درست ہو کر یہ عیار دلاور روانہ ہوا ادھر دیوانہ نے جب خبر اُس کے

آنے کی تھی سحر پڑھا کسی اژدہے سے اسکو ضرر نہ پہونچا اور یہ داخل بارگاہ ہوا دیوانہ نے دیکھا کہ عیار بانون سے آراستہ نہایت چاق و
چست ایک شعلۂ آتش کو گردش دیتا آرہا ہے اور اس شعلہ کی چمک دمک دیکھ کر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بانہ عیاری کا ہے یہ سمجھکر خوب قہقہا
مار کر منہ کا عیار نے قریب پہونچکر نہ کچھ کہا نہ سنا وہی لٹیا جو برج دیکر اس ترکیب سے اسکے منہ پر ماری کہ روغن اور
سیماب جلتا جلتا منہ پر پڑا اور کان آنکھ منہ ناک سب جل بھن گئے جوڑ جوڑ مین پارہ سرایت کر گیا منہ بھی جھلس گیا اور پارہ
وہان دہنی سیماب گلے مین پہونچا بلکہ تا جگر نفوذ کر گیا فورا اژدہا چیخ بھی نہ سکا تڑپ تڑپ کر مر گیا موت آنے کے پیشتر
سیماب بیقرار تھی جسم کو جنبش تک نہ کر سکا تھا اور عیار مذکور نے بھی یہی تدبیر سوچی تھی کہ دفعتہ یہ ساحر ہلاک ہو تو بہتر
ہے اس لیے کہ حباب مار کر بیہوش کرنا یہ احتمال رکھتا تھا کہ ساحر زبردست ہو نہ بیہوش ہو گا یا یہ کہ تجربہ اسنے لگا
رکھا ہو گا وہ اٹھا لیجائیگا اگر کوئی سحر کر رکھا ہو گا تو وہ مجکو قتل نہ کرنے دیگا کیونکہ جانتا ہو گا کہ عیار کی ملاقات
مین دغا ہے لہذا ایک ہی وار ایسا کیا کہ نہ وہ سحر پڑھ سکا نہ منہ سے بول سکا اور جہنم کی جانب رخ روانہ ہوا شور
اسکے مرجانے کے بعد بیرون نے سنا کہ افسوس مارا احمق جادوگر آندھی پانی وغیرہ سے دنیا مین شورش ہوئی بارش
سر بلائی ہو کر بھگے ساحر جو قریب تر لشکر مین تھے یہ ہنگامہ دیکھ کر جانب بارگاہ دوڑے یہان جتنے سردار اور عیار قید تھے
چھوٹ گئے اور تیغہ پکڑ کر نعرے بلند کرکے آگے بڑھے ساحر اس آفت سے بیحواس ہوئے کہ نعرہ دلاوران سن کر
بھاگ گئے پیدل اور آگے جا کر لشکر لقا پر گرے بارگاہ لقا مین عجیب بولنے کی ہورہی تھی کہ یکایک نعرہ شیر بیشگان عالم کی صدا
آئی بختیارک پکارا کہ وہ مارا ہت تیرے دلانے کی ایسی تیسی صلوۃ صلوۃ صلوۃ یا خداوند قہر اور تمہاری تقدیر پر لعنت
جلد بھاگو نہین تو آفت آئی لقا نے کہا تقدیر پر قدرت نہین کرینگے صبا ہماری بندی جاکر مسلمانون کو کہ کے شیطان سے تم کا
اب قدرت اس بندی کی بھی جان سے کھینچے پڑے ہین یہ بندی کیا کرینگی حمزہ شور غوغا سنکر آپڑیگا بچنا اسکا دشوار
ہو گا صبا یہ بیان سنکر گھبرائی اور اٹھ کر برے ہوا اچلی گئی لڑنے نہ آئی یہان شمشیر زنی کر کے تلک مسلمانون نے واللہ
اس شب تار مین شمع حیات خطا پرستان گل کر دی مشعل تیغ کی روشنی تیز تھی جادۂ ملک فنا صاف نظر آتی کاروان
ارواح کے لئے اسلحہ کی چمک چاق بانگ جرس تھی بند راہ آمد و شد نفس تھی دلیل قافلہ مرگ کی دلیل جنگ کا
تیغ خنجر کی صداے دنگ ستم فنا کیطرف لیجانیکو غول سر و تن مین جدائی غضب کی جسم و روح مین لڑائی لقا کے سردار بھاگ
گئے باہر بارگاہ سے نکل آیا تھا رقت ہنستا ہین بجنک رہی تھین مشعلین جلتی تھین عیار جو قید سے چھوٹے تھے انھون نے
حقہ نفتی مار کر خیام بارگاہ مین آگ لگائی دلاورون نے شعلۂ شمشیر سے خرمن ہستی دشمن جلائی مع ایک عیار دوڑ
کر خدمت امیر کشورگیر مین آیا اور خبر قتل دیوانہ مرحوم بیان مین لائے امیر ازبسکہ شبخون بدنام تنگ دعا جانتے ہین
اس باعث سے سوار نہوے ادھر طرف لشکر لقا بھی بے انتہا جو سرداران اسلام ایکجانب قتل و غارت کرتے ہوے
دوسرے کنارے پر لشکر کے نکل گئے اور وہان سے اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے یہان اس ہنگامہ آرائی سے لشکر مین
بیداری و ہوشیاری تھی سردار ہر ایک سے ملے اور خیام و بارگاہ مین آسودہ ہوے جب کوہ سیاہ شب سے سفیدۂ
سحری آشکار ہوا کہ بیت ٭ خورشید تابان برآمد ز فرش ٭ درفشان شدہ روے چرخ بنفش ٭ سحر گاہ ہنگام گرم کے

سردار خدمت شہنشاہ ذی تبار مین آئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ پائے بزم عشرت آراستہ ہوئی داد عیش و نشاط بصد
کامرانی دینے لگے۔ ادھر لقانے اشین مقتول اشینہ کی اٹھوا ابن صباحی سحر کو آئی شیطان کی صلاح سے نامہ بھیر
افراسیاب کو تحریر کیا اور اس خیال سے کہ جلد تر نامہ پہونچے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا بچہ اٹھائے گیا دیوانہ کی فوج
بھی بھاگ کر جانب طلسم گئی ادھر شاہ طلسم بادہ خوار کے باغ سے رخصت ہو کر جس جانب کو دہ لعل روانہ ہوا تھا اور راستے
راہ مین مالکان دربند طلسم کے مقام پر اس لیے ٹھہر تا جاتا تھا کہ شاید کہین کوئی طلسم کشا ملجائے تو اپنے دام کر مین اسکو
اسیر کرے بہر شکست طلسم نور افشان روانہ کرون فی الجملہ قریب دربند سیمابیہ پہونچا تھا کہ بچہ نے نامہ خداوند لقا لا
دیا اسمین حال قتل جنون لکھا تھا اور مدد کمک کی طلب خداوندے کی تھی یہ مضمون پڑھکر شاہ بہت پریشان ہوا اور سوچا
کہ ایکی ایسے شخص کو خدمت خداوند مین بھیجون جو نہ مارے سے مرے نہ کاٹے سے کٹے عیار اسکو بیہوش نہ کر سکین کوئی
حربہ اسکے جسم پر اثر نہ کرے پس یہ سوچکر دربند سیمابیہ کے اندر چلا اور قریب قلعہ پہونچا جو سیماب کا بنا تھا دیوارین قلعہ کی
ہوا کے جھونکے سے لہرا کر جھک جاتی تھین اور سیدھی ہو جاتی تھین برج قلعہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے نیچے قلعہ کے ایک خندق
گرداگرد تھی اسمین سیماب جوش زن تھا جب بادشاہ وہان پہونچا سحر پڑھا کہ پل تختہ گرا جب تک قلعہ کا کھلا بادشاہ اندر
نہضت فرما ہوا سحر پڑھا کیا دفعۃً تمام قلعہ مثل دریا کے لہرانے لگا اور جوش و خروش ہر طرف پیدا ہوا بعد خروج نکل کے
ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ تاج و قبائے شاہی سے آراستہ ساحر بے عدیل و بے نظیر عجیب الخلقت صورت مین ماہ منیر سیاہ قلب
پر از مکر و تزویر باہر قلعہ کے بہر استقبال شہنشاہ جادوان آیا سارا جسم اسکا پارہ کا تھا اور یہ طرفہ ہیئت تھی کہ کبھی پارہ کی طرح
سر الگ ہوا الگ پاؤن الگ عضا تمام جدا ہو جاتے اور کبھی لہرا کر ملجاتے اور مجسم ہو جاتا غرضکہ اس سحر ارنے اکٹھا ہو کر
بادشاہ طلسم کو سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ فر و برد بوم و بر تو فرخندہ باد + دل و چشم بدخواہ تو کندہ باد ہلے شہنشاہ ذیجاہ
اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے اور ہما کی طرح ظل عاطفت ہمیر ڈالیے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ مجکو ایک کار ضروری ہے اور جا
کوہ نیلم جانا ہے اور تم سے یہ کہنا ہے کہ جانب کوہ عقیق تم جاؤ وہان مسلمانون نے خداوند لقا کو ستایا ہے تم خداوند کی طرف سے
مقابلہ کر کے انکے مخالفون کو تباہ و برباد کرو لیکن عیارون کے شر سے بچتے رہنا اور لشکر مسلمانان مین فرزندان حمزہ بڑے
طاقت دار ہین انسے اپنے تئین بچانا ساحر مذکور کہ نام اسکا سیماب سیماب تن جادو ہے اس تقریر کو سنکر بہت ہنسا اور
گویا ہوا کہ عیار میرا کیا بنالین گے دور اہل زور میرا کیا بگاڑینگے جسم میرا تو تبر سے اگر پارہ پارہ کر دینگے تو مین خود ٹوٹ جاتا
ہون اور پھر بنتا ہون عیار مجکو بیہوش کر دینگے تو قتل نہ کر سکین گے مین باقبال شہنشاہ نظم

نہ حمزہ بماند دران دشت کین
سر ایشان ببرم بشمشیر پست
کسے را کہ ہستند از ایشان سران
فرستم بنزدیک افراسیاب

نہ ایرج نہ لندھور خاقان چین
بسوزیم ہم خاک ایشان بباد
کنم پائے آنان بہ بند گران

ز لشکر ہر آنکس کہ آید بدست
نگیرم ازان بوم و بر ہیچ داد
نہ آرام جویم بہ چین برز خواب

اب شہنشاہ باقبال و جاہ بڑے ایک لحظہ قلعہ مین تشریف فرما ہون بعدہ رخصت
حضور معلے مین کوچ کر دنگا شاہ طلسم اسکے منت و اصرار سے ناچار ہو کر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا دیکھا نظم

بران بارهٔ دژ نه پرد عقاب
بیالا و پہناے پرتاب تیر
نه بیند کسے آن بلندی بخواب
یکے کنگره بودش بسان بہشت
بہر گوشہ اچشمه آب گیر
گلش مشک سارا بدو زو بہ خشت

بادشاه عمارات عمده و رونق شہر و آبادی رعایا ملاحظه فرماتا داخل دار الاماره ہوا اور تخت طلائی پر بیٹھا ارکان دولت نے نذرین دین قدمبوسی حاصل کی سیماب نے سامان دعوت وغیره حاضر کیا ناچ گانے کا چرچا ہوا جام گلفام کا دور چلنے لگا یه عالم تھا که بموجب

ابیات

کمر بسته در پیش سالار بار
یکے جام یاقوت پر مے بچنگ
گل از مجلس و رطل و از اسباب
مے اندر قدح چون عقیق یمن
دل و گوش داده بآواے چنگ
ہمه بر نگہ پر ز رنگ و نگار
به پیش اندرون دسته نسترن
مے و گلشن و بانگ چنگ و رباب

اس قلعه مین ایک روز شاه طلسم بہت اندوه زده رہا آخر رخصت ہو کر تراش طلسم کشا بہر فتح طلسم نور افشان جانب کوه نیلم روانه ہوا بعد تشریف بری شاه سیماب گمراه نے باره ہزار ساحر برائے حفاظت ملک و مال قلعه مین چھوڑے اور باره ہزار جادوگر چیده و منتخب ہمراه لیے ساحرون کو حکم روانگی دیا اور زمین پر گر کر پارے کی طرح بہ کر نہر کی صورت چلا جوے سیماب روان تھی فوج طائران سحر پر آ کر چلی تھی رال و گوگل کے شعلے اُڑتے جاتے تھے اور نفیر و ناقوس بجتے تھے ہر قسم رنگ برنگ کی جلوه دکھاتی تھین بدلیان چھائی تھین جے جے سامری کی پکار رہی تھی داقسم مین کو اٹھا رہی تھی ساحره کی صورتین نیلی کالی کالی بعض زرد زرد بعض کے رخ زشت پیکر پر سیندور کی لالی که بموجب

نظم

گروے سران چون سر گاومیش
یکے سر چو گور و دنش چون نہنگ
ہمه مردم و موہا چون کمند
دو دست از پس پشت و بدپاے پیش
یکے را سر خوک و تن چون بره
ہمه تن پر از پشم چون گوسفند
یکے تن چو ماہی و سر چون پلنگ
ہمه فوج از ینہا بدی یکسره

غرضکه یه فوج زبون شعار و ناہنجار بعد قطع راه طلسم سے باہر نکلی اور لشکر لقاے گمراه کے نزدیک پہنچی بارگاه مین لقا تخت پر بیٹھا تھا که آتشبازی ہونے لگی شعله لسان تیر شہاب روے ہوا سے گرنے لگے معلوم ہوا که کوئی شیطان آتا ہے خداوند باطل گویا ہوا که ہمارا بندهٔ خاص آتا ہے یه کہه رہا تھا که زمین شق ہوئی اور چشمه پاره کا پیدا ہوا اور مجسم بشکل انسان ہو کر خداوند کے سجده مین گرا اور اعضا اعضا اُسکے جدا ہو گئے پھر مجتمع ہوا اہل بارگاه کو دیکھ کر تعجب گھیرا اور پکارے که زہے قدرت خداوند باختر شیطان نے اُٹھ ساحره کو زمین سے اٹھایا اور باعزاز تمام قریب تخت خداوند گل پہ بٹھایا باہر جا کر لشکر کو اُتروایا پھر جلسه عشرت آغاز ہوا دور شراب ناب چلنے لگا ساحر نے تمام ماجرا مسلمانون کا زبانی شیطان سنا اور گرما کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا شیطان نے کہا جلدی نه کرو ورنه مارے جاؤ گے ساحر نے ہنسکر ویسا ہی وصف اپنا جیسا شاه طلسم کے واسطے بیان کیا تھا بیان کیا شیطان نے کہا اچھا آج کا دن توقف کرو کل سمجھ لینا ساحر اسکے کہنے سے رُکا اور مصروف عیش و نشاط ہوا یه تدبیر جنگ جبتک کرے اسوقت تک حال سعادت اشتمال شہزاده توریج خوش خصال بیان ہوتا ہے

داستان لوح پانا شہزاده توریج کا اور شکست کرنا طلسم ہزار پیچ کا اور مطیع ہونا بادشاه

طلسم مذکور کا اور قصد کرنا شہزادیکا کہ طلسم ہوش ربا مین برائے رہائی پدر جاؤن اور بیان کرنا اس عزم کا بادشاہ طلسم سے مانع آنا اُسکا اور حال آمد سیماب سنگر بھیجنا شہزادہ کا جانب لشکر اسلام بیان سیماب کا بہونا اور سرداران اسلام کو کشتۂ سحر کرنا حال لشکر اسلام ابتر ہونا عین حالت اضطرار مین پہونچنا توریج کا لشکر مین بھیجنا شہزادہ قاسم کا جانب طلسم گوہر اول بطور تمہید گریۂ مؤلف غم اولاد مین و تعریف جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ وخطاب بساقی و آغاز فسانہ لمؤلفہ

مین اک شب غم و رنج سے بیقرار
سیہ دیو تھا منہ کو کھولے ہوئے
ہر اک سو سیاہی تھی اُمڈی ہوئی
نظر آتا تھا صاف کالا پہاڑ
فلک میرا دشمن تھا ایسا ہوا
تو برساتا تھا تیر غم بے گمان
شب تیرہ اور اشکباری مری
بلاؤن کا تھا سامنا دمبدم
اندھیرا نہ کیون کرتے مجکو نظر
توانائی و تاب دلمین کہان
مرے قرۃ العین و لخت جگر
طپان دل تھا سیماب ماہی مثال
مری بعد فرزند دختر مری
وہ دل بے سکون جسمین ہی اضطراب
کہان تک لکھون آہ جور فلک
نہین نخل مین آہ کوئی ثمر
شب آرزو کے مرے دو چراغ
وہ طوطی و مینا کا اُڑھنا غضب
تھے القصہ روشن مرے دلکے داغ

پڑا ایک گوشہ مین روتا بہت زار زار
ہر اک سمت تھا بحر ظلمت کا جوش
بلا جمع ہوکر وہ بجتاتی تھی
نہ آواز انسان نہ شور جرس
کرہتا وہ دیدہ انجم سے گھورتا
غم مرگ اولاد سے بے قرار
لگائی تھی کالی گھٹا نے جھڑی
زیادہ اندھیرے کا یہ تھا سبب
جو کھوئے گئے دو ہون نور نظر
مری چشم دل کی گئی روشنی
ہے دل کے آرام تو ہے کدھر
کبھی دل کو روتا جگر کو کبھی
اکیلا مجھے آہ وہ کر گئی
یہی نالہ کش بلبل زار ہے
کہ ہو درد سے دلمین اُٹھتی چمک
جہان میری نظرون مین اندھیر ہے
مجھے ایسے دل ہو گیا داغ داغ
تڑپتا تھا ہجران سے اُنکے کمال
نہ آتش فلک پہ نہ گھر مین چراغ

ڈراتا تھا دیو شب غم مجھے
وحوش و انسان و ماہی خموش
جدھر دیکھتا تھا مین آنکھوں کو پھاڑ
فقط تو مرے دم سے بانگ نفس
جھکا تھا جو گردون بشکل کمان
مین گریان تھا مانند ابر بہار
شب تار و تاریکی رنج و غم
کہ گھر بیچ بیلغ ہو گیا ہے یہ اب
بجز غم خوشی آب و گل مین کہان
مری آرزو خاک مین ملگئی
یہ اُس شب کو تھا دردکا دلکے حال
کبھی دختر کو پسر کو کبھی
وہ شب تیرہ ہے جب تنہا تھا
جہان گل نہین باغ بیکار ہے
نہین میرے گلشن مین کوئی شجر
مرے اختر کا کچھ پھیر ہے
وہ مثلا کے بالون کا کرنا غضب
دکھاتے نہین خواب مین بھی جمال
نہ تھا کوئی اُس شب کو میرا انیس

غم و رنج وہ دونون کا بس تھا جلیس
جو دیکھا تو ہے شاہ خوش جمال
کہ سو جان سے صدقہ ہو مہر فلک
لب نازک اُسکے ہین جون برگ گل
غرض وہ قریب آکے کہنے لگا
ہوا طرب ہو دل باغ باغ
کہ پھر نام روشن ہو اندر جہان
بتا کون ہے نام کیا ہے ترا
کہ ہر وقت میں تیرا مونس رہا
جوان وجوان بخت وفرخ نہاد
ہر اک ہے جو اُس کے ایا سے حل
پیو جام مے واد عشرت کی دو
لیا بر مین اُس ماہ تمثال کو
ہوا مست پھر کھلگیا یون دہن
مرتب ہو پھر خیش کی انجمن
اودھر ہر شہ کرنے پھر طلوع
مجھے یاد آتا ہے سعدی کا قول

یکا یک ہوئی اک طرف روشنی
ہوئین جسکی دونون شب رشک سال
شب تیرہ ہو اُسکی زلف دراز
لیے دست رنگین مین اک جام مُل
کہا جاہ جانے وہ بے رنج وغم
بجھا دو ذرا داغ دل کے چراغ
کہا مین نے اے یار دمساز من
تو گویا ہوا مجھ سے وہ مہ لقا
نہین جانتا اُسکو اے خوش خصال
بجز نیکی کچھ نہین جس کو یاد
ہے ظل ہما جسکا ظل کرم
بنام مبارک فسانہ لکھو
لیا ہاتھ سے جام مے اور پیا
کیا اس طرح سے شروع سخن
شب غم کی دے مجھے پھر شراب
ادھر کو ہو تصنیف تازہ شروع
بدہ ساقیا آب آتش لباس

چمک مثل مہتاب پیدا ہوئی
یہ ہے اُسکے چہرہ مین پیدا چمک
دہن اُسکا پوشیدہ مانند راز
اُسی کے ہے تھی حسن کی بس ضیا
مے جام عشرت پیو دم بدم
کرو شمع روشن اُٹھو میری جان
شب تیرہ مین خلوت راز من
کرم سے فیض ہون تیرے ممدوح
وہ ہے مرتبہ دان اہل کمال
نکلجا ئین گے صاف قسمت کے بل
وہ نام نول اور کشور رہم
سنا جب یہ مژدہ تو خوش حال ہو
مرا فیض ممدوح کا مل گیا
کدھر ہے تو اے ساقی گلبدن
دکھا صبح عشرت کا پھر آفتاب
اُٹھاؤن شب غم مین بلکہ جل
کہ مستی کند اہل دل التماس

عشرت اندوزان شب خلوت فیض دلدار و خلوت گزینان انجمن عشرت آثار وصال یار و فروغ افزایان شمع جمال شاہد کلام۔ ورونق دہندگان محفل بیان فصاحت التیام۔ کاشانہ خاطر غم دیدہ اسطرح خالی فرماتے ہین اور منزل قرطاس مین اولاد مضامین کو آباد کرکے بیان داستان رنگین طلب سامعین پر یون حالی فرماتے ہین کہ وہ فلک خاندان حمزہ کا سورج یعنی شہزادہ نورج برج یاقوت نگار رقلعہ طلسمی مین ہمراہ پریزاد طلسم کے عیش گزین تھا اور پر بار کر مہر جادو کو مارا تھا گاو سر جادو کے پنجہ سے چھٹکر اسی برج مین پھر بعشرت صدر نشین تھا پریزاد پھر چند کہ ساحرہ سے چھین لائی تھی خوفناک ہوئی کہ یہ مقام طلسم ہے گاو سر شاہ طلسم پاس جاکر فریاد کریگی وہ ضرور یہان آئیگا آفت لائے گا یہ سوچ کر شاہزادہ کو بیہوش کرکے کمر مین بنچہ دیکر اُڑی اور ایک بیابان مین آکر اُتری وہ صحرا نہایت سرسبز وشاداب تھا لائق سیر گلگشت احباب تھا لگھا سے زنگار رنگ کھلے درخت ہر سمت ہرے نہرون مین جا بجا کنول کی پتیان نیلوفر اور کوکا بیلی داغ دل عشاق کا پتہ دیتے کنول کے پھول رنگین رخسار معشوق کو چھپا دیتے۔ پریزاد نے ایک نہر کے کنارے فرش سبزہ پر شہزادہ سبزہ رنگ کو لٹا کر ہوشیار کیا اور آپ پانون دبانے لگی پس نہالی حدیقہ شجاعت کی نرگس نیم مست

جب وا ہوئی اپنے تئین دشت مین دیکھکر پریزادے مستفسر حال ہوا اُسنے سر قدم پر رکھکر منت و عجز کیا کرلے یار لنیم وسرِ پا ناز لے باعث زندگانی لے میرے دلدار جانی اس طلسم مین تیری جان نازنین کے ہزارہا دشمن ہین بڑے بڑے ساحران پُرفن ہین بس ارادہ طلسم کشائی سے باز آ اور مجھ ایسی پر یزاد کو ہمراہ لیکر اپنے دادا کے لشکر مین چل پاؤن پھیلا کر زیادہ رحل اپنی جوانی پر رحم فرما میرے حال زار پر ترس کھا ورنہ بہت درپیش ہو ذلت و خرابی مردوت سے بھری ہو خاک یان کی + شہزادہ نے بجواب اس نصیحت کے شمشیر زبان سے کام لیا جو ہر شجاعت کا ظہار کیا کہ مین باہر جانے کے لیے اندر طلسم کے نہین آیا ہون بغیر حصول گنج مقصود پا نہ اُٹھاؤنگا پاؤن سمت راہ گم ہمتی نہ بڑھاؤنگا اور سنو جب فردا یہ مرگ ہو عمر جاودانی + حق ہے یہ موت زندگانی + پریزاد نے کہا طلسم مین مال و دولت ملنے کا جو لالچ تجکو ہے مین باہر طلسم کے سونے اور جواہر کے گھر تجکو بتاؤنگی بادشاہ ہفت اقلیم کردونگی دولت لازوال دلاؤنگی۔ اس گفتگو کا سبب بھی سنیے از بسکہ اثر طلسم کا ہے کہ جو کوئی مقام ہوا و ہوس کے راز سے آگاہ ہو کر پریزاد کا فریب نہ کھائے بلکہ پری خود عاشق ہو جائے تو موت اُس پری کی آئے اور فاتح طلسم بہر فتح طلسم روانہ ہو جائے نتیجہ یہ تاثیر طلسم یہ ہوا کہ رنج مخفی شروع ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ مال و دولت ملے یا نہ ملے مین بغیر فتح طلسم کہیں نجاؤنگا پریزاد کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا اے شہزادہ مین تیرے ساتھ بدنام ہوئی یہی رسوائی میرے لیے کیا کم ہو کہ بس طلسم مین اور میری جا نہین رہتی ہین انکو تیرے ہاتھ سے قتل کراؤن چنانچہ ابتک تو تیری مین دوست تھی مگر اب قسم تجکو حضرت سلیمان کی + کہ دشمن ہوئی اب تیری جان کی + یہ کہکر تھوڑی جھکی ہو نکا کر دست دیا کہ شہزادے کے دم نکلگیا شہزادہ بھی جبتک اندر قلعہ طلسم کے تھا اُس پری پر شیفتہ و فریفتہ رہا اب اُسکی صورت سے نفرت ہوئی اسیر ہونے ہی سوچا کہ کچھ مکر کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے ہمچو دہن فدا اس بات مین تم ہمکو ستانے لگین بیوفائی دکھانے لگیں ہم تمھارے بلبل نوا عاشق و شیدا تھے یہ کلام سنکر وہ پری تو عاشق تھی ہی جلد سحر دفع کر کے گویا ہوئی کہ اے جان من اگر میرا کہنا مان تو مین تیری کنیز ناچیز ہون شہزادہ آنسو آنکھون مین بھر لایا وہ آنچل سے ڈوپٹے کے اشک پاک کرنے لگی شہزادہ نے ہاتھ پھیلا دیے وہ گلے سے لپٹ گئی اُسنے ایک ہاتھ منھ پہ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا اور رانیا زور کیا کہ مرغ روح قفس تن سے اُسکے پرواز کر گیا غلغلہ دارو گیر برپا ہوا لاش اُسکی اُڑ کر جانب فلک گئی شہزادہ نے اپنی راہ لی اُس صحرائے سبزہ زار کو طے زیا کر جب کئی فرسخ آگے چلا ایک بیابان ریگ کا ملا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو ریگ بھری ہو دریا ریگ کے لہراتے ہین دنیا سرابگاہ ہو واقع مین اس بیوفا کا یہی نقشہ ہو جدھر دیکھا ریگ کے ٹیلے اور ٹیکرے بلند ہے تھے ایک طرف پہاڑون کے پتھر شرر ریز تھے کوسون تک جنگل میدان تھا اسے انسان تھا نہ وان حیوان تھا فقط ایک لق و دق میدان تھا دور دور تک بجز بگولے کے پیاسے پھرتے اژدرون کے منھ دہانہ کی طرح کھلے مسافرون شجر کا نام نہین درخت اور ت بر طائر سیمرغ تھا جیسے جنگل مین حلیہ کو وہان کچھ کام نہین اور سایہ کیسا اپنا سایہ خود بھاگتا جس پری کا سایہ بھی میسر نہ ہوتا اور خود تکو مثل دیوانگان عریانی سے عار نہین تعلقات سے آزاد بار برگ بار نہین کہ بمقتضائے ابیات

اس وحشت مین نہ ملے گا مقدر	گم خضر جہان مین ہو گے رہبر	عمر بھر بھی چلے تو پاؤن نہ جسد جلسے

کیا ذکر جو وہم بھی گذر جائے — گرمی کی وہ فصل دوپہر ٹھیک — منزل ہوئی سخت راہ تاریک
وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم — کنکڑے ہوئے زرق مین پیہم — رہ دور و دراز کوس کالے
کانٹے کف پا مین اور چھالے — ایک آدھ سوکھے درخت مین ٹُند

نکلا ہوا سپر چیل جو بیٹھ جاتی ہو پانون جلنے لگتا ہے چلچلاکر منڈل اُرتی ہے آخر تھک کر گرتی ہے اور ریگ گرم مین بھن جاتی ہے شہزادہ سخی عباس گھبرا گئے ہین پیاس سے زبان منھ کے باہر ہے آبلے پانون مین پڑ گئے ہین کانٹے ٹوٹ گئے ہین تلوؤن کی کھال اُڑ گئی ہے ریت زخمون مین سمائی گرمی ایسی ہے کہ آگ تلوون سے جو لگی ہو سر کو آئی بیتاب ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور دلکو سمجھاتا ہے کہ اے توبیج آل حمزہ کا پوتا ہو کر گھبراتا ہے ہمت ہارا جاتا ہے چل اس بیابان آفت خیز سے نکل یہ باتین دل سے کرکے پھر روانہ ہوا آخر خدا خدا کرکے اُس وادی گرم کو طے کرکے قریب ایک دروازہ کے پہونچا اور سا داز کسی کے نالون کی کان مین آئی بیتابانہ اور آگے گیا کہ شاید پانی بھرا جاتا ہو جب دروازہ سے سر نکالا تو ایک سمت کنوان پختہ بنا پایا اُسمین چاہ تھا جوڑی نگاؤ کی چرخی تھی کنوئین کے نیچے نالی پانی سے بہتی تھی اور پانی بہکر سامنے ایک باغ پُر فزا لگا ہوا اُسمین جاتا تھا دروازہ باغ کا کھلا تھا نالی کے کنارے کنارے سبزہ نو ساختہ لہلہارہا ہے شہزادہ اُس سبزہ کو روندنے لگا تاکہ تشنگی کم ہو ہری ہری گھانس آنکھون مین تراوت اور قلب مین خنکی دینے لگی لیکن عجب تاثیر ظاہر ہوئی کہ پیاس بھی بجھ گئی اور گھانس مین پانی نالی سے چھلک گرا گیا تھا اُسمین پانون بھیگے بس سارے زخم اور چھالے وغیرہ سب اچھے ہو گئے کمال تازگی پیدا ہوئی طاقت بھی آگئی بشاش و فرحناک ہوکر جانب باغ قدمزن ہوا اور بعد بشاشت اندر اُس گلشن کے آیا یہ نقشہ اُسکا پایا کہ لعل یمن اُس گلزار کی سُرخی گلہائے خوش رنگ دیکھکر رشک سے ہیرا کھاتا سنگ مرمر گل یاسمن کے عشق مین مرجاتا اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کی قطار ہوائے سرد کا چلنا درختون کا جھومکر مثل معشوقان نخل فواروں کا برنگ دل بیقرار عاشق اچھلنا نہرون کا مثل خاطر شاعر روان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا کلیون کا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتون کا ہلنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا اُس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دل تنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا کہ ابیات

تھا داغ جگر نصیب لالہ — مملوئے عشق سے پیالہ — سوسن کا لباس تھا سیہ فام
سودائیون مین لکھا ہوا نام — خندان تھے چمن چمن ہزار گل — گلشن مین چہک رہا تھا بلبل
ہر غنچہ دہان شکر رب تھا — ہر برگ زبان شکر رب تھا — دلگیر بہت تھا غنچۂ گل
گل ہو کے ہنسا تھا بے تامل

یہ گل باغ احمدی سیر کرتا بارہ دری کی طرف اُس گلستان پُر خوبی کے بڑھا تھا کہ دیکھا ایک گوشہ چمن رنگین کی جانب سے ایک نازنین جسکی زلفین دام دلہائے عاشق حزین تھین آشکار ہوئی رخسار پُر بہار سے اُسکے اُس گلبن کی دونی بہار ہوئی آنکھین اُسکی نرگس مست کو کیا شرماتین بلکہ ہر پھول اُسکے تماشے دیدین گل نرگس بنا تھا لالہ اُسکے رخسار سُرخ پہ داغ کھاتا سرو گلشن عشق قامت

مین یا گل قربان اُسپر گلون کا دل اگر شمشاد اُس سرو قامت سے دعوی ہمسری کرتا تو الف قد کو یاد صرصر نون نفی بنا تی گل اُسکے منھ اگر چڑھتا اور خوبی جتاتا تو ہوا طمانچے لگاتی شاخ گل اُسکے دست رنگین کے عشق مین گل کھانے پر تیار ہوا محبت سے سنبل حلقہ بگوش خاطر تار تار زار نزار کہ

نظم

دیا خون دل دلدادگان تھا
لباس اُس ماہ کا تھا سرخ کیسر
یہ کہتا تھا کرونگا قتل عالم

زبان اُسکی برنگ برگ گل تھی
شفق پھولی ہے گرد ماہ نور

لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا
سخن سے جان جاتی بلبلون کی
لبون سے مسکرانا اُسکا تبسم

اُس گلعذار سراپا بہار نے لب رنگین سے گلفشانی فرمائی کہ صاحب کوئی بھی بغیر اجازت ہمارے یہان چلا آتا ہی جو آپ در آنہ چلے آئے شہزادہ نے فرمایا کہ بیت کوچہ یار مین مشتاق رخ و قد آئے ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی

اُس گلبدن نے کہا ہمارا احسان یاد کیجیے کہ آپکے پاؤن کیسے اچھے کر دیے شہزادہ نے کہا آپکا نام نامی کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ بندی کو لعل جادو کہتے ہین اس بارہ دری مین آپ نہ جائیے میرے ساتھ آئیے ورنہ گرفتار بلا ہو جیئے گا یہ کہہ کر ہنستی ہوئی قریب آئی اور دست نگارین سے ہاتھ شہزادہ کا تھام کر ایک طرف روانہ ہوئی اور اُس باغ مین ایک بنگلہ بہت عمدہ بنا تھا نہایت آراستہ تھا فرش و کرسی و شیشہ آلات سے سجا تھا اس بنگلہ مین مسند پر تکلف پر شہزادہ کو بٹھایا جام مے ارغوانی سے بھر کر دیا شہزادہ نے جام تو لے لیا مگر پیا نہیں باتون مین اُس ماہ پیکر کو لگایا پوچھا کہ ملکا اس طلسم کا کوئی کوئی اور بھی راستہ ہے اُسنے کہا اے شہزادہ اسی بارہ دری مین ایک چھتا ہے جسمین ایوان بنا ہے اُس ایوان مین ایک تلوار لٹکتی ہے جو کوئی ساحر یا غیر ساحر جاتا ہے اُسکے دو ٹکڑے وہ تیغ آبدار کرتی ہے پس اے شہریار مین تمپر فریفتہ ہون اسی لیے بارہ دری مین تمکو نہین جانے دیا اب مجھ سے دارو مدار کرو وصل کا اقرار کرو تمام جہان مین مجھ سا معشوق باوفا چراغ لے کر ڈھونڈھوگے تو نہ ملیگا شہزادہ نے فرمایا کہ سوائے اُس بارہ دری کے اور بھی کوئی راستہ طلسمات کا ہے وہ قمر طلعت گویا ہوئی کہ ہان ایک راستہ اور بھی ہے لیکن کوئی نہین جاسکتا ہے بڑا پُرخطر رستہ ہے ہم تم ایک ہو سے اگر وصل ہمارا منظور کروگے ہمارے پاس ہمیشہ رہوگے تو سب راہین بتا دینگے شہزادہ نے کہا سب مطلب سازی کرتے ہین اپنے کام کے وقت محبت جتاتے ہین پھر ٹالا بالا بتاتے ہین تم مجکو کیا راستہ بتاؤگی مین خود تم ایسی کو چالین سکھا دونگا اگر تمکو راہ بتانی ہے تو ابھی بتاؤ ورنہ جاؤ ہوا کھاؤ مین آپ چلا جاؤنگا کیا تمھارے بتانے سے مین یہان تک آیا ہون ایسے فقرے مین بہت جانتا ہون جب وصل ہو جائیگا پھر کون کسی کو بتائیگا مطلب تو نکل جائیگا علاوہ اسکے راہ بتانے کا لالچ دیتی ہو راہ تم خود نہین جانتی ہو یہ بھی ایک عاشقی کی راہ ہے سراسر فریب کھلا ہوا ہے اُس پری کو یہ طنز آمیز کلام سنکر تہہ آیا اور کہا چلیے میرا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے شہزادہ نے کہا اچھا چلیے غرض دونون اُٹھ کر روانہ ہوے اور وہ معشوقہ نیرنگ نما اسدِ پل تمنا کو اُس بنگلہ سے ایک کوٹھری کے پاس لائی کہ وہ کوٹھری اُسی بارہ دری کے ایک گوشہ مین تھی شہزادہ نے دیکھا کہ بارہ دری نہایت آراستہ ہے چھت پر پردے چلمنون سے پیراستہ ہے اور اندر کے ایوان مین ایک تلوار برق کردار آویزان ہے اُس زن پُرفن نے کہا دیکھیے یہی شمشیر طلسمی ہے جو کوئی اُس ایوان مین قدم رکھتا ہے دو ٹکڑے کرتی ہے یہ کہہ کر اُس کوٹھری کا دروازہ وا کیا اور اندر آئی ایک غار عمیق تھا بالکل اندھیرا تھا

گورِ یہود کا نقشہ تھا وہ غار ظلمت عالم کا مخزن تھا بلاؤن کا مسکن تھا چاہ بابل کا سر اسکا انداز مثل طول امل دراز
بحر ظلمت کا منبع تمام دنیا کی تاریکیون کا وہان مجمع بے نور وہان عقل کی شمع کہ **ابیات**

آسیب جو اسمین آئے اُڑ جائے　　دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے　　تاریکی و تنگی اسمین حاصل
چشم اعمی بخیل کا دل　　وہ پست زمین نہ تھی کنوان تھی　　گرد زمین اگر اڑی دھوان تھی

شہزادہ اُس غار کو دیکھ کر تلاوت سورہ کہف کرنے لگا دلمین ڈرنے لگا اور اُس زن ماہ سیمانے مشعل سحر جلا کر
شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر اُس غار کے اُتری شہزادہ نے دیکھا کہ پہلو مین اُس غار کے ایک کھڑکی ہے اور اس کھڑکی
کے پہلو مین دو طاق بنے ہین ایک طاق مین شمع روشن ہے اور دوسرے مین بلور کا بیضہ رکھا ہے۔ اب حالت تاثیر
طلسمی سنیے یہ ساحرہ ایک تیلی طلسم کی ہے اور بانیان طلسم نے یہ راہ مقرر کی ہے کہ طلسم کشا کو یہ تیلی اپنے حسن پر فریفتہ کرے
اور طلسم مین نہ جانے دے اور اگر طلسم کشائی اُسکے نصیب مین ہے تو فریفتہ جمال عدیم المثال اُسکی تیلی کا نہوگا اور اُسکو
اُبھار کرکے اس غار مین لائیگا چنانچہ اُس غار مین طاق پر جو بیضہ رکھا ہے اُسپر کچھ لکھا ہے وہ اُس شمع کی روشنی
مین پڑھے گا اور اپنا کام کریگا فی الجملہ موافق تاثیر طلسم شہزادہ یہان آیا اور بیضہ مذکور کو طاق پر سے اٹھایا اس تیلی
کو اوپر کچھ لکھا نظر نہ آتا جب آکر یہان دیکھتی تھی بلور کا گول بٹا دکھائی دیتا تھا شہزادہ نے جو اُسکو اٹھایا اُسپر لکھا پایا کہ
لے فتاح طلسم والے بنیدہ عجائبات غریبہ جو شخص کہ تجکو اس مقام پر لایا ہے اسی کے سر پر یہ بیضہ کھینچ مارنا سر اُسکا
پھٹ جائیگا اور بال و پر جسم مین نکل آئین گے تو اُس طائر عجیب الخلقت سے لپٹ جانا وہ تجکو یہ دریچہ واکرکے اندر
لے جائیگا اور منزل طلسم پر پہونچائیگا یہ مضمون اُس بیضہ سے پیدا کرکے لعل تو پاس کھڑی ہی تھی اُس کے سر پر
مارا اسی وقت سر اُسکا شق ہوا اور خون مین اپنے گر کر لوٹی فوراً تمام جسم مین پر نکل آئے اور کھڑی ہوئی چاہتی تھی
کہ اُڑ جائے شہزادہ اُس سے لپٹ گیا اُسنے پر اپنا کھڑکی پر مارا وہ کھلی اور طاق کی شمع روشن بجھ گئی وہ طائر طلسمی
کھڑکی سے جو باہر اُدھر کو نکلا شہزادہ نے یہان بھی اندھیرا دیکھا اور تیلی ٹھہری نہین شہزادہ کو سنبھال کرکے اڑی
شہزادہ جب اوج گرائے افلاک طلسم ہوا شدت ہوا سے آنکھین بند ہو گئین بعد کچھ دیر کے وہ تیلی یعنی طائر طلسمی
زمین پر اُترا شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک بیابان سبز و خرم مین اپنے تئین پایا پشت طائر پر سے کود کر زمین پر آیا وہ طائر
زمین پر گر کر تڑپا تمام جسم سے شعلۂ آتش نکلا اور جلا کر خاکستر کیا صدائے دار و گیر برپا ہوئی وہ طلسم باغ اور
غار اور صحرائے ریگستان سب ٹوٹ گیا صرف وہ بارہ دری اور تلوار باقی رہگئی حال اُس تلوار کا بیان کیا جائیگا
غرضکہ شہزادہ فتح طلسم پر آمادہ بعد جلنے اُس تیلی کے آگے بڑھا جب کچھ دور راہ طے کی ایک قلعہ کے قریب گذر ہوا
سر قلعہ تا بفلک رسیدہ تھا برج صدہا تھا دربان دروازہ پر ہزارہا تھا شہزادہ بسم اللہ کہہ کر اندر قلعہ کے قدم زن
ہوا شہر نہایت آباد دیکھا رعایا کو دلشاد دیکھا مگر نیا تماشہ نظر آیا کہ کاغذ کے آدمی چلتے پھرتے تھے دوکاندار
اور خریدار سب کاغذ کے تھے مکانات عمدہ بنے تھے کاخ و ایوان شاہانہ آراستہ تھے دوکانین رنگین تھین نہایت
مزین تھین جملہ اسباب ہر قسم کا اُنمین آراستہ تھا تماشا ہر طرح کا سر کون پہ ہوتا تھا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

نظارۂ باغ فزا سے دل شاد
ضحاک کا دل تھا جیسے شیدا
بازار مین قصہ گو بھی آ کر
جادو کی ہر ایک سخن مین تاثیر
وہ گرم کباب سیخ پر سے

معشوق کا جیسے قد آزاد
لہراتے تھے سانپ یون سڑک پر
دل سے کوئی داستان بنا کر
سر کھا نتی گبوتری تھی
یا گرتے سر مژہ جگر کے

ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کہ ذوذنب فلک پر
کرتا تھا دل زمانہ تسخیر
پر دازمین صورت پری تھی

شہزادے نے ایک مردم شہر سے پوچھا کہ بھی مزاج اچھا ہے اُسنے جواب دیا کہ تمہارے پوچھنے سے ہمکو رنج ہوتا ہے اور بات کرنا ناگوار گذرتا ہے تم سے کچھ غرض نہین اپنا کام کرو شہزادہ اس کاغذی انسان کی گفتگو سنکر بہت ہنسا اور دل سے کہا کہ بیت نقش فریادی ہے کسکی شوخی تحریر کا ٭ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا ٭ حکمت بالغہ و قدرت کاملہ خلاق طلسم ارض و سما کی ہے کہ ایک حکیم کو اسنے یہ طاقت عنایت فرمائی ہے کہ کاغذی پتلے مثل انسان بنائے ہین غرضکہ حمد و ثنائے باری زبان پر جاری کرتا بیچ چوک مین شہر کے آیا اور اس مقام پر ایک بنگلہ جواہر کا بنا پایا کوئی اسمین ساکن نہ تھا بسان آنکھ عاشق مہجور خالی عمارت کی خوبی نرالی چلمنین طلائی نقرئی پتلیون کی پڑی تھین دیوارون مین خوبصورت تصویرین جڑی تھین فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ تھی شہزادہ اندر جا کے ٹھہرا اس اثنا مین کاغذ دفتر روز مشتی قدرت نے تہ کیا اور شہزادہ ماہتاب کو قلعہ افلاک مین تہلائے انجم چلتے پھرتے نظر آئے کہ نظم

ہوئی کچھ روشنی پھر آشکارا
کئے خالق طلسمی ہین یہ سامان
شب مہتاب کا چمکا ستارا
دل تشنہ کو تھی لب حیرت فزا دہان

شام کو سب دکاندار دکانون پر سے گر پڑے اور جابجا شہر سب مردہ ہوگئے کاغذی تصویرین پڑی تھین نہ حس و حرکت تن مین نہ منہ سے بولتی تھین شہزادہ بنگلہ سے بازار مین گیا اور مٹھائی ایک دکان سے اٹھائی کس لیے کہ گرسنہ تھا غرض چاہا کہ وہ شیرینی نوش کرے غور کر کے جو دیکھی تو کاغذ کی وہ بھی تھی استغفر اللہ کہہ کر مٹھائی تو وہین رکھدی اور آپ بنگلہ مین آ بیٹھا اور یاد خدا تعالے کرنے لگا کہ اہل دل کیلیے یاد اللہ کی غذائے روح ہے اور طعام ظاہری قوت نفس ہے اسی لیے خاصان خدا کا کھانا بقدر قوت لا یموت پسند کرتے تھے اور فاقہ کشی زیادہ فرماتے تھے فی الجملہ بطاعت الٰہ مین وہ شب شہزادہ نے بسر فرمائی اور بمصداق یخرج الحی من المیت پتلہائے خاکی اس طلسم دنیا مین مرگ خواب سے پھر زندہ ہوئے اور انسان اپنے کو شمار کرنے لگے کہ نظم

ہوا خورشید عالمتاب پیدا
ہوئی روشن فلک پر مشعل روز
ہوا عالم مین نور اُسکا ہویدا
ہی بے نور وہ شمع شب افروز

شہزادہ نماز سحر پڑھکر بنگلہ کے باہر نکلا دیکھا کہ سب پتلے کاروبار کرتے پھرتے ہین دکاندار بیٹھے ہین شہزادے نے دو آدمیون کو اشارے سے پاس بلایا وہ قریب آئے شہزادہ نے بنگلہ مین لاکر اُنکو بٹھایا اور کہا کہ بھائیو تمہین رات کو کیا ہوا تھا جو اوندھے منہ گر پڑے تھے پتلے بولے اے سیاح گرفتہ بولو سامری سامری کرو ہم تو جیسے دن کو ویسے ہی رات کو ہمکو جمشید نے مٹی کا بنایا ہے ہمکو کاغذ کا بنایا ہے شہزادہ نے کہا ابھی رات بھر تم کاغذ کی تصویرین بنے تھے

بالکل مردہ تھے اور ایسے کہتے ہو کہ کفر نہ بولو چیلون نے کہا کیون طوفان برپا کرتے ہو دروغ گویم بر روے تو ہم تو مردہ تھے
تم آپ مرے پڑے رہے شہزادہ بولا کہ اچھا یونہی سہی لیکن کچھ کھاتا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک چیلا وہان سے گیا اور
دو روٹیان لیکر آیا شہزادے سے کہا لیجیے نوش کیجیے شہزادہ نے جو وہ روٹیان دیکھین کاغذ کی تھین پس اُنسے کہا ارے
میان کاغذ کی روٹیان لائے ہو چیلے نے کہا لائیے لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہو یہ کہکر ہاتھ سے لین اور
توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ منھ ورنہ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ بتاتے ہین
شہزادہ نے حیران ہوکر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذ کی تھی شہزادہ نے کہا دیکھو تو اوندھے یہ آٹا
ہی یا کاغذ چیلے نے کہا چلو تمہی پہ پڑا اوغا باز ہو یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادہ نے روٹیان پھینک دین اور آپ
بنگلہ مین جا بیٹھا صاحب باغ و بہر نے نان آفتاب تنور مغرب مین لگائی کہ بہت بھی گردون پہ دسترخوان انجم
ہوئی نان جنیلے ہر طرف گرم ہے شام کو وہ چیلے پھر تصویر کاغذی ہوے شہزادہ نے اُٹھکر چاہا کہ ان سب کو جلا
جلا دون پس ایک چیلے کو باز ار مین جاکر اُٹھا لیجا اجیسے ہی ہاتھ لگا یا چیلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا ابے
تو بھی جیتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ سب مکار دم چڑھائے پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر گذری
تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قمر پیکر یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اور کئی خوان میوہ وغیرہ ہمراہ
لائین شہزادہ کو آداب بجا لاکر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالکہ ہین اور اُنکا نام
صاعقہ کش جادو ہو یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور انسبکر ملکہ صاحبہ واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہان کا کھانا نہین
کھاتے ہین پس میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہو آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا **فرد**
خامے کے خوان آتے ہین شاہ و وزیر کو ✤ بستر پہ بھیجتا ہو مگر افقیر کو ✤ غرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا پانی
اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر پیا اور جب آسودہ ہوا اُن عورتون نے کہا یہ جو بنگلہ ہو اسکی پشت پر ایک دیوار ہو اُس
دیوار کے پیچھے تمھاری قضا ہو لہذا ہماری بی بی نے کہا ہو کہ اے شہزادے آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہو جیے گا اور
اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو میرے پاس دو دانتین طلسم کی ہین ایک گھوڑا اور دوسرا طائر طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت
مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہو تو طائر پر سوار ہو جیے گا اور اگر طلسم کے اندر جانا ہو کو خاطر ہو تو مرکب
پر سوار ہو جیے گا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جواب دیا کہ جب وہ سواریان آئینگی اُس وقت عنان عزم جس طرف منعطف
ہوگی بڑھایا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد گھڑی بھر کے ایک طائر خوش رنگ اور جسم مرصع کے اُڑکر سامنے آیا اور ایک جانب سے سمند خوش رنگ
خوش فعلیان کرتا اطرائے پھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا تھا کہ اسپ فلک نے بھی ایسا اسپ تیز رو برق صبا رفتار نہ دیکھا ہوگا کہ ایسا

ہے دامن زین سے تند و سرکش	دامن سے بھڑک اٹھی ہو آتش	سرعت مین یہ صورت نظر ہے
جانے مین یہ منزلون خبر ہے	اُڑنے مین ہوا کی اسمین تاثیر	کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر
کیا خوب رکاب کیا عنان ہو	وہ ہو مہ تو یہ کہکشان ہو	شہزادہ دیکھا وہ توسن چالاک اگر کہ بعد

سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا پس قریب مرکب جاکر دامن گردان بسم اللہ کہکر خانہ زین مرکب طلسم کو

منور فرمایا اور وہ باد پالیکر روانہ ہوا شہزادہ کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا بیرون شہر مذکور آیا اُس جگہ وہ گھوڑا پیدا کر کے
اُڑا شہزادہ کی آنکھیں بند ہو گئیں بعد لمحہ کے جو آنکھیں کھلی ایک اور قلعہ فلک فرسا کا دروازہ نظر آیا اور اُس دروازہ میں
کئی سو آدمی دیوانہ مثال سر برہنہ گریبان چاک ننگے پاؤں استادہ تھا گھوڑا اس شہسوار کو لیے دروازہ میں داخل ہوا
جب قریب اُن دیوانوں کے پہونچا وہ سب دوڑ کر ہر طرف سے لپٹ گئے شہزادہ کیا جانتا تھا کہ یہ آمادہ پرخاش میں
غفلت میں سب نے لپٹ کر مرکب سے اُسکو جدا کیا شہزادہ نے بھی گھونسے اور لاتین ماریں دو چار کو اُٹھا کر دے مارا
دس پانچ کا سر آپس میں ٹکرا دیا مگر وہ مردمان طلسمی باز نہ آئے اور بموجب قول ع دو ایک کی دو ہیں اور دو کی چار ہ
شہزادہ کا اسلحہ سب چھینکر اشارہ کیا کہ کئی سو دیوانہ قلعہ میں گیا بعد کچھ عرصہ کے ہزارہا آدمی ڈھول گلے میں ڈالے
پیدا ہوا اور بجانے لگا یا جمشید کی صدا بلند ہوئی پھر ایک قفس آہنی لاکر اس ہمارے اوج شجاعت کو بند کیا اور
اندر قلعہ کے لیکر چلے کچھ دور نہ گئے تھے کہ ساحر سیاہ فام اسباب ساحری تخت سحر پر رکھے گلے میں ایک لوح بہت
بڑی پہنے منقل آتشین پر بہوم جلاتا بڑے نزک سے قریب دیوانگان آیا اُن سب نے اُسکو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے
مالک ہمارے اس طلسم کے یاد کنندہ کو ہم آپکی خدمت میں لے چلے تھے آپ اسی جگہ آگئے اب کیا اس کے لیے آپ حکم
دیتے ہیں یہ عرض انکی سنکر اُس ساحر نے لوح اپنے گلے سے اُتاری اور اُسکو منقل کا دھوان دیکر بصد ادب دعا
سامری سے مانگکر کہا کہ مجکو جو مناسب ہو وہ حال نسبت طلسم کشا کے معلوم ہو اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ اسکو
باہر قلعہ کے لیجاؤ جو پہاڑ بانی طلسم نے بنایا ہے اور کوہ ظلمت کہلاتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک سل بہت بڑی
یاقوت کی پڑی ہے پس اس سل پر اسکو بٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اسکے اُڑا دے اور وہاں لے جانے کی شرط
اسی لیے ہے کہ اُس یاقوت کی سل پر کچھ لکھا ہے کہ وہ سوائے طلسم کشا کے اور کوئی پڑھ نہیں سکتا ہے اگر یہ
طلسم کشا ہے تو اُن حرفوں کو پڑھیگا تمھین بھی حال معلوم ہوگا پس اسی جگہ لیجانا اصلاح ہے یہ اُس تختی سے معلوم کر کے
اُس ساحر نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور سب دیوانوں سے کہا اس مسلمان کو میرے ساتھ لے آؤ غرضکہ آگے
یہ اور پیچھے سب ساحر شہزادہ کو لیے قلعہ سے باہر نکلے اور ایک کوہ پرشکوہ پر لائے اُس پہاڑ پر چشمہ جاری میوہ اور
گلوں کے درخت بیشمار فیض باد بہاری بیچ میں کوہ کے قلعہ پر ایک سنگ سرخ نصب زمرد کے حرف اُسمیں کچھ ایسے ہو
طغرائے بہار انگیز خط بہار تھا دیوانوں نے اس ہوشیار کو اُس پتھر پر بٹھایا اور در پے آزار ہوے لیکن اُن ساحروں
سے وہ حرف اُس پتھر کے پڑھے نہ جاتے تھے اس رازدان طلسم سے پڑھے گئے لکھا تھا کہ یہ طلسم ہم نے مسلمانوں کیلیے
بنایا ہے ہم بھی حکیم اہل اسلام میں سے تھے اور جانتے تھے کہ بعد ہمارے قبضہ ساحروں کا طلسم پر ہو جائیگا اور تمام
طلسم کفر آباد ہو کر کفرستان کہلائیگا آخر کو طلسم کشا مسلمان آئیگا پس شکنندہ طلسم اگر اس مقام پر آئے اور سل پر بٹھایا جائے
تو یہ اسم پڑھے قید سحر سے نجات پائیگا اور قید ظاہری بھی دور ہو جائیگی پھر دوسرا اسم جو قریب اسم اول لکھا ہے اسکو پڑھکر
دستک دے تو جملہ ساحران جیتے بیہوش ہو جائیں گے پھر تیسرا اسم جو حاشیہ سنگ پر لکھا ہے پڑھے زمین سے ایک
عورت قبول صورت پیدا ہوگی اُسکے حسن سے نظیر پر فریفتہ نہو اور اُسکو پکڑ کر اس سل پر بٹھائے یہ سل شق ہو کر

اُڑ جائیگی اور بر روے ہوا جاکر معلق ٹنگے گی اور وہ عورت منت بہت کرے گی کہ مجھکو اُتار لو چنانچہ جب وہ
از حد منت کرے تو اسم چہارم پڑھکر دم کرے یہ سل اُتر آئیگی آگے پھر اس پتھر مین جو کچھ لکھا جائے اُسپر عمل
کرے شہزادہ نے یہ مضمون جو پڑھا نہایت خوش ہوا اور اول فاتحہ بروح حکما بانی طلسم پڑھی پھر اسم اول کو پڑھکر
اپنے اوپر دم کیا مشکین کھلگئین دست و پا مین قوت آئی اُٹھکر ساحرون پر چلا وہ سب لپٹنے کو دوڑے اور غلغلہ
برپا ہوا کہ لینا گھیرنا یہ بھی ساحر ہے جانے نہ پائے اسنے دوسرا اسم پڑھکر دستک دی یکایک ایسی ہوا غیب سے چلی
کہ سب ساحران نابکار مثل مردۂ صد سالہ زمین پر گر کر بیہوش ہوگئے اس بہادر نے سبکے سر کاٹ ڈالے شور آفت خیز اور
ہنگامہ قیامت انگیز برپا ہوا شہزادہ نے اسم سوم ورد زبان کیا دفعۃً زمین شق ہوئی اور گنجینہ حسن ظاہر ہوا وہ
زن خوبرو با حسن نیکو پیدا ہوئی کہ مشاطۂ فلک اشرفی طلاے مہر اور گنجینہ اختر اُسکے رخ و دندان پر سے نثار کرتی
زلف اُسکی یون زمین سے نکلی کہ مارِ گنج پر سے باہر آیا گات نے اُسکی درج جواہر کو ترسایا کمر نے اُسکی تار طلائی شعاع
مہر کا عالم دکھایا سرین کو سبوچۂ لقرئی پایا از سرتا پا وہ زور رقم طرفہ تو یہ تھی حسن کی اس کے دھوم تھی نظم

غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر
ہوا خواہ اُس سمن بر کی تھی بلبل
پریشانون کو سودا زلف کا تھا

حلب مین نافۂ آہو سراسر
غضب تھی عطر کی فتنہ کی خوشبو
جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا

لباس اُسکا معطر صورت گل
کہ فتنہ خیز تھی وہ ماہ ہر سو
بس وہ گو ہر گنجینہ اسرار پہلو سے

شہزادہ ذی تبار زمین آکر آبرو بخش ہوئی اور لب یزدان گوہر فشانی فرمائی کہ سامری قسم تم بڑے بیمروت ہو ہم تم کو
ڈھونڈھتے پھرتے ہین نادیدہ فریفتہ ہوے ہین اور تم آنکھ بھی نہین ملاتے ہو ہمکو ہجر مین تڑپاتے ہو شہزادہ نے
اُسکی صورت نوزیبا کو بدتر از آسیب سمجھکر مکر کی راہ سے محبت جتائی اور آغوش مین لینے کا ارادہ کیا وہ بھی لپٹ
گئی اسنے اُسکو اُٹھاکر اُس سل پر بٹھا دیا وہ سل بھی اور تڑاقا ہوا یکایک وہ سل جانب فلک بلند ہوئی اور بر روے ہوا
جاکر ٹھہری وہ زن ریا بچاری کرنے لگی صاحب اسطرح اپنے دین و مذہب کا مجکو اُتار لیجیے دیکھیے اتنی بیمروتی نہ کیجیے کسی کو وہ
بیچ ادھر مین نہین چھوڑتے رشتۂ اُلفت نہین توڑتے ہاے جمشید کیسی میری جان آفت مین پھنسی ہاے زن غضب مین
گھر گئی یہ کہتی تھی اور ہاتھ باندھتی تھی جب منت و زاری اُسکی حد سے زیادہ ہوئی شہزادہ نے اسم چہارم پڑھاکہ
وہ سل اُتر آئی اُسوقت پہاڑ کے ایک گوشہ کی جانب سے ایک ساحر غدار پیدا ہوا کہ سر پہاڑ سا کھاتا تھا اور قد پر تلبیس
تھا آتے ہی اُس زن پرفن کو اُسنے ڈانٹا کہ اری او قحبہ تو اس مسلمان سے ملگئی رہ تو جا تیری سزا تیرے کنارہ مین
رکھتا ہون یہ کہکر نارنج جھولی سے نکال کر مارا اُس عورت نے سحر پڑھکر نارنج رد کیا اور وہی سل کہ جسپر اُتر گئی تھی اُٹھاکر
بزور سحر ساحر پر ماری کہ ہر چند وہ بچا لیکن بچ نسکا سر پہ جو پڑی تو ٹکڑے سر کے ہوے غل اُسکے مرنے کا بلند
ہوا اور آسمان کی طرف سے شعلہ چمک کر زمین پر گرا غلغلک مار کر صورت عورت کی بنا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عورت
مثل بلاے ناگہانی سیہ رو سیہ دندان سیہ قلب پیچاکی ایسی دُبلی کانی بجوائی شیطان کی سگی نانی ہے غارتگر
راحت و آرام باعث صد ہزار پریشانی ہے پس وہ کفر تیغ نکھاڑی کہ اری دھرگٹ باز تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا

اور میرے منے دولھا پر ارمان نوشاہ کو عروس مرگ سے ہم آغوش کیا میرے بیاہ کو ابھی چند روز گذرے تھے کہ تونے مجھے رانڈ کر دیا مین جاکر بادشاہ طلسم ہزار پیچ سے فریاد کرونگی اور جسطرح میرے دل مین لگی ہو ویسے ہی تجکو بھی آتش عذاب مین جلواؤنگی اُس نازنین نے یہ بیان اُسکا سنکر اُسکو للکارا کہ جا بال زادی ایک فریاد نہین اٹھا رہ ہزار شین میری کر وہ تیرا بادشاہ میرا کیا کریگا اور شہزادہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھ یہ میرا بادشاہ ہے یہ میرا کنور کنہیا ہے میرا سانولا سلونا ہے یہ میرا کھلونا ہے تجکو اے فاحشہ کبھی ایسا مرد والا تھا یا کبھی خواب مین بھی تونے دیکھا تھا اب جلد یہان سے گذر جا ورنہ اپنے دھگڑے کے پاس تو بھی جائیگی یہ سن کر طیش مین آکر وہ ساحرہ ایک طرف شعلہ بنکر اُڑ گئی بعد اسکے جانیکے اُس گلبدن نے ہاتھ اپنے گردن مین شمشاد باغ صاحبقرانی کے ڈالدیے اور کہا اے گل بوستان بیوفائی ہر چند کہ تجھ مین رنگ وفا نہین مگر ہم اپنی سی اُلفت جتائے دیتے ہین لوح طلسم بتائے دیتے ہین سنو اے پیارے نام میرا آرایش جادو ہے اور بہت مدت سے شیفتہ اور فریفتہ ہون مین نے کتاب آئین طلسم مین پڑھا تھا کہ طلسم کشا اس پہاڑ پر آئیگا جو کوئی اُسکی رفاقت کریگا زندہ رہیگا رتبہ اعلیٰ پر پہونچیگا اور جو کوئی اس سے بغاوت کریگا مارا جائیگا یہ مضمون کتاب مذکور سے پڑھکر منتظر آپکی تھی اور اس پہاڑ کی حفاظت کرتی تھی آج طالع یاوری کیے اور بخت رسا نے آپکی خدمت مین پہونچایا اب میرے ساتھ آپ چلیے مین لوح طلسم جہان ہے اس راہ پر لگادون آپکو منزل مقصود پر پہونچادون یہ کہکر بزور سحر تخت تیار کیا اور شہزادہ کو لیکر سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد کچھ عرصہ کے ایک بیابان مین آکر اتری وہ جنگل نہ تھا زمین پر طبقہ بہشت اُتر آیا تھا بلکہ اُس صحرا کو دیکھکر دنیا کی بہشت مین جانے کو جی نہ چاہتا تھا ہر قسم کے درخت اُس جنگل مین لگے تھے یا مسافران عدم جو بہشت کو جاتے تھے یہان کی سیر دیکھنے ٹھہر گئے تھے زمین وہ صاف و شفاف بلور کی طرح چمکتی تھی سراسر نور کی معلوم ہوتی تھی اُس سفیدی مین درختون کی سبزی اور گلون کی سُرخی سے الماس پر زمرد و یاقوت جڑا نظر آتا تھا زیور مرصع کار شاہان گلعذار کا رنگ دکھاتا تھا ہوائے سرد اور غالیہ بیز ہر سمت وزان تھی مشام اہل انجمن روزگار بساتی تھی نہرونکی لطافت و تراوت پاکیزگی و دلبری کی جان جاتی تھی دلون مین ٹھنڈک بڑھاتی تھی یہ کیفیت نظر آتی تھی

نظم

جنت سے تھا بڑھکے وہ بیابان
کیونکر نہ فدا ہو اسپہ رضوان
پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا

گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا
ہین منتظر بہار اشجار
باندھے ہوے ہین قطار اشجار

ہر چشمہ ہے مثل چشمۂ خور
بہتے ہین ستارونکی طرح دُر

شہزادہ اُس بیابان مین تخت پر سے اُتر وہ معشوقہ بادوفا ہاتھ پکڑے پکڑ کر خراماں خراماں چلی اور ایک نخل سرسبز کے تلے آکر ٹھہری ایک نخل کی ایک شاخ جانب زمین جھکی تھی مثل عابد پاک طینت سربسجدہ یا خیابان قدرت تھی ایک چھینکا اُسمین بندھا تھا وہ بھی کلابتونکا تھا چھینکے مین ایک پتھر یاقوت احمر کا رکھا تھا اُس غنچہ دہن نے مسکراکر کہا کہ اے نہال باغ ارجمندی اس سنگ مین کچھ لکھا ہے اور جو کچھ تحریر ہے مین اسکو پڑھ نہین سکتی آپ طلسم کشا ہین پڑھکر اسی طریقہ پر عمل کیجیے کیونکہ اسپر لکھا ہوا پتھر کی لکیر ہے بہر طلسم کشائی یہ پتھر اکسیر ہے شہزادہ نے اُس سنگ کو اُٹھا یا مشت بیل یاقوت کا تراشا ہوا نگینہ یا نگاہ اُسپر ٹھہر! محال تھی اُفتاب کے جوت کی طرح سُرخی اُسکی آنکھون مین اُتری جاتی تھی خوب شہزادہ نے غور کرکے جو پڑھا

لکھا دیکھا کہ اس درخت کا نگہبان ایک اژدہا ہے جب وہ آئے تو اسپر بھی پتھر لگائے کہ وہ ہلاک ہو جائے اُسکے مرنے سے درخت گل حیات ملکہ ہوا در جادو ظاہر ہوگا اور اس پھول پر بھی کچھ لکھا ہوگا یہ مضمون ہنوز پڑھ چکا تھا کہ آواز سائیں سائیں کی آئی نگاہ اٹھا کر جو دیکھا ایک اژدر مہیب کو آتے پایا کہ کنگر پتھر سے جنگل کے اُس کے سینے کے نیچے سرمہ ہوتے تھے آنکھیں مشعل کی طرح روشن تھیں منہ بھاڑ کی طرح کھلا تھا عقرب فلک کا سامنے اُس کے زہرہ آب ہوتا تھا ثور زمین کا ایک ہی نوالا کرنے والا تھا غرضکہ وہ بلائے ناگہانی بہت جلد قریب شہزادہ پہونچ گیا اور شعلہ منہ سے چھوڑ کر قلاتے کھینچا شہزادہ تو سرعت اور پھرتی رکھتا تھا جست کرکے اُس درخت کی آڑ مین جا رہا مگر وہ نازنین دم اژدر مین بندھ گئی اور قریب تو تھی ہی بہت جلد کھنچکر منہ مین اُسکے پہونچی شہزادہ نے اس عرصہ مین لنگر قائم کرکے وہی پتھر اُس موذی پر کھینچ مارا پتھر جو سر پر پڑا اژدر بالی ہو کر ہوا آندھی پانی ظاہر ہوا طوفان عظیم برپا ہوا تمام جنگل آتش بہار ہوا جدھر دیکھا شعلے اُٹھتے نظر آئے بعد کچھ دیر کے اندھیرا ہو گیا اور آوازیں مہیب آنے لگین کہ ایسے غضب کیا اس سلمان نے جو اس دشت مین آیا

نظم

گرنے سے جن کے سوسو من کے لیں سنگ
گھٹا دم جسم مین رخصت ہوئے ہوش
زمین پر آپ کو بیہوش پایا

اندھیرا سامنے آنکھوں کے آیا
ہوئی خود رفتگی مانند بے نوش

صدا کے ساتھ اٹھا اک ابر بدرنگ
وہ ابر تیرہ سب جنگل مین چھایا
سنبھالے سے نہ سنبھلا دل غش آیا

بعد کچھ دیر کے جو ہوش شہزادہ کو آیا دیکھا کہ نہ وہ بیابان ہے نہ وہ آشوب کا سامان ہے مگر ایک ارض صحرا ہے کہ مثل مرد مفلس کے پریشان ہے نہ کوئی شجر ہے نہ دریا ہے نہ انسان ہے نہ حیوان ہے صرف کفدست میدان ہے گرد وسط صحرا مین ایک درخت بہت مختصر طول مین ہمرنگ قامت یار بہت پر بہار لگا تھا ہر برگ اُسکا مثل زمرد اخضر چمکتا تھا تنہ درخت کا یاقوت احمر کا تھا شاخین نیلم کی تھین اور مثل دست رنگین معشوق نزاکت بھری تھین اور نشۂ بادہ بہار سے جھومتی تھین درخت کی چوٹی پر ایک پھول جواہر کا لگا ہے جان گلہائے زمانہ ہے چمنستان دہر مین یگانہ ہے پنکھڑیاں اُسکی لب نازک معشوقان عالم کو شرماتین خوشبوئین طرح طرح کی اُس مین آتین دماغ گل پیرہنان دنیا بساتین شہزادہ کا گل باغ خاطر اُس پھول کو دیکھکر شگفتہ ہوا اور چشم نرگسی سے ٹکٹکی اُسی کی جانب باندھی اُسوقت اُس درخت کے پاس زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نکلی کہ بالکل خبیثہ تھی غول بیابانی اُس سے خوف کھاتا چڑیلون کو اُسکے سایہ نحس کا آسیب ہو جاتا اُس زشت کردار نے بہ سعید کو گھورا اور کہا او کیا تک رہا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ پھول مجکو بہت پسند ہے تو مجکو توڑ دے اُس عفریتہ خصائل نے کڑک کر کہا او موذی کالے تیری نظر کو چھپا مین بھون تو نگوڑے یہ حوصلہ رکھتا ہے کہ پھول توڑے ارے تجکو خاک مین ملا دون اس پھول کے تاکنے والے کو صدقہ اُتارون جادو بھی ہو یہان سے شہزادہ نے کہا تم جو کچھ چاہو کہو مین بغیر پھول لیے نجاؤنگا یہ کہکر قریب درخت آکر زمین پر لوٹ گیا اور پانون پھیلا کر بیٹھا وہ خبیثہ ہنستی ہوئی اُسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ لے واہ تم تو خوب راہ ڈھونڈھنے لگے پانون پھیلانے لگے یہ تیری شامت آئی ہے موت نے گھیرا ہے لے اجل رسیدہ جلد اس شجر کے پاس سے ہو یہ کہکر شہزادہ کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑکر اُٹھا دون از بسکہ قریب تو آ ستادہ ہی تھی اُسنے دونون ہاتھ سے پانون

اُسکے پکڑ کر جھٹکا جو دیا منہ کے بل وہ گری اسنے تصور کیا کہ یہ ساحرہ ہے سحر پڑھکر چھوٹ جائیگی پس وہ تدبیر کرو کہ
سحر نہ پڑھنے پائے چنانچہ گرتے ہی اُسکو زمین سے اُٹھکر پاؤن تو پکڑے ہی تھا اُسکو گھمانا شروع کیا چکر ایسے دیے کہ
ساحرہ کی عقل چکر مین آئی گیج ہوا سے بیہوشی چھائی اسنے خوب گھما کر ایک پتھر پر سر کے بل دے پٹکا سر اُسکا پھٹ گیا
سانس بھی اُسنے نہ لی واصل جہنم ہوئی پھر غلغلہ دارو گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا بیابان جادو کو اُس کے
مرتے ہی اُس درخت مین آگ لگی اور سب درخت جلتے جلتے جب اُس پھول کے پاس آگ پہونچی وہ ٹوٹ کر زمین
پہ گرا شہزادہ نے جلدی اُٹھا لیا اور غور سے دیکھا تو جواہر کا پھول کنول کا ہے بلور کی ڈنڈی لگی ہے اُس ڈنڈی پر
لکھا ہے کہ اے شکنندہ طلسم جس کے پاس طلسم کی لوح ہے وہ اس پھول کی عاشق ہے اور اسکی جان بھی پھول ہے
کسی کو یہ راہین طلسم کی کاہے کو ملتین جو یہان تک آتا اور ان جادوگرون کو مارتا تو بہت صاحب نصیب ہے جو یہ
پھول تیرے ہاتھ آیا اب اس گل کو لیکر بہت ہوشیاری سے آگے روانہ ہو ایک ملک مین پہونچیگا اُس ملک مین جو
کوئی کہ تجھ سے یہ پھول طلب کرے جاننا کہ لوح کا محافظ وہی ہے آگے عقل کا کام ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ یہ
مضمون اس پھول پر تحریر دیکھکر شہزادہ نے پھول تو کمر سے باندھا اور دعاے ماثورہ اور آیہ غیر معانی پڑھی
کی اپنے اوپر دم کین اور وہان سے آگے بڑھا سیر طلسمات کرتا چند منزل طے کرکے ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا کہ
حصار شہر پر مقطلا سونے کا کیا ہے آفتاب کی جوت سے ہر سمت آفتاب نکلا نظر آتا ہے دیوار و در جگمگاتا ہے
دروازہ مین تمام جواہر پچی کاری کیا ہے آیندہ و روندہ کا رستہ ہے مردم کم ہین ہزارہا زن خوبرو حور شمائل کا پہرا ہے شہزادہ
اندرون شہر قدم زن ہوا اندر آکر جو دیکھا ہر سمت عورتون ہی کا انتظام پایا ہر بالا رعنا بازار نظر آیا اوصاف اُس شہر
کی توصیف مین مقطوع اللسان خامۂ تحریر کی قاصر زبان ہر طرف راز و نیاز کی گرم بازاری خوبرویون کی طرحداری
زلف کا سودا ہر خاطر پریشان از بان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان ہر مکان رفعت مین فلک کیوان طاق ہر ایک
پختک ابروے پری رخان محراب خم ہلال عید دہر ایک دیدہ شنیدہ ستون ہر ایک پیرایہ غیرت دہ ساعد و بازو ہر
خدا کی قدرت کا ظہور چبوترہ مکان کے آگے مصفا آئینہ سکندر کا نقشہ دکانون مین سرمایہ عمدہ و بدیع دکانداری
شان رفیع کہین تنبولن اپنی سرخروئی جتاتی کہین ساقن دل عشاق کے دھوئین اُڑاتی تنبولن کی دکان پر ہر ایک
دعوی جان سپاری دل خون ہوا بیڑا اُٹھاتا عاشق کے خون تھوکنے کی تیاری اُگال اُسکا یاقوت یا ہر جان عشاق قوت
سامنے تنبولن کے آئینہ لگا ادھر ادھر آئینہ کے سونے چاندی کے مرتبان جنمین عنبر و عطر کتھا چونا پانون کی سامنے
کھلی ہوئی ڈھولیان سرمایہ نقد ہوش ڈھولیتی تھی حسن پر اسپر مولتی تھی کہ بیت سرخی لب کے وصف مین جسنے
ایک مصرع کہا تو خون تھوکا ٭ وہ لب رنگین پر اُسکے مسی کی دھڑی اور اُسپر پان کا لکھوٹا شب دیجور مین شفق
کا تماشا نظر آتا بلکہ ؎ مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے ٭ تماشا ہے کہ آتش دھوان ہے ٭ یک جہان
وہ تھوکتی زمین کان یاقوت بنی زبان اُسکے وصف مین لال ہے ساقن کے حسن کا بھی یہی حال ہے کہ دم اُسکا
بھی غنیمت تھا حقہ اُسکا دہن بے نزاکت تھا زلف پیچان پر اُسکے دود آہ عاشق کا گمان تھا رخسار آتشین پہ

اُسکے خال سیاہ عیان تھا یا سویدا ے خاطر عاشقان تھا وہ میزون پر قرینے سے پیچوان دھرے پینے والون کے دماغ خوشبو سے تماکو کے بسے اور بھرے فرشی حقون کی تمنا مین لب فرش خریدار کھڑے ساقن کے رخ کا پسینہ عرق بہار سمجھ کرنے جان کو اُس سے بہلاتے دار و مدار یہ اُسنے ہوتے جاتے کہ دم نعیر ہم نہ محروم پھرین تیرے عشق مین لے گل بیان جل جل کر مرین جب دم حقہ پر لگاتے سر و دا آنکھون مین آتا اُسوقت جلوم گریہ سُناتے کہ بموجب **نظم**

بزم توحید ست تماکوے ما
بوے وحدت میدہد ہر پیچے ما
اولش اللہ و آخر ہو کشند
ان جوانانے کہ تماکو کشند
یہ اشعار پڑھتا کہ اشعار
کوئی نوجوان عشق مین ساقن کے دل جلا مال و دولت سلفا کیے پیر
میتوان آموخت آداب محبت راز دود
حقہ نے مجلس نمازد و فریب دو دہی
تا بہ سر سندش نگوید حرف پیش دیگری
سر نمی پیچید اگر بر سر نہندش اخگری
کسی طرف بزازہ گلبدن دکان لگائے

بیٹھی اطلس فلک اول اپنے کپڑے کے سامنے داغہاے انجم سے شجری بناتی جس خریدار نے اُسکے پاس جالی لوٹ اُسپر دل ہوا الاہی آلی خیر وہ دل ہوا شفق کی اطلس سرخ نظر مین ناپسند ٹھہری قباے گل گلزار یا کل بری شکل کف افسوس ململ کر آخر جان دی نین سکھ ایسی بزاز کو دیکھ کر باتی سودے مین عریانی تنزیب نظر آتی مرطلعتون کا دل اسکے حسن کو دیکھ کر کتان کی طرح پارہ پارہ عاشقون کو کمخواب آتا دل اُسی کا یا لگا ڈھا اسی طرح ایک سمت شیرینی فروش یعنی حلوائن مکھا ئی خریداران کھ یا کرتی جب مٹھائی تھالون مین بھری دکان اُسکی کیا کھلتی در بہشت کا دا ہوتا شیرہ جان عاشقان کا قوام بگڑتا لب شیرین پر اُسکے اگر کبھی بھجو جاتی تو یہ بات عاشقون کو یاد آتی کہ **فرد**

میٹھے سے تیرے ہم بھجے لب یار کو قند + بات مشکل بھی دے تو نے یہ حل کی کبھی + تھال اُسکی دکان کے مہر و ماہ کے تھالون کو شرماتے جلیبیون اور امرتیون کے پیچ دل کو پیچ مین لانے برفی پہ برائی کا شک کرنا سراسر لٹکا ہی ہے شکر پاروں کو اخر چنج کہنا بدنامی ہے کہان تک وصف اُسکا بیان ہو بہتر یہ ہے کہ توصیف صرافہ مین خامہ روان ہو کہ وہ صرافہ نوجوان عاشق کو ڈیون کے مول لیتی فلک کا سینہ اخترون سے بھرا ہے یا وہ پیسہ کا داغ دیتی اشرفی کو اُس سیمتن نے بھیری سے دیکھا ہے جب تو زرد روئی نصیب ہے سیم سادہ نے جو اسکے تن صاف سے دعوئی ہمسری کیا تو سکہ کی ضرب کھائی گلی گلی ماری ماری پھری آوارگی کا چلن ہوا دکان پر ہر ایک طرف اشرفیون کا ڈھیر دوسری جانب پیسون کا انبار پیسے تھے یا داغ خاطر عاشق زار محک امتحان مین ہر ایک سنجر سنجیدگی مول لیتی گانٹھ گرہ کا اُسکی زلف رسا مکھول لیتی دولت ہوش و حواس جان و دل مول لیتی عاشق تن سگۂ دل دہان بجھاتے یہ شعر زبان پر لاتے

بیت طالب نہین دولت دنیا کا دل مرا + اس سیمتن کا وصل ہو تحصیل زر مجھے + ایک طرف گندھن رشک چمن گل پیرہن دماغ جان خریداران خوشبو سے بساتی قرابہ دلین گلزر خساری اسکی بر تاب عطر گل بھری جاتی پسینہ اسکا گلاب کہین بہتر مجموعہ کا عطر پریشان خاطرون کے لیے بہت خوشتر دمبدم فتنہ سازی کرتی دل بلبل کو آگ پر دھرتی جب گلاب کشید کرتی جو کوئی صندل مول لینے جاتا اُسکو دیکھ کر زرد ہوتا درد سر خریدن کا نقشہ نظر آتا پھول ٹوکری مین بھرے دکان مین دھرے تھے دیا رگلشن چھوڑ کر اُسی کے کوچہ مین آبسے تھے اگر کی بتیان سوز دروں کا پتا دیتین جلنے آدے

دل جلانے کی راہین بتا دیتین شمعین سر کے بل ٹنگی مگر بزبان بیزبانی یہ کہہ رہی تھین کہ فرد لازم ہے سوز عشق کا
شعلہ عیان نہو ٭ جل بجھیے اس طرح سے کہ مطلق دھوان نہو ٭ غرض کون ایسا تھا جسکو اُسکا سہا آتش تھا نہ ہو
یہ سیر دیکھتا جب آگے بڑھا سامنے جوہری بازار نظر پڑا ایک ایک جوہری کی دکان جواہر دکان کو بنائے بیٹھی تھی
جواہر کے دریا مین خود بھی ڈوبی ہوئی تھی اگر جوہر اُنکے کان کا عقد ثریا پر پرتو افگن ہوتا تو اُسکا ستارۂ قسمت پھر جاتا
بالا اُنکے کان کا ہالۂ مہر و ماہ سے بالا عاشقون کو بتاتی وہ ٹالا بالا نورتن اُنکے ستارہ سحری سے زیادہ روشنی گوہر
دندان سے مملو اُنکا دہن لب اُنکے یاقوت رمانی کو شرماتے عاشق اُنکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتے کہ شعر
کیا یاقوت موتی کو جو کھایا پان اُس گل نے ٭ کلی مستی تو نیلم کردیا لعل بدخشان کو ٭ وہ جواہر اُنکی دکانون مین تھا
کہ ایسا کاہے کو کانون مین تھا اگر جوہری فلک اپنے جواہر کواکب کو اُنکے سامنے لاتا تو داغی نگینہ مہر و ماہ ٹھہرایا جاتا
چرخ فیروزون کے سامنے فیروزی بنتا تا رنگ بدل بدل کر مقابلہ کرنا چاہتا تھا جواہر پوش معشوقون کا کیا وصف بیان
ہو نظارہ باز خیال نیرنگی حسن کو اُنکی طلسم جانتا کیونکہ لب یاقوت رنگ کے عکس سے کبھی گوہر دندان پارہ لعل و
عقیق یمن بنجاتے اور لب لعلین نگاہ بے عکس دُر دندان سے ہمسلک گوہر نظر آتے عاشق باربار یہ شعر زبان پر لاتے شعر
اُس جواہر پوش کے دیکھے ہین وہ یاقوت لب ٭ جسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے ٭ بلکہ بموجب بیت
بہا آبداری لعل لبش نخواہد بود ٭ اگر ہزار عقیق از یمن شود پیدا ٭ شہزادہ تادیر اُس بازار مین ٹھہر کر مصروف تماشا رہا
اور دامن نظارہ کو جواہر حسن سے بھر لیا پھر آگے بڑھا تو قسم قسم کی دکانین نظر آئین کہین میوہ فروش کہین ترہ فروش
اپنی خوبی حسن کی سرسبزی دکھاتین کہین انگیا مین کوزے چھپائے تن عاشق تن دولت عشق سے نہال شجر محبت سے باغ دل
ہرے ثمر الفت سے مالامال نگترے رس بھرے عاشق چاشنی اُنکی چکھنے کو گھونٹے پیالۂ سحر مین شفق سرخ فلک نے بھری تھی یا
ٹوکری مین نارنگی دھری تھی ترنج دلپسند خاطر وضیع و شریف تھا میٹھا بہت لطیف تھا خربوزہ اکھٹا تھے آبکہ ہاے دل کو خوشۂ
انگور سے عاشق لٹکاتے خوشی خوشی آتے اور ترشروئی سنگترے کی اُٹھاتے شیرین کامی مول لیجاتے میوہ فروشی کے ذقن حسن
پر بادام چشم سے صاد کیے تھے میوہ جات عاشقان برباد کیے تھے سرو قد پستہ دہن تھی معشوقہ زیبا رشک حسد بہار چمن تھی
پستان اُسکے انار دہن عاشق کو اُسکے عشق مین جان دہی اتناس پسند خاطر عوام الناس لیکن پستان کلا ناس اور تو کیا
کہون لیکن پناہ من شر الوسواس الخناس سیب ذقن عاشقون کے پیے بلا ہے آسیب جان مضطر اشکیب شفتالو کو دیکھکر
لب نازک کا بوسہ لینے کو جی چاہتا آپ ہوسا نا و نفیس زبان پر لاتا فی المجلس بیت دکان پر اُسکے جو کبابا آگئے ٭ نہال
آرزو مین بار آگئے ٭ شہزادہ تعریف سرسبزی شہر کرتا جاتا تھا کہین کنجڑ مین کسی جا حلوائی کسی مقام پر بھٹیارون کی طرفہ
آبداری پاتا تھا کہ حسن نمکین اُنکا دلمین شور محبت ڈالتا تھا مطلوبون کا دل شعلہ حسن پر اُنکے کباب ہر گردہ نان اُنکی
دکان کا آفتاب سنبوسون مین دہان معشوق کے بوسون کا مزا کلیجہ وہ اچھا کہ جسکو کل چاہین کھانے والے قوت باہ میں
خطائی کبابون کو ناپسند خاطر تھا خطا تھا زردے کے عشق مین زرد یکرنگ روپون کو سودا کیسا ہے فاش ہوا تھا کہ جدھر دیکھو
زردہی زرد نظر آتا تھا طباخ فلک آفتاب و ماہ کے دو دیگچے لیے صبح و شام پھرتا ہے مگر آٹا گیلا رہتا ہے اُس کے

ٹون سے کب مقابل کر سکتا ہے حسن بھی اُنکا نمک پاش زخم جگر دلسوز غم میں کباب بد تر نظم

صباحت کا ہوا تھا گرم بازار | ملاحت اُنکے رخ پر بھی نمودار
جو وہ شیرین دہن تھین تبسم | تو خوش آتا تھا اُس جا شور مردم

کوئین کلال کی دکان بھی گلعذارن نشہ حسن سے مخمور بیٹھی تھی پیمانہ چشم سے شراب غمزہ و ناز دیتی تھی بادہ کشون کا اُس جا جاؤ ہر ایک کی زبان پہ لاؤ لاؤ کا بیان شراب ارغوانی و زعفرانی کی میزون پر چنی ہوئین میخوارون کی نگارین اُسپر بھی ہوئین کوئی عالم مستی مین یہ شعر زبان پر لاتا کہ بیت زمینہ چشم یار مین سرخی ہے نشہ کی ✦ کیفیت شراب کے قابل بر جام ہے ✦ کوئی کہتا تھا کہ شعر وہ صراحی تو ساقیا ڈھلکا ✦ کاگ اُڑتا ہے جس سے بلبل کا ✦ شہزادہ اس شہر پرنو نژاد کو دیکھکر بہت محظوظ و مسرور ہوا اور قریب دار الامارہ شاہی سیر کنان پہونچا یہان طرفہ ماجرا دیکھا کہ قصر شاہی سے بہت دور تک ہزارہا مالن غنچہ دہن ٹوکریان پھولون سے بھرے بیٹھی ہین ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنا رہی ہین چھڑیون مین گہنا گوندھ کر لگا رہی ہین گل سرسبد کی شوخ رنگی دکھا رہی ہین ایک ایک اُنمین حور بہشت برین ہے لباس انکا نہایت پر تزئین ہے اگر وہ مالنین پھولون کو رشتہ مین نہ گوندھتین تو ہر پھول بیقرار ہو کر شب کو جگنو بنکر باغ عالم سے اُڑ جاتا از فرط غم بصورت داغ جگر عاشق بنجاتا غنچہ اپنی گرہ زر خرچ کرکے اُن مالنون پاس آیا تھا بہار نے دریدہ گل اشرفی کا خزانہ اُنپر سے لٹا دیا تھا لالہ اُنکا داغی غلام تھا عندلیب شیدا کی طرح ہزار دل سے اُن گل رخسارون کے عشق مین بدنام تھا سوسن انکی ادنی کنیز تھی سیدھے منھ بات کرین یہی آرزو رکھتی ہمہ تن زبان ہوکر خاموش ہوکر بعد تمیز تھی تو بھی بیجا جو ہے وہ ان البیلون پر نثار تھی چنپا چنپا کا زیور گلے کا ہار تھی غنچہ اُن کے دہان تنگ کے روبرو خاموش نرگس کو انکی چشم حیا پوش سے دیکھنے کا دل مین جوش گل انکے سامنے کیا دعوی نزاکت کرتا جبکا یہ حال تھا کہ بیت نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے ✦ بدھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے ✦ شہزادہ نے اُن گلرخسارون کا باغ لگا ہوا دیکھکر غنچہ خاطر شگفتہ فرمایا اور انسے پوچھا کہ اے گلعذاران سراپا بہار یہان تم کس گل کی ہوا سے مجتمع ہوئین اُنھون نے جواب دیا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو نو وارد ہے یہانکا آئین نہین جانتا ہے اس شہر کی مالکہ ہوادار جادو جسکو پھول بادشاہ زادی بھی کہتے ہین اُسکو ایک پھول کی خواہش ہے اسی کی تلاش مین ہر روز یہان آتی ہے اور تمام بازار کے پھول خرید لے جاتی ہے اور ہم سے تاکید یہی ہے کہ دور دور کے باغون اور صحراؤن سے ہر روز پھول لاؤ ہم اُسکی خاطر سے بڑی بڑی دور سے پھول لاتے لاتے ہین اور اُسکے لیے گہنا بناتے ہین یہ سب اسی کے دم کا مجمع ہے ابھی تک تو جس پھول کی اُسکو تمنا ہے وہ دستیاب نہین ہوا ہے شہزادہ نے یہ ماجرا جو سُنا دل سے کہا اُسی پھول کی یہ شہزادی عاشق ہے جو مجکو ملا ہے تو بھی اپنا پھول ہاتھ مین لیکر اس بازار مین کھڑا رہ دیکھو تو پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے پس یہ سوچ کر کمر سے وہ پھول طلسمی نکالا اور ہتھیلی کی چنگیر پر رکھکر ایک سمت اُس بازار مین کھڑا ہوا جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور گل آفتاب زرد ہونے لگا کہ بموجب شعر بہار شام طرفہ رنگ لائی ✦ گل خورشید پہ آئی تباہی ✦ سہانا وقت ہوتے ہی اُس بازار مین سقنیان بھی نوجوان حسینہ و جمیلہ تھین دست نگارین اُنکے حنا آلود جوڑے اُنکے ترچھے بندھے بادلہ کا

لنگیان کندھے پر ڈالے آڑے تسمہ گلے مین پڑے سونے کے کانٹے لگے وہ انکا اتراکر چلنا قمقمون مین انگیا کے وہ ترنج
گلاس کا عالم لبون پہ مستی کی دھڑی امیسر لالی جمی گال گلگونہ مین بجلی چمک رہی کانون مین بجلیونکا تڑپنا دوپٹہ بجلی گرانا
دست رنگین کا ہر چھلا عاشقون کو گل کھلاتا پاے ناز کی مہین گٹرنے بڑے بڑے بزم دل عشاق کو کرتا این دکھاتے
پامال ہونیکی ہوس بڑھ جاتے اس رنگین اداؤن نے تمام بازار مین چھڑکا دیا اور سڑک کو ہمشکل آئینہ سکندر
بنادیا کوچہ گرچہ گلاب کیوڑے سے بسادیا بعد تھوڑی دیر کے اہتمام سواری کا ہوتا نظر آیا آگے آگے صدہا نازنین کوشل
پا پہر ترکنین نقشین قبا قبان اسمہ بگنیان دوشالیان بند قین کاندھون پر رکھے گذرین انکے بعد کئی سو
چوبداریان عصاہاے طلائی و نقرئی لیے مہ قبیل کی طرح چہکتین آوازین طرقوا کی دیتین ہٹو بچو کا شور بلند بڑھے
عمر و دولت شہنشاہ ارجمند پکارتین جا دستون کیسے ہچ لٹکاتین نکلتین ایک ایک انمین پری رخسار تھی حسن کے جوش جوانی
کی بہلی تھی وہ انکا اٹھلا کر بازون دھرنا دوسرے شعون کا چمکنا مچھلیونکا ہلنا عکس اُن مچھلیونکا آئینہ رخسار مین
انکے چہرے تاز بچہ حسن مین ماہیون کا تیرنا معلوم دیتا اُنکے گذر جانے کے بعد ہزارہا کنیزان عمر دیدہ اور لباس
ارغوانی و زعفرانی زیب جسم کیے زیور جواہر آگین پہنے مرکہاے بادرفتار پر سوار پیدا ہوئین کلغیان مرکبونکی
جڑاؤ رنگین زین جواہر دوز کسا اگرچہ پر تکلف جھُولین پڑین دو ہلنے کا حال جڑہے کندہ کیے ہوے قطعہ

کیا کیجیے وصف ماہ رو ہزار
گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا

ہر شخص برنگ نغمہ و تار
سرمست مین ہوا سے تھے گلبن جو

زیور سے لدا ہر ایک گھوڑا
زیور سے تھے گنج باد آورد

وہ نازنین قمر سیما و قامتان پھیر چھیرا کرا ہیں مین کرتی جاتین کوئی اپنے عاشق کو کرشمہ ابرو دکھاتی کوئی آنکھ سے
آنکھ لڑاتی کوئی شرماجاتی تنگ جوبن کا عالم دکھاتی اسی طرح یہ مجمع بھی گذر گیا پھر سامان باجہ باری اور جلوس
سواری پیدا ہوا اول تماشائیون کا جمگھٹ شدید ہوا اس پھول بازار مین جو درکار و نکا جمع ہونا گلزار بہشت کا
رنگ نظر آتا تھا عود و عنبر کے لخلخون پر رشک ختن صعقہ ہوا جاتا تھا مشام دہر معطر تھا فروغ حسن مہ طلعتان سے
کاشانہ عالم منور تھا مغنیون کی صدا نغمہ بلبل گلزار کی آواز صد آخندہ گل حسن پر انتظار گیاہ سواری کے
اشتیاق مین ہر ایک نگاہین نرگستان باغ فردوس کا رنگ دکھلاتی تھین آئینہ رویون کا ہر ایک صف باندھ کر
چلنا چشمہ صفا کا لہراتا تھا اروح سکندر کو تڑپاتا تھا آئینہ خانہ عالم مین حیرت کا عالم نظر آتا تھا لب ہر
محبوب کے مستی زیب تھے تختہ سوسن کا بھولاتا تھا خوش خرامی پر انکی کبک چال بھولا تھا آفتاب ناز اور خورشید
غلمان پیکر سرگرم اہتمام ہٹو بچو کا غل نہایت دھوم دھام کماریون کی صورتین پیاری پیاری مچھلیان سرون
پر رنگین لہنگے پاؤن مین بھاری ہر ایک اپنے جوبن مین اتراتی ہنستی کھلکھلاتی تھی کر بموجب قطعہ

سواری سے ہوئی پہلے نمودار
ہزار اک تخت تھے ہمراہ سردار
علم ہاتھون مین تلوارین برابر

بہت آراستہ افواج جرار
لباس انکے بدن پر زعفرانی
سر و کان وہ کھڑے افسر آگر

پھر انکے اردلی کے خاص ہمراہ
بھرا پہلون مین تھا سونیکا پانی
عقب خواجہ سراؤن کا تھا حلقہ

تزک اُنکا زمانہ سے جُدا تھا
مرصع تھا یراق و ساز زرکار
ہر اک خورشید اور مہتاب سیما
ہر اک پہنے مرصع کا زیور
قرین برچھیان ہاتھوں مین سب کے
پری تھی ایک اس حلقہ کے اندر

قباؤن مین وہ انکے صرف کمخواب
یہ سب خواجہ سرا گھوڑون پہ اسوار
جوان ہر ایک کمسن دلکش حور
مقابل اُنکے ذرّہ مہر انور
پیادہ باخرامان تھین زمین پر
خجل تھا جس کے رخ سے مہر انور

خجل تھا اشرفی بوٹی سے مہتاب
گروہ انکے عقب پھر عورتون کا
سراپا پیرہن جسمون پہ پرنور
عیان ناز اور کرشمے تھے غضب کے
یہ نکلین آگے دوکان کے برابر

یعنی ایک سراپا ناز عربدہ ساز ہوادار پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار ظاہر ہوئی شہزادہ نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی تھی دراصل وہ زینت فزاے انجمن رونق کاشانہ جان و تن روح روان عاشقان جان جہان سردار محبوبان زمان گل باغ شرم وحیا گلدستۂ بزم جفا غارتگر کشور دل کاروان اضطراب کی منزل ترک ستمگر لشکر غمزہ و ناز کی افسر خوش رو خوشخو گل اندام باعث صبر و آرام سرو گلزار رعنائی شمشاد گلستان زیبائی دلدادہ دلبر گلفام و سمنبر۔ بلکہ اور بھی دنیا بھر کی خوبیان اسمین جمع کرشمہ و ناز و ادا کی پوٹ دل اسیر لوٹ بہار گلشن وصل نما [illegible] حسن کی فصل نظم

وہ تھی ایسی حسین و خوبصورت
خجل ہے آفتاب آسمانی
ہوئی پیدا نہ ایسی اور نہ ہوگی

قمر کے دل مین ہے داغ کدورت
بلاشک قوم مین آدم کے تھی فرد
نظر آئی تھی اک قدرت خدا کی

نہین ہے قاف مین اب اسکا ثانی
کہ جو شرم سے ہے حور کا زرد

اس حسن خداداد پر نزاکت اس رشک حور کی ایسی تھی کہ ہوا کے جھونکے سے مرجھائی تھی مگر اس گل کی دوپہری ہوئی جاتی تھی پس اُس نازک بدن نے تمام بازار مین پھر کر جتنے گلفروش بیٹھے تھے سب کے پھول مول لیے اور پھرتی ہوئی قریب شہزادہ آئی طرفہ ماجرا دیکھا کہ ایک گل باغ نوجوانی شہزادہ حسن مین لاثانی روح قالب حور ملائک فریب چشم حسن کا نور رخسار جس کہ ساحر زلف کے افسون سے تہ دام جادو نگاہ ہرن مین اُسکا افسر نام لب جان بخش کا اُسکے مسیحا تشنہ خضر چاہ زنخدان پر آب صفا کا پیاسا دہن غنچۂ باغ لطافت آتش نمرود نخوتان کیلیے گلزار ابراہیمی اُسکا رخسار پر نزاکت لیلی اسکی مجنون خشتری حسن [illegible] مفتون قامت اسکا قیامت سرو بادہ دار آفت سرآمد خسرو دلان زمن شیرین سخن خنقائے اوج رعنائی ہمایون طاؤس چمن زیبائی دافع حزن دل رنجیدہ سراپا ابتہاج و سرور غرضکہ فی مین تقدیر حسن کی صورت راحت کی تصویر کہ نظم

مگر بانون تک ہین گیسوے مشکین
سلے ہے خوشۂ انگور کو آب
بیاض صبح کی [illegible] لوح ہو صاف
بھرا ہے آفتاب سحر کا نور

فدا ہین نافہائے آہوئے چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پرنور
وہ آئینہ جلا جسپر ہے شفاف

جب ان بالون کو دیتا ہے وہ گل تاب
عیان ابر تیرہ جلوۂ حور
سیہ آنکھین ہین ایسی چشم بددور

پس وہ سہی بالا ایک پھول ہاتھ پر رکھے کھڑا ہی غور سے جو دیکھا دیکھا پھول پایا کہ جو اپنی زندگی کے باغ کا ہے پھول تو باعث حیات ہے مگر پھول والا سبب ممات ہے دیکھتے ہی ہوائے عشق نے گلہائے ہوس ریاض دل مین کھلائے بادصرصر نے گلستان صبر و قرار تاراج فرمایا

بیتاب ہو کے نقد ہوش و حواس کھو کے اپنی کنیزوں سے کہا کہ جس پھول کی میں تمنا میں تھی وہ آج نظر آیا گل مراد بوستان امید میں باغبان قدرت نے شگفتہ فرمایا تم جلد یہاں سے جاؤ اس جوان رعنا کو جو پھول لیے کھڑا ہے میرے پاس بلا لاؤ یہ حکم سُنکر محکم جادو نام ایک انیس مع چند کنیزان بآئین سلیس روانہ ہوئی اور بصد ناز شہزادہ کے پاس آکر گلفشانی کی کہ اے مہمان مسافر چلو ہماری ملکہ نے تمہیں بلایا ہے شہزادہ کا بھی اس آئینہ رو کو دیکھ کر سکتے کا عالم تھا آئینہ ساں تا بدامن دیدہ [illegible] سے سر عشرت بریدہ درود رمان سے بہتر سینہ یا درد سے صفا میں آئینہ تابان سے بڑھکر بیت ترے جلوہ کا وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال ÷ دیدۂ دل کو زیارت نگاہ حیرانی کرے ÷ ان کنیزوں کے کلام کا اس حیران نے مطلق جواب نہ دیا پھر تو وہ قہقہہ مارکر ہنسیں اور گویا ہوئیں کہ خدانخواستہ کیا حضور کے دشمن بہرے ہیں اے صاحب ہم غریبوں کی طرف نظر رحمت فرمائیے ملکہ صاحب نے بلایا ہے تشریف لے چلیے شہزادہ نے اب بھی ہونٹ سخن کو آشنا نہ کیا ایک کنیز نے انہیں سے کہا اے بوا اس مردوے کو بڑا غرور ہے اپنے ٹھسے میں کسی سے آنکھ نہیں ملاتا ہے دوسری نے کہا بہن نہیں ایسا تو نہ کہو یہ تو ہنستی پیشانی نظر آتا ہے چہرہ اسکا روتوں کو ہنساتا ہے تیسری بولی کہ مجھے اپنے دیدوں کی قسم اتنا اغماض بھی پھوٹے دیدوں نہیں بھاتا چوتھی نے شہزادہ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا اے میرے اللہ آپکو مارے غرور کے بات کرنا بھی دشوار ہے ذرا تو منہ سے بولیے سب کیلئے کیا ہم سب کو آپنے کوڑا سمجھ لیا ہے یا دیوانہ بنا رہا ہے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ ہمارے چشم نمناک ہے و دل وحشت منزل صد چاک ہے جامۂ ہستی اندام شوق پر تنگ جینے سے ہمکو ننگ دل پھوڑے کی طرح ٹپکتا ہے کچھ خون بدن کا خشک ہوتا ہے کچھ آنکھوں سے ٹپکتا ہے زبان ناطقہ لال ہے تمہیں کیا بتائیں کہ کیا حال ہے بیت وہ بدخو اور میری داستان عشق طولانی ÷ عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے ÷ یہ جملہ سنکر وہ گل اندام پھر کھلکھلا کر ہنسیں اور آپس میں کہا اے بوا ہم اردو دیکھیے کچھ بھی تری سمجھ میں اس مردوے کا کہنا آیا اسنے جواب دیا کہ بہن میں تو خاک بھی نہیں سمجھی یہ کہکر تیسری کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا اے بھینا سچ کہنا کچھ تیری سمجھ میں آیا کہ اسنے کیا کہا اسنے جواب دیا کہ بی جان جوانی کی قسم جو ذرا بھی میرے خیال میں ان کی بات آئی ہو اب اس سے دوبارہ میں پھر پوچھتی ہوں یہ کہہ کر آگے بڑھی اور شہزادہ سے گویا ہوئی کہ حضور کو ملکہ صاحب بلاتی ہیں وہاں قدم رنجہ فرمانے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں شہزادہ نے بجواب اسکے کلام کے یہ اشعار پڑھے کہ اشعار

ہوئے ہیں پاؤں ہی پہلے نبرد عشق میں زخمی
نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے

سنبھلنے دے مجھے اے نا امیدی کیا قیامت ہے
کہ دامان خیال یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

ادھر وہ بدگمانی ہے ادھر یہ ناتوانی ہے
نہ پوچھا جائے ہے اس سے نہ بولا جائے ہے مجھ سے

ان نازنینوں نے کہا اے ہے بہن واسطہ سامری کا جلد یہاں سے چلو نہیں تو دق کا عارضہ ہو جائے گا دم گھبرا کر لب پر آ گیا میں تو سودائن ہو جاؤنگی اس انجمن کی کب تاب لاؤنگی انھیں میں سے ایک بولی کہ نوج بیوی ایسا کون منحوس مردوا میں نے نہیں دیکھا اور نہ یہ تین سیپاروں کا سبق آتو نے مجھکو پڑھایا بیناہ اے نہ صاحب بھلا ان سے کون مغز پھوڑ کا سے گا ہاں ہاں چلو ملکہ صاحب جانیں اور انکا کام جانے یہ کہکر سب وہاں سے پھریں اور آن جادو دکھائیں ملکہ پاس جاکر عرض پرداز ہوئیں کہ واری وہ مردوا تو نہیں

معلوم کیا پڑھتا ہے جمشید قسم کچھ ہم نگوڑیوں کو سمجھائی نہیں دیا اور نہ کچھ اُسنے ہماری بات کا جواب دیا کیا کچھ عشق
عشق ہوگیا ملکہ یہ سنکر سمجھی کہ یہ شخص کسی پر فریفتہ ہے جب ہی اس طرح حیران کھڑا ہے تو خود چلکر اس مریض عشق کی
عیادت کرے یہ سوچکر ہوادار کو بڑھا کر قریب تر شہزادہ شوریدہ سر کے آئی اور اُترکر زمین پر کھڑی ہوئی شہزادہ نے دیکھا کہ سامنے
مردمان بھی اُسپر یا بے نازکی سے کھڑا ہونا دشوار ہے شہزادہ ہزار جان سے اُسپر فریفتہ ہوا اور اس نازنین نے پائنچے سنبھالکر
کلائی پر ڈالے کنیزوں کے کندھے پر ہاتھ رکھکر بہت آہستہ سے لبوں کو جنبش دی اور بولے کلام نے گلہاے بیان
کی خوشبو مشام شہزادہ میں پہونچائی یعنی وہ پری یہ سخن زبان پر لائی کہ ابیات

کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا | تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے
دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر ہم کو | نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے

اے گلچین باغ محبت اپنا نام بتا یہاں آنے کا کام بتا شہزادہ نے یہ گلفشانی کی گلرو کی دیکھ کر فرمایا کہ نظم

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے | تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن | ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے
جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا | کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے
رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل | جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی | تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے

اس سیم اندام نے یہ اشعار سنکر خیال کیا کہ اس صحرا نورد الفت کو اپنے گھر لے چلنا چاہیے وہاں یہ بیدل شتاب ہوجائیگا اور اپنا حال یہ بتائیگا معلوم ہوتا ہے کہ
تیرے ہی گلرخسار کا بلبل ہے مجھی پر مائل ہے چلیں یہ سوچکر ہنستی ہوئی آگے بڑھی اور شہزادہ کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی کہ آپ
آپ ہمارے مہمان عزیز ہیں غریب خانہ کو اپنے قدم سے کاشانہ شاہی بنائیے دعوت نوش فرمائیے شہزادہ اس رشک صد
بہار پر ہزار جان سے نثار ہو چکا تھا کچھ عذر چلنے میں نہ کیا اور اس ملکہ ہوش ربا نے ایک شہدینیا دیچا پر سوار کرایا تمام بازار میں ایک
غلغلہ برپا ہوا کہ آجتک اس مہر سیما نے کسی کو بنظر مہر نہ دیکھا تھا اس شخص کا نیر اقبال تاباں ہوا جو اس آسمان حسن نے
پسند فرمایا غرضکہ ہر ایک اہل حرفہ نے اپنی اپنی متاع عمدہ کو اس خجستہ خصائل پر سے نثار کیا ملکہ موصوفہ نے بھی زر و گوہر
بہت کچھ لٹایا کہ ہر ایک طلبگار نے گوہر جواہر پایا اور سواری بڑے تزک و احتشام سے جانب دولتخانہ شاہی روانہ ہوئی
اور بعد کچھ دور کے مشکوے خسروی نظر آیا شہزادہ نے اس کاخ کو طاق فیروزہ فام آسمان سے بہتر پایا کہ مثل انجم کے تمام
دیواروں میں جواہر تابندہ تھا کہ ابیات

ہے قصر فلک رواق اسکا | ہے عرش بھی پیش طاق اسکا
دیکھے کہ کھلے تھے باب رحمت | وہ پٹ ورق کتاب رحمت
کھولی تھی جہاں نے چشم امید | وہ باب تھا باب فیض جاوید

ملکہ اس قصر کے دروازے پر اتری سامان تزک و ملازم سب اپنے مقام پر گئے
کنیزیں ہمراہ ہوئیں شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر ملکہ نے اندر قدم رکھا پہلا دالان دیکھا جب محلدار نے مجرا کیا جب اندر داخل
ہوئے باغ پر بہار نگاہ یا بارہ دری کا جوبن عروس سے بہتر تھا اُس بہار کی گلریزی کی توصیف میں فرمایا نظم

پھر اس انداز سے بہار آئی | کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی
دیکھو اے ساکنان خطہ خاک | اسکو کہتے ہیں عالم آرائی
کہ زمیں ہوگئی ہے سر تا سر | روکش سطح چرخ مینائی

سبزہ کو جب کہین جگہ نہ ملی
چشم نرگس کو دی ہے بینائی
بنگیا روے آب پر کائی
سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے

شہزادہ اُس باغ کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہ ہر روش اسکی برنگ خط گلزار یا بسان کہکشان پر انوار تھی ہر تختے مین طرح طرح کے درخت لگے چشم دل کو ٹھنڈک عطا بخشتے سُہانا سُہانا سایہ ایسا دلکش کہ پریان اُسکے سایہ مین دم لینے کی آرزو کرین فرشتے باغ جنان چھوڑکر اُسی کی جستجو کرین بلبل شوریدہ کا شور چمن چمن رقصان مور چاندنی رات مین زینت افزاے گلشن گل و لالہ نافرمان و صد برگ پر جوبن وہ سرو ناز شہزادہ کو سیر دکھاتی بارہ دری مین آئی اُس جگہ کے وصف مین یہ کافی ہے نظم

جو در ہے منزل قمر ہے
جھوکے کئی موتیون کے انبار
ہر چھت مین ٹکے ہین لعل و گوہر
گلرنگ ہے فرش جس مکان کا
گویا وہ زمردین ہے ایوان

لائے گا کوئی کہان سے یہ ظرف
چونے کو کیا تب اُسکے تیار
گر دیکھتے ان چھتون کی پریان
وہ قطعہ ہے گلشن جنان کا

کیا لطف فزا ہر ایک گھر ہے
انگیٹھیان ہین طلا و نقرہ کی صرف
ایوان مین ہے فرش سنگ مرمر
بلقیس کو چھوڑتے سلیمان
جس گھر مین ہے سبز سارا سامان

ملکہ نے شہزادہ کو مسند زرکار پر بٹھایا کنیزان نازک اندام نے کشتیان شراب ناب کی حاضر کین رقاصون نے اور مطربون نے آکر ساز ملایا ملکہ نے جام مے شرخ سے بھرکر شہزادہ کو دیا ملت و مذہب کا جھگڑا شہزادہ درمیان مین لایا کہ اے بت ستمگر خدا کو تو پرستش کر تو مین تجھ سے رام ہون ملکہ نے کہا آپ نام نامی اپنا بتاسیئے یہان آنیکا سبب ارشاد فرمایئے شہزادہ نے کہا نام میرا تورج بن بدیع بن حمزہ ہے اور طلسم ہزار پیچ فتح کرنے کو آیا ہون ملکہ نے فرمایا کہ یہ پھول تم کہان سے لائے ہو شہزادہ نے کہا ایک جنگل مین تھا توڑکر لایا ہون اور جانتا ہون کہ ملکہ ہوادار جادو کی یہ پھول جان ہے ملکہ یہ کلام سنکر سُن ہوگئی اور دل سے کہا اے میرے نصیبون کی شامت کہ اُس شخص پر بھی تاثیر اس پھول کی ظاہر ہے اس شہزادی کی ایک دایہ ہے کہ نام اُسکا محو جادو ہے اُسنے چپکے سے کان مین کہا کہ اے شہزادی علیحدہ چلو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ الگ اُسکے ساتھ آئی اُسنے کہا کہ نام اس شخص کا جو مین نے سنا تو طلسم کشا کے نام سے ملتا ہے سنتے آتے ہین کہ طلسم کشا کا نام تورج ہوگا پس یہ بیشک فتاح طلسم ہے تم اُسکو مار ڈالو ملکہ نے یہ سنکر اپنا منھ پیٹ لیا اور کہا اے انا آج تمھاری عقل کدھر ہے کیون میری جان کے پیچھے پڑی ہو بھلا سنو تو سہی مین اگر ذرا کچھ زیادتی کرون اور وہ پھول کو مل ڈالے تو پھر کہو کیسی بنے لیس مین منت خوشامد کرکے پھول لے لون تو مار ڈالون دایہ یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ پھر شہزادہ پاس آئی اور وہ پہلا دن تو تمام ہوچکا تھا ہی ناہید ماہ بزم آراے کاخ فلک تھے کہ بیت یہ ری بنکر پھر آئی شام دلخواہ ؛ ہوا شائع جہان مین جلوۂ ماہ ؛ ملکہ نے آکر پہلوے شہزادہ مین زینت بخشی تمام باغ اور ایوان مین فراشون نے روشنی کی ملکہ نے سوال اسلام اختیار کرنے کے جواب مین شہزادہ سے کہا کہ اے شہزادہ معلوم ہے کہ آپ مسلمان ہین اور بارادۂ طلسم شکنی یہان تشریف لائے ہین اب میرا حال سنیئے کہ مین دختر بادشاہ طلسم ہون جب میرے باپ نے قضا کی تو یہ بادشاہ جواب تاجدار ہے اس نے سلطنت بزور حاصل کی اور یہ پھول سحر کا میری قضا کا بنوایا اور درخت سحر مین لگا کر بیابان حیرت مین درخت

بھجوا دیا اس روز سے مین خالف ہوئی اور بادشاہ مذکور کی مین نے اطاعت اختیار کی اُسنے چند ساحر میرے
نگہبان مقرر کیے اور میری دایہ کو مع ان کنیزون اور انیسون کے اس قلعہ مین رہنے دیا اور اژدر سوار جادو نام ایک
ساحر کو یہان کا حاکم کر کے میرا محافظ کیا مین خراج اس قلعہ کا اژدر سوار پاس بھجیتی ہون اور مین نے اپنے بزرگون
سے سُنا تھا کہ گل حیات میرا منگوایا جائیگا اور اسکو کوئی شخص بیچنے لائیگا چنانچہ اُسکی تلاش مین ہر روز مین پھول
لینے بازار مین جاتی تھی اب یہ حقیقت سنیے کہ بادشاہ طلسم نے اُس پھول کو منگواکر مجکو قتل کیون کیا باعث اسکا یہ
تھا کہ میرے باپ کے عہد مین حکیم خردمند زندہ تھے اور لوح طلسم اُنھون نے والد کو بتادی تھی اور والد نے وہ میرے
حوالہ فرمائی تھی چنانچہ وہ میرے قبضہ مین ابتک ہی بس اسی خوف سے بادشاہ طلسم میرا کچھ نہ کر سکا اور یہ بادشاہ ملازمان
افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مین سے ہو اور اُسی کی اعانت سے اس طلسم پر سلطنت کرتا ہے یہ میرا حال ہے
جو آپ سے بیان کیا اب کنیز کو آپ سرفراز فرماکر براہ عنایت یہ پھول مرحمت فرمایئے اور جو کچھ قیمت اسکی کہیے وہ حاضر
کی جائے شہزادہ نے یہ تقریر سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ مجکو حق تعالے نے طلسم کشا کیا ہو اور وہ زور دیا ہو کہ جسنے میرا مقابلہ
کیا مارا گیا اب تمھین بھی لازم ہے کہ ادیان باطلہ کو ترک کر کے خدائے لایزال کو سجدہ کرو اور اگر یہ پھول مجھ سے
طلب کرتی ہو تو میری جان تک تمپر نثار اور قربان ہو وہی پھول بہتر جو میسر ہو جسطرح آپ یہ گل مجھ سے لیجیے لیکن
اے جان عالم میرا کہنا مانیے دین خدا پرستی اختیار کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اے بانی صد جور و جفا اگر تو میرا عاشق
ہوتا تو پہلے ہی یہ پھول مجکو دیتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہو میرا دل تجھپر آچکا ہو لا یہ پھول میرے حوالہ کر پھر جو تو کہے گا
مین منظور کر لونگی شہزادہ نے پھول ہاتھ پر رکھکر سامنے نذر کیا اور کہا یہ مین جانتا ہون کہ یہ مقام طلسم ہو اور میری
جان کے سب دشمن ہین اور لوح تمھارے پاس ہو اور تم مجکو قریب مرنے کے رہی ہو مگر حضرت عشق نے مجکو ناچار کر دیا ہے
بحر محبت مین ڈوب چکا ہون طبیعت پر کچھ بس نہین چلتا ہو اب تم نے مسلمان ہونیکا اقرار کیا ہو یہ گل حاضر ہو لیجیے
اور جو میرے حق مین بہتر ہو وہ کیجیے کیونکہ تیرے ہاتھ سے مارا جانا بھی عین زندگی ہو یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ
بھی اسپر فریفتہ ہو چکی تھی ان باتون سے اور زیادہ آتش محبت شعلہ ور ہوئی پھول کو ہاتھ پر سے شہزادہ کے اُٹھا لیا
اور کہا اس بنگلہ مین جو نہر کے کنارے بنا ہے تشریف لیچلیے مین بھی آتی ہون شہزادہ اسکے کہنے سے اُٹھکر بنگلہ کی
جانب چلا کنیزین چند ہمراہ ہوئین یہ حال اسکی دایہ مہیب جادو نے جو دیکھا پکاری کہ اے گنواری لوگون سے دور ہو
تیرا ستیاناس جائے اب تو مسلمان ہوکر اس مردوے کے پہلو مین بیٹھیگی ملکہ نے کہا دایہ اماں مین نے محبت جتا کر
پھول اپنا اس سے لے لیا دایہ نے کہا او چھوکری تیری تجھ دو مثل ہو کی کرتن جائے اُنھین لیجائے کیون مجکو دم دیتی
ہے مین تنکی بھولی نہین ساٹھ برس کی بڑھیا ہو تو میرے آگے کی چھوکری کیا مین تیرے فریب جانتی نہین ملکہ نے یہ
کلام سُنکر دایہ کو گھرکا کہ جا دور ہو مردار جو میرے حق مین آئیگا کرونگی یہ سنتے ہی دایہ سر پیٹنے لگی کہ اے تیرا ستیاناس
جائے تو نے مجکو مردار کہا ارے مین نے تجھے بتیس دھار کا مجکو دودھ پلایا کھلایا مین آپ سوئی سوکھے مین مجکو سلایا اور کونے
اوجھینسی مجکو مردار بنایا بخشے کیا کہیے مجکو سون رہ تو جا تیری ایسی کی تیسی یہ کہکر دوہتڑ اُٹھاکر جانب ملکہ چلی ملکہ نے

دونون ہاتھ پکڑ کر ڈھکیل دیا پھر تو اور بھی قیامت ہوئی دائی تو پیٹنے لگی اور کنیزیں جو دلی سے جلتی تھیں باتیں سنانے
لگیں ایک بولی اناجی قصور معاف جوان لڑکی کے منہ پر وقت تم چڑھی جاتی ہو دوسری بولی ہاں بی سچ تو ہے
ہر وقت کی نصیحت بھی نہیں اچھی ہوتی ملکہ ہی کا میں سچ کہوں جگرا ہے جو ہوں سے توں نہیں کرتیں بھلا اور کوئی
کا ہے کو یہ بولیاں اٹھاتا تیسری بولی ملکہ ایسی نیک کوکھ کی لڑکی ہے سالگرہ اسکی ماں کی کوکھ ٹھنڈی رکھے مگر
صاحب پھر کہاں تک آدمی ہے بندہ بشر ہے مچھلی کے بھی پتا ہوتا ہے کبتک چپ رہے چوتھی نے کہا صاحب مثل چلی
آتی ہے کہ رکھ پت رکھا پت اناجی نے وہ زور باندھا ہے کہ شہزادی کا ناک میں دم کر دیا ہے اور نہیں معلوم یہ
دو ٹکے کی ہے رہی جمشید انکا دو ٹکڑے ڈھائیں یہ محل سے نکلیں تو روز کی دانتا کلکل جائے پانچوین گویا ہوئی کہ
شہزادی کا رونگٹا رونگٹا تمانس نس میں خون خشک ہو گیا آدمی نہیں ہے وہ ایسی بے زبان ہے کہ دودھ پیتے بچے کے بھی
زبان ہے اور اسکے زبان نہیں پھر لوگو یہ ہیں کون جو ہر دم حلق کی دربان جان پر ہیں مالک مختار بن بیٹھیں دودھ
کیا پلایا کہ مول لے لیا چھٹی بڑبڑانے لگی کہ اوئی نوج در گور بچھائیں پھوئیں اس اناکے برابر بھی کوئی جھاڑ کا کانٹا
نہو یہ تو بلا ہے موئی بڑھیا ہو ٹڈا ہن جسکے لیپٹ پڑتی ہے بچا چھڑانا اسکو مشکل ہوتا ہے دایہ نے یہ باتیں سن کر
کہا اے ستیاناس کیوں موئی باندیو تم کیوں میری جان کھانے لگیں لونڈیوں نے کہا اناجی ہم سچ کہے دیتے
ہیں تم ہمارے منہ نہ لگنا یہ ملکہ صاحب ہی ایسی گیلی ہیں جو تمھاری اٹھاتی ہیں ہم ایسی جیخاؤں کو ٹھیک بنا دیتے
ہیں دایہ ان باتوں سے کانپتی ہوئی اٹھی کہ لو موئی باندیوں کو بھی دن لگے خدا کی شان رہ تو جا ولے ہے تو دن
کے چند باقی ہیں کر دونگی کنیزیں دایہ کے اٹھتے ہی اسپر جا پڑیں کسی نے بال نوچے کسی نے منہ پکڑ کر ملدیا کوئی سر پہ
جوتی مارنے لگی کوئی کپڑے پھاڑنے لگی غرض خوب مار پیٹ ہوئی دائی نے بھی مارا اور بس نہ چلا تو کاٹ کاٹ
کھایا آخر روتی پیٹتی دائی تو باغ سے نکل گئی اور ملکہ ہنستی ہوئی بنگلہ میں آئی شہزادہ کے پہلو میں بیٹھی پھول تکیہ بیچ
میں رکھ لیا اور کہا لے میاں جاؤ ہوا کھاؤ پھول مجھکو چاہیے تھا وہ میں نے لے لیا اب تم کون میں کون شہزادہ نے
کہا میں تمکو غنچہ دل دے چکا ہوں لے پیاری اب اس پھول کا کیا ذکر ہے اتنو بموجب بیت غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے
مست دکھا کر یوں ۔ بوسہ کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بتا کہ یوں ۔ ملکہ کھلکھلا کر ہنسی اور شہزادہ نے دست
آرزو بڑھا کر گود میں کھینچکر بٹھا لیا پھر تو عجب سماں بندھا ملکہ نے اطاعت اسلام قبول کی دور جام مے رنگین
چلنے لگا گائنیں خوش گلو زہرہ جبین تانیں لگانے لگیں وہ چاندنی رات لب نہر مقام میخواران پانی کی
لہروں پر دل بصد فرحت لہرانا گلو نکا کھلنا ہوائے سرد چلنا یہ عالم تھا کہ گل گانا سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے
جام لالہ رنگین سے جوانان چمن مدہوش تھے غنچہ اگلشن برنگ زنگولہ پائے رقاص نرگس ٹکٹکی باندھے ہمہ تن بصورت
یاس سوسن زبان درازی بھولکر عالم محویت میں خاموش سنبل پریشان از خود فراموش بلبل شوریدہ کا حال دگرگون
قمریوں کو نوبت بجنون وہ رقص معشوقان وہ نگاہ پر کیف زیادہ مغنیوں کا غزل عاشقانہ گانا کہ بمقتضائے غزل

شب فراق میں ہم تلملائے ہیں کیا کیا	نہ پوچھو عشق کے صدمہ اٹھائے ہیں کیا کیا

ذرا تو دیکھ کہ صانع دست قدرت نے — طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا
مین اُس کے حسن کے عالم کی کیا کرون تعریف — نہ پوچھ مجھ سے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکلکے اے بے مہر — کرد دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیا کیا
کوئی ٹپکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے — ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیا کیا
ذرا تو آن کے آب روان کی سیر تو دیکھ — ہماری چشم نے چشمے بہائے ہین کیا کیا
نگاہ غور سے تک مصحفی کی جانب دیکھ — جگر پہ آنکے ترے زخم کھائے ہین کیا کیا

اس ہنگامۂ عشرت مین بعد تناول طعام تخلیہ ہوا اب آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اختلاط کا بازار گرم ہوا شہزادہ نے کبھی اُس راحت جان کو دل کی طرح پہلو مین بٹھایا کبھی لب چوسی کبھی گدگدایا کبھی زانو مسک کر دلشاد کیا خانۂ شرم وحیا برباد کیا ملکہ کبھی سہمی کبھی جھجکی کبھی ڈر جانے کے حیلے سے لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا کبھی تیوری چڑھا کر عاشق کو رولا دیا کبھی مسکرا کر منہ سے منہ ملا دیا مہربان ہو کر عاشق کو ہنسا دیا اسی اختلاط اور گرمجوشی مین شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کیا اور جلوۂ عروس سحر سے بہاوے روز گرم ہوا نظم

شب وصل اس طرح الفت مین گذری — کہ جیسے عمر کی شب عشرت مین گذری — چلی باہم شراب ارغوانی
وصال یار ولطف زندگانی — ترقی پر تھا ہر دم رنگ الفت — دل شب مین اُگا تخم محبت
بنی رونق وہ آغوش محبوب — اُڑائے شب نے جسمانی مزے خوب — عروس شب نے آخر رنگ بدلا
سحر پیدا ہوئی وہ ڈھنگ بدلا

رات ہی سے دایہ نے جا کر غل مچایا تھا ہنگام سحر اژدر سوار جادو نے دایہ کو سامنے بلایا اُسنے سارا حال کہہ سنایا کہ یون پھول لیکر ایک نوجوان آیا ملکہ اب اُس سے گرفتار ہے باہم الفت ہو دار ومدار ہو وصل کا اقرار ہوا اژدر بادشاہ طلسم کی طرف سے ملکہ کا محافظ ہے تمام ماجرا پھول لانے کا سنکر گھبرایا اور سوار ہو کر مع دایہ ملکہ کے مکان مین آیا یہان شہزادہ بعد فراغ نماز سحر ملکہ کے پہلو مین بیٹھا تھا پو پھٹی ڈھل رہی تھی کہ اژدر پہونچا شہزادہ نے اُسکو دیکھکر ملکہ کو گلے سے لگایا زانو پر اپنے بٹھایا ملکہ جھجک کر الگ ہوئی کہ صاحب تمسے کچھ واسطہ نہ غرض کیون مجکو بدنام کرتے ہو شہزادہ نے ہر چند وہ تڑپی مگر نہ چھوڑا اژدر یہ کیفیت دیکھکر جل گیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکالکر سحر دم کر کے شہزادہ پر مارا ملکہ نے بہت جلد ہاتھ اونچے کیے گولا سرد ہو کر زمین پر گر پڑا اژدہا جادو دایہ تالی بجا کر آگے بڑھی کہ اری اپنے ڈھنگ سے کو تبع کر کے بچاتی ہو کنیزان ملکہ نے کہا دور ہو بی نہ مانا دی ہوئی جستجو تجکو کاہے کی جلتی بھنتی نگوڑی شیطان کی خالہ کہان سے ملکہ کی سوت پیدا ہو گئی کنیزین تو یہ کہہ رہی تھین کہ اژدر نے اور ایک نارنج مارا ملکہ شہزادہ کو لیکر اُڑ گئی اور کہا اے شہزادہ اب مجکو بھول رہنا غرض بالائے ہوا جا کر اپنے کان سے چکر اتار کر مارا کہ وہ خنجر بنکر جو گرا ناجی جو ہاتھ مشکل کر لڑ رہی تھین اُسی ہاتھ کو قلم کر گیا آنا تو نگوڑ مارا بھاڑ مین جائے کہتی ہوئی بھاگی اور ملکہ پھر زمین پر اتر آئی اژدر نے اترتے وقت دور کر تیغہ مارا ملکہ نے ہاتھ پہ ہاتھ پر مار اسمات سپر بن سر پر آ کر خود آگئین مگر تیغہ اژدر کا سپر بن کاٹ گیا اور ملکہ کے سر مین زخم دو انگل کا

آیا ملکہ نے جھلا کر زمین پر دو ٹھوکر مارا اور کہا جب میں قتل ہو جاؤنگی جب اے بلور تو آئیگی یہ کہنا تھا کہ زمین سے آواز
آئی بلور صدقے بلور قربان لونڈی اپنی شہزادی پر نثار میں حاضر ہوں ہوی جو مانگو سو دوں ملکہ نے کہا لوح طلسمی
چاہتی ہوں یہ کہتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک پتلی بلور کی نکلی گلے میں اسکے ہیکل پڑی تھی ملکہ نے جلد وہ ہیکل اتار
لی اُس ہیکل پر کئی غلاف چڑھے تھے اُنکو جو دور کیا ایک تختی الماس کی بیچ میں اور گرد اسکے انگوٹھیاں تختیاں وغیرہ
جواہر کی تھیں ملکہ نے وہ ہیکل گلے میں شہزادہ کے پہنا کر کہا اسکے بیچ کی تختی لوح اس طلسم کی ہے آپ لیجیے اس ساحر
نابکار کو اور دایہ غدار کو شہزادہ ہیکل پاکر اُس دیو قوی ہیکل کے مقابل آیا اور نعرۂ شیر از بلند کیا اُس ساحر نے ایک
نارنج سحر پڑھکر لگایا شہزادہ کے جسم پر پڑا اثر پذیر نہوا جھنجھلا ہوکر گر پڑا اور اس بہادر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اژدر سوار
کو بیم جان نے بھڑکنے نہ دیا روبفرار لایا لوح سے شہزادہ نے معلوم کیا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر اور مجھ سے خبردار غفلت مکرنا
شہزادہ نے اسم لوح پڑھکر جو دم کیا اژدر سوار کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے اسنے تیغ قریب ہو کھینچکر جو لگایا سر پر ٹوٹ
گیا نگون کی طرف سے نکلگیا شور و غل برپا ہوا آندھی پانی آیا آواز آئی مارا اژدر سوار جادو کو اس ہنگامہ میں بیم
اُڑکر مضطرب اور بدحواس بھاگی اور جانب بادشاہ طلسم گئی قلعہ میں تمام ساحروں کے جی چھوٹ گئے جو ساحر کہ بیم
بادشاہ زادی سے تعلق رکھتے تھے وہ تو رہگئے اور باقی بھاگ گئے تمام قلعہ میں عملداری شہزادے کے ذریعہ سے
ملکہ کی ہوئی اب پھر شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو ملکہ کہے اسپر عمل کرنا اور ابھی طلسم فتح نہیں ہوا ملکہ پاس ٹھہر کر
برائے فتح طلسم جانا شہزادہ یہ معلوم کرکے ملکہ کی طرف مخاطب ہوا ملکہ نے لاش تو اژدر جادو کی پھنکوا دی اور شہزادہ کو
لیکر بارہ دری میں آئی مجلس عشرت منعقد فرمائی جام شراب چلنے لگا اُسی عشرت میں ملکہ نے آہ سرد بھر کر شہزادہ سے کہا
کہ اے دلبر بیوفا تم کہتے تھے کہ ہم عاشق ہیں اب بتاؤ ہم عاشق نکلے یا کہ تم ہمنے تمہاری محبت میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا
خیر اب جسطرح مجھ پر عاشق ہوے تھے اسیطرح اور پر عاشق ہوکر لوح طلسمی ہمنے دیا اور نہ تمام عمر قید الم سے نہ چھوٹتے
کل تم یہاں سے جانا آگے ایک دریا ملیگا کہ نام اُس دریا کا بادھنو ہو دمبدم لوح دیکھتے جانا آگے دریا کے بیابان خارستان
ملیگا پھر ایک بیابان آتش میں گذر ہوگا غرض ہر مقام پر لوح سے غافل نہ رہنا شہزادہ تا دیر اُس ماہ سیما سے صحبت
آرا رہا پھر لوح طلسم لیکر ملکہ با وفا سے رخصت ہوا اور اُس باغ سے نکلکر درود منظم پڑھکر لوح طلسم کو دیکھا حمد خدا و نعت
رسول دوسرا کے بعد ظاہر ہوا کہ سمت مشرق پہ اسمائے آتشی پڑھتا ہوا روانہ ہو کیونکہ مشرق منسوب بہ شمس ذات آتش
ہے پہلے اسی سمت کو فتح کر شہزادہ نے خیال جو کیا قدرت خالق طلسم اربع عناصر سے یہ دن بھی یکشنبہ کا پایا جو آفتاب سے
متعلق ہے بس مجموعہ حرف آتشی (جطمفشذ) ورد زبان فرماتا سمت مشرق روانہ ہوا اور بعد جانے شہزادہ کے ملکہ ہودا
بھی اپنی کنیزوں اور ملازموں کو لیکر کسی مقام پر گئی اور چھپ رہی حال اسکا مذکور ہوگا مگر اول اس مسافر صحرائی
نیرنگ طلسم کا حال سنیے کہ اسمائے آتش پڑھتا روان تھا گرمی شوق و دشت نوردی سے لب پر دھواں تھا ہونٹ خشک
پا آبلہ دار جسم سے روان پسینہ تھا بعد قطع منازل ایک بیابان خارستان میں گذر ہوا وہ وادی ہولناک اور
بیابان پر از خس و خاشاک تھا کہ زہرہ بیم سے دیو سفید کا جگر اُس جگہ چاک تھا صحرا اسے لق و دق رستم و سام

کا ہول سے دہان تنگ رفیق سہراب و بیژن زرد اسفندیار کو جا بجا قلق درخت خار دار بڑے بڑے جھاڑ جھنکار آلیس میں گتھے ہوئے کھڑے جیسے رہزن راہ سب ہوئے مسافروں کی پگڑی اتارتے دامن و گریبان کانٹے پھاڑتے ہر خار مثل سگ دربان خانۂ امیر کہ بموجب مصرع این گریبان گرفت وآن دامن ٭ زبان خار مثل زبان جاہل الجھنے پر ہر وقت مائل پتوں پر درختوں کے کانٹے اگے ہوئے فصد دہشتناک پر نشتر دھرے ہوئے سودائیوں کا خون پینے پر تنے ہوئے ہوا جب چلتی معلوم ہوتا کہ بدن پر برچھی تیر پڑتی سانس دھونکنی کی طرح شدت گرما سے چلتی زمین پر بجائے سبزہ خار اگے ہوئے کاوش خار حسرت سے کہیں زخمی ہوئی میدان میں گوکھرو بچھا ہوا پائے آبلہ دار کا مزا زیادہ ہوتا کسی چشمہ یا چاہ میں پانی نظر بھی آیا تو چشم کور کو پر از اشک پایا جو کوئی گھونٹ اسمیں سے پی لیا تو اسنے فوراً ہی لبا زقوم کا پھل جہنم میں اہل العصیان کو ملا پانی حلق میں کیا پہونچا کہ سر میں بھیجا پکنے لگا اور جو نیچے حلق کے اترا کلیجہ کٹ گیا تیغ اجل میں پانی کہاں خنجر ظلم فلک میں بس ہی نہ تھی کہاں آب تھا

جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا
کانٹے پڑے مچھلی کی زبان میں
ذرے سورج کی آنچ پا کے

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
اڑے یہ سماق کا گمان تھا
سب خشک تھے ندی اور نالے
آبل بن گئے چشم نقش پا کے

چنگاریاں اڑتی تھیں بدن سے
خشکی تھی یہ قلزم رواں میں
سینے پہ حباب تھے کہ چھالے

وہ دشت پرخار ایسا تھا کہ طائر بھی مثل مرغ خار رکھتے تھے پروں پر کانٹے نکلے ہوئے تھے جو مرغ نغمہ خوان تھا قفس کا ہمزبان تھا ہر جانور مرغ آتشخوار کا ہمشان تھا شہزادہ نے ایسے مقام آتشی پر بہت جلد لوح کو دیکھا اسمیں ظاہر ہوا کہ ان اسما کو جو مشتری سے متعلق ہیں تیرہ مرتبہ پڑھکر دستک دے ایک پتلی زمین سے نکلیگی جسکا نیچے کا بدن گھوڑے کا اور اوپر کا آدمی کا ہوگا وہ پتلی تیر کمان میں جوڑے ہوگی اور اسلئے کہ مشتری قاضی فلک ہے تو وہ پتلی تم سے قسم لے گی تم قسم کھا کر اس سے تیر و کمان لے لینا اور غور کرنا کہ ساعت اسوقت کس تارے کی ہے چنانچہ اگر ساعت مشتری ہو تو حروف منسوب مشتری ورد زبان کرنا شہزادہ نے یہ معلوم کرکے غور کیا تو اسوقت مشتری ہی کی ساعت تھی پس حروف متعلق مشتری جسکا مجموعہ (ھویح) ہے معہ اسمائے اعوان و موکیل اس طرح ورد زبان کیے دعزمت علیکم و اقسمت بکم یا صاحب التاج ملک خارشاد

یا ططرادیا ر و ملح العلویۃ والسفلیۃ و یا موکیل ھذا الحروف والعطاء والرفعۃ والحشمۃ
واضعاف المناصب العالیۃ العجل العجل العجل چنانچہ تیرہ مرتبہ اس عزیمت کا پڑھنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اسی طرح کی جیسا اوپر بیان ہوا پتلی نکلی واضح ہو کہ عزیمت سیارگان بہت طول رکھتی ہیں میں نے مثالاً ایک مقام پر مختصر کرکے یہ عزیمت لکھدی ہے کیونکہ ناظرین علم عملیات کے بیان مشرح سے لطف فسانہ خوانی نہ پائینگے فی الجملہ جب وہ پتلی زمین سے نکلی پکاری کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو مجھکو نہ ملے اور قسم اپنے دادا العینی حمزہ کے سر کی کھائے تو میں یہ تیر و کمان تجکو دوں شہزادہ لوح سے معلوم کرچکا تھا کہ قسم کھانا کچھ ضرر نہ بخشے گا بسر امیر کی قسم کھائی پتلی نے تیر و کمان دیکر چاہا کہ غائب ہوجاوے عزیمت نے تاثیر بخشی سر از خود شق ہو گیا خانہ تن میں اسکے آگ لگی جلکر راکھ ہوگئی آندھی سیاہ آئی بعد کچھ عرصہ کے

جب روشنی ہوئی شہزادہ نے لوح ملاحظہ فرمائی کہ خارستان زحل سے نسبت رکھتا ہے تم حرف منسوب زحل پڑھو
اسکی تاثیر سے ایک اژدہا پیدا ہوگا تم نے تو کیا بار فلک نے بھی ایسا اژدر نہ دیکھا ہوگا سہم نجات یہی تیر جو تجلی
سے ملا ہے اسکے منہ پر لگانا یہ معلوم کرکے حرف زحل کہ جنکا مجموعہ (ابجد) ہے اس ابجد خوان دیو افگندۂ طلسم نے ورد
زبان کیے ایک طرف اس جنگل میں سناٹا ہوا اور ایک اژدہا پیدا ہوا کہ تمام جسم پر اسکے کانٹے تھے ساہی کی طرح
خاردار بدن رکھتا تھا اور سر پر ایک خار مثل سلاخ آہن تھا یا شاخ سر گوزن تھا برچھی کی صورت نہایت تیز
اور تمام خار مثل نیشتر مگر شرر انگیز منہ سے بھی شعلہ چھوڑتا قامت دراز اسکا بسان کوہ البرز ہر ایک ہاتھ مانند گرز
کفچۂ دہان کا بیس ہزار گز سے زیادہ آسمان طلسم زہر برسانے پر آمادہ دم اسکی راس و ذنب کو جلا میں لاتی اسکی لپٹ
نجوم خوف سے جلتے ایسادہ بوکھلاتے جب سانس وہ لیتا کرۂ باد کھلبلی کھاتا طوفان قوم عاد دوبارہ آتا زحل اسکے
خوف سے چرخ ہفتم پر گیا مریخ کو وہم ہوا کہ برج عقرب میں رہنا اختیار کیا حاصل کلام اُس موذی نے شہزادہ
کو دیکھکر منہ پھیلایا اسنے تیر کمان میں جوڑ الب سوفار چلائے کہ جتنا تیر گوشۂ کمان سے رہا ہوتے ہی اسکے دہن
پر پڑا جگر تک توڑ گیا نشانہ کا ہدف مراد پر پڑتا تھا کہ جنگل سارا خاک کا تودہ ہوا وہ موذی اچھل کر کئی گز اونچا ہوکر
زمین پر گرا دنیا تاریک ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک سانپ اور پیدا ہوا اور کنج پر باد کرکے چلا شہزادہ نے سر اسکا
بھی کچلا آواز گرد دار پیدا ہوئی اور صدا آئی کہ مارا اژدہا جادو کو غرض اس ہنگامہ کے بعد جو نگاہ کی وہ خارستان نظر نہ آیا بجائے
اسکے صحرائے سبزہ زار پایا نہریں اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری شہزادہ نے ایک چشمہ پر جاکر پانی پیا
وضو کیا صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ اے سیار این عجائبات آگے روانہ ہو ایک دریا ملیگا کہ نام اسکا بادغو
ہے وہاں پھر لوح کو دیکھنا شہزادہ وہاں سے آگے چلا ایک درۂ کوہ سے مرور کیا تھا کہ دریائے زخار ملا بحر
اخضر فلک اسکا حباب تھا گردش فلک اسکا گرداب تھا سفینۂ زمین و آسمان اس سے کنارہ کش زورق
عالم خوف سے ڈگمگاتی جان ہر ذیحیات کی نام سے اسکے غش شہزادہ نے وہاں ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ کیا معلوم
ہوا کہ اسما قمر بساعت قمر اٹھائیس مرتبہ پڑھکر پانی پر دم کر ایک سرطان اُبھر کر کنارے آئیگا جسکی پیٹھ مثل کشتی
ہوگی تو جست کرکے اُسپر سوار ہونا وہ اُس پار تجھکو پہونچائیگا شہزادہ نے حرف منسوب قمر کہ مجموعہ ام انکار صفطغ
ہے بتعداد مذکورہ ساعت قمر میں پڑھے سرطان کنارے پر آیا اسکو مثل کشتی سرطان جیرہ کے پایا بے درنگ
بجراءت پشت پر اسکی سوار ہوا اور وہ زورق طلسمی بہکر چلی شہزادہ کو آب نے اسقدر بلند کیا کہ دنیا کا کنارہ
نظر آنے لگا کشتی چڑھاؤ پر چڑھکر بہا دیر آتے ہی لجہ و تلاطم گرداب نے جان بخشی کی یعنی ناو کنارے پر لگی بیڑا
پار ہوا یہ آشنائے قلزم خرد درکنار ہوا ساحل پر پہونچکر نام خالق بحر و ارض بجالیا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ
لوح کو پانی میں غوطہ دیکر ہاتھوں پر رکھکر بلند کر ایک چاند بڑے ہوا سے ترکر دریا میں گریگا اور ایسی آواز مہیب
آئیگی کہ صور اسرافیل کو کچھ رتبہ اس کے سامنے نہیں دل قوی رکھنا ڈر نجانا چاند کے گرنے سے دریا کا پانی روغن
کی طرح اُڑ جائیگا پھر چشمہ مہر میں تری پائیگا اور دریا میں تری نہ پائیگا یہ معلوم کرکے شہزادہ نے لوح کو غوطہ دیکر ہاتھوں

پھڑکا کر اونچا کیا ماہ طلسمی تڑپ کر پانی پر گرا وہ صدائے ہیبناک آئی کہ یقین تھا کوہ باہم ٹکرا جاینگے فلک پھٹ پڑے ساکن ارض تہ زمین مین سما جائینگے شہزادہ نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سکتہ سا ہو گیا سناٹے مین کھڑا رہا وہ دریا ناپدید ہو گیا بعد کچھ دیر کے جب ہوش فلک طلسم بر جا ہوے بیشتر قدم بڑھایا اور اسمائے الٰہی پڑھتا منازل طے کرتا جاتا تھا کہ یکایک ہوائے گرم آنے لگی لون جسم جلانے لگا کچھ ہی دور آگے بڑھا تھا کہ بیابان آتش نظر پڑا الحفیظ والامان ہوا آگ کی لپٹ کو شرماتی تھی زمین سے آسمان تک آگ بھری نظر آتی تھی جو شعلہ اور شرارا تھا آگ کا انگارا معلوم ہوتا تھا جو درخت سو کھا تھا جہنم کا کندہ مفہوم ہوتا تھا پہاڑ سرخ تھے پتھرون سے شرر نکلکر تا بہ فلک جاتے تھے تالاب جھیلین جوش مارتی تھیں لہرون مین چنگاریان بہتی دکھائی دیتی تھین جلتے جلتے زمین کی جو بی نکل آتی تھی حباب دریا نہ تھے آبلے پڑے تھے دھوئین کی گھٹا چھائی تھی درخت جل رہے تھے گرمی سے تلملا کر ہاتھ مل رہے تھے آگ درخت سے جھڑتی تھی گرمی دل جلا کے وارو مدار کرتی تھی آگ کے درخت کا نام سارا تھا آگ کا اسی جگہ قرار و مدار تھا زمین سرخ تھی عجب طرح کی حالت شہزادہ کی ہوئی از بسکہ صاحب لوح تھا نہین تو جلجاتا گھبرا کر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ حرف آفتاب پڑھکر دم کر ایک لکۂ ابر پیدا ہوگا اور بڑھکر کالی گھٹا ہوکر تمام دشت پر برسے گا تمام دشت نمونہ گلزار خلیل نظر آئیگا شہزادہ نے حرف آفتاب کر مجموعہ اسکا (مسبع) ہے ورد زبان فرمائے اور جانب فلک دم کیے ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر تمام عالم پر محیط ہوا ہر طرف اندھیرا چھایا آنکھوں مین ڈھنڈھلک ہو گئی یہ عالم نظر آیا کہ بموجب

ابیات

وہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع	گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل
ابر بھی جل نہیں سکتا وہ اندھیر اگھپ ہے	برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل

اس گھٹا سے پانی ایسا برسا کہ دم بھر مین جل تھل بھر دیے وہ حرارت وہ تابش سب دفع ہوئی سبزہ لہلہایا بہار نے جوبن دکھایا ہوا مین قوت نامیہ ایسی تھی کہ دم کے دم مین نورسیدگان چمن کی طرح شجرہائے کہنہ سرسبز و نہال ہو گئے کہ بیت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست ؛ بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

ہوا سرد چلنے لگی پھول ہر سمت شگفتہ نظر آنے مرغان چمن چہچہانے ہوا کے جھونکے سے پانی مین شرابور ہوکر نہال جھکے تھے جانور خوش رنگ ان پر پھریریان لے رہے تھے شاہزادہ نے اس تمازت مہر سے جو نجات پائی یہ بہار دیکھ کر ملکہ ہوا دار کی یاد آئی مستانہ وار ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر کر یاد یار مین یہ اشعار زبان پر لایا کہ

اشعار

چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا	نسبت ہے دست نگارین مین پنجہ اس	تار دامن سے الجھنے مین بہار آئی ہے
باغ سنسان نظر انکو پڑا کر صیاد	بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا	یہ کلائی کو کرے پنجۂ مرجان پیدا
کر چکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا	اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد	روکے آنکھون سے تخانون مین بخار دلکو
		مجکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

غرض بعد کچھ عرصے کے شہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا یہ نکلا کہ یہان سے دست راست کی طرف چل اسی سمت یہ رہ بادیہ طلسم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ ایک میدان مین پہونچا کہ وہان ایک دروازہ لگا تھا اس شکنندۂ حصار طلسم نے اس کو دین قدم رکھا فوراً نعرۂ مہیب کسی نے لگایا پھر کر جو دیکھا تو دیو قوی ہیکل کو آمادہ بہ شر و فساد دیکھا کہ چقماق

جادر گران سنگ کاندھے پر رکھے تھے تعریہ بلا کی طرح کوہ سے تھا وہی چقماق جادو حرچ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے رد کرکے تیغہ خارا شگاف
لگایا جسم دیو پر ذرا بھی اثر نہ ہوا اُسوقت اُسنے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ حروف جو متعلق بہ برج ہیں پڑھ کر دیو کی طرف پھونک اور
تیغہ پر بھی دم کرکے دیو نابکار کو قتل کر شہزادہ نے حروف منسوبہ برج کہ مجموعہ اُنکا (طلیل) ہے پڑھ کر دم کیا اور تیغہ پر دم کرکے دیو کو
تاک کر کمر پر ہاتھ مارا کہ دیو زخم کاری کھا کر زمین پر گرا اور پکارا کہ لے لوح برج میں تو مارا گیا لیکن تیری بھی خیر نہیں کیونکہ تیرے دادا کے
لشکر پر سیماب تن جو اس برج طلسم کا مالک تھا بادشاہ طلسم ہوشربا کے حکم سے گیا ہے اور وہ بغیر تیغہ طلسمی کے مارا نہ جائیگا
سب مسلمانوں کو قتل کرکے آئیگا اور یہ طلسم تجھی فتح نہ کر سکیگا جبتک اُسکو نہ ماریگا پھر تو یہاں رہ وہاں بادشاہ طلسم تجکو مار ڈالیگا
یہ کہہ کر ایڑیاں رگڑ کر دیو تو واصل جہنم ہوا اور شہزادہ نے لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ جو دیو نے کہا ہے سچ ہے بغیر مارے جانے ساحران
مذکور کے آئین طلسم میں فرق نہ آئیگا فی الجملہ تم سے کچھ غفلت نہیں ہوئی اس سبب سے خدا تعالیٰ رحم فرمائیگا یہ اسماء مقدسہ الٰہی
کئی سو مرتبہ مع درود معظم اُس جگہ بیٹھ کر پڑھو اور منتظر فضل خدا رہو یہ معلوم کرکے شہزادہ نے وضو کیا اور ایک مقام
پاکیزہ پر بیٹھ کر اسماء الٰہی پڑھنے لگا۔ یہ تو مصروف ہما خوانی ہیں لیکن دایہ اور ساحرہ وغیرہ بھاگ کر جو بادشاہ طلسم کے
پاس گئے شاہ مذکور قلعہ ہزار برج میں سریر جہانبانی پر جلوہ گستر تھا کہاں لوگوں کا بدحواس آنا دیکھ کر زیادہ منتشر
مزاج ہوا کیونکہ پہلے سے فکر کر رہا تھا کہ سارا طلسم فتح ہوا جاتا ہے کوئی ساحر طلسم کشا پر فتح نہیں پاتا مجھے خود
چلنا چاہیئے اسی فکر میں وایسے لوح پانا فاتح طلسم کا سنکر تخت پر سے اٹھا اور اُسکے اُستاد نے ایک رقعہ لکھ کر اسے
دیا ہے وہ اسکے سرہانے خوابگاہ میں رہتا ہے وقت مشکل اُسی کے لکھنے کے بموجب عمل کرتا ہے اسوقت بھی اُسی کو جاکر
ملاحظہ کیا ہر چند کہ وہ بعینہ قرطاس مختصر سا ہے لیکن اُسکی نیت کے موافق حروف اسمیں ظاہر ہوتے تھے غرضکہ اب جو شاہ نے
یہ نیت کرکے رقعہ مذکور دیکھا کہ میں فتاح طلسم سے لڑنے جاؤں یا نہیں معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے لڑنا چاہیے عمر طلسم
بسر ہو چکی طلسم کیا و طلسم کہ جس کے بادشاہ کا تو مطیع ہے یعنی طلسم ہوشربا چند روز میں برباد ہو جائیگا اور جو شریک
افراسیاب ہوگا وہ مارا جائیگا تجکو لازم ہے کہ شریک طلسم کشا ہو کر جان اپنی بچا اور اگر فرض کر تم اس شہزادہ کو قتل بھی کیا
تو حمزہ اور اُسکے فرزند ہر ایک طلسم کشا ہیں جان بچانا بہت مشکل ہوگی خلاصہ سب طرح بہتر یہی ہے کہ اطاعت طلسم کشا
اختیار کر یہ معلوم کرکے شاہ طلسم نے جملہ سرداروں کو بلایا اور کہا میرا ارادہ طلسم کشا کی اطاعت کرنے کا ہے سب نے عرض
کیا کہ ہم مطیع فرمان ہیں سراسر بندہ احسان ہیں جسکے آپ مطیع ہوں ہم اُسکے خاکپا ہو جائیں اور جس سے آپ لڑیں
اُسکے لیئے تیغ جفا ہو جائیں بادشاہ نے یہ سنکر کئی لاکھ ساحران دمبازان کو حکم تیاری دیا اور چند ساحروں کو مع ایک
نامہ کے ظلمات جادو کے پاس بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہم نے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم رفیقان شہزادہ موصوف
کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر اپنے کے یہاں آؤ یہ نامہ جب ساحرہ کو پہنچا انجم عیار اور اخگر جادو اور یاقوت وغیرہ کل رفیقان
شہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور یہاں کہا گیا تھا کہ شاپور عیار بھی ہمراہ انجم برائے تلاش نور برج روانہ ہوا تھا انجم
انجم کو تو ساحرہ نے اٹھوا منگوایا اور اس ساحرہ کو لولنا ہوا بت دکھا کر اس عیار نے مارا تھا لیکن یہ تو اندر طلسم کے
آگیا تھا اور شاپور نے ہرچند تردد کیا اندر طلسم کے نہ پہنچا ناچار ایک مقام پر بیٹھ رہا اور بعض داستان گو نے بیان کیا

کہ خدمت اسیہ برج میں پھر کر گیا غرض جس روایت سے کہ عیار مذکور طلسم میں ہے تو افگر نے ساحروں کو بھیجکر اُسے
بھی بلوایا اور تمام ساحر مع اپنی فوج کے بحشم و خدم روانہ ہوئے ادھر ملکہ ہوا دار جو مخفی ہوگئی تھی چنانچہ ایک درۂ کوہ
میں ٹھہری ہوئی تھی اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے تھے وہ طائر ہر مرحلہ فتح ہوتا تھا ملکہ کو مبارکباد دیتے تھے اسوقت
بھی خبر فتح انھوں نے پہونچائی ملکہ مذکور شادان و فرحان اپنے قلعہ میں آئی اور لشکر اپنا تیار کر کر بڑے تجمل و شان سے
سمت شہزادہ روانہ ہوئی اس طرف سے بادشاہ طلسم جہاندار گنبد نشین جادو بجمعیت کثیر ساحران نامی روانہ ہوا
اور اُسی میدان میں جس کے دروازے میں شہزادہ عمل خوانی کر رہا ہے آیا شاہزادہ نے جو سامنے میدان میں لشکر کا
جماؤ دیکھا لوح طلسم کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمل اپنا بغیر تمام کیے یہاں سے نہ اُٹھنا شہزادہ اسی طرح پڑھتا رہا ادھر
بادشاہ طلسم تخت پر سے اُتر کر مع چند امرا و اکابر طلسم کے نذر لیکر بڑھا اور قریب دروازہ پہونچکر ٹھہرا شہزادہ جبتک
پڑھتے گیا یہ ٹھہرا رہا جب عمل تمام ہوا عامل نے اسکی جانب بنظر لطف دیکھا بادشاہ نے تسلیم کی اور نذر دی اور
عرض کیا کہ میں نے اطاعت حضور کی قبول کی اب بقیہ طلسم فتح کرنے سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی میں تشریف فرما ہوجیے
مال طلسم لیجیے حکومت کیجیے شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پہلے اس سے مطیع اسلام ہونے کا اقرار لینا چاہیے پھر
اسکے ہمراہ جانا مناسب ہے شہزادہ نے یہ دیکھکر سوال اطاعت اسلام کیا بادشاہ طلسم بصدق ارادت مطیع الاسلام
ہوا اور شہزادہ کو تخت پر برابر اپنے سوار کر کے جانب قلعہ طلسم چلا چتر تو ذنگار بجا طائران طلسم نے سر پر سایہ کیا کئی لاکھ سلحدار
جلو میں صدا سے طرقوا بلند ہوئی شوکت سے سواری روانہ ہوئی اور تھوڑے عرصہ میں عمارت قلعہ طلسم دکھائی دی شہزادے
نے ہزار برج کا ایک قلعہ فلک فرسا بنا ہوا پایا در و دیوار کی صفا پر آئینہ دل شیدا پایا خندق گرد اُس کے کھدی تھی
کلس جواہر کے چڑھے تھے ہر برج میں ہزار طرح کی خوبی بھری تھی شہزادہ کے پہونچتے ہی علامت طلسم پیدا ہوئی برج کے
در کھلنے پریاں رقص کرنے لگیں فصیلہائے قلعہ پر غول منہ سے قرنا لگائے ظاہر ہوئے اور قرنا کو دم دیا اسی وقت
خندق کا پانی جوش کھانے لگا بخار زمین سے نکلا دھواں بنا ہوا جانب فلک گیا اور ابر بنکر موتی برسانے لگا طائر طلسم
پکارے کہ طلسم کشا آیا ہزارہا ساحر آگئی آوازے اُدھر پھر دیے طلسم کشا آیا اس طرف سے تخت بادشاہ نے بڑھایا
در قلعہ کھلگیا اور ہزاروں ستارے برجوں سے نکلکر اُس تخت کے گرد پھرنے لگے اور خندق میں جا کر ڈوب گئے گویا
اہل طلسم نے اس آسمان و قار کے سر پر سے تارے صدقے اُتارے خندق سے ماہیان و نہنگ اُچھلنے لگے اسی ہجوم
سے سواری اندر قلعہ کے داخل ہوئی یہاں جتنے ساکنان طلسم ہیں سواری دیکھنے کے اشتیاق میں در و بام پر استادہ
تھے مجمع خلقت کا جماؤ دکانداروں کا بناؤ لائق دید تھا ہر سمت سامان نشاط و عید تھا عمارات عالی کی صفائی بازار
تمام رنگین نہایت آرائش و تزئین میں جادوگرنیاں حسین و مہ جمال دریچوں سے سرگرم نظارہ کم سن اور مہ پارہ جیسے
برج فلک میں ہجوم سیارگان خلاصہ یہ کہ بڑے تزک سے سواری رواں آگے آگے دار الامارہ میں پہونچی وہ مکان
سر اسم طلسم تھا دروازہ پر امیر الامرائے طلسم جمع تھے شہزادہ کو اُتار کر اندر کاخ شاہی کے لائے تخت کنی سوزنی کا گستردہ
تھا جب اُس پر جلوس شہزادہ کریم شہزادے نے تخت نشینی سے انکار کر کے بادشاہ سے کہا کہ ملکہ ہوا دار جادو

وارث اس سلطنت کی ہے مگر وہ عورت ہے بدین سبب تم اُسکے عوض کاروبار سلطنت کرو مین نے طلسم ظاہر کی حکومت
بنام ملکہ اخگر جادو معین کی اور طلسم باطن کی حکومت ملکہ ہوادار کو دی اور اخگر کو بھی مطیع ہوادار کیا تم دونون
شہزادیون کی طرف سے نائب مقرر کیے گئے اسی گفتگو مین شہزادہ تھا کہ ظلمات مع سب رفیقان شہزادہ کے آگئی اور ملکہ
ہوادار بھی تشریف فرما ہوئی بادشاہ طلسم نے مع چند سردارون کے استقبال کیا امیران طلسم نے اپنی شہزادی کو دیکھ کر
خوشی کی اور نذرین دی پھر عہد نامہ بشرائط مذکورہ بالا تحریر ہوا شہزادہ نے مہر اپنی پیشانی پر کی بعد طے ان مراتب کے
شہزادہ کی دعوت کا جلسہ آغاز ہوا مغنیان خوش گلو و رقاصان زہرہ جبین و خورشید رو ناچنے گانے لگین اپنی آن داد
دکھانے لگین ساقیون نے دماغ بادہ نابسے گرم کیا اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے طلسم ہوشربا
مین جاؤن اور جد بزرگوار قید ہین انکو چھڑاؤن بادشاہ طلسم نے بجواب اسکے عرض کیا کہ جس مقام پر آپ پڑھتے عمل
پڑھ رہے تھے وہی راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا ہے مگر راستہ مسدود ہے اسلیے کہ آگے اُس راستے مین دربند
سیمابیہ پڑتا ہے بغیر اُس دربند کے طے کیے جانا طلسم مین ہو نہین سکتا اور اُس دربند کا مالک فراسیاب کی طرف سے
سیماب ہے اور وہ آپکے دادا سے لڑنے گیا ہے پس جبتک وہ مارا نہ جائیگا راستہ دربند سے نہ ملیگا لہذا مناسب حال
یہ ہے کہ حضور اپنے دادا پاس جائین انکی اعانت بھی فرض ہے کیونکہ وہ ساحر کسی سے مارا نہ جائیگا اور لشکر اسلام کو
بہت بڑا ضرر اُس سے پہونچیگا آپکے جانے سے دو فائدے ہین ایک تو لشکر اسلام آفت سے بچیگا دوسرے راستہ طلسم
کھل جائیگا شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اُسکے قتل کرنے کا تخمینہ کمان ہے اور یہان کسقدر طلسم ہے کہ وہ شکست ہونے سے
باقی رہا ہے بادشاہ گویا ہوا کہ یہ قلعہ ہزار برج باقی ہے اور یہی اصلی طلسم ہے اسکے دو چار برج کے مرحلہ جو یہان تک
آنے مین سنگ راہ تھے آپنے فتح فرمائے باقی اسی طرح ہین مگر ان مرحلون کے ساحر سب مطیع الاسلام ہوئے جو حکم کیجیے وہ
بجالائین اور اس قلعہ کا اثر طلسم سے یہ حال ہے کہ سرحد کوہستان سے دکھائی دیتا ہے اور جسقدر کوہ دشت و قلعہ وغیرہ آپنے
طے فرمائے ہین سب اسی قلعہ مین ہین مگر راستہ انکا بانیان طلسم نے اسی طرح مقرر فرمایا ہے جیسا آپنے ملاحظہ کیا اور ایک
میدان اس قلعہ مین اسی طرح کا اور ہے کہ جیسے آپنے راہ طلسم ہوش ربا کا میدان ملاحظہ فرمایا وہان بھی دروازہ
نکلا ہے اور اُس طرف سے راستہ طلسم نور افشان کا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میرا لشکر یعنی جو کوہی وغیرہ مطیع ہوئے
تھے نہین معلوم کدھر گئے بادشاہ نے یہ سنکر طائر سحر بہر خبر لشکر روانہ کیے کچھ عرصہ مین وہ خبر لیکر آئے کہ سب لشکر انکا ہمراہ
شہزادہ ایرج جانب لشکر اسلام گیا شہزادہ نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم حاضر کرو اور لشکر مسلح و مکمل تیار کرو مین بھی
جانب کوہ عقیق جاؤنگا اور میرے برادر رعید وغیرہ نے اکثر بادشاہان طلسم کو مطیع فرمایا ہے تو طلسم انکا شکست
نہین کیا اُسی حال بحال رکھا ہے پس مین نے بھی اس قلعہ طلسمی کو برقرار رکھا اب جلد تیاری کرو بادشاہ بحکم محکم
شہزادۂ عالی ہمم سنکر اُٹھا اور شہزادہ کو ہمراہ لیکر پشت دار الامارہ کی طرف آیا وہان ایک خانہ باغ تعمیر تھا اُس باغ مین
دونون داخل ہوے سرو و سنبل ریحان و ضیمران و گل و بلبل سے وہ گلشن معمور فرحت و بہار کا سراسر دستور نظارۂ رشک ارم
کا ظہور شہزادہ سیر کنان بارہ دری مین آیا بادشاہ طلسم نے وہان ایک حجرہ مقفل کو وا کیا اندر اُسکے بالکل اندھیرا

تھا شہزادہ نے لوح کو بلند کیا روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو اُس حجرہ میں دہنہ نقب ہے یہ دونوں شخص دفینۂ زر اُس نقب
مین سمائے اور غلطان و پیچان دیر تک چلے گئے جب دے پانوں آشنا ہوئے ایک قصر رفیع و عالی مین گذر ہوا
اُس قصر مین صندوق پر از مال طلسم تھے شہزادہ نے فرمایا کہ اِنکو نکلواؤ بادشاہ نے کچھ افسون پڑھا کہ ہزارہا ساحر جو حافظ
اس مال کا گوشہ ہائے قصر سے پیدا ہوا اور تمام مال طلسم اُٹھا اُٹھا کر باہر لے جانے لگا بیس ہزار عرادہ زر سرخ و سفید کے
اور پچیس ہزار صندوق جواہر کے اور پچاس ہزار صندوق ظروف ہائے طلا و نقرہ کے اور چالیس ہزار رختان مرصع کار
اور دنگل ہائے زرنگار اور کرسیان مذہب و مطلا اور ساز و یراق اسپان وغیرہ یہین سے نکلا وہ سب ساحرون نے
تختہائے سحر پر لادکے دارالامارہ مین پہونچایا اور بادشاہ طلسم شہزادہ کو لیکر باہر قصر کے آیا اور تخت سحر پر بٹھا کر روانہ
ہوا بسبب شکست ہوجانے مرحلہ جات طلسم کے راہ نزدیک ہوگئی تھی شاہ اُسی باغ مین کہ جسکی بارہ دری مین تلوار
برق کردار لٹکتی ہے اور پاس آنے والے کے ڈنک لیٹے کرتی ہے شہزادہ کو لایا اور کہا بادشاہ طلسم نور افشان کی ایک امانت
اس طلسم مین لوح رکھی تھی اور شہنشاہ طلسمات افراسیاب جادو کی یہ تلوار امانت ہے اور اسی وجہ سے راہ حیرت
طلسم کی تہخانہ سے مقرر کیگئی تھی کہ جس راہ سے حضور گئے تھے فی الجملہ اسی تلوار سے قضا سیماب کی ہے آپ لوح مین
ملاحظہ فرمایئے جس طرح یہ تلوار ملسکے حاصل کیجیے او اُس نابکار کو ماریے شہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ
یہ اسماء الٰہی پڑھ کر دم کر تلوار اُتر آئیگی شہزادہ نے اسماء مقدسہ پڑھکر تلوار صاعقہ خصال سقف سے چھوٹ کر
گر پڑی شہزادہ نے یا علی مدد کہہ کر اُسپر قبضہ کیا کبھی ایسا تیغہ نگاہ سے نہ گذرا تھا نظر کا اُسپر ٹھہرنا دشوار تھا
وار اُسکا اجل کا وار تھا ہزاروں معرکے مارے ہوئے وارے نیارے کیے ہوئے **نظم**

ہم پلہ برق عالم افروز
اس تیغ کے واسطے فسان ہے

وہ برق کہ خرمن عدو سوز
ڈورا ہے کہ تار دام صیاد

گردش مین جو روز آسمان ہے
ہو جس سے نہ مرغ روح آزاد

شہزادہ اُس تلوار کو پاکر نہایت خوشنود ہوا اور ہمراہ بادشاہ طلسم پھر کر دارالامارہ مین آیا اور مال طلسم بار کرایا
کئی لاکھ کا لشکر ہمراہ لیا مرکب تازی نژاد پر سوار ہوا تیغۂ طلسمی غلاف پر زرین کرکے زیب کمر کیا بادشاہان طلسم
اور شہزادیان ہمراہ رکاب ہوئین اور طلسم کی حد تک پہونچانے آئین بہ کمال شوکت و جاہ بڑی حشمت و رفعت
منزلین طے کین آگے آگے فیلان فلک شکوہ کی قور اور شتران بغدادی کا انبوہ بلبلانے کا شور اسپان تازی
و عراقی وغیرہ پر جوانان رستم شوکت سوار بعد اُن کے پیادون کی قطار ساحر تختہائے سحر پر اور طائر دنیل
اژدر پر روان قرنائے جنگی کا شور ترسانندہ جان یہ کیفیت نمایان کہ **ابیات**

ز دو دشت و کوہ و بیابان سنان
ابا جوشن و تیغ آہن گذار
درفش خجستہ سپاہان سیاہ
گرانمایہ اسپان و تخت و کلاہ

عنان تافتہ سربسر و رعنان
پس پشت شان زندہ پیلان کوہ
ز کوس ہر درفشان بگردار ماہ
تبوفید شہر و برآمد خروش

ہمہ دون پیادہ پس نیزہ دار
زمین از پے پیل گشتہ ستوہ
دیگر گو توئی سلیح و سپاہ
تو گفتی ہمی کر شد از نعرہ گوش

جہان تیرہ گون شد ز گرد آفتاب ز گیتی جہان غرق گشت اندر آب
سوئے فوج اسلام بگرفت راہ روان گشت ترج باین فر و جاہ

یہ شہزادۂ کیوان کلاہ تو رد براہ ہو کر شمہ حقیقت سیماب بکفر نہاد بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز لشکر لقا میں ٹھہر کر جب دوسرے روز وہ وقت آیا کہ سیماب بدذات آفتاب سے آزردہ ہوا اور عروس دہر نے سیماب مہر گشتہ بنایا آئینہ ماہ پر پارا چڑھا نظم

ستاروں کا جو پہنا شب نے زیور دکھایا مہ نے آئینہ پھر آ کر
لیا رستہ سیاہی نے عدم کا ستارہ کہکشان کا خوب چمکا

شام کے ہوتے ہی سیماب نے طبل جنگ بجوایا ہر کارے لشکر اسلام کے جنگل سے دل اس جگہ حاضر تھے قاصد ہوئے کہ خبر طبل جنگ بجنے کی امیر سے جا کر عرض کریں مگر بختیارک کی باتیں سننے کو ٹھہر گئے کس لیے کہ وہ سیماب سے کہہ رہا تھا کہ آج تک میں نے روک کر انکو زندہ رکھا اب آج کی رات تمپر بھاری ہو عیاران لشکر اسلام مار ڈالینگے اور اگر رات کو بچ گئے تو صبح کو حمزہ زیر تیغ کریگا یہ کلمات سنکر سیماب نے جواب دیا کہ ملک جی میری قضا ہی خدائے باختر نے پیدا نہیں کی یہ کہکر اپنے منہ پر دو تین بار اگر سینہ پاش پاش ہو کر پارہ کی طرح ڈھلک کر پھر ملگیا اسنے کہا جانب کوئی ہزار بار مجھکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن کچھ ضرر مجھکو نہ پہنچے شیطان یہ حقیقت اس بے ایمان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عیاران اسلام بہت رنجیدہ اور غمگین ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور سامنے بادشاہ عالیجاہ کے استادہ ہو کر بعجز و ادب قطعہ دعا و ثنا میں زبان پر لائے قطعہ

وارث ملک جانتے ہیں تجھے کیو و گودرز و بیژن و رستم نام رعد کا کر رہی ہو کیا دم بند
برق کرتی ہے کیا الزام تیرے فیل گران جثہ کی صدا تیرے رخش سبک عنان کا خرام
فن صورتگری میں تیرا اگر گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام آسکے منظر دب مکے سر دنیں سے
کیون نمایان ہو صورت دغام

ایک ساحر اس طرح کا آیا ہو کہ جب اسکو قتل کرو تو پارے کی طرح ملجاتا ہو آج اسنے طبل جنگ بجوایا ہو یہ کہکر کنارہ ہوئے اور بادشاہ نے جانب امیر دیکھا آپنے امیر ابن مقتر چالاک بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خدائے بزرگ ہست ہمارے لشکر میں بھی طبل سنہری پر چوب پڑے چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ اے آقائی نامی خدائے عز و جل جب اس ساحر پر مظفر و منصور فرمائے تو مجکو رخصت طلسم ہوشربا میں جانیکی دیجیے گا کہ میرا دل پدر بزرگوار کی خدمت میں جانے کو بہت چاہتا ہے امیر نے فرمایا کہ میرا بھی دل لگا ہوا ہو محبت نامہ اپنے دوست کو لکھ دونگا اچھا بعد فتح اس جنگ کے خواجہ پاس جانا القصہ داستان گو نے بیان کیا ہو کہ جب جنگ جاحد کو چالاک نے مارا اسوقت امیر سے رخصت طلسم مذکور میں جانے کے لیے مانگی امیر نے خلعت عنایت کیا محبت نامہ بنام خواجہ لکھا کہ عرصہ سے تمھاری خیریت نہیں سنی دلکو تردد ہے بخدا امید کہ قادر مطلق تمپر بلند نگو نیروزی عنایت فرمائے کہ زمانہ مہاجرت بسر ہو تمھارا قدم یہاں کے چالاک یہ نامہ تو دو شما لیکر چلا مگر چند طلسم میں جانیکا راستہ ڈھونڈھ جانہ ملا ناچار واپس آیا اور فکر کرنے لگا کہ کسی ساحر کے ہمراہ جاؤں حال کس سے جانے کا پیام کیا جائیگا اسنے اپنی عوض کرسی ہو ہدیہ کہ جلد عمرو سے پہنچنے کی

وسط میدان میں آیا اور للکارا کہ اے فرزند مغضوب درگاہ خداوندی آؤ اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پیو اس نہیب کو سنکر بادشاہ کی نگاہ سمت دست چپ کی جانب اٹھ گئی اس صف سے شہزادہ رستم پیلتن و پیلفگن کشندہ قوی و دو و پلی ہندی قاتل کپیتان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران زیب و زینت بارگاہ سلیمان علمشاہ نوجوان نے نورز اشہب مالا کبود کو پرے سے نکالا اور سامنے بادشاہ کے مرکب سے اتر کر اجازت جانبازی طلب کی بادشاہ نے جام کلاہ عزت مرحمت فرما بخلعت و ہاتی حفظاً اللہ کہکر رخصت کیا شہزادہ موصوف جست کرکے پشت بادپا پر اپنے پہونچا اور گھوڑا اڑا کر چلا فرنگیوں نے ارگن بجایا سرداران شہزادہ کے ہمراہ رکاب چلنا چاہا ہر ایک کو تشفی دیکر روکا اور آپ سامنے اس تیرہ دل دون حریف کثیف کے آیا اور طالب ضرب ہوا اس جادو بے دین نے بغیر سحر کے سبکے دکھانے کو ایک ہاتھ تلوار کا شہزادے پر مارا اس بہادر نے رد کرکے تیغ کپتان نیام سے لیکر کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ لگایا کہ اس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لیکن بدستور قدیم جسم انکا پھر ملگیا اور نعرہ کرکے اسنے پڑھکر ہاتھ اونچا کیا ایک بجلی تڑپکر گری دونوں لشکر کے لوگوں کی آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ شہزادہ علمشاہ کے دو ٹکڑے پڑے ہیں یہ دیکھا امیر جناب مع بادشاہ نے خنک حسرت بہائے سردار تھامے بے اختیاری سے زبان پر لائے کہ افسوس الفراق

کون سا محفوظ ہوتا ہے جو پھر دم	نہیں دنیائے فانی گھر کسی کا	بدلتا ہے سدا یاں رنگ جی کا
نہیں رہتا کبھی قائم کسی کا	تو بڑھو نہ ہے بار کاوش غم	زبان مرگ ادنی ہو کہ اعلیٰ
عزیزو قسمت سب سے جدائی	وہی زیر کفن اور گوشہ خاک	سوا اسکے نہ دولت ہے نہ ادراک
	فقط کنج لحد سے آشنائی	

جب لشکر میں زیادہ کہرام ہوا امیر ملول ہوے اور فرمایا ہنگام جہاد صبر لازم ہے جزع و فزع سے کفار زیادہ ترشاد ہونگے اسی گفتگو میں سیماب نے پھر مبارز طلبی کی اب کی شہزادہ قاسم نے گھوڑے کی باگ لی اور شاہ سے اجازت لیکر سامنے ساحر مذکور کے گئے ہنگام ضرب ساحر دو ٹکڑے ہو کر ملگیا اور بجلی گرا کر اس شہزادہ کے بھی دو ٹکڑے کیے غرض لشکر اسلام میں برپا ہوا اور فرط غضب سے سرداران روم و فرنگ و خاور کراجت شہزادگان و الا ورجمے کیے بعد دیگرے سامنے اس بد باطن کے جانے لگے مگر ظفر یاب نہوے سب اسی طرح دو ٹکڑے نظر کئے امیر نے خود قصد مقابلہ کا کیا لیکن خواجہ بزرجمہر نے روکے جنگاہ دین اگر منت پذیر ہوے کہ یا امیر آپ بھی لڑنے جاینگا تو یہی حال ہوگا اسلیے کہ طلسم بند ہونا سحر ہوتا تو اسم اعظم سے باطل ہو جاتا اسم اعظم پڑھنے کوئی طلسم درہم اور شکست نہیں کر سکتا امیر انکی منت کرنے سے ٹھہر جاتے ہیں عزیزوں کا رنج و غم کہاتے ہیں اس مقام پر بھی صاحب دفتر نے لکھا ہو کہ سیماب شام تک دو طبل باز گشت بجا کر پھر جاتا ہے اور دوسرے روز پھر لڑتا ہے پانچ چار روز کی میدان داری میں بہت سے سرداران نامی مارے جاتے ہیں چنانچہ اس احقر نے جنگ ہر روز کی تشریح وار نہیں لکھی ہے مگر ایک سطر کا مضمون تھا داستان گو اپنی کر اعتبار ہے فرداً فرداً جتنی چاہے بیان کرین آمدم برسر مطلب آج کی جنگ میں فرزندان حمزہ قتل ہو رہے ہیں بختیارک نہایت خوش ہے کہ تم ابھی کہ ملعون لقدبر کو دو دوستیماب نے ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے تنجید کہ ان کا

ہو جائے آج لشکر بندگان مغضوب کا خاتمہ ہے لقا بھی قہقہے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ما بدولت کو آج ہی تو غصہ آیا ہی
اب تقدیران بندوں کے غارت کرنے کی بہت مستحکم کی ہے اور رنگ غضب کے نیچے دبی ہے کسی طرح نہ پلٹے گی ادھر
اہل اسلام بیچارے خستہ دل جب مقابلہ ساحرین آتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں مگر ہمت نہیں ہارتے برابر لڑنے آتے ہیں اور
نقد جان دیتے ہیں رات بھر کے جاگے وہ لطافت دوس مرگ سے ہمکنار پڑے سوتے ہیں جسم تک خاک وخون میں بھرے پوشاک
شہانا زیب جسم کیے فلک کی گردش سے جنبان یا بشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح لئے پیسا دمن خاک
بسر درخت ستی بوش سراسر نخل غم برگ اشک کف افسوس اہل ماتم لشکر اسلام میں تلاطم جھنڈے لبہان زن سوگوار
بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک کھولے تھے بجتے پلٹنیں رسالے
بے افسروں کے بھاگے برآمادہ محلات مخدرات میں اس خبر کے پہنچنے سے عورتوں کا سینا کوئی فراق شوہر میں ہے ہے
میرا وارث کہکر بال نوچتی کوئی یاد بیٹے میں ہائے بیٹا کہا منہ پیٹنا لگی ہزارہا عورتوں کا حلقہ باندھ کر بال کھولنا
اور نوحہ وزاری کرنا۔ ابیات

کوئی بولی چھٹے تم ہمسے اے ماہ
جہان کس کو دیگا روح سلطان
غضب کیسا ہوا کیا پیش آیا

کوئی بولی کہ آ پیارے کہاں ہے
کہاں ڈھونڈھوں کدھر جاؤں میں ہائے
حجاب خاک میں تم سوے دلدار
جو لے رب انکو دنیا سے اٹھایا

مری آنکھوں سے کیوں اب تک نہاں ہو
بجالے گی یہ مادر کس کو اے جان
لحد تیری کریں ہم آہ تیار

جب فرزندان حکیم بزرجمہر نے یہ تلاطم دیکھا سمجھے کہ ہم کبتک امیر با توقیر کو لئے ہوئے یقین ہے کہ امیر بھی رنٹے جائیں اور اسی آفت میں گھر ہیں اب قافلہ
گم کردہ راہ ہوا جاتا ہے یہ باغ دست برد خزان سے تباہ ہوا جاتا ہے پس مضطر ہو کر زائچہ کشی پر مائل ہوئے اور قرعہ
پھینک کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سردار جو قتل ہوئے ہیں کشتہ سحر ہیں وہ بجلی چمکتی ہے اور انکو جھپکی ہے اتنے ہی
عرصہ میں سردار کو ساحر اٹھا لیتے ہیں اور کاغذ کا پتلا ڈال دیتے ہیں جو سحر کی وجہ سے انکی شکل نظر آتا ہے اصلی سردار
قید ہو جاتا ہے اب زمانہ فتح ہونے لڑائی کا بجانب مسلمانان قریب ہے کفار کا لشکر شکست نصیب ہو زائچہ سے یہ معلوم
کرکے خدمت امیر میں آئے اور جملہ کوائف معرض بیان میں لائے امیر نے شہزادہ کرب کو دارغہ بارگاہ سلیمانی ہے
محلات میں بھیجا کہ شہزادہ مذکور نے ہر ایک بی بی کو تسلی دیکر وہ نوحہ وشیون موقوف کرایا اور یہاں بادشاہ اسلام نے تاج
اتار کر جانب قبلہ رخ کیا اور محتاج بہ درگاہ کبریا ہو کر بعد تضرع ونیاز استغاثہ کیا کہ اے خلاق ارض وسما ہمکو اس
بلاسے بچا کہ بموجب نظم

کرلے برتراز دانش وہوش ورائے
بہ بیچارگی دادخواہ توایم
تو باشی بہ بیچارگی دستگیر
نداریم جز تو کسے راکہ کس

سپہدار وگردن کشان آن زمان
نہ از جائے ود ود نہ ہر جا بجائے
زافسون وازجادوے برتری
توانا برابر آتش و زمہریر

گرفتند زاری سوے آسمان
ہمہ بندۂ پرگناہ تو ایم
جہاندار و بردا دران دادرے
ازین سختی باما تو فریاد رس

سہام استغاثہ نشانۂ مراد پر ہوئے یعنی دشت کی جانب گرد اڑی ایسی کہ تیرہ
تھی کہ کلخ افلاک تک نردبان کی لگی تھی رعب سے مہر چھپ گیا عیاران لشکر اسلام خبر لینے دوڑے اور بختیارک

ہاتھی پر کھڑے ہو کر پکارا کہ ہائے زمین در دہونے لگا یا خداوند تقدیر پلٹا چاہتی ہے ذرا دیکھئے تو یہ گرد کیسی اُڑتی آتی
ہے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور کئی سو فیلان جنگی ہے جنکی سونڈون مین بندھے ہوئے خاہر جو
لشکر نشان کئی لاکھ فوج کے آگے پشت پر چلے ہوئے تھے اُن کے ساحران نامی طاؤس دھنس پر سوار جادوگر نیاز
وضعدار بیشمار پیدا ہوئیں پھر سے آبپاشی کرتے گرد غبار بیٹھ گئے رسالے کے سوار گھوڑے اُڑاتے بیانے اپنا عَلَم
شان دکھاتے نکلے لشکر کا آنا اور اسکا کروفر کیا بیان کیا جائے دم تحریر کمیت قلم کا پا لنگ ہے کثرت مضامین سے
عرصۂ قرطاس نہایت تنگ ہے یہ شوکت و شان تھی کہ خفت ہیچمدان انتہی نظم

کسے از یلان خویشتن راند پید
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
ہمہ طوق زرین و زرین کمر
سپہ بود چندان کہ دریائے روم
دگرگونہ جوشن دگرگون کلاہ
پر از خاک شد چشم کام و سپہر
درخشان بکردار دریائے نیل

ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر
کہ اندر جہان آن ندیدست کس
ہمان چتر کز دم طاؤس نر
از ایشان نمودی چو یک مہرہ موم
ختائی و چینی و سقلاب ہند
تو گفتی بقیر اندر اندود چہر
نشستہ بران نوبچ نامدار

جہانی خند بگرد اندرون ناپدید
بلرزید از ایشان ہبر ید مہد
ہمان افسر پیلبانان بہ زر
بروبافتہ چند گونہ گہر
کشانی و شگنی و ہری سپاہ
کمانی و ہندی و رومی و سند
ز لیس تخت فیروزہ بر پشت پیل
بدست اندرون تیغ آہن گذار

اس سپاہ نے قریب جنگاہ آ کر ایک طرف صف کھینچی اور شہزادہ نوبچ مرکب پر سوار ہو کر بڑھا امیر اور بادشاہ کو مجرا
کیا چاہا تھا کہ قریب تر جائے اُس وقت نقیب مبارز طلبی سیماب کو شنو ہوئی ہر چند کہ آمد شہزادہ دلاور کو دیکھ کر بختیارک نے
لڑنے سے منع کیا کہ ضرور اسمین کچھ بھید ہے جب تو نبیرہ حمزہ وقت پر پہنچا ہے مگر سیماب کا یہ غضب جوش مین تھا
اُسنے کہنا شیطان کا نہ سنا اور مسلمانوں کو طلب کیا شہزادہ دلاور مرکب اٹھا کر روبرو اُسکے پہنچا اُسنے بظاہر ترسول
شہزادہ پر مارا اس دلاور نے زد کرکے تیغہ طلسمی نیام سے لیا اس تلوار کو دیکھ کر وہ گبر بھی گھبرایا مگر شہزادہ تیغہ علم کرچکا تھا
سر کو بچا کر کمر پر جو ہاتھ مارا امر غریب یہ نظر آیا کہ عکس تیغہ پڑتے ہی وہ جو پارہ کی طرح سارا جسم اُسکا معلوم ہوا تھا وہ باقی نہ رہا
آتش خنجر طلسمی نے پارہ کے خول کو جسم سے اُڑا دیا اصلی جسم لسان قیر سیاہ ظاہر ہوا سب پکارے کہ مار سیاہ کیچلی سے باہر
نکلا ہے غرض کمر پر شہزادہ کا جو پڑا تھا شکل چنار سال خوردہ کے جسد ناپاک کے دو ٹکڑے ہوئے اور غلغلہ قیامت جو بلند ہوا
بیرون نے غل مچایا کہ مارا سیماب جادو کو آندھی سیاہ آئی پتھر گرے اُسکے تن نجس کے ہم نہوے لوح وقت مین جلائی
ہوئی فوج ساحران یہ حال دیکھ کر شہزادہ پر ٹوٹ پڑی اس طرف بختیارک نے ایک دو ہتڑ لقا پر مارا کہ مسخرے مین کتنا
تھا لقد ریکو سنبھالے رکھنا کیا بوجھ تھا جو تجھ سے رکھا نہ گیا تقدیر کو الٹا ہو جانے دیا حالانکہ اپنے داری بگڑ لقا نے
غصہ مین آ کر فوج کو ابی للکار استجالی باختری کوہی وغیرہ تیغین کھینچ کر چلے پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے ضرب سلیمانی
کھینچکر اشقر کو اُڑا کر چلے تو ساحر مذکور کے مرتے سرداران اسلام جو مقید ہوئے تھے اور لشکر ساحران مین اندر خیمہ کے
قید سے چھوٹ گئے اور قید آہن توڑ کر باہر نکلے تھا ہمان مرنے سے ساحر کے ایسے جو اس تھے کہ دو بوار لائے اور

افسران تہمتن نعرۂ رعد آسا بلند کرکے غلغلہ انداز جگر سے کھینچکر ایک طرف آگر گرے اتنے مین ساحر بڑھکر بھڑ گیا اور دلاور سے
دلاور نانخ ترنج نارئیل کی ہر سمت بوچھار ہوئی کلوا بھیرون کی پکار ہوئی پیرون کے غل نے رعد کا دم بند کیا تیغون کی برق
صفت چمک نے دیدۂ دل کو بند کیا عاجز دستہ بند کیا دلاورون نے آب تیغ کی روانی دکھادی زرد نفس ہستی دشمن بہادی ہاے
ہوے دلیران و بانگ سپاہ سیاہ فلک چارم سے گذری بہرام کو دہشت خارخار ہوئی کہین گرز کسی جا تیر کہین نیزے کہین
خنجر کسی سمت شمشیر چلنے لگی صداے شاقاش بر تیران وچقا چاق شمشیران بلند ہوئی تیغ کے جوہر کھلے مرد و نامرد کی حقیقت
کے دفتر کھلے کتاب زندگی تہ ہوئی خامۂ اجل نے بعض کے چہرہ پر صاد کیا بعض کو نقطہ بنایا قرطاس حیات مین جز حرف
فنا کچھ اور لکھا نہ پایا اجزاے پریشان اعضاے تن نقطۂ نے مجموعۂ ہوش وخرد ابتر کیے اوراق حیات مثل ورق گل ہوا دخل
تیغ سے برباد ترک بے حرکت صفحۂ ہستی ترتیب سے آزاد کلک شمشیر نے مضمون زندگی اہل دغل سمجھ کر مثل حرف غلط کاٹ دیا
شیرازہ بند فنا نے رشتۂ جان توڑ دفتر ہستی کا جزو جز بانٹ دیا عدو کی زندگی پر حرف آیا نوشتۂ تقدیر مٹا جا بجا موجب سطر
کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گذارش کیا جائے دم بھر مین خون کے دریا بہ گئے دشت لاشون سے پٹ گئے تیغ وخنجر کی
جھنکار گوش کیوان ومریخ کے پار ہوئی تلوار مسلمانون کی لسان شہباز دشمن شکار ہوئی مبارزون نے جان لڑادی یہ نوبت پہنچی نظم

برامد ز ہر سوے لشکر خروش
ہمی پیل رزان بدرید گوش
ہمی لرز لرزان شدہ دشت و کوہ
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ہوا ہمچو ابر بہاران شدہ
ہم این چنین تیر باران شدہ
ز گرد سواران در خشم تبر
بنایہ کہ داند کس از پاے و سر
ببارز ز ہمہ زیر خاک اندرون
کفن جوشن و ترگ شستہ بخون
ہمی رفت نوزج میان دو صف
یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
نہ با جنگ او کوہ را جاے بود
نہ با خشم او پیل را پاے بود
ہر آنگہ کہ خنجر برانداختی
ہمہ دشت بے تن سر انداختی
بیک زخم صد نیزہ کردی قلم
خروشان درو خشان چو شیر دژم

امیر دلاور نے قلب لشکر مین پہونچکر علم ضلالت سیم لقا سے لیے خشم کو قتل کیا فوج کفار مین بھگدڑ پڑی سلوجبت
مارے گئے باقی جانب طلسم بھاگے صبا کے جادو تماشاے جنگ دیکھنے آئی تھی وہ طریقۂ رزم مسلمانان جانتی ہے
سیماب کے مرتے ہی رو بفرار لائی لقا جانب کوہ عقیق بھاگا مسلمانون نے زیر قلعہ تک تعاقب نہ چھوڑا ہر تیغ بے دریغ رکھدیا
خیام و بارگاہ کافران مین آگ لگادی مال وخزانہ دیدار لشکر سب لوٹ لیا ہزارہا کافر بھاگتے وقت بھی مارا گیا آخر کو ہی د
سنجانی وغیرہ بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہوکر متواری ہوے لقا افتان وخیزان اندر قلعۂ عقیق کوہ مع بختیارک
آیا کافرون نے در قلعہ بند کیا فیلبند دروازے سے توپ ماری امیر نامور زیر قلعہ پہونچکر کے سب دلاور شکار کے
نکل جانے سے بگڑے چاہا خندق فراکر قلعہ توڑین مگر امیر مراجعت فرما ہوے شہزادہ نوزج کو بیچ مین لشکر کے رکھکر
زر نثار فرماتے ہوے بارگاہ مین آئے سپاہ نے کمر کھولی نوزج سے ہر ایک بہادر ملاقی ہوا اہل دین سردارون کے زندہ لوٹنے
سے خوشی ہوئی شاہ لشکر اسلام نے شہزادۂ مذکور کے آنے کی خوشی مین اور فتح جنگ کی عشرت مین حکم جشن ہونیکا دیا
اس عرصہ مین سیاہ ضیاے خورشید بھی رو بفرار لائی خسرو لیل شادان و خرمان بفتح وفیروزی داخل بارگاہ عالم ہوا نظم

بڑھی غیرت سے لہراتی ہوئی شام
فدا ہونے کو ہر پروانہ آیا

ہوا خورشید پر احسان آرام
دلوں میں آرزو دن نے کیا جوش

فروغ شمع نے چہرہ دکھایا
ہوا اختر ملک کے عہد توبہ روش

یعنے سرداران ذی ہوش حمام کرکے بارگاہ سلیمانی میں زیب دہ کرسی زرنگار ہوئے رقاصان زہرہ پیکر و ساقیان سیمبر ہوش و خرد سے بیگانہ بنانے لگے ناچ کی چہل بل دکھانے شراب کی چہل لنڈھانے لگے لشکر میں ہر سمت چراغان کی بہار ہو وہاں لشکر کا نکھار آلیس کی چہلیں ہر خیمہ بیان عروس آراستہ ہر مقام پر جلسۂ عشرت جما ہوا محلات میں خوشی کی دھوم دھام گانیوں کا اژدہام بارگاہ سلیمانی میں سرداروں کی مے پرستی باہم مذاق کرنا رقاصوں کا حسن بالرہا کوئی لب جام کے بوسے لیتا کوئی ساقی کو دعائیں دیتا یہ جلسہ تھا کہ نظم

بہار وصل گل ساقی پھر آئی
کیا احسان مینا پیر مغان پر
بنے تسبیح اب موج مئے ناب
ہوئے حاضر وہ ساز رقص لیکر

دل توبہ گزین نے منھ کی کھائی
اٹھا کر رکھ دیا ایمان سر طاق
کردن شیشوں کو جاسے سجدہ آداب
سمان وہ رقص نے باندھا دہاں پر

لگایا بے تامل لب سے ساغر
کہ خوش ہو شیخ باکند لے اے شتاق
جو توکر ملائے سنکھے جو زمیکر
کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر

یہاں تو یہ جلسۂ عشرت بصد مسرت ہے ادھر لقا کو ہزار طرح کی کدورت ہے باغ مینا میں جا کر آیا ہے نہ ناچ نہ شراب ہے نہ گانا ہے ہر ایک کو ہی چپ اور شن مچا ہے قلعہ میں مرگ عزیزان سے ہر سمت نوحہ گری ہے جنگلی فوج کوہ و دشت آتی جاتی ہے ہر سمت سے آواز نالے کی آتی ہے لقا نہایت شرمندہ اور خفیف بیٹھا ہے کہ صبا جادو کا داخلہ ہوا اور اس قحبہ نے آتے ہی خداوندی کی بلائیں لیں اور کہا میں صدقے مزاج خداوند کس لیے رنجیدہ ہے ایسے ایسے بندہ تیرے ہزاروں تیرے اوپر سے فدا ہو جائیں کے میں پھر شاہ جادوان کو نامہ لکھتی ہوں خداوند کی بلا نیچ کرے ایکی ایسی فوج طلسم سے آئیگی کہ بندگان خدائی کو زندہ نہ چھوڑے گی وہ خرس اس کی باتوں سے خوش ہوا اور پکارا کہ خداوند نے یہی تقدیر لکھی تھی کہ سیماب کو اپنے مرنے کا ڈر نہ تھا غرور کرتا تھا بس وہ مارا جائے اور الم ستاد کوئی ساحر زبردست آئے غرض بصلاح بختیارک نامہ لکھا گیا مضمون یہ تھا کہ یہاں سیماب بھی اگر شتاق سیر بہشت خداوندی ہوئے اب کسی ساحر زبردست کو ہماری مدد کیلیے اے شاہ طلسم روانہ فرمائیے یہ لکھ کر رات ہی کو بہادر پر رکھو کر نقارہ بجوایا کہ نیچہ نامہ لیکیا بیچہ تو نامہ کو لیکر گیا ساحرہ اور سلیمان وغیرہ نے بارگاہ وخیام بہ لشکر درست کر لیے فوج کو ترتیب پذیر کیا خداوند کیلیے شراب کباب سامان راحت مہیا کیا لشکر اسلام میں شب بھر جلسۂ عشرت رہا آخر وہ وقت آیا کہ شاہ مہر گنجینۂ گوہر آخر شب خوشنود ہو کر لٹایا اور خورشید جب نقاب سنہرے زر سے مالا مال نظر آیا روے سحر خندان دکھائی دیا نظم

جو نکلا شہسوار اسپ افلاک
ہوا روشن چراغ عالم افروز

جلائی دہر نے پھر شمع روز
اڑے نالوں سے نالے صورت خاک

ہنگام سحر بادشاہ عالم پناہ دربار میں

جلوہ فرما ہوئے اور حکم دیا انتظام لشکر کیلیے آج کا دربار موقوف کیا جائے تاکہ سردار و سپاہ شب بھر کی جاگی ہوئی آرام کریں ہنوز کوئی حکم نہ دیا تھا کہ جوڑی ہرکاروں کی گردیں آلودہ پسینے میں غرق صحراگاہ پر حاضر ہو کر آداب

بجا لائی اور عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ گیتی ستان کل صبح کو غلامان جانباز بالا دستی کے لیے کوہ و دشت کی جانب گئے
تو بیابان سے پانچ کوس پر ایک صحرا میں گذر ہوا کہ جس میں ایسا چشمہ فرحت آگین اور وادی نزہت آئین غلاموں کی نظر سے
نہ گذرا تھا ایک پہاڑ کے دامن میں طرح طرح کے گل شگفتہ ہیں اور چشمے جاری ہیں پہاڑیاں رنگین و نقش گلہائے بوقلموں
نظر آتی ہیں جانوران خوش الحان چشموں کے کنارے درختوں پر نغمہ خوان ہیں نہر کے کنارے اگلے وقتوں کے بادشاہوں کے سرخ
بلا قرینے بنے تلملین کر رہے ہیں پہاڑ کی ڈھلانیاں سنگ سرخ و سبز کی مثل میوہ کی طرح بنی ہیں چہچہا رہے ہیں معلوم
یہ ہوتا ہے کہ وہ مقام کسی بادشاہ کی سیرگاہ ہو گئے وہاں سے ہٹ کر جو اس چشمہ کا نام دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا
کہ چشمۂ حیرت اس مقام کو کہتے ہیں غلامان جانباز کی نگاہ حیرت اتمامت ایسا صحرائے پُر فضا کبھی نہ گذرا تھا ظاہرا ایسا
ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ کچھ اسرار ہے باقی حال غیب سے آگاہ پروردگار ہے یہ کیفیت عرض کر کے مہر لالے کی ناک لے چپ
اور امیر والا تبار نے بزبان ہدایت ترجمان از راہ پند و نصائح گلشن کلام کو یوں پر از گلہائے سخن فرمایا کہ نوجوانان شجاعت
شجاعت میں ضعیف کا کہنا گوش ہوش سے سنیں کہ حوالی میں اس کوہستان کی نیرنگ طلسمات ساحران پُر فن کے سوا اور کچھ
نظر نہیں آتا ہے جو کوئی جائیگا آفت میں مبتلا ہوگا دیکھیے شہزادہ بدیع شکار کو گئے تھے آج تک آفت میں مبتلا ہیں فی الحال القصہ
بد خصال بھاگ کر قلعہ میں گیا ہے ہم اس مہم سے فارغ ہو کر کسی صاحب دم شکستہ سے باہر نہ نکلو اپنے خیموں میں آج کل میں سخت [illegible]
ہر ایک سردار نے کلمات ہدایت آیات امیر والا تبار سنکر خاموش تھا مگر فتح نصیب نے بجا ارشاد کیا لیکن شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان گیتی ستان
خونریز دشمن خوار سپاہ دل و جان حمزہ عالیجاہ اپنے مقام پر سے اٹھ کر سامنے مسند ہدایت پناہ کے آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہو کر بولا

		نظم		
	اے جہاندار کرم تیرے بے شبہ و عدیل		اے شہنشاہ فلک سطوت و بے مثل و نظیر	
	تیری رفتار قدم جنبش بال جبریل		تیرا انداز سخن شانۂ زلف الہام	
	تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل		تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توقیر	
	زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل		ماہ نے چھوڑ دیا تیر سے جانا باہر	

آپ دل صفا منزل میں اپنے یقین کریں کہ ابھی میں ہر امر کا تابع ہوں اس گستاخ نے جو یہ تذکرہ مجھ سے کیا اور قدم حد ادب
سے باہر دھرا ہے قسم خدائے پاک کی کھاتا ہوں کہ میرا عرض کرنا صرف شکار پر جانے کے لیے آپ سے اجازت لینے کا تھا
کس لیے کہ لخت جگر نامدار ملیکہ الزمان زمرد قبا لشکر میں رہنا مجھکو ناگوار ہے اب بعنایت بزرگانہ امیدوار ہوں کہ برائے چند
روز اجازت یاب بہر صید افگنی ہوں وگرنہ ترک عمر کر ایسا ہوگا کہ میں قدم جانب بادیہ ممات بڑھاؤں گا اپنا خاطر اقدس
پر دھر جاؤں امیر نے یہ عرض شہزادہ ذوی توقیر کی سنکر بہت کچھ سمجھایا مگر اسنے نہ مانا اور اصرار از حد کیا اور کہا کہ مجھے
خندہ زن ہوں گے کہ رفاقت کو ایسا بودا سمجھے کہ صحرا میں جانے دیا امیر نے ناچار ہو کر فرمایا کہ تم رستم وقت ہو میں کیا کوئی
منع کرے گا ہر چند کہ دل میرا اجازت دینے کو نہیں چاہتا مگر تمھاری ہمت نے مجبور کر دیا اچھا اے فرزند جو منظور خدا ہے سو ہو
عالم نگہبان لیکن بہت دور نجانا اسی طرف میں شکار کھیلکر جلد چلے آنا تاکہ [illegible] سپرد خدائے جلیل کے ہر حال میں تمھارا
وہی ہے کفیل دیا شہزادہ اس اجازت لینے سے مثل گل شگفتہ خاطر ہوا اور دربار سے اٹھکر بارگاہ میں اپنی آیا سرداران

صف شکن کو اپنے یاد فرمایا سنیم شیر زبان شیر شکار و ملک ترک سفید جامہ و ترک توسن طلطاقی و مظفر خان بن بہرام
اخی سہمان و کنارہ بن اخی سہمان چنبر و فرزند کی سو سردار اور بامون شہزادہ کے قیاس خان خلوری و حسن خان
خاوری و فیروز خان خاوری وغیرہ سامنے آئے اور سامان روانگی کرنے لگے عیارہ بن عمرو نے پیش خیمہ شتر و خاطر پر
بار کرایا بارگاہ طلسم افراسیابی بار ہوئی چالیس ہزار سوار چیدہ روزگار ساٹھ لاکھ کے لشکر سے ہمراہی منتخب ہوئے
قراول پہلے میر شکار لیکر بانسی جانوران شکاری لیکر اسی وقت کوچ کر گئے باز دار ہاتھوں پر بٹھائے وردولت پر حاضر
ہوئے بحری ترمتی باشہ جرہ لگڑ جھگڑ پسند ہونے لگے موسی بیل کی بچہ بگلیاں ہمراہ لیجانے کا حکم ہوا جانوران چرند
کے شکار کرنے والوں کی ٹکڑیاں تانگوں پہ گیں سگان تازی کی جوڑیاں ڈوریے لیکر صحرا کو چلے والہ وام و پرند وغیرہ
چڑیمار فرمان گوش مینگی کیا درست کیے دھکے کی ٹٹیاں کندھے پر رکھے روانہ ہوئے ہاتھی جو شیر کو ٹکر مار کر ڈالیں انہیں
جارخانہ کھینچ گئے ہودج زرین رکھے گئے لباس چرمی فیلبانوں نے پہنے دن بھر یہی سامان رہا جب صیدگاہ عالم میں ہرن
کی سی ظلمت شب کی ایک صیاد فلک جکڑ لگانے لگا اور پنجہ زرین ہلال مرخوف سے صحرائے فلک سمجھ کر بھاگا کہ ابیات

کہ اس عرصہ میں سلطان کواکب
ضیا سے جسکی ہو شان کواکب
قدم فرسا ہوا جو بہر آرام
نظر آنے لگی کیفیت شام

رات کو لگاول اور نہار ساز اور باغبان جو صحرا کو بہ از گلشن جنان کر دیں
بہر آرائش خیام مقام روانہ کیے گئے جنہوں نے پانچ پانچ کوس پر خیمہ آراستہ کر کے نہر و چشمہ ہائے دشت
کے کنارے گلشن نگار بنا دیا فرش تکلف بچھا دیا خیمہ خیمہ گونہ طعام لذیذ تیار ہونے لگا ہماں شاہزادے نے
سلح خانہ کھلوایا تیر عمدہ چھانٹے گئے ٹمین خور زنگ جو خوب کاٹتی تھیں پسند خاطر ہوئیں شمشیر دودمہ ہندی
زیب کمر کی وہ وہ تلوار جوہر شکار رگ تنبور کی شمشیر مثل خیار تر کاٹے سنگ و شست کا مجرے میں ہو جائے پسند خاطر
دلاوران ہوئیں نیز ایسے چلبلیں رہیں کر کی کمان کہ بچھا میں شیروں کا سکنی ہو اسی طرف ہاتھ بل بدوان تیر ہم
بندہ تو شیروں ہی کا شکار ہمیشہ کرتا ہوں واللہ جو للکار کر بنام اسد اللہ الغالب شیر کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا یعنی
کا مقولہ تھا کہ شیر سے تیندوا احمرا ادنی جانور ہیں تو اُسی کو ڈھونڈ کر مارو نگا غرضکہ وہ رات انہی حرف و حکایات
میں بسر ہوئی جھاڑیوں کا ذکر رہا کہ جو جھاڑی موجب تعلب ہو کوئی کہتا کہ پہاڑ کی گھاٹی میں جانے سے روح
دلاوران طلب ہے اسی گفتگو میں وہ زمانہ آیا کہ شہباز روانے بیضہ کو لا اور خطوط شعاع سے ولم پر دوش

صیاد مہر چرخ نے فلک میں آیا نظر
بہ گلچیں فلک پھر رنگ لایا
ہوا چہرہ صبح کا شعلہ شہر ربا
نسیم صبح کا جھونکا پھر آیا
اڑا عنقا صفت زنگ شب تار
صبح ہوتے ہی مہر سپہر صاحبقرانی

گلگون بارگاہ سے طالع ہوا اور رخ زرین کو مرکب سبز رنگ دہر پر سرز و روشن فرمایا سرداران مثل خوشہ سنبلہ
گرد اس مہر تابان کے رواں چالیس ہزار سرداران جیلہ پوش ہمراہ جلو ریان نقارہائے نقرہ و طلا کی گجتیں

بہ علم و نشان کہ ابیات
ہزار دہل مرد شمشیر داشت
ہزار و دہ صد و شصت خسرو پرست
کہ ہر باز بالا زرہ زیر داشت
پیادہ ہمہ رفت تروہین بدست
پس اندر روان ششصد باز دار

بچہ باشہ و چرغ و شاہین کار | وزان پس برفتند سی صد سوار | پس بازداران ہمہ یوز دار
بزنجیر ہفتاد شیر و پلنگ | بدیبائے چینی اندرون بستہ تنگ | پلنگان و شیران آموختہ
بزنجیر زرین دہان دوختہ | قلادہ بزر ہشت صد بود سگ | گر در دشت آہو گرفتی بتگ

فی الجملہ جب صحرائے سبزہ زار میں پہونچے جانوران شکاری کو صید پر چھوڑا شکار کا لطف رہگزار اسکی زینت
چشموں کی تراوت اور لہرانے سبزہ زار کی نزہت دیکھتے روانہ تھے کبھی چیتوں کو ہرن پر چھوڑا کبھی شیر ببر کو گھیرا
کہیں پاڑھا نشانہ تیر ہوا کبھی آہو بچا لاکی کمند میں اسیر ہوا شہزادہ اسی طرح اس بیشہ کی طرف کہ جسکا ہر کارون
کی زبانی حال سنا تھا چلا اور بیشہ حیرت پوچھتا ہوا آخر اسی وادی میں پہونچا دیکھا تو واقع میں ہر کاروان کی
بیان سے اس جگہ کو چند عمدہ پایا قدرت کردگار کا جلوہ چشم تقدیر نے دکھایا دامن کوہ کے نیچے نہریں
جاری ہیں پانی بھرتی باد بہاری بھرنا جھرنا فرار کی روح کا حوصلہ نکلا دامن کوہ پھولوں سے بھرا پایا آغوش
پرستانے عاشق میں معشوق رنگین ادا نہر کے کنارے فوارے چھوٹتے جسکو دیکھا روح محو در مزاجان بدر رود
رشک فضائے گلزار ارم سرا پا بہار سو جان سے اس جنگل پر نثار طبقہ ارض پر بہار رنگ دہن قبائے دلدار ہر طرح
کے پھول اور ہر قسم کا میوہ فصل و غیر فصل کا نہال نہال پر ثمر و بار آور سبزہ زنگار وہر سے کہیں ہر شاخ سے شاخ
بروش مستانہ با ہم رنگ مشتاق جانانہ عشق بیجان کی طرح باہم دست دگر بیاں کہیں جھاڑی مثل زلف مشکیں پر شکن
مہوشان پر پیچ جسکے سامنے جوئی سنبل چہرہ رخ اخضر زار کی رنج صبائے بہاریں کا مستانہ بھرا دم لطف دقار تدرو
کے خرام پر جان خوش رفتاران بیدم کبک کی گوشتی پیسے کے بولنے پر سودا زدگان محبت کی زبان لہو تھوکتی
طاؤسوں کا رقص عجب طرح کا جھمکڑا برسات کی آمد آمد کی کا جا ہر جگہ چشمہ ہائے سبزہ کا لہرانا زمین پر فرش
زمردین بچھا ہر شجر پر بلبلوں کا غنچہ رعنا ان کا سبزہ الفت ان کا ہمیش جاری پھرکتا قمری ہر غلغلہ خوش الحان ہی طرح کا
زمزمہ خوشبو سے گلو ہی وحشت مہکتا بلبل چہکتا مسافر خیال کا قدم بہکتا کبھی ہوا گرم آئی کبھی بجلی چمکا عاشق بہار پرست تھی نظم

چو گوئی کہ آمد مہ فروردین | بہار است گلبرگ رنگین زمین | سر شنگ سار بر جوی زاگشت
ہمہ کوہ و ہامون پر از لالہ گشت | ہمہ زاغ ہا بنجیر پشت پلنگ | از ین بچہ دیبائے رومی برنگ
بزرگان بباری بہ باغ آمدند | ہمہ میش و آہو بہ راغ آمدند | نشستند و بر سبزہ ہا خواستند
نشاد روان را بیاراستند

شہزادے نے لب نہر بارگاہ آراستہ ہونیکا حکم دیا خیام وغیرہ لوہے کی
سے آراستہ تھے شہزادہ گھوڑا اٹھا ایوان میں آکر گھوڑے اوہان چھوڑے پہنچ گئے سنار چھوڑ گئے باغبان کی کمک نے نا امید فلک
کو بیچارہ بنایا معشوقان گل اندام پہلو میں آکر بیٹھ گئے محبت سے مینک بیٹھے زندہان جو سرداروں کی ملازم تھیں وہ
ہر ایک کے ہمراہ جھرلا جھولے لگیں عجب طرح کا سماں بندھ گیا اس وقت تک مدبر کا فرت آگیا تھا مگر وہ زمانہ بھی خالی نہ
لطف نہ تھا اگر کے بن میں بن بنکر اٹھے تھے قامت بار شیخ طرار لفظ اٹھے تھے جھونکے ہوا کے گرم سے گرما گرمی
معشوق کا رنگ دکھاتے تھے جو مرد وحشت کر گیا کسی خوش چشم کا رم کرنا یاد آگیا دشت میں دھوپ کا تھرانا تھا

باشاطہ فلک عروس عنبر آلودہ آئینہ مہ فا دکھاتا تھا سطح ارض چمک میں مرأت رخسار جانان تھا ذرہ دون کی چمک سے ماتھا تھا ہر زمین کار افشان تھی شہزادہ مصروف عیش و عشرت تھا کہ خاطر پر کدورت دہر کا غبار کھلا ہنیا ماجرا پیدا ہوا لیلئے دہر کو ہکی جانب گرد اڑتی جب دامن گرد و غبار بسا سے خاک ہوا دیکھا کہ کئی ہزار زنگی آدم خوار مسلح و مکمل کمیندون پر سوار آتے ہیں اور آگے سب کے ایک حبشی سیاہ تقلب دلیر و بد و بالکل اُلٹا ہیں وبد خوب ایمان نعوذ شیطان مردم آزار خدا نا ترس کاہل وزدان شعار کج نہاد

گنہگار یزدانی و ناسپاس	تن اندر نکوہش دل اندر ہراس	ستمگارہ دیو پست با خشم و زہد
کہ چشم خرد دوخت آن دیو کور	جہان کرشم بینی و خواب و چشم	دل آگندہ دارد تو گوئی بخشم
چراغ خرد پیش مغزش بمرد	ز جان و دلش روشنائی برد	ہمیدون ببینی مرا او را بد است
کز او دو جہان دشمن از دوست		

وہ ہیبت بھی کرگدن پر سوار اژدہا پشت نہنگ گران وزن باندھے اندر ہی ایک ہمراہی اسکا جلادی اور سنگری پر کمر بستہ ایک ایک دیو خصلت چہرہ سے قزاقی ظاہر ہوتی تھی اُنسے اور بعد میں سے خوب ماہر قامت جنکے دراز سچ ہے کہ ہیبر فی کی عمر دراز ہاتھ وزن ہمت کی طرف کیا تو اور طرح رحم زرگیون گردون بڑھا ہوا بلا زون ہر صرف ہمت و نامردی میں سر گرم رفتار ایک سمت کو سوار اور پیدل نوجے لہلہاتے بیگ ہوئے چہرے انکے نظر آتے پیچھے تمون میں لنگے سپاہیان الجھین ترکش کے پردار تیروں سے بھرے ہوئے کم کی کاسیچوا اور نبی کا قران عجب نیک ساسی شوکت و شان سے روان تھے اور پیچھے ان ہر شعار منگلی سو عورتیں بے مقنع و چادر شتران زین بر بحالت سوگوار بیٹھیں چھوٹے چھوٹے بچے آگے انکے بیٹھے بال اُن بیکسونکے پریشان کھلے ہوئے پیشانیاں انکی خاک میں بھری پیٹھ تازیانونکی ضرب سے زخمی ہر ایک زن ماہ سیما و مہر طلعت آلودہ غبار رنج یہ کیفیت ہجوم یاس و بیکسی ہر ایسکے لب بزبان حال یہ جانگداز کسی نے طمانچوں سے منہ انکا نیلا کیا تھا گل کو سوسن بنا دیا تھا کوئی لبان تک گریبان چاک کئے تھی ہر ایک غم سے ہر ایک یہ نوحہ گر

عوض یکسان نہیں ہے دور افلاک	تنزل کو ایک دن جانا تہ خاک	عجب ہوتی ہے بہار ملک فانی
نہیں رہتی کسی کی نوجوانی	اگر گل ہے تو کھٹکا ہے خزان کا	بھروسا کیا یہاں کے میہمان کا
جو بلبل ہو تو وہ بھی نعرہ زن ہے	کرے گلشن ہی زندان جائے وطن ہے	لٹک کل زلف یاں ہوتا ہے برہم
یہاں کے عیش کا انجام ماتم	جسے دیکھا ذرا بھی خرم و شاد	کیا اس آسمان نے خانہ برباد

وہ بیچاریاں آفت کی ماریاں تو شترمہ سے سرو نگر یبان تھیں گرتے گرتے بچے ہر ماؤن کے کلیجون سے لپٹے اور ہاتھ مانگتے خدا امیان لعین انکے رونے جو منستا دریائی نعرہ اُن سب بیکسون کے آگے ایک زن خوبرو شتر سوار تھی جو بال اُسکے زنجیر جو کھلے تھے وہ بھر انسنبل تر نظر آتا تھا کہ سے پرکا فرق کا دھواں اٹھا یا ملک طالب ذلکیوں کے قبضہ میں آیا تھا آنکھوں سے جو ہے ہیں اشک اُسکے بہاتی تھی باشد لاحسن یہ رنگ باغبان گلستان رخ کیلئے مصروف آبیاری گریبان اُسکا چاک تھا یا آفتاب جلیلہ نے شعاع کی تھی ایک لڑکا پانچ برس کا سن بھولی صورت آم سبد دیکھے وہ گلاب کی پتی اُسکے رنگ و رخ کے رو برو شرمندہ چہرہ دکھلاتا ہو اسپر برہنہ کر بایشا سہما ہوا آگے اس زن مستقل

کے بیٹھا تھا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری برنگ ابر بہار گریہ وزاری کرتی اور یہ نوحہ پڑھتی نظم

که قسمت کا برا ہو کیا دکھایا | فریب آسمان چکر میں لایا | نہ سمجھے تھے فلک یون داغ دیگا
غریبون سے عوض اسطرح لیگا | نہ قدرت ہے کہ مرجائین بصد غم | لعین اُس سے بشکل لفظ باہم
فلک کے شکر سے لب آشنا تھے | ندامت خیز سلکے مدعا سے

شہزادہ قاسم نے جو اس نشا ظلم پر اور بندیان خستہ جگر کو ملاحظ فرمایا تاب ضبط نہ رہی بزم عشرت سے اُٹھ کر لپشت توسن پر آیا اور سپر ابھی جلد جلد جھبون پرسے اُتر کر سوار ہوئے شہزادہ موصوف آگے بڑھکر اُس زنگی خیرہ سر کا سدراہ ہوا اور للکارا کہ باش اے ظالم بیحیا اجل تیری قریب پہونچی ہے اب سنبھل اُس زنگی نے جو روئے زیبائے شہزادہ پر نظر کی قہقہہ مارا اور کہا اے طفل شیرین چشم تو ابھی منہ چومنے کے لائق ہے میرے ہمراہ چل کر تجکو ساقی محفل بناؤنگا شہزادہ نے فرمایا کہ او بیادہ گو ساقی مرگ تجکو ساغر بادۂ فنا پلائیگا زبان بند کر دست نامردی بڑھا دلیرون کے منہ پر آتا منہ چومنے کا مزہ دیکھ بیہودہ گوئی سے کیا حاصل ہے جب یہ کلمات اُس بانی جفا نے سنے نیزہ پکڑ کر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بند صاحبقرانی باندھ کر چند ہی طعن میں نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا وہ کافر کبھی نیزہ آب ندامت میں ڈوبا کہ نظم

کہ آمد یکے دیو چون سیل مست | کمندے بفتراک و نیزہ بدست | چو زنگی بہ نیزہ در آمد زجائے
جہانجوئے بر جائے بفشرد پائے | چو نیزہ نیامد بروے کارگر | بروئے اندر آورد زنگی سپر
بزد تیغ شہزادہ بر گردنش | کہ تا سینہ ببرید جنگی تنش

جب اُس نابکار کا نیزہ ہوائی ہوا شہزادہ نے تیغ لگائی کہ سر پر بیٹھ کر حلقوم میں در آئی وہ آدھ کر کے نیچے گھوڑے سے گرا فوج نے اُسکی یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ پر حملہ کیا اس طرف سے جوانان رستم شعار شعلہ فر بار کھینچکر جا پڑے آب نور و ظلمت یکجا ہوئے دو لشکر باہم بھڑ گئے شب تاریک روز روشن پر چھائی کفر و اسلام میں لڑائی تھی رخ زنگی پہ تیغ تیز کا پڑنا سپر پر شمشیر کا رکھنا نظر آتا تھا خون سرخ رنگ سپاہیون کے جسم پر نیا لطف دکھاتا تھا آبنوس کے کندے دھڑ دھڑ جلتے دکھائی دیتے تھے نشتر ظلم روزگار سے فصد سودا زدگان کھل گئی تھی جوئے خون جاری تھی لخلخے خون کے تن سیاہ زنگیان پر جمے تھے یا سنگ حدید پر ٹکڑے عقیق جگری کے جڑے تھے دھوئے بازار قتل وقع ہوتا تھا یہ حال تھا۔ نظم

نگہ کرد قاسم بران رزمگاہ | چو آمد یکسر زلشکر سیاہ | چکا چاک برخاست و بانگ سران
ہمان زخم شمشیر و گرز گران | کہ گفتی زمین گشت و گردان سپہر | کہ از تیغ ہا تیرہ شد روئے مہر
یکے حملہ بر دہ از انسان کہ کوہ | بہ دریا از آواز قاسم گروہ | تو گفتی کہ دریا بجوشد ہمے
سپہر روان خون خرد شد ہمی | ز بس کشتہ اندر میان سپاہ | بماند نہ بر جائے در بست راہ
ازان زنگیان کشتہ شد لشکری | بر آنکس کہ بد زان دلیران سرے

تا دیر ہنگامہ گیر و دار برپا رہا جسقدر کہ سرداران نامور اُس لشکر خود سر کے تھے طعمۂ شہباز اجل ہوئے راہی ملک عدم سوار و پیدل ہوئے بقیۃ السیف گریزان جانب جنگل ہوئے شہزادہ نے بعد قتل و غارت لشکر اعدا اون عدوؤن کو اپنے شترون سے اُتارا اور خیام و

بارگاہ جو اپنے مہمان کے استادہ تھے وہان بھیجا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ طعام عمدہ اور میوہ ہاے لطیف خوانون
مین لگا کر در بارگاہ پر لے جائین اور وہ عورت جو سب عورتون کی سردار اور افسر تھی اُسکے لیے کنیزین جو بہر خدمت
اپنے ہمراہ لایا تھا بھیجین غرضکہ جب وہ بیکسین آب طعام سے آسودہ و سیراب ہوچکین شہزادہ در بارگاہ پر گیا اور اپنے
آنے کی خبر بھیجی وہ عورت جو سب کی ملکہ تھی اُسنے اندر بلا بھیجا جب شہزادہ بارگاہ مین آیا اُسنے جسم اپنا سر تا پا
چادر سے چھپا کر تسلیم کی اور فرزند خبسالہ کو بھی بہر آداب خم کرایا شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہوا اور وہ زنکے کونے کر
گاڈی آڑ مین بیٹھی شہزادہ نے فرمایا تم اپنی کیفیت سے مجھکو ماہر کرو مین تمھارے خاندان تک بآبروے نام تحسین
پہونچا دونگا اور جو کوئی تمھارا دشمن ہوگا اُسکو سزا دونگا وہ زن نیک سیرت یہ کلمات شفقت سُنکر عرض پیرا ہوئی
کہ اے وارث غریبان خضر راہ گم کردگان تیری ذات ستودہ صفات ہم لوگون کی حیات کا باعث ہے مجھ شوریدہ بخت
کی حقیقت یہ ہے کہ شوہر میرا الملک سلطان تاج بخش نام کوہ ارم کا حاکم ہے قلعہ کوہ مذکور مین ساٹھ ہزار
فوج جرار اور سرداران نامدار تھے یہ لڑکا بھی اُسی بادشاہ کا میرے بطن سے ہے میرے جہیز مین ایک لونڈی آئی تھی
تو سنگ زرد رو نام کہ قوم کی زنگن تھی اُسی کا یہ زنگی کہ جسکو آپنے قتل کیا ہے بیٹا تھا چنانچہ یہ حبشی خیرہ سر از بسکہ
گھر کا خانہ زاد تھا اس سبب سے گھر مین آتا تھا اور اُسکا نام مین نے شمشاد رکھا تھا اس بیحیا نے میرے اوپر نگاہ بد ڈالی
اور بیہودہ سنسی پہا ہنسنے لگا ایک روز اکیلے مین میرے قدم پر گرا اور منت کرکے کہا کہ اے شہزادی میری جان تجھپر جاتی ہے
واسطے اپنے دین و مذہب کا اپنے وصل سے مجھکو شاد کرو مین اُسوقت اکیلی تھی اس خوف سے کہ یہ مجھکو ہلاک نہ کرے
گویا ہوئی کہ اچھا مین آج نہین اور کسی دن تجھکو اپنے ساتھ سلاؤنگی وہ بیحیا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجھکو اس فعل شنیع کے
راضی سمجھ کر پیار کرنے کا ارادہ کیا مین اس مقام تنہا سے ہنستی ہوئی بھاگ کر جہان اور لوگ تھے چلی آئی اور وہ سمجھا
سمجھا کہ ناز معشوقانہ کرتی ہے خیر آج نہین پھر اور کسی دن سہی یہ سمجھکر باہر محل سے چلا گیا اور جہان باورچی فراش نائی
درزی وغیرہ ایسے پیشے کے لوگ جو رذیل کہلاتے تھے بیٹھے تھے اور انھین لوگون سے اُس سے یارانہ تھا وہان بیٹھ کر
شیخی بگھارنے لگا یعنی درزی سے مخاطب ہو کر بولا کہ خلیفہ اب ہمنے بھی ایسی کتر بیونت لگائی ہے کہ کچھ دنو نمین
قطع ہی اور ہو جائیگی نائی بولا کہ اے میان وہ جو تم ہمسے ذکر کرتے تھے وہ ہی معاملہ ہے اُسنے کہا ہان وہی نائی قہقہہ
کر ہنسا کہ واہ یار لانا ہاتھ اب کیا پوچھنا ہے مگر یار کہین ایسا نہ کرنا کہ جو سر منڈاتے ہی اولے پڑین ابھی اب اور
کسی سے ذکر نہ کرنا واہ کیا معقول یار ہین اور کیسی فصاحت آمیز اور مہذب گفتگو ہے اور پردہ داری کا راز کسقدر
ہے کہ ایک جلسہ عوام مین اُسکا ذکر بیباکانہ ہو رہا ہے غرضکہ اُسی طرح باورچی نے بھی اپنے اتھائی جانون کلا کے
کہ میان تم بھی صاحب قسمت ہو وہان اپنا ہانڈی مین سا جا لگیا ہے کہ جہان فرشتے کی بھی دال نہ گلتی تھی اب
کیا ہے بڑھ بڑھ کے ہتھے مارو پانچون گھی مین سر کڑاہی مین فراش بولا کہ اے میان چار دن کی چاندنی اور
پھر اندھیرا پاکہ ابھی تو وہ اُنکی ایسی مطیع ہوگی کہ سامنے بچھی جائیگی انھین یہ چاہیے کہ فرش نہ ہو جائین سپر بچھا کے دین
جب تو وہ ان پر قناعت کرے گی نہین تو اور کسی کو تاکے گی پردہ مین نمدا لگانا انھین جیسو اُڑن کا کام ہے۔

حبشی بولا کہ اب تو اپنا خیمہ ڈیرہ پڑ گیا پھر سمجھ لین گے جیسا ہوگا غرضکہ یہ تو اپنا فخر بیٹھا بیان کر رہا ہے ادھر مین نے
خواجہ سرا کو بھیجکر سلطان کو بلا بھیجا بادشاہ محل مین آئے مین نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا اور صاف صاف تو اپنے حال کا
اظہار نہ کیا باب سخن اس طرح کھولا کہ سنو صاحب مین آئینہ تو ہون نہین کہ اپنی پارسائی جتاؤن اور کہون کہ لوگ میرے
دامن پر نماز پڑھین میرا منھ اس قابل کہان سو خرابون کی خراب ہان خاک چاٹ کے کہتی ہون اور خداوند بڑا بول
نہین بولتی ہون جہان مجھ نگوڑی کو کوئی پارسا نہ کہے گا تو بدکار بھی نہ کہے گا اور مجھ مین ایسی خوبصورتی بھی نہین لیکن اگر
اچھی نہین تو اب اُتارنے جوگا بھی نہین خیر جو ہے سو ہے بُری تو دشمن سے اچھی ہون لے میرے خالق تیرے صدقے جاؤن
تو نے ناک نقشہ درست بنایا لولا لنگڑا کانا کھدرا نہین پیدا کیا لے بادشاہ اس گئے حال پر اتنا جانتی ہون کہ تمھارے
کنبے مین جو شہزادیان ہین انہین بیٹھون تو یہ کوئی نہ کہیگا کہ انہین یہ ملتی نہین بلکہ میرا ہی پلا بھاری ان کے حسن سے کہ
جو خوبصورتین کہلاتی ہین اچھا معلوم ہوگا بادشاہ نے یہ باتین سنکر فرمایا کہ لے ملکہ ہر وقت پارسائی اور حسن کا کیا ذکر
ہے واللہ تم پری سے بہتر ہو اور اگر تم بدصورت بھی ہوتین تو میرے نزدیک حور تھین کیونکہ عورت کو پارسا ہونا اور
رضاجوئی شوہر کرنا ہزار حسن سے بہتر ہے آخر کہو کسی نے تم کو بُرا کہا ہے یا عیب لگایا ہے کیا ماجرا ہے مین نے کہا حال
تو کچھ نہین مگر جان جہان ہون یہ موا حبشی شمشاد محل مین نہ آیا تب دیکھو صاحب کل تو تھین مجھکو بدراہ کہنے لگو گے مین
سچ کہون حبشی موا بدنظر ہے آج مجھ سے دل لگی کرتا تھا بادشاہ نے جو یہ سنا آگ ہو گئے اور فرمایا کہ لوگ جا کر اُس کو
پکڑ لائین ملازم جبتک جائین جائین مان ہنگی جو محل مین موجود تھی بھیٹ بکرے باہر گئی اور مقام عمل پر جا کر جہان بنا
اُسکا ڈنگ مار رہا تھا پہونچی وہان اور اتفاق سنیے کہ حبشی اپنے یارون مین باتین کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا قطع کرانے اور
او خطا نائی سے بنوانے وہ ایک شاہی ملازم بھی آ سے تھے انھون نے بھی یہ حال سنا اور سمجھے کہ کسی کا ذکر ہوگا انھین باتون
مین نائی کہہ بیٹھا کہ بھائی اب تم سے ڈرنا چاہیے کہ آدھی گدی کے تم بھی مالک ہو گئے بادشاہ سے آدھم سا جھا کیا یہ سننا
تھا کہ ان شریفون کے ذہن مین آیا کہ یہ شہزادی کا ذکر ہے مین پھر تو جوتا پانون سے اُتار کر ہیبت تیرے خلیفہ کی ایسی تیسی
کر دیکھا نہ تاؤ پڑا پڑ کی صدا آنے لگی ایک اور دو اور تین پھر گنتا کون ہے نائی کو آشنائی حبشی کی خوش نہ آئی چندیا
گنجی ہو گئی کہ بادبچی کا ذرمہ کر دیا فراش کو مارے جوتیون کے فرش کر دیا درزی کی قطع بگاڑ دی سر مین بخیہ کی حاجت
ہوئی ایک غلغلہ ہوا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی سوائے اسکے کہ کیون بے پھر کہے گا اے حرامزادے اور کچھ لیگا
اور تیری نائی کی یون کی یون تیرے بادبچی کی یون کرون تڑاتڑ پڑاق پڑاق لوگ اور طرف سے آ گئے ہین وہ سمجھانے
مین ارے بھئی جانے دو ارے میان کیا ہوا ان سے ذرا بھی کچھ اشارہ اس حال کا کسی نے کر دیا وہ لوگ بھی مارنے
لگے غرضکہ حبشی کے یار تو خوب پٹے اور اسی ہنگامہ مین **توسنگ زرد رو** پہونچی اور حبشی کے ایک دو ہتڑ مارا
کہا اے بادشاہ نے تیرے قید کرنے کا حکم دیا ہے شہزادی نے تیرا ماجرا بادشاہ سے کہا ہے یہ سنتے ہی زنگی کا
منھ سفید ہوا وہ سرخی بشاشت کی کافور ہوئی مع اپنی مادر زرد رو کے وہ سیاہ رو گریزان ہوا اور یہ دونون
سبز قدم بھاگ کر قلعہ سے باہر نکل گئے اور روپوش ہوے ادھر بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ بھاگ گیا بادشاہ خاموش ہو رہا

اور اہل عمل جو اس کے رفیق تھے گھر بار اُنکا ضبط کرکے حکم جلا وطنی دیا اور میری پاکدامنی کا یقین زیادہ ہوا اُنھیں دنون
مین نخل آرزو بارور ہوا اور خدا تعالیٰ نے یہ فرزند مجھکو عطا فرمایا نجم تمنا قمر لایا بڑے دھوم سے اسکی چھٹی کی اور
سلطان جہان بخش بن سلطان تاج بخش اس فرزند کا نام رکھا پرورش سے اسکی شب و روز کام رکھا
جب یہ فرزند تین سال کا ہوا بادشاہ ایکدن شکار کو گئے جانورون پرند کا شکار کھیلکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
اُٹھایا اور لشکر سے جدا ہو کر بہت دور نکل گئے اب اُس زنگی کا حال سُنیئے کہ وہ قلعہ سے ہمراہ مادر جب نکلا کئی منزل
فاصلہ پر ایک قلعہ کہ بارہ ہزار سوار سے ایک زنگی فولاد قوی بازو نام اسکی حکومت کرتا ہے چنانچہ یہ اُسی کے قلعہ
مین گیا اور حاکم قلعہ مذکور نے اسکو اپنا ہمقوم پاکر اپنے پاس رکھا بعد چندے اسکی مان کا محل کر لیا اب وہ بادشاہ کا
بیٹا کہلانے لگا اور سلطان پر لشکر کشی کرنا چاہی لیکن باپ اسکا جو بنا تھا وہ سلطان سے مغلوب ہو چکا تھا اور
خراج دیتا تھا اسوجہ سے کچھ بس نہ چلا اور ہرکارے مقرر کیے کہ سلطان کا حال کی خبر مجھکو دیتے رہین چنانچہ شکار
پر جانے کی خبر سنکر وہ بھی سوار ہو کر چلا کہ اگر بن پڑے تو شاہ مذکور کو بن مین شکار کر دن چنانچہ جب ہرن کے پیچھے
بادشاہ میرے چلے یہ بھی فوج کو اپنی چھوڑ کر ساتھ چلا اور ایک درہ کوہ کے قریب جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا کہ
دھوکے مین بادشاہ کو مار دون اتفاقاً بادشاہ اُسی جھاڑی کے قریب پہونچے کہ جہان وہ موذی چھپا بیٹھا تھا اور
وہان پہونچکر ہرن کو بادشاہ نے مارا گھوڑے سے اوتر کر ذبح کیا چاہتے تھے بقدرت کردگار
پہلو پر اُس جھاڑی کے ایک دوسری جھاڑی تھی اُسمین سے شیر ہرن کے خون کی بو پاکر نکلا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا بادشاہ
نے اُسکے پنجہ مارا مگر اُسنے جست کرکے ایسا ہتھ کیا کہ بادشاہ اُسکی ڈپٹ مین آ کر گر پڑے یقین تھا کہ وہ شیر ہلاک کر ڈالے
اُسوقت بمصداق اس مثل کے کہ جسکو خدا رکھے اسکو کون چکھے یہ حبشی جو درپے قتل جھاڑی مین پوشیدہ تھا بادشاہ
کا یہ حال دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ بغیر میرے مارے یہ آپ ہلاک ہو رہا ہے اسی خوشی مین اُسکے دل کو مقلب القلوب نے
پھیرا اور یہ اُسکے دلمین خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کو ایسی آفت سے بچانا چاہیے جب یہ اس مصیبت سے بچیگا
تو مجھکو اپنا جان بخش سمجھ کر خطائے گذشتہ سے درگذر کریگا اور ملک و مال دیگا تیری رسائی اُسکے ملک مین ہوگی کسی وقت
موقع پاکر اُسکو مار ڈالنا اور اُسکے ملک پر قبضہ کرنا اسکی تخم بھی ملیگی اور سلطنت بھی ہاتھ آئیگی بس یہ سوچکر جیسے ہی شیر
بادشاہ کے طمانچہ مارنے کو پنجہ اُٹھا کر چلا یہ جھاڑی سے نکلا اور ڈپٹ کر نعرہ زن ہوا کہ ہان او سگ صحرائی کیا
کرتا ہے شیر اسکی جانب نعرہ سنکر چلا تھا کہ اُسنے ازدہ پشت نہنگ لپس زور سے مارا کہ شیر زخمی ہو کر گرا بادشاہ بھی سنبھلکر
اُٹھے اور تلوار ماری کہ کام شیر کا تمام ہوا اُسوقت زنگی قدم پر گرا اور عرض کی کہ حضور لامع النور کا مین خانہ زاد ہون
جو کچھ کہ میری جانب ملکہ دوران کا گمان ہے ایسا کبھی مجھ سے ظہور مین نہ آئیگا امیدوار ہون کہ طفیل قدیمی خطا
معاف فرمائیں شاہ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے اسوقت میری جان بچائی ہے اچھا مین نے قصور تیرا معاف کیا
یہ سنکر وہ ہمراہ ہوا اور بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا اور آپ رکاب پکڑ کر چلا بادشاہ بہت خوشنود ہوئے اور قسیم
دیکر اسکو بھی سوار کرایا مختصر یہ کہ داخل لشکر ہوئے اور بحشم و خدم قلعہ مین آکر اسکو اپنے لشکر کی سپہ سالاری کا خلعت دیا

او خطاب اسد جنگ عنایت کیا تمام قلعہ مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ آج بادشاہ کی جان خیر سے بچ گئی محل مین صدقے
سیلے اُترنے لگے سرداران کا برشہر تصدق لائے شہر مین روشنی ہوئی جلسۂ عشرت کئی دن رہا مین نے سجدۂ شکر کیا کہ
خالق نے میرا افسوس تاراج دوبارہ دیا فی الحال وہ زنگی خدمت بادشاہ مین رہنے لگا اور افسران لشکر کو وعدہ وعید عطیہ
دولت و جاگیر کے اپنا یار و معاون اُنے بنایا جب بخوبی انتظام کر چکا تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ یہان سے کچھ
دور ایک جنگل ہے کہ تمام اُسکا بیشۂ حیرت ہے اس بیشہ مین ایک پہاڑ ہے کہ تعریف اُسکی زبان سے ہو نہین سکتی آپ
دیکھیے گا تو معلوم ہوگا اُس کوہ پر جو کوئی جاتا ہے سیر طلسمات کرتا ہے عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے بادشاہ چالاک
سنکر مشتاق ہوا اور اُسکے ہمراہ سوار ہو کر مع چند رفیق و ملازم کے اُس کوہ پر آیا اطراف قلعہ کوہ کی سیر کرتا ہوا ایک سمت گیا
وہان ایک دروازہ بلند نظر آیا اور حصار سنگ رخام کا کھنچا دیکھا دروازہ کھلا تھا اندر اُسکے قدم بڑھایا حبشی بڑا
زنگیا بادشاہ سے کہا حضور سیر دیکھے آئین مین اس جگہ حاضر ہون شاہ مذکور بھی مشتاق تماشا تھے کچھ اندیشہ نہ فرمایا
اور اندر گئے اُسوقت ایک صدائے مہیب آئی اور دروازہ بند ہو گیا پھر نہین معلوم کہ بادشاہ پر کیا حادثہ گذرا اور
خدا جانے کہ حصار طلسم روح و جسد اُنکا باقی رہا یا شکست ہو گیا غرضکہ وہ زنگی جب یہ نرد دغا شاہ کے ساتھ
کھیل چکا اور بازی لیگیا اس سے پہلے کہ بادشاہ کو طلسم مین بھیجے اُسنے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ اپنے بارہ جدید کے قلعے سے
بارہ ہزار زنگی کا لشکر بلوا کر دشت و جبل مین پنہان کر رکھا تھا لیس اُس فوج کو اپنی لیکر بادشاہ موصوف کے ملک پر
آ گرا یہان افسران لشکر تو اُس سے ساز کر چکے تھے لڑتا کون وہ لوگ جو خیر خواہ سلطنت اور نمک حلال تھے وہ
جان دینے پر تیار ہوئے تا دیر اُنسے خوب تلوار چلی خون بہگیا ہان سے زمین رنگین ہوئی فلک ستمگر ظلم نا زور دکھے
کار رویا کہ دلاوران نیک خواہ کو خون و خاک مین ملا تا تمام کو ختیاب فتح یا ظلم

چو دریا شد از خون گردان زمین
کسے ماند نے نہ بہ سر کلاہ
زن و کودک شہر گشتہ اسیر

خرد گشتہ بہ اندر میان سپاہ
زبخت بد خویش بریان شدند

تن بے سران بُد ہمہ دشت کین
ہمہ مغفران نار دگریان شدند
زمان خستہ از اختر دون بہ تیر

جب وہ سپاہ بھی قتل ہو گئی قلعہ لوٹ لیا بعد یا فرار ہوئی زنگی رو سیاہ نے
قصر شاہی کا محاصرہ کر لیا اور مجھ شوریدہ بخت سے کہلا بھیجا کہ اے زن یُرفن اب مجکو منظور نکرو گی تو اس حال خراب
مجکو قتل کرونگا کہ فلک غدار و روزگار آزار کو تجھ پر رحم آئیگا در مین ترس نہ کھاؤنگا مین نے کہلا بھیجا کہ اے اژدر
زہر آلود ستم سے کہدو کہ خزانہ حسن میرا تیرے لیے نہین اور میرے بوستان جمال مین زاغ و بوم شوم کا گذر نا محال ہرچند
کہ میرے وارث نہین مگر ع کس نیاید بزیر سایۂ بوم + ور ہما از جہان شود معدوم + یہ کلام جو اُس بد انجام
نے سُنے کچھ فوج لیکر محل مین در آیا اُسوقت عجب طرح کا تلاطم مشکوئے خسروی مین بپا ہوا بحر غم گویا جوش مین تھا تو اب ناظر
خواجہ سرا اور قلماقنیان ترکنین آزردہ بیگمان کنیزان یاسمن پیکر لاٹھیان اور تلوارین وغیرہ جو کچھ حربہ کہ اُنکو دستیاب
ہوا لیکر اُس خیرہ سر کے مقابل ہوے لیکن پریزاد اُس دیو جنگی اہبل کا سامنا کیا کرتے قتل ہوتے تھے مگر جھپٹ کر اُسکو
گھیر لیتے تھے اور چار سمت سے تیغ و سنگ و چوب لگاتے تھے گروہ جب ادبار ستمگر کی تاب نہ لا سکتیں زمین پر گر کر تڑپنے لگتے

جب وہ قبضہ شمشیر لگاتا سر چھٹ جاتے جب کُشتیان ہون کے گھماتا آدمی پر آدمی گرتا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا جوان
عورتین تو لڑ کر زخمی ہوئین اور بڑھیان دہتین بڑھیان کو دھکیلا کر کوستین کہ نئے تیرا زور دہے جائے خدا تجھے غارت
کرے موے مرنے جوگے تجکو آج ہی ہیضہ آئے میرے قد بر بجلی گر کے تجہیز کرے ایک طرف خواصون کا زیور
لٹ رہا تھا ایک سمت زخمی عورتین کراہ رہی تھین محل مین لاکھین نازنینان گل اندام کی پڑی تھین بعض عورتین
خوف سے کنوئین مین گر گئی تھین بعض کوٹھون پر سے پھاندی تھین بعض تہخانون مین چھپی تھین میرا یہ حال تھا کہ انگوٹھی
الماس کی کچلکر کھانا چاہتی تھی مگر دایہ اور کھلائی وغیرہ میری انیسین ہاتھ پکڑ لیتی تھین کہ اے شہزادی دیکھو تو
کیا ہوتا ہے دنیا مین کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے یکسان زمانہ نہین رہتا ہے پلک مارنے مین حال دگرگون ہے جان دینا
زبون ہے غرض سب دیوان شہزادہ میرے بھی قتل و آوارہ و زخمی ہو چکے وہ زنگی میرے قریب آیا اور مجکو بیحرمت کرنا
چاہا مین نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر تیری آرزو نہ پوری کرونگی وہ موذی سمجھا کہ اسکو اسیر کرکے تکلیف شادی پہونچاؤنگا
آپ ہی راضی ہو جائیگی یا یہ کہ اس مصیبت مین جان دیگی پس اُسنے مع اُن عورتون کے جو آپنے میرے
ساتھ دیکھی ہین مجکو اسیر کیا اور شترون پر سوار کرکے لے چلا قلعہ مین اسوقت ماتم و شیون برپا تھا دوست
بادشاہ کے میرے حال پر روتے غم سے جان کھوتے تھے کہ بموجب **ابیات**

پس پردہ ہا کو دک و مرد و زن	بگوے و بہا زار و بر انجمن	خروشیدن نالہ و آہ بود
بہر بر زنے ماتم شاہ بود	سران سر نہادند یکسر بخاک	ہمہ جا مہا کردہ زمین در دہاک

غرضکہ وہ زنگی زشت کردار ہم سب کو لیکر اپنے باپ کے ملک کی طرف جاتا تھا کہ آپنے اس دشت مین کام
اس شقی نافرجام کا تمام کیا اب باپ اُسکا بیر زندہ رہا سنکر میرے ملک پر یقین ہے کہ آئے اور وہی روز بد
پھر دکھائے دوسرے یہ کہ ملک بھی بیر انکے قبضہ مین میرے نہین اب مین کدھر جاؤن اور کیا کرون بہتر یہ ہے کہ مر جاؤن
شہزادہ **قاسم** نے جب یہ سرگذشت اُس خجستہ بخت کی سُنی بے اختیار رو دیا اور زبان تسکین بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے
ہمشیرہ عصمت مآب و عظمت قباب وہ سانحہ عظیم کہ جو تمپر گذر گیا خواہش تقدیر و مرضی خدا تھی کیا اُس سے بشر کو چارہ
ہے مجکو یہ حال سنکر بہت رنج ہوا آپ فرزند سلطان میرا فرزند دلبند ہی مین اُس طلسم مین جاکر تمھارے شوہر کو بھی لاؤنگا
اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس زنگی کے باپ کو بھی واصل جہنم کرکے اُسکی مادر کو سزا دلواؤنگا یہ کہکر اُس لڑکے کو گود مین
لیا اور پیار کیا اور تا دیر بطریق اہل اسلام دست رحمت اُسکے سر پر پھیرا پھر وہان سے اُٹھکر باہر تشریف لایا
اپنے افسران لشکر کو یاد فرمایا وہ سب جان نثار حاضر ہوئے اُنمین سے اپنے ماموں **قیماس خان خاوری** کو
حکم دیا کہ آپ بارہ ہزار سوار لیکر یہان سے جائیے چند منزل پر ایک قلعہ ہے اور اُسکا حاکم **فولاد زنگی** نام ہے خود سر
بد انجام ہے اسکو اسیر کیجیے یا اسکا سر لائیے اور رعایا قلعہ کو مسلمان کرکے افسران لشکر کو شرف خلعت اسلام فرمائیے اگر
وہ لوگ کچھ تامل یزدان شناسی مین کرین تو قلعہ کو باد فنا مین اڑا دینا اور ہر ایک کو قتل و غارت
کرکے پھونکے بھی دینا اور حاکم قلعہ مذکور کے محل مین تو **منک زرد رو** نام ایک حبشن سیاہ فام ہے

اُسکو اسیر کرکے حاضر لاتا ہون یہان سے کچھ دور پر ایک شہر ہے وہان کی شہزادی کو اس ملک مین آباد کرانے کیلئے جاتا ہون تم بھی اسی جگہ آنا اور جو خط پیام وغیرہ بھیجنا اسی مقام پر بھیجنا قیماس نیک اساس یہ کلمات سنکر اسی وقت بارہ ہزار سواران جرار حلقہ پوش اپنے ہمراہ لیکر بصد جوش و خروش روانہ ہوے کہ بمقتضائے نظم

بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت
زمین از پے پیل چون کوہ گشت
برفتند گردان ہم اندر زمان
برفتند کار آزمودہ سوار
ز رومی و مصری و از بربری
سواران شایستہ و لشکری
ہمہ رزم جوی و ہمہ نامدار
برفتند زان دشت چندان سپاہ
سر لشکر روم شد با سمان
پس پشت اسلامیان دہ ہزار
گزین کرد آن شہ دہ دہ ہزار
کہ از نیزہ بر باد بربست راہ

یہ سپاہ فولاد پوشان تو فولاد بروانہ ہے مگر شہزادہ قاسم عالیشان نے اُس شہزادی کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے مع اُسکی ہمراہی عورات کو محافون اور پالکیون مین سوار کرایا اور سپاہ باقیماندہ کو درست فرماکر بجاہ و حشم اُسکے ملک کی طرف کوچ کیا اور بعد قطع مسافت راہ قریب تر اُس ملک کے پہونچا وہان جو لوگ بدخواہ زنگی روسیاہ تھے وہی حکومت کرتے تھے اور جو لوگ کہ بادشاہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے چھپے ہوے تھے ظلم کا بازار گرم تھا جبھی کوئی حاکم بنتا کبھی کوئی بنتا جولاہہ بنتا تو نائی بنتا تا قصائی ذبح لوگون کو کرتا تو درزی قبائے شاہی پہنتا از بسکہ دو تین ہی روز اس زنگی کو گئے ہوے گذرے تھے اسوجہ سے کوئی حاکم باستقلال نہ تھا افسران لشکر زنگی کا دست ان جھوٹی اُمت والون کو جانتے تھے بدین سبب اُنکی حکومت اُٹھانے سے تھے خلاصہ کلام جب لشکر ظفر پیکر شہزادہ قاسم نامور وہان پہونچا اور طبل جنگی کے گڑگڑانے کی صدا دوستان زنگی کے کان مین پہونچی دمڑی تو ایسا گھبرایا کہ سوئی کے سوراخ مین چھپنے لگا نائی کو سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی یہ سب رذیل بدنظر بھاگ گئے اور افسران لشکر جو زنگی سے ساز رکھتے تھے اُنکو بھی اپنی جان کا خوف پیدا ہوا سمجھے کہ بادشاہ بیگم ہم سب کو جانتی ہے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگی پس یہ جانکر وہ سب بھی بھاگ گئے باقی رعایا اور بے سردارون کی فوج کیا لڑتی بلکہ ہر ایک خوشنود ہوا کہ ہماری بادشاہ بیگم اور شہزادہ مالک تخت و تاج تشریف لایا یہ سب دست ادب باندھ کر قلعہ سے باہر نکلے اور سامنے قاسم کے آئے قدم اقدس شہزادہ موصوف آنکھون سے لگائے شہزادہ نے سب کو شرف لب اسلام کیا ہر ایک کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر بڑے کرّ و فر و شان سے تمام فوج اپنی بادشاہ بیگم اور قاسم اور شہزادہ کو لیکر اندر شہر کے داخل ہوئی قاسم نے سلطان کے فرزند کو تخت پر بٹھایا ہر ایک اکابر شہر نے نذر دی منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا تمام شہر مین دوست شاد دشمن پامال ہوے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی دیر و بتکدے کھود گئے مسجدین مدرسے بنائے بانگ صلواۃ بلند ہوئی محل مین ملکہ جاکر اپنی جگہ پر مقیم ہوئی زنان زنگی وغیرہ کے رتبے بلند ہوے بعد انتظام کے شہزادہ قاسم محل مین آئے ملکہ نے استقبال کرکے مسند پر لاکر بٹھایا شہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم دردمند تھین مین نے سوا اسلام تمسے نہین کیا اور اب بھی یہ تصور نہ کرنا کہ مین نے تمھاری حمایت جو کی ہے اس وجہ سے تمکو مسلمان کرتا ہون نہین بلکہ ہدایت تمھین خدا تعالیٰ میری وجہ سے نصیب کرے

اور تم دین اسلام ملت بیضا قبول کرو اور اگر دین اسلام قبول کرو تو میں بہر رہائی سلطان طلسم جادان اور اگر تمھیں
انکار ہو تو حمایت کفار ہمارے مذہب میں حرام ہو بس خوف خدا کرکے پنجۂ ظالم سے تمکو چھڑا دو یہی کافی ہو آگے مجھکو امید
تم سے نرکھنا اتنا ہی احسان غیر ممکن پر واجب ہو شہزادی نے جب یہ کلمات ہدایت آیات سنے عرض کیا کہ اے محسن ہمارے
جو آپکے دین میں آئے گا کہے میں نے بخوشی خاطر اپنے آپکا کیش و آئین قبول کیا آپ جہاں طلسم میں جائیں یا نجائیں
میں کنیز ناچیز آپ کی ہوں یہ آپکی عنایت ہو جو مجھکو آپ فرماتے ہیں شہزادہ نے پیشتر کلمۂ طیبہ اسکو پڑھایا
مگر مع تمام اپنے متعلقین کے بخوشی خاطر مسلمان ہوئی شہزادہ نے خوش ہو کر بہت کچھ جواہر زیور طلا کے بیش
بہا اور ملک کو دیا اور فرمایا کہ ماموں میرے فولاد زنگی کی لڑائی فتح کرکے آلیں تو میں طلسم میں جاؤں غرضکہ بعزت
تمام اس مقام پر ساکن ہوا اور انتظار اپنے ماموں کا فرمانے لگا۔ ادھر قمباس خان خاوری قطع منازل و مراحل
کرتا آخر قریب قلعۂ زنگی مذکور پہونچا اور رو دریا پشت پر رکھکر سامنے قلعہ کے لشکر لے دررو اقبال فرمایا بوق ترکی
و نائے سفید و طبل خاوری بجی زمین و زمان ہلے فولاد کے پاس لاش شمشاد و لیکر فوج زنگیان پہلے سے آئی
تھی یہاں اس زنگی مقتول کی روئی پیٹی جلائی تھی فولاد براہ کبر و نخوت عازم تھا کہ بدلا لینے جاوں چنانچہ ترتیب
فوج میں مصروف تھا کہ ہرکاروں نے اسکے خبر نزول عسکر فیروزی اثر پہونچائی اس خبر و مرگ خبر سنکر تاب کی
فوراً در قلعہ کھلوایا اور فوج سیاہ اپنی لیکر باہر آیا خیمہ و بارگاہ سامنے لشکر اسلامیان نصب ہوئے پشت بر قلعہ
رکھکر میدان ہرزم چھوڑکر اترا دن بھر لشکر کے انتظام میں رہا جب شاہ زرین کلاہ خاوری عرصۂ فنا سے طے فرماکر
رو بہ سے قلعہ مغرب بہ ظلمت پرداز رونق افزا ہوا اور قلعۂ زنگبار شب کا دروازہ زنگی لیل نے کھولا کہ بموجب نظم

چو از باختر تیرہ شد روی مہر　　بپوشید دیبائے مشکین سپہر　　یکے کوس بودش ز چرم ہزبر
کہ آواز او برگذشتی ز ابر　　برآمد دم بوق و آوائے کوس　　زمین آہنین شد ہوا آبنوس
ز سارو ز گردان ہر دو گروہ　　زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ　　زخفتان و از خنجر ہندوان
ز اسپ و ز آلات و برگستوان　　تو گفتی زمین کوہ جنگی شدہ ست　　ز گرد آسمان روئے زنگی شدہ ست

رات ہوتے ہی دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجا اور دلاوران روز ہیجا نے تیغ تیز کو بہر ستیز صیقل فرمایا چمک سے
خنجر و سنان کی تاریکی روئے زنگی شب کو روشن فرمایا اس رات کو تقیہ نکالنا اسلحہ کی جھنکار گھوڑوں کے ہنہنے
کرنا کا شور طبل و بوق کا گرگڑانا پناہ بخدا اول سنگ و کوہ دہشت سے آب تھا نجات پانا نایاب تھا بیت

چو پاسبان بخواست جرس و درا　　ہمی شد چو آواز شیر بلا

اسی ہنگام و لشکر آرائی میں آخر وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے اس تیرہ روز خاکدان عالم میں صبح روشن اپنا دکھایا کہ نظم

چو زرین سپر برگرفت آفتاب　　سر جنگجویان برآمد ز خواب　　چو قمباس بشنید کامد سپاہ
بزد کوس و آورد لشکر براہ　　بپا ہمہ دوستان دران دشت جنگ　　بجنگ اندرون گرزہ گاو رنگ
خروش آمد و گرد رزم از دو رو　　برفتند گردان برخاش جو　　فولاد و بہ نہاد سپاہ زنگیان پیچ

عناد کو لیکر سامنے صف آرا ہوا اور آپ گینڈے پر سوار گرانبار گرز کاندھے پر سنبھالے صفوف لشکر سے آگے بڑھ کر
کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ جب میدان رزم جلیدارون اور سقون نے لبان آئینہ صاف کرکے دکھا دیا نقیب نقابت
کرکے ہٹے بہزاد سپہ سالار لشکر فولاد نے مرکب اپنا اڑایا اور وسط میدان میں آکر مبارزخواہ ہوا اسطرف سے
قیماس نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا یہ وہ ترک زبردست ہے کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے
لشکر کا سپہ سالار تھا جب ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم سے اور شہزادہ علمشاہ سے عشق ہوا اسی زمانہ میں امیر حمزہ
ترکستان میں جاکر اسکو زیر کیا اور یہ مسلمان ہوا شجاعت و شہامت میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتا ہے نہایت تنومند
و درشت چنگال ہے اسوقت سامنے بہزاد کے مرکب اڑا کر جو آیا اُسنے اسکو پہلوان یگانہ دیکھ گرز کا وُ سر چرخ دیکر لگایا اس
بہادر نے گرز کو شمشیر سے قلم کرکے جھک کر توڑہ میں کمربند کے ہاتھ ڈالا اور زور تہمتنی سے اسکو خانہ زین سے بدر کیا اور
بروے ہوا اُچھال دیا جب وہ نیچے گرنے لگا کمر پر تیغہ اس زور سے لگایا کہ مثل ہیزم کرم خوردہ کے دو ٹکڑے کیا غریو
فوج زنگیان سے پیدا ہوا اور سپہ سالار کا چہرہ رنگ ہوائی کشتا دیکھ کر فولاد کی آنکھوں میں خون اُتر آیا گینڈے کو کاوے کر
نیزہ سینہ قیماس پر ملا اُسنے سینہ کو ذرا جوکن دیا نیزہ وہان سے ہٹ کر جانب بغل آیا بغل کو اُسنے وا کر دیا نیزہ زیر بغل
ہو بچا دلاور نے واپس لیا نیزہ کی سنان فولاد کے سینے پاس تھی رُک جانے سے نیزہ کے سنان سینہ پر پڑی قیماس نے
پکڑ دیا زنگی نے بہت جلد تیغہ کھینچکر ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی آپ ہی قلم کیا اُسپر بھی چار آئینہ ٹوٹ چکا تھا ذرا تامل ہوتا
تو سینہ ٹوٹتا پس تیغہ تو کھینچ ہی چکا تھا غصہ میں آکر وہی تلوار قیماس کو زیر بغل راست رکھکر سر پر لگائی اس
شجاع نے گھوڑا ایڑن پر ڈالا اور دست راست کی طرف سے بائیں جانب نکلگیا اب وہ خیرہ سر اسکے زیر بغل تھا اور
تلوار جو اسکی خالی گئی تو جھونک میں اُسکے لنگر سے سنبھل نہ سکا تھا کہ اس بہادر نے تیغہ کھینچکر سر پر ہاتھ مارا کر خود
دو بلغہ زرہ ٹوپ عرق چین کاٹ کر تلوار کاسئہ سر میں دھنس گئی اُسنے چاہا کہ دانتانہ مار کر تلوار سر سے نکال دون مگر شمشیر
خارا شگاف اس زور میں جاتی تھی کہ دانتانہ جو مارے وہ بھی قلم ہوئے اور کلائیان مجروح ہوئین اور حسام آبدار
کاسئہ سر سے گذر کر کلہ جبڑہ کاٹ کر صراحی گردن سے برنگ قطرۂ آب روان ہو کر صندوق سینہ سے متاع جان
لیتی ہوئی اوجھ جھوجھر کو پاک کرکے خرگاہ کے بیچا بیچ نکلی دو ٹکڑے ہو کر زنگی کے گرے یہ حال دیکھکر فوج زنگیان بسان ابر
خروشان ہو کر گھٹا کی طرح اس آفتاب خاوری پر آجھکی پھر تو تمام لشکر اسلام سے تلوارین نکلین گویا مشرق بام
سے ہزار ہا آفتاب براے دفع ظلمت نیل زنگیان ساطع انوار ہوا روز و شب بہم دست و گریبان غٹ پٹ
زنگیان و سپاہیان وا و عطف مابین میں گرز و خنجر ادھر خیر اور ادھر شر خشم و ہر ظلم پسند تھی سیاہ و سفید دونون گوش
میں تھے مگر سفیدی سیاہی پر دوڑتی جاتی تھی زنگیون کو دنیا اندھی نظر آتی تھی

نظم

چو قیماس پیش آمدہ حملہ برد	عنان را باسپ تگاور سپرد	بہ پیش صف زنگیان کس نماند
ز گردان شمشیر زن بس نماند	بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ	پراگندہ گردان سپاہ بزرگ
دران جاگہ شد سوے میمنہ	بیاورد جنگی سلیح و بنہ	ہمہ لشکر زنگ برہم درید

کسے از یلان خویشتن را ندید	دلیران خاور بکردار شیر	ہمی تاختند از پس آن دلیر
بکشتند چندان ز زنگی سیاہ	کہ گل شد ز خون خاک آوردگاہ	آخر لقیۃ السیف رو بفرار لائے

دلاوروں نے طبل فتح بجایا خیام و اسباب سب لوٹ لیا اور قیماس نے سرسواری جانب قلعہ کوچ کیا رعایائے
شہر بعض فرار ہوئی تھی اور جو باقی تھی وہ ہاتھ باندھ کر باہر نکل آئی اور منت کرکے جان بچائی اس بہادر نے سب کو
سرچشمہ ہدایت سے بہرہ یاب کر کے گوہر اسلام سے آبرو بخشی پھر قلعہ میں تشریف لایا تو سنگ زرد رو کو گرفتار کرکے تمام قلعہ
کو اسلام آباد فرمایا اور ایک شخص کا بزرگان شہر میں سے تجویز کرکے حاکم قلعہ کیا ایک روز ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم رکھا جب
دوسرے دن شہزادۂ خاور سیاہ قلعۂ افلاک میں آیا کہ بیت دگر روز چون آسمان گشت زرد + برآسیخت خورشید تیغ نبرد
تو سنگ کو ایک عرابہ پر بٹھا کر اور مال غنیمت بار کرکے وہاں سے کوچ کیا اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہزادہ
قاسم کے پاس مع لشکر پہنچا مال غنیمت نذر دیا اور تو سنگ کو حوالہ کیا شہزادہ موصوف بہت خوش ہوا اور راس
رنگین کو محل میں لیکر سامنے بادشاہ بیگم کے آیا اُسنے اسکو دار پر چڑھایا اور تیرباران فرمایا پھر کئی روز تک جلسۂ
عشرت رہا آخر الامر شہزادۂ قاسم نے ملکہ سے رخصت طلسم میں جانے کی چاہی ملکہ نے منع کیا جب شہزادہ نے نہ مانا
ملکہ بھی سوار ہوئی اور تمام لشکر نے کوچ کیا تا تنگۂ حیرت میں آکر اترے دن بھر وہاں کی سیر کی جب
دوسرے دن چادر سیاہ زمانے نے سر سے اتاری اور ردائے نور فروغ مہر سے چشم کو زینت دی کہ بیت سحر گہ چو از
خواب برخاستند + بران آرزو رفتن آراستند + شہزادہ قاسم ہر ایک سے رخصت ہوا اس وقت ہر شخص دست دعا بلند
کیے تھا اور شہزادہ کے قدم پر گرے آتا تھا شہزادہ گلے سے لگاتا تھا غرض تمام سردار تو اُسی دشت میں ٹھہرے مگر
سیارہ عیار نے ساتھ نہ چھوڑا شہزادہ کے ہمراہ ہوا شہزادہ مرکب اُٹھا کر روانہ ہوا اور کہتا گیا کہ چالیس روز میرا انتظار کیجیو
پھر تم لشکر امیر میں چلے جانا حاصل کلام سرداران نیک انجام تو اُسی مقام پر ساکن ہوئے اور ہمایون بن شداد بادشاہ
کو ہمراہ لیکر اُسکے ملک میں گیا مگر شہزادہ قاسم جو روانہ ہوے سیارہ عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار بالائے کوہ جو
دروازہ اور حصار ہے اُس طرف سے جانا بیکار ہے کیونکہ طلسم میں خلاف راہوں سے جانا بہت مناسب ہے آپ اطراف کوہ
میں پھر کر دیکھیے کہ کیا طریقہ اس طلسم کا ہے بلکہ ایک مقام پر ٹھہر کر عبادت کیجیے اور درگاہ کبریا سے اجازت داخلۂ طلسم
لیجیے شہزادہ نے التماس اسکا پذیرا کیا اور سیر کنان پشت کوہ پر آیا یہاں طرفہ تماشا دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ
بنا ہے کئی سو برج اس قلعہ کا ہے اور ہر برج میں دروازہ سونے کا لگا ہے اور کھلا ہوا ہے اندر برج کے کرسیان
یاقوت سرخ کی بچھی ہیں اور ان پر عورتیں گلبدن نازک تن ہزار ناز و انداز سے بیٹھی ہیں جیسے وہ قلعہ سپہر حسن ہے اور وہ
شاہدان زہرہ جبین سیارے ہیں کہ برج فلک میں داخل ہیں بلکہ ستارے بھی روبرو انکے حسن زیبا کے مثل صبح کاذب
باطل ہیں بیچ میں قلعہ کے جو دروازہ عالیشان لگا ہے سراسر نیلم کا ہے بام و در بھی بیچ منقش و رنگین بنا ہے اور دروازہ
اُسکا زمرد سبز کا ہے اُس میں بھی کرسی بچھی زمرد کی ترشی ہوئی ہے یاقوت کی پچی کاری کی ہے سورج کی کرن اُس یاقوت کی
پر پڑتا ہے تار نگاہ بینندہ کا رنگ اڑتا ہے اور اُس کرسی پر کہ جسکی حاجت صبح پر بھی نہیں جسکا کرا ایسا کچھ

نقش ونگار رہے اسپر جلوہ فرما رونق صد بہار گلزار ہے یعنی ایک نازنین رشک جان بلبل و گلشن شہنشاہ خوبان عالم بادہ
جو روبرو بیٹھی تھی دل وجان عاشقان ایک ایک ادا پر لیتی تھی گیسوے سیاہ کا ہر بال پرپیچ وخم دار عقدہ کشاے
مشکل رنج وفراق پیشانی اسکی طبا شیر دافع خفقان خاطر عشاق ابرو کے روبرو ہلال فلک سرنگون ہر قتل عاشق دو خنجر
انکی مژگان جیسے خاطر عاشقان میں خلش ہجران چشم فتان فتنہ انگیز زمانہ منقلب فرماے حال دنیا گردش انکی گردش
بخت مہجوران ہشتابان آفتاب سے چھپتے ہوے میدان آفتاب کا یہ منہ کہان کیا حسن کا اسکے بیان ہو ایسا نہو کہ طول
داستان ہو ورنہ وہ غیرت ماہ دو ہفتہ تھی گوہر بحر دلبری سرو روان لبلبے پر غم دافع رنج والم شیدا جسپر دل عالم سراپا تمکین جرکاد
اسکے شیرین حسن نمکین طرحدار گرما گرم شوخ وطرار باخرم بیماردن کی مسیحا صورت اسکی بڑا رندہ ہزار تمنا جان عالم بہرصورت فدا اسکے نظم

زگرمیدنش آفتاب بلند	شود تیرہ از روے آن ارجمند	کمندست گیسوش ہمرنگ قیر
ہمی آید از دو لبش بوے شیر	ببازد از گرش آید دہن	در افشان کند چون سر آید سخن
بدیدار چہرش خرد بگذرد	ہمی داستان را خرد پر درد	چو خامش بود جان شرم ست وبس
چو او در زمانہ ندید ست کس		

شہزادہ ہش غارتگر صبر شکیب کو دیکھ کر دل از دست دادہ ہوا لیکن جان جانے پر
آمادہ ہوا مگر مقدمہ طلسم دیر پیچ سمجھ کر خاموش رہا بادہ، کفتے بیہوش ساہو کر سنبھلا دیکھا کہ قلعہ کے برجون مین تو یہ تماشا ہے کہ
برجون کے کنگورے پر غول اور پریان قرنا سے منہ لگاے استادہ ہین اور دروازہ پر قلعہ کے گھنٹہ لٹکا ہے ایک ہی موگری بیاس
اسکے بنا دہی اور سامنے اس قلعہ کے جو میدان ہے وہ غیرت تختہ صد گلستان ہے انواع واقسام کے درخت اور پھول
اسمین لگے ہین بوے چپے ہین بادام دو الایچی اور ناگیسر وغیرہ کے شجر بہت سے ہین وہ دشت نہ تھا شاہد بہار کے پان کا جائیگا
حسن بان تھا نگین پہنگ نگین بہان تھا یا دام درختون مین لگے تھے یا دفتر بہار پر منشی قدرت نے جا بجا صاد کیے تھے جو
پھول تھا وہ سرتاج گلزار خان تھا جو برگ تھا وہ لب گلبرگ معشوقان تھا سوسن کی پھولدار شاخ جو قریب ورق گل آگئی
تھی تو وہان معشوق کو مسی جا گئی تھی یا لب لعلین پر نکھوٹا جما یا تھا جو ہری بہار نے یاقوت کو نیلم کر دکھایا تھا دیدہ نرگس شہلا
مین عکس گل سوسن پڑا تھا یا رنگ اسکا آنکھون مین کھپا تھا عروس چمن نے گہرا گہرا سرمہ چشم فتان مین لگایا تھا
کہین لالہ اپنی بہار کے روبرو لالہ رخون کو شرماتا تھا گل اندامون کو داغی بناتا پھولون کا عکس جو نہرون مین پڑا تھا
گوش شاہد آبی مین کرن پھول بنا تھا سرو جو لب بار کہ آکڑتا اور عکس اسکا پانی مین پڑتا آئینہ خانہ مین معشوق خوش
قامت کا اکڑنا نظر آتا گویا قرطاس نہر پہ الف کھنچا تھا گل زنبق کی طرف دونق تھی جیسے طلبی دافع خفقان غنچہ زنبق کا سودا
کھوتی سنبل جعد گیسوی یار بالکل ہو تیا مرد سخندان کی طرح موتی سالک نظم بہار مین پروتا جو اسکو ایکبار دیکھ لیتا گوہر
اشک سے تمام عمر ہو لے دیدہ مین جان کھو کسی جگہ نافرمان کا تختہ لگا تھا کہین کثرت گل سے فرش پھولدار سبز کا بچھا تھا
گرد اسکے ابر بہار کا حاشیہ تھا ہر طرف سنبل پر چادر سبز کو کلادھر بہ اجل ہزار داستان طوطی بنا رکھے اچھے جانور ہزار ورنگ دار
بیٹھے تھے اور عجیب بہار بزنگ تھی کہ وہ جو اہرین طائر خوش نوائی اور نغمہ سنجی کر رہے تھے طائران بہشت کو اپنے زیرین

کے سامنے ہنستے تھے کہ نظم	نغمہ جو طیور گا رہے تھے	کچھ اپنی سی سب سنا رہے تھے

پہونچی تھی بہار آسماں تک تھا کوچہ باغ کہکشاں تک غیرت دہ بزم بوستاں تھا
گل مثل چراغ گلفشاں تھا مستی تھی صبا میں پائی جاتی چلتی تھی روش پہ لڑکھڑاتی
سبزے سے چمن کا تھا یہ انداز معشوق ہو جیسے سبزہ آغاز نزہت کی تھی خاک میں یہ تاثیر
تھی گرد چمن فضائے کشمیر

بیچ میں اس مرغزار فرحت انگیز کے ایک نہر آب بعد آب و تاب جوئبار
عالم میں نایاب رواں یہ نہر قلعہ کی پشت تک بہتی ہوئی نمایاں تھی لطافت میں روح رواں پاکیزہ نقصان سے بہتر
صفائی میں آبداری گوہر دنداں یار سے بڑھ کر چشمہ خضر کوئی پوچھے کہ کیوں نہاں ہے اسی نہر سے شرمندہ ہو کر نہاں ہے
کنارے ہیں رشک شبنم نعیم کے بھی ہزارہا جانور کلنگ و قاز و بوتیمار و سرخاب و مرغابی و تدرو چہاہے کے بیٹھے تھے
خوش فعلیاں کرتے غوطے لگاتے اور اڑتے تھے نہر میں لہریں آہستہ آہستہ اس طرح رواں تھیں کہ رفتار جاناں
کی خوش خرامی کا نشان تھیں لہروں سے یہ ثابت تھا کہ بلور کو بہشت پہل تراشا ہے اور اسمیں فروغ آفتاب کا ملنا دھوپ کا پڑنا
زرگر قدرت نے بلور پر کندن چڑھایا ہے برسے ہوا اس سلسبیل پر ایک ابر سوسنی رنگ کا چھایا بلور اور کندن میں عکس سے
اسکے یہ ظاہر کہ نیلم بھی ملایا تھا بجلی ابر میں چمک جاتی تھی شاہد ہوا کی دلائی سوسنی سنہری بچکے کی نظر آتی تھی شہزادہ
اس بہار نیرنج و طلسمات کو دیکھ کر دنگ تھا مگر صاحب فرہنگ تھا سیارہ سے گویا ہوا کہ چلو اس نہر کے کنارے
چلکر ٹھہریں اور وضو کرکے عبادت خدا کریں عیار نے عرض کیا کہ ابھی اس دشت رشک بہشت کی سیر فرمایئے
قریب شام عبادت کیجیے گا شہزادہ خاموش ہو کر گلگشت فرمانے لگا جب چشمہ خورشید اس نہر طلسمی کے برو برو
بے آب ٹھہرا تو فرط غیرت سے بحر مغرب میں جا کر روپوش ہوا عالم میں ہلکی ہلکی سیاہی سوسنی رنگ کی پھیلی

نظم

پھر آیا جوش پہ جب قلزم شام ہی پھیر چادر مہ غیرت دام بچھا تھا جال ہر سو کہکشاں کا
ہر اک انجم پہ مچھلی کا گماں تھا

سر شام چادر سیاہ اس نہر کے کنارے آیا اسکے آتے ہی وہ ابر سوسنی رنگ
نیچے جھک گیا اور پانی نہر کا بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہنے لگا شہزادہ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور ہاتھ پانی میں
ڈالا ہاتھ کا پڑنا تھا کہ ابر سے آواز رعد گرجنے کی آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ ہے ہے بڑا غضب کیا اس مسلمان نے سارے
نہر کا پانی نجس کر دیا اجو وہ پانی آگ کا شعلہ ہو گیا اور ایسا گرم ہوا کہ شہزادہ نے ہاتھ نکال لیا ہو وقت قلعہ کے برجوں
میں کرسیوں پر سے پریاں اٹھ کھڑی ہوئیں اور غولوں نے نقارہ بجایا اور اس پری نے جو ہو گئی لیے دروازے
پر استادہ تھی گھنٹہ بجایا اور اس ابر سوسنی رنگ سے ایک شعلہ چمک کر باہر آیا اور چاند بن گیا اس مہتاب کی چاندنی تمام
جنگل میں چھٹکی اور نہر میں ہزاروں مچھلیاں سرخ سبز زرد رنگ برنگ کی شناوری ابھر کر نے لگیں پھر غوطہ مار کر سر
سب نے نیچے کر لیے اور دمیں اٹھا دیں اور دم میں ہر ایک کی ایسی جوڑی تھیں کہ ایک ایک کنول گویا از خود روشن
نظر آیا اور تمام جانوران دریا کنارے کنارے ناچنے لگے اور طائران صحرا نغمہ سرائی کرتے تھے اور جنبش ہوا سے
پتے جو ہلتے تھے لحن دلکش کی صدا آتی تھی روح مردہ دل بھی تازگی پاتی تھی پھول درختوں کی شاخوں میں مثل گوہر شب چراغ
فروزاں و درخشاں تھے آویزہ گوش معشوقان پر فن تھے دریا پر خوبی تھا اور کنول مچھلیوں کی دموں پہ ستارے تھے

بلکہ ستارے برج حوت میں مالک بروج نے اُتارے تھے ابر سوسنی اس چاندنی میں عجب کیفیت دیتا تھا سفیدی اور اُجاہٹ سے سہانا پن دل لبھائے لیتا تھا عجیج قلعہ پر یہ بیان نہ لچتی تھیں عجب سماں تھا شہزادہ قاسم کنارے نہر کے محو بیٹھا تھا دنیا و مافیہا سب فراموش اس طلسم میں بیہوش تھا کہ اور نیا ماجرا نظر آیا دیوانہ بننے کا زیادہ سامان پایا یعنی اُس نہر میں پشت قلعہ کی طرف سے ایک مورپنکھی بہتی ہوئی نظر آئی کئی سو قندیل اُس پر روشن ہزاروں جوبن تھی نگر خوبی کے مجمع سے وہ مورپنکھی رشک گلشن تھی جلو رنگ اس پر بچھی تھی مورپنکھی کے مور منہ میں موتیوں کے ہار لیے تھے مسند زرنگار اندر اُسکے بچھی تھی جب وہ کشتی طاؤس پیکر قریب آئی نقدیر نے اور ہی صورت دکھائی یہ معلوم ہوا کہ خوبی تقدیر مجسم ہو کر سامنے آئی یعنی ایک نازنین کمسن مسند پر جلوہ گر پائی وہ نوزرق لبسان صدف تھی اور نازنین اسمین گوہر بحر شرافت تھی کئی سو کنیز گرد اُسکے حلقۂ فلک اور بیچ میں وہ گلبدن رشک چمن جو بیچ قلعہ پر جلوہ فگن تھی اس محبوبۂ پُرفن کے مقابل بدصورت تھی عجب اُسکی زیبا طلعت تھی کہ گیسوئے مشکبار غیرت دہ صد ختن و تاتار زلف رسا اطال اللہ طول شمس عمر خضر و دراز سنبلہ فلک کی چوٹی پر اُسکو ناز ہو تار زلف آمیزۂ رخ ہو کے جو ہر پیشانی منور آئینہ مہر و نور طور سے بہتر عرق شرم جو پیشانی پر آ کر گیسو کو تر کرے زلف شب میں رات کے بھیگنے کو شبنم گرے سحر روشن جو کبھی بے نقاب ہو تو آفتاب کی آنکھ جھپک جائے ایسا اُسکو حجاب ہو سر پر تعویذ مرصع کا رنگا تھا چاند سورج اسمیں بنے تھے طرفہ تماشا تھا کہ زلف شب میں شمس و قمر نے ثریا کے ساتھ قران کیا تھا جبین پر افشان کے قرین ابرو کا ہونا برج قوس میں ستاروں کا مجمع تھا چشم فتان کی نگاہ کرم نے غمزہ و کاران دہر کا دل تیر مژگان سے مشبک کیا تھا کان کی بجلیاں اگر ماہ لو دیکھے ناخن بجگر ہے بلکہ خرمن ماہ پر بجلی گرا کرے لب لعین برگ گل کو گھاس سمجھکر بے حقیقت سمجھے مسیون کی آبرو دہن میں کچھ نہ جانے دہن تنگ ایسا کہ گنجائش کلام نہیں اسی سبب مشہور ہے کہ نام نہیں سواد گیسو سرمۂ دیدۂ بینش اولی الابصار بیاض گردن نور عینین خرد پروران روزگار چاہ ذقن پر خال کا ہونا ماہ نخشبی کا طلوع کرنا تھا یا نکتہ صفحۂ رخسار کے آخر میں منشی قدرت نے دیا تھا اشارہ اُس سے یہ کیا تھا کہ خال خال ایسے چہرہ قلم قدرت سے ترتیم ہوتے ہیں پر رو دوش کے وصف میں سرو بلبل ہوں مکر کیا کہوں زبان قاصر ہو حیب رہوں نکات اُسکی اُگلی اُبھری اُبھری سخت سکیلی چھاتیاں پردہ پردہ میں دل کھیلجاتیاں آگے عضو کا بیان نظم میں عیاں ہے نظم

جلوہ گر پیٹ پہ وہ آب رواں کی کرتی
جس طرح چاند پہ ہو ابر تنک سایہ فگن

چھلکے کرتی سے جو جسکا شکم صاف کا نور
چاند نے منہ پہ لیا ابر تنک کا دامن

وصف میں ناف و شکم کے وہ لکھوں مطلع صاف
دیکھکر جسکو پھڑک جائے ہر ایک اہل سخن

مثل آئینہ شکم صاف ہے شفاف بدن
ناف ہے جو ہر آئینہ و یا عکس ذقن

چشم حیران کو بلا موے میان کا ہے سراغ
موشگافی پہ کمر باندھی بصر نے ہمہ تن

قوت واہمہ نے گرچہ بدقت [illegible] یار
کیا انگشت نما سے یہ اشارہ بیّن

آگے اب جوش حیا سے نہیں یارائے کلام
صفت ناف ہوئی مہر خموشی بلب ہوں

بند شلوار میں پھولوں کا نہیں ہے جلوہ | دونوں پستان ہیں یہ دو حقۂ ثریا روشن
بند شلوار نہیں زیر کمر جلوہ نما | ہے سر گنج نہاں مار دو سر کا مسکن
ساق پا شمع سر طور ہیں یا مشعل نور | پھپھیا کی طرح دونوں کف پا ہیں روشن
زیب پا ایسی ہے لعلوں کی جڑاؤ پازیب | کر نہ ہو جسم کی بہا حاصل بحر معدن
حسن تمثیل ہے ہر عضو ہے تک سے تا سر | سر سے پا تک ہے ڈھلا نور کے سانچے میں بدن

شہزادہ اس سیم بر کی خوبی کو دیکھکر آئینہ نمط حیران ہوا اور سعلی مضطر بے قابو رہا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوا تاراج گھر صبر و خرد کا | نہ تھا کچھ پاس دل کو نیک و بد کا | دکھایا جائزہ فوج الم نے
کیے حاضر سپاہی آہ و غم نے | رسالہ اشک گلگوں نے جمایا | علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ رسن مہتاب تھی یا آہ سوزان | جلایا جسنے سب راحت کا سامان | پس بیتاب ہو کر پکارا کہ بیت

قسم ہے بابا ہر چہ بادا باد ہو کاش تم میرے لیے ہوتے پاس قدم حسن سے جو صدا یہ عاشق مضطر کی تھی نظر الفت اسکے چہرۂ پریشان پر کی دیکھا کہ ایک بازار مہر و الفت کا سودائی دشت محبت کا سودا زدہ رہرو کوے رسوائی کنارہ بحر جان سے ہاتھ دھوئے عرق دریائے غم زنگ کیے آبرو ڈبوئے بیٹھا ہے اسکا نقشہ ہو گیسوؤں سے آشفتگی ہویدا ہو آنکھوں سے مہ نہی ہوید ہے پیشانی پر پیش آتی جان جانی لکھا ہو آنکھوں سے صیاد دلربا عشق کے کیے ہوئے آہوے رم خوردہ صحراے حسن کو دام میں لیے ہوئے روئے زیبا سے ثابت تھا کہ چہرہ عاشقی کے دفتر میں لکھوالیے ہیں سر کرا محبت میں قدم جمائے ہیں سلطان خرشیر و خسرو نیکو مشتاقوں کا آرام جان بادشاہ خوبان جہان مجسم شب خلوت میں نہیں ہمدم ہمت سے بہتر آسمان حسن کا نیر فلک بارگاہ انجم سپاہ ماہ لقا مہر ضیا نور صفت الا جس سے دلوں کو آرام تسلی دینے والا لعل سب کا لینے والا ہزار جان سے ہر ایک کا پیارا محبوب کی آنکھوں کا تارا نظم

طبیعت اسکی خود بینی سے ہو پاک | اگر ہے دیوار گلشن سو توران تک | لب گلرنگ پہ مرتے ہیں مرجان
پسے ہیں شرم سے لعل بدخشان | عجب دلکش ہو وہ آواز شیرین | نظر میں تلخ ہے انداز شیرین
کلام اسکا فصیح و پر کرامات | نہ نکلے خضر سے بھی یہ بد و بات | مگر ہر سحر خط حسن اس صورت زیبا کو دیکھ کر

عش کرتی کو یا زبان حال سے یہ کہتی کہ بیت جی ڈھونڈھتا ہو پھر وہی فرصت کہ رات دن بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے ایک بڑھیا ابلیس کی نانی تھی جس میں آفت نامہ ساحرہ مکارہ اس نازنین کی دایہ پاس بیٹھی تھی پیالہ نقرہ کا ہاتھ میں بھی اسنے گلاب سفوف چھڑکا کہ وہ گلبدن ہوشیار ہوئی اس ضعیفہ نے سوز سے جلد کنارہ پر پہونچائی اور شہزادہ سے آنکھ ملا کر گویا ہوئی کہ اے شہزادہ اگر آپ مشتاق ملاقات ملکہ خوش صفات ہیں تو یہاں تشریف لائیے سیر دریا فرمائیے اتنی تکلیف اپنی کیجیے اور کسی سفینہ پر چلے جائیے گا شہزادہ یہ سنکر عازم روانگی ہوا سپارہ عیار نے ہر چند منع کیا کہ آقا یہ آپ کہاں جاتے ہیں یہ مقام طلسم و ہزیمت یہاں کا رنگ بیڈھنگا ہے واسطہ خدا کا ذرا تامل کیجیے خوب سمجھ لیجیے شہزادہ نے کہنا اسکا مطلق نہ سنا اور جست کر کے اس سفینہ عاشقی پر پہونچا ملکہ کے پاس بجز خوبی کے آکر مسند پر پہلو میں بیٹھا دل مضطر

قرار آیا وہ مہ سنبلہ بس گوہر خوبی کو پا کر مثل ابر جھر کے سن سن روانہ ہوئی ستارہ بیچارہ قلزم چشم سے اشک بہاتا رہ گیا بہانسک کر بیچ دریا میں ہو کر مہ سنبلہ نے جا کر کی یا تمام ایسا محو نظارہ جمال یار تھی کہ کچھ دھیان نہ آیا وہ مہ سنبلہ جگر کھا کر دریا میں آخر سپیدی ستارہ دیکھ لیا اور جانتا تھا کہ یہ ناو مجرا ابھرے گی لیکن بیت سنتے ہیں ڈوب جاتے چھلنے ہیں ✤ ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں ✤ الحاصل جب کچھ پتہ اپنے گوہر نایاب کا اُسنے نہ پایا رات بھر جنگل میں پھرا کیا جسدم بحر نور سحر عالم میں موجزن ہوا اور دریائے ظلمت نے کنارہ کیا فرمایا دہ قلزم نور مہر میں ڈوبا نظم

گروہ شب صورت فراد عشاق	ہوئی یکبارگی رخصت کی مشتاق
رو لائے نو رہیلی آسمان سے	ہوئی ظلمات شب رخصت جہان سے

ستارہ نالاں و گریاں لبہاں سحر چاک گریبان کشت کوہ سے لشکر شہزادہ ذیجاہ میں آیا احد سرداروں سے حال شہزادہ سنایا اور کہا میں پہاڑ پر جاتا ہوں وہاں جرہ دانہ لگا ہے جس راہ سے کہ سلطان گیا ہے میں بھی داخل طلسم ہوتا ہوں کہیں تو اسے آوے تا مدار کر یار لگا یہ کہکر ہر ایک سے رخصت ہونے لگا چنانچہ یہ عیار تو طلسم میں جاتا ہے شہزادہ قائم کوہ نار میں بھی یہاں روز تک کا حال آئندہ بشرح واقع بیان ہوگا ابتہ حال افراسیاب بیان کیا جاتا ہے اور مجمل حال کوہ غم

داستان بوستان ہوجانا افراسیاب کا کوہ تیلم پر اور دیکھنا دوربین سحر لگا کر لشکر لقا کو اور ساطران طلسم کو نظر کرنا اور دیکھنا دربند از دربے متصل جنگ فتح کرتے جہانگیر بن صاحبقران کو اور معلوم کرنا کہ یہ پہلوان فرزند حمزہ ہے مگر اپنی نسل سے بیخبر ہے اب فرزند خورشید جادو کہلاتا ہے غرض پھر آنا شاہ جادوان کا باغ سیب میں اور بھیجنا سر خور رشید جادو کے پاس واسطے شراکت کرنے جہانگیر بن امیر کے

الموُلفہ

کہاں ہو اے مرے ساقی کہاں ہو
متاع صبر کوئی لوٹتا ہے
یہی کہتی ہو لاتا جام لاتا
لحاظ تو بہ اے تو بہ کہاں ہے
مزا دیتا ہے زاہد کا کھچاتا
اٹھا مینا جھکا شیشے کی گردن
نگاہ مہر کو گردش ذرا دے
مزا دونا ہو تا لطف سخن کا
شراب ناب یہ دل ڈھونڈھتا ہے
چلیں ہو دور جام مے کا جاری
کرم ساقی کا جب تک بے اخدا ہے
وسیلہ ہو جو لطف داستان کا

مے رنگین جو ہو باقی کہاں ہے
مزون کے ولولے حسرت کی کاہش
بہاتا کچھ نہ لے ساقی بتاتا
ہوس خم لگے جام مے ہو گستی
وہ آسکا مے پرست ہم کو بتاتا
کہاں تک صبر اب بے بیقراری
جھلک ساغر کی پھر ہم کو دکھا دے
ابھی کچھ دل کا مطلب رہ گیا ہے
عوض ساغر کے لب پر یہ دعا ہے
بہار جام رنگین جب تلک ہے
شراب سرخ میں جب تک مزا ہے
مرے ساقی نے پھر کی مہربانی

شراب آ زرا بدن سب ٹوٹتا ہے
تپ آرزو کی دل کی خواہش
وفور شوق پھر منت کناں ہے
نظر میں شکل مینا ہے جھلکتی
خدارا ابتو اے ساقی پُر فن
صراحی کی طرح ہو اشکباری
مے گلگوں کے پیمانہ کو چھلکا
ابھی باقی بہت کچھ مدعا ہے
ہو جب تک دل کو تھے کی بیقراری
مے گلگوں کے ساغر کی جھلک ہے
بھلا ہو یا خدا پیر مغان کا
پھر آیا یاد وقت قصہ خوانی

گشودن رنگین نو طلسم و داستان	رمز شناسان در تحسین داستان	دور میان خرد و خرده انجام کار

دلنظر بازان اطراف طلسم بوقلمون نگار۔ گرم سازان معرکہ گفتار۔ دمسازان میدان مقام ہوشربا، بادہ تمنائے نصرت و
یاوری۔ حکمت پژوہان مہو کیس امانت و وفاداری مجمعان عرصۂ جنگ و جدال دستیاں اخبار نام و ننگ معرکۂ
قتال۔ کہ مضامین کی بلندی پر سے برائے تلاش فتح طلسم معانی دلکش سطح بیک نظر دوڑاتے ہیں اور وہ دوربین
فکر دیدہ خیال پر لگا کر سیر اطراف زمین سخن یوں فرماتے ہیں کہ افراسیاب ادل بتاب جو پئے طلسم کشا رفتہ رفتہ
آخر کوہ نیلم پر پہونچا یہ کوہ پرشکوہ تمام کوہستان طلسم سے بلند ہے نہایت ارجمند ہے اطراف میں اس پہاڑ کے بہت سے
ملک آباد ہیں ساحر ساکن بادل شاد ہیں شاہ جادوان جب چاہتا ہے دم بھر میں یہاں آتا ہے اسوقت
متلاشی طلسم کشا ادھر آیا ہے اس سبب سے صحرا و کوہ و قلعہ جات طلسم میں پھرتا اور جابجا ٹھہرتا ہوا دیر میں اس جگہ
پہونچا ہے بادشاہ اس کوہ کے قلعہ جات کا شہنشاہ نیلم جادو نام ہے مدبر و ساحر غضب و کامل ہے دار الامارہ اسکا دامن کوہ نیل
میں ہے وہیں اسکا مقام ہے بادشاہ طلسم سے دعویٰ برابری کا رکھتا ہے اور شاہ جادوان بھی اسکو اپنا برابر والا
جانکر خراج باج نہیں لیتا ہے اسوقت افراسیاب کو اسکے پاس تو جانا منظور نہ تھا لیکن کوہ مذکور پر جب پہونچا قلعہ
دار کوہ نیلم جادو کو جاسوسان سحر نے خبر اسکے آنیکی پہونچائی وہ نذر لیکر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اس پہاڑ پر
ایک قصر میں نے بنوایا ہے جو سیر و شکار کے وقت جائے سکونت و آرام مقرر فرمایا ہے حضور وہاں تشریف لیچلیں اور کچھ
دیر آرام کریں بادشاہ نے فرمایا کہ میں پھر آؤنگا تو آرام سے بیٹھونگا اسوقت اور ضرورت دیکھتا ہوں یہ کہکر حکم فرمایا
ہوا کہ اسی مقام پر فرش کیا جائے نیلم نے ایک میدان وسیع و پر فضا سبزہ زار دیکھکر فرش زرین بچھا اور مسند جواہر نگار
آراستہ و پیراستہ کیے کرسیاں طلا کی رنگین نگینہ پے جواہر و زر سلک گوہر سے آراستہ استادہ ہوئے بادشاہ
ایک کرسی مقام بلند پر بچھوا کر بیٹھا ساقی مہوش بادہ جام شراب ہوش ربا دینے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اور
کسل راہ مثاقب رہا اسنے سحر ورد زبان کیا یکایک ہوا تند چلی اور ایک پری نیلو زرد مرودن ہے لباس سبز سے آراستہ
صندوقچہ ہاتھوں پر لیے اڑتی ہوئی آئی اور زمین پر ہوکر بادشاہ کو آداب بجالائی بادشاہ نے وہ صندوقچہ لیکر مہر اسکی
توڑ کر وہ صندوقچہ کھولا اسمیں دوربین سحر کی رکھی تھی وہ اتنی تھی اسطرلاب جاہ اسپ تھی تمام عالم اسمیں نظر آتا تھا
آئینہ سارا ماجرا ہوجاتا اسکا دوم شکل صراحی کے بنی تھی ہر طرف اسکے شیشے سحر کے جڑے تھے جو لہری لہری کا اعجوبہ حاصل
دور اندیش جہاں نہ جاسکے وہاں نگاہ اسکے لگانے سے جاتی فکر رسائی جہاں رسائی نہ ہو وہاں نظر کو پہونچاتی فرد
جس طرح فکر منجم ہو فلک کی سیارے ۔ اسطرح پیش نظر سارا جہان آئینہ دار ۔ بادشاہ طلسم نے وہ دوربین آنکھ پر لگا کر
سیر اطراف طلسم کرنا آغاز کی سبب اسکا اسلیے کیا ہے کہ کتاب آئین طلسم میں لکھا دیکھا ہے کہ فلان زمانے میں طلسم
نور افشان کا توڑنے والا پیدا ہوگا چنانچہ وہ زمانہ جو اسنے غور کیا ہے تو یہی پایا ہے سبب جانتا ہے کہ اس طلسم کشا کو
میں پیدا کرکے اسکا امتحان کروں اور کوکب کو زیر کرکے مطیع اپنا بناؤں اور کوکب جو شریک عمرو ہوا ہے جب اسکے گھر پر
آفت آئیگی تو اسکے بچانے میں مصروف رہیگا شراکت عمرو کی نہ کریگا غرض جب دوربین لگا کر دیکھی تو اسطراف میں نگاہ کی

دربند اژدر یہ جو آخر دربند طلسم ہوش ربا کا ہے اسکے بعد اور طلسمات ور کوہستان وغیرہ ہین مثل اسکے کہ جیسے کوہ عقیق اس دربند کے متصل ہے اور شہر لولوہ بدیع الزمان بھی اُسی مقام پر قید ہین کیونکہ دریائے نیل کا زندانخانہ یہی ہے بند اژدر یہ ہے حاصل کلام کوہستان کی جانب بقدرت سمیع و بصیر جو اسنے بغور دیکھا ایک قلعہ نظر آیا کہ سامان حرب سے آراستہ توپین لبجر لبجر پر چڑھی اور آہنی ڈھلی ہوئی جا بجا مکیون مین لگی ہین گولہ انداز برق انداز الگ الگ مستعد بجنگ ٹہل رہے ہین کرب کے تودے ڈھیر ہین پہرے پرانے چیوپ دیوار قلعہ سے لگے ہین تیر انداز فصیل قلعہ پر لیس بیٹھے ہین اور سامنے قلعہ کے ایک میدان وسیع ہے اس میدان مین دو دریائے لشکر موج زن ہین صفوف بستہ مبارزان تیغ زن ہین علم سربلند ہین عَلَم آسمان گردون سے ملا سرداران صف شکن آراستہ ہین اور دو مبارز بیچ میدان مین معرکہ کارزار مین نیام سے باہر تیغ وخنجر آبدار ہین بادشاہ بغور اس جنگ کو دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ جو قلعہ کی پشت پر ہے فوج صف کشیدہ تھی اسکی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ رو خونخوار و تند خو قامت دراز نسبان کو البرز بدست تیر جنگ کی ذکر نظم

ہمہ جسم او بود چون پر زاغ | سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ | تناور لقامت لباز ور سمند
برہنہ دو کتف و بالا بلند

جھوری تھوری تھی چٹے مین مثلے ایک اژدر پر سوار میدان ہمرہ ہو اور دوسری جانب جو لشکر کہ آراستہ ہے اس لشکر سے اس دیو کے مقابلہ مین ایک شہزادہ حورشی اونمر بیکر شیر صولت گردون شہامت فلک بارگاہ کیوان کلاہ سلیمان حشم نظر مجسم جاندار کشورستان نصرت و شوکت اسکی جبین با تمکین و مبین سے عیان آیا ہے اسکی تنومندی اور زور بازو کی کیفیت کہ عیاران راجہ بیان نظم

بہ بالا سر و سہی بر ترست | ز مشک سیہ بر گلش افسرست | ز رخش را تو ان گر و نسبت بماہ
اگر ماہ دارد و زلف سیاہ | ہنر ہا و دانش ز دیدار بیش | خرد را پرستار دارد بہ پیش
فرو بستہ از ترک رومی زرہ | زدہ بر زرہ بر فراوان گرہ | یکے گرزہ گاو پیکر بجنگ
زدہ بر کمر چار تیر خدنگ | ببازو کمان و بزین بر کمند | میان را بر زین کمر کردہ بند

چنانچہ اس شہریار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز و خنجر سب حربہ اسکے رد کر کے بند و دست اسکا ہنگام تیغ افگنی پکڑ لئے اُسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون زمین پر اُتر آئے مرکب چھوڑ دیئے کُشتی بعد زدہ کشتی آغاز ہوئی دو گھڑی کی کشتی مین اس نوجوان نے اکھیڑ کر چاروں شانے چت اس خبیث کو کیا اور سوال اپنے دین مین آنے کا کرکے وقت انکار با نون کمر تکر زیر پا دبا کر مثل کر دیا سی لو سیدہ جیر ڈالا فوج اسطرف کی لبنا لبنا کہکر چلی اس شہریار نے لکو کر پشت مرکب پر اپنے تئین پہونچایا اور تیغ بکف زغہ فوج دشمن مین در آیا اور یہ حال کیا کہ نظم

ہمی رفت از ان گونہ بر شان شیر | ز فوج عدو آن چندان بکشت | کہ گفتی جہان تیغ دارد بہشت
ہمی تاخت بر شان شمشیر زبان | نہنگے بجنگ اژدہائے بزور | چنین تا لشکرگہ دشمنان
| زمین شد ز دشمن چو دریائے خون | جہان جوی را تیغ بد رہنمون

وہ فوج رو بفرار لائی اور بھاگ کر اندر قلعہ کے کئی پل تختہ اُٹھا لیا فیلبند دروازہ بند کر لیا قلعہ پر سے توپ چلنے لگی

فوج جو قتل کرتی آتی تھی وہ رکی لیکن شہزادہ فلک جاہ لیسان شیر غضبناک توپوں سے بھی نہ رکا اور گرز سے گولے
رد کرتا جانب قلعہ چلا اسوقت تمام میدان آتشین تھا درخت سب خون مقتولان سے رنگین تھا دھوان
ابر کی طرح چھایا تھا برق رنجک کی چمکتی تھی گولہ اولے کی طرح برس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یہ پیش نظر جو آسمان ہے	بیشک یہ نہیں توپوں کا دھوان ہے	پیدا جو دھوئیں میں ہیں شرارے
گویا کہ ہیں رات کو ستارے	آواز اگر سنے تو فرق	بجلی بھی ہو ڈر سے بحر میں غرق

شہزادہ اُٹھتا بیٹھتا گولے سے بچتا قریب خندق ہوچکا اسوقت نفط کے حقہ قارورہ آتش تیر و خشت وغیرہ پڑنے
لگے اُسنے سپر فراخ دامن منہ پر رکھکر سب آفتیں جھیلیں اور گرز چلا دیکے خندق کے اُس پار رخش کا پھر آپ مرکب
اُتر خندق فراگیا قلعہ پر توپ بند ہوگئی مگر نیزے کے چھپرون مین آگ دیگئی تیل کے کڑھاؤ انڈیلے گئے ہیں دلاور نے
بڑھ کر پھاٹک توڑا گرز پڑتے ہی پھاٹک گرا ادھر توپ بند ہوچکی تھی فوج اس بہادر کی خندق پاٹ کر اُتر آئی قلعہ مین
ہلچل پڑی ساحران قلعہ نے سعی ہر طرح کے کیے لیکن کچھ اثر نہ ہوا سرکشان قلعہ مارے گئے بعضے اسیر ہوئے رعایا نے
بچا در امان ہلائی اندر قلعہ کے کچھ دیر کشت و خون رہا آخر اُس مرد جنگی نے سرسواری قلعہ تسخیر کر لیا یہ ماجرا جو افراسیاب نے
دوربین سحر مین دیکھا حیران ہوکر نیلم جادو سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے بیرون طلسم قریب دربند آخر طلسم کون سا قلعہ ہے
اور مین نے ابھی دوربین مین یہ ماجرا دیکھا ہے اس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے یا کوئی تمہارے ملک مین کیفیت
رکھتا ہے اُسنے یہ سنکر خود دوربین بادشاہ سے لیکر اُس قلعہ کو دیکھا اور اُس دلاور اور اُسکی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا
کہ یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے اسکو قلعہ زرد کوہ کہتے ہین اور حاکم اسکا زردمان اژدر سوار تھا جسکو آپنے دیکھا کہ اس جوان
نے چیر ڈالا یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش ملک کوہ خورشید کا فرزند ہے اور نام اسکا جہانگیر بن خورشید ہے
اور اسکا ایک بھائی اور ہے کہ جسکو پہلوانی نہین آتی ہے گرفتار بلبل ہے اور نام اسکا مہتر چابک تیز رفتار ہے
ملک خورشید ساحر زبردست ہے اُسنے ایک تختی طلسم بند کرکے اس شہزادہ کے گلے مین ڈالی ہے جسکی وجہ سے سحر اس لڑکے
پر تاثیر نہین کرتا ہے اور اکثر قلعہ اُسنے تسخیر کیے ہین زور طاقت مین رستم و سام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہے واقع مین نظیر
نہین رکھتا ہے سنتے ہین کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہین پائے تھے ازبسکہ لاولد تھا اپنے لڑکے مشہور کرکے پالا ہے لیکن
تحقیق نہین معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ دونوں لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت و عار رکھتے ہین ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہے
اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہے یہ ماجرا جو افراسیاب نے اسکی زبانی سنا بہت خوش ہوا اور دوربین مین صورت
شہزادہ مذکور کی دیکھ چکا تھا خال سبز اور رنگ ہاشمی چہرہ انور پر نمایان تھے گیسوان خلیلی اور کلالہ سلسلہ اسمعیلی دوش
پر چھوٹے ہوئے تھے پس سمجھا کہ بیشک نسل حمزہ سے ہے اور ساحرون سے ملا ہوا ہے ضرور تیری اطاعت کریگا اب
بھائی چلکر ملک خورشید کو طلسم مین بلا اور دوستی کا برتاؤ کہ طلسم کو کب باب اس شہزادہ کو روانہ کر غرضکہ یہ لکھکر
دوربین سحر صندوقچہ مین رکھکر پریزاد کو حوالہ کی کہ وہ جس طرح لیکر آئی تھی اسی طرح لیگئی اور آپ تادیر اُس کوہ پر
بصد غرور ٹھہرا رہا آخر اسباب بپا کیا پھر تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام ترباغ سیب مین گیا ارکان سلطنت

داعیان مملکت نے مدعی تعظیم کی تخت پر جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار ساحر با وقار تخت کے گرد بیٹھا اور بادۂ چیچ ہوا جام نے گردش میں آیا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے میر منشی کو یاد فرمایا اور حکم تحریر نامہ دیا ابیات

بغرمود تا پیش او رشد دبیر
سوے شاہ خورشید یہ نامہ کرد
در گنج بے رنج بکشاد شاہ
ز چیزے کہ شایستہ تر برگزید
دہ اشتر ہمہ بار دینار بود
بہ پیلے کہ پایہ زر زین نہاد

علم خواست رومی و چینی حریر
ہم آنگاہ صد مرد از ساحران
گزین کرد از ان بادہ تاج و کلاہ
ببردند سی صد شتر وا سوار
صد اشتر ز گنج درم بار بود

نویسندہ از کلک چون خامہ کرد
گزین کرد گوہر و شیرین زبان
ہم از گوہر و جامہ تا بریہ
ہمان جامہ و گوہر شاہوار
بدہ پیل یک تخت زرین نہاد

جب یہ تحفہ تیار ہو چکا منشی ندرت رقم نے نامہ محبت مشحون ترقیم کرکے بادشاہ کو سنایا مضمون یہ تھا

نامہ شاہ افراسیاب بنابر طلب جہانگیر بن حمزہ بنام خورشید تاج بخش محتوی بہ انکسار و التجا المولفہ

پہلے تعریف سامری کی لکھوں
ہے عیاں قلب ساحران پہ جو شان
امر دین سامری کی شان
جرس کاروان صدق و صفا
شاہ خورشید تاج بخش شہان
دل سے کرکے ارادہ با صد شوق
باغ یکرنگی و محبت کے
اسی گل کی بہار ہم بھی ہیں
ہو کرم سبزا برآذاری
تازگی بخش ہے وہ ہر گل و خار
پیرہن میں جدا جدا گو ہر ہیں
ہو ہماری تمھاری ایک ہی راہ
گرچہ شاہ شہان ہوں میں لیکن
دوستی کے ادا رسم کیے
اور اگر کیجیے تو نے کی غفلت
فکر میں مبتلا ہست میں رہا

اور جمشید کا میں وصف کرون
انکی تعریف کیا کرے خامہ
مرہم زخم سینۂ ریشان
گل اقبال گلشن شاہی
رہیں آباد تا قیام زمان
باغ الفت سے پھول چنتا ہوں
گلشن دوستی و الفت کے
خار و گل دونوں باغ میں آباد
فیض باد صبا کا ہے جاری
اک شجر میں جب اب ہیں ثمر
رشتہ داری میں سب برابر ہیں
سامری کیش ہو جو تم ہم بھی
آپ کا میر الگ ہے نامن
نہ کبھی آئے یاں نہ کچھ لکھا
ہم سے پہلے جتائی آپ نے الفت
یعنی کچھ لوگ ہیں وطن دباعی

پہلے دو سو خداؤں کے اوصاف
دوست کو اپنے لکھتا ہے نامہ
رہبر و راہ دوستی و ولا
زیر فرمان ہے سے تا ماہی
رکھا ہے وداد و خلت و شوق
نقش پرواز مدعا ہوں یوں
آب گل میں تو تھا ہم بھی ہیں
پرورش پاتے ہیں بفیض بہار
باغ میں چلتی ہو جو باد بہار
ہیں برابر مزے میں سب کیسر
ہو مراد اس سے یہ شہ ذیجاہ
دور اندیش ہو جو تم ہم بھی
حیف ہے یہ کہ آج تک تم نے
راہ و داد و راہ یہ ہی چاہیے تھا
شفق میں سبب یہ ہے اسکا
مجھ سے آیا وہ جنگ میں طاغی

ہین خداوند بخت سر مغلوب
رات دن ہے مجھے یہی وسواس
گو کہ اس حال مین ہون مین مصروف
بھیجتا ہون کہ ہوے لطف آمیز
وہ جہانگیر دست شکن جرار
سر پہ تاج شہی مین اسکے رکھون
ختم کرتا ہون اس جگہ نامہ
ہو ہمیشہ وہ زان رہو تم شاد

آنکی بھی یاری دل سے ہے مطلوب
اسی اندیشہ و فکر مین ہون
لیکن ہے کیسے اپنا دل مالوف
اپنے فرزند کو مع لشکر
تیغ زن قاتل خطا کردار
اپنے دشمن کی گوشمالی کو
رک گیا چلتے چلتے بس خامہ

بھیجا کرتا ہون فوج انکے پاس
آئینہ سا ہون مین تحیر مین
اس لیے نامۂ محبت خیز
لے کے تشریف لائیے یان پر
آئے اس جا تو ملک و مال مین دون
بھیجون اسکو مین اے شہ خوش خو
گلشن دوستی مین باد مراد

اس نامہ پر مہر بادشاہ کی ثبت ہوئی اور ان سو ساحر و نکو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوئے تھے ایک ساحر عقیل جادو نامے تحت کرکے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا وہ خلعت سفارت سے مخلع ہو کر اپنے مقام پر آیا اور تیاری چلنے کی کرنے لگا اتفاقاً یہ ساحر دریائے خون رواں کے اس پار رہتا ہو جب اپنے گھر آیا تو اسکے جانیکی نامہ لیکر خورشید کی طرف خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہرخ نے سنا کہ شاہ طلسم ملک خورشید کو بلاتا ہی پس اسنے بلور سے کہا کہ اس حال کی خبر شاہ کوکب کو کرنا چاہیے اسنے فوراً عرضی تحریر کرکے ایک جانور سحر کو روانہ کی اور ایک داستان گو نے یون بیان کیا ہو کہ شاہ کوکب کہ فکر فتح طلسم کی تھی اسی فکر مین اسنے اپنے استاد طلوع فشان جادو کو عرضی لکھی بلور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی استادنے مضمون عرضیہ مفہوم کرکے اپنے سحر کے زور سے جملہ کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمہارے طلسم کی لوح تو اچھی جگہ ہو کچھ فکر کرو مگر افراسیاب نے کرہ بلور رجا کہ جہانگیر نے خورشید کو تقسیم کیا ہو چنانچہ اس شہزادہ مین نشانیان نسل حمزہ کی ہین اس سبب سے اسکے بلانے کو نامہ لکھا ہو اگر وہ آجائیگا تو تمہارے طلسم کے فتح کرنیکو شاہ جادوان کسیے بھیجا جائیگا تمکو اسکی فکر کرنا ضرور ہو جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا یہ خاص سے ایک بچہ بھیجا کہ وہ عمرو کو جو قلعہ ہفت رنگ مین شبان پاس تھے بلالایا عمرو نے جس طرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اسوقت بھی باغ میں آکر آداب بجالایا بادشاہ نے تخلیہ کرکے مشورہ کیا کہ اس بارہ مین خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ آپ بھی سفیر اپنا ملک خورشید کے پاس بھیجیے اور اسکو اپنے پاس بلائیے مجھے یقین ہے کہ دونون شاہ کو اپنا مطلب دیکھکر کسی طرف نجائیگا دوسرے یہ کہ مجکو بھی شہر خورشیدیہ مین بھیجیے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ مین سے پاؤن تو انکو اسکے حال سے اطلاع دیکر آگاہ کرکے راہ راست پر لاؤن تیسرے یہ کہ ایک خط مہرخ کو لکھکر بھیجیے کہ وہ بھی ایک نامہ اپنے شریک ہونیکا ملک خورشید کو لکھکر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے شاید کہ وہ شرکت اسکی قبول کرے شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہرخ کو لکھکر بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہو کہ تم نامہ مشتمل منت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہین یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا جب ملکہ موصوف کو پہنچا اسنے اپنے بیٹے مشکیل کو کہ طلسم کی راہین خوب جانتا ہے نامہ دیکر مع کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا اسکے ہمراہ مہتر برق بھی بھی چلا اسکے نامہ کا حال بروقت پہونچنے ملک خورشید کے بیان کیا جائیگا لیکن حال کوکب سنیے کہ تحفہ سے گرانبہا اور

کشتی ہائے جواہر بے بہا و اسباب طلا و چند اشیائے طلسم ایک ساحر ذوفنون جادو نام کو دیکر کئی سو ساحر ہمراہ اسکے ہمراہ کیے اور منشی بلاغت طراز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا اسنے عروس قرطاس کو زیور درہائے مضمون سے یوں آراستہ فرمایا

نامہ کوکب بدر منیر بجانب ملک خورشید تاج بخش مشتمل مضمون تودہ تحریر و ہدایت تنویر لمولفہ

کروں پہلے حمد خدائے قدیر
خداوند خلاق شمس و قمر
وہی سب کا خالق وہی بادشاہ
جسے چاہے پل بھر میں عزت دے وے
غرض اسکو ہے سب طرح اختیار
کہ مغرور سے رب ہے بیشک نفور
لکھا جاتا ہے بعد رسم سلام
خرد گستر و حاکم جم پوش
شہ نامور خسرو روزگار
جہاندار و کیخسرو کج کلاہ
ہے رسم مروت کے شایاں یہی
اولوالعزم عاجز کے ہوں دستگیر
مدد اسکی کرنا ہے لازم مجھے
ہمیشہ ہیں وہ حامی مستمند
درخشاں ہیں گو نجم افلاک پر
کرے جب لہو سنگ لعل خوشاب
نباتات کا دیکھکر حال زار
وہیں آب صاف اس سے ظاہر ہو
کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا
خدا کا ہمیشہ ہے اسیر عتاب
تمہیں بھی نہیں چاہیے اے شفیق
میری سمت آنا گوارا کرو
عمرو مہرخ و حمزۂ نامدار
تعصب سے خالی نہیں یہ پیام

وہی سب کا ہے خالق بے نظیر
جہاں اسنے اک کن میں پیدا کیا
اسی کے ہیں محتاج شاہ و سپاہ
ذلیلوں کو کرتا ہے دم میں جلیل
وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار
اسی وجہ سے شاہ خورشید کو
کہ اے شاہ فرخندہ پے نیکنام
خداوند لشکر خداوند تخت
سرافراز و گردن کش و تاجدار
سعادت قریں ملک زرنگیں
ہے دنیا میں کار نمایاں یہی
یہی میرے دل کو بھی آیا خیال
کہ خالق جزا اسکی محشر میں دے
فلک گرچہ سرکش ہے بیداد گر
مگر روشنی بخش ہے خاک پر
شجر جتنے ہیں بار لائے ہوئے
گہر اشک کے ابر کرتا نثار
اسی طرح سے اے شہ تاجگیر
لکھا ہے منظور اسکو جزا
نہیں اسکی شرکت گوارا مجھے
کہ ایسے کے جاکر بنو تم رفیق
اگر آپ یاں آئیے مہرباں
تو سب ہونگے خوش اور میں خاکسار
رہے ملک آباد خلقت ہو شاد

خداوند بخشندہ و دادگر
مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
جسے چاہے دم بھر میں رسوا کرے
جلیلوں کو کرتا ہے دم میں ذلیل
نہیں چاہیے ہے بشر کو غرور
شہ دادگر رشک جمشید کو
شہ خسرواں صاحب عقل و ہوش
شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت
خداوند دیہیم و ملک و سپاہ
رہے کامیاب تجھ سے مہر مبین
ہمیشہ ہوں سرکش سے نفرت پذیر
کہ مہرخ جو دنیا میں عاجز کمال
جہاں میں ہیں جتنے مرتبہ سربلند
مگر وہ زمیں پر جھکائے ہے سر
فلک سے نظر مہر کی آفتاب
زمیں پر ہیں سر کو جھکائے ہوئے
زمیں پر بھیجا جو دل کرکے گا
زمانہ میں عاجز کے ہیں دستگیر
ہے مغرور و سرکش جو افراسیاب
خدا کے غضب کا ہے یارا کسے
عزیزوں سے لطف و مدارا کرو
تو احسان فرمائیے مہرباں
کیا ختم اس جا پہ میں نے کلام
ترقی پہ اقبال و دولت زیاد

صحیفۂ گرامی مہر شاہی سے بعنوان شائستہ مزین ہوا اور ذوفنون تحفہ جات لیکر کئی ساحرون کے ہمراہ مع خواجہ دیباہ چلا
اور اسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملک خورشید پہ قریب تھا طلسم کے باہر نکلا اس طرف سے قاصد فرستادۂ
افراسیاب دریائے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اُس دربند پہ کہ جدھر سے شہزادہ اسد آئے تھے پہونچا اور طلسم
سے باہر نکلکر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑ کر جانب خورشید پہ روانہ ہوا اُسکے پیچھے پیچھے شکیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر
نکلا اور اُسکے جانے کی خبر افراسیاب کو بھی ہوئی مگر اُسنے اس سبب سے اُسکو نہین روکا کہ نامہ لیکر خورشید کے بلانے کو یہ
بھی جاتا ہے دیکھون تو کہ وہ اوسکو کیا جواب دیتا ہے اور کس کے پاس آتا ہے غرض اہل دربند کو حکم بھیج گیا کہ
طلسم کے باہر قاصدون کو جانے دینا فی الجملہ یہ سفیر تو اس طرف سے اور ذوفنون اپنے طلسم کی طرف سے وارد ملک
خورشید پہ ہوئے زمین سرسبز اور جائے دلکش و آباد دیکھی صحرا مین درخت لہلہاتے زراعت سبز و خرم درخت میوہ دار
گل اپنا جوبن دکھاتے دریا اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری قاصدون نے قریب شہر پناہ پہونچکر خیام برپا کرائے
اور نزول کیا عمرو جو ہمراہ سفیر کے آیا ہے وہ سب اپنے ہمراہیون سے جدا ہو گیا اور صورت اپنی ساحرون کی
ایسی بناکے علیحدہ گھوما اس طرف جہانگیر قلعہ فتح کرکے اپنے پدر نقلی پاس آیا تھا خورشید دار الامارہ مین سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما تھا فرزند کے فتحیاب ہو کر آنے سے جلسۂ عشرت آغاز کرایا تھا جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہرکارون نے
سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود ایلچیان مسعود عرض کی کہ انہون نے سرداران ذیشان کو اپنے ایلچیون کے لانے کو بھیجا سردار
باہر قلعہ کے آئے تینون ایلچیون سے ملاقات کرکے کہا کہ چلیے حضور مین آپ کی طلب ہے انھون نے کہا بہت مناسب
ہے لیس درباری لباس سے آراستہ و مخلع ہوکر تمام تحفہ ہمراہ لیکر روانہ ہوے دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلاکار پایا
کئی ہزار سوار محافظ بعید دیدار پایا اندر آکر شہر تمام گلزار پایا عمارتین استوار و محکم بنین دکانین حجرا بدار و منقش و
رنگین ہر عمارت کے بالاخانون پر کنگورے ہوے سنگ و چرخ سے برابری کرتے کہے بروج فلک کو رشک دیتے کہ تم سے
رشک دہ خطوط کہکشان و شعاع آفتاب تھے نیچے مکانات کے صرافہ و بزازہ آراستہ تھا ہر قسم کا تاجر و ہر طرح کی اشیاء
نفیس کا بازارون مین انبار تھا ہر ایک بدل و جان اُسکا خریدار تھا گنج مین جھنڈے گڑے تھے اناج کے ڈھیر لگے تھے
ڈنڈے کسالون کی خدمت کر رہے تھے بنیے اجلین پہ بیٹھے تولتے وقت آواز دیتے تھے برکت ہے جی برکت ہے
دکانین گویا تھین جنکا خریدار جسکی مین اناج لیکر رکھے تھے اسی طرح سے یہ سفیر والاتدبیر ہر مقام کی سیر سے سیر ہوے
دار الامارہ مین پہونچے فرق زنجیر بھی اندر داخل ہوا عجب دربار نظر پڑا کہ گرد و گردون کش کرسیون اور دنگلون پر جنگل مین
ساحران ذی رتبہ اور دلاوران صف شکن ہین قریب تخت شاہی دنگل جواہر آگین بچھا ہے اُسپر شہزادہ جہانگیر بیٹھا
ہے اور کئی سو زینہ کا سریر یاقوت و زمرد سے آراستہ ہے اُسپر ملک خورشید جلوہ فرما ہے تاج جسکی جا مین کہ ہفت کشور
کا خراج سر پہ رکھے ہے اور کئی ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہے چتر بال ہما کا
گردش کرتا ہے پری چہرگان ساز لیے مجرے کو حاضر ہین جام رنگین دست شاہ مین خوشنما ہے نظم

زدیبائے چینی واز پرنیان	درفشی بہ مہر بدو اندر میان
تو گوئی بہشت ست بازرنگار	

سپہر برین ست یا قرص ماہ	نہادند درپیش تختی زعاج	بآرائش تخت کرسی ساج
نشستہ بران تخت خورشید شاہ	بگرد اندرون پہلوان سپاہ	اپنے چہون سے ابس گروہ کو دیکھ کر

مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور ستایش کنان حسب ایلچی شاہ قریب آکر اول تحفے دیئے یا پیشکش کیے اور نامہ دیکر پیچھے ہٹ
علم کرسیون پر بادب جلوہ گر ہوئے منشی عطارد رقم طلب ہوا بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سراپردہ والا بارگاہ شاہی
جلوہ خانہ مین سب دفیل دفتر جو برآز تیغ ودرم بادشاہون نے تحفہ مین بھیجے تھے اسپر نظر کی پہر نامہ وغیرہ پڑھے گئے جس
دونون بادشاہون نے نامہ مین مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا ویسا ہی کچھ مہرخ نے بھی لکھا تھا یعنی پہلے بندگی کے تھا کہ
اے شاہ شاہان سرتاج خسروان جہان ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ مین عاجز وسکینہ بے یار و مددگار نہایت مضطر
ہون اتنے بڑے شاہ ساحرون کے بادشاہ سے مقابلہ ہے اور کوئی سوا خدا کے نہین وسیلہ ہے امید
ملازمان درگاہ فلک پایگاہ سے رکھتی ہون کہ میرے حال زار پر غور فرماکر میری مدد فرمایئے دشمن کو میرے لیئے دفع کیجیئے
زیادہ دعاے دولت سگالی یہ کہ خزانہ افزون اور ملک آباد عیش و عشرت مقرون ہو جب یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے
جب سنے شہزادہ جہانگیر کی طرف مسکراکر دیکھا شہزادہ موصوف نے فرمایا کہ شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہے ہر چند کہ
در پردہ اسنے ہمکو متکبر اور بے ایمان بنایا ہے مگر مضمون بہت نایاب ہے قول اسکا برا صواب ہے عاجزون ہی
کی شراکت کرنا کار مردان ہنرور آزما ہے اسی بات سے خوش خدا ہے پس کوکب شریک مہرخ ہے ہمکو بھی اسی کی
شراکت زیبا ہے افراسیاب تو خود شہنشاہ ساحران ہے اسکی اعانت کرنا ننگ ہمدردان ہے ملک خورشید نے
جب یہ تقریر شہزادہ کی سنی از بسکہ اصل مین تو اسکی کچھ حقیقت نہین ہے مثل اود قلمرو ایران یہ بھی ہے شہزادہ کے
سبب سے توقیر ملی ہے اسوقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا اسکو خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہے
ایسا نہو جو شہزادہ مارا جائے ملک مال ہمارا جائے چنانچہ شریک اسی کے ہونا چاہیے پہر یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہزادہ فرزند
حمزہ ہے ضرور عاجزون کا طرفدار ہوگا پس ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ یہ کسی طرف نہ جائے یہ سمجھکر زبان حیلہ ساز کو کاری سے
آشنا کیا اور کہا اے فرزند دلبند کوکب کا شریک عمرو عیار ہے جسکا مالک زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ نامدار ہے اور
عمرو سردار لشکر مہرخ ہے پہر مہرخ کو بھی کچھ احتیاج کسی کی استمداد و اعانت کی نہین حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب کو
اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہے کہ کسی جانب بنابر اعانت عنان عزیمت منعطف نہ کرو اور میرے نزدیک تو افراسیاب
ہی کی مدد کرنا زیبا ہے کیونکہ وہ خداے باختر کی طرفداری کرتا ہے اور ہمارا دین اور اسکا ایک ہے جسکو چار طرف سے
گھیر کے دشمنون نے روز بد دکھانا چاہا ہے شہزادہ نے جب یہ تقریر سنی فرمایا کہ بہادران جلادت شعار سے یہ کب
ہو سکتا ہے کہ کوئی انکو بہیر دار آزمائی بلائے اور وہ نجائے اور کوئی اُس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے بیت عروس
مملکت آن مرد در کنار گرفت ✤ کہ اول از گہر تیغ داد کابینش ✤ بلکہ مصرع مہرعروس ملک بہ از تیغ تیز نیست
اچھا اس مقدمہ مین خوب غور کرکے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائیگا اب بزم عشرت بہر دعوت ایلچیان شاہان
عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو یہ حکم سنکر ساقیان مہرلقا و مطربان خوش نوا و شیرین ادا حاضر ہوئے اول گوشمالی طنبور کر

دی گئی اور طبلون کو طمانچہ تھا کے پڑنے لگے قانون سرود بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا۔ **نظم**

تھی یہ رچ کی وان بندھی ہوئی گت | سن سنکے سب اہل فہم تھے سن
بھیرون لگے ناچنے عجب کیا | بھیرون کا تھا بزم مین جو چرچا
آری تھی زبان پہ جو کافی | تھی غارت ملک دل کو کافی
کس طرح کرین نہ دل کو تسخیر | وہ کھینچتے تھے ہوا پہ تصویر

اسی ہنگامۂ عشرت مین عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ ایک کلاونت پیر زمین گیر در پر حاضر ہے امیدوار باریابی دربار ہے کیا حکم ہوتا ہے شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا کلاونت مذکور سامنے آیا دیکھا کہ پیر نہایت نحیف ہے پلکین تک سفید ہین ایسا ضعیف ہے ڈاڑھی تا بہ سینہ ہے پان تک کی پیک بہی ہے گویا آب روان ہے گلے مین گلبدن کا پائجامہ پاؤن مین کرمے نے لگی پکھاوج ہاتھ مین لیے ہے پگڑی شیر وشکر کی باندھے ہے بس اُس پیر نے سامنے آکر دعا دی کہ سامری بنائے رکھے سرکار کا بھلا ہو مین بھی نام سنکر دور سے آیا ہون دامن آرزو خالی لایا ہون آج مالا مال ہوکر جاؤنگا شہزادہ نے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہے اُسنے کہا بلاؤن ام الجبال میں رہتا ہون مگر پھرا رہتا کیا کا مرد دیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلدیپ سب جگہ پھر آتا ہون کل اس بستی مین وارد ہوا تھا آج سرکار مین آیا ہون فلک کا ستایا ہون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اپنا کمال ظاہر کر پیر نے کو منھ سے لگا کر بجانا شروع کیا پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا اہل بزم کیا در و دیوار زمین و زمان کو حالت محویت ہوئی **نظم**

یہان تک بجائی کہ دیوار و در | کھڑے رہ گئے ہوش کھوئے ہوے
بیکہ آنے اور نے کو ہونٹھون پہ دم | نظر جو پڑے وان سو روئے ہوے
گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل | تو جون شمع اشک آئے سب کے نکل

بعد کچھ بجانے کے توقف پذیر ہوا شہزادہ نے بیچین ہوکر کہا کہ اے مرد باکمال واسطہ اپنے دین و مذہب کا ہم لوگون کو نیم بسمل نہ چھوڑ پیر نے عرض کیا کہ اے شہزادۂ فلک جاہ یہ بڈھا شراب کا عادی بہت ہے اگر میخانہ میرے سپرد فرمایئے تو البتہ خاکا فی اور لطف وافی اُٹھایئے شہزادہ نے ساقیون کو حکم دیا کہ میکدہ اسکے حوالہ کرو پھر تو ساقیون نے سبو و ساغر لاکر حاضر کیا یہ نقشہ ہوا کہ بیت بنکر فقیر بیٹھا بھی یہ رند بتراہ سب بیچون سے لکر پیر مغان بنا یہ کلاونت کہ اصل مین عمرو ہے اور بیان کیا تھا کہ ایلچی کے ساتھ سے یہ جدا ہو گیا تھا اسوقت گویا بنکر آیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے پاس بھیجون اور اسکی پیدائش کا حال ظاہر کر دون فی الجملہ اب میخانہ پر قبضہ پاتے ہی شراب کو کنٹر اور گلابیون مین الٹ پھیر کرنے لگا اور کہی مقام پر اسکا میخانہ سجا بیان ہو جلسہ اسی طرح یہان بھی درست کرنے لگا اور اسی انتظام مین شراب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کیا اور نے بجاتا جام بیاز شراب ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا شہزادہ نے جام اُس سے لیکر پینا چاہا مگر عیار شہزادۂ موصوف کا موتہ چاپک کہین گیا ہوا تھا وہ آگیا اور اُسنے وقائع نگارون کی تحریر مین عمرو کی عیاریان پڑھی ہین اور تعریف کانے کی اور نے بجانے کی لکھی دیکھی ہے بس اسوقت یہان ویسا ہی جلسہ جو اُسنے دیکھا اور از سر تا پا عمرو پر نظر کی نگاہ اول پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے اور ایلچیون کے ہمراہ آیا ہے دستبرد کیا چاہتا ہے چنانچہ اُسنے پہچان کر جام شہزادہ کے ہاتھ سے لیا اور خواجہ کو دیا کہ اے پیر ساغر پیلے تو پی پھر اور کو پلانا خواجہ نے اسکے ہاتھ سے پیمانہ لیکر اسکو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چھریرے

بدن کا انسان پایا کہ کمند بازوون سے باندھے فلاخن سر سے لپیٹے تو ڑا پتھر کا لٹکائے باندھ پاسے عیاری
سے درست نہایت چالاک وچست ہی لعینہ میرا فرزند معلوم ہوتا ہے میرے لڑکون سے بہت مشابہ مفہوم
ہوتا ہے غرضکہ جب اُسنے جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اُسکی نگاہ بچا کر ایک تماسا گرہ سے نکالا و دینا سا دافعہ داروئے
بیہوشی تھا چاہا کہ اُسکو شراب میں ملا کر جام کو دے مگر چالاک بہت ہوشیار تھا اُسنے تماسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا
عمرو سمجھا کہ لعینہ میرا لڑکا ہی کیا اب ہنسی کو بھی گرفتاری دینا چاہتا ہے یہ سمجھکر ذرا جو ہاتھ کو گن دیا ہاتھ جو دست تھا
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا خواجہ نے ایک دھول اُسکے لگائی اور کلاہ اُسکی مع کر جست کی دیوار پر دارالامارہ کی پہونچا
چالاک دھول کھا کر منفعل ہوا تھا پکارا کہ ساحر کوئی ہی عیار ہے سحر نہ کرے میں ابھی پکڑے لاتا ہون یہ کہکر
آپ بھی دربار سے باہر نکلکر چلا الغ لینا کا شور ہوا عمرو دس ترصہ میں دیوار پھاند کر بھاگا ملازمان شاہی جو مدد کو
سپاہی پیچھے دوڑے چالاک نے سب کو روکا اور کہا دو عیار اکیلا ہی مگر بھی اکیلا ہی لڑتا رہا ہم اگر سب نے ملکر گرفتار کیا
تو فن عیاری کے خلاف ہو ایک سے ایک ہی کا لڑنا مناسب ہے غرضکہ سب ٹھہر گئے یہ تنہا عقب خواجہ چلا عمرو نے جو
اُسکو آتے دیکھا ایک سیر بھاگتے ہی میں زنبیل سے نکالکر زیر بغل چھپالی چال اس سیر کا آگے بیان ہوگا غرضکہ
اسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی میں شہر کی آیا کہ جدھر رستہ نکلتا تھا ساتھ ہی چالاک بھی یہاں
پہونچا اور للکارا کہ او ناعیار اب کہاں جائیگا عمرو نے بھی تیغ زنبیل سے نکالکر کھینچا اور نعرہ کیا کہ آ تو سہی جوانا
مرگ وہ عیار طرار لسان برق جہندہ جاہی پڑا اور تیغ مارنے لگا خواجہ نے دو ایک وار تو تیغ کا خالی دیا پھر جو اُسنے کمر
کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا خواجہ نے وہ سیر جو زنبیل سے نکالی تھی اُسکے سامنے کر دی اس سیر پر کاغذ صرف منڈھا تھا
اندر اُسکے غبار بیہوشی بھرا تھا تیغ جو سیر پر پڑا وہ بیچ سے شق ہوئی اور غبار بیہوشی میں چہرہ چالاک کا چھپ گیا
ذرات اُسکی چھینکیں اُسکو آئین اور بیہوش ہوکر گرا اُسنے سر میں اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگاکر اُسکو
شکل اپنی صورت کے بنایا اور آپ تجزہ طلب کرکے اُسکی ہی صورت بنا اور اُسکو اسی طرح بیہوش مشکین باندھکر
دوش پر لادکر دارالامارہ میں سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا اُسکو ستون بارگاہ سے باندھکر
ہوشیار کرو اُسنے کہا اُسکو ہوشیار نہ کرائیے ورنہ بڑا فتور کریگا آپ جب بزم عیش سے اُٹھیے گا اُسوقت اُسکو ہوشیار کرکے
قتل کیجیے گا شہزادہ نے کہا بہتر ہے اُسنے ستون سے اُسکو اسی طرح بیہوش باندھ دیا اور شہزادہ سے کہا ان نمکیون
کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ عیار چلے آئے ہیں آپ ساقیون اور فراشون خدمتگارون وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے
نکلوا دیجیے اور میخانہ میرے سپرد کیجیے تاکہ میں شراب لاؤن مبادا عیار رنگ دین تو بڑی ذلت کا سامنا ہو
شاہزادہ تو اُسکو اپنا بھائی جانتا تھا اُسکے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دیدیا وہ تو باہر نکلگئے اور اُسنے
میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب جو پہلے کی تھی اُسکو بظاہر علیحدہ کردیا کہ یہ شراب ہے لیکن وہ سب بیہوشی آلود تھی کچھ ایسا
پھیر بدل کیا کہ اسی شراب سے ساغر بھر کر شہزادہ کو دیا اُسنے پیک جرعہ دکشید کیا پھر تو سب انجمن کو وہی شراب
پلائی ہر ایک پر کچھ دیر میں بیہوشی چھائی گرمی جو معلوم ہوئی اُٹھکر ٹہلنے کا ارادہ کیا تھا کہ بیہوشی کا ایسا لگا کہ

اور منہ سے منہ گرے لمحہ بھر میں تمام محفل بیہوش ہو گئی عمرو نے پہلے ذوفنون کو جو ایلچی شاہ کوکب کا ہو اٹھا کر زنبیل میں
رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر جاپک کو ہوشیار کرکے سلام کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا پایا اور
رنگ محفل نہ پایا سمجھا کہ عمرو وبلائے بد ہے وہ تحیر غالب آیا غرض تا دیر پیچ کھا کر چپ ہو رہا اور عمرو نے اسکے جلانے کو پہلے
لوٹنا شروع کیا جہانگیر کو زنبیل میں نہ رکھا تمام دربار کے کپڑے اتار لیے ملک خورشید کا تاج لیا اسی طرح
یہ لوٹ پڑ پڑا اب اور ماجرا سنیے یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اسکو ہوا کہ
دیکھوں جہانگیر آتا ہے یا نہیں اسی تردد میں آخر اسکو تاب نہ رہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا
یہاں عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار بیہوش ہے اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہے ایک عیار ستون سے بندھا ہے بس یہ
دیکھتے ہی اسنے کہا کہ وائے مردیم اسے بڑا غضب ہوا عمرو ملک خورشید میں پہنچ گیا سب کو قتل کیا چاہتا ہے یہ کہکر
چاہا کہ کسی ساحر کو اس طرف بھیجے پھر سوچا کہ جبتک کوئی جائیگا وہاں خاتمہ ہو جائیگا تو آپ چل پس اس اضطرار میں کچھ کسر شان
پر بھی دھیان نہ کیا کڑکڑ کرتا اڑا اور از بسکہ یہ بادشاہ طلسم ہے بہت جلد راہ طے کرتا ہے سوقت یہ وارد بارۂ خورشید
پر آکر چمکا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹ کر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اسکے آنے سے برق شعلہ بار چمکی رعد
گرجا عمرو نے سمجھا کہ مقرر کوئی آفت آئی بس بہت جلد گلیم اوڑھ کر گم ہوا اس عرصہ میں شاہ جادوان دربار میں اتر کر ہوا سے
آیا اور ابر سے مینہ برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھ کر جامہ خانہ میں جا کر لباس پہنا سرداروں نے
پوشاک منگوا کر زیب تن کی ادھر شاہ جادوان نے جاپک کو ستون سے کھولا ملک خورشید افراسیاب
کو پہچانتا تھا اسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا آپ باادب تمام زیر تخت بیٹھا شہزادہ جہانگیر سے کہا بابا اٹھو شہنشاہ
کو تسلیم کرو نذر دو زہے نصیب ہمارے جو حضور تشریف فرما ہوئے شہزادہ اٹھ کر رسم تعظیم بجا لایا افراسیاب نے فرط شفقت
سے پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور کہا کہ اے شہزادے تم نے اس دزد مکار کو دیکھا اگر میں اسوقت نہ
آجاتا تو وہ سب کو ہلاک کرتا اسی طرح اسنے میرے تمام طلسم میں تہلکہ ڈال رکھا ہے اب تم کو لازم ہے کہ میرے ساتھ
چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہے اسکے طلسم کو توڑ دو تم اسکے مقابلہ کو جاؤ اور میں اور باغیوں کا خاتمہ کردوں
اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئیگا اگر تم اسپر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان تمہارا ہے خدایا مجھے
کو تمام دنیا سجدہ کریگی تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ کا زمانہ پھر تسخیر ہوگا خداوند یا خطرہ پیغمبری کا دینگے سپہ سالار
قدرت خطاب عنایت کرینگے لشکر ملائک خداوند تمہارا مطیع ہوگا میں جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا آیندہ تمہیں اختیار ہے
جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا اسنے جواب دیا کہ اے شہنشاہ میں ملک کوکب میں گھس کر
اتنی تلواریں مارونگا کہ ندیاں خون کی بہا دونگا اور اس نا عیار کو وہ سزا دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا یہ کہہ کر ایلچی کو کوکب
تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیوں لایا ہر چند کہ ایلچی کو قتل کرنا زیبا نہیں لیکن اس شرارت کی سزا دینا ضرور
ہوا غرضکہ بہ ہنگام تلاش مہرخ وکوکب سفیروں کو نہ پایا ان کے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ابھی ہمارے ملک سے
نکل جاؤ اور تحائف بھی پھیر لیجاؤ اور کہدینا اپنے مالکوں سے کہ ہم آتے ہیں ہوشیار رہو وہ سب تو بے نیل و مرام پیام

لیکر بیٹھے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے افراسیاب کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ عمرو اور برق اندر دارالامارہ کے نہ آسکے سحر ایسا تھا کہ جب قصد اس طرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہوجاتے ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوئے حال انکا بیان ہوگا یہان جام ارغوانی کا دور چلا کیا ناچ ہوا اغذیہ لطیف سے نعمت خانہ آراستہ کیا گیا ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا بزم جمشید کی کوئی انجمن یہ رشک آتا تھا راجہ اندر کا اکھاڑا جمع تھا کہ

ابیات

دیوانہ ہر پری دل زار
تعریف ہے جسکی بات باہر
نغموں میں شراب کا اثر تھا
قلقل کی صدا کے کان طالب

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
پروانہ ہر چراغ رخسار
آغاز ہوا وہ نغمۂ تر
جو بزم میں تھا وہ بیخبر تھا

حسین کہ یہ ساز تھا یہ سامان
اللہ رے جوش نغمۂ تر
بیخود ہوئے سُن کے سب برابر
شیشوں کا تھا اشتیاق غالب

ایک دن اور شب بھر جلسۂ دعوت رہا جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برآمد ہوکر مہمان کاشانۂ سپہر ہوا اور بزم شبینۂ انجم برخاست ہوئی کہ بیت دُنیا مین ہوئی جو صبح پیدا خورشید فلک ہوا ہویدا + افراسیاب وہان سے رخصت ہوا جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کرکے مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہ جادوان یہ خردہ سنکر شادان و خندان کنان اُڑکر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیتا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے غرض چند عرصہ مین یہ تو باغ سیب مین پہونچا اور آتے ہی نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ اے خاتون پسندیدہ مابدولت لشکر ساحران ہمراہ لیکر بمقابلہ تمہارا ان تم آؤ اور بارگاہ زرلفتی طلسمی ساتھ لاؤ آرائش و زیبائش انجمن عشرت دہ چند ہوتا کہ ایک مہمان بہتر از دل و جان آتا ہے وہ محظوظ و خرسند ہو ہم بھی تمھارے پاس لشکر مین آئینگے اور حسن انتظام تمھارا ملاحظہ فرماکر خلعت سرفرازی تمھین پہنائینگے یہ نامہ طائر سحر جب ملکہ مذکور پاس لایا اُسنے گنبد نور سے چلنے کا سامان کیا مع معبود صورت نگار وابرق و سرمایہ و شکوہ زرین تاج وغیرہ سرداران لشکر و ارکان سلطنت کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت بحشم و خدم صفا طلسم سے باہر نکلی اور دریائے خونزدان سے اتر کر جس مقام پر کہ پہلے اُتری ہوئی تھی اُس جگہ فروکش ہوئی لشکر بستہ رنگین حصار جوالی مین میدان رزم کا فاصلہ دیکر اُترا ناقوس اسقدر بجے کہ چرخ کے دور مین صدا گونجنے لگی گھنٹے بجتے تھے کہ فلک مختلج مزاج کا دل دھڑکتا تھا طائران سحر اسقدر اُڑتے تھے کہ زد سے ہوا کا لاتھا شعلہ ہائے آتش ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جلکر بشکل آبلہ تھا خیام و خرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا کثرت لشکر سے ارض وغیرہ مین زلزلہ تھا ترسول اور ستیول اس زیادتی سے زمین پر نصب تھے کہ پشت ارض خاردار تھی فلک ستمگر نے یہ پھل زمین کو دیئے کہ گشت عالم مین تیغ و خنجر کے پھل پیدا ہوئے تھے روح رستم و سلم خوف سے زمین مین پنہان تھی ہلچل پڑی تھی آفت بے پایان نایان گھوڑون کے ہنہنون سے فیلون کے چنگھاڑنے اشتردن کے بلبلانے سے دشت و کوہ گونجتا تھا یہ عالم ہو رہا تھا کہ موجب بیت جو حیرت بیا مردان رزمگاہ + بچرخ اندرون مہر گم کردہ راہ مختصر یہ کہ عسکر سعادت اثر جب اُس دشت مین خیمہ زن ہوا طائران سحر نے یہ

خبر ملکہ مہرخ خوش سیر کو بھی ہو پہنچائی کہ حیرت فوج لیکر پھر مقابلہ میں آئی اس حال کو سنکر عیاران نامور کیفیت دریافت کرنے کو روانہ ہوئے اور مہرخ نے تمام لشکر کے افسرون کو حکم ہوشیاری کا دیا طلایہ لشکر کا بہت زبردست مقرر ہوا بازارون میں ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا ادھر عیار یعنی جانسوز و ضرغام صورتین بدلکر خادم و فراش بنکر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جادو نے بعد اترنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت زرین کو لکھا کہ اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ میں حاضر ہو کر باغیون سے لڑی تھین جب بہ ظفر یاب نہوئین تو اپنا لشکر لیکر وادی طلسم میں چلی گئین لشکر تمہارا مور و ملخ سے زیادہ ہے اس لشکر کی نسبت میرا ارادہ یہ ہو کہ بہ استقبال جہان عزیز شہنشاہ خوش اقبال بلاؤن پس بمجرد دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے پھر حکم لشکر کشی دیا ہو اور ساحران نامی کو طلب کیا ہے یہ نامہ ہو کا چلا لیکر گیا صنعت لشکر لیکر وادی گنبد نور کی طرف چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ تیار کر رہی تھی حال اس سحر کا انشاء اللہ مذکور ہوگا چنانچہ جب اس مخدّرہ کو نامہ ملکہ طلسم ہوشربا پہنچا سحر ہفت بیضہ درست ہو چکا تھا پس نامہ پڑھکر حکم کوچ دیا اور آپ بھی بصد جاہ و حشمت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ ملحق لشکر حیرت ہوئی فوج کو اس لشکر سے علٰحدہ اتروا کر آپ خدمت ملکہ مسطور میں آئی ملکہ نے بنابر حکم شاہ جادوان بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ میں استادہ کرائی جس کے سامنے دریا بصد آب و تاب موجزن تھا کنارے کنارے اُس بحر کے: دشت عشرت بخش تھا لب دریا فرش پر تکلف بچھوایا جا بجا سر بلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان گلبدن شراب زعفرانی کے جام و سبو لیکر وہاں ٹھہرے رامشگران قمر پیکر ساز عشرت انداز و طرب خیز ساتھ لائے بارگاہ کے سراپچہ اٹھوا دیئے بیچ بارگاہ میں ایک تخت زمرد کا بچھوایا برابر اُسکے دست راست کو دنگل یاقوت احمر کا تراشا ہوا گسترده کرایا اور گرد تخت زمردین کے کرسیان طلائی جواہر کار بچھوائین اور ایک کرسی پر از نقش و نگار فیروزہ کی قریب مسند جا بک کیلیے آراستہ کرائی مخلخے ہوا کے رُخ پر رکھے گئے عود سوز و عنبر سوز سے تمام بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چرخ برین خسرو خورشید مبین کی پست تر اور بے رونق تھی انجمن کواکب کی زینت اسکے مقابلے کب لائق تھی زہے کر و فر وخے حسن انتظام کر برجیس و کیوان کی زبان ثناخوان زینت محفل پر نابیدہ فلک بلاگردان ہیبت اندیسے نہ دیکھی تھی محفل ٭ پروین کا بھی بیقرار تھا دل ٭ اس محفل کی آرائش بروقت آنے جہانگیر کے بیان ہوگی اب ملکہ طلسم تو اس آراستگی میں معروف ہے مگر جہانگیر نے بعد چلے آنے افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے اُنکے حاکمون کو نامہ روانہ کیے کہ ما بدولت بادشاہ کو کب پھر لڑا نے جاتے ہین تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلو یہ نامہ جب شاہان باج گذار کو پہونچے ہر سمت سے فوجین روانہ ہوئین یہان شاہزادہ ذیجاہ نے در خزانہ وا کیا اپنی ذاتی فوج کو آراستہ کیا کچھ عرصہ میں بارہ لاکھ کا لشکر سوار و پیدل کا درست ہوا ہر شخص بہر جنگ چاق و چست ہوا اعراب زر سُرخ و سفید کے ہمراہ ہوکے علمون کے پھریرے کھل گئے رنگا رنگ کے پرچم پر وے ہوا اُڑنے لگے رعب ہوا ایسی منقش و رنگین نظر آیا یا فلک شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا آمد سپاہ سے خاطر زمانہ پر غبار گرد لشکر سے سپہر دوار تیرہ و تار جب کارسازی

لشکر ہو چکی ملک خورشید تخت پر سوار ہوا شہزادہ کیوان کلاہ پشت توسن تازی پر بعزم رزم سازی بیٹھا
ہزارہا نقارہ بجے ساحران غدار جمشید منش سامری وش طائران و درندگان سحر پر چڑھ کر چلے جھانجھ اور نفیر بجے نالہ
نائے ترکی کا شور ہوا آمادہ سرکشی پر اہل زور ہوا علم قیر پیکر کا پھریرا سر پر ضیغم بیشۂ صاحبقرانی یعنے شہزادہ جہانگیر
لاثانی کے کھلا پس پشت شہزادہ لاکھو سواران جرار کا انبوہ اور ایک سمت مہتر چالاک صندوق عیاری پر سوار
گرد اسکے کئی ہزار شاگرد لازم عیار اکتارہ بجاتے تسلنگین لگاتے چلے آسیین ہانک کے بیچ ہوتے جاتے تھے حقہ ہا
لفظی چلتے تھے کہین میدان دھوان دھار ہوجاتا ابر چھا جاتا آسمین تجلی خنجر کی چمکی کہین مطلع صاف نظر آتا تھا
آتشین کی تیزی سے آنکھ جھپکتی ایک طرف ساحر اپنا کمال دکھلاتے تھے کف چرخ مین آگ لگاتے تھے برطرح
شعلۂ آتش چمکاتے تھے کبھی گھٹا گھور ہمارے اُٹھتی دنیا مین تاریکی بھی کیفیت دکھاتی بجلی کی چمک رعد کو
شعل دکھاتی اس بدلی مین سحر کے مور جھنکارتے پر طاؤس منقش پرند شکین سحاب پر نقش و نگار بناتے
خوش فعلی کرکے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہارین پیدا جادوگر خون کے جوبن پر دل عالم شیدا ترکان ستمگر
غارتگر جان وایمان طاؤس آنکی سواریون کے شرر افشان مختصر یہ کہ نہایت جاہ و حشم اجتماع کا کر و فر فوج
مبارزان ولشکر ساحران کا مجمع جاہ و شان سپاہ کا آوازین لگاتا

نظم

همه نامداران وگیسان بدند
سپهبد بیامد همه گرد کرد
ز دیبای رومی واز تخت عاج
ز دیبای زربفت رومی سه تخت
رکاب دراز و جناق پلنگ
عنان پیچ گردافگن و نیزه زن
خود شتی زگردون روان برگذشت

ز چین و ز سقلاب واز هند و هر
برفتند گردان بدشت نبرد
ز تیر و کمان و ز بر گستوان
ز یاقوت و فیروزه تابان سه تخت
دو صد جوشن و تیغ و بر گستوان
بباز و قوی پیکر و پیلتن
همی بود با گرز و پیلان بدشت

درآن دشت بسیار شاہان بدند
همه گنج داران گیرنده شهر
کمرہای زرین و بیجاده تاج
دگر بال و ز خنجر هندوان
ز زرین لگام و جناغ خدنگ
همان نیزه و تیر و گرز گران
سیه بود یکسر همه کوه و دشت
چنین تا جهانگیر از وہ برگذشت

اسی حشمت و تجمل سے بعد قطع منازل وطے مراحل ہمراہ ایلچی افراسیاب جادو طلسم ہوشربا میں داخل ہوئے
یہاں کے ناظم رہا لکان دربندنے حاضر خدمت ہوکر نذر دی رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم مین بھیجی
افراسیاب خبر آمد اس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے
سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو اور کوئی دقیقہ تواضع مین انکی اُٹھا نہ رکھو ملکہ نے کہ ذکر نامہ پڑھکر صنعت
ابرق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ راہ مین ملک خورشید سے
جاکر ملاقی ہوئے اور ہمراہ تعظیم بجا لائے بہت اعزاز سے لاکر داخل لشکر حیرت کیا ملکہ ذکر ہوئے طبل شادمانی
بجوائے اور خود کئی کوس تک لشکر کے پیشوائی کو آئی ملک خورشید بھی تخت سے اُترا اور ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے
اسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی بلائین لین بعد شفقت دلنواز اسکے ساتھ کا سیاہ ملکہ [illegible]

خیام و بارگاہ نصب ہوئے ملکہ اسی بارگاہ مین کہ جو پہلے سے لب جو آراستہ کرائی تھی مہمانان ذیشان کو لائی تخت زمردین پر خورشید کو بٹھایا اور زرگل یاقوت نگار پر شہزادہ کامگار بیٹھا اور کرسی جواہر آگین پر چابک تیز رفتار بیٹھا گرد تمام گردو گردن کش ساحران نامی کرسیون پر متمکن ہوئے ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جادوان کو لکھ بھیجی وہ بھی بصد بشاشت و فرخندگی ساحران عالی بیقدر کو ہمراہ لیکر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہوکر بیابان آیا اور بارگاہ مین اُسکے آتے ہی خورشید وغیرہ ہر ایک بنابر تعظیم اُٹھے تخت اپنا قریب تخت خورشید بچھایا اور اُسکو قسم دیکر بٹھایا باہم دست بوسی ہوئی پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا اس عرصہ مین جوہری قدرت نے یاقوت زرد روز کے عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا یہ نقشہ نظر آیا۔

نظم

درفرش سیمین بگسترد ماہ
آسمان گشت قندیل زرین رزرد
چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ
برافروخت شب شمع گیتی فروز

سرشام پرشے اُس بارگاہ کے بندھوا دیے گئے سامنے دریا مین کیولہاے زرین رنگ بر ناب بھروا دیے گئے ایک طرف اُسکے دریائی بہار ایک جانب کوہ صحرا تمام لالہ زار شفق دشت و کوہ مین پھولی ہوئی بہار اپنی رنگینی پر پھولی ہوئی درختون کے زرغہ مین گنبد بلور کے روشن تھے برج سنبلہ مین ستارون کے ظاہر ہوئے تھے چشم نرگس حیران تھی کہ شاہ جادوان نے یہ کیسا سبز باغ ساحرون کو دکھایا ہے زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ مفت کا جنجال سر پر آیا ہے کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے لگے جال اُن پر موتیون کے پڑے شاہد بہار کو دام مکر مین پھانسا تھا بلبل دل کو کسی گل کے پھاکر پابزنجیر کرنا چاہتا تھا کہین صحرا مین نرگس دان جواہر کے دھرے تھے کسی جا بجر مین بجرے پڑے تھے درخت جنگل کے بادلے سے منڈھے تھے ادھر بارگاہ مین چلمین ہر ایک گلدام نظر تھی پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی صحرا کی بہار قابل عش عش تھی چاندنی کا کھیت کرنا سیمین مقیش کا اڑنا مشاطہ ماہ کا آئینہ عروس بہار کا دکھانا پھولون کی خوشبو کو ڑیالے کا کھلنا موتیون کا دور تک بچھونا دشت کی بڑھی ہوئی آبرو بارگاہ مین گلرخان قمر پیکر کا جماؤ ساقیان مہرجبین کا بناؤ رقاصون کی ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھی ساقیون کی نگاہ مستی زا کیفیت دیتی تھی ابیات

بچھا تھا فرش سبزے کا زمین پر
عروسان چمن کا تھا عجب حال
عروج سرسے رفعت مین ہوئی عرش
بنا تھا درمیان دشت بنگلا
گل اندامون سے صحرا وہ چمن تھا
قیامت قہر تھا انداز اُن کا
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر
کسی کے دست رنگین مین گلابی

چمن مین بلبلون کے دل ہرے تھے
درختون پر پڑے موتی کے تھے جل
پھلے تھے نخل شب مین گیا تارے
کھلا گرد اُسکے تھا پھولون کا جنگل
متاع حسن سے تھین سخت مغرور
بلائے جان تھا عشوہ ناز اُنکا
کوئی دست نگارین مین ہے جام
بنی تھی مے سے برج آفتابی

شگفتہ گل تھے سب جامہ سے باہر
مثال جام مستی مین بھرے تھے
زمین پر چاندنی کا بچھ گیا فرش
سراپا نور کے وہ بیل تھے سارے
ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا
سمجھتی آپ کو تھین غیرت حور
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
کوئی ہر گز کی لائی تھی بادام
کوئی لائی سلفچی آفتابہ

غزل گاتی تھی کوئی مہجابہ
ملاتی تھین جو ساز رقص دو چار
تھے اُنکے اس ہنر مین ہاتھ تیار
کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز
کیا اُس جا کسی نے رقص آغاز
ہوا محظوظ اول جلسہ سے وہ شاہ
زبان پر صاحب جاری واہ واہ
ہوئی سرشار وہ بزم طرب خیز
زبانون پہ کلام فرحت آمیز

اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ جہانگیر نے جان جنگ شاہ طلسم سے پوچھا اُسنے کہا کہ اے شہزادہ عیار دو ن
میرے ملازمون کو بہکا کر اپنا شریک کر لیا ہو انھین سے فی الحال مقابلہ ہو عیاران مسلمان بڑے قہر کے ہین
اور ہر جلسہ و ہر مقام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہونچتے مین یقین ہو کہ اس جگہ بھی موجود ہون یہ کلام سنکر شہزادہ
تو خاموش ہو رہا مگر چالاک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا یہان ضرغام و جانسوز پہلے سے آئے ہوے بیٹھے
مشورہ پذیر ہوے کہ چالاک ہمکو تلاش کرتا ہی اسیر ہمکو اپنے تئین ظاہر کرنا چاہیے ہرچند کہ ہمارے لیے قباحت
ہے پھر ہرچہ بادا باد یہ صلاح کرکے دونون نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمھاری مدد
کو موجود ہین اُسنے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہکر انکو گرفتار کرا دے پھر سوچا کہ اسوقت انکا ظاہر اپنے تئین
کرنا اپنی دلاوری کا اظہار کرنا ہو تجکو بھی اپنی جرأت اور تحمل دکھانا زیبا ہو اشارتاً انسے گفتگو رہی اُسنے
بھی اشارہ کیا کہ یہ خنجر بران میرا تمھارے ہی گردن کے لیے ہو اُن دونون نے بایان ہاتھ سے سر کرتا اور
جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے گھر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیان کھا کر تو آیا ہو اب یہان ہم پاپوش کاری
کرین گے چالاک نے اشارہ سے کہا کہ ہوشیار ہو رہو مین تمھاری بارگاہ مین آتا ہون اور یہ اشارہ کرکے
ضرغام جو خدمتگار بنا ہوا تھا اُسکو پکارا کہ ارے اب خادم میرے لیے حاضر کر ضرغام یہ سنکر فوراً آبدار
خانہ سے تھالی جوڑ مین گلاس پانی کا لگا کر اور بیہوشی پانی مین ملا کر سامنے لایا چالاک نے وہ گلاس لیکر لبون سے
لگایا منہ مین سفوف بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا
کمر سے نکالکر کہا اے خدمتگار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہی کہ اسمین سے خوشبو آتی ضرغام نے اُسکو بیضہ
نکالتے دیکھکر ایک بیضہ بنگاہ اُسکی بچا کر چکن کی آستین مین رکھ لیا جب اُسنے بیضہ دیا اس ترکیب سے
بچالاکی لیا کہ اُس کا بیضہ تو آستین مین چلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا ہاتھ مین آگیا پس اُسی کو
ناک پر رکھکر کہا واقعی حضور اس مین خوشبو مثل مشک کے آتی ہے بیضہ نہین مشک نافہ ہے اور وہ
عجب جانور ہے کہ جسنے یہ انڈا دیا ہے لیجیے لیجیے آپ پھر سونگھیے یہ کہکر جب اُسنے ہاتھ پھیلایا اُسنے
سبکی سے ہاتھ کو گردش دیا کہ اپنا بیضہ آستین مین گیا اور جو اُسنے دیا تھا وہی بیضہ پھر ہاتھ مین آگیا وہ
اُسکے حوالہ کیا اُسنے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی ناک کو تھاما یعنی چٹکی مین عطر دافع
بیہوشی تھا وہ ناک مین مل لیا پھر اُس بیضہ کو سونگھا اسطرح بے مزہ کنایہ اس سے اور دونون عیارون نے عیاری کی
ہوئی آخر بادشاہ طلسم سے کہکر اُٹھا کہ اے بادشاہ مین جاتا ہون اور سر آپکے دشمنون کا کاٹ لاتا ہون
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا ضرغام و جانسوز بھی وہان سے اپنی بارگاہ مین آئے اور حال دعوت

جہانگیر بیان کیا اور کہا سب سردار بہت ہوشیار رہیں کہ چالاک نے دعوی عیاری کا کیا ہے یہ ماجرا سنکر
فرخ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ میں بھی جلسۂ رقص و سرود آغاز ہو اسلیے کہ شاہ طلسم ہمکو آمد ورشید
سے خوفناک نہ جانے پس بنابر ارشاد ملکہ خوش نہاد سامان عشرت و نشاط مہیا ہوا ساقیوں نے ارباب
محفل کو مست ولایعقل بنایا مغنیوں نے بزم جمشید کے کو خجل کردیا عیار بھی دونوں شریک صحبت رہے
اسوجہ سے کہ محافظ انجمن رہیں یہان تو یہ کیفیت ہو مگر چالاک جو بارگاہ سے نکلکر چلا اپنے لشکر میں جو خیمہ کہ برلب
استر جست آراستہ اپنے واسطے کرایا تھا اسمیں آکر چند شاگردوں کو بلایا اور کہا اسطرح کا اسباب جنگل میں مخفی لیجاؤ
شاگرد اسکے بموجب حکم عمل میں لائے اور یہ آئینہ سامنے رکھکر صورت بدلنے لگا ازبسکہ خوردسال ہو رخ زیبا
نرم و نازک بدن رکھتا ہو زن حسینہ و جمیلہ کی شکل پر بنکر تیار ہوا کہ کاکل مشکین اسکی جو دیکھے جینا وبال ہو سودا
زدۂ محبت مثل طبیب ٹھہرے پری کا سایہ مثل زوال ہو چشم فتنہ زا کو جو نظر کرے گردش لیل و نہار کا ابرا کھلائے
آرام و راحت آباد شہر مرآشوب اسکو نظر آئے آتش شفق و رنگ فلک کے نیچے سلگا کر سنبلہ کی بالی کا کیوڑا اگر کھینچے جب
بھی عرق جبین کے برابر نہ ہو سکے مژگان وہ تیر جانستان کہ تیر آسمان تیج و قوس کو با ہمہ مہندلی سینہ سپر بنا ہو خنجر
ابرو کو یاد کرکے بہرام گردون تھرتھراتا ہو روئے خورشید ضیا کے روبرو آئینہ بھرتے شرماتا ہو گوہر شب چراغ جو بہت کم ہوتا ہو
یہی سبب ہو کہ اسکے رخ انور سے منفعل ہو کر بطن صدف میں منہ چھپاتا ہو اپنی آبرو بچاتا ہو لالہ و گل جو گلشن عالم میں خستین
کفن ہیں اسکی رخسار کے کشتہ جو بن ہیں یاقوت رمانی وہ لب لعلین جو دیکھے رشک سے ہیرا کھالے غنچہ پہلے منہ تو جائے
جب وہ منہ تنگ کے مقابل آئے گلوسے نازک صباحت میں بیاض سحر کو غلط کرے خامہ عنبرین کا نقطۂ برد دیدۂ
ساکنان جنان کا حوروں سے دل کاجائے سینہ بروۂ دھری بھری چھاتیاں بجلی کیلی سنت عاشقوں کی آنکھوں نے
جان لی جی کی مراد کلی تھی دلکا جو صدف نکالا تھا حسن کا گنجینہ تھا دل عشاق گرد آبلے تھے وہ حباب بحر حسن میں آنکھ کو حکم لیجے لب
بلور نہیں نہیں چھپا رہو کمر بال عنقا نان عقدۂ بستۂ زانو باوقت دلبری خوبی میں طاق پائے رنگین بہتر از شفق جیسے بریں سر پا
حسن کا نقشہ جاہت کی صورت خوبی و محبوبی کی مورت ہر سرا پنی نقش بصد ادا نا بابی کر بسانی اسیر صدقہ ہونے آئی

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آئے
جاں کالبد صورت دیوار میں آئے

سایہ کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر
تو اس قد دلکش سے جو گلزار میں آئے

اے چشم فسون گر کا اگر پائے اشارہ
طوطی کی طرح آئینہ گفتار میں آئے

جب اس صورت خوب اور طرح محبوب سے درست ہو چکا زیور جواہر پر جسم پر مزین کیا کہ بموجب نظم

الماس کی بالیاں منگا کر
کانوں میں گر لگا کے پہنے
زیور سے جو لی وہ منہ کا بینی
[illegible]

بالی لے وہ کانوں سے لگا میں
جھمکے کو لگا ہی جو افشان
جو مرصع سے خجل کیا عقدہ ہے دہن
[illegible]

بالوں میں پھر لگا کے پہنے
اک جا تھے نجوم و مہر و ماہ
تھی دل کی گرہ جی کے بھی پہنے
سینوں میں جو دلوں کو تھی دلی

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھ کر پوشیدہ صحرا مین آیا یہان شاگرد اُسکے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندون
کی ایسی بنائے تھے گاڑی کے جوے مین ٹاٹ خرجی کی طرح بندھا تھا اُسمین طبلے بستی مین بندھے رکھے تھے
سارنگیان غلاف چڑھی منھ اُنکے ٹاٹ سے نکلے ہوئے رکھی تھین سازندے دو گاڑی کے اندر بیٹھے ہوئے یہ بھی
آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا گویا گردون پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا ایک عیار گاڑیبان بنا تھا اُسنے بادھی
بیل پر بار کر دُم اُنکی دبائی ٹمسا ٹمک کی صدا دی گاڑی چلی سازندے نے کان پر ہاتھ رکھکر تان لگائی + جات
نگریا مین بھولی ڈگریا + گاتے روانہ ہوئے اور وہان سے چلکر لشکر مہرخ مین آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ماہ
اُتر ہی لشکریون نے جو اُسکے حسن خوب کو دیکھا آوازے کسنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کچھ نوجوان
ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے کہ بیت دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا + موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی +
کوئی کہتا تھا کہ بیت بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ + جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بناتی ہوئی خیمہ کو دریافت کرکے کہ جہان داروغۂ ارباب نشاط
تھا آئی داروغہ نے جو اُسکا حسن صبیح دیکھا نقد ہوش رونمائی مین دیا خیمہ مین لیجا کر بٹھایا بڑے تپاک سے
حال استفسار کیا اُس رنگین بیان نے اٹھلا اٹھلا کر توسن ناز کو عرصۂ تقریر مین جولان کیا کہ ہم لوگ مجرائی
ہین آپکے پاس آئے ہین کہ دو پیسے آپکی وجہ سے ملجائین یہ کہکر آنکھون کو گردش دی سسکی بھری اور کہا
بستر پر جاتے ہین داروغہ شیفتۂ آن و ادا تھے گویا ہوئے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجیے کچھ دیر جلوہ گری
فرمائیے اُسنے ہنسکر کہا چہ خوش آپ تو بہت جلد مزے مین آگئے اے میان مین ایسی بیکار نہین نہ ایسی اوباش
ہون جو تمھین دیکھتے ہی پھسل پڑون اور پہلو تمھارا پہرون گرم رکھون داروغہ نے کہا ہائے تمھارے وعدۂ
وصل ہو جائے تو ابھی تمھارا مطلب بھی بر آئے اُس شوخ نے ہنسکر انگوٹھا دکھایا اور کہا اپنا منھ بنواؤ یہ منھ
اور مصالحہ مین اور تمھارے قابل لیجاؤ جاؤ میرا کام کرلاؤ بہت باتین نہ بناؤ داروغہ ان باتون سے بیقرار ہوے
اور سمجھے کہ یہ راضی ہے بس اٹھکر دربار مین سامنے مہرخ ذی تبار کے آئے اور عرض کیا کہ ایک طوائف
ایسی ناچنے اور گانے والی مین نے بہم پہنچائی ہے کہ حضور دیکھینگی تو فرمائینگی کہ زہرہ فلک سے اُتر آئی ہے ۔
عیارون نے یہ سنکر کہا نئے آدمی کو دربار مین آجکل رسائی نہین داروغہ نے عرض کیا حضور مین اُسکو مدت سے
جانتا ہون مجھسے اُس سے عرصہ دراز سے رسم و راہ ہے مین خود آجتک یہان نہ لایا تھا اب اُسکا بھی حضور کی
حاضری کو بہت جی چاہا تو مین نے اُسکو لانا چاہا یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ اگر تم اُس سے واقف ہو تو کیا مضائقہ ہے
لے آؤ داروغہ اجازت پاکر ٹہلتے ہوے خیمہ مین آئے اور کہا لو اے جان من ہم تمھارا کام کر آئے اپنے بستر پر
جاکر سازندون کو لاؤ اور سرکار مین چلو وہ نازنین یہ سنکر وہان سے [illegible] آئی اور اپنے سازندون کو
ساتھ لیا گاڑی ہنکوائی اور سب سامان ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین ہمراہ داروغہ گئی اہل دربار نے
جو اُسکی صورت پُر فریب کو دیکھا فریفتہ ہوے اور ایسی شکل بنائی تھی کہ ہر شخص [illegible] نظر عیاری [illegible]

مگر نہ پہچان سکا اور اس زہرہ جبین رقم بیگ نے اس طرح ہنر اپنا جتانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہے کہ ابیات

وہ ارباب عشرت کا آپس میں مل
ملے سُر طنبوروں کے بایکدگر
کھڑے ہو کے دو گھونٹ حقہ کا لے
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
بنا کنگھی اور کرکے ابرو درست
یکایک وہ صف چیر آنا نکل
ادھر اور ادھر رکھ کے کاندھے پہ ہاتھ
سجائی ہوئی چاند سی صورت ایک
اٹھنا وہ ٹھوکر کو دے دیکے تال
کہ تیورا کے عاشق گرے شوق سے

بجانا گھڑے راگ کا دے کے دل
اُدھر کی تو یہ گت اور اُنکا بھاؤ
چبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے
اُلٹ آستین اور مُہری کا چاک
جھٹک دامن اور رہ کے چالاک و چست
پکڑ کان اور گھونگھرو کو اٹھا
چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ
کبھی ناچنا اور گانا کبھی
وہ بوٹا سا قد اور کھروے کی چال
خوش آوازیوں سے وہ گانا خیال

وہ ایمن کی تانیں اُدھر اور ادھر
ادھر اوٹ میں نالکہ کا بناؤ
انگوٹھی کی لے سامنے آرسی
نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
دوپٹے کو سر پہ اُلٹ اور سنبھل
پہن پانوں میں اپنے سر سے چھوا
فتح چند کے ہاتھ کی مورت ایک
رجھانا کبھی مسکرانا کبھی
کبھی گھمٹ سری ناچنا ذوق سے
دکھانا ہر ایک دم میں اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل محو ہوگئی اور ہوش بجا نہ رہے اور ضرغام تو ایک جان کیا ہزار جان سے اُسپر شیدا ہوا بعضوں نے اس مقام پر بیان کیا ہے کہ چالاک طلسم میں آچکا ہے اور اسی سے اس عیار سے عیاریان ہوتی ہیں اور اوسی وقت اُسکی صورت سے فریفتہ ہوتا ہے اس حقیر نے چالاک فرزند رشید عمرو کو کہ بجا ئے عمرو ہے اس ہیچ کرنے سے دھوکا کھانا نا مناسب جانا اور اُسکی شان کے خلاف تھا کہ وہ اُسکو پہچان نہ سکتا پس ضرغام کے نام پر اس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو کہ صاحب فقرے حال جہانگیر نہیں لکھا ہے بلکہ یہ ٹکڑا میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستانگو ہیں اُنھوں نے بیان کیا تھا اپنی طبیعت سے اُسکو داستان کہنے والوں نے پسند کرکے محفلوں میں قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سنا پس میں نے بخیال اسکے کہ ناظرین میرے کلام کے بھی اس داستان سے حظ اٹھائیں و نیز کوئی یہ نہ کہے کہ اتنا مضمون ہمنے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا اس کتاب میں وہ نہیں ہے کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہو چکی تھی آمدم بر سر مطلب جابک ایسا گایا اور ناچا کہ ارباب محفل کو محو کردیا اور ضرغام اُسکے عشق میں بے آرام ہوا سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زر و جواہر انعام میں دیا اُسنے عرض کیا کہ میخانہ اگر میرے حوالہ ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤں بادۂ عشرت و سرور سے ہر ایک کو محو بناؤں اس نشئہ ترنگ میں انجام کار کا خیال کسی نے نہ فرمایا میکدہ کا مختار اسے بنایا اُس نے شراب کو پیمانہ و ساغر میں ہیر پھیر بدل کرکے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا ہوا ساغر شراب سب کے سامنے لے گیا ہر ایک اُسکی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر میں رنگ بادہ خواران خراب نظر آیا از بسکہ اہل ظرف تھے بس سب سے جوتی لات لڑنے کی نوبت نہ آئی ہر چند ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکے بیہوش ہوگئے عیار نے رندکو رنے تکمہ دردبار کا میں جا کر دیا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر مہرخ و بہار وغیرہ جملہ سرداروں کا جدا کرون لیکن خلاق عالم حافظ حقیقی ہے

مستر قران جو ہمیشہ صحرا مین رہتا ہے اور بارگاہ مین کبھی کبھی آتا ہے اسوقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب پہونچا سناٹا نظر آیا کسی کو اندر بارگاہ کے بولتے نہ سُنا حیران ہو کر سراچہ چاک کر کے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سردارون کو قتل کیا چاہتی ہے اس حال کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہے پس اسنے سراچہ پھاڑ کر اندر قدم رکھا اور نعرہ شیرانہ کیا کہ باش او طفل بے ادب چالاک نعرہ سُنکر ٹھٹکا اور اُسکی جانب اُسنے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری و جامہ مکاری آراستہ دیکھا کہ چالیس من کا بغدہ تانے ہوئے میری جانب آتا ہے یہ دیکھکر اُسنے چاہا کہ مین جست کر کے نکل جاؤن لیکن قران کب جانے دیتا ہے بسان برق چالاک کے اُسکے قریب پہونچا اور چاہا کہ بغدہ مارے اُسوقت شاہ جادوان نے بھی عرصہ ہونے سے عیار مذکور کے جانے مین بزور سحر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے پس اپنے مقام سے اتنا جلد اُٹھکر سحر سے یہان آیا کہ قران کے زیر بغدہ چالاک تھا اُسنے پنجہ بنکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیا اور اُٹھا کر بلند ہوا مستر قران اُسکے آنے سے پہلے تو جست کر کے سراچہ فراز گیا پھر بارگاہ مین آکر پانی چھڑک کر سب کو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہکر ضرغام اور جانسوز کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اسی منھ پر نام اپنا عیار رکھا ہے بیٹھے سنخاسے نالائقان اس بیجزنی سے تو تمہارا مرجانا اچھا ہے کہ ایک لونڈے نے تمھین فریب دیا غرضکہ بہت کچھ بُرا بھلا اُسنے دونون کو کہا اُنھون نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاران اسلام ہے کچھ جواب اُسکو نہ دیا گردن جھکائے چپ سنا کیے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت و انتظام بخوبی کر کے اپنا بدلہ لینے چلا اس مقام پر داستان گو کو اختیار ہے جسقدر چاہے عیاریان ضرغام و چالاک کی بیان کرے مین نے بسبب طول ہونے داستان کے نہین بیان کین حاصل مرام کبھی چالاک نے ضرغام کو دھوکھا دیا تو جانسوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اُسکو گرفتار کیا تو افراسیاب آکر چھڑا لے گیا ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہوا اسی دوا دوش مین وہ شب جلسہ عشرت و مسرت بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گردی جسم پر سے اُتارا اور ساقی روز نے شراب سرخ شفق پیمانہ سحر مین بھری نظم

کہ جب چمکا جمال مہر ہر سو	نظر آنے لگے رخسار و پہلو
زمین پر آسمان تھا نور افشان	فروغ صبح سے تارے تھے پنہان

صبحدم افراسیاب نے چالاک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب تم چند سے آسودہ ہو مین جو تجویز کر چکا ہون اُس فکر کو پورا ہو لینے دو پھر عیاری کرنے جانا عیار مذکور نے کہا بہت اچھا اور در مجلس نشاط مین بیٹھا شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ مین نہ آنے پایا جب ارادہ یہان آنیکا کیا چادر سیاہ سامنے آنکھون کے پڑ گئی راہ نہ سجھائی دی عیار ناچار اپنے لشکر کی حفاظت مین مصروف ہوے کہ بموجب ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان * شاہ طلسم نے بعد انسداد راہ عیاران رات سے بہتر جلسہ عشرت آراستہ فرمایا وہ صبح کی ہوائے سرد وہ جنگل کی کیفیت وہ طائرون کی زمزمہ سرائی آفتاب نے یاقوت زرد تمام عالم مین بچھایا تھا زمرد سبزہ اخضر نے ظلمت کدہ عالم فیروزہ گون بنایا تھا گلہائے خودرو صحرا مین کھلے تھے چرخ زبرجدی کے ستارے اُن کے سامنے ماند ہوے تھے تارے تو چھپے تھے یہ ستارے نکلے ہوے تھے دربار مین

طرح طرح کی بہارین پیدا دل اہل انجمن حسب مرشد قلب کو سرور آنکھون کو خنکی حاصل دامن کہسار مین پھول بھرے ہوئے دامن
گلچین جیب کے مقابل خجل بارگاہ مین مجمع حسینان صبوحی کا دور چلنا رقص بتان بھیرویں کی تانین نرگس مست گل
پیرہنان کا خمارین ہو کر ہنگام گردش جام مے رنگین کی گردش دکھانا نیند کے سبب نیچی نیچی نظرون کا اونکی دل لبھانا نظم

گلابی رنگ چھایا بام و در پر
ہزارون تھین بہارین وان نمودار
ٹپکتا تھا لب مینا سے قطرا
وہ رشک مہر روے نازنینان

شفق نے روشنی بخشی نظر مین
ہواے سرد عطر آمیز آتی
کر تھا گلگون لباس جام و صہبا
صداے نغمۂ خوشردیون کی آواز

نظر پہونچی جو سوے شاخ و اشجار
کلی پھولون کی تھی جوبن دکھاتی
وہ بزم عیش و رقص مہ جبینان
دف و چنگ و سرود مطرب ساز

اسی حالت سرخوشی و عین مستی مین شاہ جادوان نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرما کر ایک نامہ بطور عرضی کے
نہایت ادب کے ساتھ ملکہ تاریک صورت آتش کو لکھا یہ ساحرہ حجرۂ ہفت بلا کی ایک بلا ہے کہ دوسرا حجرہ
اسی کے نام پر ہے اسکا ذکر آنا بروقت کھلنے حجرہ ہاے مذکور کے بیان ہوگا خداوند کریم لشکر اسلام کو اسکے شر سے محفوظ
رکھے یہ بلا حجرہ سے نکل کر جمشیدی آلاؤ پر آکر رہتی ہے کہ جس آلاؤ کو پانچ کوس کے گرد مین بنایا ہے پانچ کوس تک
آگ بھری ہے زمین برنگ آتشخانہ دہکتی ہے صحراے محشر سے زیادہ ترگرم وہ مقام ہے اسی آتشکدہ مین یہ بلا رہتی ہی
شاہ طلسم کو اسنے دودھ پلایا ہے بادشاہ اسکو اپنی مان سمجھتا ہے اور نہایت ادب کرتا ہے اور وہ بھی اپنا فرزند
جانتی ہے اور شاہ مذکور کو اور کوکب کو بہت دنون سبق سحر کا پڑھایا ہے ان دونون کا رتبہ وہ کچھ نہین جانتی
چھوکرا سمجھتی ہے خلاصہ یہ کہ افراسیاب نے نامہ مین یہ مضمون درج کیا کہ اے مادر مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے
فرزند کو نمکحرامون نے بہت ستایا ہے ملک مال چھین لینا چاہا ہے اور انھین کور نمکان کا شریک کوکب بھی ہوگیا ہی
مجھ سے کئی بار آکر لڑ چکا ہے چنانچہ مین نے اسکا طلسم بھی باطل کرانا چاہا ہے اور طلسم کشا بجستجوے تمام ہاتھ آیا ہے لوح
اسکے طلسم کی میرے قبضہ سے نکلگئی ہے اگر طلسم کشا کے نصیب مین فتاحی اسکے طلسم کی ہے تو لوح اسکو دستیاب
ہوجائیگی لیکن مادر گرامی کی شفقت بے پایان سے یہ چاہتا ہون کہ راستہ اسکے طلسم کے مرحلون کا اور جس مقام پر
کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اس گل کے حاصل ہونیکا مفصل مجکو تعلیم فرمایئے تاکہ یہ فرزند آپکا جور عدوان سے
رہائی پاکر اپنی مراد کو پہونچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اس عریضہ کے قدمبوسی کو حاضر ہوگا یہ نامہ لکھ کر بند و مہر
ایک موسیقار بنایا اور اسکے گلے مین خط باندھ کر حکم دیا کہ اسی وقت یہ نامہ جمشیدی الاؤ پر پہونچا کر جواب لانا موسیقار
پرواز کرکے روانہ ہوا اور بیابان ہستی کو طے کرکے الاؤ پر پہونچا حال بیابان ہستی اور الاؤ کا بروقت جانے افراسیاب
اور عمرو کے بیان ہوگا غرضکہ نامہ صاحب مسطورہ کو موسیقار نے لا کر دیا اسنے پڑھ کر ایک خندہ دندان نما کیا اور
الاؤ سے کچھ راکھ اٹھا کر ہاتھ سے مل کے ایک پتلی آدمی کی بنائی اور افسون پڑھ کر اسکو جاندار کیا ایسا فسون پڑھکر پتلی
سے کہہ دیا کہ آئندہ مذکور ہوگا اسنے زبان سحر سے کہا کہ میرے بیٹے کے پاس جا اور سارا ماجرا طلسم کوکب کے
مرحلون کا و گل حیات کوکب کے بیان کرنے اور طلسم کے کھولنے کا طریقہ جو کہ مجھکو معلوم ہے پہونچ اس طریقہ کو

بھی سمجھا دینا اور اگر فرزند میرا تیرے جمال پر شیفتہ ہو تو شربت وصل اپنا اسکو پلانا اسکی اطاعت مین رہنا پتلی یہ
سنکر روانہ ہوئی اور اُس نامہ کا جواب اسنے لکھکر موسیقار کے گلے مین باندھ دیا مضمون یہ تھا کہ اے برخوردار سعادت
اطوار نامہ تمھارا پہونچا حال پر تمھارے تاسف ہوا سامری تمکو خوش رکھے ہر چند کہ کوکب بھی میرا فرزند ہے مگر تمھارے
برابر اسکی محبت مجکو نہین اسلیے کہ اپنا خون ہو سا کہ تمکو پالا ہے وہ میرا شاگرد ہے گود کا پالا ہے وہ نیز بانیان طلسم نے تمھارے
طلسم کے حجرہ بلا کا مجکو مالک کیا ہے جس کام پر کہ مین مامور ہون اسکا پاس ضرور کرونگی شاگرد کا خیال نہ رکھونگی
ہان ایک مرتبہ آکر فہمائش اسکو کی جائے گی اگر آ جائے گا تو بہتری اسکی ہے ورنہ سزائے معقول دونگی تمھارے لکھنے کے
موافق ایک ساحرہ جلیلہ کو روانہ کیا ہے کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلہ جات طلسم نور افشان وغیرہ کی بیان کردیگی
مگر تمکو یہ لازم ہے کہ اس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا ایسا نہو کہ عیار یا ساحر اسکو قتل کر ڈالین اگر وہ قتل ہو گئی تو
پھر کوئی جاننے والا احوال طلسم نور افشان کا نہین ہے اور مین بھی پھر نہ بتا سکونگی واضح ہو کہ اس پتلی کے قالب مین ہم
ملعونے وہ سیر بٹھایا ہے کہ جو واقف حال طلسم نور افشان ہے اگر کوئی اس سیر کو جلادیگا تو ملک مین یہ ماجرا مذکور نہ
بتا سکیگی اس لیے اُسنے تاکید اسکی حفاظت کی نسبت لکھی اور پھر یہ لکھا کہ اے فرزند تمھاری معشوقہ ملکہ ظلمات
چہار چشم جس پر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو میرے سمجھانے سے تمھارے وصل پر راضی ہوئی ہے مگر اس شرط پر کہ وہ
سلطنت طلسم کی چاہتی ہے اگر تم حیرت کو معزول کر کے تخت طلسم ہوش ربا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر
تمھارے برج دل مین آکر منزل کرے اور شب تار ہجران کو نور ماہ وصال سے منور و روشن فرمائے اور اس خورشید
آسمان ساحری کو ایسا نہ جاننا میری شاگرد ہے سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہے پس جو کچھ تمکو اس امر خاص مین
منظور ہو مجکو اطلاع دو یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم موسیقار کو دیکر رخصت کیا کہ وہ شاہ مذکور کے پاس لایا وہ مضمون
پر واقف ہو کر بہت خوشنود ہوا اور پھر نامہ لکھا کہ مجکو بہزار جان قبول ہے کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو
اپنے قدم گلرنگ سے رشک چمن بنائے **بیت** یار آنجا و من اینجا وہ چہ باشد گر فلک ٭ یار را اینجا رساند یا برد آنجا
مرا ٭ یہ پیام جب دایہ ناکام پا چکی اُسنے ملکہ ظلمات کو کہ اسی حوالی مین رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی
اُسنے فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑے جاہ و حشم سے کوچ کیا ہنوز وہ پتلی فرستادہ تاریک بھی شاہ جادوان پاس نہین
پہونچی ہے اور یہ ساحرہ بھی رو براہ ہے مگر تتمہ حال کوکب سنیے کہ قلعہ طلسم مین بانتظار خواجہ عمر و تشریف فرما ہے
لیکن اُسکا ایک پیر بھائی برہمن رومین تن جادو نام ساحر ذی احتشام کہ سامری کو ابجد خوان اپنے دبستان کا
جانتا ہے اور شہپال و جیپال کو طفل مکتب کی طرح جلتا ہو وہ کشور سحر اُس سے ہے آباد ٭ ساحران جہان کا ہے
اُستاد ٭ وہ ملک طلسم نور افشان مین اُس کے زیر حکم ہے جو الاؤ سے جمشید کے قریب تر ہے ایک سمت طلسم ہوشربا کے
الاؤ ہے اور اُسکے آگے وہ ملک ہے جو برہمن کا دارالحکومت ہے چنانچہ پاس خاطر کوکب وہ ہر وقت تاریک ساحر کو
رکھتا ہے کہ ایسا نہو یہ بلا کچھ ضرر پہونچائے غرضکہ طائران سحر بڑے بڑے زبردست سیر جو کہ الاؤ کے گرد رہتے ہین اسوقت
سیرون نے جملہ کیفیت پتلی کے بھیجنے کی اسکی خدمت مین عرض کی اُسنے جملہ حال معلوم کرکے شاہ کوکب کو لکھا کر

اے طغرا نویس دیوانکدۂ محبت وائے املا طراز لوح الفت حقیقت حال اس تحریر سے آپ ملاحظہ نامہ
تو دو شمارہ سبق خوان کتاب کجادائی ہون کہ مجھکو کچھ صلاح کرنا ہو یہ خط بتلا جادو کا لیکر کوکب پاس گیا اُسنے نامہ
پڑھکر پروانگی اور اُسکے پاس آیا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا اور کہا آپنے گل حیات کو اپنے خزانہ مین
رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہان سے کوئی اُسکو لے دسکتا شاہ جواب دہ ہوا کہ اے برادر بیابان عجائب
بادشاہان طلسم بناتے ہین اُسمین عمدہ اور عجیب اشیا رکھواتے ہین مین نے بھی ایسا ہی کیا ہو اور صاحب حقیقت
سے وہ رکھا ہو کیون اُسکی نسبت تمہین کیا اندیشہ ہوا اُسنے سارا ماجرا تاریک کے پتلی بھیجنے کا بیان کرکے کہا
کہ جلد تدبیر کرو ورنہ پتلی حال مرحلہ جات طلسم اور مقام گل مذکور بتلا دیگی جہانگیر اُس بیتے پر چڑھ آئیگا طلسم پر
آفت آئیگی بادشاہ نے یہ تقریر سُنکر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ اے بھائی اب اُسکی تدبیر تمہین کچھ کرو مجھسے تو
کچھ نہین ہوسکتا ہے برہمن یہ سُنکر متعجب متفکر ہوا اور بعد کچھ دیر کے آرد ماش نکالکر ایک پتلا اُسکا بنایا
اور افسون دم کرکے جلایا اور ارشاد کر دیا کہ اپنے مقام پر جاکر جلد تر اُس پتلے کو روانہ کرنا کیونکہ پتلی بارگاہ فرسیاب
مین پہونچگئی ہوگی ایسا نہ ہو کہ وہ حال بیان کرچکے یہان سے اسلیے پتلا مین نے نہین بھیجا کہ شاید تاریک راہ مین
پکڑ لے پس تم اس راہ اُس کو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہین کوکب شادان و فرحان پتلے کو ساتھ لیکر
قلعہ اکوکبیہ مین آیا اور حکم دیا کہ اے سحر کے پتلے جلد جاکر تاریک کی پتلی کو ہلاک کر پتلا پرواز کرکے چلا یہ تو ادھر
سے آتا ہو مگر اتنے عرصہ مین وہ پتلی بارگاہ شاہ جادوان مین آکر پہونچی محفل عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صدائے
خلخال و پازیب کان مین آئی جھنکار گھنگرو وں کی سُنکر سب نے آنکھ اوپر کو اُٹھائی دیکھا کہ ایک تخت یاقوت
نگار پر زن حسینہ و جمیلہ سوار ہو حسن زیبائی اُسکے عجب بہار ہے زلف عنبر بیز کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر
روئے منور کے مقابل شرمندہ بدر جب بہت دل عاقل موشگافی کرے تو بالون کی صفت شاید کرسکے دیار ظلمت
مین بغیر اعانت خضر رخسار سکندر فطرت قدم نہ دھر سکے جبین روشن مطلع دیوان نور رنگ صبحان عالم غیرت
سے مقابل اُسکے کافور صفحہ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب ربانی مصداق طلوع صبح خوشنمائی وصف
ابرو مین بناشاخسانہ ہے برات عاشقان پر شاخ آہو اُسکے اشارے کا بہانہ ہے ہلال عید درد دل کی دوا
مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا پل کشتی قلزم حیات عاشقان لے تامل مژگان چشم شمشیر زنی مین طاق قبضہ مین اُسکے
جان آفاق ہاتھی بزم بیخودی ہمیشہ جان رنگین انجمن دلبری طائر ہوش کیلیے صیاد مژگان دام بردوش مرغ جان
کب اُس سے آزاد خنجر ابادا شاسہ تیز کیے خون عاشقان سرخی چشم گردن پر لیے بینی موج چشمۂ نور یا طور پر شعلہ
طور کان حسن و خوبی کی کان رخ مصفا پر قربان عاشقون کی جان دہان تنگ مثل عنقا معدوم راز نہان نقطۂ
موہوم لب را کرے کہ میم دو نیم ہو گوہر دندان نقطے بے دہن جسم ہو پابجش گردن صفحۂ سیم طفلک خورشید کو لوح تعلیم
کیا وصف اُسکا بیان ہو کہ نظم

تابع ہے ہر ایک سین خوشرو

گردن ہے صفا مین شاخ بلور
آتا ہے جھکا کے گردن آہو

پروانہ ہے جسپہ شمع کا نور
الماس تراش ہین وہ بازو

ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو　　کیا ساعد صاف نازنین ہے　　یہ سیم تو کیسہ آستین ہے
پالے سے عیان قمر کا جوبن　　فانوس مین ہے یہ شمع روشن　　کف حسن مین برگ گل نما ہے
رشک رگ گل ہر اک خط ہے　　سوئی ہے جو پشت دست تابان　　انگشت برنگ شاخ مرجان
پنجہ کو دہ نور نور جاوید　　پھر جائے کرے جو پنجہ خورشید　　القصہ وہ شاہد طرحدار
خوبان زمانہ کی تھی سردار　　لکھتا مین ضرور بیان سراپا　　پر خوف ہے طول داستان کا

وہ بانی صد جور و ستم بیرنگ مجسم تخت سے اُتر کر خرامان خرامان سامنے شاہ جادوان کے آئی اور گردن بہر تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اُسکو کرسی زرین پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حسن بینظیر کو اُسکے ملاحظہ فرمایا تعریف مین لب سے واہ نکلی اور جگر سے آہ نکلی محو آئینہ رخسار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا بے اختیار زبان پر لایا اور دل لینا ہی یہ حسن نا شدنی تھا

فیصلہ کیا ہوا جان بسمل کا　　موت رخ دیکھتی ہو قاتل کا　　اپنے سینے کی کچھ نہین پرواہ
آپ دیکھین تو حوصلہ دل کا　　ٹکڑے تلوون سے ہنس کے کہتی ہو　　تھا زمانہ مین شور اسی دل کا
آپ کر کھو کے ٹکڑے ڈھونڈھ لیا　　حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا　　ذکر ختم بزم یار مین زیبا
رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا

شاہ جادوان نے جب یہ صورت شہزادہ پرشوکت کی دیکھی تسلی دی کہ اے حیرت زدہ آئینہ نیرنگ حسن سیماب وار بیقرار نہو آج شب کو اس محبوبہ سے ہمکنار ہونا وہ نازک بدن بھی بایمائے بادشاہ شہزادہ ذیجاہ کی طرف متوجہ ہو کر عشوہ گری دکھانے لگی اور ہر ایک ناز پر ہوش و خرد بجانے لگی شاہ جادوان نے اشارہ کیا کہ ساقیون نے جام بادۂ ارغوانی سے شہزادہ اور بیش شراب حسن سے مخمور کو مست کر دیا حالت مستی مین کچھ کسی کا پاس و لحاظ نہ رہا دونون سرگرم اختلاط ہوئے باہین گلے مین ڈالدین رخسار پر رخسار رکھدیے یہ بارگاہ ساحران ہو بمنزلہ اسکے آئے گل مین ہیں سب ساحر اس ناز و انداز کو دیکھکر ہنسنے لگے شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی عجیب صحبت تھی رندیان نوجوان رقص مین اپنی آن و ادا دکھاتین جو جنون کے ابھار کرنے کی پھڑک بر دل اہل انجمن لیجاتین جب وہ پتلی خوب مستی مین بھری جا اکر حال طلسم کو کب بیان کرکے شہزادہ کو تخلیہ مین لیجائے حکم اپنی ملکہ کا بجا لائے لبین لب شکر ریز کر اس طرح طوطی سر و بستان حسن نے اسطرح کھولا کہ اے شاہ جادوان جب سرحد نور افشان پر کوئی شخص پہونچے تو جانے دست بدست جائے لیکن وہ بآرزو و ساحر زیر دست ہوا انکا کوئی ساحر معین دیر بیت ہو ورنہ ملازمان کو کب اُسکو جانے نہ دینگے اور بڑا فتور برپا کرینگے چنانچہ جب کہ دست بدست وہ روانہ ہو تو ایک بیابان اُسکو ملیگا کہ نام اُسکا بیابان تاریک ہے وہ تاریکی وہاں ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہین دیتا ہے زمین آسمان کچھ نظر نہین آتا ہے گویا زمانہ کسی کے غم مین سیہ پوش ہوا ہے یا ملک عدم کا وہ جنگل ہے کہ ہر کس پیرو کو اُس بادیۂ ظلمت کے [illegible] اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے ایک گنبد دکھائی دیگا اس گنبد مین تختہ جمشیدی اور جام جمشیدی رکھا ہے اور مالک اس گنبد اور اسباب کا ایک ساحر ہے جو موسوم جادو نام ہے ساحر کو کسطرح تسخیر کرے کہ گنبد سے دور ہو یہ چند [illegible]

لکھے ہین وہ اسم چند بار ورد زبان کرے دروازہ گنبد کا کھل جائیگا اور اندر سے جو ہوم نکلیگا اس سے کہنا کہ بعظمت
تاثیر اسمائے جمشیدی تو مجکو اندر گنبد کے لیچل اور تیغہ اور چراغ مجکو دے وہ بعد عذر بسیار گنبد کے اندر لیجائیگا اور چراغ
و تیغہ حوالہ کریگا بس اسی چراغ کی روشنی مین اول طلسم کشا صحرائے تاریک مین داخل ہو بعد اسکے لشکر اسکا حملہ کرینے
اُس بیابان کا مالک سرحدوار سیلی پولس جادو نام ساحر زبردست و ذی احتشام ہو کر لشکر ساحران لیے ایک مقام
پر اُس صحرا مین اکڑا ہوا ہو اور بسبب اندھیرے کے نظر نہین آتا ہو چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اسکا دکھائی دیگا
پس طلسم کشا تیغہ جمشیدی سے مقابلہ و جنگ کرے اور سرحدوار کو قتل کرکے اسکے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے
اُس پتلی نے یہانتک اس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا شاہ جادوان اور سب اہل انجمن جیب
گوش دل کہانی سُن رہے تھے کہ یکایک برمے ہوا نعرہ ہوالرزان اپنی نگاہ رکھ ستم فرستادہ تاریک صورت کی
نعرہ سنکر پتلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب حضار ان مجلس کھڑے ہو گئے ناگاہ ایک جوان حسین بافر و تمکین
روئے ہوا سے نیچے اُترا جیسی وہ پتلی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ یہ صاحب جمال تھا برس اٹھارہ ایک کا سن و
سال تھا ماہ طلعت مہر رفعت راحت دل مرہم روح بسمل سلطان حسینان زمان خسرو پری رخان غواص دریائے
دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ پہ قادر فرمان فرمائی مین نادر شاہون مین جمشید ستارون مین خورشید
کلاہ دُر گوہر آگین سر پر قبائے جواہر دوز زیب بر زر دربازو تا سر محبوب و دلبر کہ غزل

گل لطف آیا چمن مین اک عجب رنگ چمن	گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین	سیم بر سیراب طبع و سیم ساق و سیم تن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر	غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن
زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین یہ چارین غلام	مشک تبت مشک چین مشک خطا مشک ختن
مبتلا ہیون کے جو ہوتے وہ ہین بے نظیر	بیقرار و دل فگار و خستہ جان و بے وطن

پس اُس شہریار کشور خوبی نے اُس پتلی سے قریب آکر کہا کہ اے جان جہان و آرام دل مشتاقان تم یہان کا
پہلوے غیر مین بیٹھی ہوئی راز طلسم جلسۂ عام مین بیان کر رہی ہو تمہارا اندرا بھی خیال نہین یہ کہکر قریب اُس کے
آگیا تھا مگر یہ سمجھا کہ اسکی زوجہ یہ نازنین ہے پس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم اسی دھوکے مین ہو کہ
یہ فرستادہ تاریک ہو اور وہ پتلی بھی منہ فرسایک کا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مار کر بھاگے مگر اُس
جوان حسین نے گردن مین اسکی ہاتھ اپنے حمائل کرکے لب لب ملاکر ایک بوسہ اسکے لب رنگین کا لیا وہ
سوز دروں حسرت بوسہ مین رکھتا تھا کہ بموجب مطلع دلمین پوشیدہ تب عشق بنہان رکھتے ہین ہم
آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہین تو بوسہ لیتے ہی اس آتش خو نازنین شعلہ رو کے جسم مین گرمی
نے سرایت کی اور منہ سے ناک کان آنکھ سر سے شعلۂ آتش نکلا پھر تو چالاک ہوا کہ لفقند سے بہت قریب سر و چراغان ہے
سرگذشت اپنی یہ کہ سیر دیکھتے ہی شعلہ وجلا کے ہمین یہ سارا جسم اُس شعلہ رو کا جلنے لگا دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہو گئی

یہ حال دیکھ کر افراسیاب گھبرایا کہ واے حسرت و ناکامی یہ کیا ہو گیا اُدھر جہانگیر نے آہ سینہ سوزان سے
کی کہ افسوس میری معشوقہ بادشاہ طلسم حیرت میں کہ ہاے دایہ صاحبہ نے فرمایا تھا اس تیلی کے حافظ رہنا مجھ سے
بڑی غفلت ہوئی اسی تحیر میں تھا کہ اس کوان نے نعرہ مارا منم فرستادہ برہمن رویین تن اس فحبہ کو تو جلا چکا
اب جہانگیر کو لیے جاتا ہوں یہ کہکر جانب شہزادہ مذکور ہاتھ بڑھایا شہزادہ بے ٹکڑے ہو کر بقوت تمام ایک گرز دو گز
مارا گمر گرز اچٹ گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ جوان مثل گرز سے پیوند زمین ہو گیا اور پھر نکلکر جانب شہزادہ جھپٹا
افراسیاب تخت پر سے اٹھ کر بیچ میں آ گیا اُسنے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا ہاتھ سے اسکے بجلی تڑپ کر نکلی اور
جانب فلک گئی پھر بادشاہ پر کڑک کر گری بادشاہ نے دستک سحری کی دی کہ بجلی سر سے رگڑ کھاتی ہوئی زمین
پر گرکے سرد ہوکے غائب ہوئی مگر سر اور منھ بادشاہ کا زخمی ہو گیا اور تاج سر سے اتر کر دور گرا یہ تاج حکومت
طلسم ہے اسکی حفاظت ہزار ہا بیر کرتے ہیں تاج کے گرتے ہی ایک تیلی زمین سے نکلی اور بناز و ادا قریب اُس جوان
کے آئی البساحسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اُسپر مائل ہو کر لپٹنے کو چلا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ جوان فوارہ کی
طرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اسکا اثر زہر مار زلف سے اُس دن سحر کے پانی ہو کر بہ گیا گو عشق میں اس پر خوبی
کے ہمہ تن چشم بنکر رویا غرضکہ جب وہ تیلا بہ گیا تیلی نے تاج بادشاہ کے سر پر رکھا اور غائب ہو گئی جہانگیر کو
بہت صدمہ تیلی کے جل جانے کا ہوا تاج موقوف تھا دل بہلانیکا سامان کیا تاج ہونے لگا شاہ جادوان بھی رنجیدہ
ہوا کہ اب کس سے حال طلسم نور افشان دریافت کرون آخر یہ تجویز کیا کہ جسقدر تیلی نے بیان کیا ہے اسی کی تدبیر
کرنا چاہیے شہزادہ کو چراغ اور تعویذ دلا کر اُس طلسم پر بھیجنا لازم ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو از خود کوئی راہبر پیدا ہو جاویگا
اور قاتل حیات کا تمانیگا پس اسنے شہزادہ سے کہا کہ آپ اپنی معشوقہ کے جلنے کا بدلا لیجیے وہ رنجیدہ تو تھا ہی
آمادہ ہوا اور کہا اے بادشاہ تیاری کیجیے شاہ طلسم کار سازی لشکر اور درستی اسباب سفر میں مصروف ہوا اسکو تو
اس حال میں رکھیے لیکن بقیہ حال خواجہ عمرو فرینک خصائل سنیے کہ بقلعہ خورشید سے جب نکلکر روانہ ہوے تو
برق فرنگی بھی کہ نامہ والے کے ساتھ سے جدا ہو گیا تھا خواجہ کے ساتھ ہو لیا مختصر یہ کہ دونوں صورتیں بدلے ساحرون
کو راہ میں قتل کرتے داخل طلسم ہوشربا ہوے اور باہم صلاح کی کہ کوئی ساحر جو طلسم میں جاتا ہو اسکے ہمراہ ہو کر
چلیں تو بھٹکتے نہ پھرینگے راہ ملیں تا نمایان در بند جانے نہ دیجیے غرضکہ متلاشی ساحر رہبر ہوے چنانچہ
خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دور بین لگا کر یک نظر چار سمت دوڑایا ایک سمت دریاے نیل و قلعہ جات
طلسم نظر آئے ایک طرف کو بحر ہفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا ایک طرف بیابان وغیرہ طلسمات کے عجائبات
دیکھے اور ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا صحرا میں دیکھا یہ دونوں کوہ سے اتر کر اُسی لشکر کی جانب چلے جب
قریب پہونچے دیکھا کہ خیام و سراپردہ زرین دو تنگ استادہ ہیں جھنڈے بازار لشکر میں گڑے ہیں طلایہ دائم پھرتا
ہے ہر سمت ساحرون کا مجمع ہے سوارون کی لین پڑی ہے پیادون کے بستر لگے ہیں جمعیت بڑی ہے خیمون میں
شادیانہ مولک بجتا ہے کڑھاؤ چڑھے ہیں جابجا ہوم خانے ہیں ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہیں لشکر کے قریب جو چشمے

پھرتے ہیں ان کے کنارے مردم لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہیں کہیں جادوگرنیاں مصروف سحر خوانی ہیں نیا جوبن ہے اٹھتی جوانی ہے کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک میں اُسکے خیمہ کی طرف جگر لگا رہا ہے وہ بھی مسکراتی ہے اپنی ادائے دلبری دکھاتی ہے کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہے کسی کو قربت حاصل ہے نزدیک باتیں کرتا ہے حوصلہ دل کا نکلتا ہے کوئی نامراد کسی کو دیکھ کر آہ سرد بھرتا ہے ہر جانب ہماہمی ہے کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دیکھنے سے جی لگتا ہے بیچ لشکر میں بارگاہ فلک فرسا استادہ ہے قبہ اُسکا سقف گردون سے باتیں کرتا ہے قناتیں جواہر دوز ہیں پردہ ہائے زنبوری چمک دمک میں ماہ عالم افروز ہیں سائبان زربفتی سامنے اس بارگاہ کے کھنچا ہے سلک گوہر کی اُسکی جھالروں جلوہ ہے نیچے اُس کے تخت عاج جواہر اندود گسترده ہے گرد تخت کرسیاں لگی ہیں جو چہرہ طاؤسی رکھتی ہیں تخت کاؤسی کو شرماتی ہیں اُس تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاج لباس پُر زرتار زرنگار گوہر و جواہر زیب تن فرمائے جلوہ گر ہے فی الحقیقت معشوقوں کی افسر ہے اُس نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو یہ غزل قطعہ بند نظیر کی نسبت اُس کے سراپا کے لکھی جاتی ہے

غزل

نظر پڑا ایک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا — جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر و آفت غضب خدا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتیں سنیئے تو میٹھی میٹھی — پہ دل وہ پتھر کہ سر اڑا دے جو نام لیجیے کبھی وفا کا
جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر — کسی کو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسی کو گالی نیت لڑاکا
یہ راہ چلنے میں چلبلاہٹ کہ دل کہیں ہو نظر کہیں ہے — کہاں کا اونچا کہاں کا نیچا خیال کس کو قدم کی جا کا
لڑا دے آنکھیں تو بیحجابی کہ پھر پلک تک پلک نہ مارے — نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا
یہ تنیلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ — جو چیرا بگڑا بلا سے بگڑا نہ بند باندھا کبھو قبا کا
گلے لپٹنے میں یوں شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی — کہیں جو جھمکا جھمک کے کہیں جو لپکا تو پھر چھپا کا
نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے — جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا نہ پھر آشنا کا
نظیر بہتر ہے سر کا بدلے صورت چھپا لے منہ کو — جو دیکھ لیوے گا یہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھپاکا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اس غارتگر کشور دل و جگر کو دیکھا اور اُسکے کر و فر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیوں پر ہزارہا زن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہے کہ ایک ایک حشمت میں شاہوں سے بہتر ہے لیکن یہ دیکھ کر عمرو متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا کہ بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہیں اور تم لوگ مسافر ہو یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہے اور سفر کرنے سے اسکو کیا کام ہے اُسنے جواب دیا کہ اس شہزادی کو ملکہ ظلمات چہار چشم کہتے ہیں شاہ طلسم ہوشربا نے اُسکو اپنے طلسم کے تخت پر بٹھانے کو بلایا ہے اسلیے اسنے کوچ فرمایا ہے اور اپنے مقام سے شاہ جادوان پاس جاتی ہے اور تاریک پاس سے آتی ہے خواجہ نے یہ ماجرا اُسکی الگ جا کر برق سے کہا اسکو مار لینا چاہیے ورنہ یہ آئندہ فتور برپا کریگی یہ کہکر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریوزہ گر کی شکل بنا لیعنی تہمد باندھ کر کشکول شانے سے لٹکا کر چھڑی ہاتھ میں لیکر صدا لگاتا لشکر کے بازار میں گویان مانگتا سامنے اُس جا کے

آیا اور ملکہ کو دعا دینے لگا کہ سامری کی دیا ہے جمشید کی کرپا ہے میری کچھی کے سب کام سپوسن پھلیں کی
اچھا پوری ہو میری دھرما تما جگ جگ جیوے آج تو اتنا ملنے کا حکم ہو جائے کہ جگ جگ جیو رہے ہو بیٹھ لے ساحرہ
نے اُسکا سوال کرنا سنکر بغور اسپر نظر کی سحر نے اُسکے اُسکو خبر دی کہ یہ عمرو عیار ہے جو بارادہ قتل تیرے آیا ہو بڑا
مکار ہے یہ معلوم ہوتے ہی اسنے صندوقچہ طلب کر کے کھولا اور ایک مٹھی اشرفیوں سے بھر کر کہا کہ لے فقیر لے خواجہ
بھی اُسکی نگاہ بد پہچان گئے اور سستی و ہوشیاری و عیاری سے قریب جاکر ہاتھ پھیلا کر گویا ہوئے کہ تم جیتی رہو لاؤ
اُسنے ہاتھ میں اشرفیان دیکر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈالدیا خواجہ کا ہاتھ چلتا تھا لیکن دیکر انھوں نے جھٹکا دیا اور ڈھیلی
کھا کر ایک دولتی اسکے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری لوگ اسکے اٹھانے کو دوڑے خواجہ نے جست کر کے چند قدم
پہ جاکر گلیم اوڑھ لی کہ لشکر ساحران دور تک ہے میں بھاگ نہ سکونگا غرضکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوئے
اور ساحرہ کو اُسکے ملازموں نے اُٹھایا مگر خواجہ نے صورت اپنی ساحروں کی ایسی بنائی اور بازار میں لشکر کے پھرنے
لگے ادھر ساحرہ جب سنبھلکر بیٹھی سحر نے اُسکی خبر دی کہ عمرو ساحر بنا بازار میں پھر رہا ہے اُسنے ایک گھوڑا ساز زرین
طلاکار سے آراستہ کرا کر ساحر معتبر کے ہمراہ روانہ کیا کہ جاکر عمرو کو باحترام تمام میرے پاس لاؤ ساحر مرکب لیکر بازار
میں خواجہ پاس آیا اور تسلیم کر کے پیام دیا کہ چلئے ملکہ ظلمات نے آپکو یاد کیا ہے عمرو نے چاہا کہ بھاگ جاؤں لیکن ساحر
سامنے کھڑا تھا ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا مرکب پر سوار ہو کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اور باصد خلق
کرسی پر بٹھایا پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا اس صندوقچہ میں ہزار در ہزار سحر ہیں پس آپکو مناسب
ہے کہ میرے اوپر عیاری کیجئے نہ آئیے گا ورنہ بہت پچھتائیے گا خواجہ نے بجواب ان باتوں کے فرمایا
کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے کہنا میرا مانا پس زر و جواہرات بہت کچھ منگا کر دیا خواجہ
نے کہا اے ملکہ دیکھیے یہ آپ کے پس پشت کون استادہ ہے اُسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا انھوں نے وہ صندوقچہ جو
اُسنے دکھایا تھا اُٹھا کر زنبیل میں رکھا اور کہا ہم چلتے ہیں ساحرہ نے یہ سنکر ادھر دیکھا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا
ساحرہ نے اسوقت خیال کیا کہ یہ سمجھانے سے نہ مانیگا اور کیونکر فہمائش تیری قبول کریگا کہ دعویٰ مقابلہ شہنشاہ ساحران
رکھتا ہے پس یہ سوچکر دو ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ جس مقام پر ملے عیار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ ساحر حسب الحکم تلاش کناں روانہ
ہوئے اسطرف عمرو ساحرہ پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کسی طرح اس قحبہ پر
قابو نہیں ہوتا ہے اور جس صورت سے سامنے جاؤ پہچان لیتی ہے تو ملکہ کے لشکر میں پھرنے کی اُسکو ہماری خبر پہنچی ہو یہاں ٹھہرنا
بھی مناسب نہیں ہے یہ کہکر دونوں لشکر سے صحرا میں چلے آئے اور کچھ دیر میں ایک طرف جو دیکھا تو دو ساحروں کو دیکھا
کہ کسیکو ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ دیکھکر انکو یقین ہوا کہ ہماری تجسس میں ہیں تب دونوں نے صلاح کر کے صورت اپنی بدلی عمرو تو
گرو بنا اور برق چیلا ایک شجر زیر درخت دھونی لگائی اور ایک لنگوٹا باندھکر کنارے اسکے بیٹھکر گانجا ملنے لگے ہاتھوں میں
دونوں کے کڑے لوہے کے پڑے تھے دیکھنے سامنے ٹھٹھی گرد کی داڑھی تا بناف تھی چیلے کے چار دن ابرو صاف تھی لبیک
گھونگی زنبیل سے نکالکر چھوٹ تھی کہ دو جر تی تھی اسصورت سے بیٹھے تھے کہ وہ دونوں ساحر ادھر آئے اور انکو دیکھکر پکارے

کہ بابا جی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہیں آیا جو انھوں نے جواب پایا کہ بچا ہمنے تو نہیں دیکھا آؤ چلم پیو پھر چلے جانا وہ
دونوں دھونی پاس آکر بیٹھے انھوں نے چلم میں بیہوشی بھر دی کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئے انھوں نے دونوں کے
سر کاٹ ڈالے شور انکے مرنیکا بلند ہوا اور بیرون نے یہ خبر **ظلمات** کو پہونچائی کہ اسطرح **عمرو و برق** نے تیرے
ساحروں کو مار ڈالا یہ معلوم ہوتے ہی اسکو غصہ آیا اور برق بنکر چلی خواجہ اور برق دونوں ساحروں کو قتل کرکے وہ
اسباب جو عیاری زنبیل سے نکالا تھا زنبیل میں رکھکر جلد لباس ان مقتولوں کی تلاش کر رہے تھے کہ یکایک ایک
بجلی کڑک کر گری اور دونوں کے گردن و کمر میں زنجیر بنکر لپٹی اور لیکر بلند ہوگئی یہ دونوں بیہوش ہوگئے پھر جو
آنکھ کھلی اسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آئی تھی اور **ظلمات** کو بیٹھے پایا اور اس ساحرہ نے بہت کچھ انسے حرف
و خطاب کیا پھر ایک قفس آہنی منگاکر دونوں کو اسمین بند کیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکالکر اس قفس کی کھڑکی
سے مس کرکے ایک ساحر کو کہ تستین جادو نام رکھتا تھا بلاکر وہ نقش حوالہ کیا اور کہا یہ نقش جمشید کا لکھا ہوا ہے
جبتک کہ اس قفس سے مس ہوگا یہ نہ نکلے گا بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھ اور ان دونوں قیدیوں کو بھی
لیجاکر اپنے پہرے میں کر خبردار بہت ہوشیار رہنا اور کسی کو قفس کے نزدیک نہ آنے دینا ساحر مذکور بموجب حکم
قفس مقیدان کا اور نقش لیکر اپنے خیمہ میں آیا اور جہاں سوتا بیٹھتا تھا اسی جگہ سقف خیمہ میں لٹکایا اسطرح کہ سینہ کے
مقابل قفس رہے غرض جب ساحرہ عیاران موصوف کو قید کر چکی نقارہ کوچ کا بجاکر جانب شاہ جادوان چلی اور
بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر **حیرت** پہونچی طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی شاہ جادوان کو پہونچائی یہ باعث
بسبب آنے **جہانگیر** کے باغ سیب میں رہ گیا تھا اسی لشکر میں تھا اور شہزادہ مذکور کو **طلسم نور افشان** پر بھیجنے کی
تدبیر کر رہا تھا جب خبر آمد **ظلمات** اسنے سنی چند سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں اور یہ بھی کہا کہ سب
ساحران جلیل القدر اس ملکہ کو میری بی بی سمجھکر تسلیم کریں یہ حکم جو ملکہ **حیرت** نے سنا تیوریاں چڑھاکر پوچھا
کیوں صاحب یہ چل تمنے کب کیا تھا اے میاں جیتی رہے میں نگوڑی نصیبوں جلی تمھارے گھر بڑی جلتی رہی
میں کیا خوش ہوئی جو دوسری آکر خوش ہوگی وہ تو تمہو میری تقدیر سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہیں تو وہی ٹوکری
لاچین و تاجدار کی تمکو نصیب تھی یہ میرے ہی جوتیوں کا صدقہ ہے جو تم بادشاہ بنے میری تقدیر میں ہے تو
ہر جگہ چین کرونگی تم کہاں جاؤگے کیا میری پاپوش کی نوک کی جھوک پر یہ سلطنت ہے جہاں جا بیٹھونگی لالوں کی
لال رہونگی میں کیوں کسی حرامزادی کو سوت بناؤں یہ تو وہی مثل ہے کہ کرتار مان نہ کر نالشیاں جو تمھارے اس
رہے وہی جانے وہ جو کہتے ہیں کہ مونہہ کے کھا گئے میاں جانے یا بلاؤ **افراسیاب** نے یہ تقریر سنکر تیوری بدلکر
جواب دیا کہ اجی یہ بدزبانی تمھاری میں بہت اٹھا چکا ہوں میں ہی ایسا سامری کی قسم ہوں جو الف سے بے
نہیں کہتا ہوں کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کہو عورت کو اس مقدمہ میں دخل دینے سے کیا مطلب مرد
سو سو رنڈیاں کرتے ہیں بادشاہوں کے سیکڑوں محل ہوتے ہیں تو کیا انکی بیبیاں نکل نکل جاتی ہیں یہ کلام جو
حیرت نے سنا اور ناک کاٹنے کا نام سنا ایک دو ہتڑ اپنے منہ پر مارا اور کہا میں خاک میں لاؤں اس مرلے کو

جو میری ناک کاٹے سامری اسکا ستیاناس کھوئین (صاحب ابھی سے اس سوت حرامزادی کا ایسا پیارا ہوا کہ اُسکے
بدلے ناک ہماری کٹنے لگی ہین اُسکو اپنی ایڑی چوٹی پر صدقہ اُتار دون اُسکو وہان تصدق کر دون جہان میری دائی نے
ہاتھ دھوے ہون اِس مردوے کی تو وہ شکل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ ابھی اُسکی صورت نہین دیکھی اور اُسکے
عوض مین چیونٹے تلنے لگے ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوے جب وہ گلے لگ کر سوئیگی اُسوقت تو میان اپنے ہوتون سوتن بھر کی
ناک کاٹینگے مین مردار کے منہ کو لگل انگار سا نہ جھاڑ دون ارے نامراد صاحب مجھ سے تمسے نباہ نہوگا شاہ نے یہ سنکر گھُرکا کہ
بس چپ رہ نہین تو مارے کوڑون کے کھال اُدھڑوا دونگا تو نے مجھکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے بہت چل نکلی ہے جو بڑھی جاتی ہے
یہی شرط ہے کہ حکم دون جلاد کو ابھی سر تیرا کاٹ ڈالے ملکہ مذکور یہ سنکر تخت سے اُتر کر پیٹنے لگی کہ آگ لگاؤن ہی سلطنت کو
اور بھاڑ مین جائے تیرا ساتھ اب کہین ہین اور جادوگرنیان عزیز بیچ مین آگئین بادشاہ مارنے اُٹھا ہر ایک سمجھانے لگی کہ
اے میان جانے دیجیے حق بجانب ملکہ ہے کہ آپکے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہا کوئی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے بعض عورتین
ملکہ کو سمجھانے لگین کہ اے بی بی بہت رد کے منہ نہین چڑھتے یہ سب جانتے ہین کہ جو تم ہوگی اور کوئی نہوگی ایسی دسیان
بیسیون آئینگی اور چلی جائینگی اور بی بی اُسکا برا ماننا کیا وہ مردذات ہین ایک جوتا چڑھاتے ہین ایک اُتارتے ہین
اور انکو تو سامری نے چار بیبیان دی ہین والی ملک کیا ہے یہان تو غریب آدمی جنکو اس بات کی لت ہے لنگوٹی مین پھاگ
کھیلتے ہین پھر بیویان صاحبزادیان جلتی ہین اور بھرتی ہین لے آداب جانے دو یہ کہکر بعض بادشاہ طلسم کے قدمون پر
گرین کہ لے ہین واری یہ بے جوڑے کو نہ کنیا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا اسکا دل تھرّا رہا ہے بادشاہ بحالت غضب
تھرّاتا ہوا جاکر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتین سمجھا کر وہان سے لے چلین اسوقت اس صاحب حسن کا اور ہی نقشہ تھا اُس
بگڑنے سے دونا بناؤ ہو گیا تھا ہونٹ غصہ سے تھرّاتے تھے برگ گل کو باد خزان جنبش دے رہی تھی حرارت غیظ سے لب کا نیل
محفل چیران ہونٹون پر گویا آراستہ برگ سوسن پر نقشہ جیسا یاقوت کا نیلم بنا پیدا مسّی کی آداہٹ اُس پر شیداز نفین
پریشان ہوکر تمام رخ پر بکھری ہوئی اور اُسمین وہ چشم نرگسی مخمور تیغ سے لال لال گویا میخانہ پر کالی گھٹا چھائی تھی چہرہ تمتمایا
ہوا تھا آفتاب سے حرارت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا سینہ کھلا ہوا پائنچے پاجامے
کے چڑھے ہوئے سڈول رانون اور پنڈلیون کی نمایان صفحہ کتاب حسن پر خطوط عبارت مستانہ عیان
حاصل الامر ملکہ کو تو انمین سمجھا کر ایک باغ مین کہ قریب تر اس مقام سے تھا لائین اور سامان آسائش مہیا کر کے
وہان بٹھایا اُسکا رونا رشک بلبل نالہ کنندہ کا سمجھانا بیان ہوگا گر سرواران ذی مرتبہ تختہائے سحر پر سوار ہوکر برائے
استقبال ظلمات روانہ ہوئے اور باشاہ نے راہ مین جاکر اُس سے ملے ہر ایک گردن پے تسلیم خم کی نذر دی اُس نے
خلعت مخلع کیا اور بجاہ و حشم سوار ہوکر چلی افراسیاب نے اور زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا ڈنکا نوبت نشان ماہی
مراتب پیلسول چہار تخت روان فوج پیران بھیجی وہ ملکہ اُس تجمل و حشمت سے سوار ہوکر چلی ابیات

آہستہ روانہ تھی سواری
رہرو گئے بھول طرز رفتار

ہر گام پہ تھی نفیس جاری
بازار ہجوم سے لبالب

رستے ہوئے بند لوگ بے کار
فیلون کی قطار خیل در کب

ممکن نہیں کلک سے ہو تحریر
جتنے تھے ملازمان خاقان
تھے خلعت اور آگئے آگے
پہنے ہوئے جامہائے زرین

سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر
جو خواجہ سرا تھے بادشا خاص
کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے
ہمراہ تھیں پلٹنیں رسالے

جتنے تھے مصاحبان سلطان
تھے اُنکے دلون میں نقش اخلاص
خدام و مصاحب و ارکین
سردارون کے فوج سب سنبھالے

اسی جاہ و تجمل سے سواری تا لشکر بادشاہ طلسم پہونچی بادشاہ منتظر بیٹھا تھا آنے سے اس معشوقہ کے خود قریب ہوا دار گیا اور گود میں لیکر اسکو اُتارا تمام فوج نے سلامی کی لشکر اسکا اُدھر جانب پڑا اتری کثرت فوج کی ہوئی ایک طرف لشکر جہانگیر کا ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی تیسری جانب فوج اُس ملکہ کی اُتری بادشاہ صورت زیبا اس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھ غش کر گیا اور خاص بارگاہ ملکہ حیرت کے رہنے کی اُسکے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت نشینی فراہم کیے روز سعید و زمان حمیدہ جلوس مقرر فرمایا اس روز تجمل اور شان تھی اسباب خوشی مہیا عشرت فراوان تھی نظم

وہ تخت کہ سلطنت تھی پابوس
گردون پہ نجوم جیسے ظاہر
کیا مہر تھی مہر بادشاہی
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
خورشید فقط نزند کجت تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز
یہ تاج و نگین شہا مبارک
جھولی بھی زر سے ہر گدا نے
عشرت سے ہوا جہان گلستان

اک تختہ ہے اُسکا تخت کا وُس
جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
نقش رقم جہان پناہی
دینے لگے نذر اہل دربار
بہرام تلک بھی سر بکف تھا
خدام تھے دست بستہ حاضر
پہونچی تا گوش زہرہ آواز
بخشش ہے یہ وقت شادمانی
محتاجون کو ل گئے خزانے

تھے ایسے جڑے ہوئے جواہر
ڈپی مہ و مہر اچھالتے تھے
افشان سر در قرب سلطان
لائی صدف اپنا دُر شہوار
جو گل تھا وہ زر بکف جدا تھا
دربار میں سب دو دستہ حاضر
باجون کی یہی صدا مبارک
باران کی طرح گہر فشانی
القصہ ہوا جو عہد سلطان

اسی جشن جلوس میں بادشاہ اس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہو کر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے ہٹا کر تخت ضیا بخشی عالم سے تغیر و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ مبین کا سریر چرخ پہ جلوس ہوا نظم

اُٹھا ساقی ذرا پھر شیشہ و جام
ضیائے ماہ بھی صدقے تھی اُس پر
جو حاضر تھیں پرستاران گلفام
بھرا پیر مغان نے لوٹ کر رنگ
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت

کہ پھر بن ٹھن کے آئی شاہد شام
اُٹھا وہ بادشہ آیا محل میں
کیے حاضر اُنھون نے شیشہ و جام
چُنے کشتی میں گلدستون کی صورت
فدا ہر جام پہ تھا جام جمشید
فقط خلوت میں تھی وہ غیرت ماہ

ہوئی سر پر ستارہ دار چادر
ہوئے شمس و قمر یکجا محل میں
عجب شیشہ سے نکلا بھبھوکا رنگ
مصفا سے شیشے بے کدورت
جمایا نشہ نے جب رنگ صحبت
نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ

نکالی نخل خواہش نے دہن شاخ
نہایت ململجی بستر کی چادر
پری نے بال کھولے بہر پرواز
نہ تھا بوے چمن کو جبین رستہ
ہوا جب غنچۂ بستہ شگفتہ

کہ دوڑے سوے پستان دست گستاخ
کلی دار اسکا تھا جو پاجامہ
بشکل برج حوت اسکا تھا انداز
دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب
گری تب شبنم آب نہفتہ

پسینے سے ہوئی محرم تلک تر
صفت مین گلفشان ہو شاخ خامہ
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
بنی آغوش رشک برج مہتاب

یہ تو دونون سینہ بسینہ لب بلب تھے وصلت کے اڑا رہے ہین ادھر باغ مین ملکہ حیرت کو غش پہ غش آ رہے ہین عوض دور ساغر پیالہ چشم اشک سرخ سے مملو یار کے بدلے درد جگر ہم پہلو رشک حسرت انیس ندامت و رنج در فرقت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مجبور اور حرمان نصیب یہ زبان پر لاتی کہ بموجب **نظم**

دیکھو تو خدا کے کارخانے
وہ تخت نشین تاجداری
ہمراہ ہمارے غم کا لشکر
وان رقص و غناے گرم محفل
جو چاہے خدا گلے کی کیا بات
ہان یہ کہ وصال ہو ہمارا
موت آئے اگر بلا سے چھوٹین

وان گردش چتر سر پہ ہر بار
یان فرش زمین و خاکساری
فرمان پہ ادھر تو مہر جاری
یان دل کی تڑپ سے رقص بسمل
حاسد ہین ہزار دشمن جان
یون رنج و ملال ہو ہمارا

یان نالے ادھر ہین شادیانے
یان گردش بخت سر پہ دستار
وہ مالک فوج ہفت کشور
یان سینہ مین داغ بیقراری
اب کون ہے صورت ملاقات
اب کون وصال کے ہین سامان
دام الم و عنا سے چھوٹین

انیسین دمبدم صدقہ قربان جاتی ہین اس طرح سمجھاتی ہین کہ بی بی ان مردون کی چاہت کا کیا اعتبار ہے جب تم ایسی پریزاد کو دم بھر مین جھجک دیا تو اس نگوڑی نئی نویلی کی کے دن محبت رہے گی ابھی نئے ارمان ہین جب دونون پیچھی کھیل ہو ایک انیس بولی کہ مین سچ کہون ابھی تو کچھ دن انکی چرچی بارگاہ رہیگی پھر دیکھنا بات بھی نہ پوچھینگے دوسری نے کہا اے بوا تمہارے کہنے کی بات ہے ہماری ملکہ کی برابری وہ کیا چڑھ کریگی وہی مثل ہے نیا نو دن اور پرانا سو دن انکا سنجوگ تو سامری نے شہنشاہ کے ساتھ آتا رہی ہے اے دیکھ لینا چار دن مین انکو نکالا ملے اے تو سہی میرا نام جو منہ کالا کرکے دیس نکالا نہ ملے تیسری بولی کہ بہن میری بھی اسوقت کی بات لکھ رکھنا یہ میوا جو آج تخت چڑھی ہین کل کوئی دو کوڑی کے ان کے ہاتھ سے بیر نکھایگا اسی گفتگو مین ایک خلائی بولی کہ بی بی ایک میان جی میرے گھر کے پاس رہتے ہین سب ہی کا کانٹا خوب پڑھتے ہین کہو عالم تو کہا لاؤن یہ سنکر آتو بھی کہا ساتھ عمل اپنی اگر اس سوت کا نام لیکر ملکہ عجم کی بیٹی اور نمک کنوئین مین چھوڑین یہ ایک پر ایک ہے فوراً وہ مارا ماری نکل جائیگی یہ تو سب اس طرح کی باتین بنا رہی تھین اور ملکہ چشم پرنم سے سیل اشک بہا رہی تھی آخر اسی بیتابی مین عقل نے یہ راہ بتلائی کہ اپنی بہن ملکہ بہار کو بلاؤن اور بطور مخفی انکی شریک ہو کر اس **ظلمات** کو راہ ظلمت عدم دکھاؤ یہ تجویز کرکے کنیزون اور انیسون سے کہا تمنے کیون بک بک کرکے میرا مغز کھایا ہے جاؤ اپنے اپنے مقام پر سو رہو مجھکو اکیلا رہنے دو زیادہ آج مجھے میرا دم گھبراتا ہے دل الٹا جاتا ہے وہ سب عورتین بحکم سنکر اپنی اپنی جگہ پر چلی آئین ملکہ نے

بارئی ارغیون کو بھی شاد یا جب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھ کر لبسان شمع اشکبار ہو کر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ میرے ساتھ ماں کی کوکھ میں پاؤن پھیلانے والی اے میری ماں جائی اے میرے ساتھ کی دکھ اٹھائی اے میری جان و دل سے بہتر اے میری نور نظر لخت جگر تیری ماں جائی پر بڑی آفت آئی ہے گھر برباد ہوا جان دینے کے لینے کی دھوم مچائی ہے اے میر سے کلیجہ کے ٹکڑے ذرا مجھکو اپنی صورت دکھا جا اے بہنیا ذرا مجھتک آجا کہ ایک نظر تجھکو دیکھ لوں پھر خدا جانے کہ میں جیون یا مرون یہ لکھ کے جوڑے سے ایک پتلی نکالی وہ لوٹ کر بصورت پری بنگئی اسکو وہ خط دیکر کہا جہاں میری بہن ملکہ بہار ہے وہاں لیجا پتلی اُڑ کر چلی ملکہ بہار اسوقت دربار سے اُٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی تھی کہ پتلی اسی بارگاہ میں آکر اتری اور ملکہ کے سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے پڑھکر پتلی سے سب پتا اور نشان اُس باغ کا کہ جہان حیرت ساکن ہے دریافت کیا اور کہا تو جا کر کہدینا کہ میں آتی ہوں پتلی یہ جواب لیکر پھر گئی اور حیرت سے جا کر بیان کیا اُسنے پتلی کو اُٹھا کر پھر جوڑے میں رکھ لیا اور منتظر بہار بیٹھی گو بہار بارگاہ سے اُٹھ کر ملکہ مہرخ کے پاس آئی نامہ حیرت دکھا کر اجازت جانے کی مانگی ملکہ مہرخ نے ضرغام و جانسوز کو بلا کر مشورہ لیا اُنھوں نے عرض کیا کہ بہتر ہے ملکہ بہار جائیں اور اپنی بہن کو سمجھائیں کیا عجب ہے جو وہ ہماری لشکر بیک بہجائے اور ہم میں سے ایک عیار ملکہ موصوفہ کے ہمراہ جائیگا اور انکا میں وہاں رہیگا یہ کہکر وہاں سے علیحدہ جا کر ایک زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا نہایت شوخ و چنچل جس کے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پری کی نوید گل بکف سوسن کبود دست و پا حنا آلودہ کن خاص زر نگار لباس پر زر ریزہ عاشقون کی جان سادی بجلیاں کانون میں لطافت جان با کرشمہ ان موتیوں کے دانوں میں پائجامہ مشروع کا پاؤن میں کا ملی کا دوپٹہ سادہ سر پہ ادائوں پہ اُسکی تصدق ہو دلبر یاسمن غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر کہ بموجب

ابیات

گل رویت عرق کرد از مے ناب
ہمان بہتر کہ باشد غنچہ درخواب
چو در سر سنبل بر روے تو دارد

ز شبنم تازہ شد گل برگ سیراب
تعالی اللہ چہ حسن ست اینکہ ہر روز
سراو کے فرود آید بہ محراب

بنازان چشم را از خواب بکشاے
دہد سرپنجہ خورشید را تاب

اس صورت خوب بحسن مرغوب بہ ادا ہو کر سامنے ملکہ بہار کے آ ماآئے مطلق اُسکو نہ پہچانا یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی ملازم باخاص ہے غرضکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر سوچ بچار کر ایک تخت تیار کیا اور اس تخت پر بیٹھ کر مع عیار مذکور و چند کنیزان کے حکم فرما ہوئی کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت ہے وہاں پہونچے تخت سب کی نظر سے غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے سبکے اسی باغ میں اپنے تیئن دیکھا جسمیں ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہاں بیٹھی تھی اسی بارہ دری میں یہ سب پہونچے حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی صورت دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور گود پھیلا کر آگے بڑھی کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرا دل تجھ بغیر تڑپتا تھا بہار نے سر سینہ سے لگا دیا اُس نے بلائیں لیں اور سے سر اُتار اپھر رونے لگی ملکہ نے کہا باجی جان آخر کہو تو کیا ہوا اُسنے کہا اے بجی پر بھی میر اعقسوم تھا کے دولہا بھائی نے رنڈی کی ہے ہم کو دودھ کی مکھی کی ایسی جا کر نکال دیا اے جانی میرا دل اُکتا ہوا جان دینے کو جی چاہتا ہے وہ جو مثل کہتے ہیں کہ لاٹھی مارے پانی جدا نہیں ہوتا

مین نے چاہا کہ تجکو ایک نظر دیکھ لون یہ کہکر جملہ کیفیت ورود کرآنے ظلمات کی اور تخت نشینی اُسکی بیان کی
بہار نے یہ کہا اے باجی مین تمھاری چھوٹی ہون اور تم کہوگی کہ مجھپر یہ سانحہ جو گذرا اس سبب سے یہ بھی کہتی ہے قصور معاف
مین تو سچ کہون میرا شوہر جو زندہ ہو کر تا تو اسکے منھ کو جھلسا دیتی سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا جہنم مین تیری کیا پروا ہے
میری یہ امیر ہے وہ بولے باجی مجکو جو تم نے بلایا ہے تو مین دودھا بھائی کا کیا کرونگی اگر لڑنے کو کہو تو مین مدت سے لڑتی ہون ہان
اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہوجاؤ تو وہ اس قحبہ ظلمات کی ناک چوٹی کاٹین اور شہنشاہ کو بھی ناک چنے چبوا دین اور
اے میری ماں کے برابر یقین جاننا کہ مین جب سے شریک خواجہ سلامت کی جاکر ہوئی ہون ہر وقت تمھارے بچھڑنے کا خیال
رہتا ہے کسی وقت آنسو نہین تھمتا ہے باجی اپنے دیدون کی قسم تم بڑی سنگدل ہوکر بڑے دل سے بھی کبھی یاد نہین کرتی ہو
اچھا اب ان باتون کو بھلانے دو لو آؤ اٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ مین چلو مین تم کو تخت حکومت پر بٹھا دونگی دودھا بھائی
کو بھی قدر و عافیت کھلی ایلی کہ ہان کسی کو جلانا ایسا ہوتا ہے اور زندہ ی بازی کا یہ مزا ہے اور دوسرے مین سچ کہون
مجکو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہے لے بہن اُس دین مین حرام نہین کرتے ہین ایکطرف کو پوجتے ہین جادو
کرنے والے کو نام دھرتے ہین غریبون کے حال پر ترس کھاتے ہین ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے
ہین عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہین اور باہم اُلفت محبت ہوتی ہے ایک دوسرے کی مصیبت مین کام آتا ہے اور جو
کچھ بھلائی اس دین کی ہے مین بیان نہین کرسکتی حیرت نے کہا بہن یہ تو سچ کہتی ہے لیکن مین تو ماں باپ کی لاج کرتی ہون
جب تو اس ہوے کا ساتھ دیکے مصیبت بھرتی ہون اور دوسرے یہ کہ خواجہ صاحب کو بھی یہ سوئی ظلمات پکڑ لائی ہے
اسکے ساتھ برق فرنگی ہے اگر خواجہ یہان آتے تو مین اُنسے کچھ شرطین کرتی یہ اُسکا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ
بہار کے آیا ہے قریب ملکہ آیا اور کہا حضور خواجہ کے قید رہنے کی جگہ بتلایئے تو مین چھڑا لاؤن حیرت نے پوچھا تو
کون ہے اُسنے کہا مین ضرغام عیار ہون حیرت کو اسکی صورت دیکھ کر حیرت ہوئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہے
پس اسنے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہے اسمین متین جادو رہتا ہے اُسنے نقش جمشید عیارین اپنے سینہ کے
مقابل لگایا ہے کئی سو ساحرون کا ذخیرہ پہرا ہے اندر خیمے کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہے اگر کوئی اسکے پاس جائے تو
دھارا نہ جائیگا اس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑانے کا قصد کرے تو اول کسی تدبیر
سے نقش جمشیدی اس سے لے کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بغیر اُس نقش کے لگائے نہ کھلیگا جب نقش عیار حاصل کریگا تو اسکی
تاثیر یہ بھی ہے کہ خواجہ عمرو کو کوئی باہر خیمہ کے آتے نہ دیکھیگا ضرغام یہ حقیقت سنکر گویا ہوا کہ اے بی بی مین ابھی
جاکر خواجہ کو لاتا ہون حیرت نے کہا یہان سے نہ جاؤ اپنی جگہ پر سے جانا عیار مذکور نامل پذیر ہوا ملکہ بہار بھی کچھ دیر
ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی ضرغام باغ سے باہر نکلگیا تخت سحر پہ نہ بیٹھا ملکہ نے تو سحر پڑھکر لشکر مین
اپنے تئین پہونچایا اور اسنے لشکر الملک ظلمات کا راستہ لیا اور اسی خیمہ متین کے پاس حسب نشاندہی حیرت آیا یہان
دربانون نے روکا یہ زن حسینہ بنا ہوا تھا ہی اُنسے گویا ہوا کہ مو دیکھ شامت تمھاری آئی ہے مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے
اور مجکو سمجھو یہ کہکر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ اے متین ہم تمھاری حسن انتظام سے

بہت خوش ہوئے ازبسکہ تم بسبب حفاظت قیدیان شریک جلسۂ عشرت شادی نہو سکے اسلیے رتبہ بھی تمھارا
افزون کیا گیا کہ جسکا حال آیندہ تمھین ظاہر ہوگا اب یہ عطیہ عورت کیلیے تمھاری بھیجا ہے مضمون اس کاغذ کا دیکھ کر
دربان تو خاموش ہوئے اور یہ اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ بہت آراستگی ہے شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین فرش
پرتکلف بچھا ہے پلنگڑی پرجواہر کی ساحر لیٹا ہے قفل اُسکے سینہ پر لگا ہے یہ دیکھ کر اسنے آگے جا کر ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھ دیا
مستین کچھ نیم خفتہ تھا گھبرا کر اٹھ بیٹھا آنکھ ملکر جو دیکھا تو بالین پر آفتاب محشر نظر آیا جس نے خواب عدم سے فتنۂ خفتہ
کو جگایا کتنون کو خوابگہ گور مین سلایا یعنی ایک نازنین شوخ و بیباک قاتل خلق پرفن اور سفاک کہ بموجب
بیت این دم ذبح چہ انداز بہ جلادی کے + ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا + باین شکل و شمائل وہ
قہر یکہ میرے سامنے کھڑی ہے شمع چراغ کو بھی جو اُسکے دیدار کی لگی ہے فروغ و ضیاے رخسار شمع کی روشنی کو
اندھا بناتی ہے چھوٹ اُسکے حسن کی پڑ رہی ہے یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا اُٹھا اور ہاتھ اُس گلبدن کا تھام کر گویا ہوا
کہ بیت جان من با آنکہ خاصہ از بہر رفتن آمدی + ساعتی بنشین کہ عمر جاودان گویم ترا + اِس نازک اندام نے
ہاتھ چھڑا کر ماتھا کوٹ لیا کہ اے میرے ساحری مین نگوڑی جہان بھی مردون نے مستانی ہی سمجھا کہ: ہر پکڑ کرنے اور
موؤن کو غیرت نہین آتی پہ مستی جتاتے ہوے وہ جو کہتے نہین کہ بیت ہونٹھون سے ہونٹھ منھ سے مرے منھ ملا لیا +
چہرہ اچھا اسطرح کہ گلے سے لگا لیا + اے میان کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہین ہوگئے کچھ جان کی خیر ہے ذرا اپنے
ہوش مین آؤ مین صدقے مین دو دن ہی نوکری کو جسکے کارن آبرو جائے مین نگوڑی کہتی تھی کہ اے ملکہ اس اول دو ٹکیا
کو مجھے غیرمرد کے پاس اکیلے مین نہ بھیجے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آخر وہی پیش آیا ناکہ یہ مردوا مجھکو ادمانی سمجھا کر
بیت ہر کجا نعش ہلالی عاقبت رسوا شدی + جلوہ آن دارد کہ سواے جہان گویم ترا + مستین نے جو یہ باتین سنین
اسکی اداے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ ہوا ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت یہ ناز معشوقانہ تیسرے
گوشۂ تنہائی بیتابی دل نے مسند ہوس پر پانون پھیلائے اور پکارا کہ اے جانی خفا نہو میرا دل اسوقت قابو مین نہین ہے کہ
فرد قصد جان کردی کہ یعنی دست کوتہ کن زمن + جان زلعت بگذارم وازدست نگذارم ترا + اور میرا تو تیرے
عشق مین یہ حال ہے کہ ایک مدت سے جان دینے پر آمادہ ہون بس دلربا نے ہنس کر کہا مردوے کیون باتین بناتا ہے
آج کے سوا تو نے میری پرچھائین بھی نہ دیکھی ہوگی اُسنے کہا ملکہ ظلمات کے پاس سے یہ آئی ہے مجھی کی یہ ملازم ہے
لاؤ اپنا عشق قدیم جتا کر اس بت کو رام کرون یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ واہ واہ اے صاحب آپ ملکہ عالم پاس اُس دن
بیٹھی نہین تھین جو مجھکو ملکہ نے ایک کام کو بلوایا تھا بس اسی دن مین آپ کو دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا اس عیار نے یہ تقریر
سنکر دل سے خیال کیا کہ اب خوب عشق مین تیرے بے خبر ہے کہ اپنے دل سے باتین بنا کر کرتا شکایت ہے اور نقرے
کرتا ہے معلوم کر کے شرما کر نازواد اگردن جھکالی اُسنے یہ ادا دیکھ کر دست ہوس زیادہ دراز کیا اور پکارا کہ **ابیات**

پوچھا جو مین نے دل تو کہی تمنے چرا لیا — اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکا لیا
دل مین ہمارے میل ہے تم بھی پرکھ کے لو — کھوٹی گھڑی پڑی تو یہی ہو بڑا لیا

بعد فنا بھی دل ہے مرا آرزو کی پوٹ
بوسے سے چوکتا تھا کہیں دیکھئے لب یار منھ

ایسا دھرا نہیں ہے کہ چپکے اُٹھا لیا
لاکھوں میں ایک شخص تھا یہ بھی لیا دیا

اس گلفام نے مسکرا کر کہا ستیاں پھر جانا تو یہ عطیہ بادشاہی تو میں جانتی ہوں کہ تم بے مروت سے مرتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو یہ کہکر پاس اسکے پلنگ پر بیٹھ گئی اور ایک خاصدان طلائی کرسے نکال کر اسکے سامنے رکھا اس نے اُسکو کھول کر دیکھا تو کچھ گلوریاں اور جواہر رکھا تھا اُس پریوش نے سوقت ایک رقعہ بھی نکال کر دیا اسمیں لکھا تھا کہ اے مستین یہ جواہر تمھاری دعوت کیلئے بھیجا ہے اور چونکہ خالی کوئی چیز نہیں بھیجتے ہیں پس حسب دستور گلوریاں بھی ہیں غرضکہ یہ عنایت اپنی ملکہ کی دیکھکر وہ ساحر بہت خوش ہوا اور اس نازکبدن سے کہنے لگا جانی ایک گلوری اُسمیں سے مجکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ میرے قتل پر بیڑا اُٹھاؤ اس گلگون پیرہن نے مسکرا کر منھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا پھر ایک گلوری ہاتھ میں لیکر کہا مردے تو نے بڑی آفت ڈھائی ہے وہی مثل ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان اور پھر نام خدا سے ارمان بھی دل میں بھرے ہیں اور میں نگوڑی تو یہان آکر بلا میں پھنس گئی لو منھ کھولو گلوری زہر مار کرو خیر اب تو میری یہ مثل ہے بیت یوجدہ سے گران ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے جکام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے ✦ وہ یہ سنکر گلوری اسکے دیتے ہی کھا گیا اور کہا کہ فرد اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیئے ✦ یہ کہکر چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری میں بیہوشی ملی تھی اُسنے اثر کیا یہ بیہوش ہو گیا عمر غام نے چاہا کہ سر کاٹ لے پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑ آئینگے خواجہ کو فرار نہ کر سکونگے بلکہ خود پھنس جاؤنگے یہ سوچکر اس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا از بسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا وہ نقش اسکے ہاتھ آیا تاثیر سے اُسکی یہ آگاہ تھا نقش لیکر قفس سے مس کیا تیلیاں اُسکی الگ الگ ہو گئیں خواجہ اور برق چھوٹ گئے اور مستین کو اسی طرح بیہوش چھوڑکر باہر بارگاہ کے نکلے اُس نقش کی تاثیر یہ تھی کہ دربانان بارگاہ نے مطلق اُنکو نہ روکا جیسے بالکل دیکھا ہی نہیں یہ وہان سے اپنے لشکر میں آئے خواجہ ہر ایک سردار و ملکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بن ملکہ حیرت کی بیان کی خواجہ نے فرمایا کہ تمھاری ہمشیر اپنا وقت کاٹتی ہے مسلمان کبھی نہ ہوگی اور اُس سے کہدیا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کرینگے یہ سنکر سب عیار اپنی اپنی فکر میں روانہ ہوئے اس عرصہ میں نفس ظلمات شب سے فروغ مہر روز نے رہائی پائی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانہ مشرق سے نکلکر عرصہ فلک میں آیا نظم

نہ پھر آنکھوں نے وہ سامان پایا
صدا دی طائروں نے ہر شجر پر
کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا
سحر چلی اُٹھے لوگوں کے بستر

رات بھر ہوا سیاب ہمراہ ظلمات داد عشرت و نشاط دیا کیا بادہ وصلت پیا کیا یہ حال تھا کہ نظم

ہنسی اور ہاتھ رکھ دی اُسکے وہ حور
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام
کہا منت سے پی اسکو مری جان

ہوئی افسردہ خاطر شہ کی مسرور
ملا لب قسم دی اپنے سر کی
کہ ہوں کیفیت خاطر کے سامان

کبھی لیتے کبھی بس بہر آرام
پھر اُسکے بعد گیسو و کمر کی
بہ ہجوم شوق اُٹھا اسکے دل پر

گلے سے ملگئی دو حور پیکر
پسینا آ کے چہرہ تمتمایا
تھے ذوق ہوس دست و گریبان
شعاع مہر نے جب منہ دکھایا
لگے معشوقہ و عاشق نہانے
نہائی لا کے جمدہ آنکھ اور ناک
ہوئی پھر جلوہ گر وہ جنت خرام
شہنشہ بھی بغل مین آ کے بیٹھا
ہوئی وہ انجمن پھر محفل جم

ٹپے لب سے لیے اُسکے دہن سے
اُسے شرمندۂ جنت جو پایا
کہ اتنے مین بجی نوبت گجر کی
ہر اک اُٹھکر سوئے حمام آیا
ملا خدمتگذارون نے بدن کو
چلی حمام سے وہ شوخ و بیباک
جھکائی سب نے گردن بہر تسلیم
دیا ساقی نے لاکر جام مے کا

سنگھائے پھول عارض کو چمن سے
نکالے دلمین تھے جو جو کہ ارمان
نظر آنے لگی صورت سحر کی
ہوئے کھیسے کھیسے بالون مین شانے
کیا پر نور رخسار و دہن کو
سر رخ سکرائی بصد حیاء
ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
ہوا سامان عشرت پھر فراہم

اسی ہنگامہ مستی زا و جلسہ طرب فزا مین معشوقہ و ملکا کا دل گھبرایا بادشاہ نے کہا جو دار اس پاس سیب ذقن کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ اے میوہ گلزار باغ دانائی تیرے گل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہے مجھکو میرے شناتی ہے جو آسیب پہونچا ہو اسکا اظہار کر خاطر دور کر ملکہ گلزار کرین غنچہ دہن نے کہا مجھے عیارون سے کھٹکا ہے ایسا نہو کہ نقش جمشیدی جاتا رہے اسکو ایسا اچھی چھوڑ جانے دیکر ایک ساحر کو بھیجا کہ مستین کو بلا لاے ساحر اڑکر بارگاہ مین مستین کی آیا وہ ہوا کے سرد بسم سے ہوش مین آیا اُٹھکر آنکھین ملرہا تھا کہ اُسنے پیام ملکہ اندوہ کردیا وہ اوسیطرح اُٹھکر سامنے ملکہ کے آیا اُسنے حکم دیا کہ نقش جمشیدی حاضر کر یہ گھبراکر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا جب نقش نپایا گھبراکر بستر پر گر گیا بس یہ کہتا ہوا کہ ہائے ملکہ مین ابھی لایا اپنا بھر کر دیا گام مین آیا نقش کو ڈھونڈھا نپایا گھبراکر قفس کو دیکھا وہ بھی ٹوٹا دیکھا سر پیٹا سامنے ظلمات کے گیا اور قصہ شبینہ جیسے کنیز کا مصداق وہ بیان کیا ملکہ نے منہ پیٹ لیا اور یہ کہا اے شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گئی یہ کہکر پھر سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آکر اُسکے زانو پر بیٹھا اس سے پوچھ کر اے مرغ زیرک سچ بتا کہ رات کو کس عیار نے آکر عمرو کو چھڑایا ہے اُس طائر خوش الحان نے زبان بستگی اصطلاح کی کہ ضرغام عیار کنیز بنکر گیا اور یہ ماجرا گذرا اُسنے کہا اب وہ کس حال مین ہے اسنے جواب دیا بہت مضطر دامن صحرا مین پھرتا ہے یہ سنکر اسنے سحر پڑھا طائر ازاد ہوا اور یہ اڑ گیا اور یہ ساحرہ خود بھی اڑکر تلاش عیار مین روانہ ہوئی ضرغام خواجہ سے الگ ہوکر جانب باغ حیرت چلا تھا اور عقب اُسکے ملکہ بہار چلی تھی کہ خواہر کے ساتھ ہو سے اسکو مطلع کرے سو وہ دامن ظلمات گرد ون ٹھہرا تھا ضرغام جنگل مین پہونچا تھا اور بہار پرے ہوا اُڑتی اُسکے پیچھے کچھ دور رہی کہ ظلمات سے آکر پہونچی اور سحر کرکے ضرغام کو بیحس کر دیا اور زمین پر گرا کر کمر سے خنجر کھینچکر قتل کرنا چاہا یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اُسنے دیکھا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او بدکار تو وہ ستاتی ہے کہ منزلون سے میری راہ مین پڑا ہوا ہے آئی ہو یہ کہکر ایک گلدستہ جیب سے نکالکر مارا گلدستہ قریب پہونچکر چٹکا اور ایک طاؤس پر لگا ضرغام پر گرا اور اُسکو پنجون مین دابکر اُڑا ظلمات کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکل گیا مثل شیر غضبناک پھری اور ایک ناریل جیب سے نکالکر ملکہ بہار پر مارا ناریل قریب پہنچکر پہونچکر

شق ہوا اور ہزار ہا شعلہ نکلکر جانب بہار چلا بہار نے پھر ایک گلدستہ نکال کر جانب آسمان اچھالا اور آبیگر ہوا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل زعفران کے پیدا ہونے لگے دم بھر مین وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن مین گلگون پوش لالہ جام بکف بشکل رند مینوش تھا سنبل کو عشق بہار مین پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتان مین حیرانی غنچے ان چمن مین کھلتی جاتی تھین تبسم گلرخان عالم کا رنگ دکھاتی تھین نظم۔

تھے سرخ جو ہر طرف شقائق
طرار تھی وہ زبان بھی سوسن
شاخین تھین یہ نازکی سے تو تمام
صیاد سے تھی فراغ بالی
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
خوبان جہان کی انجمن تھا
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا
وہ چشم و چراغ بجشالی
اس باغ مین یون تھی زیب مجلس

گل پیرہنون پہ سے جو فائق
وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم
اشجار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
استادہ تھی اس چمن مین گلفام
کیا حسن فروش کاروان تھا
شمشاد ریاض کا نگاری
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

آرائش بوستان تھی سوسن
ملتا ہی نہین دماغ تر بھی
بلبل نہ تھی چہچہون سے خالی
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
اس تازہ چمن مین اک چمن تھا
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
وہ لالہ باغ بے مثالی
بنیاد مکان جھیاری

ملکہ ظلمات اس بہار ربیع پیوند اور حسن بہار فتنہ بیز دشمن کو دیکھکر دیوانی ہوئی عقل و ادراک سے بیگانی ہوئی شعر عاشقانہ بحالت مجنونانہ پڑھتی سمت چمنستان چلی گویا بہار جانب گلستان چلی گو یہ شاگردہ تاریک ہے بہت تخت الاو جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہے بس جیسے ہی یہ چمنستان سحر بہار کی طرف چلی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اپنے وفا کی کھائی نمک حرام طلعت بنگی اور ظلمات کو تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ آپ کہان جاتی ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہے سراسر فسون سازی کا ڈھنگ ہے یہ کہکر کسنے ایک ڈبیا کمر سے نکال کر سیندور اسمین سے لیکر ملکہ کے منہ پر مل دیا اس گلگون کے رخسار پر ملنے سے اس سرخ رو پہ سیاہی بیخبری کی دفع ہو گئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ٹکڑا ابر سرخ گلستان بہار پر آکر چھایا اور اسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہائے گل لالہ زمین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ پر رنگ باغ آتش بہار ہوا تن شاہد بہار بے رنگ جسم بیمار زار و نزار ہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ سی لگی مغموم گل مثل خاطر عشاق جلی کہ مولف واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر ✦ آگ تلوؤن سے لگی سارا گلستان جل گیا ✦ ظلمات نے بعد جلانے باغ سحر کے افسون پڑھا کہ ایک پتلی اسی زمین سے نکلی بہار اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی تھی اس پتلی نے آکر مشکین باندھ سامنے ظلمات کے حاضر کیا اسنے حکم دیا کہ اس بجزیہ کو یہان چھوڑ کر میرے لشکر مین جا اور میری انیس نسیم خوش رفتار جادو کو بلا لا پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر مین اسکے وہ بارگاہ جو اسکے رہنے کی تھی اس مین پہنچکر پکاری کہ جو تم مین سے

نسیم جادو جسکا نام ہے اسکو ملکہ عالم بلاتی ہین فلان مقام پر تشریف فرما ہین اور بہار کو قید کیا ہے یہ پیام دیکر
چلی تو غائب ہوگئی مگر بارگاہ مین سب انیسین کنیزین جمع تھین اور کہہ رہی تھین کہ ملکہ دوران بہ غضب تمام جانب صحرا
گئی ہین انکو ڈھونڈھنا چاہیے سنو میری جان سوت کا مقدمہ ہے لاکھ دشمن ہین تو دو چار دوست ہین اکیلے ملکہ کو چھوڑنا
اچھا نہین اسی تقریر مین تیلی کا جو پیام سنا نسیم جسکا نام تھا وہ اٹھ کر چلی لیکن حال عمرو برق بیان ہوا تھا کہ اپنے
لشکر سے قبل قتل ظلمات روانہ ہوئے تھے چنانچہ صورتین بدلے ہوئے اس بارگاہ مین موجود تھے انھون نے بھی
بیان تیلی کا سنا اور جب نسیم یہان سے چلی یہ بھی اسکے ہمراہ ہوئے اور بہت جلد اس سے آگے جا کر صحرا مین ٹھہرے
اور از بسکہ شکل اپنی ساحر کی ایسی بنائے ہوئے تھے اور نام سے نسیم کے آگاہ ہو چکے تھے جب وہ اڑتی ہوئی اس مقام
پر کہ جہان ٹھہرے تھے پہونچی انھون نے پکارا کہ اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جایئے اور کچھ ہم عرض کرین
مسموع فرمایئے ساحرہ انکی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم سے ہین شاید حیرت کا کچھ ذکر کرین گے
پس یہ سمجھ کر اتر آئی انھون نے سلام کیا اسنے بکشادہ پیشانی کہا اچھا مزاج اچھا ہے انھون نے کہا جان و دعا کرتے ہین
مجھے اس لیے آپ کو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جادوان ہین شہنشاہ نے جب ملکہ حیرت کا محل کیا تھا تو ملکہ
مذکور کے لیے ایک روغن حکماء طلسم سے تیار کرایا تھا جس سے تمام جسم مثل روئی کے نرم اور بعد خوبروئی نازک تر
ہو گیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت ابتک ملکہ کے تن نازک کی ہے چنانچہ وہ روغن ہمکو بھی ایک نسخ
سے معلوم ہوا اور ابتک موجود ہے پس وہ تمھاری ملکہ کے بہت کام کا ہے آجکل ہم پریشان حال ہین آپ ہمکو کچھ دیجیے
آپ کا احسان ہمپر ہوگا اسنے یہ تقریر سنکر کہا وہ روغن تمھارے پاس ہے انھون نے کہا حاضر ہے اور ایک بوتل بھ
از روغن بیہوشی کمر سے نکال کر اسکے سامنے پیش کی اسنے بوتل لیکر سونگھی فوراً بیہوش ہوگئی عمرو نے پیرہن اسکا پہنکر
صورت اپنی اسی کی ایسی بنائی اور برق سے کہا تم سر اسکا کاٹ کر صحرا مین ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا مین جا کر
ملکہ بہار کو چھڑاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان برق اس ساحرہ کو جھاڑی مین چھپا کر ٹھہر رہا اس لیے کہ قتل کرنے سے
ایسا نہو کہ ظلمات آگاہ ہو جائے اور بیہ سحر روتے ہوئے اسکے سامنے جائین تو خواجہ کی عیاری مین فرق
آئیگا غرضکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اسکو تسلیم کی اور کہا واری یہ جنگل مین تنہا آنا اچھا
نہین اسنے کہا اے نسیم اس مجرمہ کو لیجا کر قید کرین تلاش مین عیارون کے آئی تھی یہ بھی آگر رہی خیر اب
مین پھر عیارون کو ڈھونڈھنے جاتی ہون خواجہ نے اسکے ہاتھ سے بہار کو لیا اور عرض کیا کہ حضور سحر اپنا رد
کرین کہ مین اپنا جادو کرکے اسکو رکھون اسنے سحر اپنا رفع کر دیا اور خواجہ وہان سے بہار کو بغل مین داب کر کچھ
دور نکال کے لیے لائے جب سامنے سے اسکے دور نکل آئے ملکہ مذکور کو پشت پر لاد کر برق جہان تھا وہان
پہونچے اور ملکہ کو زمین پر لٹا کر پانی منھ پر چھڑکا کہ آنکھ ملکہ کی کھلی کیونکہ سحر اپنا ظلمات دفع کر چکی تھی ملکہ اپنے ہی
سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی خواجہ نے کچھ دعائین پڑھ کر دم کین کہ ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے
اسوقت نسیم کو جھاڑی سے نکال کر ذبح کر ڈالا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا ابر روتے ہوئے جانب ظلمات چلے

یہان خواجہ نے بہار سے کہا کہ یہ ساحرہ بہت زبردست ہے لے ملکہ تم لشکر مین جاؤ ہم انشاء اللہ قتل کرکے اسکو
آتے ہین تمھین اکیلے ٹھہرنا نچاہیے ایک تو اپنی حفاظت ہمکو کرنا ہوتی ہے دوسرے تمھارا خیال کرنا پڑتا ہے لہذا
بہتر ہے تمھین چلے جانا زیبا ہے بہار یہ سُنکر وہان سے جانب لشکر پھری ادھر ظلمات نے بعد چلے جانے
نسیم نقلی کے سحر پڑھا کہ اسوقت عیار کہان ہین سحر نے خبر دی کہ اری احمق عمرو عیار بصورت نسیم کی بنکر آیا اور تجھ سے
بہار کو لے گیا اب برق نے فلان مقام پر نسیم کو مارا اور دونون عیار کس جگہ ہین یہ خبر معلوم کرکے حیران ہوئی تھی
کہ پیر سحر کے روتے ہوے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دیکھا غائب ہوگئے اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے ہاتھ سے کنگن اتار کر اسی
سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا جلد عیارون کو لا کنگن سورج کی طرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع
ہزارہا پیدا ہو کر ہر سمت روانہ ہوے عمرو و برق ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار مشغول قتل ظلمات کر رہے تھے
کہ یکایک چند سنہرے خط ایک سمت سے آکر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ گئے اور یہ کھنچتے ہوے چلے اور ضرغام
کو جو عازم بہار کا لیکر اڑا تھا اسنے اُسکو لا کر صحرا مین چھوڑا تھا وہ بھی فکر عیاری مین پھر رہا تھا چند کرنین اسکے بھی جا کر لپٹین
اور کھینچتی ہوئی لائین ان تینون عیارون نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے بیچا اونچا یہان خورشید محشر نکلا ہوا ہے
اور قریب اسکے ملکہ ظلمات ایستادہ ہے آفتاب کی کرنین ہمکو کھینچے لیے جاتی ہین حاصل کلام جب سامنے اُس
ماہ سپہر ساحری کے پہونچے اُسنے آفتاب کی جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بنکر ہاتھ مین آیا عیار کرن سے چھوٹ کر
بیحس و حرکت کھڑے رہے اُسنے کنگن پہن لیا اور ان تینون کو بغضب تمام گھورا انھون نے دیکھا کہ ساحرہ کو اس وقت
بہت غصہ ہے گال فرط غیظ سے لال ہین آنکھین مانند جام بادہ سُرخ ہین گیسو پیچ کھاتے ہین ظاہر آثار ملال ہین پس
اس لالہ رُخسار نے ان سے بعتاب خطاب کیا کہ اے نا عیارو دیکھو تو کس عذاب الیم سے تمکو مارتی ہون بڑی تمنے آفت
ڈھائی ہے مجکو بھی حیرت معلوم کیا ہے کہ عیاریان کرکے جسکو چاہا مار ڈالا اور اُس سے کچھ نہ ہوسکا کیسی خاتون شہنشاہ
ساحران بھی واہ واہ نام بڑا اور درشن تھوڑے عیارون نے کچھ اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا اور اسنے ایک سحر
ایسا پڑھا کہ عیار اسکے ساتھ چلے یہ وہان سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی اپنے لشکر مین نہ گئی اتفاق سے اُس لشکر مین
جب ملکہ بہار پھر کر آئی تو جانسوز عیار یہان موجود تھا اس نے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سُنا کہ صحرا
مین ہے اور خواجہ و برق ارادہ قتل اسکا رکھتے ہین یہ حال سنکر اُسنے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ اسیر پنجہ ستم
ساحرہ ہون مجھے بھی لازم ہے کہ چلکر انکی خبر رکھون یہ سوچکر جانب صحرا چلا اس طرف سے ظلمات آتی تھی یہ اسکو
دیکھکر راہ کتراکر پہلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بنکر قریب اسکے آیا اور آداب بجا لاکر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ شہنشاہ
جادوان آپکی تلاش مین ہین انتظار فرما رہے ہین مجکو ڈھونڈنے بھیجا تھا لایے ان مجرمون کو مجکو دیجیے اور آپ شہنشاہ
پاس جایے یہ تقریر سُنکر اور اُس عیار کو ساحر بنا ہوا دیکھکر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا ہے مگر جب اپنے
قیدیون کو طلب کیا وہ ایکبار عمرو سے در باب بہار دھوکا کھا چکی تھی اندیشہ ناک ہوئی اور دلمین سحر پڑھ کر ہمت
آئینے کی کہ مجکو ظاہر ہو جاے کہ یہ کون ہے عیار ہے یا ساحر ملازم شاہ ذی تبار ہے سحر نے خبر دی کہ نہین یہ عیار ہے

یہ معلوم کرتے ہی پکاری کہ اب آئے ہو تو جاتا نہیں ایسی نافراس کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بے حس و حرکت ہو کر
اسکے ہمراہ ہوا اسنے کہا کہ موذیو میں اسی فکر میں اس طرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کر دوں اور
طبل جنگ بجوا کر نمک حراموں کو بھی سزا دلواؤں چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو پانچویں کو بھی گرفتار کر لوں تو اپنے
لشکر میں جاؤں یہ کہا کچھ افسون پڑھ کر مشت خاک اٹھا کر گویا ہوئی کہ اے خاک سرزمین طلسم سچ بتلا کر قران عیار
لشکر نمک حراماں میں ہے یا بیابان میں ہے خاک ناپاک سے آواز آئی کہ اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی کبھی لشکر میں
آتا ہے ورنہ ہمیشہ بیابان میں رہتا ہے یہ سنکر ساحرہ وہاں سے پھری پھر سوچ کے ندوے عیار بھی ساتھ ہوئے
اور بہ سمت صحرا بتلاش قران روانہ ہوئی قران درہ کوہ میں بیٹھا تھا اتفاقاً چند ساحر ملازمان شاہ طلسم اس طرف
گذرے باہم کہتے جاتے تھے کہ یہ کیسا بڑی زبردست آئی ہے کہ ابھی کل تو بادشاہ کی بی بی تھی آج عیاروں کو پکڑنے
گئی ہے ایک اُن میں سے بولا کہ بھائی حیرت بھی اگر چاہتی تو عیاروں کو پکڑ لاتی لیکن ایسی باتوں میں حاکم قتل جلد تر
ہو جاتا ہے حیرت خوفناک ہوئی اور گرفتاری عیاران سے باز رہی اور یہی سبب ہے جو آجتک زندہ ہے
ورنہ ماری جاتی تم دیکھنا یہ ملکہ جلد قتل ہوگی کس لیے کہ ایک تو عیار خود ہی اسکی فکر میں ہیں دوسرے ان کو ستایا ہے
اب بچنا اس شہزادی کا مشکل ہے دوسرے ساحر نے کہا تم سچ کہتے ہو ملکہ حیرت جو عیاروں کی طرف سے
چشم پوشی کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے اسے بھی عیاروں کا ستانا کچھ اچھا تھوڑا ہی ہے یہ باتیں سب قران
نے جو سنیں غور کیا کہ ظلمات ہم عیاروں کے قید کرنے کو شاید آئی ہے مجھکو بھی فکر اپنی لازم ہے یہ سوچ کر
وہاں سے اٹھا اور اس سمت کو خیال کیا کہ جہاں میں استادہ ہوں کونسی سمت ہے معلوم دیا کہ مشرق ہے
پس اسے جانب مغرب رو بہ فرار لایا یہ تو ادھر گیا اور ساحرہ اسکے مقام پر پہونچی دیکھا کہ درہ کوہ نہایت مصفا ہے
بسان قلب پارسایان با صفا ہے شکل کھال ایک مقام پیچی ہے اور ایک سمت کو اس درہ میں غار ہے
یہ اس غار میں اتری یہاں طاق بقصد حفظ جواہر کاٹے تھے اور دریچہ اس طرح بنائے کہ جب اسمیں کوئی جا
صحرا میں پہونچ جائے کہیں ورایسا بنا تھا کہ پیچھے اسکے غار تھا وہ مقام کوٹھری کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچوں سے
باہر ہر سمت صحرا میں نکلتی تھیں پھول پھلیاں ہری تھی چبوترے صحرا میں دریچوں کے سامنے تھے ان پر برگ چھائے
نیچے سے غار کی کوٹھریوں میں غلہ و اسباب کشتی جملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا سوفار ہر سمت سے پوشیدہ تھی
کہیں اجالا کہیں اندھیرا تھا شیر کے رہنے کا مقام تھا یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی مگر نازک مزاج و سہارہ تھی خوفناک
ہو کر باہر نکل آئی کہ مبادا عیار کسی گوشہ میں بیٹھا ہو اور قتل کر ڈالے غرض باہر آکر اسنے ایک جانور آتش کے آتے کا بنایا
اور سحر کا بیرا اسمیں بٹھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ ہر سمت اڑ کر جا اور پتا لا کر قران عیار کہاں ہے جانور اڑ گیا اور
مستر کو ایک مقام پہ دیکھ لایا ساحرہ سے بیان کیا کہ ویسی سمت اُٹھ کر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ میں
کوئی فتور قیدیوں کی وجہ سے نہ برپا ہو اور یہ رہا نہ ہو جائیں پس درہ کوہ میں ایک گنبد خاک کا بنا کر تینوں
عیاروں کو اسمیں بند کر گئی یہ تو جانب قران چلی اور اسنے ایک خط مخروطی چار گوشہ کا بنا کر چار سمت کا نام

ہر گوشہ پر لکھا اور نیت کی یا خبیر اخبرنی بوقت ساحرہ کس طرف آتی ہے یہ نیت کرکے آنکھ بند کی اور انگلی خط پر رکھی
جس سمت پر انگلی پڑی اس طرف کو چھوڑ کر دوسری جانب بھاگا جب ساحرہ وہاں پہونچی کہ جہاں طائر نے بتایا
تھا کسی کو نہ پایا پھر طائر کو اسنے روانہ کیا کہ وہ جاکر چلایا کہ اب اس طرف عیار ہے یہ اس جانب چلی وہاں مہتر مذکور
پانچ سات کوس پر جاکر ٹھہرا تھا اور دم راست کرکے پھر نقشہ کھینچکر مخبر نقال غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اس جانب آتی ہے
پس یہ تیسری جانب چلا اسی طرح اس مہر سپہر ساحری کو اسنے قطع منازل کرانا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر میں ڈالا وہ بدر
کامل اس ماہ کو پھرایا عجب حال اسکا بنایا کہ پائنچے چھوٹے ہوئے پسینے سے پوشاک بدن کی بھیگی جسم تمام عرق میں ڈوبا
ہوا باغ حسن پر اوس پڑی ہوئی مسی کی اودی پپڑیاں ہونٹوں پر رنگ رخ نق صباحت میں صادق مگر برق
دل میں تھک جانے سے قلق کھسیانا پن چہرہ سے ظاہر گیسوؤں کا رخسار پر پیچ کھانا گویا افسون خوان ساحر
بالآخر جب زیادہ دوا دوش اسنے کی غضبناک ہوکر سوچی کہ عمرو سرگروہ عیاران عالم ہے اسکو مع دو زن
عیاروں کے جلکر مار ڈال قران اسکی رہائی کو خود آئیگا اسے بھی قید کر لینا یہ تجویز کرکے ہی طرف روانہ ہوئی ادھر
قران تو اسکی فکر ہی میں تھا جب خوب سکو دوڑا چکا ایک مقام پر بیٹھ کر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا
کہ ساحرہ جانب جنوب بتر مسکن کی سمت جاتی ہے یہ معلوم کرکے بہت جلد رواں ہوا اور اس سے آگے نکل گیا
اور ایک مقام پر دامن کوہ میں بہت سے درخت دیکھ کر اور صحرائے سبزہ زار ملاحظہ کرکے جلدی جلدی خنجر سے
چار غنچہ ہائے گل و ثمر بیخ سے کھود کر اکھاڑے اور میدان مصفا تجویز کرکے چاروں کونوں پر ان درختوں کو لگایا اور سب پھل
اُن کے توڑ لیے ہر نہال میں چند پھل باقی رکھ کر اس طرح سے انھیں جانچ کیا کہ تا چاک ہونا ثابت نہو سب انہیں
بیہوشی داخل کی اس طرح کہ تمام جگر انکا روغن بیہوشی سے خوب تر ہو گیا جب یہ باغبان گلشن عیاری میں کر چکا
بیچ میں اُن درختوں کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی اور اسمیں اُتر کر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا صرف دو آنکھیں
اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحرۂ غدار میں بیٹھا آپ دفن ہوکر اسکو زندہ درگور کرنے کی فکر ذاتی نظر کردۂ بوتراب کو
خاکساری کی عیاری پسند آئی جو فکر کہ یہ مہتر کرکے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ یہ ساحرہ اس طرف کو آئی صحرائے سبزہ
خرم دیکھ کے تھکی بہت تھی آہستہ آہستہ چلکر اُن چار درختوں کے پاس آئی درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت
خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے تھے درختوں کے سنگین بنے پائے ہر نہال برنگ
تارک الدنیا زبان برگ سے مذمت دنیا کرتا ہر شاخ خمیدہ مراقبہ میں مثل روشن ضمیران طائر اشجار پر عصفیر
بلبل سدرہ ثمرہائے بے نظیر ہر رنگ اثمار نہال طوبیٰ وہاں شگوفہ بر ابنتہ اقدینا تا حسنا جاری زبان برگ بر
طوبیٰ لہم و حسن مآب طاری بیچ میں اُن اشجار پر بہار کے میدان لسان قلب اہل صفا پاک کہیں نہ خس و خاشاک
آئینہ بہار الطاف روح پاکمالان سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم پر خضر کا بستر لگا ہوا تھا اس زمین صاف و سبز پہ
گمان کہ رومیوں نے بحکم اسکندر دہر وہ آئینہ بنایا تھا جس نے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشان چین
عکس اُتارا تھا ہمسر طوطی سطحۂ غبرا تھا بلکہ اس مقام صاف کا طوطی یہ کہتا تھا کہ بیت

زمین ان کی لطافت مین روح سے بہتر | درخت چارون تھے جسم زمین کے عنصر

ہر درخت کے تھالون مین جو پتھر لگے تھے ابر کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے جوگی زمین مین گڑا ہوا تپشیا
جمشید کی کر رہا ہے خبردار اے آئندہ و روندہ زیادہ تر اس مقام پر پہونچکر نہ ٹھہرنا صرف جوگی کے درشن کرنا اور اپنا
راستہ پکڑنا ساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جویا اور مشتاق ہوکر بڑھی ایک مقام پر
دو آنکھین چمکتی دیکھ کر جوتیان اُتارین اور ہاتھ باندھکر آگے آئی پہلے سجدۂ سامری مین گری اور پھر کچھ اشرفیان اور زیور
اپنا اُتار کر سامنے اُن آنکھون کے رکھدیا دیدہ و دانستہ دھوکا کھایا مطلق خیال عیار نہ آیا ہاتھ جوڑکر گڑگڑائی کہ اے
سامری کے جوگی اے خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھیا پوری کر خداوند میرا مجھ سے تمام عمر راضی رہے اپنے بیریون
کو مین مارون لڑائی جیت جاؤن اس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھ کر جوگی کا ذرا سا منھ بھی مٹی سے باہر نکلا
اور بہت آہستہ سے کہا بچا جا ایک پھل کسی درخت کا توڑ کر ہاے درختون مین سے کھاے تیرے سب کام سنپورن ہونگے
پھلے پھولے گی اب زیادہ یہان نہ ٹھہر سامری کی یاد مین جمشید کے دھیان مین فرق آتا ہے اسیر ہوتی ہے یہ سنکر
ساحرہ اٹھی اور گرد جوگی کے پھری پھر ایک درخت کے قریب جا کر پھل ایک توڑا اور سامری کو یاد کرکے جمشید کے
دھیان مین ڈوب کر پھل کھایا دو قدم پھل کھا کر چلی تھی کہ چکر آیا بیہوشی نے اثر دکھایا غش کھا کر گری عیار جسنے
یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا سا زمین سے نکلکر نعرہ کرکے کہ منم مہتر مہتران رہبر رہبران عبد ذلیل ایزد منان مہتر قران نعرہ

قران حبش مہتر نامدار | نعرہ کردہ صاحب ذو الفقار

یہ نعرہ کرکے نعبدہ تانے جانب صحرا لیا ادھر تو یہ چلا اس طرف پہلو سے افراسیاب سے اٹھ کر آئے ہوئے ساحرہ
کو عرصہ بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہہ آئی تھی کہ مین عیارون کو قید کرنے جاتی ہون شاہ طلسم کو دیر ہونے سے فکر ہوئی کہ
ایسا نہو معشوقہ میری قتل ہو جائے اس خیال سے اُسنے کتاب سامری منگا کر حال اُسکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ قران
عیار اُسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کرکے کتاب بند کرکے بزور سحر اُٹھا اور از بسکہ بادشاہ طلسم ہے مسافت راہ بہت جلد
طے کرتا ہے یہ معلوم کرکے اُس میدان مین کہ جہان معشوقہ اُسکی بیہوش ہے اُسوقت پہونچا کہ قران نعبدہ سر پر ساحرہ کے
لگایا چاہتا تھا اُسنے نعرہ کیا کہ باش یہ کلمہ ایسا پر اثر تھا کہ عیار مذکور کے دست و پا مین قوت نہ رہی ہاتھ اسی طرح
اونچا رہ گیا اور پاؤن سے بھاگا نہ گیا ناچار کھڑا رہا شاہ جادوان نے زمین پر اُترکر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے
پایا یاران حیرانی سے آئینہ منھ تکتی اور کھلی ہوئی تھی زلف بعد پریشانی رخ پر بکھر رہی تھی انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا
چھاتی باہر نکلی تھی بلورین گیند سینہ پر دھرا تھا یا قمقمہ رنگ سے بھرا تھا پیڑو کا اُبھار سرکشی عیار کا بتا زبان حال سے
دے رہا تھا جوبتی تھی ماتر گی غم چھاتی کے منھ پر چھپائی تھی جوبن سارا خاک مین ملنے کی نوبت آئی
تھی شاہ جادوان اسکے سینہ سے لپٹ گیا منھ پر منھ رکھ دیا اور رونے لگا گلاب اشک کا رخسار پر چھڑکا آنکھ
اُس گلبدن کی کھلی گھبرا کر اُٹھ بیٹھی دوپٹہ سنبھال کر اوڑھا انگیا کی کٹوری اُتاری بھلی سب شرما کر ڈھانکا شوہر کو
دیکھ کر نیچی نظرون سے کچھ شرمائی لجائی آنکھون کو پھرا کر ادائے مستانہ دکھائی تیوری چڑھا کر بیٹھی صاحب زبان پر

لائی پھر سنسکی پھر کر دی یہ کیا آفت ہے کہ گرا تھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جانی تو اس طرح بیہوش تھی مین نے
آکر ہوشیار کیا اور اس نا عیار کو گرفتار کیا غضب کیا تھا اس ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا چاہا
تھا اور خانۂ عیش میرا تاریک کرنا اس کے دل مین آیا تھا یہ تقریر سنکر ساحرہ بغضب تمام تو تیغہ لے کر جانب قران
چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینۂ شمشیر مین دیکھ کر دعا کی کہ اے خالق کل مخلوقات بواسطہ خیبر کشای حیدری مدد
فرما اور بھیج میری رہائی کے لیے اپنے بندے کو کہ جسکی یہ شان رفیع ہے **بیت** صورت گرد مجسم فتح تو پیدا آشکار +
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار + یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی **بیت** بہار جو چھوٹ کر اپنے لشکر
مین گئی حال عیاران ملکہ مہرخ و دیگر ساحران سے بیان کیا ملکہ مہرخ نے مرآت صلاح سامنے رکھ کر یہ صورت
نیک دیکھی کہ یہ ساحرہ زبردست ہے ہم لوگ بھی بطور مخفی عیارون کے معین رہین تو بہتر ہے پس یہ مشورہ کر کے
از بسکہ آپ بادشاہ لشکر تھی جانا مناسب نہ سمجھی ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا ملکہ مذکور
فوج ساحران کو لیکر ایک صحرا مین ٹھہری اور طائران سحر برائے ادراک حال عیاران خوشخصال روانہ کیے ایکبار
تو طائرون نے خبر گرفتاری عمرو و برق و ضرغام دی ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار کر رہی تھی اسوجہ سے
تامل پذیر ہوئی پھر طائرون نے خبر دی کہ مہتر قران اس طرح ساحرہ کو چکر دے رہے ہین بہار بہت ہنسی پھر
ساحرہ کے بیہوشی کی خبر پہونچی یہ بہت خوش ہوئی آخر آنا شاہ طلسم کا اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا فوراً نفیر سحر کو
بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا ساحر باز اور بط پر سوار ہو کر چلے ملکہ مع فوج اسوقت آکر یہان پہونچی کہ ظلمات
تلوار لیکر قران کے قریب پہونچی تھی بہار نے پہنچتے ہی ایک گولا سحر کا فولادی اسکے سینہ پر تاک کر مارا گولا لوہا کا
آگ کا بنا ہوا اسکے سینہ پر آکر پڑا اگر کوئی اور ساحرہ ہوتا تو یقین تھا کہ گولا پشت توڑ کر نکلجاتا مگر یہ ساحرہ زبردست
ہے گولا پڑنے سے بیہوش ہو کر گری اسوقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ بہار چیدہ روزگار آئے تھے وہ سب بجلیان
بنے اور کڑکڑا کر گرے کہ کام اس ساحرۂ نافرجام کا تمام کر دین لیکن شاہ جادوان وہان موجود تھا بیتابانہ دوڑا اور
ایسا افسون پڑھا کہ چالیس سپر مین ظلمات پر چھا گئین مگر بجلیان انکو کاٹ کر ساحرہ پر چلین تھین کہ بادشاہ نے
پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقین زمین پر الگ گرین اور بجلیون سے سب کے صورتین ساحرون کی پیدا ہوئین اور
ترسول و نیسول وغیرہ حربہ سحر کے وہ سب پکڑ کر شاہ پر چلے بادشاہ سمجھا کہ یہ فوج بہت ہے اور ملکہ بہار
اس لشکر کی سردار ہے اور یہ معشوقہ گلعذار ہے پس اگر تو رہیگا تو یہ محبوبہ قتل ہو جائیگی اور عجب کیا ہے جو اس ہنگامہ مین
ظلمات بھی قتل ہو جائے لہذا یہان سے ٹل جانا چاہیے یہ سوچ کر بجنسہ ظلمات کو اٹھا کر بلند ہو گیا ساحرون
نے ناریل نارنج ترنج بہت سے مارے مگر وہ بادشاہ ہے کچھ اثر نہ ہوا ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار نے مل کر
اسوقت سحر خوانی ایسی کی کہ شاہ طلسم کا سحر قران پر سے دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور اسنے سب حال خواجہ
وغیرہ کے گرفتار ہونے کا ملکہ سے بیان کیا اور کہا ساحرہ میرے مقام سکونت پر انکو قید کر آئی ہو تو عجب نہین
کیونکہ اسی جگہ سے میرا تعاقب اسنے کیا تھا ملکہ مذکور یہ احوال سنکر اسکے ہمراہ اسکی جگہ پر آئی اور یہ سحر شاہ طلسم کا نہ تھا

ملکہ ظلمات کے سحر مین خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے پس بہار نے اس سحر کو اکیلے رد کیا عیار سب رہا ہوتے ہی رو بفرار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگرنی زبردست ہے اس پر سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا چاہیے اور اس کے پنجۂ ظلم سے بچنا زیبا ہے غرضکہ یہ تو سب صحرا و کوہ مین متفرق ہوکر اپنی تدبیر مین مصروف ہوے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہوئی لیکن افراسیاب اپنی محبوبہ کو گلے سے لگائے ایک مقام پر صحرا مین آیا اور وہان ٹھہر کر رد سحر پڑھا کہ ملکہ ظلمات کو ہوش آیا شاہ نے کیفیت سے مطلع کرکے فرمایا کہ اے ملکہ اب لشکر مین چلو عیارون کا تعاقب نہ کرو ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اسنے جواب دیا کہ اے بادشاہ مین غافل تھی جو بہار نے گولا سحر کا مارا اب مین اسکو زندہ نہ چھوڑونگی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہون گے کہ باامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہے اے بادشاہ قسم ہے آپ کو سامری کی کہ لشکر مین جایئے اور اگر ایسا ہی میری تنہائی کا خیال ہے تو میری کچھ فوج اور چند انیسون کو میرے پاس بھیجدیجئے بادشاہ قسم دینے سے ناچار ہوا اور پھر کر لشکر مین آیا اسکی انیسون کو سامنے بلاکر حکم سنایا کہ فوج ہمراہ لیکر اپنی ملکہ کی اعانت کو جاؤ انیسون نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا گھنٹے بجے ناقوس پھنکے سوارون کے پرے فوجون کے دل پیادون کے نشان کھلے پلٹنین اور رسالہ اسلحہ سے آراستہ سلاح سحر سے پیراستہ مرکبہاے پرندہ طاران سحر پر چڑھکر چلے کسی طرف دریا جوش مار کر رواں ہوا کہین ہوم کا بلند دھوان ہوا کسی جگہ ابر سرخ سحر کا آتش فشان ہوا کہین سانپون کی مار ہوئی کسی سمت عقرب کی بوچھار ہوئی سیل فنا کی طرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جیسے ٹڈی دل آمد آمد کہ بمقتضاے

نظم

روانہ ہوا لشکر لاتعد	نہ کچھ جسکی گنتی نہ پیدا تھی حد	کسی جا پہ جادوگرون کی قطار
کسی سمت کو ساحرہ بیشمار	وہ آواز قرنا وہ بیرون کا غل	زمانہ پر از شور بوق و دہل
یقین تھا کہ بہرام خنجر گذار	فلک پر سے بھی لائے رو در فرار	وہ لہرا کے چلنا ہر اک فوج کا
وہ انداز قہر کی موج کا		

یہ خبر ملکہ مہرخ کو جاسوس نے پہونچائی اسنے بھی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلد ترکمر بندی ہوئی ملکہ موصوفہ نے چند سردارون کو لشکر کے جرارون کو براے حفاظت خیام و خرگاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران نامدار کی جمعیت سے روانہ ہوئی صداے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی جادوگرنیون کی آن بان طاؤس ہنس و بوتیمار زیر ران ان کے ہر ایک جوبن جوبلی کے دن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رخ رنگین غیرت گلشن غنچہ سیب گلنار سیندور کے ٹیکے ماتھے پر لگے آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوے گاتیان دوپٹے کی باندھے کمر موڑے بدکیے چھاتیان نکیلی سنانین آبدار چتین بے ناسے جگر کے پار چتین ابروان خمدار وہ کمان جسین تیر مژگان جڑے ہوے کہ جسیت کم نہین ابروون سے مارا آنکھین + دو کیا ہوگئین جو چار آنکھین + سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل نارنج ترنج اچھالتین جے اوستاد کی بولتین جادوگر ہر ایک یادگار جے پال استاد شہپال تشتے ماتو نیر دیے ترسول اور ترسول ہاتھون مین لیے آگے ہر لعین کے دھرد بجتا کہسین

پیادون کی قطار کہین سوارون کا پرا کسی طرف غازیان صف شکن کا مجمع یکقلم نظم

ہر اک ساحرہ تیر و شمشیر زن | ہزارون جنھین یاد جادو کے فن | چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین
وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئین | کسی کی بھری مانگ صندل سے تھی | کسی کی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
تو ران تھے طاؤس آتش فشان | سرون پر سیہ ابر کے سائبان | برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر

باین جاہ و جلال یہ لشکر بہر جدال سمت بہار با اقبال چلا ہر طرف سے ایسان ظلمات فوج لیکر چلین ہنوز یہ دو لشکر راہ ہی مین تھے کہ ظلمات شاہ جادوان کو رخصت کرکے جو چلی راہ مین بہار تھی یہ پہونچتے ہی پکاری کہ اری ادھجلو میری سوت کی بہن سوت بہاری خوب تو عیارون کے پیچھے پھیر انگتی ہے یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالون کو کھول کر اپنے رخسار پر چھوڑ دیا اور جوڑے سے ایک ناریل بھی نکالا زلف کا خورشید عارض پر گھٹا کی طرح آنا تھا کہ اسنے نعرہ کیا میری زلف کی صورت نظر دشمن مین دنیا سیاہ ہو جائے یہ کہتے ہی عالم مین تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اسنے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ اسمین سے سیاہی نکلکر کاجل کی طرح جھڑنے لگی چادر سیاہی کی مثل چادر آب بڑھنے لگی بہار نے ہر چند دفع افسون کا کیا ممکن نہوا کچھ دیر مین سب کی آنکھون سے روشنی گم ہوئی اور بینائی کم ہوئی نظم

فلک پر ہوا مہر تابان سیاہ | گیا چشم گیتی سے نور نگاہ
ہوا تیرہ اس درجہ ہر مون دماغ | بجھا خانۂ چرخ کا بھی چراغ

ملکہ بہار نے چاہا کہ مین پرواز کرکے اس سیاہی سے نکل جاؤن لیکن میسر نہوا جہان تک نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی لشکریون نے جلد تر مشعل سحر جلائی مشعل بھی جلکر بجھ گئی اس عرصہ مین فوج ظلمات کی آ پہونچی ادھر ایک طرف سے مہرخ لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی یہ عالم تھا کہ دونون جانب کوس دمامے گرجے اور بجے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے ٹکڑیان ساحرون کی اور غول جادوگرون کے پیدا ہوئے نشان اور علم کے پھریرے کھلے تھے زمین اور آسمان چار طرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا غرض ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا مہر گردون تھراتا تھا ان لشکریون نے پہونچتے ہی صف آرائی کی گرد اسقدر چھائی تھی کہ خاک سوجھائی نہین دیتا تھا سحر کی ہوا چلی گرد و غبار اڑا لیگئی سقائی ابر سحر نے کی خس و خاشاک کا نام نہ رہا میدان پاک ہوا گھٹا مین آئین بجلیان چمکین ہلکی ہلکی بوندیان پڑین صفین جمین میمنہ و میسرہ وغیرہ جم گئین نقیب کڑکیت جادوش میدان مین نکلکر پکارے کہ ہان سن چڑھنے والو نام پر مرنے والو آج نام ساحری و جمشید شاد و دشمن کو زور بدر دکھا دو میدان ہاتھ سے نہ جائے جان جائے مگر مردون کی بات نہ جائے یہ کہکر وہ ہٹے تھے کہ ظلمات جانب مہرخ بڑھی اور اسی طرح زلف رخ پر بکھرائے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے مہرخ بھی بڑھی آپسمین چوٹ چلنے لگی کبھی اس نے اس شعلہ خو پر آگ برسائی کبھی اسنے آب سحر برسا کر بجھا دی اسکے سر پر بجلی گرا دی تو اسنے رد سحر کا کرکے سنگباری کی اسنے وہ پتھر اسی کے لشکر پر برسا دیے اسنے سحر ایسا کیا کہ لشکریون نے اپنے آپ کاٹنا شروع کیے اسنے یہ کرشمہ بھی دفع کیا اور نیا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوئے عقل و خرد سے بیگانے ہوئے ہنگامہ عظیم

برپا ہوا اسی قیامت خیز معرکہ مین ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر مہرخ
پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے دفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم
مین پھیلگئی مہرخ ناچار پیچھے ہٹی ظلمات نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان نمک حرامون کو جانے نہ دینا لشکر کے
سردار ساحران ذی وقار تشنہ ہاے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اس طرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے
تیغ وخنجر پکڑ پکڑ کر بڑھے لیکن انکو اس حال مین چھوڑ کر اور ماجرا سنیے کہ کوکب جو پتلا تاریک کی تیلی جلانے کے لیے
بھیجکر قلعے مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال پتلے کا معلوم ہو کہ اُس پر کیا سانحہ گذرا اور نہین معلوم کہ خواجہ ہمراہ ایلچی
گئے تھے انکا کیا حال ہوا بس اسی فکر مین اُسنے مرات سحر طلب کی اور حسب دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکلا اسنے سب حال خواجہ
کے گرفتار ہونے کا اور ظلمات کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور
اسی فکر مین اپنی جگہ سے اُٹھکر ملکہ حنا گلگون پوش کے مقام پر آیا ملکہ موصوف نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر
بٹھایا حال اسکے گلشن پر بہار کا اول مین تحریر ہو چکا ہے الغرض اُس معشوقہ باوفا نے چہرہ نیباے بادشاہ متغیر دیکھکر
سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے من وعن کیفیت بیان فرمائی اسنے عرض کی کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہے
شاگرد تاریک ہے لیکن اس اپنی کنیز کو اگر اجازت دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی
اسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ بہار باغ خوش رنگی تو کیونکر اُس خار گلزار کج ادائی کو قتل کرے گی اس گل رعنا نے
جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ جب طلسم ہوش ربا مین غدر نہ تھا اور افراسیاب اور آپ سے دوستی تھی الاورتا کیا
کے پاس گئی تھی اور وہ مجھکو گنبد سامری پر لے گئی تھی وہان اسکو بہت تحفہ لے تھے مگر مجھکو ایک ناریل ملا تھا کہ
اسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سواے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جاے کیسا ہی ساحر ہو مگر جان سلامت نہ بچاے
پس وہ ناریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہے آج تک کام اس سے نہین لیا ہے بادشاہ نے جب
یہ ماجرا سنا اس لعبت دلفریب با زینت وزیب کو بخندہ پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران بھی سے
آکر مقیدہ ہوگا تو یہ شیدا تیرا مدد کو تیری آئیگا جا تجکو سپرد کارساز حقیقی کیا اس رشک باجمن نے یہ سنکر اُسی وقت
کنیزون اور انیسون وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح ومکمل ہو کر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ دو
لکہ ابر سرخ وزرد وسفید کے آگے لشکر کے ہین اور ان پر نقارہ قرئی وطلائی لدے ہین اور ان ابرون سے
پتلے دمبدم نکلکر نقارون پر ڈال دیتے ہین ہام سحاب پر نقارخانہ بارہے یا فیل گردون جلوداری کو دمامہ لادے
تیار ہے علاوہ اس کارخانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ وخیام اُسپر بار تھے اور اس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ
گرد وغبار بٹھائی تھی یہ بھی جب نکلگئی پھر ایک طبقہ زمین اُڑتا ہوا نظر آیا کہ اسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہاے
رنگین واثمار لطیف وغیرہ سے پھولا پھلا تھا برو سے ہوا اُس گلزار کا چلن طرفہ تماشا تھا شاہد بہار کا کوچ ومقام کرتا
ہواے بہارین کا فیض عام ہوتا فصل گل سے مع الخیر ہر شہر مین داخلے ہوتا اُس گلشن سے یہ ثابت ہوا کہ آسمان
بہار کے بتیاے بستان بوے گل بہار نے کلیون کی کمرکیون سے نکلکر گلیون مین پھرنا شروع کیا اور بہ رنگ نسیم

گلشن اس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا مجبو بۂ گل خرامان خرامان روان کبک ہزار جان سے اسیر قربان اس چمنستان کا
جنگ بہ چڑھنا نوجوانان گلشن کا تمنا تھا گل عباس طرح بجاتا تھا گلگون لالہ داغ دکھاتا تھا نرگس نظر باز تھی زبان
سوسن سحر ساز تھی زلف سنبل کمند گلوگیر چنار کو باد شعلہ باری کی تدبیر غنچہ غصہ سے منھ پھلائے گل چہرہ لال کیے بلبلون کا
عہدۂ نقابت خاطر خزان مین تجمل بہار کی جہاں بیچ مین اس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا منگیرہ
اسیر کا شانی مخمل کا کھنچا مسند مغرق زیر نگیرہ بچھی دوہری باڑھ دنگیون کی لگی اسباب عیش و نشاط چنگیرین
چو طرفے رکھے کنیزان گل و یاسمن بو ہزارون ہزارون اس گلستان میں ہر ایک کی مستانی چال بانکی ادا گل
انکے عارض رنگین سے شرماتا لالہ انکی شمائل پر داغ کھاتا سرو موزون قامت رعنا یران کے قربان یاسمن
کی وہ آرام دل جان ملکہ حنا اس بوستان میں اتر گئی اور چبوترہ پر جا کر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے
ناند سے چینی کے رکھے تھے انمین درخت مہندی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر پر گواہی دیتی تھی ملکہ کے باغ میں
جانے سے باد صبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساونی پھول بوندیان پڑنے لگین جھولے درختون میں پڑے تھے
خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ کس سن بروے ہوا پرواز کر گیا اسکے جانے کے بعد لشکر ساحران
طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیان نہایت طرحدار ہنستی کھلکھلاتی نیزکیان سحر کی دکھلاتی گذرین پھر سواران
جرار مرکب ہاے پرند پر سوار لباس زرین پہنے بصد زرق و برق نکلے کہان تک اس لشکر کا عظم و شان بیان ہو گرد اس بیان کے
سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا تجمل نہ دیکھا تھا اسی سبب حیران تھا واقع یہ سامان تھا کہ نظم

زمین شد بگردار کشتی بر آب	تو گفتی سوے خاک دارد شتاب	بزد مہرہ بر کوہہ ژندہ پیل
زمین گشت جنبان چو دریاے نیل	ہمان پیش پیلان بتیرہ دمان	خروشان دو چشمان چو پیل دمان
یکے بزمگاہ ست گفتی بجاے	ز شیپور و نالیدن کرناے	خروش تبیرہ بر آمد ز در
ہیون تگاور بر آوردہ پر	سیاہی بگردار مور و ملخ	نہ بد دشت پیدا نہ کوہ و نہ شخ

اسی کر و فر سے معشوقہ کوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کرکے بوقت مقابلہ میں ظلمات کے پہونچی کہ مہرخ
اُس سے مغلوب ہو کر بھی آئی تھی کریکایک بالاے ہوا نوبت و نقارہ بجتے سنائی دیے اور اترکر نقارخانہ
ایک سمت قائم ہوا اور باغ پر بہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر راج جمایا اور ملکۂ مذکور نے مہرخ کو میدان سے
ہٹا کر آپ ظلمات کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونون طلسم کے بادشاہون کی مقابل
تھین دو مہر تابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا دو ماہ درخشان فلک جمال نے سرد مہری کا نقشہ جما یا تھا دو
شاہ کشور خوبی باہم آمادہ نبرد دو گوہر قلزم محبوبی کی ابرو پر گرد غرضکہ ظلمات با نیچے ناز سے کلائی یہ مکالی کرکے آگے
بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی اسمین سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اس طرح زلف لہرائی
اور شمیم جان پرور ایسی آئی کہ مشام لشکریان حریف بس بیخود ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ بیت تو اور آرایش خم
کاکل میں اور اندیشہاے دور و دراز ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور مار زلف

سب کو سونگھ کر بیہوش کر رہا ہے از بسکہ باغ پر بہار سے باہر نکل آئی تھی پس کچھ افسون پڑھ کر دستک زن ہوئی فوراً ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسپر درخت مہندی کے ناندوں میں لگے تھے یہ قریب تخت گئی اور اُس نگار نے مہندی توڑ کر دستک زن میں ملی ہوا سے سرد کے جھونکے آنے لگے ابر گھر آیا بوندیاں پڑیں موسم برسات کا ظاہر ہوا اُسپر تو یہ عالم تھا کہ **مولف**

بہار آئی کہاں تو ساقیا ہے
ہر اک سو باغ میں سبزہ اُگا ہے
ملاروں کی کہیں آتی ہے آواز
پپیہے کی کہیں پی پی صدا ہے
کہیں پر فاختہ کہتی ہے کوکو
غرض ہر سو نیا اک گل کھلا ہے
حنا معشوقۂ رنگین کو کب
رچی ہاتھوں میں پاؤں میں حنا ہے
گلابی پائجامہ سُرخ کرتی
کہ سارا جسم عنبر میں بسا ہے

تصور ہر گھڑی مجکو ترا ہے
وہ پانی نہر میں ہے صاف جاری
کسی جا شاخ میں جھولا پڑا ہے
کسی جا نعرہ زن بھرتی ہے کوئل
کہیں طاؤس رنگین ناچتا ہے
وہ جوبن ماہرویوں پہ ہے اُس دم
اسی صورت سے لبس آراستہ ہے
طلائی ہے پڑا موباف سر میں
دوپٹا گاچ کا دھانی رنگا ہے
وہ ساون کا مہینا اور یہ جوبن

زمرد ہو گئی ساری زمین ہے
کہ جسپر دل مرا لہرا رہا ہے
کہیں حق سرہ کہتی ہے قمری
کہیں ہر آم کا ٹپکا لگا ہے
ہزاروں بلبلیں ہیں چہچہاتی
پری اور حور بھی اُنپر فدا ہے
مسی ہونٹھوں پر اور آنکھوں میں سرمہ
جچی ماتھے پہ افشاں خوشنما ہے
ملا ہے عطر مجموعہ کا ایسا
کہوں کیا میں کہ یہ کیسا مزا ہے

یہ موسم فرح افزا اور حسن در بار جو لشکریان **ظلمات** نے دیکھا بیتاب ہو گلستان **حنا** کی طرف چلے اور گریبان ہر ایک زن و مرد نے چاک کیے اور اشعار تعریف موسم برشکال اور وصف جمال حنا سے مہر تمثال میں پڑھنے لگے کوئی پکارا کہ **بیت** یاد تھیں ہمکو بھی دگا رنگ بزم آرائیاں + لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہو گئیں + کسی نے کہا کہ **فرد** اب دیکھ کر ابر شفق آلودہ یاد آیا + کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستان پر + ایک بولا کہ **مطلع** گلشن میں بندوبست برنگ دگر ہے آج + قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج + کسی کی زبان پہ تھا کہ **شعر** باغ میں مجکو نہ بلوا ورنہ میرے حال پہ + ہر گل تر ایک چشم خون فشان ہو جائیگا + یہ رنگ جو **ظلمات** نے دیکھا ناریل اس دشت بہارین پر سحر پڑھ کر کھینچ مارا اس ناریل سے ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض وغیرہ کالا ہو گیا اور وہ مقام دلکشا نزہت افزا نظر مردم سے پوشیدہ ہوا سب کے حواس بجا ہوئے ملکہ **حنا** نے ایک سحر یہ حال دیکھ کر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ کے کھلتے ہی ایک برق سی چمکی وہ بجلی بلند ہو کر جب اُس تاریکی میں گئی نور اور روشنی ہو گئی اور وہ تاریکی گھٹا بنکر لشکر **ظلمات** کی طرف چلی اُسنے یہ دیکھ کر ایک قہقہہ مارا اُسکے منہ سے کہ مشرق آفتاب سخن تھا پرزہ ابر سا پیدا ہو کر روانہ ہوئی اور اُس گھٹا کو گھیر کر چمنستان حنا پر سے گئی اور اس گھٹا سے پانی برسنے لگا جس تختۂ گلشن پر وہ پانی پڑا سارا تختہ جل گیا پھر تو تختۂ سحر پکڑ کر **ظلمات حنا** پر جا پڑی اور چمنستان کے جلنے سے لشکری بھی ہوشیار ہو گئے تھے اُنکو بھی حکم دیا کہ محاصرۂ لشکر حریف کرو بموجب حکم ساحران لشکر اور جادوگریان نابغ و تیغ لیکر حملہ آور ہوئیں

ملکہ حنا بھی فوج سے لپٹا لپٹا کہکر چلی ایک طرف سے مہرخ مع لشکر آپڑی گھمسان کی مار ہونے لگی لیکن ظلمات
نے قریب پہونچ کر تیغہ سحر برسر حنا لگایا اُس کمان ابرو نے افسون پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر تیغہ سے لپٹ گیا اُس نے
سحر کرکے پنجہ کو جلایا اور پھر وار کیا حنا نے پھر دستک دی کہ سپرین سحر کی سر پر آگئین تلوار اسکی سپرون پر آکر رُکی اُسوقت حنا
نعرہ زن ہوئی کہ خبردار اور لکات یہ نرکہنا آگاہ نہ کیا یہ نعرہ کرکے وہی ناریل گنبد سامری کا کمر سے نکالکر اُسکی پیشانی پر لگایا
آنے ہزار ہا ساحر اس کے روکنے کو بڑھے گردہ ناریل نہ رکا اور ملتے پر جو بیٹھا کھوپڑی توڑ کر نکلگیا بھیجا اُسکا سر سے نکلکر
دور گرا اور وہ بھی چیخ کھا کر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی ایک شور قیامت خیز مرنے سے اسکے برپا ہوا اور صدا آئی کہ
ہزار افسوس ملکہ ظلمات کی باغ زندگی پر خزان آگئی عین موسم شباب مین وہ گل عذار رھا گئی غرض پیر سحر کے رونے
پیٹنے جانب شاہ جادوان چلے اور تاریکی اسکے سحر کی لشکر بہار پر سے دفع ہوئی لشکر نے اسکے جو مرنا اپنی ملکہ کا دیکھا مرنا گوارا کیا
اور جی توڑ کر لڑنے لگے اُسوقت بہار و حنا و مہرخ نے تین طرف سے حملہ کیا برف باری اور آتشبازی شروع ہوئی
برق سحر خرمن ہستی کو جلانے لگی کشت حیات پر آفت آنے لگی ہر صرف فنا چلنے لگی نوجوانان کی حسرت مثل تخم پاشی خاک مین ملنے لگی
تلوار کے سامنے دانائی کا کام نہ آئی لاکھ طرح سے تردد کیا جنگ پر خوب جمے اور تلے لیکن جانبر نہ ہو سکے پختہ کار سب کٹ
نحیف دھان پان کیسے کٹ گئے جوان پامال سم اسپان تھے روبرو سے ضعیف تنتا لنگ مردمیدان تھے فوج دشمن کی
کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان نے اسکے حامل قضا کو تولیت لکھدی تھی کچھ ہی دیر مین کھلبلی اُس لشکر مین پڑگئی برفباری
سے کشت لشکر پر پالا پڑگیا ایک سمت سے بہار نے لالہ ارغوانی کے ہزارہا کو دیوانہ بنایا ایک جانب سے حنا نے برسات کا
موسم ظاہر کرکے خزان کو شکل ربیع قلم کیا اور لبہائے خزان زمین مین بویا ایک طرف سے مہرخ نے سحر رنگ الوان و
اقسام کے کرکے ہزارہا کو مارا جب سحر سے دشمن عاجز ہوئے غازیان نے زیر تیغ بیدریغ رکھدیا یہ ہنگامہ تھا کہ **نظم**

انہیں ظلمات اندوہگین کے
ہوئین صورت تختہ گل قلم
کہیں سحر کا بحر تھا موجزن
چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ
چمکتی کہیں برق شمشیر تیز
دلاور پڑے تھے بہت سرنگون

جو تھین تازیان و زہرہ جبین
نہ پیرون کا غل اور وہ باجے کا شور
کوئی خرمن جان پہ آتش فگن
کڑکنا کمانون کا مانند رعد
کہین خنجر جانستان شعلہ ریز
غرض دو پہر مین یہ تھا حال وان

وہ سب گلعذاران زیبا صنم
یقین تھا کہ آئی ہے مین اہل لشکر
یہ طلعت ہوتی تھی اور منتر کی جاپ
برسنا وہ تیرون کا پھر اسکے بعد
روان تھا ہر اک سمت کا بحر خون
نہ لشکر نہ ظلمات تیرہ روان

بہت سے ساحر اسیر ہوئے اور ہزارون تہ شمشیر ہوئے جو بھاگے جان بچا لے گئے جب مطلع صاف ہوا حنا سے
مہرخ و بہار ملین اور شکریہ بادشاہ کوکب کا ادا کیا پھر اس سے استدعا کی کہ لشکر مین چلکر کچھ دیر استراحت
فرمائیے اُسنے کہا کہ افراسیاب خبر قتل خسرو قہ سنکر آئیگا بکھیڑا مچائیگا اسوقت شاہ کوکب کو بھی آنا پڑیگا پھر
یہان ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر مین جائیے اور مین اپنے گھر جاؤ
بادشاہ کوکب میرے منتظر ہونگے یہ تقریر اسکی ان لوگون کو پسند آئی اور اسکو رخصت کرکے مع لشکر مراجعت

فرمائی یہ سب تو اس طرف پھرے مگر شاہ جادوان انتظار میں اپنی محبوبہ کے باغ سیب میں بھی نہ گیا تھا لشکر میں اندر
بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعتہً کچھ طائر سحر کے زمین پر آکر لوٹنے لگے اور ساحر بنکر بصد گریہ و بکا ماجرائے **قتل ظلمات**
زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نعرہ آہ مارا اور گریبان تا بدامن چاک کیا تاج زمین پر پٹکا
ارکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا ہر سمت شور گریہ برپا ہوا نالہ و شیون سے گیتی خانۂ ماتم تھی
ہر چشم پرنم تھی دود آہ اسقدر بلند تھا کہ سقف آسمان نیلی کالی نظر آئی دنیا اندھیر ہوئی تھی اس عرصہ میں فوج
بقیۃ السیف بھاگی ہوئی روبروے شاہ آئی بادشاہ اپنے وزیروں اور اعیان مملکت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور
اسی دشت میں جہاں رن پڑا تھا ہر ایک بے گور و کفن پڑا تھا پہونچا اور پکارا کہ اے آہوے چشم تو کس جگہ نخچیر کی ہوئی
پڑی ہے کہاں تیری رعنائی و زیبائی خاک میں ملی ہے اے ماہ تو کس ابر غم میں پنہان ہے اے میری ہوا خواہ تو کہاں
ہے افسوس تو مجکو جواب نہیں دیتی ہے اے مالک جان و دل میری جان و تاب و توان کا حساب نہیں دیتی یہ
کہتا ہوا لاش پر معشوقہ کی پہونچا دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہے زلف مشکبیز خاک میں اٹی ہے چشم حسرت آلود
میں سرمۂ خاک گور لگا ہے مسی کے بدلے لب ہر ایک زہر مرگ سے نیلا ہے حنا خون کی دست و پا میں لگی ہے
موت طوق بنکر گلوگیر ہوئی ہے چادر خاک اوڑھے دامن خاک سے منھ چھپائے خونی لباس سے شہانی پوشاک
زیب قامت فرمائے دولھن بنی ہوئی سہاگن پڑی ہے اشک خونین کی طرح لہو کی بوندیں رخسار پر
ماتھے سے بہی ہیں موتی کے سہرے کی جھڑ سے برلڑی ہے مانگ کوکھ تا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہے نہ
دودھوں نہائی ہے نہ پوتوں پھلی ہے صرف خون میں ڈوبی ہے بادشاہ اسکے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار پر
رخسار اپنا رکھکر پکارا کہ اے صاحب ایسا سوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہیں اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہیں
اے شرم و حیا دکھانیوالی لوگ آتے جاتے ہیں تن اپنا ڈھانکو اے صاحب ہاتھا پائی کرنے میں ہانپو اے جانی
پھر شرما کر نیچی نظریں کر لو پھر جھک کر گلے سے لپٹو پھر ہنسے روٹھو اپنا ماتھا کوٹو ہائے وہ دور ناز و غمزہ کدھر گیا اس
چاند سی تصویر کو کون خون میں بھر گیا اے میری پیاری اس جنگل کی فضا تمکو بھاگئی شب وصل میں جاگی تھیں
جو ایسی نیند آگئی ہائے کون سی نظر بد تمھیں کھا گئی تخت سلطنت تمہارے بغیر سونا پڑا ہے ارکان دولت میں
کھلبلی پڑا ہوا ہے سب ہمراہی بواسطہ تسلیم کے حاضر ہیں تمہارے برآمد ہونے کے منتظر ہیں اے صاحب نذریں اٹھکر لو
خلعت سرفرازی دو اے دلدار میں یہ جواب کہاں پاؤنگا اور کس کس ادا کو تیرے دل مضطر سے بھلاؤنگا **ابیات**

کبھی ناز آمیز باتیں بھولی بھولی
وہ ہنسنا ہر طرح کی آرزو سے
نہو گے پائے لب لذت چشیدہ
اگر ناز رقیب ہے تو ہم آغوش
بیعت کو سنبھالیں آپ ہنسکر

خفا ہونا اگر ہمراز بولی
زبان ساکت رہی عرض ہوس سے
کنارہ کی گئی دامن کشیدہ
یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شہ کا
نہیں بیتابیوں کا وقت اے شاہ

وہ رونا کچھ مرزوں کی گفتگو سے
کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
ہوا اچھی طرح تجھ سے نہ ہمدوش
کہا دستور نے اے شاہ والا
چلیں حضرت نے آتے ہیں اٹھیں ہم

ہوا آشنا مزاج شاہ برہم
اُٹھائی لاش اُس گلرو کی جس دم
کیا مدفن جواہر کار تیار

غرض جب گھر میں آیا وان سلطان
گریبان چاک تھے برپا تھا ماتم

ہوے سب جمع خویش و اقربا وان
عجائب خاک میں سونپی وہ دلدار

شاہ جادوان نے ایک نامہ اس سانحہ جانکاہ کا ملکہ کو لکھا اور سیاہ طائر بزور سحر بنا کر اسکے گلے میں باندھ کر روانہ کیا طائر اڑتا ہوا جمشیدی الاؤ پر گیا تار یک نے نامہ اس سے لیکر جب پڑھا رونے لگی اور جواب لکھا کہ اے بادشاہ مین وابستہ اس امر کی ہون کہ حجرۂ دوم خیلہ حجرہ ہاے ہفت بلا کے مالکہ ہون اور وہ حجرہ جبتک نذ بھینٹ دیکر کھولا نہ جاے بلا اسکے رہنے نہ جائے اگر جاسے گی تو آدمی طلسم مین فرق آئیگا فی الجملہ اسی سبب سے میرا آنا ہو نہین سکتا ورنہ اس خون کا قصاص لیا لیتی کہ ہر ایک دیکھتا رہ جاتا اب تم صبر کرو مین تجویز کرکے کسی اپنے شاگرد کو کچھ دنون مین بھیجون گی یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہونچایا وہ خاموش ہو رہا اور از بسکہ مدت سے فریفتۂ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نہ کرتی تھی اب مراد بر آئی تھی لیس جدائی اسکی بہت شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ دیکھو پھر یہ سانحۂ عظیم ترگذرا لیکن ملکہ حیرت نے جھوٹون بھی مجکو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو کیا بادشاہون کے محل نہین ہوتے ہین جو اسکا رشک الیسا کرتے ہین کہ اپنے وارث کے دشمن بن جاتے ہین وزیرون نے کہا واقع میں یہ انکی نادانی ہے اب ضرور انکی خطا معاف کیجئے یہ کلمات تو بادشاہ سے کہے اور مخفی ملکہ مذکور کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ تمکو لازم ہے کہ نامہ مشتمل عذر لکھو بھیجو حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہونچی اس نے مناسب سمجھ کر نامہ لکھا کہ اے بادشاہ مجکو نہایت صدمہ آپ کی معشوقہ کے مرنے کا ہوا قسم ہے سامری کی کہ مین ان کے آنے سے ناراض نہوئی تھی بلکہ اتفاقیہ امر ہوا کہ حضور سے اسوقت کج بحثی ہو گئی اب مین اس فعل پر نادم ہون اور دعا کرتی ہون کہ رنج خاطر شریف دور ہو دوست شاد دشمن پامال رہین ملازم خوشحال اور آپ با اقبال رہین یہ نامہ زمرد جادو لیکر آئی بادشاہ کو نذر دی گذرا اور نامہ دیکر کہا ملکہ نے رو رو کر جل جل کر بھرے ہین یہی کہتی ہین کہ میرے وارث کو سامری اس صدمۂ جانکاہ سے بچالے اور مجھسے چلتے چلتے کہہ دیا تھا کہ میری طرف سے بہت سمجھانا میری جان کی قسم دلانا اے بادشاہ چلیے ملکہ پاس اور انھین منالائیے شاہ طلسم نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کی مالک ہے سوا اسکے کون میری دلداری کریگا یہ کہہ کر وہان سے اسی باغ مین کہ جہان حیرت فرد کش تھی آیا کنیزون نے تسلیم کی انیسان ملکہ نے بلائین لین ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھ کر رونے لگی بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ سے پاک کیے ملکہ نے ہاتھ ہٹا دیا اور کہا چلو مین ایسے بھلا سر موت مین نہین آتی وہی مثل ہے کہ جب آنکھین ہو مین چار لین آیا پیار آنکھین ہو مین اوٹ دل مین پڑی کھوٹ آجتک نہ پوچھا کہ تم پر کیا گذری جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہان آئے مین ایسی الفت سے درگذری انیسون نے بیچ میں کہا اے شہزادی یہ تمھاری بیکار کی لڑائی ہے لے بیوی رہتا ہاں رہ گیا اور رہتا ہاں بہ گیا اب ان باتون کا ذکر کیا شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہین ہاے سر کی قسم انکی دلجوئی کرو شاہ جادوان نے انیسون سے خطاب کیا کہ

جمشید کی قسم میں ان کی انھیں باتوں سے گھبراتا ہوں جب دیکھیے تب جلی کٹی کرتی ہیں انیس نے کہا اے میاں ناز کر ناز بردار سے اور سودا کر خریدار سے مثل چلی آتی ہے دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہیں کوئی ہاتھ پکڑی تو ہیں نہیں پھر رنڈی منڈی سے چلبلی نہیں کہ عمر بھر یاد ہوتا ہے آپ کو مناسب ہے کہ ملکہ کو گلے لگا لیجیے بادشاہ نے ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اس انیس کی طرف تیوری چڑھا کر کہا کہ خوب تو نے مجھکو خیلا بنایا ہے تو آپ بادشاہ پر مرتی ہے جبھی حسرت میں بھری ہے گلے سے کیوں نہیں لپٹتی ہے انیس نے کہا چلو میں ہی رستانی سہی کیا کروں تمھیں کو گلے ملتے دیکھو قصور معاف میں ہی تو رویا کرتی تھی اے بیوی بس باتیں بنا ڈالو آؤ گلے سے مل جاؤ یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچی اور بادشاہ کے قریب کر دیا اسنے آغوش محبت میں لیا ملکہ نے غصہ ہو کر کہا کہ اے مردے میرا ہاتھ دکھا جاتا ہے کچھ تیری شامت آئی واہ مجھکو یہ ہنسی نہیں بھاتی ہے لو اور یہ چلے کی خوبی دیکھو ملکہ کا بکنا کسی نے نہ سنا گلے لگا کر ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا پھر تو ملکہ نے خوب اپنے دل کا حوصلہ نکالا اور گلے اور شکووں کا دفتر کھولا نظم

مبارک ہو جو بھایا خوب بھایا
بلا سے گو ہو دل میں خوار و مضطر
کسی کے دل پہ میں حاکم نہیں ہوں
کہ جب چاہا گلے آ کر لگایا
مناسب ہے کہ مر جاؤں اسی دم
یقین تھا اسکو ہو بچانے جگر پہ
میں صدقے ہوش کیوں کھوتی ہو جانی
طبیعت کو نہیں بھاتی ہو
بہم زاری رہی تا دیر باقی

مزا اچھا کوئی دل میں سمایا
بپاس عشق چھوڑا مجھکو تنہا
بلا سے ہو تمھاری میرا اگر خون
کبھی تم سے تعلق اب نہ ہوگا
کہ پھر باہم نہوں تا حشر تم ہم
وہیں سلطان نے روکا ہو کے بیتاب
ابھی دیکھو بہار نوجوانی
یہ کہہ کر بس گلے سے اسکو لپٹا
پھر اسکے بعد بدلا رنگ ساقی

مبارک آپکو ہو آپکا گھر
اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا
بنایا تم نے مجھکو فاحشہ کیا
زیادہ اور اس سے اب کہوں کیا
یہ کہکر اک نکالا اسنے خنجر
کہا اس سے کہ سن لے رشک مہتاب
مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو
بہایا اشک کا آنکھوں سے دریا
غرض دونوں میں اتفاق ہوا

دور دلوں سے نفاق ہوا انجمن عشرت مرتب ہوئی دور ساغر چلنے لگا خلوت میں وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کر کے لشکر کی بارگاہ میں لایا اور مسند جہانبانی پر بٹھایا تاج حکمرانی سر پر دھرا اہل دربار نے ہر دو مبارکباد کی صدا بلند ہوئی منادی نے ندا کی کہ ملکہ حیرت پھر حاکم طلسم ہوئیں ہر سمت خوشی پھیلی ابیات

الحمد لله سرور قلب سلطان
کثرت سے تمام بند ستے
سب کہتے تھے تاج ہو مبارک
دریا تھا کہ موج مارتا تھا
آغاز نمایاں تھیں موجود
طاؤس نما چمن میں رقصاں

تھا چرخ خوشی سے سر بہ رقصان
پی کر مے خرمی کا کاسا
کشور کا خراج ہو مبارک
رقاصوں کا کھینچ کے ہاتھ اٹھانا
آواز تھی ان کی لحن داؤد

آمادہ ہوا شہر خرمی سے
گلشن سے نسیم آئی اس جا
جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا
قابو میں دلوں کا کھینچ کے آنا
ہر سمت وہ انجمن میں رقصاں

جب اس جلسۂ عشرت سے فرصت ہوئی بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب

کہ اے مہمان عزیز مین باغ سیب مین جاتا ہون آپکا کیا ارادہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ملک گیری کا ہے آپنے بیکار روک رکھا مین ابتک کئی ملک فتح کر چکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اب تیاری کیجیے مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا یہ سنناتھا کہ شہزادۂ موصوف نے طبل سفر بجوایا لشکر ساحران وہیں وہان تیار ہونے لگا۔ پلٹنین رسالے کوچ کر گئے پیش خیمہ لدگیا شہزادے نے ملک خورشید کو جانب ملک خورشید روانہ کیا کہ انتظام ملک قدیم کرین اور آپ سمت طلسم نور افشان توسن عزم کو جولان کیا اگر شاہ جادوان وہان سے باغ سیب مین آیا اور کچھ افسون زبان پر لایا زمین باغ ایک مقام پر شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار شیر بن ببر سوار نام وہان سے نکلکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لشکر تھوڑا سا لیکر فوج مین ملکہ مہر رخ کے جاؤ اور نمک حرامون کا کام تمام کرو ساحر مذکور لپنے مقام پر بحکم لشکر لیا حال اسکا عرض کیا جائیگا بعد جانے اس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ صنعت وزیرہ کو بلا لا طائر روانہ ہوا حال اس ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب مین لشکر لیے اتری رہتی ہے اور رٹنے وہان سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ ملک بھی اسکا اسی سمت ہے اسکا انتظام رکھتی ہے ہوقت طائر نے جاکر حکم بادشاہ اسکو سنایا اسی وقت حاضر خدمت ہوئی بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ ان باغیون کو ابھی قتل کرون مالک جان ودل ملکہ مذکور بولی کہ تیری جوتی رنج کرے اگر بولے تو لے بادشاہ ابھی طبقہ الٹ دون مین تیرے قربان تو حکم تو دے بادشاہ نے کہا اچھا تم طلسم مین جاکر ایسی جگہ بارگاہ آراستہ کرو کہ جہان سے کچھ سیر تماشا نظر آئے مین دو گھڑی وہان دل بہلاؤن مجکو ملکہ ظلمات بہت یاد آتی ہے وزیرہ نے کہا بہت خوب ابھی سب سامان ہوا جاتا ہے یہ کہکر وہان سے اڑی اور اپنے لشکر مین آکر ایک بارگاہ اور چند خیمہ اژدران سحر پر بار کرا کر روانہ ہوئی ارباب نشاط اور رقاصون کو حکم دیتی گئی کہ کنارے دریاے خون رواں کے دامن کوہ مین سامان عشرت لیکر حاضر ہو چنانچہ یہ ایک مقام پر سبزہ زار مین پہنچکر ٹھہری بارگاہ استادہ کرائی اور جملہ اسباب عیش مہیا کرکے منتظر بادشاہ طلسم ٹھہری اس طرف بادشاہ باغ سیب پھر کر لشکر مین آیا اور شہزادۂ جہانگیر بانوقر سے فرمایا کہ آپ کوچ فرمایئے سامری وجمشید کے سپرد کیا یہ کہکر دو پتلے سحر کے بلائے اونکو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب اس شہزادہ کے جاؤ اور میرے طلسم کی راہ بتا کر سرحد طلسم نور افشان پر جو گنبد بنا ہے وہان پہونچاؤ اور شہزادے سے کہا کہ اس گنبد پر پہونچکر جیسا کچھ پتلے کی زبانی سنا ہے اسپر عمل کرنا اور وقت مشکل مجکو بھی اسی مقام پر پہونچا جانا یقین فتح کرنا طلسم نور افشان کا مبارک ہو بوسہ صدر شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی بادشاہ نے خلعت دیا یہ شہسوار عرصہ شجاعت مرکب پر سوار ہوا چابک عیار رکاب تھام کر ساتھ چلا ہمراہ بارہ لاکھ سوارون اور ساحرون کا لشکر ہوا طول ہر جگہ دینا برا ہے یہ شہزادہ بڑے احتشام اور تمکنت سے جانب طلسم نور افشان جاتا ہے اسکا آئندہ انشاء اللہ حال ترقیم ہوگا اور شمہ داستان بادر مقام کی گذارش کی جاتی ہے

داستان آنا شیر بن ببر سوار کا اور گرفتار ہونا لشکر مہرخ نامدار کا پھر قتل کرنا اس نابکار کو

عمرو عیار کا اور قید کرنا عمرو کو باغبان قدرت وزیر بدکردار کا اور رہا کرنا اسکو زوجہ
باغبان گلچین گلعذار کا اور ناراض ہونا افراسیاب غدار کا اس وفادار سے اور اندھا
کرنا وزیر مذکور کو پھر گرفتار کرنا عمرو کو اور آنا پھر رہائی خواجہ عمرو بران ماہ رخسار کا اور قید ہونا
عمرو کا برج غضب مین اور آنا مجمر آتش زبان جادو کا مقابلہ مہرخ مین اور قتل کرنا
ہمق کا اُس زشت خصال کو پھر جانا جانب کوہ نظیم شاہ مکار کا للمؤلفہ

مقفل کیون ہے یہ میخانہ ساقی
زبان تر ہو ذرا پھر جام لانا
بہار آئی ہے تو یہ فکر بھلی ہے
یہی رندون کے دل کی دل لگی ہے
رہے ہر دم لگا لب سے مرے جام
بہار آئی ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے
بنا ہے میکدہ سارا گلستان
گل رنگین گلشن کی کلی ہے
صدا شیشون سے جو آئی ہے قلقل
بشکل نہر ہے موج مے ناب
بہار عمر کیفیت ذرا دے
سرور افزا پلا دے مے کا اک جام
ملے گر دخت رز کا خون رنگین
شراب تند سے لبریز ہو جام
قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے
ذرا طبع معرکہ سنج بیان ہو

نہین کیا بادۂ خوشرنگ باقی
بہار عمر ہین معشوق و ساغر
کہین انگلی بھی الفت چھوٹتی ہے
ہوا ہے دل کو عشق دخت قاضی
وہ بیخود ہون کہ دنیا سے نہین کام
دل پرخون ہے رنگین صورت باغ
رخ ساقی برنگ گل ہے تابان
خط ساغر ہے مثل سنبل تر
چہکتا باغ مین گویا ہے بلبل
نہال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
لبون سے جام رنگین کو لگائے
جو رنجانی مجھے دے ساغر مل
لکھون مین ساقیا مضمون رنگین
کہ مثل دورۂ ساغر عدو کو
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے
خبرداران الفاظ و معانی

نہ سوجھی ایسی رندون کو منانا
کرون مین ترک توبہ اسکو کیونکر
محبت دختر رز سے بڑھی ہے
طبیعت شیشہ و خم سے ہے راضی
ہوا ے شوق کی چھائی گھٹا ہے
بشکل لالۂ احمر ہے ہر داغ
دل رندان مین جیسی بجلی ہے
صراحی سرو کی صورت ہے یکسر
بط مے ساقیا ہے مثل سرخاب
بڑھین یون سمت شیشہ دست گستاخ
ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام
کرون مین نغمہ سنجی مثل بلبل
گر ملے ساقیا دلدار و خودکام
رہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو
روان ہے جاہ کر تیغ زبان کو
چنین راندند راہ خوش بیانی

سُرمہ کشان دیدۂ انجام بین و نور افزایان چشم مروت آگین زندانیان سر حلقۂ سلاسل ساحری و طوق پوشان زندانخانۂ حسرت و ناچاری دردمندان دیدۂ بے بصارت و جگر فگاران خنجر ظلم و مصیبت. بکحل الجواہر مضامین سے دیدۂ بے نور داستان کو یون نور افزا فرماتے ہین اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر مین اس طرح سرمہ لگاتے ہین کہ بعد روانگی شہزادہ جہانگیر ذی تدبیر افراسیاب خیمۂ سلطنت پر تہ در مین حیران و دلگیر آیا یاد کرکے اپنی معشوقہ

بے پیر کو رو یا پیٹا چلایا خیمہ کے پردے اٹھوا دیے ایک طرف دریا دوسری جانب دامن کوہ صحراے سبز و مطلا دیکھ کر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اسوقت اسکا یہ حال تھا نظم

اشک آنکھون مین رنگ رخ پریدہ
ہر وقت سے غمے تصور یار
تصویر خیال پیش دیدہ

بستر پر پڑا تھا بیخود و زار
حسرت سے نگاہ سوے کہسار
ہر وقت نہ غذا نہ فکر

منھ ڈھانپ کے چپکے چپکے رونا
کوئی کے ملتفت نہ ہونا

ملکہ صنعت نے جو افراسیاب کی یہ کیفیت دیکھی بادشاہ کی بلائین لین اور کہا مین تیرے واری ہزارون معشوقین طلسم مین ہین تو کہہ تو ابھی حاضر خدمت ہون تیری بلا پیچ کرے یہ کہکر قسمین دیکر بستر غم سے اٹھایا سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا رقاصون کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اسنے جام بادۂ رنگین بادشاہ کو پلایا غرض جلسۂ مسرت شروع ہوا یہ تو اس مقام پر مصروف نشاط و مسرت ہے مگر شیرین ببر سوار جا پہنچے مقام پر آیا یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے یہین بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے اس فوج کو اسنے طیار کرایا ساحر اژدر سحر اور طائرون پر چڑھکر چلے ڈھول بجے ناقوس پھنکے شیرین نے بھی جھولا سحر کا گردن مین ڈالا اسکے پاس ایک نیا تحفہ جات طلسم مین سے ہے اور ایک لوح اور ایک انگیٹھی ہے تاثیران اشیا کی یہ ہے کہ اگر تو سنے مین خاک بھر کر یہ اڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور جو یہ کہے بجا لائے اور انگیٹھی کا دھوان جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اسکے پاس نہ آسکے اور اگر آئے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار جس صورت سے اسکے سامنے آئے لوح پر نام آنے والے کا نقش ہو جائے چنانچہ ان اشیاء عمدہ کو اسنے خزانہ سے نکلوا کر اپنی جھولی مین رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا آندھیان اٹھین بگولے جیتاب کھانے لگے بارہ ہزار ساحر اڑکر روانہ ہوئے ساحر سحر کے غل مچاتے تھے شور روانگی لشکر سے زمین و زمان مین تہلکہ تھا کہ نظم

ہوئی گوگل کی پیدا ہر طرف بو
زمین سے خاک اڑی اٹھے بگولے
زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو

بجا ڈہرد کیا پیرون نے پھر غل
اندھیرا چھا گیا پھر بے تامل
بگولون سے ہزارون دیو نکلے

گھٹا جادو کی کالی کالی آئی
چمک پیدا ہوئی پھر بجلیون کی

اسی صورت سے یہ بوم صحراے ساحری و چند ویرانہ ستمگری دریاے خون کے پار اتر کر قریب لشکر حیرت ستمگر ہو بیجادہ بارگاہ مین تخت پہ جلوہ گستر تھی خبر آمد اس خود سر کی سنی استقبال کراکر بلوایا لشکر اسکا اتروایا وہ سامنے ملکہ کے جب آیا نذر دی خلعت پایا اسوقت ملکہ پاس ایک چیلا عریضہ صنعت لایا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ شہنشاہ متصل دریا دامن کوہ عجائب مین خیمہ استادہ کرا کر آرام پذیر ہین مگر رنج فراق معشوقہ سے دلگیر ہین پس تم اپنے شمع رخسار سے تیرگی غم آکر دور کرو مزاج ہمایون شاہ مسرور کرو یہ عرضی پڑھکر بادشاہ پاس چلنے بلانے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ تر ملال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہے اسکا رفع کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت پر کسی کا اجارہ نہین اب یہ غم رفتہ رفتہ برطرف ہوگا دلجوئی تجکو کرنا لازم ہے غرضکہ شیرین سے بروقت چلنے کے کہا مین شہنشاہ پاس جاتی ہون تمکو جو حکم ہو وہ عمل مین لانا اسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجایے مین بھی بعنایت خداوند سامری ان نمک حرامون کو گرفتار کرکے لاتا ہون اور لشکر دشمن مین جاتا ہون ملکہ یہ سنکر علیحدہ گئی اور حمام کرکے لباس زیب

اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا اور بناؤ سنگار کرکے چند کنیزون کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جادوان پاس آئی اور
اپنے غمزہ و ناز و ادائے مستانہ و دو فریب سے بیلوے شاہ مین بیٹھ کو دل اسکا لبھانے لگی ادھر بعد اُس کے جانے کے شیرین
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور تھوڑی دیر آرام کرکے سباب سحر کو درست کیا پھر اژدر آتشبار پر سوار ہوکر تنہا جانب لشکر
ملکہ مہرخ چلا یہان ملکۂ مذکور مع بہار و غیرہ کے ملکہ حیرت سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آئی تھی اور لشکر نے بھی کر
تھوڑی بھی آسودہ ہوا تھا ملکہ دربار مین سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی عیار بھی صحراسے بارگاہ مین آئے تھے لیکن عمرو
نہ آیا تھا پھر شاہ کوکب نے پنجہ بھیجکر صحراسے اُٹھوا لیا تھا یعنی جب حسن لقع دفیروزی سامنے شاہ موصوف کے
آئی بادشاہ نے پنجہ بھیجکر خواجہ کو بھی بلوایا اور پنجہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو بران پاس پہونچادے پنجہ خواجہ کو
بران پاس لایا اس جگہ بعشرت تمام بیٹھے اور قران دریہ کوہ مین آکر مسکن گزین ہوا برق بارگاہ مین آکر
کرسی پر بیٹھا اور ضرغام لشکر مین براے حفاظت پھرنے لگا اور جانسوز براے جاسوسی لشکر حریف مین گیا چنانچہ
جب شیرین لشکر اسلامیان کی طرف چلا تو اسنے اُس سے پہلے بارگاہ مین آکر مہرخ کو اطلاع دی ملکہ خبر آمد ساحر
سُنکر گھبرائی اُسی اثنا مین خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا ملکۂ مذکور نے ناچار ساحر پیشوائی کو بھیجے شیرین ہر ایک
چین بجبین رہا کسی سے کلام نہ کیا اور نہ کسی کا اُسنے سلام لیا لشکر کو بنظر تیز و نگاہ ستیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر
دیکھکر گردن براے ستعجاب ہلا کہ تاکہ ان باغیون نے بھی بڑی جمعیت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہے اور یہ شان و شوکت
ہویدا کی ہے کہ لاکھون کا لشکر اُترا ہوا ہے ہزارون بارگاہ استادہ ہے وہ کون ایسا سامان ہے جو نہین مہیا ہے
غرضکہ اسی آتش عناد و عشرت مین جلتا یہ ناری دربارگاہ دارالامارہ پر پہونچا یہان کا جو سامان دیکھا اور بھی جلکر
کباب ہوگیا کہ سواریان سردارون کی اور ملازم وغیرہ حاضر ہین پالکیان کارندارون کی حاضر اور سرگرم انتظام
ساحر ہین لشکر کی کیفیت اور اس مقام کی زینت بیان کرنے سے طول ہوگا مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا اس جگہ
لواے شوکت مہرخ سربلند پایا چہل ستون مین ہزار ہا دنگل جواہر کا گسترده ہے سرداران نامی و گرامی اسپر جلوہ فرما ہین
یا ہر چہل ستون کے بھی کرسیان یاقوت نگار بچھی ہین جادوگریان مطیع سرداران بیٹھی ہین خشت زرین آبریز تک جڑی ہین
زمین بارگاہ طلا کی ہے کسی طرف بہار کی کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین کسی جانب مخمور کے اہل عمل
ہین کسی سمت دفتر کھلا ہے عرضیان گذرتی ہین کسی جا مستغیثون کا مجمع ہے بارگاہ کو شیشہ آلات و تصاویر سے
اس طرح آراستہ کیا ہے کہ واقع مین دو وطن بنا دیا ہے مرتبہ لیسا ول فراش و خدمتگار کنارے فرش کے حلقہ باندھے
دست بستہ حاضر ہین قاعدہ ادب سے ماہر ہین مہرخ اورنگ آراے مملکت ہو تاج کئی سو لنگو کا گوہر لعل سے
مرصع سر پر چتر قباے شاہی جواہر در بر وزیر قامت پر عظمت ہے وہ رعب و داب ہے کہ روح کیقباد و منوچہر کا
زہرہ یہان آنے سے آب ہے خسرو خاور بھی شرماتا ہے یقینتہ ہے نظم

ایسا ہے بلند پایہ اس کا	پابوس کو ہے جو سر جمشید کو	خورشید فلک ہے سایہ اس کا
		ہے پیر فلک کہ خمیدہ
قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال	خاقان کو کہان یہ بخت و اقبال	رفعت مین جو دیکھے فریدون

حکمت میں جو دیکھیے فلاطون	خورشید جمال عالم افروز	ہے جسکا غلام بخت فیروز

یہ مرتبہ اسنے دیکھکر سررشتہ عقل ہاتھ سے کھویا اور راز خود رعب مین آکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے بھی بعنایت تمام آنکھون سے سلام لیا پنجہ مژگان کو جنبش دیکر فرمایا کہ آپنے یہ کمرکا ذنگل جو غائب کیا تھا ادھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا ملکہ نے ساقی کی جانب اشارہ کیا اسنے جام شراب اسکو دیا اسوقت اسکو ہوش آیا کہ مین بارادہ رزم آیا تھا نہ بارادہ آشتی بس للکارکر مہرخ و بہار کی طرف خطاب کیا کہ اے فرقہ گمراہان و خودسران مین فرستادہ شاہ جادوان آیا ہون پیام مرگ تمہارے لیے لایا ہون بڑے حیف کی بات ہے کہ شہنشاہ جس طلسم مین سریرآرائے سلطنت ہون اس طلسم مین تم سر رہا نبانی پر بیٹھو سچ ہے بیت غضب یہ ہے کہ زاغ تیرہ صورت + کرے سکن نشیمن پر ہما کے + کیون نہو جمی جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین وقت فنا آئی ہے اب جلد ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر چلو کہ خطا تمہاری شہنشاہ سے معاف کرادون ان باتون کا مہرخ وغیرہ نے کچھ جواب نہ دیا لیکن برق جو کرسی پر متمکن تھا اپنی جگہ سے اٹھا شیرزن تو جوش مین اپنے تاب کررہا تھا اسنے پشت پر سے حلقہ اسکے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ ذنگل سے گرا اسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نکلکر حربہ کیا برق نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑدی اور جست کرکے باہر بارگاہ سے نکل گیا شیرزن کو فقر زمین مین جاکر شیر نے اٹھالیا اسنے خنجر سے حلقہ کمند کاٹے اور زمین کے اندر اندر چلکر لشکر کے کنارے پہونچا اور طبقہ ارض توڑکر باہر نکلا اور اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا لشکر بندی کی جائے لشکری مسلح و مکمل ہونے لگے قرنا کا شور ہوا نفیر سحر بجی ساحران جادوگران جھنڈیان ہاتھون مین لیکر اژدہا و بادرفتار پر سوار ہوئین تھالیان تیل کی لیے کشتے سیندور کے ماتھے پر دیے ڈھیر ڈھیر جا بجا منقل سلگی سرپر ہوا دی تھی کہ یہ عجب نظم

ہر اک بحقیقت ہر اک تیز فام	کرڈ جائے شیطان جو ہون ان کا نام	چلے اژدہون کو اڑاتے ہوے
فسون ساز یلان سب کھاتے ہو جیلے	کسی نے ہوا مین جلائی تھی آگ	کسی نے دکھائی تھی منتر کی لاگ
وہ آتش ہی منقل دہکتی ہوئی	وہ شعلون کی بجلی چمکتی ہوئی	کمانین کڑکتی ہوئی بے شمار
دہل زن دہل زن تھے آگے سوار	سوار اور پیادون کی جم غفیر	وہ آواز قرنا وہ شور نفیر

یہ خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ہوشیار ہوجائیے فوج دشمن قریب آئی ملکہ مذکور نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلدی جلدی تیاری ہوئی لڑنے والون نے کمر جنگ پر کسی شجاعت شعار وغیرہ مغفر پہنے آئی نامردون کے رخ پر اداسی چھائی شمشیر تیز دم کے جوہر کھلے جلادت کے دفتر کھلے ہر غول کا ساتھ بندھا انشاء اللہ مارلیا ہے بہادرون نے کہا اصرت نے منادی کرانجام اچھا ہے یارون کی فتح ہے ایک طرف سے بہار تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دیکھ خیمہ سے نکلی گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اسکا سبزہ رنگ سبزہ آغاز نوجوانون کو حسرت پامالی دلاتا تھا گلستان خوبی رو برشتہ رخسار چھاتا لڑنے کو جو سینہ تان کر چلی تھی چھاتیونکی سرکشی جان لے لیتی تھی دشمنون کے حوصلے دون سے ابھرنے نہ دیتی تھی پائنچے کلائی پر ڈال کر قریب تخت سحر آئی غل ہوا کہ گلشن شاہی بہار آئی ایک طرف سے مخمور غنچہ دہن نیمر بارگاہ سے نکلی آنکھیں ہر جام ساغر بادہ کرکے

متوالیون کی نگاہیں اُسپر تھین چہرہ فرط غضب سے تمتایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیان بریہی انجمن مزاج سے
دو جام واژگون ستون کے دل جگر خون گلوے نازک صراحی دار پان کی سرخی سے تھی اظہار جیسے شیشہ کی گردن
مین بادۂ گلنار یہی طاؤس پر بیٹھکر بڑھی ایک جانب سے شکیل موے کاکل کشا زلف عنبرین سے دشت
معنبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی زلف کی ناگن رخسار پر لہرائی تھی غصہ سے روے رنگین
پر پسینہ تھا تو ناگن اوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا بروج قلعۂ حسن پر ساحرون کا دھاوا تھا
کہان تک گذارش ہو یہ سب جادوگرنیان طرحدار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوکر بزم مین مہرخ بھی تخت لپنا
بڑھا کر چلی ڈنکے پر چوب پڑی نقیب للکارے مبارزون کے ہتیار چمکنے لگے ساحرون کے غول صف باندھ کر کچھ
زمین پر ٹھہرے کچھ بروے ہوا گئے ہوائین سرد آئین طاؤس چنگھاڑے اژدہے پھنکارے سلاح کی جھنکار گنبد
گردون گردان کے پار ہوئی فوج کی گھماگھم سے قیامت آشکار ہوئی ابر آتے چاند سورج سحر کی روشنی دکھاتے
آگ پتھر برس جاتے آفت عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

نشیب عدم کا زمین پر گمان | سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان
کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی | اندھیرا کبھی تھا اُجالا کبھی
نکلتا تھا سورج برستے تھے نار | صدا تھی یہی ہر طرف مار مار
وہ باجون کا بجنا وہ شور دہل | وہ فوجون کی آمد وہ قرنا کا غل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہوکر ٹھہرا تھا کہ اس طرف سے شیرین ببر سوار
اژدر پر سوار مہیب صورت بنائے خنق طلسمی اس خوف سے سلگائے کہ کوئی پاس نہ آئے توبڑا ہاتھ مین لیے
لوح گلے مین ڈالے سانپ کالے سر سے لپیٹے بھبھوت ملے گردن مین ہڈیون کے مالے پہنے پشت پر لٹیین اور [illegible]
لیے آیا اور ایسا غصہ مین بھرا تھا کہ نہیب بھی اُسنے نہ دی اتنا تو کہا کہ جو پہلے مار چلے وہ میر ہے ہان خبردار ہو جاؤ
یہ کہکر اُس توبڑے کا منہ جانب خاک کردیا خاک جو اُسمین بھر کر لایا تھا وہ زمین پر خاک بسر ہوئی خاک گرتے ہی آندھی
جنگل سے آئی اُس نے اور زیادہ تاؤ مین بھر عالم کے خاک اُڑائی تمام عالم مین باعانت باد تند وہ خاک پھیلی
زمانہ نے دل کا غبار نکالا یہ مجنون صحراے ساحری تھا خاک اُڑانے سے تسخیر ہوئی ہر ایک لیلی لشکر پان مہرخ
نے اس تیرہ رو کو خاک اُڑاتے دیکھ کر ابر سحر سے پانی برسایا کہ یہ خاک دب جائے آتش فساد سرد ہو وہ روبہ
گرد ہو لیکن وہ خاک جادو کی نہ تھی بلکہ طلسمی تھی جسنے سحاب بھی مکدر کردیا ابر خشک ہوگیا کچھ پانی برس کر رہ گیا
تھوڑی دیر مین عالم تمام گرد آباد تھا آئینہ مہر کالا ہوا چشمۂ آفتاب گندلا ہوا خاک برسنے لگی اہل اسلام
بوتراب کو یاد کرنے لگے مگر صورت قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست و دشمن سب یکسان نظر آنے لگے دل صفا منزل
خاکساری دکھانے لگا لڑنے کا خیال بالکل نہ رہا سب اپنے اپنے مرکبون اور تختون اور طائرون پر سے اوتر پڑے
اور ہاتھ باندھکر صفت و ثناے شاہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے شیرین نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو فوج
نے محاصرہ کرلیا اپنے افسران نامی قبل بہار و مہرخ و دلیفو کئی سو سرداران گرامی کو قید کرلیا ہتکڑیان بیڑیان
پہناکر اژدرا یہ کو حکم دیا کہ بس اب تمام لشکر کو گھیرے ہوئے ہیں ٹھہرو مین شہنشاہ کے پاس ان باغیون کو لیے جاتی ہون

جب تمکو حکم عجیون سر سبجے کا نکر بیجد بنا فوج بموجب حکم رکی اور لشکر مسحور نے اسکے ساتھ چلنے کا قصد کیا اس نے
منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ آؤ اسی جگہ ٹھہرو وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ بہت خوب کہکر ٹھہر گئے لشکر نے اُس کے ان بیخودوں کو
گھیر کر مقام کیا آپ فوج تیار رہی بیچرے کر کھولی آرام کیا اور شیرین ارابہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دریاے خون رواں چلا
اسوقت برق جو بارگاہ سے نکلگیا تھا بروقت آمد لشکر یہ لشکر سے بھی دور تھا اس لیے دوراز مسحور تھا السیں پیچھے پیچھے
چلا راہ مین ارابہ پر اپنے سرداروں کو دیکھا کہ سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ بیہوش ہین آئینہ رویون کے رخسار تابناک پر
گرد سحر پڑی ہے صورت ہی اور ہو گئی ہے جو کوئی کہ ہوشیار ہے ایسا بیکس و ناچار ہے کہ آپ اپنے تئین نہین پہچانتا ہے
شراب افسون سے کاسۂ دماغ پر خمار ہے یہ حال دیکھکر اُسنے اشک حسرت سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر
سے کچھ آگے بڑھ کر گیا ایک مقام پر پہونچا کہ چند درخت گنجان وہان لگے تھے بہت سایہ دار تھے نیچے اُن کے ایک کنوان
پختہ تھا چبوترہ اسکا پتھر کا تھا گھڑے رکھنے کے تھالے کنارے کنارے بنے تھے چرخ کنوین پر لگا تھا یہ ماجرا جو اُسنے دیکھا
فوراً ایک دھوتی گھٹنون تک باندھکر جبوٹی کو زبان رکھنے کی دھوتی مین بنائی لنگوچھا سر سے باندھا بفن عیاری
صورت اپنی برہمن کی ایسی بنائی زنار گلے مین ڈالا لٹیا پیتل کی اور ڈول پانی سے بھرا کر ڈول کا بجانا شروع کیا
اس عرصہ مین شیرین بھی قیدیون کو لیے اُس مقام پر پہونچا از بسکہ راہ کا تھکا ماندہ تھا ٹھنڈا مقام دیکھکر ٹھہرا ارابے
کے گاڑیبان لٹیا ڈور لیکر اتر پڑے پانی بھرنے چلے برہمن پکارا سدا جے رہے جے سنکٹ کی ناس جھجر کی سے بھگوان
بنائے رکھے موتے مہاتم دھرماتما ٹھنڈا جل ہمکا حکم ہو تو پیائی شیرین نے گاڑیبانون سے کہا مہاراج سے پانی
لیکر پیو تم نہ بھرو وہ سب اُسکے مہاراج نے لوٹا چھلی سے مانج کر اُلٹا کنوئین مین ڈبویا پھر وہ پانی اونڈیل کر اور لوٹا بھرا
اور سب کو پانی دینا شروع کیا اس ساحر نے خوف عیاران سے زیادہ آدمی ساتھ نہ لیے تھے صرف وہی گاڑیبان تھے
جو دم بھر مین سیراب ہو گئے پھر برہمن نقلی نے ڈول پانی سے بھرا اور سامنے شیرین کے لایا کہ موے گسٹیان تم ڈول
سے پیو اسنے چلو باندھا برہمن نے اسوقت بیہوشی پانی مین ملائی اور دھار پانی کی اُس کے ہاتھ پر ڈالی اُسوقت دو بچے
پیدا ہوئے اور اسکے ہاتھون پر اندھوا آگئے یہ معاملہ جو اُسنے دیکھا لوح جو گلے مین پڑی تھی اُسپر نظر کی اسپر نام کندہ پایا
یہ برق عیار ہے یہ دیکھکر اسنے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکر مارا کہ عیار مذکور بیحس و حرکت ہوا اسنے جو بچے پیدا ہوئے
تھے انکو حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ بچے غائب ہو گئے اور پھر پیدا ہوئے ایک آفتابہ جو آب گرم سے بھرا ہوا تھا لیے تھے
چنانچہ ایک بچہ نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا منہ پر برق کے پھیرنے لگا رنگ روغن عیاری سب دھو گیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی شیرین نے اسکو بھی ارابہ پر بٹھایا اور اسیر سلسلۂ سحر کرکے آگے کا راستہ لیا یہ تو اس طرح
روانہ ہے لیکن عمرو حیران کے پاس فرستادہ شاہ کوکب پہونچا تھا ملکہ نے آنے سے اسکی خاطر فرمائی -
انجمن عیش ترتیب دی اُسنے عرض کی کہ اے ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی ہے اُسنے ضرور کوئی آفت برپا کی
ہوگی فوج میری گرفتار بلا ہوئی آپ خبر میرے لشکر کی منگا دیجیے ملکہ نے بخاطر خواجہ دو چیلے سحر کے راہ نزدیک سے
بھیجے کہ وہ آکر اسیر ہونا مہرخ کا تمام لشکر کے دیکھ گئے اور سامنے ملکہ کے پہونچکر عرض بیان مین لائے -

خواجہ تمام ماجرا سنکر گھبرائے بُرّان خود بھی کہ مین جاکر چھڑاتی ہون عمرو نے اُٹھ کر مین ہاتھ ڈال دیے کہ آپ
نہ تشریف لے جائیے ایک ساحر پہ چڑھکر جانا آپکی شان کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ شاہ جادوان اس ساحر کی
اعانت کو آجائیگا ایسا نہو کہ مہلکہ عظیم مین دشمن آپکے گرفتار ہون پھر مین آپکے باپ کو کیا منھ دکھاؤنگا بس
مجکو آپ جلد تر روانہ فرمائیے کہ مین کام اُس ساحر نافرجام کا جاتے ہی تمام کردون بُرّان نے کہا اُس کے پاس
تحفہ طلسم کے ہین تم اسپر غالب نہ ہوسکوگے خواجہ نے کہا مین ہرصورت سمجھ لونگا ایسا ہی آپکو خیال ہے تو جب
مجھ پر کوئی آفت خدانخواستہ آئے اُسوقت آپ آئیے گا ملکہ نے بعد حجت بسیار دو پتلون کو بُلا کر حکم دیا کہ خواجہ کو
اپنی گردن پر سوار کرکے جس مقام پر کہ شیرین ہو پہونچادو یہ سنکر ایک پُتلے نے خواجہ کو گردن پر بٹھایا اور
دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چلکر ایسے مقام پر لائے کہ شیرین قیدیون کو لیکر ادھر آئیگا غرضکہ
عمرو نے اس جگہ اُتر کر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہے پتلون سے کہا تم بطور مخفی میرا حال دیکھتے رہو
اگر مجھ پر آفت آئے تو ملکہ سے جاکر خبر کرنا پتلے تو چھپ گئے اور عمرو درہ کوہ مین آیا اور کچھ درخت گنجان
ڈھونڈھکر چند توبے زنبیل سے نکال کر پانی بھر کر اُن درختون مین لٹکا دیے مرگ چھالا بچھاکر آپ بیٹھا صورت
اپنی مہنتون کی ایسی بنائی جٹائین بالون کی سر پر پیچ در پیچ باندھین زنجیر کمر سے باندھکر لنگوٹا کسا موئے
زہار باہر نکلے ہوئے رکھے جسم مٹی سے بھر لیا کانون مین کنڈل ڈالا ایک انگیٹھی آگ سے بھری سامنے رکھی اور
بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹکر گرد اپنے انبار کرکے سلگا دیے پھر مالا لیکر مرگ چھالے پر بیٹھا اور جپنے لگا اُدھر
شیرین برق کو اسیر کرکے جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختون کے نیچے بیٹھا ہے ازبسکہ یہ دھوکا کھا چکا
تھا کہ یہ مہنت بھی عیار نہ ہو یہ سوچ کر لوح کو دیکھا اسمین منقوش پایا کہ یہ مہنت نہین عمرو عیار ہے
یہ معلوم کرکے اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ان عیارون نے تجکو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہے انکی قضا
خداوند سامری نے میرے ہی ہاتھ لکھی ہے یہ کہکر برق سے کہا کہ او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہے یہ تیرا باپ ہے
اُسنے جواب دیا کہ تمھارا دادا ہے اُس نے جھلا کر کہا ارے یہ عمرو عیار ہے یہ سنتا تھا کہ برق نے چاہا مین
پکار کر کہون خواجہ سلامت آپ ہوشیار ہوجائیے اس حرامزادے نے آپکو پہچان لیا ہے شیرین اسکے ارادے کو
پہچان گیا کہ یہ چیخ مار کر عمرو کو جگانا چاہتا ہے پس اُسنے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ برق بول نہ سکا
زبان بند ہوگئی یہ سب ماجرا سامنے سے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر تمکو پہچانا ہے کیونکہ اسنے
لوح کو دیکھا ہے اور تم سُن چکے ہو کہ اسکے پاس تو تبا اور لوح اور مجمرہ ہے بس یہ تجویز کرکے کئی سیر خاک بیہوشی لکڑیون
پر اسنے چھڑک دی اور جب چھڑک چکا تو اُس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے ساحر نے اپنے دلمین کہا کہ کیا مکار
کہ مجکو پوجا کرنا دکھاتا ہے تاکہ مین فریب کھاؤن یہ خیال کرکے ارابہ وغیرہ کو چھوڑ کر آپ آگے بڑھا کہ مین پکڑ لاؤن
برق بیچارہ اشارے سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جائیے اسنے اشارہ کرتے جو دیکھا سحر سے بالکل دست
بیکار کردیے برق نے بیقراری کرنا شروع کی اچھلنے اور تڑپنے لگا تاکہ خواجہ میرا حال دیکھکر سمجھ لین لیکن

عمرو نے کچھ خیال نہ کیا اور شیرین ہنستا ہوا کہ جیسا تو مکار جنت بنا ہے ویسا ہی تو بھی اُسکے ساتھ مضحکہ کرکے
اسکو گرفتار کر لیگا یک قید کرنا اچھا نہیں پھر سوچا کہ یہ وہ عیار ہے کہ جس نے ساحر شمس اور دمامہ کو مارا ساحران عالم کا
سر اُتارا اُسکی اسیری میں دیر کرنا اپنے حق میں زہر ہے مگر اُسکا ساری کا قہر ہے پھر سوچا کہ ساحر شمس وغیرہ غافل تھے
اب کیا تو ایسا نادان ہے جو پہچان بھی چکا ہے اور دھوکا کھائیگا فی الجملہ ایسے ہی کچھ خیال کرتا ہوا اُن لکڑ دون سے
قریب آیا خواجہ نے اسکو گھورا کہا سائیں جی میرا بھی سلام ہے عمرو نے کہا ایسے اور دنیادار جا اپنے کام لگ راہ باٹ
میں پیچ بڑے بڑے ہیں یہاں عیار فقیر بنکے مار ڈالتے ہیں ابھی کسی سے پالا پڑا نہیں میں تیرے بھلے کو کہتا ہوں [illegible]
جو یہ تقریر سنی شبہ ہوا کہ یہ کیسی باتیں کرتا ہے شاید عمرو نہیں ہے کوئی فقیر ہے یہ سوچکر اُسنے پھر لوح کو دیکھا اُسمین
وہی نقش تھا کہ عمرو عیار ہیں یہ معلوم کرکے پکارا کہ باش اے دزد مکار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے ساتھ ہی عمرو
بھی للکارا کہ رہ تو جا او حرامی کب بچیگا قتل ہونے سے اسکو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑ لاؤں دھوئیں میں لکڑیوں کے تو
کھڑا ہی تھا دوڑتے ہی طمانچہ نیزا کا منھ پر لگا بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے دوڑکر خنجر بران کا ایک ہاتھ مارا خنجر اس کے
جسم پر پڑا اچٹ گیا اسوقت خواجہ نے سنجہ زنبیل سے نکالکر اسی آگ میں خوب لال کیا اور اس کے مقام براز میں
جلادیا العیاذ باللہ آنتیں دل جگر جل گیا چرچراتا ہا وہ ناری تڑپ کر سرد ہوگیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ابر غباری
سنگ باری ہوئی پھر آواز آئی مارا شیرین ببر سوار جادو کو برق و مہرخ و بہار جملہ سرداران مسرور ہوش
میں آکر قید سے چھوٹے اور خواجہ سے کہا ہم سب جا کر لشکر اس ساحر کا تباہ اور قتل کرتے ہیں یہ کہہ کر پرواز کر گئے
خواجہ نے وہ لوح اور مجمر اور تونبا زنبیل میں ڈال لیا اور جیب خیال ساحر کی جھولی سے پایا یہاں تک کہ سحر کرنے کیلئے
جو اُسکے پاس نبولے اور ہلدی کی گرہ آدھاش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام آئیگا یہ تو جھولی کی تلاشی
لے رہے تھے لیکن اول میں مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کوکب
سے آئے تو اسکو اسیر کرلانا وزیر مذکور نے پھر دریافت حال کو واجب تیلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کیے تھے کہ جب کبھی
عمرو کو طلسم میں یہاں کے دیکھنا تو مجکو خبر دینا چنانچہ جب اب تک اس طرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا
ظلمات لڑتی رہی اور اسکے مقدمہ میں دخل دینے کی ممانعت تھی فی الجملہ اسوقت وزیر مذکور اپنے باغ میں زوجہ
پاس اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ اس طرح عمرو عیار نے شیرین کو آکر مارا اور فلان مقام پر بیٹھا ہے
یہ سنکر وزیر بیتابانہ اُٹھا زوجہ نے اسکی کہا بھی کہ صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو عمرو عیار کو تعید کرو تمہاری جان
رہے گی تو اور نوکری مل رہے گی یہ کام اچھا نہیں ہے وزیر نے کہا اُس وفادار کا نہ مانا اور روانہ ہوا زوجہ بھی اُسکی
فرط محبت سے اُسکے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اُس جگہ آیا کہ جہاں عمرو تھا اور اُسنے آتے ہی ایسا سحر کیا
کہ عمرو بیحس ہوگیا بس اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر لاش پر شیرین ببر سوار کی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت
بنکر زندہ ہوگئی اور ایسی شکل اسکی بنی کہ دھڑ انسان کا چہرہ شیر کا بس زندہ ہوتے ہی اُس لاش نے کمر میں عمرو کے پنجہ
دیا اور بہیدا کرکے اُڑ گئی برق عیار چھوٹ کر ٹھہرا تھا کہ استاد سے ملونگا وزیر کے آتے ہی چھپ گیا اور وزیر کے بھی

کچھ اُسکا خیال نہ کیا تھا کیونکہ جو بلے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھکر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کی طرف
پھرا اُس سے پہلے مہرخ و بہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آ گئی تھیں یہاں لشکر جو مسحور بہ سحر تھا وہ بھی ہوش
آ گیا تھا فوج جو گھیرے ہوئے تھی اُس پر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جا کر بیچ بیچ پھر تو سحر کی مار تیروں کی بوچھار
تھی ہر غل مچاتے تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی مرچوں کے ہار چلتے جسم دشمنان میں چھا جاتے نکلے تیغ ناریل سینوں
کو توڑ کر بغیر جان لیے بیرو بیجانہ چھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ تھا صفحہ ہستی پر دوان شمشیر کا خامہ تھا
ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی اُلٹ ہوا شیرازہ اجزائے عناصر کھلا ہوا کتاب چہار باب عنصر و پنج فصول ہوکر
سراسر غلط خامہ تن کا رزم تیغ سے سر القطع ہر شمشیر تھا صحیفہ شجاعت بلکہ نکات رسالہ جلادت تار رگ جان
مسطر جریدہ فرمان قضا خون جسم کا مداد ہر تحریر حکمنامہ مرگ ہر ایک راضی برضا مصروف جنگ ہر ایک خود دوست رگ
شورش عظیم برپا لشکر شیرین صرف پندرہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی
آخر وہ سپاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے بہت رو بفرار لائے ملکہ حیرت ابھی یہاں
نہ تھی اسلیے اُسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اس لشکر بے سردار نے شکست کھائی اور لشکر حیرت کے قریب بھاگ
گئی اُسوقت مہرخ نے بھی تعاقب کرنا مناسب نہ جانا طبل فتح و ظفر بجوایا لوٹ مار کر اپنے بستر پر آکر کھولی
سردار داخل بارگاہ ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دور جام شراب آغاز ہوا جلسہ چنگ و رباب ہوا
اُسوقت برق عیار نے آ کر گرفتار ہو جانا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے کہ خداوندا بچانا یہ سب تو اس
فکر میں ہیں لیکن باغبان جو وہاں سے چلا خیمہ صنعت میں آیا یہاں افراسیاب کو بستر غم سے ملکہ حیرت
نے آکر اٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر شکل جھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن آرائی لیے حاضر پہلوے بادشاہ
میں حیرت جلوہ گر اسی ہنگام میں باغبان نے پہونچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاشہ
شیرین کا عمرو کو پنجہ میں دابے اُڑتا ہوا خیمہ میں اتر آیا اور پکارا کہ اے بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہکر
زمین پر گرا شکل مردہ صد سالہ جسمیں حرکت تھا بادشاہ کو اُس کے قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے
قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج و غم غلط ہو گیا چند ساحروں کو حکم دیا کہ لاش شیرین کی لیجا کر
بڑے سامان سے اُٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل میں لائے بعد فراغ ان امورات کے خواجہ کی طرف شاہ
متوجہ ہوا عمرو سوے باغبان کے بیہوش تھا جب بادشاہ نے اُسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سحر دم کرکے
ہوشیار کر دیا عمرو کی جو آنکھ کھلی شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے آپ نے آنکھیں اپنی بند کرکے کہا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان مجکو نظر آیا کس بخیل و ظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ ان باتوں کو
سنکر اُسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود گرفتار ہونے اس آفت کے ایسی باتیں کرتا ہے غرضکہ بطور طنز اُسنے کہا
کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا ہے عمرو نے جواب دیا خدا کا شکر ہے میں ہر حال اچھا ہوں اے بادشاہ تم کہو
کہ کس آفت میں گرفتار ہو بادشاہ یہ کلام سنکر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا سچ ہے میں بڑی مصیبت میں

گرفتار ہون کر پانوُن مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسی کا گھر لینے آتا ہے وہ
زنجیر پہنتا ہے اسکا کچھ غم نہین شاہ نے کہا اُس مرد صحرائی کوکب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ مین بھلا
کیا آتا اب تم قید ہو گئے ہو تو شاید وہ چھوکری برّان آئے لیکن کیا کر سکتی ہے لے عمرو بغیر مار ڈالے اب
تجکو نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے شاہ کوکب کی تیرے مقابلہ مین آنے کی کیا احتیاج ہے
وہین سے بیٹھے بیٹھے وہ تیری سرکوبی کو کافی ہے تو ہمین کیا قتل کریگا اگر ہمکو مارنے اُٹھے تو بحکم خدا پانوُن تیرا ٹوٹ جائے
اور اگر پھر ہاتھ اُٹھاوے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا اور تلوار ٹیک کر بغضب
تمامتر اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین جو تخت کے نیچے پانوُن اُتارا اور جامہ کا کونا تخت مین اٹکا یہ منہ کے بل گرا ادھر
عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پانوُن ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے شخص دوڑا اور صنعت نے
سنبھال کر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان اے بادشاہ اس مجرم کی بات کا بُرا مانا کیا یہ تو اپنی جان پر کھیل گیا ہے
اور اگر اسکو قتل کرنا منظور ہے تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمائیے وہ سر اُسکا جدا کر ڈالے شاہ نے کہا کہ مین اسکو
دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان جو عقب مین اپنے شوہر کے چلی تھی تیہ و سیاہ
کرکے اسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام تھے اس نے معلوم کیا کہ بیشک خاوند
تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہے بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ نہ چھوڑینگے غرض بادشاہ کو
سلام کرکے پیہ ہو کر پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اس اثنا مین شاہ جادوان نے حکم دیا جلاد حاضر ہو اور
سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ مقام حسب حضور کا دیا ہوا
میرے زیر فرمان ہے اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہے یہان سے بہت قریب ہے
وہ جو سامنے درہ کوہ ہے اُسکے متصل تعمیر ہے آپ اس عیار کو دو گھڑی کے لیے اس مکان مین
بھجوا دیجیے آپ ہی یہ ہلاک ہو جائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون کہ یہ بعذاب الیم
ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایار شاہ پار ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو اس مکان مین لے جاؤ اور
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمت خانہ آراستہ ہے کچھ تشریف لے چلکر تناول فرمائیے بادشاہ خاصہ
نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت سحر عمرو پر سے دفع کر دیا کہ اب یہ مر ہی جاتا ہے پس دو بچہ سحر کے پیدا ہو کر
عمرو کو اُٹھا لے چلے اُسوقت عمرو نے باغبان کی طرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا کہ اگر
عمرو جو رہا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالے گا اور اگر مارا بھی گیا تو اسکے شاگرد برق و قران وغیرہ
مار ڈالین گے پس ابکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہے کیونکہ تیرے شوہر کا بچ ہے جب کوئی اور عمرو کو
پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچ کر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دسترخوان پر گئے
مگر یہ وہان سے چلکر باہر نکلی اور جبتک کہ خواجہ عمرو کو آتشکدہ مین لے جائین اُس سے پہلے پہنچی یہ اس مکان
آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہے مکان ہے یا برج آتشی ہے یا

شا زل مریخ مین نہایت درجہ کی گرمی ہے دیوارون سے شرارے نکلتے ہین روے ہوا سے صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہاویہ اُس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت سے سرافگندہ

نظم

گلخن گرم تھی زمین تمام
کرہ دمین یون سے جون تھے پرنان
چرخ بے سرد تھا نہ پایہ تمام
بسکہ گرمی کی آن بانی ہے
رات سوتے زمین پہ جو انسان
سترم سے آگ پانی پانی ہے

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھ کر ازبسکہ زوجہ وزیر ہے ساحرہ پرتدبیر ہے ایک غلولہ یخ کا اپنی کمر سے نکالا اور افسون تازہ اُسپر دم کر کے زمین پر مارا کہ وہ خانہ آتش لبان گلزار خلیل بنا آتش نمرود شان کا بازار گرم سرد ہوا اور جس طرح کسی کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے اُس طرح وہ مکان خنک ہوگیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ واکر کے اندر مکان کے ڈال کر دروازہ بند کر کے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین اُن کو خوف اپنے جل جانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجہ چلے گئے خواجہ نے اس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اس اثنا مین گلچین تہ زمین سے نکلی عمرو کو با ادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ اے خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپکی خدمتگذاری کو حاضر ہے میری تقصیر جو کچھ ہوا اُسکو آپ معاف فرمائین مین ہرچند اُس مرے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانا مرگ نہین مانتا ہوا وزارت کے گھمنڈ پر یہ کہتا ہے کہ مین نمک حرامی نہ کرونگا لیس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمایئے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیے گا مین آپکو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اسکی سفارش کرے گی مثل مشہور ہے کہ بکرے کی مان کبتک خیر منائے گی ایک دن فرزند کو چھری تلے پائے گی ساحرہ نے عرض کیا کہ ابکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمایئے پھر جو بے ادبی کرے تو سمجھ لیجیے گا خواجہ نے کہا کہ اچھا ابکی خطا اُسکی معاف کی مجکو قید سے رہا کر دے ساحرہ نے ایک ماش پڑھ کر پھونکا زنجیر جو خواجہ کے پاؤن مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا قفل کیا اُسنے کہا کہ آپ یہان سے نکل جایئے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اس مکان کو صنعت نے ازبسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا اس وجہ سے بیر سحر کے بھی مقرر کیا تھا کہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکل جائے اُسکو حتی الامکان روکین ورنہ نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین بس عمرو جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچایا کہ لیتا جاتا ہے خواجہ نے جلد گلیم اوڑھی بیر آتش کے شعلہ بنکر ہر اطراف ہر سمت دوڑے لیکن کہین پتا نہ ملا غوغائے عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکل گیا شاہ جادوان خاصہ نوش کر کے تخت پر آکر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہے صنعت نے کہا اور عمرو عیار مکان آتش مین قید ہے وہ جلکر مر گیا ہوگا اُسی کا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ بیر سحر کے حاضر ہوئے سامنے آگئے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھول کر ایک مجرم نکل گیا ہے ہم نے ہرچند تلاش کیا نہ ملا یہ سنتا تھا کہ صنعت خود اُٹھ کر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دل سے کہا تو نے ناحق مجھ مقری کو قتل

تو نے دیا اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ کو ملکہ بد تیری جانب گذرے گا اور اب تجکو اُس عیار کو گرفتار کرنا پڑیگا لیکن
بغیر کسی کے شریک ہوئے یہ عیار رہا نہیں ہوا پس بغضب تمام اُسنے سحر پڑھکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ ایک پتلی زمین سے
نکلی اور گویا ہوئی کہ لے ملکہ آپ خفا کیون ہوتی ہین گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ملکہ گلچین جادو چلے اُس مکان مین
آئین اور ایک بھبھوکا مارا کہ مکان سرد ہوگیا پھر خواجہ کو اس طرح سے نکال دیا یہ کہکر پتلی غائب ہوگئی اور ملکہ
گلچین ایک گوشہ مکان مذکور مین چھپی کھڑی تھی کہ غل بطرف ہوجائے تو مین نکل جاؤن اب پتلی کا بیان
سنکر سمجھی کہ تو پکڑی جائیگی پس پرواز کرکے وہان سے چلی بیر وغیرہ اس کے پیچھے چلے صنعت نے بھی کچھ ساحر
اسکے پیچھے بھیجے لیکن عمرو جو اس مکان سے نکلا سوچا کہ اے عمرو اب اس قید کرنے کا بدلہ افراسیاب سے
لینا چاہیے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی
بناکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا اسوقت ہزارہا پتلہ حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹ جانے
خواجہ کے بہت متفکر تھا چار طرف نگاہ کر رہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہوگئی اور اسنے بزور سحر پہچانا
کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ ملتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اسنے تجکو پہچانا پس فوراً جست کرکے چلا کہ بارگاہ سے
نکل جاؤن شاہ جادوان نے افسون پڑھا کہ پتلے جو حاضر تھے زمین سے ایکنے دامن پکڑ لیا خواجہ نے
دامن جلد چاک کردیا اور بھاگا شاہ نے نعرہ مارا کہ زجانے پائے کئی پتلے بہچاپین بنکر لپٹ گئے دست و پا
بیحس وحرکت ہوئے گر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ مشکین باندھکر لے آؤ پتلے باندھکر سامنے لائے اس عرصہ مین
صنعت مکان آتش سے پھر آئی اور عرض کیا کہ لے بادشاہ آپ کے وزیر کی زوجہ ملکہ گلچین تو عمرو سے
ملگئی ہے اس طرح سے اسکو رہا کردیا شاہ نے فرمایا کچھ غم نہین پھر وہ پکڑ لیا گیا اب اس باغیہ کو بھی گرفتار کیے لیتا ہون
یہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے اُسوقت اور ماجرا سنیے یعنی بقدرت فراش لبساط الارض خیمہ آسمان بپا ہے خیمہ صنعت
نے اس پار دریاے خون روان کے استادہ کرایا تھا پس برق نے جب لشکر مین جاکر حال گرفتاری خواجہ
بیان کیا اتفاق سے مہتر قران بھی حاضر دربار تھا اُسنے عیارون سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ شاہ طلسم
کہان ہے اور مقام پیدا کرکے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہے غرضکہ لشکر حیرت مین جاکر کیفیت معلوم کی کہ یہان
صنعت نے خیمہ کنارہ دریا کے استادہ کیا ہے اسی جگہ بادشاہ ہے یہ دریافت کرکے صورت اپنی مثل ساحرون کے
بنائی اور لشکر حیرت مین جو طوائفین رہتی ہین اُنہین سے ایک کو خرچی دیکر اپنے ساتھ لیچلا جب صحرا مین پہونچا اُس
طوائف کو بیہوش کرکے ملکہ گلچین کی ایسی صورت اُسکی بنائی اور ایک چادر مین لپیٹ کرکے کندھے پر لادکر بارگاہ
افراسیاب مین آیا بادشاہ اُسوقت خواجہ کو گرفتار کرکے گلچین کے پکڑنے کو سحر کیا چاہتا تھا کہ اسنے تسلیم
کی اُسنے اسکو بشتارہ بدوش دیکھ کر پوچھا کہ کس کو لائے اسنے کہا گلچین کو اے بادشاہ اسکو آپ بھیجا اور عمرو
پر سے سحر دفع کردیجیے کہ مین ایک ہی ہاتھ مین سر اُسکا جدا کردون مجکو اُس کمینی نے بہت ستایا ہے ہزارون مرتبہ
مگر میرا لوٹا ہے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے سحر خواجہ پر سے رد کردیا اور آپ چادر سے گلچین کو نکلوانے لگا [illegible]

ساحرون کی نگاہ اُسوقت جانب پستارہ گلچین تھی اس ساحر نقلی نے جلد خواجہ کو اُٹھا کر پشت پر لادا اور
سر انجمہ فرار کیا بارگاہ کے بیچ جاکر نعرہ کیا منم قران عیار بادشاہ نے نعرہ سنکر کہا لینا ساحر دوڑے قران تو کسی
مقام پر چھپ گیا اور عمرو نے گلیم اوڑھلی ساحر ڈھونڈ کر پھر گئے اور بادشاہ نے گلچین نقلی کو ہوشیار کرایا
جب اُسکی آنکھ کھلی پکاری دہائی ہے شہنشاہ کی مجکو ساحر طلسم زرد پکڑ لایا اور اُسنے یہ میرا حال بنایا بادشاہ نے
منھ اُسکا دھلوایا دیکھا تو ایک زن سیہ فام ہے اسکو چھوڑ دیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت مین بھجوا دیا
لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا حضور رنجیدہ ہوون مین ابھی اُس نابکار کو لاتی ہون یہ کہکر زمین پر
گری اور مثل شعل روشن ہوگئی پھر شعل کی زمین سے دھوان نکلا اور میل بنکر بلند ہوا اور ایک طرف چلا۔
اس اثنا مین بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی گھیرے مین کرلو ساحرون نے باغبان کو
گھیر لیا وزیر جب کرسی پر بیٹھا رہا بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرو باغ غمخواری دلبر
مہ جبین یعنی زوجہ اسکی ملکہ گلچین جو بدفرار ہوئی نسیم آسا ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچی دیکھا کہ اس مقام
فرحت آگین مین بہار کی حکومت ہے گل زیب دہ اورنگ سلطنت ہے ہوا ہوا خواہی کا مثل ارکین دولت
دم بھرتی ہے بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہے زلف دام کر بچھاتے ہے کمندگرہ گیر عیاران کی صورت بناتے ہے نرگس
زر گل کی نگاہبان ہے سرو ہر ایک پاسبان ہے گل اشرفی کی تحویلداری ہے سوسن کی زبان سے یہ حکم جاری ہے
کہ لالے کی پلٹن تیار ہے گل عباس قرنا پھونکے ترک ہزارا رسالے دار رہے خزان قدم یہان نہ دھر سکے
فوج ہوشیار رہے

نظم

لیس اہلکار لالۂ خود رو سے یون کہین
رنگین شتاب مستکسلیان کو بہار
دگلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
موج ہوا تنک ہو زرہ پوش ابکی بار
تقسیم کردین فرقہ فنون مین [illegible]
دین مددتجی رسالۂ گل ہے امیدوار
کہدین کہ جار نہر سے گلشن کے صحن باغ
جار آینہ کو بیچ کے رہے مستعد کار

لیں اُس مقام نزہت انتما کو دیکھ کر یہ سیم گلشن جیا زمین پر گری شبنم نمط بارنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت
اپنی سبزے ایک گل خوشرنگ کی بناکر ایک گھنے شجر کو دیکھکر کہ جسمین ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے بس اُسی درخت
مین اڑکر پھول بنی ہوئی لگ گئی ساحران باغی جو پیچھے اسکے آتے تھے ہر سمت تلاش کرکے پھر گئے اس طرف
گل بوستان عیاری جو بھاگے راہ مین مہتر قران نے کہا اُستاد درہ کوہ مین چلے کھچڑی مین پکاؤن
کھائیے خواجہ نے کہا مین گرسنہ جان ساحران ہون جبتک کوئی عیاری معقول کرکے کسی زبردست
ساحر کو قتل کرونگا اسوقت تک بھوک پیاس مجکو نہیں ہے قران یہ سنکر درہ کوہ مین چلا گیا اور خواجہ
فکر عیاری مین چلے مگر یہ گمان ترمغ ہوچکا تھا کہ گلچین میری گرفتاری کو آتا ہوگا اور ہروقت یہ گلیم اوڑھے بھی
نہین رہتے ہین اب بھی گلیم اوتار کر چلے جیسے ہی کچھ دور گئے کہ ایک طرف سے دھوان پیدا ہوکر چار طرف
سے ہوگیا اور پھر مین دھوئین کی زنجیر کی طرح گردن و کمر مین لپٹ گئین سیہ بختی نے نیا رنگ دکھایا
روز سیاہ گرفتاری پیش آیا وہ دھوان گھیرے ہوئے سامنے بادشاہ جادوان کے لایا اور وہ دھوان پھر

صنعت بنا اور خواجہ کو بجنس آتنے کرکے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اسی وقت
اس ناعیار کو قتل کرونگی پس اب حکم قتل دیجیے بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا جلاد ایک ساحر
تیرہ رو چوڑہ تیغہ باندھے لنگ کھاروے کا کسے بیرحم دسیہ دل سامنے آیا شاہ نے فرمایا کہ لیجا اس مجرم کو
اور سر کاٹ لا جلاد خواجہ کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا بادشاہ بھی برآمد ہوکر سامنے بیٹھا ہزارہا ساحر
گرد و پیش استادہ ہوا جلاد نے چبوترہ ریت کا بناکر بوریاے فلاکت اُسپر بچھایا اور خواجہ کو اُسپر بٹھایا اور کوئلے
کا خط گردن پر دیا اور حاضر خدمت شاہ جادوان ہوکر عرض رسا ہوا کہ اے شہنشاہ حکم اول ہے ذرا سوچ
سمجھ کر دیجیے گا کہ مارڈالنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہیں بادشاہ نے فرمایا کہ ہزار حکم کا ایک یہ حکم دیا جاتا ہے
کہ جلد اسکو قتل کر جلاد نے آکر تیغہ اپنا تولا اور پکارا کہ اے گروہ تماشائیان ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے
اُسوقت عجب طرح کا غوغا تماش بینوں کا بلند تھا کوئی نادان عشرت کر رہا تھا کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کافسوس
اس چرخ کجرفتار گردون غدار کا یہی طور ہے بسا صاحب جور ہے اولوالعزمان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہان رہتا ہے
سربلندون کا دشمن جان رہتا ہے کہ

ابیات

ہرگز کسی گرہ کے لیے جز خراشش دل | مارا نہ آسمان نے کبھی ناخن ہلال
روشن طبیعتون سے بُرا ہے یہ تیرہ عقل | کرتا ہے نور مہر کے سایہ کو پائمال
رکھتا ہے بہر غرور کو جون نیزہ سربلند | جون جادہ خاکسار کو دیتا ہے زمین پہ ڈال
ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی | محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال
پائے کو دے ہے رتبۂ اکسیر بعد مرگ | دولت کبھی کسی کو نہ دی اسنے بے زوال

خلقت کا تو یہ حال ہے اور جلاد حکم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا مگر خواجہ نے جو سامنا
موت کا دیکھا بہ رجوع قلب درگاہ کبریا میں استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا

نظم

یا امیرالمومنین در باب زود | ورنہ جلاد ستم بسمل نمود
تو کہ سلمان را رہانیدی ز شیر | در خلاص من اسیری چیست دیر

یہ استغاثہ درگاہ دافع البلیات مین مقبول ہوا یعنی دو چیلے جو اسکو لیکر بران کے حکم سے آئے تھے جب اسکو لاش
شیرین کا لیکر اُڑا تھا اُسی وقت سے چیلون نے جاکر بران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا ملکہ نے ہما جادو
وغیرہ سے کہا اب کیا منہ دکھائین گے خواجہ تو کہ وہ اس طرح اسیر ہوے اور ہم بیٹھے رہے اے ہما اس راز کو
کسی سے نہ کہنا مین یکہ و تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہون یہ کہکر برنگ بوے گل غائب ہوگئی اُس وقت
نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام ملکہ ہما رجادو بس گیا اور ملکہ بران نظر نہ آئی یہ خاموش ہو رہی لیکن وہ
یمین بند حدیقۂ سلطنت یعنی ملکہ بران بصد شوکت سنا ہمرکرا ہے طلسم کی سرحد پر آکر ظاہر ہوئی اور قہر و غضب
سے لب رنگین مثل برگ بید ایسے کانپے مسی طائر رنگ حنا کی طرح لبون سے اُڑا کر بلند ہوئی تھوڑی دیر مین
ابر دی گھٹا کوہسار کی طرف سے اُٹھی اُسوقت ملکہ موصوفہ مسی الائی پان کی لبون سے چھوٹ کر اُس گھٹا مین بجلی جا کر

پھر نالۂ لالہ فام ہالیجان دلکش کچھ گنگنائی صدائے نغمۂ خوصورت طاؤس و کبک کی بنائی اور اس گھٹا میں جاکر مور کوکنے اور تدرو قہقہے لگانے لگے پھر ملکہ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر میں پیدا ہوا اُس ماہتابان حسن نے اپنے تئیں چاند بناکر اُس تخت پر پہونچایا تو عالم ہی اور نظر آیا کہ اودی گھٹا میں چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی ملکر چاند بجلی کو گویا ماتھے پر لگایا تھا نہیں نہیں فروغ حکم ملکہ بران کو سر پہ فلک نے چڑھا دیا تھا کہ نظم

ہیں تخت نشیں دو وزیر جو مریخ و ماہتاب
لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ دو سوار
تا ہم سے دست دست جدا ہو کے شکے ہو
تا وقت کارزار ہیں گل سے نا بچھے جار

برج حمل میں پہنچ کے خاور کا تاجدار
اُن کو یہ امر ہے کہ امیران نامدار
طاؤس نام وہ جو ہیں اس خواجہ کے نقیب
ان جلد باندھ کر کمر کینہ استوار

کھینچے ہوا ب خزان یہ صف لشکر بہار
منھ کو لہو خزانۂ گل اشرفی کا نم
کرتے ہیں یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
میدان صاف کرتی ہے جاروب باد تند

زور شور کرتے بجلی چمکتی تو اسے فتح و ظفر کی یہ چمک تھی رعد نقیبوں کی طرح گرج گرج کر للکارتا ترک ہوا تیر انداز بنی ہوئی ملکہ نسترن بدن کی سواری جانب حریف رواں تھی جدھر سے وہ گھٹا نکلتی کیفیت بہار ظاہر ہوتی صحرا صحرا لگہائے بوقلموں کھل جاتے بلبل کے ترانہ دل لبھاتے یہ تو اس جانب رواں ہے لیکن بعد اس کے چلے جانے کے ملکہ مجلس جادو رنا کی اس کے مقام پر آئی ملکہ ہما کو چپ اور پریشان دیکھکر گلے سے لپٹی اور رو گویا ہوئی میری اماں جان سچ بتاؤ تم چپ کیوں ہو میری جان کی قسم میری اچھی اماں آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو ہما نے کہا کہ مجکو ہر بات میں خیال آتا ہے خواہ مخواہ بھی میرے بچے ابھی میں رنجیدہ کیوں ہونے لگی اُسنے کہا اچھا بتاؤ امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہاں ہیں اور اگر نہ بتلاؤ گی تو میں اپنی جان دیدونگی یہ ضد اسکی دیکھکر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا بیٹا کسی سے کہنا نہیں عمرو گرفتار ہوا ہے اُسکے چھڑانے کو گئی ہیں یہ سنکر مجلس خاموش ہو رہی اور کچھ دیر میں چلا و دیکر بالائے بام گئی اور کہا مجکو نشۂ شراب زیادہ ہے کوئی ہلک نہ کرے میں آرام کرونگی کنیزیں جو بہر خدمت ہمراہ تھیں اُنسے بھی حکم دیا کہ یہاں سے چلی جاؤ وہ سب چلی گئیں اور جو دیری سے ٹھہر گئیں اپر اُسنے الزام رکھکر نکالا ایک کو خوب مارا کہ مار ڈالی تو نے مجکو راہ چلنے میں دھکا دیا تھا دوسری کی جانب دیکھکر کہا گھورتی ہے تیسری سے کہا تو بڑبڑا کر مجکو بد کہتی ہے غرض اس طرح الزام دیکر سب کو وہاں سے نکال دیا بالاخانے کا دروازہ بند کرکے آپ ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا روے ہوا سے اسکے پاس آیا یہ جست کرکے اُسپر سوار ہوئی اور بہر امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوش رُبا چلی لیکن احوال بران سنیے کہ یہ ساہتاب بنی ہوئی ابر سحر میں چمکتی صحرا و کوہ کو سرسبز کرتی ہوئی اُس مقام پر کہ جہاں خواجہ زیر تیغ تھے پہونچی شاہ طلسم نے ساحروں سے کہا کہ دیکھو کیا خوشنما گھٹا اٹھی ہے ملکہ حیرت نے کہا موسم برشگال ابھی قریب آیا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر محیط ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی عالم محویت ہر ایک پر طاری ہوا مگر صنعت جادوگری زبردست ہے یہ اُس گھٹا کو دیکھکر سمجھی کہ عقدہ اسمیں کوئی

آفت ہے پس جلاد کو للکاری کہ جلد اس گنہگار کا سر کاٹ جلاد نے تیغہ بلند کیا اور خواجہ نے بنگاہ یاس جانب فلک دیکھا اسوقت اس ابر میں بجلی کوندی اور سمت کروہ بجلی چاند تک گئی اور اس چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بنگئی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بنکر شمشیر کا کام کر گیا جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا اوسمیں سے تخت پیدا ہوا کہ عمرو کو اٹھا کر بلند ہو گیا اور اس کے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جادوان نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہیں اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہے پس اسنے گھبرا کر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گرزی سامری کے گنبد کی نکالی اس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشان ہے بغیر تحفہ طلسمی کے زیر نہو گی چنانچہ اس گرزی کو افسون پڑھکر اس چاند پر کھینچ مارا بس وہ گرزی روے ہوا پر جا کر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اسکا نیچے چاند کے آگیا اور دوسرا سر پر چاند کے آکر مثل سرپوش ڈھکا پھر تو زمانہ اندھیرا ہوا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا گویا زمانہ نے گریبان چاک کیا مور چنگھاڑنے لگے جیسے اہل ماتم شور کرتے ہیں کبک بعوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے برق سحر کا دل بیقرار ہوا تڑپنے لگی کالی گھٹا نہ تھی دنیا سیاہ پوش ہوئی تھی بہار کی نظر میں عالم تمام خار را بر بسان غمناکان اشکبار کہ بموجب

نظم

زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہے
دہن غنچہ کو گفتار کی قوت کیسی

دل میں لالہ کے جو داغ غم پنہانی ہے
پا بگل سرو ہے رفتار کی قوت کیسی

نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہے
گل بھی سودازدۂ چاک گریبانی ہے

ملکہ بران عالیشان کا اس برج میں مقید ہونا تھا کہ اسنے انتہا کا زور کیا اور ازبسکہ نہایت زبردست ہے گر گیا گرے کہ ایک پڑا یا اور مقابلہ شاہ جادوان کا اور سحر بھی وہ سحر کہ تحفہ گنبد سامری کا لیکن یہ شاہزادی باز نہ آئی اس طرح مثل برق کے گنبد سے تڑپ کر اڑی کہ چھت اس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اسکا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ پہنچا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹ کر اسی گنبد میں گرا اور یہ سناٹا پھر کر جو چلی ایسی خود رفتگی مزاج پر مستولی تھی کہ خواجہ کے گر جانیکا مطلق خیال نہ رہا آپ اس برج سے نکلکر دور ایک بیابان میں جا کر گری اور اسوقت کی سراسیمگی اس ماہ سپہر رعنائی کی اور پریشانی گل بوستان زیبائی کی عجیب عالم دکھاتی سر جوش ہو کر خون بالون میں بھرا تھا شفق شام کا دھوکا تھا یا مانگ میں سیندور بھرا تھا خون بہکر ماتھا تر ہو گیا تھا گویا خون ریزی عشاق کا اسکے سر چڑھا تھا رخسار پر خون کی بوندون کا ڈھلکر آنا اور جم جانا مصحف رخسار پر تفسیر کی آیتون کی گندہ بیان بنتا تھا نہیں نہیں دوکان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہاے یاقوت رمانی کو چنا تھا وہ دوپٹا سر سے سرکا ہوا ہر عضو بدن کھلا ہوا فرط نزاکت سے ہانپتی ہوئی ران ہر ایک کانپتی ہوئی زلف رخ پر بکھری ہوئی کافر خونخوار کی طبیعت دل لینے پر پھری ہوئی دل نازک دھڑ دھڑ کرتا تیوری چڑھی ہوئی کمان تیر قلاب کھنچی ہوئی غرض یہ کمان ابرو کشیدہ خاطر ہو کر پھر قاصد ہوئی کہ جا کر دوبارہ

اس گنبد پہ گرون پھر خیال کیا کہ تو زخمی ہو چکی ہے اور یہ سحر زبردست ہے رد نہ کر سکے گی تو بھی چلکر تحفہ
طلسمی لا اور اس سحر پر سبقت بیجا یہ سوچکر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئی راہ مین ملکہ مجلس اسکو ملی کہ عقاب
پر سوار آتی تھی اُسنے تسلیم کر کے حال مزاج ہمایون کا پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کر کے کہا کہ اے فرزند
اب پھر چلو تدبیر کامل کر کے آیندہ آمین ئے مجلس اس کے ساتھ لاچار ہوئی اور یہ اپنے مقام پر
آکر تدبیر مین مصروف ہوئی اس طرف شاہ طلسم ہوشربا نے بزور سحر معلوم کیا کہ بران تو اس برج سے
نکلگئی لیکن عمرو رہ گیا ہے اور برج مین شگاف بھی کچھ پڑ گیا ہے ایسا نہو کہ وہ عیار رخنہ پرداز نکل جائے
پس اسنے اوڑکر اپنے تئین سقف برج پر پہونچایا اور ہاتھ سے افسون پڑھکر اُس شگاف کو بند کیا وہ شگاف
برابر ہو گیا خواجہ اسمین بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھلتی ہے تو اندھیرا نظر آتا ہے پھر بیہوش ہو جاتے ہین
یہ بھی مصلحت خدا کی کہ ان کو بیہوشی طاری ہوتی ہے ورنہ دم اندھیرے مین خفا ہو کر نکل جاتا نکالو یہ نقشہ ہے
لیکن بادشاہ ساحران برج سے اُتر کر دربارگاہ پر آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے
ہوشیار ہوے بادشاہ نے صنعت سے کہا کہ اس طرح سے وہ بجوگری کوکب کی آئی تھی مگر میری
قید سے نکلگئی اور اسنے چاہا تھا کہ عمرو کو مجھ سے بچا لے کیا میرا سامنا کرتی مجکو رحم آگیا کہ اسکو نکل جانے دیا
ورنہ وہ بھی نہ جا سکتی اب اس مفتری نابکار دزد مکار کو یون ہی بردے ہوا قید رکھنا چاہیے آپ ہی بے
آب و دانہ مرجائیگا دیکھون تو کون ہکو اس برج غضب سے میرے رہا کرتا ہے اب ایسے مین خوب موقع ہے
کہ میدان خالی ہے کوکب کی طرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہون وہ اسکی فکر مین ہوگا عمرو میری قید مین ہے چلیس
ایک ساحر زبردست کو بھیج کر سب نمک حرامون کو قتل کرانا چاہیے اور مین کوہ ظلم پر جاتا ہون وہان سے
ایک ساحرہ مالک مرحلہ طلسم کو نہ تحفہ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجونگا کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کر دے ملکہ
صنعت نے عرض کی اے شہنشاہ واقع مین یہ تدبیر اچھی ہے پس بادشاہ نے ملکہ حیرت سے کہا کہ اے
ملکہ تم لشکر مین اپنے جاؤ مین ساحر نامی بہر جنگ باغیان بھیجتا ہون ملکہ مذکور سوار ہو کر لشکر مین آئی اور
سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار مین قید ہونا خواجہ کا برج غضب مین بیان کیا طائران سحر نے یہ خبر
جا کر ملکہ مہرخ سے عرض کی ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم مین خواجہ کے بیقرار ہوے اور
ہر ایک نے قصد کیا کہ اُس گنبد پر جا کر گرین یا اپنی جان دین یا گنبد کو باطل کر کے خواجہ کو رہا کرین لیکن بہار نے
ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو بران زخمی ہو کر گئی ہے ضرور اسکا کچھ نتیجہ ہوگا اور اگر کچھ نہ ہو سکے
تو آیندہ جان دینے کا اختیار ہے اسکی فہمائش سے ہر شخص دست بدعا ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا
اور ازبسکہ وہ برج غضب اس پار دریاے خون روان کے ہے تو ساحران لشکر جا جا کر دیکھ آتے ہین
اور وہان کی خبر ہر وقت کی رکھتے ہین یہ تو سب اس کاروبار مین ہین لیکن بادشاہ طلسم سے ملکہ صنعت
نو ستلبتہ عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ مین امیدوار ہون کہ خطا باغبان وزیر کی معاف فرمائی جاے

اس بیچارہ نے سوائے نمک حلالی کے کوئی امر خطا کا نہین کیا بادشاہ نے کہنے سے اس کے خطا اُسکی معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جائے وزیر وہان سے روانہ ہوا اور تلاش مین اپنی زوجہ کے چلا حال اسکا بیان ہوگا اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بموجب سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عجیب، بخلقت نکلا کہ تمام جسم اُسکا گول مثل سنقل کے تھا اور منھ جس طرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہے اس طرح کا تھا اُس منھ مین زبان مثل انگارے کی دہکتی تھی آنکھ برنگ شعلہ جوالہ آتش لیکتی تھی ہر بُن مو سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے خدا کی پناہ ایک بلا، مبرم و آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا بادشاہ نے اُس کا سلام لیکر خطاب کیا کہ اسے مجمر آتش زبان جادو تم جاکر ملکہ حیرت کی خدمت مین حاضر ہو اور مقابلہ کرکے لشکر مہرخ نمک حرام غارت و برباد کرو اس آفت روزگار نے کہا بہت اچھا بادشاہ نے فرمایا اور کوئی جادوگر تمہارا کچھ نہ کرسکیگا کس لیے کہ تم تو رہنے والے ظلمات طلسم کے ہو عیارون سے بچتے رہنا اور عیار اب چار باقی ہین انکا سردار اور استاد عمرو عیار تو میری قید مین ہے شاگرد اُسکے باقی ہین انھین سے بچنا اور افراسیاب کہ ہران میری قید سے نکلگئی ہنین تو اُسکا بھی خوف نہ رہتا غرض تم جاؤ مین سمجھونگا اُس نے عرض کیا کہ سامری کی عنایت سے نہ ہران میرا کچھ بنا سکتی ہے اور نہ میرا کوکب کچھ کرسکتا ہے اقبال حضور کا شریک چاہیے یہ کہکر آداب بجا لاکر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا پردہ ظلمات مین ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا دخانیہ ہے یہ اس قلعہ کا حاکم ہے لاکھو ساحر اسکا ملازم ہے اس نے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا پچاس ہزار ساحر ہمراہ نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا دُھر دُھر کی صدا ابر پیر مثل زاغ منڈلائے اژدہے پھنکارتے ہوئے آئے ساحر سوار ہوئے ہجوم کا غل بلند ہوا دل دہر خوف سے دردمند ہوا آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتشبار پر سوار تھے اُس تیرہ سر کے طاؤس و بوتیمار و ہنس و باز و اُشتر بردار کی قطار اُن پر ساحران غدار دغا شعار سوار تھے اُن کے تاریک تمام روزگار کرموجب ابیات

کبھی نظرون مین تھے دان روز و شب گم — کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم
کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل — کبھی اس طرح جون برسے ہے بادل
ہوا کا نام بھی ہوتا نہ زنہار — مگر تھی فوج مین اژدر کی پھنکار
ہزارون تھین بلائین وحشت انگیز — کہ وحشت جنگی تھی عالم کی خونریز
غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل — چلا جاتا تھا بس منزل بہ منزل

پائین کردفرہ خود سر قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر آمد اسکی ملکہ بے ہنر کو پہونچائی اُس نے گیسوئے جن شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو برائے استقبال بھیجا بانجملہ مجمر بدخصال داخل لشکر ملکہ زشت خصال ہوا لشکر اُسکا اُترا اور اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی خلعت پایا اُس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کرکے آرام کیا دوسرے دن جب مجمر فلک سے آفتاب کا شعلہ سرد ہوا اور رونق

گرم بازاری روزگرد کہ **نظم**

موافق تھا جو اقبال شب ماہ	عروج مہر ہونچا جب لب بام
تو لی ظلمات نے دربار کی راہ	ترقی پر تب آیا اختر شام

سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ حیرت بد انجام میں آیا اور بیٹھ کر میخواری کرنے لگا جب دماغ نشہ سے گرما یا ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو جگر ہوا زمین تھرائی طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف یہ خبر سنکر نہایت اندیشناک ہوئی اور رنگ اُس کے چہرے کا متغیر ہوگیا چشم نمناک ہوئی اس لیے کہ یہ ملکہ نانی مہ جبین کی ہے اور عزیزدار بادشاہ طلسم ہے اور بسبب سن زیادہ ہونیکے ساحران نامی اور اُن کے حالات کو جانتی ہے یہ حال ملکہ نیک خصال دیکھ کر برق فرنگی نے کہا کہ اے ملکہ تم کو اس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا اسکا کیا سبب ہے ہم نے بارہا عرض کیا کہ مالک ہمارا رب ہے نظر بفضل کریم کارساز رکھو اور حکم نوازش طبل جنگ دو انشاء اللہ ہم فتح پائینگے اور جو مشیت ایزدی میں ہماری فتح نہیں ہے تو مارے جائینگے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اے مہتر خدا اس موذی کے شر سے ہمکو بچائے اس حرامزادے پر سحر نہیں اثر کرتا ہے اور نہ اسکی کسی حربہ سے قضا ہے ہان اگر پانی سامری و جمشید کے غسل کا ملے ہو اور اسمیں تلوار بجھائی جائے تب اس خیرہ سر کی قضا آئے برق نے کہا تم ان خیالون میں نہ پڑو فقیر سوچا ہوا پانی غسل سامری کا کیسا میں آب تیغ مکر و عیاری سے غسل اُسکو دونگا سیسہ گرم کرکے پلا دونگا پانی دانہ دھراریگا جہنم میں ٹھکانا ہوگا ملکہ نے کہا اے مہتر اسپر تم ہرگز عیاری کرنیکا ارادہ نہ کرنا اسنے کہا یہ سب ہم نے سنا ہے ہمارا تو عیاری کرنیکا پیشہ ہے اسوقت ملکہ بہار نے بھی کہا کہ اے ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہیں لڑنے میں پس و پیش کیا اگر چہار چشم و دو زبان جادو جو زیر زمین کی اس طلسم میں مالک ہے آئے تو ہم اُس سے بھی لڑین چاہے جان جائے یا رہے ملکہ مہرخ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سنکر نظر بفضل رب اکبر فرمایا کہ نفیر سحر کو دم دیا کوس دمامے جادو کے بجنے لگے دلاور آگاہ و باخبر ہوئے دربار شام کا رکھا گیا ہر بہادر اپنے خیمہ میں بیٹھکر سامان جنگ کرنے لگا ساحر سحر جگانے لگے ہیر بلانے لگے تیغ خم خم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے دل کی الجھن کو کمند گرہ گیر سمجھے ترقی حملہ کو بارہ شمشیر کی جا نکر مرنے کی تدبیر سمجھے غرض ہوم کے دھوئین سے وہ بن بجلی بن ہوگیا مست ہر بہادر پیلتن تھا نامرد بھاگتے پر تیار رشل ہرن تھا منتر دن کی جاپ ہر سو تھی آتش سحر کی برنگ معشوق شعلہ خو تھی ہوا سے سحر کے سناٹے چراغ خود گل کرتے تھے آندھیاں چلتی تھیں کلو ابھیرون کا ساحر دم بھرتے تھے ڈھرو کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا بیڑا جیتا تھا ہندو سے زحل کا سینچ بنکر سر چڑھنے کا ارادہ تھا ساحر تو اس رنگ میں تھے بہادر تیاری آلات جنگ میں تھے شاہد شجاعت کو سنوارا تھا کیسان عاشق جان دینے سے دل نہ ہارا تھا کمند ہر ایک مثل زلف پر پیچ جانان حسین الجھا ہوا رشتہ جان بہادران خنجر سب کی نظروں میں ابروئے خوبان جس سے ذبح ہونے کا ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقان کمان پر ابرو سمجھ کر قربان جان جانبازان کہ **نظم**

دلمیں مرے یقین ہی کہ سید انہیں حسین گڑھی
بیت الخلا کو یاد کرے سام ہوا و پدر
پتلا زیادہ پانی سے ہوا انکے بس جنون

للکارین وہ دلیرون کے تیغین کھینچکر کٹار
اٹھتے جوانین جن دیر زد و غا کے روز
والے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار

گو ہر کرے پٹن آن مین رستم کا کام سر
ہوجائین انکے سامنے آئینہ گرفتار

لشکر مین تو یہ تیاری ہو رہی ہے لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم مقنع کی صورت بنا کر داخل بارگاہ ملکہ موصوفہ ہوا دیکھا کہ مجمر بڑی عزت سے دنگل پر بصد شوکت بیٹھا ہے ملکہ بیز اور ارکان دولت سب خاطر اسکی کرتی ہین جام شراب چل رہا ہے برق یہ ماجرا کہ دریافت کر رہا تھا کہ اسکو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم مین چلی گئی تھی تو عیار بچیان بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھین ملکہ کے آنیسے یہ بھی آئی ہین غرض جب صرصر نے اسکو دیکھا آہستہ سے کہا کدھر سوے کیون اپنی جان دینے آیا ہے برق تو اور ہی مطلب سے یہان آیا تھا اس وجہ سے اسکو کچھ جواب دہ ہوا اور جست کرکے سراپچہ فراز نکلگیا یہان غلغلہ ہوا کہ عیار سراپچہ فراز نکلگیا ہے صرصر نے کہا برق تھا جب مین نے پہچانکر اسکو قید کرنا چاہا تو نکل گیا مجمر یہ حقیقت سنکر چپ ہو رہا کچھ بولا تو نہین مگر بطور مخفی اسنے سحر کیا کہ حال اسکا آگے کھلیگا فی الجملہ کچھ دیر تو مجمر ملکہ کی بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اٹھکر اپنے مقام پر بہر آرام آیا لشکر مین اسکے تیاری رزم کی ہو رہی تھی ساحر ہوم اگیار کر رہے تھے بہادر تیر خنجر و تلوار کر رہے تھے اسنے بھی آکر چند منتر اپنے جگائے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکل گیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دل مین اسکے آیا کہ اپنے لشکر مین چلو زیادہ رات گئے آکر کچھ لینا یہ سوچ کر اپنے لشکر مین آکر وہ خیمہ جو اسکے آرام کے لیے معین ہے اسمین آیا اور وہ آرام پذیر ہوا بعد کچھ دیر کے اٹھا اور قصد کیا کہ اب چلکر کچھ فکر کرون لیکن ایسا نشہ اسوقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر چکر کرتا تھا یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی جب دیگدان عالم مین ہیزم شعاع آفتاب جلکر شعلہ ور ہوئی اور منقل شب مین انگارے ستارون کے بجھکر دابات

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار
ہوا تا رنگ عالم جملہ پر نور
از آن اسقاط صفت زنگ شب تار
جو پر کالہ ہوا پھر چہرۂ حور

ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا دیکھا تو نفیر سحر بج رہی ہے ڈنکو پر چوب پڑتی ہے لشکر عازم جنگاہ ہے وقت صبح کا ہے دلمین اپنے کہا ملے برق تو ایسا سویا کہ صبح ہو گئی اور رات کو از خود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیے ایسا نشہ ہوا کہ تجھ سے اٹھا نہ گیا اور اسمین مقرر کچھ اسرار ہے بڑا زبردست یہ مجمر نابکار ہے حاصل کلام خیمہ سے باہر آیا تو لشکر کو بدبراہ پایا ملکہ مہرخ تخت پر سوار برابر اسکے تخت کے ملکہ بہار گلدستہ تخبیر رکھے ابر کے ٹکڑے سر پر سایہ کیے ایک طرف ملکہ محمود فرشتہ احسن سے مغرور برابر اسکے ملکہ مہرخ ہو زیور جواہر سے آراستہ ہو ہمایک سمت ملکہ زلف آرا زلعت اسکی دام بلا غرض اسی طرح یہ سب شہزادیان لشکر بیکران ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیان دکھاتی روانہ تھین لشکر مین باجے طرح طرح کے بجتے دلمین سوز و گداز پیدا کرتے ہوا مین ٹھنڈ تھی آئین ابر برستے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب

نظم

فوج غنچہ باندھے وقت سحر شگفتہ خاطری جانب میدان تماشا
نرگس لگا کے دینے کو بھیجوا بہار

گلگون پہ اپنے ترک ہزارون ہوے سوار
امن کو باندھ باندھ کے مستعد شکار
بڑھ بڑھ قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار

ترک صبا کہے ہے مرا تیر بازگشت
قمری ہر ایک کہتی ہے یون نعرہ مار مار

ہو پشت پہ حریف تو نکلے جگر کے پار
ایسا ہو کہ طعن کرین ہمکو بلبلین

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر دار و معرکہ کارزار ہوا اس طرف سے عجمر پچاس ہزار ساحر سامری فش ہمراہ لیکر رزمگاہ مین آیا ساحرون کے تختون کے آگے ڈنکے اور بانسریان بجتی ہوئین اژدہے پھنکارتے تھالیان جبل کی چمکتین تاریخ انہین رکھے سب نے آکر میدان مین پرا جمایا ملکہ حیرت نے بھی کئی لاکھ ساحرون کو تیار کرا کے علیحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی صفین آراستہ کی گئین میدان جنگ کی نشیب و فراز سے برابر کیا ابر سحر ساحرون نے برسایا عرصۂ نبرد آئینہ سان صاف نظر آیا نقیب نقابت کر کے ہٹے اسوقت لشکر حریف مین علمہائے سیاہ کے پرچم کھلے نہل جنگ بجا کڑکا ہوا لشکر کے سردار رہوار اپنے بڑھا کر حاضر رکاب افسر ہوئے عجمر نے اپنا اژدر میدان مین نکالا اور بہت پیچ و پیچ و شعبدہ سحر کے دکھا کر تقریر ایکے سر گروہ گمراہان و اے فرقۂ نکو امان آؤ مقابلۂ مردان مین یہ نصیب اس ستمگر کی لشکر ملکہ مہرخ کی طرف سے ایک افسون خوان نامور سامنے اُس کینہ پرور کے آیا اور طالب حرب ہوا عجمر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرر بار روے ہوا پر از خود پیدا ہو کر اُس نیک کردار کے اوپر گری ہر چند اسنے رد سحر کیا لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا جسد دو ٹکڑے ہوا شور مرنے کا بیرون نے مچایا عجمر پھر للکارا کہ کسے دیگر را بفرستید تا ذائقہ مرگ بچشد اس طرف سے ملکہ سرخ مو اجازت لیکر جا کر سے طاؤس اڑا کر سامنے آئی اُسنے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی جب ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کر کے وہ تیغ رکائی یعنی پنجے اس شمشیر مین لپٹ گئے اُسوقت دوبارہ اس بجیلے نے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور چرخ دیکر ملکہ موصوفہ پر لگائی حلقہ ہائے زنجیر مثل کمند گرہ گیر گردن و کمر مین ملکہ دلگیر کے اٹکے اُس بیرحم نے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گر کر زمین گیر ہوئی اور ہر چند چاہا کہ کرے مگر سنبھل نہ سکی کھنچی ہوئی چلی اسنے ساحرون سے حکم دیا کہ باندھو ساحرون نے آکر گرفتار کر لیا اور ایک زنگی تہ زمین سے پیدا ہو کر اُس بیچاری کو اندر زمین کے لے گیا یہ کیفیت دیکھ کر ملکہ زلف آرا نے کہ جسکا نام مشکین موے کاکل کشا بھی ہے اپنے ہنس کو اڑایا اور سامنے اُسکے آکر اپنے جزدے سے ایک پیکان نکال کر کچھ دم کر کے اُسپر مارا اسنے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا گیا ایک دانہ ماش کا نکال کر منتر پڑھ کر جو مارا ملکہ زلف آرا پتھر کی ہو گئی فلک نے نئی سنگدلی دکھائی کہ اس صنم زیبا صورت کی شکل تصویر آذری بنائی در حقیقت اُسکی زبردستی کی دیکھ کر لشکر مہرخ پر بیم و ہراس طاری ہوا مگر زنبک مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بد ستور ثابت قدم رہا اور لمر زان جادو نے باجازت مہرخ جا کر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اس بدانجام کے لگائی اسکا خیال ہے کہ جو پہلے مار چلے وہی میری ہو لیکن اُسنے ہنسکر ایسا سحر پڑھا کر چار پنجہ پیدا ہوے دو پنجہ تو تلوار مین لپٹ گئے کہ ضربت سے عجمر محفوظ رہا اور دو پنجون نے لپٹ کر کلائی سے تلوار چھین لی اور مشکین باندھ کر لے گئے اسی طرح اس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کیے اور بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہرخ کے گرفتار ہوے اگر شرح

اُسکی کی جاے تو بہت طول کلام ہوگا حاصل مرام جب ساحرۂ شب نے دانۂ انجم پڑھ کر عرصۂ فلک مین پھینکے
ساحر روز رو بفرار لایا کہ بیت غرض مثل مرض گھٹنے لگا دن + چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو
مجمر نافرجام نے للکار کر کہا کہ اے فرقۂ گمراہان پردۂ شب تمھارے بچنے کے لیے عالم مین حائل ہوگیا اب بھی سرکشی
و نخوت سے باز آؤ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے جان کی تمھاری خریداری ہے یہ کہکر طبل
بازگشت بجوادیا لشکر میدان سے پھرے حیرت سر پر سے اُس خیرہ سر کے زرنثار کراتی ہوئی اور تعریف کرتی
ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پڑاؤ پر کمر کھولی اس طرف ملکہ مہرخ رنجیدہ و پریشان مراجعت فرماکر
علو شان سے داخل بارگاہ عالیشان ہوئی وہ سردار جو قید ہوگئے ہین اُن کے دنگلون پر غاشیہ ڈلوا دیے اور
بکمال حسرت ہمارے فوج بھی متردد و پراگندہ خاطر اُتری خصوصًا وہ لشکر کہ جن کے افسر قید ہوے ہین نہایت ہی
مضطر تھا ہر سمت رنج و الم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر و کبیر ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا کدورت اگ پھیلا ہوا اُدھر جب
وہ بیدین یعنی مجمر لعین اپنی بارگاہ مین آیا میخواری کرکے گرایا اور حکم دیا کہ نقارۂ رزم کا بجے بموجب حکم ساحرون
نے طبل جنگی بجایا ساتھ ہی ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجا دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا اُس طرف کے
ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم و گنج فخیم پائین گے یعنی مال عدو تاراج کرینگے اور صلہ میں
فتح رزم مین بادشاہ سے انعام بہت کچھ پاکر راج کرین گے غرض ملکہ نے خبر نواخت طبل جنگ مہرخ دلتنگ کو
عاقلان سحر نے پہونچائی ملکہ کے منھ پر اُداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اُس بہادر شیر دل نے کام فرمایا بے اختیار
نفیر سحر کو بجایا کوس حربی اُدھر بھی گرہ گرہ ایا صداے نقارۂ لشکر لشکر مین بہادر بشاش ہوے بزدل و نامرد
بدحواس ہوے لب پہ یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہان اے کاش ہوتے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کر گئے سمجھ کر ہم
یہان ٹھہرے اور دہل کھا کر مرگئے شجاعت شعاران حالی تبار تیاری مین اسباب جنگ کے مصروف ہوے ساحر
سحر خوان تھے ہتیارون کے تیز ہوتے خنجر بران تھے ان کو نہ پرواے مرگ نہ فکر عیال جوش تہوری سے چہرہ لال نامردون کا
خوف سے بُرا حال یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اسکا کیا قلق ہے بزدل کہتے جان بچانیکا حق ہے پھر اسی
بات کا دل کو قلق ہے فی الجملہ یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق بانامے عیاری سے درست ہوکر پھر روانہ ہوا
اور آج مطلق شراب نہ پی اس لیے کہ کل کا یہ حال تھا بس جب اپنے لشکر سے نکل کے چند قدم آگے بڑھا راستہ
بھول کر کسی طرف اور چلا گیا کچھ دور چلکر خیال آیا کہ لشکر دشمن اس طرف کہان ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھ کر اُدھر سے پھرا
اور اپنی دانست مین لشکر مجمر کی جانب قدم زن ہوا مگر بھٹک کر اور سمت پہونچا تو اپنے دل سے کہا کہ اے برق
آج راہ لشکر عدو سے گمراہ ایسی دشوار ہوگئی کہ اُس لشکر کا کہین پتہ نہین یہ سحر ہے ہی مجمر حرامزادے کا پس رات بھر مین
ہزارہا تدبیرین کین مگر اس فوج مین جانا ناممکن ہوا آخر وہ وقت آیا کہ مجمع ستارون کا عرصۂ فلک مین پراگندہ
ہوا اور ریختۂ مہر بخیۂ علم کی طرح دشت عالم مین تابندہ **نظم**

بندھی ہر سو صدائے آمد صبح
سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر
گجر نے دی صدائے آمد صبح
وہ آئی مشعل خورشید لے کر

صبح کو مہتر برق اپنے لشکر میں آیا لشکر جانب دادگاہ روانہ تھا ملکہ مہرخ ذیشان سوار ہوئی تھی ساحروں کے پرے پیادوں کے غول نغل و نشان تمام جاتے تھے صحرا میں پاس فوج کے بیچ بچے سے نئے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نوکا نزدیکا اور جنگل سرسبز اور زمین گلرخ جادوگرنیوں کا لباس نافرمانی و زعفرانی پہنکر آنا طرح طرح پھولوں کا گویا صحرا میں کھلجانا شفق سحر پھولی تھی لال کرتی کی پلٹن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحر دل میں سوز و گداز بڑھاتی کبھی ہلکے ہلکے ابر آتے وہ نور صبح میں اور زیادہ لطف بڑھاتے خلاصہ یہ کہ اس طرح وارد معرکہ ہوئے اُدھر سے مجمر فوج بیکران لیے آیا حیرت نے بھی آ لشکر کا ایک سمت پر اجمایا ساحروں میں نوبت بجا لشکریوں نے قرنا کو دم دیا صفیں کھنچیں تیغیں چلیں علم کوے ساحر چچے پکارے بہادروں نے نعرۂ ہل من مبارز مارے نقیب آگے بڑھکر للکارے کہ عالم میں سدا کون رہا ہے دلاوروں کا نام بہادروں کا کیا ہے کام لڑ کر ہوجانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹ گئے حوصلہ بڑھا رن سر چڑھا مجمر اژدر ما اگر اجازت حیرت سے لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی یعنی للکارا کہ اے گنہگاران میں نے چاہا تھا کہ تیغ جادو گرم سے نہ مارا تھا ہی تمہاری آئی ہے خیر آؤ میرے مقابلہ میں اسوقت زلزلہ جادو نے چاہا کہ میں غرق زمین ہوکر قلاب ارض کو جنبش دوں لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا ناچار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر کمان سحر میں رکھکر حریف کے لگایا اسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک بچہ قرولی لیے پیدا ہوا اسنے تیر کو کاٹ دیا اور پھر مجمر نے دہر زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرہ دروں پیدا ہوا اور زلزلہ کے آکر لپٹ گیا اوس نے ہرچند ہو سکے اسکو قتل کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا اور اسنے مشکیں باندھیں اور زمین میں لیکر غائب ہوگیا یہ حال دیکھکر ملکہ بہار کو تاب نہ رہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا ملکہ مہرخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم نہ جاؤ مگر اسنے نہ مانا اور سمت میدان روانہ ہوئی بہار عالم اسپر بلا گردان ہوئی وہ چہرے پر غصہ آیا ہوا پسینہ پیشانی پر ٹپکا ہوا جوڑا ارغوانی الجھا ہوا تیوری چڑھی زلف رخ پر بکھری ہوئی کعبہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی نظم

ناگنی پیچ میں آ کے نہ ملنے پائی	آ کیل چلے وہیں کالا جو ڈسے ہنسی لٹک	آ قتل کریگا یہ جوہر تو شمشیر کے بیچ
اسکے ابرو سے مشابہ نہ ہوئی میں چمک	زنگ رخسارے شرمندہ ہو کندن کی ایک	آگے غمزے کے خجالت زدہ ہوگی وہ تک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اُس خزان رسیدہ کے پہونچی اسنے ایک نارنج اسپر مارا ملکہ نے انگشت حنا آلودہ سے اشارہ کیا کہ نارنج اُلٹا پھر گیا مجمر نے نارنج اپنا آپ روکا یعنی زمین میں غرق کر دیا اب ملکہ بہار نے ایک گیند اپنے گلدستہ سے توڑ کر اسکا سینہ تاک کر مارا اُسنے گیند اسکو توڑتے دیکھکر غور کیا کہ اس گلعذار کے سحر کا توڑ مجھ سے نہو سکیگا لیکن بہت جلد اپنے جوڑے سے ناریل نکال کر افسوں دم کر کے اسنے تو گیند مارا اسنے ناریل مارا گیند تو جاکر اُسکے سر پر پڑا اور ناریل اُسپر پڑا نہ پائے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ دفع کر سکا بیہوش سحر ہوا دونوں بیہوش ہوگئے انکے بیہوش ہوتے ہی ایک طرف سے جبل اڑتا ہوا آیا اور ایک [illegible] سے ایک پتلا پیدا ہوا جبل نے تو پیا اپنے رو سے گلوں زر بہار بیٹے اور [illegible] کی کرنے بی بی [illegible]

پامال ہونے کو تمھارے دشمن ہوئیں نرگس کی طرح ہمیشہ بیدار رہو اُٹھو عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ و دداغی غلام اپنا بناؤ ملکہ بہار ان باتوں سے اس بلبل شیوا زبان کی برنگ نسیم گل فرش خاک پر سے اُٹھی اور اُدھر اُس پتلے نے پانوں دبا کر مجمر کو ہوشیار کیا جب یہ دونوں ہیار زبان کینہ خواہ سنجگر استادہ ہوئے مجمر کو اپنے بیہوش ہو جانے کا رنج ہوا اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر ماش لیکر افسون اُسپر دم کرکے ملکہ بہار پر بجلدی تمام مارے وہ بھر ماشون کا ملکہ نے تیرون کی طرح آتے دیکھکر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہو کر جسم کی پناہ ہو گئی مگر وہ ماش آکر لشکر ملکہ بہار و مہرخ میں گرے ہزارہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مرکر گرے بیرون نے غل مچایا شور قیامت خیز بلند ہوا تمام لشکر کی صفوں میں تلاطم پڑ گیا ملکہ بہار نے بہت سپرین سحر کی پیدا کرکے اپنے مین چھپایا مگر بچاؤ نہ ہوا ایک دانہ ماش کا شانہ پر آکر پڑا اُسنے بہت جلد افسون پڑھکر شانہ پر دم کیا کہ جس کے سبب شانہ میں زخم تو نہ پڑا مگر چوٹ بہت لگی اور اُسنے بھی جھلا کر ایک گلدستہ اُٹھا کر افسون تازہ پڑھکر کھینچ مارا مجمر فوراً غائب ہو گیا گلدستہ کی پنکھڑیاں الگ ہو کر اُسکے لشکر مین گرین اور پھول اُن کے بکھر گئے لشکریوں نے دوڑکر پھول چنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار مین از خود رفتہ ہو کر اپنے سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے اب اُدھر بھی غوغائے عظیم برپا ہوا صفوف لشکر تہ و بالا ہوئیں بیرون نے شور مچایا جب ملکہ بہار لڑنے نکلی تھی حیرت بیقرار ہوئی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر بہن میری مغلوب ہوئی تو یہ ساحر مجھپر فخر و افتخار کریگا اب جو بہن نے اسکی یہ آفت برپا کی وہ نہایت دل مین خوش ہوئی اور مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکہ مسطورہ پشت پر آکر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملکہ پر چھڑک دی ملکہ چرخ کھا کر گری مجمر نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر ملکہ کو اُڑا لے گیا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے دیکھا تخت پر سے اُڑکر بیساختہ اسکے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ اے او دغاباز یہ دھوکے کی لڑائی لڑتا ہے وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہیں اُسکو تو کام مین لایا اور بہار کو روز بد دکھایا اسکی سند کیا ہے یہ کہکر غصہ جھپٹ کر تلوار ماری مگر یہ خیال نہ رہا کہ خاک قبر جمشید اسکے ہاتھ مین ہے چنانچہ جیسے ہی اسنے تلوار ماری اسنے خاک اسپر بھی چھڑکی کہ یہ بھی آپ مین نہ رہی اور بیہوش ہو گئی اور ایسی بیہوش ہوئی کہ گویا اسکے ہوش مین آنے کی سب کو امید منقطع ہو گئی یہ حال جو فوج نے اسکی دیکھا لینا لینا کہکر چلی مگر اس ساحر نے سحر پڑھا کہ پنجہ آکر اسکو بھی اُٹھا لے گیا اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا دونوں لشکر باہم جنگ آور ہوئے سحر چلنے لگے کلوا بیرون کی پکار رہی گھمسان کی کارزار ہوئی کہیں پتھر برسنے لگے کسی جگہ انگارے گرے سانپ پیدا ہو کر ڈسنے لگے بوتون کے جھوے ماش کے دانے پڑنے لگے بوچھار ہوئی المیاذ باللہ سخت عظیم برپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی غیر ساحر شمشیر زن گرتے تھے تلوارین زہر آلودہ تھیں کمانین چلا رہی تھیں کہ بہادر ہو کر تو نامردی مین منھ نہ چھپانا لب سوفار کی صدا تھی کہ لائق تحسین وزہ کام کر جانا دہل اور دمامے شور کرتے تھے علم سربلندی کا نشان بتاتے تھے گرز لاف زنی کرنے کی زبان بتاتے تھے خون کا دریا بہتا تھا نوہا برس رہا تھا

زمین تھرائی تھی گھوڑون کے جو ہے بلند تھے عجب ہنگامہ تھا نظم
آیا عمل مین تیغ سے صدمہ وہ کارزار

دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بروزگار
بے سر تھے سیکڑے آتے ہی سرکش تہ ہزار
خاک کی پر ہو تو نہ ٹھہرا سے شاخسار

لیکن مین تجھسے کیا کہون اے یار اس گھڑی
دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار
تھین کرتیان تلنگون کی مانند لالہ زار

تھا دود سحر ابر سیاہ تگرگ بار
ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو
گھوڑا ادھر جو تڑپے ہے ادھر پڑا سوار

مجمر بدگہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو با دلے ہمت استوار کرکے جان دینے پر آمادہ ہے اور چڑھا چلا آتا ہے پس اسنے ایک حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے فوج دشمن پر مارا اسوقت ایسی صدائے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بسان حباب چرخ دوار دور دراز ہوکر لشکر مہرخ نکوکار پر محیط ہوا اسدم سب فوج مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہوگئی اور سرپوش کی طرح وہ حباب تمام لشکر مسلمانان پر ڈھک گیا اندر اس حباب کے ہر ایک بیہوش ہوکر گرا وہ شیشہ کا قیدخانہ مثل حصن حصین اُن کے لیے ہوگیا وہ تمام گروہ محلہ خاموشان مین جاکر بیمارون کی طرح اُس حصار گور تمثال مین بے صدا و ندا ہوکر پڑا ان سبکے گرفتار ہوتے ہی پس ساحر طبل آسائش بجا کر پھرا اسکے لشکریون نے مال و اسباب و خیام بارگاہ پر جاکر قبضہ کر لیا جو فوج کہ گرداوری کی حفاظت کو معین تھی رو بفرار لائی بازارین لٹ گئین دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک کی زبان جاری ناقدردانی چرخ ستمگار سے ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ اے فلک غدار یہ تیری خو ہے سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہے کوئی کہتا تھا کہ اے دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہے تو پھر پرورش کیون کرتا ہے کوئی بھی اپنے پالے ہوئے کو مارتا ہے کسی کی زبان پر تھا کہ اگر تجھکو دشمنی کرنا ہے تو برائے چند روز یاری کرنا کیا ضرور ہے اے

دون ہمت جفاکاری ہی ترا دستور ہے کہ نظم
اجزائے کار بند ہی عالم کا اسکے ہاتھ
بجز چشم عاشقان کہ ہین جاری بادھا

روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلائے سے
یعنی کہ بعد مرگ بھی آرام ہے محال
ایک تن تو اذ خوار سو اس سے تا ابد

ہے سرنگون ازل سے یہ اک سفال
سو پردے مین رکھے ہے گل کو یہ بے تمیز
بھائے نقاب رخ سے حیا کی یہ بدخصال

اس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان کیا جائے یہان تو سب اسیر سرپنجہ تقدیر ہین مگر مجمر بے پیر شادان و فرحان جنگاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ حیرت نے بھی داخلہ بارگاہ مین اپنی فرمایا لشکر لاکھو ساحرون کا گرد اس حباب سحر کے برائے نگہبانی لشکر مہرخ مقرر کیا باقی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ہر سمت لگا گھر ہے ہر شخص شاد و خرم ہے جابجا اسباب عشرت و کامرانی مہیا تھا بادہ خواری کا چرچا تھا ملکہ حیرت نے عرضی اس فتح کی بادشاہ طلسم کو لکھ کر طائر سحر کو دیکر روانہ کی اور آپ بعد مسرت منجی ادھر مجمر نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر پڑھا کہ نجمہ و مہرخ و بہار کو جو لے گئے تھے وہ انکو لیکر حاضر ہوئے اُسنے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استادہ کراکر انکو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحرون کا پہرا مقرر کیا غرض جب سب انتظام کرچکا بارگاہ ملکہ حیرت مین گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ مین حباب فلک کی قید سے چھوٹکر شاہ خاور جانب ملک مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرا چرخ پر مقرر ہوا کہ بمقتضائے ابیات

سر شب کیا شفق شعلہ فشان ہے
زمین سرخ آگ سے یہ آسمان ہے
پٹتا ہے آب گل خورشید کا زر

چمک دکھلاتے ہیں شب کے اختر | شام کو ساحر نافرجام اپنی بارگاہ میں پھر آرام آیا فی الجملہ یہ تو نہایت درجہ
خوشنود ہو مگر قضا سر پر موجود ہے وہ یہ کہ برق جو دور دور سے اسکے قتل کی فکر میں سرگردان تھا آج اپنے
لشکر کی بربادی دیکھکر مصروف نالہ و فغان رہا آخر وہ ساحر جو دو ہزار لائے تھے انمیں سے کئی جادوگرنیوں کو روکا
کہ کہاں بھاگی جاتی ہو آؤ میرے ساتھ چلو کہ میں اس ساحر نابکار کو واصل فنار ہموار کردوں وہ بموجب اسکے فرمانے کے ہمراہ
ہوئیں یہ ان سب کو درہ کوہ میں لایا اور کہا تم صورت اپنی زور سحر تبدیل کرو انھوں نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا اسنے
ایک کو انمیں سے حکم دیا کہ لشکر مخمور میں جاکر اُس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شاہ طلسم نور افشاں تشریف
لائی ہیں اور تمسے ملنا چاہتی ہیں ساحرہ بموجب حکم اسکے لشکر مخمور میں آئی وہ اپنی بارگاہ میں تھا کہ ساحرہ نے سامنے
آکر سلام کیا اور پیام آنے بران کا دیا بہت خوشنود ہوا اور خود بہ پیشوائی چلا درہ کوہ میں جب آیا یہاں
برق بعد پیام بھیجنے کے صورت اپنی بران کی سی بناکر زیور و لباس سے آراستہ و کنیزوں جادوگرنیوں کو مشغول
کنیزوں کے تیار کرکے ٹھہرا ہوا تھا اسنے وہاں ہوکے دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشاں کی بہزار ناز و
انداز استادہ ہے صحرا تمام اس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہے مانگ اسکی موتیوں سے بھری ہے تاروں بھری رات نظر
آتی ہے زلف شکن قریب دہن تنگ آکر لہراتی ہے یا سکندر کنار چشمہ حیات کے آیا ہے یا ابر سیاہ گلستان پر چھایا ہے
آنچل ملوکا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا ہے یا تھے کنیزیں سنبھالے ہیں قامت زیبا سرو و شمشاد کو خجلت سے پامال
بناتا ہے سینہ کا ابھار سیب کو آسیب پہونچاتا ہے کہ بیت ز گلگشت چمن بیرون چرا کی سرو خرامان شدہ کشادہ
بال قمری سرو را چاک گریبان شدہ چہ جان ملکہ آدم تا کا دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہوا اور تسلیم کرکے قریب آیا
ملکہ نے فرمایا مقدمہ صحرا کا ہے یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں کوئی میرے باپ سے خبر کر دیگا تو برا ہوگا آدیکھ تم کسی مقام
تنہا میں چلکر بیٹھیں یہ کلمہ سنا تھا کہ یقین اسکو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہوا اور قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے پس
دست بستہ عرض کی کہ اے ملکہ آفاق میری بارگاہ میں تشریف لیجلیے اور آرام فرمائیے ملکہ نے کہا اچھا پھر لیچلو دوا کسی کی
دیکھنے ہو اسنے فوراً تخت سحر تیار کرکے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزوں سے فرمایا کہ تم اسی جگہ درہ کوہ میں رہو دو تین
کر کے ابھی آتی ہوں کنیزیں سب ٹھہریں اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی مخمور کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ مجھ پر فریفتہ ہے جب تو اپنے
کنیزوں سے بھی کنارہ کیا الغرض دونوں تخت پر سوار باتیں کرتے بارگاہ میں آئے ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام
ملازموں کو بارگاہ سے باہر کردیا تخلیہ کرکے مسند جواہر کار پر ملکہ کو بٹھایا آپ پائین مسند پر بیٹھکر نظارہ
جمال عدیم المثال کرنے لگا اس عیار نے صورت ملکہ بران کی بناکر اس ساحر کو پاس اپنے اسلیے بلایا کہ ساحر مذکور
نے سحر کیا تھا کہ عیار راہ بھول جاتا تھا پس اسنے اسکو طلب کرکے اسکے ساتھ ہوکر اسکی بارگاہ میں داخلہ کیا جو مانع
تھا وہی میسر ہوا مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را درمان چیست - اگر عیار اپنے پاؤں سے چلکر آتا تو راہ بھول جاتا کیونکہ
یہی سحر اسکا تھا کہ جو عیار آپ آئے راہ بھول جائے یہ سحر نہ تھا کہ میں خود لیکر آؤں تو راہ فراموش کردیں - فی الجملہ
جو بران نقلی مسند ناز پہ بصد انداز جلوہ فرما ہوئی لب شکر بار اس طرح کھولے ہنگام تکلم موتی رولے کہ اے مخمور میں اپنے باپ

سخت عاجز ہوں نہ تو وہ میری شادی کہیں کرتا ہے نہ وہ بڑھا مرچکتا ہے اکثر شاہان ظلمات نے پیام بھیجے
لیکن اُسنے منظور نہ کیے اب یہ نیا گل پھولا ہے کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہے افراسیاب جادو ایسے بادشاہ
زبردست سے لڑنیکا دعوی کیا ہے اب میرا ارادہ ہے کہ اپنے بھائی جمشیدین کو حجب کو شریک کرکے اسکو گرفتار کرلوں
اے مجمر تم مجھکو بادشاہ جادوان بتلو اور وہ بادشاہ عالیجاہ جسکے ساتھ چاہے میری شادی کردے اور میرے یہ
شایان نہیں ہے کہ میں بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کیے آپ کسی کو نذر لون اور جہان میں مشہور ہوں میری جاگیر
میں کروروں روپیہ صرف ہونگے جب ہوگی مجمر نے یہ باتیں سنکر قدم پر اُس سراپا ناز کے سر اپنا رکھدیا اور کہا اے
گل بوستان رعنائی و زیبائی میں تیرے سب کام درست کر دونگا لیکن مجھی کو اپنی غلامی میں قبول کرنا اور میں بھی قلعہ
ظلمات کا حاکم ہوں علم سحر میں بہت بڑا عالم ہوں شاہان ظلمات مجھکو بھی بادشاہ کہتے ہیں جبسے میں نے آپکا دیدار
دیکھا ہے دل مضطر سے صبر و قرار جاتا رہا ہے جینا دشوار ہوا ہے اگر تجھکو نہ پاؤنگا مر جاؤنگا

نظم

یان چاک ہے سینہ بھی جگر بھی
کس دن کے لیے ہے یہ آشنائی
بیٹھے تم ہوے جو ملول تو کیا
کیا تم کو اگر یہ بھائے اے اہل نظر

اچھا اسکی نہیں تمھیں خبر بھی
ذور و وزر ہے سب یہ نیت کا لطف
تربت پہ سر چڑھائے پھول تو کیا

ہو خون یہ ہے اب تو جان آئی
سمجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
کیا ہم کو ملے جو غم میں گیسو

ملکہ نے یہ کلام سُن کر مسکرا دیا اور سر اُسکا ٹھوکر سے سرکا دیا جب سنکر آنکھ کھول
ملکہ نے اُسکو دکھا دیا اور کہا کیا خوب مر مٹے جو اس میں آ اپنا عشق کسی اور سے جتا لو اور دیکھو چھچھلے کی خوبی ہر
یہاں ایسے ایسے نفرے ہزاروں پڑے ہیں کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہیں تو صاحب ہیں لیکے پاس شاہ جادوان
سے ملنے کیا آئی کہ لیو رہی مجھے قربان اس بھلا کے ع ریش عقل ہو اس ش باید گریست دیکھا میرے دشمنوں کی
شامت ہے جو میں ایسوں کے گر دنگی شاہان جہان اُتر گئے ہیں جو میں ایک قلعہ دار کی جورو ہونگی کیا اپنے
ملازموں سے بادشاہ تخلیہ میں مشورہ نہیں فرماتے ہیں پھر کیا وہ ملازم اُنکی عصمت کے خواہاں ہو جاتے ہیں میں
آپ کیا شہنشاہ ساحران کے پاس نہیں جا سکتی ہوں جو تمکو خصم بنا کر جاؤں مجھکو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ
سے وہ ایکبار میں لڑچکی ہوں بغیر وسیلہ سامنا نکروں اسلیے تمکو راز دار بنایا تمنے منہ چڑھتے ہی گال کاٹا کیا
کہوں اگر میرے طلسم کا کوئی ناظر ایسے کلام کرتا تو تخت سزا دیتی اور لب بھی میں شاہ جادوان سے جا کر یہ سب
ماجرا بیان کرونگی اور سزا تو چلائے میں دیکھ تیرا حال کیا کراتی ہوں یہ کہکر اُٹھی کہ اب میں جاتی ہوں اس غصہ کو
دیکھکر مجمر بدحواس ہوگیا کہ بڑا غضب ہوا اگر اسنے شاہ طلسم سے جا کر یہ حال کہا تو وہ زندہ نچھوڑیگا اسلیے کہ کوکب اسکا
پیر بھائی ہے اسکو وہ اپنا بھتیجا جانتا ہے دوسرے یہ کہ جب اس سے اور بادشاہ سے صفائی ہوگئی تو لڑائی کا بھی
دباؤ جاتا رہا اور لڑنیوالوں کی بھی قدر نہ ہوگی تیری بہت بری حالت ہوگی تجھے بڑا ستم کیا کہ ایک سوال وصل کر بیٹھا سوچ
سوچکر اُٹھا اور ملکہ کے پاؤں پر گر کر گڑگڑا یا ہوا کہ اے تہ لوی میرا قصور معاف فرما اور ایک لحظہ یہان ارہ پھر جا مگر کیا بیچا
ہے جو نگاہ بد دیکھوں اپنے ذکر شادی کا کیا پھر شادی کا پیام غریب امیر کے یہان دیتو تجھکو گناہ نہیں کیکر دینے لگا ملکہ نے اسکے

آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کیے اور ہنسکر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موے عورتون کی طرح ٹسوے نگھلا جا تیرے لیے خراب لالان ادائون سے پھر اسکو دلیری ہوئی اور دل سے کہا یہ ناز معشوقانہ ہے تو گھبرا نہین اگر بخت رسا ہے تو قریب میسر وصل جانانہ ہے پس خوشی خوشی گشتی شراب کی سامنے لایا اس عیار نے ہنکو ایسا کچھ بھلایا کہ مطلق اُسکو خیال عیار کا نہ آیا اور وقت عجب طرح کا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی مین چاندنی کا بچھا تھا جنگل مین بھلی طرح طرح کے کھلے ہوے گلبوٹے پھولون کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے ہواے سرد کے جھونکے آ رہے تھے ہواے محبت بڑھا رہے تھے معشوقہ جو رخ گلگون میں حان فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزے کا وہ طرز انجمن کچھ اور ایک نشۂ محبت سے چور دوسرا بادۂ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ تسلی دوسرے کی نظر حسرت بھری یہ وہ یا سے جانب اٹھے زیبا دکھتا جمال تھا کہ نظم

کھلیں آنکھیں تو دیکھا اُس گلستان
پری پیکر تھی معشوقہ گل اندام
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کر
یہ گرمی کس سے سیکھے ہو بتاؤ

پری پہلو میں ہر صورت کے سامان
کبھی پہلو میں بھی لگا ہے بآغوش
کبھی مل بیٹھنا ہنس کر برابر
کہاں تم اور کہاں یہ نام میرا

چراغ و شمع ساقی شیشہ و جام
نئی شوخی کی گھاتیں تھیں نئے جوش
کبھی کہنا ابھی اپنی خبر لو
مگر شامت نے ہے کچھ تم کو گھیرا

اسی ہنگامۂ راز و نیاز مین ملکہ نے جام شراب با رعنائی سے لبریز کیا اور گھبرا کر کہا دیکھو کمرے کو کوئی جھانکتا ہے مجمر نے اسکے کہنے سے اس طرف دیکھا اُسنے شراب مین بیہوشی ملائی اور گردن مین اسکے دست ناز کو حمائل کر کے کہا اے کمبخت میرا ابھی دل تجھپر آگیا ہے تیری منتون نے ناچار کیا ہے لے یہ بادۂ محبت ہے اسکو پی یہ ادا اے دلفریب اُس سفاک کی دیکھکر مجمر تو یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بے تامل وہ جام لے کر پی گیا اب جبتک ابھی گیا یہان تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہان سے ملکہ حیرت کی بارگاہ مین گیا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ آج تو جانے افسر پاس ملکہ بران آئی ہین اور بڑی دیر سے بارگاہ مین خلیہ ہے نہین معلوم کیا خسرو ہو رہا ہے یہ خبر سنتا تھی کہ ملکہ مذکور پریشان ہوئی اور جلد صرصر عیارہ کو طلب کر کے حکم دیا کہ جا دیکھ تو مجمر کے پاس بران کیسی آئی ہے اگر کوئی عیار ہے تو مجمر کو شر سے اسکے بچا اگر اصل مین بران ہے تو اسکا خیال کرنا کہ ایسا نہو مجمر اُس سے سازش کر کے شریک مسلمانان نہ ہو جائے صرصر یہ حکم سنکر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی اور در بارگاہ مجمر پر پہنچی یہان برق عیار نے جو پلانے جام شراب کے ناز کر کے اُس سے کہہ تھا کہ اب ہم جاتے ہین وہ اُسکو روکنے کے لیے اٹھا تھا اٹھتے ہی بیہوش ہو گیا تھا عیار مسعود نے خنجر بران نکال کر نیام سے گردن پر مارا تھا لیکن خنجر اُچٹ گیا اور خط بھی نہ پڑا اُس وقت تو اُسنے کمند کی پھانسی گردن مین اسکی دیکر چاہا کہ کس دون مگر گردن ایسی کرخت تھی کہ پھانسی بھی نہ لگ سکی اس عرصہ مین صرصر اندر بارگاہ کے آئی برق اسکے پاؤن کی آہٹ سنکر سمجھا کہ کوئی آتا ہے بس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت برباد گئی بس اُسی گھبراہٹ مین کہ نہ مہلت سیسہ گرم کر کے پلانے کی ملی نہ ہتیار رہے جلنے کا قابو پایا اس اثنا مین صرصر نے جلوخانہ بارگاہ طے کر کے اندر قدم رکھا اُسنے بجلدی تمام سنسی سے منہ مجمر کا کھول کر زبان اسکی باہر نکالی اور کاز بسکہ سارا بدن اسکا سحر بند تھا

مگر زبان روئین تنی سے خارج تھی کیونکہ وہ سخت ہوتی تو کلام کرتا اور کھانا کھانا دشوار تھا لیس زبان اسکی اسنے
کاٹ لی اسوقت صرصر بھی قریب آکر کہہ رہی تھی ارے موئے کیا کرتا ہے دیکھو میں آپہونچی اور خنجر کھینچ کر دوڑی لیکن
اسنے کچھ سماعت نکی زبان کاٹکر بھاگا یہ کہتا ہوا کہ گستاخی ستانی میں ایکدن اسی طرح تیرے پانون کاٹ ڈالونگا
کہ تو ہر جگہ آکر خلل انداز ہوتی ہے یہ کہہ کر سراچہ فرار ہوا گیا صرصر نے مجمر کو اُٹھایا اور ہوشیار کیا اب جو وہ ہوشیار ہوا
منھ سے لہو بہتا تمام گریبان تا بدامن خون سے بھرا منھ سے بولا نہیں جاتا تھا اور دلگی کرتا تھا صرصر دلمین اپنے بہت
ہنسی کہ موئے یہ نا گرعمرو کے بڑے بلا کے ہیں جب اُسکا کچھ بس نہ چلا تو زبان ہی کاٹ لیگیا غرضکہ یہ اسکو چھوڑکر
باہر بارگاہ کے نکلی اور ملازمون کو مجمر کے پکارا جب وہ آئے تو کہا موو تم ایسے غافل ہوگئے کہ عیار تمھارے میان کی
زبان کاٹ لے گیا ملازم اندر بارگاہ کے آکر چارہ ساز ہوئے لیکن مجمر بہت خون پی گیا تھا زبان جڑ سے کٹ گئی تھی
ہر دم ہچکیاں لیکر بعد تھوڑی دیر کے مرگیا العیاذ باللہ شور مرنے سے اُسکے بلند ہوا اُمنت دُنیا میں آئی بیرون نے طراغل
مچایا زمانہ تاریک ہوگیا حیرت گھبرا کر اپنی بارگاہ کی طرف دوڑی اس عرصہ میں صرصر نے آکر سب حقیقت
سنائی ملکہ کو بڑا رنج ہوا لیکن سوائے صبر کے کیا چارہ تھا ناچار باخاطر ملول و چشم اشکبار اپنی بارگاہ کی طرف پھری لیکن
مرنے سے مجمر کے مہرخ و بہار جو خیمہ میں قریب بارگاہ مجمر قید تھیں چھوٹ گئیں اور وہ حباب شیشہ کا لشکر
اسلامیان پر سے دفع ہوا لیس ان شیرون کا زنجیر قید وشعرہ اسیری سے چھوٹنا تھا کہ یہ سب تشنہ خون و گرسنہ جان حریف
روباہ سیرت و بزدل ہیں لیسان ضیغم دلیر غضبناک حربہ سحر کے بیکبار لشکر مجمر پہ جا پڑے ہزار ہا بجلیان سحر کی چمک کر
ایکبار گرین خیام و بارگاہ میں آگ لگی اُسوقت بدحواسی اہل لشکر کی کیا تحریر ہو بیفکری سے بستر خواب پر دراز کیے
ہوئے تھے مطلق سر جانیکا خیال نہ تھا یا اب یہ آفت یکایک آئی لیس گھبرا گھبرا کر جو اُٹھے کوئی تو لشکر حیرت بھاگا
کوئی اہل اسلام کی جانب آکر طعمہ نہنگ شمشیر ہو کوئی اپنی پرچھائیں سے گریزان تھا مگر خوف سے کہ دشمن پیچھا ہی
نہیں چھوڑتا کچھ دور بھاگ کر گر پڑا تھا کوئی آپس ہی میں لڑنے لگا تھا کوئی ناریل منتر پڑھکر اپنے ساتھیون پر لگاتا کلوا
بھیرون پکارتا بھاگا جاتا جو سحر نہیں جانتے تھے وہ ترکش میں تلوار اور نیام میں تیر کو ڈھونڈھتے تھے زیر جامہ کو گلے میں
اور جامہ کو پانون میں پہنتے تھے لشکر جو گرد حباب سحر برائے حفاظت لاکھ ساحرون کا اُترا ہوا تھا وہ مسلح تھا اور کن
بیٹرون سے ہوشیار وہ رہنے لگا سحر کی مار ہونے لگی ماش کے دانے آتش دھتورے کے پھل آسمان کی خاک کھا کے
چاک پر کی مٹی مرون کے ہار چلنے لگے ڈنڈ وادے چلنے لگے اس عرصہ میں وہ ساحر جنکو زنگی زمین سے ظاہر ہوکر لیجاتا
تھا وہ بھی آکر شریک رزم ہوئے کیونکہ زنگی تیلے سحر کے تھے وہ مرگ مجمر سے غائب ہوگئے اور ان قیدیون نے دیکھا
کہ ہم ایک میدان میں پکڑے ہوئے ہیں غرضکہ یہ بھی جب آکر لڑنے لگے مشکین موئے ستارہ زلف سے گرا کر ستارہ بخت
عدو کو حضیض نحبت میں پہونچایا ارزان و زلزلہ نے کوہ و دشت میں زلزلہ ڈالدیا عدو کو جگر دیکر شیب عدم دکھلایا
ساحر تو اس طرح بھڑ رہے ہوئے تھے لیکن جانبازان شمشیر زن تیغ و خنجر و تیغ سیرن کی زمین پر لاشونکی صفیں بطمان فرش بچھادی تھیں
نئی انجمن ترتیب ہوئی تھی نہ سر لوٹتے تھے رقص بسمل کا تماشا تھا اس طرح شمشیر تیز دم نے مجمع سرو تن اعضائے بدن

مین فرق ڈالا تھا کہ حواس خمسہ بھی منتشر بغیر لڑے ہوئے جاتے تھے اربع عناصر مثل طائران دشت قفس تن سے اُڑ نا چاہتے تھے اجزا مو الید ثلاثہ آتش شمشیر نے منجمد نہ رکھے تھے جا مین اس طرح مطیع تیغ تھین کہ برنگ شادمان اشارہ پر خانۂ تن سے نکلکر دوڑتی تھین وجود انسان کا نام عدم تھا روح یون جاتی تھی جیسے کسی معشوق پر جان جاتی ہے قضا اس طرح آتی تھی جیسے کسی محبوب پر دل آتا ہے قوت بازوے دلیران پر مبارز دہر تعریف کرتا تھا جدھر سینے لوہے کی جھنکار تھی تیر دلدوز کی مثل قطرات باران بوچھار تھی مہرخ اور بہار کی مدح مین ترک فلک

یون ثناخوان تھا کہ نظم

کہ جسکی تیر کی ہیبت سے آسمان نے کبھو	بغیر خم کیے پشت اپنی سر اٹھا نہ چلا	شہا عجب ہی وہ شمشیر جسکی صولت سے
ترے عدو کو ہزیمت سے شوق ہے اتنا	گر اسکے بعد مصور جو کھینچے اسکی شبیہ	تو روح اسکی بچائے کہ پہلے پاؤن بنا
	ترے کمال کے آگے حریف روز نبرد	کہان سے لائے طاقت جو ہو سکے پیدا

اسی طرح یہ سب لڑتے ہوے کنارہ لشکر کے جب ہوپنچے وہان بھی تہلکہ عظیم برپا تھا پھر مشعلین اور رن مین جھتا مین چمک رہی تھین ملکہ حیرت تخت پر سوار فوج کو روکے استادہ تھی لشکریان اسلام ہزارون کو قتل کرکے اس لشکر کے کنارہ سے پھرے اس لیے کہ حیرت سے تو مقابلہ ہی ہے پھر اور کسی دن سمجھ لیا جائیگا فوج مجم کی نالان وگریان جانب دریاے خون روان گئی اسی گیرودار مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی ▪ وقت آیا تھا کہ زال دنیا نے جلی کٹی کرنے کو زبان شعلہ ریز آفتاب دہان مشرق سے نکالی اور خنجر عیار سحر نے ظلمت شب مثل زبان مجم کاٹ ڈالی نظم

کہ جب اٹھا زمین سے دامن شب	ہوے نظرون سے پنہان انجم کوکب	سحر کا نور مثل ابر برسا
جھکے طاعت مین ہر سو گبر و ترسا		

ہنگام سحر حیرت نے عرضی اس شکست کی بادشاہ کو لکھی اور طائر سحر کو دیکر روانہ کی بادشاہ جیسے بصنعت سے اپنے وعدہ کے بموجب کہ مین لشکر امیر کو غارت کرنے کے لیے کسی ساحر کو بھیجون گا جانب کوہ نیلم جا چکا تھا طائر اُسی سمت عرضی لیکر چلا اس لیے کہ راستہ طلسم کا قبضہ مین حریف کے نہین ہے جہان جا ہین ساحر ملازم شاہ اپنا سحر بھیجین کوئی روکنے والا نہین فی الجملہ حیرت تو عرضی بھیجکر رنجیدہ دل کبیدہ بارگاہ مین بیٹھی اور ملکہ مہرخ اپنا لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیے پڑاؤ پر اپنے آئی خیام دربارگاہ جو لٹ گئے تھے اُنکا سامان از سر نو کیا ڈھنڈھورا امان کا پٹار رعایا اور سپاہ فراری آکر آباد ہوئی بازارین لشکر کی کھلین رونق تازہ ہوئی خوشی بے اندازہ ہوئی سرداران عالی تبار دربار مین آئے برق بھی آیا ملکہ مہرخ نے بہت بھاری خلعت عطا کیا سب سردار اس کے زبان کاٹنے کا حال سنکر بہت ہنسے اور تعریف عیاری کرنے کی فرمائی پھر شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا جشن ایسوجہ سے نہین کیا کہ خواجہ برج غضب مین قید ہین اب انکو تو بعیش اس مقام پر رہنے دیجیے مگر تتمہ حال افراسیاب بدخصال اور داخل ہونا چالاک عمرو کا طلسم مین سُنیے

داخل ہونا چالاک سفاک کا طلسم ہوشربا مین اور عیاریان نادرہ کار و عجائب روزگار افراسیاب پر کرنا پھر آنا لشکر مہرخ مین لمؤلفہ

ارے ساقی ترے شیشے مین کیا ہے
بیان پر رنگیون کا تا مزا دے
اُسی مینا پہ ساقی دل ہو مفتون
لکھون نیرنگ بازی کے مضامین
زبان اُس مے سے میری ساقیا تر
کرے رنگین بیان سب کان ہوش
کرون عیاریان مین منتسب سے
زبان وقت بیان ہو مثل خنجر
سرور افزا ہو کچھ ایسا فسانہ
تو رنگین ہو الٰہی سادی عبارت
جبین شانہ کش گیسوے تحریر

یہ میری آرزو کا خون بھرا ہے
سحاب آرزو اُمڈا ہوا ہے
جو ہے ہمصورت مینائے گردون
صفا جس مے مین گوہر کی ہو وہ دے
حباب ہیشی ہر دائرہ ہو
ذرا زاہد کو دھوکا دون مین جا کر
بھلا دون جادہ تقوی سے کودھر
مسلسل ایسی ہو تحریر مرغوب
کہ جس پر ہوش کھو دے اک زمانہ
بلا ہے جا ہر شکل مضامین
معطر ساختہ این زلف تحریر

خدارا جام رنگین اک پلا دے
بہت کچھ جوش پر طبع رسا ہے
اسی شیشہ سے بھر اک جام رنگین
کہ تا سیر طلسم سوتی پر دے
طبیعت کو مری مستی کا ہو جوش
بہ افسون اس کلیجے مین اسکو لاکر
کرین حاسد کے دل پیچیدہ مان پر
کہ ہو جیسے کمند زلف محبوب
جو بولون حیل عیارونکے صورت
نئی صورت سے کر قصہ کی تزئین
ہنگامہ پردازان معارک عیاری

ودھ بر رہ جویان ہنگامہ زبان آوری و مکاری قتالان سپاہ مضامین بیہودہ خیالی رد و باطل کنندگان نقش طلسم غلط کاری ساحران طلسمات ہرزہ گردی کو شمشیر خامہ صد نویس سے اس طرح نقل کرتے ہین اور طلسم قرطاس مین دستیاری لوح میدان قلم عیاران شوخ طبع یون قدم دھرتے ہین کہ جب لعل اسباب سیر محمود کو ہمراہ جنگ فرخ نامور روانہ کر چکا تو آپ بدو لشکر از کہ تجمیل تمام کوہ نیلم پر آیا سابق مین مذکور ہوا ہے کہ یہ بادشاہ بے طلسم مین ہر جگہ بہت جلد پہونچتا ہے پہلے بتلاش طلسم کشا مین قلعہ ہائے طلسم پر پھرتا ہوا آیا تھا اسوجہ سے جو صحرا مین پہونچا ارکا صل جبکہ کوہ مسطور پر آیا نیلم جادو وہان کا حاکم پھر حاضر ہوا اشرافت خدمتگذاری بجالایا بادشاہ کے لیے فرش بچھوایا انجمن عشرت ترتیب دی بادشاہ نے بدستور اول دوربین سحر کی طلب کرکے جانب کوہ عقیق نظر کی لشکر امیر نامدار کو زرے گرد فرسے اُترتے دیکھا چنانچہ بار ہا اس لشکر کا اوج و مراتب لکھا گیا ہے فی الجملہ ادھر سے نگاہ پھیر کر لشکر ضلالت اثر لقا بدگہر کی طرف دیکھا تو اس فوج شقاوت موج کو بہت پریشان و مضطرب پایا خیمے اُکھڑے خیمون مین جھگڑے اور جلسے مین ترشل خام سنگ شکستہ حال نظر آئے پہرہ والان سپاہ وابستہ حال پائے جاتے ہین بارگاہ مین شمع ہدان بھی بجھے بے ستون رہین بازارونکے دل رنج سے خون ہین اصطبل بادشاہی طویلہ خر سے بدتر بے خراجی کا نام نہین تنگی سرا سر ہے مطبخ سلطانی مین بخت جگر کی پرورش نہاری ہے خلاصہ کچھ جان ہر ایک کو بھاری ہے یہ حال پرملال لشکر کا اپنے خداوند کے دیکھکر اسکو نہایت صدمہ ہوا اور وہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر نیلم سے کہا تجھکو کچھ معلوم ہے کہ خداوند لقا کس فکر مین ہے نیلم نے عرض کیا کہ خبر ایسے ملک مین بھی کوہ عقیق سے آئی ہے کہ اُس کی بھی قلم رو ہوتا ہے کہ خداوند بہت پریشان و مضطرب ہین جنون و مجنون بلا اجا جادو وغیرہ سب رفیق مارے گئے اب فقط صبا جادو باقی ہے کہ خداوند عاجز ہو کر خوش آمد اپنے جا مین پر کیفیت جب بادشاہ نے سنی دوبین جو لیکر آئے تھے اُنکو

تو مع دو در ہین رخصت کر دیا اور نیلم سے کہا مین سخت حیران ہون کہ کس شخص کو بر لیے اجازت خداوند بھیجون جو کوئی جاتا ہے جادو اُسکو مار ڈالتے ہین نیلم نے عرض کیا کہ ابھی میرے کہنے سے حضور شیشہ دار جادو کو بندانہ فائق بادشاہ نے کہا اسکو مین نے اور کام کو رکھا ہے نیلم نے عرض کیا کہ حضور مالک جرہ ہائے ہفت بلا ہین اگر ایک تحفہ طلسمی ہنوز انہی کچھ طلازمان عالی کا بیچ اُسکے ہونے سو ہو گا شاہ جادوان کی فرمائش سے کچھ سوچا پھر اُٹھا کہ اچھا جاکر تم کو بھیجا ہون نیلم نے کہا یہ غلام بھی ساتھ چلتا ہے کس لیے کہ راہ مین تاریکی ملکی جناب عالی پریشان ہو جگنے یہ کہکر دشنک سحر کی دی دو اژدہے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوے زمین سے نکلے کا قرے اُنپر کھینچے تھے تس ایک اژدر پر بادشاہ دوسرے پر نیلم سوار ہوے اور وہ اژدر روانہ ہوے جبکہ بڑھے ایک بیابان آتشناک مین آکر اُترے یہ دونون اژدرون کی پیٹھ سے زمین پر گرے اور ایک سمت روانہ ہوے جنگل وہ تھا دل عاشق تھا کہ جسمین سے دود آتشین نکلتا ہے اور سوز عشق رہتا ہے جب ہوا چلتی تھی سموم وزان تھی کسی دل جلے کے نفس گرم کا پتا دیتی تھی جو کوئی درخت اُس صحرا مین تھا وہ تمازت مہر اور حرارت سے دھوپ کی زرد و مشکل بیمار تھا بعض نخل آتشبار تھا ہر خار تھا جو کوئی شاخ پھولی ہوئی تھی وہ آتشبازی کی پھلجھڑی تھی جہان کہین کوئی چشمہ تھا وہ بخارات فاسدہ زمین سے زہلہ جارکا پانی نظر آتا تھا لب جو ہمار مین فرط گرما سے حباب ان کے چھالے تھے سینۂ ماہی مین ظلمون کے نخانے تھے فلک سے جگہ شیشۂ آتشی تھا زمین گرم پر گلخن کا گمان ہوتا قدم رکھنے سے وہان جن بھی جان ہوتا سایہ ہر شجر کا دھوپ کھا کر کالا تھا خار وادی خشونت سے ظاہر کر پیاس کے مارے زمین کو کانٹا لگا تھا ہر ذرۂ فلک کے بھی پیچھے سے منہ چھپانے کا عزم کیا تھا دنیا کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا اور علاوہ اس گرمی کے صحرا ہولناک خیز تھا نہایت وحشت انگیز تھا جا بجا وہان نخل ہر دو ملعون بر پریشان سر جھاڑ منہ پھاڑ تھین میدان جنگل کا رنگ قدرت نہ یدستان بے نخل برگ بار درخت ہر ایک سوکھا ہوا چٹیل میدان کوسون تک کا کہ ہر جہت

نظم

نظر آیا عجب صحرا لق و دق — کہ دیکھے سے جگر اژدر کا شق
عجب وہ موضع خوف و خطرناک — دبا اُنکو دکھائی زیر افلاک
نہ جائے جن کی اُس سمت آواز — کسی روئیدگی سے تھے نہ ملتات — کرے بوم اُسطرف منہ کرنہ پرواز
نہ دیکھا ہو کسی نے جز عذاب — نظر آئین وہ حالات عجائب — ہزارون طرح کے اُسجگہ بلیات
کبھی ہنسنے کبھی رونے کی آواز — لگے وان سوز تھا اور گاہ وان ساز

یہ دونون اُس دشت کو طے کر کے کنارہ پر اُسکے پہونچے وہان ایک غار بیحد نظر آیا اژدہا غار کے صحرا پانباں ماران سیاہ کی بنی تھین اور گرد اُس غار کے بھی بہت سی بنی تھین اندر غار کے سانپ جو پھنکارتے تھے تو آتشین شعلہ جھک جاتے تھے فشافش کی صدا آتی تھی جب وہ مارین مارتے تھے تاریکی اندر اسکے ایسی تھی جیسے دوات مین سیاہی بھری تھی ہاں اہل حسرت دم ہم بلا مین منہ کالتی تھین اگر جن بھی وہان آجاتا کچھ نہ سایہ اُسپر ڈالتی تھین شاہ جادوان نے سر غار پر ٹھہر کر نیلم سے فرمایا کہ روشنی کر کے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ غار جگمگا اُٹھا یعنی ایک جام ساطع الانوار ادھر کر بلند ہوا اور اسطرح طلوع تھا کہ تمام غار اور جنگل روشنی سے معمور تھا تاثیر اُس ماہتاب سحر کے طلوع ہونے سے یہ پیدا ہوئی کہ مار وغیرہ جملہ بلیات غائب ہو گئین بادشاہ نے اندر اُس

غار کے اپنے تئین گرایا اور غلطان دپیچان چلا پیچھے بادشاہ کے نیلم بھی غار مین کودا غرض یہ دونون حد نشیب پر جب
پہونچے زمین پر قرار لیا اب جو دیکھا صحرا ہے سبزہ زار ہے گلہاے بوقلمون کی بہار ہے یہ دونون سیر کنان آگے
بڑھے تو ایک باغ پر بہار سراپا لالہ زار نظر آیا بادشاہ اندر باغ کے قدم زن ہوا دیکھا کہ باد بہاری نشہ مین متوالی ہے جوشی
نشہ عشرت سے ہر ایک ڈالی ہے گھٹا سرخ پر چھائی ہے گویا پری دوش ہوا پر آئی ہے تاک انگور مستی مین بھری ہے
مثل دانہ گو ہر چمکتی ہے گل ہر ایک پر درد کا صدناز وادا پر بہار ہے نوجوانان گلشن پر عضب کا نکھار ہے جام چشم نرگس

شراب تازگی سے سرشار ہو **نظم**
کھلے دادوی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاسے ہے چشم نرگس
زبس دیتی ہے باد تند جاروب
بچھی ہے اس جگہ قالین خوش کا

زبس باد بہاری مین نشا ہے
تو کف لاسے ہین مستی سے دہن مین
تماگل پھاڑتے ہین ہوکے سرشار
ہے اصحن چمن آئینہ اسلوب

ہوا کیا جبر تاک اینڈتا ہے
اٹھا سکتی نہین سر ہے یہ بیجس
رہی لیٹی ہوئی سوسن کی دستار
پڑا ہے خیمہ روش پر عکس گلزار

بادشاہ طلسم جب اُس باغ مین آیا نیلم نے آگے بڑھ کر مالک باغ کو بادشاہ
کے آنے کی اطلاع کی وہ برسم استقبال جانب در گلشن چلی بادشاہ نے دیکھا کہ بارہ دری سے ایک آفتاب سپہر حسن
طالع ہوئی جسکی زلف دراز مثل نامۂ اعمال قیامت زدگان سیاہ و طولانی تھی برنگ کاغذ تحریر علماے صالحان
نور آگین پیشانی تھی ابرو ہر ایک مثل طبیعت محبوبان نسبت عاشق کھنچی ہوئی مژگان بسان خلش سینہ بیماران
بھانس جگر کی بنی ہوئی آنکھ ہر ایک سیاہ و بھری سرمہ کی تحریر آسمین دہی مست کو زنجیر بپائی نہین بین متوالے کے ہاتھ مین
تلوار آئی چہرہ منور پہ صدقہ ہونے کو آفتاب ہر روز چکر لگاتا ہے مگر سامنے آتے شرماتا ہے دہان تنگ زندہ کن دکھا
مردہ چاہ ذقن چشمۂ حیوان ہین غوطہ زن مسیحا گلو دیرو دوش کی ثنا مین زبان لال ہے ہر ایک بیمثال ہو سینہ صاف بر
چھاتیان جو عاشقون کا دل لبھاتیان ابھری ابھری کچین لال لال اُبھر جھلتی کی اودا ہٹ جیسے رد سے معشوق پرستار
تعالی جو ین اُن سے ٹپکتا خیال کرنے سے دل بیچین ہوجاتا غرضکہ از فرق تا قدم وہ محبوب نہایت خوب کر بجب **نظم**

تعالی اللہ چہ فندق اوچہ انگشت
تو جاتی چھوڑ مثل نیم بسمل

زمین وہ خوبہاے خلق یکشت
دل اُسکے غم مین لاکھون کلفت اندوود

کوئی دیوے جو اُس ظالم کو بس دل
ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

بادشاہ کا سامنا ہوتے ہی اُسنے تسلیم کی اور عرض رسا ہوئی کہ ہر چند یہ کلبۂ احزان اس لائق کہان کہ حضور رنجی بجا
کفش خانہ بنائین لیکن اب جو بہ وتنگی رحمت جسم اقدس ہوا ہے تو بارہ دری مین قدم رنجہ فرمائین شاہ جادوان
ہمراہ اُس کافر صنم دربا کے بارہ دری مین آیا اُس مقام کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے نہایت آراستہ پایا شاہ مسند پر جلوہ گر
ہوا اُس ماہ پیکر نے جام مے گلفام سے بھر کر دیا شاہ نے پیا دو ایک جام کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ میں تم کو
خدمت خداوند لقا مین بھیجنا چاہتا ہون اُس نازنین نے عرض کیا کہ زہے افتخار میرا بادشاہ نے کہا کہ تم شیشہ
طلسمی بجانا تب چشمۂ سامری لیکر کوہ عقیق مین جاؤ وہان لشکر مسلمانون کا پڑا ہوا ہے اور مالک اُس لشکر کا حمزہ ہے
جس نے خداوند کو سخت عاجز کیا ہے بس انکو مع اُسکے لشکر کے غارت کر دینا اور عیارون سے بچتی رہنا اُس گلبدن نے

ہنس کر جواب دیا کہ اے بادشاہ آپ خوب واقف ہین کہ جب مین سفر مین ہوتی ہون تو کھانا پانی شراب سب
چیزین ترک کر دیتی ہون اگرچہ برسون عالم مسافری مین رہون کچھ نہ کھاؤن پیون میرا طریقہ یہ ہے کہ جب گرسنہ ہوتی
ہون کھانے کا خیال کر لیتی ہون پیٹ بھر جاتا ہے اور پانی کے خیال سے سیراب ہون شراب کا خیال مجھکو مخمور کر دیتا ہے
اور شب کو کسی کو نظر نہین آتی ہون اور یون بھی اگر مین نہ چاہون تو کوئی مجھکو دیکھ نہ سکے پھر ان صورتون مین عیار میرا کیا
کر لین گے اور مین بہت دن وہان رہنے کیون لگی آپکے صدقے سے اور سامری کی عنایت سے حرب میرے پاس سحر کا تحفۂ
طلسم ہے کہ وہ پانی ادھر لشکر پر چھڑکا اُدھر وہ پتھر کا ہوا اگر مین آپکے لشکر دشمن پر اس پانی کو چھڑکون تو وہ پتھر کا ہو جائے
اور اگر وہ شیشہ ایسا ناگوئی توڑ ڈالے جب بھی کچھ ضرر نہین پانی جو اسمین سے گریگا وہ لشکر کو جلا دیگا پھر مین سر لشکر عدو پر جاکر
پرودے ہوا ٹھہرونگی اگر کوئی عیار یا ناوک انداز شیشہ توڑ دیگا جب بھی فوج عدو کا خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ نے کہا
حمزہ مالک باطل السحر ہے بہت احتیاط سے مقابلہ کرنا ورنہ جان جاتی رہیگی اسنے کہا سمجھ لیا جائیگا سحر کو حمزہ باطل
کر سکتا ہے طلسم کو نہین توڑ سکتا ہے میرے پاس تحفۂ طلسم کا ہے اسکا مٹانے والا طلسم کشا ہے اور دوسرا نہین نے الجملہ
تا دیر شاہ نے تمام نشیب و فراز اُس سرکش و مغرور کو سمجھایا اور شراب پیا کیا جلسۂ رقص بتان رہا پھر وہان سے اٹھا اور
کہا اے ملکہ اب جو تم فتح جنگ فرما کر طلسم مین مع الخیر آنا تو اپنے مکان پر نہ آنا کہ مجھکو یہان آنے مین تکلیف ہوتی ہے یا تو
کوہ نیلم پر نیلم جادو پاس آنا اور مجھکو لکھ بھیجنا کہ یہ ماجرا گذرا یا میرے پاس چلی آنا اسنے کہا سامری نے چاہا تو ایسا ہی
کرونگی بادشاہ یہ کہہ کر مع نیلم کے جس راہ سے آیا تھا اُسی طرف سے چلکر کوہ نیلم پر آیا یہان جب آکر ٹھہرا عارضہ غشی
ملکہ حیرت کی لا کر دی امین مرنا مجھ کا بڑھکر بہت رنجیدہ ہوا اور نیلم سے کہا مین کچھ روز یہان ٹھہر کر آرام کرتا مگر اب کونکا
مجھ اون نے پریشان کیا ہے انکی فکر مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اُدھر جو جب
اسکے حکم کے ملکہ شیشہ دار جادو لباس پر زر اور زیور جواہر بیش و گوہر سے آراستہ ہو کر شیشۂ آب تحفۂ طلسم کا جھولی مین
رکھکر اُس غار سے نکلی اور تخت سحر پر بیٹھ کر اُڑی جانب کوہ عقیق چلی ایک کنیز تک ہمراہ نہ لی اور از بسکہ کوہ عقیق
یہان سے نزدیک ہی بہت جلد رات طے کرکے قریب لشکر لقا پہونچی لقا بارگاہ مین اپنی بیٹھا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار
چمکی اُس بیچیلے نعرہ کیا کہ اے شیطان درگاہ مین دیکھ تو مین نے کیا تقدیر کی شیطان ادھر کر دروازہ بارگاہ پر آیا اس اثنا مین
ساحرہ بھی دروازہ پر آ گری شیطان کو سلام کیا اُسنے کہا اے ملکہ مزاج اچھا ہے اسنے کہا جی دعا کرتی ہون اور ہمراہ شیطان
اندر بارگاہ کے آئی خداوند کو سجدہ کیا اُسنے کہا سر اپنا سجدہ سے اٹھا کر رحمت اپنی تجھپر نازل فرماؤن یہ سجدہ سے اُٹھکر دعائگو
قرار پذیر ہوئی ایک خیمہ زربفت کا اسکے لیے آراستہ ہوا کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہر کو آرام کرنے وہان آئی جملہ اسباب
راحت وہان مہیا ہوا خبر جو اسکے آنے کی مشہور ہوئی صبا بھی اس سے ملنے آئی یہ ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوئی
دوسرے روز جب طاق فرقی سے شیشۂ طلسم افلاک ساحر روزگار نے اُتارا اور ساحرۂ شب طلسم عالم سے کوچ فرمایا نظم

ہوا کی مہتاب کے رخ پہ ہوائی گرے چل کے طالعین بنر جار	ہوئے پیدا سحر کے عات آثار ہنگام سحر بارگاہ خداوندی مین آئی اور عرض کیا کہ حضور مع چند رفقا کے	کرہی راہ صفر کی کچھ افشانی

کوہ عقیق پر چلیں اور جس دامن کوہ کے نیچے لشکر حمزہ اُترا ہوا ہے اُس طرف چلکے ٹھہریں یہیں تمام لشکر مسلمانوں کا
غارت کر دوں لقا یہ سنکر مع جنداران دولت وغیرہ اور بختیارک کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور از بسکہ لشکر امیر
چوبیس فرسخ تک اُترتا ہے تو سرا لشکر کا زیر کوہ عقیق ایک اتنگ کی طرف ہے لقا اُسی سمت آکر ٹھہرا اسوقت
گھٹا گھر آئی تھی کچھ ترشح ہوتا تھا مور جنگلوں پر تھے جانور صحرا میں خوش فعلیاں کر رہے تھے طائران خوش الحان
زمزمہ سرائی کرتے تھے سراپردہ بارگاہ سلیمانی کے کنارے کھڑے تھے برسات کی بہار جنگل میں لالہ زار کا لطف دیکھ کر سرداران
اسلامیان کا دل بلبل گلگشت صحرا ہوا اور خدمت امیر والا تدبیر میں سب نے عرض کیا کہ یہ وقت ایسا فرحت بخش و نزہت
آگیں ہے کہ دل بے اختیار سیر کرنے کو چاہتا ہے اور سنا ہے کہ ایک ساحرہ بارگاہ لقا میں آئی ہے اُسنے لشکر کو ہمارے
ضرر پہونچانیکا ارادہ کیا ہے اور بالائے کوہ عقیق لقا گمراہ کو لائی ہے پس یہاں سے کنارہ تک لشکر کے حضور بھی سیر کنان
تشریف فرما ہوں حفاظت لشکر بھی مد نظر رہیگی اور تفریح خاطر بھی متصور ہے امیر نے التماس انکا پذیر فرمایا اور چند
سرداروں کو خدمت بادشاہ اسلام میں چھوڑ کر باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئے اس طرف سے یہ چلے اُدھر حال
بیان ہو چکا تھا کہ پارہ دل خواجہ عمر مہتر مہتران چالاک نامور اجازت طلسم میں جانے کی امیر سے لیکر وہاں سے نکلا ہے
چنانچہ ہر ایک جگہ پر اب ابو الفتح کام کرتا ہے اور یہ بعد اسکے رخصت ہو کر جانب طلسم جاتا ہے لیکن راہ نہیں
پاتا ہے چنانچہ آج اپنے دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ بارگاہ لقا میں چلیے وہاں ساحران طلسم آتے جاتے ہیں اُن میں سے
کسی کے ساتھ روانہ ہو جیے پس یہ سوچ کر جانب لشکر لقا روانہ ہوا راستے میں لقا کو جانب کوہ جاتے دیکھا
یہ بھی ہمراہ ہوا جب لقا زیر کوہ پر آکر ٹھہرا یہ بھی کسی گھاٹی میں پوشیدہ ہو کر اپنی گھات سوچنے لگا اس اثنا میں
بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ تم کیا سیر دکھانے کو اس کوہ پر خداوند کو لائی ہو اُسنے جملہ کیفیت شیشہ آب طلسمی
کی بیان کی یہ سب حقیقت چالاک نے سنی دل سے کہا خوب ہوا جو تم طلسم میں نہ گئے تھے یہ غیبانی ساحرہ
نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے پھر عیاروں کو بہت پریشان کریگی ابسے تم بھی عیاری کرتے چلو یہ سوچ کر نہایت مستعد ہو کر تردد کی
سنبھالے پتھر گوپھن میں دیے حقہ ہائے نفطی قارورہ ہائے آتشبازی سے درست تاک میں ساحرہ کی ٹھہرا ادھر وہان
سلیمان عنبرین مو نے بھی جانا لقا کا جانب کوہ بارادۂ رزم و فساد سنا پس اُسنے کہا کہ خداوند کی مشیت میں
نہیں معلوم کیا آیا جو کچھ فوج ہمراہ نہ لیگئے انسان ہو تو کچھ کہا جائے خدا ہو کر ایسی غفلت کرے احتیاط شرط ہے لے
افسران لشکر تم فوج تیار کر کے چلو اور زیر کوہ ٹھہرو افسر بموجب حکم فوج مسلح و مکمل کر کے روانہ ہوئے اور زیر کوہ آکر
ٹھہرے اُدھر سے امیر کشور گیر بھی تشریف لائے بختیارک نے شیشہ دار سے کہا اب بڑا غضب ہوا حمزہ آتا ہے ہم
ایک کو بھی ہم میں سے زندہ نہ چھوڑیگا اور مع اپنے تمام سرداروں کے آتا ہے ساحرہ نے کہا ملکہ جی تم مسلمانوں
سے ایسا خوف کھاتے ہو جیسے بز قصاب یا طائر صیاد سے تم گھبراؤ نہیں میں ابھی سب کو مثل حرف غلط مٹائے
دیتی ہوں یہ کہکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور تھوڑا پانی اُسمیں سے اُس ظرف میں لیکر زیر کوہ متوجہ ہوئی اور
چونکہ اُسکو تو یہی معلوم ہے کہ نیچے کوہ کے لشکر حمزہ ہے خداوند لشکر ساتھ لیکر یہاں نہیں آئے پس اُسنے اس لشکر کو

جو براے حفاظت خداوند زیر کوہ تھا خوب تجویز کرکے وہ پانی چھینکا پانی کا لشکر مین گرنا تھا کہ ہوا سرد چلی اور
لشکری پتھر کے ہونے لگے اسوقت تو لشکر مین ہر جگہ ریڑی ہر سمت سے صدا بلند ہوئی کہ دہائی ہے خداوند لقا کی
بختیارک اپنے افسران لشکر کو پہچانتا تھا اور جب وہ لشکر آیا تھا جب ہی سے خبردار تھا مگر کیا جانتا تھا کہ یہ ساحرہ
ہمارا ہی لشکر تباہ کرے گی پس یہ آفت آتے دیکھ کر پکارا اے ملکہ واہ واہ کیا اچھا خداوند کو یہان لاکر تماشا دکھایا
ارے یہ تو لشکر خداوندی ہی کا تھا ساحرہ نے کہا سچ کہو اے لشکر تم سے کس نے بلانے کو کہا تھا اور پھر مجکو شناخت بھی
نکرا دیا اچھا اب جلد بتاؤ کہ حمزہ کا لشکر اور رودہ کہان ہے شیطان نے اشارہ کیا کہ وہ ہے ساحرہ نے غصہ مین آکر
شیشہ آب سحر بلند کیا کہ چرخ دیکر جانب لشکر حمزہ مارے بس جیسے ہاتھ اسکا بلند ہوا چالاک سوچا کہ ابکی یہ دشمن
امیر پہ آفت لائیگی پس بہت جلد پتھر اسنے تاک کر اسکی کلائی پر مارا پتھر آکر ہاتھ سے گئے پاس زور سے پڑا کہ شیشہ چھنا کر
ہاتھ سے نیچے گرا اور چکنا چور ہوا لشکر لقا کہ جو پتھر کا ہوا تھا کچھ جو بچا تھا شیشہ گرنے سے شعلہ ہر ایک بدن سے پیدا ہوے
اور جلنے لگا ہر ایک ناری مثل دیو آتشبازی چھوٹنے لگا زمین سے آگ کے شعلے نکلکر جلانے لگے شور الغیاث و فریاد
بلند ہوا توبہ ارے خداوند جلے جلے پکار پکار کر آخر سب واصل جہنم ہوے امیر کنارے لشکر کے کھڑے ہوے تماشا
دیکھ رہے تھے سب سردار ہنستے تھے ادھر بختیارک کہ رہا تھا کہ صلوۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر لقا واہ کیا اقبال
مسلمانان ہے جو بلا آتی ہے ہماری ٹھہر تا کتی ہے جو تیر قضا آتا ہے ہمارے ہی جگر پر لگتا ہے مسلمان مرنا نہین جانتے
یہ تو ایسا کچھ بکتا تھا اور ساحرہ پتھر کھا کر پہلے تو نظر مردم سے غائب ہو گئی پھر جو ظاہر ہوئی فرط ندامت سے آنکھ نہ چار
کر سکی کہ یہ کیا مین نے کیا بموجب بیت لعنت خدا اپنے ذمہ دھر چلے + کس لیے آے تھے کیا ہم کر چلے + بس اسی
ندامت مین ہر سمت اسنے دیکھا چالاک بھی لوگون کے جلنے کا تماشا گھاٹی سے نکلکر دیکھ رہا تھا اسپر نگاہ پڑی غضب
تمام تر اکڑی اور چالاک پر گری اور اٹھا کر ہرے ہوا ہوگئی بختیارک ہر چند پکارا کہ اے ملکہ سنو تو سنو تو ابھی یہ
خبیث حرامزادہ لقا باقی ہے اسکو بھی ہلاک کرتی جاؤ لیکن اسنے نہ سنا یہ جادوہ بجانب طلسم روانہ ہوئی یہ خیال
کہ اب مین لشکر کا ہے سے تحفہ طلسم تو برباد ہو چکا اگر اپنے ذاتی سحر سے لڑی تو کیا بر ہون مقابلے مین گذرین گے
فوج بھی ہمراہ نہین آئی ہے اس سے بہتر ہے کہ اس عیار کو پکڑ کر حوالہ شاہ جادوان کرکے کہکہ آپ سچ فرماتے تھے اسنے
شیشہ توڑ ڈالا عیار بد بلا ہین بادشاہ عیارون کی شرارت سے خوب آگاہ ہے وہ عذر میرا پذیرا کرکے کوئی اور تحفہ مجکو
دیگا غرضکہ یہ تو اس طرف گئی اور بختیارک نے لقا سے مضحکہ کرنا شروع کیا اور کہا اے خداوند اب جلدی بھاگ نہین تو
حمزہ زیر کوہ پہونچ چکا ہے یہان آکر ناک کاٹ لیگا لقا گھبرا کر اور سمت پہاڑ کے نیچے اتر کر بھاگا اور امیر نے فرمایا
کہ گھیرو اس مردود مشرک خدا کو سردار گھوڑے ڈال کر چلے بہت ضیا اجادو آکر بزور سحر خداوند اور شیطان کو لیگئی امیر بھی
ہنستے ہوے مراجعت فرما کر بارگاہ مین آئے ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر لقا بھی بارگاہ مین پہونچکر رنجیدہ خاطر متمکن ہوا
یہ تو سب آرام پذیر ہین مگر شیشہ دار چالاک کو لیے کوہ نیلم کے نیچے آئی وہان پہونچکر بالاے کوہ جانے کا ارادہ
کیا لیکن ندامت زدہ تھی تو جسم تمام پسینے مین تر تھا چہرے پر بڑا ہوا غبار سفر تھا پیرہن تنگ ڈھیلا ہو گیا تھا لب نازک

غصہ سے جو چہرا پہلا نیلا ہو گیا تھا اور دم میں عیار کے اٹھانے سے درد پیدا ہوا تھا اتنی دور آنے سے چہرہ سو ختہ ہو گیا تھا
صباحت میں فرق آ گیا تھا اور علاوہ ان پریشانیوں کے رفع احتیاج کی بھی ضرورت تھی پس زیر کوہ دم لیکر اپنے تئیں درست
کرنے لگی بال اپنے آئینۂ سحر سامنے رکھکر سنبھالے دوپٹا سینہ پر الٹا اوڑھا پائنچے قاعدہ سے الٹے چالاک کو زمین پر ڈال کر
والدیا اور آپ وہاں سے کچھ دور بشکر بدلنے رفع احتیاج آئی لیکن سحر سے وہ جگہ حصار بند کر دی کہ عیار اگر اٹھکر
بھاگے تو کہیں جا نہ سکے غرضکہ جب برائے رفع ضرورت بیٹھی سحر سے ایک پردہ کر کے وہ تنگ دشت میں ادھر جانب کہ نیلم زور
افسون ان بیا بر لقزبرغ پتہ خاطر ضرورت سے فارغ ہونے لگی کہ یہاں چالاک کہ بیہوش ہوا سے بیہوش تھا ہوشیار ہوا اور اسنے ایک
پڑوسے بھی قصد کیا کہ اٹھکر بھاگوں مگر اٹھا نہ گیا سمجھا کہ اسلحہ بکار قید کرکے کسی کام کو گئی ہے اب آتی ہوگی تو کوئی تدبیر کر یہ
سوچکر ہاتھ اسکے قابو میں تھے اپنے کمند کے حلقے چادر کے نیچے اس طرح لگائے کہ جو کوئی جھککر چادر کو کھولے اور اٹھانے اسکی گردن حلقوں میں
لپٹ جائے فی الجملہ اس تدبیر سے درست ہو کر لیٹا ادھر شیشہ دار ضرورت سے فارغ ہو کر اسکے قریب آئی اور پہلے
حصار سحر کا دفع کیا پھر عیار جو زمین سے نہ اٹھ سکتا تھا وہ جادو بھی دور کرکے چادر کو ہٹانے لگی تاکہ ہٹا کر روانہ
ہو بس جیسے ہی چادر کو الٹا کمند کے حلقے گردن و کمر میں لپٹے اور از بسکہ چالاک سحر سے رہا ہو چکا تھا اسنے بیضہ
بیہوشی ناک پر مار کر چھینک مار کر یہ گری چالاک بعد فراغت اٹھا اور کپڑے اسکے اتار کر آئینہ سامنے
رکھکر اسی کی ایسی صورت بنکر بیٹھی بیہوشی اسکے دماغ و بینی پر باندھی اور ایک کنوئیں میں لیجا کر ڈال دیا اور
آپ وہاں سے جانب کوہ چلا اتفاقاً نیلم جادو کسی کام کو قلعہ کوہ پر آیا تھا اسنے اسکو آتے دیکھا پرواز کرکے
زیر کوہ قریب اسکے آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کس طرح تشریف لائیں کام باغیوں کا تمام کیا یا نہیں اسنے جواب دیا
کہ مدت ہوئی میں لڑائی فتح کر چکی لشکر حریف میں کوئی بھی باقی نہیں سب رہرو ملک عدم ہوئے یہ کلام سنکر نیلم
بہت مسرور ہوا اور کہا اے ملکہ کار سے کر دی اب مناسب یہ ہے کہ یہاں نہ ٹھہریں شاہ جادوان کی خدمت میں چلکر
مژدہ فتح دیں اور وہیں جشن کریں تو آؤ پرواز کریں تاکہ بہت جلد پہنچ جائیں عیار یہ کلام سنکر گھبرایا کہ میں پرواز کیونکر کرونگا
لیکن تازہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ واہ واہ میں ابھی تو چلی آتی ہوں تھکی ماندی ہوں اور مجھ میں اتنی طاقت کہاں
ہے کہ ابھی بادشاہ پاس جاؤں پس نیلم سمجھا کہ واقعی یہ نازک بدن ہے جو کہتی ہے بہت درست ہے چنانچہ عرض پیرا ہوا
کہ اے ملکہ بالائے کوہ چلکر کچھ دیر آرام فرمائیے پھر کر چلئے گا اسنے جواب دیا کہ تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر دیکھو کلیجا
ہے بہار ہے یکایک کس سمت بیٹھا جاتا ہے یہ سن کر نیلم اس جگہ ٹھہر گیا بعد کچھ دیر کے چالاک ہائے ہائے کرکے لیٹ گیا
نیلم نے پوچھا کہ کہیں اے ملکہ خیر تو ہے اسنے کہا مجھکو ایک دورہ مرض شدید کا ہوتا ہے وہی اب بھی شروع ہوا ہے
یہ کہتے کہتے یکایک دانت بیٹھ گئے آنکھ پھر گئی بیہوشی چھا گئی نیلم یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بہت جلد تخت سحر تیار کرکے
اسکو تخت پر بٹھا کر لے اڑا اور پہاڑ پر لایا وہاں اسکے رہنے کا قصر عالی تعمیر تھا از آرائش بے طور تزئین تھا۔
شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عشرت و لحرف پیراستہ فرش و کرسی و میز وغیرہ سے درست بہار جہاں قدم رکھے
سے تندرست۔ حاصل کلام نیلم نے اس گلفام کو لا کر چھپر کھٹ پر لٹا دیا اور کنیزوں کو اسی طلب کرکے حکم دیا کہ خدمتگذاری میں

مصروف ہوں وہ سب پنکھا جھلنے اور بازو دبانے میں مشغول ہوئیں چالاک اپنے دلمیں کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہے جو اس مقام تک میں پہونچا اور دیکھتا تھا کہ اس کوہ پر عجیب و غریب شجر اور مکانات میں ایک ایک درخت اور مکان مثل طلسمات میں مکانوں کے دروازوں پر پتھر کے پتلے انسانوں کی طرح پہرا دیتے درختوں پر جواہر کے جانور زمزمہ سرائی کرتے چشموں سے مچھلیاں سر باہر نکالکر باتیں کرتیں ایسے چھینٹے دیتیں کہ انسان پانی ہو جاتا کنارہ سے چشموں کے فوارونکی طرح ستارہ نکلکر بلند ہوتے اور برو سے ہوا جھکتے درختوں سے پھل ٹوٹکر گرتے دانوں کے عوض طائران خوشرنگ نکلکر اڑتے مکانونکی دیواروں پر جو طاؤس و ہنس وغیرہ بیٹھے تھے دمبدم پریوں کی صورت بنجاتے ناچتے گاتے پھر اصلی صورت پر نظر آتے تعارفہ طلسم نظر آتا تھا کہ ابیات

یوں عکس صفا سے نمایاں ہر چمن
ٹکڑے بلور صاف کے ہیں کہیں گلشن
یوں جلوہ گر ہے سرو کا سایہ جسطرح

جوائے و مکان ہو سو معلوم ہو وہ
جلوہ ناظرون میں ہو جو رنگ گل کا عکس کا
کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو

لنکر ہر ایک جو میں جھکر روشن آب
آئے نظر وہ جوں رنگ یاقوت ہو بہو
غرضکہ عیار تو یہاں تو آرام میں ہے

مگر سیل علم بہا نسے اپنے قلعہ میں آیا اول بیان ہوا کہ اس کوہ کے دامن میں قلعہ آباد ہے کہ وہ زیر حکم اس ساحر کے ہیں یہ ہیں قلعہ میں جب پہونچا اخبار نویس کو طلب کرکے پرچہ لکھوایا اور مضمون یہی تھا کہ اکابران طلسم اور بادشاہ جادوان کو مژدہ ہو اس امر کا کہ ملکہ شیشہ دار جادو نے کوہ عقیق میں جاکر تمام مسلمانوں کو ہلاک کیا ایک حمزہ تو بسبب اسم اعظم بھاگ کر بچگیا باقی سب قتل و غارت ہوگئے بیت شکر معبود حقیقی کہ عدو گشت ہلاک ٭ شد از شورش طوفان ہمہ عالم پاک یہ پرچہ اخبار خدمت بادشاہ میں علاوہ اور جگہ بھیجنے کے روانہ کیا شہنشاہ ساحران اس بہاڑ پر سے جب گیا تھا باغ سیب میں آکر حال قتل مخمور سنکر فکر میں تھا کہ کسی ساحر کو برائے استیصال لشکر مریخ روانہ کروں اس اثنا میں پرچہ اخبار پیش ہوا اسکو پڑھکر فرط بشاشت سے خندہ دندان نما کیا تمام حاضران دربار مستفسر ہوئے کہ حضور کیا خوشخبری سنی انسے بھی سب کیفیت بیان کی اسوقت دربار میں سہیل حکیم جادو اور عقاب حسینی اور دو ساحر جنکے نام آگے لکھے گئے ہیں حاضر تھے وہ بھی کہنے ملنے لگے مبارکباد کی صدا لبند ہوئی ہر سمت نقیبے کی آواز آتی تھی شاہ جادوان نے مبارکباد نامہ میں لکھکر ملکہ حیرت کو وہ نامہ بھیجا اور چالیس کشتیاں جواہر اور اسباب تحفہ طلسم سے مملو کرکے ایک تحریر مشتمل بر مضمون مبارکباد خداوند کو لکھی کیفیت یہ ایمن درج تھی کہ یا خداوند تیری قدرت بہت بڑی ہے کہ تو نے ایسے ایسے بندہ ہائے زبردست پیدا کیے جو کسی طرح ہلاک نہ ہوتے تھے پھر تو نے ہی ہمکو وہ قدرت و قوت عنایت فرمائی کہ ہمارے ایک ملازم شیشہ دار جادو نے ایک لحظہ بھر میں کام ان بندگان سرکش کا تمام کر دیا ہم تیری قدرتونکی کہانتک ثنا کر سکیں اب ہم ہزار دل تیری اور تیرے سب بندگان مقرب کی خدمت میں مبارکباد اس فتح عظیم کی دیتے ہیں کہ کام تمام دشمنونکا تمام ہوا اور ہم سب بندوں کو قدرت نے شاد کام فرمایا اس خوشی کا جشن مسرت تسیم ہم بھی منعقد کرنیوالے ہیں خداوند بھی معہ جملہ مالکان مقرب کے مصروف طرب ہوں اور یہ کشتیاں نذر کی جو ہمراہ سہیل حکیم جادو بھیجی گئی ہیں قبول و منظور فرمائے باقی ہر کہ وسہ کو مبارکباد ہماری طرف سے

پہونچے فقط یہ عرضی جب تحریر ہو چکی سہیل کو دیکر حکم دیا کہ خدمت خداوندی میں پہونچاؤ وہ چالیس جادوگر نہایت معزز
اپنے ہمراہ لیکر کشتیوں کو طاؤس ہائے سحر کی پشت پر بار کر کے روانہ ہوا ادھر لشکر حیرت میں جو بادشاہ نے نامہ بھیجا تھا
چنانچہ وہ نامہ جب ملکہ مذکورہ کو پہونچا اسنے پڑھتے ہی حکم دیا کہ طبل عشرت پر چوب پڑے بموجب فرمان ملکہ ہزارہا نقارہ
بجنے لگا صدائے مبارکباد بلند ہوئی عیاروں نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جا کر عرض کی کہ شیشہ ساز جادو لشکر امیر حمزہ
پر گئی تھی سب لشکر کو تباہ و غارت کر کے بہ فتح و فیروزی آئی ہے ملکہ حیرت پاس اسی مضمون کا نامہ بجانب شاہ طلسم
آیا ہے بدیں وجہ اسنے یہ خوشی پھیلائی ہے یہ خبر جب مہرخ خوش سیر نے سنی اشک گلرنگ رخسار انور پر جاری ہوئے
تمام لشکر میں کہرام برپا ہوا ہر سردار نے حال اپنا تباہ کیا عیار جو برق و ضرغام یہاں موجود تھے انھوں نے ملکہ مہرخ
سے کہا کہ یہ خبر بالکل غلط اور سراپا دروغ ہے پیش انوار عقل دانشمندان بےفروغ ہے تمام لشکر امیر کا یکایک غارت
ہونا سہل نہیں یہ برسوں کا کام ہے اور بالفرض اگر لشکر تباہ ہوا تو ہوا سردار تو زندہ رہے اگر وہ ابھی اپنی وجہ ملکہ سمان
پری کو بلائے تو نہیں معلوم کیا ہو جائے اے ملکہ ایسے ایسے قران صعب لشکر صاحبقرانی پر بہت آچکے ہیں اعدائے
دین بہت کچھ خاک اڑا چکے ہیں قیطاس کہ وہ پسر حمزہ تمام لشکر کا سوم اہل اسلام کر چکے تھے سنگ صبر دل پر دھر دھر
چکے تھے پھر خدا نے فضل کیا ذکر اسکا جلد چہارم دفاتر داستان حمزہ مسمی بہ ایرج نامہ میں ہے اب اے ملکہ آپکو لازم ہے
کہ اس خبر جعل کو محمول بہ افترا و کذب کر کے جزع و فزع کو موقوف فرمائیے اور اپنے لشکر میں یہ منادی کر دیجیے کہ شیشہ ساز
جادو فرستادہ شاہ طلسم لشکر حمزہ سے شکست کھا کر آئی ہے بھاگ کر اسنے اپنی جان بچائی ہے شاہ طلسم نے ہلاکت
لشکر اسلام کی خبر جھوٹ مشہور کرا کر خفت اور شرمندگی اپنی مٹائی ہے جس کسی کو نسبت لشکر اسلامیان ہمارے
یا ہماری عملداری میں کلمہ زبان سے نکالیگا زبان اسکی قفا سے کھینچ لی جائیگی سزائے سخت دی جائیگی اے ملکہ اس
گریہ و زاری سے تمام ممالک مفتوحہ میں بددلی ہو جائیگی فوج بیدل ہوگی صوبہ دار اور عامل قتل ہوں گے پس جیسا ہم
عرض کرتے ہیں اسی پر عمل کرنا میں مصلحت و حکمت ہے مفید مطلب اعیان سلطنت ہے ملکہ نے یہ صلاح پسند کر کے فوراً
حکم دیا کہ صف طرب بچھائیے اور سامان جشن و عشرت مہیا ہو ہر چند کہ خواجہ مقید ہیں لیکن اس فتح سے کہ شیشہ ساز پر اہل اسلام نے
پائی ہے ہم جشن کرینگے بموجب حکم ملکہ منادی نے ندا دل سنی کی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ اسلام کا حکم ملکہ مہرخ سحر چشم کا کہ ہر ایک شخص
خوشی کرے مسلمان شیشہ ساز پر فتحیاب ہوئے وہ خبر جو مشہور ہوئی بالکل جھوٹ ہے اگر کوئی نسبت مسلمانان کلمہ بد کہیگا
سزا بہت بڑی پائیگا یہ منادی ہوتے ہی تمام لشکر میں ہنگامہ عیش و عشرت گرم ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا دور جام
ہوا ہر ایک لباس سرخ پہنکر گلفام ہوا اس طرف حیرت کے لشکر میں ہر جگہ انجمن عشرت ترکیب پذیر ادھر سامان
مسرت فراہم نہ کوئی رنجیدہ نہ دلگیر ان کو تو اس کیفیت میں چھوڑیے گرا دل حال سہیل جشتم کا سنیئے کہ وہ کس وقت
مبارکباد نے لقا کو پہونچا

المدد اے شوق دل جوش تمنا مرحبا	آتے ہیں وہ مرگ شادی کی مبارکبادیں

آنا سامر کوہی اور قاہر کوہی کا برائے اعانت لقا اور مارنا سہیل جشتم کا۔

صحائف طرازان صحف بلاغت | رقم کرتے ہیں اسطرح یہ حکایت | کہ تھا تخت نکبت پہ بیٹھا ہوا
لقا جسکو کہتے تھے مشرک خدا | جو المسیس لائے یہ اسکے خبر | کہ اے مالک تخت و دیہیم و زر
مدد کو تری لشکر بیکران | لیے قاہر کوہی آیا یہان | سنی بختیارک نے جب یہ خبر
چلا پیشوائی کو اُٹھ کر وہ خر

اثنائے راہ مین کوہی مذکور سے یہ شیطان جاکر ملاقی ہوا دیکھا کہ سام قاہر گینڈون پر دونون بھائی سوار پشت پر فوج کوہیان ہتھیار آلات حرب سے آراستہ قوی تن درشت چنگال زبردست ہر ایک جوان نوخاستہ لشکر مثل دریائے آہن موج مارتا آتا ہے مع بھیڑ و بنگاہ کئی لاکھ کا مجمع کہ نظم

افواج قاہرہ کا تُرسے کیا بیان کرون | زرنے صدا پاشنہ سے جس کے رزم و زنگ | شادی کی اُنکی سمجھے ہو اُنکی دلاوری
ہنگام کارزار صدا گولہ و تفنگ | ایسے وہ جان نثار تھے اسکے کہ اسکی ہمت | آسیب کیا مجال کرے معذور و تو جنگ
ہوجائے گوٹ گردہ جدل کے بچو جائین | صف باندھ کے کھڑے ہون تو بن قلعہ کی اننگ | شیطان لقا ان کو استقبال کرکے

لایا لشکر انکا ملحق اپنے لشکر کے اتروایا یہ دونون بہادر سامنے خداوند خیرہ سر کے آئے سجدہ کرکے خلعت سے مخلع ہو عنصر بن منصور زاغ ہیتم کوہی نے انکی بڑی تعریف کی کہ یہ ہم سے بدرجہا زور و طاقت مین بڑھے ہوے ہین بلکہ ہم سے کیا تمام کوہیون سے شجیع اور پرقوت ہین لقانے یہ سنکر کہا کہ قدرت نے انکو تمام عالم سے زور آور پیدا کیا ہے اور اپنا آپ نظر کردہ فرمایا یہ کلام سنتے ہی دونون بھائی خداوند کے تصدق ہوے اُٹھکر تخت کے گرد پھرے خداوند دوبارہ نظر کردہ کرکے کا خلعت دیا اور دو نگلہاے طلاکار پر قریب تخت بٹھایا پیچھے ان کے سرداران کے سو ڈیڑھ سو جوان یلان ارجمند کرسیون پر متمکن ہوے ساقیان زرین لباس دمہ جبین جام شراب دینے لگے رقاصان طلعت سامنے آکر اپنی چھل بل دکھانے تھے اہل انجمن کو اپنی اداے مستانہ پر لبھاتے تھے وہ رقص رامشگران گلبدن وہ انکا ستم ایں وہ ان کے حسن کی بہار بلبل کردار ہر دل کو شیدا اپنا بناتی تھی زاہد صد سالہ کی طبیعت مثل جوانان آتی تھی کہ بیت

کفر سے اتنو مرا دل ہے نہایت بیزار ٭ درمیان کیا کرون لے شیخ کہ ہے پاے بتان ٭ اسی ہنگامہ نادونوش مین سام کوہی مخاطب بجانب بختیارک ہوا اور کہا ملک ہی بیان کرو کہ مسلمانون سے لڑائی کس طرح سے ہوئی اور وہ لوگ کیونکر رہتے ہین وہ شیطان یہ کلمات سنکر جواب دہ ہوا کہ مسلمان بڑے زبردست ہین دیوون کی گردن دھڑ سے کھینچ لیتے ہین شیران ژیان اور فیلان دمان انکے نزدیک بکریان ہین اکثر پہلوانکو قاش زین سے اُٹھا کر اُچھالا اور گرتے وقت بضرب تیغ دو ٹکڑے کیا ہے کبھی خداوند کو کمر مین ہاتھ دیکر جو اُٹھایا خداوند نے ٹانگین اوپر سر نیچے آسمان کو چوتڑ دکھایا ہے علاوہ اس زور و قوت کے حسن ایسا کچھ رکھتے ہین کہ خداوندزادیان ان کے ساتھ بھاگ گئی ہین شہزادیان کیسی پریان انکے پاؤن دباتی ہین یہ باتین سُنکر قاہر کوہی کو غصہ آیا اور کہا ملک ابھی خداوندزادیون کا ذکر بیکار ہے کیونکہ یہ فرقہ نسوان ناقص العقل ہوتا ہے جو کچھ کر گذرے وہ تھوڑا ہے اور زور و طاقت کا جو تم نے ذکر کیا تو ہماری طاقت دیکھو یہ کہکر ایک اسپ دور کا یہ منگوایا اور صحن بارگاہ مین کھڑے ہوکر ایک ہاتھ سے اس گھوڑے کو اچھالا اور گرتے وقت بیک ضرب شمشیر اسکو دو کیا اور کہا ملک جی

اسی طرح مسلمان پہلوان کو چونگ ہوائی کاٹتے ہوں گے شیطان کو از بسکہ اغوا کے رو وا نامنظور تھا اسوجہ سے انکا ثناخوان ہوا کہ حقیقت میں آپکا بھی مثل و نظیر نہیں ہے یہ شوکت اور قوت مسلمانوں میں بھی نہیں ہے خلاصہ کلام وہ تمام دن اسی لہو و لعب میں بسر ہوا اور سر شب بہ معمول ماہتاب کا جزا ہوا نظر آیا انجم بسان جوہر تیغ دکھائی دیے ترک روز نے خنجر مہر کمر سے کھولا کہ بموجب **نظم**

اسی عرصہ میں مہر عالم افروز
کہ جو تھا اس جہان میں بہرہ اندوز
ہوا وہ جانب مغرب روانہ
بڑھا سامان شب کا شامیانہ

سر شام قاہر کوہی نے خداوند سے عرض کیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے لقا نے حکم نواخت کوس حربی دیا نقارہ رزمی پر گرز پڑا نامیان خیری و تومیان تیری ہرکارے لشکر ظفر پیکر اسلام کے جملہ حال بیان کا دریافت کرکے خدمت با سعادت بادشاہ میں حاضر ہوئے اور زبان عجز بیان کو بعد ادب و ثنا و صفت میں بادشاہ جمجاہ کے کھولا کہ ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
سجود در سے ترے مہر و ماہ ہوں اہل زمین
رہے رکوع میں تا قامت سپہر دو تاہ
بسان رشتہ کر دانوں میں سبحہ کے ہو سلے
تری ولا کو رہے اسطرح دلوں میں راہ
کرے جب آپ نکالو عزم بہ تخت توسن پر
رکاب میں آ کے اقبال بولے بسم اللہ
جدھر کو ہو تو چلو ریز نہیں ترے آگے
ظفر جو طرف دوڑے تو فتح پیش نگاہ

بعد ادائے دعا و ثنا بادشاہ آگاہ قاہر و سلمر کو سیون کا بیان کیا اور طبل جنگ بجانا بھی معرض عرض میں لائے بادشاہ امیر کشور گیر کی جانب دیکھا امیر نے ارشاد فرمایا کہ لے ابو الفتح جاؤ اور ہمارے لشکر میں بھی بعض رب اکبر نقارہ حربی بجواؤ عیار مذکور حسب ارشاد حضور پر نور نقار خانہ میں آیا اور خاقانیہ طبل سکندری اور شادیانے سے اٹھا کر چوب لگائی صدائے شر و فساد تمام عالم اور عالمیان میں پھیلی دربار برخاست ہوا وہ دوران صف شکن و خانہ زادان نمک نے اپنے مقام پر آکر ہتھیار اسلحہ خانوں سے منگوائے چار طرف شور تلوار و ڈنکی جھنکار کا بلند ہوا اہل جنگ و تیر و ہر ایک گرد ارجمند ہو کشیرین چرخ پر چڑھے تکین مسیح کا دل خوف سے خفقان ہوا کہ آب دریا کی موجیں بڑھے تکین زمانہ کو یہ خوف تمام عالم کا دیدم رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکر نہنگ بحر آہن تھا موذی منہ کے لیے مار آستین دشمن، تھا انکی قربان

غلبہ و جلال کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ بمقتضائے **ابیات**

صولت و قہر کے آگے ترے یوں دیو سیاہ
انکی ہے آگ سے خرمن تاب میں آ جلسے ابال
روز میدان قدم اپنا تو جہاں گاڑے بس
کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
اسکی خونریزی سے یوں فوج عدو گھٹتی ہے
جون سر نو سحر م کے لپٹتا ہے حال
شرق سے غرب تلک رعب ترے نیزہ کا
دھاک ہے تیغ جنوبی کی تری تا بشمال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد
ایک جو رنگ ہو چار نکالے استیصال
کیا بیان تجھ سے کروں وصف سپر کا تیرے
سایہ مہر نبوت ہے تری پیٹھ پہ ڈھال

شست انداز لیے تیر سے ہو عدو کب جانبر
دائم انگشت قضا تیر کی تیری ہے کھالی

رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب میں رہی پچھلے سے غازیوں نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر محراب عبادت خالق اکبر میں جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر میں ہم سر جھکائیں لے رب ہم جان دینے میں جان نثار امین اسطرف عجز و انکساری تھی اُدھر فوج عدو میں لقا پرستی اور کفر شعاری تھی ادھر آواز تکبیر بلند ادھر ناقوس اور گھونگروں کا شور پر فن کے رد بدو ہر ایک مستمند اس سمت غازیوں اللہ اکبر کی پکار اس جانب کو المدد یا خدائے اختر کے نعرہ ہر بار اسطرف تضرع و زاری ادھر لاف زنی و نخوت شعاری غرضکہ مصداق ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ دونوں طرف ہنگامہ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب جیسے ظلمت کفر تیغ نور سحر سے قتل ہوئی جیسے اہل اسلام مٹی اور رشتہ خط سفیدی سحر پر انجم نے مثل دانہ تسبیح کے گردش قبول کی نظم

سجا خورشید نے عمامۂ نور
ہوئی شب کی سیاہی شل کافور
ہوا سینہ فلک کا تا گریبان چاک
ہوا اس سے نمایان مہر افلاک

صبحدم امیر کشور گیر تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر آراستہ فرما کر تخت استقر پہ سوار ہو کر جلو خانہ شبستان بادشاہی میں آئے تمام سرداران ذی وقار یہاں حاضر تھے آداب بجا لائے انتظار آمد شہنشاہ تھا کہ یکایک حبش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا شور بسم اللہ تا بہ گنبد سما پہونچا سامان جلوس شاہانہ ظاہر ہوا سب اُٹھ کھڑے ہوئے ناگاہ افق بارگاہ سے آفتاب عالمتاب سپہر شہنشاہی بصد عظمت و جلال تابندہ و درخشندہ ہوا یعنی بادشاہ عالم و عالمیان چراغ لشکر اسلام ناسخ ادیان باطلہ و منسوخ کن ملل کاذبہ مطیع احکام شریعت ظل اللہ دین پناہ عالی نژاد شہزادہ سعد بن قباد برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا امیر نے بعد تسلیم پایہ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا نوبت و نقارہ بجنے سواری جانب جنگاہ بڑھی موج بحر کی طرح جوش مار کر فوج چلی ہتھیاروں کی آواز گھوڑوں کے قدموں سے تا بہ فلک جاتے دلاوروں کے نعرے دل دہلاتے تھے سردار اپنی آن بان دکھاتے کسی طرف فیل کسی طرف مرکبان اصیل طرارے بھرتے نظر آتے تھے چھوٹے بالک علمشاہ و قاسم و ایرج و نورالدہر و داراب و منذر دلیر و حریت نعمان بن منذر و قیماس خان و علمشاہ و آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی وغیرہ ہزار پہلوان یگانہ بے مثل زمانہ اپنی اپنی فوج لیے روانہ تھے کہ نظم

کثرت اسکی یہ ہے جو کوئی ہو سوار
جیسے شیشہ بتاب دان ہووے
فوج کا تیری کرسکے ہے شمار
بلکہ یہ گرد آسمان ہووے
گو عطارد حساب دان ہووے
آنکھیں مل مل بہ مہر ہووے نور

اس لشکر نصرت اثر کو ہمراہ لیے یہ بادشاہ پر شوکت و جاہ وارد عرصہ کارزار ہوا ادھر سے لقا گمراہ ہامیوں پر تخت طلوع آکر سوار ہو کر جنگاہ میں آیا کوہ نگار اپنے ساتھ لایا سامر کوہی و قاہر کوہی ملکا کوہی ہمراہ لیے بختانی باختری ادھر سے خیل خیل میدان میں آکر صف کشیدہ ہوئے بیلداروں نے میدان ہموار کیا سقوں نے گرد و غبار کو بٹھایا نقیبوں نے فتنہ و فساد کو اُٹھایا صفیں دونوں طرف زمین جنگ میں جمگئیں پل میں مبارز کی صدا بلند ہوئی قاہر نے چاہا کہ میدان میں جاؤں سامر نے کہا میرے ہوتے تم میدان میں نجاؤ یہ کہکر گھوڑے کو مجھانگ مار کر روان کیا اور سامنے لقا کے آکر اجازت رزم لیکر میدان میں آیا پہلے سلحشوری سے سراپا میدان کا خوب

دکھایا پھر زبان پہ لایا کہ اے فرقہ ناموران پاس نام و ننگ ہے تو آؤ میرے مقابلہ مین یہ نعرہ سنکر صف دست چپ اہل اسلام کے شہزادہ **قاسم** کے ماموں یعنی **فیروز تفان خاوری** نے گھوڑے کی باگ لی اور سامنے بادشاہ کے آکر اجازت چاہی شاہ گردون پناہ نے سپرد بخدا فرمایا یہ بہادر مرکب ڈپٹا کر سامنے اس کوہی کے آیا وہ نیزہ پکڑ کر گینڈے کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اس دلاور نے بھی گھوڑے کو کاٹھے پر لگا کر نیزے کو سیدھا لیا سنان پر سنان اور زبان پر زبان پڑنے لگی برابر سے نیزہ بازی ہوتی تھی جب دو سو طعن رد و بدل ہوئیں سنانین اور زبانین بیکار ہوئیں انچے انچہ پر ٹوٹ پڑنے لگی آخر وہ بھی مثل خلال فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اُڑ گئیں اسوقت **سام** نے تیغہ گرانبار کمر سے لیا اور خبردار خبردار کہکر تبار کر سر پہ ہاتھ مارا اس شجاع نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ تیغ سوہن کا ایسا آبدار تھا کہ سپر پر نہ رکا سپر کو توڑکر خود و مغفر زرہ ٹوپ سے گذر کر کاسہ سر کو تراش کرتا دو ابرو تیغہ ہوپنچا تھا کہ **فیروز خان** نے دانتانے دم تیغ میں تابیے دانت نے قلم ہوئے کلائیاں مجروح ہوئیں مگر تیغہ بھی جھٹکار سر سے نکلگیا چادر خون کی منہ پر آ گئی سر ہرسنے پر جا لگا کوہی نے چاہا کہ سر کاٹ لون لیکن قیماس خان خاوری بھائی اس دلاور کا بہت جلد ہان ہان کرتا ہوا بیچ میں آگیا اسوقت شہزادہ **ایرج** مرکب اُڑا کر سامنے امیر کے آئے اور کہا آپ دیکھتے ہین بابا جان کے ماموں کیسا بدنام مجھکو کر رہے ہین انکو لشکر سے نکلوا دیجیے امیر نے کہا کہ بابا وہ بھی تو شجاع مین تلوار کا کام کاٹنا ہے ہاتھ حریف کا پڑ گیا وہ ناچار ہین لیکن بغیر سرخرو ہوے میدان سے پھر تو نہین آئے دشمن کو پشت تو نہین دکھائی شہزادہ نے یہ سنکر موچھون کو تاؤ دیا اور کہا بجا ارشاد ہوا اب انشاءاللہ اس اپنے غلام کی تلوار کی کاٹ ملاحظہ فرمایئے گا امیر ہنس کر چپ ہو رہے ادھر **سام** نے وہی تیغہ خونچکان سر **قیماس** پر بھی لگایا اس شجیع دوراں نے سپر کو سامنے کیا مگر وہ ایسا بازو پر قوت رکھتا تھا کہ سپر کاٹ کر تا دو ابرو **قیماس** کے تیغہ اترا اسنے بھی دستانے مار کر دفع کیا ایکی مرتبہ شہزادہ داراب مرکب اُڑا کر سامنے گئے اسنے نعرہ مارا کہ کیا تم لوگ لاشے پاٹنے میرے سامنے ہو کسی آہن تن کوہ پیکر سنگ بدن کو بھیجو کہ مزا مجھکو شمشیر زنی کا حاصل ہو یہ سنکر شہزادہ نے فرمایا کہ زبان بند کر اور بازو کھول غرور کرنا مردان عالم کو زیبا نہیں قوت بازو پر غرا تا کہا الاضرب کیا رکھتا اسنے کہا مین نے سنا تھا مسلمانوں کو خداوند لقانے سنگ و فولاد سے بنایا ہے اور انکو بنا کر بھول گئے تھے اس لیے قضا انکی بنائی نہیں لیکن یہ کلام مجھکو جھوٹ نظر آتا ہے یہاں تو فولاد کیسا ہر مسلمان بالو کا بنا معلوم دیتا ہے کہ آب شمشیر سے کاخ تن انکا بہا جاتا ہے یہ کہکر وہی تلوار سر پر شہزادہ ذیوقار کے بھی لگائی ستارہ بخت مسلمانان اسوقت برج دو پیکر میں آیا تھا شہزادہ موصوف بھی تا دو ابرو زخمی ہوا عیار نے اس جان و جگر **حمزہ** کو بھی میدان سے پھیرا تو شہزادہ **ایرج** کو تاب نہ رہی مرکب اُڑا کر سامنے شاہ اسلام کے آیا کل لشکر دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے ہزار ہا نقارے تُرہی نفیری بجنے لگے سرداران شہزادہ ذیجاہ پیادہ ہو کر رکاب مین دوڑے شہزادہ مسطور نے مرکب کو ادکر پایۂ تخت ظل اللہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اب جان نثار کو تاب ضبط باقی نہین ہے یا تو اس گبر لقا پرست کو راہ دار البوار دکھاؤنگا یا سر اپنا میدان مین کٹوا کر زندہ جاوید کہلاؤنگا بادشاہ نے شہزادہ کو خلعت جامہ کلاہ عفریت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا یہ بہادر پشت توسن پر آیا مرکب کو رانوں مین مسلنا تھا کہ وہ باد پیما طرارہ بھر کر چلا یہ جادہ پیما چلا وہ تھا کہ نظر سے غائب ہو گیا یا شرارہ تھا کہ چمک کر نکلگیا طرفہ طلسم دکھائی دیا کہ نظم

جہان کے باغ مین نقاش ہرے گلگون کی　　جو جا میں شکل بنائیں تو کیا کریں تدبیر
کہا مصور باد بہار نے جس کو　　اگر قیاس میں ٹھہرے تو کھینچیے تصویر
نہ دونگا اسکو میں تشبیہ برق و آتش سے　　کرونگا کیا میں بھلا جست و خیز کی تقریر
نہیں ہے مرکز خاکی پہ اسکے جلدی کا　　بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
رکھا کرے ہے صدا گرد اسکی جولانگاہ　　دماغ آہوے تاتار پہ زبوے عبیر
اُسے رکاب کے بوسہ کی آرزو تھی ولے　　نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھ کے حقیر

مین طرارون مین شہزادہ کو وہ باد پا لیکر مقابل حریف ہو پہنچا وہ نامرد بہتیہ لگا اور گینڈا بڑھا لایا ایسی لگا دریری کہ چہار قدم گینڈا اُسکا پیچھے ہٹا اور تین قدم گھوڑا شہزادہ کا پسپا ہوا وہ کوہی شرمندہ ہوکر کبھی گینڈے کو مار کر آگے بڑھاتا اور پکارا کہ یہ جانور بدتمیز تھا ابکے ہٹ جائیگا آپ خیال نہ فرمایئے گا شہزادہ نے ہنس کر کہا اچھا اب تم نہ ہٹنا اور کارزار مردانہ وار آغاز کرو ادھر یہ گفتگو تھی لیکن ادھر خواصی مین لقا کی بختیارک جو بیٹھا تھا اُٹھ کھڑے ہوکر شہزادہ کو ہم نبرد ساحر دیکھا اور پکارا کہ یا خداوند اپنے پہلوان کو بلوا لیجیے ورنہ وہ جمہ مسلمانان کی سیر کیا چاہتے ہین ایک شوم دشت ان کے مقابلہ کو آیا ہے مین نے بہت کم دیکھا ہے کہ کوئی اسکے مقابلہ سے بچ رہا ہے قاہر کوہی گینڈے پہ ہاتھی کی جھول پکڑے کھڑا تھا اُسنے بھی یہ تقریر سنی اور کہا ملک جی تم کیا بدشگونی منایا کرتے ہو میرے بھائی نے کئی سو مسلمانوں کو جو ٹیلا کیا ہے اب یہ بھی دوپیر کا لقمہ ہوا چاہتا ہے یہ ایسا کون سورما ہے جو بچ کر چلا جائیگا بختیارک نے کہا اے بیوقوف یہ قدرت کا لونڈا سا ہے نو چشیدہ قدرت کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور خیر میرے بیان پر کیا منحصر ہے اب تم دیکھ لینا کہ بھائی صاحب پر کیا گذری یہ کہہ رہا تھا کہ وہان ساحر نے دہنے پر گینڈے کو چڑھا کر رکابون مین پاؤن استوار کر کے خبردار خبردار کہکر بر سر شہزادہ ناموَر تیغہ اُتارا شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر زیر بغل اسکے ہو کر سپر کو آگے کیا کہ قبضہ تو سپر پر بیٹھا اور تیغہ بالکل خالی ہو گیا شہزادہ یا تو بہت جلد زیر بیٹھا مرکب اس طرح چڑھا لایا کہ حریف کو دست راست کے نیچے سے پایا اسوقت شمشیر جانستان کھینچکر نعرہ کیا کہ باش اب ہماری باری ہے یہ کہکر وار کیا ہے ناری نے گھبرا کر سپر کو چہرہ پہ پناہ کیا مگر تیغ صاعقہ خصال ہستی سوز عدو کب رکتی تھی سپر کو مثل قرص سیر کاٹ کر خود و دبلغہ عرقچین زرہ توپ گئی جلم کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر مین در آئی ہرچند ساحر نے داستانے مارے لیکن اس زور مین وہ حسام آبدار جاتی تھی کہ کلائیان اور داستانے کٹ گئے مگر تلوار سر سے نہ نکلی بلکہ وجود سے کو تراش کر صندوق سینے سے متاع جان برباد کرتی ہوئی شکم کو کاٹ کر کفل گاہ سے گذری پھر گینڈے کے زین وغیرہ کو کاٹ کر پشت سے گذر کر زیر تنگ آ کر زمین پر مثل برق چمکی کوہی کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہل اسلام مین شور تحسین بلند ہوا غازیون نے نعرہ اللہ اکبر کیا عیارون نے دوڑکر خدمت شہزادہ مین عرض کیا کہ اے شہریار سبحان اللہ

نظم

جب تری تیغ مین موجود ہو برش تا بہ زمین　　کھینچکر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ　　کیون نہ کوس لمن الملک تو ہاتھے بجے سر پر
تجکو للکار کے میدان مین صف مردان کے　　سامنے آئے ترے کون ہے ایسا مردک　　شکل نقارہ کی جوڑی کے دو حصے ہون ناک

عیار دو سر گرم ثنا خوان تھے لیکن

بختیارک کوہی کے دو ہر کلے ہوتے ہی اُچھل پڑا اور کہا وہ مارا میان قاہر صاحب مین آداب عرض کرتا ہون کبھی آپکے زبردستی ان مسلمانون کی واہ واہ کیا پیارا ہاتھ مارا ہے کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا قاہر کی آنکھون مین خون اتر آیا اور گینڈا بڑھا کر فوج کو یہان کو للکارا کہ ہان ہان لینا اس مسلمان خیرہ سر کو فوج ہر سمت سے لینا لینا کہہ کر چلی بدلی سیاہ کی گھری ہوا بدلی تیرون کی بوچھار پڑنے لگی یہ شہزادہ جری تیغ بکف اس بادل مین برق کی طرح چمکنے لگا اور سرمثل قطرات باران برساتا تھا لقا کی فوج بھی حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھوایا امیر کشورستان کا نعرہ بلند ہوا کہ تمام اہل اسلام آگرے تلوار گھمسان کی چلنے لگی زبان شمشیر زہر اُگلنے لگی شعلہ تیغ نے صحرا سے جبہ پھونک دیے دیار تن مین آگ لگی ناریون کی گرم بازاری بہادری سرد ہوئی شوکت وجلالت گرد ہوئی جو سامنے آیا فی النار ہوا موت کا گرم بازار ہوا برق شرربار شمشیر دو رنگی خرمن ہستی کے جلانے پر آمادہ ہی دم بھر مین صفین صاف تھین رہ گئین گریزان و روگردان از صفات تھین شور دار و گیر برپا تھا ہاتھ کہین پاؤن کہین سر کہین تھا اتنی خبر تھی کہ اعضائے تن کا بھی ٹھکانا نہ ملتا تھا سوائے اسلحہ کی جھنکار اور قرنا و دُہل کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا عالم اس میدان جنگ کا تھا

بکردند یک تیر باران سخت — بسان تگرگ بهاران درست — بپوشیده شد چشمهٔ آفتاب

ز پیکان نهاده درفشان چو آب — تو گفتی هوا ابر دارد سیاه — وزان ابر الماس بارد همے

و زنان گرز داران و نیزه وران — که می تاختندے برین خاکدان — هوا زین جهان بود شبگون شده

زمین سر بسر پاک پر خون شده — بدان شورش اندر میان سپاه — ازان زخم شمشیر و گرز سپاه

در و دشت تا شد همه لاله گون — بدشت و بیابان همی رفت خون — عین گرمی جنگ مین کئی سرداران

قاہر کوہی نے زخمی کیا اور بغضب تمام تلوارین مارتا لشکر اسلام پر چڑھتا چلا آتا تھا جان پر کھیلے تھا اسکا تو یہ نقشہ تھا مگر طلسم سہیل جو روانہ ہوا تھا کشتیان نذر کی لیے ہوئے اسوقت یہان آکر پہونچا اور جب درہ کوہ سے کہ جو سر طلسم ہے باہر آیا نہیب مبارزان و نعرہ دلاوران کی صدا اُسنے سُنی مع اپنے ہمراہیون کے اُڑ کر قلعہ کوہ عقیق پر آکر ٹھہرا دیکھا تو بڑے زور وشور سے تلوار چل رہی ہے اس قلعہ کا سلیمان عنبرین مو کی جانب سے ملکان کرزی قلعہ دار ہے اس سے اسنے پوچھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے اسنے کہا خداوند باقر نے آج خدا پرستون کو غارت کیا ہے تم دیکھو اب کچھ دیر مین وہ سب برباد ہوئے جاتے ہین اسنے کہا اسوقت تو مسلمان ہی زبردست معلوم دیتے ہین ملکان نے کہا سچ کہتے ہو مگر مشیت خداوندی مین کیا دخل ہے مین نے بھی قلعہ آراستہ کر رکھا ہے اگر خداوند ہزیمت کھا کر اندر قلعہ کے آئے تو مین سب دشمنون کو آٹا دونگا سہیل نے کہا یہ نوبت ہی کیون آنے پائے مین جا کر سب کو غارت کیے دیتا ہون مجھکو معلوم تھا کہ مسلمان غارت ہو گئے ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ نہین مسلمان زندہ ہین یہ کہکر آپ اُڑ کر جہان لقا ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا آیا تسلیم کر کے سر سجدہ کو جھکایا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ یہ بندہ میرا کون ہے اسنے اسکو ساحر جنبع دیکھ کر کہا اسکو شاہ طلسم افراسیاب نے بھیجا ہے یہ کہکر سہیل سے مستفسر ہوا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسنے جواب دیا کہ بادشاہ جادوان کا فرستادہ ہون شیطان نے کہا ایسے بہت سے شاہ جادوان بھیجا کرتا ہے

ایک شیشہ دارو کی تھیں کہ اپنوں کو جلا کر چلی گئیں تھیں اب تم آئے ہو دیکھو کیا کرتے ہو اُسنے کہا ملک جی خوب یاد دلایا مسلمان
تو تباہ ہو چکے اب یہ لڑائی کس سے ہوتی ہے ملک جی نے جواب دیا کہ یہ رزم امیر کشور گیر صاحب توقیر زلزلۂ قاف صاحبقران
دوران حمزہ عالیشان سے ہے جنکا ایک ادنیٰ غلام فراری یہ تمہارا خداوند لقا بیچارہ ہے سہیل نے یہ سُنکر منھ پر اپنے
طمانچے لگائے اور کہا ملک جی توبہ توبہ کرو یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہیں انکو بھاگتے تو راستہ نہیں ملتا ان سے
غلام تو کروروں درجہ اچھا ہے ساحر نے کہا اجی توبہ کرو یہ کلمات سنکر لقا نے کہا اے بندۂ من تو اسکی باتوں پر نہ جا یہ شیطان
میری درگاہ کا ہے اسکا کام لوگوں کو اغوا کرنا ہے اچھا اب اپنا حال بیان کر کہ کس طرح آیا ہے اس نے عرض کیا کہ شاہ
جادوان نے سُنا کہ آپ سب بندگان مغضوب پر فتح پا چکے چنانچہ چالیس کشتیاں نذر کی اور عرضی محتوی مضمون مبارکباد
بھیجی ہے پس وہ کشتیاں میرے ہمراہی قلعہ پر لیے ٹھہرے ہیں اب آپ لڑائی موقوف فرمائیں اپنے لشکر کو لشکر مسلمانان سے
الگ کر لیں میں سب کو دم بھر میں گرفتار کر دوں بختیارک نے کہا آپ معاف کیجیے خداوند بھلا آپکی کشتیوں کے محتاج نہیں
ہیں جو ابھی بھی لڑائی بگاڑیں بندگان خداوند اسوقت خوب جانبازی کر رہے ہیں ساحر نے کہا دیکھیے کہا مانیے سہل کام کو
مشکل نہ کیجیے آئندہ آپکو اختیار ہے بختیارک کو تو یہ منظور ہی تھا ساحر کو صرف تہ دلاتا تھا جب اسنے بہت کہا تو اسنے عرض کیا کہ
یا خداوند طبل امان بجوا دیجیے یوں لشکر باہم جدا نہ ہونگے خداوند نے کہا بہتر ہے پس شیطان نے حکم دیا کہ لشکر میں طبل
امان پر چوب پڑے قاہر کوہی اور عنصر وغیرہ بڑے جوش و خروش سے لڑتے ہوئے جھوم جھوم کر تلواریں مارتے چلے
جاتے تھے طبل بجنے سے رُکے لشکر آپس میں گتھا ہوا تھا جدا ہوا قاہر کوہی کا بھائی مارا گیا ہے اسکو معلوم برا ہوا اور عنصر سے
کہا خداوند نے یہ کیا کیا جو طبل بجوا دیا اگر ایسا ہی ڈرانکو ہے تو پھر لڑتے ہی ناحق ہیں میرے دل کا حوصلہ دل میں رہ گیا ابھی
میں حمزہ کو ٹوک کر مار لیتا پھر لڑائی کا خاتمہ تھا عنصر نے کہا کچھ سبب ہوگا جو خداوند نے طبل بجوایا وہ حال معلوم ہو جائے
یہ امر بیوجہ نہیں ہوا غرض سب لشکر میدان سے پھرا قاہر بھی بکتا جھکتا پلٹا ادھر بختیارک نے سہیل سے کہا لو اب لشکر
ہمارا الگ ہو گیا اب دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو سہیل یہ سنکر اکیلا اڑکر چلا اور امیر اس خیال سے کہ دشمنوں نے مغلوب ہو کر طبل
آسا الگ بجوایا ہے اب کوئی فساد سخت کرنے والا نہیں ہے پس غافل پھرے ہوئے جانب بارگاہ جاتے تھے یہ غائبانہ
نے بلندی پر سے ایستادہ ہو کر سحر کیا کہ امیر پر غفلت طاری ہوئی عیار جو ساتھ تھے انسے فرمایا کہ ہودا ادھر لے آؤ یہ کہہ کر
مرکب پر سے اُترتے ہی بیہوش ہو گئے رنگ ہوا ادھر جبتک لٹا میں اسوقت تک آواز مہیب آئی کہ تمام
لشکر کے لوگ تھرانے لگے عیاران لشکر گھبرا کر بھیل تمام رو بفرار لائے بعض لشکریوں کے گھوڑے اس آواز کو سنکر الف ہوئے
اور سواروں کو لیکر بھاگے بعض جو پشت توسن پر سنبھل نہ سکے وہ گر گئے ارکان دولت اور تاجداران ذی مرتبہ گرد تخت شہنشاہی
اسلامیان آگئے اور چاہا کہ بہت جلد روانہ ہو کر بارگاہ سلیمانی میں پہنچ جائیں لیکن ممکن نہ ہوا ادھر بھی میں دنیا اندھیر
ہو گئی ایک چادر سیاہ ظلمت کی تمام لشکر پر پڑ گئی تمام فوج گھبرا گئی لشکر میں غل ہوا کہ اے رب ودود بچانا یہ کہتے ہی
تھے کہ دوسری آواز ہولناک پھر آئی ایسی صدائے مہیب تھی کہ گاؤ زمین یقین تھا بار ہستی دکھتی چھوڑ کر بھاگ جائے
فلک فرط خوف سے تھرتھرا زمین میں سما جائے ہزارہا لشکریوں کے کلیجے پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے وہ جو قوی دل تھے

بیہوش ہوگئے چار سمت سے نور اسلام پر ظلمت سحر وکفر چھا گئی وہ سب چہل پہل مٹی تمام کاروان لشکر بے صدا ہوگیا گھوڑون کی شیہے کی آوازین آتی تھین حصار سیاہ گرد لشکر کئی کوس تک کھنچا تھا یہ خبر عیارون نے جب محلات مخدرات مین پہونچائی کہ گلستان صاحبقرانی پر بربادی آئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک زن مہ سیمائے گیسو پریشان کیے خاک عزا پیشانیان پر ملین موئے مشکین وزلفین عنبرین کو کھول کر کوئی تو سجدے مین گری اور کوئی سمت کعبہ جبین سائی کرنے لگی کوئی ناک گھستی اور کوئی رو رو کر مذمت دنیائے دنی کرتی تھی

ابیات

اے چرخ تجھے دل دہی کرنی نہین آتی | تو سب کے دل وجان کا خواہان ہے برابر
یونہین جو ہے خاطر مین ترے مین بھی ہون حاضر | یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
دریا مری آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا | مژگان سے مرے پنجۂ مژگان ہے برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہے اک آہ | نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
آنکھون سے مروت تری اور دل سے ترے رحم | قسمت ہے یہ اپنی کہ گریزان ہے برابر
ہے سینہ تفسیدہ ہر اک تختہ گلزار | جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان ہے برابر
آنسو نہ بجھے تجھ سے کبھو میرے کہ تجھ بلس | لخت دل وگلبرگ بدامان ہے برابر

اسی ہنگامۂ شور وشیون مین عیارون نے سب کو اندر بارگاہ سلیمانی کے جمع کرکے گرد بارگاہ اپنا انتظام کیا اور کہا اس بارگاہ کی قناتون کے نیچے ٹھہرین کیونکہ سوا اس جگہ ارژنہ کریگا اور لشکر جو بہ قصد تاراجی خیام آئیگا تو سمجھ لین گے غرض توڑون مین پھر پھر کر تینچہ لیکر تیر دلدوز کمانون مین دیکر بانہ عیاری سے آراستہ ہوکر ٹھہرے اور چند عیار اس فکر مین روانہ ہوئے کہ دیکھین یہ آفت کیونکر آئی ہے یہان تو ایسا کچھ انتظام ہے مگر کسی عیار کی مجال نہین ہے جو اس حصار شاہ سے امیر یا کسی شخص کو نکال لائے فی الجملہ سہیل ہر شخص کو مقید کرکے پھرا اس عرصہ مین لقا پھر بارگاہ مین آیا تھا تمام لشکر نے گھر کھولی تھی کچھ لشکر بہ حفاظت مسلمانان مقرر ہوا تھا کہ یہ ساحر خدمت لقا مین آیا اور دو کشتیان جواہر کی شاہ جادوان کی طرف سے نذر کیے دین اور عرضی پیش کی لقا نے کہا جب تو نہین مگر اب بندگان معتوب غارت ہوئے ساحر نے کہا خیر ان کے غارت ہوجانے سے مطلب ہے شاہ نذر فتح بھیجتے ہی پھر پہلے ہی سے بعید کی کلمات عرض کرکے ذگل زرین پر حسب اجازت خداوند بیٹھا اس اثنا مین نور روز کو مثل اہل اسلام ظلمت شب نے چار طرف سے گھیر لیا اور صاحبقران عالم افلاک نجم شعار کر پردۂ زرد مغرب مین گیا کہ

ڈہلے وہ شب تھی ایسی تیرہ وتار
سیاہی مین ہو جیسے قطرۂ آب
کہ ہو روز سیہ کو جس سے زنہار | چراغ وشمع کا یون نور نایاب

قاہر کوہی اپنے بھائی کی لاش اٹھانے مین تھا بعد فراغ امور واہوات غصہ مین بھرا ہوا کہ خداوند سے جلکر جنگاہ سے پھر آئیگا سبب دریافت کرون بارگاہ مین آیا یہان آکر سب سے بالا دست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا البس اور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ کو ضبط کرکے قریب بختیارک بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہماری لڑائی تو برابر کی تھی پھر طبل بازگشت کیون بجوا دیا ہمارا بھائی مارا گیا تھا ہم بدلا لیا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے شیطان نے جواب یا کہ خداوند

نے تقدیر نور کے اس بندہ کو طلسم سے فوراً بلوا لیا کہ اسنے آتے ہی جنگ فتح کر دی خشیت خداوندی مین گذرا تھا کہ بغیر فتح
کیے نہ پھرین پھر تمسے یہ لڑائی فتح ہونا ممکن نہ تھی قاہر نے کہا سب بے برکت آئے اب کوئی حریف زندہ تو نہین مختیارک
نے کہا یہ معاملہ مین نہین جانتا تم سہیل سے پوچھو اسین سہیل نعمی پر کلام سنا اور کہا کہ ملک جی کیا معاملہ ہے اُس نے
کہا یہ پوچھتے ہین کہ تم جو لڑے تو کیا بڑھکر کام کیا ساحر نے کہا جو کچھ ہمنے کیا وہ ظاہر ہے پہلوان ہین دو پہر سے لڑ رہے تھے
اور کچھ نہ ہو سکتا تھا ہم نے ایک ہی منتر مین کام تمام کر دیا قاہر تو آتش ہو رہا تھا یہ سخن سنکر کہ دو پہر لڑے اور کچھ نہ ہوا
اور زیادہ بھڑک اُٹھا اور غصہ سے ٹویا ہوا کہا ارے نالائق تو کو جو زعم ہے تمہاری اوقات پر اور تف ہے تمہارے جینے
پر کہ تم سے دو دو پہر لڑنے مین کچھ نہ ہو سکا اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے ہین وہ ساحر ہین سہیل نے ہنس کر کہا پھر اسین
کچھ شک بھی ہے ہم نہ ہوتے تو یہ دن نصیب ہوتا قاہر نے کہا ابے کیا واہی بکتا ہے یہ کام نامردون کا ہے جو بہادر
کو سحر سے عاجز کرتے ہین دلاور سینہ سپر کرکے سرکھو ہو کر لڑتے ہین واقع مین مسلمان بڑے بہادر ہین اور اسی وجہ سے ہمیشہ
فتحیاب ہوتے ہین کہ کوئی مکر نہین کرتے سہیل ازبسکہ طلسم کا رہنے والا تھا کوہیون کی زبان کم سمجھتا تھا مختیارک سے مستفسر
ہوا کہ یہ کوہی کیا کہتا ہے وہ شیطان لڑوا دینے مین استاد تھا ہنسکر گویا ہوا کہ تمھین گالیان دیتا ہے یہ سننا تھا کہ
وہ غصہ مین آکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او نالائق تو کیا بکتا ہے قاہر بھی کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ تو نالائق تیرا باپ نالائق تیرا جمشید
نالائق تیرا افراسیاب اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق او کمبخت تو میرے منھ چڑھتا ہے ساحر نے چاہا کہ سحر کرے کوہی
دل مین سوچا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے جسمین یہ سحر نہ کر سکے یہ سوچ کر فوراً زمین پر آہ کرکے گرا سہیل گھبرا کر تھا کہ یہ کیا ہوا
اور اہل دربار بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے مگر قاہر جو زمین پر گرا تھا اُسنے دونون ہاتھ سے ٹانگین خوب مضبوط سہیل
کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گرا اور یہ کھڑا ہو گیا اور جب تک سنبھلے سنبھلے اسوقت اس نے چکر دینا شروع کیا اب اس گھنچکر
بنے سے اور گھمنی چرخ کھانے سے سحر جادو سب رفو چکر ہو گیا اہل دربار سب ہان ہان کرتے ہین دوڑ دوڑ کے پکارتے
ہین ارے کیا کرتا ہے ارے چھوڑ دے لیکن کون سنتا ہے جو ساحر ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر
بارگاہ کے ایک خیمہ مین اُترے تھے غلغلہ سنکر دوڑے اتنے عرصہ مین قاہر نے ستون بارگاہ پر چرخ دیکر اس ساحر
خیرہ سر کو جو مارا سر اُسکا تڑاق سے چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا زمانہ تاریک ہو گیا آواز
آئی کہ مارا سہیل خشم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے ادھر اہل اسلام کی عورتین بلبلا کر استغاثہ بجناب احدیت کر رہی تھین
رو رو کر دعا مانگتی تھین کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثون کو بچائے اور صحیح و سالم ہم سے انکو ملا دے

تیری ہی ذات سے متعلق ہے عفو جرم
مولا یہ سچ کہین کہ ہوئی ہم سے کیون خطا
تا زیر آسمان ہو زمانہ مین صبح و شام
روشن ہمارے دوست کی ہر شب ہو شمع عیش

آنکھون مین دل مین چشم مین ہر جا ہے تو ہی تو
مدت سے اپنے دل مین تھی بخشش کی آرزو
یارب یہ تجھ سے ہم سے ہے بیکس کی آرزو
بدخواہ کے نصیب ہو روز خوش کبھو

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا ساحر کے مرتے ہی وہ دھوان ظلمت مسلمانون پر سے دفع ہوا امیر کو بھی ہوش آیا

ہر شخص سحر کی آفت سے چھوٹا اور از بسکہ امیر شبخون مارنا ننگ عار جانتے ہین بدین وجہ لشکر لقا کی فوج اسلام نے خبر نہ لی اور بخیریت تمام سب داخل لشکر ہوئے اور مجلات شادان و فرحان اپنے مقام پہ گئے تمام لشکر مین خوشی ہوئی سب بآرام تمام مسکن گزین ہوئے اس طرف لشکر لقا مین تا دیر مرگ ساحر سے غلغلہ رہا وہ ہنگامہ برطرف ہوا وہ چالیسون ساحر ہمراہیان سہیل اب رہین تو کس سے رہین بارگاہ خداوندی مین بغیر حکم شاہ جادوان فساد کرنا مناسب تھا نا چار نعش سہیل کی لیکر جانب طلسم روانہ ہوئے اور قاہر بکتا جھکتا باہر بارگاہ کے نکلا بختیارک نے کہا اے عنصر کوہی تم جا کر قاہر کو سمجھاؤ خداوند تمھارے ماموں کے مہمان ہین اس لیے کچھ تمھاری برادری کی نسبت تقدیر بدی کی نہین زبان ہین انھون نے بہت برا کیا کہ ساحر کو مار ڈالا خداوند کے پاس ساحر آیا کرتے ہین پھر ان سے بگاڑنا اچھا نہین عنصر یہ سنکر اٹھا اور قاہر کو اپنے مکان پر لایا اور کہا تم نے یہ کیا کیا کہ شاہ جادوان کے ساحر کو مار ڈالا اب مقرر کوئی آفت آئیگی قاہر نے کہا آفت کیا آئیگی جو کچھ ہوا وہ ہوا مین تو تلوار کو خوب جانتا ہون اور اگر سحر و نیرنگ سے خداوند کو لڑتے مین سنتا تو مین گھر سے بھی نہ آتا اور سچ تو یہ ہے کہ مجکو خداوند کی جانب سے اعتقاد جاتا رہا مین تو مسلمانون کے دین کو اچھا جانتا ہون عنصر نے کہا ارے میان توبہ کرو تمھارے ایمان مین فرق آگیا ہے لو آؤ اب غصہ جانے دو یہ کہکر اسکو بزم عیش مین بٹھایا اُسطرف وہ چالیسون ساحر نالان و گریان طلسم مین پہونچے اور قریب دریاے خون رواں آکر اُس طرف جانیکا ارادہ رکھتے تھے مگر شاہ جادوان باغ سیب کنارے دریاے مذکور کے براے تفریح طبع آیا تھا اور ارادہ رکھتا تھا کہ کوہ نیلم پر جاکر شیشہ دار سے ملے اُسنے اُن چالیسون ساحرون کو دیکھ کر جانب دریا کچھ پڑھ کر پھونکا یک دریا مین تلاطم ہوا اور چالیس پنجہ پانی مین سے نکلکر کمر مین اُن ساحرون کی پڑے اور اٹھاکر سامنے شاہ جادوان کے لائے وہ سب بادشاہ کو تسلیم کرکے پکارے کہ اے بادشاہ سہیل جسم مارے گئے شاہ نے کہا حریف تو کوئی باقی نہ تھا کس نے اُنکو مارا اُنھون نے کہا بارگاہ مین خداوند کی مارے گئے شاہ نے فرمایا وہان کس نے مارا اُنھون نے عرض کیا کہ اول جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر طبل امان بجا سہیل نے پچھلے وقت کل لشکر حمزہ کو گرفتار کر لیا اور بارگاہ خداوندی مین گئے بعد کچھ عرصہ کے صداے نوحہ پیران ہمنے سنی جاکر جو دیکھا تو لاش اُنکی پڑی تھی ایک آدھ سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاہر کوہی نے اُنکو مارا پس ہم لاش لیکر یہان چلے آئے آگے اور کچھ ہمکو معلوم نہین بادشاہ کی کچھ سمجھ مین بیان اُنکا نہ آیا فرمایا کہ اُنکو معلوم ہوتا ہے کچھ نشہ زیادہ ہے یہ کہہ کر اپنے ہمراہیون سے حکم دیا کہ انکو باغ سیب مین لیجا کر کسی مکان مین ٹھہراؤ صبح کو ان سے حال دریافت کرونگا ملازم حسب ارشاد حکم بجا لائے بادشاہ بھی آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ فرط عطش سے طفلک غنچہ کو ہچکا لگا شبنم سحر سے دایہ بہار نے پیالون کو گلون کے بھر کر ابیات

اٹھائی صبح نے جب چادر شب | تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب
ضیا سے کر دیا عالم کو معمور | ہوا کچھ دیر مین رخ اسکا پُر نور

صبح دم بادشاہ طلسم سریر سلطنت پہ آکر جلوہ فرما ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے اور اپنی جگہ پہ بیٹھے بادشاہ نے اُن چالیسون ساحرون کو طلب کرکے حال دوبارہ دریافت کیا اُنھون نے

پھر وہی کیفیت بیان کی بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شیشہ دار نے جا کر لشکر بندگان معتوب غارت کر دیا یہ کہتے ہین کہ لڑائی ہو رہی تھی پھر کوہی پرستاران خداوند مین سے تھا اُسنے میرے ملازم کو کس لیے قتل کیا اور نیز اگر اُسنے قتل کیا ہے تو مین بھی اُس کوہی کی ٹانگین چروا ڈالونگا اچھا دبیر خوش تدبیر کو بلاؤ بمجرد حکم منشی سامنے حاضر ہوا اُس سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ بطور عرضی کے متضمن بہ شکایت خداوند لقا کو تحریر کرے اور اُسمین یہ بھی مضمون ہو کہ جس شخص نے میرے ساحر کو مارا ہے اُسکو نامہ دار کے حوالہ فرمایئے تاکہ وہ اُسکو قتل کرے منشی زبندہ رقم نے عریضہ حسب فرمان شاہ ترقیم کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند ہماری جان نثاری کا مطلق پاس و لحاظ نہوا کوہیون کی اسقدر خاطر منظور رہی کہ اُسنے ہمارے ملازم کو مار ڈالا اب عقاب سہ چشمی ایک ساحر زبردست کو جمعیت کثیر ساحران خدمت عالی مین بھیجتا ہون اُس کوہی بدکردار کو ساحر مذکور کے حوالہ کر دیجیے گا اور درصورت تامل اپنے بندون کا دل بیچ بڑھاتا ہے جب منشی نے پیش کیا بادشاہ نے مہر اپنی عریضہ اوجگے مقام پر ثبت کی اور عقاب کو عرضی دیکر حکم دیا کہ پچاس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیجا کر پہلے تو قاہر کو قتل کرنا پھر لشکر حمزہ جو شیشہ دار کے ہاتھ سے بچ گیا ہے اُسکو تباہ و برباد کرنا اب مین بھی شیشہ دار پاس جاتا ہون دیکھون کہ وہ کیا کر آئی ہے اخبار کے پرچے مین لکھا دیکھا تھا کہ حمزہ بچ گیا ہے پس اُسی نے او رفوج بہم پہونچائی ہوگی مسلمان تو تمام عالم مین بھرے ہین حمزہ نے ہفت ملک فتح کیے ہین اور فوج بلائی ہوگی یہ حکم سنکر عقاب ہان سے اپنے ملک مین آیا طلسم باطن کے ایک ملک کا یہ حاکم ہے الحاصل اُس نے پچاس ہزار ساحر چیدہ منتخب اپنے ہمراہ لیے اور قرنا سحر بجا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر پچاس ہزار ساحر کا بر الیس لشت طائران سحر پر چڑھکر چلا اژدہر دو بجانب نفیر پھینکی آتش سحر ایسی مشتعل در رہی کہ سقف فلک مین آگ لگ جانیکا گمان تھا ہوم کا دھوان ایسا سر بلند تھا کہ منزل خورشید مین کاجل پڑ جانیکا سامان تھا گوگل رال کے شعلے اُڑتے تھے ساحر جے سامری کی بولتے تھے سول پنسول اُن کے مثل ستارۂ سحری چمکتے ہنگامۂ عظیم برپا

نظم

غرور و کبر مین ثانی شداد
روان اس طرح تھے افواج دین کی
درازی قد کی طول روز میعاد

ہر ایک اپنے تئین مردانگی مین
کہ اُن سے آگے چلتا اُن کا ہمزاد

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد
کبھی رستم سمجھتا گاہ پیلاد
ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت

اسی طرح دریائے سحر سے اُتر کر یہ لشکر قطع مراحل کرتا روانہ تھا اتفاق سے ایک روز دوپہر کو لشکر حوالی کوہ نیلم مین پہونچا اس وقت دھوپ کی شدت سے ساحر طائران سحر پا ٹھہر نہ سکتے تھے صحرائے سبز خرم دیکھکر اُس جگہ اُتر پڑے کہ ٹھنڈے وقت چلین گے جب تمام فوج اُتری زیر درختان سایہ دار ٹھہر کر ضرورتون سے فراغت کرنے لگے کوئی بستر لگا کر لیٹا کوئی چبینا چبانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا کوئی نہانے کی فکر مین جانب تالاب چاہ جانے لگا منجملہ اُن کے چند ساحر ایک چاہ کے کنارے آئے اور لٹیا کنوئین مین ڈالی وہ لٹیا پانی پر نہ گئی ایسی آواز ہوئی جیسے چمڑے پر کوئی چیز پڑے اور نرم آواز ہو اُنھون نے جھانک کر دیکھا تو ایک مردہ سا کنوئین مین نظر آیا اُسکے پیٹ پر لٹیا کو رکھے پایا یہ دیکھکر یہ عقاب پاس گئے اور ماجرائے دیدہ معرض بیان مین لائے وہ خود بر سر چاہ آیا اور چند ادمیون کو کنوئین مین اُتروا کر اُس نعش کو نکلوایا دیکھا تو یہ ملکہ شیشہ دار جادو ہے مگر عجب ہیئت سے ہے کہ بالکل برہنہ ہے صرف

ایک چادر پھٹی ہوئی کئی پیوند کی سینے سے تا بزانو بندھی ہے ستر پوشی کسی نے کردی ہے واضح ہو کہ عیاران اسلام عورت
کی ہنگام بیہوشی ستر پوشی ہمیشہ کردیتے ہیں اور نگاہ اُسکے ستر پر نہیں کرتے ہیں اور اگر نگاہ بد دیکھیں تو جناب امیر حال کھلے
امیر بغیر قتل کیے اُس عیار کے باز نہ رہیں فی الجملہ عقاب نے دیکھا کہ ناک میں بتیاں رکھی ہوئی ہیں ایک پٹی بندھی ہے
اسنے وہ پٹی کھولی بتیاں نتھنوں سے نکالیں پانی منھ پر چھڑکا کہ تھوڑی دیر میں شیشہ دار کو ہوش آیا اسنے کشتی زنانہ پوشاک
کی طلب کرکے لباس سے تحلی فرمایا پھر خیمہ میں اپنے لایا شراب پلائی طعام لطیف کھلایا جب خوب یہ آسودہ ہوئی اُسوقت
اُسنے حال پوچھا کہ تم کیونکر یہاں آئے اور مجکو کس طرح پایا اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجکو خداوند کے پاس شہنشاہ
نے بھیجا حسب اتفاق اس طرف سے میرا گذر ہوا اور تم کو کنوئیں سے نکالا ساحرہ نے یہ سنکر کہا مقرر یہ عیاری اُس عیار
نے کی جسکو میں پنجہ میں داب کر اس صحرا میں لائی تھی اب نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا خیر جہاں کہیں ہوگا بغیر اُس کے
زندہ درگور کیے میں دم نہ لونگی اے عقاب اب تم تو منزل بمنزل جاؤ میں اُس نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار کو لشکر
حمزہ سے اس مقام تک ڈھونڈھ کر پیدا کرونگی اور جہاں پاؤنگی کچا کھا جاؤنگی اور اب میں اپنے گھر جاتی ہوں
وہاں سے اور کچھ تحفہ طلسمی لیکر لشکر حمزہ پر جاؤنگی اور حکم شہنشاہ بجالاؤنگی یعنی اس لشکر گمراہ کو غارت اور برباد کرونگی عیار سردار
ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگی اگر یہیں وہ عیار نابکار بھی کہ جس نے مجکو ذلیل کیا ہے ملگیا تو خیر ورنہ اُسکو ڈھونڈھونگی عقاب نے
اُسکو بہت کچھ سمجھایا کہ اے ملکہ شکر سامری کا کرو جو جان تمہاری بچ گئی عیاروں کے فراق میں نہ پڑو اور اب بغیر حکم شہنشاہ
مسلمانوں سے لڑنے نہ جانا وہاں اس طرح کا فساد پڑا ہے کہ ایک کوہی نے سہیل کو مار ڈالا ہے اب سامری جانے
کہ شہنشاہ مدد خداوند کی کریں یا نہ کریں میں جانتا ہوں کہ اُس کوہی کے دینے میں خداوند نے اگر مضائقہ کیا تو شہنشاہ سے
بگڑ جائیگی ساحرہ نے کہا اچھا میں نہ لڑونگی مگر اُس عیار کو بغیر قتل کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر تخت سحر سے تیار کرکے اول اپنے
مسکن کی طرف روانہ ہوئی حال اُسکے مکان سکونت کا اول میں بیان ہوچکا ہے غرض یہ تو اُس طرف روانہ ہوئی اور
عقاب کوچ کرکے سمت عقیق کوہ راہی ہوا مگر افراسیاب خانہ خراب بعد بھیجنے عقاب کے جانب کوہ نیلم روانہ ہوا یہاں
ایک روز تو چالاک بیمار رہا دوسرے روز جب نیلم جادو آیا یہ اُٹھ بیٹھا تیوری چڑھا منھ اس ناز سے بنایا کہ نیلم کی
زندگی کا نقشہ بگڑنے لگا گویا ہوا کہ اے ملکہ اب مزاج کیسا ہے اُس نے کہا شکر ہے سامری کا اب تو کیفیت نہیں ہے
لیکن کچھ ضعف وکسل مرض کے سبب باقی ہے ساحر مذکور مصروف خاطرداری ہوا اس عرصہ میں شاہ جادوان کی سواری
اس مقام پر آپہونچی علامت اس کے آنے کی ظاہر ہوئی یعنی طائران کوہ یا افراسیاب کے نعرے مارنے لگے درخت
جھومنے لگے ہوائے سرد وزان ہوئی نیلم اور سب ساحر اُٹھ کر چلے کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہیں چالاک بھی اُٹھ کھڑا
ہوا دیکھا کہ تخت جواہر آگین پر بادشاہ سوار ہے آٹھ سو پریزادان طلسم غلامان خوبرو ہمراہ ہیں لکۂ ابر سرخ سر پر
سایہ فگن ہے چار سو کنیز ماہرو یاسمن بو سر پر مورچھل جنبانی کرتی ہیں کچھ پریزادیں یاقوت کی چلچی پھراتی جاتی ہیں بعضے ہاتھ
زمرد و یاقوت فواروں میں اچھلتے ہیں سونے کے لگن پریوں کے سر پر ہیں اُنمیں فوارے چلتے ہیں فواروں سے جو بیضہ
اُچھلتا ہے شق ہوجاتا ہے کسی میں سے طائر خوشرنگ نکلکر شہنشاہ جادوان پکارتا ہے کسی بیضہ سے مقیش نکل کر

جھڑتا ہے کسی بھنے سے ہزار ہا پھول جواہر کا نکلتا ہے نیلم کوہ کے ہزاروں ساحر دوڑ کر سجدے میں گرے کوئی ڈنڈوت کرتا تھا کوئی نذر لیے کھڑا تھا ہزار ہا گھنٹہ اور ناقوس بجتا تھا غرض باین تجمل و شوکت قصر کوہ کے قریب پہونچکر بادشاہ کا تخت زمین پر اترا اور شاہ تخت سے جدا ہو کر جانب قصر چلا اُسوقت شیشہ دار و نیلم نے سامنے آکر تسلیم کی بادشاہ نے عجب حسن دلفریب شیشہ ار جادو کا اسوقت دیکھا کہ ہمہ تن رشک کہکشان سر پر نکلی ہوئی زلف ہر ایک کمند گرہ گیر بنی ہوئی کاکل دوش پر چھوٹی ہوئی لہراتی ضحاک کی شبیہ خونخواری میں نظر آتی ورق مہر جہانتاب پیشانی پر نور یا لمعہ شمع تجلی کدہ رخ نور آگین میں اختر بخت صبیحان کی ضیا دہ آئینہ کہ آئینہ مہر و ماہ کو اپنا چہرہ جس نے بنایا خوبان پری چہرہ اسی رخ کے دیوانے ماہ خورشید اُسی شمع کے پروانے لب نازک کا یہ قول تھا کہ میں مسیحائے زمان ہوں دہن تنگ ثابت کرتا تھا کہ میں چشمۂ حیوان ہوں ہر عضو بدن کا یہ دعویٰ تھا کہ میں یکتا ہوں بموجب **واسوخت**

ثمر پیش رس باغچۂ مہر و وفا
وضع سادی کہ نہ کھائی تھی زمانے کی ہوا

نو شگفتہ گل شاخ ثمر نازو ادا
غیر کا نام نہ تھا خار تھے دامن سے جدا

پردۂ غنچۂ خلوت میں نہاں بو کی طرح
ہاتھ چھو جائے تو کمھلائے لجالو کی طرح

نرگسی آنکھ سے ہو دیدۂ نرگس حیران
دہن غنچہ کبھی کھل نہ سکے پیش دہان

سامنے گیسوے پیچان کے ہو سنبل پیچان
لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قد سرو چمن سوکھ کے کانٹا ہو جائے
پھول آگے رخ گلرنگ کے پتا ہو جائے

بادشاہ اس حسن زیبا کو ایس گوہر گرانمایہ خوبی کے دیکھ کر نقد دل دے بیٹھا اس گل گلشن محبوبی کا بلبل بنا اس سرو قامت کا قمری بنکر طوق یوش زندان عشق ہوا ہاتھ میں ہاتھ دیکر جانبازی بدکر اندر مشکوے مشکبوے نیلم کوہ کے آیا مسند پر پہلو میں اُس گل رعنا کو جگہ دی پریزادیں شراب ارغوانی پلانے لگیں شاہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کر اس ساقی بیوفا پیمان شکن کو دیا اس نے آنکھوں کو گردش دیکر بناز و تبختر عذر کیا کہ میں کل سے ماندی ہو گئی تھی آج مجکو ہوش آیا ہے میں شراب نہ پیونگی اور اگر پیوں گی تو پھر بیہوش ہو جاؤنگی لائیے آپکو میں اپنے ہاتھ سے پلاؤں بادشاہ نے منظور کیا یہ فتنہ خانمان برباد شراب سادہ بادشاہ کو پلانے لگا بادشاہ نے اسی شغل میخواری میں استفسار کیا کہ اے ملکہ لشکر مسلمانان پر تم گئی تھیں کیا کر آئیں اُس نے جواب دیا کہ سب خاتمہ کر دیا شاہ نے کہا کون کون مارا گیا اُس نے کہا مجکو تام ایک کا بھی نہیں معلوم مگر ہاں کام سب کا تمام کیا بادشاہ گویا ہوا کہ میں نے **سہیل** کو بھیجا تھا وہ مارا گیا اس کا آدمی کہتا بیان ہے کہ جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر تم جو غارت کر آئی تھیں تو یہ لڑائی کس سے ہوتی تھی ملکہ مکارہ نے جواب دیا کہ حمزہ کے تمام لشکر سے مجکو آگاہی نہیں ہے کہ کتنا ہے جو میرے سامنے لڑنے کو میدان میں آیا تھا اُس کو میں نے غارت کر دیا پھر مجکو نہیں معلوم کہ اور لشکر حمزہ نے منگایا یا نہیں شاہ نے کہا یہ تم سچ کہتی ہو اُس کے بیٹے پھیلا

شکار نکلجاتے ہین ممالک تسخیر کرکے فوج بیشمار اپنے ساتھ لاتے ہین چنانچہ **جنون جادو** جب گیا تھا تو اُسکے مقابلہ مین بھی جنگل سے فوج آئی تھی اچھا اے ملکہ ایک مرتبہ تم اور تکلیف کرنا جو لشکر کہ تمھارے سامنے آئے اسکو قتل کرکے ٹھہری رہنا تاوقتیکہ سب مسلمان نہ ہلاک ہون نہ آنا ملکہ نے کہا یہ بہت بڑی مہم ہے کس لیے کہ **حمزہ** کے قبضہ مین تمام ملک باختر ہے جسکی کہ خدائی خداوند **لقا** کرتے تھے پھر اسکے لشکر کا کیا ٹھکانا ہے شاہ نے کہا کہ جب تم **حمزہ** کو قتل کر ڈالوگی مین تمام عالم مین ساحر بھیجکر سب مسلمانون کو گھیر لونگا کچھ دیر ان کے قتل مین ہوگی ملکہ نے کہا بہتر ہے جب آپ فرماوینگے یہ کنیز جائیگی شاہ نے کہا **عقاب** گیا ہوا ہے وہ آجائے تو پھر تم جانا یہ کہکر اُس غارتگر جان سے اختلاط کرنے لگا یہ عیار بھی اپنی اداؤن پر اُسکو لبھانے لگا بھولی بھولی باتین بنانے لگا ابھی خلوت کا موقع نہین ہے **نیلم** اور ساحران دیگر حاضر انجمن ہین بادشاہ اس ادا سے ہنس ہنسکر لگاوٹ کی باتین کر رہا ہے دور جام کا چل رہا ہے اسکو اس کیفیت مین چھوڑ کر اب پہلے حال **عقاب** کا سنیے کہ وہ بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب لشکر **لقا** ہوئی **لقا** نے خبر سُنکر استقبال کراکر بلایا لشکر اسکا الگ لشکر گاہون سے اترا اور وہ جب بارگاہ مین آیا خداوند کو سجدہ کرکے ڈنگل پر بیٹھکر پکارا کہ منم نامہ دار **لقا** نے نامہ مانگ کر پڑھا اور اُسمین **قاہر** کا طلب کرنا پڑھ کر سر ہلایا کچھ جواب دیتے بن نہ آیا **بختیارک** نے دیکھا کہ **لقا** سر ہلاتا ہے مگر کچھ کہتا نہین یہ دیکھکر اُسنے کہا یا خداوند نامہ مجکو دیجیے مین یہ گتھی سلجھا دون اُسنے نامہ اسکو دیا اُسنے پڑھکر کہا وہ کیا حرامزادہ ہے آپ خداوند اس کوہی کو حوالہ کیجیے بندہ خاص عقیدتمند با اخلاص شہنشاہ ساحران سے نہ بگاڑیے **لقا** نے کہا یہ کوہی بھی ہمارے بندہ خاص ہین مگر خیر خاطر ہے بندہ قدرت یعنی شاہ طلسم کی یہ کلمہ سنکر **بختیارک** نے **عنصر** کوہی کو بلوایا اور کہا تم فوج لے کر جاؤ جس طرح ہوسکے **قاہر** کو باندھکر اس کے خیمہ سے یہان لاؤ **عنصر** نے عرض کیا کہ وہ میرا عزیز ہے مجھ سے یہ نہوسکے گا دوسرے یہ کہ اُسکا باپ مارا گیا تھا ایک حرکت سہو اُس سے ہوگئی اب قصور اُسکا خداوند سے معاف کرا دو شیطان نے کہا تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ یہ ساحر طلسم سے آئے ہین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے **عنصر** نے جواب دیا کہ پھر آج **قاہر** کے لیے یہ سامان ہے کل ہمارے لیے ہوگا یہ گفتگو **عقاب** نے بھی سنی اور کہا ملک جی تم اتنی التجا کیون کرتے ہو یہ کہکر **عنصر** سے کہا کہ معلوم ہوا تم خداوند سے پھرے ہوے ہو یہ اب ظاہر ہوا کہ باطن مین تم دشمن ہو یہ کہکر ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ **عنصر** کے ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا اور کہا ایسے ایسے بندہ خداوند کے **افراسیاب** پاس بہت ہین تم مین فخر کیا ہے دیکھو اب کس عذاب الیم سے قتل ہوتے ہو **عنصر** یہ حال بنا دیکھکر گھبرایا اور گویا ہوا کہ اچھا جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا **عقاب** نے قول و قسم لیکر رہا کر دیا یہ وہان سے خیمہ مین **قاہر** کے آیا اور فرط خوف سے اُس بہادر کے پکڑ دینے پر آمادہ ہوا چنانچہ جب یہ اُس کے خیمہ مین آیا کہا بھائی صاحب ذرا میرے مکان پر تشریف لے چلیے وہ بیچارہ غافل ازمکر ابنائے زمانہ اسکے ساتھ اسکی جگہ پر آیا وہان دس بیس رفیق بھی پاس کے موجود تھے پس اُسنے اُس دلاور کو بعزت تمام بٹھایا اور شراب پلائی باتون مین لگایا جب اُسکو نشہ ہوا سب اُٹھکر لپٹ گئے اور بحالت بیخودی مین باندھکر **لقا** کی بارگاہ مین لائے **قاہر** کا نشہ اُسوقت ہرن ہوا اور صلاح وقت سمجھکر **لقا** سے عذر خواہ ہوا کہ خداوند مجھ سے قصور ہوا

مجکو اُسوقت اپنے بھائی کا بڑا رنج تھا اس سبب سے تقصیر ہو گئی یہ خطاء اول ہے امیدوار ہوں کہ اپنی رحمت سے معاف
فرمایئے لقا نے تضرع وزاری پر مطلق خیال نہ کیا اور کہا جو ہماری بغیر مرضی کام کرتا ہے ہم اُسکو سزا ضرور دیتے ہیں یہ
کہہ کر عقاب سے کہا کہ یہ گنہگار شاہ جادوان حاضر ہے جو چاہو وہ سزا دو داش نے حکم دیا کہ بیرون بارگاہ لے جاکر
سر اُسکا جدا کرو ملازم اس کے اس بیچارے کو بارگاہ کے باہر لائے جلاد طلب ہوا غلغلہ برپا ہوا کہ قاہر کو ہی قتل ہوتا ہے
یہ ہنگامہ جو مچا لشکر قاہر کا اترا ہوا تھا اُسکو بھی خبر ہوئی کہ افسر و مالک ہمارا مارا جاتا ہے بس یہ سنتے ہی لشکر میں کمر بندی
ہونے لگی ہرکاروں نے یہ خبر عقاب کو پہونچائی کہ فوج قاہر کی اپنے افسر کی حمایت کو آیا چاہتی ہے اس حال کو
سُنکر ساحر خود سر پرواز کر کے چلا اور برٹے ہوا فوج قاہر کے درمیان میں آکر ٹھہرا اور سحر پڑھ کر دم کیا کہ اس لشکر کے
گرد ایک دیوار آتشین کھنچ گئی لشکری سب گھبر گئے راہ آگے بڑھنے کی بند پائی ناچار اُسی مقام پر ٹھہرے اور یہ ساحر
وہاں سے پھر کر دروازہ بارگاہ لقا پر آیا میدان بارگاہ کے سامنے کا میدان خونی بنایا جلاد نے چبوترہ ریگ کا بنا کر
بوریا ئے مرگ بچھایا اُسوقت تمام خلقت کا اس میدان میں جماؤ تھا ہنگامہ عبرت و حسرت گرم تھا خوف سے عاقلوں کا
دل سخت نرم تھا کوہی اور سنجانی عتاب خداوندی سے لرز رہے تھے مختصر یہ کہ قاہر بے گناہ کو بوریے پر لا کر جلاد نے
بٹھایا اُسوقت اس مظلوم نے پکار کر کہا کہ اے کوہیو تم میری برادری ہو اس وجہ سے تمکو لازم ہے کہ میری وصیت سنو
چند کوہیوں نے جواب دیا کہ اچھا کہو ہم سنتے ہیں اور اگر اختیار رہوگا تو وصیت بجا لائیں گے اسنے کہا وصیت میری یہ ہے
کہ بعد میرے قتل ہو جانے کے نعش میری لے لینا اور سپرد مسلمانان کرنا کہ وہ دفن کریں اس لیے کہ میں نے اس لقا
گمراہ مردود درگاہ آلہ کو بصدق ارادت لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا اب تم سب میرے کلمہ پڑھنے کے شاہد رہنا
اور میش امیر دین پناہ شہادت دینا یہ کہہ کر اسنے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور کہا افسوس ہے کہ میں قدم
اقدس حمزہ عالیشان سے جدا رہا جب مجھ سے اور ساحر سے فساد ہوا تھا اُسوقت میں نے قصد کیا تھا کہ حضور میں
مجاہد راہ خدا کے جاؤنگا مگر پھر مجکو شرم دامنگیر ہوئی کہ لوگ کہیں گے مارے خوف جان کے جب اُدھر بگڑی تو ادھر
شریک ہوا ایس مردان عالم کے بے خوف جان سے کسی کی اطاعت قبول کرنا بہت نازیبا ہے اور ایسی صورت میں دین کا
بدلنا بھی جائز نہیں دین تو خالص واسطے خدا کی محبت کے بدلنا قرین صواب و کار ثواب ہے اور کسی طرح کا لالچ
کر کے بھی مسلمان ہونا ٹھیک نہیں مثل اس کے کہ عورت بہ فریفتہ ہو کر یا طمع مال و زر سے یا کسی اور حرص و آز سے
دین کا تبدیل کرنا بالکل خلاف ہے پس ان وجوہات سے میں قاصر خدمت رہا امیر کے پاس نہ حاضر ہو سکا اب کہ
پیمانہ عمر میرا لبریز ہوا ہے اس سبب سے اپنے عقائد کو ظاہر کیا ہے کہ اب کوئی مجکو طمع نہیں ہے اور شکر کرتا ہوں میں خالق
اکبر کا جس نے مجکو کافر پیدا کیا اور صاحب ایمان اٹھایا وقت مرگ سر رشتہ ہدایت پر پہونچایا جان دینے کا مجکو کچھ غم نہیں
دولت ایمان پانے سے شاد ہوں یہ کلمات جو کوہیوں نے سنے گویا ہوئے کہ تو بے ایمان اور بلیچہ ہو گیا ہے تیری وصیت
ہم نہ مانیں گے اُسنے جواب دیا کہ مردہ بدست زندہ اگر میری لاش تم سپرد مسلمانان نہ کروگے تو کیا ہوگا نیت بہتر
ہونا انسان کی چاہیے تم چاہے مزبلہ پر لاش میری پھینکدو خداے رحیم میری مغفرت فرمائے اور میرا ایمان لانا

قبول کرے یہ باتیں جو اُسنے باواز بلند کین عیاران لشکر اسلام جو بامر خبرگیری لشکر لقا مین رہا ہی کرتے ہین سوقت
بھی اس کوہی کے قتل کا غلغلہ سنکر دو تین عیار تماشا دیکھنے آئے تھے اور گلباد و کلباد وغیرہ صورت تبدیل کیے ہوے
میدان خونی مین کھڑے تھے یہ بیان پاکیزہ خوان قاہر بلطافت و سعادت بنیان کا سنکر رونے لگے اور کہا اے
برادران ہم مین سے ایک شخص جاکر امیر کو اس بیچارہ مظلوم کے حال سے اطلاع دے اور ہم یہان حتی الامکان اسکو
قتل ہونے سے تا آنے امیر کے بچاتے ہین یہ مشورہ کرکے ایک عیار یہان سے بتعجیل عجیل روانہ ہوا اور دو عیار آگے
بڑھکر اُن لوگون مین جو ملازمان لقا صف بستہ استادہ تھے ملکر برائے حفاظت قاہر کھڑے ہوے اس اثنا مین
عقاب نے جلاد سے کہا کیا کھڑا ہوا اس خاطی کا بیان سُن رہا ہے بڑا یہ مسلمانون کا بچہ بنا ہے مار ایک ہاتھ تلوار کا کہ سر
اُسکا اُڑ جائے جلاد جب تک قاہر نے وصیت کی تینون حکم پوچھ چکا تھا کوئلے کا خط گردن پر مجرم کے دیکر پیچھے
ہٹ کر دوڑتا ہوا تیغہ تولے ہاتھ لگانے چلا اُسوقت عیار نے تیر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی پر جلاد کی پڑا اور قفا
کو توڑ کر گذر گیا جلاد قلابازی کھا کر گرا لوگون نے شور بلند کیا کہ ارے میان دیکھنا یہ جلاد کو کیا ہوا جو تیغہ پھرا کر
اپنے سر مین آپ مار لیا غلغلہ ہوا کہ مسلمانون کے خدا نے قاہر کی مدد فرمائی بختیارک نے عقاب سے کہا مقرر عیار لشکر
حمزہ کا یہان ہے اُسی نے جلاد کو قتل کیا ہے عقاب نے کہا اگر ایسا کچھ ہے تو مین سحر سے اُس عیار کو پکڑے لیتا ہون
شیطان نے کہا ان کو آپ نہین کر سکتے کس لیے کہ وہ ایک نہین بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین انکو ستایا تو یہ سمجھ لیجیے
کہ آپ بھی نہین ایک کو گرفتار کیجیےگا دوسرا آکر آپکو ابھی قتل کر ڈالےگا سگ دگر یہ کو قتل کرتے تو کچھ حرج بھی ہوتا ہے
آپکے ہلاک ہونے مین ذرا بھی دیر نہوگی اُسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو طلسم مین پانچ عیار گئے ہین پھر اُنھون نے ہزارہا
ساحر مارے ہین شہر کے شہر خالی کر دیے ہین اچھا ابکی مرتبہ اور جلاد کو بلاؤ اگر وہ بھی مارا جائے تو مین خود اسکو قتل
کرونگا شیطان نے کہا تم بارادہ قتل آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ کڑاک سے آواز آئیگی اور کھوپڑی چھپکلی کی
دُم کی طرح دور لوٹتی دکھائی دیگی یہ سُنکر ساحر کو تردد ہوا اور کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا چارطرف غل ہوا
اب کوئی جلاد مارے ڈر کے آتا نہین جب بہت پکار ہوئی ایک جلاد کہ نہایت ضعیف تھا بطمع انعام کثیر حاضر ہوا
اُسکو ہزار روپیہ دینے کو کہا وہ تیغہ اٹھا کر چلا جب تلوار تول کر یہ لپکا کڑاک سے آواز آئی ساحر نے ڈرکے جلد اپنے سر پر
ہاتھ رکھا کہ دیکھون میری کھوپڑی ہے یا نہین بختیارک ہنس پڑا اور کہا ابھی تمھارا سر ہے گھبراؤ نہین دیکھو وہ جلاد
کا سر گرہ کھا رہا ہے اسنے دیکھا تو واقع مین جلاد کی کھوپڑی اُڑ گئی ہے اب ساحر ناچار ہوا اور قصد کیا کہ مین
برق بنکر اُڑون اور تلوار کی طرح سر مجرم پر گر کر کام اُسکا تمام کردون مگر بختیارک نے منع کیا کہ تم ہمیشہ تو بجلی نے
رہوگے جب بصورت اصل ہوگے مارے جاؤگے یہ سنکر ساحر بہت ناچار ہوا اور سحر پڑھا کہ کوئی تیر مجھ تک نہ پہونچ سکے
غرض اپنے تئین حصار بند سحر کے کرکے تلوار پکڑ کر بہر قتل قاہر چلا اُسوقت قاہر نے بھی بلبلا کر درگاہ خدا مین
فریاد کی کہ اے چارہ ساز درماندگان منتقم حقیقی فریادرس مظلومان مجھکو شر سے ان لعینان بیدین کے نجات عنایت فرما
بیت اے مونس شکستہ دلان حال ما ببین ٭ ما را غریب و بیکس و بے آشنا ببین ٭ یہ تو اس فریاد و زاری کی

اُدھر بحر رحمت الٰہی جوش زن ہوا یعنی عیار نے بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بعد دعا و ثنا کے تمام حال قاہر کے قتل ہونے
اور اسکی وصیت کرنیکا خدمت امیر مین عرض کیا امیر یہ حال سنتے ہی اُٹھے کہ اگر وہ شخص مسلمان ہو گیا ہے تو ہم کو
اعانت اُسکی کرنا ضرور ہے یہ فرما کر عقرب سلیمانی کے قبضہ کو تھامے باہر بارگاہ کے آئے اور اشقر کو طلب فرما کر سوار
ہوے پھر تو کئی سو سرداروں نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ امیر اکیلے جاتے ہین ہمکو بھی اجازت ہو کہ جا کر جانبازی
کرین بادشاہ نے اجازت دی لندھور و بہرام و نورالدہر و ایرج و تورج وغیرہ کئی سو سردار باہر آکر مرکبون پر
سوار ہوے انکو جاتے دیکھکر ان کے لشکرون مین جلد جلد کمربندی ہوئی کرنا کو دم ملا فوج تیار ہو کر چلی مگر امیر با توقیر
جو پیشتر روانہ ہوے تھے اُنھون نے تازیانہ جناب اسحق علیہ السلام کا بلند کیا اشقر اشارہ راکب سمجھا کہ آج آقا کو
عجلت منظور ہے اگر تو تامل کریگا تو یہ آقا کوڑا مارین گے یہ سمجھ کر اس تیزی سے وہ صرصر جسم روان ہوا کہ تیزی
بادصبا کا افسانہ سب گرد تھا گرم رفتاری برق کا بازار بالکل سرد تھا کہ بموجب نظم

نظم

تعریف رخش سم کی ہو کیا سکے بحث حال
سرعت مین اُسکی راہ سے یہ کہئے ہمرکاب
پہونچے وہ اس جگہ کہ نہ پہونچے جہان خیال
سب جن و انس دیو پری اور وحش و طیر

آئینہ سپہر مین پڑتا ہے اسکا عکس
ساتھ اُسکے دوڑے گرد نگہ دیدۂ غزال
یکپایہ اُسکا تخت سلیمان سے کم نہ جان
حاضر ہون رکاب سعادت مین کیا مجال

تیزی ہمندگی مین ستائش نہ کر سکون
نادان جانتے ہین کہ نکلا ہے یہ ہلال
جبتک وہ مرد کے نہ پہونچے ترکے با
ہووے جو تو سوار عدو کے پے قتال

امیر ایک آن واحد مین لشکر قاہر
مین پہونچے لشکری تو وہان آپکا ملنے ہوے ہین کسی نے روکنے کا ارادہ نکیا بلکہ آپسمین گویا ہوے کہ اب ذرا سیر
دیکھنے کے لائق ہے اس اثنا مین امیر نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا قاہر صرف مناجات تھا اور عقاب اُسکے قتل کو
چلا تھا کہ نعرۂ صاحبقرانی نے زہرۂ کفار ربائی کیے بجتیارک دوڑکر سامنے امیر کے آیا اور کہا یہ غلام قدیم آداب
عرض کرتا ہے دیکھیے مین اس ساحر نابکار کو ہرچند سمجھاتا ہون مانتا نہین ایک بیچارہ مسلمان کے خون ناحق پر
آمادہ ہے دیکھیے وہ تیغہ پکڑے کھڑا ہے عقاب نعرۂ امیر سنکر حیران و اکھڑا اتھا شیطان کی گفتگو سنکر سمجھا کہ حمزہ
یہی ہے اس کو بھی کی حفاظت اور اعانت کو آیا ہے بس یہ سمجھ کر تیغہ تولتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور سحر پڑھا کہ تلوار
برق بنکر سر امیر پر چلی آپنے اسم اعظم پڑھا کہ پھر وہ اصلی تلوار ہو گئی اور امیر عقرب سلیمانی کھینچکر بڑھے اُسوقت وہ ساحر
ایک اژدر کی صورت بنکر قلاب آستین چہرہ و تامنہ مشل قعر جہنم کے کھولے امیر پر آیا آپ نے پھر اسم اعظم دم کیا کہ
وہ بھی جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اُسوقت اُسنے اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ دیکھتے ہو لیکن مدد نہین کرتے افسرون نے
چارطرف سے گھیر لیا نارنج ترنج ناریل لگانے لگے غلغلہ جو برپا ہوا فوج ساحران تیار ہو کر آنے لگی لیکن امیر کے
سایہ شمشیر کے نیچے عقاب بے پیر تھا اُسکو آپنے نہ جانے دیا جب فوج کا یورش زیادہ ہوا اُسنے چاہا کہ مین نکل جاؤن
پس وہ اڑا آپنے اسم اعظم پڑھکر پھونکا کہ وہ گرا جب بہت عاجز ہوا ہزارون طرح کے سحر کیے بہ برکت اسم اعظم اثر پذیر
نہوے اور امیر نے سر کو تاکر کمر پر جو ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُس کے مرنے کا برپا ہوا اور اُس کے
مرنے سے وہ حصار جو گرد لشکر قاہر نامدار تھا دفع ہو گیا اور لشکر مسلح تو تھا ہی سب آگرا امیر کے یہان سے جو

سردار کر روانہ ہوئے تھے مع فوج آ پہونچے نعرے چار طرف سے منم فلان منم فلان کے بلند ہوئے امیر نے قریب قاہر پہونچکر قید اُسکی کاٹ دی وہ اُٹھکر بلاگردان ہوا پھر ہر کارہ چلا لقا جو اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا یہ ہنگامہ دیکھکر پشت بارگاہ سے نکلکر بھاگا مگر بختیارک نے کہا کہ تا حق بھاگتے ہو تم سے کوئی نہ بولیگا یہ سب آفت تو ساحرون کے سر ہے مگر خیر احتیاط شرط ہے یہ کہکر پیشتر یہ سب کافر روانہ ہوئے ادھر ساحر جو لڑ رہے تھے افسر کے مارے جانے سے ایسا بدحواس ہوئے کہ سحر بھولے مسلمانون نے زیر تیغ تیز رکھ لیا ہزارون مارے گئے گور کنارے لگے نیزہ دارون نے نیستان شجاعت کا شیر بنکر اُن روباہ خصلتون کو شکار کیا کماندارون نے بیچ قوس کا مشتری بنکر اُن زحل صورتون کی نقد جان کو خرید الیے کبر و غرور کا نشہ دماغ سے نکلگئی ہستی پر اجل چھا گئی جی لینے پر بھی لوٹ ہوا کہ **نظم**

آئے تھے وہ چنانچہ اسی طرح روز جنگ
پایا تھا جو دلون مین خیال انکے نے قرار
اگاڑے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے
سایہ مین جھنڈیون کے صفین باندھ ہشیار
وہ جھنڈیان نظر پڑین اک دم مین اسطرح
گاڑ رکھا دین یا جو جون نہر کے کنار
جیسے ہی اُس گروہ نے پی تھی شراب کبر
کھینچا تھا اُسکے نشہ نے ویسا ہی کچھ خمار
آخر جو بچے وہ رو بفرار لائے اور جانب

افراسیاب چلے امیر قاہر کوہی کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی سمت چلے قاہر نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اس لقا گمراہ کو دیکھتا چلون امیر نے فرمایا کہ اب پھر کسی دن سمجھ لینا آج تو وہ ڈنک رہا ہے پھر اب تم بھی خبر نہو یہ نابکار جائیگا کہان اس کے زندہ رہنے مین یہ فائدہ ہے کہ اطراف دہر مین جتنے مشرکان بیجا ہین وہ اسکی حمایت کرتے ہین اور ہم اُن کو بسہل و آسانی پا جاتے ہین اور جہاد کرتے ہین نہین تو اُنکا ڈھونڈھنا کمال ہی دشوار ہوتا اور مین بھی یہ چاہتا ہون کہ یہ لقا مسلمان ہو جائے اسکے مسلمان ہونے سے ہزارون ملک اسلام آباد ہون گے یہ فرماکر مع عسکر ظفر پیکر داخل اپنے لشکر مین ہوئے فوج نے کمر کھولی امیر بارگاہ مین قاہر کو لائے اسنے بادشاہ کو زینت بخش سریر سلیمانی دیکھا تسلیم بجا لایا پھر بارگاہ کی رونق و آرائش دیکھکر دنگ رہ گیا بادشاہ نے بیرون چہل ستون دست راست مین تخت لندھور دنگل عنایت فرمایا اور اہل عملہ کنیزین غلام خیمہ و بارگاہ وغیرہ جملہ سامان سرکار سے اُسکو ملا یہ اور سرداران اسلام ملاقی ہوا پھر انجمن عیش ترتیب ہوئی دورہ جام زرنگار چلنے لگا کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا لندھور نے کہا اے قاہر تم بھی اپنی بارگاہ مین چلو یہ سمجھا کہ شاید میرے ملازم بارگاہ میری سے آئے ہین یا یہ کہ لندھور اپنی بارگاہ مین لے جائیگا یہ سوچ کر پریشان حال اُٹھا کراچا چلا جب باہر آیا دیکھا سواریان ہر طرح کی لگی ہین چار سو خاص بردار اور کئی سو چوبدار خدمتگار سب طرح کے خدمتی حاضر ہین یہ سوار آگے آگے نقیب پکارتا ہوا چلا مگر یہی اسکو گمان ہے کہ یہ سب لندھور کے یہان کا سامان ہے جب بارگاہ مین پہونچے اس بارگاہ شاہانہ کو دیکھکر اسنے بہت تعریف کی لندھور نے کہا یہ لوگ عملہ کے اور بارگاہ مع جملہ سامان کے حضور بادشاہ اسلام سے مرحمت ہوئی ہے دستور ہے جو کوئی مسلمان ہوتا ہے اسکو سب اسباب بمعیت خلعت ملتا ہے یہ سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی اندر بارگاہ کے آیا فرش شیشہ آلات سے اُسکو آراستہ پایا جواہر خانہ توشک خانہ باورچی خانہ سب مقام آراستہ دیکھے پلنگ جواہر نگار ایک جگہ لگے تھے ایک سمت کو نعمت خانہ مین دسترخوان بچھا تھا اسنے کھانا کھایا شراب پی لندھور رخصت ہوکر

اپنی بارگاہ کو گیا اس عرصہ مین فوج بھی اسکی آکر ملحق لشکر اسلام اُتری ہر ایک افسر نے دین اسلام قبول کیا اور نظل حمایت
و بذیل عاطفت امیر شاداں و فرحان رہنا منظور فرمایا اب حال افراسیاب سنیے کہ وقت بھیجنے عقاب کے
اسنے کہا تھا کہ مین کوہ نیلم پر جاؤنگا چنانچہ افسران لشکر عقاب جانتے تھے کہ بادشاہ طلسم کوہ نیلم پر ہوگا اس وجہ سے
جو بھاگے تو کوہ نیلم ہی پر آئے یہان شاہ جادوان شیشہ دار نقلی سے سرگرم اختلاط و صحبت تھا کہ یکایک شور فریاد
دیکا سنائی دیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون لوگ ہین ملازم نیلم کے فریادیون کو سامنے لائے اُنھون نے سامنے آکر
مجرا کیا اور عرض پیرا ہوے کہ عقاب کو حمزہ نے آکر مار ڈالا شاہ نے پوچھا کیونکر مارا اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند نعمت
نے قاہر کو بندھوا کر آپکے لکھنے کے بموجب اُن کے حوالہ کیا اُنھون نے اسے قتل کرنے کو زیر تیغ بٹھایا اُسنے اپنا مسلمان
ہونا ظاہر کیا عیار وہان موجود تھے اُنھون نے حمزہ کو جا کر خبر کی وہ آگرا ایک ضرب عقاب کے دو ٹکڑے کیے اور جنگ
عظیم ہوئی آخر ہم سب شکست کھا کر آپکے پاس آئے ہین شاہ نے یہ خبر سنکر گردن جھکالی شیشہ دار نقلی نے کہا اے
بادشاہ تیری جوتی ریخ کرے ابھی یہ کنیز جا کر سب کو مثل حرف غلط کے مٹا دیگی آغوش دایہ گور مین سُلا دیگی بادشاہ
اس بہلانے سے پھر مصروف بادہ خواری ہوا اسمین عقاب کے افسرون نے شیشہ دار کو پہچانا کہ یہ وہی ہے جسکو کنوین سے
لشکریون نے نکالا تھا بس ایک ساحر نے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ شیشہ دار جادو سے پوچھیے تو کہ ان پر کیا گذری
تھی انکو تو جمشید نے بچایا نہین تو ہڈیان بھی گل گئی ہوتین افراسیاب نے کہا کہو تو اے شیشہ دار کیا ہوا تھا
یہ عیار کہے تو کیا اسے کچھ معلوم تو تھا ہی نہین مگر فرزند رشید عمرو تھوڑا بات اسنے بنائی یعنی گویا ہوا کہ اے بادشاہ
کون ایسا عمدہ ذکر ہے جسکو مین بیان کرون دنیا مین جو آیا ہے اُسپر بُری بھلی بہت کچھ گذر گئی ہے شاہ نے اُن
ساحرون سے کہا تحقیق بیان کرو کہ اُن پر کیا گذرا تھا اُنھون نے کہا یکنوین مین پڑی تھین اتنی لفظ سنتے ہی اس
عیار کو معلوم ہوا کہ شیشہ دار کو جو تو کنوین مین ڈال آیا تھا یقین ہے کہ وہ چھوٹ گئی غرض بادشاہ سے کہا اے شہریار
کوئی اپنی گت اپنے منھ سے بیان نہین کرتا ہے اب جو یہ ساحر کہنے ہی پر آمادہ ہین تو مجھ سے سُنیے میری ناک پر پٹی
بندھی تھی دو چیان عضون مین جکڑن کپڑے اُتر گئے تھے ننگی کنوین مین پڑی تھی لشکریان عقاب نے مجھے نکالا اور یہ معاملہ
زیر نیلم کوہ مجھپر گذرا جب مین لشکر حمزہ سے پھری ہوئی آپکے پاس آرہی تھی اور مجھکو یہ منظور تھا کہ آپسے حال جنگ
بیان کر کے استفسار کرون کہ ایک غول مسلمانون کا ہلاک ہوا ہے اب اور بھی کچھ باقی ہین یا نہین اور جو باقی ہین
اُن کو کیونکر قتل کرون چنانچہ اب مجھکو آپ جملہ حالات اس لشکر کے تعلیم کر دیجیے تاکہ مین جا کر ایک کو زندہ نچھوڑون
بادشاہ نے کہا بڑی خیریت سامری نے فرمائی جو وہ عیار تمکو زندہ چھوڑ گیا شاید کہ تمھاری صورت بنکر خداوند پر جاکر
عیاری کی ہوگی یا طلسم مین آیا ہوگا ہر نہج تمکو جمشید نے بچا لیا شیشہ دار اسوقت رونے لگی گوہر اشک کی لڑی
سہرہ رخسار انور کا ہوئی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اشک پاک کیے اور فریفتہ تو پہلے ہی سے تھا اسوقت اس کے
آرائش زیور کو دیکھ کر اور رونے سے وہ متنا بالکل ناپسند کر کے حاضران انجمن سے اشارہ کیا کہ تخلیہ کرو نیلم اور
عقاب کے ساحر اور کنیزان طلسمی وغیرہ اس قصر سے نکلکر کوہ پر اور جو مکان بنے ہین وہان چلے گئے اور بعض اس پہاڑ کی

سیر کرنے لگے کوئی لب جو ٹھہر اکوئی اشجار پر بہار کی دید مین گلگشت چمنستان کرنے لگا ادھر بادشاہ کا جل مستی پر اس محبوب جان
دشمن کے پھر نظر فرمائی شراب کا تو نشہ خوب تھا طبیعت آندھی کی طرح آئی پکارا کہ اے جانی ذرا میرے پاس آ یہ کہہ کر ران پر
ہاتھ رکھ دیا عیار نے بسنکی بھر کر ران ہٹائی اور ہاتھ اپنا ہاتھ کے نیچے رکھ دیا بادشاہ نے کہا اے غارتگر جان واسطہ
سامری کا اب نہ ترسا او بت ترسا تیری ہر ایک ادا پر یہ دل دیوانہ ہوا ہے ذرا تو پہلو سیر اگرما سرد مہری نہ دکھلا کہ
بیت اے مرے دل کو دے کے اپنا دل * سنگ کے مول بکتا ہو یہ لعل * عیار نے بصد ناز تیوری چڑھا کر کہا
او واہ وا آپ تو ایسی باتین کرتے ہین گویا مجکو اپنی جورو بنائیے گا بادشاہ اس بھولے پن پر اور زیادہ مفتون ہوا اور
کہا اگر جورو بنائین گے تو کیا نقصان ہے یہ کہکر اپنے گلے سے لگایا عیار نے بھی وہ گدرایا ہوا بدن خوب سینہ شاہ سے
اور جسم سے ملا پھر جھجک کر الگ ہو گیا کہ اوئی نوج میری جان ہلکان ہو گئی اسی کو جورو بنا کہتے ہین یہ کہکر شل برق
جھجک کر بیرون قصر چلا کہ لو مین جاتی ہون بادشاہ اُٹھ کر بے تابانہ لپٹا اور پکارا کہ شعر اتنا نہ ستم کر جا اُٹھون خواب سے
سب محشر بپا ہون بولین عجب فتنہ یہ جاگا * یہ کہہ کر گود مین اُٹھا لایا اس مہ پارہ نے ڈھیلے ہاتھون سے اُسکو مارا اور چپکے چپکے
گالیان کوسنے دینے لگی شاہ بیہودہ غلبہ مستی تھا کہ کچھ اُسکا مطلق خیال نہ کیا ہنس کر کہنے لگا اے سراپا ناز تیرا تو صاف
انداز یہ ہے کہ **فرد** باتین کر و عدو سے سودا کو گالیان دو * قربان ہون آپکی مین اس دادا اور دہش کا * اب
یہان تو یہ ہنگامہ اختلاط گرم ہے بادشاہ کو شوق ہے اُس ترک ستمگر کو بناوٹ کی شرم ہے یعنی یہ عیار بادشاہ کو کوئی
بیتاب کرکے بیہوش کرنا چاہتا ہے یہ تو اس فکر مین ہے کہ **شیشہ دار** اصلی جو اپنے مکان پر تنی تھی کچھ دیر ٹھہر کر سحر
اپنا جگا کر جانب لشکر امیر روانہ ہوئی اور زیر و زبر سل در سل ہر مقام پر **چالاک** کو ڈھونڈھا لیکن کہین پتہ نہ پایا
ناچار وہان سے پھری اور ایک مقام پر ٹھہر کر ماش کے آٹے کا ایک پتلہ بنا کر سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر بولا کہ اے
ملکہ کیا پوچھتی ہو اُسنے کہا سچ بتلا کہ **چالاک** عیار کہان ہے پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ تمہاری صورت بنا ہوا شہنشاہ کے زانون
کی گود مین بیٹھا ہے یہ کہکر پتلے نے چاہی کی منہ سے شعلہ آگ کا نکلا کہ پتلا جلکر خاک ہو گیا اور یہ ساحرہ غضبناک بنی
ہوئی جانب کوہ نیلم چلی جب پہاڑ پر آئی یہان ساحر سب سیر کر رہے تھے وہ حیران ہوے کہ ایک تو **شیشہ دار** بادشاہ
طلسم کے پاس ہے ایک یہ آئی لیکن اس حیرانی مین کسی نے اسکو روکا نہین اور یہ اندر قصر کے آئی دیکھا ایک نازنین میری
صورت کی عورت پہلوے بادشاہ مین بیٹھی ہے اور **افراسیاب** اس کے بوسے لیتا ہے بس اسکو یقین ہوا کہ یہی
چالاک بن عمرو ہے چنانچہ اب اس کے قریب آہستہ سے بطور مخفی جا کر ایک دو ہتڑ پتھر پہ مار کر کہ جلکر خاک ہو جائے یہ
عیار زبردست ہے ایسا نہو کہ مجکو دیکھ کر بھاگ جائے غرض بہت آہستہ آہستہ چلی لیکن پاؤن کی آہٹ بادشاہ کو معلوم
ہوئی اُس نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ساتھ ہی **چالاک** نے بھی پھر کر دیکھا تو **شیشہ دار** اصلی سے آنکھ چار ہو گئی ادھر
شیشہ دار نے جب دیکھا کہ اُسنے مجکو دیکھ لیا اب دوڑ کر اسکا کام تمام کر بس یہ لپکی اور عیار جلدی سے **افراسیاب**
کی گود مین لپٹ گیا یہ کہتا ہوا کہ اے شہنشاہ وہی آ گیا جس نے مجکو کنوئین مین ڈالا تھا شاہ جادوان سب حال تو
سُن چکا تھا ہی اور اس وقت حالت مستی مین ساحرہ عیار کو سمجھ کر کام دل حاصل کیا چاہتا تھا اُس کے آنے سے

مزا اُسکا گیا عیش منغص ہوا لیس بحالت غضب جانب ساحرہ دیکھنے لگا اور جیسے ہی قریب پہونچی عیار بد سحر بھی نہ
کرنے پائی کہ شاہ نے منھ سے اُف جو کی یہ قلابازی کھا کر دو ہاتھ جا گری اور بیہوش ہو گئی بادشاہ نے اُسوقت آواز دی کہ
اے نیلم جلد حاضر ہو لکھا ہے کہ اگرچہ بجائے اس قصد سے کہ میری آواز سب سنیں تو تمام طلسم کے رہنے والے اسکی
آواز سُنیں اور اسی وجہ سے بیان ہوا ہے کہ باغ سیب میں بیٹھے بیٹھے اسنے پکارا ہے اور ساحر دور کا رہنے والا
حاضر ہوا ہے اسکو حریف سے لڑنے واسطے بھیجا ہے فی الجملہ سب ملازموں نے صدا اُسکی سُنی اور دوڑے کہ شہنشاہ
پکارتے ہیں جب سامنے آئے اسنے نیلم سے حکم دیا کہ یہ عیار جو بشکل شیشہ دار بیہوش پڑا ہے اسکو ہوشیار کرو کہ
میں قتل کرونگا یہ حکم سُنکر نیلم تو ہوشیار کرنے بڑھا مگر چالاک گھبرایا کہ اب جو یہ ہوشیار ہوگی تو جان پہ تیرے
بنے گی راز تیرا فاش ہوگا اس سے لازم ہے کہ کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کر جلد گود سے بادشاہ کی اُٹھا اور کہا لے بادشاہ
مارے خوف کے میرا پیشاب خطا ہوا جاتا ہے میں ذرا چوکی پہ جاؤنگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے دو کنیزوں سے کہا
آفتابہ لیکر ملکہ کے ساتھ جاؤ کنیزیں ہمراہ ہوئیں اُس قصر سے علٰحدہ چوکی ایک جگہ لگی تھی مخمل کاشانی سے منڈھی
تھی طلائی طشت نیچے اُس کے لگا تھا وہ مقام آئینہ وغیرہ سے آراستہ تھا ایک گلاب کیوڑے کے منھ کھلے ہوئے رکھے
نہایت عمدگی سے پیراستہ یہ عیار جو وہاں گیا ایک لونڈی سے کہا تو باہر کھڑی رہ اور ایک کو اندر لیکر آیا اور
کہا آفتابہ یہاں رکھ کر میرے ناف کے مقام پر اور کمر کے نیچے آہستہ آہستہ مل کہ رفع اختلاج کروں وہ کنیز آفتابہ
رکھنے کو جب جھکی اسنے ناک اسکی ملدی کہ وہ بیہوش ہوئی اسنے فوراً کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اپنی پوشاک
اُسکو پہنائی پھر اپنی ایسی صورت اُسکو بنایا اور اسکی ایسی شکل آپ بنا اور اُسکو ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھیں کھلیں
دیکھا از سرتاپا زیور جواہرات میں پہنے ہوں یہ دیکھ کر تعجب ہوئی نہ سمائی پوشاک بھی جسم میں نفیس وعمدہ پائی جامہ سے
باہر ہونے لگی عیار نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے بی بی آپ حیران کیوں ہیں جس طرح خداوند سامری نے صبح
منور کو کالا کر کے شام کر دینا فرمایا ہے نمونہ اپنی قدرت کا دکھایا ہے اسی طرح تمکو بی بی بنایا مجکو لونڈی بنایا
ابھی خداوند سامری جامے حضور میں آئے تھے بہت انگوریوں کی روحیں ساتھ تھیں میں نے پہچانا نہیں اور
چوکی پر کھڑی ہو گئی اس پر بہت خفا ہوئے اور کہا ہم تیرے دیکھنے کو بحالت برہنگی آئے تھے اور تو کھڑی ہو گئی
ہم نے تجکو لونڈی بنایا اور اس کنیز کو بی بی بنایا یہ کہکر میرے اور تمھارے منھ پر ہاتھ پھیرا میں تم سی اور تم مجھ سی
بن گئیں لونڈی یہ باتیں سُنکر دل میں بہت خوش ہوئی اور کہتی تھی اے سامری پیارے میں تیرے قربان یہ
تجھی میں قدرت ہے کہ ایک لمحہ میں کچھ کا کچھ کر دیتا ہے عیار موصوف نے کہا لو اب پیشاب کرو اُس کنیز نے کہا مجکو
ضرورت نہیں اسنے کہا کیا ہوا تم چوکی پر بیٹھ جاؤ اور حضور خداوند نے تمکو بی بی بنایا ہے کسی سے یہ نہ کہنا کہ میں لونڈی
تھی کنیز یہ سُنکر گھبرائی اور چپ ہو رہی ملکہ چوکی پر جا بیٹھی اور یہاں یہ عیار تو چوکی پر سے چلا آیا مگر اس کے بعد
نیلم نے ملکہ شیشہ دار کو ہوشیار کیا اول میں حال اس ساحرہ کی عظمت کا بیان ہوا تھا کہ بادشاہ صحرائے
آفت خیز طے کر کے اس کے لینے کو گیا تھا اور یہ خیال کر لینے سے آسودہ ہو جاتی ہے بھوکی پیاسی نہیں ہوتی حال کلام

یہ کہ اسوقت اچانک عیار کو گرفتار کرنے قریب شاہ آئی تھی اُسنے پھونکت بیہوش کردیا ورنہ یہ ساحرہ بادشاہ سے
مقابلہ کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے اور بادشاہ اسکی بڑی خاطر کرتا ہے چنانچہ یہ جو ہوشیار ہوئی گھبرا کر اُٹھی شاہ نے ڈانٹا کہ
اے خیرہ سر تو کون ہے جس یہ سنتا تھا کہ ساحرہ دوہتڑ تان کر چلی اور پکاری کہ ارے تیرا ستیاناس جائے تو اور
سلطنت کے لائق ہوے اندھے آگ لگجاتی وہ گھڑی جل جاتی تخت پر بیٹھا تھا نہیں باتوں سے تیری
طرح الگ ہوگئی یہ کہکر وہ دوہتڑ اپنے منھ پر آپ مار لیا اور گلے سے ایک طوق اسیلی کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ
مار سیاہ بن کر شاہ کی سمت چلا افراسیاب کو یقین ہوا کہ شیشہ دار اصلی ہے جس وقت خفا ہوا کہ ملکہ اپنے
سحر کو روکو کہ میں نے پہچانا تم اصل میں شیشہ دار ہو ساحرہ نے اسوقت بازو پر سے ایک تعویذ کھولکر جانب شاہ پھینکا
تعویذ نہ تھا وہ رقعہ جمشید تھا جس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اے بادشاہ طلسم آگاہ ہو کہ ثانی عمرو یعنی مہتر عمرو
فرزند رشید خواجہ چالاک سفاک اپنے پدر گرامی قدر کی مدد کو آیا ہے یہ معلوم کرکے بادشاہ گھبرایا کہ ایک عمرو نے کیا کم
آفت برپا کی تھی جواب یہ آیا ہے اور ہاے میری گود میں لوٹا کیا اور میں نے گرفتار نہ کیا اور ایسے فتنہ گر کو اپنا معشوق
بنایا جیسا غالب نے فرمایا ہے کہ بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ٭ ہوے تم دوست جس کے دشمن اُس کا
آسمان کیوں ہو ٭ غرض بعد افسوس بسیار ملکہ شیشہ دار سے کہا کہ تم غائب رہو اب وہ جوگی بہروپ آئیگا اُسوقت
ظاہر ہونا اُسنے کہا میں وہیں جاکے مارے ڈالتی ہوں یہ کہکر خنجر بکف ہوکر اُٹھی اور پائخانہ کے در پر آئی چالاک
کنیز کو چوکی پر بٹھاکر باہر نکل آیا تھا اُسنے تسلیم کی ملکہ نے اشارہ سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ
اندر ہے ساحرہ بے تامل اندر در آئی وہ لونڈی ازار کھولے بیٹھی تھی کہ یہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی باہر لائی اور
دو ایک لاتیں دو تین گھونسے پہلے مارے وہ کنیز چلائی اے ملکہ کیوں مارتی ہو خداوند سامری ابھی پائخانہ میں آئے
تھے مجکو شیشہ دار بنا گئے تمہیں کچھ شک ہو تو دیکھ لو میں عورت ہوں چالاک یہ کلام اُس لونڈی کا سنکر گھبرایا
اور براہ چالاکی آگے بڑھکر کہا بی بی انکے قول فعل پر نہ جایئے یہ عیار کبھی عورت بنجاتے ہیں کبھی مرد بنجاتے ہیں بارہا ایسا
ہوا ہے نہیں معلوم ان موذیوں کو کونسی ترکیب معلوم ہے ساحرہ نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار نے کہا اب دیر نہ لگایئے
قتل کیجیے نہیں تو نکل جائیگا اور آپ رحمدل ہیں تو لایئے مجکو خنجر دیجیے کہ کام تمام کردوں یہ کہکر خنجر اُس کے ہاتھ سے
لیکر فوراً سر اُس کنیز کا کاٹ ڈالا وہ کنیز بیچاری ایسی ہی ویسی ساحرہ تھی منتر اور جنتر وغیرہ جانتی تھی پیر اُس کے قبضہ
میں نہ تھے جو اُس کے مرنے سے شور مچاتے شیشہ دار اس عیار کو کنیز سمجھ کر بہت خوش ہوئی اور سر اسکا سینہ سے
لگایا کہا تو میری بڑی خیرخواہ ہے بعد اس کے سر اُس کنیز کا لیکر چلی سر عیار پر افراسیاب بد شعار کے آئی اور کہا
لیجیے میں لائی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ ہم کو تم نہ چھوؤ جلدی سامنے مزبلہ پر پھینکدو یہ لوگ دشمن لقا و سامری ہیں
انکو ہاتھ لگانا جائز نہیں ساحرہ نے قصر کے صحن میں پھینکدیا کر پڑا ہے وہ انکو دیکھکے خوش ہوں گے یہ کہکر پاس
بادشاہ کے آکر بیٹھی بادشاہ نے عذر کرنا شروع کیا کہ اے ملکہ میں بہت تم سے شرمندہ ہوں کہ میں نے تمکو پہچانا نہیں
اور بیہوش کردیا ملکہ نے ہاتھ باندھ کر کہا اے بادشاہ ہم سب ادنیٰ ترین کنیزان حضور ہیں اسوقت مجکو غصہ

اُس عیار پر بہت تھا اور آپ بھی شبہہ مین تھے لیس میرے منہ سے کلمات بیہودہ جناب مین شہنشاہ کی نکل گئے
اُن باتون کو معاف فرمایئے گا اور حضور کو جمشید نے ایسا ہی صاحب تحمل بنایا ہے اگر آپ ہم کنیزون کی خاطر نہ کرینگے
اور ہماری باتون کی برداشت نہ فرمائین تو ہم طلسم مین کیونکر رہین بادشاہ تو اس ساحرہ کے دھوکے عیار سے اختلاط
کر رہا تھا اس سے بھی اسی طرح ہمکلام ہوا کہ اے پیکر ناز کی ادا زہے نصیب اُسکے کہ جو تیرے منہ کی گالیان کھائے کس

بیت بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے ۞ اپنا ہی تو فریفتہ ہوے خدا کرے ۞ یہ کہہ کر ساحرہ کو آغوش مین [illegible] محبت
لیا رخسار پر اُسکے بوسہ دیا اور کہا حافظ شربت قند و گلاب نہ علاج دل ماست ۞ بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند ۞

یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہوا تھا کہ نیا معرکہ درپیش آیا یعنی وہ سر جو کنیز کا بصورت چالاک بنا ہوا تھا اور ساحرہ نے صحن
مکان مین لاکر ڈال دیا تھا دھوپ جو اُسکو لگی رنگ بروغن اُسکا پگھلا کیونکہ چالاک نے جلدی مین کچا رنگ کنیز کے
لگا کر شیشہ دار اُسکو بنا دیا تھا جیسا اوپر مذکور ہوا اسوقت رنگ کے پگھلنے سے نقشہ اُس سر کا بدلنے لگا اس سے
کوئی آگاہ نہ تھا ایک کنیز نے اُس سر کو دیکھ کر اپنی ساتھ والی سے کہا او اجشیدان موے عیارون کے فن فریب کے
بجائے دیکھو موے پر بھی یہ موا سر رنگ بدلتا ہے اُس دوسری نے یہ سنکر بغور اُس کو دیکھا اور سب کنیزون سے کہا کہ
یہان سے ہٹ چلو اب یہ سر رنگ بدل کر کوئی فتور کیا چاہتا ہے ابھی یہ سر ایسا نہین دیکھو نا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ اور
ہو گیا لونڈیان یہ سنکر اُس سر کو دیکھ دیکھ کر بھاگین غلغلہ جو ہوا بادشاہ نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے ایک کنیز نے عرض کی
مین قربان گئی وہ جو سر اُس موے فارق عیار کا ہے وہ بیٹھے بیٹھے رنگ بدلتا ہے کوئی عیاری کیا چاہتا ہے بادشاہ
نے کہا معقول این گل دیگر شگفت مرے پر رنگ بدلنا آج ہی سنا ہے جاؤ اُس سر کو اُٹھا لاؤ لونڈیون نے کہا
آپ چاہے مار ڈالیے مگر ہم اُس سر کے پاس ہرگز ہرگز نہ جائین گے وہ موا آپ تو جی اُٹھیگا ہمکو اپنی جگہ پر کردیگا یہ سنکر
شیشہ دار خود اُٹھی اور جا کر اُس سر کو اُٹھا لائی کنیزون سے کہا ارے نامرادو تھوڑا گرم پانی لاؤ اتنا نہ گھبراؤ یہ سر تمھارے
نہین لپٹے گا کنیزین پانی گرم لائین اور ڈرتے ڈرتے اُس سر کو دھویا جب تیل وغیرہ چھوٹ گیا اصلی صورت جو اُس کنیز کی تھی
ظاہر ہوئی افراسیاب بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا شیلم جادو نے اُس کنیز کو دیکھ کر کہا یہ میری خواص ہے
جب وہ عیار بصورت شیشہ جادو یہان بنا تھا تو اسکی خدمت کو مین نے اسے مقرر کیا تھا یہان تو یہ بیکار تھا
مگر چالاک جو کنیز بنا ہوا یہان موجود تھا جب اُس سر کا چرچا پھیلا وہ بھانپ کر کوہ نیلم کے نیچے اُتر گیا اور ایک چشمہ
مین جا کے اُتر کر غوطہ مار گیا اس لیے کہ اب راز اسکا فاش ہوگا تو میری تلاش ضرور ہوگی لیکن اس بھاگنے مین اُس
چالاکی سے یہ نکلی کہ جس طرف سے آیا تھا اُدھر نہ گیا بلکہ اس طرف اُترا کہ جدھر سے طلسم مین جانیکا راستہ تھا الغرض اُدھر
بادشاہ طلسم نے رقعۂ جمشید مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ چالاک مارا نہین گیا اُسنے عیاری اس کنیز کو قتل کرایا اور آپ پہاڑ کے
نیچے جانب طلسم جو بام ہے اُتر گیا ہے اتنا حال اُس رقعہ مین معلوم ہوا آگے پھر اور ثابت نہوا اس لیے کہ ساحر اسم
دریا مین اثر نہین کرتا ہے اور نہ آسمان بھا سکتا ہے مگر ہان اگر سحر کا دریا بنا ہوا ہو تو سحر خبر دے از بسکہ شاہ طلسم
ایسا ساحر ہے کہ دریا مین سحر اسکا اثر کرتا ہے مگر جبکہ تا دیر ہوم وغیرہ کر کے سحر کرے حاصل مرام اس کنیز کے

سر کو جھکوا دیا اور شیشہ دار نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ مین آپ کی تابعدار ہون اگر آپ میرے مشتاق ہین تو غریب خانہ پر تشریف لایئےگا یہان عیار فکر مین ہے شاید کہ مین بھی عیار ہون اور آپکو کوئی دھوکا دون یا آپ عیار ہون مجکو ضرر پہونچا مین اب تو مجکو عیار ہی عیار یہان نظر آتے ہین میرے مکان پر کسی طرح کا کھٹکا نہین جسقدر جی چاہے وہ مین آئے تشریف رکھیے گا بادشاہ نے بھی کہنا اسکا منظور کیا اور کہا اے ملکہ اب مین جا کر اس عیار کے باپ کو مارے ڈالتا ہون کہ وہ میری قید مین ہے بعد اس مہم کے تمھارے گھر آؤنگا یہ کہکر ساحرہ کو گلے سے لگا کر بوسہ لیکر رخصت کیا وہ ہوا پر اڑ کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی بعد اُسکے شاہ خود بھی جانب باغ سیب چلا لیکن چالاک کچھ دیر تو اس چشمہ مین غوطہ زن رہا بعد تھوڑی دیر کے چشمہ سے نکلکر صحرا مین ساحر کی ایسی شکل بنکر پھرنے لگا اُسنے دیکھا کہ شیشہ دار ایکطرف اُڑی ہوئی جاتی ہے یہ بھی جھاڑیون اور جھنڈیون مین اپنے تئین چھپاتا پیچھے پیچھے اُس ساحرہ کے روانہ ہوا جب ساحرہ مذکورہ کئی کوس اُڑی ہوئی آئی ایک مقام پر صحرا مین اُتری کہ اب جو بہت دُور نکل آئی ہون دم دم لا کر لون یہان عیار کا نام بھی نہین غرض ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر دم لینے لگی بہر رفع احتیاج تو بیٹھی چالاک بھی اسکے پس پشت ایک درخت کی آڑ مین آکر ٹھہرا تھا اُسکو غافل دیکھکر دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہی وقت ہے مار اسکو یا تو اسکا کام تمام تو نے کیا اور نہ یہ تجکو پکڑے جائیگی یہ تجویز کرکے کاہ فلاخن مین پتھر گران وزن رکھکر اور کاسہ سر اسکا تاک کر کھینچ کر جو مارا کڑاک سے آواز آئی اور کھوپڑی اسکی ترش کر دور گری اور وہ زمین پر گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی پھر تو شور دار و گیر برپا ہوا زمانہ سیاہ ہوا کہ غیظ سے اس جگہ تک اندھیرا ہو گیا وہ صحرا جسکو طے کر کے بادشاہ طلسم اسکے گھر گیا تھا تمام برباد ہوا باغ مین اس ساحرہ کے آگ لگی شاہ جادوان اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے بھی یہ غلغلہ سُنا کہ یہ غل مچا رہے ہین افسوس مارا شیشہ دار جادو کو بادشاہ یہ صدا سُنکر پھر آکہ چلکر دیکھون کیا ماجرا گذرا لیکر باعث ہاتھ کو دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ یہ وقت چند گھڑیان بہت سخت ہین کہین جانا نہین بادشاہ ناچار جانے سے باز رہا لیکر گریبان غم مین ساحرہ کے اُسنے چاک کیا نالہ و فریاد برنگ بہار رویا اور یہ اشعار زبان پر لایا غزل

جاتے ہیں لوگ قافلہ کے پیش و پس سے چلے	دنیا عجب سرا ہے جہان آکے بس سے چلے
کہنا صبا پیام ہمارا بہار سے	ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ	جمعیت دلی یہ تری پھول ہنس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے اشک	سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

غرض اسیطرح نالان و گریان شاہ جادوان روانہ ہوا یہان نیلم کوہ کے قلعہ مین خون سے گل بوستان گلو کے درد آز مثل غنچہ کے بند ہین نیلم جادو کو نہایت بیکلی ہے دل سے کہتا ہے کہ اے نیلم خجستہ سو برس کا تیرا سن ہوا مگر کبھی ایسا سانحہ پیش نہین ہوا مگر طلسم مین کوئی آفت آنے والی ہے بربادی کے سامان نظر آتے ہین غرض یہ بحالت پریشانی اپنے قلعہ کے بند و بست مین مصروف ہے اور چالاک ساحرہ کو قتل کرکے ایکجانب بصورت مبدل روانہ ہوا قلعہ نیلم کو چھوڑ کر سیر طلسمات فرماتا دریا و کوہ و دشت مین نیرنگیان طلسم کی دیکھتا چلا جاتا ہے اُدھر افراسیاب برسے ہوا اُترا ہو

روانہ تھا قضائے کار گذر اسکا کوہ سلیمانی کی جانب ہوا یہ پہاڑ مثل چاندی کے سفید ہے اور سنہری لکیریں اسمیں پڑی ہیں یہ معلوم دیتا ہے کہ دور کرۂ ارض ایک حلقۂ خاتم ہے اور یہ کوہ مہر سلیمانی نگینہ ہے آرائش عروس دہر کا ظاہر قرینہ ہے پہاڑ چشمہ بصد لطافت و صفا جاری ہر سمت وزان باد بہاری درخت تمام سر تراشی کیے ہوے بادلے سے منڈھے ہوے موتیوں کے جال پڑے ہوے کوسوں تک سبزہ زار لہلہاتے بوقلموں کی بہار سبزہ برکالی گھٹائیں جھکی ہوئیں یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوٹتی تھیں ہر چشمہ کے گرد چمنستان جواہر کے لگے کسی تختہ میں لالہ کسی میں نافرمان کے پھول کھلے تھے سرگل پر ہزار ہا نرگس وان جواہر کے رکھے تھے نادے چینی کے اور سنگ سماق دلیشب کے دھرے تھے اُنمیں درخت سب جواہر کے لگے تھے نگارخانہ ارژنگ چین کو شرماتے تھے جہاں کہیں ضرغہ درختوں کا تھا عروس گلشن کا گھونگھٹ نکلا تھا نرگس چشم نیمباز جہاں تھی دلہن کی شرمائی ہوئی آنکھ کا پتہ دیتی تھی لجاتو سے صاف شرم و حیا ایک رات کی بیاہی کی ظاہر چھوئی موئی سمٹنے سے جھجک کرتا ہر تختہ سوسن لب مسی آلود کا پتہ دیتا نہیں نہیں لب رنگین جاناں کسی عاشق نے بوجہ سے نیلا ہونا بتایا گل بہرتن گوش اس لیے تھا کہ کسی شاہد گلعذار کا کرن پھول بننا چاہتا تھا سنبل تر کنگھی کے تنجر سے شانہ لیکن زلفیں عروس چمن کی سنوارنے پر آمادہ لالہ داغ دل کھاکر اس بہار پر دلدادہ بہار یہ کیفیت آشکار نظم

لگی ہے کرنے آکر سیر گلشن
کر آئی ہے پری دوش ہوا پر
گل مخمل پہ بیداری ہے نایاب
جھکی ہی جائے ہے چشم نرگس

چراغ گل نسیم صبح روشن
زبس باد بہاری میں نشا ہے
جہاں دیکھو تو ہے آلودۂ خواب
پڑا ہے جس روش پر عکس گلزار

یہ مستی کو گھٹا کی اب نظر کر
پڑا کیا بیخبر تاک اینڈتا ہے
اٹھا سکتا نہیں سر ہے یہ بیحس
بچھی ہے اس جگہ قالین خوش کار

ملکہ سلیمان جادو اس پہاڑ کی مالک ہے یہ مقام اسکی سیرگاہ ہے حوالی کوہ میں قلعہ سلیمانیہ آباد ہے وہاں کی یہ ملکہ حکومت کرتی ہے اس پہاڑ کے نیچے ایک باغ جنت نظیر لگا ہے کبھی پہاڑ پر کبھی باغ میں وہ ملکہ رہتی ہے اسوقت بالائے کوہ برائے تفریح خاطر آئی تھی تمام کوہ پر اسکے آنے سے آرائش و زیبائش ہو رہی تھی تمامی کا فرش جبوتروں پر بلور کے بچھا تھا کنارے ہر چشمہ کے ہزار ہا جانور کلنگ و بوتیمار وغیرہ پھر رہے تھے جابجا لنگر سے موتی کے جال کے استادہ تھے ملکۂ مذکور سنہری ذوپٹا اوڑھے دھانی اطلس کا پائجامہ پہنے چھڑی ہاتھ میں لیے ٹہل رہی تھی سن میں تیس برس کی تھی مگر نہایت بناوٹ جتنا سن زیادہ اتنا ہی سلیقہ بڑھا ہوا زن سی سالہ مگر لام زلف اسکا کشور دل عشاق پر لام باندھتا تھا چڑھائی کا اس کافر کا ارادہ سیپارۂ دل میں اسکا مصحف رخسار عظمت رکھتا ابروئے اسکے بسان مد بسم اللہ پہلی بسم اللہ غلط کراتا یعنی لام الف پڑھاکر ہستی کو نیستی بناتا دہن تنگ اسکا میم عدم کا سبق پڑھاتا اسکے دہن کی صورت عاشق بھی گمنام ہونا چاہتا چاہ ذقن کی چاہ کنوئیں جھکانی پر وہ پوش کی الفت جان گنوانی چھاتیاں ہنگی کھلی ظل حوصلۂ خاطر ابھری اور نکلی ہوئیں انگیا ایسی ٹھیک کسی کسائی کہ چھاتیوں کو سمٹا کر پائیں کی کثرت یاد آتی زیادہ سرکشی پر آمادہ دل توڑ دیے کا اُن نوکوں کا ارادہ شکم صباحت میں بے نظیر تختہ بلور لوح سیمیں روبرو اسکے بے توقیر کمر رہرو جادۂ عدم کو راہ بتائے اپنے عشق میں ملک عدم دکھائے زیر ناف تو عجب عقدۂ لاینحل برج قوس میں

دو ہلال جمع صدف دوبارہ ساق پا کا یہ عالم کہ **بیت**

ساق سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری — شرم سے جمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی

غرض اُس زن مہ سیما کا باوجود تیس برس کے سن ہونے کے یہ حسن کا عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

قد تھا مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا — شعر کاکل سے ہوا انکے مثلث **مخمس**

بیت ابرو کی ہے تضمین سے مسجع ایسا — نہ رہا سبع معلق کو بھی اب کچھ رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھوں مضمون — شعر یا ریک گردن موے کمر کا مضمون

قامت راست کو شمشاد کہوں دلبر کے — یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے

الف نور لکھا ہے ید قدرت نے وسلے — قد رعنا سے پری رو کو قیامت کہیے

فاختہ سرو رواں کہہ کے پکارے کوکو — بولے حق سرہ قمری یہ ہو کو یا جادو

پاؤں پر فخر سے سر رکھتے ہیں سرخیل بتان — گلشن دہر میں کیا خوب ہے یہ سرو روان

نقش پا قبلہ نما کہتے ہیں اہل ایمان — مردم چشم سے بہلاتی ہیں حورین تلیسان

سجدہ گاہ دل عالم ہے کمر پا انداز — تختہ گردون میں ہے مسیحا کا سراپا انداز

ساٹھ سو کنیزان ذرد ذرگوش مرصع پوش سراپا دریائے جواہر میں غوطہ لگائے ایک ایک حسن میں یگانہ آفت زمانہ گرد جیش استادہ تھیں کہ یکایک ہوا سے سرد کے جھونکے آئے ملکہ نے جو اوپر آنکھ اُٹھا کر دیکھا شاہ جادوان کو جانے با بالین طاؤس سحر پر سوار ہو کر آئی سو اشرفی نذر کی لیکر اُدھی اور قریب بادشاہ بردے ہوا ہو چکر پہلے تسلیم کی پھر نذر لیکر بڑھی اور ہنسکر بولی کہ اے شاہ ہم کنیزون سے بقدر بے التفاتی تو لازم نہیں یہ ادہر ہی ادہر جانا اور ہم سے آنکھ نہ ملانا اے شاہ شاہان **بیت** جدھر کو ہو تو جلوہ ریز جب ترے آگے بانظر جو طرق بوے تو فتح پیش نگاہ ؛ سایہ عاطفت اپنا ہم غریبون پر بھی پرتو فگن فرمایئے غریب خانہ پر تشریف لے چلیے کہ شعر نظارہ تجھا برعرض سے ہو نیچے جو سوے بحر + جائے رگڑ بیٹھے چرخ کو موج درخوش آب ؛ بادشاہ نے اسکی صفت و ثنا کرنے سے ہر چند کہ رنجیدہ خاطر تھا لیکن بکشادہ پیشانی فراج اُسکا پوچھا اور بیٹھا دیر اُتر آیا کہا اے ملکہ مین بلم کو وہ بڑا ہوا تھا گر وہان بھی مطلب برآری نہوئی اب بڑی ضرورت جاتا ہون نہین بغیر تمہارے بُلائے یہان آتا ملکہ نے عرض کی کہ آپ مجکو بڑی اُمید ہے سچ ارشاد فرمایا یہ کہہ کر ایک تخت جواہر نگار پر صحن گلشن میں اُسکو بٹھایا سو اشرفی نذر دی کشتیان جواہر کی پیشکش کین جام سرشار خوانی بھر کر دیا بادشاہ نے جام لیا آہ سرد بھری ملکہ نے دست بستہ عرض کیا کہ قربان گئی اسوقت آئینہ خاطر مکدر نظر آتا ہے غبار الم دل پر چھایا ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے اسکا کیا باعث ہے شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ طلسم کا حال تو سب پر عیان ہے اُسکا بیان کیا کر ایک شخص اب ادہر آیا ہے اُسنے ملکہ شیشہ دار کو مارا ہے اور تمام طلسم میں غدر ہو رہا ہے سلیمان جادو نے کہا لونڈی کو سب حال معلوم ہے لیکن بغیر مرضی آپکے کچھ نہیں کرسکتی جہان آپکے بٹھا دیا ہے بیٹھی ہین اور اے بادشاہ طلسم کشا جو ... ہے وہ تو گنبد نور پر آپکی قید میں ہے پھر اُسکو آپ قتل کیون نہیں کرتے شاہ نے فرمایا موقع و محل ہے غرضکہ اس طرح

کی باتین کرکے حکم دیا کہ طائفے بلواؤ چنانچہ زیر کوہ جو مذکور ہوا کہ باغ ہے اُس گلشن مین مکانات بنے ہین تمام خدمتی اس
ملکہ کے یہین رہتے ہین اس ملک کی ایک بیج کہ ملکہ اختر چشم جادو نام رکھتی ہے وہی قلعہ سلیمانی کی سلطنت کرتی ہے
اور یہ ملکہ عیش دوست ہے ہمیشہ اس باغ مین اور اس پہاڑ پہ سیر کرتی ہے ناچ دیکھتی ہے بڑے بڑے ساز بجانے والے
سرودی ہین کارتنت کار اس کے ملازم ہین اور اسکو خود بھی گانے بجانے کا شوق ہے تعلیم اُستادون سے لیتی ہے علم موسیقی
مین بڑی مہارت اور دستگاہ رکھتی ہے بی الجلا نے تو بادشاہ کو پہاڑ پہ بُلا کر طائفون کو بلایا ہے مگر یہان لطف راگ سنئیے کہ عمر
مہتر چالاک بن عمرو جو شیشہ دار کو قتل کرکے روانہ ہوا تھا تمام طلسمات کو طے کرتا آتے آتے بیچ مین کوہ سلیمانی کے
قریب پہونچا اور ایک باغ اُس نے زیر کوہ بنا دیکھا کہ حصار باغ سنگ رخام کا تھا مگر ایسا مصفا کہ محو نظر آتا تھا
اندر باغ کے جو درخت لگے تھے باہر سے دکھائی دیتے تھے کہ نوجوانون کی طرح جھوم رہے ہین چشم دل کو طراوت دیتے ہین بیچ حصار
مین دروازہ جواہر کار لگا ہے اور ہر سمت کمرے بنے ہین ازبسکہ قاعدہ مستمرہ ہے کہ جس فن کے جہان لوگ جمع ہوتے ہین
اُسکا ہر وقت چرچا ہوتا ہے چونکہ یہان گویے جمع تھے تو اُن کمرون سے آواز ساز بجنے کی آتی تھی کوئی سارنگی بجاتا تھا
کوئی تانین لگاتا تھا کہین سے بین کی صدا آتی تھی کسی جگہ سے گھنگرو بجنے کی آواز پیدا تھی کوئی کہتا تھا ایک دو تین
کہین سے آواز سرگم بھرنے کی بلند سا رے گا ما پا دھا نی کی صدا ہے ہر ایک خرسند اس عیار شیرین زبان نے یہ
یہ صدائین جو سنین خیال کیا کہ شاید یہ باغ برج سنبلہ ہے ناہید آسمان نے یہین داخلہ کیا ہے پھر اسکو یہ دُھن ہوئی
کہ اس ماجرے کو دریافت کرنا چاہیئے پس آپ بھی رنگ روغن عیاری کا نکال کر ایک گویے کی صورت بنا کر کمر باندھ کر
ایک سارنگی کمر مین لٹکا کر کاندھے سے لگائی کمانچہ اُسکا ہاتھ مین لیا بالون مین تیل لگا کر گھونگر بنایا مانگ نکالی کان مین
ایک بالی ڈالی نکھ دار ٹوپی سر پہ رکھی عطر کی روئی کان مین رکھ کر تن کرتی کا انگرکھا پہنکر گلبدن کا پائجامہ زیب تن
کیا اور در باغ پر آکر ٹھہرا اتفاق سے کچھ عرصہ مین دو تین گویے کسی کام کو باہر باغ کے نکلے اسنے اُنکو سلام کیا اُنھون نے
اسکی صورت بغور دیکھ کر آپسمین کہا کہ اس شخص کی صورت فتح خان کے بیٹے سے بہت مشابہ ہے بھئی جب وہ چلا گیا
میان جھنو اور بدھو خان کا گانا آدھا رہ گیا اور فتح خان تو اسی غم مین مر ہی گئے ایک نے کہا بھئی پوچھو تو شاید وہی ہو یہ سنکر
اُسنے اس عیار سے کہا ارے بھئی تم فتح خان کے بیٹے ہو چالاک ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ اُستاد جمشید نے پھر آپکی صورت دکھائی
وہ سب اس سے بغلگیر ہوے اور کہا اے یار ایسا تمنے گھر بار تجا کہ باپ کو بھی چھوڑا آخر وہ انتقال کر گئے اُس نے کہا اُستاد جی
کچھ بیان کرون بگڑنے کا ایسا مجکو سودا ہوا کہ دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہون اب تمھارے پاس آیا ہون مجھے تعلیم کردو
باپ مرگئے تو کیا ہوا تمھین سب مائی باپ ہو اُن گویون نے یہ تقریر سنکر ہاتھ اسکا تھاما اور اندر باغ کے لیگئے اسنے
اُس گلستان کو نہایت سبز و خرم پایا جہان بہار ہے ایسی بہار کہ بھی وہان کے باغ کا کیا کہنا جو درخت تھا وہ طوبیٰ
سے شجرہ اپنا ملاتا تھا جو پھول تھا وہ گلہاے جنت کا رشتہ دار وہ ہر رنگ اپنے تئین بتاتا تھا درختون کی سہانی اور
گھنی عمدہ چھاؤن ظل عاطفت سلطان پر طعنہ زن پھولون کی بہار بہار عیش دولت و نوجوانی پر چشمک زن کہین
بیدطری سر گل پہ برنگ دست شفقت اور کانپتا کہ آسیب خزان سے غلبہ قدرت تجکو بچائے کسی جگہ غنچہ مرجان و

چنار درازی عمر بقاے رنگ و بوے گلستان کی دعا کرتا ہر سمت طرفہ بہار میوہ دار درخت پھلے گلدار شجر پھولے سامنے ایک بارہ دری نہایت آراستہ کلخ گیتی کی طرح رنگارنگ کا سامان و اسباب اُسمین مہیّا مختصر یہ کہ چالاک کو گویے ایک کمرے مین اس باغ کے لیکر آئے وہان اوروں سے ملاقات ہوئی سب نے خاطر کر کے بٹھایا اور کہا میان صاحبزادے ذرا کچھ بجاؤ تو سُنین کہ تنے دونون پھر آرتم نے کیا پیدا کیا تمھارے باپ تو بڑے نائک تھے چالاک نے کہا بہت خوب اور بغل سے سارنگی نکال اُسکی طرہین درست کر کے یا اُستاد کہہ کان اپنا پکڑا ذرا سی خاک چاٹ ایک لہرا بجانا شروع کیا اب تو جتنے وہان اُستاد تھے سب تعریف کرنے لگے اور اسنے تان پلٹا لینا شروع کیا سم پر آکر کیا مجال بھی جو رہ جائے ایسا بجایا کہ عالم وجد ہر ایک پر طاری ہوا اسنے دو تین لہرے بجائے بڑی تعریف ہوئی سب اس سے محبت ظاہر کرنے لگے اس عرصہ مین چوبدار آیا اور کہا جلد چلو ملکہ نے یاد کیا ہے شاہ جادوان تشریف لائے ہین مجرا ہوگا یہ حکم سُنکر سب تیار ہونے لگے اُدھر وہ رنڈیان جنکے ساتھ یہ ساز بجاتے تھے تیار ہوئین ان گویون نے اُن طوائفون سے ذکر کیا کہ ایک گویے کا لڑکا آیا ہے کیا خوب بجاتا ہے ایک رنڈی نے اُنہین سے کہا کہ ہمارا طبلیا بہت سُست ہے اس لڑکے کو جاے ساتھ کر دو اُستاد جی نے عیار کو بُلا کر کہا کہ میان آج ان بیوی کے ساتھ تم بجاؤ اسنے کہا بہت اچھا غرض طبلہ کی جوڑی اُنھون نے بھیجکر دیکھی بائین کو گلکا یا دہنے کو تھوڑی سے ٹھونکا بڑا اسکا کھینچکر درست کیا بستنی مین جوڑی باندھکر تیار ہوے وہ رنڈی بھی مسّی کاجل سے درست ہو کر پشواز پہنکر آراستگی کر کے سوار ہوئی اور جانب کوہ چلی سازندے بھی ہمراہ ہوے غرض جب بہار پر پہونچے چالاک نے وہ آرائش و زیبائش یہان کی دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور شاہ جادوان کو تخت جواہر کار پر متمکن دیکھا ایک شہزادی کو قریب تخت بیٹھے پایا یہ اس سامان کو الگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگا اُدھر اس طوائف نے دیکھا کہ وہ گویے کا لڑکا نہین پریشان ہوئی ایک بکارا میان فتح خان کے بیٹے چالاک ایسا محو دید تھا کہ جواب نہ دیا جب وہ رنڈی آگے بڑھی یہ بھی سامنے سے آیا ایک سازندے نے کہا آؤ میان کہان تھے تمھے بجانا ہے یا نہین اسنے کہا بھلا مین بیوی کے ساتھ بجا سکتا ہون کوئی ایسی ویسی گانے والی ہوتی تو بجا دیتا اُستاد جی جو وہان تھے اُنھون نے کہا بھائی تم خوب بجاتے ہو یہی فتح خان کے نصیب تھے کہ تم ایسا سگھڑ بیٹا پیدا ہوا غرض یہ آکر طبلہ باندھکر پشت پر کھڑا ہوا اور وہ رنڈی ناچنے لگی اس عرصہ مین کوہ فیروزہ رنگ سپہر سے شہنشاہ سیارگان رخصت ہوا اور ناہید فلک کا سامنے خسرو ماہ کے مجرا کرنا ٹھہرا کہ **ابیات**

سمیٹا مہر نے پرتو کے دامن	گھٹا آخر وہ طول روز روشن
اُٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک	ہوا آنکھوں سے چشمن شام نزدیک

ایسا طبلہ چالاک نے بجایا کہ اُس رنڈی نے سمان ناچنے مین باندھ دیا اور وہ رات ہو جانے سے چاندنی کا کھیت کرنا معشوق کا بہار دیبہ نازنینون کا اُڑانا وہ سبزہ زار وہ پھولون کی بہار چمنون کی کیفیت شبنم کا گرنا نازنینان گل پیرہن کا جماؤ سلیمانی پہاڑ کا چمکنا عمارات کوہ کا مصفّا چاندی کا وہ چاندنی مین دلکش تھا اور اسمین اس طرح کا طبلہ بجنا اُس طوائف زہرہ پیکر کا ناچنا عجب عالم محویت ہر ایک پر طاری تھا یہ عالم سوقت ہوا تھا کہ **قطعہ**

ہوا اُس جشن کا سُن شادیانہ
کسی عشرت کو دعویٰ ہمسری کا
جواہر اس طرح اسمین ٹکے تھے
اُلش ہے تاجدار خاوری کا
جھکا دی تھی زمرد کی صراحی
صدائے سحر جنگی سامری کا
بنے تھے پھول آرایش کے ایسے
جہان مطلوب تھا گل جعفری کا

خوشی جاندار خشکی و تری کا
لباس نقرئی پہنے تھی کوئی
قرینہ تھا دکان جوہری کا
چلے تھے جام ساقی سے پیاپے
قدح مین لعل کے بچہ پری کا
لٹا دے بل مین رقاص فلک کو
کہ گویا کام تھا وہ زرگری کا
کرے تھا رنگ مین یون شیشہ قلقل

نہین اُس عیش سے عالم مین ہرگز
سراپا کوئی پہنے تھی زری کا
صف مجلس کو غور دیکھو تو گویا
باین صورت شراب دلبری کا
کرون تعریف کیا اہل طرب کی
کرشمہ انکی چشم اکبری کا
لگی وان اشرفی تختون کے اوپر
کہ جیسے قہقہہ کبک دری کا

چالاک نے وہ طبلہ بجایا کہ باین کی گمک سے دلون کو دھمک پہونچی گویا ہر ایک کے دل پر تھاپ پڑتی تھی ملکہ سلیمان جادو کے دماغ مین مستی نے ٹھیکا کھایا وہ اس فن کو خوب جانتی تھی شاہ جادوان سے گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ طبلیا کیا کام کر رہا ہے بادشاہ نے کہا اے ملکہ میرا اتنا سن ہوا اور اتنی بڑی سلطنت کرتا رہا مگر مین نے کبھی ایسا طبلہ نہین سنا اس طبلیے کو تمھاری سرکار سے مین لیجاؤنگا ملکہ نے بے اختیار گلوری ہاتھ مین لیکر طبلیے کو اشارہ کیا رنڈی تھم گئی طبلیا تسلیم کرتا ہوا آگے بڑھا گلوری لیکر پیچھے دعائین دیتا ہٹ گیا منہ پھیر کر گلوری کھائی ملکہ نے سامنے بلایا اور کہا تم کہان رہتے ہو کون ہو ایک سازندہ نے کہا بلاون وہ جو حضور کے قدیم ملازم فتح خان نایک تھے جنھون نے انتقال کیا اُن کے یہ لڑکے ہین چھوٹے سے بن مین نکل گئے تھے کچھ مزاج مین وحشت ہے لیکن جمشید نے یہ دولت دیدی کہ صاحب کمال ہو کر آئے ملکہ نے تعریف کی چالاک نے دس بیس سلام شاہ جادوان کو اور پانچ سات سلام ملکہ کو کیے اور کہا طبلیا ہون مجکو کیا آتا ہے جمشید نے مجھ سے بہتر بہتر بجانے والے گانے والے صاحب کمال پیدا کیے ہین ملکہ نے کہا میان تم اکیلے اپنا کمال دکھاؤ چالاک نے بین اس کے سکنے بجائی اور پکھاوج کی دو ایک گتین اس توڑ جوڑ سے بجائین کہ ملکہ پھڑک گئی بادشاہ طلسم نے موتیون کی سمرن گلے سے کھول کر دی اس نے تسلیم کی ملکہ نے مالے مروارید کے عنایت کیے اس نے عرض کیا کہ غلام نے بڑی دیر سے شراب نہین پی ہے اور بھوک بھی مجکو لگی ہے ملکہ نے کہا ہم تم سے کچھ سیکھینگے تم ہمارے اُستاد ہو ہمکو بتاؤ پھر شاہ ہمارے تمھین اپنے پاس رکھینگے اسنے عرض کیا مجکو کچھ آتا نہین ہے یہ آپکی قدردانی ہے ملکہ نے حکم دیا کہ ان کو وہ سامنے مکان مین لیجاؤ اور شراب و کباب کھانا عمدہ ان کو کھلاؤ ملازم یہ حکم سنکر اسکو لیگئے یہان اُس رنڈی کو ملکہ نے انعام دیکر رخصت کیا اور طائفہ بدلا گیا پھر شاہ کے لیے نعمت خانہ آراستہ ہوا ملکہ بادشاہ کو بہشت لیگئی نعمتہائے لطیف سے آسودہ کیا بعد تناول طعام پھر انجمن آرائی ہوئی اُدھر چالاک کے لیے ملازمان ملکہ نے شراب کباب ہمہ نعمت مہیا کردی نشے خشک چیزین اور فواکہات وغیرہ کھایا شراب دکھانے کی راہ سے پی اور جو گویے تھے اور اُستاد کہلاتے تھے انھون نے آپسمین کہا کہ میان یہان بیٹھے کیا کرتے ہو چلو سامنے کے مکان مین فتح خان کے بیٹے کے پاس چلین شراب پئین حقہ پانی کھانا سب وہان منگا یہ مشورہ کرکے دس بارہ

آدمی وہان آئے چالاک اُٹھ کھڑا ہوا کہ آئینے جمشید کی قسم آنکھیں کھولتی تھیں یہ کہکر کھانا اُنکے سامنے رکھا شراب
کی بوتل دولے کی یہ سب پینے لگے اُسطرف افراسیاب جب محفل مین بیٹھا اب بعد اس عیار کے گانے بجانے کے کسی کا
گانا کب اُسکو پسند آتا ہے کسی کا رنگ نہ جما شاہ دل سے کہتا تھا کہ ایسا گانا بجانا نہین دیکھا اور نہ سنا معلوم
ہوتا ہے کہ اس گویے مین کچھ فتور ہے بس اس طرح کا استعجاب کرکے سلیمان سے پوچھا کہ اس گویے کا حال مین نے
اچھی طرح نہین سُنا یہ تمہارا کیا نوکر نہین ہے ملکہ نے کہا یہ آج ہی صحرا سے آیا ہے میرا ایک ملازم تھا فتح خان اُسکا
یہ بیٹا ہے اسکو سودا ہوگیا تھا تو نکل گیا تھا ابھی استاد بیان کرتا تھا حضور نے نہین سُنا شاہ کو یہ حال سُنکر
خیال آیا کہ آج ہی آیا ہے کہین چالاک نہ ہو یہ سوچکر اسنے بازو سے اپنے تعویذ کھولا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا
کہ یہ چالاک بن عمرو ہے اے بادشاہ طبلہ بجاکر تجھے سمرن لگیگا اب ہوشیار رہنا شاہ نے یہ حال تعویذ مین دیکھکر
سلیمان جادوگر کو تعویذ دکھایا اُس ساحرہ کی جان نکل گئی کہ شاہ کہیگا دشمن گھر مین بٹھا رکھا تھا یہ بھی ملی ہوئی ہے
ادھر اُس عیار کی دلیری پر افراسیاب بھی کانپنے لگا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ مجھکو قسم ہے سامری کی
کہ مین اسکے حال سے آگاہ نہ تھی شاہ نے کہا یہ تو میرے ساتھ ساتھ آیا ہے کہ طلسم سے تم کیا جانو یہان تو آج ہی یہ
پہونچا ہے ملکہ نے کہا پھر یہی موقع خوب ہے مار ڈالیے چلکر کیونکہ وہ غافل ہے ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہوکر چلا جائے یہ
کہکر ایک لونڈی سے کہا کہ تو چھپکے سے جاکر دیکھ تو آ وہ طلبیا اُس مکان مین کیا کرتا ہے وہ کنیز چلی یہان سب
گویے کھانا کھارہے ہین خوش بیٹھے ہین کہ وہ لونڈی دبے پاؤن آئی اور دیکھکر چپکے سے پھری چالاک نے بھی
دیکھا کہ ایک عورت آئی اور جھانک کے چپکی پھر گئی یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ تاکنا جھانکنا کیا معنی معلوم ہوتا ہے
کہ کچھ ہمارا بھید کھلا یہ دیکھنے کو آئی تھی یا یہ کہ اسکا کوئی یار یہان ہے اُسکو دیکھنے آئی تھی بہر صورت کچھ نہ کچھ فتور ہے
اور بالفرض فتور نہ بھی سہی تو غافل تم کیون رہو شاہ طلسم ایسا دشمن موجود ہے کوئی فکر کرو یہ سوچکر ایک گویے سے کہا استاد
ذرا میری ایک بات الگ چلکر سُن لو وہ اُسکے ساتھ ہوا یہ اسکو اُس مکان کے دوسرے درجہ مین لایا وہان بھی پلنگ لگا ہوا
تھا پردے پڑے تھے سامان راحت مہیا تھا اسنے وہان پہونچتے ہی گویے سے کہا استاد دیکھنا میرے ہاتھ مین
کیا خوشبو آتی ہے اُسنے ہاتھ اسکا سونگھا اور بیہوش ہوگیا اسنے اسکو اپنی صورت کا ایسا بنایا اور اسکی ایسی شکل اپنی بنائی
کپڑے اپنے اسکو پہنائے اُس کے آپ پہنے اور وہانسے جہان سب بیٹھے تھے اس جگہ آیا اور کہا بھئی یہ لڑکا بیشک سودائی
ہے مجھکو خواہ مخواہ وہان لیگیا آپ تو شراب کے نشہ مین وہان پڑ رہا اور مین اکیلا چلا آیا یہ کہکر انکے ساتھ بیٹھکر گلوریان
بانٹنے لگا وہان لونڈی نے جاکر سلیمان سے کہا کہ وہ طلبیا بیٹھا ہے چلیے مگر راہ کترا کر اور حکمت سے بہلاوا دیکر
چلیے ایسا نہ ہو بھاگ جائے یہ سنکر ساحرہ اُٹھی اور بہار پر سیر کرتی ہر سمت پھرتی اُس مکان مین آئی جہان
کنیز دیکھ گئی تھی وہان اُس طلبیے کو نہ پایا کنیز سے بہ اشارہ پوچھا کہ کہان ہے اُسنے کہا ابھی یہان تھا ساحرہ
اسکی تلاش کرنے لگی ادھر چالاک نے یہ چالاکی کی کہ شاہ جادوان سے بڑھکر کہا بالا لون فتح خان کے بیٹے نے مفت کی
جو شراب پائی اسقدر پی ہے کہ اُس صحنچی مین پلنگ پر بیہوش پڑا ہے بادشاہ نے یہ سنکر سلیمان کو بلایا اور اُس سے

پوچھا کہ ملکہ یہ تمہارا کب کا ملازم ہے اُسنے کہا بہت قدیم نوکر ہے شاہ نے کہا تو اسکے ساتھ جاؤ دشمن عیار کو بتا دیگا
ملکہ نے کہا اُستاد جی جسکو تم فتح خان کا لڑکا کہتے ہو وہ عمرو عیار کا بیٹا ہے جلد بتاؤ وہ کہاں سوتا ہے اُسنے اسکو ہمراہ
لیا ملکہ نے سب کنیزوں سے کہا کہ چار سمت سے پہاڑ کو گھیر لو خبردار کوئی جانے نہ پائے کنیزیں ہر سمت محاصرہ کیے
استادہ ہوئیں اور ملکہ اُس مکان میں آئی وہاں گویے جمع تھے اُنسے کہا تمکو بیان کرنے آپکا حکم دیا ہے وہ سب عتاب
سلطانیہ سے خائف ہوکر باہر مکان کے نکل گئے مگر زیرک وہ نجا سکے اور چالاک اسکو اُس درجہ میں کہ جہاں گویے کو
صورت بدلکر سلا آیا تھا لایا اُسنے وہاں پہونچکر کہا اُستاد جی اب تم بھی چلے جاؤ اُنسے کہا اے ملکہ مقدمہ عیار کا ہے آپکو اکیلا
میں نہ چھوڑونگا یہ سُنکر ساحرہ چپ ہو رہی اور صحنچی کے اندر گئی چالاک نے برابر سے بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بھی چیخ کر
گری اسنے جلد اسکا پیرہن اُتارا اور چہرہ چمڑے کا بنا ہوا اُسکے منھ پر چڑھا کر رنگ و روغن لگا کر ایک لمحہ میں فتح خان
کے بیٹے کی ایسی شکل بنایا اور اُس گویے کو پلنگ پر سے ہٹا کر اُسکو لٹایا اور اسکا زیور و لباس خود پہنکر ایک لمحہ میں
اسکی ایسی صورت آپ بنا واضح ہو کہ یہ فرزند رشید عمرو ہے اسمیں اور چار ہفت چودہ سرہنگ جو عیاران اسلام میں
منتخب ہیں اُنہیں یہی صنعت ہے کہ صورتیں بہت جلد بدلتے ہیں اور جو نسخے رنگ و روغن کے انکو معلوم ہیں اور عیاروں
کو نہیں معلوم اور خواجہ پاس تبرکات ہیں اور نظر کردہ ہفت پیغمبران ہیں اسوجہ سے یہ انکے برابر نہیں ورنہ اُن سے
بھی یہ عیار دعویٰ برابری کا رکھتے ہیں بڑے بڑے فقرے اور مکر انکو یاد ہیں اسی وجہ سے سرگروہ عیاران عالم میں
اور نامور ہیں خواجہ ایک لمحہ میں بہتر صورتیں بدلتے ہیں یہ عیار بھی دو ایک صورتیں دم بھر میں بنا لیتے ہیں خواجہ
کو معجزہ سے یہ قدرت حاصل ہے انھوں نے بغیر معجزہ یہ ملکہ بہم پہونچایا ہے حاصل الامر یہ کہ اسوقت اس عیار نے
اپنی صورت سلیمان کی ایسی بنائی اور اُس گویے کو جسے پہلے بیہوش کیا تھا چہرے پر اُس کے عرق لگا کر روغن
چھڑا ڈالا اور ہوشیار کردیا جب وہ ہوشیار ہوا کہا اُستاد جی یہ زمانہ کا نشیب و فراز ہے کہ یہ جو پڑا ہے عمرو کا بیٹا ہے تمکو اسنے
مار ڈالا ہوتا بھلے ہو بچا خبر ہو گئی جو تم بچ گئے اب خبردار اپنا سانحہ کسی سے بیان نہ کرنا نہیں قتل کر ڈالونگی لو آؤ میرے
ساتھ چلو یہ کہکر باہر اُس مکان کے آکر گویے کو رخصت کردیا اور آپ پاس افراسیاب کے ساحرہ بنا ہوا آیا اُسنے کہا اے ملکہ
اتنی دیر کہاں لگائی کیوں وہ عیار گیا ہاتھ نہیں آیا اسنے ہنسکر کہا آپکے اقبال سے وہ مُوا کہاں جا سکتا ہے اے
شہنشاہ میں جب اُسکا سر کاٹنے لگی تو میرے ذہن میں آیا کہ یہ موذی کا ناب بھاگ کر کہاں جائیگا لڑکی بچے دھاک
باندھ رکھی ہے ورنہ یہ کچھ مال نہیں پس میں نے چار گھڑی کا مل بھر کر اُسکے ہر روئیں پر پہرہ بٹھایا اور خوب سحر سے
جکڑ دیا پھر چار طرف ساحر نگہبانی کو مقرر کیے اب وہ بیہوش پڑا ہے اتنی رات گذر جائے تو آپ خود اپنے ہاتھ سے
سب کے سامنے اسکو قتل کیجئے گا اگر بہت احتیاط منظور ہے اور اسکے بھاگ جانیکا خوف ہے تو ہوشیار اسکو نہ فرمائیے گا
عالم بیہوشی میں سر کاٹیے گا بادشاہ نے کہا جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان عیاروں کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کردوں اچھا
اے ملکہ تم وہ پلنگ جسپر اُسکو رکھا ہے باہر نکالو لاؤ کہ میں بھی سحر اپنا بغرض احتیاط و حفاظت کردوں ملکہ مصنوعی
نے ساحروں کو ساتھ لیجا کر پلنگ اُٹھوا کر سامنے بادشاہ کے پہونچایا بادشاہ نے بھی حصار سحر کا کردیا

اب ہزارہا جادوگر نگہبان پہاڑ پر پہرا دے رہے ہیں بادشاہ بھی سواری کرتا جاتا ہے اور پلنگ کو دیکھتا جاتا ہے روشنی تمام پہاڑ پر حد سے زیادہ کر دی ہے بڑی نگہبانی ہے چنانچہ وہ رات تو اس واقعہ میں کم رہ گئی تھی کچھ ہی دیر میں زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرہ شب کی صورت روغن سفید ضیا نے مہر لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ ابیض سحر نے نئی صورت پیدا کی کہ بمقتضائے

ابیات

کر چکا صبح کا جو دم ستارا — لباس ماتمی شب نے اتارا

پکارے سب کہ جاگو رات کم ہے — اُٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے

ہنگام سحر تمام کوہ پر غلغلہ ہوا کہ رات کو ایک میاں عمرو کا قید ہوا ہے اسوقت قتل کیا جائیگا ساحر جو قلعہ سلیمانیہ میں باغ سے گئے قلعہ مذکور میں بھی غلغلہ برپا ہوا ملکہ اختر چشم بیٹی نے **سلیمان جادو** کی بھی سُنا اُس نے لباس و زیور سے اپنے تئیں آراستہ کیا کشتیاں جواہر کی نذر بادشاہ کے لیے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہو کر چلی حسن میں یہ گلبدن قمر پیکر بھی حسینان عالم کی افسر تھی پندرہ برس کا سن شباب کے دن اختر آسمان خوبی مہر سپہر محبوبی سینہ ابھرا ہوا انگیا نکلی ہوئی گات سڈول ہر عضو بدن سانچے میں ڈھلا ہوا گول مختصر یہ کہ جان آفاق دلبری میں طاق الغرض قمرہ ناز پہاڑ پر آ کر آتری شاہ جادوان کو تسلیم کی نذر دی ملکہ **سلیمان** نقلی نے غلغلہ سُنا تھا کہ ہر ایک کہتا تھا صاحبزادی ہماری ملکہ کی آتی ہیں یہ بھی اُسکو دیکھ کر سمجھا کہ یہ اس ساحرہ کی جسکی تو صورت بنا ہے بیٹی ہے یہ سمجھ کر اُٹھا اور اس ماہ تابان فلک حسن کو گلے سے لگایا بلائیں لیں دعائیں دیں اُس نے بھی بہت ادب کیا اور بادشاہ طلسم اسکو بہ نگاہ محبت دیکھنے لگا اسنے بھی اٹھلا اٹھلا کر باتیں کرنا شروع کیں اور کہا اے بادشاہ اس کنیز نے سُنا ہے کہ عمرو کا بیٹا مارا جاتا ہے اس لحاظ سے میں بھی حاضر ہوئی کہ جا کر اُس کے قتل میں شریک ہوں تا کہ مجکو بھی ثواب حاصل ہو چنانچہ ایک خنجر میں بھی ماروں گی شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ سب ساحر ہوشیار ہو جائیں اب میں اس عیار کو قتل کرتا ہوں ہر سمت سب مستعد اور ہوشیار ہو کر استادہ ہوئے اور شاہ تیغہ پکڑ کر پلنگ کے پاس گیا جادو ساحر پنجرے کے اوپر سے ہٹا کر تلوار کو تول کر دو قدم پیچھے ہٹ کر جھپٹ کے اس زور سے ہاتھ مارا کہ گردن سکی کٹ کر پلنگ کٹا اور تلوار نے زمین پر آ کر بوسہ دیا اسکے قتل ہوتے ہی ایک آواز مہیب آئی اور آندھی چلی بھبوکے کڑ کی صدا بیروں نے دی پھر ندا ہوئی کہ افسوس مارا ملکہ **سلیمان جادو** کو شاہ جادوان کی یہ صدا سُنکر عجیب حالت ہوئی رنگ رخ سفید ہو گیا پہلے اتنا تو کہا کہ ایسے یہ کیا ہوا پھر تو تھر تھر کانپنے لگا اُدھر **چالاک** جب اندھیرا ہوا تو نعرہ کر کے ایک سمت کو بھاگا شاہ جادوان کو وہ ندامت ہوئی تھی کہ بیخود ہو گیا تھا اسکا تعاقب کون کرتا یہ تو اس پہاڑ کے کسی گوشے میں چھپ رہا اور وہاں اختر چشم کھڑی ہو کر پیٹنے لگی کہ اے بادشاہ یہ کیا کیا کہ میری ماں کو مار ڈالا بادشاہ کہے تو کیا کہے چپ بدن کاٹو تو لہو نہیں اور تمام کنیزیں پچھاڑیں کھانے لگیں ہائے ملکہ وائے ملکہ ایسے یہ کیا غضب ہو گیا یہ بادشاہ مو کیا آیا تھا کہ ملک الموت آیا تھا ایسے اس جلاد بے جمشید کی مار یہ ایسا اندھا تھا کہ اپنے پرائے نہ پہچانے کنیزیں تو اس طرح برا بھلا کہتی تھیں اور اختر چشم اپنی ماں کے لاشے سے لپٹ کر بین کر رہی تھی کہ ہے ہے میری نازوں کی اٹھانے والی افسوس مجھ سے محبت جتانے والی میری پالنے والی تو کدھر گئی ہائے مجکو سوکھے میں سلایا آپ گیلے میں سوئی کس ناز و نعمت سے

مجکو پالا اب مجکو اماں تنہا کر گئیں میری خبر کون لیگا کون میری ناز برداری کریگا اے اماں مجکو بھی اپنے پاس بلالو بیٹی اکیلی ہے اسکے سر پر ہاتھ رکھو شاہ طلسم نے جب یہ جزع فزع دیکھی تلوار بڑھکر ملکۂ مذکور کے ہاتھ مین دی اور کہا اے ملکہ تم اپنی ماں کے عوض مجکو قتل کرو یہ کہہ کر گردن جھکا دی ملکہ سمجھی کہ یہ حاکم ہوکر عذر کرتا ہے اسکی خاطر ضرور ہے یہ سمجھکر گویا ہوئی کہ اے بادشاہ آپکی خطا اسمین کچھ نہین یہ بھی میری قسمت کا لکھا پورا ہوا اور اماں کی قضا آ گئی برابر ہوئی تھی شاہ نے فرمایا تو اب مین جاتا ہون یہاں ٹھہرنا مجکو دم بھر دشوار ہے تمھارے لیے بڑا رتبہ دم مرتبہ کرونگا تم رنج نہ کرو ملکہ نے کنیزون کو گھر کا کہ خبردار جو کسی نے شاہ کو کوئی کلمہ بد کہا کنیزین خاموش ہوئین لیکن ہزارہا عورت یہاں تھی کس کس کو منع کرتی زبان خلق کس نے روکی ہے غرض بادشاہ ندامت زدہ اٹھکر یہاں سے روانہ ہوا ادھر **چالاک** جو کسی گوشہ مین مخفی تھا اس ہنگامہ مین پہاڑ سے اوتر کر جانب طلسم روانہ ہوا یہاں مرنے سے **سلیمان جادو** کے اس پہاڑ کی رونق اور بہار برباد او خزان رسیدہ ہوئی ابر غم ہر ایک کے دل پر چھا گیا نخل ہر ایک چوب تابوت نظر آتا تھا صدائے طائران خوش الحان نوحہ و شیون تھی سیہ پوش جعفری گلشن تھی سنبل پریشان سودائیان پریشان گل ہر ایک چاک گریبان دیدۂ نرگس پتھرائے ہوئے تھے جوشش غم سے جوش مین آئے ہوئے سبزہ پامال حسرت و غم بلبل کی جان پر خزان کا ستم شاخون نے تو پیان شگوفون کی پھینکدی تھین جنبش صبا سے سینہ زنی کرتی تھین وہ آرائش و زیبائش سب خاک مین ملی تھی ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بموجب **ابیات**

بسان گل کسو نے جیب کی چاک — کرے تھا جون صبا سر پہ کوئی گرد — عجب گلشن ہے پر لیکن کسی سے
نہ حرص اسکی رکھے ہے ساز نہ برد — گئے یاں سے وہ محبوبان رعنا — گل نورستہ آگئے جنکے تھا گرد
ندامت دل کو بلبل اس چمن سے — نظر جو آج سبز آوے سو گل زرد — لب جو پر سے جسکی کھلتی ہے آنکھ
حباب اٹھ چلے ہے بھر کر دم سرد

فی الجملہ بعد گریہ و زاری لاش اسکی بیٹی نے اٹھوائی اور انتظام قلعہ داری مین مصروف ہوئی ادھر **چالاک** جو روانہ ہوا قصد اسنے کیا کہ قلعہ مین جاکر ساحرون کو قتل کردن مگر شاہ طلسم کا ساتھ خیال کیا کہ چھوٹ جائیگا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ طلسم بہت بڑا معلوم دیتا ہے اگر ٹھہرتے چلو گے تو برسون مین لشکر ماہرخ تک پہونچے بس مارتے لوٹتے یون ہی چلے چلو یہ سوچتا ہوا صورت بدلے چھپتا ہوا چلا جاتا تھا اور **افراسیاب** رنجیدہ با دل بیتاب و پر اضطراب اڑتا ہوا روانہ تھا دل سے کہتا تھا کہ اے شاہ خود کردہ را درمان نیست تو نے افسوس اپنے ہاتھ سے **سلیمان** کو قتل کیا اسی رنج و غم مین آتے آتے قریب ایک قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ دل دگرگل جل رہا ہے جا دران بھرا اژدہے مین اژدھون پر کاٹھے کھنچے ہین تین لاکھ ساحر اسباب ساحری لیے آمادہ سفر ہین بادشاہ بارے دریافت حال قریب آیا یہاں کی مالک ایک ساحرہ ملکہ شعلہ حشم **گوہر دندان جادو** نام ہے نہایت ذی احترام ہے عین شباب جوانی کے دن مین نہایت حسن رخسار کی سی غیرت بخش ماہ و مشتری ہے مردمک چشم انسان جان محبان جہان جشن خرام دآفت جان ہے گلبدن غیرت دہ نسرین دہن اور غنچہ دہان لب جان بخش پر سب اہل عالم مرتے عیسی بھی اسکی مسیحائی کا دم بھرتے **مسدس**

الف سر میم دہن کو دل ارمان سے کیسے — قد بالا کو بجا ہے الف جبان سے کیسے

یا دگیسو کو بلائے سر ماران کہیے | لام ظلمات ہے وہ زلف پریشان کہیے
کس طرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو | کیسے ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو
گذر اسکا جو کبھی جانب دریا ہو جائے | جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جائے
کبھی بتخانے مین آئے تو تماشا ہو جائے | کعبہ سان خلق کا مسجود کلیسا ہو جائے
برہمن دیکھکے گردون کو کہے واہ رے مین | بت بھی بتخانے مین بول اٹھے کہ اللہ رے مین

وہ نازنین بھی بھولا سو کا گلے مین ڈالے تخت پر سوار سب فوج کے ہمراہ چلا یا جاتی ہے شاہ روئے ہوائے تیغ ہوا اور دخت جو لگے غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ آئے ملکہ نذر کی جلد نذر لیکر تخت سے اتری شاہ کو آداب بجا لاکر نذر دکھائی بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا کہ نذر معاف کی ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر آج قیام کرے شہنشاہ تشریف لائے ہین انکی خدمت واجب ہے لشکر بموجب حکم بیرون قلعہ اترا خیمہ و بارگاہ نصب ہوگئے ملکہ بادشاہ کو سوار کرکے اندر قلعہ کے لائی شہر بہت آباد تھا دیکھا بستی بستی رعیت فرحت سے ہنستی تھی عمارتین تیغ کی نہایت مصفا اور رفیع تعمیر ارکان سبع خوبی مین پری کی تصویر دکانین منقش و رنگین کمرون کی شکل عروس تزئین کہ بیت ہر سنگ اوہ عکس کو آب بہ وقت شب + در چشم روزگار زر صبح بہتر ست + شاہ طلسم سیر کنان عمارات شاہی مین تشریف فرما ہوا ملکہ نے ایک خانہ باغ مین لاکر ایوان رفیع مین مسند پر تکلف پر بٹھایا جنگیر جو گھڑے عطر دان سامنے رکھے ساقیان مہر طلعت رقاصان ناہید صورت کو بلایا جام مے گلفام شاہ کو دیا ناچ سامنے ہونے لگا بادشاہ کا کچھ غم بادہ خواری سے غلط ہوا اسوقت بایتکلم داکیا کہ اے ملکہ یہ لشکر کس لیے مسلح کرایا تھا کہان جانیکا ارادہ تھا کیا کسی ناظم سرحد دار سے کچھ بگڑ گئی کیا ہوا ملکہ نے عرض کیا کہ اے شہریار حضور کا حال سنتے سنتے کلیجہ پک گیا لونڈی نے ارادہ کیا تھا کہ چلکر جسطرح کو غارت کردون شاہ جادوان پر سنکر رونے لگا اور کہا آہ تم سب رفیق ہماری اعانت و حمایت کرنے کا ارادہ رکھتے ہو مگر افسوس کہ رہزن ملک عدم ہوتے ہوا ابھی یہ سانحہ میرے ہاتھ سے گذر گیا یہ کہکر تمام ماجرا سلیمانی پہاڑ کا کہا بعد مستفسر ہوا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا حال کس سے سنا ملکہ نے پرچے اخبار کے سامنے نکالکر ڈال دیے کہ روز یہ اخبار آتے ہین اور انھین پڑھکر دیکھکر مجھکو تاب نہ رہی آج چلی تھی کہ حق نمک ادا ہون لے بادشاہ ساحرون کا مارا جانا عیارون کی عیاری کرنا مصور کا شکست کھانا ملکہ صنعت کا آنا اور لڑائی کا بگڑنا اور نمک حرامی ملازمون کی اخبار سے معلوم کرکے مین نے خیال کیا کہ چلکر سزا ئے معقول نمک حرامون کو دون یہ باتین ملکہ کر رہی تھی کہ اس کے لشکر کے فیر سپہ سالاران نامور حاضر ہوئے قازجادو و قوس جادو انکے نام تھے انھون نے آکر شاہ کو نذر دی تسلیم کی اور کہا اے بادشاہ ہم سب آپسمین قسم کھا چکے ہین کہ بغیر قتل کیے نمک حرامون کے باز نہ آئین گے اب ہم کو رخصت ہی کرنا بہتر ہے شاہ نے کہا جمشید تمھارے ارادے کو پورا کرین اگر یہی ارادہ ہے تو جاؤ سپرد یونے دو سرداران کو کیا تھا ارحامی و مددگار رہے۔
جب ملکہ نے اجازت جانے کی پائی اُس دن اور تمام رات دعوت و مدارات مین بادشاہ کی مصروف رہی جب دوسرے روز نقاش بہار نے رنگ طرازی ورق سپہر پہ نور خورشید کی فرمائی کہ بیت اُٹھی محفل سے شمع بزم افسردہ ہوا پیدا کی پروانہ مین سوز + ہنگام سحر نقارہ کوچ کا بجا ملکہ بادشاہ سے رخصت ہوکر لشکر مین آئی نفیر سحر بجائی ساحر طاران سحر

پر سوار ہوے بردے ہوا تین لاکھ کا لشکر چلا دل عالم مین تہلکہ پڑگیا بادل جادو کے دنیا مین چھاگئے بیرون کے
غل سے کان جھنناگئے ایک ایک ساحر مثل بلاے سیاہ اژدر پر سوار ملتے پر تصویرین خوک کی بنائے کالی صورت دانت
نکالے آنکھ کے سب پر کالے جھنڈیان ہاتھ مین ہے سحر طرح طرح کے کرتے روانہ تھے تخت پر شعلہ چشم آگ نگاہ گرم سے جو آنچ
لگاتی جاتی تھی یہ تو ادھر گئی مگر بادشاہ اسکے قلعہ سے اور سمت روانہ ہوا اسکو یہ منظور ہے کہ ایسا کچھ بندوبست کرتا چلون
کہ جاتے ہی عمرو کو قتل کر دون چنانچہ حال اسکا بیان ہوگا مگر اولی ماجرا شعلہ چشم کا سنیے کہ بعد قطع منازل و طے مراحل
قریب لشکر حیرت پہونچی اُسنے جب اُسکے آنے کی خبر سُنی ملکہ شکوہ زرین قبا کو شہاب جادو وغیرہ ساحران
معزز کو بہر استقبال بھیجا یہ جا کر راہ مین اُس سے ملے اور باعزاز تمام لیکر آئے اسنے آکر دیکھا کہ دس بارہ لاکھ کا لشکر
پڑا ہے ایک جانب مصور سا کھڑا ہوا ہے ایک سمت ملکہ حیرت کی بارگاہ ہے اور سردارون کے لشکر پڑے ہین کچھ فوج
صنعت کی اُتری ہوئی ہے گو وہ اس مقام پر نہین ہے دریاے خون روان موج مار رہا ہے ایک دیوار طلائی کھنچی نظر
آتی ہے بارہ ہزار برج بنے ہین بارہ ہزار برج پر زادین شہنائیان منھ سے لگائے کھڑی ہین گھنٹے گھڑیال بجتے ہین ایک بارگاہ
مخمل سرخ کی استادہ ہے وہی دیوار سرحد طلسم ہے جس طرف اندرون طلسم ہے یہ بارگاہ زیر دیوار طلسم استادہ ہے جو تمام
جواہر دوز ہے اور جملہ اسباب اسکا جواہر نگار ہے قندیلین یاقوت اور زمرد کی لٹکی ہین بارہ ہزار دنگل بچھا ہے باہر طلسم کے شاہ
جس سے ملاقات کرتا ہے تو اسی بارگاہ طلسمی مین بیٹھتا ہے یہ سب سامان شعلہ چشم نے دیکھا اور دل سے کہا باوجود اس عظمت
وشان کے فتح شہنشاہ کی نہین ہوتی ہے کیا سبب ہے غرضکہ بارگاہ حیرت مین آکر پہونچی ملکہ کو نذر دی اُس نے
خلعت گران بہا دیا اور گلے سے اسکو لگایا اسکے سپہ سالار بھی آئے بدست راست تخت کے بیٹھی چار جادوگر پیچھے بیٹھے
ملکہ حیرت نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے وہی ماجرا جو بادشاہ سے بیان کیا تھا عرض کیا اور شاہ کا اپنے
مقام پر جانا اور اجازت آنے کی دینا کہہ کر بزبانی بادشاہ مارے جانا شیشہ دار و سلیمان کا جو سنا تھا وہ بھی
بیان کیا یہ حال جاسوس نے مہرخ سے جا کر کہا کہ اس طرح ایک فرزند خواجہ کے داخل طلسم ہوے ہین اور ساحرون کو
قتل کرتے آتے ہین یہ خبر سُنکر تمام سردار خوش ہوے لیکن شعلہ کے آنے سے مہرخ کو تردد ہوا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے
پھر آپ ہی کہا کہ خدا مالک ہے وہ کہا کرتی برق عیار بیٹھا ہوا تھا اُٹھا کہ مین ذرا جا کے شعلہ کو دیکھ آؤن مہرخ نے
کہا بھیا وہ تدبیر کرو جس سے خوشی حاصل ہو برق نے کہا مین کیا تدبیر کرون خواجہ ایسے مقام پر قید ہین کہ جہان
پہونچ نہین اگر میرا وہان گذر ہوتا تو جان لڑا دیتا یہ کہہ کر بارگاہ سے نکلکر ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت
مین آیا یہان بڑا عظم وشان شعلہ کا دیکھا یہ بھی ایک مقام پر کھڑا ہو رہا اس اثنا مین صرصر عیارہ آئی عیارون کا
معمول ہے کہ آتے ہی چار طرف دیکھ لیتے ہین اُسنے بھی چار سمت نگاہ کی برق عیار کو پہچانا اور تاک کے ادھر اُدھر پھرنے لگی
کبھی بیٹھ کر گلوری کھائی کبھی صبا رفتار سے باتین کرنے لگی برق دل سے کہتا ہے کہ عیارہ مجکو دھوکا دے رہی ہے
غرضکہ کچھ دیر مین عیارہ نے ایسا غافل تو برق کو نہ پایا کہ جو آپ حملہ کرتی مگر ملکہ شعلہ چشم سے کہہ دیا کہ برق عیار
بارگاہ حریف سے آیا ہے وہ کھڑا ہے ساحرہ نے یہ سُنکر توجہ شدید کی کالا برق نہ دیکھا کہ عیارہ نے کچھ کہا اُس بد

اُس ساحرہ نے کاغذ نکال کر دیکھا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تمہارا حال عیارہ نے کہہ دیا بس یہ سوچ کر سامنے شعلہ خیم
کے آیا سلام کر کے کہا میں برق عیار فرستادہ ملکہ مہرخ نامدار ہوں نامہ لیکر آیا ہوں زبانی بھی پیام لایا ہوں یہ کہہ کر
نامہ کمر سے نکال کر پیش کیا حیرت نے اُسوقت کہا اے موے کیا تو بھی نامہ لیکر آئے ڈالا تھا اور کوئی نہ تھا اُسنے کہا میں آیا
تو کیا برائی کی مثل مشہور ہے کہ ایلچی را زوالے نیست یہ سنکر صرصر نے آگے بڑھ کر کہا یہی وقت ہے اسکو قید کیجیے اس موے
کے پاس نامے بنے ہوئے رہتے ہیں حیرت نے ایک ترنج ناش کا سحر پڑھ کر مارا کہ یہ قید ہو گیا اور اسنے کہا اے شعلہ
میں نے تمہاری بڑی تعریف سنی تھی مگر تم تو حد کی بودی ہو کہ بےقصور مجھکو قید کیا آجتک کسی نے قاصد کو نہیں ستایا حیرت
یہ سنکر گویا ہوئی کہ موے جانا مرگ تجکو میں نے قید کیا ہے اے آجتک جو کچھ کیا تم عیاروں ہی نے کیا مہرخ نے کس کو مارا
بلکہ سب ہمارے نوکروں کو تم ہی نے تباہ کر کے خراب کر رکھا ہے ورنہ وہ ابتک راہ راست پر آجاتے جو نامی ساحر ہماری
حمایت کو آیا تم ہی عیاروں نے اسکو قتل کیا برق نے کہا اے ملکہ پھر اگر یہی دستور قدیم سے چلا آتا ہے جو ساحر نامی تمہاری
طرف آیا ہمنے قتل کیا تو پھر پیوستہ جو ہوتا آیا ہے وہ آج بھی ہوگا یہ تو عملدر آمد قدیم ہے اور ہم قید تھوڑی رہیں گے کوئی دم میں چھوٹے
اور مارا اسوقت تمنے ہم سے دغا کی ملکہ نے کہا ہم دغاباز نہیں ہیں یہ تمہارا استاد ہی دغاباز تھا جو مکر کرنے آیا تھا شہنشاہ
نے قید کر لیا انکے تو بڑے بڑے حمائتی تھے کوئی چھڑانے نہ آیا نہ ملکہ مہرخ آئیں نہ بہار نہ مخمور اور انکے علاوہ بڑے
انکے طرفدار بران دکوکب تھے وہ بھی نہ خبرگیراں ہوئے برق نے کہا سب اپنے وقت پر موقوف ہیں جب مانہ
انکی رہائی کا آئیگا آپ چھوٹ جائیں گے ملکہ نے کہا وہ تو چھوٹیں یا نہ چھوٹیں تم اپنی فکر کرو یہ کہکر حکم دیا کہ ایک پنجرہ فولادی
خاردار لاؤ کہ اسکی سیخیں بند کر کے دریائے خون رواں کے اُس پار اندر والا جو دروازہ ہے سیخوں میں لٹکا دیا جائے یہ حکم سنکر صرصر
اپنے دلمیں سوچی کہ یہ عیار تیرے سبب سے قید ہوا ہے اور عیار تجھکو بہت پریشان کرینگے پس تجھکو لازم ہے کہ یہاں سے ٹھہر اپنے خیمہ
میں چلکر چھپ رہ یہ سوچ کر اپنے خیمہ میں چلی گئی ادھر ملازمان حیرت قفس لیئے جو بارگاہ سے نکلے راہ میں ہر ایک سے بیان
کیا کہ ایک عیار اور قید ہوا ضرغام عیار عقب برق فکر عیاری میں یہاں آیا تھا اسنے بھی سنا اور سمجھا کہ برق
پکڑا گیا پس بہت جلد الگ جا کر صورت اسنے صرصر شمشیر زن کی ایسی بنائی کسی لیے کہ اسکو بارگاہ سے جاتے دیکھا
تھا پس جب عیارہ کی ایسی شکل بن چکا ایک کنٹھا یاقوت سرخ کا گلے میں پہنا کہ جسکی ضیا سے تمام سینہ سرخ معلوم ہوتا تھا
اور تمام بانے عیاری کے جسم پر لگا کر جوڑا ترچھا باندھ کر گات کو تن کر ابھارا سینہ کا دکھاتا نیمچہ تولتا ہوا ہمہ تن چشم
بنا ہوا بارگاہ میں آیا حیرت نے کہا عیار تو قید ہوا ہے اسکو چھوڑ کر کہاں گئی تھی یہاں موجود رہنا چاہیے اس نے کہا
اے ملکہ میں باہر اسلیے گئی تھی کہ کوئی اور عیار نہ آنے پائے کچھ دور جو لشکر سے بڑھی شہنشاہ کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے
تشریف فرما ہیں میں نے پاس جا کر تسلیم کی اور پوچھا کہ حضور یہاں کیوں بیٹھے ہیں فرمایا کہ میں طلسم کی گردآوری کرکے
یہاں دم لینے ٹھہر گیا ہوں تو اے ملکہ مبارک ہو کہ شہنشاہ اب ملکہ کی اپنے اس طرح خبر گیر ہیں پھر شہنشاہ نے مجھ سے
لشکر کا آپکے حال پوچھا میں نے قید ہونا برق کا عرض کیا فرمایا کہ ملکہ ہر چند کہ بڑی منتظمہ ہیں لیکن عیار بڑے مکار
ہوتے ہیں ایسا نہو کہ پیچ بڑھ جائے تو اُس عیار قید شدہ کو میرے پاس لے آ حیرت نے یہ کلمہ سنکر کہا بادشاہ کا جب

فکر ہوئی ابتک غافل تھے گرداوری کرنے لگے ملکہ شعلہ حشیم کہتی ہین کہ میرے کان پر بھی گئے تھے اچھا تو اس موئے عیار کو نے جاؤ اور میں بھی جی مین آتا ہے کہ چلون صرصر نے کہا بلا لوان آپکو تو بلایا نہین اگر آپ کو چلنا ہے تو پہلے مین پوچھ آؤن پھر آپ چلیے خیر اب اس عیار پر سے سحر اپنا اُتار لیجیے تو مین لیجاؤن ملکہ نے سحر اپنا دفع کردیا صرصر نقلی نے برق کو بیضہ بیہوشی کا مار کر بیہوش کیا اور باندھ کر پشتارہ کاندھے پر رکھکر بارگاہ سے نکل یہ جادہ جا ایک درۂ کوہ مین لاکر پشتارہ سے نکال کر ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی تو دیکھا صرصر پاس بیٹھی ہے یہ حیران ہوا اُسنے کہا مین ضرغام شیردل ہون اسنے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کارنمایان تم نے کیا یہ کہکر دونون صورتین بدل کر پھر جانب بارگاہ حیرت چلے اور یہان آکر علیحدہ ایک گوشہ مین ٹھیرے اس عرصہ مین صرصر اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی کہ دیکھون عیار قید کیا گیا یا نہین چنانچہ جب بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا ایسے تو پوچھ آئی عیارہ نے کہا مین تو نہ کچھ پوچھ آئی نہ سن آئی اور آپ نے بھیجا مجکو کہان تھا ملکہ نے کہا اس جیٹھ کو اب نشہ ہو گیا صرصر نے کہا مجکو تو نشہ نہین ہے وہ جو تخت پر بیٹھی ہین انکو البتہ نشہ ہے حیرت کو یہ کلمات سنکر غصہ آیا تخت سے اُٹھ کر ایک دوڑی صرصر نے کہا بی آخر لونڈی نے کیا قصور کیا جو آپ خفا ہوتی ہین ملکہ نے کہا اری قحبہ بیسوا تو برق کو لیگئی کہ شاہ جادوان مانگتے ہین مین نے کہا مین بھی چلون تو کہا تو نے مین پوچھ آؤن جب کی گئی ہوئی اب آئی ہے اور باتین بناتی ہے صرصر نے کہا قسم ہے جمشید کی مین آئی تھی نہ عیار کو لیگئی نہ پوچھنے گئی یہ سنکر ملکہ نے کہا غضب ہوا کوئی عیار اُس قیدی کو رہا کر لے گیا شعلہ حشیم نے کہا اب تعجب کر لشکر حریف غارت کر دیجیے یہ کہہ کر حکم دیا کہ طشت ذرا صاف کرا دو مین چوکی پر جاؤنگی یہ سنتا تھا کہ برق جلد بارگاہ کے باہر نکلگیا اور لباس اپنا اُتار کر صورت اپنی خاکروبون کی ایسی بنائی ایک مرزئی گاڑھے کی پہنکر ٹکڑہ اپلاس کا کمر سے لپیٹا ٹوکرا کمر پر رکھا جھاڑو پنجہ ٹوکرے مین رکھکر منھ مین کپڑا باندھ کر دربارگاہ پر آیا کنیزان شعلہ حشیم نے اُسکو دیکھ کر کہا ایسے مہتر جلد طشت صاف کر بیوی چوکی پر آتی ہین مہتر بیت الخلا مین گیا بارگاہ کے پہلو مین قناتین گھری تھین ملکہ حیرت کے پیچھی لگی تھی بڑی آراستگی تھی جیسا کہ بیان ہوا ہے غرضکہ اس مہتر نقلی نے اندر جا کر گرد چوکی کے کمند کے حلقہ جال کی طرح لگائے اور یہ ترکیب رکھی کہ جو کوئی پاؤن چوکی پر رکھے کمند کے حلقہ گردن و کمر مین پیچیدہ ہون بعد اس تدبیر کے طشت بدل کر باہر نکلا اور پشت پر جائے ضرور کے جاکر ٹوکرا رکھ کر بیٹھا اُدھر کنیزون نے اندر جا کر آفتابہ رکھا اور شعلہ حشیم سے جا کر عرض کیا کہ حضور چوکی بچھا گئی وہان اور کنیزون نے مہتر سے کہا ارے ابھی جانا نہین اُسنے کہا ہم ایک ہی دفعہ فراغت کر کے جائینگے یون ہی تھوڑی ہی جائینگے حاصل کلام شعلہ حشیم بارگاہ سے نکلکر دامن باندھ کر پائجامہ چڑھا کر چوکی پر آئی جیسے ہی بیٹھی کمند جو اُڑی ساتون بند اُس کے گردن و کمر و دست و پا مین پیچ ہو گئے اور یہ اوندھے منھ چوکی کے نیچے گری اور گلا ایسا گھٹا کہ آمد و شد دم کی بند ہوئی خرخر کرنے لگی آواز اُسکے خرانے کی باہر لونڈیون نے سنی سمجھین کہ بیوی پادتی ہین اس خیال سے کوئی اندر نہ آئی ادھر برق نے بھی یہ معداسی سمجھا کہ ساحرہ پھنسی پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اندر آیا اور حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر کے پشتارہ مین باندھ کر پشت ہی کی طرف سے نکلکر چلا راہ مین ساحران لشکر جو پہرے پر تھے اُنھون نے ٹوکا کہ

ارے کیا لیے جاتا ہے اُسنے کہا جو دیا ہے وہ لیے جاتے ہین پہرے والے نے کہا اس گٹھری مین تو آدمی معلوم ہوتا ہے
اُسنے جواب دیا اے میاں چپ رہو اپنے کام سے کام رکھو ناحق نوکری جاتی رہیگی پہرے والا یہ سنکر قریب آیا اور کہا
اسکا کچھ حال تو کہو کیا ماجرا گذرا ہے مہتر نے کہا میاں ملکہ شعلہ حشم نے ایک لونڈی کے سینہ مین مکا جو تان کر مارا اُسکے کلیجہ پر پڑا
تڑپکر مر گئی مجھ سے کہا اسکو کسی نالے مین لیجا کر دبا دے اور خبردار کسی سے کہنا نہین اب تم جو چیر پھاڑ کے پوچھتے ہو
کہو تو لاش یہان رکھکے مین چلا جاؤن پہرے والے نے کہا بھیا خانہ ہو جلد یہ لاشہ لیجاؤ یہ سنکر برق آگے بڑھا
اور اُس چوکیدار کے پیٹ مین ہول اُٹھا دور نکر جمعدار سے کہا کہ ملکہ نے ایک لونڈی کے گھونسا مارا اُس کے کلیجہ مین
لگا مر گئی مہتر کو لاش اُٹھنے کو دی وہ پھینکنے ابھی لیگیا ہے جمعدار نے کہا ان خیالون مین نہ پڑو جو ہوا وہ ہوا اُدھر
کنیزون نے آپس مین کہا کہ پیخانہ مین بڑی دیر ہوئی ملکہ آخر کیا کر رہی ہین ایک نے جھانکا جو دیکھا تو ملکہ دار و مین
پھر تو سب اندر آئین ملکہ کو نہ پایا غل مچایا کہ ملکہ کو کوئی اُٹھا لے گیا یہ خبر ملکہ حیرت کو ہوئی اُسنے صرصر کو بھیجا کہ دیکھ کیا
سانحہ ہے عیارہ نے آکر تپیرہ نہ پایا اور حیرت سے جاکر کہا برق فرنگی ملکہ کو لیگیا ہے حیرت یہ سنکر گھبرائی
اور قاز جادو و توسن جادو نے کہا ہم جا کر لشکر مہرخ پر گرتے ہین یہ لشکر باہر نکلے اور نفیر سحر کو دم دیا جلد جلد
کمربندی ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو بھیجا کہ جلد لشکر مخالف مین جا کر حفاظت شعلہ کی کر کہ وہ ہلاک نہ ہونے پائے
عیارہ صورت بدلکر روانہ ہوئی اُدھر برق جب ساحرہ کو لیکر لشکر حریف سے باہر نکلا صحرا مین آکر پشتارہ سے نکالکر چاہا
کہ سر کاٹ لون بس خنجر کھینچکر جو مارا نوک خنجر کی کر گئی اور ساحرہ پر اثر نہوا اور زمین سے صدا آئی برق سمجھا کہ کوئی آفت
آئی بس پھر اُسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور لیکر بھاگا یہانتک کہ اپنی بارگاہ مین سامنے مہرخ کے لایا اور کہا اے ملکہ
مین اس قحبہ شعلہ حشم کو لایا ہون مین نے قتل کرنا چاہا تھا پر قتل نہو سکی تم مار ڈالو ملکہ نے کہا اچھا مین کام اسکا تمام کرتی
ہون پشتارہ کھلوا اسنے پشتارہ کھولا کہ ساحرہ کے پکڑ لانے سے ایسا خوش تھا کہ سوزن اُسکی زبان مین دینا یاد نہ رہا جیسے ہی پشتارہ کھولا
ہوا لے سرد کا جھونکا ازخود آیا اور زمین سرد ہو گئی شعلہ حشم ہوشیار ہو گئی اور اُٹھ بیٹھی دیکھا تو بارگاہ مہرخ کی ہے تمام سالار سردار
جمع ہین ملکہ موصوف سریر آرائے سلطنت ہے یہ دیکھکر اُسنے نعرہ کیا کہ اے نمک حرامان کمینے مجھکو عیار بھیجکر پکڑ بلوایا ہے یہ
کہکر کچھ سحر جو پڑھا مانند بجلی کی اور یہ سنبھلکر اُٹھی مہرخ نے ایک نارنج سحر کا اسپر مارا یہ فوراً زمین پر ہو کر غرق زمین ہو گئی
اور تہ زمین پر ہو بیچکر قلاب زمین کو ہلایا زلزلہ زمین کو آیا جا بجا سے زمین پھٹ گئی صدائین مہیب آنے لگین اسوقت
زلزلہ جادو نے ایک نارنج زمین پر مارا کہ زلزلہ موقوف ہوا اور زمین سخت ہونے لگی شعلہ حشم زمین سے نکلی
مگر اس عرصہ مین صرصر یہان جو آچکی تھی اُسنے جاکر قاز جادو اور توسن جادو کو خبر دی کہ جلد چلو ملکہ وہان
تنہا گھر گئین وہ تین لاکھ کا لشکر لیکر برسم نفیر یہان آ پہونچے طلایہ داران سحر نے مہرخ کو خبر دی کہ فوج حریف کی آ پہونچی
اُسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا لشکر بعجالت تمام ادھر بھی مسلح و مکمل ہونے لگا قاز و توسن مع لاکھ ساحرون نے
آ کر گرے ایسے سنبھلنے کی بھی مہلت نہ ملی اہل اسلام قتل ہونے لگے ساحران مطیع الاسلام نے جو بادہ اُٹھا لیا
کسی نے جو لا سحر کا گلے مین ڈالا کسی نے دو مین نارنج ہی پائے کوئی تلوار سحر کی لیکر دوڑا کوئی ترسول ہاتھ مین لیکر

چلا اسی طرح ہر ایک آکر بھڑ گیا اُدھر بارگاہ میں جب شعلہ حشم کو معلوم ہوا کہ فوج میری یہاں آگئی پس یہ بھی باہر نکل آئی اسوجہ سے کہ اندر بیگڑی ہوئی تھی اُسکے پیچھے تمام سردار بھی باہر آئے اُنکے آنے سے فوج ظلمانیان کو تقویت ہوئی اور بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی ملکہ مہرخ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی نقارہ سحر کی چوب پڑی طائران سحر سر بہ بال دبانے واکرکے سایہ گستر ہوئے بیرون کے غل سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی زمین تہ و بالا تھی رن بولتا تھا ساحروں کے مرنے کی صدا آتی تھی کہ مارا طائر جادو و اطہر جادو وغیرہ کو ان آوازوں سے تمام جنگل ہلتا تھا آندھیاں اس زور سے آتی تھیں کہ خاکدان عالم برباد ہوا جاتا تھا کسی نے کسی کو جلایا پھر دریا جاری کرکے اسکے تن سوختہ کو ڈبویا آگ لگا کر پانی کو دوڑ تلوار کی بجلی چمکی ابر گھر آیا اندھیرا عالم میں چھایا سحر نے چشم خورشید فلک میں خاک ایسی جھونکی کہ دیدۂ روزگار میں غبار آگیا ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا کو یقین تھا کہ یہ پھیرا ناچیر آسمان کا اُڑ جائیگا آوازیں ہولناک ایسی آتی تھیں کہ اسرافیل بھی گھبراتے تھے یہ دوسرا صور کس نے پھونکا گیتی تہ و بالا تھی خاک اُڑ کر روئے ہوا پر ایسی جمی تھی کہ ایک دنیا اور پیدا ہوئی تھی یا یہ کہ زمین ہنگامہ پردازوں نے سر پر اٹھائی تھی روئے سپہر چھپ لیا تھا یہ ہنگام تھا کہ

نظم

لگا کوئی جادو کی کرنے پڑھنت
کوئی بڑھ کے میدان میں کرتا گرھنت
ہوا پیچ کھاتی تھی یوں بار بار
کہ پھن جیسے درپیش عقرب ہزار
سیاہی تھی عالم میں چھائی ہوئی
بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
لگائی کسی نے کسی تن میں آگ
کہیں شور برپا ارے سحر جاگ
کہیں ابر گھر کر برستے تھے تیر
کہیں کا نور دولیس کے آئے تیر
کہیں سحر کا بحر تھا موج زن
کوئی کھیلتا تھا عدد کا دہن
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا
یہی وقت جانبازی و جنگ تھا

اس لڑائی کی سیر دیکھنے کو ملکہ حیرت بھی گئی لاکھوں ساحروں کا لشکر ہمراہ لیکر بلندی پر آکر الگ استادہ ہوئی ہنگامۂ جدال و قتال میں ملکہ مہرخ خوش خصال نے تخت اپنا آگے بڑھا کر ایک نارنج ملکہ شعلہ حشم پر بارادہ نارنج آتے دیکھ کر اُڑ گئی اور نارنج جاکر اُسکی فوج پر گرا ایسا زور اُسمیں ملکہ موصوف نے دیا تھا کہ چالیس ساحروں کا سینہ اُسنے توڑا شعلہ حشم نے روئے ہوا پر ٹھہر کر باران تیر مہرخ پر برسایا اسنے رد سحر پڑھا کہ ہزارہا تیلا و ریمان سے پیدا ہوا اور تیروں کو قلم کرنے لگا اور سات چیزیں سحر کی سر مہرخ پر آکر سایہ فگن ہوئیں مگر پھر بھی ایک تیر سپروں کو توڑ کر شانہ پر لگا کہ ملکہ موصوف نے زخم کاری کھایا جلن اُس زخم میں پیدا ہوئی اُسنے افسون پڑھ کر شانہ پر دم کیے کہ وہ جلن مٹی اور لہو بند ہوا لیکن زخم باقی رہا ادھر ملکہ زلزلہ اور قوس جادو سے مقابلہ ہوا اور اس ملکہ نے ایک ناریل مارا قوس نے اُس ناریل کو زبردست دیکھ کر پرواز کی لیکن ناریل اُڑتے میں اُسکے پاؤں پر پڑا کہ انگلیاں پاؤں کی اُڑ گئیں اسوقت شعلہ حشم کو غصہ آیا اور زمین پر اُتر کر کُستے دو ہتڑ مارا کہ وائے افسوس اب ہماری یہ لیاقت طلسم میں باقی رہ گئی ہے کہ ادنیٰ آدمی ہمارے مقابلہ میں آئے ہیں محمود نہیں کرتا ساحری کا پوچھنا بیکار ہے کیا شہریاران طلسم مر گئے کہنا تھا کہ زمین سے غبار اُٹھا اور بگولے کی طرح چکر کھاتا ہوا زمین سے چرخ بریں تک گیا بعد لمحے کے سب نے دیکھا کہ بہت بڑا

ایک سیل فولادی بنا ہے اور اُسمیں دریچے بنے ہوئے نظر آتے ہیں اُن کھڑکیوں میں ایک ایک پتلی غل زن مہر طلعت کے استادہ تھی حقیقت میں فلک حسن کی ستارہ تھی مگر ہر ایک پتلی کی آنکھیں مثل شعل روشن تھیں اور شعاعیں اور شعلے اُنسے نکلکر گرتے تھے اور چار سمت پھیلتے شعلہ چشم گوہر دندان اسی سے اس ساحرہ کا نام ہے کہ سحر آنکھوں سے شعلہ نکلنے کا کرتی ہے چنانچہ اُن پتلیوں نے ایسا ڈانٹا لشکر مہرخ کو کہ سب کے دل تھرا گئے ہر ایک پتلی نعرہ زن ہوئی کہ اے خیرہ سران و تیرہ روزگاران تمنے بہت قدم ادب آگے بڑھایا ہے خبردار ہو جاؤ یہ نعرہ کرکے ہاتھ اپنے اُن سب نے آنکھوں پر اپنی رکھ لیے یکایک آواز مہیب آئی اور وہ سیل اسقدر دراز ہوا کہ تمام لشکر شعلہ چشم کا اُسکے پیچھے ہو گیا اب اُن پتلیوں کی آنکھوں سے شعلۂ آتش اسقدر نکلکر بلند ہوئے کہ روئے ہوا کہ نارنگیا سا بان چرخ نیلی کا رنگ سُرخ تھا باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی لشکر مہرخ دلاور جو آگے بڑھا آتا تھا وہ پیچھے ہٹنے لگا ساحران نامی بنگلے سحر کے بنا کر مخفی ہونے لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئیں لیکن وہ آتش بڑھنے لگی روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک نامہربان نے عجب طرح کی سرد مہری دکھائی کہ خانۂ تن میں آگ ہر ایک کے لگائی اہل اسلام باہم دلسوزی کرتے لیکن سب گرم جوشی بھول گئے ہر ایک کے دل سے لگی تھی مگر کہاں بجھ سکتی تھی شعلہ چشم مع لشکر کے الگ جا کھڑی ہوئی اسکی وہی مثل ٹھیک ہے کہ جس میں جنگی ڈال جمالو الگ کھڑی ہوئیں آفت عظیم برپا تھی دریا سے آتش جوش مارنے لگا آسمان سے شعلے گر کر پھیلتے تھے یہ پرانا جھونپڑا دنیا کا پھنک جاتا تو کیا بعید تھا اُس آتش کی گرمی تمام عالم میں پھیلی دنیا ساری دھوئیں سے لیلی بنی کہ

نظم

تھا ہوا سے تنور چرخ یہ گرم	تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم	ساغر مہر گرم تھا یاں تک
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک	گیا تالاب میں ہر ایک کنول	کنول کاغذی کی طرح سے جل
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے	ابر نیسان سے آگ برسے ہے	شفق آفتاب شام و سحر
آگ دیتا جہان کو تھا یکسر		

مسلمانوں نے دست مناجات درگاہ خالق نار و آب میں بلند کی کہ اے حاکم مخلوقات ببرکت آیۂ ربانی ہدایۂ قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراھیم۔ اس آگ کو ہم پر گلزار کردے یہ دعا اُن کی مستجاب ہوئی شعلہ چشم سے ملکہ حیرت نے بڑھ کر کہا کہ شہنشاہ کو مارڈالنا تمہارا اُن کا منظور نہیں فرماتے تھے کہ جب اسد اور عمرو مارڈالا جائیگا اسوقت یہ سب مجبور سے مطیع ہو جائیں گے اور حق بجانب شہنشاہ ہے کیونکر دل انکا چاہے کہ انکو دم بھر میں بلسان حرف غلط مٹا دوں جنکو لاکھوں روپیہ کھلا کر سایۂ عاطفت میں پرورش کیا ہو کہ ع ذروں کو فروغ مہر سے ہے ؎ بس لازم یہ ہے کہ ان سب کو قید کرو اور شہنشاہ کو لکھ بھیجو جیسا وہ حکم دیں عمل میں لاؤ شعلہ چشم نے کہنا اسکا منظور کیا اور سحر کچھ پڑھا کہ دریا سے آتش گرد لشکریان اسلام ہو گیا اور آگ بھی الگ الگ بجھنے لگی بیچ میں لشکر مہرخ کا آ گیا اور جلنے مرنے سے محفوظ رہا خلاق خشک و تر نے رحم فرمایا فی الحال دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا جب دود آہ اہل اسلام سے زمانہ تاریک ہوا اور شعلۂ مہر لرزتا ہوا اس گرمی کو دیکھ کر آتشکدۂ سپہر سے نکلکر مغرب کی

بھٹی میں گر اگر جیسا ابیات	کہ تھی وہ لباس نور افشان	زمین جیسے دلھن تھی ایسی [illegible]

ہوا سیلا کبودی رنگ لایا	بشکل عکس گیسو اُس کو پایا

شعلہ حشیم میدان سے پھری لشکر نے اُسکے پڑاؤ پر آکر کمر کھولی یہ پہلے ہی بارگاہ میں زنگی ملکہ حیرت کی بارگاہ میں آئی سب نے اُسکی بڑی تعریف کی کہا ملکہ کیا اُنکا سحر کرے تو ایسا کرے اور یہ نمک حرام کسی طرح رحم کے لائق نہیں آپ کل اُنکو قتل کرڈالیے اسنے یہاں آکر نہ شراب پی نہ کچھ راحت کرنا چاہا قلمدان منگا کر عریضہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ شاہان اس کنیز نے یہاں آکر یہ حال نکھرا ہوں کا کیا اب امیدوار ہوں کہ اُن کے مار ڈالنے کی اجازت آپ لکھ بھیجیے تاکہ میں سب کا خاتمہ کردوں اور آپ تشریف لاکر اسد و عمرو کو جو قید میں ہیں ہلاک کرڈالیے تاکہ یہ بکھیڑا جائے اور طلسم پاک ہوجائے اس عرضی کو ایک ساحرہ نور پیرہن جادو کے حوالے کرکے حکم دیا کہ شہنشاہ میرے ملک کے جانب کوہ فیروزہ یا قلعہ سلطانیہ کی طرف تشریف لے گئے ہونگے کیونکہ یہی دو راہیں وہاں سے باغ سیب کی ہیں بادشاہ سیر کرتے آتے ہیں تو ان مقامات مذکورہ پر جاکر تلاش کرکے شہنشاہ عالیجاہ کو عرضی دینا اور جواب لیکر بہت جلد آنا دیر نہ لگانا ساحرہ مذکورہ وہ عرضی لیکر طاؤس سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی لیکن جب یہ چلی تو برق و ضرغام عیار بھی اُسکے ہمراہ ہوئے کیونکہ لشکر مہرخ پر جب آگ برسنے لگی تھی تو یہ لشکر سے بھاگ گئے تھے کس لیے کہ عیار ہنگام آفت اُس مقام پر نہیں ٹھہرتے ہیں غرضکہ بارگاہ میں یہ دونوں عیار بصورت مبدل آکر ٹھہرے تھے اور ذکر برائے قتل شعلہ حشیم کر رہے تھے جب نور عرضی لیکر چلی یہ بھی ساتھ ہولیے اسطرح سے کہ وہ تو اُڑکر طاؤس پر سوار جاتی ہے اور یہ بطور زمینی نیچے نیچے طاؤس کے جاتے ہیں اور ایسا تیز چلتے ہیں کہ طاؤس کا اُڑنا اور انکی چال برابر ہے جب بہت دور لشکر سے ساحرہ نکل آئی ایسا کہ میل کوس پر پہونچی برق نے ضرغام سے کہا کہ جب ہم بارگاہ حیرت میں تھے تو شعلہ حشیم کی زبانی سنا تھا کہ شاہ طلسم قلعہ سلطانیہ یا فیروزہ کوہ پر ملینگے پس یہ ساحرہ نامہ لیکر وہیں جائیگی پھر ایسا نہو کہ کسی مرحلہ طلسم کی طرف یہ جائے کہ وہاں ہم جا نسکیں اس سے بہتر یہ ہے کہ اب اسکو زمین پر اُتار لو اور جو کچھ کرنا ہو وہ کرو لشکر سے بہت دور آچکے ہیں اب اسکو ہم عیار کا گمان بھی نہوگا ضرغام نے یہ تقریر سنکر کہا بہتر جو آپ فرمائیے وہ کریں اسنے کہا اب اتنا چلو کہ اس سے کئی کوس بیشتر جا پہنچیں یہ کہکر دونوں مثل برق و باد روانہ ہوئے اور اُس ساحرہ کے آگے ہوکر صحرا میں ٹھہر کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی دونوں نے بنائی مگر خوبصورت جادوگرنیاں بنے مانگ میں سیندھ بھرا بندی ماتھے پر لگائی سُرخ چُندریاں اوڑھیں لہنگے قیمت کے رنگے پہنے سر سے پاؤں تک چاندی کا زیور پہنا یات بالیاں کانوں میں گلے میں جگنو تو ڑا طوق ہاتھوں میں کڑے بازو پر جوشن بازوبند کڑے چھبا نچہ وغیرہ پہنکر ایک سانولے رنگ کی عورت بنا اور ایک گورے رنگ کی ایک کا سن زیادہ ایک کا کم مگر دونوں کا حسن نمکیات جان مجروح فدا جگر عاشقوں کی تیغ ہاتھوں میں دونوں کے مہندی لگی ہوئی کہ بموجب بیت کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا۔ ان دونوں ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا۔ کاجل دونوں کی آنکھوں میں لگا ہوا اسکی نسبت یہ کہنا روا کہ شعر کرے ہے دہر زینت ظالموں پر تیرہ روئی کو۔ کہ زیب ترک حشیم یار سرمہ ہے صفاہانی۔ زلف چلیپا رخسار پر پریشان ہوکر ہوکر لہراتی تو یہ معلوم ہوتا کہ فوج حبش ملک عرب پر چڑھ آئی بلکہ یہ تنزا اُس زلف کی کرنا زیبا ہے کہ بیت

ناگن کا اُس زلف کی مجھ سے رنگت پوچھ کیا حاصل ✽ خواہ ہی کالی خواہ پیلی اس نے اپنا کام کیا ✽ اسی طرح انکے ہر عضا پر
تیر مژگان کا ان کے دل نخچیر کہ بموجب بیت جا ہی بھر اُس مست مژگان سے پار ✽ دل تو بڑا سا ہی جگر گیا ✽ اس صورت
زیبا پر دونوں آراستہ ہو کر باہم کچھ مصلحت کر کے ٹھہرے تھے کہ ساحرہ اُڑتی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئی اُسکو آتے دیکھ کر
دونوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کیں وہ جو کمسن تھی اُسکو مین دارنے دوڑ کر پکڑا اور اُسنے بھی اسکے بال پکڑے
دونوں مالزادی بیسوا اچھنال کہہ کر غل کرتیں ایک کہتی اری قحبہ رہ تو جا میں تیرا کوبے استرے سے سر مونڈ دونگی تو نے
اچھے گھر بیاہا جا ہوئی ٹھکاری میرے آدمی کے پیچھے بلا ہو کر لپٹی اری تجکو کوئی اور نہ جڑتا تھا وہ دوسری کہتی ہوئی بازار
تو جب دھگڑے کرتی ہے تو نہیں کہتی اور میری باپوش تیرے خصم سے بات کرتی ہے میرے لاکھوں خریدار ہیں ایسا ہی مجکو
کرنا ہو تو ایک صبح کروں ایک شام کروں اور میری کیا شامت ہے جو تیرے خاوند پر گرونگی یہ تو ہی ایسی ہے کہ میرے
دلو رکے نیچے پھیل گئی کچھ تیرے میاں میں لعل لگے ہیں جو میں اپنی آبرو دونگی اُسنے کہا اری چھتیسی مکرتی ہے میں نے
تجکو اور اُسکو ابھی ایک جگہ پکڑا ہے یہ تو کہو وہ بچا بھاگ گئے نہیں تو اسوقت دکھا دیتی موئے کو داماد کو تیرا بنا دیتی اُسنے
پھر جواب دیا کہ اری دمڑا بیٹی تو کیا مجکو ایک جگہ پکڑے گی نہیں ابھی اُس سے کچھ واسطہ تھا تو اب سہی دیکھوں تو میرا کیا
کرتی ہے یہ کہکر جھپٹے باہم پکڑ کر گھونسے اور طمانچوں سے لڑنا شروع کیا اور غل ایسا مچایا کہ نور پیر میں قریب پہنچ چکی تھی
ٹھہر کر انکی لڑائی دیکھنے لگی انھوں نے اُسکو دیکھ کر پکار کر کہا حضور ذرا ہمارا انصاف کر دیجیے وہ انکی لڑائی دیکھ کر ہنس رہی
تھی زمین پر اُتر آئی اور کہنے لگی ارے تم دونوں کیوں لڑتی ہو آپس میں کیوں بھڑتی ہو ایک نے کہا سنیے حضور میں انکے میاں کو بلانے
نہیں جاتی انکے گھر میں قدم نہیں رکھتی یہ مجکو ڈھکوں دیتی ہیں وہی مثل ہے کہ اپنے دام کھوٹے تو پرکھیا کو کیا دوس دوسری
نے کہا یہ سچ کہا لیکن آپ کہتی ہوں کہ جب مجھ سے اس سے بہناپا ہوا اور اُسکو میں نے اپنے گھر بلایا جب تو میرے
آدمی نے اسے دیکھا اسکو یہ لازم تھا کہ میرا ہی گھر دیکھ جائے یہ کتوں کے پاس جاتی مگر اُس سے نہ بات کرتی اُسنے کہا کتوں پاس
تو آپ جاتی تیرے ہوتے سوتے جاتے تو موئی بات کرتی ہے کہ گالیاں دیتی ہے اب پھر لڑائی شروع ہوئی نور نے کہا سنو بات
سیدھی طرح کرو لڑو نہیں اور مجکو تم دونوں کی کیفیت معلوم ہوگئی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں یہ کہکر اس گوری عورت سے
کہا کہ تم اپنے میاں کو اس سے لگاتی ہو کہ آشنائی ہے سنو میری جو اس سے تکرار ہے کیا فائدہ پھر مری جان جو میاں تمہارے
گھر بھیجیں گے تو تم ہوگی وہ کوئی نہ ہوگا یہ بھی چار دن کا ہے چپ رہو دیکھو تو دنیا کس کل بیٹھتا ہے اُسنے کہا نا صاحب
میں کبھی سوتیا آم نہیں لیتی سانجھے کا کام نہیں کرتی میرے پڑوس میں دو جوروں کا خاوند اگر آکر رہے تو میں وہ گھر چھوڑ دوں
بھلا مجکو اتنی تاب کہاں کہ رہ نا جو میرے ہوتے اُس سے ہنسیں بولیں میں آگ لگا دونگی انکے منہ کو اس دوسری نے
کہا آگ لگے تیرے منہ کو جلسا بھوسے تیرے گھر میں ہوئی کے تن میں کیڑے پڑیں جیسا کیے کو ڈھ ٹپکے جیسا مجکو اُسنے
بدنام کیا ہے سب خلق میں رسوا کیا ہے جھنڈے پر چڑھایا ہے سب برادری بھر میں میری ناک کٹ گئی وہی ہو کر کہتے نہیں
تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو ہوئی سب خلق کہتی ہوگی کہ اب فلاں چودھری کی بہو ایسی ہوگئی ایک یار صبح بلاتی ہے
ایک شام کو اُسنے جواب دیا کہ آخاہ بڑی تو نیک بخت تیرا آنچل کسی نے نہیں دیکھا یہ سلاری کے بیٹے خصم کے جیتے جی میں

بگڑ دی گئی تھی بدھو میرے ہی یہ تو دونے مٹھائیون کے لاتا تھا ایک دن میرے ہی خاوندنے تو آمون کی بغیا مین جیا
سے مجکو پکڑا تھا آج مین برادری مین بدنام ہوگئی وہ مثل کہتے ہین کہ کوری پیٹھ پیچھے لگے اُسنے کہا ارے بیٹھ تو کیا میرے
ثابت کریگی مین پچاس دھگڑ سے تو خود تیرے ثابت کردونگی یہ بستی کے لونڈے سے کون پھنسا تھا اور وہ مجکو سے دالا میر
ہیالن (یعنی ہیان) آتا تھا اسنے جواب دیا کہ مین تو ہون ہی خراب لیکن تو میرے آدمی سے بات نہ کیا کر اُسنے کہا ابھی
بدنام ہوئی وہ میان جاتے کہان ہین میر امن سنائین گے یہ کہکر ملکہ نور کا دامن پکڑا کہ میرا فیصلہ اُس مردے کرا دیجیے
ادھر اس دوسری نے کہا اچھا یا تو یہی رہین یا مین ہون مجکو اس موے سے فارغخطی دلوا دیجیے نور نے کہا بی بی
یہ کئی دن کا جھگڑا ہے مجھ سے نہ فیصلہ ہو سکیگا مین اپنے مالک کے کام کو جاتی ہون اور کام بھی وہ کام ہے کہ ذرا دیر ہو جائیگی
تو ہمین معلوم کیا آفت آئیگی موے عیار ایکسی آفت کے ہین وہ میری مالکہ کو کچھ ستائین اور ضرور ہی ستائین گے کہ
ان کمبختون کے دل سے لگی ہوگی سارا لشکر انکا قید ہے یہ جوان مصنوعی عورتون نے سُنا کہا آپ کو بڑی ایسی پڑی کہ گھڑی بھی اپنے
نہین بچا سکتین ایک عورت نے کہا بھاڑ مین جائے برائی چولھے مین جائے قصہ یہ تو آپ بتائیے کہ حضور آئی کہان سے اپنے
لشکر کا نام لیا جب مجکو خیال آیا لشکر ملکہ حیرت مین فیروز جادو میرے باپ نوکر ہین جنکے بھروسے پر مین میان سے فارغخطی
مانگتی ہون اسکو کچھ میرے باپ کا بھی حال معلوم ہے اُسنے کہا مین تمھارے باپ سے تو واقف نہین مگر جب ہماری ملکہ آئی ہین لشکر
حیرت بہت خوش وخرم ہے اسنے کہا آپکی ملکہ کون ساحرہ پارسا ہین اسنے حال ملکہ شعلہ حشم کے آنے اور لشکر مہرخ کو قید
کرنے اور اپنے نامہ لیجانیکا شہنشاہ طلسم پاس بیان کیا اس عورت نے ہنسکر کہا کہ اے جمشید شکر ہے تیرا کہ عیارون کے
شریک تکلیف سب قید ہوے اس دوسری عورت نے کہا اس بات کی خوشی کیا وہ لوگ ہزار مرتبہ پکڑے گئے اور ہزار دفعہ رہا
ہوے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے یہ سب جسدن مارے جائینگے اُس دن سمجھو کہ فتح ہوئی اور یونہی تو عیار اپنا
کام کر جاتے ہین ساحرہ نے کہا میری ملکہ پر موے عیار ہاتھ نہ ڈال سکینگے اُنکی قضا ہی نہین ہے یہ عورت اس بیان کو سُنکر
ساحرہ کے پانون پر گری اور کہا جہان مسلمانون کے قید ہونے کی خوشی سُنائی ہے وہان یہ بھی بتادو کہ ملکہ کی تمھارے قضا
کیون نہین ہے تاکہ دل کو اطمینان ہو اور خوشی زیادہ کرین ساحرہ نے کہا بی جرے کو مین نہین بیان کر سکتی مجکو حکم نہین ہے
اس زن نقلی نے دعائین دینا اور منت کرنا شروع کیا کہ سامری تمھارا بھلا کرین تمنے ایسی خبر سُنائی کہ دل ہمارا باغ باغ ہو گیا
اب اتنا اور بتادو ہم خوش ہونگے اور کیا کرین گے تم جانتی ہو کہ گانون کی رہنے والی عورت ذات نہ کہین جانے نہ آنے کی
کسی سے کہین گے نہین پھر ہمسے چھپانا کیا اُس ساحرہ نے بھی خیال کیا کہ لشکر یہان سے بہت دور ہے اور یہ اگر کسی سے کہیگی
بھی تو چار پہر رات کا فاصلہ ہے مین حکم لیکر پھری اور سب باغی قتل ہوے پھر اسکے کہنے سے کوئی کیا کر لیگا یہ سمجھکر اسنے کہا اے
نیک بخت تیری خاطر ہے جو مین بیان کرتی ہون ہماری ملکہ کو انکے اُستاد نے ایک تختی بنادی وہ تختی ایک مچھلی کے پیٹ
مین ہے اور مچھلی چشمہ سحر مین اور چشمہ سحر بیابان نرگس زار مین جو یہان سے تین کوس پر جانب شمال ہے بس جو کوئی ملکہ پر
فتحیاب ہونا چاہے تو وہ تختی لائے اور اسکا عکس اُس میل پر کہ جسپر پتلیان کھڑی ہین ڈالے وہ میل برباد ہو جائیگا اور
سحر دفع ہوگا پھر اُس تختی کو تلوار سے مس کرکے ملکہ کو مارے یہ کہکر فرمایا کہ لو اب مین جاتی ہون تمھارے جھگڑے سے مین

جو رات ہوئی اس زن نقلی نے اپنا دوپٹہ اُتار کر بچھا دیا اور کہا بی بی تمہارے گھوڑے کھڑے پانون تھک گئے ہون گے
ذرا ٹھہر جائیے دم لیکر چلی جائیے گا نور اسکے کہنے سے بیٹھ گئی اور اُسنے کمر سے بٹوا نکالا اُسمین سے گلوری نکال کر اور ایک لاچی
اُسکو دی کہ نوش فرمائیے اُسنے وہ لیکر کھالی حلق سے پیک اُترتے ہی بیہوش ہوگئی اُسوقت برق نے ضرغام سے کہا
کہ اب جلد سواری کی تدبیر کرو بیابان نرگس زار یہان سے تیس کوس ہے ہم سے رات بھر مین بھی جایا نہ جائیگا ضرغام
بنا بر حکم اسکے روانہ ہوا اور اطراف مین اس صحرا کے دیہات وغیرہ جو آباد ہین وہان پہونچکر پکارا کہ اے میان کوئی
نوکری کریگا طلسم کی بستیون مین تو جتنے آدمی ہین سحر ضرور جانتے ہین چند آدمی اپنے گھرون سے نکل آئے اور اس سے ملاقات
کرکے مستفسر ہوئے کہ بھائی کس کی نوکری ہے کیا تنخواہ ہے اسنے کہا نور پیرہن جادو مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم جادو
بیابان نرگس زار مین جاتی ہین انکی کچھ طبیعت یہان کے صحرا مین پہونچکر سست ہوگئی ہے وہ نوکر رکھتی ہین تخت سحر لینے
لیے چلو تنخواہ بیش قرار ملیگی تمام عمر کو سرکار ہوجائیگی چین کروگے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو دو ساحر انمین سے کہ غریب
آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے تخت پر اپنے گھر سے بیٹھکر اور اس عیار کو بھی اپنے پاس بٹھا کر روانہ ہوئے
یہان اس عرصہ مین کہ جبتک ضرغام پھر کر آئے برق نے نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اُتار کر اپنے زیب تن
فرمایا اور رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر کنوئین مین یا کسی
گڑھے مین ڈال دیا اور ایک فرمان ملکہ شعلہ چشم کی جانب سے لکھا مہر اُسپر ملکۂ مذکور کی کرکے اپنے پاس رکھا مضمون
اُسکا آگے بیان ہوگا یہ اس صورت سے درست ہوکر بیٹھا تھا کہ ضرغام ساحرون کو لیکر آیا ان جادوگرون نے ملکۂ نقلی
کو بیٹھے پایا تسلیم کے لیے سر جھکایا ملکہ نے فرمایا کہ ہم نے تمھارا پچاس روپیہ مہینہ کیا ہمکو بآرام تمام بیابان نرگس مین پہونچادو
اور جو کچھ ہمارا کام ہو براہ خیر خواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہونگے تو اور تمھاری ترقی کرینگے ساحرون نے کہا ہم ہمیشہ سرفروشی
اور جانبازی کرینگے اور جو کچھ ہم سے ظہور مین آئیگا حضور ملاحظہ فرمائینگی فی الجملہ نور نقلی تخت پر آکر بیٹھی اور ضرغام
بھی ساحر بنا ہوا گوشہ تخت پر آکر بیٹھا ساحرون نے تخت کو بزور سحر اُڑایا اور جانب منزل مقصد راہی سحر کے زور سے
طرفۃ العین مین وہ تیس کوس زمین طے ہوئی برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اُترا اور ساحران ملازم شدہ
سے حکم دیا کہ تم کنارے اس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو جبتک مین نہ آؤن قدم آگے نہ بڑھانا نہ یہان سے کسی اور
طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہے سراسر آفات ہے مین بحکم شاہ یہان آئی ہون ورنہ جو کوئی یہان آئے گرفتار
آفت ہوجائے وہ ساحر وابستہ حکم تھے ایک درخت کے نیچے تخت لیکر ٹھہرے اور ضرغام و برق آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہے نئی طرح کی بہار ہے چاندنی رات مین نرگس کے پھول کھلے ہین نرگستان کواکب
شرماتے ہین دیدۂ ثوابت کے مجتمع نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجتمع ہین ہر درخت
نہال ہوکر آنکھین ایک دوسرے سے لڑاتا تھا معروف نظر بازی تھا ہوا سرد چلتی تھی جو کلی تھی وہ یہ پتہ دیتی تھی
کہ کوئی معشوق آنکھین بند کیے سوتا ہے جو پھول زمین پر ٹوٹ کر گرے تھے وہ یہ بتاتے تھے کہ خفتگان خاک آنکھین
کھولے تماشاے عالم دیکھ رہے ہین اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا اشارہ کرتے ہین صفحہ کتاب عالم پر

منشی بہار نے جابجا اضافے کیے تھے مضمون رنگین صفت چشم معشوقان میں نئے ایجاد کیے تھے وہ ہوائے پھولوں کا اپنا معشوقان خوش چشم کا نگاہ کسی عاشق سے پھیر لینا نظر آتا غنچہ غلط اُس جائے فرخناک کو دیکھ کر کھل جاتا یہ عالم وہان کا تھا کہ **نظم**

ہوئے وسعت میں ہر جا کے گر لکھوں میں غزل	مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار
زبس ہوا کو تراوٹ نے وان کیا ہے نثار	شرار سنگ میں ہے رشک دانہائے انار
گذر صبا کا جو ہو جائے اس چمن کی طرف	نہو سوائے زمرد عقیق وان زنہار
جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش	ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لائے بہار
غرض میں کیا کہوں یارو چمن میں قدرت کے	عجیب ہے لطف کی اس قطعۂ زمین پہ بہار
یقین ہے دل کو اگر ساکنان جنت سے	جو کوئی سیر کرے اُس دیار کا گلزار
زبس تماشے سے آنکھوں کو وان نہو سیری	پلک کو موندنا نرگس کی طرح ہو دشوار

بیچ میں اُس صحرائے سرسبز و خرم کے ایک چشمۂ آب بصد آب و تاب موجزن تھا فرط صفا و لطافت سے چشمۂ آفتاب پر چشمک زن کر **بیت** زہے وہ بحر کہ تجلت سے جسکی چشمۂ خضر ؛ ہمیشہ پردۂ ظلمات میں رہے ہے چھپا ؛ **برق** و ضرغام یہ کیفیت دیکھتے جب بیچ صحرا میں ہوئے کچھ طائر اپنے آشیانوں سے نکلکر اُڑے اور پکارے کہاں آئے وانو جلد تر اپنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تا کہ ہم خبر تمہاری اپنے مالک سے جاکر کرین **برق** نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک بھی ہے اب اُسنے تو ہم سے مفصل راز نہیں بتایا مگر ہمکو عقل سے کام لینا چاہیے یہ سوچ کر اسنے جواب دیا کہ اے طائران صحرا اپنے مالک کو جاکر اطلاع دو کہ **نور** ہمراہ ہین مصاحبہ ملکہ **شعلہ چشم** آئی ہین یہ سنکر وہ طائر اُڑ کر ایک سمت گئے ایک ساحر ملازم ملکہ **شعلہ چشم شمشاد جادو** اس جنگل کا ملکۂ مذکور کی طرف سے محافظ تھا اُسنے ایک بنگلہ میں نرگس زار میں صندل کا بنوا کر سکونت اختیار کی تھی وہ جو تھے بنگلہ کے آگے بیٹھا سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائران صحرا نے جاکر خبر آمد **نور** بیان کی وہ خبر سنکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور قریب **نور** جب آیا تو اُسکو پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ ملکہ **شعلہ چشم** اُسکو دیکھا تھا بس پہچان کر سلام کیا اور کہا اے **نور جادو** تم اسوقت کہاں اُسنے کہا اپنے مقام پر چلو دم لیلوں تو بتاؤں کہ کس آفت میں مبتلا ہوں یہ وہان سے اپنی جگہ پر اُسکو لیچلا **برق** نے اس طرح ادا میں دلفریب اور مستی افزا دکھائیں کہ دل اُسکا اسیر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائینچے کلائی پر اس طرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھولدی کبھی ڈوپٹہ ڈھلکا دیا کہ شکم و سینہ کھل گیا وہ سینہ کا اُبھار گات کی بہار دیکھ کر دل اُسکا سینے میں ہلنے لگا پیٹ کا کھل جانا اُسین ناف کا مثل عقدۂ سربستہ درپیش آتا تھا وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی حسینہ و جمیلہ عورت ساتھ کہ بمقتضائے **مسدس**

ہوئے اُس قامت دلکش پہ قیامت صدقے	سرو جنت بھی اُسے دیکھ کے غش کھا کے گرے
پائنچے تھام کے چٹکی میں وہ جسوقت چلے	ہو گئے بیہوش گرے جا پریوں کے گھر میں پرے
یہ ہوا اُس زہرہ جبین ماہ لقا پر جوبن	صدقے جوتی کے ستاروں پہ ہو سورج کی کرن

جانفزا ہو دم رفتار صدائے خلخال پانوں وہ ناز سے جس جا پہ رکھے بدر کمال	وضع مستانہ ہو اور اسپہ ہو اک ناز کی چال خاک اُس جا سے کی لیجائے پری آنکھ مین ڈال
اتفاقاً کہین وہ نقش قدم دیکھو تم	آئینہ پھر نہ کبھی تا بعدم دیکھو تم

غرض اُس نقش مراد کو شمشاد شکر لب کے چبوترے پر لایا مسند پر تکلف پر بٹھایا گلابی شراب سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ بیت مرضی جو آپکی ہو جی کی بیداد کی طرف ✤ مائل کیا دل اُس ستم ایجاد کی طرف ✤ اس شعبدہ پرداز نیرنگ حسن نے ہنس کر جواب دیا کہ شعر زندگی کیون ہو دے تجھپر شاق ✤ یار ہے اعتماد دل مشتاق ✤ اسی طرح جب بصلق بیت یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوے ✤ اسی لطف سے یہ تو ہمدم ہوے ✤ اسی گرمجوشی مین نور نے کہا ہم تو جاتے ہین جمشید بلا لیگا تو پھر ملین گے ملکہ شعلہ چشم مقابلہ مین مہرخ کے گئی ہین وہان عیار زبردست ہین پس ملکہ کو یہ خیال وہان پہونچ کر آیا ایسا نہو کوئی جاکر لوح چشمہ سے نکال لے آئے میری قضا بلائے مجھے سادہ لوح بنائے اس امر کو سمجھ بوجھ کر جاکر تو لوح چشمہ مذکور سے لے آ چنانچہ مین چشمہ پر جاتی ہون اُسنے کہا اے ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالو گی اسنے کہا دو دے تو باتین بہت نہ بنا چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ مین کیونکر لوح لیتی ہون تُسنے کہا تم جاتی ہو تو ہم کو کیا ہم جاتی ہو ہم یونہی رہے ایکبار تو وصل سے شاد کرتی جاؤ اسوقت اس کافر کیش نے ہنس کر کہا فرداب رہوگے اسی تمنا مین ✤ مفت کھو اپنا دھو کر مٹھا مین ✤ یہ کہکر اُٹھی تھی کہ شمشاد نے اُٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے ترک ستمگر تجکو ملکہ نے لوح کا کیا پتہ بتایا ہے اسنے جواب دیا کہ خوب کہا تجکو تو نے ادیکی آدمی بنایا ہے لوح حکم مین ماہی کے ہے کیا مین جانتی نہین ہون اُسنے کہا تو کس طرح تم ماہی کو پاؤگی کچھ نشانی ملکہ کی تمھارے پاس ہے اسنے کہا اے شخص تو نے ڈیڑھ پہر باتون مین لگا کر اور زیادہ دیر کی میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی فرمان ہے اُسنے کہا وہ فرمان مجکو دو مین لوح تمکو منگا دون اسنے وہ فرمان جو بنایا تھا کمر سے نکال کر اسکو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ساکنان بیابان نرگس زا بلور پیرہن میری حاجم وہان آتی ہے اسکو مچھلی دیکر جلد روانہ کرنا مہر اُسپر شعلہ چشم کی دیکھ کر اور یہ مضمون پڑھکر شمشاد اُٹھا اور نور بھی اسکے ساتھ ہوئی دونون کنارے چشمہ کے آئے شمشاد نے کچھ سحر پڑھا کہ پانی نے اس چشمہ کے جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر بدر کیا ہر طرف اُسکا مثل باانجم آسمان چمکتا تھا اور رنگ نیر تابان سارا جسم دمکتا تھا قامت مگر انسان ہی بہت دراز تھا بیچ حوت پر اسکو ناز تھا نفس اس مچھلی سے اس ساحر نے کہا کہ اے ماہیان جادو ملکہ شعلہ چشم نے لوح مانگی ہے اب یا تو انکی قضا آکر برابر ہوئی ہے یا وہ فتحیاب ہونگی لوح یہان سے جائیگی وہ دشمن کے ہاتھ آئیگی لوح کا جانا یہان سے اچھا نہین لیکن ہمتو انکے دستبستہ حکم مین تم لوح دیدو اُس مچھلی نے کہا تمکو کیا ہی آگاہی ہے کہ ملکہ نے لوح مانگی ہے اسنے جواب دیا کہ فرمان انکا لیکر نور پیرہن جادو یہیں انکی آئی ہے یہ سامنے موجود ہے اس کلام کو سنکر اُس مچھلی نے اسکی بی اور لوح اُگل دی نور نظلی نے دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی ایک طلسم سبز اسپر کندہ ہے پڑھا نہین جاتا ہے اسنے اُس لوح کو لیکر گلے مین پہنا اور تمرہ شمشاد چبوترے پر آیا یہان ضرغام نے انکے بعد جانے کے تمام شراب مین بیہوشی ملا رکھی تھی اور چپکا بیٹھا تھا جب یہ دونون آئے اُسنے اشارہ برق

سکیا کہ مین اپنا کام کر چکا ہون برق اسکا اشارہ سمجھا اور ہنسکر ساحر سے کہا کہ ارے موے اب تو مجکو جانے کیون
نہین دیتا آخر تیرا مطلب کیا ہو اسنے جواب باصواب اسطرح جمشید کا نہ ترسا ادب ترسا ذرا سینہ سے لپٹ جا اسنے کہا
مر دیے ذرا حواس مین آؤ صاحب مین لوح لینے گیا آئی لکا کو سستی سوجھی جتنی ملکہ لا کو برس لپ جہان وہ مجکو بھیجا کرینگی دہان سکے
لوگون کی مین جو ہو سو ہونگی تم خوب مزے مین آئے کیا کیا جسے کہنے لگے ساحر یہ باتین سنکر نمیتن کہ یہ لگا اور جی سر دھرنے لگا اور
گویا ہوا کہ **بیت** دلکو ٹکڑے نہ کرلے آئینہ رو ہاتھون ہاتھ تم پہ بجنس یہ وہ نہین جو ہوئے رفو ہاتھون ہاتھ
اُسکی منت کرنے سے یہ عیار مسکرایا اور جام شراب سے لبریز کر کے اُسکے منہ سے لگایا وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوئی ہے
وہ ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر اٹھا کہ ارے یہ کیا تو نے پلا دیا اٹھنا تھا کہ ارا طمانچہ پہونچی نے سر کچھ
پازون اور برق نے قتل کرنا اسکا اسمقام پر مناسب نجانا کہ صحرا تمام سحر سے بھرا ہو چشمہ سحر موج مارتا ہو مبادا
تم اسیر بلا ہو جاؤ اور لشکر تمہارا کام آجائے لوح لیکر تم نہ ہو جیح سکو پس بہتر مصلحت اسکو اور بھی زیادہ بیہوش کر کے ساتھ
بنگلے کے لیجا کر لٹا دیا اور باہر سے آکر دروازہ بند کر کے اپنا راستہ لیا آگانے اُس نرگس زار کے ہوکر تخت اپنا ساحرون
سے طلب کیا وہ تخت لیکر حاضر ہوئے یہ دونون تخت پر بیٹھکے حکم فرما ہوئے کہ جلد ہمکو لشکر حیرت مین لیچلو کہ وہین ملکہ
شعلہ چشم ہین ہم انکا کام پورا کر چکے ساحر تخت اڑا کر حسب الحکم روانہ ہوئے اس اثنا مین وہ ہنگام آگیا کہ لوح زرین آفتاب
کو ماہی مغرب نے اگلا اور شراب سرخ شفق سحر نے ساحر شب بیہوش کیا کہ نظم گئی ظلمات شب مطلع ہوا صاف ۔
نکل آیا ورق گردون کا شفاف ۔ ہو نخل سحر جسدم ہویدا ہوا اُس سے گل خورشید پیدا ۔ تخت ان عیارونکا کہ ملازم
ثانی سلیمان بین بنے ہو اُسکی سن سن اڑتا ہوا نسیم سحری سے باتین کرتا جاتا تھا کچھ ہی عرصہ مین قریب لشکر مہرخ نامور
پہونچا اُسوقت اپنے تخت زمین پر اُتروا کر ساحران نوملازم سے کہا کہ اب تمسے صاف حال کہا جاتا ہو وہ یہ کہ ہم عیار
طرفدار ملکہ مہرخ ذی وقار ہین نور جادو نہین ہین لشکر ہمارا آتش سحر مین محصور تھا اسوجہ سے ہم بیابان نرگس مین ایک
کام کو گئے تھے اب تمکو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار کرو ورنہ اپنا راستہ لو تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا
اس سبب سے ہمنے تمکو قتل نہین کیا ورنہ ہم ساحر کو مار ڈالتے ہین یہ مضمون سنکر اُن ساحرونکے حواس منتشر ہوئے کہ کیا
زبردست لوگ ہین آخر کچھ سوچکر عرض پیرا ہوئے کہ ہم آپکے مطیع فرمان ہین جو آپنے فرمایا ہمکو بدل قبول و منظور ہے
اسنے اُنکو امیدوار مراحم و بہبودی فرما کر حکم دیا کہ اب تخت کو میرے لشکر حیرت مین لیچلو وہ تخت روان ہوئے کہ تخت نعمان
ہوا ضرغام تو یہان سے علیحدہ ہو گیا اور اُسکا تخت چلا وہان ہنگام سحر ملکہ حیرت سر پر حکومت پر آکر بیٹھی تھی شعلہ
چشم بھی اُسکی بارگاہ مین آئی تھی سردار جمع ہوتے جاتے تھے ذکر ہو رہا تھا کہ نور جادو اب تک نہین پھری دیکھیے
شہنشاہ کیا حکم دیتے ہین اسی تذکرہ مین یکایک غلغلہ ہوا کہ نور جادو آئین لوگ دوڑے اور بھی دربار گاہ پر تخت آکر
اتری اسکی کنیزین جو یہان تھین باہر نکل آئین اور خوشی کرنے لگین کہ بی بی آئین ہاتھون ہاتھ اُسکو اُتار لایا اُتر کر اندر
بارگاہ کے آئی اور شعلہ چشم و حیرت کو تسلیم کی پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کا کمر سے نکالکر ملکہ شعلہ چشم کو دیا اسنے
پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ ہم تمسے بہت خوش ہوئے کہ تمنے نمکحرامون کو سزا دی ہر چند کہ سب باغی لائق رحم نہین

کہ میرا دل اُنکے قتل کو نہیں چاہتا ہو لیکن اب کلیجہ پک گیا اب ضبط نہیں ہو اسلیے کہ تمکو اجازت دی جاتی ہو کہ کام
ان سب کا تمام کردو اور نام و نشان ہر ایک کا صفحۂ ہستی سے مٹا دو یہ مضمون پڑھکر شعلہ جبین بہت خورسند ہوئی اور حیرت
کو وہ نامہ دیا اس نے بھی پڑھا پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے کمربندی ہوئی یہ بھی باہر نکلکر سوار
ہوئی حیرت کو بھی اپنے ساتھ لیا اب پھر وہی ہنگامہ فیروزی کا زمانہ آیا لشکر ڈنگا چلنا نفیر و کرنا کا بجنا باجون کا غل
ہونے کی صدا بلند سحر کی نیرنگیان ظاہر طائران سحر کا اڑنا عجب غلغلہ برپا تھا اسطرح میدان جنگ مین پہونچکر
پشت میل پر تمام لشکر اپنا شعلہ نے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا کہ اب مین سبکو غارت کرتی ہون اسنے کہا مین تو خود
سے یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچار تھی اچھا تم اپنا کام کرو اسنے یہ سنکر چاہا کہ سحر کرے اسوقت نورہیر مین جو
اپنی کنیزون سے طاؤس بنوا کر سوار ہوئی تھی اور برابر ملکہ تذکرہ کے استادہ تھی ملکہ سے گویا ہوئی کہ آپ کیون تکلیف
فرماتی ہین سبکو ایک آن مین قتل کیے ڈالتی ہون یہ کہکر طاؤس اپنا کنیز سے کہکر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا کہ آپ
میرے ساتھ آئیے وہ اسکے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اُس میل کے آئی اور عرض پیرا ہوئی کہ میرے سحر سے ملاحظہ
فرمائیے گا کہ کیا آفت آتی ہو ایک تو زندہ نہ بچیگا نہیں اب حضور ایک کام کرین کہ گھڑی بھر گردن جھکا کر اور آنکھین
بند کرکے استادہ ہون پھر جو آنکھین کھولیے گا تو نیا تماشہ دیکھیے گا ملکہ اسکے کہنے سے آنکھین بند کرکے گردن جھکا کر
کھڑی ہوئی اسنے تختی کمر سے نکالکر خنجر پر مس کی اور اُس میل کے قریب جاکر عکس تختی کا اُس پر ڈالا یکایک صدائے
مہیب آئی کہ تمام لشکریون کے دل ہل گئے اور وہ میل جسطرح پہلے غبار کا بنا تھا ویسے ہی بگولے کی طرح چکر کھا کر
جانب زمین چلا اور زمین پر پہونچکر غائب ہوا وہ جو شعلے ہر سمت پھیلے تھے وہ سمٹکر ایک سمت کو جاکر بجھ گئے
اور وہ دریائے آتش بھی غائب ہو گیا صدائے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈر کر آنکھین کھولدین اور گردن اٹھائی
تھی یہ سامان نظر آیا کہ میل سحر کا برباد ہو رہا ہے یہ دیکھکر حیران تھی کہ نورہیر اسحر برباد کرتی ہو یا دشمنون کو
مارتی ہو یہ تو حیران تھی اُدھر برق لیے ان دونون ساحرون سے کہ جنکو ملازم کرکے لایا تھا کہ چکا تھا کہ میری
خبر رکھنا وہ بھی اس لشکر کے ساتھ طائران سحر پر سوار ہو کر آئے تھے میل کو غائب ہوتے دیکھکر آگے بڑھے
اور شعلہ جبین آگے بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ ٹھہر نورہیر تو نے کیا کیا اُدھر سے برق آگے بڑھا یہ کہتا ہوا کہ باتش اور قہر کہان
جاتی ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر لوح نکالکر اُسکو دکھائی لوح کے دیکھتے ہی ایک چیخ اسنے ماری اور میل کے غائب ہونے سے
لشکر کا بھی اسکے سامنا تھا سارا لشکر بھی حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہو اب جو اسنے چیخ ماری لشکری اللہ کہنے مین
دور چمن کرنے لگے ملکہ عالم کو کیا ہو گیا کوئی بولا کہ سحر بہت زبردست کیا تھا کچھ اسمین فرق پڑ گیا کوئی کہتا ہو کہ سحر اُلٹ گیا
غرضکہ لشکر تو اس دھوکے مین تھا اور تختی دیکھکر شعلہ جبین چاہتی تھی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا پاس
تو پہونچ چکا تھا خنجر مس شدہ لوح جو مارتا ہو گردن پر ناگاہ سکی پڑا کہ سر کٹکر دور گرا صدائے شور نشور برپا ہوئی آندھی
پانی آیا ہنگامہ مرید آیا ہو امیرون نے غل مچایا کہ مارا شعلہ جبین کو بہر دندان جادو کو اسی ہنگامہ مین برق نے
نعرہ کیا کہ منم مقتدر برق فرنگی ساحر اُمیر نیکے اسوقت وہ دونون ساحر ملازم شدہ بچہ بنکر جو گرے تھے

مذکو کو لیکر بلند ہو گئے اور ایک جنگل میں لاکر اُتار دیا اسنے ان ساحروں کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب ملکہ مہرخ رہا ہوئی ہیں انکی ملازمت کراکر تمکو خطاب اور عہدہ دلواؤنگا یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی کہ ضرغام عیار بھی آگیا ان دونوں ساحروں کو ہمراہ لیکر یہ عیار اپنے لشکر کی طرف چلے کہ آؤ چلکر مال دشمن کی فوج کا لوٹیں ادھر تو یہ ماجرا گذرا اُدھر لشکر ملکہ مہرخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور اپنے روبرو لشکر حریف مسلح پایا تو ادویے سحر کے لیکر حملہ کیا اُدھر سے توسن وقار سپہ سالاران شعلہ حشم بڑھے لیکن تمام فوج بیدل ہو رہی تھی اور ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا کہ اب جو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ شعلہ حشم ایسی مار ڈالی گئی تو ہمارا بچنا مشکل ہے ہر چند کہ سب کو خوف تھا مگر سپہ سالاروں کے بڑھ جانے سے لشکری بھی حملہ آور ہوئے پھر تو جادو کی چوٹیں چلنے لگیں منتروں کی گھوٹیں پڑیں ناوک سحر نے ترکش زردین کے دانت کھٹے کر دیے تھے شربت اجل سے پیٹ بھر دیے تھے ترنج سے ترنج پیدا ہی تھا چاشنی مرگ چکھا کر جان شیرین لیتا تھا ناریل ہر ایک پل کو نار میں بھیجتا تیر سحر کا بھینٹ نہ پاتا تو کلیجے کا لہو گراتا کلوا سر پہ کھیل جاتا ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے بہادر ہنر شجاعت کے ظاہر کرتے داد گھوڑی پاتے تھے زبان شمشیر کے وہ نعرے گرما گرم تھے کہ سنگدل موم کی طرح نرم تھے ہر ایک ناری فی النار تھا موت کا گرم بازار تھا گھاٹ نے تیغ کے نام آوروں کا نام ڈبویا تھا نیزوں نے کجبازوں کو سیدھا جہنم میں بھیجا تھا ضرب سے گرز کی سر تھا نہ بھیجا تھا سحاب باران تیر نے حریف کو تختہ ہلاک کیا تھا اس جنگ کا یہ ہنگامہ تھا کہ

نظم

برانگیختند این دو لشکر بہم	جہان شد ز پرخاش جویان دژم	زمین آن سپہ راہی برنتافت
بران بوم کس جائے رفتن نیافت	ز باران تیر زمین و باران تیر	زمین شد ز خون چون یکے آبگیر
خدنگے برآمد ز ہر پہلوے	نے گشتہ و مندبر ہر سوے	زن و کودکان شان ببردند اسیر
گشتند چندی بباران تیر		

ایسی شورش جنگ میں توسن وقار سپہ سالاران لشکر شعلہ واصل جہنم ہوئے بقیۃ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی جب لشکر میں بھگدڑ پڑی ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا کیونکہ اسکو حکم شاہ طلسم کا ہرزم نہ تھا غرض مہرخ بھی شادان و فرحان ہزاروں کو قتل کرکے مراجعت فرما ہوئی لشکر تمام آرام پذیر ہوا سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا عیار بھی بارگاہ میں آئے مہرخ نے برق و ضرغام کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام میں بیشمار مال و زر دیا ان عیاروں نے ساحران نو ملازم کی سفارش کی ملکہ نے انکو خطاب و خلعت سے سرفراز فرما کر ملازم کیا اور عیش و عشرت قیام پذیر ہوئی اُدھر حیرت رنجیدہ و غمگین ہمراہ آمد شاہ طلسم ٹھہری اُنکو اس جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنیے بیت گرم از بادۂ من مغز را تو نسیم گلے قصہ تر مرا چہرہ پردازان عرائس خیال شاہد بیان کو اسطرح جلوہ پیرایۂ تحریر میں فرماتے ہیں کہ جب شہنشاہ اقلیم عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نمائی بر مسند صداقت آئینہ گلشن و گل شاداب گلشن عمرو بن اُمیہ ضمری افسر افسران و بہتر بہتران اعنی جناب آفتاب لعلستان سلیمانی کوہ سے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی فتنہ قامۂ شعلہ دار

پہونچا اور اسجگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا یہی صورت برکر شب بھنگر عیاری مین بھر اکیا لیکن نتیجہ اسکا قابض نہ ہوا ہنگام سحر جب شعبدہ پرداز روزگار نے مشعلہ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور بھڑا اسے کواکب کو نابود فرمایا کہ بیت فروغ صبح کے سامان دیکھئے :: کواکب چند دم مہمان دیکھئے :: صبح کو شعلہ وار تو لشکر لیکر بہر رزم ملکہ ماہرخ روانہ ہوئی جیسا اوپر بیان ہو چکا بعد اسکے جاننگے شاہ جادوان بھی یہان سے روانہ ہوا اسکے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کرکے اُس سے کچھ دور آگے جاکر ایک مقام پر ٹھہرا اور مشاطگی عیاری صورت اپنی رشک زن پریسا دختر جمال بنانی پر سے بانکی آفت کا پرکالہ حسن حسینان روزگار سے زیادہ قیامت خیز جسکا قد بالا مختصر یہ کہ اُس دُختر کی نسبت یہ بیاکہہ سکتے

وہ حسین ہے کہ نہین اُسکا زمانے مین جواب　　داغ کھاتا ہے اُسے دیکھ کے ہر شب مہتاب

رُخ نازک کو نہین ہے نگہ گرم کی تاب　　چشم خورشید سے بھی اُسکو ہے منظور حجاب

صحن قامت سے نہین گرم شبستان ابتک　　رخ روشن ہی چراغ تہ دامان ابتک

جلوہ اُس حسن خداداد کا جو آئے نظر　　کنگھی باندھے نرگس نظر ہے تن کی خبر

کرے اُس چشم فسون ساز کا افسون یہ اثر　　اختیار اپنا ہے دل پہ نہ قابو مین جگر

رونق بزم جو وہ آئینہ تمثال ہو جائے　　دل بیتاب کا حیرت سے عجب حال ہو جائے

اس صورت سے آراستہ ہوکر لباس پر زر زیب قامت فرمایا مگر نہایت درجہ شکستہ اور میلا جابجا سے چاک سر پر غم سے خاک گریبان پھٹا ہوا سینہ کھلا ہوا ہے آہ جانکاہ ایک طرف بیٹھکر زار زار برنگ ابر بہار رونے لگا برق کیطرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا اشکون سے جنگل سینچنے لگا سیل گریہ سے بیابان سیراب فرماتا تھا اس اثنا مین شاہ جادوان پران اُس مقام پر پہونچا اس مہر طلعت کو کسوف رنج مین مبتلا دیکھکر مستفسر حال ہوا کہ اے غنچہ دہن و نازک بدن کس صرصر ظلم سے بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہے کونسا تجکو رنج و محن ہے اُس گلعذار نے آنسو پونچھکر بادشاہ کی طرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا شعر ہو نہ دل جسکی وہ آخر شدنی ہوتا ہے :: اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر ایک روتا ہے :: از بسکہ مین طلسم کی رہنے والی ہون اس سبب سے پہچانتی ہون کہ آپ بادشاہ ہین بوجہ ماجرائے غم و اندوہ و سانحہ ستم آلود اپنا عرض کرتی ہون اور کسی سے ہرگز مین کلام نہ کرتی اے بادشاہ عالیجاہ و شہنشاہ کیوان کلاہ خزان آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہے گھر بار عزیز و اقارب ہر ایک مجھسے چھوٹا ہے وادی کوہ سلیمانی مین میرا مسکن تھا میرا باپ بھی ملازم ملکہ سلیمان پُر محن تھا اب مین تنگ خاندان آوارہ و سرگردان اس بیابان مین بحالت پریشانی پھرتی ہون ہر قدم پر چشمہ حسرت جاری کرتی ہون نہ وہ شوکت ہے نہ شان عمر اسیر مصیبت کا سامان ہے سچ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بیت سدا رہے نام اللہ کا :: باقی ہر آن زمانہ جائے آسائش کہان ہے :: چالاک نامے ایک عیار سفاک میرے گھر پر آیا اور مکر سے شوہر و پدر کو تیر خواب عدم مین اُسنے سُلایا سب گھر لوٹ لیا ہر ایک کو قتل کیا مین سخت جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت مین مبتلا نہ کوئی دوست ہے نہ غمخوار ہمدم مونس بیچ تنہائی یار ہے بادشاہ طلسم اسکی صورت زیبا دیکھکر قتیل خنجر ابرو و خمیدہ خون آلود

ہو چکا تھا حال پرملال اُسکا مُنکر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کرکے گھر گیا ہوگا بیشک بیان اسکا صحیح ہے گزند اسکو پہونچا ہوگا یہ سوچ کر دست شفقت اُسکے زنخدان تلے رکھا اور کہا اے غمزدہ عاشق نیچان تیرا عوض اُس عیار سے مین لونگا تو غم نہ کھا وہ ستمگر بادشاہ کو مائل دیکھ کر ناز و کرشمہ دکھانے لگی غنج و دلال سے بادشاہ کے دل کو لبھانے لگی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ نظم

ہوا برہم مزاج نوجوانی
نکایک شوق نے کی مہربانی
نگہ پہونچی جو سوئے سینہ صاف
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
قریب پھٹ گئی پستان کو پایا
ہوس نے اور ہی مطلب سمجھایا
گھر آیا ابر مستی جا بجا سے
لگی لو اٹھنے شمع ساق پا سے

اس زن مصنوعی نے بھی غمزہ کرنا آغاز کیا یہ لطف اسکا بھی تھا کہ بیت

نزلہ ایمائے دل سے گر بہکتا + سخن تا لب حیا سے آ نہ سکتا + اسی گرمجوشی اور اختلاط مین بادشاہ کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسا نہو یہ مہوش بھی عیار ہو کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بس یہ خیال آتے ہی نگاہ گرم سحر آلود اُسکے جانب چالاک دیکھا فوراً بیرون نے سر کے خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہے بادشاہ یہ معلوم کرکے نعرہ زن ہوا کی او دغا باز چھپا تا مین نے تجکو عیار موصوف نے چاہا کہ خنجر کھینچکر اسکے مارون مگر بادشاہ نے سحر پڑھا کہ یہ جنبش و حرکت ہوگیا شاہ نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن بموجب مثل چاکر رکھے سائیان مار نہ سکے کوے + بال نہ بیکا کر سکے کہ دو جگ بیری ہوے + بادشاہ کو خیال آیا کہ باپ بھی اسکا قید ہے اسکو اُسکے سامنے اور اُسکو اسکے سامنے قتل کرنے مین زیادہ لطف ہے کہ داغ بالائے داغ جگر دشمن پر پڑے بس ایسا کچھ تجویز کرکے اسنے افسون پڑھا کہ زمین سے غبار اڑکر بلند ہوا اور لمحہ بھر مین پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا چھت بھی اسکی خام تھی اور بارہ دری کچھ بے تھے اور باہر سے وہ بالکل گول شکل گنبد کے دکھائی دیتے تھے بس اُس بارہ دری مین اس عیار کو اُٹھا کر اُسنے ڈال دیا اور پھر وہ سنگ دری کی راہ سے سب در اُسکے بند ہوگئے اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اُٹھتا ہوا نظر آتا تھا جب تدبیر کر چکا تو کچھ سنگریزے اُٹھا کر سحر اُن پر دم کرکے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائر خوشرنگ بنکر اُڑ گئے گھڑی بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی ظلمت خراب آباد عالم مین چھائی جب وہ آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روے ہوا سے نیچے اُترا اس تخت پر ایک عورت پریزاد کو سوار دیکھا کہ جمال مہر تمثال اسکا آئینہ رویون کے رخ شفاف کو زنگ کدر فرماتا تھا بال اُسکا ہرایک آئینہ رخسار حوران کا جوہر نظر آتا تھا پیشانی کی صباحت دیکھکر نور سحر ایسا شرماتا تھا کہ شفق صبح نہ کہنا چاہیے جگر خون سحر کا ہوگیا تھا یا چشم روزگار مین خون اُتر آیا تھا رخسار تابان اُسکا شندہ بازند آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم فتنہ خیز کے گوشہ مین قیامت نہان اسی طرح ہر اعضا اُسکا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بیمثال بنایا تھا چھاتیون کو اُسکے قبہ دین یا شش گاہ عاشقان کا نجانہ کیا تھا غلط غلط یہ تشبیہ کچھ نہین وہ چھاتیان نہ تھین میدان جنگ تھین اور دوپٹے کی آڑ چھاتی تھی دل عشاق کا صبر مٹانا چاہتا تھا شکست تاب توان تاکی تھی کہ ابیات

طول ہوگا جو سراپا کا یہان ہو مذکور
مختصر یہ کہ سراپا تھی وہ اقدر کا نور

دعوے حسن کرے اس سے کوئی کیا مقدور | گرم شب تاب نہ چمکے مہ تابان کے حضور
شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب سے کیا | نسبت ذرہ ہے خورشید جہانتاب سے کیا

اُس مہ پارہ نے ہلال آسا خم ہوکر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ اے **سلطان جادو** تمہارا مزاج اچھا ہے اور **سلیمان تاجدار جادو و سرشار ساغر پیالے جادو** اچھی ہیں اُس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا کہ میں بھی اور وہ دونوں کنیزیں بھی جناب عالی کی جان و مال کو دعا کرتی ہیں آج نہیں معلوم کیا تھا جو حضور اس طرف تشریف لائے اور آج بھی تو کنیز کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا اس جنگل میں ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار بادشاہ نے کہا تمہاری جان کی قسم میں تمہارے ہی یہاں آتا تھا دو سبب سے اس جگہ ٹھہر گیا ایک تو یہ کہ یہاں سے کچھ دور پر ایک چشمہ ہے کہ اُس چشمہ پہ ایک روز سامری آئے تھے اور اس کے کنارے انھوں نے پیشاب کرکے اُسی میں اپنے پاؤں دھوئے تھے پس میں اُسی چشمہ میں نہانے جاتا تھا اور دوسرا سبب یہ کہ راہ میں ایک آفت روزگار سے اور مجھ سے سامنا ہوا اُسنے مجھکو روک رکھا چنانچہ اُس قضا مبرم کو اس گنبد بے در میں میں نے قید کیا ہے اور تمکو اُسکی حفاظت کے لیے بلایا ہے اُس نازنین نے آگے بڑھ کر دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا جمشید کی قسم اب میں آپکو کہیں نہ جانے دونگی میرے گھر پہلے چلیے پھر جہاں جی چاہے جایے گا بادشاہ نے کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ اُس چشمہ میں غسل کرکے میں تمہارے قلعہ میں ضرور آؤنگا تم اس گنبد بے در کی حفاظت کرو اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اسکی نگہبانی میں کرنا کیونکہ اسمیں وہ افعی پرزہر بند ہے کہ جس کے کاٹے کا منتر نہیں اور وہ آتش ایسی مخفی ہے کہ جس نے خانمان ساحران پھونک دیے ہیں ملکہ نے کہا آخر بتلایئے تو کہ اسمیں کون مقید ہے شاہ نے کہا **چالاک** عیار بیٹا عمرو کا ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا اچھا آپ جایئے اپنا قیدی مجھ سے لیجیے گا اور اے شہنشاہ اگر آفت کوئی اس گنبد پر آئے یہ قیدی اسکے اندر کوئی فتور اٹھائے تو یہ کنیز اس گنبد کے اندر کیونکر جائے پس اپنا رد سحر کرنا مجکو تعلیم فرمائیے جایے اور کچھ اندیشہ دل میں نہ لایے اور میں یہاں سے اپنے قلعہ میں جاتی ہوں آپ وہیں تشریف لائیے گا میں نگہبانی اس قیدی کی بخوبی کرونگی بادشاہ نے فرمایا کہ تمہارا ٹھہرنا یہاں بہت انسب ہے اُسنے کہا آپ مطمئن رہیں خواہ میں رہوں یا نہ رہوں بادشاہ یہ سنکر وہاں سے روانہ ہوا اور اس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار بلا سحر کا پیدا ہوا اور ازبسکہ بادشاہ چلتے وقت رد سحر کرنا اپنا اسکو بتا گیا تھا اسی نے سحر کا رد پڑھا تو اُس بارہ دری میں پھر دروازے پیدا ہوے اور اوسنے عیار کو بھی دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا نہایت حقیر بے حس و حرکت پڑا ہے اسنے دل میں کہا کہ بادشاہ اس ضعیف الجثہ لاغر اندام کی بہت تعریف کرتے تھے یہ مشت استخوان سے کیا ہو سکتا ہوگا یہ سوچ کر ہر دروازے پر پتلیاں سحر بٹھائے اور چاہا کہ پھر اس بارہ دری کو غائب کر دے **چالاک** نے بھی اس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو نہ پایا بجز عیاری سے گوہر مکاری نکالا اور دام تزویر میں نہنگ فطرت کو گرفتار کیا وہ یہ کہ زبان سے کام لیا آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور شکایت چرخ کجرفتار میں اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور چونکہ اشعار مؤلف کے ہیں اسلیے درد آلود ہیں **اشعار**

جور گردوں سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال | جنبش برگ یہ ہے دل کے تڑپنے کا خیال
داغ کی شکل نظر آتے ہیں گلشن میں گل | نالۂ کش دیکھیے ہے باغ میں جان بلبل

صرصر قہر سے ہر نخل ہے نخل ماتم
کف افسوس ہوئے چرخ کے ہاتھون تپے
ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد
چشم نرگس کو یہان ہر گھڑی حیرانی ہے

ابر اندوہ گھرا آتا ہے غافل ہر دم
داغدار ہوگئے تن دیکھیے طاؤسون کے
داغدار ہو گیا لالہ بھی اٹھا دل مین یہ درد
زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہے

از بسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہے جسکو حسن داؤدی خدا نے عنایت فرمایا ہے یہ بھی ایسا جمیل لگتا ہے زہرہ کا تو ذبیحہ جمال اسکے سامنے سمجھا جاتا ہے لبریز ان اشعار مین ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل آئے کیونکہ اسنے کبھی ایسی صدائے خوش نہ سنی تھی بس بیتاب نہ قریب چالاک بن عمرو آئی اور کہنے لگی کہ اے گرفتار اندوہ و مصیبت اگر مین تیری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دون تو مجکو کچھ گانا تو بتلائیگا اور تعلیم بطور معقول دیگا مجھ سے دغا تو نہ کریگا عیار مذکور نے کہا اے ملکہ یہ آپکا خیال سراسر بیجا ہے کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ برائی کرتا ہے مگر بادشاہ مجکو کسی طرح نہ چھوڑیگا ایسا مجکو دشمن سخت وہ جانتا ہے کہ کسی کی سفارش نہ مانیگا مگر آپنے جو میرے حال پر رحم کیا ہے اور میرا حال پوچھا ہے تو اب مجکو بھی لازم ہے کہ ایسی چیز آپکی نذر کرون جس کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بے حقیقت ہو اے ملکہ اگر تم خوف نہ کھاؤ اور میرا اتنا اعتبار کرو کہ یہ برائی نہ کریگا تو ہاتھ میرے دونون قابو مین میرے کر دو تو مین ایک طاؤس اپنی کسوت سے نکالکر تمکو دون کہ وہ زمرد کا ترشا ہوا ہے اور داغ اسکے جسم پر یاقوت سے بھی سیے ہین بولے سے اس مور کے رنگ شہاب کا جسمین سونا جل گیا ہے کل دبانے سے نکلتا ہے اور آنکھون سے اشکی گلاب کیوڑا بید مشک کا فوارہ چلتا ہے اور منہ سے اسکے شراب ارغوانی و زعفرانی نکلتی ہے اور زمین پر ایکبار اسکو زد سے اگر رکھدو تو کمر کے پاس پر دون مین چھپی ہوئی ایسی کل لگی ہے کہ وہ ناچنے لگتا ہے شاہان روے زمین کو ہمیشہ ایسی نادر شے کی تمنا رہتی ہے کہ ملے مگر ممکن نہین ہوتی یہ بادشاہ لشکر مسلمانان کو خدا نے شرف دیا ہے کہ اُن کے ادنی ترین ملازمون کو یہ چیزین میسر ہین مین یہ تحفہ شاہ کوکب کے لیے لایا تھا لیکن جانتا ہون کہ شاہ جادوان مجکو زندہ نہ چھوڑیگا پھر وہ تحفہ نایاب آپ ہی کے کام آئے تو بہتر ہے سلطان ایسی نایاب چیز کا بیان سنکر بہت مشتاق ہوئی اور دھوکا نہ پر یہ ہوکر ہاتھ اسکے قابو مین کر دیے اسنے کمر مین ہاتھ ڈالکر پہلے ایک تختی الماس کی نکالی اور کہا اجی لاحول ولا قوۃ نہین معلوم کیا ہے کہ جس چیز کو ڈھونڈھو نہین ملتی ہے اس تختی مین ترتیب ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور پکاری کہ دیکھون یہ کیا ہے اسنے کہا یہ تمھارے کام کی نہین ہے تم طاؤس مجھ سے لو اسنے کہا تم جبتک وہ نکالو مین اسے دیکھون یہ کہکر وہ تختی اسکے ہاتھ سے زبردستی لی اسمین دیکھا تو دو تین سوراخ بھی ہین پوچھا یہ چھید کیسے ہین اسنے کہا اے ملکہ یہ تختی بھی عجب صفت رکھتی ہے یہ جو اسمین سوراخ ہین انمین عطر سلیمانی بھرا ہے جو کوئی اسکو سونگھے تو پریان ناچتی دکھائی دین حمزہ بردہ قاف سے اسکو لایا تھا کسی حکیم نے اسکو بنایا ہے یہ ماجرا سنکر ساحرہ نے بصد اشتیاق اس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنون سے لگایا اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مارکر بیہوش ہوگئی عیار مذکور نے اسکو کمند سے باندھا کیونکہ ہاتھ اسکے قابو مین تھے اور وہ قریب اسکے بیٹھی تھی غرض اسکو باندھکر زبان

مین اسکی سوزن دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی ہاتھ پاؤن اپنے بندھے دیکھے زبان مین سوا چھدا پایا اشارہ کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عیار نے کہا کہ اے ملکہ اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور دین اسلام قبول کرو ورنہ مین تمکو قتل کر کے صاف چلا جاؤنگا دیکھا تم نے قدرت خدا کا تماشا کہ مجھ عاجز و بیدست و پا کو تمپر اُسنے غالب کر دیا اور اے ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو ربوبیت ماننا کار جاہلان و گمراہان ہے اُس خدا کو پوجو کہ جس نے عالم عالم ہست کیا اُسی کے قبضۂ قدرت مین کون و مکان ہے ہم سب کی جان ہے خالق روزی رسان جن و انس پر یکسان ہے۔

نظم

چمن مین ذکر ہے اُسکے ہے نفرت کا
اثر ہے نالۂ بلبل مین اُس سے
مرا دل نام پر اُسکے ہے شیدا
گلون کا دانۂ شبنم ہے تسبیح
دلون کا عاشقون کے محرم راز
کیا ہے جس نے حسن و عشق پیدا
یہ جلوہ حسن کا ہے گل مین اُس سے
ادا و ناز کا خوبان کے دمساز

اُسنے اس طرح وحدانیت پروردگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینۂ دل پر سے زنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل مین بھی اپنے اُسنے غور کیا کہ بیشک دین اسکا سچا ہے کیونکہ بادشاہ طلسم نے اسکو قید کیا پھر ایسا کچھ اُسکے خدا نے اسکے دلمین ڈالا کہ اُسنے اسکو قتل نہ کیا اور مجھپر یہ باتون باتون مین غالب آیا بس یہ سوچ کر اُسنے اشارہ کیا کہ مجکو چھوڑ دے مین مطیع ہونگی اُسنے زبان سے اسکی سوزن نکال کر کھول دیا اُسنے کہا کہ اے عیار طرار تو نے میری جان بخشی فرمائی مین ممنون عنایت ہوئی اب مین تجکو اس گنبد بیدر سے نکالے دیتی ہون اور یہان سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہے کہ کوہ سلطانی اُسکو کہتے ہین اُسکے دامن مین ایک قلعہ ہے قلعہ سلطانیہ کہتے ہین اُس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنین حاکم ہین میرا نام سلطان جادو اور اُن دونون کا نام سلیمان و سرشار جادو ہے مین یہان سے جاکر ان دونون کو بھی سمجھاؤنگی بادشاہ طلسم بھی وہان آئیگا بعد اسکی دعوت و ضیافت کے جیسا مشورہ ہوگا وہ کرونگی چالاک یہ باتین سن کر غور فرما ہوا کہ یہان سے رہائی تمکو ملتی ہے اسکو غنیمت سمجھو اور اسکے ساتھ اسکے قلعہ مین تم بھی چھپ کر چلو اگر یہ قابض ہو جائے تو مع شاہ طلسم ساحرون کو مارو اسکو پھر وہان سمجھانا اگر وہ نہ مانے بہتر نہین ایکی مرتبہ قتل کرڈالنا یہ سوچ کر اُسنے کہا اے ملکہ مین تمکو فہمائش کر چکا ہون اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے اچھا مجکو رہا کرو ساحرہ نے سحر پڑھ کر اسکے دست و پا مین قوت کر دی اور کہا یہان سے نکلجاؤ عیار نے چلتے وقت کہا کہ اے ملکہ مین پھر تمہارے ساتھ احسان کرتا ہون وہ یہ کہ مجکو جو تم نکالے دیتی ہو اگر شاہ طلسم پوچھیگا کہ قیدی کو کیا کیا تو جواب کیا دوگی اُسنے کہا ہان یہ بات تو سچ کہتے ہو پھر کیا تدبیر کرون اسوقت اُسنے اپنی کسوت سے ایک سر موے کا بنا ہوا نکالا اور اسپر رنگ و روغن لگا کر اپنی صورت کا ایسا اُسکو بنایا اور ساحرہ کے حوالے کیا گلے کی رگون سے خون ٹپکتا تھا آنکھین حسرت آلود اُسکی نکلی تھین وہ سر ساحرہ دیکھ کر خوش ہوئی اُسنے سمجھا دیا کہ شاہ جو پوچھے کہدینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا مین نے سر کاٹ لیا یہ سر اُسکو دکھا دینا غرضکہ ساحرہ اپنے بیر وغیرہ یعنی تیلے سحر کے لیکر اُدھر وہ گنبد بے در نابود کر کے اپنے قلعہ مین گئی چالاک بھی یہان سے عقب مین اُسکے چلا اور صورت ساحرون کی ایسی بنا کر قریب قلعہ سلطانیہ پہونچا ایکطرف کو پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہے یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا دیکھا کہ درخت انواع و اقسام کے

اسپر لگے گلہائے خوشرنگ پائین سے تا بہ قلعہ کوہ کھلے ہین اور پہاڑ کے جھاڑ یان سر تراشی کی ہوئی بادیے سے منڈھی ہین چشمے ہر سمت جاری ہین چمنستان بنے ہین مکانات تعمیر ہین سامنے مکانون کے نگینے بسلک مروارید کھنچے ہین پہاڑ پر تو یہ کیفیت ہے سامنے ایک جانب کوہ کے دروازہ شہر پناہ کا ہے برج آہنین بنے ہین کنگرے فصیلین تعمیر ہین ہر برج پر ساحرون کا مجمع ہے دروازے پر کئی ہزار محافظ کلہ کج کھڑا ہے یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہے عمارتین پتھر کی بنی ہین در و دیوار کی صفائی پر غش خاطر ہر زہرہ جبین ہے بازار مثل بازار محبت گرم ہے ہر چیز لطیف و درم ہے دکانین مثل خانہ چشم فتان معشوقان اشیاء عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہین چشمان تماشائیان حسرت سے اشک تر کا چھڑکاؤ وہان لگاتی ہین چوک بہت چوڑا چکلا آراستہ ہے گلبدنان نازک اندام کا ہر سمت مجمع ہے کہان تک وصف شہر بیان ہو یہ اشغال اسکی ثنا مین کافی ہین **نظم**

خوانچے والے کہین پر ہین کھانے والے　　حقے والے کہین پر دل کے جلانے والے　　تھے بہشتی جو وہان پانی پلانے والے
بجھے مگر دل کی لگی کے وہ بجھانے والے　　گلفروشون کی دکانون پہ یہ تھی گل کی بہار　　بلبل دل تھا ہر اک تحفہ کا جو یہ نثار

بلکہ ہر سمت یہ حال تھا کہ **بیت** ہر طرف شہر مین برپا تھا حسینون کا ہجوم ٭ خوشی اس طرح سے تھی جیسے کہ شادی مین ہو دھوم ٭ **چالاک** ہر سمت تماشا کنان قریب دارالامارۃ شاہی آیا یہان بھی بڑا انتظام اور سامان بلا عمارت شاہانہ بنی تھی ایک ایک کوٹھی خاق کسرے و تخت فریدون پر طعنہ زنی کرتی تھی عیار نے بسبب ہجوم دربانان اندر دارالامارۃ کے جانا مناسب نجانا اس لیے کہ شاہ جادوان یہان آنیوالا ہے وہ آلے تو پھر جانا چاہیے فی الجملہ یہ تو باہر دارالامارۃ کے اپنی تدبیر مین ٹھہرا اور ادھر **سلطان جادو** جو داخل دارالامارۃ ہوئی تو اُسنے اپنی بہنون سے کہا کہ بادشاہ نے مجکو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی میرے سپرد کیا تھا اُسکا تو مین نے سر کاٹ لیا لیکن شہنشاہ نے آنیکا یہان وعدہ فرمایا ہے پس سامان دعوت اور جشن مہیا کیا جائے اُسکی بہنون نے یہ سنکر حکم دیا کہ شہر مین منادی کی جائے یعنی ہر شخص سرخ پوش ہو اور اپنے مکان کو آراستہ کرے شب کو روشنی دروازون پر ہو گلی کوچہ مین خس و خاشاک کا نام نہ رہے تمام شہر آئینہ بند ہو یہ حکم سنکر کوتوال شہر سرگرم اہتمام تھا ہر مکان پر مصفا ہونے لگا استکاری سے عالم کو چمکا دیا ہر مکان چاندی سونے کا ڈلا نظر آتا تھا برج خورشید و قمر اُن کے سامنے شرماتا تھا دکانین اور کمرے منقش و زرنگین ہوئے مکانون کی دیوارون پر طرح طرح کی گلکاری کیگئی ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر فرمایا دوکانداروں نے اشیاء عمدہ کا ڈھیر لگایا ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہے سواری دیکھنے کو تمام خلقت شہر کی در و بام پر جمع ہونے لگی یہان تو یہ کیفیت اور دھوم ہے وفور عشرت ہے تماشائیون کا ہجوم ہے اُدھر **سلطان** وغیرہ نے ایک سو قصر عالیشان جو باغ پرُبہار کے اندر تعمیر تھا نقش و نگار مین بے نظیر تھا جلسہ دعوت کے لیے مقرر فرمایا اور اُس باغ کو بموجب حکم شاہان کار پردازون نے آراستہ فرمایا یہ نقشہ اُسکا بنایا کہ جوش طراوت سے ہر تختہ زمین رشک گلزار جنان تھا فلک خضر وہ بوستان تھا ہر روش کا اُس کے نقشہ برنگ کہکشان تھا فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا ہر خوشہ ڈالی مین مثل عقد ثریا تھا نہرین بصد لطافت ہر طرف روان

آب مصفائے چشمۂ مہر تابان پھول ہر ایک غیرت بخش مہتاب رخ حور کے چہرہ سے بڑھکر آئین آب و تاب لالۂ حمرا کے تختے مثل چراغان روشن بہار پسرین و سمن چشم نرگس گل خورشید پر چشمک زن گیسوے غلمان بہ زلف سلسل سنبل طعنہ فگن اب اس باغ پربہار کی دیوارون پر گلکاری کیگئی طرفہ بہار پیدا ہوئی خاطر رضوان بھی اسیر شیدا ہوئی بارہ دری مین اس باغ کی آراستگی کیگئی پردہ ہاے زنبوری و زربفتی درون مین چھوڑے گئے مسندین آراستہ ہوئین اور جملہ سامان عشرت مہیا کیا جسکا بیان نظم مین کیا جاتا ہے کہ

نظم

گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کا سمان — قمریان بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغان
ابر کو دیکھ کے طاؤس گلستان رقصان — سرو پر قمریان اور گل پہ عنادل قربان
چہچہے اُن کے ہر اک زمزمہ پرداز کے ساتھ — جس طرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ
واسطے شہ کے مہیا ہوے سامان کیا کیا — فرش و اسباب سے آراستہ ایوان کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستان کیا کیا — چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحان کیا کیا
خوش نوا ڈومنیان سامنے گانے کے لیے — ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے
وہ خواصین کہ جو آراستہ زیور سے تمام — وہ جلیبین کہ ہے حسن سے سرمست مدام
جنکے دیوانے ہین غلمان و پری چہرہ غلام — وہ کنیزین کہ میسر جنھین حورون کے مقام
لائین جنت سے شرابین جو طلب جام کرو — پاؤن چھو لو وہ جنھین اگر الزام کرو

اسی طرح اس مکان مینو نشان مین ایک طرف میخانہ آراستہ کیا ایک سمت نعمتخانہ سجا گیا اس جگہ کا یہ حال تھا کہ بہشت پر ہنسا نے کیجیے واسطے مگس رانی کو روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی کو جو اس سامان کے مہیا کرنے مین وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم روز چشمۂ ظلمت مین ثوابت مجمع کرکے باساحرۂ شب بہر دعوت شاہ انجم سپاہ باغ فلک آراستہ کیا کہ بمقتضائے ابیات

غرض مانند شوق عاشق زار — ہوا خورشید تابان گرم رفتار
ابھی اک سمت سے دھندلی سی زنجیر — بشکل عارض الفاظ تحریر

سرشام یہ تینون شہزادیان بالاے بارہ دری آکر جلوہ گر ہوئین نیچے اس بام کے تمام شہر آباد نظر آتا تھا اُس کوٹھے کا وہ شہر جیسے پائین باغ تھا شہر مین روشنی خوب ہو رہی تھی خلقت کا ایسا جماؤ تھا کہ میلہ لگا تھا سوانگ طرح طرح کے بنکر آتے تھے اور اس کوٹھے کے نیچے سے گذرتے وہ قلعہ قلعۂ افلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغان قنادیل انجم کی طرح تابان شعبدہ بازی بازیگران بیرنگ عربدہ سازی گردش دولاب آسمان بھی آرائش و زیبائش مین چالاک صورت اپنی مثل صورت آتشبازان بنائی یعنی لباس سے بو گندھک کی اور بارود کی آتی جا بجا پیرہن جلا ہوا دو تین انار کمر مین ایک دو چرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ مین لیے اسی طرح چند وزن دکھانے کے واسطے لیکر سامنے اس کوٹھے کے آیا شہزادیون کو تسلیم کرکے دعائین دیکر عرض کیا کہ حضور مین آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ کسی بشر نے تو کیا چرخ پیر نے باین ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہوگی آج میری چرخی کے سامنے چرخی چرخ کی رنگ نہین بدل سکتی کیا مجال ہے جو

مہتابی کو مہتاب کی سیری مہتابی کے ہموزن کر سکے اور پھلجھڑی عقد ثریا کی مقابل میری پھلجھڑی کے ہو گو فلک لاکھ
پھلجھڑی چھوڑے اور شرر باری آتش فتنہ کی کرے لیکن میری برق اندازی سے برنگ طاؤس آتشبازی
آتش حسرت مین جلے حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے یہ کہہ کر دو ایک گھنیان ایسے چھوڑے کہ عقل سب کی
چکر مین آئی مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منہ پر چھٹنے لگی ہوائی ملکہ **سلیمان** وغیرہ نے کمال پسند کیا
اور فرمایا کہ اسوقت بادشاہ طلسم آنے والے ہین کچھ عرصہ نہین ہے سردست آتشبازی تیار کر سکتے ہو اس نے کہا
دوپہر رات تک حضور اور جلسہ شاہ کو دکھلاؤنگا دوپہر شب کے بعد آتشبازی بجہت تیار ہین لیکن سب مصالحہ جو مجھکو
چاہیے ہو عنایت کرین شہزادیون نے اُسی وقت بارود شورہ گندھک لوہ چون وغیرہ منگوا دینے کا حکم دیا منتظمان
دعوت نے بھی وقت سب سامان مہیا کر دیا جو اس قلعہ مین کہ آتشباز رہتے تھے اُنکو طلب کر کے چالاک نے اپنا
شریک حال کیا اور انعام کثیر کا انکو امیدوار فرمایا وہ قلعہ آتشبازی ورنیز و دیگر سامان اپنے یہان سے تیار
اٹھوا لائے **عیار** مذکور الگ سب کاریگرون کو لیکر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا اُسمین شریک
کرانے لگا کہ جس کے دھوین سے انسان بیہوش ہو جائے یہ تو اس تدبیر مین ہے اُدھر شاہ طلسم نے جا کر چشمۂ
باشوئے سامری مین غسل کیا جب وہان سے جانب قلعہ سلطانیہ روانہ ہوا دل مین اُس کے خیال آیا کہ ملکہ
سلطان جادو نے جا کر میرے آنے کی خبر دی ہوگی سب اہل قلعہ منتظر میرے ہون گے بڑی تیاری کی ہوگی
پس لازم ہے کہ مین بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعہ مذکور مین جاؤن یہ غور کر کے ایک مقام پر ٹھہر کر اپنے سحر کا
کر پرزاد طلسم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہو کر قلعہ مذکور مین آیا اہل شہر منتظر تھے
کہ یکایک غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا دیکھا کہ اول چار سو تخت جن پر جواہر
کے درختون کی چمن بندی کی ہوئی مثل قطعہ گلزار کے ظاہر ہوئے پھر بارہ سو جادوگر سرخ پوشاک پہنے منہ سے
آتش فشانی کرتے تلوارین کھینچے مریخ صولت بنے ہوئے نکلے انکے بعد کئی ہزار سوار مرکب برزر پر سوار نکلے کہ
گھوڑے انکے جواہر کے ساز و یراق سے آراستہ تھے ان کے گذرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل حبشیان اژدہون
پر سوار پیدا ہوئے کہ زحل بھی اُنکی صورتین دیکھ کر خوف کھاتا تھا ہندوے فلک چکراتا تھا جھنڈیان ہاتھون مین لیے
جھوٹے گلون مین نارنج اچھالتے گذر گئے ان کے بعد کئی ہزار رنڈی کا غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا
غرق دریائے جواہر تھی فن عشق و حسن سے ماہر تھی لباس ہر ایک گلابی زیب قامت کیے مہندی ہاتھ پاؤن مین
لگائے بقول **مؤلف** ہاتھون مین دل لو اگر تم پھر مزا کیونکر نہو ٭ یہ کباب آتشی رنگ حنا کیونکر نہو ٭ ہر ایک گلبدن
مہ جبین حور تمکین جوانی کا عالم حسن البیلین قہقہے لگاتین پیر گردون کو اپنی ستمگری کے سامنے ہیچ گنتین اُوا آتین گذر گئین پھر
کئی سو رنڈیان ساز ہاتھون مین لیے تختون پر سوار نکلین زنشا سارنگی کا کھنچتا تھا آپ طبلے پر چلتی تال پر دے
ہوا ہوتا تھا اپر بھی ہوا بندھی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہوا پر اُتر آئی ہے ساکنان ہوا کی انجمن آرائی ہے
انکے گذر جانے کے بعد چار ہزار نازنینان زرین پوش زیور یاقوت پہنے نکلین ہر ایک نازنین کرشمہ سنجی ایسی کرتی کہ

سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان اُنکی عربدہ پردازی فتنہ دہر کو سکھاتی گاتیان دوپٹے کی باندھے سینہ پہ کچین ابھری ہوئین عاشقون کے دل کا ارمان بڑھاتین کہ ابھرا بھرکر دو فور شوق زیادہ فرماتین کیا وصف اُن چھاتیون کا کیا جائے

مسدس

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہیں یہ	کہتے ہیں شمس و قمر مقنعہ نور ہیں یہ
ثمر پیش رس نخل سر طور ہیں یہ	ہاتھ کس طرح سے پہنچیں کہ بہت دور ہیں یہ
آشنا آنکھ سے جس روزدہ انگیا ہو جائے	طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

اور وصف اُنکے حسن کا کیا بیان ہو خوف یہ ہے کہ بہت طولانی نہ داستان ہو وہ یگانہ حسن و جمال یاقوت احمری ترشی ہوئی چلیان پھراتی تھین دل دہر کو لٹو بناتی تھین آفتاب سے گویا بزبان ایما و اشارت فرماتی تھین کہ بھلا حسن مین سامنے ہمارے آ تو سہی یہ گو ہے اور یہ میدان ہے کیا ترے پاس سامان ہے وہ چلیان یاقوت سرخ کی جب پھرتی تھین تو انگارے آگ کے بوسے ہوا اور بے مجھے یہ گل رخسار ین طالک فریب تھین شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھین یا انجم فلک کو جگنیون مین آڑاتی تھین ان کے نکل جانے کے بعد چار ہزار جادوگر طاؤس سوار جھرے اُنکے پر پزادون کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ مین چکر لیے ایک سمت کو نکل گئے پھر آٹھ نو سو چوبدار عصا بردار عصاے جواہر نگار ہاتھون مین لیے آواز طرق و الگا لگاتے بڑھے عمر و دولت پکارتے رد کے ہوا پہ آڑتے گذر گئے اُنکے بعد سترہ سو عورتین کم سن بچکاریان اور گگریان لیے رنگ کھیلتی رنگ سا مین شرابور مغرور پر عبیر و گلال ملا ہوا حسن کی دونی بہار اُنکا غضب کا نکھار وہ رنگ کھیلنے مین انکا بیساختہ پن عجب رنگ دکھاتا گورا گورا نازک نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا رخسار اُنکا رنگ مین بھرا معلوم ہوتا تھا کہ لعل بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد مین دھرے ہین یا دو یگہ نور روشن ہوے ہین یا جوش پہ رنگ شباب آیا ہے بحر حسن نے پرجوش ہو کر حبابون کو بہایا ہے غرضکہ جب یہ بھی گذر گئین ایک ابر پیدا ہوا بجلی اُسمین چمکنے لگی اور ترشح ہونے لگا موتی برسنے لگے باجون کی آواز غنون داؤد صوت ہزار آنے لگی اب شہر کی تمام خلقت مین غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جاو شاہ شاہان کی سواری قریب آئی کہ یکبقفا سے

مسدس

تو وہ آتا ہے جو ہے موجد نیرنگ و فسون	جو مسلمان کا رہتا ہے سدا تشنۂ خون
جس کے آگے سر تسلیم زمانہ ہے نگون	سر جھکائے ہے قدمبوسی کو جس کے گردون
جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے	سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہے

یہ غلغلہ سن کر سلطان و سلیمان و سرشار رخ تمام اپنے امراے دولت کے اٹھ کر بہر استقبال چلین کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لین تخت سحر پر سوار ہو کر بلند ہوئین اس اثنا مین ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا ہنگامہ نیم سو تیرا بنکا بڑا افتخار شاہ طلسم اس تخت پر جلوہ فرما تھا گرد تخت جمعین سونے چاندی کے تیلیون کی پڑی تھین اور ہزار ہا نازنین

تھو۔ بال ہماکے لیے مرصع جنبانی کرتی تھیں چلنین آدھی بندھی اور آدھی کھلی تھیں ساحران خوک بیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے بادشاہ بھی صورت اپنی مثل جوانون کے بنائے موتیون کا تاج سر پر رکھے سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمردی کمر بند ہاتھون مین باندھے تھا ان تینون شہزادیون نے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر سواری کے ہمراہ مثل کنیزدن کے چلین شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسۂ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک و حشم کو رخصت کر دیا فرمایا کہ مین یہان سے جانب کوہ فیروزہ جاؤنگا پھرتا ہوا باغ سیب آؤنگا لیس اس ساز و سامان کیسے گرداوری طلسم کی کر نہ سکون گا حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفۃ العین مین سامنے سے غائب ہوگیا اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا بادشاہ بھی بالائے بام جو کمرے وغیرہ اور بیج عمارت تھے وہان بیٹھا تھے اُس بام سے شہر کی سیر دیکھتا تھا اس طرف باغ پُربہار مین جشن اُڑ رہا تھا نازنینان ماہ پیکر کا مجمع تھا غرض ناچ دیکھنے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا ملکہ سرمشار وغیرہ تینون بہنین جوان اور حسین طرحدار مین دو پہلو مین بیٹھین پھر تو اس جلسے کی یہ کیفیت تھی کہ جشن جمشیدی مقابل اسکے ایک گدا کی صحبت تھی کہ

بمقتضائے مسدس

ناچنے والون نے وہ دھوم مچائی آکر
تھوریان ایسی جو تھیں اترے رخ شمس و قمر
کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
نیچی آنکھیں ہوئین تیغین تو اشارے خنجر
اٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اٹھی
پانون کی ٹھوکردن سے گرد قیامت اٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک
گہ کمر مین بھی لچک گاہ تھی اعضا مین پھڑک
تالیون کی درِ افلاک پر پہونچی دستک
گہ جوان گاہ بنے پیر کبھی دم کو دک
کبھی زاہد کبھی میخوار بنے تیزی سے
زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے

دوپہر رات گئے تک تو یہ جلسے وان پر
ہمنشین بیٹھے ہوئے گرد مرصع زیور
بعد ازان مشغلۂ بادہ و دور ساغر
جو رسب نشہ مین جامے سے سراپا باہر
شان جام مے گلگون مین گل خندان کی
قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی

بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان
میز بر ظرف تھے انجم کی طرح نور افشان
چن دیے لا کے وہ خاصے جو تھے نایاب جہان
لائین خوردن سے کہو مائدۂ باغ جنان
چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آئے
نان خورشید و پنیر مہ تابان آئے

دوپہر رات گئے آتشباز نقلی نے آکر عرض کیا کہ آتشبازی تیار ہے کہان گاڑی جائے شہزادیان بولین کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہے ادھر ایوان شاہی مین راستہ نہین چلتا ہے اسی طرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہے اس کوٹھے کے نیچے کہ جسپر بیٹھے ہین شہر آباد ہے تمام خلق دیکھنے کو جمع ہوگی ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہوگا لیس یہ تجویز کرکے حکم دیا کہ باغ کے دروازے پر جو میدان ہے وہان گڑے چنانچہ اُسی جگہ آتشبازی

نصب ہوئی اور در باغ پر ایک کمرے مین فرش تکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے مین مسند بادشاہ
کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیون کے لیے بھی اُسی جگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی اور امیران سلطنت اور درون مین
ٹھہرنے کو معین ہوے بادشاہ کو لاکر اُنھون نے اُس مسند پر بٹھایا آپ سر پر رومال جھلنے کھڑی ہوئین شاہ نے
ہاتھ پکڑ کر اسی در مین بٹھا لیا باقی کچھ لوگ میدان مین کچھ در باغ پر کچھ اور مکانات کے کمرون مین تماشا دیکھنے ٹھہرے
لیکن وہی لوگ یہان رہین جو خصوصیت رکھتے ہین اور مقرب و معزز ہین بہت بھیڑ اور ہجوم نہین ہے اس
اثنا مین شاہ کو خیال قیدی کا آیا **سلطان** سے پوچھا کہ ہمارے قیدی کو کس کے حوالے کیا جو تم یہان چلی ہو
اسنے عرض کیا کہ بعد آپکے تشریف لے جانے کے مین چند کنیزین بہر حفاظت چھوڑ کر قلعہ مین اپنے آئی وہان
اُس عیار نے نہین معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اس گنبد کے در کے کنیزون کو بلا کر بیہوش کر دیا وہ تو مین نے بیر سحر کے
معین کر رکھے تھے کہ مجکو خبر دیتے رہین اُنھون نے مجکو اطلاع دی کہ جلد خبر لو کنیزین قتل ہوتی ہین مین بہت جلد
یہان سے گئی دو ایک کنیزین قتل ہوئی تھین مین نے جا کر غصہ مین اسکا سر کاٹ لیا اور آپکے دکھانے کو
سر لیتی آئی یہ کہہ کر ایک کنیز سے فرمایا کہ میری خوابگاہ مین صندوق رکھا ہے اُسمین سر لاکر مین نے
رکھدیا ہے لے آ وہ کنیز سر مصنوعی چالاک کا لے آئی شاہ نے اُسکو دیکھ کر فرمایا کہ شکر ہے سامری کا جو دشمن
صعب قتل ہوا یہ کہہ کر سر تو مزبلہ پر پھنکوا دیا اور مصروف تماشائے آتشبازی ہوا **چالاک** نے حکم چھوڑنے
آتشبازی کا جو پایا کرۂ ارض مین آگ لگادی چھٹے تو غبارے ہزارون اُڑا دیے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج
آسمان سے اُتر آئے ہین اُنمین ستارے چمکتے ہین وہ اُن غبارون کا ہوا کے رُخ پر جانا اور ڈگمگانا ظاہر
تھا کہ بعد سیارہ راہ مین بھٹکتے ہین بر دسے ہوا برج اور بنگلے بنے تھے شاہدان شعلہ رخسار انمین بیٹھے تھے
نہین نہین گنبد عیاری کے دل جلون کے دل مردہ تھے اور غبارے ان کے مقبرے تھے یا سرکشون کے
سر کمال فرخ سے ہوا مین بھرے تھے اسی طرح ایک سمت توپین آتشبازی کی دغنے لگین صدا سے
انکی ارض طبر امین کیا قلعہ افلاک مین تزلزل ڈال دیا ہوائیان ایسی چھوٹین کہ کرۂ ہوا کرۂ نار بنگیا
وہ فلک پر سے ستارہ نکا کرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا کبھی کوئی ستارہ مریخ تھا
دم بھر مین وہ زہرہ و عطارد نظر آتا تھا چار سمت سے آتشبازون نے جنگ بڑھائی اور رانکی پہیون
مین چرخیان باندھی اور پھلجھڑی دم کی جگہ باندھ کر آگ لگا دی جب وہ جنگ بلند ہوئین پھلجھڑی
کی آگ چرخی تک پہونچی زدے ہوا پر جو سب چرخیان چھوٹین چرخ شعبدہ گر چکر مین آیا لوگون کو گمان
ہوا کہ صد ہا آفتاب آسمان سے اُتر آیا ہزارہا گیند درختون مین لٹکتے تھے ان مین جو آگ دی
اناردون کی طرح وہ چھوٹے ایک گلزار زرین گوسون تک نظر آنے لگا زمین و آسمان خس ریزہ و شعلہ خیز

تھا عدم آباد عالم کا پڑا دار شک کوہ طور بنا خاکدان ظلمت نشان عالم نور بنا مسدس

لگ اُٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی		بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی

تھا تماشا کہین فیسلون کی دغا پردازی	چلکے طاؤسون کی تھی چار طرف طنازی
چرخیان چھٹکے لگین گنبد دولابی سے	ہوگئی رات بھی دن زردی مہتابی سے
قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوے آتشبار	آگ نے کرکے خالی کیا دم بھر مین حصار
صنعت سرو چراغان تھے شرربار انار	جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کے شرار
ہوئین مہتابیان روشن مہ انور کی طرح	چادرین چھٹنے لگین پانی کی چادر کی طرح

اس آتشبازی کے دیکھنے مین بادشاہ اور اہل غیور محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند کرتے تھے ادھر مہتابی گل
جاتی جوہی انار پھلجھڑی دیو پری پتلے بنا کے چھوٹ رہے تھے اور چالاک نے اُس رخ سے آتشبازی کو لگا دیا تھا
کہ دھوان اُسکا باغ کے گردن کی طرف جاتا تھا ہوا کے رُخ پر اُن گردن کو رکھا تھا تھوڑے ہی عرصہ مین دھوان گھستا
اور تمام مکانون مین بھر کر ایسا گھستا کہ ہر ایک شخص کی آنکھون مین ناک مین سرایت کر گیا اور چھینکین مار کر تمام اہل تماشا
بیہوش ہوے اور آتشبازون کے ساتھ اقسم جادو و قائم جادو نام سپہ سالار انتظام کرتے پھرتے تھے اُنھون نے
آپس مین اثر نشۂ بیہوشی سے معمول دھپا شروع کیا اقسم نے قائم کے دھول ماری اُسنے کہا اے یکہ بھیا کو آتا ہے
سر کا خود لیے جاتا ہے قائم نے بگڑ کر پکارا اے شعلچی تیل لا شعلچی ایسا گھبرایا کہ اُسکے سامنے شعلہ باندھکر آیا کہ لبا اُٹولا
قائم نے کہا اے اور چلو مین پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی مین بھر کر مشعل پر ڈال میرے پیشاب مین چراغ جلتا ہے
ایک سپاہی نے آکر ایک لات ماری کہ اے ہمارے سامنے یہ شیخی لات کھا کر یہ گرا اور بیہوش ہوا دوسرا سپاہی اُس
سپاہی کو پکڑنے چلا وہ بھاگا یہ دونون بھی بیہوش آتشباز بھی آپسمین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے پیرہن مین آگ
لگا دی کہ آتشبازی کا دیو بھاگا جاتا ہے کسی نے کسی کا ازاربند آکر کھینچا کہ اس پتلے کا یہ فلیتہ ہے ادھر کون پیٹ
آواز تڑاق پڑاق چھینکون کی آرہی تھی آخر اس میدان دیوانات کے سب آدمی بیہوش ہو گئے چالاک خنجر کھینچ کر اُس
کمرے پر آیا کہ جسمین شاہ طلسم بیٹھا تھا وہان آتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا خنجر اُسنے روک لیا یہ عیار
سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے جب تو غفلت مین بھی زور اُسکا چلتا ہے خیر حال اسکے قتل کا بھی طلسم مین
رہنے سے معلوم ہو جائیگا غرض بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اُٹھا کر جلد جلد اور ساحرون کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور سر
بہت کے کاٹے غل اور ہنگامہ پیرون نے مچایا آندھیان آئین ساحر جو یہان علیحدہ تھے وہ دوڑے اتنے عرصہ مین
اُسنے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے اُسوقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین
ہوا سرد چلی شاہ جادوان ہوشیار ہو کر اُٹھا عیار وصوت نعرہ کر کے کہ منم چالاک بن عمرو ایک سمت کو جست کر کے
بھاگا ادھر سے ساحر آئے بادشاہ یکایک اُٹھا تھا حیران وار چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا عیار تو کہین جا کر
چھپ رہا ادھر بادشاہ نے پانی زیادہ برسا کر سب کو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ نے دو دو کے
عوض ایسی عداوت کی ہے کہ تشنۂ خون ساحران ہنگی ہر جسم تن ساری کشتہ ہے جو سمندر بنکر جہاز ڈبویا ہے غرضکہ اُسکو
غضب طاری ہوا اور دل مین سوچا کہ سلطان نے تجھ سے بیان کیا کہ مین عیار کا سر کاٹ لائی ہون اور یہان

وہ عیار زندہ نکلا اور اُسی نے آتشبازی بنائی لیس معلوم ہوا کہ یہ شہزادیان قلعہ کے عیار سے ملگئی ہین یہ خیال
کرکے اُسنے شہزادیون سے کہا کہ اری قحبا بڑا غضب کیا تم نے کہ نمک حرامی پر کمر باندھی اور مجھ سے دغا کی اُنھون
ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا عذر کیا کہ اے شہنشاہ کنیزین بالکل بیخطا ہین اور اگر کوئی شبہ ہماری جانب سے
حضور کو ہو تو معاف فرمایئے بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری کہ سر اُن کے قدم پر سے اُٹھ گئے اور منھ سے بادشاہ نے
اُف کیا ایک شعلہ منھ سے نکلا یہ تینون شہزادیان بیہوش ہوگئین اس وقت سب کنیزون اور انیسون کو اُن کی
بادشاہ نے طلب کرکے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے اُنھون نے قسمین کھائین کہ ہم نہین واقف ہین شاہ نے کہا اچھا اگر
تم شریک حال میرے ہو تو ان حرامزادیون کو گرفتار کیے ہوے کوہ شگوفہ پر لاؤ مین وہان ان کو قتل کرونگا اور افسران
لشکر کو اس قلعہ سے بلایا اور ایسا سحر اُن پر دم کیا اور حکم دیا کہ اپنے سر کاٹ ڈالو سب نے اپنے ہاتھ سے سر کاٹنا شروع کیے
قلعہ مین غوغاے عظیم برپا ہوا ان افسرون کی بیبیان لڑکے بہنین شاہ کے قدم پر آ گرین شور و فریاد و نوحہ بلند کیا
اور عرض کیا کہ وہ عیار اس مین خوش ہوگا جیسے جو میرے قتل کرنے سے بچ گئے انکو شاہ نے قتل کیا اس کلمہ سے
بادشاہ کو رحم آیا اور انکے قتل و ہلاک سے ہاتھ اُٹھایا اور ایک معزز ساحر کو حکومت وہان کی سپرد کرکے چند پتلیان
زور سحر مٹی کی بنا کر پیران کے قالب مین جھاڑ کر سب کنیزون اور انیسون کو شہزادیون کے مقید کرکے تختہاے سحر
پر بٹھلایا اور کہا مجکو تم سے بھی شک ہے پہلے مین نے قیدان حرامزادیون کی تمھارے سپرد کرنا چاہی تھی مگر نہین
بہکی بالکلین یعنی ہین انکی کنیزین کیونکر نچنی ہونگی یہ کہکر اُن تینون شہزادیون کو بھی ایک سحر کے تخت پر پنجرون
مین باندھکر بٹھایا اور ہوشیار کردیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھین لیس اُن مٹی کی پتلیون کے یہ سب تخت سپرد کرکے
فرمایا کہ کوہ شگوفہ پر انھین لاؤ اور آپ یہان سے پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن اس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ
کے جلسے مین وہ رات گذر چکی تھی خلعت پر زر ستارہ دار جسم فلک سے حاکم طلسم فطرت نے اُتار لیا لباس عریانی
تن عنایت فرما کر اطلس گرد و غبار کا جامہ روزگار زرنگار رکھ دیا **نظم**

سحر کی پھر گئی ہر سو دہائی	کہ جسدم زلف شب کھلنے کو آئی
درختون سے ہوے خشک اشک شبنم	حرارت مہر نے بخشی مگر کم

بادشاہ تو جا چکا تھا صبح کو پتلیان تخت مقیدون کے اُڑا کر روانہ ہوئین قلعہ مین عجیب طرح کا ماتم تھا نوحہ و شیون
کی صدا ہر گھر سے بلند تھی بخت سیاہ زلف بنکر بکھرا ہوا گلیون مین بے رہا تھا اشک تر کا جھڑکا دُ سرراہ تھا غم و اندوہ کی
سپاہ دو رویہ استادہ تھی چشم حسرت آلودہ کی طرح ہر دکان کھلی تھی شہر تمام وحشت آباد تھا خانہ خرابی خانہ بخانہ تھی ہر نوا
دور فرط غم سے ششدر ہر ایک دل مثل آئینہ مکدر غرفے اور دریچے مثل آغوش پر تمنا کھلے تھے دروازے لبسان باب
مطالب کم تعیبان بند تھے کہان تک یہ رنج بیان ہو کسی کو جوش غم سے ہوش نہ تھا چالاک بھی شہر سے اسی
ہنگامہ مین بچ کو نکل گیا اور اُن تختون کے ہمراہ یہ بھی چلا دل سے کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب قتل کروائی جاتی
اُسنے تجکو قید بادشاہ سے رہا کردیا تھی تجکو بھی چاہیے کہ اسکو چھڑا دے اور اب بادشاہ اس سے بھی ہوگیا ہے
یہ جائیگی کہان مع اپنی بہنون کے یقین ہے کہ تیری شریک ہو جاتے یہ تجویز کرکے اسنے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی

باره چوده برس کے سن کی عورت کی ایسی بنائی لیکن چہرۂ پُرنور پر زردی غم کی چھائی ہوئی زلف سیاه پر پریشانی آئی ہوئی حسن صبیح مین خورشید رخ کا نمک جو ملا تھا تو اور زیاده مزا پیدا ہوگیا تھا مگر شور رنج مین نا کس کس کام کا سراسر بے لذت و بدذائقہ تھا یعنی گرد غم منھ پر پڑی آنکھون سے جندھی اشکون کی لڑی دوپٹے کا ایک آنچل سر پر ایک زمین پر گھسٹتا ہوا اپنے چھوٹے چھوٹے انگلے پاؤن کانٹے تلوون مین چبھے انگیا مسکی ہوئی چھاتی کھلی ہوئی منھ پر دوہتڑ مارتی ہوئی ہائے امی جان کہتی زار زار روتی اُس تخت کے نیچے نیچے کہ جسپر شہزادیان قید تھین بیٹھی دوڑتی چلی اسکے حال زار کو تپلیون نے کہ جسمین وہ تپلیان ارواح خبیثات مین دیکھ کر رحم کھایا اور تختون کو زمین پر اُتار کر کہا اے شوریده بخت یہ کیا تیرا حال ہے کیون تو اسیر سلسلۂ ملال ہے مجرمون کے سایہ سے بھاگنا زیبا نہ کہ تو انکے ہمراه آتی ہے اشک غم انکے رخ پر بہاتی ہے اس وابستۂ زنجیر اندوه نے جواب دیا کہ ارے بہنو ان شہزادیون نے مجھکو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا انکی بدولت دنیا بھر کے چین عیش کیے کس ناز و نعمت سے بلکہ ہم انکے بڑے ہوئے اب یہ ہماری پالنے والیان اس عذاب مین گرفتار رہین اور ہم گھر مین بیٹھے رہین یہ ہم سے ہو سکا گھر سے نکلے ہین نہ دانا کھائین گے نہ پانی پیئین گے یونہین تڑپ کر جان دینگے اگر تم میرا اتنا احسان کرو تو بہت اچھا ہے کہ مشکین ہماری باندھ کر انھین کے پاس پہنچا دو تو ہم انکو دیکھتے چلین شاه سے کہدینا کہ یہ ان گنہگارون کی بیٹی ہے قید ہونے سے رہائی تھی ہم نے گرفتار کر لیا شاه ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا یہ کلمات حسرت آیات سُنکر وه تپلیان بولین کہ اسے ہے ناگوڑی غیر ہے لیکن پالی جو ہے تو کیا محبت اسکو ہے اچھا اسکو پہنچا دینا چاہیے ایک نے کہا جو بادشاه خفا ہو تو کیا ہو دوسری بولی کہ جب مقام قریب شہنشاه پہنچیگا تو اسکو اُتار دینگے یہ کہکر اس سے کہا اچھا بدبخت تخت پر بیٹھ جا مگر غل نہ مچانا نہین ہم اُتار دینگے یہ نازنین اُسی تخت پر کہ جسپر شہزادیان قید تھین جا بیٹھی اور گردن مین انکی باہین ڈال کر کہا امی جان کچھ کھایا بھی وه تینون حیران ہین کہ یہ کون ہے ہماری تو کوئی بے پالک نہین مگر یہ سمجھی ہین کہ ہم تو قید ہوا اسکے حال کی تفتیش نہ کرو کوئی ہوگی تم سے تو یہ لطف و مدارا پیش آتی ہے غمخواری جتاتی ہے غرضکہ جب اسنے پوچھا کہ تم نے کچھ کھایا انھون نے کہا کہ اے بیٹی قید مین کھانا پانی کہان اس گلرو نے کہا ہم لڈو موتی چور کے تمہارے لیے لائے ہین تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائین انھون نے کہا اس غضب مین کھانے پینے کا کسے ہوش ہے اچھا ان تپلیون سے کہو اگر یہ تخت ٹھہرا کے رکھین تو ہم کچھ کھا لین اُس گلبدن نے لڈو جیب سے نکال کر ان تپلیون کے آگے رکھے کہ یہ آپ بھی کھائیے اور تخت ٹھہرائے رکھیے کہ ہماری مائین بھی کھا لین اُنھون نے وه لڈو لیکر کھانا شروع کیے اور کہا جلد تم بھی کھا لو کھلا لو اسنے کچھ لڈو خالی از بیہوشی نکالے اور شہزادیون کو دیے وه بھی کھانے لگین لیکن تپلیون کو لڈو بیہوشی ملے ہوئے دیے تھے وه کھاتے ہی بیہوش ہوگئین اسوقت شہزادیون نے پوچھا کہ اے بیٹی تو کون ہے اسنے کہا مین وه ہون جسکو **سلطان** نے گنبد بے در سے نکال دیا تھا اب تم جلد اٹھو اور سب ملکر یہ زنجیر اپنے پاؤن سے دفع کرو اور میرے ساتھ چلو یہ سننا تھا کہ اُن تینون نے سحر پڑھا اور ازبسکہ ناظمہ ممالک طلسم مین سحر کو بادشاه کے تینون نے ملکر رد کر دیا اور ان پرے کیا سحر اُترا سب کنیزون اسیرون پر سے بھی اُتر گیا انھون نے جلد ایک

تخت اپنے سحر سے بنایا اور چالاک کو اُس پر بٹھا کر آپ بھی سوار ہوئیں اور کنیزوں انیسوں وغیرہ سے کہا کہ زمین
آسمان میں غائب ہو کر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہرخ میں جائیں گے وہ سب پرواز کر کے چھپ کر
روانہ ہوئیں اور یہ شہزادیاں بھی چلیں اُن پتلیوں کو اسی طرح بیہوش چھوڑا اس لیے کہ یہ قتل نہ ہو سکینگی راہ میں
شہزادیوں نے عیار سے کہا کہ ہم بدل مطیع الاسلام ہوئے اطاعت خواجہ عمرو کی قبل مہرخ ہم نے قبول کی تم
ہم کو اس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مہرخ میں پہونچا دو اور راے عیار اظہار یہان سے لشکر مہرخ بہت
دور ہے تم تمام بیابانوں میں سرگردان پھرتے مگر لشکر مذکور تک پہونچے ہم بھی جانبازی و سرفروشی کر کے
آپ کو پہونچا دیں گے ہر چند کہ اس موذی بادشاہ سے بچ کر جانا مشکل ہے لیکن یہاں سے کسی گانوں میں چلکر دیکھیں
جو کوئی آنے جانے والا اُدھر کا ہوگا اُسکے ہمراہ چلیں گے چالاک نے کہا کہ گھبراؤ نہیں ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہونچ رہینگے
یہ باتیں کرتے ہوئے ایک درۂ کوہ میں آکر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے ادھر شاہ جادوان
جو روانہ ہوا تھا تو کوہ شگوفہ پر آکر پہونچا اس پہاڑ پر درخت پھولوں کے لگے تھے مشاطہ بہار نے شاہد گل کو
بکمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا فلک کوہ سے پائین کوہ تک درخت سرسبز و شاداب لگے تھے غنچے چٹکتے تھے
تو صدائے قلقل بانگ عنادل آتی تھی غنچہ خاطر کھلاتی تھی غنچہ سربستہ برعکس جو رنگ ہائے سبز کا بڑا تھا تو سبز گل لال
میں بادۂ سبز کا ہونا ظاہر تھا بہار تو آئینہ نہر بعید صفائے حور کو شرماتا جوش تراوت سے سبزہ لہراتا درخت میوہ دار بھی
پھلے ہوئے تھے مثل توانگران نخل و غنچہ و فرسے ہر ایک ڈالی نہال تھی فرط عشرت سے جھومتی مالا مال تھی نظم

رشک گلزار جنان جوش طراوت سے چمن ۔ جا بجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن ۔ چشم نرگس گل خورشید پہ بھی چشمک زن
رشک میں حور کے چہرہ سے رخ گل بڑھکر ۔ زلف غلمان سے کہیں گیسوئے سنبل بڑھکر

بادشاہ طلسم نے اس کوہ پر پہونچ کر سحر کی دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو پتلے چینی کے تہ ارض سے
نکلے اور ایک طرف اُڑ کر گئے پھر جو آئے تو کرسیاں جواہر کار لیکر اور جملہ سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ و
ساغر نازنینان قمر پیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیاں بچھا کر فرش مکلف آراستہ کیا جام مے ارغوانی بھر کر شاہ کو دیا چنگیر
جو گلدستے مسند کے قریب رکھ دیے بادشاہ گل اندامون کو پہلو میں لیکر بیٹھا اور شراب پینے لگا کچھ پریان ساز لیکر
ایک سمت سے آئیں اور سامنے گانے بجانے ناچنے لگیں بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھ کر آواز دی کہ اے
محافظان سلطان جادو وغیرہ تم قیدیون کو لیکر کہاں بیٹھ رہیں جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو یہ آواز دیتے ہی وہ
پتلیاں جنکو چالاک نے بیہوش کر دیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھیں ہوشیار تو ہوئیں مگر تخت انکا آپ سے
آپ اُڑ کر چلا اور کچھ دیر میں کوہ شگوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آیا وہ بھی خالی
آیا پتلیاں اُس پر بیہوش پڑی ہیں قیدی کا نام نہیں ہے افراسیاب نے کچھ پانی لیکر سحر دم کر کے اُن پر چھڑکا کہ
وہ پتلیاں ہوشیار ہو کر اُٹھیں اُنسے پوچھا کہ قیدیوں کو کیا کیا اُن پتلیوں نے کہا ہم آپ کی قدرت سے پیدا ہوئے

آپ نے سُلا دیا ہم سو گئے آپ نے جگا دیا ہم جاگے ہمیں نہیں معلوم کہ وہ اسیر کہاں گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو میں نے
کس طرح اسوقت سُلایا تھا اُنھوں نے کہا ایک عورت حسین آئی تھی لڈو اُسنے کھانے کو دیے تھے پھر ہم کو
نہیں خبر کیا گذری شاہ یہ کلام سُنکر غضبناک ہوا اور کہا تم سب جل جاؤ کہ تم نے حفاظت اچھی طرح نہ کی یہ کہنا تھا
کہ پتلیوں کے منھ سے شعلۂ آتش نکلا اور سر سے بھوا آگ لگی سب جلکر خاکستر ہوگئیں بعد ان کے جلانے کے
اُٹھ کر اُس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دل سے کہتا تھا کہ چلکر عمرو کو مار ڈال غرض اُس کوہ سے کہاہی جانب بہت
دور آکر ٹھہرا وہاں عجیب وغریب درخت لگے تھے پھولوں سے چہرے پریوں کے نکلے تھے پھل سبوے کلان کے
برابر لگے تھے اُن میں سے مار سیاہ پردار نکلتے تھے پتے آپس میں رگڑ کر جھانجھ کی طرح بجتے تھے پریوں کے
چہرے جو ظاہر تھے اُنکے کان آنکھ ناک منھ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی اور اسی طرح ہزارہا عجائبات
ظاہر تھے۔ **نظم**

زبان پہ کچھ سخن مانند انسان	نظر آیا اسے اک طائر خوب	سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
پکارا ریچھ اک یوں کھول کر لب	کبھی خندان کبھی گریان و حیران	بڑھا وہ کچھ قدم پس دشت میں جب
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ خوش اسلوب	کہ جاتا ہے کدھر آ اس طرف آ	میں اک مدت سے ہوں مشتاق تیرا
کہا اس سے کہ ہم ہیں تیرے شیدا	پکارا چند ساعت کوہ پر خوب	ہوئے فوراً ہزاروں زاغ پیدا
	شجر دیکھے ہوئے دریائے زخار	بنے دریا سے پھر وہ شکل اشجار

بادشاہ نے وہاں پھر کر افسون پڑھا سب درخت جس طرح آندھی آنے سے ہلتے ہیں اسطرح ہلے اور سر ہر نخل پہ
ایک ایک پریزاد غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حسن میں گل حدیقۂ خوبی و غنچۂ گلستان محبوبی بلکہ دھانی لباس ہر ایک
زیب قامت کیے تھی گویا حسن کی سرسبزی نے تراوت کشت جمال کو دیے بلبل شیدائی دل کو بنا میں کہ بموجب **مسدس**

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق	صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب عشوہ کا پریہ ودقاق	حسن کشمیر تھا مشہور میان آفاق
چشم پنجاب کمر دہلی کی شمار کی گات	جسم لاہور کا اور قامت وقد گجرات

اُن پریوں نے بادشاہ کو دیکھ کر قہقہہ لگایا بادشاہ نے فرمایا کہ لے نہال پری جل جلدی یہ کہنا تھا کہ ایک درخت
کی جڑ سے نازنین گلفام سمن اندام پیدا ہوئی یہ سب پریوں سے زیادہ حسین تھی ہر چند کہ تعریف جمال بے مثال بیان کرنے میں
طول ہوگا مختصر یہ کہ اُس پری سے بادشاہ نے خطاب کیا کہ ملکہ **مقراض دوزبان جادو** کو بلا لاوے پریزاد یہ سُنکر
زمین میں سما گئی بعد لمحہ بھر کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پہ لوٹ کر صورت اُسنے اک بلائے سیاہ کی
پیدا کی منھ سے ہنگام تکلم شعلہ نکلکر دو زبانیں بنجاتے اور شکل مقراض نظر آتے اور سراپا اس غیبانی کا یہ تھا **نظم**

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ	گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ	لب زیرین نے سینہ کو چھپایا
لب بالا فراز دوش آیا	بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر	زمین کیسی پہاڑوں کے گلوگیر

اُس بلائے سیاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور چھورے سے چھری نکال کر سر اپنا کاٹ کر ہتھیلی پر رکھا اور بادشاہ

کو نذر میں دیا شاہ نے سر اٹھا کر اسکی گردن سے ملحق کر دیا اور کہا اے ملکہ نذر تمہاری ہم نے قبول کی یہ سر میدان کارزار
میں جا کر ہمارے کام پر نثار کرو جاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سب نمک حراموں کا سر کاٹ کر لاؤ اور ہم کو نذر دو
یہ کہکر پھر کچھ جادو پڑھکر دم کیا کہ سامنے سے ایک دریاے زخار موج مارتا ہوا پیدا ہوا ہر موج اس بحر پر جوش
کی مثل مردم خونخوار غصے سے چڑھائے آستین تھی اور لب بان انسان غضبناک چین بر جبین تھی ایسا جوش و خروش
اس سے پیدا تھا کہ سینڈھا بافسون اچھل رہا تھا گویا دریا جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا کہ بموجب نظم

پیمانہ بحر بھر کے چھلکا
ہر چشمہ کی آنکھ میں تھا ڈھلکا
امڈا اٹھا بڑھا ہوا تھا دریا

زوروں پہ چڑھا ہوا تھا دریا
سر تنکے حباب اٹھا رہے تھے
چشمے آنکھیں دکھا رہے تھے

دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھار
تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار
اس بحر میں ایک سونے کی کشتی پر

ایک جادوگر سوار جسکی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے روان پانی کی دھار کشتی کو کھیتا ہوا
کنارے پر آیا شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سمندر خیز جادو ملکہ مقراض لشکر حریفوں پر پیرے
جاتی ہیں تم بھی انکے ساتھ جاؤ اور دشمنوں کو بیرے غرق قلزم عدم کرو وہ ساحرہ وہ ساحر یہ سنکر پھر اٹھے دیر میں
وہ بحر خشک ہو گیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے رخصت ہو کر غائب ہو گئی یہ دونوں ساحر و ساحرہ اسی کوہ کی
حوالی میں رہتے ہیں اور تین لاکھ ساحران کے مطیع ہیں پس دونوں نے اپنے مقام پر پہونچکر لشکر تیار کرایا اور حکم روانگی
فوج کو دیا پھر تو جابجا نفیر کا شور طبل فلک تک پہونچا رسول منبول کی چاپ چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی نادوسا
کی صدا گوش ہند دے چرخ کے پار تھی طائران سحر نے اڑکر روے گیتی چھپایا تھا ابر جادو کا چھایا تھا
ہتھیاروں کی جھنکار بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی اژدہوں کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوئی تھی
حرارت جسم خورشید میں آئی تھی ساحر تختہاے سحر و اژدر و طاؤس پر سوار تھے زمین پر روان فوج کے جرار تھے
زیدان ہر ایک کے اصیل پہ سوار تھے آفت تازہ بیکسوں پر چلی تھی کہ نظم

کبھی ظاہر کر دیتے اسکو انسان
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا
کبھی ہوتی تھی وہ آنکھوں سے پنہاں

زبانیں دوسنان کی طرح سے تیز
بشکل نیش عقرب زہر آمیز
زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا

بگولے بنکے اڑتے بعض ساحر
بشکل ابر ہر جانب سے چھاتے
یہی سامان تھا لشکر میں ظاہر

نے طاؤس زریں بال تھے چند
نہایت تیز پر محفوظ و خرسند
اندھیرا ان کے نظروں میں چھاتے

ملکہ مقراض اژدہے چالیس زنجیر
سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اسپر کھنچوا کر سوار ہوئی اور سمندر جادو نے اسی طرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر
سونے کی سوار ہو کر پیروی اختیار کی وہ دریا پیچھے سے خشک ہوتا جاتا تھا اور آگے جدھر جاتی تھی بڑھتا جاتا
تھا سانپ کی طرح لہراتا تھا لشکر تو بیچاری مہرخ پر جاتا ہے اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہے کہ اب عمرو کو میں
جاتے ہی قتل کر ڈالوں پہلے مطیع و ہوا خواہ اسکے قتل ہو جائیں اسلیے اب کی سرحد داران طلسم ساحروں کو لڑنے بھیجا ہے
کہ ان کو نہ عیار قتل کر سکیں گے نہ ساحر مار سکیں گے اگر طلسم کشا ہو تو انکو مارے یا مثل بادشاہ طلسم کوئی ساحر ہو تو مارے

فی الجملہ یہ بلائیں تو راہ میں ہیں لیکن افراسیاب العدان کے بھیجنے کے کوہ شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سنا مارکر ایک
جنگل میں پہونچکر اترا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے مریخ سیاہ زبان جادو آؤ آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور
سمٹ کر صورت اپنی ساحر کی ایسی پیدا کی لباس جسم میں سرخ پہنے تھا رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا زبان منھ میں سیاہ تھی
کل صفت لقب اُسکا تھا بدن بد قوارہ اور کاوک سب تھا اس بیہودہ نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے اس سے
یہ کلام کیا کہ اے مریخ تم یہان سے جلد جاؤ سلطان و سلیمان و سرشار حاکمان قلعہ سلطانیہ مجھ سے منحرف
ہوگئی ہیں انکو پکڑ لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ کس طرف وہ ہیں میں کدھر جاؤں امیدوار ہوں کہ پتا انکا پاؤں
بادشاہ نے یہ سنکر پھر سحر پڑھا اور آواز دی کہ اے جاسوس خبردار جادو میرے پاس آکر جلد
حاضر ہو صدا دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ شہنشاہ کا بول بالا رہے مرتبہ اعلی رہے حاکمان
قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ میں قریب آہو کوہ کے بیٹھے ہیں اور ایک عیار انکے ساتھ ہے یہکہ کر وہ پتلا پھر زمین میں سما گیا
شاہ نے اُس ساحر سے فرمایا کہ تو نے نشان اُنکا پایا اسنے عرض کیا کہ بخوبی سمجھ گیا ہوں یہ ارشاد فرمایئے کہ انکو گرفتار کرکے
کہاں لاؤں حضور یہاں سے کس مقام پر رونق افروز ہوں گے شاہ نے کہا کوہ فیروزہ پر اور اگر وہاں میں نہ ملوں تو باغ
گلزار زمین آنا کہ وہاں ضرور ہونگا وہ ساحر یہ حکم سنکر پرواز کرکے چلا اور بادشاہ بھی ایک طرف روانہ ہوا لیکن ساحر
مذکور کچھ ہی دیر میں اس پہاڑ کے قریب آکر زمین پر اترا کہ جہاں شہزادیاں اور چالاک تھے یہ ساحر درہ کوہستان
میں شہزادیوں کو ڈھونڈھنے لگا اور وہاں سلیمان نے چالاک سے کہا کہ مسافر کے پاس توشہ ضرور چاہیے تمھاری
عنایت سے کھانا تو ملا ہوا مگر پانی نہیں پیا اب یہاں سے چلو کسی چشمہ پر پانی پئیں چالاک نے کہا تم ٹھہرو میں پانی
لاتا ہوں جب اس جگہ کھا پی کر اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو تو ایک ہی مرتبہ چلیں گے کہ راہ میں ٹھہرنا نہ پڑے انھوں نے
کہا اچھا عیار موصوف درہ سے نکلکر ایک کنواں تلاش کرکے کنارہ پر آیا اور کسوت عیاری سے ڈولچی نکال کر زنجیر میں
کانٹے دیکر پانی بھرنے لگا یہ تو پانی بھرتا تھا مگر وہاں مریخ تلاش کناں اس درہ میں بھی آیا کہ جسمیں وہ شہزادیاں
بیٹھی تھیں اُسنے آتے ہی للکارا کہ ارے فراریان کہاں بچکر شہنشاہ سے جاؤگی شہزادیوں نے اسکو دیکھ کر سحر پڑھا کہ
ہزارہا سانپ زمین سے پیدا ہوکر اُس پر لپکا اُسنے کچھ ایسا افسون دم کیا کہ وہ سانپ جلکر خاک ہوگئے اور یہ ساحر اور
آگے بڑھا اُن بیچاریوں نے دوبارہ جادو کیا کہ چار سمت سے سو سو پتلے برہنہ شمشیریں ہاتھ میں لیے پیدا ہوئے اور
اسپر حملہ کیا اُسنے پھر پڑھ کر پھونکا کہ وہ پتلے آپس میں لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے پتلے کی پڑتی تھی وہ جلجاتا
تھا اسی طرح جو سحر انھوں نے کیا اسنے رد کرکے زمین پر دو ہتڑ مار کر آواز دی کہ بچاؤ تم پھر یہاں یہ تینوں زمین پر لوٹیں
مگر سلطان نے اتنی چالاکی کی کہ جب اسنے دو ہتڑ مارا اسوقت ہیل کا قلم انگیا سے نکال کر اپنے دو پٹے پر لکھا کہ ہمکو
مریخ جادو پھر بنا کر پکڑے لیے گیا وہ کونا لکھا ہوا پھاڑ کر وہیں پھینک دیا اور یہ بھی لوٹنے لگی آخر یہ تینوں پھر بنگئیں اسنے
ایک زنجیر اپنی کمر سے کھول کر انکی گردنوں میں باندھی اور کھینچتا ہوا لیکر چلا اور اسی جانب آیا کہ جدھر چالاک
کنوئیں پر پانی بھر رہا تھا اور دیر اسکو اسوجہ سے ہوئی تھی کہ ایک ڈولچی بھر کر پہلے اسنے پانی پیا ہاتھ منھ دھویا

ذرا تفریحاً ہوا کھائی پھر دوسری ڈونگی بھری کرنے چلون اس اثنا مین ساحر کو دیکھا تین حسینون زنجیر مین باندھے
لیے جاتا ہے اسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیان گرفتار ہوئین ہین سمجھا کوئی ساحر ہوگا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت
بنکر پانی بھر رہا تھا تو مرتیح بھی اسکو دیکھتا چلا کچھ مزاحم نہوا اور یہ پانی لیکر درہ کوہ مین آیا وہان شہزادیون کو نہ پایا
کچھ سحر کا اسباب ناریل وغیرہ پڑے دیکھے آخر وہ ٹکڑا دوپٹے کا پایا اور اُسپر لکھا دیکھا کہ ہم اس طرح اسیر ہوے یہ دیکھکر
سوچا کہ غضب ہوا وہ ساحر اُنھین کو بھیڑ بنانے لیے جاتا تھا مجکو روکنا چاہیے تھا الغرض بعد افسوس بسیار ایک
لہنگا اطلس زر اندود کا نکالکر پہنا پاؤن مہاور سے رنگین کیے کڑے چھڑے توڑے چھاجھن پہنی کمر مین زنجیر سونے
کی باندھی گلے مین ہاتھون مین بہت سا زیور پہنا اور سرخ دوپٹا اوڑھکر زن ماہ طلعت کی ایسی بنائی اُسکی
زلف حسن لیلی عذار کو نظر آئی اُلفت مین پھنسا دل ہوا مجنون کردار بنا سودائی پیشانی اُسکی عید کا چاند ضیا سے
خورشید جبین کے آگے ماند ابروے خمدار اُسکی طاق محراب کعبہ چلہ کش اُسکے پیے زاہدان پیر پا مژگان نشتر رگ جان
عاشقان چشم جادو خیز توسن ناز ابلق لیل و نہار نے نہ دیکھے ہون وہ انداز دنبالہ سرمہ کا اس توسن کی شوخی
کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اُسپر زمانہ اس طرح از سر تا پا وہ آفت جان زمانہ یگانہ دہر بنگئی کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار ملائم از بس
عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
مفت ہے جان کے عوض بھی جو میسر ہو ہوس
بل بے مدھ ٹپکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس
دیکھ کر کہتے ہین صورت کو ملک صل علیٰ
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

گال مین انکے قیامت وہ گلوری کا ابھار
شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ مین چبانا ہر بار
قہر ہے گال کا نہ دینا وہ دم بوس و کنار
رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا
اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

اس صورت سے تیار ہوکر گھونگھٹ نکالا ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر پوجا کرنے کا سامان اسمین رکھا ہوا ایک
روشن کنول کا پھول دھرا ہوا جھم جھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر بھیڑیان لیجاتے ساحر کو دیکھا تھا اُس طرف آیا دیکھا
تو وہ سامنے ایک درہ کوہ مین بھیڑون کو لیکر چلا گیا یہ بھی اسی سمت کو آیا ساحر کو تو نہ پایا مگر دوسرے درہ مین پہاڑ
کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا یہ سمجھا کہ آہو کی صحرائی ہے اور وہ ساحرہ تھی نام اُسکا آہوے جادو تھا غرض جب
یہ درہ کے قریب پہونچا اُس ہرن نے پکار کر کہا کہ ارے ادھر راستہ نہین ہے بحکم شاہ طلسم اس درہ کی محافظ ہون یہ
مقام آہو کوہ کہلاتا ہے چالاک یہ کلام اس کے سنکر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہے تو اس ساحرہ کا نام بھی ال
یا آہوے جادو ہوگا بس یہ سوچ کر ٹھٹکا اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے ملکہ آہوے جادو مین تمھارے
ہی پاس آئی ہون وہ ہرن اُٹھکر اُسکے قریب آیا اور کہا بتاؤ تم کون ہو اور مجھسے کیا کام ہے اُسنے کہا میرے
گھر مین سامری کی پوجا ہوتی ہے ہم تو بیچاری ہین دوسرے دن پوجا کرنے کے پھول جو سامری کی مورت
پر چڑھتے ہین وہ بانٹنے نکلتے ہین مرد ہمارے مردون کے پاس جاتے ہین اور ہم عورتین عورتون پاس اور ایک حکم

ہمیشہ قیام نہیں کرتے ہیں یونہیں گانون گانون شہر شہر پھرتے ہیں آجکل اس طرف آنکلے اور سُنا کہ آہوے جادو
رہتی ہیں پس آپکو یہ پھول دینے مین آئی ہون ڈنڈوت کیجئے اور یہ پرساد لیجئے مین اسیس دون اور اپنے
گھر جاؤن یہ سُنکر وہ ہرن غلطاک مارکر ساحرہ بنا اسنے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہے مگر آنکھین
غزالان صحراے خوبی کو چوکڑی بھلاتی ہین ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی ہین لباس و زیور سے آراستہ ہے نہایت
پیراستہ ہے یہ دیکھ کر اسنے ایک پھول کنول کا کمر سے نکال کر تھالی مین رکھا اور تھالی کا پھول ہاتھ پر رکھ کر دیا
اُسنے ڈنڈوت کرکے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نکال کر تھالی مین ڈالے اور پھول لیکر سونگھا اور آنکھون سے
لگایا ہنوز یہ بچارن اسیس بھی دینے نہ پائی تھی کہ بیہوشی اُسپر طاری ہوئی چرخ کھا کر گری اسنے فوراً سر اُسکا
کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا کہ افسوس مارا آہوے جادو کو چالاک اسوقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت
تم نے کی جو اُسکو مارا اگر غل سُنکر اور ساحر یا مریخ دوڑ آئے تو کیا کروگے اسی سوچ مین ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلدی
سے چھپا کر ڈوپٹا اوتار کر جلدی سے الگ پھینکا اور دوہتڑ زانو اور منھ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا ساحرہ کے
لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ہے ہے میری بی بی ہی ہی میری چاہنے والی افسوس میری پالنے والی کس نے تجکو
خاک و خون مین لٹایا ہائے یہ چاند ایسی صورت خاک مین ملگئی اے میری بی بی مین آنے بھی نہ پائی کہ
کسی جلاد نے کام تمھارا تمام کیا صداے غوغا و شور گریہ اور غل بیرون کا سُنکر مریخ جو درہ کوہ مین گیا تھا اور
آہوے جادو کا وہ بھی متلاشی تھا جا بجا ترددہ سے نکلکر دوڑا یہان آکر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہے اور ایک
نازنین عنبرین گیسو اس سے لپٹی رو رہی ہے جو آنسو اُسکی آنکھ سے نکلتا ہے یہ نقشہ ہے کہ بیت دُر ابلق کیے
گم دید موجود + لبریز از اشک چشم سرمہ آلود + اور اس حالت رنج مین تن بدن کی اُسکو خبر نہیں ہے ڈوپٹہ جو اُتر گیا
پردہ حُسن کا پردہ فاش ہوا ہے گیسوان مشکین جو رخ پر پریشان ہین تو ہزارہا نافے تتار مین پڑے ہین رخسار پر
طمانچون کے نیل پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کدو نور حقیقی سے منظر نہ نیرنگ دکھایا ہے گل سُرخ مین گل سوسن
اُگایا ہے وہ اُسکا سینہ کھلا ہوا انگیا مین دو قمقمے رنگین وہ بھرے ہوئے وہ رس مین گولے بھرے ہوئے وہ
گورا گورا نرم مخمل سا پیٹ کھلا ہوا پیڑو اُبھرا ہوا کمر پتلی ساق بلورین زانو پیٹنے سے کھل جاتے تمنا سر بزانو ہوتی
نظر آتی آرزو یہ پانون پھیلاتی کہ کسی طرح جلدی زانو سے زرین ساق شمع سے وصل ہمسری کرین از سراپا اس
آئینہ رو کے جمال کا یہ عالم

نظم

چشم جادو روش گردش ایام گرفت
وے خرام تو بپامالی سرہا گستاخ

خوش قدی لالہ رخی گلبدنی غنچہ لبی
طرۂ گیسوی تو بخشش سلسلۂ دام گرفت
تا حیا سرمہ کش نرگس جادوے تو بود

قاتلی رخنہ گری شوخ نگاری جمجی
اے نگاہ تو بتاراج نظرہا گستاخ
شبنم خلد نظر بارگل روے تو بود

اس شکل شمائل کو اس ماہ کامل کی دیکھکر مریخ کا دل قابو مین نرہا اور قریب آکر کہا کہ اے گل باغ وفا کس کی
لاش ہے جس کے غم مین تجکو یہ خراش ہے اسنے روکر کہا میری پالنے والی کی یہ میت ہے مجکو اسنے بچا سا مول لیا تھا
اور فرزندون کی طرح پالا بیٹی کہتے ہر وقت منھ سوکھتا تھا ہائے مین کس کی ہوکر رہون مجکو تو یہ اکیلا کر گئین

اے ملکہ آہو مین تمکو کس بن مین ڈھونڈھون مہرخ نے جب نام سُنا کہا افسوس یہ لاش آہوے جادو کی ہے اے نیکبخت
یہ اکیلی اس صحرا مین رہتی تھین یا اور بھی کوئی ساتھ تھا اُسنے کہا سبھی کوئی تھے مگر یہان سے کئی کوس پر ملازم اُنکے
مین یہ فقط مجکو لیکر اس پہاڑ کی حفاظت کرنے کو یہان رہتی تھین اُسوقت مین ایک کام کو گئی تھی کسی نے ملکہ
کو مار ڈالا اسنے ماجرا سُنکر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان پر جاتا ہے تو قیدی تیرے ساتھ مین
مبادا کوئی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام مین بھی حرج ہوگا اسکو یہان راضی کرکے اپنے ساتھ لیجانا چاہیے یہ
سوچکر اسنے اس ماہ رو دوشیزہ سے کہا کہ بی بی تو تیری خدمت مین جمشید کے گئین اب اگر تو مجکو اپنا غلام تصور
کرے اور میرے ہمراہ چلے تو مین شہنشاہ ساحران کے پاس قیدیون کو لیے جاتا ہون یہ بھیڑیان ساحرہ مجرمان
شہنشاہ ہین بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک ہے اور تیرا بھی اُس سے کہکر مین تیرا مرتبہ بڑہاؤنگا اور
اپنے ساتھ تیرا بیاہ کردونگا اسنے یہ سُنکر کہا خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہے مین اسکو چھوڑ کر تمہارے ساتھ
مزے اڑانے چلون دنیا مجکو کیا کہے گی اسنے کہا مین جنازہ انکا انکے گھر پہونچائے دیتا ہون تم چپ رہو لوگ
کہین گے جسنے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ لیگیا ہوگا عیار نے بعد انکار بسیار کہا اچھا مین بھی سوچتی ہون
کہ میرا اب کون ہے جسکے پاس رہونگی خیر تمہارا ہی ساتھ ہوا اسی بی بی کا جنازہ بھجواؤ ساحر مذکور نے
سحر کے چند چیلے بناکر حکم دیا کہ اس لاش کو قلعہ آہوان مین لیجاؤ وہان پہونچاکر چلے آنا چیلے لاش اٹھا کر روانہ ہوے
اور اس نے ایک تخت سحر سے بناکر بھیڑیون کو اسیر ڈالکر آپ بھی مع اُس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ
فیروز روانہ ہوا لیکن اب محبوب پری پیکر و گل اندام پہلو مین بیٹھا تھا کہ جسپر شباب چھایا تھا تمام اعضاے مستی
سے کستی تھی جسم گدرایا تھا وہ صحرا مین ہوا سے سوکا چلنا سنانے کا عالم پہاڑون کی دانگ پر جانورون کی کلیل صحرا
مین وحش و طیر کا پھرنا دریاؤن کا بہنا چشمون کا لہرانا اُنپر درختون کا جھکنا نمونہ نشان رحمت باری تھا
فیض خالق خزان و بہار عالم پر جاری تھا ایسے مقام پر یار دلنواز کا پہلو مین ہونا ع یار جوان و من
جوان دیدہ شوخ چہ میشود + اگر زاہد ہفتاد سالہ بھی ہوتا تو بہ توڑ ڈالتا اس ساحر کو تاب نرہی
بے اختیار اس گلعذار کو آغوش مین لیا دست ہوس دراز کیا اُسنے ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے مارا اور جھنجھلا کر
کہا مردوے تجھے خبر ہے دنیا کی شرم و حیا بھی نگوڑے اُڑ گئی یہ بھیڑیان بھی تو انسان ہی ہین انکے سامنے
بیحیائی کرنا تیرا ہی کام ہے اور تونے تو اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہکر مین تیرے ساتھ بیاہ کرونگا پس جب
بیاہ ہوگا اسوقت کچھ امر ہو رہے گا ابھی مین تیرے ہتھے نہ چڑھونگی تو اپنا تو یہ مطلب نکالکر جو تجھے چھوڑ دے
تو میری سونی کی ایسی آب اتر جائیگی آبرو گئی ہاتھ آنا دشوار ہے اور تیرا کیا وہی مثل ہے کہ جیسے و چار کھائے
پانچ پھر ویسے ہی کے ویسے ساحر نے عذر سنکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا اے جان من میری جان نکلی جاتی ہے واسطے
خدا مرنی کا شربت وصل ایک مرتبہ پلادے مین تمام عمر غلامی کرونگا جو کہا ہے اس سے زیادہ اطاعت کا دم بھرونگا اپنے
شکر اکر بعد عذر بسیار کہا اے شخص مین تیرے بس مین ہون جو تیرا جی چاہے کر مگر مین اسطرح تو راضی نہونگی کہ تخت

جائے اور قیدی سامنے بیٹھے ہوں اگر تجکو منظور ہو تو تخت زمین پر اُتار دو گھڑی تنہائی میں ہنسیں بولیں
پھر آگے چلیں گے یہ سننا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک طرف درختوں کا کنارہ ندی کے دیکھکر
تخت اُتارا بھیڑیوں کو درخت کی آڑ میں باندھ دیا اور چادر ندی کے کنارے بچھا کر بیٹھا معشوقہ کو
گود میں لیا اور کہا بیت عبث تو گھر بناتا ہے میری آنکھوں میں ملے پیارے + کسی نے آجتک دیکھا نہیں
پانی پہ گھر ٹھہرا + اس نازنین نے جواب دیا کہ مرشد کیوں ! میں بناتا ہے بھلا میں تجھ سے پوچھتی ہوں کہ جگہ
جو تو ٹھہرا ہے تو کیا لطف ہو نہ شراب نہ کباب بغیر نشہ مجکو تو کوئی بات اچھی نہیں معلوم ہوتی اسنے کہا تم ٹھہرو
میں کسی درہ سے جا کر شراب لاؤں اسنے کہا اب عرصہ ہوگا میرے پاس ایک گلابی شراب کی ہے وہی ہم
اور تم کام میں لائیں اسنے کہا بہتر ہے معلوم ہوا کہ تم شراب بہت پیتی ہو عورت بولی کہ اس جنگل میں آہو کو سوائے
شرابخواری کے اور شغل ہی کیا تھا اور میں اُنکے پاس رہتی تھی یہی باعث ہے کہ شراب میرے پاس ہے یہ کہکر
دوپٹے میں ہاتھ ڈالکر ایک بوتل شراب سرخ کی نکالی اور اس ساحر کی گردن میں ہاتھ ڈالکر کہا جانی یہاں
ساغر نہیں ہے گلابی منہ سے لگالو اسنے پیار دیکھکر منہ کھول دیا اسنے آدھی بوتل حلق میں اونڈیل دی وہ
پی گیا یہ عیار اسکی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکارا کہ جانی پہلو میں بیٹھو جا کہاں گود سے میری اور کہیں نہ جا
اسنے کہا بے اُلّو تو مجھکو کیا سمجھا ہے میں تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہوں یہ سننا تھا کہ وہ بغضب
تمام سحر پڑھنے لگا اس عیار نے دامن سے پنکھا منہ پر جھل دیا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے بے تامل خنجر سے سر
اسکا جدا کر ڈالا غل و شور برپا ہوا وہ شہزادیاں پھر حالت اصلی پر آگئیں اور قدم پر عیار مذکور کے گریں
کہ آپنے بڑی آفت سے ہمکو چھڑایا اُدھر وہ بیلے جو لاش آہو کی لیکر چلے تھے مریخ کے مرنے سے وہ بھی غائب
ہوگئے لاش ساحرہ کی جنگل میں گر پڑی اور طعمۂ زاغ و زغن ہوئی ملکہ سلطان فخر نے تخت سحر سے بنایا اور
چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصد کا راستہ لیا ہے تو اسطرف آتے ہیں مگر اب حال مقراض و سمندر کا سنیئے
رجز خوانان میدان فصاحت بیان کرتے ہیں راہِ حکایت یکہ بعد قطع مسافت مقراض و سمندر قریب
لشکر حیرت خود سر پہونچے اُسنے خبر اُنکے آنیکی سُنکر استقبال کرایا لشکر اُنکا مقام حمدہ پر اُترا بارگاہ
اُنکے لیئے آراستہ کرائی یہ دونوں ایک روز کسل سفر سے آسودہ ہوئے دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکور میں آکر
دنگل پر متمکن ہوئے اور حال رزم وغیرہ دریافت کرکے بہت کچھ لاف و گزاف کیا ان کے آنیکی خبر
ہرکاروں نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف قدیم سے عزیزدار شاہ طلسم ہو اسکی نواسی مہ جبین بروز
نوروز جب تخت پر جلوس کرتی تھی تو تمام ناظمان طلسم آکر نذر دیتے تھے بہرنوع یہ سب سرحدداران طلسم
کو پہچانتی ہے پس ان ساحروں کا آنا جو سُنا لرزہ اندام پر طاری ہوا سبھوں سے کہا اب بیشک موت ہم
آئی کیونکہ خواجہ مقید ہیں عیار ساحروں کو قتل نہ کر سکیں گے ہم لوگ ایک ادنیٰ سحر بھی انکا رد نہ کر سکینگے
دیکھئے کہ خالق کو کیا منظور ہے الحاصل البیان رات قریب آئی یعنی جب زورق طلائی مہر ڈوبنے مغرب میں

جا کر ڈوبی اور سمندر فلک میں کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ بمقتضائے **ابیات**

سیہ پوش آج کیوں ہے شاہد شام | کہیں پیدا نہیں تاروں کا ہے نام
قمر کی بھی سفید اسدم ہے رنگت | پڑے گی تیرگی شب پہ آفت

سر شام بحکم مقراض خود کام طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی طائران سحر خیز دعا کرکے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی خبر نواخت نقارہ رزم عرض کی ملکہ نے نظر بہ رحمت کارساز عالم کرکے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا پھر تو کوس و بوق بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار اپنے مقام پر آئے جابجا پوجا ہونے لگی بنگالی ساحر ڈھیرو بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے منتروں کی صدا بلند ہوئی بیروں کے آنے سے سناٹے آتے جاپ کرتے تھے ہجوم جاتے اسی طرح اس طرف بھی خوک بزو جھٹکا ہوتے تھے مسان کی مٹی چورا ہے کی اور ویرانے کی اور جہاں گدھا لوٹے وہاں کی خاک جمع ہوئی تھی دت دائرہ اور کھجڑی بجتی تھی دھولا جھومتا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ساحروں میں تو یہ نقشہ تھا بہادروں نے سلح خانے کھلوائے تھے ہتھیار چھانٹ کر سامنے منگوائے تھے ان کے سامنے دعوی مردی کسی کو کیا خاک ہوتا کہ اُس شب کو قمر بھی ہالے کی چوڑی ہاتھ میں پہنے تھا تیغ تیز کے خوف سے گردوں کی سپر پنجہ مہر چھوڑ کر جانب مغرب بھاگا تھا خنجر بُراں طوق بنکر گلو گیر عدو ہونا چاہتا تھا دلاور ہمہ تن مصروف جدال ہو گئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مردم چشم سے ہیں اور تیغ نظر ہاتھ میں ہے حریف رگ رگ سے شمشیر انکی واقف اس طرح تھی کہ جیسے نبض میں جملہ اعضائے تن کی خبر ملتی ہے نیزہ سرکشی کا دعوے کر رہے تھے گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی شورش ہنگامے میں وہ رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ مقراض سحر نے پیراہن مشکین شب قطع کیا اور موج ضیائے بحر آفتاب نے عالم کو ڈبو لیا کہ **ابیات**

وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا | جہان کو نور کا عالم بنایا
برآمد پھر ہوا خورشید پرنور | ہوا عالم ضیا سے اسکی معمور

ہنگام سحر ملکہ مہرخ شبستان سے برآمد ہوئی اور ہر سمت سے جادوگرنیان اور ساحر تمام آکر حاضر ہو کر تسلیم بجا لائے اور ملکہ موصوف کو لیکر جانب رزمگاہ چلے اسوقت ہزارہا نقارے بجے ابر سحر کے سر پر سایہ فگن ہوئے تخت اور طاؤس ساحروں کے اُڑ کر چلے **ملکہ بہار** وغیرہ سرداروں کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت اُن پر ہزار جان سے قربان تھی کہ بموجب **نظم**

سارے عالم میں نہ کس طرح ہوں یہ فتح نصیب | اہل جوہر ہیں لڑائی کا ہنر ہاتھ میں ہے
کیوں نہ میدان شجاعت کے یہ ہوں شاہ سوار | کہ عنان فرس فتح و ظفر ہاتھ میں ہے
جنگجو اتنے ہو مریخ کی طاقت یہ نہیں | کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ میں ہے
جگر دشمن دین پشت عدو فرق نصیب | پاش پاش انکے ہر اک وار میں ہر ہاتھ میں ہے
جبکہ یہ چمکاتے ہیں تیغ اہل نظر کہتے ہیں | برق ہے پنجۂ روشن میں شرر ہاتھ میں ہے

پڑا اور بڑے کروفر سے وارد میدان قتال ہوئے اسوقت صحرا میں ہمسر دجیں ہی تھی پہاڑوں پر طائر یاد خالق اکبر میں مصروف تھے کہ یکایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصہ قتال میں پھولے پھلے آئے میدان میں سب

برسے جائے ہوا ابدل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان نیزہ وسنان زہر اگلنے لگی یعنی آمد آمد لشکر حریف
ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار بیرق اڑتی نظر آئی آگے سب کے مقراض اژدہون پر تخت کھنچوائے سوار پشت بہ
تین لاکھ ساحران غدار شعلے چمکاتے صورتین بھیانک بنائے آئے تھالیان بجی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم
ہوتا کہ آسمان پیتل کا تہ فلک پیدا ہوا ہے ہر طرف نارنج و ناریل اچھلتا تھا جگر کا ساحری کے غل پڑا تھا
ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر ہوا کشتی پہ سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے
بجلیان سحر کی کڑک کڑک کے گرین اور جھاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئیں پھر ہوائے سحر کے جھونکے
آئے گرد و غبار خس و خاشاک اڑائے گئے ابر سحر برسا غبار بیٹھا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھ کر
للکارے دلاوردن کو پکارے کہ ہان اے مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہے خبردار سر کٹے جان جائے
مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دل کا بڑھا رہے جائے مرتے جب نقیب رغبت جنگ دلا کر پیچھے ہٹے مقراض نے پکار کر
سمندر سے کہا کہ بھیا ان نمک حرامون سے لڑائی کا طول دینا بیکار ہے تم چار سمت سے ان کو گھیر لو میں
ایک ہی سحر میں ان سب کو صفحۂ ہستی سے مٹا دون جیسے یہ صف باندھ کر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی
ہین ویسے ہی یہ مرقع تمام عبر مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر مہرخ سے نکل گئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے
وہ بھی کنارہ کر گئے سب کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہے ادھر سمندر نے کہا ساحر
مقراض کا جو سنا کہا اے ملکہ آپ سچ کہتی ہیں جلد ان باغیون کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہے آپ ملکہ حیرت
کو بلا لیجیے کہ وہ آکر اپنے دشمنون کا حال خراب ملاحظہ فرمائیں اسنے جواب دیا کہ ملکہ حیرت سے مین نے کہا تھا
کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگیں کہ مین خاتون معظم شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصہ جنگ
مین میرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل بجوا کر گیا جب وہ مارا گیا تب مجھکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی
لوگ کہتے ہون گے کہ بی بی شاہ جادوان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے اور درستی فوج وغیرہ
کے لیے یہان بحکم بادشاہ اتری ہون جب تم فتح کر لینا تو مجھکو بلانا اور سچ بھی یہ ہے کہ انسان اپنے ہمسر سے
لڑتا ہے نہ کہ ادنی سے ملازمان ملکہ کیا کم ہیں لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے
یہ باتیں سنکر کہا کہ بہتر ہے مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر مہرخ منھ کر کے پکارا کہ اے
نمک حرامان ہوشیار ہو جاؤ قضا تمھاری آگئی ادھر سے جادوگرون نے جواب دیا کہ ارے ادخیرہ سر بھیا
کیا گھمنڈ کرتا ہے قضا تیرے اس افراسیاب کی آئی ہے جو ہمیشہ سے نمک حرام ہے اور محسن کش ہے
بادشاہ طلسم جو اصل مین لاچین تاجدار جادو تھا جسکی پشتینون سے حکومت اس طلسم پر چلی آتی
تھی یہ افراسیاب ملازم تھا اس بادشاہ کو اس حرامزادے نے قید کیا ہے اور آپ بادشاہ بنا ہے
نمک حرام وہ ہے یا ہم ہیں اے کافر دھمکاتا کیا ہے جو تجھ سے ہو سکے اٹھا نہ رکھ خدا ہمارا حامی و مددگار ہے
یہ سنتا تھا کہ سمندر کو جوش غضب کا آیا اور ایسا پانی اسکے ناک اور منھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین

دریائے زخار وقہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلۂ عاشقان ایسا بڑھا کہ چار طرف لشکر ملکہ مہرخ کے
ہوگیا بیچ مین یہ سب دریا دل آگئے اور سحر پڑھکر دریا پر پھونکتے تھے لیکن وہ اب عدم کیطرح نابود نہوتا تھا
گویا اجرام ارض اور موالید ثلاثہ سب پانی ہوگئے تھے زمین کو عارضہ استسقائے آبی ہوا تھا کشتی آسمان
ڈوبا جاہتی تھی چشمۂ مہر تک پانی پہونچا جاہتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف
سے پانی ہوئے جاتے تھے حباب آنکھین دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا تا سطح جوش و
خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش مین آتا ہو پانی پہاڑون کی بلندی سے بھی بلند ہو یقین تھا
کہ بحر خضر فلک سے جاکر دھارا اُسکا ملے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بدبختان
کے پیچ پر ہوگئے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا نظم

بدلی ہوئی بے طرح نظر تھی　　آشوب بچشم ابر تر تھی　　مانند سرشک بادل اُمڈے
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے　　بادل کی گرج ہوا کے جھونکے　　موج باد صبا کے جھونکے
گھنگھور گھٹا مین آرہی تھین　　ام گردون پہ چھا رہی تھین　　بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور
کوندے کی لپک وہ رعد کا شور

اس پانی کے پڑنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت جاتی رہی
اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آکر زور پر آیا تھا طوفان نوح تھا بند راستہ فتوح تھا ہر ایک کو یقین واثق
ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے ان ساحرون نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری فرمایا اپنے
عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے اُدھر جب تمام لشکر کو محصور
بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو رد کر تنہا
اژدر اپنا پڑھا یہان ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس نارنج کو جو یہ قطامہ لیئے ہے پہچانتی ہو ہزارہا
ورہزار لبا مین اسمین مخفی ہین اسنے کھینچکر اُس کو مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہوگیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا
مرگ سے چارہ ہی کیا ہے لیکن لشکر کے دشت پرست وجیب نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی
وقلزم حسن ومحبوبی گھٹنون تک پانی مین ڈوب گئے ہین سحر کی چھتری اور منگلے سب بیکار ہین کوئی کام نہین
دیتے ہین حنائی ہاتھ نگاران گلبدن کے کھو گئے ہین دل سینون مین پانی ہوئے ہین سب کا بھیگا ہے اوس گلستان
وناز پہ پڑ گئی ہے غمزہ وادا بھیگا کیا بالکل کنارہ کرگئے ہین ترنج اُنکے دریا مین کنول کے پھول بنگئے
ہین یاس وحرمان سے رنگ رخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا شجاعانہ آذری کنارے
دریا کے کلمۂ ابراہیم خلیل اللہ پڑھتا تھا وہ دریا آتشکدہ نمرودی انکے حق مین تھا ایک جگہ پڑنیوالے
بہادر رستے گھڑلیئے تھے اور دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھے تھے موت کے گھاٹ پر ہو بیچ گئے تھے خدا
ہی انکا بیڑا پار لگانیوالا ہے وگرنہ ہر موج سیف کی روانی دکھاتا ہے یہ حال کثیر الاختلال اپنے
لشکر کا ملکہ نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ مین جہاز ڈوبتا دیکھکر دست مناجات بدرگاہ

خالق بحر و بر بلند کئے بہار نے پشت پر بال کھولکر آمین کہنا شروع کی اور ملکہ موصوف بلبلا کر پکاری کہ بمقتضائے نظم

یارب ترے لطف حق ہین تسلیمین
ہر بو مین جو لطف ہے وہ تو ہے
غائب قدرت سے تیری موجود
ہو جاتے ہین نیست نیست ہست
مولا میرے مجھ پہ تو کرم کر

ہین انس کی جنس ساری رسمین
زخمیہ اچشم انس و جان ہے
نابود ہو بود بود نابود
گویا ہین لب ملا اعلے
دشمن کو تو مرگ سے بہم کر

ہر نخل مین گل ہے گل مین بو ہے
چشمہ ترے فیض کا روان ہے
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست
سبکا ہے ثنا خوان تعالے

یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی وہ اسطرح کہ جب عمرو کو چھڑانے بران آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہوکر جو گئی تو قلعہ ہفت رنگ مین نہ گئی اس فکر مین ایک طرف اپنے طلسم کے مجلس کے سمجھانے سے روانہ ہوئی کہ کسی طرح پنجہ غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لون چنانچہ جب اسکو عرصہ ہوا اور قلعہ مین اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب مین گیا اور بعد ادب عرض پیرا ہوا کہ چشم و چراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکہ دوران دختر نیک اختر حضور ذیشان ظل اقبالہا چند روز سے قلعہ مین تشریف فرما نہین ہین جانب طلسم ہوشربا گئی تھین مراجعت فرما نہین ہوئین ارکان دولت و اعیان مملکت نے لشکر مہرخ مین بھی ڈھونڈھا وہان بھی نہ ملا وہ طلسم تمام پر آشوب ہو لڑائی کشاہ سے اس طلسم کے پڑی ہے غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہے کہ کنیزان ملکہ گردون احتشام کو اس بادشاہ ناکام نے کسی آفت مین نہ پھنسایا ہو اور دشمنون کو زندان مصیبت مین نہ ڈالا ہو خاک در دہان بد ملکہ عالم کا بول بالا ہے پیر اندیشہ ہوا بجا ہو کوکب نے یہ خبر سنکر خیال کیا کہ اگر کسی کو خبر لینے بھیجتا ہون تو وہ غیر طلسم کے مقامات طلسمی پر جا نہ سکے گا شل در بلے نور و ظلمات وغیرہ پس مین خود چلون اور اگر مرات وغیرہ سے خبر دریافت کرون اور مبادا اسمین ملکہ کو مبتلائے آفت پاؤن تو لامحالہ جانا پڑیگا اور عرصہ کا عرصہ ہوگا اس سے مناسب ہے کہ ابھی جاؤن یہ سوچکر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور طلسم ہوشربا مین آیا پہلے لشکر حیرت مین اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اسطرف آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ مہرخ مصیبت مین گھری ہے وہ ساحرین لاکھون کے لشکر سے آمادہ قتل اسلامیان ہین وہ بیچاری مصروف دعا بعد گریہ و بکا ہین یہ دیکھکر اپنے تئین زمین پر اُتارا وہ وقت تھا کہ مقراض ناسخ ہاتھ مین لیکر لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی کہ اسنے قریب بحر سحر ہو نعرہ کیا کہ باتش او مجمہ مقراض اسکی جانب متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان وجیہ و شکیل جسکا چہرہ مثل مہر تابان منور و روشن ہے مجکو للکارتا ہے یہ ہنستی ہوئی قریب آئی کہا اجل گرفتہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے جانئے کام مین مصروف ہو نہین جانتا کہ ہم سے لڑکر کوئی زندہ نہین بچا شاہ موصوف نے سحر پڑھکر کہا کہ بیجا آپکا ارشاد ہے میری لیاقت نہین جو آپ سے مقابلہ کرون مین تو تماشا دیکھنے آیا ہون سنا ہے کہ آپ اور پیلسحر جو دریا مین ناؤ پر سوار ہے خوب باہم مقابلہ کرتے ہین یہ کلمات سحر آگین ایسے تھے کہ مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا شاہ نے کہا ضرور اسنے کہا اچھا بلا اسکو ادھر سے شاہ نے پکار کر کہا اے ادمنہ چیز لطف کا تحقیق ملا ادھر آ وہ ساحر بھی ناؤ کو کنارے پر لے آیا اور زمین پر اُترا شاہ نے کہا کہ آج دونون آپسمین لڑو ہم تماشا دیکھینگے وہ مستعد برزم و پیکار ہوا اسوقت بادشاہ ستارہ بنکر فلک پر گیا اور وہان وہ مثل شہاب ثاقب ان شیاطین پر لوٹا اور زمین پر آکر ٹھہرا

ظاہر ہوا اب ان دونوں نے دیکھا کہ بادشاہ پر شوکت وجاہ ہے زیور الماس مین سراپا غرق ہے تاج شہریاری بر
چار قب شہنشاہی در بر اُنھوں نے جھک کر تسلیم کی شاہ نے فرمایا کہ تم دو آپس مین دیر نہ کرو مقراض نے وہی
نارنج جیخ دیگر نعرہ کیا کہ او سمندر خبردار اسنے وہ نارنج جو دیکھا سمجھا کہ اس سے جانبر ہونگا پہلے مین اپنا وار کرونگی
لیکن یہ نارنج لگایا ہی چاہتی ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے لپٹ جاؤں یہ سوچ کر نارنج وہ لگانے نہ پائی تھی کہ یہ
دوڑ کر لپٹ گیا اپنے ہاتھوں سے اسے روکا اور کہا او کمبخت مجھ ایسی حسینہ و جمیلہ سے تو لپٹ گیا میرے بدن کو تونے
اپنے جسم سے مس کیا میرا حُسن کنودا ہو گیا آبرو مین بٹا لگا یا بادشاہان طلسمات میرے عشق مین سر ٹکراتے پھرتے ہین زہر
کھاتے ہین اب مین کسی کو کیا منھ دکھاؤن لو اپنی جان دیئے دیتی ہون یہ کہہ کر کارد سحر کمر سے کھینچ کر اپنے پیٹ مین آپ
مارلی لیکن اس سے پہلے جب سمندر آمادۂ حرب ہوا تھا تو تسخیر تین لاکھ کا حربہ سحر سے کرلیا تھا یہ کہہ کر چلا اٹھا
اس وقت شاہ ہاتھ اونچا کرکے اشارہ فرماتا ہوا کہ لے لشکریان مقراض آدھے ایک طرف ہو جاؤ اور آدھے
ایک سمت اور آپس مین لڑو کہ ہم تماشا دیکھیں از بسکہ یہ بادشاہ بھی ہے اور مکتب شاہ جادوان بھی ہے
سوائے افراسیاب کوئی اسکا ہمسر نہیں وہ ردا سکے سحر کا کر سکتا ہے اور دوسرا اس سے نہیں لڑ سکتا
ہان وہ لوگ بزرگ افراسیاب حشمت ماہی زمرد رنگ و آفات چار دست و تاریک ملوث رنگ
وغیرہ جو شاہ طلسم ہوشربا پر غالب آتے ہین وہی اسپر بھی غالب آسکتے ہین حاصل مرام لشکر نصف نصف ہو کر
سرگرم پیکار ہوا اور ادھر مقراض نے کاروبار کرکے کام اپنا تمام کیا غل و شور برپا ہوا تاریکی چھا گئی صدا آئی
مارا مقراض دو زبان جادو کو یہ سانحہ جو سمندر نے دیکھا نعرہ آہ بلند کرکے پکارا کہ افسوس ایسی
صاحب حسن و جمال ماہ پیکر مہر تمثال مرجائے اور مین زندہ رہون شاہ کوکب نے کہا شرط وفاداری یہی ہے
کہ تم بھی اسکا ساتھ تا بجہنم دو ہان دیکھیں تو تم کیونکر مرتے ہو یہ سنکر اسنے بھی خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا
شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراض اپنا سر کاٹ ڈالتی تھی اور زندہ رہتی تھی پس اُسنے وہی نارنج یاقوت رنگ
جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی وہ ایک تحفۂ طلسمی تھا جو اسکے مرنے سے غائب نہ ہوا تھا اٹھا کر اس کے
پیٹ پر مارا ایک صدائے مہیب آئی اور ہزارون شیر و گرگ صحرا سے پیدا ہو کر نعش اُسکی نوچ نوچ کر کھانے
لگے اور ہزارون پتلے اور مار و اژدہ و عقرب وغیرہ پیدا ہوئے لشکر جو باہم لڑ رہے تھے اسپر گرے اور مقراض کے مرنے سے
غوغائے عظیم بلند ہوا اور وہ بحر زخار مثل دفعتہ روغن کی طرح اڑ گیا مہرخ نے مع اپنے لشکر کے نجات پائی اہل اسلام
کی بن آئی تیغ بُران کے جوہر کھلے شجاعت کے دفتر کھلے از بسکہ وہ فوج تو باہم لڑ ہی رہی تھی دم بھر مین نخل باغ
ہزار دیدہ کے قلم ہو گئی بہار اس لشکر کی صیادان گلچینیان گلزار جرات نے لوٹ لی فصل مہرگان مین جس طرح
گلستان برباد ہوتا ہے ویسا ہی نقشہ اس لشکر کا تھا یعنی کوئی مثل شجر سالخوردہ تیشۂ شمشیر سے کٹتا تھا کوئی برنگ
قبائے گل گریبان چاک نظر آتا کسی کا سبزۂ روش جسم پامال تھا کہین اقدحیان کو بستان سوسن کہ ہمرنگ نیلی آلودہ
اب ہمانان کھی دھڑی دھڑی کرتے لوٹا تھا سر پر تیر و آفت تلواروں کے چلنے سے چلتی تھی خنجر جب گلا کاٹتے تھے

طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے نیزون نے سینون مین گھر کیا تھا گویا عشق شاہدان کی طرح دل مین گھر کیا
خون کا دریا روان تھا جنگل لاشون سے پٹا تھا ایک بھی اُن لشکرون سے جان سلامت نہ لیگیا ایسا کھیت پڑا
کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

نشست از بر تازی اسپ سیاہ
نباید کہ گیرند مارا زبون
ہمہ جسم دشمن بشاید زدن
گرفتند شان یکسر اندر میان
ندیدست ہر کس چنین رزمگاہ

فرو ریخت از دیدہ خون ابر تیرہ
بسا یدکہ خواشند بر افسون
زہر سو چو ایشان بگیرند راہ
سواران مہرخ چو شیر ژیان

چو بشنید مہرخ خروش سپاہ
یکے بانگ زد تند بر لشکرش
کنون نیزہ و گرز باید زدن
کنون کرد بر کہ کشد تیغ ماہ
یکے رزم کردہ کہ خورشید و ماہ

جب وہ لشکر نابکار واصل دار البوار ہو چکا شاہ کوکب کے نعرہ کی صدا آئی
کہ منم شہنشاہ طلسم نور افشان شاہ کوکب عالیشان مہرخ تخت پر سے اُتر کر دوڑی اور پکاری کہ اے
بادشاہ تشریف لائیے میرے حال پر کرم فرمائیے آواز آئی کہ یہ کون سا بڑا کام تھا جو مین تفاخر کرون اور مین ہم شبیہ
شاہ کوکب ہون اصل مین کوکب نہین ہون یہ آواز دیکر وہ غائب ہو گیا یہ بادشاہ تو اپنی دختر نیک اختر کی تلاش
مین روانہ ہوا اور ملکہ حیرت نے جب حال بربادی لشکر مقراض سُنا تھا تو مقابلہ کوکب مین جانا بہتر
نہ جانا اب باجلے قتل لشکر سُن کر غمگین ہوئی اور جلد کیفیت لکھکر نامہ سحر کے پتلے کو دیکر شاہ افراسیاب کے پاس روانہ
کیا اس طرف ملکہ مہرخ طبل فتح و ظفر بجاتی خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی لشکر نے پڑاؤ پر پہونچ کر کمر کھولی ہر طرف
قہقہے اور چہچہے اُڑنے لگے سردار داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتب ہوا ہر جگہ عشرت و نشاط کا ہنگامہ تھا مگر بوجہ
قید ہونے خواجہ عمرو کے چندان انبساط کا جلسہ نہ تھا اور ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس فتح ہونے سے مغرور ہم کو
نہین ہے ابھی جنگ ہونا باقی ہے یعنی بادشاہ جادوان اب مرحلون کے ساحر بھیجتا ہے اگر شاہ کوکب یا ہم شبیہ
اُسکا نہ آتا تو اسی وقت ہمارا خاتمہ تھا بس مین تو یہان سے اپنے ملک کو جاتی ہون اور چلہ کھینچ کر سحر تیار کر کے
آؤنگی کیونکہ بیبسی سے جان نہ دونگی ہاتھ پاؤن ہلا کر مرون گی یہ کہہ کر تخت سحر تیار کر کے مع اپنی خواصون کے
روانہ ہوئی اور ہر سردار کو یہ خیال ہوا کہ شہنشاہ طلسم جب عمرو کو قتل کرنے آئیگا تو بہت بڑی لڑائی پڑیگی چنانچہ
اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ان سب کو تو اس حال مین رکھیے مگر شمہ حال خجستہ مآل
رہائی خواجہ عمرو کا سُنیے

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو کے قتل کرنے کو اور بُلانا ناظمان طلسم کا اور آنا مقابلہ مین ملکہ بُران شمشیر زن کا مع لشکر کثیر کے برائے رہائی عمرو اور آمادہ ہونا مہرخ کا جان دینے پر اور جمع ہونا ہر سمت سے لشکر ہائے عظیم کا اور توڑنا بُران کا برج غضب افراسیاب کو اور چھڑانا عمرو کو اور لڑنا مجلس کا ملکہ کج ابرو سے خنجر زن سے

اور چھڑانا رعد و برق کو پھر مقابلہ افراسیاب کا بُرّان شمشیر زن سے اور گرفتار ہونا بُران کا بہ عیاری صبا رفتار عیارہ اور قید کرنا بُران کو افراسیاب کا زندان ظلمات میں اور ضمناً حالات دیگر مناسب اس داستان کے

لمولفہ

کدھر ہے غمگسار بادہ خواران
دل مردہ کو تو کرتا ہے زندا
طلسم جسم کا دل ہے شہنشاہ
مقید اس کین جان زار اب ہے
بڑھا ہے ضعف جسم ناتوان مین
تڑپتا یون ہی دل بنا ہے ہر بار
گھٹی طاقت بڑھا ہے ضعف ایسا
ترے دم کا رہے اُن کو سہارا
سمجھے یہ میکدہ دار الشفا ہے
کہ جان آئے تن بیجان مین میرے
جو فرصت کچھ ملے آہ و فغان سے
کہان پھر ہم کہان یہ نوجوانی
دل محزون بہلتا ہی نہین ہے
تو ساقی اپنا دل ٹوٹا ہوا ہے
اُٹھا لا جام اور منھ سے لگا دے
ہے درپردہ جو لذت بھا گئی ہے
پلا وہ مے کہ دنیا ہو فراموش
بیان جاہ لے جانا نہ سُن تو

کہان ہے ساقی غمخوار یاران
ہوا ہون ان دلون بیمار ساقی
وہ ہے ناراض مجھ سے اندنون آہ
دماغ ایسا ہوا ہے گرم میرا
جدائی ہو عجب کیا جسم و جان مین
دل بیتاب یون رہتا ہے بیتاب
بڑھا ہو وصل عاشق کا جیسا
وہ دارو اب پلائے ہم کو ساقی
یہ دارو درد کی میرے دوا ہے
تو ہی ہے چارہ ساز بیقراران
قدم یون آ گئے پھر پیر مغان کے
یہ قصہ عمر کا جب ہو گیا طے
خدا را ساقیا مے بھی کہین ہے
سحاب رحمت افضال باری
مزاج شوق تا تجھکو دعا دے
زبان سے جوش دل یہ کہ رہا ہے
فسانہ بنکے ٹپکے دل کا یہ جوش
سخن سنجان این رنگین حکایت

تو ہی ہے بادہ خوارون کا مسیحا
تب ہجران سے ہون ناچار ساقی
حصار تن مرا برج غضب ہے
کہ جلتا ہے صد اقندیل آسا
تڑپتا جس طرح ہے عاشق زار
تڑپتی جیسے ہے ماہی بے آب
نہ کر یہ دیر ساقی ہم سے اتنا
کہ درد دل نہ کچھ رہ جائے باقی
نہ کر تاخیر اب درمان مین میرے
مداوائے دل اُمیدواران
غنیمت ہے بہار زندگانی
نہ پھر ساقی نہ جلسہ یارون کا ہے
جو شیشہ ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہے
وہ چھایا تو گئی وہ بیقراری
ہوس پھر دے ساغر تاکی ہے
کہ ہان اظہار وقت مدعا ہے
بیا اے ہمنشین افسانہ بشنو
گہر سفتند در سلک روایت

بیماران بستر ناکامی و مقیدان زندان بے آرامی چارہ سازان امراض درد و عالم و مداوا پردازان بیمارئی ظلم و ستم راحت افزایان دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر نا صبور محصوران حصور جور و جفا سر حلقہ روزگار سلسلۂ عہد و وفا عارضہ ضعف دل سے بعنایت شافی مطلق و حکیم علی الاطلاق اس طرح قوت و شفا پاتے ہین اور ہمارا درد و الم سے محصوران زندان غم کو یون چھڑاتے ہین کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مع قراضی وغیرہ کو بھیجکر

جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا رفتہ رفتہ اس کوہ پرشکوہ پر پہونچا یہ پہاڑ صانع بیچون نے فیروزہ کا بنایا تھا نقش
اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا عکس کوہ سے دور تک زمین سبز رنگ فلک اخضر تھی گویا دیوان کدہ بہار
کی دفتر تھی درخت پہاڑ پر سرسبز شاداب تھے آب سحاب قدرت سے سیراب تھے طلسمی حالت سے ابر
زنگاری سر کوہ پر چھایا زمین فیروزہ رنگ پر گلہاے سرخ کا کھلنا طرفہ تماشا تھا نیرنگ طرازی کلک قدرت
جنتی بہار نظر آتی تھی لوح فیروزہ پر نقاط سرخ کا ہونا نئی کیفیت تھی کہ دل سیاحان روضہ رضوان کا لبھاتی تھی
صفت ایک تخت لبسان حلہ پوشان جنان سبزپوش نہرون کے دلون مین جوش پھول اپنا رنگ جماتے گل
ٹے نے ہوا کا دماغ بسا ہوا عرش پر پہونچا ہوا النظم

معطر ہے زبس خاک گلستان
صبا سیاری ہے عنبر افشان
اگر زلفون کی سنبل مین جھک ہے
سراپا سرو مین قد کی لچک ہے
غرض اہل چمن مین اسقدر مست
کہ بہکے ہوتے ہین مرغ یکدست
جہان دیکھو تو وان گلہاے خودرو
نظر جس جا پڑے سبزہ ہے اور جو

بادشاہ اس کوہ فرحت آگین پر پہونچکر افسون خوان ہوا طائران خوش نوا جو اشجار پہاڑ پر زمزمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوئے اترے اور قلعہ فیروزہ نگار جو
دامن کوہ مین آباد ہے وہان پہونچے حاکم اس قلعہ کا فیروزشاہ تاجدار جادو سر بر حکومت پر بصد عزت متمکن تھا
کہ طائرون نے سامنے آکر دعا دی اور آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی شاہ قلعہ خبر سنکر بہ تعجیل تمام مع ارکان دولت
کے اُٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت شاہ جادوان مین آیا سر عجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پر جو عمارت اس کے
سکونت کی بطور سیرگاہ تعمیر تھی اسکو فرش و مسند و شیشہ آلات کارپردازون نے بہت جلد آراستہ کیا سامان
عیش و عشرت مہیا کیا بادشاہ طلسم ہمراہ بنگلہ مین آکر بیٹھا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا ناچ ہونے لگا شاہ
جادوان نے اُسوقت فرمایا کہ تمہارے ذمے اے فیروزشاہ ہمیشہ سے نقابت طلسم کی ہے مین عمرو کو قتل
کرنا چاہتا ہون تمہین لازم ہے کہ تمام طلسم مین منادی کردو کہ دوست ہمارے آکر تماشا اُسکے قتل ہونے کا دیکھین اور
خوشی کرین اور دشمن اس خبر کو سنکر آتش غم مین جل جل مرین اور نقارچی یہ بھی بجا دے کہ فلان روز بادشاہ طلسم
اس ناعیار کو قتل کریگا جس کسی کو دعوی ہو وہ آکر چھڑا لے قتل و غارت سے اُسکے کشوران دھبد کو بچائے یہ
یہ حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سنکر فیروزشاہ نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت
نشان ہم غلامون کی یہ مجال نہین جو میدان عدول حکمی مین قدم رکھین اور حکم معلے سے سر پھیرین بموجب بیت

غادمان را بر سر خود حکم نیست
انچہ فرمان تو باشد آن کنند

قتل عمرو بنا بر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیے آیندہ جو راے اقدس و اعلی بادشاہ نے یہ عذر سنکر
حساب کیا تو عمرو کو قید ہوے تیس روز گذرے تھے دس روز باقی تھے بعد اس حساب کے کتاب سامری
طلب کی اور جب اسکو بغور تمام دیکھا کھلی حال عمرو کے قتل کرنے کا دیکھا کہ اسکو کب ہلاک کرنا چاہیے کتاب مین
یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے مناسب ہے درمیان مین قتل نہو سکے گا اور اے بادشاہ لشکر مہرخ مجھکو غارت

کرنا چاہیئے عمرو کسی زمانہ اور کسی وقت میں قتل نہو گا کیونکہ وہ قاتل ساحران ہے مقتول ساحران نہیں ہے
یہ ماجرا کتاب میں دیکھ کر لقیہ کتاب کو بند کیا اور سر اٹھا کر کہا اے فیروز جب دن برے آتے ہیں تو آدمی کیا
خدا تک برگشتہ بخت سے بگڑ جاتے ہیں خداوند سامری کو دیکھو کہ مسلمانوں کے طرفدار ہوئے ہیں مجھ سے
برخلاف ہیں جب انکی کتاب دیکھتا ہوں مسلمانوں کا سراسر جنبہ پاتا ہوں اسوقت بھی یہی حکم کتاب میں
نکلا ہے کہ عمرو قتل نہو گا بھلا میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ میں کیسا بادشاہ ہوں کیا ایک آن میں ساری دنیا
درہم برہم نہیں کرسکتا کیا میں آسمان کے خدا سے نہیں لڑ سکتا کیا میں کوہ بلند کو چٹکی سے ملکر خاک نہیں
کرسکتا کیا میں جامۂ ہستی عالم چاک نہیں کرسکتا میں چاہوں تو ایک دنیا اور بنا دوں اور از سر نو عالم خلق کردوں
میں آپ طرح آجتک دیتا رہا ورنہ ان مسلمانوں کو رائی سے کائی کرڈالتا اب میں اپنا رتبہ آج ایسا دیکھتا
ہوں کہ نظم -

بھلا سامری کی ہے یہ کب مجال
کرے سامنے میرے کچھ قیل و قال
جو آڑے پہ ڈالوں غضب کی نگاہ
تو وہ پانی پانی ہو بے اشتباہ
اگر دیکھے میرے یہ تیور بڑے
گرے تیغ بہرام کے ہاتھ سے
کروں سمت گردوں جو ترچھی نظر
تو دو ٹکڑے ہو جائے شب کو قمر
غضب میرا استاد ہے یاد آگیا
جو خورشید گردوں پہ چکر آگیا

اگر عمرو کو میں نے قتل کر ڈالا تو ساحری
کی پرستش کرنا چھوڑ دونگا اسکی وجہ کیا کہ وہ حکم میری مرضی کے خلاف دیتے ہیں اور اگر عمرو کو میں قتل نہ کرسکا
تو بیشک انکو سچا جانونگا تو یہ ممکن نہیں کہ جس بات کا میں ارادہ کروں اور وہ نہو فیروز شاہ یہ لاف و گزاف
براہ تکبر اس شیطان مجسم کا سنکر دل میں غور فرما ہوا کہ اب بیشک اس بادشاہ کا ادبار آیا آدمیوں سے لڑتے
لڑتے خداوندوں سے لڑنے لگا سامری اسکے ایسے تابعدار تھے کہ اسکے مزاج کے موافق کتاب لکھتے
دل میں تو ایسا کچھ سوچا لیکن بظاہر صفت و ثنا بادشاہ کی کرنے لگا کہ اے شہنشاہ سچ ہے کہ آپکا ارادہ کون رد کرسکتا
ہے اور کون آپکا ہمسر ہے کون ملازمان عالی سے لڑ سکتا ہے آپکا ارادہ ارادہ جمشیدی ہے جو حکم ہو غلام
اسکو بجا لائے آپ غصہ نہ فرمائیں شاہ نے فرمایا کہ دس روز چالیس دن میں باقی ہیں عمرو کو قید ہوئے اس
دس روز میں تمام طلسم میں ڈھنڈھورا پٹ جائے اور تمام ناظمان طلسم کو فرمان پہونچ جائیں کہ فلاں روز لشکر حیرت کے
متصل کنارے دریائے خون رواں کے مع لشکر سب جمع ہو جائیں میں عمرو کو ضرور قتل کرونگا یہ کلام سنکر
فیروز شاہ نے سحر پڑھا دفعۃً ایک آندھی آئی بعد اُس آفت کے ایک دیو قوی ہیکل پیدا ہوا کہ منہ اسکا بھاڑ
کی طرح کھلا تھا دانت مثل دندان فیل باہر منہ کے نکلے تھے سر برج قلعہ نظر آتا تھا قامت دراز تاڑ ایسا تھا سیاہ رو
قوی تن عریض گردن بدن پر روئیں تکلے کی طرح دراز سر میں نخوت دل میں بھری حرص و آز ایک ڈھول مثل طبل
فلک زنجیروں سے بندھا گلے میں ڈالے اور دو چوبیں مثل ستون ہاتھوں میں لیے سامنے آیا اُس سے حکم دیا کہ اے
دہل کوب جادو سارے طلسم میں جا کر ڈھنڈھورا پیٹ دو کہ فلاں روز عمرو قتل ہوگا ساکنان طلسم آکر تماشا
دیکھیں اور ابتدا ڈھنڈھورا پٹنے کی لشکر حیرت و مہرخ سے کرنا اور نعرہ دہل زنی کیے بغیر آرام نہ کرنا اسنے کہا

یہ دہل بھی طلسمی ہے اور مین بھی اسیلیے ہون کہ منادی کیا کرون میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہین اور ساٹھ
ستر کوس تک چارسمت مین اسکی صدا جاتی ہے یہ کہکر ڈھول کو سنبھالتا پرواز کرکے روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر حیرت
مین آیا اول بارگاہ مین پہونچکر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور گویا
ہوئی کہ جلد جا ڈھنڈھورا پیٹ وہ کنارے لشکر کے آیا اور دہل پر اُسنے چوب لگائی اسی ساحرِ لشکر حیرت و
مہرخ کے گوش بر آواز ہوے کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہے اس اثنا مین اس دہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز
لگائی کہ خلق خداوند لقا و سامری وغیرہ یونے دوسو خداوندون کی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران افراسیاب
جادو کا کہ تاریخ اٹھارہوین ماہ بہمن روز زردہشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل کے دن عمرو عیار زنج غضب سے
نکالکر قتل کیا جائیگا جو اُسکا عدو ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اور جو اُسکا محب ہو وہ آمادہ بجنگ ہوے یہ منادی کرکے
دو چوبین اور ڈھول پر مارکر آگے بڑھا تماشبینون اور لونڈون کا غول اسکے ساتھ ہوا ادھر طرفداران شاہ طلسم
نے جو یہ ڈھنڈھورا سُنا باہم گویا ہوے کہ کبھی عمرو کا قتل ہونا تو یقین نہین آتا مدت سے یہ خبر سنتے آتے ہین کہ اب
شہنشاہ کو غصہ آتا ہے اب سب باغی قتل ہوتے ہین خیر دور کے ڈھول سہاونے ہین ڈھنڈھورا سُن کر خوش تو
ہوا ادھر لشکریان مہرخ نے جو ندا سُنی ہر ایک آبدیدہ ہو کر دعا کرنے لگا کہ خدا تعالے خواجہ کو شر سے ظالم کے
بچائے سرداروں نے باہم کہا کہ ڈھول کے اندر خول ہے فقط سنانے کے غرض سے ڈھبے ہین شاہ طلسم خواجہ کو کیا قتل
کریگا جادوگرنیان دامن پھیلا کر کوسنے لگین کہ موئے ڈھنڈھورے کے منہ مین خاک خدا دشمن کا چیتا ہو
موا افراسیاب آپ مارا جائے اسی موے کی ارتھی نکلے خدا کرے موئی کالے کی لاش چیل کوے کھائین
حیرت رانڈ ہو کے بیٹھے بے وارث کے مہرخ کو صدا سُن کر بڑا تردد ہوا ہے حال اسکے لشکر کے جمع کرنیکا
بیان کیا جائیگا مگر عمرو کا حال سنیے کہ ڈھنڈھورا جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر ایسا کام
کر دیا اسیلیے کہ عمرو بھی صدا ڈھنڈھورے کی سنے چنانچہ خواجہ تین روز سے قید ہوے بیہوش تھے اب جو
ہوش آیا دیکھا کہ اندھیری کوٹھری مین قید ہون جسم پر آبلے پڑ گئے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ زمین مین ہون
یا آسمان پہ ہون بشر کی آواز کان مین آتی ہے یہ کہہ کر از بسکہ بھوکا پیاسا تھا کسوت عیاری سے
کچھ میوہ نکالکر کھایا پانی پیا شکر خدا کیا کہ اے پروردگار تو سچا ہے کہ جب تک منہ سے موت اپنے نہ مانگون
اُسوقت تک نہ مرون اسوقت اپنے تئین زندہ گور مین پاتا ہون تو ہی اس ظلمت سے نکالنے والا ہے اور قید
ظلم سے رہائی دینے والا اسی سوچ مین تھا کہ یکایک ڈھنڈھورے کی آواز سُنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ
معلوم ہوئی دل سے کہا کوئی تدبیر کرنا چاہیے اسی فکر مین یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی کیونکہ شاہ نے کچھ
دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اُسکو بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہیگا تو رہا ہو جائیگا چنانچہ بدستور اول
یہ تو مقید ہین اُدھر حسب فرمان شاہ طلسم فیروز شاہ نے فرمان اور ناظمان و شاہان طلسم کو تحریر کیے اور تیلہ
ہائے سحر اور طائر دن کو دیکر روانہ کیے کہ تا آن بادشاہون کا بیان ہوگا لیکن جب ملکہ حیرت اور

اُسکے سرداروں نے ڈھنڈورا سنا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے آئیں اتنے عرصہ میں ہم ایک
لڑائی ایسی ساکھے کی لڑیں کہ جملہ باغیوں کا کام تمام کردیں یہ صلاح ہو ہی رہی تھی کہ صنعت سحر ساز دختر [illegible]
سنکر بارگاہ ملکہ میں اپنے مقام پر سے آئی ایک سمت سے مصور جو جلہ میں تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے
آیا پھر تو اور بھی ساحران نامی مثل شکوہ زرین قباد وغیرہ کے ملکہ مذکور پاس آکر جمع ہوئے اور کہا اے ملکہ
مقراض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہم شبیہ کوکب نے آکر قتل کیا ہم جانتے ہیں کہ یوں ہی قتل عمرو میں بھی
رخنہ پڑیگا حیرت نے کہا تم سچ کہتی ہو انھیں باتوں سے جی میں آتا ہے کہ خنجر مار کر مر جائیے اور خدا افراسیاب
اجازت دے یا نہ دے قسمیہ ہو کر نمک حراموں سے لڑنا چاہیے یا داں کہ ہم نے مار لیا یا ہمکو انھوں نے مار کر
طلسم پر قبضہ کیا ملکہ شکوہ نے کہا مناسب یہی ہے جو آپ فرماتی ہیں ملکہ صنعت نے بال سر کے پکڑ کر سب کی
طرف متخاطب ہو کر خطاب کیا کہ اے لوگو بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی کے کیا کرنا ہے
ساحران عالم کو کیا منہ دکھاؤنگی اس بے غیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور رنگتا جیا بُرے احوال لازم ہوا ہے
کہ ڈر کر جان دیوں مصور و صورت نگار جو ذلتیں کئی بار اٹھا چکے تھے اس وجہ سے ہاں ہاں تو کرتے تھے مگر
ٹال رہے ہیں انکا یہ قصد ہے کہ عمرو قتل ہو جائے تو پھر مقابلہ کریں غرضکہ جب کے مزاج میں آیا اصلاح پذیر
ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران سے اجازت لڑنے کی منگوائیں پھر صنعت کی رائے ملی اور رائے
حیرت سے کہا کہ اے ملکہ افسوس ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائیں اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہیں
یہ بھی نہ ہوگا اسی وقت طبل جنگ بجواتی ہوں حیرت نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہے اور اجازت
نہیں ہے تو پھر کس لیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہے کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہیں ہے مگر اتنی بات کا مجھکو
خیال ہمیشہ سے ہے کہ میری بہن ملکہ بہار شریک نمک حراماں ہے اور وہ کسی طرح قتل نہ ہوگی کیونکہ شاہ
جادوان نے بہت کچھ بتایا ہے اور دوسرے یہ کہ رعد و برق یہ دونوں ماں بیٹے مرحلہ طلسم کے ساحر
ہیں بر تمہارے طلسم میں سے برق جادو ہے پس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہے یہ کلام سنکر ایک ساحر نے
نے کہا اے ملکہ انکی بہن آجکل لشکر میں نہیں ہیں جانب کوہ آرام گئی ہیں ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا
اب رعد و برق رہے ان کو پکڑوا لینا چاہیے یہ کہہ کر عیار بچیوں کو طلب کیا اور دربار برخاست کرکے
ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب تخلیہ ہوا صنعت نے کہا میں بند سحر دے ہوا پر اڑ کر دونگی اے
صرصر تو کسی بہانے سے رعد و برق کو اکیلے میں لانا میں سحر کرکے غافل کردونگی اور پکڑ لاؤنگی ملکہ حیرت نے
کہا یہاں نہ لانا باغ عشرت میں ملکہ حسین جادو رہتی ہیں وہاں بھیجا دینا راوی کہتا ہے کہ یہ دونوں ماں بیٹے
پہلے ہی سے قید ہو کر جنین کی سپردگی میں رہتے ہیں اس لیے کہ ساحر دست ہیں اگر لشکر میں رہتے تو شاہ طلسم کی فوج
ہمیشہ مغلوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر ان کو بھی قید سخت میں رکھا ہے اول میں چند بار جو قید ہوئے تو وہ تمام
بیان ہو چکے مثل ماشہ کے دختر مصور الماس پری چہرہ پر رعد عاشق ہو کر قید ہوتا ہے یا یہ کہ مہتر قران دیوانہ بنکر

ایک بار چھڑاتے اور کسی مقام پر قید ہونا انکا دفتر مین دیکھا نہین اور نہ انکی کوئی رہائی دیکھی بہر صورت انکا قید ہونا اول
اگر بیان ہوگیا ہے جب بھی یہ قید مین اور اگر نہین بیان ہوچکا تو اب بیان کیا جاتا ہے کہ صنعت تو بطور رفیقی
صرصر کے ساتھ تھی اور صرصر صورت ایک ساحرہ کی ایسی بنا کر بارگاہ مین برق کے آئی
تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی کھڑے ہین مجھسے اُنھون نے فرمایا کہ جلد جا کر رعد جادو کو
مع انکی مان کے میرے پاس بھیجدے چنانچہ مین نے حسب ارشاد آپکے اطلاع کردی یہ عرض کرکے آپ بارگاہ سے
چلی گئی رعد و برق کو خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کام ہے جو مہتر صاحب نے بلایا ہے چلنا چاہیے اور ایسی بے لگاؤ بات
سُننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا کیونکہ صرصر بجام دیگر وہان ٹھہری بھی نہین پھر کیونکر اُن کو دھیان عیاری کرنے کا
آتا فی العجلہ یہ دونون بارگاہ سے نکلکر کنارے لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکلکر صحرا مین تلاش کرنے لگے
صنعت نے روے ہوا سے خاک قبر جمشید اُن پر چھڑکی کہ یہ دونون بیہوش ہوے صنعت نے بزور سحر ایک تخت
بنایا اور دونون کو اُس پر ڈال کر روانہ ہوئی اور باغ عشرت مین لیکر آئی یہ باغ افراسیاب کا بنوایا ہوا ہے کئی مقام پر
تعریف اسکی تحریر ہوئی ہے ملکہ حسنین کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر آئی ہے تو بادشاہ نے اسکا رتبہ ایسا کیا ہے کہ اسے
باغ مین رکھا ہے اور اول بیان ہوچکا ہے کہ مجلس نے پتلا اسکی گرفتاری کو بھیجا تھا وہ پتلا شاہ جادو ان کے ہاتھ
مارا گیا اُس روز سے اسکو باغ عشرت مین بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لے جائے حاصل امر وہ ایک نہر کے کنارے
بیٹھی مشغول میوہ خواری تھی کہ صنعت پہونچی اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اُسنے اُن قیدیون کو اُسکے سپرد کیا اُسنے اپنا سحر قیدیون پر
کرکے کہا آپ ٹھہریے مین آتی ہون اور تخت جس پر قیدی تھے اسکو اُڑا کر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب آکر دونون کو
تخت پر سے اُتارا اور خوب سحر پڑھے بعد جب اُن کو کرکے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلین اُڑکر قریب
قیدیون کے آئین اُن سلون سے حکم دیا کہ ان مجرمون کو کمر تک نگل لو سلین فوراً شق ہوگئین اور دونون سے کمر تک
یہ دونون اُن پتھرون مین سما گئے ساحرہ اپنے سحر کا حصار گرد اُس درۂ کوہ کے قائم کرکے باغ مین آئی اور صنعت
کی خاطر تواضع مین مصروف ہوئی مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ مین لڑنے باغیون سے
جاتی ہون طلسم مین یہ ماجرا گذرا ہے اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہے غرضکہ وہان سے روانہ ہوکر بارگاہ ملکہ حیرت مین
آئی تمام کیفیت معرض بیان مین لائی اور کہا اب دیر نہ کیجیے ان نمک حرامون کو مار بھیجیے ملکہ نے کہا تم مختار ہو جو چاہو کرو
یہ سنکر اُسنے ناسخ ایک مارا وہ زمین پر گر کر شق ہوا اور زمین سے ایک پتلا نکلا اُس پتلے سے اسنے حکم دیا کہ گنبد نور سے
تا پشتۂ حنا اور کنارے تک دریاے خون روان کے میرا لشکر پڑا ہے وہان جا کے پانچ لاکھ کا لشکر تیار کرا کر یہان
لے آ پتلا یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور اسکے لشکر مین پہونچ کر پکارا کہ اے افسران فوج ملکہ صنعت نے پانچ لاکھ کا لشکر
طلب فرمایا ہے ابھی آواز اُس پتلے کی دراز تھی کہ تمامی لشکر نے اُسکی صدا سنی اور جلد جلد کمر بندی لشکر مین ہوئی ساحر
اژدر و گاو کرگ پر سوار ہوے بیرقین ہوا مین اُڑنے لگین رنگ رنگ شعلے چمکنے لگے سامری کی جے کا غل تا فلک پہونچا
ہزار ہا ناسخ ترنج جا بجا اچھال کر ساحرون نے روکا تو یہ معلوم دیا کہ گویا انداز فلک نے بارش گولون کی ماری

ہوم کا دھوان بلند سحر کی بجلی چمکتی توپ خانہ مین دہر کے رنجک اُڑتی ابر سُرخ روے ہوا پر چھایا ہوا نبرد کا
میدان سامنے جو تھا آتش بہار نظر آتا چار سمت سے جو ابر سیاہ اُٹھا قلعہ آہن بنگیا تھا اسی طرح عجائبات
سحر کے نمایان کہین بدلی کہین ظاہر آفتاب تابان گو گل ہر جبین تو کہین کافور صندل جلتا اژدہے کالے سانپ
ہر ایک زہر اگلتا ساحرون کا تو یہ حال نبرد آزمایان عرصۂ قتال کی ایک سمت یہ حال وہ خنجر و شمشیر کی چمک
دیدۂ ترک فلک کو خیرہ کرتی چراغ خانۂ تن کو تیرہ کرتی اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردون کے پار کرتی غرضکہ جو
جوش و خروش سے شش بحر غضب و سیل فنا یہ لشکر روان تھا اور تھوڑے عرصے مین یہان سے وہان تھا یعنی قریب بارگاہ
حیرت کے نشان تھا ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر پورا آگیا خود بھی تخت اژدہون پر بیٹھکر سوار ہوئی
اور خیام ہو دیکا بھی انتظار نہ کیا طبل جنگ بجواتی اسی وقت سمت لشکر مہرخ چلی اور جب قریب اُس فوج
کے پہونچی خجری سحر و قرنائے جنگی اور دہل طبل کا شور گوش ہمایون مہرخ مین پہونچا اس عرصہ مین طائران سحر نے
خبر دی کہ اے ملکہ فوج دشمن سر پر آگئی ملکہ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا غازیان صف شکن بعجلت تمام تر
تیار ہوے سواران لشکر بارگاہ سے نکل آے خیام و خرگاہ مین ہلچل پڑ گئی بازارین بند ہوگئین بعض مقام پر تو
بھگدڑ پڑی مہرخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئی اس عرصہ مین صنعت کے حکم سے اُسکے لشکر نے
اس فوج کا محاصرہ کرلیا اور اُسکے آنے کے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا یہ بھی کئی لاکھ سے چلا آتا حیرت بھی
سوار ہوئی تھی یہ دونون بھی بجمعیت کثیر آپہونچے اور دو طرف دو راہون کو روک کر کھڑے ہوے چار طرف سے بزنید
بکشید کی صدا بلند ہوئی صنعت تیغ سحر بکف مگر پانچ لاکھ سے لشکر مہرخ پر جا گری اس طرف سے مہرخ بھی
تیغ بڑھ کر غرض پٹ ہوگئی اتو نکلے ابر کے آنے لگے پیکان تیر و مار و عقرب برسانے لگے ناریل تیغ سیفون کے بار جلنے
لگے مہرخ پر صنعت نے ایک بیضۂ سحر کا مارا وہ نارنج پھٹا ہزارہا شعلہ اس مین سے نکلا اور لشکر مہرخ پر گرا اسنے سحر پڑھکر کہا
کہ دشمنون کو یہ آگ جلائے اور ہمارے دوستون پر پانی ہو جائے یہ کلمہ ایسا پُر تاثیر تھا کہ وہ آگ سمت لشکر فوج صنعت
پر جا پڑی ایک لاکھ ساحر جلنے لگا صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا وہ آگ بجھی پھر وقت
مہرخ نے ایک نارنج سحر کا مارا صنعت نے خالی دیکر ترنج لگا مہرخ کا شانہ زخمی ہوا اب ساحر سے سلطنت مہرخ نے
پھر سحر پڑھا کر تیر برسنے لگے صنعت نے سیون سحر کی پیدا کین ہر سمت گولے ناریل آتش کا چھڑ آسمون کے پیچھے
جلنے لگے مہرخ نے گچھا سوئیون کا مارا کہ سو سو پیکان آہنی کا گچھا پیدا ہو کر فوج پر گرنے لگے جس کے وہ پیکان لگتا
سینے سے پار نکلتا فوج دو زانو بین قدم ادھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی ادھر کی پسپا ہوتی ہے لاش پر لاش
مُردہ پر مُردہ گر رہا ہے دریا خون کا بہتا ہے ساحر مچھلیون کی طرح تڑپتے ہین مہرخ و یاقوت و سرخ مو و مخمور
وغیرہ کے خون کہنیون سے بہہ رہا ہے قبضۂ شمشیر ہاتھ مین جم گئے ہین سرخ مو اور نافرمان وغیرہ نے غول مین گھس کر
ایسے نارنج ترنج مارے ہین کہ سو سو دو دو سو کا ایک ہی ایک وار مین کام تمام کیا ہے ادھر سے صنعت وغیرہ بھی جھپٹی چلی آتی
ہین نقارون پر چوب پڑتی ہے نقیب للکارتے ہین کہ یہ رزم کا دن ہے نام کر جاؤ زندگی ہے کہ لڑکے مرجاؤ

دلیرو جوانو بہادرو آج کا دن ہے نمک حلالی کر جاؤ مار لیا ہے شیرو ان یہ معرکہ تمھارے ہی ہاتھ ہے نہ گھبراؤ تیغ ظفر کا
ساتھ ہے تلوار کٹار چل رہی ہے چیلیں منڈلا رہی ہیں کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا بازو کٹ گیا کسی کا پاؤں کٹ کر دور پڑے خون
میں سرخ سرخ مچھلیاں تڑپتی نظر آتی تھیں اعضاے تن کی بھی حالت تھی سر کچھووں کی طرح تیرتے تھے مرگیوں
کے تُم خون میں غرق دم بھر میں جدا گردن دفرق اس لڑائی میں صنعت نے ایک ناریل سبز رنگ چھوٹا سا
اپنے جوڑے سے نکالا اس ناریل کو دیکھ کر ملکہ طاؤس نے مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ اس ناریل سے کنارا کرو یہ
باغ جمشید کا ناریل ہے ملکہ مذکور نے کہا ہر چہ بادا باد جمشید کے باغ کا ہوگا تو کیا کر لیگا اس عرصہ میں وہ ناریل
اسنے چرخ دیکر بارادہ شق ہوا کئی ہزار پتلا اُسمیں سے نکلا اور بڑھکر شکل انسان ہو گیا تلواریں ہاتھوں میں لیکر ہر ایک
آگے بڑھا صنعت نے حکم دیا کہ اے پتلہاے سحر جاؤ دشمنوں کو قتل کرو یہ سُنکر ایک ایک نعرہ زن ہوا کہ ہم غلام
جمشید ہو تلواریں مارتا ہر ایک چلا جس کے تلوار ماری دو ٹکڑے کیا نارنج ترنج تلوار ان پر پڑنے لگی مگر کچھ اثر نہیں
کوئی پتلا نہ مرتا بلکہ سر نکالے کٹتا ہے مہرخ نے جو یہ ماجرا دیکھا فوج کو للکارا کہ جان لینا جانے نہ دینا اور آپ ایسا
سحر کیا کہ خنجر آسمان پر سے برسنے لگے مخمور نے سحر کرکے گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے اب تو مشکین مو
زلف کھول کر آگے بڑھی طاؤس دلر زان و زلزلۂ نافرمان و ہلال سحر افگن تنہا سحر کرکے غول میں
در آئیں اور نعرۂ مہرخ سے ساحر کہوں پر سے کود پڑے کہیں خنجر چلنے لگا کہیں کٹار چلنے لگی قرا ولیوں کے
کھولنے چلتے تھے کہیں کشتی ہوتی تھی ناریل نارنج ترنج اُچھلتے تھے سحر کی لاگیں اور چوٹیں چلتی تھیں نیزہ باز عدو کو
کباب بالاے سیخ بناتے تھے ایک طرف سحر کے جانور باہم گتھ گئے تھے شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی اژدر سے اژدر لڑتا
تھا شور دار و گیر برپا تھا فوج اُمڈی ہوئی تھی ہزارہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی فوج مہرخ از بسکہ قلیل تھی اور پتلے
سحر کے قتل نہو سکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے بدین وجہ اسکی فوج نے شکست کھایا جگہ بڑی بارگاہ
چھٹ گئی بازاریں لٹنے لگیں غول کے غول بھاگے جدھر جسکا منہ اُٹھا چل نکلا مصور نے نعرہ مارا کہ خبردار جانے
نہ پائیں فوج نے تعاقب کیا یہاں تو یہ ماجرا ہے لیکن عیار ہمیشہ آفت میں لشکر سے نکل جاتے ہیں اور قران تو جنگل کی
راہی کرتا ہے اسنے جو نعرہ عیار زمان کا سُنا اور شور و غوغا جو زیادہ بلند ہوا تو اُسنے قلعۂ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر
ہماری جانب کا قتل و غارت ہو رہا ہے کوئی بچتا نہیں نظر آتا یہ دیکھ کر زار زار رو دیا اور برہنہ سر کرکے دعا درگاہ
کبریا میں کرنے لگا آخر پہاڑ پر سے اُتر کر ایک سمت کو صحرا میں بھاگا تلاش گل مراد کرتا جاتا تھا رحم خالق جزو کل
خضر راہ بنا اسکا گذر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درہ میں پہونچا کبھی ایسا کوہ بلند اسکی نظر
سے نہ گذرا تھا وہاں دیکھا تو رعد برق کو کمر کمر کیچڑ میں غرق پایا اُن سے پوچھا کہ یہ کیا تمھارا حال ہوا انھوں نے
بھی اس عیار کو پہچانا اور کہا اے مہتر خالی گھر ہمارے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہے اور ہم قید میں جنین
کے ہیں ایک ایک روٹی جو کی اور کوزہ آب ہمکو ملتا ہے قران نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا
انھوں نے کہا اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے قران نے کہا پھر وہ جنین نحس کہاں ہے انھوں نے کہا یہیں جو سامنے ہے

عیار مذکور ان سے پتہ معلوم کر کے ساحر کی ایسی صورت بنکر چلا اتفاقاً باغ عشرت مین جنین نہ تھی اپنے متصل
اسی باغ کے ایک باغ اور بنا بنوایا ہے کس لیے کہ باغ عشرت مین یار کو اپنے بغیر حکم بادشاہ طلسم نہین رکھ سکتی ہے
شاہ نے صرف اسکے رہنے کی اجازت دی ہے اور کوئی رہ نہین سکتا ہے اسوقت اسی نئے باغ مین وہ گئی تھی اور
تخلہ تھا یار کو اپنے بلا بھیجا تھا کہ قران بھی اسی باغ کے دروازے پر آ کر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب
باز مین کا ہے اسنے کہا ملکہ جنین کا اسنے کہا اگر تم کہو تو ہم جائین نوکری کی تلاش مین آئے ہین شاید تقدیر رہ جائے
اور ملکہ رکھ لین تو تمھاری بدولت روزگار ہو جائیگا بال بچے ہمارے دعا دینگے دربان نے کہا دوسرے دروازے
پر جاؤ ہمین حکم نہین کہ ہم جانے دین قران یہ سُنکر وہان سے چلا اور ایک سمت جو باغ کے بنگلہ تھا اسکی دیوار
چھوٹی تھی یہ سمجھا کہ دوسرے دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دیگا اور اس جانے آنے مین عرصہ بھی ہوگا ادھر سے چلکر
اپنا کام کرو یہ سوچ کر اُس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھ کر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا ہر چبوترہ سنگ سُرخ کا
بنا تھا فرش پُر تکلف اُسپر بچھا تھا ملکہ جنین اُسپر بیٹھی اسنے جھک کر اُسکو سلام کیا اسنے پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا ملکہ
ہم بھی جادوگر ہین سامری کے نام لینے والے ماں باپ کے بدولت خوب عیش و آرام کیا سب دولت لٹا دی بڑے
چین کیے اب محتاج ہو گئے مجبور ہو کر نوکری کو نکلے آپکا نام سنکر آئے ہین اگر آدھ سیر آٹے سے لگ جائین گے سرکار کا
بول بالا منائین گے جنین نے یہ کلام سُنکر کہا اچھا ہمنے تجکو نوکر رکھا یہ کلمہ جیسے ہی اسکی زبان سے نکلا ویسے ہی زمین
شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ اے ملکہ یہان نوکر رکھنا کیا باغ عشرت مین نوکر رکھ لیجیے گا آپ تو نہ کچھ سمجھتی
ہین نہ بوجھتی ہین نوکر رکھ لیتی ہین جنین یہ سُنکر کچھ سوچنے لگی اسمین قران نے کہا یہی قسمت کی خوبی کہ تیسرے
فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے منہ زنی کی جنین نے کہا اچھا باغ سحر مین آنا یہان سے کچھ مدد نہین ہے
نوکری ہو جائے گی قران چند قدم وہان سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا کہ اری پتلی تو نے مجکو جھوٹا اور دغا باز سمجھا
میرے باپ نے ایسی ایسی ہزار ہا پتلیاں بنا کر توڑ ڈالین تیری کیا حقیقت ہے یہ سُنکر جنین نے کہا اے پتلی اگر تجکو
اس سلطر پر عیار کا شبہ ہے تو بلا کر ہاتھ سونگھ اگر عیار ہے تو پکڑ لین گے اور جو نہین ہے تو نوکر رکھین گے پتلی نے کہا
اچھا جنین نے کہا میان ساحر ادھر آؤ پتلی کو ہاتھ دکھاؤ قران جھپٹ کر جنین کے قریب آیا اور کہا اے ملکہ
پتلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہے اور مین بڑا عالی خاندان ہون یہ کہہ کر ایک کاغذ
نکالا کہ مکتوب کی طرح لپیٹا تھا وہ اُسکے ہاتھ مین دیدیا اُسنے کھولنا اُس مکتوب کا شروع کیا اور کہا عنوان لکھنے
والے نے بہت چھوڑا ہے غرض جب بہت سی تہین کھولین ایک مقام پر کچھ لکھا دیکھا وہ بغور اُسکو پڑھنے مین
مشغول ہوئی اُسمین نعرہ قران کا لکھا تھا وہ پڑھنے لگی ع تم مہتر قران شیر زیانم ادھر پہلو پر عیار مذکور
کھڑا تھا اسنے بغدہ کھینچ کر کھوپڑی پر لگایا پتلی جو پاس کھڑی تھی کہتی تھی ارے کیا کرتا ہے ہاتھ دکھا اسنے کہا
ہاتھ کیا دیکھے گی ہاتھ کی صفائی دیکھ غرض بغدہ جو سر پر پڑا مغز اُسکا پراگندہ ہو کر دور گرا اور وہ اُچھلکر زمین
پر گری اور سرد ہوئی آوازین آنے لگین کہ مارا مجکو نام میرا جنین جادو تھا وہ بیابان مین آگ لگی مکانات

پھٹ گئے تڑاق تڑاق چھینٹیں اُڑنے لگیں سحر کی نمود بے بود باطل ہوگئی دربان ساحران ملازم دوڑے قران
جست کرکے بھاگ گیا تجلی وغیرہ جلبلی درۂ کوہ میں رعد و برق چھوٹ گئے اور لحظہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق و
توانا ہوکر ٹھہرے تھے کہ مہتر قران بھی آکر پہونچا اور ہمراہ انکے روانہ ہوا یہ دونون طرفۃ العین میں قریب
جنگاہ پہونچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھکر رعد زمین میں پاؤن مارکر سمایا اور فوج مخالف جو عقب میں قتل کرتی
آتی تھی اُسکے بیچ میں نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہوکر گرا اوپر سے کڑکے کی آواز آئی
اور برق جادو تجلی بنکر جو گری خرمن ہستی کو جلاکر پھر بلند ہوگئی اور آڑی ترچھی ہوکر ہر سمت گرنے لگی رعد نے
چیخنا شروع کیا حیرت نے شکوہ زرین قبا سے کہا کہ بڑا غضب ہوا رعد و برق چھوٹ آئے یہ وہ بلائے بے
درمان ہیں کہ جہان فتح نہ ہوتی تھی افراسیاب انہیں پر انکو بھیجتا تھا اس گفتگو میں جتنا عرصہ ہوا اُتنی دیر میں ہزارہا
ساحر جلکر دو ٹکڑے ہوگیا ہرچند صنعت نے ان دونون کا رد سحر چاہا ممکن نہوا اُدھر بھاگی ہوئی فوج مہرخ
کی پھر پڑی لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا اس اثنا میں رعد جادو کو یاد آیا کہ جب میں شہر داؤدیہ میں خداوند داؤد
کے سجدہ کو گیا تھا تو اُنھوں نے تھوڑی خاک اپنی اگیاری کی عنایت فرمائی تھی خاصیت اسکی یہ بتائی تھی کہ کیسا
ہی ساحر زبردست یا روئین تن بزور سحر ہو یا الک مرحلہ یا صاحب تحفہ طلسم یا بندہ سحر کا ہوگا اس خاک کو پھیر
پراگندہ کرنا وہ جلجائیگا پس اسنے زمین میں سماکر اپنے تئیں غول میں ان پتلون کے جو صنعت کے زنبیل سے
نکلے تھے پہونچایا اور اُدھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ میرے پتلے کسی سے نہ مارے جائینگے تو انکو حکم دے کہ سب
ایک بار مجتمع ہوکر جب رعد زمین سے نکلے تو اسپر جا پڑیں اور اُسکو اسیر کرلیں دوبارہ ان کو بھی اسی طرح پیوند
چنانچہ ایسا ہی کیا پتلون کو حکم دیا وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہوکر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائیں اسی
اثنا میں رعد زمین سے نکلا اور ان سب کو ایک مقام پر جمع دیکھکر قدرت نامی کارساز حقیقی سمجھا اور جوڑے
سے پڑیا نکالکر خاک اُسپر چھڑکی وہ پتلے اسکو پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جو ان پر پڑی جسم طلسمی میں آنکے آگ
لگی تلوون کی لگی سر میں بجھی دھڑ دھڑ جلنے لگے بڑی تقویت لشکر حریف کو اُن پتلون کی تھی انکے جلنے سے فوج
کے پاؤن اُکھڑے فتح کی شکست ہوئی ہرچند صنعت و منصور وغیرہ نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رکتی ہے
دل ہارے ہوئے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا اس عرصہ میں رعد قریب تخت صنعت جاکر نکلا اور چیخ ماری گرد و پیش تخت
صنعت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش ہوکر گرے اور صنعت ازبسکہ ساحر زبردست ہے بیہوش تو نہ ہوئی مگر
جھوم گئی اوپر سے برق کڑکڑا کر گری سناٹا ہوا نشتر پنجہ سپر ان لیکر سپر پر بیابی ہوا مگر برق نے سپر دن اور پنجون
سب کو جلایا صنعت جلدی میں سمٹکر تخت کے ایک گوشے پر گئی بجلی جو تخت پر گری تخت کٹا اور وہ اژدر
جو تخت کھینچا تھا سب جلنے لگے تخت جو اُلٹا صنعت بھی اوندھے منہ گری بہت چوٹ لگی لوگوں نے اُٹھا کر
ہوادار پر لٹایا اور لے کر بھاگے دوبارہ رعد لشکر منصور میں جاکر چیخا ہزارہا کے کان کے پردے پھٹ گئے
اوپر سے بجلی نے گر کر ہزارون کو جلایا آٹھ نو سو جادوگر جھلس گئے حیرت نے شکوہ سے کہا اب یہان سے چلو

اسوقت کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی یہ وہ بلا ہے کہ شاہ جادوان بہ مشکل اُسکو روکتا ہے یہ باتین ہی تھین کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی ہزار بارہ سو ساحر ہلاک ہوا حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی تمام مصاحبین اسکی کمر سے لپٹ گئین اور کہا اے خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زیر دست ہوئے اسلیے آپ لڑتین یہ جنگ مغلوب ہے سامری جانے کیا آفت آئے آپ بچائیے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا تو فوج بھاگ چکی ہے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی اس فہمائش سے ملکہ مذکور کی اور آخر کار لوگ اسکو سمجھا کر بھگا لے چلے اُدھر تصور کو صورت نگار نہ دیکھ سکے اسکی پھیر کر لے چلی ان سرداروں کا عرصہ اقبال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی اُدھر گلستان خزان دیدۂ مہرخ مین پھر بہار آئی نسیم فتح نے نہال رایت و نصرت کو جنبش دی دشمنون کو لیسا سبزۂ پامال کیا رنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا ہر طرف لاشین سبزہ نمط بچھی تھین آنکھین نرگس آسا کھلی تھین چشم حسرت سے دیکھ رہی تھین کہ ایک مارنے کیا سے کیا ہو گیا سنبل کی طرح یہ لشکری پریشان و زار کسی کو اٹھنے کی بھی طاقت نہین نظرون مین ذلیل و خوار دل ہی دل مین خار کھاتے برگ شجر کی طرح کف افسوس مل کر بجائے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے نپاتے جدھر نگاہ جاتی زخم تن پر گلگون کسطرح کھلے تھے لالہ وار داغدار نظر آتے تھے سرو کی صورت تلخ زندگی سے آزاد تھے حاصل مرام لشکر مہرخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری گلشن شجاعت مین فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے نہ دیا باغبانان نہال قامت نے نوجوانون کو کاٹ چھانٹ کر کے برابر کر دیا سر تراشی کرنا شیوۂ تیغ کی دلون پر بیل ڈالدی بوستان جوہر تیغ کی بہار دکھائی

نظم

ضریر قلم ہے ہنسی کی صدا
قلم فوج دشمن پہ ہے ہنس رہا
لکھے کیا جو اُس فوج کا حال تھا
تبہ جان و اسباب اور مال تھا
کسی کے جو تھی تیغ کاری لگی
تو تھی نخل قامت پہ آری لگی
کسی کے رواں جسم سے جو سے خون
کوئی خاک مین ہو کے بسمل زبون
برادر کا لاشہ اُٹھاتا کوئی
پدر کی لیے نعش لاتا کوئی
کوئی پیٹتا نعش فرزند پر
کہے ہے جوان مرگ میرے پسر
ہوا سر مین نخوت کی تھی جو بھری
تو یون فوج بھاگی کہ آندھی چلی

آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل و خوار ہو کر رو بفرار لایا ان شجاعت شعارون نے پڑاؤ تک انکے اُسکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر پڑاؤ پر پہونچے اُسوقت مارنے سے بھگانا بہتر سمجھ کر مہرخ نے طبل بازگشت بجایا اور بہ فتح و فیروزی مراجعت فرما ہوئی برق و رعد پر سے بہت زر نثار کیا فقیرون کو مالدار کیا لاشین اپنے لشکریون کی اُٹھائین اور دفن کرائین بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر مین بازار لگے ہلچل مچی مبارزون نے بستر پر آ کر کمر کھولی سردار ہر ایک داخل بارگاہ ہوئے اُدھر ملکہ حیرت بخاطر رنجور بارگاہ مین آئی پھیکے سب جمع ہوئے صنعت بھی آئی ملکہ مذکور کی حالت تباہ پائی آنکھون مین آنسو بھرے دیدۂ نرگسی اشک سے مملو گریبان چاک لب پر آہ سوز ناک صنعت ہر چند کہ زخمی اور اپنے درد مین مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی کہ دوارے اس شکست کا رنج نہ کیجیے آخر یہ نمک حرام کہان بچکر جائینگے

اور کب تک آفت ڈھاینگے جب شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر مین فنا ہونگے شہنشاہ نے طرح دیکر انکو
یہ قوت دیدی اچھا دیر آید درست آید کبھی سکے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتونکا جواب دیا کہ تم
سچ کہتی ہو لیکن مجکو اب تاب نہین ہے کل مین شہنشاہ سے جاکر رضاے حرب لونگی اگر اجازت دی تو خیر
ورنہ اپنی جان دیدونگی میرے اوپر دانہ پانی حرام ہے جبتک نمک حرامون کو مار نہ لون صنعت نے کہا یہ بھی
قدرت کا کھیل ہے تقدیری امور مین کسی کی بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی کیا وقت پر رعد و برق آئے نہین معلوم
یہ چھوٹے کیونکر حیرت نے یہ سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا اسمین لکھا تھا کہ بیک ضرب مہتر قران کارجنین تمام شد
شکوہ کو اس عبارت کے سننے سے پسینہ آگیا یہان تو یہ چرچا ہے وہان رعد نے مہرخ سے کہا کہ ہماری جان
بحکم خدا قران نے بچائی مہرخ نے کہا اللہ ہم ایسے گنہگار ہین کہ ہماری بارگاہ مین بھی مہتر صاحب نہین
آئے قران بھی اسوقت موجود تھا اسنے کہا الہی کونسی عیار عمرو کی کس ساحر زبردست کو مارا جو بارگاہ مین بھی
بیٹھون ملکہ نے کہا کوئی دم تو ٹھہر جایئے اسنے کہا مین حاضر ہون ملکہ نے ایک دنگل یاقوت کا قریب کرسی خواجہ
عمرو بچھوا دیا اور کہا تشریف رکھیے مہتر مذکور کی عادت نہین جو بیٹھے بارگاہ سلیمانی مین بھی جو آتا تھا تو
خشت زرین پر کھڑا رہتا تھا اسوقت بھی برابر اس دنگل یاقوت کے ٹہلنے لگا مہرخ نے کہا بیٹھ جایئے برق
عیار نے کہا اے ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہین ہم چلے جائینگے اس عرصہ مین شراب کا جام ساقی نے ملکہ کو دیا ملکہ نے
قران کو وہی جام عنایت فرمایا اسنے کسوت عیاری سے گلابی نکالکر شراب پی اور وہ جام نہ پیا دفتر اول
مین نوشیروان نامہ مین مذکور ہے کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہے لڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا اپنے چچا
کی بیٹی پر عاشق ہوے اور وہ دختر ان سے منسوب ہوئی تھی جب پدر انکا انتقال کر گیا تو چچا نے انکی طرف سے
سلطنت کرنا شروع کی مگر دل مین فتور آیا بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر مذکور کو قتل کرنا چاہا
انھون نے صحرا مین جاکر پھانسی لگائی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی روح مقدسہ نے آکر نظر کردہ
کیا اور فرمایا جاکر عمرو کا شاگرد ہو خدا ایتعالیٰ تجھے معاف فرمائیگا کبھی تو قید شب بھر کسی جگہ نہ رہے گا اور جب
شب بھر قید رہے گا تو قضا تیری آئے گی اب جا چچا تجکو سلطنت تیرے باپ کی دیگا دختر کی اپنے شادی کردیگا
قران وہان سے سامنے اپنے چچا کے آئے اسنے سلطنت اسکو تفویض کرکے اپنی دختر کو انسے منعقد کیا انھون نے
شوق مین عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھون روپیہ خرچ کرکے بازعیاری کے ہو آئے اور خدمت خواجہ عمرو
مین آکر شاگردی اختیار کی منجملہ بازہاے عیاری کے جو ہو آئے تھے ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت
اسکی یہ ہے کہ اگر شراب مین بیہوشی یا کسی طرح کی آمیزش ہو اور اس گلابی مین وہ شراب رکھی جائے تو رنگ
اس شراب کا بدل جائیگا اسنے اسمین بنابر احتیاط شراب پینا اختیار کی ہے فی الجملہ اسوقت بھی اپنی گلابی سے شراب
پی جب نشہ ہوا ایک مرتبہ افسوس کہکر رو دیا مہرخ نے کہا کیون اے مہتر والا گہر کیا ہے برق عیار نے کہا خواجہ کو
یاد کیا ہے یہ سنتے ہی جتنی جادوگرنیان تھین سب کو سناٹا آگیا اور گلعذاران یاسمین پیکر ساحرہ جو تھین

انکے کاسۂ چشم رنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہوگئے گلستان حسن مین اشکون سے آبیاری ہوئی قران
نے نسیم آسا آہ سرد بھری اور کہا لعنت ہو ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہونیکا ڈھنڈھورا ابھی پٹگیا اور ہم سے
کچھ نہ ہوسکا اچھا اے ملکہ خدا حافظ یہ کہکر حبت کرکے سراپچہ بارگاہ پھرایا اور سمت صحرا چلاگیا بعد اسکے جانیکے
کچھ دیر تو سب اہل بارگاہ رو دھو کا کئے پھر ساقیان گلعذار جام مے سرخ لیکر آئے اور شراب پلانے لگے ہنگامۂ
عشرت گرم ہوا لیکن مہتر قران بھی ان کے پیچھے بارگاہ سے روتا ہوا چلا گیا جب عیارون سے وہ مقام خالی
ہوا صرصر عیارہ ساحرہ کی ایسی صورت بنکر در بارگاہ پر ٹھہری ہوئی تھی بخوف عیاران اندر نہ آئی تھی اب
داخل بارگاہ ہوئی اور حسب دستور عیاران خبر یہان کی دریافت کرنے لگی اسی اثنا مین اسکو خیال آیا کہ اسوقت
عیارون سے یہ مقام خالی ہو بن پڑے تو رعد و برق کو پکڑ لیچلون کیونکہ انھون نے لڑائی بھی فتح کی ہو ملکہ
حیرت انکے گرفتار کر لیجانے سے بہت خوش ہوگی اور نیز انعام زیادہ کریگی اور اگر یہان سے دونون نہ ہاتھ
آئین تو ایک ہی کو لیچل کس لیے کہ دو مین ایک نہ ہو گا تو دوسرا بھی بیکار ہو جائیگا ظاہر ہے کہ رعد چیختا ہے اور بیہوش
کرتا ہے مان اُس کی بجلی بنکر گرتی ہے پھر اگر مان نہ ہوتی تو خالی بیہوش کرنیسے کیا فائدہ ہے اور یہ بھی سوچی
کر جہانتک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لیچل کر بجلی بنکر اکیلی بھی کام دیسکتی ہے یہ تو اس سوچ مین تھی وہان حسب اتفاق
برق جادو نے جو شراب پی اسکو خوب نشہ ہوا اسلیے کہ قید سے چھوٹ کر آئی ہے بہت دنون کے بعد
جو شراب خواری کی نہایت بدمست ہوگئی دل سے سوچی کہ بارگاہ مین بادشاہ لشکر کے سامنے برا آنا بری حالت
ہونا خلاف ادب ہے تو یہان سے اٹھ جا اور کچھ ترشائی وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ مین ٹھہر کر جب نشہ کم ہوا
اسوقت دربار مین آنا ورنہ سب لوگ تجکو کم ظرف کہین گے یہ سوچکر اپنی جگہ پر سے اُٹھی کنیزین جو ساتھ
چلین انکو بھی منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ مین ابھی آتی ہون اسلیے کہ کوئی نجانے کہ دربار سے بسبب
زیادتی نشہ رخصت ہوگئی حاصل مرام جب یہ اپنی مقام پر سے اُٹھی صرصر پہلے سے باہر بارگاہ کے نکلگئی
اور ایک مقام پر راہ مین ٹھہری تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہونچی عیارہ نے کہا ملالون نشہ آپکو بہت
معلوم ہوتا ہے برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسی کی کنیز یا ملازم ہے یہ سمجھکر اسنے کہا اے نیکبخت تیرے
پاس اورک ہو تو دے اور نہین تو دوڑ کر بازار سے لا مین تجکو انعام دونگی اسنے کہا قربان گئی مین ابھی لائی
یہ کہکر چند قدم جا کر اورک بیہوشی آمیز کسوت سے نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور پاس آئی کہا لیجئے یہ حاضر ہے
اسنے وہ لیتے ہی کھائی اور پکاری کہ آؤ کہین روکنا مجھے چکر آتا ہے عیارہ نے ہاتھون پر روک کر گود مین لیا
اور ازبسکہ لشکر مین یہ معاملہ گذرا تھا وہان سے لیجانا باندھکر مناسب نہ سمجھی اور اسکو بارگاہ مین اسکے
لاکر پلنگ پر لٹا دیا چونکہ کنیزین تو اسکی بارگاہ شاہی مین تھین یہان تنہائی تھی عیارہ نے اور ملازمون
کو اندر آنے سے منع کر دیا بارگاہ کے سراپچہ گرد لیے پردے مین تکمہ لگا کر پشتارہ مین اسکو باندھا اور پشت
کی جانب سے سراپچہ چاک کر کے نکلی راہ کا فکر چھیتی اٹھتی بیٹھتی لشکر سے نکلکر سیدھی بارگاہ حیرت

مین آئی یہان تو پہلے ہی مشورہ ہو رہا تھا کہ شاہ طلسم سے چل کر اجازت حرب لین چنانچہ حسب دستور حیرت و صنعت و شکوہ وغیرہ طاؤس ہمائے سحر پر بیٹھ کر چلین صرصر جو بارگاہ مین آئی سنا کہ ملکہ شہنشاہ پاس گئی ہین یہ سنکر وہان سے پھر کر اپنے خیمہ مین آئی اور صبا رفتار و تیز نگار و خنجر زن سے کہا مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون افسوس ہے کہ ملکہ حیرت نہین ہین اُنھون نے کہا ہم نے سنا ہے کہ صنعت نے قسم کھائی ہے کہ جب رعد و برق قید ہون گے مین فوراً سر اُنکا کاٹ ڈالون گی پس انھین کی بارگاہ مین اسکو لے چلیے اگر وہ ملکہ کے ساتھ نہ گئی ہون گی تو سر کاٹ لینگی صرصر نے کہا مجکو خوب معلوم ہے کہ وہ بھی نہین ہین یہ کہکر برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ مصروف حفاظت ہوئی ادھر حیرت وغیرہ جو روانہ ہوئی تھین ایک پہاڑ پر پہونچین اور اسم پڑھ کر دستک دی پنجہ پیدا ہو کر اُٹھا لے گئے شاہ جادوان کوہ فیروزہ پر بیٹھا ہوا انتظام قتل عمرو کا کر رہا تھا کہ پنجون نے اُن کو لا کر پہونچایا انھون نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے پریشان حیرت کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ملکہ کیون مزاج تمھارا کیسا ہے ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون شاہ نے کہا نہین تم کچھ سُست بولتی ہو یہ سنکر شکوہ نے کہا اے شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو دشمنون کے ہاتھ سے کیا ناک مین دم ہے آپنے مقراض و سمندر کو بھیجا تھا اُنھون نے کام دشمنون کا تمام کر دیا تھا شاہ کوکب یا اُسکا ہمصورت آ گیا اُسنے سحر کیا کہ آپکے ساحر آپس مین لڑ کر مر گئے ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا یہ چڑھ دوڑین سب کا کام تمام کر چکی تھین کہ رعد و برق آ گئے آفت آسمانی کی خبر نہ تھی بنی لڑائی بگڑ گئی شکست فاش ہوئی تین لاکھ ساحر ہماری طرف کے مارے گئے پانچ ہزار ساحر مصور کا جل گیا اب ہم سے ان ذلتون کی برداشت نہین ہو سکتی آپنے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہے کہ تم ہر دون ناکس کا مقابلہ نہ کرنا ان باغیون سے کہ تمھارے قابل نہین ہین نہ لڑنا جواب یا تو اجازت حرب دیجیے یا ہمکو حکم دیجیے کہ اپنی جان دیدین شاہ نے کہا مین منادی کرا چکا ہون عمرو کو قتل کر کے ہلاک کر ڈالون گا تم گھبراؤ نہین اور اگر تم کو بہت ہی غصہ ہے تو مین تمھاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہون تم جاؤ مین ملکہ کج ابرو خنجر زن کو بھیجونگا وہ رعد و برق کا علاج کرین گی اور اے حیرت تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا جبتک ملازم ہین تمھاری بلا لڑے یہ کہکر اون کی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دخت غضب جا کر کج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہوا اور ساحرہ کو جا کر حکم شاہ سے اطلاع دی وہ ساحرہ تخت پر بیٹھ کر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی ہے اور حسن و جمال مین بیمثال تھی ابرو اُسکے اسطرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا ادھر کرتی تھی آنکھین زیر ابرو ایسی تھین گویا بدمست محراب مین زاہدون کو بہکانے آئے ہین مردم چشم سے یہ ظاہر کرتا بادان گوشہ گیر محراب سے نکلکر میخانہ مین تشریف لائے ہین روے زیبا آئینہ سے صاف صاف کہتا کہ مجھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے منھ چڑھتا ہے بیاض گردن کے سامنے بیاض صبح ایسی بیاض تہ کر یا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھتے ہوئے بھول جاتا گیسوے مشکین اسکا سوئی واللیل زاہدون کو حفظ کراتا سینہ بیچ یاتون کا تن تن کرنا پیچ سے یہ کہنا کہ آتا نہ پیچ اُٹھا تو میرے برابر نہ ہو سکے گا خاطر عشاق کے حوصلے کو مردم شرماتین کہ دیکھ نکلنے والے یون نکلتے ہین اور اس طرح اُبھرتے ہین

ابیات

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
تکلم پر تصدق بلبل باغ
سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک

وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین تھے یاقوت

بشکل صبح پیشانی تھی خندان
نہون گے ایسے جادو نرگسی چشم
الف بینی ورق عارض دہن میم
ستارے تھے میان خانۂ حوت

چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
کمان یا قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم
اس آفت جان نے بادشاہ کو

مجرا کیا شاہ نے فرمایا کہ تم جاؤ رعد و برق کو قید کر کے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اگر مہرخ کچھ مزاحم ہو تو اس سے بھی سمجھ لینا اسنے یہ حکم سنکر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آ کر تیاری سفر مین مصروف ہوئی اُدھر بادشاہ نے نامہ لکھا کہ اے رعد و برق تم ملکہ کج ابروئے خنجر زن کو پہچانتے ہو اُس سے ڈروگے اور اے ملکہ مہرخ تو کبتک حیلہ حوالہ کر کے بچے گی دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ نامہ حیرت کو دیکر رخصت کیا اور کہا مہرخ کو جا کر بھیج دینا ملکہ مذکور مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوئی نیچے پہاڑ پر اُٹھا لائی وہان سے لشکر مین آئی اور نامہ مہرخ کو بھجوایا یہان برق کے گم ہونیکا غل مچا ہوا تھا رعد نے یہ مضمون نامہ سنکر کہا مجھ سے اکیلے کیا ہو سکے گا جب امان جان نہین ہین برق عیار بھی آیا تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور تمھاری مان کو خدا چاہتا ہے تو لاتا ہون یہ کہہ کر صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حریف مین آ کر دروازہ پر بارگاہ حیرت کے آیا اور ملازمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آ کر ایک گوشہ مین ٹھہرا اس عرصہ مین صرصر نے خبر سنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہین یہ خبر سنکر بارگاہ مین آئی اور ملکہ مذکور سے عرض کیا کہ مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا جلد لا مین نے قسم کھائی ہے کہ اسکا سر کاٹونگی صرصر یہ حکم پا کر چلی برق عیار نے سب حال سنا اور صرصر سے پہلے بارگاہ سے نکلکر ایک درخت پر جو راستہ مین آنے جانے والون کے واقع ہوا تھا چڑھ گیا اور کمند کے حلقے شاخون کے بیچ سے لٹکا کر چھپا بیٹھ رہا صرصر کے خیمے کا راستہ ادھر ہی تھا یہ بھی زیر درخت آ کر پہونچی اور غافل بھی اپنی رو مین جاتی تھی حلقہاے کمند کا مطلق خیال نہ تھا جیسے ہی بیچ درخت کی جگہ پر آئی سر سے اُتر کر حلقہ کمند گردن مین پہونچا اور صیاد جس سنتی کی آڑ مین شکار کھیلتا تھا جھٹکا دیا کہ ہائے اوج حسن اُس پھندے مین پھنسی اور گردن پھنسنے سے ایسے گھبرا کے اوپر منہ اٹھا کر دیکھا برق نے بیضۂ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوئی عیار مذکور درخت پر سے اُترا اور جادوگرنی اسکو باندھ کر کسی درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہان سے تنہائی مین جا کر صورت صرصر کی ایسی بنا کر اُسی کا پیراہن جو بیہوش کر کے اُتار لیا تھا پہنا اور خیمے مین اُسکے آیا اور صبا رفتار سے کہا کہ حیرت تشریف لائی ہین مین برق کو لیے جاتی ہون لیکن اس عیار کے پیچھے ناحق سارا دن فاقہ سے گذرا منھ پھیل اُتر گیا نہین کچھ خبر کھانا کھانے کی تو مہلت نہین کچھ مٹھائی کھا لون ساری جانے اب کب فرصت ملے یہ کہکر مٹھائی کمر سے نکال کر کھانے لگا صبا رفتار سے کہا تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی وغیرہ اُسکو بھی دیے وہ تو اسکو صرصر جانتی ہی تھی بے تامل وہ مٹھائی کھانے لگی دو ایک ڈلیان کھائی تھین کہ بیہوش ہو گئی اور عیار چھیان کہین لگی تھین ورنہ اسکو بھی یہ بیہوش کرتا غرضکہ صبا رفتار کو اسنے جب بیہوش کیا ملکہ برق جادو کو ہوشیار کر کے حال سب بیان کیا اور کہا اپنا لباس مجھکو دیکر تم چلی جاؤ برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور بزور سحر اڑ کر چلی گئی عیار نے صبا رفتار کو

اسکی ایسی صورت بنا کر لباس اسکا پہنا کر پشتارہ مین باندھا اور اسی طرح پلنگ پر بٹھا کر آپ صبا رفتار کی
ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھ کر صرصر کو اُتارا اور ہوشیار کر کے کہا داری آپ کو عیار لیے جاتا تھا بجلے کو
مین ادھر آگئی جو اُس سے آپ کو چھینا چلیے ملکہ حیرت بلاتی ہین صرصر نے کہا بڑا کام کیا مین برق کو جو
لائی ہون تو عیار روے میری فکر مین ہین یہ کہہ کر اپنے خیمے مین آئی ملکہ برق کو اسی طرح لیٹا دیکھ کر پشتارہ اٹھا کر
خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے حیرت کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشتارہ کھولا سب نے دیکھا کہ برق جادو
حیرت نے بہت بھاری خلعت منگا کر دیا اور کہا اے صرصر بڑا کام کیا اسنے کہا حضور مین بارگاہ حریف مین
جا کر بڑی جانبازی کر کے دشمن کو بیچ لشکر سے لائی ہون صنعت نے کہا پھر اب اسکو مارنا چاہیے حیرت ادشکوہ
نے کہا جو رنگ کا ٹیکا اسنے کہا سچ تھی ہو یہی بہتر ہے نہیں سب جادوگرنیون نے تلوارین اسلحہ خانہ سے منگوا لین
کسی نے دم طمانچہ پسند کیا اور کسی نے سوسن پتہ لیا کوئی ایمانی لے کر مستعد ہوئی غرض سب قبضہ مین ہاتھ ڈالکر
اور تلوارون کے پرتلے کھول کر کھینچکر انھون نے تولنے لگین اور چار سمت دس دس بیس بیس قدم پیچھے
ہٹ کر جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئین برق فرنگی بھی صبا رفتار بنا ہوا صرصر کے پاس کھڑا تھا اسنے چپکے
سے کہا اُستانی کیا ملیفہ کی ہماری لونڈی کو قتل کر ڈالیے گا صرصر نے کہا اری کیا گتی ہے اسنے کہا میری
طرف پھر مخاطب ہو جیے گا وہان ہاتھ پڑا چاہتے ہین ذرا خبر لیجیے صرصر نے سنتے کہا ذرا حضور ٹھہریے گا
اور آپ جھک کر رنگ روغن روے برق پر سے چھڑانے لگی کہ دیکھون اصلی صورت ہے یا بنائی ہوئی چنانچہ
منہ پر جو رنگ لگا تھا وہ اسکے ہاتھ مین بھر گیا اسنے اور جو دو ڈال کر چھیرا یا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی
اسوقت یہ رنگ چھڑانے کو جھکی ہوئی تھی برق فرنگی نے ہاتھ پھونک کر ایک دھول جمائی کہ اُستانی خوب
چھڑوائی ہو ناک کاٹنے کا اسوقت کام کیا تھا صرصر غش کھا کر گر پڑی تھی کہ برق عیار جست کر کے سراچہ پرا
گیا اور نعرہ کر کے بھاگا جملہ ساحر حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا اس حیرت مین آئینہ وار سب دنگ رہے کسی نے
عیار کا تعاقب بھی نہ کیا ادھر صرصر بھی اس خیال سے نہ دوڑی کہ مین جاؤن اور صبا رفتار پر ہاتھ پڑ جاے مین
وہین سر پکڑ کر یہ کہتی ہوئی کہ خدا کرے موئے کے ہاتھ ٹوٹین میرا سر چکرا گیا بیٹھ گئی حیرت نے کہا ارے یہ
کیا ماجرا ہے اسنے کہا بی بی ہوا برق عیاری کر گیا یہ برق جادو نہین ہے صبا رفتار عیارہ ہے یہ سنکر سب
جادوگرنیون نے تلوارین ہاتھ سے پھینکدین اور نہایت خفیف ہوئین ادھر صرصر نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر
عیارہ کو ہوشیار کیا صبا رفتار اٹھ بیٹھی اور حیران وار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے یہاں کی تو یہ کیفیت
تھی اُدھر برق جادو کے قید ہونیکا لشکر مین غل ہوا تھا تو جب اسوقت بھی عیاری کو چلا تھا راہ مین اسکو قران
ملا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا الحاصل یہ دونون بھی بارگاہ حیرت مین بشکل مبدل موجود تھے جب برق فرنگی
نکل گیا اور صبا رفتار کو ہوش آیا قران نے آگے بڑھکر کہا اے اُستانی میری معشوقہ کو تم نے آج مروا یا تھا ایک
بندہ مارنا تھا کہ ذبح ہو جاؤ گی جو اب بھی ایسی حرکت کی صرصر تو یہ سنکر دم بخود فرط غیرت سے ہو گئی لیکن حیرت

تخت پر آکر بیٹھ چکی تھی اسنے بھی یہ کلمات سُنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اس غصہ مین کرنا یاد نرہا تھا مگر تخت پر سے
یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے ماروان موذون نے گھر گھیرا ہے ہمکو ذلیل بنایا ہے یہ جیسے ہی تخت پر سے اُٹھ کر
بڑھنے لگی پشت پر جادوگرنی بنا ہوا جانسوز کھڑا ہوا تھا اسنے ایک ایسا اڑنگا مارا کہ اوندھی اڑا دھم سے منھ کے بل تخت
کے نیچے گری سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہکر اُٹھانے کو دوڑے قران جانسوز نعرہ کرکے سراچہ پھاند کر
بھاگے اور صاف نکل گئے کس لیے کہ فوج کے سلحو عیارون سے ایسا ڈرتے ہین کہ وہ پیچھے نہین دوڑتے نہ اُن کے
پکڑنے کا قصد کرتے ہین الحاصل عیار تو نکل گئے اور حیرت کو لوگون نے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اسکے منھ مین اور گھٹنے
وغیرہ مین بہت چوٹ لگی نہایت ذلیل اور زبون ہوکر پھر تخت پر بیٹھی صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو مرجانا
بہتر ہے اب یہ تخت تختہ تابوت سے زیادہ بدتر ہے طلسم کا رنگ بیرنگ نظر آتا ہے دیکھیے کہ کیا ہونے والا ہے
لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین حضور پھر آپ آپ ہی ہین یہ موے عیار کہان حضور کے مقابل ہوسکتے ہین
یہ بھی وقت کی بات ہے حیرت یہ سُنکر خاموش ہو رہی اس طرف عیار اور ملکہ برق جادو بارگاہ مہرخ مین
آئے انکے آنے کی خوشی ہوئی عیارون کو ملکہ مہرخ نے خلعت دیا شراب ارغوانی کا جام چلنے لگا عیش و نشاط
ہر ایک انجمن آرا ہوا انکو تو عشرت تماتر رہنے دیجیے لیکن یہ خبر اسنیے کہ ملکہ کج ابروے خنجر زن جلنے مقام
پر سے آئی فوج ساحران جاسنے تیار کرائی ظلمات طلسم کے قریب ایک بیابان ہے کہ اسکو دشت غضب کہتے
ہین کئی لاکھ ساحرہ وہان رہتے ہین ان سب کی یہ حاکم ہے بہت بڑی ناظم ہے اس دشت کو مثل شہر کے
شاہ طلسم نے آباد کرایا ہے اور اسکو مالک اسکا بنایا ہے اسی طرح اس طلسم مین ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ
قلعہاے طلسم مین یہ بھی حکمت اور مشیت صانع طلسمات کون و مکان کی ہے کہ جبتک شہزادہ اسد جوٹ کر
طلسم کشائی کرین اسوقت تک بہت سے ناظم قتل ہورہین ورنہ وہ شہزادہ عالی جاہ کہان تک لڑتے اور ان بلاؤن
کو دفع کرتے کے بعد رہائی شہزادہ باوجود ان سب کے مارے جانے کے ہزارون مرحلہاے طلسم باقی رہتے ہین اور بڑی
فوج ساتھ لیکر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہے چنانچہ حجرہ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤن کا وہان کی نکلنا اور
دریاے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریاے نیل کے ساحرون کا آنا انشاء اللہ سب بیان ہوگا حاصل
کلام یہ ساحرہ ناز جام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے چھکڑ اژدر خونخوار پر سوار ہوئی نفیر سحر پھنکی نقارون
چوب پڑی ساحران غدار فشون فشون انبوہ انبوہ طائران سحر ہاتھ پر چڑھاکر ہمراہ ہوے رال و تیل کے شعلے
اُڑانے لگے دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے چلنے کی علامت ظاہر ہوئی یہ حالت تھی کہ

نظم

بڑے جوش سے فوج لشکر شکن
وہ آواز قرنا وہ شور دھل
برچھی چمکتی تھین یون تھا لیان
فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار

رواں تھی کہ تھا بحر اک موجزن
غبار اس طرح تھا زمین سے اُڑا
کہ سونے کا دریا ہو جیسے رواں
جو ترسول و نیزے چمکنے لگے

وہ بیرون کے نعرے وہ جی جی کا غل
کہ گویا تہ و بالا عالم ہوا
اُچھلتے تھے تاریخ یون آب و تاب
ستارے فلک سے اُترنے لگے

بڑے جاہ سے اور بڑی شان سے | روان ساحرہ تھی بڑی آن سے | اسی طرح بعد قطع مسافت راہ یہ
لشکر گمراہ قریب لشکر مہرخ عالیجاہ پہونچا اتنا فاصلہ اُس مقام سے لشکر اسلامیان کا رہ گیا کہ تین کوس
وہان سے تھا اُس ساحرہ نے ایک بیابان سرسبز دیکھ کر فرمایا کہ اس جگہ قیام چاہیے لشکر کو کرنا بہتر ہے کیونکہ یہان سے
لشکر باغیان چندان دور نہین اور جاے خرم و دلکشا ہے جھیلین بھری ہین درختان صحرا پُر بہار و فرحت بیز ہین کوہ و سر بلند
درے ان کے مثل درون صافی دلان ارجمند جملہ بیابان کوسون تک سبزہ زار ہیون کا انبار ہے عجائب غرائب ہر رنگ کی
بہار ہے ملازمون نے حسب حکم ملکہ اس جگہ بارگاہ اسکی استادہ کی لشکر تمام اتر پڑا ڈیرا پڑگیا خیمے نصب ہوگئے بازار
لشکر مین کھلگئی بارگاہ کے آگے زیر سائبان زربفتی عجب ابرو تخت پر بیٹھ کر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی طرفہ بہار نظر آئی
دہنی طرف کوہ دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیتے امریون مین جھولے پڑے کوئلین بولتین پپیہے شور کرتے
مور کوک رہے سامنے جنگل مین جھیلین پُر آب تالاب لبالب چکر گرداب مارتے ہوے کنول کھلے ہوے سنگھاڑون کی
بیلین پڑی ہین کوکابیلی کو کنارے پھولا ہوا طائر ہر طرف کو غول کے غول اُڑتے کھیتون مین گرتے ایک سمت کو کھیت
دھانون کے سرسبز لہلہے برابر برابر بانسواڑی اور ریوڑون اور تھوہر کا پشتہ دیا ہوا ڈھیکلی چلی کسان ہجائی
کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دامان کوہ گلہاے خودرو سے بھرا ہوا اوپر بالا فرش چاندنی
پھولا ہوا لالہ کھلا ہوا زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اسکو یہ سیر بہت پسند آئی دیر تک ٹھہر کر وہان آسودہ ہوئی
پھر کئی سو خواصون کو اپنے ساتھ لیکر بند سحر چلی اور بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے تعظیم کرا کے بٹھایا مزاج پوچھا
اور کہا آپکی بارگاہ و لشکر کہان ہے اسنے کہا مین یہان سے تین کوس پر اتری ہون اس لیے لشکر یہان
نہین لائی کہ دن بھر کے لیے تو آئی ہون کار حریف تمام کر کے چلی جاؤنگی پھر آپکو تکلیف زیادہ کیون دون آپ
ملکہ یقین ملاقات آپکی واجب تھی وہ ہوگئی اب جا کر مہرخ کو سمجھاتی ہون اگر اسنے مانا تو خیر نہین کل ملاحظہ
فرمالیجیے گا کہ کیا اسپر گذرگئی حیرت نے کہا مین تم کو منع نہین کرتی جاؤ لیکن وہ کسی طرح نہ مانے گی اگر ماننے والی
ہوتی تو یہ نوبت کاہے کو پہونچتی اسنے کہا اے ملکہ آپ صحیح فرماتی ہین اچھا آج طبل جنگ آپ بجوا دیجیے مین
صبح حاضر ہون گی شب بھر کسل سفر سے آرام کرونگی حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر ساقیون کو اشارہ کیا
جام شراب گردش مین آیا شام تک ہنگامۂ عشرت گرم رہا جب خنجر بغدادی آفتاب نیام مغرب مین رکھا گیا
اور ہلال فلک بسان ابروے معشوق کج نظر آیا۔

نظم

گلمٹ ایسا ہوا آنکھون سے نہان | کواکب صورت امید مُردہ
گہ دون مثل دہان تنگ جانان | فلک پہ تھے مگر افسوس خوردہ

سر شام حیرت نا فرجام نے طبل جنگ بجوایا عجب ابرو وہان سے رخصت ہو کر اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور اسنے
بھی نفیر سحر بجوائی لشکر مین اسکے تیاری حرب ہونے لگی ادھر جاسوسان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہرخ کو خبر
نواخت کوس رزمی پہونچائی اسنے بھی نظر بفضل خدا تعالیٰ رکھ کر نفیر سحر کو دم دیا دربار سویرے سے برخاست ہوا
ہر سردار نامدار اپنے مقام پر آکر تیاری کرنے لگا بھینٹیں چڑھنے لگین مرچین جلنے لگین اگیاری ہونی پر آنے لگے

دھونسے جھومنے لگے دہڑ و بجا بجا کے نو زود لیپ کے ساحر سحر جگانے لگے ایک طرف کو شجاعان عرصہ نبرد نامی نامور جوانمرد ہتھیارون کو صیقل فرماتے تھے جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے تھے خامہ شمشیر ایسا تصویر کشی مین خلاق تھا افسون کا ایسا مادہ صاف تھا کہ ایک صورت دو صورتین دم بھر مین کرنے کو تیار تھا نقش ہستی کا نقش غلط کا رکھتا اجل کی صورت آنکھون مین پھرتی تھین خاک مین مل جانے کا خاکہ خیال مین برنگ تصویر خیالی جما تھا جوہر تیغ مو قلم کا نقشہ دکھاتا تھا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ سر و تیغ شجاعت مین حیثیت ہے جان دینے مین فرق نہ آئے چاہے سر کٹ جائے نظم

کہین ہٹتے تھے یہ کر کے کیت کرد کا	نہ رکھتا تھا کوئی جوانو دل مین دھڑکا	قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جا
کہین ایسا ہو تو قیر گھٹ جائے	صدائے کرنا جاتی تھی فلک پر	یقین تھا گوش کردنی بھی ہون کر
کہین گرزون کو حاصل سربلندی	کہین صیقل ہوئی تھی تیغ ہندی	کہین نیزے گڑے تھے ایک پا سے
سپاہی تھے جیسے میدان مین آنے		

رات بھر جوش و خروش رہا ترانے سے تماشہ کا نقشہ جما کیا جب مزاج شب کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک دہر نے شمشیر خورشید عرصہ افلاک مین چمکائی نظم

ضیائے مہر پھیلی مثل چادر	سو مغرب بڑھا تھا خورشید خاور	ہوا آغاز صبح نو نمودار
رہی ہر چشم وا مصروف دیدار		

صبحدم مہرخ فرخ لقب بصد جاہ و جلال سوار ہوئی ایک سمت سے حیرت با ہزاران تمکنت و شوکت عازم عرصہ کارزار ہوئی ادھر صحرا سے برق ابرو مثل پیچ گیسو کے بل کھاتی ہوئی فرط غضب سے بیرنگی سحر کی دکھاتی ہوئی فوج اژدر سواران و ساحران نکبت نشان ہمراہ لیکر روان ہوئی ہزارہا ساحر غول کے غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزارون سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے نشانہائے کفر و ضلالت ایک طرف رایت نصرت آیت دوسری جانب کھلے ہوئے لکے ابر کے سیاہ و سفید و زرد و سبز و سرخ اڑتے آتے جادوگر دو دو زبان تمبری باندھے ہوئے بغچے پر قشقے سیندور کے کھینچے ہوئے صندل کا کیا ہوا بیر رہا ہے پیشانی رنگی ناک مین بھبوت رما ہوا ترسول چھاتی پر بنا ہوا کانون مین کنڈل پڑے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے آگ و دھوئے کے بھل اچھلنے لگے گوگل کی چرھاوا آنے لگی ماش سرسون رائی بھونے دونے مرچے کے تیے جھولیون مین بھرے ہوئے اژدرون اور طاؤسون اور گینڈون پر ایک سوار تھے ناریل نارنج ترنج کوئے دمبدم اچھالتے بول استاد تیری صدا جے پکارتے ڈھکدار ڈلیان ساری اڑاتی لونگ کا ہار ہاتھون مین بیٹھے مرچون کے ہار گلے مین پڑے کہان تک انکی کیفیت بیان کی جائے دونون جانب جنگگاہ مین صف آرائی جب ہو چکی کچھ جادوگر زمین بزور بھر سماگئے کچھ جانب آسمان اڑے نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے برق ابرو اڑکر اپنے اژدر سے بلند ہوئی اور ایک نارنج لشکر مہرخ پہ مارا کہ وہ نارنج پھٹا اور کئی ہزار سوئیان آتشین سے نکلکر لشکریون کے سر پر برس سرسری چھید کر سینون مین اتر آئین ہزارون ساحر مہرخ کے ہلاک ہوئے زیدہ سے جادوگر سحر کرکے بچے برق ابرو نے نعرہ مارا کہ ہان ان نمک حرامون کو لینا تین ہزار اژدر سوار ساحر حربہ اے سحر کرا آگرے برق شمشیر سحر چمکنے لگی ایک سے دوسرا ابھر گرا ہنگامہ دار و گیر بر پا ہوا گرم بازاری

رزم ہوئی متاع جان کا سودا ارزان تھا اقلیم جسد لٹنے لگی زخم دکانون کی طرح کھلگئے سیاح کشور شجاعت جان بیچ کر
نام و ننگ کے خریدار بنے عین گرمی جنگ مین کج ابرو ملکہ مہرخ کے تخت پر آکر اُتری اُسنے ایک گولا جو پر از
سحر تھا اُسپر مارا وہ دھوان بنکر غائب ہو گئی گولا خالی گیا پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہرخ پر لگائی مہرخ اسلحہ
سپری کی تلوار بھی خالی گئی اُسوقت کج ابرو نے خنجر جمشید کمر سے نکالا اور کہا اے مہرخ میرا نام خنجرزن ہی اسلیے
رکھا گیا ہے کہ یہ خنجر اپنے پاس رکھتی ہون تو اسکو پہچانتی ہے رعد و برق قریب تخت مہرخ کھڑے تھے چنانچہ
رعد نے کہا امان جان ملکہ مہرخ مفت ماری جگتی ہین تو جاکر ایک چیخ مارتا ہون کہ پردے کان کے پھٹ جائین
برق نے کہا بیٹا تامل کرو اس اثنا مین کج ابرو خنجر پکڑکر آگے بڑھی ساٹھ ستر ساحرون نے مرنا گوارا کیا اور
بیچ مین آگئے مہرخ کو بچایا وہ خنجر جو اسنے بلند کیا اور ان ساحرون پر مارا دمن کے سر ایک مرتبہ مین قلم ہوے
وہ اسی طرح قتل کرتی ہوئی آگے بڑھی اور گلے سے موتیون کا مالا توڑکر انبوہ لشکر پر مارا اس مالے کا موتی جسکے
ماتھے اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گذرا لشکر مین بدحواسی پھیلی یقین تھا کہ بھگدڑ پڑے اسوقت رعد زمین مین سماکر
پاس کج ابرو کے نکلا اور ایک چیخ ماری لیکن خنجر جمشید اُسکے ہاتھ مین تھا وہ بیہوش نہوئی اوپر سے برق جادو چمک کر گری مگر
کج ابرو کے گلے مین ایک زنجیر پڑی تھی وہ زنجیر گلے سے کھول کر اسنے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی برق بنکر اس بجلی
سے لپٹ گئی اور دیر تک دو بجلیان باہم لپٹی رہین آخر زنجیر نے کھینچ کر زمین پر برق کو پہونچایا کج ابرو نے زنجیر
کو پکڑ کر کھینچا ملکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہو گئی تھی اور وہ زنجیر دست و پا و گردن ملکہ مین پیچی تھی اور ملکہ
مذکور بیہوش تھی کج ابرو نے ساحرون کے حوالے اُسکو کیا کہ قید کرو اور حکم دیا کہ آج طبل آسایش بجے کہ جن کو
گرفتار کرنیکا حکم بادشاہی تھا اُنکو پکڑ لیا اب کل اس مہرخ سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مہرخ سے کہا کہ آج کی
شب تو نے فرمانبرداری شہنشاہ افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر کو تہ تیغ کرونگی اور تجکو غارت کرونگی یہ کہکر کج ابرو
آپ چلی اور طبل امان بجوا کر لشکر پھرا اپنے لشکر کو لیے اُسی صحرا کی طرف جہان اُتری تھی روانہ ہوئی ملکہ حیرت
سے بھی ملاقات نہ کی سب کو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب پاس لیگئی غرض ملکہ حیرت لشکر لیکر پھری اور مہرخ
خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آکر آسودہ ہوے ملکہ مہرخ دربار مین تخت پر بیٹھی رعد جادو
اپنی مان کے لیے غمگین تھا رونے لگا برق عیار نے کہا مین تلاش کرنے جاتا ہون مہرخ نے کہا وہ افراسیاب
پاس لیگئی ہے تمکو ملنا اس ساحرہ کا دشوار ہے برق نے کہا اچھا جان اُدھر جائیگا جان سے گئی ہوگی یہ کہکر روانہ
ہوا اُدھر کج ابرو اپنے لشکر مین داخل ہوئی ہر ایک نے اسکے مصاحب نے تعریف کی کہ اے ملکہ آپنے بڑا کام کیا شہنشاہ
جادوان کی بات رکھ لی اسنے ایک صندوق فولاد کا منگا کر برق جادو کو اسمین بند کیا برق کا یہ عالم تھا کہ سحر
مین بند بند جکڑا ہوا تمام بدن زنجیر آتشین کے لپٹنے سے جھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اسنے بند کرکے
صندوق اپنے بارگاہ مین بنابر احتیاط رکھا اُدھر شاہ طلسم نے پتلے خبر کے لیے بھیجے وہ آکر گرفتار ہونا ملکہ
برق کا معلوم کرکے خدمت شاہ مین گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معرض عرض مین

لاسے لکھا ہو کہ جیسے بادشاہ باعنان وزیر سے بدظن ہوا ہے اسوقت سے وزیر مذکور خدمت شاہ مین بہت حاضر
رہتا ہے اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہو چنانچہ شاہ کو فیروزہ کوہ پر آئے ہوے سنکر وزیر مسطور بھی
گیا اور حاضر خدمت شاہ تھا کہ ہیلون سے خبر فتح بادشاہ نے سنکر وزیر کی جانب اسلیئے دیکھا کہ میری تعریف کرے
وزیر نے لب عجز بہر ثنائے شہنشاہ کھولے اور دامن دامن موتی رولے کہ اے شہنشاہ خورشید جلال تیری نظر غضب کی
کسکو تاب ہو تو دم بھر مین جسکو چاہے مار ڈالے اور جسکی چاہے جان بخشی کرے شاہ نے فرمایا کہ اب برق بھی چکی جاتی ہے
اور کوکب کا فرمح بھی دیکھ لونگا اور وہ جنگلی سیر اگیا کر لیگا وزیر نے کہا کہ کوکب الجھے تیرے یہان لوکر ڑے مین یہ تو
زبان سے کہا مگر دل سے کہا کہ کوکب ایسا ہی ہو جو ہر گھڑی اُسی کا خیال ہے اور اُسی کا نام زبان پر جاری ہی
بادشاہ نے بعد اپنی ثناخوانی کرانیکے ایک نامہ ملکہ کج ابرو کو لکھا حال یہ رقیم تھا کہ ہمین تمہارے لڑنیکی حقیقت
معلوم ہوئی خیر خواہان جانباز جیسا کرتے ہین ویسا ہی تمنے کیا ہم تمسے خوش ہوے شاباش مرحبا نمک حلال ایسے ہی ہوتی
ہین خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ بھیجتا ہو آیندہ بھی عنایت خسروانہ کی امیدوار رہو اور برق لکھ اسکی حفاظت کی
تکلیف نہ اٹھاؤ سر اسکا کاٹ کر بھیجدو نامہ چیلے کو دیکر روانہ کیا یہان کج ابرو تخت پر سایبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی
تھی پہلے تخت کے صندوق رکھ لیا شراب پی رہی تھی رقاص ناچتے تھے خواصین انیس جان حاضر خدمت تھین
کہ چیلے نے لاکر نامہ شاہ دیا اسنے نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا زر نثار کر ایام نامہ کو تسلیم کر کے داکیا اور مضمون
سے آگاہ ہو کر بہ فخر خلعت زیب تن کر کے صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ کے بھیجدون برق کا تمام
جسم آتش سحر مین پھنک رہا تھا اسپر سے اتنا سحر رد کیا کہ ہوشیار ہوئی ہوشیار ہوتے ہی بیقرار ہوئی آنکھون مین
دم آگیا کج ابرو نے کہا تیرا اس شہنشاہ نے مانگا ہے اب پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا کوئی دم مین قضا آیا چاہتی ہے
برق نے یہ سُن کر بحسرت و یاس سمت فلک دیکھا کہ کیون اے عمرو کے خدا مجھکو تو نہ بچائیگا اسوقت مین بجز تیری
ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنیوالا ہے نہ کوئی یار ہے نہ یاور نہ مددگار ہے نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق
نہ آشنا نہ خویش نہ اقربا مجھکو تیری ہی ذات کا سہارا ہے تو ہی بچانے والا ہے کہ بموجب **نظم**

خداوندا بحق آل پیغمبر
ہے تیرے فضل کا دریا ہی کیا کم
کہ جس جا گر ترا فضل و عطا ہے
مجھے بے قید دشمن سے رہائی

بحق مرتضٰے و زوج اطہر
شفیعون پر مرے یارب نظر کر
مین کیا اور کسقدر میری خطا ہے

مین ہون گو قابل نار جہنم
اس آتش کو تو اس پانی سے تر کر
عطا کر مجھکو یارب تندرستی

یہ عاجزی درگاہ جناب احدیت مین قبول ہوئی کیفیت اول مین مذکور ہوا کہ
مجلس جادو ملکہ بران کو سمجھا کر کہ خبر لیکئی تھی چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ ہفت رنگ مین نہ گئی فکر مین ہائی عمرو کی ایک مقام پہ
اپنے طلسم مین تھی اسنے مجلس سحر پایا کر مقام جا کر خود اختر تولا دیکھا طلسم ہوشربا مین کیا ہو رہا ہو مجلس سے حکم سنکر پرواز کر کے
چلی اور اس دشت مین جہان برق قتل ہوا چاہتی تھی آئی اور روئے ہوا سے اسنے دیکھا کہ ایک عورت شعلہائے سحر
مین گرفتار پڑی ہو اور ایک عورت خنجر کھینچے اس کے سر پہ کھڑی ہو سر اسکا جدا کیا چاہتی ہو یہ دیکھکر

زمین پر اُتری اور قریب کج ابرو آکر پوچھنے لگی کہ بی بی تم کون ہو اور یہ مجرم کون ہے اسنے کیا تمھارا باپ مارا ہے کونسا
گناہ اس سے سرزد ہوا جسکے عوض یہ قتل ہوتی ہے کج ابرو نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک بہتی ہوئی زیر پاکی
پاؤن مین کرتے مین رومال ناک پوچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی مجھ سے حال پوچھتی ہے یہ دیکھ کر اسنے کہا بیٹی تم شاید
یہان کسی گاؤن مین رہتی ہو ایسی نکل آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ تمھارے ماں باپ بھی افراسیاب کے فرمانبردار
ہین اور مین بھی ہیں والدین تمھارے شکایت کرینگے کہ لڑکی کو منع نہ کیا مجلس یہنے جانتی تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہرخ
کا ہے اب اپنے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہے یہ سمجھکر سنبھلی اسکے ساتھ بطور رنگی چار پتلے
آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اسکے پاس ہے کہ اسکے دونوں سرون پر الماس جڑا
ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید و سامری کا ہو تو اسکو باطل کرکے کام اس ساحر
کا تمام کرتا ہے اور علاوہ اسکے یہ ساحرہ صحبت یافتہ بران دکو کی ہے سردار زادی طلسم نور افشان ہے یہ بس
کج ابرو سے اسنے تیور بدلکر کہا کہ یہ کیا تو نے بجک مارا کہ والدین تمھارے ملازم افراسیاب کے ہین مین اس مسخری
افراسیاب خانہ خراب کو کیا جانون کج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ ٹلی اور چلبلی سی ہے اسکی بات کا برا ماننا نہ
چاہیے یہ سمجھکر اسنے ہنس دیا اور کہا لڑکی کچھ گھر سے لڑکے تو نہین آئی ہے جا چلی جا نہین روتی جائیگی
مین دو طمانچے مین سیدھا کر دونگی مجلس نے جواب دیا کہ بالزادی تو ہے کس گھمنڈ پر اپنے دھینگڑے اوسیلے
پہ پھولی ہے تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہے اپنے دل مین یہ کلام سنکر کنیزین کج ابرو کی بولین کہ اے بی بی صاحبزادی
تم شاید کچھ خفا ہو جو ایسی باتین کرتی ہو یہ ملکہ کج ابرو ہے خنجر زن ہین برق جادو کو لشکر اسلام سے پکڑ لائی ہین
تم انکو گالیان دیتی ہو بری بات مجلس جادو نے جو قید ہونا برق کا سُنا وہی گولا جسکا بیان ہو چکا نکالا
اور اپنے تئین درست کرکے پینے کرنے کی آستین الٹ کے دامن چڑھا کے تنتی ہوئی تیور سے بدلتی چلی اسوقت
دس بارہ لونڈیان یہ کہتی ہوئین کہ او بیوی اس چھوکری سے کوئی نہ بولے نہ جانے آپ سے آپ بگڑی جاتی ہے
اے لڑکی کچھ تو دیوانی ہے بیچ مین آگئین تھین لڑکی نے کہا بالزادیو اپنی بی بی کو مجھ سے کہو کہ سنبھل جائے یہ کہکر
وہی گولا مارا لونڈیان جو بیچ مین آگئین تھین انکے سینہ کو اس گولے نے توڑ کر کج ابرو تک اپنے تئین پہونچایا
اسنے ہر چند اپنے تئین بچایا لیکن مثل قضائے مُبرم کے وہ گولا نہ ٹلا اسکے سینہ پر بجلی ٹوٹکر گرا اور پار گذر گیا اور زمین
مین سما گیا کج ابرو تڑپ کر ہلاک ہوئی شور قیامت مثل اسکے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا کج ابرو نے خنجر زن کو کنیزین
اور انیسین اسکی بھاگین لشکر جو اُترا ہوا تھا وہ جلد حربہ سحر کا لیکر تیار ہوا لیکن ساحرہ مذکورہ کے ہمرہ ملکہ
برق رہا ہو گئی اور آتش سحر اسکے جسم پر سے دور ہو گئی بجلی بنکر بجانب آسمان گئی اور ادھر آڑی ترچھی ہو کر سنگ
برسنے لگی اور ہر دو بارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ آتشی آبی فولادی وہ آکر گرے آتشی پتلون کے منہ سے
آگ کے شعلے نکلے تھے جو ساحر سامنے آتا خاک تن اپنا جلاتا خیام و بارگاہ مین آگ بھڑکنے لگی آفت
برپا ہوئی ہر طرف شور و غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بدحواسی سے لوگون کی عجیب کیفیت

تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا آبی پتلوں کے منہ سے اسقدر پانی بہاکر دریا پیدا ہو کر موج مارنے لگا مجلس
نے خوب مینڈھے رخ اے آگ لگا کر پانی کو دور کیا فولادی پتلے تیغہ پکڑ کر قتل کرنے لگے ادھر سے بجلی گر رہی
تھی عجب آفت اس فوج پر آئی تھی لشکری ہزاروں طرح کے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ پتلے مرتے تھے نہ بجلی گرنا
موقوف ہوتی تھی مجلس ایک طرف کھڑی ہنس رہی تھی اور کہتی تھی اپنی جان کے سر کی قسم کیا اچھا کھیل
میں کھیلی ہوں واہ کیا تماشہ ہو رہا ہے آخر ہزارہا ساحر آتش فنا میں جلکر خاکستر ہوے اس ہوس نے طلا سے جان
دشمن کو آتیج دیگر گشتہ کیا خوب تاؤ دیا ہزاروں جادوگر غرق بحر فنا ہوے اس شناور قلزم سحر نے بہت کو گور کے
کنارے پہونچایا دم بھر میں نگاہ ایسی پھیری کہ کسی کی آشنا نہ تھی سیکڑوں افسون خوان فولادی پتلوں کے
ہاتھ سے تلخی موت کی اٹھا کر فنا ہوے اور دہشت سے خرمن جان بجلی گرنے سے جلے لشکر تمام برباد و پریشان ہو
رو بفرار لایا جو بھاگ کر نکلے وہ سمت کوہ فیروز گئے جب وہ فوج بحر نحوست کی موج بھاگ گئی ملکہ برق پرے
ہوا سے اُتر کر مجلس کے پاس آئی لشکر یہ میں اُس کے ترزبان ہوئی اور کہا آپ کون ہیں اُسنے اپنا نام بتایا
اور کہا ملکہ بران کی بھتیجی ہوں میں آئی تھی برق نے کہا اچھا اب لشکر مہرخ میں تشریف لیچلیے اسنے کہا مجھکو
تو وہاں کی خبر لینے جانا منظور ہی ہے چلیے یہ باتیں کرکے دونوں وہاں سے روانہ ہوئیں راہ میں برق فرنگی جو
تلاش میں برق کی چلا تھا ملا اور اُنکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوا جب بارگاہ میں پہونچا یہاں غلغلہ اعظم برپا تھا
رعد نے اپنی ماں کے لیے حال اپنا تباہ کیا ہر ایک رو رہا تھا کہ یہ آکر پہونچیں سب اُٹھکر بغلگیر ہوے رعد ماں سے
گلے لپٹکر رونے لگا آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہرخ سے کہا ان صاحبزادی کی وجہ سے میری رہائی ہوئی مہرخ
تو ملکہ بران کے یہاں ہو آئی تھی مجلس کو پہچانتی تھی تخت پر سے اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا رقاصوں
کو بلایا ناچ ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا مجلس کی خاطر ہر ایک نے بہت کچھ کی خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان
کیا اور کہا ڈھونڈھو ابھی اُنکے قتل ہونیکا مٹ گیا مجلس نے کہا گھبراؤ نہیں اپنی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہیں
جو ملکہ یہاں تو عشرت و شادی میں ہر شخص مصروف ہے اُدھر فوج ہزیمت خوردہ کوہ فیروز پر پہنچی
اور افسران فوج سامنے شاہ طلسم کے آکر پکارے کہ ملکہ کچھ اپرداری کیجئے شاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کس نے
مارا اُنھوں نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت جدال و قتال بیان کی یہ سنتے ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا
اس چھوکری مجلس نے بہت سر اُٹھایا ہے دیکھو تو کیا حال میں اسکا کرتا ہوں یہ کہہ کر فیروز شاہ سے کہا
تمہارے قلعہ میں اسرار جادو رہتی ہے بلاؤ تو اسکو شاہ نے اسکو قلعہ مذکور سے لانے کیلیے آدمی روانہ کیا اور اسرار کو بلایا یہ
ساحرہ کنیز شاہ جادوان تھی بادشاہ نے اسکو آزاد کردیا ہے یہ اس قلعہ میں رہتی ہے اور سامری کی بیٹی کہلاتی
ہے اسوقت اسنے آکر شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تہمد گیروا باندھے ہوے مردوں کی ہڈیوں کے گہنے
پہنے ہے بھبوت جسم پر ملا ہے ایک چادر گیروی سر پر پڑی ہے ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہے گو ناگدا ہے ہر چند
کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہے مگر سن چالیس برس کا ہے چہرہ پر جھریاں پڑ گئی ہیں کتاب سامری

میں سطرین مسطر کی نظر آتی ہین کانین کہ دل پٹے ہین حلقہ بگوش کرنے کا معشوقان عالم کے دعوی رکھتے ہین
سر مین دو چار بال جو سفید ہو گئے شب زلف مین دو مدار ستارے نکلے ہین بھبھوت جسم مین ملا ہے یا حسن نے
پردہ کیا ہے نہین نہین کبر سنی کے سبب آئینہ تن جو مکدر ہے تو اُسپر صیقل کرنا چاہا ہے حاصل مرام جب آکر
ساحرہ ناز خرام نے شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی اور کہا یہان سے مہرخ
کی بارگاہ مین تم جاؤ مجلس جادو وہان ہوگی یہ کنٹھی اُسکے گلے مین پہنانا اور اپنے گلے مین بھی پہنے رہنا تو دونو
میرے پاس چلی آؤ گی یہ حکم سنکر ساحرہ نے وہ کنٹھی تسلیم کر کے لی اور پرواز کر کے اپنے مقام پر آئی دل سے سوچی کہ اس
ہیئت سے تو اگر جائیگی تو کنٹھی پہنا نہ سکے گی لازم ہے کہ تبدیل لباس کر کے بصورت اسلامیان روانہ ہو
غرض اُسنے بڑے پائنچون کا پائجامہ پہنا محرم کرتی پہنکر ایک دوپٹا پر زر اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ
کر کے چلی وہان کا ماجرا سنیے کہ مجلس کچھ دیر تو شریک جلسہ مسرت رہی اسکو عمرو سے بہت محبت ہے آنکی گود
مین تو پالی تھی اور نیز بجا کر سنتی تھی مطربون کے گانے سے خواجہ یاد آئے یہ رونے لگی سب اسکے رونے پر
رونے لگے یہ اُٹھ کر چلی مہرخ نے کہا اے بیٹی کہان جاتی ہو اُسنے کہا امی جان کے پاس مہرخ نے کہا تم
ٹھہر جاؤ اور تنہا دو مین آدمی بھیجکر مران کو بلا بھیجون اُسنے کہا مجکو اب وحشت ہے نہ بیٹھون گی یہ کہکر بارگاہ سے
نکلکر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی اُدھر اسرار جادو بارگاہ مین آئی ایک عورت تنہا تھی
حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہے یہ سمجھکر منع نہ کیا اُسنے اندر بارگاہ کے آکر ہر سمت پہلے نظر دوڑائی
اور مجلس کو تلاش کیا حسب نشان دہی شاہ طلسم کسی ساحرہ کو لڑکی بنے ہوئے نہ پایا دل سے خیال کیا کہ
کہین ہوگی آئیگی اچھا یہان ٹھہرو اور لوگون سے اُسکا ذکر سنو معلوم ہو جائیگا جو یہان ہوگی یہ سوچ کر اس
خیال سے کہ مجھے کوئی پہچان نہ لے ایک مقام پر نہ ٹھہری ادھر ادھر ٹہلنے لگی اسپر برق عیار کی نگاہ پڑی
دلمین اُسنے کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہین معلوم دیتی ہے اور اس طرح پھرتی ہے کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھتی
ہے اے برق اسکو گرفتار کر اگر ہمارے یہان کی ہے تو چھوڑ دی جائے گی اور نہین تو شر اسکے محفوظ رہین گے
یہ تجویز کر کے یہ بھی اُٹھ کر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کی طرف اسرار کے آیا وہ اور سمت مخاطب تھی اسنے کاغذ کر
کمند جو ماری ساتون حلقے گردن و کمر مین بیٹھ گئے وہ اُلجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش کر دیا اور مشکین اسکی باندھکر
زبان مین سوزن دیا اور ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کیا سب اہل بارگاہ حیرت مین تھے کہ مہر صاحب نے یہ کیا کیا
مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کہو بھیا یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا اے ملکہ یہ عورت ہمارے یہان کی نہین معلوم ہوتی ہے مہرخ
نے اور سب نے بغور دیکھا اور کہا تم سچ کہتے ہو یہ کسی تدبیر کو یہان آئی ہے اسنے کہا تم سب اسکی حفاظت کرنا کہ یہ
سحر کر کے نکل نہ جائے اور مجکو کوئی آزار نہ پہونچائے مین اسکی زبان سے سوزن نکالتا ہون یہ سنکر جملہ ساحر نارنج
و ترنج بکف مستعد ہوئے برق نے اُسکی زبان سے سوزن نکالا سوزن نکلتے ہی وہ پکاری کہ منم اسرار جادو
کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو پکڑنے آئی تھی ارے موئے تو نے مجکو باندھا ہے رہ تو جاتا کہاں جیتی

شہنشاہ سے کہہ کر تیری بوٹیاں اڑوا دونگی یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگی از بسکہ کیفی شہنشاہ کی پیے تھی اسپر سحر کسی ساحر کا
اثر پذیر نہوا اور ایک پتلا اوسے ہوا سے جھپٹ کر گرا پنجہ مین اسکو داب کر مع کمند لے اڑا ساحرون نے نارنج
گولے مارے لیکن پتلا بلند ہو کر بہ جادہ جاروانہ ہوگیا برق عیار نے کہا لیجیے اور نقصان ہوا کہ کمند بھی گئی
اور بنانا پڑے گی سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے ادھر پتلا لیے ہوے اسرار کو فروزہ کوہ پر پہونچا
ساحرون نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہے یہ دیکھ سمجھے کہ اسرار مجلس کو لائی
ں سب دوڑ کے خدمت بادشاہ مین انھون نے عرض کیا کہ خداوند اسرار اس کو لائین شاہ نے یہ سنکر تاج کو
کج کیا باغبان نے کہا کیونکر نہ لائین آپنے کنٹھی دی تھی مجلس کی طاقت تھی جو نہ آتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ پتلا پہونچا
شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند مین لپٹی ہے پتلے سے حال پوچھا اُسنے کہا اس طرح عیار نے اسکو باندھا تھا مین اٹھا لایا
شاہ نے اسکی گردن و کمر سے حلقہاے کمند کھلوائے اور کہا تم کنٹھی دیدو تم سے یہ کام انصرام ہوگا چنانچہ کنٹھی لیکر اُس کو
رخصت کر دیا اور نامہ ملکہ حیرت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ کج ابرو کو مجلس نے گرفتار کیا مین نے اسرار کو کنٹھی دیکر
بہر گرفتاری مجلس بھیجا تھا اسکو برق نے پکڑ کر باندھا تھا پتلا اٹھا لایا بس اے ملکہ تم عیارہ کو بھیجکر مجلس کو
گرفتار کرا دو اور قتل کر ڈالو یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر ملکہ مذکور پاس آیا اُسنے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیارنیون کو طلب
اسوقت شہاب جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ مجلس آئی تھی گر چلی گئی حیرت نے کہا چلی جاتی تو شہنشاہ
مجکو نہ لکھتے یہ باتین ہو رہی تھین کہ صرصر عیارہ آئی ملکہ نے حکم بادشاہ سے اُسے آگاہی دی وہ روانہ ہوئی اور ایک ساحرہ
حسینہ و جمیلہ بنکر لشکر مہرخ مین آئی یہان مجلس سیر کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اُس دکان پر ٹھہر جاتی
تھی یا سی وجہ سے اسکو جانے مین دیر بھی ہوئی کہ عیارہ آکر پہونچی اور اسکے ساتھ چلی وہ سمجھی کہ مہرخ کی کوئی نوکر یہ
بھی ہے سر غرض ایک ایسے مقام پر جب یہ پہونچی کہ وہان تنہائی تھی صرصر نے موقع پاکر عرض کیا کہ داری
آپنے وہ جو سامنے کبابی کی دکان ہے اُسکے کباب نہین کھائے عجب لذیذ کباب اُسکے ہوتے ہین کھا
سے آپکو معلوم ہوگا اور یہ مزا بھی یاد رہے گا جو لوگ اُسکے مزے سے لذت یاب ہو چکے ہین سیخ آہ پر کباب
دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہین مطبخ دہر مین جبکہ یہ کباب پسند خاطر ہوے ہین وہ آتش عشق مین کباب آسا
بھنتے ہین یہ تعریف اُسکی زبان سے سنکر مجلس نے کہا چلو مول لین اُسنے عرض کیا کہ آپ جوہری وغیرہ کی
دکان پر بیٹھین تو مضائقہ نہین لیکن کبابی کی دکان پر جانا حضور کی شان کے خلاف ہے آپ یہان ٹھہر
مین ٹھہر جایئے مین ابھی لائی یہ کہکر اسکو ٹھہرا کر روانہ ہوئی اور کچھ دور جا کر کباب آغشتہ بیہوشی کسوت سے نکال کر
طشتری مین لگا کر سامنے لائی مجلس نے بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہو گئی اسنے کمند سے گردن و کمر کو
باندھ کر پشتارہ باندھا اور تنہائی مین تو تھی ہی بے منت و اذیت لیے ہوے بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا
لیجیے مین حکم شہنشاہ بجا لائی حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا منہ دھلوایا جب کچھ شک باقی نہ رہا کہا صاحبو
کوکب کے ہاتھ سے میرے کلیجے مین داغ پڑ گئے ہین مین اسکو تمام بارگاہ مین بھجوا کر قتل کرونگی کج ابرو کا بدلا

لون گی سنتے کہا حق بجانب ہے آپکے اے ملکہ ضبط کرنے کی ابھی کچھ انتہا ہے مناسب ہے کہ تامل مدنظر ہا سے تجھے
یہان تو یہ گفتگو ہے اور ادھر مہرخ کو اس امر کی مطلق خبر نہین ہے چنانچہ جب حیرت آمادہ قتل کرنے پر ہوئی
صرصر ڈری کہ عیار جیتا نہ چھوڑینگے پس عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ اسکو قید کرنا بہتر ہے حیرت نے
یہ سنکر کہا اری تو میری اتالیق ہے ہر بات مین دخل در معقولات ہے بس چپ رہ اُسنے عرض کیا کہ آپ مالک و مختار ہین
میری مجال ہے جو آپکو نصیحت کرون حیرت نے بعد خفا ہونے کے موتیون کا مالا انعام مین دیا اور ساحرون سے حکم کیا
کہ اس مجبور کے پانون مین رسی باندھ کر گھسیٹو ساحر اُٹھے لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مجلس جادو
اس طرح قتل ہوتی ہے مہرخ یہ حال سنکر بیقرار ہوئی اور کہا اے لوگو مین جوان اور کوکب کو کیا منہ دکھاؤن گی
یہ کہکر نظیر سحر کو دم دیا اور کہا مین اپنی جان دونگی جس کو چلنا ہو وہ میرے ساتھ آئے چھ لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار
ہو الملکہ مذکور مع سب سردارون کے نکلکر سوار ہوئی لشکر کے مسلح ہونیکا غلغلہ عظیم برپا ہوا شعلہ تیغ شمع مجلس
عالم تھا بزم دہر مین ہلچل پڑی تھی کمال بیہی تھی ہتھیارون کی جھنکار زنگولہ ہائے رقاص بنی نفیرون کی
آواز سے مزاج روزگار ناساز تھی کہین کاٹھی اژدرون پر کسے جاتے کسی جگہ ساحر کے بیر غل مچاتے جادو کے
سبب سے تاریکی ہرسمت چھائی تھی کالی گھٹا آئی تھی زیر فلک شعبدہ باز اور ایک آسمان تیرہ رو پیدا
ہوا تھا یا مجلس عالم کی آرائش کے لیے شامیانہ تنا تھا اُس اندھیرے مین پیکان و سنانون کا چمکنا شب
انجمن آرائی مین شمعون کا روشن ہونا نظر آتا تھا یا تارون بھری رات کا دھوکا ہوتا لشکر کے گرد روشنی اور
بیچ مین تاریکی تھی سویدائے خاطر عابد پرعلم دیتی فوج مین تو یہ سامان تھا اور مہرخ کے ہمراہ جادوگرنیان
نوجوان تھین بہار عالم کی جان تھین گلشن دہر کی گلہائے پر ارمان تھین غرضکہ یہ سب طاؤسان سحر پر سوار
ہوئین انکا سج دھج اور بناؤ زینت پسندان عالم کو لبھاتا تھا یہ عالم تھا کہ

مسدس

کھچ گئی ابروے پرخم کی سر دست کمان — سینہ ابھرا سر پستان کی ہوئی تیز سنان
ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان — ہان مرے خنجر ہی گو ہے یہی ہے میدان
کچھ فرنگی بھی ہوئے جنگ کو تیار بزن
لیس چارون صف مژگان سے ہوئے چار بزن

عجب انداز سے ہر عربدہ پرداز چلا — کبک کے صید کو گویا کوئی شہباز چلا
ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا — مثل طاؤس چمن غمزۂ طناز چلا
آنکھین کہتی تھین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تھین بہت سہل ہے پلٹن کی شکست

یہ لشکر تو اس انداز سے روانہ ہوا اُدھر بحکم حیرت خیرہ سر رسن ہائے مجلس مین باندھ کر جب ساحران تکبر سے
کھینچا اس کے ساتھ بطور تختی تلہائے سحر مین چنانچہ سحر نے اسکے اسے ہوشیار کر دیا آنکھ جو اُسکی کھلی گویا فتنۂ
خوابیدہ جاگا ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال وابستہ ملال کو اُسنے دیکھا دود غضب آتش عناد سے اُٹھکر کاخ دماغ سے
نکلگیا ازبسکہ حیرت نے اُسکے قید ہونیکی خوشی مین سحر بھی اسیر نہ کیا تھا کہ یکایک وہ رہا نہ ہو سکتی اب اُسنے فسون پڑھا

کہ وہ رستہا سے بستہ جل گئیں اور وہ سنبھل کر اُٹھی اُسوقت حیرت نے غضب کر کے ایک نارنج اپنی انگیا سے نکالا اور سحر دم کر کے مارا مجلس کے ساتھ جو پتلے تھے اُن میں سے ایک پتلے نے ظاہر ہو کر نارنج پکڑ لیا مجلس نے وہی نارنج پتلے سے لے کر کہا اے میرے کھیلنے کے گیند کچھ تماشا دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھٹ کر بلند ہوا اور پھٹ گیا اُسمیں سے چادر آگ کی نکلکر ساحران حیرت پر گری بہت سے واصل جہنم ہوے حیرت یہ ماجرا دیکھ کر مثل بید کانپی اور دھوان بنکر بلند ہو گئی کہ جلنے سے بچی اور ساحر ہزاروں مجلس پر حرب سحر کے کر کے حملہ آور ہوے اس اثنا میں مجلس بھی بزور سحر اڑی اور ایک گچھا سوئیوں کا مارا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار و سوراخ دار ہوا حیرت پھر ظاہر ہو کر للکاری کہ او چھوکری تو کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جائے گی میں نے ایسی ایسی چھوکریاں بہت تعلیم کر دی ہیں یہ کہہ کر اپنا جوڑا کھولا دو پتلیاں اُسمیں سے نکلیں کہ ایک پتلی آئینہ اور دوسری شانہ ہاتھ میں لیے تھی آئینہ دار پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اُس نے بھی جلد اپنا جوڑا کھولا اور دو گڑیاں اُسمیں سے نکالیں ایک گڑیا نے کہا نگوڑی ہیں تیری ٹانگیں چیر ڈالوں گی حیرت نے بھی اپنی پتلیوں سے یہی کہا کہ مالزادیوں میں تمھاری ٹانگیں چیر ڈالونگی تم بڑی حرامزادی ہو گئی ہو کہنا میرا نہیں مانتی ہو یہ سب باتیں گڑیوں سے کہتی تھی کہ اس اثنا میں مجلس نے گڑیوں کی ٹانگیں چیر ڈالیں حیرت نے بھی پتلیوں کو پکڑ کے ٹانگیں چیر ڈالیں مجلس قہقہہ مار کر ہنسی حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے اُسوقت مہرخ مع فوج کثیر آ کر پہونچی حیرت کی فوج بھی تیار ہو چکی تھی بارگاہ میں ہزارہا ساحر سحرخوان تھے مجلس بہ ناریل نارنج کی بوچھار تھی مجلس کے پتلے وہ حرب سحر کے رد کر رہے تھے اور سب لڑتے ہوے بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے مجلس نے جب مہرخ کو دیکھا گھبرا کر قریب آئی اور کہا آپ نے کیوں تکلیف کی خیر آئی ہیں تو میرا ہی تماشا دیکھیے مہرخ نے کہا کب ہو سکتا کہ تم کو تنہا چھوڑیں غرضکہ فوج مہرخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی جھانجھ اور قرنا اور نفیر و بوق کا شور پیدا ہوا سحر کی جوشن چلنے لگیں آگ اور پتھر برسنے لگے قیامت کبریٰ برپا تھی شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑ گیا یہ عالم تھا کہ

نظم

دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کیا عافیت نے وہاں سے گریز
چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیر
کہ جیسے ہوں دریا میں جوں آشکار
اندھیرا کہیں تھا کہیں روشنی
زمانے کا ظاہر سفید و سیاہ
کہیں [illegible] رمل کو گل کی تھی

ہوئی چرخ پہ غل مریخ فلک
کہ ارمان نکالیں گے دل کھول کے
پیام اجل تیر لانے لگے
پئے جان دشمن تھے دوڑے تیر
اُدھر تو بپا تیغ و خنجر سے جنگ
ہر اک جا پہ نیرنگی سحر تھی
کہیں سانپ کالے اُگلتے تھے زہر
شرر ریزی جادو کے بادل کی تھی

کہ دیکھی نہیں آج تک ایسی جنگ
ہوا گرم بازار مرگ و ستیز
کریں ٹیڑھی سیدھی سنانے لگے
رواں ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار
ادھر ساحروں میں بپا تھا رنگ
کہیں تیرگی اور کہیں نور و ماہ
کہیں برق گرتی تھی نازل تھا قہر

مجلس کا اس عرصۂ نبرد میں یہ حال تھا کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک سمیٹ کر گھروندا بناتی لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑ کر گھروندا بناتے

اور کبھی گھونسے میں بچھو بٹھاتی اور گڑیان نکال کر رکھتی اور کہتی کہ میری گڑیا کے یہاں بیٹا کا بیاہ ہے سمدھنین آئی ہین انکو گالیان دینا چاہیے یہ کہکر ڈھول بجاتی اور گالیان گاتی حیرت کی فوج مین بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادوگرنیان آپس مین سمدھنین بنکر ڈھول بجاتین اور گالیان گاتین پھر لڑتین باہم ڈھول جھگڑا ہوتا ہر ایک اپنی خودی سے گم دل لگی کا عالم کہ نظم

دکھلاتی تھی چھتی کوئی آئینہ بنا کے
مٹکاتی تھی پیڑو کوئی تالی کو بجا کے

آنکھون کو کوئی پھیر کے چمکاتی تھی ابرو
کہتی تھی کہ یون دیکھو الٹ جاتا ہے جادو

بچھو کوئی ایسی تھی کہ پیشواز الٹ کر
ہو جاتی تھی غصے سے کوئی جامے سے باہر

دکھلا کے انگوٹھے کو بجاتی کوئی تالی
ہنس ہنس کے کوئی دیتی تھی سمدھن کو گالی

بھاتا نہین سمدھن ترا غمزہ مجھے پھیکا
ہانڈی کا مزا تیری جو چکھے تو ہے میٹھا

کیا ری تری کیا پیاری ہے سبزہ بھی اگا ہے
لہلوت اسی سبزہ پہ سمدھی کا ہے بکرا

سب چاک ڈلائی ہے ترے نیچے سے سمدھن
ثابت نہین استر ہے نہ مضبوط ہے ابرا

انجام کو مجلس اپنی گرہون کی ٹانگین چیر ڈالتی جادوگرنیان لشکر حریف کی باہم لڑ کر ہلاک ہوتین ایک سمت چلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کرکے آفت برپا کر رہے تھے فولادی تینے بھی زر رہے تھے یہ حال دیکھ کر حیرت ازبسکہ زوجہ شاہ طلسم ہے اسکو بہت غصہ آیا اور ایک دو بتر زمین پر مار مجلس جہان کھڑی تھی وہان سے اسکے پاس پہنچ آئی اسنے ہاتھ پھیلا کر پکڑ لیا اور اسوقت حیرت کی شکل مثل عفریتہ خونخوار نکلی تھی وہ پرزاد دیونی بھی بھی ہیبت بجستی کی طرح تیج غمازہ کرتی تھی ایڑی کی انگلیان پاؤن کی بد قطع تھین ٹیڑھی ٹیڑھی اسنے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالون رعد نے دور سے اس حال کو دیکھ کر اپنی مان سے کہا کہ بڑا غضب ہوا مجلس جادو ہلاک ہوتی ہے یہ کہہ کر زمین مین سما یا اور قریب حیرت کے نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت جھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ نہ چھوڑا اسوقت کڑکڑا کر برق جادو ابر سے گری پھر بھی چاہا کہ مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین مین ہوئی اگر نہ چھوڑتی تو دونون ہاتھ قلم ہو جاتے اور جب یہ زمین مین سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین آوے گی اس خیال سے یہ تہ زمین پر پانی کے قریب جا کر ٹھہری اور برق جو گری زمین مین غار ڈال کر پھر بلند ہو گئی اور آدمی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی چالیس چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ جلے زمین مین غار جابجا پڑ گئے جتنے ساحر زبردست تھے مثل مصور صورت نگار شکوہ وغیرہ سب غرق زمین ہو گئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہرخ و مخمور و سرخ مو وغیرہ سب زخمی ہو گئین کہ اس اثنا مین حیرت پھر زمین سے نکلی اور ردے ہوا پر جا کر نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ حیرت جادو اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھ کر ایک سحر ایسا پڑھا کہ جسکا رد ہونا ساحری سے بھی دشوار تھا فوراً آسمان سے ستارے زمردین رنگ کے ٹوٹ کر گرنے لگے تمام لشکر مہرخ کا سیر دیکھنے مین مشغول ہوا لڑنا سب نے فراموش کیا اہا ہا کا شور ہر سمت بلند تھا مہرخ چونکہ ساحرہ

زبردست ہے اور نہایت عقیلہ ہے سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہ ہوگا اور ہر ایک ستارہ تیر شہاب بنیگا مجلس جادو
کہ مہمان عزیز ہے ایسا نہ ہو کہ اس لڑائی مین کام آئے یہ سمجھکر اپنے مقام پر سے اُڑی اور قریب مجلس ہو کر
اسکو پنجہ مین داب کر زمین مین سما گئی ادہر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ سر پر لشکریون کے ٹوٹنے لگے اور جلنے اور
تازہ نو ناوہ از سر تا پا جلبس کر رہگیا ہزارہا ساحر رہرو ملک عدم ہونے لگا کشت زار لشکر پر بالا گرز ہا تھا
زہ لہمار جبدا فواج پر گرا تھا ستارے گولیون کی طرح سر پر گرتے اور ٹانگون سے نکلتے تھے ستارۂ قسمت اسلامیان
گردش مین آیا سنتر وح خاک مین ملگیا شیاطین انکائے اُچھالے تھے ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکرون اور
مہر طلعتون پر صدقے اُتارے تھے یہ ثابت قدمان عرصہ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے مگر اب سیارے تھے
بالکل جی ہارے تھے لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا یا اب بھاگنے لگا چرخ ظالم نے نیا چکر دیا سب کا جدھر منہ اٹھا
گیا بھاگ نکلا دم بھر مین سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزارون آدمی کام آیا صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ
شاہ افراسیاب جو جنگل مین کوہ فیروزہ پر بیٹھا تھا اس جنگلے کے سامنے ایک درخت بیلے کا لگا تھا مگر زور
سحر پر اسکا خواص مقرر کیا تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئیگا اس شجر مین آگ لگجائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر
اسی وجہ سے آ کر ٹھہرا ہے کہ لشکر حیرت کا اس مقام سے حال ظاہر ہوتا ہے پس یہان لشکر مین جو لڑائی پڑی یہ اس
درخت سحر مین آگ لگی اسکے جلنے سے بادشاہ نے کہا کہ غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑگئی بی بی میری آج گھر لگی
یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر پکارا کہ جلد تخت لیکر اے پریزادان طلسم آؤ مین جاتا ہون اسکو یہ خیال آیا مجلس
ساحرہ زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ میری زوجہ روز بد دیکھے یا عمرو کی قید مین کوئی پیچ پڑے غرضکہ تخت کو حکم دیکا
دیکر غائب ہو گیا اور آن واحد مین آ کر لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہے اس اثنا مین مہرخ
جو مجلس کو لیکر زمین مین غرق ہوئی تھی باہر آئی اور اسنے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہان موجود ہے اب ٹھہرنا اچھا نہین
پس یہ اُڑ کر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی ادہر اسی طرح اور جادوگرنیان جو زمین مین سما گئی تھین نکلکر دلفزا لامین اور
شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو جو بہت غصہ مین تھی کہا ہان ہان اے ملکہ آج کیا ہے ملکہ نے کہا تم ہمیشہ ان نمکحرامون کی
پیچ کرتے ہو آج بھی خفا ہونے مجھے آئے ہو لو اپنا طلسم رکھو چھوڑو مجکو مجھے کام نہین افراسیاب نے کہا تمہارا ابھی غصہ
غضب کا ہے دو لاکھ ساحر اپنا قتل کرڈالا ملکہ نے کہا ابتو مہرخ کے لشکر کو غارت کیے دیتی ہون انکو بھاگنے بھی دیگی
بہت اُنھون نے سر اٹھایا ہے یہ کہکر ایک گولا منقش کا اپنے جوڑے سے نکالا شاہ جادوان دوڑ کر چمٹ گیا کہا ملکہ
یہ گیند منقش کا نہ غارت کر ڈالے جان عزیزہ جانے دو یہ سحر کو کب کے لیے ہے ایسے دلسون پر نہین کرتے مین یہ کہہ رہا تھا کہ
اتنے مین سو پریزادین تخت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوا اور ملکہ کو بھی ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور میدان
جنگ سے پھر طبل امان بجوا دیا صدائے طبل امان لشکر ان مہرخ نے جو سنی انکو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوئی ہے
بادشاہ طلسم ہمارے بڑا دیر بھی آ پہنچا اب جو طبل امان بجا یہ بھاگنے کو موقوف کرکے اپنے بستر دنیر آئے مگر گھوڑی ایسے خوش
ہوے ساحر وغیرہ سردار جو تھے وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام پر آ کر بآرام تمام ٹھہرے لیکن مہرخ پھر کر نہ آئی

معلوم نہین کہ کس طرف کو گئی اور مجلس کا بھی حال سنکر ہر ایک پریشان و متردد تھا طائران سحر خبر گو روانہ کیے اسطرف
شاہ جادوان بارگاہ مین آیا بی بی پر ایسی ہیبت چھائی سمجھایا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین اب عمرو کا سر کاٹے دیتا
ہون اور در بارگاہ مہرخ مین جاکر سب لشکریون کو کیفر ڈالونگا ملکہ یہ باتین سنکر شاد ہوگئی اور کہا اے شہنشاہ یہ تدبیر
بہت خوب ہے شاہ نے گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا اے جانی تم رنجیدہ نہ ہونا ہمارے سیر کی قسم آج دیکھنا عیش کرینگے ہم
جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اور کوہ فیروزہ پر آکر بیٹھا ادھر مہرخ جو مجلس کو لیکر بھاگی تھی تو سنا ہم بھرے ہوے دو در
نکلگئی تھی منزل پر آکر ایک جنگل مین اُتری مجلس بیہوش تھی سحر حیرت سے از خود فراموش تھی اسنے دامن کی ہوا دیکر
ہوشیار کیا اسکو جب وہ ہوشیار ہوئی مستفسر حال ہوئی اسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا اے فرزند یہ ستارہ زمرد
جسکے اوپر گرتا وہ جانبر نہ ہوتا مین تمکو لیکر زمین مین سماگئی تھی پھر جو باہر نکلی تو از اسباب کو وہان دیکھا مین جنگل مین تمکو
لے آئی اگر تم میری فرزند اور جان و جگر ہو مین میدان سے نہ بھاگتی مگر تمھارے باعث سے یہ بھی گوارا کیا یہ حال جب
مجلس نے سنا کہا اے ملکہ بھاگنے مین عزت ہے یا مرجانے مین مہرخ نے جواب دیا کہ یہ فن سپہ گری ہے جیسا موقع دیکھتے ہین ویسا
کرتے ہین اُسوقت جو تمھارے دشمن مارے جاتے تو میری مراد پوری ہوتی ہمکو کیا حصول ہوتا اسنے کہا یہ تم بجا کہتی
ہو لیکن مین بغیر مارے اس تحفہ حیرت کے نہ رہونگی مہرخ نے کہا حضرت تمھارا جانا جائز ہو لیکن وہ ایسی نہین ہے جو یکایک قتل ہو جائیگی
تم میری بارگاہ مین چلو تدبیر کرکے دیکھینگے اسنے کہا خیر اب مین اماں جان کے پاس جاتی ہون اور اونکو لیکر آتی ہون یہ کہکر
ایک سمت کو پرواز کرکے روانہ ہوئی اور مہرخ بھی وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلی راہ مین درہ کوہ کے آگے ہوے سبز
و خرم نظر آیا کہ دامن کوہ نور گل سے مالامال تھا مثل جوانان بختان سرسبزی مین مرفہ الحال تھا چشمہ لسان جوش طبع
نوجوانان پرارمان جوش مین طائران نغمہ خوان بخبری سے خروش مین گنگنانے چشمون کے فرش زنگاری سبزہ کا
بچھا تھا اسپر ایک غول طاؤسون کا مثل معشوقان طناز بہزار ذوق ناز بہ تبختر سرگرم خرام ناز تھا مگر نیا ماجرا نظر آیا
تھا کہ طاؤسونکا جسم آہنی فولادی تھا ملکہ مذکور اس جلوہ نزہت آگین پر ریجھے ہوا اسپ سے اُتری اور سیر کنان ہر طرف
پھرنے لگی بیابان کہ درہ کوہ مین بھی قدم رکھا دیکھا درہ کے اندر دن کو کاٹ کر عمارت نہایت عمدہ کسی نے بنائی ہے
روح خوش ہوا اس صناعی کو دیکھکر ششدر ہوئی ہے پتھرون مین جالیان اور گلکاریان کی ہین بڑی طرحداریان کی ہین جسکو دیکھکر
سختی رنج کی نرمی و دور ہوتی ہے جو گلبدن یہان آتی ہے لب شیرین سے دعا دیتی ہے اندر قصر کے جب قدم رکھا اوس
مین فرش دیبا و قاقم بچھا پایا اور صحن خانہ مین ایک تخت پر ساحر بیٹھا پایا دھوتی تہ بندی باندھے مالے موتیون کے
گلے مین ڈالے جواہر کے بت کہنیون مین باندھے تھا یہ ساحر شاہ طلسم کی طرف سے اس پہاڑ کے درہ کا مالک بنا بیٹھا
رہتا ہے اور نام اسکا طاؤس فولاد جسم مشہور ہے وہ طاؤس جو صحرا مین ملکہ نے دیکھے تھے اُسی کے سحر تھے الحاصل جب
اس ساحر نے ملکہ کو دیکھا ازبسکہ یہ بادشاہ لشکر عمر دیا ہے اور قدیم سے عزیزہ شاہ طلسم کہلاتی ہے جملہ ساکنان طلسم
اسکو خوب پہچانتے ہین اسنے بیک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا شرائط تعظیم و مراسم تکریم بجالایا اور سر
منت گذاری آگے جھکایا عرض کیا حضور نے آج کیونکر اس کلبہ الاحزان مین قدم رنجہ فرمایا سر احقر او ج

عزت و افتخار پر پہونچا کہ بیت ہمارے گھر مین وہ آوین خدا کی قدرت ہے کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین تو
اے ملکہ آیئے کرم فرمایئے ملکہ اسکی خوشامد دیکھکر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا کہ تم مطیعان شاہ طلسم سے ہو مجھے بلانا
پیش آنا تھا والا مقام تعجب ہے اسنے عرض کیا کہ یہ حال بھی آپکو دم بھر مین کھلا جاتا ہے یہ کہکر اُٹھا اور اپنے
ہاتھ سے جاکر کشتیان شراب کی لایا ملازم بھی اسکے دو چار اس مقام پر تھا اسنے حکم دیا کہ طائفے ناچ کے لاؤ ہر طرح
انتظام کنان دھوکا دیکر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید جو شیشی مین دابے تھا ملکہ پر چھڑک دی کہ وہ بیہوش
ہوگئی اسنے ملازمون سے کہا کہ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا مین اس باغیہ کو لیکر ملکہ حیرت کے پاس جاتا
ہون یہ کہکر ایک چادر مین ملکہ موصوفہ کو باندھکر پشت پر لادا اور پرواز کرکے روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین
پہونچا زمین پر اُترا اس لیے کہ اکثر سردارون سے ملاقات تھی انسے صاحب سلامت کرنا منظور ہوئی چنانچہ جب دو چار
قدم چلا دو ایک دوست و آشنا ملگئے بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم یہ پشتارہ کیسا لائے ہو اسنے
کہا مہرخ نمک حرامہ کو لایا ہون ایسا ہی کچھ ہر ایک سے بتاتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہونچا بارگاہ بادشاہ کی
سات ڈیوڑھیان ہوتی ہین چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر تعین تھے انمین سے چند تو پہرے چوکی پر تھے اور چند
آرام و آسائش مین تھے اور ایک بیدار بیٹھے چاول پکا رہا تھا اور قران عیار جو بہر جاسوسی یہان آیا تھا
اسنے اس ساحر کو دیکھکر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو مین ہانڈی اُچک لے جاؤن اسی فکر مین صورت بدلے
پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا ملکہ حیرت سے ساحر خبر کرنے دوڑے کہ مبارک ہو مہرخ کو طاوس پکڑ لایا
ہے یہ غلغلہ قران نے سنا اور ادھر حیرت خوش ہو جانب دربار گاہ چلی پہلی ڈیوڑھی پر آکر اس خیال سے
رک رہی کہ ادنی ساحر کے استقبال کرنے کا ہر ایک کو گمان ہوگا غرضکہ پردے ڈیوڑھیون کے اُٹھوا دیے
اور منتظر آمد ساحر مذکور ٹھہری اسکے برابر اسکی انیسین بھی آکھڑی ہوئین اور صرصر بھی ایک طرف استادہ
تھی کہ طاوس اول ڈیوڑھی پر آکر پہونچا قران نے دیکھا کہ غضب ہوا اب یہ بیچاری پکڑی گئی بس دوڑکر قریب آیا
اور پکارا کہ واہ واہ ملے بھائی کیا کام کیا ہے سچ تو یہ ہے کہ کسی سے نہو سکا جو تم سے ہوا طاوس نے یہ تعریف
سنکر سلام کیا اور کہا مین کس لائق ہون یہ بھی آپ لوگون کی دعا اور مالک کا اقبال ہے جو میرا پنجہ اسپر قابض
ہوگیا یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا قران نے سوچا آکر پیچھے سے کہا تم تو اس محنت سے لائے ہو اسکو اگر
کوئی چھڑا لے جائے تو کیا کرو گے اُسنے کہا مار ڈالونگا اور کیا کرونگا مہتر نے کہا چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے ہین
یہ سنکے اُسنے دوسرے پہلو کی طرف دیکھا قران نے بغدہ کمر سے نکال کر برابر تو کھڑا ہی تھا اسکے سر پر مارا کہ
کھوپڑی کے ٹکڑے ہوگئے اور لہو اسکے سر سے مثل دریا کے جاری ہوا پشتارہ ایک طرف اسی لہو مین گرا اور وہ ایک جانب
گرا اور تڑپ کر ہلاک ہوا گیر و دار کی صدا برپا ہوئی تاریکی ہوگئی مہرخ کو پشتارہ مین ہوش آگیا یہ تاثیر ہے کہ جو
خاک قبر جمشید ڈال کر بیہوش کسی کو کرے لیں اسکا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو وہ ہوشیار ہو جائے اسوقت مہرخ
بھی ہوشیار ہوگئی پشتارہ پھاڑ کر باہر نکلی اور قران نعرہ کرکے بھاگا حیرت جو سامنے اول ڈیوڑھی پر کھڑی تھی

قران پرانے سحر کرنا چاہا کہ بھاگ گئے نہ دون لیکن صرصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ واری اس موئے کالیے
کو نہ چھیڑیے یہ بلا کا ہٹ چھٹ ہے ایسا نہو کہ حضور کے دشمنون کو کچھ گزند ہو پہنچے ملکہ مذکور اس کے کہنے سے
خاموش ہوئی حاجب و دربان قرطاؤس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے ملکہ مہرخ بھی پرواز کر کے روانہ ہوئی
لشکریان حیرت ابھی تو مجلس سے رہا چکے تھے خستہ و شکستہ خبر بھی نہ ہوے کہ یہ کون جاتا ہے مہرخ وہان
اڑتی ہوئی اپنے لشکر مین آئی حیرت دانت پیس کر رہ گئی یہان سرداران اسلام منتظر اپنے مالک کے تھے
کہ وہ جا پہونچی سب کو نہایت خوشی ہوئی ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو رونق بخشی ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر
حیرت پھر کر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی اور صصور و شکوہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نے زبردستی
عیارون کی دیکھی ہم سب کا ادبار ہے ان لوگون کا اقبال ہے دیکھا چاہیے کہ سامری نے کیا چاہا ہے مگر
اتنا مین سب کے دیتی ہون کہ جسکو جانبازی کرنا و لڑنا منظور ہو اور یہ قبول کرے کہ ہم اسے جائیں گے
کوکب کے ہاتھ کے گولے سینے پر کھائیں گے اور عیارون کے ہاتھ سے ذلت اٹھائیں گے بس وہ تو میری بارگاہ مین
رہے اور جسکو یہ امر منظور نہو اسکو گھر بیٹھے تنخواہ جو ملتی ہے ملیگی ایہا الناس مین نے تو اب مرنے پر کمر باندھ لی یہ کلمات
جو اہل دربار نے سنے سب متفق اللفظ ایک زبان ہو کر بولے کہ اے ملکہ ہم جان نثاری کو حاضر ہین تمام عمر بدولت
شہنشاہ کے گھر بیٹھے چین کیا کیے شرافت سے بعید ہے جو ایسے وقت پر کام نہ آئین اور لڑنے مرنے سے جان چرائین
ملکہ نے کہا مین نے اسی واسطے پہلے کہہ دیا کہ وقت پر کوئی طرح نہ دے یہان تو یہ باتین ہوئی ہین اور ادھر
افراسیاب خانہ خراب کو سحر اسکا خبر دے رہا ہے کہ ملکہ طلسم بیٹھی غصے مین پیچ و تاب کھا رہی ہین آخر اسنے انتظام
قتل کرنے کا عمرو کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی برف گری آگ برسی بعد ان
آفتون کے ایک ساحر سیاہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار دم سے ہوائے زمین ہلا کر سامنے
آیا کہ قد اسکا درخت تناور کی طرح بلند تھا سر مثل گنبد کاخ بلکہ اس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون قصر
ساحری روے زشت و نامیمون طاق ایوان بیرنگی و مکاری کاسہ دماغ مملو از شراب کبر و غرور نحوی اس سے
منزلون دور رحم دلی انتہا کی نفور طینت پر فتور مردم آزاری کا پتلا بچیائی کا نقشہ کہ بمقتضاے ابیات

بیحیا بانی شر نطفۂ شیطان بدذات
دیو کو صورت بد دیکھ کے آتا تھا ہول
صورت نحس کو جو اسکی سنیچر دیکھے
بھاگ جائیں صفت ہر سطر سے حرف

تند خو عربدہ جو بیہدہ و زشت صفات
ظالم ایسا کہ وہ دے پیر فلک کو تعلیم
چرخ پر چرخ مین پڑ جائے بفکر ہوائے

نام پر اسکے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول
جھک کے ابلیس کیا کرتا تھا اسکی تعظیم
اسکی نامردی کا گر وصف کروں مین تحریر

جب اپنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ اے لیتیان جادو
تم چالیس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیکر لشکر حیرت کی جانب جاؤ مگر خاص لشکر مین نہ جانا صحرا ے
پشتۂ رنگین حصار مین لشکر سے کچھ فاصلہ پر اتر کر دریاے ہفت رنگ کی جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام
کرنا کہ کوکب یا اسکا کوئی ملازم یا افسر فوج یا ہلکی بیٹی تنہا یا با فوج کثیر لشکر ملکہ مذکور تک نہ آنے پاے

اور مہرخ کے لشکر کا خیال رکھنا کہ یہ بھی یورش نہ کرنے پائے ہم آتے ہین عمرو کو دار پر کھینچین گے ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا قلعہ فیروزہ کوہ کے برابر ایک قلعہ ہے کہ وہان سے ظلمات طلسم کی سرحد ہے اور نام اُس قلعہ کا قیصر ہے یہ ساحر اُس قلعہ کا حاکم ہے اور ساحران ظلمات طلسم سے ہے کہ وہان کے ساحر طلسم ظاہر و باطن کے ساحرون سے بدرجہا بڑھے ہین انشاء اللہ حال ان نابکارون کا بمقابلہ طلسم کشا بیان ہوگا غرضکہ اُس مردود ازلی و ابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور ساز سفر درست کیا حسب حکم کا طرے اژدہون پر کھینچ گئے ہوم خانے لد گئے خیام و بارگاہ طائران سحر پر بار ہوئین جادوگرنیان ہنس پر سوار ہوئین ڈہر و بجا نفیر سحر کا شور تا بچرخ ہونچا آگے اُس فوج شقاوت موج کے وہ ساحر غدار فیل آتشین پہ سوار ہو کر چلا **نظم**

اژدہے شعلہ فشان رو سے ہوا مثل تنور	خوف سے زرد ہوا تھا رخ خورشید کا نور
ظلمت سحر سے عالم مین سما تھا اندھیر	اور خورشید درخشان نے لیا تھا منھ پھیر
شور بیرون کا کہین اور کہین باجون کا غل	شور سے بھر گیا تھا خانۂ دنیا بالکل
آندھیون کا کہین طوفان کہین بارش ابر	بیقراری سے اُٹھا تھا دل عالم سے صبر

اسی کروفر سے یہ ساحرہ خیرہ سر روانہ ہوا اور شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم رنج نہ کرو مین عمرو کو ضرور آکر قتل کرونگا منادی بھی کرادی ہے اور لشتیبان جادو کو بافوج کثیر روانہ کیا ہے وہ آکر راہ روکے گا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائین ہر چند کہ ان سب لوگون کو خبر مدت سے ہے کوئی چھڑانے نہ آیا اب کیا میرے مقابلہ مین کوئی آئیگا مگر احتیاطاً انتظام کر دیا گیا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر ملکہ مذکور کے پاس آیا اُسنے پڑھکر نہایت خوشی کی اور ملکہ شکوہ وغیرہ سے کہا کہ تو مبارک ہو یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہے یہ کہکر نامہ کو باواز بلند پڑھا جاسوسان لشکر مہرخ یہان موجود تھے مضمون نامے سے واقف ہو کر خدمت مہرخ مین حاضر ہوے اور بعد اداے دعا و ثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی مہرخ نے خبر سنکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا مجلس بھی آئی تھین نہین معلوم کہان جا کر بیٹھ رہین افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست ہو رہا ہے اور لشتیبان راہ روکنے آتا ہے لیکن ہمارے یہان کچھ انتظام نہین کاش عوض خواجہ کے شاہ جادوان مجکو قتل کرتا خیر اب کل پرسون ہم بھی جان دیدینگے یادگار یہ لڑائی بھی رہیگی یا تو شاہ نے خواجہ کو ضرر پہونچایا یا ہمنے جان پر کھیل کر چھڑا لیا یہ کلمات حسرت و افسوس سنکر تمام حاضرین دربار بقسم گویا ہوے کہ اے ملکہ ایسے سانحے کی لڑائی روز قتل خواجہ ہم لڑین گے کہ شاہ جادوان کے دانت کھٹے کر دین گے اور ہم سب سر بکف منتظر وقت بیٹھے ہین برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا یہ کلام سن رہا تھا یکایک اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا جبتک خواجہ کے دشمن کو شاہ روز بد دکھائے اُسوقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم کم تو کر دین اور وہین پڑے تو حیرت ہی کو جہنم کی سیر کے لیے بھیجدین یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین ہو کر ایک نشئی نوجوان کی ایسی صورت بنا لنگا نہایت پر زر پہنا قیمتی جسمین گوٹ کی جگہ بیچا ٹکا تھا اور اسکے بوجھ سے کمر فرط نازکی سے لچکا کھاتی چھڑیان جنگلی کی لگی ہوئین شاخ پر گل گلزار کو چٹکیون مین اُڑاتی تھین کرتی نان تک کی

آستینون دار گلے مین دوپٹا ایسا رنگا ہوا کہ جسمین تصویرین مور اور خچر اونٹ کی بنی تھین سبز گوٹ لگی تھی پچکا کا تھا آڑا کر کے گات چھپائے ایک آنچل کاندھے پر دوسرا لٹکتا ہوا سر پہ سانگ نکلی اوسمین سیندور بھرا ماتھے پر بندی مہندی لگی کانون مین اودا ج اُلٹے ہوئے چاندی کے جھمکے لو مین پڑے ہوئے ہاتھون مین کڑے چاندی کے پڑے پانون مین گھنگرو بندھے بوٹا سا قد رفتار مین ظاہر قیامت بالون کا جوڑا نہ تھا ہزار ہا دل عشاق کو کالے جیلخانے مین قید کیا کہ بیت ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے * اُسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے * پیشانی اسکی سراسر زیبائی کی نشانی لوح دیوان کلیم و طور جبین مطلع دیوان نور ابرو کلید قفل درحسن و جمال فلک خوبی کے ہلال مژگان اُستاد شاہد بجاز یا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہین نہین صومعہ نشینان حلقہ چشم مردم دیدہ تھے اور بہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے پرکالے کو سمیع و بصیر نظر بد سے بچائے ٹیڑھی نظر سے کوئی اُسپر آنکھ اُٹھائے تو جلاد دہر اسکے دیدے نکالے آنکھ ہر ایک ستم ہو جائے آنکھین گردش دہر کو آنکھین دکھاتین فلک شعبدہ باز کو نیرنگی سکھاتین رخسار نازک باغ جہان کے دو پھول بلبل دل جنکے عشق مین ملول دہن تنگ قفل درِ راز سربستہ یا حقہ گوہر ہائے ناسفتہ بیاض گردن سحر سے بہتر سیب ذقن سیب جنان سے خوشتر بیت

گول گول ابھرا کڑا اونچا نکیلا سینہ	گنج خوبی کا ہے وہ مہر لب گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ	حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
حسن و خوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور	چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور
کمر کلک مین آئے گا نہین گر لچکا	بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
مو شگافی سے پریشان ہو طبع شعرا	پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے جیتا
گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کا اغماض	خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صاف بیاض
حسرت تکیہ زانو مین مجھے ہے گھسنا	سر بزانو اسی حیرت مین مجھے ہے رہنا
طور کی شمع نہین ساق کو لازم کہنا	پر فرشتون کے جلین ہوئین پری پروانا
ہو گئے بے پر نہ پرین پیر دن کہین آکر	اور مین جلکے رقابت سے بنون خاکستر

اس شکل و شمائل سے آراستہ ہو کر بانک مین براق ڈال کر بقصد بازار دار السلطنت حیرت مین آیا اور اس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار مین ہو اور کوئی سوار اپنے پاس بلائے تو کام ہمارا بن آئے یہ تصور کر کے قریب بارگاہ حیرت جو خاص بازار تھا اُسمین ہر دکان مین کھڑے ہو کر گاتا اور کمر وا ناچتا دو دو آنہ اور چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھرتا بعض دوکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اسکو پہناتے اور کمر وا نچاتے یہ کمر پہ ہاتھ رکھ کر لہنگا چٹکی مین پکڑ کر توڑا لیتا اور چکر باندھ کر ناچتا اور گاتا اسکو بے رسیا نے ماشے مین بان ہمارے مین بان مورا نکسے پران * یہ تو اس طرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے ملکہ شکوہ زرین قبا اُٹھ کر اپنی بارگاہ کو جو روانہ ہوئی تو سواری اُسکی بازار مین سے ہو کر نکلی سامان جلوس ہمراہ تھا ہٹو بچو کا غوغا تھا اتنی مین اُسکو جاتے دیکھ کر اپنے کو قریب ہوادار کے پہونچایا پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی

اُسنے بھی ہوادار کو روک لیا کنیزین جو ساتھ تھین اُنسے عرض رسا ہوئین کہ حضور اس چھوکری کی کیا پیاری صورت ہے اور رنگوڑی ہے تو بھولی بھولی ملکہ نے نشی سے پوچھا کہ اری تیرے ساتھ بجانے والے نہین ہین نشی نے کہا بلیان لون سب کوئی ہین لیکن اسوقت کوئی تھا نہین مین اکیلی چلی آئی ملکہ نے دو روپیہ دلوائے اور ملازمون سے کہا کہ اسکو ساتھ لیتے چلو اور کنیزین لیکر روانہ ہوئین اور ملکہ بارگاہ مین آئی نشی نے دیکھا کہ بارگاہ مین سبطرح کی سامان عیش ونشاط مہیا ہے پلنگڑی عمدہ بچھی ہے نیچے اسکے مسند آراستہ ہے ایک طرف مسہری جواہر نگار رنگی ہے چنگیر جو گھڑے عطردان دھرے ہین ملکہ آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے یہان کے سازندون کو بلا کر حکم دیا کہ اس نشی کے ساتھ سنگت کرو سازندون نے ساز ملا کر بجانا شروع کیا اور نشی نے غزل ہائے عاشقانہ گانا آغاز کیا اُسوقت سمان بندھ گیا اگر قاضی یہان آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال دستار نہ رہتا یہ عالم تھا کہ

نظم

تاج بر چشم بدی کی بھی نظر جائے جھپاس	شور زنگولہ سے شور رس زسما تا بہ سمک
وقت نظارہ ادھر دیدہ انجم سے فلک	نقش دیوار یہان محو تماشا سے ملک
عجب بلا قہر ادا غارت ایمان چتون	دل آرا اسے لیے جاتی تھی ہو آدامن

ہر طرف سے صدائے احسنت بلند ہوئی اور سب کی ٹکٹکی نرگس آسا جمال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی تھی اسوقت نشی زار زار برنگ ابر بہار روئی آنسوؤنکا تار رخسار پر بندھ گیا دل سینہ مین طپان ہو کر مثل قاصد تھا شاید کہ انچیا بردی یار یاد آیا تھا آہ برنگ نے لبون سے دمساز تھی بڑی دردناک آواز تھی سم اسکے لیے سم ہوا دل پر جاری غم ہوا اسی اندوہ وملال مین اسنے رد رد کول کا مزاجتا یا اس غزل کو گایا اہل محفل کو بھی رلایا غزل

یہی حیرت رہی گر جلوہ قاتل سے خلقت کو	تو اُٹھے کا جنازہ اُسکے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز	کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہے شام فرقت کو
اد اسے دونون زلفین کھول دینا دوش پر اپنے	یہی تعزیر کافی ہے ترے مجنون کی وحشت کو
ملے مر کے جو روز آفرینش آے دنیا مین	تو بدلون بخت دشمن سے الٰہی اپنی قسمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہے مرے آگے اگر کوئی	تو کس کس یاس سے مین دیکھتا ہون اسکی صورت کو
نگہ کرتے ہی لو اُس پری پر ہو گئے حیران	بڑے دعوی سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سنکے شکوہ بھی روئی اور نشی سے کہا مین نے تجکو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اسنے ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی ملکہ نے کہا اری تیرا رنگ رخ کیون زرد ہے عرض کیا میرے دل مین درد ہے اے ملکہ ساحری نہ کرے جو ایسی برہ کا تیر کسی کلیجہ کے پار ہوا اور کسی کا جفا کار یار ہو ملکہ نے کہا معلوم ہوا تو کسی کی عاشق ہے اُسنے جواب دیا کہ اگر حضور میری بپتا سنین تو بیان کیا کرا دون ملکہ نے کہا کہ سب حاضرین دربار اُٹھ جائین کو جب حکم تخلیہ ہو گیا نشی نے اُسوقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا کہ مین جوہری کے لڑکے پر عاشق ہون اور وہ بھی

میرے عشق میں زہر کھانے کو تیار ہے اسکے ساتھ مجکو سونا نہیں ملتا ہے میرے بھائی بند بھی اس سے لیتے ہیں یہ بھی
آتش فساد سلگا کر اس سیم بدن کو جلاتے ہیں اگر حضور مجھ کشتۂ رنج والم پر رحم فرمائیں اور میرے عزیزوں کو ملکہ
حیرت سے کہہ کر کشتہ کرائیں تو میں پارس ہو جاؤں اور تمام عمر کی لونڈی آپ کی بنوں اور علاوہ اس کے
لاکھ روپیہ بھی نذر کروں ملکہ نے کہا اری تو تو کوڑی کوڑی کو دکان مانگنے والی لاکھ روپیہ کہاں سے لائیگی میں تو
ابھی تیری برادری کو بلوا کے قتل کر سکتی ہوں مگر روپیہ ملنے کا یقین نہیں اسنے کہا روپیہ ابھی لیجیے یہ کہہ کر ایک بط شراب
زمرد کی ایک ڈال ترشی ہوئی نکالی اور کہا یہ مجکو جوہری بچے نے دی تھی اور کہا تھا لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہے
آپ اسکو اپنے پاس رکھیے محفل کی آرائش ہے ملکہ نے جو اسکو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل و گوہر کی اسکی دُم
اور منقار واقع میں کئی لاکھ کو ارزان ہے سمجھی کہ یہ مٹی تو نادان ہے تو اسکو لے لیں مٹی کے ہاتھ سے وہ ہنسکر
لینے لگی اپنے منھ کے سامنے اسکو رکھ کر دیتے وقت دبا دیا وہ بط حباب کی تھی یکایک پھٹ سے ٹوٹ گئی اور
بیہوشی کا رنگ اسمیں بھرا تھا وہ سب منھ پر شکوہ کے پڑا اسنے اتنا تو کہا اری یہ کیا اتنا ہی کہہ کر بیہوش ہو گئی
اُس عیار نے لباس اسکا اُتار کر آپ پہنا اور اسکی صورت بنکر اسکو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازموں کو آواز
دی کہ یہاں آؤ وہ سب حاضر ہوئے اسنے کہا یہ مٹی اپنے عزیزوں سے چھپ کر نکل آئی ہے سراچۂ بارگاہ
اُٹھا کر اپنے گھر گئی ہے تم بھی کوئی اسکا حال کسی سے نہ کہنا کنیزوں وغیرہ نے عرض کیا کہ واری کیا مجال جو زبان سے
نکلے یہ عرض کر کے سب کار خدمت میں مصروف ہوئیں اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا لیکن حیرت بھی ملکہ
شکوہ کے آنے کے بعد داخل آرامگاہ ہوئی تھی اور از بسکہ اب بہت انتظام کرنے پر مستعد ہے تو چند تختیان سحر
کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سراچۂ بارگاہ میں مثل آئینہ کے لگائی تھیں ان تختیوں کے جس حال کے
دیکھنے کی نیت کرو وہ ظاہر ہوتا تھا اتفاق سے اسنے یہی نیت کی کہ اسوقت ملکہ شکوہ کیا کرتی ہے تختی معائنہ
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا اور وہ بیہوش پلنگ کے نیچے مثل مردہ کے پڑی ہے یہ ملاحظہ کرتے ہی اپنے
اپنے دونوں ہاتھ اونچے کیے روے ہوا سے اس شبستان میں پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکور وہاں سے غائب
ہو گئی اور یکایک بارگاہ میں شکوہ کے آکر ظاہر ہوئی برق نے دیکھا کہ حیرت آئی مگر غضبناک تیوری چڑھائے
ہے بہت ترچھی نگاہ سے دیکھتی ہے دیکھیے کیا کرتی ہے دل سے کہا خدا خیر کرے بس جلد پلنگ پر سے اٹھا ملکہ
کو تعظیم دی اور کہا آپ نے تشریف لائیے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ جی لونڈی حاضر ہے آپ تکلیف نہ فرمائیں یہ کلمہ سنکر
اسکو یقین واثق ہو گیا کہ ضرور یہ مجھے پہچان گئی ہے اور تختۂ جمشیدی میں میرا حال دیکھ کر آئی ہے لازم ہے کہ
بھاگ جاؤں پھر سوچا کہ یہ سر پر پہنچ چکی ہے بھاگنا دشوار ہے یہ تصور کر کے پلنگ پر سے اُترا اور ملکہ کے قدموں
پر گر پڑا اور عرض کیا کہ میں برق عیار ہوں ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جا کر گرا اور وہاں سے سنبھلکر
جو جست کرتا ہے سراچۂ بارگاہ فرا کیا ملکہ نے پکار کر کہا کہ جہاں پہنچا ہے وہیں رہ جانا یہ کلمہ سحر کا تھا آگے
نہ بڑھنا عیار کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ملکہ نے جا کر وہاں سے گرفتار کیا اور بارگاہ میں لائی اور کہا ہے

غضب کیا تھا تو نے کہ میری انیس کو قتل کیا تھا یہ کہکر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا کپڑے پہنائے تمام ملازم اسکے
یہ ماجرا دیکھ کر دنگ تھے اور تعریف حیرت کی کرتے تھے کہ حقیقت مین ہماری شاہزادی کی جان آپنے بچائی
واہ واہ سحر اسکو کہتے ہین کہ یون عیار کو پہچان لیا الغرض شکوہ کو ہوشیار کیا اسنے سارا حال سنکر ملکہ کا شکریہ
ادا کیا اب ملکہ عیار کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ بتا اے موذی کہ کیا حال تیرا کرون اسنے جواب دیا اگر میرے
ہی بتانے پر منحصر ہے تو ایک خلعت بہت عمدہ مجھکو دیکر چھوڑ دیجیے ملکہ یہ کلام سنکر ہنس پڑی اور شکوہ نے
کہا او بدذات نگوڑے مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جسکا عوض تو نے یہ کیا عیار نے کہا مین نے تو آپکے ساتھ
کوئی برائی نہین کی اگر مین آپکا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا یہ احسان تو آپنے بھلا دیا او اُلٹی شکایت کرتی ہین اور
مین جب بھوکا ہوتا تھا تیری صورت بنکر آتا تھا اور کھانا تیرا لکھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہوا تھا ایک دو کھانے کھانے
آیا تھا حیرت نے کہا کمبخت موئے تو اپنے ہوتون سوتون کو آج تو شکوہ کی صورت بنکر میرے کھانے کو آیا تھا
اسنے کہا ہان یہ سچ ہے اگر اسے تجکو مانے کہ تو مالک طلسم ہوشربا ہے اور بادشاہون ہی کو خلعت بری لگتی ہے
اور وہی مار بھی ڈالے جاتے ہین اگر مین مار ڈالتا تو کچھ برا نہ کرتا ملکہ پھر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا اب ہم تجکو قتل کرینگے
تو کچھ گناہ نہین عیار نے کہا آپ جو مجکو قتل کرینگی تو آپ کو کون مار یگا آپکو لازم ہے کہ ہمین چھوڑ دیجیے ملکہ نے کہا
ارے کمبخت تو مجکو باتون مین لگا کر نکل جانا چاہتا ہے یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے لائی اور آمادہ قتل پر ہوئی
ادھر افراسیاب کو بھی پتلون نے خبر پہونچائی کہ برق عیار اس طرح گرفتار ہوا ہے اور ملکہ سے بحث رہی ہے
شاہ نے یہ خبر سنکر نامہ لکھا کہ اے ملکہ اس عیار سے تم کچھ گفتگو نہ کرو فوراً سر کاٹ کر بھیجو نامہ پتلے نے ملکہ کو پہنچایا اور پکار کر
بھی کہا کہ شاہ فرماتے ہین جلد اسکو قتل کرو اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا اسنے بھی سنا اور الگ جا کر
اپنے سارے جسم پر چتے زرد و سرخ و سیاہ و سبز دیے اور چار جوڑے سر پر باندھے ان جوڑون مین منقش کے پھندے
لگائے صورت ساحر کی ایسی بنائی تھی کہ اتنی ہیبت اور زیادہ کرکے سامنے حیرت کے آیا اور چاہتا تھا کہ قریب
جاکر کوئی عیاری کرے حیرت کے سونے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو سامنے آتا ہے قران عیار ہے ملکہ نے
یہ معلوم کرکے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہے اس عیار کا قتل ہونا اس جگہ مشکل ہے یہ سمجھ کر بغچے مین برق
کو داب کر لے اڑی اور ایک درہ کوہ کے متصل کئی منزل پر جا کر اتری اور چاہا کہ کام برق کا تمام کرون
اسوقت شور ہوا پر نفیر سحر اور ناقوس کی صدا پیدا ہوئی اور اپنے لگے اُڑتے نظر آئے ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھون یہ کون
آتا ہے اس اثنا مین ساحر دیو سے ہوا سے اُترنے لگے اور شتیبان جادو چشم خدم راہ روکنے روانہ ہوا تھا
یہان آکر پہونچا اور اژدہے سے اُتر کر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھ کر قریب آیا اور تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ ملکہ عالم
اس بیابان مین کیون تنہا استادہ ہین اور یہ مجرم کون ہے ملکہ جملہ کیفیت بیان کرکے مستفسر ہوئی کہ تم کہاں چلے
اسنے اپنا راہ روکنے آنا بیان کیا ملکہ نے کہا مجکو اس حال کی خبر ہے اچھا تم اس بیابان مین ٹھہرو اسنے کہا
آپ یا تو میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے یا اپنے لشکر مین جایئے اس گنہگار کو میرے حوالے کیجیے مین اسکا سر

کاٹ کر شاہ پاس بھیجونگا اور گوشت جسم کا مین کھاؤن گا کہ بہت دنون سے گوشت آدم مین نے نہین کھایا ہے
ملکہ نے التماس اسکی سُنکر خیال کیا کہ شاید تو کسی آفت مین گرفتار ہوجائے قران سے بچا کر تو یہان ہکو
لائی ہے شاید یہان بھی کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اسکے عیار تیرے دشمن جان ہوجائینگے اسی کو دیدینا
اسکا مناسب ہے یہ سوچ کر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کے کیا اور آپ اُڑ کر اپنی بارگاہ مین آئی یہان پاس
ساحر نے لشکر اپنا دامن کوہ مین اُتروایا اور دریائے ہفت رنگ کی طرف روک کر خیمہ و خرگاہ نصب کرائے سردار
اسکے اُترے بارگاہ اسکی بھی استادہ ہوئی سامنے بارگاہون کے ہومخانے بنگلے لشکر مین بازار کھلی گہما گہم ہونے لگی
لشکری اُتر کر اشنان گیان دھیان کرنے لگے کڑھاؤ چڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا پشتبان بھی اپنی
بارگاہ کے سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسحور کرکے روبرو بٹھایا قصد ذبح کرنے کا کیا برق نے جو دایۂ
اجل کی آغوش کھلی دیکھی بے اختیار درگاہ رہانندۂ عاجزان مین لب استغاثہ وا کیے اور پکارا کہ اے کریم کارساز بندہ
نواز تو وہ خالق اکبر ہے کہ جناب ایوبؑ کو عوارض جسمانی سے تو نے شفا بخشی اور جناب جرجیسؑ کو ظلم بادشاہ جابر
سے رہائی دی مجھکو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا دے ربیت مین عاصی ہون خداوندا کرم کر رہا کر مجھکو از دست
ستمگر باب اجابت بہر دعا وا ہوا آسمان پر سے ایک تخت بسان رحمت خدا نازل ہوا اس تخت پر سلطان و
سرشار و سلیمان جو چالاک کو لیکر چلی تھین سوار تھین کس لیے کہ یہ سب جو اس دشت مین پہونچین لشکر اُترے
ہوئے دیکھ کر چالاک نے کہا یہان اُترو اور دیکھو کہ یہ لشکر کس کا ہے یہ سنکر جادوگرنیون نے تخت اُتارا اور لشکر
ساحرہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آئے ہو انسے سب ماجرا راہ روکنے آنے کا اور برق کے گرفتار ہونے کا اور
قتل کے لیے بٹھائے جانیکا بیان کیا چالاک نے اپنے ساتھ والون سے کہا اگر یہان نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا
غرض بہت جلد سامنے پشتبان کے یہ سب آئے چالاک بھی صورت ساحر کی اپنی بنائے مصاحب بنکر
پہونچے پشتبان اپنی جگہ سے بنا بر تعظیم اُٹھا انھون نے بھی سلام کیا اور برابر تخت کے جا بیٹھے اور کہا آپ نے ہمین
پہچانا ہم سلطان و سرشار وغیرہ ہین پسکو تو انکی بناوٹ معلوم نتھی یہ معلوم کر کے کہ یہ شہزادیان مالک قلعہائے
طلسم مین بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب و کباب کی منگائین انھون نے پوچھا کہ یہ مجرم کون ہے جو سامنے کھڑا ہے
اسنے کہا کہ یہ بڑا زبردست عیار ہے اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے یہ حال سنکر چالاک نے اپنے دلمین کہا کہ
اللہ میان برق نے اس طلسم مین آکر بڑا نام پیدا کیا ہے الحاصل پشتبان کے تمام مصاحب بھی سلطان وغیرہ
سے آکر ملے اور اپنی اپنی جگہ پر سب بیٹھے اس وقت پشتبان نے ہر ایک سے پوچھا کہ کہو گوشت کس جانور کا اچھا
ہوتا ہے کسی نے کہا مرغ کا کسی نے کہا ہرن کا کوئی بولا تیتر کا اچھا ہوتا ہے چالاک نے کہا مجھکو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہے
پشتبان نے کہا اے بھائی تو نے میرے دل کی بات کہی لو اب اس خداپرست کے کباب کھلاؤ یہ کہہ کر
برق پر سے سحر برطرف کر کے زنجیرون سے باندھا اس مین چالاک نے کہا اے سلطان کہین گوشت
کے لالچ مین آکر وہ حال نہ کہنا اسنے کہا نہین کیا مجکو تم نے دیوانہ بنایا ہے گو مگو کا حال مین کیون کہنے لگی

پشتیبان نے کہا کون سا حال چالاک نے کہا جی کچھ نہیں قاعدہ ہے کہ جس کے سامنے ایسی باتیں کرو وہ جلن ہو جاتا
ہے اور اس حال کے سننے کا مشتاق ہوتا ہے اور چالاک نے اسی واسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان
تو جانتی ہی ہے کہ یہ عیار بے معنے بات نہیں کہتا ہے ضرور اس میں بھی کچھ مطلب ہے پس اسنے بھی اصرار کیا تھا کہ میں سنونگی
تب پشتیبان بیقرار ہو گیا اور کہا بتاؤ وہ کیا بات ہے برق یہ جملہ سنکر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا ہے اس
جادوگر نے کیا سمجھ کر کہا پس غور سے دیکھا تو چالاک کو پہچانا دل میں خوش ہوا کہ مرشد زادے اچھے وقت پر
آئے اور ادھر جب بہت کچھ پشتیبان نے اصرار کیا کہ وہ بتاؤ کیا بات ہے چالاک نے کہا خاطر ہے آپ کی
اکیلے بارگاہ میں چلیے تو بتا دیں یہ اٹھ کر بارگاہ میں آیا چالاک اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا کہ مجرم کو
بھی اندر بلا لیجیے ایسا نہو کہ آپ یہاں باتوں میں رہیں اور وہ عیار ہے چھوٹ جائے اسنے برق کو بھی اندر بلا لیا
اور پردے بارگاہ کے چھٹوا دیے جملہ ملازموں کو آنے سے منع کر دیا اور کہا اے ملکہ ہاں اب کہو وہ کیا حال ہے
سلطان نے چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہوں اسنے کہا کہ کیوں نہیں کہہ دیتی ہو اچھا تم شرماتی ہو تو
میں کہے دیتا ہوں یہ کہہ کر کہا حضور مجھ سے سنیے پشتیبان منہ اٹھا کر اسی کی طرف مخاطب ہوا کہ اسنے ایک
حباب بیہوشی کا مارا کہ وہ منہ پر پڑا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسنے خنجر کھینچ کر مارا خنجر کی نوک جگر لگی
اور برق نے کہا بھائی صاحب مزاج اچھا ہے یہ جادوگرنیاں آپ کے ساتھ کون ہیں چالاک نے کہا یہ
میری شریک حال ہیں اسنے کہا تو ان سے کہیے کہ اس ملعون کا رد جو تن ہونا ہے دفع کریں یہ سنکر سلیمان
نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ جسم پشتیبان کا نرم ہوا اسوقت ایک گولا سحر کا سرشار نے مارا کہ سینہ کو توڑ گیا غل و شور
برپا ہوا کہ مارا افسوس پشتیبان جادو کو آندھی پانی ہزاروں طرح کی آفتیں پیدا ہوئیں سردار جو باہر
بارگاہ کے ٹھہرے ہوئے تھے اندر دوڑ کر آئے کہ یہ کیا آفت آئی سلطان و سرشار و سلیمان سب
چالاک و برق کو بغل میں داب کر اڑ گئیں اور ایک سناٹے میں دور نکلکر ایک مقام پر چھپ رہیں یہاں
سرداران پشتیبان نے لاش اسکی اٹھائی اور لشکر کو اس جگہ چھوڑ کر آپ شاہ افراسیاب پاس فردونہ کوہ
پر آئے اور کہا اے شہنشاہ پشتیبان جادو مارے گئے اس سے پہلے دو تیلوں نے بھی خبر عرض کی تھی شاہ نے
تیر سحر کمان میں رکھ کر جو مارا تیلے جل گئے شاہ نے فرمایا کہ طلسم میں جو غدر ہو رہا ہے تو تیلے بھی جھوٹ بولتے ہیں قسم ہے
جمشید کی میں نے ایسے زبردست رکن طلسم کو نہیں بھیجا ہے جو کسی کے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہے جو راہ
کوکب کی روکے گا اور مجال نہیں مہرخ کی جو اسکا مقابلہ کر سکے اسی گفتگو میں تھا کہ سر و لاش اسکی لیکر
آگئے اب یقین اسکو آیا اور دفتر جمشید دیکھا تمام حال چالاک وغیرہ کے آنے کا معلوم ہوا شاہ کے آنسو نکل آئے
اور کہا اے باغبان قدرت نمک حراموں کا کیا زور ہے اس طرح پشتیبان جادو مارے گئے وزیر نے کہا
اے بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجیے کہ جسنے کاخمیر کا شہر عنطلی آباد کے ایسے
ساحروں کو مارا ہے سب کا بدلہ ہو جاوے گا شاہ نے یہ سنکر اسی وقت تمام ناظمان طلسم کو نامے بھیجوائے کہ جلد لشکر لیکر پہنچ

لے کر حیرت کے پاس حاضر ہوا ادھر سلطان نے جب غول غول ساحران اپنے قریب دیکھا قصد چلنے کا کیا برق
نے کہا اب تم لوگ لشکر میں جاؤ ہمارے چلو خواجہ قید ہو گئے ہیں ان کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے ہم سب جان دینے پر آمادہ
ہیں چالاک نے کہا اے بھائی ہم قریب لشکر تو آ چکے ہیں ابھی لشکر میں کیا منہ لیکے جائیں بر وقت ہم بھی آ جائیں گے
تمہارا جی چاہے چلے جاؤ برق یہ سنکر ان سے رخصت ہوا اور یہ سب بھی ایک طرف کو سوار ہو کر تخت سحر پر
چلے برق اپنے لشکر میں آیا اور حال چالاک کا آئندہ بیان ہوگا لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ داروں کو شاہ طلسم
نے لکھے تھے وہ سب تیاری کر کے روانہ ہوئے مثل ان لوگوں کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد۔
ملکہ دریا بار ماہی گیر۔ ملکہ پری چہرہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دلکش۔ ملکہ اژدر سوار سنہری
پوش۔ ملکہ برق شمشیر زن۔ ملکہ روشن نگاہ سربلند۔ ملکہ سمار بن سیاہ چشم۔ ملکہ سفاکہ
روئین تن۔ ملکہ طوفان دریا نشین۔ ملکہ ماہ رنگ روئین تن۔ ملکہ خورشید مثال
آتش زبان۔ ملکہ مار سر موئے دراز۔ ملکہ ریحان گلزار چشم۔ ملکہ ترسان کوہ افگن۔
ملکہ بلور دندان۔ ملکہ مشعل نگاہ۔ ملکہ زنار بلا خیز۔ ملکہ روشن زبان دراز۔ ملکہ اظلم
زبردست۔ ملکہ ناقوس بلا افگن۔ ملکہ ستارہ چشم آہن دست۔ ملکہ ذلیم زبردست۔
ملکہ شیاطین بت پرست۔ ملک قائم دوسر۔ ملک مقیم دوسر۔ ملک فولادخوار۔
اب کہاں تک نام ان کے لکھے جائیں یہ سب دربندوں کے مالک ساٹھ ساٹھ ہزار اور ستر ستر ہزار ساحران نابکار
اپنے ہمراہ لیکر جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے کہا جا تیری زوجہ کی خطا معاف
کی اپنی بی بی کو لیکر ملکہ حیرت کے لشکر میں جا اور دریائے خون رواں کے کنارے سے تا لشکر فنا اور گنبد نور میدان
صاف کرا دینا بیابان اور کوہستان سب برابر اور ہموار ہوں جو درخت میدان میں ہوں کٹوا ڈالنا اور جھنڈ بیابان کا کٹوا
دینا صحرا ہمرنگ آئینہ پاک و صاف ہوں کنکر پتھر وغیرہ کا نام نہ رہے زمین مسطح ہو کہ تمام ناظمان طلسم وہاں آ کر
اتریں گے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمر و ضرور قتل ہوگا جسکو دعویٰ اسکے بچانے کا ہو وہ ہوشیار رہے وزیر حسب ارشاد
بادشاہ بشاش و دلشاد وہاں سے روانہ ہوا اور پہلے اس دشت دلکشا کی طرف کہ جہاں زوجہ نے اسکی
چمنستان بنا کر اپنے تئیں پوشیدہ کیا تھا اول میں لکھا گیا ہے کہ گلچین بخوف عتاب شاہ طلسم ایک گلزار صحرا میں
بنا کر پھول بنکر شاخ شجر میں لگی تھی چنانچہ وزیر مذکور تو اسکا شوہر ہے اور اسکے سحر سے ماہر ہے بوئے گل سے
چلا اسکی خبر پانے کو روانہ ہوئے کچھ دیر میں مشام جان اسکا بوئے خوب سے معطر ہوا کہا اس دشت میں تیری زوجہ
گلبدن ہے یہ اسی جنگل میں آیا اور مثل ایک گلشن پھولوں سے رنگین و پر بہار پایا جیسا پہلے تحریر ہو چکا ہوں

اس مقام فرحت بخش پر ٹھہر کر لسان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ اے گل باغ عشرت تو کس نہال میں پھولی ہے کہ بہار گلچین عالم تیرے ہجر میں بھولی ہے کے بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہے کہ تیرے فراق میں فوج خزان غم نے ساری بہار لوٹی ہے

نظم

نشاط افزا ہے بزم عیش و عشرت
تو پھر صورت کہاں ہے زندگی کی
کدھر ہے اے گل گلزار خوبی
سراپا صورت آرام و راحت
کہاں ہے رونق بازار خوبی
جو پہلو ہو گیا ہو دل سے خالی

یہ تو اس طرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور گلچین نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی تو وہ شاخ شجر سے چھوٹ کر زمین پر آتی تھی انسان بنکر کچھ کھاتی پیتی تھی احتیاج سے فارغ ہو کر قریب سحر پھر درخت کا پھول بن جاتی تھی اسوقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے کہ شاید شاہ جادوان نے دھوکا دیکر مجھے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بنا کر کسی ساحر کو بھیجا ہو اسی اندیشے میں سامنے شوہر کے نہ آئی جب باغبان بہار گلستان میں کچھ دیر ٹھہرا اور اسی شجر کے نیچے کہ جسمین یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگادیے آکر بیٹھا اس نے خوب پہچان کر برنگ بوئے گل اپنے تئین ظاہر کیا یعنی پھول تو بنی تھی ہی شاخ سے ٹوٹ کر شوہر کی گود میں گری اور غنچہ سان وہ گل کھلکھلا کر ہنسی اور زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ گود ہی میں سیان کی گیندا ہو جاونگی باغبان نے اُس پھول کو اٹھانا چاہا تھا کہ اسنے صورت اصلی بنائی اور شوہر کے گلے کا ہار ہوئی باہین گردن میں ڈال دین اور افک غم سے چمنستان حسن کو اپنے سینچنے لگی شوہر بھی اُسکا رو یا پھر تمام ماجرا بادشاہ کی خطا معاف کیے کا اور قتل عمرو کے انتظام کرنے کا حکم ملنا اُس سے بیان کیا زوجہ نے جواب دیا کہ تم نے پھر میرے جلانے کی باتین کرنا شروع کین عمرو کے قتل کا انتظام میں نہ کرنے دونگی عیاروں کے ہاتھ سے تمکو خدا بچائے یہ تم نے اقرار ہی کیون کیا کہ مین بندوبست کرونگا وزیر نے کہا جو کچھ ہوا وہ ہوا چلو شاہ کی ملازمت کرین ہماری بھلائی ہے کہ جو حکم بادشاہ دے اور ہم بجا لائین بی بی نے کہا تم جاؤ تمھارا کام جانے اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو یہ کہکر آپ لو دیپا اور پکاری کہ اے سرکاری میرے خاوند کی جلدی بچاؤ میرے جمشید میری مدد کو آؤ یہ بادشاہ نگوڑا ایسا میرے واسطے کا دشمن ہو گیا ہائے مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا کیا کرون کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگا کر نکلجاؤن وزیر نے کہا اے بی بی بادشاہ کی شان میں کچھ نہ کہو ابھی تو خطا معاف ہوئی ہے ویسا نہو کوئی آفت اور آئے لو آؤ گھر چلو مین انتظام کرنے نہ جاؤنگا یہ کہکر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت میں لایا اسکے آتے ہی گھر میں آرام و راحت کا سامان مہیا فرمایا باغ میں گویا فصل گل آئی بہار صحبت مینا و گل آئی کنیزوں نے حمام گرم کیا وزیر و زوجہ وزیر نے حمام کرکے لباس پر تکلف زیب بدن فرمایا رقاصوں کو بلایا اور ناچ گانے کی کیفیت دیکھی پھر خلوہ ہو گیا زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے۔

نظم

اشاروں سے تمنائیں ہویدا
جبیں و ابرو و رخسار چوسے
نگاہوں سے ملیں باہم نگاہیں
نگاہوں سے غرض کچھ اور ہیدا
مزے دینے لگی آواز قلقل
محبت کی کھلیں آپس میں راہیں
لپٹ کر عاشق دلدار چوسے
ہوا لائی شمیم زلف سنبل
لیا آغوش میں بانو کو اسنے

کیا فرش بدن نازک کو اُسنے
مزے بوسون کے مستی پہ جو آئے
لپٹنے سے ہوئی آغوش مینا

نگاہون نے چھپایا چہرۂ یار
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
فراغت پائی ناز شوق اُٹھا کر

ہوئین رُخ پر نقاب حسن دلدار
لپٹ کر لگ گیا سینہ سے سینا
اُداسی آئی روے مدعا پر

یہ دونون پھر اُٹھ کر حمام مین گئے اور بعد فراغ غسل وزیر مندیل وزارت سر پر رکھکر براے ابلاغ حکم پادشاہ روانہ ہوا زوجہ بھی اسکی کنیزین ہمراہ لیکر خدمت حیرت مین چلی غرض یہ دونون بارگاہ بانوے شاہ طلسم مین آئے اور حکم سے اطلاع دی اور کہا پادشاہ نے جمشید وسامری دگانے کے پھیرے کی جو سال بھر کے بعد ملاقات کرتا ہے قسم کھائی ہے کہ عمرو کو ضرور قتل کرونگا ساٹھ ہزار ناظمان قلعہ ہاے طلسم جو قتل ہونے سے بچ گئے ہین انکو نامے پہلے بھیج چکے ہین سب آتے ہین آپ عیاری فرمایئے ملکہ یہ سنکر گھبرا گئی اور بولی کہ تم سچ کہتے ہو ملک پشتیبان بھی آچکا ہے شاہ ضرور اس ناعیار کو ہلاک فرمائین گے وزیر نے کہا اے ملکہ پشتیبان بھی اس طرح چالاک کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ نے کہا تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہے اب بیشک بازار موت کا گرم ہوگا اسی گفتگو مین شکوہ نے پوچھا کہ چالاک کون ہے ملکہ نے کہا بیٹا عمرو کا اُسنے کہا چالاکی بہت کرتا ہے یا نام ہی اُسکا چالاک ہے وزیر نے کہا نہین نام ہی یہ ہے شکوہ نے کہا تو اے ملکہ جلد تیاری کیجیے کہ عمرو قتل ہو جائے ملکہ نے اُسی وقت افسر کو بیلدارون کے بُلا کر حکم دیا کہ جاکر کنارے دریاے سحر تا گنبد نور بلور رستہ تاریک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو ساحرون کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیان گرا کر درخت جلادین ہوا چلا کر گرد وغبار اُڑادین لیکن تم غار وخاک وغیرہ برابر کرو نشیب وفراز ہموار ہو سکے جا کر آبپاشی کرین درختون مین گنبد لٹکا دیے جائین پہاڑون کے درے آئینہ کی طرح مصفا ہون بیلدار یہ حکم سنکر روانہ ہوے جمعدار بیلدارون کا سر پر سرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمغہ لگائے ساتھ ہوے پیمایش جاننے والے جریب تختہ مسطح لیکر چلے اور ہزار ہا ساحر منتظم بھی روانہ ہوے ملکہ خود اُٹھ کر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ استادہ کرا کے دہنے پر کرسی بچھا کر بیٹھی وزیر اور اسکی زوجہ بھی مصروف انتظام ہوے جنگل صاف ہونے لگا شجر جو بے ثمر تھے کٹوا ڈالے گئے باقی جو رہے اُن کی سر تراشی کیگئی بادلے سے منڈھے گئے قمقمے اور گنبد بلور کے رنگین لٹکا دیے پہاڑون کے درے اس طرح کھلے کہ جیسے فیاضون کے دل کھلتے ہین ہر جگہ چمنستان بنائے گئے داغ بیلین پڑگئین جواہر کان سے رکھ دیے گئے جنمین درخت پھولون کے لگے تھے پہاڑون سے جھرنا جو جھرتا تھا اور گھاٹیون سے پانی گرتا تھا اُن گھاٹیون کے نیچے سے نہرین سیکڑون کھُدنے لگین نہرون کی لب گردان ہر ایک پختہ کرکے استرکاری رنگ برنگ کی کردی گئی کنارے کنارے جانوران آبی بگلے بط قاز مرغابی سحر کے زور سے موم کے بنا کر بیٹھا دیے جو جواہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے درختون پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے میدان مین جو گڑھے تھے اُنکو چھانٹ کر مثل میل کے بنا دیا درختون کی بیلون کو اُن پر چڑھا دیا چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کو پھلدار درخت لگا کر گلدستہ کردیا اور درہ ہاے کوہ مین رستہ کردیا اب وہ جنگل بہتر چرخ اخضر سے ہوا نہرین کہکشان

فلک پہ طعنہ زن تھی کرسے برج سنبلہ پر جشک فگن صفائی پریدان کی آئینہ آفتاب غیرت سکندر نظر آتا فقوں کو دیکھ کر بدکا لی
دل غم کھاتا دوشت جو بادنے سے جذ تھے گئے تھے شاہ بہار نے کپڑے بٹے تھے تھیلیاں جو اثمار پر چڑھی تھیں معشوقوں کی انگیا کو
شرماتی تھیں طائر جو اہر کے جو نغمہ سنج تھے دل غم خفقان دیتے تھے داغ بلبلیں معشوقان دہر کی مانگ سے بہتر ہو جاتا کا سودا سوں میں
لگتی تھیں چمنستان میں کلیاں مثل دہان جانان ہنستی تھیں پہاڑوں سے جھرنا جھرتا تھا یا دامن صحرا کو پہاڑ موتیوں سے بھرتا تھا بجز
کے اس ہوا پر جلانے بہار کی دلگ پر طاؤسان مست ناچتے تھے ہر سمت آرائش و زیبائش جان غمگین کی آمائش

نظم

جو کوئی پہونچا وہاں نور کا سامان دیکھا
گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا
جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا
آنکھ جو ردن پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا
فرش تا دور خزو اطلس و کمخواب کا تھا
ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا

چلمنیں نور کی جھوٹی تھیں دروں میں نایاب
صاف چلمن سے عیان زیور و ملبوس کی تاب
حسین تھے ایسے حسین جن پہ تصدق تھا شباب
بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ چھڑے تھے گلاب
نکہت زلف رسا مشک فشاں ہوتی تھی
مشک کی بو کبھی پردوں میں نہاں ہوتی تھی

بارگاہیں اور سراپردے دور تک نصب ہوگئے ملکہ **حیرت** مع ہزارہا کنیز و انیس کے ایسا کچھ انتظام کرکے
انتظار آمد جانان ہوئی کہ یکایک سے خورشید نہاں ہوا نوبت دلکشائے بجنے لگی اور بجتے سنائی دیے دنیا ساری
درہم و برہم نظر آئی ہر سمت باجوں اور نفیروں و بوقوں کا شور ایسا تھا گویا ہزارہا صور پھونکا طائران صحرا اور
اژدروں سے دنیا بھر گئی جدھر نگاہ کام کرتی تھی ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا کسی سمت سرخ پوشوں کا غول جو پیدا
تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ لگی ہے کہیں زرد پوشوں کا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا کہ خوف سے دنیا زرد
ہوئی ہے کسی جا سبز پوش جمع تھے تو مات پیدا تھا کہ زہر جسم عالم میں اتر گیا ہے دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے
کسی جانب سیاہ پوش جادوگران جیسے اندھیر جہان میں پیدا شیران ثریان سے جیسے عالم بھر گیا فیلان سحر
سارا زمانہ تجلی بن ہوا اژدہوں نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا بلغت آباد اسکا نام کر دیا **حیرت** یہ تماشا
دیکھ رہی تھی کہ آمد الکان دربندکی شروع ہوئی نقیبوں کے للکارنے کی صدا آئی نقاروں کی آواز سے گوش
فلک کر ہوا ہزار ہا نشان جنکے پرچم رنگ برنگ کے ہوا میں اڑتے نظر آئے تعریف ان پر سامری و جمشید
اور گوسالہ کی لکھی تھی سلطان اژدر سوار ہاتھوں میں لیے جلوہ دیتے تھے انکے بعد اٹھارہ انیس ہزار دم کیب
پرند کوتل دکھائی دیے پھر ہزاروں فیل جنبر جد جھلے زرنگار و عماری ہائے طرحدار رکھی تھیں ظاہر ہوئے
جھالر کی جھولوں میں موتیوں کی لگی پیشانی ہر فیل کی رنگی ہوئی ان کے ظاہر ہوتے ہی پالکیاں نالکیاں مغرق
زرکار ظاہر ہوئیں پھر ہزاروں سانڈنیاں سجی ہوئی جھم جھم کرتی نکلیں اور گرد کا رد سے ہوا پر ہونے لگا عضا
اور عمل خاص پردا ڈھول باندھے ردسے ہوا پر اڑتے نکل گئے پھر سقائے ابر چھڑکا کرتے نکلے اور ہزارہا
ساحر اور جادوگرنیاں منقلوں میں عود و عنبر سلگائے ظاہر ہوئیں نکلتے کے لوگوں نے مشام دہر بسا دیا اس

تجمل اور جلوس کے بعد اژدہون پر تخت کھینچے جواہر کے بنگلے بڑے شاہان قلعہ تختون پر بیٹھے بعض طاؤسان زرین بال پر سوار بعض ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب اور اژدہے اسباب سحر و ساحری ہمراہ تختون کے کونون پر برچیان بنین انمین تھالیان سونے کی رکھین تھالیون مین انڈے۔ چھالیا۔ سپاری لونگ کا ر لونگین۔ ماش۔ آک دھتورے کے پھل۔ ماش کا آٹا سیندور کی پڑیان۔ گوگل مشک۔ زعفران الائچیان۔ کالی مرچین ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب بدن کیے تاج گوہر نگار سر پر رکھے زیورجواہر زیب جسم کیے کسی کے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کسی کے ساتھ ستر ہزار کوئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ساحران لشکر باز و بط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھینچے ترسول بیگھنو رجنیدن کے لگائے کلچھڑیان بھنگے بھینٹ مینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہائے خوک گود مین بٹھائے صورتین سحر سے ہیبتناک بنائے آئے کوئی اژدہے کا چہرہ رکھتا تھا کسی کا منھ شیر کا ایسا تھا کوئی فیلتن کوئی کرگدن بدن کوئی بصورت انسان مگر رویئن تن جادوگر شہزادیان بعض جوان بعض سن رسیدہ جو مسن تھین وہ مہیب صورتین بنائے تھین کسی کے چار منھ دس ہاتھ کسی کے دس سر اور چار ہاتھ ہر سر مین کئی منھ جنسے شعلے نکلتے ہوے سر مثل شمع روشن روئین بتی کی طرح جلتے نوجوان شہزادیان آسمان حسن مہر تابان جسم منور انکا برنگ ماہ درخشان اگر سنبل انکی زلف رسا کو دیکھے ہمیشہ باغ عالم مین پریشان رہے نرگس چشم فتان کو دیکھکر حیران رہے گل انکے رخسارون پر نظر کرکے چاک گریبان رہے غنچہ دہن تنگ کو دیکھکر سدا دل بستہ و دلتنگ رہے ہونے پر آمادہ بستہ اُنکی دُہن کی گالیون سے دل ہر عشاق کا بستا گردن پر ان کی جو نظر پڑ جائے کیسا ہی بہادر رہے مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جائے برچھا بیتون کی نوکین برچھی کی نوکون پر طعن کرتین بہادران معرکہ عشق کے سینون مین گڑتین سرو قدان گلشن عالم ان کے قد و رفتار کو ملاحظہ کرکے دُنیا سے آزاد سرو و شمشاد باغ عالم مین ہمیشہ برباد بسبب جوان و پیر بصد حسن و زیبائش ایک کے بعد ایک آنے لگے اور اسقدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ و شہزادی کی سواری آنہ چکی تھی کہ دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا تار نہ ٹوٹتا تھا ہر سمت طلسم مین یہی آرائش سوارون کی جو میان ہوئی نظر آتی تھی دنیا مین ہلچل پڑی تھی تین چار روز تک برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا فوج کا آنا رہا

نظم

ہوا ابر بھی یہ کثرت ساحران | کہ تھا تیرہ و تار روشن جہان | زمین کو تزلزل تھا یون آشکار
کہ ہو جیسے عاشق کا دل بیقرار | بہت چرخ مکار حیران تھا | کیے پر وہ اپنے پشیمان تھا
ہوا تھا زمانے مین محشر عیان | یہ غل تھا کہ دنیا کی تھی فغان | اندھیرے سے تھا دہر ملک عدم
نہ یہ جانتا تھا کوئی کس جا ہین ہم | زمانہ ہوا تھا جو تیرہ سیاہ | سیہ روز پیش آیا تھا ہر شاہ
کسی سمت تھی اژدرون کی قطار | اگلتی تھی زہر اور بھی شعلہ بار | ہوئی تیرہ یون آتش سحر تھی
کہ دل سے کسی کے ہو جیسے لگی | اُڑے طائر سحر تھے اسقدر | نکالے تھے دُنیا نے اٹھنے کو پر
زمانے مین غل ایسا کچھ مچ گیا | فلک ماہ سے پنبہ درگوش تھا | ہر ایک لشکر کے ساتھ ہیر دبنگاہ جمند

بارگاہ مین اژدرون پہ بار ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ انکا گدرون مین شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے
جو کوئی آتا جا کر مقام پاکیزہ پر اُترواتے باغبان اور اُسکی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزین پہونچاتین ملکہ حیرت
کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی ملکہ مذکور بھی آٹھ پہر مین چند گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام مین مصروف
رہتی آخر تمام ناظمون کی بارگاہین استادہ ہوئین اور لشکر اُترے پڑاؤ پڑ گئے بازار ہر ایک لشکر مین کھلے کئی
منزلون تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی ہر جگہ میلہ لگا تھا دکانین کھلی تھین تاجر بھی ہر دیار و امصار سے ہمراہ ناظمون
کے آئے کبھی کا ہیکو ایسا جماؤ ہوا تھا یہ مجمع طلسم مین کسی کی نگاہ سے کم گذرا تھا ہر جگہ میلا جما تھا اور نقارے
دمبدم بجتے تھے اور دوکاندار پھیری پھرتے تھے گلیون حلوائی مٹھائی نفیس نفیس بنا کے تھالون مین لگا کے نکلے تھے
گلابی حلوا سوہن کی صدا آتی تھی بزازہ صرافہ کھلا تھا ایک طرف کھلونے بک رہے تھے کہین شیشہ موتی والے
بکتے تھے کہین ہنڈولا گڑا تھا کسی جانب بازیگر بازی کر رہا تھا نٹنیان ناچتی تھین سوانگ ہو رہا تھا غول کے
غول ساحرون کے پھر رہے ہین ہر ایک خیمے مین ناچ ہو رہا ہے بڑے بڑے جادوگر سیر دیکھنے نکلے ہین کلوار کی
دوکان پر جماؤ تھا شراب پی کر مست لڑکھڑاتے ہین لطیفے بکارتے ہین کوئی کہتا ہے لائے ایک گھونٹ اور
دے کوئی اپنے کنبہ بھر کا حال کہتا ہے کہین چوسر ہوتی ہے کہین نوتریکا داؤن لگ رہا ہے کہین جھنجھنے کا
ڈھیر ہے کہین سڑک کے داؤن کے بار ہین کسی جا نگہبان اور سپاہی لگ رہے ہین چار طرف پیادے کوتوالی
کے پھرتے ہین کوتوال گشت کو اٹھا ہے جہان قضیہ سنا ہے دوڑ گئی ہے کسی شرابی کو باندھ لیا ہے کسی کو
دھمکا کے پھرے لیا ہے کسی کسی کو دھمکا یا دو روپے وصول کر لیے ہین زنگا پھنکتا ہے کہین تلوار چلی ہے
ایک دو زخمی پڑے ہین دو ایک مر گئے ہین باقی کو پیادے گرفتار کر کے لیے جاتے ہین ایک آدھ رنڈی پکڑی گئی
ہے ناگہ اسکی بانچے بھڑکاتی پیچھے پیچھے چلی جاتی ہے یار آشنا کا غول رنگین ساتھ ساتھ ہے کسی کا لڑکا کھو گیا
ہے ڈھونڈھ رہا ہے فقیر بازارون مین جمشید سامری لقا کا واسطہ دلا رہا ہے کچھ اندھے لنگڑے خیمے مین
چادرین بچھا بچھا کے کوڑی پیسا پھینکتا جاتا ہے درمیں اندھے گڑ اجاگر گا رہے ہین دس بیس ساحر مجتمع ہو رہے
ہین ہر مقام پر سحر ہو رہا ہے گوگل تیل رال سیندور کی چراہند آ رہی ہے آگ دھتورے کے پھل اچھل رہے ہین
بھبھوکیان پھنکتی ہین آگ دہک رہی ہے گھنٹ گھڑیال بجتے ہین ناقوس پھنکتا ہے ایک طرف سوارون کی لین
مین غل مچا ہے کوئی گھوڑا چھوٹ کر گھوڑی پر جا پڑا ہے کہین پیادے بسترون پر سپر تلوار رکھ کر بیٹھے ہین قرابینون
کے پائے چڑھا رہے ہین آپس مین بانکے گھورم گھار کر رہے ہین کسی طرف مجھولیان رنڈیون کی کھڑی ہین۔
تماشبین جمع ہین کوئی دور سے رنڈی پر آوازے کستا ہے کوئی اشارے کر رہا ہے کہین بھنگ گھٹتی ہے سو
پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہین کسی جگہ دو نغمہ ہی بجتی ہے کہین شعر خوانی ہو رہی ہے طرے گا رہے ہین ساحر و
جادوگرنیان پیچ قوم بھینارا ایک کا گھنا لوٹ بجھے کے زیان خرید رہی ہین ہر سمت غل و شور برپا ہے مونڈ چڑے
فقیر دکانون پر کھڑے گلون مین نسمے بندھے ہوئے | ہاتھون مین دستے سے سر چیر الموہتا ہاتھون مین سینگ

لیے لنگوٹا باندھے ہوئے نشیں باہر نکلی ہوئی ہیں جھومتے ہیں تالابوں میں جادوگر جادوگرنیاں نہاتے وہاں بُت جمشید کے نام پر کرتے کنور راہر سمت کھنکتا گھنٹا آباد دھندے استادہ اُدھر شاہان طلسم بارگاہوں میں تخت پر جلوہ فرما تاج سامنے ہوتا دور شراب ناب جلسہ رقص چنگ در باب آغاز حیرت کے یہاں سے خوان دعوت کے ہر ایک کے لیے جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکاریں ایک جا ساٹھ ہزار دربار سے زمین بارگاہ و خیام سے بھر گیا تھا کہ **نظم**

تھی کوئی نہ چیز واں پہ مفقود	سامان جہان بھر کا موجود	آراستہ ہر جگہ بہت خوب
جو شے تھی وہاں وہ تھی خوش اسلوب	جو خیمہ تھا منزل قمر تھا	خیمہ نہیں نور کا وہ گھر تھا
پیدا عجب ازدحام مردم	ہر سمت ہجوم عام مردم	آراستہ ہر طرف دکانیں
دلالوں کی ادھر ہی زبانیں	تھے جمع ہر اک طرف فسوں ساز	موجود فسوں کا ہر طرف ساز

یہ سب تو عشرت تمام تر اس مقام پر اُترے اُدھر جب یہ ہنگامہ آمد شاہان طلسم لہرچ کو ظاہر ہوا مع اپنے تمام سرداروں کے بارگاہ سے نکلکر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہو کر تماشا دیکھنے لگی پھر اپنی بارگاہ میں جاکر بیٹھی اور نقیب سحر کو دم دیا سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا اُنکے افسروں کو حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے یہ کہکر باہر نکلکر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی جاکر جنگ آغاز کردوں کیونکہ ابھی شاہ طلسم نہیں آیا ہو پھر آگئے بڑا ہنگامہ ہوگا اسی خیال میں چند قدم چلی تھی کہ صدائے مہیب آئی اور چار سو نخچیر پیدا ہوا ہزارہا پھول گلاب کے برسنے لگے طائروں نے صدا دی کہ بہار آئی بہار آئی سب ساحر اور پری دیکھنے لگے ایک تخت طاؤسی پر اُس بہار عالم کی جان سردار معشوقان یعنی ملکہ بہار دلستان کو سوار دیکھا کہ بھبوکا نگا گہنا پہنے ہوئے ہاتھوں میں گل طرہ کی چھڑی ہے چار ہزار جادوگرنیاں ہمراہ ہیں اُس گلبدن کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کوہ ادام میں گئی تھی کہ وہ مقام اُس کی سکونت کا ہے اور حال اُس مقام کا بھی تصریح وار تحریر ہو چکا چنانچہ یہ رشک چمن جب وہاں گئی سحر اپنا تیار کر کے اب مراجعت فرما ہوئی لہرچ تخت سے اُترکر اس سے ملی اور کہا اچھے وقت آگئیں کہ آخر وقت میں تمنے ہمیں اور ہمنے تمہیں دیکھ لیا ہم تو مرنے کو چلے تھے یہ کہکر تمام ماجرا نظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا ہماری فوج اس لشکر کثیر کے مقابلے ایسی ہے کہ جیسے دال میں نمک کہاں کروڑوں اور کہاں پانچ لاکھ لیکن لڑکر ہم مر جائینگے دنیا میں نام کر جائینگے بہار نے جواب دیا کہ میں ہر حال میں شریک ہوں جو تمہارا حال ہوگا وہ میرا بھی ہوگا میں اپنے مکان میں بیٹھی تھی کہ یکایک خبر سنی ملکہ ماہ رنگ روئین تن ۔ و خونخوار دلوش شاہ طلسم کے پاس سے اُٹھکے قلعے میرے ملک سے قریب ہیں میں نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب نظمان طلسم جاتے ہیں یہ کیفیت معلوم کرکے میں بھی بتعجیل روانہ ہوئی یہاں پہونچکر آپ کو آمادہ مرگ پایا اے ملکہ میری رائے یہ ہے کہ اپنی جانب سے جنگ میں پیش دستی نہ کرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو دیکھو کہ پردہ غیب سے

کیا ظہور میں آتا ہے مہرخ نے کہا یہی جی چاہتا ہے کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مرجایئے اسنے کہا اپنا بھی ارادہ یہی ہے اور اس مرنے میں گویا تمام عمر جیتے رہیں گے لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے جان دینے کا موقع اور محل ہے کیا بعید ہے کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ رہا ہوجایئں حس یہ کہ جھٹ سے اسنے پڑھنا ابیات

گل ہو کے ہنسا وہ بے تامل
تن کو جو ہلال نے گھٹایا
دلگیر رہا جو غنچہ گل کی
غم سے جو کمان ہوئی زلیخا
آخر کو جوان ہوئی زلیخا
آخر کو وہ بدر بنکے آیا
آخر کو ہے بعد رنج راحت
اللہ کرے گا رحم ہم پر
زیبا نہیں شکوۂ مصیبت
فریاد میں ہے اثر مقرر

اس کے سمجھانے سے مہرخ بھی ذرا لشکر کو حکم دیا کہ نصف لشکر کھوئے اور نصف ہر وقت مسلح و مکمل رہے اس لیے کہ غفلت میں حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ ہوپہنچے حسب ارشاد لشکری اسی طرح کار بند ہوئے اور ملکہ داخل بارگاہ ہوئی اسوقت ہزار دل طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے کہا کہ لشکر حیرت میں آج بڑی خوشی ہے ہم سب بھی جہان دیکھیے پھر آخر مرنا ہے آج کی شب ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ خوب داد عیش و کامرانی دیں اور تمام رات جشن کریں جسمیں دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو ایسی ہی قوت ان کو ہے جاتی بڑی فوج کا اندیشہ نہیں کرتے ہیں اور نہایت محظوظ و خرم ہیں مہرخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت ساحروں کو حکم دیا کہ صحرا میں چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش و عشرت مہیا ہو حسب ارشاد مختار کارخانہ سلطنت انتظام میں مصروف ہوئے عیار بھی یہاں اس لیے موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہو کہ لشکر بیدل ہو کر بھاگ جائے اور علاوہ برین عیاری کرنے کس پر جایئں ایک دو ساحر ہوں تو ان پر دست اندازی کریں لاکھوں کروروں کو کیونکر ہلاک کریں چنانچہ عیاری ایسے وقت میں کرنا بے سود سمجھ کر اپنے ہی لشکر کی نگران حال رہے اور تیاری سامان عشرت میں مشغول ہوے قران بھی صحرا سے یہاں آگیا غرضکہ اپنی جانب جو بیشہ و کوہستان و چمن واقع ہوا تھا اسکو جھاڑ کر صاف کرایا چاندی سونے کی ٹٹیاں استاد کرائیں آتشبازی گڑ گئی درخت تمامی سے منڈھ دیے ہزارہا آئینہ عقیق کے لٹکا دیے فرش قاقم و سنجاب کنارے نہروں کے بچھا دیا مگر ہے یا سلک مروارید استادہ ہوے مسندیں مغرق زرتار بچھ گئیں ہزارہا کشتیاں شراب کی لگا دی گئیں ساعت بساعت لگنے لگیں مہر طلعت کے حاضر ہوے اس سامان کے ہونے سے آخر وہ زمانہ آیا کہ نگاہ و چشم مشتاقان سے نور ماہ تابان بستان نور حسن جانان دست و گریبان ہوا اور آفتاب درخشان مقید ہو کر شکل عقرب و برج ظلمت شب میں پنہان ہوا ناظمان قلعہ طلسم افلاک کی آمد کا سامان ہوا نظم

سیاہی مثل زلف یار پھیلی
اک ابر نیلگون مغرب سے آیا
فروغ مہر دامن میں چھپایا
تھا شاد دیکھنے آئی تھی لیلی
تمام ہوتے ہی دشت میں ہزارہا

قندیل روشن ہوگئیں جھاڑ فرشی فروغ پذیر ہوے دشت میں شاہد بہار کے نصیب چمکے واقعی طرفہ کیفیت تھی کہ کبھی پیر گردون کو خواب میں بھی دیکھنا نصیب نہوئی جنگل میں گل پھولے تھے طائر آشیانہ ہوے تھے فصل بہاری کا جوش تھا بلبل کا خروش تھا شاخ بلبل دل کے لیے شاہ منزل تھی اوج پر تقدیر نقش باطل تھی

جو شجر وہان تھا رشک طوبے تھا طوطیون کا بھی طوطی بولتا تھا ہوا اُس بیشہ فرحت افزا کی جان بخش گلہاے
خاطر پژمردہ پھول کی طرح سے غنچہ دل کھلجاتا جان تازہ پاتا ہر چشمہ مثل مہر روشن نہرین لطافت دہر پر طعنہ زن
مچھلیان رنگ رنگ کی اُسمین تیرتین سوجان سے حوت فلک اُن پر نثار مہتاب کا دل تصدق ایسی بیبی
چادر آبشار کنارے انکے روشن تمونبوں بتی کا جھاڑ جنگل مین جھاڑ مور دوش تھے فروغ افزاے تقاریر درخت لگن
تھے جھکروں پر اور قلعہ ہاے کوہ پر جو روشنی تھی شمع طور کا جلوہ دیتی تھی ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور
بروے فرش تھا قمقمین اور گیند ہاے بلورین پر نثار گوہر عقد پروین زمین پر مشجری فرش کی تزئین دو رنگ
کھلا ہوا گلزار خانہ چین کرسی کی کیا احتیاج مہ پرسی ہر ایک عرش پایہ اُس نور آگین انجمن پر اقلید کا سایہ
پلنگ زرنگار ہر سمت تخت کا دُس جنکے پایہ مین چوب ناتراشیدہ و ناکاستہ ہر خیمہ خیمہ آسمان سے رتبہ مین
بلند پردے اُن مین بظاہر گرے پڑے باطن مین سر بلند ہانڈیان بلور کی قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش
اُن کی بتیان مسندین کمخواب کی بوٹے دار اشرفیان دبیتین زمین کو ہر بار سامنے اُن کے چنگیرین رکھین باغ و
بہار دل کا پتا دیتین چوگوشے ایسے جنکے مقابل نفاست و زینت پانی بھرے ساغر ہاے زرین جام جمشید کو
کم ظرف کہتے بوتلون کے سامنے جام مہر و ماہ گردن جھکائے رہتے گلابیان بادۂ گلگون سے لبریز جنکے سامنے تریاکی
بوتل ریزہ ریز ہر سمت ناہید طلعتان اور مہر پیکرون کا مجمع غنچہ دہنون کا جلسہ جمع چاندنی جنگل مین چھٹکی ہوئی صبح
خضر جھلکی ہوئی ایک ایک نازنین بصد تزئین سر گرم اہتمام جشن مین رشک ماہ تمام شلخ ابرو جنکی تلوار
پھل مژگان کا نام تیر اجل زلف سنبل کی طرح بہار گیسو جو نو بہاران باغ عالم دیکھین پیچ مین پڑین سوکھ کے
کانٹا ہو جائین رخ پران کے شمس و قمر بلا گردان کیا وصف کیا جاے نور کے سانچے مین سب بدن ڈھلا ہوا
یہ آرائش و زیبائش جشن کیکاؤس و جم اگر دیکھتے یقین تھا کہ اسی دشت مین بر رنگ نخل جم جاتے طرب اس جشن کی
سُن پاتے تو ملک عدم جانے سے تھم جاتے فلک پر ثابت ہر ایک سیارہ تھا اسی جانب سر گرم نظارہ تھا نظم

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
ایسا کوئی دوسرا نہین ہے
تھی بوے شراب روح پرور
اُس دشت مین خلد کی ہوا تھی

جسمین کہ یہ ساز تھے یہ سامان
آراستہ وہ جگہ تھی نایاب
آنکھون کو نصیب دور ساغر
دیکھے نہین فرش روشن ایسے

اوصاف کی انتہا نہین ہے
پُرنور لبان برج مہتاب
سرسبزہ جاے دلکشا تھی
گل تکیے تھے مہر و ماہ جنکے

ملکہ مہرخ و بہار و مخمور و سر حمو بعد درستی مقام جشن مع سردارون کے آکر مسندون پر رونق افروز
ہوئین اور ساغر بادۂ گلنار ساقیان گلعذار نے دینا شروع کیے رقاصون نے ناچنا اور مطربان خوش گلو نے
گانا آغاز کیا فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا یہ جلسہ عیش و مسرت ۔ نظم

وہان چارون طرف شادی کی تھی دھوم
گلی بزم عروسانہ بنی ہے

نشان رنج و غم دنیا سے معدوم
مہیا ہر طرف اسباب شادی

زد کانون پر ہجوم روشنی ہے
کھلا روے جہان پر باب شادی

سجے تھے چار سو نقار خانے
بدن پر تھے مزین سرخ خلعت
کنول اور جھاڑ روشن اس مکان میں
پے خدمت مہیا سب وہاں پر
دھری تھیں قابیں مرصع کار اکثر
پھر آئے ساز و ساماں لیکے نقال
نہ ہوگی لولی چرخ ان سے بہتر
نہ ایسے سانگ تھے آنکھوں نے دیکھے

ہر اک جانب خوشی کے کارخانے
ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن
ستارے جیسے سقف آسمان میں
بچھا تھا ایک دسترخوان عالی
طلائی اور چاندی کی برابر
جمایا رنگ گانے والیوں نے
نہ تھا روئے زمین پر ان کا ہمسر

عجب نکھرے ہوئے ارکان دولت
کھلا تھا روشنی کا ایک گلشن
خواصیں ماہرو خورشید پیکر
جنی ہر ایک نے اس پر نزاکت
ہوئے کھانے سے جب دم فارغ البال
بیان ہو کیا قلم سے وصف ان کے
نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے

یہ سب اس طرح بعشرت تماشے دیکھتی ہیں ادھر حیرت کے یہاں بڑی تیاری تھی منزلوں تک روشنی ادھر بھی تھی ادھر بھی تھی سارے طلسم میں رات کا دن ہو گیا تھا حیرت خلعت ہزارہا دے رہی تھی سردار مالا مال ہو گئے تھے جابجا آرہ کش تسمہ کش جلاد لئے قتل خواجہ پھر رہے تھے جوڑے سرخ رنگ کے پہنے تھے میدان خونی تیار تھا اور ایک چبوترہ بہت اونچا بنایا تھا اسکے گرد سحر کے آتش بوئے تھے اور ایک سولی لکڑی کی لگی کہ اسیر خواجہ کو بٹھا کر تیر لگائیں گے ادھر طائران سحر یہ خبریں پہونچاتے تھے ملکہ مہرخ آہ سرد بھرتی تھی عیار بھی حاضر تھے وہ کہتے تھے کہ اے ملکہ کو کیا ارادہ ہے یہ جواب دیتی کہ آج کی شب ظلمت ہے صبح جانب ملک عدم کوچ ہے ہم جس وقت سنیں گے کہ عمرو کو برج حضرت سے نکالا ہے اسی وقت جا پڑیں گے یا تو چھڑا لائے یا مارے گئے قران نے کہا پہلے ہی سے کیوں نہ چلو اس برج پر گرد ملکہ نے کہا اس برج تک کسکا مقدور ہے جو جا سکے قران نے کہا کوئی نہ جا سکے گا تو وہ ضرور جائیں گے بہار نے کہا وہ کون اسنے کہا مولا مشکلکشا علی شیر خدا علیہ السلام اور کون یہ سنتے ہی سب شہزادیوں نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالوں پر انگلیاں چٹ چٹ چٹکائیں کہا مولا تمھارے نام کے قربان ہماری مشکل بحکم خدا تم آسان کرو یہ کہکر سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے رو رو کر کھڑے ہو گئے کہا بیشک ہمارے مولا مدد کرینگے اسی ہنگامے میں عیار بچیوں کا حال سنئے کہ لشکر سے اپنے نکلکر علیحدہ آئیں اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا کہ اے بہن ابھی خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہے شاہ جادوان نے بڑا انتظام کیا یقین ہے کہ خواجہ قتل ہو جائیں میں سچ کہوں مجکو بڑا رنج ہے صبا رفتار یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا واری تجکو رنج نہ ہوگا تو کس کو ہوگا سچ ہے مقام ہی رنج کا ہے صرصر نے غصہ میں آکر کہا میں نے تو دنیا کی ایک بات کہی تو یہ سمجھی کہ میں عمرو کی عاشق ہوں تو لگی طعن کرنے اسنے کہا نہیں صدقے گئی طعن میں نہیں کرتی ہوں سچ ہے کہ اس کے عیار اور اس کے شاگردوں نے بارہا تجکو زیر کیا لیکن قتل نہیں کیا اور حق تو یہ ہے کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے میں نہیں ہے اب عیاری کا چراغ گل ہو جائیگا صرصر نے یہ باتیں جب سنیں غصہ جاتا رہا اور کہا اے بوا اور اچھا کر دیکھنا چاہیے کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ میں ہیں اور کیا تدبیر کرتے ہیں کیونکہ عمرو ہی کی زندگی سے سب کی زندگی ہے بعد خواجہ کے سب ہلاک ہو جائیں گے صبا رفتار نے کہا بہتر چلیے یہ

وان سے دونون کنارے لشکر مہرخ کے آئین یہان جشن کا سامان دیکھا متحیر ہوکر باہم مشورہ کیا کہ ان لوگون کو تو
کوئی ملال نہین معلوم ہوتا ہے یقین ہے کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر ضرور انھون نے کی ہو اچھا اب ان کے
دلون کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش مین ہین یا جلسہ دکھانے کو کیا ہو یہ کہکر دونون نے جادوگرنیون کی
ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہرخ کے سامنے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو انھون
نے کہا ہم اسی اطراف مین رہتے ہین مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے ایسے آج طالع یاور ہوے
جو حضور مین حاضر ہوے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا گھر ہے تمھارا بیٹھو یہ دونون ایک مقام پر بیٹھین اور ناچ دیکھنے لگین
قران عیار ملکہ سے باتین کر کے کسی طرف چلا گیا تھا بعد لمحہ کے پھر جو آیا ان دونون کو بیٹھے دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ
یہ دونون عیار بچیان ہین چنانچہ پہچان کر پھر باہر چلا گیا اور بارگاہ کا سرانچہ پھاڑ کر پیچھے سے ان دونون کے
سر پر آکر استادہ ہوا اتفاقاً مہرخ نے اسکی جانب دیکھا اور کہا بھیا آؤ کھڑے کیون ہو بیٹھو یہ کلام عیار
بچون نے جو سنا گردن اٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہے غرضکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا جان
نکلگئی چاہا کہ بھاگ جائین قران نے دونون ہاتھ پھیلا کر دونون کو گلے مین داب لیا اور ذرا زور جو کیا صرصر
چالاکی کر کے اے موے پیری لیسبان تو مین قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے صرصر تڑپکر نکلی اور صبا رفتار کو قران
نے خود چھوڑ دیا یہ دونون بھاگ کر چلین قران نے پکار کر کہا کہ اے صرصر اگر آج کی شب تو نے ارادہ عیاری
کا کیا تو خواہ خواہ ناراض ہون یا خوش ہون مین پکڑ کر مار ڈالون گا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نچھوڑونگا
صرصر یہ سنتی ہوئی دور نکل گئی اور صبا رفتار سے کہا ہوئی کہ ان موذن کو ذرا پیچ نہین ہے مقرر یہ
خواجہ کو چھڑا لین گے اس نے کہا واری اس موے کالیے نے قسم کھائی ہو اب یہان نہ آئیے گا نہین
تو وہ ہرگز نہ جیو نچھوڑیگا یہ باتین کرتی ہوئی دونون چلین مگر ضرغام و جانثار ان کے تعاقب مین
چلے کہ بن پڑے تو ان دونون کو اسیر کر لین کہ یہ بروقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہونگی
چنانچہ ان کے ساتھ ان عیارون کو جانے دیجیے لیکن اب حال سعادت اشتمال بران تمتنین
بیان کیا جاتا ہو کہ ملکہ مجلس جو ہمراہی مہرخ سے روانہ ہوئی بران کی خدمت مین پہونچی اور تمام
احوال یہان کا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈھورا پٹ گیا ہے اب کچھ ان کے قتل مین دیر
نہین ہے ملکہ مذکورہ نے سب حقیقت سن کر دل سے عرض کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہو گیا تو بڑا غضب ہوا جلد
لشکر کشی کرنا چاہیے پس جس دامن کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی وہین سے کچھ مٹی لے کر گوندھی اور
اس کے پتلے بنائے اور سحر کے پیر اسکے پیٹ مین بٹھائے اور انھین حکم دیا کہ جاؤ ناظمان طلسم
کو ہمارے اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لے کر طلسم ہوش ربا آؤ پتلے اسکے گلی ہزار اور دس ہزار اکر
روانہ ہوے اور مالکان دربند کو طلسم نورافشان کے حکم ملکہ سے اطلاع دی ہر ایک ناظم اور ناظر تیاری
کر کے روانہ ہوے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھون ساحر تھے چنانچہ نام ان شاہان دربند کے یہ ہین۔

ملکہ طولان بن قاہر ماہی خوار جادو۔ ملکہ طوفان آسمان شکن جادو۔ ملکہ شیرین معمار کوہ فگن جادو
ملکہ توسن بن خرسان سنگ انداز جادو ملکہ قرناس بن خونخوار رویین تن جادو ملکہ طول بن دراز
اژدر خوار جادو ملکہ کلان بن قہر خرس دندان جادو ملکہ زہرہ بن کوہ پیکر فیل سوار جادو ملکہ لرزان
بن زلزلہ تیر افگن جادو ملکہ توسن بن ناقوس فیل افگن جادو ملکہ نسیم بن صبا ستارہ چشم جادو
ملکہ کمیت بن کوہ فیل پیشانی جادو ملکہ نسرین گلگون بدن جادو ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو۔ ملکہ
نازکبدن کاکل کشا جادو۔ ملکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو۔ ملکہ سلیمان زرین ہیکل جادو
ملکہ شور افگن اژدر نگاہ جادو۔ ملکہ الماس تن شوخ چشم جادو۔ ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت
جادو۔ ملکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو۔ ملکہ خونخوار قہر نگاہ جادو ملکہ گوہر بدن زمرد پوش جادو۔
ملکہ خورشید افگن جادو ملکہ تاجدار ماہ لقا جادو ملکہ محبوب نارنجی پوش جادو ملکہ سلطان شعلہ فگن
جادو ملکہ بہتو گیسو دراز جادو ملکہ زہرہ تاجدار جادو۔ ملکہ یاسمن تاجدار جادو۔ ملکہ ہمائے تاجدار
جادو۔ ملک کامل کوتاہ چشم جادو ملک قلاب یابار سرکش ملک سہراب تاجدار جادو۔
ملک ببر سوار تاجدار جادو۔ ملک سنجر تاجدار جادو۔ ملک منجر شاہ تاجدار جادو۔ ملک
فیروز رخ جادو ملکہ شہزور آسمان شگاف جادو۔ ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو۔ ملک
ناوک پران رویین تن جادو۔ ملکہ قمر سپہر انجم سپاہ جادو۔ ملک نوطر زمرد پوش جادو۔ ملک
مہیب دیو سوار جادو۔ ملک بہرام مریخ افتخار جادو۔ ملک شورہ زار نمک پاش جادو
ملک فیلان بن خرس خرسان جادو۔ ملک صحرا نورد گرد باد آفرین جادو ملک عقرب خوار
زانو سیاہ جادو۔ ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو۔ ملک سحاب قطرہ زن جادو۔
ملک رعد آواز بلند جنگل جادو۔ اور علاوہ ان بادشاہوں کے صحرا و کوہستان کے جو ساحر کہ مالک ہیں
وہ بھی روانہ ہوئے مثل ان کے قرار جادو۔ فرجام جادو و القاس جادو عمران جادو۔ صدف جادو
ہدف جادو گوہر جادو و اقدس جادو محکم جادو۔ حاکم جادو۔ حکام جادو۔ محکوم جادو۔ آوا زجادو
اعزاز جادو۔ کاہن جادو۔ کھیل جادو۔ قائم جادو مقیم جادو۔ مقام جادو۔ سرحن جادو۔

امثال جادو۔ طغیان جادو۔ یہ سب ساحران نامی لاکھون جادوگران گرامی سے چلے رُخ گیتی سیاہ ہوگیا عالم مین طوفان برپا ہوگیا مرزال وزیر کے پاس نازل یہ سب طلسم نورافشان مین جمع ہوے وزیر مذکور ان سب کو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ موصوفہ مین چلا ملکہ منتظر آمد لشکر تھی کہ یکایک ابر زرد سرخ و سبز ظاہر ہوے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی روے ہوا پر ایک اور دنیا بسی ہوئی دکھائی دی اول مرزال وزیر نے آکر مجرا کیا پھر ہر ایک شاہ اور شہزادی آآکر باریاب خدمت اور فیضیاب تسلیم و کورنش ہوے ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر اپنا اپنا طیار رکھو مین سوار ہوتی ہون برسم بلغر چلون گی یہ حکم سنکر سلطان شعلہ بدن نے عرض کیا کہ آج کی شب جی چاہتا ہے کہ اس بیابان مین روشنی دیکھیے برلان نے کہا ہان روشنی دیکھو گی یہ کہکر منھ پھیرا اور اختر مرواریدِ بالون سے نکالا تمام جنگل مین روشنی ہوگئی سبنے کہا اے ملکہ یہ عجب چیز دیکھنے مین آئی ملکہ نے کہا یہ روشنی اب چلکر لشکر افراسیاب مین دیکھنا یہ کہکر تمام حال شاہ جادوان کے لشکر جمع کرنے کا پھر قتل عمرو بیان کیا سبنے کہا جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ فوجین کہین جاتی ہین اچھا پھر ہم سب فرمایئے تو کوچ کر جائین ملکہ نے کہا مین خود چلتی ہون دیر نہین ہے یہ کہکر وزیر خوش تدبیر کی طرف دیکھا وہ تو سب سامان سے آیا ہی تھا اُسنے اشارہ ملکہ دوران کا جب پایا خیمہ دل بادل نام اژدر پیکر اپنا بارگاہ زربفتی چالیس ہزار ساحر کی حفاظت مین آگے بڑھی ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہوگیا ملکہ اس خیمہ مین گئی کشتی لباس فاخرہ کی سامنے آئی تاج پر از لعل و گوہر سر پر رکھا جسکا یہ مرتبہ تھا کہ ابیات

تخل گل باغ سلطنت ہے
ہے نخل ربیع کا وہ خورشید

فانوس چراغ سلطنت ہے
ہے نقطۂ گل یہ تاج زرتار

ہے اسکے سبب بہار جاوید
دور فلکی ہے خط پرکار

قبائے فرمان روائی کو زیب جسم نازک فرمایا کر خاتم نگین دولت طرازی انگشت مین پہنی نظم

کیا مہر ہے مہر بادشاہی
ہے مہر سکوت اپنے لب پر

نقش رسم جہان پناہی
کچھ خاتم جسم سے نہین کم

ظاہر ہوتا ہے مہر کیونکر
ہے زیر نگین تمام عالم

اختر مروارید جوڑے مین رکھا پنجہ سحر ہاتھو مین لیکر برآمد ہوئی ایک فیل سفید پر تخت کھنچا تھا جگلہ زمرد نگار اسپر چڑھا تھا تخت کے چارون کونون پر گلدستے جواہر نگین رکھے تھے کہ ابیات

تسلیم کو آسمان بھی خم ہے
زینہ اگرچہ فرش پر ہے
رفعت مین بلند جیسے ہو تخت
اس فیل پہ ہو کوئی جو اسوار
تھا فوج مین اسطرح سر انجام
ہم چشم نظر جو آسمان ہے

گردون سے بلند پایہ اسکا
رفعت یہ ملی کہ عرش پر ہے
وہ فیل کہ جس سے تھا جہان پست
چلنے سے ہے سہل اسکو گفتار
جادو کا سجا تھا توپ خانہ
بیشک اسی سحر کا دھوان ہے

وہ تخت کہ مثل تخت جم ہے
ہے قطب فلک پہ سایہ اسکا
وہ فیل سفید جسپہ تھا تخت
مانند زمین تھا آسمان پست
بیٹھی سر تخت جب وہ گلفام
تھراے نہ کس طرح زمانہ
پیدا جو دھوئین مین تھے شرارے

گویا کہ میں رات کو ستارے
رہتا ہے کہاں عدد کا انبوہ
مغلوب ہوں کیوں نہ سپاہ اعدا

گولے کرتے تھے کار دوزخ
آواز سے شق ہو جب دل کوہ

دشمن کے لیے شرار دوزخ
فوج ایسی ہو شہریار ایسا

ملکۂ ذرفشان جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے بادلے کے کھلے تعریف اسیر کوکب و شمشیر اور بزرگان طلسم ذرفشان کی لکھی تھی ہزارہا نقارۂ سیمین و طلائی اژدرون پر چوب بار مچنے لگے ساحران نامی سحر کی نیرنگیان دکھلانے لگے اب منزلون تک زمین سحر مین مبتلا ہو گئی دریائے زخار سحر سے بہنے لگے کسی دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا اسیر آگ کی نادین اور بیل نظر آتے تھے جانور آتشی بہے جاتے تھے دس دس منزل تک شعلہ جوالہ سر کشیدہ ہوتا آگ کا پرکالہ اڑ کر جاتا دیو آتش نژاد جسکو دیکھ کر خوف کھاتا ہزارہا گیا میتال آگ برساتے جنگل مین نظر آتے غولہائے بیابانی غل مچاتے ایک ایک ساحر اژدر صورت جب پھنکارتے مار فلک کو دم دبا کر بھاگنا یاد دلاتے کسی طرف لیے ہوا سے موتی برستے ہزارہا چاند بدلیون سے نکلتے اور غائب ہو جاتے آفتاب بن کر پھر نظر آتے کبھی اندھیرا ہو جاتا اسمین ہزارہا ستارہ ٹوٹتا صحرا مین شرارے جگنو کی طرح اڑ کے فتنہ و شرارت کے خوف سے بھاگنے کو منہ موڑتے کبھی ہزارون ابر پیدا ہو کر تیغے چمکتے ان پر لاکھون پتلے چینی اور بلور کے نظر آتے تجاذہ آذری کو شرماتے کبھی ہزارہا بجلیان چمک جاتین آنکھین بند ہو جاتین رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشین نظر پڑتا جسمین ہزارون نہال شرر باری کرتا آگ کے پھول پھولتے طائران ہمنفس سمندر شاخون پر جھولتے گردون اژدرمن خونخوار مہیب صورت طویل قامت منہ اپنے سیاہ کرکے ماربار پکارتے شعلہ نیری سے جی نہ پاستے بلائے جہان ایک جہان اور پیدا ہوا تھا ہزارہا کیا لکھو کھا برج و گنبد نقرئی و طلائی و جواہرین روئے ہوا پر بنے تھے آنمین سحر ستارے جڑ تے تھے ساحران فیل صورت و شیر پیکر و اژدر چشم سر نکالتے تھے جب ساحری کے نعرے مارتے تھے ملکہ بران کا فیل سفید کبھی آفتاب بنجاتا کبھی مثل کوہ بلند کے نظر آتا گرد اسکے شہزادیان تلعون کے حلقہ کیے تھے اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب سحر و ساحری ہاتھون مین لیے گھنٹے اور ناقوس بجاتین سر پر ملکہ کے چتر گردش مین تصویرین وہم کی سامنے دمبدم آتین گاتی بجاتین جیسے ملکہ کو علم سیما خوب معلوم تھا کہ شبیہ اوہام کو حکم رقاصی یا نقل کا ہوتا تھا آفتاب کا دف خلک کے شرمندہ ہو کر چھپا لیا تھا زہرہ کو فلک سوم پر غش تھا زبان ناہید جھنجھ پر غش غش تھا گرد ملکہ کے جو شہزادیان تھین وہ سب آفت جہان تھین طاؤس اور ہمبس سوار تھین نہایت حسین و طرحدار تھین اگر بلبل گلزار انکے بدن پر نگاہ کرے آتش گل کو اشکون سے بجھائے تمام عمر آہ کرے تن ہر ایک کا وہ آئینہ مصفا تھا کہ ہر عضو بدن مین عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا یہ لطافت کا نقشہ تھا وہ انکا رخ شفاف آئینۂ سکندری کیا آئینۂ مہر و ماہ صاف نگاہ لبان شہباز مژگان جنگل چنگل شہباز دراز ابرو مژگان ہمراہ شمشیر بران و خدنگ جانستان یہ سب لعظم و نشان آج سرون پر رکھے گاتیان دو دپٹون کی باندھے پان کھائے ہوئے تبر آتش دشمن پر اٹھائے ہوئے

افسون خوانی کرتیں شعبدہ باز فلک کو نام دھرتیں روانہ تھیں گھٹائیں سر پر چھائی ہوئیں بہاریں باغ سحر میں آئی ہوئیں طائران سحر اس بدلی میں زمزمہ سرائی کرتے گل طرح طرح کے کھلتے اس سامان کے علاوہ بہادران رستم وقت وسہراب توانان بھی مرکبہائے پرندہ پر سوار تھے ہزارہا مرکب کوتل بازین مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جن پر ہودج کسے ہوئے زرنگار تھے اور ہزاروں طرح کے عمدہ رتھ اور تھے بہادروں کے جسم پر ہتھیار سجے تلواروں کی چمک سے خنجر ہلال کے ہاتھ سے گرتا نیزہ کو دیکھ کر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا خلاصہ یہ کہ کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اس لشکر میں نہ ہوتا خیمہ و خرگاہ سنگین راوٹیاں قلندریاں بیچوبے وغیرہ فیلان پرندہ پر بار کرکے خیمہ گردوں عنبر سوجان سے نثار اس کروفر اور جاہ وجلال سے لشکر ظفر پیکر روانہ تھا

نظم

عجائب اور غرائب سب جہاں کی
کہیں نیرنگی گردوں سے بہتر
کرشمہ سنج یوں ہوتے تھے ساحر
دھری اس آتش سوزاں میں لکڑی
ہوا پیدا زمیں اک بحر زخار
اُٹھا اک جوش تب دریا کے اندر
ہوئیں پریاں بہت اس سے نمودار
لگے آتش کے پھر شعلے نکلنے
عروسان گلستاں تھے ہوا پر
خوشی سے اُڑ چلے پھر نخل شمشاد
ہوئی پھر روشنی کچھ آشکارا
زہے دولت زہے حشمت زہے جاہ
گلوں میں ساحروں کے سرخ جوڑے
نہ تھا دنیا میں ہرگز مثل اُنکا
لباس اُنکے جواہر کار و پرزر
تماشائی ہوا رنگ جہاں سب
کہ شب وہ جلسہ عشرت میں گذری
گیا رنگ سحر نے اسکو جو رنگ

کھلایا حسن جادو نے یہ گلشن
ہزاروں رنگ کے پیدا تماشے
ہزاروں برج اور گنبد تھے زرکار
وہ جادوگر نمایاں افسوں کے ماہر
ہوا تا گرد دھواں آتش سے پیدا
بلند ایسا ہوا پانی ہر اک بار
ہوا کچھ دیر میں خشک آب دریا
نہایت خوبصورت نیک اطوار
ہوا دم بھر میں پھر غائب وہ دریا
نکالے طائر رنگ حنا پر
ہوا پر اڑتے تھے جو شرر بار
شب بے ماہ کا چمکا ستارا
جلو میں سب بدان ارکان دولت
سجے ساز طلائی سے تھے گھوڑے
سوار انکے کنیزیں سب طرحدار
فدا ہوں حور وغلماں صورتوں پر
اسی صورت سے یہ تو راہ میں تھے
سحر پیدا ہوئی اس شام غم کی
ستاروں نے چرائی آنکھ اک بار

ہزاروں تھے گل مہتاب روشن
تماشائے پری رویاں ہوا پر
ستارے اُنسے ہوتے تھے نمودار
انگیٹھی سحر کی جو شعلہ زن تھی
بڑھا ایسا کہ سب عالم تھا کالا
ہوا فوق سما سے جب برابر
پھر لایا رنگ وہ سیلاب دریا
یکایک منہ سے اور نتھنوں سے اُنکے
ہوا پر پھر ہوا اک باغ پیدا
سنے پھر قمریوں کی کون فریاد
نکلتے تھے دہن سے مار ہر بار
کہاں تک یہ بیاں سامان ہو واہ
برستی ہر طرف تھی شان وشوکت
مرصع ساز تھا اُنکا سراپا
سراپا نور اور خورشید رخسار
سواری شان عظمت سے بڑھی جب
ادھر احوال اب مریخ کا سنئے
شب آخر کا بالکل فق ہوا رنگ
سجی خورشید کی گردوں نے دستار

جبکہ دم صبح شاہ خاور پنجہ آفتاب لشکر انجام میں روشن ہوا اور سواری خسرو خاور کی طلسم افلاک سے روانہ ہوئی

عالم مین نورافشان ہوئی لشکر حیرت مین طبل گرگرائے منادی نے ندا کی آج قتل عمرو ہے جسکو دعوی زور دیکھا
ہو وہ ہوشیار ہوجائے یہ صدا کان مین مہرخ و بہار کے بھی پہونچی بس اُسی وقت لشکر ظفر پیکر مین طبل و بوق کی
صدا بلند ہوئی کہ ــــہ جو آواز از طبل آمد برون ۔ بہ پیچید بر خود فلک سنیلگون ۔ دو بجلت تمامتر تہماسے
جانستان جو دشمن کے سر کھانے پر دہاڑ ہوئے تھے بہادرون نے زیب کمر فرمائین جانین نثار ہونے کو
آیئن زرہ و بکتر خود و عمود چار آئینے روے فتح و ظفر کو جبین جانئے فرماتے آراستہ تن کیے پیدا مخالف دشمن کے
نیزون کی سنان سینہ عدو کی مدعی ودار بار ہونے کی شرط بدی ہوئی سنانین زتھین ستارہ طالع حریفان کو
بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھین سنکر سرکشون سے نوک کی لیتی تھین خنجر طلبگار خنجر دشمن تھے عمود کلہ شکن تھے
ہر سمت ٹڈی دل اُمڈا تھا ملک شجاعت کا یہ میدان ڈانڈا تھا ساحرون نے رات بھر سحر اپنے جگائے
تھے پیر جو قابو مین آئے تھے انھین اُسوقت بُلایا تھا بعینٹ مین جان کھانے کی حریف کے ہر ایک آیا تھا
کلوا بھیرون نارسنگ کی چوکیون کو گویل دیکر بھجایا ہر سمت سے بگیر و بہ بند و بکش کی صدائین آتی تھین بغیر قتل و قمع
خوف سے جانین جاتی تھین لشکر مین کسی طرف پکار تھی کہ مار لیا ہے کہین سے یہ صدائین آتی تھین کہ نام کیا ہی
اور سر دیا ہے کوئی جوان تن کر کہتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہمسر کی ٹانگین نہ چیرون تو کچھ کام ہی نہ کیا کوئی پکارتا
کہ جو رنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو نام ہی برباد دیا کہین یہ غلغلہ تھا کہ یہ گو ہے یہ میدان ہے بڑا مجلو آج
ہی کے دن کا ارمان تھا اب وہی سامان ہے غرضکہ کسی جانب سے سوار آمادہ کارزار چلے کسی طرف سے پیادے
جان دینے پر آمادہ ہو کر منچلے پن سے بڑھے ساحرون کے غول بروے ہوا اُڑتے نظر آئے حمزہ و آشوب
مثل بلا فلک سے اُتر آئے ہنس و طاؤس و اژدر فیل کے غول تھے شعلہ فشان شیاطین و خبیثات و غول تھے
مہرخ و شکیل و نافرمان و مخمور و طاؤس لرزان و زلزلہ و سرخمو و مشکین و رعد و برق و
ہلال سحر افگن و بہار و آفت وغیرہ تختہاے سحر پر سوار ہوے اور گرد ان کے سب سردار ہوے
ناقوس نوازون نے جوف ارض و فلک کو ناقوس بنا دیا طائران سحر کی رنگین بدنی نے روے ہوا کو طاؤس
بنا دیا اُدھر باد سحری سے خندہ گل کا دشت مین کڑکا ادھر نقیبون کا کڑکا وہ نور کا تڑکا نوبت کی تکو جھانجھ کا
شور ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی آتی ہوا سے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملاتا نور دیدہ بصارت
ہمت شجاعان کو بڑھاتا صحرا مین تراوٹ شبنم کی پائی جاتی اُس گلزار لشکر اسلام پر چپکی تھی گل ہمہ تن
گوش ہو کر برنگ وحشیان خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہو آکیا ہوا پوچھتے ستارہ ہاے فلک
خوف سے چھپ گئے تھے سنان ہاے نیزہ بسان ستارہ چرخ چمکتے تھے نسیم سحری جو دشت مین سن سن چلتی
تھی دلاوران بہار کی تیر افگنی تھی کہ

نظم

سردار ہر ایک جسکا صفدر	بخشا دہ خدائے زور دہ دل	صدرا ے احتشام لشکر
دیکھی ہے جو اسکی تیغ خوش آب	چکر مین ہے بحر مثل گرداب	رستم بھی نہو سکے مقابل
		اُسکی تیغ برق تمثال

دعواے اجل کا صورت حال
عالم پہ ہوا تھا خوف طاری
زخسارۂ تیغ پر تھا [illegible] زہ

قربان درشکوہ تعظیم
تھا نعرۂ دورباش جاری

کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم
شمشیر سے اُسکے خون تازہ

یہ لشکر تو اس آن و بان سے اور اس شوکت و شان سے مرنے چلا آتا تھا اُدھر حیرت نے اپنے تئیں لباس و زیور سے مثل عروس شب اوّل کے آج اس لیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیاں قلعہ ہاے طلسم کی بعد تحسن و آرائش یہاں موجود ہیں جمال مہر تمثال پریوں کے مقابل انکے ہیچ و نابود ہیں شاہ طلسم اگر اُنھیں کو دیکھے گا بازار ناز و ادا میرا سرد ہوجائیگا پس ایسا بناؤ کروں کہ میرا بناؤ شاہ سے رہے کسی پر نگاہ اُسکی نہ پڑے اور سے بناؤ نہ بنے چنانچہ ایسی آراستگی اُس زہرہ فلک حسن و ناز نے کی تھی کہ نظم

زم کردیں دل مریخ وہ پرزیب کڑے
اُسکے وہ ماہ دو ہفتہ سے جو رتبہ میں بڑے

جو لگائیں دل زہرہ کو بھی جھڑیاں وہ چھڑے
دیکھے پازیب تو خورشید فلک پاؤں پڑے

دھنک بالوں سے عیاں دائرہ نور کے تھے
تھے وہ برق کہ جیسے شجر طور کے تھے

اور حسن بھی اس شاہد رعنا کا بہتر از مہر و ماہ تھا بارہا اُسکا بیان کیا گیا ہے چنانچہ یہ تو اس طرح تیار ہوئی ایک طرف لشکر خواہان دربند طلسم کا کر بالمد رہا تھا ہرا رہا نشان کھلا تھا تمام دنیا لرزتی تھی آسمان سے آفت برستی تھی اس ہنگامے میں یکایک ہزاروں نفیروں کو دم ملا اور شور بوق و دہل تا بہ گنبد سما پہونچا ملکہ حیرت سوار ہوئی فیل پیکر پر زین پڑا تھا اُس پر تخت جواہر نگار کھچا تھا اُسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک روانہ کاؤس ہوا میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا کثرت مردم سے پُر دشت و کہسار تھا پڑاؤ ہی پر کمر بندی ہوکر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنے کی بھی نہ تھی صرف منظور تھا کہ خواجہ عمرو کو قتل کریں اور اُن کے حمایت کرنے والوں کو رد کریں الحاصل جب لشکر تیار ہوا ابر سحر چار سمت سے اُٹھکر برسا گرد و غبار بیٹھا فتنہ و فساد اُٹھا روحوں کا لشکر جمع ہونیکا سامان ہوا ملک الموت تخت حکومت پہ بیٹھا دریاے آہن جوش پہ تھا جدھر نگاہ جاتی تھی اور جہاں تک نظر کام کرتی تھی علمہاے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقیبہاے بلند آواز شور کرتے تھے جب نقاروں پر چوٹ لگتی تھی کہ ابیات

وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
لشکر کا ہجوم و شور ناقوس
تھا رنگ جہان گرد گرگون
تارے نہیں اسقدر فلک پر
تھی کون سی جو بلا نہیں تھی

تھے بوق و نفیر لب سے دمساز
فیلوں کی قطار و فیل طاؤس
اُس روز نیا تھا دور گردون
جتنا کہ تھا وان پہ جمع لشکر
آفت کی کچھ انتہا نہیں تھی

اُس طرف لشکر ہمراہ لیکر مہرخ نامور جو روانہ ہوئی تھی راہ میں قران سے کہتی تھی کہ افسوس اے برادر دل کی حسرت دل ہی میں رہی اور اجل آگئی شہزادہ اسد کو بھی ملکہ چھڑا نہ سکے تخت سلطنت پر طلسم کے

بچھا نہ سکے کہ رہبر و ملک حدم ہوئے قران کہتا تھا کہ اے ملکہ بمصداق آیہ وافی ہدایہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ
کچھ خطر بافضال پروردگار رکھو اور خیر اگر ہم سے اور کچھ نہ ہوگا تو یہ ضرور کرینگے کہ ایک بندہ سر براہ افراسیاب کے
لشکر میں سے کم ہو سکیگا تو راہ ملک حدم اُس نابکار کو بھی دکھائیں گے اسی طرح اور سردار بھی کفن سر سے باندھے جان
دینے پر آمادہ باتیں بانکپن کی کرتے روان تھے آخر لشکر دریا مثال دشمن کے قریب پہونچ گئے اور صلاح کی کہ ایک
طرف سے جا چڑھو یا اس انبوہ کو خاک میں ملا دو یا اپنی ہستی مثل ملک نیستی کی بستی کیباد دو نام کر جاؤ تہلکہ ڈال
دو شجاعت دکھا کر مرجاؤ یہ مشورہ کرکے جو بہائے سحر تمام کر سب یکدل دیگر دہ ہو کر نعرہ لئے کوہ شگاف
کھینچکر جا ہی پڑے سر سے بحر نا پیدا کنار کے ملکہ اختر بن طول دراز قد کی فوج صف کشیدہ تھی اسی پر
مثل آفت کے یہ سب ٹوٹ پڑے شور قیامت خیز برپا ہوا سحر کی تلوار چلنے لگی گرزون کی بھرمار ہوئی مہرخ
نے آتش کا بھر مارا ملکہ اختر شیر پر سوار استادہ تھی اُس کے شیر پر وہ بھر آ پڑا کہ اسکو جلا کر آیا اس اثنا میں
ایک تیر بجلی شیر سے آکر لگا کہ وہ گرا اختر اُس کے گرنے سے زمین پر کودی فوج نے اُس کے جا کر ملکہ بہادر کی
کام آئی یہ معلوم کرکے بیدل تمام لشکر ہوا اور فوج نے جو سٹکھا یا پیچھے قدم ہٹایا لشکر اسلامیان آگے بڑھا
اور سلکہ مشکین مو نے ایک سل کئی ہزار من کی سحر سے اڑائی سترہ سو نگر اُس سل کا کھلا اور لشکر پر دشمن کے گرا سترہ
سو ساحر ہلاک ہوئے بیرون نے ٹکے غل مچایا اندھیر اچھا اس لشکر کے بعد ملکہ دریا بار ماہی گیر جو بڑی زبردست
ساحرہ ہے مع اپنی فوج کے صف آرا تھی اُسنے کہا اے لوگو یہ کیوں شور مچاتے ہیں کیا ہوا ہے اسقدر
کثرت سپاہ ہے کہ کسی کو مہرخ کے آنے کی خبر نہیں ہوا اسوجہ سے یہ حال اسنے پوچھا ہنوز کوئی کچھ بتانے
نہ پایا تھا کہ سطیان اسلام نعرہ زنان آپہونچے دریا بار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی نہار نے اسکو آتے دیکھکر
ایک گنبد اپنے گلدستے سے لیکر زمین پر مارا جہان وہ گنبد گرا وہان سے پانی جوش مارکے نکلا اور بڑھکر
مثل دریائے ذخار موج زن ہوا مچھلی اُس بحر سے تڑپ کر کنارے پر آئی نہار پکاری کہ ملکہ دریا بار
یہ مچھلی قابل شکار ہے یہ کلمہ سحر کا تھا دریا بار نہنگ سے لئے دریا میں کود گئی اور مچھلی کی تلاش میں آگے بڑھی
اُسوقت ایک نہنگ دریا سے پیدا ہوا اور اسکو نگل گیا ملکہ بہار کی سب نے تعریف کی کہ اے ملکہ یہ صنعت آپ
ہی کے واسطے ہے کہ جیسا انکا نام دریا بار تھا ویسا ہی آپنے سحر اُسپر کیا ملکہ نے کہا یہ وقت مدح و ثنا کا نہیں ہے لڑنا
ہی لڑتے بھڑتے کسی طرح حیرت تک پہونچ جاؤ یہ سننا تھا کہ برق جلوہ چمک کر چلی اور بعد رق زمین میں تھا دریا بار
کی فوج میں آکر نکلا اور جتنا ساحر بیہوش ہوکر گرے اور یہ برق آکے گرتی صفحہ لشکر صاف ہونے لگیں
تیرون کی بوچھار ہونے لگیں لشکر میں آگ برسنے لگی فوج دریا بار تو اپنے مالک کے غائب ہونے سے شکستہ دل
تھی ہی بھاگ کھڑی ہوئی پشت پر سے سحر کی مار تیر ذکی بوچھار نیزون کی انی پشت کے پار تیر و شمشیر و خنجر کی دھار
مسلمانون نے حملہ کیا اور دشمن کی صف پلٹی سپاہ اسلام آگرے پھر تو تیغ بران جو بسان مصیبت زدگان بازخم سے لخت لخت ہوتی
تھی اسد منظم ہوئی شجاعون کی بن پڑی کہ خنجر گلو گیر تخرو جو شمشیر و خنجر اسی حسرت میں دانت نکالے تھے کہ دشمن کو بید

بادشاہ کے ابر سرخ رنگ چھایا اُس ابر کے کنارے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا تھا اس رو سے ہوا سرخ تھا
اس میں روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی رنگ زمانے کا بدلا ہوا صورت خلاف تھی اس بادشاہ کی سواری کا تجمل
بار ہا بیان ہوا ہے ایسی شوکت و شان سے یہ ناہنجار آیا اور شور لشکریان جو اُسنے راہ میں سُنا تھا تو باغبان و
فیروز شاہ وغیرہ سے پوچھتا آتا تھا کہ یہ غوغا کیسا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہو رہی ہے بیرغل
کرتے ہیں ساحر مر رہے ہیں غرض یہاں جب آکر پہونچا دیکھا کہ لشکر مہرخ آگ میری فوج پر گرا ہے برق جادو
تڑپ رہی ہے رعد گرج رہا ہے قران عیار خندہ مارتا پھرتا ہے یہ دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا ایک گھوڑا
بہت بلند کوہ پیکر پرند ساز و یراق سے درست جھلاک دھپت اُڑتا ہوا آیا یہ جست کرکے اُس مرکب پر
سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہو کر نعرہ زن ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ اسکا تمام لشکر
مہرخ نے سُنا برق جادو تو سرد ہوئی رعد کا دم بند ہوا عیار بچالاکی بھاگ گئے لشکر سے دور نکل گئے
اور تمام لشکر لڑنے سے رُک کر جانب بادشاہ دیکھ رہے تھے کہ یکایک شاہ نے ایک نارنج اپنی کمر سے نکالا
اور لشکر مخالف پر مارا اُس نارنج کے شق ہونے سے پانی برسنے لگا اور ہر ایک ایک بوند اُسکی ہر ساحرہ اور ساحر
کے سر پر پڑی اُسوقت بادشاہ نے گھوڑا اپنا نیچے اُتارا اور سر لشکر پر پہونچا دوسرا نعرہ مارا کہ اے ملکہ مہرخ و بہار
و فلان فلان تم سب مع اپنے لشکر کے پھر جاؤ اور غم میں عمرو کے جتنا تم سے ہو سکے خوب روؤ اور جس قدر
پیٹا جائے پیٹو سر و دل پیٹو خاک اُڑاؤ پچھاڑیں کھاؤ کیونکہ اب عمرو کو میں قتل کروں گا پھر تمہارا ایسا شفیق
قتل ہو اور تم ماتم نہ کرو حیف ہے کہ اسکا غم نہ کرو بس جلد ہتھیار پھینکدو اسباب ساحری دور کرو دل رنجور اپنے
ناصبور نہ کرو یہ کلمات ایسے پُراثر تھے کہ بمجرد سُننے اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان اپنے پھاڑے
اور سواریوں پر سے سحر کی اُتر کر جانب مصر ہائے عمرو وائے عمرو کرتے چلے علمہائے لشکر سرنگون ہوئے
طبل و بوق نعرہ ہائے ماتم و شیون لگاتے تھے نفیریوں کے دل خون ہوئے طاؤسان سحر کے آتش رنج سے جسم و اعضا
ہنس سونعل سے آتش بار اژدر زہر غم سے ہلاک پرچہا سے علم سرنگون ہوئے جادوگریاں شمشاد قامت
برنگ طوطیان فریاد کنان نونہالان ارجمندی پژمردہ لبان گلہائے بوستان گھوڑے غم سے سہمے
پھرتے ہاتھی خرطوم اُٹھا کر سر پیٹتے فریاد کرتے جاہ و حشم لشکر کا خاک میں ملا ہوا سینہ داغوں سے ہر ایک کا
گلستان بنا ہوا گرد و غبار میں ہر شخص اَٹا ہوا سر برہنہ گریبان پھٹا ہوا سر و زانو پیٹتا منہ پر طمانچے ہر ایک
لگاتا پھرا یہ سب سردار مع فوج جرار کے پرا دو پہی نہ آئے اسی ہیئت سے جنگل میں آکر ٹھہرے اور رو رو کر آب
اشک سے نہال تحمل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے جب یہ لشکر مسحور بہ سحر ہو کر پھر اعتبار قران نے دور سے
اس ماجرے کو دیکھا دل سے کہا وائے مردم یہ کیا غضب ہوا ایسی صورت ساحری ایسی ہمانے تو پہلے ہی
دیکھا اور ہمراہ مہرخ رہتا تھا چنانچہ یاد تو بھاگتا تھا پھر لشکر دشمن میں آیا یہاں شاہ جادو ان مرکب سے
اُترا تھا نامداران طلسم بجز تسلیم دوڑے تھے نذریں گذر رہی تھیں بڑا ہنگامہ تھا یا اُسی ہنگامہ میں قریب

افراسیاب خانہ خراب با دل بیتاب آیا اور تلاش کر کے ایک لغزہ اُسکے سر تجسس پر لگایا اور دلسیکہ وہ بادشاہ
طلسم ہے کئی سو برس از خود نمودار ہو گیلین عیار مذکور ناچار رد جفا ر لایا کہ بیکار ہے جان دینا یہ مارا نہ جائے گا شاہ
جادوان مخاطب بجانب شاہان دربند طلسم تھا عیار مذکور کا خیال نہ رکھتا تھا اسوقت اُسکی طرف نظر
تیز دیکھا اور پکارا کہ اے زمین طلسم بگیر قران کے پانون زمین نے پکڑ لیے اسنے دل مین کہا کہ انا للہ اب
قضا آگئی لیکن پروردگار کو خیریت کرنا تھی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا کہ اے قران مین جب تجھیں چاہون
بسان حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹا دون لیکن اب جادو اور اپنے اُستاد کا قتل ہونا دیکھو اس کلام سے
قران کے پانون زمین سے چھوٹ گئے اور یہ بھی بھاگ کر جنگل مین آیا اور رند فیل بجانی برق ضرغام
وجانسوز وہ آئے اُنسے کہا دیکھا تم نے کہ دفتر لشکر اُلٹ گیا اب کہو کیا صلاح ہے انھون نے کہا خنجر کھینچکر
بر وقت قتل اُستاد لشکر پر جا پڑین گے اور جان دیدین گے مہتر مذکور نے کہا خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر ایک مقام
بلند پہ چلکر رجوع بدرگاہ عاجز نواز کرین اور خدائے تعالیٰ کو بتضرع وزاری پکارین کہ وہ ارحم الراحمین
ہم سب پر رحم کرے یہ کہکر تینون عیارون کو ہمراہ لیکر ایک گروہ پہاڑی پر آیا کہ وہان سے لشکر شاہ طلسم
بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیون کا بھی دکھائی دیتا تھا چنانچہ ایکطرف تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی
مجرائی برائے تسلیم گردن جھکائے تھے نعرے خوشی کے بلند تھے ادھر جنگل مین لشکریان مہرخ درد مند تھے
العیاذ باللہ سات لاکھ آدمی لشکر کا ہائے عمرو ہائے کہکے روتا تھا زمانہ تمام ماتمکدہ تھا شور ماتم سے
دنیا بھر گئی تھی ہائے ہائے کی آواز در ودشت و کوہ بحر و بر سے پیدا تھی ان لوگون کی صدا جہان تک جو ٹکراتی
تھی خالی مکان مین بولنے کی طرح آواز آتی تھی وہ سخت ماتم تھا کہ آہ بھی در ودشت سے سر ٹکراتی تھی کوہ و بیابان
کے دل پر چوٹ لگی تھی آہ بھی مد الف پہ پہونچنے سے سونٹی تھی دود آہ ایسا بلند تھا کہ عالم سیاہ ہو گیا تھا سوز درون سے
دنیا جلتی تھی گھوڑے روتے ہاتھی چنگھاڑتے مور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پہ ڈالتے
خاک تیر بشکل آہ لب سوفار پہ جاری نالہ جانکاہ کمان پشت خم کیے نیزے فرط دہشت سے زمین مین گڑے
عمود ڈھلے زمین پہ سر رکھکر خاکسار بنے تلوارین حسرت سے دانت نکالے دیدہ جوہر سے عجب کیا جو بہین خون کے
پرتالے نازنینان ماہ پیکر خاک پہ پانون پھیلائے تعجین زمین پچھاڑین کھاتین زمین برنگ گل زمین
گلستان تھی یہ گل ٹوٹے پڑے تھے ہوائے رنج سے لوٹتے پھرتے تھے لاکھون آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان
مین نسیم چلتی تھی چشمہ ہائے چشم سے اشک جاری تھے تو نہرون کی کیفیت نظر آتی تھی کانٹون پر ہر ایک کا دامان
چاک چاک گریبان موج ہوائے رنج پانون کی زنجیر دلون مین جنون کی تاثیر آبلہ دل کا نوکون کے مشتاق
آرام سے بیٹھنا شاق پہلو مین دل جلتا منھ سے دھوان نکلتا رگ رگ مین جوش خون سودا تصویر جنون تن
سراپا جوش اختیاری نہایت بیقراری بہار حسن صرف خزان ہر ماہ وش خراش غم سے خجل کتان خرمن صبر مین
آگ لگی متاع ہوش و حواس لٹی ہوئی ہر شخص اُس حالت جنون مین اور بزبان حزن اسطرح نوحہ خوان تھا

کہ بموجب

نظم

ٹکڑے ہوئے آستین و دامان
کمبخت کہان گئی ہے تاثیر
تاثیر ہے کس طرف بتادو
معلوم نہین کہ کیا ہوا ہے
ہی ہی کرین اب دل و جگر کو
نالون نے ہمین جہان سے کھویا
سینے کی طرح پھٹا گریبان
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہے
بہ کر ہین اُس طرف بہادو
قابو مین نہین ہے اب دل زار
بیٹھین رو رو کے اب عمرو کو
رو رو کے ان آنکھون نے ڈبویا
ہر دم ہے زبان پہ آہ شبگیر
اے آنسو دم کو کیا ہوا ہے
نازل نئی ہیہ یہ بلا ہے
آنکھین ہین پر آب زرد رخسار

یہان نالے تھے لشکر افراسیاب مین خدا دیا نے تھے شاہ مذکور نے بعد مزاج پرسی شاہان دربار اُس برج کی طرف کہ جسمین عمرو قید تھا سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ وہ چکر کھاتا ہوا اڑا عیار یہ حال دیکھ کر بلبلائے اور کارساز عالم رب اکرم کی درگاہ مین جبین سائی کرنے لگے کہ اے رب العالمین بتصدق نور ہدایت معبود جناب ختم المرسلین و آلہ الطیبین ہم پر رحم کر اور ہمارے استاد کو قید غم سے چھڑا۔

نظم

سو جان سے غلام مرتضیٰ ہون
شاہنشہ و رونق ارانگ
امداد کو اپنی آئین حیدر
کیا حرز ہے نام شاہ مردان
ہمنام خدائے پاک مادل
کی عقدہ کشائی مسلکایک
جو فتح کرین گے جنگ خیبر
اپنی مشکل بھی ہوگی آسان
ہر چند فقیر و بینوا ہون
ہین عقدہ کشائے کار مشکل
ہے تجھ سے دعا یہ رب اکبر
دو انگلیون پر اُٹھائین گے در

یہ تو مصروف دعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے مقتدی قبول آمین کہتا تھا اُدھر شاہ جادوان نے برج کی طرف افسون دم کیا کہ وہ دھوان بنکر اُڑ گیا عمرو اُس مین سے نکلا سب نے دیکھا کہ رنگ رخ سفید ہے جسم زار و نزار ہے آبلون سے تن افگار ہے شاہ نے اُسوقت ہنسکر خطاب کیا کہ کیون خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو ہمیر کرو خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ مین جادوگر پر لعنت کرتا ہون شاہ نے کہا اب حال لعنت ملامت کا کھلا جاتا ہے قسم کچھ ہی دیر مین دھڑ پر سر نہوگا یہ کہکر رقعہ جمشید دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ عمرو کو جلد قتل کر اُس سے کچھ گفتگو نہ کر ورنہ وہ رہا ہو جائیگا اور اُسکو برج سے نکالنا اچھا نہوا قید رکھنا بہتر تھا اس حال کو معلوم کر کے اپنے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اُٹھکر ایک بنگلہ بنکر عمرو کے گرد ہو گیا پھر اپنے ساحرون سے کہا کہ مین جب اس بنگلہ کو غائب کرون تم عمرو پر تیغہائے سحر لے کر ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے اسکے کرڈالنا ساحر حسب ارشاد تلوارین اور حربہ ہائے حرب لیکر گرد بنگلے کے استادہ ہوئے اور اسنے چاہا کہ بنگلے کو غارت کرون ناگاہ بروے ہوا نوبت و نقارے بجے شاہ بہر تماشا اُسی سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار اژدر در کشتی آتے ہین اُن پر دو جادوگر علمہائے رنگ برنگ لیے بیٹھے ہین پرچم ہر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ عمرو و امیر تحریر ہے یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حمایتی آئے معلوم ہوتا ہے کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہے ملکہ نے عرض کیا کہ پھر عمرو کو جلد مار ڈالیے شاہ نے کہا اب ان کو بھی آنے دو حوصلہ دل کا اُن سے بھی نہ رہ جائے دیکھو تو

کرمین کیونکر سب کو غارت کرتا ہون یہ کہہ کر ایک نارنج جانب فلک اُچھالا وہ نارنج بروے ہوا پہونچ کے پھٹا اور
دھوان اسمین سے نکلکر بادل بنا اور سر پر اُن چار لاکھ ساحرون کے چھایا کچھ ترشح ہونے لگا بوندیان جو آگ کی دہکتی
پھر پڑین سب کاغذ کے پتلے جیسے تھے کہ پگھل کر مع اژدرون کے زمین پر گرے چار لاکھ علم سرنگون ہوے بادشاہ
نے ایک قہقہہ مارا تمام شاہان قلعہ نے تعریف کی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا واہ سامری کو بھی یہ سحر نہ آتا ہوگا۔
اسی تعریف کرنے مین صداے نفیر سحر سُنائی دی اور دو لاکھ سوار مرکب ہاے سحر پر بیٹھے لباس زرین پہنے ظاہر ہوے
شاہ جادوان نے اُن سوارون کو دیکھ کر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دو سوار پیدا ہوے اور بادشاہ
سے قریب آکر عرض پیرا ہوے کہ آپ کیا حکم دیتے ہین اسنے کہا یہ جو فوج سوارون کی آتی ہے دیکھین تو یہ کیونکر
آپس مین لڑتی ہے یہ حکم سُنکر وہ دونون سوار غائب ہوگئے وہ فوج آتی تھی یکا یک دو لاکھ سوار داہنی جانب
ہوگئے اور دو لاکھ بائین جانب بیچ مین میدان کھل گیا اور آپس مین ایکنے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے
لگی روے ہوا خون سے گلنار ہوا کھاے زخم سے تختہ گلزار ہوا تلوار جب علم ہوئی گردون نے سر اونچا کرنا چاہا
بہرام الامان زبان پر لایا کھچاکے کی آواز منزلون گئی ہتھیارون کی چاقا چاق سے دُنیا بھر گئی روے ہوا سے
خون برسا عالم برنگ عرصہ جنگاہ ہوا اما زرادو خلقت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا یہ جنگ باہم آغاز ہوئی تھی
اس لشکر کے ملکہ مہ مثال نرگسی چشم آئی تھی اُسپر یہ حقیقت کھلی اپنا تخت اُڑا کر قریب تخت ملکہ بُرّان
آئی اور پکاری کہ اے ملکہ دوران آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا کام آیا بر سر جنگ افراسیاب ناکام
آیا ملکہ موصوف کے کانون تک جب یہ پیام آیا فوراً افسر مروارید کو ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ جہان کہین سحر
افراسیاب کا ڈرتا ہو چل جائے ہمارا لشکر اُس لڑنے سے سنبھل جائے ایک لو اُس افسر سے جدا ہو کر غائب
ہوئی اور زیر زمین پہونچی وہان دونون سوار جو افراسیاب بناکر آئے تھے باہم لڑ رہے تھے اور وانھین کے لڑانے
سے سب فوج بروے ہوا جنگ آزما تھی پس اُن سوارون کے جسم مین یکایک آگ لگی جلکر خاک ہوے ادھر سواران
ملکہ بُرّان ہوش مین آکر لڑنے سے باز رہے شاہ جادوان نے اُنکو ہوش مین آتے دیکھ کر شاہان دربند سے کہا
ہوشیار ہو جاؤ حریف آپہونچا سب ناظمون کا لشکر مسلح تو کھڑا ہی تھا حربہاے سحر و تیغ ہاے آلودہ زہرناک
لیکر جانب حریف متوجہ ہوا ادھر ملکہ بُرّان نے حکم اپنے ناظمون کو دیا کہ ہان لے شیران دشت ساحری و نبرد آزمائی اب دیر کیا ہے
صید زبون تمھارا تمھارے سامنے کھڑا ہے لو اور شکار کرو یہ حکم دینا تھا کہ ہزار ہا بوق و نفیر جنگی فوج تو بھی ہوئی تھی
لینا لینا کہہ کر حملہ آور ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ شور محشر اُسکا ایک نمونہ تھا اُدھر سے فوج افراسیاب چلی اور
ادھر سے یہ ندی موج مار کر بڑھی ملکہ بُرّان فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیکر آپ غائب ہوگئی یہان فوجین جو باہم
حملہ آور ہوئین تو یہ ظاہر ہوا کہ دو جہان ٹکرا گئے کون و مکان کے ساکنون کو غش آگئے ہواے تیغ کے سناٹے
کے سوا کچھ سُنائی نہ دیتا تھا ہر سمت گیر و بکش کا غوغا تھا شمع جان عالم بجھ رہی تھی صرصر شمشیر چلتی تھی تلوار
علم ہنگام جنگ تھی آسمان و زمین چور رنگ تھے آب سیماب رنگ آب و تاب صمصام و خنجر روان تھا

شکست لنگر زمین و آسمان تھا خشکی میں ڈوبتا جہاز جسم و جان تھا موجیں قہرناک اٹھتی تھیں موت کی
بھیا آئی تھی ماہی جان گرداب تن میں فیرہ ہوئی تھی زندگی جہان کی حباب آسا ہوئی تھی پہلے ہی حملے میں
لاکھوں سینے تیروں نے فگار کیے تھے سیف و خنجر نے چہرہ فگار کیے تھے جوف زمین و فلک بصورت ترکش تیروں سے
ملو نظر آتا پر عقاب جہان پر کھول کر اڑا چاہتا تھا شاہان دربند طلسمات ایک دوسرے پر جو حملہ آور ہوئے
تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے یا دو دریائے زخار موج مار کر قریں یکدگر آ گئے فوجوں کی ہور جال سے
بحر اعظم کا لہرانا ظاہر موج آب سنان و خنجر تھا کہیں تیروں کا سنانا کمانوں کا بزور و شور کڑکنا کہیں خنجر و تیغ کا
کھنچا کا دل عالم دہلاتا اسلحہ سے تو اس طرح کام لیا جاتا تھا جادوگروں کا یہ حال ہوا تھا کہ نخل عالم نارنج
و ترنج ہی سے پھلا تھا ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا پھلا تھا ایک ایک ناریل ہزار ہا کے سینے توڑ تا بیر بغیر جان
لیے مغرور نہ موڑتا تھا کہیں سپند در کا جو کا دیا تھا کنڈ لا کھچا تھا ماش کے آٹے کا سانپ لہراتا تھا لاکھوں
جوت کا دیا جلتا تھا دن کو ستارہ نکلنے کا گمان تھا لاکھوں سورج سحر کا زیر آسمان تابان تھا ہزاروں چاند
نکلا ہوا تھا اور ہزاروں ستارہ اڑ کر گر رہا تھا جلیبوں کے گرنے کا تار بندھا تھا شیر سے بنڈیلا مار سے عقرب
فیل سے گینڈا ابھر گیا تھا اژدر سے اژدھا لپٹا ہوا تھا لاکھ ہا پنجہ چمک چمک کر گر رہا تھا بیروں کا تانتا بندھا تھا کلو ابھر کر
سے اٹکا ہوا تھا ڈہرو بجتا تھا نارسنگھ سے جوگی جیپال کا مقابلہ تھا ساحروں کے جھومنتر نے ساحر دہر کو جھجو بنا
دیا تھا عجوزہ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگایا تھا نیرنگی عالم وہاں کے سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اس ساحر
سازی کے مقابل ایک ادنی شعبہ کوئی ساحر خون تھوکتا کسی کا کلیجہ کٹ کٹ کر گر رہا تھا سلیں بر ستیں برف گرتی
ابر چھائے ہوئے طبق زمین کے تھرائے غبار ایسا اڑا تھا کہ زمین کا طبق بروے ہوا تھا پتھر پہاڑوں سے
اکھڑ اکھڑ کر گرتے غار میں پڑے ہوئے پہاڑوں کو زلزلہ باہم ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روے زمین کے خشک تھے
ناریل برستے تھے یا شکم آہوے دہرسے گرتے نافہ مشک تھے شاہ جادوان بھی سحر بڑھ کر بلند ہوا تھا اور سحر کرنا
چاہتا تھا نعرہ کر رہا تھا کہ اے یادگار سامری و جمشید گھبرانہ جانا کثرت لشکر دشمن سے خوف نہ کھانا میں سب کو
غارت کیے دیتا ہوں اسی ہنگام میں برّان جو اپنے لشکر سے غائب ہوئی تھی پہلو پر اسکے ظاہر ہوئی اور
پکاری کہ اے افراسیاب اگر اختر و اریدتیرے سامنے آ جائے تو کیا کرے شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر
دیکھا ملکہ مذکور نے اختر کو دکھا دیا اسکا جسم کانپا اور چکر آیا اسکے ساتھ عشاق دو دست جادو و
شیاطین بت پرست و غیرہ راست و چپ پر استادہ تھے انھوں نے سحر پڑھا کہ گھٹا ٹوپ ابر غدود
پیدا ہو کر بادشاہ پہ چھا گیا اور شاہ اسکے اندر آ گیا گرنے سے بچا اور ہوشیار ہوا اس اثنا میں برّان نے ایک
نارنج سحر پڑھ کر لشکر پہ مارا کہ اس نارنج کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا بیروں نے
ان مقتولوں کے قتل مچایا فوجیں تو لپٹی ہی تھیں لاش پر لاش گر رہی تھی شور و غوغاے مبارزان سے علاوہ
صدا ے بیر ہاے سحر نے زمانہ سر پہ اٹھا لیا برّان پنجہ سحر کا پکڑ کر اور اختر ہاتھ پر رکھ کر صف لشکر عدو میں در آئی

اور ایک ایک وار مین چالیس چالیس کا کام تمام کرتی تھی ادھر ملکہ مہ تمثال نے ایک ہلال جو مارا تو سو
ہلال جو بنکر گرے ایک ایک ہلال سے ساحرون کے دو دو ٹکڑے کیے یہ حال دیکھ کر حیرت آگے بڑھی اور
پکاری اے شہنشاہ آپ کس طرف ہین وہ سحر کے گھٹا ٹوپ مین تھا جواب کون دے اسکو یقین ہوا کہ
بادشاہ چلے گئے اوسوقت ایک نارنج ملکہ بُران پر اُسنے مارا وہ نارنج ملکہ مذکور کے سینے پر لگا کہ اس کے صدمہ
سے بیہوش ہوگئی شہزادیون نے دربند کے اسکو سنبھالا اس اثنا مین باغبان وزیر طبل برساتا ہوا آگے بڑھا
ملکہ قمر سپہر انجم حشم نے پشت گوہر چھوبی سے نکال کر مارے کہ وزیر مذکور کے جسم پر پیکان تیر وہ آکر پڑے یہ بھی
زخمی ہوا اتنے عرصہ مین بُران کو ہوش آیا مجلس اسکے پاس کھڑی تھی اور اس کے بیہوش ہونے سے متردد تھی
اب اسکو ہوش مین پاکر شمشیر سحر پکڑ لشکر عدو پر گری اور اسی طرح مثل بازی طفلان سحر کے لشکریون کو ہلاک و
غارت کرنے لگی ادھر ملکہ بُران نے شاہان دربند طلسم سے اپنے پوچھا کہ مجھکو نارنج کس نے مارا تھا انھون نے کہا
حیرت نے یہ سنکر اسنے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کر مارا وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی پیشانی پر آکر لگا کہ وہ
چکر کھا کر گرا حیرت بھی جانب زمین چلی ایک پنجہ از خود پیدا ہوا کہ اسکو اٹھا لے چلا اوسوقت اُسنے پکار کر نہیب
دی کہ اے بُران پنجہ سحر کا تجکو لے جائے اور تجکو زمین کھا جائے بُران یہ کلمہ سنکر زمین پر اُتر آئی اور غرق
زمین ہونے لگی اور پکاری کہ اے حیرت مین تجکو چھوڑاتی ہون تو مجکو چھوڑا دے اس کلام سے پنجہ نے حیرت
کو زمین پر اُتار دیا اور زمین نے بُران کو چھوڑا پھر یہ دونون اُڑ کر بروے ہوا ہم نبرد ہوئین اور بُران قتل و قمع
کرتی ہوئی ایک طرف چلی حیرت اسکی فوج مین در آئی اس اثنا مین شاہ افراسیاب گھٹا ٹوپ سے
باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے سبب سے ہے تو اب اسکو مار ڈال یہ سوچ کر تیغ سحر بکف کے بنگلہ کی جانب چلا
لیکن ادر ماجرا سنیے یعنی چالاک و سرشارہ سلطان وغیرہ جو برق عیار سے جدا ہو گئے تھے غوغاے
اجتماع لشکر سنکر اس طرف آئے اور پہلے اُس طرف انکا گذر ہوا کہ صحرا مین مہرخ و بہار وغیرہ مع اپنے لشکر
کے غم عمرو مین رو پیٹ رہی تھین اور مسحور بہ سحر افراسیاب تھین یہ حال ان لوگون کا دیکھ کر حیران ہوے
اور ایک بلندی پر عیارون کو مصروف دعا پاکر پاس اُن کے جاکر حال دریافت کیا انھون نے سب ماجرا
کہا اوسوقت چالاک نے خوب مضطرب ہو کر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کچھ تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو انھون نے جواب دیا
کہ شاہ طلسم کا سحر ہم رد نہین کر سکتے اس مین سلیمان نے سلطان سے کہا مجکو یاد پڑتا ہے کہ شاہ جادوان
نے بروز نوروز ایک تعویذ تانبے پر لکھا ہوا تمکو دیا تھا اور ایک برات کو اپنے سوتے اسی طرح دیو اذیا کر
تم سے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھو کے پانی براتیون پر چھڑکو چنانچہ ایسا ہی تم نے کیا تھا وہ ساری برات ہوشیار
ہوگئی تھی پھر اگر وہ تعویذ تمھارے پاس ہو تو ان لوگون پر بھی پانی نام سے دھو کے چھڑکو سلطان نے کہا
تم نے خوب یاد دلایا ہان وہ نقش میرے پاس موجود ہے یہ سنکر چالاک تخت پر سے کود اور چشمہ سے جاکر
مشکیزہ پانی سے بھر لایا اُس نقش کو دھو کر پانی مین ملایا اور ایک ساحر رستے ہوا پر جاکر قائم ہوا اور لشکر جہان مے

جہان تک سحر مین مبتلا تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرنے لگا یکایک اُس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور جسم سحوران
مین لگی وہ سب اول تو بیہوش ہو گئے پھر جو ہوشیار ہوے آپ مین آگئے اور حربہ ہاے سحر لیکر لشکر افراسیاب
پر چلے اُس وقت قران اور سب عیار چالاک سے ملے اور کہا اے برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے
ہوش مین نہ تھے اور تمکو ہم نے پہچانا نہ تھا اچھا اب چلکر فوج دشمن پر گرد اور خواجہ کو بہ حل دقوت انکی
رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ
جاکر شریک مہرخ ہوکر مقابلہ کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کرکے ایک طرف روانہ ہوا اور قران
و برق وغیرہ ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچ کر لڑنے لگے اور لشکر
مہرخ و بہار وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب نہ تھا جو آسمان پھٹ پڑے شاہ جادوان
ان ساحرون کے آنے سے حیران ہوکر انھین کی طرف دیکھنے لگا کہ ان کو کس نے رہا کیا از بسکہ تیغ لیکر قریب
بنگلہ کے آچکا تھا ان لوگون کی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو خوب موقع ملا یہ بند سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق
بن کر بنگلے کی جانب چلی بادشاہ اسکی طرف متوجہ ہوا تھا کہ ایک طرف سے لندہ قران کا سر پر پڑا یہ تین
سحر کی سپر آڑے ہوئین اور یہ قران کی طرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے سنگ باری کمند تو چلگئی
مگر بادشاہ ادھر پھرا قران اس عرصہ مین اور طرف ہو گیا اسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار کرے کہ ایک
سمت سے ضرغام نے خنجر مارا جسنے خنجر روکا اور اُسی کی جانب پھرا تھا کہ جانسوز نے حباب بیہوشی ناک پر
مارا یہ چکر کھاکر گرا تب یہ ہوکے پیدا ہوکر ہوشیار کرنے لگے اور عیار سب اُس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جب تک
بادشاہ ہوشیار ہوے اسوقت تک ملکہ بران بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اُڑا عمرو
ظاہر ہوا اور آتے ہی بران کو دیکھا پکارا کہ اے ملکہ جلد مجکو لیے چلو ایسا نہو کہ لڑنے مین مجکو بھول جاؤ اور اس
غوغاے لشکر مین ہر چند عمرو چیخا مگر کچھ سنائی نہ دیا لیکن ملکہ اسکے چہرہ اے کو تو گری ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈال کر
لے اُڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کرکے
چلے کہ دینا لینا لیے جاتی ہے تب ملکہ نے اختر کی ضیا اُن ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہوکر گرے اور ملکہ بلند ہوکر سناٹا
مارکر چلی ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا لے گئی لے گئی کا غوغا سنکر اُڑا لاکھون ساحر اُڑکر عقب ملکہ چلے
تھے اُنکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سد راہ تھی اور بادشاہ جو اُڑا سرداران بران نے روکنا
شروع کیا اسنے ایسا افسون دم کیا کہ سب نے اُسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا مارکر چلا لیکن بران اس عرصہ مین
بہت جلد دور نکلگئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ رہونگا یہ دونون تو آگے پیچھے
جاتے ہین لیکن بران کے خواجہ کو لے جانے سے تمام ناظمان دربند طلسم ہوش ربا کو ایسی خجالت ہوئی
کہ جان دینے پر آمادہ ہوے اور بڑے جوش و خروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ زن ہوئی کہ
خورشید کو اُسکی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دنیا سیاہ خانہ ہی گھمسان کی مار ہوئی بگیر و بہ بندکی

بیکار ہوئی منزلون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریاے خون رواں کے برابر اور ایک آیا
خون رواں تھا وقت فراق جسم وجان تھا ایک طرف سے ملکہ مہرخ ایک جانب سے فوج بران گری
ہوئی تھی کہ

ابیات

قسمت نے بھی وہ رنج دکھائی
آتش کے کلام طعنہ آمیز
ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم
آب دم تیغ وخنجر تیز
تلوار غضب کی چل رہی تھی
کھائی تھی اسے بزنگ اژدر

گویا زمانہ پھر گیا تھا
کوسون نہ تھی بوے آشنائی
ساحر نہ کسی بلاسے کم تھے
نیش انکا رواں تھا شکل کژدم
تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھی سانپ کہ زہر اگل رہی تھی

کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا
سینون مین بھی آتش حسد تیز
مثل دم اژدر ان کے دم تھے
پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
آتا تھا جو دشمن اسکے منھ پر

ملکہ حیرت نے ہر چند جد وجہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہ ہوئی
آخر تھک کر طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رُکے اور آپس سے جدا ہوئے لشکر یان بہاں شاہان طلسم
دربند نور افشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالی شان مراجعت فرما ہوے اور متصل لشکر ملکہ مذکور یہ بادشاہ
بھی اُترے اُدھر حیرت نے داخل لشکر ہو کر ہر ایک کو اُترنے کا حکم دیا منزلون تک دونون جانب لشکر
اُترے حیرت کے یہان تو مجمع عظیم پہلے ہی سے تھا مہرخ کے یہان بھی ویسا ہی ہجوم ہوا کہ جہان تک
نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر پڑتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا کہ حیرت کی طرف بیان ہو چکا یہان بھی تھا
یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اس فکر مین جانب دشت چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران
سے کیا گذرتی ہے یہان ملکہ مہرخ سے سرشار وسلیمان وسلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکور نے
ان کو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ دربارگاہ رہنے کو دیا کفاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہنسی خوشی سے
مقیم ہوے ان کو اس حال مین چھوڑ کر شاہ طلسم کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ یہ جو عقب بران چلا
وہ دور جا چکی تھی اور راہ مین سوچتی جاتی تھی کہ تو بڑا ہے طلسم مین فتحیاب نہ ہوگی خاصکر شاہ طلسم سے سربر
ہونا مشکل ہے اور وہ تیرے پیچھے آتا ہے کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کیے صحرا مین آکر تی
اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کر کے ڈال دیا اور آپ بھی جا کر درہ کوہ مین چھپ رہی اس لیے کہ جو
گرگ دنے اس کو زہر کھولن دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کر ہی نہ سکے گی طلسم کچھ فتح تو
آج ہوا نہین جاتا پھر بیکار ہے رونا خواجہ کو چھڑانا تھا وہ تو ہو گیا غرض جب یہ پوشیدہ ہو گئی شاہ طلسم
کچھ دیر مین وہان آیا ہر سمت اسکا تفحص کیا کہین اسکا پتہ نہ پایا اپنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران
کہان ہے سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس اختر مردار یدہ ہے اسکو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ
مذکور اپنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا
باغ سیب مین آکر کچھ دیر ٹھہرا یہ سمجھا کہ یہان بھی ساحر میری ملاقات کو آوینگے اُنسے شرمندگی ہوگی

یہ سمجھ کر ظلمات مین چلا گیا اور ایک مکان مین وہان کے آکر منھ اپنا لپیٹ کر پڑ رہا دل سے کہتا تھا کہ اتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجکو ہوئی یہ نشانی تیرے ادبار کی ہے اب طلسم بھی تو حوالہ باغبان کر دیگا اسد کو اور بدیع کو چھوڑ دے پھر آپ ہی دل سے کہتا کہ اے افراسیاب تو چاہے بران کو اُسکے گھر سے جاکر پکڑ لائے اور اسد گنبد جہان پر قید ہے اُسکو کون چھڑا سکتا ہے لوح کا حال کسی کو معلوم نہین ایسا کہ لوحداران طلسم اور رکن رکین طلسم بھی نہین جانتے پھر تو گھبراتا کیون ہے ایسی باتین دل سے بناتا رنج و امید کی حالت مین پڑا تھا ادھر بعد اسکے چلے آنے کے کچھ دیر تو بران مخفی رہی از بسکہ جنگ عظیم چار روز رہی تھی آج جو تھا دن تھا کہ اپنے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگنے اور چھپنے مین گذرا تھا ملکہ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ تھی درۂ کوہ سے باہر نکلی اور بنا بر احتیاط کے خواجہ کو غار سے نہ نکالا جب شہنشاہ سیاران میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات مین گیا اور ملکہ ناہید نے پردہ تیرگی شب سے نکلکر فروغ پکڑا کہ نظم

ستارے بھی شگفتہ دل تھے کچھ آج	ہوئے مہتاب سے روشن در و بام	ستارون سے کھلا جبکہ تختۂ شام
		سر شب پر دھرا تھا ماہ کا تاج

بران نے عمرو کو غار سے نکال کر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا اختر مرداریدکے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا خواجہ نے بھی گلہاے کلام اُس لالہ فام پر نثار کیے اور گلستان شکر مین عندلیب وار ترنم سرا ہوا کہ اے ملکہ تمھارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی تم نے بڑا احسان مجھپر کیا ہے مین اُسکا شکریہ ادا نہین کر سکتا واقعی تیرا یہ رتبہ ہے کہ نظم

شہرہ ترے فیض کا ہے ہر جا	کیا شکر ادا کرون مین تیرا	شرمندۂ فیض اہل امکان
دیکھے جو تو فیض کی نظر سے	قبضہ مین ہر ایک دل کا ایوان	زر مہر سے مہ سے سیم بر سے
یا رب رہے تا ابد سلامت	یہ حشمت یہ زور یہ حکومت	

بران نے سحاب بیان سے گہر باری کی کہ خواجہ مین آپکی دختر کے برابر ہون اور ادنٰی کنیزی کا رکھتی ہون آپ بزرگی فرماتے ہین جو ایسا کچھ زبان پر لاتے ہین یہ جنگ مین نے اپنی راے سے کی بدرعا کی قدر کو اسکی خبر نہین خواجہ نے کہا شاہ کوکب اس حال کو سنکر ناراض نہ ہون گے بلکہ خوش ہون گے ملکہ نے فرمایا خیر ہرچہ بادا باد لیکن افراسیاب جس طرح مجھسے لڑا اس طرح میرے باپ سے نہ لڑ سکتا مرد عورت مین بڑا فرق ہوتا ہے اور بہت سے سحر ایسے ہین کہ عورت سے نہین ہو سکتے ہین اگر تم قید نہ ہوتے تو مین بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر مین تشریف فرما تھے تو مین نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لیکر آپکی مدد کو چلون گی اب لشکر کشی ہو چکی میرا جی نہین چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤن دل مین آتا ہے کہ دریاے خون روان خشک کر دون اور پل پریزاد ان توڑ ڈالون خواجہ نے کہا اب براے چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہے آیندہ جیسی صلاح تمھارے باپ کی ہوگی وہ کرین گے ملکہ نے کہا اچھا سمجھا جائگا اب تو ذرا دم لےلین یہ کہکر دامان کوہستان مین گئی اور کوس بھر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھکر سحر پڑھا

کہ چند نازنینان مہرطلعت زمین سے نکلکر سامنے آئین اُنسے حکم کیا کہ سامان آرام و راحت مہیا کرو یہ حکم پاکر وہ غائب
ہوگئین بعد لمحہ کے پھر آئین بسبب چشمہ مسند مغرق بچھادیا ملکہ و خواجہ آکر بیٹھے چنگیرین اُن گلعذارون نے سامنے
رکھدین پھر دو عورتین آئین اور دسترخوان اُنھون نے بچھادیا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ سلفچی
اور آفتابہ سامنے لائین خواجہ نے اور ملکہ نے ہاتھ دھو کر کھانا نوش فرمایا
بعد فراغ اکل و شرب نازنینان زرین پوش آئین اور کشتیان شراب ارغوانی ساتھ لائین
ملکہ مے نوشی کرنے مین مصروف ہوئی اس اثنا مین چاندنی نے کھیت کیا دشت و در
چاندنی کا بنا ہوا سرد چلنے لگی پانی چشمون کا لہرین لیتا تھا جنگل مین پھول رنگ رنگ
کے کھلے تھے ملکہ کیفیت لالہ زار چاندنی دیکھتی تھی اور عمرو اس کی خاطر سے آہستہ
آہستہ کچھ گاتا تھا یہ تو اس کیفیت مین ہین لیکن عیار جو برائے دریافت حال خواجہ نیک کردار
ملکہ خوش اطوار صحرا مین آئے تھے اُنھون نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا سمجھے کہ بران
اسکو نہین ملی پس یہ بھی شاد شاد اپنے لشکر کی طرف پھرے راہ مین انسے اور چالاک سے ملاقات ہوئی
اور اوسکو قسمین دین کہ مرشد زادے لشکر مین تشریف لے چلو اُسنے کہا وہان خواجہ سے حجاب ہوگا ابھی
کوئی کار نمایان مین نے نہین کیا ہے عیارون نے کہا ابھی خواجہ لشکر مین نہین ہین اور بڑا کام تو تمنے یہ کیا
کہ تمام لشکر کو سوتے شاہ جادوان کے چھڑا لیا اچھا بروقت آنے خواجہ صاحب کے چلے جانا عیار مذکوران کے
بجد ہونے سے ہمراہ ان کے چلا اور یہ سب اول جانب لشکر حیرت آئے یہان حیرت کے حکم سے لاشین
مقتولون کی اُٹھ رہی تھین ملکہ مسطور اندر بارگاہ کے چُپ غم مین مبتلا بیٹھی تھی ناچ گانا موقوف سناٹا تھا
لشکرون مین بھی وہ گہما گہم اور رونق نہتی جابجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب یہ طلسم بچنے کا نہین مناسب ہے کہ یہان سے
نکل چلین ورنہ دین و ایمان سب برباد ہوگا بعض خیام سے غم پدر و پسر و برادر سے صدائے نوحہ و شیون
برپا تھی عیار یہ تمام سب دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے یہان مقتول دفن ہورہے تھے نقارۂ شادمانی
بہ چوب پڑ رہی ہر خیمہ مین ناچ ہو رہا تھا بازار عیش و عشرت گرم تھا عیار سب طرف پھر کر بارگاہ مین آئے
ضرغام نے سب سے کہا کہ یہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہین ہر ایک سردار بڑی گرمجوشی سے ملا چالاک نے
بھی صفت و ثنا ہر ایک کی ادا فرمائی مہرخ نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی خلعت سے مخلع کیا اس کیفیت مین
مہتر قران نے خبر دی کہ ملکہ ہمائے جادو آتی ہین مہرخ نے استقبال کرکے بلوایا اسکے ہمراہ مجلس جادو
بھی تھی غرض ان کو بتعظیم تمام بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہے ہما نے کہا مین اسی لیے
آئی ہون کہ تم سے صلاح کرون میری رائے یہ ہے کہ شب کو شاہان دربند طلسم کو چلکر اپنی بارگاہ مین لے آؤ مہرخ
نے کہا بہتر ہے چلو یہ کہکر مع ہما کے سوار ہوئی قران بھی ساتھ چلا آخر اُس لشکر مین پہونچ کر ہر ایک سے
ملاقات کی اور اپنے لشکر مین چلنے کے لیے اصرار فرمایا ہر سردار عرض پیرا ہوا کہ ہم تابع فرمان ملکہ بران

ہیں وہ ہم سے کچھ فرما نہیں گئیں نہ یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے اپنے ملکوں کو جانا نہ یہ فرمایا کہ یہیں رہنا ہم کو اب ابھی
اسی جگہ رہنے دیں صرف اتنا بندوبست کر دیں کہ ایک صحرائے فراخ و وسیع میں ہم کو اتروا دیں کہ یہاں
تکلیف بہت ہے یہ سنکر مہرخ نے مہتر قران سے کہا کہ یہاں سے پانچ کوس پہ ایک کوہ سیاہ ہے وہاں ان
سب کو لیجا کر اتروا دو سب بادشاہوں نے کوچ کیا قران ان کو لیکر ہمراہ چلا اور دامن کوہ میں جب پہونچے
دیکھا کہ ایک میدان تیس کوس کا ہے جسمیں نہ کوئی درخت ہے نہ جھیل ایک تختہ صندل کا ایسا ہموار و مصفا
زمین کا تھا غرض وہاں لشکر اترا لیکن بازار سے ملکہ مہرخ کے سب اُس لشکر کا آ کر ملگیا اب سب ساحروں کو
بفراغت جائے سکونت ملی مہرخ و قران پھر کر اپنی بارگاہ میں آئے اور مصروف عیش ہوئے اس وقت
صرصر عیارہ بھی بقصد عیاری اس لشکر میں آئی اور یہاں ہزارہا ساحروں کو لشکر ہران سے آتے جاتے
دیکھا اسنے انھیں کو دیکھ کر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اندر کرسی جواہرنگار
پر ایک عیار کو اسنے بیٹھے دیکھا یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اسکو پہچانتا تھا لیکن اسنے قیافہ
سے دریافت کیا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر امیر سے آیا ہے مگر خواجہ کی صورت سے شکل اسکی بہت مشابہ ہے
غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھ کر آگے بڑھی اور مہرخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا ملکہ نے
پڑھا لکھا تھا کہ منیر بران اسے مہرخ میں عمرو کو لیکر فلان پہاڑ کے دامن میں آئی ہوں اور اپنے طلسم کو
جایا چاہتی ہوں اگر تمھارا جی چاہے تو میری ملاقات کر جاؤ اور عمرو بھی میرے ہمراہ جائینگے اُن سے بھی ملجاؤ
اور ایک چیز میں نے سحر سے تیار کر کے اس ساحرہ کے ہاتھ تمکو بھیجی ہے اُس چیز کو اس سے لیکر سونگھنا تم کو سب
واضح ہو جائے گا کہ میں کس وجہ سے تمھارے پاس نہیں آئی اور اُس کو تنہائی میں جا کر سونگھنا تاکہ میرا راز
اوروں پر نہ ظاہر ہو ملکہ مہرخ مضمون نامے سے آگاہ ہو کر اٹھی اور بارگاہ کے دونوں سمت راوٹیاں بنی ہیں
عیارہ کے ہمراہ ایک راوٹی میں آئی یہاں چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہی لشکر کی ہے کوئی بات پوشیدہ ہوگی
اُسکو بیان کرنے کو علیحدہ لے گئی ہے یہ سمجھ کر چپکا بیٹھا رہا اس اثنا میں بہار اپنی بارگاہ سے یہاں آئی چالاک
کو یہ پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام میں داخل ہوئی ہے اسوقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگی
ہنگام تکلم میں اسکو خیال جو آیا تو پوچھا کہ ملکہ مہرخ کہاں ہیں چالاک نے کہا کہ ابھی ایک ساحرہ نامہ
لیکر آئی تھی اُسکو لے کر الگ گئی ہیں کچھ مشورہ کرنے کو بہار نے کہا اکثر شاہ جادوان کے یہاں کی عیار
بچیاں جادوگرنیاں بنکر آتی ہیں اور دھوکہ دے جاتی ہیں انکو کیا ضرور تھا کہ اکیلے گئیں یہیں چالاک نے پوچھا
عیار بچیوں کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا عیار بچیاں پانچ ہیں صرصر شمشیر زن۔ صبا رفتار۔
شرارہ نقب زن۔ شمیمہ سنگ انداز۔ تیز نگاہ خنجر زن۔ انھوں نے تمھارے باپ اور
بھائیوں سے سامنا کیا ہے اور دعوی برابری کا رکھتی ہیں عیار مذکور نے کہا تو پھر چلکر ملکہ کی خبر لینا چاہیے
یہ کہکر وہاں سے اٹھا اور راوٹی میں آیا یہاں صرصر مہرخ کو جب لائی ملکہ مذکور نے کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے جو

برّان نے سمجھی ہے عیارہ نے کر سے ایک حباب بیہوشی نکال کر اُسکے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی اُسنے پشتارہ
باندھ کر قنات چاک کر کے راستہ پکڑا چالاک نے جو آکر دیکھا جہان مہرخ کا پاؤن پڑا تھا وہان کا فرش تو
دبا گیا تھا اور عیارہ کے پاؤن کا بالکل نشان بھی نہ تھا عیار یہ دیکھ کر بیٹھا اور تلاش کنان صحرا مین پہونچا
صرصر ہنوز جنگل مین پہونچی تھی کہ اسنے پہونچ کر نعرہ کیا باش کہ ہم رسیدیم صرصر سمجھی کہ مین پشتارہ بدوش بھاگ
نہ سکونگی بس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی عیار کے عقب مین بہار بھی آئی تھی چالاک
نے اُس سے کہا کہ تم مہرخ کو ہوشیار کر کے لے جاؤ مین اس عیارہ سے سمجھ لون یہ کہہ کر جانب کوہ چلا صرصر
وہان سے بھی چلی اور پکاری کہ ارے مین جانتی ہون کہ تو عمرو کا بیٹا ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ چلا جا
اسنے جواب دیا کہ اری چڑیل تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ مین بیٹھا رہا اور تو عیاری کر گئی تیرا نام کیا ہے
عیارہ نے کہا نام صرصر یہ کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اُتر کر چلی چالاک سمجھا کہ یون قید نہو گی
بس دھوکا دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھ کر منھ ہاتھ دھونے لگا صرصر نے پھر کر دیکھا کہ دیکھون میرے
تعاقب مین آتا ہے یا نہین اسکا منھ جو پھیر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اسنے ایک
گولی بیہوشی کی بھری کاغذ کی کمان مین رکھ کر جو ماری صرصر کی ناک پر آکر پڑی وجہ اسکے ناک پر پڑنے کی
یہ ہوئی کہ جب اسنے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا یہی تو بے نظیر عیارہ تھی سمجھی کہ یہ عیار مجکو دھوکا دیتا ہے آپکا منھ
مجکو پکڑ لے نے بس یہ سمجھ کر سامنے بیٹھ گئی اور حلقہ ہاے کمند اپنے سامنے کی طرف اس طرح بچھانے لگی
کہ جو کوئی ادھر سے گذرے وہ اسمین پھنسے یہ کمند بچھانے مین مشغول تھی کہ گولی آکر ناک پر پڑی اور حباب
کی طرح پھوٹ گئی بیہوشی تیر کی طرح اسکے دماغ مین سرایت کر گئی تڑاتڑ کئی بار چھینکی اور بیہوش ہو گئی چالاک
خوشی خوشی دوڑا جب قریب اسکے پہونچا کمند کے حلقون پر پاؤن پڑا ساتون بند کمند کے اُچھل کر
گردن و کمر مین آ گئے اور یہ بندھ کر گرا اُس کے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ پیچ ہو گئے چونکہ جنگل مین ہوا
سرد چلتی تھی عیارہ بھی جلد ہوشیار ہو گئی اور اسنے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہے یہ دیکھ کر بہت خوش
ہوئی لیکن کمند مین چالیس گرہین ہوتی ہین اور بڑے عیار جو زبردست ہوتے ہین وہ یہ طریقہ جانتے
ہین کہ ایک طرف سے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارتے ہین سب گرہین کھل جاتی ہین چالاک بھی یہ خیال
کر رہا تھا کہ کدھر سے جھٹکا مارون جو گرہین کھل جائین اسی خیال مین تھا کہ صرصر کود کے اس پر
آ ہی تو پڑی اسنے بعجلت تمام جھٹکا سرا کمند کا تھام کر لگایا کہ سب حلقہ اُس کے کھل گئے اسوقت
اسنے صرصر کے اس زور سے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر ایک غار مین گری یہ جست کر کے
اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا صرصر کو کچھ نہ بن آیا اُسنے اُٹھنا بن اٹھ پکڑے اتفاق سے صبا رفتار بھی ادھر
آئی اور پکاری کہ گھبرانا نہین ہم بھی آ پہونچے صرصر سمجھی کہ شاید قران آیا یہ سمجھ کر اسنے چالاک کو
چھوڑا اور جست کر کے چلی چالاک بھی کود کر اسکے برابر ہی پہونچا ناچار اسنے تیغ کھینچا چالاک بھی تیغ

کھینچ کر مقابل ہوا دونون عیارنیان اسپر چوٹین ڈالنے لگین اور یہ بھی روک روک وار کرتا تھا
چالیس چوٹین اسنے مارین صرصر نے سب روکین فقط اتنا فرق ہے کہ وہ دو ہین یہ اکیلا ہے اب اسکو
بھی غصہ آیا اور اسنے قصد کیا کہ مار ڈالون لیکن جب اسکو آئے ہوئے صحرا مین دیر ہوئی تو قران لشکر
سے اسکو ڈھونڈھنے چلا اور یہان آکر پہونچا دیکھا تو برق شمشیر چمک رہی ہے دل سے کہا کہ عجب
خونریز زمین ہے کہ جہان دیکھو تلوار چلتی ہے آگے بڑھ کر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار و چالاک سے
تلوار چل رہی ہے یہ دیکھ کر پکارا کہ واہ واہ اسے مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا لیکن اتنا خیال رہے
کہ اسمین ایک کنیز بے تمیز میری بھی ہے یہ آواز سنکر صبا رفتار کی تو جان نکلگئی صرصر سے گویا
ہوئی کہ اے بی بی وہ موا کالیا حبشی جلاد فلک آگیا یہ سنکر صرصر ایک سمت کو بھاگی یہ بھی اُس کے
ساتھ روان ہوئی چالاک بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا اسنے کہا بھیا اس مالزادی نے
بڑا غضب کیا مہرخ کو مار ہی ڈالا تھا وہ تو مین دوڑ پڑا نہین کام تمام تھا قران نے کہا ہان ہان
گالی نہ دو اسکو خواجہ سلامت لونڈی بنایا چاہتے اور وہ دوسری میری لونڈی ہے عیارنیون نے
جو یہ بھاگتے مین سنا پھر کر گالیان دینے لگین کہ خدا غارت کرے موؤن نے ہمکو لونڈیان مقرر کیا ہے ان کو
اور ان کے اُستاد کو گھڑی گور مین تو ہین جمشید قسم کران مرھتون نے ہم کو سارے طلسم مین چھنال مشہور کر رکھا ہے
یہ کہتی ہوئی بھاگین قران نے پکار کر کہا کہ استانی صاحبہ آج جو مین نہ آتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ
وہ جانتے نہ تھے اب جو تم نے ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالون گا یا اندھے کوئین مین اُٹھا کر ڈال دونگا
عیارنیان کوسنے دیتی ہوئین ایک طرف چلی گئین اور یہ دونون پھر کر بارگاہ مہرخ مین آئے بہار
ملکہ مذکور کو لا چکی تھی اُسنے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا پھر مصروف عیش و نشاط ہوئی قران سے کہا
تم بھی بیٹھو اُسنے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤن ملکہ نے کہا یقین ہے کہ بران
اپنے طلسم مین لیے چلی گئین چالاک نے کہا اُن کا طلسم کہان ہے قران نے کہا اُس وقت سب حال
از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تاکہ یہ جملہ کوائف سے آگاہ ہو کر دوست دشمن کو پہچان جائے غرضکہ اسی گفتگو
مین مہتر برق باہر سے آیا اور اُسنے بیان کیا کہ مین بران کے لشکر مین ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکور کے
کہتے تھے کہ ہماری جانین خواجہ عمرو و بران پر نثار ہین اور اے ملکہ اُس لشکر مین بڑے بڑے ساحر ہین
مہرخ نے کہا اب انشاء اللہ اسی طرح حملہ کر کے شہزادہ اسد کو بھی چھڑا لائین گے اب مین انتظار مین ہون کہ
خواجہ میرے لشکر مین آئین تو جشن کرون قران نے کہا مین جا کے لاتا ہون برق نے کہا مین بھی چلتا
ہون ملکہ نے کہا کہ تم سب چلے جاؤ گے تو چالاک کا دم گھبرائیگا یہ سنکر قران تنہا روانہ ہوا ادھر بارگاہ
حیرت مین صرصر آکے پہونچی اور جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا حیرت نے کہا عمرو اگر رہا ہو گیا تو کچھ
پرواہ نہین شہنشاہ سے بچ کر کہان جائیگا اوسوقت اور جادوگرنیون نے کہا ہمکو یہی تعجب ہے کہ بران

کے ہاتھ سے بچ کر نکل گئی یہ سنکر سفاک رویئن تن نے کہا مین دیکھتی تھی جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے ان کو رسی مین باندھ دیا رسی سحر سے جلگئی تھی لیکن اتنے عرصہ مین برّان بھی نکل گئی تھی صرصر نے کہا بی بی یہی بڑا ستم ہوا کہ عیارون نے شہنشاہ کو روک رکھا حاصل امر انکا رنج و الم کہان تک بیان کرون اسی حرف و حکایات مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جو خرمند ہو کر پردۂ شب مین چھپ گیا تھا اب اپنے گریبان سحر سے بسان متفکران سر اٹھایا کہ نظم

یہ باتین تھین کہ آئی شب کی شامت
پہنایا نور کا جوشن سحر کو
ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت
کیا خورشید نے روشن سحر کو

صبح کو افراسیاب بزنگ دود جگر بستر خواب سے اٹھا اور ظلمات طلسم سے نکلکر قلعہ ہائے طلسمی کی سیر کرنے لگا اس لیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہل جائے چنانچہ ہر سمت پھر کر باغ مینا مین آیا یہان اسکے آنے کی خبر سنکر چند ساحر حاضر ہوئے یہ تخت پر بخاطر حزین و بجان غمگین بیٹھا اور شراب پینے لگا ادھر صحرا مین برّان و عمرو شب بھر عشرت پذیر ہوئے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیاہ دل و سرجادو نام کرہیہ منظر و بد انجام ان کے اس مقام پر رہنے سے آگاہ ہوا یہ ساحر اس پہاڑ و صحرا کا افراسیاب کی طرف سے محافظ ہے چنانچہ جہان برّان بیٹھی ہے اُس کے چار سمت پہاڑ ہے بیچ مین یہ میدان ہے یہ ساحر سوچا کہ مین برّان کا سامنا نہ کرسکون گا کیونکہ وہ مالک اخضر مرواریدہ ہے پس یہ اُس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک سحر خوب عمدہ اُسکو یاد تھا پڑھا کہ سلین بڑی بڑی اُڑکر درّۂ کوہ مین آڑے ہوگئین راہ آمد و رفت کی بند ہوگئی اور اُس میدان مین کہ جہان خواجہ و برّان بیٹھے تھے اندھیرا ہوگیا خواجہ نے کہا خداوند اخیر کرنا برّان نے کہا خواجہ گھبرانا نہ چاہیے ہم جو یہان غافل بیٹھے تھے اس سبب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ آمد و رفت ہماری بند کی ورنہ میرے پاس اخضر مروارید ہے کسی کا ہیچ مجھپر قابو ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہونگی نکل جاؤن گی تم بیٹھے رہو کچھ فکر نہ کرو یہ تو سطح کی فکر مین ہے لیکن سیاہ دل و سرجادو ان کو اپنی دانست مین مقید کرکے افراسیاب کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کرکے دریاے نور کے کنارے آیا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران مین بھی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون اسکے پکارتے ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکو اٹھا لیگیا شاہ طلسم باغ مینا مین بیٹھا تھا اور اسکے پاس اسوقت نامہ لقا کا آیا تھا اُسکو پڑھ رہا تھا اُسمین وہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھول گیا ہے مدت سے ہماری مدد کے لیے تو نے کسی کو نہ بھیجا یہان خدا پرستون نے مجکو پریشان کر رکھا ہے سب ساحر مارے گئے صرف ایک صبا جادو باقی ہے وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی بھاگی پھرتی ہے اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہان بھیج کہ وہ آکر کام خدا پرستون کا تمام کرے اور اگر تو نے تامل درباب اعانت کیا تو مین جانب ہفت کوہ چلا جاؤنگا اور وہان سے سلیمان کوہ کی جانب روانہ ہونگا غرض یہ نامہ پڑھکر بادشاہ ساحرون کو کہہ رہا تھا کہ کیا خدا پرستون نے سر اٹھایا ہے اب کسی ساحر کو

میرا قصد ہے کہ خداوند کے پاس بھیجوں وہ یقین ہے کہ مسلمانوں کا خاتمہ کردے کیونکہ پہلے جو ساحر وہاں
جاتا تھا چالاک مارڈالا تھا بتوسط عیار یہاں آگیا ہے کوئی اور عیاران عیاردن کے برابر کا ہے کہ ہے
اب کھٹکا وہاں کا کچھ نہیں ہے انھیں باتوں میں بیچہ نے جاکر سیاہ دل کو سامنے پہونچا پایا اسنے بادشاہ
کو تسلیم کی بادشاہ نے پوچھا کہ آج کدھرسے آنے کا اتفاق ہوا اسنے عرض کیا کہ اول تو قدمبوسی کو دل چاہتا
تھا دوسرے یہ کہ میں جس غار میں رہتا ہوں وہاں سے گردآوری کے لیے جو اُٹھا تو وہ کے میدان میں بران
شمشیر زن کو دیکھا کہ ایک مرد سے سرگرم سخن ہے میں سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو بھاگی تھی اس جگہ آکر
مخفی ہوئی ہے پس میں نے مقابلہ کرنا مناسب نہ جانا لیکن ذرہ کو چار سمت سے بند کر دیے اور خدمت بندگان بادشاہ
میں خبر کرنے حاضر ہوا بادشاہ نے جو یہ خبر سُنی فرط عشرت سے چہرہ گلنار ہو گیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ امر سچ ہے
اُسنے قسم کھا کر بیان کیا بادشاہ نے اُسپر بھی بنا بر احتیاط درقہ جمشیدی دیکھا اُسمیں بھی معلوم ہوا کہ بیان
سیاہ دل سچ ہے پس یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا اور سیاہ دل سے گویا ہوا کہ آگے چل میں بھی آتا
ہوں وہ یہ حکم پا کر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اسکے پیچھے چلا مگر سیاہ دل کنارے دریا کے پہونچا
بیچہ نے اُٹھا کر دریا کے پار پہونچا دیا یہ اپنے غار کی جانب روان ہوا لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار
عمرو کو ڈھونڈنے نکلا تھا اور دریاے خون روان کے کنارے تلاش کنان پھر رہا تھا اسنے اسکو دیکھا
کہ ایک ساحر دریا سے اُس پار اُتر کر ایک طرف جاتا ہے عیار ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دوڑ کر
اسکے قریب گیا اور صاحب سلامت کرکے کہا بھائی صاحب جس کام کو گئے تھے وہ کر آئے اور کیوں نہ کرتے
ہمیشہ جس کام پر تم نے ہاتھ ڈالا اُسکا انجام خوب ہوا ہے سیاہ دل اس گفتگو کو سُن کے سمجھا کہ شاید یہ ساحر
بھی میرا حال جانتا ہے پس جملہ ماجرا بیان کیا قران نے کہا اگر تم کچھ برائی نہ سمجھو تو جہاں وہ باغی قید ہیں ہم بھی
تمھارے ساتھ چلیں اُسنے کہا ہم تم ملازم شاہ طلسم ہیں دونوں ایک ہیں بُرائی کیا ہے ایک سے دو بہتر آؤ چلو
یہ عیار اُسکے ساتھ ہوا اور دونوں اُس پہاڑ کے قریب آئے قران نے وہاں پہونچکر کہا وہ قیدی کہاں
ہیں اُسنے کہا اس پہاڑ کے اندر اسنے کہا پھر اسکو نکالو یا اندر چلکر گرفتار کرو اسنے کہا بران بڑی زبردست
ساحرہ ہے ہم تم مقابلہ نہ کرسکیں گے افراسیاب کو بُلا آیا ہوں وہ آیا ہی چاہتے ہیں تامل کرو یہاں تو یہ گفتگو
ہے وہاں بران سے خواجہ نے کہا اے ملکہ تم یہاں کبتک رہو گی اب اپنے گھر چلو یا میرے لشکر میں یہاں
بیٹھنے سے فائدہ کیا دوسرے گھٹنے کی جگہ دل نہیں لگتا ہے ملکہ نے یہ سنکر اختر مرواریدا اپنے جوڑے سے نکالا
تمام درّے میں روشنی ہوگئی اس اختر کا یہ ماجرا ہے کہ چار سو برس پیشتر بلغ جمشید و سامری میں ایک میلہ
ہوا تھا اُس روز بران کے دادا پردادا نے قبر سامری پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے
یہ اختر لٹکا کرتا تھا اب اس ملکہ کو وہاں جانے سے پجاریوں نے وہاں کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا
بڑے بڑے سحر اس اختر سے ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ ملکۂ مذکور نے اس اختر سے لوہے کا کٹ کر چاہا کہ درہ کوہ کے

راستہ پیدا کروں اسنے تو یہ چاہا اُدھر بیرون درہ قران نے سیاہ دل سے کہا کہ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے وہ ابھی
تک نہ آئے لیکن اور کوئی اُدھر سے آتا ہے اُسنے کہا کہاں اسنے کہا اے بھائی جُھک کے دیکھو وہ درختوں سے
نظر آتا ہے اُسنے اسکے کہنے سے جھک کر اُسی طرف دیکھا اسکو پیری خوب سامنے تھی قران نے پشت پر سے
اچھی طرح تان کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا دس ٹکڑے ہو گیا بھیجا نکلکر دور گرا اور صداہاے مہیب پیدا ہوئیں تڑاق
پڑاق وہ سلیں جو درہ کوہ میں اڑ رہی تھیں گر پڑیں آندھی آئی اور آواز پیدا ہوئی کہ مارا سیاہ دل دو علاوہ کو بران
آمادہ سحر تھی یہ ہنگامہ دیکھ کر پکاری کہ وہ مار کسی نے انکو جنسے ہیں قید کیا تھا اس اثنا میں قران دوڑ کر اندر درے
سے آیا اور اپنا نام لیکر نعرہ کیا عمرو نے نعرہ سُنکر کہا کہ آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ قران دوڑ کر قدم پر گرنے
چلا عمرو نے چھاتی سے لگا لیا اور بہنگا کو تنگ بغلگیر کیا قران نے یہ حال سیاہ دل کا بیان کرکے کہا کہ
افراسیاب آتا ہوگا مناسب ہے کہ یہاں سے لشکر میں تشریف لے چلیے سب مشتاق دیدار ہیں اور چشم براہ
تمام سردار ہیں عمرو اور ملکہ یہ سنکر اُٹھے کہ اچھا چلو یہ تو چلنے پر آمادہ ہوے اُدھر شاہ جادوان بھی نکل چکا تھا اور ایسا
قریب پہنچ چکا تھا کہ سیاہ دل کے مرنے کا شور اُسنے بھی سُنا اور دور ہی سے نعرہ مارا کہ منم شہنشاہ ساحران
اس نعرے کو سنکر قران تو ایک غار میں کود پڑا اور سر غار پر پتھر بڑا اٹھا کے حلقے کمند کے لگا دیے اور اندر غار کے نقب
کھودتا چلا کہ شاید یہاں کوئی آئے تو مجکو نہ پائے ادھر عمرو بھی بھاگا لیکن لالچ جو دامنگیر ہوئی فرش اُٹھانے لگا
بران نے کہا فرش کو چھوڑے بھاگو میں ڈالو خواجہ تم نکل جاؤ یہ سنکے چاندنی کھینچتا ہوا بھاگا اس اثنا میں زمین کو
زلزلہ آیا برق شرربار چمکی بہادر بیطار پکارے کہ یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو خواجہ نے ناچار
گلیم اوڑھ لی ملکہ تنہا اُس صحرا میں رہ گئی یکایک ایک شعلہ چمک کر فلک کی طرف سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھا کہ
اُس شعلہ میں پتلہ یاقوت کا بصورت افراسیاب استادہ ہے یہ دیکھتے ہی اسنے ایک نارنج زمین پر اچھالا
وہ نارنج گرا وہاں کی زمین شق ہوئی اور پانی اُسمیں سے جاری ہوا اور بڑھکر آن واحد میں دریا ہوا اور بسان
قلزم زخار موج مارنے لگا دفعۃً ایک کشتی مثل ہلال فلک چمکتی ہوئی سر تا پا جواہر جڑی پیدا ہوئی اور کنارے
آ لگی یہ یم خوبی و قلزم محبوبی جست کرکے اُس زورق پر جا بیٹھی اُسوقت حسن و جمال اُس بحر حسن کا ایسا تھا کہ خوبان
عالم اگر دیکھتے تو بحر ندامت میں ڈوب مرتے عرق تصویر پیشانی پر آتا حسینان جہاں کنیز بنکر پانی بھرتے زلف
مشکفام پر چشمہ ظلمات قربان اسکندر دل اُسکے عشق میں پریشان جبین مبین بحر نور چین جبین موج قلزم حیات
سر و دریا بر دکشتی ماہ نو پر طعنہ زن مژہ خط شعاع چشمہ مہر پر چشمک فگن چشم سحر آفریں کے تعشق میں مثل مردم آبی
حسین گرداب بحر الم میں ڈوبے ہوے دو چشمے ناز و غمزہ کرشمہ سے بھرے ہوے چشمہ خورشید میں وہ آب و تاب کہاں
جو اُسکے روے انور میں تھی وہ آب کہاں آب گوہر میں تھی غنچہ دہن محیط عالم میں صورت حباب چاہ ذقن میں
لطافت و صفا کا آب اسی طرح سب تن گلبدن کا دریاے عالم میں بے رنگ گوہر نایاب کہ بقتضاے ابیات

عارض سے چمن نے فیض پایا ۔ گیسوے حق نے فیض پایا ۔ کی جسے نظر جہان سے کھو یا

اک جام دیا جسے ڈبو یا		سینے کیے چاک دل جلائے		مٹی میں بہت قمر ملائے

اُس ناؤ پر جا بیٹھنے سے یہ ظاہر کہ آفتاب حسن برج آبی میں آیا برج حوت نے اُس کشتی پر رشک کھایا
اسکے ناؤ پر جانے سے وہ شعلہ جبین پتلہ یاقوت کا تھا کنارے دریا کے آیا اور وہ شعلہ لہرایا پتلا اُسمین سے نکلا
اُس وقت اُس عربدہ ساز نے نیا تماشا دکھایا آگ پانی ساتھ ملایا پانی دریا کا بلند ہوکر جادر پڑنے لگی گرد بشعل
پر آکر آتش ہر موج بنتی اور پتلے پر شرر بنکر گرتی اُسوقت پتلے سے شاہ جادوان نے جسم اصلی پیدا کیا اور نعرہ مارا
کہ منم **افراسیاب** نعرہ کرنے سے دریا تھم گیا شاہ نے پکار کر کہا کہ او چھوکری یہ سحر تو نے ایسا کیا ہے کہ میری
جگہ پہ اگر دوسرا ساحر ہوتا تو تیری صورت پر مبتلا ہوکر دیوانہ ہوتا لیکن میرا کیا کر سکتی ہے تو وہی ہے کہ میری گود مین
ننگی آتی تھی اور پیشاب کردیتی تھی اب جواب یہ بتا کہ انکو کیا کیا جنکے لیے یہ مصیبت اٹھائی تیرے باپ کو لازم نہ تھا
کہ میرے مقابلے مین تجھکو بھیجتا اُس دزد عمرو کو تو نے کہا کیا **بران** نے جواب دیا کہ **عمرو عیار** تین دن پہلے
اُس لڑائی سے تیرے برج غضب سے نکل گیا تھا تو جانتا ہے کہ مین لے آئی ہون بھلا وہ میرے چھڑانے کا محتاج
رہتا وہ شہنشاہ عیاران ہے شاہ نے فرمایا کہ خیر وہ تو نکل گیا مگر تو کہاں جائے گی ملے لڑکی اگر تو میرے پاؤن پر
گرے اور کہے کہ جیسے کوکب میرے باپ ویسے آپ تو مین تیری جان بخشی کردون **بران** نے کہا میرے باپنے
کچھ تجھکو مجھے حوالے نہین کردیا کچھ تیرا ہم دیا نہین کھاتے محتاج تیرے نہین رعیت نہین پھر ہم منت کیون کرین
شاہ جادوان نے کہا پھر کیا تو لڑے گی ملکہ نے کہا ہزار بار لڑونگی لڑنا نہ ہوتا تو گھر سے کیون آتی شاہ طلسم نے
یہ سنکر کچھ ایسا سحر پڑھکر زمین پر دم کر مارا کہ سب پانی دریا کا جم گیا **بران** کشتی سے کود کر سامنے آئی کشتی بھی
دھوان بنکر اُڑ گئی شاہ نے ایک گولا فولاد کا نکالا اور کہا لے چھوکریا جان سے کیا تجھکو ماردون لیکن کچھ تنبیہ کردینا
لازم ہے تاکہ ادب آجائے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ اسی موم کے گولے سے ادب سکھاؤگے جو تھالیے ہاتھ مین چھپا
ہوا ہے یہ کلام سحر آگین تھے گولا موم ہوکر ہاتھ مین چمٹ گیا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ گولا ہاتھ سے چھٹ گیا اور
اسنے ایکی مرتبہ منھ سے افسون پڑھ کر پھونکا کہ **بران** کو غش آنے لگا اسنے جلد سحر دم کیا کہ ایک پتلی زمین سے
نکلی گلاب کا شیشہ لیے تھی گلاب اُسنے ملکہ پر چھڑکا کہ ہوش آیا پتلی تو غائب ہوگئی اور ملکہ نے اختر مرواریدی
نکال کر شاہ کو دکھایا کہ بادشاہ کو غش آیا دو پتلیاں اسکی طرف سے پیدا ہوئین اور گلاب چھڑک کر ہوشیار
کیا پھر ملکہ نے اختر کو زمین پہ پھینکا شاہ جادوان کمر تک زمین مین غرق ہوگیا اور پکارا کہ ارے چھوکریا خوب
تجھکو اُس بار بیوفا نے تعلیم کیا ہے لیکن میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی یہ کہکر سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے
ایک پنجے نے تو شاہ کی کمر تھام کر زمین سے نکالا اور ایک نے **بران** کی گردن پکڑ لی اس مقام پر صاحب دفتر
نے تو یہ لکھا ہے کہ ملکہ مذکور کو شاہ جادوان نے گرفتار کرلیا لیکن انبہ پرشاد صاحب جو ایک بڑے
داستان گو لکھنؤ مین تھے اُنکا بیان ہے کہ ملکہ مذکور کو صرصر نے آکر قید کیا چنانچہ صاحبون کی تقریر یہ احقر
بجاہ ترتیب بیان بتصریح تمام بیان کرتا ہے **اول بیان صاحب دفتر**۔ یہ کہ جب پنجے نے **بران** کو

پکڑ لیا اور بادشاہ طلسم زمین سے نکلا تو اُسنے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی بادشاہ نے ہاتھ ڈال کر ایک زنجیر
اور طوق الماس رنگ کا نکالا اور برّان کی گردن میں طوق پہنا کر زنجیر سے باندھا اور داغ مہر دل پر یہ چھین لیا یہ
ماجرا سب عمرو و جو گلیم اوڑھے علیحدہ کھڑا تھا اُسنے بھی دیکھا اور فکر میں رہا کہ ملکہ کے ہوا اور جس صورت پر
کہ تیار ہوا بیان کیا جائیگا لیکن اب افراسیاب قید کر کے ملکہ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ
اسکو مار ڈالوں پھر آپ ہی آپ سوچا کہ اس رنڈی کو کوکب کے پاس بھیجدوں تاکہ وہ شرمندہ ہو اور پھر
مجھ سے لڑنے کا ارادہ نہ کرے غرض یہ اسی فکر میں دل سے مصلحت کر رہا تھا کہ دفعتہً ایک آواز تڑاقے
کی آئی اسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس میں غرق تھا گلے بازو پر
ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے میں پڑے نُت جواہر کے کہنی سے شانے تک بندھے تاج ہیرے کا
سر پر رکھے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے سامنے آیا ملکہ برّان نے پہچانا کہ میرے والد بادشاہ کوکب ہیں
بس اُسنے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوف سے لرزنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہیں میں اپنی خوشی سے
ناحق لڑنے آئی نہیں معلوم کیا انھوں نے سُنا جو خود چلے آئے اور اس طرح اس جلّاد بادشاہ کے مقابلے میں جو
یہ آئے ہیں اگر کوئی خدانخواستہ ان کو ذلت درپیش ہوئی تو تمام شہروں میں طلسمات کے میرے باعث سے
انکو ندامت ہوگی اب یہ مجکو ولیعہدہ سلطنت پر نہ رکھیں گے اگر ان کو کوئی ذلت ہو تو زہر کھا کر مرجانا الحاصل
یہ تو خوف کھا رہی ہے اُدھر شاہ کوکب کو افراسیاب نے بھی پہچانا اور دونوں باہم دست بہم ہوئے اور
شاہ افراسیاب نے کہا اے یار بیمروت کوئی حق محبت تمنے یاد نہ رکھا سب رسم آشنائی بھلادی
آج بیٹی کی حمایت منظور تھی جو تنہائی میں آکر ملاقات کی وہ بھی معلوم نہیں کہ لڑنے آئے یا ملنے افسوس۔ نظم

نگاہیں کیوں پھیریں یہ کیا ہوا ہے
یہی ہے حق الفت یار پرفن
اگر کچھ رحم ہو دل میں پیارے
کرو فکر ساتھ تھے جب تھا لڑکپن

اگر تیری خوشی یوں ہے بھلا ہے
کمی ہمت میں کیوں ہے آج ہمدم
سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے
مراد بے نیازی سے سروکار

بتا تو مجھ سے اور پوشیدہ دشمن
نہ ریزش ہوگی اب ابر کرم سے
وہ باتیں یاد کر اے یار پرفن
تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتیں اُسکی سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور پکارا کہ اے یار وفادار مجھ سے کوئی بات بیوفائی
کی نہیں ہوئی پہلے تمھیں سے چھیڑ نکلی ہم تخت پر سوار جاتے تھے تم نے اُس تخت کی اٹھانے والی پتلیوں سے
ایک پتلی کو مار ڈالا جب نامہ میں لکھا تو اُسکا جواب اگر تمھارے خلاف تھا تو خود میرے یہاں چلے آتے
سمجھا لیتے گھر تھا کوئی منع نہ کرتا مجھ سے آکر لپٹ جاتے سیر طرہ یہ کیا کہ مجلس کے پتلے کو مار ڈالا اُسکی لونڈی کو
بٹھا رکھا آج اپنی دختر کو میں اسیر دیکھ رہا ہوں مجکو قسم ہے جمشید علی جناب و سامری والا خطاب کی کہ میں نے اسکو
تم سے لڑنے نہیں بھیجا یہ آپ سے چلی آئی تھی پھر از خرد ان خطا دا زیرکان عطا اس پر تم رحم فرماتے تو وا
واہ اور الٹے آپ مجھ سے شکایت کرتے ہیں افراسیاب کو یہ بیان سنکر حجاب ہوا اور جلد ملکہ برّان پر سے

سحر اُتار لیا اور کہا اے برادر تمکو اُس وزد مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا وہی دُشمن کے مجکو بھی غصہ آیا تھا ایسے سامری نے عنایت فرمائی جو تمھاری طبیعت درستی پر آئی کوکب نے جواب دیا کہ اس ابلیس کی شکر رنجی کو عقل کب مانتے ہیں ذرا سی بات مین دوستون سے نہین بگاڑتے ہیں اچھا اب مصداق مضی ما مضی۔ گذرے ہوے رنجورون کا ذکر کیا آؤ گلے ملجاؤ کہ موجب **نظم**

وہ جو گذرا سو گذرا ذکر جفا کا	نہین لازم کہ اب دے ہمکو آزار	حذر کر آہ مظلومان سے ظالم
خفا ہوتے نہین وہان سے خالم	خفا ہوکے اے گلرو رشک	بگاڑا ہے کیا تیرا بتا دے
وفا تجھ مین کہان نا آشنا ہے	کسی کا آشنا بھی ہو تو کیا ہے	نہین دنیائے فانی جائے آرام
یہ دھوکا ہی رہا اے حسن الجمل	بسر کر زندگی اُلفت سے اے یار	نہ اب ہم مین نہ ہو تو کچھ گھمنڈ گا

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا اُدھر سے **کوکب** ابھی خود ہی جاتے کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر رکھنے چلا شاہ جادوان نے اِن ہی کے شانہ پکڑ کر اُٹھایا جیسے ہی منھ **کوکب** کا مقابلہ مین اُسکے آیا کوکب نے لخلخہ بیہوشی کا سفوف ناک مین شاہ جادوان کے تیر کیطرح پہونچایا اور وہ چکر کھا کر زمین پر گرا کوکب نے نعرہ کیا کہ انا شاہ عیاران عمرو بن اُمیہ عیار اور نعرہ کرکے خنجر مارا ہر چند شاہ جادوان بیکار پڑا ان کو دیا وہ تو خوف سے لرز رہی تھی یا ہنس پڑی اور گویا ہوئی کہ واہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا آپنے اسوقت وہ کام کیا ہو کہ اگر شاہ کوکب ہوتے تو داد تمھاری عیاری کی دیتے یہ کہکر ایک ناریج سینہ افراسیاب پر لگا دیا وہ ناریج ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن شاہ طلسم پر اثر نہ ہوا اور ناریج نے ہی بادشاہ کو زمین مین سما دیا اور ان سبکو بھی یہ جانیگا اور اب جو ہوشیار ہوگا آفت اور آفات ڈھائیگا یہ سمجھ کر خواجہ کو لیکر اُڑ گئی اور ایک پہاڑ پر جا کر اُتری اور وہاں خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا میری عقل نے خواجہ حیران تھی کہ میرے باپ نے کبھی ایسی گفتگو اپنے ادنی غلام سے بھی نہین کی آج یہ کیا ماجرا ہے جو افراسیاب ایسی باتین منت آمیز کرتا ہے خواجہ نے کہا یہ ملنے نہ دیکھا کر دونون بادشاہون کا حفظ مراتب مین نے کیسا کیا اے ملکہ ہی ہم لوگونکی عیاری ہو کہ جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی ہی عیاری کرکے کام حریف کا تمام کرتے ہین کچھ خوف ایسی باتون کا اپنے دلمین نہ کیا کرو اب چاہیے کہ دم بھر یہان بھی نہ ٹھہرو اور میرے لشکر مین چلو وہ مقام یہان سے نزدیک ہے ایسا نہ ہو کہ شاہ طلسم پھر آکر فساد کرے ملکہ نے کہا بہتر ہے چلو خواجہ نے بنا بر احتیاط کے اپنی بھی صورت بدلی اور ملکہ کی بھی تبدیل کردی دونون صورت بدلکر روانہ ہوے اُدھر شاہ جادوان بھی بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوا اور حیران تھا کہ یہ کوکب نے میرے ساتھ کیا کیا غرض زمین سے نکلا اور رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار بصورت کوکب آکر بران کو چرا لے گیا اور جمشید نے تجکو بچا لیا ورنہ بران صاحب اختر سحر بھی بیہوش ہونے پر تجکو مار ڈالتی وہ تو تیرے ساتھ سحر کے زبردست تیر رہتے ہین اور تو بندہ مقبول سامری ہے اسوجہ سے بچ گیا انسان کو چاہیے کہ ایک بات سے کہ تجھے دھوکے پڑ جائے تدبیر جنگ کیا اور طرح سے نہین ہو سکتی جو تو قتل عمرو کے پیچھے پڑا اب لازم ہو کہ چند سے صبر کر اور آرام پذیر ہو یون دو دن تک

پھرنا اچھا نہین ایسا نہ ہو کہ ایک روز تو کسی عیار کے ہتے چڑھ جائے اور وہ تجکو مار ڈالے یہ مضمون رقعہ سے معلوم کرکے
یہ بھی باغ کی طرف روانہ ہوا - دوم بیان انبر شاہ صاحب وہ یہ کہ جب بران کو پنجہ سحر افراسیاب نے
پکڑا بران نے اُف کرکے کہا پنجہ سحر کا جلجائے اُف کرتے ہی اُن دونون پنجون مین آگ لگی اور مثل شعلہ بھڑک کر
جل گئے بادشاہ زمین سے تڑپ کر آپ باہر نکلا اور ہاتھ بڑھا کر پکارا کہ لاؤ اس کے ہاتھ مین کمند سحر آگئی وہ
کمند ملکہ پر لگائی ملکہ نے کہا خاک مین ملے افراسیاب اپنے سحر مین آپ ہی پسان کمند پیچتاب کھائے اتنا
کہتے ہی زمین کو زلزلہ ہوا اور شاہ طلسم کے پاؤن لڑکھڑائے اور لڑکھڑا کے چار دن شانے چت زمین پر گرا
وہ کمند جھٹکا کھا کر اسی کے جسم مین لپٹ گئی گلا بھی پھنسا اور دم گھٹنے لگا اسوقت بقدرت کردگار صبا رفتار
اس طرف آنکلی اور دور سے تمام کیفیت اس نے دیکھی اور از بسکہ عمرو و قران بھاگ گئے تھے میدان خالی
پاکر اسنے صورت بشکل صورت عمرو بنائی اور سامنے ملکہ کے آکر پکاری کہ اے ملکہ کیون بنو اوہ آخر کس شخص کی بیٹی ہو
اسی طرح تعریف کنان برابر آگے پہونچی اور بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ ملکہ بیہوش ہوگئی اس اثنا مین ایک
پتلا بلور کا آیا کہ شیشہ پانی کا لئے تھا بس اسنے تین چھینٹے اُس پانی کے افراسیاب پر مارے کہ
وہ کمند سحر کھل گئی شاہ مذکور نے اٹھکر اختر مروارید بران سے لیا اور عیارہ سے کہا کہ زبان مین اس کی
سوزن دیکر اسکو باندھ لے اسنے ایسا ہی کیا شاہ نے پھر حکم دیا کہ اب تو جاکر حیرت کی بارگاہ مین ٹھہر مین
اس گیسو بریدہ کو زندان ظلمات مین قید کرکے آتا ہون تجکو اسکی عیاری کے صلہ مین مالا مال کرونگا کہ تو نے
واقعی کار نمایان کیا ہے عیارہ نے یہ سن کر اپنی راہ لی اور بادشاہ بران کو لیکر جانب ظلمات گیا اور
وہان پہونچا زندان خانہ مین آیا ملکہ اسی طرح بیہوش ہے شاہ نے زندان مین آکر سحر پڑھا کہ افعی سحر و اژدر
ظلمات جادو دونون محافظ و داروغہ زندان خانہ کو خبر ہوئی وہ حاضر خدمت ہوئے اسنے بتاکید تمام
حکم دیا کہ تم اپنا زبردست سحر اس مجرمہ پر کرلو ایسا کہ یہ محض بیحس و حرکت ہوجائے پھر طوق و سلاسل مین
جکڑ کر اسکو ہوشیار کرنا اور ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اسے آٹھ پہر مین دینا اور صبح و شام ہر وقت
حفاظت کرنا اس کی جانب سے کبھی غفلت نہ کرنا کیونکہ یہ بلائے مبرم اور آفت زمانہ دختر شاہ کوکب
ہے اور بندھون کی طرح ایسا ویسا ساحر اسکو نہ جاننا اگر یہ چھوٹ جائے گی تو ہزارون کو قتل کریگی قیامت
ڈھائیگی پھر ہاتھ نہ آئیگی صاف یہان سے نکل جائیگی یہ قدغن شاہ کی زبانی سنکے اُن دونون ساحرون
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ یہ تو کیا ہے اگر ہم اس کے باپ کو اس طرح غافل پائین اور اپنا سحر
اس پر کرلین تو ساری عزت اُس کی خاک مین ملجائے کبھی ہمارے پنجہ سے وہ رہائی نہ پائے آپ اطمینان
رکھیے یہ زندان ظلمات ہے سات کوس تک سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا پھر یہان سے کوئی بھاگے
گا تو کدھر جائے گا اور راستہ کیونکر ملیگا اندھیرے مین ٹکراتا پھریگا اور ہم خانہ زاد موروثی اسی حفاظت
اور پاسبانی ہی کے لیے ہین رات دن یہان سے ہلتے بھی نہین اس مجرمہ سے کبھی

غافل نہ ہوں گے بادشاہ نے فرمایا کہ ہاں یہی چاہیے یہ کہکر وہاں سے پھر کر جانب بارگاہ ملکہ حیرت روانہ ہوا یہاں محافظان زندان نے بران کو خوب اسیر سحر کرکے ہوشیار کیا اس پروردۂ مہد ناز و نعم نے کاہے کو ایسا مقام تنگ و تاریک دیکھا تھا اور ایسی صعوبت مین مبتلا ہو کر رنج و غم کاہے کو اٹھایا تھا آنکھ کھلتے ہی عجب سامان نظر آیا فلک تیرہ رو نے غضب کا روز سیاہ دکھلایا زندان سیاہ مین پھنسایا کہا **ابیات**

دیکھا تو عجب خراب زندان
جیسے کہ مہیب غار اژدر
کیا کہیے کہ کیسی چھت پرانی
کڑیوں کی کڑک کہ شور محشر
کیا کہیے ہوئی جو کچھ تھی ہونی
ماندے ہین بہت کھڑے کھڑے ہم
اول تو نہ تھا نشان روزن
مکڑی نے لگا دیا تھا جالا
اندوہ کا گھر کے آیا بادل
معلوم نہ تھا کہ ہین کہاں ہم
گھبرا کے وہ بار بار اٹھنا
تاریکی [illegible] ایک ہمدم
اس [illegible] ہو گیا ہر گوشہ

کچھ دیو نژاد سے تھے نگہبان
آسیب جو آئین آئے ڈر جائے
اک سر پہ بلائے آسمانی
کڑیون کا یہ گھن سے ماجرا تھا
دیوارون سے جھڑ رہی تھی لونی
رخصت جو لگا ہمان سے پائین
ہو جس سے سیاہ خانہ روشن
گردون نے عجب زمین دکھائی
نہ شمع نہ روشنی نہ مشعل
الجھن وہ غضب کی کہ نزع کا حال
ہر مرتبہ بیقرار اٹھنا
کہنا یہ خدا سے گر کے نالے
تا چند رہون مین زندہ درگور

زندان وہ سیہ خراب ابتر
دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے
تھے دیدۂ دیو روزن در
باران بلا برس رہا تھا
دیوار کا تھا یہ قول ہر دم
کل کو کہین آج بیٹھ جائین
تھا بھی تو یہ رنگ تھا نرالا
بھی بیٹھنے کو فقط چٹائی
اک تیرگی لحد کا عالم
دل ملنے لگا تو آیا یہ خیال
وہ یاس وہ بیکسی کا عالم
دنیا سے مجھے بس اب اٹھالے
یہ ماہتاب فلک حسن تو اس طرح

آسودہ الم مین مبتلا ہے [illegible] ہوئے کو صاحب دفتر نے بھی لکھا ہے چنانچہ قول [illegible] تمام ہوا [illegible] یہان سے مقصود صاحب دفتر اس طرح ہے کہ عمرو اور بران صورت بدل کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اثر اسباب بھی زمین سے [illegible] ہوشیار ہوا اور رقعہ جنبش کے دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو صورت بدلے ملکہ کو لیے ہوئے جانب لشکر مہرخ جاتا ہے یہ معلوم کرکے اپنے ایک پتلہ سحر سے بصورت کوکب بنایا اور اسکو کچھ تعلیم کرکے اڑا دیا اور آپ بھی اُسکے پیچھے چلا ہنوز عمرو و بران راہ مین تھے کہ یکایک کوکب کو اڑتے ہوئے آتے دیکھا دونون ٹھہر گئے شاہ مذکور قریب آکر اترا انھون نے سلام کیا اُسنے یہ کلام کیا کہ اے بران مین تیری تلاش مین ادھر یہان ایکبار آیا تھا اور معتراض و سمندر کو قتل کر گیا تھا ملکہ کو یہ تقریر سنکر یقین ہوا کہ یہ ہمشبیہ شاہ کوکب ہے غرض ہمشبیہ مذکور نے کہا کہ اختر مروارید لیکر یا تو میرے ہمراہ چل کہ کوہ بلور پر تصویر سامری کی زیارت [illegible] ہے اختر تو اس ہمشبیہ سے مس کرنا ہوگا اور جو تجکو چلنا منظور نہو تو اختر مجھے دے کہ مین لے جاؤن ملکہ نے کہا پیچھے مین بھی ٹھہر آؤنگی یہ کہہ کر اختر حوالہ کیا

اُسکے دیکھتے ہی ایک صداے مہیب آئی عمرو تو فوراً غائب ہوگیا کہ پھر کوئی آفت آئی اور برّان حیران
کھڑی تھی کہ زمین شق ہوئی اور شاہ جادوان نے نکلکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پنجے سحر کے بہت پیدا ہو کر
ملکہ مذکور سے لپٹ گئے ملکہ بیہوش ہوگئی شاہ جادوان نے اس پتلے سے اختر مروارید لیا اور ملکہ کو زنجیر
سحر مین باندھکر پرواز کی اور پنجہ مین دابے ہوے ظلمات مین آیا اور محافظان زندان خانہ ظلمات کو
نگاہ کران کے حوالہ کرکے براے حفاظت تاکید فرماکر آپ بجانب لشکر حیرت روانہ ہوا اور ملکہ مذکور کو محافظان
زندان نے قید کیا اور وہی صعوبت جو بیان ہوچکی ملکہ پر گذرنے لگی چنانچہ اسی رنج و گزند مین اس
شہر از طلسم مجبوری کو چھوڑکر بقیہ حال شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری جو داخل طلسم
گوہر گرہ ہیں سنیے

داستان رنگین بیان داخل ہونا شہزادہ قاسم کا گوہر گرہ مین اور قید کرنا اُن کو
نافرمان جادو داُیہ بنفشہ جادو کا اور چھڑا لے جانا بنفشہ کا شہزادہ کو عاشق ہوکر اور
لانا مزار عشاق پر اور کیفیت دیکھنا مزار عاشقان کی قاسم کا پھر واسطے فتح طلسم کے سعی
کرنا انجام کار توڑنا طلسم مذکور کو اور تحائف طلسمی لیکر پھرنا جانب لشکر امیر یہان ساحران
فرستادہ افراسیاب کا آنا اور وقت پر شہزادہ قاسم کا آکر ان ساحرون سے لڑنا و دیگر
حالات متضمن اس داستان کے اور ختم ہونا اس جلد نادر بیان کا لمؤلفہ

سوکھی نہ ہمین سنا تو ساقی
ایکسا ہی پیمانہ ہم کو دے اور
ہون کشتی مے یہ ہوکے اسوار
گرداب الم مین دل پھنسا ہے
ہے موج ہواے توبہ زنجیر
وابستہ سلاسل ستم ہون
پابندی شرع سے ہے کیا کام
زنجیر ہے موج بادۂ خام
دیکھون بھی تو دیکھون روے ساغر

لا وہ بھی دے مے جو کچھ جو باقی
ہے دل کو جو دخت رز سے الفت
دریاے طلسم نشہ کے پار
ڈوبا ہوں بحر بیخودی مین
پابندی زہد کی ہے تدبیر
کچھ ہوگی نہ چھوٹنے مین دیری
ہون قیدی میکدہ مین ناکام
ہان ساقی مہربان خدا را
بھکون بھی اگر تو سوے ساغر

آخر ہوا چاہتا ہے یہ دور
نازل ہوا چاہتی ہے آفت
ہے دلمین جو موج نشۂ مے
آؤن گا نہ آپ مین کبھی مین
کیا غم ہے جو قیدی الم ہون
ہے پیر مغان مدد پہ میری
ہے طوق گلو جو دورۂ جام
نیرنگ طلسم جام دکھلا
مینخانہ بنے جو میرا زندان

دیکھوں میں بہار بزم رندان
جب بنت عنب ہو ساتھ میرے
لالہ مرے دل کے داغ کا ہو
غنچہ ہو ہر ایک گلابی کی شکل
زلف سنبل اُسی کو سمجھیں ہم
گھر آئے جو مے کے شوق کا ابر
جس سے نظر آئے اشکل انجام
گلدستۂ بزم ہوں معانی
نادر ہے کلام جاہ دلگیر
اقلیم سخن کا شاہ ہے یہ
تارے ٹوٹے ہیں آسمان سے
جان آگئی جب پڑھا فسانہ
اچھی نہیں آپ اپنی تعریف
افسانہ کے ناظرین ذیشان
اس ذرہ کو آفتاب کرتے
برخاستہ دل ہوا ہے تیرا
شاید کہ قلم نہ تو اٹھائے
یہ رنج جو تجکو ہے بجا ہے
ششدر کرتے گئے تیری آگے
زندہ کن مردۂ معانی

پھر دیکھوں میں دخت رز کا جوبن
گردن مینا کی ہاتھ میں ہو میرے
ہو جام ہر ایک صورت گل
سورج مکھی آفتابی کی شکل
جو دل سے ہوائے شوق نکلے
لیجائے وہ دل سے رند کے صبر
میں فتح کروں طلسم تحریر
رونق محفل کی خوش بیانی
دکھلانہ سنا کلام ایسا
گردون ہنر کا ماہ ہے یہ
زندہ اسی دم سے شاعری ہے
واللہ ہے چلے زبانہ
اے ہیچدان یہ یاوہ گوئی
ذی فہم و ہنرور و سخندان
اسوقت تھا فخر مجکو زیبا
ہے قول سے تیرے رنج پیدا
پیدا نہیں جبکہ قدر دان ہے
لیکن اتنا نہیں روا ہے
معلوم نہیں کہ آگے کیا ہو
جان دادہ جسم خوش بیانی

ہاتھ اپنا صراحیوں کی گردن
نظارہ بہار باغ کا ہو
ہو قلقل مینا صوت بلبل
الجھن ہو جو ہجر سے لیکن
گلشن میں نسیم کے ہوں جھونکے
چشم نرگس ہو صورت جام
اور کشور دل ہر ایک کا تسخیر
ہر اک کی زبان پہ ہو یہ تقریر
فردوسی کا کب ہے نام ایسا
پیدا ہے فروغ وہ بیان سے
مردہ مضمون میں جان دی ہے
بس جاہ کہاں تلک یہ توصیف
عزت ہے سخن کی تو نے کھوئی
گر دیکھتے مہر کی نظر سے
لیکن مطلب میں تیرا سمجھا
یہ تیسری جلد ختم کرکے
محنت بے سود رائگان ہے
امید قوی ہے یہ چند اسے
اچھا لکھا اب درد استان کو
رونق افزایان انجمن حلم دفن

وقتہ رودانان جواہر بے بہائے سخن خریداران متاع داستان ہنر پروری ومشتاقان لقائے شاہد سخن گستری زورق نشینان بحر زخار معانی وکشتی شکستگان دریائے روانی گوہر آبدار کلام فصاحت نظام کو زیب گوش شاہد سخن سنجی اسطرح فرماتے ہیں اور سفینہ ہنر پروری پر چڑھ کر دریائے ہمہ دانی سے یون اُتر جاتے ہیں کہ جب شہریار اقلیم سماحت روئینے شہامت دفنوت حلم شجاعت کا عالم یعنی شہزادہ ملک قاسم ہمراہ ایک معشوق زیبا اور ساحرہ کے کشتی پر بیٹھکر دریا میں روانہ ہوا اور اس نازنین زہرہ جبین نے شراب پیکر دوبارہ سے منع فرمایا ساحرہ کو غصہ آیا آخر وہ کشتی بیچ دریا میں ہو بیکر ڈوبی سیارہ عیار نے سب کیفیت کنارے پر دیکھی اور ناچار وہاں سے مراجعت کی لشکر اسلام شہزادہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہی ادھر دارا دوں سے رخصت ہو کر آپ بھی

جانب طلسم روانہ ہوا سرداران لشکر نے اسی مقام پر انتظار شہزادۂ نامدار مین خیمہ کیا حال اس عیار کا آئندہ
بیان ہوگا لیکن ماجرائے شہزادہ بیان کیا جاتا ہے کہ کشتی جب غرق دریا ہوئی آنکھ شہزادہ کی بند ہوگئی بعد
کچھ عرصہ کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین قید آہن مین جکڑا ہوا ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین بند پایا سر زانوے
تفکر پر جھکایا اور نظر بفضل دادگر کرکے جیب ہو رہا رجوع قلب سے دعا اپنی مخلصی کی کرتا تھا کہ بموجب نظم

نہ تھا انسان جو کوئی پوچھتا حال	فقط وہ تھا اسی جادو کا جنجال
زبان پر تھا یہی ہر دم کہ یا رب	رہونگا کب تک اسمین مین معذب
امید مخلصی ہے دل سے مسدود	کرم کر مجھ پر اپنا میرے معبود
کوئی صورت تو ایسی بھی دکھا دے	کہ ہووے مخلصی مجھ مدعا دے

شہزادہ مذکور تو زندان الم مین مصروف دعا ہے لیکن وہ شہزادی جو کشتی پر ہمراہ بادشاہ طلسم کے آسمان
کی ماہ تھی اور نام اسکا بنفشہ جادو ہے اور وہ ضعیف جو اس نازنین کے ساتھ تھی اسکی دایہ ہو تجارت
مکر و زر کی سرمایہ ہے بادشاہ طلسم کی طرف سے اس کام پر یہ مامور ہے اسکا یہ دستور ہے کہ شہزادی کو ناؤ پر
سوار کرکے لیجائے اور جو کوئی دریا پر آئے اسکو حسن و جمال پر ملکہ کے لبھائے اور گرفتار کرکے لے آئے
زندان رنج و مصیبت مین پھنسائے اور ملکہ کو جائے سکونت پر پھر پہونچادے اور آپ شاہ طلسم سے جاکر اطلاع
کرے کہ مین آنیوالے کو دریا کے گرفتار کر آئی چنانچہ جو کوئی شراب اس نازنین کے ہاتھ سے کشتی پر پی لیتا ہے فورا
غرق دریا مین آپ کو دکر ہوتا ہے اور محافظ زندان طلسم اسکو لیجاکر قید کرتے ہین از بسکہ قاسم نے شراب پی پر
نہ پی تھی اسوجہ سے اس دایہ نے سحر پڑھکر ناؤ کو ڈبو دیا اور اپنے مکان مین شہزادہ کو لاکر حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کیا
اور آپ خبر کرنے بادشاہ پاس گئی اور شہزادی کو اُس کے باغ مین پہونچا آئی چونکہ یہ غنچۂ گلستان خوبی و سرو
بوستان محبوبی نازک اندام دشمن ہوش ملکہ بنفشہ جادو عندلیب آسا گلرخسار شہزادہ قاسم پر فریفتہ ہو چکی تھی
جب اپنے باغ مین آئی فراق شہزادہ کا بہت شاق ہوا کبھی جلسے رونق پیا چلائی یہ ملکہ ہمیشہ ہان باغ سے علیحدہ اس
باغ مین رہتی ہے اسکی ہمنشین جلیسین کنیزین بہر خدمت معین ہین اسی باغ مین جو لوگ کہ اس پر عاشق ہوکر قتل ہوے
ہین انکے مدفن ہین غرضکہ اس گلزار مین تخلیہ کرتا ہی یہ ملکہ چبوترے پر سنگ مرمر کے جو وسط باغ مین بنا تھا
مسند بچھواکر جلوہ گر ہوئی اور سیر باغ کی کرنے لگی تا غنچۂ خاطر بستہ شگفتہ ہو لیکن ہجر دلدار دین کا ستا سا کھٹکتا
تھا گریبان صبر و ضبط برنگ گریبان گل پھٹا تھا بیتابی بسیر گلشن سے اور زیادہ بڑھی یہ چبوترے سے اُٹھکر
بارہ دری مین آئی کنیزون اور ہمسون کو پاس سے سرکا دیا جب تنہا ہی ہوئی دفتر عشق کھولا مضطربانہ خیال جانا
کیا اور تصویر تصور سے کہنا آغاز فرمایا کہ سنو اب ہم اپنے حال کا آغاز کرتے ہین مضامین بیتابی معشوق بن کر
آغوش تمنا مین ناز کرتے ہین شکر ہے زمانہ فراق کا کہ ہر لحظہ طبیعت کو شغل ماہی بے آب اضطراب حاصل
ہے اور بڑا احسان ہے صدمات جدائی کا کہ دامن چشم تر کو خشک ہونا مشکل ہے دہن کو بجوم

نالہ و آہ سے بند ہونے مین کلام ہے کبھی معشوق تھے اب عاشقون مین ہمارا نام ہے راحت کسی پہلو نصیب نہین وہ کونسا وقت ہے جو دو چار بلا مین ہم سے قریب نہین بہرحال اے جانی تمھارے شکر گذار ہین اپنے دل کی طرح بے اختیار ہین خدا جلد اس حجاب ظاہری کو درمیان سے اُٹھائے تمھارا جمال رشک آفتاب ہم کو دکھائے وہ قیدخانہ جو دل مشتاق سے بھی زیادہ تنگ ہے مانند عمر سخن دراز ہو کر تم کو آزاد کرے فیض قدم گلزار سے ہمارے اس باغ ویران کو اللہ آباد کرے ہم بھی رنج فرقت سے فرصت پائین خوشیانی منائین اب جی ہمارا تنگ ہے طبیعت کا یہ رنگ ہے کہ بات کرنا مشکل ہے آرزوؤن کی سوئی محفل ہے گیسو کے تصور مین آشفتہ سری ہے کیا کہین کہ کیا بے خبری ہے۔

غزل

راحت ہمیں نصیب کہاں ہجر یار سے
آہیں نکل رہی ہیں دل بیقرار سے

اللہ رے طول مردم دیدہ ہوئے ہیں پیر
آنکھیں سفید ہیں کشش انتظار سے

کس وقت زلف یار کا ہم کو نہیں خیال
فرصت کہاں ہے سلسلۂ انتظار سے

فیض ہوائے رخ ہے سو قصر آسمان
پیدا ہے شوق اوج فراز غبار سے

بخشیں کفن کو خاک لحد نے کدورتین
کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے

بر آئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو
اتنا گلا رہا ہمیں آغوش یار سے

اے جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون
پھر غم نہین ہے کشمکش روزگار سے

یہ بیان فرقت یار کرتے کرتے شوق وصال نے اور ہی کچھ سمجھایا دل مین یہ خیال آیا کہ اے نادان جو کوئی عشق کرکے بدنامی سے ڈرا کبھی منزل مقصد تک نہین پہونچا اور جس کسی نے بحر ناپیدا کنار محبت کے کنارے پہونچ کر کشتی سلامتی پر بیٹھنا چاہا اور رہا دریائے غم اور گرداب الم مین ڈوب کر مر گیا بیڑا پار نہ ہوا برا سے تیرے والدین تیرے عاشق ہونے سے ماہر ہون گے ہزارون دشمن ظاہر ہون گے بدنامی حد سے آگے بڑھے گی رسوائی بلا بن کر سر چڑھے گی آفت بہر استقبال پیشقدمی کرے گی مگر ایک رات تو ہنس بول لین گے عقدۂ سربستہ غم دل کھول کر کھول لین گے دایہ تو کشتی پر بیٹھ ہی چکی ہے کہ تو شہزادہ پر مائل ہوئی تھی اب دیر نہ کر بسم اللہ روانہ بجانب جانانہ ہو اور خانۂ دایہ سے اُسکو یہان لے آ رات بھر مزے اڑا آئندہ جو کچھ ہوگا سمجھ لینا یہ مشورہ جو بیتابی دل نے سمجھایا اُسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئی خود تو سحر جانتی نہ تھی کنیزین جو ساحرہ تھین اُنسے سحر پڑھوا کر تخت منگوایا اور مع چند انیسون کے سوار ہو کر خانہ دایہ کے مکان مین اپنے تئین پہونچایا یہان چند ملازم دایہ کے حاضر تھے اور وہ برائے اطلاع دربار شاہ طلسم مین گئی تھی ملکہ نے ان نوکرون سے پوچھا کہ دایہ کہان ہین اُنھون نے بیان کیا کہ بادشاہ کے یہان ہین اسنے کہا وہ قیدی کہان ہے ہم اسکو لے جاوینگی اور اپنے مکان مین قید کرینگی ملازم یہ سنکر آمادہ بہ فساد ہوئے ملکہ نے اپنی کنیزون سے کہا کہ سزا دو ان کو کنیزون نے ایک ایک کو پکڑ پکڑ جوتیان مارنا شروع کین جب تو وہ داد بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ بھاگے اور ملکہ نے اس حجرہ کا کہ جسمین قاسم مقید تھا قفل تڑوایا اور اندر آکر

کنیزون سے فرمایا کہ قید سے اسکو سحر پڑھ کر رہا کرو کنیزون نے افسون خوانی کرکے ہتکڑیان بیڑیان جادو کی جسم شہزادے پر سے دور کین ملکہ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین نے آپ پر جان و مال سب نثار کیا آپکے تشریف لے چلنے دیکھ لین گے جو کچھ آئندہ خدا دکھائے گا ہم بھی آپکے عشق مین جان دین گے شہزادہ اٹھکر اسکے ہمراہ ہوا اور باہر حجرۂ زندان سے نکل کر دونون تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوے راہ مین شہزادہ شکریہ احسان اس ماہ تابان سپہر کا ادا کرتا تھا اور کہتا کہ

ابیات

خالق کا ہے رحم دور غم ہے — تائید ہے فضل ہے کرم ہے — اللہ نے قید سے چھڑایا
زنجیر کے گھر سے گھر مین آیا — اللہ نے لی خبر ہوئی خیر — آئی تھی بلا گزر ہوئی خیر
تکلیف ہوئی تھین سراسر — احسان یہ آپکا ہے مجھ پر — شہزادی جو تھی فداے دلبر
فرمائی تھی ہنس کے یہ مکرر — مین تیری ہون اک کنیز ناچیز — ہے آتش عشق شعلہ انگیز
کیا مین نے کیا ہے تم پہ احسان — قربان ہے تیرا دل وجان — کیا جانیے کب بن آئے تدبیر
جسکی نہین اب تلک تو تقدیر — ہوتے ہین ابھی ملال کیا کیا — یہ چرخ کرے گا حال کیا کیا
القصہ اسی طرح کی تقریر — کرتے ہوے گھر مین پہونچے دلگیر — شہزادے نے دیکھا ایسا اک باغ
رضوان کو تھا جس کے جسکا داغ — آنے سے جوان کے باخبر تھا — استادہ چمن مین ہر شجر تھا
رکھتے تھے جو انتظار اشجار — باندھے ہوے تھے قطار اشجار — کہتے تھے یہ پیش حق تعالے
مالک کا ہمارے بول بالا — وہ پھولے پھلے ہے جسکا یہ باغ — حاسد کا ہمیشہ سینہ پر داغ
شاخین تھین یہ نازکی سے توام — ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم — ایسی روشین تھین صاف ہموار
خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار — گلشن مین کبھی جو آئے زاہد — ہو گل کی چھڑی عصاے زاہد
لکھتے ہین یہ گل کھلا کے خامہ — ہو تختہ لالہ راز نامہ — دکھلائے قضا تیلی کی رفتار
ہو خط غبار خط گلزار — گلچین کی نظر نہ تھی خزان پر — تھا اسکا دماغ آسمان پر
سامان تھا جس قدر مہیا — باہر ہے بیان سے ذکر انکا — بیٹھے کے مکان وہ چشم بد دور
فرہاد تھا جسکا ایک مزدور — تھے نقش ونگار سے وہ گلزار — مانی بھی جہان ہو نقش دیوار
گلزار تھا فرش جس مکان کا — وہ قطعہ تھا گلشن جنان کا — جس گھر مین تھا سبز سارا سامان
گویا وہ زمردین تھا ایوان — جس گھر مین تھا فرش زرد تیار — گویا وہ مکان تھا زعفران زار
اسباب نشاط وعیش ہر جا — کثرت سے وہان پہ تھا مہیا — تزئین مکان شیشہ آلات
ہوجاتی تھی جنسے دن ہر اک رات — آراستہ مسندین بہت خوب — چنگیر مین دھری ہوئین خوش اسلوب
آراستہ مے کی کشتیان تھین — دراصل وہ جان میکشان تھین — ہر ساغر بادہ ہمسر گل
تھی ہر بط مے جواب بلبل — ہر ایک خواص نازک اندام — مہ پارہ و دلفریب وگلفام

اندر کے اکھاڑے کی تحسین پیان	رخسار پہ ان کے دل تھا قربان	ملکہ نے شہزادے کو ایک مکان

مین لاکر مسند پر زر پر بٹھایا اور آپ پہلو مین جلوہ گر ہوئی جام مے گلفام سے لبریز کرکے پیشکش فرمایا شہزادے نے سوال اسلام کیا اس محبت نے خدا کا کلمہ پڑھا پھر تو دور ساغر چلنے لگا جلسہ عشرت جمال مطربان خوش نوا بادہ نغمہ سرا سے مست کیا نظم

نغمون مین شراب کا اثر تھا	جو بزم مین تھا وہ بےخبر تھا	تھی رقص و غنا سے گرم محفل
ہر دل کی تڑپ تھی رقص بسمل	تھا پیر مغان کا حکم جاری	تھی دختر رز سے ہم کناری
تھا بزم مین اجتماع یاران	آراستہ جشن میگساران	پہلو مین پری وہ جلوہ گر تھی
صورت مین جو غیرت قمر تھی	یاقوتی لب کی بس گزک تھی	نہ غم تھا کوئی نہ کوئی ذک تھی
تھا جوش بہار شادمانی	زور دن پہ تھا عالم جوانی	اسی جوش طرب مین بسان جو چلی
تمـر فان دن کم ہوا اور جوش خاطر مہر آسمان گھٹا کہ نظم		اسی ہنگام مین مہر جہانتاب
جھکا جس طرح چشم مائل خواب	بشکل شفق آخر منھ چھپایا	نیا نیرنگ گردون نے دکھایا

یعنی کنیزان ملکہ موصوف نے عرض کیا کہ اے شہزادی آج پنجشنبہ کا روز ہے یہ شب غم اندوز ہے حسب دستور تشریف لے چلیے اور روح عاشقان کو شاد کیجیے شہزادے نے یہ سنکر فرمایا کہ اے ملکہ کیا تمھارے اور بھی عاشق ہین ملکہ نے ہنس کر کہا اونی دور گور کیا میرے دشمن ہرجائی ہین یہ کہکر پہلوے شہزادے سے اٹھی شہزادہ فرط رشک سے ساتھ ہوا کہ دیکھون یہ کہان جاتی ہے غرضکہ ملکہ اس مکان سے نکلکر باغ مین روان ہوئی اور ایک طرف کو بہت دور چلکر ٹھہری شہزادے نے دیکھا کہ کٹہرہ گرد چمنستان کے کھنچا ہے رقبہ بہت معقول نظر آتا ہے رنگ کٹہرہ آسمانی ہے اور اسپر نقش و نگار ایسا ہے جسپر دنگ بہزاد اور حیرت زدہ مانی ہے شیشے اس کٹہرے مین بنے ہین اور گوہر آبدار شگوفون کے نکلتے ہین جیسے ستارے آسمان مین نکلے ہین اندر اسکے جو رقبہ ہے خیابان جنان کا تختہ ہے گلہاے زنگار رنگ کھلے ہین درخت برگ و بار سے لدے ہین پھولے پھلے ہین زیر درختان قبون پختہ بنی ہین مسافران عدم کی منزل گاہین خوب سجی ہین قبرون پر شمعدانے استادہ ہین جلا بین انکی سیاہ ہین کشتہ زلف کے پر مدفونون کے گواہ ہین عود سوز و عنبر سوز گرد ہر قبر کے رکھے ہین دل جلون کا دل جل جل کر خاک مین ملا جاتا ہے سپند آتش پر خیال آتشین رخسار کا پتہ بتاتا ہے سویدے خاطر سوختہ جہان نظر آتا ہے گھنی گھنی چھاؤن درختون کی قبرون پر ہے بے پھلے پھولے نامراد و نامراد مرنا اہل قبور کا ظاہر ہے بخورات کا دھوان جو پیچ و تاب کھا کر بلند ہوتا ہے یہ کہتا ہے کہ عاشق سنبل گیسو اسی طرح خوابگاہ لحد مین سوتا ہے خاموش عبرت دور باش سناتا ہے یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ دل خوف سے تھراتا ہے نظم

پیدا غم و یاس کی نشانی	دیکھا عجب اک مکان ہو کا	خاموش چراغ آرزو کا
	کچھ قبرین نئی ہین کچھ پرانی	ممتاز نہین گدا سے سلطان

جو مور وہان وہی سلیمان
سب قیدی محبس تاسف
دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
دنیا کی طمع نہ حرص دولت
سب خواب مین بیخبر برابر
یون نغمۂ بلبل و فاختہ کی فریاد

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر
ہر چاہ مین بند جیسے یوسف
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک
اک عالم بیکسی و غربت
افسردہ ہر ایک برگ کا دل
وہ گل ہین کہان کہان وہ شمشاد

خاموش برنگ بزم تصویر
سو کھے منھ ایک بھی نہ کھولے
تن خاک ہر ایک آرزو خاک
نہ خانون کے بند در برابر
سائے مین بھی اسکے دھوپ فی ل

ملکہ بنفشہ مع شہزادہ قاسم کے اندر اس رقبہ کے آئی اور شہزادے کو ٹھہرا کر شمع و گل چادر اپنے ہمراہ لیکر ایک قبر کی جانب بڑھی اور جب اس مزار پر پہونچی صاحب قبر نے زبان حال سے یہ صدا دی کہ **بیت** لحد پر یار آیا ہے مرے شرمندہ کرنے کو ۔ نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا ۔ ملکہ نے موئے مشکین زلفین عنبرین کھول دیئے اور شمع روشن کی بہ تار نفس سرد مین گوہر اشک گوندھ کر اس نوشاہ عروس مرگ کی قبر پر سہرا چڑھایا اور اس طرح نالہ کیا کہ **نظم**

مزا الفت کا کچھ تو نے نہ پایا
یہ حسرتیں رات دن رہتے ہین جاری

کہان ہے اے مرے دلدار ہمدم
فلک نے خاک مین تجھکو ملایا
لحد پر تیری ہے مسکن بنایا

مری جان میرے عاشق زار ہمدم
مجھے ہے غم مین تیرے اشکباری
نشان خانۂ راحت مٹایا

یہ نالہ کرکے دوسری قبر پر آئی لب گور سے مردے نے یہ آواز سنائی کہ **بیت** اس طرح قدم گور غریبان پر رکھو ۔ مردون کو زمین مین تہ و بالا نہ کرو ۔ ملکہ نے قبر پر شمع روشن کی اور کھلائے پھولان آرزو چڑھائے اشک مسلسل اخیار پر بہائے موتیون کی لڑیان رو کر بنائین آب اشک کی چادرین چڑھائین پھر اسطرح درد دل زبان پر لائی کہ **ابیات**

چھپے ہین دلمین لاکھون تیر غم کے
عیان ہے دیدۂ گریان سے برسات

بڑھے جاتے ہین سینے پر الم کے
روان چشمون سے ہر دم خشک گلنار

تصور دلمین ہے تیرا ہی دن رات
فقط رونے سے ہی مجھکو سروکار

اسی طرح وہ نازنین بادل اندوہگین اور ایک قبر کی طرف با موئے پریشان و نالان آئی اپنے عکس زلف کی سیاہ چادر اس پر چڑھائی گلبن تمنا سے پھول بر سر تربت لائی صاحب قبر نے وہان گور سے یہ آواز سنائی کہ **بیت** کیسا رونا کس کی شمع کیسی چادر کس کے پھول ۔ خشک تنکے ہین مزار عاشق مفلس کے پھول ۔ اس مایۂ ناز نے اس لحد پر بھی ماتم کیا اور نوحہ آغاز فرمایا ۔ **نظم**

نہ تیری یاد ہے دل سے فراموش
نہین مٹتا کسی صورت سے یہ غم

رہا کرتی ہون بت کی طرح خاموش
پڑی ہے خانۂ دلمین تباہی

کیا کرتی ہون دلمین تیرا ماتم
مٹی ہے میری ساری بادشاہی

شہزادہ قاسم فرط رشک سے اس معشوقہ کو شور عشاق پر ہرگز رونے نہ دیتا لیکن وہ خود محو آئینہ عبرت ہو کر سکتے کے عالم مین تھا گویا بیدم تھا نخل ماتم ہر ایک نظر مین نخل ماتم تھا نرگس بیمار کو جاتا غنچے پھولنے سے جسم گل پر ورم تھا سنبل زلف کھولے ماتم دار ہر طرح بہار تھی لبان زن سوگوار تھی خاطر گلشن کو

خزان کا کھٹکا لگا تھا گل کا گریبان بھٹا تھا اسوقت یہ سامان پیش نظر تھا کہ تمام باغ عبرت کا گھر تھا زبان
حال سے یہ ندا آتی تھی کہ جب فصل مہرگان برنگ اجل شاہد بہار کی گریبان گیر ہوگی کچھ کسی سے تدبیر
بن آئے گی یہ بیچاری جان لیکر جائیگی ہر چند گل اشرفی اپنا خزانہ لٹائے زر گل ودامین اٹھائے
ممکن نہین کہ خزان ٹل جائے بلبل شیون کنان قمری نعرہ زنان لالہ داغ بردل سرو پا بگل نہر پسان
چشمہ چشم اشکباران سوسن بزبان بے زبانی آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار گویان شمشاد اسی خوف سے آزاد
مقام فنا سے شہر گلشن آباد برگ ہر ایک کف افسوس داغ بالائے جسم داغ طاؤس سبزہ برنگ صف ماتم
بچھا ہوا این دم واپسین کا پتہ بوئے گل بیرون چمن نکلتی یا باغ کی جان تن سے نکلتی کلیون کا چٹکنا
وقت نزع یٰسین کا پڑھنا تھا سحاب گلشن شامیانہ تربت نظر آتا غنچہ مقبرہ گنبد کی صورت دکھاتا زمزمۂ
طائران سے صدائے کل من علیہا فان پیدا کہ **بیت** بر سر شاخ گل بباغ جہان ؛ غلغل کل من علیہا
فان بلا شہزادہ ازبسکہ فرزندان **حمزہ** مین سے تھا فرط رحم دلی سے ہمراہ ملکہ خود بھی رونے لگا اور انجام
شاہ و گدا کا خیال کرکے محو حیرت تھا اس عرصہ مین ملکہ نے عاشقون کی قبر پر روشنی کی روئی بیٹھی بیان
حسرت آلود کرتی رہی ناگاہ نگاہ اس مہربان عاشقان کی شہزادہ پر پڑی اور اُسکو روتا ہوا دیکھ کر اپنا
رونا بھول گئی سمجھی کہ یہ شہزادہ بھی اپنا قتل ہوکر اس جگہ دفن ہونیکا خیال رکھتا ہے اسی سبب روتا ہے
پس یہ معلوم کرکے قریب شہزادہ آئی اور اپنے دوپٹے سے آنسو پونچھ کر پکاری کہ اے جانی وائے
سرمایۂ زندگانی خدا تجھکو نہ رلائے اگر تیرے اوپر کسی طرح کی آفت آئے گی پہلے نشانۂ تیر آفت یہ کنیز
بن جائے گی اب کی مرتبہ دو قبرین یکجا بنینگی ۔ **نظم**

لہو کیسی طبیعت ہے مرے جان
یہ کہہ کر خوب روئی وہ گل اندام
لگا دی آگ سی سوز جگر نے

یہ کیوں آئے ہیں آنسو تا بدامن
گہر ریزی سے آنکھوں کو رہا کام
پھر اسنے اُسکو قسمیں دین کئی بار

رلایا منہ سے منہ بولی کہ قربان
یہ کیوں بھیگی صف مژگان کی چلمن
بھگویا پیرہن کو چشم تر نے
کہا کر رنج دل تو اپنا اظہار

شہزادے کو اس کے اوپٹنے سے وہ جوش عبرت کم ہوا اور کہا اے ملکہ مین انجام کار ہر انسان کا یاد کرکے
رویا تھا اب یہان سے چلکہ بارہ دری مین بیٹھو اور ان قبرون پر رونے کا حال مجھ سے بیان کرو کیا یہ سب
تمھارے عزیزون کی قبرین ہین جو تم ان کے غم مین ماتم کرتی ہو چشم نرگسی پُر نم رکھتی ہو تم تو عاشق کہہ کر روتی
تھین یہ کلمہ مجھکو بہت ناگوار معلوم ہوا اسکا ماجرا مفصل بتاؤ ملکہ یہ سنکر شہزادہ کو بارہ دری مین لائی اور
مسند پر بٹھا کر گویا ہوئی کہ اے یار عزیز مین دختر اس طلسم کے بادشاہ کی ہون جسکا نام **گوہر شاہ** ہے
پس میرے باپ نے یہ عہد کیا ہے کہ مین دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ کرونگا بالجملہ مجھکو ہمراہ دایہ
دریائے طلسم پر بھیجا ہے اور آنے والے کو دریا کے میرے حسن پر فریفتہ کرکے قید کرتا ہے اور وہ شخص چالیس
روز تک قید رہتا ہے اس لیے کہ اگر یہ طلسم کا فتاح ہے تو اس مدت مین چھوٹ کر طلسم کو فتح کرے گا اور

ملکہ کو عقد مین لائے گا چنانچہ بعد چلّے کے جب وہ نہین رہا ہوتا ہے تو اُسکو قتل کرتا ہے مین اس مقتول کی لاش منگا کر اس رقبہ مین کر جو آپنے دیکھا ہے گڑوادیتی ہون ابتک بہت سے عاشقان نامراد یہان آے او قتل ہو کر دفن ہوے ہین مین ہر پنجشنبہ کو ان کی قبرون پر جاتی ہون روح کو انکی شاد کرتی ہون شمع جلاتی ہون گل چڑھاتی ہون آج بھی حسب دستور گئی تھی وہان تمکو بیٹھے دیکھکر سمجھی کہ شاید تم اس راز سے واقف ہوا اپنا قتل ہونا یاد کر کے روتے ہو شہزادے نے یہ حال جب سنا ہنس فرمایا کہ لے ملکہ آج تک حالت کفر مین جو چاہا تمنے وہ کیا لیکن اب تم نے اسلام اختیار کیا ہے ہم سے واسطہ تم کو ہوا ہے خبردار اب کبھی ان نامحرمون کی قبرون پر نہ جانا تم کو شرم نہین آتی کہ معشوق ہو کر جاتی ہو کلمات بیہودہ زبان پر لاتی ہو اور مین اپنی مرگ یاد کر کے نہین رو رہا تھا وہ عبرت کا ماجرا تھا میرا تو یہ قول ہے کہ

بیت کسی کی مرگ پر ہرگز نہ کیجے چشم تر اے دل ✤ بہت سا رو دیئے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہین ✤

مین پوتا **حمزہ** کا ہون ہمنشا اللہ اس طلسم کو فتح کرونگا اور تم کو اپنے عقد مین لاؤنگا نظر بافضال کارساز عالم رکھو اور اس حرکت لاطائل سے باز آؤ میرے سامنے اسکے ترک کی قسم کھاؤ یہ کہہ کر بعتاب جانب ملکہ نگاہ کی وہ مطلوب کی خفگی دیکھ کر ڈری اور سیکڑون قسمین کھانے لگی پھر ہاتھ باندھ کر زار زار روئی شہزادے نے گلے لگایا بوسہ لب و رخسار لیکر خوشنود فرمایا پھر جلسۂ عشرت جما مغنیان خوش آواز نے ترانہ عیش و نشاط گایا جام شراب گردش مین آیا شب وصل تو ہمیشہ سے کوتاہ ہوتی ہے کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ شب مثل مزاج آشفتہ برہم ہوئی و بسان زلف جانان پریشان ہو کر روے شاہد سحر سے مثل رخ آفتاب نظر آیا کہ **نظم**

شباب شب زمانے نے کیا کم ✤ ہوئی پھر انجمن انجم کی برہم
بڑھے سامان محفل گھٹ گئے ذوق ✤ رہی محروم مطلب کثرت ذوق

وہان ملازمان دایہ ہمراہ جوداد بیداد کرتے جانب دربار شاہ روانہ ہوے سے پہلے دارالامارۃ کے در پر پہونچے دایہ بادشاہ سے عرض کر چکی تھی کہ آج آپ کی صاحبزادی نے طلسم کے آنے والے کو شراب پینے سے منع کر دیا تھا مین نے سحر سے کشتی کو ڈبو دیا اور اُسکو اپنے گھر مین لا کر قید کیا بادشاہ نے بجواب اس بیان کے فرمایا تھا کہ شب بھر اس مجرم کو اپنے یہان رہنے دو صبح کو مین زندان طلسم مین بھجوا دونگا غرض دایہ مذکور وہان سے رخصت ہو کر باہر آئی تھی کہ ملازم اسکے ملے اور تمام کیفیت معرض بیان مین لائے دایہ کو غصہ آیا اور پھر کر دربار مین آئی بادشاہ کے کان مین سب حقیقت اسنے ملکہ کی کہہ سنائی شاہ نے فرمایا کہ تو جا کر اس حال کو تحقیق کر کہ ملکہ نے مین مجرم کو لیکر قید کیا اپنے مکان مین یا اپنے پہلو مین بٹھایا جیسا کچھ ثابت ہو وہ مجھ سے بیان کر تا دایہ حکم پا کر اپنے مکان مین آئی اور کچھ دیر ٹھہر کر آسودہ ہوئی کھانا کھایا شراب پی پھر بزور سحر طائر بنکر ملکہ کے باغ مین آئی اور ایک شاخ درخت پہ بیٹھ کر سب جو باتین تھی اسمین حال ملکہ اور شہزادہ دریافت کرتی رہی مزار عاشقان کی کیفیت جبتک دیکھی ملکہ کو بے لوث سمجھتی رہی جب شہزادے سے دار مدار کے دیکھا جل گئی آخر صبح کو اُڑ کر بادشاہ پاس گئی اور ماجرا سے شبینہ حرف بحرف زبان پر لائی بادشاہ کو غصہ آیا اور خود

اٹھکر روانہ ہوا یہان شہزادے نے صبح کو وضو کیا نماز پڑھی پھر ہمراہ ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگا مگر ملکہ کا رنگ چہرہ خوف سے زرد تھا جانتی تھی کہ اب کوئی بلا آیا چاہتی ہے شہزادے نے یہ حال دیکھکر اسکی تسکین کی کہ اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا رحم کریگا بعد تشفی استفسار فرمایا کہ قاعدہ طلسم یہ ہے کہ بغیر لوح طلسم ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین تمکو کچھ حال لوح کا اس طلسم کی معلوم ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور گویا ہوئی کہ ابیات

کہ آہ اب ہم کہان ہونگے افسوس
کہ جوش خاطر مشتاق ٹھہرے
جدائی ہم مین تم مین چاہتا ہے
ہوس راحت کے دل کا رہگیا غم
کہ جیتے مرتے ہین غم مین گرفتار

رہا تا حشر یہ غم ہائے افسوس
نہین معلوم تمکو اے پریزاد
فراق ظاہری کا اب مزا ہے
فراق دائمی کا وقت آیا
ہوئے قہر محبت کے گنہگار

گلے مل بوسہ عارض ہمین دے
کہ ہے ہیچ بستر زا مجمیدہ او
خدا حافظ کہان تم کہا اور کہا ہم
مزا اتنا نہ تھا ہم نے اٹھایا

اے شہزادہ عالی مرتبت لوح طلسم کی کیا کیفیت بیان کرون اسکا ہاتھ آنا دشوار ہے خود بادشاہ طلسم اسکا طلبگار ہے صورت حال یہ ہے کہ اس طلسم کا اصلی دروازہ اور ہے اور اس دروازہ کے متصل ایک شہر آباد ہے کہ نام اس شہر کا جام ہے اور عقاب بن جام جادو اسکا حاکم ہے پہلے باپ اسکا جام جادو مالک تھا اور اس کے پاس لوح تھی اب جیسے وہ مرگیا نہین معلوم کہ لوح کیا کر گیا کہان دھر گیا بیٹا اسکا ہر چند کہ مالک ملک و مال ہے لیکن لوح کے حال سے ناواقف کمال ہے اور بادشاہ طلسم سے باغی ہے نہ خراج دیتا ہے نہ اطاعت کرتا ہے اور اسکے پاس ایک گلدستہ ہے کہ اس گلدستہ کی وجہ سے سحر اسیری کا اثر نہین کرتا ہے اور نہ کوئی اسیر غالب آتا ہے جس جگہ وہ گلدستہ رکھا ہوتا ہے اس مکان مین جو ساحر کہ جاتا ہے سحر بھول جاتا ہے پس جب اسنے بادشاہ سے سرکشی کی بادشاہ مذکور اسکا کچھ نہ کرسکا تو اسنے طلسم کے آنے جانیوالون کیلیے راہ دوسری بنائی ساکنان طلسم ادہر سے آمد ورفت رکھتے ہین اور مفسدان طلسم کیلیے یہ راہ دریا کی مقرر ہے جدھر سے کہ آپ آئے ہین اور سنا ہے کہ شہر جام مین جو دروازہ ہے وہ اس پہاڑ پر ہے کہ جسکے دامن مین بیشہ حیرت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ پہلے مین بیشہ حیرت ہی مین آیا تھا وہان ایک زنگی شہزادی کو گرفتار کیے لیے جاتا تھا کہ وہ زوجہ ملک سلطان تاج بخش کی تھی اس زنگی کو مین نے قتل کرکے اس شہزادی کو چھڑایا اور اس کی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر اسکا اس طلسم مین آکر قید ہوگیا ہے یہ معلوم کرکے مین اس پہاڑ پر گیا اور وہان ایک حصار بنا تھا دروازہ بھی لگا تھا پس وہ وہی دروازہ ہے کہ جسکا تم پتہ دیتی ہو اور سلطان اسی دروازہ سے داخل ہوکر شاید شہر جام مین قید ہے اے ملکہ مین اسی بادشاہ کے چھڑانے کو اس طلسم مین آیا ہون یہ شیدائے یکدیگر یعنی ملکہ و شہزادہ اسی طرح سرگرم سخن تھے کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی اور ہر سمت تاریکی چھائی ملکہ گھبرا کر پکاری کہ خداوندا خیر کرنا شہزادہ قاسم گھبرا کر دست بقبضہ ہوا اور اٹھا تھا کہ زمین تھرائی زلزلہ آیا پھسلکر گرا بیہوش ہوگیا اور یہی کیفیت بنفشہ جادو اور تمام کنیزون کی ہوئی جب یہ سب بیہوش ہوگئے ملک گوہر شاہ

باد و دایہ روتے ہوئے ہوا سے نیچے اتری اور شاہ نے دایہ سے کہا کہ ان دونوں مجرموں کو تخت سحر پر بٹھا کر بارگاہ میں لا کر سر
الگ جدا کرکے وصال پر دھائی ہے دونوں کو شاد کرو یہ حکم دے کر آپ جانب دربار روانہ ہوا دایہ نے زنجیر ہائے سحر
سے ان گرفتاران سلسلۂ عشق کو باندھا اور سحر پڑھ کر کنیزوں کو تو ہوشیار کر دیا ان دونوں کو تخت سحر پر ڈال کر
لے چلی کنیزوں نے جو یہ ماجرا دیکھا سر اور سینہ پیٹنے لگیں اور دائی کو برا بھلا کہتی تھیں اور جازم ہوئیں کہ سحر سے
اڑ کر دایہ کو قتل کریں اور ملکہ کو چھین لیں لیکن خوف شاہ طلسم ایسا غالب تھا کہ جسارت نہ کر سکیں اور کیتی جھکتی
ملکہ کی ماں پاس چلیں راہ میں باہم کہتی جاتی تھیں کہ لوگو یہ کوڑی دائی کیسا ہاتھ دھو کر ہماری ملکہ کے پیچھے
پڑ گئی خدا کی مار اس کی صورت کو سات اتوار آکھڑوں منگل کی جھاڑو اس کو اڑ جائی گھڑی کی موت آئے بی
انس والی کو دودھ پلانے کی بھی کچھ محبت نہیں دائی کاہے کو ہے قصائی ہے ہے ہے برا میرا اللہ پاتا ہم
میں اپنی جان نثار کرتی تھی ایک انہیں سے بولی کہ تمہارا تو پلا پا تھا میں نے تو فقط مرزا کے لڑکے کو منہ سے بیا
ہی کہا ہے خدا گواہ ہے کہ بغیر دیکھے اسکے قرار نہیں آتا اسی طرح کی باتیں یہ کنیزیں باہم بناتی بہت جلد محل
میں آئیں یہاں مرزا کنیزیں اور مامائیں مغلانی پیش خدمت حاضر تھیں ایران ملکہ بادشاہ نہایت وسیع
وحمہ تھا ہر فرد محلے کے لگ اپنے اپنے کام میں مشغول حسب معمول تھے ان عورتوں کو روتے ہوئے دیکھ کر سب
عورات پوچھنے لگیں کہ ارے کیا ہوا خیر تو ہے انہوں نے کہا اے بی بی دائی نافرمان کی جان کو روتے ہیں جلد منہ
کی آئی جان کو بتاؤ ارے لوگو بڑی حضور کہاں ہیں ان سے کہو کہ چھوٹی حضور کو یہ موئی اٹھا کر لیے
جاتی ہے یہ سنتا تھا کہ سب انہیں مصاحبین دوڑیں بارہ دری میں ملکہ ماہ پیکر پری تمثال جادو
بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی تھی کہ ان سب نے کہا حضور صاحب زادی کے تو کر آئے ہیں کہتے ہیں کہ انکے
دشمن کہنے والی بندی قید ہو گئی یہ سنتے ہی بڑی حضور کے بھی چھکے چھوٹے مع سرالف کر بارہ دری سے
باہر آئی منفشہ کی نوکریں سب دوڑ دوڑ کے قدموں پر گریں اور چیخ مار کر روئیں اور سب حال بیان کر کے
کہا اے بیوی ملکہ فقط اتنی گنہگار ہیں کہ اس مردوئے کو دائی کے گھر سے جا کہ لے آئیں سو وہ بھی اسواسطے کہ
اسکو قبریں اور قتل ہوؤں کی دکھائیں تا کہ وہ عبرت پذیر ہو اس جرم پر اس قطامہ دائی نے نہیں معلوم کیا
کیا ان کے باپ جا کر لگایا کہ بادشاہ خود تشریف لائے اور ملکہ کو اب دائی پکڑے لیے جاتی ہے ان باتوں کو جو
ماہ پیکر نے سنا فوراً اپنے یہاں کے خدمتگار جو بدار خواجہ سرا اور محلے کے ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ اور دائی کے
جوتیاں مار کر میری بچی کو چھین لاؤ اگر وہ قحبہ دائی دربار شاہی میں پہونچ گئی ہو تو اندرون الامارہ سے
گھسکر چھین لانا کچھ بادشاہ کا خوف و لحاظ نہ کرنا اس بھڑ بھڑئے کو تو سودا ہو گیا ہو بیٹھے تو اماں نافرمان سے کہا کہ
لڑکی کو مردوں کے دکھانے کیلئے لیجا کر سناب بڑی حیرت ہوئے کو آئی انے کو سی میٹھ کھنچنے لگے میں سچ
کہوں میری بچی ہر بار مردوں کو دیکھتی ہے اور پرستش کرد بہجاتی ہے آخر تو وہ بھی جوان جہان ہے اسکے بھی جی ہے کہ انہیں
یہ باتیں سنکر کنیزوں بادر محل کی عورتوں نے تائید کلام کی کہا اے ملکہ آپ سچ فرماتی ہیں ۔ جس بات کا خیال

نہ کرو تو برسوں نہ کرو اور جو ہر بار اسکا سامنا ہو تو حضور خطا معاف بڑی بڑی پارساؤں سے نہیں رہا جاتا ہے
ایک ان میں سے بولی کہ اے بیوی ہماری صاحبزادی گو سیدھی بات نہ کرنا آتی تھی اب تک رو کر نام خدا سے
روٹی مانگتی ہیں اسی دائی مالزادی نے ورغلایا یہ لیجا لیجا کے دیدہ دلیر بنایا وہ تو ملکہ ہی سی نایاب کوکھ کی
بیٹی تھیں جو دبی دبائی رہیں بھلا دوسری ہوتی تو آسمان میں تھگلی لگاتی غرضکہ یہاں تو عورتیں غوغا کر رہی ہیں یہاں
کئی سو ملازم بڑی ملکہ کے جو دوڑے دائی راستہ ہی میں تھی کہ یہ جا پہونچے اور پکارے رہ تو جا او غیبانی
مارے جوتوں کے جو تجھکو فرش نہ کیا تو کچھ کام ہی نہ کیا دائی یہ کلام سنکر گھبرائی ورنہ پہچانا کہ یہ سب ملازم
ملکہ کی ماں کے ہیں ملکہ کو لینے آئے ہیں اگر تو نے ذرا بھی انکار دینے میں کیا تو یہ بہت بُری گت بنا دینگے
خیر پھر سمجھے کیا مطلب ہے جو اپنی آبرو گنوائے اور نوکروں کی مار کھائے یہ معلوم کرکے گویا ہوئی کہ صاحبو
میں تو آپ ہی ملکہ کو انکی ماں پاس لائی تھی میرا کیا قصور ہے تم صاحبزادی کو لیجاؤ بھلا میں ان کے
دشمنوں کو پیچ پہونچاؤں کی مجھ سے کب ہوگا کہ کوئی ان کو ٹیڑھی انکھ سے دیکھے جب ان نوکروں نے یہ باتیں
سنکر تمیز سنیں ملکہ کو اس سے لیکر تخت سحر پر بٹھا کر محل کی طرف لے گئے اور دائی شہزادہ قاسم کو لے کر جانب بار
بادشاہ گئی ملازمان مادر ملکہ نے ملکہ کو محل میں لاکر پہونچایا اور سحر اس پر سے برطرف کیا کہ اسکو ہوش آیا اپنے
تئیں محل میں اپنی ماں کے پاس پایا اور مادر کو سامنے دیکھا فراق یار سے دم گھٹنے لگا لیکن ضبط کر کے ماں کو سلام
کیا اور دل تو بھرا تھا ہی بدنام ہونیکا حیلہ کر کے رونے لگی ماں نے اٹھ کر براہ خشم نمائی اور تنبیہ دو طمانچے مارے
اور کہا او مردار تجھا غضب کیا تو نے کہ حرمت شادی غیر مرد کو پہلو میں لیکر بیٹھی ملکہ یہ باتیں سنکر ایسا روئی کہ ہچکی
بندھ گئی اسوقت ماں نے اٹھا کر گلے سے لگایا پیار کیا ملکہ نے کہا آپنے بھی بے تحقیق کیے امی جان مجھکو
الزام دیا آپ دریافت کر لیجیے جو کوئی بے رسمی ہوئی ہو میں نے تو ترس کھا کر اس قیدی کو اپنے باغ میں
بلایا تھا دایہ اماں نے مجھ پر یہ غضب ڈھایا کہ چھنال بنایا اسوقت سب محل والیاں صدقے قربان ملکہ پہ
ہوتی تھیں اور کہتی تھیں ہئی ہئی ہماری صاحبزادی کا لہو پانی اس مردار دائی نے ایک کردیا اے لوگو
ابھی یہ سن یاری آشنائی کرنے کے قابل ہے ابھی چھوٹی حضور ہیں کیا میں اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہوں
اس سال سے تو ذرا اتنا بھی ہوئیں ہیں کہ جوان معلوم دیتی ہیں کیوں بڑی کھلائی ابھی ان کو چھٹا برس
کہاں لگا ہے بڑی کھلائی نے کچھ پوروں پہ انگلیوں سے حساب کرکے کہا اس مہینے کی پندرھویں کو تیرہ
منھ میں خاک ہو نستی نہیں ہوں تیرھواں برس بھر کے چودھواں شروع ہوا ہے یہ سنکر ایک مغلانی نے ماتھا
کوٹ لیا حیرت زدہ ہوکر کہا ودی بیوی یہ اتنی سی چھوکری کو دائی چھنالا لگایا وہ جو کہتے ہیں کہ کیڑا لوگو
میرے تو سن کے حواس جاتے رہے حاصل الامر ماں نے ملکہ کی بیٹی کا منھ ہاتھ دھلوایا کچھ کھانا کھلایا
اسکو یاد شہزادہ نامدار تھی کھانے سے طبیعت کو نفرت دل میں محبت یار تھی رولی رہی کچھ کھا لیا اور پلنگ پہ
جب پڑی لوٹ پر پڑی رہی ماں نے کہا دیکھو صاحبو میری بچی کو بخار چڑھ آیا ہے اگر اسکا ایک بال بھی بیکا ہوگا

تو مین آگ لگا کر اس گھر کو جلا جاؤنگی کیسی سلطنت مین خاک مین ملاؤن ایسی حکومت کو جہان میری بچی کو چھے
اس دائی کو وہان صدقہ اُتارون جہان ملکہ کی دائی نے ہاتھ دھوے ہون سب انیسین یہ سُنکر سو رہنے لگین
اور پلنگ کے پاس جاکر ملکہ کے پنڈے کو دیکھتی تھین اور سرد آہین بھرتی تھین ان کو تو اس حال مین
رکھیے اب حال دایہ سنیے کہ وہ شہزادہ کو لیے کر دربار بادشاہ مین پہونچی اور دار الامارۃ کے دروازہ پر
تخت کو اُتار کر شہزادہ کو ہوشیار کیا اور زنجیر کا سرا پکڑ کر اندر دربار کے لائی شہزادہ نے ایک بارگاہ کفر طراز
کو دیکھا کہ ایک بادشاہ کجی زنے کے تخت پر جلوہ فرما ہے تاج کئی سو کنگرہ کا سر پر جسمین لعل و گوہر مرصع
جڑا ہے قبا ے تلم کار و زر اندوز گلے مین ہے کنٹھا زمرد کا گردن مین پڑا ہے لباس شاہی سے تمام جسم پیراستہ
ہے اور تمام اہل دربار ساحران غدار ہین جنکے منھ آنکھ کان سے شعلے آگ کے نکلتے ہین کرسیان داخل کنگار
بچھے ہین فرق زنجیر قریب دروازہ کھنچی ہے کچہریان لگی ہین باادب دربار مین سب حاضر ہین بہت سے
پہلوان خودسر ہین اور ایک عیار تیز و طرار بانہ ہاے عیاری سے آراستہ جھولا اسباب ساحری کا گلے
مین ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے اس شمع بزم صاحبقرانی نے بیچ بارگاہ مین پہونچ کر بطور خدا پرستون کے
سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق اور واحد جانتا ہو اور اُس کے پیغمبر کو مانتا ہو سب ساحرون
نے یہ آواز جو سُنی نہایت برہم ہوے اور بادشاہ نے دایہ سے فرمایا کہ تو اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ
کو گرفتار کر کے کیون نہ لائی اُسنے ہاتھ باندھکر کہا مین لائی تھی آپ کی بیوی کے ملازم آکر چھین لیگئے
یہ سنتے ہی بادشاہ اُٹھا اور اندر محل کے چلا نواب ناظر اور خواجہ سراؤن نے دوڑ کر خبر تشریف آوری
بادشاہ بانوے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے سب اپنی کنیزون انیسون وغیرہ کو بلا کر ایک جا استادہ کیا اور
فرمایا کہ تم سب آگاہ ہو کہ اسوقت بادشاہ اس دائی بھڑکی لگائی بجھائی سے یہان آتے ہین اور میری لڑکی
کو پکڑ لے جانے کا ارادہ رکھتے ہین اور وہ نگوڑی ابھی رہتے روتے ذرا سوئی ہے تم سب کو میری جان
کی قسم بادشاہ اگر ہٹھ سے ترن کرے تو سب اُن کے لپٹ جانا اور خوب مارنا اگر تمنے کچھ اس کام مین
قصور کیا تو مین ابھی سوئی سر پھوڑ کر نکل جاؤنگی کنیزون نے عرض کیا ہم سب آپکے مطیع ہین اگر آپ خداوند
سامری و جمشید سے لڑنے کو کہین تو ہم اُن سے بھی لڑین یہ عرض کر کے وہ سب آمادہ جنگ ہوئین اور
لاٹھی تیر وغیرہ بعض نے لیے اور بعض نے دست پناہ چمکنی کفگیر ہانڈی جلتی ہوئی لکڑی سوختے وغیرہ
سنبھالے اور زوجہ بادشاہ بیچ صحن مین مکان کے فرش خاک پر پاؤن پھیلا کر بیٹھ رہی کر بال سر کے
پریشان کر کے بیٹھی اور سب عورتین گاتیان باندھکر پائچون مین گرہ دیکر ملکہ کے گرد کھڑی ہوئین اس عرصہ
مین بادشاہ داخل شبستان ہوا کنیزون نے تسلیمین کی بادشاہ یہ حال محل کا دیکھکر پریشان ہوا بی بی کو
اپنی زمین پر بیٹھے دیکھکر دل سے کہتا تھا کہ یہ کونسی آفت گھر مین آئی غرض زوجہ کے قریب آکر بیٹھ گیا اور
گویا ہوا کہ صاحب کچھ تم نے اپنی بیٹی کا بھی کرتوت سنا اور یہ اپنا حال یون تم نے ابتر کیا ہے خدا جانے

کہ میں بیٹی کے عوض تم کو کچھ کہوں تو ایسا نہیں ہے تم اس گیسو بریدہ کو میرے حوالے کرو تم سے کچھ واسطہ نہیں یہ
کلام سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ بیٹھا اُدھر موئے بوبک تجکو صدقے اُتار دون اپنی بچی پر سے کہ تو نے اس دالی قحبہ کے
کہنے سے میری لڑکی کو مارا تمارا اور ابھی تک بجر شفے تجھکو چین نہیں بادشاہ نے یہ جواب نامعقول جو سُنا
فوراً غضب سے آگ ہوگیا اور پکارا کہ مالزادی کچھ تیری قضا تو نہیں آئی ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک دو ہتڑ زمین پر
مار کر کہا ارے تجھے مالزادی کہنے والے کو خاک میں ملاؤں گہری گور میں تو یوں تجھکو ہی ہی کردوں تیرا حلوا چکاؤں
لو موئی کالانٹے نے مجھ کو بے وارثی سمجھا ہے اپنی حکومت پر دھمکاتا ہے ابھی طلسم ہوشربا آباد ہے میرے
ماں باپ بھی جیتے ہیں شاہ **افراسیاب** کو سامری سلامت رکھیں وہ شاہ تو میرا حال سنکر ان چھیلی
تھوک دیگا یہ نہ جاننا کہ میں ایسی ویسی ہوں میں بھی ملک **احمر سبز پوش** کی بیٹی ہوں جو بھائی ہے
ملک **اخضر سبز پوش** کا اور ملک **اخضر** باپ ہے ملکہ **لعل سخنداں** کا جو شہنشاہ **افراسیاب**
کی منکوحہ ہے میرے چچا نے حیرت کیگھر میں ڈال لینے سے آجتک بادشاہ کے ساتھ شادی نہیں کی ملک
گوہر شاہ نے یہ باتیں جو بی بی سے سُنیں غصے میں تو بھرا تھا ہی ایک طمانچہ اُسکے رخسار پر لگایا کہ غیبانی
تُو تا سے جاتی ہے کیا کریگا وہ **افراسیاب** میرا بس طمانچے کا مارنا تھا کہ آفت آگئی بی بی نے اور زیادہ پیٹنا
شروع کیا ہی ہی وہ بندی رانڈ ہوگئی **گوہر** مرگیا اُسکی لاش نکلی ادھر تو بی بی پیٹنے لگی اُدھر کنیزیں وغیرہ
محل کی سب عورتیں دوڑیں اور کہتی تھیں واہ واہ میاں نج تو ان باپ کی بیٹی نہ بنایا کوئی لونڈی بنائی
کہ جب پایا دھن کٹی کر لیا ایک بولی موئے کے ہاتھ ٹوٹیں گے جیسا چٹ سے ہماری بی بی کو مار بیٹھا
دوسری نے کہا کہ اسی طرح سامری کرے اسکی بھی ٹنڈیاں کسی جائیں تیسری نے کہا نا صاحب ہماری بی بی کا
ایسے جلاد موئے قصائی کے یہاں گذر کہاں آگ لگاکے کل ہی جائیں پھر ایک اور کمین سے بولی کہ
ہاں بی سچ تو ہے جس شہزادی کے کبھی ماں باپ نے پھول کی چھڑی نہ چھوائی ہو اُسپر یہ مار پڑے یہ تو کہو
ملکہ ہی ایسی نیک ساعت کی پیدا اور نیک کوکھ کی جنی تھیں جو اتنے دن ایسے طلمی سے نباہ بھی کر گئیں
دوسری نے جواب دیا کہ پھر آخر کہاں تک کلیجے پر پتھر رکھ لیں اور چپ بیٹھی رہیں وہ بھی آدمی ہی ہیں نہ رہا
گیا بول اُٹھیں پھر بولیں تو آفت آئی بادشاہ نے چاروں طرف سے جو یہ کاؤں کاؤں سُنی ہر ایک کو جھڑکا کہ
چپ رہو مالزادیو یہ کیا غوغا مچا رکھا ہے عورتوں نے کہا لو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری عذر کرنے
سے گئے اور اُلٹے آنکھیں نکالنے لگے تو یہاں کوئی دبنے والا نہیں جب سے ہماری ملکہ کو مارا ہے ہماری
آنکھوں میں خون اتر آیا ہے جی میں آتا ہے کہ چھاتی پر چڑھ کر ڈھائی چُلو لہو پی جائیں بادشاہ یہ سُنکر
ان سب کو مارنے چلا وہاں تو صلاح ہو کر جناب یہ سب آمادہ ہو رہی تھیں بادشاہ کے بڑھتے ہی چار سمت سے
عورتیں ٹوٹ پڑیں اور لاٹھی پتھر چپلیاں دستنے پڑنے لگے اور چونکہ یہ سب عورتیں ملکہ مذکور کے میکے
کی ہیں اور شاہ **افراسیاب** سے تعلق رکھتی ہیں اُنکو بڑا غرور ہے کچھ خوف اس بادشاہ کی حکومت کا

ان کو نہین بھیجا با بادشاہ پر حملہ آور ہوئین اتنے مین ہائین لگے لگے مارو لے کو نینا گھیر نالکی صدا بلند ہوئی
اور تڑہ اتڑہ چپاق پٹاق دھون دھون کیون کیون اور کی آواز آنے لگی بادشاہ ازبسکہ مرد میدان نہ تھا ان کے
حملہ کو رد کرکے قریب تر پہونچا اور دو تین کو لات سے تین چار کو ہاتھ سے دھکا دیکر گرا دیتا اور لکتیان مارتا
اسوقت ایک لونڈی کہ ٹھنگنے قد کی گول بدن سیاہ رنگ سیاہی کی گانٹھ بنی ہوئی کڑوا تیل سر مین
ڈالے ڈوپٹے کی کاتی باندھے تھی اُسنے چمک کر ناکون مین بادشاہ کے اپنے تئین پہونچایا اور انٹین دونون
ہاتھ سے مضبوط تھامنے بادشاہ پکارا ارے حرامزادی یہ کیا کرتی ہے ارے چھوڑ اری بہ میری جان گئی ادھر تو وہ
کنیز بجلی کر لوٹ گئی ادھر بادشاہ گر کر تڑپنے لگا اور اوپر سے عورتون نے بری گت بنادی تاج کہین گرا
قبائے فرمانروائی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی کسی عورت نے منہ مین توے کی سیاہی بھر دی کسی نے جوتیون کا
ہار بنا کر گلے مین پہنا دیا کسی نے ہانڈی کا ٹھیکرا گردن مین ڈالا کسی نے ڈاڑھی نوچ لی اور خوب مارا جب
دیکھا کہ بادشاہ کی جان پر بنگئی ہے اُسوقت ملکہ نے اس کنیز سے کہا کہ انٹین چھوڑ دے اسنے چھوڑ دیے
سب عورتین سامنے سے بھاگ گئین بادشاہ بھی جان چھڑا کر اٹھ کے بھاگا اور اُسی حال سے باہر
دارالامارۃ کے چلا آیا سب اہل دربار ہنسنے لگے اور بعض مقرب نے دست بستہ استفسار حال کیا
اُسنے جھلا کے کہا کیا بیان کرون مین نے بارہا کہا ہے کہ بیگم کا مزاج بہت برا ہے اُنکا غصہ سامری کی جلد
نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین بوچھار کرنے لگتی ہین یہ کلام سنکر ایک درباری لطیفہ گو نے چپکے سے دوسرے سے کہا
آج ساری حکومت انہین ملگئی یہ تو براہ ادب چپکے چپکے باتین کرنے لگے اور بادشاہ نے ہاتھ منہ دھو کر لباس
تبدیل کیا اور بموجب مثل نزد بر اعضائے ضعیف میرسد فوراً حکم دیا کہ یہ مسلمان جو قید بیٹھا ہے اُسکو قتل کرو
اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ جلاد قوی تن سامنے آکر حاضر ہوا اور شہزادہ قاسم کو اُسی وقت برابر آبریز کے
لے جاکر ریگ کے چبوترے پر بٹھایا اور آمادہ قتل ہو کر کوئلے کا خط گردن پر کھینچا پھر جلاد دوسرا حکم لینے
سامنے شاہ کے آیا اُس وقت شہزادہ قاسم کو اپنے مرنے کا یقین کامل ہوا جس طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا
تھا سوائے بیکسی و تنہائی کے کوئی یار و مددگار نظر نہ آتا تھا شہزادے نے اپنے عقائد کی تجدید یقین کی
اور کلمۂ شہادت پڑھا اور ازبسکہ خدا کی رحمت سے ناامید نہ تھا تہ دل سے دعا بدرگاہ کبریا کرنے لگا

بصد عجز پکارا

نظم

اے خالق بے عدیل میرے	غمخوار مرے کفیل میرے	
ہر دکھ مین ہے تو ہی کام آتا	ہے تو ہی بلاؤن سے بچاتا	زندان بلا مین ہون مین محبوس
جینے سے بھی اب ہوا ہون مایوس	تو چاہے تو اس بلا سے چھوٹون	زندان غم و عنا سے چھوٹون

یہ دعا اسکی مستجاب بدرگاہ مسبب الاسباب ہوئی یکایک دارالامارۃ کے دروازے پر غلغلہ برپا ہوا
کہ خداوند تشریف لائے بادشاہ سر و پا برہنہ مع ارکان سلطنت کے اُٹھ کر جانب دروازہ دوڑا جلاد کو قتل
شہزادے سے منع کرتا گیا وہ کنارے جا کر ٹھہرا آخر شہزادے نے دیکھا کہ ایک پیر مرد کو ہر ایک ساحر پرتذ دیر

بتعظیم تمام لیے ہوئے آیا کہ اُسکی داڑھی تا بسینہ ہی یہ اُسکا نقشہ ہے **نظم**

ملتا تھا الم سے دست افسوس
آہستہ خرام نرم رفتار
بے پردہ دوستی میں دشمن
گھستا تھا سجود کا جبین مین
تسبیح کے بطن مین تھا زنار
رہبر کو وہ غول تھا سر راہ
ظاہر مین بلالؓ دل مین بوجہل

پیدا ہوئی در سے ایک صورت
جبہ سر دوش سر پہ دستار
ظاہر مین تو تھا فرشتہ خصلت
پوشیدہ بت اُسکی آستین مین
کچھ دل مین تھا قول کچھ زبان کا
یوسف کے لیے بنا تا تھا چاہ

بیٹھا تھا وہ اس جگہ جو مایوس
ظاہر مین کمال نیک سیرت
جو راہ نما ہی ہے رہزن
باطن مین تمام دیو سیرت
دُنیا کے لیے بنا تھا دیندار
تھا فرق زمین و آسمان کا
نیکی کے حساب مین بدی سہل

اس غول صحرا سے گمراہی کو **اسکندر بن سامری** لوگ کہتے تھے اور خدا اُسکو سب جانتے تھے بادشاہ پاس یہ کبھی کبھی آتا ہے اور ایک ایوان عظیم الشان اسکا بنا ہے وہان رہتا ہے خلقت اس طلسم کی ہر راہ مین جمع ہوکر اسکی پرستش کرتی ہے حال اسکا آئندہ بیان ہوگا اسوقت بادشاہ نے اسکو لاکر تخت پر بٹھایا ہر شخص نے خاک پا کو اسکی آنکھون سے لگایا جب وہ بیٹھا اور سجدہ وغیرہ سے سب نے فرصت پائی ساقی نے جام شراب لاکر دیا وہ پی کر سرخوش ہوا تو شہزادہ **قاسم** پر اُسنے نگاہ کرکے پوچھا کہ کون شخص ہے اور کس جرم پر قتل ہوتا ہے قدرت کو سب خبر ہے مگر تم سے اسکا حال سنا چاہتے ہین بادشاہ نے سب حقیقت شہزادے کی بیان کی خداوند نے یہ حال سنتے ہی کہا کہ تم نے فرمان بڑے خداوند یعنی سامری کا اپنے دل سے فراموش کیا کہ وہ فرما گئے ہین کہ جہان خون مسلمان کا گرے گا وہ جگہ برباد ہوگی اور باران رحمت ہمارا وہان نہ برسے گا بادشاہ نے فریاد کی کہ یا خداوند پھر اس گنہگار کو کیونکر ہم قتل کرین اسنے تو ہمارے نام و ننگ کو مٹانا چاہا ہے اس ثانی ابلیس نے فرمایا کہ اسکو اپنے طلسم کے بیابان **حیرت** مین پھنکوا دو وہان یہ آپ ہی بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا بادشاہ یہ سنکر اُٹھا اور خداوند کے گرد پھرا قدمون کو اُسکے بوسہ دیا کہ یا خداوند کار مشکل کا حل کرنا آپ ہی کی ذات پر ختم ہے یہ کہکر **نافرمان** اور ایک ساحر اور **شمشاد جادو** نام کو حکم دیا کہ اس خطاوار کو لے جاؤ بیابان مذکور مین چھوڑ کر چلے آؤ بمجرد استماع حکم بادشاہ ساحران خیرہ سر شہزادۂ نامور کو بزور سحر بیہوش کر تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوے یہ تو اُس طرف گئے یہان محل سے خواجہ سرا نے آکر عرض کیا کہ سب اہل دربار اُٹھ جائین ملکہ طلسم زیارت خداوند کو آتی ہین یہ خبر خوشی خداوند نے فرمایا کہ ہم خود اُس بندی کے پاس جائینگے خواجہ سرا اس کلام کو سُنکر پھر گیا محل مین ملکہ نے جب آنا خداوند کا سُنا آراستگی مکان و آرائش اسباب عشرت کرنے لگی سب عورتین نذر بھینٹ تیار کرکے منتظر ہوئین اس اثناء مین شور مچا کہ خداوند آتے ہین ملکہ مع خادمان محل بہر استقبال گئی زنانی ڈیوڑھی کے قریب پہونچکر سجدہ کیا اور خاک پاے خداوند کو لیکر آنکھون سے لگایا پھر ہمراہ لیکر روان ہوئی سب عورتین بھی گرد پھرتی تصدق ہوتی ایوان میں لائین

مسند پر بٹھایا شراب پلائی داڑھی مین عطر لگایا نذرین جواہرات بہت کچھ دیا ملکہ نے اشارہ کیا عورات نے
محل کی ہار پھول دونے مٹھائیون کے زر نقد سامنے لاکر رکھا ہاتھ باندھ کر اپنی اپنی مرادین مانگنے لگین اس شیطان نے
جو کچھ انھون نے سوال کیا قیافہ سے دریافت کرکے جیسا موقع دیکھا ویسا جواب دیا اس اثنا مین اسکو خیال
ملکہ بنفشہ کا آیا اُسکی ماں سے پوچھا کہ ہماری بندی بنفشہ کیا کرتی ہے اور کیون سامنے نہین آئی ملکہ نے یہ سنکر
رو رو کے تمام حال دایہ کا اور بادشاہ کا بیان کرکے عرض کیا کہ بادشاہ کو حضور سمجھاتے جائین کہ وہ دختر سے اور
مجھ سے بدی نکرے یہ کہہ کر کچھ عورتون سے حکم دیا کہ صاحبزادی کو بُلا لاؤ وہ گئین اور ملکہ کو مع ثبت تمام لیکے آئین
ملکہ زیبا مسلمان ہو چکی تھی سوچی کہ مجھکو سجدہ کرنا پڑے گا لازم ہے کہ کچھ مکر کرون یہ سوچ کر سامنے جب آئی چیخین
مارکر رونے لگی ماں نے اُٹھ کر گلے سے لگایا اور سامنے خداوند کے بٹھایا یہ گردن جھکائے چپ بیٹھی رہی خداوند نے
اسکا حال دیکھ کر فرمایا کہ سچ ہے لڑکی تمہاری سہم گئی ہے اسکے ہوش درست نہین ہین یہ کہکر حکم دیا کہ گبر شاہ
کو یہان حاضر کرو خواجہ سرا وغیرہ دوڑے اور شاہ سے جاکر عرض کیا کہ جلد چلیے خداوند آپ کو بُلاتے ہین بادشاہ
محل مین جانے سے ننگ وعار رکھتا تھا مگر حکم خداوند سے ناچار ہو کر داخل محل ہوا سب کنیزین تو ہٹ گئین
کہ ہم نے شاہ کو مارا ہے کیا سامنا کرین اور ملکہ زوجہ اُسکی اُسی جگہ منھ پھیر کر بیٹھی رہی الغرض جب بادشاہ سامنے
خداوند کے آیا وہ بہت خفا ہوا اور بغضب اُسنے کہا کہ کیون او گبر شاہ تو نے اب بیٹی پر کمر باندھی ہے تو نہین جانتا
کہ بڑے خداوند استری کا کیا آدر کرتے تھے پیشاب اُسکا پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ باعث زندگی اور سبب
لذت انسانی یہی ہے اے بادشاہ اسکی پرستش ہر طرح کرنا لازم ہے بخلاف اسکے تو نے اپنی عورت کو ناراض کیا کہ
اسنے ہم سے تیری فریاد کی بس خیریت اسی مین ہے کہ اسکے پانون پر گر اور تقصیر معاف کروا بادشاہ کی کیا مجال
تھی کہ حکم خداوند کے خلاف کرتا فوراً ہاتھ باندھ کر قدمون پر اپنی بی بی کے گرا اور معذرت خواہ ہوا خداوند نے
اُسوقت ملکہ سے فرمایا کہ تم بھی گلے سے اب لگا لو اور خبردار کبھی خلاف حکم اپنے شوہر کے نکرنا ملکہ نے شوہر کو
گلے سے لگایا اور دونون نے باہم بوسے لیے اور ملکہ نے پھر تو سب محل کی عورتون کو خداوند نے بلوایا وہ ہر ایک
قدم پر بادشاہ کے آکر گری بادشاہ نے خطا معاف کی پھر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور بہت کچھ نشیب فراز
عالم سمجھایا بنفشہ نے رو کر کہا کہ اگر اجازت دیجیے باغ مین رہنے کی نہ پاؤنگی اسی طرح رو رو کر جان دونگی
نہ پانی پیونگی نہ کھانا کھاؤنگی خداوند نے یہ سنکر فرمایا کہ اے بادشاہ باغ مین اسکو اب جانے کیون نہین دیتا
وہ مسلمان بیابان حیرت سے کیا نکل آئیگا بادشاہ نے جواب دیا کہ ممکن نہین جو وہ زندہ رہے یہ کہکر بیٹی سے
کہا اچھا اے فرزند اپنے باغ مین جانا ملکہ یہ سنکر بیٹھی در باپ کے گلے سے لپٹ گئی آخر سب شاد و خرم
ہوے اور خداوند اُٹھ کر محل سے اپنے گھر گئے بادشاہ داخل دار الامارة ہوا ملکہ بنفشہ نے اپنی ماں کی بلائین
لین اور کہا میری اچھی امی جان مجھکو باغ مین جانے دیجیے ماں نے کہا اچھا جاؤ گل و غنچہ سے اپنا دل بہلاؤ
لیکن اب کوئی ایسا امر نہ کرنا جسمین مجھکو بولنا پڑے اور تم بھی بدنام ہو بیٹی نے کہا نہین اب ایسا نہ ہوگا

یہ کہکر سواری طلب کی کنیزین شہزادی کی تخت سحر تیار کرکے لائین ملکہ سوار ہو کر روانہ ہوئی اور راہ مین تصور شہزادہ قاسم کرکے گوہر اشک تار نفس مین پرونے لگی اور بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر لائی کہ

نظم

الفت کا برا ہو جسنے مارا	ہے عشق کا یہ فساد سارا	برگشتہ ہوے نصیب میرے
ہین دشمن جان حبیب میرے	اس دام بلا مین ہون گرفتار	اللہ سے ہے امید دیدار

اسی طرح زاری کنان باغ مین جب آئی وحشت نے اُس گلشن کو صحرا بنا دیا جوش گریہ نے اُس گھر کو دریا بنا دیا تیرگی بخت شب دیجور کا رنگ دکھانے لگی اُس ایوان کو سیہ خانہ بنانے لگی یہ سوختہ جان شمع محبت جلانے لگی شمع کا شعلہ بھی اس سے بجھا ہوا تھا اگر زانو نشین ہوتا تھا ہر ذرۂ مکان دیدہ غزال تھا زمان ہجر کے اندیشہ کو بہت طول تھا طالع سے اپنے لڑتی تھی اپنے دل سے رہ رہ کے بگڑتی تھی کبھی یاد زلف مین پیش نظر اندھیرا تھا کبھی داغ دل چراغ کی صورت جلتا تھا بیتابیون نے گھیرا تھا کبھی آنسوؤن کا تار باندھکر سمرن موتیون کی بناتی اور بہر رگ استخارہ فرماتی گھر کی شکل نظر مین گور رکھتی سفیدی رخسار کا نور رکھتی بستر کو کفن سمجھتی شکن بستر کو اژدہا کا پھن سمجھتی جب بیتابی کا زور ہوتا دل بہت مجبور ہوتا تو یہ کہتی کہ

نظم

آنکھین رہین اپنی نم ہمیشہ	دو چار گرائے گھر ہمیشہ	اشکون کا وہ متصل ٹپکنا
دیوار پہ سر کو نہ پٹکنا	بیٹھی جو کبھی ملول ہو کر	گہ رو دن سے کیا خطاب رو کر
اے خانہ خراب اے جفاکار	گردش ہے تری عجب دل آزار	کس کس کو کیا نہ تونے برباد
کس کس کو کیا نہ تونے ناشاد	آنکھون کو بنا نہ بحر زخار	اتنا تو ہنسی نہ تھی مین زنہار
حسرت کا بہا تھا کب پیالہ	ہے داغ جو دل مین مثل لالہ	نکلی تھی کہان وصال کی راہ
ایسا غم ہجر ہے جو جانکاہ	جام مے خسروی پلا دے	بچھڑے ہوے یار سے ملادے
پھر آنکھون کو ہو نصیب دیدار	پھر کان اُٹھا مین لطف گفتار	

اسی بیتابی مین یہ خیال آیا کہ میرے باپ نے خداوند سے کہا تھا کہ مین نے اس مجرم کو بیابان حسرت مین بھجوا دیا اور وہ ایسی جگہ ہے کہ اب اُس کا رہا ہونا اُن سے ممکن نہین بس وہ ایسی ہی جائے سخت و صعب ہے کہ جہان زندہ رہنا دشوار ہے مجکو لازم ہے کہ اُس سرگشتہ صحرائے اُلفت کی خبر منگاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ شمع حریم صاحبقرانی صرصر صعوبت بیت الطلسم سے بجھ جائے اور شیر نیستان حمزہ شکار صیاد اجل ہو یہ سوچکر پاس رسوائی کو طاق نسیان پر دھر دو کنیزون کو اپنے پاس بلا کر چپکے چپکے راز دل سے آگاہ کیا اور منت کہا کہ تم مجکو خبر اُس یوسف گم گشتہ کی لادو تو مین تمھاری کنیز ہو جاؤن گی اُنھون نے جب یہ حال اُس زلیخائے مصر عاشقی کا دیکھا پند و نصیحت کو بیفائدہ سمجھکر بدنامی کو گوارا کیا اور تخت سحر سے بنا کر سوار ہوئین نام ان دونون کے شعلہ جادو و شرارہ جادو ہین چلتے وقت ملکہ کو سمجھا گئین کہ اپنا حال تباہ نہ کرو اسقدر نالہ و آہ نہ کرو ہم جاتے ہین خدا کو منظور رہے تو اُس شہید الفت کو آپکے لاتے ہین مدد نہ لے ملکہ

بیت جان دی جان اگر خبر کی بات بھی ہو تو ہوگی پھر ملاقات ؛ ملکہ نے کہا اے مونسان ہمدم و اے رفیقان محرم میں بٹھائے ہی آپ کے زندہ ہوں جلد آنا اگر دیر لگاؤگی تو مجھکو زندہ نہ پاؤگی لو جاؤ خدائے کریم کو تمہیں سونپا یہ سُنکر وہ دونوں تخت اُڑا کر روانہ ہوئیں یہ تو ادھر سے چلیں لیکن اُدھر **شہزادہ نافرمان** شہزادہ کو اُسی بیابان میں لائے اور تخت سے زمین پر اُتار کر دونوں بزور سحر بلند ہوگئے شہزادہ کو سحر سے بیہوش رکھا جب بلندی پر پہونچے رد سحر پڑھ کر ہوشیار کر دیا اور آپ روانہ ہوئے یہان تک کہ دربار بادشاہ میں پہونچے اور خبر پہونچا دینے شہزادے کی عرض کر کے اپنے اپنے گھر گئے یہان جب آنکھ شہزادے سیاح دشت محبت قیس نجد اُلفت کی کھلی ایسا جنگل ہول خیز اور وحشت انگیز دیکھا کہ دل خوف سے تھرا گیا تن ناتوان میں لرزہ آگیا دل کو قوی کر کے اُٹھا اور ایک سمت روانہ ہوا دھوپ کی شدت سے بیتاب تھا ایک تو سوز مفارقت سے دل جلتا دوسرے طپش عیاذاً باللہ منھ سے سانس لینے میں شرارہ نکلتا گرد اُس صحرائے پُر خار کے پہاڑ تھے قلہ کوہ تا بفلک دوار تھے اُن کے پتھرون سے شرر نکلتے درہ ہائے کوہ انا اسفل السافلین کا دم بھرتے دامن صحرا دامن محشر کو شرم سے چاک کرتا آفتاب وہان آفتاب قیامت کو شرمناک کرتا ہر خار بائے دل و رگ جان کے لیے نشتر کا نمونہ ہی کا کوسون تک بستر از درغار روان مین منھ کھولے بیٹھے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوا گرم زہر آلود جلتی کاٹنے چلے بچھوے چھوڑتے بگولے سیاہ بسان دود آہ پیچ و تاب کھاتے دیو بنکر ڈراتے درخت کا کوسون کیا منزلون نام نہیں دھوپ بھی تھراتی اسے آرام نہیں اس شہریار اقلیم جنون کی اس دشت میں عجب شوکت تھی فوج یاس والم و حرمان کی بھرتی لشکر تاب و توان دعا وحشت کی رخصت تھی شامیانہ غبار صحرا کھنچا تھا آفتاب کا کنول اسمین جلتا تھا گردش قسمت بسان چتر بلا گردان تخت کے وہی تختہ بیابان بیکسی و تنہائی حاضرون جلسہ دربار مصاحب اور رفیق قدیم خیال یار صحرا کی سائین سائین آواز اس سرکار کی شہنا نواز وحشت کا ڈنکا بجتا خاک صحرائی کی قبا تن پر آراستہ محتاجی کا تاج سر پر دھرا غولون کے نعرے نقیب کی صدا اس تجمل و شان سے زار و نالان بگولے کی طرح اس بیابان میں ہر سمت روان تھا خیال جانان میں سیل اشک بہاتا جب دل جلتا تو یہ زبان پر لاتا **فرد** - لطف لے اے افتاب کو جون شمع گھلا جاتا ہون رحم لے آہ شرربار کر جل جاؤنگا + یہ پروردۂ ناز و مہد دولت وہ دشت پر آفت پانون میں چھالے حلق میں کانٹے پڑے عجب عالم تھا کہ **نظم**

وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم
کپڑے ہوئے تر عرق مین سارے

گرمی کی وہ فصل دوپہر بیتاب
جھونکا تھا ہوا کا لطمہ غم
رہ دور دراز کوس کالے

منزل ہوئی سخت راہ باریک
دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
کانٹے کف پا مین اور چھالے

اس تشنہ دیدار یار کا پیاس سے جب حال خراب ہوا بہت بیتاب ہوا اس دشت میں آب کجا اس کو دور سے ایک ریگ کا دریا نظر پڑا اس سراب کو یہ بحر آب سمجھ کر لپکا اور اسکے پاس جب پہونچا وہ اور آگے لہراتا نظر آیا وہ ایسا جھونکا تھا کہ بغیر نشیب و فراز سمجھے قدم آگے بڑھایا جیسے ہی چند قدم آگے چلا اس بالو میں گھٹنون

تک دھنس گیا الا بسکہ صاحب قوت وطاقت تھا زور کرکے جو نکلا ابکی کمر تک سما گیا پھر جو زور کیا سینہ تک داخل ریگ ہوا اس کشمکش میں تیغ کہیں گرا خود کسی جگہ اُتر کر رہ گیا اس دشت میں جو کسی کو چھوڑتے تھے تو لباس اور اسلحہ بھی اُسکے ساتھ کردیتے شہزادے کو بھی اسی وجہ سے مسلح یہاں لائے تھے وہ سب ہتھیار جا بجا گر پڑے اور یہ ماہی قلزم شاہی سینے تک جو بالو میں گیا مثل ماہی بے آب تڑپا اب کی بالکل غرق اس محیط خاک میں ہوا یہ گوہر خزینہ صاحبقرانی درج زمین رکھا گیا گنجینۂ بہادری تھا کہ دفن زمین ہوا قارون خزانہ لیکر زمین میں سمایا تھا یہ تہیدست نقد محبت سینے میں لیے ہمسر قارون ہوا مگر اتنا فرق البتہ رہا کہ وہ بخیل تھا اسنے جان تک دی ایسی سخاوت کی الغرض جب بالکل لقمۂ نہنگ بحر ریگ ہوا دل سے کہا وائے ناکامی کشتی حیات گرداب ہلاکت میں پھنسی ساحل نجات اب منزلوں دور ہے تقدیر سے بشر مجبور ہے ہیچ آہ کا بھی رواں ہونا دشوار ہے اے مرگ ناکامی تیرا بیڑا پار ہے نفس در قفس بالو کا محبس سانس لینا دشوار دم سے کرتا ہستی کا بار اس آنت میں نظر بانفعال کردگار نظم

ہوتا ہے فشار اب کہاں چین
راضی ہے تو تو کیا ہے کاہش
تو چاہے تو پار ہے یہ بیڑا
بچ جائے گی مجھ غریب کی جان

سمجھا کہ ہماری آگئی موت
آئے ہیں سوال کو نکیرین
ہے تو ہی تو بے نیاز یا رب
ٹلے ہے ورنہ زیست کا بکھیڑا

ہو پیچ و تاب ہو گئے فوت
خالق سے یہ بار بار خواہش
ہے تو ہی تو کارساز یا رب
تو چاہے تو ہو یہ مشکل آسان

یہی کشمکش رہی خاک میں نفس تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے کہ خالق بحر و بر کو اسکے حال سقیم پر رحم آیا کنیزان ملکہ جو اسکی خبر کو علی الصبح اس جنگل میں آکر ہو چکیں اور ہر سمت ڈھونڈھنے لگیں جب کہیں پتہ نہ ملا سحر سے بلند ہو کر یک نگاہ کو چار سو دوڑایا ایک مقام پر ستارہ بالو میں چمکتا نظر آیا جب وہاں پر آئیں خود شہزادے کو پڑا دیکھا اور آگے بڑھیں تو تیغ چمکتا دیکھا سمجھیں کہ وہ دریائے محبت کا نہنگ اس ریگزار میں برنگ حباب بحر فنا ہو گیا یہ سمجھ کر وہ بیتاب ہوئیں اور رونے لگیں اور ایسا روئیں کہ دامن صحرا لے آنسو نشان بھگونے لگیں اور بیقراری نوحہ آغاز کیا کہ اے جوان مرگ دنیا شاد تو نے اپنے ساتھ اور ایک نوجوان نامراد کو غرق بحر مرگ کیا ہے جب ہم اس کشتۂ حسرت دلدار سے جاکر یہ تیرا حال کہیں گے کیا اسپر گذرے گی افسوس کہ وہ زندہ نہ رہے گی کہ جب نظم

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مقیم سینہ جاں دل تپش سے
ہے اسکے حال میں ہر دم تباہی
[illegible]
اسی اندوہ میں منتی تھیں وہ ہاتھ

[illegible] آتش اطوار
تپاں ہو جس طرح خشکی میں ماہی
نسیم آسا آڑاتے تھی بہت خاک
غم و رنج و الم سب اسکے تھا ساتھ

کہ ناگاہ وہ یونس ماہی ریگ ملتان ہوا ریت کو جنبش ہوئی گویا وہ سر اب بھی اسکی تمنا میں بیقرار ہے ان کنیزوں نے معلوم کیا کہ ابھی یہ بیجان زندہ ہے برنگ گوہر غلطاں ہے بس جتا یا نہ آڈکرا جگہ گئیں جہاں سینہ مراد دفن تھا درخت سحر کو پاؤں کے نیچے رکھکر کھڑی ہوئیں اور ہاتھ ریگ میں ڈال کر شہزادہ کا بازو

دسر تھا اور زور کیا کہ وہ ابھرا اور جب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ زمانہ زبانی قریب آیا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے اسنے بھی اُبھر کر زور کیا کہ تخت سحر برآ گیا کنیزین اُس گنجینۂ آرزو کو پاکر بہت خوش ہوئین اور بوجہ سحر سے خود وتیغہ وغیرہ اٹھوا کر تخت کو بلند کیا شہزادہ اس مصیبت سے چور رہا ہوا تھا باہر آتے ہی بیہوش ہو گیا کنیزون نے بانو جسم انور سے چھڑائی خود پنچا یا لباس درست کیا پھر سحر کا ابر پیدا کرکے سر پر سایہ کیا دامن کی ہوا دی اور اپنے لبستر اوقات پر لائین جو پانی کھانا ساتھ لائین تھین اُسمین سے پانی حلق مین چھکایا کہ اس بیہوش بادۂ ناکامی کو ہوش آیا تخت پر اُٹھ کر بیٹھا سجدۂ شکر خدا کیا پھر اُن دونون سے مزاج ملکہ کا پوچھا اُنھون نے ماجرا خداوند **سکندر بن سامری** کا محل مین آنا اور ملکہ کے باپ کو بُلوانا بیان کیا شہزادہ ملکہ کی اُلفت اپنی نسبت معلوم کرکے بیتابیان کرنے لگا ادھر انتظار کنیزان مین ملکہ مغموم کا یہ حال تھا **رباعی**

ہم درد فراق سے جو گھبراتے ہین	گہ روتے ہین گاہ سر کو ٹکراتے ہین
دم پا بر کاب ہے ہمارا پیارے	آنا ہو تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہین

اسی گریہ وزاری مین دیو شب غم نے منھ دکھایا دن کا رخ زرد ہوا کسی کے شباب کی طرح ڈھل گیا آخر دود آہ سے عالم سیہ خانہ بنا کہ بموجب **نظم**

اک سانس مین سو مقام لینا	دل ہاتھون سے اپنا تھام لینا	اسپر یہ غضب کہ شام آئی
اندھیر ہوا اداسی چھائی	وہ خوف وہ غم وہ ہجر دلدار	وہ شام وہ آمد شب تار
بستر پہ پڑی تھی یون فسردہ	جیسے کہ پڑا ہو کوئی مردہ	در پردہ شکایتین زبان پر
کہنا اسے رکھو گے آسمان پر	کیون اسے ستم وجفا کے بنیاد	ہو لیون ہی یہ مشت خاک برباد
فرقت مین جو مر گئے تو پھر کیا	ہم جی سے گذر گئے تو پھر کیا	یہ کہہ کے دفورا شکباری
پھر بستر غم پہ بیقراری		

یہ بستر ناکامی پر تڑپ رہی تھی کہ کنیزین تہہ اسکے کو باغ مین سیر ہو رہی تھین اور ایک حرف مین دو دن کے اُسکو بطور مخفی استادہ دیکھ آپ خدمت ملکہ مین حاضر ہوئین یہ ان کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھی اور پکاری **بیت** اے پیک ما دلستان خبر یار بگو ٭ احوال گل با بلبل بستان سرا بگو ٭ کنیزون نے پہلے کچھ ٹال کے ادھر ادھر دیکھ بھال کے شادی مرگ ہو جانے کے خیال سے اور ہی ذکر چھیڑ انجام کو پیچھے سے کہا کہ ہم اس عنقائے اوج حسن کو ڈھونڈھ لائے درختون مین چھپا کر سامنے آئے ہین یہ سنتے ہی ملکہ کو غش آ گیا کچھ دیر مین جب افاقہ ہوا اُٹھ کر جانب باغ چلی کنیزون نے عرض کیا کہ آپ اس باغ مین ان کو دیکھ رہیے گا کوئی در انداز پھر آپکے باپ تک خبر لگا دیگا ابکی مرتبہ اس آفت کا سامنا ہوگا جس سے مشکل دم بھر کا جینا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چند رفیقون کو اپنے ساتھ لیجیے ہم تخت سحر تیار کرین آپ معہ شہزادہ سوار ہو کر ایک سمت کی راہ لین اور بیرون طلسم نکل چلین ملکہ نے کہا کیا مضائقہ ہے لیکن انکا معلوم راضی ہونا ہے کنیزون نے کہا وہ فرزند صاحبقران ہین کبھی بھاگنے پر راضی نہون گے اسے بیوی جو انکو بھاگنا ہی ہوتا تو وہ آپ سے اس طلسم مین کیون آتے اپنی جان آفت مین کس لیے پھنساتے

ان سے کہنا اور یہ تدبیر کرنا بیکار ہے ہم ان کو سحر سے بیہوش کر دین گے اور تخت پر ڈال کر منزل مقصد کی راہ لین گے اسنے کہا تم سچ کہتی ہو پھر اچھا تو ہے یہ کہہ کر صد و قچہ ہاے جواہر اور اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لیا اور چند رفیقون و ہمیسون وغیرہ کو طلب کر کے اس راز سے آگاہ کیا وہ بھی جلد جلد براے سفر تیار ہوئین اس عرصے مین ملکہ شہزادے کے پاس آئی شہزادہ نے اسکو گلے سے لگایا بوسہ لب و رخسار سے ذائقہ پایا ماجراے فراق یاد کر کے دونون روے پھر وصل ہونے سے شاد کام ہوے ملکہ انھین درختون مین فرش بچھوا کر بیٹھی اتنی دیر تیاری سفر مین بسر ہوئی کنیزین دونون ملکہ کے پاس آئین اور افسون خوان ہوئین کہ شہزادہ زانوے ملکہ پر سر رکھکر سو گیا ملکہ نے تخت سحر سے بنوا کر شہزادے کو لٹایا اور آپ بھی سوار ہوئی کنیزین بھی سحر سے اڑتی ہوئی ہمراہ ہوئین تخت کو اڑایا اور صحرا کا راستہ لیا اور تمام رات رہروی کی صد ہا کوس راہ طے کر گئی لیکن طلسم کا ایسا مقام نہین ہے کہ جسکا جی چاہے چلا آئے اور مبتلاے بلا نہو صحیح و سالم نکل جاے اس شہزادی دیگر الطارق الملعت دبا دیہ نورد منزل محبت نے ہر چند چاہا کہ باہر طلسم کے جاؤن ممکن نہ ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ نجم سیار طلسم افلاک نے منھ چھپا کر رو بفرار لایا اور شہنشاہ کواکب براے تجسس فرماین

نظم

عرصۂ سپہر مین قدم زن ہوا کہ جب
کہ جب دیدار شب بھر کیا جی
نظر نے صبح کی صحبت طلب کی
انکھین اشتیاق روے سحر کین
لگے ہونے نظارے صبح خورشید

وقت سحر ایک کوہ بلند پر کنیزون نے تخت سحر کو اتارا اور آپ بھی آتین ملکہ نے کنیزون سے فرمایا کہ اس جگہ ٹھہر کر کچھ دیر آسایش کرین اور شہزادہ بھی دیر سے بیہوش ہے ایسا نہو کہ کوئی رنج اسکی جان حزین پر پہنچ جاے اسکو بھی ہوشیار کر دین اب تو بڑی دور گھر سے نکل آے ہین شہزادہ پھر کر جاے کہ پھر وہین چلا جاے ممکن نہین کنیزون نے حسب الارشاد ملکہ شہزادہ ذیجاہ کو ہوشیار کر دیا اس مسافر صحراے غفلت کی جب آنکھ کھلی دیکھا کہ پہاڑ پر ملکہ مع چند کنیزون کے جلوہ فرما ہے یہ دیکھکر متحیر ہو کر مستفسر ہوا کہ کیا ماجرا ہے ملکہ نے کہا گھبراتے کیون ہو جو کچھ ماجرا ہوگا معلوم ہو جاے گا یہ کہکر کنیزون سے کہا کچھ فرش اس مکان مین ہو تو بچھادو انھون نے چادرین سر سے اتار کر ایک چشمہ کے کنارے بچھائین یہ دونون سالک دشت غربت و محبت وہان بیٹھے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ اے مایۂ ناز مین تجھکو اس مقام آفت زا سے کہ دراصل مصیبت خانہ اور غمکدہ تھا لے کر بھاگی ہون اور چاہتی ہون کہ باہر اس طلسم سے لے جاؤن شہزادے نے جملہ کیفیت سے ماہر ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تمنے میری جان اس ریگستان سے بچائی ہے اس سبب سے مین شرمندۂ احسان اور بندۂ کرم ہون ورنہ اس حرکت بیجا کی سزا دیتا خبردار مجھ سے ربط رکھکے کبھی ایسی بات نہ کرنا اے ملکہ تم دیکھنا کہ میری قضا اگر نہین ہے تو ضرور اس طلسم کو مین فتح کرونگا اور ہرگز مین باہر اس طلسم کے نہ جاؤنگا اور تم کیا یہان لا کر آفت و مصیبت سے بچ جاؤ گی رنج و غم مین مبتلا ہوگی دیکھو تو کہ ابھی فلک شعبدہ باز کیا نیرنگی دکھلاتا ہے اور کس کس رنج و غم آفت مین مبتلا کرتا ہے اور پردۂ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور صانع طلسم کونین سے

کیا چاہا ہے یہ فرما کر بعجلت تمام اُس معشوقۂ نازک بدن نازنین سیمتن سراپا ناز کے گلے میں ہاتھ ڈالکر پیار کیا ملکہ جو چند گلابیان شراب کی اپنے ہمراہ لیکر چلی تھی وہ کنیزون سے طلب کر کے مصروف بادہ کشی ہوئی کنیزین اُس پہاڑ پر سیر کرنے لگین وہ عجب وقت تھا کہ نور کا تڑکا یو نہین سی خنکی چشمہ کا لہرین لینا آفتاب کا نکلتے آنا پہاڑ پر سبزہ کا لہلہانا گلون کا کھلنا ستارون کا میدان فلک سے گم ہونا مطلع صاف صبح کی سفیدی جانوران آبی کا کنارہ نہرون کے کلیلین کرنا ماہی منقارون مین لیکر بدن پر چھڑکنا پھر پر ہلا کر لینا غوطہ پانی مین مارنا اور سیدھے ہو نا چکوا اور کوڑیالا کھلا ہوا جانوران چوپایہ کا جست وخیز کرنا ہرن بارہ سنگھے چیتل نیلگائے وغیرہ کا چرتے پھرنا طائران خوش نوا کا چہچہانا مور دن کا جنگھاڑنا بھاتران فرش مخملی سبزہ پر فرشی جھاڑ تھین گلون کے کنول روشن تھے بلبلین مغنی سرکار بہار تھین کر نظم

خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز
لبریز شراب سے پیالے
تھی کبک کے قہقہے کی آواز
کھوئی تھی بہار دلکا سب بیخ

صحرا مین بھی جوش گل ہے ہرسو
تھی صبح بہار صبح نوروز
چشمے کے کنارے پر برابر
طاؤس کا رقص تھا خداساز
چلاتی تھی بلبل آؤ آؤ

پھولون کی چھڑی ہے شاخ آہو
آئے تھے نظر تمام تھالے
ستون کے لگے ہوئے تھے بستر
تھا طائر خوش نوا نواسنج
نالہ کوئی با اثر سنا کر

ایسی بہار مین یہ نئی کیفیت اُسکا رہی کہ معشوقۂ گلبدن یاسمن پیکر زیب آغوش و زینت ہمدوش حوت بادشاہ طلسم سے کبھی رنگ رخ زرد لبین محبت کا درد بیان ہنے والیکا بہلو نصیب ہم آغوش حبیب شہزادہ کا کبھی زلف سونگھنا کبھی لب و رخسار چومنا کبھی گلے ملنا گاہ بجھلا کر دون کو درست کرنا گاہ ہنس دینا کبھی رو دینا ایک لحظہ مین تیوریان چڑھ جاتین کمانین کھینچکر طائر دل کے صید کرنے پر لیس ہوتین کبھی باتین برنگ لیلی و قیس ہوتین یہ ہنگامہ راز و نیاز بر پا دونون دیار عاشقی کے شہر فرمان روا کر نظم

نہ ٹھہری ایک لحظہ کثرت ذوق
اُٹھا وہ جم ساقی نورافزا
صدف کانون سے منھ ہو جائے پھر تر
تھے بطن صدف مین اشک نیسان
ابھی لازم نہین ایسا ارادا
ہوئین شرمندہ مستی خیز آنکھین

بڑھے سینہ پہ ہاتھ اور ملگئے لب
مین حاضر پھر توقف کا سبب کیا
لبے یاقوت پہ بلور شفاف
مبارکباد دینے آئے ارمان
غرض معشوق و عاشق ہوکے باہم
جھکین دامن پہ مطلب خیز آنکھین

پھر آخر بڑھ گئی بیتابی شوق
ہوس بولی کہ مہلت دیتے ہین کب
دکھائے ملازادہ اپنا جوہر
کھلے کچھ رخنۂ آئینہ صاف
کہا پاس شرع نے ہان یہ ہی کہا
رہے راحت فراموش دو عالم

یہ شیرین و فرہاد اس پہاڑ پہ سر گرم اختلاط تھے مہیا سامان انبساط تھے کہ فلک کو رشک آیا یعنی پھر ان بیچارون کو فراق کی مصیبت مین پھنسایا وہ یہ کہ شاہ طلسم کا عیار آہو تک جادو نام کہ عیار بھی ہے اور ساحر غدار بھی اور صبح کو بزور سحر اُڑکر تمام طلسم مین پھرتا ہے گرد آوری کرتا ہے جو نئی بات دیکھتا ہے بادشاہ کو اُس سے آگاہ کرتا ہے آج بھی حسب دستور وہ بے شعور طلسم مین پھرتا ہوا اس طرف آیا اور دور سے پہاڑ پر مجمع خوبان کا

دیکھ کر بزور سحر ہرن کی صورت بنکر کوہ پر آیا اور جو کچھ ملکہ و شہزادہ مین ہنگامہ محبت گرم تھا وہ سب اسنے دیکھا
اور غضبناک ہوا چاہا کہ اسی وقت دونون کو گرفتار کرون مگر شہزادے نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک ہرن ہم کو دیکھ رہا ہے
اسنے تیر کمان مین جوڑ کر سر کیا ہرن چوکڑی بھر کر روانہ ہوا تیر آکے ٹانگ مین ترازو ہوا اُس وقت تو ہرن
نے پر نکالے اور اُڑ کر چلا مگر کہتا گیا کہ باش او مجرم ناشاد بڑا غضب کیا تونے کہ **بیت** ابھی تو موت سے
نا آشنا ہے ⁂ مزا ان لذتون کا دیکھ کیا ہے ⁂ یہ کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہو گیا ملکہ نے جو یہ ماجرا دیکھا شہزادے
سے کہا اے شہریار یہ کوئی ساحر میرے باپ کا ملازم تھا اب جا کر پدر سے جو کچھ دیکھ گیا ہے بیان کرے گا وہ
بہر گرفتاری آئے گا ہم کو روز بد دکھائیگا شہزادے نے فرمایا خداوند عالم مدد ہماری فرمائے گا ملکہ نے کہا اب
یہان سے اور سمت بھاگ چلین اور چھپ رہین شہزادے نے فرمایا کہ ہم اب کہین نہ جائینگے اور جو تم ہمکو سحر سے
بیہوش کر کے لے جاؤگی تو اپنی جان گنوائینگے ملکہ مضطر ناچار ہو کر چپ ہو رہی اور ترسناک بیٹھی نہ وہ چہرہ پر
بشاشت رہی نہ وہ انجمن آرائی نہ ہنسی نہ دل لگی کنیزین بھی ہر سمت پھرنا موقوف کر کے ملکہ کے گرد جمع ہوئین
ملکہ یاس سے منھ ہر ایک کا تکنے لگی یہان تو حالت خوف و رجا مین ٹھہرے ہین اودھر وہ عیار نشا طلسم کی
خدمت مین اسی حال زار سے آیا بادشاہ دربار مین سحر کو شبستان سے آکر بیٹھا تھا امراے دولت حاضر تھے کہ
عیار نے حاضر ہو کر مجرا کیا اور تیر اپنے پانون پر لگا ہوا دکھایا اور ماجرا ے شہزادہ و ملکہ قسم کھا کر کہہ سنایا شاہ کو غصہ آیا
اُسی وقت چند جادوگرون سے فرمایا کہ جاؤ اور اُن مجرمون کو گرفتار کر و وہ ساحر **آتش بیان و اخگر زبان**
جادو اپنے مطیع اور ساحر لیکر روانہ ہوے اور بزور سحر اُڑ کر بہت جلد اُس پہاڑ پر کہ جہان شہزادہ و ملکہ تھے آئے
اور زمین پر اُتر کر نعرہ زن ہوے کہ باشید اے تیرہ روزگاران تم کہان اب بھاگ کر جاؤ گے شہزادہ اُن کو دیکھ کر بلا رک
افراسیابی کھینچ کر اُن کی جانب لپکا ایک ساحر نے کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ یہ تمر تک زمین مین سما گیا شہزادے کا
یہ حال دیکھ کر ملکہ کو تاب نہ رہی گود پھیلا کر کبھی ساحرون کو کوستی کبھی دعا کرتی اور روتی تھی **شعلہ و شرارہ** کنیزین
ملکہ کا رونا دیکھ کر آگے بڑھین اور پکارین کہ مردودن ہماری صاحبزادی تڑپی جاتی ہین خدا تم کو غارت کرے اسکی
بھولی صورت پر تمھین رحم نہین آتا ہے یہ کہکر شعلہ نے ایک ناریل پر سحر پڑھکر مارا کہ جس نے شہزادہ کو غرق
زمین کیا تھا وہ ناریل اس ساحر کے سینے کو توڑ گیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیرا ہو گیا شہزادہ زمین سے نکلا اور
تلوار لیکر اُس گروہ بدکردار پر ٹوٹ پڑا پہلے ہی حملہ مین دو چار ساحرون کو مار گرایا پھر اور چند ساحرون نے افسون
پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہو کے زمین پر گرا ملکہ کی کنیزین بھی نارنج ترنج مار رہی تھین اور سحر کی نیرنگیان دکھاتی
تھین ہنگامہ عظیم برپا تھا کبھی روشنی تھی کبھی اوجالا تھا اُسی آفت خیز حال مین **آتش بیان** نے ایک ترنج
شعلہ پر مارا وہ ترنج کو آتے دیکھ فوراً زمین میں سما گئی اور پشت پر **آتش** کے آکر نکلی اور ایک تیر آتش کا اسپر ایسا
مارا کہ اسکی پیٹھ کو توڑ کر سینے سے نکل گیا وہ مردود مر کر گرا اُدھر **اخگر** اور **شرارہ** سے سامنا ہوا **اخگر** نے چلکر سحر کا پتھر
مارا کہ اسکا سر زخمی ہوا اسنے بھی پیکان سحر کا مارا کہ **اخگر** کا شانہ زخم رسیدہ ہوا اس اثنا میں اور ساحر فرستادہ

شاہ طلسم یہاں آئے فوج بیشمار ساتھ لائے نفیر سحر پھنکی جھانجھ بجنے لگے بیر شور مچانے لگے ڈہر وچھ اپنی سی گانے لگے ہزارہا ساحران چند عورتوں پر ٹوٹ پڑے رانی ماتش بنوتون کا چھر آ چلنے لگا ابر سحر برسا یہ شکستہ کنیزان ملکہ بھی خوب لڑیں کیا کرسکتی تھیں آخر زخموں سے چور ہوکر گریں ساحروں نے انکو قید سحر میں مبتلا کیا ملکہ پہنچی ہو کیا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی ان سب کو اسیر کرکے تخت پر ڈال لیا اور روانہ ہوے بادشاہ طلسم منتظر بیٹھا تھا کہ یہ جاکر پہونچے اور تخت پر سے اُتار کر ملکہ و شہزادے کو مع کنیزان سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے ان کو ہوشیار کرایا جب یہ اسیران سلسلۂ محبت ہوشیار ہوے دربار شاہی میں اپنے تئین پایا شہزادۂ ذیجاہ نے پھر حمد و ثنا خدا تعالیٰ کی زبان پر جاری فرمائی بادشاہ نے سب اسیروں کو حکم قتل کرنے کا دیا اُسوقت ملکۂ مظلومہ کا عجب حال تھا کہ بال سر کے نقاب رخسار تھے عارض زرد گلنار تھے پنجۂ مژگان مردم دیدہ کا ماتم کرتے تھے اشک خونی روتی تھی گریبان صبر چاک دست ستم دراز کرتے تھے دمبدم شہزادہ کو بنظر یاس و حسرت دیکھتی اور فرماتی کہ ہزار جانیں میری تیرے ناخن پا پر نثار ہیں اے شہریار تجھکو مجھپر تصدق کریں اور قتل کر ڈالیں تو خون اپنا بحل کرتی ہوں بشرطیکہ تجھکو رہا کردیں شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے سرمایۂ زندگی عاشق کب مجھ سے ہوگا کہ تجھ ایسے یار وفادار کا مرنا دیکھوں جبتک زندہ ہوں کبھی تجھکو قتل نہ ہونے دونگا آگے جو مرضی خدا ملکہ بلبلا کر یہ فرماتی تھی کہ ہاے تو نے کچھ مزا اپنے شباب کا نہ پایا میرے جہان تجکو ان ظالموں نے ستایا اب نظم

مزا کچھ بھی نہ پایا ہائے تقدیر
محبت میں چلی ہے مفت میں جان
جو زندہ رہنا دنیا میں مری جان
شگفتہ غنچۂ دل میرا کرنا

مقدر نے وہ ساماں ہے دکھایا
عدو سے جان ہوا ہے چرخ بے پیر
خدا حافظ ہے اب تیرا چلے ہم
لحد پر میری آکر کرنا احسان

کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
نہ نکلا ہائے دل کا کچھ بھی ارمان
لیے جاتے ہیں دل میں ہجر کا غم
چڑھانا پھول دم بھر واں ٹھہرنا

یہ کلمات حسرت و محبت عاشق و معشوق کے سنکر بادشاہ کمال برہم ہوا اور جلاد سے بتاکید تمام فرمایا کہ جلد تر سران بیحیاؤں کے جدا کر جلاد تعمیل مستعد قتل ہوا لیکن اہل دربار بھی ملکہ کے بیان پر زار زار روتے تھے دست بستہ خدمت شاہ میں عرض رسا ہوے کہ اے بادشاہ بیت

مقبول ہو عرض یہ ہماری ✤ سکہ ترا مہر و مہ پہ جاری

اس مجرم کو خداوند یا بان حیرت میں بھیجوا گئے تھے اب نہیں معلوم کیا انکی مشیت میں گذرا جو یہاں سے رہا ہو گیا از بسکہ یہ مقدمہ خداوند سے متعلق ہے بغیر انکی اطلاع قتل اس گنہگار کو کرنا اچھا نہیں ورنہ ملکہ کی مادر گرامی قدر ایک مرتبہ تو ناراض در باب تنبیہ ملکہ ہو چکی ہیں اب کی مرتبہ تو یقین ہے کہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالینگی ہم جان نثاروں کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ خداوند سے اس امر میں اجازت لینا ضرور چاہیے اُن کے حکم سے مادر ملکہ بھی سرتابی نہ فرمائینگی اور حضور کے لیے بھی باعث بہبودی ہے یہ عرض مقربان بارگاہ سنکر بادشاہ نے اپنے وزیر صدف جادو کو حکم دیا کہ تم خدمت خداوند میں جاؤ اور سب حال عرض کرو اور جو کچھ وہ ارشاد فرمائیں سن آؤ وزیر حسب فرمان شاہ با توقیر خدمت خداوند

مین حاضر ہو کو حملہ کو الٹ زبان پر لایا خداوند حال سن کے خود سوار ہوکر بادشاہ پاس آئے بادشاہ نے
بدستور قدیم شرائط تعظیم و تکریم ادا کرکے برابر اپنے بٹھایا اس عرصہ مین خبر گرفتاری ملکہ محل مین بھی پہونچی ملکہ کی
انّا دائیان کھلائیان چھوچھو وغیرہ سر و سینہ پیٹنے لگین کوئی کہتی تھی افسوس میرے گود کی پالی کسی نے کہا
ہے ہے بچی تیری جوانی کوئی پکارتی یا سامری میری فریاد کو پہونچ میری صاحبزادی پرسے یہ بلا دور کرد
کسی نے کہا ارے لوگو مین کدھر جاؤن ایک بولی مین اپنی پالی کی الا بلا لیکر مرجاؤن یہ حالت مادر
ملکہ نے جو اُن سب کی دیکھی چادر سر سے پھینک بال پریشان کر یہ کہتی ہوئی شبستان سے باہر چلی کہ مین ابھی
اس گھر کو پھونکا دے کے سر بصحرا جاتی ہون اپنی بچی کا مرنا آنکھ سے نہ دیکھون گی جب بادشاہ بیگم اس ہیئت سے
باہر چلی سب عورتین محل کی روتی پیٹتی ساتھ ہوئین کہرام پڑ گیا ہائے یہ کیسا غضب ہے اے صاحبو یہ
کیون چھری بیگناہ پر پھیرتے ہو اسی طرح کے کلمات کہتی ہوئین جلوخانہ ایوان شاہی مین سب کی سب
آئین خواجہ سراؤن نے دوڑ دوڑ کر خبر بادشاہ کو دی کہ بیگم صاحبہ رونق ہوئی دربار مین آتی ہین یہ سُنتا تھا
کہ بادشاہ نے خداوند کی جانب دیکھا اُس مردود بارگاہ ایزدی نے حکم دیا کہ ملکہ کو مع اُسکی کنیزون کے
قید سے رہا کرکے اُسکی مان پاس پہونچا دو ہم اُسکا ایسا علاج کردینگے کہ وہ نام بھی اس مسلمان کا اب لیگی
اور اس گنہگار کو بھی فی الحال قتل کرنا مناسب نہین اس لیے کہ شہزادی اسکی عاشق ہے وہ فرط غم سے
ہلاک ہوجائے گی جب مین اُسکا علاج کردون بوقت اُسکو قتل کرنا یہ حکم سُنتے ہی ملازمان بادشاہ نے بہت
جلد تعمیل حکم کی ملکہ پر سے قید سحر اُتاری اس کشتۂ خنجر عشق نے شہزادے سے کہا کہ مجھکو بغیر تیرے رہا ہونا
منظور نہین سرکار عشق مین عاشق کی رہائی کا دستور نہین شہزادہ قتیل ابروے یار نے فرمایا کہ اے ملکہ جو
قید غم سے چھوٹا وہی سہی تم رہا ہوکر محل مین جاؤ خدا نے چاہا تو مین بھی چھوٹ جاؤنگا میری اسیری کا تم کچھ
خیال نہ کرو نظر بفضل خدا رکھو ملکۂ مضطر یہ نصیحت سُنکر مصلحت اپنے رہا ہونے مین سمجھ کر داخل محلسرا ہوئی
مادر ملکہ سے پہلے ہی عرض کیا گیا تھا کہ حضور باہر نہ جائین ہم ملکہ کو لاتے ہین وہ انتظار مین قریب در استادہ
تھی کہ ملکہ آکر لپٹ گئی اور رونے لگی مان نے کہا اری چھوکری تیرے غم نے مجھکو جیتے جی مارا ہے تو نے خوب
پیٹ سے پانون نکالے ہین شاباش بچی کیا اچھا خوب باوا کا نام روشن کیا اور ماں نگوڑی کا سر مونڈا
ارے میرے یہان لی لونڈیان بھی نہین بھاگین اور چھپا لین مشہور نہین ہوئین نہ کہ بیبیان خیر شکر ہے
سامری کا یہی نصیبون کا ہمارے لکھا یہ کہتی ہوئی بیٹی کو لیکر اپنی جگہ پر آئی اور بآسائش رہنے کو جگہ دی ادھر
شاہزادے کو ساحرون نے لے جا کر ایک زندان تنگ و تاریک مین قید کیا کئی ہزار ساحرون کا اُس
مکان مین پہرا مقرر ہوا شہزادہ یاد مین ملکہ کے بیقرار رہا کرتا کبھی درگاہ خدا مین اپنے چھوٹنے کے لیے گریہ و
زاری بیان کرتا ادھر ملکہ دل ہی دل مین اس گرفتار خنجر ستم کا غم کرتی ارمانون کا اپنے دل مین ماتم کرتی حال
ان دونون دلبستگان سر رشتہ زلف و گیسو کا آیندہ بیان ہوگا۔ اب ذکر **سیارہ بن عمرو عیار**

مذکور ہوتا ہے۔ کہ یہ عیار نیک کردار جب سرداران شہزادۂ نامدار سے رخصت ہو کر جانب کوہ چلا گھاٹیان پہاڑ کی طے کر کے قلعۂ کوہ پر پہونچا وہان ایک حصار بلند نظر آیا ہزار ہا دروازہ جسمین بنا تھا بیچ مین ایک دروازہ بہت بڑا تھا اور کھلا تھا یہ بسم اللہ کہہ کر اُس دروازے مین داخل ہوا اندر قدم رکھتے ہی ایک آواز مہیب آئی دروازہ بند ہو گیا اور سُنائی دیا کہ اے اجل گرفتہ ماندی ماندی تا دو قیامت اینجا ماندی عیار نے اس آواز کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور آگے کی راہ لی چند گام چلا تھا کہ ایک صحرائے پرخار دشت پرآزار مین گذر ہوا جہان کی زمین بھی تابش آفتاب سے سیاہ تھی تیرہ بختی مسافران صحرا کی گواہ تھی غار ہر ایک تنور گرم تھا پتھر حرارت سے موم کی طرح نرم تھا ہوائے گرم سے جھونکے ہوائے خاطر مفلسان سے کہین بڑھے چڑھے دل و جگر جلاتے فرط تپش سے رہرو دہان طپش کھاتے پانی نام کو نہین چشمہ چشم بھی اشکون سے خالی زبان خرگان سی سوکھی سنائے چٹیل میدان انسان نہ حیوان کف دست کی طرح منزلون کا بیابان بگولے اُڑتے درندے بھوکے پیاسے پھرتے طائر ہوش سرگرم پرواز ہر سمت سایمین سائین کی آواز تپش آفتاب سے تمام بیابان تپتا ریت کا ہر ذرہ آفتاب سے ہمسری کرتا کہین کہین جانور جو نظر آتا تخلی تا پانی کی تلاش مین پھر پھرا تا زبان باہر نکالے تڑپتا کسی جگہ جو ایک دو درخت تھے جلے ہوئے سوکھے ڈنڈ کھڑے تھے ان پر دو تین چیلین پر لٹکے آنکھین بند کیے بیٹھی تھین اور ہانپ رہی تھین سوز جگر کی سرد مہری سے کانپ رہی تھین دل روزگار جلتا تھا زمین کے قلب سے شعلہ نکلتا تھا ٹھیک دوپہر کو وہ جنگل آگ کی بھٹی بن جاتا دانہ گرتا تو بھن جاتا کہ ابیات

ٹھیک ہوتی ہے جس گھڑی دوپہر	جلنے لگتا ہے دھڑ دھڑا کر دھر	چیلیں کیا انڈے چھوڑ بھاگے ہین
بر فرشتون کے جلنے لاگے ہین	مہر ماتھے پہ اپنے جبہ دھر	کرے ذرات پر جہان کے نظر
غرض ایسی ہی دھوپ پڑتی تھی	جن و انسان وحش و طیر و درخت	ہاتھ اُٹھا کر کہے ہین مثل چنار
وقنا ربنا عذاب النار		

یہ عیار طرار نیلے پاؤن مین نرم و نازک باندھ کر قدم اٹھائے اُس زمین آتش بیز کو طے کرتا چلا جاتا تھا جب بہت پیاسا ہوتا پانی مشکیزے سے نکالکر حلق تر کر لیتا اور طلسم کا معاملہ سمجھ کر کچھ دعائین اپنے اوپر دم کر لیتا تشنگی اسوقت کم پاتا دوڑ کر بہت دُور نکلجاتا اسی طرح جب دن ڈھلا اور آفتاب کی عرصۂ فلک مین دوڑ دھوپ کم ہونیکا وقت آیا اُس میدان گرم سے یہ بھی نکلکر ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ جہان کچھ درخت سبز لگے تھے گھانس بھی ہری تھی چشمۂ آب بھی جاری تھا ہوا ٹھنڈی جو اس کے بدن مین لگی جان تازہ جسم مین آئی یہ ایک چشمے کے کنارے گیا ہاتھ منھ دھو پانی پیا دن جو کم رہ گیا تھا سوچا کہ شب بھر اسی مقام پر رہنا اچھا ہے پس وہان ٹھہر کر تماشائے سبزہ زار سے دل پرسوز کو تراوت بخش کرنے لگا دیکھا دور تک درختان سر سبز کے جھرمٹ ہین اُن کے نیچے ہزار در ہزار جانور چرتے پھرتے ہین نیل گائے ہرن پاڑھے وغیرہ بیشمار ہر سمت دوڑتے ہین لیکن طرفہ ماجرا ہے کہ وہ جانور کبھی کلیلین کرتے ہین اور خوش

ہوتے ہنستے ہیں اور کبھی ایک مقام پر سب اکٹھا ہو کر شاخین ایک دوسرے سے ملا کر اس طرح روتے ہیں کہ دل سنگ بھی اُن کے رونے پر آب ہوتا ہے اشک کے دریا میں ہر ایک تن اپنا ڈبوتا ہے عیار کو اس تماشے کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوا پھر دل سے سوچا کہ یہ مقدمۂ طلسم ہے ان جانوروں میں کچھ اسرار ہے آگاہ اُس سے پروردگار ہے تم بھی یہاں بہیئت انسانی نہ ٹھہرو جانور بنو دیکھو تو کیا خداوند عالم دکھاتا ہے اور فلک کیا بازی تازہ بروے کار لاتا ہے یہ سوچ کر کسوت عیاری سے ہرن کی کھال نکالی اور اپنے جسم پر آراستہ کی گھنڈیاں قریب سینہ کے لگا کر زمین پر گرا اور ہرن کی طرح جست وخیز کرتا دور نکل گیا پھر وہاں سے دوڑ کر انھیں جانوروں میں آکر ملا اور انھیں کی طرح گریہ وزاری کرنے لگا وہ دن تو کم باقی ہی رہ گیا تھا کچھ ہی دیر میں وہ زمانہ آیا کہ ساکن برج اسد نے غار مغرب میں منھ چھپایا اور آہوے شب جست وخیز کرکے عرصۂ عالم میں آیا کہ نظم

جو چھم چھم کرکے آیا آہوے شام
بچھایا چاندنی کا ماہ نے دام
ابھرے تھے کہکشاں سے جو تارے
پھنسے اس میں چکارے سے نکلے تارے

سر شام وہ جانور سب کے سب ایک سمت کو چمپت کرکے چلے یہ عیار بھی اُنکے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب کچھ دور جا کر ایک میدان میں جمع ہوئے ناگاہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوا کہ ہر ایک سر اُسکا مثل شمع کے روشن تھا اور کئی ہاتھ رکھتا تھا ہر ایک ہاتھوں میں تھالیاں میوے اور شیرینی کی اور روٹی سے بھری تھیں بس اُس ساحر نے اُس میدان میں آکر تھالے لگا دیئے اور اُس میں کھانا میوہ وغیرہ بھر کر آواز دی کہ اے مقیدان طلسم آؤ اور اپنا اپنا حصہ لیکر کھاؤ سب جانور اس صدا کو سن کر دوڑے اور اُن تھالوں میں منھ ڈالکر کھانے لگے عیار مذکور بھی ایک تھالے میں منھ ڈالکر کھڑا رہا اس اثنا میں وہ ساحر جب ایک تھالے میں کھانا رکھ چکا جس سمت سے کہ آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا عیار نے کو بھی کھانا چھوڑ کر اُسی طرف چلا لیکن اس طرح سے کہ وہ ساحر تیر بھر کے فاصلے سے آگے اور یہ جھاڑیوں میں چھپتا ہوا اُس کے پیچھے رواں تھا صحرا میں چاندنی کی کیفیت تھی کوسوں تک چادر نور بچھی تھی کوڑیالا کھلا تھا سبز سبز گھاس پر شبنم پڑی تھی معلوم ہوتا تھا کہ دانہ ہائے مروارید پشم سبز مخمل پر پڑے ہیں جانور آوازے کے جب ہو رہے ہیں تالاب اور جھیلیں برنگ آئینہ مصفا ہیں بگلے ایک پاؤں سے بیلوں میں چونچ دبائے کھڑے ہیں مرغابیوں کے غول کے غول کنارے اور ٹاپوؤں پر بیٹھے ہیں فرقرے ایک جگہ پروں میں سر ڈالے کھڑے ہیں جنگل سے ایک آدھ ہرن بھی نکل آتا ہے مینڈک جھیل چشمہ میں اترا اترا کے جھینگر جھین جھین کرتے جھینگری ترّانی ہے یہ عیار ہرن بنا اس کیفیت کو دیکھتا اُس ساحر کے پیچھے دور تک گیا آخر وہ جادوگر ناپدید ہو کے کھڑا یہ عیار ٹھہر گیا اور اُسنے دیکھا کہ اس مقام پر دو راہیں ہیں ایک راہ تو وہ ہے جدھر وہ ساحر گیا ہے اور دوسری اُس کے خلاف ہے عیار وہ اُس ساحر کا ساتھ چھوڑ دوسری جانب چلا اور ہرن کی کھال جسم پر سے اُتار کر ساحر کی صورت بنا پھر کچھ دور چلکر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا کیونکہ کئی پہر کا تھکا ماندہ تھا آرام دہ پر ہوا کچھ کھا پی کر لیٹ رہا اور باقی رات اُسی مقام پر بسر کی جب تارے ڈوب گئے بڑے بڑے ٹیلے نظر آنے لگے ہوا سرد چلنے لگی درختوں کی کھڑکھڑاہٹ سے ہرن کی ڈاریں

سیتارہ مع اُس ساحر کے اندر دروازہ کے داخل ہوا از بسکہ روک ٹوک اول درجہ پر طلسم کے ہو چکی تھی یہان کچھ ممانعت نہ تھی
یہ عیار سیر کنان آگے بڑھا عجب شہر عظیم الشان آباد دیکھا کہ معمار عقل صناعان وہان کی عمارت دیکھکر حیران ذہن مہندس
ہر فن کا اُنکی بلندی دیکھکر سر گردان سڑکین پختہ وہموار زمین مصفا قبائے آئینہ تھین کہکشان فلک ہر راہ پر دل و
جان سے قربان دکانون کی شانون پر تصدق بروج آسمان رعایا وہان کی جوان وحسین ہر ایک شہر یار ملک زمین
دکانین اشیائے عمدہ سے مملو دکاندار ہر ایک خوبرو ہر سمت مہ جبینون کی طرحداری ناز وغمزہ کی گرم بازاری
زلف کا سودا ارزان نظارہ اپنا ورآپ نازان کہین صرافہ کھلا اُس کے جواب مین دوسری جانب
بزازہ جسمین ہر قسم کا کپڑا بہت خاصہ تھا شفق کی اطلس سرخ وہان کی اطلس کے سامنے شرم سے بہ رنگ کتان
گلبدن زیب تن گلبدنان جہان اسی طرح صرافے مین بھی وہ وہ جواہر نایاب کہ جسکے سامنے نگینہ آفتاب داغی
بے نور مہتاب اشرفیون کے سامنے گنج ستارگان فلک کی کیا حقیقت نقرۂ سفیدی قمر روپیون کے زیر دست
کم قیمت یہ عیار سیر کرتا چوک مین آیا یہان ہر قسم کا اسباب عمدہ پایا کہین حلوائی کہین نانبائی کسی جانب کنجڑنی
سنگی سرمایہ حسن وناز جمع کیے سب بیٹھے ہوسکے حلوائیون کی مٹھائی پر شیرین کا سامان جہان کی رال ٹپکتی نانبائیون
کے کھانون کو دیکھ کر نان ہوس سینون کے تنور مین کنجڑنون کی ترکاریون پر سبز رنگان عالم کا دل بہ رنگ سبزہ
پامال ہوتا ہر اساگ سبزۂ خلد سے مقابلہ کرنے پر تیار تھا کہان تک بیان شہر کیا جائے الحق وہ مقام گلگشت
رضوان سے بہتر تھا **نظم**

غرض تھین تنوں کا گرم بازار ۔۔۔ ہوا تھا ہر مشتاقان دیدار
کوئی زلف کے سودا مول لیتا ۔۔۔ کوئی نقد دل وجان دونوں دیتا ۔۔۔ کوئی دکان پہ جاتا لینے سودا
پریشانی بہ رنگ زلف لاتا ۔۔۔ کوئی زرین لباسوں پر تھا شیدا ۔۔۔ بہ رنگ زر رکھتی زردی رخ پیدا

سیتارہ کو وہ شہر بہت پسند آیا اُس ساحر ہمراہی سے تعریف کرتا ہوا آخر اُسکے گھر پر آیا اُسنے اپنے مکان کے ایک
کمرہ مین مقیم کیا ہاتھ منہ دھلایا بوتل شراب کی منگائی سیتارہ نے کہا مین اپنے شہر سے شراب لیکر چلا تھا وہ بہت
قلیل ہوگئی یہ کہکر اپنے پاس سے گلابی شراب کی نکالی اُسکو بھی پلائی آپ بھی نوش فرمائی اُسنے ہی پاس سے
میوہ مٹھائی نکالکر کھلائی آسودہ ہوا پھر سر رشتہ سخن آغاز کیا کہ اے برادر آپکا نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو مقسوم
جادو کہتے ہین اُسنے کہا آپ قدیم سے یہین رہتے ہین اُسنے کہا ہان اُسنے پوچھا کہ آپکو تو عجائبات طلسم خوب دیکھنے
مین آئے ہونگے اُسنے کہا سب عجیب واقعون سے پُر طرفہ ماجرا آجکل دیکھنے مین آیا ہے کہ ایک شہزادہ نبیرۂ حمزہ اس طرح
سے داخل طلسم ہوا اور سانحہ پر سانحہ گذرا لجملہ ماجرا ابتدا سے انتہا تک اُسنے شہزادہ **قاسم** اور ملکہ کا بیان کرکے کہا کہ
اب وہ شہزادہ قید ہے کل روز جشن خداوند ماہ شہزادی کو بادشاہ برائے علاج سامنے خداوند کے لائیگا کیونکہ خداوند نے
وعدہ فرمایا ہے کہ ہم شہزادی کے دل سے عشق اس مسلمان کا دور کر دینگے یہ ماجرا اس عیار نے سُنکر دل سے کہا شکر
ہے خدا کا کہ پتہ شہزادہ کا معلوم ہوا الحاصل اتنا دن اور ایک رات یہ اس مقام پر مقیم رہا جب دوسرے دن مینا لے روز سے
شراب نور ساغر مہر مین لبریز ہوئی اور شب تیرہ مثل عمر دشمن گھٹ کر گرم توسن روز بگریز ہوئی کہ بموجب ابیات

جمالِ صبح نے کی بارشِ نور ‏|‏ جبین خاک چمکی مثلِ بلور
غم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع ‏|‏ جدا پروانوں سے ہونے لگی شمع

وقت سحر سیارہ نامور کمرے مین بیٹھکر تماشائے بازار دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ
صدائے نقارہ و دہل کان مین آئی اور خلقت گروہ گروہ ایک سمت جاتے ہوے دکھائی دی یہ حیران ہوا کہ الٰہی
یہ کیا ماجرا ہے اِس اثنا مین اُس ساحر نے آکر کہا کہ اے برادر تیاری کر دآج خداوند کے دیدار کا میلہ ہے تمام
خلقت اِس شہر کی اور ہر سمت کی اِس طلسم سے آکر جمع ہوتی ہے مین بھی جاؤنگا آپکو بھی چاہیے تشریف لیچلیے
سیارہ نے کہا میری سعادت ہے سر سے ایسے مقام پر چلونگا یہ سُن کر وہ ساحر اندر مکان کے گیا اور لباس
تبدیل کر کے ایک جوڑا کپڑون کا اِس عیار کو بھی لاکر دیا کہ تم بھی کپڑے بدل لو اِسنے بھی پیرہن بدل لیا اور دہان
سے اُٹھکر روانہ ہوے شہر کی سیر کرتے جب بہت دور نکل گئے ایک میدان کوسون تک کا نظر آیا کہ اُسمین ہزارہا
درخت سایہ دار نہایت بلند لگا تھا سایہ زمین پر چھایا تھا اُس سے آگے بڑھکر ایک جھیل پانی سے بھری تھی اُس
میدان مین خلقت کا ہجوم ہوتا جاتا تھا دکاندار حلوائی بزاز صراف خوانچہ والے کھلونے والے آتے جاتے تھے
خیمے استادہ ہو رہے تھے بازارین آراستہ تھین سیکڑون بارگاہین مخملی اور بانات کی نصب تھین جو مین اُن کی
الماس نگار سب تھین کلس اُنپر رنگ برنگ کے چڑھے تھے جو سونے چاندی کے تھے ساحران نامی سرداران گرامی
فوج فوج قشون قشون آئے جاتے تھے بیلدار لگے تھے چبوترے بنتے تھے دکاندار دکان جماتے جاتے تھے ہر چوبے
پالین رائو تیان کے سندے منگلے کھڑے ہوتے تھے نشان بازارون مین سربلندی دکھاتے تھے رسول اُنپر چڑھتے تھے
پرچم اُڑتے پھریرے پر تعریف سکندر بن سامری کی تحریر ہوتی دوسو خداوندان باطل کا وصف تسطیر تھی سے
کنارے چبوترہ زمردین بنا اور اِس میدان سے آگے بڑھکر ایک گنبد بہت بڑا سنگ سبز کا بنا تھا آگے اِس
گنبد کے باغ لگا تھا گرد باغ کے کٹہرہ کھنچا تھا وہ بھی طلائے احمر کا تھا اندر باغ کے طرفہ بہار تھی صنعت صانع گلشن
عالم آشکار تھی جو اثمار بوستان مثل جنالج پاک دنیک در نجہ مرجان برنگ دست علائے عابد خونچہ صد در
مین بہر حجہ صد دانہ کا شمار جعفری مطلع جعفر تیار نسیم سحر مین سبزک نفس زاہدان کا اثر دفتر قدرت خدا کا ورق
ہر برگ دشجر سوسن زبان شکر کنندگان داور مہندی برنگ شیفتگان صاف باطن بوئے گل مشام اہل رسا
کی ساکن غنچہ مثل دہان حقیقت آگاہان خاموش قمریون کی زبان پر ضرب حق سرہ کا جوش کلیان صومعہ زاہدان
خوشبو سنبل یاد کدیور قدرت مین آشفتہ موسر د آزاد لسان تارک الدنیا نہین نہین قمریون کے لیے
عشق حقیقی کا زینہ لالہ ہر چند گریبان دریوزہ گر پیالہ بدست ہے لیکن قانع مست پیمانہ الست بلبل وظیفہ خوان عبادت
خانہ بہار دیدہ نرگس بے حقیقت مبنی آشکار یاسمن و نسرین و نسترن معتقد ہوئے فصل آزاد کرا **ابیات**

تندان مین اسی کو دیکھ کر گل ‏|‏ اُس گل کو پکارتی ہی بلبل
کیا اُنکو اُسی کا تھا تصور ‏|‏ جاری مئے معرفت جہان مست

غنچون مین ہے صورت تفکر
گل مست چمن مین ہی جہان مست

وہ گنبد جو سرتاج باغ تھا واقعی سرتاج بہار تھا چرخ مقرنس اُسپر سوجان سے نثار تھا قبہ چرخ اخضر

کہتا تو خلا ہی برج فلک چہارم فقط ہو دروازہ اُس گنبد کا بند تھا دروازہ پر دربان دیو و گستان بیٹھے تھے
یا خداوند اسپامری وسکندر کرتے تھے چنانچہ دنفیر ناقوس رکھے تھے گھنٹے ٹنگے تھے سیارہ سے اُس ساحر نے کہا
اس باغ مین چلکر گنبد کے سامنے سجدہ کرو اُسنے کہا جب خداوند کے سامنے جائینگے اُسوقت سجدہ کرینگے
ابھی ایک مقام پر ٹھہر کر میلے کی سیر جاکرین وہ ساحرہ سُن کے پھرا اور ایک ٹیکرے پر آکر دونون بیٹھے میلہ
جمتا جاتا تھا سیر دیکھنے لگے حسن چمن کا مین نظر ہوا یہ رنگ دیکھا کہ جادو نژادان گلبدن ساریان پہنے زردار
مشق قمریت باندھے کہ جس سے جسم نازک نظر آتا ساق کی شمع فانوس پیرہن مین روشن پیڑو ابھرے چھاتیان
تنی ہین اُس پر ہزار دل جوبن ہاتھون پر تھالیان برنجی سے تھے جو کین انمین جلائے موم کی جوت اور پھول رکھے سر
سے پانک آپ جڑاؤ گہنا پہنے چھم چھم کرتی جھیل کے کنارے آئین اور مع پیرہن نہائین جب غوطہ مارکر اُبھرتین
مہر تابان ہیچ آبی سے باہر آتا پیرہن جو بدن مین لپٹ جاتا زیر ناف برج حوت نظر آتا واقعی وہ ماہی بحر حسن و
جمال تھین گوہر تابندہ قلزم عنابی تھین ایک طرف توان پریپیکرون کا مجمع تھا ایک بہت میلہ جمع تھا دکانداران
کی بالین تپی تھین دکانین ہر رنگ کے اسباب و اجناس کی آراستہ اور سجی تھین حلوائی تھالون مین مٹھائی
لگائے بیٹھے تھال آفتاب و ماہ کی تھالیون کو شرماتے تھے مٹھائی وہ ذائقہ رکھتی کہ سکندر جیسے آبحیات کیلیے
ترستا رہگیا ویسے ہی اس مٹھائی کو یاد کرکے ہر ایک ترسے گا اور منھ چاٹتا رہیگا ایک طرف ہر قسم کی ترکاری ڈھیر
لگی کنجڑن اپنا جوبن دکھاتی سیب ذقن اُسکا دیکھکر آسیب زدہ رہوتا انارستان کا جو دیکھتا سینے مین جوش محبت
ضرور ہوتا شفتالو بوسہ ... کی عشرت دلاتے جامن کو دیکھکر لب مسی آلود اُسکے ہمیشہ یاد آتے ایک جگہ بھنگیرنین
اپنا جلسہ جمائے تھین دکانین لگائے تھین پیالے کے اندر سبزون پر چھے رکھے تھے تیچے لگن مین بھیگتے تھے تپائیون
مین چلمین گھرسی تھین چرس پر دم رہتے تھے سالجہان کا سارا جہان شیدا اکثر ... سیون کا دم بھرتا ... سے
گھونٹ تو یار قند سے گھونٹ سمجھتے ساقیون کے شربت وصل پینے پر دم نکلتے دف و دائرہ بجتا تھا سلسلے تھا آئینہ بجا
شعر خوانی ہوتی ڈھولک بجتی عاشق تن سامنے اُنکے کھیلے عشق کی آگ مین جلتے کہین بولتین اپنا رنگ جما رہی تھین
سُرخروئی جتا رہی تھین عاشقان بے ساز و برگ کو جان پیاری کا خیال ان سبزہ رنگون کے وصف مین زبان لال گال
اُنکے منھ کا یاقوت رنگ ہر عاشقان قوت سرخی لب اُنکے ایسی خوشنما کہ محبوب شعر سرخی لب کے وصف مین جسنے + ایک مصرع
کہا تو خون تھوکا + دکاندار رنگا کیا وصف کیا جائے ہر سمت عجب آرائش تھی عمدہ زیبائش کی دکان کے آگے
نشان آکر ناچتین چھچھڑے ڈھولک بجاکر گاتے دوکان پر اڑ جاتے راستے کے کنارے فقیر چادرین بچھائے
بیٹھے کوڑیان پیسے بھیک کے سفید چادر پر منڈ کھیلانے بیٹھے تھے تخت کہار ہر سمت اُٹھائے پھرتے ڈھلے
بانسری بجتی رسول منبول وہ بجتے راگین دکھاتے تھے چاندی سونے کا گہنا پہنے استاد کی جے بولتے ایک
طرف گل فروش ہار بیلے کے بیکار کے ساقی حقہ پلانے والے کہلاتے ہر ایک کے سامنے حقہ لیجاتے ہر سمت
دھوم دھام خلقت کا اژدحام لگی سے جا بجا تے میں رمیش بٹ ہوے بیٹھے فرل ... رامے

جلوں پر دم لگاتے اندر سبھا بھگت سپیرا گرو چیلے وغیرہ کا ناچ ہوتا آپس کی دل لگی ہنڑوں کا کھانا بنی کیفیت عیش کا زمانہ بہت ساحر سیکلوں کرتے جاتے گنبد کی طرف زمین ناپ کر قدم اُٹھاتے امرائے عظام پالکیوں پر آتے آگے لڑکوں کو بٹھاتے کھلونے سامنے خرید کر کے رکھے بہت ہاتھیوں پر سوار پھرتے ہر مقام بلند پر فرش بچھا مونڈھوں کا وہاں مجمع بعض مقام پر انیسوں بیٹھے کھولا چلنا داستان ہوتی گئے بیٹھتے بازار میں کو توال پیادے گشت کرتے چور بدمعاش گھیرتے اسی طرح جب دن کم رہا یکایک نفیر و بوق کی صدا سُنائی دی لکے ابر کے سرخ و زرد روئے ہوا پر ظاہر ہوئے اُن کے نیچے کئی سو تخت چمن بندی کیا ہوا گلزار ظاہر ہوا آگے اُن تختوں کے باجے بجتے بارہ سو ساحر تلواریں کھینچے مرکب بر مرکب پرند پر سوار گرد اُن کے اور ایک تخت پر ملک **گوہر شاہ** جلوہ فرما اور تختوں پر ناظمان طلسم و مالکان قلعہ طلسم سوار تھے اور اُن کے ہمراہ کئی سو مشیران سلطنت و وزیران اُبہت اور بہت سی کنیزیں جادوگرنیاں پوشاکیں نفیس و پُر زر پہنے غرق دریائے جواہر یہ سب آ کر ایک میدان وسیع میں اُترے اتنے اکابرین شہر ساحران نامی ہر سمت سے آنے لگے بارگاہ بادشاہ کی استادہ ہوئی خیام عالی شان رؤسا کے نصب کیے گئے بادشاہ تخت سے اُتر کر کئی سو کشتیاں زر و گوہر و جواہر کی ہمراہ لیکر بڑے دیدار خداوند چلا اسکے ہمراہ تمام امیر و وزیر روانہ ہوئے اور اُسی باغ میں آ کر جب قریب گنبد پہونچے پجاریوں نے گنبد کا دروازہ کھولا اندر گنبد کے تخت بہت بلند بچھا تھا جو ابیر وز مخملی چادر سے منڈھا تھا اُس تخت پر وہی بچہ شیطان **سکندر بن سامری** بیٹھا تھا گرد تخت کے چوکیاں صندل کی اور سنگ موسیٰ وغیرہ کی بچھی تھیں اُن پر بُت پونے دو سو خداوند رکھے ہوئے تھے۔ بعض کے نام اُن میں سے لکھے جاتے ہیں۔ تیتا بیتا دم خبیثا - **توری گائے کا بچھڑا - گوسالہ سخنور - تمارت سخنگو - بقیا زرین تن - تابوت معلق - صندوق معلق - لات - منات - لقا - فرعون - شاہ نمرود - شاہ شداد - شاہ لیلم - یونک - جھجھم - جھونک - سامری - جمشید** وغیرہ اور ان سب کے گرد عود سوز و اگر سوز رکھے تھے بخور ہوتا تھا بادشاہ اور سب امرانے ان سب کو سجدہ کیا پھر سکندر کو سجدہ کر کے نذر چڑھائی اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑے رہے بعد کچھ دیر کے اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی عرض کرنے لگے خداوندی حسب تقاضا ہر ایک مطلب بادشاہ نے عرض کیا کہ یا خداوند میری دختر کا علاج فرما دیجیے کہ اُس مسلمان کا عشق اُس کے دل سے جاتا رہے اُس ابلیس زادے نے کہا آج کل مخلوق کو ہم اپنا دیدار دکھائیں گے اور اُن کے مطالب بموجب اپنی مشیت کے برلائیں گے کل تو اپنی لڑکی کو لانا اُسکے لیے تدبیر معقول کیجائیگی ایسی کہ وہ بالکل اچھی ہوجائے گی بادشاہ نے یہ سُنکر سجدہ کیا پجاریوں نے سنکھ اور نفیر اور گھنٹے بجائے جے جے کا شور ہر سمت سے بلند ہوا بادشاہ گنبد سے باہر آیا اب ہر شخص میلے کا آنے والا اندر گنبد کے جانے لگا اوجا کرنا شروع ہوا اندر میں چڑھنے لگیں ہزار ہا روپیہ اور روپے مٹھائیوں کے چڑھ گئے پھول کی وہ کثرت ہوئی کہ تمام باغ کے درختوں میں صدہا ہار لٹکتے تھے اور گنبد کے آگے پھولوں کا انبار لگا تھا بکرے کھجڑ وغیرہ ہزاروں چڑھائے تھے ہر پجاری کے آگے دونوں کے ڈھیر لگے روپیہ اشرفی بیشمار چڑھے

تھے گنبد کے ایک طرف سے پرشاد یعنی تبرک تقسیم ہو رہا تھا عورتیں ہاتھ باندھے گنبد کے در سے دور تک استادہ تھیں بعض ڈنڈوت کرتیں بعض آنکھیں بند کیے خداوند کے دھیان میں تھیں اسی پوجا پاٹ میں وہ دن آخر ہوا اور آفتاب مثل گوہر شاہ گنبد فلک اخضر سے باہر آ کر بارگاہ مغرب میں گیا اور مجمع کواکب و سیارگان برنگ سیاحان میسلہ گنبد افلاک میں بہر پرستش خدائے یگانہ آیا

نظم

بدلا صحن فلک میں جیل کو کبا | پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
پڑا جب رخ پہ دن کے پردہ شب | چراغ شام کا روشن ہوا نام

شام کو بادشاہ مذکور تو اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر میلے کی سیر کرنے لگا اور تمام میدان میں چراغوں کی روشنی ہوئی طبلو تکی آواز دور تک ٹھیکا کھانے لگی غوغائے مردمان سے سارا طلسم پر ہو گیا کچھ لوگ پھر کر گھر جانے لگے کچھ اس طرف سے آنے لگے کوئی ہمراہی کو اپنے پکارتا تھا اے میاں کس طرف ہو کوئی اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ رہا تھا رنڈیوں کے ڈیروں پر تماش بینوں کا جماؤ تھا داد عیش دیتے تھے جھیل میں کنول جلا کر چھوڑ دیے تھے تیر نے پھیر نے تھے بھنگیڑوں کی دکانیں تھے سامنے مہتابیں چھوٹتی تھیں کسی کا کچھ گر گیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا کہیں جھگڑا قضیہ ہوا تھا لوگ دوڑتے جاتے تھے سرکاری ملازم پھر رہے تھے طول تقریر تا کجا **سیارہ** عیار نے بھی اندر گنبد کے جا کر اس ساحر کے ساتھ جملہ کیفیت ملاحظہ کی اور اُس سے کہا کہ اے برادر تمھارے سبب سے آرام بھی پایا اور سیر بھی خوب کی اب ہم رخصت ہوتے ہیں یہاں سے ہمارے شہر کو کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا ہم بھی اُس کے ساتھ چلے جائیں گے اُس ساحر نے کہا واہ صاحب ایسی بھی جلدی تو نہ چاہیئے اور دو چار دن تشریف رکھیے اس میلے کے آنے والے کئی دن رہتے ہیں جلدی کیا ہے چلے جائیے گا عیار نے اُسکا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اُس کے ہمراہ مکان پر اُسکے آیا اور بعد فراغ اکل و شرب جب وہ گھر میں جا کر سو رہا یہ وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور میلے کی طرف چلا جب آبادی شہر سے نکلکر قریب اُسی میدان کے کہ جہاں میلہ تھا پہونچا ایک گوشہ میں بیٹھ کر موم بیچ روشن کیا اور آئینہ سامنے رکھ کر ایک عورت نہایت شکیلہ کی ایسی صورت بنا طرۂ زلف مشکفام نے یہ طرہ کیا کہ زمان خوشبو جاری فرما کر چین و ختن سے خراج لیا روئے منور نے وہ نور پیدا کیا کہ سکۂ مہر و ماہ کو کھوٹا کر دیا آئینہ کو حیران بنایا حلب سے باج لینا چاہا پیشانی نے یہ فوق پیدا کیا کہ شمع طور کو بجھا دیا شعلۂ حسن مہ جبینان کی سرکشی کو مٹا دیا ابروئے خمدار نے وہ ہاتھ کمین ظاہر فرمایا کہ زاہدوں نے سر محراب اطاعت میں اُنکی جھکایا تیرے گوشہ کمان میں راستی کار کے لیے چلہ بیٹھنا چاہا آنکھیں عین خود بینی سے آگاہ بینی الف ما میں لفظ ماہ کان جوہری حسن کی دکان لب سرخ غیرت بخش لعل بدخشان دانتوں کی چمک دمک پر گوہر غلطان غلطان اور لوٹ ہیرے کے دل پر چوٹ سیب ذقن کا رنگ دیکھکر سیب قمر داغی گردن کی خوبی دیکھ کر صراحی کا قلب خالی وہ دوش لطافت سے ہم آغوش سینہ پر چھاتیاں دل عشاق کو بیتاب بناتیاں حباب بحر نور دو کٹھیاں کنول کے پھول پر زنبور غرض ہمہ تن بصورت حور حسن کی کان جوہری دل عاشق کی جان

غزل

بقصد جان من زار ناتوان انداخت | شراب خوردہ و خوی کردہ کے شدی بچمن | نمی کہ ابروئے شوخ تو در کمان انداخت
بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد | ز تاب چشم تو صد فتنہ در جہان انداخت | کہ آبروئے تو آتش در ارغوان انداخت
| | ز شرم آنکہ بروئے تو نسبتش کردند

سمن بدست صبا خاک در دہان انداخت
بہ بزمگاہ چمن دوش مست بگذشتم
کہ از دہان توام غنچہ در گمان انداخت
بغنچہ طرۂ مفتول خود گرہ میزد
صبا حکایت زلف تو در میان انداخت

جب اس شکل و شمائل سے بسان ماہ کامل درست ہوچکا ساری زردوزی باندھ کر دوپٹہ شبنم کا اوڑھا آنکھوں مین سرمہ دیا لبون کو مسی آلودہ کیا مانگ مین سیندور بھرا دست و پا کو مہندی سے رنگین کیا مرصع کار زیور کانون مین اور باقی موقع و مناسب سے طلائی و نقرئی پہنا برنجی تھالی مین چومک آٹے کی جلا کر رکھی مٹھائی اور کچھ روپے رکھ کر تھالی اُٹھا کر چھم چھم کرتا چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت راہ چلتے ہو تو مردے مین تکلم کرتے ✤ زندہ اعجاز مسیحا کو ہو اب تم کرتے ✤ اسی طرح میلے مین پہونچکر جہان مجمع نوجوانان کا دیکھتا انھین مین سے ہو کر نکلتا اکیلی عورت رات کے وقت ایسی حسینہ یارون نے جو اسکو دیکھا لگاوٹین کرتے ہوئے ساتھ ہوئے کوئی کہتا واہ آنا غرور نہ چاہیے کسی نے کہا یہ مرادون کی گٹھری کہان دیکھیے کھلتی ہے ایک نے آوازہ کسا کہ دیکھا چاہیے یہ نقد اقبال یہ دولت کس کو ملتی ہے دوسرا کہا ذرا ایک نگاہ ادھر بھی تیسرا بولا یہ دل حاضر ہے اور جگر بھی کسی نے کہا ذرا پھر منھ پھیر کر ہنس دینا پھر ایک قریب آکر گویا ہوا ارے او ظالم نگاہ محبت سے ہان دیکھ لینا بعض جو معزز شریف کے لڑکے نئے بگڑے ہوئے تھے وہ معقول گفتگو سے پیش آئے کسی نے کہا اے دولت بیدار کیا گنجینۂ شرم و حیا تو نہ لٹائے گی اور نقد دل ہمارا ہی لیجائیگی ایک پچھی تری بہت اچھی ہوگی ذرا ٹھہر جا میری پیاری مجھ رسیا کو اپنا مزا چکھا کوئی دوہا پڑھنے لگا کوئی شعر عاشقانہ زبان پر لایا کہ بیت نہ جیا تیری چتون کا مارا ✤ نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا ✤ ایک نے بحسرت و یاس کہا کہ فرد نہ تھی توفیق اگر بوسے کی تو اتنا ہی کہہ دیتے ✤ جو آیا ہے تو خالی تو نہ پھر دشنام لیتا جا ✤ پھر دوسرے نے یہ شعر پڑھا کہ شعر صد شکر کہ مرنے کی خلش نکل گئی دل سے ✤ جب سے ہوئے پیدا ہم اُسی دن سے مرے ہین ✤ اُس نازنین نے جب یہ کلمات عاشقانہ سُنے ناز و غمزہ کے لشکر کو اُن جوانون پر حملہ کرنے کا حکم دیا یعنی کبھی تیوریان چڑھا کر آستین پیرہن ہستی کو چین بچین کر دیا گاہے نگاہ قہر زا سے خرمن دل پر برق بلا کو گرا دیا شہید خنجر نظر کیا کبھی ہنس کر نمک خندہ سے زخم جگر کو آزار کیا لیکن سخنان شیرین سے لبہائے شکرین کو نہ آشنا کیا دہن بے نشان کا پتہ نہ دیا اُن جوانون کو جلو مین لیے یہ شہریار ملک حسن و جمال قریب گنبد خداوند پہونچی وہ مجمع عشاق وہان اس امید پر تھم گیا کہ جب یہ بُت رعنا پرستش خداوندی کر کے باہر آئیگی اُسوقت اُسکو رام کرین گے غرض یہ تو رُکے اور وہ قریب در گنبد پہونچی رات چونکہ زیادہ آچکی تھی پجاریون نے گنبد بند کر دیا تھا پوجا ہو چکا تھا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ دوسرے دن پوجا کرنے کو ٹھہرے ہوئے تھے جب یہ عیار دروازہ کے پاس آیا پجاریون نے کہا پھر جا کہ یہ وقت خداوند کے آرام کرنیکا ہے اور عرش اعلیٰ پر جانے کا ہے اُسنے کہا مین شب کو یہان نہین ٹھہر سکتی اسیوقت گھر جاؤنگی تم دروازہ کھول دو خداوند میری آواز سنکر عرش پر سے فرش پر آتر آئین گے مجھکو بلا کر آپ کیا فلک اعظم پر چلے جائین گے پجاریون نے کہا تمکو کیا خداوند نے بلایا ہے اُس نے جواب دیا مین لیٹی ہوئی تھی کہ یکایک آپ ہنستے ہوئے گئے اور کہا جلد ہمارے پاس آکہ تجھ بغیر ہم بیچین ہین یہ سُنکر مین حاضر ہوئی ہون تم نہ جانے دو گے تو مین شکایت تمھاری خداوند سے کرونگی پجاری یہ کلام سنکر ڈرے

اور ایک اُن میں سے اندر گنبد کے گیا سکندر گنبد کے ایک مقام عمدہ میں جواہر نگار پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور جاگتا
تھا سونے اور آرام کرنے کا اسکے یہ مقام تھا کہ پشت پر اُس تجانے کے جہاں تخت بچھا تھا واقع ہوا تھا اور دروازہ
تجانے میں یہاں آنے کے لیے لگا تھا اُس پجاری نے اُسی در کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا کہ یا خداوند آپ
جاگتے ہیں خداوند نے اُسکو پاس بلایا اُسنے جملہ حال زن با حسن و جمال کے آنے کا عرض کیا خداوند نے اپنی کرامت
ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بندی قدرت کی بھیج فرمائی ہے ہاں ہمین نے اُسکو یاد کیا ہے جا جلد اُسکو بھیجدے پجاری بہی وقت
باہر آیا در گنبد وا کیا اور اُس نازنین سے کہا آ ؤ تو بندی مقبول خداوند ہے یہ عیار تھا ئی سنبھالتا اندر گنبد کے پہونچا
ہر ایک چھوٹے بڑے بتوں کو دیکھتا ڈنڈوت کرتا یہاں تک کہ پشت تجانے کے در پر آیا پجاری اسکو اندر اُس
گنبد کے پہونچا کر آپ پھر گیا اور یہ جو دروازہ سے نکلا ایک دالان میں فرش بچھا تھا شمعہا ے موی و کافوری روشن
تھیں خداوند پلنگ پر لیٹے تھے سامان عیش و راحت مہیا تھا یہ صورت دیکھ کر اس عیار نے گرد پلنگ کے آکر پھرنا شروع
کیا اور دو پٹہ رخ پر سے ہٹا کر روے منور اپنا خداوند کو دکھایا ایسی صورت یہ بنا تھا کہ اُس گبرنے ہر چند کہ ہزاروں
پری پیکروں کو دیکھا تھا لیکن ایسا حسن دلفریب اُسکی نظر سے نہ گذرا تھا شکل دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو گیا اور پلنگ
سے اُٹھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کھینچ کر پاس بٹھایا اُسنے ایسی نشیلی نگاہ سے چہرہ خداوند کا دیکھا اور اس ادا سے شرما کر جھکایا
کہ خدائی کو خداوند کی خاک میں ملایا میخانہ چشم سے وہ ساغر بیخودی پلایا کہ اُس پیر فرتوت کو نوجوانی کا مزا دل میں
سمایا پاس بٹھاتے ہی لپٹنے لگا خر مستی کرنے لگا اُس صنم نے ساتھ خم ابرو کی محراب کا ساجد بنا لیا اُسکے لپٹنے سے اُسنے
سسکی بھر کر کہا یا خداوند مجھکو اور بات یاد کر کے ڈر معلوم ہوتا ہے میرا ابھی سن کیا ہے خداوند نے کہا اے مایۂ ناز
بیت مجھے بن یاد تیرے دم گذرتا ہو تو کافر ہوں ؛ سحر سے شام تک میں ورد تیرا نام کرتا ہوں ؛ اس شعلہ رو
نے ہنس کے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ منھ پر خداوند کے مارا اور کہا **بیت** عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا
قسم خدا کی ترے دل میں اب وہ پیار نہیں ؛ خداوند نے اس بات کو سنکر منھ بڑھایا اور بوسۂ لب شیرین لینا
چاہا اُس غنچہ دہن نے منھ ہاتھ سے سرکا دیا اور وہ سر دھر کر کہا ہر چند اس وقت خداوند کی منظور نظر ہوں مگر میری ذات
ایسی ہے کہ آپ ابھی کچھ دیر میں خوار و بے اعتبار کر کے نکال دیجئے خداوند کو اسکا رنج کب گوارا تھا گویا ہوا کہ اے
باعث خدائی و زندگی سُن گو میں تمام عالم کا خدا ہوں لیکن تجھ ایسے بُت کا بندہ ہوں کہ **شعر** فداے پیرہن ما ہرویان
باد ؛ ہزار جامۂ تقوی و خرقۂ پرہیز ؛ یہ کہہ کر اُس ماہرو سے لپٹ گیا وہ بلسان حوصلہ و مانند شعلۂ جوالہ خاطر آغوش
سے تڑپ کر نکلی اب ہنگامہ اختلاط جانبین سے گرم ہوا کبھی معشوقہ سے عاشق ہم بغل خیال ہجر سے دل میں خلل گاہ
وہ نازک بدن باہیں گردن میں حمائل کرتی کبھی خنجر ابرو سے غصہ جتا کر گھائل کرتی کبھی عاشق منت کرتا پانوں پر سر دھرتا
معشوقہ کبھی نیچی آنکھیں کر کے شرماتی نیرنگی چشم فتان گردش دوران کا رنگ دکھاتی عاشق زانو سے زانو مسل پستان
پر ہاتھ بڑھاتا یہ سسکی بھر کر رہ جاتی اسی اختلاط میں جملہ کیفیت خدائی کرنے کی اس معشوقہ پُر فریب نے اُس دغاباز
سے دریافت کی اور انگیا سے عطر بیہوشی کی شیشی نکالی اور کھول کر اپنے جسم میں عطر ملنے لگی خداوند نے کہا ہمین

نہین اُسنے انگوٹھا دکھا دیا وہ ہنستا ہوا لپٹ گیا اُسنے بھی گلے مین بانہین ڈالدین اُسنے خوب سینہ و رخ و شکم پر سنگدا اپنا
رگڑا خوشبوے عطر نے دماغ مین اثر کیا سرو پا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہو گیا عیار طرار نے بجا لا کی اُٹھکر دشمن مکان
مین تلاش کرکے ایک صندوق ہم پہونچایا اور اُس کے کپڑے اُتار کر اپنے رنگ و روغن لگاکر اُسی کی ایسی صورت
بنا اور اُسکو صندوق مین لٹاکر پٹی بیہوشی کی ناک پر باندھکر صندوق کو مقفل کر دیا اور ایک کوٹھری مین اُٹھا کر رکھا
کوٹھری مین بھی قفل لگادیا جب اس امر عظیم سے فرصت پائی پلنگ پر خداوند کے لیٹ رہا اور آرام تمام سوگیا جب
عیار دہر نے صندوق مغرب واکرکے خداوند سیارگان کو نکالا اور حجرۂ عدم مین کواکب ظلمت شب کو بند کیا **نظم**

سپہر نیلگون نے ڈھنگ بدلا	روش عیار کی پھر رنگ بدلا
در آیا مہ میان برج عقرب	اٹھا پھر روئے شب سے پردۂ شب

وقت سحر خداوند نقلی بیدار ہوئے پجاریون نے آکر ڈنڈوت کی اور گنبد مین
لاکر تخت پر بٹھایا خداوند نے ارشاد فرمایا کہ شب کو مادولت نے ایک حور اپنے پاس سلانے کو بلائی تھی اب اُسکو حسرت
مین بھیجدیا ہے بس اپنا بھی دل اُسکے پاس جانے کو چاہتا ہے پجاریون نے عرض کیا رات کو پھر اُسکو بلوا لیجیے گا آپکے
جانے سے سب بندے محروم رہجائینگے دیدار آپکا نہ پائینگے خداوند نے کہا اچھا بادشاہ طلسم کو حاضر کرو آج
ہم اُسکے مقاصد پورے کرینگے یہ حکم سنکر ملازمان دیر دوڑ پڑے **گوہر شاہ** کو خبر دی کہ جلد چلئے زہے نصیب آج
کہ خداوند نے آپکو طلب کیا بادشاہ مع ارکان دولت کے کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لیکر جانب گنبد چلا اُدھر
پجاریون نے گھنٹے ناقوس ڈنکے بجائے ہر ایک خبردار ہوا کہ خداوند نعمت تخت خدائی پر آئے جوق جوق زن و مرد
سامنے گنبد کے آنے لگے دروازہ گنبد کا کھلا درشن سب کو نصیب ہوا اُدھر وہ ساحر جسکے گھر مین سیارہ مہمان
رہا تھا صبح کو مقام عیار مذکور پر آیا اُسکو نہ پایا سمجھا وہ کل ہی سے جانے کو کہتے تھے شاید رات کو چلے گئے اپنا
لباس تبدیل کرکے خداوند کا دیدار دیکھنے تنہا روانہ ہوا اور جب نقارۂ دیر بجا وہ بھی سامنے آکر ہاتھ باندھکر
استادہ ہوا سیارہ نے اُسکو پہچانا اور اُن ساحرون کے کیش مذہب پر خندۂ دندان نما کیا اس اثنا مین بادشاہ
طلسم سامنے حاضر ہوا اُسکو اندر گنبد کے طلب فرمایا اُسنے آکر تخت خداوندی کا طواف کیا پایۂ
سریر کو بوسہ دیا نذر چڑھائی پھر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ اپنا مطلب دلی بیان کر دریاے
رحمت میرا اسوقت جوش زن ہے سب تمنائین تیری پوری کردونگا بادشاہ نے یہ سنکر برائے صحت دختر دعا کی
خداوند نے فرمایا کہ ہمنے اُسکو شفائے کامل عطا فرمائی بادشاہ نے اس عنایت کو دیکھکر سجدہ کیا اور بار دیگر
شہزادہ **قاسم** کے قتل کرنے کو یاد دلایا خداوند نے فرمایا کہ اس گنہگار کو یہان حاضر کر ہم اپنے سامنے اسکو ذبح
کرائینگے بموجب حکم کارپردازان سلطنت دوڑے شہزادۂ مذکور کو قید خانہ سے نکلوایا تحت حراست صدہا ساحران
ساحر حصار کیے افسون پڑھتے ہوئے سامنے خداوند کے لائے خداوند کی جب نگاہ شہزادۂ ذیجاہ پر پڑی
حال زار اُسکا دیکھکر آنسو بھر آئے دل مضطر نے بیتابی کی یہ عالم نظر آیا کہ بال سر کے بڑھ گئے ہین آنکھون
مین حلقے پڑ گئے ہین صورت سے پریشانی کا اظہار ہے دل مین یاد گیسوئے یار ہے پیرہن بھی میلا کچیلا ماہتابان

سپہر صاحبقرانی سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہے پروردہ مہد ناز و نعمت یہان قید کی آفت دل مین معشوق کا رنج فرقت مہر خوشی بروہان فرحت و عشرت گریزان دل شکستگی عیان بہ صورت نمایان ابیات

بھی خاک تن پر بہ رنگ زمین
کر جون خشک ہو نرگس بوستان
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
سو وہ ہوگئے بڑھ کے بد پیمال

گرا آہ جیسے نکلے ہے پتلہ کہین
وہ تن سرخ جو تھا سو پیلا ہوا
خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل

نہ آنکھون مین رونق نہ تن مین توان
وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ ناخن جو تھے اُسکے رنگ ہلال

خداوند نے دل مین تو ملال کیا بظاہر خندے سے منہ لال کیا اور بادشاہ سے کہا کہ اس مجرم کو پجاریون نے ہمراہ جا کر پشت پر اس گنبد کے جو مکان کہ مابدولت کی آرامگاہ ہے وہان اسیر کرو آج رات کو مین اپنا غضب اسپر نازل کرونگا تاکہ ہنگام قتل خدائے نادیدہ جو اسکا خدا ہے مدد اسکی نہ کرسکیگا اور یہ آسانی قتل ہو جائیگا آج اگر قتل کیا جائیگا تو ہلاک نہ ہوگا اور کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائیگا کہ یہ چھوٹ کر آفت ڈھائیگا بادشاہ نے یہ فرمان خداوند سنکر کہا سچ ہے بیشک یہ مسلمان ایسے ہی سخت جان ہوتے ہین کہ مرنا نہین جانتے ہین یہ کہکر ساحرون سے شہزادہ کو تخت پر سے اُتروایا اور بیہوش بزور سحر کر کے کاندھے پر ایک ساحر کے لدوا کر پجاری کے ہمراہ مقام خوابگاہ خداوندی پر بادشاہ خود آیا اور ایک ایوان مین شہزادہ کو ہوشیار کر کے بٹھا دیا زنجیرون مین جکڑ رکھا سحر کی قید کو دور کر دیا بعد خدمت خداوند مین آکر دست بستہ استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ آجکی شب اور اتنا دن تیاری قتل مین اس مسلمان کے بسر کر سامان مہیا کر وہ یہ کہ کئی ہزار نقارے اور قرنا مین شہنائیان ڈہل اور بوق و نفیر لیکر گرد گنبد کے ہزارون ساحر ٹھہرین اور ہزارون مشعلین آتش کی سلگائی جائین اُن مین عود و رال و گوگل وغیرہ جلے اور جب صبح کو مین اُس مجرم کو بہر ذبح لٹاؤن ساحر ہزارون بجلیان سحر کی چمکائین اور آندھیان چلائین یہ اسلیے کہ جب ہنگام ذبح وہ چیخے گا جو کوئی اُس کی آواز حزین سنیگا فوراً ہلاک ہوگا اس ہنگامے مین اُس کی صدا کسی کے کان مین نہ جائیگی اور اسپر بھی بنا بر احتیاط ہر ایک شخص حاضر وقت کو لازم ہے کہ کان مین روئی بھر لے یہ سامان تو قتل کے لیے کیا جائے اور جشن شاہی ہو جائے کہ کوئی شخص میلے سے جائے نہین اس مسلمان کا غارت ہونا دیکھ دیکھے اور جو تمام کہ میلے مین نہین آئے ہین اُنکے لیے تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ وہ بھی آکر تماشہ دیکھین اور تو اسباب سامری کے پوجا کا مہیا کر کے سوا پہر تو جا کر کہ انھون نے یہ عنایت تیرے حال پر فرمائی یعنی ایسا مرتبہ تجھکو دیا کہ تو نے اتنے بڑے مجرم کو قتل کرایا ایسا ثواب کمایا بعد شکر ادا کرنے سامری کے جشن کرنا اور شب بھر جلسہ عشرت جاکر داد عیش و کامرانی دینا صبح کو ہم اُس مسلمان کے خون سے ایک ایک ٹیکا سب کے ماتھے پر دینگے کیونکہ اُسکا خون جہان گرتا ہے وہ جگہ بنجر ہو جاتی ہے پس دفع نحوست خونریزی ٹیکا دینے سے ہو جائیگی تیری اُمید بر آئے گی اور سب کے کاج سدھین ہونگے عمر و دولت بڑھ جائیگی سامری کا نام لے تجھپر ہماری دیا ہے جا اپنے کام لگ تیرا بھلا ہو بادشاہ نصیحت سنکر با دل شاد گنبد سے باہر آیا کارگذارون کو حکم خداوند سنایا اُسیوقت نقارخانے گرداگرد درست ہوگئے

منقلہائے آتشین ہر سمت بیشمار رکھ دی گئین مثل لال و گوگل ڈھیر ہوگیا ساحران نامی افسون خوانان گرامی ہزار ہا آمادہ سحر خوانی ہوئے ہوم خانے بنگئے یہ عالم ہوا کہ

ابیات

بجے ہر سو طرب کے شادیانے
ہزارون من جلایا عود و عنبر
اُسی صورت یہ پھوایا ڈھنڈھورا
تماشا جو کبھی دیکھا نہ ہوگا
نہ آیا گھر سے جو ہو وہ بھی آئے

انگیٹھی سیکڑون گرد اُسکے رکھین
رکھین سب خوشبوئین ہر سمت لاکر
کہ اک میدان بڑی ہو جسمین وسعت
نظر آئے گا وہ ہر اک کو اُس جا

ہزارون ہی بجے نقارخانے
جو گنبد تھا خدائی کا بہ تزئین
خداوند جہان نے جو کہا تھا
وہان ہو جمع آکر ساری خلقت
کوئی میلے سے ہرگز گھر نہ جائے

صداے دہل زن سنکر میلے مین اور تمام طلسم مین غوغا مچ گیا نادان قبل شہزادہ سنکر خندان ہوئے دانشمند مہری فلک یاد کرکے پریشان ہوئے کسی طرف قہقہے بلند تھے کسی جگہ اہل دل دردمند تھے زبان پر یہ مذکور تھا کہ اس دور زمانہ کا یہ ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ اولوالعزمون کو خاک مین ملا یا گیا نامورون کو مٹایا گیا

نظم

ایک دن ہونا ہے سب ادنیٰ و اعلیٰ کو فنا
سلطنت دُنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا

یہ مسافرخانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

غرض جوق جوق ساحر ہر سمت سے میدان وسیع مین جمع ہوئے لگے اور فرط عشرت سے قہقہہ لگاتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ ہمارے ہی دل پر داغ پر یہ بہار ہے فلک کجرفتار بر سر آزار ہے یہ نقارہ کوس رحیل ہمارے ہی ہین یہ سب دوست خوار و ذلیل ہمارے ہی ہین یہ گھر ہمارا ہی برباد ہوتا ہے دل ہمارا ہی جان کو روتا ہے **مولف** گریگی جسپہ یہ بجلی وہ خرمن تو ہمارا ہے ✦ جسے ہم دوست سمجھے ہین وہ دشمن تو ہمارا ہے ✦ حاصل مرام یہ سب بدانجام تو مجتمع ہوکر مشتاق تماشائے قتل شہزادہ نیکنام ہوئے لیکن یہ خبر وحشت اثر اس کشتہ ابروئے دلبر ملکہ نفشہ نمکت سیر کو بھی پہونچی کہ شہزادہ والا گہر کل تہ خنجر ہوگا اس خبر کو اُسکی مادر خستہ جگر نے بہت چھپایا کہ ایسا نہ ہو کہ میری دختر فرط محبت و حق الفت سے اس سراپا مصیبت کے قتل سے ماہر ہوکر اپنے تئین جوہر کرے لیکن اس خبر کا چھپنا بہت دشوار تھا قاعدہ مستمرہ ہے کہ جدھر مالک کی طبیعت کا میلان دیکھتے ہین ملازم اس سبب کو بڑے تپاک سے لیتے ہین کنیزون مین جدا انیسون مین علیحدہ چرچا ہو رہا تھا ملکہ مضطر نے چپکے سے ایک کو بلاکر پوچھا کہ یہ کیا تم باہم باتین کرتی ہو اور رونی ہو اُسنے بلائین لیکر کہا بی بی کیا کہون ڈیوڑھی پر کا ہرکارہ کہتا تھا کہ کل شہزادے کے دلکش کہنے والی بندی کو وہ موا خدا اوندلوگ قتل کرائیگا یہ سُننا تھا کہ ملکہ پہلے تو بیہوش ہوگئی بعد جوش سے فرصت ملی گریبان صبر چاک کیا بیتابی دل سے چلا چلا کر رونے لگی مان نے بھی نگہ چشم پوشی کی اُس ایوان سے دوسرے قصر مین چلی گئی اور مخفی ملازمون کو مقرر کرگئی کہ یہ کہین جانے نہ پائے یہان تنہائی جو ہوئی ملکہ شوریدہ سر نے حال اپنا تباہ کیا فرش پر جا بیٹھی اور خاک اُڑانے لگی اپنی بربادی دکھانے لگی وہ آہ جانکاہ کی کہ فلک کو اپنی چھاتی چھپانی پڑی

وہ رُخ پُر نور جو خاک مین بھر اٹھا چاند پر خاک ڈالنے کا غم سے ارادہ کیا تھا جھنجھلاتی تھی یہ زبان پر لاتی تھی خمسہ

کیونکہ خونناب سے چشم اُسکی نہ پُر نم ہووے | نوحہ گر کیون نہ وہ ماتم زدہ ہر دم ہووے
محفل عیش مین کیا خاک وہ خرم ہووے | جسکو اے جان جُدائی کا تری غم ہووے
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے

سب طبیبون نے جواب اُسکو دیا ہے اب تو | بستر غم پہ وہ مردہ سا پڑا ہے اب تو
حال کیا پوچھتے ہو حال بُرا ہے اب تو | ترے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اب تو
دوست و یار دیکھتے ہین لوگ کہین دم ہووے

اُسکے بن دیکھے ہوئی ہے مری حالت جیسی | کسی دشمن کے بھی دشمن کی نہ ہووے ایسی
چھپکے بیٹھے ہو یہ ہے دوستی مجھسے کیسی | ہمدمو کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی
دیکھنا اُسکا میسر جو کوئی دم ہووے

اُمین تن لگا مرے دیکھے تو بجلی بھی ڈرے | سُنکے فریاد جگر رعد بھی بھاگے ہے پرے
اور اس دیدۂ گریان مین وہ آنسو ہین بھرے | اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
دو بدو اُس سے جو یہ دیدۂ پُر نم ہووے

بستر غم سے بھلا اُٹھ کے مین کیونکر جاؤن | محنت و رنج و الم تیرے سوا کس سے کہون
اس مرض سے تو مرا حال ہوا ہے یہ زبون | جرأت اب اتنی بھی ہان مین تو نہ سکتا ہون
ایسی تدبیر کر کہ یہ درد تو کچھ کم ہووے

اسی گریہ و زاری مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب بھی غار مغرب مین جاکر خجلت نشین ماتم ہوا اور دیدۂ ثوابت بہ اشک شبنم نم ہوا کہ بموجب

نظم

حرارت دھوپ کی ہونے لگی سرد | بشکل آہ مظلومان پُر درد
کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے یکبار | ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار

سایۂ دیو شب ہجر جو اس پری پیکر پر ہوا بیہوش ہوگئی کنیزین گود مین اٹھاکر دالان مین لائین پلنگ پر مردے کی طرح ڈال دیا تلوے سہلانے لگین بعض رونے لگین اور کلمات افسوس زبان پر لائین ایک نے کہا ہائے اُس ناشاد کی تقدیر جو اسیر مائل ہوا تیغ اجل سے گھائل ہوا نامراد تہ خاک گیا دوسری نے کہا بھلا اور تو اتنا ہی داغ دیتے تھے کہ مرکز معشوقہ کو فراغ دیتے تھے اس شہزادہ کے ساتھ تو ملکہ بلکیس نے کیا کیا پاپڑ نہین بیلے تیسری نے کہا سچ تو ہے چھنال اتنے سے سن مین یہ مشہور ہوئین تھوکتا اب سے دو رتھکار یان اس ننھی سی جان نے نہین خون خرابے ہوتے ہزارون کی جان جاتے انھون نے دیکھی واہ رے مقدر کہ وہ پھر ہاتھ نہ آیا فلک نے یون دونون کو ترسایا ایک شب چین سے نہ گذری کوئی حسرت بھی نہ نکلی زینت ور بولی کہ اب اس بُرا زمان کا بچنا مشکل ہے دو دن کی صبح ہی شام عدم کی منزل ہے دوسری گویا ہوئی ہائے یہ چاند خاک مین مل جائیگا ائے رنگ سکندر پھر نہ آئیگا ہائے کا جوان

دونون کی جان بے گناہ ایک اور گویا ہولی کا ہے یہ ایسے تماشے میری آنکھون نے بہت دیکھے ہین گھر سیکڑون بگڑ جلتے دیکھے ہین اس محبت پر خدا کی مار اسنے ہزارون باغ پھلے پھولے برباد کیے کیا کیا نہ داغ دیے کون کون سے خاندان نہ اُجڑے کس کس کے گھر نہ بے چراغ کیے کوئی دشت مصیبت مین آوارہ ہوا کوئی شہر بشہر ارا ارا پھرا فلک بھی اخترون سے سینہ پر داغ رکھتا ہے غنچون سے داغ ہر باغ رکھتا ہے

نظم

گہ سلسلہ ہر پائے مجنون
چھالا ہے کبھی تو یہ کبھی خار
گہ سوزش جان بیقراران

زخمون کے لیے کبھی نمکدان
منصور کبھی ہے یہ کبھی دار

لیلے کی کبھی یہ زلف شبگون ہ
سینے مین کبھی یہ نوک پیکان
گہ بارش اشک اشکباران

یہ تو اس اندوہ وغم مین مصروف نالہ و شیون ہین ملکہ کی جان پر ہزارون طرح کے رنج ومحن ہین جب آنکھ غش سے کھل جاتی ہے کیا بیان ہو جو گذر جاتی ہے رو پیٹ کر پھر بیہوش ہوتی عالم رویا مین بھی رو تی ادھر تو یہ حال ہے اس طرف خداوند لقا یعنی ستارہ بعد چند روز عنقریب شام تخت خدائی سے اتر کر اپنے مقام آرام مین آیا یہان سر پر صندلین ارض پر شہزادہ با توقیر جلوہ فرما تھا شور زنجیر جادش بارگاہ تھا صدائے دورباش نے رہا تھا عیار نے جاتے ہی دروازے اس مکان کے بند کر دیے اور قدم اقدس پر اُس شہریار اقلیم شجاعت کے گرا شہزادہ حیران تھا کہ یہ مسجود خلقت طلسم میرے پاؤن پر سر جھکاتا ہے اس اثنا مین عیار مذکور نے عرض کیا کہ آپ متحیر نہ ہون مین آپکا خادم دیرینہ سیارہ ہون شہزادے نے یہ سُنکر قید توڑنا چاہا عیار نے منع کیا کہ اس زنجیر کو برباد خراب نہ فرمایئے یہ کہکر سینہ سے متھکڑی بیڑی دور کر دین اور حجرہ وا کر کے صندوق سے سکندر کو نکالا پھر رنگ روغن عیاری لگا کر شہزادہ قاسم کی ایسی صورت اُسکو بنایا اور شہزادہ مذکور کو اُسکی صورت پر درست کر کے لباس شہزادہ کا اُسکو اور اسکا لباس جو آپ پہنے تھا وہ شہزادہ مذکور کو پہنایا اور جملہ راز خدائی کا شہزادہ سے عرض کر کے بتا دیا کہ صبح کو اس طرح اس گبر کے قتل کرنے کا مین نے سامان کیا ہے آپ وقت سحر سامنے گنبد کے اسکو لٹا کر ذبح کیجیے گا جب اس کے بیرغل مچ جائین گے لوگ نقارے بجائین گے ساحر بجلیان چمکائین گے علامت اسکے مرنے کی کسی پر ظاہر نہوگی آپ چند مدت خدائی کیجیے اور پھر راز طلسم سے آگاہ ہوکر طلسم کشائی کیجیے شہزادہ نے کہا جو کچھ تمنے کہا مین نے قبول کیا لیکن سجدہ مین اپنے تئین نہ کراؤنگا مسجود خلائق نہ بناؤنگا عیار نے عرض کیا کہ اس مصلحت سے آپ تو یہ سجدہ کرائین تجے تاکہ ابد تک رسم بُت پرستی کو مٹائین گے خدائے یگانہ کا آیندہ کو ساجد ہر ایک کو بنائین گے حق تعالی آپ کی نیت دلسے آگاہ ہے معاف فرمائے گا مواخذہ نکرے گا یہ کلمات سُنکر شہزادہ نے فرمایا اچھا یہ بھی مانا مگر میرے قتل کا ڈھنڈورا جو تمنے پٹوا دیا ہے اگر ملکہ مہ جبین نے اس حال کو سُنا ہوگا تو اپنا کام تمام کیا ہوگا اُسکی کیا تدبیر ہے عیار نے عرض کیا آپ یہان کھانا نوش فرما کر آرام کرین مین ملکہ کی خبر کو جاتا ہون اور اُن کو بھی اس حال سے مطلع کیے دیتا ہون صبح کو بادشاہ سے حکم دیجیے گا کہ اپنی دختر کو بلا ہم علاج اُسکا کر دین جب وہ بلائے کہیے گا چند سے اسی گنبد مین ملکہ رہے تو اچھی ہو جائے گی شہزادہ یہ باتین سُنکر خوشنود ہوا اور عیارہ نے کلیہ و کباب کسوت سے نکال کر شہزادہ کو کھانا کھلایا گلابیان شراب کی نکالین اور جام سامنے رکھ کر کہا مین جاتا ہون آپ کسی کماری کو بلا کر پاؤن دبوایئے اور آرام فرمایئے یہ کہکر

سکندر کو وہی طوق و زنجیر شہزادہ کا اُترا ہوا پہنا کر ہوشیار کر دیا اسکی جو آنکھ کھلی خدائی کا یا پلٹ ہو گئی تھی ہر چند تڑپا پھڑکا مگر منہ
سوزن زبان سے بند دست و پابستۂ زنجیر کیا کر سکتا تھا ناچار چپ ہو رہا لیکن دل سے کہتا تھا کہ وائے ناکامی ساری
خدائی غائب غلہ یہ ماجرا ہی کیا ہے غرض بعد درستی حلیہ اور عیارہ کو زنگ بار کر دیا اس مکان کی جاندر کی جانب ایوان شاہی روانہ ہوا
اور روبروئے در شبستان کے آکر ایک سپاہی کی ایسی صورت بنکر کھڑا ہوا کچھ عرصہ میں ایک کماری کسی کام کو اندر سے نکلی اسنے اسکو سلام
کیا اور کہا میں بڑی دیر سے منتظر آپکا استادہ تھا اُسنے کہا تو کون ہے کہا میں بادشاہ کے پاس سے آیا ہوں انھوں نے میلے سے یہ تیز عطر کا
خرید کر کے بیگم صاحب کو بھیجا ہے کماری نے کہا لاؤ وہ کہاں ہے اسنے ایک کنٹر عطر بیہوشی آمیز کا نکالکر چاندی کی کشتی میں رکھ کر
تورہ پوش ڈالکر اسکو دیا جب وہ لے جانے لگی اسنے کہا بی بی ہری او یہ شیشی تم بھی لو اس میں سے ذرا لینا مجھ پر بدنامی آئیگی
اُس نے کہا دو بی بی میں کیا چور ہوں اسنے کہا نہیں کیا ہوا تو یہ شیشی لو یہ کہکر ایک شیشی اسکو بھی دی اُسنے
لے کر سونگھی کہ دیکھوں یہ عطر کیسا ہے سونگھنا تھا کہ بیہوش ہوئی اُس نے وہ کنٹر اور کشتی وغیرہ
لیکر پھر کسوت میں رکھی اور بڑی چادر سے ستر پوشی اسکی کر کے کپڑے اسکے لیے اور اُسی کی ایسی صورت
بنکر داخل شبستان ہوا ہر سمت محل والیوں کا ہجوم دیکھا قصر و ایوان کی زینت درخشان نے آئینہ وار حیران
بنایا ششدر ہو کر بے اختیار زبان پر لایا کہ بیت باغ رضوان میں کہاں ایسی ہو وہ عجیب بہار یٹھا ہاں کہ معشوقوں
پہ سو جان سے حوریں ہیں نثار ؎ ہر سمت شاہدان طناز زیبا منچے کلائیوں پر ڈالے دوپٹے کاندھوں پر ڈھلکائے
ہوئے ہزاروں انداز و ناز سے پھرتے ہیں خرام محشر بپا کرتے رات کا وقت شمع و چراغان روشن صحن میں جو کا لگا
پلنگوں پر جوبن کوئی نیند میں غافل کوئی اکل و شرب میں کوئی لہو و لعب کا شاغل کہیں چوسر کہیں گنجفہ کہیں
ستار بجتا اُن کا ٹھیکا کہیں کہانی ہو رہی کہیں شعر خوانی ہو رہی کہیں دبے پڑے ہوئے چاہنے والے
در پردہ مرتے اُنڈلاتے شام ہی سے ہو بچے ہوئے کہیں دردی آہ کی صدا کسی جا تھی اُڑتے پھبتیاں کہنے
کی آواز بر پا قلماقنیان داغستانیان کاندھے پر رکھے پہرے پر حسین باردارنیان اودونوں کے قریب جاگ
رہیں مسہریاں پھولوں سے آراستہ پلنگوں پر اور تختوں کا چاندنی میں ترشیا لڑکیاں محل کے نوکروں کی گڑیا کا
بیاہ رچائے ہوئے صحن میں کڑھائی چڑھائی ہوئی کچھ عورتوں کا وہاں مجمع بعض کم سنین چلبلی چلبلیاں ٹھلیتیں
غنچہ دہان نازنینان زیبا کسی جا لونڈیاں لڑ رہیں جیب تراب آپس میں انگشتیں بار دھکڑے بیٹے جاتے کسی طرف سے
آواز آتی اری ہر مزی وہ جواب دیتی جی ابی جان آئی حاضر ہوئی کوئی اپنی کنیز کو پکارتی اری نرگس تو کدھر
مر گئی کہیں آواز آتی کہ جلد آحضور رحیمہ کی پر گئی ہیں کہیں سے صدا امید آکر ذرا ڈیوڑھی پر دیکھو امعلانی کے گھر سے
مرزا آئے ۔ غرض یہ عیار بھی اٹھلاتا آپ ہی آپ کچھ بکتا کسی کو دھکا دیتا چلتا تھا وہ کہتی تھی کیوں بی ہری
آج کیا تم نے بھنگ پی ہے جو دھکے دیتی چلتی ہو یہ گستاخی نہیں ہو کہ ہر وقت بوتلیں چڑھاتی ہو اور ایک ایک
کو گالیاں سناتی ہو لو صاحب میں نے ہزار دفعہ کہا ہے تم میرے منہ نہ لگا کرو بھلا میں دھکے دیتی ہوں
یا تم ہر ایک پر گری پڑتی ہو یہ کہکر چلتی ہوئی انگا پھر کا نی آگے بڑھ گئی اور کہا صاحبو آج چھوٹی صنوبر کی

کوئی خبر نہین لیتا یہ جو اس نے کہا ایک مسن عورت نے اسکو بلا کر مہری ذرا ادھر آؤ اُسنے دیکھا کہ جو کا تخت کا بچھا ہے
اسپر ایک عورت بکمال زیب و زینت تکیہ لگائے بیٹھی ہے یہ سمجھا کہ اس عورت کو عہدہ کوئی ہے یہ سمجھ کر اسنے قریب
جا کر تسلیم کی اسنے کہا بی مہری بیٹھو یہ سلام کر کے تخت کے کونے پر بیٹھا اس عورت نے اسکے نزدیک آکر کہا بی مہری
چھوٹی حضور نے جب سے اس شہزادہ کا قتل ہونا سُنا ہے اپنا حال تباہ کیا ہے بھاڑ مین جائے ایسی عاشقی جس کے
اپنی لعل سی جان جائے آپا کے جنجال گیا ہے جنجال مین تو آگ لگائی ایسی محبت کو اب چھوٹی حویلی مین مُردہ سی
پڑی ہیں نہ کھاتی ہیں نہ کچھ بات کرتی ہیں تم دیکھ لینا یہ لڑکی اپنی جان دیگی۔ مہری نے کہا آپ سچ کہتی ہین
لیکن قصور معاف کبھی حضور نے بھی یہ کھیل کھیلا تھا اُسنے کہا ووئی اوئی چچا مین ہو مین مجکو یہ مرض کبھی نہین ہوا
کہاری سنک کر اُٹھی کرنی بیٹھو ایسا کوئی چہیتا چہیتی نہین وہ کون ایسی شمشاد ہے کہ جسین لگڑی نہین اچھا
جب آپ اس مزے سے آگاہ ہی نہین تو مین آپ سے کیا بیان کرون یہ کہہ کر وہان سے ہنستی ہوئی چلی پتہ تو
معلوم ہو چکا تھا چھوٹی حویلی مین آئی یہان ملکہ پلنگ پر مردہ کی طرح پڑی تھین کنیزین رو رہی تھین کہ اسنے
آتے ہی کہا مین اپنی شہزادی کے صدقے قربان نثار کیا جی ہے میری حضور کا یہ کہکر پلنگ پاس آکر
پاؤن دابنے لگا ملکہ نے آنکھ کھول دی اور آہ کی اسنے بلائین لینے کے بہانے سے جھک کر چپکے سے کہا مین شہزادے
کی خبر لیکر آئی ہون تنہائی پاؤن تو کچھ عرض کرون ملکہ یہ کلمہ سُن کر جلد اُٹھ بیٹھی اور گویا جی اُٹھی کہا ارے لوگو
یہ ہجوم کیسا کر رکھا ہے کانون کانون سے اور بھی دل اُڑا جاتا ہے جاؤ سب اپنے اپنے مقام پر مجکو کیون
گھیرا ہے کنیزین یہ سُن کر حرج گئین کہ یہ کہاری کچھ پیام لائی ہو پس تخلیہ اُس مقام پر کر دیا اُسوقت کہاری نے
کہا اے ملکہ شہزادہ عالم کا مین عیار ہون نام میرا ستارہ ہے تمھین اطلاع دینے آیا ہون کہ شہزادہ کو مین نے
چھڑا لیا ہے اور خداوند سکندر کو پکڑ لیا ہے کل خداوند ذبح کیا جائیگا اور شہزادہ بشکل سکندر ہے وہ تمکو
پادشاہ سے مہر لائینگا پھر آگے جیسا ہوگا تمہارے سامنے ظہور مین آئیگا اطمینان کامل رکھو اور چین سے
آرام کرو غم و الم جانے دو ملکہ یہ سُن کر فرط عشرت سے دلشاد بند غم سے آزاد ہوئی چہرہ پر سرخی آگئی غنچہ
گل شگفتہ خاطر ہوئی پھر دل سے کہتی تھی کہ ایسے نصیب میرے کہان ہین جو کوئی دم خوشی سے گذرے اس کہاری
نے میری جان بچ جانے کے لیے یہ فقرہ بنایا ہے عیار نے اسکو دوبارہ مکدر دیکھ کر رنگ روغن رخسار
سے اپنے دور کیا اور اپنی اصلی شکل ملکہ کو دکھا دی اُسوقت تو ملکہ کو کچھ یقین آیا اور تسکین ہوئی
اپنی محرم راز کنیزون اور انیسون کو بلا کر اس راز سے آگاہ کیا اور زر و جواہر منگا کر بہت کچھ ستارہ
کو دیا اس نے عرض کیا کہ باقبال حضور و افضال رب غفور سب کچھ میرے پاس موجود ہے یہ میری جانب
سے کنیزون کو دیجئے یہ کہکر شہزادے کی انگشتری نشانی لیتا آیا تھا وہ ملکہ کو دی اور اپنے سامنے
کھانا کھلایا پانی پلایا پھر رخصت ہوا اور اسی قصر کے دروازہ سے ملکہ نے اپنی کنیز کے ہمراہ باہر پہونچوا دیا
اُدھر بعد کچھ عرصے کے وہ کہاری جس کو عیار بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئی اور لگا اپنے تئین۔

دیکھ کر سمجھی کہ وہ ٹھگ تھا جو عطر دینے آیا تھا خیریت گذری کہ تیری جان بچ گئی مگر اب اسی ہیئت سے بادشاہ بیگم
کے سامنے چل ورنہ سونے کی مچھلی اور تحفہ جو تیرے سر پڑ لگا تھا اُسکے جانے کا کسی کو یقین نہ آئیگا سب کہیں گے
اسی نے بیچ لیا ہوگا غرض وہاں سے دردولت پر آکر رونے پیٹنے لگی کہ فریاد ہے میں لوٹی گئی سپاہیوں نے قریب آکر
پہچانا اور حال پوچھا اسنے کیفیت بیان کی وہ سب خائف ہوئے کہ اسکے لوٹنے کا ہمیں لوگوں پر الزام عائد ہوگا
کہاری سے کہا جا محل میں حضور سے اپنا ماجرا بیان کر یہ اندر محل کے آئی بادشاہ بیگم سے آکر سب کیفیت عرض کی
اس اثنا میں وہ عورت جس کے پاس سیارہ تخت پر بیٹھا تھا آئی اور اُسنے بیگم سے کہا ابھی کچھ دیر ہوئی جو یہ کہاری
ہوئی حضور کا حال مجھ سے پوچھتی تھی کہاری نے کہا میں واقعی بھی نہیں کہ آپ کیا کہتی ہیں بادشاہ بیگم عاقلہ ہے
سمجھ گئی کہ یہ کچھ میری لڑکی ہی کا بھید ہے بس اُس کہاری کو زر نقد لباس و تحفہ کے عوض عنایت فرماکے حکم دیا کہ اب کچھ منہ سے
نہ نکالنا ہم تحقیق کرکے ٹھگ کو سزا دینگے کہاری اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئی اُدھر عیار مذکور جو محل سے روانہ ہوا
میلے میں آکر ساحر کی صورت بنکر سیر کرتا رہا یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی یعنی ظلمت شب بسنو یا کہاری کی طرح
بیہوش ہوئی اور آفتاب مثل عیار محل سے مشرق کے نکلکر میدان فلک میں آیا میلہ کواکب کا برخاست ہوا **نظم**

نیلا ہا ہے چرخ نیلگون رنگ	شفق کا صاف چمکا مثل خون رنگ
نکل شب کی گئی اکبارگی جان	یکایک شور کا اٹھا جو طوفان

آج میلے میں ڈھنڈھورا پٹنے سے بڑا مجمع ہوا تھا جو لوگ نہ آئے تھے اس
میلے میں وہ بھی آئے تھے پہلے روز سے بھی آج دونا جماؤ ہوا تھا صبح ہوتے ہی گنبد کے سامنے بہر زیارت خداوند سب
جمع ہوئے خداوند نقلی یعنی شہزادۂ قاسم بھی خلوت خانہ سے باہر آکر تخت خدائی پر جلوہ گر ہوئے ہر ایک نے سجدہ کیا
سیارہ بھی سامنے خداوند کے گیا اور اُسنے وضع اپنی ساحروں کی ایسی بنائی ہے صورت اپنی اصلی رکھی ہے اسلیے
کہ یہاں مجھکو کوئی جانتا نہیں ہے پھر صورت بدلنا کیا ضرور ہے غرض جب یہ سامنے آیا خداوند نے اُسکو قریب بلایا
اور کہا ہم نے تجھکو ملازم کیا تو ہمارا بندۂ خاص ہے یہیں حاضر رہا کر اسنے ڈنڈوت کی اور پشت بر خداوند کے آکر
مورچھل جنبانی کرنے لگا اس اثنا میں بادشاہ بھی حاضر خدمت خداوند ہوا خداوند نے فرمایا کہ ساحران نامی اندر گنبد کے
جائیں اور اس مسلمان کو باہر لائیں لیکن آنکھیں اپنی نیچی کیے رہیں اُسکے رُخ پر نگاہ نہ کریں کیونکہ وہ الحاح وزاری
اشارہ سے بہت کچھ کریگا جس کسی کے دلمیں ذرا بھی رحم اُسکی جانب آئیگا میں اُسکو جہنم میں بھیجدونگا تو بہ کی قبول نہ
ہوگی ہمارے دشمنوں میں نام اُسکا لکھا جائیگا یہ حکم سنکر ساحر آنکھوں میں پٹیاں باندھکر اور گردنیں جھکاکر داخل
خوابگاہ خداوند ہوئے اور اس بچۂ ابلیس کو شہزادہ سمجھکر گردن و کمر پکڑ کر کھینچتے ہوئے اور جوتیاں لات گھونسے مارتے
ہوئے باہر گنبد کے لائے وہ بہت کچھ تڑپا اور بہتیرا اشارے کیے لیکن کسی نے اُسپر نظر ہی نہ کی عیار مذکور نے جب
باہر آیا سامنے چمن میں گڑھا کھودکر مثل گوسفند قربانی لٹایا اور ساحروں سے کہا اب دور جاکر کانوں میں روئی رکھکر
کھڑے ہو تمام ساحر باہر جاکر پنبہ در گوش استادہ ہوئے اور نقارے ہزاروں بجنے لگے ناقوس پھنکنے قرناؤں کو
دم دیا میلے والوں نے جے جے ساحری کی کہ کر غل مچایا اُس دہر پر آشوب میں وہ غوغا بلند تھا کہ سقف گردون کے

پھٹ پڑنے کا اندیشہ تھا ہر سمت سے ساحر سحر خوان تھے مشغول تماشائے ذبح ہر پیر و جوان تھے شعلہائے آتشیں چمر عود دال گوگل جلتا تھا فلک دودی کے نیچے ایک اور آسمان دود کا بنگیا قدرت رب ودود آشکار تھی کہ ایسے مرد و پر شہزادہ فرزند خلیل اللہ کو نصرت دی تھی سب میلہ سمٹ کر ایک ہی جا ہوگیا تھا آدمی پر آدمی نظر آتا تھا بہت درختوں پر انسان چڑھ گئے تھے ٹیلے اور شکرے مملو تھے درختوں کے ڈالے بوجھ سے پھٹے جاتے تھے چرخ بھی ہر چند کہ بڑا مکار ہے لیکن سیّارہ کی اس عیاری کو دیکھ کر عقل اُسکی بھی چرخ میں تھی آفتاب بچشم عبرت یہ حالی دیکھ کر تھراتا تھا دل میں جلتا تھا اور تاؤ کھاتا تھا اُف رے مکار زبان پر لاتا تھا زال دُنیا بھی اس نوجوان کو ماتمی اُستاد جان گئی تھی الغرض شہزادہ قاسم نے سینہ پر اُس نابکار کے سوار ہو کر ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور سوزن زبان سے کھینچا اور فرمایا کہ خبردار! ہے ربتا دبے ہمتا کے سجدہ کرنے کو قبول کر تو میں مجبور ہا کروں وہ زادۂ ابلیس سوزن دور ہوتے ہی بادشاہ طلسم کو پکارا کہ ارے گوہر شاہ اپنے خداوند کی آبرو بچا یہ کیا معرکہ ہے جو تو مجکو قتل کراتا ہے اُسکی آواز اُس شور و غوغائے مردمان و صدائے دہل و نقارہ میں کون سنتا ادھر شہزادہ نے تین بار اُسکو جانب اسلام بلایا اُسنے سحر پڑھ کر رہا ہونا چاہا شہزادہ سمجھا کہ اس بیدین کو مرخدائی کرنے کا پڑا ہے راہ راست پر نہ آئیگا بس حجت ختم کر کے گلا اُسکا ایسا دابا کہ وہ سحر نہ پڑھ سکا اور خنجر بران حلق پر پھیرا سمت اسفل السافلین وہ کافر روانہ ہوا پھر تو قیامت کبریٰ کا ایسا ہنگامہ برپا ہوا آندھیاں آئیں آگ برسی بجلیاں گریں اُسوقت جلد جلد نقارے اور قرنائیں گھنٹے وغیرہ بجنے لگے اور ساحر آندھیاں چلانے اور بجلیاں گرانے لگے اُسکے مرنے کا حال کسی کو مطلق ثابت نہ ہوا سبنے یہی جانا کہ یہ غوغا سحر کرنیکا ہے بعد کچھ عرصے کے صدا آئی کہ مارا سکندر بن سامری کو یہ آواز بھی بسبب نیبہ در گوش ہونے کے کسی نے نہ سنی جب وہ ہنگامہ تھوڑی دیر میں موقوف ہوا سیّارہ نے بادشاہ سے دوڑ کر کہا کہ خداوند فرماتے ہیں اب نقارہ نوازی موقوف کی جائے اور ہر شخص اس گنہگار کے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائے یہ حکم سنکر بادشاہ نے نقاروں کا بجنا موقوف کرایا اور پہلے آپ خدمت خداوند نقلی میں آیا خداوند نے بالوں کا آنا و لچھا اُس نجس کے خون سے تر کر کے شاہ کے ماتھے پر ٹیکا دیا پھر اور ارکان دولت حاضر ہوئے اُن کے ماتھوں پر ٹیکا دیکر حکم دیا کہ اب اپنے اپنے ہاتھ سے ٹیکے سب دیں اُسوقت ساحر پر ساحر ٹوٹنے لگا کہ ایسا نہو خون ہو جائے اور ہم اس ثواب سے محروم رہ جائیں غرض کچھ دیر میں سب خون اُس کافر کا ان کافروں کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا بنکر چڑھا انھیں سب کے ماتھے لگی شہزادے کا کیا بگڑا اسار اِمظلمہ انھیں کے سر رہا خداوند انھیں کے سر ہو رہے سب ماتھے اپنے رنگین کر کے شاد شاد وہاں سے پھرے اس بھید کے خاک بھی سر نہ ہوئے کہ یہ کیا پیش آئی تھی ہماری ہی کمبختی کی نشانی تھی حاصل مرام شہزادے نے لاش اس بدمعاش کی اُٹھوا کر جھیل میں پھنکوادی اور میلے والوں کو رخصت کیا حکم پھر جانے کا دیا اُسی وقت خیمے ڈیرے لد گئے دوکانیں اُٹھنے لگیں ساحر سواری ہائے سحر پر سوار ہو کر اپنے اپنے گھر کی طرف راہی ہوئے بادشاہ کو حکم خداوند ہوا کہ اب اپنی دختر نیک اختر کو یہاں لائے تاکہ اُسکی بھی دوا ہو جائے بموجب حکم بادشاہ خود سوار ہو کر روانہ ہوا

اور شبستان میں داخل ہوکر اپنی بی بی سے کہا صاحب دختر کو اپنی نہلا دھلا کر پوشاک عمدہ پہنا کر جلد سے چلو کہ خداوند کو میرے حال پر رحم آیا ہے صاحبزادی کو اچھا کرنے کے لیے بلایا ہے اور اس مسلمان کو قتل فرمایا ہے بی بی نے اسکی کہا بہت انسب و مناسب ہے آپ کچھ دیر توقف فرمائیں میں تیاری کرتی ہوں یہ کہہ کر دوسرے قصر میں جہاں شہزادی بے آئی یہاں جب سے ستارہ ملکہ کو مژدہ وصل دلدار سنا آیا تھا ملکہ کا فرط عشرت سے یہ حال تھا کہ وہ رات انتظار میں پہاڑ ہوگئی تھی نیند نہ آئی تھی ہاتھ پاؤں ڈھیلے تھے کروٹیں بدلتی دل سے کہہ دیتے لگا تھی تھی کہ کل گردن یار میں باہیں حمائل ہونگی وہ ہمکو چھیڑینگے ہم خفا ہوکر روٹھینگے انھیں رُلائینگے پھر خود سے مل جائینگے گدگدا کر ہنسائینگے ناگاہ دل کو یہ خیال آتا کہ بادشاہ نے شہزادے کے دشمنوں کو روز بد دکھایا ہو میری تسکین کے لیے کسی کو عیار بنا کر جو کچھ تو سن چکی ہے وہ کہلا بھیجا ہو جب یہ دھیان آتا تو وہ گلبدن مرجھا جاتی ساری خوشی بھول جاتی پھر دل مضطر کو اس بات پر قرار آتا کہ ایسا سانحہ ہوتا تو اس دل کی تڑپ زیادہ ہوتی آج تو فرط غم سے خانہ گور میں سوتی کبھی کہتی خداوندا کہیں جلد سحر آشکار ہو نصیب وصل یار ہو **نظم**

دل کو یہ خوشی کہ کل تو ہے عید
سُن لی ہے مری خدا نے فریاد
حجرے سے نکل کے باہر آنا
ہو صبح کسی طرح ملاقات
ناگاہ گجر بجا سحر کا
لے باب اُمید ہوگیا باز

اتنی کہ ہے فقط یہ تاکید
ہر وقت یہ دل کو بیقراری
گردون کی طرف نظر اٹھانا
تارے چھپیں آفتاب نکلے
مژدہ تھا کہ شور تھا سحر کا

وہ بزم کہاں کہاں میں ناشاد
کس طرح کٹے گی رات ساری
یہ فکر کہ کتنی رہ گئی رات
خاطر کی ہوس شتاب نکلے
مرغ سحری نے دی یہ آواز

سحر کو اس مضطر نے بھی ہزار ہا مخمس کو بھیجے یہاں تک کہ اب اسکی مادر نے آکر بلائیں لیں اور کہا اے راحت جان حمام کرو اور بہر دیدار خداوند چلو شاید تمھارا دل سنبھل جائے میری قسمت کا یہ بل جائے یہ نا کام مادر کے دکھائے کو زار نزار رنگی کنیزیں سمجھا کر حمام میں لائیں یہ نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے خوب آرائش و تزئین کی وصل یار کی خوشی میں بنی سنوری کہ **فرد** وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب لے ترک + آنکھوں کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا + جب یہ آراستہ و پیراستہ ہوچکی مادر نے اسکی صورت دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھی سر سے پاتک چٹ چٹ بلائیں لیں ایک انیس بولی میرے آنکھوں میں خاک آج چھوٹی حضور کی طبیعت بحال ہے مادر ملکہ نے کہا یہ خداوند کے یہاں جانے کا اثر ہے اُن کے نام کے صدقے اُن کے قربان میرے دل کو یقین ہے کہ بچی میری اچھی ہوجائے گی یہ کہہ کر سکھپال طلب کیا اور ملکہ کو لے کر سوار ہوئی ملکہ کی کنیزیں انیسیں بھی ہمراہ چلیں نقیبوں اور چاؤشوں کی صدا بلند ہوئی چتر زری کا سکھپال پر سایہ ہزارہا سوار و پیدل اردلی میں دوان پیچھے کنیزوں اور انیسوں وغیرہ کی سواریاں اسی عظم و شان سے گنبد خداوند کے سامنے آکر پہونچی بادشاہ بھی آکر حاضر ہوا اور خداوند سے عرض کیا کہ دختر علیلہ حاضر ہے خداوند نے فرمایا کہ مادر ملکہ اسکو لے کر میری خوابگاہ میں اُتریں بادشاہ نے حسب الحکم وہاں اُتار دیا بچاریوں کو وہاں سے

بٹھا دیا بادشاہ باہر گنبد کے رہا اور خداوند اندر تشریف فرما ہوئے اور ملکہ سے کہا کہ آپ سامنے کے ایوان میں جا بیٹھیے میں اپنی رحمت نازل کر کے ملکہ کو اچھا کیے دیتا ہوں مادر ملکہ وہان سے ایوان مذکور میں چلی گئی جب تخلیہ ہوا خداوند نے ملکہ سے کہا اے جانی وائے ما یۂ زندگانی خاطر حزین رنجا و دل کو بند غم سے آزاد رکھو کہ میں ہوں شیدا تیرا شہزادۂ قاسم ملکہ اب تک دل میں اپنے خائف و ترسان تھی کہ شاید شہزادہ یہ خداوند ہو لیکن اب شہزادہ کی آواز پہچانی آنکھ سے آنکھ لڑی دل کا شک گیا خاطر مضطر تسکین پذیر ہوئی شہزادہ نے خوب اپنے تئیں شناخت کرا کے بادشاہ بیگم کو بلایا اُسنے آکر جو دیکھا تو ملکہ ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کہ یا خداوند میں اب کبھی اُس مسلمان کا نام بھی نہ لونگی آپنے خوب کیا جو اُسکو ذبح کر ڈالا یہ کلمات سُنکر بادشاہ بیگم بہت خوشنود ہوئی بیٹی کو گلے لگایا خداوند کو سجدہ کیا اور شکریہ ادا کرنے لگی پھر بادشاہ کو بلایا وہ بھی بیٹی کو صحت میں دیکھ کر خوش ہوا خداوند نے کہا اب مناسب یہ ہے کہ چند روز یہ بیمار ہماری سرکار میں رہے تاکہ بالکل صحیح وسالم ہو جائے مگر جائیگی تو پھر علیل ہو جائیگی مادر ملکہ نے کہا از من چہ بہتر یہان رہنا سعادت جہان ہے یہ کہکر بیٹی سے پوچھا کہ کیون اے فرزند خداوند کے گھر میں رہوگی اسنے جواب دیا جیسی آپ کی مرضی جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ چند روز زیارت خداوند کی کرون مادر نے ملکہ کی اُسی وقت بہت سی کنیزون اور انیسون کو بہر خدمت مقرر کیا اور چھپر کھٹ طلب فرمایا مطبخانہ آبدارخانہ جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا کر دیا پھر مع بادشاہ کے خداوند سے رخصت ہو کر اپنے محل میں آئی خداوند نے بعد اُسکے جانے کے یہ انتظام کیا کہ یہان جتنے پجاری ہیں اُنکو حکم دیا کہ باہر اس باغ کے جھیل کے کنارے تم لوگ مندھیان ڈال کر استقامت پذیر ہو یہان میں چلہ میں بیٹھونگا ملاقات کسی سے نہ کرونگا یہ کہکر جو کچھ زر و جواہر کہ میلے میں چڑھا تھا اُسکا حصہ اُن پجاریون کو دیا وہ سب جھیل پر جاکر ساکن ہوئے وہ مکان اور باغ بالکل جب خالی ہو گیا خلوت آرائی اور انجمن پیرائی کا شہزادہ نے سامان کیا ملکہ کو اصلی صورت اپنی بنا کر دکھائی وہ نہایت خوشنود ہوئی سیّارہ عیار نے فرش عمدہ لب نہر بچھا کر کشتیان شراب کی ڈالیان میوون کی وہان چُن دین کنیزان محرم راز سازنے گانے بجانے پر آمادہ ہوئین ملکہ کا یہ عالم ہے کہ بموجب مثل ستیان بھئے کتوال اب ڈر کاہے کا ۔ فرط عشرت سے پھولی نہ سماتی تھی کہ یہ خواب ہے یا بیداری ہے الحاصل جب وہ دن تمام ہوا اور راہن اللیل صحیح و سالم ہو کے گنبد آسمان میں آیا اور ماہ شب چہاردہم بسکر ضیا بار مثل عذار شاہد نور چکر ہوا کہ ابیات

سحاب شام نے عالم کو گھیرا | لگا ہونے سے ملا ہر سو اندھیرا | جمال شمع نے پیدا کیا نور
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور | بڑھی اُمید مشتاقان شب ست | چلے ہر سمت پیمانہ ان طرب ست
کنول روشن ہوئے دی شمع نے لو | زیادہ دن سے پائی کثرت ضو | ہوئے حاضر مے و مینا و ساغر
لگے لب سے لب جام مکرر | ترقی پر طلوع کیف آیا | مزا جوش جوانی نے دکھایا
لیے بوسے گلے ملکر جو دو چار | ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار | کہا ملکہ نے کیا حال دروں ہے

کہا اُسنے کہ درد دل فزون ہے
زمونس تھا نہ کوئی مہربان تھا
کہ فرقت مین تری جینا تھا جنجال

ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا
فقط ہمراہ لطفِ آسمان تھا
کہا سب حال اور لپٹے صنم سے

اُٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
کہا ملکہ نے پھر گذرا ہوا حال
مزے اُٹھنے لگے عیش بہم سے

سینہ بسینہ لب بلب بوسون کے چٹاخے ساق بر ساق ملکہ عریان انگیا مسکی ہوئی رخسار تابان تمتمائے ہوئے جسم مین پسینے آئے ہوئے شرم و حیا دور ہیجا کیان ظاہر دل ناصبور نشۂ عشرت کا وفور اُدھر ملکہ کی وزیرزادی ماہ پیکر خوش چشم سے سیارہ کی چھیڑ چھاڑ جب وہ شرم سے جبکی جھجھکی یہ کہتا کہ لیجیے ان پر تو کوئی صاحب چڑھ دھ بیٹھے وہ کہتی کہ چڑھے موڈی کاٹے تیرے جوتون سو سوتون پر عیار یہ سنکر ہاتھ اُسکے زانو پر مارتا وہ غصے مین آکر تیوری چڑھاکر ہاتھ تان کر جواب مارتی یہ ہٹ جاتا ہاتھ اُسکا زمین پر پڑتا چوٹ لگنے سے وہ بیتاب ہو جاتی اور ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑ کر منھ اس طرح بناتی کہ باغ حسن مین کلی کھلتی ہوئی نظر آتی اور تیوریان چڑھاکر عیار کو وہ کوسنے دیتی یہ کہتا اے جانی لاؤ مین چوٹ لگی ہو تو دبا دون وہ کہتی مرے تو دبا جاکے اپنی گھروالیون کو صاحب میرا تو ہاتھ ٹوٹ گیا یہ مردوا جوگا جگت بولتا ہے آخر شہزادی کے لحاظ سے وہ قمر پیکر وہان سے اُٹھکر چلی عیار بھی اُسکے پیچھے روان ہوا اور ایک مقام تنہا مین اُسکے آگے ہاتھ باندھے لب بھی کھلکھلاکر ہنس دیا اُسنے گود مین اُٹھا لیا وہ نہیں نہیں کرتی رہی اور کہتی تھی اے مردوے تونے مجکو بھی کیا ملکہ بنایا یہ وہی ایسی کچھری تجھی چوذرا مین نشو سے گھلاوٗ لگین ارے میری آبرو مین فرق آجائیگا مین ادا تی نہین ہون وہ جو تیرے جی مین ہے وہ بارہ بارہ چوبیس برس بھی نہ ہوگا یہ ہر چند چلائی عیار مذکور نے ایک بھی نہ سُنی اُسکو لاکر لب نہر غرفہ مین درختون کے بٹھایا اور فرش بچھاکر جام و صراحی لاکر بعشرت تمام متہ بیٹھا اب کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا وہ بھی کسی حیلے سے اسکے گلے مین باہین ڈالتی پھر شرماکر ہٹ جاتی یہ کبھی لب نازک کو چوس لیتا سینے پر ہاتھ رکھکر انارِ حسن مسوس لیتا وہ کہتی اللہ قسم تو نے مجکو ہلکان کر ڈالا یہ کہہ کر اُسکا ہاتھ سینے اور سب اعضا پر رکھ کر دکھاتی کہ دیکھو میرا بندا بھکا بھیکا ہے یہ عیار اُسکے لپٹ جاتا خوب مزے اُڑاتا دو چار جام شراب ارغوانی کے جو اُس نازنین نے پیے جوش جوانی مین کچھ شرم و لحاظ نہ رہا پھر تو یہ حال ہوا کہ ساق سیمین طوق کمر دلدار بنین آنکھوں مین سرخ سرخ ڈورے پڑگئے کرتی چڑھ گئی چھاتیون نے نقاب رخ اُٹھاکر بیحجابی کی سسکیون کی صدا بلند ہوئی کہ بموجب

نظم

لبون سے آشنا باہم تھے ساغر
ہوئی شرم و حیا بھی پاس سے دور
لیا جھک کر کبھی بوسہ لبون کا
کبھی دیتی تھی بوسہ لطف کے ساتھ

تسلسل دور ساغر کا برابر
بڑھے پھر بے تکلف ہاتھ اسدم
بنے موے کمر کے ہاتھ حلقہ
چراتی تھی کبھی وہ گل بدن کو

دکھایا نشہ نے جب عالم نور
ہوے وہ راز سے انگیا کے محرم
جھٹکتی تھی کبھی وہ ناز سے ہاتھ
ملاتی تھی کبھی منھ سے دہن کو

چاندنی کھلی ہوئی شبنم سے رات بھیگی ہوئی گلون کی بہار فوارون کا آبشار اُدھر ملکہ و شہزادہ ادھر وزیرزادی

اور عیار سرمست بادہ رات بھر مصروف عیش و مسرت رہے جب آغوش دہر میں شاہد صبح نے جلوہ گری کی اور شب مثل رنج گذشتہ خاطر روزگار سے دور ہوئی **نظم**

اُڑا رنگ اختروں کا صورت دود | نشانِ شب ہوا عالم سے نابود
سحر پھر دھر کے تاج مہر سر پر | ہوئی رونق فزا با حشمت و فر

صبح کو شہزادے نے بعد فراغ طاعت الٰہ پھر انجمن آرائی کی صبح کی ٹھنڈی ہوا دلوں میں محبت کی ہوا درخت اوس سے بھیگے ہوئے پھول کھلے ہوئے جانوروں کی زمزمہ سرائی ہر ایک مصروف یاد الٰہی بغل میں گل بوستان رعنائی رات کے جاگنے کا آنکھوں میں خمار ہونٹوں پر مسی اُڑی ہوئی چوٹی ڈھیلی زلف بکھری ہر ایک سرمست و بیہوش دین و دنیا فراموش ساکن عشرت خانہ ایک دوسرے کا دیوانہ یہ تو اب بےخوف و خطر یہاں بصد آرام و راحت رہتے ہیں لیکن **سیارہ** عیار اُنسے رخصت ہوا اور بہر تجسس مقصد چلا اسلیے کہ یہاں کبتک بیٹھیں گے ایک روز یہ حال ضرور کھلے گا پھر سوائے پشیمانی کے اور کچھ بن نہ پڑیگا غرضکہ صورت ساحر کی ایسی بنا کر اس طلسم میں چار سمت دس دس بیس بیس کوس جاتا تھا اور از بسکہ **مقسوم** جادو سے پتہ شہر جام کا خوب معلوم کر لیا تھا ایک روز اُسی جانب روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اُس شہر کے قریب پہونچا حصار شہر پناہ منزلہا منزل تک کھنچا تھا دروازہ جواہر آگین بصد فر و تمکین لگا تھا کئی ہزار ساحروں کا وہاں پہرا تھا البتہ اُن کے لگے درجہ ہائے آرام و سکونت بنے تھے لوگ آتے جاتے تھے یہ بھی اُنھیں آنے جانے والوں میں ملکر داخل شہر ہوا نہایت پاکیزہ و عمدہ بستی دیکھی خلق سب ہنستی دیکھی دُکانیں سرمایۂ حسن و خوبی سے معمور ہر کوچے میں خرمی کا وفور مکانات سنگین و پختہ تعمیر سراپا پری کی تصویر دیوار و در کی صفا پر آئینہ حیران سکندر کی روح ان پہ قربان جس دوکان میں کہ آئینہ لگا تھا وہاں سکندر کا دل لگا تھا کیخسرو کو وہاں کی سیر کا سودا اُٹھا سڑکوں پر گلاب اور کیوڑے بید مشک کا چھڑکاؤ آیندہ و روندہ کا دماغ معطر حسینوں کا جماؤ ہر سمت تھے اور جیسے ساز خوشی کے بجتے گھونگرو ٹھنکتا گرم بازاری طرحدار دوکاندار حسین بیوپاری کہ بموجب **ابیات**

نہایت ملک وہ آراستہ تھا | سب آرائش سے وہ پیراستہ تھا | مکان تھے گنبد کی صورت مدور
بنے اُنھیں ستون سنگ مرمر | شرک ہر ایک رشک کہکشاں تھی | بروج چرخ سے بہتر دکان تھی
زنان ہر سو گروہ ماہ رویان | نہ ایسا دیکھ کر جسکو دل و جان | دُکانوں میں بھرا سرمایۂ ناز
خریداروں کا معشوقانہ انداز

سیارہ سیر کرتا ہوا دارالامارۃ شاہی کو دریافت کرکے اُسی جگہ آیا یہاں ایک قصر اس طرح کا دیکھا کہ چار سمت سے کھلا ہوا تھا قصر کے سامنے بہت بڑا میدان تھا پُر از گل بر رنگ بوستان تھا طائران خوش الحان نغمہ سنج تھے ہزارہا اشجار سیب و بہ و نارنج تھے درختوں کا سایہ دل آسیب زدہ کو صحت بخشتا شاخ گل کا سایہ بلبل کے لیے سایۂ رحمت خدا تھا جوش بہار سے ہرا بھرا گلزار **نظم**

ہم بھی بلبلوں کی گل سے تقریر | شفا کی صحن گلشن میں ہے تاثیر | جو کوئی مُردہ دل اُس جا پہ آئے
تو فوراً جان تازہ دم میں پائے | وہ جوبن تھا غروسان چمن پر | زمین بھی تختۂ گل سے بھی بہتر

وہ مرغان خوش الحان تھے غزلخوان | کہ آجاتی تھی جسم زار مین جان

اُس کاخ عالی شان مین دالان بنا تھا اُسمین تخت بچھا تھا گرد تخت کے کرسیان لگی تھین تخت مثل تخت آفتاب طلاے احمر کا تھا یاقوت رمّانی اُسمین جڑا تھا کرسیان سب زمرد نگار تھین نہایت مرصّع تھین سر میز باز یب اگر خورشید سپہر تمکنت تھا تو کرسیان اختر آسمان اُبہت تھین ماہ فلک حکومت و ثروت تھین تخت پر ایک بادشاہ بصد شوکت وجاہ تاج شہریاری سر پر جامۂ قبا شہنشاہی در بر جلوہ گستر تھا کرسیون پر وزیر امیر ارکین سلطنت بیٹھے تھے چتر شاہ کے سر پر پھرتا تھا اور ایک میز خوبی آمیز سامنے تخت کے بچھی تھی اُسپر کئی سو گلدستے گلزار ارم کو فرط رنگینی سے ہنستا رکھتے تھے بیچ مین اُن گلدستون کے ایک ایسا گلدستہ تھا کہ عروسان بہار اُسپر سو جان سے صدقے شاہدان فرخار ہزار دل سے قربان گویا تار نگاہ حوران جنان و گلہاے خندہ حسینان جہان کو یکجا کرکے یہ گلدستہ باندھا تھا اُس گلدستہ پر بارش نور کا قدرت خدا سے از خود ظہور تھا اور جہان وہ رکھا تھا اس جگہ سے سقف دالان کو شگافتہ کر دیا تھا کہ ابر اُسپر سایہ کیے تھا اور موتی برساتا تھا اور جو ساحر قریب اُسکے جاتا تھا سو جل جاتا تھا بدن مین سوزش پاتا تھا **سیارہ** نے باغ مین ٹھہر کر یہ سب کیفیت دیکھی اور دل سے اپنے کہا کہ معلوم اس گلدستہ مین جو موتی برستے ہین لوح ہے اسکو کسی طرح سے لینا چاہیئے پھر سوچا کہ تجکو اسکا ملنا دشوار ہے شہزادے کو یہان لاکر تدبیر کرنا چاہیئے اسی سوچ مین یہان یہ ٹھہرا تھا کہ وہ ساحر جو صحرا مین مقیدان طلسم کو جانور بناتا ہے اور کھانا دینے روز جاتا ہے سامنے بادشاہ کے آیا دست ادب باندھکر یہ زبان پر لایا کہ اب قیدی بہت سے ہو گئے ہین اگر ارشاد ہو تو قدیم مقید قتل کرڈالے جائین جدید بدستور جانور بنے رہین بادشاہ نے کہا مین نے سُنا ہے کہ سکندر نے آجکل اپنی خدائی خوب چمکائی ہے پس میرا ارادہ یہ ہوا ہے کہ جملہ مقیدان طلسم کو چھوڑ دون بلکہ اُنکو ایسی کچھ مدد دون کہ وہ جا کر اُس خداوند باطل کو نابود و معدوم کرین اچھا اُسے محافظ قیدیان تو سب اُن بیچارے جانورون کو یہان لے آ وہ ساحر حسب الحکم بزور سحر اُڑ کر صحرائے طلسم مین گیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ جملہ قیدی بصورت بہائم دوڑتے ہوے اُسکے پیچھے پیچھے چلے اور یہ آ کر پھر سامنے بادشاہ کے آیا وہ جانور اسی میدان سبزہ زار مین آکر ٹھہرے اُنکو دیکھکر بادشاہ تخت پر سے اُٹھا اور اُس گلدستہ طلسمی کو میز پر سے اُٹھا کر بہت بڑے لگن مین رکھکر آب طاہر و صاف سے دھویا گلدستہ کو پھر میز پر رکھ دیا اور پانی کو اور پانی مین ملا کر بہت سا کیا اور جو ساحر سامنے کھڑے تھے اُنکو دیا کہ ان جانورون پر لیجا کر چھڑک دو ساحرون نے آکر وہ پانی سب جانورون پر چھڑکا وہ سب زمین پر گر کر لوٹنے لگے بعد کچھ دیر کے انسان بن گئے اور سامنے بادشاہ جو استادہ تھا اسکے قدمون پر آکر گرے اور گویا ہوے کہ خالق عالم تجکو سلامت بصد اقبال رکھے کہ تو نے ہم کو پھر جامۂ انسانی پنھایا ان آدمیون کی بسبب اس کے کہ مدت سے قید تھے یہ صورت تھی کہ تن لاغر ناتوان بال سر پر بال جان برہنہ تن خاک صحرا کا جسم پر پیرہن کوئی اُن مین وزیر کوئی سوداگر کوئی بادشاہ کوئی فقیر ان مین ایک شخص وجیہ و شکیل تاج شاہی سے آراستہ لباس فرمانروائی سے پیراستہ تھا لیکن خاطر زار و حزین بحال غمگین ہمیشہ از غم سے نخل عیش اُسکا کاستہ تھا جب **عقاب** بن جام کے سب قدم پر وہ قیدی گرے اس جوان نے

منت اور خوشامد کرنا مکروہ جانکر بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ **بیت** عدو سے دل نہ جھکایا تھا
جان مین مجھکو + اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجھکو + **عقاب** نے سب قیدیون کا حال دریافت کیا ہر ایک نے
اپنی اپنی کیفیت بیان کی اُس نوجوان نے بھی بکراہت کچھ ماجرا اپنا کہا کہ نام میر الملک **سلطان تاج بخش**
ہے فریب دینے سے دشمن کے مین وارد طلسم ہوکر گرفتار عذاب الیم ہوا **عقاب** نے اسکی وضع اور بانکپن کو
کمال پسند کیا اور خلعت منگوا کر دیا اپنے مصاحبین مین مقرر کیا اور سب قیدیون کو ایک مکان مین بھجوا دیا اور
حکم کیا براحت و آرام یہ لوگ قیام کرین ہم باہر طلسم کے انکو پہونچا دین گے غرض بعد اس انتظام کے ساحر مذکور
تخت پر آکر بیٹھا **سلطان** بھی کرسی پر متمکن ہوا اس اثنا مین **سیارہ** بھی جو لوگ کہ دربار مین آتے جاتے تھے
اُن مین سے ایک کو بیہوش کرکے اُسی کی ایسی صورت بنکر دربار مین آکر ٹھہرا یہان دور جام مے ارغوانی تھا
جلسۂ عیش و شادمانی تھا جب دماغ بادۂ ناب سے **عقاب** کا گرم ہوا **سلطان** سے مخاطب ہوکر گرم سخن ہوا کہ
اے برادر تم بھی بادشاہ ہو کشور پناہ ہو اس لیے تم سے کہتا ہون کہ میرا ایک دشمن ہے ملک **گوہر شاہ**
اور اسکا ایک خداوند ہے **سکندر** اس مین چاہتا ہون کہ اُس عدو پر لشکر کشی کرون اور اُس خداوند کو بھی مارون
اس مقدمہ مین کیا تمھاری صلاح ہے مین نے سپہ سالار اپنے لشکر کا تمھین کو کیا **سلطان** نے جب یہ مہربانی
اُسکی دیکھی تیغ زبان کے جوہر اس طرح دکھائے کہ اے بادشاہ عالی جاہ **بیت**۔ دیکھے جو تو قہر کی نظر سے +
خورشید فلک بھی تھر تھرائے + میری عقل ناقص مین تدبیر اس مہم کی اس طرح ہے کہ فوج ظفر موج اگر بہر
قتل خداوند بدخواہ جائے گی بادشاہ طلسم مقابلہ کرے گا اور بادشاہ طلسم کا قتل ہونا بغیر طلسم کشا کے دشوار ہے
پس خداوند کے پاس جانا ہوگا قتل کرنا کیسا اس سے مناسب ہے کہ مع چند ارکان سلطنت اس حیلے سے
کہ ہم خداوند کی زیارت کرینگے حضور یہان سے چلین اور جب گنبد مین پاس اُس دغا باز کے پہونچین مین اُسکو
پچھاڑ کر خنجر سے فوراً دل و جگر چاک کر دونگا دم بھر مین ہلاک کر دونگا بادشاہ کو خبر جب اُسکے مرنے کی ہوگی آئیگا
قریب گنبد فوج دریا موج تیار رہے اُس سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ رائے **عقاب** کو بہت پسند آئی ہمت
مردانہ پہ **سلطان** کی تحسین و آفرین کی اور اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلا کر حکم تیاری کا دیا انھون
لشکر اسکا آراستہ سلاح حرب و اسباب سحر سے ہوا اور پلٹنین رسالے یکے بعد دیگرے گنبد سکندری کی طرف
روانہ ہوگئے ظاہری تزک اور احتشام کا ہنگامہ نہ کیا بعد روانگی لشکر بادشاہ برلہ کر کشتیان زر و جواہر کی
نذر خداوند کے لیئے تیار کرا کر سوار ہوا **سلطان** کو بھی مرکب پری پیکر پر سوار کرا کر ساتھ لیا
سیارہ جملہ کیفیت معلوم کرکے اسکے روانہ ہونے سے پہلے وہان سے چلا اور خدمت شہزادہ **قاسم** مین
آکر جملہ ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا آپ بہت ہوشیار رہیے **سلطان** اس ارادہ سے آتا ہے
یہ کہکر شہزادے سے پیام بادشاہ کو بھجوایا کہ جلد یہان آکر حاضر ہو **گوہر شاہ** فوراً حاضر ہوا خداوند نے اندر
گنبد کے بلایا بادشاہ نے اپنی دختر کو بشاش و فرحناک پایا بہت خوش ہوا شکریہ خداوند کا ادا کیا خداوند نے

فرمایا کہ مجھکو فرشتگان قدرت نے خبر دی ہے کہ عقاب بن جام اس ارادہ سے آتا ہے اور فوج بھی
پوشیدہ طور سے ساتھ لاتا ہے پس تو بھی اپنی فوج کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دے لیکن شور و ہنگامہ نہو کہ وہ غلغلہ
سنکر اور ہم سب کو ہوشیار سمجھکر یہان نہ آئے بادشاہ یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا اور سرداران لشکر کو بلا کر حکم خداوندے
خبردار کیا یہان بھی سب آلات حرب سے درست ہو کر اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے اور ہر کارے بادشاہ نے
گرد گنبد خداوند مقرر کر دیے کہ جب کوئی ہنگامہ دیکھین فوراً خبر دین کہ مین فوج لیکر پہونچ جاؤن اسی انتظام مین
ایک روز عقاب بحشم و خدم داخل قلعہ ہوا فوج اسکی گرد قلعہ کے پہلے ہی آکر اطراف مین چھپی ہوئی ٹھہری تھی
وہ اُسی میدان مین سامنے گنبد کے پہونچ کر خیمہ زن ہوا اور اپنے سردارون کو ساتھ لیکر برائے زیارت خداوند
سامنے گنبد کے آیا خداوند بھی آرامگاہ مین ملکہ کو چھوڑ کر تخت خدائی پر گنبد مین آکر بیٹھے عقاب بے تامل اندر گنبد کے
آیا اور اُس کے ساتھ سلطان بھی داخل ہوا اسنے نہ خداوند کو سجدہ کیا نہ سلام اور ایک طرف تخت کے
کرسی پر عقاب اور دوسری جانب سلطان اپنی دانست مین خداوند کو گھیر کر بیٹھے خداوند نے اُنکو
ڈانٹا کہ اے بندگان بے ادب تمنے کچھ تعظیم میری نہ کی ہے شرط کہ تم سب کو مین زندہ جہنم مین بھیجدون اتنا کہنا تھا
کہ خنجر کھینچکر سلطان خداوند پر آہی پڑا شہزادہ تو اس کیفیت سے آگاہ تھا ہی ہمہ تن چشم بنا ہوا تھا خنجر اُسکی
تھپکی دی کہ خنجر ہٹ پڑا اسنے بند دست بچا کر جھٹکا مارا کہ خنجر اُسکے ہاتھ سے چھوٹا اُسوقت تلوار کھینچکر عقاب
نے بھی وار کیا شہزادہ نے بار دھ تلوار کی بچا کر اسکے بند دست کو بھی تھام کر جھٹکا مارا کہ تیغ اس کے ہاتھ سے بھی
چھوٹا اور اُن دونون نے لپٹ جانیکا قصد کیا شہزادہ نے اُن کے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ ڈالکر پھول
کی طرح دونون کو اُٹھا لیا اس کے ساتھ کے سردارون نے تیغین کھینچکر حملہ کیا شہزادے نے ایک کو تو زمین پر
پٹکا کہ ستارہ نے حباب مار کر بیہوش کیا اور دوسرے کو بجائے سپر ہاتھ پر چڑھا کر اور تیغہ لیکر لڑنا شروع کیا
سردار جب تلوار مارتے تھے شہزادے کو اُس کے سامنے کرتا تھا سرداراب شمشیر زنی کس پر کرتے ناچار گنبد سے
رو بفرار ہوے شہزادے نے اُن دونون کو کمندون سے باندھا سردار جو عقاب کے سحر پڑھنے پر تیار ہوے تو خداوند
کے پجاری بڑے زبردست ساحر مین اُنکے سامنے یہ سحر نہ کر سکے کیونکہ بادشاہ کی آمد سنکر شہزادہ نے اُنکو بھی
بلا لیا تھا حاصل کلام جب ان دونون کو باندھا در گنبد بند کر لیا پجاریون کو بھی باہر نکال دیا راوی بیان
کرتا ہے کہ عقاب بسبب گلدستۂ لوح طلسمی کے رکھنے کے سحر نہین جانتا ہے اور سلطان تو ظاہر ہے
کہ ساحر نہین ہے اب جو یہ دونون گرفتار ہوے سخت ناچار ہوے اور شہزادے نے تنہائی مین ان سے
فرمایا کہ اے سلطان آگاہ ہو کہ مین سکندر نہین ہون نبیرۂ حمزہ بن قاسم نوجوان ہون تیری زوجہ
کو پنجۂ ظلم زنگی سے چھڑا کر تیری رہائی کے لیے اس طلسم مین آیا یہ کہکر سب حال گذشتہ ابتدا سے انتہا تک
کہہ سنایا جب سب حال سلطان نے سنا سمجھا کہ یہ تو میرا محسن ہے کہ اسنے میرے ناموس کو بچایا اور
میرے ہی لیے اتنی آفت جھیلی مصیبت مین آکر اپنے تئین پھنسایا یہ سمجھ کر اسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین تو بندہ

بے دام آپکا ہون غلام کا غلام آپکا ہون شہزادے نے انکو کھول دیا وہ قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے سر اُسکا سینے سے لگایا پھر عقاب سے سوال اسلام لانے کا کیا وہ دشمن سکندر تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ اس شہزادے نے دشمن کو ہلاک کیا اور اب قصد قتل ملک گوہر شاہ رکھتا ہے فتح طلسم بھی کریگا یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور بخندہ پیشانی شہزادہ سے عرض کیا کہ مین بھی آپکا تابع فرمان ہون شہزادہ قاسم نے اسکو بھی کھول دیا یہ بھی قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے دونون کو کلمہ بتایا بصدق دل وہ مسلمان ہوئے اس اثنا مین سردار وغیرہ جو بھاگ کر گئے تھے انھون نے فوج عقاب کو فساد کی خبر دی اُدھر ہرکارون نے بادشاہ طلسم کو اس ہنگامہ سے باخبر کیا کہ خداوند سے فساد ہو گیا دونون مقامون پر لشکر جلد جلد تیار ہو کر روانہ ہوا ایما خداوند ان دونون کو مسلمان کرکے باہر گنبد کے آئے اور سوار ہو کر بڑھے تھے کہ بادشاہ طلسم فوج لیے آیا اور غوغا سُنائی دیا کہ ایک لشکر بیرون شہر سے قتل و غارت کرتا آتا ہے خداوند نے عقاب سے فرمایا کہ شاید یہ تیرا لشکر ہے جا اُسکو لڑنے سے منع کر وہ ادھر روانہ ہوا اور اپنی فوج مین پہونچکر لشکریون کو لڑنے سے منع کرکے افسران کو خدمت خداوند مین لایا یہان خداوند نے بادشاہ طلسم کو لڑنے سے باز رکھ کر فرمایا کہ مین نے عقاب کو مطیع اپنا کر لیا اور وہ بالکل بیوقوف تھا مجھ سے لڑنے آیا تھا کیونکہ بندون سے سب لڑتے ہین خدا سے کوئی لڑکر سر بر نہین ہوتا ہے شاہ طلسم کا اعتقاد اور زیادہ خداوند کی طرف ہوا اور فرزند لوحدار کے مطیع ہونے سے مسرور و شاد ہو کر شکر یہ خداوند ادا کرتا تھا خداوند جملہ انتظام فرماکر پھر داخل گنبد ہوئے دونون سمت کے لشکرون نے بھی کمر کھولی خداوند نے عقاب کی دعوت کی جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا رقاصان مہر طلعت و ساقیان قمر صورت حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش مین آیا رقاصون اور مطربون نے حاضرین انجمن کو اپنا شیفتہ بنایا ایک رات اور دن بھر جلسہ رہا جب دوسرے روز بیوح زرین آفتاب گلدستۂ مغرب سے ظاہر ہوئی اور چرخ جو ستارون سے مثل پلنگ تھا صورت اصلی پر آیا **نظم**

ہوا ہر چیز کو ہر چیز سے فصل　　لب مینا سے ساغر خم سے پیالے
کہ وہ شب جب تھی مثل شب وصل　　چھٹے باہم پڑے ساقی کے پیالے

سیارہ نے عقاب کو سمجھا دیا تھا کہ خداوند کو منت کرکے اپنے شہر مین لے چلنا چنانچہ اسنے حسب فہمائش عیار خداوند سے عرض کیا کہ حضور میرے ملک مین چلکر سب کو سجدہ کرائیے اور راہ راست پر لائیے خداوند نے اسکے کہنے کو قبول کیا اور شاہ طلسم سے فرمایا کہ تو اپنے قلعہ مین بہ آرام و اطمینان مقیم رہ مین شہر جام مین جاتا ہون گوہر شاہ نے عرض کیا کہ شاید خداوند کو تنہا پاکر یہ لوگ کچھ ضرر نہ پہونچائین لیس مین حضور کے ہمراہ مع لشکر چلنا مناسب جانتا ہون جی اذیر سنکر خوب ہنسے اور کہا مجکو تو تنہا سمجھتا ہے میرے ہمراہ لاکھون فرشتے ہین اور مین جب چاہون ساری دنیا کو تقدیر کرکے غارت کردون شاہ نے کہا بیشک ایسا ہین کچھ فرق نہین آپ جائیے جوت دکے خداوند ہین اچھا میری دختر کے لیے کیا حکم ہوتا ہے خداوند نے فرمایا کہ بیٹی تیری اگرچہ چند روز میرے ساتھ اور رہی صحت کامل اور شفا سے حاصل ہائی اب تجکو اختیار ہے خواہ اپنے گھر مین اُسکو لے جا یا میرے ساتھ کردے

بادشاہ نے جواب پاکر مجکو جبتک آپ اجازت نہ دینگے بخوشی اپنے گھر لیجانے کی نہ لیجاؤنگا بے تامل خداوند اسکو ساتھ لیجائیں یہ کہکر اپنی بیٹی پاس آیا اور کہا اے فرزند خداوند یہان سے ملک جام کی طرف جاتے ہین تم گھر مین چلکر رہو گی یا خداوند کے ساتھ جاؤگی یہ کلام باپ کا سنکر ملکہ نے آہ کی اور رونے لگی کچھ جواب نہ دیا پدر نے اسکو بیمار جانا اور سمجھا کہ گھر مین لیجانے سے یہ پھر ویسی ہی ماندی ہو جاویگی پس اُسنے سامان سفر بہر دختر بھی درست کرو یا سکھپال ملکہ کے لیے آیا کنیزان محرم راز و انیسان دلسوز قفس نیچے پہنے وغیرہ پر سوار ہوکین خداوند کے جلو مین **عقاب** و **سلطان** و **سیارہ** روان ہوے لشکر مین طبل و بوق بجے سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ ہوے تخت خداوندی کے آگے نقارے بجتے طائران سحر سر پر سایہ کیے نقیبون کی صدا بلند دور باش پکارتے جاؤ شان ارجمند خلاصہ یہ کہ بڑے عظم و شان سے سواری روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہر جام مین پہونچے **عقاب** نے ملکر ایک باغ پر بہار رشک تاتار اور شہزادہ یعنی خداوند نقلی کو دارالامارۃ مین لایا فوج چھاؤنی مین جاکر مقیم ہوئی شہزادہ نے دارالامارۃ مین آکر اُس گلدستہ کو جس کا ذکر اول بیان ہوا دیکھا اور اُس کو ہاتھ مین لیکر اُس کی پھنگ کو کھول کر توڑ ڈالا غل اور شور برپا ہوا آواز مہیب از خود آئین پھر ایک دیو زرد ہوا سے اُترا جسکا سر آسمان سے گویا لگا تھا اور ہاتھ ہر ایک برگد کا تھنا تھا منھ مثل قعر عدم کے کھلا تھا دار شمشاد کاندھے پر رکھے ڈانٹتا ہوا سامنے آیا کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ گلدستہ لوح طلسمی کو توڑا شہزادہ نے جلد اُس گلدستہ سے لوح کو نکالا دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی جسپر زمردین حرف سے طلسم لکھے ہین اور ریشک گوہر مین گندھی ہے پس اس لوح کو گلے مین پہنکر متیرہ ہو لکر اُس دیو کا سامنا کیا اُسنے دار شمشاد چرخ دے کر شہزادہ پر لگائی اُس بہادر نے جست کرکے خالی دی اور تیغ کھینچکر کمر پھلاودے کر اس زور سے ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا برنگ سنجر تنا ور زرہ ملعون کنگر کرا شور دار و گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا گیا قطا لوح طلسم تو ہرگز دہنگان جادو کو برکت اسمائے الٰہی جو لوح طلسم مین تحریر تھے بعد قتل ہونے کے وہ دیو جلنے لگا گندہ دوزخ کا ہوا **عقاب** نے قوت بازوے شہزادہ پر آفرین کی دست زبردست کو بوسہ دیا پھر انجمن عشرت آراستہ کی شہزادے نے اب صورت اپنی اصلی بنائی اور اکابر شہر کو طلب فرمایا منادی کرادی کہ ہر شخص یہان حاضر ہو کر دین اسلام قبول کرے مردمان شہر گروہ گروہ حاضر ہو کر اطاعت اسلام قبول کرنے لگے شہر مین بتکدے منہدم ہوے مسجدین بنگئین دربار مین نذرین شہزادے کو گذرنے لگین بعد اس انتظام کے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی مے و مطرب و ساقی نے ہنگامہ عشرت و مسرت برپا کیا **عقاب** نے بڑے دھوم سے دعوت کی آرائش و زینت بزم اگر بیان ہو طول داستان ہو بر سبیل اختصار یہ حال اظہار ہے اس گلزار عیش کی یہ بہار ہے کہ **نظم**

صدا لئے نغمہ خوش دیون کی آواز	دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز	حضور انجمن ہونے لگا رقص
عجب نزہت فضا سجا کا تھا تختہ	ہر اک سو عیش کا سامان مہیا	کہ نکلے جس سے سب ارمان دل کا

دہن تر تھے مے عشرت فزا سے
امنگون مین جوانی کے بھری تھی

ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے

ہر اک معشوقہ وان رشک پری تھی

دن بھر یہ شہریار کشور شجاعت دربار مین جلوہ فرما رہا شب کو باغ بہار آگین مین جاکر ہمراہ ملکہ کے داد عیش دینے لگا رات بھر گردن مین باہین حمائل رہین دل سے دل تو ملا ہی تھا ظاہر مین بھی کلیجہ سے کلیجہ ملا رہا حرف و حکایات محبت کی ملاقات مین رات بسر کی کبھی ساق سے ساق رگڑی مسی لب کی اُڑ گئی افشان ماتھے کی بکھر گئی سوائے اسی لڑائی اور بگاڑ کے اور کسی لڑائی کا ذکر بھی نہ تھا گاہے ہاتھا پائی کبھی دھینگا مشتی کبھی ملکہ کا کھلکھلا ہنسنا پلنگ پر لوٹنا شہزادہ کا گڑگڑانا کبھی منہ بنا کر بسورنا شہزادی کا بلائین لینا ملکہ کا ہنس دینا چوڑیون کا ٹوٹنا ملکہ کا منہ بنانا سرہانے سے ہاتھ کھینچ لینا فرط حرارت سے ہاتھ کا میلا ہو جانا لعاب شوق سے لب تر ہم بغل شدن لے گئے دیگر **نظم**

نگاہون سے کبھی پید اشفقہ تھے
کبھی مسّی بگڑتی تھی لبون پر
یہ باتین تھین کہ نوبت سحر کی
ہجوم شوق کے ٹھنڈے ہوئے جوش

کبھی وہ آشنا بوسے لب تھے
کبھی دونون تھے محو حسن رخسار
جو تقویت سامان سفر کی

کبھی تھی ساق پاجامے سے باہر
مریض آرزو ہے چشم بیمار
سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش

جب پردہ شب ریسمان شعاع آفتاب سے بندھا اور معشوقہ لیلی نے آغوش دہر سے کنارہ کیا قاسم نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اس قلعہ مین بآرام تمام رہو مین سیّارہ عیار کو تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کرکے تمھین سپرد خدائے کریم کرتا ہون اور بہر فنائے طلسم جاتا ہون انشاءاللہ چند روز مین پھر آکر ملونگا تمھارا باپ میرا حال سنکر اگر اس شہر کے برباد کرنے کو آئیگا تو عقاب اس سے لڑیگا پروردگار شر سے دشمن کے بچائیگا یہ فرماکر عقاب و سلطان کو طلب فرمایا ملکہ ہٹ گئی شہزادہ نے انسے بھی درباب حفاظت ملکہ تاکید فرمائی اور نشیب و فراز سمجھاکر ارشاد کیا کہ ہر وقت لشکر اپنا تیار رکھنا دشمن سے غفلت نہ کرنا مین طلسم توڑکر جب آؤنگا مالک طلسم تمکو بحکم خدا بنادونگا یہ کہکر انکو رخصت کرکے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کرکے لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا اسمین ظاہر ہوا کہ اے فتاح طلسم دیار عجائبات زمین پر نیرنگ اگر تو عازم جنگ ساحران ہے تو اس مقام پر تو جا کہ جہان عقاب سر ریگ پر بیٹھا ہے اس تخت کو اُٹھوا ایک سنگ سبز زمین مین نصب ہو قلاب اس پتھر مین لگا ہے قلاب مین ہاتھ ڈالکر بقوت نسل صاحبقرانی پتھر کو اٹھا دبا نقب ظاہر ہوگا اس مین اُتر جانا پھر جہان کہین پہونچنا بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا جو کوئی دوست ملے اسکو دشمن خانہ راحت کو مدفن جاننا یہان جو تریاق ہے وہ زہر ہے محبت یہان کی قہر ہے انگبین حنظل ہے گلزار ہر ایک جنگل ہے نوش یہان نیش ہے ہر قدم پر آفت درپیش ہے یہ حال لوح سے دریافت کرکے ہتھیار جسم پر آراستہ کیے اور ملکہ سے کہا۔ ع۔ ترا اللہ حافظ ہے ترا اللہ والی ہے ؛ وہ ناکام تاب ہجر کہان رکھتی تھی زار زار رونے لگی اسمین کنیزین گرد شہزادہ کے جمع ہوکر رونے لگین سب کو شہزادہ نے تسکین و تشفی دی ملکہ نے نذر امام ضامن ثامن علیہ السلام کی اشرفیان باندھین ہر ایک عورت دعا کرنے لگی کہ خدا تعالی ہمارے وارث و مالک کو کامیاب کرے اور

جلد تر صحیح و سالم ہم سے لا ملا دے پھر ہر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمھارا منہ جلد دکھائے بلائیں لیکر رخصت کیا
ملکہ نے اسوقت گھبرا کر بیتابانہ یہ کہا کہ کوئی خط تو ہمکو لکھنا لئے بیوفا دشت غربت میں بھول نہ جانا **نظم**

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا	تسلیاں تو کچھ اے اضطراب دیتا جا	لیے ہیں کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے
بغل میں بیٹھ کے انکا حساب دیتا جا		

الغرض شہزادہ ذیجاہ ان سب سے رخصت ہو کر دارالامارہ میں آیا اور تخت
عقاب کے بیٹھنے کا اٹھا کر تختہ سنگ کو دیکھا دامن گردان کے قلاب میں ہاتھ دیکر نعرہ اللہ یا بزدان پاک
کیا اور کئی ہزار من کے پتھر کو پہلے ہی زور میں گھٹنے ٹیک کر اکھیڑا اور علیحدہ رکھ دیا ہر ایک کو اس زور
بازو پر حیرت ہو گئی مگر اس فرزند نیلتن نے نقب دیکھ کر بسم اللہ کہہ کر اپنے تئیں گرا دیا غلطان و پیچان تحت الثریٰ
کی طرف چلا بعد کچھ عرصہ کے پاؤن زمین سے آشنا ہوے ایک صحراے لق و دق میں اپنے تئیں پایا جرأت رستمانہ
سے قدم بقصد ہمت آگے بڑھایا اب اس مرحلۂ طلسم کی حقیقت سنیئے کہ یہ اول مرحلۂ طلسم ہے اور اسکی مالک یہی
دایہ ملکہ کی **نافرمان جادو** ہے مکان تو اس ابلیسیہ کا وہان ہے کہ جہان اُسنے شہزادے کو لا کر قید کیا تھا لیکن
قلمو حکومت اسکا اس مقام پر ہے یہ صحرا جہان شہزادہ کا گذر ہوا ہے اسی کی عملداری میں ہے جب شہزادہ
اس جنگل میں وارد ہوا غبار زمین سے اُڑ کر بگولا بنا اور اس قحبہ کو خبر کرنے چلا وہ لکا تہ بادشاہ طلسم سے بعد مقید
کرا دینے شہزادے کے رخصت ہو کر اپنی جاے حکومت پر آئی تھی اور دارالامارہ میں اورنگ حکومت پر بغرور
تمام جلوہ گستر تھی کہ بگولے اُڑتے ہوے سامنے آئے اور ان میں سے پیر نکلے اور مجسم بشکل انسانی ہو کر گویا ہوے
کہ اے ملکہ ہماری آپ غافل کیا بیٹھی ہین دشمن سر پر آ پہونچا یعنی وہی شہزادہ جسکو آپ نے پیشتر قید کیا تھا
لوح طلسم پا کر آپکے علاقہ میں آیا ہے خبر شرط تھی وہ کی گئی آئندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہہ کر پھر وہ پیر بگولے
بنکر اُڑ گئے اور اُس مفسدہ نے یہ خبر سنکر دست تاسف ملے اندوہ و غم میں پر ملال ہو کر سر بگریبان ہوئی اور
کہا افسوس بادشاہ طلسم کا گھر برباد ہوا واے غضب اُسنے خداوند کو بھی مارا اور دختر شاہ کو بھی خراب کیا اب
مناسب ہے کہ شاہ طلسم کے پاس جا کر اسکا حال کہوں پھر آپ ہی کہا کہ اتو یہ مفسد میرے گھر آ گیا ہے اسکو قید کیے
لیتی چلوں یہ کہہ کر اپنی بیٹی **شرارہ جادو** کو طلب کیا اور اُسکو جو کچھ فہمائش کی آئندہ بیان اسکا ہوگا اور
یہ سب انتظام کرکے بہر گرفتاری شہزادہ روانہ ہوئی اسکا حال بھی مذکور ہوگا ۔ مگر کیفیت شہزادہ والا گہر لکھی
جاتی ہے کہ وہ دلاور جب بیابان پرخار میں قدم زن ہوا اگولون کو دشمن طرح جگر میں دیکھا جھاڑیوں سے یہ ظاہر
تھا کہ برنگ زلف خاطر وحشت میں بھی الجھن ہے دھوپ کی تپش سے دل حاسد کی طرح جلن ہے پہاڑون
کے پتھر جو شرر ریز ہین شمع مجلس مصیبت انگیز ہین درہ اے کوہ نقشہ دہان حریص دکھاتے جھاڑ سے کھلے
نظر آتے ہین تمام جنگل خانہ بخیل تھا آنے والا یہان کا ذلیل تھا کھانا ملنا کیسا پانی تک نایاب تھا ہر طائر بخود
خواب تھا مسافر صحراے اندوہ و محن بے دانہ و آب خستہ و خراب بدشواری راہ طے کرتا تھا نہ دریا ملتا کہ پیاس
بجھاتا نہ سایۂ درخت پاتا کہ ٹھہر جاتا کہ بموجب **ابیات**

ہوائیں چلائے لپٹیں سارے تن سے
طلسمی سب زمین و آسمان تھے
وہان سے غیر ممکن بچ کے جائے

ہوے شعلے سے پیدا سب بدن سے
بشر جانبر نہ ہوتا تھا وہان سے
گرفتار اجل آئے تو آئے

سراسر سحر کے سامان وہان سے
نکل سکتا نہ تھا قید مکان سے

شہزادہ ببرکت لوح طلسم ہوشربا سے محفوظ تھا اور قدم ہمت بڑھائے چلا جاتا تھا یہان تک کہ دو پہر کامل رہ ہردی کی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور رہ ہرد دشت ظلمات قریب ملک مغرب پہونچا اس بادیہ گرد صحراے پُر آفت نے بھی اُس جنگل کو طے کیا نیرنگی طلسم سے ایکمرتبہ لالہ زار ہمیشہ بہار مین گذر ہوا یہ مسافت کشیدہ و گرسنہ مرغزار مین درختان سایہ دار کے آکر ٹھہرا ہوش بجا نہ تھے جان آگئی سبزے نے تراوٹ آنکھون مین بخشی وہان بیٹھکر دم لینے لگا کیفیت سرسبزی صحرا فرحت بخش دل ہوئی محنت کی طے منزل ہوئی ہر سمت گل پھولے نظر آئے شاہدان دہر گویا انجمن مین بہار عارض رنگین دکھلاتے تھے میوون کی اسقدر کثرت تھی کہ زمین وہان کی خوان پُر الوان نعمت تھی پتے جو زمین پر گرے تھے گویا فرش زمردی بچھا تھا گلون کی سرخی سے شمع انجمن بہار مین روشن کرنا ظاہر تھا شاہدان چمن برنگ معشوقان لباس سبز سے مزین ہو کر زیب دہ محفل بہار رنگ رلیان مناتے تھے نہالان دشت ایسے پھلے پھولے تھے کہ پھولون نہ سماتے تھے جانوران خوش الحان شاخون پر چہچہاتے ترانے خوشی کے گاتے تھے چشمے وجد مین آکر جوش مین بلبلین خروش مین

ابیات مؤلف

سنبل سب جو تھا لہلہاتا
جس طرح سے مسکرائے جانان
ہر نخل تھا رشک قامت یار

گلشن کی طرح وہ دشت سارا
ہر گل جوبن نیا دکھاتا
شاخون پہ تھے مرغ چہچہاتے
ہر گل تھا بہار روے دلدار

بوے گل سے مہک رہا تھا
یون کھل رہی تھین گلون کی کلیان
اپنی اپنی سی وہ بھی گاتے

شہزادہ اس بہار کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک روبرو سامنے چند تخت اُترے اُسمین سے ایک تخت جواہر نگار تھا کمال ہی طرحدار تھا اُس تخت پر ایک معشوق طرحدار سوار تھی اور دوسرے تختون پر کنیزین اُسکی کہ ہر ایک کنیز حور کردار تھی اس غیرت بخش صد بہار کے حسن کی یہ صورت آشکار تھی کہ زلف اُسکی مار سیاہ سے زیادہ زہریلی جس کے کاٹے کا منتر نہین اُسکی ہمسر سنبل تر نہین صیاد حسن کی یہ دام ہے آزاد اس سے کہان مرغ دل ناکام ہے دل عاشقون کے اس میں یون چسپان جیسے سنبل پر قطرۂ شبنم آویزان روے پُر نور لبان آفتاب شبنم اُس کے روبرو تجلی طور شعاع مہر اُسکو دیکھکر بیتاب جبین وہ نور آگین کہ بخ سوا اُسکے سامنے فق آفتاب حسن کی وہ افق آئینہ خجلت سے روبرو اُسکے پانی پانی سکندر کو سراسر حیرانی صانع خط جبین سے ایسا محظوظ ہوا کہ اُسکو لوح محفوظ کہنا زیبا تھا وصف ابرو کیا تحریر ہو کلک شاخ آہو سے تسطیر ہو طاق حرم تجلی جبہ نہین نہین بسم اللہ کتاب حسن مد چشم نرگسی سحر نما یا کالا کافر بلکہ ساحر خود ہی ساقی و خود ہی ساغر طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش غمزہ و ناز مین اُستاد وصف دہن مین باریکی سخن درکار ہے مطلب گم ہر بار ہے سینہ ہر چہ تمام باغ خوبی کی ناشپاتیان جل عشاق لبھاتیان ان
خلاصہ یہ کہ از سرتاپا وہ صنم زیبا خدا کی شان تھی یہ اُسکی آن بان تھی نظم

سراپا اس میں پیدا تھی نزاکت
بلا کا قد بالا تھا قیامت
بھرا ہر اک سخن میں اسکے اعجاز
ادا لائے اس نے معشوقانہ انداز
بلائے جان تھے گیسوے سیہ فام
جنھیں دیکھے سے جائے صبر و آرام
قیامت تھی وہ آنکھیں سحر آمیز
نگہ کرتی تھی ہر دل پر چھری تیز
پتہ پائے نہ ہرگز عاشق زار
بنے مثل نرگسی آنکھوں کا بیمار
طبیعت جال میں زلفوں کے الجھے
پڑے ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھے
گل عارض سے تھا گل کھلا تھا
کنواں چاہ زنخداں کا جھکا تھا
غرض وہ تخت سے اس جا اتری
ضیائے مہ تھی جو صحرا پہ اتری
تجلی ٹھاٹھ کے دامن تانے کے ساتھ
اٹھایا ہر قدم انداز کے ساتھ

کنیزان سمنبر نے ایک چشمہ کے کنارہ سبزۂ زنگاری پر فرش اطلس سرخ بچھایا چشموں کو سرخ کر دیا گلستان شراب ارغوانی کی ساغر بلورین اور زنگیر جو گھڑے وغیرہ سامنے مسند کے چن دیے جب بزم آراستہ ہو چکی وہ زینت انجمن مسند پر آ کر جلوہ فگن ہوئی اسوقت اس صحرا کی رونق و سرسبزی کا عجب عالم تھا کہ گل لالۂ عارض شاہدان سبز رنگ کھلے تھے چاندنی کا لب جو مزا ہر کیف تھا اس گلبدن کا گیسوئے مشکبار دماغ شاہد بہار بساتا تھا جا بجا گھڑی دن باقی عجب انجمن اور عجب ساقی دھوپ کی ہلکی ہلکی زردی سلطان بہار کے ملازموں کی سنہری وردی جانوران صحرا خوش فعلیاں کرتے پرند اڑتے پھرتے مرغان آبی ندیوں پر لوٹ لوٹ کر رہے سبزۂ نوخیز لہلہاتا پانی چشموں کا تراوٹ آنکھوں میں دیتا ایسی بہار میں معشوقان گل پیرہن کا برلب جو محفل آرا ہونا زاہدان خشک لب کو تر دامنی کرتا دل سے توبہ کو بھلاتا غرضکہ جب وہ رونق کاشانۂ بہار مسند پر بیٹھی بہرین پانی کی دیکھتی تھی اور ساغر مے لبوں سے لگا کر چشمۂ حیوان میں حباب پیدا کرتی تھی اسی کیفیت فرح افزا میں یکایک گوشۂ صحرا کی طرف سے نعرۂ عاشقانہ کی صدا پیدا ہوئی اس بہار کے لیے دیوانہ بھی درکار تھا بغیر قیس سونا یہ دشت پر خار تھا اس لیلی غدار کا مجنون بھی آیا دل پر داغ و جگر پرخون بھی آیا آشفتہ گیسو ژولیدہ مو گریبان چاک سر پہ اڑاتا خاک آنکھوں سے سیل اشک رواں نہ تا بہ آستین نہ دامان اس ہیئت سے ایک شخص بے سر و سامان دکھائی دیا عقل و خرد سے دور انسان دکھائی دیا بیابان کی خاک اڑاتا تھا حسن صحرا کی دھجیاں بناتا تھا اور حالت دیوانگی میں یہ اشعار زبان پر لاتا تھا آہ سرد کی ہوا چلاتا تھا نظم

بھیجا ہے ہمارے پیک غم کو
زنجیر ہلا رہی ہے ہم کو
اب وحشت کہاں کہاں یہ دلگیر
آئے ہیں پیام طوق و زنجیر
اب قید ہی ہم ہیں اور زندان
سنسان رہیگا یہ بیابان
ہے ہم سے جنون کا گرم بازار
جب ہم نہ ہوے کہاں یہ دربار

جب وہ دیوانہ قریب اس پری کے جو کنارہ دریا نگین تھی پہونچا بے اختیار پکار اٹھا اے سفاکہ و قتالہ خنجر ابرو کا ایک وار ادھر بھی لگا کر دیکھو کہ دل بھی ہے اور جگر بھی اس غارتگر ہوش نے یہ صدا سن کر عاشق شوریدہ سر کی طرف دیکھا اور تیغ نگاہ سے کام اسکا تمام کیا یہ عالم ہوا

ابیات لمؤلفہ

جھجک کر جھجک رہ گئی ایکبار
بلا سن ہو عشق لاکھ ادا پر نثار
سمٹ کر بدن کو چرانے لگی

حیا نیچی نظرین دکھانے لگی تو | کبھی چوری چوری سے دیکھا ادھر | کبھی منہ کو شرما کے دیکھا ادھر
کبھی ہنس کے دیکھا کبھی رو دیا | کبھی ہاتھ مل کر تاسف کیا | پھر بصد انداز اُس سراپا ناز نے

آہستہ سے کہا کہ اے عاشق بیتاب واسطہ اپنے دین و مشرب کا اپنی جوانی پر رحم فرما جلد یہاں سے چلا جا اور میں ظالم کے بس میں ہوں طائر آسا مقید قفس میں ہوں تو کیوں اپنی جان گنواتا ہے یہ کہکر رونے لگی گوہر اشک برسانے لگی پھر تو شیدائے یکہ تجرہ میں عجب عالم ہوا کہ مل اُسکی بیکسی پر بیتاب تھا فقط مثنوی از ارشاد داستان گو

یہ کہتے دونوں سے بجور و جواب | تھی صدمہ عشق سے وہ بیتاب | کرتا تھا یہ باتیں شور کر کے
رہ جاتی تھی وہ ابسور کر کے | پر لیتا تھا دور سے بلائیں | دکھلاتی تھی وہ اپنی ادائیں
کہتا تھا کہاں ہے یہ جاتی | انگلی تھی وہ دانت سے دباتی | ہو چین بجبیں وہ مسکراتی
معشوق ہیں اپنا تھی دکھاتی | کہتا یہ جواب بات کا دو | پھر پھر کے مری طرف کو دیکھو
ورنہ میں اپنی جان دونگا | تنکے چن چن کے میں مرونگا | وہ کہتی خفا ہو فیل مت لاؤ
رسوا نہ کرو بس اب چلے جاؤ | تا صبح ٹھنڈی سانس بھرتے | خون اپنا عبث ہو ہم پہ کرتے
واہی ہو زیادہ مت بکو تم | جا کر کہیں اور جان دو تم | ہے ایسا جو دشمنوں کو سودا
قصہ میں کھلو اؤ لے گھر جب

اُس عاشق پریشان نے دکھائی جانان کی دیکھکر منت کہا کہ اے ساقی بیحجاب مجکو یہ تمنا ہے کہ ایک جام شراب اپنے لبوں سے لگا کر تو مجکو عطا کر کہ میں اسی وسیلہ سے تجھے لب بلب ہوں کہ بیت

با یار شکر لب و گل اندام | بے بوس و کنار خوش نباشد

اس نازنین نے آنکھوں کو پھیر لعنی ساغر انکار کو چھلکا دیا کہ نہیں اُس عاشق نے پھر منت کی ناچار معشوقہ نے تیوریاں چڑھا کر جام مے گلفام سے لبریز کیا اور اپنے لبوں سے لگا کر پیمانہ چشم کو گردش دی اور دست نگارین سمت شیدا بڑھایا آفتاب مرحمت نے ذرہ نوازی کی کمن محبت سے طلوع ہوا عاشق سرشار دوڑ کر قریب اُس ساقی کے آیا چاہتا تھا کہ جام دست رنگین یار سے لون لیکن فلک کو رشک آیا آندھی پیدا ہوکر ایک دیو بدست تیورو دانت اہو اصحرائے اُس پری کے پاس آیا اور پکارا کہ بیت سب ٹھا ٹھ پڑا رہ جائیگا جب لاد چلیگا بنجارا دیکھو نہ جانیگا ۚ دیکھو قریب آج کیا اپنا پائیگا ۚ اس گلبدن نے گھبرا کر کہا اور دیو میں نے تجھ سے ہزار مرتبہ کہا ہے کہ تو میرے مقدمہ میں دخل نہ دیا کر تم نے اس بیچارے سے واسطہ ہی کیا ہے میں قسم کھاتی ہون کہ اس شخص کی پہلو میں کبھی نہیں بیٹھی ہون یہ ہمیشہ میرا عاشق زار رہا پھر اگر میرے دیکھنے کو یہ آگیا تو کچھ گناہ نہ کیا نہ صاحب میں ایسی قید تیری نہ اٹھاؤنگی اور موئے تو کیا میرا حاکم ہے کہ تیرے مارے میں کسی سے بات نہ کروں میں کسی کی لونڈی باندی نہیں ہون دیو نے کہا اے جان من اس تیرے عاشق کو آج بغیر قتل کیے نہ رہونگا یہ کہکر جانب عاشق لپکا اس سیمتن نے اُسے اُٹھکر روکا اور کہا اے دیو تجکو میری جان کی قسم تجکو حضرت سلیمان کی قسم جو تو اس بیچارے کو ستائے دیکھ میں کہے دیتی ہوں کہ میرا کہنا جو تو نہ مانیگا پھر میں تیرے

پاس نہ رہون گی اور ہر ایک سے ہنسا بولا کرونگی دیو نے کہنا اس ماہ پارہ کا مطلق نہ سُنا اور اس عاشق خستہ تن سے لپٹ گیا وہ گلرو پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ اے عاشق نامراد و ناشاد مین تجھ سے کہتی تھی کہ یہان نہ ٹھہر مجھ سے بات نہ کر تو نے نہ مانا آخر اس ظالم کے ہاتھون تیری جان گئی یہ معشوقہ باتین تو کر ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے شور فریاد اور سنائی دیا اور ایک ادھیڑ عورت کو دیکھا کہ برہنہ سر زانو پیٹتی منھ پر طمانچے لگاتی ہائے فرزند ہائے ہائے بیٹا کہتی آتی ہے اور اُسکے ساتھ اور بہت سی عورتین سر و سینہ پیٹتی اے میرے شہزادے ہائے ہائے ہائے گودون کے پالے کہتی آتی ہین اور وہ عورت جو ادھیڑ ہے اس طرح روتی ہے کہ دل سنگ بھی آب ہوتا ہے صبر و قرار آرام خاطر طائران و وحشیان صحرا کے دل سے جاتا ہے اور یہ بین کرتی ہے **نظم**

ہے ہے میرے دل کے چین بیٹا
دم بھر بھی ہوے نہ شاد فرزند
اب کو کدھر چلی یہ مان کدھر جائے
کیونکر دیکھون گی دم نکلتے
کب رات کو چین سے مین سوئی
یون دیو کو منھ مین دھرتے دیکھون

ہے ہے مرے نور عین بیٹا
پالا تھا تمھین بڑے عزیت
آتی نہین موت بھی کہ مر جاے
پائی جب داری تو جیتی
تم روئے تو رات بھر مین روئی

ہے ہے مرے نامراد فرزند
مین زندہ ہون تمکو کھائے عزیت
بچے لوگو یہ غضب ہین سب ملتے
صدقے ہو ہو کے تپسے جیتی
آج اس طرح تمکو مرتے دیکھون

اسی طرح زاری کنان وہ سب عورتین متصل اُس جوان کے پہونچین اور دیو کی بھی منتین کرنے لگین لیکن اس لعین نے نہ مانا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان کو چیر پھاڑ کر کھا جاے اسوقت اُس ادھیڑ عورت نے بلبلا کر چارطرف نگاہ کی اور شہزادہ **قاسم** کو ایک سمت استادہ دیکھ کر پکاری کہ اے نوجوان مین نے سُنا ہے کہ آپ وارث غریبان و والی بیکسان ہین فرزند **حمزہ صاحبقران** ہین واسطہ اپنے دین و مذہب کا میرے بچے کی جان بچائیے اس بلا سے چھڑائیے یہ فریاد اسکی سنکر شہزادہ دلاور نے نعرہ مار کر باش اودیو جفاکار او چھپیٹ کر اپنے تئین قریب اسکے پہونچایا دیو اس نوجوان کو چھوڑ کر اُس بہادر سے لپٹ گیا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی سحر چلنے لگی وہ عورت اور عورتون سے گویا ہوئی کہ اے لوگو دعا کرو کہ یہ بڑا باپوت اپنی میّا کا لال جو مجھ دکھیا کے بے اس آفت مین پھنسا ہے اس موذی کے ہاتھ سے نجات پائے سب عورتین گود پھیلا کر شہزادہ کو دعائین دینے لگین اور وہ ادھیڑ عورت شہزادے کے پاس اُسی کشتی لڑنے مین آئی اور بلائین بار بار لیتی تھی کہ تیرے صدقے تیرے قربان تیری جننے والی کا کلیجہ ٹھنڈا رہے خدا کرے وہ اپنی مانگ کوکھ سے آباد رہے جیسا اسکا بچہ میرے اسوقت آڑے آیا یہ کہتی تھی اور بلائین پشت کی طرف ہاتھ پھیر کر شہزادے کی لیتی تھی اُسی دست بردی مین وہ لوح کا اسکی گردن مین سے اسنے کاٹ دیا اور دوسرے ہاتھ سے لوح کو کھینچ کر اپنے قابو مین کیا شہزادہ بہ برکت لوح اُس دیو پر غالب تھا اور اسکو پچھاڑا چاہتا تھا لوح کے جانے سے پھیانے لگا دست و پا چھوٹا قت ہوے یقین تھا کہ زیر ہو جائے اسوقت بموجب ع - خدا مہربان ہو تو کل مہربان ہ نیکی آگے آئی وہ جوان عاشق کہ بیٹا ہے **نافرمان** کا اور وہ ادھیڑ عورت وہی دایہ اسکی مان ہے جو شیطانیہ نے

ایک عورت کو پہلے معشوقہ بنا کر بھیجا تھا اور دیو اک مرحلے سے کہہ دیا تھا کہ تو ایسا کرنا پس اس مکر سے لوح اُس نے
شہزادے سے لی ہے چنانچہ فرزند دایہ مذکور بہمت مردانہ شہزادہ دیکھ کر برسر ترحم ہوا کہ اس بیچارے نے میرے واسطے
اپنی جان گرامی کو دریغ نہ کیا ایسا میرے بدلے اس دیو سے لڑنے لگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا بہادر
مبتلائے بلا ہو کر مارا جائے چنانچہ ایسا کچھ سوچ کر دوڑا اور اپنی ماں کے گلے سے لپٹ گیا اُسنے محبت بیٹے سے لپٹایا
اُسنے ایک ہاتھ اُسکے منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُس طرح دبایا کہ وہ بڑھیا پیرزال فرہادکش جان شیرین
سلامت نہ لیجا سکی روح نجس اسکی بُرے مقام کی طرف سے نکلکر قعر جہنم مین پہونچی اور اُس رحم دل نے لوح
لیکر شہزادے کو دیدی شہزادہ نے دیو کو اُٹھا کر زمین پر مارا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا اُدھر اس دایہ کے مرنے کا
شور برپا تھا اب دیو کے مرنے کا غلغلہ بلند ہوا اور تمام جنگل برباد ہوا درخت جڑ سے اُکھڑ گئے پانی چشمون کا
خشک ہو گیا اندھیاں آئین پریون نے اُس کے فریاد کی ہی تاریکی مین وہ نازنین عورت مع سب عورتون کے
بھاگ کر اور لاشہ دایہ اُٹھا کر جانب بادشاہ طلسم گئی جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا فرزند دایہ شرارہ جادو نے سر عجز
قدم اقدس شہزادہ پر جھکایا اور اپنی ماں کے مکر سے آگاہ کیا شہزادے نے سر اُسکا سینہ سے لگا کر اُسکی خیر خواہی کا شکریہ
ادا کیا اور فرمایا اے بہادر انصاف پسند تو میرا بھائی ہے مین عمر بھر تیرا احسان مانون گا اُسنے عرض کیا کہ میرے قلعہ
مین تشریف لے چلیے سب کو مطیع اپنا کیجیے شہزادہ اُسکے ہمراہ کچھ دور جاکر قلعہ نافرمانیہ مین آیا اور اُس سے فرمایا کہ
تم میرا خط لے کر اپنے ہمراہ اُن لوگون کو کہ جو تمہارے دوست ہون اور جانب قلعہ جام روانہ ہو کیونکہ بادشاہ
طلسم میرا حال سنکر یہان آئیگا اور مین فتاحی طلسم کو جاتا ہون تم کو تنہا پاکر ضرر پہونچائے گا یہ حکم سنکر وہ آمادہ سفر
ہوا اپنے افسران لشکر اور اکابرین شہر کو بلا کر سوال اطاعت کرنے کا کیا جسنے کہ اطاعت کی اُسکو اپنے ہمراہ لیا
اور مال و اسباب بار کرا کے شہزادہ سے نامہ لیا شہزادہ نے **عقاب** بن **جام** کو سرفراز نامہ لکھا کہ اے
بادشاہ شہر جام یہ دوست صادق اور محب واثق ہمارا تمہارے پاس آتا ہے بجائے ہمارے اسکو سمجھنا اور بڑی
آسائش سے رکھنا یہ نامہ لیکر وہ روانہ ہوا اور مرحلہ ٹوٹنے سے راستہ تو کھل گیا تھا ہی بہت جلد شہر جام مین آکر
مقیم ہوا اُدھر شہزادہ اس قلعہ سے نکلکر اور آگے چلا لیکن بادشاہ طلسم کا ماجرا سنیے کہ وہ اپنے دربار مین کہہ رہا تھا
کہ شہر جام کے تسخیر کرنے کا مدت سے مین ارادہ رکھتا تھا دیکھیے خداوند نے ایسی قدرت نمائی کی کہ وہ شہر آپ ہی
تسخیر ہو گیا اور نبیرہ حمزہ بھی قتل کیا گیا سب کام میرے بنگئے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا کان مین
آئی اور روتے ہوئے کنیزین لاشہ نافرمان لیے اُترین اور پکارین کہ اے شاہ طلسم دایہ اس طرح سے ہلاک
ہوئین جملہ ماجرا دایہ کے مکر کرنے کا عرض کیا شاہ یہ حال سنکر سُن ہو گیا اور کف افسوس ملکر گویا ہوا کہ ہائے افسوس
یہ خداوند نہ تھے وہی مسلمان تھا جس نے خداوند کو ذبح کیا اور خون اُنکا ہمارے ماتھے پر لگایا اب ملک بھی گیا
بیٹی بھی خراب ہوئی مین جانتا ہون یہ میری دختر نے کچھ تدبیر کر کے خداوند کو قتل کرایا غرض دیر تک یہ بادشاہ اپنے
حال پر رویا پھر لاشہ دایہ کے اُٹھنے کا حکم دیا اور آپ طلسم کشائی گرفتاری کے لیے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت

ایک ساحر جبران جادو نام سرداروں ذی احترام دربار میں حاضر تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض پیرا ہوا کہ حضور
جانب شہر جام جائیں اور مطیعان شہزادۂ ناکام کو گرفتار فرمائیں میں جاتا ہوں اور اُس بدانجام کو مع جمیعین کر
قید کرکے لاتا ہوں بادشاہ نے اُسکو خلعت رخصت عنایت فرمایا کہ وہ روانہ ہوا حال اسکا وقت پر
بیان ہوگا بعد اُس کے جانے کے بادشاہ نے حکم آراستگی لشکر دیا نفیر سحر پھنکی کرنا کا شور بلند ہوا نائے ترکی کی
صدائے ترک فلک چکرایا ہر ساحر توسن غضب پر سوار ہوا قہر خدا آشکار ہوا ردے ہوا ابر سحر سے رنگین تھا
رشک دہ نگارخانۂ چین تھا مار و عقرب کی بارش تھی بیرون سے سازش تھی کئی لاکھ ساحر طیار اژدر پر سوار
تھے ہاتھوں میں تازیانۂ مار رہے جادو کی پڑھنت سامری کے منت پڑھتے اپنے کرتب دکھاتے تھے پرے
جمائے رہے ہوا پر نظر آتے تھے جب لشکر تیار ہو چکا بادشاہ نے سوار ہونے کا قصد کیا اُس وقت اور دو
سرداروں نے کہ نام اُن کے نیران وہومان جادو ہیں عرض کیا کہ اے شاہ آپ توقف فرمائیں
ہم جاتے ہیں اور سب مفسدوں کو پکڑ لاتے ہیں بادشاہ نے اُن کو رخصت فرمایا اور کہہ دیا کہ میری دختر کو بھی
اسیر کرکے بحال خراب لانا یہ دونوں اژدر سحر پر سوار ہو کر اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور کسی جگہ
راہ میں قیام نہ کیا بر سبیل یلغار چلے یہاں تک کہ بہت جلد قریب قلعہ جام پہونچ کر سواری قلعہ مذکور کو لینا چاہا
یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ فوج دشمن سر پر آگئی وہ بھی اپنی فوج تیار کرا کر باہر قلعہ کے نکلا ساحر اُڑتے
ہوئے آئے دلاوروں نے پرے جمائے غول ہر سمت جا ہے آگیا بتاؤں نے اُس انجمن سحر میں چراغ جلائے
بیروں نے بھنبھیٹیں بائیں یوں مین حیاں آئیں برجی تھالیوں کی بجت بندھ گئی شعلہ ہائے سحر رقصاں ہوئے ڈھیرو
بجا بیروں کے راگ شروع ہوئے مہر سحر ایسا ہوا کہ ڈھول بجنے لگا غرض ساحروں نے دیے سحر کے جلائے
بیر جو لیے دیے تھے اُسوقت کام آئے زمین ہیبت سے شق ہوگئی ابر چھا گیا آندھیوں کا طوفان عالمگیر ہوا
اسی ہنگامہ آفت زا میں برق شمشیر چمکی یعنی ہومان و نیران نے حکم دیا کہ فوج ہماری کئی لاکھ ہے اور گروہ
مخالف چند ہزار پھر کیا ضرور ہے کہ ایک ایک سے لڑکر دیر لگائے اُن کو ہر سمت سے گھیر کر مار لینا چاہیے
افواج لشکر بہ حکم سنکر محاصرہ پذیر ہوئے چار طرف سے گھیر کر فوج نے حملہ کیا مار مار کی صدا بلند ہوئی اژدہیکار
دلاوروں نے نعرے مارے ساحر تو ناچاری کو دھنتر کے پاس لاج دینے لگے دشمن کی جان لینے لگے ہزار ہا
نشان کفر و ضلالت کی جبین شان کھلگئے میزان جنگ میں مرنا مرد تلگئے غازیوں کے غوزوں نے جسد کو مسافر روح کیلئے
دشت ہولیجز بنا دیا آتش غیظ و غضب بھڑکا کر جنگل جلا دیا نارنج ترنج ناریل گولے وغیرہ اُچھلنے لگے یہ گو
اور یہ میدان گویا کھیت تھے آگ دھتورے کے پھل پر ہر ایک بن بھنگیا لی تھی گُل کی چراہند ہر جان
چرخندی ہو کر بھاگی تھی ایک طرف دلاوروں نے ترکش خالی کر دیئے تھے تیروں کے بیروں نے کلیجے چھنیٹ
میں لیے تھے سیہ من کالی کالی تھیں بلکہ کالی کلکتے والی تھیں تلوار خون آلودہ ان پر پڑی تھیں کالی کی
نکلی ہوئی زبان کا نشان دیتی تھیں کمانیں چلا چلا کر سحر ایسا بہتی تھیں کہ سُن کر تن سے جانیں نکلی تھیں۔

تیرون کی سائین سائین بھی زال تھا سحر پڑھتی تھی یون کی صورت چھائی تھی تلوارون کے ضیا کے چھو منتر کی صدا تھی خنجر عامل جان کے سینے صفا رہے کل عمود کا چلتا تھا گویا ساحر سحر پڑھتا تھا تیغ کا افسون بڑا جلالی تھا۔ مقدمہ خالی تھا کہ بموجب ابیات

وہ بادِ مخالف بھی رن مین چلی
روان تیر کا مینہ فوراً ہوا
کہ سر چڑھ کے وہ جان کو لیتے تھے

نہ کلوا نہ بھیرون کا یہ شور تھا
گئی نخل ہستی کی مرجھا کلی
جو تھے سحر خوان کلمہ ہائے عمود
انھیں بھینٹ مین مغز سب دیتے تھے

جو کچھ تیر کا تیغ کے زور تھا
جو سوفار کے لب نے منتر پڑھا
بڑی انکے جادو کی دن مین نمود

از بسکہ عقاب فوج کم رکھتا تھا بسبب گلدستہ طلسم کے ہمیشہ بادشاہ طلسم پر غالب آتا تھا کیونکہ اُسکے باعث سے سحر اُس پر اثر نہ کرتا تھا وہ گلدستہ اب باقی نہین پس لشکر سارا کام آیا بہت سے ساحر فرار ہوئے ملک سلطان وعقاب زخمون مین چور ہو کر میدان مین گر پڑے ساحران عدو نے بلوہ کرکے سب کو گرفتار کر لیا بہت ساحر ہلاک ہوئے باقی بھاگ کر زندہ بچے دشمنون نے طبل فتح وظفر بجایا ہومان وتیران نے قلعہ پر حملہ کیا رعایائے شہر دست ادب باندھ کر باہر نکل آئی اور عرض رسا ہوئی کہ ہم بے خطا ہین اُن کو امان ملی تمام شہر تسخیر ہوا سیا عیار بھاگ گیا اور قیدیون کو طوق وسلاسل پہنا کر ہومان محل مین گیا اور ملکہ بنفشہ کو مع انیسون وغیرہ کے اسیر کیا اس قدر عزت اُسکی رکھی کہ زنجیر طلائی پاؤن مین ڈال کر پالکی مین سوار کر لیا ملکہ کا یاد مین شہزادے کی آہ وزاری کرنا گریہ وزاری کرنا آگے بیان ہوگا الغرض سحر کے تختہ پر قیدیون کو ڈال کر شادان وفرحان یہ ساحر باد قلعہ طلسم کی طرف روانہ ہوئے اور بہت جلد راہ طے کرکے پہنچ گئے شاہ نے قیدیون کو زندان سخت وصعب مین بھیجا اور فرمایا کہ وہ نبیرہ حمزہ بھی گرفتار ہو کر آئے تو اُسی کے ساتھ سب کو قتل کرون گا یہ سب تو بیچارے قید مین ہین بادشاہ طلسم انتظار بیران مین ہے لیکن شہزادہ قاسم جو قلعہ نافرمانیہ سے نکلکر روانہ ہوئے نیرنگی طلسم راہ مین دیکھتے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک روز صحرائے سبزہ زار وبیشہ خرم ودلپذیر بہار مین گذر ہوا کبھی ایسا گلشن بھی نظر سے نہ گذرا تھا صحرا ایسا تھا کہ جسکے ہزار دن جاری وزان باد بہاری درختون کی سبزی زبان برگ سے آنکھون سکھ کہتے ٹھنڈک لیتی گلہائے رنگارنگ کی سرخی آنکھون مین کھبتی شاخین مال اثمار سے جو نہال تھین ہر ایک بل بارم سی جھکی ہوئی تھین بے ساز وبرگی سے بری دست خزان کے ظلم سے بچی ہوئی چمن آرائے باغ عالم نے وہ وہ گلکاریان اُس صفحہ غبرا پہ بنائی تھین کہ مرقع دہر مین ایسی صنعتین کہان نظر آئی تھین گلہائے خود رو سے چراغ ایوان بہار مین روشن صدر نشینان انجمن گلہائے چمن تھے پھولون کا جگہ جگہ انبار طرفہ بہار

نظم

گل کھلے تھے ہر طرف کو بیشمار
وہ کنول تھے شمع ایوان بہار

چہچہاتے نغمہ سنجان بہار
جنگ مین فوج خزان سے ترک گل

تھے کنول کے پھول چشمون مین کھلے
تختہ صحرا تھا میدان بہار

اُس دشت رنگین مین ایک طرف کو ایک دیو لکڑی کا استادہ اور ایک ہاتھ مین اس کے طنبورہ تھا

دوسرے مین گرز رکھتا تھا اور دوسری جانب کو ایک جوگن کھڑی تھی وہ بھی تصویر لکڑی کی تھی اُس کی صورت مثل پری تھی حلقہ زری سر پر تھا کنڈل اور مندرے کانون مین پڑے تھے بال سر کے بکھرے ہوے تھے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی تھین پشواز زرتار پہنے تھی وہ حسن و صورت دکھتی تھی کہ واقعی تصویر آذری تھی زلف اُسکی بیکھے ہوے کافر کیشی تھی آنکھ ہر ایک جادو بھری تھی چتون سے فریب پیدا سر تا پا ستمگری کا نقشہ بین کاندھے پر رکھے لبون سے تبسم ظاہر نگاہون سے عشوہ و غمزہ ہویدا دیو کو دیکھ رہی تھی گویا دیو کے مقابل مین پری تھی شہزادہ یہ حسن زیبا اُسکا دیکھ کر عالم حیرت مین تھا کہ یکایک ایک طوطا اُڑتا ہوا آیا اور جوگن کے سر پر بیٹھ کر پکارا کہ اے ناہیدۂ طلسم شہزادہ والا نژاد ایسا شخص قدردان اس دشت مین اتفاق سے تشریف فرما ہوا ہے کچھ ہنر اپنا اُسکو دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ تصویر انسان ہوئی اور بین بجانے لگی جوگیا گانے لگی اور اس طرح ناچی کہ دل قابو مین شہزادہ کا نہ رہا گویا ناہیدہ فلک کا ناچ برج سنبلہ مین ہوتا تھا یہ اُس کا عالم تھا کہ بقول میر حسن

مثنوی

ہوئیں بین پر انگلیان یون دوان
کہ ہاتھون سے اسکے ہوا دل روان
روان و دوان کر دیا جان کو
رلایا ہر ایک جن و انسان کو
نظر حسن پر گاہ گہ بین بسر
سراپا دل اس نعبت چین بر
رہا تن بدن کا نہ کچھ اسکو ہوش
بنا گل وہ جون نقش با چشم و گوش

یعنے شہزادہ اسکے گانے بجانے پر ایسا شیفتہ ہوا کہ آئینہ کی طرح حیران سکتے مین کھڑا تھا اس اثنا مین وہ جوگن ناچتی ہوئی سامنے اُس دیو کے گئی وہ بھی گرز پھینک کر طنبورہ بجانے لگا اور ناچنے لگا شہزادہ مالک لوح طلسم تھا اس سبب سے ہوشیار رہا ورنہ بیہوش ہوجاتا از خود فراموش ہوجاتا اُسی بیخودی مین یہ خیال آیا کہ لوح کو ذرا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے بس فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ سب نیرنگی طلسم ہے جادو کا ڈھکوسلا ہے تو لوح طلسم کو ان دونون جوگن اور دیو کے درمیان مین ڈال دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے شہزادہ نے فوراً لوح کو اُتار کر درمیان مین ان دونون کے ڈالا لوح کے گرتے ہی وہ طوطا جو جوگن کے سر پر بیٹھا تھا اُڑ کر دیو کے سر پر جا بیٹھا اور پکارا کہ اے دیو مار اس غیبانی کو کہ اسنے خواہ مخواہ کی تتنی بجا رکھی ہے یہ سننا تھا کہ اس دیو نے طنبورہ پھینک کر گرز ہاتھ مین لیا اور چیخ چیخ مار کر سر پر جوگن کے مارا جوگن نے بین کو دیو کے سر پر مارا کہ بین سے شرر نکل کر اُسکو جلانے لگا اور گرز سے آتش پیدا ہو کر رخت ہستی جوگن کو جلانے لگی دھڑ دھڑ دونون جلکر خاک ہوے صحرا بھی سب برباد ہوا اور طوطا بھی جل گیا آندھی آئی آگ برسی آواز آئی کہ ا ر ا ناہیدہ جادو کو بعد کچھ عرصہ کے جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا ایک ساحرہ کی لاش پڑی دیکھی پھر اُس نعش کو بگولے اُڑا کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوے اور شہزادہ سجدۂ شکر بجا لاکر آگے روانہ ہوا اور جب بہت دور نکلگیا ایک کوہ پر شکوہ نظر پڑا درہ مین اس پہاڑ کے قدم رکھا تاریکی پائی بدشواری وہ راہ طے فرمائی جب درہ سے باہر نکلا وہی بیشہ حیرت کہ جہان ملک سلطان کی زوجہ کو قید سے زنگی کے چھڑایا تھا نظر آیا اور اپنے لشکر کو اُترا ہوا پایا اندر لشکر کے قدم زن ہوا سمجھا کہ یہ مرحلہ جو ٹوٹا تو شاید اس طرف کا راستہ طلسم کا کھل گیا

لشکریوں نے شہزادے کو پہچان کر غلغلۂ شادمانی بلند کیا ہمایوں بن شداد سالم شیر شکار ترک جوشن پوش معظم خان بن بہرام اپنے سرداروں کو دیکھا کہ میرے غم میں لباس فقیرانہ پہنے اس وقت فرط عشرت سے ہنستے ہوئے آتے ہیں شہزادہ نے اُن کو بڑھ کر گلے سے لگایا اور اندر بارگاہ کے تشریف لایا مسند مغرق پر تشریف فرما ہوا سرداروں سے حال فتاحی طلسم بیان کیا بعد خاصہ منگایا میوہ کچھ نوش فرمایا اور بسبب خستگی راہ کے پلنگڑی بچھی تھی اُس پر جا کر آرام فرمایا ہنوز اچھی طرح نہ سویا تھا کہ آواز ہیبتناک کان میں آئی گھبرا کر اسکی آنکھ کھلی ایک ساحر خبیث صورت کو سرہانے استادہ پایا کہ لوح طلسم اُسنے گلے سے اُتار لی ہے اور کھڑا ہنس رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی گھبرا کر اُٹھنے کا قصد کیا دیکھا تو آدھے دھڑ کا دم نکل گیا ہے ناچار خاموش ہو رہا اور اس ساحر شیطان سیرت نے نعرہ کیا کہ منم بہران جادو اے مفسد بہت دنوں اُدھم مچایا سارا طلسم تو نے برباد کیا کاہے کو تو پھنستا جو میں یہ دام تزویر تیرے لشکر کی شبیہ بنا کر نہ بچھاتا یہ کہہ کر اس ملعون نے خوب سحر میں اُس بہادر کو جکڑ دیا اور اپنے ساتھ کے ساحروں کو لیکر شہزادہ دلاور کو تخت پر ڈال کر روانہ ہوا اور خدمت شاہ طلسم میں لایا بادشاہ طلسم شہزادہ کو مقید دیکھ کر اُچھل پڑا اور کلاہ اپنی اچھالی رانوں پر ہاتھ مارے سب اہل دربار مبارکباد دینے لگے فرط عشرت سے باہم گلے ملتے تھے نعرے خوشی کے مارتے تھے بادشاہ نے اُسی وقت حکم دیا کہ اور سب قیدیوں کو لاکر زیر تیغ بٹھاؤ یہ حکم سنتے ہی جلادان قوی بازو زشت رو حاضر ہوئے مجرموں کو لاکر بوریوں پر بٹھا دیا دفعتہً شور اُٹھ گیا کہ سب رعایائے شہر آکر قتل ہونا مفسدوں کا دیکھے ملکہ بنفشہ کو بھی مشکیں باندھ کر پہلوے شہزادہ میں زیر تیغ بٹھایا اُسکی مادر ناکام نے بھی حال اسیری دختر نیک انجام سنا لیکن خداوند سکندر کے قتل ہونے کا ماجرا یاد کر کے اور بربادی طلسم خیال کر کے اچھی مرتبہ شر و فساد شوہر سے کرنا مناسب جانا صبر کر کے چپ ہو رہی یہاں سامنے دار الامارۃ کے جو میدان تھا اُس میں دلاوران استادہ ہوئیں فوج مسلح و مکمل ہو کر بہر حفاظت آ کھڑی خلقت شہر کی جمع ہوئی ہر زن و مرد حال ملکہ بیکس پر رحم کر کے گریہ کرتے تھے کہ عجب بدقسمت یہ مہ طلعت ہو اس سن و سال میں یہ ظلم و اے ناکامی و ستم بعض اُنمیں سے کہتے تھے کہ اے برادران یہ وہی سرکش ہے کہ جسنے خداوند کو قتل کر کے ہم لوگوں کو گنہگار بنایا جہنم کے جلنے کے لائق کیا خوب ہوا جو یہ قید ہوا بعض بیوفائی دہر غدار بیان کرتے تھے کہ ہائے نبیرۂ صاحبقران مالک جملہ جہان اس طرح گرفتار ہے اے فلک کج رفتار یہ کیا تیری خو ہے کہ عالی مرتبہ لوگوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے ذلیلوں کو سردار کرتا ہے۔ تخت نشینوں کو تختہ تابوت دیتا ہے

نظم

چنین ہست آئین چرخ روان	توانا بہر کار و نا توان
چنین ہست کردار گردنده دہر	نگہ کن کزو چند یابی تو بہر

سب تو اس حال میں ہیں اور ملکہ شہزادہ کو دیکھ دیکھ کر روتی تھی اور کہتی تھی اے یار جانی افسوس تیری نوجوانی پر میرے گھر آکر تو نے راحت نہ پائی میری محبت میں جان گنوائی ہائے یہ حال دیکھنے کو میں جیتی رہی مجکو موت نہ آئی شہزادہ بھی اُسکے حال پر آنسو بہاتا تھا یہ بیقرار ہو کر کہتی تھی کہ

غزل

از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتم — گرچہ داغ لالہ در آتش نشیمن داشتم
شعلہ بر مجاست از بیطاقتی وے نشست — من نہ جنبیدم ز جا جا نہا بہ گلخن داشتم
ہر سر نا محرمے کر چاک جگر خواہم نمود — من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم
در زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم — من کہ چشم از تشنگی بر آب آہن داشتم
روشنی از بزم من دریوزہ میکرد آفتاب — در چراغ عیش تا آب بادہ روغن داشتم
ہیچو ماہی غیر داغم پوشش دیگر نبود — تا کفن آید ہمین یک جامہ بر تن داشتم
داغ را جز بر کنار زخم ننہادہ کلیم — ہر گلگشت تو من در خانہ گلشن داشتم

ملکہ تو یہ گریہ کر رہی تھی جلاد شاہ طلسم سے حکم قتل کرنے کا لیتے تھے سلطان و عقاب و شہزادہ و کنیزان ملکہ سب بیتاب ہوکر روتے تھے شہزادہ از بسکہ قوی دل تھا ہر ایک کو تسکین دیتا تھا اور نظر بہ کرم رب اکرم رکھ کر تہ دل سے مناجات کرتا کہ اے خالق کل مخلوقات تیرے سوا اسوقت کون مددگار ہے ؏ نظم

یارب غمگین رہون گا کب تک — ہے رنج و الم سہون گا کب تک — اے چارہ کار دردمندان
اے داروئے دردمندان — اس فوج ستم مین ہون اکیلا مین — تو جانے ہے زبون ابھی رہا مین
اس قید مین آج ہون گرفتار — ہے کون تیرے سوا مددگار — طالب مین ہون کریم تو ہے
غافل مین ہون رحیم تو ہے

یہ دعا اس بیقرار کی مستجاب بدرگاہ کردگار ہوئی یعنی ارکان دولت واعیان مملکت نے بادشاہ طلسم سے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہ گردون بارگاہ آج بلند اقبالی طالع یاور نصیب رہبر ہین کہ قاتل خداوند سکندر زیر تیغ و خنجر ہین اب ہمکو لازم ہے کہ جو خوشی کرین وہ کم ہے دل چاہتا ہے کہ تمام رات آج کی جلسہ عشرت آراستہ کرکے داد عیش و کامرانی دین اور اس بیدین کو خوب لٹا دین جب صبح عشرت اسکے حال پر خندہ زن ہو اسی وقت تہ تیغ یہ خستہ تن ہو جو دست لسکے مین بستر ناکامی پر شب بھر تڑپین اور کچھ تو تسکین رات بھر دیتا آنکھون مین اندھیرا ہے ستارہ طالع بد کا پھیرا ہے اتنے مین سب ارکان طلسم بھی جمع ہو جائین گے دست شادو دشمن آپکے رنج اٹھائین گے یہ عرض اہل دربار کی بادشاہ نے قبول فرمائی جلادون کو حکم توقف در باب قتل دیا اور فراہمی اسباب عشرت کا اشارہ کیا اسیوقت تہ بولیئے جا بجا نصب ہوگئے نوبتخانے بجنے لگے نوبتین بجنے لگین دارالامارہ سے کئی کوس تک اندر شہر کے ہنگامہ عشرت کی گرم بازاری ہوئی دو رویہ تھا شہر بندی ہوگئی جھاڑ فرشی قد آدم ایستادہ ہوگئے دکانین جھلملین دکاندار پوشاکین رنگین پہن کر بیٹھے آئینہ دکانون مین لگا دیے شیشہ آلات سجا گیا ہر کمرہ ہمسر برج آسمان بنا لولیان قمر پیکر کا بناؤ ابنر تھا سڑکون پر تماشا بین پھرنے چلنے لگے ہر جگہ ناچ گانے کا سمان بندھا بادشاہ اور اہل دربار نے لباس رنگین زیب قامت فرمایا میخانہ بصد حسن و تزئین آراستہ ہوا ساغر بلورین و سبوے زرین نے بادہ کشون کو للچایا ساقیان پری رو گل اندام و رقاصان سمبر و لالہ فام زینت آرائے انجمن ہوے عشرت بخش بہار چمن ہوے اس عرصہ مین دو

روز الم اندوز شہزادہ بسر ہوا یعنی فلک کج رفتار نے مہر تابان کو مثل اپنی مہر دلی کے نظر عالم سے معدوم کیا اور تاریکی ظلم و ستم پھیلا کر شب تیرہ اُس کو موسوم کیا

نظم

سرِ محفل جو آیا مطرب شام　　دف مہتاب سے اُسنے لیا کام
ستارون کا ستار اُسنے بجایا　　کہین زہرہ بھی پڑھکر خوب گایا

سرِ شام سے ہر طرف وہ روشنی ضیا بخش ہوئی کہ روز روشن جس سے شرماکر روپوش تھا قنادیل دلکشا ہائے بلورین سے یہ ثابت کہ فلک عشرت پر ستارے لگے ہین سرخوشان شہر نے کلیجہ شب کا خون کردیا تھا مردمان سلح قہقہے لگاتے پھرتے تھے بلبلان کنج مسرت کی طرح چہچہاتے پھرتے تھے ہر جگہ ساز عیش بجتا تھا ہنگامہ طرب برپا تھا میکشی کا چرچا تھا شہریون مین یہ کیفیت تھی بارگاہ شاہی کی یہ حالت تھی کہ شاہ سریر ملکت پر بہزار خوشی و خرمی جلوہ گر اہل دربار حاضر ساقی ساغر شراب روح پرور پلاتے بادہ کش اور ہاؤ ہاؤ کا شور مچاتے مغنی غزلہائے عاشقانہ گاتے یہ انجمن کبھی کیقباد نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور کیکاؤس نے قصہ کہانی مین بھی نہ سنی ہوگی جمشید کی روح ہر پیمانہ تھا شراب کے رنگ پر قربان حسن جانانہ تھا آئینہ خانہ ایسا بنا تھا کہ سکندر کا وہان دل لگا تھا نازنینان پری تمثال کے ناچ نے ناہید فلک کو اسپند کی طرح چرخ مین ڈالا تھا راجہ اندر کو پردیس نکالا تھا یہ انجمن عشرت کا نقشہ تھا کہ ابیات

تھا جلسہ جشن کیقبادی　　ہنگامہ عیش و بزم شادی　　نازک بدنون سے تھا ہویدا
ہے ناز لو جس جگہ سے پیدا　　رقاصون کے ناچ کا یہ سامان　　تھی لولی چرخ انپہ قربان
تھی روشنی اسقدر ضیا بار　　ہر جا تھا رشک نجم سیار　　مانند کو تھا دعوی انا الشمس
دعوی کی دلیل تھی من الانس　　رہ مجمع گلرخان تھا ہر سو　　جیسے تھا کھلا گلستان ہر سو
تھا مطرب و ساقی بادہ و جام　　عشرت سے وہان تھا دل آرام　　ایسی تو بصورت عیش و نشاط

ہین لیکن سیارہ عیار جو شہر جام سے روبقرار لایا تھا صورت اپنی ساکنان طلسم کی ایسی بنا کر یہ بھی اسی قلعہ مین آیا اور شہریون کے ہمراہ حال شہزادے کے قتل کا دیکھکر چھپا ہوا روتا تھا اب جو رات بھر کا وقفہ قتل ہونے مین اُسکو ثابت ہوا اور جلسہ عشرت آراستہ ہونے لگا تو اُسنے بھی بزم عیاری مین شمع خرد روشن کی اور بادہ فطرت سے دماغ جان گرم کیا ولولہ ایسا جوش زن ہوا کہ رقاص بنا دیا عقل ضیائے باطن سے آئینہ بند ہوا ایک ہنگامہ اُٹھاتا اُسکو بھی یاد آیا اُس جلسہ گاہ مین ہر طرف پھرنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ جلسہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھلائے غرض یہ پھرتا ہوا ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان بادشاہ کی بخری بندیان اُتری ہوئی تھین میدان مین خیمہ استادہ تھا فرش آگے خیمہ کے سفید بچھا تھا تکیہ زرکشی کے لگے تکمہ مقیشی تھی پاندان کھلا تھا گرد اُسکے نوجوان جوان جوان جلوہ فرما تھین باغ حسن کا گل لالہ کھلا تھا پیشواز مین گریبان ہر ایک پہنے سرون پہ چپکے لگائے ماتھے پہ زلف افشان شبگون دیے ہر داہ سے بازی جیتے ہوئے تھین رمضان شہر کے جوان لڑکے تکمہ بانس بندیون سے آنکھین لڑانے کو نیچے باہم اشارے ہوتے فرمائشین ہوتی ہین بعض نوجوان خیمے سے نکل آتین

امی جان کہہ کر ناگہ کو تسلیم کرتیں وہ دعا دیتی کسی کو پاس بلا کر منھ چومتی بلائیں لیتی کسی کو گھٹنے پر بٹھا لیتی شہر کے نوجوان لوگ اسی جگہ جا ڈٹے ہوئے ایک طرف کو سازندے ساز چھیڑتے ہوا ہر و ٹھہر کر آوازہ کستے کوئی ناگہ کی طرف دیکھ کر خطاب کرتا بیت حذر بہتر ہے مکاری سے تیری ۔ کھٹکتا ہوں میں عیاری سے تیری

سیارہ نے یہ حال وہاں کا دیکھ کر سلطانی مرجبے کی صورت اپنے تئیں بنایا چکوے دار پگڑی جس میں تمغہ طلائی لگا سر پر رکھی چکن چنی ہوئی پہنی عصا گنگا جمنی بنا ہوا ہاتھ میں لیا اور سامنے ناگہ کے آیا اُسنے اُسکو بادشاہی نوکر سمجھ کر کہا مرجبے صاحب آیئے گلوری کھائیے اسنے کہا بی صاحب میں بادشاہ کے بہنوئی پاس سے آیا ہوں اور ایک بندی جو بہت حسین تھی اُسکو بتا کر انکے لیے کچھ پیام لایا ہوں آپ ان سے کہیں کہ ذرا خیمہ میں الگ چلیں ناگہ نے اُس نازنین سے کہا کہ لے مرادن ذرا جا کر سن آ کہ یہ کیا کہتے ہیں وہ گلبدن کمر کو بل دے کر تیوری چڑھا کر اٹھی اور پھر ناک بھوں سمیٹ کر بیٹھ گئی آخر بڑے ناز و انداز سے اندر خیمے کے آئی مرجبے نے وہاں پہونچتے ہی کمر سے خاصدان نکالا کہ مرصع کار رکھتا اور اس ماہ پیکر کو دیا اور کہا کہ حضور ہمارے آپ پر مرتے ہیں ہجر میں آہ و نالے کرتے ہیں یہ انھوں نے بھیجا ہے اور مجھ سے کہہ دیا تھا کہ چھپا کے سب سے علیحدہ بلا کے دینا نہیں تو ناگہ لے لیگی اور قسم دی تھی کہ ایک گلوری اپنے ہاتھ سے کھلا کر آنا بندی نے خاصدان جو کھولا پچاس اشرفیاں اس میں رکھی دیکھیں اور گلوریاں خوشبو سے بسی ورق لگی رکھی پائیں ایک گلوری اُسمیں سے ہنس کر کھائی اور پوچھا کہ مزاج تو اچھا ہے مرجبے جواب نہ دیا تھا کہ پیک حلق سے نیچے اتری اور وہ عورت بیہوش ہوئی اسنے جلد کپڑے اسکے اتارے اور آئینہ سامنے رکھ کر بہت جلد اسی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو دری میں لپیٹ کر ایک قنات کی آڑ میں کھڑا کر دیا اور آپ وہاں سے اٹھلاتا ہوا ناز دکھاتا کبھی مسکراتا کبھی تیوری چڑھاتا ناگہ کے پاس آیا اسنے پوچھا کہ مرجبے کیا کہہ گئے اسنے شرما کے آنکھیں جھکا کے کہا پوچھتے ہے اتنا کہہ کر بولی تھی ہمکو تو نگوڑی شرم آتی ہے ناگہ نے کہا سچ تو ہے وہ کمبخت ابھی بچہ کیا جانے مرجبے بھی خوب آدمی ہیں کہ فرض کر کے الگ اُسے بلا لے گئے لے کہو یہ نگوڑی کون ایسی بات تھی جو مجھ سے نہ کہی اور رنڈیاں جو کھیلی کھائی کمائی کرنے والی تھیں وہ قہقہہ مار کر ہنسیں اور مرادن کو چھیڑنے لگیں ایک بولی ہاں ہاں بتا تو مردوا کیا کہتا تھا دوسری نے کہا اری چھوکری شرماتی کیوں ہے لو صاحب پیدا تو ہوئی کسبی کے یہاں شرم کرنے میں بہو بیٹیوں کے کان کاٹتی ہیں تیسری نے کہا کہتا کیا ہوگا کسی امیر نے سر ڈھانکنے کا پیام دیا ہوگا مرادن نے یہ کلمہ سنکر ناگہ کے گلے میں باہیں ڈال کر کہا میری اچھی امی جان کیا میرا سر کھلا رہا کرتا ہے جو یہ سر ڈھانکنے کو کہتی ہیں سچ بتا دو سر ڈھانکنا کیا ہے بندیاں اسکے پوچھنے پر اور زیادہ ہنسیں ناگہ بھی خوب ہنسی مرادن نیچی نگاہ کر کے رونے لگی کہ واہ سب نے مجھکو کھیلا بنایا ہے ناگہ نے اُس کی بلائیں لیں اور کہا بیٹا سر ڈھانکنا ایک رسم ہے وہ تمکو معلوم ہو جائیگی میں صدقے روؤ نہیں سر میں درد ہونے لگے گا۔ یہ باتیں یہاں ہو رہی تھیں کہ داروغہ ارباب نشاط کا آدمی آکر کہہ گیا کہ سندر جلد تیار ہو کر چلو کہ مجرا ہے

پھر آکر چکی ہین طائفہ بدلنے کا حکم ہے اتنا سنتے ہی نائکہ نے صندوقچہ زیور کا منگا کر مرادن کو گہنا پہنایا خوب آراستہ
کیا اور سازندے درست کر کے ہمراہ ہوئے نائکہ بھی سادی وضع بنائے ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پہنے بازو
پر اکے نورتن باندھے کانون مین امتیان ڈالے اونچا جوڑا انوری کا باندھے مرادن کو چوپہلے مین بٹھا کر روانہ ہوئی
اور رنڈیان بھی ڈولیون مین سوار ہو کر چلین خیمے کی نگہبانی کو ایک بڑھیا رہ گئی پر جب دربار شاہی کے مقام پر
پہونچکر مودب تسلیمین بجا لا کر بیٹھین انکے آتے ہی طائفہ بدل گیا تھا اب طبلے پر لگی ادھر کے سازندے نے بائین کو
لگا ٹھوڑی سے ٹھونکا سارنگی کی طرح مین ملا کر گت بجانا شروع کیا مرادن پانون بجاتی طبلے کی بستی پر انگلیان
رکھ کر کھڑی ہوئی گوہر **شاہ** اور سب انجمن پیراؤن نے جو اسکی صورت زیبا اور طلعت رعنا کو دیکھا عالم غشی طاری
ہوا سکتے مین ہو کر ٹکٹکی باندھی یہ عالم نظر آیا کہ پیشانی پر اُسکے جو چین پڑی تھی دریائے نزاکت مین لہر اُٹھی تھی
زلف شبگون شامت عاشقان سے بڑھی ہوئی تھی نگاہ ہر چند کہ بھولے پن سے سیدھی تھی پھر بھی تیغ نظر فسان
تغافل پر چڑھی تھی رخسار آتشین کی لو نے شمع دلولہ ایمان کی خاطر مین روشن کی تھی بلکہ بموجب بیت
واہ کیا تاثیر ہے رخسار آتشناک کی * شعلہ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے * زلف کا رخسار پر لہرانا چشمۂ
خورشید مین موج کا آنا تھا دل عشاق کی طرح لٹکا ہوا بالون مین موتی کا دانہ تھا جو بار بار کانون مین کچھ اپنا بھید
کہتا تھا حال آرزو و امید کہتا تھا دہان تنگ باغ اُمید کی کلی بات ہر اک نبات کی ڈلی اسی طرح سراپا ایک
سنگ سے درست بہت چاق و چوبت سینہ پر جاتا تھا گدرائی ہوئے پھل کا رنگ دکھاتی ہوئین کرتی کا جالی
کھلا انگیا کسی ہوئی اُس مین سے رنگ چھاتیون کا بھوتا نکلتا شکم تختہ نور زیر ناف تختی بلور شمع طور فانوس

پیرہن مین نور کا ظہور بموجب مسدّس

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے　　صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے
جام صہبائے صفا کاسۂ زانو کیسے　　دو ہین پیمانے حسن سے مملو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے　　جس مین عکس رخ قدرت ہے وہ آئینہ ہے

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین　　ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین　　جھوٹ سب سچ ہے وہی ہم جو خبر کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہین　　یہ تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہے

پانون وہ پانون کہ جن کی ہے جگہ دیدۂ حور　　آنکھین پریان بھی ملین پائین اگر قرب حضور
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہے نور　　چشم انجم افلاک کی اس سے رہے دور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین　　فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

بادشاہ اس کی شکل دیکھ کر دیوانہ ہوا اُس پریوش نے بھی ٹھوکر سے دامن پیشواز اٹھا کر اس طرح کا نازو انداز
ہاتھ مین دکھایا کہ خاطر اہل انجمن کو پامال کر دیا ہر عضو نے پھڑک کر یکتائی کا دعوی کیا وہ گردن ہلانا وہ آنکھین پھرانا

بھوؤں کو چڑھانا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ناچتے آنا پیشواز کا اُڑ کر ران کھل جانا اُنگلی سے اُنگلی کا ٹھوکر مار کے پھر لانا
فلک حسن پر چاند کا نکل آنا عجب انداز جانا دکھاتا کہ دل اُس پر ہر ایک کا دیوانہ تھا بادشاہ کو تاب نہ رہی
ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ نائکہ کو اُس کمرے میں جلد لے جائے وہ فوراً نائکہ کو وہاں لے گیا بادشاہ بھی
اُٹھ کر وہاں گیا نائکہ نے نذر دی بادشاہ نے نذر معاف کر کے خلعت فاخرہ دیا اور ایک توڑا اشرفی کا عنایت
فرما کر ارشاد کیا کہ اپنی نوچی کو یہاں بھیج دے ہم اُسکا محل کریں گے جاگیر میں علاقہ دیں گے اُس نے کہا بہت خوب
زہے نصیب میرے یہ کہکر بلائیں لیں اور کہا داری ابھی وہ الھڑ ہے اُسکو زیادہ ستانا نہیں کیونکہ پتلی
آنکھ کا ایک دیدہ ہے مجھ ندیدی کی کٹیا ہے اپنی روح میں اُسکو سمجھتی ہوں میں سچ کہوں مجھ سے اُسکا تڑپنا
دیکھا جائیگا بادشاہ نے کہا بی جی تم گھبراؤ نہیں بہت چین سے وہ رہے گی نائکہ وہاں سے شاد باہر آئی ملازمان
بادشاہ نے جلد طائفہ بدلوا دیا انجمن میں تو اسی طرح ناچ کا جلسہ رہا اور مرادن کو نائکہ سمجھاتی دم دلاسا دیتی
گہنے کا لالچ دلاتی بادشاہ پاس لائی یہاں شبستان آراستہ ہوئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہو گیا مرادن مسند پر
پہلوے بادشاہ میں بیٹھی نائکہ پاس سے جانے لگی مرادن بھی اُٹھی کہ امی جان میں بھی چلتی ہوں اکیلے میں مردوے
پاس مجھکو چھوڑ کر آپ کہاں جاتی ہیں بادشاہ نے ایک عطردان جواہر کا جو مور کی صورت پر بنا تھا اور فوارہ کی طرح
چھوٹتا تھا اُٹھا کر مرادن کا ہاتھ پکڑ کر کہا لو یہ لو انھیں جانے بھی دو بس اس نازک بدن نے وہ عطردان لیا اور بادشاہ
کی گود میں بیٹھ کر پیچ اُسکا کھولنے لگی نائکہ چلی گئی شاہ نے گلے سے لگایا اور بوسۂ رخسار لینا چاہا اُسنے منھ ہٹا لیا اور کہا
واہ تم ہم کو پیار کرنے والے کون ہو ہماری امی جان نے منع کر دیا ہے کہ پیار کسی کو نہ کرانا بادشاہ نے یہ بھولا پن
دیکھ کر کہا کہ پھر کیا کرو گی بتاؤ تو آگے ہائے تم قیامت ابھی سے ڈھاتی ہو یہ کہکر اُسکے شلوار بند پر ہاتھ ڈالا اُس نے
تیوریاں چڑھا کر کہا واہ تم مجھکو کیا ننگا کرو گے یہ عطردان اسی واسطے تم نے دیا ہے بھاڑ میں جائے عطردان لو اپنا
دھر چھوڑو اسے لو اب میں سمجھی امی جان کہا کرتی تھیں کہ ننگا کر کے مردوے جورو بناتے ہیں ہاں ہاں یہی بات ہے
بس بس میں تاڑ گئی سو یہ ہونا نہیں یہ کہکر آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور آپ ہی وہ آنسو پونچھے ہاتھ میں سرمہ کا سفوف
بیہوشی بھرا ہوا تھا آنسو جو پونچھے گال پر وہ سفوف لگا لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کاجل بہ آیا ہے اور گال میں بھرا ہے بادشاہ نے ہاتھ گردن میں ڈالے
اور کہا رو نہیں اے جانی میرے دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں اس نازک بدن نے رخسار پر رخسار رکھ دیا اُسنے جو گال پر لیا کاجل جو ہوا تھا
میں اُسکے بھرا اور کچھ ناک میں بھی لگا ایسا تیز سفوف تھا کہ دماغ اسکی خوشبو کا متحمل نہ ہوسکا فوراً ناک میں بھرتے ہی تڑاق سے
اُسکو چھینک آئی اس شوخ نے کہا دور بی مجھکو چھینکتے ہو تو پیار نہ کرو نہ صاحب ناک اپنی ملدو یہ کہکر شوخی سے ناک
بادشاہ کی آپ ملدی وہ دو تین چھینکیں مار کر بیہوش ہو گیا اس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر اس جگہ ٹھہر کر صورت اپنی
اُسکی ایسی بنائی تاج سر پہ رکھ کر اُسکی زبان میں سوزن دیکر خوب بیہوش کر کے تخت کے نیچے چھپا دیا اور آپ باہر آکر کمرہ بند کر کے
ملازموں کو حکم دیا کہ ہمیں معشوق ما بدولت آرام کرتی ہے خبردار اندر اسکے کوئی نجائے ملازموں نے پہرا کر لیا اور یہ وہاں سے
آکر تخت شاہی پر انجمن میں بیٹھا نائکہ مرادن کی اپنے بستر پر چلی گئی وہاں اتفاق سے کسی نے اُس دھری کو بھی کھولا کہ جس میں مرادن

لیپٹی ہوئی تھی اُسکو یہ نہ اُسی طرح بیہوش ناگہ کے سامنے لایا اُسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مراون نے حال کہا کہ مردے سے مجھکو یون گلوری کھلائی تھی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا ہوا ناگہ دل مین اپنے ڈری کہ بادشاہ دیکھیے میرا کیا حال کرتا ہی وہ خفا ہے کوئی عیار ہے جو شاہ کے پاس مراون بنکر گیا ہے اب مناسب ہے کہ چُپ ہو رہو کسی سے یہ حال نہ کہو دیکھو تو کیا ہوتا ہے پھر خیال آیا کہ مبادا بادشاہ کو کچھ بتری سازش عیار سے ثابت ہو اور مجھکو ضرر پہونچائے بس تو بادشاہ سے چلکر مراون کا بیہوش ہونا اور جملہ کیفیت بیان کر دے یہ سوچ کر وہان سے چلی اور دربار مین آئی یہان بادشاہ نقلی کو تخت پر بیٹھے دیکھا فرط رعب سے کچھ جسارت نہ کر سکی چپکی کھڑی رہی لیکن بادشاہ یعنی عیار نے سب اہل دربار افسران لشکر و وزیران سلطنت سے فرمایا کہ مین تم لوگون سے داد طلب ہون اس امر کا کہ اگر طلسم کشا کا کوئی طرفدار یہان آکر ہمکو ضرر پہونچائے اور اُسکو قید سے چھڑائے تو دین اُسکا سچا ہے یا نہین سب نے عرض کیا کہ بیشک دین اُسکا برحق ہے شاہ نے فرمایا کہ اُسکا اقبال ایسا بلند ہے کہ خداوند سکندر کو اُسنے مارا شہر جام کو تسخیر کیا داراب قتل ہوئی مرحلہ ناہید توڑا اگر قید بھی ہوا تو بظاہر رہائی کی کوئی تدبیر نہین لیکن بباطن وہ قید نہین ہے اگر ہم اُسکو قتل کرینگے تو قتل نہ ہوگا اور اُسکو جو کوئی ضرر پہونچائے گا داد اُسکا حمزہ قاتل کی ذریات کو بھی زندہ نہ رکھے گا اور عمرو عیار جو شاہ جادوان افراسیاب سے لڑ رہا ہے آفت ڈھائیگا سوا اس کے باپ بھائی وغیرہ اس شہزادے کے صاحبان ملک ومال ہین دیوکش باطل کنندہ سحر و طلسمات ہین وہ نہین معلوم کہ کیا قیامت برپا کرین گے لہذا مین تو مطیع اسلام ہوتا ہون تم سب اُس مقدمہ مین کیا کہتے ہو۔ ہر ایک نے عرض کیا کہ جو آپنے فرمایا بہت درست ہے ہم سب آپسے عرض نہ کر سکتے تھے اب جو حضور اس شہزادے کی طاعت پہ آمادہ ہین تو ہم بدل راضی ہین یہ سُننا تھا کہ اُسنے حکم دیا شہزادہ کو سامنے لاؤ ملازم قریب لائے اُسنے سر قدم پر اُسکے رکھا اور قید سحر کو دفع کرا کر رہا کرایا سب رفیق شہزادہ بھی رہا ہوے ملکہ بنفشہ کو رہا کر کے محل مین بھیجا اور رنے جنکی بادشاہ کا مطیع الاسلام ہونا سنکر خوشی کی کہ دختر کی جان بچی بیٹی کی بلائین لین سب محل کی عورتون مین صدا ہے مبارکباد بلند ہوئی دربار مین شہزادہ قاسم نے ہر سردار لشکر اور اعیان مملکت کو مطیع الاسلام کیا جا کا برین شہر جشن مین حاضر تھے سب نے اطاعت کی شہر مین غلغلہ بانگ و صلوٰۃ بلند ہوا وہ جشن جو قتل کے لیے ہوا تھا فسخ ہوگیا بعد ان سے بادشاہ نقلی نے لوح طلسم مانگ کر شہزادہ کو دی جب لوح قبضہ مین آچکی اسوقت بادشاہ نے نعرہ کیا کہ جو کوئی مجھکو جانتا ہے جانتا ہے اور جو نہین جانتا ہے وہ اب جانے کہ مین ہون سیارہ بن عمرو عیار شہزادہ نامدار شاہ طلسم کو مین نے گرفتار کیا ہے اب تم سب کی کیا صلاح ہے ہر ایک نے عرض کیا کہ واقعی شہزادہ صاحب اقبال ہے ہم سب مطیع ہو چکے ہین فرمانبردار ہین یہ کلام اُن سے سنکر عیار مذکور مطمئن ہوا اس انتظام مین آخروہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور کو شل شاہزادہ خاوری عیار رہے نے قید طلسم شب سے رہا کر دیا کہ

نظم

چو برزد سر از کوہ رخشان چراغ
زمین شد بگردار زرین ایاغ
تو گفتی کہ جامے ز یاقوت زرد
نہادند بر چادر لاجورد

وقت سحر شہزادہ نامور نے بادشاہ طلسم کو کمرے سے نکلوایا وہ ہوشیار ہو کر قید آہن سے بند جا سامنے آیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ہر سمت دیکھا کہ یہ کیا غضب ہوا اور یہ کیا انقلاب ہوگیا کہ میری جگہ پر طلسم کشا اور اُسکی جگہ پر مین آگیا واہ رے سپہر ستمگر

داژگون جیسا تو اوندھا ہے ویسی ہی عقل بھی اوندھی رکھتا ہے جو کچھ تو کرتا ہے الٹی ہی کرتا ہے شام عشرت کو صبح مصیبت
کرتا ہے انجمن عیش کو خانہ تعزیت بناتا ہے یہ کیا تیرا معمول ہے کہ مقتول قاتل قاتل مقتول ہے دوست سب غیرین
دشمن کی طرح دلون مین سمجھے بیرون مین ہنسنے والون کو رلاتا ہے رونے والون کو ہنساتا ہے کہ بموجب **ابیات**

چنین بست کرد از چرخ بلند	دل اندر سرائے سپنجی مبند	کے گنج یابیم از دو گاہ رنج
پس از ہر دو رفتن سرائے سپنج	سرانجام بستر بود تیرہ خاک	یکے را فراز و یکے را مغاک

حاصل مرام عیار شہزادہ عالیمقام نے شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ دیکھا تو نے قدرت خدائے قادر مطلق کو کہ شہزادہ
کو کس طرح تجھپر غالب کیا اب کیا کہتا ہے اطاعت اسلام مین تجکو شرم نہین آتی کہ اس بندہ نجس یعنی سکندر کو جو خدا
ہے کہ جس کو مین نے تیرے سامنے کس ذلت کے ساتھ قتل کیا اور اسکا خون تیرے ماتھے پر لگایا اے خدائے برحق
وہ ہے کہ جسنے اپنی قدرت دکھانے کو ہمین تجھپر غالب کیا طلسم عالم کو بنایا باغ دنیا مین کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے نیرنگ
اپنی قدرت کے دکھائے مالک الملک نے کسی کو دم بھر مین تخت عزت سے اتار کر ذلیل و خوار کیا کسی کو خاک ذلت
سے اٹھا کر تاجدار کیا **نظم**

کسے را کہ خواہد کند ارجمند	بلوہان ادلیست کیتی بپاسے	ہم او بست بر نیکوئے رہنمائے
	زپستی برآرد بچرخ بلند	بدان دادگر کو سپہر آفرید
بلندی و فرزنی و مہر آفرید	خداوند کیوان و خورشید و ماہ	خداوند پیروزی و دستگاہ

جب حمد الٰہی اس طرح زبان پر جاری کی زنگ کفر آئینہ خاطر شاہ طلسم پر سے دور ہوا بادۂ وحدت کے نشہ کا سرور ہوا انہا
اپنا سے بیان کیا کہ مجکو بہ کرو مین مطیع الاسلام ہوا شہزادہ کا بجان و دل غلام ہوا عیار نے اسکو کھول دیا زبان سے سوزن نکالا
شاہ نے بھی شہزادہ کے قدم پر بوسہ دیکر سر رکھدیا شہزادہ نے اسکو سینہ سے لگایا طنطنہ شادی و غلغلہ مبارکبادی
بلند ہوا نئے سر سے جلسۂ عیش و مسرت کی بنیاد ہوئی تاکہ مرادون کی حاضر دربار بھی بصدق دل مسلمان ہوئی تمام شہر مین اسلام
شائع ہوا بعد فراغ جشن عشرت شہزادہ پرشوکت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین معلوم ہوا کہ بانی طلسم کو بانیان طلسم ہوشربا نے ایک
تحفہ رکھنے کیلئے بنایا تھا اسلیے بہت سے مرحلے اسمین قائم نہ کیے تھے صرف ایک مرحلہ بنایا تھا اور وہ تحفہ رکھدیا تھا
اور اس مقام کو آباد کرکے ایک بادشاہ مقرر کردیا تھا اور لوح قلعہ جام مین رکھدی تھی راستہ دونون قلعون کا مسدود
کردیا تھا اب تو نے جو دو مرحلے شکست کیے طلسم کے بنانے والون نے نہ بنائے تھے بلکہ اس شاہ طلسم کے بنائے تھے
اسی وجہ سے وہان کچھ نیرنگ نہ تھا ساحرون کے سحر کا ڈھکوسلا تھا لہذا اس مقام کو کہ جہان سکندر رہتا تھا بالکل
کھدوانا چاہیے زیر زمین ایک قصر عالی بنا ہوا ہے وہی مقام خزانہ بانیان طلسم ہوشربا کا ہے اسی جگہ خزانہ اور مال و اسباب
طلسمی رکھا ہے اور وہ تحفہ کہ جس کے لیے یہ طلسم بنا ہے اسی جگہ ہے۔ یہ حال لوح سے معلوم کرکے شہزادہ دیجاہ مع بادشاہ
و ارکان مملکت مکان مذکور کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بجادون کو بھی مطیع الاسلام کیا اور حکم دیا کہ اس گنبد کو منہدم کردو
حسب الحکم نیزا۔ ہا بیلدار مشغول کار ہوا دم بھر مین نشان بھی اسکا باقی نہ رکھا جب زمین کی گز نیچے کھدی ایک کاخ رفیع پر
از افش و نگار بنا ہوا ظاہر ہوا کہ شکوہ عالم پر نیرنگ مین ایسی شبستان رنگین کوئی نہ تھی ایوان عظیم الشان سرا کا ان مین

نشین بصد فر و تمکین بنی تھی طاق دلبری و خوبی میں طاق عمدگی سے جفت محرابوں کی قیمت میں دل و جان بھی جفت گردش قصر کے ہزارہا پیچ و گنبد بے نظیر تھے خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر تھے صحن مکان میں باغ رنگین و پربہار لگا دل اُسی سیر پہ شیدا تھا عنوان کی جان تو عجیب طلسمی وہ ایوان اور بوستان تھا کہ ہر بلبل دل کو اسکی سیر کا ارمان تھا۔ نظم

بدو اندر ایوان گوہر نگار　　بدو اندرون کاخ و ایوان و باغ
برازاندرون چند گونہ گہر　　یکے گنبد از آبنوس و زعاج
زمین درخشان تر از چرخ ماہ　　ز باغ و ز میدان و آب روان
زرشکش ہمہ خاک زر خشت خشت　　درفش ز یاقوت و آتش گلب

یکے کاخ دید اندرون شہریار
بیکسو ست رود و بیکسو ست باغ　　ہمہ طاقہا سر بسر سیم و زر
بپیکر ز پلپیشہ شیر و ساج　　نگہ دید بر گرد آن کاخ شاہ
ہمی تازہ شد پیر گشتہ جوان　　یکے کو ندید ست خرم بہشت
ز میلش سپہر آسمان آفتاب

ان ایوان عظیم میں جو گرد اگرد اُس کاخ بزرگ کے تھے گنج شایگان و خزانہ فراوان تھا صندوقہاے پُر از جواہر و جمہاے زر و خفتان و خود یاقوت احمر کے رکھے تھے مرکبہاے بہتی پیکر رفتار میں صرصر بندھے تھے اور اندر مکانات کے پریزادان طلسم و نازنینان گل اندام دمن بو رہتی تھیں اور وہان راستہ طلسم ہوشربا میں جانے کا تھا کہ وہ لوگ آمد و رفت رکھتے تھے شہزادہ سب تماشا ملاحظہ کرتا ہوا قریب ایک گنبد کے آیا کہ وہ طلائی تھا اور قفل اُسمین لگا تھا وہان لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو قفل سے لگا دے دروازہ کھل جائیگا اندر اس گنبد کے جا طلسم بنا پائیگا بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شہزادے نے لوح کو قفل سے لگا کے دروازہ وا کیا اور اندر قدم رکھا عجب تماشا نظر آیا کہ ہر سمت آئینے دیواروں میں لگے ہیں فرش زر بچھا ہے تخت یاقوت نگار گسترده ہین اُن تختون پر پری پیکران مہر صورت و معشوقان قمر طلعت بیٹھی ہین مگر سب پتھر کی ہین اور ایک سمت سب تختون سے خوبی میں دو چند جائے بلند پر ایک تخت بچھا تھا اُسپر ایک عورت نہایت حسین بصد فر و تمکین بیٹھی تھی ناز اسکا غلام شوخی اُسکی کنیزی کا دم بھرتی تھی اور وہ مایۂ ناز گیسوے دراز اپنے کھولے تھی اور زار زار بہ رنگ ابر بہار روتی تھی یہ ماجرا تھا۔ نظم

ازین سو ز افسو پرستندگان　　بپس پشت و پیش اندرون بند گل
زبان با زبان دست بر یار دو　　سرشکے ز مژگان چند از رخے
کہ گریست بر حال خود زار زار　　دو رخ سرخ و مژگان چو ابر بہار

نشستہ یکے خوب بر تخت ناز　　برازشرم با جامہاے دراز
نشستہ بر آن تخت بے گفتگو　　بگریان زنے ماند آن ماہرو
ہر آنکس کہ دیدی مراو را دو　　زنے یافتی خیفتہ مجز نور

شہزادہ والا گہر جب ان سنگین پیکروں کے قریب آیا تجاہ آذری کا نقشہ پایا ہر ایک صنم سنگدل کی صورت تھی کی تصویر تھی حسن میں بے نظیر تھی واقعی بہ دہن غنچہ رنگ اُن کے شہزادہ سیار باغ طلسم کو دیکھ کر کھل گئے سب قہقہہ مار کر ہنسیں شہزادہ بھی اُنکو ہنستے دیکھ کر ہنسنے لگا اور یہی طلسم اُن تصویروں میں ہے کہ جو وہ کرینگی کرنے والا بھی یہان کا وہی کریگا شہزادہ از بسکہ مالک لوح طلسم تھا ہنسنے پر اُن کے ہنسا تو لیکن ساتھ ہی لوح کو بھی دیکھا معلوم ہوا کہ اے فاتح طلسم یہ تصویرین ابھی تو ہنستی ہین کچھ دیر میں روئینگی اور وہ عورت جو سب کی افسر ہوئی تخت پر بیٹھی ہے اُسکو یہ سب ، ڈر کر سمجھا ئینگی پس اس دعا کو جو حاشیہ لوح پر لکھی ہے تو ورد زبان کر اور دیکھ کہ لمحے رو کر انکی باتین سن کہ وہ سب تیرے کام آئینگی اور دعا کو پڑھنا موقوف نہ کرنا ورنہ اگر یہ روئینگی تو گریہ تجھپر بھی طاری ہو گا اور یہان تک روئیگا کہ مرگ تجھپر ہنسیگی روتے روتے جان جائیگی شہزادے نے یہ معلوم کر کے جلد

دعائے حاشیۂ لوح کو یاد کرکے پڑھنا شروع کیا کہ ہنسنا موقوف ہوا اور وہ سب قمر پیکران سنگین بدن بیک ہنستے ہنستے
منہ پر آنچل دوپٹوں کے لیکر رونے لگیں اور اپنی جگہ سے اُٹھکر اُس تخت نشین کے پاس آئیں گرد تخت بیجرن بلا گرداں ہوکر
کہا ہوئیں کہ اے بیوی مسافر کے پیچھے رونا زبوں ہے یہ اچھا نہیں شگون ہے ایک بولی کہ سامری تیرے وارث کو زندہ پھر لاکر
ملائیں گے دوسری نے کہا اس بھڑوے افراسیاب نے سارا طلسم برباد کرایا ہمیشہ جورو کی بغل میں پڑا رہا کچھ خیال ملک و
مال نہ رکھا تیسری نے جواب دیا کہ اب جو مسلمانوں نے میخ ماری ہے تو نرا امیر الگ آ جاتا ہے ہر ایک کو لڑائی پر بھیجتا ہے پھر یہ
فکر نہیں ہے کہ کوئی کیا کرتا ہے مرتا ہے کہ جیتا ہے چوتھی نے کہا ہائے یہی تو غضب ہے اور رونا کا ہیکا ہے ہمارے میاں گوہر
سالک عقدہ جاگیر جادو کو حمزہ سے لڑنے بھیجا ہے اُسکے بیٹے نے ہماری بی بی ملکہ سنگین بدن کے تمام گھر کو
غارت کر دیا ہے اور اب ملکہ موصوفہ سے تیغہ گوہر نگار لینا چاہتا ہے ایمن سے اور بولی کہ تم ہی بیچے افراسیاب نے ذرا بھی خبر لی
کہ طلسم کو ہر گرہ پر کیا گذری پھر اور ایک نے کہا اب ہوا ہے وہ خبر ہے یا نہ ہے جو ہونا تھا وہ ہو گیا اور عورت بولی کہ یہ رونا دھونا
موقوف کرو شاہ جادوان خبر نہیں لیتا تو نہ لے بندۂ حمزہ الیماد ارخانہ ہم سب کا یہاں آ گیا ہے اب اسکی منت خوشامد کر کے اپنی
جان بچاؤ یہ کلام اُس عورت کا سنکر وہ تخت نشین ہنسی اور شہزادے سے ہاتھ ملاکر گرم ریختہ کلام ہوئی کہنے لگی شہزادہ ذیجاہ ہم غریبوں
کے پشت پناہ یہاں تشریف لائیے ہم مصیبت زدوں کے حال پر رحم فرمائیے اس آن وادلئے بیکسی اُس گل پیرہن سنگین بدن
نے کہ کیا ساری سنگدل ہو تو موم ہو جائے شہزادے نے فوراً لوح کو دیکھا انہیں معلوم ہوا کہ اس عربدہ جو سے کہہ کہ تو مجھ کو کلید اس
صندوق کی جسمیں تیغہ گوہر نگار ہے دے تو میں تیرے پاس آؤں اور تیرے کہنے کو مانوں شہزادے نے حسب ہدایت لوح فرمایا کہ اے
مائیۂ ناز وسراپا انداز عجب ہے کہ میں نے تیرا حال پر ملال دیکھا ہے کیا کہوں جو کچھ حال میرے دل کا ہے مگر ناچار ہوں کیا کروں
عہد کر چکا ہوں کہ تیغہ گوہر نگار جبتک نہ پاؤنگا کسی محبوب کے پہلو میں نہ بیٹھونگا اور کسی تیغ ابرو کا گھائل نہ ہونگا پس تو مجھے
کلید صندوق تیغۂ مذکور عنایت کر کہ اپنی مراد کو پہونچوں اور جو کچھ تو ارشاد کرے بجا لاؤں اُس زن طلسمی نے یہ سنکر تیغۂ ابرو کو
کج کیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہیہات ہیہات کہا وہ سب پتھر کی پتلیاں شہزادے کو سمجھانے لگیں کہ اے شہزادہ جوان بخت
جو کوئی اپنے سے محبت کرے تو ستانا اسکو نہ چاہیئے غم مفارقت میں تڑپانا نہ چاہیئے یہ بیچاری آفت کی ماری کیا جانیں کہ تیغہ
کہاں رکھا ہے اور کنجی کہاں ہے سارا گھر تو لٹ چکا ہے ہزارہا کنجیاں انکے پاس ہیں ان کو کیا معلوم ہے کہ آپ کسکی کنجی مانگتے ہیں
شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا انہیں ظاہر ہوا کہ کہو وہ کنجی میں مانگتا ہوں جو انکے جوڑے میں ہے شہزادے نے یہی کہا کہ اگر میری
تمنا سے ملاقات ہے تو مجھکو وہ کنجی دیں جو آپ کے جوڑے میں ہے ان پتلیوں نے کہا اے مہمان یہ کنجی کو یہ کیوں دینگی کہ اسمیں تو
اُن کے شوہر کی جان ہے شہزادے نے فرمایا کہ اگر یہ شوہر پر اپنے فریفتہ ہیں تو پھر مجھ سے محبت کرنا بیکار ہے میں شراکت کی الفت
نہیں کرتا ایک دل دو طرف نہیں ہوتا اس تخت نشین عورت نے ان پتلیوں کو گھرک کر کہا بیہودہ تقریر کرتی ہو میرا شوہر
کون ہے میں تو اسی شہریار کی دلدادہ ہوں یہ کہکر شہزادے سے کہا اے یار دلنواز آئیے تشریف لائیے جو آپ مانگتے ہیں میں
وہی دونگی شہزادہ نے اسکے اقرار کر لینے سے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اسکے پاس جادو ہزارہا کنجیاں تجھے دکھلائے گی تم
سب کنجیوں پر عکس لوح ڈالنا جو کنجی کہ شمع کی طرح روشن ہو جائے وہ لے لینا یہ زن مکار وہ کلید کو تم سے چھپانا چاہے گی

فوراً لوح طلسم کو اسکے جسم سے مس کرنا اور نیرنگی طلسم کا تماشا دیکھنا یہ معلوم کرکے شہزادے نے قدم آگے بڑھایا اور کہا اے ملکہ تمھاری محبت نے مجھکو دیوانہ بنایا ہے تُم نے بھی آگے بڑھ کر دست نگارین سے ہاتھ شہزادے کا تھاما اور کہا **فرد**

مہربان یار جفا کار ہوا ہے مجھپر ٭ دل مضطر کا ہے اب میرے خدا ہی حافظ ٭

غرضکہ دونوں ہنستے ہوئے بالائے تخت پہونچے اُس بُت نے رام ہو کر گردن میں باہیں ڈالدین پیشانی و رخسار کے بوسے لینا چاہے اس خودکام نے منھ ہٹا کر کہا واہ اے پیمان شکن ابھی سے وعدہ اپنا فراموش کیا **بیت**

او تغافل شعار و عیار ٭ او فراموش کار عاشق زار ٭

جلد میرے سوال کو پورا کر اُسنے اس کلام پر ہنس کر جوڑا اپنا کھولا اور ایک ہار کئی ہزار کنجیوں کا نکال کر سامنے رکھا شہزادے نے لوح کا عکس سب کنجیوں پر ڈالا ایک کنجی بہ قدرت فروغ بخش مشعل شمع قمر برنگ شمع منور ہوگئی شہزادے نے وہی کلید ہاتھ میں لیکر ہار سے نکالنا چاہی جسوقت تو وہ عورت اسکے ہاتھوں سے لپٹ گئی اسنے لوح طلسم اسکے سینہ و شکم میں لگادی پھر تو آواز مہیب آئی اور سر اُس عورت کا پھٹ گیا اسمین سے دھوان نکلنے لگا اسی طرح ہر ایک تجلی کا سر شق ہوا وہ تمام توپخانہ بنگیا قلعہ جسمین سے توپین چھوٹنے لگین فتح طلسم کی خوشی مین شہزادے کی سلامی اُترنے لگی تا دیر آوازین مہیب آیا کین آخر وہ سب بتلمان مع اُس زن تخت نشین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بھیریان ہوگئین دھوان سمٹ کر کوئلے کی طرح ہوا اور ایک سمت صدا دیتا ہوا چلا کہ اے طلسم کشا مین مدت سے قید تھا تیری بدولت رہا ہوا تو بھی یہاں اب نہ ٹھہر مال طلسمی لیکر اپنے دادا کے لشکر مین جا کہ وہ آفت مین مبتلا ہے مصیبت مین گرفتار ہے یہ آواز دے کر دھوان غائب ہوا شہزادہ وہ کنجی لیکر اپنے رُفقا کے پاس آیا اور اس قصر کے گنبد و برج کو کھلوایا ہزارہا خمہائے زر طلا بھرے لگے دیکھے ہزاروں صندوق پر از جواہر رکھے پائے نقاروں کی طلائی اور نقرئی جوڑیان نکلین صندوقون مین خفتان مین بادہ اسلحہ جواہر نگار بھرا پایا اور ایک صندوق طلائے احمر کا ایک تخت پر رکھا تھا جسپر غلاف مخمل کا جواہر دوز چڑھا تھا شہزادے نے اسی کلید سے جسکا ذکر اول مین بیان ہوا اس صندوق کو کھولا ایک تلوار آبدار صید شکار اسمین رکھی تھی جسپر دستہ جواہر جڑا تھا موتی اُس مین لگے تھے نیام مین بھی موتی ٹنکے تھے شہزادے نے خوش ہو کر اُس شمشیر کو لیا اور کھینچ کر دیکھی عجب جوہردار تیغ پایا کہ دیدۂ جوہر مریخ بھی آنکھیں نکالتے تھے زبان تیغ ہندو فلک کے للکارتی تھی [illegible]

اس تیغ میں جلوہ گر ہیں جوہر چلنے میں وہ بھی زبان طرار	یا دامن کہکشاں میں اختر کھنچنے میں بھی صاف دامن یار	حروف کی شکل کہوں میں یہ دون اکدم ہوا جو اس سے صحبت قہر	لکھا ہے قضا نے قصۂ خون لیلے سے ہو قطع الفت قیس

بعد اس تیغہ پر قبضہ کرنے کے اور تمام اسباب طلسمی کو نکلوایا ایسی متاع خوب کو پایا کہ **ابیات**

ز دیباچ و دیبا و خز و حریر ز فرشی درفشان ز دیبای چین جیلتہ ز دیبای زربفت گون ایا ہر یکے افسر شاہوار	زعود و زعنبر ز مشک و عبیر کرپید انبودی ز دیبا زمین کشیدہ ز برجد بر اندرون صد اسپ و صد اشتر زرین بیلہ	ہم از پارہ و گوہر شاہوار بصد مرد رخ ز جامے بر داشتی ز دینار و گوہر ز طوق و تاج	ہم از طوق و از افسر و گوشوار ز یاقوت و گوہر دون برافراختی جہان صد سپر و زہ و تخت عاج

پھر یہ شہریار با تمکین و وقار بارگاہ میں تشریف لایا اسی طرح کا جیسا پہلے جلسۂ عشرت جما تھا ہنگامہ مسرت آراستہ فرمایا اسی جشن نشاط میں ملکہ بنفشہ سے اپنا اور وزیر زادی سے

اسکی سیتارہ عیار کا عقد کیا دن بھر داد عیش دیتا رہا جب عروس شب نشان ستاروں کی چُنکر دولھن بنی اور آفتاب سہرا خطوط شعاع کا باندھے حجلۂ مغرب میں ہم آرام گیا ۔ **نظم**

ہوا خانہ گستر سپہر سیہ شام | مزاج شاہ نے آرام چاہا | ہوس نے دل کی اپنا کام چاہا | کیا شاطلی کا شوق نے کام

شہزادہ عیار حجلۂ عروسی میں داماد بنے ہوئے بصد اشتیاق آئے یہاں کی تیاریاں اور آرائش حجلہ و جہاز کا کیا شمار ہو شبستان کے صحن میں اشجار جواہر کے اور گلدستے رکھے تھے شمیم گل کا دریا بہ رہا تھا سہریاں لاجواب پھولوں سے ملو تھیں اوٹ پھولوں کے کٹہرے تھے جواہر آگیں پلنگ آراستہ تھے عود و عنبر سلگ رہا تھا قرابے گلاب و کیوڑے کے بھر کے سر پر رکھے ہوئے تھے عطر کی شیشیاں خوشبو انگیز تھیں مسندیں زر دوزی بچھی تھیں جام و سبو و بادۂ ارغوانی مہیا معشوقیں بناؤ سنگار کر کے مسندوں پر جلوہ فرما کنیزان مہ پارہ سرگرم کار و بار یہ کیفیت و بہار آشکار **نظم**

شب فام شہنشاہ خوش اقبال | کہ تھا مشتاق معشوقہ بہر حال | شبستان میں ہوا پھر جلوہ افروز | چلا جام شراب فرحت اندوز
بھرا سینوں میں تھا جوش محبت | ہوئے دونوں ہم آغوش محبت | ہم تھے بادۂ مستی سے مدہوش | وہ کھل کھیلے یہاں ہو کر ہم آغوش
پری شعلہ اور بے ساختہ ہاتھ | کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ | ہوئی بے سد مجلا یاد کا شعلہ اور | ہوا پیدا ستارہ آگیں دمدار
دہن تھا قفل غنچہ اسکا بستہ | نہ تھا جس نے چمن کو جیسے رستہ | ادھر بھی تھی وہ شاخ گلفشان تر | چھپا گوشہ سے جو پیکان تر
گرا فوارۂ نیسان صدف پر | مثال تیر جب پہونچا ہدف پر | بر آیا کام دل حسب تمنا | ملا آرام دل حسب تمنا
رہا شب بھر یہی عیش جوانی | ہوا روشن چراغ آسمانی | ستاروں کے کھچے آئے ستارے | ہوئے نظروں سے پوشیدہ وہ سارے

جب چادر سحر چادر پلنگ عروس خون شفق سے رنگین ہوئی یہ ظاہر تھا کہ حرص دہر کا ازالہ بکر ہوا ہے شہزادہ شبستان سے اُٹھکر حمام میں گیا اور نہا دھو کر فریضہ نماز سحر ادا کیا ملکہ بھی نہائی دھوئی وزیر زادی بھی خلوت سرا سے باہر آئی ہمنشین بچھیر چھاڑ کرنے لگیں قہقہے اٹھنے لگے جلسۂ حضرت جہاں پناہ لوبینگ تھا ادھر شہزادہ عیار نے دربار میں آکر اپنے مقام پر جلوہ گستری کی سرداروں نے آکر تسلیم کی بادشاہ طلسم اور وزیر نے خلعت دامادی پانشہزادے نے ملک حام کی حکومت عقاب کو عنایت کی شرارہ کو قلعۂ نافرمانیہ عطا فرمایا بادشاہ کو اسی طرح حاکم طلسم کی زمین کا رکھا جب انتظام سب کر چکا حکم تیاری لشکر دیا ملک سلطان تاج بخش کو اپنے ہمراہ لیکر خدا نامے طلسمی لشکریوں کو عنایت فرما کر ساتھ ہزار سواران جرار آزمودہ کار کو آراستہ فرمایا ڈنکے بجے نائے ترکی کا شور بلند ہوا ارابے زر سرخ و سفید سے لدگئے بارگاہیں طلسمی فیلوں پر بار ہوئیں شہزادہ آپ بھی آراستہ ہو کر تیغہ طلسمی زیب کمر فرما کر مرکب پری پیکر پر سوار ہوا ملکہ بنفشہ کو سکھپال میں اور انیسوں کنیزوں وغیرہ کو چہاونین بیٹھا کر بہت گرد و فرد خشم و دستان سے کوچ کیا شاہ طلسم بھی کچھ دور کے لیے ساتھ چلا **نظم**

چو برخاست آواز طبل رحیل | بجنباک اندر آمد سر شیر و پیل | ز لولوی از ہند و از چین و روم | زہر کشورے کان بد آباد و بوم
غلام و پرستندہ از مرد و زے | زدو روز یاقوت و ہر گوہرے | ز دیبا و بخشش کرانہ نہ بود | چو خود اندر زمانہ نہ بود
دگر پیل جنگی ہزار و دویست | کہ گفتی ازان در زمین جائے نیست | دگر اسپ جنگی چہل و شش ہزار | کہ بودند ہمراہ آن شہریار
دگر دہ ہزار اشتر سرخ موے | ز گرسی نبود آزمان یک جوئے | دو دہ ہزار اشتر بار کش | عماری کش و گام زن جستہ وش

سواران جنگی ہزاران ہزار　　طلسمی و از ساحران بے شمار
چو از کوہ و از دشت برداشت بار　　ہمی رفت شادی کنان سوئے شہر
ز کرسی دم گاو و بیدہ سرائے　　ہمان خیرہ آخور و چار پائے
ز نالیدن بوق و بانگ سرود　　ہو الگشت زاو از پے تار و پود

بایں کر و فر و حشمت و جلال با اختر آسمان اقبال اس سرزمین طلسم سے نکل کر بے بیشہ حیرت میں تشریف فرما ہوا یہاں وہ قلعہ لوح کے
سبزہ زار سے دور با جو علامت طلسمی بھی وہ سب غائب تھی پہاڑ کے دامن میں سرداران شہزادہ اُترے ہوئے تھے آمد سے اپنے مالک
کی خوشنود ہو کر حاضر خدمت ہوئے ہمایون بن شداد وغیرہ سواروں کو دیکھا کہ سبز خم آبجر میں لباس فقیری پہنے میں
شہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیا یہاں زوجہ ملک سلطان کے جاسوس خبر کو حاضر تھے وہ
گرد دولت ملکہ مذکور پاس آئے اور خبر آمد شہزادہ دیگر ملکہ کو مسرور کیا وہ اسیوقت سوار ہو کر شہزادے کے پاس آئی اور خیمہ میں
شہزادہ کو بلا کر گرد پھری نثار ہوئی اور قدم پر سر رکھکر منت کناں عرض پیرا ہوئی کہ بیٹا ایک شب میرے غریبخانہ
پہ قدم رنجہ فرماے لشکر میں اچھی طرح آپ کو دیکھوں شہزادے نے کہنا اُس کا قبول کر کے کوچ کیا ملکہ موصوفہ
سبقت کر کے برائے انتظام آرائش ملک ایران روانہ ہوئی اور قلعہ میں آ کر فوج کو بہر استقبال روانہ
کیا توپخانہ تیار ہو کر سلامی اُڑنے لگی طبل بشارت پر چوب پڑی تمام شہر میں غلغلہ بلند ہوا کہ ہمارا بادشاہ جو طلسم
میں قید ہو گیا تھا آتا ہے اور وہ شہزادہ جسنے شہزادی کو پنجہ زنگی سے چھڑایا تھا بادشاہ کے ساتھ ہے وہی شاہ کو
طلسم سے رہا کر کے لایا ہے اس خبر کے منتشر ہونے سے تمام رئیسان و ساکنان شہر سواری دیکھنے کو سر راہ جمع ہوئے
زن و مرد کا در و بام پر ہجوم ہوا ملکہ شہر کے حکم سے شہر آئینہ بند ہوا یہ عالم تھا کہ

نظم

بفرمود تا گاو دم بر دمش　　دمیدند و بر بانگ شد کشورش
برآمد ہم آواز رامشگران　　درین شہر ز ایوان گران تا گران
ز جائے فراز و ز جائے نشیب　　نسیم گلان آمد و بوئے طیب
ببستند آذین بہ ہر راہ و در راہ　　برآمد ز خیمہ مہ خاور سیاہ
بہ ہر گاہ کش زر جلے برخاستند　　ہزر و یک شعلے را ساختند
لب شاہ قاسم پر از خندہ گشت　　ہمہ کہتران خندہ را بندہ گشت

اسی آرائش میں یکبارگاہ نے خبر دی کہ وہ شہزادہ والا گہر کی سواری آئی سب نے نگاہ کی سمت لڑائی وہ عظیم و شان نظر آئی
کہ کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھی۔

نظم

زدیبائے زربفت تاج و کمر　　ہمان تخت زرین و زرین سپر
دو صد مرد برنا ز فرمان بران　　ابا دستہ نرگس و زعفران
ہم از پیش آں کس کہ بایسے خرش　　ہمی رفت با مشک صد آں کش
چو شاہان بر نیلے سی صد سوار　　ہمی راند با نامور شہریار
ہمی راند با تاج و با گوشوار　　بزرباد سجامۂ شہریار
چو آمد بہ نزدیکی شہر شاہ　　سپاہی بذیرہ شدندش براہ
دو صد مرد تا مجمر افروختند　　برو عود و عنبر ہمے سوختند
ہمی پیش بودند تا بادوے　　چو آئینہ ہر سو رساندند ے
ہمہ رہ ہمی آب را بر زدند　　ز گنجی گلابے بعنبر زدند
ہمہ جامہا سرخ و زردہ بنقش　　شہنشاہ با کاویانی درفش

تمام خلق نے سواری کو دیکھ کر نعرہ خوشی کا بلند کیا اور تالیاں
بجائیں تسلیم کو گردنیں جھکائیں ملکہ شہر کے ملازم زر سر شہزادہ پر سے نثار کرنے لگے محتاجان شہر کثرت بارش زر سے تونگر
ہو گئے اسی طرح ایوان شاہی میں سواری پہونچی وزرائے سلطنت و امرائے مملکت اپنے بادشاہ سے ملے شہزادہ کو بادشاہ ہمراہ
لیکر داخل شبستان ہوا یہاں تمام سامان عشرت مہیا تھا ملکہ لسان کنیزان کمترین بکار و بادب خود کرسی کی شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہو

ہنگامہ انشا ملے گری کی ساقیان زہرہ پیکر کی ادائین مستی خیز چشم مخمور پیمانہ شراب فرحت انگیز معشوقان جادو نگاہ کا ہنسنا قہر نگی پانے حسن دکھاتا مستی مین شراب دو آتشہ کا مزہ آتا لبہای جام مین شراب سرخ پیمانہ آفتاب مین شفق کا رنگ دکھاتا اس انجمن مین ستون تھا جو مناسب ساغر کو چومنا شاہ جان کے بدلے خریدار مئے غمزہ کا گرم بازار قلقل کی صراحیون سے آواز حسینون کا تازہ دلکشی کی ترنگ طلبین امنگ چاندنیون مین سنگین پیشانیون پر چین معشوقان کا جوبن مستی مین جھوم جھومنا دلونکا مچلنا شراب کا دور ستون تھا زالا طور گانے کا شور عشرت کا دور عجب رنگ کا تماشا سنگدل بھی محو ہوجاتا سقاصون کی ٹھوکر کار مسیحی کرتی مردہ دلونکو جلاتی

نظم

گران مایہ کاخے بیاراستند	بہ تخت زرین برپیراستند	ہمہ روز با فوج سلطان جے	ہمون بزم شبستان سامان مے
کنیزان رقاص ہمہ ماہ وشے	پرستندہ قصندہ بازنگ وبو	زر زرین وسیمین وگوہر نگار	ہمہ مایہ عیش بدشاہوار

دو روز اس مقام پر دعوت وضیافت مین بسر ہوئے تیسرے دن جب بزم دہر قندیل گیتی فروز مہر سے منور ہوئی

بیت

چو پیدا شد آن قرص خورشید زرد ÷ بہ پیچید زلف شب لاجورد ÷

قاسم نے حکم تیاری لشکر دیا اور ملک **سلطان** سے مع اسکی زوجہ کے رخصت لیکر جانب لشکر **امیر** کشور گیر روانہ ہوا یہ شہزادہ فلک مرتبت تو اس طرف سے چلتے ہین لیکن شمہ حال لشکر **امیر** سنیے

ملولف

ساقیا ایسی پلا سرخ بجھو کا سی شراب	جیسے ہو وقت غضب رنگ رخ شیخ وشاب
قلقل شیشہ بنے نعرہ مرد میدان	خون زاہد ہے سوا سرخ ہو بادہ اس آن
کس لیے ہو چکا سب حال طلسمات بیان	بزم معشوق پری چہرہ کے تازہ سامان
ابتو پھر جنگ کا لکھنا ہے مجھے کچھ احوال	پھر وہی لشکر جنگی وہی تیغ وگوپال
وہی جمعیت لشکر وہی قتل کفار	وہی میدان جدل تیغ کی جسمین جھنکار
پھر وہی رزم وقتال اور وہی افسون خوانی	وہی مکاریان عیارون کی اور دستانی
چون سرایندی تو این قصہ نادر مضمون	**چاہ** از نائے قلم تازہ دمیدی افسون

تیغ آزمایان معرکہ سخندانی ۔ وہ اپ فگنان عرصہ افسانہ خوانی ۔ جوہر شمشیر داستان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین اور تیغ زباندانی سے کشور سخن یون تسخیر فرماتے ہین کہ لقاے بیچارہ رانندۂ درگاہ آزر مرد شاہ بمقابلہ امیر عالم پناہ پریشان حال و دلبستہ ملال اترا ہوا تھا اور بعض یار اسکے سوائے **صبائے جادو** کے اور کوئی باقی نہ تھا وہ قحبہ بھی خوف خیلدان کو مقابلہ اسلامیان نہ کرتی تھی ہمیشہ دشت وکوہ مین مخفی رہتی تھی چنانچہ کئی نامے اسنے درباب طلب امداد خدمت شاہ جادوان **افراسیاب** نے ایران مین بھیجے تھے کہ مین یہان تنہا ہون کسی ساحر کو میری مدد کیلیے روانہ کیجیے شاہ مذکور نے عند الطلب اکثر ساحران نامی مثل جنون و مجنون وغیرہ بھیجے مگر وہ سب طعمہ نہنگ شمشیر اسلامیان ہوے غرضکہ پس ہما یعنی صبا نے پھر عریضہ بادشاہ طلسم کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ خداوند لقا بندگان خوابی سے بہت پریشان ہین جلد انکی خبر لیجیے ورنہ وہ ناراض ہو کر یہان سے چلے جائینگے یہ نامہ شاہ جادوان کو بارگاہ حیرت مین ملا کیونکہ بران کو ظلمات مین قید کر کے وہ بارگاہ ملکہ کو مین آیا تھا اور نہایت مسرور بیٹھا تھا الحاصل جب مضمون عرضی کا اسنے پڑھا بحیرت کہا

کہ اے ملکہ اب مہرخ وغیرہ نمکحراموں کا قتل کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ اُس بچو کری بُحران کو مین قید کر چکا ہوں اور اُسکے باپ کوکب کی سرکوبی کو جہانگیر جا چکا ہو میرے جی مین آتا ہو کہ مسلمانوں کی ذریات کو بردۂ دنیا باقی نہ رکھوں یہاں سے خانۂ کعبہ تک سب کو غارت و برباد کروں اور مجلانے باختر کو تخت خدائی پر بٹھاؤں اب تک جتنے ساحر کہ بہر استعانت خداوند گئے عیاروں نے قتل کیے ابکی ایسے ساحر کو بھیجا ہوں زندہ ہیرے نہ نکالے گئے نہ ہم اعظم اسیر نہ کیے نہ کوئی عیار اُسکو بیہوش کر کے ہلاک کر سکے حیرت نے یہ کلام سُنکر کہا اے بادشاہ ازین چہ بہتر مین تو سامری سے چاہتی ہون کہ یہ سلمان غارت ہون شاہ نے اُسی وقت اپنے جوڑے سے ایک بیضہ نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ بشکل ماکیان ارض مین سما گیا بعد کچھ دیر کے پر و بال اُس بیضہ سے نکالے کہ لگے ہی سایہ آسمان پر نمودار ہوے اور موتی برسانے لگے پھر ایک مرغ زمین تل اُڑتا ہوا آیا جو درازی قامت مین ہمسر جواللغافر ایسے کے سامنے گنجشک کا بچہ تھا طائر اژدہا خواندیں نکانسبہ مرغ خوبی اسکے کوہ قاف مین یہاں بصورت ارض نام سے اُسکے تر زمین لیندان منقار بزرگ شکل خرطوم فیل بچہ دراز تھا اسکے تیز خنجر مثل

چنان بود مرغے کہ اے پیلتن　　بسر بر دو گیسو سیہ چون رسن
دو چنگش بکردار چنگ ہزبر　　خروشش ہمی بر گذشتی ز ابر
آتش زرد و گوش و دانش سیاہ　　نزدیکے کس او دلگر گرم گاہ

اُس مرغ نے سامنے بادشاہ کے ایک انڈا ہاتھی کا بیضہ مثل ایک برج و گنبد کے مقابل جلوہ کے وہ بیضہ شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھ کر دیو کے چرخ کو بھی غش آجاتا شیطان کے لیے اُستاد دیدا ہوا تھا جیسا طائر تھا ویسا ہی بچہ بھی اُسنے دیا تھا۔ **نظم**

منش زشت چیزی کزو دور بے ازو　　بد اندیش و کوتاہ دل پُر ز درد
دو چشمش کزو سبز و دندان بزرگ　　برہ اندرون کز رود ہیچ گرگ
ہمان ہیکل و سفلہ و بیفروغ　　سرش پُر ز کین و زبان پُر دروغ

اُس ملعون ودون بداختر و سیہ رو نے بادشاہ ساحران کو سلام کیا بادشاہ اُسکی صورت دیکھ کر ہنسا تمام اہل دربار بھی قہقہہ مارنے لگے بادشاہ نے پھر ارشاد کیا کہ اسکو سرپر سلک عقد دیگر جادو بیت دونون اُڑتے اُڑتے پھرے اب اُنکا مقابلہ زمانہ آگیا جاؤ خداوند باختر کی زیارت بھی کر لو اور اُنکے دشمنون کو بھی مار و اُس خیرہ سر نے ایک آہ بھر کر کہا اے بادشاہ مجکو سامری نے جو پیدا کیا ہے تو یہ عہدہ رکھا ہے کہ جو کوئی مجکو بلا لے اُسکے شہر مین پیدا ہوں اور پھر بطن ساحر مین چلا جاؤں لیکن مرون نہین لیس یہ طائر جسکے بیضہ سے مین خلق ہوا ہون اگر زندہ رہا تو مین تمام مسلمانون کو ہلاک کرونگا اور اگر یہ طائر جلگیا تو البتہ میری زندگی مین شک ہے یہ سخن ہونا تمام تھا کہ وہ طائر منقار وا کر کے چیخا اور دہن سے اُسکے شعلہ نکلا کہ سراپا جلنے لگا آخر جلکر خاک ہو گیا شاہ بھی اسکے جلنے سے خوش ہوا مگر اُس ساحر کو سمجھانے لگا کہ یہ مسکن تیرا تھا اسکے جلنے سے غمگین نہ ہونا چاہیے یہ کوئی دلیل تیرے مرنے کی نہین ہے مین خوب جانتا ہون کہ قضا تیری خداوند سامری سے تعلق نہین کی اب توقف نہ کر زیارت خداوند سے مشرف ہو وہ یہ حکم سُنکر آمادہ چلنے پر ہوا اور شاہ طلسم نے بارہ ہزار ساحران خدار انتخاب روزگار اُسکے ہمراہ کیے وہ بھی تخت پر سوار ہو کر چلے نفیر سحر بجی نالے ترکی کو دم ملا برچھیا گئے ساحر طائر و اژدر پر چڑھکر روانہ ہوے **نظم**

خروش آمد از نالے و زگاو دم　　ہمان نعرہ پیل و روئیدہ خم
ہمہ ساحران بر کشیدند صف　　ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بکف
تو گفتی بر جنبید ہمید شت راغ　　شدہ روئے خورشید چون پر زاغ
زمین سر بسر گفتی از جوشن ست　　ستارہ زنوک سنان روشن ست

ہر پہلوان پر از کبر و منی	ابا جوشن و تیغ آہرمنی	جفا پیشہ بر سیل تنہا برفت	بسوئے لقا ہر جریدہ تفت

اسی کروفر سے بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے باہر نکلکر قریب لشکر لقا آخود سر پہونچا یہان وہ بے ایمان تخت خدائی
پر بیٹھا تقدیرین بگاڑ رہا تھا کہ یکایک ملک ہاے ابر پیدا ہوکر موتی برسانے لگے اُس بے آبرو نے علامت سحر پہ یاد دیکھکر کہا
تقدیریک مین نے کہ بندہ خاص اسوقت آکر سجدہ کرے مجکو شیطان درگاہ اسکا بہر استقبال روانہ ہوا اور باشارہ او مین ساحر
مذکور سے ملا لشکر اُسکا مقام عمدہ پر اوترا یا اُسکو باعزاز سامنے خداوند کے لایا اسنے سجدہ کیا خلعت سرفرازی پایا کرسی
زرین پر بیٹھا ساقی نے جام مئے سُرخ دیا جب دماغ اُسکا مئے سُرخ سے گرم ہوا ملک **بختیارک** نے شیطنت
شروع کی پوچھا کہ اے جمشید روزگار یہان کیون آئے کچھ اپنی جان گرامی کا پاس نہ آیا اسنے کہا ملک جی مین مدت سے
مشتاق زیارت خداوند تھا بارے آج طالع یاور ہوئے جو دیدار نصیب ہوا شیطان نے کہا اچھا زیارت خداوند کر چکے
اب جان بچانا بھی ضرور ہے روبفرار رکھو اور یہان آنے سے اپنے اوپر آپ ہزار ہا بار لعنت کرو طلسم مین رہتے تو
زندگی بآرام کچھ دن بسر ہو جاتی اور یہان تو یہ حال ہے کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند مگر ہر کمالات سُنکر
بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ ملک جی تمکو میرے مرنے کا خیال بیکار ہے مین مرنا جانتا ہی نہین تمکو یقین نہ ہو تو خداوند سے
پوچھ لو کہ میری موت پیدا کی ہے یا نہین **لقا** یہ کلمہ سُنکر سمجھا کہ اس ساحر مین کچھ تو ایسی صفت ہے جب تو دعویٰ اس طرح کا کرتا
ہے تو بھی تقدیر اسی کے کہنے کے بموجب کر لیں یہ سمجھی للکارا کہ اے شیطان درگاہ مین یہ بندہ میرا سچ کہتا ہے مین نے اسکو
زندگی جاوید عطا کی ہے مرنا جانتا ہی نہین ہے شیطان نے کہا اور جو اسکا خود مرنے کو جی چاہے تو کیا ہوگا **لقا** نے
کہا تو جھک مارتا ہے یہ کبھی نہ مریگا وہ ساحر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ملک جی تم بیچ ہی جاؤ مین مرنا نہین جانتا ہون کوئی حربہ
مجھپر اثر نہین کرتا نہ عیار بیہوش کرکے ہلاک کر سکے گا شیطان نے کہا اندھا جیا بتائے جب دو آنکھین پائے یہان بھی
ایسے بندے خداوند کے ہین جو مرنا سکھا دیتے ہین بغیر قضا آئے تہ خاک سُلا دیتے ہین یہ باتین تھین کہ ساحر نے ایک گوشہ
بارگاہ کی طرف دیکھا وہان دو عیار فراش بنے ہوے اہل اسلام کے کھڑے تھے کیونکہ عیاران لشکر امیر صورت بدلے اکثر
یہان رہتے ہین اسوقت غلغلہ آمد ساحر مذکور سُنکر **ابوالفتح و سمک** یہان آئے تھے وہ ساحر کی تقریر کل سُن رہے تھے
اور دل سے کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ اسکے شر سے لشکر خدا پرستان کو بچائے غرضکہ ساحر مذکور نے انکی جانب دیکھتے ہی **بختیارک**
سے کہا کہ ملک جی دو عیار وہ دیکھو فراش بنے کھڑے ہین یہ کلام اسنے کہا ہی تھا کہ عیار رو بفرار لائے لیکن اسنے پکار کر
کہا کہ اے **ابوالفتح و سمک** کہان جاتے ہو ہماری ملاقات کو تو آؤ اتنی بے مروتی تمھین زیبا نہین روز جنگ
جنگ روز آشتی آشتی یہ تقریر اسکی ایسی پُر تاثیر تھی کہ عیار فوراً پھر کر سامنے اسکے آئے اسنے کرسیان بیٹھنے کو دین اور
بہت خاطر کی پھر زبان کو تقریر کی سان پر چڑھایا کہ اے عیارو مین خوب جانتا ہون کہ تم اپنے کام مین بڑے لائق
و فائق ہو بلکہ یکتا ہو لیکن مجھپر عیاری کرنا ایسا ہے کہ جیسے حباب کو گوہر جاننا آئینہ کو دریا کھنا ہوا کو مٹھی مین ناپنا
اپنے عکس سے آپ کشتی لڑنا ہے اور ساحر جتنے آئے سب مرنا بھی جانتے تھے مین یہ سبق بھول کر بھی نہین پڑھا قضا کی
قضا کرگئی بار احسان ہستی میرے سر پر دھر گئی تم میرا کچھ نہ کر سکو گے لہذا تم مجھپر عیاری نہ کرنا ورنہ مین تمکو

قتل کرونگا - اس لیے اول تم کو خبردار کر دیا تاکہ عذر یقین کوئی باقی نہ رہے اب تم جاکر حمزہ کو بھی سمجھاؤ کہ سرکشی سے باز
آئے اور خداوند کو سجدہ کرے سلطنت تمام عالم کی اُسکو ملیگی جان بھی بچے گی ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا اسکا محال ہے
اسم اعظم بھی مجھپر نہ چلیگا دم بھر مین سب جاہ و جلال اُسکا خاک مین ملیگا - عیارون نے یہ تقریر اُس پر تقصیر کی سُنکر
خندۂ دندان نما کیا اور کہا بجا ارشاد آپکا ہے لیکن ہم یہ عرض کرتے ہین کہ خداوند جو آپ کے ہین وہ بھی مرنا جانتے ہین پھر
آپ کی زندگی دائمی کیونکر ہو سکتی ہے جہان فانی مین کون ایسا ہے جو مرنا نہ جانتا ہو اور مرے نہین کہ بیت چہ مردم
چہ آہرمن بت پرست ✽ زمرگ اندر بسر نہادہ دو دست ✽ معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری قضا کسی تحفہ طلسمی سے ہے اسی وجہ سے
تم کو فخر و ناز ہے کہ میری موت نہین ہے - اور اگر ایسا بھی ہے کہ آپکی موت شیطان کی طرح تا بروز قیام نہین ہے تو ما اچھا
ہم تمام عمر عیاری کرتے رہے ہین اب بھی کرینگے اور صاحبقران کا ذکر کسی کا شیوہ رکھتے ہین وہ ایسا آپکے مرنا ہو جانتے
ہے کیونکر لڑنا چھوڑ دینگے یہ آپ کا خیال خام اور تصور نا تمام ہے اچھا آپ اپنی جان لیے بیٹھے رہیئے ہم جاتے ہین اور ہو سکتا ہے
تو آپکے مرنے کی تدبیر یاد کرکے آتے ہین یہ کہکر وہان سے جست و خیز کرکے روانہ ہوئے گوہر یہ تقریر سُنکر ششدر ہو گیا
بختیارک نے اسوقت کہا کہ کیون میان گوہر تمنے سُنا کہ ان عیارون نے کیا کہا سچ کہنا کیا پتے کی بات کہی اب تو
مان گئے ہو گے اور خیریت اسی مین ہے کہ اپنے راد ھا کو یاد کرو اور دال میں دو چلد و سبق پڑھو ساحر نے کہا عیار رذیلین
واہیات بکتے ہین ملک جی ان مسلمانون کی قضا ہی آگئی ہے تم دیکھ لینا کہ کس عذاب الیم سے ہلاک ہوتے ہین یہ کہکر
اپنی بارگاہ مین اُٹھ گیا اور ایک شب و روز آرام پذیر رہا جب دوسرے روز ساحر لیتی از ظلمت شب نے تدبیر
مرنے کی بتائی اور تاریکی نے عالمگیر ہو کر ضیائے خورشید خاک مین ملائی **نظم**

ہمی ساخت ہر مترے جائے خواب	جو شب چادر قیر گون کرد فرد	جو بزمردہ شد چہرہ آفتاب زشہر وز بازار برخاست غو

گوہر بارگاہ لقا مین آیا اور شراب گلناری کرکے مست ہوا حکم طبل جنگ بجنے کا دیا بموجب حکم نفیر ہو چکی طبل جمشیدی پر
چوب پڑی ہرکارے لشکر امیر کے خبر لیکر خدمت فیضدرجت جناب شہنشاہ اسلامیان مین آئے اور گوشہ عزیر ادب
کو چوم کر دعاو ثناء بادشاہی زبان پر لائے - **نظم**

مبادی ہمیشہ مگر شاد شاد مبینا دکس روز بے کام تو بر و بوم بے لشکر تو مباد	مبادا جہان بے چنین شہریار نبشتہ بخورشید بر نام تو	زمیر وز گرا فرین بر تو باد برومند باد اوران روزگار جہان بے سر و افسر تو مباد

بعد لباما گستری دعا جملہ ماجرا آمد گوہر و اسکے دعوی باطل کرنے کا اور طبل جنگ
بجانے کا معرض بیان مین لائے اُسوقت **ابوالفتح** و سمگٹ نے بھی حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا کہ یون ہم کو ساحر نے سوتے سے
بلا کر دھالش کی بادشاہ والا امیر نے فرمایا دہمد ایزد بر حق ہمارے لشکر مین بھی کوس رزم پر چوب پڑے **ابوالفتح** کہ اب عمرو
کی جگہ افسر ہے حسب ارشاد شاہ والا نژاد نقارخانے مین آیا اور رندر قلاچینی کی ایکر خواجہ کے نام بدرجمع کرا دی پھر نقارہ
سکندری کا غاشیہ اُٹھا کر ڈال دی تمام عالم پر از غلغلہ شر و فساد ہوا نائے ترکی و صبح کبو مرتی کو دم ملا ہیبت سے
عجب تھا جو پیر فلک کا دم نکلتا دلاوران عرصہ کارزار جلادت شعار آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکۂ جدال ہے روز نبرد

یوم قتال ہو اور ایسے دشمن صعب سے مقابلہ ہے جو مرنا نہین جانتا ہے دیکھیے فردا روز فردا ہوگا قیامت کا ہنگامہ ہوگا
بادشاہ نے دربار برخاست فرما کر شبستان مین داخل کیا امیر مسعود کرباس مین آکر مصروف عبادت خدا ہوے
سرداران لشکر اپنی جگہ پر آئے سلیح خانے کھلوا لیے ہتھیار نکلنے لگے فرط اسلحہ سے خانہ دہر آہن کدہ تھا تیغہاے آبدار کی
چمک موج دریاے قہر تھی آفت کی طغیانی تھی بلا کی لہر تھی زبان تیغ کا بیان تھا کہ یہی مرد انا ہے جو گھاٹ گھاٹ کا
ہمارے پانی پیے ہو ہزاردن بار آب شمشیر سے دہان زخم تر کیے ہو زبان سنان نیزہ یہ مناتی کہ راست بازوہی ہے جو
سینہ تانکر میدان مین کھڑا ہو کمانین چلاتی تھین کہ وہ سمجھدار ہے جو لب سوفار کی بات سمجھتا ہو زبان پیکان کہتی کہ اے
گوشہ گیران عرصہ جنگ لائق زہ کام کرنا تیرون کو بہرنگ آرزو در از سینون مین دھرا کہ گویا لاف زنی پر تیار بلند کیجیے
زبان حال سے کہتے اے سرداران سر دیجیے نمی نہ کرنا خبردار رہنا خود بینی کا دعوے باندھے
ہوے زرہ ہر حلقے سے آنکھین نکالے ہوے تبر عدو کو تبر کر لیا ارادہ رکھے تفنگ دم شجاعت کا دم بھرتے نالے ترکی کا شور
نفخ صور کا ہمدم شور عشر اس ہنگامہ کے روبرو بہت کم نقیب ہر سمت للکارتے بہادر نعرہ مارتے گھوڑے شیہے بھرتے پیادے
تنتے سوارون کے پرے سامان رزم کرتے کوئی تلوار کو صیقل کرتا کوئی تیرون کو زہر آبدار بناتا کوئی کمانین سینک کر
درست کرتا کوئی کمر ہمت چست کرتا ارن مہتابین اور مشعلین روشن بہار پر شجاعت کا گلشن ہر سمت چشنا نے گلہاے
باغ تھے تلوار و خنجر چمکتے یا جلتے چراغ تھے چہرہ ہاے بہادران بسان شمع منور گلہاے سپر سے دماغ ہاے بہادران
معطر چقا چاق شمشیران سے ارض و سما مین تہلکہ تھا اس طرف تو یہ ہنگامہ تھا ادھر ساحران نامی نے کرنا ہیان چڑھائی
تھین یونین جہان بلا کی تھین جھنجھٹ مین جھنکتے چڑھ رہے تھے لشکریان کفار روبراصاف کرتے تھے یہ نقشہ تھا نظم

چو در شب خروش آمد از کرنائے | بجستند سالار جنگی ز جاے | ز لشکر برآمد ہر انسان خروش
کہ شیر ژیان را بدرید گوش | یکے مرد گر را ندانست باز | شب تیرہ و نیزہ ہاے دراز
بخنجر ہمے آتش افروختند | ہوا و زمین را ہمے سوختند

چار پہر رات اسی جوش و خروش مین بسر ہوئی جب طلسم دہر کا دروازہ کھلا اور آفتاب بصد آب و تاب فتاح طلسم ظلمت شب بنا ہوا نوح زرین
لیے اس درسے باہر آیا کہ ابیات

چو پنہان شد آن چادر آبنوس | جہان تا سپیدہ دمان بردمید | شب تیرہ گون دامن اندر کشید
بگوش آمد از دور بانگ خروس | ہنگام سحر لشکر جانبین سے خیل خیل

ذیل ذیل فشون فشون ہر ملک کے لوگ ہر طرح کی قومین جانب میدان مصاف روانہ ہوئین زمانہ گرد سپاہ سے سیاہ
ہوا وہ وقت تھا کہ نوبت پر ٹکور لگتی تھی نسیم آہستہ آہستہ چلتی تھی شمع مہر روشن ہوا چاہتی تھی شمع انجمن کے
رخ پر ادا سی تھی اسوقت سرداران نے جلد جلد نہا کر نماز سے فراغت کی سلاح حربی تن پر آراستہ کیے مرکبون پر
سوار ہو کر خدمت امیر باکرم مین آئے امیر ذی حشم نے بھی دعا کے ہتھیار جسم پر لگائے فندق نے شقر دیو زاد کو
حاضر کیا حضور سوار ہوے بہرام گرد خاقان چین قلبل وفادار نے دل مجرا کیا پھر تو تمام سردارون نے تسلیم کی اور
حضور کے ہمراہ ہوے ایک سمت سے ابو الفتح و سیامک نے آکر داہنے بائین رکابون کو تھاما علم اژدہا پیکر سرپر

سایہ ہوا اور شاخے پنجشاخے روشن نقیبوں کی آواز خوش لحن اسی طرح سواری مجاہد راہ خدا کی جلوخانہ بادشاہی
میں پہونچی کچھ ہی دیر میں عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا جلوس سواری حضرت قدر قدرت نکلنے لگا ہزار
بارہ سو پنجشاخہ جھلکتا نظر آیا سترہ سو فانوس مینا کار روشن تھی پھر کئی سو تخت آرائش کا جنبر گلدستے جواہر کے
چننے تھے نکلے ڈیوڑھی تک عورتیں یہ سامان لیے آئیں اور مردوں کو دیکر کنارے ہوئیں طفلان ماہ طلعت ہوکے
مخملوں کے لیکر بڑھے پان دار خاص بردار چوبدار پرے باندھ کر دو رویہ کھڑے ہوئے نقیبوں نے یکایک بسم اللہ
کا شور بلند کیا امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جا کر ٹھہرے تھے کہ سلطان عالم پناہ سلیمان جاہ دارا دربان برآمد
ہوئے مردوں پکارا لہی راج رہے دھرم کا ج رہے دیگ تیگ کے مالک رہیں جہان پناہ سلامت رہیں نگاہ
رو برو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھائی امیر نے مجرا کیا پھر تو سب سرداران کو سلام لیکر سرفراز شاہ نے
فرمایا سینہ پر ہاتھ رکھ کر امیر کو اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر دوبارہ آداب بجا لاکر سوار ہوے اور چالیس قدم سرداری کے
آگے بڑھ کر چلے پیچھے تمام سردار ہوے قلب لشکر میں تخت شاہی قائم ہوا تو قشون قشون بہادر ساتھ چلے سترہ
اٹھارہ سو ستی تامی کی لنگیاں باندھے مشکوں کے دہانے پر فوارے چڑھائے چھینٹوں سے گرد و غبار بٹھاتے
روانہ ہوے زمین و زمان میں ایک تزلزل پڑ گیا شور طبل و بوق تا بہ گنبد سما پہونچا **ابیات**

سپہ شد ہمہ کشور از گرد سم	بر آمد خروشیدن گاؤ دم	چنین ماند در دست آن شہ سپاہ
در و دشت شد سرخ و زرد و سیاہ	دران جائے چون آن سپہ برکشید	ہوا نیلگون شد زمین ناپدید
سپہ بود بر میمنہ چہل ہزار	سواران زوبین در و نیزہ دار	ابر میسرہ چہل ہزار دگر
ہمہ ناوک انداز و برخاش خر	بقلب اندرون نامور چل ہزار	چہ نیزہ گذار و چہ خنجر گذار

اسی طرح جب میدان حرب میں پہونچے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈی کاٹ دی بیلداروں نے میدان صاف
کیا سقے آبپاشی کر گئے میدان میدان اجل بن گیا اُدھر سے لقا اکبر ہاتھیوں کے تخت پر سوار آیا ساٹھ لاکھ سوار کی
جمعیت ہمراہ تھی ایک سمت سے آمد فوج ساحران ہوئی گوہر اژدر پر تخت کھنچوائے پشت پر بارہ ہزار سوار ساحر غدار
بدا جلائے رال گوگل اڑاتے آئے رہے دہر سحر کے دھوؤں سے کالا تھا عالم زمانہ کا نرالا تھا ابر سحر چھائے تھے نقار
ہو کے بجے نشان ہر سمت رنگ برنگ کے کھلے تھے غرضکہ صفوف لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں نے کلمۂ لقابت کی
کر کیسے کردگار کہنے لگے اس وقت گوہر اژدر اپنا بڑھا کر سامنے تخت لقا کے آیا اور سجدہ کر کے طالب اجازت ہوا
لقا نے کہا بد قدرت کے سپرد کیا شیطان نے کہا اے گوہر آگ کا کام ہے جلا دینا پانی کا کام ہے بہا دینا تلوار
کا کام ہے کاٹ ڈالنا ذرا خوب سمجھ بوجھ کے رونا او خداوند آپ بھی اپنے بد قدرت کی خرم کیجیے گا اس گبر نے کہا
ابکی خوب مستحکم تقدیر کی ہے شیطان نے کہا دونوں مٹھیاں اچھی طرح بند رکھیے گا ایسا نہ ہو کہ کھل جائیں خداوند نے
کہا تو مجھ سے بھی چہل کرتا ہے اسلئے کہ آپ کی تقدیرات سے میں خوب باخبر ہوں یہ تو سطرح مضحکہ کر رہا
ادھر گوہر تخت پر بیٹھ کر اژدر اُڑا کر وسط میدان میں آیا اور پکارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان اب بھی کچھ نہیں

گیا ہے آؤ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ کچھ دیر مین نقشہ زیست تمھارا بدل جائیگا ملک ہستی اجڑ کر شہر فنا بس جائیگا
سرداران اسلام نے بجواب ان باتون کے لعن وطعن کرکے فرمایا کہ جو تجھ سے ہوسکے تو مین کمی نکر ناخدا ہمارا
نگہبان ہے یہ سنا تھا کہ اُسنے بغضب تمامتر ایک ناریل کرسے نکال کر جانب آسمان مارا کہ وہ بلند ہوکر
شق ہوا اور دھوان اسمین سے نکلا فوراً ابر تیرہ و تار ہر سمت سے گھر آیا دُنیا سیاہ ہوگئی اندھیرا چھایا اور موتی
برسنے لگے عیاران لشکر اسلام لشکر سے نکلکر رو بہ فرار لائے اور بہت سردار بکارے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر
نے چاہا کہ پڑھون مگر پہلو پر ایک روشنی دکھائی دی جب اس طرف نگاہ کی ایک عورت قبول صورت نظر پڑی
یہ اُسکے شمع رخسار کی روشنی تھی امیر نے پردۂ قاف کی پریون سیر کی ہے لیکن ایسی شکل دیکھا کسی پری کی بھی دیکھی
تھی زلف پر پیچ اُسکی شامت لانے پر اسلامیون کے کمر باندھے تھی کافر تھی جادوگری سے خوب ماہر تھی پیرون
مین کلوا پیر تھی جلسازی کی یاد اُسکو تدبیر تھی مانگ اُسکی راست بازون کو اپنے عشق کی کجروی سکھاتی کہکشان
ہنگام مقابلہ ٹیڑھی سیدھی سناتی پیشانی آئینہ صورت نمائے نیرنگی ابرو ہر ایک مائل بہ سرکشی مژگان وہ
تیر کہ ہر طائر دل جس سے نخچیر آنکھ ہر ایک فتنہ پرداز غمزہ کا ساحرانہ انداز حدقۂ چشم حلقۂ زنجیر مردم نگاہ
عشاق جسکی اسیر رخسار گلستان ساحری کے دو پھول غار تحرّی خانمان خاطر عشاق جسکا معمول دہن تنگ
پوشیدہ مسلمانون کا دشمن آسیب رسان سیب ذقن بیاض گردن حسن وخوبی کی دفتر سینہ پر چھاتیان
سرکش وخودسر اسی طرح از سر تا پا قیامت کا ٹکڑا غضب کا نقشہ آفت کا پرکالہ کہ بموجب نظم

بالا چو سرو و لب سینہ چو سیم
زگوہر بیاراستہ موی بوسے
درو لعل دہنی چو سیمین قلم
بخشتی بنوک مژہ روے ماہ
مدیدار خنکو چو در یتیم
بہ رخسارہ چون روز و گیسو چو شب
دو بیجادہ خندان و نرگس دژم
بہ ابرو کمان و بہ چہرہ نکوے
ہمی دُر ببارید گفتی زلب
چو بار رزم کردی بگردون نگاہ

اس ماہ وش کو دیکھتے ہی امیر نے عقل وہوش کھویا اسم اعظم پڑھنا کیا

دین و ایمان رونمائی مین دیا لمولفہ
بھولے قرآن جو اسکا رخ روشن دیکھے
رکھ دے پوتھی کو اگر ہاتھ برہمن دیکھے

اس کافر ادا کو خطاب کرکے پکارے کہ فردمتہ روے زمین آنکھون کا ہے تیرے غلام + خامہ غمزون کی تیرے
گردش افلاک ہے + اس پریوش نے ہنس کر بھبق تبسم سے خرمن صبر کو جلادیا اور کہا آپ میرے آگر شیدا و فریفتہ
ہین تو میرے باغ مین آئیے دو گھڑی میرے گلزار حسن کی سیر دیکھ کر چلے آئیے گا یہ کہکر آن داد دکھاتی کمر کو لے کو
بل دیتی روانہ ہوئی امیر بھی اشقر اُٹھا کر اسکے پیچھے چلے اس اندھیرے اور ہنگامہ سحر مین کسی نے نہ دیکھا کہ امیر پر
کیا ماجرا گذرا اور کدھر گئے جب امیر عقب زن سحر لشکر سے نکل گئے بارش ابر سحر نے طغیانی کی موتی کثرت سے برسنے
لگے سپرون کو سرداران لشکر نے سر پر آڑ کیا مگر وہ موتی جس کے سر پر گرا مع راکب و مرکب اُسکو پتھر کا کیا صف اول لشکر
اسلام بالکل پتھر کی ہوگئی فلک سنگدل نے نرم دلون کو یہ سختی دکھائی بتخانہ آذری لشکر خلیلی کی صورت بنائی یہ نقشہ
جو عیارون نے کنارے لشکر سے دیکھا دوڑ کر قریب سردارون کے آئے اور حباب بیہوشی مار کر انکو بیہوش کرکے

بیٹھ پر لاد کر کے بھاگ گئے اسی طرح بادشاہ لشکر اسلام کو بھی فیروز بن عمر دبیوش کر کے لے گیا اسوقت بختیارک نے قریب گوہر اپنے تئین پہونچایا تعریف سحر بہت کچھ کر کے کہا کہ مسلمانون کا دستور ہے اول بھاگ جاتے ہین پھر آکر اپنا بدلہ لیتے ہین ان کو جانے نہ دو اور گھیر کر مار لو گوہر نے ساحرون کو حکم محاصرہ کرنے کا دیا اور لقا بچارا کہ ہان ان بندگان معتوب کو جانے نہ دینا پھر تو ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا ادھر بادشاہ اور سردارون کے چلے جانے سے لشکر اسلام مین بھگدڑ پڑی خیلون نے اتنا تو کیا کہ کچھ دیر اس معرکہ مین ہنر شجاعت کر دکھائے کہ جان بیچ کر لشکر حریف پہ جا پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے دو لشکر باہم لپٹ گئے دہادہ بگیر و بکش کی صدا بلند ہوئی لیکن ساحرون نے مہلت نہ دی ظالمان سحر بڑھ کر آگے آئے لکہائے ابر رنگ برنگ کے اڑنے لگے گڑگڑاہٹ کی آوازین آنے لگین پیکان و تیر برسنے لگے اولے پڑنے لگے پتھر برسے آتش سحر شعلہ زن ہوئی گولے گرنے لگے بجلیان کڑکنے لگین جنگل سے اژدر و فیل و ضیغم نعرہ زن آکر شکار دشمن کرنے لگے اسوقت تو تمام لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی کفار عقب مین چلے جا بجا غار زمین مین پڑ گئے لشکریان لقا ویسے وقت مین بسان شیر غضبناک شمشیر زنی کرتے تھے ہزار ہا مسلمان مارے گئے تھے صدہا خاک و خون مین پڑے تڑپ رہے تھے کفن پوش بستر خاک کسی سے ہر ایک ہلاک کہ نظم

لبِ پشت او اندر آمد سیاه
شده مهر از پیکان سیاه
بجستند خرطوم پیلان به تیر
ز خون شد رود دشت چون آبگیر
سر سروران خفت بخاک اندرون
بریز اندرش جائے خود غرق خون
شد آن تاجور شاه چندین سپاه
ہمان تخت زرین و زرین کلاه
چنین ست کردار گردان سپہر
ز تا مہر بانیش پیدا نہ مہر

جب یہ آفت لشکر اسلام پہ آئی ملکہ گردیہ بانو و زبیدہ شیر گیر کہ محلات مین یہ دونون بجائے امیر ہین جیسے امیر سپہ سالار ہین ویسے ہی یہ عورات مین افسر ہین اور ملکہ مہر گیر تاجدار دختر نوشیروان ہمشیرہ مہر نگار مرحومہ بانوے بانوان ہے غرضکہ ان دونون افسرون نے عورات کے جملہ عورات ملازم کو مردانہ لباس پہنایا اور نقابین اپنے چہرون پر ڈال کر سب کو نقاب پوش بنا کر جملہ شہزادیون کو فنس وغیرہ مین سوار کرا کر شبستان سے نکل کر صحرا کا راستہ پکڑا یہ حال تھا کہ آگے آگے گردیہ و زبیدہ تلوارین کھینچے مرکبون پر سوار پیچھے جملہ عورتین گھوڑون پر تلوارون کا فنسون پر سایہ کیے روانہ ہوئین جب یہ گروہ اس طرح سے چلا صحرا مین عیاران اسلام نے ان کو جاتے دیکھا وہ سب بھی بانا ہائے عیاری پکڑ پکڑ کر ان کے ہمراہ ہوئے ادھر بہت سے عیار اٹھا لیے سردارون اور بادشاہ کے لیے آئے باقی بارگاہ سلیمانی و اسباب صاحبقرانی سب چھوٹ گیا کچھ ہمراہ نہ لا سکے یہان تک کہ یہ سب بھاگ کر دس کوس پر وہان سے ایک پہاڑ تھا آئے اور قلعہ کوہ پر چڑھ گئے سردارون اور بادشاہ کو فرش خاک پر لٹا دیا اور اس مصلحت سے ہوشیار نہ کیا کہ یہ بہادر ہوشیار ہوتے ہی بمقابلہ عدو چلے جائینگے لڑنے سے باز نہ آئینگے غرض گرد تمام سردارون کی عورتین بال کھولکر باموے پریشان و باسر عریان درگاہ باری تعالیٰ مین رو رو کر دعا کرتی تھین کہ اے خالق اکبر ہمارے وارثون کی جان بچالے اور ہماری عصمت پر نگاہ رکھ کہ نظم

بغلطید در پیش یزدان پاک	ہمی ریختہ بر سر و روئے خاک

خدایا درین رزم آرام دہ | بدین ساحران مرد را کام دہ | مراد سپاہ مرا شاد کن
ازین جنگ ما گیتی آباد کن | پراگندہ گردان عدو را سپاہ | نگونسار باشند ہمہ روسیاہ

عیار سب گھاٹیاں پہاڑ کی روک کر تیر و پتھر وغیرہ لے کر آمادہ مرگ و مہیاے قضا استادہ ہوئے یہاں تو یہ سب سامان تھا ادھر تمام لشکر کی تباہ و برباد ہوئے بہت بھاگ کر جنگل میں گئے اور کوہ و مغاک میں متواری ہوئے اور ہزاروں بارش گوہر ہاے سحر سے پتھر کے ہو گئے دشت لاشوں سے بھر گیا ہر جگہ لاشوں کے ڈھیر تھے ساحران نابکار و لشکریان **لقاے** خدا خندہ زناں بہ فتح و فیروزی قتل و غارت کرتے ہوئے پڑاؤ پر آئے اہل اسباب اسلامیان پر قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی میں **لقا** آکر اترا اور رنگ جور سے اپنے تحتہاے یاقوت نگار و تاج مرصع کار و خلعت زرتار مع فرمان کئی ملک کے منگا کر گوہر کو عنایت فرمایا اور چاہا کہ جشن فتح اس مقام پر کروں اسوقت **بختیارک** نے کہا کہ دشمن کو چین نہ لینے دینا چاہیے اس فتح کو فتح نہ سمجھو ابھی امیر اور سب سردار زندہ ہیں عیار آفت روزگار باقی ہیں دوم یہ کہ خداوند کی تقدیرات کا کچھ اعتبار نہیں گاہے چنیں گاہے چناں کبھی ادھر کبھی ادھر تعالی کے سنگین ہیں بس لازم ہے کہ ڈھونڈ کر ان مسلمانوں کو قتل کر دو اور اطمینان سے بعد اُن کے فیصلہ کرنے کے بعشرت تمامتر بیٹھو **گوہر** نے یہ تقریر سنکر کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو **لقا** بھی پکارا کہ یہ تقدیر ہزار برس پیشتر کی ہے کہ آج جملہ بندگان باغی ہلاک کیے جائیں گے **گوہر** نے فوراً طائران سحر خبر کو بھیجے کہ یہ سب باغی کدھر گئے ہیں انکی خبر لائیں طائر اڑ گئے اور کچھ دیر میں آکر مخبر ہوئے کہ فلاں پہاڑ پر سب ہیں یہ سنتا تھا کہ **گوہر** فوج اپنی لیکر اُسی طرف روانہ ہوا پیچھے اُسکے **لقا** بھی مع لشکر کوہیان و سنجابی باختری وغیرہ کے ہنستا ہوا فیل پر سوار ہو کر چلا اور بسرعت بلیغ قریب اُس پہاڑ کے جسپر اہل اسلام پناہ گزین تھے پہونچا اور حکم محاصرہ کرنے کا چار سمت سے پہاڑ کا دیا کہ تمام لشکر گرد کوہ کے ہو گیا اُسوقت ساحروں نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائیں عیاران اسلام مرنے پر کمر باندھ کر حقہ ہاے نفتی بیہوشی آمیز لیکر بڑھے اور ایک باڑھ حقوں کی ماری کہ تمام میدان دامن کوہ بازدود بیہوشی ہوا اور بہت سے ساحر بیہوش ہوئے اور بہت ساحروں کے جسم میں آگ لگی رہواروں نے الف ہو کر ہتھوں کو گرا دیا عیاروں نے تیر اور پتھر مار کر سیکڑوں کو واصل جہنم کیا منہ ساحروں کا پھرا اور ایسا گھبرائے کہ سحر کرنا بھولے بھاگ کھڑے ہوئے **بختیارک** نے کہا اے **گوہر** کسی ساحر کی مجال نہیں جو اوپر جا سکے تم یہیں سے سحر کرو کہ عیار وغیرہ چھپ کے بیٹھ جائیں پھر پہاڑ پر جا کر قتل و غارت کرنا ساحر نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ عیار ایک جگہ پر نہیں ہیں پوشیدہ و منتشر ہیں میں کچھ دیر ٹھہر کر ایسا جادو کروں کہ یہ عیار سب آپس میں لڑ کر اپنی جان دیدیں یہ کہہ کر دامن کوہ میں لشکر کے قیام کرنے کا حکم دیا خیام و بارگاہ نصب ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتری اسی اثنا میں دن تمام ہو گیا تھا لشکر انجم خسرو نجم بیتاخت لایا اور خورشید خونبہا افلاک سے بھاگ کر مثل اسلامیان کوہ مغرب میں گیا ۔ **نظم**

شب تیرہ خرگاہ بیرون کشید | چو بنمود شب بر فلک تیرہ روے | نہانگہ چو خورشید شد ناپدید
گریزان شدہ مہر از جنگ اوے

سر شام سے گوہر بعد اکل و شرب تنہا بارگاہ میں آکر سحر خوانی میں مصروف ہوا اور **لقا** اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا

شراب پینے مین مشغول ہوا جلسۂ عشرت اُسنے جمایا اُدھر بہاڑ پر سب عورتین گریہ و بکا کرتی ہین درگاہ خدا مین دعا کرتی ہین اُنکو اس حال مین چھوڑکر حال افراسیاب خیرہ سر سُنیئے کہ یہ ملعون بارگاہ حیرت مین بیٹھا داد عیش و کامرانی دے رہا تھا کہ ناگاہ چند ساحر طلسم گوہر گرد سے بھاگے ہوئے دربارگاہ پر آئے اور فریاد کرنے لگے شاہ طلسم نے اُن کو سامنے بُلاکر ماجرا استفسار فرمایا انھون نے جملہ کیفیت بربادی طلسم گوہر کی بیان کرکے کہا کہ اب نبیرۂ حمزہ تیغہ گوہر نگار لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا ہی یہ حال سنتے ہی بادشاہ گھبرایا اور فرمایا کہ ملک گوہر شاہ سے تو مین بعد کو سمجھونگا لیکن کوئی ایسا ساحر جائے کہ شہزادہ قاسم سے تیغہ گوہر نگار چھین کر اُسکو پکڑ لائے یہ حکم سُنکر ایک ساحر عذار رب پرست تیرہ باطن جادو کہ حاضر دربار تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض رسا ہوا کہ مین جاکر اُس باغی کو لاتا ہون یہ کہہ کر تخت سحر تیار کرکے عازم روانگی ہوا اُسوقت بادشاہ نے صرصر عیارہ کو بُلاکر اُس کے ساتھ کیا اور کہا تو عیاری کرکے تیغہ کو قاسم سے لینا یہ ساحر اُسکو پکڑ لائیگا غرض یہ دونون تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئے اور دیت چلد طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین آئے صرصر اس ساحر سے علیحدہ ہوکر فکر عیاری مین گئی اور وہ بھی سحر تازہ کی تدبیر کرنے لگا اُدھر شہزادہ قاسم جانب لشکر امیر رواں تھے کہ اثنای راہ مین ایک صحرائے سبزہ زار وادی پُربہار دیکھا جسمین ہزارون چشمے جاری اور ہر سمت صدہا طیور و وحوش دلفریب شکاری شہزادہ صید افگنی مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آہو نظر پڑا کہ خوش چشمان دہر کی جان تھا بت رم خوردہ عاشق کا ایمان تھا شہزادے نے اُسکو زندہ گرفتار کرنا چاہا اور اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکر سے کئی کوس تنہا نکل آیا وہان ہرن غائب ہوا یہ ٹھہرکر دم لینے لگا سپاہ بھی پیچھے رہ گئی تھی بالکل یہ اکیلا تھا اُسوقت ایک ساحر ڈانٹتا سامنے سے آیا اور پکارا کہ اے اجل رسیدہ کیون تو اس بیشہ پرنیرنگ مین قدم زن ہوا شہزادہ نے اول تو اُس سے بہت عذر ناواقفی کیا جب اُسنے نہ مانا تو آمادۂ حرب ہوا اور تیغہ گوہر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اُس وقت پہلو کی طرف سے زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نہایت حسینہ تہ زمین سے نکلی اور پکاری کہ اے شہزادہ یہ ساحر وابستۂ طلسم ہے اس تیغہ سے نہ مارا جائیگا یہ کہتی ہوئی وہ قریب آئی اور بیضۂ بیہوشی شہزادہ کی ناک پر مارکر بیہوش کیا تیغہ اور لوح لیکر تخت سحر پر ڈالکر اپنا راستہ پکڑا۔ اب خاکسار رجاہ اس جلد کو تمام کرتا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی رہی اور ناظرین والا تبار نے قدردانی فرمائی تو آئندہ جلد چہارم بھی لکھیگا اور اس جلد مین نتیجہ ان تینون جلدون کی ہر داستان کا بیان کریگا یعنی شہزادہ قاسم کا حال اور لشکر امیر ولقا کی کیفیت بران کے چھوٹنے کا ذکر کہ زندان طلسمات سے کیونکر رہائی ہوئی پل پریزادان کا ٹوٹنا حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا شہزادۂ اسد کا گنبد نور سے چھوٹنا شہزادہ جہانگیر کا طلسم کوکب کے مرحلے توڑنا خواجہ چابک عیار سے عیاریان کرنا بران کا کشتۂ سحر ہونا چاہان مگر بزرسے معمار قدرت کا آن کرتالاب بنانا اُسمین نعش بران کا رکھنا سیتور بن تمیز اور جمشید بن کوکب کی لڑائیان باغبان وزیر کا اندھا ہونا اور شرکت عمرو کی کرنا صنعت وزیرہ کا مارا جانا کوہ زلزل کا بیان شہر داودیہ کا تسخیر ہونا خداوند داؤد جادو کا مسلمان ہونا عمرو کا کتاب سامری افراسیاب کے ہاتھ سے دُھلوانا آخر طلسم ہوشربا کا ٹوٹنا سب کچھ لکھا جائیگا اب امید ناظرینان قدردان سے یہ ہے کہ نظر

اس سراپا تقصیر کی غلطیون پر نہ فرمائین دامن عفو مین چھپائین کہ بڑے انتشار و پریشانی مین اس جلد کو مین نے لکھا ہے اولاد کا غم دل کو رہا ہے بہت عرصہ تک خود علیل رہا ضعف دل اور درد ماغ ہوا اسپر بھی اپنا طریقہ تحریر نہ چھوڑا اس قسم لکھتا ہون کہ مسودہ کے سوا دوبارہ اسکو صاف بھی نہین کیا جو ایکبار قلم سے نکلگیا وہی لکھا ہر جلد کا طرز تحریر جدا رکھا لڑائیان سحر رزم و بزم سراپا سے معشوقان و باغ و صحرا وغیرہ کا بیان ہر چند کہ ایک بات ہے مگر اس حقیر نے الگ الگ سب کا بیان کیا اسپر بھی عجب نہین جو حاسد کہین کہ طول بہت دیا سنئے ظاہر ہے کہ بچے بھی کہانی کہتے ہین تو اپنی ہمت عقل کے موافق اس طرح کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان بلبلین چہکتی ہین میوہ گوناگون لگا ہے الحق مرطول ہی دینا مزا ہے قصہ کوتاہ کا + فی الجملہ حضرات سخن سنج داد سخن دینگے اور مجھکو بہنکی یاد کرینگے اور مین خدا چاہے گا تو آئندہ قصہ بیان کرنے کی نسبت بذریعہ اشتہار اطلاع دونگا خداوندا جبتک طلسم عالم آباد ہے پڑھنے والون کو اس فسانہ کے اور سننے والون کو آباد و دلشاد رکھ میرے دوست بھی بعزت و حرمت مسرور و صحیح و سالم رہین اور مجھ ہیچ زبان کی بھی مرادین دلی برآئین ایمان و امان رہے آبرو و عزت سے بسر ہو آمین

قطعہ

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب نتیجہ طبع احقر العباد خاکپاے سخن سنجان مؤلف

واقعی ہوش ربا ہے یہ طلسم
شعر جو اس مین ہے لاثانی ہے
کہین ہے خشکی صحرا کا بیان
واہ کیا حسن زباندانی ہے
سحر و نیرنگ و طلسمات کی سیر
وصف گل مین جو گل افشانی ہے
ہے کہین ہجر و مصیبت کا بیان
اپنی بیکار ثنا خوانی ہے

جس کے ہر لفظ مین سو معنی ہین
کیا فصاحت کا مرقع ہے کھنچا
کہین دریاؤن کی طغیانی ہے
عرصۂ جنگ مین پریون کا جماؤ
رزم سازی و فسون خوانی ہے
ہے کہین وصل مین عاشق کو مزا
صورت آئینہ حیرانی ہے
فکر تاریخ تھی ہاتف نے کہا

اثر یہ اسکے دل و جان قربان
دیکھکر دنگ جسے مانی ہے
جو تجلے کرنا دہ معشوقون کا
رزم بھی بزم سلیمانی ہے
ہے وہان باغ بلاغت کی بہار
عیش و عشرت کی فراوانی ہے
خود سمجھ لین گے زمانے کے فصیح
جا کہ کیون اتنی پریشانی ہے

سن ہجری مین لکھو یہ مصرع　زینت بزم سخندانی ہے

۱۲۸۰ھ

اعلان

افسانۂ طلسم ہوشربا سات جلدون مین ترتیب پاگیا ہے کل ساتون جلد کا مجموعہ بھی موجود ہے اور علیحدہ علیحدہ جلدین خریداران کو بہم پہونچ سکتی ہین ہر ایک شہر کے کتب فروشان سے اور بھی مطبع نولکشور لکھنؤ و کانپور سے

(برقی آرٹ پریس پٹودی ہاؤس دریا گنج نئی دہلی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاہ پاکیزہ کہان سی لاؤن مین ایسی زبان
گرچہ غرق بحر عصیان ہو لیکن ناپاک ہی زبان
ہان ذرا آب ندامت بڑھکے طغیانی دکھا
تاکہ آئی جوش مین دریای رحم کردگار
پاک و صاف ایسا ہو یہ میرا لباس زندگی
خانہ دل مین مری روشن ہو نور شمع دین
اور رحمت اوسکی جب ہی آوی مین ہو ورد زبان
بحر عالم مین اوسی کا بہر رہی ہین دم حباب
ہی زبان موج دریا پر اوسی حق کی ثنا
ایسی اوسنی چشم نرگس مین عطا کی روشنی
ہی اوسی کی عشق کا دیکہو گل لالہ مین داغ
جسطرف دیکہو اوسی کی شان آتی ہی نظر

تاکہ ہو اوس سی ادا حمد خدای ذوالجلال
اور یہ میری حقیقت ہی کہ مشت خاک ہون
جوش بحر اشک کو مجہکو ڈبو دیتی کہو آ
دہو گنہ میرے کہ بہرا دین ہو دنیا سبہی پاک
تاکہ ہر ساعت بجا لاؤن خدا کی بندگی
رحم فرما ہر گہڑی ہو مجہپہ رب العالمین
حمد اس خالق کی البتہ کرون کچہ کچہ بیان
موج اوسی کی یاد مین کہاتی ہی ہر دم پیچ و تاب
اور لب ساحل بہی ہر دم ذکر مین اوسکی سدا
صنعت صانع جو وہ عالم کو ہی دکہلا رہی
ہی اوسی کے دہیان مین استادہ سر اک نخل باغ
ہی اوسی خالق کی ہر اک شی مین قدرت جلوہ گر

ہو سکے گی کیا بیان ای جاہ توصیف خدا
ما عرفنا رحمۃ للعالمین نے جب کہا

گل ریزی عندلیب خامہ کی نعت سرور کائنات و شفیع روز عرصات جناب خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین مین

سرور دنیا و دین محبوب رب العالمین
موجب لولاک لما و افتخار انبیا
باعث ایجاد عالم بادشاہ ذی حشم
آپ ہین سرور اسمٰعیل و فرزند خلیل

یعنی ختم المرسلین مصباح بزم شرع و دین
آپ ہادی سبل ہین رہنمای جزو کل
فخر اسمعیل و آدم صاحب جود و کرم
تجھ سے کب طی ہو گی جاہ ہی نعت حضرت کی [illegible]

آپکی نعلین پا ہی زینت عرش خدا
مقتدای ہر رسل ہین گلشن ایمان کے گل
آپ ایسی ہین جلیل ہی خادم جبرئیل
جو ہین ممدوح آلہ رح [illegible] آیات کی [illegible]

منقبت خوانی نقیب زبان کی لشکر توصیف مظہر العجائب و مظہر الغرائب حضرت امیر المومنین [illegible] غالب [illegible] علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین و صفت ائمہ ہدی علیہ التحیۃ و الثنا

سنبھل ای خامہ پھر جوش [illegible]
[illegible]
[illegible]
علی قربان روای ملک ایمان
جو کہتے ہین نصیری یکیون کیا
بجا ہی گر ہین منکر کو اقرار
کیا امت پہ فرزندون کو قربان
روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا
نہین ہی مدح کا یارا زبان کو
کہان اتنا ہی سامان دو عالم
ہی بیشک ذات اونکی نور اجسام
وہی ہین رونق ایمان ہماری
ہی ذات فاطمہ مختار جنت
نہین اونمین کسی صورت جدائی

زبان مصروف ذکر پنجتن ہی
[illegible] مرغوب ہی دل کو علی کی
[illegible] مضمون اک منقبت اسجابت خوب
علی شیر خدا شاہ دو عالم
وہ عین ذات ہی یہ بھی ہی زیبا
بچایا قہر سے خالق کے سب کو
ذرا دیکھو مرے مولا کا احسان
فدا ہی نام اقدس کیون نہ جان
کہان وسعت ہی اسدرجہ بیان کی
سیاہی ہو اگر یہ سارے دریا
اونھین پہ ہی حساب خلق اتمام
وہی زوج بتول پارسا ہین
اونھین پہ منحصر ہی کار جنت
یہی ہین پنجتن مین اپنے قربان

جبین ہر رات و دن مشتاق تسلیم
صفت لکھتا ہون مین حق کے ولی کی
علی مشکلکشا ہی جرم و عصیان
علی ہین رونق بنیاد آدم
دکھائے معجزے قائل ہین کتنے
بجھایا آتش غیظ و غضب کو
لکھے راہ خدا مین آپ مولا
مری مولا کے ہین عالم پہ احسان
کہ لکھے وصف سلطان دو عالم
نہو تحریر وصف ذات اعلا
وہی ہین شافع عصیان ہمارے
کہ جنکے نام پر جانین فدا ہین
حسن ہین اور حسین آپس مین بھائی
مری مولا مرے مالک ہین ہر آن

بس اونکے بعد تا مہدی دوران
نہ تھا مثل اونکا اور اب ہی نہوگا

امام و پیشوا ہین سب مرے ہان
مجھے ماتم ہے ہر دم پنجتن کا

یہ سب نور خدا ہین میرے [illegible]
شہادت کو ہے بس نالہ دہن کا

جگر ہو اونکے غم سے شل گل چاک
رہا کرتی ہے سر کو رغبت خاک

دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات اوٹھانا اور بتضرع تمام گڑگڑانا

طفیل ان سبکے اے رب دو عالم
تجھے واضح ہے سب کچھ حال دلکا
خدایا دور کر دے رنج دوری
خلل لاکھون طرح کے پیش آئے
کیا نا طاقتی نے زور اپنا
رہا شاکر بلائے آسمان پر
انھین آنکھون سے دکھلا پھر وہ سامان
بڑھی زحمت دل افگاری سے کیسا
بشکل نقش پا مٹجائین حساد
تو میرے دوستون کو شاد کر دے

شہا دل سے مرے ہر طرح کا غم
عطا کر جینے والی مجھکو اولاد
مرے دل کی ہو سب امید پوری
اکیلا پا کے غم نے خوب گھیرا
سنایا آہ دل نے شور اپنا
بڑی بیتابیان دل نے سہی ہین
نکلجائین طبیعت کے سب ارمان
مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین
نہون قید مصیبت سے وہ آزاد
رہون دنیا مین یارب آبرو سے

تمنا دل کی ہے جو دے وہ مجکو برلا
کرے جو اجڑے گھر کو میرے آباد
بہت کچھ رنج تنہائی اوٹھائے
نہ دیکھا شام فرقت کا سویرا
نہ آیا لب پہ شکوہ قسمت زبان [illegible]
ہوا فرزند جب وہ ہم نشین ہین
رہے تر دامن [illegible]
جگر دل اونکے تن مین خاک ہوجائین
مرے مالک مری فریاد سن لے
رہون حرمت سے بچون مین اپنی

کہان تک جام اظہار تمنا ⁂ نکر تحریر اشعار تمنا ⁂ قلم کو روک ضبط آرزو کر ⁂ نئے مطلب کی تازہ جستجو کر

جلد سوم کے خاتمہ تک بقیہ داستانون کا تھا

سمجھ لین ناظرین داستان سب
طلسمی کر کے قاسم مرحلے طے
جہان لشکر تھا حمزہ کا سر کوہ
ہوئی ہے قید بران دلاور
مقابل فوج حیرت سے ہے مہرخ
دکھائین اپنی جانبازی کا عالم
کسی صورت سے لشکر ظالمون کو

نہونے پائے جس سے خبط مطلب
پھرے لشکر کو اور رستے ہی مین تھے
لقا کے ظلم سے ہے وہ پراندوہ
اسد اور مہ جبین بھی ہین ابھی قید
تردد مین ہین عیاران فرخ
کسی صورت سے بران کو چھوڑائین
مقابل ہین ہین دونون سمت اوترکر

بیان جلد سیوم یان تلک ہے
ہوئی پھر قید جو ساحران سے
طلسمی داستان ہے اس طرح پر
شہ افراسیاب ہے بانی کید
کرین عیاریان سب ملکے باہم
ہنر عیاریون کے کچھ دکھائین
طلسم نور افشان پر جا نگین

گئے ہین تو مین نے اوسکو تبدیر	وزیر بادشہ جو باعنوان ہی	ملکہ جس سے شاہ طلعان ہی
نساد اوس سے جو ہوگا بادشاہ کے	بیان اوسکا کیا جائیگا آگے	اسی صورت سے ہراک داستان کا
بیان واقعی موقع پر ہو گا	پتہ اسواسطے یہ لکھدیا ہے	تسلسل کو نہین جانے دیا ہی

کہ ربط قصہ سے ہراک ہو آگاہ | سمجھہ مین آئے تا مضمون دل خواہ

جادو طرازی خامۂ رنگین زبان بیان داستان گلستان مین یعنی رہائی پانا شہزادہ قاسم کا بعیاری سیارۂ عیارہ اور اپنے لشکر مین آکر مارنا گوہر سلک جادو کو اور رہا ہونا لشکر امیر سحر سے اور عیاری کرنا برق فرنگی کا ہیبت پلیتن پر سوار ہونے پر افراسیاب کے اور پانا خاک جمشیدی کے ڈبے کا اور عاجز کرنا لڑکر افراسیاب کو پھر جانا زندان طلسمات مین اور قتل کرنا محافظان زندان کو اور رہا کرنا مہران شمشیر زن کا اور اڑنا ناظمان طلسم ہوش ربا کا مالکان دربند طلسم کو کپے اور عیار نا عیارون اور عیارنیون کا باہم و دیگر حالات متعلق اس داستان کے لمولفہ

ساقی ساقی ہمارے ساقی	چوتھا ہی یہ دور پیارے ساقی	کیون سست ہی فکر کیا تجھے ہی
کیا شیشہ و خم مین ہی نہین مے	رزاق و رحیم ہے وہ معبود	سب کچھ ہے کرم مین اوسکو موجود
اٹھ شیشۂ مے کو بزم مین لا	ہو پیر مغان کا بول بالا	اے زینت بزم میگساران
دے خضر طریق بادہ خواران	ای مرہم زخم جان مجروح	دے مے کہ پھر آئی جسم مین روح
ہشیار کہ فصل گل پھر آئی	پھر بلبل باغ چہچہائی	شادی جو عروس باغ کی ہے
گلشن مین بھی بزم مے جمی ہی	سوسن سے بہار شام پیدا	روشن ہی وہان چراغ گل کا
سبزہ کا جوش ہے زمین پر	وہ اطلس صبح سے ہے بہتر	لنگیرۂ ابر بھی تنا ہے
طاؤس چمن مین ناچتا ہی	گل شاہد گلبدن کی صورت	غنچہ ہے ہراک دہن کی صورت
گلبن مین چٹکتی ہین کلیان	لیتے ہین جماہی بادہ خواران	ہی کونسی چیز جو ہے یان کم
ہی پیالۂ گل شراب شبنم	ہے موج ہوا کہ ساز کا تار	نغمون سے بھرا ہوا ہے گلزار
قمری ہی سرو پہ راگ گاتی	بلبل گل کے سہاگ گاتی	صیاد کا مٹ گیا ہے جنجال
گلشن مین ہراک ہی فارغ البال	ہین طایر باغ سب نوا سنج	صیاد کا غم خزان کا نہ رنج

اس باغ مین اب نہین خزان ہے
اس باغ سے سب نے ہی نکالا
ہان اے مرے غمگسار ساقی
زاہد کے بھر آئے منہ مین پانی
رندون کا ہی زاہدو نہین قول
دروازۂ توبہ کو نہ کر بند
ہی دولت زہد گر ترے پاس
اپنے ہی برآئینگے مطالب
کچھ مل گیا تو ہے نشہ پانی
راضی ہین رضا پہ تو کہ ہم ہین
ہان ساقیا تو بھی اب کرم کر
میخوار تو ہان وہی ترا ہے
جو بنت عنب کے آشنا ہین
میخانہ وہی وہی ہی محفل
سبزے کی بہار و نہر کی سیر
دنیا مین رہین ہمیشہ وہ خوش
ساقی کی ہی جاہ مہربانی

ساقی یہ بہار جاودان ہے
آراستہ تو بھی بزم مے کر
ہم مفلسون کی بہار ساقی
یہ فصل ہی ایسی ساقیا ہے
توبہ میخوارگی سے لاحول
مستون کو ستا کے کیا ملیگا
یان رحمت رب کی ہی نہین آس
تو دولت زہد پہ ہے مغرور
بے مے کے وگرنہ سرگرانی
سن سن کے یہ قول رند مستند
جلسہ رندون کا پھر بہم کر
جلسہ وہی بادہ کش وہی ہین
پابندی شرع سے جدا ہین
کیا ہوگا جو محتسب خفا ہی
اس فصل کی مانگتا ہون خیر
زندہ رہین وہ بجاہ و اقبال
پھر دن مین بھی نئی کہانی

گلچین کے بھی منہ کو کرکے کالا
میخانے کا کھول ساقیا در
ہو کشتی مے کی وہ روانی
جو ہے مے سرخ پر فدا ہی
رندون کو ڈرا کے کر نہ پابند
کیا سمجھا ہے تو خدا ملیگا
تو طالب زر مین مے کا طالب
یان خدمت میکشان ہی منظور
شاکر ہو خدا پہ تو کہ ہم ہین
زاہد کا ہوا ہے ناطقہ بند
ہر چند کہ دور یہ نیا ہے
جو ہوتے ہین مے پہ غش وہی ہین
سب ہین وہی میکدے مین داخل
رندون کا بھی ساقیا خدا ہی
جو ہین مے داستان سے سرخوش
پڑھتے ہین جو داستان کا حال
اے جوہری بیان عالی

در رشتۂ نثر کشش لآلی

جرعہ چشان ساغر عنایت و سرخوشان بادۂ مروت مخموران بادۂ حسن خوبی و بیہوشان ساتگین عاشقی و محبوبی سرشاران میخانۂ عیاری و دردکشان پیمانۂ ساحری و مکاری شیشۂ طلسمی مین شراب نیرنگی پیکر تماشاے افسون پردازی اسطرح فرماتے ہین - اور توسن نشۂ شجاعت پر سوار ہو کر عرصۂ جنگاہ نیرنگ بازی مین جوہر شمشیر زبان یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر امیر کشور گیر بحالت تغیر کوہ پر کھڑا ہر ایک بیکس مصروف دعا تھا مشغول گریہ و بکا تھا اور ساحرہ فرستادہ افراسیاب خود سر بہار کو محصور کرکے تنہا بارگاہ مین جا کر عیاران لشکر اسلام پر سحر کرنے مین مصروف

تھا اسکو اسی حال مین چھوڑ کر ذکر آیا گیا تھا کہ تیرہ باطن جادو اور صرصر عیارہ شہزادہ قاسم کو گرفتار کرکے بزور سحر تخت پر اڑان کر جانب افراسیاب چلے تھے چنانچہ عیارہ اور ساحر مذکور روانہ ہوے تو سیارہ عیار شہزادہ موصوف کا بھی پیچھے پیچھے شہزادہ کے آتا تھا اوسنے بھی یہ ماجرا دیکھا اور فکر رہائی شہزادہ مین نیچے نیچے اوس تخت سحر کے چھپتا ہوا یہ بھی چلا اور کچھ دور آگیا اوسی تخت سے جو ھکر دیکھا ایک درہ کوہ کے صورت اپنی شکل ایک شہزادہ جلیل القدر کے بنائی لباس پر زر مکلل بہ در و گہر جسم انور مین پہنا اور اپنے تئین بستر خاک پر گرا کر تاج شہریاری کو ایک طرف پھینک دیا پیرہن فرمانروائی اور قبای بادشاہی کو جابجاسے چاک چاک کرکے جسم کو اپنے مجروح بنایا پشت و پہلو کو فگار کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت جسم کا جابجاسے اوڑا ہوا ہی خون تازہ بہ رہا ہے آنکھون مین حلقے پڑے ہین سانس آہستہ چلتی ہی چہرہ پر غبار صحرا پڑا ہوا ہی سارا بدن گرد مین اٹا ہوا ہی غرض اسی ہیئت سے زمین پر لوٹتا اور کراہتا تھا اور جہان یہ پڑا تھا وہ مقام بھی بہت قلب و دشوار گزار تھا جھاڑیان مثل خاطر پریشان الجھی ہوئین عفریتہ کے بالون کی پریشانی دکھاتی تھین بیشہ ہولناک شیر و گرگ کا مسکن گھاٹیان پہاڑ کی پریشانی خاطر کو بھی شرماتی تھین اوس مقام پر یہ عیار کراہتا اور کہتا تھا کہ ای آیندو روندو واسطہ اپنے دین مذہب کا میری مدد کو پہونچو ہو سکے تو مجھکو تھوڑا سا پانی پلا دو تمھارا جمشید بھلا کرے ارے میرا کام تمام ہوچکا ہی اس وقت بد مین میرے کام آؤ اس صدائے بیمار و حزین سے یہ فریاد کرتا تھا اور روتا تھا کہ دل سنگ خارا بھی آب آب ہوتا تھا زمین کو اوسکی گرمی محبت سے بخار چڑھ آیا تھا اسوجہ سے دھوپ کا عکس دشت مین تھرتھراتا تھا ؎

چٹیل میدان مین وہ پڑا تھا	لرزان دل جھرجھرے تھا	پانی نہ تھا کو دہن سے جاری
کرتا تھا بہار اشکباری	ہر خار تھا اسکے حال پر زار	نرگس کی طرح تھے پھول بیمار

یہ اسی حال مین پڑا ہوا کراہ رہا تھا کہ تخت تیرہ باطن و صرصر عیارہ ادھر سے ہوکر نکلا صدائے حزین نالہ غمگین اس بیمار کا اون دونون کے کان مین پہونچا صرصر ہرچند عیارہ تھی مگر پھر بھی عورت ہی قلب اوسکا اس صدا کو سنکر بیچین ہوگیا اور تیرہ باطن سے کہا کہ ہو نہ ہو کوئی ستم رسیدہ اس جنگل مین درد دل سے روتا ہی ذرا تخت اوتارو تو دیکھین کہ یہ کون فلک کا ستایا ہی تیرہ باطن نے اسکے کہنے سے تخت کو نیچا کیا اور جھک کر دیکھا تو ایک شہزادہ خوبرو زخمی بحال تباہ خاک و خون مین غلطان

پایا دل مین خوف خدا آیا تخت کو زمین پر اوتارا اور ساحرہ عیارہ قریب مجروح آئی صرصر نے سر اوسکا اوٹھا کے
اپنے زانو پر رکھا اور کہا ہای یہ تو کسی ملک کا شہزادہ ہی یون خاک پر پڑا لوٹتا ہی ساحرہ بھی قریب اوسکے بیٹھ گیا
اوس بیمار نے بعد کچھ دیر کے چشم کو نیم وا کیا یہ ظاہر تھا کہ بسبب ضعف و نقاہت کے آنکھین نہین کھل سکتی
ہین غرض آنکھین کھولکر بیمار نے اون دونون سے کہا کہ سامری تمھارا بھلا کرین کہ تمنے مجھ خاک افتادہ کی آکر
خبر لی اب تھوڑا پانی مجھکو دو کہ پیاس سے جان پر بنی ہی صرصر نے کہا کہ ای تیرہ باطن زخمی کو پیاس بہت
ہوتی ہی اور پانی دینا اُسکو مضر ہوتا ہی اسکو پانی تو نہ دو لیکن میری کسوت عیاری مین کچھ میوہ ہی اوسکا
عرق اسکے حلق مین ٹپکا دو یہ کہکر میوہ نکالکر عرق اوسکا حلق مین اوسکے ٹپکایا کہ بعد لمحہ کے اوس بیمار کو کچھ ہوش
آیا چاہا کہ اُٹھ بیٹھون اونے قسم دی کہ ابھی نہ اوٹھو اور حال اپنا بیان کرو اوسنے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر
ایک قلعہ ہی کہ مین وہان کے حاکم کا بیٹا ہون اکیلا وہانسے نکل آیا ایک شیر صحرائی سے مقابلہ ہوا اوسنے مجھکو زخمی کیا
اور وہ شیر بھی میرے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا ہی کہ اس پہاڑ مین جاکر گر گیا ہوگا اور یقین ہی کہ مر گیا ہو مین بھی فرط
جراحت سے چور چور ہون بہت مجبور ہون کہ اپنے ملک تک نہین جا سکتا ہون اور یقین تھا کہ اسیطرح اس دشت
پُرخطر مین ہلاک ہو جاتا وہ تو سامری نے آپ کو مجھپر مہربان کیا جواب کچھ امید زندگی ہوئی اگر اتنا مجھپر احسان
کیجیے کہ کسی سواری پر مجھکو لٹاکر میرے قلعہ مین پہونچا دیجیے تو گویا زندہ کر لیجیے تیرہ باطن نے کہا کہ اے
شخص ہم دونون ملازم شہنشاہ افراسیاب جادو ہین یہ عیارہ ہی اور مین ساحرہ ہون نام اس عیارہ کا
صرصر شمشیر زن ہی اور میرا نام تیرہ باطن ہم دونون نبیرہ حمزہ قاسم نام کو گرفتار کرنے آئے تھے
اوسکو قید کرکے پاس شہنشاہ کے لیے جاتے ہین اتنی مہلت ہمین کہان ہی جو ہم تجھکو تیرے ملک مین لیچلین
یہ سنکر اوس جوان نے ایک آہ کی اور کہا خیر جو مرضی سامری کی اگر آپ مجھکو وہان پہونچا دیتے میری
جان بچ جاتی اب جو آپکو فرصت نہین ہی تو جائیے اتنا ہی احسان کیا کم ہی جو آپ نے کیا اس کلام کو سنکر صرصر
بیقرار ہوئی اور کہا ای تیرہ باطن شہنشاہ کبھی ناراض نہ ہونگے جو ایسے مقدمہ مین دیر ہوگی تم ضرور اس
شاہزادے کو اسکے گھر پہونچا دو بلکہ شہنشاہ اسکے نہ پہونچانیکا حال اگر سنینگے تو ناراض ہونگے یہ کہکر صرصر
اور ساحرہ دونون نے اوس مجروح کو اوٹھاکر تخت پر بٹھایا اور صرصر نے تکیہ پیٹھ کے نیچے آڑ لگا دی
کہ تکیہ لگاکر وہ مجروح بیٹھا اور تخت کو بزور سحر روان کیا اور اوس سے پوچھا کہ تمھارا ملک کسطرف ہی اوسنے
ایک سمت ہاتھ اوٹھا کر بتایا کہ اسطرف ہی وہ اوسی طرف چلے اور کچھ ہی دور گئے ہونگے ایک مقام پر زخمی نے

کہا بھائی صاحب ذرا ٹھہرنا انھون نے تخت کو روکا اسنے کہا لیجیے مین ابھی اچھا ہون دیکھیے وہ درخت جو
سامنے چشمہ کے کنارے پر ہی ذرا اوکھیڑ لائیے ساحر نے تخت زمین پر اتارا عیارہ بھی اوتری حسب نشاندہی اوس
درخت کے پاس دونون گئی دیکھا کہ ایک شجر جو آب حکمت سے سیراب کیا ہی اور ہواے عیاری سے پرورش یافتہ ہی
گلستان افسون ہزارے کا پودہ ہی جسکا ہر برگ اعجاز ہی ثمر جسکا غذا ساز ہی بیخ حکمت کی جڑ ہے ثمر سے ظاہر سر اوسکے
نشو و نما پذیر ہے زخمی کے اچھے ہونیکی سراسر تدبیر ہی لبہان شمشیر بران پھل وہین لگے ہین تپے سہر کیطرح
گول بنے ہین پھلون کا رنگ لال ہی درخت زر گل سے مالا مال ہی ایسا پھل ونھون نے کبھی گلشن دہر مین
نہ دیکھا تھا بہت خوش ہو کر اوسکو زمین سے اوکھیڑا اور تعریف کرتے ہوے لیکر چلے پھلون سے اوسکی خوشبو آتی
تھی دماغ جان بساتی تھی ایسی مہکتی تھی کہ روح کو تازگی دیتی تھی ان دونون نے زخمی کے پاس پہونچکر
کہا شاہزادہ یہ کون درخت ہی جسمین ایسی خوشبو آتی ہی آنے کہا نام اس درخت کا زخم حیات ہی اوسکے لگانے
سے زخم ابھی اچھے ہو جائینگے اور اسکے سونگھنے سے طاقت جو زائل ہو گئی ہو آجاتی ہی نوجوانی کا لطف
خوشبو اسکی دکھاتی ہی اور اسکے کھانے سے عمر انسان بڑھ جاتی ہی اور بہت کچھ اسکے فوائد ہین تم اسکو
پیسکر میرے زخمون پر لگا دو اگر یہ چاہو تو امتحان کر لو سونگھکر دیکھو کہ طاقت جسم مین آتی ہی یا نہین
اون دونون نے بے اختیار اسکے پھلونکو سونگھا اتے ہی سے اسکی خوشبو دماغ مین بس رہی تھی
اور اپنے آپ مین نہ تھے اب سونگھنے سے چھینکین مار کر بیہوش ہو گئے سیارہ جو مجروح بنا ہوا تھا
فورا تخت پر سے کودا اور خنجر کھینچ کر جلد سر تیرہ باطن کا جدا کیا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا سیارہ
نے حال عیاری صرصر اور مفتون ہونا اوسپر اپنے باپ کا سنا ہی اس سبب سے اوسکو قتل نہ کیا اور
دستور عیاران بھی نہین کہ عیار کو بیہوش کرکے مار ڈالین اوسنے صرصر کو اوٹھا کر ایک درخت سے
باندھا اور شہزادہ قاسم کو ہوشیار کرکے تیغہ گوہر نگار نذر کیا سارا ماجرا عرض کیا پھر صرصر کو ہوشیار
کرکے سلام کیا اور کہا استانی امان عیاری اسکو کہتے ہین منم غلام خواجہ عمرو سیارہ بن عمرو
اب کچھ دیر آپ یہان بندھی رہیے اور طعمہ دد و دام صحرائی بنیے مین ابھی شہزادہ کو لیے جاتا ہون صرصر
نے جو یہ کلام اوسکی زبان سے سنے اور تیرہ باطن کو خواب عدم مین مصروف پایا ہوش اوڑ گئے دل سے
کہا فرزندان عمرو بلا ہین اور کیا بے لاگ عیاری کی ہی اب معلوم ہوا کہ یہ زخمی شہزادہ نہ تھا
عیار تھا غرض از حد خجالت سے سیارہ کو اوسنے کچھ جواب نہ دیا آنکھین نیچی کر لین اور سیارہ شہزادہ کو

یہ سنکر چلا کچھ دور چلکر ایک شہزادہ تلاش کرکے جنگل سے لایا اور سوار کرکے شہزادہ کو لشکر میں اوسکے پہونچایا
پھر وہان سے بحشم و خدم شہزادۂ ذی ہم لشکر امیر کیطرف روانہ ہوا ادھر شاہ جادوان افراسیاب
بے ایمان نے رقعہ جمشیدی مین حال صرصر دیکھا کہ دیکھون قاسم کو وہ لاتی ہی یا نہین غرض جملہ ماجرا
معلوم کرکے کہ اسطرح قاسم چھوٹ گیا اور صرصر درخت مین بندھی ہی اوسنے نیچہ سحر بھیجا کہ وہ آکر صرصر کو اوٹھا
لیگیا جب یہ سنکے پہونچی شاہ نے اوسکی زبانی تمام حقیقت سنکر فرمایا کہ اب قاسم اپنے دادا کے لشکر کے قریب پہونچا ہوگا راہ
مین ملنا اسکا دشوار ہی یہ کہکر کتاب سامری منگوائی اور اوسمین دیکھا کہ عقب قاسم مین خود جاؤن یا کسی اپنے
ملازم کو بھیجون کتاب مین معلوم ہوا کہ خداوند لقا تقدیر کرچکے ہین کہ گہر سلک قتل کیا جاوے چنانچہ اگر تو
خداوند کی تقدیر کرنے مین فرق آئیگا بڑی تیرے لیے سخت یہ قباحت ہی خبردار قدم جادۂ اعتدال سے
آگے نہ بڑھانا جب تک خداوند مدد تجھسے آپ طلب کرین نہ کسیکو بھیجنا نہ آپ جانا یہ حکم کتاب مین معلوم
کرکے منغص ہو کر کہا کیا کہون ایسے مسخرے خداوند کو کہ اپنے محبوب رفیقون کی نسبت تقدیر مرگ کرتا ہے
بکتا ہوا باغ سیب کی طرف روانہ ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اگر اطاعت خداوند نہ کرون تو ایمان مین
فرق آتا ہی خیر جو مرضی اسکی کیا چارہ ہی اسطرح یہ تو باغ مذکور مین آکے غصہ بیٹھا ادھر جب کوہ عالم خراب باد کا
محاصرۂ ظلمت شب نے موقوف کیا اور درۂ کوہ جادو سے بصد جرات عیار مہر تابان جانب عرصۂ افلاک بڑھا نظم

کہ جب وہ شب ہوئی آنکھون سے پنہان
دکھایا صبح نے اک تازہ سامان
ہوا خورشید ہر سو عکس فرسا
فراز آسمان سے نور برسا

ہنگام سحر گہر سلک بارگاہ سے سحر آراستہ کرکے نکلا لشکر بہادران مین
طبل یورش بجا لقا بھی فیلان جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا اسپنجانی باختری مشتری حصاری وغیرہ نے صف
باندھی شور کرنا ے کو افلاک پر زلزلہ ڈالدیا عیارون نے گھاٹیان پہاڑ کی مستحکم کین اس طرف ملکہ صبا کے
جادو وجو بخوف عیاران روپوش رہتی ہی اور اب تک جنگ مین آکر شریک ہوئی تھی یہی رستم دیکھتی تھی کہ
کچھ صورت بہتری کی نظر آئے تو مین جاؤن اب اوسنے بھی معلوم کیا کہ آج سب مسلمانون کا خاتمہ ہی بس اس
مقام پر اوڑتی ہوئی آئی اور خداوند کو آکر سلام کیا لقا نے کہا اے بندی قدرت تو کہان غائب تھی خیر اچھے
وقت پر آگئی کہ وقت ہمارے دشمنون کے غارت ہونیکا ہی اوسنے کہا اسی ثواب مین شریک ہونیکو مین بھی
آئی ہون گہر سلک اوس سے ملاقی ہوا اور سپہ سالار کل لشکر کا کرکے حکم دیا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑنا
اگر خداوند بھی اونکے حال پر رحم کرین تو نہ ماننا اور بغیر قتل بازنہ آنا الحاصل ساحرون مین گل جلاب چھلکے

ہونے لگے سب جی جی کا سامری کے غل مچایا عورتون نے اہل اسلام کے گرد اپنے وارثون کے حلقہ باندھکر بال کھول کے دعا کرنا اور رونا آغاز کیا کہ یکایک لینا لینا کا شور بلند ہوا اور صبا فوج کو لیکر حملہ آور جانب کوہ ہوئی اور گہرسلک سحر اس طرح کا پڑھتا تھا کہ عیار سب آپ میرے پاس چلے آئین آگے بڑھا ہنوز عیارون پر سحر اثر کرنے نپایا تھا کہ دامن دشت پر از غبار ہوا بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہوکر کہا ای گہرسلک ٹھہر ذرا اس غبار کو دیکھنا اوسنے کہا سب دیکھا ہے اب کچھ دیر مین مطلع صاف کیے دیتا ہون یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے یہ عالم نظر آیا **نظم**

زگرد سواران وجوش سران	گرائیدن گرز ہاے گران	دل سنگ خارا ہے پہ درہم
کے روی خورشید تابان شدہ	سیاہی ہر از اہل اسلام روم	کہ پیدا نبود از پے اسپ بوم
تو گفتی مگر خاک جوشان شدہ	ہوا بر سر او خروشان شدہ	ہما مون کشیدند تکبیر ز شہر
ہر از جنگ سر دل پر از کین و زہر	بقلب شہ قاسم نیک زاد	کے ترک رومی سر بہاد
نگارندہ جوبین نگارے ندید	زمانہ چو او شہریارے ندید	شہزادہ قاسم نے ہائی چوکے

دلیران سنکر بہت اپنے تئین قریب اس لشکر غدار کے پہونچایا اور ساحرون کو پہاڑ کیطرف جاتے دیکھ للکارا کہ باشید ای خیرہ سران بختیارک شہزادہ کو دیکھکر ناچنے لگا اور اذان کہتا تہا کبھی آپ ہی آپ پکارتا تھا کہ وہ مارا کبھی کہتا تھا ہت تیرے خداوند لقا کی ایسی تیسی کی حرامزادہ مانتا ہی نہین ہم کہے جاتے ہین کہ مسلمانونکو بہت عاجز نکر نہین سنتا کبھی قاسم کے گھوڑے کی بلائین دور سے لیتا کہ مین صدقے اس عین وقت پر آنیکے کبھی کہتا تھا قربان اس آنیکے یہ تو اس دل لگی مین تھا اودھر شہزادہ گھوڑا اڑا الگ قریب صبا سے بدگہر پہونچی اوس بیحیا نے چند سحر شہزادہ دلاور پر کیے آخر جب سحر کو اثر پذیر نپایا گھبرا کر بھاگنے کا ارادہ کیا اور اپنے اژدر سحر پر سے اژدری شہزادہ نے ہاتھ جو تلوار کا بلند کیا ہاتھ تیغہ گہر نگار کی اوسپر پڑی سحر پھونک سامنے شاہزادہ کے یہ قحبہ گری اور چاہتی تھی کہ سنبھلکر ارکرون اتنے عرصہ مین اس شیر بیشہ جلادت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اوسکا کٹ کر دور گرا غل گیرو دار برپا ہوا اوسوقت فوج ساحران شہزادہ پر آگری گھمسان کی تلوار چلنے لگی اور گہرسلک عین غصہ مین آکر للکارتا ہوا آگے بڑھا کہا او بے ادب وہ شخص جو مرنا نہین چاہتا ہے اوسکو تو کیا مرگ سے ڈراتا ہے اور اوسکے سامنے تلوار چمکاتا ہی یہ کہکر شہزادہ پر اوسنے سحر کیا یعنی ایک نارنج

مارا وہ بسبب تیغہ گوہر نگار خالی گیا شہزادہ نے مرکب اوٹھا اوسکے اژدر سے ملا کر اور تیغہ گوہر نگار
کمر کو بتلا کر سر پر اوسکے مارا اشعار

کیا بتاؤن جس قدر اوسکی بُرش کی ہے صفا	کیا کرون مین زور بازو اس قوی تن کا بیان
روز میدان سامنے آئے گر اس تن کا عدو	گو ہے نہ گردون سا جسکے سر کا ہووے [illegible]
جب کرے کھینچ کر بارے وہ اوسکی فرق پر	موے سر سے ناخن پا تک نہ ٹھہرے درمیان
دھار پانی کی وہین لیٹے زمین مغز کو	کاٹ کر ادوھر کو نکلے ہمرہ آسمان

غرض گہر سلاسک بیجیالے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے غو لشکر کفار مین بلند ہوا شور محشر آشکار مقابر
برسی آگ برسی آندھی سیاہ آئی بعد ازان صدا بیرون نے سنائی کہ مارا گہر سلاسک کو لقا نے کیا اس بندہ
کو بھی ہمارے غرور ہوگیا تھا کہ مین مرتا نہین جانتا ہون کیون دیکھا ای بندگان قدرت مین کیا جلد میرے
قضا اوسکی پیدا کردی دیکھیے ایسا مغرور تھا کہ ہمارے کارخانہ قدرت مین دخل دیتا تھا خداوند نے قضا
کی ہے وہ اوسکا قاتل ہی ٹھہرایہ کہہ لشکر کو للکارا کہ ہان لینا اوس خیرہ قدرت کو کہ بہت بے ادب
ہوگیا ہے فوج ساحران و لشکریان شہزادہ قاسم پر ٹوٹ پڑی شہزادہ کی فوج جو ہمراہ آئی تھی تیغ
کھینچکر آگری ادہر عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ گہر سلاسک مارا گیا سرداران اسلام کو اونھون نے
ہوشیار کردیا بادشاہ اور تمام سردار اوٹھکر پہاڑ کے نیچے اوترے پھر تو لشکر دین مین قیامت برپا ہوگئی
اوسطرف وہ فوج جو پتھر کی ہوگئی تھی حالت اصلی پر آگئی اور گھوڑے اوٹھا کر چلی ادھر امیر کشورگیر
جو عقب مین اوس زن سحر کے گئے تھے جب وہ زن خوبرو صحرا مین پہونچی ٹھہر گئی اور امیر بھی مرکب پر سے
اوترکر اوسکے قریب آئے پر وہ اوٹھکر امیر کے گلے لپٹی اونھون نے اسم اعظم فراموش کیا اور اوس سے
اختلاط کرنے لگے اور بسبب بند ہونے اسم اعظم کے مزاج ہمایون پر آلودگی طاری ہوئی مثل بیہوشون کے
تختہ سنگ پر لیٹ گئے وہ عورت بھی سامنے بیٹھی رہی اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا
کہ گہر سلاسک مارا گیا اسکے قتل ہوتے ہی اوس عورت کے سر مین سے آگ لگی اور جلکر خاک ہوگئی امیر کو ہوش
آگیا اور اسم اعظم بھی یاد آیا اشقر پر سوار ہوکر چلے اور دم بھر مین لشکر مین آکر پہونچے نعرہ شیرانہ بلند کرکے
تیغہ عقرب سلیمانی کھینچکر گرے اب تو یہ حال ہوا کہ عاملان قضا نے فلیتہ تیغ روشن کرکے آئینہ
ہستی کو جسم ساحران پر سے اوتار لیا بڑے بڑے سرکشون کو مار لیا اور یہی عزیمت رکھتے تھے کہ

نقش حیات مٹا دین طلسم اربع عناصر کو بگاڑ دین مربع نشینان انجمن شجاعت نے کوئی کسر باقی نہ رکھی مثلث زندگی کے قطر کو بگاڑ دین حواس خمسہ کے مخمس کو ترتیب تبدیل کر کے اس شش جہت کے مسدس مین تمام اپنا بلند کیا بہادری کو تعویذ جان بنایا یہ نقشہ ہوا **نظم**

نہ خاکست پیدا نہ دریا نہ کوہ	ز بس تیغ داران ارادت گروہ	عدو سوے لشکرش در راہ بود
کہ نگریختن راہ کوتاہ بود	پس شب روانہ در آمد سیاہ	ستارہ شد از بہر دہکان سیاہ
بخستند خرطوم فیلان بتیر	زخون شد در و دشت چون آبگیر	سیاہ ماند آمد پس پشت فیل
زمین شد بکردار دریاے نیل	ہمہ بر گرفتند یکسر خروش	زمین پر خروش و ہوا پر زجوش
ز کشتہ چو دریاے خون بد زمین	بہر گوشہ ماندہ اسپے بزین	غرضکہ لقا وہان سے بھاگ کر

جانب کوہ عقیق چلا اور اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا یہانتک کہ بارگاہ پر جو قبضہ کفار مین تھی وہان آکر تلوار چلنے لگی بارگاہ مذکور چھوڑ کر سب کا فر بھاگے مسلمانون نے اسے مقام پر قبضہ کیا اور پھر تعقب مین اونکے گھوڑے اوٹھائے میدان جنگی سے گریز کر لشکر لقا کے ڈیرا پر آکر تلوار چلی بڑا معرکہ پڑا آخر تاب مقاومت ساحرو کا فرنہ لا سکے بھاگ کر اندر قلعہ کے چلے گئے امیر با فتح و فیروزی مال عدو کو لوٹ کر پھرے خیام و بارگاہ دشمن جلا دیے اور طبل فتح و ظفر بجایا اپنے یہانکے مقتولون کو اٹھوا کر دفن کرایا زخمیون کے علاج و معالجہ کے لیے حکم دیا شفا خانہ مین بھجوایا پھر بارگاہ مین آکر داخل ہوے شبستان مین محلات مخدرات کو پہونچا کر آراستگی فرمائی بارگاہ مین نصف شب مین عفو عام امان کا پکار رعایا اور لشکر فراری آکر آباد ہونے لگے بازار مین کھلین کھا گہم شروع ہوئی سردار غسل کر کے بارگاہ مین آکر جلوہ گر ہوے بادشاہ سریر جہانبانی پر تشریف فرما ہوے ساقی و رقاص حاضر ہوے جلسۂ عشرت گرم ہوا عجب سامان عیش و نشاط بر پا ہوا **المولفہ**

ہوئی بزم عیش و عشرت بزم جم	خوشی سے ہوے بادہ کش بیش و کم	دلون مین خوشی سے تھا پیدا خروش
وفور طرب کا ہی اک مست جوش		

اسطرف لقا رنجیدہ و پریشان قلعہ عقیق مین آکر باغ مین اوترا لشکر ہمی وحشت کی چھاؤنی پڑی اور زخمیون نے فراغ سے شراب و کباب سب ترک کیا اب اون لشکرون کو تو اس حال مین رکھیے لیکن حال افراسیاب بدخصال سنیے

داستان ہائی بران قید طلسمات سے وحال عیاری عیاران و جنگ

	وجدال ناظمان طلسم ہوشربا و نور افشان وغیرہ لمؤلفہ			
چو گفت این نگارندۂ داستان		نویسندۂ نامۂ خسروان		بہ شیرین بیانی و رنگین قلم
چنین کرد این حال را در رقم		نویسندگان داستان عجائب سحران قصہ و حبیب غرائب نیرنگی بیان		

اس طرح دکھاتی ہین کہ افراسیاب خانہ خراب کہر سلاک کو بھیجکر اپنے باغ سیب مین چلا گیا تہا جب
جب یہ کچھ رنج والم اوسکو کم ہوا تو پہر حازم لشکر حیرت ہوا اس طرف چالاک بن عمرو جو بارگاہ مہرخ مین آیا
تھا جب اوسنے سنا کہ خواجہ عمرو بن امیہ پدر بزرگوار قید افراسیاب نابکار سے رہا ہوئے پست بارگاہ سے
اوٹھا کہ مین بھی جاکر کوئی کار نمایان کرون غرضکہ کسی طریقہ سے صحرا مین قریب دریاے خون وہان ٹہرا حال اوسکا
ذکر ہوگا لیکن شاہ طلسم جب دریاے سے اس طرف آیا دور سے ایک ساحر زنار دار کو باتاج شہریاری صحرا مین بیٹھے
پایا اوسی طرف یہ بھی چلا جب قریب اوس ساحر کے پہونچا دیکھا کہ برہمن روئین تن پیر بہائی حیرا اور کوکب
کا ہے بادشاہ مذکور نے ہنسکر اوس سے پوچھا کہ ای برہمن تم یہان کیون آگئے ہو اوسنے کہا کہ ای بادشاہ
مین کوکب سے ناراض ہوکر یہان آگیا تھا اب اپنے گھر جانیکو تھا آپ کو آتے دیکھا ٹھہر گیا ہون
بادشاہ نے کہا اگر تم اپنے یار وفادار کوکب کو چھوڑ کر میرے یہان ہو تو جو کچھ میرے حاضر ہو اور اگر خوش
نکر دو تو کچھ ہم مین اور اوسمین فرق نہین ہے ایک مکتب کے دو شاگرد ایک گھر کے دو چراغ ایک در کے دو داغ
ایک گلبن کے دو ثمر ایک شجر کے دو ثمر ہین برہمن نے عرض کیا کہ مجھے آپکی اطاعت مین کیا انحراف تھا
ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ یہ کہکر اوٹھا اور قدم پر گرنے چلا بادشاہ نے سر اوسکا اوٹھا کر سینے
سے لگایا برہمن نے منہ مین سفوف بیہوشی پھونکا کہ بادشاہ چھینک مارکر زمین پر گرا اوسوقت برہمن نے نعرہ کیا
کہ منم چالاک بن عمرو اور خنجر کھینچکر چلا تھا کہ سر کاٹ لون اوسوقت پشت پر سے نعرہ ہوا کہ باش باش
ما ہم رسیدیم صبا رفتار عیار بھی بہت جلد قریب اوسکے پہونچی اور خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی چالاک بھی لڑنے
لگا لیکن صبا رفتار نے لڑتے لڑتے ایک بیضہ بیہوشی کے دفع کا منہ پر شاہ جادوان کے مارا بادشاہ
کو بھی ہوش آگیا چالاک یہ حال دیکھکر جست کنان بھاگ کر درہ کوہ مین مخفی ہوا اور صبا رفتار
نے سب ماجرا بادشاہ سے کہا شاہ نے فرمایا کہ تو نے پہلے بمقابلہ برّان بھی کار نمایان کیا تھا اور
اب بھی وقت پر پہونچی دونون مرتبہ کا انعام تجھکو مین بارگاہ حیرت مین چلکر دونگا کیونکہ دونون مرتبہ
سامری نے مجھکو باعث تیرے بچالیا اچھا تو جانب بارگاہ ملکہ مذکور چل مین بھی آتا ہون

عیارہ تسلیم کرکے روانہ ہوئی اور شاہ بھی وہی طرف چلا ادہر چالاک فکر عیاری مین ادہر روانہ ہوا اوسکا
بھی ذکر آیندہ کیا جائیگا مگر حال شاہ جادوان بیان ہوتا ہی کہ یہ اوس صحراے نبرد سحر گرد ادکنان
لشکر حیرت مین آیا ملکہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ نے بارگاہ سے نکلکر استقبال کیا اور اندر بارگاہ
کے لاکر بتعظیم تمام تر تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ سامری حضور کو ہمیشہ خوشنود دیکھے اول
مرتبہ جو آپ تشریف لائے تھے تو بہت خوش تھے لیکن اسوقت چہرہ حضور کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہی شاید
پہلے کوئی تدبیر قتل عمرو نامان روسیاہ ٹھہرائی تھی اب اوسمین کچھہ فرق پڑگیا یہ ماجرا کیا ہی کمترون کو بھی ارشاد
فرمایے کہ آپکی خوشی سے ہم بھی خوشی کرین اور اونکے رنج کے شامل ہین بہر صورت دامن گلہاے مراد
مقصد سے بھرین بادشاہ نے یہ کلمات سنکر آہ کی اور کہا کیا کہون پہلی مرتبہ جو مین آیا تھا تو تیرا
دختر کوکب کو زندان طلسمات مین قید کرآیا تھا اور مرتبہ بھی سامری نے مجھکو بچایا تھا وہ ناشدنی لڑکی
بلاے بدبختی بڑی دیر تک لڑی اور بسبب اختر مہ وار یرے کے مجھپر غالب آئی تھی وہ تو صبا رفتار عیارہ وقت
پر پہونچی اور اوسنے بیہوش کیا مین اوسکو قید کرآیا اب مرغ سحر چشم جو اوسکی بڑی حمایتی اور طرفدار ہی
اور کوکب روشنضمیر باپ اوسکا اوسکو ایک داغ تازہ مینے دیا ہی دیکھون تو کیونکر وہ میرے زندان
طلسمات سے چھڑا لیجاتا ہی اور میرا کیا کرسکتا ہی جب تو بڑان بہت اوچھلتی پھرتی تھی ویسا ہی مین نے
اوسکو قید کیا ہی اسے دم بہ دم محبت عمرو کا بھرنا اوسکو معلوم ہوگا خیر یہ باعث تو میری خوشی کا تھا لیکن اسوقت
جو مین ادہر آتا تھا تو راہ مین اسطرح برہمن بنا ہوا چالاک بیٹا عمرو کا مجھکو ملا اور اوسنے مجھکو بیہوش کرکے
چاہتا تھا کہ قتل کرے آج بھی صبا رفتار عیارہ وقت پر پہونچی اور اوسنے میری جان بچائی ہین سچ
کہون یہ چالاک وہ عیار ہے کہ اوسنے میرا پیچھا لیا ہی نیلم کوہ سے اس مقام تک بہت عیاریان اوسنے
مجھسے کین سلیمان جادو کو میرے ہاتھہ سے قتل کرایا سلطان و سرشار وغیرہ کی مقام پر عیاری
کرکے مجھکو ذلیل [illegible] ہمیشہ [illegible] ارکو اوسنی مارا جب مین اس چالاک کو دیکھتا ہون خون آنکھون مین اوتر آتا
اندر وہ بھی ایسی بر جستہ عیاری کرتا ہی کہ سامری مجھکو بچاتا ہی یہ کلمات جو زبانی شاہ والا زبان ملکہ نے سنے
کہا حضور پر سے تصدق اترو واقعی موے دشمن تو لگے ہی رہتے ہین سچ ہی سامری جمشید شہنشاہ
کے آڑے آجاتی ہین آج جو کچھہ نہ صدقہ اوتارا جاوے کم ہی حیرت نے یہ سنکر حکم دیا کہ اوسے تصدق کے
کے لاو لنگر جاری کرو سب سامری کی آتیت تعجین کرین حسب الحکم ملازم عمل مین لائے تو جتنے

لازم تھے سب صدقہ اوتارنے لگے کوئی جل لاش لایا کوئی ٹکے صدقے کے لایا حیرت نے بران کو قید
ہونیکی بھی خوشی کی ارباب نشاط کو بلوایا جام شراب سرخ گردش مین آیا سب مصروف عیش و نشاط ہوئے
اہلکار لشکر مہرخ کے جو ہر خبر یہان حاضر رہتے ہین وہ جملہ ماجرا معلوم کرکے سامنے مہرخ کے آکے یہان
رہائی پانیسے خواجہ عمرو کے ہر ایک خوشنود تھا جلسۂ عشرت جمع ہوا تھا جام شراب ناب چلتا تھا ناچ
ہوتا تھا کہ ہرکارون نے زکر مجرا گاہ پیسے تسلیم کی اور دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لاکے کہ **نظم**

ناخن تدبیر غنچون کے گہ نقش گل نہین
کوئی شکستہ حال بجز تو بہ خمار

تیری سخا جو باد سحر کی ہنو سے یار
برساترا سحاب کرم باغ مین کہ اب

یکتائے جہان مین کرم تیری نہین
ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار

بعد ادائے دعا و ثنا جملہ ماجرا جو زبانی شاہ جادوان کے سنا تھا عرض کیا اس خبر کے سننے سے
ہر اک بدحواس ہوا طاری عالم یاس ہوا جلسۂ عشرت درہم صحبت عیش برہم کہ **اشعار**

ہوئی وہ بزم شادی بزم ماتم
بدن مین یک بیک آئی حرارت

غمگین خانۂ دل ہوگیا غم
ہم ملتے تھے سب افسوس سے ہاتھ

شرار غم نے کی آخر شرارت
تھے ناآگاہ اس کیا ہی یہ بات

برق و ضرغام عیار بھی یہان موجود تھے جب انھون نے مہرخ و بہار کو روتے دیکھا بہت کچھ
انکی تسکین و دلداری کی اور کہا گھبراؤ نہین ہم ہمیشہ سے کہتے آئے ہین کہ مرنا برحق ہی کوئی
قیامت تک زندہ نہین رہا ہے پھر غم کیون کرین ہان غم اسوقت کرنا چاہیے کہ جب بیعزتی کا
سامنا ہو اور یہ تو امر ایسا ہے کہ نام کرکے مرجاے پھر یہ مرنا تو زندگی جاوید موجب علیت

کہان ہین شجاعان شمشیر گذار
فقط نام نیک انکا ہے یادگار

بلکہ ہم چاہتے ہین اگر ہو سکتا ہی تو ہیران عالیشان کو رہا کرکے لاتے ہین یہ کہکر دونون عیار طرار
قطورے اور پیتا دے بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے ابھی خواجہ عمرو جو سیاہ ہوئے ہین
تو بارگاہ مین داخل نہین ہوئے ہین انکا حال بیان ہوگا لیکن یہ دونون عیار جب بارگاہ سے اپنی باہر نکلے
آپس مین مشورہ تدبیر ہوئی کہ بھائی خدانخواستہ اگر ہیران زندان مین ہلاک ہوگئی تو بڑی بدنامی
ہمارے واسطے ہوگی اس جینے پر ہمارے لعنت ہی کہ دوست اور طرفدار ہمارا زندان مین پڑے
مرجاے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے بس لازم ہی کہ نظر بعنایت رب اکبر کرکے مردانہ وار کام کرین اور
دامن مضبوط باندھکر ترین مرین آگ اگر ہو تو اوسمین بھی گر پڑین اور ملک الموت کا بھی سامنا

تو نہ ڈر ہین ع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست ٭ بے موت آئے اور زیست کے دن پورے کیے کوئی
مرتا نہین یہ ہم خوب جانتے ہین السعی منی و الاتمام من اللہ ہمت مردان مدد خدا پہلے چل کر ملکہ حیرت بدبخت
کی بارگاہ مین ٹھہرین اور ذکر بد کو سنین دیکھین کہ کیا کیفیت ہے پھر وہان سے پتہ لگا کر زندان کیطرف جائیں
یہ مشورہ کرکے دونون الگ الگ روانہ ہوے اول ضرغام شیر دل ملکہ حیرت کے لشکر مین ایک
ساحر کی ایسی صورت بنا کر آیا اور ہر طرف جویا اپنے مطلب کا پھرنے لگا یہان دیکھا تو لشکر ناظمان طلسم
کوسون تک دوڑتا ہوا ہی بڑی کھما گھم ہے حال اس لشکر کی زینت کا اول بیان ہو چکا ہی فی الجملہ لشکر مین
بھی وہی کیفیت ہر ایک لشکری کی زبانی سننے مین آئی کہ اسطرح بُران شاہ سے لڑائی اور عیار بیہوش کیا
اب وہ قید زندان طلسمات ہے بعض ساحر کہتے تھے کہ بھائی اب چھوٹنا بُران کا دشوار ہے بعض کہتے تھے
کہ ابھی ایسے تماشے تو ہزارون مرتبہ دیکھ چکے ہین سن لینا کہ عمرو عیار رہا ہو چکا ہی وہ زندان طلسمات
مین ہو گیا اور بُران کو چھڑا لیگیا بعض کہتے تھے کہ یہ تم بیکار کہتے ہو اگر ایسا ہی عمرو ہوتا تو آ
کو آج تک گنبد نور سے چھڑا نہ لیجاتا غرض عیار مذکور یہ باتین سنتا اور دل سے کہتا کہ بارگاہ حیرت کے اندر
چلکر ٹھہرو اور ایکدن کسی ترکیب سے یہان رہو شاید کوئی محافظان زندان وغیرہ کے پاس سے نامہ وغیرہ
آئے نامہ بردار کے ہمراہ شاید جانا ہو جائے یہ تجویز کرکے جانب بارگاہ ملکہ حیرت آیا یہان ہجوم بادشاہ و غیرہ
ٹھہرے ہوئے تھے بڑا ازدحام تھا اور متصل خیام و بارگاہ حیرت اہل عملہ کی بارگاہین اور خیمہ وغیرہ
استادہ تھے کہین امرا و وزرا کی بارگاہین کسی جا شکوہ زرین قبا اتری تھی ایک سمت کو بارگاہ ملکہ
یاقوت جو دوسری وزیر زادی حیرت کی ہے قیام پذیر تھی عیار مذکور یاقوت کی بارگاہ کے قریب آکر
بارگاہ حیرت مین جانیکی فکر کرنے لگا اور وہان استادہ ہوا اور پہرے چوکی کے لوگ در بارگاہ پر جو
بیٹھے تھے اونسے سازش کرنیکا ارادہ رکھتا تھا ناگاہ دفعتاً ڈیوڑھی کا پردہ اوٹھا کر ایک خواص نے
جھانکا اور کہا ارے یہان کوئی ارسام بن مرہم کا بھیجا ہوا آدمی آیا ہے ضرغام پہلے تو چپ رہا
کہ دیکھون کوئی … اب بتاتا ہے یا نہین جب کسی نے جواب نہ دیا اوسوقت دوبارہ اوسکے پکارنے پر آگے کہا
حضور مین ہی سے یہان کھڑا ہون کوئی میری خبر ہی آپ تک نہین کرتا ہے اوسنے کہا تم ارسام بن مرہم کے
یہان جو توشکخانے کے داروغہ ہین اونکو پہچانتے ہو اور اونکے بیٹے کو جانتے ہو اوسنے کہا کیا خوب مین اونکا
لڑکپن کا ملازم ہون اور مین ہی نہین پہچانتا حضور مین وہ تو دن رات ایک جا رہتے ہین بلکہ مین تو ایسے

ہون کہ وہ مجھپر بڑی عنایت فرماتے ہین اور مجھ سے سب ملازم جلتے ہین خار کھاتے ہین اور مین تو
ایک جان دو قالب ہین اس عورت نے یہ باتین سنکر کہا اچھا آؤ پردے کے پاس آؤ وہ عیار آگے بڑھا تھا کہ دربانو
نے کہا بی سیوتی کیا تمھاری بُری عادت ہو کہ ہر ایک کو پردے کے پاس بلاتی ہو انکو پردے کے پاس نہ بلاؤ سرکار
کا غصہ جانتی ہو اور پھر وہی بات کرتی ہو اونکا حکم ہے کہ کوئی زنانی ڈیوڑھی پاس نہ آئے نہ کوئی عورت
مرد سے وہان بات کرے بات کرنا ہو تو ہم ہٹے جاتے ہین آپ باہر اگر بات کر لین آپکا کچھ نہ جائیگا ہمپر خفگی
آئیگی جرمانہ ہوگا یا نوکری جائیگی۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت خواص اپنے جامے سے باہر ہو گئی اور کہا تو کیا
مین کسی بھڑوے چھنال سے دبنے کی نہین کیا مجھکو ان موے روئون نے چھنال مقرر کیا ہو جو بات
کرنیکی ممانعت کرتے ہین اپنا پردہ مجھی پر تو جتاتا ہو جسمین یہ معلوم ہو کہ ہم بھی کوئی ہین ع ہم بھی ہین پانچوین
سوارون مین۔ ارے موؤ اپنے حواس درست کرو منہ ہنوا دونگی مجھے کسی بھڑوے چھنال کا ڈر ہو جو یہان بات
نہ کرون مین کسیکی ماما یا مغلانی اری غیرے بچکلیان کی نوکر نہین ہون اور نہ کسی کی لونڈی ہون
مین ایسے کی نمک پروردہ ہون جو حیرت کی روح و جان ہو تم سب جب چاہو آزما دیکھو اپنے اپنے جی
کا ارمان نکال لو جو تمھارے جی مین ہو نیک بد اچھی بُری جو چاہو وہ میرے لیے ملکہ سے کہلا بھیجو یا خود
کہو دیکھو تو کیا دھکا کیا ملتا ہو اور میرے لیے سزا جرمانہ گھڑکی جھڑکی ہوتی ہو یا تم سب پر خفگی آتی ہے
کہو تو ابھی تم سبکو نکلوا دون مینے ہزار بار کہا ہو کہ ذرا میرے منہ نہ لگنا کیا تمنے مجھکو کوئی دبو گھسڑو
مقرر کیا یا دلگی باز بنایا ہو کہ میرا صاحب اسی بہانہ سے لاؤ اسکو بکواؤ اے مین بھی اپنے نام کی ہون تو
جاؤ بھڑوو تمھاری ایسی تیسی کی آج جو تمھاری گت نہ بنوائی تو نام اپنا بی سیوتی بنایا یہ کلمات سنکر
آپسمین سب چپکے چپکے دربان کہنے لگے کہ میان تمنے ناحق اس جھاڑ کے کانٹے کو اپنے پیچھے لگایا اس سے
ڈرنا ہی چاہیے اگر یہ کچھ مالک سے لگا دے اور وہ بڑی ملکہ سے کہین تو بیشک بیعزت ہو کر ہم سب نکالدیے
جائین غرض یہ باتین آپسمین کر کے گویا ہوئے کہ بی سیوتی صاحبہ ہمتو جیسے ملکہ کے تابع فرمان ویسے آپکے
آپ جسکو چاہین اندر محل کے بلا لیجائین ہمنے تو ایک قاعدے کی بات کہی تھی آپ ہی کے لیے اسمین بہتری
تھی آپ خفا نہون جو مزاج مین آئے وہ کیجیے یہ کہکر عیار سے کہا یہان جاؤ پردہ کے پاس جو بی بی صاحبہ
فرمائین وہ سن آؤ ضرغام فوراً سب ڈیوڑھیان طے کرکے قریب پردہ کے پہونچا اس رنڈی
نے پردے کے اندر اپنے پاس بلا لیا اوسنے وہان جاکر دیکھا تو گھونگھٹ زنانی ڈیوڑھی کے

پردے کے پاس عقب مین شاہی اوس طرف محلات کی عورتین بولی ہی ہنسی ٹھٹھے کی صدا آتی ہی اور پاس وہ نازنین عنبرین مو کھڑی ہی یقین تھا کہ یہ بیہوش ہوجاے وہ اوسکی سادی سادی وضع غارتگر صبر و شکیب یک کرشمہ عجب تھا جو دل کھو جائے اپنے سے پرایا ہوجا سبزہ رنگ جڑی بھوین ایک سے ایک کھنچی حسن بھری دوسری طایر دل کے صید کرنے پر چڑھی ہوئی چہرہ مین وہ نمک کہ جان شیرین عشاق فدا کرین بوسہ نمکین کا مزا تمام عمر نہ بھولے کانون مین ایک ایک بالا لاڑا بالا بالا گال پر پلکر فریب اوڑاتا ناک مین کیل حسن و عشق کے مقدمہ مین وکیل سینہ اوبھرا ہوا اچھا تو ننگے ابھارون کا دلین سو صلاح کرنیکا ارادہ بیٹھ وہ نرم گل سا کمر نازک کولے قطعدار پیڑو ابھرا ہوا رانین بھری بھری گول پانیچے کی ڈھلی پاجامہ گلبدن کا کچھے دار پہنے پاینچا ویسے کلائی پر پڑے مہین شبنم کا چنا ہوا دوپٹہ ہلکا پیازی رنگا ہوا اوڑھے موقع و منا سب ہلکا پھلکا زیور پہنے نزاکت سے ہر بار تیوریون پر بل ڈالتی دیکھتی

زیا حسن و وضع کی شاہ تھی آسمان دلبری کی ماہ تھی مسدس

شکل اوس گل کی نظر آگئی بھولی بھولی
وہ پہیلی وہ جگت اور وہ بولی ٹھولی
پیاری باتون نے گرہ غنچہ دل کھولی
چست انگیا کی کٹوری تھی تو اونچی چولی
نیچی آنکھیں صفت نرگس بستان ہر دم
غنچہ گل کی طرح سر بگریبان ہر دم

عضو ہر عضو سے کہتا ہی کہ یکتا ہون مین
ہی ہتھیلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین
ہنسے بند کا ہے قول کہ فتنہ ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین
رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمکو
قول زلفون کا کہو ہے کہ دو بالا ہون مین

اس برقوش نے جب دیکھا کہ ضرغام پاس اوسکے آیا تو ہنسکر کہا کہ ارسام بن مرسہم جادو خیمہ مین اپنے جو رہتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی مین جانتی ہون کہ وہ ذات رنڈی بازی کرتا ہوگا ہر روز نئی رنڈی مولاتا ہوگا ضرغام سوچا کہ یہ رنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اوس نطفہ حرام ارسام سے آشنائی رکھتی ہی اوسی کے خیال میں رہتی ہی اور اوسیکا آدمی تجھکو سمجھکے اپنے بلایا ہی تو بھی ایسی باتین کر کہ اسکو یقین اوسکی ملازمت کا آجاوے یہ سوچ کر اوسنے بناوٹ کرکے کہا کہ اے بی بی جو تمھارا جی چاہے وہ تہمت اوس بیچارے پر رکھو وہ

ایک ہی لگر کا فقیر بنا ہوا بیٹھا رہتا ہی نہ گھر سے کہین آئے نہ جائے نہ کسیکو بلائے بیٹھے تو آج تک کسی سے
ہنسکے بھی بات کرتے نہین دیکھا اس قدر عالم نے کہا تم تو اوسکی دوستی کی ایسی کہو ہی گے وہ حرامی ایسی
مستغنی ہی یہان میرے پاس جب تیسوین پانچوین آتا ہی تو ہر ایک خواص کو ہماری ملکہ کی دیکھ دیکھ کے
سسکیان بھرتا ہی میری آنکھون کے سامنے ہائے جانی کہتا ہی اور لگاوٹین کرتا ہی تمنے کہا اور میرا مانا
کہ اب وہ دھو دھا کے مصلے پر پڑھا ہی بھلا تم تو کہتے ہو کہ مین اونکا مدت کا دوست ہون یہی جانتے ہو
سچ کہو کہ وہ ہمارے یہان کی کیا باتین کرتا ہی کبھی میرا ذکر کرتا ہی مجھکو یاد کرتا ہی یا یہان کی خوصورتونکا
نام لیتا ہی ضرغام نے کہا صاحب مین کسکا نام لون اب تم میرا کہنا تو مانتی نہین ہو اور میری یہ طاقت نہین جو
مفصل حال کہون یہ سنکر اوسنے کہا تمہین پیر مرشد کی قسم تمہین اپنا ایمان کی قسم تم جسے پیار کرتے ہو جسے چاہتے
ہو اوسی کے سر کی قسم میرا فعلوا کہا سے میرا مردہ دیکھے جو سچ نہ کہے وہ یہان کسکو پیار کرتا ہے چھپاو
نہین تمہین ڈر کسکا ہی مین تو تمھارے پاس کھڑی ہون وہ تمھارا کریگا کیا کوئی خدا ہی جو روٹی تمہین
نہ ملیگی بایمان خود جبتک مین زندہ ہون تمہین کوئی تکلیف ہو گی ضرغام نے کہا آپکی عنایت سے
اور سامری کے فضل سے مجھے کچھ اسکا خیال نہین لیکن کیا کہون ایک کی تو جان جاتی ہی اور آپ
یہ باتین بناتی ہین اوسنے کہا اوچھا جی مین اب سمجھ گئی سامری کی قسم جھوٹ جمشید کی قسم رتی بھر
سچ نہین ایسی ہی کوئی حرامزادی ہو گی جو اوسکی دوستی کا اعتبار کریگی اگر وہ میرے گھر پر چلتا اور
رنڈی بازی کو آگ لگاتا تو دیا چہین کراتی وہ بھی یاد ہی تو کرتا لالو ونکا لال رہتا اوسکو کس بات کی کمی
رہتی وہ تو اسکو عارضہ کمبخت چھنالیکا ہی جیسے بدکار کو لیکا ہو ہی اچھا بتاو تمکو کیون بھیجا بلوسنے کہا آج
میری قسمین کہین کہ تم ذرا جا کر ادھر اودھر دیکھ بھال کے کوئی آدمی محل کا ملے تو اونکی خیریت مجھے لادو
اوس آفت جان نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا خوب اب بھی ناحق مجھ نگوڑی کی یاد آئی ارے کمبخت کہو
میرے کہے پر کیون نہین چلتا گھر مین آ بیٹھے تو مین اوسکی لونڈی کی لونڈی بنی رہون ہر وقت پاس
رہون کوئی دم جدا نہون اچھا تم اب جاکر یہ کہو کہ اس بارگاہ کے پیچھے ایک امرود کا باغ ہی اوس
باغ سے نکلکر ایک جھیل ہی اوسکے کنارے کٹھال کا درخت ہی وہان آجائے اور مجھسے دو دو باتین کرجائے
اگر میرا کہنا ماننے کا اقرار کرے تو خیر نہین مین کہان اور وہ کہان ضرغام نے کہا نہین تم ایسی
باتین نہ کرو وہ تمھاری درد جدائی مین مرتے ہین ہر وقت اونکا یہ حال ہی ابیات

قابو مین نہین ہی یہ دل زار
کہتا ہے وہ کچھ کا کچھ زبان سے
الفت تجھے خوب جانتا ہون

آنکھین ہین ہر ایک زرد رخسار
ہر وقت ہے بیخودی کا عالم
ای حضرت عشق مانتا ہون

فرصت نہین نالہ و فغان سے
اب قول یہی ہے اوسکا ہر دم

وہ گلرو یہ سنکر باغ باغ ہو گئی اور کہا اچھا تم جاؤ اور اس بیوفا کو جان کا سینے پتہ دیا ہی لے آؤ ضرغام نے کہا پھر تم کتنی دیر مین آؤگی اوس نازنین نے کہا مجھے کیا دیر ہے تم گئے اور مین وہان تمھارے جانے سے پہلے آجاؤنگی ضرغام یہ سنکر اوس سے رخصت ہوا اور پشت بارگاہ پر آکر اونکو باغ سے نکل کر جھیل کے کنارے کنبال کے درخت کے تلے کھڑا ہو رہا دم بھر کے بعد سرو خوش رفتار خرامان خرامان بناز و ادا سامنے سے پیدا ہوئی اور پکاری کیون جی کدھر ہو ضرغام نے اونگلی اپنے لبون پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف اشارہ کیا کہ ذرا دیکھ بھال کے آگے پیچھے بات کرو وہ گلفام اس اشارے سے جھجکی اور سمجھی کہ کوئی میرے پیچھے کھڑا ہے یہ سمجھکر اوسنے پیچھے پھر کر دیکھا ادھر چار طرف دیکھنے تک یہ کیا کہ ضرغام اس عرصہ مین لپک کے اوسکے پاس آگیا اور اوسکے پھرنے مین گلعذار جو ادھر پھری تھی کہ حباب بیہوشی مارا وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی اوسنے اوسکے کپڑے لیے اور اوسکو لیجا کر ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا نکالکر اوسکی سی صورت بنا اور وہان سے روانہ ہو کر سیدھا اندر بارگاہ ملکہ یاقوت کے آیا دیکھا کہ ہر سمت خیمون مین ہر ایک شکل کی عورتین بیٹھی ہین کوئی اپنا سنگار کرتی ہے کوئی مسی لگاتی ہے کوئی طوطے کو جمشید جی پڑھاتی ہے کوئی کھانا پکانے کی فکر مین ہے کسیکا مہمان آیا ہے اوسکی خاطر مین مصروف ہے پلنگڑیان بچھی جو کے تختے کے لگے ہین مابین ہر ایک کی باورچنی انکو گرم کر رہی ہین یہ کنیزون اور خواصون کو تجویز کرکے اونکے پاس گیا اور کہا ہماری بی بی ملکہ یاقوت کیا دربار مین گئی ہین اون لوگون نے کہا ای سیوتی کیا تو نے کچھ نشہ کھایا ہے ملکہ عالم تین دن سے درد سر مین پڑی لوٹ رہی ہین کئی دفعہ تجھکو پکار چکی ہین کہ ارے صندل ذرا سا رگڑ کر لگا دے تو نہین معلوم کہان جا کر بیٹھ رہی تھی تجھے کچھ فکر نہین ہے یہ کہہ رہی تھین کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ارے سیوتی موئی ذرا یہان آکے بیٹھ سنکیا جھجھل کہان تو اوڑ گئی ضرغام نے یہ سنکر کہا ای بی بی قربان گئی مین آئی اور دوڑ کر اودھر گیا دیکھا ایک پلنگڑی پر ملکہ یاقوت جادو صندل لگائے پڑی ہے نیچے پلنگ کے مسند بچھی ہے چنگیرین جو گھڑے وغیرہ سامان عشرت و آرایش دھرا ہے اور یاقوت اوٹھ اوٹھ کے درد سر سے کراہ رہی ہے ضرغام نے سرہانے آکر بیٹھکر ہاتھ مین لیا اور کہا ای میری بی بی تمھارے صدقے کیا کہتی ہو ملکہ نے

کہا اتو کچھ نہین کہتی صندل لگانیکو پکارتی تھی وہ کوئی اور اگر لگا گئی اے سیوتی اب تردید مبالی ہو گیا
نہین معلوم کہان اوڑ گئی تھی ضرغام نے کہا بی بی مین تو ادہر ہی ادھر تھی اور تو کہین نہین گئی تھی
اب حاضر ہون کہین نجاؤنگی فرمائیے جو کچھ فرمانا ہو ملکہ نے کہا اچھا تو حاضر رہ اور کسی ماندہ کو بارگاہ حیرت مین
بھیجکر دریافت کرا کہ شہنشاہ ساحران بارگاہ حیرت مین ہین یا تشریف لیگئے اور ملکہ مذکور مجھکو تو یاد
نہین کرتی ہین سیوتی نقلی نے یہ سنکر چند کنیزونکو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ وہ حسب ارشاد روانہ ہوئین اور
وہانسے پھر کر آئین کہا حضور بادشاہ عالم پناہ ابھی بیٹھے ہین اور از بسکہ ملکہ حیران سے اور جہان پناہ
سے سامنا ہوا تھا اور حیران غالب آئی تھی اور صبا رفتار عیارہ نے آکر اوسکو بیہوش کیا اور
دوبارہ عیار کے ہاتھ سے شہنشاہ کے دشمنونکو زک پہونچی اور سامری نے بچا لیا تو اب جتنے ملازم
شاہی ہین اور ملازمان ملکہ ہین وہ سب تصدق بادشاہ پر سے اوتار رہے ہین ضرغام نے سارا حال
حیران اور حال لاک کا بصورت سیوتی اونکی زبانی سنا اور ملکہ یاقوت نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ ہماری یہانسے
بھی پانچ سیر تیل مین بھر ماش سو روپیہ کے ٹکے سینی مین لگا کر بھجوا دے اور جو لیکر جا میری جانب سے
بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرے کہ لونڈی کے سر مین شدت سے درد ہے ورنہ مین حاضر ہوتی
اب کچھ حواس درست ہوئے ہین اور یہ تھکارہ جائے تو حاضر ہون کہ سیوتی یہ سنکر حیران ہوئی کہ مین روپیہ
اور تیل ماش کس سے مانگون لیکن اور کنیزون نے آپ ہی کہا کیون بہن سیوتی تم کہو تو ہم تصدق کا سامان
لے آئین سیوتی نے کہا اب پوچھنا اسکا کیا ملکہ تو فرما چکین مجھ نگوڑی کا بھی کچھ کہنے مین کہنا ہے کنیزین
یہ سنکر روانہ ہوئین اور سات سینیونمین ماش اور سات سینیون مین سو روپیہ کے ٹکے اور ایک بڑے بادیہ
مین پانچ سیر تیل بھر کر سب پر خوان پوش ڈالکر سامنے لائین سیوتی نے کہا مزدورنیون کے سر پر رکھواؤ
اور لیکر سامنے حضور عالم کے جاؤ تصدق اتروا دینا اور جو کچھ ہماری حضور نے فرمایا ہے عرض کرکے جلدی
چلی آنا دیر نہ لگانا کنیزین وہ سب سامان مزدورنیونکے سر پر رکھوا کر روانہ ہوئین اور بارگاہ حیرت مین آئین
سامنے افراسیاب کے وہ تصدق رکھا اور ملکہ حیرت کو تسلیم کرکے ٹھہرین شاہ نے اونکو دیکھکر حیرت سے پوچھا
کہ یہ کسکے علاقے کے لوگ ہین جو تصدق لائی ہین حیرت نے کہا قربانت شوم ملکہ یاقوت جادو کی یہ کنیزین
ہین پھر کر عرض کیا کہ ملکہ یاقوت نے تسلیم عرض کی ہے اور کہا ہے کہ کنیز کے سر مین شدت سے درد ہے ذرا درد
مین تخفیف ہو اور طاقت اوٹھنے کی پاؤن تو نذر فتح لیکر حاضر ہون افراسیاب نے کہا اچھا یہ تصدق

بانٹ دو اور یاقوت کو میری طرف سے دعا کہدینا اور فرما دینا کہ نذر تیری سرکار نے معاف فرمائی سامری تیرا درد سر دور کرے یہ مرحمات سلطانی جو حیرت نے اوسکے حال پر مبذول از جانب شاہنشاہ دیکھی متحیر ہوئی کہا شہنشاہ یاقوت و زمرد دونون میری جان نثار ہین اور خیرخواہ ہین جو کام دولتخواہی اور دل سوزی کا یہ دونون کرتی ہین اوسکی کیا امید مجھے ان دونون سے ہے اپنے پیٹ کی اولاد سے نہین حضور بھی کسیکو خبر کے لیے اونکے پاس بھیجدین تو بہت انسب ہے ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را بادشاہ نے فرمایا کہ بعد برخاست دربار مین خود اوسکے گھر اوسکے دیکھنے کو جاؤنگا حیرت نے یہ سنکر بادشاہ کی گردن مین ہاتھ ڈالدیے اور کہا یہ مکان کسکا ہے اور وہ مکان کسکا ہے سب گنجشتخانہ حضور ہی کا ہین اگر آپ تکلیف فرمائینگے تو کنیز پروری اور عین غلام نوازی ہے اوسکا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو جائیگا آبرو دو چند ہو جائیگی اور آپکی کسر شان نہو گی بلکہ باعث بلند حوصلگی اور افتخار ملازمان ہوگا کہ شہنشاہ کیا رفیق پرور ہے کہ اوس لونڈی کی عیادت کو چلا آیا افراسیاب نے کہا اچھا پھر دربار برخاست کرو ملکہ نے کہا شام ہوئی آپ ذرا دیرمین ایکمرتبہ دربار برخاست ہوگا یہ کہکر کنیزان یاقوت سے کہا جا کر خبر کرو کہ حضور طلسم پناہ برائے عیادت تشریف لاتے ہین کنیزین یہ سنکر جلد خدمت یاقوت مین آئین اور سیوتی سے کہا بی بی سے عرض کرو کہ بادشاہ مع حیرت کے آپ کے دیکھنے کو تشریف لاتے ہین یاقوت جو لیٹی ہوئی تھی اوسنے پوچھا کیا ہے سیوتی نے عرض کیا کہ شہنشاہ آتے ہین یہ سننا تھا کہ وہ گھبرا کر اوٹھ بیٹھی اور کہا اری سیوتی تجھے خدا کی مار موئی غارت ہوئی مالزادی ارے جلدی فرش وغیرہ آراستہ کر کیون میری ناک کٹوایا چاہتی ہے کشتیان نذر کے لیے جواہر کی لا تو تو ایسا بیٹھی ہے جیسے چیلے کی بھینس ارے موئی تو اٹھ کیون جاتی ہے مالزادی گھورتی ہے یہان مسند بچھا کر تکیے گرد میرے لگا دے کہ مین بھی پلنگ سے اوتر کر بیٹھون یہ حکم سنکر ضرغام نے کنیزان دیگر سے زبانی ملکہ حکم درستی اسباب عیش و نشاط دیا اونھون نے جلد جلد کشتیان شراب کی ترتیب سے لا کر چنین اور فرش مکلف آراستہ کیا مسندین بچھا دین فرش کی آرایش دیکھکر اطلس سرخ شرم سے عجب نہین جو قطع ہو جائے مسندون کے بوٹون پر بہار گلشن عالم کا رنگ پھیکا نظر آئے شیشہ آلات جا بجا آویزان کیا اوس بارگاہ کو نور افشان کیا چنگیرین اور میوون کی ڈالیان گلدستہ وغیرہ سامنے رکھے فرش کے گرد گلدستہ لگا دیے بارگاہ کا حسن مثل شاہد حسین زیور جواہر پوش تھا بناو سنگار کیے بہ رنگ عروس شب اول نشہ حسن سے در و دیوار خود فراموش تھا یہ سامان تھا کہ گلشن جنت نمونہ ایوان تھا مسند پر

نور کا ایک وہ خیمہ بھی بنا تھا زیب
فرش گلرنگ قوبر دو دن مین بنا کار طلا

برج مہتاب سے دیکھے تو کہے صل علے
سیج پھولون کی بچھی وہ کہ گل عیش کھلا

سبز شیشے سے گلگون سے بھرے رکھے تھے
ہار پھولون کے چنگیرون مین ڈھیر سے رکھے تھے

اسی آرایش و زیبایش کرنے مین وہ دن بھی تمام اور خیمۂ دہر مین چاندنی کا فرش بچھا آمد خسرو ماہ بارگاہ آسمان مین ہوئی کہ

نظم

فروغ مہر نے دامن اوٹھایا
ہجوم شام کا اک رنگ آیا
جبین شمع سے پیدا کیا نور
ہوئی روشنی مین قرب اور دور

شام ہوتے ہی بادشاہ دربار سے اوٹھا حیرت نے دربار برخاست کر دیا آپ بھی مع چند کنیزان زرین پوش کے جانب بارگاہ ملکہ یاقوت ہمراہ بادشاہ روانہ ہوئی زمرد جادو دوسری وزیرزادی بھی ساتھ چلی یہ سب جب اوس بارگاہ مین پہونچے سیوتی نے ضرغام نے آرایش کرنے مین بارگاہ کے اپنا کام بھی کر رکھا تھا یعنی یاقوت کو تو مسند پر تکیہ لگا کر بٹھلا دیا تھا اور کئی خوان اشرفیون روپیہ وغیرہ کے لا کر رکھے تھے لیکن چنگیرین اور پھولون کی ڈالیان میوون کی کشتیان شراب کی گلابیان سب آغشتہ بہ داروی بیہوشی کر دی تھین اور پھر اک چیز کو اپنی دستکاری سے عطر بیہوشی سے معطر کیا تھا اور شراب کو اولٹ پلٹ کر کے مخلوط بداروی بیہوشی کیا تھا غرض ایک لوٹا نخلخہ کا بیہوشی بھرا تیار کر کے سامنے کو رکھا تھا کہ اس اثنا مین بادشاہ تشریف فرما ہوا یاقوت ہرچند کہ علیل تھی لیکن بنا بر تعظیم بادشاہ و ملکہ عالم پناہ اوٹھ کھڑی ہوئی اور جھک کر مجرا کیا افراسیاب نے اور حیرت نے کہا ای یاقوت بیٹھ جاؤ تعظیم معاف یاقوت نے کہا مین ادنی کنیز حضور کی ہون کیا مجال جو بیٹھ سکون شاہ طلسم اور حیرت دونون مسند پر آکر جلوہ گر ہوے اور اشارہ کیا کہ اے یاقوت اب تو اپنے عہدے کے موافق بیٹھو یاقوت سلام کر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئی نو کشتیان جواہر اور اشرفیون کی سیوتی نے یاقوت کی طرف سے پیشکش کین شاہ نے ہرچند فرمایا کہ ای یاقوت مینے نذر تجھے معاف کی یاقوت نے نہ مانا اور بہت کچھ عذر کیا اور کہا مین ذرہ پروری آفتاب سپہر سلطنت کی ہی جو یہ قبول فرمائی جائین شاہ نے وہ نذر لیکر حیرت کی خواصون کے سپرد فرمائی اور نذر قبول کر کے سرفراز فرمایا سیوتی نے چنگیرین اور ڈالیان میوون کی آگے بڑھائین اور گلابیان شراب کی سامنے رکھین شاہ نے فرمایا

کہ دو گلابیان شراب کی اور ایک ڈالی میوہ کی اور کچھ چنگیرین پھولونکی ہمین سے الگ کر کے میرے پاس رکھ دو باقی تم سب خوانچون وغیرہ کو تقسیم کر دو یہ کہکر ایک پیالہ شراب کا بھر کے شاہ نے حیرت کو دیا اور کہا میرے سر کی قسم ہو ملکہ تم پیو مین بھی نہ پیونگا اور مجھکو اس ڈالی مین سے ایک سیب چھیل کر دو حیرت نے عرض کیا کہ انار کے دانے قاب مین لگے رکھے ہین آپ نوشجان فرمائین اور مین فقیر آپکے شراب نوش فرمانے کا ہیکو پینے لگی افراسیاب نے کہا تمکو ناحق کی ضد ہو یہ کہکر پیالہ شراب کا رکھدیا اور تھوڑے سے دانے انار کے کھائے اور ایک خواص نے کئی سیب چھیل کر قاشین طشتریون مین لگا کر سامنے رکھدین حیرت نے بھانکین کئی سیب کی کھائین اور افراسیاب نے کہا ہو یاقوت انار کے دانہ تو درد سر کو نقصان کرینگے بلکہ اگر گرمی سے ہوگا تو جاتا رہیگا تو بھی تھوڑے دانہ کھالے اور کوئی بھانک سیب کی یہ کہکر اوسکی طرف طشتری بڑھائی یاقوت نے اوٹھکر شاہ کی بلائین لین اور تسلیم کر کے وہ طشتری ہاتھ سے لی اور ایک بھانک سیب کی کھائی حیرت نے زود کو اوٹھا کر زمرد جادو کو دیئے اوسنے سلام کر کے لیلی اور یاقوت نے حکم دیا کہ ارے ہمارے مجرئی طائفون کو بلاؤ کنیز سامری اور ساوجاگر اور جمشید باندی رنڈیان کہان ہین اونہین لاؤ شہنشاہ کے سامنے کچھ گائین بجائین یہ حکم پا کر کنیزون نے ہر ایک پریوش زہرہ کردار رنڈیون کو سامنے لا کر حاضر کیا پہلے سب سے جمشید باندی کا مجرا ہوا یہ عجب کرہاگرم رنڈی تھی کہ باوجود سرگردانی اور دوڑ دھوپ کے آفتاب نے کبھی ایسی شعلہ رخسار عورت پردہ فانوس عالم مین نہ دیکھی تھی سراپا کے لکھنے مین طول ہوگا مختصر سا اوسکا یہ حلیہ ہے کہ بیت

رنگ سانولا پیٹ ملایم اور گون پر سختی ہو
چھاتی سے لے ناف تلک اک صندل کی سی تختی ہو

اور اوسکی صورت زیبا کو دیکھکر تماش بینون کا یہ قول تھا کہ ای مایۂ ناز بموجب باعی

گو حسن کا یان نہین بیوپار توڑا
خوبان جہان سے ہمنے رشتہ موڑا
ہر چند کہ تھا تماش بینی پہ مزاج
پر کتنے نے تو ہمنے سبکو چھوڑا

اس ماہ وش نے بصد کرشمہ سنجر و خوش الحانی سے سامنے بادشاہ کے ناچنا شروع کیا اہل انجمن کا دل تڑپا دیا مرغ نیم بسمل کیطرح دل کو رقاص بنا دیا سازندے اور ہی لطف دکھا یا خاطر عشاق سے دمساز ہوا آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھا انہ سے واہ وا کا تار بندھا ہر ایک محو ہو کر راگ سننے لگا کہ نظم

اشکون کی تھی آئی موج پہ بہیا
ایسا وہ الاپی تھی ایسا
بندھتی تھی کبھی جو بیچ کی دھن

سن سن کے سب اہل فہم تھے سن | بھیروں کا جو زمزمہ میں تھا چرچا | بھیروں لگے ناچنے عجب کیا
ہر راگ رواں تھا صورت رو | بھوپالی دکا ٹہراؤ کا موڈ | جب شاہ جادواں اسکا

گانا سنکر محو ہوا اوس وقت اوس پری تمثال نے اس غزل کو گایا غزل

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے | یہ دل کیا خریدار پیدا ہوا ہے | کرایا جو میں تو یہ رک کر وہ بولے
کہاں کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے | ذرا در ملک آکے دیکھو تماشا | عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہاں | وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے | ہوئے جب سے گل گل کھلے مجنون خزاں
ہمیں بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے | مرے بخت دل دیکھ اتبک نے واں ہیں | یہ دریا میں گلزار پیدا ہوا ہے
کرو منع ناصح کو جسے نہ بولے | کہاں کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہے | جو کہیے کہ لو نقد دل تو یہ بولے
بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہے

اس عرصے میں پھولوں کی خوشبو ایسی پھیلی کہ سبکی کیفیت دگرگوں ہوگئی بیہوشی نے اپنا اثر ظاہر کیا کچھ احتیاج میوے کھانے اور شراب پینے کی بھی نہ تھی افراسیاب حیرت و یاقوت و زمرد جادو وغیرہ سب اپنے آپ میں نہ رہے ادھر کنیزوں کو بھی بادشاہ نے ڈالی عنایت کی تھی انھوں نے بھی حصہ بانٹ کرکے میوہ کھایا تھا وہ سب بس گانے بڑا آپس میں صول جیکر دستانی ہوکر لڑنے لگیں کسی نے کسیکی چوٹی پکڑ کر کھینچی کسی نے کسیکا گال کاٹ لیا کوئی کسی سے آہ بہلے لپٹ گئی ملکہ حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپنے پیالہ شراب کا ناحق بھر کر رکھدیا نہ آپ پیتے ہیں نہ میں پھر شراب کا یہاں کھنا کیا ضرور شاہ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہی تو میں ہی پہلے پیتا ہوں یہ کہکر چاہا کہ پیالہ منہ سے لگاؤں اوس وقت ایک پنجے نے پیدا ہوکر ٹھوکر دی کہ شراب سب فرش پر گر پڑی شاہ نے کہا ای یاقوت ہائیں یہ شراب کیسی تھی جسکو میرا پنجہ پینے سے مانع ہوا یاقوت خود عالم محویت میں تھی جواب کون دے ادھر لونڈیوں نے تڑاق پڑاق پھینکنا شروع کیا اور ہر طرف گرنے لگیں حیرت نے چاہا کہ افراسیاب سے کچھ کہے کہ زبان میں لکنت آگئی اشارے سے کہا شہنشاہ ہوشیار رہیے شراب نہ پینا بیہوشی کا اثر معلوم ہوا ہی شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا آشنا تو کہا چلا او قحبہ یاقوت تونے کسی عیار سے آشنائی کرکے یہ حرکت کی ہی یہ کہکر چاہتا تھا کہ اوٹھے چکر کھا کر زمین پر گرا حیرت و زمرد وغیرہ ہاں ہاں کرکے جو اوٹھیں یہ بھی گریں اور بیہوش ہوئیں سیوتی یعنی ضرغام شیردل نے خوش خوش جب برق و صبا وغیرہ سبکو بیہوش دیکھا اونکو تکمہ بارگاہ میں لگایا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ افراسیاب کی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لے اوس وقت کسی نے بڑے زور سے اوسکو دھکیل دیا

کہ عیاروں شاخ چت گرا اور ہر طرف حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ کسنے مجھکو ڈھکیلا کوئی نظر نہ آیا پھر جست کرکے
افراسیاب کے قریب آیا پھر کھینچ گردن پکڑ کر اوسکو دوڑا دیا اوسوقت یہ سمجھا کہ تونے بیوقوفی کی جو اوسکے
قتل کا عزم کیا یہ کافر بادشاہ طلسم ہے مار ڈالیگا پس یہ سوچکر حیرت کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا کہ ذبح کرے
ناگاہ افراسیاب کے منہ پر ایک پچکاری رنگ ہوا سے زعفرانی رنگ کی کسی پری نے لگائی کہ اوسکو ہوش
ہوگیا اور اوسنے دیکھا کہ سیوتی لونڈی یاقوت کی خنجر کھینچے حیرت کو ذبح کیا چاہتی ہے دیکھتے ہی
مانند برق چمک کر ضرغام پر آیا اور سحر اسیر کرکے اوسکو گرفتار کیا اور باران سحر برسایا کہ سبکو ہوش آیا جب
حیرت وغیرہ جملہ ساحر ہوشیار ہوے شاہ نے کہا اے ملکہ تم پہلے اس عیار کو بارگاہ سے باہر لیجا کر کسی درخت سے
باندھو اور ایک گولا سحر کا مار کر اوسکو فنا کرو یہ سنکر حیرت اوٹھی اور یاقوت دوڑکر قدم پر بادشاہ کے
گری اور عرض سا ہوئی کہ لونڈی کا کچھ قصور اسمین نہ تھا میں بالکل بیقصور ہوں حضور قلم عفو میرے جرائد عصیان
و خطا پر پھیرین شاہ نے اوسکے عذر کرنیسے رقعہ جمشیدی بازو سے کھولکر اسمین سب کیفیت عیار کے
یہاں آنیکی معلوم کی ظاہر ہوا کہ سیوتی کنیز فلان غار میں پڑی ہے اور یہ حقیقت گذری ہے یاقوت کی
کوئی خطا نہیں ہے بابا ہا تیری بی بی نے اور تونے خود عیاروں کے ہاتھ سے دھوکھا کھایا ہے فریب و
مکر سے انسان ناچار ہے یہ دریافت کر کے شاہ نے کہا اے یاقوت سچ ہے کہ تو بیخطا ہے اور تیری کنیز فلان
مقام پر پڑی ہے اوسنے یہ حال سنکر سحر کا پنجہ بھیجکر سیوتی کو اوٹھوا منگوایا اور اوسنے آکر جب ہشیار ہوئی
لباس پہنا ملکہ کے گرد پھری اور ملکہ حیرت ضرغام کو لیکر بحکم بادشاہ باہر بارگاہ کے آئی اور درخت
سے اوسکو باندھکر آمادہ قتل ہوئی بادشاہ اوٹھکر بارگاہ میں حیرت کی چلا گیا اور پلنگڑی پر لیٹا کہ
اب حیرت بھی قتل کر کے عیار کو آئیگی انہی کے ساتھ آج سوؤنگا یاقوت کے یہاں سب کنیزوں پر
عتاب آیا یاقوت نے سبکو سزا دی کہا لڑا دیوا اسوقت میری ورتمہاری سبکی جان گئی تھی ناک کٹی تھی
سامری نے بڑا رحم کیا ایسی تم مستانیاں ہو کہ کچھ خبر نہیں رکھتیں کہ کون خیمہ میں آیا ہے خبردار اب
کبھی ایسی غفلت نہ کرنا حاصل کلام یہاں تو یہ ماجرا ہے ادہر حیرت ضرغام کو قتل کیا چاہتی ہے اوسکو اسی حال
میں چھوڑ کر شمہ حال مہتر برق فرنگی سنیے کہ ہمراہ ضرغام یہ بھی عیاری کو نکلا تھا اور ایک طرف روانہ
ہوا تھا چنانچہ بفکر عیاری یہ صحرا میں آیا کچھ دور پر ایک مقام بلند دیکھکر اوسپر چڑھ گیا اور ہر طرف نگاہ دوڑانے لگا
ایک جانب لشکر عظیم جنگل میں اوترا دیکھا کہ دو تین کوس تک خیمہ بارگاہ و سراپچہ و سراپردہ وغیرہ نصب ہین

راوٹیان کندنی عجوبے اسکین قلندریان مارکیان استادہ ہین بازارین لگی ہین خیمون کے اطراف مین سرکین بنی ہین سقے آبپاشی کر رہے ہین یہ دیکھکر برق وہان سے اپنے لشکر کیطرف چلا اور ساحر تو بنا ہی ہوا تھا داخل لشکر ہوکر دیکھا کہ عجب طرح کی رونق ہے جھنڈے گج کے استادہ ہین ساحران زبردست خیمون کے سامنے تختون اور کرسیون پر بیٹھے ہین مندرے کنڈل انکے کانون مین پڑے ہین ہوم خانہ استادہ ہین بنگالے اور کانوردیس کے جادوگر ڈمرو بجاتے ہین اگیاری کر رہے ہین ترسول وتیسول اونکے سامنے گڑے ہین ہار ادمین لپٹے ہین جادوگرنیان جوان بازارون مین پھرتی ہین کہین سوارون کی لین پڑی ہے کہین پیادے اوترے ہین بستر جمے ہین آپس مین چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے دھوم دھڑکا مچا ہے ستار بجتے ہین سب شاد وخرم پھر رہے ہین اور بیٹھے ہین کہ بموجب **ابیات**

فوج کا تیرے کر سکے نہ شمار
بسکہ پُرگرد آسمان ہووے
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب
رشک صد تخت خسروان ہووے
دیکھیے تب تجھے کہ تو اوسدم
کوئی نواب کوئی خان ہووے

گو عطارد حسابدان ہووے
آنکھین مل مل یہ مہر ہووے نور
نصف اوسکی نہ کہکشان ہووے
قالین اوسکے ہر ایک پاانداز
بیٹھکر اوسپہ حکمران ہووے
دست بستہ مطیع فرمان کا

کثرت اسکی ہے جب تو ہو وے سوار
جیسے شیشے پہ تابدان ہووے
بچھے اوس بارگہ مین جب مسند
بہتر از باغ بوستان ہووے
اور سرگروہ جتنے ہین اونین
زود بر وزیر سائبان ہووے

اوس لشکر کثیر کو اور اوسکی عظمت و شوکت کو برق نے دیکھکر دل مین کہا ان کافرون نے بھی بڑی آسودگی اور رفعت منزلت پائی ہے اے برق یہ سب چمک دمک انکی خاک مین ملا دینا چاہیے غرضکہ کچھ اپنا فکر مین عیاری کے گیا کر بڑی دیر تک سوچا کیا آخر ایک گوشے مین ٹھہر کر ڈیلے کی ایسی صورت بنا انگوچھا گاڑھے کا سر پہ باندھا کمل کندھے پر ڈالے دھوتی باندھے ننگے پانون ہوا لاٹھی ہاتھ مین لیکر اوسی سمت چلا کہ جدھر کوئی گانون بسا تھا یہ تو مدت سے یہان آیا ہوا ہے سب مقامات جانتا ہے اس گانون مین جاکر ایک بھیڑ کسی گڈریے سے مول لی اور اوسکو کاندھے پر رکھکر بہت جلد اوس لشکر مین آیا اور لشکریون سے جاکر مستفسر ہوا کہ صاحب یہ لشکر کسکا ہے ایک جمعدار نے سپاہیون کے کہا کہ لشکر مہیب بیرسوار بیلیتن جو بیٹا ملکہ حیرت جادو کے بھائی کا اور بھانجا شہنشاہ ساحران کا تو ذی شاہ ہوکہ پہلے یہان آیا اور مارا گیا اوسیکا یہ بڑا بیٹا شیر دل فیلیتن بن مہیب بیران سوار جادو ہے اپنے باپ کے مارے جانیکا

بدلا لینے آیا ہے ایک لاکھ پچیس ہزار جادوگر ہمراہ لایا ہے اب کل صبح کو اپنے نانا شہنشاہ ساحران اور دادی
ملکہ حیرت سے ملکہ مہرخ وغیرہ نمک حراموں اور سرکشوں سے لڑیگا اور سر اونکا کاٹیگا یا زندہ گرفتار کریگا برق
نے یہ کلمات سنکر بھیڑ کو کندھے پر سے اوتارا اور کہا گسیان تمنے تو ایسی خبر سنائی کہ مین بہت خوش ہوا
اور اب جیسی طرح سے شہر کرا سے جوسے کو مسن لونگا تو آگے جاؤنگا تھک بھی گیا ہون م بھی لے لونگا
اور حال بھی سنونگا کیونکہ ان مسلمانون نے تو وہ گانون بھی لوٹ لیا ہے جسمین یہ غلام تمہارا رہتا ہے
میرا بھی گھر لٹ گیا ہے سامری ایسا کرین کہ یہ سب عیار اور اونکے طرفدار مارے جائین غرض یہ کہکر پاس
اوس سپاہی کے بیٹھا اور کہا سنو تو میرے مالک تمنے جو یہ کہا کہ یہ صاحبزادہ کل سب نمک حراموں کا سر کاٹیگا
تو میری سمجھ مین نہ آیا کہ کیونکر سر کاٹیگا کس لیے کہ باغیون کے پاس بھی تو بڑی فوج ہے اور اوسکے ہمراہ تو کل
سوا لاکھ ساحر ہین پھر کیا سبب ہے کہ لاکھون ساحرون کو اندھا کرکے پکڑیگا اسطرف بہار جادو
نافرمان مخمور اختر بن سہیلان فیل زور کوکب سا بادشاہ بیران ایسی شاہزادی ہے ایسے بڑے
بڑے نامی اور زبردست ساحرونکا یکایک پکڑ لینا تو کچھ سمجھ مین نہین آتا اور علاوہ ان ساحران نامی
کے دو چار مکار عیار بھی ہین اون لوگون کا دفعۃً قتل ہونا تعجب کی بات ہے ہزارون نامی گرامی ساحر
افراسیاب کے ملازم یہان آئے اور قتل ہو گئے اور شاہ نے بیشمار فوج ساتھ کرکے سرداران طلسم کو بھیجا
لیکن کوئی فتحیاب نہوا اسلیے کہ عیارون نے راہ مین اونکو مار ڈالا کوئی بھی زندہ پھر کر شاہ پاس نہین گیا
پھر کیا وہ جادوگر نہین تھے جو ہلاک ہو گئے اونکا فتح پانا باغیون پر میری تو سمجھ مین نہین آتا ہان کوئی تحفہ
طلسم اونکے پاس ہوگا مجھکو بتاؤ تو کہ یہ کیا بات ہے اس جمعدار نے کہا اور وہین اور ہمنمین زمین آسمان
کا فرق ہے انکے پاس دو چیزین ایسی ہین کہ اگر بادشاہ ساحران بھی ایکبار اونکا سامنا کرے تو سارا اپنا
سحر بھولے اور بیہوش ہو کر گرے اور کسی ساحر ادنی و اعلی شاہ و گدا کی تو کیا حقیقت ہے جب شہنشاہ
ساحران کا یہ حال ہے برق نے کہا میان صاحب وہ کوئی ہتھیار ہوگا جواب کام دیتا ہوگا یا کوئی جادو
کا بیر ہوگا جو دشمن کو بیہوش اور ناچار کر دیتا ہوگا وہ جمعدار بولا کہ ابے مسخرے تو کیا جانے
ناحق بک بک کے مغز پھرایا ہے جانے کام لگ ہمین اون چیزونکے بتانیکا حکم نہین اوسنے کہا تم
چاہے بتاؤ یا نہ بتاؤ مین سمجھ گیا اونکے پاس عمل ہوگا اوسکی روشنی مین یہ سبکو بیہوش کرتے ہونگے
وہ جمعدار ہنسا اور بولا کہ ابے واہی اونکے پاس خاک جمشید کی کا ڈبہ ہے اور ایک چادر سفید محمود کی

کی ہے کہ جہان یہ اوسکو اوڑھ لیں تیغ شہنشاہ کا سحر اثر نہ کرے اور وہ خاک جس فوج مین اوڑا دین
وہ فوج بیہوش ہو جائے سوا اوسکے اس صاحبزادے مین زور و طاقت ایسا ہی کہ فیل مست سامنے آجائے تو یہ
جادو اوسپر نہ کرین اور اپنی طاقت سے اوسکو پکڑ لیں غرض اونکی ماں ملکہ جاموش فیلتن ور اونکے دونون
ماموں فولاد اژدر خوار اور گرز مار زبان جادو ایسے زبردست ہین کہ ایک مرتبہ شہنشاہ سے کچھ رنج
ہو گیا تھا اور شہنشاہ نے ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز و باغبان قدرت و صنعت
سحر ساز اپنے چارون وزیرونکو بارہ لاکھ سپاہ ساحران زبردست کے اونپر بھیجا کہ جاکر بطور چشم نمائی
انکو پکڑ لائیں اور یہ صاحبزادے اون دنون مین بہت صغرسن تھے لیکن پھر بھی فولاد اژدر خوار نے ابریق
کو اور گرز مار زبان نے سرمایہ کو پکڑ لیا اور جاموش نے اپنی سرحد مین کسی طرح فوج کو نہ آنے دیا بلکہ بیس
کوس بڑھ اپنی سرحد سے آگے آکر صنعت کو گرفتار کیا باغبان قدرت وزیر دانشمند تھا اسنے بمجبوری صلح
مصالحہ کرکے کوچ کیا اور شہنشاہ سے آکر حقیقت کہی بادشاہ نے ہر طرح چاہا کہ اونکو گرفتار کرون ممکن
نہوا آخر حیرت جادو کو بھیجا کہ اوسکے سب عزیز دار تھے اوسنے آکر آپس مین صفائی کرائی اور وزیرونکو چھڑا دیا
پھر کبھی بادشاہ طلسم نے اونکی جاگیر مین حوصلہ کمی بیشی کرنیکا نہین کیا برق نے جب یہ ماجرا سب اس جمعدار
کی زبانی خوب دریافت کر لیا اپنے دل سے کہا کہ اے برق خوب آکر پہونچی اب جلد اسکی تدبیر کرنا چاہیے ورنہ
خداتعالی اس ظالم کے شر سے ہمارے لشکر کو بچائے بڑی مضرت پہونچیگی دل سے تو یہ کہا اور اس جمعدار
سے پھر تجاہل کرکے کہا کہ میر صاحب آپنے جو یہ فرمایا یہ سب سچ ہی مگر وہ چادر محمودی اور ڈبہ خاک کا کوئی دو
روپیہ کا ہوگا جمعدار نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور ایک دھول اوسکے سر پر لگائی اوسنے سر جھکا لیا کہ ہاتھ خالی
گیا اور اوسنے کہا گیان خاں ہوا اچھا تین سو روپیہ کی مالیت سہی اوسنے کہا لے اب جاو اہی کہین کا ابے
وہ لاکھون روپیہ کا مال ہی بلکہ لاکھون خرچ کیے سے بھی نہین ملتا ایسی چیزین کرورونکو بھی دستیاب نہین
ہوتین تو سو دو سو لیے پھرتا ہے سلطنتین اوسپر قربان کی ہین تو اپنی بھیڑیون کی قیمت سمجھا ہی کہ سو دو سو کتنا
ہے تیرے نزدیک سو روپیہ بہت ہوے برق نے کہا میان جی تم سچ کہتے ہو مین بارہ روپیہ کا قرضدار
ہون ایک بھیڑ روز گوہانے سے لاکر میان ادہر ادہر بیچتا ہون جو کسی گاہک کا سامنا ہو گیا تو دن بھر
مین چار پیسے نفع ہو گئے جمع مالک کو پہونچا دی نفع اپنے جورو لڑکون مین صرف کیا اسی طرح بیٹھ
پاتا ہون مین سمجھ کیا جانون کہ ہزار روپیہ کیسے ہوتے ہین جمعدار نے کہا چل آج تیری بھیڑ

ہم نفع سے بکوادین برق نے کہا اس سے کیا بہتر اگر نفع ملجائیگا تو آپکو دعا دونگا نہیں تو آج میرا ارادہ ہے کہ اسکو گھر لیجا کر ذبح کرون گوشت الگ کھال علیحدہ کلیجی پھونی علیحدہ اوجھڑی پھیپھڑے وغیرہ الگ بیچکر بہت سا نفع اوٹھاؤن اوسنے کہا تو دکھو قصاب ہو اوسنے جواب دیا نہیں صاحب مین تو چوداہا ہون لیکن کیا کرون پیٹ کے لیے قصائی بنا بھی کرونگا اوسنے کہا اچھا لے اب بھیڑ کو اوٹھا ہمارے ساتھ چل داروغہ باورچیخانہ کے ہاتھ بکوادین برق نے اوسوقت اوس جمعدار کے پانون چھوے کہا واہ میان کیا بات ہے چلو جلدی اور میان اس روزگار مین اب کچھ نہین ملتا داروغہ جی اور جو کچھ چاہین مجھے کام مین نوکر رکھ لین تو مین ہون نہین روز مجھی سے بھیڑ بکری منگایا کرین لادیا کرونگا جمعدار نے کہا اس بھیڑ کی قیمت بتا اوسنے کہا ڈیڑھ روپیہ جمعدار نے کہا نہین ایک روپیہ بھر اکھرا ہم تجھکو دلادینگے دستوری سے بھی کچھ مطلب نہین اوسنے کہا نہین صاحب مجھے نقصان ہوگا میرے جورو لڑکے آج اوپاس کرینگے مین سرکار کے باورچیخانہ مین نہ پہونچتا اوسنے کہا اب وہانتک چل تو سہی کچھ نقصان نہ ہوگا نہ جورو لڑکے فاقہ کرینگے تو داروغہ کے دوچار کام کردیا دو تجھے کھانا بہت سا دوچار آدمی کی خوراک دینگے برق نے کہا اچھا چلیے جو آپ کہتے ہین وہی سہی غرض جمعدار اسکو لیکر مع بھیڑ کے باورچیخانے کیطرف آیا برق نے دیکھا دور تک قناتین کھچی ہین دیگین چولھون پر چڑھی ہین باورچی صافیان ہاتھون مین لپیٹے دیگون کا نمک ڈوئے سے نکال کر چکھ رہے ہین ایک طرف تخت بچھے ہین اوسپر ترکاری چھل رہی ہے صافیون کو بکڑے جا وادون کو پیسے دیتے ہین پلاو کی بعض دیگین دم پر لگی ہین کھیر گھٹ رہی ہے گرم مصالحہ پیتا ہے ہاون دستہ مین ہلدی وغیرہ کٹ رہی ہے دہی پتیلیون مین رکھا ہے ایک طرف اوسی حصار مین ایک خیمہ چھوٹا سا استادہ ہے وہان فرش بچھا ہے درخیمہ پر کرسی بچھی ہے داروغہ باورچیخانہ بیٹھا ہے سامنے اوسکے پڑیان لونگ الایچی زعفران مشک وغیرہ کی بانگی سکے لیے رکھی ہین خوان ایک طرف چنے ہین ظروف طلائی نقرئی مسی چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہین طاس بڑے بڑے اور لگن پانی سے لبریز رکھے ہین وہ سامان ہے کہ ابیات

کالی دان زیرے کو محصول ہندوستان کا چرخ و کہسار کو صرف ہے ہر دہشت دانگی		حاصل ہند ہے پورا نہ پڑے آئین نمک آب گویا کے مشابہ یہ پیاز دادر کے

غرض وہ جمعدار برق کو سامنے داروغہ کے لایا اور کہا داروغہ صاحب بہت محتاج ہے اگر آپ اب

کے لیے بھیڑ بکری جو منگایا کرین یہ لا دیا کریگا یہ بیچارہ غریب بہت ہی یہ بھیڑ جو لایا ہی دیکھیے بہت فربہ ہی مگر
ایک دنبہ کو اس سے بہتر ہی یہ سرکار مین لگا دیجیے تو لے لیجیے ورنہ ہم سب ملکر لے لین اور اسے آدھا دین
حصہ بانٹ کر لینگے اور آج قورما کھائینگے داروغہ نے ایک دنبہ برق کے حوالہ کیا اور بھیڑ کو باورچیخانہ کے
باورچی کو حوالہ کیا اور برق سے کہا کہ ابے جائیگا یا ٹھہریگا اوسنے کہا خداوند آپکو سامری سلامت رکھین
میرے پیٹ کی خبر لیے جائیگا مین روز آیا کرونگا اور بھیڑ لا دیا کرونگا آج بھی مجھے جمعدار نے بھجوا دیا
تھا کہ تجھے کھانا ملیگا داروغہ نے کہا کہ اگر تو پہر چار گھڑی ٹھہر تو مین بہت سا کھانا تجھے دلا دون برق
نے کہا مالک میرے مین بیٹھا ہون کہان جاؤنگا یہ کہکر برق ایک کنارے جا کر بیٹھ گیا اور چادر کو اوڑھکر
دبک کر بیٹھا جسمین یہ معلوم ہو کہ بہت ہی غریب ہی گھڑی بھر کے بعد ایک خاصہ بردار نے کہا ابے او مزدور ذرا
چلم پر آگ رکھدے برق نے کہا بہت خوب اور چلم لیکر باورچیخانہ مین جو گیا تو آنکھ بچا کر دو چار دیگون
مین اوسنے بیہوشی ملا دی دم بھر کے بعد ایک باورچی نے کہا ابے او بھیڑ والے ذرا پلاؤ کی دیگ کے
نیچے آہستہ آہستہ آنچ کر اور وہین بیٹھا رہ برق یہ سنکر وہان جا بیٹھا اور وہان قریب جتنے
کھانے اور سالن تھے سب مین بیہوشی کو ملاتا رہا اسی مین وہ داروغہ آگ بگولا ہوا کہ ابے بھیڑ والے تو گھبراتا
نہین مین خاصہ نکلوا کر حضور کو کھلوا آؤن تو تجھے کھانا دون اور باورچیون سے کہا کہ جلد نکال کر چکھ لو
بانگی ہر ایک کھانے کی مجھے لا کر چکھا دو باورچی اور خاصہ بردارون نے جشک کے خوان لگائے اور وہ کھانا
لیجانے کو برق کے سوا اور کون تھا یہی فرد سامنے موجود تھا اوسی کو دیا کہ داروغہ کو دے آ برق
جو وہ خوان لیکر چلا راہ مین اوس سب کو خوب بیہوشی آمیز کر کے اوس خیمہ مین آیا کہ جس مین داروغہ رہتا
تھا چنانچہ وہ اسوقت اپنی پلنگڑی پر بیٹھا ہوا گڑگڑی پی رہا تھا کہ اوسنے وہ خوان سامنے رکھا داروغہ
نے کہا ابے بھیڑ والے ٹھہر تو آدمی کام کا معلوم ہوتا ہی آج تو نے بڑی محنت کی ہی اب مین یہ جشک
چکھ لون تو سرکار کو کھانا کھلا آؤن پھر تجھکو اسقدر کھانا دونگا کہ تو لیجا نہ سکیگا اچھا بیٹھ جا برق
سلام کر کے بیٹھا اور داروغہ نے خوان کھولکر کھانا تھوڑا سا کھایا اور اوٹھا کہ اب چلکر خاصہ کے
خوان ہمراہ لیکر جاؤن بس جیسے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ چرخ کھا کر گرا برق نے تنہائی پا کر اوسکو
اوٹھایا اور خوب سا بیہوش کر کے پلنگ کے نیچے دری مین لپیٹ کر چھپا دیا اور اوسکا پیرہن لیکر
آپ پہنا اور اوسکی ایسی صورت بنکر پگڑی باندھکر باہر آیا باورچی وغیرہ خوان کھانے نکال چکے تھے

سب کو آکر دیکھا اور جو طریقہ درستی کا باقی رہگیا تھا اوسکو آپ درست کیا پھر کر درست کرنے مین سب ملا گیا غرض وہ کھانا مزدورد نے اوٹھواکر بارگاہ شاہی مین لایا فردوروں کو رخصت کرکے صحنچی مین خوان کھولکر دستر خوان بچھایا لیکن سامنے سریر عزت پر ایک نوجوان مہیب فلیتن بیر سوار کو بیٹھے دیکھا کہ پندرہ برس کا سن ہے جوانی کے دن ہین کانون مین سونیکے کنڈل پڑے ہین سانپ گلے سے اوسکے لپٹے ہین ہر بن مو سے اوسکے شعلۂ آتش نکلتے ہین اور دونون ماموں اوسکے بڑے خونخوار نظر آتے ہین دل ترک فلک بھی دہلاتے ہین خبیث اونسے پناہ مانگے ڈپٹ سے اونکی شیطان بھاگے لبان دیو قوی ہیکل و بدصورت مہیب اشکال بڑے قوی بال بال سر پر فلیتہ فلیتہ لپٹے ہوئے دھامن ناگن سانپ کوڑیلے کالے سرخ چیتالے گلے سے لپٹے ہوئے مندرے جواہر کے کانون مین پڑے کھور سیندور کے لگائے آنکھین لال لال دو طاس خون کے لبریز یا آگ کی منقلون کی طرح دہکتی ہوئین کان ناک سے چنگاریان اوڑتی ہوئین ساری باندھے کرتے پہنے جھولیان کھاروے کی کندھون پر ڈالے آردبولے رائی سرسون مٹر کی آگ دھتورے دونا مروے کی پتی اونمین بھری تہمدی لنگیان باندھے بیٹھے باتین کر رہے ہین اور گرد اونکے ساٹھ ستر ساحر جلیل القدر اونکے عزیز یگانے بڑے بڑے زبردست خونخوار صورتین بنائے حاضر ہین اور پشت بارگاہ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری مخمل کی ہے اسمین کچھ رنڈیان جادوگرنیان جلیشین ڈالے بیٹھی ہین اونکے بیچ مین ماں اونکی جاموش وغیرہ بیٹھی ہے العیاذ باللہ عجیب شکل اوس لکاتہ کی ہے کہ مادر دہر بھی جس سے خوف کھاتی ہو اگیا بتیا لون کو بھگاتی ہے چڑیلون کو اور دلی مین دوڑاتی ہے یہ شکل اوسکی ہے ابیات

نہایت اک کنیز کہنہ عمر — کہ دلکش نظم ہو جسکی ہر اک نثر — یہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال
تھی وان دلالہ و محتالہ کیا مال — ضعیفی سے کرون اوسکی مین کیا بات — کہ جسنے کی تھی بڑھیا آگ کی بات
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت — تھی سر پہ ٹھوکر دن آفت قیامت — غرض اس ڈول پہ یہ کار دانی
تھی گویا مادر گیتی کی نانی — اور ساحر کم اور اوسکے دونون ماموں یہان اثر دمان
خونخوار و دل آزار تھے یہ سب اونکے ہشکار تھے کہ نظم

وہ تھی افسرون مین مگر سخت — توانا قوی ہیکل و تیرہ بخت — شجاعت مین نامی گرامی شہیر
تنومند مانند پیل شریر — سیہ رو ستمگار و پر مکر و کید — کرے سحر سے اپنے رستم کو قید

برق اونکی صورتین دیکھکر ڈالکر نظر بفضل خلاق بحر و بر کرکے دسترخوان بچھاکر سامنے مہیب کے آیا اور
عرض رسا ہوا کہ حضور خاصہ تیار ہے اوسنے حکم دیا کہ پہلے امان جان کو اندر کھانا بھیجو برق نے سونے
چاندی کے تھالون مین کسی قدر کھانا نکال کر اندر چلمنون کے دیا وہان بھی دسترخوان بچھا اور مہیب اپنے
ماموئون اور عزیزون سمیت دسترخوان پر آکر بیٹھا سب نے کھانا شروع کیا برق نے تھوڑا کھانا
لیکر خواص و خدمتگار جو کھڑے تھے اونکو اشارے سے الگ بلا کر دیا اور کہا یارو ہم تمہارے دوست ہین
جلد ایک ایک نوالا کھاکر پانی پیو پھر تقسیم ہوگا کھانا اسوقت ملیگا اوسکو بڑی دیر ہے جبتک کچھ
ڈھارس تو ہو جائیگی وہ سب خوش ہوگئے اور سلامت رہین کہکر رکابیان پلاو وغیرہ
کی لیکر کونے مین بیٹھکر کھانے لگے اتنے عرصے مین اندر باہر سب جگہ بیہوشی کا اثر ظاہر ہوا اور ادنی و اعلے
زن و مرد جو سر گھومنے سے گھبرا کر اوٹھا زمین پر گرا اور بیہوش ہوا خدمتگار وغیرہ بھی جھومنے لگے بعض
پکارے یارو قیامت آئی یہ کہکر گرنے لگے آخر سب بیہوش ہوگئے کھانے نے گویا اونکو کھایا سب
خوان و دسترخوان نے یہ سنایا کہ اب کھانا تمکو نصیب ہوگا تنور فلک سے بس یہی روٹی آخری
تھی اب عوض شیرینی کے تلخی مرگ کا مزا چکھو اور طعمہ شمشیر دشمن ہو اب تمہاری ہڈیان زمین
کھائیگی گور مین خاک سے بھوک جائیگی دہن گور مدت سے تمہارا بھوکا تھا اسلیے تمہارے واسطے
کھایا تمہارا روزگار غدار تمہارے لیے بھوکا تھا جو پال پال تمہارے ہی جان کا کال ہوگیا مادر دہر
ڈائن ہے کہ اب تمہارے ہی کلیجے کھائیگی ہڈیان چبائیگی نظم

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک	خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

حاصل مرام جب وہ سب ساحران ناکام کھانا زہر مار کرکے بیہوش ہوے اور قضا نے اونپر تقاضا
کرنا چاہا اپنا مرتبہ کاہن ظاہر کیا برق نے دروازہ بارگاہ پر آکر دیکھا کہ اندر باہر سب بیہوش ہین نعرہ در وا
مین لگایا اور پہلے مہیب اور اوسکے ماموں وغیرہ کی جیبون کو ٹٹول کر وہ ڈبہ خاک جمشیدی کا
کہ جسکا بیان جمعدار سے سنا تھا ڈھونڈھ کر لے لیا اور اندر بارہ دری محل کے جاکر جاموش
کے سر پر وہ چادر محمودی کی کہ وہ تحفہ اوسکو ہر وقت اوڑھے رہتی تھی اوتار کر آپ اوڑھی اور
خنجر کھینچکر قتل کا لنگا لگا دیا پہلے سے جاموش کا سر جدا کیا پھر باہر آکر مہیب اور اوسکے ماموں
کا سر کاٹا خنجر بران برق نے دشمنون کا لہو چاٹا غل و شور تاریکی ہوگئی صداہاے مہیب آنے

لگین جلنے برق کی گرنے لگین آتشباری شروع ہوئی بیر روسنے لگے آندھیان وہ سیاہ آئین کہ زمانہ سیاہ ہوگیا یقین تھا کہ آسمان پھٹ پڑے گا ایسی مہیب آوازین آتی تھین کہ اشعار

پہونچ جلد اے داغگون بخت ظلم ۔ اودلتا ہے گردون کو اب تخت ظلم
نفاق اب پڑے گھر مین کفار کے ۔ جب لے مہر سردار نیلی حصار
چھٹا خیمہ و لشکر و بارگاہ ۔ جہان مین نہ تھی کافرونکو پناہ
ملک دیو و حور و پری انس و جان ۔ جہان مین جہان پہ ہے جنکا مقر
کفِ مرتعش کی طرح بالیقین ۔ مہابت سے متی کانپتی وان زمین
اجل کو بھی آتا ہے مکر و دغل ۔ لکھی جبکی ہوتی ہے جیسا قضا
غضب ساحرونکو دیا ہے فریب ۔ خود آئے اجل گاہ پر ناشکیب
وہ سوتے تھے سر پر کھڑی تھی قضا

دیا کر کے اسباب ادبار کے
قیامت کا برپا ہے اب گیر و دار
بہائم و حوش و طیور جہان
حزو شان ہین وہ الحذر الحذر
نہین اس سے چلتی فریب جدل
وہان کھینچ لاتی ہے اوسکو دغا
بھلا کچھ بھی غفلت کی ہے انتہا

برق نے مثل شیر گرسنہ کے پھر کر خنجر ان کو تیغ ظلم کیطرح روان کیا

اور جلد جلد بہت سے ساحران غدار کے سر کاٹ ڈالے غلغلہ گیر و دار لشکر ساحر بیقرار ہو کر جانب بارگاہ شاہی دوڑے یہان آکر ہنگامہ قیامت زا برپا دیکھا بعض نے کہا شاید ماموں بھانجے مین فساد ہوا اندر سحر کی لڑائی ہو رہی ہے بعض نے کہا نہین افراسیاب سے کچھ بگڑ گئی شاید وہ خود آکر اندر لڑ رہا ہے بعض نے کہا کوکب آگیا ہے غرض لوگون نے کہا اندر تو چلو بہت سے ساحر گویا ہوے ہمارے یہان کی یہ لڑائی ہوئی نہین ہم نہ جائینگے بعض جو وہان سے بلٹے انھون نے رسالون پلٹنون مین خبر دی کہ ارے میان بڑی آفت آئی ہے سوا بھاگنے کے کچھ چارہ نہین ہے یہ جو لوگون نے سنا گھبرا کر واویلا کرنے لگے بازار مین بند ہونے لگین بدمعاشان لشکر نے کہ جو ہمیشہ مفلس رہتے تھے قابو پا کر لوٹنا شروع کیا کہین اب تلوار چلی اگر کسی جا شور و شیون کی صدا بلند ہوئی کسی جا بھگدڑ پڑی مال اسباب چھوٹ گیا کوہ و صحرا کی طرف ساحر بغیر لڑے بھڑے بھاگے ادہر جو شخص جوان بہادر تھے وہ اندر بارگاہ کے سراسیمہ بھاگ کر در آئے ایک شخص کو دیکھا کہ بجلی کی طرح چمکتا ہے خنجر خونچکان اوسکے ہاتھ پر چڑھا ہے اور دریاے خون بارگاہ مین بہ رہا ہے فرش تمام لہو مین ڈوبا ہے تماشاے رقص بسمل بارگاہ مین ہو رہا ہے کہین لاشین پڑی ہین بسمل پھڑکتے ہین ہاتھ پاؤن کو سمیٹے ہین بعض اتنا کہکر سر دھن رہے ہین کہ ارے ظالم ذرا سا پانی دے کوئی ہچکیان لیتا ہے کوئی دم توڑ رہا ہے یہ حال دیکھکر اون ساحرون نے برق کو للکارا کہ باش او ظالم اظلم کون ہے

توکر جسنے یہ آفت برپا کی ہے برق تو جانتا تھا کہ مجھپر سحر اثر نہ کریگا انکے للکارنے کو کچھ خیال مین نہ لایا اور
سر کاٹ لیگیا یہ جھپٹ جھپٹ کر قریب دشمن کے آئے اوسوقت برق نے خنجر پکڑا اور پھر بھی حملہ کیا اونھون نے سحر
پڑھکر پھونکا کچھ اثر نہ ہوا اور برق عیار بھی بجلی کیطرح چمکنے لگا کسی کو اپنے قریب آنے نہ دیتا تھا اور کندھے پر
چڑھکر خنجر سے دو دو چار چار کے سر جدا کرتا تھا کبھی لوٹ مار کر ٹانگین کاٹتا تھا انکے مرنیسے بیرون کے شور کا
ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا اور اون ساحرون کا کچھ بس نہ چلتا تھا آخر وہ سب ایکجا متفق ہوکر بلوہ کرکے برق
سے پکڑ لینے کی فکر مین ہوے برق بھی تمام سرداران بارگاہ کے سر کاٹ چکا تھا اس لیے لشکر مین
لڑنا بے فائدہ سمجھکر راہ فرار لایا اوس وقت آندھیون کی تاریکی بہت تھی ساحرون نے مشعلہاے
سحر جلائین اور لینا لینا پکڑنا جانے نہ دینا کہتے ہوے چلے باز ولط قرقرے وغیرہ سحر کے جانورون
پر سوار ہوکر بعض نے تعاقب کیا اور بعض نے زمین پر دوہتھڑ مار کر کہا کہ اے زمین طلسم مہیب
فیلتن کا قاتل جانے نپائے اوسکے پانون پکڑ لینا جانے نہ دینا ہر چند ان سبنے بیرون کو یاد کیا
غضب کا سحر پڑھا مگر اوس چادر کے باعث اثر پذیر نہ ہوا بلکہ اونکا سحر اونھین پر پلٹ کر آیا اس عرصے
مین سارا لشکر تہ و بالا ہو گیا لشکر ایک طرف بارہ دری ایک سمت سب بھاگ نکلے جو کوئی کچھ پوچھتا تھا
کہ یہان کیا ہوا کوئی کہتا ہوا کہ بھائی بڑا غضب ہوا سب مارے گئے کوئی کہتا ہوا ارے میان عمرو
آگیا کوکب آگیا کوئی یہ کہتا ہوا کہ ہاے میرا بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پیٹتا اسی طرح گریہ کنان کوہ و دشت
کی طرف روان تھے اور ہزارون بے سمجھے بوجھے آپس مین لڑ مرے تھے اور بہت سے ساحران
زبردست تعاقب برق مین جانب بارگاہ حیرت روان تھے اور برق بھی اسی جانب بھاگا ہوا آتا تھا
کہ چلکر آج حیرت یا افراسیاب کو مارونگا ورنہ اگر نہ پایا تو طلسمات مین گھسکر افعی سحر وغیرہ کو
مار کر ویران کو چھوڑونگا فی الجملہ اسی ہیئت سے یہ قریب بارگاہ حیرت بد سیرت پہونچا سبنے دیکھا کہ
ایک ساحر کمین کا وکیل یا مختار یا داروغہ لباس معقول پہنے مگر خون مین ڈوبا ہوا خنجر سے خون اوسکے
ٹپکتا ہوا کنپٹیون سے لہو بہتا ہوا آنکھین سرخ بارگاہ کیطرف جاتا ہے اور اوسکے پیچھے مجمع ساحرون کا
گریبان چاک سر پر خاک لینا لینا کہتا ہوا آتا ہے تمام لشکری گھبرائے اور اس ہیئت سے برق کو
دیکھکر کسینے پہچانا نہین بعض نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحر کسی لشکر کا افسر ہے اور بہادر ہے
لشکر والے اسکے تحت لس سے بگڑ گئے ہین یہ بھی خوب لڑا ہے اپنی آبرو بچا کر بلکہ حیرت کے پاس

پناہ مین آیا ہی بعض نے کہا شاید کسی خاندان مین فساد ہوا ہی یہ بیچارہ اکیلا رہ گیا ہی گھبرا کر آپ بھاگ کر شہنشاہ پاس آیا ہی یہ سب اسکے مدعی اوسکے پیچھے آتے ہین غرض ایسا کچھ سمجھکر برق سے تو نہ بولے وہ جو ساحر پیچھے آتے تھے اونکے سد راہ ہوے اور کہا ایسا مناسب نہین کہ اکیلے کی تم جان لے لو کیا تمھین حاکم ہو اونھون نے کہا ارے میان یہ قاتل ہی ہمارے افسر کو لٹنے مارا ہی اونھون نے کہا آخر یہ کون ہی کیا ہم نہین جانتے اونھون نے کہا اچھا ٹھہرو ہم دریافت کیے دیتے ہین یہ کہکر بارگاہ حیرت کیطرف متوجہ ہوے اس عرصہ مین برق قریب بارگاہ یاقوت پہونچا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام درخت سی باہر بارگاہ کے بندھا کھڑا ہی اور حیرت کو لاحرکا لیے قتل کیا چاہتی ہی اور از بسکہ غلغلہ قتل ضرغام جو بلند ہوا تھا تو ملکہ صورت نگار و مصور شہاب جادو گیسوے بن شہاب تشکوہ زرین قبا وغیرہ ساحران نامی کئی سو مقربین و ملازمان افراسیاب سیر دیکھنے کو حیرت کی پاس آگئے ہین اور ضرغام رجوع قلب سے دعا کر رہے کہ اے کس بیکسان وای صدا و ندکون و مکان مجکو شر سے اس ظالم کے نجات دے کہ ابیات

الٰہی مرے حال پر رحم کر
مدد کر مری خالق کائنات

مری بیکسی پر ذرا کر نظر
اسے قتل ہونے سے مجکو نجات

حیرت اوسکو قتل ہی کیا چاہتی تھی کہ یکایک شور لینا پکڑنا کا جو کان مین اوسکے پہونچا ٹھہر گئی اور اوسی طرف دیکھنے لگی اس اثنا مین برق قریب حیرت پہونچا اور اوسکو للکارا کہ ای قحبہ حیرت اگر ایک رونگٹا بھی میرے بھائی ضرغام کا میلا ہو گیا تو آج مین تیری ناک کاٹ کر ذلت و خواری سے تجھے ہلاک کرونگا اور یہ جو اتنے ساحر تیرے ملازم جرار افراد سے کھڑے ہین اونسے کہ تو کہ اب تو بھلا مجپر کوئی سحر کرین ارے او شتغل سنبھل جا کہ مین آ پہونچا حیرت یہ نعرہ سنکر پاس سے ضرغام کے ہٹی اور ساحرون سے کہا لینا اس موکو ساحر چلے برق پر مگر یہ مثل برق جہندہ اونکے بیچ مین جا ہی کودا اونھون نے سحر کیے اسپر کچھ اثر نہوا اور اوسنے خنجر مارنا شروع کیے بہت سے گھبرا کر اٹھے گئے بعض زمین مین سما گئے حیرت تو جانتی ہی کہ عیار غضب کے ہین یہ بھی آ گئی برق نے جلد جادر کا کونا اوس رسی جو ضرغام کے بندھی تھی مس کر دیا رسن سحر تھی فوراً جل گئی اور ضرغام رہا ہوا برق نے کہا بھائی اب تم نکل جاؤ مین حیرت کا سر کاٹ کر آتا ہون یا اپنی جان دونگا ضرغام نے کہا کبھی مجھسے یہ نہوگا کہ مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤن اور تمکو اس بلا مین چھوڑ دون یہ کہکر اوسنے بھی خنجر کھینچا اس عرصہ مین وہ ساحر لشکری جو اس ماجرے کو دریافت کرنے آئے تھے اونھون نے اب اوسکو باغی جانکر اپنا سحر کرنا شروع کیا اور جو ساحر کہ زمین مین سما گئے تھے وہ بھی

نکالے کسی نے تارنج اور کسی نے گولا سحر کا اور ہار فلفل اور پیکان غیرہ برق پر مارے برق نے خنجر کھینچ کر اونپر حملہ کیا اونکا سحر تو اسپر اثر پذیر نہوا اور اوسنے دو چار کو مار گرایا یہان بھی غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا ادہر حیرت نے لشکر مین اپنے آکر حکم دیا چوب مشعلین اور درن مہتابین روشن ہوئین اور فوج مین نفیر سحر پھونکی ساحر تیار ہو کر چلے افراسیاب پلنگ پر لیٹا ہوا منتظر حیرت تھا کہ یکایک غوغا سنا اوسنے سنا اور گھبرا کر اوٹھا سمجھا کہ شاید بروقت قتل ضرغام مہرخ فوج لیکر آگئی ہی بس بغضب تمام تر یہ بھی چلا کہتا ہوا کہ ای بایمان خود آج سب باغیون کا نام صفحہ ہستی سے بسان حرف غلط مٹا دونگا لاشون کو بے گور و کفن خاک مین سلا دونگا ادہر لشکر جو تیار ہوا تھا وہ برق پر آگرا اور ہزارہا گولا سحر کا اوسپر پڑنے لگا اور ہار مرچون کے گچھے سوئیون کی بوچھار کیطرح پڑتے تھے سحر کے تیر و نکا مینہ برستا تھا تلوارین سحر کی بجلی بنکے گر رہی تھین چشم ترک دہر مین آشوب اوتر آیا تھا اس طرح بادل لال لال جادو کا گھر آیا اور برنگ دیدۂ رمد رسیدہ مینہ کا دو چلنے لگا تھا ایک ایک بوند اس مینہ کی بسان تزد جارتی دل دگیر کو ادھر جل کے جلاتی تھی فلک نے خوب بخارات اپنے دل کے فاسد نکالے تھے اجزاے روزگار مین اخلاط فاسد آگئے تھے حرارت آتش سحر مستولی تھی مگر ساری حکمت حکمایان شفاخانہ ساحری و نباضان مطب جادوگری و فسون پردازی بیکار تھی ہر ایک دق تھا کوئی علاج برق کا ہو نہ سکتا تھا اور وہ مثل ملک الموت جان اون کافرون کی لیتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ اب فوج کا بڑا بلوہ ہے اوسوقت ڈبہ سے تھوڑی خاک نکالکر فوج کے درمیان مین اوسنے اڑادی گویا خاک ہستی عدو برباد کی بس خاک کے لشکر مین اڑتے ہی تمام لشکریون پر مع حیرت و مصور اور جو جو اون مین تھے سب پر بیہوشی چھائی اور بیہوش ہو کر گرے پھر تو یہ حالت ہوا کہ مثنوی

دہن میان سے نکلے خونی حسام
کٹے سب لعینون کے سر ایک ساتھ
رکھے رہ گئے اسلحہ سر کے پاس
وہ بیہوش تھے گردنین کمسن و پیر

ہوا سر پر اونکے وہ گرم خرام
ہر اک کے جو بالین پہ پہونچا دلیر
وہ تھے خواب خرگوش مین بے حواس
ہوے جب وہ فی النار بے سر اس

پڑا تیغ کا آن واحد مین ہاتھ
ہوے پھر نہ سونے سے وہ گبر سیر
نہ چونکے وہ گردن پہ تیغین چلین
جلا یہ وہان بس حیرت کے پاس

ضرغام ایکطرف ذبح کرتا آتا تھا اور برق ایکطرف سر کاٹ رہا تھا ڈھیر لاشون کا لگا دیا تھا ترک فلک کو بیم دہر اسر تاری تھا فلک کی عقل چرخ مین تھی جھکا ہوا اونکے قتل کا تماشا دیکھ رہا تھا کبھی کہتا تھا

چھپکے سر جھکاؤ رہو اسنے سرکشی نہ چھاؤ ایسا نہو ایک ٹھ تھر یا ادھر بھی چھوٹے آج تو قیامت اوسنے
کردی ہو اپنی جان پر بنی غرض قتل کرتا ہوا برق حیرت کے پاس پہونچا اور خنجر اوسپر مارا نیچہ سے پیدا
ہوکر خنجر کو ٹیا اوسنے ایک چٹکی خاک کی پنجہ پر بھی ماری کہ وہ جلگیا پھر اوسنے خنجر اوس فحبہ پہ مارا اوسی وقت
ایک شیر زمین سے نکلا اور ڈکارا کہ اوسکے ڈکارنے سے شعلے منہ سے نکلے اور اوسپر آگئی اوسپر بھی ایک
چٹکی خاک کی پھینکی کہ وہ بھی جلگیا اب اوسنے خنجر کار گر ڈالا گلے پر حیرت کے دیا حیرت کا
اوس وقت یہ عالم تھا کہ ماتھے پر پسینا نکلا ہوا دوپٹہ دور پڑا ہوا چھاتی پر دھلک کی پڑی چمکتی تھی زلف چہرا
پر لہرا رہی تھی قاتل سینہ پر سوار تھا ایسا حسن تھا کہ برق بھی ذبح کرتے وقت روتا تھا اور رگ رگ کر
خنجر پھیرتا تھا کہ شاید یہ مسلمان ہوجائے تو کاہے کو اس حسینہ کی جان جائے مصور آفرینش نے کیا
تصویر بیمثال اوسکی مرقعہ دہر میں کھینچی تھی واہ واہ واہ کیا صنعت گری ظاہر کی تھی اسی سوچ میں
آخر دشمن ایمان سمجھکر اوسنے زور سے خنجر روان کیا اور تین مرتبہ رگڑا دیا لیکن ذرا بھی پوست نہ کٹا اور
کا خنجر اچھل کر رہگیا تب برق سمجھا کہ یہ فحبہ بھی روئین تن ہے اسکے کان کاٹ لینا چاہیے یہ سمجھکر اوسنے
ناک کان وغیرہ پر خنجر روان کیا مگر وہ بھی نہ کٹے اوسوقت اوسنے ناچار ہوکر چوٹی اوسکی کاٹ لی اور ادھر
تو یہ اوسکے سینہ پر سوار ہوکر خنجر کے رگڑے دے رہا تھا ادہر دمبدم زمین سے پتلیاں نکلتی تھیں اور
کہتی تھیں ہے ہے ہماری شہزادی کو مارے ڈالتا ہے کوئی کہتی تھی ارے موے ظالم ذرا تو اسکے حال پر
رحم کر کوئی کہتی ارے اوبیرحم ہوشیار کرکے ذبح کر کوئی کہتی تھی اے ہاے شہنشاہ افراسیاب سے کوئی
نہیں کہتا کہ تمھارے چاند کو خاک میں ملائے دیتا ہے ابر فنا میں چھپائے دیتا ہے برق ایک کی بھی نہ سنتا
تھا آخر اوسکی چوٹی کاٹ کر اوسیوا سطے کہ یہ شاہزادی طلسم کی ہے تھر وغیرہ مارنے سے بھی نہ مری اور فحبہ
اوسکے قتل کی تدبیر اوسنے نکی اور پھر قتل مصور وغیرہ چلا اس عرصہ میں ضرغام ساٹھ ستر ساحران نامی
کو قتل کرچکا تھا اور ابریق وزیر کی چھاتی پر آکر چڑھا تھا چاہتا تھا کہ خنجر مارے ناگاہ آواز گرگراہٹ کی
سنی اوسکے پاس تو کوئی چیز بچاؤ کی تھی نہیں اسوجہ سے ابریق کو چھوڑ کر الگ ہوا برق نے کہا اے
ضرغام اب افراسیاب معلوم ہوتی ہے مناسب ہے کہ تم نکل جاؤ اوسنے کہا افراسیاب کیسا سام کو
بھی آجانے تو مین تمکو اکیلا چھوڑ کر ایسے وقت میں نہ جاؤنگا یہ کہی رہا تھا کہ نعرہ ہو منم
افراسیاب جادو تمام درخت وہان کے جھومنے لگے پتلے ہزاروں زمین سے نکل آئے پکارے

دشمن سامری اب کہان جائیگا خداوند ساحران آگیا ضرغام تربیت کرکے علیحدہ ہوا اور برق مصور گویا تو ذبح کرنے چلا تھا یا ٹھہر گیا دیکھا کہ شاہ جادوان کی آنکھین غصہ سے سرخ تاج سر پہ کج رکھے ہوے نگاہ غضب سے گھورتا ہوا زمین پر اُترا بس جیسے ہی وہ زمین پر اوترا اوسنے اسکو دیکھا یہ خنجر پکڑ کر اوسکی جاہی تو ٹیڑا ڈالا اور پکارا کہ او بد ذات حرامزادے آج کب چھوڑتا ہون مین تجھکو یہ کہکر قریب پہونچکر ایک خنجر مارا چارتنجے خنجر سے لپٹ گئے اوسنے اس جلدی مین چادر کا کونا خون مین پڑا لا کہ وہ تنجے غائب ہوا اوسوقت شاہ ساحران نے بڑی غضب کی نگاہ سے اوسکو دیکھا اگر دوسرے کسی ساحر پر اس نگاہ سے دیکھتا تو فورا ہلاک کردیتا مگر برق نے کہا اے گھورتا کیا ہی افراسیاب حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی آج تو یہ کچھ سحر سیکھ کر آیا ہی غرض شاہ نے اب جو دیکھا ہزارہا سردار لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور حیرت کی گردن پر رکھے خنجر کے معلوم دیتے ہین جوڑی کٹی ہر راہین کھلی مین حسرت سینہ مین بھری ہی آنکھین بند نیند مین سحر کی بیہوش ہو رہی ہی اور باقی فوج یہ سامان برق کا دیکھکر کہ یہ سبکو قتل کر رہا ہی بھاگ گئی ہی کوسون تک سناٹا معلوم دیتا ہی جیسے کوئی ظالم لشکر کو لوٹ لیگیا ہے نہ پہرا ہی نہ چوکی ہی بازارین ویران ہو گئی ہین خیمے سنسان ہین سراپردے ویران ہین ہر خیمہ لب بان پشت مصیبت زدگان پشت خم کیے ہے زمین قناتون کا بلا مُنہ پر لیے پرسا دے رہی ہی نخل ماتم ہر ایک سنتری ہی قیامت کی گھڑی ہی یہ حال دیکھکر اوسنے چاہا کہ مین اڑجاؤن اور بازی تازہ برپے کار لاؤن لیکن برق نے ایک مٹھی خاک کی اوسپر بھی پھینکی کہ یہ بھی بیہوش ہوکر گرا برق نے چاہا کہ ہوسکے تو سر بھی اسکا کاٹ لون بس خنجر پکڑکر اسکے قریب آیا اوسی وقت دو شیر آتشین زمین سے نکل کر برق پر حملہ آور ہوے اوسنے خاک اون ساحرون پر بھی پھینکی کہ وہ غائب ہوے لیکن ساتھ ہی اونکے غائب ہونیکے اور دو شیر زمین سے نکل کر گرد افراسیاب پھرنے لگے برق سمجھا کہ اب شیرون کے برباد کرنے مین ساری خاک گو یہ کی صرف ہو جائیگی اور ابھی آپ خاک سے بڑے کام لینا ہی یہ تو شاہ طلسم ہے مارا نجائیگا پھر بیکار ہی خاک کا ضایع کرنا یہ سمجھکر پھر متوجہ بقتل ساحران ہوا اس عرصہ مین فوج مصور وصورت نگار تیار ہوکر آگئی برق اونسے لڑنے لگا تو یہ عالم ہی کہ ہر ایک منزل کی فوج تیار ہوکر آنے لگی بقیہ لشکر حیرت بھی تیار ہوکر آنے لگا اول جو آیا تھا وہ بیہوش تھا مگر حیرت کا لشکر منزلون تک اوترا ہوا ہی لاکھون ساحر ہین سب آیا تھا باقی آنے لگا اوسوقت غضب ہوا کہ عیاریان جو بالا دوی کو گئی تھین لشکر مین آئین یا در یہ ہنگامہ گیرودار برپا دیکھکر خنجر پکڑ کر

دوڑین قریب برق جب آئین طرفہ ماجرا دیکھا کہ شاہ جادوان اور حیرت وغیرہ مع ایک لشکر
کے بیہوش پڑے ہین اور برق و ضرغام قتل عام کر رہے ہین شہنشاہ کے گرد دو شیر برائے حفاظت پہرہ
رہے ہین صرصر نے یہ حال دیکھکر جو فوج کہ تازہ دم آئی تھی اوس سے کہا کہ ہان سحر کرکے اس سبکو قید کرو
اونھون نے ہزار در ہزار سحر کیے مگر برق پر کارگر نہوے اور برق نے جو گروہ کہ آگے بڑھ آیا تھا اوسپر خاک
کو اڑایا کہ وہ بھی بیہوش ہوا یہ ماجرا جو صرصر نے دیکھا کہ اوسپر کسیکا سحر نہین اثر کرتا بلکہ یہ خود ایسا افسون
پڑھتا ہے کہ سبکو بیہوش کر دیتا ہے بس یہ دیکھکر خنجر کھینچکر چار طرف سے عیار پہونچے اور دونون عیارونکو گھیر لیا
برق بھی اونسے لڑنے لگا خنجرون کی تیغیان چلنے لگین آواز جھنکار کی بلند ہوئی کمندین چار طرف سے
پڑنے لگین عیار جست کر کے سنانے بھر کر نکلنے لگے کبھی بیضہ ہاے بیہوشی پڑتے تھے عیار اونکو رد کرتے
تھے غلطکین بار کر قریب دور جاتے تھے شلنگین بھرتے ساحر وغیرہ الگ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ

نظم

بہم گتھ گئے دونون وہ زورمند | کھلے ایک ہی آب مین زہر و قند | لگے تیغ چلنے آفت کے ساتھ
قیامت کے پڑنے تھے ہمت ہاتھ | کمندون کے حلقے وہ حلقونکی باڑہ | برستے تھے یون جیسے تیر اساڑہ
غضب تھین شلنگین وہ آپس کی جست | یہ عالم کبھی تھا کبھی تھا وہ مست | دیا اسنے دھوکا کیا اسنے فن
بہاتے تھے حیلے تھے دھوکے جتن

ضرغام اور برق کہتے تھے کہ استانی آج بغیر تمہارا شہنشاہ کے سر
کاٹے مین نہ جاؤنگا اور غزالہ کمند انداز جب قریب آجاتی تھی یہ ایسا پیچ باندھتا کہ اوسکے گود مین بیہوش گرکر
اوسکو لے لیتا وہ شرما کر کوسنے لگتی صرصر منہ پھیر کر مسکراتی اور دلسے کہتی کہ یہ عیار ہو کیا حرامزادہ ہے
اور یہی کیفیت ضرغام اپنی معشوقہ سے کرتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک شجاعت مین زہرہ و مریخ سے مقابلہ
ہو رہا ہے خنجر کی جھنکار سے بہرام چرخ بھی پیچ حمل سے دانت نکالے یہ معرکہ دیکھتا اور خوف کھاتا کبھی گھبرا کر
منہ زحل کو پکارتا کہ بھائی ہشیار رہنا ذرا آگے پیچھے دیکھتے جانا دھوکہ نہ کھانا عیار بھی چوکس تو یہ معرکہ ہو رہا
تھا مگر ادھر شاہ جادوان کی بھی ایک پتلی سنہری رنگ کی کپڑے بھی زعفرانی پہنے تھی پچکاری لیے زمین سے
نکلی گل اشرفی کی طرح زمین سے وہ گل رعنا اوگی اور پچکاری اوسنے منہ پر بادشاہ کے لگائی کہ اوسکو ہوش آگیا
اور اوسنے یہ ماجرا کہ عیار یہان برق اور ضرغام عیار سے لڑ رہے ہین گرد میرے ہزار ہا لاش پڑی ہین اور
تمام فسران فوج کی فوجین مسلح بکمل ہوکر اس جگہ آتی ہین لیکن کسی کا بس اون عیارون سے نہین
چلتا ہے اور جو آگے بڑھتا ہے عیار اوسکو بیہوش کرتا ہے بہت سے گروہ حالت بیہوشی مین ہین یہ دیکھکر

اوسنے بہت جلد باران سحر برسایا کہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ بیہوش شدگان سابق کو ہوش
آیا جب وہ ہوشیار ہو چکے شاہ جادوان آگے بڑھا اور پکارا کہ اے صرصر ہر چند کہ تو نے بہت بڑی نمک حلالی کی
جو اسوقت آکر اس عیار کو تو نے گھیر لیا مگر اب ہٹ جا مین اسکو پکڑے لیتا ہون دیکھون تو کہ یہ کیسا جادو سیکھ کر
آیا عیار بیچاری کنارے ہو بیٹھین اور شاہ طلسم نے ایک گولا فولادی اپنے جیب سے نکالا یہ گولا بہت بڑا
سحر ہے کہ اس سے کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر جانبر نہو غرضکہ وہ گولا اوسنے تاک کر سینہ برق پر مارا لیکن بقدرت
سمیع و بصیر وہ چادر ایسی عمدہ چیز اس عیار کے ہاتھ آئی ہے کہ گولا بھی اوس شاہ جادوان کیطرف پھر گیا بادشاہ
نے جب اپنے سحر کو پلٹتے دیکھا فوراً دستک دی کہ وہ گولا زمین مین سما گیا اور بادشاہ نے حیران ہو کر خاک زمین
سے اوٹھا کر ایک طایر اوسکا بنایا اور اوسکو بزور زندہ کرکے پوچھا کہ بیان کر اس بیان کر اس عیار پر سحر
کیون نہین اثر کرتا اس طایر نے جملہ حقیقت جاموش و حبیب وغیرہ کے مارے جانے اور ڈبیہ کا خاک سے
پانا اور چادر کا سبب بیان کیا یہ حال سنکر بادشاہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی غصہ سے تھرانے لگا اور جوش غضب
مین آکر ایک گولا سات سو سوئیون کا برق پر اوسنے مارا برق پر جب اسکا بھی کچھ اثر نہوا تیغ کھینچ کر بادشاہ
اسپر جھپٹا اور قریب ہو کر چاہتا تھا کہ اسپر وار کرے برق نے پھر چٹکی خاک کی اوسپر پھینکی کہ بیہوش ہو کر
گرا اور برق نے تھوڑی خاک پھر لشکریون پر پھینکی کہ کچھ لوگ اون مین کے بیہوش ہوئے اوسنے
پھر قتل کرنا شروع کیا عیار بیچاریان پھر خنجر دو دستہ پکڑ کر آگئین اور پکارین کہ ارے موے
آج یہ کیا تیرے جی مین سمائی ہے جو تو ہزارون کو مارے ڈالتا ہے ہائے غضب یہ کیون
آج تو پھر گیا مردوے حواس مین آ اتنا زور ظلم بھی اچھا نہین ہوتا آج ہم جانتے ہین کہ تیری
رتی زور پہ ہے لے اب بھی خیر ہے کہ یہان سے نکل جا ورنہ بادشاہ ساحران سے بگاڑ کر کوئی
جیتا نہین بچا ہے برق نے کہا اوستانی تم تو ستانی ہو روز روز کا جھگڑا لگایا کرتی ہو ہم تو آج
سر بکف آمادہ مرگ و مہیائے فنا ہو کر آئے ہین

بیت

آج وان تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لاوینگے کیا

اور اسوقت استاد کے سر کی قسم مجھکو غصہ بہت ہی میرا پیچھا کرنا تمکو لازم نہین ایسا نہو کہ میرا ہاتھ ناک کان پر
تمھارے چل جائے پھر مجھکو الزام نہ دینا کہ اوستانی جی کہتے تھے اور ناک بھی کاٹ لی دوسرے یہ کہ اوستاد
میرے مدت ہوئی کہ اجازت دے چکے ہین کہ جہان کہین تمکو صرصر نظر آئے میرا پاس نہ کرنا وہ بازار رون

مین اوچھلتی پھرتی ہی اور لونڈون گھیری بھی ہے تم فوراً ناک اوسکی کاٹ لینا مین اوسکو ابھی اپنی خدمت
مین نہ لاؤنگا اگر مسلمان وہ ہوگئی تو گھوڑون کا دانہ دلوایا کرونگا یہ کلمات جو صرصر نے سنے کوسون کی
کلا دے مرمرے غائب گئے وہ تیرا استاد موذی کانا سامری کرے مارا جاے اوسکو ازغیبی گولی لگے تیری
جو استانیان ہون موے اونکی ناک چوٹی سامری کرے کاٹی جاے وہ گھوڑونکا دانہ دلین یہ کہکر بکتی ہوئی
پھر خنجر زنی مین مصروف ہوئی اور کہتی تھی بڑی شرم کی بات ہی کہ آج یہ عیار ہمارے ہاتھ سے زندہ بچ کر
نکلی جاتی ہین اور ہمارے مالک کے سامنے ہزارون ساحرون کو ذبح کر ڈالین اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے
ہمتو اس طلسم مین منہ دکھانیکے قابل نہ رہینگے اور ضرور ہمکو لوگ کہینگے کہ عیارون سے بچیان چھینی
ہوئی ہین جب تو اونکے ساتھ طرح دے گئین بس ہم تبھی آوارہ مشہور تھے تو ہو جائینگے غرض خوب
آپس مین لڑائی ہونا آغاز ہوئی ادہر تو ان عیارنیون نے ان دونون کو گھیرا اور ادہر یہ آفت ہوئی
کہ مصور وغیرہ جو ہوشیار ہوے اونھون نے افسران لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منہ دیکھتے ہو اگر ہمسے نہین کارگر
ہوتا ہی تو اور دوسرے حربے اوپر کرکے گرفتار کرلو فوج نے بھی یورش کیا اوسوقت برق نے قسم دی کہ اے تم غلام
اب تم ضرور نکل جاؤ مین بھی اب نکلی اونکا ضرغام جست وخیز کرکے ایک طرف چلا عیارنیون نے رستہ دیا
کیونکہ اونکو منظور اونکا قتل ہوجانا بھی نہین ہی حاصل امر یہ تو نکل گیا اور برق نے دوبارہ خنجر کھینچکر حملہ آور
ہوا اس اثنا مین شاہ جادوان کو پھر تیلیون نے سحر کی آگ ہوشیار کردیا اب برق پر عیارنیون سے
خنجر نیچے حلقے کمندون کے بیضے بیہوشی کے پڑنے لگے اور لاکھون جاگر جادوگریان افراسیاب
مصور وغیرہ کے اور شکوہ صورت نگار اور ابرق دمرمایہ وغیرہ کے حملہ آور تھے اور گھیرتے تھے
اور باقیماندہ فوج مہیب فیلتن کی بھی گھیرے تھی کہ اسنے ہمارے مالک کو ذبح کیا ہو اور ان سبکا
ریلا تھا برق پیچھے ہٹا اور جستین کرتا آتا تھا جب زیادہ یورش ہو جاتا تو خاک اوڑا دیتا تھا گروہ گروہ
کو بیہوش کردیتا تھا مگر افراسیاب کو سحر خبر کردیتا تھا کہ برق اسطرح بیہوش کرتا ہوا آتا ہے جس گروہ
بیہوش ہوتا تھا وہ باران سحر برسا کر ہوشیار کردیتا تھا اور پیچھے برق کے وہ بھی آتا تھا جہان برق
پر اینٹ پتھر غلے ڈھیلے برچھی گوے سحر کے بیضے بیہوشی کے ناریل ترنج وغیرہ پڑتے تھے یہ بیچارہ
اس آفت کو جھیلتا پیچھے بھاگتا جاتا تھا اب وہ وقت بھی کہ خاک اوسنے بقدر اوڑائی کہ باقی نہ رہی صرف چار
رہی اور شاہ جادوان للکارتا ہوا آگے بڑھا حیرت نے اوسوقت کہا کہ اے شہنشاہ آپ دوبار بیہوش

ہو چکے ہین یہ مردے عیار بہت ہٹ چھٹ ہین آپ اب اسکے سامنے نہ جائیے شاہ نے فرمایا کہ اسی ملک میں سکا
کچھ فخر عیار کو کرنا نہ چاہیے یہ ہمارے ہی بیان کا تحفہ وہ پا گیا ہے اسکو جو اوسنے یہ آفت برپا کردی مگر
اب تم بیان سے جانب بارگاہ جاؤ لاشین مقتولونکی اوٹھواؤ بارگاہ کو اور میدان کو پاک و صاف کرا دین
ابھی اوس عیار کو پکڑے لاتا ہون غرض حیرت بسیرت مع مصور وغیرہ کے وہانسے مراجعت کر کے بارگاہ
کی طرف آئی اور حسب الحکم بادشاہ کار مذکور مین مشغول ہوئی یہان افراسیاب مع فوج و عیار بچیون کے
للکارتا ہوا مقابل برق پہونچا برق اب خستہ بہت ہو چکا تھا نکلنے کی تدبیر سوچتا تھا مگر ممکن نہ تھا
رات کا وقت تھا ساحرون نے اس قدر روشنی کی تھی کہ روز روشن سے زیادہ وہ رات منور و روشن
تھی چار سمت سے برق کو گھیرا تھا ہزارہا حربہ پڑ رہا تھا یہ عالم تھا کہ

نظم

تماشا طلب رزم کے ہین ڈھنگ
تھی نیرنگ رزم و فرار و قرار
کرامت نما کعبہ و دیر ہے
بلا کا تھا در پیش زیر و زبر
حکایات سن سنکے اڑتے ہین ہوش

یلون پر تہ جرات ادایون پہ جنگ
مبارز لشکر تھا کہ دیو و ملک
سعادت شقاوت کا یہ بیر ہے
دو عالم پہ چھائی تھی یہ برہمی
ٹھٹھکتا ہے بڑھنے دلیری کا جوش

یہ آویزش برق و کفار خوار
دیا کینہ جو تھے زمین و فلک
امان غیر ممکن تھی جز شور و شر
تزلزل کی ہر سو تھی صورت جمی
تھی کچھ برق بیچارہ تو چار سمت

سے گھرا ہوا تھا اودھر لشکر مہرخ مین طلایہ دار پہرے والے بیدار تھے باقی ندیمار برخاست ہو چکا تھا
سب آرام مین تھے جب یہ غوغا ساحران ساحرون کا سنا لشکر اپنی جگہ پر تیار ہو گیا کہ شاید کفارون
مین کچھ فساد بپا ہوا ہے ایسا نہو کہ یہان بھی کوئی آفت آئے کیونکہ یہ معلوم نہین کہ برق نے یہ آفت
ڈھائی ہے رات کا وقت تھا ساحرون کے سو رہنے سے طایران سحر بھی سو رہے تھے قاعدہ ہے کہ ساحر جب
سوتا ہے سحر بھی اوسکا سوتا ہے عیار جو خبر کے لیے لگے رہتے ہین اونمین سے قران جنگل مین تھا چالاک
جسطرف گیا ہے حال اوسکا بیان ہوگا عمرو کا بھی ذکر کیا جائیگا ضرغام جانسوز یہان بیٹھے ہوئے تھے
بیبیا اوپر بیان ہوا کسی نے اس ماجرے کی مہ رو اکو اطلاع نہین کی مگر غوغا سنکر سب خواب سے
بیدار ہو کر مستعد رزم و پیکار ہوے تھے کہ ضرغام جویای نکل کر گیا تو سیدھا صحرا مین آیا اور زنبیل
عیاری اوسنے بجائی جانسوز یاد دوی کو آیا تھا اور اس غوغہ کو سنکر وہ بھی بدحواس تھا لیکن ثابت
نہ ہوتا تھا کہ کیسی لڑائی ہو رہی ہے کیونکہ کوئی لشکر اگر ہوتا تو معلوم ہوتا ایک عیار سے لڑائی

اتنی بڑی فوج کی چڑھائی عقل نہ کام کرتی تھی کہ یہ لشکر ایک آدمی کیواسطے جمع ہوگا اب جانسوز ضرغام
نے سب ماجرا کہا جانسوز نے کہا بھیا لشکر میں چلکر خبر کرنا چاہیے کہ وہ مدد برق کی کرے ضرغام نے کہا
نہیں برق بھی اب نکل آئیگا یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں لشکر میں آئے بہار وغیرہ کے پاس جاکر سب
ماجرا بیان کیا انھوں نے قصد کیا کہ لشکر تیار کرا کر برق کی مدد کو جائیں ضرغام نے منع کیا کہ کچھ احتیاج
وہاں جانیکی نہیں سب عیاری برق کی برباد جائیگی کہ انتو یہ کہنے کو ہوگا کہ اکیلے اتنا بڑا معرکہ مارا اور
جب تم لوگ جاکر شریک ہوگے تو وہ بات نرہیگی سب کہینگے کہ وہاں لڑائی ہوئی دو فوجیں باہم لڑین
برق نے کمال کیا گیا اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ برق قید ہوجائیگا تو ممکن نہیں اسکے پاس یہ اشیا موجود
ہیں ان کلمات سے ہر ایک کو تسکین ہوئی اور برق کے اس کارنامہ پر ہر ایک کو حیرت تھی
اور حال ذلت و شکست سنکر ہر ایک شاد و خرم تھا مگر یہ نہ جانتے تھے کہ قطعہ

ارے نفس بدکو رہائی قریب	پھنسانا چاہتا ہے کوئی ناشکیب
سلامت گزرنا ہے یانے محال	پھر رہا بچھایا ہے ظالم نے جال

وہ کیا تھی جب چار طرف سے لشکر ساحران اور عیارنیون نے برق
کو گھیرا اور افراسیاب غائبانہ خرابستہ سحر کرکے پھر اوپر حملہ آور ہوا برق نے اپنے مقام پر سے پچھلے پانوں تک
کی صرصر نے ایکطرف سے بیچا برق نے دو جست کرکے خالی دیا کہ ساتھ ہی کمند کا پھندا صبا رفتار نے
پھینکا برق زمین پر بیٹا اور تڑپا تھا کہ یکایک قریب میں ہو کر پھر جھپکی پانوں کی دیگر اوڑا دیئے افراسیاب نے
تیغ مارا برق سانس کو تول کر زیادہ تر بلند ہوگیا اب جو نیچا ہے اوترنے لگا دھاوا بیچارہ پر ہوگیا کسی
طرف غلہ کسی طرف سے تیر کسی سمت سے خنجر کسی جانب سے حلقہ کمند پڑے کہ زمین پر اوترتے ہی آدمی
پھر جست کی اسطرح یہ جست کرتا تھا کہ گویا صبا بھی حیران تھی جیسے عینک سے نگاہ جاتی ہے یا کوئی تیر
شگوفہ سے باہر آتی ہے اور جب زمین پر اوترتا تھا ہزار ہا حربہ اوس پر پڑتا تھا اسی جست خیز میں ایک دفعہ
بہت بڑا دباؤ اوس پر پڑا کہ کسی طرف نکلنے کا رستہ نملا اوسنے جی داری کرکے ایکطرف شلنگا بھرا اور
چاہا کہ اسطرف سے دو چار ہاتھ خنجر کے مارکر نکل جاؤں قضارا اس فرار کی شلنگا بھرنے سے ایک خدنگ
کا ٹھنا سر میں لگا کہ سر چرخ کھا گیا سنبھل نہ سکا بے تحاشا زمین پر گرا اوسوقت دو چار ساحروں نے
کمندیں اسیر دوڑ دوڑ کر ڈالیں پھر تو یہ حال ہوا کہ بیت

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو	سوزن تدبیر لاکھوں عمر کو سیتی رہے
رنگ	با آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

کلیم بخت کسی اگر یا فقد سیاہ	بخت سیاہ نے روز سیاہ اس شب کو دکھایا اندھیرا آنکھون کے سامنے

آیا رہزن فلک نے کمی ترالی متاع جان کو لوٹ لیا یعنی یہ بیچارہ اوس کمل مین ایسا لپٹا کہ نکل نہ سکا
ہر چند چاہا کہ زور کرکے کمل پھاڑون یا خنجر سے چاک کرکے نکلون مگر ممکن نہ ہوا الجھکر رہ گیا ساحر ہزارون
ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب پکار رہا تھا کہ خبردار چھوڑنا نہیں ساحرون نے فوراً
مشکین باندھ لین اور مارتے ہوے سامنے افراسیاب کے لائے کسینے کہا اسکو خوب سا مارو کسی نے کہا
طرح طرح کے عذاب سے اسکو ہلاک کرو برق نے کہا اگر تمنے مجھکو زدوکوب کی یہ سمجھ لینا کہ آج کے روز فرعون
اگر تم سبکو بڑی ذلت دیگا ساحر خوف زدہ ہوکر مارپیٹ سے باز آئے اور شاہ جادوان نے حکم دیا کہ اسکے پاس
یہ چادر سحر اور ڈبہ خاک جمشیدی کا چھین لو بعد ازان جو مین حکم دون وہ کرنا اون سب جادوگرون
نے برق فرنگی کے تمام کپڑے اوتار لیے اور ایک لنگوٹ بندھوا کر وہ چادر اور ڈبہ لیکر شاہ سے عرض پرداز
ہوے کہ اب کیا حکم ہوتا ہی شاہ نے وہ ڈبہ لیکر دیکھا تو ذرا بھی خاک اوس مین نہ تھی کچھ خاک بھی نایاب
برباد ہو چکی تھی پس اوسنے غصہ مین آکر خوب اپنا سحر برق پر کردیا اوسوقت برق نے کہا اے بادشاہ خوب
آگاہ ہو جایئے کہ جب کوئی عیار قید ہوتا ہی بغیر اوسکے قتل کیے کسوت اوسکی نہین چھینتے لازم ہی کہ کسوت
عیاری جبتک مین زندہ ہون میرے حوالے کردیجیے ورنہ اچھا نہ ہوگا شاہ نے کہا کسوت اب میرے کس
کس کام کی ہی یہ کہکر کسوت میرے حوالے کی اور سرمایہ وزیر کو حکم دیا کہ قید اسکی اپنے پاس رکھے اور سب ساحرون
کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ سب اپنی اپنی جگہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوے شاہ جادوان
بھی پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا سرمایہ نے برق کی قید کو ایک ایسے مقام پر رکھا کہ جسکے کوئی آگاہ نہو اور
شاہ طلسم نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بصورت برق فرنگی بنایا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہو کر
باتین کرنے لگا اوسوقت شاہ نے اوس پتلے کی مشکین باندھ دین اور ملکہ حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تو اس
برق فرنگی مجرم کو جسنے تمام خاندان سحر آج بے چراغ کردیے صبح کو سامنے خیرخواہون یعنی مہرخ وبہار
وغیرہ کے بعذاب الیم قتل کرنا اور سامنے لشکر مہرخ کے سر اسکا لٹکوا دینا اور دھڑ کو ہاتھی کے پانون
مین باندھکر تمام لشکر مین اپنے کھنچوانا ملکہ حیرت نے کہا بہت بہتر مین نہایت خوش ہوئی ای بادشاہ
موے کے قید ہونے سے کہ اوسنے آج میری چوٹی کاٹ لی ہی غرضکہ برق نقلی کو سپرد ملکہ حیرت کرکے کچھ
رات باقی تھی کہ شاہ جادوان برق اصلی کو لیکر مع سرمایہ وزیر کے باغ سیب کی طرف

روانہ ہوا یہان حیرت نے برق فقلی کو اپنی بارگاہ کے ستون مین باندھکر کئی ہزار ساحرون کو پہرے پر مقرر کر کے آپ آرام کیا وہان شاہ جادوان نے بھی جاکر برق کو سحر سے بیہوش کر کے اپنے سامنے ستون بارہ دری سے باندھکر طلسمی تیلیون کو پہرے پر مقرر کر کے سر بستر خواب پر رکھا یہان تک کہ وہ زمانہ آیا کہ سینۂ مشرق سے شعلۂ آہ نکل کر بلند ہوا اور بصورت خاطر مضطر برق فرنگی آفتاب تابان بیقرار و بیتاب سینۂ دہر مین اضطراب دکھانے لگا کہ ابیات

سحر پردۂ شب سے باعز وجاہ　　عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ
نمایان ہوئی جانب آسمان　　سپیدی سحر کی بصد عز وشان

وقت سحر اس طرف حیرت ادہر افراسیاب بدیت بستر خواب سے اوٹھے چلا افراسیاب نے اوٹھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آندھی آئی اور اوس آندھی سے ایک سحر غدار تیرہ فام دزدون شعار پیدا ہوا بغض ونفاق کا پتلا تھا حسد وکینہ سرتاپا نقشۂ شقی ازلی وابدی ناک بھون تیوری چڑھی سامنے شاہ کے آکر گردن بہ تسلیم اوسنے خم کی شاہ نے اوسسے خطاب کیا کہ ای شمر بردین اختر جادو تم اسوقت یہ محنت اپنے اوپر گوارا کرو کہ اس مجرم کو زندانخانہ طلسمات مین لیجاکر افعی سحر اور اژدر ظلماتی کے سپرد کر آؤ کیلئے کہ تم خواص خاص مابدولت و مقرب بارگاہ ہو اور تمسے بہتر کوئی اس امر کے بجالانے مین نہین ہے اور ساحر جلیل القدر بھی ہو یہ کہکر ایک گجرا پھولونکا اپنی سیج کا اوٹھا کر اوسے دیدیا اور کہا یہ خلعت کسیکو آجتک ممکن نہین ہوا ہزارون سلطان طلسم اسکی تمنا رکھتے ہین کہ بادشاہ کے سونگھے ہوے پھول ہمکو ملین اس ساحر نے یہ خلعت پاکر نذر دی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای بادشاہ عادل جہان ظلمات مین ایسا اندھیرا ہے کہ رستہ چلنا مشکل ہے اور اوس تاریکی مین آدمی نہین سوجھتی ہے قیدی کا ساتھ ہے پہر مین کیونکر بحفاظت اسکو لیجا سکتا ہون مگر کوئی تحفہ ایسا مجھکو عنایت ہو کہ جسکی وجہ سے ماران طلسم و تاریکی سے مین محفوظ رہون یہ غلام کبھی کبھی حضور کے ساتھ وہان گیا ہے باقی یون میرا وہان کام ہی کیا تھا جو جاتا اس سبب سے رستہ بھی اچھی طرح نہین جانتا ہون شاہ نے یہ سنکر اختر مروارید جو بران شمشیرزن سے چھین لیا تھا اپنے جوڑے سے نکالا اور شمر کے ہاتھ مین دیا اور بڑی تاکید کی کہ خبردار یہ موتی جانے نپائے کہین اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا اور راہ مین کہین ٹھہرنا کوئی ملجاے تو اوسکو پاس نہ آنے دینا یہ امانت ہے جو مین تجکو دیتا ہون بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے راہ طلسمات کو طے کر کے اس قیدی کو وہان پہونچا کر پھر مجھی کو لا کر یہ موتی حوالے کرنا اس موتی کو جو ہاتھ پر تو کچھ لیگا

نمرلہا منزل تک روشنی ہو جاویگی اسکے سامنے کوئی سحر نہین چلتا ہی یہ موتی گنبد مین سامری کے تہ
بڑی مشکل سے بزرگان کوکب نے دہالنے پایا اب اوسی کی بیٹی مہران کے پاس رہتا تھا مین نے اوس
چھینا ہو وہ تو چھوکری ہی جو ایسی نایاب چیز کی قدر نہین کرتی ہی اور ایسی چیز کو ہر جگہ لیے پھرتی ہی
اور مین جانتا ہون کہ اوسنے مسلمانون کی اعانت کرنے مین جو اس موتی سے کام لیا ہی اوسی سے
روح سامری اوس سے خفا ہوئی ہی جو یہ اوسکے پاس سے میرے پاس آگیا ہی ورنہ اس موتی کا ہاتھ آنا دشوار
تھا اور صاحب گوہر پر غلبہ پانا بڑا کام تھا اچھا اب یہ گوہر لیکر تو جا اور تجھی سحر اور اثر در ظلمانی سے کہدینا
کہ شہنشاہ نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمسے بہت خوشنود ہوے تمنے خوب حفاظت بران کی کی ہی اس
قیدی کو بھی اوسی مقام پر اور اوسی تہ خانے مین کہ جہان وہ چھوکری قید ہی قید کرو اور تھوڑے چنے
بھونے ہوے اور ایک کوزہ آب اسکو بھی کھانیکو دینا زیادہ اس سے خبردار کبھی نہ دینا ٹھنڈا پانی
گرمی مین ان دونون قیدیون کو نہ ملے اور کبھی مزیدار کھانا نہ پاوین آرام سے نہ سوئین قید مین
روئین پٹین کراہین یہ حکم محکم قضا شیم اس نحس مجسم کا سنکر شرر خنزیر بازو برق کا پکڑ کر روانہ ہوا اور خنجر
کو تو مضبوط اوسنے چادر سے اپنی باندھ لیا اور آپ بصورت عقاب تیز پرواز بنا چلتے وقت عرض کیا کہ
حضور سحر اسیر سے اپنا آپ اوتار لین بادشاہ نے سحر اوسپر سے اپنا اوتار لیا اوسنے سحر اپنا برق پر کر کے
پنجے مین اوسکو دابا اور اوڑ کر چلا پہلے تو سحر افراسیاب سے برق بیہوش تھا اب ہوشیار رہا لیکن
دیکھا کہ پنجہ عقاب مین دبا ہون اور وہ مجھکو لیے ہوے اوڑا جاتا ہی لہذا خاموش ہو رہا اور پھر متوجہ
ہوا سے بیہوش ہو گیا یہان تک کہ شرر بن اشرار قریب ایک رہ کوہ کے پہونچا کہ وہ درہ تاریک مثل شب
دیجور تھا یہ اندر درہ کے روے ہوا سے اوترکر داخل ہوا اوسوقت برق کی بھی آنکھ کھلی اور اب شرر
عقاب سے اپنی اصلی صورت پر بنا برق نے دیکھا کہ یہان اس قدر تاریکی ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سجھائی
دیتا ہی گویا جو دان پر وہ جگہ ہنستی تھی تاریکی عالم اوسی جگہ بستی تھی تمام عالم کے سیہ بختون کے بخت
سیاہ کی تاریکی جمع ہو کر اوسی جگہ سمائی تھی شامت عالم اکٹھا ہو کر وہین آئی تھی قعر دوزخ اوس
جگہ کو کہنا زیبا تھا چاہ بابل ایک ادنے اوس مقام کا نمونہ تھا ابیات

اندھیرا ایسا کا تھا اوس سے تنگ	عجب طرح کی تھی جگہ تار و تنگ
اوس اندھیر کا بسی وہ مسکن تھا غار	جہامین جو ہوتا ہے اندھیر
	اوس تاریکی مین برق نے دیکھا کہ اوس سیاہ درے مین ایک اختر کا لگا انمول لعل

پر کہ دیا کو سون تک وہ ظلمات منور و روشن ہوگیا روشن ہونیسے احوال روشن ہوا کہ ایک ساحر سیہ رو
کر یہ منظر مجکو گرفتار کیے لیے جاتا ہی اور اوس رہ کوہ سے جب وہ ساحر آگے قدفرن ہوا دیکھا کہ درخت
کوسون تک لگے ہین مگر برگ و بار انکے سب سیاہ ہین تاثیر زحل اکٹھا ہوکر اوسی جگہ آئی ہی تمام عالم کی
ایک جا سیاہی ہی جو چیز ہی وہ سیاہ ہی پہاڑ و زمین سب بالکل سیاہ ہین شاید پیر دہر اور زال دنیا کیسے غم مین
سیہ پوش ہین محخانہ غم کے بادہ نوش ہین نہین معلوم کس نخل جوان کا ماتم ہی جو لباس ارض وغیرہ سیاہ ہے
دریا جو کوئی اس مقام پر نظر آتا ہی پانی اوسکا بھی کالا ہی کالا پانی گویا قید برق کی بھیجی گئی ہی اور
طرفہ طلسم یہ نظر آتا ہی کہ ایک تو سیاہی مثل بخت دشمن ہر سمت چھائی ہی دوسرے ڈراونی صورت زال گیتی
نے بنائی ہی درختون مین پھل جو لگے ہین زنگیان آدم خوار کے سر کٹے ہوے لٹکے ہین خون تازہ اوس سے
بہتا ہی وہ خون بھی سیاہ ہی سودا کی ترقی ہی حرارت کا غلبہ ہے سودا مزاج تمام صحرا ہے درہ ہاے کوہ
دیو کی طرح منہ کھولے ہین بگولے کالے کالے اوڑتے ہین دیو بنکر ڈراتے ہین جانوران صحرا مثل فیلان
دمان و خرسان سیاہ ہین افعی خونخوار جنسے خدا کی پناہ ہی ہر سمت پھرتے ہین سانپ ہر اودگلتے ہین اثر
آتش زہر سے تمام صحرا تپ رہا ہی ہوا سموم ہی جو ذرہ ہی وہ زہر کا ایک صحرا ہی جو درخت ہی وہ بس کی گانٹھ
ہے جو پتھر پہاڑ کا ہے وہ شیشہ زہر ہلاہل کی ڈانٹ ہی ہر قطرہ دریا کا قطرۂ زہر جانگداز ہے ہر سمت جانکنی
کا انداز ہے یہ اوس صحراے آفت کا حال ہی کہ ابیات

لگا کہ ماہ سے اور تا بماہی	نظر مین چھا گئی یک سو سیاہی	نظر آیا عجب صحرا لق و دق
کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق	عجب وہ موضع خوف و خطرناک	دیا اوسکو دکھائی زیر افلاک
بیابان تھا وہ ایسا وحشت انگیز	کہ وحشت جسکی تھی عالم کی خونریز	نہ جائے جنگی اوس سمت آدم
کرے جینا دسطرف منہ کر نہ پروانا		

برق کا اوس مقام ہول خیز کو دیکھکر یہ حال ہوا کہ یقین تھا روح قالب
سے پرواز کر جاے لیکن دل کو مضبوط کرکے نظر برحم کریم کارساز رکھکر خاموش تھا اور شہر پر اوسکو گرفتار
کیے روان تھا ازبسکہ برق کی زبان وغیرہ کھلی ہوئی تھی دست و پا گو کہ قابو مین نہ تھے اوسنے اوس
بے اختیاری مین بھی توسن زبان کو عرصۂ مکر مین جولان کیا اور صبا سے کلام کو چمنستان عیاری مین
دوڑان کیا یعنی ایک آہ سرد دل پر درد سے اوسنے بھری آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگا

ہوا نالان وہ فرقت کے الم سے	شکایت تھی فلک کی آہ غم سے	کہ اے گردون دون یہ کیا کیا تو

وہ دل نقد یون از زبان دیا ہین وہ کیا دیکھی خطا مجھسے کہ اک بار دہی آفت مرے لایا وہ در پیش	کوئی دیتا ہی اس ظالم کو بھی دل کیا ہین وقف جان صد نیش آزار	کہ باسے چھوڑ صید نیم بسمل مین جس خطر سے نت لرزہ تھا بر خویش

اس خوش الحانی اور درد آلودہ آواز سے یہ اشعار بعد سوز و گداز

اوسنے پڑھے کہ اگر سنگ خارا بھی بجاے اوس ساحر فتر کے ہوتا تو موم ہو جاتا اور فولاد دل عجز دانی دکھاتا شہزادے کا اس لحن دلکش پر بیچین و بیقرار ہو کر رونے لگا برق نے بھی اسی لیے یہ اشعار پڑھے تھے کہ دیکھون اسکے دل کو بھی کسیکی محبت کا لگاو ہی یا نہین کس لیے کہ کوئی دل ایسا نہین جسکو کسیکی الفت نہو اور یہ بھی سوچا تھا کہ اگر یہ کسی سے محبت نہ رکھتا ہوگا اور میرے اشعار پر بیقرار نہوگا تو پھر اور کچھ تدبیر کرونگا الحاصل جب اوسنے اوسکو کسی مسیحا کا بیمار پایا سوز دل سے اوسکے شعلہ آہ تا بہ لب آیا برق نے کہا کہ ای نو گرفتار سلسلۂ عشق و محبت جسطرح کہ مین اسیر طوق الفت ہون اسیطرح تو بھی مقید زنجیر زلف گرہ گیر ہے لیکن تیرا رونا بیجا ہی کس لیے کہ اس طلسم کا رہنیوالا ہی کبھی کبھی معشوقہ کو دیکھ بھی آتا ہی نامہ و پیام بھی ہو جاتا ہی وہ بھی دلمین تیرا خیال رکھتی ہی عشق کا تیرے ملال رکھتی ہی مجھ ناکام و شوریدہ سر کا تو عجب حال ہی کہ بیت

نہ مونسی نہ رفیقی نہ ہمدمے دارم	حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم	نہ قاصدے نہ صبا نہ مرغ نامہ برے

کسی زلیلی ما سے برد خبرے دگر اگر دانستم آرزو زاول داغ جدائی را نمی افروختم ہرگز چراغ آشنائی را شہر و دیار سے جدا معشوقہ کے فراق مین مبتلا دوسرے ابلا بیر ایسے مقام پر ہو کر چلا ہون کہ اوسکو ایک نظر دیکھ لینے کی امید نہین اگر مین تیرے مقام پر ہوتا تو معبود کے صدقے سے اور شاہ کے اقبال سے اتنی مدت کا معشوقہ سے ہم بغل ہو کر داد عیش و نشاط دیتا تو جاہے تو دن بھر مین دس مرتبہ اوسکو جا کر دیکھ آوے دوسرے یہ کہ حسن بادشاہ کا تو ملازم ہی اوسی کی وہ تابع فرمان ہی اب تک بادشاہ نے کام لیا ہی اگر اپنا حال تو بادشاہ کہیگا وہ فوراً نقش مراد کو تیرے کاغذ حصول پر ثبت کریگا اور بادشاہ کی ضرورت اس کام مین کیا ہے مدعا یون ہی حصول ہوا چاہتا ہے ذرا سی تو بات ہی مین سب تیرا حال جانتا ہون اور تیری معشوقہ کو بخوبی پہچانتا ہون لیکن مجھے کیا غرض ہی جو کہون اپنے سوز و گداز مین آپ ہی مبتلا ہون یہ کہکر جانب فلک نظر کی اور کہا کہ خداوندا عشق صادق کا واسطہ یارب جذب کامل کا صدقہ اپنے اثر نالۂ دل کا تصدق جتنے عاشق ہین سبکو معشوقہ مراد سے شاد فرما اور اونکے صدقے مین مجھ ناکام کا بھی کام دل بر لا یہ کلمات جو شہزادے نے سنے طایر ہوش پرواز کر گئے حواس باختہ ہوئے

کہ یہ عیار ایسی تو قید مین گرفتار ہے کہ چھوٹنا اسکا ذکر دشوار ہے لیکن اوسکو کچھ خیال اسیری نہین معشوقہ
کے عشق کا دم بھرتا ہے اپنی جان جانیکا کچھ خیال نہین کرتا دوسرے یہ لوگ کاملین ہین جیسے معلوم ہوتے ہین کہ جلد
حال ہمارے عشق کا اوسکو ہویدا اور ظاہر ہے برق نے اوسکی باتین جو لازم وملزوم ہر امر محبت ہوتی ہین وہ
خفیا بالتقدم کرکے اب سے کہی تھین یہ اونکو سنکر برق کو صاحب کمال و اعجاز سمجھا کیونکہ یہ پیشتر کہا افراسیاب
کی دختر گیتی لعل سخندان ہے اور یہ کی وزیرزادی یعنی ملک اخضر سبز پوش کے وزیر احمر سرخ قبا جادو کی دختر
ملکہ شوخ چشم سرخ پوش پر عاشق ہے مگر یہ اسقدر لیاقت نہین رکھتا ہے کہ پیام اوسکی شادی کا اوسکے باپ
کو اپنے ساتھ کے لیے دے ہنگام عشق مین اپنے ہمدمون مین سے ایک عورت کو اوسنے بہت کچھ دیکر اس بات
کا امیدوار کیا ہے کہ اگر تم شوخ چشم کو میرے وصل پر راضی کردو تو مین تمکو کئی لاکھ روپیہ دونگا اور سمجھا ہے کہ جب
مجھسے اور معشوقہ مذکور سے آشنائی ہوجائیگی اور اوسکے باپ کو خبر ہوگی پھر سوا میرے ساتھ شادی کر دینے
کے اونکو اور کچھ بن نہ آئیگا غرض برق کو بہت حیرانی ہوئی دلمین سمجھکر گرم سخن ہوا کہ آپنے جہان میرا عشق بیان کیا ہے
تو اوسکی بھی حال آپ کو معلوم ہوگا یہ جو آپ فرماتے ہین کہ دن بھر مین اگر تو چاہے تو دس مرتبہ معشوقہ کو
دیکھ آئے تو یہ ممکن نہین کس لیے کہ وہ دختر نیک اختر دستور معظم ملک اخضر سبز پوش ہے برق نے
کہا ہان تو مجھے کہتا ہے ہی ملک اخضر جو افراسیاب کا خسر ہے لعل سخندان اوسکا بیٹا وہی کی تو
وزیرزادی ہے جسپر تو فریفتہ ہے مینے مثلاً یہ بات کہی کہ دن بھر مین دس مرتبہ تو دیکھ سکتا ہے کیونکہ دربانی جو
عورت ہے وہ کسی حیلہ سے تیری معشوقہ کو صحرا مین لا سکتی ہے وہان تو جا سکتا ہے دور سے نظارہ جمال کر سکتا ہے
بس آخر یہ سنکر برق کو زمین پر رکھدیا اور اوسکے قدم پر رکھا اور کہا یہ تو جتا دیجیے کہ آپکو کسنے میری معشوقہ
کی کیفیت سنائی ہے اور کسطرح آپنے جانا کہ مین وزیرزادی پر لعل سخندان کی عاشق ہون برق نے
کہا کیا خوب ہے اور یہ وہ جو کچھ تمھارا حال ہے ہم سب جانتے ہین بھلا یہ تو کہو کہ دربانی کوئی عورت دلالہ ہے
یا نہین اور اوسکو تم بہت کچھ دینگے ہو اور دینے کا تمنے وعدہ کیا ہے اور اوسنے ایک مرتبہ تمکو وہان پہونچا
بھی دیا تھا واضح ہو کہ جب کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہے تو دلالہ بھی ضرور مقرر کرتا ہے اور ایک دو مرتبہ
اسطرف جانا بھی ہوا کرتا ہے بس برق نے اوسی معاملہ کے طرز پر اوسکو بتا جو دیا اتب وہ اوسکے گرد پھرنے لگا
اور گویا ہوا مجکو یقین کامل ہے کہ واقعی آپ سب راز سے میرے آگاہ ہین اب کچھ تدبیر تو ارشاد کیجیے
کہ مین کیونکر اپنی مطلوبہ کو حاصل کرون برق نے کہا کیا خوب دلالہ کو تو ابھی تمہید آپکے بلوا لیا اور

کچھ دینے کو کہا ہی اور مجھکو آپ قید کیے لیے جاتی ہین اور مفت ہی مین ترکیب وصال کو پوچھنا چاہتے ہین
دست و پا میرے بیحس و حرکت ہین بدن کو کھجا تک نہین سکتا اپنے حواس مین تو مین ہون نہین بھلا آپکو
تدبیر وصال کیا بتاؤن اوسنے جلد یہ کلمات سنکر ایسا سحر پڑھا کہ اوسکے دست و پا قابو مین آگئے مگر
بناوٹ کی راہ سے اوسنے کہا اے عزیز کیون اپنے تئین معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی افراسیاب اگر میرا
رہا کر دینا سنے گا تو بہت تجھپر عتاب کریگا تو مجھکو زندان ظلمات مین پہونچا کر رسید داروغہ زندان کی
میری لیکر بادشاہ کو پہونچا دے یہ تو خوب سمجھ لے کہ یہ لوگ کہین قید نہین رہ سکتے تم لیجا کر قید کرا دو ہم چھوٹ کر
جب اپنے لشکر مین آئینگے تم اوسوقت ہمارے پاس آنا ہم تمکو تدبیر وصال تمھاری معشوقہ کی بتائینگے وہ ساحر اپنے
دلمین اوسکے کلام کو سنکر سوچا کہ جب اسوقت اسکو غرض لاحق ہی کہ قید مین ہی جب تجھے بتاتا نہین رہا ہو کر اسکو
کیا غرض ہی جو میرے کام مین پڑیگا پس یہ سوچکر منت کرنے لگا کہ آپکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے آپ
میرا کام کر دیجیے مین آپکو چھوڑے دیتا ہون شہنشاہ کے پاس جا کر کہہ دونگا کہ وہ قیدی مجھسے چھوٹ گیا ہی
عیارونکی چالاکی تو بادشاہ جانتا ہی یقین کریگا کہ ضرور چھوٹ گیا ہوگا برق نے کہا پھر تم ہمارے شریک
حال ہوگے اوسنے کہا مین آپسے مقابلہ کرنے نہ آؤنگا باقی مسلمان نہونگا برق نے اوسکو سیاہ قلب دیکھکر
خیال کیا کہ زیادہ تر اصرار اوسکے مسلمان ہونیکی نسبت نکرنا چاہیے اپنا مطلب نکالو معلوم ہو گیا کہ اوسکو غرض
ملاقات مطلوبہ ہی اسلیے یہ منت کرتا ہی پس سوچکر برق نے کہا اگر بادشاہ کتاب سامری یا اپنے سحر سے دریافت کرے
کہ تونے خود مجھکو چھوڑ دیا اور تمکو الزام دے تو اوسوقت تم مجرم ہو جاؤگے یہ مناسب نہین کہ مجھکو رہا
کرو مین تمکو تدبیر اوسکی جب رہا ہونگا تو بتلا دونگا بلکہ نہ بتلانا کیسا معشوقہ کو تمھاری تمسے ملوا دونگا اوسنے
کہا اگر بادشاہ سحر سے تمھارا چھوڑ دینا میری نسبت دریافت کریگا تو میرا کچھ نہین کر سکتا ہے مین
عملداری مین ملک اخضر کے رہتا ہون اور جہان بادشاہ کو یہ دریافت ہوگا کہ اوسنے مجرم کو چھوڑ دیا
وہان یہ بھی دریافت ہوگا کہ میری دشمنی کی راہ سے اوسنے نہین رہا کیا ہے بلکہ اپنے مطلب کے لیے اوسکو
ایک بار رہا کر دیا ہی وہ میرا دشمن نہین ہی اور مین صاف صاف کہہ دونگا کہ اے بادشاہ میری جان
جاتی تھی اپنے کام کے لیے مینے اس معف کو رہا کر دیا مین آپ کا دشمن نہین ہون آپ جو چاہیے مجھکو
سزا دیجیے پس بادشاہ دوست کو دشمن نہ بنائیگا یقین ہی کہ میری خطا معاف کر دے اب آپ
تامل نہ فرمائیے مجھکو وہ راہ بتلائیے اور چلیے مین آپکو باہر اس ظلمات کے کر دون برق

اسکی تقریر سنکر اپنے دل مین خوب ہنسا کہ اچھی ہمکو ملے اپنے کام کے لیے ہمکو ایکبار چھوڑ دینگے اور پھر ہمارے
دشمن ہوجائینگے غرض حیا و سنے بہت کچھہ منت کی اوسوقت اوسنے کہا کہ لے برادر اچھا جو تمھاری یہی
خوشی ہے تو مین بھی تمھارے کام مین کوتاہی نہ کرونگا لو آؤ بیٹھہ جاؤ یہ کہکر ایک مقام پر بیٹھہ گیا وہ بھی سامنے
اوسکے بیٹھا اوسنے کہا اے عزیز مین کبھی کسیکو ایسی نایاب چیز نہ دیتا لیکن قید ایسی جگہ ہوکر آیا ہون کہ یہان سے
رہا ہونیکی مجھکو امید نہ تھی اسلیے خیر تمھکو بتاتا ہون میرے پاس عطر ہے کہ بسیر مونی پڑھی ہوئی ہے تم اس عطر کو لیکر
اپنے منہ پر ملو اور مجھکو باہر ظلمات کے نکالکر سیدھے اپنے گھر جاؤ اور ہوسکے تو اپنی صورت معشوقہ کو اپنی دکھا
اور اگر منہ نہ دکھا سکو تو وہ عطر دلالہ کے ہاتھہ معشوقہ کے پاس بھیجدینا وہ اوسکو سونگھتے ہی تمھارے پاس آئیگی
اور خود خواہان وصال ہوگی پھر تم اوسکے ساتھہ مزے اوڑانا اور اوسکو اپنے گھر سے جانے نہ دینا اوسکے باپ سے
کہلا بھیجنا کہ آپکی بیٹی میرے یہان آئی ہے اور پھر عاشق ہے مین نے آپکی آبرو کا خیال کرکے اونکو گھر سے
نہین نکالا ہے اب اگر وہ آپکے گھر آنے پر راضی ہوان تو آپ خود آکر لیجائیے اور اگر نہ راضی ہون تو بدنامی
کی شہرت ہونیکا خیال فرماکر مجھسے منعقد کردیجیے باپ کو اوسکے یہ سنکر غصہ آئیگا اور بیٹی کو آکر سمجھائیگا
مگر وہ کسی طرح تمھاری محبت سے ہاتھہ نہ اوٹھائیگی اوسوقت ناچار ہوکر وہ تمھارے ساتھہ شادی کردیگا
بس اتنا تو مین کرسکتا ہون اور اگر فرق میرے اس کلام مین پانا تو مین نے خون اپنا تمکو معاف
کیا طلسم سے باہر تو مین جاتا نہین ہون جب کبھی تمھارے ہاتھہ آجاؤن فوراً مجھے جس عذاب سے چاہنا
ہلاک کرنا اور اوسکے علاوہ مین کئی لاکھہ روپیہ کا جواہر تمکو دیتا ہون اگر یہ عطر کام نہ دے تو وہ جواہر
ضبط کرلینا اور اگر مطلب تمھارا ہوجاے تو میرا مال مجھکو پہونچا دینا اور جو تمھارا جی چاہے تو اور بھی مجھکو کچھہ
دینا ورنہ خیر تمھارا کام ہی نکلا یہی اس ساحر نے کہا نہین جواہر آپ کیون دین مجھکو یقین ہے کہ وہ عطر کام
ضرور دیگا کسلیے کہ آپ لوگ ملکون ملکون پھرنے والے عیار طرار آپکے پاس جو چیز ہوگی وہ عمدہ ہوگی
اچھا وہ عطر مجھے حوالہ فرمائیے برق نے کہا اگر وہ عطر لیکر مجھکو تم یہان سے نکال نہ دوگے تو اوسکا منتر جو
ہے وہ مین تمکو نہ بتاؤنگا پھر وہ عطر تمھارے کسی کام نہ آئیگا اوسنے کہا کبھی ایسا نہ ہوگا کہ مین عہد کے خلاف
کرون مگر ہان یہ تو بتلائیے کہ اگر کوئی سحر سے تاثیر اس عطر کی بدل دے اور ملکہ کے دل پر سے عشق میرا
اوتر جائے تو کیا ہو برق نے کہا طلسم مین کوئی عامل عادی عملیات کا نہین ہے اور جو لوگ سحر نہین کرتے
ہین مگر ہان عملیات عادی کرتے ہین یہ ایک بڑے کامل فقیر نے مجھکو پڑھہ دیا ہے کسی ساحر سے رد اس عمل کا نہ ہوگا

ہلوگون کا افراسیاب بھی نہین رد کر سکتا دیکھو حمزہ ایک اسم اعظم جانتا ہی پھر وہ عمل ایسا ہی کہ تمام ساحران
زمانہ اوس سے عاجز ہین اور اوسپر غلبہ نہین پاتے ساحر نے کہا ہان یہ بات تو آپ سچ کہتے ہین اچھا عطر مجکو دیجیے
اور میرے ساتھ چلیے برق نے خوب اوسکو پکار کرکے اور سمجھا کے ایک شیشی عطر بیہوشی کی کھوٹ سے نکالکر
اوسکو دی اوسنے دیکھا کہ سبز رنگ عطر جیسے موتیے کا یا سہاگ کا ہوتا ہی شیشی مین بھرا ہی اور ایسی خوشبو اوسکی ہی
کہ شیشی کے نکالنے سے دشت مین خوشبو پھیل گئی ہی پس برق نے تھوڑا سا عطر دوسری شیشی مین رکھکر
اوسکو دیا اور کہا اوسکو چہرہ پر اپنے مل لو اور جلو کہ اسکا عمل بھی تمہین تعلیم کرون اوسنے وہ عطر لیکر اپنے
چہرے پر ملا بس خوشبو اوسکی بخوبی ناک مین گئی اوسکو چھینکین آئین اور گر کر بیہوش ہو گیا برق نے
اول وہ اختر مروارید کہ جوہران کا شاہ جادوان نے اوسکے سپرد کیا تھا لیلیا اور اوسکے کپڑے
اوتار لیے اور آب رنگ روغن عیاری کا نکالکر اوسکی ایسی صورت اسطرح بنا کہ ہر چند کوئی تمیز کرے مگر نہ پہچان
سکے اوس صورت پر تیار ہو کر بموجب ع یا قسمت یا نصیب یا بخت ؎ اور اوسکو دوش پر اپنے لادکر
ایک سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ گرد تو ویسا ہی صحرائے ہول خیز و سیاہ رنگ کہ جیسا اوپر حال بیان ہو چکا
ہے اور بیچ مین اوس صحرا کے ایک رستہ بطور سڑک کے بنا تھا کنارے کنارے اوس سڑک کے ماران
سیاہ کفچہ برباد کیے بیٹھے تھے اور درخت برگد و پیپل و پاکھر وغیرہ کے بڑے بڑے تناور لگے تھے باد سموم سے
ٹہنے اونکے جھلس گئے تھے اون درختون پر گدھ اور چیلین بیٹھی تھین کہ چلاتی تھین تاریکی مین غل و شور
مچاتی تھین اونکے چلانے سے بگولے زمین سے اوٹھکر پیچ و تاب کھاتے تھے دیو سیاہ منہ ڈراتے تھے آوازین غیب
ہر سمت سے آتی تھین العیاذ باللہ الٰہی حضرت اللہ رستم بھی اگر اس دشت مین آجاتا سینہ فرط خوف سے تھراتا
اسفندیار و بہمن و برزو کا جگر شق ہو جاتا برق اپنے دل مین سمجھا کہ یہی سڑک رستہ زندان کا معلوم ہوتا ہے
اوسی طرف مجھکو چلنا چاہیے غرض یہ اوسی سڑک پر اوس ساحر کو لیکر روانہ ہوا اور از بسکہ اختر مروارید ہاتھ
مین لیے تھا تو اوسی طرح جیسے پہلے روشنی تھی اب بھی وہ جگہ منور تھی اور وہان کی بلیات اذیت
نہ پہونچاتی تھی انشاء اللہ تمام ظلمات کی سیر شاہزادہ اسد چھوٹ کر جب کرینگے تو بیان کیجائیگی
اوسی جگہ حکیم قسطاس الحکمت بھی قید مین ہی افراسیاب جو آتا ہی تو اوسکے رہنے کی جگہ ہی بعضے
بڑے بڑے نامی ساحر یہان رہتے ہین عزیزداران بادشاہ اسی مقام پر مسکن رکھتے ہین ماہی زمرد رنگ
وغیرہ کے مکان کا نہین سے رستہ ہی باغبان کی عمارت بہت کچھ ہے غرض تمام کیفیتین انشاء اللہ آئینگی

بشرط حیات بیان کیجائیگی حاصل مرام اب جو برق اس سڑک پر روانہ ہوا کئی کوس رستہ طے کرکے ایک
ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان دو پہاڑیان چھوٹی بنی تھین اور اوس پر نیلم کے درخت سیاہ رنگ کے لگے تھے اور بہت
دور تک صحرا سے تلب تھا کہ وہان درختون کے سایہ سے کوسون تک سیاہی پھیلی تھی نیچے اون درختون
کے دھوان امڈا ہوا تھا بالکل ظلمت سرا وہ مقام تھا اور ان پہاڑیون کے بیچ مین دو قصر سیاہ رنگ کے بزرگ
بنے تھے ایک قصر کا دروازہ مقفل تھا اور دوسرے کے دروازہ پر دو ایک ساحر بیٹھے تھے برق نے اون ساحرون
کے قریب جاکر کہا کہ کہان ہے افعی سحر اماز در ظلماتی کہ مین فرستادہ شاہ جادوان افراسیاب
آیا ہون وہ ساحر یہ سنکر اندر اوس قصر کے گئے اور کچھ عرصے مین آکر گویا ہوئے کہ چلیے آپ کو اژدر و افعی
بلاتے ہین برق ساحر کو لائے اندر قصر کے گیا دیکھا کہ اس مقام پر دالان عظیم الشان بنے ہین کہ جنپر استرکاری
سیاہ رنگ کی ہے سنگ موسی جابجا لگے ہین اور دالان کے کونون مین اژدہے منہ کھولے بیٹھے ہین جنمین
ہزارہا گھنٹے لگے ہین برق جیسے ہی اندر گیا وہ سب گھنٹے آپسے آپ بجنے لگے جی جی کار کا سامری جی
کے غلغلہ بلند ہوا اژدرون نے قلاب آتشین چھوڑے برق اور آگے بڑھا دیکھا ایک دالان مین پتھر سیاہ رنگ
کے زمین پر نصب ہین اور دیوارون مین ہزارون تصویرین لگی ہین اون پتھرون پر چوکیان آبنوس کی
بچھی ہین اور پھر بڑھا کرنیکا سامان کھاہے کنول کے پھول بہت سے ڈھیر ہین گھنٹیان رکھی ہین سلوچیان
موجود ہین اور دوسری طرف اک بہت بڑا دالان ہے کہ ستون ہین اوسکے در و دیوار بیچ کاری نیلم کی ہے
اور دالان مین فرش مکلف قالین ہا گلدار خوشرنگ بچھا ہے اور اوس فرش پر پلنگڑیان چاندی کی
لگی ہین اور نوار سے بنی ہین توشک اور چادر سفید اور سبز آراستہ ہے ڈوریون سے کسے ہین تکیے نفیس اونپر
رکھے ہین اون پلنگون پر اژدر سحر اور افعی سحر دونون بیٹھے ہین سامنے کشتیان شراب کی آفتابین
ہر گزک کباب کی میزون پر لگی ہین جام رنگین اون دونون کے ہاتھ مین ہے پیتے جاتے ہین اور شراب
پیتے ہین میوہ کھاتے ہین اور جب دوسرے دالان کیطرف مست ہوکر دیکھتے ہین ادھر طرح طرح کے باجے
بجنے کی صدا آتی ہے اور مشتاقان پیچھے گان کی آوازین گانیکی سنائی دیتی ہین دونون ساحر جام می
عشرت سے سرشار ہین ہوا خرمی سے دل باغ باغ ہو رہے مسرت سے خاطر گلزار ہین ہر چند کہ صورت
مین زشت و خونخوار اور سیرت مین ناہنجار و بدکردار ہین منھ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہونٹ ٹھوڑی
تک نیچے کے لٹکے ہوئے اوپر کے بیرہ بینی سے گذرے ہوئے دونون کی صورتین مثل اژدر کے

دو ظرشکل انسان قوی کے ہین لیکن اوس دولت وثروت مین مست ولایعقل بنے ہوے بڑی عیش وعشرت سے مربع نشین مسند فراغت ہین

مسلح تھے وہ ساحر زشت فام
مرصع گلوبند اکلیل زر
تھے ہمشکل خنزیر و شوریدہ سر

باز الیشں خسروانہ تمام
تھے اس طرح وہ آراستہ لعین
نظر مین تھا دونون کے سم کا اثر

نگارین زرہ پر تکلف کمر
تنخر لیبار اورنگیت وقت بین
برق نے دونکی صورت دیکھکر

دل مین خوف کھایا پناہ برحمت خدا اکبر لایا مگر دل کڑا کرکے سلام کیا اون دونون نے اوسکو بعد بشر مین اشرار خواص خاص شہنشاہ افراسیاب یکھکر تعظیم کی بہ استقبال اپنے مقام پر سے اوٹھے اور ہاتھ پکڑکے برابر اپنے لاکر بٹھایا اور کہا کہ آپنے سرفراز فرمایا ہمسے پیشتر خبر کی ہوتی کہ ہم سواری اور بارام تمام آپ کو یہان لے آئے خیر اب جو آپ تشریف فرما ہوے بہت اچھا کیا لیکن اس کشتی مین کیا ہے اور باعث تشریف آوری بطرح سے کیا باعث ہے برق نے کہا کہ مین بہت دنون سے تمہاری ملاقات محبت سمات الفت آیات کا مشتاق تھا مگر ظلمات مین آنیکا کوئی سبب پایا تھا سامری گواہ ہے کہ دل تڑپ کر رہ جاتا تھا بارے آج یہ سبب پیدا ہوا کہ برق فرنگی عیار شاگرد عمرو بن امیہ ضمری بڑی تلاش وکوشش سے گرفتار بدست شہنشاہ ذی تبار ہوا اس ظالم نے تو بڑا غضب ڈھایا تھا کہ ہزار ساحر کو قتل کیا تھا اور گروہ گروہ بندگان سامری کو بیہوش کرکے بے بس بناکر مار ڈالا کسی طرح ہاتھ ہی نہ آتا تھا دیدہ خاک جمشید کا اور چادر سحر کی پاگیا تھا یہ کہکر تمام ماجرا اپنے اوپر جو گذر چکا تھا مع سبب فلیتی کے قتل کرنے مین وہ سب بیان کرکے کہا کہ اب جو یہ قید ہوا تو شہنشاہ نے بلاکر مجھکو فرمایا کہ تم کہا کرتے تھے مجھکو ظلمات مین بہر ملاقات داروغہ زندان بھیجیے تو آج اس قیدی کو لیجاؤ انسے ملاقات بھی کرنا اور اسکو اونکے سپرد کرکے تاکید اکید بہر حفاظت کردینا چنانچہ مین اسکو بڑی دقت سے یکہ وتنہا لیکر یہان آیا ہون فرط خوف سے کسی آدمی کو بھی اپنے ساتھ نہین لیا کہ مبادا ہجوم کے سبب یہ چھوٹ نجاے اب شہنشاہ کا حکم ہے کہ اسکو بھی اوسی مقام پر کہ جہان بہران شمشیر زن قید ہے گرفتار کرو اور دونون پر سختی شدید کرو تاکہ قید ہی مین ہلاک ہوجائین ایک وقت بھونے چنے اور ایک وقت آب کھانے پینے کو دینا خبردار کوئی رعایت اون دونون کے حال پر نکرے اور یہ عیار بڑا چرب زبان ومکار ہے اسلیے مینے اوسکی زبان کوتالے سے باندھ دیا ہے کہ بات نہ کرسکے جسوقت تم اوسکو آب وغذا دینا اوسوقت دانت اوسکے کھولنا اور جتک

یہ کھائے اوسوقت تک تم سامنے بیٹھے رہنا مگر اسکی باتون کو نہ سننا ورنہ زبان مین اوسکی وہ تاثیر کلام ہی کہ
صاف تمکو فریب دیکر مار ڈالیگا اور آپ نکلجائیگا اصفی وراثر دور نے کہا اچھا ایسا اسکو ہوشیار کردو اور ہشیار ہونے
سے کہلوا اوسنے کہا واہ بیٹے آپکو اس قدر سمجھایا پھر بھی آپنے کچھ سماعت نہ فرمایا بہت سہل ہی اسکا ہوشیار کرنا سمجھ لیے
ای صاحب ہشیار ہوتی ہی یہ آفت برپا کردیگا مجھکو اور آپکو مارکر نکلجائیگا مفت کی بدنامی ہوگی اور جان بھی
ایسا صاحب ذرا سمجھ بوجھ کے بات کیا کیجیے انھون نے کہا فرمانا آپکا بجا ہی لیکن اب کیا ہم بالکل جاہل ہین
جو یہ کھاجائیگا ای بایمان خود یہان سے نکلجانا کوکب کا تو دشوار ہے یہ کیا کھائیگا تو کیا کریگا دوسرے یہ کہ بگاڑنا اوسکا
کام ہی اب ہم ایسے بیوقوف بھی نہین کہ سر بیجا سب ماجرا سنتے جاتے ہین اور پھر اوسکے فریب مین آئینگے برق
نے کہا آزمائی ہوئی بات کو آزمانا جہالت ہی جب شہنشاہ ایسے ساحر کو اونھون نے دھوکے دیے اور اونھون نے
جان بوجھکر فریب اسکا کھایا تو ہماری آپکی کیا حقیقت ہی بارہا انھون نے گرفتار کیا اور قتل نکرسکے یہ باتین بناکر
چھوٹ گیا ای بھائی یہ سب عیار بلای بد اور آفت روزگار ہین انکی آنکھون مین عیاری ہی ہاتھہ پانون بلکہ
رونگٹے رونگٹے مین عیاری ہی تم میرا کہنا مانو تو اوسکو ہوشیار نہ کرو اور اگر ایسا ہی تمھارا جی چاہتا ہی تو اوسکو
تہخانہ مین وہان لیچلو کہ جہان ثمران قید ہی وہین اسکو قید بھی کردینا اور ہوشیار بھی کرنا پھر بھی وہ مقام
ایسا ہوگا کہ یہ نکل نہ سکیگا اور دوسرے قید کرنا بھی منظور ہے ایکہی مرتبہ سب امور سے فراغت حاصل ہوجائیگی
یہ کلام برق کا سنکر وہ دونون اپنے مقام پر بیٹھ رہے اور کہا خیر جیسا آپ فرماتے ہین یہی کیا جلد تر آ
ئیے چلیے برق نے پھر اوسکا پشتارہ اوٹھالیا اور انکے ہمراہ ہوا وہ اوس مکان سے نکلکر دوسرے مکان کے
دروازے پر کہ جسکو برق نے مقفل دیکھا تھا آئے بجاے قفل ماران سیاہ بطور حلقہ باندھے اوس مین
اپنی دمین لپیٹے ہوئے تھے کہ بالکل قفل ہی معلوم دیتے تھے اونھون نے سحر پڑھا کہ وہ ماران سیاہ کنڈے
سے چھوٹکر الگ گرے اور پانی ہوکر بہ گئے دروازہ کھل گیا یہ دونون آگے بڑھے سحر پڑھا کہ دروازے
سے دور تک ہزارہا اژدرہا تھے کہ وہ سب کنارے ہٹ گئے اور تاریکی ہی روشنی ہوئی اوس وقت پکارے کہ
بسم اللہ آئیے تشریف لائیے برق بسم اللہ دل مین کہکر اندر قدم زن ہوا خدا ہر کھلے جو مکان طرح
طرح کے عذاب سے بھرا ہوا جہنم سے تفاخر کرتا ہوا نظر پڑا حال اوسکا اول مین بیان ہو چکا اور اب بھی
اوسنے دیکھا کہ ہر طرف تہخانہ کے در و دیوار سے سیاہی سوئی کی طرح چبھی ہی اور اکٹھا ہوکر بلای سیاہ بنجاتی ہی
دیوارین کالی کالی بنی ہین کہ دمبدم دیوار سے چھوٹ کر مجسم ہوتی ہین اونکے منہ سے شعلہ چھوڑتی ہین

ڈراتی ہین گوشہ گوشہ مین مکانکی آوازین ہولناک آتی ہین وہ تصویرین جیسے دیوارین جا بجا نقش ہوتی ہین
تو آپسمین باتین کرتی ہین وہ کلام بھی دیکھو ایسے خوفناک ہوتے ہین کہ جسکی سننے کی ساحر تاب نہین لاسکتے ہین بوی
بے مرد کی مثل جابجا ایسی ہر طرف پھیلی ہے اور اژدھون سانپون کی تو گنتی نہین ہے بیشمار ہین کسی جگہ طوق زنجیر
آتش انبار ہین کہ وہ آپسے مجرم کی گردن و کمر مین پڑتے ہین اور اوسکو جکڑ لیتے ہین بمصداق خذوہ فغلوہ ثم الجحیم فسلوہ کا
ماجرا عیان ہے خدا تعالی ہر مسلمان کو اس عذاب الیم سے بچائے کہ جو وہان ہے باوجودیکہ اتنا گرمی و اوس مین ہے کہ دوزخ یاد دلاتی ہے گرم

ابیات

رنگ یاقوت کارمانی ہے
آب آتش کی زندگانی ہے

بادشاہون کی بادشاہی ہے
آگیا بیتال کی دہائی ہے

بسکہ گرمی کی آن بانی ہے
شرم سے آگ پانی پانی ہے

آگ سے دن کی جلگئی تھی رات
لی تھی وہ سیاہی سے کے دوات

تشنگی سے تھا قید یون کا یہ حال
طفل کو مشک وہ جوان کو کھال

تو بھی نیت اونکی بھرتی نہین
پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین

پانی کیسا ہی پیٹ مین ہو اب
شکل آئینہ خشک رہتے ہین لب

چھوڑکر حلق کو زبان کے خار
نکلے گدی سے طرح گل کے پار

اس مکان مین بیان کردن کیا اب
روز محشر کی دھوم تھی ہر شب

تھی بلاؤن کی ایسی قال وقیل
گویا پھونکتا ہے صور اسرافیل

برق کو زمین وہان قدم رکھتے ہی کھڑی ہوگئی اور اوسکو وہ وحشت ہوئی کہ پاؤن تھمنا مشکل ہوا پھر دل کو
مضبوط کرکے آگے بڑھا بیچ مکان کے ایک تہ خانہ نظر آیا کہ اوسکے منہ پر بہت بھاری پتھر نصب تھا اوس نے دُعا سحر کو وہ پتھر
ہٹایا اندھیرا مثل جاہ تاریک نظر آیا مشعل سحر جلاکر اوسکی روشنی کی اور اوسمین اُترا ہے برق بھی اُتر آیا
اندر جو دیکھا تو گور تنگ کی طرح یہ مقام تھا اور ایک بوریا بچھا تھا اوسپر وہ پروردہ عہد نازو نعم شہنشاہ کشور رنج
و آرام ناز کبدن گلفام گلدستہ گلستان عالم کی جان یعنی ملکہ ابن سحر جکڑی ہوئی بیٹھی تھی اور اندھیرے مین آنکھین
پھاڑ پھاڑکر ہر طرف دیکھتی تھی آنکھون سے خواب خورش اہو صحرائے وحشت رم کر گیا تھا چہرے کا رنگ برنگ طائر بوستان کیطرح
اُڑا تھا آنکھین نرگس بیمار تھین اندامین ہر بار تھین بس بن کا سیلا کچیلا تھا پیرہن بھی گریبان اوس گل کی بلبلے چاک کیے تھا پاؤن گرد
مانند گل مرجھا گئی طرح اور گرد زمین چپٹی تھی تن مین طاقت تھی نہ توانائی تھی نہ قوت چلنے کی نہ تحریک بدن کی قسمتانی تھی حال تھا

بہی تھا گرم یوں آنکھوں سے خون ناب **ابیات** کہ تھا گرد اوسکے اک آتش کا گرداب

جھکا نازو کے منہ اوپر وہ مہتاب ‏— کرے تھی گریہ سے تزئین مہتاب
نہ اوسکو صبر نہ طاقت نہ آرام ‏— ہمیشہ گریہ و زاری سے تھا کام
برنگ زلف گرہ آشفتہ اطوار ‏— لگے چون نرگس مخمور بیمار
بہت کھینچی تھی اوس دکھ نے درازی ‏— نظر آتی نہ تھی کچھ چارہ سازی
کبھی گھبرا کے کہتی تھی خدا سے ‏— کہ یارب مجھکو دنیا سے اوٹھا لے
کبھی کہتی تھی وہ سرمایہ ناز ‏— خداوندا تو ہے آگاہ ہر راز
ترحم کر میری جان حزین پر ‏— کرم کر اس دل اندوہگین پر
عطا کر اے خدا مجھکو رہائی ‏— وگرنہ جان و تن میں ہے جدائی

برق کی یہ کیفیت اور بیقراری کی دیکھکر آنسو نکل آئے بہ دشواری ضبط گریہ کر کے برق نے تلی کرپشتارہ کو زمین رکھا اور سامنے مہران اوسکو کھول دیا طاقت اوسوا اژدر سحر اور افعی ظلماتی نے ملک بہران نے بعتاب خطاب کیا کہ اے شوریدہ بخت کیا اپنی حالت پر ملال پر روتی ہے اب جبکہ جان جگر کے برابر سمجھتی تھی اوسکی حال پر آنسو بہا دیکھ تو یہ کون پکڑ کر آیا ہے نصیب اسکو اس قید سخت مین لایا ہے بہران نے جو اوسکو کنکھیون سے غور کر کے دیکھا تو برق فرنگی کو گرفتار پایا اور دل میں کہا کہ وائے قسمت کی خوبی اب امید رہائی بالکل جاتی رہی معلوم ہوتا ہے کہ اس بیچارے نے تنہا لگا کر اسیطرح یہان آنیکا قصد کیا ہوگا میری رہائی کی فکر میں آیا ہوگا یہ بھی گرفتار ہوا عظیم صاحب وائے اتنا تو کہا کہ اے افعی سحر کیا تو مجھکو دکھاتا ہے کیا مین پہچانتی نہین یہ شاگرد رشید عمرو عیار حضرت صفری ہے مثل برق فرنگی رہ نام مرد ہے کہ ہمکو کیا ڈراتا ہے ساحران عالم کا کام یہی ہے کہ آج یہ قید ہو کر آیا ہے کل انشاءاللہ تجھکو مار کر یہان آجائیگا ہمکو چھڑا لیگا اژدر یہ سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ ابھی تک تیرے ارمان رہائی نہین گیا اے نادان مانندی ماندی دور ہے تیا ہمیں جاماندی اتنا مدت عمر فراق غم مین جان کیطرح کھو نہین بیٹھی رو دیا کر بہران نے کہا جو کچھ تقدیر دکھائے کیا چارہ ہے مصرعہ کوئی انسان نہ آجائے کسی انسان کے قابو مین + خدائے تعالی ہے لیکن امید ہمکو سرا سے بھی بہتری کی برائی نہین ہے اپنے پیر چلیگا تو ہم تمکو مار کر بیاسے چا جائینگے افعی نے کہا اگر تم کہو تو ہم ہوشیار کر کے تمہارے سامنے ذبح کرین یہ ہمارا مزدوات کیا کریگا ملکہ نے کہا یہان نہین اگر بیہوش نہین ہوا ہے اوسکو ہوشیار کرو اور دوسرے سحر اوتار ہے پھر مین دیکھونگی کہ تم کیونکر اوسکو پکڑ لائے ہو مردی کا شوق مجھکو عورت سمجھکر دھمکاتے ہو اگر مین قید مین سحر کے نہوتی تو اس بات کا تجھکو جواب دیتی اوسوقت

افعی نطفہ حرام چاہتا تھا کہ ملکہ کا کام و ساختہ ہے او بانہ کلام کرے اوسوقت شمشیر برنقلی یعنی برق فرنگی نے
کہا اے افعی سحرزدہ اژدر ظلمانی اس خرخرفات واہیات گفتگو سے اور بس عورت زبان دریدہ
چھوکری ناشائستہ زبان سے بحث کا کیا فائدہ ہے اب تم اس قیدی کو ہوشیار کرو میں دانت بھی کھولے
دیتا ہوں اور ملکہ بران شمشیر زن اور تمہارے مطلب دلی کا خلاصہ اوسی کی زبان سے قبول کرائے دیتا
ہوں یہ کہکر برق فرنگی نے کچھ بظاہر افسون پڑھکر پانی کا چھینٹا منہ پر شمشیر یعنی برق نقلی کے
مارا اور دانت اوسکے فی الحقیقت باندھ دیے تھے وہ بھی کھول دیے اور پوچھا کہ اے برق اب بتلا
کہ کس حال میں اپنے تئیں پاتا ہے شمشیر گھبرا کر اوٹھا اور ہیبت کر چار طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ اس
زندان خراب میں کیونکر بحال زار بندھا ہوا میں آیا ہوں غرض جو نگاہ کی برق کو اپنی صورت کا
ایسا بنا ہوا پایا پس تھیا بانہ پکارا کہ اے افعی سحر میں خواص خاص بادشاہ ساحران افراسیاب
کا شمشیر بن اشتر جادو ہوں مجھے شہنشاہ نے برق فرنگی کی قید سے اسطرف کو بھیجا تھا پس راہ
میں اس مفتری نے مجھکو دھوکا دیکر پکڑ لیا اور آپ میری صورت بنکر اور مجھے اپنی صورت بنا کر یہاں لائے
واسطہ سامری کا تم دھوکا نہ کھاؤ یہ کلمات سنکر اژدر اور افعی گھبرائے لیکن برق نے کھولنے
میں نکتہ تھا کہ ہوشیار رہو تمہی آفت نہ آئیگی دیکھا تم نے کیا مکر اس نے کیا ہے افعی نے کہا بھلا ہم
کب اسکی کہنے کو مانتے ہیں یہ لاکھ کہا کرے شمشیر نے کہا ارے نالائقو تم اتنا بھی کیا نہیں جانتے ہو کہ پڑھ
سحر میرے حال کو دریافت کرو کہ میں شمشیر ہوں یا یہ شخص جو میرا ہمزاد بنا ہوا کھڑا ہے یہ سنکر اب اژدر
اور افعی گھبرا کر کبھی صورت برق کو دیکھتے تھے اور کبھی شمشیر کو اور ہنوز دونوں نے قید سحر سے شمشیر کے
کو رہائی نہ دی تھی کہ وہ سحر کرکے یہاں سے نکلجاتا اور اس گفتگو کو سنکر بران نے بھی بغور برق یعنی
شمشیر نقلی کو دیکھا اور پہچانا کہ بیشک برق فرنگی ہے پس اشارے سے منع کیا کہ اے برق کیا غضب
کیا جو تونے اس مفتری بدذات کو ہوشیار کر دیا اب تیری جان بچنا مشکل ہے اب بھی اگر گھات تجکو ملے
تو یہاں سے نکلے تو نے یہاں تک آکر سب محنت اپنی عیاری کی ضائع کی اوسوقت برق نے ہنسکر خنجر
مرصع کمر سے نکالکر ہاتھ میں لیا اور ایک ہاتھ میں خنجر کھینچکر نعرہ کیا کہ باشید اے کافران منم مہتر برق
فرنگی شاگرد ریش تراشندہ کافران و سربرندہ جادوگران عمرو بن امیہ ضمری دیکھا تمنے قدرت خدائے
احدیت کو کہ کیونکر یہاں تک مجکو اوس خدائے عالم نے پہونچایا اور ملکہ بران کو کس خوبی سے اس قید

افراسیاب سے اور تمھاری جوکی پہرہ ہے مین نکالنے اس ظلمات مین آیا اب تم کوئی میرا اور ملکہ کا کچھ نہین کر سکتے ہو یہ کلمات جو اُن ساحران نابکار نے سنے گھبرا گئے اور جلدی سے ورد سحر پڑھنے لگے کہ شیر بن اثر ابھی قابل سحر کرنے کے ہو جاے وہ تو مصروف سحر خوانی تھے کہ برق نے چلپ کر اپنے تئین قریب تر اون دونون کے پہونچایا اوسوقت انھون نے ایسا سحر پڑھا کہ ہزارہا سانپ پیدا ہو کر برق پر آیا لیکن بسبب اختر مرواریدکے قریب آکر وہ ماران سیاہ پانی ہو گئے اور برق قریب تو پہونچ ہی گیا تھا وہ بیضہ بیہوشی کہ ایک ناک پر افعی سحر کے اور دوسرا شیر بن اثر کے کہ وہ بھی چھوٹکر قریب تر آ گیا تھا مارا کہ وہ دونون چکرا کر زمین پر گرے اور اژدر ظلماتی جست کر کے الگ ہوا برق بزبان برق جہندہ کو دکر اوسکے برابر جا تو پہونچا اس عرصہ مین ہیران پکاری کہ اے برق اختر مجھ دے کہ وہ مجکو خوب کام دیگا مین ونا اوس بدشعارون کا گلا اڑا دون اور اس قید سے چھوٹون برق نے کہا اے ملکہ یہ اژدر ابھی بیہوش نہین ہوا ہے مبادا تمکو کچھ ضرر پہونچاے اس سے ابھی مجکو ڈر ہے ملکہ نے کہا اے برق یہ اژدر کیا سگ نجس ہے افراسیاب بھی اب مجھ سے بچا ایک سبقت نہین لیجا سکتا اور افراسیاب کے باپ سے بھی مین نہین دبتی برق نے قریب ملکہ کے پہونچکر وہ گوہر حوالہ کیا اور چاہا کہ افعی سحر کو اور شیر کو مارڈالون اوسوقت اژدر نے سحر کر کے دستک دی کہ برق کا ہاتھ رہ گیا اور ہیران سے کہا اے ملکہ ہیان نے تمھارا ثابت قسمکل ہے خبردار رہنا یہ کہکر ایک تیغ ملکہ پر بھی کھینچکر مارا ملکہ ہیران نے کہا او یاجی بلا او بچہ تیری بھی یہ طاقت ہوئی کہ تو ہمکو روکنے لگا ارے جیسے تیرا باپ کا ملازم ویسے ہی افراسیاب یہ کہکر وہ جو کی گوہر وہ تاریخ مین اڑ کر بھٹ گیا برق تو جست کر کے الگ ہوا اور آدھا تیغ اوسکا گولے کیطرح پلٹ کر اژدر ظلمات کے سینہ پار ہو گیا کہ وہ سیدھا جہنم مین پہونچا اور آدھا تاریخ اوس زندان کی دیوارون پر جو پڑا وہ بلیات اور تصویرات وغیرہ جلنے لگین اور شور الامان الامان پیدا ہوئی کہ ارے جلا دے ڈالتی ہے مارے ڈالتی ہے اوسوقت ملکہ نے اختر کی لون کا کاٹنا شروع کیں چند بوند افعی سحر کے جسم پر جا گرین کہ وہ جلنے لگا اور برق نے شیر بن اثر کو ذبح کر ڈالا وہ شور سحر کا تیرہ جانب فلک گیا باہر جو ساحر کہ جوکی پہرے پر تھے بھاگ گئے کہ یارو ایسی آفت کبھی نہ اس زندانخانہ مین آئی تھی ہم بہت زمانہ سے یہان پہرہ دیتے رہے لیکن کبھی ایسی واردات نہین دیکھی دو چار نے جو ہیران کو نکلتے دیکھا روکنے کا قصد کیا ملکہ نے اختر کی لون کا ٹکڑا اشارہ کیا کہ اون سب کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر تو صدا آ گیر و دار گیر

بلند ہوئی ظلمات مین اور ظلمات چھا گئی بہرے دن کے شور مین کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی بہر رو دیتی تلاطم
اژدرافعی اور شیر ببر ان شہزادے لیکر یعنی گھوڑ نگرا ون لاشون کو اڑاتی ہوئی جانب افراسیاب خانہ
خراب روانہ ہوئے اور ملکہ ٹریان شمشیر زن بزور سحر عقاب تیز پرواز پر بیٹھکر برق کو پنجہ مین داب کر
روانہ ہوئی اور ازبسکہ مرگ سے محافظان زندان کے وہ راستہ بھی قریب ہوگیا تھا کیونکہ راستہ زندان
ظلمات کا تھا اصل راہ ظلمات کا راستہ اور طرف سے ہے کہ حال اوسکا بیان ہوگا اور ظلمات کے یہ معنی
ہین کہ زمین طلسم کے نیچے بھی ساحرونکی بستی ہے اور یہان کے ساحر خدا کی پناہ اونکے سحر سے بچنا ساحران
زبردست کا ممکن نہین تفصیل دار حال ظلمات بروقت سیر شہزادہ اسد وغیرہ اور بروقت فنا کے
طلسم بیان ہوگا انشاء اللہ غرضکہ ٹریان اس اختر کی وجہ سے کچھ دیر مین اوس درۂ کوہ مین کہ جدھر شہزادے
برق کو لایا تھا نکلی اور برق سے کہا کہ مین اب سحر تیار کرتی جاتی ہون اور ابھی ٹھیرو تو افراسیاب کو
جیسا تو اوسنے مجھے قید کیا تھا ویسا ہی مزا چکھاتی ہون اگر پل پر نیرادون مین تو اگر نہ توڑا تو تمام اپنا بنایا
مگر مجکو گنبد سامری پر جانا پڑیگا اور وہان سے تحفہ لانا پڑیگا جب وہ پل ٹوٹیگا اب تم یہانسے اپنے لشکر کیطرف
جاؤ مگر افراسیاب پاس لاشین محافظان زندان کی پہونچینگی تو وہ تمھاری فکر ضرور کریگا ذرا
بچے رہنا اور میری خیریت خواجہ سے اور سب سے کہدینا اور سلام ہمارے ناظمان درپیش اگر تمھارے لشکر
کے ملحق اتری ہون تو اوسنے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہے کیا تم سب جلوس مین ہمارے ساتھ آئے تھے کہ ہم قید
ہوگئی اور تمنے کچھ ہاتھ پانون نہ ہلائے اب بیا تو اس بھڑوے افراسیاب کو قتل کردیا اپنی جان دو نہین تو
اپنے اپنے ملک کیطرف جاؤ جب مین آؤنگی تو اوسوقت جو کچھ جسنے جان نثاری کی ہوگی اوسکو دریافت
کرکے علی قدر مراتب سرفراز کرونگی اور جو کوئی لڑنے مرنے سے ڈرا ہوگا ملک و مال اوسکا ضبط کیا جائیگا برق
نے کہا اے ملکہ مین مدت سے قید مین افراسیاب کی تھا اسوجہ سے بھوکا پیاسا ہون اب ذرا دم لیلون تو جاؤن
ملکہ نے یہ سنکر صورت اپنی اصلی بنائی اور درۂ کوہ مین بزور سحر فرش بچھایا اور کچھ شکریہ برق کا اوسنے
ادا کیا کہ واقعی اے برق وہ کار نمایان تمنے کیا ہے کہ کبھی کسینے نہ کیا ہوگا مین تمکو ایسا خوش کردونگی کہ عالم
عالم اور دنیا و ما فیہا تمھارے رتبہ اور مرتبہ پر رشک کریگی یہ کہکر اوسنے چاہا کہ سحر سے کچھ ساحرون کو بلائے
برق نے اوسوقت کچھ میوہ اور کلیجہ کباب نکال کر ملکہ کو بھی کھلائے اور آپ بھی کھائے جب آسودہ ہو چکے
گلابی شراب کی نکال کر دماغ بادۂ ناب سے گرم کیا اور خوب آرام کرتے رہے یہان تک کہ سحر خوش سیر

ہوکر بران شمشیر زن ایک طرف اور برق ایک سمت کو روانہ ہوا اب یہ دونوں تو اپنی فکر میں جاتے
ہیں حال انکا بیان ہوگا لیکن اب حال برق نقلی کا بیان ہوتا ہے کہ شاہ طلسم نے بصورت برق ایک پتلا
بنا کر حیرت کو دیا تھا چنانچہ جب کہ صرصر برق کو لیکر جانب ظلمات گیا اور جو معرکہ کہ بیان ہو چکا ہے
برق پر گذرا اسوقت تک بیان ملکہ حیرت ذی یاقوت و زمرد وغیرہ اپنی خواصوں کو بلاکر حکم دیا کہ
رات بھر تو اس موذی کا ڈکا بجا دیا ہے اب صبح ہوئی ہے تم سب اس کے موکل کو قتل کرو کیونکہ کوئی بات میرے
لیے بے حرمتی کی اوٹھ نہیں رہی اس لیے تو مار ڈالتا تو اچھا تھا چوٹی تک میری کٹ گئی ہیں ایسی سلطنت
سے طلسم کی درگذری آبرو کا ایک پیشہ بہت ہوتا ہے اور پھر ہستی کے لاکھ روپیہ نہیں اچھے اب میں اپنا
منہ اس طلسم میں دکھانے کے قابل نہیں رہی مگر کیا کروں وہی مثل ہے کہ ٹوٹی بانہہ گل خنڈری پڑی تم
جاکر فوج کو تیار کراؤ اور اوس موذی عیار بد کردار برق ناہنجار کو سامنے لشکر مہرخ نابکار کے قتل کرو
پس بموجب فرمان واجب الاذعان ملکہ عالیشان نفیر سحر کو دم بلا ہزار ہا ساحر کمر باندھکر اور جادوگرنیان
مسلح و مکمل ہو کر میدان میں جانے لگیں پر اجانے لگیں شور و غوغا نے گنبد گردان سپہر کی سقف کو ہلا دیا ۔
آفتاب کو تھرا دیا وہ لشکر دن کی آن بان وہ سحر کی شان دھواں گوگل اور مرچوں کا ہار ہوم جانے
فیلان جنگی پر لدے اور ساحران ارجمند بیٹھے کھوپڑ سینہ در دو جہان کی تمام جسم پر لگی مندرے کانون
کے ہلتے جاتے اژدر پھنکارتے طائران سحر اڑتے چلیں منڈلاتیں ساحرون کے سحر سے دریا پیدا ہو کر تیغ
مارنے فلک سے ستارے ٹوٹتے اندھیر الغضب ہو جاتا اوسمین سورج نکل آتا مہتاب سحر کی روشنی سے چاندنی
کھل جاتی دن کو رات ہو کر دنیا تیرگی دکھاتی آفت عظیم برپا کہ بموجب ابیات

ہوا دوسرے دن جو وقت سحر
سراپا بد انجام واد بار اوج
صف آرا ہو رن میں مانند کوہ
قدم کانپتے تھے اوٹھاتے ہوئے
ذرا مجھسے اونکی حکایت تو سن
علے الزعم جاگینگے سب نوک دم
پھرا تے ہیں رن میں تماشا تو دیکھ

گیا ساحرون نے غضب شور و شر
غضب اٹھتے تھے شکل مار سیاہ
لگے خنگ پر سب وہ میدین گرد
غرض پہونچ رن میں دکھاتے قرار
ہوا حال پھر کیا روایت تو سن
نہ میدان کرینگے نہ نیزہ نہ تیغ
لٹینگے وہ سب تو بھی پھر آ تو دیکھ

یہ تجویز ملکہ وہ سب اہل فوج
چلے فوج لیکر سوئے رزمگاہ
لگے تھے میدان آتے ہوئے
مگر حملہ تن تو عزم فرار
اڑیگا بھلا کون سبہ اشتلم
فراری ابھی ہو نکلے سب [illegible]
وہ ہیبت وہ جرات اب وہ [illegible]

ذرا تھک کے پڑے تو ہوں گے رواں

الحاصل یہ سب فوج شقاوت موج جب آکر میدان میں قائم ہوئی
جادوگر اور ساحرنیاں بعض زمین میں سما گئیں کہ طبقات ارض کی خبر رکھیں اور بعض بالائے ہوا جا کر
قائم ہوئیں کہ اوپر سے کوئی نہ آنے پائے جب یہ درستی ہو چکی جلاد و زرہ کش تسمہ کش وغیرہ طلب ہوئے اور ساتھ
لشکر کی ایک سمت بڑا لکڑ زمین میں نصب کیا اور دار اوسکی برابر گاڑ دی چبوترہ نکبت کا بنایا اوسپر بستر
ہلاکت کا بچھایا اور برق نقلی کو لا کر اوس بوریے پر بٹھایا حیرت و سیرت بھی تخت سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی
اوسکی سواری کے گرد و پیش ہزارہا علم طلائی ہوئے چاند اور مہر سحر کے لگے تھے کہ وہ روشنی بسان قمر فلک دیتے تھے
سواری جہاں سے گذرتی تھی وہ جگہ منور و روشن ہو جاتی تھی صدہا گھنٹے اور گھڑیاں بجتے تھے کہ جنکی صدا سے
گوش فلک کر تھا شور کرنا کی طبقات ارض وغیرہ میں زلزلہ ڈالتا تھا غلغلہ تمام لشکر اور ساکنان شہر رنگین
حصار اور اطراف طلسم کے ساکنوں کے گوش زد ہوا کہ برق عیار شاگرد رشید عمرو نامدار طرفدار لشکر
جرار آج قتل ہوتا ہے بس یہ حال سنکر وہ سب کا قریب تماشا روانہ ہوئے اور سیر دیکھنے اس میدان میں آنے
لگے بہت ساحر مکانہائے بلند پر جا کر ٹھہرے بہت سے اوڑ کے بالائے ہوا ہو گئے کہ یہاں سے اس ماجرے کو دیکھیں
بہت سے درختوں پر چڑھ گئے اب جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے سوائے آدمی ہی آدمی کے اور طائران
سحر وغیرہ کے اور کچھ نظر آنا دشوار تھا شور محشر آشکار تھا بعض اونمیں خوشی مناتے تھے ترانہ عشرت
گاتے تھے کہ ان عیاروں نے بڑی سرکشی مچائی تھی ساحران نامی اور سرداران گرامی شہنشاہ کو بری
بے غرقی سے قتل کیا تھا اور میاں ان عیاروں نے کیسے کیسے اولوالعزم ساحر ذیکو اور کیسی کیسی نازنینان
قمر اندام گل پیرہن جادوگرنیوں کو اس حال خراب سے مارا کہ شیشہ پلا کر اور مقام حیرانی میں پہنچا کر
کر ہلاک کیا ہے اب آخر تا بہ کجا اس ظلم کی یہی انتہا ہے دیکھو آج یہ سرکش گرفتار ہو کر عذاب الیم سے
قتل کیا جاتا ہے ملکہ حیرت جس عذاب سے اوسکو مارے وہ تھوڑا ہے بعض ان کلمات کو سنکر کہتے تھے میاں
سامری کو یاد کرو جمشید کو بھی جو کوئی عالیشان گرامی قدر اسطرح گرفتار پنجہ قضا و قدر ہوا اور ان لوگوں
کو جنکو ہمیشہ وحشی لشکر دیگر سمجھا کیا ہو اونکے ہاتھ سے ذلت اوٹھائی مگر یہ بھی امورات تقدیری ہیں
اور ہمیشہ سے اس دہر غدار اور فلک کج مدار کا یہی نقشہ ہے یہ سفلہ فراخ دوام سے عالی ہمتوں کا دشمن ہے
جنہوں نے بڑے بڑے ناموروں کو ہزارہا ذلت و خواری سے قتل کرایا ہے خاک میں ملایا ہے کیا تمہیں جمشید کی یاد
نہیں کہ کیسا نامی نامور جاگتی جوت کا تھا جو چاہتا تھا وہ تقدیر کر کے کر دیتا تھا تخت اوس کا

دوش دیوان پر رکھا جاتا تھا اور ہوا کے بالا ہوا جا کر جلوس فرمایا تھا اپنے عہد میں کیا کیا چیزیں اوس نیں پیدا کیں کشتی دریا میں اوسنے چلائی کپڑا اپہنا لوگونکو سکھلا کر سکو عار برہنگی سے بچا لیا عمارت بنانا اوسنے خلق فرما کر سکو بربادی سے بچایا صحرای پریشانی کے سبب گمراہ تھے اپنے اپنے مسکنوں میں آکر بآرام تمام سکونت گزیں ہوے تمام عالم میں اوسکی تصویر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اور وہ بھی خدائی ایسی کرتا تھا کہ آج تک ہلوگ اوسکی پرستش کرتے ہیں اور اوسکو اپنا معبود برحق جانتے ہیں گو اوسکا ایسا فیض ابتک جاری ہے لیکن باوجود ایسی شوکت وعظمت وقدرت خالقی کے ضحاک ماران ایک شخص ادنی بندہ اس مالک کا ایسا زبردست ہوا کہ اوسنے خداوند کو کس ذلت وخواری سے قتل کیا یعنی خداوند کو پہلے شکست دیکر آوارہ دشت ادبار کیا پھر تلاش کرا کر اوسکو زندہ قید کرایا اور مچھلی کی ہڈی کا آرہ بنوا کر چیر ڈالا اور ایک خداوند کے دو ٹکڑا ڈالے اسی طرح سے یہ فلک سفلہ پرور دنی طبیعت ہے کہ ایک وتیرہ پر اسکا مزاج نہیں رہتا ہے گاہے چنان گاہے چنین ہمیشہ دشمن

جہان ناموران ہے کہ نظم

نہیں رکھتا جہاں عیش بنیاد
سدا مینا سے اوسکا مورد سنگ
نہ بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ
ملا خاک میں کیا کیا تو مہ چہر
کہو پاکیزہ گوہر یاں نجوڑا
تجھی سے گل سدا آشفتہ وش ہے

غنیمت جان دنیا عالم یہ تو دم
نظر آتا ہے زیر دامن باد
جو کرتا ہے تلون دہر کا گل
بہو نہرہ نشان و ودلیہ ہے داغ
یہ کس ہنر ہے نے سر ایسا اوٹھایا
جیسے سنگ جفا سے تو نہ توڑا

کہ عرصہ اس ہوا کا ہے بہت کم
خوشی کا جھلکے ہے جب بادہ میں رنگ
کہاں ساغر کدھر شیشہ کہاں ل
ارے ای گردش افلاک بے مہر
نہ جسکو خاک میں تو نے ملایا
تیرے ہاتھوں سے بلبل نالہ کش ہے

غرض بیان تو یہ ہنگامہ قتل برق برپا تھا ادھر حال سنیو کہ جاسوسان لشکر مہرخ جو یہاں موجود تھے اونھوں نے مضطر و بدحواس ہو کر اپنے تئین خدمت ملکہ مذکور میں پہونچایا اور سر عجز و نیاز سامنے جھکا کر دعا و ثنای پادشاہی بجالا کر کہا کہ ابیات

یعنی اے پادشاہ ذی عزت
دامن خلق کا یہ ہے آئین
دشمن دہر میں چہار طرف
تیری بخشش نے دشت رکے تئین

تیری شمشیر فرق دشمن دنیا
نیچہ آفتاب سے جس طرح
ایک مفلس جو ڈھونڈھے تو نہیں
دست دریا ابر گم کرے ہے عدو

رفعت جود وست سے تیرے
بہرہ ور ہو ہمیشہ ردی زمین
غنچہ کے بھی گرہ میں بند کیا
یاد کر تیری تیغ و خنجر کین

رزم آگ بگولا ہو گئی تھی غصہ کی صورت آشکار تھی وہ شعلہ ہای سحر کا تا بفلک سر کشیدہ ہونا خانہ پیر فلک
مین آگ لگجانی کا دھڑکا وہ آندھیونکا سحر کے زور زور نکلنا بجلی اپنی سات پھیرون کی خیر مانگتا تھا یہان
سات پھیرونکا بہوس سحر کرنے کو مانگا یا تا تھا تمام عالم مین شور شور قیامت برپا تھا کہین ابر سحر چھایے
تھی کہین برق طپان تھی کہین گھٹا مین سو رنگ چھائی تھی کہین اوسی کالی بدلی مین سانپ برس
جاتی تھی آج تو آسمان نیلگون بھی ایک طاوس سحر معلوم ہوتا تھا جسپر فتنہ جادو نام ساحر سوار تھا
جسکے ہرایما سے زمانہ مین حادثہ آشکار تھا کسی ساحر نے چاہا تھا کہ نسر طائر کو پکڑ کر آج سواری یون کسینچے
کرگس سپہر کا ٹھرا کھینچنے کی نیت کی تھی کہ اوسکو بھی بیگار مین پکڑون ہر ایک ساحرہ آفت روزگار
فتنہ دہر آشوب زمانہ تھی وہ ملکہ بہار کے حسن کی کیفیت حسن جسکا ہرا بھرا تاج ترچھا سر پر رکھا جوڑا
بالونکا باندھا گویا ہزار بلاؤن کو اس آفت زمانہ نے قابو مین کیا تھا یا بلاؤن کے لیے وہ کالا جلی نہ تھا جسکا
تابندہ فلک حسن کا آفتاب تھا جسکے نور مین وہ مقام کیا کشور دل عشاق جتاب مین بھی نور دتاب تھا
وہ لباس رعنائی اوسکا خاطر دہر مین آگ لگاتا سینہ بھرا ہوا سپاہ دلیری کا سر تاج بنا ہوا قامت رعنا
قیامت ڈھاتا ہے اسی طرح صرصر سحر چشم کی شوکت و شان پر عالم عالم قربان تاج شاہی سے انور فرق مبارک
فرمانروائی سے جسم نازک محلی جامہ قبا شہنشاہی سے عروس سلطنت کو جوبن اسیطرح مخمور مست چشم نشہ
شجاعت مین چور بادہ حسن و خوبی سے سرشار و مخمور وہ اوسکا ٹھلا کرتا سہ دوار چلنا نشہ عشاق کے ہرن
کرتا ہر غمزہ و ناز اوسکا کشور دین و ایمان کو تاراج کرتا دیار حسن مین تاراج کرتا اوسی طرح ہر ایک ساحرہ
کی عظمت صورت حسین رنگین پر نثار ہمہ تن آرایش و تزئین یہ سب عرصہ شجاعت کی یل یگانہ دہر دریا ہے
جلادت کے نہنگ طرفہ تر باغ ستمگری کی گل آسمان لاوری کی انجم بے تامل نرم حسن و ناز کی مل اپنی اپنی رسوان
پر اسپ جادو چشم سوار ہو کر آگے بڑھین صدا ے روانگی لشکرین دنیا معمور ہوگئی وہ غلغلہ بلند ہوا کہ رستم اپنی گور
کو دشت پر تیغیر بازندان سمجھا سہراب لشکر افراسیاب کی شوکت اتحاد ہمہ عالم مین بھولا یہ عالم تھا کہ بموجب ہدایات

اڑتا گرد ستور ودہ سپہر	چلی شعلہ وش فرق کفار پر	بس اے شور غوغا ے تدبیر بس
یہ تدبیر ہے سوے تقدیر بس	دغا مین ندامت ہے کب ہے اثر	نہین یار لگتی ہے کاغذ کی ناؤ
مسرت ہے کیون اس مغفرت کو دیکھ	دراؤ فوج حیرت کی شامت کو دیکھ	بس اے سطوت سحر ہو پائمال
ذرا دیکھ گردان کا دین کا جلال	لڑائی مین ہمت ہے ایسی بے خبر	دکھاتی خدا کو ہے جرأت کی سیر

ظفر آب ہے معرفت کرم گستری	جاتی ہے لڑنے کو مہرخ جری	ہوسکے کب بجا ہو کے وہ نیام
جو راہ خدا میں ہے کھنچی حسام	وہ تارے نہ جب تک ہزاروں کے سر	اسے رن پہ چڑھنے سے کیا ہو حذر
جہاں میں جو تلوار کے ہیں دھنی	وہ ہیں زخم تیر اجل سے غنی	نشہ نامور مہرخ تاجدار
ہوئی پھر ہے آمادہ کارزار	حیران کیا اوسنے جنگی زمیں	لیے قتل کفار دل پر ہوس
روانہ ہوئی سوے میدان شتاب	ہر اک ساحرہ ساتھ تھی کامیاب	اس جانب سے تو یہ لشکر ظفر پیکر روانہ

ہوا گر حیرت کو بھی پران سحر نے خبر دی کہ مہرخ لشکر لیے جان دینے پر آمادہ آتی ہے بہت بڑی لڑائی ہوگی یہ خبر سنکر حیرت نے اپنے ساتھ کے ملازموں سے کہا کہ جلد جاکر جلادوں کا بھی رہا نہ دیکھو برق کا سر کاٹ ڈالو ایک ساحر خود سر یہ حکم سنکر اٹھا اور برق نگرو دی ہوا سے سر برق نقلی پر گرا جلاد کو تیغہ پھینک کر علیحدہ ہوا ہے مگر سر برق فرنگی وہ بجلی سحر کی کاٹ کر پھر بلند ہوگئی اور غوغا ہوا کہ وہ مارا حیرت نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے لگے اور کارپردازوں نے جلد فیل تو موجود تھا لاش برق کو پای فیل میں باندھکر روان کیا اور سر کو اوس بلی پر جو میدان میں نصب تھی اونچا کیا یہ عالم تھا کہ گردن کی رگوں میں خون تازہ جاری تھا اور آنکھیں برق فرنگی کی حسرت آلودہ کھلی تھیں گویا بچشم عبرت ہر طرف نگران تھا کہ انجام کار سب کے گوشہ مرقد کا اور گیا ہوتا ہے دیتی کوتاہی خاک و ریشا اور بچھونا ہے بال بکھرے بکھرے اوسکے خون میں رنگین ہو گئے تھے گویا مشاطہ اجل نے اوس بہادر مجاہد کی ریش و گیسو سر کو خضاب کو کیا تھا اور راہ میں سر سے آگاہ فرمایا تھا کہ اے بہادر اسطرح کا مرنا کسکو نصیب ہوتا ہے تو سرخروئی جاوید پا گیا شہیدوں میں اپنا نام لکھوا گیا طبل فتح و بشارت کی آواز کان میں لشکریان مہرخ کے بھی پہنچی مہرخ نے ترتیب لشکر کینہ جو علم پہنچ چکی تھی کہ طائران سحر روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ اے ملکہ کام ہمت برق فرنگی کا تمام ہوا یعنی وہ سیاح باغ بہشت ہوئے تمام لشکر ساحران

حیرت میں خوشی ہو رہی ہے بپا	ہوتی سے بجاتے ہیں سب تالیاں	بہار رنگ لاتی ہیں نکہت فشان
ہوا شور لبس اہل اسلام میں	بپا اسکا مجمع عام میں	خبر سنکے یہ سب تھے اندوہگین
گریبان مہرخ نے پھاڑا اودھر	ملکہ بہار و مخمور نے بھی اپنے اپنے گریبان چاک کیے اور شور و نالہ و گریہ اوس لشکر	

میں بلند ہوا گویا وہ زمین آرائش بحساب بر [illegible] کی تھی یا ایسی نہ تھی کی کہ فوج اندوہ یاس نے جدائی لشکر غم گھیر لیاں بیکسوں نے شکست فوج الم کے بپائی علم ایسا کچھ پریشان ہوئے کہ بال اپنے سر کے کھولدیے جاتے تھیں

کف افسوس ملنے لگیں طبل دوبل سر پیٹنے لگا اور چوب غم سے یقین تھا کہ سر اپنے پھاڑ ڈالیں گھوڑے نشکر کے نیچی کرنے لگے بال ایال کی اسطرح اونکے کھل گئے کہ جیسے زن سوگوار با موے پریشان گریان ہوتی ہے آنسو آنکھوں سے مرکبون کی بھی رواں تھے تیرا یسے جیب دشمن تھے کہ سن سن چلنا بھول گئے زد ون نے ندامت و حیرت سے سر جھکا لیے ہر علم کی شکل نخل ماتم بنی فوج مین ابتری ہوئی پلٹنیں ہلنے لگیں رسالے میدان جنگ کی چھوڑ کسالی کمانیں یار اندوہ سے پست خم ہو گئیں ترکش بسان دل تنگ تھے سنانون پر طعن و تشنیع کا وقت آیا کہ سر برق کٹا اور نیزے کچھ نہ ہو سکا پیادے اب مرنے پر آمادہ ہو گئے سوار سوگوار ہو کر جان حزین سے تنگ تھے جینا ننگ و عار سمجھنے لگے ہر طرف یہی ذکر و تذکرہ تھا افسوس اس مہر عالی گہر کی وہ پاکیزہ صورت وہ اسکی نیک سیرت وہ تدبیر عیاری سب سے بہتر وہ رفیق جان نثار وہ دوست پرور افسوس ہزار افسوس کہ ایسی بھی صورتیں صفحۂ روزگار و مرقع دہر سے مٹتی ہیں قلم قضا ایسے نام بھی دفتر ہستی سے کاٹ دیتا ہے اے روزگار بے مہر یہ کیا تیرا دستور ہے کبھی تو کسی کو خوش و خرم دیکھ ہی نہیں سکتا ہے اس نوبادہ گلشن عیاری و سپہ گری کو تو نے یوں دست بردِ خزان مرگ کیا حیف صد حیف اوس آفتاب سپہر گرم گستری کو تو نے یوں سحاب اجل میں چھپایا کہ ابیات

بہ رنگ گل گریبان چاک و مضطر
کوئی ڈالے تھا سر پہ مشت خاک
ہوا جو مہر اس حالت سے آگاہ
لگے کرنے اونھوں کی لوگ تسکین
ہے یاں دم مارنیکا کسکو یارا
بیاید رفت زین کاخ دل افروز
ہنگام رہیں ہیں ہزاروں روئے کاکل

ہر اک اوس فوج میں حیران و ششدر
تھے غنچے واں کے سب اس غم سے دلتنگ
نیا سرتا قدم وہ صوت آہ
کہ گویا تھے ہزاروں نالہ و آہ
نہیں ہم یکو صبر از صبر چارا
نہ جان انتقال عالم دیر یا ہیں
تماشے اس چمن کا سنبل و گل

کوئی کرتا تھا تن پر پیرہن چاک
نہ تھا پھولوں کے منہ پر مطلقا رنگ
پھر آخر جسطرح ہے رسم دآئین
نہیں واں کے گئے کو اسطرف راہ
اگر صد سال باشی در یک روز
یہ سب سے لئے خوردست قضا ہیں
یہ جتنا تختۂ روئے زمین ہے

ہر ایک خطہ یہ یہاں اک نازنین ہے　　غرض و غیرہ نے کہا آخر تو مہتر برق فرنگی شہید ہوا اور ہمکو بھی انجام کار

ایک روز روئے گور دیکھنا ہے پھر نام ہی کر کے کیوں نہ مرجائیں جب دنیا ایسا رفیق مہتر شفیق جہان سے گذر جائے تو زندگی بیکار ہے اب ہم کیا منہ خواجہ اور رفیقان کو دکھائینگے لازم ہے کہ آج بغیر قتل کیے حیرت کے میدان رزم سے نہ پھریں اور خون برق فرنگی کا عوض جان و مال اس غیبانی حیرت سے لیں افسوس جب ہم سے حضرت عام ذوالرحال جلاد و عیاری مہتر مرحوم بیان کیا تھا جبھی ہمکو اونکی مدد کیلئے جانا چاہیے تھا

رای غفلت و نادانی کہ تمنے کچھ غور اسوقت نہ کیا اور یہ زمانہ آگیا کہ اپنے مہربان کو ہاتھ سے کھو بیٹھے
اے مہاراجہ اب نہ رکو چل کر اس لشکر ضلالت اثر پر گرو پس یہ حکم سنتے ہی مخمور و بہار و سرخ رو
نافرمان و مشکین و برق و رعد بکڑ دیکڑ تلواریں اور حربہ ہای سحر آمادہ مرگ و مہیای قضا ہو کر
سواریاں اپنی اپنی بڑھا کر چلے یہ تو ادھر چلے اور اسطرف عمرو بن امیہ ضمری جو مہرخ سے جدا ہو کر
صحرا مین گیا تھا اور فکر رہائی بیران کر رہا تھا اور درہ کوہ مین ساحر بنا ہوا کھڑا تھا غلغلہ آمد لشکریان
سنکر جانب لشکر یہ بھی چلا اسطرف سے قران آتا اوسنے خواجہ کو دیکھکر پہچانا اور سلام کیا اور رونے
لگا عمرو نے کہا خیر تو ہے قران نے جواب دیا کہ اوستاد ہر چند کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین مرگ سے ہر شخص کو دو چار ہونا ہے شعر

کچھ بھروسا زندگانی کا نہین		دم مین یاں کیا جانے کیا ہے کیا نہین

ایک جانور اس طلسم کا تیر لوگونکا تشنہ خون ہے برق فرنگی تو پتلا انسان تھا اور اوسکا گوشت
پوست سب آدمی ہی کا تھا کچھ فولاد کا نہ تھا اسفندیار تو ازدھات کا بنا تھا جسکو پنجہ قضا نے نہ چھوڑا
اے اوستاد مینے یہ حال برق کا سنا ہے کہ آج وہ داخل بہشت برین ہوا لیکن میرے دلکو یقین نہین آتا
خدانخواستہ برق مارا جاتا تو ایسا صدمہ جانگاہ دلکو ہوتا جسکا حد و پایان نہین بس مجھکو اصلاح
ہے بلکہ ہنسی چلی آتی ہے کون کمبخت کسیطرح کا رنج و گزند دلپر معلوم نہین دیتا عمرو نے کہا اے قران
تو سچ کہتا ہے مینے بھی یہ خبر سنی تھی لیکن بقول تیرے مجکو کچھ ملال نہین حالانکہ برق بجای میرے فرزند دلبند کے
ہے یقین تھا کہ اس خبر کے سننے سے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے بخلاف اوسکے مجھے رونا آتا ہے نہ کچھ صدمہ ہوا یا
جاتا ہے دل باغ باغ ہوا جاتا ہے ہر چند چاہتا ہون کہ تھوڑی دیر روؤن مگر مطلق آنسو نہین آتا
مین جانتا ہون شاید برق نے یہ بھی کوئی عیاری کی ہے کہ اپنے تئین قتل کرایا ہے قران نے کہا تو یہ امر ہے
یا شاید دشمنون نے اوسکی صورت کا کوئی پتلا بنا کر قتل کیا ہے اور اپنے دلکو بہلاتے ہین عمرو نے کہا مشکل
یہی بات ہے ورنہ ہنسی کیون چلی آتی ہے ع دل کو بھی رکھتا ہے دل کی خبر، برق پر کوئی حادثہ ہوتا تو
معاذ اللہ نہین معلوم اسکا کیا حال ہوتا اچھا چلو اس امر کو بخوبی دریافت کرین یہ کہکر دونون روانہ ہوئے
اور اس سر جوبلی مین تماشا کیا ہے دیکھتے چلے ادہر سے ضرغام آتا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا دیکھونے اوسکو
پہچانکر بلایا کہ ای بھائی ساحر زادہ ضرغام عمرو قران کو پہچان کر قریب گیا اس سے پوچھا اری میان تمکو
ایکحال بھائی برق کا بھی معلوم ہے اوسنے کہا کیا خوب مین وہ تو ساتھ ہی تھا یہ ماجرا گذرا کہ مین اس طرح

سیوتی بنکر یاقوت کی یہان گیا اور افراسیاب کو عیاری کرکے بیہوش کیا مگر پکڑ لیا وہان بھائی صاحب
یعنی برق نے جاکر گڑھ ریا بنکر داروغہ مطبخ خانہ حبیب کو بیہوش کرکے اوسکی صورت بنکر حبیب کو اور اونکی
دونون ماموں اور اوسکی مان جاسوس کو مارا اور چادر اور دیہ خاک کا لیکر اوسکے لشکر کو قتل کر دو سوے
افسرونکو مارتے ہوے حیرت کے لشکر مین آئے اور حیرت کو مع اوسکے رفیقونکے بیہوش کرکے مجھکو چھڑایا پھر حیرت
کی چوٹی کاٹ لی اور بہت ساحرونکو قتل کیا مین اوسوقت تک شریک حال تھا پھر افراسیاب آیا اوسکو
بھی بیہوش کیا اور بہت ساحرونکو مارا آخر صرصر وغیرہ عیار پہونچے آکر روکا اور ہر طرف سے بحکم افراسیاب
اونپر نرغہ ہوا اوسوقت اونہون نے مجھسے کہا کہ اب مین بھی یہان سے نکلتا ہون تم نکل جاؤ میرے پاس چادر
ہے سحر اثر نہین کرتا ہے تم پکڑ لیے جاؤ گے مین اونکے کہنے سے نکل آیا اور اونکو کل ڈالکر بسبب عیار پیچون کے ساحرون نے
پکڑ لیا پھر مجھے نہین معلوم کہ اونپر کیا گذری اب مین بہت نادم ہون کہ کیون اونکے ساتھ چلا آیا کاش اونکے
ساتھ مین بھی قید ہو جاتا عمرو و قران نے ضرغام کی بہت تعریف کی اور کہا عیاری کا فن بھی یہی ہے کہ ایک
پھنسا ہو دوسرا نکل جاے اور اوسکی مدد کرے تمنے بہت اچھا کیا جو چلے آئے ہمکو یقین ہے کہ برق شہید ہو گیا ہوتا تو
حواس درست نہوتے وہ زندہ ہے ضرغام نے کہا اب مین جاتا ہون پتہ لگاتا ہون تو خبر لاتا ہون اور عیاری
کرتا ہون اے بایمان خود اگر بھائی صاحب جنت نشین ہوے تو بغیر اونکے قاتلون کے مارے چین نہ لونگا
عمرو نے کہا ہمارا بھی ارادہ ہے غرض یہ تینون بھی اوسی لشکر کیطرف روانہ ہوے ادھر مہرخ جو فوج لیکر چلی
تھی اور قریب لشکر حیرت پہونچی تھی بس اس لشکر ضلالت اثر پر پہونچتے ہی حربہاے سحر بکار گری اتیغ عالم
ہوا دریا فوج مین شمشیر بران کی چمک اور خنجر جانستان کی لپک سے معلوم ہوتا تھا کہ بحر زخار پر قہر موج مار رہا
تھا ڈھالونکا ابر سیہ رن مین چھایا ہوا ہے بخت سیاہ بر سر عداوت آیا ہوا ہے سر مین کلنک کا ٹیکا بنکر ہر ساحر کے
ماتھے پر لگا ہے سر خجلت ہین دنیا کی ہوا بدل گئی ہے تیرون کی بوچھار پڑتی ہے تیغ و تیر و تبر کے شن شن چلنے
کی ہوا جو پیدا ہوتی ہے اوسی جگہ وہ سب مجتمع ہوتی ہے دریا خون رواں تھا روح کے ساتھ جسم ساحران
بھی اوس دریا مین رواں دواں تھا سر حباب کی طرح بہتے نظر آتے تھے یا اوس دریا کے سراسر کشیدہ ہو رہی
تیغ و خنجر آبدار مثل موج لہراتے تھے نیزے نہین شعلہ تیغ کی لپک دو دھون آگ لگائی تھی جان بچتی نظر نہ آتی
تھی زورق حیات کو سلامتی کا کنارہ دور تھا تیرگی بخت سے فروغ اقبال کا رنگ مثل صبح کافور تھا
آفت عظیم برپا تھی بہادرون مین تو یہ آفت تھی ساحرون کے اوپر بھی قیامت ڈھائی تھی آگ برسا کر بحر لقا دت

منج مین آگ لگائی تھی کسی نے دریاے آتش پیدا کرکے پانی کا دریا بھی جاری کیا تھا گویا آگ لگاکر پانی کو دوڑا تھا پیر جان لینے کی تدبیر مین تھی خون کلیجہ کا چاٹتے تھے کارد سحر دل و جگر کاٹتی تھی ہوا تند چلتی تھی طائر روح اوس ہوا مین تباہ پھرتی تھی آشیانہ جسم چھوڑکر کہین مسکن نہ ملتا سواے دوزخ و جہنم کے کہین گذر نہ تھا آفت کا ہنگامہ پڑا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوئے سب دلیران دین ڈٹ کر
لگی کانپنے ساری رن کی زمین
کہین تیغ چمکی کسیجا سنان
یہ مرکب کٹا اور راکب گرا
قیامت کی چالس تھی آفت کا زور
بھرے تھے فتیلون کے سب دشت و در
بڑھی تھی جو ساحر سوی فوج دین
نحوست اڑانی لگی سر پہ خاک

یکایک صف کفر پر جا پڑے
لڑے منہ پہ تلوار کے جنگجو
کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان
کسی پر تبخیر کسی پر تھی شان
لگی بہمن و سام و رستم کی گو
جری سب تھے خون مین نہائی ہوئی
وہ سب بھاگی آخر کو اک سو لعین
ہجوم عدو مین پڑا انتشار

اوٹھا شور تکبیر مردان دین
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
گری لاش پہ لاش اور سر پہ سر
گرجتے تھے گھوڑے اوٹھائے ہوئے
قدم ڈگ گئے ہو گئے بیم ناک
سپاہ عدو دکھا کر ہوئے سب فرار

اوسوقت حیرت بدسیرت اوس لشکر مین نہ تھی سر برق جب کٹ گیا تھا اوسوقت وہ از بسکہ نازک دماغ بہت ہے ایک لاکھ ساحرونکا پہرہ اوس پلی پر کہ جسمین سر برق کا لٹکایا تھا مقرر کرکے اور ایک لاکھ ساحرونکو اوس فیل کی نگہبانی پر کہ جسمین برق کا جسد بے سر بند ہوا کر حکم تشہیر دیا تھا مقرر کرکے آپ داخل بارگاہ نکبت آشتباہ ہوئی تھی یہان مہرخ نامور نی اون دو لاکھ ساحران غدار کو مارکر بھگا دیا بہت سے کنارے جہنم کے گئے بہت روبفرار لائے اور کئی گروہ زخمی اور شکستہ حال جانب حیرت بدخصال زار و گریان چلے مہرخ نے پلی پر سے سر برق کو اوتار کر اپنے سینہ سے لگایا اور گریہ درد آلود ایسا کیا کہ فلک پیر کو بھی یقین تھا اشک خونی رونے لگا مہرخ سے بہار نے لیکر وہ سر انور سینہ سے چپکان کیا اور اسی طرح باری باری سے ہر ایک ساحر جلیل القدر گود مین اوس سر کو لیتی اور رخسار پر انور پر بوسہ دیتی اور سینہ سے لگاتی منہ سے منہ ملتی اور کہتی کہ ای عیار نامور افسوس کہ ہم زندہ رہین اور تمھاری لاش کو ایسا ہلکین نے ڈبیے دیکر گرفتار اعدا دیکھین اور دشمن اوسکو ہاتھی فیل مین بند کرکے تشہیر کرین اور کوئی اوس لاشہ کا کفیل نہو کوئی کہتی کہ ای سیل گریہ آج اسطرح امڈ کر آ کہ بستر چرخ گردون کو نی بہان کری کہ ای بحر اشک ایسی آج طغیانی دکھا کر تا بعرش بڑھ جا کسی کا بیان تھا

کہ اوہ ناہ رسا آج تو کنگرۂ عرش ہلا دے اے دیدۂ نمناک عالم کو ڈبا دو کوئی سہر برق سے مخاطب ہو کر بیان کرتی کہ
افسوس تمکو کچھ اس طلسم مین اگر راحت نہ باقی جہان سے آذوقہ ہی بیچ دگر تمکو ایک روز بھی روے راحت آئینۂ عیش مین
تمنے دیکھا اسی طرح زار و نزار مانند ابر بہار کے چھین بار زار گرسب رو رہے تھے اور ساری فوج اور افسران سپاہ
اور بہار وغیرہ جملہ سردار دھاڑین مار رہے تھے اور واقعی یا سعروف شیون و شین تھے نالہ جانسوز کا دود آہ ایسا
ہوا ہے کہ آجتک سیاہی بخت بنکر بد قسمتونکے ساتھی آجاتا ہے اور ضمین کا خاک بادل نے اوتار لیا ہے جو اشک برساتا ہے کہ بقول مؤلف

کون یہ روز ازل رو دیا تھا نالان ہوکر ۔ اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہوکر

وہاں کی نالہ و شیون کی کیفیت کیا بیان کیجائے ہر شخص با دل غمگین و بچشم اشک آگین گریہ و بین کرتا تھا اور یہ حال اوسکا تھا کہ ایسا حسرت

ہر اک کا حال تھا ہر دم تباہی ۔ تپان تھی جس طرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا اڑاتے تھے کبھو خاک ۔ کبھی چون گل کرے تھے پیرہن چاک
کبھی نوچے تھی سر کے بال غم سے ۔ کبھو نالان تھے فرقت کے الم سے
کبھی کہتے تھے ہے ہے یہ ظلم ۔ گیا ہے کس امیدون ساحر دم
دماغ اپنا جلائے تھے زن و مرد ۔ وے افزودہ تھا ہر لحظہ وہ درد

یہ تو اسطرح مصروف نوحہ و بکا ہیں اودھر وہ ساحر جو انکے ہاتھ سے شکست کھا کر روبفرار لائے
حیرت کی بارگاہ دو کوس پر تو تھی ہی بہت جلد قریب تر اوسکے پہونچ گئے اور پکارے کہ اے
ملکہ دہائی ہے فوج عدو کی چڑھائی ہے حیرت پر نکبت ہو جب صدائے استغاثہ و گریہ انکی سنی سامنے انکو
بلایا اور پوچھا کہ تمکو کسنے ستایا انہوں نے ملکہ مہرخ کا اگر گرنا اور لڑنا اور بھاگنا اور برق کا سر اوتار
ملکہ مذکور کا رونا سب عرض کیا حیرت جادو بسان شعلۂ جوالہ کے یہ حال سنکر بھڑک اوٹھی اور پکاری
کہ اے یاقوت جادو نفیر کا دی فوج مین بجا کر اپنے تخت پر سوار ہوئی اور یاقوت و زمرد ملکہ شمسہ
نگین ملکہ خورشید آتشی اور ملکہ پروین آسمان گرد اور ملکہ سحاب دریا باری اور سہیل ستارہ پیشانی و
ملکہ زرنگار ماہی خوار خرچنگ فنی سوار وغیرہ ساٹھ ستر ہا شاہزادیونکو جو بڑی بڑی جادوگرنیان
اور ناظمہ طلسم ہین اور جنکو لاکھوں ساحرونکی مالک ہین اون سبکو حکم بھیجا کہ جلد تیار ہو جاؤ کہ آج
مین باغیون کے نام و نشان کو مٹا دونگی یہ حکم پہونچنا تھا کہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکارا ہو گیا
ہر لشکر مین طبل و بوق سحری کی بجی کرۂ ہوا نے آپسمین کہا کہ اب ہمارا رہنا بھی عالم بالا پہ دو بھر ہو نرہو نزہوگا

اور اصل تو یہ ہے کہ قدم گیتی معلوم نہین ہوتا پھر اب ان آسمانون کے پھرانے چھپ پڑون کو چھوڑ کر کہان جاتین سچ تو یہ ہے کہ اپنی گرگیا چھوڑی نہین جاتی ہے آسمان نے کہا مین خود سر پر پانون رکھے ہون بھاگنے کا ٹھکانا ڈھونڈھتا ہون اگر دوزخ مین جاون تو کفار بد سے وہ جگہ بھری ہوئی ہے کہین تل رکھنے کا ٹھکانا نہین اگر جوار رحمت ایزدی مین جائین تو وہان اہل اسلام کا مجمع ہے مگر خدا کی رحمت بہت بڑی ہے پس از سیر نظر کرکے ٹھہر گئے ہین فلک پر تو یہ حال تھا زمین پر بھی یہی بھونچال تھا طبقات ارض ہل رہی تھی تو زمین گھبرا گئی سر پٹکتا چاہتی تھی بہوت ارض بحر اضطراب مین غوطہ مار کر بھاگا جاتا تھی وہ ہل چل پڑی تھی کہ انقلاب دہر کو ہوگیا تھا اوسی دن سے زمانہ انقلاب کرنا سیکھا ہے پچیس لاکھ ساحر اور بیس لاکھ جادوگرنیان اپنے مقام پر سے سوار ہوکر جب چلین گا تو زمین پکاری کہ مین چلی الحفیظ والامان تیاں نیز دستیان جھنڈیان استقدر اڑتی تھین کہ ایک وردی زمانہ کو بھی شاہ دہر نے عنایت کی تھی روی ہو اتنک لباس پہنے تھا جو سبز و سرخ و زرد ملون تھا نہین نہین سرخ جھنڈیون سے یہ ثابت تھا کہ دل چرخ ایسا جلا تھا کہ چنگاریان اوس سے نکلکر اوڑتی تھین ترسول پنسول استقدر بلند تھے کہ پشت ساہی دہر مین کانٹے نکلے تھے نہین نہین خار حسرت سینۂ جگر فگاران سے نکلکر ہوا پر جمع ہوگئی تھی یا عقرب فلک نے نیش اپنے نکالے تھے ناچخ تیغ تاریل ایسے اچھلتے تھے کہ چرخ ستمگر نے یہ فخر زہر آلود کل آسا ساکنان دنیا کو دیے تھے جدہر نگاہ جاتی تھی دنیا اون پھلون سے مملو نظر آتی تھی طائران سحر نے خانہ دنیا کو اپنا گھونسلا بنالیا تھا چھری دل اڑتا تھا کہ اگیارہ آتی تھی سوا اون جانورون کے دو کسی طائر کو رہنا دنیا مین دشوار تھا بے ہوا جانور نہ بسے پھرا تھا روی گیتی ساحر دشمن سے پٹا ہوا تھا وہ درون کی پھنکار تھی یا دہر خدا نے نقش زہر آلود بھرا تھا شور ایسا بلند ہوا تھا کہ صور اسرافیل بھی اس لشکر کا ایک ضعنگا تھا شور محشر ایسا تھا جیسے کوئی تخلیہ مین چپکے چپکے راز کہتا ہے اوس غلغلہ کے سامنے غوغا ہے فتنہ و فساد تمامی مین بات کہنے کی جگہ نہ تھا وہ لشکر دون کی ریزہ آبی و آتش کا باران وہ آندھی کا طوفان یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ بدل گیا ہے اس دنیا کا اور ہی کچھ نقشہ ہے خاکدان دہر نیرنگ خانہ افسون کا افسانہ ہے صفحۂ دہر اور ورق حیات کتاب سحر ہو رسالہ نیرنگ ہے قہر ہو کہان تک بیان ہو یہ اس لشکر کا ہنگامہ تھا کہ ابیات

تھا لشکر وہ تھا وحشت کا ساماں امید زیست اوس سے ہر نہ ہون وہ	جسے دل دیکھکر ہوتا پریشان پڑھے وہ سحر ہر جادو کمین سے	تھی راحت سے شکل بخت مہجور طپش دوزخ کی پیدا کی زمین نے

کمر مرنے پہ تھی ہر اک نے باندھی
جنہیں تھا یاد خونخواری کا لیکھا
ہر اک تھی جادوگرنی ماہ پیکر
نہایت عشوہ گر دلخواہ و دلجو
غرض یہ لشکر خونخوار و مکار

پڑا غل ہر طرف کو آندھی
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
حسین و شوخ و طرار و ستمگر
اکوئی اونچیں تھی انسان پری رو
چلا مہرخ سے لڑنے کو تیکرار

ہر اک ساحر تھا یا اک دیو بد تھا
نہایت تیرہ دل بد خو ستمگار
بشکل مہر تابندہ پری رو
نہایت زشت پیکر اور بدخو

تمام فوج تا پہنچا جب قریب لشکر

مہرخ نیک کردار پہونچی طایران سحر اور جاسوسان فوج ملکہ مہرخ کو اطلاع کی کہ ملکہ روز تا پہنچنا موقوف کرو ہوشیار رہو کہ ملکہ حیرت جادو لکھو کہا ساحر اور بڑے بڑے ساحران افسر اور سرداران نامی اور بہو کا لشکر لیے آمادہ رزم و پیکار آتی ہیں مہرخ نے کہا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حیرت کی فوج نمودار ہوئی اور گرد اس سد رہ چھا گئی کہ خاک کسی کو سوجھائی نہیں دیتا ہے اور کوس دمامہ اور نوبت آگے آگے گرجتے اور نکمریان ساحرونکی اور غول جادوگرنیون کے اور علم اور نشانون کے پھریرے کھلے ہوئے زمین اور آسمان ہر چہار طرف سے آتے معلوم ہوئے مہرخ نے پھر نفیر سحر کو دم دیا کہ تمام لشکر صف کھینچکر اور ساحرنین و آسمان سے اتر کر ایک طرف کو یکجا ہو کر قائم ہوئی مگر ابھی جنگ و جدال میں اور آمد لشکر میں وہ دن تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ آتا تھا کہ شل سر برق فرنگی آفتاب آغوش فلک سے نکلکر گورستان مغرب میں گیا اور بسد تابان پائے ظلمت شب میں بہ عار کشان کشان جانب ملک عدم کھینچا گیا کہ نظم

اٹھا غصہ سے زمین کو مہر نور
اور بڑھا وعدہ چلا جاتا ہے اک سو غضب کا
ہوئی تابان جمال شعلہ ہر سو

بشکل رنگ ہوائی رنگ رہ ہو گیا
بڑھا ایسا کہ آنکھوں سے نظر گم
ملا آرام کا ہر اک کو تب بو

کھلا آخر سما زلف شب کا
نہ تھا ثابت کہاں ہم اور کہاں تم

سر تمام حیرت نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا کثیر ہے اور عیارونکا لشکر مہرخ میں انتظام ہے ایسا نہو کہ ہمارے لشکر میں بد انتظامی پھیلے اور آپس میں لڑائی ہونے لگے پس مناسب ہے کہ آج اس رات کو اسی جگہ اتر کر چار طرف سے اس لشکر مقہور دشمن کو گھیر لو اور طبل جنگ بجا دو کہ وہ سب بھی آگاہ ہو جائیں کہ ہنگام سرگرم بازاری ملک الموت کی ہے اور خریداری تیغ جان کی ہے وہ سب بھی آراستہ ہو رہیں یہ کیفیت نہو کہ ہمکو غفلت میں مار لیا پس حکم سنتے ہی تمام لشکر میدان رزم کا فاصلہ چھوڑ کر اتر پڑا ملکہ مہرخ نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کئی ہزار ساحر آج مسلح و مکمل و ہوشیار رہیں اور باری باری سے پہرا دیں اور اسی مقام پر کمر کھول کر باقی ماندہ آسودہ ہوں ہم بھی بغیر جان دیے

اور قضا چمن لشکر مہران برق عالیشان کا لیو بیان ہے کہ ہمنے کہ نہین یا جان دیا جان نکل جسکی تیغ زنی
اوسکی دیکھ ہی یا تو طلسم خالی کرالیا تمام مفسدون کو مار لیا یا اپنی جان دی بلکہ تمام لشکر مین نقیبونکو بلا کر
حکم دیا کہ تسکین و دلاسا دہی کرو اسلئے کہ جمعیت دشمن زیادہ ہے ایسا نہو کہ لشکر ہمارا بیدل ہو جاوے اس
حکم محکم قضا شیم کو سرداران فوج نے لشکر اوسی وقت اوسی جگہ بستر لگا دیے ہزارون کیا لاکھون ساحر مسلح و
مکمل ہوے اور باہم مشورہ کیا کہ دو پہر رات تک ہم پہرہ دیتے ہین بعد دوپہر کے ہم آسودہ ہونگے تم بیدار رہیو اور
اے یاران ابھی آرام و آسودگی دلکو کہان ہے جبتک کار حریف ناکام تمام نہ کر لین اگر ایک رات کو راحت
گزین نہوئے نہ سہی انشاء اللہ کل یا تو خوابگاہ عدم مین پانون پھیلا کر چین سے سوئینگے یا بآرام اپنی خوابگاہ
مین آکر آرام کرینگے یا دشمنونکو خاک گور مین غلطان فرمائینگے پس یہی مشورہ کر کے سب مسکن گزین ہوے
طلایہ پھرنے لگا صبح ہوے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی اسطرف حیرت جو قیام پذیر ہوئی اوسنے حکم دیا کہ طبل
جنگ بجے فوراً ہزار ہا ساحر سحر کو دم ملا اور صدہا بوق و طبل بجنے لگے شور محشر آشکار تھا مہرخ نے جب صدائے طبل و
بوق سنی اپنے لشکر مین بھی حکم نواخت طبل رزم دیا ادھر بھی شور قیامت بپا کیا بلکہ غلغلہ محشر کو گرد کر دیا
ہزارون ساحر گلوگیر و مزبان ہوگئین سینون مین کینہ جوشون کی گھبراگئی بیان دلاور عرصہ شب کے غافل ہونے
سے اگلاگئی تھی دعا سحر ہوئی مانگی تھی مگر آج شب کو جو لوگ کہ خواب مین مصروف ہوے تھے وہ بھی خود
اچھل اچھل پڑتے تھے دیکھو کل جان بچتی ہے یا نہین خواب مین بھی سرتن سے اوترتے دیکھتے تھے دیباے سحر
لشکر دلکشی ترانہ بج رہی تھی صدائے طبل نہ تھی کہ قتل اجل کی آواز تھی روح روان روانگی ملک عدم کی
دمساز تھی حالانکہ روح آشیانہ سینہ سے نکل کر مائل پرواز تھی ادھر تو فوج مین یہ حال تھا مگر لشکر حیرت سے
جب ناظم وغیرہ لڑنے آگئی اوسوقت طائران سحر نے جاکر خبر ناظمان طلسم نور افشان کو بھی پہونچائی کہ آج عقب کا
مقابلہ آفت کی لڑائی ہے یہ تم سب جانتے ہو کہ ملکہ پران ہمیشہ شریک عیاران و مہرخ وغیرہ کا لشکر اور افسر
وغیرہ سب کام آگئی تو پھر ملکہ پران تم سب مین کیا کہینگے اور کسکے طرفدار بنکر لڑو اتنی یقین ہے کہ ملک و مال تمہارا
ضبط ہو جاوے اور بصد شرم الزام پھرنی لازم ہے کہ جاکر شریک حال مہرخ خوشحال ہو اور مقابلہ فوج دشمن سے کرو
تاکہ بالکل تمہاری نسبت خوشنود ہوے کلمات اونہون نے جب سنے مشورہ کیا کہ یہ کہنا انکا واقع مین بہت درست اور
صحیح ہے ہمکو بھی چلکر ضرور شریک ہونا لازم ہے پس اوسوقت تمام لشکر ناظمان مین طبل و بوق بجنے لگی اور خبر تھا ہر ایک تیغ
نشان رزم کی رن چڑھی کہ مجوسیان جتنے تھے جو پہر سے اسطرح تہتی تھین کہ یا ان زمانہ مین نکل آئی دیتی

جوش بیر طبع مرگئی تھی ظفر و نصرت پکارتی تھی کہ ہاں ای شکست نصیب عدو شکن جادو رنہ اژدر زہر
سب کو نگل جائیگا ماہی شمشیر دریائے شجاعت میں اچھلنے لگی فتنہ و آشوب جو عدل شاہان عادل کی
نکل گیا تھا وہ پھر ایکجا ہوکر اسی جگہ آگیا تمام ناظمان فتنہ اپنی اپنی سواریوں پر سحر کے سوار ہوا اور جب نفیر
وہ المدد کی صدائے عمر کیکر پڑھی طبل بوق کو بھی رہ سکتا ہو گیا شاہان روئے زمین کے سر پر تاج شل ہاڑ گیا
نجز ودنے حلقہ تمام دہر کا کرلیا ہر چیز کو نجات کا اندیشہ پیدا ہوا مریخ و زحل فلک پر فتنہ و شر سے باز آئے کہ
ایسا نہو ہمیں باغی سمجھ رہیں یہ لشکر ہمیں پر چڑھائی کرے خورشید و مہ نے تیغ و سپر نو ہاتھ سے رکھدی ہیبت
سے زال دنیا ایسی لاغر ہوئی کہ غنچوں میں کلیاں چھپنے لگیں دریا میں صحرا چھپنے لگا فلک پر بھی بیم و ہراس
طاری ہوا کہ ستارے کہیں چاہتا تھا پوشیدہ ہو جائیں دریا چاہتا تھا کہ قطرہ میں سماؤں یہ سب سطح خوف
ہوکر سوراخ میں ڈھونڈھتی تھی کہ جیسے اک دل میں لاکھوں آرزوئیں ہوتی ہیں منزل تا منزل تک فوج
ہی فوج نظر آتی تھی زمین گھبراتی تھی نہ اژدرون پر کاٹھی کسی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلائیں کمر باندھکر
اژدہا بنی ہیں پشت فیلان پر بنگلے رکھے ہوئے گویا فلک ستمگر نے مثل طائر بیضے دئیے تھے جنسے بچے فتنہ و
قاتل خلق پیدا ہوئے تھے جادوگرنیاں ایک ایک سے بارہ و کم سن نصب ناز و ادا و نخوت سوار تھیں جلو
میں بلیات اور ارواح خبیثات بیشمار تھیں آگے آگے دریا آگ کے بہتے جاتے تھے برعل مچانے
والیاں برنجی ہاتھوں پر ساحرون کے بلند تھیں سورج کی طرح جگمگاتی تھیں جھٹیں برون
سے جاتی تھیں ناریل ترنج سے دنیا مملو تھی یہ دہر سحر کا کارخانہ تھا نیرنگی سحر کا زمانہ تھا جب وہ
بیرجی کا فر کیش اداست نیرنگ ساحری کی تپلیاں ہوتیں تو عجیب کیفیتیں جنگل میں عجائبات پیدا کرتیں عالم ہوا کہ نظم

پڑھی افسون جو پھونکی سوئے اشجار
چلے کرتے ہوئے آپس میں جنگ
پھر آیا ایک ابر سرخ ناگاہ
ہوئی پھر اژدہے پر سو نمایاں
ترا آگ کر بہار اپنی دکھاؤ
عجب اک باغ ہوجاتا تھا طیار

صدا آئی کہ ہم سب ہیں بلا
پڑھی اور پھر بھی کچھ القاط او سدیم
وہ معشوقیں زمیں پر لیں کے اودی
پڑھی پھر اکر جب وہ اک طرف کو
ہو سب نخل و پھل پھول لاؤ

ہوئی پیدا دہان مرغان خوشرنگ
تو وہ طائر اڑے آسمان پر باہم
یہ سنتے ہی ہوا وہ ابر پنہان
صدا آئی کہ اب جاتا کہاں ہے
یہ سنتے ہی صدا آگئے تھے اشجار

غرض اسی طرح ملکہ شہزادہ آسمان شکاف و ملکہ شہزادی تسنیم جبل دست جادو
اور ملکہ ناوک پران زخمبر دانہ و ملکہ قمر سپہر انجم پناہ اور ملک بہرام مریخ صولت و ملک عقاب دریا بار ہنر کش

و ملک سہراب تاجدار جادو و ملک بہر سوار تاجدار و ملک مجمر شاہ و ملک نجم شاہ وغیرہ وزیر رخ
وغیرہ جو نام کہ اوپر بیان ہو چکے وہ سب ناظم اور ناظمہ بڑی احتشام و مکنت سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئے
اور از بسکہ اول بیان ہوا کہ یہ سب لشکر مہرخ مین کئی کوس پر الگ دامن کوہ سیاہ وغیرہ مین اترے تھے
اسوجہ سے اونکے پہونچنے مین وہان عرصہ ہے کیونکہ یہ لشکر بہت بیکران ہے آہستہ روان ہے یہ لشکر تو
ادھر روانہ ہوا وہان طبل جنگ بج چکا ہر ساحر و سردار آمادہ مرگ تھا رات کو تیاری آلات حرب و ضرب
دونون جانب آغاز ہوئی کڑاہیان دونون جانب چڑھ گئین کلچریان بھنجنے لگے بھینٹ مین دیے گئے
منترون کی جاپ شروع ہوئی کالو بھیرون نارسنگ کی بھینٹ دیکر دھولا ناچھایا دیے جوت کی جلائے
ہوئے ہوم خانے روشن ہوئے گوگل مرچین جلنے لگین بچہ ہائے خوک جھٹکا ہونے لگے آواز قبین بن کی بلند
ہوئی زحل چرخ بھی ایک بیر آن ساحرونکا بنا تھا نیچے منکر سب پر آتا تھا سارے ستی پن کی نحوست دکھاتا تھا
بدھ دانی کو منگل کرتا تھا اونکی گردش آگے لاتا تھا سورج خانہ مریخ مین آگیا تھا جلال و دبدبہ بڑھا ہوا تھا
زہرہ نے تاثیر اپنی الٹی ظاہر کی تھی کہ ہر ایک زہرہ تمثال ارزوئے جنگ و جدال رکھتی تھی راس سے وہ ذنب [illegible]
کرانے سر بچانے کی فکر مین تھا ساحرونکی تو یہ کیفیت تھی بہادرون نے تیغ تیز کی آبداری کی تھی دشمن کی صفائی
مد نظر تھی اسلئے غضب کی صفائی تھی ضرب تیغ ذوضراب منکر سکہ فتح بنام مہرخ عالیشان ڈالا تھا نقد ہستی
دشمنانکو ٹکسال مین ضرب کرنا چاہا تھا جان حریفان کو زر قلب متصور کرکے حیدر کے چلن سے ٹکسال
تھا دیدہ جوہر جوہری بن آشکار فرمایا تھا نام و دو مردی پر کہ جلاخ تھی ہر اک کو ٹٹولتی تھی کہ تیری کمر
کو کھوٹا ہے یا کھرا ہے تلوار صبح نیام سے نکلتی ہے روشنی اوسکی چمک کی تیرہ باطنونکو روشن دل بناتی تھی
مرنکی لو لگائی تھی گرز خانہ بدوش اسی عشق مین تھے کہ ہر اک کے سر چڑھین بلکہ اسی ہوس مین کلہ کی صورت خود
بنگئے خودبینی کا دعوی کمانونکا جھکنا عین دلیل سرکشی تھا لب سوفار پر دعوی انا قاتل تیر جگر فگاری پر مائل
کی بنیاد اس بات کا غلغلہ وہ ہر سمت نقیبون کا کڑکا کہتی بہادر لاورون دل بڑھانا یہ زبان پر لانا کہ نظم

نہیں خوف کی جا یہ ڈر سے دلیر   لیا کافرونکو نہیں اب ہے دیر   نہیں قتل سے انکے اب منہ کو موڑ
خدا کو کروگے رضامند تم   جو موقع ملے اس سے بہتر ہے کیا   کرو جو ہو ممکن تمہیں ڈر ہے کیا
تمہارے جو ہمراہ ہین سب دلیر   تم افسر ہو آتر و کرو اب نہ دیر   بڑھو حق کریگا تمہین کامیاب
پہونچ جاؤ گے سوئے دشمن شتاب   نہ تاخیر ہو اب یہ ساعت ہے نیک   لڑو صبح کو دیکھ کے بعد ایک

پذیر ہوتی گشتی حسن کی ہری بھری سماں کی کیفیت شاہ گلفام کی گہر کی بہار آنکھیں زبان دنبالہ سرمہ سے کہتیں کہ یہ سبزہ زار ہی دیکھ رکھو پھر کاہیکو دیکھنا نصیب ہوگا بموجب مثل سادگی اندھی کو ہمیشہ ہرا ہرا سوجھا دیگا چشم نرگس کے اشارہ یہی ہیں کہ دیکھ لیجیے یہی ای لالہ باغ جام و پیالہ ہوتے ہیں تحمیدان نشہ حسن کا نشہ آنکھ خماروں کی سامنے گر کر جام آفتاب غیرت سے مثل چراغ جلتا وہاں تنگ بہار حسن کا ایک چھوٹا سا غنچہ یا پستہ کل دہان مروارید دندان کی اللہ اللہ کیا صفائی کہ سالک گوہر کی آبرو خاک میں جھونے ملائی سینہ پر چھاتیاں دو مقمہ بادۂ نشاط و خرمی سے بھرے ہوئے یہ از سر تا پا ذکر حسن کی بہار محبوبی و خوبی ہو شرشار کر رہی

سمانا حسن میں دیکھے اسکی ناوکی	سارے آفاق میں ہو کوئی نہ جسکا یا	عرق آلودہ دکھلائے وہ اگر پیشانی
شمع سوزاں کی طرح دل ہو پگھل کر پانی	زیست مشکل ہو تلاطم میں سفینہ آئے	غرق ہوں ڈوب میں سب پیشانی آرا
تیر پر تیر جو پلکوں کی لگائے وہ ماہ	سینہ زخموں سے چھنے تو وہ بنائے وہ ماہ	تیغ ابرو کی بھی جوہر جو دکھائے وہ ماہ
سرنگوں یانو سپہ ہو کچھ نہیں آئے نظر	وار پر وار دو دستی وہ ہو خنگ کرے	اک کسی نہ چلے وہ ہی تو جو زنگ کرے

اسی طرح ہر ایک ساحرہ ذیشان طاؤس و لرزان و مرغ سود و مشکین کا کل کشا و غیرہ تخت و طاؤس ہمای سحر پہ سوار ہو کر جانب جنگگاہ چلیں وہ لشکر کے چلنے کی شان وہ ہر ایک مبارز کی آن بان وہ نقیبوں کا خروش الحانی کی ساتھ نقابت کرنا گھوڑوں کی چل بل ہاتھیوں کے خور کا چلنا شمع و چراغ کا جھلملانا صحرا میں گلوں کی خندہ زنی طائروں کا چہچہانا گھوڑوں کی سم بھرنا اسلحے کی چقا چاق ساحروں کے تختوں پر ابر سحر چھایا ہوا مور اودسین خنگ ہارتے بڑی عظمت سے یہ سب روانہ تھے کہ نظم

شور سے غلغلے تھے سب رزم ساز	فتح یاب ہونے کے تھے سب مجا	کیا قصد مرگ کو وہ دراز
کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز	ملک جیسے جنت کی گلشت میں	چلے پھر مبارز اسی دشت میں
ذرا گرم ہاں گرمی طعن و ضرب	کہ پھر سامنے اب ہے میدان حرب	نشان نامح و تیغ و تیر دین تلین
بڑی ہمت دیروں کی دل کچھ کھلیں	شجاعوں کے ہے امتحان کا یہ دم	لگا تا ہے اب کون بڑھ بڑھ کے تیغ
ظفر دیکھیں کسکا دیتی ہے ساتھ	یہ میدان رہتا ہے اب کسکے ہاتھ	لگا تا ہے اب کون بڑھ بڑھ کے تیغ
نہیں کسکو ہے دین سے جان دریغ	ہزاروں میں یاں کون کرتا ہے نام	بڑی کارگر کسکی خونی حسام
کہ پھر دونوں لشکر ہیں دربشت جنگ	پھرتے ہیں دیکھیں طلسمی نہنگ	حاصل مرام وہ فوج بصد عزت و

جاہ میدان رزمگاہ میں پہونچی اسطرف سے حیرت بصد نکہت بڑی دل اپنے ہمراہ لیے وارد دشت

قتال ہوئی ہوا آزمائی کی بدل گئی سحر کی ایسی ہوا چلی کہ خس و خاشاک میدان کا اڑا لیگئی ہوا کو جھونکا جھونک
عنایت و کرم کے ساتھ جھونکی تھی گھٹائیں آگئیں رحمت اپنی دکھا گئیں ہلکی ہلکی بوندیاں اور پھوہار پڑی
پڑنے کے [illegible] غبار صحرا بیٹھا غبار دلون کا نکلنے لگا جب میدان پاک و صاف ہو چکا صف آراؤن نے نکل کر
صف آرائی کی برابر برابر پلٹنیں رسالے جم گئے ساحر ایک سمت پرا باندھکر تھم گئے شور و غوغائی لشکر تمام
عالم میں بھرا تھا اس زمانہ میں جو مولود کہ بطن مادر میں تھا جب پیدا ہوا تو بھرا ہوا ہمیشہ چیخکر بات سنتا
تھا اسی شور کا عادی ماں کے پیٹ سے ہو رہا تھا غرض بعد صفوف آرائی جانبین نقیب اور
ردیکت اور چاؤش ساحر جو تھے میدان میں نکلے اور پکارے کہ کہاں ہیں ساحران کاشغر و کاشمیر اور
کدھر گئے بنگالہ اور کانور دیس کے بڑے بڑے جادوگر اور کون ہیں ملکہ دمامہ اور شمامہ اور کہاں
ہیں فرعون و نمرود شاہ اور ساحر ہمشش اور ہزار شکل ایسے بادشاہان ساحران جو دعوی
خدائی کا کرتے تھے بس آ چکے روز کون ایسا بہادر جادوگر ہے کہ سامری جمشید کا نام لیکر اس جنگگاہ
میں آئے اور معرکہ جدال و قتال میں قدم اپنا جمائے اور کچھ کرتب اپنے سحر و ساحری کی دکھلائے اور نام
اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور اگلے جادوگرون کا نام صفحہ ہستی پر سے اپنے نام کے
آگے مٹا دے دو بالو ہا لوہا سب کہیں اور لوہا بڑی بلا ہے پگ آگو پت رہے اور پگ پاچھے
پت جائے غرض جب نقیب کنارے ہوئے دونون لشکرون میں گھنٹہ گھڑیال ناقوس جھانجھ دف
نقارے ترنا خرنا کا شور و غل ہوا اور ہزارون ڈھول اور نقارے بجنے لگے اور ملکہ حیرت کی طرف سے
ایک بادشاہزادی قلعہ طلسم کی ملکہ خرچنگ اپنی سواری کی ہتھنی کو دوڑا کر سامنے حیرت کے آکر جانثار
خواہ میدان حرب میں جانیکی ہوئی حیرت نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں سپرد خداوند سامری جمشید کیا
ملکہ خرچنگ اجازت پاکر بہزاران ناز و انداز جانب جنگگاہ چلی سن و سال میں بیس اکیس کی سبزہ
رنگ چمپئی رخسار کا رنگ سانولا سانولا حسن ملیح کی کیفیت دکھائی زخم دل پر عشاق کے نمک
چھڑکتی بال سر کے کھولے بلائیں اپنے جلو میں لیے ہنستی ہوئی دھانی جوڑا گلے میں پہنے کشت زار
حسن کو سرسبز کیے یہ اوسکے حسن جان فزا و دلربا کا نقشہ تھا کہ

نظم

بدر رخسار تو وہ ابرو کی خمیدہ ہلال
کہکشان کہیو اگر مانگ کو ہے ٹھیک مثال

چمک انجم کی دکھاتا تھا رخ صاف تمام
ایسی جمجم فلک حسن کی زیبائی ہے

مہر سی بڑھکے درخشندہ وہ خورشید جمال
جیسے تقدیر نجم جو تماشائی ہے

شراب زمرد رنگ - ایک گلابی مین بھری دہنے ہاتھ مین وہ گلبدن لیے بائین ہاتھ مین ایک تیغ خونخوار
اپنے انفی پر لہراتی سراپا دکھاتی بیچ میدان مین آئی اور خوب نیرنگیان سحر کی دکھا کر للکاری کہ اے
مہرخ تو شہنشاہ ساحران کی کنیز کی برابری بھی نہین کر سکتی نہ کہ تو نے ملکہ حیرت ملکہ طلسم و شاہجان زوجہ
افراسیاب سے مقابلہ کرنا چاہا ہے ارے اس بادشاہ کے سامنے او رنام سحر و ساحری جو فقط خاوندی اُسی
کینز پروری شہنشاہ کی ہے جو آجتک ونے تجھکو لایق مقابلہ نہ سمجھکر چھوڑ دیا اور مقہور و مغضوب نہ کیا تجھی
بدلا سرکشی کا نہ لیا اب تو اپنی فوج سے کسی ساحر کو بھیجکر امتحان کر دیکھ کہ مین ادنی لونڈی اسی شہنشاہ
کی ہون کس عذاب الیم سے اوسکو مارتی ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اوسکے حال زار پر روئینگی
اور تجھکو رحم نہ آئیگا ابھی یہ کلمہ خرخینگ کی زبان سے پورا نہوا تھا کہ ملکہ مہرخ کے دست چپ کیطرف سے
ملکہ نافرمان حاکم قلعہ نافرمانیہ طلسم ہوشربا نے اپنے ہنس کو اڑا دیا اور سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آکر
اجازت یاب ہوئی کہ اب مجھکو ان باتون کے سننے کی تاب نہین ہے اس بیہودہ رنڈی نے کیا کیا کلمے شان
مین جناب قدر قدرت حضرت جہان پناہی ملکہ معظمہ کے کہے ہین اور کنیز سے بدتر خطاب کیا ہے بس مجھکو
اجازت حرب عنایت ہو کہ جاکر سزا اوسکی کنار مین رکھون ملکہ مہرخ نے ایک خلعت گرانمایہ منگاکر ملکہ
نافرمان کو عطا کیا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اوتار کر عطا فرمائی جسکی یہ عظمت تھی کہ نظم

مانند سہیل ہے وہ خاتم	خوشبو ہو نہ کیون ادیم عالم
انتری نگین کی آبداری	ہے قلزم فیض حسن جاری

یہ انگشتری مہر جمشید پر کسی بادشاہ نے ملکہ کے بزرگون مین نذر چڑھائی تھی چنانچہ ملکہ موصوف کی
مان کو ملی اونسے بہر حفاظت مہرخ کو دی غرض ملکہ نافرمان نے انگوٹھی پاکر بسان حلقہ انگشتری
سر تسلیم خم کیا مہرخ نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خدائے پاک کیا یہ بہلا مقابلہ ہے ذرا سمجھ بوجھکر لڑنا ملکہ نافرمان
زبان اجازت حاصل کرکے اپنی ہنس پر سوار ہوئی اور اسطرح غضبناک ہوکر چلی کہ جیسے بیوفا یار جاتا ہے تیوری
چڑھائے تلوار ابرو کی بل کھائے ترچھی نظر تیز نگاہ دو سمر رنگ رخسار بھبھوکا سینہ ابھرا ہوا جوڑا سرخ پہنے
سراپا زیور جواہر کا رہے آراستہ حسن کا جوبن بہار تل بنا ہوا رخسار پر کسی بد قسمت کا دل جلکر رکھا گیا بقول موصوف

میری سیاہ بختی جو آئی بہار پر	خال سیاہ جاکے بنی زردی یار پر

پشتواز سنبھالتی ہنس پر آن ادا دکھاتی یہ کیفیت بہار جوانی کی نظر آتی کہ بموجب مسدس

اوسکی پوچھو نہ کوئی شرم و حیا کا احوال
سر دھری پہ جو آجای کبھی اوسکا خیال

نیچی نظروں میں کری سارا زمانہ پامال
جسکو دیکھی نگہ گرم سے آفت ہووے

آنکھ بھر دیکھی اوسے کوئی کسکی ہی مجال
آنکھ میں ایسی بھری اوسکی تمنا [illegible]

غرض یہ بارہ دو دلربا ہنس کو اوڑا کر سامنے خرخینگ افعی سوار کے پہونچی اوسنے بعد گفتگوی لاطائل ہی
نارنج سبز جو اوسکی ہاتھ میں تھا کھینچکر اوس گل اندام پر مارا اوسنے اونگلی کلمہ کی اوس ترنج کیطرف کرکے
کہا کہ جو کرامت پڑنت قصہ زمین بر سر زمین تو جہاں سے آیا ہی وہین جاکر تماشا دکھا اور بھوکا پیاسا منھ
مجھی دکھاکر ناشاد و نامراد نجا مین تیری دعوت دیچکی ہون اسکو جاکر اپنا پیٹ بھر جا سے مارا مارا پھر
یہ کلمات ایسے پر اثر سحر کے تھی کہ وہ نارنج پلٹ کر خرخینگ افعی سوار کیطرف چلا خرخینگ مع اپنی
افعی کے دو تیر کے پرتاب پر جاکر گری سحر ایسا زبردست تھا کہ روکنا اوسکا مشکل ہوا جب یہ ہٹ
گئی نارنج دو ٹکڑی ہوگیا اور اوسکی اوسنے بہینٹ نہ پائی تھی اسوجہ سے ایک ٹکڑا اوسکا لگا وہ تلوار سحر
کی کھینچکر یہ کہتا ہوا کہ بھوکا ہون گوشت کھاؤنگا یہی کہتا ہوا تلوارین مارنے لگا اور ساحرون کی دو دو
ٹکڑی کرکے گرانے لگا اور ایک ایک بوٹی ہر ایک کے جسم کی کھانے لگا اور چلو چلو بھر خون ہر ایک کا پیتا
تھا اور ہزارون ساحر اوسپر نارنج ترنج نارییل مارتے تھے کسیکا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور ملکہ نافرمان گھر تھی تھی
الگ ہنس رہی تھی عجب طرح کی تماشا تھی کہ ہر دفعہ دشمن کے چلو چلو خون ملیوانی تھی معرکہ کارزار مین اپنی
سرخروی چاہتی تھی اسی طرح چالیس ساحر حیرت جادو کی فوج کے اپنے ساتھ والونکو مارتے بوٹیاں ان
کھاتے اور خون پیتے پھرتے تھے اور ابریق کوہ شگاف نے بھی اس جنگ مین شریک تھا وہ اوسکی ہاتھی کے
برابر آکر پہونچے اور وہ تلوارین ہاتھی پر مارنے لگے اور ہزارون ساحرون کو اونھون نے مار کر بھگا دیا تھا ابریق
غصہ مین آکر للکارا کہ ای خرخینگ جلد اپنے سحر کو روک ورنہ اگر ہم مین سے کوئی اوسکا رد کریگا تو تیری
جان رہنا مشکل ہی جب تو مار جائیگی تب یہ سحر اوتریگا اس سے مناسب ہی کہ تو ہی رد کر اس سحر کو دو
دشمن کو اور زیادہ ہنسنے کا موقع ملیگا کہ ادہر کا سردار ادہری والونکے ہاتھ سے مارا گیا خرخینگ نے کہا
ان چالیس ساحرون مین میرا نوکر کوئی نہین ملکہ حیرت کے سب ملازم ہین اور بغیر ان چالیس کے قتل ہوئے
یہ سحر نہ اوتریگا جو اونکو ماریگا وہ آدھا نکر اجو نارنج کا باقی ہی اوسکی جسم پر لگیگا اور اسکا بھی یہی حال ہوگا مجھے
معلوم نہ تھا کہ ان نمک حرامون مین بھی ایسی ایسی زبردست ساحر ہین اسوجہ سے مینے سمجھے ایسا زبردست سحر
پھینکا ان باتون مین ہاتھی ابریق کا دو ساحر سحور شدہ زخمی کرچکے فیل چیخ مار کر گرا ابریق کود اوہ چالیسون

سہاحرا بریق پر دوڑ ا بریق نے ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ جس ساحر کے سوئی لگی برچھی کی طرح پار نکل گئی سینہ توڑ کر گذر گئی چالیسوان جادو حیرت کے داخل جہنم ہوئے اوسوقت حیرت نے پکار کر کہا ای خرخنگ افعی سوار بڑی لون کا سر نیچا ہوا اگر ایسی ہی لڑائی تم لڑوگی تو میری فوج سب مفت مین ہلاک ہو جائیگی اب سمجھکر جاؤ اور کام نافرمان کا تمام کرو اور خوب سمجھ لو کہ دشمن اگرچہ چیونٹی کے برابر ہی تو وہ مثل اژدر دمان دنیل زیان کے ہی کبھی اسکو حقیر نہ جاننا خرخنگ افعی سوار نہایت ذلیل ہو کر آگے بڑھی اودھر مہرخ نے اور خلعت نافرمان کو فتح کا بھیجا اور تعریف پکار کر کی کہ ای ملکہ واہ واہ کیا کہنا نافرمان تسلیم کرکے پھر بہر مقابلہ چلی اب دونون چاند کے ٹکڑون کا جھوم کر چلنا اور غصہ مین پینترا بدلنا عجب لطف دکھاتا تھا ملکہ خرخنگ افعی سوار بغضب تمام مثل شعلہ جوالہ چمک کر انکی پر سینچ آتر پڑی نافرمان نے جوڑے سے اپنے ناریل نکالکر اوسپر مارا اوسنے کہا ای نافرمان جڑی بوٹی خزان رسیدہ کے کام لینے سے کیا کام نکلیگا وہ ناریل سوکھ کر ان کلمونسے خزان رسیدہ ہو کر ایک جانب گر پڑا اور خرخنگ خنجر سحر کھینچکر نافرمان پر جا پڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ دونون کے پاچون مین گرہ لگی ہوئی تھی دوپٹونکی گاتیان بندھی آسمان رزم مین دو آفتاب چمکتی تھے اور ساتھ ساتھ اونکی طرف تماشا تھا کہ برق خنجر لپکتی تھی یہ عالم تھا کہ نظم

خنجر لپکتی تھی یہ عالم تھا کہ نظم ۔ یہ آئی وہ پہونچی یہ جھکی اور رکی
نباوٹ دم رزم قاتل فریب ۔ ہوئی گرد اک دو سر لکے جری
جو دل اسنے تاکا تو اوسنے جگر ۔ سنان اسنے جوڑی تو اوسنے نظر
بہادر تو یہ ہو گئے بے قرار

یہ کہکر ہوئین دونون محو ستیز ۔ وہ ہمتی وہ بیلی یہ جھکی مڑی
روش آرزوی دل کامیاب ۔ دکھانے لگی لطف چالاکی
عجب گھات مین تھی ہیم زود گشت ۔ شکم اسنے باندھا تو اوسنے کمر

غضب کی تھی آویزش مرگ خیز ۔ جو خو تھی وہ تھی دلربا دلفریب
تصور ہوا اور پر آئی شتاب ۔ کھلے رن مین نیزہ دری کے ہنر
یہ سینہ پر آئی تو وہ سوے پشت ۔ ہنر سے نہ خالی تھی دونون کے وار

غرض جب خوب تیغ زنی اور نیزہ دری ہوئی وہ چھوڑ چھوڑ نیزے وہ کلائیان گوری گوری وہ وار نیارے کے وار خوب چلے اوسوقت دونون پسینے پسینے ہو گئین گلاب اوس پڑ گئی گویا آفتاب کے چشمہ مین آج پانی آگیا چہرہ ایسا عرق آلودہ ہوا گیسو بھی پسینے مین تر ہوئے تو یہ عالم تھا مؤلف

عرق آلودہ نہین ہین تیری دلکش گیسو ۔ روتی ہین میری پریشانی پر گیسو

ایک جگہ ٹھہر کر دونون نے دم لیا اوسوقت نافرمان کو تو یہ خیال تھا کہ اب پھر یہ شمشیر سحر کی بجلی گرائیگی

اسی طرح ہتھیار دُشمن لڑیگی اور خرخیاک نے جلد زمین پر دو ہتھر مارکر کہا کہ اے زمین طلسم ہوشربا اب تو
بھی افراسیاب سے منحرف ہے کہ یہ باغی کیا کیا زبردستی دکھاتے ہین مگر تو بھی نہین خبر ہوتی یہ لوگ ملازم
شہنشاہ کے ذلیل ہوتے ہین جلد وہ سحر جو عالم مین انتخاب ہے اے زمین سحر ظاہر کر یہ کہنا تھا کہ دو سیاہ
گوش زمین شق ہوکر نکلے اور سامنے خرخیاک کے آئے اوسنے جھنگایا کا نگر خون ٹپکایا کہ اونھون نے
چاٹ لیا اوسنے کہا جاؤ اور اوس حریفہ کا کام تمام کریا پکڑ لاؤ یہ سیر عمدہ ساحر کے سحر سے دونون سیاہ
گوش فوراً جھپٹے اور آئے ہی نافرمان کے گرد ہوکر حملہ آور ہوئے نافرمان نے ہرچند رد سحر پڑھا مگر مالک
افراسیاب کا اوسی کی مدد مانگ کر اوسی کی نا فرمانی طلسم نے سحر بنایا تھا یہ سحر کب ہٹنے والا تھا بس وہ سیاہ
گوش نافرمان کے لپٹ گئے اور ایک نے پنجہ منہ پر نافرمان کے رکھدیا کہ منہ پر قفل لگ گیا اور دوسرے نے حلق
نافرمان کا پکڑ لیا اور رکھ دیا کہ پشت پر آ گئی بس وہ لاد کر اوسکو سامنے خرخیاک کے لے آئے اور کہا یہ مجرم
حاضر ہے اوسنے پھر سحر پڑھا کہ دو پنجے طوق و زنجیر لیے ہوئے پیدا ہوئے نافرمان کو مطوق و مسلسل کرکے خرخیاک
کے حوالے کیا اوسنے اوسکو ملکہ حیرت کے پاس بھیجدیا اور مہرخ کے لشکر کے سامنے آکر للکاری کہ اے مہرخ تو پھر اپنے
مقام پر جا اور ہم اپنے رتبہ پر ہین مگر خیر یہ بھی گردش فلک ہے کہ تجھ ایسی سے مقابلہ شہنشاہ کا ہے بھیج اور سپاہ کو
میرے مقابل یہ سننا تھا کہ ملکہ طاؤس نے اپنے طاؤس کو میدان مین نکالا اور سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا
کہ اے شہنشاہ عالی پایگاہ آپ دیکھتی ہین کیسی کیسی بے ادبیان یہ کر رہی ہے مجھکو اجازت دیجیے کہ جاکر
سزا اسکو دون مہرخ نے ایک ٹیکا سیندور کا اوسکے ماتھے پر اپنے ہاتھ سے دیا اور کہا جاؤ تمھین بھی کریم رحیم کے
سپرد کیا یہ بھی طاؤس پر سوار ہوکر اپنے حسن کی کیفیت دکھاتی سر پر اوسکے گھٹا چھائی ہوئی اور مینہ پھوار کی
ننھی ننھی بوندیان پڑتین اودا جوڑا یہ معشوقہ بھی پہنے گھٹا آفتاب پر جیسی چھائی ہوئی ہے بہزار ادا و ناز و تمکین
سامنے اوس سفاک خرخیاک کے آئی اور للکاری کہ او قحبہ کیا نسبت بندگان دارا و دربان شاہی کے کلمات
لاطائل بکتی ہے لاحربہ میدان مردان عالم اوسنے ہنسکر کہا کہ تجھسے بیوقوفی ہوئی جو پہلے مین نافرمان سے لڑکی
کے اسی طرح پیش آنا تھا جیسے نافرمان آخر مین پیش آئی یہ کہکر پھر اوسنے زمین پر دو ہتھر مارا کہ وہی سیاہ گوش
زمین سے پیدا ہوئے اوسوقت طاؤس نے خنجر سحر پکڑ کر ان سیاہ گوشونکو آتے دیکھکر حملہ کیا اور کئی خنجر اونکو مارے مگر
نہین معلوم کہ وہ اژدہا تھے کہ جو اونپر کچھ اثر نہوا اور اونکے بھی وہ دونون لپٹ گئے اور اسی طرح ایک نے
پنجہ منہ پر رکھکر قفل لگا دیا اور دوسرے نے گلا پکڑ کر پیٹھ پر لاد کر جست کی اور سامنے

خرخنگ کے پہونچا یا زمین پر اوسکو ڈالدیا اوسنے پنجۂ سحر سے طوق و زنجیر اوسکو پنھاکر سامنے
حیرت کے بھجوایا حیرت نے ایک خلعت موافق قلعہ کا خرخنگ کو بھیجا اور تعریف کرا بھیجی اور ان
دونوں شہزادیونکو قید کیا اوسکے بعد خرخنگ نے ہاتھی پر سوار ہو کر سامنے لشکر مہرخ کے پہونچکر آواز دی
کہ کیوں ای خیرہ سر تباہ روزگار دیکھا تو نے بندگان شہنشاہ افراسیاب کو اب بھی کچھ نہیں گیا
ہے اگر توبہ کر اور عفو جرائم کی خواستگار ہو مہرخ نے تو کچھ اوسکی باتوں کا جواب دیا مگر اور ایک
ساحر جلیل القدر نے اجازت حرب ملکہ مہرخ سے لیکر اوسکے مقابلہ میں اپنے تیئں پہونچایا مگر بموجب مثل ہے

یہ طرفہ سپر فلک نے مچایا ہی اندھیر		سیاہ گوش یہ چاہے کہ لون پلنگ کو گھیر

اوسکو بھی سیاہ گوش پکڑکر سامنے اوس روباہ حیلہ ساز کے لائے اور شغال طینت نے پنجوں سے
قید پنھوا کر اوسکو بھی سامنے حیرت کے بھیجا حیرت کیطرف اوسکے حال پر دمبدم رعایت سلطانی
بڑھتی جاتی تھی اور یہ میدان میں کھڑی ہوئی نعرہ ہل من مبارز پکار رہی تھی شیران بیشۂ شجاعت
سامنے جاکر شکار سیاہ گوشان ہوتے تھے قریب دس سرداران نامی کے سامنے اوس کے جاکر
دام تزویر میں اوسکے اسیر ہوے اور اوسنے حیرت پاس اونکو بھی قید کرایا اور آپ میدان کھڑی ہوکر لاف
و گزاف کرنا شروع کیا اور ہر بار للکارتی تھی کہ جلد جلد میرے سامنے آؤ اس ہنگامہ کو دیکھکر رعد و برق
کو بہادر کرموا کہ چونکہ آچکے ہیں اونکو تاب باقی نہیں اور رعد نے کہا ای جان میں کوجاکر ایک چیخ
مارتا ہوں کہ کان سیکے پردے اوسکے پھٹ جائیں برق نے کہا جاؤ میں بھی آتی ہوں رعد جہاں
لشکر اتھا وہیں غرق زمین ہوگیا اور برق گرد کرکر صف لشکر سے اوڑی اور جھپک کر بلندی جاتی
بھی اوسوقت مہرخ سو نہیں کی اور ناگاہ یک رعد قریب خرخنگ پہونچکر [illegible] زمین سے نکلا اور اپنے
کان پر ہاتھ رکھکر بڑے زور سے اوسنے چیخ ماری یعنی پکار کر کہا ای نابکار ادی رہ کو جاتی میں تیری جان کا
ملک الموت آپہونچا ایسی آواز اوسکی مہیب تھی کہ خرخنگ بہری ہو کر زمین پر واقعی ہے کہ اوپر
سے برق جو کڑک کر گری اسکو کاٹکر زمین میں اوتر گئی شور دار و گیر بلند ہوا طبل جنگ بجا صدا شادی
کا مارا خرخنگ اپنی سوار جادو کو دہ دونوں سیاہ گوش زمین میں نہ گئی تھی دیکھا تو جل کر خاک ہوگئی خرخنگ
اونکی جلی تھی کہ ہم جنگ مغلوبہ کردیں برق اوڑی تڑپتی ہوکر فوج پر گرنے لگی خرمن جان مدعیان جلنے لگی
چمنیں بار نہ لگا ملکہ حیرت نے افسران لشکر خرخنگ کو منع کیا کہ جنگ مغلوبہ کرنا ابھی بادولت کو منظور نہیں

وہ لوگ پھرے برق بھی اپنے لشکر کیطرف پھری افسران لشکر خر خنیگ کی لاشہ خر خنیگ اوٹھا لائے
اور اوسکے مرنے کا ماتم کیا اور ایک طرف کنارے ہوئے نافرمان جو سحر مین اوسکے بیع دس ہزار تن
کے گرفتار ہوئی تھی اوسکے مرنے سے چھوٹ گئی اور وہین سے شمشیر سحر کھینچکر سرداروں نے کر تجلی
حیرت سے کہا کلی تی دو مین ایک آن واحد مین ان سب کو خاک مین ملا دیتی ہون غرض یہی سب
لشکر مہرخ مین آئی مہرخ نے برق کی بہت تعریف کی اور رعد کو چھاتی سے لگایا کہ شاباش بچہ بڑا کام
کیا اب مین میدان جنگاہ سے پھرون تو بہت بھاری خلعت تجھے دون غرض ادھر تو سب خوشی کرنے
لگے اور اوسطرف حیرت رنجیدہ خاطر ہوئی اوسکے رنجیدہ ہونیسے ملکہ ارژنگ ماہی خوار طلوع آرا
طلسم اپنے مرغاب کو اڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور پکاری کہ اے ملکہ طلسم مین واری آپ کی بلا اپنے سر لے
خر خنیگ ایک کنیز تھی جو آپ پر سے نثار ہو گئی لونڈی غلام ہوتے کسدن کیلئے ہین وہ میری
رشتہ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی مگر مین سچ کہون سرکار کے کام مین جو ماری گئی تو مجھکو کچھ اوسکے مرنے کا
کا رنج نہین ہوا ہمارا سر اسی کام کا ہے جو کام کا ہے جو کام مین سرکار کے آوے آپ اس
کنیز کو اجازت جنگ تاکہ نابکاران غدار کے سر سے نکالون اور قصاص اپنی بہن کے مرنے کا
کا لون حیرت نے اوسکو خلعت سے مخلع کر کے حکم جنگ کرنے کا دیا یہ ملکہ تیوری چڑھائے مرغاب کو
اوڑائے بڑے غیظ و غضب سے جانب میدان چلی واقعی چہرہ پرنور اوسکا ارژنگ نگارخانہ چین تھا طرفہ نقش
و نگار دلبری رکھتا تھا کہین تو بینی الف سر کشیدہ کہیں صاد چشم حلقہ زدہ رخسار پر خط کی جگہ خال خال
نقطہ دکھ دیتا سے داغ صفحہ رخ پر حرف تحریر معلوم دیتا ابرو بسان بسم اللہ تھا پلکین تھین کہ صحائف
قدرت نے موشک دندان لوح رخسار پر کی تھی چوکھٹی مین آنکھ کے مردم چشم کی تصویر مصور قدرت نے کھینچی تھی
اور اسمین سفیدی و سیاہی بھری تھی صفحہ رخ بالکل مطلا تھا اور ہر عضو اوسکا گواہی دیتا تھا کہ مین نقش
یکتا ہون کہین طغرا نویس قدرت نے دہن میم کا طغرا لکھا تھا اوسمین سین کے دندانونکو اسطرح کھپایا تھا
کہ دندان دہن بنایا تھا لباس مرصع جانی پہنے مرغاب پر سوار ٹھہری آن و بان سے میدان مین آئی کہ سہد

شوخ طناز قیامت چالاک
نئے انداز نرالی پوشاک
رگ جان خنجر ابرو کا ٹے

معدن حسن و لطافت بیباک
خستہ تھا حسن نزاکت اوسپر
راہ کو اپنی گیسو کاٹے

وہ جوانی کہ دو عالم ہون ہلاک
بانکپن اور قیامت اوسپر
وہ ادھر زلف سمن بو کاٹے

دست افسوس ادھر تو کاٹتے ادھلی شمعی سے پریشان ہوتی ہی دیکھے وہ آئینہ حیران دل
ہزارون نازونیاز ایک انداز مین دکھاتی جان عاشقان پر بجاتی جب زلف چہرہ پر بہراتی غرض جب
شوخ طناز میدان مین پہونچی از بسکہ بہن کے مرنے سے رنجیدہ خاطر تھی تو پکاری کہ کہان ہی وہ قحبہ بازاری
سوتی شہدن برق جادو آئی تو میرے سامنے ابھی سارا اوسکا چمکنا نکال دون یہ صدا دیتی ہی رعد
مہرخ سے کھڑا اٹھلا اٹھلا کر باتین کر رہا تھا برق کو ان باتون کی تاب نہ آئی اور صف لشکر مین چمک
کر اوسکے قریب تر اوسکے پہونچکر پکاری کہ خبردار ہو جاؤ سوتی شفتل اپنے ڈھکڑے اور اسباب
پر اترائی ہو مجھے مین آ پہونچی یہ کہکر چاہتی تھی کہ اوسکے سر پر گرے اوسنے ایک ہار اپنے گلے سے اتار
کے اپنے گلے سے اتار کے اپنے سر کے اوپر اوچھالدیا کہ وہ ہار جانب فلک گیا برق نیچے ہو چلی تھی
اوسکی یہ ہار بھی ایک شعاع آفتاب بنکر از سرتا پا لپیٹ گیا کہ برق بجنبش حرکت ہوکر دم سے سامنے ازرنگ
کے گر پڑی اوسنے وہ ہار تو ہاتھ بڑھا کر اوسکے جسم پر سے کھول لیا اور لوہے کا طوق اپنے جھولی سے نکال کر اوسکے
گلے مین ڈال چالیس ساحرونکو بلا کر حکم دیا کہ اوسکی مشکین باندھ لو اور بیڑیاں اوسکے پاؤن مین پہنا کر
پیش میرے پاس استادہ رکھو تاکہ میرے لشکر کا یہ بازاری تماشا دیکھے اور تڑپ تڑپ کر رہے اور کچھ بنائے
نہ بنے چالیس ساحر برق کو پکڑ کر بیڑیاں پہنانے لگے یہ تمام ماجرا رعد نے اپنے مقام سے دیکھا بس ہائی
امان جان ہائی امان جان کہکر جو دوڑا میدان مین پہونچکر غرق زمین ہوا اور اون چالیسون ساحرون
کے بیچ مین آ کر نکلا ایک چیخ اس زور سے اوسنے ماری کہ بلا خدا او نون کہان جاؤگے میری ہیبت
سے ایسی مہیب صدا تھی کہ چالیسون جادوگرون کے کان کے پردے پھٹ گئے اور ازرنگ نے
کانون مین انگلیان دیکر ٹھہری تھی لیکن صدائے رعد بیہوش کن چلی تھی اور یہی اوسکا سحر ہے کہ اوسکی آواز
جو سنے یا تو اوسکا سد کرے نہین تو بیہوش ہو جاتے ہین تمام سپاہی بیہوش ہو گئی برق جادو نے جو ساحرون
کو اپنے بیہوش دیکھا تڑپی کہ وہ بیڑیاں اور طوق ٹوٹ کر الگ گرا اور یہ چمک کر فلک پر گئی وہان سے کڑک کر
جو گری ازرنگ ماہی خوار کو بھی کاٹ گئی لشکر کے لوگ ساحرونکو بیہوش ہوتے دیکھ دوڑے تھے مگر رعد
جب آتے دیکھا اونمین پیدا ہو کر چیخا کہ وہ بیہوش ہوئے اس عرصے مین ازرنگ کا بھی نقشہ زندگی بگڑ گیا شور و اشور
گیر بپا ہوا غلغلہ ہوا کہ ہائے مارا ازرنگ ماہی خوار جادو کو آندھی پانی آگ پتھر برسے لشکر دوڑے پر لاش
اوٹھا لیگئے اور حکم حیرت خبک بند ہوئے بازرہی برق جادو رعد کو لیکر اپنے لشکر مین آ کر داخل ہوئی اور

ادھر حیرت کا رنج اور زیادہ ہوا آبدیدہ ہوئی اوسوقت ملکہ سہیل پیشانی ناظرہ طلسم اپنے ہنس کو
اوڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور عرض کیا کہ درمیان تیری بلا رنج کرے ایسے بہت سی لونڈی غلام
کام آئینگے اور ہمکو بڑے فخر کا مقام ہے کہ تجھ ایسا مالک ہے ہم لوگونکو ہمیشہ بجای فرزندون کے رکھے اور آپ
ہمارے مرنیکا رنج کرتی ہین واری مشیت جمشیدی مین کیا چارہ ہے آپ نے دیکھا کہ ارژنگ نے پہلے
اس قحبہ برق کو پکڑ لیا تھا مگر دھوکے مین پھنسا اوسکا اگرچہ آخر وہ خداوند کی بہشت مین گئین اب
اس کنیز خدیم کو اجازت دیجیے کہ مین جاکر یا تو سر اپنا بھی آپ کے قدم پر نثار کردون یا ان نمکحرامون
کو خاک و خون مین سلادون اور لٹادون حیرت اوسکو بھی خلعت دیکر کہا تجھکو سامری کی حمایت
مین دیا جا اور کام ان لوگونکا تمام کر سہیل ہنس پر چمکتی ہوئی اپنے عکس رخسار سے صندل گون
زمین کے بساط کو خوشبودار ادیم بناتی ہوئی میدان مین آئی پیشانی مین اوسکے ٹیکا لگا وہ ستارہ
سحری کی طرح چمکتا ہے گویا آسمان حسن پر زہرہ نے طلوع کیا ہے اور ٹیکے کے بھوین خمدار
غصے سے آشکار کہ ستارہ دنبالہ دار ہے آنکھین نرگس مخمور رخسار اوسکے دو گلاب کے پھول یا فلک حسن
کے مہر و ماہ از سر تا پا آفت جان غضب کا ٹکڑا آفت کی پرکالہ بنی ہوئی غصہ چباتی میدان مین آئی کہ نظم

عیب ہیں پاک ہی ہیں وہ نادر پستان	یا گل نخل تمنا میں یہ دو پھل ثمر دار	ہیں وہ پڑ کر ثمر پر ہے وہ گل کا دامان
طوطی حسن کیا ہی عیان رانچ بیان	آشکارا ہے عجب حسن جوانی کا فروغ	بدھ سے بھرپور ہیں جوبن ہی سند معمور

حاصل مرام اس لالہ فام نے للکار کر کہا کہ اے جمع واہ واہ تمکو فقط ملکہ برق جادو اور رعد جادو سے
ملجانا باعث زندگی کا ہوا ہے سو وہ بیچاری اکیلی کہانتک پیچھے پیٹین گے اور کس کسکو تمہارے لشکر کے
مرنیوان سے روینگے آخر وہی مثل ہے کہ بکری کی ماں کبتک خیر منائیگی آخر ایک نہ ایک دن چھری کے
تلے آئیگی یہ بھی کسی ساحر کے پھندے مین پھنس ہی جائینگی انکی عزت اور جان پر بنجائیگی پھر تم وہی عصمت
بی بی از بے چادری رہجاؤگی اور بھاگ کھڑی ہوگی برق کے سوا اور بھی کوئی ایسا ہے کہ دم بھر بھی کسی
کسیکا سامنا کرے اور اسکو مری خبر تمہارا حوصلہ رہجای برق ہی کو اب بھی بھیجو اور کوئی ہے کون تمہارا
میان اوسکو نہ بھیجو گی تو اور کسکو بھیجو گی یہ کلمات سنکر ملکہ بلال سحر افگن نے گرجکر
پکاری کہ اے ملکہ سہیل یہ گفتگو واہیات کرتی ہو تم ایسا عقلمند ہوکر بیہودہ باتین کرے مجکو بھی تمہاری
نادانی پر بڑا تعجب ہے اے بی سنو حریف کو مار ڈالنے سے مطلب خواہ برق سے ہو یا رعد سے

جس سے کام نہ ہو اور وہ دوسرے رعد ابھی چھوکرا ہے اسکو سحر تک تو یاد نہین ملکہ برق کچھ جادوگرنیون مین ایسی چندان مشہور نہین اور زبردست نہین اوسکے نام سے تو تمھاری فوج مین تہلکہ سا پڑ گیا ہے ایک کا چھوٹ گیا ہے تم کسی اور ساحر کا کیا سامنا کر سکوگی یہ میلا جمع کرکے جو حیرت چڑھ آئی ہے ایک تو یہی تم لوگون کی جوانمردی اور بہادری ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فوج کے ہلوگون کے جنھین آدنی ترین سمجھتی ہو مقابلہ مین پیش آئی ہو اور اوسپر ایسی شیخی بگھارتی ہو اچھا دیکھون تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو برق و رعد تو درکنار مجھی سے سامنا کر لو یہ کہکر ملکہ مہرخ سے اجازت لیکر یہ ماہ پارہ بھی چلی اوسوقت اوسکی بھی عجب شان تھی واہ کیا آن بان تھی زلف چلیپا کا خط نبکر گھر کرتی اور اپنی پرستش کراتی ابرو ہر ایک بجواب کلیسا نظر آتے پلکین ترسول اونہی کلیسا کی تھین آنکھین تھین مردم دیدہ بہر پرستش آذر تھی رخسار نازک اور سرخ دوسیب کے کرد دہن تنگ تنگ شکریات ہر ایک نبات مترا پا اوسکے حسن کا یہ حال جسکی نسبت یہ مقال کہ مسدس

گورے گورے ہیں رخسار ملائم ازبس
بل پڑے ٹھیلی پڑتا ہے جو اوپر کا رس
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صلِ علیٰ
مفت ہے جان کی عوض بھی جو میسر ہو مس
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کی جاتی ہے

جب اوسکے سامنے یہ ماہ پارہ پہونچی سہیل نے جھنجھلا کر بیضۂ عقاب سحر دم کرکے مارا ہلال نے ہنسکر ہاتھ پھیلادیا اور کہا ای ملکہ لاؤ بموجب مصرع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال، وہ بیضہ ہاتھ پر ہلال کے آکر لگا اور شق ہو گیا اوسمین سے ایک جانور خوشرنگ نکلکر پھڑپھڑاتا ہوا بجانب سہیل چلا سہیل نے فوراً رد سحر پڑھا کہ وہ طائر زمین پر گر کر جلگیا اور اوسنے بیضہ دوسرا نکال کر ہلال پر مارا ہلال نے پھر ہاتھ پھیلا کر کہا لاؤ یہ انڈا گندہ ہے بچہ نہ دیگا یہ کہکر اوسکو ہاتھ پر روک لیا اور ایک اپنی کنیز کو دیا کہ اس انڈیکو تو تل کر کہا لینا سہیل نے جو یہ زبردستیان ہلال کی دیکھین اور دو سحر اپنے رد ہوتے دیکھے اور ادھر ہلال نے پکار کر کہا کہ ای ملکہ سہیل اگر تم ماند ہو گئین لاؤ اور کچھ دو سہیل نے غضبناک ہو کر گولا فولاد کا نکال کر سحر دم کرکے سینۂ ہلال پر مارا ہلال نے کہا میری جان ابھی تو یہ سن نہین ہے کہ تم موم کی گولیان بنا بنا کے کھیلتی ہو یہ بھی کوئی لڑائی سحر کی ہے یہ کلمات پراثر تھے وہ گولا بھی موم کا ہو گیا اوسوقت سہیل نے کہا کہ ای ہلال ماشاءاللہ مگر یہ بھی سب افراسیاب کی جوتیونکا صدقہ ہے جو بڑھ بڑھ کے بولتی ہو اچھا اب کچھ تم بھی اپنا کرتب دکھاؤ ہلال نے کہا خبردار ہو جاؤ یہ کہکر اپنے

سے بال تیر کر اور ایک تنکا لیکر اوسپر باندھ کر کمان ایسی بنائی سحر پڑھا کہ وہ بشکل کمان اصل ہو گیا اور
ایک تنکا رکھکر پکاری کہ اے تیر سحر جا اور کام حریف کا تمام کر عجب کمان ابرو تھی کہ جسنے کمان حسن مین
بصد حسن تیر نار رکھکر مارا ہر چند سہیل نے رد سحر پڑھا مگر وہ تیر نہ ٹھہرا اور ایک داغ نیچے وہ ہی ٹیکا
جو ستارہ سا ماتھے پر تھا اوسپر اکر وہ تیر لگا کہ اوسمین سے بجای خون شعلہ آگ کا نکلا اور سہیل چرخ مارتی
اپنی فوج کیطرف چلی بس جسکے بدن پر لو اوس شعلہ کی لگ گئی وہ جل اوٹھا کیا گرما گرمی ہلال نے
سرد مہری کرکے اوس ناریہ کو اپنے سحر کی دکھائی کہ مثل دل عشاق جان اوسکی جلائی اور ہر طرف
وہ آگ دوڑی یعنی جسکے بدن مین لو اوسکی لگی جلنے لگا گویا دوزخ سی لپٹ اوسکی لگی واہ بموجب
مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے ❊ صیاد ہاتھ ملتے چمن مین نکل گیا ❊❊
بلکہ بموجب ع آگ کچھ ایسی لگی سارا گلستان جلگیا - اب سہیل نے بھی کیطرح چرخ کھانا شروع
کیا اور لشکر مین اوسکے لاکھون ساحرون کے پیرہن اور سر مین آگ لگی اور لشکر کو اوسکے کرہ نار بنادیا
سہیل کو منبع آتش قرار دیا اچھی خنگی بھس مین اس جالو لگے چھوڑی تشکری گویا بالکل میا بیچ
تھی کہ دھڑ دھڑ جلتے تھے آف اُف کی صدا بلند تھی گویا دریا کے آتش مین حباب پھوٹتے تھے دل
کی لگی ہلال نے خوب بجھائی خوب دمیون کیا سو میٹیون آگ لگائی یہ عالم تھا کہ ابیات

رہ نوردون کی چال کا تھا یہ حال	جون بجھاتے ہین آگ جل ہیں بدحال	سایہ کی تیرگی یہ کرنے لگا
دب سے آگ کے ہوا تھا بیحال	ہاتھ اوٹھا کر کہے تھے ناہنجار	وقنا ربنا عذاب النار

حیرت اور تمام ساحرون نے ہزارون سحر اوس آگ کے بجھانے کے لیے کیے مگر یہ سحر جو ہلال
نے کیا ہے یہ ایسا سحر نہ تھا کہ جو رد ہو جاتا کیونکہ ان جادوگرنیون نے دو ایک سحر شاہ جادوان اور
نامی ساحران طلسم سے ایسے ہی یاد کر رکھے ہین کہ اونکا رد سوا شاہ جادوان کے بھی ممکن نہین اور یہ سحر
ایسے ہی وقت کیلیے اونھون نے اوٹھا رکھے ہین کہ جب کوئی معرکہ پڑے بہت بُرا تو اسکو کرین لشکر فرخ
مین ہر سمت سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور شور رہا تھا سے سہیل کے بلند تھا اور وہ چرخ
مار رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعر

بھول جائیگی بنیٹھی کا ہلانا بجلی	یار پھر آئینگے گر آئے تیر یار کے لٹھ

حیرت عنقریب تھا کہ بدحواس ہو کر طبل بازگشت بجوادے اور میدان سے پھر جاے اوسوقت ملکہ سحا

دریا باری اپنے تخت پر سے جھم سے کود دی اور کالی گھٹا کی طرح جھومتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی اور کہا ای ملکہ یہ سحر بڑی آفت کا ہلال نے کیا ہی لیکن اوسکا توڑ مین ہی خوب جانتی ہون دیکھو تو کسطرح اسکے ردمین آگ لگا کر پانی کو دوڑتی ہون اجازت کی امید وار ہون حیرت نے کہا بی تم سب میری سامنے یہمان بگھار بگھار کر لڑنے جاتی ہو اور ذلت مفت کی دلواتی ہو آج کل ان نمک حرامون مین یہ آفت دن چرچا سحر و ساحری کا رہتا ہی جسے سنا ہی کہ لاکھون روپیون کا ہوم جانے مین سامان کیا ہوتا ہی اور بھینٹ لاکھون کی دیجاتی ہی اور ہملوگ سب عیش و نشاط مین مشغول ہو کر کچھ بھی نہین کرتے صرف نام کی ساحر رہگئی ہین سنو مری جان اسکا نام تو کر تب ہی کرے تب ہوئی اچھا جاؤ جمشید تمھاری مدد کری اور اس آتش فساد کو بجھاؤ سحاب دریا باری تخت اپنا منگا کر سوار ہوئی اس معشوقہ کے ساتھ ساتھ گھٹا سر پر چلتی تھی اور جانور اوس مین جوش نعل کرتے تھے گرد تخت کے نہرین سرخ رنگ کے پانی کی اور سبز رنگ کے آب کی مختلف رنگون کے پانی کی بہتی نظر آتی تھین اور غائب ہو جاتی تھین نہرون مین بلبلے جا دکھتے تھے صاف سنجی بگھار نے کی گواہی دیتے تھے حسن مین تھی یہ صدف بحر حسن و گوہر یکتائی خوبی ہم طلسم محبوبی تھی جو عاشق کہ اوسکی عشق کے نہر مین آجائے غیرت سے ڈوب مرے بحر لطافت کی موج اوسکی زلف پیچدار تھی حلقۂ گیسو گرداب بلا تھا غرق جبین جان عشاق زار تھی اسکے جبین سے خدا کی پناہ طبیعت کو وہ نظر آتی کہ جان مفت تراہ تراہ کرکے جاتی آشنائی آنکھ جبین کی جان کی خواستگار ہو کب عشاق کا بُرا اوس منہ دھاسے یار ہے چاہ اوسکی انسان کو پامال کرکے مثل یوسف کنوین جھنکاتی نالہ فرصت نہ دیتا نہری اشکون کی آنکھون سے بہ جاتی کہ ابیات

شام کا رنگ جو مستی کی اوداہٹ مین نکھا	اودے سبزے لالی جو لگائی تو شفق پھول گیا	لا یا باہر جو زبان کو وہ جانی لاکھا
پھول لالہ کا عیان غنچہ سوسن مین ہو	ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا	گھر و نیلم دیا توت کو اکیجا دیکھا

پس وہ مخزن حسن و جمال مثل اسکے کہ جیسے بہار گلستان مین آتی ہی میدان کارزار مین آئی اور پرے ہی اوس نے ایک لاسو تیز نکا توڑ کر چار دانے گوہر کے جانب آسمان پھینکے بعد اوسکی پکاری کہ ای ملکہ ہلال سحر فگن کتنا خوبصورت اور پیارا سحر ہوا ہی اور کیا اچھا رنگ ڈھنگ تمھاری لڑائی کا ہی واہ واہ آخر تم کس شخص کی تعلیم یافتہ ہو جو کہ شہنشاہ ساحران عالم ہی بھلا سہیل شارہ پیشانی کو تمسے مقابلہ مجادلہ کی تاب کہان تھی اور نسبت ہی اوسکو تمسے کیا ہی یہ فرالرنگ کا تو پاردانے سے ملتا ہے اور پیچ مگر

حال بڑی بلا کا کھلتا ہی اچھا اب کوئی نشگا اور شعبدہ اور جو کچھ یاد ہو تو ہمین بھی دکھاؤ کہ تمھاری
سحر پر دل اپنا لوٹ ہو گیا ہی اور جو کچھ ہم کردار کرین اوسکو ذرا استادانہ دیکھو اور بچاؤ بلال ذیہ شکر جواب
دیا کہ بی ہوش مین آؤ عقل کے ناخون لو جب مجھی شعبدی پوچھنا یہ سب تعریف ہجو ملیح جو میری نسبت
آپ ذکی مین کیا نخی ہون جو سمجھتی نہین اب دیر کیا ہی یہی گوئی میدان ہی یہان زبان سے موکلون
اور تقریر کے بیرون ہی تو کام چلنی کا نہین زبان شمشیر سے بات کرو تمنے سنا ہوگا مصرع کہ جای سخن
نیست اندر مصاف اب انتظار تم کسکا کر رہی ہو لاؤ جو تمھارا حربہ اور وار ہو استاد کے اقبال اور خدا
کے افضال سی جو کچھ تمسی ہوگا وہ بھی دیکھ لینا اوسکا کہنا سننا ہی کیا ہی سحاب دریا باری ذکی کہا تو
خبردار ہو جاؤ اس دریائے خیال کے طعمہ اولیطہ سے بچو اور نہنگ اجل کی طعمہ نہو اتنا کہتا تھا سحاب کا
گرد دیکھا آسمان سے گھٹا تیرہ و تار پیدا ہو کر منہ بری قیامت کا برسنے لگا اور اس منہ مین پتھر دو دو من کا
مریخ کی لشکر پر گرنے لگا فلک ور دہر غدار گویا حال پر سہیل کے رو لگا لمحہ بھر مین دریائے مواج زخار پیدا
ہوا کہ جو تیرہ و تہ دار تھا ہزارون ساحران واحد مین اوسمین ڈوبنے لگے اور ہزارون کے سر پتھر و نسے شگافتہ
ہوی منہ جو رحمت تھا اوسکے ساتھ یہ سنگدلی بھی ظاہر ہوئی سختی زمانہ کی پیش آئی گویا شامت اعمال جو
لشکر پر نکلی تھی وہ ایک ہی مرتبہ جمع ہو کر سر پر برسنے لگی زمین پر تو دریا موج مارتا تھا آسمان سے منہ برستا تھا
اور اوسکے ساتھ پتھر برستے تھے آدمی جان بچانے کو ترستے تھے ایک لمحہ بھر مین یہ حال ہوا کہ جسم مین ہر انسان
کے معلوم دی زمین تمام آب آب ہو گئی گویا غیرت سے آب آب ہوئی زال دنیا کی مانگ پر گیا شرم سے تمام
اندام مین عرق آگیا طوفان نوح اوس طوفان کا ایک نمونہ تھا یا کوئی عاشق بیتاب ہو کر رویا تھا
خورشید فلک بھی شرم سے سوکھ گیا اور خوف سے قلزم دریا کی موج مارتا تھا یعنی کانپتا تھا چرخ کی اطلس
قبا یقین تھا کہ اس پانی مین تر ہو جاوے وہ سارا طلسم اسوقت زمین کا خیمہ معلوم دیتا تھا بلکہ کرہ منزل
معلوم دیتا تھا مہر تابان فلک برشتہ تھا پیر فلک تاپنے کیلیے انگیٹھی سلگا کے گود مین لیے تھا پانی کی
بوچھار پڑتی تھی دل دہر مین جو غبار تھا وہ بوچھار کیطرح نکل رہا تھا مینہ نہین آسمان کے
منہ سے یہ لعاب نکلتی تھی بیار دہانگی تھی بیار دہان کو سب پانی آ من تھی لیکن دامن سمیٹا جاتے تھے
چار دیوار خانہ دنیا کی بیٹھ جانے کا خوف تھا کیونکہ سیلاب کی رسائی تمام عالم مین ہو چکی تھی بوی گل
بھی جنگل مین مثل غنچہ مین گٹھری ہو کر رہ گئی تھی باہر نہ آتی تھی باد صبا بھی دم سرد بھرتی تھی سردی

مان گئی تھی درخت سب ثمر ابو ر کھڑے تھے پتے فواروں کی طرح بہا رہی نسیم چل رہی تھی
یا بہار نے دیواروں مین اپنے کاخ کے برتاؤ لگائے تھے بلبلیں اور طائران صحرا اکڑ کر مر گئے جو زندہ
تھے اونکے آشیانے پتھروں سے ادھر گئے تھے سید عاکی گئی ہاتھ بحر سحر کا اوچھلتا تھا زندگی گھاٹ کر گئی
تھی وہ آتش جو سہیل کی پیشانی سے نکل کر لشکر مین پھیلی تھی بجھ گئی اور سہیل بیہوش ہو کر گری وہ بجھنے
پیدا ہو کر اس تمن کو اوس بحر سحر مین بجھایا یعنی غوطہ دیدیا گرہ وہ آگ ماتھے سے نکلنا موقوف ہوئی قسمت جو
بھی تھی اوسکو ٹھنڈا کیا اوس بحر سحر کی طغیانی خدا کی پناہ جدھر دیکھیے پانی ہی پانی اوس کے شکل تھی نیا پانی کی

	ابیات	
رعد سردی کے ہاتھ گرم خروش		ابر و وحش ہوا پہ بالا پوش
برف پڑتی تھی یا فلک نداف		بھرے تھا واسطے زمین کے لحاف
فرط سرما سے دیکھیے جسکو		دست زیر بغل تھا مثل سبو
کوئی اب جا سے ہل نہین سکتا		صدف سے باہر نکل نہین سکتا
غرض ایسی ہی کچھ پڑی تھی ٹھنڈ		مٹ گیا دمہ پر کا بھی گھمنڈ

تمام فوج مہرخ کی تہ و بالا ہوئی بڑے بڑے ساحران نامی جو تھے مثل بہار و مخمور و غیرہ اونھون
نے ڈھنگے وغیرہ بزور سحر بنا کر اپنا بچاؤ کیا مگر سردی سے کانپتے تھے آگ ممکن نہ تھی منقل ہائے سحر گود
مین لیے تاپتے تھے اور باقی ماندہ لشکریوں کے سر پتھروں سے جو فگار ہو گئے تھے اور ہزاروں سرجوش ہو کر
خون تازہ سے گلنار تھے تو یہ ظاہر تھا کہ ابر گھٹا اور منہ مین شفق پھولی ہے اب یقین تھا کہ لشکر مین جلد
پڑے اوسوقت ہلال سحر افگن نے ایک قہقہہ مارا دیکھا کہ ایک بجلی منہ سے نکل کر چمکی اور رعد کی آواز اوس قہقہہ
سے پیدا ہوئی بس یہ ملکہ پکاری کہ جو گرجتے ہین وہ برسینگے کیا منہ کے کھانے کی علامت یہی ہے کہ گرج جا اور چمک
جا اے سحاب دریا باری واہ تم بھی کن سوکھی کھالون کھڑی ہو کچھ بھی دار نیاری کا تمنے سحر نہ کیا
کچھ تمکو وار پار کا خیال نہ رہا تو تمھارے جہاز لشکر پر تباہی آئی طوفانی ہوا چاہتا ہے بادبان سحر ٹوٹ گئے
اور گرداب الم مین تم پھنسین اب یہ سردی سوا جہنم کی آگ کے اور کہین تمھاری نہ مٹیگی یہ کہکر پکاری
کہ اے ناخدا حقیقی تمرو کے ناخدا کیا ہم لوگون کی کشتی حیات ڈوب ہی جائیگی بس اتنا کہہ کر ایک لکیر دو دست
نازک سے لشکر حیرت کیطرف کھینچدی گویا اوس قلزم حسن نے نہر بنادی کہ پانی اودھر نکلا ہے اور پھر سحر
اوس لکیر مردم دیدہ کے گویا ہوئی کہ خود کردہ را درمان نیست جسکی بلا اسی کے سر آگ جانے لوہار جانے

دھوکنی والی کی بلا جاے ساتھ ہی لکیر کھینچنے کے اور ان کلمات کے زبان پر جاری کرنے کے وہ دریا
اوسی طرف بڑھا اور موج مار کر لشکر حیرت پر چلا باران قیامت بار لشکر حیرت پر برسنے لگا اور پتھر
بھی برسنے لگے دریا بھی طغیانی پر آیا ساحران حیرت کو آب خجلت مین تو ڈوبے ہوے تھے ہی
اس دریا نے بھی ڈبایا اب سارا لشکر اوسکا زیر و زبر ہو گیا ہزارون ڈوب کر مرے اور ہزارون کے
واصل جہنم ہوے کتنون کو گھڑیال نہنگ وغیرہ دریائی جانورون نے طعمہ بنایا ہر چند سحاب دریا باری نے
سحر کر کے چاہا کہ اس دریا کو رد کرون اور رد سحر کرون ممکن نہوا اور وہ بحر پر قہر جب بہت طغیانی
پر آیا تو فوج ناظمان طلسم اور حیرت کی کنارہ کشی کر کے سب جہرمٹ کے مقامہاے بلند پر جا کر
ٹھہری اور بعض آدمی پہاڑ اور پہاڑیون پر سکن گزین ہوے اور وہان سے کیفیت ملکہ سحاب دریا باری
کی دیکھتے تھے اور سحاب دریا باری کے لشکر مین تلاطم تھا بہت افسر اور لشکری غرق دریاے سحر ہو
تھے اور ڈوبتے جاتے تھے سحاب دریا باری بجان واحد اوس پانی مین کھڑی رد سحر پڑھ رہی تھی اور
پانی اوسکی چھاتی تک آگیا تھا بس اوسوقت اوسکو یقین ہوا کہ ابکی جو کوئی ریلا موجون کا آیا
تو مین بہ جاونگی پانون نہین ٹھہرتا ہے یا یہ پانی بڑھتا آتا ہے غرق ہو کر اسیر سلسلہ موج الم ہونگی
پس اوسنے فوراً اپنی جھولی سے تھوڑی گھاس نکالی اور اوسکی ڈونگی بنا کر سحر پڑھا کہ وہ اصلی
ڈونگی کی صورت ہوگئی پس یہ اوس ڈونگی پر سوار ہوئی اور پکاری کہ اے ڈونگی تو مجھکو پار لیچل
ڈونگی لہراتی ہوئی چلی اور اوسنے چاہا کہ مین دریا کے پار جا کر ساحل سے ہمکنار ہون ادھر جلال نے
اپنے سحر کو پھر زور دیا کہ پروائی ہوا کے جھکورے آنے لگے اور شور دریا کا زیادہ ہوا پس پانی کی باڑھ
اور توڑے سے ڈونگی گھاس کے تنکے کیطرح اوڑنے لگی اور باد مخالف کے سبب سے اوچھلکر ایک بھنور مین جا گری
ہر چند سحاب نے سر پٹکا اور سحر کر کے چاہا کہ ڈونگی بھنور سے نکلے مگر کچھ قابو نہ چلا کروڑون ساحر دور سے اس تما
کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اوس ڈونگی نے چرخ مار گھومتے گھومتے دریا مین ڈوب گئی پس اوسوقت لہر نے
دریا کی زنجیرین بنکر دست و پا و کمر مین سحاب دریا باری کے لپٹین اور قعر دریا مین کھینچ لیگئین
اب سحاب نے دیکھا کہ وہ ساحر اس پار لشکر مہرخ کیطرف دریا سے نکلے جو سحاب دریا باری کی
ساتھ مین باندھی ہوئی تھی زنجیرین گڑی ہوئی تھین اور ایک زنجیر اتنی بڑی کہ دو کوس کے پھیلاؤ مین تھی اوس
مین کئی ہزار ساحر اور جادوگرنیان بندھی ہوئی ایک ایک لنگی اوسکے بندھی ننگے دھڑنگے ساحر [illegible]

لیکر سامنے ہلال کے آئے ہلال نے اشارہ کیا کہ سامنے بادشاہ عالم پناہ کے لیجاؤ وہ ساحر سامنے مہرخ کے
اونسکو لے آئے اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے آپ فرمائے تو ہم انکو قتل کرین اور فرمائیے تو قید رکھین ملکہ نے
حکم دیا کہ انسکو لیجا کر قید کرو پھر سمجھ لیا جائیگا ادھر حیرت نے جو یہ ماجرا اسحاب کے قید ہونیکا اور اوسکے لشکر
کے ڈہنے کا دیکھا پس بغضب تمامتر اپنی فوج کے افسرونکی طرف اوسنے دیکھا اور کہا صاحبو تھین یہ لوگ لڑنے
کیلیے تم سب لڑنے آئے تھے کہ ان نمک حرامون کے ادنی ادنی سحر کے بھی جواب دینے کی طاقت نہین
رکھتے ہو اچھا اب مین خود جاکر کام ان حریفونکا تمام کرتی ہون یا اپنی جان دیتی ہون یہ کلمات زبانی
حیرت کے سنکر دو ناظمہ طلسم یعنی ملکہ ستمسہ سحر افگن اور ملکہ صندل آتش بدن جادو صف لشکر
سے الگ ہوئین دربار مہرخ سامنے ملکہ کے آئین عرض رسا ہوئین داری فرمانا آپکا بہت بجا ہے لیکن ہم اب جاکر
جانبازی کرتے ہین اور اس ریا کو دکھاکر کام حریفہ ناکام انجام کو پہونچاتی ہین حیرت نے آہ سرد دل پر درد سے
بھر کر کہا کہ صاحبو مین کسکو اجازت دون اور کسکو روکون جو کچھ ہمتی ہو سکے تصور و کوتاہی نکرو اچھا جاو سپرد
سامری کیا یہ دونون ساحر شعلہ جوالہ بنی ہوئین سر سے پا تک لباس سرخ پہنے بال بھی سر کے سنہری ہمہ تن شعلہ ہو کر
بدن آگ کی طرح دونون چمکتا کندن ان لالہ فام پر صدقے ہوتا اپنے عشوہ و ناز سے دل دہر مین یہ آگ
لگائین گویا نور کے سانچے کی ڈھلی ہوئی تھین ہر اعضا سے شعلہ آتش کے نکلتے اوس قہر و غضب سے صورت
وہ اونکی بھولی بھولی کہ فتنہ دہر ہر چند کہ سیانا ہے مگر انکا ادنی غلام بننا چاہتا ہے سورج کی کرن چاند سا
بدن لالہ فام و رنگین ادا دست و پا مین ملی ہوئی حنا کہ مسدس

مطلع مہر تجلی ہے جبین پر نور — کور ہے دیدۂ خورشید فلک جسکے حضور
زرد ہو مارے خجالت کے رخ شعلۂ طور — دیکھے گر تیغ رخ حور و پری ہو کافور
گل خورشید گلستان صبا دیکھے وہ جبین — آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ جبین
ذرے افشان کے درخشان نہین پیشانی کے — شعلۂ آتش عارض سے اڑے ہین یہ شرر
الف آسا جو کھینچا ہے سر خط قشقہ زر — خط رو ہے یہ ہے دفتر خورشید و قمر
ذرے افشانکی جبین پر جو چمکتے دیکھے — اختر طالع خورشید چمکتے دیکھے

بس یہ دونون آتش عذار حیرت سے سرگروہ سے اجازت لیکر جو روانہ ہوئین بیچ مین دریا سے
سحر حائل تھا مقابلہ حریفہ مین کیونکر جاتین پس اپنی اپنی سواریون سے اوترکر زمین پر لوٹین اور پھر شعلہ
ہوا جاب کر جانب فلک گئین وہ ابر سحر گھرا ہوا تھا وہین بجلی کیطرح جاکر تڑپین انکو تڑپنے سے وہ ابر

کڑکے ہونگر گرمی ہوا اور ابر کے شق ہونے سے وہ آواز مہیب پیدا ہوئی کہ بہت سے ایسے ویسے ساحر جانین غش کھا کے
گر پڑے اور ملکہ شمسہ اور آتش بدن اسیطرح بجلی بنی ہوئین اوس دریاے زخار و قہار پر گرین سب نے دیکھا
کہ دریا کی بجلی چمکی پھر جو دیکھا برقین چمک کر دریا مین گرین اور دریا مین طوفان ہوا یا فسون اوسکا پانی
اونچا ہو گیا اور وہ تلاطم ہوا کہ خدا کی پناہ بعد لمحہ کے روغن کیطرح وہ سب پانی جلنے لگا اور بعض سے اوس کے
دھوان ہو کر جاتا رہا گھٹا کھل گئی مطلع صاف ہوا کوسون تک میدان خشک چٹیل نظر آنے لگا اور یہ دونون
برقین پھر بہیئت اصل اوسی طرح زنان مہر طلعت تبرا اپنے اپنے ہنس آتشبار پر سوار ہو کر سامنے ہلال سحر افگن
کے پہونچین ملکہ حیرت نے تعریف اونکے سحر کی بہت کچھ کی اور دو خلعت بہت بھاری روانہ کئے کہ وہ آنھون
نے لیکر ملکہ کو تسلیم کی پھر مخاطب بجانب ہلال ہو کر باواز بلند پکارین کہ اے ہلال سحر افگن کیا کہنا سامری
کی قسم کیا پاکیزہ جادو تمکو آتے ہین سچ تو یہ ہے کہ ہمین ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور ایک ہی مالک کے
تابع فرمان و نوکر تم بھی اپنے ملک کی اسی طلسم مین بادشاہزادی اور ہم بھی وہ تو سامری سے یاد کرین اوننے
کہ جسنے گوشت کو ناخون سے جدا کرالیا ورنہ اس طلسم کے سحر و ساحرہ کی عظمت کا کیا ٹھکانا تھا اگر تم مین
کوئی ادھر ہوتا تو ہم جانتے کہ یہ سحر رد ہوئے شہنشاہ ساحران نے خوشی مین آکر جسکو سرفراز کیا ہمسر سامری
اوسکو بنا دیا ایسا سحر بتا دیا کہ اب آج اونکا جواب دینا مشکل ہے لیکن اے بہن حق حق ہے اور ناحق ناحق ہے
خیر کیا ہوا جو تم زبردستیان دکھاتی ہو اتنا ہم جانتے ہین کہ جس بادشاہ نے ایسے اپنے سحر تمکو سکھائے ہین
تو وہ رد اور توڑ بھی اوسکے جانتے ہونگے اونکی معشوقہ حیرت سے لڑکر چاہتی ہو کہ تم سربر ہو تو ممکن نہین
اچھا آؤ اب ہمین اپنا کرتب اور زبردستی دکھاؤ ہم تمہارے سامنے آنکھون سے اوٹھائینگے جو تمسے ہو سکے قسم ہے
سامری کی اوٹھا نہ رکھنا ہلال نے کہا اے بی بیو یہ تمنے سچ کہا کہ ہم تم ایک ہی ہین لیکن شاید
یہ مثل تمنے نہین سنی کہ کیا سوپ کے جائے چھاج ہی مین رہتے ہین اور چراغ سے چراغ جلتا ہی آیا ہے
ایک نے دوسرے کو سکھایا ہے پھر آگے اپنی اپنی محنت جو جیسا برتاؤ کریگا ویسا ہوگا اور جو تم کہتی ہو کہ ملکہ
حیرت سے لڑکر سربر نہوگی تو سچ ہے کہ کہان ہم کہان حیرت خاص پہلوی بادشاہ کی سونیوالی مگر ہمکو
تو مرنے لڑنے سے ڈرتے ہی نہین جان اپنی ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین مثل چلی آتی ہے کہ جب اوکھلی
مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر سلامتی رہے خواجہ عمرو کی وہ ہمارے خون کا بدلا لینگے اب تم جو آتی
ہو ہمکو ڈراتی ہو تو سچ ہے کہ ایک تو سچ ہے تمہاری شہزادی طلسم کی مالک ٹھہری ہین اور دوسرے

تم دو ہو مین اکیلی مگر تمکو قسم ہی کہ تم اور دو چار کو اپنی مدد کیلیے بلا لو اور مجھسے مقابلہ کرو بیابان نہ دی نیز او نہین نہین کی
اور نہ مجھ ایسی موم کی ہی جو تم مثل لوگی تم دو جو مل کر آئین خوب کیا تمہدی بھی حاضر ہی اچھا ضرب کرو یہ سنتی ہی
ملکہ خورشید آتش بدن نے اپنی بڑی بہن ملکہ شمسہ سے کہا کہ باجی اماں یہ بات اسنے سچ کہی ہمکو خیال نہ تھا
کہ ساتھی دونون چلے آئے باجی تم شہر جاؤ اور میرے مقابلہ کا اسکے تماشا دیکھو جب کوئی امر نوع دیگر دیکھنا ادھر
تم آنیکا ارادہ کرنا اور میدان مین آنیکی تکلیف فرمانا شمسہ یہ کلمات سنکر شہر گئی ملکہ وہانسے پیچھے ہٹکر ٹھہری اور
ملکہ خورشید آتش بدن نامت میدان مین آکر زمین پر اتری ایک بچہ خوک جھولی مین سے نکال کر ذبح
کیا اور اوسکے خون سے زمین کو لیپ کر چھڑکا دیا پھر ماش کا آٹا نکالا اور اوسکو گوندھکر ایک شیر اور
ایک پتلا بنا کے اوسپر کچھ دم کیا کہ وہ پتلا ایک ساحر کریہ منظر ہو گیا اور شیر بھی ذی روح ہو کر ڈکرانے لگا
اور وہ پتلا اوس شیر پر سوار ہو کر ایک تلوار ننگی کھینچکر ملکہ خورشید آتش بدن سے گویا ہوا کہ ای میری
مالکہ اور خالق کیا آپکا حکم ہوتا ہی اوسنے کہا تجھکو موذی کا فر ین نے لڑنیکو بنایا ہی اور کیا مین تیری صورت
کو آگ لگاؤ چنگی پتلے نے کہا پھر میری خوراک کہان ہی اور اوس شیر کا رات کیونکر ملیگا ساحرہ نے کہا تو اندھا ہی ارے
تیرے سامنے لاکھون ساحر مریخ کا اور یہ حریفہ اپنی فوج لیے ہلال سحر افگن کھڑی ہی اور تجھے رات نہین ملیگا
جا اپنے شیر کو بھی کھلا اور آپ بھی اپنا پیٹ بھر آج تو تیرا پیٹ خوب بھر یگا اسلیے تو مین نے عین وقت پر تجھے بلایا ہی
یہ سننا تھا کہ وہ پتلا شیر کو اڑا کر چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک اوترا آیا ہی یا ساکن برج اسد شیر پر سوار ہو کر
اڑا چلا تھا وہ ہو تھوڑا اسکے بڑی بڑی تھتنے شہر فنا کی ناک ہاتھ بیت دراز اور ہٹ چھپٹ انتہا کی گستاخ پانون شیطان
دراز تھی کہ عوج عنق کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا ہاتھ مین تیغ بائیں دار لیے آنکھین لال بغیظ و غضب کمال جانب لشکر

	ابیات	
بڑھا جب کہ وہ کافر نحس و شوم		تڑپنے لگا مثل مجروح بوم
ہلے جیسے آندھی سے شاخ و درخت		وہ یوں جھومتا جاتا تھا تیرہ بخت
عزازیل سے کم نہ تھے اوسکے کام		عزازیل بھی بھاگے سنکے جو نام
گرفتی منش مجسم شوم مین		نحوست جو اوس مین نہ تھی بوم مین

ادھر تو وہ ادبدکر وار و خونخوار شیر کو اڑا کر روان ہوا اسطرف خورشید آتش بدن نے پکار کر کہا کہ ای سوار
عالی مقداران لاکھون ساحرونکا جو تیرے سامنے کھڑے ہین خون ان سب کا مین تجھکو بحل کیا خوب پیٹ اپنا اور
اپنے شیر کا بھرنا اور ہلال کا کلیجہ آپ کھانا گوشت بدن کا شیر کو کھلانا لیکن سر اوسکا ہمارے واسطے لیتے آنا

سوار نے کہا بہت خوب اور سدھا تیغ علم کی آہی تو پڑا ملکہ ہلال کا اوسکی صورت دیکھکر یہ حال ہوا کہ سکتہ ہوگیا رنگ چہرہ کا بسان طائر رنگ خفا جسم کا لہو خشک منھ اوترگیا رنگ سفید ہوا رعشہ تن مین پڑا دل ہر کہا بچانا اے عمرو کے خدا اور اس عرصہ مین اوس تیلی نے صف لشکر ساحران مین پہونچکر شمشیر زنی آغاز کی فوج ہلال کی آگے بڑھی تماشا خنگ نے مالک کا دیکھ رہی تھی اوس فوج پر یہ اگر العیاذ باللہ جھکے دوڑ کے اوسنے تیغہ مارا دو ٹکڑے اسکے ہوئے اسنے کلیجہ اوسکا کھالیا اور شیر کو گوشت اوسکا کھلایا فوج مین تمام برہمی اور درہمی ہوئی سن چلی بہادر تلوارین سحر کی اوسپر مارتے تھے اور ہزارون سحر کرتے تھے مگر اوسپر کچھ اثر نہوتا تھا اور اودہم تہلکہ ڈالدیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک خنجر گذار سپہر آج پکڑ کر زمین پر اوتر آیا ہے اور ساکنان خاکدان عالم کو خاک وخون مین ملا رہا ہے تیغ کی چمک آئینہ جان مین جا کر عروس مرگ کو جلوہ دکھاتی تھی بہت سے بغیر مارے بھاگ کھڑے ہوئے بہت طعمہ شیر وتیلہ سحر ہوکے تلوار اس تیلی کی بے پناہ پڑنے لگی اور چارطرف سے ساحرون نے گھیرکر اوسپر حربہ سحر کرنا شروع کیے جب کچھ نبن آیا تو تیغ و ترسول وغیرہ ہاتھ کرکے بھی آگرے کر ٹکر ٹکرے اوسکے کردیگی قیامت کی لڑائی ہونے لگی ہلال کی فوج کا یہ حال تھا ابیات

پریشان و ترسان سراپا ہراس	غضب ہانپتی کانپتی بے حواس
نہ پاؤن مین موزی نہ سر پر کلاہ	قیامت کے ترسان خدا کی پناہ
بڑے تیغ کے آن واحد مین ہاتھ	کئے ساحرون کے جو سر ایک ساتھ
کلیجہ لیا آپ بس اوسنے کھا	دیا گوشت اوس شیر کو بس کھلا

جان خزین پر تمام ساحرون کے قہر خدا نازل تھا بلای مبرم نازل ہوئی تھی مرگ ہر دو چار تھی مجبور تھا تھی یا تو اس گلستان فوج مین عنادل دا اپنی مالک کی لڑائی دیکھ کر باغ باغ ہو رہی تھی یا شل اوراق گل پریشان اور ابتر ہوگئی تیغ کی ہوا یا بیخزانی کا کام کیا ایسی خزان بھی کم آتی کسی نے دیکھی ہوگی کہ یکایک بیخ بنیاد نخل ہستی کی قطع ہوگئی آخر جب اُن بیچارون کا کچھ بس نہ چلا تو بھاگ کر لشکر مہرخ مین جا کر مل گئی بقدرت خدا اوسوقت وہ تیلا کھیت پارہا تھا اور لہو اوسکے منھ مین لگا تھا بھلا وہ کب آتا و کچھ تیغ علم کیے ہی لشکر مہرخ پر اگر ادھر نجاتا اور پلٹ کر ہلال پر آتا تو اوسکا یقینی سرکاٹ لیتا لیکن لشکر مہرخ پر جو اوسوقت مخمور سرخ چشم معشوقہ شہزادہ نورالدہر تھی اکڑ بیٹھکر کہا کہ اے ملکہ مہرخ ہلال نے آج بڑے کار نمایان کیے اور بڑی دیر سے میدان داری کر رہی ہے مگر اب اوس تیلا کے ہاتھ سے یقین ہے کہ ماری جائے

لازم ہے کہ اوسکی مدد کے لیے کسیکو بھیجے مہرخ نے کہا کہ وہ سوار تو اسی طرف آگیا ہے اگر تم سے ہو سکے تو
روکو اوسکو ورنہ مین ایک سحر سوچ رہی ہون بادشاہ جادوان نے ایک دن مجھکو بتایا تھا اور
منتر کا ایک بول مجھکو یاد نہین آتا ہے اسی سوچ مین اتنا عرصہ بھی ہوا ورنہ ابتک کب کا مین اوس
سوار کو یہین سے بیٹھے بیٹھے غارت کر دیتی مخمور نے کہا پھر آپ اجازت دیتی ہین مین جاؤن لڑنیکو مہرخ نے
کہا بسم اللہ اوسوقت تو اوس گل باغ خوبی اور بادۂ خوشرنگ انجمن محبوبی کو غصہ آیا اجازت تو حاصل
ہی کر چکی تھی اپنے تخت کو آگے بڑھا کر چلی اور وہ تپلا جیسے ہی صف لشکر پر آ گرا تھا کہ یہ سحر پڑھکر کہا
ارے سورہ کو جا موم کے یا ماش کے آٹے کے تپلے تجھے بھی یہ طاقت ہوتی کہ ہمارے سامنے آتا ہے اور یہ کہکر
ایک سانپ جو بجای چابک دست نازک مین لیے تھی دوڑ کر اس تپلے پر مارا اور دوسرا اوس شیر پر لگایا
اور کہا اے شیر تف ہے تیری اس نامردی پر تجھسے تو ایک کتا اور بلی زیادہ غیرت رکھتی ہین نالایق اور
کمزور کا بھیجا ہوا تو آیا ہے اور میرے ہاتھ سے مار کھاتا ہے اور ذلیل ہوتا ہے یہ کلمات ایسے تھے کہ تپلا تو اوسی
طرح موم کا یا آرد ماش کا ہو گیا اور گر پڑا لیکن اوسکے گرتے ہی ملکہ بلال افگن کو ہوش آگیا اور یہ بھی
سنبھل کر اوسکے اوپر مخمور نے اوس شیر کو بھی ایک سانپ کا پھر لگایا اور کہا اے شیر مین تجھے کیا بگاڑون
مین نے تیری جان بخشی کی اور دیتی ہون تجھے وہ خبر دیتی ہون جو کبھی کسیکو میسر آئی ہوگی شیر طلسمی کو
یا تو وہ ملی تھی یا اب تجھکو دی گئی یہ کہکر وہ ڈبیا جسمین سیندور طلسمی تھا اور وہ طلسمی سیندور اوسکی
مقام بیابان آتش فشان مین کہ جب عمرو کو یہ جانب کوکب لیکر گئی تھی تو ملا تھا اور راسد کوہ
کے مالک کو اسی سیندور سے اوسنے قتل کرایا تھا حال اوسکا جلد دوم مین اسی طلسم کے مذکور ہو چکا ہے اس
اس سیندور کو اوسنے لگا کر ایک ٹیکا ماتھے پر اوس شیر کے دیا اور کہا جا ملکہ خورشید آتش بدن کو
پکڑ لا وہ سیندور ایسا تھا کہ جب شیر طلسمی نے اوسکو دیکھے اوسکی عزت کی تھی تو اوس شیر کے جو سحر سے آتش
بدن کے بنا ہے کیا حقیقت ہے بس فوراً دھڑ دکا مارتا اور ڈکراتا ہوا یہ پھرا ادھر مخمور نے بلال سے کہا کہ اے
ملکہ یا شاہ اللہ کیا کہنا خوب لڑین واہ واہ مین سچ کہون یہ سحر آتش بدن کا کسی سے رد نہوتا میرے
پاس اگر سیندور نہوتا تو یہ شیر کبھی اطاعت نہ کرتا اور ایک سحر اخلاص مین اکبر بادشاہ نے مجھکو بتایا تھا
دیکھی اسوقت کام آیا ورنہ اوس تپلے سے بھی جان بچانا مشکل ہوتی ونداکچھ اسمین نے عرقی نہین ہے اب تم
ٹھہر کر دم لو اور مجھکو میدان مین جانے دو یہ کہکر اوسکو سمجھا کر اوسنے جانب صف لشکر پھرا اور آپ ہزاران نار سحر سے

جبکہ رخ کیا اوسوقت اوس ماہ پارہ کی یہ کیفیت حسن کی تھی کہ بسبب غضب کے آنکھیں جو زیادہ سرخ ہو گئیں یقین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساغر بادۂ احمر سے لبریز و سرشار ہیں انھیں آنکھوں کی نرگس شہلا بیمار ہیں اور بادام ہزار جان انسے نثار ہیں جو کوئی بادہ خوار اون ساغر چشم کا نام لیتا مست ہو جاتا اور آنکھوں پر زلف رسا کا جو عکس پڑتا تھا اور بالونکا لہراتا اونپر آجاتا وہ نئی کیفیت دکھاتا تھا یعنی میخانہ پر گھٹا کا چھا جانا ظاہر ہوتا تھا ہر چند کہ وہ جام آنکھونکے شراب حسن سے بھرے تھے مگر زہر قاتل بھی اونمیں گھلا تھا جسنے کہ ایکبار بھی اوس جام سے کچھ پیا اور فرا و بید اگلیا بس مارے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ساغر عمر بادۂ فنا سے اوسنے لبریز کیا ابرو اوسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مست میخانہ پر جھکی ہوئی ہیں رخسار تابان کا کیا بیان ہو اظہر من الشمس ایک بات ہے عیان را چہ بیان مگر پھول اونمیں غضب کا دو آئینہ اسکندر آرزو کے پیش نظر ہو قربان جنکی صفائے آئینہ شمس و قمر ہے فلک تا آئینہ خانہ میں آئینہ ہائے شمس و قمر کو دیکھا مگر کبھی ایسی صورت دلپذیر کا اوسکو جلوہ نظر نہ آیا دہن تنگ وہ تنگ کہ جائے سخن اسمین کہان شرم سے منہ چراتی مگر ایسی صورت کہین چھپتی ہے صاف روشن ہے کہ رعنائی و زیبائی کا وہ دہن مخزن ہے کان جواہر اوسمین پوشیدہ ہے یہی اسکی بات نکالنا غنچہ ہے ہو شگفتہ و تنگی ہے عقیق یمن کی دانت رشک دُر عدن کی کیا تنگ بیان کردن ابیات

ساغر بادہ گلرنگ ہیں آنکھیں سرشار
صاف ہے چہرۂ رنگین پہ گلابی نگہ بہار
راست ہے مثل الف بسکہ وہ قد بالا
شک نہیں ثابت ہے تیرے تصور نے کیا

مستی حسن سے گو مست ہیں پر ہیں ہشیار
مست سمجھے ہیں جو وہ آنکھیں نظر آئیں کالی
دال ہیں جیسے الف لام میں ہیں یون اسکے بال
ال ہو پیدا ہے تو پھر رنگ نرالا کچھ ہے

دور ہی آنکھوں میں سرمہ نہیں کج ہو بین جو
گھر کر آئی ہیں گلستان میں گھٹا کالی
دل بنا دال تو ہے دال کے ہوئین فدا
جانکی خیر نہیں دال میں کالا کچھ ہے

اس ناز و ادا سے وہ مہ پارہ غارتگر صبر شکیبائی تخت سحر پر سوار ہو کر آنچل ہلو کا دوپٹہ سنبھالتی بانکپن سے آگے بڑھی آگے ڈھیر کئی حور اتر چڑھا باندھے مسکراتی ہوئی سامنے خورشید آتش بدن کے آئی اتنے عرصہ میں اوس شیر کو جو بیکا سنید و طلسمی کا دیکر اوسنے پھیر دیا تھا بس وہ ڈکارتا ہوا ملکہ خورشید آتش بدن پر آیا خورشید نے اوسوقت بدھر بڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ ای شیر تو اپنی حیثیت پا چکا ہے اب اوسی طرح ماش کا آٹا ہو جا شیر کے ہاتھ پر لگا سنید و طلسمی کا دیا ہوا تھا وہ کب پھرتا تھا بس دوسنے آتی ہی ایک طمانچہ خورشید پر مارا خورشید نے طمانچہ اسکا رد کر کے ایک

تیغ پر مار کر زمین کے اندر پہونچایا اور وہاں سے پشت شیر پر آ کر نکلی اور ایک ترسول اوسکے پیٹ پر اوسنے
مارا شیر نے پلٹ کر ایک ہاتھ جو اپنا مارا تو خورشید کو کھینچ لیا اور جھٹکا دیکر اپنی پیٹھ پر لاد کر چلا
اوسوقت شمسہ جو اوسکی بڑی بہن الگ کھڑی ہوئی تھی اوسنے یہ حال اپنی چھوٹی بہن کا دیکھکر بیتابانہ
اپنے تئین قریب اوس شیر کے پہونچایا اور اوسکے پاس ایک گولا فولاد کا ایسا ہے کہ جس کسی ساحر صاحب
منصب او رہر جاے کے مالک پر لگادے تو کام اوسکا تمام کردے بس وہی گولا اوسنے نکال کر اوس شیر پر مارا از
بسکہ وہ شیر بنایا ملکہ خورشید آتش بدن کا تھا اور اوسی کی طرف سے وہ بھی اس سحر کا ایسی اخفیا کی
زبردست سے ہو رہا تھا وہ گولا اوس شیر پر جو پڑا اوبھر کر وہ زمین پر گرا اور اوسی طرح ماش کا آٹا ہو گیا
ملکہ خورشید اوسکے نیچہ سے چھوٹی اور ہوشیار ہوئی بیان پر بعض داستان گویون نے بیان کیا ہے کہ ملکہ ہلال
سحر افگن سحاب دریا باری اور خورشید آتش بدن سے نہین لڑی ہے ملکہ اختر بنت
سہیلان فیل زور بھتیجی کوکب روشن ضمیر کی واسطے دریافت حال ملکہ بران آجاتی ہے اور وہ
مقابلہ کرتی ہے اور جب وہ خورشید کے سحر سے مغلوب ہوتی ہے تو مخمور آ کر بچاتی ہے اور آپ مقابلہ
مین آتی ہے مگر بعض داستان گویون نے بھی فوج بران کا مقابلہ کرانا مناسب نہین جانا کہ سب فوج
تو مہرخ کی ڈرتی ہے ایک اکیلی اختر آ کر لڑی کچھ حسن بیان نہین اس سے یہی بہتر ہے کہ ایک ہی لشکر کی ہیبت
اور عظمت ظاہر ہو اور آج ہی تو ملکہ حیرت کو معلوم ہوتا ہے کہ لشکر مہرخ مین بھی قوت سحر و ساحری
زیادہ ہے صرف عیارون کے بھروسے پر یہ لشکر نہین لڑتا ہے اگر لڑائی پڑیگی تو بڑی مار ہوگی اور بالکل
در بند ہوشربا آجتک مہرخ کو ذلیل و حقیر سمجھتے تھے مگر آج سے زبردست جاننے لگے حاصل مرام ملکہ
مخمور لالہ فام جب میدان مین پہونچی اور وہ شیر طلسمی سفید دیو کیوجہ سے خوب لڑا آخر مارا گیا اور شمسہ
خورشید کو نشانہ کیوقت پھر کر اب بمقابلہ مخمور آئی اور پکاری کہ بی مخمور شہنشاہ سے پھر کر تمنے تو بڑا زور پیدا
کیا ہے مخمور نے کہا نہین مگر وہ کسمساتی تھی اور سر کب دب گئی تھی اور ہاتھ تمہارے سامنے کسمسدن نہین باندھے
تھے جو آج بڑا زور پیدا ہم الگتے آئی ہو ہان البتہ ہم لوگون مین بڑی دھوم سنی تھی جب ملازم شہنشاہ کی تھی
جب بھی یہی غلغلہ سنتی تھی کہ صاحبان قلعہ ناطمہ بڑی زبردست ہین لیکن دور کے ڈھول سہانے یہ راز ہم پر آج ہی ہم
تھا سو آج وہ ہوا بگڑ گئی سارا بھرم کھل گیا اچھا مین دیکھون کہ تم کیونکر مجھسے سربرہ ہوتی ہو اور خورشید کو جو پھر کر بھی
ہوگیا وہ زندہ بچ گئی اب تو یہ سفید در طلسمی جس سے سر لگا ہوا تھا اوسکا طمانچہ کھا چکی ہے اوسکا بچنا مشکل ہے شمسہ نے کہا

عمرو اب زیادہ صدمہ سہ سکے نہ ٹھہرو زخم پر نمک نہ چھڑکو لو اوسکا مزہ چکھو یہ کہکر ایک قمقمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ اس قمقمے
مین خاک قبر جمشید بھری ہوئی تھی بس وہ قمقمہ سینہ پر ملکہ مخمور کے مارا مخمور اوس قمقمہ کو دیکھکر سمجھ گئی تھی
کہ اسمین خاک قبر جمشید ہوگی بس وہ قمقمہ آتے دیکھکر وہ پرواز کر گئی اور بلندی پر جاکر ٹھہری قمقمہ خالی گیا اور خاک
جو اوسمین تھی نکل کر اڑی جو ساحر کہ آگے بڑھے کھڑے تھے وہ بیہوش ہو گئے مخمور نے فوراً بارش سحر برسایا کہ وہ خاک
دبگئی اور آپ زمین پر اتری اور پکاری کہ ای شمسہ بڑے غیرت کی بات ہے تملوگ بادشاہزادیان طلسم کی اور عمر بھر
اور بندون کی بڑی بڑی صاحب منصب جاگیردار ہوکر خاک جمشید کی گرد سے لڑتی ہو اور آپکو ایسی ہی
لیاقت مین سحر اور ساحری کرنا جانتی ہو حیف ہے دیکھو سحر اسے کہتے ہین یہ کہکر ایک ڈبیا اپنے بالون سے نکالی کہ ا
ڈال یاقوت احمر کی ترشی ہوئی تھی اور اوسکو وا کرکے چالیس تیلی یاقوت کی برابر انگشت کے تھے نکالے
اور اونکے ہاتھون مین تنکے اوٹھا کر دیے اور کہا یہ تلوارین تمہاری ہین اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ تیلی سب مثل
انسان مبارز کے قد آور ہو گئے اور وہ تنکے تلوارین ہوگئین بس اون تیلون نے جاندار ہوکر عرض کیا کہ ہمکو
کیا حکم ہوتا ہے مخمور نے ارشاد کیا کہ سامنے جو یہ چھوکریان کھڑی ہین اور بہت بڑا ہجوم کیے ہین اونکے سر کاٹ
لاؤ بس وہ چالیس تیلے تلوار علم کرکے اول تو شمسہ پر حملہ آور ہوے شمسہ نے ہرچند چاہا کہ اونکو روکون مگر وہ کب
رکتے ہین جب وہ تیلے اوسپر آئے یہ سمجھی کہ مین گھر جاؤنگی اور ماری جاؤنگی بس فوراً پیچھے ہٹنے لگی اور سحر پڑھتی
ہوئی بھاگ کر لشکر حیرت مین جو فوج کہ اوسکی تھی وہین پہ بھی آئی تیلے اوسکے تعاقب مین جو آتے تھے
وہ بھی قریب پہونچکر فوج پر حملہ آور ہوے اور زیر تیغ اونھون نے ساحرون کو رکھ لیا بگیر و بکش کا شور و غوغا
بلند ہوا ابھی تو بے سر ہوے شکار اجل صف شکن و صفدر رہے وہ چالیسون تیلے غضب کے تھے کہ دم بھر
مین مار تلوارون کے اونھون نے تہلکہ ڈالدیا تیغ تیز کے جوہر دکھا دیے ہزارون مار گرائے لاش پر لاش
ڈھیر پہ ڈھیر مردہ پہ مردہ دم بھر مین اونھون نے گرا دیا اور لشکر کے گروہون فوج ناظمان طلسم کی تھی اور
ان چالیسون تیلون کا لڑنا حیرت کو ثابت تھا کہ سحر کی لڑائی ہو رہی ہے مگر جانتی تھی کہ کوئی سبب
خفیف ہے یہان تیغ تیز نے مضمون مرگ کو بحر طویل مین نظم کیا رکن جسم کو جان سے بدل کر حذف کیا تھا قافیہ
ہر ایک کا تنگ تھا فقرہ تیغ کے بیت گرما گرم تھی نظم جان کا انتظام کچھ نہ رکھتا تھا نثر مرگ کو پسند کیا تھا اور نظم
کو پسند کرتے تھے تو بحر مضارع مین شعر نظم کرتے یعنی ایک کے دو دو کرنا خوب یاد تھا عروض سیفی کا سبق سبب
کو موت پڑھاتی تھی سبب و تد یاد دلاتی تھی یہ جنگ کا نقشہ تھا کہ ابیات

خون برستا تھا ہر سمت جو غل و نگار
ہوا ابر بجز خون نہ اٹھتی تھی گرد
زمین پر گری تن سے اڑ اڑ کے سر
ہوئی آج بیجان ہزاران ہزار

لب زخم تھے ساحل جوئبار
وہ آندھی اوٹھی کہ طوفان مرگ
ہوا سے درختونکے جیسے ثمر
تڑپ کر گرے خاک پر دہ تعین

عبیری ہوئی خاک دشت نبرد
برش تھی ضمانت سامان مرگ
سوار و پیادہ بوقت شمار
گئے جانب اسفل السافلین

لشکریان حیرت اون تیلون پر مثل عقاب گ گوسے فولاد کی نارنج ترنج کچھی سوئیون کی تلوارین خنجر وغیرہ ہتھیارون کی وار اور سحر کے حربے لگاتی تھی لیکن کوئی حربہ اونپر اثر نہ کرتا تھا اور قریب دس بارہ سو جادوگرون کو اونھون نے مار ڈالا تھا اب ایک غوغائے عظیم برپا ہوا اور حیرت کی لشکر نے سامنے سے ان تیلون کی جھپٹ کیا یا سمت کر جب وہ سب ادھر آئی کہ جہان حیرت استادہ تھی تیلے بھی اسی طرف حملہ آور ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے تھے اور ناظمان در فید بڑے بڑے شاہزادے اور شاہزادیان حیران کا رتھین اسوقت کہ جب قریب تخت حیرت غوغا بلند ہوا اسوقت حیرت نے انگڑائی لی اور کہا کہ اپنا کام کچھ اب ہی خوب ہوتا ہے کیونکہ اب مین ہاتھ پانون نہ ہلاؤن تو قتل ہوجانے کے سوا اور کیا ہے کیونکہ یہ تیلے اگر مجھے بھی تو ذلیل کرینگے اری صاحبو یہ کیسی غیرت بھادر ہے کہ اوڑانے کے سحر تمسے رد نہین ہوسکتے اوسوقت ابرق وزیر اپنی ہاتھی سے کود کر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ ہم تو صرف ناظمون کی لڑائی دیکھنے آئی تھی اب آپ فرماتے تو اس مخمور کی کیا حقیقت ہے اور ان تیلون کی بنیاد ہے ابھی دم بھر مین انکو غارت کردون اور مخمور کو پکڑ کے سامنے حاضر کرون مخمور نے کہا آپ جانتی ہین کہ یہ کون سحر لیا ہے یہ وہ سحر ہے جو شہنشاہ نے روز نوروز ایک ایک ہم سبکو جدا جدا تعلیم فرمایا تھا ہمکو اور کچھ بتایا تھا اور اوسکو یہ ڈھیا دی تھی معلوم ہوا کہ اوس ڈھیا مین یہی تیلے تھے جو عنایت کیے تھے پھر شہنشاہ کو عطا کرنا وہ تیلے غضب ہی کی تیلے تھے جو دی تھی جنھون نے آج تہلکہ ڈال دیا ہے لیکن کچھ پروا نہین ہم بھی تو وزیر اسی شہنشاہ کی کہلاتی ہین اور تعلیم اور پرورش یافتہ اوسکی ہین یہ چھوکری مخمور تو کیا ہے مہرخ اور اوسکی حمایتی کوکب اور بُران کو ہم جواب دیتے آئے ہین اوسکو پکڑ لانیوالے یہ کہکر ابرق سات لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر آگے بڑھا ایک دریا تھا کہ موج مارتا تھا ہزارہا نارنج و ترنج اوچھلتا تھا اوس دریا مین گویا حباب معلوم دیتے تھے کہ تیرتی تھی غرض ترنج تو موج مار کر لڑتی ہوئی اوسکی چھوٹی چلی اور وہ بمقابلہ تیلان سحر ہو چکا پکار اکر لونڈی کا طرف بی دی حکم سے کہ تماشا نہیں جب تاب نہ رہا تو اوڑا دیا

کھڑی ہیں اور تم بے ادبانہ چلے آتے ہو لیں ادب سے قدم اٹھاؤ جسطرح تم یاقوت کے پتلے تھے
ویسے ہی اب تمہاری سزا یہ ہے کہ موم کے پتلے بنجاؤ کیونکہ جسنے تمہیں بناکر مخمور کے سپرد کیا تھا اوسکی
بی بی کا تمنے پاس نہ کیا اور پاس کیا تو اس ادنی کنیز کا یہ کہکر ایک دو ہزار دیتے زمین پر مارا کہ وہ
پتلے یا تو خونریزی کرتے لڑتے چلے آتے تھے یا وہیں جگہ رہ گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلے
اور ان پتلوں پر پڑے کہ وہ پتلے گل کے موم کے ہو گئے پھر اور شعلے نکلے اور وہ پتلے پگھل گئے
بعد اس سحر کے ابریق علیہ اللعن نے ایک پرچہ کاغذ کا اور دوات و قلم جھولی سے سحر کی نکال کر کچھ تحریر
بخط طلسمی کے اوسپر لکھا اور اپنے لشکر سے ایک علم میں باندھکر مخمور سرخ چشم کے مقابلہ میں وہ
علم لیکر آیا اور پکار کر ادھیگری شہنشاہ کی صدقے میں سحر و ساحری سیکھکر ساحرہ بنی اور معشوقہ شاہ
بنکر حضرت عالیجاہ کا کچھ لحاظ و پاس نہیں کیا ان تو سچ کہا ہے کہ کمینہ اپنی اصالت پر جاتا ہے بموجب مثل مشہور ہے

نیکی کرنا بدون سے ایسی ہے	جیسے نیکون سے کی بدی تو نے

تو بے ذات کی جوہر دکھاتی ہے اور اپنی اوقات پر جاتی ہے مخمور نے یہ سنکر بغضہ کہا کہ بگڑ وے تو اپنی تو
پہلے ذات دیکھ پھر کسی اور کی ذات میں اد کو اٹھا تو ایسا کمان کا کھڑا بن کر آیا ہے وہی مثل ہے کہ کھڑی
ہے جھکو شاہ اوسکو عرش کا ٹوٹا موڑی کاٹے لڑنے آیا ہے یا ذات کا بیان کرتا ہے میں کس
بڑھئی کی لونڈی ہوں کسنے مجھے خریدا ہے تو البتہ سنتی ہوں کہ ذات کا کبڑا ہے اس طلسم میں امان تیری
قیند اتالسی بھی پھرتی تھی پھر امان اسرار جادو کہا کرتی تھیں کہ سندر یا کبڑن ابریق کی
بات اچھا سودا لاتی ہے اور جیسے تو وزیر ہوا ہے اوسوقت سے بھی ہزار چار برس غربت اور جان بچاتی مرتی
تیری شادی جب ہوئی تھی تو تجکو لڑکی ہی کون دیتا تھا ہمیں تو تون ستیون نے اور اسی جان نے قسم کہا
کر کہا کہ نہیں یہ کبڑا نہیں ہے لیکن تجھے یاد ہے ابریق باتیں سنکر کھلکا اور بسبب ترش رو ہوا لڑکی
کی ذات کھٹی ہو گئی غیرت سے درخت کی طرح زمین میں گر گیا اسی غیرت میں اسنے ایک روئی کا گولا
نکال کر سحر اسپر دم کرکے جانب آسمان اڑایا کہ وہ بینہ لمحہ بھر میں ایک کوہ پرشکوہ بنکر مخمور کے سر پر آیا
اور گرا ہی چاہتا تھا کہ اس کوہ دلدار شیرین لب نے اوسے دیکھ کر سحر پڑھکر اوسپر جو پھونکی وہ پہاڑ روئی کا گالا
بنگیا اور جلکر بھسم ہو کر اڑگیا اوسوقت ابریق نے کہا بڑا زور تو نے پیدا کیا ہے یہ بھی شہنشاہ کی عنایت
کہ وہ ہمیشہ سے تجھپر فریفتہ تھی نہیں معلوم کیا بتا چکی ہیں مخمور نے کہا چپ رہ بے پھر وہی باتیں تو نے

نکالین تو یہ بھی جانتا ہی کہ حیرت جو تخت پر چڑھی کھڑی ہی یہ ذات کی کون ہی ارے ہم مطیع شہنشاہ
عیاران عمرو بن امیہ ہین یہ اوسکا اقبال ہی جو تم کافرون پر غالب ہوتے ہین اور ہونگے اور تم زور
کسدن تھے جو آج زور پیدا کیا ہی نہ جب ہی تجھسے ڈرے نہ اب اچھا اب سنبھل جا یہ کہکر ایک ناریل انگیا
مین سے نکالا یہ ناریل اگر تیرا حیاب پر بھی لگاتی تو کام دیتا ابریق گھبرایا اور اوسنے اوس ناریل کو کھینچ
دیکر اسیر مارا ابریق اوسکے آتے دیکھکر زمین سے اڑا وہ ناریل پاؤن پر اوسکے لگ کر زمین پر گرا پاؤن
اوسکا زخمی ہوا باقی بچگیا ناریل اوٹھاکر لڑکھڑاتا ہوا زمین پر آیا لیکن سنبھلکر اوٹھا اور ترسول
سحر کا کر کے وہ ڈرا مخمور بھی نیمچہ پکڑ کر چلی لیکن اوسنے قریب پہونچکر ترسول کھینچکر مارا کہ وہ مخمور کے کندھے
اوسنے سحر پڑھکر ہاتھ جو مارا ترسول کندھے سے لگ کر زمین مین گڑ گیا مگر شانہ اوسکا بھی زخمی ہوا اور
نازک بدن نے شانہ زخمی ہونے سے تیوری چڑھائی اور یہی شان حسن کی نظر آئی کہ گویا
تہ طغرا مین بسم اللہ کاتب قدرت نے مصحف رخسار پر لکھی ہی غرض کہ بطیش و غضب تمام
اپنا جوڑا کھولتی ہوئی آگے بڑھی اوسوقت حیرت کھڑی اس جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی اوسنے
اپنے گلے سے مالا توڑکر زمین پر پھینکا اور پکاری کہ اے مالے جا اس مخمور کو پکڑ لا وہ آکر سامنے مخمور کے گرا
اور لڑیان اوسکی ٹوٹ گئین موتی سب بکھر گئے ابریق نے دیکھا کہ یہ سحر ملکہ حیرت نے کیا ہی اوسنے بھی اپنی
قوت و شوکت دکھانے کو پکار کر کہا کہ اے مخمور یہ دانے موتیون کے چن نے مخمور مسحور سحر حیرت اوس مالے
کے سامنے بکھرنے سے ہو چکی تھی وہ دانہ چننے لگی اوس نازنین کا ناک بھون چڑھاکر پائچے اوٹھاکر بیٹھ
ہوئی چننا اور ہی لطف دکھاتا تھا گویا زہرۂ فلک حسن و حیا ستارون پر جھکی تھی اور تارے آسمان
توڑ رہی تھی ادھر تو وہ موتی چننے لگی ادھر اوسکے آبرو یعنی ابریق نے کمند اسیر ماری کہ گردن کر تنگ
اوسکے پھندے پڑی اور بیہوش ہو کر گری ابریق نے دم کھینچا اور قریب آکر مشکین اوسکی اوسی کمند
سے باندھین اور لیکر چلا کہ حیرت کو جاکر نذر دون اور عرض کرون کہ اے ملکہ آپکے خیال سے اور سحر کے تنگ
ہونے سے یہ میرا اسیر قابض ہوا ادھر تو یہ اوسکو لیکر چلا سامنے یہ ماجرا ملکہ بہار جادو نے جو دیکھا تاب ضبط باقی
نہ رہی معشوقہ طرحدار بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار نوخیز تخت اپنا آگے بڑھا کر چلی جیسے بادشاہ
اسلامیان سے اور اس راہ عشق و دلشکی پیدا ہوتی ہی اوسکو بیٹھا آنکھون مین آنسو بھری دیوانہ پن مزاج مین سما
ہوا دل اپنا تھا وہ پڑا یا ہوا بہار کی خواہان رہتی ہی گل و بلبل کی بحث پر جی دیوانہ ہی درد زبان پر کا افسانہ کہ

اوسوقت جو زلفونکو کھولی عجب کیفیت اوسکے حسن کی تھی کہ سر پر گھٹا چھائی ہوئی طائران خوش نوا زمزمہ سرائی کرتے سامنے کھڑے چمن گلہائے خوش رنگ کا از خود پیدا ہو کر غائب ہو جاتا یہ معشوقہ اپنی زلفونکو پریشان کرکے گھٹا کالی بلائی زلف براد سکی سنبلستان دہر کی صدقے جان ہو جاتی سبزہ رنگ سبز بختان زمانہ کو سبز قدم خطاب دیکر سامنے سے نکالدیتا سبزہ زار چمنستان عالم کو عشق مین اپنے پامال کرتا آنکھوں نین سے سرد دنبالہ دار دیا ہوا ابرو ملے ہوئے ہلال بنا ہوا یہ ظاہر تھا کہ دفتر حسن پر اوس حسینہ کے دوہرا صاد کیا ہوا ہے یا یہ علامت طوق محبت آہو چشمان زمانہ کیلئے پیدا ہوا ہے یا آہوان چین و ختن کو پابند کیا ہے صفحہ رخ پر بینی کا ہونا ظاہر تھا کہ ملک حلب کے بیچ مین ایک دیوار کھینچکر اس ملک کو دو حصہ کیا ہے بلبل اوس گل رخسار کو دیکھکر طوطی کی طرح پس آئینہ بیٹھکر نقش بر دیوار بنا چاہتی باد گل بالکل بھول جاتی لبون پر مسی اوسکی لگی ہوئی پیشانی پر افشان چنی ہوئی لب لعلین پر لاکھا جما ہوا جوڑا دھانی گلے مین پڑا سینہ پر چھاتیون کا ابھرنا اللہ اللہ از سر تا پا وہ جمال وہ جھمکڑا کہ [illegible]

مسدس

چھاتیان ابھری ہوئی اور وہ جوانی کی بہار
جسکو دیکھے ہو نامرد کی جان نثار
ایسے پستان ہین ترنج شجر قامت یار
کھٹے ہو جائین جسے دیکھکے جنت کے انار
کچھ جھلکتی جو دو پٹہ ہی کے نیچے سے دیکھے
چھاتی بھر آئے یہ حیرت کی نگہ سے دیکھے
گول گول اوسکے سرین اور وہ بلوری ران
آنکھ دیکھے سے تن عاشق بیجان مین جان
پنڈلیان دیکھ پھڑک جاتی نہ کیونکر انسان
شمع حسن ہین یہ پروانہ ہین جسکی پر جان
باتون اوس گل نے ان ہاتھون سے دیا دن کیا کیا
شعلہ رویونکو جو سچ پوچھو جلا دن کیا کیا

بس وہ سیارہ فریب ابریق ہو کے پکاری کہ بیت

بہاریا کی فساد خون کی تدبیر کرتے ہین
اسی موسم مین دیوانہ کو سب زنجیر کرتے ہین

ای ابریق پھر دیکھو پھول بہار کے گلستان محبت سے چھٹا جاتا ہے بہار دیکھ تماشا کرتا تھا کہ تمام لشکر اور ہر ایک سردار نامی دمانسوند دیکھا کہ نسیم بہار چلنے لگی اور ملکہ بہار جادو وہ تخت پر جو گلدستے ہوا کے رکھے تھے اوسی طرح کے ہزار دونا گل سیلن مین کھلا اور سبزہ روان چمن نہالان چتر دار اور سایہ دار پر نظر آنے لگے حوض ملیب آبشارین جاری ہو گئے طائران خوشرنگ اور شیرین زبان مرغوب تھی اور نغمہ سرائی کرتے تھے عجب بہار رنگ فزا اوس بوستان مین آ گئی تھی کہ جان نثار اور نغمہ عشق تو تی تھی بلبل بنکر ہر زرد کے دیدہ مین روح زمزمہ صوت عشق ہوتی تھی جان لگا کام کرتی تھی جنبا

لاثانی نہر تھی جواہر کے درخت لگے تھے ہر شجر ایسا پر از رنگین و بہار تھا کہ رشک قامت یار تھا ہر برگ دہان کا کف رنگین و بدار تھا کسی جا غاب نہر آب و تاب حسن کو دکھا کر لب رنگین معشوق کو شرماتا شقائق گل پر شبنم پر فائق نظر آتا خون چشم عشاق سے اپنے عشق میں رلواتا کسی جا سنبل تر گیسوی عنبر فشان کا ہمسر کہین نرگس چشم تماشائی کو حیران کار بناتا برگ سمن مین انداز تیغ صفاہانی پایا جاتا لالہ با دل خونی خونین جگران چمن لعنت آ سے برابری کرنیکو تیار تھا لیکن بہتر از رخسار یار تھا درخت پھولون سے لدے دولہن کیطرح زیور پہنے شرم سے جیسے عروس نو جھکتی ہے اوسیطرح سے جھکے جاتے تھے طاؤسان مست خوش فعلیان کرکرنا چتے چتر طاؤس فلک بلا گردان حسن قوس رہات کی اوداہٹ دکھا کر نیلی دوستہ لینے سبزہ رخسار یار پر پڑ جانا یاد دلاتی گل سے گریبان چاک کرنیکی دعوون مین خواہش پائی جاتی تھی سرو شمشاد سہی قامتان دہر کو ایسا شرماتے کہ وہ غلامی سے بھی آزاد نرہاتے کہین بلبل نالہ کش کہین قمری کا دل سرو غرش نوک ہر خار زبان نگرد دعوی تا الیہار کرتی نوک سبزہ بصورت زبان ہر کہ بہار کی بھی تکرار کرتی مژگان یار کو شرمسار کرتی چشمہ در نہرین دسمین بصد آب و تاب جاری شرمندہ اولی سامنے چھپا تمسش قمر کی آبیاری نہرین لطافت نیر و صفا انگیز داربست انگور کا بند و بست عقد ثریا کو شرم سے خیر خلاصہ

کہ ہر طرف وزان باد بہاری عروس بہار کے جوبن کی بڑی تیاری ہے کہ ابیات

باغ تیار ہوا واسطے اوسکے نایاب — مخمل سبز کہ سبزہ روسون پر شاداب
نہرین وہ چلین روان چشمہ خورشید کہ آب — روشین کا بگستان پھول پر رنگ مہتاب
طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیوارون پر — ہوئے رضوان بھی جسے دیکھکر انگار دو
رشک گلزار خیابان جوش ترادت سے چمن — جا بجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کیطرح سے روشن — چشم نرگس گل خورشید سے بھی چشمک زن
رنگ میچ ہے کے چہرہ رخ گل از اگر — زلف غلمان سے کہین گیسوی سنبل بڑھکر
گرد پھولون کے عنادل کی ترانون کا سما — قمریان بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغان
ابر کو دیکھکے طاؤس گلستان رقصان — اپنی محبوبی مین سب سے زیادہ خرمان
جھچے دلکی ہر ایک زمزمہ پرداز کے ساتھ — جسطرح سازکی آواز چلے ساز کی ساتھ

اوس باغ مین بہار بصد ناز و انداز داخل ہوتی اور چبوترہ بلور پر جاکر استادہ ہوتی کنیزان خوش قامت و رنگین ادا گرد اوس ماہ لقا کے حلقہ کنان اور اس سرو باغ کے حسن کا اوسوقت عجب لطف تھا کہ دوپٹہ آنچل بلوکا اوڑھے پائجامہ کے پانچہ کلائی پر پنجا کے سلوٹین دیے بیٹھیں برابر پان کی ٹوٹین کرتی بیٹھے اوسکی سینہ اوبھرا ہوا انداز پیدا کر

چشم پر بار گران ہو ابھی کاجل کا بوجھ
ایسی نازک ہین کہ اوٹھتا نہین ہلکا سا بوجھ
ہوئی سر کا پا جو دیا تو ہی آفت چھل بل
یہ لگاوٹ کہ ہین انداز کہ دل ہو بیکل

دوش سے اونکی سنبھلتا نہین آنچل کا بوجھ
تاب کب تار نزاکت کی وہ لاسکتی ہین
ایسی رفتار کہ ہے اونکا بھی لچکا ہی کنول
رنگ لائیگی غضب طبع مین نکتی ہی

دور ہو اونکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اوٹھا سکتے ہین
نازک ایسی ہو کمر چلنے مین کھاتی ہی بل
دور ابھی نام خدا دہیان خودی ہی

آیا جھونکوں سے خوشبو جو اون پھولون کی ابرلیق کوہ شگاف اور ناطمان طلسم کے ناک مین گئی بس یکایک جھوم گئے اور مدہوش ہو کے پھر جو ہوش مین آئے گویا از خود فراموش ہوئے یعنی نعرہ عاشقانہ مارے اور دہائی معشوقہ بہار طرحدار کی دیتے اشعار پڑھتے اوس باغ کی طرف چلے ہاتھ سے مجبور ہو کر چھوڑ دیا سات لاکھ سپاہ ہمراہ لیکر ابرلیق لڑنے آیا تھا وہ تمام لشکر کی بیان چاک کیے اور سر پر خاک اوڑاتے دیوانہ وار بادل بیقرار یہ اشعار پڑھتے چلے آتے تھے

غزل

دو چار آنکھین ہوئین کوٹھے پہ آج آ کیا جانی ہی
خدا محفوظ رکھے ہر بلائے آسمانی سے

تیری آنکھونکی کیفیت سے یہ جوش جوانی مین
کوئی ساغر بھرے جیسے شراب زعفرانی ہی

سنایا نیے حال زار جب اپنا تو وہ بولے
بس اب موقوف رکھو دل بھر آیا اس کہانی سے

یقین ہی گردش چشم حسینان سے نہ چھوٹے گا
اگر بچ بھی گیا کوئی بلائے آسمانی سے

مرور دز سے بھڑکی اور دلمین آتش الفت
غلط مشہور ہی یہ آگ بجھ جاتی ہی پانی سے

جفائین یار نے چھوڑین فلک نے بینا چھوڑا
غرض دونون یہ عاجز آئے میری سخت جانی سے

ہم ایسے چار بھی گریان ہو آجائینگے محشر مین
بجھے گی آتش دوزخ تمام اشکونکے پانی سے

وہ درد آمیز باتین منہ چلتے وقت کہدی تھین
بھر آیا اونکا دل تھا منہ کے پیغام زبانی سے

اودھر سے نہ ناطمان نہ بندجن ملکہ خوشبو پہونچی تھی مست و محبت طلسم بیمار ہو کر یہ کہتی تالیان بجاتی آتی تھی

غزل

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار
آج گل چلنے کو ہے باد بہاری تیار

دل تو کہتا ہی نکل چلنے کو ہر چلتے وقت
پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

سر پہ اندھیر خدا قہر قیامت سی تھی
فتنہ انگیز پلکین ہین ساری تیار

ہار پھولونکا جو پہنتے ہو تو میری خاطر
بڑھی زخمون کی کری تیغ تمہاری تیار

تیرے دیوانے کی وحشت ہی زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

یہ سب مجمع لاکھوں آدمیوں کا قریب اوس گلشن افسون رنگ کے جیسے بچا سامنے بہار کے چبوترے پر یہ کھڑی تھی اوسکی
صورت دیکھکر ہر ایک نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ اس فصل مین تو بہت شورش خون و درد و ولولۂ جنون ہے یہ جی چاہتا
ہے کہ اس حرام لطف افراسیاب نے کام کو ایسا کچھ بنایا ہو کہ ہوئی کا جمڑوا کر دیجے اور بہار حسن و گلزار سحر کی اسکو بھی سیر شہر باغ
دکھلا کر دیوانہ کر دیجے اور بہ رنگ بلبل آپکے گل رخسار کی مدح سرائی مین نغمہ سرائی کیجیے اور آپکے ہواخواہ اور عاشق
شیدا کہلائیے اور جو چاہنے والے مشہور ہو جئے اور آپکے دشمنوں کو ایسا خار چشم دیجیے کہ سب پھڑک پھڑک کر مر جائین اور جسطرح
انکا کالا ہو جائے اور اس طلسم سے بوم کیطرح تالیان بجا کر اونکو نکالدیجے غرض اے ملکہ ہم تو آپکے گل رخسار
کے بلبل ہین ملکہ نے قریب اپنے ابرق کو بلا کر کہا کہ اے عاشق تن بلبل ہر جائی ہوتا ہے تم ابھی میرے
سامنے اسطرح چہچہے کرتے ہو اور دم بھرتے ہو دم محبت کا بھرتے ہو کچھ دیر مین ہوا ہیں جائیگی اور جگہ
نالہ و شیون کروگے اور کسیکے دام محبت مین گرفتار ہو کر نئی فریاد زبان پر لاؤگے مجھے تمہارے
قول فعل کا اعتبار نہین اور کیونکر یقین ہو اگر حقیقت مین تم افراسیاب جیسے دل کو رقیب اپنا
سمجھتے ہو اور میری بہار حسن کی سیر کرنا چاہتے ہو تو مجھے رسوا نہ کرو میرا نام زبان پر نہ لاؤ اور فغان لب پر نہ
لاؤ اس افراسیاب کی فوج کو مار کر بھگا دو اور اس کلمونہی کٹنی یعنی ملکہ حیرت جادو کو کہ جو میرے
سلطنت طلسم کے تخت پر بیٹھی ہے ذلت و خواری کیساتھ خوب مار کر باہر طلسم کے کر دو ابرق نے کہا
اے ملکہ میرا دل تجھپر صدقے ہے اور جان میری تیرے ناخن پا پر سے نثار ہے یہ کتنی بڑی بات ہے جو تو نے
کہی افراسیاب تو کیا مسخرا ہے ہم تو تیرے حکم سے سامری سے لڑنے کو حاضر ہین کہ بیت

جلنا زمین کا کیا ہے اڑ دون آسمان تلک		ہے یہ روش سخن کی تیری مجھکو یہان تلک

یہ کہکر ابرق پھر بلوا سحر کی بنا کر پھرا چلتے وقت ملکہ نے کہا لو پھر جیسے بھی یہ خلعت سرکار بہار
کا ہے پہنتے جاؤ یہ فرما کر ایک گجرا پہولونکا اپنے ہاتھ سے اتار کر اوس نازک جام کے ہاتھ مین وہ
لالہ فام نے باندھ دیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ لشکر والے ہاتھ مین ایک پھول اوس گلستان سحر کا آ
موجود گیا کہ وہ سب اوسکو سونگھنے لگے آگے ابرق اور پیچھے پیچھے وہ سب فوج ذ طرف بھری ابرق نے
افسران لشکر سے پوچھا بھئی کہو تم سب کا کیا ارادہ ہے افراسیاب سے لڑوگے یا نہین سب نے کہا کہ ہم اوس
حرامی کمبخت افراسیاب کے اور اوس جھوٹ و حیرت کو کیا سمجھتے ہین اونکی تابع حکم تھے سو اب وہ بھی بات نہ رہی ملکہ
بہار کے جان نثارون مین آج سے ہو اس ملکہ کے حکم سے آپ جس سے لڑینگے پہلے ہم جانبازی

کرینگے اور تلوارین مارینگے نمک خوارون کا کام یہی ہی کہ تلوارین کھائین اور عاشقونکا دستور یہی ہے
رضاے محبوب کے لیے سر اپنا کٹائین ابریق نے کہا شاباش اے جوانمردان عرصہ نبرد عاشقی یہی ہے جا مصرع

این کار از تو آید و عاشق چنین کنند

بہتر ہے دیر نہ کرو افراسیاب تو یہان نہین ہے پہلے اسی لکا نہ گیسو بریدہ حیرت بد سیرت کو
پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے بھیجو اور اوسے قربان کرکے ذبح کر ڈالو سب فوج حرجہ ہاے سحر پکڑ کر
ہمراہ ابریق لینا لینا کہکر چلی حیرت بادشاہ طلسم کی زوجہ ہی اور بڑی ساحرہ ہی اس سحر کو دیکھکر
بہار کے غضبناک ہوئی مگر خیال مین آیا کہ یہ وہی بہن تیری ہی کہ کل ظلمات جو آئی تھی اوسکو
خود بلایا تھا اور اوسنے کیا کیا نئی ظلمات کے قتل کی تدبیر کی آخر عیارون نے اور اوسکے طرفدارون نے
کام اوس میسوا کا تمام کیا اور پھر تیرا لگو پھر املاک و مال برقرار رہا ای حیرت ذلت ملکہ بہار کی تھی
نہین تمام ناظمان طلسم پر اسکی عظمت ثابت ہے تو بہتر ہی کہ مین ملکہ طلسم کی ایسی زبردست
ہو ملکہ بھی ایسی ہی زبردست ہوگی پس یہ سوچکر یہ تو چپکے کھڑی رہی اور جو ناظمان طلسم کے مسحور ہوئے
تھے وہ سحر پڑھکر اونہین بجانے لگی اور ادھر بہار کو بھی یہ منظور ہوا ہی کہ نصف فوج حیرت کی مسحور سحر بہار
ہوا اور نصف باقی تھی کہ مسحور شدہ لوگ اونسے لڑین اسوجہ سے وہ ناظم مسحور نہوئے تھے اور بعض نے
خاک جمشید ناک مین لگائی تھی کہ خوشبوے گلہاے باغ سحر اونکی ناک مین جو آتی تھی سو تاثیر نہ کرتی تھی
مگر اوسپر بھی یہ کہتے تھے کہ دیکھو بھائیو فی الحقیقت آج بہار جادو کے حسن کی عجب بہار ہے ملکہ حیرت
جادو اوسکی لونڈی معلوم دیتی ہی کون ایسا مرد سنگدل اور کونسی عورت ایسی سیہ قلب ہوگی
جو ملکہ بہار کو پیار نہ کریگی بعض عورتین جو قریب بادشاہ کے کھڑی تھی اونسے کہتی تھین کہ بھئی تم ہمکو سمجھا لیکر بہنسا
لیکن تمہاری جان کی قسم ہر چند کہ ہم سن زیادہ رکھتی ہین اور دوست بازی اور ایسے اختلاط رکھی
جھگڑے سے نفرت و عار ہمیشہ ہمکو ہے مرد کی صحبت کا کیا کہنا گو وہ مزا تو نہین ہوتا مگر جی بھر جاتا ہی لیکن
اسوقت خاک مین ملا یہ قرار اور آگ لگا اس بانو ہو کمبخت دلکو بہار کا جوبن دیکھکر بار بار یہی جی چاہتا
ہی کہ دوڑ کر اسکے گلے سے لگ جائین اور لپٹ کر خوب پیار کرین اور ملکہ حیرت یا افراسیاب یا اور کوئی اگر ہمکو
روکے تو لڑین اور لڑ کے مر جائین اور جان اپنی دیدین یا اوسکی جان لیلین مرد اونکو جواب دیتے تھے کہ ای ملکہ تم
سچ کہتی ہو ہمارے دلکو بھی حسن کی تصویر بہار کی چین دیتی ہی آپ سے جان جایا رہی مگر اپنا تو یہ قول ہی کہ بیت

عشق وہ ہے کہ جسمیں کوئی پہچان نہ جائے	بیت جان جائے تو بلا سے یہ کوئی جان نہ جائے

ہم یہ کہتیں ہیں ملکہ حیرت جادو اوسکی دشمن اور افراسیاب جادو اوسکا تشنہ خون ہے اور ہم قدیم نمکخوار اس سرکار کے ہیں اور ملکہ بہار جادو اور حیرت سے مقابلہ ہے شہنشاہ کے سرداروں اور عزیزوں سے لڑ رہی ہے مگر وہاں آداب عشق اور یہاں پاس نمک بس اس سبب سے ہم خاموش ہیں نہ اودھر بولتی ہیں اور نہ اوسطرف کھڑے تماشا دیکھتے ہیں بھلا کوئی بھی ایسی معشوقہ پر ہاتھ اوٹھاتا ہے ہماری بلا حیرت کیطرف سے لڑتی ہے اگر حیرت غالب آئی اور دشمن بہار کو مار لیا تو سچ تو یہ ہے کہ ہمکو بڑا ہی صدمہ ہوگا اور اگر حیرت کو اسنے مار لیا تو ہم خوش ہونگے اور جلد اوسکی اطاعت کرینگے اور بہار کے ہلاک ہونیسے ہم بھی نہ جینگے کاٹ ڈالے حیرت اور افراسیاب تو زندہ نہ رکھینگے کہ ہمکو اونہوں نے اپنے باپ ایسا بے اختیار کیا ہے یہ کہکر زار زار رونے لگی اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھنے لگی

	غزل	
حیرت ہی ہو نہ زلف و رخ یار سے بگاڑ		رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ
مثل نسیم ہوں چمن روزگار میں		گل سے نباہ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ
اوس مہ کی مہربانی سے اپنی ہے زندگی		غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ
آزردہ ہیں وہ بوسہ لب کے سوال پر		شیرینی کے لیے ہے نمک خوار سے بگاڑ
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے		زیبا نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ
اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے		رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ
دیوانہ آج کل سے کچھ آتش نہیں ہیں ہم		مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

الغرض کل لشکری جو کہ ہوشیار بھی تھے اونکی تو یہ کیفیت ہوئی تھی اوسطرف ابر بلا ذرہ جھکر کے بڑی بڑی ٹکڑے پہاڑ کے زور سحر سے اوڑائے اور لشکر حیرت پر گرائے یہ فرہاد منش عشق میں اوس شیرین غدار ملکہ بہار کے خود ہی جان دینے پر تیار تھے اوس آفت آسمانی کے آنیسے ناچار جان بچانیکے لیے یہ شعر پڑھتے ہوے حربہ سحر کو بکار اوس فوج کیطرف چلاکر

	بیت	
بہار ہی میں تو فنی بجاری زیادہ رنج و محن دیکھا		ہمیں قیامت سی ہے یاد خزاں میں ہمنے چمن دیکھا

یہ دونوں فوجیں باہم ملگئیں تیغ سحر چلنے لگی ہوا اوسکی صرصر قہر بلائی نخل جسم کٹنے لگے زنگ آہن سے تیغ بے آئینہ جان سبزہ زنگاری بنا ابر مرگ گھر آیا گلشن دہر میں تاریکی موت پھیل گئی تا طلم پڑ گیا باد خزانی نیا شگوفہ چھوڑا کہ جوان نہ بوڑھا چھوڑا جو ہر تیغ گلزار کی بہار دکھانے لگے آتش شمشیر و خنجر سے گلستان حیات میں آگ لگی برق سر گزار امان سے نکلتی تھی زخموں کے چشمے اور خون کے فوارے جاری ہو گئے کمند

کنہ مین سنبل باغ بنکر پریشانی دکھاتے لگین ہر برگ جان بلبل کے لیے سلسلۂ جنگ مین نشتر بنا آسیب
بنا ہر ایک کو پہونچا نقیب اوس باغ مین بلبل بنکر زمزمہ سنج ہوئی تیغ زر دگیندی کا پھول بنا تہمت
سیاہ مبارزان زلف سنبل کا پتا دیتا داغ دل لالہ کا نشان دیتے تھے خنجر عریان شاخ گل بنے تھے
زخم جسم پر برنگ گل خندان تھے ایسا خون۔ وہان ہوا تھا کہ وہ بیابان ارغوان زار بنا تھا تیر سن سن
چلکر نسیم صبا کی رفتار گلشن رزم مین دکھاتے تھے اوس حیرت کے لشکر پر پڑ گئی تھی رگ ابر جان
کے لیے نوک شمشیر کا نشتر کرتی تھی کہ خون بہاتی تھی جسقدر گلبدنان یاسمن پیکر ناظم طلسم تھین
خون مین تر بتر ہو کر گلنار پوش تھین راحت فراموش تھین گنج شہیدان مقتولون سے تھا کہ انارستان
چنستان جنگ مین پھلا اور علاوہ تیغ و تبر و شمشیر وغیرہ چلنے کے سحر بھی طرح طرح کے ہو رہے تھے کسی نے
سیکو چلایا تھا کسی نے دریا بنایا تھا مینھ برسایا تھا بر خون پیتے تھے جو مین جلتی تھین منتر جنتر پڑھے جاتی
تھی ہر دن کے آنے کے سنانے ہوائے باغ سحر کے چلنے کا پتا دیتی یون چلتے تھے کہ نسیم وزان تھی
تاریخ تریخ کے چمن سے ہر طرف لگی تھی اوس سوائے رنج کے اور کیا حاصل تھا بیکار نام اونکا تاریخ
رکھا تھا نخل تن برنگ چنار آتش سحر سے جلتے تھے آفت کا سامنا تھا یہ نقشہ تھا کہ

غضب کی تھی کھچی پڑی تیغ تیز
تھا پہنچتی تھی طلب پر طلب
اوٹھاتی قدم کو گروہ لعین
دھکیلا جہنم مین ایذا کے ساتھ
ہوا منقطع کا فرونکا ثبات
بہن کیا جانے اوس سر کی خیر

نہ جای امان تھی نہ پای گریز
اوٹھو وہ تو کاندھو نپہ پہنچی اجل
پکڑتی تھی پانو نکو رن کی زمین
وہ حاصل اجل کو تھا اونمین سے تیغ
گئی ایکدم مین دو دروزہ حیات

برستے نہ تھے تیر پر تیر سب
چلے دو قدم گر پڑے سر کے بل
دہین تیغ نے دیکھے گردن مین ہاتھ
بہت دب گئے زیر سنگ کلوخ
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر

جب اوس جنگ کو طول ہوا اور ہزارون ساحر حیرت کا اپنے
مرکر داخل جہنم ہوا ملکہ بہار رقاصہ سفاک یکہ تنہا اوس باغ مین کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اور اوس
مخمور کو جو ہاتھ سے ابریق کے چھوٹ گئی تھی اٹھوا لیا تھا اور بڑی دیر تک سحر پڑھکر افسون ملکہ حیرت
کا اوسپر سے رد کرکے اوسکو ہوشیار کیا وہ بھی صف لشکر مہرخ مین آکر ٹھہری تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی
تھی اور لشکریان مہرخ کی زبان سے صدائے احسنت مرحبا سحر پر بہار کے جاری تھے بہار کا اوسوقت
یہ حال تھا کہ دوست دشمن سبکی زبان سے مرحبا مرحبا کا شور اوسکے نسبت بلند تھا اور اوسکے حسن پر ہر ایک

ہی نثار تھا حیرت نے اوسوقت سوچا ہا کہ طبل بازگشت بجواؤن اور پھر جاؤن لیکن خیال گذرا کہ اب پھر جا
سے کیا ہوگا جو لوگ کہ مسحور سحر بہار ہو گئے ہین وہ ہوش مین کسیطرح نہ آئینگے جب تک کہ سحر
بہار رد کیا جائے ناچار اب مجکو لڑنا چاہیے کیونکہ بسبب کثرت سپاہ ابریق اور اوسکا لشکر
مسحور شدہ تجھ تک پہونچا نہین ورنہ ابتک وہ سب تجھ پر آپڑتے اور پھر کب تک آخر لڑتی پھرتے
اگر وہ تجھ تک پہونچ گئی تو بہت بڑی ذلت کا سامنا ہوگا بس ایسا کچھ سوچکر اوسنے اشارہ کیا
کہ تمام لشکر کے جو اوسکے جلو مین ہمراہ رکاب تھا اوسکے علم جلوہ گری پر آئے اور نقارہ ہائے
بجگئے اسوقت عمرو اور قران وغیرہ عیار جو مہر برق کو دیکھنے آئے تھے وہ بھی علیحدہ کھڑے
اوس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے اونھون نے آپسمین کہا کہ بھائیو اب غضب کا سامنا ہے حیرت خود لڑنے
آیا چاہتی ہے اور وہ زوجہ بادشاہ طلسم ہے یقینی سحر بہار رد کردیگی اور سحر کے رد ہونے سے بہار بیہوش
ہوجائیگی اوسوقت مہرخ لڑیگی اگر ایک ہی اب لڑنے سے باقی ہے پھر وہ بھی طلسم سے سامنا نہین
کرسکتی ہان لڑائی البتہ بڑی گھمسان کی ہوگی پھر اوس سے فایدہ ہی کیا ہے سوای اسکے کہ ہمارے
لشکر کی آئندہ شکست ہوگی اور مال بھی ضایع جائیگا بس لازم ہے کہ عیاری کرین عمرو نے کہا اچھا مین
عیاری کرکے حیرت کو روکتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ کچھ فکر کرے اور ہیون مکاری عرصہ عیاری مین
دوڑائے ہنوز یہ کچھ کرتب نکرنے پایا تھا کہ وہان ابریق مع لاکھون ساحرون کے حیرت کو اور
افراسیاب کو گالیان دیتا ہوا لشکر کو روندتا لشکر قتل کرتا مارتا لڑتا ہوا قریب حیرت پہونچا
ادھر مہرخ نے قصد کیا کہ اب حملہ کرکے ناظمان طلسم کے پڑاؤ پر جا پڑے اور انکے خیام و بارگاہ کو جلادے
مال و خزانہ لوٹ لے اور ہر طرف آتش فساد کو ایسا مشتعل کرے کہ جسکا بجھانا آب تدبیر سے نہو سکے اور
چارون طرف سے ہر ایک کو گھیر کے پس پا کرکے جانب جہنم پہونچاے کیونکہ جانتی تھی کہ اب سواے حیرت کے اور کسی مین
تاب جنگ باقی نہین ہے سب مدہوش ہین یہی وقت ہے لڑائی اپنی طرف کی بن پڑی ہے یہ سب اپنے
اپنے ارادے مین تھی کہ ناگاہ آسمان پر برقین چمکین اور رنگ برنگ کی سبز و سرخ بجلیان کوندنے
لگین اور موتی برسنے لگے اور شہنشاہ جادوان افراسیاب ایمان کو دیکھا کہ تخت نکہت پر سوار ہے پریزادان
طلسم تخت کاندھے پر اوٹھائے آگے آگے ویسا ہی تجمل کہ جیسا اکثر بیان ہوا ہے اور پس پشت اوسکے چار لاکھ جادوگر
ساحری کے تمت اسباب ساحری کے ہمراہ رکاب شہنشاہ عالیشان پیدا ہوے اور بادشاہ نے پیشوا ابریق کا دیکھا

اور تمام لشکر کو بے مسحور پایا نظر جو کی تو ملکہ بہار کو گلشن سحر میں کھڑے دیکھا کلیجہ پر ہاتھ دھر کر لیا آہ سرد
بھری اور اسی طرف چلا ہیں قریب سو پہنچی ہی ہوا باغ سحر جو بنی سراپا اسے معشوقہ دیکھکر بیچین تو
ہو گیا تھا ہی ہوا باغ سحر اور بھی بار دہ ہوا اسے محبت بڑھی اور چند شعر عاشقانہ زبان پر جاری کر ابیات

ز جہان بلند نہ شد سرو تازہ بر دو دم
ہنوز سر نہ کشیدہ ست سبزہ تر او
نسیم جز نہ کرد زبر مش آنفاق انند
ز برگ لالہ و نسرین کشید قتر او

اگر بہ سرو ناز تو ماند شدن برابر او
نیاز من آن فرہ شوخ را کند دو تن
داغ ست مرا بہشت کو غزال

ز تو بہار رخش آفت خزان دور است
زبان نہ گرو کہ حاجت شود بہ خنجر او
چو گفتمای بلالی بو صفت تازہ گلیست

یہ اشعار پڑھ کر بہار کیطرف مسحور ہو کر چلا تھا کہ یکایک ایک طایر
خوش رنگ ایک طرف سے اڑتا ہوا آیا اور کان کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ شہنشاہ ساحران
یہ باغ سحر ہے کہ جہان آپ جاتے ہین سنبھلیے اس تخت گل رخسار معشوقہ بہار بالکل غدار ہے کبھی دم نہ
دو آسیب خزان پہونچیگا کہ کبھی بہار ہی اس طلسم مین نہ آئیگی دشمنوں کی آگ کے جان جائیگی طایر
یہ کہکر غائب ہوا اور بادشاہ کو ہوش آگیا اور پکار اکر باشیدار ہی نمکحرام یہ بڑا غضب کیا تو نے کہ سب
لشکر میرا مسحور کیا ملکہ بہار کا رنگ سفید ہو گیا بہار حسن پر خزان آئی غنچہ سربستہ کیطرح خمول ہو کر
مرجھائی اور بادشاہ نے افسون جو کیا ایک شعلہ آگ کا نکلکر چمنستان بہار میں گرا کہ وہ گلشن جلنے لگا
دل بہار چمن اگ لگ لگی گل ہر ایک انگارہ ہو گیا آتش گلستان ترقی پر ہوئی سنبل دھوئین کی
شکل بنی نرگس کی آنکھ مین وہ دھوان لگا کہ اندھی ہو گئی تخت چمن سے گل منہ دل ہوا فوج بلبلان نے
شکست کھائی خزان کے لشکر نے گھیر لیا نسرین مشل چشم اعمی کور ہو گئین فوارے رونے لگے
غنچہ صبر کرتے تھے گل نے گریبان چاک کیا لالہ کا دل غم سے خون ہوا سرو نے سر کو بر از خاک کیا
دم بھر مین یہ حال ہوا کہ ہوا ہی بدل گئی وہ گلشن جل گیا بے اس باغ نگارین کے خاک ہی
خاک کا ڈھیر ہر سمت نظر آتا تھا نہ وہ سبزہ کی تراوت نہ لطافت نہ خوش فعلی نہ زمزمہ سرائی مرغان
بوستان قمری ہر ایک نالہ کنان بلبل مرثیہ خوان جانوران خوش الحان مرثیہ بھی پڑھتے تو سوز
پڑھتے تھے خیار حال گلشن پر دلسوزی کرتے تھے یہ حال تھا کہ مسدس

نخل ماتم ہوئے سب نخل چلی صرصر قہر
پہونچی اس جوش تلاطم کی ہے تشہیر

سبزہ تھا رنگ ظلمات آئینہ سحر
شام چھپڑا نہ خرابی سے کوئی چھوٹا

ابر اندوہ سے تاریک ہوا گلشن دہر
طرفہ اس باد خزان نے کچھ کو نہ چھوڑا

موج سبزہ بھی کہ تلوار تھا اوس گلشن میں
جعفری جعفر طیار تھا اس گلشن میں

رخت گل خون سے گلنار تھا اوس گلشن میں
سینے تیغے کو کبھی خنجر مژگان ہیں

تیر کیا نوک کا بازار تھا اس گلشن میں
جو انار اوس میں دکھا گنج شہیدا سے نہیں

ملکہ بہار جلنے سے اوس گلشن سحر کے بیہوش ہوئی اوسکو تو کنیزین ہوا اور پردہ ڈالکر جانب خیام و بارگاہ
لیگئین اور بادشاہ نے ڈانٹا کہ ٹھہر تو سہی بگڑا ہو دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ نعرہ کرکے آسمان کیطرف
اشارہ کیا کہ ایک ابر گھر آیا اور باران سحر برسنے لگا وہ جو ابرق کے ساتھ لوگ بحیر تلوارین کھینچے
گالیان دیتے چلے آتے تھے وہ ایک ہی مقام پر پاگل ہو کر رہگئے اور ابرق کو بعد دم بھر کے ہوش
آیا اور جتنے سردار ناظمہ و ناظم وغیرہ تھے مع سپاہ کے سب ہوشیار ہوے پھول جو ہاتھ مین تھے اور گجرا کلائی
مین ابرق کے بندھا تھا وہ سب پھول مرجھا گئے اور سب ساحر اپنا حال کثیر الاختلال دیکھکر
کمال ہی محجوب اور صاحب انفعال ہوے عرق انفعال مین نہا گئے اور فرط ندامت سے شرمندہ
ہو کر سر فگندہ ایک جگہ کھڑے ہوے افراسیاب نے اپنے ساتھ والون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے معلوم
کیا کہ یہ آفت میرے لشکر پر کسکے سحر نے ڈھائی تھی یہ بی حیرت صاحب کی بھنیا صاحب کا سحر تھا
دیکھو بہار نے کیا سلوک کیا ہے اور قریب حیرت آکر جو دیکھا تو حیرت آنکھون آنسو بھرے بال سر کے
کھولے چپ اور سن تخت پر بیٹھی ہے اسنے اپنے تخت پر اوسکو بلا کر گلے سے لگا لیا اور کہا رنج
نہ کرو تمہاری ہی بہن کا تو کرتوت یہ تھا اے ملکہ بڑے بڑے ساحر جو یہان تھے اونکا کیا حال اس سحر
مین گذرا تھا ملکہ نے کہا اے شہنشاہ آپ باتون باتون مین جوتیان نہ ماریئے مین کیا جانون کہ
نگوڑی بہن کیسی اور خالہ کیسی ابرق زیر آیگا البتہ بلبلایا ہوا تھا باقی اور ناظمہ تو خوب ڈرتی
اب لگ صم بکم تنی ہوئی کھڑی تھین یہ ابرق تھا اوسکے چیتیا اور بڑے بڑے ساحر اور افسر اور ساری فوج اور تمام
لشکر بہار کے عشق مین جوش و خروش کرتی میرے قتل پر آمادہ آپکو برا بھلا کہتے آتے تھے شاہ نے کہا کسیکا
کچھ قصور نہ تھا وہ سب مجبور اور مسحور تھے بھلا اب تو انسے بلا کر پوچھو ملکہ نے کہا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب پوچھنے کا
کیا فائدہ اسی طرح ایکدن سب ملکر مجھے مار ڈالینگے اور آپ کہینگا کہ کسیکا قصور نہ تھا قصور کیون نہ تھا یہ
پھر وہ ساحر کیون کہلاتے ہین جو ایک چھوکری کے سحر مین اسطرح دیوانے ہو جاتے ہین نام بڑا اور درشن تھوڑے انکے
غیرت نہین آتی اور سحر ساحری سیکھتے نہین عیش مین پڑ کے پڑ گئے ہین حرام کی روٹی کھاتے ہین
ابرق اور افسران فوج کیطرف دیکھکر کہا صاحبو سنا تمنے ملکہ طلسم کیا فرماتی ہین اب تمھین غیرت

باپ کے ملک کے سامنے عذر کر دو اور اپنی بیکسی اور مجبوری بیان کر کے تقصیر معاف کرا لو غرض سب
کے سب سردار دوڑ کر ملکہ حیرت جادو کے آگے رو رو عجز اور عذر کرنے لگے کہ خداوند
کا کچھ جرم دانستہ نہ تھا ہم سب خود فراموش اور سحر میں بہار کے بیہوش اور مدہوش تھے اے ملکہ یہ
دنیا اپنا وار ہی سحر کا اگر ہمارا سحر بہار کے پہلے بہار پر چل جائیگا تو کیا مجال ہے جو وہ مسحور نہ ہوجائے غرض یہ تو خطا
معاف کرانے لگے اور افراسیاب چار لاکھ فوج لیکر لشکر مہرخ پر آ گرا اور پہلے ہی حملے میں بزور سحر
سب کو مسحور کیا یعنی ایک نارنج آسمان پر مارا کہ وہ بلندی پر جا کر شق ہوا اور ایسی آواز مہیب آئی کہ گاؤ
زمین کا کلیجہ یقین تھا شق ہو جائے اور یکایک آسمان سے ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے گویا آسمان سحر پر بادشاہ نے تارے
توڑے ہیں ستارہ قسمت لشکریان مہرخ گردش میں آیا تھا اور اوسی کا نمونہ یہ دکھائی دیا تھا کہ وہ ستارے
ناچتے ہوئے لشکریوں کے سر پر آ گرے ہر ایک نے سحر فراموش کیا اور دم محبت شاہ جادوان بھرنے لگا آگے
سواریوں سے سحر کے اوتر کر ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر ہر ایک العفو العفو اے شہنشاہ ساحران
کہتا ہوا چلا اوس وقت شاہ جادوان نے حکم دیا کہ ساحران نامی جا کر بارگاہ و دیگر اسباب و خزانہ دشمن
پر قبضہ کر لیں مگر ابھی کسیکو قتل و غارت نہ فرمائیں بازاری اور پیراؤں کی فوج مضطر اور پریشان
ارادہ بھاگنے کا رکھتی تھی کہ یکایک لاکھوں ساحر گرداگرد چار طرف سے آگئے اور اونکو محاصرہ کر لیا وہ
بیچارے سب لرزاں و ترساں درگاہ خدا میں دعا کرنے لگے کہ پروردگار قہر سے اس ظالم کے تو ہی
ہمکو بچائے شاہ طلسم نے بعد اس انتظام کے چالیس لاکھ فوج کو اپنے حکم دیا کہ ان سب باغیوں کو
اپنے پہرے میں کر لو اور آج دن بہت قلیل ہے رات بھر انکی حفاظت کرو صبح سب کو راہ فنا دکھاؤنگا
ہرچند کہ خلاف آئین طلسم یہ بات ہے کہ یکایک مجرم کو قتل کرے مگر میں ان سب سے ایسا جلا ہوں کہ بغیر مارے
نہ چھوڑونگا تم لوگ عیاروں سے ہوشیار رہنا اور عیار دو ایک کو مار ڈالنا یہ کہکے ایک بڑا لشکر اونکی حفاظت
کو مقرر کیا ہے غرض یہ انتظام کر کے چاہتا تھا کہ مراجعت کرے اوس وقت یکایک آسمان پر آواز
دونا ڈی کی آئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے لپٹیں خوشبو دار نکلی تھیں [illegible] کبھی شہر پھول آسمان
پر سے کبھی سرخ رنگ کے گرنے لگے طرح طرح کی بارش گلہائے متلون کی ہو کر موتیوں کی بارش ہوئی
آواز خوش آئند آئی پھر ایک آواز بہت سخت و ہیبتناک پیدا ہوئی کہ او بندہ خاص من افراسیاب
کچھ تجھکو خبر ہے کہ ہم کون ہیں تمام لشکر ناظمان طلسم کا اور ملکہ حیرت کا جب آسمان دیکھنے لگا تو سبکو یہ معلوم ہوا کہ بارش کی

آسمان سے زمین تک ہے اور کچھ نظر نہین آتا ہے دشت و در تمام نورانی ہو رہا ہے افراسیاب نے کہا کہ
یہ تو کسی خداوند کی آمد کا ظہور ہے اسیوجہ سے پھیلا ہوا یہ نور ہے یہ کہکر پہلے اپنے تخت پر سجدہ کیا تمام لشکر
سجدے مین گر پڑا اور جیحون کا سامری کے شور مچایا طرفہ ماجرا اوسوقت نظر آتا تھا کہ ایک عالم سجدہ مین
سر جھکائے جو تیر آسمان کی طرف اوٹھائے تھا گویا خداوند کی آمد نے پہلے ہی دنیا پر انقلاب کر دیا تھا
کہ سر نیچے ہا آنکھین اوپر ہر شخص تھا غرض بعد سجدہ تمام لشکر تو ہاتھ باندھکر اور ہاتھونکو اوٹھا کر لب
بعجز و تمنا ہلاتا دہن کھولے جانب آسمان نگران ہوا اور بادشاہ تخت اپنا بلند کرکے نزد سحر کچھ
دور گیا اور عرض رسا ہوا کہ جو بزرگان دین مین سے خداوند یا اونکے نائب وغیرہ تشریف لاتی ہین
وہ اگر مناسب سمجھیں تو تشریف لائین اپنا کفش خانہ اس طلسم کو تصور فرمائین یہ غلام دیرینہ اور تو
کچھ مقدرت نہین رکھتا بجز آنکھین اپنی فرش راہ کریگا اور اپنے سر پر اون صاحب کو بٹھائیگا اس
عرض کرنے سے ایک آواز قہقہہ کی آئی اور صدا پیدا ہوئی کہ اے افراسیاب ہم جب تشریف
لائینگے کہ جب سواسن سونا ہمارے نام پر تو دان کریگا ورنہ کچھ ضرورت ہمارے آنے کی نہین ہے تو خود چلا آ
درشن تو اپنے ہم نہ دکھلائینگے مگر جو کچھ تو کہتا ہے وہ کہہ سنائینگے شاہ جادوان یہ سنکر نیچے اتر آیا
اور ملکہ حیرت سے کہا کہ خداوند یا اونکے نائب تشریف لائے ہین سواسن سونا نذر کرنا چاہیے
وہ پاس بلاتے ہین نہین معلوم کہ کیا تقدیر غصہ مین آکر جائین تم جانتی ہو دنیا بہر جگہ کام آتا ہے
جب نذر نہ پائینگے خفا ہو جائینگے بغیر دیے کام نہ نکلیگا اور بالفرض تقدیر میری بھی نہ کرین تو یہ کس کام کی
بات ہے کہ خداوند آئین و درشن بھی نہ دین اور یونہی اوپر چلے جائین سواسن سونا کیا بات ہے جلد منگانا چاہیے
ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ اے ابرق جلد سواسن سونا لشکر کے جوہریون سے جاکر لے آ ابرق دوڑا ہوا گیا اور جلد جلد
سواسن سونا اٹھوا کر لایا شاہ نے اوسوقت تخت اپنا بلند کرکے عرض کیا کہ یا خداوند یہ سواسن سونا حاضر ہے بس کہتا
تھا کہ یکایک بجلی سی کوندی اب جو دیکھا تو وہ نور جو چھایا ہوا تھا شگافتہ ہوا اور ایک تخت اوسمین سے پیدا ہوا
کہ تمام جواہر لعل اور بیش قیمت اوسمین جڑا تھا اور سر کوئی بیٹھا نظر نہ آتا تھا بیچ مین ایک تصویر مثل شعلے کے
چمک پیدا رکھتی تھی اور گرد اوس تصویر کے جیسے شکار گاہ لڑکے بناتے ہین اسطرح ایک چرخی لگی تھی اور وہ چرخی مین
تصویرین چرخ کھاتی تھین جلد جلد گھومتی تھین بس وہ تخت یکایک مین پر اوتر آیا اور قریب اوس سونے کے ہو پہنچا اون
تصویرونمین سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور سونے پر وہ ہاتھ پڑا کہ اوسنے وہ سب سونا اپنا لیا اور اندر اوس تصویر کے ہو پہنچکر وہ سونا غائب ہوا جی جو کا

کفار مین بہت غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ ای بندگان قدرت خداوند ہزار شکل چرخ گردان دیکھا تمنے میری قدرتکو
سبنے پھر سجدہ کیا اور کہا واقعی ہم سنا کرتے تھے کہ خداوند ہزار شکل چرخ گردان کو ہر بیچ ہزار شکلون
کا پھرنا ہی چنانچہ جو کچھ ہمنے سنا تھا آج اوسکا ظہور ہوا وہ سب آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے دوڑ کر سجدہ
کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند عمر گذر گئی ہمکو تجھ دو سو خداوند کو پرستش کرتے ہوے مگر کچھ ہماری امداد
کوئی نہین کرتا خداوند نے یہ سنکر ایک صدائے ہیبتناک سے کہا کہ ای بندۂ قدرت تیرے ایمان مین فتور
آگیا ہے جلد توبہ کر ارے تو نہین جانتا کہ ایک زمانہ مین ہمنے ایسی عمر مین فساد ہوا تھا ہمارے پیغمبرون
یعنی ملک مرداریدسرخ پوش لال قبا پیغمبر نے ان مسلمانون کو بہت کچھ سمجھایا اور ہمارے
خداوند نے حمزہ کو عرش اعلی پر بلا کر دعوت کی آسمانون کی سیر کرائی زندہ اپنی بہشت مین بھیجا دوزخ کو
دکھایا - جو ہمارے کہ حمزہ کے بیان کے تھے اونھون نے آکر شل قباد اور مہرنگار اور سیرویہ بن حمزہ
وغیرہ سب نے خداوند کے دین کی گواہی دی کہ ہزار شکل چرخ گردان برحق ہے یہ سب امورات اسلیے
ہمنے کیے تھے کہ یہ لوگ راہ راست پر آئین آخر جب ان سب نے ہمکو نمانا تو اور ایک حمزہ ہمنے اپنی
قدرت سے پیدا کیا اور اوسکے ساتھ بھی ویسا ہی سامان اور سردار ہمنے خلق فرمائی کہ جیسا سامان
و سردار اوس حمزہ کے ساتھ تھے اور ہمارے اوس حمزہ کے سردارون کو پکڑ پکڑ کے محلون کو اور گھرانون
کو کھلایا کہ شاید اب بھی ڈر کر حمزہ ہمکو سجدہ کرے اس حمزہ نے نمانا اوس وقت ہمنے عمرو ایسی قدرت
عنایت فرمائی کہ وہ محبوب پری چہرہ معشوقہ قدرت کی شکل بنکر قدرت کے پاس آیا اور بے ادبی
کی اور قدرت نے خود تقدیر کی تھی کہ قید ہو جائینگے پس عمرو قدرت کو پکڑ لیگیا قدرت جب سامنے
حمزہ کے گئی تو فرمایا کہ ای ملیچھ ہمنے ہر چند چاہا کہ تو راہ راست پر آئے مگر تو گمراہ ہی رہا اب جلد جلاد کو بلا کر
قدرت کو قتل کر کہ قدرت دنیا کی سلطنت سے عاجز ہو کر عرش اعلی پر جائین اور اگر یہ منظور نہو تو اب بھی
قدرت کو سجدہ کر حمزہ نے نمانا اور جلاد کو بلایا بس اتنا کہکر دیکھکر سب نے کہ ان تصویرون کے اندر
وہ شعلہ جو بیچ مین تھا کانپا اور آواز رونیکی آئی افراسیاب اور تمام سردار مع حیرت ناجادو کے حال پر
خداوند ہزار شکل چرخ گردان کے رونے لگے کہرام پڑگیا پھر خداوند نے فرمایا کہ آخر جب جلاد آیا قدرت
آئی سو رنجیدہ دنیا مین تھے کہ یہ خوشی خاطر قتل ہونا گوارا کر کے عرش اعلی پر چلے گئے اور کہتے گئے کہ ای حمزہ
ملیچھ اب تو تمام عمر اسی ملیچھ پن مین رہیگا اور مین تقدیر کیے جاتا ہون کہ کسی خداوند کے ہاتھ پر راہ راست

نہ اختیار کریگا اور ہمیشہ پرستاران خداوند سے توڑیگا اور آپکو قتل کرکے خون بیگناہ اونکا اپنی گردن پر
لیگیا اور وہ بیچارے سبب ہمارے بہشت مین ہمارے پاس آوینگے اور تیری فریاد کرینگے اور
تجکو اب جہنم نصیب ہوگا ہماری بہشت نہ ملیگی بس یہ بددعا دیکر ہم عرش پر چلے گئے سچ پوچھو تو
ہمارا کچھ نہ بگڑا اب سلطنت باطن کرتے ہین لونے دوسوا نیے بھائیون کے ساتھ شراب پیتے
ہین حفتیان کھاتی ہین کیونکہ ہم جب چاہتے ہین جب عورت بنتے ہین جب چاہتے ہین جب مرد
بنتے ہین اسوجہ سے جسکے فراخ مین آیا وہ مرد بنگیا اور ایک بھائی کو عورت بنالیا باہم عیش کیا جس
بندے کے گھر مین جی چاہا چلے گئے وہی خاطر سے پیش آیا اے افراسیاب جب قدرت خود حمزہ
سے ناراض ہوکر اور اوسکے ہاتھ دکھ اوٹھاکر عرش اعلی پر چلے گئے تو پھر تیری کیا حقیقت ہے اور ایک کچھ
ہم ہی نہین عرش اعلی پر گئے اور حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوے خداوند بلکہ دم خبثیہ جو پہلی خداوند تھین اور بندیا
کے کھبس مین طلسم نارنج مین خدائی کرتی تھین وہ عمرو کے ہاتھ سے قتل ہوئین پھر خداوند مینارہ نشین
پھر قباچی زرین تن جو ملک فرنگ مین خدائی کرتے تھے اونکے بعد ملک مغرب مین خداوند ثمرات
سنگھو کیسی جاگتی جوت سے خداوند ہمارے برادر مکرم و معظم تھے وہ مارے گئے سو ذکر اونکی خدائیون کا
سو مورخون نے لکھا ہے اور نام اوس کتاب کا نوشیروان نامہ رکھا ہے تو منگاکر دیکھ لے ان سب
خداوندون کے بعد تابوت معلق صندوق معلق شہر عظمی آباد باختر مین تھے اسیطرح کہانتک بیان
زبرجد شاہ فرعون شاہ نمرود شاہ وغیرہ کہ جنکے پاس لقا بھاگ کر گیا وہ سب اب عرش اعلی
پر ہین ذکر اونکا ایرج نامہ و درباختر وغیرہ مین ہے اب دیکھ خداوند لقا کو کہ اپنے بندونکو سمجھاتی ہین اور
اونکے ہاتھ سے کیسی کیسی دکھ اوٹھاتی ہین جب یہ بندے اونکا کہنا نہ مانینگے اوسوقت وہ بھی عرش پر چلے
آوینگے اے افراسیاب ہمکو یہ بندے سب برابر ہین ہم اونکو پیار کرتے ہین کیونکہ ایک دن تو وہ تھا
کہ ہمنے اونکو پیدا کیا تھا اور اسیطرح اونکی نشوونما کی تھی کہ جیسے مالی درخت بوتا ہے اور اوسکی پرورش
کرتا ہے پھر اوس درخت کو کاٹتے برا معلوم ہوتا ہے اسیطرح ہمکو بھی دکھین گاڑتی رنج معلوم ہوتا ہے
اے افراسیاب شکر کر ہمارا کہ ہمنے تجکو ایسا جلال اور نعمت شوکت دی ہے کہ خداوند تجکو مدد کرتا ہے اور یہ
ہمارا ہی مرتبہ ہے کہ خداوند ساحران کہلاتا ہے تیرے دم سے نام سامری و جمشید زمانہ مین باقی ہے تو قدر جان کہ
ساحرون ہے اور زندہ دودمان فسونگران ہے یہ تعریف جو بادشاہ ذی زبانی خداوند کی اپنی نسبت سنی فرط عشرت سے

گل گل شگفتہ ہوا اور محبت خداوند کی ایک حصہ تھی اب سو حصے ہوگئی اور سر عجز سامنے خداوند کے جھکا کر
عرض پیرا ہوا کہ مین ایک بندہ ہیچمدان تیرا یا خداوند ہون یہ سب تیری ہی قدرت نمائی ہی کہ جو تو نے
اپنے ایک ادنی بندہ کو ایسا کچھ رتبہ دیا ہی خداوند نے جو کچھ فرمایا نہایت درست اور بجا ہی سچ
ہی کہ نالایق آدمیون سے خداوند کا کسیکا بس نہین چلتا ہی یا خداوند یہان بھی عمرو کو مین گرفتار کر کے
ایسا ایسا سمجھایا ہی کہ جو حق تھا نصیحت کا وہ ادا کیا ہی لیکن کسیطرح اوسنے کہنا میرا نمانا پس معلوم ہوا کہ
اب آپسے خداوند کی پھٹکار ان سب پر پڑی ہے کسیطرح راہ راست پر نہ آوینگے غرض ایسا کچھ سمجھا کر
خداوند نے فرمایا کہ اے شاہ جادوان ہم اب جاتے ہین شاہ نے سجدہ کر کے کہا کہ یا خداوند بارگاہ مین
تشریف لیجلیے اور اپنے بندونکو درشن اپنا دیجئے خداوند نے کہا کہ ہم بارگاہ مین نجائینگے اسلیے کہ بہت سے
بندے ہمارے اسوقت ہمکو پکار رہے ہین اور ہمسے فرشتگان مقرب انکا حال کہ رہے ہین اور دریاے رحمت
ہمارا جوش زن ہی ہم تھوڑے سببسے سکوت کرین اونکی فریاد کو نہین پہونچے ہین اب جو ہم بارگاہ مین
جائینگے اور وہان وہ بندے قید ہوکر آئینگے اور ہمکو دیکھکر طالب اعانت ہونگے پھر روبرو ان بندون
کے ہمکو شرم آئیگی ہم سبکو چھوڑ دینگے اور اے افراسیاب ہمکو کیا جب ہم اسطرف چلے تھے تو سامری
اور جمشید کو رحم اون بندون پر آچکا تھا ہم کہے جاتے ہین کہ وہ سب بندے جو ابھی گرفتار ہوے
ہین چھوٹ جائینگے اور اونکی مدد کو لشکر بران کا آیا چاہتا ہی اپنے مقام سے چل چکا ہی وہ اگر آفت ڈھائیگا اور
خداوند کا فرشتہ کئی بار سامری پاس آچکا ہی کہ خداوند تمھارے چھوٹے بھائی نے منت کیا ہی کہ طلسم مین بندے ہمارے شہید
ہوگئے ہین اب تقدیر اونکی رہائی کی کر دیجئے بس سنتا تھا کہ افراسیاب نے کہا دیکھئے ہم تو خداوند لقا کیطرح
اڑتے ہین اور خداوند باغیون کیطرفداری کرتے ہین یہ کہہ رہی رہا تھا کہ یکایک آسمانپر رونے پیٹنے کی صدا
آئی اور کچھ ساحر سر برہنہ اڑتے ہوے سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر طلسمات کے ہین پس مضطرب
ہوکر پوچھا کہ ارے سچ بتاؤ کیون روتے ہوے آتے ہو کیا سانحہ گذرا ہی اونھون نے کہا اے بادشاہ مہتر برق فرنگی
زندانخانہ طلسمات مین گیا اور اوسنے اپنی سحر اور اشدر ظلماتی کو مارا اور بران کو چھڑا لیا زندانخانہ تمام برباد ہوگیا
یہ سنتا تھا کہ خداوند ہزار شکل نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے افراسیاب لقا کی شفاعت سامری نے قبول کری ہے تو
تیرے سامنے یہ پیام سلام ہو رہتی اب تن اپنی فوج لیکر آئیگی سبکو چھڑا لیگی علاوہ اسکے عمرو اگر تجھکو زک دیگا کچھ بنائے
نہ بنیگا افراسیاب نے کہا یا خداوند اگر ایسی ہی ان مسلمانونکی اب خداوند اعانت فرمائینگے تو پھر ہمارا ٹھکانا

بیکار ہی خداوند نے کہا پھر تجھے اختیار ہی خواہ لڑ یا نہ لڑ افراسیاب نے کہا بغیر لڑے بھی تو نہین بنتا اب
عمرو کا یہ قول ہی کہ یا تو خدای نادیدہ کی پرستش کرو نہین تو ہمسے مقابلہ کرو پھر ہم کیا مسلمان ہو جائین
خداوند نے کہا پھر تمہارا پاسداری اپنے دین کی تو مقابلہ کرنا ہی خداوندون پر کیا احسان ہی افراسیاب نے
کہا اسوقت سب باغی آپ فرماتے ہین کہ رہا ہوا چاہتے ہین بس مین آپ ہی کی سیوا کرتا ہون خواہ
اونکو چھوڑ دیجیے یا اونکی حفاظت کیجیے خداوند نے کہا یہ مجھسے نہوگا افراسیاب نے اصرار کیا اوسوقت
خداوند نے کہا اچھا تو افسران لشکر مہرخ کو مع مہرخ کے سامنے طلب کرو سب پر سے اپنا سحر آتارے ہم
اونکو اپنی حفاظت مین رکھینگے شاہ نے اوسیوقت ساحرونکو حکم دیا کہ جاؤ افسران لشکر کو امیونکو لاؤ
ساحر ملکہ مہرخ اور مخمور اور بہار و طاؤس نافرمان و زلزلہ دلرزان وغیرہ کو کہ سب مسحور تھے
بلا کر لائے کہ جلد تمکو شاہ جادوان بلاتا ہی وہ سب تو آپ ہی دم محبت کا افراسیاب کے بھرتے تھے فوراً
ساحرون کے کہنے سے حاضر خدمت شاہ ہوے سب نے دیکھا کہ توبہ توبہ سب کرتے ہین اور اپنے آپ مین نہین
ہین بس جب وہ سامنے آئے خداوند نے فرمایا کہ انپر سے سحر دفع کرو شاہ نے سب پر سے سحر کو رد کر دیا
اب جو ہر ایک ہوشیار ہوا دیکھا کہ افراسیاب در حیرت اور تمام سردار اوسکے اور سپاہ ایک مقام پر
استادہ ہین اور ایک تخت پر ایک شعلہ چمکتا ہی اور گرد اوسکے ہزار تصویرین چرخ مار رہی ہین اور ہر سمت نعرہ یا
خداوند ہزار شکل چرخ گردان بلند ہی بہار نے کان مین مہرخ کے کہا کہ یہ بیشک عیاری خواجہ عمرو کی ہی
اسوقت مناسب ہی کہ جو کچھ یہ تصویر شعلہ رخسار فرمائے اوسکو قبول کرنا مہرخ نے کہا مجکو بھی کچھ طور ایسا ہی
معلوم ہوتا ہی غرض یہان خداوند نے یکایک فرمایا کہ اے بندہ ہای قدرت تم قید مین شہنشاہ جادوان کے
تھے مین نے تمپر سے سحر رد کرا کر اپنی نگاہبانی مین تمکو لیا ہی اب تمہارا لشکر مسحور نہین ہی خبردار بھاگنے کا ارادہ
نہ کرنا اور کوئی سرکشی نہ چاہنا صبحکو خداوند ساحران کے حوالہ کرکے چلا جاؤن اوسوقت تمکو اختیار ہے
مہرخ وغیرہ سب یہ باتین سنکر خاموش کھڑی رہین اور دلمین سمجھ گئین کہ ہمپر سے خواجہ نے سحر دفع کر دیا ہی اب
جوقت پاکر دست و پا ہلانا اور نکل جانا. غرض یہان خداوند نے فرمایا کہ اے افراسیاب اب ہمارا اسطرح ظاہر
یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہم غائب ہوتے ہین اور ان باغیون کے آج کی رات کو محافظ رہینگے صبحکو تجھے اختیار
ہی خواہ تجھسے کوئی چھڑائے یا تو اونکو قتل کرے افراسیاب نے کہا آپ تو بارگاہ مین چلنے کو کہتے تھے کیا نہین آپ
وہان جائینگے افراسیاب نے کہا کچھ تبرک ہی اپنے دست پاک سے ہمکو دیجیے تاکہ ہم عمر اپنی زیادہ پائین باقبال دولت و حکومت کی

ترقی ہو خداوند نے فرمایا اچھا کچھ شراب شربت منگواؤ ہم اسنے اگیاری کی خاک اسمین ڈالدین سب افسرونکو
کو وہ تقسیم کرا اور آپ بھی پی لے جو جس کی مراد ہوگی وہ پوری ہوگی عورت جو پئے گی بارہ برس کی ہوجائیگی
حسن میں اپنے تئیں بہ از حور قدرت پائیگی مرد جو پئے گا رات بھر میں سو استری سے بھوگ کریگا اور ماندہ
نہوگا اور عمر اوسکی ہزار برس کی ہوجائیگی یہ سننا تھا کہ شاہ جادوان نے کئی خم شراب کے اور کئی مٹکے
شربت کے منگوائے خداوند نے مٹکے قریب اپنے منگوا کر نیچہ قدرت اپنا شعلے کے پاس سے نکالا سب نے دیکھا
کہ ایک نیچہ نہایت ہی خوبصورت ہے کہ پتلی پتلی انگلیاں جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ کا قلم ہوتا ہے
ویسی ہی ہر ایک انگلی ہے اور مہندی ہاتھ میں لگی ہے چوڑیاں خداوند پہنے ہیں پس وہ نیچہ جب نکلا ایک
بہت مرجھایا تھا اس پڑے کو اوسنے مٹکے میں ڈالدیا اور اسیطرح شراب کے خموں میں بھی خاک اگیاری کی
ڈالی گئی اور اوسمیں سے اول دو جام افراسیاب نے پئے اور دو حیرت نے پھر تو مصور صورت نگار زر
ابریق کوہ شگاف اور اسیطرح ناظمہ و رشید اور ناظمان ملک نے شربت اور شراب نوش کی کچھ دیر کے بعد یہ سب میں
لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے سر سے ٹوپی تاج پگڑی اوتاری اور افراسیاب نے حیرت سے کہا
کہ اے ملکہ اسوقت تو مرد ہے اور میں عورت ہوں خداوند کی قدرت کا تماشا دیکھوں اور اے
ملکہ تو مجھے جفتی کھا ملکہ نے کہا اے شاہ تم کہتے کیا ہو میں تو مرد ہوگئی ہوں تم خداوند سے کہکر
اپنے تئیں عورت نبوالو میرے پاس آؤ بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا تھا کہ خداوند سے کہیں مجھکو عورت
بنا دیجیے بس چلا تھا کہ طمانچہ بیہوشی نے مارا سب کی ٹانگیں اوپر ہوگئیں حیرت دوڑی کہ ارے عورت بنا
بیٹھیں اور ابھی سے لیٹا جاتا ہے پس اسکا دوڑنا تھا کہ یہ گری ابتو لگا لگ گیا جتنے افسران فوج
اور ناظم وغیرہ تھے سب بیہوش ہوکر گرے اور خداوند نے یکایک تخت اپنا بلند کرکے شعلے کو اور
چرخ کو غائب کیا اور تخت پھر نیچا کرکے یکایک اپنے تئیں ظاہر کیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری
ای مہرخ کیا میر اکٹری منہ دیکھ رہی ہو بس یہ سننا تھا کہ ساحران نامی نے نارنج ناریل ترنج کو نے فولاد
کے مارنا شروع کیے اور عمرو نے خنجر کھینچکر بیہوش شدہ کے سر کاٹنا شروع کیے جو لشکر کہ بیہوش نہوا
تھا وہ تلواریں پکڑ کر دوڑا اودھر سے لشکر مہرخ تو رہا ہو چکا تھا ہی وہ بھی نعرہ اپنے مالکوں کے
سنکر جرۂ سحر کے پاڑکر اگرا اور لگی گھمسان کی مار ہونے دم بھر میں سیل خون جاری ہوئی شور
غوغا تا بہ گنبد آسمان پہونچا جدھر سنیئے شور افتاد بلند تھا جدھر دیکھیے لاش پر لاش

تڑپ رہا تھا تلوار ہی تلوار علم تھی گویا تیغ ہی کا عالم تھا ایک عالم بیدم تھا ضرب تیغ نقد جان پہ پڑ رہی تھی روح رواں کے سکہ کا چلن تھا دنیا ٹکسال بادشاہ مرگ کی تھی کیا بیات

وہاں تھی جو سب بانی دشمنی
قیامت کی تھی محو تیر افگنی
کمانوں سے تا صف فوج قدیر
رواں تھا ہم تیر کے بعد تیر
عمرو نے وہاں پر نہ کی اعتنا
بڑھا کہہ کے تکبیر بہر دغا
رکھا ہاتھ جب قبضۂ تیغ پر
قضا یہ پکاری سوی اہل شر
کہ اے کافرو جلد مانگو امان
سرک جائے سر کی ہے خیر اب کہاں
بڑھے منہ پہ تلوار کے جنگجو
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
کہیں تیغ چمکی کسی جا سنان
کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان
یہ کافر ہٹا اور وہ نمازی بڑھا
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
بھرے تھے قبیلوں سے سب دشت و در
جری سب تھے خون میں نہائے ہوئے
گرے جتنے تھے گھوڑے اوٹھائے ہوئے
عمرو نے اسوقت جست کر کے

قریب افراسیاب آکر چاہا کہ ایک تیغ مار کر کام اوسکا تمام کرون اوسوقت چند تیلیان پریزادان طلسم شہنشاہ کہتی ہوئی پیدا ہوئین اور بادشاہ کو اوٹھا کر لیچلین اور چند پریون نے آکر حیرت کو بھی اوٹھایا اوسوقت سرداران بیہوش شدہ کو فوج اوٹھا کر رو بفرار لائی دلیرون نے تعاقب کیا بڑا اور بھی ٹرتے مدیا مال و اسباب خزانہ بازارین سب لوٹ لین خیمون مین آگ لگا دی لیکن تیلیون نے لاکر حیرت کو ایک مقام پر ہوشیار کرکے عرض کیا کہ ورنی اسطرح آپ بیہوش تھین ہم کنیزین نہ اوٹھاتی تو دشمن ہلاک ہوجاتے ملکہ یہ سنکر دہان سے رنجیدہ خاطر ا رہی اور قریب اپنی بارگاہ کے جب پہونچی ہنگامہ کا بازار گرم دیکھا نعرہ کیا کہ باشیدائے نالائقان تمہ بیان بھی پہچانچو مہرخ وغیرہ نے جو حیرت کو اوسجگہ دیکھا طبل بازگشت بجوا دیا اور بلفتح فیروزی مراجعت فرمائی اور اپنی بارگاہ مین آئی سردار بھی داخل خیام ذوی الاحترام ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے عمرو بھی بارگاہ مین آیا مہرخ سے مژدہ سنایا کہ اے ملکہ تم رنجیدہ نہو بلکہ خوشی کرو برق فرنگی زندہ ہے اور اوسنے جاکر زندان ظلمات مین ملکہ بران کو قید سے چھڑایا ہے اب وہ اور بران دونون ملکہ یہان آیا چاہتی ہین اس خبر کے سننے سے ملکہ مہرخ نے سجدۂ شکر خدا ادا کیے حکم ترتیب انجمن عشرت دیا ساقی و مطرب حاضر ہوکر داد عیش و نشاط دینے لگے یہ سب سردار تو بعشرت تمام یہان ٹھہرے اودھر برق فرنگی جو بران کے پاس سے روانہ ہوا تھا اول لشکر ناظمان نور افشان کیطرف

کیطرف آیا وہ فوج لیکر چل چکے تھے برق نے اونسے آکر راہ مین ملاقات کی اور جو کچھ پیام ملکہ نے دیا تھا
وہ سب بیان کیا تمام شاہان قلعہ طلسم غصہ ملکہ کا دریافت کرکے ٹھہر گئے اور کہا اے برق ایسے
تو ہم بغیر تشریف لائے ملکہ کے لڑنے کو چلے تھے کہ آپ گئی برق نے کہا اچھا اب اتنا تم توقف کرو
کہ ملکہ سحر کرنے گئی ہین وہ آلین تو جانا اور مقابلہ کرنا انھون نے کہا کہ ملکہ اور زیادہ آزردہ ہونگی برق
نے کہا تیز آہی گئی ہین اگر آزردہ ہین تو ضرور ناراض ہونگی اگر خوش ہین تو ہونگی جہان اتنا توقف
کیا ہی اور توقف کرو اب خلاف رای ملکہ پیشقدمی کرنا اچھا نہین غرضکہ یہ کہنے سے برق کے انتظار مین لشکر
ایک مقام پر ٹھہری حال اوسکا یہان ہوگا کہ بروقت ٹوٹنے پل پریزادون کے یہ سب کیا جانبازی کرتے
ہین اور افراسیاب کو جو پریزادان طلسم رنگین صحرا مین لیجا کر ہوشیار کیا یعنی ایک پری
نے رنگ منہ پر افراسیاب کے چھڑکا اور ایک پری نے زانو پر اپنے سر رکھ لیا اور ایک پاؤن دبانے
لگی آنکھ افراسیاب کی کھلی اوٹھ بیٹھا پوچھا کہ تم کیونکر مجھکو لائین انھون نے عرض کیا کہ اے
افراسیاب وہ موا عمرو آپکو قتل کیا چاہتا تھا لشکر ہر چند لڑ رہا تھا مگر بہت بڑی خوف کی جگہ
تھی کہ اودھر تو سارا لشکر نارنج ترنج آپکو تاک کر مار رہا تھا اور ادھر وہ عیار تیر لگاتا تھا ہمنے بخیال
اسکے کہ آپکے دشمنونکو کوئی مضرت نہ پہونچے وہان سے آپکو اوٹھا لیا اور میدان سے آئے بادشاہ نے
یہ سنکر اونکو رخصت کر دیا اور آپ وہان سے بغضب تمامتر جانب باغ سیب گیا کہ اور کوئی تدبیر ان
نمکحرامونکی کرون یہان ملکہ حیرت جب فوج مہرخ کے پاس آئی تو اوسنے بارگاہ اپنی درست کرائی اور
لشکر فراری کو جمع کرایا آپ داخل بارگاہ ہوئی مگر فرط رنج سے ناچ گانا سب موقوف کرایا آخر
سرداران فوج نے آکر عرض کیا کہ اے ملکہ رنج آپکا جا سے بیجا نہین لیکن ہم جانبازون نے بھی تو کوئی
دقیقہ جان نثاری مین باقی نہین رکھا اور اب سحر اپنے اپنے خوب چاق وچست کرتے ہین جنگ
ہین اگر سامری نے چاہا تو ان باغیونکو مار لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین اور یہ بھی مقدمات تقدیر
کے ہین نہین معلوم سامری کو کیا منظور ہے کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ جاتی ہے دیکھیے شہنشاہ نے آتے
ہی سب باغیون کو قید کر لیا تھا اوسوقت عمرو ہزار شکل بنکر آیا اور دھوکا دیکر لیگیا اے ملکہ ہم حیران
ہین کہ یہ ایسی صورت کیونکر بنجاتا ہے ملکہ نے کہا کہ اوسکے پاس بھی ایک تخت ایسا ہے کہ وہ آڑتا ہے
وہی تخت پر وہ سوار ہو کر اور گلیم اوڑھکر شعلہ جلا کر اوس شعلہ پر چرخ لگا کر آیا اور حقہ ہای نفتی

اوسنے مارے کہ جنکے سبب سے آگ برسی اور موتی اوسنے برسائے بعض حقون مین سے آواز پیدا ہوتی ہی اونکے
شق ہونے سے دنا نا ہوتا ہی وہ اوسنے شق کیے اور اندر اون حقون کے خوشبو بھری تھی
اور روغن ایسے ایسے اوسکے پاس ہین کہ اوسکو آتشبازی کے مہتاب کیطرح جب وہ کام مین
لاتا ہی نور ہی نور پھیل جاتا ہی بس یہ کرشمہ اوسنے اپنی عیاری کا ہمکو دکھا کر فریب دیا سرداروں نے
عرض کیا کہ افسوس ہی ہم اوسکی ان باتون سے آگاہ ہین اور فریب کھاتے ہین ملکۂ ذی کیا جب سے وہ طلسم
مین آیا ہی بہت سی اوسکی ایسی باتین کہ ہم اوس سے اگاہ ہوے ہین لیکن وہ ہمیشہ نئی طرز پر عیاری
کرتا ہی اور ہم آگاہ ہوچکے ہین اسوجہ سے اب اتنا ہوا ہی کہ ہم پہچان جاتے ہین لیکن وقت مین کہ یہ عمرو
ہی یا کوئی اور عیار ہی ورنہ پہلے تو ان سو عیارونکی شناخت نہو سکتی تھی یہ ہمارے لشکر کی عیار پہچان
سنون کہ ٹوٹی پھوٹی عیاری اونکو یاد ہی وہ بھی کبھی کبھی بن پڑتی ہی یہ عیار ہو بلاے بد اور آفت قہر الٰہی
ہین اگر یہ طلسم مین نہ آتے تو اب تک کب کا شہنشاہ تمام باغیون کو قتل کر چکتے خیر اب دیکھا چاہیے
کہ کیا ہوتا ہی غرض کئی سو سردارونکی اسنے ناظمان در بند کی خطائین معاف کین اور اونکو دربار مین
آنے کی اجازت دی پھر ساقی مطرب طلب فرما کر مشغول عیش و نشاط ہوئی ادھر ناظمان در بند نے
دلمین اپنے خیال کیا کہ واقع مین غصہ ملکہ کا بجا تھا ہمکو غیرت لازم ہی اب ہم بھی عمدہ عمدہ سحر تیار
کرین کہ جنکا کوئی جواب نہ ہوسکے دیکھو اوسطرف کی ساحرہ کیسی جانبازی اور سرفروشی اپنے
مالک کے ساتھ کرتی ہین اور میدان کارزار مین گوے سبقت لیجاتی ہین پھر جو وہ ہین وہی ہم بھی ہین
وہ بھی اسیطرح تلوہ دار اس طلسم کی ہتین اور بلازم بادشاہ تھین اب شریک عمرو ہو گئی ہین لیکن
یہ اونکی محنت کا نتیجہ ہی کہ اونکو معلوم ہی کہ ہمسے لڑائی ایسے بادشاہ سے ہی کہ جو خداوند ساحران ہی پھر
ایسی محنت کرین کہ بادشاہ سے نہین تو اوسکی فوج سے لڑنیکے قابل تو ہو جائین غرض ایسا کچھ سوچکر بعض
شاہزادی حشمہ سامری مین نہانے اور سحر تیار کرنیکو روانہ ہوے اور بعض شہر داؤد یہ کیطرف بعض
الاؤ جمشید کے بعض بیابان ہستی کیطرف چلے اور بعض نے یہین منترون کی جاپ شروع
کرائی بنگالی کا نور ودین سے ساحر دریا کے کنارے بیٹھکر وہ ڈمرو بجا کر منتر جگانے لگے ہوم نے جادو
ہو گئی بھینٹ چڑھنے لگین جھٹکے ہونے لگے یہ سب تو اب سحر درست کرتے ہین اور دونون لشکر آراستہ
ہوے ہین ادھر برق فرنگی بھی لشکر مین اپنے آکر داخل ہوا ہر ایک اسکو دیکھکر نہایت خوشنود

خوشنود ہوا اسطرح ذکر کرنے لگا یہ ہمارا صدقہ اتروا یا مخمور گلے میں باہیں ڈالکر رونیلگی کہ بیا تمھاری صورت ہمکو پھر خدا نے دکھائی ہزار ہا روپیہ کا صدقہ اتر گیا عمرو نے سب سرداروں سے کہا کہ ارے تم سب کیوں یال کو ضایع کرتے ہو جو کچھ دینا ہو مجھکو دیے ڈالو کہ میں خانہ کعبہ میں بھیجوا دونگا وہاں عورات غربا اور مساکین میں تقسیم ہو جائیگا سب عمرو کی باتوں پر ہنستے تھے برق کو بہت بھاری خلعت سب نے دیے عمرو نے کہا لا بیٹا میں اپنے پاس رکھہ چھوڑوں عید بقر عید کو پہننا تو خراب کر ڈالیگا برق نے سرداروں سے اشارہ کیا کہ انھوں نے عمرو کے سامنے پھر کچھ نذریا مخفی طور پر مالا مال کر دیا عمرو کو بھی بہت کچھ ملا عمرو نے کہا اب میں تلاش بہران میں جاتا ہوں برق نے سب حال زندانخانہ کا کہ اسطرح مجھکو افراسیاب نے قید کرکے بھیجا ایسا مقام صعب تھا میں نے دیکھا اخیر کو سبب راہ میں کچھ ضرر نہیں پہنچا آخر یوں آئی اور اژدر کو مار کر بہران کو چھڑایا اب بہران اپنا سحر تیار کر رہی گئی ہیں ایکو یہ نہیں معلوم کہ کس صحرا میں یہ طلسم کے ہونگے آپ توقف فرمائیے عمرو یہ سنکر ٹھہر گیا اور کہا اچھا پھر جبتک ادھر ادھر کی سیر کریں غرض عیار ایک جا تو ٹھہرتے نہیں ہیں اپنی فکر میں کبھی بارگاہ میں کبھی صحرا میں کبھی لشکر دشمن میں آتے جاتے ہیں حال انکا بیان ہوگا مگر اب ہمکو بیان انکا چھوڑ کر حال ملکہ بہران شمشیر زن بیان کیا جاتا ہے

ابیات

ذرا اب سنو سحر کی داستان	یہ لکھتا ہے راوی شیرین بیان
ظفر کا ہے مژدہ کہ پھر بند و بست	مبارک ہو حیرت کو کامل شکست
ذرا بان سنان زبان پھر سنبھل	کہ تاکے ہے کفار کو پھر اجل
ہوا صید لاغر ہے جو دل نہ سیر	نیستان میں پھر گونجتے ہیں یہ شیر
کسی صید پر پھر کرینگے یہ چوٹ	شکار افگنی پر نہایت ہیں لوٹ
سنبھل اب زبان قلم پھر ذرا	کہ لکھنا ہے مجھکو نیا ماجرا
سخن مختصر ملکہ خوش صفات	وہ بہران عالی گہر نیک ذات
رواں جب ہوئی برق کے ساتھ سے	تو دل میں خیال اوسکے یہ آ گئے
کہ چلیے سوے گنبد سامری	ملے وانسے تحفہ تو ہو بہتری
ہوئی یہ روانہ اوسی سمت کو	یہ تھا دل میں دشمن کو مہلت نہ دو

ملکہ نے کوہ ایک آن واحد میں تمام کر کے اپنے طلسم کی سرحد میں جا پہونچی اور قلعہ ہفت رنگ میں آ گئی کہ عرصہ گذرا وہاں کا کنگرہ اوسی سمت کی راہ لی کہ جہاں گنبد سامری بنا ہے اور ظہور اس مقام پر روح سامری کا ہوتا ہے حیرت بھی اپنے طلسم

سے حجرے ہفت بلا کو طے کرکے انگوٹھی جمشید کی لینے گئی تھی وہ مقام جمشیدی تھا لیکن اوسی کے متصل ایک مقام ہے کہ اوسی جگہ کو گنبد سامری کہتے ہیں اول زمانہ میں طلسم ہوشربا اور نور افشان اسطرح ملا ہوا تھا کہ ایک ہی طلسم تھا اور حاکمان طلسم ہوشربا اور نور افشان سے دوستی کا برتاؤ رہتا تھا نور افشان طلسم اتنا بڑا نہیں ہے کہ مقابل طلسم ہوشربا ہو اسوجہ سے حاکمان طلسم نور افشان بادشاہ ہوش ربا سے مغلوب رہتے تھے اور خراج لیتے تھے اتنا بڑا بادشاہ کوئی طلسمات کا کاہے کو تھا کہ جیسا بادشاہ لاچین تاجدار جادو طلسم ہوشربا کا تھا اوسی بادشاہ کو گرفتار کرکے افراسیاب نے حکومت طلسم لی ہے اور شہنشاہ ساحران بنا ہے اسکے ساتھ ہی وہی طریقہ تمام شاہان اطراف طلسم نے کیا ہے اور سب نے اطاعت اختیار کی ہے اور کوکب بھی پہلے اوسکا تھا اور ہمیشہ اسسے دبتا تھا اور عمرو کے باعث سے اوسنے سرکشی کی ہے حاصل مطلب یہ کہ طلسم نور افشان سے بھی راہ جانیکی بیابان ہستی اور الاؤ جمشید کی ہے اور گنبد سامری پر جانے کی بھی راہ ہے جب کوئی اس طلسم سے چلے تو بیچ مین یہ مقامات مذکور ملینگے اسکے بعد طلسم ہوش ربا ملیگا اور جو کوئی طلسم ہوشربا سے چلے تو اول یہ مقامات ملینگے اسکے بعد نور افشان ملیگا بس تیران کو پہلے ہوش ربا سے نور افشان مین جانا پڑا اور پھر اتنا چڑھکر مغربی دروازہ طلسم کی طرف سے چلی کہ اسے پہلے بیابان ہستی اور صحرای عجائبات اثنای راہ گنبد سامری مل لین تو ہوشربا مین پہونچے غرض یہ مسافرہ صحرای نیرنگ عجائب وسیاح دشت افسون وغرائبات جب سرحد طلسم پر اپنے مغرب کیطرف سے پہونچی تو اودھر سے پھر عازم ہوئی کہ اب گنبد سامری پر جاؤن اور اودھر سے پھر ہوش ربا مین چلی جاؤنگی چنانچہ سرحد طلسم سے اپنے آگے بڑھی ایک دشت ہول خیز ودشت انگیز مین گذر ہوا یہ پروردۂ مہد ناز ونعم وہ صحرای پر آفت وستم ہوش وحواس اوس دشت کو دیکھکر اوسکے بجا نہ رہے مگر دل کڑا کرکے کہ خدای تعالی میرا نگہبان ہے آگے کو روانہ ہوئی ہر قدم پر صدا سنائی دی کہ اے جانے والی اس جنگل مین کوئی بھولے سے بھی قدم نہین رکھتا ہے مسافر خیال بھی گذر نہین سکتا ہے کیون اپنی جان خرمن پر ستم کرتی ہے بازگشت بہتر ہے لیکن ہمارا ادنوجوان یہ بڑے غضب کی جا ہے ملکہ نے ان باتونکا کچھ بھی جواب نہ دیا اور قدم ہمت آگے بڑھایا یہ حال نظر آیا کہ منزلون تک زمین مین جادو ونیرنگ کے فرش تھے جو بلندی تھی وہ اپنے خیال مین ہمسر عرش تھی ہرطرف آگ کے دریا بہتے تھے

شعلے تا بفلک جاتے تھے خیال کرنے سے پانون مین وہم کے چھالے نکل آتے تھے زبانہ شعلہ تا بہ فلک سر کشیدہ

شعر

زمین آگ کی آسمان آگ کا
جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا

جو غار تھا دعویٰ انا جہنم کرتا تھا اپنے جلال سے انسان کو کیا ملک کو بیدم کرتا تھا جو بگولہ دشت مین اُڑتا تھا وہ ایک میل آتش کا بنجاتا تھا اور اوسمین سے دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا مردے جو ساحران نامی کے مرگئے تھے وہ اس دشت مین نظر آتے تھے اپنی اپنی کیفیت سناتے تھے انگارے اوچھالتے تھے اور دکھاتے تھے سامری کے نام پر جو تیشی ہو کر مر گئے تھے اونکا اوسی دشت مین گذر تھا ہر ٹیلا اور ٹیکرے پر جنگلے آگ کے بنے نظر آتے تھے پھر وہ غول بجاتے تھے ابھی زمین پر پانون رکھا ابھی ابھی پانون کے نیچے دریاے سبز رنگ پیدا ہو گیا آگے چلنا دشوار ہوا اوس دریا مین غوطہ کھایا پھر کسی نے بازو پکڑ کر کنارے پر پہونچایا پھر جو قدم اوٹھایا اپنے تئین دہن اژدر مین پایا جان سے ہاتھ دھویا اپنی بیکسی پر آنے والا خوب رو دیا پھر جو آنکھ کھولی نہ اژدر پایا اور نہ دشت ودر دیکھا مگر ایک مختصر سا ویران گھر دیکھا کرنے کا جھوپڑا ٹوٹے ڈھنگ کا بنا ہے دیوار نہ در وحشت کا گذر آرام اوس سے متنفر ہون دو ر ساکن اسفل السافلین بھی نفور جو کوئی مقام مکان کیطرح کا پایا اوسکی چھت اپچ غائب دیکھی کوٹھریان ڈھئی ہوئی نظر آئین کہین دو چار گز کا چبوترہ چار پانچ پتھر کا اور پرانے بانس کا چھپر جھکا ہوا پڑا مگر اوسمین سے بوندلا اژکر ملا بنجاتا اور پکارتا تا کہ کوئی ابھی نہین آیا سامری نے میرا کھانا نہ بھجوایا بہت بھوکا ہون اس گھر کے مہمان کے خون کا پیاسا ہون پہونچنے والا وہان کا حیران رہتا ہے کہ اس بلا نے ایک ہی نوالہ کیا اس بیچارے نے تن بمرگ دیا پھر خدا نے بچایا آنکھ کھلی تو اپنے تئین ایک باغ مین جادو کے پایا کہ ہر تیا اوسکا اعجاز تھا ہر شاخ مین جادو کا سانپ تھا آرسا سے بڑھکر ہر ایک شمشاد قمری کو کلیجا کھانے کی ترکیب یاد دیدۂ رنگ فشان ہر ایک نہر لہر اوسکی خدا کا قہر سبزہ وہان کا زہر غم جانکاہ گل وہان کا عندلیب جان کیلیے خار خدا کی پناہ نخل کی تجنیس خطی نخل چوب تابوت ہر ایک شاخ کف افسوس ہر ایک برگ نیا سامان اور ساز و برگ خار سے خلش پیدا گلون سے دشمن کی بو پیدا نرگس مین رنگ چشم عدو ہویدا سرکشی سرو لب جو کو آتی پھول وہان کے سیاخون کے حق مین کانٹے بو نے مرغان چمن نوحہ و شیون کرتے حال بیماران

باغ پر رونے مسدس

بید بھی تھرارہے دل سے ہین مانند چنار
فاختہ صورت منصور تو شمشاد ہے دار
راہ وحشت ہی مین منا جم جاتی ہین ہرنا قدم
ہر بھی سے کبھی شکل ہی جلوہ نما
رخ نارنج سے حاصل ہے یہ حاصل مزا
خون انگور کے دانتون سے ٹپکتا ہے یہان
کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
نوک ہر خار زبان ارنی گوئے سر طور
نالے جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

شاخ عرعر ثمر بے ثمری سے ہے پربار
یہ صنوبر کو لگا گھن کہ ہوا سوکھ کے خار
بید مجنون سے بھی بڑھکر ہین قدم چار قدم
سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہے پتا
منھ لگاؤ کوئی میٹھے کو تو کھاوے کھٹا
تاک میخوار دنکو کانٹا سا کھٹکتا ہے یہان
نالہ کش نخل یہ ہین دار پہ جیسے منصور
لب شیون سے گل شمع تجلی کا ظہور
ہر ثمر زمین یہ فلک دم مین جلا دیتے ہین

ملکہ تمران اوس باغ مین جب پہونچی بلبل روح اوسکی قفس تن مین گھبرائی کہ یکایک ایک آندھی سیاہ آئی چار طرف سے لیجیو گھیریو پکڑیو کا شور ہوا اور ایک نہر کا پانی تلاطم مین آیا خدا کی پناہ وہ طوفان بپا تھا کہ طوفان نوح بھی ایسا نہوگا بعد اس طوفان کے ایک دیو قوی ہیکل اوس نہر سے نکلکر اسکے قریب آیا اور نہایت قوی جانب اوسکے بڑھا یا منھ پہاڑ سا کھولدیا اسکو نگلجانا چاہا ملکہ نے چاہا کہ اس سے مقابلہ کرے مگر اپنے بزرگونکی زبانی سنتی چلی آتی ہے کہ بیابان عجائبات مین جب قدم رکھے تو وہانکی بلائین سب فرشتے قہر سامری کے پجاری ہین اونسے کوئی لڑ نہین سکتا چپکا کھڑا رہے وہ جیسا چاہین آزار پہونچائین دم نمارے جب یہ سب مصیبتین جھیل جائیگا تو گنبد سامری پر پہونچیگا اور اگر ذرا بھی ہاتھ پانون ہلائیگا تو اون بلاؤن کا طعمہ ہوگا کشتی جان اس گرداب بلیات سے ساحل مراد پر نہ پہونچائیگا اور وہی شخص وہان جانیکا قصد کرے جو کوئی تحفہ اوس گنبد کا پہلے سے اپنے پاس رکھتا ہون ورنہ غیر شخص نہ جا سکیگا وہ تحفہ اول گویا نشانی ہے کہ یہ ایسا عاشق نام سامری ہے کہ باوجود مصیبت اوٹھانے کے اور ایک بار یہان آنیکے پھر بھی خداوند کے درشن کا مشتاق ہوکر یہان آیا ہے اوسکو گنبد تک پہونچانا چاہیے بس یہ اس ملکہ کو معلوم تھا اسوجہ سے خاموش کھڑی رہی نہ دیو اوسکو پکڑ کر دہن مین رکھکر نگل کچھ بیان نہین ہوسکتا ہے جو اوس محبوبۂ نازک اندام کے جسم نازک اور روح

لطیف پر صدمہ گذرا وہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر جانا وہ اوس دیو کی شکل مہیب زہ او سکے منہ مین جاکر زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسطرح کا انسان خواب دیکھے تو یقین ہے اوس خوف سے سونا ترک کردے اور پڑے تو اس خیال مین اچھل اچھل پڑے اوس آرام جان عاشقان نے اوس مصیبت مرگ کو بھی اپنے اوپر اختیار کیا لیکن خلاق طلسم عالم نے یہ خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا یعنی سبب اوس اختر مرادہ کے جواد سکے پاس ہے شکم دیو مین زندہ رہی اور آنکھ جو او سکی نہ وہ دیو دیکھا نہ وہ باغ نظر آیا ایک دشت پرخار و مردم آزار کوسون تک کا چٹیل میدان نظر آیا کہ ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز دیرین	ہزارون جس مین تھے آمیز سامان	درازی اوسکی سرحد عدم تک
نہ ٹھہرے قیس کا جس مین قدم تک	مصیبت زا تھی شکل ہجر جانان	زیادہ قلب مضطر سے پریشان
تھی راحت سے مثل بخت مجبور	اسیر زیست اوس سے تنگ ہون ور	وہان تقدیر نے اوسکو ملایا
فلک نے اور ہی کچھ کام چاہا	کہ یعنی وہ اسیر دام تقدیر	تمنا جسکی تھی شایان تعذیر
عجب سے سر بزانو ہو رہی تھی	رخ گلگون کے آنسو دھو رہی تھی	طپش دوزخ کی پیدا تھی زمین سے
عرق بہتا تھا اوس کی جبین سے	چراغ حسن مشتاق فنا تھا	کوئی دم کا وہ جلوہ دے رہا تھا

دیکھا کہ لون کے جھونکے آتے ہین چراغ زندگی کو بجھایا چاہتے ہین درخت سر جھاڑ منہ پہاڑ نباتی کھڑے ہین گویا بلائین زمین سے اوگی ہین نئی گردش فلک کی ہے کہ ہر قدم پر آزار ہے ہر جگہ فرش خار ہے کانٹے تلوون سے پار ہوتے ہین پشت پا تک فگار ہوتے ہین اس آسمان حسن کے ستارہ قسمت کو فلک نے خاک مین ملایا ہے خاک صحرا پہ جم گئی تھی پوشاک بھی ملگجی ہو گئی تھی تپلا پسینہ کا زمین پر بہتا تھا یہ خاک پھانکتی بدحواس سایہ درختان ڈھونڈھتی ہوئی چلی جاتی تھی کہین شیر کے ڈکارنے کی آواز آتی تھی کہین کوئی بلا زمین سے نکلکر ڈراتی تھی اژدہے منہ کھولے بیٹھے تھے زہر اگل رہے تھے فلک سے آگ برستی تھی زمین لوہے اور تانبے کیطرح تپتی تھی اسی عالم مین یہ چلی جاتی تھی کہ یکایک ابیات

بشکل ابر اٹھی کچھ سیاہی	لگے فریاد کرنے مرغ و ماہی	ہجوم اشک سے دامن ہوا تر
بہت سینہ مین تڑپا قلب مضطر	یکایک مثل بخت ناتوان مین	ہوا خورشید بھی محتاج کفن
زمین سے تا فلک چھائی سیاہی	بلا اک سامنے کالی سی آئی	پکاری وہ ادھر آ جلد کھا دن

یہ محنت خاک مین تیری ملادون
ادسے دیکھا تو گھبرائی یہ دلدار
غرض بھاگی وہان سے ہو کے ناچار

کسی نے پشت پر سے دی یہ آواز
نہ گھبرا اسقدر اے مایۂ ناز
دہائی جلد دے تو سامری کی

نظر آئیگی صورت بہتری کی
پکاری یہ دہائی ہو دہائی
بلا وہ اسکے پھر پیچھے نہ آئی

بڑھی وانسے جب آگے کو یہ بیکس
بہت مجبور و مضطر سخت بیکس
نظر آیا ادسے اک چاہ آتش

تو تھی راہ ادسمین وہ چاہ آتش
بلا پیدا ہوئی پہلو سے اسکے
اوٹھا کر پھینکی ادسکو زمین سے

کنوین مین آگ کے لاکر ڈھکیلا
ہوا سب جسم جلکر ادسکا کولا
کھلی جب آنکھ دیکھی اک سیاہی

کہ ظلمات عدم کی تھی گواہی

اوس تاریکی مین یہ ماہتاب جب روانہ ہوئی اختر مروارید نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا کہ جسکے سبب سے کچھ کچھ روشنی نظر آتی تھی یہ قدم اوٹھاتے ہوئے چلی جاتی تھی دل سے یاد خدا کرتی تھی مگر زبان پر حمد و شکر رب نہ لاتی تھی اگر ذرا بھی کوئی لفظ دعا کا آجاتا یا نام خدا سے منہ سے نکلجاتا جسم و جان مین تفرقہ پڑجاتا وہان کی بلا پھر زندہ نچھوڑتی یہ زبان اپنی سنبھالے ہوئے مضطربانہ روانہ تھی کہ ابیات

نظر پھر آئی کچھ طاؤس ان چند
نہایت تیز پر مخطوظ و خرسند
ہوئی وہ سدرہ اس نازنین کے

بن مین ہر طرف سے آکے لپٹے
کیا منقار سے ٹکڑے بدن کو
پیا پھر خون تن اور دلمین خوش ہو

اڑے اک سمت کو اور یون پکارے
کہ ہم اے سامری صدقے تمہارے
رہی بیہوش یہ نازک بہت دیر

مگر سیدھا ہوا قسمت کا وہ پھیر
کہ پھر اک اژدہا پاس اسکے آیا
نگلکر اسکو پھر جو اوس نے اگلا

ہوئے سب زخم تن پھر اسکے اچھے
اوٹھی وانسے چلی پھر روتی آگے
کھڑی پھر اوسنے دیکھی اک جگہ دار

بڑھی اس دار پر دیکھے گنہگار
عذر مانگا وہ مانسے اور آگے
بڑھی جب کچھ تو یہ سامان دیکھے

ہزارون رنگ کے دیو ستمگار
مقابل آکے کرتے اسپے تھے وار
گری یہ خاک پہ بیہوش ہو کر

ہوا رنجیدہ اوسکا قلب مضطر
جب آیا ہوش دیکھا مین شجر ہون
زمین مین گڑ گئی بار آور شجر ہون

ہوئی گل اور ثمر بھی اسمین پیدا
شجر کیطرح تھین شاخین ہویدا
نہ تھا یہ ہوش مین انسان تھی مگر مین

نہ یہ واقف کبھی تھی آدمی مین
شجر سے پھر ہوئی دریائے زخار
نئی دریا ہو مچھلی خوب تیار

رواں تھی بحر افسون مین وہ مچھلی
کنارہ جاکے پھر دریا کے بیٹھی
نئی مچھلی سے آخر پھر وہ انسان

چلی آگے کو لیکن سخت حیران
کئی دن تک رہی گردش سفر کی
نظر آئی نہ کچھ صورت مفر کی

غرض بعد از گذار دشت ہامون | سراسیمہ پریشان دل جگر خون | نظر آیا وہ اک جانب کو پہونچی
کہ جادو کی سراسر وہ زمین تھی

یعنی وہ ماہ وش گل اندام اسطرح کی ایذائین اور سختیان سفر کی جھیلتی ہوئی ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ بیچ مین زمین سرسبز و شاداب تھی اور چار طرف اوس قطعہ گلزار کے چار دریا بہتے تھے ایک دریا دھوئین کا تھا کہ بالکل چاہ بابل کا نمونہ تھا زمین سے فلک تک دھوان بھرا تھا یہ خاکدان عالم دیگ و مخزن دھوئین کا تھا نہین نہین دودی جہاز اوسکو کنارہ نہ تھا جسم آفتاب مین ایسا دھوان وہان کا لگا تھا کہ دھندلا ہوگیا تھا منزل فلک کی چھت مین کاجل جما تھا دنیا سیہ خانہ تھی کاجل کی کوٹھری نظر آتی تھی زمین سے دھوان نکلکر پیچ و تاب کھاتا تھا زلف سیاہ جانان کو شرماتا تھا عارض شاہد ارض پر کاکل پیچ کھاتی تھی یا عجوزہ دنیا ساکنان عالم کو اور طالبان دنیا کو پیچ مین لاتی تھی زمین پر یعنی اس دریا مین جو اوس دھوئین کی اوٹھتی تھین کمند الفت بہر عاشقان زلف نظر آتی تھین یہ عالم تھا کہ ابیات

سب تیرہ کا وہ دریا تھا مخزن | زمین سے شب ہی پیدا یہ روشن | سیہ مثل نصیب تیرہ بختان
بلا کالی بھی تھی اوس سے پریشان

ایک طرف کو اس زمین نزہت آگین کے دریای آتش تھا زمین سے آسمان تک آگ بھری تھی چار چار منزل تک شعلہ اوس آگ کا اوڑ کر جاتا تھا عفریت کہ جو آتش سے پیدا ہے اوس سے خوف کھاتا تھا ہوا تھامین وہ شرارون اوڑکر جانا اور پیچ و تاب کھاتا عیاذاً باللہ آسمان کو اپنے جھونپڑے کے جل جانیکا ایسا خیال تھا کہ بروج آبی مین پانی بھر کر رکھنے کے لیے برج دلو کے ڈول کو چشمۂ حوت مین ڈبوئے رکھتا تھا انگارے بڑے بڑے چھوٹی چھوٹی چنگاریون کو کھا جاتے تھے اژدہے کیطرح ہر ساحل اسکا منہ کھولے نظر آتا تھا دل اژدر دہر کا وہلاتا تھا کہ ابیات

فلک سے بستی تھی اوس جا پہ آگ | زمین کا ارادہ تھا جاؤ نہین بھاگ | زمانہ کی سب جان تھین ہنتج
جلا تھا اوسی خوف سے دل شمع

ایک طرف کو ہمیشہ نزہت قرین کے دریای آب تھا جس سے بحر عالم کو خوف غرقاب تھا ساحل اوسکا خون ساکنان قدم دنیا کا پیاسا ہر موج اوسکی میان کردہ کے مثل تھی ہر حباب گنبد افلاک سا سو چین خنجر سے زیادہ تر تیز نظر آتین جاتین خوف سے دیکھکر اوسکو سٹ جاتین جسدم اوسکے کنارے پر قدم کوئی رکھے شور و غل پیدا ہو پانی آسمان سے جا کر مل جائے

کشتی ہلال کو ڈوب جانے سے فلک بچائے ہمہ تن آسمان نیلگون دودی جہاز بچائے کہ ابیات

ہوا پانی اوسیا شور پیدا
جسے دیکھے ہر رستم کی اوڑیں ہوش
لب ساحل ہی تھا اک شور پیدا
ہر اک موج اوسکی آفت سے ہم آغوش

اور ایک جانب وس صحرای پُر بہار وادی بے خار کے دریای
سیماب تھا نہایت نایاب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اژدر دہر کو مالک آسمان و زمین نے پارا پلایا ہے
یا پارے کی کان وہ دریا بنایا ہے لہرین اوسکی جب وکشتی چاندی سے کے تیر جیسے نظر آتے حباب اوسکے
موج کی ایسی چمک دکھاتی زمین کا بوجھ بھار اوس بحر زخار کے ہونے سے بڑھگیا تھا ایک ایک
موج اوسکا او ٹھکر دلپذیر سیماب کا لطف دکھاتا تھا ہوا کے جھونکے سے لہراتا تھا عکس سے
اوس بحر کے روی ہوا تک چاندی کا نظر آتا تھا آفتاب کی تمازت سے پارا پگھلکر لہرین لیتا تھا
گویا چشمہ خورشید لہراتا تھا کہ ابیات

کہین جگر مین لیون پارا تھا اوسکا
چمک جسکی تھی تابہ چرخ جاتی
ہوس جسطرح ہو جسے رخ دنیا
اکبھی تھی بحر آفت خیز اوسکی

اون دریاؤن کے بیچ مین وہ بیشہ فرحت انگین تھا عجب بہلتا
جانفزا اوس صحرا کی تھی ہر شجر پر از ثمر مثل اہل تواضع سر جھکائے پھلون سے درخت بلکہ خلق مجسم
انسان نظر آتے پھل درختون کے ایسے رنگین و خوبصورت کہ ترنج آفتاب کو شرماتی نہرین
بہ آب و تاب جاری و زمان ہر سو باد بہاری چمن کیطرح پڑیان روشون کی ہر روش نہایت خوش
قطع نہین عروس باغ کی مانگ نکلی ہوتی قریب اوسکی ہری ہری گھانس لگی جو کان زمرد کو بھی
شرماتی رنگ سبز ہیر اکھلاتی نہرون مین فوارے جاری بلبلون پر بیقراری طاری پانی کی شفافی
پر جان چشمہ ماہ و مہر لہراتی ہر گل کے متصل بلبلون کا ہجوم ہر سمت نغمہ سنجی کی دھوم ہر طایر
خوش الحان گلستان اور بوستان کا سبق پڑھتا بلبل شیراز کیطرح اوستادی کا دم بھرتا
خوشبو سے گلون کی تمام دشت مہکتا روح لطیف اہل دلان کا ادسکا مسکن پاک طینتون کا ٹھکانا
نسیم و صبا عنبر فشان ہر گل عطردان کیطرح کھلکر کھلا ہوا شگوفہ تخلخ کیصورت بنا ہوا مہتمم جہان فصل بہار
اور فضا ہر تختہ چمن غیرت بخش ہزاران گلشن ہر پھول پر ہزار طرح کا جوبن ہر فصل کے پھول لگے ہوے میوے
تیار بلبل دل سوجان سے اوس باغ پر نثار خزان کو وہان سخت خار تمنا ہے چمن سر پر حکومت شاہ زمن سے
کہین بہتر جنکی سرزمین مین رعایا سبز و خرم ہر ایک نہال مادر دہر دودھون نہائی پوتون پھلے

شاخ شاخ سے مشتاقون کیطرح باہم لپٹی ہوئی درخت گلدار بیلا چنبیلی موتیا موگرا نسرین و نسترن بار دار اشجارون مین سبب دہی ذو اثمار دنا شپاتی پر جوبن کہین سنبل واقع پریشانی کہین نرگس رفع کی حیرانی کہیں سوسن خزان کو آنکھین دکھاتی یا بنان قدرت کی مدح زبان گان سے فرماتی ہر طرف نسیم مستانہ وار اٹھکراتی کہین طاؤس رقص سے مانوس کہین گلگون بڑھی ہوئی اوس کا ابیات

نظر آئے نہال سبز و خرم
کہ جیسے عارض دلدار روشن
اگر غنچون پہ دان کی چشم وا کی
تو یہ دل محو تھا ردی گل تر
کہین پھولون کا عکس ارغوانی

جسے دیکھے سے دل ہو شاد و خرم
پڑا ہر سمت سبزہ لہلہاتا
گرہ کھلتی تھی دل کی مدعا کی
بہار عمر تھی سنبل مین پیدا
بنا تھا مثل مہر آسمانی

ثمر مین اسطرح پیدا تھا جوبن
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتا
نظر پہونچی اگر سوے گل تر
مزا جو چاہیے ہر پھل مین پیدا

ملکہ غنچہ دہن اوس بیشۂ فرحت آگین مین کچھ دیر ٹھہر کر راحت گزین ہوئی اور پھر آگے چلی بہت دور تک وہی جنگل خوشاب اور نایاب پایا اور وہی چارون دریاؤن کو دیکھا کہ گرد اوس صحرای بہشت آئین کے موج زن ہین جب کنارے پر اوس بیشۂ فرحت آگین کے گذرا ہوا دیکھا کہ صحرای بہشت آئین تو اوس جنگل سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے لیکن اون چارون دریاؤن کے بدلے چار نہرین نہایت عمدہ اور شفاف پانی کی روان تھین اور کنارے اون نہرون کے بنگلے جواہر نگار بنے تھے جو بروج آسمانکو اپنی خوبی کے آگے شرماتے تھے اون بنگلون برج طلائی تعمیر تھے سراسر پری کی تھی اونمین تخت جواہر نگار گسترده تھے اون تختون پر سامری کی پجاری ساحران ذی عزت با توقیر جلوہ فرما تھے کوئی شیر پیکر تھا کوئی چہرۂ انسان کا دھڑ فیل زیان کا رکھتا تھا کوئی سنگ کا چہرہ اور جسم انسان کا رکھتا تھا ہر ایک ساحر نمدار ہیئتین نرالی شکلین کانی کانی کسیکا شیر کا منہ جسم انسان کا کسیکے دس بارہ سر دھڑ حیوانکا کوئی اژدر دہان کوئی فیل دندان کسیکا تیلا کر گدان کا کوئی دیو پیکر کوئی اژدر بدن کوئی شرر افشان کوئی آدھا انسان اور نصف حیوان ہزارون ساحر ایک زیر فرمان بنگلون کی گرد سندھیان ڈالے اترے ہوئے اپنے اپنے گرو کی یاد مین کمنڈل دھرے گھٹنون کی لنگوٹی آنکھین بند کیے متعلین آتشین سلگائے تلسی کی اور

پڑیوں کی مردوں کے مالے بنائے جب بیٹھے تھے سامنے موم سلگ رہا تھا دھوئن ہوم کا تا بہ چرخ دوار جاتا تھا آفتاب بھی وہیں کے جوگی کا چیلا تھا جو تپشیا کرتا پھرتا ہے زحل وہیں کے جپیا ل کا دم بھرتا ہے ہندوئے فلک کانوں میں وہیں کا کنڈل ڈالے رہتا ہے حلقہ مہر و ماہ سے حلقہ بگوشی کرتا ہے زمین سے دم بدم دہان کی خاک اڑتی تھی اور پری کی صورت اوس سے پیدا ہوتی تھی جوگی بن جاتی تھی اور بعض سامری کی گاتی تھی پھر غائب ہو جاتی تھی پھل درختوں کے بشکل انسان جھکو لگاتے تھے ہنگام قہقہہ جانور منہ سے نکلکر اڑجاتے تھے پھر شاخوں پر بیٹھکر تعریف سامری کی زبان پر لاتے تھے نہروں پر یاقوت و زمرد کے پل بنے تھے اونکے اوپر درچے اور شہ نشین تعمیر تھیں سراسر نظیر تھیں اونپر تصویریں پتھر کی اور جواہر کی لعبت و تمکین رکھی تھیں سامنے اون تصویروں کے جوکیاں صندل کی بچھی تھیں اونپر اسباب عیش و نشاط دھرا تھا اون کو وہ تصویریں بھی رنگ پریاں بنکر گاتی بجاتی تھیں منہ سے اون تصویروں کے ہنگام تکلم موتی گرتے تھے بالوں سے نیلم کے ٹکڑے جھڑتے تھے وہ سب دریا میں جاکر بہتے تھے پھر مچھلیاں بنکر ابھرتے تھے اور جے جے کار سامری کی شور کرتے تھے غرض عجب طرح کا نیرنگ ہر سمت آشکار تھا طرفہ عجائبات پر بہار تھا کہ نظم

طلسمی تھے وہاں کے کارخانے
ہر اک تھے سے ظاہر سحر کا ڈھنگ
تمر کی جا کہ سب میں نمودار
بنے انسان اگر اس کو توڑے شخص
زمین سے دمبدم اوٹھتا بگولا
بہم سب تختیاں کھاتے تھے طائر
وہ بچے اڑکے پھر بنگلوں پہ جاتے

جدھر دیکھو تھی جادو کی ٹھکانی
کوئی پھل شکل میں شل پری تھا
چمک تیوں جیسے عارض یار
صدا غنچوں سے تھی نغموں کی آتی
پری کی شکل بنکر ناچتا تھا
اوسے ہم ملکے سب دیتے تھے بیضے
بجن سب سامری کی دان پہ گاتی

درختوں میں بھرا افسون نیرنگ
کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
گلوں سے آتی تھی آواز دلکش
ہر ہر شاخ تھی ندی بہاتی
کہیں سے اڑکے پھر آتے تھے طائر
نکلتے تھے اور بعضے بیضوں سے بچے

ملکہ بہار مقام عجائب و سیاح غرائب ان مقامات کو دیکھتی روانہ تھی چند قدم اور آگے بڑھی تھی کہ سامنے ایک گنبد طلائی نظر پڑا جسکے در پر ہزارہا پجاری بیٹھا تھا اور درے ہوا پر ہزارہا گھنٹا ٹنگا تھا جانور جو اڑتے تھے اوس گنبد کے گرد پھرتے تھے تعریف سامری کی گاتی تھی اور درودی ہوا پر بہت سے تخت استادہ تھے کہ اوس پر پریاں سوار تھیں وہ سب چنور ہاتھ میں لیے اوس گنبد کی مروحہ جنبانی کرتی تھیں ہزارہا ستارہ اوس گنبد

ٹوٹتا تھا اور ابر رنگ برنگ کے دمبدم اطراف سے آتے تھے اور اس گنبد پر موتی اور پھول برسا کی
چلے جاتے تھے پھر سارے سنہرے روپہلے ٹوٹکر گنبد کے گرد جمع ہوتے اور اوسی زمین سے بھی طائر خوش رنگ
نکلکر اڑتے اور گرد گنبد پھرتے ہر بار گھنٹے بجتے ناقوس پھنکتے اندر گنبد کے چودہ چاند اور بیدرہ
سورج گھومتے جنکی روشنی سے گنبد بالکل آگ کا انگارا معلوم ہوتا درختوں کے نیچے ہزار ہا جادو
گھاٹ اور کم سن ایسی کہ چار سو برس سے عمر مین کم نہ تھین آسنیان بچھائے سامری کے دھیان
مین بیٹھی پوجا پاٹ کر رہی تھین سامری کے نام پر جوگ سادھے تھین ملکہ مذکور نے پہلے سامنے گنبد
کے جاکر سجدہ کیا اور کئی جواہر بے بدل چوکھٹ پر اوسکی چڑھائے پھر وہانسے ہٹ کر ایک درخت کے
نیچے آکر آسنی جواہر کی بچھائی اور بیٹھ کر پوجا کرنے مین مشغول ہوئی یہ صنم زیبا عجب طرح کی کیفیت
پرستش مین دکھاتی تھی روح سامری کو اپنی محراب ابرو کا ساجد بناتی تھی تین پہر کامل اسنے جبین
سائی کی اور سامری کو پکار کر منتر کی جاپ کیا کی چوتھے پہر مین یکایک ہزاروں گھنٹے گنبد پر بجے اور جلد
جلد جلد گنبد پر پریان جھلنے لگین اندر سے گنبد کے آواز آئی کہ بیٹی کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم
نورافشان کی ہماری سرکار مین آئی ہے اوسکو سامنے ہمارے گنبد کے لاؤ کہ حال اوسکا سنکر اوسکو
داد دین اور مراد کو پہونچائین یہ حکم خداوند سامری کا سنکر لاکھون جنت اور جادوگر سجدے مین گر پڑے
اور دھن ہوا سامری کا شور مچا پھر ایک چوکی یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر اوس چوکی کے گرد ہزار ہا
ساحر جنور بال ہما کے ہاتھ مین لیے ناقوس پھونکتے گھنٹے بجاتے گاتے بجاتے ہوئے اکتارہ چھیڑتے
سامنے بُران کے آئے اور پکارے کہ اے لڑکی تجھپر بڑی سامری کی دیا ہے چل تجھکو اپنی سرکار طلب
کیا ہے یہ کہکر بُران کو اوس چوکی پر یاقوت کی بٹھایا اور اوس چوکی کو اپنے کاندھے پر لیکر سنکھ پھونکتے
بھجن گاتے لیکر چلے جنور دم بدم ملکہ کے سر پر ہوتی تھی اسی طرح سامنے اوس گنبد کے لائے اور
ہاتھ باندھکر سجدہ کرکے عرض رسا ہوئے کہ یا خداوند یہ بیٹی کوکب کی حاضر ہے آواز آئی کہ اے بُران تو
شریک عمرو عیار کی ہے یہان کیون آئی ہے کسکے ہاتھ سے از خود رفتہ ہے گھبرائی ہے بُران نے سجدہ کر کے
کہا خداوند خوب واقف ہین کہ مینے اور میرے باپ نے عمرو کی شراکت کی ہے مگر دین خداوندی کو نہین
بدلا ہے آپ ہی کے دین پر اپنے تئین قایم رکھا ہے یہ کہتا تھا کہ صدائے مہیب آئی اور سنائی دیا ہے کہ
جھوٹ بولی ارے لو یہ کراو زجا جلد نخل قدرت کے نیچے ٹھہر کر سوا پہر خداوند کے نام کا جاپ کر

پر آتا اور یہی بات زبان پر لاتا ہزان کو وہانکے ساحر پھر چوکی پر سے اوٹھا کر ایک درخت کے نیچے
لائے کہ جسمین پھل بصورت انسان لگے تھے اون پھلون سے آواز قہقہہ کی آئی اور اونھون سے
آپسمین کہا بھائی خداوند نے ہمکو اسی لیے پیدا کیا ہی کہ جتنے جھوٹے ہین اون سب کے باپ ہم ہین
یہ کہکر وہ سب بھی نام سامری جپنے لگے اور ملکہ بھی سامری سامری پکاری جب سوا پہر گذر گیا پھر ساحر
اور جادوگرنیان چوکی لیکر حاضر ہوئین اور ملکہ کو سوار کرکے بڑی تزک اور احتشام سے سامنے
گنبد کے لائے ملکہ نے پھر اوسکو سجدہ کیا آواز آئی کہ اے بندی قدرت باپ نے تیرے الیتہ جو
ہمارا ترک نہین کیا اور تو نے تو طلسم آئینہ مین جاکر شہزادہ ایرج سے عشق جتا کر کلمہ پڑھا اور
ساتھ شرابی عمرو عیار ز دمیان مرتوں مہمان رہا تو اسکے ساتھ کھانا کھائی اور ہمارے سامنے
جھوٹ بولتی ہے ملکہ نے کہا یا خداوند پھر آپکو تو سب حال روشن ہی ہین عشق کے پھندے مین پڑ کر
ناچار ہو گئی اب میری خطا معاف کیجئے آواز آئی کہ اے ملکہ ہم عمرو کی تعریف سامری نامہ اپنی کتاب
مین لکھ آئے ہین کچھ اوسکی ملاقات مین برائی نہین مگر تمکو دین ہمارا چھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ
اگر یونہین عمرو کے ساتھ سب ہو جاینگے تو ہمارا دین کاہیکو رہیگا اچھا اب جو تو اس مشقت شاقہ
کو اوٹھا اوٹھا کر گونا گون کرکے یہان آئی ہے کیا حاجت رکھتی ہے اور کیا دلمین ٹھانی ہے ہزان نے
رو کر عرض کیا کہ یا خداوند ایک تحفہ آپکی سرکار کا میرے پاس ہے کہ جسکے سبب سے آجتک مین دشمنون
پر فتحیاب ہوئی تھی اب آپ واقف ہین کہ افراسیاب ایسے ساحر سے اور میرے باپ سے اور مجھسے مقابلہ
پڑا ہے پھر اب یہ چاہتی ہون کہ کوئی تحفہ آپکی سرکار کا ایسا عنایت ہو کہ مین جاکر اس اپنے دشمن کو
مارون اور فتح او سپر پاؤن یہ کہتا تھا کہ آواز مہیب آئی اور سنائی دیا کہ اے ہزان تو شریک عمرو
کی ہے اور افراسیاب ہمارے دین کی طرفداری کرتا ہے ہم کیونکر کوئی تحفہ دیکر اوسکو تیرے ہاتھ سے
مغلوب کرادین اور علاوہ اسکے یہی جھگڑے کہ اے ملکہ بادشاہ آپسمین ہمیشہ لڑا کرتے ہین کہ بموجب

ہفت اقلیمی بگیرد بادشاہ	ہمچنان در بند اقلیمی دگر

یہ دونون بادشاہ کینہ خواہ ہمارے بندے ہوتے ہین اور ہمکو اپنے بندے برابر ہین ہم کسیکو غالب
مغلوب اپنی طرف سے نہین کرا سکتے ہان اتنا البتہ ہم کرا سکتے ہین کہ جسکی تقدیر مین روز ازل سے
شکست لکھدی ہے اوسکو شکست ہوگی اور جسکی فتح ہے اوسکو ظفر حاصل ہوگی بس ابھی ہم کچھ نہین کر سکتے

ویسی ہی نازنین اصلی صورت پر تجلی سجدہ کیا حکم ہوا کہ یہ حوض تجکو عنایت ہوا جب یہ لفظین جو تعلیم ہوئی ہین پڑھکر جائیگی تو باہر حوض کے نکل آئیگی اور جب جست کرکے اس حوض مین جائیگی ماہی برن ہو جائیگی بس اوس حوض سے جب اصلی صورت پر بننا نہ چاہیگی اور مچھلی بنی ہوئی جس دریاے سحر اور جسپر گریگی وہان کے ساکنونکو جلادیگی اور وہ تجھسے لڑیگا تو غالب تو ہی آئیگی اور پانی دریاے سحر کا روغن کیطرح اُڑجائیگا میدان ہو جائیگا اے ملکہ دریاے خون روان شاہ جادوان جو کہلاتا ہے افراسیاب جادو اسکے بزرگون نے جاری کیا ہے اور اوسپر پل بنایا ہے کچھ مرحلہ طلسمی نہین جو بغیر لوح کے فتح ہو نہ سکے بس وہ تو فتح کریگی باقی دریاے نیل وغیرہ مرحلہ طلسمی ہین اگر انپر گریگی تو فتح نہ پائیگی وہ بغیر لوح اور طلسم کشا کے فتح نہونگے بس جس دریا پر مگر وہ دریا کہ جو ساحر کے سحر کا بنایا ہوا ہو طلسمی نہو وہ تیرے گرنے سے غائب ہو جائیگا اور تو فتح پائیگی اور علاوہ اسکے اور بھی ڈھکو سلے سحر کے توڑ سکتی ہے وقت پر موقع و محل دیکھکر کام اس حوض سے لینا اور اس امر کا ذکر کسی سے نکرنا گنبد ہمارا تیرے طلسم کی سرحد مین ہے اسوجہ سے یہ تحفہ تجکو دیا گیا اگر افراسیاب سنیگا تو ہمسے شکایت کریگا اور اگر طلسم ہوشربا مین یہ گنبد ہوتا تو طلسم کشا اور عمرو وغیرہ سے ہمکو بھی لڑنا پڑتا اور ہم کبھی تجکو یہ تحفہ نہ دیتے تیرے گھر مین رہنے سے مجبور ہو گئے اور اب خداوند بھی عرش عالی پر جا بیٹھے ہین باپ تیرا کبھی اسطرف رخ نہین کرتا بڑا تعجب یہ ہے کہ ہمارا نام لیکر ساحر سحر کرتے ہین اور اپنے گھرون مین سجدہ ہمکو کرتے ہین مگر ہمکو یہان اگر پرستش نہین کرتے پھر خداوند کو کچھ اسکی پرواہ نہین اچھا اب جا ننتر خوب اچھی طرح سے یاد رکھنا اور پل پر زیادہ ان توڑنا لیکن اتنا یاد رہے کہ بعد توڑنے پل مذکور کے یکایک حوض سے نہ نکلنا مع حوض اپنے لشکر مین جانا اور ایک رات مچھلی کے برن مین رہنا ورنہ خطا پائیگی کیونکہ اس تحفہ کے ملنے سے ہزارون ساحرونکی تیری ہاتھ سے جان جائیگی ہماری ابھی دنیا مین بڑی بڑی بجاریں پڑی ہین کہ ہمارے نام پر قبر مین دفن زندہ بارہ برس رہی ہین ہم اونکے پاس ہر رفتہ جاتے ہین اور اونکی ہاتھ سے شراب پیتے ہین سو ہین بھوگ کھاتے ہین بس تم ساحر طرفدار افراسیاب کے ہین الیا نہو کہ بعد توڑنے پل کے تجکو وہ آزار پہونچائین ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اب کچھ دنون چولا چھوڑدیگی اور مردہ پڑی رہیگی اس زمانہ مین تیری لاش کی اگر تیرے باپ اور تیرے طرفدارون نے حفاظت کی اور کلیجہ تیرا کوئی ساحر کھا گیا جب تو زندہ تو پھر

ہوگی ورنہ ہماری جہنم میں جلائی جائیگی اور پھر ہو جیسے کا بدلا ملیگا سزا پائیگی اے ملکہ یہ دنیا اس قابل
نہیں ہی کہ ہماری دہیان گیان کو چھوڑکر کوئی کسی پیت کرے اور پیارا بنا ٹھہرائے تجھے چاہیے کہ اب
توبہ کرے ہمسے دہیان لگا اور جیسے سلطنت کر عمرو کی شراکت چھوڑ دے ہم تیری طرفداری کرینگے
اور افراسیاب ایسا بادشاہ تیرا شریک حال ہوگا پھر عمرو کچھ نہ کر سکیگا مار ڈالا جائیگا ہمنے تقدیر
کردی ہی کہ کوئی ساحر عمرو کو قتل نہ کر سکیگا ہم اوس تقدیر کو بدل دینگے ان کلمونکو سنکر اوسکے
ایسی قلب ملکہ مذکور پر تاثیر ہوئی کہ بالکل محبت عمرو کی دلسے جاتی رہی اور یہی دہیان آتا تھا کہ
ہائے کیا تونے برا کیا جو عمرو کو اپنے گھر مین رکھا اور اوسکی شراکت کی اور بخاطر اور تواضع اس سے پیش
آئی اب چلکر بیابانسے اوسکو نکال دینا غرض پھر اوسنے سجدہ کرکے کہا کہ یا سامری تو برحق ہی اب
مین رخصت ہوتی ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ سمت طلسم ہوشربا جاؤن بس جب اسنے طلسم
جلی تھی تب تو بری بری آفتون مین پھنسی تھی اور مصیبت اور آفت اوٹھاؤنگی کیونکہ ادھر سے
آپ کے گنبد کیطرف آنے کی ممانعت ہی بلکہ یہی حکم آیا ہی کہ جو کوئی آئے وہ نور افشان ہو کر آئے
ہان وہ لوگ جو آپ کے نام پر مدت سے جوگی اور جوگن ہو گئے ہین وہ البتہ اس راہ سے آسکتے ہین اور
اثنائے راہ مین اپنا مسکن رکھتے ہین اور انکے رہنے سے اور بھی زیادہ تر راہ کٹھن ہو گئی ہی کہ وہ اپنے سحر مین
آنیوالونکو مبتلا کرکے برسون آوارۂ دشت ادبار کردیتے مین ایک تو راہ مین الاؤ جمشیدی پڑتا
ہی کہ وہان ہمیشہ تاریک صورت کش دایۂ افراسیاب رہتی ہین پھر الاؤ کی آگ کو کون
طے کر سکتا ہی پھر بیابان ہستی ملیگا وہ راستہ بھی طے ہونا ہونا بڑی مشکل ہی کہ بانیان طلسم ہوشربا نے
ہستی اور فنا کا ایک نمونہ بنایا ہی لہذا علاوہ بلیات آپکی سرکار کے ان ساحران نامی سے کہ جنکا مینے
ذکر کیا ہی بچنا مشکل ہی اب آپ جدھر سے ارشاد فرمائین مین جاؤن اور ایسا کچھ تحفہ مجکو عنایت ہو کہ راہ مین
درپیش کوئی مصیبت نہو بلکہ جلد اپنے مسکن پر پہونچ جاؤن یہ عرض کرتا تھا کہ آواز گنبد سے آئی اے بندی
قدرت ہماری گنبد کے دہلیز کی خاک اوٹھا کر اپنے ماتھے پر لگا اور جس راستے سے آئی ہی اوسی طرف سے چلی
جا تجھسے کوئی نہ بولیگا اور راہ جلد طے ہوگی کچھ ہی دیر مین تو اپنے طلسم مین پہونچ جائیگی ملکہ نے خاک
آستان گنبد اوٹھا کر اپنی پیشانی پر قشقہ کھینچا چہرہ لسان پری زاد خورشید کے چمکنے لگا اور پیدا
ہو گئی اوسوقت وہ حوض جو عنایت ہوا تھا گھٹکر چھوٹا سا ہو گیا اور پانی اوسکا ایک جام بلور مین ملکہ نے بھر لیا

حوض کو اوٹھا کر اپنی جھولی مین رکھا پھر سجدہ کر کے دیر تک ڈنڈوت کی اور عرض کیا کہ بندی تیری
یاس امری جاتی ہو اوسوقت ہزارون طائر اڑے اور گرد ملکہ کے پھرنے لگے گویا صدقے ہو کر کہتے
تھے کہ اے بندی قدرت زہے نصیب تیری جو اس سرکار مین آکر اپنی مراد کو پہونچی یہ دن کسیکو کب نصیب
ہوتا ہے یہ دن اسی خیال مین انسان رہتا ہے عاماً نگتے مانگتے عمر بسر ہوتی ہے زبان گھستی ہے اور مراد
پوری نہین ہوتی ہے پریان اڑکر ملکہ کے پاس آئین اور مبارکباد دینے لگین گھنٹے اور ناقوس
بجنے لگے اور اس پریوش نے پرواز کر کے سنا کہ پھر اسیر اطراف صحرای عجائبات قربانی ہونی روا
ہوتی اب جو کوئی بلا اوسکو ملی وہ اگرد اوسکے پھری اور بلائین لیکر غائب ہو گئی ہر ایک غول اور
دیو صحرائی نے سامنے آکر عرض کی کہ اگر تو میری گردن پر تخت آرام اپنا رکھے اور سوار ہو کر چلے تو مین اٹھا
مین حاضر ہون دم بھر مین تجکو پہونچا دون ملکہ ہر ایک کو اپنا درشن دکھاتی کسی سے جواب کچھ نہ دیتی
چلی آتی تھی اب نہ کنوین مین کسی نے دھکیلا نہ کسی جانور نے گوشت بدن کا نوچا درخت نے بھی نہ راہ
کی صعوبت اوٹھائی محنت سفر درپیش نہ آئی کچھ ہی دیر مین یہ اوس صحرای عجائبات سے باہر آئی اور سجدہ
شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کر کے آگے بڑھی یہانتک کہ آکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین پہونچی اور آسودہ ہوئی
یہان بھی کئی روز تک نام عمرو سے اوسکو نفرت رہی جب تین روز متواتر یہ تنہائی اور وہ خاک اپنی پیشانی
کی چھڑائی تب خیال شہزادہ ایرج آیا حضرت عشق بھی کیا زبردست ساحر ہین کہ انکی افسون کے روبرو سحر سامری
ایک ادنی شعبدہ ہے جمشید کی روح کو ٹھکا کر انھون نے صحرا یہ صحرا پھرایا ہے کہ مسدس

عشق دوزخ کی دھوئین دم مین اڑا دیتا ہے
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہے
ہے جہنم تو فقط ایک شرارہ اوسکا
برق دش خرمن ہستی کو جلا دیتا ہے
جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہے
آب حیوان سے بھی جیتا نہین مارا اوسکا

جب یاد شہزادہ مذکور نے بیقرار کیا خیال مین آیا کہ بغیر عمرو چیز امید کہ یہ عقدہ مالاینحل حل نہوگا بس کمر ہمت مضبوط
باندھی کہ چلکر چل پر نیزا دان توڑ دون اوسوقت خیال مین آیا کہ اتنے بڑے امر اہم پر جو قدم مارا ہے اوسکی اطلاع
اپنے پدر عالی مقدار سے بھی کرنا روا ہے پس یہ سوچکر اسنے ایک عریضہ اپنے باپ کو بھیجا کہ اے پدر والاقدر یہ کنیز چند
روز بغیر اجازت جناب کے اڑ گئی تھی خطاوار ہون مگر اب امیدوار ہون کہ میری خطا سے چشم پوشی فرما کر اپنے سایہ
عاطفت مین لیجئے کہ مجکو عرض کرنا ہے یہ عرضی ایک کنیز کو دی کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین لیگئی شاہ قلعہ کو کعبہ مین

ملکہ خاص کالکون پوش کے پاس آیا تھا کہ کنیز نے جا کر عرضی ملکہ کی پہونچائی بادشاہ نے مضمون عرضی سے مطلع
ہوکر دستخط فرمایا کہ اچھا اے فرزند آؤ جب جواب عرضی ملکہ کو ملا یہ لباس فرمانروائی سے آراستہ ہوکر تخت پر
بیٹھکر سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض رسا ہوئی کہ اے والد ماجد یہ کنیز اسطرح یہانسے مہربانی عمرو کی
اور اوسکو چھڑایا لیکن مجکو شاہ جادودان نے زندانخانہ مین اپنے ظلمات کے قید کیا برق فرنگی نے جا کر مجکو
چھڑایا اب مین نے قسم کھائی ہے کہ اسکے مرنے مین پل پر نیزادان توڑون اور دریاے خون روان خشک کرون
کوکب نے کہا یہ امر مشکل ہے پل پر نیزادان بزرگان افراسیاب نے بنایا ہے اسکا باطل ہونا دشوار ہے
بہاران نے کہا آپکے اقبال سے اور سامری کے افضال سے آپ ملاحظہ فرمائیگا کہ بسان حرف غلط اوسکو
یہ کنیز آپکی شاد یگی اور اسکو نمود ہانکی گور مین سلائیگی کوکب نے کہا کہ چہرہ بھی تیرا ہیبت رعب دار مجکو
نظر آتا ہے سامری کی سرکار سے شاید کوئی تحفہ تجکو نیا ملا ہے تیری روشنضمیری خبر دیتی ہے کہ تو گنبد سامری
پر گئی تھی بہاران یہ سنکر ہنس پڑی کوکب نے کہا اچھا اگر تو تحفہ گنبد سامری لیکر آئی ہے اور ارادہ رکھتی
ہے کہ ساحران پیشین جو بزرگان افراسیاب سے تھے اونکی تمام نامی کو شادے اور اپنا نام روشن کرے
ان ساحرون کے معرکہ جیتے گوے سبقت لیجاے تو بہت انسب ہے دیر نہ کر یہ بھی افسانہ رہجائیگا کہ دختر کوکب
نے اتنا بڑا معرکہ مارا اور باوجود زندہ ہونے شاہ جادودان کے اوسکے باپ دادا کی بنائی ہوئی چیز کو
آن واحد مین مٹا دیا ہے دختر تیری ہمت اور اولوالعزمی پر جان پدر قربان اگر تو ایسی نہوتی تو مین
کاہیکو اپنا روح وجان تجکو سمجھتا اور ملک و مال تیرے سپرد کرتا مگر شاہ جادودان اس غضب کی لڑائی
لڑیگا کہ اس سے سامری ہی بچائے تو جان بچے پھر مین تجکو ایک سحر تعلیم کرتا ہون اسکے پورا کرنے سے تجکو
یہ طاقت ہوگی کہ بارہ ہزار پتلا روئین تن ماش کے آٹے کا تو بنالیگی اور وہ پتلے کسیکو مارے
مرینگے نہ کاٹے کٹینگے بس وہ شاہ جادودان سے اور اوسکی فوج سے لڑنے کو کافی ہونگے اور فوج ناظمان
طلسم جو لڑنیکو تونے بھیجی ہے اوسکا ابھی کٹوانا اچھا نہیں ہے اوسکو ابھی روک دینا چاہیے ملکہ نے
عرض کیا پھر وہ سحر مجکو تعلیم فرمائیے کوکب اوسکو علیحدہ ایک حجرہ مین لیگیا اور وہ ایک سحر اوسکو
تعلیم فرمایا پھر ہنستا ہوا باہر آیا ملکہ وہ سحر سیکھکر وہانسے رخصت ہوئی اور اپنے ملک مین آئی ایک نامہ
آتے ہی تمام ناظمان طلسم لکھا کہ اگرچہ تمکو حکم لڑنیکا زبانی برق پہونچا ہے تو اس حکم کو بھی سچ جاننا
مگر مصلحت اسوقت مین سوچی گئی ہے کہ تا حکم ثانی پہونچے ہمارے خبردار وہ جنگ نہ کرنا بلکہ کوچ

کرکے جہان کمین کہ مقیم تھی اوس جگہ سے بھی لشکر اپنا طلسم کی سرحد کی طرف اگر اترتا کہ ہم اگر تم کو اپنے
ساتھ لیچلینگے یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بسرعت جلد لشکر ناظمان مین جو لڑنے چلے تھے اور
ملکہ کا انتظار قریب لشکر مہرخ پہونچکر رہتے تھے لایا اور افسرونکو بادشاہونکو نامہ پہونچایا وہ مضمون
نامہ سے مطلع ہوکر حسب الارشاد ملکہ کوچ کرکے سرحد طلسم کیطرف گئے اور ایک صحرای وسیع و پاکیزہ
و سبزہ زار دیکھکر فروکش ہوئے ادھر ملکہ حیرت نے دوسرا نامہ لکھا ملکہ مہرخ و بہار کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ اے حاکمان لشکر جانب داعمرو مین نے سنا ہے کہ آجکل تمنے وہ معرکہ مارا ہے کہ سامری بھی ایسے
معرکہ کو فتح نہ کرسکتے مرحبا صد مرحبا لیکن میری طرف سے اطمینان رکھو اور مین بخوبی اپنے ملک مین با آرام
تمام پہونچ گئی ہون اگرچہ باخدای تعالی نے جو ارادہ کہ برق سے بیان کیا ہے اوسکی تدبیر کرکے
آتی ہون پس باطمینان تمام تملوگ ساکن رہنا اور خواجہ عمرو سے بعد سلام کہدینا کہ آپکو جلال
مقام طلسم ہوش ربا مین جانا چاہیے کہ وہان مین آتی ہون مجھسے ملاقات ہوگی اور مین کچھ مشورہ کرون
گی یہ نامہ محبت شمامہ بھی ایک تیلا سحر کا لیکر روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین پہونچکر نامہ دیا وہ نامہ جب
پڑھا گیا نہایت خوشنودی ہوئی اور خواجہ عمرو جو بالا دو کوس گئے تھے کہ یہ کبھی بارگاہ مین کبھی
لشکر حریف مین آمد و رفت رکھتے تھے الحاصل اب جو پھر کر آئے تو مہرخ نے وہ نامہ دکھایا عمرو مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر حسب فرمان ملکہ مذکور اوسی طرح کہ جسطرح بیٹھا تھا اوٹھکر اوس سمت چل
نکلا ادھر حیرت نے ملکہ مجلس وغیرہ اور عمران و اختر بنت سہیلان جو عزیزداران کوکب سے
ہین بلوا کر اپنے ارادے سے مطلع کرکے فرمایا کہ میرے عقب مین تم بھی باقیماندہ فوجین طلسم سے
لیکر آنا اور مین طلسم ہوشربا مین ایک پہاڑ ہے کہ اوسکو کوہ زبرجد نگار کہتے ہین اوس کوہ کے متصل
چار پہاڑیان ہین اون پہاڑیون صحرای سبزہ زار ہے چشمے جاری ہین ہر طرف وزان باد بہاری
ہے میوہ ہر قسم کے درختون مین لگے ہین شجر سب پھولے پھلے ہین الحاصل وہ مقام جای عیش و آرام
ہے پس وہان جاکر سحر تیار کرونگی اور چند روز کے بعد آؤنگی یہ سب انتظام و تفہیم کرکے دو گوئے فولادی
ہاتھ مین لیے اور بال اپنے بکھیر کر رخ انور پر پریشان کردیے اور سنا ہم کرکے اوڑی اور بالای ہوا جاکر غائب ہوگئی
پھر ہی نہ پرین کوہ زبرجد طلسم ہوشربا کے قریب پہونچکر ظاہر ہوتی یہان عمرو بن امیہ آچکا تھا اور ساحر بنا ہوا طرف
ملکہ کو ڈھونڈہ رہا تھا کہ یکایک ایک بجلی سی چمک کر غائب ہوگئی اب جو دیکھا تو ایک درہ مین کوہ کے تران

شمشیر زن اس ہیبت سے استادہ ہی کہ بال سر پریشان آنکھیں سرخ منہ پر بھبوت ملا ہوا فولاد
کے گولے ہاتھ مین لیے ہی یہ دیکھکر یہ قریب تر آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کہ آپ نے کیون مجکو طلب کیا
ہی بران نے عمرو کو پہچانکر کہا کہ خواجہ مین اس پہاڑ کے درہ مین جاتی ہون اور سحر تیار کرونگی
اوسکے لیے تمسے وعدہ کیا تھا کہ فوج لیکر تمہارے ساتھ چلونگی اور افراسیاب سے لڑونگی بس اس
وعدہ کیا ایفا ضرور ہی اب تک تو مین جسطرح شاہان روے زمین باہم مقابلہ کرتے ہین اوس طرح لڑی
تھین یونہین جب سامنا افراسیاب کا ہوگیا تو ہاتھ پانون ہلانا پڑا مگر اب لشکرکشی تو نہین
کی لیکن پھر بھی مقابل شاہ جادوان اپنے تئین نہین پاتی اسوجہ سے چاہتی ہون کہ اگر لڑنے
نکلون تو کچھ لڑائی سنبھلے اور کچھ توڑ شاہ طلسم ہوش ربا کو پہونچے اے عمرو افراسیاب ابھی
صبح سے بھی نہین لڑا ہی یہ لڑائیان اوسنے فقط دھمکانے کی راہ سے لڑی ہین ورنہ افراسیاب
کا غصہ خدا کی پناہ ہان ایک دن وہ لڑنے نکلا تھا اور فوج طلسمی کو بلایا تھا مگر اوسوقت صنعت
وزیرہ اوسکی آگرا اوسکو پھیر لے گئی ورنہ اوسیدن ساری زمین طلسمی کی الٹ پلٹ ہو جاتی اور
حیرت بھی مثل ایک جادوگرنی کے ہی جیسے بہار وغیرہ ہین صرف اتنی عظمت اوسکی ہی کہ زوجہ
بادشاہ طلسم ہی ورنہ وہ بھی اب تک قتل ہو جاتی بس اوسکا لڑنا اور شکست کھانا اس امر پر دلیل
نہین ہی کہ فوج افراسیاب یا افراسیاب کو شکست ہوئی اے توبہ افراسیاب
اکیلا دو طلسمون کی فوج پر بھاری ہی جسدن وہ لڑیگا آپ تماشا دیکھیگا کیا آفت برپا کریگا ابھی
تو وہ لڑائی مین آجایا کرتا ہی اور ایک آدھ سحر ہلکا سا کرکے مغلوب حریف کو کر دیتا ہی مطلب اس
بیان سے یہ ہی کہ یہ سحر جو مین تیار کرونگی تو انشاءاللہ پریزادان توڑ دیگی اور فوج افراسیاب
کو بھی مغلوب کردیگی اوسوقت البتہ اسطرح لڑونگی کہ جیسے شاہان طلسم مقابل ہو کر لڑتے ہین بس
آپکو چاہیے کہ مین تو اندر درۂ کوہ کے جاکر مصروف سحر خوانی ہوتی ہون تم میری حفاظت اس مقام پر کرو
اور کسیکو مجھ تک پہونچنے نہ دو تاکہ سحر میرا جلد سے پورا ہو جاے اور اگر کوئی ذرا اندر درہ کے رخنہ پردازی کریگا تو چلہ میرا
ٹوٹیگا اور پھر تمہیں سرے سے مجکو محنت کرنا ہوگی خواجہ نے کہا مین قربان جاؤن اے ملکہ حاضر ہون انشاءاللہ حتی الامکان
ایسا انتظام کرونگا کہ نہ آنے دونگا جو کوئی مخالفون مین سے اس رہ مین قدم رکھیگا جانب جہنم بھیجونگا
آپ شوق سے اپنے کام مین جاکر مصروف ہوجیے ملکہ یہ سنکر اندر درے کے گئی اور ایک مقام پاکیزہ کو دیکھکر جگہ

اپنے ہاتھ سے صاف پاک کرکے اگیارگی اور سامنے اگیارکے بیٹھکر مصروف سحرخوانی ہوئی
اور باہر عمرو نے ایک منڈھی لکڑیون کی جنگل سے لکڑیان کاٹ کر درست کی اور صورت فقیرون
کی ایسی بناکر دھونی رماکر سکونت اختیار کی اب ملکہ تبران کو تو مصروف سحرخوانی رکھیے
اور لشکر ملکہ مذکور کو انتظار مین ملکہ کے چھوڑیے چالاک کو جنگل مین پھرنے دیجیے اور مہرخ
وغیرہ کو اپنے مقام پر بآرام رکھیے افراسیاب کو رنجیدہ و دل کبیدہ رہائی بران
سے سمجھیے مگر جبتک بیان درستی سحر و ساحری ہو اوسوقت تک اور حال نئی داستانون
کی سنیے کبھی افراسیاب سے اور مہرخ سے مقابلہ اور چالاک کی چالاکیان اور گاہے
امیر اور لقا سے مقابلہ بیان کیا جاتا ہے ۔

داستان دلستان آنا اژدر کوہی کا واسطے مدد کرنے لقا کے اور
لڑنا قاہر کوہی سے آخر بعیاری عیاران زیر ہوکر مسلمان ہونا پھر آنا پولاد
جادو کا بھر مدد خداوند لقا اور عیاری عیاران پھر حال افراسیاب
اور عیاری چالاک مار کا کل سیاہ پر اور سناک سے مقابلہ ہونا بیان عظیم
شان چالاک پھر جانا عمرو کا بیابان گلریز مین اور معمار قدرت کی داستان
اور آنا اوسکا اور شریک ہونا مہرخ کا اور عیاری صرصر کی معمار
پر اور چھڑانا اوسکو چالاک کا پھر قلعہ سحر بنانا معمار کا اور عمرو کا قید
ہوکر قلعۂ عقیق کوہ پر جانا اور مارنا ساحرہ نگو اور معمار کے حسب حال
داستانہای رنگین کا بیان مولفہ

لب مینا کو تر کر جام بھر کے	کھلے کچھ راز دل تجھ سے سبو کا	ادھا پھر جام ہے ساقی خدارا
کہ ڈوبی ہوئی ہے خشک سے گو	بڑی حسرت سے تکتا ہوں سے جام	پلا ہمکو ذرا احسان کرکے
ذرا بھی منھ کا کچھ بے پیا پھیکا	اگر کی خم مین رکھنا کچھ بھی باقی	وفور شوق یہ کہتا ہے ساقی

کلام بھی دیر سے ہے اپنا سوکھا
اوبلتا ہے ہمارے دل کا پھر جوش
سخن لاؤں زبان پر اپنی ہیں فخر
لڑیں باہم لقا و اہل اسلام

بہت عرصہ ہوا مشتاق ہیں یہ
وفور شوق سے رہتے ہیں بیہوش
امنگوں پر ہو پھر جوش جوانی
جو ہیں اونکا پھر یہی ہو انجام

چھلک پھر جام کی دیکھیں یہ آنکھیں
ہوں دو چار جام اور گرم ہو بزم
سنا دوں سب کو اک تازہ کہانی
بیا ساقی بدہ جام مئی ناب

کہ ہو نسیم مین این قصہ نایاب * حیرت پردازان آئینہ خیال ونیرنگ بازان صورت حال سخن
نقوش بوقلمون ونقاشان تصاویر مضمون آئینہ داران پیکر دلفریب داستان دھوش نمایان
معشوقہ ہوش ربائی بیان نیرنگ طرازی خامہ جادو نگار طلسم تحریر مین اسطرح دکھاتی ہین اور
افسون پردازی تقریر معرکہ بیان مین یون منصہ شہود لاتی ہین کہ تبران عالیشان تو سحر کوہ
زبرجد کے درہ مین طیار فرماتی ہین اور سب اپنے اپنے مقام پر ہین لیکن لقا مشرک خدا جو ہاتھ
سے قاسم ذیشان کے شکست کھاکر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا اسنا او سروز سے بہت رنجیدہ
خاطر رہتا تھا کہ افسوس ہے کچھ کسی سے نہین ہو سکتا اور یہ مسلمان روز داغ بالاے داغ دیتے ہین ایک
دن اسطرح مجکو جار ڈالینگے اوسکو رنجیدہ دیکھکر سلیمان عنبرین موی کوہی نے جو قلعہ کوہستان
کے فتح ہونے سے باقی ہین اور قبضہ مسلمانان مین نہین آئے ہین اونکے حاکمون کو نامے تحریر کیے
اور یہ بھی لکھا کہ بہت جلد خدمت خداوند مین اپنے تئین پہونچاؤ ورنہ خداوند ناراض ہوکر یہان
سے چلے جائینگے پھر اور بھی اونکا دیکھنا نصیب نہوگا سب ہاتھ مل کے پچھتاؤ گے اور علاوہ نامہ
جات کوہستان لکھنے کے افراسیاب کو بھی عرضی تحریر کی اے بادشاہ ذیجاہ آپ نے گہر سلک کو
بھیجا تھا وہ بھی یہان خداوند پر سے نثار ہوگیا اب کسی ساحر زبردست کو بھیجنا چاہیے کہ وہ آکر
خداوند کی مدد کرے یہ نامہ حسب معمول پہاڑ پر رکھوا دیا پنجہ نامہ لیکر افراسیاب پاس آیا وہ شکست
کھاکر عیاری عمرو سے پریشان خاطر باغ سیب مین آیا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ دیا وہ اوسکے پڑھا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر دستک سحر کی دی فوراً زمین سے ایک ساحر ادھیڑ پیدا ہوئی کہ بال سر کے کچھ
سفید اور کچھ کالے تھے ہاتھوں مین کنگن موتیوں کی بندھین گلے مین مالے پڑی تھی اوس نے
سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ اے سفاک جادو بہنے تمہاری دختر کو پاس خداے باختر کے
بھیجا تھا گہر سلک جادو گیا بھی لڑکر مارا بھی گیا مگر وہ ابھی تک وہان نہ پہونچی واضح ہو

کہ اول بیان ہو چکا ہی کہ سفاک کی دختر ملکہ زیور جادو سے شاہ نے حکم دیا تھا کہ جاکر خدای باختر
کی مدد کرو غرض کہ اوسوقت سفاک جادو سے جو کہا کہ بیٹی تمھاری کیون نہ گئی یہ اپنی بیٹی کو
چاہتی بہت ہی اوسکو وہم دامنگیر ہوا کہ وہان خداوند کے پاس جو جاتا ہی مارا جاتا ہی ایسا
نہو دختر میری مارڈالی جائی بس اسنے بدحواس ہوکر کہا کہ ای شہنشاہ کیا لونڈی اس خدمت
کے لایق نہ تھی کہ جو حضور نے ملکہ زیور کو ایسے مقام پر بھیجا کہ وہی جاکر سبکو غارت کردیگی شاہ نے
کہا جو مناسب سمجھا وہ کیا گیا سفاک یہ سنکر خاموش ہوگئی اور کہا بہتر کیا جو کچھ کیا وہ بھی لونڈی
آپکی ہی مین بھی مگر آشنا تھا کہ وہ بچہ تھی مین اوس سے سمجھدار تھی اب لونڈی امیدوار اس امر کی ہی کہ
مین خط اوسکے نام کا آپ کے پاس بھیجون گی آپ اوسکے پاس بھجوا دیجئےگا بڑا احسان اور
فراوان عنایت ہوگی افراسیاب نے کہا ہوسکتا ہی مضایقہ نہین مگر تم ایک کام کرنا کہ نیلم
جادو کے پاس کوہ نیلم پر وہ خط بھیجدینا وہانسے وہ مقام نزدیک ہی ہم اوس سے حکم کردینگے وہ تمھاری
خط کو زیور پاس ضرور بھیجدیگا اور جواب منگوا دیگا اور علاوہ اسکے میری نامہ روز آیا جایا کرتے
ہین تمھین تو خیریت روزمرہ ملا کریگی یہ کہنکر کہا اگر زیور نہ گئی ہوتو اوسکو قلعہ مین تم جاؤ اور کمید
کرکے اوسکو بھیجدو سفاک یہ سنکر رخصت ہوئی اوسوقت بادشاہ نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر
کہا کہ مین کیا کہون جو کچھ اس اسد کے ہاتھ سے مجھکو زک پہونچتی ہی اور صدمہ گذرتا ہی اب یہ جی
چاہتا ہی کہ کتاب جمشیدی سے حکم لیکر اوسکو قتل کرڈالون سب نے تائید کلام کی کہ حضور بجان سنا
لو ہی اگر کتاب مین نکلی تو جھگڑا الگ بھی کیجے طلسم کشا مارا گیا اور سب کے چھکے چھوٹ گئے پھر کسی سے
کچھ بھی نہوسکیگا عمرو وغیرہ سب بھاگ جائینگے افراسیاب انکی باتون سے ہنسکر خاموش ہو رہا
اور ازبسکہ دل اوسکا رنجیدہ تھا تو بہت دیر یہان نہ ٹھہرا سوار ہوکر ظلمات کیطرف چلا گیا کہ جاکر
دیکھون زندانخانہ پر کیا آفت آئی غرض یہ تو ادھر گیا اور اودھر ملکہ سفاک نے جاکر زیور جادو
کو مطلع فرمایا کہ ای فرزند تم بہت کہا کرتی تھین کہ گھوڑا ہمنے سحر کسیدن کیلئے سیکھا لڑتا تو کسی سے ملتا
ہی نہین لو اب جاؤ خداوند لقا کی مدد کرو اور مسلمانون سے لڑو اوسنے کہا امی جان مجھسے پہلے
ہی بادشاہ نے فرمایا تھا میری طبیعت کچھ ناساز ہوگئی تھی اسوجہ سے نہ گئی اب جاتی ہون
غرض ماں بیٹیاں دونون خوب گلے سے ملین اور زیور نے حکم تیاری اپنی فوج کو دیا بارہ ہزار

ساحر اور جادوگرنیان سوار ہیاسے پہ سوار ہوکر اسباب حرب ہمراہ لیکر بڑی چمک دمک سے روانہ ہوئین
ڈہیر دیجانا قوس بجا کا گوگل جلا اژدر دہان پر تخت رہوار لگا سا گیا یہ بھی پوشاک نفیس پہنے زیور سے آراستہ
ہوکر تخت پر سوار ہوئی جلو مین فوج ساحران نابکار ہوئی روئی ہوئی غل پڑا ہوا آسمانکو چکر آیا خورشید فلک تھرایا ک

ابیات

رکھا سر پہ تاج شہی زرنگار — چڑھی تخت پر وہ زن نابکار
چھپایا تہ مقنع گوہر جبین — بصد نخوہ وہ ردی شامت گزین
زسرتا قدم ہوکے آہن لباس — لقا کی چلی سمت وہ بدحواس

غرض یہ ساحرہ عجب نخوت شناس تو لقا کے پاس آتی ہے مگر لقا باغ مینا مین تخت پر رنجیدہ خاطر
بیٹھا تھا کہ یکایک جوڑی ہلکارے کی سامنے مجراگاہ پہ آکر آداب بجالائی اور دعا دیکر یہ خبر زبان
پر لائی کہ یا خداوند اژدر کوہی مالک قلعہ اژدر پہ آپکی اعانت کرنیکے ارادے سے قریب تر
پہونچ چکا ہے یقین ہے کہ داخل قلعہ ہو اس خبر کو سنکر لقا نے حکم دیا کہ شیطان درگاہ جاکر بعزت
تمام تر اوسکو لائے بختیارک یہانسے روانہ ہوا اور وہ قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ یہ اوسسے ملا باہم رسم سلام
ادا کیا اژدر بھی گینڈی پر سے اوترا اور اوس سے باتین کرتا ہوا ساتھ ہوا اسب فیلان لشکر پا پیادہ چلے ہوئے تو
لشکر کو حکم دیا کہ یہان لشکر خداوند اوترا ہے ابھی اندر قلعہ کے فوج کی چھاونی ہے اور زیر قلعہ بھی فوج اوتری ہے تم
ادہی جگہ اترو فوج اوسکی اوسکے کہنے سے اوترنے لگی خیمہ و بارگاہ نصب ہوئے لشکر تو اترکر آسودہ ہونے لگا اور اژدر
قلعہ کو آیا اور باغ مینا مین آکر سامنے خداوند کے پہونچا سب نے دیکھا کہ یہ پہلوان آفت زمانہ ہے بڑا زبردست
نہایت بدخلق وحشت ہے قوت و شکوہ خود بینی سے بہت مغرور و پر تمکین ہے غرض اوسنے آکر خداوند کو سجدہ کیا
اور ہمدوش ذیل زرین خداوند نے عنایت فرمایا اور خلعت دیا کہ یہ بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اوسکو
جام شراب ارغوانی کا دیا جب دو چار جام اسنے پئے دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ واہ واہ لقا کی پناہ
تم لوگون نے کیا نامردی پر کمر باندھی ہے کہ گھر سے آئے ہیں اس ارادے سے کہ حملہ کر خداوند یا غیرتی
مدد کرینگے اور جب یہان آکر پہونچتے ہین تو فوراً مسلمان ہوجاتے ہین بس لڑنے کا ہیکوا آتے ہین گویا گھر سے
مسلمان ہونیکو چلے ہین یا جبر کیوا رہے ہو تالا لیتو تھوڑے ہین مسلمان ہو جایا کرو تمکو منع کون کرتا ہے اور ایسی
حرکتین کرتے ہین اور پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہمسے زیادہ کوئی بہادر نہین ہے پردہ دنیا پر خداوند لقا نے ہین کو سو پیدا
کیا ہے یہ طرفہ ماجرا ہے کہ باین نامردی اپنے تئین ایسا سمجھنا بختیارک نے یہ باتین سنکر کہا کہ اے بہادر دوران

بڑا بول نہ بولو ہمکو تو اسوقت تمہاری ان باتون سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ کہین تم بھی مسلمان نہو جاؤ
اژدر کوہی نے کہا کہ ملک جی تمکو ایسا کلمہ کہنا چاہیے لاحول ولا قوۃ ہم ایسے نامرد نہین ہین کہ اپنے خداوند
کو بھول جائین بختیارک نے کہا کہ ان لوگون مین کب کوئی نامرد تھا جو تم اونکو نامرد بتاتے ہو اژدر کوہی نے
کہا کہ جلکو اس تیر ر سے تو کچھ مطلب نہین اب تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ آپ ہی فرق مرد نامرد کا کھلجائیگا
بختیارک نے کہا ابھی تو تشریف لائے ہین ذرا زیارت خداوندی کر لیجیے ہم لوگو نسے دل سمجھ بھر آخر یا تو
مرد آپ ہونگے تو ماری جائینگی اگر نامرد ہونگے تو وہی طریقہ کرینگے جسکو آپ بڑی دیر سے فرمارہے ہین یہ خاموش
ہو رہا اور لقا نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا آج بیرون قلعہ نکلے موجب حکم افسران لشکر لشکر کو کر زیر قلعہ اترا ہوا تھا
لیکر پڑاؤ پڑنے کے مقام پر آئے پھر از سر نو تیاری تمام لشکر کے اترنے کی ہونی خیمے ڈیرے نصب ہوئے
بازارین آراستہ ہوئین بارگاہ لقا بیچ لشکر مین نصب ہوکر پیراستہ ہوئی ہر طرف گھما گھم شروع ہوئی خرچی کا بازار
کھلگیا لقا بھی باغ نیاسے آکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ مین سب کا دربار کیا اژدر کوہی نے بارگاہ مین آ کر خیمہ ہوا
اسقدر رات ودن اوسی راحت و عیش مین بسر کی جب دوسرے دن سیاہ شب نے مینکسطرح روشن کو چھپایا اور شب نے عالم کو...

اسقدر روشنی ہوئی حاصل زمین کو | ابیات | چھپایا مہر نے عکس جبین کو
مزاج شام گستاخی پر آیا | | زمین کے سیاہ دن کو گرد گردیا

سر شام اژدر نے بارگاہ لقا مین آکر حکم دیا کہ طبل جنگ لقا نے بھی اشارہ کیا کہ بہتر ہی بموجب ارشاد خداوند طبل
جمشیدی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی نامیان خبری ہلکارے جو بشکل سپاہ اس لشکر مین حاضر
تھے وہ خبر دریافت کر کے خدمت والا ہمت امیر کشور گیر و بادشاہ اسلام بالتوقیر کے آئے اور بعد ادائے
آداب و تسلیم اس طرح گہر ریزی مدح و ثنائے بادشاہی مین کرنے لگے ابیات

رکھی ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ | بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان | پھرا کرین تری مرضی شریعت کے ہمراہ
تراچراغ رہے تجھ سے اسطرح روشن | کہ جیسے پرتو خورشید سے ہو روشن ماہ
سجود در سے تری بہرہ ور رہین اہل زمین | رہی رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ

اے شہریار والا تبار اژدر کوہی نام ایک سردار کوہستان سے بمدد لقائے گمراہ آیا ہی لقا قلعہ سے نکلکر مقابل بندگان
دولتگاہ خیمہ و بارگاہ آراستہ کرا کے طبل جنگ بجوایا ہی کل معرکہ عناد و فساد کو تازہ کریگا باقی خیریت ہی یہ کہکر جب

ہرکارے کنارے ہوئے امیر کے جانب بادشاہ نے دیکھا امیر مرضی بادشاہ کی معلوم کرکے حکم فرما
ہوئے کہ بجے طبل ابوالفتح اصفہانی بجائے عمرو اوسی جگہ مقرر ہے اوسنے نقارخانہ سلیمانی مین اکر ندر
لیکر بنام خواجہ جمع کرائی اور طبل سکندر پرسے غاشیہ اٹھواکر دوال دی صدائے طبل چوسٹھ کوس کی
دنیا مین ہیبت پھیلی دلاور آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکہ یزد ہے دربار دُربار سویرے سے بادشاہ
نے برخاست فرمایا ہر بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا رات
بھر قصہ جنگ و جدال رہا بہادر بشاش نامرد کو اضمحلال رہا جوہر تیغ ہی کے افسانہ بہادر پڑھا کیے
عروس شجاعت ہی پر مرے نامرد بھاگنے کا تذکرہ کیا کیے بہادر قبضہ شمشیر چومکر کہتے تھے کہ ہمیں گھاٹ نہ کرنا رخ
دم جنگ نہ پھیرنا مرگ عدو کو چار طرف سے گھیرنا زبان شمشیر سے اس قول پر زبان دی تھی کہ اے شجاعت کے
دھنی میرا اور تیرا ساتھ ہے دامن تیغ ہے اور تیرا ہاتھ ہے غرضکہ تیر زہر آبدار کیے گئے کمانین ہو خانہ کرگئین
تھین وہ سینک کر درست ہوئین گھوڑونکی رکابین تسمہ رستے ہوئے نقیب لقابت کا کیے چار پہر یہی شورش
رہی اور ہنگامہ طرفین مین رہا جب وہ وقت آیا کہ داغ سینۂ فلک جسم دہر پر چمکتا ہوا نظر آیا
اور شب صورت یاد فراموشان نظر عالم سے غائب ہوئی ابیات

کہ جب ظاہر ہوئی صبح طرب خیز
بشکل روی جانان حسن آمیز
ابھر آیا عکس زینت شب زمین پر
گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے

صبحکو حسب دستور لشکر خیل خیل اور دل فی دل میدان جنگگاہ کیجانب روانہ ہوئے سردار برائے ادائے فریضہ نماز
سحر مسجد کرپاس مین آئے امیر کے ساتھ نماز پڑھکر سلام علیک کرکے در دولت آسمان جاہ ظل سبحانی
پر جاکر جمع ہوئے صاحبقران دوران وظیفہ پڑھنے لگے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگے کہ یکایک
ابوالفتح اصفہانی نے آکر نشست بپا مین کی امیر نے حالات لشکر دریافت فرماکر صندوق اسلحہ
طلب فرمایا اور تبرکات انبیا علیہ السلام جسم پر آراستہ فرمائی اور اشقر پر سوار ہوکر جلوخانہ بادشاہی
مین تشریف لائے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے کہ دفعتہ سرخ پردہ شبستان شاہنشاہی کی
دیوڑھی کا چرخی پر کھنچا آواز غرائی کی سنائی دی امیر مع سردارون کے مجراگاہ پر جاکھڑے
ہوئے اجرام نورانی ظاہر ہوا انجشانے طلائی نقرئی پھبکتے ہوئے نکلے پھر فانوسہائے مینا نگار
اور طلا کار ظاہر ہوئین اور عود عنبر کی لوٹے لیے طفلان ماہ طلعت نکل گئے یکایک تخت
شاہی برآمد ہوا کہارون نے بڑھکر بدلوایا زنانہ سامان سب پھر گیا بادشاہ

بادشاہ جمجاہ برآمد ہوے مردہی پکارے سلطان عالم کرم امیر محتشم نگاہ روبرو صاحبقران دوران کا مجرا قبول ہو
بادشاہ نے نگاہ اوٹھاکر دیکھا امیر نے مجرا کیا ہاتھ سینے پر بادشاہ نے رکھا پھر تو اور سردار نے مجرا و سلام لیتے ہو
سلطان والا تبار جانب لشکر حریف روانہ ہوے دہل نقارہ نوازش میں آئے کہ بموجب ابیات

نہاں تھا نہ مقنع حبابِ ربا
رخ آسمان جاہ انجم نما

زرہ کی وہ نظریں کی زیب بدن
قیامت دلیری کی تھی وہ پھبن

تہور سے تنتے تھے سردار فوج
چلی فوج یوں جیسے دریا کی موج

پے غرت دین اہل حق نیوش
ہوئی شکل مریخ سب سرخ پوش

عمامے تھے فرق ہمایوں پہ زرد
رکھے تاج سر جر گیتی نورد

تہ ران ہر ایک کے وہ تازی فرس
پے قتل کفار دل پر ہوس

بڑی عظمت سے اور بڑی شان سے
رواں جنگجو تھے بڑی آن سے

غرض اسی عظم و شان و کروفر سے مقام جنگ پر پہونچکر ٹھہرے تھے کہ ادھر سے لقا اپنے ہاتھیوں پر تخت کھچوا
فوج کوہیان دباختری ہمراہ لیے وارد میدان مصاف ہوا زمین لرز گئی تہلکہ پڑ گیا آفت کا سامنا ہوا
دو دریا سے موج مارنے لگے اول بیلدار دونے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان پاک و صاف کیا پھر سقون
نے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا اور صف آراؤں نے میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ صفوں کو جمایا امیر
چالیس قدم سردار یکا آگے بڑھکر کھڑے ہوے سر پر علم اژدہا پیکر کے چھتیوں سے کھل گئے آواز ان میں سے
یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی نقیب چاؤش میدان میں للکارے دلاوروں کو پکارے کہ
ہاں اے بہادروں دریغا نا خوف نہ کھانا قدم ہمت خوب نہ جمانا یہ معرکہ کارزار ہے اسمیں بہادروں کو کب
ننگ و عار ہے غرض ترغیب جنگ لاکر نقیبوں کا ہٹنا تھا کہ اژدر کوہی جوانے کر گردن پر بعید کبر و غرور سوار تھا
پر فوج کوہیان نابکار لیے تھا گینڈے کو بڑھا کر سامنے فیل لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند امیدوار ہوں
کہ حکم حرب نسبت اس بندے کے صادر فرمائیے خداوند نے فرمایا کہ جلد جا اور کام ان بندگان عاصی کا تمام کر آ ژدر
یہ اجازت پاکر بعد کورنش کے گینڈے کو دوڑا کر ناف میدان میں پہونچا اور سلحشوری دکھلا کر جانب لشکر امیر پاکر
گرکے نعرہ رعد آسا کیا کہ اے فرقہ پریشان زبردستان تم میں سے جو کوئی کہ زبردست ہو وہ مقابلہ میں میرے یہ نعرہ سنکر قار
کوہی نے مرکب اپنا صف لشکر سے جدا کیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر عرض پرداز ہوا کہ یا ظل اللہ اجازت میدان شاہ نے فرمایا کہ

قاہر تم ہماری مہمان عزیز ہو تم نے بجا آرام فرماؤ کوئی ان کے مقابلہ مین بس فرد کافی ہوجائیگا اُسنے عرض کیا کہ غلام نبرد آزمائی کا حضور کی باتھ ہی اگر اجازت لڑنیکی ملیگی آبرو کیا خاک باقی رہیگی بادشاہ نے ناچار سپرد خدا کیا اوسنے درز مرکب زیر تنگ درست کیا تاکہ عرصہ زندگی حریف پر تنگ کرے اور جست کرکے خانہ زین مین در آیا گھوڑا بصد گشت اوڑایا جب سامنے اژدر کے پہنچا اوسنے تیغہ نکالا اور گینڈا اپنا آڑا لیا اوسکا وار گرا رہی کہ پانچ قدم پر گینڈا اوسکا اوڑا تین قدم مرکب اوس بہادر کا پیچھے کو جا پڑا دونوں نے رانوں میں حل کرسامنا کیا اور نیزہ اوٹھا کر اکل کرکے سینہ بے کینہ قاہر پر ضرب لگائی اوس بہادر نے بہ نوک نیزہ کی سنان پر لیا برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی ابیات

ہوئے روبرو دونوں باہم دگر	دکھانے لگے اپنے اپنے ہنر
عنان در عنان ہوکے باصد قرار	لگے کرنے پھر رن میں نیزے کے وار
بھڑکنے لگی آتش صفدری	ہوئی جبن جرات میں جا لشکری
ہنر آزما تھے وہ دو نیزہ ور	تماشے میں تھے گرم دونوں حشر
ڈپٹ وہ بلا کی وہ گھوڑوں کی گشت	دہلتے تھے سینے لرزتا تھا دشت
ادا میں یقین دونوں کی جرأت پسند	کھلے وصف باندھی جو نیزوں کے بند
دلیری بھی دونوں کی محتاج دید	کوئی منتظر تھا کوئی نا امید
پکار اشب رزم سے کوئی واہ	جری ہو تو ایسا ہے رزم خواہ
نہیں تھا سپاہ عجم میں یہ شور	کہ اے قاہر صفدر و چیرہ زور
یہی ہیں دلیران دین کے دھرم	عجب وار ہے یہ خدا کی قسم

غرض بعد رد و طعن سنان ایک مقام پر قاہر نے بند باندھکر نیزہ کو اوسکے ہاتھ سے ہوائی کیا بس اوسنے جھلا کر تیغہ گرز دنبار پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کھینچکر سر قاہر پر تیغہ اوتارا اوس بہادر نے تلوار کی باڑھ کو بچ کرکے کلائی پر اوسکے ہاتھ ڈالدیا اوسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونوں پشت مرکب سے کود پڑے اور سرگرم کشتی ہوئی دو دریا سرگرم نظارہ تھے کہ کس کس نے داؤ اور کس کس گھات اور داؤ سے دونوں سر ٹکراتے تھے دو ہاتھی مست سرگرم تلاش تھے آخر اژدر قاہر کو ریل کرچھ سات قدم پر لیگیا تھا کہ ایکبار ابوالفتح عیار نے پکار کر کہا کہ اے قاہر کیا یارو کا تنگ کیا یونہین چلے جاؤ گے لنگر کو قائم کرو اس صدا کو سنکر قاہر نے سنبھلکر دونوں شانونکو اوسکے پکڑکر جو بلا آور سینہ مین سر اٹھا کر جو نہین دونون زانو دس قدم پر ہٹا کر لیگیا وہان بھی اوسنے لنگر مارا کہ قامت پالنگ نذرہ مین کی اتر گیا مگر

قاہر نے نعرہ اللہ اکبر جاکر سے کھینچی اوسکی لنگر کو اوکھیڑا اور سر اوسکو بلند کرکے چرخ دیا چاہتا تھا کہ زمین
پر پٹکے اودھر امیر با توقیر نے پکار کر آواز دی کہ اے قاہر اسکو زمین پر اتار دے بہادر جس کسیکو سر سے بلند کرتے
ہین مارے ذلت پر اوسکو نہین ڈالتے ہین قاہر نے فرمان قضا جریان صاحبقران دوران سنکر اوسکو
زمین پر اوتار دیا ابوالفتح نے دوڑکر حلقہ ہاے کمند مین اوسکو گرفتار کرلیا اور کہا اے اژدر کوہی جا اب
ورشناختن خداوند عالم و عالمیان جو مجھی گوئی اوسنے جواب دیا کہ مین نے معلوم کیا حقیقت مین دین وا
تمہارا مت سچا ہے اور خداوند تمہارا برحق ہے مین مسلمان ہوتا ہون ابوالفتح نے اسکو کمند سے کھولدیا
وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بختیارک نے جو یہ ماجرا دیکھا تھا سے کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیسا اپنا لطف کرم
کیا تھا کہ یہ بندۂ خاص بھی جاکر بندگان منصوب ہے گیا اس لٹورے نے کہا کہ بھلا ہمارے دل کا حال اور مشیت کا
بھید کون جانسکتا ہے کہ ہم خوش کس بندے سے ہین اور ناراض کس سے ہین مگر ہماری قدرت کا راز اگر
کچھ پہچانتا ہے تو پہچانتا ہے کہ تو نے اول ہی کہدیا تھا کہ یہ مسلمان ہو جائیگا بختیارک اس کلمہ کو سنکر بھول گیا اور
عنصر کو بھی کیجانب متوجہ ہوکر گویا ہوا کہ اے عنصر اب تو مجھے بھی ہمکو خوف معلوم ہوتا ہے کہ جسر وزرم آرد
گاہ میدان تم بھی ہم سے جدا ہو جاؤ گے انہون نے کہا کہ یہ کام ملک جی ذات نون کا ہے مجھ آپ بے امید نہ کیجے
الحاصل اور کوئی تو زمانہ لا تھا نہین کہ جسکے ہر دو سے ہر میدانداری ہوتی اور دو سے سر کشتی لڑنے سے قاہر
کا دن بھی تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ قریب تھا کہ کشتی گیر دھر نے اژدر روز کو چت کیا تھا بیت
نظر کی جانب مہر لب بام ۔ ادہر پایا قریب خواب آرام ۔ قاہر نے طبل بازگشت بجوادیا اور لشکر لیکر ہمراہ امیر علی ہمہ
کرہی کہ سر پر زرنثار کراتے پھرے لشکر دونون نے بستر پر پہونچکر کمر کھولی آسودہ ہوئے امیر داخل بارگاہ ہوئے اودھر قا
ہی آکر داخل بارگاہ نکہت پناہ ہوا میان اژدر کو دنگل قریب دنگل قاہر بادشاہ نے عنایت فرمایا او
امیر نے کہا کہ اے بہادر ہمارے میان کی یہ آئین و دستور ہین کہ جو سردار جسکو زیر کرتا ہے مغلوب ہمیشہ اوسکے سرداران
مین شمار کیا جاتا ہے اور اوسی کی ماتحت بیٹھتا ہے اب تم ہمیشہ قاہر کے ماتحت رہوگے اژدر نے کہا مین ہر صورت
اونکا اور آپکا دونون کا تابع ہون مجھکو کچھ عذر نہین یہ کہکر قاہر کے پاس بیٹھ گیا الحاصل بعد کچھ دیر کے دربار
برخاست ہوا قاہر اژدر کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور سب سردار بھی اپنی بارگاہون مین جاکر آرام پذیر ہوئے
ابوالفتح نے طلایہ کی گشت دینی تھی چوکیان قائم کین مورچے تنبو اور ٹھی لگین بازارین بہر رات تک
گرم رہا کہ کھلی رہین امیر نے اژدر کیواسطے حسب دستور اپنے یہان سے چند آدمی بہر خدمت و

اور ایک بارگاہ مع عملہ اور فعلہ کے اوسمین خون کمانی کے بچھوائے اور قاہر نے سب طرح تسلی اوسکو سمجھا
کہ امیر ایسے باکرم آدمی ہین پھر آپ بھی خاطر سے پیش آیا حکم دیا کہ رقص و سرود کی محفل آراستہ
ہوئی پھر جامہ طلب کر کے ساتھ اپنے کھانا کھلایا اور برابر اپنے پلنگ اوسکا بچھوایا دونون
آرام گزین ہوئے باریدار پلنگ کے آکر حاضر ہوئے چار طرف اندر باہر سب پہرا ہو گیا اس انتظام کو
دیکھکر اژدر گھبرایا اور مستفسر ہوا کہ ای بھائی قاہر کیا بارگاہ کے اندر بھی پہرا رہتا ہے قاہر نے کہا اندر
باہر سب جگہ پہرا رہتا ہے اسلیے کہ عیار وغیرہ اگر کچھ گزند نہ پہونچائین اژدر نے کہا اندر بارگاہ
کے تو پہری کی کچھ ضرورت نہین بیان کیا خوف ہے مثل چلی آتی ہے کہ جہان ڈر وہان اپنا گھر یہ
بات عین نامردی کی ہے بھلا یہ بھی مجال ہے کسیکی کہ جو کسی کے کوئی گھر مین چلا آئے یہ کلام جو اسنے فرمایا
دیکھے تو قاہر کو بھی حرارت آگئی اور بعضے دوستو کہا اگر مرضی آپ کی نہین ہے تو نہ سہی بیان کیا اگر
مرضی آپ کی نہین ہے تو نہ سہی بیان کیا اگر آپ فرمائین تو ہم جنگل مین چلکر تنہا رہین یہ کہکر حکم دیا
کہ اندر باہر سب جگہ کے آج پہری موقوف کرو کچھ ضرور نہین یہ کہکر سبکو نکالدیا صرف چار خدمتگار
رکھ لیے جبکہ دوپہر رات آئی اور تمام زمانہ سو گیا بیدار وہی پاک پروردگار رہتا جو کیدار بولنے لگے روند اور
گشت پھرنے لگی اور قاہر بھی سو گیا چارون خدمتگار بھی سوئے اوسوقت اژدر نے اپنے دلمین تصور کیا
کہ جو دولت نصیب مین تھی وہ تو ہو چکی مگر اب اوس حریف کا تو کام تمام کر اور سر کاٹ لے اور یہ نہین
تھا کہ یہ نکلا ہوا چلا چل یہ سوچکر اوٹھا تو سہی مگر پہر بہادر کے اوپر وار کرنا اور یک بیک چاہئے تا آسان
نہین ہے اسوجہ سے یکایک اوسکو جرات نہوئی پھر دل کو اپنے مضبوط کر کے خوب خیال کر کے دیکھا تو قاہر
بالکل غافل پایا اوسوقت خنجر لیکر اٹھا اور وار کرنے چلا مگر بموجب مثل جسکو خدا رکھے اوسکو کون چکھے اوسوقت
ابو الفتح کہ جسکو آپ بھی عمرو بہروپ نگرانی کرتا پھرتا ہے بس سب طرف سے ہوتا ہوا اسطرف کو جو آیا تو اوسکے
دلمین خیال آیا کہ قاہر کو دیکھتے چلو کیونکہ اژدر آج ایک نیا شخص اوسکے ساتھ ہے یہ سوچکر اندر بارگاہ کے
چلا پھر ایک ملازم نے اوسکو دیکھکر کہا ای مہتر صاحب آج تو قاہر نے ہم سبکو نکالدیا ہے معلوم نہین کہ خفا ہین یا
اسنے کچھ خلل کھائی ہے اگر پہرا موقوف کردینا وہ چاہتے ہون تو آپ سفارش کیجئے گا کہ ہمارا آدھ سیر آٹا برقرار رہے ایکو
دو مار نہ گئی یہ کلام اونکی زبان سے سنکر ابو الفتح اور بھی زیادہ متوحش ہوا اور اندر بارگاہ کے گیا قنات چاک کر کے اندر کا تماشا
دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ قاہر کو تو غافل سوتا پایا ہے اور اژدر خنجر کھینچکر اوسکی بالین پر آیا ہے اور سر اوسکا کاٹا چاہتا ہے دیکھ کر او

جلد دربارگاہ پر جاکر اژدر سے کفار کرا اپنی آواز سنائی اور جلدی سے خنجر میان مین کرکے اپنے پلنگ پر آکر لیٹ رہا
اور خراٹے لینے لگا ابوالفتح اندر آیا اور قاہر کو اوسنے جگایا جب وہ جاگا کہا مہتر صاحب کہان
تشریف اوسنے کہا کہ مین گشت کو آیا تھا جی چاہا اندر بھی چلا آیا قاہر نے پاس اپنے بٹھالیا خاطر کرنے
لگا ابوالفتح نے اوس سے چپکے سے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ حال مینے دیکھا اگر مین نہ آجاتا تو کام
تمہارا تمام تھا قاہر اپنے جی مین سوچا کہ یہ عیار ہین اپنا احسان مجھپر جتاتے ہین بھلا اژدر ایسی
حرکت کیا کرتا غرض ابوالفتح سے اوسنے کہا کہ بڑا احسان آپ نے فرمایا کہ میری جان بچائی لیجیے اسکی
پان کھائیے گا یہ کہکر کچھ اشرفیان اوسکی نذر کین ابوالفتح وہان سے چلا لیکن باہر آکر یہ ایسا کچھ سانحہ
دیکھ چکا تھا اب کب جاتا تھا پھر قنات کے پاس آکر چھپکا کھڑا ہو رہا اور قاہر اپنے پلنگ پر لیٹا کچھ
نیم خفتہ سا ہے اور اژدر سوچ رہا ہے کہ ابھی عیار آکر قاہر کو جگا گیا ہے اچھی طرح غافل ہو جاے تو
اوسکو وارا اپنا کرو اودھر ابوالفتح کو عرصہ جو ہوا دل مین کہتا ہے کہ تم تو یہان چھپے ہو اور اگر عیار
لشکر کفار مین سے کوئی آکر دستبرد امیر یا اونکے فرزندون پر کرجاے تو کیا ہوگا بس اور کچھ تدبیر کرو
یہ سوچکر چھپتا اور لشکر مین پھرتا ہوا اپنی فکر مین جو چلا ایک مقام پر ایک فقیر نگر مثل نفتا
پرستون کی اوسکی قطع تھی اوس لشکر مین بھیک مانگنے آیا تھا رات زیادہ گئی ایک جگہ پر سو رہا تھا اوسکو
اوسنے دیکھا ابن نمود رنگ روغن عیاری کا لگا کر اسکو بیہوش کرکے صورت اوسکی قاہر کی اپنی صورت
بنائی اور اوسکو اوٹھاکر دربارگاہ قاہر پر آیا اور پکارا کہ اے قاہر کہی جاگتے ہین اوسنے کہا قاہر کو ذرا میرے
پاس بھیجدو حکم صاحبقرانی اوسنے کہتا ہے اژدر نے قاہر کو جگا دیا اور کہا تمکو مہتر ابوالفتح بلاتے ہین جو کہ
ابھی آئے تھے قاہر آنکھین ملتا ہوا باہر گیا کہا اوسنے اسکو الگ لاکر حباب بیہوشی اسکے منھ پر مارکر اسکو
بیہوش کردیا اور ایک مقام پر اسکو چھپاکر کپڑے اوسکے اتارکر نقلی قاہر کو پہنائے اور اوسکو اوٹھاکر اندر
بارگاہ کے لایا اور اژدر سے کہا کہ امیر نے شراب بہت عمدہ بادشاہ کیلیے کھنچوائی تھی اوسوقت اوسکے نمونہ کو
چکھانے کیلیے اونکو بلایا انھون نے جو اوسکا ایک جام پیا بیہوش ہو گئے ہین اب انکو نشہ انتہا درجے مین پلنگ
پر سلائے جاتا ہون شاید آنکھ کھلے اور پانی وغیرہ مانگین تو تم خبر رکھنا ایسا نہو کہ کانٹا لگ جائے اب امیر
بھی آرام مین گئے ہین اونکی حفاظت کو جاتا ہون پھر آنا اب نہوگا اژدر یہ کلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا
کہ نہین مین جاگتا رہون گا غرض ابوالفتح قاہر نقلی کو سلاکر آپ باہر نکلا اور قاہر اصلی کو اٹھاکر ایک نئی

خیمہ مین لا کر بیچ لشکر مین چند خیمہ اور قناتین ایسی بکثرت استادہ ہین اور اونمین اسباب ضروری عیاری کا رکھا رہتا ہی اسواسطے کہ جسوقت کسی عیار کو خواہش شراب کباب وغیرہ کھانے پینے کی ہوتی ہی تو وہ یہی آمل وہان آکر کھاتا پیتا ہی اور اپنے کام کو چلا جاتا ہی دو چار پلنگ بھی وہان لگے رہتے ہین بس وشنی ونے ایک خیمہ مین پلنگ پر لا کر قاہر کو لٹا دیا اور عیار و نسیم کو کہدیا کہ یہ قاہر کوئی ہے انسے ہوشیار رہنا اور بیہوش رکھنا یہ کہکر آپ روانہ ہو گیا اور وہان اژدر کوہی نے جب دیکھا کہ ابو الفتح کو گئے ہوئے عرصہ ہوا اور قاہر بھی نہین چونکا خوب بیہوش ہی بس یہ جانا کہ خداوند لقا نے تیری مدد کی اب اسکو قتل کر چنانچہ اُس بیحیا نے اس اپنے محسن باایمان کا سر ایک خنجر ظلم سے جدا کیا بظاہر تو اوسکو مارا بباطن اپنی طرفدار قتل کیا اور اتنا صبر کیا کہ وہ رات تمامی پر آئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر نے زنگی شب صاف کیا اور سحر گریبان چاک کئے ظاہر ہوئی

سحر کا وقت تھا ہی شب کے اوپر	جو آئے مشتعل خورشید لیکر
نشان شب ہوا عالم سے نابود	اوڑا رنگ اخترونکا صورت دود

جب آثار سحر ظاہر ہونے لگے اژدر نے سر قاہر نقلی کا رومال مین باندھ لیا اور باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوا کسی نے منع نہ کیا اسلئے کہ صبح ہو چلی تھی سمجھے کہ مسجد کے پاس مین جاتا ہی یا ہوا کھانے نکلا ہی اور یہ سوار ہو کر مرکب اوڑاتا لشکر سے نکلکر سیدھا لشکر لقا مین پہونچا اب یہان دو گھڑی دن چڑھے خادم خدمتگار وغیرہ جو اندر بارگاہ قاہر کے آئے اوس بیچارے کا خون ناحق زمین پر بہا دیکھا شور و غل بلند کیا کہ افسوس کسینے قاہر ایسے بہادر کو مارا ادھر لقا کو خبر ہوئی کہ اژدر کوہی سر کسیکا کاٹے ہوئے لئے آتا ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند تیرے صدقے جاتا تو سہی کہ اژدر کوہی سر امیر کا یا عملشاہ یا قاسم کا کسکا سر لاتا ہے تو تو خداوند برحق ہی اتنی بات بتا دینا کیا بات ہی لقا نے کہا قدرت ایسی واہیات باتین نہین بتاتی ہین ہین جس کسیکو قضا نے گھیرا ہوگا اوسکا سر ہوگا یہ حکم ملک الموت قدرت کو رات کو سوتے مین ہمنے دیا تھا اسوقت یاد نہین ہی یہ کہکر پکارا کہ اے بندگان قدرت دیدے قدرت مگر اس اثنا مین اژدر اندر بارگاہ کے آیا اور سجدہ کرکے سر قاہر نذر کیا لقا ہنسا اور کہا تو نذر مقبول ہی غرض یہ بیٹھا ساقی نے اوسکو جام شراب دیا ادھر امیر کو خبر پہونچی کہ اژدر سر قاہر کا لیکر لیگیا لشکر لقا مین خوشی ہو رہی ہی یہ سننا تھا کہ دھوان دماغ سے نکل گیا اور فوراً تیغ ٹیک کر اوٹھے کہ ایمان تو دو اگر قاہر مارا گیا ہے تو بغیر مارے اس بے ایمان کو نہ چھوڑونگا یہ کہکر باہر آکر اشقر پر سوار

ہوئی پیچھے تو اور بھی سردار فرامرز مالک بہرام علمشاہ وغیرہ اپنے اپنے مرکبون پر چڑھکر عقب امیر چلا ابوالفتح
کو قوالی چبوترہ مین تھا دوڑا کر امیر ہی جا کر کہون آپ بچائیے قاہر زندہ ہی مگر امیر نے آتشفر کو تازیانہ
دکھایا وہ مرکب بادپا ہوگیا یہ اوسکے تیزی رفتار کی کیفیت تھی کہ ابیات تصویر کھینچنے کو تین رخش
کی تیرہ ❊ دلین جو آئے گر کسی نقاش کے آہنگ + گذرے تمام عمر اوسی سوچ مین اوسے
سبزہ سمند بید نباؤن مین یاسمنرنگ + آخر قلم کو ہاتھ سے رکھدے کہے یہ + کس بجز خدا بند بھی
صورت ہوا کا رنگ + ابوالفتح آخر پھر آیا اور اوسنے اگر چالاکی کی کہ قاہر کو ہوشیار کردیا اور سارا ماجرا
کہا اوسنے شکریہ ادا کیا اور مرکب منگا کر سوار ہوکر خدمت امیر مین پہونچا امیر کنار لشکر لقا سے
پہونچ چکے تھے اثنا قاہر نے آکر تسلیم کی امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی مگر اوسکو زندہ ہونے سے خوشنود ہوئے اس
مین ابوالفتح بھی حاضر ہوا اور تمام ماجرای شبینہ معرض عرض مین لایا اور عرض کیا کہ اب حضور پھر چلین
آخر وہ کافر بھاگ کر گیا ہی تو اوڑنے نکلے ہی گا اوسوقت کام اوسکا تمام فرمائیے گا امیر نے فرمایا کہ بہتر ہی
اوسوقت قاہر کوہی نے عرض کیا کہ حضور مین نہ پھرونگا اگر پھر کر جاؤنگا تو نامرد کہلاؤنگا مین جا کر
اس نامرد ازلی اور ابدی کو اوسکے خداوند کے سامنے گوشمالی دونگا امیر نے فرمایا کہ ای بہادر دیندار بہادر
کا تو یہی دھرم ہی جو تو کہتا ہی شاباش مرحبا مگر تنہا جانے دینے کو جی نہین چاہتا اچھا اگر یہ ارادہ
ہی تو بسم اللہ مین بھی تیرا شریک حال ہون اور دربار گاہ لقا پر آکر ٹھہرتا ہون قاہر نے کہا زہے
پرورش و عنایت یہ کہکر مرکب جھپکا کر یہ آگے بڑھا اور سیدھا بارگاہ لقا کیطرف چلا امیر بھی
پیچھے اوسکے روانہ ہوئے اور سب سردارونسے فرمایا کہ تم یہین ٹھہرے رہو سردار چارطرف پھیلگئے لیکن لشکر
لقا نے جو امیر کو دیکھا وہ خواب لوہا اہل اسلام کا مانے ہوئے ہین کہنیے ہون بھی نکی اور قاہر دلیرانہ دربار
پر آکر گونجا لوگون نے اندر دوڑ کر خبر کی کہ قاہر کوہی آپہونچا اور امیر سب سردار اوسکے لشکر مین پہونچ
چکے ہین اژدر تو نام قاہر سنکر حیران ہوگیا کہ وہ کہان سے آیا شاید مسلمان ہوجانے سے یہ تاثیر
بھی ہوجاتا ہی کہ لاکھ طرح مارو قتل نہین ہوتے ہین بختیارک نے کہا کہ ای اژدر اب تم کسی جنگل یا تخت
کے نیچے چلے جا کر پوشیدہ ہو کہ ملک الموت تمہاری جان کا آپہونچا یا قاہر کا ہمزاد آتا ہی جو بھوت بنکر تمکو
لپیٹے گا اور رکھا جائیگا لقا نے شکر کہا کہ یہ تقدیرین ہماری پیچیدہ ہین انکو کوئی سمجھ نہین سکتا ہی اس اثنا مین
قاہر بسان شیر نر دیو دھیان بارگاہ کی طی کرکے آخر پردہ کے پاس پہونچا بختیارک نے کہا اب بھی کچھ نہین

گیا ہی لوگون نے کیسے کہ وہ باہر روکین لقا نے کہا مجھکو سجدہ کرنے آتا ہی دو بختیارک نے کہا آج تلک
ہمنے یہ تقدیر نہین دیکھی کہ مسلمان ہوکر پھر سجدہ کرنے آئے غرض یہ باتین ہوتی تھین کہ قاہر
اندر بارگاہ کے گھس آیا اور للکارا کہ ارے او اژدر بھیا سیاہیون کیلئے یہ دغا افسوس ہی تیری
حال پر اور لعنت ہی تیری زندگی پر اژدر نے اوٹھکر ایک تلوار ماری اوس بہادر نے پترا بدل کر
تلوار کو خالی دیا اور اپنی تیغ تیز کھینچکر اوسپر وار کیا اوسنے بھی تلوار کا وار کیا لگی شمشیر زنی ہونے
بختیارک پکار رہا تھا کہ اے قاہر نبی اژدر بے ایمان بھیا تمھارا دشمن ہی اسکو مار ہی ڈالنا واجب
ہی یہ بڑی دیر سے اسکو لعنت ملامت کر رہا تھا کہ تم آگئے اسکے کہنے کی تو قاہر نے سماعت نہ کی اور
ایک مقام پر مکر کو تبلا کر پر اوس بھیا کے ہاتھ مارا کہ سر اوسکا کٹکر دور گرا اوسوقت عنصر کوہی
وغیرہ نے قصد بلوہ کرنے کا کیا بختیارک نے کہا کیون شامت آئی ہی باہر بارگاہ کے امیر بھی کھڑے
ہین خداوندا بھی تو باہر قلعہ کے نکلے ہین بھاگتے راہ نہ ملیگی اسکو نکل جانے دو سب بارگاہ ورنہ خون سے
لال ہوجائیگی سنم سنم کے نعرے فسرہ رات کو نیند نہ آئیگی کئی دن تک بستر خواب میدان خبگاہ دکھائی دیگا
تمھارا اے عنصر کیا جائیگا مرے خداوند کی بہشت مین چلے جاؤگے ہمکو بھی خدائی آنا ہی عنصر یہ سنکر
خاموش ہو رہا اور بختیارک نے قاہر سے کہا حضور جاہین تشریف رکھین یہ کفش خانہ خراب ہی اور
جاہین تو تشریف لیجائیے اوس کافر خاسر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا ہم بھی نامرد کے شریک نہین
ہین خوب کیا جو آپ نے اوسکو سزا دی اور دونکو بھی عبرت ہوئی اب کوئی ایسا نہ کریگا قاہر اسکی
باتون سے ہنستا ہوا بہ فراغت و آسایش تمام بارگاہ سے نکلا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر اسکو
ہمراہ لیے شادان و فرحان مراجعت فرما ہوے اور اپنی بارگاہ مین آئے تمام سردار قاہر سے ملکر خوشنود
ہوے قاہر نے اور امیر نے ابوالفتح کو بہت کچھ انعام جلدی مین اس خیر خواہی کے عنایت کیا اور جشن
شاہانہ خوشی مین قاہر کے زندہ رہنے کے آراستہ فرمایا یہان تو سب خوش و خرم فرد کش ہین
اودھر کیفیت سنیے کہ کچھ ملازم اژدر کوہی کے اوسکے مارے جانے سے لاش اوسکی اوٹھاکر اوسکے قلعہ
کی جانب گئے بھائی اوسکا اوسکے عوض سے حکومت کرتا تھا نام اوسکا ماران کوہی ہی غرض اوسکے
سامنے جاکر اون لوگون نے عرض کیا کہ بھائی آپ کے اسطرح خداوند لقا کی بہشت مین گئے اور بارگاہ
قاہر آکر انکا سر کاٹ کر چلا گیا یہ خبر سنکر اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا اور کہا یہ خداوند مسخرا بیٹھا

دیکھا کیا اور کچھ نہ بولا اور بھائی میرا قتل ہوگیا خداوند نے جان بوجھکر اوسکو قتل کرا دیا کیا کہون
اگر عقیدہ ایمان نہوتا تو خداوند ہی سے پہلے سمجھ لیتا ہرچند کہ بھائی نے میرے بہت بڑی نامردی کی
کہ ایسا کچھ مردان عالم کو زیب نہین تھا اور کبھی اسطرح کا خواب بھی بہادرون کو نظر نہین آتا ہے
مگر خیر میرا بھائی تھا مجھکو عوض اوسکا اوسکے قاتل سے لینا ضرور تر ہے میرا ارادہ تھا کہ مین خداوند کی مدد
کو جاؤن مگر اب میرا دل ایسے خداوند سے کھٹا ہوگیا ہے اب مین اپنے بھائی کا عوض لینے جاؤنگا یہ
کہکر اوسی وقت باقیماندہ فوج و سپاہ کو حکم تیار ہونیکا دیا اور کئی ہزار کوہیون کی جمعیت سے باحتشام
تمام روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ بہت جلد لشکر لقا مین پہونچا بختیارک آکر اسکو بھی لیگیا اوسنے
بارگاہ مین آکر خداوند کو مجرا کیا سجدہ نہ کیا اور دنگل پر بیٹھا لقا پکارا اے بندۂ قدرت تو کچھ آزردہ معلوم
دیتا ہے اوسنے کہا کہ یا خداوند مجکو رنج یہ بہت بڑا ہے کہ آپ بیٹھے دیکھا کیے اور بھائی میرا مارڈالا گیا آپ افسوس
زمین کو حکم دیتے تو قاتل برادر کو میرے وہ نگلجاتی لقا نے کہا کہ اے بندہ قدرت اگر تو رنجیدہ ہے تو مین تیری
بھائی کو پرونز نوروز جلا دونگا یہ سنکر اوسنے سجدہ کیا اور کہا تو نہ پرورش کرے تو اور کون کرے غرضکہ
بیٹھکر شراب کشی کرنے لگے جب دماغ اوسکا گرم ہوا تو پکارا کہ ملک جی مین جاتا ہون اور قصاص بھائی
کا انسے لیتا ہون بختیارک نے کہا بہت گرمی نہ کرو آج آرام کرو کل مقابلہ کرنا طبل جنگ بجوا دینگے
کہان جاؤ گے ہو اوسنے کہا ملک جی جسطرح کہ قاہر نے آکر سر دربار میرے بھائی کو مارا ہے اسی طرح اگر روبرو
حمزہ سر بارگاہ مینے اوسکا سر نہ کاٹا تو نام اپنا نہ رکھا میرا کلیجہ جب ہی ٹھنڈا ہوگا جب مین پورا
قصاص لونگا بختیارک نے کہا یہ امر بہت محال ہے کہ کوئی بارگاہ حمزہ مین گھس جاے اور کسی اوسکے
سردار کو مار کر زندہ چلا آئے دیکھا نہین ایسا شاید تم ایسا کر جاؤ ماران نے کہا یہان ہی ہم کہکے
اور گھر سے بھی یہی ارادہ کرکے چلے تھے پھر اب کب رکتے ہین یہ کہکر گرز کو کاندھے پر رکھکر تلوار
کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر اوٹھ کھڑا ہوا اور یکہ و تنہا باہر بارگاہ کے آکر جانب لشکر امیر کشور گیر چلا
بختیارک نے ہلکارہ خبر کو بھیجے کچھ افسر فردہ محبت سے پیچھے پیچھے اوسکے روانہ ہوے آخر یہ لشکر
مسلمانان مین پہونچا لشکر کی رونق اور آرایش دیکھکر دلمین کہتا تھا کہ کیا جاہ و جلال ان مسلمانون
نے بہم پہونچایا ہے واہ واہ وا بازار فرنگ بازار ہندوستان کو بہت آراستہ پایا سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ
سلیمانی پہونچا اس بارگاہ پر احتشام کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سرا پردہ اوسکے دور تک کھنچے تھے

بارگاہ سے دور تک اردو دی سلی آراستہ دورویہ جہازِ فرشی استادہ بیچ مین سرک سرخی او سبز یاقوت و
عقیق کی کٹی ہوئی گلاب کیوڑہ مشکون مین بھرے تھے چھڑک رہے تھے خواجہ خضر کا دم بھر رہے
تھے بارگاہ پر کلس یاقوت کے چڑھے تھے جواہر کے مور او نیر بیٹھے تھے منقارون مین اپنے ماہے
مروارید کے لیے تھے در بارگاہ پر یل عادیان پور شدادیان پہلوان عادی بیہودہ درگہ سان ازی
ونگل پر بیٹھی تھی چالیس شملہ سر پر بندھے تھے چالیس شدہ تحت الحنک کے چھوڑے ہوئے دیو تھا کہ قالب
انسان مین سمایا نظر آیا ماران نے دیکھکر خوف کھایا اندر ملکارونے پہلے ہی تجھ عرض کی تھی کہ
ماران کو بھی اس ارادہ برا آتا ہے آپ نے فرمایا کہ آنے دو قاہر بھی کچھ ایسا حلوا نہین کہ جبکو وہ
کھا جائیگا قاہر بھی بسبب شجاعت ذاتی کے بشاش ہو کر عرض رسا ہوا تھا کہا اگر حکم ہو تو مین کہ دروازہ
پھاٹک او سکو روکون یہان جناب بادشاہ کے روبرو وہ بے ادبی کریگا امیر نے فرمایا
بھئی تمھارے ساتھ ہم بھی ہین کہان جاؤ گے اے بہادر تم ایسے ہی ہو کیا کہنا غرض حکم پہلوان
عادی کو پہونچ چکا تھا کہ آنے دینا اسوجہ سے اوسے نہ روکا اور یہ گھوڑا بڑھا کر اندر بارگاہ
کے آیا امیر نے کہہ دیا تھا کہ تیسری ڈیوڑھی پر روکنا اور کہنا کہ مع مرکب اندر نہ جا غرض جب دو
ڈیوڑھیان طے کر چکا اوسوقت پہلوان عادی کرا دہکا اسکے پیچھے پیچھے آئے تھے وہ سد راہ
ہوئے اور کہا اے ماران گھوڑے سے اوتر پڑ نہین جانتے کہ یہ جگہ بادشاہ فیروز کلاہ لشکر اسلام
کی ہے کہ جو بلجائے دنیا ہماے غریبان ہین یہ بھی سوچا کہ اندر مع گھوڑے کے جانے مین اسنے تکرار
کرنا کیا ضرور ہے مطلب وہ فوت ہو جائیگا اگر یہان تلوار چلیگی بس یہ گھوڑے سے اترا پہلوان
عادی نے بڑھکر آخر کی ڈیوڑھی کا پردہ ہٹا دیا فرق زنجیر کو سرکا دیا یہ اندر آیا عجب ایک
انجمن پہلوانان صف شکن کی دیکھی کہ انجمن انجم گردون بھی اس چمک دمک کی نہوگی عجب رعب
و داب نظر آیا کہ ترک فلک کو بھی اسجگہ پر سرخم کیے پایا اقبال سامنے بادشاہ کے دست بستہ بزبان
اعلان حاضر تھا حضرت یمین ظفر بمقرین دو سرداروں کا بندھا ہوا دست راستی دست راست
کو دست چپ دست چپ کو چپل شگون فرزندان گرامی حمزہ سے بھرا ہوا بادشاہ سریر سلیمانی پر جلوہ فرما
سات سو تاجدار کا گرد حلقہ بندھا ہوا اٹھارہ ہزار چینی سترہ ہزار فرنگی بارہ ہزار ہندی اونچی بنا ہوا جام
تھا امیر بصد توقیر ونگل ناد عنبر آصف بن برخیا پر جلوہ فرما تھے خشت ہای زرین پر ہزاروں عیار مانند

عیاری سے آراستہ کھڑی تھی ایک طرف بارگاہ کی کچہریاں تمام کھلی تھیں مقدمات مالی و ملکی کا فیصلہ ہو رہا تھا
سامنے بادشاہ کے رقاصہ حور پیکر رقص میں تھی جام مے سرداروں میں گردش پذیر تھا اس عظمت
جرات کو دیکھکر وہ رعب ماران پر طاری ہوا کہ بے اختیار اوسنے جھک کر فراشی مجرا امیر کو اور
بادشاہ کو کیا امیر نے ہاتھ سر پر رکھا بخلق تمام تر و بکشادہ پیشانی فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے یہ آگے بڑھا
امیر اوٹھنے لگے اوسنے قسم دی کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں غرضکہ ڈنگل زرین پر آکر قریب تر بیٹھا امیر نے
پوچھا کہ بھیا مزاج تو اچھا ہے اور ساقی کو اشارہ کیا کہ اوسنے جام لاکر دیا اوسنے پیا اوسوقت امیر
نے پوچھا کیونکر تشریف لانے کا سبب ہوا یہ شرمندہ ہوا کچھ تو کیا کہے آخر کہا کہ آیا تو اسلئے تھا کہ
قاہر کو میں قتل کرتا مگر آپ کے خلق نے بندہ کو زیر دام بنایا سب غصہ جاتا رہا قاہر پاس موجود تھا اوسنے
کہا اے میاں دریں موجود ہوں یہ کہکر اوٹھا کہ آئیے جسطرح چاہیے مقابلہ کر لیجئے امیر نے بھی کہا
کہ اچھا تو ہے حوصلہ نہیں اوسوقت اوسکو بھائی کا غم پھر تازہ ہوا اور اوٹھکر باہر بارگاہ کے آیا امیر نے
حکم دیدیا کہ بارگاہ کے دروازے پر اکھاڑہ کھد کیا سر گچا او شوا او نے حضرت قدر قدرت شاہ تماشا دیکھنے
لگے قاہر نے آکر مقابلہ کیا اول سب فنون سپاہگری کے تلوار و نیزہ سے ہوئی آخر جب چشم زخم کسی
کو نہ پہونچا اوسوقت نوبت کشتی کی پہونچی قاہر کو خدا تعالی نے اوسپر غالب کیا چند دیر کشتی رہی
آخر قاہر نے کولے پر بھر کر جو مارا چاروں شانے چت کر دیا یہ وہانسے اوٹھکر پھر بارگاہ امیر میں آیا
اور عرض کیا کہ دین آپکا برحق ہے جو آپ کے دین میں آئے کیا کہے امیر نے کلمہ طیبہ بتایا یہ کلمہ پڑھکر از سر
صدق مسلمان ہوا جو سردار کہ اسکے عقب میں آئے تھے وہ بھی بارگاہ میں آکر مشرف بشرف اسلام
ہوئے اور اسیوقت پھر کر اپنے لشکر میں آئے پکارے کہ جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو آئے کہ ہم
ہم مسلمان ہوئے غرض لشکر اوسکا کوچ کر کے اوسی وقت ملحق لشکر امیر ہوا امیر نے جو سامان کہ
آذر کو عنایت کیا تھا وہ اب اسکو دیا بارگاہ اور ملازم وغیرہ اور خلعت سرداری عنایت فرما کر
سرفراز کیا ہلکارے جو خبر کو آئے تھے وہ پھر کر بارگاہ لقا میں گئے اور یہ خبر مفصلاً سب عرض کی بختیارک پکارا کہ
صلواۃ صلواۃ یا خداوند دیکھی کیا اگر مارگی کر کے آئے ہیں کہ جیسے اب کہا ہی جاینگے مگر پھر ٹائیں ٹائیں فش ایکا بندہ
گندہ ماران کو بھی مسلمان ہو گیا لقا خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا اوسکے دلمیں میرے نظر فیصلے شک آگیا تھا
اب تو یہ اختیار کیا ہے کہ جو کوئی بندہ میرا اپنے دلمیں میری خداوندی کا شک کریگا اور برحق مجکو نہجانیگا تو میں

اوسکو اپنی جوار رحمت سے دور کر کے مسلمانون کے حوالے کر دونگا اور اسکو اونھین بندونکے ہاتھ سے قتل
کراونگا یہ کہہ رہا تھا مگر رنجیدہ خاطر تھا کہ یکایک آواز ترا ترا کی بالای ہوا پیدا ہوئی اور برق سبز
رنگی آندھی آئی لقا پکارا کہ ہمنے ان کوہیون کو خوب سمجھ لیا اب بندہ قدرت کو طلسم سے بلایا
ہو اسی گفتگو مین تھا کہ ایک تخت روی بارگاہ مین اُترا سبنے دیکھا کہ اوس تخت پر ایک ساحرہ
نازک اندام یاسمن پیکر سوار ہے زیور جواہر کا زیب بدن کیے کانون مین کرنپھول پہنے جو عقد ثریا کو بھی
شرماتی تھی ہاتھون مین کنگن اور کڑے جو حلقہ اطاعت مین دستگیر ثریٰ ثریٰ زبردستیون کو کرین
پہنے ہار موتیون کے گلے مین ڈالے بھولی بھولی صورت پاتھے کلائی پر ڈالکر تخت پر سے سنبھلکر اوتری
اور سامنے خداوند کے آکر اس صنم زیبا نے تسلیم کی اور سجدے مین گرے لقا پکارا کہ اے بندی سر اوٹھا کر
ہم اپنی لعنت تجھے نصیب کی وہ سجدے سے اوٹھی اور از بسکہ کمسن ہے تو مسکراتی ہوئی قریب تخت
آئی بلا گردان ہو کر جواہر جو بہر نذر لائی تھی نذر چڑھائی بختیارک نے کہا اے ملکہ نام نامی آپکا کیا ہے
اکیلے آنے کا اتفاق ہوا یا لشکر بھی ساتھ ہے اوسنے کہا لونڈی لوزیور جادو کہتے ہین لشکر بھی کچھ ساتھ لائی
ہون خداوند کی مدد کرنے کو بحکم شاہ افراسیاب آئی ہون یہ کہہ رہی تھی کہ اور بھی تخت اور طائران
سحر آکر اترے اور ساٹھ ستر اوسکی مصاحبین انیسین خواصین وغیرہ سب آکر دیدار خداوند سے مشرف
اور فیضیاب ہوئین سبنے نذر چڑھائی بختیارک نے خداوند سے کہا یا خداوند بعض بندے کو آپ ایسے
پیدا کردیتے ہین کہ جو اورون کی جان لیتے ہین لقا نے کہا قدرت خدائی خاتون مکرم بنانے کے لیے
ایسی صورت پیدا کرتے ہین مگر پھر بھول جاتے ہین اب یہ بندی جو فیصلہ مسلمانون کا کر دیگی
تو اسکو اپنی خاتون معظم بنا لینگے زیور یہ کلمے سنکر مسکرا کر چپ ہو رہی مسکرانا بھی اسکا لاکھ بناوٹ
گیا یہ معلوم ہوا کہ غنچہ کھلتے کھلتے رہگیا غرض دنگل زرین پر بیٹھی لشکر اوسکا متصل لشکر خداوند
بختیارک نے جا کر اتروایا یہان دور شراب ناب ہوا جلسہ جنگ درباب ہوا ساحرہ نے سارا ماجرا
جنگ مسلمان کا بختیارک سے سنا اور خداوند کی بہت تسکین کی کہ آپ نہ گھبرائیے مین ایک آن واحد
آن واحد مین آپکی عنایت سے سب بندگان مغضوب کا استیصال کردون گی بختیارک
نے کہا چاہیے فیصلہ انکا نہ کرو مگر تم سلامت رہو اور خداوند عرش اعلی پر نہ جائین کہ جنکی بدولت یہ
صورتیں کبھی کبھی دیکھنے مین آجاتی ہین ساحرہ نے کہا پھر اچھا طبل جنگ بجے

بختیارک نے کہا صاحب اتنی جلدی نہ کرو ہمیں اپنی صورت تو دیکھ لینے دو پھر ہم کہاں اور تم کہاں یہ
تاوسنجوگ ہی وہی مثل ہے کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوب جائیگی زیور نے کہا ملک جی زیادہ مجھکو نہ بنا
جلا میں ہوں ہی کیا ایسی چڑیل بھاڑ میں جائے ایسی صورت جسپر کوئی نازے اترائے خداوند مجھ ایسی تین
بہت پیدا کی ہیں ملکی اپنے کام میں مصروف ہو لو صاحب میرا پیلا چہرا دیکھ کے ایسا سمجھی کہ آپ
ہی میں نہ رہی بختیارک ہنسنے لگا اور کہا ای ملکہ ہم تو تمہارے شیفتہ و دیوانہ ہیں صدقے تیری صورت کے
لیے کو ماں ای جان عالم ذرا عیاروں سے بچتی رہنا آجکی شب اور کل کا دن مجھسے عیاروں کی زبین غیرہ سے بہم ردی
آغاز کرنا خداوند تجھکو انکے ہاتھ سے بچائیں ورنہ یہ صورت زیبا خاک میں ملجائیگی ساحرہ اسکو سمجھا کے اوس شب کی
دربار میں کچھ دیر بیٹھی پھر بارگاہ میں آکر اپنی استراحت پذیر ہوئی دوسرے دن جب ساحرہ شب زیور زیر
سے آراستہ ہو کر بارگاہ زرنگاری فلک میں آئی اور مہتاب نے ہالہ کے طوق محبت اوسکا گردن میں اپنی پہنا کر ابیات

ہوئی پھر شاہد شب جلوہ آرا	فلک پر ماہ کا چمکا ستارا
مرصع ساز قدرت نے پھر اکبار	ستاروں کے کیا گہنے کو تیار

سر شام اوس وقت تمام یعنی ملکہ زیور جادو گلفام نے اپنی بارگاہ میں آکر نفیر کو دم دیا نقارے طبل جمشیدی بجوایا
جاسوسوں نے لشکر اسلام خبر مفصل پہنچایا کر کے خدمت بادشاہ ذیشان میں او سے عجز جھکا کر دعا و ثنائی شاہی زبان پر لاکر ابیات

زبسکہ عہد میں تیرے ہے رسم دادگری	جرس کی بھی کوئی فریاد سن نہیں سکتا
گئی تباہی تعدی جہان سے ایسا اونسے	جہان کی نازو ادا میں رہا نہ ظلم و جفا
سوائے عشق ترے عہد میں تعدی سے	گیا وہ ہاتھ کسی جیب تک اگر بیجا
شما سے کا گریبان چاک کرتے وقت	ہے خوف ایسا کہ کانپے ہے دست مہر سدا

ایک ساحرہ لاانام و بد انجام زیور جادو نام بہرا مداد لقا ناکام آئی ہے اور بمقابلہ بندگان درگاہ عالی شام نفیر
سحر ادسنی بجائی ہے کل کو رزم وقت سحر کا آرائی ہے یہ خبر سنکر شاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپکی صلاح ہے آپ نے ابو الفتح
کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ ابو الفتح نے جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی ہر ایک بہادر کو خبر ہوئی کہ
بھاگو کل معرکہ نبرد و پیکار ہے دربار سے سردار اوٹھکر اپنی اپنی بارگاہ میں آئی بادشاہ داخل شبستان ہو مع تاج
بہادروں کو گو نہ انتشار ہے کہ سحر سے ہر فرد بشر ناچار ہے دیکھا چاہیے کہ انقلاب گردون دوار کیا کل دکھاتا ہے معرکہ
کسکے ہاتھ آتا ہے اسطرف سنجانی باختری مشتری حصاری خوشی کرتے تھے کہ کل یقین ہے لشکر

لشکر اسلام مغلوب ہوا مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئے الغرض بنگالی دریا کے کنارے کئی سو ٹھیکے گڑ
ڈہرو بجانے لگے منتر پڑھے جانے لگے زیور اپنی بارگاہ میں آکر سحر جگانے لگی ہر مقام پر جوت کھڑی
ہوئی اگیاری ہوئی بیر آنے لگے بھیٹ پانے لگے آج کی رات ستارے آسمان پر روشن تھے یا فلک
کا میدان مرگھٹ تھا مُردے پھنکتے تھے ساحر زحل نام رشتہ کہکشان کو شاخ سنبلہ میں باندھکر یون
تانتا تھا بنات النعش ارتھی کی صورت نئی یون اُٹھانے کے لیے مریخ با شمشیر برہنہ فوج فلک کو
جھٹکا کیا چاہتا تھا سنیچر پیچ دلو کا ڈول لیکر سر پر ڈالتا تھا اشنان کر رہا تھا چشمہ حوت کے کنارے
پر سورج کنڈ کے نہانے کا میلا تھا ہوا بھی آج بیراگیون کی طرح جنگل جنگل پھرتی تھی زمین و آسمان
مین جدھر نظر کیجیے ساحری کا کارخانہ تھا برگد کا درخت جٹا دھاری جوگی نظر آتا بڑی سی ڈاڑھی
تھی تو پرانا تپشی کہلاتا پیپل بڑے ہاتھ پاؤن والا ساحر تھا دیواستھان بنکر جادوگر تھا ہر درخت
ایک پاؤن سے کھڑا سحر کرنے مین مشغول نظر آتا یہان لشکرون مین دُنیا سیاہ تھی کالی کی
دہائی دیتے تھے جب پناہ تھی بیرون کا آنا جیتون کے کلیجے کھانا پھر بس کر کے جانا
ساحرون مین تو یہ ہنگامہ تھا بہادرون مین تیغ و خنجر کا افسانہ تھا نیام تیغ مار سفید کے لیے
بانبی تھا ترکش وہان ساحر بنکر تیر کا بیر بھیجتا تھا کلیجے چھیدتا تھا تلوار کو خون چٹا کر سکھا دیا
تھا کہ خون دشمنان چاٹنا بھینٹ مین سر لینا گلے کاٹنا گرزون کو سربلندی کا منتر یاد دلایا تھا
کہ سر چڑھکر بغیر بھیجا کھائے نہ پلٹنا سنان کی زبان پہ منتر تھے کہ منتر چلے چلے رن چڑھے کلیجا کاٹ
بیر لہو چھوڑ جان مار کمانین بھی چلہ کش تھین عامل دہر نے اپنے بچاؤ کے لیے شش جہت نہ تھا
نقش مسدس لکھا تھا جو درخت تھا وہ مسدس کی شکل دکھائی دیتا تھا کہ مربع نویس دہر نے ربع
مسکون کے نقش جل یہ مسدس تحریر کیے ہین خلاصہ یہ کہ زمین و زمان سب پر آشوب تھا آفت کا ہنگامہ

اور جوش تھا کہ ابیات

وہ لڑنے پر آمادہ خرد و سترگ	وہ بیرون کی آمد کہ طوفان مرگ	
نقیبون کا للکارنا ہر طرف	جو آنکھون مین اپنا کئے کرتی تھی گھر	چمک تیغ و خنجر کی وہ الحذر
یہ ہی معرکہ کل کا بھی یادگار	کہان ہین جوانان رستم شعار	جوانون سے کٹنا ہی صف صف
غرض چار پہر رات بھی ہنگامہ	ہمین یاد کل تھے یہ کار جنگ	نہ ڈرنا کہ ہے موقع نام و ننگ

رہا جب وہ وقت آیا کہ خاور کو ہی فوج ضیا و جلال کو اپنے ہمراہ لیکر کوہستان مشرق سے نکلا

زیر دامان بنزہ فلک ایسا شوخ و چالاک توسن تھا نور خسارے اسکے عالم روشن تھا کہ ابیات

گئی جب ہو منہ عالم سے وہ شب
کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے
جھکایا سر ہزاروں التجا سے
زبان آبرو ہی فتح دے رب
بلا سے جان جاتی ہے گوارا

فلک سے مٹ گئی تصویر کوکب
بشکل برق چمکی گرز و شمشیر
ہوس اب گور سے دست بغل ہے
کہ اے خالق مدد ہو تیری درکار
نہ حاصل ہو کہیں الزام لینا

موذن بول اٹھا اللہ اکبر
کوئی بولا کہاں اب وقت تاخیر
یہ حمزہ نے دعا مانگی خدا سے
اجل کا ہوئے جس دم گرم بازار
نہ ہا پیچھے ہٹے بڑھکر ہما ہوا

امیر با توقیر تو دعا کر رہے تھے اور لشکر گروہ میدان جنگ
کی طرف روانہ تھے شورش روانگی بحر لشکر سیع ہمایوں امیر والا گہر میں بھی پہونچی آپ نے
سر سجدے میں رکھکر دعا ختم کی تھی کہ الواقع خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حال روانگی لشکر
اُسنے عرض کیا آپ نے بھی صندوق سلح سجوگ منگا کر خود ہود اور زرہ داؤدی سے جسم انور کو مزین
فرمایا تیغ صمصام و قمقام حائل کرکے تیغہ عقرب سلیمانی ہاتھ میں لیکر بیچہ سہراب بل کمر سے لگا کر
باہر برآمد ہوئے اور اشقر پر سوار ہو کر جیدہ ہو چلے تھے کہ سامنے سے مالک اژدر اسی ہزار نیزہ داروں
سے آتے دکھائی دیے سنان نیزہ یوں چمکتی تھیں کہ تارے سوا نیزے پر اُترے دکھائی دیتے
تھے بہادران عرب عمامہ نورانی سروں پر باندھے تھے ایک طرف سے لندھور فیل نمایاں ہوا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رات جو گذر چکی ہے عالم سے اب جاتی ہے اور لندھور کا اُسی یعنی رخ روشن
جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ اسی رات کا یہ آفتاب نکلا ہے غرضکہ سب سرداروں سے سلام علیک
کرتے ہوئے در دولت پر امیر آئے کچھ دیر یہاں ٹھہرے تھے کہ جلوس سواری بادشاہ نکلنے لگا
چوبدار برچھی بردار علم بردار وغیرہ سب جلوخانہ سے باہر نکلے سامان بادبہاری آگے بڑھا
بجا سلامی لینے کو ایک طرف ٹھہرا فرنگیوں نے بگل بجایا ارگن کی وردی بجی ارمنی بیلا بجانے
لگے کوس و دہل گڑگڑائے روشنی نمود ہوئی لڑکے حسین و خوبصورت لوٹے تخلخوں کے لیے عود برقی کا
بکٹا اُسیر ڈالتے منقلوں کو جلائے گذر گئے زنانی ڈیوڑھی تک زنانہ سامان آکر پھر گیا کہاریاں
پیاری پیاریاں زیور طلائی میں غرق ناک بھوں فرط نزاکت سے سمیٹے ہوادار بادشاہ کا کاندھے پر
اُٹھائے قریب پردہ سرخ پہونچیں کہاروں نے بڑھکر تخت بدلوایا حضور عالم کے برآمد ہوتے ہی

مردھون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور و غل مچایا امیر نے قبر گاہ پر جا کر اول مجرا کیا پھر لندھور
بہرام فرامرز جمہور وغیرہ ہر ایک تسلیم سے کامیاب ہوا تخت ظل اللہ کو جانب میدان

قلب مین رکھکر لیچلے کہ فرو
وہ عظم و شان لشکر دیکھکر واہ
فلک بھی کہہ رہا تھا اللہ اللہ

غرض ہنگام سحر نور کا تڑکا نقیب منقبت خدا کرتے ہوئے سوارون کے گھوڑے ہنہنے بجتے ہوئے
باجے عربی بجے کوس و نقارے بجتے ہوئے سوے رزمگاہ روانہ تھے اُدھر صبح ہوتے ہی ملکہ
زیور جادو خواب مرگ سے اُٹھکر لشکر ساحران تیار کرکے میدان کی طرف چلے دنیا مین خرابی
اس تحبہ نے ڈالی آندھی آئی کالی روے ہوا پر ابر آکر چھا گئے ساحرون نے اژدر اپنے اڑائے
پر جورات کو قابو مین آئے تھے اُنکو بلا کر امتحان کیا کنکری کو پہاڑ بنایا پہاڑ کو کنکر کیا درخت چلاتے
دریا کو جوش مین لاتے کوہ و دشت مین تزلزل ڈالتے طائران سحر کو اُڑاتے ہوئے میدان مین پہونچے
ایک طرف سے لقاے گمراہ ہاتھیون پر تخت کھچوائے خواصی مین بختیارک ایسے شیطان کو
بٹھائے رن پر چڑھا لشکر کو ہیان و باخبریان ہنستا ہوا ساتھ تھا غرض جب یہ دونون گروہ
انبوہ انبوہ وارد میدان مصاف ہوئے ظلمت و نور کا مقابلہ شب بدر قدر کا سامنا تھا ایک طرف
وحدہ لا شریک لہ کے ماننے والے ایک طرف اپنے خدا کو ساتھ لیے لیک حق پر دوسرا ناحق پر
لڑنے پر تُل گئے ساحرون نے دُھرد بجایا بجلیان چمک کر گرین صحرا جو آڑ رن کی تھا اُسکو جلا دیا
ابر سحر برساکر گرد و غبار بٹھا دیا میدان پاک صاف ہوا آئینہ بزم مصاف ہوا صفین ترتیب پذیر
ہوئین ملکہ زیور جادو اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑی ہوئی صبح کا وقت
تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکل آیا ہے امیر نے اُسکی صورت کو دیکھکر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو
خداے تعالیٰ اُسکو ہدایت فرماتا اور مسلمان ہوتی دولت حسن ضایع نہ جاتی کسی مسلمان کے
کام آتی غرضکہ شورش لشکر ترقی پر ہوا روے ہوا پر اژدر پھنکارنے لگے روے گیتی اژدر سے
سوگیا منقلین دھڑ دھڑ جلنے لگین شعلہ رو جادوگرنیان بھڑک اُٹھین طاؤس و ہنس پر اُڑ کر جو کا
سامری کے غل مچا کر سیرقون کو جلوہ دیکر قاصد ہوئین کہ صف لشکر اسلام پر جا پڑین اُسوقت
نقیبون نے نکلکر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب سب کنارے ہوئے ملکہ زیور بہزاران ناز و ادا
و تبختر سامنے تخت لقاے خرس بادیہ ضلالت کے آکر اجازت طلب ہوئی اُس گبر نے کہا کہ جا تجکو

اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ وہان سے تخت اُڑا کر سامنے لشکر اسلام کے نا میدان مین پہونچی
اور پکاری کہ اے بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے مقابل مین اسکی نہیب دینے سے یکایک
صف دست چپ مین طبل و نقارے بجے اور تہمتن خان خاوری ماموں شہزادہ قاسم کے
گھوڑا اپنا اُٹھا کر سامنے تخت ظل اللہ کے آکر اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے انکو سپرد خدائے پاک
کیا یہ بہادر مرکب اُڑا کر لطف چالاکی دکھاتے جولانگاہ پر آکر مقابلہ ساحرۂ بد سیر مین پہونچے انکو
دیکھکر ساحرہ نے ایک قہقہہ مارا اور ایک طرف کو منھ اُٹھا کر پکاری کہ ارے ابھی تک تو نہ آیا کہان
مر رہا ہی اتنا کہنا تھا کہ بونڈلا گرد کا جنگل کی طرف سے اُٹھکر قریب تر آیا اور اُسمین سے ایک سوار مسلح و مکمل
اسپ تازی نژاد پر سوار نکلا برچھا ہلاتا ہوا سامنے زیلور کے ہو نکر عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ مین تو یہین
حاضر تھا آپ کیون غصہ فرماتی ہین جو کہیے بجا لاؤن زیلور نے کہا کہ یہ جو سامنے تیرے کھڑا ہی تجکو قتل
کرنے آیا ہی اس سے سمجھ لے اور جو کوئی بعد اسکے اور آئے اُسکو بھی مار نا کہ ان لوگون نے خداوند با خبر
کو بہت عاجز کر رکھا ہی یہ سنکر اُس سوار نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور مقابل تہمتن خان ہو نکر اُسنے
ایڑھ گھوڑے کو زور سے کیا کہ گھوڑا اُسکا لرزنے لگا اور اسطرح اُس گھوڑے نے بیٹھ اپنی جھرجھرائی
کہ جسطرح مرکب پھریری لیتے ہین بس پھریری لیتے مین زین کے اندر سے ایسا غبار نکلا کہ آندھی
آگئی اور دنیا کالی ہو گئی لشکر اسلام مین پھر کچھ نہ دکھائی دیا امیر بھی غافل تھے انکی بھی آنکھین
بند ہو گئین اب جو آنکھ کھلی اور زمانہ روشن ہوا سبنے دیکھا کہ تہمتن خان خاوری کا وہان پر
سر کٹا ہوا پڑا ہی لاشہ خون مین تڑپ رہا ہی سر سے لہو تازہ جاری ہی ایڑیان جو رگڑی ہین میدان
مین گڑھے پڑ گئے ہین صاحب طاقت کا دم مشکل سے نکلا ہی یہ حال دیکھکر اہل اسلام آبدیدہ ہوئے لاش
اس بایان کی اُٹھوا منگائی اور یہان سے فیروز خان خاوری نے جا کر اُس سوار کا مقابلہ کیا
اُس سوار کے گھوڑے مین نہین معلوم کتنا غبار بھرا ہوا تھا کہ ہر بار وہ بیٹھ جھاڑ کر نکالتا تھا اور دنیا
کو سیاہ کرتا تھا پھر جو دیکھیے تو سامنے لاش سبا ندر روز ہیجا کی پڑی نظر آتی تھی کہ آنکھین حسرت آلود
کھلی ہین گردن کٹی ہی صورت زیبا خاک و خون مین ملی ہی اسی طرح تا بہ شام وہ سوار میدان مین کھڑا رہا
اور مبارزان ملک خاوری یکے بعد دیگرے اُسکے مقابلہ مین جا یا کیے اور قتل ہوا کیے چالیس سردار
شہر خاور کے اُسکے روبرو گئے مگر ہلاک ہو گئے پچھلا پہر دن باقی تھا کہ امیر نے قصد میدان مین

نکلنے کا کیا بختیارک ارادہٗ امیر سمجھ گیا اُسنے طبل بازگشت بجوادیا ملکہ زیور میدان سے پھری سوار گھوڑا ڈالکر جانب صحرا چلا گیا لقا ہنستا ہوا زیور پرسے زر و گوہر لٹاتا پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکروں نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے ملکہ زیور بارگاہ لقا میں آکر بیٹھی اور مصروف میخواری ہوئی بختیارک نے کہا اے ملکہ کیا کہنا کیا خوب پاکیزہ سحر ہی اور واہ کیا اچھی طرح تم لڑی ہو لیکن امیر کے اسم اعظم کی تمنے کچھ تدبیر نہین کی امیر کے نکلنے کا ارادہ مین پہچان گیا وہ آتے تو تمھارا سوار زندہ نہ رہتا یا تو ماش کا آٹا ہو جاتا اور اگر ساحر تھا تو جہنم مین جاتا زیور نے کہا ملک جی مین دھوکے کی لڑائی نہین لڑتی ماش کے آٹے کا سوار کیسا یہ سوار طلسمی ہی اور امیر آتے تو کیا ہوتا یہ سوار نہ مارے مریگا نہ کاٹے کٹیگا تم اطمینان رکھو اور آج پھر طبل جنگ بجوادو لشکر دشمنون کا بہت ہی لڑتے لڑتے بہت عرصہ گذرے گا مین چاہتی ہون کہ جلد فیصلہ ہو جائے بختیارک نے کہا اے ملکہ بھولے بھی سوار کا ذکر سر دربار نہ کرنا ورنہ مار ڈالنے والے بھی بہت بیٹھے ہین وہ بغیر مارے نہ چھوڑینگے زیور نے کہا کیا تمنے مجھکو دیوانہ بنایا ہی یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیدیا پھر وہی شورش وہی ہنگامہ برپا ہوا تا دیر زیور اُسی مقام پر رہی جب شہسوار زرین کلاہ آسمانی صحرائے مغرب کی طرف گیا اور ساحرۂ شب کا بارگاہ عالم مین داخل ہوا کہ ابیات

ہوا تاریک عالم جب ہوئی شب	طلسمی ہی جہان کا کارخانہ
چراغ آسمانی سب بجھے کوکب	کبھی شب ہی کبھی دن کا اجالا
	ساحرہ اُٹھکر اپنی بارگاہ مین

ادھر امیر کشورگیر کو نفیر و طبل جنگ بجنے کی صدا ہلکارون سے پہونچائی ادھر بھی نقارے سکندری و شاہی گڑگڑایا دلاوروں مین اُسی چرچے کا زمانہ پھر آیا اپنی اپنی جگہ پر آکر پھر وہی منچلا پن جتانے لگے وہی تیز پانی ہی شوخیان جتانے لگے کہین تلوار چرخ پہ چڑھی کہین تیر و کمان کو آبدار ملی کسی نے زرہ درست کی کسی نے طبع شست چاق و چست کی ادھر ساحرون مین سحر کے جگانے کی گرم بازاری رہی پڑھنت زبانون پر جاری رہی چار پہر رات یہی مشغلہ رہا جب مشعلۂ افروز عالم نور آفتاب ہوا عالم باآب و تاب ہوا کہ ابیات

جبین صبح پر اک نور آیا	گلابی رنگ پایا بام و در مین
کہ جب اُس رات نے انجام پایا	شفق نے روشنی بخشی نظر مین

ہنگام سحر امیر باکرم مسجد کعبہ پاس سے اُٹھکر جلوخانۂ شاہنشاہی مین آکے بادشاہ اُسی شوکت جاہ سے

برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا قلب لشکر مین بسان قلب تحت حضور لیکر جانب رزمگاہ
مردان جنگ آزما چلے کوس نقارے اور دہل گرجنے لگے نسیم سحری چلتی تھی یونہین سی خنکی تھی
باجے خوش نوائی کے ساتھ بجتے تھے بہادر تنتے تھے اسی کر و فر سے وارد دشت مصاف ہوئے
اُسطرف سے لقا سے گمراہ بھی فوج لیے آیا زلور جادو نے آکر ساحران نامی کا میدان مین پرا جمایا
سامری جمشید کے نعرون کی صدا سے دُنیا بھر گئی بجلی سحر کی میدان صاف کر گئی نقیب چاؤش
للکار کر کنارے ہوئے زلور نے پھر اجازت لقا سے لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور
مبارز طلب کیا اُدھر سے آج امیر نے قصد اوّل ہی نکلنے کا فرمایا اُسوقت ابو الفتح سے میدان
قرق کرنے کو اشارہ کیا اُسنے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار کل ہم عیار دربار کفار مین حاضر تھے کہ
ساحرہ نے بختیارک سے کہا کہ یہ سوار طلسمی ہے اور آدمی آنے کا نہین ہے امیر آئینگے بھی تو کیا
کرینگے اسی سبب سے مین جانتا ہون کہ آپ تشریف نہ لیجائین مبادا اسم اعظم پر کوئی آفت آئے
تو تباہی لشکر کا سامان ہوگا آج یہ غلام تدبیر معقول اُس سوار کی کریگا جب آج مجھسے کچھ نہو سکے
اُسوقت آپ کو اختیار کل اُسی سوار کی فکر مین گیا تھا کچھ پتا اُسکا نہ معلوم ہوا مگر آج بہادرونکو
تو لڑنے جانے دیجیے اور مین سوار کی تدبیر کرنے پہلے سے جاتا ہون آپ کچھ فکر نہ کیجیے امیر نے یہ شکر
عرض کو اُسکی پذیرا کیا اِس عرصہ مین آج دست راست کی صف سے سرداران شاہزادہ بدیع
و نور الدہر مثل فضل بن گیا ہود وغیرہ مقابلۂ ساحرہ مین حسب اجازت بادشاہ گئے سوار
طلسمی اُسی طرح صحرا سے آیا اور گھوڑے نے اُسکے پیٹھ کو جھڑ جھڑایا غبار نکلکر تاریکی چھائی اور
لاش لڑنے والے کی جب روشنی ہوئی تو نظر آئی تا بشام یہی معرکہ گرم رہا ساحرہ نے امیر کا نام لیکر
نہ پکارا نہ آپنے حسب وعدہ ابو الفتح نکلنے کا ارادہ قریب شام طبل بازگشت بجا لشکر دونون
طرف سے لقا آج بہت خوش تعریف زلور کرتا ہوا بارگاہ مین آیا امیر پھر کر اپنے لشکر مین آئے
کمر کھولکر آسودہ ہوئے ابو الفتح آج پہلے ہی سے جنگل مین صورت بدلے ہوئے چھپا ہوا تھا کہ دیکھون
سوار قدرت کہان جاتا ہے الغرض جب سوار قدرت پلٹا اُسنے دیکھا کہ یہ آگے جنگل مین ٹھہرا اور
ہر طرف دیکھکر سامنے ایک چشمۂ آب صاف کا بہ رہا تھا اُسمین مع مرکب کود گیا اور غوطہ کھاکر
غائب ہوا اِس عرصہ مین بالکل شام ہوگئی تھی وہ وقت تھا کہ ضیاے خورشید بھی دریاے ظلمت

مین ڈوب گئی تھی اور چشمۂ افلاک مین کنول ستارون کے تیرتے نظر آتے تھے کہ ابیات

چھپے خط شعاعی جا بجا سے	چمکے جی التماس مدعا سے
ہوا خورشید پر احسان اکرام	بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام

ابوالفتح سوچا کر اس چشمے مین جانا کاری دارد اور آج پھر
ساحرہ نے طبل جنگ بجوایا ہوگا کل پھر یہی معرکہ لشکر اسلام پر آج کا سا در پیش آئیگا بہتر ہی کہ کوئی
تدبیر کردن آخر سوچے سوچتے اُسنے صورت اپنی ایک زن حسینہ و جمیلہ کی ایسی بنائی کہ زلف
اُسکی جو دیکھے آشفتہ سری حاصل ہو سنبل لیلا کیا اُسکے مقابل ہو دل سودا زدہ کو سلسلۂ جنبانی
عشق وہی سلاسل کرے دل عشاق اِسی کا پابند رہے گیسوے سیہ کے پاس جبین کا چمکنا وہ کالی
رات تو یہ ماہتابان یا شب سے سحر صادق کا طلوع ہونا بدران ابرو دن کے سامنے اپنے تئین بتاتا ہی
مگر ہی کب اُنکا سا اپنے تئین پاتا ہی ترک حسن نے قتل کی تلوارین بنائی تھین تیوریان چڑھین
تو دو تلوارین کھچی نظر آتین تھین دل عشاق پر انکے چڑھنے سے خنجر چل جاتے کشتگان پر بجلی جاتے
آنکھین وہ کہ جنکے سامنے ہر دل بیمار نرگس کو بھی اُنھین کے عشق کا آزار دام غم مین آئے گرفتار
شب و روز انھین آنکھون کی یاد مین ہر ایک بیدار پلک سے پلک نہ لگی جب اُنسے آنکھ لگی باد ام کی طرح
دل مردم پہ کسی جادو نے کہان ایسی طاقت پائی سامری کو یہ شعبدہ بازی کہان آئی معجزہ ان
آنکھون کو یہ حاصل کہ بایک ایما و اشارہ مردہ دل زندہ ہوتا ہی یہ سحر سامری کب کر سکتا ہی چہرۂ
تابان مین مینی کا ہونا سبحان اللہ نیا اعجاز ہی کہ الف نور کا مابین خورشید کھچا ہی کاتب قدرت نے
نیا خط نور لکھا ہی کان ہر ایک جواہر کے کان فریاد عاشق سُننے مین انجان آئینۂ رخسار کے سامنے
پانی پانی لب لعلین بہتر از عقیق یمانی دانت ہر ایک ہیرے کی کنی جان عشاق لینے پر دھنی دہن
تنگ کی ایسی تنگی کسی غنچے نے کب پائی یہ خلاق عالم کی ہی قدرت نمائی کہ بے نشان ایک چیز بنائی
اُسکو دیکھکر چشمۂ حیوان بھی ظلمات مین نہان ہی سب پوچھتے ہین کہ کہان ہی چاہ ذقن مین آ کے
ڈوبنے کی دلون کو ہوس بحر حسن کا گرداب ہی اُس کنوئین مین گر کر یوسف کا دل بھی نہ نکل سکے پستان
سینہ پر ایسے کہ کوئی انار نہ پھل سکے سرو ساقد اُسپر یہ ثمر قدرت خالق مشک و تر کہ ابیات مسدس

جان سو جان سے ہے خوبی پستان نگار	سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار	ٹوپیان بازو پہ قدرت کی ہین یا بہر شکار
یا ہوے قمقمے دو نور کے روشن اک بار	دو یہ گلدستے کہ بام دھرے ہین گویا	منقلب نوک کرکے یا جام دھرے ہین گویا

کبھی چھاتی سے ڈوپٹا جو وہ ہٹ جاتا ہی	شرم سے جسم وہین اُنکا سمٹ جاتا ہی	رُخ ڈوپٹے کے اُلٹنے کو پلٹ جاتا ہی
دم یہان عاشق بیدم کا اُلٹ جاتا ہی	بند محرم کے جو ہر وقت کسے رہتے ہین	جان و دل طرفہ بندش مین پھنسے رہتے ہین
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل	ایسی قاتل چھلاوے کا کبھی دل آجاوے نکل	نازکی ایسی ہی کمر چلنے مین سو کھاتی ہی بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل	رنگ لاتی ہی غضب طبع مین رنگینی ہی	دورا بھی نام خدا دھیان یہ خود بینی ہی

بس اُس مہ پارہ نے ایک تھالی ہاتھ پر رکھی جو مکان اُسمین جلتی ہوئی اور زیور طلا کار سے جسم کو آرائش دی اور کنارے اُس چشمے کے آئی دو تین پتھر بڑے بڑے اُٹھا کر اُس چشمے مین گھما گھم ڈالے کہ تمام پانی اُسکا تلے اوپر ہوگیا اور چشمہ مین بڑا تلاطم ہوا سوار سحر گھبرا کر باہر نکل آیا اِسنے دیکھا کہ وہی شخص ہی جو میدان مین جایا کرتا ہی مگر اسوقت گھوڑا نہین ہی اور اسلحہ نہین ہی غرض جب وہ سوار باہر آیا اِسنے اُس لالہ فام قلزم حسن کو کنارے اُس چشمہ کے کھڑے پایا پکارا ای گوہر یم خوبی و آشنائے بحر محبوبی یہ پتھر تو نے ہی اس چشمہ مین پھینکے تھے اُسنے کہا کسے کیا مطلب تم جاؤ ہمنے جس لیے پھینکے ہین وہ آپ ہی آئیگا وہ سوار قریب اُسکے آیا اور اُسکی صورت دیکھکر بیقرار ہوا اور پھر اِس صفائی اور ڈھٹائی پر تو مر ہی گیا اُسنے کہا ای پیاری یہ بُری حرکت تمنے کی کہ اسمین ہم بیٹھے ہوے تھے اور تمنے پتھر مارے اس غواص محیط خوبی نے سنکر کہا مین کیا جانون کہ نگوڑے دریا و ن مین بھی آدمی رہتے ہین اچھا اب نہ پھینکون گی ای میان تمھارے چوٹ تو نہین لگی اگر لگ گئی ہو تو تم مجکو مار لو یہ کہکر پکاری کہ یا خداوند تو اُس ہوے سے بدلا لے کہ جسنے مجکو یون خراب خستہ کیا اُس سوار نے کہا ای مایۂ حسن و داد گوہر دریاے ضیا و صفا یہ تو بتلا کہ کس نے تجکو خراب کیا اور کیون تو اس جنگل مین آئی اور چشمے مین سنگ زن ہوئی اُسنے ایک آہ کی اور کہا کہ بیت

تلخ جینا ہو ہمین اور مزے وہ لوٹین	روتے دیکھین ہمین جب لگے ہنسنے چھوٹین

اُس سوار نے کہا مین تیری ہر آن پر نثار اور ادا پر صدقے بتا کہ کسنے تجھے ستایا ہی یہ اپنا حال تو نے کیا بنایا ہی اس نازکبدن نے کہا ای میان اب تمسے کیا پردہ رہا اور چھپاؤن نگوڑا کہا تک اب تو آوارۂ دشت ادبار مین ہو چکی ذات برادری سے گئی مان باپ چھوٹے نہین کی رہی مین قلعۂ عقیق کوہ کی رہنے والی ہون اور نیچ قوم نہین اُتم ذات کی ہون اب اپنی ذات

کیا بتاؤن خیر اسکو تو ہمین تک رہنے دو میرے گھر مین ایک چھوکرا نوکر تھا کاروبار گھر کی ٹہل کرتا
تھا وہ مجکو دیکھکر فریفتہ ہوا اور مین بھی اُسکے دم مین آگئی اُسنے مجکو یہ سکھایا کر پوجا کرنے کے بہانے
سے سرشام تالابون پر جایا کرو مین دوسرے تو اکیلی آئی اور پھر گئی آج اُسی سے وعدہ ہی کہ
تالاب پر اُتر کی طرف جانا اور ڈھیلے اس چشمہ مین پھینکنا مین پہلے سے اُسمین اُتر کر بیٹھ رہونگا
جب ڈھیلے تم پھینکو گی مین نکل آؤنگا سو اُسی کے لیے مین نے یہ ڈھیلے پھینکے تھے اُسکا تو کہین پتا
نہ لگا تم البتہ نکل آئے یہ تو بتاؤ کہ تمسے بھی کیا کسی سے وعدہ اِسی طرح کا تھا اُس سوار نے یہ سنکر
قہقہہ مارا اور کہا یہ بھی کچھ قاعدہ کلیہ ہی کہ جو آشنائی کرے وہ تالاب ہی مین آکر بیٹھے یہ کہکر اُس
گوہر گرانمایۂ بحر حسن کو گلے سے اُسنے لگا لیا اور کہا اِی سراپا ناز یہ آئین بھی قدرت کے کھیل کے
ہین خداوند نے تیری آبرو بچائی نیچ قوم کے ہاتھ سے عزت برباد جاتی وہ لونڈا ٹہلوا تو نہین معلوم
کہ کسی سردار کی بیٹی ہی نہین معلوم سوداگر زادی ہی تجکو اُس سے بھلا کیا نسبت خوب ہوا کہ تو اس
تالاب پر چلی آئی وہ لونڈا مارے ڈر کے جنگل مین آیا نہین تجکو رو دا اُسنے بھیجا شاباش تیرے دلکو کہ تو
اُسکی محبت مین چلی آیا کی اسی طرح سمجھ لے کہ ہر بات مین وہ نکل جائیگا اور تجھسے دغا کریگا اِی نازنین
تیرے لیے سردار زادہ کوئی ہو تو زیبا ہی خبردار ایسا امر کبھی نہ کرنا کہ نیچ سے بیت کر کے اپنی عزت
دنیا اب اگر تو محبت کرنا چاہے تو مین سردار طلسم ہوش ربا کا ہون اور ملازم ملکہ زلور جادو جو
مصاحبۂ خاص شاہزادہ جادوان **افراسیاب** عالیشان کی ہین اُنھون نے بڑی محنت کر کے
مجکو پالا ہی اور سحر بند کیا ہی مین حمزہ سے لڑنے کو آیا ہون اور اُنکے حکم سے اس تالاب مین رہتا ہون
تجکو مال دنیا سے مالامال کر دونگا اُس نازنین نے کہا کہ محبت تو سچ پوچھو یون نہین ہوتی کہ
یکایک مین تمسے کرنے لگون تم بھی میری کچھ دنون منت کرو پانون پہ سر دھرو اور میرے گھر آیا
جایا کرو اور خاطرداری کرو نہین بڑھتے بڑھتے محبت بھی ہو جائیگی یہ سنکر وہ سوار اُسکے پاؤن پر گرا
اور کہا اِی جان جہان اچھا تو اب اپنے اُس لونڈے کا خیال چھوڑ کر میرے گھر مین تو چل اُسنے کہا
میرے گھر مین سب راہ میری دیکھین گے دیر ہوگی تو سب پیچ جائینگے اُدھر کو وہ لونڈا راہ دیکھکر
کسی تالاب پر سے گھر جائیگا تو اور بھی آفت ڈھائیگا مجھسے خفا ہو جائیگا مین اُسپر مرتی ہون اگر وہ
خفا ہوگا تو مین جان مجھ یہ دون گی اُس سوار نے کہا کہ ایک لمحہ بھر کے لیے کوئی خفا نہوگا اور ہم خداوند لقا سے

کہکر تیرے ماں باپ کو راضی کر دینگے تیری عصمت کی خداوند سے گواہی دلوا دینگے اُسنے کہا کچھ
ہی کیوں نہو میں تیرے ساتھ نہ جاؤنگی تو مجکو وہاں لیجا کر بے عزت کریگا اور میں جانتی ہوں کہ
کہ جو میری گت بنائیگا مردوے حواس میں آ تو مجھ اکیلی عورت کو پاکر تو نے پاؤں پھیلائے ہیں
ایسی گیگلی نہیں ہوں مجھے سب میری دائی بتلا چکی ہے کہ اسطرح مردوے عورتوں کو اپنے پاس بلاتے
ہیں اور اپنی جورو بناتے ہیں سُن اے شخص میں کسی کی جورو نہوں گی جو چوری کی مٹھائی میں مزا ہے
وہ کسی میں نہیں ہے میں صحبت نہ کرونگی وہ سوار بھولی بھولی باتیں سُنکر اور اُسکو گود میں اُٹھا کر
تالاب میں کود پڑا ہر چند وہ تڑپی اور بیتاب ہوئی مگر اُسنے نمانا جب اُسکی آنکھ کھلی اور تہ پر
پاؤں لگا دیکھا کہ یہاں پانی نہیں ہے ایک مکان بنا ہے چھت پردے چلمنوں سے آراستہ ہے
پلنگ جواہر کار گستردہ ہے نیچے اُسکے مسند بچھی ہے ہمہ اشیاے راحت و نعمت دھری ہے وہ ساحر
آخر مسند پر بیٹھا اسکو پہلو میں اپنے لبھا کے بٹھایا اور پکارا کہ اے جان جہاں یہاں ٹھہر کر ایک
جام شراب پی لے پھر تجکو میں تیرے گھر پہونچا دونگا مگر تیرے فراق میں یقین ہے کہ میں زندہ نہ ہونگا
مدت سے میں ملکہ زیور کو پیار کرتا ہوں لیکن وہ میری مالک ہیں اسوجہ سے رازِ دل اُن سے کہہ
نہیں سکتا خداوند نے اُنسے بہتر تجکو میرے لیے بھیجدیا ہے اب کیا پرواہ ہے اُس گلبدن نے انگوٹھا
دکھایا کہ تیرے مُنھ کو جُھلسا میں تیرے کہنے پر عمل کروں یہ کبھی نہوگا اب ہاں اس ماہ پیکر نے
ہنگامہ گرم بازاری ناز و غمزہ کا گرم کیا کہ ابیات

کہ چشم شوخ مصروف حیا تھی
نہ تھے اسطرح چرچے انجمن میں

نگاہوں میں تصور کو نہ جا تھی
قدم واقف نہ تھے نقش نے میں سے

نہ تھیں بیہوشیاں کیف سخن میں
زبان تھی آشنا ہاں و نہیں سے

وہ ساحر اسکے لپٹا جاتا تھا آخر اسنے کہا مرے آگ لگ جائے تیری مستی پر اگر میں اس دریا پر
نہ آتی تو تو کس سے یہ چھیڑ چھاڑ کرتا لے اب مجکو گھر جانے دے میں مارے بھوک کے بُرا حال ہے اسنے
کہا کھانا یہیں موجود ہے کھا لو تو ہمارے سر کی قسم پھر ہم جانے دینگے اُسنے کہا کہاں ہے وہ سوار اُٹھا کہ
کھانا لاؤں اسنے کہا نہیں ہم آپ لائینگے تو بتا دے اُسنے کہا دیکھو وہ سامنے تپائی پر خوان کسا
رکھا ہے یہ ناز کبدن اُٹھکر اُس خوان پاس آئی اور کہا میں پہلے دیکھ لوں کہ اسمیں کیا کیا ہے تو لے بھی
جاؤں اور جو کچھ میری پسند کا نہوگا تو نہ کھاؤنگی یہ کہکر خوان کو کھولا وہ ساحر تو اپنی جگہ پر

بیٹھ رہا تھا اور اسکی آن دادا کا دیوانہ تھا اُسنے وہان خوان کھولکر کھانا جو کچھ اسمین تھا اسکو مغفت
بدارو بیہوشی کیا اور لیکر پاس اس ساحر کے آیا کھانا سامنے چنا اور آپ بھی بیٹھا پھر نوالے کچھ
بنا کر اس ساحر کے مُنھ مین دینے لگا اُسنے کہا اے گلفام تم آپ کھاؤ اور لاؤ مین تمکو کھلا دون اُسنے
کہا اے شخص اب کچھ کچھ تیری محبت آتی جاتی ہے ہمارا مردہ دیکھے جو ہاتھ سے ہمارے نہ کھائے
ناچار اُسنے خوش ہو کر مُنھ کھولدیا اُسنے چند لقمے اُسکو کھلائے اُسکو گرمی معلوم ہوئی کہا
ٹھہر جاؤ مین پانی پی آؤن جبتک تم کھاؤ یہ کہکر اُٹھا طمانچہ بیہوشی نے مارا کر چیخ کھاکر گرا ابوالفتح
نے فوراً خنجر کھینچکر مارا مگر خنجر اچٹ گیا اُسنے سیسہ کرچھے مین گرم کرکے ہنسی سے مُنھ کھولکر پلادیا کہ
دل و جگر اُسکا جلگیا اور آواز گیر ودار کی پیدا ہوئی وہ تالاب اور مکان بالکل سب نابود ہو گیا
ببر روتے ہوئے زیور کی طرف گئے اور یہان ابوالفتح نے دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہے وہ
مکان اور تالاب کچھ نہین ہے یہ اُس غار مین اُترا دیکھا کہ وہ سردار جو مارے گئے تھے امیر وہ سب
اُس غار مین ہین اور وہ گھوڑا بھی کہ جس پہ یہ سوار چڑھکر میدان مین جاتا تھا بندھا ہے مگر قریب جاکر
جو دیکھا تو پاش کے آٹے کا ہو گیا ہے اور ایک تختی اُس سوار کی جھولی سے تلاش کرنے مین ملی وہ
تختی ابوالفتح نے لے لی اور سردارون کو لیکر اپنے ہمراہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور رات کو
ملکہ زیور نے اس خیال سے طبل جنگ نہ بجوایا تھا کہ دو دن برابر میدان داری سوار کر چکا ہے
ایک روز اُسکو آرام ملنا چاہیے اب کل کے روز پھر لڑون گی اور اُسکو اطمینان تھا کہ میرے سوار
پاس تختی ہے کہ اُسکے سبب سے وہ طلسم بند ہے وہ امیر کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اسطرح سے کہ
جیسے لقا بدار گریان و خندان امیر کے ہاتھ سے مارے نہ گئے اور اُنکو عمرو نے عیاری کرکے مارا
حال ہفت در بند فرعونیہ آخر ایرج نامہ مین ہے الحاصل کچھ دیر بارگاہ لقا مین ٹھہر کر بختیارک
سے صلاح کرکے اپنی بارگاہ مین آکر یہ آرام پذیر ہوئے تھے رات آدھی کے قریب آچلی تھی کہ
یکایک ببرون کے رونے کی صدا کان مین آئی یہ گھبرا کر اُٹھی سحر پڑھا کہ ببر سامنے آئے یعنی چند
طائر سامنے آکر گرے اور پکارے کہ اے ملکہ ایک ساحرہ تالاب مین سوار طلسمی کے آئی اور اُسنے
آکر اُسکو مارا امیر کے سردارون کو چھڑا کر لیگئی یہ کہکر وہ طائر غائب ہوئے اور زیور یہ خبر سُنکر بدحواس
ہو گئی کہ اب بڑی مشکل پڑیگی پھر دلکو کڑا کرکے گویا ہوئی کہ خیر سمجھ لیا جائیگا یہ خدا پرست کہان جائیگی

میرے ہاتھ سے مگر حیران تھی کہ ساحرہ کون تھی جو دہان گئی اے جب مین گھر سے چلی تھی تو سوار کو پہلے
سے مین نے بھیجدیا تھا اور وہ بھی اسی جگہ آ گیا رہا تھا کہ پتا اُسکا ملنا ممکن نہ تھا اچھا اب اور کچھ تدبیر کرونگی
یہان تو یہ اس تردد مین تھی اُدھر ابوالفتح نے سب سردارون کو لاکر داخل بارگاہ سلیمانی کیا امیر بھی
دربار برخاست کر چکے تھے لیکن خبر سُنکر خوشنود ہوے سردارون نے خلعت آکر ابوالفتح کو دیے
اور بہت خوشی لشکر اسلام مین ہوئی وہان رات کو زیور فکر مین سوئی نہین کروٹین لیا کی اُسوقت
ایک خواص خاص نے اِسکی اُسکو متردد دیکھکر کہا کہ ای ملکہ آپ کو فکر کس بات کی ہی اگر ان مسلمانون کی
فکر ہی تو مجھے ارشاد ہو کہ مین جاکر کام آن خدا پرستون کا تمام کرون زیور نے کہا اس سے کیا بہتر ہی
مطلب سے مطلب ہی تم ہی سہی اُس خواص نے کہ جوشن جادو اسکا نام ہی اجازت پاکر تیاری
کی اور اُسی رات کو بارگاہ زیور سے نکلکر جنگل کو روانہ ہوئی اتفاق روزگار سرہنگ عیار اِس
فکر مین لشکر ساحران مین آیا تھا کہ ہوسکے تو زیور پر کوئی عیاری کرون اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر
بارگاہ سے نکلکر لشکر کے باہر جاتی ہی بس یہ بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا وہ ساحرہ کچھ دور چلکر اُڑی
اور صحرا مین قریب درہ کو ہ پہونچکر اُتری اور زمین کو وہان کی لیپ کر آگیاری کرکے اُسنے چاہا کہ سحر کرون تاکہ
آفت لشکر اسلام پر نازل ہو سرہنگ تو اسکے پیچھے چلا ہی تھا ڈھونڈھتا ہوا اِدھر پھر آیا اور اُسنے
دور سے اُسکو دیکھا بس فوراً صورت ایک ساحر کی ایسی بناکر راہ کترا کر ایک رسی ہاتھ مین لیکر درہ کوہ
مین سے نکلا اگر کہتا ہوا کہ واہ ری رسی واہ ری رسی مین نے آج تک کوئی قدر تیری نکی اگر چاہتا تو
خدا پرستون کی لڑائی فتح کر لیتا خیر اب کل تجھسے کام لونگا یہ کلام جوشن جو بیٹھی تھی اُسنے بھی سُنے اور اُسکو
پکارا کہ بھائی ساحر ذرا یہان آؤ یہ اُسکے سامنے گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا مین تو جوشن جادو
ملازم زیور ہون لیکن تم بتاؤ کہ یہ رسی کی کیا تعریف کر رہے ہو اور کل کیا کروگے اُسنے کہا دیکھ لینا کہ جو کچھ
کرینگے اُسنے کہا آخر ہم بھی تو سُنین اُسنے جواب دیا کہ یہ رسی ہمارے پاس جادو کی ہی اگر کہو تو تمام عالم
کو اس سے باندھ لین اُسنے کہا واہ یہ رسی تو خوب ہی ہمکو دو ذرا دیکھین کس طرح کی بٹی ہی یہ سُنکر
سرہنگ قریب اُسکے لایا اور کہا اجی جادو بھی میرا راز کھلگیا وہ دیکھو تمہارے پیچھے کھڑے سُن رہے تھے اُسنے
اسکے کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھا اُسنے وہ رسی نہ تھی کمند تھی اُسکے حلقے گردن مین پہنا دیے اور جھٹکا مار کر حلقے گردن
مین کچے ہوئے اُسنے گراکر خنجر سے سر کاٹ لیا غل و شور برپا ہوا کہ ارے مارا جوشن جادو کو لاش اُسکی بونڈے لیکر

دیتے ہوئے سامنے زیور کے لائے اور کہا اِسطرح ایک ساحر نے اِسکو مارا زیور بہت ہی پریشان ہوئی کہ یہ ساحر کون ایسے دشمن لگے ہوئے ہین اِس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ جوشن طلائی مہر بازوے فلک پر بندھا اور بار ماہ لنگن شاہد شب کی کلائی سے اُترا کر

بیت

کھلا نقطہ مثلث کے معانی ✣ نور و دہشت کی تھی مہربانی ✣ صبحدم لقا دربار مین آکر بیٹھا زیور بھی آئی سجدہ کیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی اُدھر امیر بھی دربار مین آئے پادشاہ سریر جہانبانی پر آکر رونق افروز ہوئے ابوالفتح کو خلعت عنایت کیا حال قتل سوار سُنا پھر ابوالفتح نے حال قتل جوشن بیان کیا سرہنگ کو بھی خلعت فاخرہ ملا وہان زیور کو چپ چپ دیکھکر بختیارک نے کہا ای غنچہ گلزار حسن آج کیا اُدس ٹپری ہو کہ وہ گل کی روش خندہ زنی نہین کرتی ہو زیور نے کہا ملکہ رات کو میرا سوار مار ڈالا گیا اور ایک خواص خاص بھی کام آئی اور مین حیران ہون کہ خبر نہین کہ ایک کو تو ساحرہ نے مارا اور ایک کو ساحر نے بختیارک نے کہا لیجیے مبارک باشد لگا تو لگ گیا ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی اُنھین یا اُنکے سردارون کو ستائے اور پھر زندہ رہے ای زیور وہ ساحر اور ساحرہ نہ تھے وہ عیار تھے یا تو سرہنگ تھا یا ابوالفتح تھا یہ اُنھین کا کام ہو تم گھبراتی کیون ہو ابھی تو دیکھو اور کون کون مارا جاتا ہو یہ سُنکر اُسنے کہا ابوالفتح کون شیطان نے سب سے عیارون کے بتائے اُسنے کہا تو مین ابھی جاکر اُس موئے کو پکڑے لاتی ہون بختیارک نے ہر چند منع کیا تھا اور بیٹھے بیٹھے غائب ہوئی اور لشکر اسلام مین آئی یہان وہی رونق اور پاکیزگی دیکھی بازار زین آراستہ پائین مگر غصہ مین بھری تھی ہر طرف ابوالفتح کو ڈھونڈھنے لگی وہ بارگاہ سلیمانی مین تھا کہین پتا اُسکا نہ معلوم ہوا ناچار یہ بازار مین سیر کرنے لگی بازار چار طاق بلقیس اور بازار فرنگ چہب شاہ وغیرہ اُسکے بہت پسند خاطر ہوئین انھین بازارون مین پھرنے لگی اور ابوالفتح بعد کچھ عرصہ کے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بازار کی طرف گشت کرنے چلا اور اُسنے دور سے دیکھا کہ زیور بازار مین پھر رہی ہو حیران تھا کہ یہان کہان آئی اسی اندیشہ مین تھا اسکے کہ کوئی صورت بدلکر اُسکے پاس جاؤن مگر اُسنے بھی دیکھ لیا تھا کہ وہ ابوالفتح کھڑا ہی بس اُسنے بزور سحر ہاتھ پاؤن اُس عیار کے بیکار کر دیے اور وہان سے پنجہ بنکر جو اُڑی ابوالفتح کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی بازار مین غلغل ہوا مگر بازاری کیا کرتے اُدھر ساحرہ ابوالفتح کو پہاڑ پر لائی اُسے زمین پر اُتار دیا ابوالفتح کی جیب

آنکھ کھلی چپکا کھڑا ہو رہا کہ تن بر صیتہ قضا ادھر زیور نے کہا ارے موئے کمبخت غارت ہوئے
تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے سوار کو مار ڈالا ابوالفتح نے کہا جی ہاں مارا تو ہے پھر آپ کیا مطلب
فرمائیے کہ کیا ہو زیور نے کہا لو موئے کی ڈھٹائی تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ آیا کہ آخر اس سوار
کا کوئی مالک بھی ہوگا پھر وہ مجھے کسطرح پیش آئیگا ابوالفتح نے جواب دیا کہ میری اس بات
دل جمعی ہے کہ کوئی میرا کچھ کر نہیں سکتا اور میں نے بیسون کو مار ڈالا تمھیں بھی مار ڈالونگا آج البتہ اس
امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر تم مجھکو چھوڑ دو اور میرے حال پر رحم کرو تو البتہ اب جو تم سوار بناؤگی میں
نہ مارونگا زیور نے کہا ارے فیلسوف میں تیری باتوں سے خوب آگاہ ہوں بھلا موئے تو مجھکو کیا دم دیگا
اور میں کب تیرے فقرے میں آنے والی ہوں لو صاحب اب جو میں اور کوئی سوار بناؤنگی تو یہ مار ڈالیگا
اب کی جو مارا ہے تو اسکو معاف کر دوں ابھی کیوں نہ میں مار ڈالوں ابوالفتح نے کہا ایک خطا
دو خطا تو سب معاف کرتے ہیں مگر تیسری خطا میں سزا دیتے ہیں سو آپ بھی جب تین خطائیں
میں کروں تو سزا دیجئےگا آپ کی تو ابھی ایک ہی خطا ہوئی آپ ابھی سے برہم کیوں ہوتی ہیں زیور نے
کہا کیا کہنا تیرے بیان کا ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کہ ایک تو خطا کر چکا ہے اب دو چاہتا ہے کہ دو اور
کروں سو مجھکو کیا غرض ہے کہ میں تیسری خطا کا راستہ دیکھوں اور علاوہ اسکے تم لوگوں کا تو کام ہی یہ ہے
کہ نام عمر دغابازی مکاری کرتے ہو اور اپنی حرکت سے باز نہیں آتے یہ کہکر پھر پنجہ میں لیکر اڑی اور
ابوالفتح کو سیدھی بارگاہ لقا میں لائی کہ دیکھو تجھی میں پکڑ لائی ملکجی نے کہا کہ شاباش میری شیرنی زیور
نے لقا سے کہا کہ یا خداوند پھر اب میں اسکو قتل کرتی ہوں آپ کیا فرماتے ہیں اسنے کہا یہ تیرا گنہگار
ہے تجھے بھی اجازت دی مار ڈال ادھر بختیارک نے بھی اجازت دی کہ اے زیور اگر اسطرح کر بھی
ڈالوگی اور مار ڈالنے میں جلدی کروگی تو البتہ کامیاب ہوگی مار ہی ڈالو تو بہت بہتر ہے اب مناسب ہے کہ
جلدی کرو اسکے قتل میں ایسا نہو لشکر اسلام میں خبر ہو جائے اور انکے حمایتی آ جائیں تو مشکل پڑ جائیگی
سب محنت تمھاری برباد ہوگی اور وں نے بھی تائید کلام کی کہ اے ملکہ ملکجی سچ کہتے ہیں کلبا جادو
اور آفت خیز جادو اسکی مصاحبین بھی گویا ہوئیں کہ واری جلدی مار لے اس موذی کاٹے کو اپنے
سوار کو جا رہے مارا ہے یہ تقریر ایک خدمتگار کشت بختیارک پر کھڑا رومال حمل یا تھا اسنے بھی سستی اور چپکے
سے کان میں ملکجی کے جھک کر کہا ملکجی آپ کا ایک سزا نہ دشمن ہو رہا ہے اور آپ اپنے مشورے ابوالفتح

بھانجے کو عمرو کے قتل کراتے ہین یہ بات سب مین مشہور ہو جائیگی اگر کوئی آپ سے آکر دعوی خون
کریگا تو آپ کی جان مفت جائیگی اور عمرو سے بھی شرمندہ ہونا پڑیگا اب ساحرہ قتل کرنے پر آمادہ
ہو آپ عیار کو قتل ہونے نہ دیکھیے تو اچھا ہو بختیارک نے یہ کلام خیر خواہی کے زبانی خدمتگار جو سُنے
کہا سچ کہتا ہو اور اُٹھکر اپنے خیمہ مین چلا گیا وہ خدمتگار بھی اسکے ساتھ اسکے خیمہ مین آیا دیکھا تو
بختیارک یہان آکر لیٹ رہا ہو خدمتگار نے آتے ہی چادر کو منھ پر سے ہٹایا اور کہا ملچی کیون ہم
لوگون سے بے اعتنائی بختیارک جو دیکھے تو سرہنگ مصری ہو جان نکل گئی کہا جی پیر و مرشد
کیا اُسنے ایک بکتا بیہوشی کا اُسکے منھ پر ملدیا اور اُسکو پلنگ کے نیچے ڈالکر ڈاڑھی اُسکی مونڈکر
منھ اُسکا کالا کرکے اُسکو تو وہین چھوڑا اور اُسکے کپڑے پہنکر اُسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور
زلیور کا ہاتھ پکڑکر کہا میری دو باتین سُن لو تو اس عیار کو مارنا زلیور نے کان اپنے لگا دیے اُسنے کہا
ای ملکہ دشمن کے مار ڈالنے سے مطلب یا کہ تمام عالم مین شہرت کرنے سے مطلب ہو سر بارگاہ اسکے قتل
کرنے مین نقصان ہو قتل نہ کرنے پاؤ گی عیار لگے ہونگے وہ ایک پتھر پھیر مار دینگے کھوپڑی تڑ شکل
دور گر پڑیگی اس سے بہتر ہو کہ تم اسکو ایک خیمہ مین لیجاؤ وہان سر کاٹ لو تاکہ کسی کو خبر بھی نہو اپنے کام
سے کام رکھو زلیور نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا کہنا ای شیطان درگاہ تمھاری عقلمندی کا آخر کیون نہو
خداوند نے ایسا ہی سمجھ لیا ہو جب تو یہ عہدہ شیطنت تمکو دیا ہو اور تم جو چاہتے ہو خداوند کو کہتے ہو
وہ تمہارا نہین مانتے یہ کہکر ابو الفتح کو پکڑکر ایک خالی خیمہ مین لیگئی جو خواصین کہ ساتھ آنے لگین انکو بھی
منع کیا اسکو روک کر شیطان کو بلایا اور چاہا کہ سر ابو الفتح جدا کرے بختیارک نقلی نے کہا کہ اسوقت سحر اپنا
اسپر سے اتار لو تاکہ آہستہ جان اسکی نکلے اُسنے سحر اتار لیا اُسوقت بختیارک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر
زلیور کے مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی مگر زمین پر گرتے گرتے اندر زمین کے سما گئی بختیارک یعنی
سرہنگ نے ابو الفتح کو کھولدیا اور کہا جاؤ ابو الفتح بھی مسحور نہ تھا ایکطرف کو نکلگیا اور زلیور جب
اندر زمین کے پہونچی سردیسی زمین کے ہوشیار ہو گئی اور تڑپ کر باہر نکلی یہان کسی کو بھی نہ پایا باہر
نکلکر پوچھا کہ بختیارک شیطان درگاہ کہان ہین لوگون نے کہا آپ ہی کے ساتھ گئے تھے پھر ہمنے نہین دیکھا
اُسنے اُسوقت ابو الفتح کو تلاش کیا جبکہ وہ بھی نہ ملا تو ناچار ہو کر بارگاہ لقا مین چلی آئی اور آکر ملچی
کو پوچھا یہان بھی لوگون نے وہی کہا کہ آپ کے ساتھ تھے ابھی تک تو یہان نہین آئے مگر یہ تو بتلائیے

کر آپ نے انکو کہان چھوڑا جو آپ ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُسنے تمام حال اپنے ساتھ جانے کا اور
بختیارک کے انڈا مارنیکا اور اپنے غائب ہوجانیکا بیان کیا اسنے یہ کلام سُنکر کہا شاید خواجہ سلامت
کے قدم طلسم سے یہان آگئے معلوم ہوتا ہی کہ وہی انکو لیگئے زیور یہ سُنکر گھبرا گئی اور ڈھونڈھتی ہوئی
خیمۂ بختیارک مین پہونچی اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگی ایک جگہہ ملک جی کو دیکھا کہ ننگے پڑے ہین
یہ شرماکر آنکھین نیچی کرکے پکاری کہ صاحبو یہان آکر تو دیکھو یہ کسطرح پڑے ہین سپاہی نے کہا بی بی
رات کو ایک مہتر مر گیا تھا اِس خیمہ کی پشت کی طرف وہی پڑا ہوا اُسنے کہا مونڈی کاٹے تو دیوانہ ہی مین
اندر خیمہ کے کہتی ہون تو مہتر بتلاتا ہی غرض دو چار آدمی اندر آئے اور بختیارک کو اس حال سے
دیکھکر انھون نے کہا کہ یہ کوئی ٹھگنی کے خیمہ مین دلگی کر گیا ہی کہ حلال خور کو لاکر ڈال گیا ہی غرضکہ
انھون نے منھ پر بختیارک کے پانی چھڑکا کہ وہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا ارے شیطان جاکر کپڑے
پہن بختیارک ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھکر حمام خانہ مین گیا منھ دھویا کپڑے پہنے پھر باہر آیا
اور زیور کے ہمراہ لقا کے سامنے گیا اور سب حال اپنا بیان کیا اُسنے سُنکر کہا کہ کیون ای شیطان
درگاہ تو بہت چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا آج تو اُسکی سزا کو پہونچ گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ تو آپ
سچ فرماتے ہین غلام تو اپنی سزا کو پہونچ گیا مگر کیا وجہ ہی کہ جو آج خداوند کی ڈاڑھی نہ مونڈی گئی کس
واسطے کہ ہمیشہ کا یہ دستور چلا آتا ہی کہ جب تقدیر ہماری برگشتہ ہوجاتی ہی تو ساتھ ہی آپکی بھی تقدیر
پھر جاتی ہی اور ریش خداوند کام آتی ہی لقا نے کہا تقدیر کا معاملہ کبھی یون ہی کبھی وون ہی تو ذلیل
ہوا مین صاف بچ گیا قلم قدرت مین کسی کا اجارہ کیا ہی جدھر پھر گیا اُدھر پھر گیا ابکی یون ہی چل گیا
پھر اسکو مین کیا کرون غرض یہ تو اسطرح کہہ رہا تھا کہ زیور نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ
سرہنگ مصری عیار ابو الفتح کو لے گیا اور ایک مرتبہ جھکو مار ڈالے گا بہت دوڑتی نہ پھر
اس مضمون کو دیکھکر زیور بہت گھبرائی بلکہ مثل مردہ ہوگئی اُسمین ایک پتلے نے سحر کے آکر سلام
کیا اور کہا مین آپکی امی جان ملکہ سفاک کا بھیجا ہوا آیا ہون یہ نامہ لیجیے اور جواب عنایت کیجیے
ای ملکہ مین دو دفعہ سے آپ کے ہمراہ ہون اب اطلاع کیے دیتا ہون کہ ابکی بار عیارون کے ہاتھ سے
بعد خداوند مصاری آپ زندہ بچ گئین مگر اب کسی طرح امید نہین ہی مین جاکر سفاک سے کہہ دیتا ہون
کہ وہان بیٹی آپکی عیارون مین گھر گئی ہین کس لیے ای ملکہ آپ غافل ہین کسی طرح اپنی جان کی

آپ کو پروا نہین ای لیجیے دیکھیے وہ دو عیار اب بھی آپ کی فکر مین کھڑے ہین پھر تمھاری جان بچنے کی
کون صورت ہی زیور نے اُس پتلے کے کہنے سے اُسطرف دیکھا کہ جدھر اُسنے بتایا تھا واقعی دو عیار دونون
کو کھڑے پایا پس چاہا کہ دونون کے واسطے دستک دینے کو ہاتھ اُٹھائے اُسنے تو ہاتھ اُٹھائے عیار دونون
کافور ہوگئے جستین کر کے یہ کہتے ہوئے کہ اری قحبہ ہم کب ہاتھ آتے ہین نکلگئے وہ پتلا پکارا کہ وہ گئے
گئے اب دستک دینے سے کیا ہوتا ہو زیور شرمندہ ہو کر رہگئی اور سرہنگ اور ابو الفتح صورت
بدلکر بارگاہ زیور کی طرف چلے وہان پتلا بھی رخصت ہو کر روانہ ہوا اب زیور کو تو یہان رہنے دو
مگر حال پتلے کا سُنو اُسکو بسبب محبت کے بیٹی کے پاس سفاک جادو نے بھیجا تھا اور آپ
افراسیاب کے پاس آئی تھی وہان سے حیرت کے پاس آئی کہ ملکہ حیرت بادشاہ سے کہکر مجکو
اجازت بیٹی پاس جانے کی شاہ سے دلا دیگی غرض یہ حیرت پاس مُنگل پہنچی ہو کہ پتلا جاکر پہونچا
اور اُسنے ملکہ حیرت کو مجرا کیا اُسنے اُسکو مطلق نہ پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ یہ غیر کا پتلا کیونکر آیا پس جلد اُسنے
اپنی اُنگلی ایک کھڑی کی نہین معلوم کہ یہ کیا کیا اُسوقت پتلا پکارا کہ مین ملکہ سفاک جادو کا پتلا ہون
میرا قتل کرنا ای ملکہ روا نہین اور کسی طرح واجب نہین سفاک یہان بیٹھی ہین اسلیے مین آیا آئینہ
آپ سفاک کی اور ہماری مالک ہین حیرت نام سفاک سُنکر خاموش ہو رہی اُدھر لشکر مہرخ
بھی سامنے اُترا ہوا ہی اُدھر سے قران وغیرہ نے بھی صورت بدلکر قصد کیا ہو کہ بارگاہ حیرت
مین چلکر آج سیر کرین چنانچہ دو عیار لشکر اسلام کے بھی صورت بدلکر داخل بارگاہ حیرت ہوگئے
اور علیحدہ کھڑے ہو کر حال دریافت کر رہے تھے اور چالاک بن عمرو بھی صحرا سے آکر ہیئت مبدل داخل
بارگاہ ملکہ حیرت تھا غرض یہ عیار تو فراش سپاہی بنے ہوئے موجود تھے کہ پتلے نے سفاک سے کہا ای
ملکہ سفاک جادو صاحبزادی آپ کی ملکہ زیور جادو عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے قریب ہی
کہ مار ڈالی جائین اُنکو اس حال مین چھوڑ آیا ہون یہ کہکر سب ماجرا جو بیان ہو چکا پتلے نے بیان کیا
سفاک جادو کے چہرہ کا رنگ سفید ہو گیا اور حیرت جادو سے بیقرار ہو کر عرض رسا ہوئی کہ
ای ملکہ آپ مجکو اجازت بادشاہ سے منگوا کے روانہ کر دیجیے ایسا نہو کہ میری بچی کہنے والی بندی
کام آجائے مین پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ نگوڑی لڑنا بھڑنا کیا جانے شہنشاہ نے نمانا یہ کہکر پھر گویا ہوئی
کہ ای ملکہ آپ اپنی طرف سے مجکو رخصت دیجیے مین اب ایک دم بھر نہین ٹھہرنے کی مقرر جاؤن یہ جاؤن

صاحب میری ساری جان ڈر کی مین پڑی ہی کھانا پانی حرام ہی رات کو نیند نہین آتی ہی حیرت
نے کہا کہ بی بی اختیار ہی مگر میری یہ طاقت نہین کہ مین تمکو بغیر حکم شہنشاہ افراسیاب کے ایسے
مقام پر روانہ کردون آئین ایک اور خواص پیچھے حیرت جادو کے کھڑی ہوئی تھی کہ نام اُسکا
مار کاکل سیاہ جادو تھا کاکل اُسکی افعی دوسر کیطرح تھی اُسنے سامنے آکر عرض کیا کہ اگر حکم ہووے تو یہ
کنیز ناچیز ملکہ زیور جادو کی حفاظت کے لیے چلی جاے میرے لیے تو کچھ احتیاج اجازت لینے کی نہین ہی
مین جاکر وہان اپنی آنکھون سے رنگ ڈھنگ دیکھون اور باغیون کو بھی غارت کردون ملکہ زیور
میری شہزادی ہین مین نے اُنکو گودیون مین کھلایا ہی بھلا مجھسے تو کاہیکو ہوگا کہ وہ لڑین اور مین بیٹھی
دیکھا کرون حیرت نے پوچھا کہ بی بی تم کون ہو سفاک نے عرض کیا کہ جی یہ میرے میکے کی خواص ہی
اب اسی ایک کمبخت کا دم باقی رہگیا ہی جس سے میرے میکے کا نام چلا جاتا ہی کہ ملکہ کے میکے کی ہی مین
تو اب ہی کون ای ملکہ مین اِسکو اپنا روح و جان جانتی ہون اور کل گھر بھر کا اختیار اسی کے ہاتھ ہی
خواہ سیاہ کرے یا سفید اور مین سچ کہون اس سے کبھی کوئی بات سواے خیر خواہی آجتک ظہور
مین نہین آئی حیرت نے کہا پھر اچھا ای سفاک اسکو بھیجدو اور سُنو میری جان شہنشاہ سے
تم بھی کہہ چکی ہو کہ حضور مجھے بھیجئے اُنھون نے نہین بھیجا بادشاہ کی ضد تم جانتی ہو یہی اُنکے مزاج مین
آگئی اب تمسے ہی ضد نہ کرو اور مجھسے نہ کہو اور شاید میرا کہنا نہ مانین تو میری بھی بات جاے اور میری
جان وہان جاکر تم کیا کرلوگی اگر میرے مُنھ مین خاک خداوند نے قضا زیور کی لکھی ہی تو تم روک
نہ سکوگی سفاک نے کہا پھر ای میری بیوی صبر بھی تو نہین آتا اچھا ای مار کاکل سیاہ تو جا بارہ خواصین
جو تیرے تابع ہین اُنکو ساتھ لیجا اور خیمہ وغیرہ اپنے ساتھ سامان راحت لے لے خرچ اپنے ہمراہ لیجا کر
کیا کریگی لشکر تو لیتی جا جو صاحبزادی صاحب ساتھ لیگئی ہین پھر کیا ضرور ہی مار کاکل نے کہا مجھے لشکر
لیجانے کی کیا ضرورت ہی میرے پاس وہ چیز ہی کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو بات کرنے کی بھی مہلت
نہ دونگی سفاک نے کہا صاحب مین کسی کی لونڈی باندی تو ہون نہین بادشاہ کے ہی اور
اجازت لیکر مین بھی آئی مار کاکل نے کہا آپ آنے بھی نہ پائیے گا کہ مین وہان فیصلہ کردونگی حیرت
نے کہا آخر وہ چیز تیرے پاس کیا ہی کہ جو دم بھر مین سبکو غارت کردیگی ہم بھی تو اُسکو دیکھین کہ وہ کسطرح کی ہی
یہ کلام سنکر مار کاکل سیاہ نے اپنی چوٹی مین سے بیضہ عقاب جمشیدی کا نکالکے دکھلایا اور کہا کہ حضور

اسکو ملاحظہ کریں ہماری پشتہا پشت سے یہ ہمارے خاندان میں چلا آتا ہے اور تاثیر اسکی یہ ہے
کہ جب میں اسکو ماروں گی طبقۂ زمین کا الٹ دونگی کیسے ہی بڑے لشکر پر ماروں سب غارت
ہو جائے حیرت نے کہا واقعی یہ بہت بڑی نایاب چیز ہے اب ہماری خاطر جمع ہوئی اور
سفاک سے دیکھکر کہا مارکاکل بھی بڑی خاندانی ساحرہ معلوم دیتی ہے اچھا اے مارکاکل
تم سدھارو اور فتح کرکے جب آؤگی تو اپنا مرتبہ پیش شہنشاہ دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرض مارکاکل نے
رخصت پاکر اپنے خیمہ میں آکر دس خواصوں کو اپنے ساتھ لیا اور تخت سحر تیار کرکے ایک اژدر سحر خیمہ
لدوا کے کوہ عقیق کا راستہ لیا چلتے وقت سفاک نے کہدیا تھا کہ آج جاکر کوہ لاجورد کے قریب مقام
کرنا اور کل وہاں سے کوچ کرکے طلسم آئینہ کی طرف کو چھوڑ کر سیدھی طلسم سے باہر نکل جانا اور خداوند
کے پاس پہونچ جانا الحاصل جب وہ چلی چالاک تو ایسی باتوں کی فکر میں رہتا تھا کہ کوئی کارنمایاں
کروں پس حال سب اسکے کوچ و مقام کا سن لیا تھا اس سے پہلے بارگاہ سے نکلکر کوہ لاجورد کا راستہ
پکڑا اور مثل برق و باد کے راستہ طے کرکے یہ کوہ لاجورد کے قریب تر پہونچا اور وہ ساحرہ تخت
سحر اڑاتی آتے آتے قریب شام کوہ مذکور کے قریب پہونچی اور جب فلک لاجوردی سے سیاح عالم
مراجعت کرکے کوہ مغرب کی طرف گیا کرابیات

کھلے دل کے کنول گرمی ہوئی کم — بڑھی سیاہی بشکل شوق شیدا
شعاع مہر کچھ ہونے لگی کم — فلک کی چادر نیلی ہوئی صاف
نگاہوں میں ہوئی ٹھنڈک میسر — دکھایا اختروں نے نور شفاف

کوہ لاجورد کے دامن میں چشمے تراوت آنکھوں کو دینے لگی اور جانور بسیرا لینے لگے ہر طرف وہ سایہ
ڈھلا ہوا آمد شام کا ہنگامہ جانوروں کا چہچہانا کوسوں تک سبزہ زار پھولوں کی بہار سناٹے کا عالم دشت
دور کا بصورت نا امیدان سناٹے میں آنا کچھ عجب لطف دکھاتا تھا مارکاکل نے وہاں پہونچ کر ایک
چشمہ کے کنارے مقام پاکیزہ پر خیمہ اپنا استادہ کیا اور آگے خیمہ کے فرش بچھوا کے مع ان دسوں
عورتوں کے بیٹھی اور شراب پینے لگی سیر سبزہ زار کرنے لگی چالاک نے دور سے اسکو آتے اور
اترتے دیکھا تھا بس بدل اس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح اس مارکاکل کو قتل کرکے بیضہ
عقاب لے لوں کس لیے کہ یہ تحبہ لشکر امیر میں جاکر آفت ڈھائیگی نہیں معلوم کیسی بڑی لبی زیر
تو میں اسکا کام تمام کردے غرض اس عیار نے صورت اپنی ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی گل رخسار

سمن بر مہر تمثال سرو قامت کہ سن اٹھارہ پتے کے دن آئینہ رخسار اسکا اسکندر دل کو ظلمات مین
آوارہ پھرائے دہن تنگ چشمہ حیوان کو بھی شرم سے نابود کرے آفت کا پرکالہ قیامت کا ٹکڑا
سر سے پا تک بنکے اپنے قد بالا کے روبرو قیامت کو بھی ادنی فتنہ بنائی کہ مسدس

وہ چھریرا بدن اور وضع وہ بانکی بانکی
پریان قربان ہوئین اسکی جو صورت دیکھی
کا مدانی کی وہ انگیا ہوئی کرتی جاری
تھی وہ یوسف کہ حسینان جہان مرتے تھے
رہیں حشم مین پوشاک کی دیکھی نہ کبھی
سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے تھے

اِس صورت سے آراستہ ہوکے ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر اُس تھالی مین کچھ پھول رکھکر اور چانول اور ریوڑیان وغیرہ سامان نذر چڑھانے کا تیار کرکے تھالی کو ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی جانب خیمہ مارکاکل روانہ ہوئی اور جب اُسکے سامنے سے یہ ماہ پیکر نکلی سلام تو اُسکو کرلیا باقی آگے قدم اُٹھایا اُسنے کہا اجی بی تم کہان جاتی ہو اور کہان سے آتی ہو تم تو مین سچ کہون ہوائے گھوڑے پر سوار ہو یہ مین جانتی ہون کہ کپڑے اور گہنا پہنے ہو پھر بھی مین کچھ حسین تو لونگی نہین آے سامری اتنی رکھائی بھی اچھی نہین ذرا اِدھر آؤ لحظہ بھر ٹھہر کر چلی جانا وہ نازک بدن یہ سنکر پھری اور اُسکے پاس آکر تھالی کو تو رکھدیا اُسکی بلائین لین گرد پھرنے لگی مارکاکل خواص بھی اتنی خوشامد کرنے سے بھول گئی اور سمجھی کہ اب تیرا ستارہ بھی ترقی پر آیا غرض کہ اُس زن خوبرو کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا کہ ای بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ مجھ نگوڑی کے گرد پھر کر کیون مجکو گنہگار کرتی ہو لو آؤ بیٹھ کر مجھے اپنا حال بیان کرو یہ نازنین بھی ہنسکر بیٹھ گئی اور کہا ای ملکہ مارکاکل نے کہا بی بی مین ملکہ ملکہ نہین ہون میری شہزادی زندہ رہے ہزار برس وہ البتہ ملکہ ہین مین تو اُنکی لونڈی ہون اِس نازنین نے کہا ہماری تو آپ شہزادی ہین ہم کسی کو کیا جانین اچھا ای بیوی اب مجھ نگوڑی کا حال سُنو کہ میرا خاوند یہان قریب ایک گانون ہی کہ وہان رہتا ہی مگر بی بی ایسا ظلمی نگوڑا ہی اور بدگمان کہ مین کیا کہون ایک تو اُس مر لیے مین یہ عادت ہی کہ کسی وقت چھوڑتا نہین بس ہر وقت اُسکو یہی شغل ہی کہ بغل مین اُسکی پڑی رہون مین سچ کہون مجکو ایسا مردوا مجھے بُرا معلوم ہوتا ہی اور ذرا کسی سے ہنسکر بات کرو تو جھنجلا لگاتا ہی کہین آنے جانے نہین دیتا آج بڑی مشکلون سے پوجا کرنے کے بہانے سے چندن تالاب پر جاتی تھی میرے جی مین آیا کہ ذرا جنگل کی بھی سیر کرتی چلون میر اُس مردوے سے ناک مین دم ہی مگر کیا کرون گر پھر انہیں گلے بندھا ہی نہ نکلتے اب یہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہی اور وہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہی مان باپ کے کیے کو

بھرتی ہون مین سچ کہون جیسا مین بیاہ کے آئی تھی اُسکی اب آدمی نہین رہی روز کے جلاپے سے لہو پنڈے کا سوکھ گیا مارکا کل نے کہا بی شکر کرو کہ تمھارا تو بڑا سہاگ ہو ایسا کسی کو نصیب کہان ہوتا ہو سامری کل جہان کی سہاگنون اور بیٹیون کو نصیب کرے اُسنے کہا بھاڑ مین جلے ایسا سہاگ آگ لگے ایسے سہاگ کو آپ بھی خوب ہین مین در گذری ایسے سہاگ سے مین تو مر جاؤنگی اے بیوی اب مین چاہتی ہون کہ کسی طرح ملکہ حیرت یا ہنچ بچون اور افراسیاب کی ملازمت کرکے نوکری کرلون وہ موا بڑا جھک مارا کرے جب اپنی لعل سی جان گھل گھل کے تمام ہو گئی تو سہاگ کو لیکے چاٹینگے بس اسکے یہان تو روٹی کھالو کپڑا پہن لو اور میرا جی چاہتا ہو کہ باغ کی سیر ہو گانا روز سنون شراب پیون چین کرون دُنیا کا سیر تماشا دیکھون مین نگوڑ ماری کیا جانون یہ گائے بھینس کیطرح کھلی بھوسی کھاتی اور کھونٹے مین بندھی رہی یا تو یہ یا خصم کی بغل ہو دوسری کوئی بات ہی نہین مارکا کل ایک قہقہہ مارکر ہنسی اور کہا یہ کہو بی بی غرض تمھارے دلمین بھرا ہو نام سامری سے چھوڑ آپ کا مزیدار ہو پھر بھلا یہ بہو بیٹیون کا طرز کہان اور کوئی مرد آدمی کا ہیکو جائز کریگا اُس عورت نے کہا سامری قسم میرے دلمین کوئی بُرائی نہین مین بھی اُس کمبخت کو چاہتی ہون یہ نہین چاہتی کہ اُسکو چھوڑ کر کسی اور کو کرون یا کوئی یار کرون لیکن مین کیا کرون مین تو کبھی بچپنے سے آج تک اکیلی رہی ہی نہین باپ مان کے یہان بھی گھر سے کم ہونگے تو پچاس ساٹھ آدمی فقط گنتی کے تھے کہ ایک ہی گھر مین رہتے تھے ہم سب ملکر باغون کی سیر کرتے تھے دن رات آپسمین ہنسے بولتے گاتے بجاتے رہتے تھے مارکا کل نے کہا اسی سے بیٹیون کو دادبو کے رکھتے ہین کہ اُسکا دیدہ ہوائی نہو جائے ان باتون مین اور ساتھ والیون نے کہا بی بی پھر تمھین کیا ہو انکو ہو سکے تو اپنی بی بی کے پاس بھیجو وہ ملکہ حیرت کے پاس نوکر رکھا دینگی ایک بولی کہ میری جان اب جاہے کہ دب کر رہین اور خصم کا گھر کرین تو یہ ہونا نہین انکا دل اب دو طرف ہو آپ نہ بھیجے گا تو یہ آپ ہی نکل جائینگی مارکا کل نے کہا اور خصم تیرا جو مجھے دشمن کہے تو او نکبخت کیا مین جواب دونگی اُسنے کہا آپ کہدیجے گا کہ جورو کو تیری کوئی بھگا نہین لیگیا موجود ہو جو تجھسے راضی ہو لیجا ورنہ اُسکے باپ سے ہمسے ملاقات تھی ہمارے لڑکون کی برابر ہو ناراض کو کیونکر چھیڑین اے بی وہ موا کیا دعوی کریگا بالکل جھوٹ ہو ان باتون مین اب وہ زمانہ آیا کہ چاندنی نے کھیت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اوس

گرنے لگی جنگل مین پھول کثود اسے کھلے نظر آنے لگے چشمے لہرانے لگے عجب لطف بہ سیر گلزار کا زمانہ تھا
کشتی شراب کی کھینچکر مارکاکل نے کہا لو شراب پیو آج رات کو یہان تم رہو دیکھون کہ تمھارا
میان ڈھونڈھتا ہوا یہان آتا ہی یا نہین اور آتا ہی تو کیا رنگ لاتا ہی چالاک نے سلام کرکے
جام اِسکے ہاتھ سے لیا اور اِسنے کہا کہ مین ابھی لڑنے خدا پرستون سے جاتی ہون تم میرے ساتھ
اسی طرف چلو جب مین اُدھر سے پھرونگی تو تمکو حیرت کے پاس لیچلونگی اُس نازنین نے کہا
بہتر ہی جسطرح آپ کی مرضی بلا سے رنڈی کی آفت سے تو کچھ دنون بچی رہونگی یہی نہ کوئی کہیگا کہ جورو
کی ہو نکل گئی خبر کریگا میرا حال تو سامری ہی خوب جانتی ہین اور اے بیوی جب میرا میان تمجھسے
ملاکریگا تو پھر کوئی تمکو کچھ نہ کہے گا غرض وہ جام آنکھ بچاکر اِسنے گریبان مین انڈیلا اور ان عورتون
نے کہا حضور انکو گانے بجانے سے بھی شوق ہی بھلا آج تو اپنی گائنین بلواکر انکو گانا سنوا دیجیے
سچ ہی یہ بیچاری ترسی ہلکی عیش و راحت کی ہی ایک نے کہا ہی ہی نگوڑی کی صورت تو پیاری پیاری
ہی دوسری نے کہا اسی سے تو مردوا دن رات لیے پڑا رہتا ہی مارکاکل کی طبیعت بھی اِسکو پیار
کرنے لگی تھی اسلیے اُسنے گوارا بھی کیا کہ اسکا میان آئیگا تو کیا کریگا اب تو افراسیاب کی
پیاری ہی وہ سب طرح اسکے خاوند کو راضی کردیگا غرض اُسنے اپنے یہان گائنون کو بلایا وہ آگئین
اور ساز ملاکر سامنے مارکاکل کے گانے لگین چالاک جیکا بیٹھا رہا اور بعض بعض مقام پر اُسنے کہا
اونھ ناک بھون تیوری چڑھائی مُنھ پھیر لیا الگ ادھر سے باتین کرنے لگا مارکاکل نے کہا اری کیا
سُنتی ہو کہ باتین بنا کر اونھ کا فرا بھی کہتی ہو دیکھو گائنین تو اپنی جان لڑا رہی ہین اور تم خیال
نہین کرتی ہو چالاک نے کہا مین ایسا شہا گانا نہین سُنتی کہ نہ جسکا سُر درست نہ تال ٹھیک مارکاکل نے
کہا اخاہ اب تم گانا جانتی ہو کر ان گائنون کو کہ جو اِس فن کی کسبی ہین انکو بے سُرا اور بے تالا بتاتی
ہو اسنے کہا دیکھیے طنبورے ایسے ملائین ہین کہ پردے تک انکے ٹھیک نہین رکھب کی جگہہ گندھار
اور گندھار کی جگہہ پنچم بھلا یہ بھی کوئی طریقہ گانے کا ہی اور بجانے کا مارکاکل نے گائنون سے
کہا کیون یہ کیا کہتی ہین انھون نے کہا کہ بی ہان سچ کہتی ہین مگر انکے ہم بھی مشتاق ہین ذرا کچھ
بجاکر گائین بڑی سمجھ بوجھ انکی معلوم دیتی ہی مارکاکل نے کہا ای بی پھر تمھین کچھ خفل کرد اُسنے کہا
حضور یون تو کون ایسا بشر ہی کہ جسکو گانا رونا یاد نہین بھلا مین کیونکر کہون کہ مین خوب گاتی ہون

بارکا گل نے کہا کہ اِن باتون سے بالکل ثابت ہوگیا کہ تم خوب گاتی ہو اور تمکو بڑا دخل ہی اور تم
پہلے ہی کہہ چکین کہ ہمین عیش دوست ہون جب ایسی نہین ہو تو کیون تنہائی سے گھبراتی ہو ہان صاحب
معلوم ہوا کہ یہ لڑکی عالی خاندان سے ہی اب ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم جو انکار کرو تو کچھ تو گاؤ
اُسوقت چالاک نے طنبورا لیکر اُسکو وقت دیکر ملایا اور بجانا شروع کیا سبحان اللہ اُسکے زمزمہ
مین کہ جنکو الحان داودی عنایت ہوا ہی اُسکے بجانے اور گانے کا کیا کہنا فلک رقاص نے دائرہ ماہ ہاتھ
مین لیکر اُسکی سنگت کرنا چاہا زہرہ کو وہ نغمہ اور ترانا دل سے لپسند آیا در و دیوار و دشت و بحر سب مست
ہوگئے ہوا بند ہو گئی درخت مست ہو کر زبان برگ سے تعریف کیا چاہتے تھے بلکہ تعریف کے لیے
ہمہ تن زبان بن گئے تھے گلون نے کان ادھر ہی لگا دیے تھے گریبان چاک کیے تھے چاندنی
سامنے لوٹ رہی تھی غش ہو پڑی تھی دریا لب ساحل سے واہ واہ پکارا چاہتا تھا شوق مین آکر
اُبلتا تھا جوش دل پیدا تھا جانور اپنے اپنے آشیانون کو چھوڑ کر باہر نکل آئے تھے اور گرد اُس
بلقیس وش کے کہ فرزند عیار ثانی سلیمان ہی جمع تھے اللہ اللہ ادھر تو کٹورے گلون کے شراب شبنم
سے لبریز ہوا فرحت بیز بجاڑ کے وانگ گلزار کا عالم چاندنی رات ویسے مقام پر ایسا نغمہ ترکہ ابیات

زہرہ بھی ہزار جان سے شیدا جلا دیتی اور چنگ جو ہری	ہر قاصہ چرخ کو تھا سودا اُس زہرہ جمال کا ترانہ	مریخ فلک جو تند خو ہی وہ بھی ہوا اُسکے تھا دوانہ

بارکا گل اور دسون خواصون اور گانیون کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے غش آگیا اپنا اپنا زمانہ
عاشقی جو یاد آیا آنکھون سے دریا آنسوؤن کا بہایا چالاک نے پانی چھڑک کر سبکو ہوشیار کیا
بارکا گل نے پاس بلا کر پیشانی پر اُسکی بوسہ دیا اور ہاتھون کو چوم لیا گانیون نے کہا بی بھلا
ایسا گانا بجانا سات جنم مین بھی نصیب نہوگا یہ تو راجہ اندر کے اکھاڑے کی پری ہی بارکا گل
نے کہا واقعی لائق صحبت سلاطین روزگار یہ حسین ہی جب ہی اسکا جی خاوند سے گھبراتا ہی بھلا
ایسی طبیعت دار عورت کا غریب کے گھر مین گذر کہان وہ بیچارہ تجلوا اگر ملیگا تو سمجھا دونگی کہ اس گلبدن
کا وصل ایک بار بھی مہینے مین میسر ہو جائے تو اُسکو غنیمت سمجھا کرے یہ عورت نہین کچھی ہی کہین ایسی عورتین
کسی کے ہاتھ آتی ہین مین سچ کہون اسکو روٹی کی کیا پرواہ ہی اتنی ہی دیر مین ہم سبکو اپنا
راضی اور اپنے اوپر مائل کیا ہی کہ اب جی چاہتا ہی کہ یہ جان تلک مانگے تو دیدیجیے یہ کہکر کہا اُو خوبرو ادھی کچھ

کمال تمکو آتا ہی اُسنے کہا جی ہین ناقص العقل کیا جانتی ہون آپ سرداریت جو پرورش فرماتی
ہین اور کیا ہی گانا بجانا ایک اَدھر دلگی کی بات آ گئی ہی اُسنے کہا وہ دلگی کی بات کون سی ہی
اِس شعبدہ پرداز نے کہا یہی جیسے ایک قرابہ پانی سے آپ بھر لیجئے اور اپنے سامنے رکھیے مین ایک
بوٹی اِس جنگل سے توڑ کر اُسمین ڈال دونگی وہ پانی سب شراب سرخ ہو جائیگا آپ سب صاحب پیجیے گا
اور شیرالوان سے مزا بھی اچھا ہوگا نشہ بھی خوب ہوگا مارکاکل نے کہا واہ صاحب یہ تو خوب بات ہی
اچھا دیکھیں اُسنے جواب دیا کہ خواہ پانی کی شراب بنوائیے خواہ اُسمین رنگترے کو لے جس چیز کو چاہیے
شریک کیجیے کنیزون نے کہا ای ملکہ اسوقت رنگترون کی شراب بنوائیے مزا دیگی غرض جلد جلد رنگترون
کا عرق نکالا گیا دسون عورتون نے ملکر جلد ایک قرابہ عرق نکالکر بھر دیا اور کہا لیجیے شراب بنوائیے
چالاک نے کہا کاسے لے آؤ چنانچہ کاسے آ گئے اُسنے قرابے سے عرق کو نکالکر اُن کاسون مین بھرا اور پھر
کاسون سے قرابے مین بھرنا شروع کیا اِسی اُلٹے پھیر مین بیہوشی سرخ رنگ اُسی عرق مین ملا دی اور اور قرابے
سے بوتلون مین بھر کر کہا لیجیے شراب تیار ہی سب نے کہا تمنے تو کہا تھا کہ ہم ایک بوٹی اُسمین ملائینگے اُسنے
کہا تو واہ ہم تمھارے سامنے لائے تھین اس سے کیا کچھ ہمنے اسمین شراب تو نہین ملائی اب سب
پی کر دیکھ لین کہ یہ شراب ہی یا نہین اور بھی ترکیبین ہمکو معلوم ہین ابھی اگر پی ہوں تم کیا کیا دیکھو گی
مارکاکل نے کہا کہ ای نیکبخت اگر تیرا میان کچھ جھگڑا کریگا تو ہزارون روپیے خرچ کرکے اُس سے طلاق
دلا دونگی اور تجکو اپنے پاس رکھونگی صاحبو کیا کمال کی عورت ہی میری آنکھون مین خاک دلگی کی پڑ رہا
ہی غرضکہ تعریف کرکے اُس شراب کے جام بھر بھر کے دسون عورتون کو اور گانیون کو دیلے اور آپ بھی
دو جام اُسکے پیے سب نے تعریف کی کہ واہ واہ کیا بوس ہی اور مزا بھی ہی اب کچھ دیر مین نشہ ہوا
ایک عورت نے آنکھین اپنی بند کر لین اور کہا یا سامری بچانا دوسری نے اس سے پوچھا کہ ارے
تونے آنکھین کیون بند کر لین کیا دکھائی دیا اُسنے کہا تو تو اندھی ہی دیکھ تو سہی کیا بڑا سانپ آسمان
پر اُڑا ہوا جاتا ہی ایک خواص مارکاکل کی برابر بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکے سر کے بالون مین ایک تعویذ
طلائی زنجیر مین بندھا ہوا لٹک رہا تھا وہ اُسکو گھنگھرو سمجھی اور اُسنے رومال سے جلد اُسکو جھاڑا وہ
تو بندھا ہوا تھا کب گرتا ہی اب اُسکے ذہن مین اُس نشہ کی دھن مین یہ آیا کہ اُسکو جوتی سے ماریے جب
یہ سوچ جلد جلدی جوتی اُٹھا کر ایک سر پر ماری اور پکاری کہ ای ملکہ آپ کے سر مین گھنگھرو اُلگا جاتا ہی

مارکا کل بال اپنے نوچنے لگی اُس خواص نے غل مچا دیا کہ ارے لوگو دوڑو ملکہ کو کھنکھجورے نے کاٹا چالاک ہنس رہا ہو کہ اچھا کھنکھجورے نے کاٹا ہو غرض مارکا کل خوب اپنے سر مین جوتیان مارنے لگی اور سب عورتین اسکے بچانے کو دوڑین کہ کھنکھجورے کو سر مین سے نکالین انکے اُٹھنے سے طمانچہ بیہوشی نے مار اکر سر نیچے ٹانگین اوپر سر کے بل گرین اور چھینکین مار کر بیہوش ہوئین بس چالاک نے پہلے جوڑے مین سے مارکا کل کے بیضۂ عقاب جمشیدی نکال لیا اور اُسکے سر کو خنجر سے کاٹ ڈالا غلغلہ بیرون نے مچایا اُسنے جلد جلد اُن بارہ خواصون کا بھی سر جدا کیا شور قیامت زا برپا ہوا اہل عملہ جو لوگ کہ مارکا کل کے خدمتی ساتھ آئے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر دوڑے کہ یہ کیا ماجرا گذرا چالاک نے دیکھا کہ اب ور ساحر آتے ہین پھر اب اُنسے لڑنا کیا کہ یہ سب تین تین روپیہ کے نوکر ہین کوئی بڑا سردار نہین کہ وہان عیاری کا مزا ہوتا بیضہ ل جکا اب چلو غرض ایک طرف کو نعرہ کر کے راہی ہوا اُن لوگون نے آکر لاش مارکا کل اور اُن خواصون کا اُٹھایا اور قاتل کو ہر چند تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار وہان سے روتے پیٹتے لاشین لیکر پھرے اور راستہ طی کر کے لشکر حیرت مین آئے اس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ بار شب کو سنگ بلور مین خور سے ترک دہر نے کچلا اور بطن عقاب دہر سے بیضۂ زرین مہر پیدا ہوا کہ ابیات

رہا باقی نہ وان ساقی نہ شیشا
نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا
ہوا حسن سحر کا شور پیدا
کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا

صبح دم حیرت دربار مین خوابگاہ سے آکر بیٹھی تھی سفاک اور سب ساحرہ حاضر تھین کہ یکا یک شور گریۂ و زاری کانون مین پہونچا اُسنے خبر منگائی کہا مارکا کل کے ساتھ جو لوگ گئے تھے نالان و گریان آئے ہین حیرت نے سامنے اُنکو بلوایا اُنھون نے لاشین وہ سامنے رکھدین اور کہا یہ کوہ لاجورد کے دامن مین آج اُتری تھین مار ڈالی گئین سفاک تو یہ سُنکر سناٹے مین آگئی اور کہا ہائے آج جیسے میری مان نے دوبارہ انتقال کیا اے لوگو میرے میکے کا تو نام مٹ گیا صرصر اور صبا رفتار حاضر تھین اُنھون نے کہا مقرر کسی عیار نے اسکو بھی مارا حیرت نے رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو نے عورت بنکر اُسکو مارا ہو بس یہ معلوم کر کے کہا بی بی ہمین سے غلطی ہوئی کہ مارکا کل سے سر دربار اُسکے راز کی باتین پوچھین عیار تو موے گھات مین لگے ہی رہتے ہین اور اب ایک بیٹا عمرو کا اور آیا

ہماری چالاک بن عمرو بس اُسنے کہین سُن پایا اسکا حال وہ اُسکے پیچھے گیا اور اُسی نے اسکو مارا
سفاک نے کہا ای بابیان خود مین جبتک اب نمکحرامون سے بدلا اپنی مار کا کل کے خون کا نہ
لے لونگی چین مجکو نہ آئیگا بھلا یہ بھی تو یاد کرین کہ کسی کو ستانا ایسا ہوتا ہی حیرت نے کہا جس سے
ہو سکے وہ کرے مین تو یہ جانتی ہون کہ اُن لوگون کا اقبال ہی اور ہمارا ادبار ہی سفاک نے
کہا کل ہی جو مین لشکر مہرخ کو نہ غارت کر دیا تو نام اپنا نہ رکھا اس موے چالاک کو پکڑ کر
بوٹیان اُسکی کاٹونگی اور چیل کوون کو کھلا دونگی یہ کہکر دو تپلے موم کے بزور سحر بنا کر اور اُنکے جسم مین
شیطانون بٹھا کر زندہ کرکے حکم دیا کہ تم جاؤ ملکہ زیور جادو کے پاس اور اُنسے بہت خبردار رہنا اگر کوئی
عیار اُنکو بیہوش کرے تو اُنکو تم اُٹھا لانا قتل نہونے دینا اور اُنکے حال کی خبر ہمکو پہونچاتے رہنا وہ
دونون تپلے اُڑکر جانب عقیق کوہ روانہ ہوئے اور اُدھر چالاک بیضہ لیکر راہ کو طے کرکے اُسی جنگل
مین کہ جو لشکر مہرخ اور حیرت کے قریب تر تھا آکر ٹھہرا کہ یہان سے لشکر حریف کا حال دریافت کرکے
عیاریان کرونگا یہان بعد بھیجنے تپلون کے سفاک نے کہا پھر اب شام کا کون استر دیکھے اور
طبل جنگ بجوائے مجکو تیاری سحر کی کیا کرنا ہی اور آگاہ مہرخ کو کس بات سے کرتا ہی آگاہ تو اُسکو
کرتے ہین جو ذرا کمزور ہوتا ہی اُسکو تو اب سب طرح کا سامان ممکن ہی تد مقابل شہنشاہ اپنے تئین وہ
جانتی ہی ای ملکہ حیرت مین ابھی جاکر اُسکے لشکر پر گرتی ہون اور جو کچھ مجھسے ہوسکتا ہی کرتی ہون
حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہی بس یہ سنکر اُسنے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگرنیان کہ ہر اُن مین
نایاب زمانہ سحر جانتی تھین اور آفت کی پرکالہ تھین سامری اپنے تئین اُسوقت کا گنتی تھین نفیر
کی صدا سُنکر جھولیان سحر کی گلون مین ڈالکر اور منقلین سلگا کر قشقہ سفید دُر کے ماتھے پر کھینچکر رسول
بھری تھالیان ہاتھون مین لیکر باز و لبط ہنس و اژدر و غیرہ پر سوار ہوئین جی جی کا سامری کے غل مچا
سفاک بھی تخت سحر پر بارگاہ سے نکلکر سوار ہوئی شہنائی سحر کی ٹھنکی ہندوے فلک زاغ سُنکر
منڈلایا آسمان نے مشعل انقلاب کو سُلگایا افسون خانہ پر بیٹھکر بنا فتنہ اُٹھایا ہر طرف دھوان سم کا چھایا
خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جوگی زمانہ کا بگڑ گیا زال دنیا ایک ہی لگاتہ کھیاٹ پرانی جادوگرنی ہو کر
وہ بھی گھبرائی کہ کہین ایسا نہو منتر کسی کا مجھپر چل جائے زمانہ کی حالت بدل چکی ہی نوع دیگر حال ہو چکا
ہی انقلاب ہوا چاہتا ہی وہ غوغا ہی الحاصل تمام دنیا پُر آشوب ہو گئی ہوا سحر کی

چلنے لگی آندھیان آنے لگین خوف سے جانین جانے لگین سفاک لشکر لیے آگے بڑھی طائران سحر نے سامنے مہرخ کے جا کر صورت انسان کی پیدا کی اور پکارے کہ اے ملکہ دوران ہوشیار ہو جائیے کہ سفاک جادو بڑا دعوی کر کے بغیظ و غضب تمامتر آپ کے لشکر پر آتی ہے اسکی خواص چالاک کے ہاتھ سے ماری گئی ہے اسکا قصاص لینا چاہتی ہے یہ خبر سنتے ہی ملکہ مہرخ نے بھی نفیر سحر کو دم دیا ادھر ہنگامہ آفت زا برپا ہوا جلد دو گرنیان جو ہر وقت مرنے پر تیار و مستعد رہتی ہین اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئین مہرخ بھی تخت اپنا اڑا کر چلی ایک طرف سے بہار و مخمور بارگاہ سے نکلکر بڑھلین بیرون کی آمد کے سناٹے شروع ہوئے مشقلین اسقدر جلین کہ آفتاب کے جسم کو گرما دیا اسکو بھی بخار چڑھ آیا تھا ہندوے فلک لیا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی مین چھپنے آیا خمسۂ متحیرہ کے حواس خمسہ درست نہ تھے آفتاب کے پیچھے آ آ کر چھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے تھے کبھی الٹے پانون بھاگتے تھے ستارون کے بھی برے ستارے آئے تھے مریخ پر ساڑھ ستی سنیچر آیا تھا آفتاب کو اسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطارد کی سب سدھ بدھ بھول گئی تھی زہرہ اے میرے اللہ بچانا کہ رہی تھی غرض زمین و زمان مین تہلکہ پڑا تھا عجب عالم اس فوج کے چلنے سے ہوا تھا کہ ابیات

لیے آراستہ جو خود و زرہ
دی کمر بند مین گرہ پہ گرہ
نکلے خیمون سے اسطرح بن ٹھن

سحر کے ابر سے تھا جنگل بن
ارض زیر قدم دہلتی تھی
پشت گاو زمین لچکتی تھی

لگا کھلنے وہان یہ گل بوٹا
دست مین آج خوب گل پھوٹا

ہر طرف سے خیل خیل ساحران بیجادہ اسپ و طائر وار در سحر پر چڑھکر روانہ ہوئے مہرخ اور بہار و مخمور بڑی آن بان سے طاؤس و ہنس اڑاتی جانب میدان روان تھین فوج مین دہل و نقارہ و نفیر کی آواز سے از زمین تا چرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیون سے دنیا تمام کالی تھی اسطرح سب بیشۂ شجاعت کے شیر نہایت دلیر بھرے ہوئے تلاش مین اپنے صیدلیون کے مقابل حریف آکر پہونچے اور صف آرا ہوئے ادھر تو سفاک اپنی فوج کو ترتیب کرنے لگی ادھر مہرخ چالاک اپنے لشکر دلیر و بیباک کو آراستہ فرمانے لگی آن دو لون لشکرون کو مقابل مین چھوڑ کر حال بران شمشیر زن بیان ہوتا ہے کہ وہ پرستش گزین بتخانۂ ساحری و بت جادو طراز صنم خانہ شعبدہ سازی افسون پردازی جو درہ کوہ مین بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی ہار لونگ پھول اڑانڈے کلین وغیرہ سب اسباب

ساحری سامنے اپنے رکھکر وہ منتر جو اسکے باپ کوکب نے اسکو تعلیم فرمایا تھا پڑھنے لگی اور
کئی روز کے عرصے مین اُسنے بارہ ہزار پتلے موم کے بناکر سامنے رکھ لیے اُنپر وہ افسون پڑھتی جاتی
اور دم کرتی تھی یہانتک کہ بزور سحر بقدرت خداوند عالم وہ پتلے زندہ ہوگئے اُسوقت ملکہ نے
اپنی فصد کھولکر خون مین اپنے اُنکو نہلایا کہ وہ اب مثل جوانان قوی تن کے دراز قامت ہوئے
اور سب روئین تن اور آہنی بدن ہوگئے ملکہ نے ایک ایک شاخ درخت اُن سبکے ہاتھون مین دیکر
کچھ افسون پڑھا کہ وہ شاخ مثل تلوار بران کے ہوگئی اُسوقت اُن پتلون سے اُسنے حکم دیا کہ پرواز
کرکے یہان سے ہمارے لشکر مین جاؤ کہ وہ لشکر قریب لشکر مہرخ فرخندہ سیر اُترا ہوا ہے تم سب وہین
مقیم ہو مین جب آکر دریاے خون روان بر گردون دریل بر نیاد ان توڑون اُسوقت برج حیرت
اور افراسیاب پر تم سب آگر گرنا اور کار دشمن ناکام تمام کرنا وہ سب عرض پیرا ہوئے کہ ہم اے ملکہ
ایک کو تو زندہ نہ چھوڑینگے کس لیے کہ ہمکو اگر ہلاک و غارت کیجیے تو آپ کیجیے دوسرے کی مجال نہین کہ
جو ہمکو مار سکے ملکہ نے کہا جب تم اس لڑائی کو فتح کر لوگے تو مین تم کو سلطنت پوری تمھاری دونگی وہ
پتلے خوش ہوکے پرواز کرکے روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے ملکہ بھی درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو فقیر
بنا ہوا منڈھی میں بیٹھا تھا اُسنے ملکہ کو دیکھا کہ رنگ رخسار زعفرانی تھا بسبب محنت کے زعفرانی ہو
بال سر کے کھلے ہین منھ پر کیفیت بلا ہوا ہی کانی بندھی ہی ہر تن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہی غرض عمرو
اپنے مقام سے اُٹھکر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ چرخ شعبدہ گر تیری آن و ادا پر قربان فسون ساز عالم
کی جان کہہ کہ وہ کام جسکے لیے معتکف بتخانہ ساحری ہوئی تھی پورا ہوا یا نہین اُس غارت گر ایوان
خاطر مکاران عالم نے جواب دیا کہ خواجہ تمھاری مہربانی اور اقبال سے اپنے باپ کے اب مجکو وہ
طاقت حاصل ہی کہ افراسیاب موذی کاٹے کی ہڈیان توڑکے رکھدونگی اور مرحلات طلسمی ہر چند کہ
وابستہ لوح ہو مگر انپر بھی حملہ کرون تو درہم و برہم کر دونگی عمرو نے کہا شاباش مرحبا اچھا اے ترک جفا پیشہ اب تم
لشکر کی جانب نہضت فرما ہو راوی کہتا ہی کہ وہ پتلے سحر کے ملکہ کے باپ کوکب روشنضمیر نے بھی واسطے
نگہبانی ملکہ کے بطور مخفی مقرر فرمائے تھے کہ ہر وقت کی خبر ملکہ کی مجکو پہونچاتے رہین چنانچہ اسوقت ملکہ نے نکلکر جو کچھ
کہ عمرو سے اپنی طاقت و قوت کا حال بیان کیا وہ سب پتلون نے جاکر کوکب سے بیان کیا کوکب روشنضمیر
ہنسا اور اُسنے ایک تدبیر کی کہ جسکا حال آیندہ لکھا جائیگا الحاصل عمرو اور ملکہ بران عالیشان

درۂ کوہ سے شادان و فرحان جانب لشکر فرخ حشمت نشان روانہ ہوئی چنانچہ کچھ ہی دور گئی تھی کہ سامنے کچھ چمک ہوئی اور روشنی مثل نور تابندہ کے دکھائی دی عمرو نے کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن کی آمد معلوم ہوتی ہی ملکہ سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی یکایک سامنے ایک دیوار بلور کی نظر پڑی کہ از زمین تا چرخ برین سر کشیدہ ہی اور لاکھوں ستارہ اُسمین چمک رہا ہی اور اندر سے دیوار کے لحہ لحہ بھر کے بعد صورتین رنگ برنگ کی پیدہ ہو جاتی ہین اور غائب ہو جاتی ہین کبھی پریان سر نکالتی ہین اور قہقہے مارتی ہین کبھی دیوان سیاہ مُنھ نکالتے ہین اور نعرہ مار کر غائب ہو جاتے ہین کبھی انسان مثل معشوقان حور پیکر و یاسمن بر کے دیوار سے نکل آتے ہین اور اپنی صورت زیبا دکھا کر مُسکراتے ہین پھر غائب ہو جاتے ہین دیوار نہین نگارخانہ چینی ہی روح مانی بھی جس سے چین بجبین ہی ارژنگ بھی اسکے اوپر سے نثار کیا ہی مصور قدرت نے مرقع دہر کا نقشہ اُتار کر دیوار کا رخ دنیا مین یہ آئینہ کے اندر لگایا ہی یہ بات نگارخانہ مین کہان یہ دیوار تو ہستی و عدم کا نمونہ تھی کہ ابھی ابھی تو ہست تھا ابھی نیست ہوا بی ثباتی دُنیا کا پتا دیتی تھی اُسی کی نشانی تھی کہ حیات دنیا بس اتنی ہی دیوار بلور مثل بحر کے تھی اور تصویرین اُسمین مثل حباب کے نکلتی تھین اور غائب ہوتی تھین اس ظلمات مین نیا طلسم اُس دیوار سے ظاہر تھا کہ گاہے جنان گاہے جنین کا نقشہ دکھائی دیتا تھا اُس دیوار کو دیکھکر عمرو نے کہا کہ اے ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم راہ بھولکر کسی سرحد طلسم کی طرف نکل آئے اب اس دیوار کے آگے راہ نہین ہی مناسب یہ ہی کہ ادھر سے پھر چلو اور راہ لشکر کی تلاش کرو مہران نے کہا کہ میری بھی عقل کام نہین کرتی ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی لیکن اتنا جانتی ہون کہ یہان طلسم ظاہر مین مرحلۂ طلسمی کہان خواجہ ہنوز دہلی دور است جب شہزادۂ اسد ظلمات مین جائین اور زمین کے نیچے جو طلسم ہی اُسکو توڑین دریاؤن مین در آئین جب مرحلہ طلسمی ملے ابھی یہان مرحلہ کہان مگر ہان افراسیاب نے میرے آنے کی خبر شاید سن لی ہی اور اُسنے سحر کیا ہی ہم اُسکے سحر مین گرفتار ہو گئے ہین عمرو نے کہا شاید ایسا ہی ہو پھر آخر اسکی تدبیر کیا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ مَین تو خود اپنا سحر آزمایا چاہتی تھی اُس کمبخت کی تلاش مین جاتی تھی جب تمھارے لشکر مین پہونچی ضرور ہی اُس سے لڑتی پھر اب ہی سہی دیکھون تو کہ یہ کیا میرا کر لیتا ہی اب مین اُس دیوار کو اُڑا کر اُس پار جاتی ہون اور اسکی بنیاد کو گراتی ہون عمرو نے کہا کہ پھر مین کیا کرون اُسنے کہا مین تمھین بھی سے لیے چلتی ہون یہ کہکر عمرو کو پنجہ مین

داب کر اور سناٹا بھر کے بزور سحر یہ اڑی اوّل بھی اسکا اڑنا بیان کیا گیا تھا کہ اپنے باپ کے
سامنے یہ اڑی تھی اور عمرو کو بجبر سحر غربال سے ملک طلسم ہوش ربا سے اٹھا لیگئی تھی اور کوئی ساحر
اُسکی بلند پروازی کے مقابل نہ پہونچ سکتا تھا اب تو کئی طرح کے سحر اسکو ملے ہیں بہت طرار و بااسلوب ہوا ہے
اسطرح اسنے سناٹا بھر اکہ یقین تھا دیوار کا رخ دینا پھاند جائیگی لیکن جب بلندی پر دیوار پہونچی دیوار
اور زیادہ بلند ہوگئی اور سر پہ ایک آسمان فولادی مثل چادر ظلماتی کے کھنچا پایا گویا چھت اُس
دیوار کی بنی تھی اُسنے وہان سحر دم کرکے چاہا کہ اُسمین جاکر ٹکر ماروں اور اُسکو توڑ جاؤں لیکن دیوار کے
اونچے ہونے سے وہ چھت بھی اونچی ہوگئی یہ عمرو کو لیکر پھر زمین پر اُتر آئی اور ایک مرتبہ ایسا سحر کو
زور دیا کر سقف بلند بے ستون کے توڑ جائیگا دل سے کیا اور سناٹا بھر کر اڑی ابکی اور بھی زیادہ دیوار
اور وہ چھت اونچی ہوگئی دم اُسکا اُگیا اور سحر نے جواب دیا پھر زمین پر اُتر آئی اور مثل عقل رسائے
راز دانان افلاک عرش پرواری کا ارادہ دل مین مصمم کرکے تیسری مرتبہ پھر پرواز کھولے اور قریب
سقف پہونچکر چاہا کہ ٹکر ماروں پھر جو غور کیا تو دیوار اور سقف کو اونچا پایا اُسوقت یہ زمین پر نہ
اُتری اور وہین روے ہوا پر ٹھہر کے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا اُسوقت ایک آواز
تڑاقے کی آئی اور چمک پیدا ہوئی اور اُس دیوار کے اوپر ایک پری زاد حور نژاد رشک شمشاد ملکہ
شمشاد نے بھی یہ قد بالا کہان دیکھا قد اُسکا طوبیٰ تھا رخ اُسکا لالہ تھا نہین نہین لالہ کا یہ رنگ کہان
رخ اُسکا گلزار بہشت کا گل تھا دہن تنگ راز عاشقان بیدل بے تامل تھا آنچل بلو کا دوپٹا اوڑھے
آئینہ بلورین ہاتھ مین لیے دیوار پر سے بڑھکر سامنے آئی اور وہ آئینہ ملکہ کو دکھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ
ای بیران خبردار خبردار جاے ادب سے قدم باہر نہ دھرنا اتنا اس نازنین کے منھ سے نکلتے ہی
اُس دیوار مین ہزار ہا رخنہ پیدا ہوگئے اور ہر سوراخ گویا دہان ساحر تھا کہ اُسمین سے صدائے
یا سامری یا جمشید آنے لگی غلغلۂ سامری جمشید کے نام کا زمین سے فلک تک بلند ہوا ملکہ بیران
اس آئینہ کو دیکھکر اول تو حیران ہوگئی مگر اُسکو غصہ از حد تھا اسلئے آئینہ پر اُف جو کی سیاہی روے آئینہ پر
دوڑنے لگی اور اُسنے وہ گولا فولادی ہاتھ مین سنبھالکر پرواز کی جیسے ہی قریب سقف پہونچی اب جو
چھت بلند نہ ہوئی اسنے چاہا کہ اسکو توڑ جاؤں بس سر آکر اُس چھت مین مارا ایسی ٹکر لگی کہ سر
گھوم گیا اور چرخ کھا کر زمین کی جانب چلی اُس دیوار سے چند پتلیان خاک قمر سے بنکر نکلین اور اُنھون نے

اِسکو روک کر زمین پر اُتار رہا عمرو کی بھی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ اُس دیوار
مین ایک دروازہ لگا ہی کہ مع پٹ اور چوکھٹ بازو وغیرہ سب اُسکا یاقوت احمر کا ہی دیوار بلور
کی دروازہ اُسمین یاقوت کا سُبحان اللہ وہ سفیدی مین سُرخی یہ معلوم دیتا تھا کہ سفیدی صبح مین
شفق پھولی ہی نہین نہین وہ دیوار مثل روز کا میدان سفید تھی مگر دروازہ باب حاجت سا تھا یا مثل
دہان بامرادان سُرخ رو اور خندان تھا آفتاب آسمان نُقرئی مین جڑا تھا دو شکلین اُسکی سُرخی کا پڑا دیوار
پر بھی گلابی پن آگیا تھا عمرو اور ملکہ اُسکو دیکھکر دنگ تھے سکتے کے دونوں کو ڈھنگ تھے کہ یکایک
کسی نے پکار کر کہا جلد ای مشاہدہ کنندہ آئینہ عجائبات داخل دروازہ ہو یہ صدا سنتے ہی حیران کو تاب
نہ رہی خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر دروازہ کے قدم زن ہوئی اندر جاکر جو دیکھا زمین و آسمان یہان سب
بلور کا ہی سراسر کارخانہ نور کا ہی اوپر بجائے آسمان کے ایک چھت بلور کی بنی ہی زیر قدم زمین بھی
بلورین ہی طور اُس نور کو دیکھکر ایسا جلا کہ شعلہ کلیجہ سے نکلکر اور جلکر سرمہ ہو گیا چشم مہر رشک سے گویا سفید
ہو گئی ہی نہین نہین یہ سفیدی آشوب چشم زمانہ نہین ہی حلۂ نورانی زمین و زمان کو مالک دنیا نے عطا کیا ہی
زمانہ صافی مزاج ہوا ہی سفید پوش بنا ہی کثافت کو جسم دہر کثیف سے پاکیزہ طینت نے دور کیا ہی ملکہ اور خواجہ
سیرکنان جب اور آگے بڑھے سامنے ایک باغ بلور کا بنا نظر آیا کہ بلور کے ترشے ہوئے نادرے گلدار رکھے
ہین تھالے درختون کے بلورین بنے ہین اُنمین بلور ہی کے درخت بھی لگے ہین پھول بھی بلور کا ہی پتا بھی
بلور کا ہی لیکن پھل اُسمین اصلی لگا ہی اگر انار کا درخت ہی تو سب بلور کا ہی مگر انار اُسمین اصلی اسطرح
لگا ہی ہر دانہ اُسکا یاقوت رمانی کو شرماتا ہی لالہ رخان کا دل اُسکو دیکھکر رشک سے خون ہوا جاتا
ہی اسی طرح سیب بہی و ناشپاتی کے درخت بار و ثمر سے بھرے کھڑے ہین گویا شاہد صبیح رخسار گہنا
پہنے ہین ہر طرف نور کا سما ہی جو درخت کا پتا ہی ید بیضا معلوم ہوتا ہی بلکہ ید بیضا کو بھی داغی بتاتا ہی
کہین سورج مکھی کا پھول آفتاب تھا مگر بلورین ہونے سے اب چاند چودھوین رات کا ہوا ہی ظلمات
کا سما ہی گلون مین خوشبو گلاب کے پھولون کی اور ہر قسم کے پھولون کی آتی ہی نکہت گلہاے
باغ ارم کو شرماتی ہی ہر طرف نہرین جاری لب گردان نہرون کی بھی بلورین بنی ہوئی بیچ مین اُس
باغ کے ایک بنگلہ بلور کا بنا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ چاند نکلا ہوا ہی دروازے چار چار ہر طرف اُس بنگلے
کے یاقوت احمر کے لگے ہین چاند مین سورج چمکتے ہین ہر دروازے پر صدہا نازنین قمر پیکر اور

گل رخسار اسباب عیش و عشرت لیے استادہ ہیں گویا بہشت کی حوریں ہیں اندر کے اکھاڑے میں پریاں جمع ہیں بعض اُنمیں سے پچکاریاں چاندی کی لیے ہیں اور سامنے جو پچکاری مارتی ہیں جو رنگ کہ پچکاری میں سے نکلکر زمین پر گرتا ہے اُسی طرح کے رنگ کی گھانس زمین سے اُگتی ہے اور پھولتی ہے نیز نلی اُنکی پچکاری میں بجائے رنگ کے بھری ہے بس اُن پریوں نے ملکہ اور خواجہ کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ با ادب اندر اس مکان کے قدم رکھنا کہ شاہوں کے شاہ جہان پناہ جناب معلے القاب آپ کے پدر عالیشان کوکب روشنضمیر فلک نشان تشریف رکھتے ہیں ملکہ نے جب یہ حال سُنا چہرہ اُسکا فرط بشاشت سے بسان مہر درخشان کے چمکنے لگا کس لیے کہ دیوار کے توڑنے میں جو عاجز آئی تھی تو عمرو سے شرمندہ ہوئی تھی پس خواجہ سے پھر کر اسنے کہا کہ خواجہ یہ دیوار میرے باپ کے سحر کی تھی جسکو میں باطل نہ کر سکی اگر افراسیاب کی بنائی ہوئی ہوتی تو اسکو بنیاد ستم کی طرح ڈھا دیتی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ ایسی ہی ہیں غرضکہ دونوں باتیں کرتے ہوئے اندر اُس بنگلے کے آئے دیکھا کہ فرش اُسمیں قاقم و سنجاب کا بچھا ہے دیواروں میں تصویریں نصب ہیں آئینہ لگے ہیں اور آئینوں کے اندر کی تصویریں بولتی ہیں طوطیاں زمزمہ سرائی کرتی ہیں سامنے صدر میں ایک تخت بلوریں گستردہ ہے جواہر اسمیں نصب کیا ہے مگر کوئی تخت نشین نہیں ہے تخت خالی بچھا ہے ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے یکایک چند تصویریں آئینہ کے اندر سے پکاریں کہ حضور شہنشاہ عالم تشریف فرما ہیں اور اے ملکہ تم سلام نہیں کرتیں اب جو ملکہ نے غور سے دیکھا تو کوکب روشنضمیر تخت شاہی پر جلوہ فرما ہے ملکہ نے دل میں کہا کہ چلے میں اسقدر اندھی ہو گئی تھی کہ بادشاہ مجکو دکھائی نہ دیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب انسے اسوقت کچھ لینا چاہیے بس یہ سوچکر اُسنے تسلیم کی اور عمرو بھی بہر آداب و سلام خم ہوا کوکب نے بخندہ پیشانی پوچھا کہ خواجہ تمھارا مزاج تو اچھا ہے عمرو نے کہا شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کیا کرتا ہوں شکر ہے خدا کا کہ اب تک تو اچھا ہوں اے بادشاہ آسمان جاہ کیوان کلاہ خدائے تعالیٰ کا احسان ہے کہ جسنے مجکو اور آپ کو پیدا کیا ہے اے بادشاہ میں آپکا زیر بار احسان اور مرہون منت حد سے زیادہ ہوں کہاں تک آپکے احسانوں کا شکریہ ادا کروں واکروں واقعی آپ میرے سرپرست و مربی اور کیونکر نہوں کہ آپ جیسے بادشاہ بے نظیر

اسلام پناہ و رونق دین	دریائے نوال و کوہ تمکین
کرتا ہے ہلال خود نمائی	ہے جیسے رکاب تک رسائی
رتبہ وہ دیا خدا نے برتر	اک آئینہ دار ہے سکندر

تحریر قلم سے چار فرد	تسخیر علم سے ہفت کشور	کف صورت آفتاب زر ریز
نیسان کی طرح قلم گہر ریز	تحصیل خزانہ فوج و کشور	شمشیر و نگین و تخت و افسر
اُسکا ہو یہ نقش چار در چار	خالق نے کیا جہان کا مختار	ای شہنشاہ آسمان اورنگ جیسے

تو آپ عالی بارگاہ صاحب زر و زور ہین ویسے ہی صاحبزادی حضور کی دلاور ہین اُنکی شجاعت
مین کچھ فرق نہین کیا کہون کہ کیسی صاحب جرأت اور ہمت ہین رستم اگر اُنکے دلکی ہمت کو دیکھتا تو ہمت
ہار جاتا اور سامری اگر اُنکے سحر کو جانتا تو ساحری دلسے اپنے بھلاتا ایسے لوگ دنیا مین کم پیدا ہوئے ہین یہ
کلام ہو رہے تھے کہ دو کرسیان جواہر کار زمین سے نکلین اشارہ ہوا ایک پر بران اور ایک پر عمرو متمکن
ہوئے اُسوقت کوکب نے فرمایا کہ اے عمرو تمنے بھی تعریف بران کی شجاعت کی فرمائی تمھاری دلاوری
عقل سے مجکو بعید معلوم ہوا خواجہ سلامت یہ ننگ خاندان بموجب مصرع بدنام کنندۂ نکونامے چند ٭
ہو تمنے کس بات کی اسکی تعریف کی ایک بار تو یہ مقابلہ افراسیاب مین گئی ہر چند کہ اُسکی لڑائی کو خوب
اسنے جھیلا پھر وہ وہی ہے اور یہی تھی بھی جو اُس سے لڑی ورنہ یہی ہے کون ایسا ہے جو شاہ جادوان
کہلائے کون ایسا ہے جسکے قبضہ مین طلسمات عالم ہون کون ایسا ہے جو جائے لاجین تاجدار پر
بیٹھے کون ایسا ہے جو آئینہ سحر مین ہمیشہ رہے اور کوئی اُسکو نہ دیکھے اور ہر رنگ سے وہ نظر کرے
کون ایسا ہے کہ جو زیر زمین طلسم بنائے ایک ایک دنی ادنی سحر اُسکا برتر از سحر ساحران فی الاتدبیر ہے وہ
فلک ساحری کا ماہ ہے وہ بادشاہ ذیجاہ ہے غرض اُس سے لڑکے اس نے ذلت اُٹھائی بغیر میری
اطلاع جاکر بہت بڑی قید کی مصیبت جھیلی اگر برق جاکر نہ چھڑاتا تو اُس قیدخانہ سے نکلنا اسکا
مشکل تھا مین ایک مدت تک مقابلہ کرتا لیکن طلسم نہ توڑ سکتا اور تاوقتیکہ طلسم ٹوٹتا نہین یہ چھوٹتی
نہین پھر کیا ضرورت تھی جو بغیر میری اطلاع یہ وہان گئی بران نے کہا کہ اے بادشاہ جیسا آپنے
فرمایا سچ ہے مین اس سے بھی بدتر ہون جیسا آپ کہتے ہین لیکن خواجہ سلامت قید مین اُس افراسیاب
خانہ خراب کے تھے اور اُنکے قتل کا ڈھنڈھورا تک پٹ گیا تھا پھر اگر مین اُنکو چھڑانے نجاتی تو یہ قتل
ہو جاتے کوکب نے کہا کہ اُنکے رہائی کی بھی جو کچھ تدبیر کی بہت اچھا کیا مین راضی ہون اور خوشی ہون
مگر کیا مین اُڑ گیا تھا یا مین تدبیر رہائی نہ کرسکتا تھا یا مجھسے اجازت لیکر جانے مین کچھ بُرائی تھی
بران نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خواجہ کی ہر حال مین خبرداری کرنا اور اُنکی محافظ رہنا اُسی

علم کی پابندی کی گئی اور فرط الفت خواجہ سے مجکو تاب نہ رہی بے اختیار ا شُد و دَش ی احیا خطا ہوئی
معاف فرمائیے کوکب نے کہا کہ خیر وہ تو سب کچھ ہو گیا گذشتہ را صلوات لیکن اب جو تو آمادہ رزم
افراسیاب ہو تو کس بھروسے پر بران نے کہا کہ مین آپ کے فرمانے کے بموجب چلہ پورا کر آئی اور
تیلے زمین تن بنا کر روانہ کر آئی کوکب ہنسا اور کہا یہ تیلے کیا مال ہین افراسیاب کی ایک پھونک
مین جل جائینگے ای بران ابھی تو نے سحر افراسیاب کے دیکھے نہین ہین ایک استاد نور افشان
سے پڑھا ہون اور وہ میرے اُستاد سے بھی پڑھا ہی اور چالیس استادون سے جو بڑے بڑے
نامی ساحر اس طلسم مین تھے اُنسے پڑھا ہی اور ایک ساحر حجرۂ باطن مین طلسم ہوش رُبا کے رہتا ہی کہ اُسنے
آجتک روے دُنیا اور رخ شاہد گیتی کو دیکھا ہی نہین سوائے طبقہ زمین کے اور کہین اُسکا ٹھکانا نہین
سامری کو طفل مکتب سمجھتا ہی وہ ایک سبق اُس سے میرا اُستاد نور افشان جادو ساکن زنگ سامری
کے پڑھا ہی اور اس پڑھنے پر میرے اُستاد کو بڑا ناز ہی کہ مین ملک اطلس گلگون پوش جادو شاگرد
اُستاد سامری سے سبق پڑھا ہون چنانچہ اسی ملک اطلس نے بارہ برس تک اپنی خدمت مین
افراسیاب کو رکھا اور سحر کی تعلیم دی جب اُسکو یہ قدرت حاصل ہوئی ہی کہ آن واحد مین کیتی ہی
دور کیون نہ وہ جگہہ ہو طلسم مین یہ پہنچ جاتا ہی اور ہمیشہ آئینۂ سحر مین رہتا ہی اور کوئی اُسکو دیکھتا
نہین اور ہر رنگ سے ہر جگہہ ظاہر ہوتا ہی اور طلسم کی ہوا اُسکی مسطح ہی کہین کوئی باتین کرے خبر اُسکو
ہو جاتی ہی ساحرون کا خداوند ہی اُس ایسے شخص سے مقابلہ کرنے کی ہوس کرنا امر بسیت مشکل و کار بسیت
دشوار یہ باتین سُنکر ملکہ نے اپنے دلمین کہا کہ ابھی کل تو اُنھون نے کہا تھا کہ تو چلہ پورا کرلے توڑنے جانا
آج ایسا کچھ یہ فرمارہے ہین نہین معلوم کیا بھید ہی ملکہ خائف بھی ہوئی کہ ایسا نہو افراسیاب سے
اُنھون نے میل کر لیا ہو اور ادھر عمرو بھی کلام کوکب سے گھبرایا کہ آج تو یہ شوکت افراسیاب
کی بیان کرکے جو میری طرفدار ملکہ بران ہی اُسکو بھی ڈراتے ہین اور دل اُسکا توڑتے ہین بس ایسا کچھ
سمجھکر عمرو نے کہا کہ ای بادشاہ یون تو فرمانا آپکا بجا ہی لیکن وہ مسخرا افراسیاب کیا کر سکتا ہی ای تا بیان خود
اُسکا آئینۂ سحر اسطرح توڑ دون کہ سبکو حیرت ہو جائے اور اسکے ملک اطلس کا جامۂ ہستی اگر مین نے رخصت
ترک ہر سہ ایک زیر زمین جاکر ٹکڑے ٹکڑے نہ اڑا دیا تو کچھ کام ہی نہ کیا وہ حرامزادہ بھی کوئی ساحر خدا
ہی جو سحر سامنے عمل عیاری کے کیا چل سکیگا ای بادشاہ حق حق ہی ہی اور ناحق ناحق باطل حق کے سامنے

نہین شہر تا ہمارے خدا نے فرمایا ہی کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کوکب نے
کہا کہ یہ امر آپ نے اپنی نسبت جو فرمایا بہت صحیح اور درست ہی آپ ایسے ہی ہین لیکن یہ ناشدنی
بھی اس قابل نہین دیکھیے ابھی اسکے دلمین یہ خیال آیا ہی کہ مین افراسیاب سے ملگیا ہون
کیون ای بران مین غدار ہون اور عہد شکن ہون بران نے لرز کر کہا اے بادشاہ بھلا میری
مجال ہی جو آپ کو غدار کہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین اسلیے ای عمرو یہ باتین کرتا ہون کہ
اب بھی یہ غیرت کو کام مین لائے اور سحر و ساحری سیکھے ابھی ایک سوال مین کرتا ہون اسکا یہ جواب دیگا
بھلا آپ پہ یزدان توڑ تا یا اور کوئی مرحلہ افراسیاب کا بنایا ہوا توڑنا تو بہت دشوار ہی ابھی
ایک دیوار بلور کی مین نے بنائی تھی اور سامری یہ میرا سحر تھا صرف اسی امتحان کے لیے کہ بران
کو بڑا دعوی ہی دیکھون اس دیوار سے یہ کیونکر نکل سکتی ہی چنانچہ آپ تو اسکے پنجے مین دبے
ہوے تھے انصاف سے فرمائیے کہ اسکی کیا حالت گذری اور کسی طرح اس جھٹ سے اور دیوار
بلورین سے نہ نکل سکی پھر مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جب بڑے بڑے ساحران نامی مثل
صورت نگار و مصور و صنعت و ابرلق وغیرہ یہ چارون طرف سے میدان جنگ مین
بھیجینگے اور آسمان فولاد کے بنائینگے اور مینھ تیر و تبر کا برسائینگے اور شاہ جادوان آکر ایک آندھی پیدا
کریگا کہ سیاہی اس آندھی کی آسمان فولادی ہوگی اور ہوا کے جھونکے تیر قضا ہونگے اور بوندین سیاہ
ہونگی پھر وہ آندھی اسکو اڑا کر ظلمات عدم اور قعر فنا مین لیجائیگی یا نہین یہ کیونکر دشمن کے آسمانون سے
نکلجائیگی اور انکی زمین سحر اپنا بھر کر پانون جائیگی بس یہی ہوگا کہ لشکر سارا کام آئیگا اور یہ لعل خواری
اٹھائیگی اور سنو میری جان جب کسی کا کوئی گھر برباد کرنے جائیگا تو وہ کوئی دقیقہ کیا اٹھا رکھے گا
ابھی تک افراسیاب نے کوئی کد ایسی نہین کی ہی کہ جس سے خواہ مخواہ ہی فتح چاہی ہو سہل انگاری
سے لڑتا چلا آیا ہی اسوجہ سے مہرخ وغیرہ اسکے مقابلہ مین بچی ہوئی ہین ورنہ تو یہ بھلی تھی اگر ایک
اپنے طلسم کے کنوئین کو کھولدے قیامت آجائے ایک بار بادشاہ نے شمالی طلسم کو بجوا دیا تھا اور
تخت طلسمی پر چڑھکر سامنے آگیا تھا پھر سارا لشکر مہرخ کا بیہوش تھا بادشاہ نے خود ہی طرح دی اور سب کو ہوشیار
کر دیا ورنہ اسی دن خاتمہ تھا کیون خواجہ آپکو یاد ہی عمرو نے کہا سچ ہی اسمین کچھ خلاف نہین اور واقعی بادشاہ
طلسم سے سوائے طلسم کشا کے اور لوح کے بغیر کون لڑ سکتا ہی کوکب نے جواب دیا کہ اب تمنے نقصان

سے کہا اے عمرو اسی واسطے مین اس چھوکری کو نصیحتنامہ کہتا ہون کہ تیرا رتبہ دو مرتبہ میرے طلسم مین بہت
بڑا ہی کوئی اس سرزمین پر تجھسے نہین لڑ سکتا ہی اگر ہاتھ اپنے اونچے کر دے تو ملازمان طلسم مجرم پر
آفت ڈھا دین لیکن غیر جگہہ تو قوت بازو ہی کام آئیگی کچھ شہزادی ہونا کام نہ آئیگا بس غیر جگہہ مثل ایک
ساحرہ کے یہ ہی ہان ساحرہ جلیل اسقدر ہی کہ صاحب ملک و مال ہی بس اسیقدر رتبہ ہی چاہیے کہ ایسا
مرتبہ ہو کہ جیسے بادشاہ طلسم یہ نہین ممکن چنانچہ اگر اتنے بڑے ساحر اور اُسکی فوج سے لڑنا منظور ہی تو
اِن تیلون کے بنانے پر نازان نہو سحر کو خوب زور دو اور متواتر چلہ کشی کرو مقامات عمدہ پر جاؤ
چشمہ ہاے سامری و جمشید مین نہاؤ معبدگاہ سامری پر جاؤ گنبد سامری کی بھی زیارت کرو ہر چند کہ
گنبد سامری تک جانا مشکل ہی مگر کیا ہی اشکل کیون نہو سب آفتین جھیلو اور اِس لائق ہو لو کہ
ہان اب ہم برابر کا مقابلہ افراسیاب سے کر سکینگے اسوقت ہم سحر مین اُسکے برابر ہین گو رتبہ بادشاہ
طلسم او ہی تاہم اتنا تو ہو کہ سحر مین اُسکے ہمسر ہو جائین تو کہنے مین بات آئیگی کہ سحر مین تو ہمسری
کر گئی مگر رتبہ سلطنت طلسمی نے مجبور تھی عمرو نے کہا حضور نے جو کچھ فرمایا بجا ہی لیکن آپ اطمینان کامل
رکھیے انشاء اللہ سب آسان ہو جائیگا آپ نے سنا ہوگا کہ کئی لاکھ ساحر کشمیر و کاشغر و بنگالہ و اندر کوٹ
و چاہ ماران جام الجبال و غطلی آباد مین جمع تھا مین نے سبکو دو روز کی لڑائی مین جانب ملک عدم بھیجا
و مہ قطامہ نے بغیر لوح کا طلسم بنایا تھا پھر اُسکو بھی اِس عبد ذلیل نے جہنم مین بھیجا یہان بھی انشاء اللہ
ایسا ہی ہوگا کوکب نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا مگر انکو تو یہی زیبا ہی جیسا مین نے کہا ہی اے عمرو
مجکو اپنی بات کا بہت بڑا خیال ہی انسان کو لڑائی کا بندوبست ضرور چاہیے تم بھی جو ان ساحرون
سے لڑے ہوگے تو تمھاری اعانت کے لیے حمزہ صاحبقران اور اُنکے سردار اور لاکھون آدمی ہونگے
اب سامنا اسطرح کا درپیش ہی کہ ہر وقت خیال رہتا ہی کہ ایسا ہو کوئی پیچ ہمارے طرفدارون یعنے
مہرخ وغیرہ پر پڑ جائے کہ اپنی بھی سبکی ہوئے لہذا اب مین نے اپنے فرزند احمد جمشید بن
کوکب کو بھی بلایا ہی کہ وہ ظلمات افراسیاب پر لشکر کشی کرکے گیا ہی اور مدت ہوئی کہ انھین ظلمون
مین لڑ رہا ہی پھر اب کیا ضرورت ہی کہ اطراف طلسم مین لڑے بادشاہ طلسم ہی سے کیون نہ آکر لڑے اگر
اُسکو قتل کیا تو سب ملک پایا غرض وہ بھی آئیگا اور پر ان کو ہدایت کرتا ہون کہ اب ایک پہاڑ پر جائین کہ
نام اُسکا کوہ درخشان ہی روز وہان چاند بنکر روح سامری آیا کرتی ہی غریبون اور وہان کے چلہ کشون کی فریاد

سکتی ہی اور جو مراد مانگو ملتی ہی اور سحر جو وہان بیٹھکر پڑھو روح سامری اُس سحر کے شریک حال رہتی ہی
اور جہان اُس سحر کو پڑھو روح سامری آکر مدد کرتی ہی چنانچہ وہان جاکر یہ چلہ کشی کرے اور ہر شب
وہان جاکر ونکو آکر اپنے ملک مین نامی اور نامور ساحر جو اُسکے ملازم نہین ہین اور رئیس قوم اور
اپنے گھر سے مرفہ الحال ہین اور شوق کی راہ سے سحر سیکھا ہی اور خوب کرتے ہین اُنکو جمع کرے اور مین بھی
اپنے طلسم کے تحفہ بہت کچھ نکالونگا اور اِس ملکہ کو دونگا اور میرا ارادہ ہی کہ اسی جیحو کری کو اس مغرور
سرکش افراسیاب سے لڑاؤن آپ کر اُسکے مقابلہ مین جاؤن اور اے عمرو ایک میرا دوست ہی کہ وہ
بیابان گلریز مین رہتا ہی نام اُسکا معمار قدرت ہی ایسا ساحر ہی کہ ساحران جہان اُسکا نام لیکر
سحر کرتے ہین اور وہ سحر سے قلعہ ایسا بناتا ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر وہ قلعہ فتح نہین کرسکتا
ہی چنانچہ وہ ساحر بیابان گلریز کا جو مالک ہی جہاندار قدرت شاہ جادو اُسکا ملازم اور سوارون مین
سے ہی اور جہاندار قدرت اس بیابان کا بجائے خود حاکم ہی نہ مجکو خراج دیتا ہی نہ افراسیاب
کو اور باعث اسکا یہ ہی کہ وہ بیابان داخل طلسم ہوش ربا ہی لیکن بہتسے سردار ایسے ہین کہ وہ
رفیق اور جان نثار لاجین تاجدار بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کے ہین پس جب لاجین قید
ہوا تو وہ اپنے ملک مین خود حاکم بن بیٹھے اور کسی طرح اُنھون نے اطاعت اس نمکحرام افراسیاب
کی نفرمائی اور افراسیاب بھی خاموش ہو رہا اس سبب سے کہ طلسم مین ان لوگون کے ساتھ لڑنے
مین قتل اور خونریزی حد سے زیادہ ہوگی اور اُنمین بعض مالک تحفہ جات طلسمی ہین اور بعض
کوہستان طلسم کے بادشاہ ہین اور استادان زمانہ سے تعلق رکھتے ہین پھر کیا ضرور ہی کہ ایسے شخصون
سے بگاڑ کیا جائے ایسا نہو کہ وہ سب قوت پاکر اپنے بادشاہ کو رہا کر لین تو سب محنت برباد
ہو جائے غرض اب مین معمار کو نامہ لکھتا ہون کہ آکر ایک قلعہ سامنے قلعہ طلسمی کے یعنی شہر نا پرسان کے
بنائے اور اُس قلعہ مین سارا لشکر مہرخ کا مقیم ہو ہر وقت جنگ و جدال کے باہر آیا کرے اُسمین فائدہ
یہ ہی کہ افراسیاب کا یجنہ کسیوقت بھی لشکر مہرخ پر قابض نہو سکے ابھی تو بیچ میدان مین لشکر اترا ہوا
ہی سطح کے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہی اور اگر معمار ہمارا شریک حال ہوگا تو بہت بڑا فائدہ ہی اے
عمرو سات شہزادے حقدار بیابان گلزار کی سلطنت کے قید مین افراسیاب کے ہین کہ وہ بیچارے
نوجوان ہفت ملک کی سلطنت کرتے لاجین کے ساتھ قید ہوئے مین نے آشنا ہی کہ دریا کے

نیل پر قید ہین اور ایک دروازہ بیابان گلریز کا دریاے نیل کی طرف ہی کہ اُسکو بادشاہ طلسم خوشرنگ نے بند کرادیا ہی اور دوسرا راستہ ہوش رُبا کے اندر سے ہی وہ کھلا رکھا ہی مگر سر حد پر بڑے بڑے ساحر ناجی مقرر ہین میرے طلسم سے راستہ نہین ہی لیکن ایک راہ ہی کہ اُسکو راہ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ راہ بالکل بند ہی اسلیے بند ہی کہ اسطرف طلسم نور افشان ہی ایسا نہو کہ کوئی وہان سے آکر ملک مین فساد برپا کرے بس زنجیر آتش دور تک یعنے جہان تک میرے طلسم کی سرحد ہی کھنچی ہی اُس زنجیر کو نہ کوئی توڑ سکتا ہی نہ کھول سکتا ہی نہ اڑ کر جا سکتا ہی لیکن معمار کو جو مین بلاؤنگا وہ اپنے بادشاہ سے پوچھکر میری ملاقات کو آیا کرتا ہی تو پھیر کھاکر کوہستان کی راہ سے میری پشت طلسم سے اُس طلسم مین داخل ہوتا ہی پس ای برآن میرے کہنے پر عمل کرنا خبردار ابھی کوئی غفلت و نادانی مین قدم نہ دھرنا اور جلدی اس کام مین نہ کرنا یہ لڑائی شاہان طلسم کی ہی روباہ کے شکار مین شیر کے شکار کا سامان کرنا ہوتا ہی دشت عجلت مین سرگشتہ نہ پھرنا یہ تو شاہ جادوان ہی اگر کوئی ادنی دشمن ہوتا تو اُسکو برا سمجھنا کار خردمندی تھا بران نے کہا ای پدر والا قدر ابھی تو مین ایک جلہ کرکے تھکی ہوئی خستہ اور شکستہ آئی ہون ابھی تو مجھے کوہ زخشان پر بجایا جائیگا کوکب نے کہا دیکھیے مزاج ایسا درست ہو گیا ہی کہ تکلیف کسیطرح کی دل گوارا نہین کرتا پھر وہ تکلیف شاقہ یعنی مقابلہ دشمن کی کسطرح اٹھیگی اور طعن سنان طعنہ حریفان کی طبیعت کب متحمل ہوگی اچھا دو چار روز ٹھہر کر اپنے مقام پر یا لشکر خواجہ مین شراب پیو راحت کرو سیر و تماشا دیکھ کر دل بہلاؤ پھر وہان جانا اور جو مین نے کہا ہی عمل مین لانا اور مین بھی تدبیر مین جاتا ہون جو بدولت خواد سلامت کے افراسیاب سے اور ہمسے بگڑی ابکی ہی تو خدا حافظ و ناصر اتنا بادشاہ کے منھ سے نکلتے ہی آواز تڑاقے کی آئی آنکھ بند ہو گئی اب جو دیکھا نہ وہ دیوار تھی نہ باغ تھا نہ بنگلہ تھا مگر عمرو کو ایک کارخانہ عجیب و غریب اور نظر آیا یعنی اُسنے دیکھا کہ وہ چار دیوارین بلور کی جو گرین تو ایک طرف کی دیوار کے غائب ہونے سے ایک باغ دلپذیر اور بے نظیر نظر آیا کہ ہر برگ اُسکا جادو تھا ہر پھل اُسکا خوبرو تھا لطافت وہان کی نہرون پر صدقے تھی ہوا وہان کی نسیم پر نثار تھی کیا لکھون کہ کیسی بہار تھی دوسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو ایک پہاڑ لاجورد کا دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ بہار دار روح فرا جسے دیکھکر بیقرار کوہ لاجوردی آسمان اُس پر نثار کبھی خواجہ کی نگاہ سے نہ گذرا تھا طرح طرح کے گل اُسپر کھلے تھے اور چشمہ لبان چشمہ آفتاب لہرین لیتے تھے جھرنا جھڑتا تھا اور ہزار ہا دام اُس پہاڑ مین بنے تھے اور

ہر در مین اُسکے ایک بہزاد حور تمکین مہجبین ہزاران ناز و انداز استادہ تھی اُنکی صورت زیبا
اگر دیکھے شیرین فرہاد وار پتھر سے سر ٹکرائے تیشۂ عشق سر مین مارکر مرجائے کوئی نازک بدن
کوئی حور پیکر کوئی لالہ فام کوئی سبزہ رنگ اور کوئی حیرت سے انگشت بدندان کوئی پاے نازک
کو دوسری ران پر رکھے ہوے ایک پانون سے استادہ واقعی باغ خوبی کی سرو روان کوئی
تانے پانچے کلائی پڑھائے کوئی پاٹجامے کو چھوڑے پیٹے نکالے کوئی چارسو حیرت سے نگران کوئی
چھڑی ہاتھ مین لیے اِدھر اُدھر خرامان کوئی تصویر کی صورت اُس در کے چوکھٹے مین جڑی ہوئی
یون بے حس و حرکت کھڑی ہوئی غرض ہر ایک صورت مین لاثانی اُٹھتی جوانی کہ ابیات

آنکھین وہ جس سے کہ آہو ہے ختن آنکھ چرائے	باغ مین نرگس بیمار کو سکتا ہو جائے
وصف مینی سے ہر اک شم ہوکر دم ناک مین آئے	کوئی گر ناک بھی رگڑے تو نہ وہ پاس بٹھائے
بلبلین دیکھ لین تو دور ہون گلزارون سے	خار گذرے انھین اُن پھولون سے رخسارون سے

تیسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو بیابان سبزہ زار پر بہار دکھائی دیا گویا اُسی بیابان مین خضر کا مسکن تھا
گویا وادی ایمن تھا گلہاے رنگین سے سراسر نگارخانۂ چین تھا گویا خاتم دشت پر جڑا ہوا نگین تھا چوتھی
طرف جو دیوار غائب ہوئی تو ایک دریاے زخار کو موجزن پایا کہ کنارے اُس بحر افسون کے
ہزارون تختہ لالہ و نافرمان کے کھلے تھے اور جہان تک ساحۂ چشم سیار رہتا تھا وہی چمن کھلا نظر
آتا تھا اور دریا موجین مارتا تھا رفتار معشوق کو شرماتا تھا غرض جب اِس عجائبات کو دیکھکر دنگ حیران
تصویر سکتے کے رنگ تھے کہ یکایک آواز تڑاقے کی آئی اور ایک جانب سے زمین شق ہوکر پانچ
کشتیان از خود نکلین کہ تورہ پوش پا دلے کے اُنپر پڑے ہوئے تھے آواز آئی کہ خواجہ سلامت یہ
کشتیان قسم ہے سامری جمشید کی کہ آپکے لائق نہین اُسوقت جمشید سامری کے خزانہ پر جسکو
دسترس بھی نہین ہے آپ دل مین رنجیدہ نہو جیے گا ان کشتیون کو قبول فرمائیے اور کھولیے عمرو نے
بخوشی خاطر اُنکو کھلوایا ئین تو ڑے اشرفیون کے اُنمین رکھے دیکھے پس آواز آئی کہ ان اشرفیون کو بھلا
آپ کیا لیجیے گا آپ کے قابل کہان ہین مگر غربا کو تقسیم کر دیجیے گا عمرو نے جواب دیا کہ شاہ کوکب واقعی
ایسے حوصلۂ عالی کا بادشاہ ہے میرے تو لائق ہین لیکن اُسکے دینے کے لائق نہین ہے جب ہی تو اسقدر عجز و نیاز
مین مبالغہ ہے حساب دوستان در دل ہین نے بخوشی خاطر قبول کین خداے تعالی عمر و دولت ایسے بادشاہ

عالی حوصلگی زیادہ کرے بڑا صاحب جود و کرم ہو اور سواے اسکے ہمارے اور اُس بادشاہ کے
یکجائی اور یگانگت کا طور ہر کچھ مبالغہ نہین وہ جو عنایت فرمائین ہمکو منظور ہو یا زندہ اور صحبت باقی ہے
اگر قلیل انھون نے دیا ہی تو کل کثیر عنایت فرمائینگے کچھ آج ہی پر تھوڑی موقوف ہی لُٹتے تو ملتا ہی رہے گا
سال کے تین سو ساٹھ دن ہین بہر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اُن توڑون کو نذر زنبیل کیا اور ملکہ بران کو ہمراہ
لیکر ایک درہ مین کوہ کے آیا اور وہان زنبیل سے فرش نکالکر بچھایا شراب کباب مہیا کیا اور مصروف
میخواری یہ دونون ہوئے انکو تو اس حال مین چھوڑیے اب حال جنگ جدال ملکہ مہرخ فرخ فال اور
سفاک بداعمال سُنیے کہ یہ دونون لشکر مقابل ہین آچکے ہین مبارزان میدان دلاوری و زبردآزمایان
عرصۂ شجاعت گستری اسطرح توسن قلم جنگا: قرطاس مین جولان فرماتے ہین کہ جب مہرخ دلاور مقابل
لشکر سفاک بداختر پہونچی بجلیان گر گر آڑ جھاڑیون کی دفع ہولی ابر سحر برسے گرد و غبار بیٹھا
صف آرائی ہوئی نقیب و چاوش کڑکا کہکر کنارے ہوئے اسوقت اوّل سفاک اژدر پر چڑھکر
مقابل لشکر مہرخ آئی اور پکاری کہ اے لشکریان نمکحرام مجکو کچھ تمسے عداوت نہین ورنہ کسی طرح کا تم لوگون سے
سروکار ہے صرف اسواسطے چڑھائی ہون کہ چالاک بن عمرو نے میری خواص خاص مار کاکل سیاہ کو ناحق
مار ڈالا ہے بس تم اُس میرے گنہگار کو گرفتار کرکے میرے حوالہ کر دو اور یا میرے حوالہ نہ کرو تو اپنے لشکر سے نکالدو مین
خود اُسکو پکڑ لونگی اور اگر ایسا نہ کروگے تو تمھارے لشکر کو غارت کر دونگی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو اور خیریت
تمھین منظور ہو تو میرے کہنے پر عمل کرو مہرخ نے اُسکے جواب مین پکار کر کہا کہ تمھاری تو عقل زائل ہو گئی ہے جو تم
اسطرح کی گفتگو کرنے کو میرے ساتھ آئی ہو اپنے ہوش کی خبر لو کچھ سودا ہو گیا ہے تم مجھسے دشمنی کروگی تو کیا کر لوگی
اور دوستی کروگی تو کیا سرفراز کروگی اگر تمکو لڑنا منظور ہو تو تاخیر نہ کرو یہان تمسے کون کمی کرتا ہے دیوانہ پن کی
باتین نہ کرو بھلا مجھسے کیونکر ہوگا کہ چالاک بن عمرو کو تمھارے حوالہ کر دون بس اب خبردار زبان ناپاک
اپنے نام مہتران و بہتر بہتران چالاک عالیشان کا نہ لینا جو کچھ تمسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کرو مین
دیکھون تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو اور کیا میرے واسطے کرتی ہو سفاک ان کلمات کو سُنکر برہم ہوئی اور اپنے لشکر
کیطرف پھری صف لشکر مین جاکر سپہ سالار لشکر ہرمز جادو کو حکم دیا کہ ہان جنگ آغاز کر وہ مرکب سحر کو آگے اڑا کر
میدان مین آیا ادھر سے بھی ایک ساحر نے نکلکر سامنا کیا لیکن ہرمز نے ایک تیغۂ سحر ایسا اُسکے مارا کہ وہ بیچارہ
دو ٹکڑے ہوا اُسوقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا تخت پر کھڑے ہوکر جانب سفاک جادو پھینکا اُسنے نارنج

آتے دیکھکر ایک ترنج مارا کہ نارنج مہرخ تو زمین ہی پر گر کر سرد ہوگیا اور ترنج مہرخ پر گیا مہرخ نے بھی بہ سحر
کیا اور ایک تیر کمان مین رکھکر مارا کہ سفاک نے آگے بڑھکر دستک دی کہ پنجۂ فولادی لیے پیدا ہوا اور اُسنے
تیر سحر بھی کاٹ دیا اُسوقت سفاک نے پکار کر کہا کہ اے مہرخ دیکھ تو مین کیسی بلا تجھپر نازل کرتی ہون میرے
ہاتھ سے بچکر جانا محال ہو اپنے تیر کا جواب دیکھ کر کیا دیتی ہون اب تجھے دیر تک کون لڑے اور تماشا
دیکھا کرے قضا ہی تیری آگئی ہو تو مین کیا کرون یہ کہکر ایک تختی فولاد کی اپنی جھولی سے سحر کی نکالی کہ
وہ مشبک تھی مثل پارۂ آہن جنتری کے تھی پس اُس تختی کو اُسنے زمین پر پھینکدیا اور ایک نارنج نکالکر سحر اُس پر دم
دم کرکے اُس تختی پر مارا کہ وہ نارنج شق ہوا پس یکایک وہ تختی غائب ہوئی اور بجاے اُسکے ایک دیوار
فولادی مشبک یعنی سوراخ دار پیدا ہوکر مابین لشکر مہرخ و سفاک حائل ہوگئی جہان تک نگاہ کام کرتی
تھی وہی دیوار نظر آتی تھی لشکر سفاک بے ایمان زیر دیوار اسطرف کو پوشیدہ ہوا پس اُس دیوار کے
سوراخون مین یکایک ہوا بھری اور آواز سائین سائین کی پیدا ہوئی پھر ہر دہن مین سے تیر آنے لگے
اور لشکر مہرخ مین گرنے لگے گویا کماندار دہر نے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلنا شروع کیا تھا دیوار تھی یا قضا تھا
زمانہ تھا نہین نہین آسمان سحر کا برج قوس تھا یا ترک زمانہ نے تیر اجل کا اُن بیچارون کو نشانہ بنایا تھا
دیوار نہ تھی ملک عدم کی حد کھنچی تھی اُدھر سے اجل صورت خدنگ بنکر آتی تھی اور سینۂ بیکسان
لشکریان مہرخ کے پار ہوتی تھی کچھ ہی دیر مین لشکر مین ہلچل پڑگئی آفت برپا ہوئی ہزارہا ساحر
نشانۂ تیر سحر ہوا اِس لشکر کے تیار ہونے سے ایسی ہلچل پڑی تھی کہ لشکر بران جو قریب تر اس
لشکر کے آگیا تھا اُسمین بھی غلغلہ برپا ہوا اور بنا بر احتیاط وہ لشکر بھی طیار ہوگیا اور چند بادشاہان
اور چند طائر اپنے اڑاکر اِس ہنگامہ کے دیکھنے کو یہان آگئے اور حسب اتفاق ملکہ مجلس جادو بھی
مع اپنی ماں کے تلاش بران مین یہان آئی تھی وہ بھی آکر اس جنگ کو دیکھنے لگی اور اُن سبنے
دیکھا کہ تیر اُس دیوار سے نکلکر اب سپرِ سحر کی توڑتے ہین اور ایک ایک تیر چالیس چالیس ساحرون کے
سینہ توڑتا ہو اور اب دریا کی طرح روے ہوا پر تیر موج مار رہے ہین مینہ زمین پر تیرون کا برس رہا ہو
یہ معلوم ہوتا ہو کہ زمانے مین ہوا چلنے کے بدلے تیر ہی چلتے ہین روے ہوا پر عقاب سے مملو ہو دنیا سے
اُڑ جانے کے لیے پر نکالے ہین اسقدر حادثات بھی عالم مین نہ پیدا ہوتے ہونگے جسقدر کہ تیر اس
لشکر مین بھرے ہین مہرخ و بہار و مخمور پنجۂ سحر کے پیدا کرکے فولادیون سے تیرون کو کٹواتی ہین

سپرین سحر کی آڑ کیے ہین لشکر سب برباد ہو رہا ہی کوئی تیر نشانہ پر نشانہ جگر پڑا ہی کسی کے تیر جگر کے پار ہوا ہی کوئی لاشہ پڑا ہی کوئی زخمی سسک رہا ہی گویا پیرزال دنیا کے ارمان دلی آج ہی تو نکلے ہین کہ کیسے کیسے نوجوان نشانۂ تیر اجل بنے خاک و خون مین لوٹ رہے ہین یہ حال دیکھکر مجلس نے کہا کہ ابا جان آپ کو کوئی ایسا سحر یاد نہین ہی کہ جس سے دیوار سفاک کے سحر کی ٹوٹ جائے ہمارے جادو نے کہا بیٹا قصۂ زمین برسر زمین یہ ساحرہ سرحد دار طلسم ہوش رُبا ہی تحفۂ طلسم سے اُسنے کام لیا ہی ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین اور علاوہ اُسکے ہم تابع ملکہ براآن ہین اگر اسوقت ہم لڑین تو ہمارے ساتھ ناظمان طلسم بھی لڑینگے پھر ایسا نہو کہ لشکر ملکہ براآن کا ہماری ذات سے برباد جائے اور ہم پر الزام آئے ہان اگر مہرخ بھاگ کر ہمارے لشکر مین چلی آئیگی تو اُسوقت اُسکی حمایت اتنی کرینگے کہ اُسکو قتل نہونے دینگے اور بناچاری لڑینگے کہ یہی حکم ملکہ براآن کا ہی کہ لشکر مہرخ کی ہر شخص ہمارے طلسم کا حمایت کرے یہان تو یہ باتین تھین وہان تیرون نے لشکریان مہرخ کا دم بند کیا نفس دزدین پیچیدہ ہزارہا کے سینہ کو توڑا اب وہ زمانہ آیا کہ یقین تھا بھگدڑ لشکر مین پڑے اور کوئی میدان مین تا ثابت قدم نہ رہے ابیات

تو اُس دم وہ سب بانیٔ دشمنی
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر
دل اہل دل سے نکلتی تھی آہ
لگانے لگے فوج غازی یہ تیر

لکھا ہی کہ جب مہرخ شیر روز
قیامت کی تھی محو تیر افگنی
ہدف سے کمان تک تھی ایسی ڈو
یہ جانو کہ ہم سب ہوئے اب تباہ
جبھی تھے دلاور بسان حصار

بڑھی جانب لشکر کردزور
کمانون سے تا صف فوج قدیر
جڑے تیر تھے مثل تیر نگاہ
بڑھی فوج ساحر سراپا تیر
خدا کی تھا رحمت کا بس انتظار

جب لشکر ظفر پیکر مہرخ نامور تباہ و برباد ہونے لگا اور آگے کی صف ٹوٹ گئی اب لوگ پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت مہرخ نے تاج سر سے اُتار کر طرف کعبہ کے رخ کیا اور درگاہ بے نیاز مین محتاج ہو کر پکاری کہ اے احکم الحاکمین و یا غیاث المستغیثین تو نے مجکو سلطان کیا ہی تو نے ہی تو جاہ و حشمت کا سامان دیا ہی اے رب اکرم ابیات

بڑا تونے ہم پر یہ احسان کیا
دکھائی ہمین جسنے راہ ایمان
ترے عون یاری سے منصور ہون

تجھی نے عطا کین یہ ہمکو نعم
کہ کافر سے ہمکو مسلمان کیا
ہوئی دور ہم سے بدی اور ستم
بلائین جو ہین سب اب دفع ہون

تو ہی ہی سزاوار حمد اتم
محمد سا ہمکو دیا پشتبان
ترے رحم سے ہین ہدایت پہ ہم
دے کریم حکم کر فتح غیبی کو کہ یہ

کافران بیحیا ہمارے ہاتھ سے مثل کاخ شکستہ منہدم اور منعدم ہون یہ دعا اُسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی یکایک بونڈا گرد کا ایک طرف سے صحرا مین پیدا ہوا اور غور سے جو دیکھا تو مہتر مہتران و بہتر بہتران فرزند رشید ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ جادوگران قتل کفار مین نہایت سفاک مہتر چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ پیدا ہوا اور اُسنے دیکھا کہ لشکر مہرخ تباہ و برباد ہوتا ہے بس اُسنے بیضۂ عقاب جمشیدی کو کہ جو مارکاکل سیاہ کو مار کر اپنے لیا ہے اور زبانی اُس مخبر کے وصف تو اُس بیضہ کا سن چکا تھا ہی بہت جلد کمر سے نکالا اور غور کرکے دیکھا تو اُسپر بخط طلائی یہ لکھا ہوا بھی پایا کہ خواہ جمشید پرست ہو یا لقا پرست یا خداے نادیدہ کا پوجنے والا مسلمان ہو یا آنکہ افراسیاب کی پرستش کرتا ہو کوئی ہو اس بیضہ کو کسی لشکر پہ گو وہ کیسا ہی زبردست لشکر اور مالک اُسکا کیسا ہی بہتر اور زبردست ہو یہ مارے تو وہ لشکر سب غارت اور تباہ ہو جائیگا اسمین چاہیے ساحر ہو یا غیر ساحر کوئی کیون نہو ہلاک اور برباد ہو جائیگا اور اس بیضہ کے سامنے طاقت قوت اُسکا کچھ پر و بال نہ نکال سکیگا سواے ہلاک ہونے کے کچھ بن نہ آئیگا لیکن اس بیضہ کو مارکر لشکر حریف پر آپ بھاگ جائے اور اگر انگشتری سامری و جمشید بھی اپنے پاس رکھتا ہو تو کچھ بھاگ جانے کی ضرورت نہین صاحب فوج کیسا ہی صاحب قوت ہوگا مگر اُس شخص سے مقابلہ نہ کر سکیگا جسکے پاس انگشتری ہوگی اس مضمون کو دیکھکر چالاک نے دلمین کہا کہ ایک انگوٹھی تو مجکو امیر کشورگیر نے عنایت فرمائی ہے علاوہ سامری کو کیا جانین لیکن ایک اور انگوٹھی بروقت ملاقات ملکہ بہار کے لشکر اسلام مین تونے پائی تھی اسکو تو دیکھ کہ وہ کیسی ہے بس اُسنے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو اُتار کر دیکھا ایک انگوٹھی مین کچھ لکیرین سی بنی ہوئی نظر آئین خیال کیا کہ یہی حال جب بھی ہوا تھا کہ لکیرین اُس انگوٹھی کی دکھائی دیتی تھین مگر پڑھی نہ گئی تھین اے چالاک اب بیضہ کو اس سے ملا کر دیکھ غرض اُسنے بیضہ کا عکس اُس انگوٹھی پر ڈالا تو اسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ جسکے پاس بیضہ عقاب جمشیدی ہو بس اُسکو چاہیے کہ اُس انگوٹھی کو پہنکر جسطرف کے ہاتھ مین انگوٹھی پہنے ہو اُسی طرف کے ہاتھ مین بیضہ لے اور لشکر دشمن پہ مارے پھر تماشا دیکھے کہ اس بیضہ نے کیا کام کیا اور یہ انگوٹھی پھر بھی کام آئیگی برباد نہ کرے غرض چالاک اس مضمون سے آگاہ ہو کر بہت شادکام ہوا اور شادان و فرحان آگے گامزن ہوا اُدھر تو یہ بیضہ لیکر چلا وہان عمرو اور برق دونہ کوہ مین بیٹھے شراب پی رہے تھے اور

کھانا دونون نے نوش کیا تھا اور خواجہ نے چاہا تھا کہ کچھ گا کر ملکہ کا دل بہلاوے کہ یکایک ایک آواز آئی کہ خواجہ تم ہمارے گلزار سیر بہار سے کیون چلے آئے آؤ وہین آکر بیٹھو یہ سنکر عمرو نے ادھر ادھر جو دیکھا تو وہی سامان جو دیوار بلور کے گرنے سے چار طرف دکھلائی دیا تھا یعنی باغ اور بہار اور دریا اور صحرا وہی دکھائی دیا خواجہ اور بران بے اختیار اٹھکر اسی باغ دلپذیر مین داخل ہوئے آگے بڑھکر ایک بارہ دری سراسر جواہر جڑی آراستگی مین سراسر پری بنی ہوئی نظر پڑی اندر اُسکے فرش و کرسی و تخت آراستہ تھے اور شاہ کوکب تخت فیروزہ فام پر جلوہ فرما خواجہ نے تسلیم کی اور ملکہ اور خواجہ حسب ایماء شاہ کرسی پر متمکن ہوئے عمرو نے عبارت کرکے کہا ای بادشاہ آپ تو ہمسے رخصت ہوکر کچھ تدبیر کو گئے تھے پھر اب یہان کیونکر تشریف لائے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سر ہزار سودا کیونکر جاتا اب دیکھو تمھین حال اُسکا واضح ہوا جاتا ہے یہ فرما ہی رہا تھا کہ دفعۃً آواز مہیب آئی عمرو اور ملکہ آواز کی طرف دیکھنے لگے وہم اُنکو ایسا ہوا کہ انکو پنجہ دکھائی دیا کہ ایک تھیلی زربفت کی وہ پنجہ لیے ہے اور اُس تھیلی پر خط طلسمی بطور نقش کے کچھ لکیرین بنی ہین بس بادشاہ نے وہ تھیلی ہاتھ مین لی وہم خواجہ اور ملکہ کا ٹنگا دیکھا تو پنجہ وغیرہ کوئی نہین ہے بادشاہ بیٹھا ہے مگر رنگ رخسار بادشاہ زرد ہے چہرہ پر فکر و تردد کی گرد ہے خون جسم مبارک کا خشک معلوم ہوتا ہے بران نے کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح عرض کیا کہ ابیات

قربان تو صد جہان جہان است
در وہم و گمان آفرینش
انوار تجلی تو ظاہر

ای جان جہان آفرینش
بر خاطر روشن تو روشن
بر دیدہ وران آفرینش

حرفے ز کمال تو نیاید
اسرار نہان آفرینش
ای شہنشاہ عالی پایگاہ چشم زخم

زمانہ آپ سے دور رہے اسوقت مزاج ہمایون کو مبتلائے فکر و تردد پاتی ہون گل رخسار جناب کو صرصر الم سے ذبول و پژمردہ نظر کرتی ہون کیا اسکا سبب ہے اور باعث اضطراب کہ انجام اُسکا سوا صواب کے اور کچھ نہو کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ مین فکر مین اپنی جانا چاہتا تھا کہ یکایک بیرون نے سحر کے خبر مجکو دی کہ لشکر مہرخ تباہ ہوا دیوار سحر نے اُنکو بے پشتیبان بنایا ہے ستون زور و قوت کو اُسکے گرایا ہے چنانچہ ابھی یہ پنجہ وہم آیا تھا تو یہی خبر لایا تھا کہ سفاک جادو مادر زیور جادو کو ایک تختی تحفہ جات طلسمی سے ہاتھ آئی تھی اور اُسپر اُسکو بڑا ناز تھا بس اُس تختی کو اُسنے آگر دیوار شبکہ دار فولادی بنایا ہے اور تیر ستم برسا کر سارا لشکر مہرخ کا غربال کردیا ہے جگہ پڑا جاتا ہے مہرخ ہی ایسی دلاور

جو اتبک اُسی میدان باران نیز مین استادہ ہو اور دعا کر رہی ہو چنانچہ مجکو فکر ہو کہ اُسکی دفع کی تدبیر
کرون عمرو نے یہ ماجرا سنکر ملکہ بران سے کہا کہ ای ملکہ ہمارے لشکر کے متصل تمہارے ناظمون کا بھی
لشکر اُترا ہوا ہو بس وہ لشکر مدد نہین کرتا ہو بران نے کہا خواجہ وہ سب میرے حکم کے منتظر ہونگے
کہ ملکہ اگر حکم دے تو ہم لڑین عمرو نے کوکب سے اُسوقت عرض کی کہ ای بادشاہ پھر آپ ہی کچھ
تدبیر برای خدا تعالی جلد فرمائیے کوکب نے ہنسکر کہا کہ بران صاحب آپ کے لشکر مین کہ
جسکے بھروسے پر آپ شاہ ساحران سے لڑنے چلین تھین کوئی ایسا ساحر ہو کہ جو اس دیوار کو غارت
کردے ملکہ بران کو بھی اُسوقت تیہہ آگیا اور کچھ تو براہ ادب نہ کہہ سکی مگر منہ لال کر کے اتنا کہا کہ
حضور آپ کچھ تدبیر دربارہ دفع دیوار نہ فرمائین مین خود جا کر اُسکو توڑتی ہون کوکب نے کہا خواجہ دیکھیے انکی یہ
سمجھ ہو کہ ذرا سی بات مین غصہ آگیا بران نے کہا ہان وہ بات ہی کیا ہو مین جا کر ٹکر مارونگی یا تو مین نے
اُس دیوار کو گرا دیا یا کاخ جسم و جان کو اپنے برباد کر دیا اور گرا دیا کوکب نے کہا تمام عمر تو تمنے عیش
و عشرت مین سب سحر اپنے برباد کیے اور غارت کر دیے اب یہ حوصلہ ہو تم یہ نجانتی تھین کہ بموجب
مصرع ع جنکے رتبے ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہو ۔ مین بادشاہزادی ہون کبھی تو میرے ملک پر کوئی چڑھ
آئیگا یا ہمکو کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہوگی پھر ہمکو اپنے رتبہ کے موافق سحر کرنا ہونگے اب جہالت کو
کہلم نفرما دو اور چالیس روز کوہ زخشان پر جا کر سحر کو تیار کرو پھر مجال کسی ساحر کی نہوگی جو تمسے مقابلہ
کرینگے یہ کہکر کوکب نے ایک سیٹی دی تو ساٹھ پریزادان دُر در گوش مرصع پوش حسینہ جبین نمکین
حسن مین نمکین سہ پارہ دلربا جنکی ایک غمزہ جان ستان پر جان عشاق قربان عالم کشور حسن و جمال
ووالی اقلیم خوبی و کمال ایک تخت الماس کاندھے پر اٹھائے سامنے حاضر ہوئین بادشاہ اُس
تخت کو دیکھکر اپنے مقام پر سے اٹھا اور ڈنڈوت کرنے لگا اُس تخت پر ایک کتاب رکھی ہوئی تھی
بادشاہ نے ڈنڈوت کر کے وہ کتاب اٹھا لی گچھا سا ساحری بھی اُس تخت پر تھا اُسکو بھی قبضہ مین کیا اور
کتاب پر غلاف زر دلفتی چڑھے تھے سراسر جواہر دوز بنے تھے بس اُسکو دور کر کے کتاب کو کھولا اور کہا
خواجہ یہ کتاب ہمارے پیر اور بزرگون کے وقت سے چلی آتی ہو جتنے عمدہ سحر اگلے ساحران نامی کے کیے
ہوئے ہین اسمین لکھے ہین مین اسکو دیکھتا ہون اور ایک نقش اسمین سے نکالکر لکھتا ہون کہ وہ دیوار
غارت کر دیگا اور اُس کتاب مین حال بھی جو کچھ گذر رہا ہو معلوم ہوتا ہو بس حال جنگ عمرو خنجر سفاک بھی

دیکھتا جاؤنگا یہ کہکر مشغول کتاب بینی ہوا یہ تو کتاب دیکھنے لگا ادھر چالاک جو انگشتری جمشیدی اور بیضہ جمشیدی لیکر بڑھا تھا قریب دیوار پہونچکے نعرہ زن ہوا کہ اوباش او قحبہ بدکار و ناہنجار پلید و بیباک ساحرہ سفاک والے تیرہ سران وخیرہ سرنگاران ساحران غدار کیوں تمہاری شامت آئی ہو کیوں دنیا تمنے سر پر اٹھائی ہو میں آپہونچا تمہاری جان کا ملک الموت یہ نعرہ اُسکا سنکر لشکریان جمرخ یا تو بھاگ جا ہتے تھے تھم گئے اور برق فرنگی عیار علیحدہ کھڑا ہوا اپنے لشکر کی بربادی پر دست تاسف مل رہا تھا اور فکر عیاری میں تھا اسنے بھی نعرہ سنکر چالاک کو دیکھا اور بیقرار ہو گیا پکارا کہ ای بھائی چالاک ای سردار من مرشد روے کہاں جاتے ہو میرے پاس پھر کے چلے آؤ وہاں مینہ تیر و تفنگ کا برس رہا ہی چالاک نے سنکر کہا کہ ای برق تم کچھ اندیشہ نہ کرو اگر اس دیوار میں ورنہ وہ ساحران غدار میں گھس کر عیاری نہ کی تو پھر کام ہی کیا کیا ای بھائی تم اپنی جان بچائے وہاں کھڑے ہو اور دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی میں اُن کافروں کو غارت کیے دیتا ہوں اس کلمے کو سنکر برق دغیرہ سمجھے کہ چالاک شاید مسحور ہو گیا سحر سفاک میں اور دماغ و دل اُسکا قابو میں نہیں رہا ہی جب تو ایسے کلمات مہمل کہتا ہی اور دیوانہ وار آگ آفت میں بے پرواہی سے جاتا ہی رات بھی نہیں ہی جو یہ عیاری کرکے نکل جائیگا غرض برق کو تاب نہ رہی اور پھر اُسنے پکار کر ندا دی کہ بھیا چالاک کہنا ہمارا مانو اور پھر آؤ اگر نشہ شراب کا بہت کم ہو گیا ہی تو وہ نشہ آگے بڑھکر ہرن ہو جائیگا اور تم مفت مارے جاؤ گے کیوں جان دینے جان بوجھکر جاتے ہو چالاک نے اب کی مرتبہ برق کے کلام کا جواب کچھ بھی نہ دیا اور جست کرکے برابر دیوار سحر سفاک کے پہونچ ہی تو گیا اور اسطرح للکارا کہ سفاک کے کان میں بھی آواز اُسکی پہونچی اور اُسنے ساحروں سے اپنے استفسار کیا کہ یہ کون ڈانٹ رہا ہی ساحروں نے کہا کوئی عیار ہو وہاں برق نے دیکھا کہ چالاک قریب دیوار پہونچ گیا اور مینہ تیر و تفنگ کا برس رہا ہو مگر اُسکے اوپر کوئی تیر نہیں پڑا اس نے پکار کر کہا کہ ای مرشد زادے آج کیا تم کچھ سحر بھی سیکھ کر آئے ہو چالاک نے پھر کر جواب دیا کہ پھر تم کو کیا ہاں بیشک ہم سحر سیکھ کر آئے ہیں کچھ شبہ نہیں کہ ہم ساحر ہیں اور اگر ایسے نہوتے تو اس جلسہ پر خوف و خطر کھڑے کیوں ہوتے اس عرصہ میں سفاک نے ایک پیکان آبدار سحر کو نکالکر زور سحر کھینچکر مارا اُسوقت چالاک نے بیضہ کو چرخ دیا اور بلند کیا برنگ ستارۂ سحری اُسمیں چمک پیدا ہوئی اور وہ پیکان اُٹھا کر پھر چالاک نے وہ سنگ قمر اُسکو تورد کیا لیکن اُس بیضہ کی روشنی بجلی کیطرح اُس دیوار کے

سوراخوں میں سمائی بس اُس روشنی کو دیکھکر سفاک تو بدحواس ہو گئی اور جلد بزور سحر پاؤں
اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہو گئی اور تیر جو اُس دیوار میں سے آتے تھے وہ روشنی ظاہر ہونے
سے اور سوراخوں میں ناپود ہونے سے بند ہو گئے اُس عرصہ میں اُسنے چیخ دیکر سفید دیوار پر مارا
آواز ایسی ہولناک آئی کہ یقین تھا کاخ زبرجدی آسمان پھٹ پڑے چار دیوار ربع مسکون اُڑا اُڑا کر
گویا گرے اور حصار اربع عناصر عالم سے ڈھے گیا وہ دیوار تھرائی اور لرزی اور زمین پر گر کر فولادی
بھی ریزہ ریزہ ہو کر خاکدان دنیا میں خاک کیطرح برباد ہو گئی بنیاد ستم ڈھہ گئی کاخ جور و فساد منہدم
ہوا اور اُسپر یہ طرہ ہوا کہ بموجب مثل سنگ آمد و سخت آمد یعنی سنگریزہ اُس دیوار کے فولادی گولوں
کیطرح لشکریان سفاک پر آکر گرنے لگے اور سینوں اور سر کو توڑ کر پار گذرنے لگے اب تو کرو گردنیا ہست
کا معاملہ ہوا ہزار ساحر اُسی میدان میں گر کر لوٹنے لگا کلوا سیدھا دم دبا کر بھاگا بھیروں پا تو خوشی میں
تھا اب ناچنے لگا صدائے یا سامری بچانا یا جمشید بچانا کی بلند ہوئی آوازیں عجیب آنے لگیں ساحروں
کے مرنے سے آندھی سیاہ آئی پتھر برسنے لگے وہ میدان تمام پر آفت ہو گیا اِدھر سے لشکر ظفر احتشام
مہرخ عالی مقام بھی حربہ سحر کے پکڑ کر اور تلواریں لیکر جو بڑھا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ زمین ساحران کو ھضم (؟) ہوا چاہا
ہر ایک کو غار ہستی دکھایا لحد بھی نصیب نہ ہوئی قصر تن میں جان جو مکین تھی وہ ٹوٹا گھر سمجھکر گھبرا کر بھاگی
بھاگی تو کہاں جاتی فی الحال خانۂ جہنم خالی تھا وہیں جا کر قرار لیا کاخ بدن برباد ہر ایک شاد و نامراد
چالاک نے خنجر کھینچکر دشمن کے سر اُڑانا شروع کیے ساحروں کے سحر اُسپر اثر نہ کرتے تھے یہ آفت تھی کہ ابیات

اڑا کر فرس کی عنان بیدرنگ
دکھانے لگی لطف جالشکری
ہوئے حملہ ور دو طرف کے سوار
بگڑنے میں جنکے تھے لاکھوں بناؤ
قیامت کے چلے وہ بانگے لگاؤ

چلی مہرخ نامور سوے جنگ
تڑپنے لگے خاک پر بے لعین
لگی ہونے باہم غضب گیر و دار
وہ تیروں کی جنبش وہ دشمن کی تاک
سبا زہ سے یک دوسرے کا بچاؤ

ہوئی گرد اک دوسرے کی جری
گئی جانب اسفل السافلین
وہ گردش ستوروں کی وہ آدھا
زمین کا دہلکر اُڑانا وہ خاک
اُدھر ساحروں کے سحر نے آفت

برپا کی تھی کبھی دریا پیدا تھا کبھی ابر سحر چھایا کبھی آگ برسی کہیں دھواں پیدا ہو کر آنکھوں میں
ساحروں کے سرمہ بنا جسنے اندھا کیا وہ بیروں کا غل باجوں کا شور کہاں تک مذکور ہو کہ شور نشور
برپا تھا ہزاروں ساحر جب سفاک کے کام آئے بھگدر پڑ گئی جان بچانی مشکل ہوئی اور ملکہ سفاک

بڑی دیر میں زمین سے نکلی اور اپنے لشکر کا حال پریشان و خراب دیکھکر اشک خون میں رو دی اور بغضب تمام ایک گولا فولادی لیکر چالاک کی طرف چلی پکاری کہ ارے او جوانا مرگ تیرا ہی نام چالاک ہے میں تو تیری تلاش میں تھی اور اسی لیے لڑنے آئی تھی کھڑا تو رہ لیے تیرے کہاں جاتا ہے چالاک نے بھی بڑھکر للکارا کہ اری او لکاتہ نابکار میں خود تیری فکر میں پھرتا ہوں آ تو سہی ٹانگیں چیر کر پھینکدونگا بس یہ دونوں مقابلہ میں آہی چکے تھے کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نوّے برس کی بڑھیا آل دنیا کی نانی بہت پُرانی بیچیا زندگانی کی کمر خمیدہ لاٹھی لیے زمین سے نکلی کہ غبارہ جادو نام رکھتی تھی اور سفاک کی دایہ ہے اور اُسنے قریب سفاک آتے ہی اُسکی چوٹی پکڑ کر دھر کھینچی اور پکاری کہ اری کمبخت ہتیاری کیوں اپنی جان دینے کو تلی جاتی ہے جو تی سے ایک خواص مار کا گل ہاری تجھی تیرے ناخن پا سے ایسی ایسی کتنی صدقے ہو جائینگی بڑے بڑے ساحروں سے تو یہ لڑائی فتح ہی نہیں ہوئی تو اسکو فتح کیونکر کریگی ان موؤں نکھراموں کی تو آجکل رئی زور پر ہے کوئی اپنی فتحیاب ہو گا میں اس وقت بلبلا کر بُرا حال رقعہ جمشید میں دیکھ دوڑی آئی کمبخت میرے پاؤں میں چوٹ بھی لگی گھٹنا ٹوٹ گیا مگر کیا کروں بوڑھا میرا دم چلنے کی اور سحر پڑھنے کی طاقت نہیں اسپر بھی دل نے صبر نہ کیا سچ ہے پرائی کی محبت بُری ہوتی ہے اری یہ کلیجہ کی آگ ہے نہ آتی تو دائی بندی ہزار کر کے رہجاتی کبھی ایسی حرکت تو نہ کرنا جو یوں پرائی آگ میں گھس پڑنا میری جان کچھ حیرت آپ کی جان پہ پڑ نہیں ہی ہتیں کہ ہائے افسوس کہنے والی انا بندی یوں ہو گئی وہ تو کہکر چپ ہو رہتیں اور تیرے دشمنوں کی جان جاتی بھلا یہ اکدم خیال ہے تیرا بھلا ہو اتنا بھی نہیں سمجھتی کہ جنکے پاس بیضۂ عقاب جمشیدی ہو گا انگشتری جمشیدی نہ ہوگی چل جلدی ایسے سفاک کے مقابلے سے یہ کہکر چوٹی پکڑ کر زمین میں کھینچے لیے ہوئے چلی گئی لشکریان مہرخ نے تمام ساحروں کو اُسکے لشکر کے قتل کیا کچھ اُڑکر رو بفرار لائے کچھ زمین میں سمائے زمین کو سنگ فولاخ کر دیا کہ بہت اندر تڑپ کر ہلاک ہو گئے روے ہوا پر ساحروں نے عقاب بنکر منقاروں سے کتر کر گرا دیا تمام زمین و زمان میں موت پھیل پڑی تھی دلال اجل نے نرخ جان کو ارزان کر دیا تھا الحاصل کچھ جو بچ گئے وہ بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کی طرف گئے لشکریان مہرخ نے خیمہ و بارگاہ تک اُنکے جاکر مارا اور آگ لگا دی اور مال و اسباب لوٹ کر طبل فتح و ظفر بجا کر خوشی خوشی پھرے چالاک کے اور بنذر نثار کر دیا زر سفید و سرخ کا انبار ہو گیا اِسقدر لُٹا عرض مہرخ چالاک بمنت تمام بارگاہ میں لیکر آئی لشکر نے بھی

کمر کھولی اور آسودہ ہوئے اِدھر کوکب نے کتاب مین اپنے مقام پر سب ماجرا دیکھا او کتاب
بے نقش کی تلاش موقوف کرکے اِسی حال کو دیکھنے گیا اور فتح کی کیفیت دیکھکر فرط مسرت سے
چہرہ کا رنگ سرخ ہوگیا اور تشویش خاطر عاطر جاتی رہی عمرو نے جواب چہرۂ مبارک بادشاہ زکور کو
دیکھا تو اور ہی رنگ نظر آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی بات خوشی کی اس کتاب مین بادشاہ کو نظر آئی ہی
یا کوئی منتر فتح یابی کا اسمین لکھا دیکھا ہی بس یہ دریافت کرکے اُسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ کیا آپ نے
فوج سفاک جادو کے غارت کرنیکی تدبیر کوئی نکالی جو آپ کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی کوکب نے
کہا کہ نہین اب مین کیا تدبیر نکالونگا وہ لشکر تو خود ہی غارت ہوگیا اور ای عمرو تمنے غارت اُسکو کر دیا
یعنی کوئی فرزند ارجمند تمھارا چالاک نام یہان آیا ہی اُسکے ہاتھ انگشتری جمشیدی اور بیضۂ عقاب جمشیدی
آگیا تھا اُسنے اُن دونون چیزون کے زور سے تمام لشکر کو اسطرح سفاک جادو کے شکست دی در و دیوار
کو گرا کر خاک مین ملا دیا سب لشکر مارا گیا کچھ جو بچا وہ بھاگ کر حیرت پاس گیا ہی یہ حال سُنکر عمرو دلمین
بہت خوش ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اللہ اکبر اب اس ناشدنی چالاک نے اگر یہ مرتبہ پیدا کیا ہی
کہ جب سے طلسم مین آیا ہی تہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ جادوان اِسکے ساتھ ساتھ آیا اور ہر جگہ اُسکو دھوکا
دیا معشوقہ کو اُسکی قتل کرایا سلیمان جادو کو مارا اور اس ناشدنی نے میری نذر کچھ بھی نہ کیا
اب چلکر اُس سے کچھ نذر حاصل کرنا چاہیے یہ سوچکر کوکب سے کہا کہ ای بادشاہ پھر مجکو بھی لشکر
موج مین بھیجدیجے کوکب نے کہا کہ خواجہ ہم تمھاری کل دعوت کرینگے اور مشورہ کچھ تمسے کرنا ہی بعد مشورہ
کے پھر تم چلے جانا رخصت کردینگے عمرو یہ سنکر خاموش ہوا اور یکا یک ہوائے سرد کے جھونکے آئے
آنکھ خواجہ اور ملکہ مُہران کی بند ہوگئی بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی تو سب نے اپنے تئین قلعہ کوکبیہ دار الامارۃ
طلسم نور افشان مین پایا وہان بادشاہ نے خواجہ کی دعوت کرنیکا انتظام فرمایا اور شمع رای روشن
کرکے انجمن مشاورت کو منعقد فرمایا یہ تو معمار قدرت کے بلانے کی مصلحت کرتے ہین وہ لشکری سفاک
کے جو بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کے قریب پہنچے اُسنے اُنکو بلوا کر حال شکست کھانیکا دریافت کیا
اور اُس لشکر کے بھاگ کر آنے سے سارے لشکر مین حیرت کے بلکہ سارے طلسم مین غل اور شور ہوگیا کہ
میان عمرو اور برق تو یہان عیار تھے ہی کوئی بیٹا عمرو کا چالاک نامے آیا ہی اُسنے تو آفت برپا
کر رکھی ہی وہ تو سحر و ساحری سے بھی نہین ڈرتا ہی دن دہاڑے دھینگا مشتی کرتا ہی ساحرون کے

غول اور لشکر میں گھس آتا ہی بڑے بڑے لشکروں کو اور انکے سرداروں کو بھگاتا ہی اور جو نہ بھاگو تو
راہ عدم دکھاتا ہی بڑا غضب ہوا چالاک کا ایسا کوئی ساحر شاید نہیں ہی اب زندہ رہنا ساحرون کا
دشوار ہی کیونکہ ایک تو انکی عیاری ہی کیا کم تھی دوسرے سحر انھون نے سیکھا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے
نیم چڑھا اب سارا طلسم یہ نمک حرام برباد کر دینگے کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہیں آتی ملکہ شکوہ زرین قبا
کی بارگاہ میں بھی یہی تذکرہ تھا کہ اب طلسم برباد ہوا شکوہ نے کہا کہ سفاک کی دیوار بنائی ہوئی
تو کوئی ساحر توڑ نہیں سکتا وہ کیونکر ٹوٹی لوگون نے کہا وہ بقبضۂ عقاب جمشیدی پاکر اُس عیار نے
غارت کردی شکوہ نے کہا پھر سفاک کیا ماری گئی لوگون نے کہا معلوم نہیں کسطرح بھاگ کر بچی شکوہ
نے کہا تو پھر چالاک پاس انگوٹھی بھی ہوگی سامری کی یہ باتیں تھیں کہ مصور بھی خیمہ سے باہر آیا اور
اُسنے لشکر میں آکر دیکھا کہ غدر ہوگیا ہی سب لشکر کہ رہے ہیں کہ اب طلسم سے نکل چلو اور اپنے اپنے
مال و اسباب کو جابجا سے اٹھاکر گاڑو دروازے مکانوں کے بند ہیں چند روز آمد و رفت موقوف
رہے بلکہ اسباب کنوؤں میں پھینکدو ارے میاں اپنی جان ہی تو جہان یہ باتیں سنکر مصور نے
بارگاہ حیرت میں جاکر مذکور سے کہا کہ ای ملکہ اب ہمکو نہایت خجالت ہوتی ہی کہاں تک ذلیل ہوا کریں
اب ہمکو اجازت ملے کہ یا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جائیں یا ان نمک حراموں کو غارت کردیں اور اُس عمر دغا کی
بوٹیاں کاٹیں ملکہ نے کہا آپ نبیرۂ جمشید ہیں آپ کو اجازت میں دون یہ میری مجال نہیں آپ کو ہر طرح کا
اختیار ہی جو چاہیے وہ کیجیے میں آپکے دادا کی بندی گندی اور آپ کی کنیز خاص ہوں اگر آپ کو کچھ
فرمانا ہی تو شہنشاہ سے فرمائیے کہ انھیں بھی تو خیال کچھ آئے اور کچھ غیرت کو وہ کام فرمائیں مصور نے کہا
تخت گل میں جاکر بادشاہ ساحران سے کہونگا اور اُنکو آمادہ انکی غارت کرنے پر کرونگا یہ کہکر شریک بزم
ہوا اور صلاح جنگ و جدال کرنے لگا اب ہر طرف طلسم میں مشورہ لڑائی کے ہو رہے ہیں ہر ایک فراست
اپنی فکر میں جو ہی وہ خیال لڑنے کا رکھتا ہی مریخ آجکل شوقین ہی ہر صدائے اقتل الحریف ہر زبان پر
جاری ہی عجب زمین خونریز ہی کہ ہر طرف یہی چرچا ہی تلوار کا سورج دنکو چمکتا ہی سپروں کی سیاہی
رات بنتی ہی لیل و نہار بھی ہتیارون کی صورت نظر آتے ہیں دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہی اب
حال تدبیر کو کب بیان کیا جاتا ہی کہ اسنے کیا صلاح کی ہی

نامہ نگاری خامۂ رنگین بیان کی نامہ لکھنے میں معمار قدرت کے اور آنا اُسکا

پاس کوکب اور وہان سے لشکر فرخ مین آنا اور پکڑ جانا عیاری سے صرصر کی اور ذلت اٹھا کر شریک فرخ اور عمرو بدل ہونا اور نشان قلعہ کا بنا کر اپنے ملک مین پھر جانا اور قید ہو جانا حسب تحریر افراسیاب جادو جہان دار شاہ کے دربار مین لے ورچھڑانا اسکو جا کر عمرو عیار کا پھر عیاریان چالاک کی اور قید ہونا عمرو کا جہاندار کے یہان اور جانا لشکر امیر مین قید ہو کر اور لشکر امیر کو سحر مروارید وصدف کے مہلکہ سے نجات دینا پھر آنا لشکر حیرت مین اور داستانین متعلق اسی بیان کے اور حالات صرصر و چالاک وغیرہ اور جنگ و جدال لشکر حیرت و فرخ نیک سیرت لمولفہ

ہاں ای مرے لالہ فام ساقی
کر ساقیا جام مے سے معمور
مے دینے مین کر نہ اب توقف
دعوت کا ہی اسکی کرنا سامان
طاقون پہ چنے ہوئے ہون شیشے
شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
میخواری مین ہو طلسم پیدا
پھر بادہ کشون کے کام من کے
ہو جام لبون پہ لب ہون خندان
مطرب ملے ہو دلکو ساز ساقی
بس جا کہ لکھو وہ اب فسانہ
این کرے کلک در فشانی

وہ مے دے جو آئے کام ساقی
حیرت مین پڑی ہی دخت خاقانی
کرنا ہی مجھے نیا تکلف
آراستہ ہو مکان بھی نایاب
گلدستہ ہون بزم عاشقی کے
ایسا ہو لباس ارغوانی
نیرنگی نشہ ہو ہو پیدا
دے ساقیا جام حیرت افزا
دل شاد ہون نذر سب فراوان
آنکھون مین سرور لب پہ قہقہ
مشتاق ہی جسکا اک زمانہ

تو بہ شکنی ہی اپنا دستور
میخوارون کا دل کریگی راضی
آتا ہی جو گھر مین میرے مہمان
اور اسمین بچھا ہو فرش کمخواب
ہو دختر رز یہ خوب جوبن
پوشاک دلہن کی جون شہانی
شیشے سے پری وہ جام مین آ کے
لکھتا ہی طلسم کا تماشا
مستی کے اٹھائون ناز ساقی
خوبی بیان ہو جسکا حصہ
استاد بفن قصہ خوانی

نیرنگ طرازان طلسم تحریر و طلسم سازان نیرنگی تقریر مستظہران کلام عجائب اعجاز نمایان بیان نو اور و غرائب نامہ نگاران دیو الکنہ الفت و قاصدان منازل کشور محبت رایت افزایان عرصہ وداد و تیغ کشان معرکہ ایجاد حرکہ دوستی و الفت مین اسپ سطح لشکر کشی فرماتے ہین اور طلسم اتحاد مین نیرنگی مودت یون دکھاتے ہین کہ جب غبارہ جادو ملکہ سفاک کو تہ زمین مین کھینچ کر لیگئی تو بہت دور جا کر زمین سے نکلی سفاک اپنے بربادی لشکر پر

اشک حسرت بہانے لگی غبارہ نے پھر اسکو بہت کچھ سمجھایا اور اسیطرح قلعہ مین اسکے لاکر اسکو داخل
کیا یہ تو ترتیب فوج و سپاہ مین مصروف ہوئی اور بیٹی اسکے مقابلہ مین امیر کے قلعہ کوہ عقیق پر
ساکن ہی حال ان دونون کا پھر تحریر ہوگا مگر خواجہ عمرو کہ جو کوکب دعوت کرنے کے لیے
قلعہ کوکبیہ مین لیگیا پس حکم اہلکارون کو دیا کہ سامان دعوت ضیافت مہیا کرو کار پرداز حسب ارشاد
عمل مین لائے ساقی و مطرب آکر حاضر ہوئے بکاولون نے طعام عمدہ ولذیذ تیار کیے ایک شب
اور ایک دن بڑی دھوم سے خواجہ کی دعوت رہی جب تیسرے دن خوان پر ایوان فلک سے
قفل ماہ کی اُٹھالیگئی اور دریاے سفید سحر کا دستر خوان بچھایا گیا کہ ابیات

نمود صبح نے جلوہ دکھائے	نگاہون نے نئے سامان پائے
صدائے رخصت شب دی گجر نے	محبت کی نگاہون سے سحر نے

مختصر بعد فراغ طعام صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی کوکب
اور عمرو اور یہان ایک جگہ پر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے اور سبکو اہل دربار سے ہٹا یا مشورہ کرنا شروع کیا
کوکب نے کہا کہ پہلے مین نے ایک نامہ معمار کو لکھا تھا مگر وہ ابتک نہین آیا معلوم نہین اسکا کیا
سبب ہی لیکن خیر جب نہ آیا نہ سہی اتو اپنی غرض اس سے لاحق ہی اگر وہ کچھ ناراض ہوگیا ہی
تو اسکو راضی کرنا چاہیے اور یہان بلانا اسکا مناسب ہی عمرو نے کہا اے بادشاہ پھر وہ رہتا ہی جس ملک
مین اسکا راستہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت سخت گذار ہی اگر مناسب جانیے تو مجکو اسطرف بھیجیے کوکب
نے کہا بیابان گلزار مین ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی اسکو کہتے ہین اور اسی کے برابر ایک دریاے
جمشیدی ہی بس وہین پر وہ رہتا ہی اور میرے باپ شہنشاہ اختر جادو سے اور اسکے باپ
تعمیر قدرت جادو سے بہت ملاقات تھی اور دوستی حد سے زیادہ تھی اسیوجہ سے مجھسے اور اس سے
بھی از حد اتحاد ہی اور اسی زور پر مین نے اسکو نامہ لکھا تھا ورنہ وہ میرا کچھ مطیع اور نوکر نہین ہی بلکہ
سامری اور جمشید کا پیارا بندہ ہی اور جسطرح ہمکو خداوند سامری نے ملک و مال دیا ہی اسکی بھی جدوابا
ہمیشہ مغرور رہے ہین اے عمرو مجکو اسکی محبت پر دعوی ہی لیکن ڈر ہی کہ مین خفا ہو کر اگر لکھون تو وہ ڈر
آئے عمرو نے کہا جسطرح مناسب جانیے وہ امر کیجیے خواہ نامہ اسکو لکھیے خواہ کسی کو بھیجیے کوکب نے
اسیوقت قلمدان طلب کرکے ایک تختہ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے نامہ معمار کو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ
نامہ کور روشن ضمیر بجانب معمار قدرت جادو متضمن بہ مضامین تودو تخمیر لموئفہ

لاؤن ایسی کہان سے مین تحریر
ساحری انکے نام سے ہو عیان
مہربان ایسے تھے وہ بندون پر
جنسے خود آگے انکا سر توڑا
گوہر شاہوار بحر کرم
مخلص بے ریا و بے ہمتا
زینت بزم خسروی و دلا
یعنے معمار قدرت جادو
دوستی کے کہان ہین شایان
واہ وا واہ تھا یہی لایق
یار و بلبل کو گل کی ہو بھولی
شمع و پروانہ مین عداوت ہو
باغ مین سنکے نالۂ بلبل
جس سے ہو شعلون پہ مرغ آب پا ہی
ہون مین فرقت سے رات دن بیچین
جلوہ گر ہو یہان بصورت ماہ
عرض مین اسکے گو ہو جائے حجاب
روز دشمن سے جنگ ہو در پیش
وان سے آیا عمرو ہمارے پاس
صورت معبود دل مین بس آیا
جو کوئی ہو شریک عاجز کا
حال جیسے ہو یہان ہو مشفق من
نہین پاتے مین اسقدر مہلت

جو کرون وصف سامری تسطیر
لکھون جمشید کی مین کیا تعریف
رحم کا انکے ایک ہو یہ اثر
بعد تعریف سامری جمشید
نیر آسمان جاہ و حشم
نیک خو نیک خلق نیک نہاد
گل گلزار دوستی و صفا
پہلے ہو پہنچے انھین سلام مرا
بخبر دوست سے رہین ہر آن
سچ ہو یہان منقلب زمانہ ہو
سرو سے قمریون نے نفرت کی
مہر سے مہ دوڑتا ہو بچکر
خار ہنس ہنس کے دیتے ہین سبک گل
ہر گھڑی دلکو اپنے ہو یہ ملال
ہو وہ عاجز سے یہ بشیون و شین
حال جو آج کل ہمارا ہو
ضبط کرنے کی پر نہین ہو تاب
شہرخ افراسیاب کا لڑنا
رنج سے ظاہر تھی اسکی صورت یاس
ہو گئے ہم اسکے جان و دل سے شریک
اپنے معبود کا ہو وہ پیارا
فوج کی ہر طرف چڑھائی ہی
کر کرین اپنے دوست کی خدمت

ہین وہ معبود ساحران جہان
حد سے باہر ہو انکی بھی توصیف
کیا ضحاک کو وہ زور عطا
لکھے جاتے ہین دوستی کے سبب
معدن فیض وجود و لطف و عطا
اختر برج آسمان و داد
صاحب ہمت و کرم خوش خو
بعد اسکے ہو یہ پیام مرا
مہر و الفت مین آپ تھے فائق
آشنا دنیا کا کارخانہ ہو
لو یہ تاثیر سوز الفت ہو
اپنی ہی جان دیتا ہو وہ ضرور
ہجر نے ہمکو یون ستایا ہو
نہین معلوم دوست کا کچھ حال
کہ مرادہ محب عالی جاہ
کہان لکھنے کا اسکے یارا ہو
سامنے اپنے ننگ ہو در پیش
حال یہ تمنے بھی سنا ہو گا
اسکو مغلوب ہمنے جب پایا
قول یہ ٹھیک ہو مرے نزدیک
شہ افراسیاب ہو دشمن
شہ مذکور سے لڑائی ہو
ہم تو مجبور اس سبب سے تھے

آپ کیون ہمکو اسقدر بھولے
دیکھکر میرا نامۂ الفت
تاکہ دل دوستون کا ہو مسرور
حق الفت کو مانیے گا بہت
خط کے لکھنے کی پھر ہو تکرار
رہے تو زندہ تا صد و سی سال
تیرے دشمن تمام ہون فی النار

نہ سمجھنا کہ یہ شکایت ہی
اب نہ کیجیے گا اسقدر غفلت
حال دل اپنا کچھ سنائیگے
تھوڑے لکھے کو جانیے گا بہت
سر جھکا کے دعا کر ای خامہ
دوست ہون شاد اور عدو پامال

دوستی کی یہ سب حکایت ہی
یہان تشریف لائیے گا فورا
طور لڑنے کا بھی دکھائیگے
آئیے گا یہان ضرور ای یار
ختم تا اس جگہ کرون نامہ
ذات کو تیری حشر تک ہو قرار

یہ نامۂ محبت شمامہ بادشاہ نے ختم کرکے مہر شاہی اُسپر ثبت کی اور ایک
پتلا سحر کے زور سے موم کا بنا کر زندہ کیا اور اسکو وہ نامہ دیکے روانہ فرمایا کہ جہان معمار قدرت ہو وہان یہ نامہ
جا کر دینا مگر موقع محل دیکھ لینا دشمنون کو نہ اسکی اطلاع ہو تخلیہ مین رکھو وہ پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور صحراے
جمشیدی مین پہونچا اُس صحرا مین مکانات دلربا جو بہم کی معمار قدرت نے بنائی ہین پتلے کے پہونچنے کی
خبر ہواے سحر نے جا کر معمار کو پہونچائی کہ ایک پتلا نامہ کوکب کا لیے صحراے جمشیدی مین آیا ہی معمار یہ
یہ بات سنکر گویا ہوا کہ خیر بڑی بات اور بڑی عنایت کوکب کی ہمارے حال پر ہوئی کہ ہمکو یاد کیا ہی
وگرنہ ہم تو یہی جانتے تھے کہ کوکب نے ہمکو فراموش کیا اور محبت قدیمانہ کو گوشۂ دل سے سہو کر دیا یہ
کہکہ دربان قدرت کو حکم دیا کہ تم جا کر جلد نامہ دار شہنشاہ عالی شان کو ہمارے پاس باعزاز تمام تر
لے آؤ خبردار کوئی منع نہ کرے اور نہ کچھ پوچھے دربان قدرت حکم کے ساتھ ہی دوڑا گیا اور جا کر
نامہ بر کوکب کو ہمراہ اپنے لایا معمار قدرت اُسکو دیکھکر اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور نامہ کو
دونون ہاتھون سے لیکر کہا کہ صاحب کوکب روشن ضمیر حقیقت مین ہمارے مالک اور حاکم ہین اور ہم اُنکے
لازم وفرمان بردار ہین یہ کہکر نامہ کو جو وا کیا مضمون نامۂ شکایت آمیز براہ دوستی لکھے دیکھے اور
حال لڑائی کا افراسیاب سے لکھا دیکھا اور یہ بھی لکھا دیکھا کہ فوج کی چڑھائی جانب طلسم ہوشربا ہو گئی
بر آن لڑ چکی ای معمار اب تمسے ہمکو صلاح کرنا ضرور ہے پس تمکو مناسب ہی کہ از راہ محبت قدیمانہ دیکھتے ہی
نامہ کے اگرچہ تکلیف تمکو ہوگی مگر جلد مہربانی فرما کے قدم رنجہ کرو کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو جانتے ہین
معمار قدرت نے نامہ کو پڑھکر کہا افراسیاب ہمیشہ سے متکبر و مغرور اور دیوانہ مزاج ہے اب زیادہ معلوم ہوتا
ہی کہ اُسکو خبط ہوا ہو کہ ہر ایک سے ناحق کی پرخاش کرتا ہی مگر خیر معلوم ہوا کہ قضا اُسکی آئی ہی اچھے کے گھر بینا دیا

کوکب کو مستنے بالکل کے یار و مددگار سمجھ لیا ہو اب چاہتا ہو کہ دبا دوڑا کے ملک شہنشاہ کوکب
چھین لون دربان قدرت اوسنے لفظ قدرت سرشار قدرت نے کہا کہ کیون حضور یہ کوکب
بن اختر جادو کا نامہ آپ کے پاس آیا ہو یا کسی اور بادشاہ نے لکھا ہو معمار نے جھلا کر کہا چپ رہو
چھوٹا منہ بڑی بات کوکب بن اختر کہتے ہوئے اُسکی پرورش ہو جو مجکو نامہ لکھا شہنشاہ طلسم نور افشان مین
دربان قدرت نے کہا کہ آپ سے اور بادشاہ مذکور سے تو دوستی از حد ہو بس آپ کو مناسب ہو کہ آپ
جاکر اُس لڑائی مین شریک ہون معمار نے کہا مجھے افراسیاب بھی خوب جانتا ہو میرا ارادہ ہو کہ مین جاکر
افراسیاب کو فہمایش کر کے باہم کا فساد مٹوا دون اور کوکب اور افراسیاب کو گلے ملوا دون یہ
کہکر اُس چیلے کو جو نامہ لیکر آیا تھا خلعت حیات ایک مدت کے لیے عطا فرمایا اور کہا کہدینا کہ اے بادشاہ
واقعی ہمسے غفلت ہوئی کہ اتنک آپ پاس نہ حاضر ہوسکے اب ضرور ہم آتے ہین چیلا یہ جواب لیکر
مراجعت فرما ہوا اور پاس کوکب کے آیا جواب نامہ سُنایا کوکب نے کہا ارے کچھ دیا ہو تجھے اُسنے
کہا ایک مدت تک زندگی دی ہو کہا اچھا جا بیابان عجائب مین رہ جب بُلائین جب آنا چیلا چلا گیا اور
کوکب نے کہا اے بیران جلد سامان عیش اور ترتیب بزم مہیا کرو کہ معمار آتا ہو بیران جلد جلد مصروف
انتظام ہوئی مکان شاہی تو آراستہ تھا ہی مگر اُسپر بھی اور زیادہ تکلف کیا کہ عمدہ عمدہ اشیا منگا کر وہان
رکھے پرانی چیزین دور کی گئین مسندین کرسیان فرش تخت سب جواہر کا آراستہ کیا از سر نو مکان کو
دولھن کیطرح سجا دہان معمار قدرت نے بعد رخصت کرنے چیلے کے خود بھی سواری طلب کی ملازمون
نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلین کہا مین تنہا مین اپنے بادشاہ کی زیارت کو جاتا ہون زیادہ مجمع لیجانے
سے کیا حاصل ہو کچھ کسی کو شوکت تو دکھانا منظور نہین کوکب مجھے خوب جانتے ہین کہ جیتنا
مین ہون تم سب دربار مین جانا اور شاہ قدرت کے جب جانا کہدینا میری طرف سے وہ
ایک دوست کی ملاقات کو گئے ہین یہ سنکر سب ملازم اُسکے ٹھہرے یکایک ایک مکان بہت عمدہ
بنا ہوا روے ہوا پر اُڑتا ہوا نظر معمار قدرت اُڑکر اُس مکان مین گیا وہ مکان پھر ایک لمحہ بنگیا
لمحہ بھر مین روے ہوا پیا ایک باغ پر بہار لگا ہوا دکھائی دیا چبوترہ پر معمار کرسی بچھائے بیٹھا تھا
وہ باغ نسیم بن ایک طرف کو چلا راہ مین اسی طرح سے وہ کبھی مکان کبھی باغ کبھی صحرا بنتا تھا معمار
غائب تھا اور وہ روے ہوا پر اُڑتا چلا جاتا تھا یہان کوکب کے یہان سامان ہو رہا تھا کہ یکایک جھونکے

ہوائے سرد کے آئے کوکب نے خواجہ کی جانب دیکھا اور ایسا کچھ اشارہ کیا کہ مابین خواجہ عمرو
اور کوکب ایک دیوار بلور کی چھوٹی سی حائل ہوگئی اور آواز تڑاقے کی آئی اُس آدھے مکان میں
تو عمرو ہو گیا اور نصف مکان میں اُسطرف کو کوکب مُراآن کو خواجہ کی تنہائی کے خیال سے
اُسی طرف کر دیا باوجودیکہ ہزار ہا دروازہ اُس مکان میں تھا لیکن برابر آدھا ادھر آدھا ادھر مکان ہو گیا
اُسوقت بران نے کہا خواجہ دیکھا تم نے کوکب کیا پیارا اور تحفہ سحر کیا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ یکایک
آسمان پر ابر نارنجی بسان شعلہ آتشی نمودار ہوا اور ڈنکا بجا سنائی دیا پھر مکانات ہر قسم کے بنکر تیار ہونے
لگے خیال میں آتا تھا کہ بنگلہ کوٹھی مکان عمدہ روے ہوا پر بنا ہے لیکن پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نہ پایا عمرو
نے دیکھا کہ کبھی تو بنگلہ بہت عمدہ اور تحفہ بنا کبھی مکان پختہ مستحکم عالیشان نظر آیا پھر وہ غائب ہو رہی
عظیم الشان تیار ہوئی جسکے آگے سائبان زربفتی کھچا تھا استادہ اُسکا مرصع کار بنا تھا فرش شاہانہ اُسمیں
گستردہ تھا بعد لمحہ کے کوٹھیاں بنی ہوئی دیکھیں پھر قلعہ برج و بارے سے آراستہ نظر آیا عجیب و غریب
معاملہ تھا کہ طرح بطرح کے مکان بن بھی جاتے تھے اور پھر غائب ہو کر دوسری طرح پر نظر آتے تھے غرضکہ
جب وہ ابر اور مکانات قریب زمین کے معلوم ہونے لگے تو کوکب اُٹھکر ٹہلنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا
کہ یہ آمد معمار کی ہے اسی اثنا میں ایک مکان اُن مکانات میں سے زمین پر اُترا اور اُسمیں سے ناقوس
اور گھنٹے ہزار ہزار بجتے سُنائی دیے اور برج اُس مکان کے کھل گئے اب کوکب تخت کی جگہ سے دوڑکر
صحن مکان میں برائے استقبال آیا اُدھر اُن برجوں میں سے چالیس ایت سامری کے دعویدار
تنبری باندھے بھبوت سب جسم پر ملے سونے کی کردھنی کسے قشقے ماتھوں پر کھینچے آنکھیں لال لال کیے
منقلیں سلگتی ہاتھ میں لیے اُترے یہ بھی معمار کا سحر تھا کہ اپنی جگہ پر سے تو اکیلا سوار ہوا تھا یہاں
اِس حشم و خدم سے اُترا اُن تینوں کے بعد پھر گھنٹے بجے اور جے جے کا سامری کے غل ہوا اور تین سو نازنین جبین
دُر در گوش مرصع پوش سراپا غرق دریائے جواہر حسن میں با ازہ منور عودسوز ہاتھوں میں لیے اُتریں
اُسکے بعد معمار قدرت قبائے عمدہ گلے میں پہنے مالے موتیوں کے گردن میں ڈالے برج سے نکلا اور
کوکب کو صحن خانہ میں منتظر اپنا دیکھکر بہر تسلیم خم ہوا کوکب نے دوڑکر گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑکر اندر
مکان کی بارہ دری کے لیے ہوئے آیا یہاں بھی کوکب نے مسند پر لاکر ہاتھ چھوڑا معمار نے ہر چند چاہا کہ میں
اسکے سامنے مسند پر بیٹھوں لیکن کوکب نے نہ مانا اُدھمیں دیکر بٹھایا ہر چند کہ کوکب معمار سے قوم میں بھی اچھا ہے

اور حکومت اور لیاقت مین بدرجہا زیادہ ہی لیکن نہایت خاطرداری کی اور محبت قدیم جتائی پیر دہ
ملازم معمار کے بھی اگر مودب فرش پر بیٹھے کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی معمار کو
دیا اُسوقت معمار کھڑا ہو گیا اور تسلیم بجالایا اور صفت و ثنا کوکب کی کرنے لگا کہ ابیات

سلطان ستارہ فوج ذی شان — کوکب ہی ہر افتخار شاہان — عنوان کتاب دین پناہی
منشور عطیہ الٰہی — آئینۂ معدلت پرستی — خورشید کرم چراغ ہستی
مہتاب سما و قدر عالی — مصداق مفاخر و معالی — قیصر حشم و خدیو کیہان
سلطان جہان و ابن سلطان — مفتاح کنوز ملک داری — دانائے رموز شہریاری
خاقان زمان ستودہ معظم — خوبی علم و بہشت پر جم — فرمان قضا مین نام تیرا
توقیع خرد کلام تیرا

یہ تعریف کر کے جام مے لیکر بیک جرعہ درکشید کیا کوکب نے حکم دیا
کہ رقاصان مہ سیما حاضر ہون حسب ارشاد وہ زنان جورش حاضر ہو کر ہنر اپنے دکھانے لگین کہ
دل رقاصہ ہر کو لبھانے لگین اور ادا و ناز سے ہر آن قیامت ڈھانے لگین یہ اُنکے حسن کا
عالم از تھا کہ ابیات

جنبش لب کی آبروئے چشمۂ خضر — گردش چشم ان آنکھون کی بلا گردان ہے — بخت برگشتہ کا مژگان کے تصدق انداز
ہر بخیہ ہے سلسلۂ عمر دراز — دم عیسی کے لیے موج تبسم ہے مجاز — ہر سر مو ہے مین اس لٹ کا سودا کہ ہوا
تیوری گانٹھ کا کب ہے یہ کھلے عقدہ — تند ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین — ناز کے وقت گریبان و عالم ہی نیاز
ہو گئی کوئی گرہ دہر کی یا ان مہر و ماہ — بڑھی ہی تک یہ ہنگامۂ ناز دگر ماہ

جب دماغ خوب بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت معمار قدرت نے کہا کہ اے شاہ عالیجاہ آپ نے مجکو
اب یاد فرمایا ہو نہ ہے فخر و افتخار میرا مین جانتا ہون کہ تفقدات و عنایات سلطانی جو کچھ میرے حال پر
مبذول ہو کسی پر ہمیں جمشید تجھ ایسے قدردان بادشاہ دوست پرور قدیم ملازم کی قدر کرنے والے کو
سلامت بصد حشمت و جاہ رکھے لیکن پھر بھی درباب جنگ جو مشورہ کرنیکا ایما فرمان واجب الاذعان
مین تھا وہ کیا ہی یہ فرمایئے کہ اب شہنشاہ کے ملازمون سے اور افراسیاب سے کیا بالکل بگڑ گئی بھلا
ایسا ہو سکتا ہی کہ کوئی پہلو صلح کا نکلے کوکب نے یہ کلام سنکر جواہر زواہر بیان کو دامن حال مین
اُسکے یون گرایا کہ ای دوست قدیم و ای مخلص صمیم ابیات

اختر برج عظمت و اجلال — گوہر درج دولت و اقبال — مخلص باوفا مروت کیش

ہر گھڑی جنگی ہو محبت بیش | آب کوئی صورت آشتی کی باقی نہین بلکہ اتبو صلح کا نام بھی نہ لینا

چاہیے اے مشفق من میرا ارادہ کسی طرح افراسیاب سے لڑنے کا نہ تھا اسی خیال سے کہ وہ معین ناصر اپنے بہت رکھتا ہے اور صاحب فوج کثیر و مال بیشمار ہے مگر کیا کرون مقام ناچاری ہے کہ اُسنے بے واسطہ میرے ساتھ ارادہ لڑنے کا کیا یعنے میری لخت جگر نور بصر بلکہ مہران شمشیر زن واسطے شکار کے صحرا کو ایک دن جا نکلی اُسنے اُسکو گرفتار کر لیا مگر جمشید نے کچھ عیارون کو اُسپر مہربان کر دیا کہ اُنکے سبب سے وہ چھوٹی جب ہمنے یہ ماجرا سُنا اپنی فوج کو بہر مقابلہ روانہ کر دیا کچھ لوگ پہلے سے افراسیاب کے ملازم بگڑے ہوئے تھے انھین کے شامل مین لشکر ہمارا بھی اُسکے لشکر کے مقابل مین اب اترا ہوا ہے دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہے اُسوقت بیٹھے بیٹھے میرے خیال مین آیا کہ جنگ و سردار و جمشید جانے کہ کیا درپیش آئے لاؤ اپنے دوست کو تو اس ماجرے سے اطلاع دون بلکہ اُسکو بلا کر دیکھ لون کیونکہ اب لڑائی شروع ہو گئی ہے اگر خدمت جمشید مین جانا ہو گیا تو حسرت دیدار باقی رہی اب ہمنے تمکو دیکھ لیا دل شاد ہو گیا اگر تمسے ہو سکے تو اس زمانہ مین گردیدی ہمارے پاس آیا کرو اور ہو سکے تو اتنی تکلیف فرماؤ کہ جیسا قلعہ طلسمی افراسیاب کا بنا ہوا ہے کہ وہ گنبد نور شہر نا پرسان کہلاتا ہے اور حد اُسکی طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن ہے اور کبھی وہ ظاہر ہوتا ہے کبھی پوشیدہ رہتا ہے خیا نچہ دنیا قلعہ تو تیار ہونا مشکل ہے اور خیلے اشکل اور کہان میسر ہو سکتا ہے کس لیے کہ اکابرین طلسمات نے جمع ہو کر اُسکو تیار کرایا ہے مگر یہ چاہتا ہون کہ تم بھی بے بدل قلعہ بناتے ہو اگر از راہ محبت قدیم مہربانی کر کے ایک دیوار شہر پناہ کی ایسی بنا دو کہ کوئی اُسکے اندر بغیر طلسب ہماری نہ آسکے تو بڑی عنایت ہے کہ ہم بھی بدلجمعی تمام مع اپنے لشکر کے وہان رہین اور اُس سے مقابلہ کرین ان باتون کو سُنکر معمار نے کہا کہ ای بادشاہ آپ اسقدر اس غلام سے سماجت اور منت کیون فرماتے ہین تکلیف ورود قدیم ہون اور مجکو آپ کے غلام کے فرمانے سے تو کچھ عذر کسی کام مین نہوگا نہ کہ آپ کے ارشاد سے عذر کرنا یہ کبھی آپ مجھسے امید نرکھیے گا دیوار کی تو کیا اصل و بنیاد ہے اگر آپ فرمائیے تو مین قلعہ اُس سے بہتر و تحفہ تیار کر دون کہ وہ قلعہ طلسمی بے اصل ہو جائے مگر آپ کو مناسب نہ تھا کہ افراسیاب سے آپ بگاڑتے کس لیے کہ آپ دونون آپسمین بھائی اور بندہ سامری و جمشید کے ہین جیسا کہ آپسمین لڑے سوائے نقصان کے اور کیا متصور ہے اگر وہ گھر تباہ ہوا تو دین سامری برباد گیا اور یہ گھر برباد ہوا تو دین جمشید کو ضعف آگیا

ساحران عالم مارے مارے پھرینگے کوئی نام بھی سامری کا نہ لیگا سب خدائے نادیدہ کے
پوچھنے والے جمع ہونگے اذان کی آواز کان مین آئیگی جتنے پیر اور دیوتا ہین سب طلسم چھوڑکر بھاگ جائینگے
سایہ رحمت سامری ہمارے سرون پر سے اٹھ جائیگا خیر پھر اب تو جو ہوا وہ ہوا مگر مین چاہتا ہون کہ اپنا
حوصلہ بھی نکال لون ذرا جاکر اُس متکبر کو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اور آپ سے اُسکو ملاؤن
قدیم باہمی محبت کی یاد دلاؤن لڑائی کا منہ کالا اگر یہ قصہ برطرف ہو جائے تو اچھا کوکب نے
کہا تمھین اختیار ہے مگر اتنا جانتا ہون کہ وہ مانے گا نہین مفت مین بات جائیگی اور سخت ملال ہوگا
اے دوست کیا تمکو اس حال کی خبر نہین ہے کہ ملکہ مہجبین مالک طلسم تھی اور وہ اسد کے ساتھ نکل گئی
تھی اُسکو پکڑ لیا ہے اور افراسیاب کے ساتھ اب مہرخ ثانی مہجبین کی لڑ رہی ہے اور افراسیاب
اسکا کچھ نہین کرسکتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اُسکی منت کیجیے اب اُسکا ادبار ہی آیا ہوا ہے جب وہ ایک ادنی
اپنی ملازمہ کی لڑائی فتح نہین کرسکتا تو تمھارا کیا کریگا اور اب تو یہ نوبت پہونچی ہے کہ بہار سگی بہن
حیرت کی اور ملکہ مخمور جو معشوقہ بادشاہ تھی اور نافرمان شکین مہ یاقوت وغیرہ سب افراسیاب سے
بگڑ گئی ہین اور شریک مہرخ ہو کر لڑ رہی ہین جس بارہ لاکھ ساحرونکا رجوع مہرخ کی طرف ہے بہت سی لڑائیان
افراسیاب لڑچکا مسیل بھی جادو زمرد کا کیا مگر اُن لوگون کا کچھ نہ کرسکا وہ میرا کیا کریگا مین نے تو براہ دوستی
تمکو بلایا ہے اور خواہش دیوار بنانے کی کی ہے کچھ دلال بیچ کا نہین مقرر کیا ہے کہ آپ میری جانب سے اُسکو
جاکر سمجھائیے اور منت کرکے میری تسکین کیجیے معمار نے کہا کہ ان سب باتون کی مجکو اخبار سے خبر ہے روز
دربار مین جہاندار کے پرچہ اخبار جاتا ہے سب کیفیت معلوم ہوتی ہے مگر اتنا جانتا ہون کہ مہرخ چاہے کم
افراسیاب سے لڑکر زندہ بچ جائے تو یہ ممکن نہین جسدن اُسکو غصہ آگیا اُسدن دیکھ لینا کہ صفحہ ہستی پر
نشان مہرخ بھی باقی نہ رہا کوکب نے سنکر کہا اے برادر یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہے جب نمرود ایسے
خداوند اور جمشید ایسے جاگتی جوت کے خداوند دنیا مین باقی نہ رہے اور ادنی آدمیون سے
ہلاک ہوئے تو یہ افراسیاب کیا ہے جمشید نہ کرین جو سختی آئے اب ایک نشانی تو اسکے بداقبالی کی
یہ ہے کہ مسلمانون سے اسکی بگاڑی اور ایک شخص ایسا اس طلسم مین آکر شریک مہرخ ہوا ہے کہ اُس سے
یہ افراسیاب تو کیا ہزار ایسے افراسیاب ہونگے تو شکست کھائینگے اور مہرخ ہی فتح پائیگی معمار قدرت
نے یہ سنکر کہا وہ کونسا شخص ہے اور اُسکا کیا نام ہے اور کیا زبردستی رکھتا ہے کیا بڑا ساحر ہے کس ٹبے طلسم کا

کہ جو ہوش ربا سے بڑا ہی بادشاہ ہی کون ایسا ہی جو افراسیاب کو شکست دیگا ای بادشاہ افراسیاب
وہ ساحر ہی کہ سواے سامری کے اب کوئی اُس سے لڑنے والا نہین اُسکے ہر موے بدن مین ہزار ہزار
سحر ہین کوکب نے کہا اُس شخص کا نام کیا تمنے نہ سنا ہوگا ای بھائی وہ شخص جسکو سرگروہ ساحران
عالم خود خداوند سامری لکھ گئے ہین اُسکی قضا ہی خداوند نے پیدا نہین کی وہ ایسا ہی کہ لقا جناب
خداوند دنیا پر ہین انکی ڈاڑھی کو اُسنے اپنے پیشاب سے مونڈا اُسکا قول ہی کہ بریش خداوند شاشیدم
وتراشیدم وہ بہت خدائیون کو باطل کرچکا ہی لشکر امیر مین رہتا ہی نام کو اُسکے مارا فرعون کی خدائی
کو بگاڑا ثمرات سخنگو بقیاے زمین تن تابوت معلق صندوق معلق کہانتک بیان کرون ہر ایک کو
اُسنے مارا وہ اب شریک صحرخ ہی افراسیاب کہان اُس سے لڑسکیگا ان کلمات کو سنکر معمار قدرت
نے کہا ای بادشاہ یہ تو آپ عمرو کا ذکر کرتے ہین یہ کہکر معمار قدرت تھرانے لگا اور کہا ای بادشاہ آپ
نام ایسے شخص کا نہ لیجیے گا میرے روئین نام اُسکا سنکر استادہ ہوگئے کوکب نے کہا میان نام اُسکا منحوس ہی
جو تم ایسا کانپے اور ڈرے معمار نے کہا نہین منحوس تو نہین ہی مگر وہ دشمن ساحران عالم ہی جو ہمارے
خداوند کا دشمن ہی وہ ہمارا دشمن پہلے ہی اور سخت مدعی ہی کوکب نے کہا معاذ اللہ خداوند کا تو دشمن
نہین ہی بلکہ پیارا بندہ ہی وہ کہتا ہی کہ مجھکو خداوند بہت چاہتے ہین میری قضا پیدا نہین کی مجھکو یہ کچھ
تو ہمین عنایت فرمائین معمار نے کہا یہ بھی سہی لیکن وہ شخص بڑا مکار وعیار ہی اور دغا شعار ہی یہ سنتے
سے میرا دل سینہ مین اُسکا نام سنکر تھرتھراتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شاید تمسے اور اُس سے ملاقات ہوئی ہو جو
اسطرح سے کہتے ہو اور اُسی کے بہکائے ہوئے ہو بادشاہ خداوند کا پیار تو ادنی بندون پر تھا پہلے کہ
خداوند کیوں بہت تھے جنہے انکو اچھا کہا اُسی کا رتبہ انھون نے بڑھایا یہانتک کہ دیکھو ضحاک کو ایسا
رتبہ دیدیا کہ اُسنے خداوند کو ارو سے چڑوا ڈالا ای بادشاہ آپ اُسکے دم مین نہ آئیے اور اُس سے ملاقات
ترک کیجیے ورنہ اس غلام قدیم کا آنا آپ کی خدمت مین اب نہوگا کیونکہ وہ دین کو بھی آپ کے خراب
کریگا اور فتنہ تو برپا کر ہی چکا ہی کہ بادشاہون کو آپسمین لڑوا کر اپنا مطلب نکالون پھر ایسی صورت مین
دوستون سے تباہی گھر کی دیکھی نہ جائیگی کوکب نے کہا مجھسے تو ملاقات اُس سے نہین ہوئی مگر بران بجادی کی
کیفیت سے اُس سے رسم واتحاد ہی بلکہ وہ پاس اُسکے موجود ہی اور وہ چھوکری لاکھ طرح مین سمجھاتا ہون اسکی
سے باتین نہین اُٹھاتی ہی معمار نے کہا ای بادشاہ اب آپ مجھے صاف صاف آپکو قسم ہی اپنے دین و ایمان کی

کہ بیان کیجیے یعنی اُسنے آپ کو مکر و فریب سے ملا لیا ہی یا نہین اُسوقت کوکب نے ناچار ہوکر کہا
کہ ای معمار سچ تو یہ ہی کہ میرے پاس مرحد طلسم ہوش ربا کے مرحلات طی کرکے بطور فریادیون کے آیا
اور مین نے اُسکو اپنا شریک حال بنایا چنانچہ مین نے نامہ مین بھی تمکو لکھا تھا بھلا تمسے کس بات کا
پردہ ہی جو مجھپر صعوبت گذریگی وہ تمپر بھی گذریگی تمکو اسکا سنبھالنا پڑیگا مین نے تو بھائی اس
خوف سے کہ ایسا نہو وہ مجھپر بھی عیاری کرے اُسکو ملا لیا ہی اور بڑی خاطر اُسکی کرتا ہون اب تم بتاؤ
اس امر مین کیا صلاح ہی آیا اُسکو مین ہمکو قتل کرڈالون یا اپنے گھر سے نکالدون اُس سے ملا رہون یا
اُس سے بگاڑون جو تم مشورہ دو وہ کرون معمار نے ہنسکر کہا کہ ای بادشاہ آپکی عقل سے بہتر میری عقل
نہین جب آپ اُسکو ملا چکے تو زبان ایک ہی خلاف عہد شاہون کو کرنا نہایت بُرا ہی اگر آپ اُسکو نکالدیجئگا
تو وہ بدعہدی کا الزام رکھکر آپ کو ذلیل کریگا اور سوائے اسکے میری خاطر سے آپ یہ فرماتے ہین مگر نہ آپ اُس سے
عہد و میثاق دوستی کر چکے ہین اچھا جو آپکی مرضی انچہ مرضی مولا از ہمہ اولی دوستون کو آپکی بہبودی سے مطلب
ہی اب ذرا آپ اُسکو میرے سامنے بلوائیے کہ مین بھی اُسکی صورت دیکھون کہ کیسی شوکت و شہامت رکھتا ہی جو
ایسا مشہور زمانہ ہی اور خداوندون سے بے ادبیان کرتا ہی شاہان عالم کو تخت سے اُتار کر تختۂ تابوت پر
سُلاتا ہی یہ سننا تھا کہ کوکب نے ایک چیلے کو بلاکر حکم دیا کہ جاکر بران کے پاس سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کو بلا لا چیلا حسب ارشاد اس دیوار کو اڑکر فوراً اُسطرف گیا یہان خواجہ پس دیوار تمام گفتگوے کوکب
اور معمار سن رہے تھے اور جانتے تھے کہ کوکب باتین بناکر کوئی پہلو ضرور میری ملاقات کرانیکا معمار
سے نکالیگا پس آپ نے بھی زنبیل سے تاج گوہر نگار نکالکر سر مقدس پر رکھا تھا اور قباے قلم کار
زر اندود پرستان کی نکالکر زیب جسم کی تھی پٹکا جواہر دوز کمر سے لگا کر خنجر کی جوڑی لگائی تھی کہ دستہ خنجر
الماس تراش تھے مالے جواہر کے گلے مین پڑے انگشتریان لعل و الماس انگشت مین تھین پیرجامہ بھی
بہت نادر تھا بانہ عیاری کے نیچے عبا کے پوشیدہ تھے اُسوقت ایک بادشاہ ہفت کشور کی طرح
آراستہ تھے اور مسند زرین پر بران کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ چیلے نے جاکر آپ کی صورت زیبا
کو دیکھا اور فرط رعب سے مودب تسلیم کی پھر عرض رسا ہوا کہ ای آفتاب سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بادشاہ کوکب روشن ضمیر نے حضور کو بلایا ہی مناسب جانیے تو جلدی تشریف لیچلیے کیونکہ معمار قدرت سے
ملاقات کرائینگے اور وہ زیادہ دیر نہین ٹھہرینگے بران نے نام معمار سنکر تخت جواہر نگار طلب فرمایا

اور آپ بھی سوار ہوئی برابر اپنے خواجہ سلامت کو بٹھالیا اُس وقت ہژدہ اٹھارہ سو خواصین نازک اندام
دسیمبر کہ ایک ایک اُنمین حاکم کشور دلبری اور مالک اقلیم خوبی و بہتری تھی لباس و زیور سے
آراستہ و پیراستہ جواہر میں غوطہ مارے ہوئے گرد تخت کے عنبر سے ہاتھوں میں لیکر روانہ ہوئیں اور
چار سو پری نژاد حور نژاد مورچھل پر ہما کی ہاتھوں میں لیے سر پر دونوں کے مروحہ جنبان ہوئیں چتر زری
سر پر گردش پذیر ہوا نقیب و چوبدار آوازیں لگانے لگے اور اُس مکان کے دوسرے دروازے
سے نکلکر اُس دروازے کی طرف جو آدھا مکان کوکب کی جگہ کا ہو چلے بڑی دھوم دھام سے جاکر
در دار الامارہ کوکب پر اُترے بران خواجہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر بارہ دری کے آئی کوکب نے
اشارہ کیا کہ معمار کو چچا کہکر سلام کرے بران نے چچا جان کہکر تسلیم کی اُسنے کہا بخودار عمر دراز آؤ
بیٹی میری آنکھیں تمھیں ڈھونڈھتی تھیں کوکب عمرو سے نہ کہہ سکا کہ آپ بھی سلام کریں عمرو تو نہیں
چپکا کھڑا رہا ہان بران کی پیشانی پر معمار نے بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھا لیا پھر جو نظر اُٹھا کر دیکھا
تو عمرو پر نگاہ پڑی ایک عجیب الخلقت انسان کو دیکھا کہ جسکا سر ناریل کا ایسا ہے کلیچہ سے گال میں
خوبانی سی ناک تکا سی ریش ہے موتی مروارید کے ایسے دانت رسی سے ہاتھ پاؤں طباق سا پیٹ کیری سی
سے آنکھیں چھ گز کا دھڑ نیچے کا اوپر کا تین گز کا نو گز آدمی لباس فرزوائی سے آراستہ سامنے کھڑا ہے
معمار یہ صورت دیکھکر گھبرایا کہ شاید یہ بھی کوئی دیوتا ہے جو اس صورت پر خداوند سامری نے اسے
خلق کیا ہے وہ تو عمرو کو دیکھکر گھبرایا اور عمرو نے اُسکو گھور کر دیکھا بس وہ بدحواس ہو کر گھبرا کے اُٹھ کھڑا
ہوا کہ یا سامری بچانا اور پکارا کہ خواجہ سلامت میری بھی تسلیم آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے
بڑا احسان و کرم کیا کہ جو یہاں قدم رنجہ فرمایا کوکب نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ معمار کی جان صورت
خواجہ کی دیکھکر نکلی جاتی ہے بس دل سے خیال کیا کہ یہ اقبال عمرو کا ہے جو ایسے دشمن سخت کا صورت
دیکھتے ہی یہ حال ہوا غرض اُسنے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت جن دوست کی کہ میں آپ سے تعریف
کیا کرتا تھا وہ آپ ہی ہیں معمار قدرت جادو عمرو نے یہ سنکر کہا ہاں زہے نصیب میرے جناب
سے ملاقات ہوئی اے معمار قدرت جادو مزاج ہمایوں تو آپ کا اچھا ہے آپ کے اشفاق حمیدہ کا
ذکر زبانی شاہ کوکب سنکر میں نہایت مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا ہمارے طالع یاور تھے
جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی معمار نے کہا خواجہ میں بہت اشتیاق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا

اسی لیے بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم بنا کر حاضر ہوا آپ بیٹھ جایئے عمرو جا کر برابر کوکب
کے بیٹھ گیا معمار نے کہا آپ سے ایک بات مین ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہون سچ بتلا دیجیے گا وہ یہ کہ
آپ شاہ کوکب کے دوست ہین یا دشمن عمرو نے کہا یہ بات تو کچھ میرے بتانے کی نہین ہے شاہ
کوکب خود ہی اپنے دل سے دریافت کرلین اگر وہ میرے دشمن ہین تو مین بھی انکا دشمن ہون اور
اگر دوست ہین تو مین بھی انکا دوست ہون دل آئینہ ہر شخص کا ہوتا ہے ہر صورت اُسمین جلوہ گر
ہوتی ہے اور یون تو اے معمار بموجب مصرع ضرورت کی کچھ دوستی ہے ضرور یہ اگر وہ میرے دشمن بھی ہین
تو مین اُنکا دوست ہون معمار نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا اچھا اب تو شاہ افراسیاب اور کوکب سے
بگڑ گئی ہے اور آپ سے بھی بگڑی اٹکی ہے اُسکی تدبیر آپ نے کیا کی ہے عمرو نے کہا دو بار اُس موذی کو بھی
قبضہ مین لا کر سر کاٹنا مین نے چاہا مگر وہ اپنے جال سے نکل گیا مگر اب بحول و قوۃ الٰہی کہان جائیگا کیونکہ
اے معمار تم جانتے ہو کہ سر کاٹنے مین کچھ عرصہ نہین لگتا ایک نہ ایک دن مقرر خنجر میرا اُسکی گردن پر چل جائیگا
اسمین کچھ فرق نہ جاننا معمار یہ سُنکر صورت متحیر ہو کے عمرو کی دیکھنے لگا اور کہا آپ سچ فرماتے ہین
عمرو نے اُسکو متحیر دیکھکر ایک کاغذ کمر سے نکالا اور معمار کو دیا کہ اسکو پڑھیے اُسمین تفصیل وار نام ساحران
مقتول کے لکھے تھے کہ جنکو خواجہ نے تہ تیغ کیا تھا اور ذلیل کر کے مصور وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا اور
افراسیاب کو بیہوش کیا تھا معمار کے حواس اُس کاغذ کو دیکھکر جاتے رہے قریب تھا کہ دم نکل جائے
آخر کو بعد دم بھر کے دلکو قوی کر کے عمرو سے کہا کہ اب ہم جا کر افراسیاب سے تمھاری صفائی کرادین
عمرو نے کہا خیر اسکا بھی کچھ مضائقہ نہین ہم بھی راضی ہین اگر وہ اسد کو چھوڑ دے مہ جبین کی شادی
اسد سے کر دے اور صاحبقران زمان کی اطاعت کرے آدھا ملک و خزانہ نذر کرے اور سب
طلسم مین دین اسلام شائع کرے ہر ایک ساحر اسلام قبول کرے بس ہمارے اُسکے صلح ہے ورنہ
بہر صورت اُسکی قضا ہے معمار نے کہا شادی مہ جبین کی آپ نے کسکا نام لیا ہے کر دے عمرو نے کہا
اسد دلاور کا جو طلسم کشا ہے معمار نے کہا مقرر یہی نام ہے طلسم کشائے ہوش رُبا کا مین نے اپنے
بزرگون سے سُنا ہے مگر جبتک طلسم کی لوح نہ نکلیگی وہ فتح کیونکر ہوگا خواجہ صاحب جلد تو یہ اس بات کا
ہے کہ مفت مین طلسم کوکب کا بھی تباہ ہوا اور تم بھی مارے گئے عمرو نے کہا میری تو موت نہین مجھکو
کون ماریگا مین نے تو آجتک افراسیاب ایسے لاکھون ساحر مار ڈالے گا شمشیر کا شغر عطلی آباد وغیرہ

سیکڑون شہر برباد کردیے ساحر شمش کو اندر دربار کے گھسکر مارا معماران باتون کو سنکر بیہوش ہوجاتا
تو عجب نہ تھا کوکب نے کہا خواجہ آپ معمار کو لشکر مہرخ مین جانے کیون نہین دیتے اور حیلے سے کہا
کہ وہان جانے سے اسیر ایسے پیچ پڑینگے کہ یہ آپ ہی افراسیاب سے بگڑ جائیگا خواجہ نے یہ سنکر معمار
سے کہا اچھا آپ حجت تمام کرنے کے لیے اگر عزم رکھتے ہین کہ افراسیاب پاس جائین تو تشریف لیجائین
اور اُسکو سمجھائین دیکھیے تو کیا درپیش آتا ہی وہ متکبر و مغرور کب کسی کا کہنا خاطر مین لاتا ہی معمار یہ سنکر
اُٹھا اور اپنے ساتھ کے لوگون کو وہین چھوڑکر آپ ایک اژدر آتشین پر سوار ہوکر روانہ ہوا اُسوقت
ایک تیلہ کے ہاتھ نامہ کوکب نے مہرخ کو لکھا کہ ہمنے معمار کو تمھارے پاس بھیجا ہی یہ ساحر بہت معزز ہی
ہمسے دعوی برادری اور برابری رکھتا ہی اُسکی بڑی خاطر اور مدارات کرنا اور کوئی بات اُسکے رنج کی
نہونے پائے تیلا تو نامہ لیکر چلا مگر راہ نزدیک سے بزور سحر معمار بھی چلا تھا یہ تیلے سے پہلے لشکر مہرخ
مین جاکر پہونچا وہان کے ساحرون نے جو اسکو آتے دیکھا آمادہ بہ رزم و پیکار ہوئے اور غلغلہ ہوا ہر ایک
نے شور و غوغا مچایا لیکن تیلے نے کوکب کے پہونچکر نامہ مہرخ کو دیا مہرخ مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر
سب اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر بہ استقبال تخت سحر اڑاکر چلی اور جاکر معمار کو برابر اپنے تخت پر
سوار کرکے بڑی تعظیم و تکریم سے اندر بارگاہ کے لائی حد سے زیادہ تعریف شوکت و جلادت کی
اُسکے فرمائی اور اندر بارگاہ کے تخت کے برابر نیم تخت بچھواکر بٹھایا اُسوقت چالاک فن برق و
ضرغام و جانسوز عیار بھی موجود تھے اور بہار وغیرہ سب معزز جادوگرنیان بیٹھی تھین معمار قدرت
نے بھی تعریف مہرخ از حد کی اور کہا مرحبا صد مرحبا خوب تمنے مقابلہ افراسیاب سے کیا مگر اب ہم آتے ہین
کہ تمسے اور اُس سے صفائی کرادینگے خواجہ اور کوکب کو تو ہم راضی کرآئے ہین ایک تمسے کہنا تھا سو
وہ بھی کہہ لیا اب حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ احتیاج پیشاب کی ہوئی کہا مین چوکی پر
جاؤنگا کوئی آفتابہ رکھدینا لوگون نے دوڑکر آفتابہ چوکی پر لگایا معمار اُٹھکر پشت بارگاہ پر چوکی لگی تھی
وہان آیا اور چوکی پر بیٹھا یہان تمام لشکر مین غلغلہ ہورہا تھا یا معمار قدرت اب ہماری جانب آیا ہی خیر
ہوگا قضائے کار صرصر شمشیرزن بھی بصورت مبدل اُس لشکر مین آئی تھی اُسنے بھی حال سنا اور وہم
اُسکو دامن گیر ہوا کہ اگر قلعہ بنایا گیا تو اور بھی مشکل سخت ہوگی لازم ہی کہ تو معمار کو پکڑ لیجا بس یہ سوچکر
راہ کترا کر دربارگاہ پر آئی اور گھات مین لگی رہی جب معمار اُٹھکر چوکی پر آیا یہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے جانب

بیت الخلا آئی یہان صرف قنات کھڑی تھی چھت نہ تھی جب معمار اندر گیا یہ بھی جست کرکے اندر آئی جبتک وہ سنبھلے اسنے بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر مارا کر وہ بیہوش ہوگیا اسنے پشتارہ مین اسکو باندھا اور قنات چاک کرکے ایک طرف کو نکلی بسبب چوکی یہان لگانے کے سواے صاحب احتیاج ضرورت کے لوگ کم آتے تھے یہ صحرا کی طرف پشتارہ بدوش گئی اور وہان سے جو سیدھی ہوئی بیچ لشکر کی راہ پکڑی یہان جو معمار کو عرصہ ہوا تو لوگون نے جاکر چوکی پر دیکھا معمار کو نہ پایا قنات کو چاک دیکھا تمام بارگاہ مین غل برپا ہوا کہ معمار کو کوئی پکڑ لیگیا چالاک نے آکر دیکھا تو پہچانا کہ یہ تیرہ صرصر کا ہے برق نے بھی سنا کہ استانی کا یہ کام ہے مہرخ نے سُنا تو بدحواس ہوئی اور کہا افسوس کہ اب کیا کریگا تدبیر اسکی رہائی کی ضرور چاہیے اور ہوسکے تو صرصر کو راہ مین روکو چالاک نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے کچھ اندیشہ نفرمائیے مین جاکر معمار کو لاتا ہون اگر صرصر بارگاہ مین پہنچ گئی ہوگی تو مین اندر سے بارگاہ کے لاؤنگا وہ کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی اگر مین نے اسکو ذلت نہ دی تو تمام اپنا چالاک نہ پایا یہ کہکر چل نکلا پیچھے اسکے برق بھی روانہ ہوا چالاک دست راست کو برق بائین طرف جڑھکے چلے مگر صرصر جو پہلے چلی تھی معمار کو لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین پہنچی حیرت اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین نہ تھی اندر طلسم کے گئی تھی صرصر نے جو اسکو نہ دیکھا تو پوچھا کہ ملکۂ طلسم کہان گئی ہین لوگون نے کہا اندر طلسم کے گئی ہین صرصر یہ سنکر پشتارہ لیے ہوئے پل پر نزادان طے کرکے اندر طلسم کے گئی وہان بھی حیرت گنبد نور پر نہ تھی مگر باہر گنبد کے ایک مقام پر فرش بچھوا کر بیٹھی تھی ناچ دیکھ رہی تھی چند مصاحبین ہمراہ تھین صرصر نے آکر تسلیم کی اور پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ اس پشتارہ مین کسکو لائی ہے اسنے کہا معمار قدرت کو حیرت نے کہا ارے یہ تو جہاندار قدرت مالک بیابان گلریز کا مصاحب ہے تجھے کیونکر ملگیا اسنے کہا یہ طرفداری کرنے کو مہرخ کی آیا ہے تمام لشکر مین شور مچا ہوا ہے کہ اب قلعہ بنایا جائیگا حیرت نے کہا تونے کار نمایان کیا جو اس جھگڑے کو اول ہی سے طے کردیا اچھا گنبد نور کے قصر مین وہ جو مکان سامنے بنا ہے وہان ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اُسپر لیجا کر اسکو لٹا دے اور پردے ڈالان کے چھوڑکر دس بارہ ساحرون کو پہرے پر براے حفاظت مقرر کردے اور خوب بند و بست کرکے آ صرصر حسب الحکم وہان معمار کو لیگئی اور سب انتظام کرکے اس خیال سے کہ اندر طلسم کے کون آئیگا پھر حیرت کے پاس آئی اُسنے اُسیں

پارچہ کا خلعت صرصر کو دیا صرصر تو مالا مال ہو کر اپنے مقام پر متمکن ہوئی یہاں تو یہ سانحہ گذرا لیکن
اور ماجرا سنیے جسوقت نامہ کوکب معمار کو پہونچا اور عازم ہوا کہ کوکب پاس جائے دن بیچ میں یہ کوکب
کیطرف آیا وہاں ایک ساحرا افراسیاب کا دوست بھی معمار کے پاس اسوقت تھا وہ اپنی جگہ پر
اسکے جانے کے بعد آیا اور اسنے نامہ جلد حال کا افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح معمار کو کوکب نے بلایا ہے وہ
اسکے پاس گیا ہے آپ ہوشیار ہو جائیے یہ نامہ افراسیاب کو جب پہونچا اسوقت حیرت کا نامہ بھی پہونچا
کہ مہرخ کے لشکر میں معمار آیا ہے اور اسکی شراکت کرنیکا ارادہ ہے بادشاہ یہ دونوں نامے پڑھکر متفکر تھا کہ
تیسرا نامہ حیرت کا آیا کہ معمار کو صرصر پکڑ لائی ہے یہ نامہ پڑھکر بادشاہ کو خوشی ہوئی اور اسیوقت
جواب لکھا کہ ای ملکہ معمار کو بہت ہوشیاری سے رکھنا میں بھی آتا ہوں حیرت کو جب نامہ شاہ پہونچا
اسوقت اسکو شراب کا نشہ بہت تھا وہ اسکے اندر ایک حجرے کے کہ وہاں تحفے اور بہت ہزاروں رکھے
ہوئے تھے اسکے دیکھنے کو چلی گئی ادھر حال چالاک سنیے کہ یہ جو وہاں سے چلا تو چلتے اسنے صورت بدلکر
بارگاہ حیرت میں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرصر اندر طلسم کے معمار کو لیگئی بس یہ بھی اسیطرف چلا
دریائے خون رواں پر پہونچا نشان قدم صرصر کا وہاں تک تھا اسنے بھی چلنے کا قصد کیا جب پل پر یہان پر
قدم رکھا دریائے خون رواں جوش میں آیا پانی اسکا معلوم ہوا کہ آسمان سے لگ گیا کف دریا اسوقت
آفتاب تھا آسمان اس بحر کا ایک حباب تھا اور علاوہ دریا میں جوش آنے سے ایک لہر اور چالاک کو
پانی کی سرخ رنگ نظر آئی جس سے طبیعت سخت گھبرائی حال اس پل کا اور دریا کا بارہا لکھا گیا ہے لیکن
بسبب اور بھی ناظرین بےخبر ہوتا ہے کہ ضرور چاہیے بیان کیا گیا ہے کہ یہ مقام طلسم بند ہے اور چار درجہ کا
بنا ہوا ہے اسکے نیچے کے درجہ میں دریائے خون رواں جاری ہے اور اوپر کے درجوں کا یہ نقشہ ہے کہ ہر درجہ
میں بارہ بارہ ہزار اژدہائے احمر کے بنے ہیں اور ایک درجہ میں جو بارہ ہزار در ہیں انمیں ایک ایک
بہزاد کوٹھری ہے ایک سمت کو جو جن ہیں کہ وہ شیر پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے مستعد بجنگ ہیں
اور ایک درجہ میں بہت سے دیو ہیں ادھر دو دیو ہیں [illegible] آپس میں شمشیر زنی کر رہے ہیں مگر تلواروں کا
انکی یہ عالم ہے کہ جہاں وہ تلوار جسم لگی کے جسم میں لگ جاتی ہے بس وہ ایک ہی وار میں دو ٹکڑے ہو جاتا
ہے باوجودیکہ وہ دونوں وار کو روکتے بھی خوب ہیں لیکن اگر ہاتھ پڑ جاتا ہے تو پھر قلم ہی ہو جاتا ہے اور قاتل
اسی مقتول کے دونوں ٹکڑے جسد کے ملا کر گرد لاش پھرتا ہے وہ پھر زندہ ہو جاتا ہے اور لڑنے لگتا ہے اور اسکو قتل کرے

دی حرکت وہ بھی کرتا ہو وہ بھی ہی اُٹھتا ہو غرض اس طرح سے سب آئینوں میں تحول و شرح ہوتے ہیں مگر مرتا
ایک بھی نہیں اور تیسرے درجے کے درودن میں ایک پری زاد بیٹھی ہو نہایت شوخ و شنگ
ناہید آسمان سے بہتر فلک حسن کی قمر وہ پری زادیں موتی چھوئیوں میں بھر کے اچھالتی ہیں اور وہ
موتی سب دریا میں گرتے ہیں اور دریا سے سبز و سرخ زرد مچھلیاں نکلکر اُنکو نگلجاتی ہیں اور دیوار
اُس درجے کے جو برج بنے ہیں اُن برجوں میں ایک ایک پری حسن میں بہتر از ماہ و خورشید نمایاں
منھ سے لگائے کھڑی ہیں اور پل پر تیار اُن بالکل الماس کا ہو کہ مثل برق کے چمکتا ہو بُرج اُسکے
اُسکی بہت بلند ہیں اور جا بجا مینار اُس پر بنے ہیں اور بہت اُن میناروں کی ایسی ہو کہ آدھے
آدھے مینار اوپر کے ایسے نظر آتے ہیں کہ جیسے دھڑ آدمی کا ہو اور اُس مینار میں سے آدمی نکل آیا
ہو لیکن پاؤں کا پتا نہیں اور وہ آدمی بھی دریا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے اور دونوں
فیصلوں پر پل کے کچھ پریاں ہیں کہ سر اسر زر و زیور سے آراستہ گوئے فولادی ہاتھوں میں
لیے آپس میں گیند دھڑ کا کھیل رہی ہیں اور اسطرح گیند بازی ہوتی ہو کہ کوئی گولا زمین پر گرنے
نہیں پاتا ہو برابر تار بندھا ہوا ہو اور ہر گنبد سے پھول مثل ہوائی اور بہت پھول کی آتشبازی کے
جھڑتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہو کہ سر اپھولوں کا لٹک رہا ہو چالاک نے تو کبھی یہ تماشا دیکھا نہ تھا حیران ہوا
اور بہیر ٹھہر کے ہو کر دیکھنے لگا اس عرصہ میں برق بھی ہر طرف سے پھرتا ہوا یہاں آگیا چالاک
کو یہاں کھڑے دیکھکر اُسنے پوچھا کہ کیوں بھائی صاحب کچھ سراغ آپ کو معمار کا ملا یا نہیں چالاک نے
کہا کہ صورت تو نکل گئی اور اسی طرف سے گئی ہو مگر ہم یہاں طلسم کا ایسا انداز دیکھتے ہیں اس سبب سے جاتے
ہوئے خوف کھاتے ہیں مقام ناچاری ہو برق نے کہا یہ کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہیے معمار کو لانا ضرور
ہو کیونکہ وہ ہمارا معمار احسان مند ہو اور دوسرے خواجہ کوکب کے پاس ہیں انھوں نے وہاں سے
بھیجا ہو اگر کچھ پیچ پڑگیا تو برا ہوگا خواجہ الزام دینگے کہ تم لوگوں سے نگہبانی ایک شخص کی ہوسکی
چالاک نے کہا اگر یہ ہو تو ہم جاتے ہیں چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر عیاری جیسے طلسم ظاہر میں کرنا
ویسے باطن میں برق نے کہا یہ سب سچ ہو مگر اندر طلسم کے کوئی جا نہیں سکتا اور نہیں آسکتا ساحر ہو یا
غیر ساحر وہی شخص جاتا ہو جسکو افراسیاب کی اجازت ہو یا افراسیاب بلالیتا ہو جب جاتا ہو تا ہو اے
بھائی یہ طلسم مثل اندر طلسم کے نہیں ہو یہ مقام بہت سخت اور دشوار گذار ہو جب سے ہم یہاں

آیا ہون دو مرتبہ اندر طلسم کے گیا ہون اور خواجہ بھی ہزار دشواری گئے ہین چالاک نے کہا اگر تم ہو آئے تو ہم کو بھی وہ ایک مرتبہ جانا ضرور چاہیے برق نے کہا ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا وہان کا گیا پھر ہوتا نہین اور بڑی مشکل سے زندہ رہتا ہو ساحران آدم خوار و مردم آزار ناخدا ترس رہتے ہین مسکن شیاطین و آسیب ہر جگہ ہو حدا پناہ جان اُسنے بچا مشکل ہوتی ہو روٹی نہین ملتی پانی نہین ملتا ہو چالاک نے کہا کچھ کیون نہوا ای برق تم تو ہو آئے اور تمسے یہ باتین عیاری کی کرتے ہو اب تو جو خدا کی مرضی ہم جائینگے ضرور یہ کہکر اُسنے قدم آگے بڑھایا شور و غوغا پانی کے اندر سے پیدا ہوا کہ لچہ گھیر لو مارلو اور شعلہ ہاے آتشی دریا سے نکلکر اور ہر طرف سے پیدا ہوکر تا فلک سرکشیدہ ہوئے برق نے دوڑکر پکارا کہ ای بھائی چالاک واسطے اپنے دین و مذہب کا پھر آؤ کیا غضب کرتے ہو کیون اپنی جان مفت دیتے ہو دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہو آؤ پھر آؤ چالاک نے اُسکی خاطر سے کہدیا کہ اچھا آتا ہون اور وہان سے دکھانے کی راہ سے پھر اور سامنے ایک درہ کوہ تھا اسمین چلا گیا برق بھی مطمئن ہوکر ایک طرف روانہ ہوا چالاک پھر درہ کوہ سے نکلکر پل کیطرف روانہ ہوا مگر برق نے خیال کیا کہ دیکھو تو چالاک کیا کرتا ہو پھر اُسنے جو تلاش کیا تو دیکھا کہ پل پر قدم رکھتے ہی پھر جوش و خروش پیدا ہوا ہر حباب دریا کا چشم خونخوار بنکر آنکھین دکھانے لگا جیسے لال لال دیدون سے ڈرانے لگا اور قدم جب چالاک آگے بڑھاتا ہو پیچھے پڑتا ہو اور یہ معلوم دیتا ہو کہ ہزار کوس پر مین جا گرتا ہون لیکن پھر کوئی سنبھال دیتا ہو اور چار طرف اُس دریا مین سے اژدر آتشین اور ماران سیاہ زہریلے نکلنا شروع ہوئے اور پریون نے وہی گیند یعنی گولے فولادی آسیر برسانا آغاز کیے عیاذاً باللہ ہر سمت سے آتشباری ہونے لگی زمین و آسمان سب ایک انگارہ نظر آتا تھا بیچ مین اُسکے سمندر کیطرح چالاک جاتا تھا ہر طرف سے آواز گھنٹ گھڑیال بجنے کی آتی تھی اور صداہاے مہیب سے دل دہلتا تھا زنگی جلد جلد اُڑتے سے اور تھے نہنگ خون آشام دریا سے نکلکر حملہ کرتے تھے زمانہ کا مزاج برخلاف تھا دریا مین تھا کہ شہر کا دل جوش مین فرط غضب سے آیا تھا یا بخارات دل دہر کے نکلتے تھے کہ آگ کے شعلے بنگئے تھے وہ جگہ کرۂ نار تھی دوزخ سے زیادہ گرم اور پُر از شرار تھی ادھر آگ برستی تھی شرر مثل باران کے یا تیر شہاب کے آتے تھے شعلے بگولے کیطرح پیچ و تاب کھاتے تھے شیاطین آگ منھ سے اُگل کر رخت ہستی جلایا چاہتے تھے اُس مقام پر شرر و شعلہ بیز کا حال تھا کہ ابیات

شور پانی کرے تھا رہ رہ کے	اسطرح چھوٹتے ہیں جن چھلکے	سنگ پر یون تھی آب کے لپٹ عیار
چھاتی پہ جون گرے ہے نزلہ ٹھار	ساغر مہر گرم تھا یان تلک	شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک

یہ کیفیت اُس سرزمین طلسم کی دیکھکر چالاک گھبراتا تھا مگر ایسے جسم آتش اور ہر بلاے سحر سے
بسبب انگشتری جمشیدی کے محفوظ تھا اور قدم اُٹھاے خدا کو یاد کرتا چلا جاتا تھا اور دل سے کہتا
تھا برق فرنگی کا قول بالکل غلط نظر آتا ہے یہان تو سب شعبدہ صرف کھلانے کا ہے کچھ ضرر نہین
پہونچتا ہے ای چالاک کبھی کسی کے کہنے پر نہ چلے اگر تم ڈرکے رہجاتے ہرگز یہان نہ آسکتے برق کو
نہین معلوم مجھسے کیا عداوت تھی جو منع کرتا تھا اسی طرح کے خیال دل سے کرتا ہوا جاتا تھا مگر یہ
نہ جانتا تھا کہ مین بسبب انگشتری جمشیدی کے بچتا ہوا جاتا ہون اور ہر بلا سے محفوظ ہون الحاصل یہ تو
جست وخیز کرتا ہو پل کے اوپر سے گذر کر اُس پار دریاے خون روان کے پہونچا مگر دل مین حیران تھا
کہ کیونکر مین بچ آیا اور برق اُس پار کھڑا دیکھا کیا دل مین بہت متحیر تھا کہ چالاک ضرور کچھ سحر سیکھ
آیا ہے غرض جب چالاک اُس پار پہونچا سامنے قلعۂ طلسمی نظر پڑا کہ دروازہ بہت پیچ اور دراز
اُسمین لگا ہے اور گنبد نور سامنے بنا ہے منزل بمنزل تک یوان قلعہ کی کھنچی نظر آتی ہے دروازہ کھلا ہے
ہزارہا ساحرون کا پہرا ہے چالاک بھی آگے جاکر صورت ایک ساحر جلیل القدر کی ایسی بناکر کانون مین
جواہر کے کنڈل ڈالے یاقوت رنگ سانپ گلے سے لپیٹے دھوتی پتامبری باندھی موتی اور مونگے کی
مالا ہاتھ مین لیا بازون پر جوشن مرصع کا باندھے کردھنی سونے کی کمر سے لپٹی منقل سونے کی آگ
اُسمین دہکتی ہاتھ مین لیکر اندر دروازے کے آیا کسی نے اُسکو روکا نہین یہ سمجھکر کہ یہان سواے اجازت
یافتہ ساحر کے اور کوئی آ نہین سکتا ہے چالاک بے اندیشہ دروازہ سے گذر کر جب آگے بڑھا شہر پریان
اُسکو نظر پڑا ہر طرف ساحرون کی بستی دیکھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی دیکھی کئی مرتبہ کیفیت اُس شہر
کی بیان ہوئی ہے اسوجہ سے اختصار کیا گیا یہ دوکانین اور مکانون کو دیکھتا ہوا چلا کہ ہر قصر جسکا قصر
فریدون اور نوشیروان پر طعنہ زن تھا یہان کے مکانات دیکھکر طاق فریدون کے دل مین رشک سے
روزن تھا سینہ سوراخدار تھا مختصر یہ کہ یہان کا ہر ایک ادنی مکان بھی بہت نایاب قطعدار تھا بالکل پرستان
کا ایسا نقشہ نظر آتا تھا دل اُسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف پری پیکرون کا جماؤ ہے سمت جوان جوان
جادوگرنیون کا بناؤ دوکانین آراستہ خریدارون کا ہجوم پیراستہ اشیاے نفیسہ و قیمتہ و جنس عمدہ کا انبار

ہر چیز نایاب و پُربار چالاک سیر دیکھتا ہوا گنبد نور کے متصل آیا اُسکو بھی بڑا طلسم کا پایا تین درجے کا
ایک قصر فلک رفعت بنا پایا کہ جو ملکہ طلسم کی تخت نشینی کا مکان ہے اطراف مین اُسکے ہزارہا قصر بنے تھے
نقش و نگار مین ارژنگ چین اور نگارخانۂ مانی کو شرماتے تھے روح نعمان بن منذر اُس مکان کی
گرد آوری پر نثار تھی سبحان اللہ کیا عمارت قطع دار تھی خورنق بہرام کی حقیقت اُسکے سامنے بے حقیقت
نظر آتی تھی صفائی عمارت آئینۂ اسکندر کو اندھا بناتی تھی اور ہر گنبد کے ملکہ حیرت نہ تھی اُنھین
مکانات مین سے ایک مکان مین مسند نشین عزت تھی ساحران نامی حاضر تھے فن ادب سے ماہر تھے
سامنے ملکہ کے گلدستے طلسمی چنے تھے عطردان پاندان جڑاؤ گھڑے رکھے تھے صرصر شمشیرزن بھی حاضر تھی اور
معمار کو سامنے والے ایوان مین کہ اُس قصر سے علحدہ وہ مکان تھا وہان پلنگ پر جا کر صرصر نے لٹا دیا
تھا ساحرون کو پہرے پر بٹھا دیا تھا چالاک ساحر بنا ہوا اندر اُس مکان کے کہ جسمین حیرت تھی
آیا اور ایک طرف کو اپنی فکر مین استادہ ہوا اور اُسنے حال دربار سب یہ کیا خیال کیا کہ خدا کی قدرت
بہت بڑی ہے کہ جو ایسی بادشاہزادی اور ایسے زبردست ساحر افراسیاب سے ہم لوگ فتح پائین اور
اُن ملاعنان غدار کو خاک مین ملائین اللہ اکبر کیا جاہ و جلال ہے کیا ملک ہے کیا خزانہ و مال ہے اسی فکر مین
تھا کہ صرصر کو اُسنے خلعت پر زر پہنے ایک طرف کو استادہ دیکھا اور صرصر نے بھی کہ دستور عیاران ہے
نئے آدمی کے آنے سے اُسکو خوب دیکھ لیتے ہین چار طرف دیکھا چالاک پر نگاہ پڑی مدت سے
طریقے عیارون کے یہ دیکھتی آتی ہے اور عیارہ زبردست ہے اُسنے بنگاہ اول پہچانا کہ یہ چالاک عیار
ہے اور اُسکی آنکھ چالاک کی آنکھ سے اسطرح لڑی کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اُسنے مجکو پہچانا یہ تو راہ کترا کر
اُسیوقت باہر اُس قصر کے نکلگیا اور صرصر اُسکو دیکھکر متوجہ ہوئی تھی کہ مین حیرت سے اُسکے آنے کی
حقیقت کہون اُسنے اُسکو باہر جاتے نہین دیکھا پس حیرت سے اُسنے کہا کہ ای ملکہ دوران وہ دیکھیے
چالاک بن عمرو معمار کے چھڑانے کی فکر مین یہان آیا ہے اور استادہ ہے حیرت نے اُسکے کہنے سے
اُسی طرف پھر کر دیکھا تو چالاک کو نہ پایا پس خفا ہو کر صرصر سے کہا کہ اری چڑیل تو کیا کچھ دیوانی ہو گئی
ہے یا نشہ زیادہ ہو گیا ہے بھنگ پی کر آئی ہے جو ایسی بات بیوقوفی کی مُنھ سے نکالتی ہے اری بیوقوف
بھلا تو اپنے دل مین سمجھ کہ چالاک دریاے خون روان طے کر کے اندر طلسم کے کیونکر آیا اور در شہر
ناپرسان پر ہزار ساحر بیٹھا ہوا تھا اُسکی آنکھون مین خاک اُسنے کیونکر جھونک دی صرصر ان باتون

کو سنکر سمجھی کہ ملکہ سچ کہتی ہین مجکو شبہہ ہو گیا واقعی یہان عیارون کا آنا دشوار ہی اگر کبھی آئے ہین تو بیرنگ
آئے ہین یا ایک بار برق جادر جمشیدی کی وجہ سے آگیا تھا ایسا کچھ سوچکر یہ بھی خاموش ہو رہی
اور دربار مین اور باتین ہونے لگین ادھر چالاک جو باہر اُس قصر کے نکلا تو اُس مکان کیطرف
آیا کہ جہان معمار قید ہی وہان اُسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر ایک مکان کے دروازے پر بیٹھے ہین
یہ بھی ٹہلتا ہوا اُسی طرف پہونچا اور اُنکے قریب آکر چلے تو کھڑا رہا پھر کہا کہ بھائیو یہ مکان تو بہت سرد
معلوم دیتا ہی ملکہ جس قصر مین بیٹھی ہین وہ بہت گرمی کی جگہہ ہی مین تو بوکھلا کر چلا آیا اُن ساحرون
نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ بھائی صاحب حقیقت مین تو ہم تم ایک ہی ہین کیونکہ تم بھی اس طلسم مین
رہتے ہو اور ملازم بادشاہ ہو اور ہم بھی یہین کے ساکن اور ملازم ہین لیکن دلمین اپنے آزردہ نہونا
کہ ہمکو یہان ٹھہرنے کو اُنھون نے منع کیا اے بھائی ہم مجبور ہین اس مقام پر کسی کو حکم مالک کا ٹھہرنے
دینے کا نہین ہی بس لازم ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ اسجگہ ٹھہرنے مین ہمارے تمھارے دونون کے
لیے قباحت ہی کیونکہ یہان ایک ساحر زبردست قید ہی چالاک نے نام قیدی کا جو سنا تو مستفسر ہوا
کہ کون ایسا زبردست قید ہی کہ باہر مکان کے بھی کسی کو ٹھہرنے کا حکم نہین اُنھون نے کہا بھائی
معمار قدرت اُس ساحر کا نام ہی چالاک نے معمار کا نام سنکر گردن ہلائی اور کہا خوب ہوا
جو وہ قید ہوا بڑے دعوے سے قلعہ بنانے آیا تھا ہمکو امون کا طرفدار بنا تھا سرکشی سے بہت بڑھا ہوا
تھا اے بھائی اسی طرح سب نمک حرام قید ہوآئین تو البتہ خوشی کا مقام ہی یہ کہکر کہا اچھا بھائی کام سے
کام ہی وہ بات کیون کرین جسمین تہمت الزام آئے ہم جاتے ہین مگر گرمی مین آئے تھے اگر کہو تو پانی
تھوڑا وہ جو گھڑا سامنے رکھا ہی اُسمین سے پی لین ساحرون نے کہا شوق سے پانی کی مناہی نہین ہی
چالاک گھڑونچی پاس گیا اور سرپوش گھڑون کے اُٹھا کر سبکو دیکھا وہ ساحر اُسکو پانی کی اجازت
دیکر آپسمین باتین کرنے لگے اور اُسنے بیہوشی پانی مین ملادی اور ایک گھڑے سے کچھ پانی انڈیل کر
دکھانے کی راہ سے پیا اور کہا بھئی پانی بھی بہت سرد تھا کہ پینے سے کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا کیون بھائی
کیا برف اُسمین ڈالی ہی اچھا ساحری کے حوالے کیا ہم چلے مگر تم بھی کتنے بیمروت لوگ ہو کہ ایک جام بھی
نہ پلائی آگ ہوتی تو تمباکو اور چرس ہمارے پاس بھی دو دم مار لیتے کہ گرم ہو جاتے یہ جو اُسنے کہا وہان
وہ چار ساحر چرس کے عادی تھے وہ بولے کہ آؤ بھائی آگ ہم دین یہ تو خواہ مخواہ ڈرے جاتے ہین

ارے قیدی اندر مکان کے قید ہیں یہ بیچارے قیدی کا کیا کر لینگے ان باتوں سے ساتھ والے بھی
خاموش ہو رہے جریسون نے چالاک کو بلا کر پاس اپنے بٹھایا اور کہا بھائی دیکھو وہ ٹھیک آگ
کی سلگا رکھی ہی چالاک نے کمر سے تمیسی تمباکو کی نکالی اور چلم اُنسے لیکر اُسپر جمائی اور کچھ چرس لگا
اُنکو دکھائی اور کہا یہ ہی تو کشمیر مگر سال جہان کے مقابلے مین ہی اور بہت نایاب ہی یہ کہکر تھوڑی سی
چلم مین جماکر آگ پھونک کر رکھی اور اُنکو دی کہ لو بھائی سر کرو اُنھون نے کہا تمہین پہلے تم سر کرو
اُسنے کہا واہ ہم تمھارے سامنے سر کرین ارے بھائی ہم تو تمھارے سے بہت پینے والے ہین اُنھون نے کہا
واہ واہ یہ آپنے خوب کہی ایک نے کہا ان بھائی کا مزاج بہت اچھا معلوم ہوتا ہی بہت گل آدمی ہین
غرض باتین بناکر اُنھون نے دم لگائے چالاک نے دوسری چلم اور جماکر اور دون کو دی جتنے تھے
سب نے اندر وایک ایک دم لگائے اور تعریف کرتے جاتے تھے کہ بھئی واہ کیا تحفہ چرس ہی کچھ دیر مین سبکو
گرمی معلوم ہوئی اور تشنگی پیدا ہوئی اُٹھکر انھین گھڑون مین سے سب نے سیر ہو کر پانی پیا اور چھینک
مار کر سب بیہوش ہو گئے چالاک اندر مکان کے پردہ اُٹھا کر داخل ہوا اور صورت صرصر کی بنکر پلنگ
پر سے معمار کو اُٹھا کر پشتارہ باندھکر دوسرے دروازہ سے مکان کے نکلا دہان اور دربان استادہ
تھے اُنھون نے صرصر کو پشتارہ لیجاتے اور اندر سے مکان کے نکلتے دیکھکر کہا کہ آپ اسطرف سے تو گئی
نہین پھر کدھر سے اس مکان مین آئین صرصر نے جواب دیا کہ ہمکو سامری جمشید نے یہ بھی قدرت
دی ہی کہ جہاں مین ظاہر ہو کر جائین جہاں مین پوشیدہ داخل مکان ہون کہ کسی کو نظر نہ آئین اور جس
مقام پر جی چاہا ہی یونہین ہزار مرتبہ گئے ہین اور اگر ایسی قدرت ہم مین نہوتی تو ایسے ایسے
ساحران نامی کو ہم پکڑ کر کیون لے آتے تو دیکھ لو یہ پشتارہ معمار قدرت کا ہی ملکہ حیرت جادو پاس
لیے جاتی ہون یہ کہکر قدم شاطری مارتا ہوا سیدھا ایک طرف کو روانہ ہو گیا مگر راہ مین دیکھا بہت ساحر
دیکھے کہ گنبد نور محافظ تھے اور یہ اندر سے گنبد نور کے ابھی نکلا نہ تھا آخری ڈیوڑھی پر اُن محافظون نے
اسکو روکا کہ بی بی صرصر کیا لیے جاتی ہو اُسنے کہا کہ ملکہ حیرت نے ایک شی اپنی بارگاہ مین بھیجی ہی مین
اُسی کو لیے جاتی ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو تو آدمی اِسمین معلوم ہوتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ ہمارا
تو کام ہی یہ ہی کہ آدمی کو لاتے ہین اور لے جاتے ہین اور نہین کیا ہم تو جیسی کسی کا فر دہ رون کیطرح دھوتے
ہین اور مال و جواہر تھوڑی کسی کا باندھکر لیجاتے ہین جو کوئی ٹھور و جنجال ہمکو روکے ٹوکے اور پکڑے

تم تو آج ایسی تحقیقات کرتے ہو گویا مجکو چوکی مقرر کیا ہی بھلا مجکو کیا مطلب ہی جو آدمی لا دون
اور چور نیون جی مین آتا ہی کہ اس پتھارے کو تمھارے سر پہ مار کر اپنا راستہ پکڑون جو کوئی پوچھے گا
تو کہدونگی کہ اپنے دربانون سے پوچھ لو وہ لوگ یہ باتین سُنکر خائف ہوئے اور کہا واقعی بی صرصر
تم سچ کہتی ہو کہ تمھارا کام آدمی کا لانا اور لیجانا ہی لیجاؤ خفا نہو ہمکو کیا کام ہم روک ٹوک سے صرصر
بلکی جھلکتی وہان سے لیکر آگے بڑھی مگر جب کوئی دس بارہ قدم دروازہ باقی رہا تو دروازہ نظر سے غائب ہو گیا
اُس وقت اُسنے اپنے دل مین کہا کہ برق فرنگی سچ کہتا تھا پس اُسنے خیال کیا کہ لاؤ انگشتری جمشیدی کو
دیکھون یہ سوچکر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو انگشتری پر نگاہ پڑی اُسمین لکھا دیکھا کہ ای چالاک میرے
سبب سے تو اس مقام پر چلا آیا مگر اب مجھ مین طاقت نہین ہی کہ مین تجکو باہر مکان طلسمی کے پہونچا دون
مگر ہان اگر بیضۂ عقاب جمشیدی تیرے پاس ہوتا تو البتہ تو باہر جا سکتا تھا اب تو بغیر امداد ساحر زبردست
کے نکلنا یہان سے دشوار ہو ماندی ماندی تا دور قیامت یہین جو ماندی اب چالاک یہ مضمون دیکھکر
انگوٹھی کا حیران ہوا اور آندھی آئی غلغلۂ آمد افراسیاب ہوا تمام طلسم مین شور مچگیا کہ شہنشاہ آتے
ہین ہزارون ساحر دوڑ پڑے ہوا سرد چلنے لگی ابر سُرخ نمودار ہوا ساحرون مین سے کوئی سجدہ کرنے لگا
کوئی اوندھے مُنھ گرا کوئی ڈنڈوت کرنے لگا گھنٹے اور گھڑیال اور ناقوس اور جھانجھ بجنے لگے اب
چالاک سمجھا کہ اب بُرے پھنسے پس اُسنے گھبرا کر جو دیکھا تو اُس مکان کا کوٹھا اُسکے خیال مین آیا کہ
سوائے اسجگہ کے اور کوئی مقام پوشیدہ ہونے کا نہین پس یہ زینہ اُسکا تلاش کر کے جلد تر بالا خانہ پر آیا
وہان ایک راؤٹی پڑی تھی اُس راؤٹی مین جا کر چپکا بیٹھا وہان سے بھی ایک طرف کو کھلا ہوا تھا
تو وہ مقام جہان حیرت تھی دکھائی دیتا تھا الحاصل یہ تو وہان بیٹھا اور افراسیاب اُسی قصر
مین کہ جہان حیرت تھی آکر اُترا حیرت نے اُٹھکر مجرا کیا شاہ نے ہاتھ پکڑ کر تخت پر برابر اپنے بٹھالیا
حیرت نے ایک سو ایک کشتی جواہر اور سو ایک کشتی اشرفیون کی نذر پکڑی اس اثنا مین صرصر
بھی خلعت عطیۂ حیرت پہنے ہوئے آئی اور نہایت خوش و خرم با مید انعام سامنے بادشاہ کے آکر
کھڑی ہوئی جب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا اُسنے مجرا کیا شاہ نے بھی اُسکی تعریف فرمائی کہ ای صرصر
تونے بڑا کام کیا اُسکے صلے مین بہت کچھ تو پائیگی صرصر نے بادشاہ کی دونون ہاتھون سے بلائین لین
اور کہا ای بادشاہ یہ سب آپ کا اقبال ہی میری کیا اصل ہی جو مین کچھ کر سکون آپکے اقبال سے مجھ میرا اتنے جب

ساحر پر قابض ہوگیا اور دین ایسے موذیون سے بچکر اُسکو لے آئی شاہ نے کہا اس امر مین بہت مجکو حیرانی ہر کہ معمار بڑا اپنے مذہب کا پکا تھا یہ کیا وجہ ہر کہ اب سب لوگ سامری اور جمشید سے برگشتہ ہوتے جاتے ہین یہ کیا شامت اعمال ہر ایک کی ہر کہ اپنے دین کو خود چھوڑکر خدائے نادیدہ کو پرستش کرتے ہین کیا مرنے سے نہین ڈرتے کبھی آخر سامنا سامری کا ہوگا یا نہین پھر اُسوقت کیا جواب دینگے حیرت نے کہا بعد دوزخ مین خداوند کی جلینگے اور کیا ہوگا افراسیاب نے کہا اچھا ان امور سے کچھ مطلب نہین اے صرصر تو جاکر معمار کو میرے سامنے لے آ صرصر بموجب حکم چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر چلی اور اُس مکان کے دروازے پر پہونچی کہ جہان معمار کو چھوڑ آئی تھی دربان وغیرہ اُسکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کیون بی صاحب پھر آئین اُس بیچارے کو دوسرے نے کہا ارے بھائی دریافت کرنے کی کیا احتیاج ہر وہ لیگئی تھین تو پہونچا آئی ہونگی تم ان عیارنیون کے مقدمہ مین زیادہ دخل نہ دیا کرو تمھین کیا مطلب ہر جو پوچھتے ہو صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا کہ تمنے کیا کہا کہ پہونچا آئین ہین کیا لیگئی تھی جو پہونچا آئی اُسنے کہا کہ جسکو تم لیکر آئی تھین اُسی ابھی لیگئی تھین صرصر نے کہا ارے واہی ہوا ہر کون چڑھ آئی تھی اور لے کون گئی تو کہتا کیا ہر کچھ دیوانہ ہوا ہر دربان نے کہا آپ تو گالیان دیتی ہین ہماری جانے جوتی کہ آپ کیسے لیگئین اور لے آئین آپ ہی اپنے مُنھ سے آپ چڑھ بیٹھی ہین لے ورنہ الزام دیتی ہین ہم نہین جانتے جاکر دیکھیے اس کلمہ پر صرصر اُسکو بنگاہ تہر گھورتی ہوئی کہ رہ تو جا موذی کا سمجھون گی اور دہان ساتھ والے کہتے ہوئے کہ تمنے اتنا پوچھکر آفت بلائی اُسنے کہا اجی آفت کیا آئیگی بہت ہوگا نوکری چھوٹ جائیگی لو صاحب ہم کیا اب ہر ایک کی باتین سُنا کرینگے یہان تو ایسی باتین ہین مگر وہان صرصر دوسرے دروازے پر جو آئی تو ساحرون کو بیہوش پڑے دیکھا اندر مکان کے جو گئی تو معمار کا پتا نہ پایا بیتاب ہوا جا لاک کا لگا پایا بس یہ ماجرا دیکھکر بدحواس ہوگئی اور سب ساحرون کو باہر آکر اُسنے ہوشیار کیا اور کہا ارے کمبختو یہ کیا ستم تمنے کیا کہ تم سب مر رہے اُنھون نے کہا سبحان اللہ واہ واہ آپ بھی کیا خوب آدمی ہین کہ ہمکو الزام دیتی ہوئی آئین سوتا کون ہر اور غافل کون تھا ہم تو سب جاگ رہے ہین صرصر نے کہا اگر تم ہوشیار تھے تو معمار کو کون لیگیا وہ بولے کوئی لیگیا ہوگا اسکو ہم کیا جانین مگر ہم جاگتے ہین صرصر نے کہا شہنشاہ آئے ہین اب تمھارا جاگنا معلوم ہوگا معمار کو کوئی لیگیا اور تم جاگتے تھے اتنا سُنتے ہی ہرکارے جو لگے ہوئے تھے وہ بھاگے اور جاکر شہنشاہ کو اطلاع دی کہ

معمار وہاں نہیں ہے اسمین صرصر بھی آئی اور اپنے سب حال بیان کیا افراسیاب نے سب ماجرا
سنکر اپنے دونوں ہاتھ بند کرکے کھولے ہاتھوں میں سے ایک پتلا پیدا ہوا اور اڑکر سامنے آیا افراسیاب
نے کہا پکار جاکر معمار کو لیکر اے چالاک جلد حاضر ہو پتلا اڑکر جانب آسمان گیا اور بلندی پر
ٹھہر کر اُس نے آواز بلند پکار کر کہا کہ اے چالاک بن عمرو جس مقام پر کہ تو بیٹھا ہے معمار کو لیے ہوئے
وہاں سے جلد مع معمار کے سامنے شہنشاہ ساحران کے حاضر ہو کہ شہنشاہ قسم یاد فرماتا ہے کہ میں تجکو طلسم
کے باہر نکال دونگا اور اگر میرے حکم کو تو نے نمانا اور معمار کو نہ لایا تو مقرر غارت کردونگا پتلا تو منادی
کر رہا تھا اُدھر مہنت جادو نام ایک ساحر نے ہاتھ باندھکر افراسیاب کے سامنے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ آپ نے جو پتلے سے منادی کرائی ہے مگر وہ لیجانے والا اُس مقام پر کاہیکو ہوگا جو آواز پتلے کی
سنکر آئیگا وہ کب چلا گیا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ وہ جا نہیں سکتا طلسم سے مہنت نے کہا کہ چالاک
پاس انگشتری جمشیدی ہے اور بیضہ عقاب ہے پھر وہ کیوں ٹھہرنے لگا افراسیاب نے کہا بیضہ اپنے دیوار
سفاک پر مارا وہ اسکے پاس باقی نہ رہا اگر کوئی تمیز دار لائق ساحر ہوتا تو بیضہ سے دیوار بھی توڑ ڈالتا
اُسکو ہاتھ سے نہ کھوتا وہ سحر کی قدر کیا جانے بیضہ اپنے کھینچ مارا وہ برباد ہو گیا خالی انگشتری سے اب
وہ جا نہیں سکتا ادھر اُدھر ہوگا مہنت یہ کلام سنکر خاموش ہو رہا وہاں پتلے نے جو بار بار پکار کر کہا چالاک
نے آواز اُس پتلے کی سُنی اور دل میں آیا کہ سامنے بادشاہ کے چلوں مگر بسبب انگشتری کے صدائے پتلہ سحر نے تاثیر
کامل نہ کی اگر انگشتری نہوتی تو ضرور سامنے مسحور ہو کر جاتا اور انگشتری ہونے پر بھی اتنا اثر ہوا گھبراکر مینار
پر اُس کوٹھے کے آیا دیکھا تو تمام طلسم میں غدر ہو رہا ہے ہر ایک ساحر کہتا ہے کہ اے بھائی اپنے اپنے مکان کے دروازے
بند کر دو کانوں کو ڈھانپو ایک بار برق طلسم میں آیا تھا تو سب بازار لٹ گئی تھی ابکی کوئی چالاک ہے
کہ وہ آیا ہے پھر وہ تو چالاکی کرے ہی گا نگہبان قلعہ مکانات کے دروازوں پر بیٹھتے جاتے ہیں دکانوں
کے بند ہونے کی آواز آتی ہے خلقت بھاگی جاتی ہے یہ حال دیکھ چالاک سمجھا کہ بیشک تم مارے گئے اسی
کشمکش و پیچ میں خیال آیا کہ انگوٹھی میں معلوم ہوا تھا کہ بغیر ساحر زبردست کی اعانت کے نکلنا یہاں سے
دشوار ہے اِس سے معمار تو ساحر زبردست ہے وہ تیرے پاس ہے اسکو ہوشیار کرکے حال بیان کر کیا بعید ہے کہ وہ
تجکو نکال لیجائے یہ سوچکر جست کرکے پھر اُس راوٹی میں آیا اور معمار کو نشادر سے کھولکر ہوشیار کیا جب
اُسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک راوٹی میں پڑا ہوں اور ایک عیار وہ کہ بارگاہ مہرخ میں تھا میرے

پاس کھڑا ہی یہ اُٹھ بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ مین کہان ہون اور کیا ماجرا ہی چالاک نے جلد حال صرصر
کے پکڑ لانے کا اور اپنے یہان آنیکا اور مکان سحر سے نکالکر اُس راوٹی مین لانیکا اُس سے بیان کرکے
کہا کہ ای معمار اب تمسے کچھ تدبیر ہوسکے یہان سے نکل چلنے کی تو کرو ورنہ میری اور تمھاری جان مفت
مین جاتی ہی میرا جو کام تھا وہ مین کر چکا اس امر سے ناچار ہون کہ تمھین لیکر نکل نہ سکا اب افراسیاب
یہان آیا ہوا ہی اور اُسکا تیلا مجھکو کئی بار پکار چکا ہی اور بار بار میرے دل مین آتا ہی کہ مین اُسکے سامنے
چلا جاؤن اور دروازہ مکان کا مجھکو نکل جانے کے لیے معلوم نہین دیتا ہی بس اب تم جلد تر کوئی
بندوبست کرو معمار قدرت نے ہنسکر کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمکو لیے چلتا ہون مین تو افراسیاب
کے سمجھانے کو آیا تھا مگر سچ کہا تھا کوکب نے کہ وہ بالکل خرد ماغ ہی اور کوڑ مغز ہی پھر وہ میرا کہا کاہیکو
مانیگا ایسے کو نصیحت کرنا بالکل بے سود ہی بموجب مصرع ع تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد ست
یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین داب کر اُس کوٹھے کے دوسری طرف یہ کودا یہان جو آکر دیکھا تو صدہا تیلا
سحر کا معمار کو اور چالاک کو ڈھونڈھ رہا ہی اور غلغلہ بلند ہی اُسمین ایک تیلے نے چالاک اور
معمار کو جاتے ہوئے دیکھا کہ کوٹھے پر سے اُتر کر پنجہ سے چالاک کو اُسنے چھوڑ کر کہا میرے پیچھے چلے آؤ
اور دونون جاتے ہین بس تیلے نے غل مچایا کہ وہ جاتے ہین وہ جاتے ہین آواز تیلون کی افراسیاب
نے بھی سُنی اور بیقرار ہوکر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ او معمار قدرت خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جاتا ہی
خبردار جانے کا ارادہ نہ کرنا اُس آواز کو سُنکر معمار نے کہا کہ ارے تو کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ اندھا ہو گیا ہی
اور اسقدر غرور تیرے کاسۂ دماغ مین سمایا ہی کہ اب تجکو کچھ دکھلائی نہین دیتا ہی یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین
دابکر اُڑا اور قندیل غلاف ہو گیا پھر تیلون نے غل مچایا کہ وہ گئے اور معمار کا کہنا بھی کہ تجکو غرور ہو گیا ہی
شاہ طلسم نے سُنا بس غصہ مین آکر قصد اُڑنے کا کیا ملکہ حیرت جادو اُٹھ کر کمر سے لپٹ گئی اور بادشاہ کو
کھینچا کہ وہ اُڑنے سے گرا گرنے مین لات حیرت کے لگ گئی وہ سمجھی کہ بادشاہ کو مین جو مانع جانے کے
لیے ہوئی تو اُسنے عمداً لات ماری بس پھر تو بگڑ کر بولی کہ بھاڑ مین جائے ایسا گھر چولھے مین جائے
ایسا ساتھ ای صاحب تم اسقدر گھبرا کیون گئے ہو تو اپنا راج تہ کر رکھو تم آدمی کو آدمی ہی نہین سمجھے ہو
تو صاحب میرے لات مار بیٹھے اور کوکھ کو ٹھکرانا بُرا ہوتا ہی میری جلتی کوکھ سامری قسم میری کمر مین درد
ہونے لگا یہ کہکر تیوری چڑھا کر مُنہ بنایا افراسیاب نے ٹھوڑھی مین ہاتھ ڈالا کہ ای جان من مین نے آپکے

جانکر لات نہین ماری تمنے مجھکو کھینچا مین خود گر پڑا اچانک لات تمھاری لگ گئی یہ کہکر خوشامد کرنے لگا
اسنے کہا بس بس اب باتین نہ بناؤ معلوم ہوا کہ اب ہماری کمبختی سب طرح سے آگئی ہی تمھارا تو یہ حال ہی
کہ ادنی اعلی ہر ایک پر دوڑ پڑتے ہو یہ کون حرکت بجا ہی شاہ نے کہا پھر کیا کرون اتنے ساحر
بیٹھے تھے کسی نے بھی حوصلہ عقب معمار جانے کا نہ کیا ملکہ نے کہا تو منہ سے کہنا چاہیے تھا کہ لو اسکو جب
کوئی نجاتا جب ہی کہتے خیر ہمارا ادبار رہا اب یہان ملکہ تو بگڑتی ہی شاہ خاطر اسکی کر رہا ہی وہان معمار
جو بلند ہوا شہر ناپرسان سے ایک ہی سناٹے مین نکلکر پل پر آیا یہ ساحر زبردست ہی سب طرح کے
تحفہ اپنے پاس رکھتا ہی اسوجہ سے جب شعلہائے آتش اور بلیات دریا نے سرکشی کرکے اسکو
آزار پہونچانا چاہا اسنے سحر مجمعا اور مہر انگشتری دست چالاک مین تھی اسوجہ سے دریا نے راہ
دی یہ صحیح سلامت اس پار اتر کر چالاک کو تو پنجے سے چھوڑ دیا اور کہا تم اب لشکر مین جاؤ مین دو تین
روز کے بعد آؤنگا اور اپنی ذلت ہونے کا مزا اس غدار افراسیاب حرامزادے کو دکھاؤنگا یہ کہکر ایک سمت
کو روانہ ہوا اور چالاک بارگاہ مہرخ کیطرف چلا کہ جاکر ملکہ سے رہائی معمار کا حال بیان کروں ادھر
حیرت جادو نے بارگاہ رنگین حصار کو نکلوا کر باہر طلسم کے استادہ کرایا اور وہان آکر داخل ہوئے اور
افراسیاب اسکے پاس سے اٹھکر جانب ظلمات چلا گیا مگر چالاک جو جانب بارگاہ مہرخ چلا اسکو راہ
مین معمار پھر ملا ایک سمت کو جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا چالاک نے اسکو روکا اور کہا اے معمار اگر آپکے
خلاف مزاج نہو تو دو قدم پر بارگاہ مہرخ ہی وہان تشریف لیچلیے آسودہ ہوجیے دنیز وہان سب متفکر
آپ کی گرفتاری سے ہونگے انکی تسکین بھی کیجیے وہ سب آپ کو دیکھ لین مین زبانی جاکر جو کہونگا تو کسیکو
یقین آئیگا اور کسی کو نہ آئیگا اور مہرخ مجھسے آزردہ ہونگی ہم لوگ عیار ہین جو کچھ انعام اکرام ملنے والا
ہوگا وہ کچھ نہ ملے گا آپ کا حرج ہی کیا ہی دو چار جام شراب کے پی کر چلے جائیے گا یہ کلمات سنکر
معمار قدرت ہمراہ چالاک چلا اور دونون آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئے مہرخ کو نہایت خوشی
ہوئی اور بڑی خاطر معمار کی کی احوال پوچھا اسنے تعریف چالاک کی فرمائی کہ اسطرح جاکر اسنے
مجھکو چھڑایا ورنہ بڑی مجھکو ذلت شاہ جادوان دیتا مہرخ نے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا جام مے
ارغوانی کا دور چلنے لگا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رقاص رقص کرنے لگے یہان
تو سب مصروف عیش و نشاط ہین وہان بارگاہ رنگین حصار مین حیرت جادو جو آئی ہی تو نہایت

آزردہ خاطر اور ملول ہو رہی ہو اور حال معمار اور چالاک سب بیان کر رہی ہو اتنے مین مصور اور
صورت نگار جادو بھی آئے اور اُنھون نے حال زبانی ملکہ سُنکر صرصر سے کہا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی
تھی کہ مین عیار کو خوب پہچانتی ہون مگر آج تو نے کیون نہ پہچانا جو چالاک تجھسے آکر معمار
کو چھڑا لیگیا صرصر نے کہا قضا و قدر سے کیا چارہ ہو اسکو مین کیا کرون اور مین نے تو ملکہ سے عرض کیا
تھا کہ چالاک آیا ہو ملکہ نے فرمایا کہ یہان کوئی نہین آسکتا مین بھی سمجھی کہ ملکہ سچ فرماتی ہین بس یہی دھوکا
ہو گیا پھر ہونے والی بات اُس سے سب ناچار ہین حیرت نے کہا اچھا ایک مرتبہ وہ قید سے
نکل گیا پھر اب کیا نہین پکڑا آسکتا جا دیکھ تو کہ معمار کہان ہو اور ہو سکے تو پکڑ لا صرصر یہ سُنکر کچھ غیرت مین آکر
صبا رفتار کو اپنے ہمراہ لیکر پھر روانہ ہوئی اور صورت بدلکر لشکر مہرخ مین آئی بحر عیاری مین غوطہ مارکر ایک
در مقصد اُسنے حاصل کیا فوراً چوبدار کی صورت بنکر اُس طرف پہونچی کہ جہان مہرخ کی مجرئی رنڈیان اُتری
ہوئی تھین یہان آکر جو دیکھا تو خیمہ اور بالین استادہ ہین فرش دریون چاندنیون کے بچھے ہین رنڈیان
جوان جوان بیٹھی ہین کوئی مقابہ کھولے آرائش و زیبائش مین اپنے مصروف ہو کوئی بیٹھی تعلیم لیتی ہو
عاشق تن جمع ہین کوئی کسی یار سے ہنس رہی ہو اسی طرح یہ دیکھتی ہوئی ایک رنڈی اسندر نام کے ڈیرے
پر پہونچی کہ اونچی رنڈی تھی اُسکا ہاتھی جو انعام مین ملا تھا ایک طرف بندھا تھا خیمہ مثل بارگاہ کے
بہت بلند اور وسیع تھا نوکر خدمتگار وغیرہ سرگرم کار تھے دو چار خوشامدی ہر وقت مرد آدمی وضعدار
بیٹھے رہتے تھے رنڈیان یعنے نوچیان ہر طرف بقصد آرائش و زیبائش پھرتی چلتی تھین دو ایک
چاہنے والے بھی اِدھر اُدھر لگے ہوئے تھے بعض سے اشارے ہوتے تھے بعض سے جگت بازی ہوتی تھی
صرصر چوبدار تو بنی ہوئی تھی ایک نازنین نہایت خوبصورت گلفام کو اپنے تجویز کرکے قریب جاکر
ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا اجی بی ذرا ادھر آؤ سنو تو اُسنے کہا بھئی ہائے اللہ مجھسے نہ بولو تو اُسنے کہا واہ واہ
تم تو خوب ہمارے صاحب ہین تمسے ایک بات پوچھونگا اُسنے کہا کہ جو کچھ پوچھو اتنی جان سے پوچھو مین
کیا جانون اُسنے کہا نہین تمسے پوچھ لینگے تو کیا قباحت ہوگی ذرا ادھر آؤ تم وہ نازنین اُسکے کہنے سے
پشت خیمہ کیطرف چلی آئی اُسنے کہا مین تمسے یہ پوچھتا ہون کہ تمھارا سر ڈھا کا گیا ہو یا نہین وہ شرماکر
نیچی گردن کرکے چپ ہو رہی اُسنے کہا شرمانے کی بات نہین ہو یہان ایک سردار والا تبار معمار قدرت
آیا ہو اُس سے کئی لاکھ روپیہ کی یافت ہو اُسنے یہ سُنکر چاہا کہ اپنا ہاتھ چھڑا کر کھلکھلا کر ہنستی ہوئی

بھاگ جائے مصرصہ نے ہنسی سے اُسکے مُنہ پر ہاتھ پھیرا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکو اُٹھاکر اور
علیحدہ مقام تنہائی مین لیجاکر کپڑے اُسکے اُتارے اور بتاب روغن عیاری لگاکر اُسی کی ایسی صورت
بنی اُسوقت اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کی عجیب کیفیت تھی کیونکہ ایک تو وہ خودہی
حسینہ جمیلہ نازنین عورت تھی دوسرے طرہ اُسپر بناوٹ تھی مارکاکل سے اُسکی جان عشاق بچنا
دشوار وہ زلف اُسکی پرپیچ دُنبالہ دار کہ دام دلکش اُنکو کہنا روا ہزارون بلائین اُنکے لبون سے پیدا زخم
کاکل کا قریب چشم آنا پھندے مین آہوون کو پھنسانا نظر آتا عید کا چاند جبین اُسکی مہ پارہ یا افق مطلع انوار
یا صبح صادق کے آثار مہرومہ کا رنگ سامنے اُسکے پھیکا آئینہ اسکندر سامنے آجانے سے شرمندہ
چاند اُسکا ماتھا ٹیکا اُسکے اوپر نیا تماشا کہ چاند کے اندر تارا جبین جبین بحر خوبی کی موجین چین برجبین
جیسے مصور چین رہین ابرو کو برق دم کیجیے تو بجا ہو ہر ایک سے اُنکی تجلی گرانا ظاہر ہوتا ہو ہزارون کی
کمان ابرو کے عشق مین چلہ کش جان کمان ابروان خنجر غمزہ چشم فتان بعینہ توسن ناز شوخی اور دلبری
کا اُنسے پیدا انداز ابلق لیل ونہار کو آنکھین دکھاتی تازیانہ سرمہ دنبالہ دار کا لگاتی نرگسین آنکھین
تو آہو چھین اور سرمہ شاخ آہو ہر چشم اُسکی آفت اور فتنہ جو ناک اُسکی چہرہ پرحسن کی ناک خوش حسینون
کو ہر وقت اُسکی تاک وہ گورے گورے رخسار نرم ونازک جنکے بوسہ کی ہوس ہے عمر بھر اگر
جان دیکر بھی بوسہ اُسکا میسر ہو تو مفت ہر سرامر خوبی مین طاق ہر ہر چند کہ بظاہر جفت ہر لعل سے
لب لعلین کی اُسکی تشبیہ کیا اُسمین یہ تبسم یہ نزاکت یہ ادائے دلربائی کجا وہ واقعی رکھتے ہین
اعجاز مسیحا اسی طرح ہر اعضا اُسکا بے مثل ولاجواب بحر خوبی مین وہ در نایاب چھاتیان سینہ پر
اُبھری ہوئی انار وہی سیب کو شرماتین باغ حسن کے نخل مین یہ دو ثمر عمدہ تھے وہ چھاتیان دو
انار پر سو بیمار بنائین کیا وصف حسن اُسکا کیا جائے از سرتاپا جسکا یہ نقشہ ہو کہ مسدس

دیکھنا چاہیے لیلیٰ کو بچشم مجنون
جھومنا سحر اور اٹکھیلیون کی چال فسون
ہاتھ اگر کولے یہ ادا کہ ہوا بالا دہان
انگلی چوری کی نظر سے وہ چلی شرم کنان
خاش پردہ کرے جب آئینہ زانو کا

اُسکا سایہ اگر پری بنکے اُسی پہ مفتون
کیسی مستانہ قیامت کی جھمیلی ہی چال
لچکتی ہوئی اس چال سے دل پائمال
پیر ٹھکرا کے جو پازیب کی جھنکار کرے
سر کے بل جھکے آئینہ سکندر آیا

معجز عیسیٰ مریم کا ہو رفتار سے خون
کبک ورنہ تو خود رفتہ ہین آہو بال
سینہ اُبھرا ہوا گردن مین خم اور خنداں
خفتہ خواب عدم لیسے نہ بیدار کرے
آب آئینہ سے پانی ہو بہت ساجانا

ڈوبتا جسمین بھر ا پانی نہ یوسف کو ملا
شوخ و شتاخ تھی وہ کافر بیدین عیار
ستم و جور و جفا سیکھے نرالے اطوار

آئینہ رو یون سے یون تھی نزاکت تھی عیان
رام اُس بت نے کیے مونس کا فرد مندار
ڈھنگ سارے تھے نئے عجب نئی انداز نئے

آئینہ داری ہو مانند حضور کو ران
ہو قیام اُسکا قیامت تو بلا کی رفتار
طور تھے تازہ کرشمے مین نئے ناز نئے

اِس صورت سے آراستہ ہوکر اُس رنڈی کو ایک گڑھے مین ڈالکر تیون وغیرہ سے چھپا کر آپ اُٹھلاتی ہوئی اُس خیمہ مین کہ جہان سے وہ رنڈی آئی تھی آئی نائکہ نے اُسکو دیکھکر پوچھا اری سندر کہان گئی تھی اِسنے کہا حضور اِدھر ہی اُدھر تھی وہ خاموش ہو رہی اِس عرصہ مین چوبدار سلطانی آیا کہ چلو حضور مین مجرا کرنے کو بلایا ہو نائکہ نے کپڑے سونے کے ہاتھ مین پہنے انگیا ٹھیک چست زیب تن کرکے ململ کا چنا ہوا دوپٹا اوڑھکر چوپیلے مین سوار ہوئی رنڈی کو بھی پاس بٹھایا ایکطرف اُگالدان لگالیا پاندان آگے ڈھیر کریے کہار ڈولی اُٹھاکر چلے پیچھے پیچھے بھی روان ہوئے غرض یہ جاکر جلوخانہ مین اُتری ایک طرف کو صحنچی بارگاہ مین ملی فرش بچھ گیا اسباب وہان رکھا گیا ساز وہان چھڑنے لگا نوچی آراستہ کنگھی چوٹی سے ہوکر ناچنے چلی نائکہ آکر ایک طرف بیٹھی ملکہ و اہل دربار کو تسلیم کی یہ تو اِسطرح ناچنے آئی مگر صبا رفتار جو اُسکے ساتھ آئی تھی اُس سے اُسنے کہدیا تھا کہ مین تو جاکر کسی ذوالفقار کی صورت پر بنکے بارگاہ مین رہونگی تجکو چاہیے کہ بارگاہ مین آکر کوئی عیار ہو تو اُسکو بفن عیاری بارگاہ سے اُٹھا لیجانا اور ایسا کچھ اپنے خیال مین اُسکو مصروف کرنا کہ وہ میرا دھیان مطلق نہ کرے بس صبا رفتار ایک خواص کی ایسی قطع بنکر داخل بارگاہ ہوئی یہان چالاک کرسی پر سامنے سمار کے بیٹھا تھا اُسنے جو نگاہ اُٹھاکر حسب دستور عیاران چارطرف دیکھا تو ایک خواص کو اجنبی صورت بر بدیکھا رفتار پر جو اُسکی نظر پڑی صاف بیرہ سے پاؤن پڑتے دیکھا بس پہچان گیا کہ یہ عیارہ ہو بس یہ بھلا داد دیکر اُٹھا کہ مین پکڑلون صبا رفتار تو اِسکو اپنی جانب مصروف کرنے آئی تھی بس وہ جلد باہر جلوخانہ مین چلی گئی چالاک پھر ٹھہر گیا سمجھا کہ وہ نکل گئی لیکن ہرطرف آپ ہوشیاری کی راہ سے نگران رہا صرصر جو کسی بنکر آئی ہو اُسکی جانب چندان خیال نہین کیا اور صبا رفتار بعد کچھ عرصہ کے پھر داخل بارگاہ ہوئی اور ایک طرف آکر ٹھہری چالاک نے جو اُسکو دیکھا معلوم کیا کہ عیارہ پھر آئی معلوم ہوتا ہو کہ یہ گھات مین لگی ہو اُسکو پکڑنا چاہیے بس یہ سوچکر پھر اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور پیادہ کرتا ہوا اُسی کی جانب چلا کہ دھوکا دیکر پکڑلون صبا رفتار

ترچھی نظر سے دیکھ رہی تھی وہ پھر بھاگ کر چلی اتفاق سے جلوخانہ کی طرف چالاک جا چکا تھا ادھر
دگئی اسکے سراپچہ بارگاہ فرار کر چلی چالاک بھی اسکے پیچھے بارگاہ سے نکلکر چلا پھر تو تمام بارگاہ مین
اندر باہر غلغلہ ہوا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ بچیان بارگاہ مین آئی ہوئی ہین دست بردی کو ہر ایک
شخص اپنے مقام پر متنبہ ہوا اُس عرصہ مین صرصر ناچنے لگی اور اسطرح گائی کہ ہر ایک محو ہو گیا مگر ہر شخص
بسبب شور ہونے عیار بچیون کے متوحش ہو رہا تھا اسوجہ سے کچھ اچھی طرح اسکا رنگ جما اور معمار نے
جو نام عیار بچیون کا سنا گھبراکر کھڑا ہو گیا مہرخ نے کہا کیون کہان کا ارادہ ہے اُسنے کہا مین اب جاونگا
یہان عیار بچیان آمادہ بہ عیاری ہین مجکو ذلت ہو چکی ہے اب ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا نہو کہ پھر
کوئی پیچ پڑ جائے انشاء اللہ اب جو وہان سے آؤنگا تو سزاے معقول ہر ایک باغی کو دونگا مہرخ
بھی اس کلمے سے خاموش ہو رہی اور یہ اُٹھکر جانب جلوخانہ روانہ ہوا صرصر ناچ رہی تھی اُسنے لگی
سے کہا کہ یہ سردار مجکو اشارے سے بلا گیا ہے شاید کچھ مجپر مفتون ہوا مین جاتی ہون اور اس سے باہر
بارگاہ کے جاکر باتین کرتی ہون نالکہ نے لالچ مین آکر اجازت دی صرصر جلد باہر بارگاہ کے گئی
اور معمار کو جاتے دیکھکر پکارا کہ ای نوجوان ذرا ٹھہرنا اندر بارگاہ کے تو غلغلۂ عیار بچیان تھا بدینوجہ
معمار نے اسکے حسن و خوبی پر اچھی طرح نظر نہ کی تھی اسوقت ٹھہر گیا اور غور سے جو اُسنے دیکھا ایک بت
شوخ و شنگ جسکا دل اور چھاتیان دونون سنگ مَہ لقا یوسف جمال شمع رو گل اندام مہر ضیا
عیسیٰ خصال سیمین بو لالہ فام دریاے دلبری کی گوہر بیج حسن کی مہر منور راحت دلہاے مضطرب
خورشید محبوب خوشخو گلرو بلبل خو سیمین بو چشم آہو بناز و ادا تیری جانب آتی ہے اور مسکرانے مین
خنجر موج تبسم دل پر پھراتی ہے غرض اُس آفت جان نے قریب آکر دونون ہاتھ کمر مین ڈال دیے
اور کہا یا سامری ایسا بھی بے مروت مین نے تمسا کوئی مرد نہین دیکھا اس طوائف پیشے کے
پیشہ مین ہزار دل مردوے مین نے دیکھ ڈالے لیکن تمھاری سی صورت آج تک مین نے دیکھی
تھی مین سچ کہون جب سے مین نے تمھین دیکھا ہے میرا تو یہ حال ہوا ہے کہ مسدس

پیار کرتی ہون مگر تمکو مری چاہ نہین	آپ اتراتے ہین یا خیر سے آگاہ نہین	کھاکے سوگند کہا مین نے مگر واللہ نہین
تمسے کیا کام ہو خود ہان سے مری راہ نہین	ہو گیا جان کا لیوا مجھے کر کے مفتون	ایری چوٹی پہ موئے عشق کو قربان کرون
قتل ہو اسپہ فدا تم ہین وہ قعت پیارے	ہو سکے کون ہٹے آخر دل و جان بچا ہے	دل جو حسرت مین گیا خاتم الم سے جلے

آتش عشق سے پھونکا دل و جان کا خرمن	خاک شوق آپ کی الفت نے ملایا جو ہمیں	رات بھر صبح ہوئی ہجر میں گن گن کے تارے

بس اب میں تمکو کہاں جانے دونگی سامری کی قسم ہی جان دونگی اگر میری جانب بنظر التفات نگرو گے
معمار نے جو ایسی خوبصورت کمسن معشوقہ کو ایسا عاشق خصال پایا دل سے کہا کہ یہی ایک دولت
لازوال ہی جو سامری نے تجھے عنایت کی ہی ارے نادان مصرع چاہنے والی کسکو ملتی ہی اسکو ہاتھ
سے نہ دینا چاہیے بس یہ سوچکر اسنے کہا ای جانی و ای مایۂ عمر و زندگانی بھلا میں کیا جانوں کہ کون
مجھسے محبت کرتا ہی اور میری الفت میں کون ناز کرتا ہی اب معلوم ہوا کہ تمکو مجھسے الفت ہی اچھا تم شہر
میں بعد چند روز کے پھر یہاں آؤنگا اسوقت تمکو اپنے پاس بلاؤنگا اس صنم زیبا صورت نے ایک چھلا
ہاتھ اسکے اوپر مارکر چھلا پہر دودے حواس میں آ اپنا تو یہ حال ہی کہ ایک گھڑی فرقت میں کٹنا محال ہی
اور جب آپ آئینگے تب مجھکو بلائینگے جب تک تم مجھکو جیتا پاؤ گے ہان قبر پر روتے ہوئے آؤ گے یہ کہکر چھلے سے کہا
کہ سامری کی قسم ناکہ روز پیام سر جھکنے کا ہی ایک امیر سے دیتی ہی میں اس نام سے بھاگتی ہوں اور کہتی
ہوں کہ جسپر دل آیا ہی سامری کرے وہ امانت اپنی پوری پائے ای میاں تیرے صدقے اب مجھکو تو اپنی
فرقت میں نہ تڑپاؤ جہاں جاتے ہو وہاں ساتھ لیتے چلو مجھکو گھر میں چھوڑکر یہاں چلے جاؤ ناکہ اگر
داد فریاد کرے کچھ اسکو دیکر راضی کر دینا معمار دل میں اپنے سوچا کہ یہ مال تو خوب ملا کہ بیاہتا تجھ اسکی
ہی پھر کسی کی جورو بیٹی نہیں اچھا تو ہی اسکا محل کریے بس یہ سوچکر اسکا ہاتھ پکڑکر اشارہ جو کیا ایک تخت
اسکے چوتڑوں کے نیچے آگیا معمار بھی اس تخت پر سوار ہو لیا اور اسکو لیکر چلا یہان کچھ عرصہ میں
ناکہ نے اپنی نوچی کو تلاش کیا تو اسکو نہ پایا باہر کے لوگوں سے دریافت کیا انھوں نے کہا کہ ہمنے تو دیکھا
کہ وہ معمار قدرت کے تخت سحر پر بیٹھکر چلی گئی ناکہ یہ سنکر سامنے مہرخ کے آکر پیٹنے لگی اور کہا کہ ای
میری روزی کا ٹھیکرا تو معمار قدرت صاحب لیگئے مہرخ نے کہا تجھکو سرکار سے تنخواہ بدستور ملا
کریگی اور حال دریافت کرکے نوچی تیری دلادی جائیگی کھانا کپڑا ابھی منگا دیا جائیگا ناکہ ناچار وہاں
سے پھر کر اپنے مقام پر آئی وہاں کچھ دیر کے بعد اسکی نوچی کو گوشے میں پڑے پڑے ہوش آیا
اور گھبرا کر اٹھی اپنے حال کو دیکھکر گھبرائی اور وہاں سے کپڑوں وغیرہ کو باندھکر جلد تر خیمہ میں آئی ناکہ
نے پوچھا کہ اری تو تو معمار کے ساتھ چلی گئی تھی اسنے سب حال جو بیدار ہوکے آکر جلا لیجانیکا بیان کیا اب
ناکہ اور خائف ہوئی کہ وہ جو معمار کے ساتھ گئی ہی وہ معلوم ہوتا ہی کہ عیار بچی ہی دیکھیے اگر معمار کو مار ڈالا

تو ہم لوگون پر بڑا الزام آئے گا اُسنے نوچی کو کپڑے پہنائے اور پھر بیدار سامنے قہرخ کے گئی اور سب
کیفیت معرض عرض مین لائی قہرخ نے فوراً طائر سحر اور پتلے وغیرہ بارگاہ حیرت کیطرف روانہ کیے
کہ اگر معمار کو عیارہ وہان پکڑ کر لائے تو مجھکو اُسی وقت خبر دینا طائر وغیرہ تو اُس طرف بھیجے اور
طائف کو گہنے اور لباس کہو جانے کے عوض بہت کچھ روپیہ دیکر راضی کیا یہان تو قہرخ ہمہ تن گوش
ہی ہوئی منتظر اور متفکر بیٹھی ہے لیکن وہان صرصر کا حال سنیے کہ معمار تخت اڑائے اُسکو لیے روانہ تھا
اُسنے اثنای راہ مین معمار سے پوچھا کہ اسوقت آپ کہان جاتے ہین مین نے سنا ہے کہ آپ کا وطن
بیابان گلرنگ ہے کیا وہین جانے کا ارادہ ہے معمار نے کہا اے سراپا ناز حسن خداساز اپنے وطن بھی جاؤنگا
مگر پہلے میرا قصد کوکب پاس جانے کا ہے کہ پہلے اُسنے یہان کا سب حال بیان کرون تو پھر اپنے
وطن مین جاؤن صرصر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر تو اسکے ساتھ ملک کوکب مین چلی گئی تو وہان
خواجہ عمرو موجود ہین وہ پہچان کر مجھکو پکڑ لینگے پھر تو چھوٹ بھی نہ سکے گی اور وہ موا ساربان زادہ چلبل
بھی بہت کریگا دوسرے یہ کہ وہان کے جانے سے کیا مطلب ہے راہ ہی مین کام اسکا تمام کر اور
اسکو پکڑ کر لیچل یہ سوچکر ایک مقام پر اُسنے کہ وہان دامن کوہستان تھا اور دور تک سبزہ لہلہا رہا تھا
طرح طرح کے گلہائے بوقلمون کھلے تھے ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس روان تھی پہاڑ گلدستۂ ایوان بہار تھے
پھولون سے بھرے تھے شاخہائے سرکوہ پر سہرے پھولون کے باندھے تھے چشمہ لطیف و صاف
ہر طرف لہرین لیکر دل بیتاب کی طرح لہراتے تھے چشمہ چشم مین تراوت اُنکے دیکھنے سے آتی تھی دل انسان
کو اپنے اوپر لبھاتی تھی درخت زمین کے بار اثمار سے بوسہ لیتے تھے جانور اُنپر زمزمہ سرائی کرتے تھے
عالم اُس صحرا کا تھا کہ بیت این سبزہ و این صحرا بوے زجنون وارد و دیوانگی دستی امروز گلون را دہ
اُس صحرا کو دیکھکر صرصر نے معمار کی گردن مین باہین ڈالدین معانقہ شد وہ گدرایا بدن وہ ترن
گرما گرم کی گرمی پہونچنا قوت حیوانی ہیجان مین آئی جلد اُسنے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا بادہ فرط
حسن سے جیب بیٹھا تھا اُسنے ہنگامۂ ہستی اٹھایا غلیان شہوت ہوا اُس ماہ پارہ نے بصد
غلامی نکہون کو گردش دے کے مسکرا کر کہا کہ اے معمار ایسا سبزہ اور ایسا صحرا ابھی کم دیکھنے مین آیا ہے
ابھی ملک کوکب یقین ہے کہ بہت دور ہے اگر تمہارا جی چاہے تو اُس پہاڑ کے دامن مین کسی چشمہ کے کنارے
اُترکر گھڑی دو گھڑی عشرت و عیش لوٹ کر لو پھر آگے چلنا معمار فرط مستی سے بیچین تو ہو گیا تھا ہی

اس بات کو غنیمت کیا فوز عظیم سمجھا اور یہ بھی خیال کیا کہ بیشک یہ کمان ابرو تجھپر ہزار جان سے قربان
ہو از بسکہ لذت وصل سے ابھی آگاہ نہین ہو اسوجہ سے سادہ مزاج ہو جو آپ ہی خواہش کرتی ہی
اگر بھولی بھالی نہوتی کہیں چھنٹیسی عورت کھیلی کھائی ہوتی تو نازو غمزہ جتاتی اب دلبری کی راہین
اور رکھنے کی چوٹین اسکو سکھائینگے اور طرحدار محبوبہ بنائینگے جب اپنے گھر مین اسکو پہونچائینگے خوب
مزے اڑائینگے پس ایسا کچھ سوچکر اُسنے کہا ای جانی میری جان تجھپر قربان اگر تیرا جی سیر کرنے کو
چاہتا ہی تو آ تو پر مین تو تیرے بہار باغ حسن کو دیکھتا تھا دنیا کی بہار سب بُری جانتا تھا اور نظارۂ
گلشن جمال کا کرتا تھا اب تیری مرضی سے ناچار ہوا یہ کہکر تخت اُسنے ایک چشمہ کے کنارے اُتارا کہ
اُسکے قریب ایک مزرعہ درختون کا بھی تھا بس اُس چشمہ کے کنارے معمار نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی
اور بیٹھا وہ نازنین پانی مین پاؤن ڈالکر خوش فعلی کرنے لگی اور گھٹنون تک پائچے چڑھائے
معلوم ہوا کہ شمع فانوس پیراہن سے باہر نکل آئی وہ پاؤن اُسکے نگارین اور گوری گوری پنڈلی
معمار کی جان نکلنے لگی چاہا لپٹ جاؤن اُسنے کہا ٹھہرو تو لوتم یہان ستاؤگے مین ذرا تمسے
الگ جاکر پانی سے کھیل لون منہہ ہاتھہ دھوکر ابھی آتی ہون اُسنے کہا مین تجکو اس جنگل مین اکیلا
نہ جانے دونگا شیر بھیڑیے کا ڈر ہی اُسنے جواب دیا کہ مین دور نہ جاؤن گی گز دو گز تمسے ہٹکر منہہ
دھوؤن گی یہ کہکر کچھ دور اُسکے پاس سے ہٹ کر کنارے چشمے کے بیٹھی اور پانی مین ہاتھہ ڈالا
اُسوقت اُس بحر خوبی کے عشق مین موجین پانی کی کنارے سے دریا کے سر ٹکرانے لگین پانی کے
دلمین بھی جوش محبت پیدا ہوا شور اُسنے بھی مثل نالۂ عاشق کیا غرض بر سبیل اختصار ہر مقام پر
لکھنا اس جلد کا مرکوز ہی مہر صرف ہاتھہ منہہ دھوکر ایک بیضۂ بیہوشی اپنے پاس سے نکالا کہ وہ
بیضہ کئی طرح کے رنگ سے رنگا ہوا منقش دار تھا سبز سرخ زرد لکیرین اور پھول اُسپر بنے تھے پس
وہ بیضہ لیکر اٹھلاتی ہوئی گات کا عالم اُبھرے پن کا دکھاتی ہوئی معمار کے پاس آئی اور کہا ای جی
ای جی مین منہہ دھو رہی تھی یہ انڈا وہان پڑا تھا نہین معلوم کس جانور کا ہی کہ ایسا انڈا مین نے کبھی
اپنی آنکھون سے نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ رنگین مچھلی جو دریا مین نہین ہوتی ہی وہی کنارے
پر آکر یہ انڈا دے گئی ادھے نہین ہلین مین سمجھ گئی یہ ولایتی کچھوے کا انڈا ہی اوہ صاحب
اِسمین سے خوشبو بھی آتی ہی سامری کی قسم مجھے دل سے بھاتی ہی یہ کہتی جاتی تھی اور

اسطرح کر کونون کو بل دی تھی کہ نامرد نامرد زاد کو بھی مستی آتی تھی معمار نے اُسکو دھر کھینچا اور کہا میرے
ساتھ سو رہو اُسنے کہا سامری کی قسم دیکھو میری کلائی ٹوٹ جائیگی اور نگوڑا یہ وقت سونے کا کون ہو رات
کو سوتے ہین یا اسوقت ہوا بھی ٹھنڈی چلتی ہو نیند تو خوب آئیگی مگر مین سچ کہون جان بھی جائیگی معمار
نے کہا واہ وہ سونا میں نہین کہتا ہون ذرا میرے پاس بیٹھیے تو سہی اُسنے کہا اے لو اب مین سمجھی تم مجھکو
بھورو بناؤگے جمشید جانے مین ان باتون کی راضی نہین ہون اے صاحب تمھاری صورت دیکھنے کی مشتاق
ہون مین صاحب تمھارے ہتھے یہ نہ چڑھونگی معمار نے ایک نمانا اور اُسکو جب آغوش محبت مین کھینچا
اُسنے کہا اچھا اچھا مین تمھاری کنیز ہون مین جانتی ہون کہ مرد دے اپنے مزے کے واسطے رحم نہین کرتے
ہین دیکھو سامری کی قسم میرا پنڈا ابھی پھیکا ہے کئی دن سے بخار رہتا ہے اسوقت تمھاری زبردستی سے
دل دھڑکنے لگا مگر تمکو اپنے مزے کی سوجھی خیر اس انڈے کو سونگھو اور بتاؤ تو کہ یہ کیسا انڈا ہے اُسنے
دل سے کہا کہ سونگھکر کچھ کہہ بھی دے کہ یہ اسکا انڈا ہے بس اُسکو لیکر اپنے سونگھا اسو نگھتے ہی بیہوش ہو گیا
اُسنے بچھا چادر عیاری اُسکو کمند سے خوب مضبوط باندھکر پشتارہ اُٹھا کر پشت پر لگایا اور ڈنڈیہ گرد جادۂ عیاری
کی لگا کر وہان سے روانہ ہوئی اور تمام طلسم کی راہون کو تو یہ جانتی ہی اور عیارہ ہی یا نون شاطری
مار کر راہ کو طے کر کے اپنے لشکر مین پہونچی راہ مین کسی عیار سے بھی ملاقات نہوئی اور اُسنے معمار کو
لاکر سامنے حیرت کے ڈالدیا اور کہا لیجیے وہی معمار یہ موجود ہے اب جو چاہیے اُسکے حق مین کیجیے
حیرت نے یہ حال دیکھکر خوشنود ہوکر اسکو بہت بھاری خلعت دیا اور کہا اے صرصر اب اسکو تم اسی
بیہوشی ہی مین قتل کرڈال صرصر نے کہا بہتر اگر یہ مین جانتی تو سر کاٹ لاتی یہ کہکر پشتارے سے اُسکو
کھولکر نیمچہ کھینچکر چاہا کہ ہاتھ مارون اور گردن اُسکی قلم کرون یہان بیان آدمی کا ہے کہ کوکب نے
معمار کے چلتے وقت سحر بھی اپنا ساتھ اسکے دیا تھا کہ جائے تو بارگاہ افراسیاب مین لا محالہ دقتین اُٹھائے
تاکہ دل اسکا افراسیاب کیطرف سے پھر جائے مگر اُس سحر کی تاثیر یہ تھی کہ معمار قتل نہونے پائے بس
جیسے ہی صرصر نے نیمچہ مارا وہ سحر کوکب کا سونے کی جریب بنکر بامین تلوار صرصر و معمار حائل ہو گیا کہ
شمشیر صرصر اُس جریب پر پڑی معمار تو قتل سے محفوظ رہا مگر وہ جریب طلائی ٹوٹ گئی اس عرصہ مین چالاک
جو پیچھے صبا رفتار کے گیا تھا جب اُسکو وہ نہ ملی تو وہ پھر کر بارگاہ مین چرخ کے پاس آیا چرخ نے کہا اے
چالاک تمتو عقب عیار گئے تھے صرصر کیسی بنی ہوئی آئی تھی وہ معمار کے ساتھ گئی ہے مین دل سے

دعا کر رہی ہون کہ خداوندا معمار کو شر سے اُسکے بچائے چالاک نے کہا مین جاتا ہون خبر کو یہ لکھکر
اُٹھا تھا کہ جائے اُسوقت طائران سحر نے آکر خبر دی کہ صرصر معمار کو بارگاہ حیرت مین لائی ہو اور
قتل کر رہی ہو بس چالاک یہ خبر سُنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور راہ مین ایک حرز بردست کی صورت
بنکر جیسے سامری کے تنبشی بڑے جوگی ہوتے ہین اس صورت پر بنا ہاتھ مین ایک کڑا پڑا ہوا لنگوٹا
بندھا ہوا زنار باہر نکلے ہوئے کنڈل کان مین پڑے ہوئے سانپ وغیرہ تن سے لپٹے ہوے یہ تو
اِس صورت سے بارگاہ مین حیرت کے آیا اور مہرخ بھی بارگاہ سے غائب ہوگئی اور معمار کو بچانے چلی
یہان چالاک اندر بارگاہ کے جب ہوئچا پکارا کہ صاحبو مجکو شہنشاہ نے ظلمات سے بھیجا ہو کہ جاؤ معمار
قید ہو کر پھر آیا ہو اُسکی قضا اِس تیغہ سے ہو دیکھو یہ تیغہ مجکو دیا ہو سوائے اس تلوار کے اور کسی حربہ
سے نہ مارا جائے گا تم سب ہٹ جاؤ مین قتل کرون سب ساحرون نے کہا ازین چہ بہتر آپ ہی اسکو
ہلاک کیجیے ہمکو تو اسکے مرجانے سے مطلب ہو چالاک تیغہ لیکر آیا تھا وہی تیغہ تولکر آگے بڑھا مگر
صرصر عیارہ زبردست ہو اُسنے پہچانا کہ یہ جوگی نہین اور فرستادہ شاہ جادوان نہین عیار ہو بس
پہچان کر اُسنے صورت نگار سے بایا کہا ادھر حیرت کو بھی شبہہ گذرا تھا کہ بروقت قتل یکا یک
جوگی کا آنا یہ کوئی تدبیر ہو غرض صورت نگار کو جب ایما صرصر سے شبہہ ہوا کہ یہ کوئی عیار ہو
بس اُسنے ایک گولا سحر کا سامنے چالاک کے پھینکا اور کہا او سامری کے امت اس گولے کو اُٹھا کر
معمار قدرت پر مار کہ یہ اس سے جلد تر مر جائیگا مہرخ تو بزور سحر پوشیدہ رہے ہوا پر ٹھہری تھی
اور صحن بارگاہ مین یہ سب کرشمہ ہو رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ یہ گولا سحر کا ہو چالاک سے ہرگز نہ اُٹھیگا بلکہ
خود گرفتار ہو جائیگا بس اُسنے سحر مہر مصور کے سحر کو کہ صورت نے اُسی سے یہ سحر سیکھا ہو رد کر دیا
اور ایک رقعہ ظاہر ہوا لکھکر چالاک کی گود مین پھینکا اُسنے آنکھ بچا کر اُس کاغذ کو جو دیکھا تو لکھا
پایا کہ او چالاک منم مہرخ مین نے یہ گولا سحر کا جاتا سحر کر دیا ہو کہ اب یہ تجھسے بخوبی اُٹھیگا پہلے اسکا
اُٹھنا دشوار تھا اب یہ گولا ایسا ہو گیا ہو کہ اگر تو اُٹھا کر صورت نگار پر مارے تو یقین ہو کہ یہ اسکا
کام تمام کرے بس اب تو خوف نہ کر اور اسکو اُٹھا کر مار اُس قحبہ صورت نگار پر یا مصور پر بس
چالاک نے یہ مضمون معلوم کر کے جلد وہ گولا جھک کر اُٹھا لیا اور کھینچ دیا سب جانتے تھے کہ معمار
پر لگیگا مگر اُس عیار طرار نے مصور یا اُسکو مارا صورت نگار نے اُس گولے کو آتے دیکھ کر مصور پر

کا جلد ہاتھ پکڑکر اپنی طرف کھینچا اور سحر کیا کہ سات سپر مین از خود پیدا ہو کر اسپر آڑ ہو گئیں مگر گولا جو
چلا تو سپروں کو توڑ گیا مستور تو غرق زمین ہوا مگر اور ساحر جو سامنے کھڑے تھے انکو اُس گولے نے
جلا کر راکھ کر دیا۔ یہ ماجرا دیکھکر حیرت جادو نے ایک جنبہ سحر کا مارا کہ اُسمیں سے دھوان اور
سیاہی نکلکر مثل چادر ظلمات کی پھیلی مہرخ جہان کھڑی تھی وہان تک پھیل گئی اور چالاک معہ رفیقون
سب اس تاریکی مین پوشیدہ ہو گئے اور صرصر تو اپنی کمبختی سمجھ کر علیحدہ جا کر کھڑی ہو گئی تھی وہ حیرت
کے پیچھے اب جا کر کھڑی ہوئی پھر حیرت نے دو گولے اپنی انگیا مین سے نکالے ایک گولے کی تو یہ خاصیت
کہ کیسے ہی زبردست جادوگر اس تاریکی کا پیدا کرنے والا ہو مگر اس گولے کے مارنے سے وہ تاریکی
دفع ہو جائے اور روشنی ہو جائے مقیدان تاریکی رہا ہو جائیں اب حیرت نے چاہا کہ وہ گولا جو
ساحران زبردست کو ہلاک کرتا ہے عیاروں پر مارے مگر ادبار آیا ہوا ہے اس گھبراہٹ اور جلدی
مین وہ گولا تو نہ مارا دوسرا گولا جو دافع تاریکی تھا اُٹھا کر مارا اور بہت فرحناک ہوئی کہ اب مین نے
کار حریفان تمام کیا مگر قسمت مین غمناک ہونا تھا وہ گولا جو اس تاریکی مین جا کر پڑا اسنے اندھیرا اور
دھوان ہوا ہو کر اُڑ گیا اور پہلے سے زیادہ روشنی ظاہر ہوئی ہر ایک چیز بخوبی نظر آنے لگی چالاک نے جلد
گل بیہوشی کے دفع ہونے کا مسمار کو سنگھایا جیسے اُسکی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا اور اپنا حال دیکھکر کہ مین بارگاہ حیرت
مین گرفتار بیٹھا ہوں بہت پریشان ہوا اور ازبسکہ عاقل ہے سمجھ گیا کہ پھر تو پکڑا آیا ہے بس یہ سمجھکر اُسنے سحر کیا کہ
آگ تند صرصر کی جلتی اور یہ سیدھا ہوا اُسوقت بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ العجب کیونکر ہو جاتے نیا کے صدہا ساحر
کے گرفتار کرنے کو دوڑ پڑے اُسوقت مہرخ نے ایک کچا سوئیو تکا مارا کہ وہ سوئیان صدہا کے جگر سے پار
ہو گئیں ساحرون کے مرنے کا شور سپروں نے جو پایا باہر جلد جلد لشکر تیار ہونے لگا مگر ہر ایک کہتا تھا کہ
بھائی ان عیاروں کے مقدور ہیں کون ہو لے یہ ایسا وار کرتے ہین کہ گروہ گروہ لشکریوں کو بیہوش کر دیتے ہین
ساحروں کے مرنے سے اندھیر ابھی ہو گیا مسمار اُسی اندھیرے مین آڑ کر اپنے لشکر کی طرف چلا چالاک
جست کر کے ایک سمت کو بھاگا جب مہرخ نے انکو نکلجاتے دیکھا بس یہ بھی سناٹا بھر کر چلی ادھم پھیر
مین مہرخ کی بارگاہ مین آ کر پہونچا چالاک بھی راہ کتراکر آیا یہان غلغلہ تیاری فوج حیرت ملکہ
بہار وغیرہ نے نفیر سحر کو بجایا تھا یہ لشکر بھی تیار ہو رہا تھا کہ مہرخ آکر پہونچی ادھر خبر طائران سحر نے پہونچ
کر تیار ہونگی حیرت کو پہونچائی اُسنے کہا ما حبو بکار کا ہنگامہ کرنا اچھا نہیں اُن لوگوں کا اقبال جدھر ہے

اب وہ سب نکل گئے پھر کیا مزور ہوا لڑنا بھڑنا سانپ نکلگیا لکیر کو پیٹا کرو اُسنے بھی طبل آسایش بجوایا
فوج نے تیاری موقوف کی یہان صرصر جو آئی اُسنے معمار کو باعزاز تمام مقام صدر پر بٹھایا ارباب
نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا ساقی نے جام مئے ارغوانی دیا معمار نے کہا مین بڑے غضب مین گرفتار
ہوگیا تھا مگر عیار تمہارے لشکر کے اور عیار بچیان افراسیاب کی بڑے غضب کی ہین مگر عیار اُسکے
بھی زبردست ہین اگر آج عیار تمہارے یہان کے سرفروشی نہ کرتے تو مین مفت مارا جاتا اور اسی ملکہ
اس امر مین عقل میری حیران ہے کہ اب مجھکو وہان پکڑ کر کون لیگیا تھا ملکہ صرصر نے کہا ہمکو پہلے ہی
خبر ملگئی تھی کہ معمار قدرت گئے تو ہین مگر پکڑ آئینگے کیونکہ وہ ایک بلا کو اپنے ساتھ لینے گئے ہین ای
معمار تمسے کسی سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی اور تم اپنے ساتھ لیگئے تھے معمار نے کہا مجھسے تو کسی سے
ملاقات نہین ہوئی مگر ہان ایک عورت وہ تمہاری بارگاہ مین ناچ رہی تھی جبکہ مین یہان سے
چلا تو وہ مجھکو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ مین تمہاری عاشق ہون مجھکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو کہ میری
جان تیرے قربان ہو مین اُسکو اپنے ساتھ عورت جانکر لیگیا اور ایک کوہ کے دامن مین اسکے کہنے سے
ٹھہرا اُسنے جھیل پر جاکر ہاتھ مُنھ دھویا اور ایک انڈا کسی جانور کا اُٹھا کر لائی اور مجھکو سنگھایا کہ بتاؤ
یہ کس جانور کا انڈا ہے اُسکے سونگھنے سے مین بیہوش ہوگیا پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا گذرا اور بارگاہ
حیرت مین پھر میری آنکھ کھلی چالاک نے کہا کہ وہ عورت جو تیری عاشق ہوئی تھی وہ کیسی تھی
وہ صرصر عیارہ ہمارے اُستاد اور والد ماجد کی منظور نظر ہے اور سرگروہ عیار بچیان ہے وہ آپ کو بفن
عیاری عاشق بنکر لیگئی تھین معمار نے نام عیارہ کا صرصر سُنکر کہا خیر کچھ مضائقہ نہین اب تو غفلت مین
اپنا کام کرگئی مگر اب جو مین جاؤنگا تو اُسکی تدبیر کرتا جاؤنگا اور خیر ابھی تو اپنی نشانی کچھ بناکر یہان
چھوڑتا جاؤنگا کہ اُنکا قابو میرے اوپر نہ چلے غرض یہ باتین کرکے شراب کباب کی صحبت مین
مصروف ہوا ناچ ہونے لگا بعد کچھ عرصہ کے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسنے کہا کہ مین اب
رخصت ہوتا ہون چالاک نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مین کچھ نشانی چھوڑ جاؤنگا سو اُسکے باب مین
کیا ارشاد ہوتا ہے معمار نے کہا ای چالاک تمنے خوب وقت پر یاد دلایا اچھا چلو مین میدان جنگ مین
ایک نشان اپنا گاڑ جاؤن یہ کہکر بارگاہ کے نکلکر مرکب سحر پر سوار ہوا اور دریا کو قریب جاکر ایک
میدان وسیع دیکھکر اپنی جھولی سے سحر کی ایک گولا سنگ مرمر کا نکالا اور کچھ سحر پڑھکر اُس گولے کو زمین کی

یکایک اُس گولے مین چمک ہزار در ہزار برقین چمکنے کی پیدا ہوئی اور آواز مہیب آئی اور گولا
بجلی کیطرح وہ گولا زمین کے اندر سما گیا اور اسقدر گرد اڑی کہ جہان روشن تیرہ و تار ہو گیا معمار نے پھر
دستک دی کہ وہ گرد سمٹکر کنارے ہوئی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو ایک برج ہشت
پہل بطور لاٹ کے بنکر تیار ہوا ہی کہ آٹھ دروازہ اُسمین لگے ہین اور ہر دروازے پر ایک ایک برج
بنا ہو ہر برج مین ایک ایک حبشی قرنا مُنھ سے لگائے ہوئے کھڑا ہی قرنا بھی مثل صور سرافیل ہی اور
دروازے پر بھی اُس گنبد کے طرح طرح کے عجائبات پیدا ہین انشا اللہ حال معمار کے قلعہ بنا نیکا
آگے تفصیل وار لکھا جائیگا ابھی تو اُسنے یہ نشان بنایا ہی غرض جب یہ نشان بنا چکا اُسوقت تہرج
وغیرہ ہر ایک سے رخصت ہوا اور یہان سے سناٹا بھر کر چلا کہین راہ مین اُسنے نہ پھر کر دیکھا اور
نہ کسی سے بات کی نہ ٹھہرا غرض منازل طلسمات طے کر کے **کوکب** کے پاس قلعہ کوکبیہ مین پہونچا
اور بران **عمرو** اور **کوکب** سے ملاقات کی اور تمام حال جو کچھ کہ اسیر ہوش ربا مین گذرا تھا بیان
کیا اسطرح **چالاک** نے میری مدد کر کے مجھکو بچایا ورنہ میری آبرو اور جان دونون گئی تھین **عمرو** نے
سارا ماجرا سنکر پوچھا کہ معمار **قدرت جادو** اب کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہی معمار نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت
مجھے اور **افراسیاب** سے تو اب بالکل بگڑ گئی ہین مقرر اُس سے لڑونگا اُسنے میرے پردہ مجھکو گالیان
دین اور کہا کھڑا رہ او تیرہ و سرخیرہ روزگار کہان جاتا ہی خواجہ اُسوقت **چالاک** میرے پیچھے بیٹھا تھا
اور مین اُسکے گھر مین تھا بولنا مناسب نہ سمجھا کچھ کلمات سخت کہکر مین چلا آیا وہ میرے پیچھے آتا
تھا مگر اُسکی جورو نے اُسکو روک لیا خواجہ اب اگر تم سب چاہو تو اس سے ملجاؤ مگر مین نہ ملونگا
اُسمین کچھ ہی کیون نہ میرے لیے ہوجائے اب مین بیابان گرزین جاتا ہون کہ مالک وہان کا
جہاندار شاہ **قدرت** نبیرۂ جمشید ہی اور مجکو فی الحال اُسی کی ذات سے تعلق ہی اور
جہاندار شاہ مطیع تصویر جمشید ہی اُسکے یہان خداوند جمشید کی شبیہ بولتی ہی اور حکم نیا احکام دیتی ہی
مین جاکر جہاندار شاہ سے سب حال عرض کرونگا اور تصویر جمشیدی کو بھی عرضی اپنے حال کی دونگا
اب جسطرح وہ میرے مقدمہ مین حکم کرے اُسی کے بموجب عمل کرونگا اچھا لیجئے اب اے **کوکب** و غضنفر
سامری کے سپرد آپ کو کیا **کوکب** نے کہا بھائی ذرا ٹھہر کر شراب پی تو کھانا کھا کر آسودہ ہو لو تو پھر جانا
اُسنے کہا مجکو آئے ہوئے عرصہ بہت گذرا اور اُس سے ایک دن پہلے سے مین دربار مین جہاندار

کے نہین گیا تھا اب مجکو آپ جانے ہی دین کوکب نے کہا سدھارئیے معمار وہان سے اپنے انیشون اور خواصون کو لیکر اُسی طرح سکانات سحر کے بجاتا ہوا روانہ ہوا اور اپنے مکان کو چلا گیا بعد اُسکے جانے کے عمرو نے کوکب سے کہا کہ جس مشورہ کے لیے مجکو آپ نے بلایا تھا وہ تو ای کوکب پورا ہوا ہی اب مجکو بھی رخصت فرمائیے کہ جاکر حال لشکر کا دیکھون اور برّان نے کہا مجکو اجازت دیجیے کہ مین کوہ زخشان پر سحر تیار کرنے جاؤن اب جبتک کہ افراسیاب کو مین مار نہ لونگی مین مجکو نہین ہی کوکب نے کہا خواجہ مجکو سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی بڑا بکھیڑا ہونا معمار سے اور افراسیاب سے باقی ہی اور تمکو بھی کچھ اسکی تدبیر کرنا ہوگی اس سبب سے چندے ابھی دونون صاحب یعنی برّان اور تم یہان استقامت کرو جبوقت مناسب ہوگا مین تمکو روانہ کردونگا عمرو نے کہا بہت اچھا غرض خواجہ سکونت پذیر ہوئے اور جلسۂ عشرت برّان نے آراستہ فرمایا اُسوقت کوکب سے بابکلم دو کیا اور کہا ای بادشاہ عالی جاہ یہ تو فرمائیے کہ معمار قدرت کا مکان یہان سے کتنی دور ہی کوکب نے کہا کوئی بیس پچیس[25] روز کی راہ ہی عمرو نے کہا تو ہم دو تین روز مین جا سکتے ہین کوکب نے کہا بغیر استعانت کسی ساحر زبردست کے وہان جانا دشوار ہی خواجہ یہ ملکون کی سرحدین ہین یہان بڑا انتظام ہر بادشاہ نے کیا ہی کہ ایسا نہو وقت بے وقت کوئی غنیم چڑھ آئے ملک ہاتھ سے نکلجائے عمرو نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوا وہان ملکہ حیرت جادو کو بھی خبر پہونچی کہ معمار قدرت لشکر کے سامنے ہمارے ایک نشان بنا گیا ہی اُسنے مفصل خبر دریافت کرکے افراسیاب کو لکھ بھیجا پنجۂ سحر نے وہ نامہ شاہ کو جب پہونچایا وہ فوراً سوار ہوکر بارگاہ حیرت مین آیا اور ہر ایک سے حال معمار دریافت فرمایا گیسوے بن شہاب و شہاب جادو نے عرض کیا کہ حقیقت مین معمار قدرت ایک نشان اپنا بنا کے چلا گیا ہی افراسیاب نے کئی سو ساحرون کو واسطے دیکھنے اُس برج کے جو معمار بنا گیا تھا روانہ کیا اُنھون نے جاکر برج کو دیکھا اور آکر عرض کیا کہ ایک برج میدان مین ایسا بنا ہوا ہی کہ جبتک معمار قتل نہوگا یہ برج کسی سے نہ ٹوٹیگا اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ نشان قلعہ بنانے کا معمار ڈال گیا ہی یہان وہ آکر قلعہ بنائے گا افراسیاب نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہ یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اُس برج کی تو کیا اصل ہی اگر ہزار برج معمار کا بادشاہ جہاندار قدرت شاہ بنائے تو اُسکو آن واحد مین بباد فنا مین اڑادون اور

میرا اس برج کے بنانے مین نقصان ہی کیا ہے وہ چاہے تو سارے شہر مین برج اور قلعہ بناتا پھرے
مین کیا اس برج کے بنانے سے ڈر گیا مجکو فقط خیال یہ ہے کہ ساکنان بیابان گلریز پاک تصویر
خداوند جمشید ہین انسے بگاڑنا اچھا نہین ورنہ ابھی اس برج کو مین توڑ ڈالتا اور معمار کو اگر مین
پکڑ بھی لیتا تو اسکو گوشمالی دیکر جہاندار کے پاس بھیج دیتا اے حیرت تم یہ خیال کرو کہ عمرو نے مجھ
بیابان گلریز کے بادشاہ پر کوئی احسان تو کیا نہین اور مین ہر سال لاکھون روپیون کا تحفہ تحائف
اس سبب سے کہ یہ نبیرہ جمشید ہے اور مالک تصویر ہے تو اسکو بھیجا کرتا ہون پس اگر جہاندار یہ سب
حقیقت سنے گا تو یقین ہے کہ ہماری طرفداری کریگا اور عمرو کے ساتھ دوستی ہرگز نہ کریگا اب اسکو
اس حال سے اطلاع دینی لازم ہے کہ وہ خود معمار کو پکڑ کے میرے پاس بھیجدے یا اسکو وہین خود قتل
کر ڈالے کیونکہ وہ حاکم معمار کا ہے اور معمار اس سے کسی طرح لڑ نہین سکتا یہ کہکر بموجب ابیات

دبیر نویسنده را گفت شاه ۔ که پیش آر قرطاس و مشک سیاه ۔ یکے نامه بنوشت ارژنگ وار
بیاد کرده صد گونه رنگ و نگار ۔ چو قرطاس چینی شد از باد خشک ۔ نمودند مهرے بران پر ز مشک
بموبد سپرد آن به پیش دوان ۔ سرفراز و بیدار دل بخردان ۔ در گنج بکشاد افراسیاب
ز رومی کمربند جامه باآب و تاب ۔ ز دینار و دیبا و خز و حریر ۔ ز جوهر و ز افسر و مشک و عبیر
هم از یاره و گوهر شاهوار ۔ هم از طوق و ز افسر و گوشوار ۔ پرستنده در پیش خادم چهل
بزد برگذشتند شاداب دل ۔ چو سه صد پرستار با ماهروے ۔ برفتند شادان دل تازه روے

یعنی لاکھون روپیہ کا مال و اسباب جواہر پوشاک وغیرہ چار سو قرابے شراب عمدہ کے اور خوبین
حسین حور لصورت وغیرہ سب ہمراہ نامہ دار کے روانہ فرمایا اور نامہ مین مضمون یہ منشی عطارد رقم نے تحریر کیا

نامۂ افراسیاب جادو بجانب بادشاہ بیابان گلریز یعنی جہاندار قدرت شاہ جادو متضمن بہ مضامین محبت آگین و درخواست طرفداری خویش در پردہ لمؤلفہ

پہلے لکھے خامہ وصف جمشید ۔ بر لائے ہین جو ہماری امید ۔ پھر وصف لکھون مین سامری کا
ہے سلسلہ جن سے ساحری کا ۔ توصیف تقا قلم لکھے کیا ۔ بندون پہ ہے مہربان وہ ایسا
تکلیف و ستم اٹھاتا ہے وہ ۔ فارغ نہین انکو کرتا ہے وہ ۔ حمزہ پہ ہے رحم اسکا ایسا
بندون سے ہے بھاگا بھاگا پھرتا ۔ اور اسکے سوا ہین جتنے معبود ۔ رتبہ مین ہر اک سے افزود

ہی باغ خدائی کا ہر اک گل
از روے ادب ہی ترک ولا
گلدستۂ گلشن جوانی
درج درِ بحر بادشاہی
سرِ خیل شہان جملہ عالم
تیری رہے نسل تا قیامت
تحریر کرون یہان کا کیا حال
گندم کی طرح پسے ہین دانا
ہم سب کا ہوا فلک عدو ہی
حیوان نسے چھٹے گئے ہین مسکن
ماتم ہی خوشی کی انجمن مین
نرگس ہی برنگ چشم حیران
بلبل کو نہین ہی گل کی اب یاد
لالہ کا ہی داغ دل نمایان
کرتے ہین فسادیان فسادی
عیارون سے ناک مین ہی اب دم
آرام نہین مجھے کسی دم
ہی اس لیے اور اشکباری
کوکب کرتا اپنا پیر جانی
وہ انکا ہوا ہی دل سے غمخوار
برباد ہی دین سامری کا
ہی سب کو عداوت ہمسے منظور
یہ حال تو ہوگا تمکو معلوم
سو جان سے تجھین کے ہم ہین بلبل
اب مطلب دل کا کچھ بیان ہی
نوبادۂ باغ کامرانی
رونق دہ تاج و کشور و تخت
سرِ حلقۂ داوران اکرم
پہونچین تجھے تحفہاے تسلیم
ہر ایک بشر کا ہی برا حال
نظرون مین ہی میری خار گلشن
غل آہ و بکا کا کو بکو ہی
آ ہو بھی جدا ہوے ہین بن سے
گل کو بھی ہی بیکلی چمن مین
قمری سے جدا ہوا ہی شمشاد
گلشن مین صبا ہوئی ہی برباد
کانٹا ہی کھٹک رہا جگر مین
غم دیتی ہی ہمکو جان شادی
ظاہر ہوے تمپہ میرے حالات
غم سے ہی میرا عجیب عالم
جو اپنے تھے دوست دل سے پیارے
کی اُنسے بھی ہمسے اب جدائی
بھو دین کا پاس ہی نہ الفت
اب مٹتا ہی نام ساحری کا
موج کی شریک سب ہوئی ہین
مدت سے ہوا گلی ہر طرف دھوم
کب وصف بیان ہو ہمسے تیرا
اُس سے جو محب دوستان ہی
غواص محیط آشنائی
زینت دہ جاہ و لشکر و تخت
اللہ رکھے تجھے سلامت
گلدستۂ انجمن ہو تعظیم
گردش مین ہی آگیا زمانہ
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن
گھیرے ہین مخالفان پُر فن
بو گل سے جدا ہی گل چمن سے
نظرون مین ہی خار اب گلستان
ہی قید الم مین سرو آزاد
سنبل ہی مثال مو پریشان
محشر ہی بپا ہر ایک گھر مین
ہر گھر مین پڑا ہوا ہی ماتم
اب نظرون مین میری ان کی بات
ہی سب سے زیادہ بیقراری
دشمن وہ ہوئے ہین اب ہمارے
آئے ہوئے ہین یہان جو عیار
دشمن کسطرح سے ہی عداوت
طاؤس و بہار اور مخمور
جی توڑ کے ہمسے لڑ رہی ہین
اب اور نئی سنو روایت

ہی آئینہ ساں تجھے یہ حیرت
جو بندۂ خاص سامری ہین
ہو اُسکو بھی سامری سے انکار
آثار تمام اُسکے ہین بد
تیاری قصر سحر کرنا
معمار کو کرکے تم گرفتار
کب ہوگا بھلا ہمین گوارا
الفت کا یہی ہی اب تقاضا
اب ختم دُعا پہ ہی یہ نامہ
ڈنکا بجے ہر طرف تمھارا
آب راہ سے لیکے تا بماہی

ہر ساحری جسکے آب و گل مین
اب اُنکی طبیعتین پھری ہین
دین اُسنے عمرو سے ملکے کھویا
تیار کیا ہی ایک گنبد
بس لکھتے ہین تمکو دوستی سے
یان بھید رہی یہی سزاوار
برباد ہو ساحری کا گلشن
یہ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا
تم تخت نشین رہو بصد شان
دشمن کا جگر ہو پارہ پارا

جمشید لبا ہوا ہی دل مین
معمار جو ہی تمھارا سردار
یان آکے ہی اسنے بس یہ بولا
منظور ہوا ہی ہمسے لڑنا
جب نامہ ہمارا تمکو پہونچے
ہی دین تمھارا جو وہ اپنا
ساحر تو خزین ہون شاد دشمن
اُلفت کا قلم نے پہنا جامہ
ہو ملک تمام زیر فرمان
ہو زیر نگین تمھارے شاہی

یہ نامہ تمام کرکے ایک معتمد خاص کو دیکر روانہ کیا کہ وہ سب تحفہ جات کو تخت و فیلان سحر پر بار کرکے رہگراے منزل مقصد ہوا اور راہ بیابان گلریز کی طلسم ہوش ربا سے بھی ہی بس اُسی راہ سے بعد قطع منازل و طی مراحل کرکے داخل بیابان کوہ ہوا اِدھر سے تو یہ نامہ دار گیا اور اُس طرف معمار اپنے مکان پر آکر ہو بچا مگر شہر کی امون جا رہ گیا ہی معمار ازبسکہ ہوش ربا مین دوبار قید ہوا اور سفر کی زحمت بھی اُسکے لیے ہوئی تھی اسلیے گھر پہونچکر دربار بادشاہ مین نہ گیا خیال کیا کہ ایک روز آسودہ ہو لون تو دربار جہاندار شاہ مین جاکر جملہ ماجرا افراسیاب اور کوکب کی لڑائی کا اور مغروری شاہ ہوش ربا کی اور اپنا دلت پانا سب بیان کرون بس یہ ہی تو یہ نازک دماغ اپنے مکان پر ٹھہر کر غسل فرمایا اور آسودہ ہوا اور ایکدن تو کوکب کے یہان اُسکو گزرا تھا ایک روز راہ مین تیسرے روز گھر مین اپنے رہا وہان اِس عرصہ مین نامہ دار پہونچ گیا وہ دربار مین جانے بھی نہ پایا تھا کہ خبر جہاندار کو پہونچی کہ نامہ دار شاہ جادو وہان افراسیاب جادو کا آیا ہی اُسنے اپنے یہان کے سردار بہ استقبال روانہ کیے کہ وہ لوگ پیشوائی کرکے نامہ دار کو دار الامارۃ بادشاہی پر لائے بادشاہ مذکور نے باعزاز تمام سامنے اپنے طلب کیا نامہ والے نے آکر مجرا کیا اور بعد ادب و رسم تحفہ جات جو ہمراہ لایا تھا پیشکش کیے

اور نامہ سر سے کھولکر ہاتھون پر رکھا جہاندار شاہ نے نیم قدر اُٹھکر تعظیم دی نامہ کی اور نامہ
سے نامہ دار کے لیکر قائم جادو اور مقیم جادو کہ دونون یہ مصاحب خاص ہین اُنکے حوالہ کیا کہ اسکو
پڑھو مقیم جادو نے لفافہ سے نامہ نکالکر پڑھنا آغاز کیا اور از بسکہ معمار اُنکے ابنائے جنس سے ہے
اسوجہ سے اُس سے حسد رکھتے ہین نامہ کو خوب نمک مرچ لگا کر پڑھا مضمون نامہ معلوم کر کے جہاندار
کے چہرے کا رنگ سفید ہو گیا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو اگر افراسیاب
طلسم ہوش ربا مین حاکم نہ رہا تو یہ سمجھ لینا کہ تم ساحران جہان کی مٹی خراب ہوگی سب مارے
مارے پھرینگے سامری کے مندرون مین گدھے لوٹینگے اور سگ تو بہ توبہ عف عف کرینگے افراسیاب
خداوند ساحران ہے اور اُس سے بگاڑ گویا جمشید سے بگاڑنا ہے یہ معمار کو کیا ہوا تھا جو وہان جا کر تیرا
کچھ دین کا بھی پاس نہ کیا اور نہ کچھ سیرا خوف آیا یہ کلمات زبانی بادشاہ سنکر قائم جادو نے عرض کیا
کہ ای نبیرۂ جمشید معمار قدرت بڑا سرکش اور مدبر ہے وہ آپکو اور کسی کو خیال مین کب لاتا ہے اپنے
نزدیک کسی کو موجود کب گنتا ہے ہمیشہ سے اُسکی عادات خراب ہین ایک دلی تو اُسکی یہ حرکت ہے کہ
لوگون کی لڑکیاں زبردستی چھین لیا کرتا ہے اور قرض لیکر تو عمر بھر بھی ادا کرنا نہین جانتا ہے اہل شہر کے
لاکھون روپیہ اُسپر آتے ہین بسبب خوف کے وہ بیچارے خاموش ہین ای شہریار عمرو کے پاس زنبیل ہے
اُسنے لاکھ دو لاکھ روپیہ دیے ہونگے وہ لالچ مین آگر ملگیا ہوگا اور یقین ہے کہ لالچ مین آکر وہ حضور
کے دشمنون کے درپے ہلاکت ہو تو کیا بعید ہے بس ایسے شخص کا زندہ رکھنا بہتر نہین یہ تو ضرور ہے کہ اگر
طلسم ہوش رُبا مین وہ قید ہو کر جائیگا تو وہان عیار اُسکے دوست اور طرفدار موجود ہین وہ قتل
ہونے نہ دینگے لہذا یہین سے اُسکا سر کاٹ کر بھیجنا چاہیے جہاندار شاہ نے حالت غضب مین
رائے اُنکی پسند فرمائی اور نامہ دار افراسیاب کی دعوت کا سامان فرمایا اور ایک قصر عالیشان
مین باعزاز تمام سترا تروایا طائفے ناچ کے بھیجے بکاول نے لذیذ و عمدہ کھانے پکا کر کھلائے وہان تو یہ
جلسہ جادارالامارۃ مین حکم حاضر ہونے کا معمار کے جہاندار نے دیا فوراً ایک دستہ مع چوبدار سلطانی
کے روانہ ہوا اور معمار سے جا کر کہا کہ جلد چلیے حضور نے یاد کیا ہے معمار سمجھا کہ کچھ آفت آئی ہے جب تو
بادشاہ نے اسقدر تاکید بلانے مین فرمائی ہے بس اُسی وقت لباس دربار سے آراستہ ہو کر
طاؤس سحر پر سوار ہوا اور حاضر دربار ہوا بادشاہ کو تسلیم کی شاہ نے منھ پھیر لیا

نفرت ظاہر فرمائی اور کہا او بے ادب یہ کیا حرکت تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے تو طلسم ہوش ربا مین
گیا اور یہ فساد ظاہر کیا کہ شاہ جادوان افراسیاب ذیشان مجھسے شکایت فرماتا ہو اور نامۂ عنبرین
بہ پاسداری دین و شکایت آمیز مجکو لکھا ہو معمار نے جواب دیا کہ بادشاہ کیوان کلاہ کوکب
روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان سے اور مجھسے دوستی ہو اُسنے مجکو بلوا بھیجا تھا اور مجھسے حال
افراسیاب کا بیان کیا تھا کہ مجھسے وہ لڑتا ہو پس مین نے چاہا کہ مین جاکر افراسیاب کو
سمجھاؤن اور دونون مین صفائی کراؤن آپسمین ملواکر جھگڑا مٹاؤن چنانچہ اس عزم پر جب داخل
طلسم ہوش ربا ہوا دو بار مجکو عیارہ سے گرفتار کرا کر دلستین دین اور میرے قتل کا درپی ہوا سامری نے
مجکو بچایا اور یہ سانحہ پیش آیا اُسوقت مین نے بھی جھلا کر ایک برج سحر سے اُسکے دھمکانے کو بنایا
اور آپ سے اطلاع کرنے کو وہان سے چلا آیا ایک روز گھر مین رہا آج حاضر ہونے کو تھا کہ حضور نے
بلا بھیجا اسمین میری کیا خطا ہو افراسیاب متکبر اور مغرور ہوگیا ہو جہاندار نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ
او بدزبان شاہون کی جناب مین یہ گستاخیان اگر وہ متکبر اور مغرور ہو تو ہم پہلے ہو چکے تجکو آپ
کوکب کی ملاقات پر ایسا گھمنڈ ہو کہ ہم لوگون سے دعویٰ ہمسری کرتا ہو تیرا کاسۂ دماغ خود بوے
کبر و غرور سے مملو ہوگیا ہو خیر اگر تو افراسیاب کے ساتھ سے بگڑ چلا آیا تو میرے ہاتھ سے کب بچیگا
یہ کہکر اُسنے اپنے تاج سے ایک موتی توڑ کر سینۂ معمار پر مارا اور پکارا کہ اگر یہ تاج عطیۂ خداوند
جمشید ہو تو معمار گرفتار ہو از بسکہ یہ نبیرہ جمشید اور مالک شبیہ جمشید ہو معمار کی کیا حقیقت ہو
اگر افراسیاب و کوکب وغیرہ پر تحفہ جات طلسم سے کام لے تو وہ بھی مغلوب ہون بس
معمار قدرت بحسن و حرکت ہوکر گر پڑا بس اُسنے حکم دیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ چنانچہ وہ قفس جب آیا
معمار کو اُسمین بند کرا کے مقیم جادو کے سپرد کیا کہ آج کے روز اسکو تو قید رکھو کل مین اسکو قتل
کرونگا اور سر اسکا پاس افراسیاب کے بھیجون گا مقیم یہ سُنکر اُٹھا کہ اسکو لیجاؤن اُسوقت
قایم جادو نے عرض کیا کہ ای بادشاہ اسکو میرے حوالہ فرمائیے کہ مین اپنے مکان مین قید کرونگا
اور بہت حفاظت سے رکھونگا بادشاہ نے کہا اچھا تو ہی لیجا اُسنے عرض کیا کہ پھر مین اپنا سحر ابھی
قائم کرتا ہون یہ تو اب بے بس ہو جسکا جی چاہے اُسکو مسحور کرلے ہان اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو البتہ
مشکل سے مسحور ہوتا آپ اپنا سحر اُسپر سے اُتار لین یہ کہکر خوب سحر مین اُسکو جکڑ کر بادشاہ سے

سحر رد کرایا اور قفس کو تخت سحر پر رکھکر کئی سو ساحر گردو پیش اُسکے مقرر کیے کہ وہ سب حربہ سحر کے
پکڑے ہوئے اور منتر جنتر پڑھتے ہوئے ہمراہ تخت چلے اس صورت سے قائم جادو اُسکو اپنے
گھر مین لایا مکان اُسکا بھی بہت نایاب مثل قصر سلاطین و شاہان روے زمین تعمیر تھا اور
آراستہ بصورت تصویر تھا معمار کے ملازم خبر گرفتاری سُنکر روتے ہوئے آئے اور ہمراہ قید معمار
چلے جب معمار قائم کے گھر پر پہونچا اپنے ملازمون سے کہا کہ یارو ہمنے تمھارے ساتھ کیا کیا سلوک
نہین کیے مین اب اگر تمسے ہوسکے تو ہمارے احسانون کے بدلے مین جاکر کوکب اور عمرو تک
سے ہمارے اس حال کی خبر کردینا مین تمھارا ممنون احسان تا بہ زیست رہونگا سب ملازم
اُسکے اس کلمہ کو سنکر رونے لگے اسمین قائم معمار کو لیکر اپنے قصر مین داخل ہوا اور معمار کے
ملازمون کو گھُرکا کہ کیون مجرم کے ساتھ چلے آتے ہو وہ بیچارے سب مایوس ہوکر پھر آئے اور قائم
نے جس جگہ کہ خود آرام کرتا ہی وہان لاکر چھت مین قفس کو لٹکا دیا اور دروازے سے اندر تک پہرا
ساحرون کا مقرر کرکے باطمینان تمام متمکن ہوا مگر ملازم جو پھر کر اپنے مکان پر آئے ہر ایک ساحر تو
یہ سمجھکر کہ دریا مین رہنا مگر سے بیر اچھا نہین اگر ہم کوکب سے خبر کرنے جائین اور بادشاہ سُنے تو ہمپر
آفت آئے اس سے مناسب ہی کہ خاموش ہو رہو پس ہر ایک خاموش ہا ایک ساحر کہ بڑا خیر خواہ اور
نمک حلال تھا شہناز جادو نام اُسکو تاب نہ رہی اور خیال کیا کہ جا ہے جان جاتی رہے مگر
حق نمک ادا کیجیے اور اپنے مالک کی رہائی کی تدبیر ضرور چاہیے پس یہ سوچکر کسی حیلہ سے اُسنے سفر اختیار
کیا اور بیابان گلرنگ کے باہر نکلکر سیدھا سرحد طلسم نور افشان مین آیا کوکب کو تو بزور سحر معلوم ہی
تھا کہ آفت ضرور تر معمار پر آئیگی پس تیلے لگا دیے تھے کہ جو کوئی آکر سرحد پر میرے پاس آنا چاہے فوراً
اُسکو لے آنا چنانچہ شہناز نے سرحد پر آکر صدا دی کہ ای کوکب مجکو اپنے پاس بلا لیجیے کہ آپ تشنضمیر
مین اُسی وقت ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکی کمر مین پڑا اور قلعہ کوکبیہ مین لے آیا سامنے کوکب کے پہونچایا
جب یہ کوکب کے روبرو آیا تسلیم کرکے رونے لگا اور تمام ماجرا نامہ دار کے جانیکا اور معمار کے قید ہونے کا
معرض عرض مین لایا اور کہا کہ اب کل وہ قتل کیا جائیگا اور سر اُسکا افراسیاب کے پاس آئیگا عمرو یہ حال
سنکر رونے لگا اور کہا افسوس جو طرفدار اپنے ہین وہ بیچارے کیا مصیبتین اُٹھاتے ہین اور آفت مین
پھنستے ہین اگر میرا جانا بیابان گلرنگ مین ہوتا تو مین معمار کو اس قید سخت سے رہائی بحکم خدا دیتا اور

جہاندار کے دربار مین عیاری کرتا اور ایسا اُسکو ٹھیک بناتا کہ وہ بھی کچھ دنون لو یاد کرتا کہ ہان عمرو کے طرفدار کا ستانا ایسا ہوتا ہی یہ کہکر بادشاہ سے کہا کہ ای شاہ کوکب اگر مجھے آپ ہان پہونچا سکین تو براے دین ومذہب خود جلد لیجیے تاکہ مین کچھ کوشش وہان پہونچکر کرون کوکب نے کہا کہ خواجہ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہی ہم لوگ نہین جا سکتے وہی لوگ جاتے ہین جنسے جہاندار سے رسم وراہ ہی وہان کے رہنے والے آمدورفت رکھتے ہین اور دوسرے اگر دروازۂ ملک سے تمکو بھیجون تو راہ دور بہت ہی اور ممکن نہین کہ بادشاہ بیابان کو خبر میری اور تمھارے آنے کی نہو جائے کیونکہ جو وہان پہونچتا ہی سحر برابر اُسکو خبر دیتا ہی اب رہا پوشیدہ راہ سے جانا وہ راہ ہی کہ جسکے مابین مین زنجیر آتشین حائل ہی ہمارے بزرگون سے ایک عمل چلا آتا ہی کہ جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے تو جانے سے تین دن پہلے اس عمل کی تسبیح پڑھے پھر بخوبی زنجیر کو پھاند جائے اور کسی کو اطلاع نہو سو اب تین دن کا وقفہ باقی نہین رہا جبتک مین اور تم اس عمل کو پڑھونگا اُسوقت تک معمار قتل ہو جائیگا یہ کہکر شہنشاہ زجادو کو عمدہ مقام پر اُترو ایا ہاتھ منہ اُسنے دھویا شراب پی آسودہ ہوا اُسکی تو دعوت وغیرہ کا سامان اُسنے مہیا کرایا اور خواجہ سے اس باب مین مشورہ ہونے لگا اِدھر جہاندار نے دعوت وغیرہ کے ایلچی افراسیاب سے کہا کہ جبتک آپکے مزاج مین آئے یہان تشریف رکھیے اور اگر جانے کو جی چاہے تو تشریف لیجائیے بادشاہ جادوان کو میرا سلام نیاز کہکر میری طرف سے عرض کر دیجیے گا کہ معمار کا سر کاٹ کر آپکے لکھنے کے بموجب مین بھیجے دیتا ہون اور مین بدل آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہون ایلچی یہ پیام سُنکر شادان وفرحان رخصت ہوا بادشاہ نے بعزت تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچایا ایلچی ہدکر خدمت بادشاہ جادوان مین آیا اور پیام جہاندار مفصلاً معرض بیان مین لایا بادشاہ نہایت شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا ادھر جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور کرن خورشید کی دریاے ظلمت مین ڈوبنے لگی دھوپ اُٹھ چلی سایہ ہلکا ہلکا ہر طرف پھیلا عمرو نے صحبت کوکب مین پھر وہی ذکر معمار کی رہائی کا نکالا کوکب نے مجبوری ظاہر کی عمرو نے اُسوقت کہا اچھا یہ تو آپ سے ہو سکتا ہی کہ آپ اُس زنجیر تک مجکو پہونچا دین کہ جو مانع رفتن بیابان گلرنیز ہی اگر آپ وہانتک لے جانے مین انکار کرینگے تو مین کسی طرح نہ مانونگا اور آپ کو ضرور وہان تک لیجاؤنگا کوکب نے کہا کہ وہان کوئی ایسا نہین ہی کہ جسکی

صورت بنکر تم اُدھر چلے جاؤ گے اور اگر صورت بھی بدلو گے جب بھی نہ جاسکو گے پھر کیا فرور ہی
سفر کی زحمت اُٹھانا اور اگر ساحر سنینگے کہ کوکب بیابان گلریز مین گیا تھا مگر جا نہ سکا تو ہنسینگے ان
صورتون مین مناسب نہین اُدھر جانا عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو آپ مجکو لیچلیے جب عمرو نے بہت
اصرار کیا مجبور ہوکر کوکب لے چلنے پر راضی ہوا اور تخت سحر تیار کرکے عمرو کو بٹھا کر روانہ ہوا اور
اپنے طلسم کی سرحد تک سیر کنان گیا جب وہان سے آگے بڑھا خواجہ کو بیچ مین ڈالکر اُڑا اور
قندیل فلک ہو گیا اور سناٹا مارے ہوے سرحد بیابان گلریز مین پہونچا اور ایک ہی مرتبہ کے
سناٹے مین زمین پر اُتر آیا اور خواجہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھکر آپ پھر بلند ہو گیا عمرو کی آنکھین
تموج ہوا سے بند ہو گئین تھین اب جو آنکھ کھلی تو عجب صحراے ہول خیز و وحشت انگیز دیکھا کہ روح قالب
مین مجین ہو گئی اور پاے ثبات نے جواب دیا یہی دل مین آیا کہ اے عمرو یا ہے داری بگریز گرد تا
پہاڑ بڑے بڑے عظیم الشان سیاہ رنگ کے دیکھے جنکے درون سے شعلے نکلتے تھے پہاڑ کے درے
وہان اژدر آتش فشان تھے صحرا مین بگولے سیاہ رنگ کے اُڑتے تھے اور درختون پر گرتے
تھے معلوم ہوتا تھا کہ نوجوانان گلشن کے سر پر بھوت سوار ہین درخت خار دار اور جلے ہوے
نظر آتے تھے مسافر خیال کو بھی ڈراتے تھے پتے کھڑکھڑاتے ہیے گویا درخت بھی زبان برگ سے
یہ سناتے تھے کہ اے آنے والے بیابان گلریز کے نخل ہستی تیشہ سحر زیر نگ سے یہان قطع ہو گا خبردار
یہان ہرگز قدم نہ رکھنا علاوہ ان بلیات کے جب عمرو نے دل مضبوط کرکے قدم آگے بڑھایا
یکایک زمین سے غبار ہ رنگ اُڑا اُسکے بعد تمام جنگل لال ہو گیا آنکھین خواجہ کی بند ہو گئین
اب جو آنکھ کھلی دیکھا ہر سمت آگ لگی ہے دل سے کہا دفعتاً ربنا عذاب النار پروردگار عالم
بچانا یہ کیا طلسم عالم کے دل سے لگی ہے جب خوب غور کرکے دیکھا تو آگ نہین ہے گلہاے سرخ رنگ
قلعہ کوہ سے تا پائین کوہ اور دشت مین کھلے ہین جنکی سرخی سے تمام جنگل آتش بہار ہو رہا ہے
نیرنگی سحر کی تھی جو پہلے آگ لگی نظر آئی تھی اب ہی آگ گل ہو گئی ہے اور صحرا سرخرو ئی بھی جتاتا ہے
دل بہار مین بھی آگ لگاتا ہے خواجہ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے کہ یکایک کلیان گلون کی کھل گئین
اور انکے اندر سے تیلیان چھوٹی چھوٹی خوشرنگ باہر نکلین اور پکارین کہ اے آنے والے بیابان گلریز
کے تو کہان ہے یہ کلمات جو خواجہ نے سُنے سمجھے کہ تم مسحور بہ سحر ہوئے آگے چلنا کیسا یہان گرفتاری

سامنا ہی بس یہ سوچکر آپ نے گلیم کو زنبیل سے نکالکر اوڑھ لیا اور غائب ہو گئے وہ پتلیان تا دیر
تو کوڑی پکارا کین از بسکہ گلیم کے سبب سے خواجہ مسحور نہوئے تھے اسوجہ سے انکی صدا نے کچھ
اثر نہ کیا جب کوئی آنے والا اُس جگہ اُن پتلیوں کو ثابت نہوا زمین پر قہقہہ مارکر گرین اور
لوٹ کر مرغ خوشنما رنگ بنکر اُڑ گئین وہ درخت پھولوں کے بلند ہونے لگے اور کلیوں نے چٹکلے
یہ شگوفہ چھوڑے کہ پریزادان طلسم بے نشان کا نشان بادشاہ سے پتے کیون جاتی ہو ابھی ٹھہرو
ایسا نہو کہ تم خود مورد صد الزام و قصور ہو جاؤ وہ طائر خوشرنگ یہ کلمات سُنکر شاخون پر آکر
بیٹھے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اسطرح چہچہائے کہ خواجہ باوجود گلیم اوڑھے ہونے کے محو ترنم
مرغان بوستان سحر ہوئے لیکن آپ نفی دعاہائے صحائف ابراہیم پڑھتے جاتے تھے کچھ اثر انکی
نغمہ سرائی کا اُنپر نہوا اور وہ طائر منقارین اپنی اُن پھولوں پر گڑو کر رس اُنکا پینے لگے اور منہ
کلیوں اور پھولوں کے ایسے کشادہ ہوئے کہ وہ جانور انھین غائب ہو گئے درختوں کا بھی کچھ دیر
مین نشان باقی نہ رہا اُسی طرح کا صحرائے وحشتناک پھر نظر آنے لگا عمرو گلیم اوڑھے ہوئے
پھر آگے کو قدم زن ہوا پھر غلغلۂ شور نشور ایسا برپا ہوا کہ ارے کیا غضب ہو پرائے گھر مین چلا آتا
ہو اور ہم سبکو اندھا بنا یا ہو کہ دکھائی نہین دیتا ہو عمرو نے دیکھا کہ اب نئی طرح کا طلسم دیز نگ
اِس دشت پُرخطر مین ظاہر ہونے لگا

ابیات

ہوئے درپیش ہر جا سخت حالات
کبھی دن ہو گیا اُس جا کبھی رات
کبھی گھر آیا بادل خوب گرجا
چمک کر برق [illegible] شعلوں کا برسا
پھر اُسکے بعد پانی خوب برسا
کڑکے کوہ بھی اور سارا صحرا
غرض وہ دیکھتا سامان ہر سو
چلا جاتا تھا ناگہ ایک آہو
مقابل اُسکے آکر بن گیا مور
نہایت خوبصورت صاحب زور
وہ کوکا اور ہر جانب پکارا
ہوا وان چار لشکر کا اُتارا
گئے اُس پر شکل ابر وہ سب
نظر آنے لگا دن صورت شب
گلیم اوڑھے ہوا وان سے گریزان
نظر آنے لگا وہ ہی بیابان
مگر اک نخل سے دو مور خوشرو
اُٹھے اور آئے اُسکے قرب پہلو
رہی اُسکی نہ وہ جرأت نہ وہ زور
زمین و آسمان سے اک تھا شور
کہا آؤ ساحران ملک اطراف
نہایت خاک سے مطلع ہوا صاف
یہ سُنتے ہی کئی سو نخل بدست
ہوئے موجود مرنے کے لیے ست
زمین مین سخت زلزلوں کو گاڑا
اُکھاڑے نخل سب جنگل اُجاڑا
نکالا یک دو جوان جست [illegible]

ہوئے پیدا پس پہلو سے اکبار | صدا دی لے ہم کے اب نہ گھبرا | قوی رکھ دل خدا پر بھروسا
یہ سنتے ہی آئے پھر جوش آیا | ذرا ٹھہری طبیعت ہوش آیا | ہوا شفاف میدان صورت دل
نہ پایا کوئی بھی اپنے مقابل | اسی صورت سے خواجہ عجائبات اس جنگل کے ملاحظہ فرماتے ہوئے

روانہ تھے جب گلیم اُتارتے تھے آفت مین گھر جاتے تھے پھر ڈر کر گلیم کو اُوڑھ لیتے تھے اور پچھلے پہر زمین تھی کوکب اُنکو لیکر بیان آیا ہی تھا کچھ عرصہ مین وہ زمانہ گیا کہ فتاح طلسم ظلمت شب نے لوح طلاء احمر خورشید جیب مغرب مین رکھا اور نیرنگی بیدلے عالم مین کوکب باہ و کہکشان کی ظاہر ہوئی کہ ابیات

فلک نے لیکے مُنھ پر دامن شب | چھپا یا اور ہی صورت کا مطلب | چھپا دل خوف سے باہر آگئی شام
مزاجون نے بھی چاہی رسم آرام | قریب شام عمرو عالی مقام اس صحرا کو طی کرکے ایک ایسی جگہ پہونچا

کہ چار طرف تو پہاڑون کو سد راہ دیکھا اونچے پہاڑون کے دریا بہتے نظر آئے جدھر سے کہ آیا تھا وہ ہی راستہ کُھلا تھا اور آگے جانے کے لیے اُن پہاڑون اور دریاؤن کے بیچ مین راہ تھی مگر وہان یہ آفت پیدا تھی کہ ایک زنجیر آتشین قدآدم زمین سے بلند کھچی تھی اُس پہاڑ کے سرے سے دوسرے کوہ تک وہی سلسلہ جاری تھا جانے والا سخت عاری تھا اُس زنجیر سے شعلہ آتشی نکلکر ہر طرف گرتے تھے اور زمین پر اُنکے گرنے سے نئی نئی آفتین پیدا ہوتی تھین یعنی وہ شعلہ زنجیر سے چھوٹکر زمین مین سما جاتے تھے اور تہ زمین سے پتلے آتشین تلوار برق کردار ہاتھ مین لیے نکلتے تھے اور پرواز کرکے گرد اُس زنجیر کے طائرون کی طرح چکر لگاتے تھے اور پھر زنجیر کے قریب آکر غائب ہوجاتے تھے اسی طرح کبھی پتلے زمین سے کبھی جانور پیدا ہوتے تھے اور گلہاے بوقلمون اُگتے تھے اور اُن پھولون سے چہرے انسانون کے نکلکر باتین کرتے تھے عمرو نے جو اُس زنجیر کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا یہ زنجیر جہنم سے منگائی ہو آیہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ اِسی کی اور بیان کے ساکنون کی شان مین آئی ہو اب اے پروردگار عالم کس طرح اُس طرف جاؤن کیا کرون بیدا دل اِسی سوچ مین ایک طرف کو ٹھہرا اور گلستان عیاری کی سیر کرنے لگا کوئی گل مراد پر ہاتھ نہ آیا پھر اسی بحر مکاری مین غوطہ لگایا کوئی گوہر مراد نہ پایا آخر دست فطرت مین ہر طرف دوڑنے لگا منزل مقصد پر پہونچ گیا خیال مین گذرا کہ اگر عمرو قرغول اور باد مہرے حضرت جبریل کے بانڈھکر اُس زنجیر کو توڑ اجا سوائے اسکے اور کوئی تدبیر سمجھ مین نہین آتی ہر کس یہ سوچکر اُسنے ایک

ساحرہ حسینہ و جمیلہ کی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی چہرہ مثل قمر روشن چھاتیوں کے ابھرے کا نرالا جوبن
قد باغ حسن کا شمشاد قمری دل جسے دیکھکر سرگرم فریاد کمر کوسے نہایت تھا۔ الغرض خلاصہ یہ کہ عجیب
حسن کی بہار صندلی ماتھے پر لگی ہوئی پیشانی سیندور سے رنگی ہوئی سُرخ اوڑھنی جواہر دوز
اوڑھے ہوئے انگیا کرتی پہنے ہوئے جھولا با دلہ نگار گلے مین ڈالے پٹیان نکالے موتیون کے
گجرے ہاتھون مین باندھے گریبان پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا سینہ پر جگنو کا دمکنا انگیا سے چھاتیون
کے رنگ کا پھوٹے نکلنا انگوٹھیان ہاتھ مین لعل و الماس کی پہنے اس صورت پر تیار ہو کر گاتی
دوپٹہ کی باندھکر و غول اور بادھرے حضرت جبرئیل کے نکالکر پانؤن مین باندھے کہ جسکی تاثیر
سے کئی گز بلند ہو سکتا تھا اور طی الارض بھی ہوتا تھا پس اس صورت سے گلیم اوڑھے ایک طرف اس
زنجیر کے آکر گلیم اتار کر رو بہ ہوا پر اُسنے سناٹا جست کا ایسا بھرا کہ یقین تھا کئی کوس پر جا گریگا
زنجیر تو نیچے رہی اور یہ اس سے بلند ہو کر جو چلا زمین اور زمان مین وہان غلغلہ بلند ہوا کہ لینا
پکڑنا جانے نہ دینا یہ کون ساحرہ ہے کہ جو ایسی دلیرانہ اس طرف سے جاتی ہے مگر کیفیت سُنیے کہ
کوکب جو انکو چھوڑ کر جنگل مین غائب ہو گیا تھا تو اسی زنجیر کے متصل بالا بالا آکر بیٹھا تھا
اور بڑی دیر سے سحر بیٹھا پڑھ رہا تھا اسکی تاثیر سے بہت سے پیر اس زنجیر کے محافظ غافل ہو چکے تھے وہ
سب گویا ہوئے کہ ارے میان یہ کوئی ساحرہ ملک کوکب کی یا ہوش ربا کی ہے جو ہمارے ملک مین جاتی ہے
ایسی کوئی اولوالعزم نہوگی جو دروازہ سے ملک کے آتی اپنے سحر کے بھروسے پر ادھر سے گذری چلی جاتی ہے
بھی رہو اور اُسکو یقین کر پاؤ گے بھی نہین تم کہو تو کس سناٹے مین جاتی ہے یہ وہ کہہ رہے تھے کہ آن واحد
مین خواجہ زنجیر کے اُس پار جا گرے ہر چند شعلہ آتش زنجیر سے بلند ہوئے لیکن یہ برکت بادھر خواجہ تک
نہ پہنچے اور رعب دھر زمین پر گرے آندھی سیاہ آئی اور تمام بیابان مین آگ برسنے لگی اور
ایسے شعلہ ہائے آتش چار طرف بلند ہوئے اور گرد و غبار اور تاریکی چھائی کہ جہاندار شاہ اپنے
قصر مین بیٹھا ہوا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خاکدان عالم خراب ہو گیا اور قصر دنیا کی بنیاد ڈگمگئی دفعتہً
دفعتہ آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کہ صور اسرافیل کے مشابہ تھی جہاندار شاہ گھبرا گیا اور پکارا
کہ یا خداوند ای جمشید مددگار جمشید الامان اور الحفیظ بچانا اپنے بندون کو اسی طرح تمام دن
مصروف دعا رہا یہان خواجہ نے اُس پار زنجیر کے آکر غلغلہ جو برپا دیکھا جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا

اور جمشید کے واسطے وغیرہ بادشاہ کے دلانے سے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اور جب وہ غلغلہ برپا ہوا
کوکب رصدے ہوا پر سے خواجہ کی دلیری دیکھ رہا تھا اور انکی جرأت پر متحیر ہو کر عش عش کرتا تھا
اب جو آفت برپا دیکھی سناٹا بھر کر ایک طرف چلا گیا کہ ایسا نہو کسی آفت مین گھر جاؤن کیونکہ یہ مقام
خداوند جمشید کی شبیہ کا ہی ادھر بعد موقوف ہونے اس شور و ہنگامہ آفت بیز کے جہاندار شاہ فرد
نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ بالضرور آج کوئی غیر ہماری سرحد مین داخل ہوا ہی جو یہ سانحہ درپیش آیا ہی
ہر ایک نے دست بستہ عرض کی آپ سچ فرماتے ہین آپ نبیرۂ جمشید ہین آپ کو سب حال روشن ہی
لیکن محافظان بیابان ملک و قلعہ حاضر خدمت ہو کر آنے والے کا حال عرض نہ کرتے جو کوئی آتا
خبر ضرور دیتے اُسنے کہا ایسا کوئی زبردست آیا ہی کہ محافظان بیابان نے اُسکا پتا نہین پایا ہی لوگون
نے کہا نامدار شاہ **افراسیاب** جو رخصت ہوا ہی اُنھین مین سے کوئی خواص ساحر زبردست
شاید سیر کرنے رہ گیا ہو وہی کسی جگہ آ گیا ہوگا جہاندار نے کہا اب مین دادا جان کی تصویر کو
تکلیف دون اور اُنسے پوچھون تو معلوم ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کوئی آیا ہوگا کہان تک
چھپے گا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور خواجہ جو اُس زنجیر کو پھاند کر آگے بڑھے اب یہان وہ کوئی آفت
نظر نہ آئی اُنھون نے جانا کہ بس زنجیر ہی تک روک ٹوک تھی اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ مقام
قلعہ ہی اور یہان امن و امان ہی بس یہ معلوم کر کے ایک جگہ ٹھہر کر سامرہ سے اُنھون نے صورت
اپنی ساحر کی ایسی بنائی کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے جھولا گلے مین ڈالا
دھوتی یتھبری باندھی کھنور چندن کی تمام جسم مین لگائی کھڑاؤن پاؤن مین پہنکر مالا ہاتھ مین لیکر
یا جمشید یا جمشید کہتے ہوئے آگے بڑھے اب دیکھا تو عجب صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی کہ
سبحان اللہ ہر طرف تختہ لالہ و یاسمن کے لگے ہین گلہاے خود رو بھی کھلکر اپنا جوبن دکھاتے ہین
رات کو مثل چراغ روشن نظر آتے ہین یا ستارے فلک صحرا مین نکلے ہین کہین گیندا کھلا کہین
چاندنی کا پھول چمک رہا گل شبو کی خوشبو پھیلی ہوئی ہی گلون کی چمک سے چاندنی خجلت دہ ہو کر
پھیلی ہوئی ہی ہر طرف جوش بہار ہی دامن صحرا مثل دوے یار ہی کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب ۔۔ کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ہوا چلتی تو اک ہوش دکھاتے ۔۔ ثمر خوش رنگ بیتے لہلہاتے

عمرو ساحر بنا ہوا سیر کنان جب ذرا آگے بڑھا ایک دروازہ

قلعہ کا نظر آیا بالکل طلاے احمر کا تھا اور یاقوت سُرخ اُسمین جڑے تھے آفتاب اُسمین ستارے ہر رنگ کے برج نظر آتے تھے دروازہ برج اسد تھا اُسمین داخل برج تھا کئی ہزار ساحران عدار بطور محافظ اور نگہبانون کے دروازے پر اترے ہوے تھے ہوم خانے جا بجا استادہ تھے بستر لگے تھے ڈہرد اور خنجر زبان بجتی تھیں بھجن ہوتے تھے طول ہر جگہہ اچہا تھیں عمرو تو ساحر بنا ہوا تھا ہی بے محابا اندر قلعہ کے داخل ہوا اُن ساحرون نے بسبب اسکے اُسکو نہ روکا کہ جانتے تھے کوئی شخص اندر شہر کے غیر آ نہین سکتا ہی یہ ساحر بھی یہین کا رہنے والا ہی جب عمرو اندر شہر کے آیا اُسکو طلسم پایا ہر طرف عمارات عالیشان پتھر کی دلچسپ و قطعدار مکان بنے تھے ساحر نیان اور ساحر جوان جوان لباس و زیور سے آراستہ ہر طرف خوش و خرم پھرتے تھے دکانین رنگین لعبہ لطیف سے آراستہ تھیں دکانون مین دکاندار لباس رنگین پہنے بیٹھے تھے ہر طرف مایۂ حسن و ناز سے وہ شہر بھرا نظر آتا تھا ایسی رنگین ادائی پردہ شاہد ملک حوران بہنو کو شرماتا تھا کہ ابیات

نظر آتے جو کوچے سب معطر
گلاب نو کشیدہ کا گمان تھا
کہین آواز خوش آتی مکرر
شنود صورت حسن بتان تھا

زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
کہ چھڑکا ہر کسی نے لبکہ ہر سو
کہ دل اُسکے سے جھکے ہوئے سر
وہان سے تھی صداے رقص پیدا

مقرر آب پاشی کی تھی اسجا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
ہر اک جا دیکھیے وان جو مکان تھا
اسی آواز کی تھی روح شیدا

عمرو پھرتا ہوا شہر مین رئیسان شہر کے مکانات کی طرف آیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ اے برادر قائم جادو کا کون سا مکان ہی اُسنے کہا ارے میان اُنکا مکان تو وہ سامنے نظر آتا ہی منزل مکان کی دہشت کے دور سے بلندی دکھاتا ہی کیا تمکو نہین معلوم ہی یا تم یہان کے رہنے والے نہین ہو عمرو نے کہا خوب آپ بھی خوب آدمی ہین یہ بھی کچھ ضرور ہی کہ تمام شہر کے ساکن قائم جادو کے گھر کو جانتے ہون از انجملہ ایک مین ہی ہون کہ بہت سے رئیسان شہر کو نہین جانتا ہون ہم لوگون کو کچھ ضرورت تو اُن امیرون سے پڑتی نہین اس سبب سے مکان بھی نہین جانتے آج ایک ضرورت سے اُنکے پاس جاتا تھا اگر تم سے دریافت کیا تو کیا قباحت ہوئی اُنکے مکان کو پوچھنے مین ہم اس شہر کے رہنے والے نہ ٹھہرے اُسنے کہا بھائی خفا نہو سچ ہی انسان سے سہو ہو جاتا ہی عمرو نے کہا مین یہان بھی ایک مدت کے بعد ہون ہوش رُبا مین ایک کام کے سبب چلا گیا تھا اس وجہ سے آپ جو دیکھتا ہون تو

اس شہر کی قطع ہی کچھ بدل گئی ہو میرے سامنے دیکھو یہ محلہ آباد نہ تھا اب آباد ہو یہ مکان بالکل
گرا پڑا تھا اب بنگیا ہو اُسنے کہا سچ کہتے ہو اچھا جاؤ وہ سامنے مکان قائم کا ہو عمرو وہان سے
اُسی مکان کی جانب آیا دیکھا کہ یہ مکان مثل ایوان بادشاہی کے نہایت مرتفع اور وسیع معلوم
ہوتا ہو مصقلہ اسپر چاندی کا کیا ہو چاندی کا ڈلا بنا ہوا ہو چاندنی رات مین مثل ماہتاب کے
چمکتا ہو کمرے اور برج تعمیر ہین ڈیوڑھی پر ملازم دربان وغیرہ حاضر ہین عمرو نے بے تامل اندر مکان
کے قدم رکھا اور محافظان مکان بسبب جو انکو ملی اُنسے کہا بھائی اچھی طرح سے تو ہو وہ اُسکے بے دہشت
جانے سے سمجھے کہ یہ شاید کوئی ملازم بادشاہی ہو اور قائم کا دوست ہو بس یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے
اور خواجہ نے آخر کی ڈیوڑھی پر پہونچکر اندر مکان کے تو دگیا باہر ہی سے آواز دی کہ ای قائم جادو
جلد میرے پاس آؤ قائم یہ صدا سُنکر گھبرایا کہ یہ کون ایسا میرا ہمسر آگیا جو اس طرح بیباکانہ ناگستاخانہ
مجکو پکارتا ہو بس جلد تر اُٹھکر باہر آیا عمرو کو بصورت اکابر جلیل القدر ساحر دیکھکر دست بسر ہوا
عمرو اُسکو دیکھکر رونے لگا اور زار زار گریہ ناک ہوا وہ اُسکو روتا دیکھکر اور بھی بدحواس ہوا اور
کہا ای برادر بیان تو کرو کہ تمھارا آنا کہان سے ہوا اور کیون میری صورت دیکھکر روئے ہو عمرو نے
کہا مین تمکو روتا ہون کہ کوئی دم مین سر رشتۂ زندگی تمھارا منقطع ہوا چاہتا ہو ازبسکہ مجھے تمسے الفت
کمال تھی اسوجہ سے روتا ہوا دوڑا آیا اور کسی کو کیا پڑی تھی جو ایسی آفت مین تمکو آگر خبر کرتا ای
مشفق کوئی ایسی حرکت کرتا ہو قائم اپنے دل مین سمجھا کہ تو معمار کی قید اپنے پاس رکھنے کو لایا ہو شاید
بادشاہ سے کسی نے تیری جانب سے کچھ لگایا ہو یہ ساحر دربار مین حاضر ہوگا خبر سنکر تیری محبت سے
تیرے پاس آیا ہو کوئی اور شاید سبب ہو اِس سے دریافت کرے بس یہ سوچکر اُسنے کہا ای بھائی
تمھاری محبت اور عنایت مین کہ جو تمنے اِسوقت میرے حال پر صرف فرمائی ہو کچھ شک نہین مگر اب
امیدوار ہون کہ جلدی تر اس راز جانکاہ سے بھی اطلاع پاؤن تاکہ کچھ اُسکی تدبیر کرون عمرو نے
کہا کہ ای برادر یہ راز بادشاہی ہین یون عام طور پر نہین بیان ہو سکتے ہین اگر تمکو سُننا ہو تو علیحدہ چلو
قائم اُسکو ہاتھ پکڑکر اندر مکان کے لے گیا عمرو نے وہان جو ساحر وغیرہ پہرے پر بیٹھے تھے اُنسے کہا
کہ تم سب باہر چلے جاؤ قائم نے بھی کہا کہ ہان جلد یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب باہر مکان کے چلے آئے
عمرو نے دیکھا کہ چھت مین قفس لٹکا ہو اُسمین معمار بند ہو اور وہ ہمارے اوج ساحری دعنقاے قاف

شعبدہ گری یا نون ہاتھ سمیٹے اس پنجرے مین پڑا ہو اور اپنے حال پر زار زار رو رہا ہو باقی تمام مکان
قائم کا بہت آراستہ ہو رہا ہو روشنی سے بہ از روز روشن وہ رات ہو ہر طرف آراستہ شیشہ آلات
ہو بس جب تخلیہ ہوا عمرو نے فوراً ایک طمانچہ منھ پہ قائم کے مارا کہ او نالائق تو کچھ سمجھ بوجھ کے کام
نہین کرتا ہو قائم کو طمانچہ کھا کر غصہ آیا کہ یہ اچھا کوئی نصیحت کرنے والا آیا ہو کہ خبر تو مفصل نہین کہتا ہو
اپنے اڑھائی چانول بگھار رہا ہو اُس غصہ مین اُسنے چاہا کہ اٹھکر اُسکو پکڑ لون ہاتھ خواجہ کا بیہوشی
بھرا تھا طمانچہ پڑنے سے بیہوشی ناک مین جا چکی تھی وہ اُٹھتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے دروازے
کی کنڈی بند کرکے اسباب جو کچھ جلدی مین اُٹھ سکا وہ نذر زنبیل کیا پھر جال ڈالکر مع قفس معمار کو
چھت سے اُتارا کیونکہ وہ مسحور بہ سحر قائم تھا جب اُسکو اُتار چکے خنجر سے سر قائم کا جدا کیا تن قائم
نذر رکھا قیام اُسکو دوزخ مین رہا جب وہ داخل جہنم ہوا معمار پر سے سحر اُتر گیا خواجہ نے اُس جلدی مین
اُسکو زنبیل مین ڈال لیا ادھر شور قائم کے مرنے کا بلند ہوا آندھی تند چلی رات وہ کالی کالا پہاڑ
ہوگئی جو جو مکانات کہ قائم کے سحر سے بنے تھے وہ سب ڈھہ پڑے اور اُنکے نیچے جو ساحر کہ مقیم تھے
سب بکہ فی النار والسقر ہوئے اور اُسوقت کا ہنگامہ قیامت زا ایسا تھا کہ زبان قلم کو یارا
اُسکے بیان کا نہین ساحر وغیرہ جو بہرے پر تھے مکانات گرنے سے اُٹھکر بھاگے عمرو بھی پنجرے
سے شکل اور طرح کی ساحر کی بنا کر یہ کہتا ہوا کہ بھائیو جلد بھاگو بڑی آفت آئی ہو جو لوگ کہ قوی
دل تھے وہ بھی اُنکے بھگوانے سے بودے ہو کر بھاگے کہ واقعی بیٹھے بٹھائے یہ کیا آفت آئی خواجہ
بخوبی تمام وہان سے بھاگ کر سیدھے در شہر پر آئے اور کہا بھائیو کوئی اِدھر سے گیا تو نہین
دربانون نے کہا کوئی نہین گیا تو بادشاہ نے مجھے بھیجا کیون ہو دیکھو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر جلد تر
باہر دروازے کے جاکر صحرا مین ایک طرف کو ایک پہاڑ جلینی کا تھا اُسپر چڑھ گیا اور وہان سے
بیٹھکر شور و غوغائے اہالیان شہر سُننے لگا یہ تو یہان بآرام و مطمئن قلب بیٹھا ہو مگر ہمہ تن چشم
بنا ہوا نہایت ہوشیار و خبردار بیٹھا ہو مگر وہان شہر مین ساحرون کے مرنے کا ایسا غوغا بلند ہوا اور وہ شور
محشر آشکار ہوا کہ تمام شہر کے ساکنون نے دروازے اپنے بند کرلیے اور دوکاندار دوکان بڑھا کر بھاگے
اور جہاندار شاہ جو شب کے دربار مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اُسنے بھی یہ غوغا سُنا ادھر اُدھر اکر
اہل دربار سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ شور شہر مین کیسا ہو کیا کسی کے مکان پر ڈاکہ گرا ہو کیا ماجرا ہو

ہر کارے دوڑے اور خبر لائے کہ ای شہریار سُنا جاتا ہو کہ قائم جادو مر گیا اور آپ نہین مرا کسی نے
مار ڈالا ہی بادشاہ نے کہا کوئی آدمی جاے اور خبر لائے کہ کس نے اُسکو مارا مقیم جادو بیقرار
ہوکر دوڑا اور قائم کے مکان پر آکر جو دیکھا تو سب عمارت اُسکی گری پڑی ہی ملازم بھاگ گئے ہین
ویرانی چھائی ہی یہ دیکھکر اُسنے جو لوگ باقی تھے اُنسے پوچھا کہ ارے میان تمکو کچھ اطلاع ہی کہ مالک تمہارا
کس طرح مارا گیا اور کس نے اُسکو قتل کیا اُنھون نے کہا ہمنے کسی کو اندر مکان کے جاتے نہین دیکھا
مگر ایک شخص البتہ آیا تھا اور درانہ اندر چلا گیا اور دروازے ہی پر آخر مکان کے اُسنے قائم کو پکارا وہ
باہر آئے وہ شخص رونے لگا اور نہین معلوم کیا کیا اُسنے باتین کین پھر قائم اُسکو اندر مکان کے لے گئے
سبکو اندر سے مکان کے باہر نکالدیا تھوڑی دیر کے بعد اندر سے غلغلہ اُنکے مرنے کا بلند ہوا
پھر ہمنے اُس شخص کو نہین دیکھا کہ کدھر گیا اور کب بھاگا یہ حال سُنکر مقیم نے اپنا گریبان چاک
کیا اور اندر مکان کے جاکر لاش قائم کو اُٹھوا کر جہاندار شاہ کے پاس آیا اور جملہ ماجراے
گذشتہ جو کچھ اُسنے سُنا تھا بیان کیا جہاندار نے کہا مقرر کوئی غضب خداوند جمشید کا
آیا ہی معمار کو جو قائم نے قید کیا دیکھو مارا گیا یہ سب فساد کوکب یا عمرو کا معلوم دیتا
ہی خیر کہان میرے ہاتھ کیسے جائینگے جسوقت مین نے تصویر سے دادا جان کی عرض حال کیا
طلسم نور افشان تک غارت ہو جاے گا کوکب کی بھی جان جائیگی شریر جادو نامی ایک
ساحر حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین معمار طرفدار مسلمانون کا
ہوا ہی اور لشکر امیر حمزہ زیر عقیق کوہ پڑا ہی جو دربند اژدریہ کے پاس ہی اور وہ دربند اُس ملک سے
بہت قریب ہی افراسیاب کے بزرگون نے راستہ وہ بند کر دیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار اُس
لشکر کا یہان اُسی راہ سے آگیا ہی اُسی نے قائم کو زندہ نہ رکھا اور معمار کو رہا کر لے گیا کہ اُنھین لوگون
کی وجہ سے معمار قید بھی ہوا تھا پھر اُن عیارون کو تاب کہان جہاندار نے کہا یا تو جو کچھ تم کہتے
ہو یہ امر ہی یا کوئی ساحر یا ساحرہ مسلمانون کے دوست یہان رہتے ہین بس اُنھون نے یہ حرکت
ہمارے ستانے کو کی ہی مگر خیر کسی نے یہ امر کیا ہی وہ ہمسے بچکر یہان سے جا نہین سکتا ہی کچھ دن آج
باقی تھا کہ ایک غلغلہ قیامت زا بلند ہوا تھا مین نے دعا کی کہ خداوند نے رحم فرمایا مین جانتا ہون
اُسی وقت سے انتظام قتل قائم کیا جاتا تھا خیر اتو غفلت مین کام کرنے والا اپنی سعی کر گیا تمام

بیابان کا روز اخبار میرے پاس آتا ہے اب کہاں تک وہ بچے گا اور محافظان بیابان کو سزا دینا بھی چاہیے کہ وہ بہت غفلت کرتے ہین اسی طرح کی باتین کر کے اُسنے ساحرون کو اُسی وقت حکم دیا کہ جاؤ اور قاتل قائمؑ کی تلاش کرو اور ایسے ساحر روانہ کیے کہ عمار سے جو سحر مین غالب آسکین کس لیے کہ جانتا تھا ہمراہ عیار معمار بھی ضرور ہوگا اور لڑیگا صدہا ساحر ہر سمت کو روانہ ہوا اور دیوان بیابان کو عتاب آمیز حکم پہونچا کہ اگر تمھاری سرحد سے قاتل قائمؑ نکل گیا تو سبکو جلا دونگا اب ہزارون چیلے اور دیو اور پریزادان طلسم اور ساحر و ساحرہ وغیرہ بتلاش ہین دادہ ہوئے اور بادشاہ دو پہر رات تک اسی بندوبست مین سریر حکومت پر جلوہ گر رہا بعد دو پہر رات کے دربار برخاست کر کے ساحرون کو انعام کا بھی امیدوار کیا کہ جو کوئی قاتل کا پتا لگائیگا بڑا رتبہ ہماری سرکار سے وہ پائیگا ایسا کچھ انتظام کر کے داخل شبستان ہوا اور یہان رات بھر خواجہ کوہ بینی پر درختون کی آڑ مین دبکے ہوئے بیٹھے رہے جسوقت کوہ لاجورد فلک پر عیار مہر قدم زن ہوا اور عالم تمام شعاع خورشید سے روشن ہوا ابیات

کہ جب شب نگی اک نقطہ خال
تجسس کا ہوا سامان فراہم
اُٹھا بستر سے پھر شاہ خوش اقبال
ہوا ابر سیاہ شب جو کم کم

ہنگام سحر جہاندار برآمد ہو کر تنبیہ برائے تلاش قاتل قائمؑ کرنے لگا اور عمرو صبح کو پہاڑ پر سے بطور تخفی اترا دل سے کہتا تھا کہ اب کسی طرح یہان سے نکل جانا چاہیے یہان کب تک بیکار رہو گے مفت مین زیر باری ہوگی اپنے پاس سے روٹی کھانا پڑیگی شہر سے جبی نکل آئے ہو نہین تو وہان دو ایک پیسہ روز کی مشقت ہی کر لیتے دو چار کام کسی جوہری کے کرتے کہان تک تمکو نہ دیتا ضرور ہی کچھ جواہر نذر کرتا اس سوچ مین ایک جھیل کے کنارے آکر استادہ ہوئے اور فکر کرنے لگے کہ کس طرح چلنا چاہیے اسی فکر مین دو چار قدم آگے بڑھتا تھا اور پھر ہٹ آتا تھا اب جو غور کر کے دیکھا تو زمین سے گھانس ہری ہری اُگ آئی ہے اور اُس گھانس مین خود گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون پھول رہے ہین اُسوقت یہ گھبرایا اور سوچا کہ یہان جس جگہہ تم ٹھہروگے گرفتار ہو جاؤگے کس لیے کہ ایک تو مقام ایسا تحت و عجب دوسرے جب سے قائمؑ کو قتل تمنے کیا ہے بادشاہ یہان کا تلاش مین تمھاری ہوگا کچھ ہی دیر مین آفت آیا چاہتی ہے اس سے مناسب ہے کہ معمار کو زنبیل سے نکالون اور اُس سے کچھ مشورہ کرون

بس یہ سوچکر اُسنے قفس نکالا اور اُسمین سے معمار کو نکال کے زمین پر رکھا قفس پھر داخل زنبیل کیا
اور معمار کو ہوشیار کرکے اُس سے سب ماجرا کہا کہ ہم تمھاری محبت مین طلسم نورافشان سے یہان
آلے اور تمھین قائم کو مارکر چھڑا لائے اب تم کوئی تدبیر کرو ہم تم یہان سے چلین معمار کے عمرو
کو دیکھکر حواس باختہ کھوگئے اور گویا ہوا کہ خواجہ سلامت پہلے یہ تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو
اس مقام پر نیرنگ فسون مین پہونچایا کس نے اور آپ آئے کس طرح سے کیونکہ یہ جگہ ایسی نہین
جو کوئی یہان آسکے اور کیا تاب کسی کی جو ادھر آنے کے لیے کوئی رخ بھی کرے اور یہ بھی ممکن نہین
کہ یہان کسی طرح کا تصور کرکے کوئی نکلجائے عمرو نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے معمار ہمکو ہمارے
خداے اکبر نے یہان پہونچایا سوا اُسکے اور کس کو قدرت ہے جو مجھ ایسے بندۂ ذلیل کو ایسی جاے عدو جلیل
پر پہونچائے وہی خداے تعالیٰ ہمارا ہر وقت اور ہر مہم مین مددگار ہے اور وہی ہمکو یہان سے
بچاکے ہر ایک آفت سے پھر منزل مقصود و راحت پر لیجائیگا کہ وہ سب سے زبردست ہے تم کچھ ہمارے
آنے کا تعجب نہ کرو اب فکر یہان سے چلنے کی کرو کیونکہ پہلے تو تم یہان کے سردارون مین
تھے جہان جی چاہتا تھا آتے جاتے تھے اب باغی ہوئے تمھارے لیے چوکیان بیٹھی ہونگی
اگر مین اکیلا ہوتا کچھ مکر کرکے نکل جاتا تمھارے ساتھ لے جانے مین البتہ ذرا مشکل پڑیگی تو تم
کوئی تدبیر ہوسکے تو کرو ورنہ مین تو پھر لے جاؤنگا عمرو تو یہ باتین کررہا تھا اور صفت
پروردگار عالم کی کرتا تھا کہ دفعتہً دامن کوہ سے صداہاے مہیب آنے لگی یہ معلوم ہوا کہ جیسے
فیل روزگار نے چیخ ماری عمرو سمجھا کہ کوئی آفت آئی فوراً گلیم عیاری اُوڑھ کر یہ تو غائب
ہوگیا اور معمار سے کچھ دور جاکر الگ کھڑا ہوا کہ شاید یہ مسحور بہ سحر ہو تو مین تو بچ رہون اور
یہان معمار پھر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا خواجہ کھڑے کھڑے میری نظرون سے پنہان ہوگئے اے معمار
عمرو بھی ساحر زبردست ہے یا یہ امر ہے کہ جس ساحر کی قید مین ہم ہوے اُسنے عمرو کی ایسی صورت
بناکر مجھسے کچھ راز دوستی عمرو کے دریافت کرنا چاہتا تھا ورنہ عمرو کا یہان آنا اور قائم کو مارنا
بسا مشکل ہے ابھی اسی شش و پنج مین یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک ساحر سامری وقت نہایت
قوی ہیکل دیو صورت سخت بدسیرت سیاہ فام کریہ منظر آنکھین لال لال کیے جھولا گلے مین
ڈالے لٹھ ایک لوہے کا کاندھے پر رکھے تہمد باندھے پیدا ہوا معمار سمجھا کہ یہ وہی شخص ہے جو ابھی

عمرو بنا ہوا تجکو فہمایش کر رہا تھا اب یہ اس صورت سے آیا ہی بس یہ معلوم کرکے اُسنے کہا ای
شخص ان باتون سے کیا مطلب نکلتا ہی اور کیا فائدہ ہی کہ تو صورت بدل بدل کر میرے آتا ہی
مین خود حیران تھا اس امر مین کہ بھلا وہ کہان اور یہ مقام کہان اور کیونکر یہان انکا آنا ہو
قسم ہی جمشید و سامری کی کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی اور نہ مجکو کچھ سروکار اُس سے ہی
مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین تم ناحق مجھسے ایسی باتین کرتے ہو اُس ساحر نے یہ
کلمات سُنکر جواب دیا کہ ارے تو کیا دیوانہ ہی یا اپنے تئین بناتا ہی جو اس طرح دیوانہ وار بکتا ہی اور
یہ تو نے کیا کہا کہ وہ کہان اور یہ مقام کہان اور وہ کیونکر آیا معمار نے کہا مین تو دیوانہ نہین ہون
جسکو کہ مین کہتا ہون وہ تھین تو ہو انکار کرنے سے تمھارے ہوتا ہی کیا ہی مین پہلے ہی پہچان چکا
ہون اس کلمہ پر اس ساحر نے کہا ارے کمبخت ایک تو قائم جادو کو تو نے مارا اور دوسرے ہمسے
دیوانہ پن کرکے بچنا چاہتا ہی بھلا اب ہم تجکو زندہ چھوڑینگے یہ کہکر ایک نارنج اُسنے معمار پر مارا
معمار تو اس سے باتین کر رہا تھا اس سبب سے غافل تھا دوسرے یہ سب ساحر ملازم
جہاندار قدرت کے ہین معمار اُنسے بگاڑ کر سر بر نہین ہو سکتا ہی اُسنے اتنا کیا کہ دستک سحر
کی دی وہ نارنج زمین پر گر کر سرد ہو گیا اُس ساحر نے ایک مرتبہ ایک زنجیر جھولی سے نکالی اور
پکارا کہ ای سلاسل عطیۂ شبیہ خداوند جمشید جلد اس گنہگار کو باندھ لے وہ زنجیر معمار کے دست و پا مین
آکر لپٹ گئی اور ہر چند اُسنے رد سحر پڑھا وہ کسی طرح نہ چھوٹی آخر معمار اُسمین بندھکر
اُس ساحر نے آکر اُسکو بزور سحر اُٹھایا اور لیکر روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ایک ساحر سامنے آتا تھا
اُسنے اُسکے پاس آکر کہا کہ بھائی صاحب واہ واہ کیا خوب تمنے کام کیا ہی کہ جو اس مفتری کو پکڑ لیا مین
بھی اُسکی تلاش مین بڑی دیر سے حیران و سرگردان پھر رہا تھا بلکہ میرے اوپر کیا موقوف ہی اسکے لئے
تو صدہا ساحر نکلے ہوئے ہین اور ہر جگہہ ڈھونڈھ رہے ہین مگر چلو خوب ہوا کہ جو تمھارے ہاتھ میں
آگیا لیکن ای برادر کچھ انعام تمکو ملیگا اُسمین ذرا ہمکو بھی یاد رکھنا بھول نہ جانا کیونکہ ہم بھی تمھارے
برابر ہی آکر پہونچے ہین اگر دم بھر بھی پہلے ہو جاتے تو پھر ہمین اسکو باندھ لیتے لیکن کچھ مضائقہ نہین ہی
جیسے تم ویسے ہم ہمارا تمھارا معاملہ واحد ہی اسکے گرفتار ہونے سے مطلب تھا خواہ تمھارے ہاتھ سے
یا ہمارے ہاتھ سے ہو وہ مطلب جمشید نے پورا کر دیا مین اسکو پکڑتا تو بھی روبرو شاہ کے جاتا

تمنے قید کیا ہو تو بھی وہ ہی مطلب ہو اچھا اب جلد چلو ایسا نہو کہ جو کام اسنے قائم کے ساتھ کیا ہو
اسی طرح تمکو بھی فقرہ دیکے نکلجائے وہ ساحر اِس ساحر کی باتون کا کچھ جواب تو نہ دیتا تھا چپکا
معمار کو لیے چلا جاتا تھا اِن دونون کی باتین خواجہ نے جو علیحدہ گلیم اوڑھے کھڑے تھے سُنین اور
جلد منھ پر ہاتھ پھیر کر پکارے کہ یا جناب آدم صفی اللہ جد پاک میری صورت ایک پیر ضعیف کا کش
کی ایسی ہو جائے دادا تو پوتے کے کہنے مین رہا کرتے ہین لمحہ بھر مین ویسی صورت ہو گئی چہرے پر
جھریان پڑی ہوئین قامت خمیدہ بدن کی رگین اور پسلیان سینے کی نکلی ہوئین سر پر بال
بالکل روئی کے گالا سر ہلتا تمام بدن مین رعشہ ایسا پڑا تھا کہ پیر فلک کا اُستاد کچھ ہی دنون سے
چرخ مکار سے چھوٹائی بڑائی ایک لنگوچہ کمر سے لپیٹے رانون کی کھال لٹکی ایک لنگوٹا دھیلا دھالا
باندھا تھا ٹیڑی ٹیڑی اُسمین رکھے ہوئے کھرپا ہاتھ مین اِس صورت سے نکل ایک جگہ اُن
دونون ساحرون کی راہ مین آگے آکر بیٹھا اور گھانس چھیلنے لگا مگر بسبب ضعف و نقاہت رعشہ
کے کھرپی گھانس کی اوپر پڑکے اوپر ہی سے پھسل جاتی تھی چلنی نہ تھی اور ہاتھ پاؤن تھرائے
جاتے تھے جب وہ ساحر اِنکے پاس آکر پہونچے اُسکو ایسی محنت بیہودہ اور بیکار مین مبتلا دیکھکر
ہنسے تو ہنسے پھر کچھ رحم اُنکو آیا اور ترس کھا کر گویا ہوئے کہ ای بڑے میان تم بڑے بے وقوف
معلوم ہوتے ہو ارے طاقت ہاتھ پاؤن مین تو مطلق نہین ہی ہو اور گھانس چھیلنے کو گھر سے نکلے ہو
ارے کیا لڑکا کوئی تیرے نہین ہو اور عزیز و اقربا مین کوئی ایسا نہین جو ایسے وقت مین روٹی
پانی کی خبر لے یا ایام شباب مین تونے ہی اسقدر پیدا کر لیا ہوتا جو اس بڑھاپے مین تیرے کام
آتا اور تجکو آرام ملتا اِس بیان کو سُنکر اُس پیر نے کہا کہ جمشید تجکو سلامت رکھین عزیز و
اقربا لڑکے بالے سب میرے موجود ہین اور جوانی مین کمایا بھی بہت ہو ایسا کمایا ہو کہ کسی کو نصیب
نہوگا لیکن میری عادت مین نہین ہو جو کسی کا احسان لون اپنی غیرت مین آپ مرا جاتا ہون
اور پھر جاکر دو چار پیسے جو کچھ تقدیر کے بدے مین وہ ملجاتے ہین بس اُسی مین گذران کرتا ہون اور
سُنو میرے صاحب دینے کی بھی حد ہوتی ہو اب جو کچھ میرے پاس باقی ہو وہ نالائقون کو میرا
دینے کو جی نہین چاہتا ہو ورنہ اب بھی میرے پاس وہ دولت ہو کہ بادشاہ جہاندار قدرت
نے بھی نہ دیکھی ہوگی بلکہ نام بھی نہ سُنا ہوگا ساحرون نے کہا بڑے میان ہم بھی تو سُنین کہ تمنے

جوانی مین کیا ایسا پیدا کیا تھا جو دوسرے کو ممکن نہین ہوا ذرا ہم سے تو بیان کرو ہم تمھارے کوئی
ساجھی تو ہین نہین جو سنکر تمسے دعوی کرینگے بڈھے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا مطلب ہی
خیر ہم جھوٹ ہی کہتے سہی تم چلے جاؤ اپنی راہ لو کوئی بھی اپنی کمائی کا حال بیان کرتا ہی جو مین
تمسے اپنا حال کہنے بیٹھون اتنی ہی دیر مین میری گھانس چھیلنے کی حرج ہوئی ورنہ کچھ چھیل ہی
جاتی ارے میان تم اپنی راہ کیون کھوٹی کرتے ہو بڈھے نے یہ جو کہا وہ ساحر اور زیادہ بجد
ہوئے بڈھے نے خوب سا انکار کرکے اور انکو مشتاق بنا کر کہا تمھاری خاطر ہی جو بتاتا ہون یہ
دو نگینے شیرین پکھراج کے پائے ہین وہ بیٹے میرے مجھسے مانگتے ہین اب مین انکو نہین دیتا ہون
بھلا تم ہی بتلاؤ کہ آجتک تمنے نام بھی شیرین پکھراج کا سنا ہی بھلا دیکھنا تو درکنار وہ دونون ساحر
یہ بیان سنکر گھبرائے بلکہ ایک نے کہا ارے میان یہ بڈھا بڑھاپے کے سبب سے سٹھرا بہترا ہو گیا
ہی نہین معلوم کیا بیہودہ بکتا ہی آؤ چلو بھی کہین پکھراج بھی شیرین ہوتا ہی بڈھے نے کہا جاؤ جاؤ
میان تمکو ٹھہراتا کون ہی یہی سمجھ کے تو مین بتاتا نہ تھا اور انکار کرتا تھا آخر تمکو میرے کہنے کا اعتبار
نہوا نا مگر اب تو مین نے تمسے بتایا ہی تو لازم ہی کہ تمھین دکھلا بھی دون بھلا کیا یاد کروگے کہ ایک آدمی
گھسیارے کے پاس ہمنے ایسی نایاب چیز دیکھی تھی مگر میان مین غریب آدمی ہون تم اگر ان نگینون
کو دیکھکر مجھسے چھین لو تو مین کیا کرون اگر دعوی بھی کرونگا تو لوگ جھوٹا کہینگے ساحرون نے قسم کھائی
کہ نہین ہم زبردستی کسی طرح کی نہ کرینگے بڈھے نے کہا میرے بیٹے اور عزیز وغیرہ بھی سب واقف ہین مین
انسے گواہی دلواؤنگا تو اچھا دیکھو یہ کہکر دو نگینے اپنے لنگوٹے سے اسنے نکالے نگینے ہاتھ پر کیا رکھے
کہ تمام جنگل منور و روشن ہو گیا فلک فیروزہ فام یاقوت آفتاب کو ان نگینون پر نثار کرتا تھا جوہری
روزگار کی آنکھون مین خیرگی آگئی وہ دونون ساحر دیکھتے ہی عش عش کرنے لگے اور منھ مین پانی
بھر آیا کہا بڑے میان اگر تم کہو تو ہم ذرا ہاتھ مین لیکر انکو دیکھین بڈھے نے کہا لو دیکھو اور وہ جو صفت
مین نے انکی بیان کی ہی کہ شیرین پکھراج ہی تو چکھ کے بھی دیکھو ان دونون نے وہ نگینے بڈھے
سے لیے اور ہاتھ پر اپنے رکھکر رنگ ڈھنگ سنگ انکے دیکھے اور کہا کیا قدرت جمشید کی ہی
واہ وا واہ کہ اس گھسیارے کو اور یہ دولت لازوال عنایت فرمائی ہی اور پھر اسپر یہ خداوندی کی
قدرت نمائی ہی کہ یہ بیچارہ انکو کام مین نہین لا سکتا ہی گھانس چھیلتا ہی اور اس پیرانہ سالی

پیرانہ سالی مین دُکھ بھرتا ہو اور کمبخت بیٹے بھی اِسکے نالائق معلوم دیتے ہین کہ ایسی چیز کی قدر نہین
جانتے ہین اگر یہ نہین دیتا تھا تو اسکی منت کرکے اِس بڑھاپے مین چین بِکراِس سے لیتے مثل چلی
آتی ہو کہ محنت سے عظمت ہوتی ہو بیٹا شکر کھاتے ہین کوئی باپ شکر نہین کھاتا ہو چہ جاکہ وہ تو ایسکے
فرزند ہی ہین یہ کہکر کہا بڑے میان سچ بتا تاکہ یہ تمنے کہان سے پائے ہین بڈھے نے کہا کہ مین نے
کچھ مفت تو پائے نہین لاکھون روپیے دیکر خریدے ہین ایک روز کا ذکر ہو کہ مین دریاے جمشید
مین نہانے گیا نہاکر کنارے اُسکے کھڑا تھا وہان ایک شخص انکو کھڑا بیچ رہا تھا اور بھی لوگ
وہان تھے مگر کسی کو یہ جچے نہین اور کسی نے قیمت انکی نہین لگائی مین نے جو انکو دیکھا بس دل
لوٹ ہو گیا سمجھا کہ یہ نگینے نایاب ہین بس مین نے اُس شخص سے قیمت انکی پوچھی اُسنے کہا کیا کہون
کہ کیا قیمت مانگی بہرصورت مین نے اُسکو راضی کرکے یہ لے لیے اُسوقت اُسنے کہا ای شخص یہ
خداوند جمشید کے مندرون مین کے جواہر ہین اور اُنکے پہنے ہوئے ہین تو انکی ہمیشہ زیارت کرنا
اور تاثیر اُنکے پہننے سے اُنمین یہ ہو گئی ہو کہ یہ میٹھے ہو گئے ہین نام اِنکا شیرین نگین ہو شاہان
جہان کو بھی آجتک یہ خداوند کا پہنا ہوا تحفہ دستیاب نہین ہوا خبردار اپنی جان کی برابر رکھنا
اور کوئی بے ادبی انکے ساتھ نہونے پائے ورنہ بھیک مانگنے لگے گا پھر میرا صاحب اب
مین اتنا روپیہ کہان سے لاتا کہ تبخانہ بنواتا خداوند کی شبیہ وہان رکھکر اُسکے کانون مین پہناتا
اور روز انکا پوجا کرتا جب میرے یہان بھی برکت ہوتی اتبو مین لنگوٹی مین رکھتا ہون اور اِسی
سبب سے گھانس چھیلتا ہون لو اب نگینہ مجھے دو اور تم اپنی راہ جاؤ ساحرون نے کہا پھر ہمکو
اِنکی شیرینی کیونکر معلوم ہو اُسنے کہا مُنہہ مین رکھکر دیکھو نگینے اور زیادہ آبدار ہو جائینگے اور
مٹھاس تمھارے حلق مین اُتر جائیگی اور ایسی شیرینی ہوگی کہ کبھی تمنے تو کیا تمھارے باپ نے
بھی نہ کھائی ہوگی ساحر نگینون کے دیکھنے سے کی خوشامد کرتے تھے کلمات درشت بھی سُنکر چپ رہے
اور دونون نے نگینون کو اپنے مُنہہ مین رکھ لیا اور پھر جو مُنہہ سے نکالا نگینے زیادہ چمکنے لگے
اور شیرین تمام دہن ہو گیا یہ شیرین کامی دلیل انکی تلخکامی کی تھی خواجہ نے ایسے وہ نگینے
بنائے تھے کہ اوپر اُسکے مٹھائی بیہوشی آلودہ لگائی تھی بس وہ مٹھائی جو اُنکے حلق سے اتری
پہلے تو کچھ سرور معلوم ہوا اور اُسی حالت سرور مین کہا بڑے میان اِنکو تم ہمسے قیمت

لیکر دیدو عمرو نے کہا قیمت انکی تم کیا دوگے انکی قیمت تمھاری جان شیرین ہی یہ نگینے بہتون
کی جان لیچکین ہین اب تم مشتاق ہوئے ہو تو جان دوگے وہ یہ سنکر نگینے پھینک کر دوڑے
کہ او بے ادب ہم تجکو مار کرینگے بس جیسے ہی یہ جھپٹے طمانچہ دیو بیہوشی کا پڑا کہ سر نیچے ٹانگین
اوپر دھم سے گرے عمرو نے بنابر احتیاط کے گلیم اوڑھ لی اور لمحہ بھر غائب ہوگیا پھر بصورت اصل
ہوکر ظاہر ہوا اور سامنے معمار کے آیا پکارا کہ انا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اے معمار تو
جوان ساحرون سے ہکلی ہکلی باتین کرتا تھا اور اپنے دشمنون کو دوست جانتا تھا بھلا تیرا
کہان خیال ہے ارے مین وہ ہون کہ دریاے عمان و قلزم و محیط مین گھسکر ساحر شمش کو مین نے مارا
یہان تو تجکو بھلا کو کب کچھ دور سے آیا تھا اب خوب سمجھ لے کہ قائم جادو کو مین نے ہی مارا
اور تجکو چھڑایا اور اب ان دونون حرامزادون کو بیہوش کیا دیکھا تو نے قدرت خداے تعالی کو
کہ کیا اُسنے ہمکو قدرت و قوت عنایت فرمائی ہے یہ سب اُسی کی قدرت ہے ورنہ میری کیا اصل ہے کہ
جو ایسے مقام پر آکر ایسے بڑے ساحرون پر غالب آؤن اب تمکو یقین کرنا چاہیے کہ ہم افراسیاب
کو بھی اسی طور سے اگر منظور خدا ہے تو مار ڈالینگے کچھ فرق نہ پڑیگا یہ کہکر معمار کے سامنے سینہ گرم
کیا اور اُن دونون ساحرون کو منھ انکا چیر کر پلا دیا وہ تڑپ کر ہلاک ہوگئے اور صداہاے دار و گیر
بلند ہوئین بعد کچھ دیر کے آوازین آئین کہ مارا نیسان جادو اور مبہوت جادو کو افسوس ہے داد
کام تمام کیا مطلب نے لی کچھ نہ حاصل ہوا معمار زنجیر سحر سے کھلگیا اور خواجہ کی دلیری پر پھر آکر جلد عمرو
کو بغل مین دابکر اُڑا کہ خواجہ تمنے برا غضب کیا انتہا کے سفاک درمیت جھپٹ تم ہو یہ کہتا ہوا اور تو
کہین نہ جاسکا خواجہ کو غار کے اندر لیکر اتر گیا اور پوشیدہ ہوکر بیٹھا اور بو تنڈے پیدا ہوکر لاشین دونون
ساحرون کی اُڑا کر سامنے جہاندار کے لیگئے اُسوقت اُنکے سرون سے دو طائر نکلے اور پکارے کہ اے
نبیرہ جمشید یہ دونون معمار کو گرفتار کیے ہوئے لاتے تھے راہ مین عمرو گھسیارا بنا ہوا ملا اور انکو فریب
دیکر اُسنے بیہوش کرکے مار ڈالا جہاندار نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عمرو کا قدم یہان آیا ہوا ہے اب تدبیر اسکی
معقول کیجائیگی کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا لاشین انکی لیجاکر اُٹھوا دو ساحرون نے لاشین اُٹھوائین
اور آپ دار الامارۃ سے اُٹھکر داخل بستان ہوا جہان یہ سوتا بیٹھتا ہے وہان آئینہ قد آدم لگا ہے آئینہ مین
ہم رات خیال کیے جو صورت نما ساجرا گذشتہ و حال ہے چار طرف اُس آئینہ کے چوکھٹے مین تصویرین

سامری اور جمشید کی لگی ہین کہ وہ سب بنتی ہین اور ایک کنارے پر رقعہ جمشیدی لگا ہوا ہے کہ جسکے حرف کیڑون کی طرح سے رینگتے ہین کوئی اور شخص سوائے جہاندار کے اس رقعہ کو نہین پڑھ سکتا ہو آئینہ شفافی مین آئینہ خورشید کو اپنے مقابلہ مین اندھا بناتا ہو روح سکندر کو بُرا منہ پر کہتا ہو اُس بادشاہ نے جاتے ہی غلاف اس آئینہ پر سے اُٹھایا اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا دل سے نیت کی کہ حال عمرو اور معمار معلوم ہو کہ کہان ہین اُس مین معلوم ہوا کہ فلان غار مین معمار عمرو کو لیکر بیٹھا ہو بس یہ دیکھکر اُسنے رقعہ جمشیدی کئی مرتبہ پڑھکر دیکھا کہ حرف اُسکے قائم ہوئے اور اُسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ ارے او بے وقوف احمق تو نے بڑی خطا کی کہ جو معمار کو قید کرکے عمرو کا قدم اپنے شہر مین بھی داخل کرایا اگر تو اسکو قید نہ کرتا تو عمرو کبھی یہان نہ آتا اب عمرو کو تو ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہو عمرو وہ عیار ہو کہ تمام خداوند اُسکے ہاتھ سے بھاگ کر عرش پر گئے اور دُنیا مین نہ ٹھہر سکے اب لقا بھاگتا پھرتا ہو خیر اب دیکھو لینا وہ ایک کو تو یہان زندہ نہ چھوڑے گا جب سے وہ یہان آیا ہو تین ساحر نامی و نامور کو قتل کرچکا ہو اب تمام ساحر یا تو مطیع اسلام ہونگے یا مارے جائینگے جہاندار نے جو یہ مضمون پڑھا جسم کا خون خشک ہوگیا اور در خوف سے کانپنے لگا مگر دست استقلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑا بلکہ ضبط کرکے خاموش ہو رہا اور بخیال مدعی ہو جانے کے رقعہ کے مضمون کو کسی سے بیان نہ کیا آپ باہر دربار مین آیا ایک مصاحب مقرب اُسکا ہو اُسنے جو رنگ رخسار اُسکا متغیر دیکھا تو پوچھا کہ اے شہریار خیر تو ہو اسوقت حضور کا چہرہ بہت اُترا ہوا ہو کچھ اسکا سبب ہم غلامون سے بھی ارشاد فرمائیے جہاندار نے کہا بھائیو کیا اپنا حال مین تم لوگون سے بیان کرون سوائے اسکے کہ شاید غضب جمشید کا مجھپر نازل ہوا ہو عمرو میرے گھر مین گھس آیا ہو اور مین بہت حیران ہون کہ وہ کیونکر یہان تک چلا آیا لیکن اتنا جانتا ہون کہ ادھر جہان نہین عمرو آگیا اپنی فطرت سے بچ آیا کیا مگر یہان اُسکی قضا لائی ہو مین ابھی بھی اُسکے قتل کرنے پر قادر ہون اور تو سہی میرا نام جہاندار قدرت نیرہ جمشید جو مین اُسکا کام نہ تمام کردون یہ کہکر تاب نہ رہی اپنے مصاحبین کو لیکر اندر شبستان کے گیا اور کچھ دانہ اش کے سحر پڑھکر جو اُس آئینہ پر کہ جسکا حال پہلے بیان ہوا مارے اُن دانون کے پڑتے ہی خود بخود پٹ اُسکے مثل دریچے کے لگے تھے بند ہوگئے اور بعد اُسکے کچھ سحر دیر تک پڑھا کیا جب وہ سحر

ختم ہوا دستک دی اور پکارا کہ عمرو اور معمار کو لا سحر اُسکا اُن دونون کے پکڑنے کو چلا وہان
عمرو غار کے اندر معمار سے کہہ رہا تھا کہ ای بھائی اِس غار مین تم کب تک بیٹھو گے اس سے تو مین
اکیلا ہی اچھا تھا ابتک تو مین شہر مین جاکر کچھ نہ کچھ انتظار کرتا اب تمکو لازم ہی کہ مردانہ وار
یہان سے نکلکر کمین اور چلو مجکو بھی لیتے چلو معمار نے کہا خواجہ یہان بیٹھنا غنیمت سمجھیے تین
دن تک سحر نہو سکے گا آج کل مین سحر تین دن کے لیے بھول جاتا ہون اسکا قصہ بہت طولانی ہی
مین تمسے کسی وقت کہدونگا اب تم بھی دعا کرو کہ یہان کوئی اور آفت نہ آئے یہ کہہ ہی رہا تھا
کہ یکایک ایک بجلی چمککر اُس غار مین گری عمرو جبتک سنبھلے سنبھلے اور گلیم اوڑھے اُسوقت تک
دیکھا کہ ایک چابک آتشین معمار کی اور میری کمر سے لپٹا ہوا ہی اور وہ چابک بر روے ہوا بلند
ہوا اب یہ بھی دونون لٹکے ہوے چلے اُسوقت عمرو نے کہا کیون ای معمار قدرت افسوس
صد ہزار افسوس آخر گرفتار ہو گئے نا اگر کچھ نکلکر پیدا کر لیتے تو اچھے رہتے معمار اپنے دل مین کہتا ہی
کہ کسقدر مطمئن قلب یہ شخص ہی کہ ہر جگہ اسکو فکر پیدا کرنے زر کی ہی گویا قضا کو جانتا ہی نہین اور
اس مصیبت کو کہ جسکا سامنا ہی کچھ شمار ہی مین نہین لاتا ہی الحاصل جب وہ چابک سحر خوب بلند ہو گیا
تو دونون متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے شہر مین غلغلہ انکے گرفتار ہونے کا پڑا ہر ایک زن و مرد
در و بام سے تماشائی ہوا سب کی آنکھین سمت آسمان لگی تھین جیسے اہل اسلام چاند عید کا دیکھتے
ہین اس طرح کی کیفیت نظر آتی تھی کسی طرف سے صدا آتی تھی کہ دیکھو وہ جاتا ہی وہ جاتا ہی
کوئی کہتا تھا سبحان اللہ واہ کیا چابک کمر سے لپٹا ہی کسی کی زبان پر تھا کہ بعد مدت اب یہ حضرت صدے
گئے کوئی باراری کہتا تھا اب چندار دے کے پیچھے آئے اسطرح رعایا و مردمان شہر تو اپنی اپنی کہتے تھے
اور چابک انکو لیے جاتا تھا تلاشنگ سامنے شاہ بیابان گلریز کے لایا یہان جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا
کہ ایک ایوان عظیم الشان بادشاہ کا مکان نہایت آراستہ بنا ہی صحن مین اسکے باغ نگارین لگا
ہی بارہ دری کے چبوترہ پر کرسی یاقوت کی بچھی ہی اُسپر جہاندار قدرت شاہ بیٹھا ہی اور تمام
سردار حاضر ہین قاعدۂ ادب سے ماہر ہین بارہ دری بھی نہایت سجی ہی باغ بھی ایسا گلزار ہوا
ہی کہ بہار گلشن حسن سبزہ رنگان دہر اُسپر نثار ہی مختصر یہ کہ جہاندار کو عمرو نے دیکھکر سمت بنا یا اور
ہاتھ بھی بہر سلام نہ اُٹھایا اُسنے اِس سے پوچھا کہ ارے عمرو تیرا ہی نام ہی اور تو ہی معمار کے ہمراہ

کرنے کو آیا ہو اور قائم کو تو نے ہی مارا ہو عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ پھر اسمین آپکو شک کیا معلوم
ہوتا ہو یہ سب کام میرے بائین ہاتھ کے کھیل ہین اور عمرو بھی مین ہی ہون آپ فرمائیے کہ میرے
دریافت کرنے مین یہ مطلب ہو اگر آپ یہ جانتے ہین کہ مین اسکو قتل کر ڈالون تو یہ ممکن نہین
جہاندار نے کہا اب تم بچکر بھی یہان سے چلے جاؤ گے عمرو نے کہا تیری بھی مجال ہو کہ تو ہمکو روک
رکھے یا قصد ہمارے قتل کا کرے بھلا تو یہان کی حکومت ہی پر گھمنڈ رکھتا ہو شہزادہ جمشید لنڈورا تو
ہمکو مار چکے اس کلمہ پر جتنے ساحر کہ وہان کھڑے تھے سب نے توبہ توبہ کرکے منھ مین اپنے طمانچے لگائے
اور کانون مین انگلیان دے لین اور جہاندار نے غصہ مین آکر کہا کہ اے غضبناک جلاد جلد حاضر
ہو یہ کہتے ہی اُس جگہ کی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جلاد وضع ہلاکو طینت آنکھون سے جسکی
خون ٹپکتا کر دھنہ باندھے تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نکلا اور حاضر حاضر کہکر سامنے بادشاہ کے آیا
بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ حکم خداوند جمشید سے مار ایک تیغہ کہ پہلے سر معمار کا اُڑ جاے وہ حکم سُنکر
پینترا بدلتا ہوا تیغہ کو تولتا ہوا سر پر معمار کے آیا عمرو نے دیکھا کہ معمار کو اب مقرر مار ڈالے گا
بس ایک ہی جست اپنے مقام سے اُسنے کی کیونکہ جب بادشاہ نے قتل کرنے کو جلاد بلایا تو چابک
سے اپنا کمر سے اُن دونون کے کھول لیا تھا بس عمرو نے قریب معمار پہونچکر جال الیاسی نکالکر مارا اور
اسکو کھینچکر نذر زنبیل کر لیا غضبناک نے جو دیکھا کہ عمرو نے معمار کو غائب کر دیا بس اُس سے پوچھا
کہ تو نے معمار کو کہان چھپا لیا اور وہ کہان غائب ہو گیا عمرو نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا اور چاہا کہ گلیم
اوڑھ کر مین بھی غائب ہو جاؤن مگر غلغلہ جو ہوا کہ عمرو نے معمار کو چھپا لیا جہاندار نے گھبرا کر کہا
کہ کہین عمرو بھی نہ غائب ہو جائے سحر کر دیا کہ عمرو بیحس و حرکت ہو گیا اور گلیم نہ اوڑھ سکا اُسوقت
اُسنے آبدیدہ ہو کر نظر حسرت و یاس سے جانب فلک دیکھا لوگون نے کہا کہ ارے تو نے آسمان کو کیا
دیکھا اور ہماری بات کا جواب کیون نہین دیتا ہو عمرو نے کہا آسمان کو مین اس سبب دیکھتا ہون
کہ ابھی ایک نور ساطع الانوار ہوا تھا وہ نور معمار کو تو اُٹھا کر لے گیا اور مجکو چھوڑ کر چلا گیا مین
جانتا ہون کہ جمشید خود آئے تھے اسکو تو لے گئے اب یقین ہو کہ میرے لینے کو آئینگے یہ کلمات سنکر
جہاندار نے کہا یہ کیا معاملہ ہو کہ جمشید کو یہ شخص برا بھی کہتا جاتا ہو اور جمشید اُسکی حمایت بھی کرتے
ہین اب شبیہ خداوندی کو بلواتا ہون یہ کہکر سجدہ کیا اور پکارا کہ اے محافظان صندوق جمشیدی

صندوق لے آؤ کئی بار اسی طرح سے جب اُسنے کہا یکایک رودے ہوا پھر ہزار ہا گھنٹہ بجتا سنائی دیا دم بھر مین وہ صحن مکان ساحران نامی اور پریزادان حسین سے پر ہوگیا کہ سب مور چھل بال ہما اور پر طاؤس کی ہاتھ مین لیے تھے اور گھنٹے اور ڈہرو بجاتے تھے پھر دیکھا تو ہوا سے شعاعین مثل شعاع آفتاب تابان صحری کی طرح زمین پر لٹکنے لگین اور موتی اور جواہر برسنے لگے عمرو نے کہا یا جمشید تم ترساتے ہو اور ہم ترستے ہین کیا ہم حقدارون کو ان بے ایمانون نے بے حق کیا ہو کہ بادشاہ بنا بیٹھا یا ہو اس کلمہ کے کہنے سے عمرو کے پاس بہت کچھ جواہر برس کر ڈھیر ہوگیا اور آواز آئی کہ ہمارے بندۂ خاص سے کوئی یہ جواہر نہ لے اس صدا کو سُنکر ساحر تھرانے لگے اور جہاندار نے کہا صاحبو مین نہ کہتا تھا کہ بغیر امداد خداوندی یہ شخص ایسا زبردست نہوتا اب مجکو یہ کل ہوتا نظر نہین آتا اسی عرصہ مین بعد گوہر و جواہر باری کے چار پریزادین ایک تخت کاندھے پر رکھے اُترین کہ وہ تخت تمام جواہر نگار تھا اور اُسپر ایک صندوق جواہر آگین رکھا تھا جسپر ہزار ہا سہرا موتیون اور جواہر کا بندھا تھا اور پھولون سے وہ صندوق چھپا ہوا تھا اُسکے اُترتے ہی سب ساحر مع بادشاہ کے کھڑے ہوگئے اور سجدے مین گرے پریون نے وہ تخت لاکر چبوترہ پر رکھدیا جہاندار نے سامنے صندوق کے آکر سجدہ کیا اور کہا حضور بر آمد ہون یہ کہنا تھا کہ صندوق کا پٹ کھلگیا اور ایک آفتاب اُسمین سے ساطع ہوا اور اُس صندوق پر آکر جا فلک ساحری کا واقعی خورشید تابان تھا جہاندار نے سوا سو اشرفیان اُسکے سامنے نذر رکھین اُسوقت وہ آفتاب تو بلند ہوگیا اور اندر سے صندوق کے ایک پتلا سوا بالشت کا نکلا اور اُسنے اُن اشرفیون پر ہاتھ اپنا رکھدیا جہاندار سمجھا کہ نذر میری قبول ہوئی یکایک ہزار ہا گھنٹہ ادناقوس بجے اور سب ساحرون نے جمشید کا غل مچایا اور جہاندار نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے شبیہ جد بزرگوار غلام اس بات کا امیدوار ہو کہ مجکو یہ حال معلوم ہو کہ معمار کو اُس عمرو نے کہان چھپا دیا یا اُسکو واقع مین کوئی آکر لے گیا جہاندار تو یہ کہ رہا تھا کہ عمرو نے پکار کر کہا اے جمشیدی ہمارا بھی سلام قبول ہوئے اس کلام کو سُنکر اُس پتلے نے تیوری چڑھائی اور جہاندار سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے بندۂ مقبول کو اپنے ملک مین بلایا معمار کو بھی اسی نے غائب کیا اور اسکی زنبیل مین موجود ہے ہمنے جو اُسکو زنبیل دی ہو تو اُسمین سات شہر آباد ہین

اور سات دریا بہتے ہین ایک معمار کی کیا اصل ہو وہ چاہے تو سب تیرے ملک زنبیل مین رکھ لے
اور تیرے ملک پر کیا ہو اور دو چار شہر رکھ سکتا ہو اب یہ تجھسے قتل نہوگا ہمکو ناحق تو نے بلایا
ہو اگر تو قتل کرنا اسکا چاہتا ہو تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ کبھی قتل نہو سکے گا اس فعل کو بھی
کرکے ارمان پورا کرے مین مانع نہین ہون جو تقدیر خداوند کر چکے ہین وہ ضرور ہوگی یہ سنکر
جہاندار نے سوسو شرفی رخصتی پھر نذر رکھ بن گھنٹے اور ناقوس بجے وہ آفتاب جو بلند ہوگیا تھا
اُتر آیا پتلا پہلے صندوق مین گیا اور آفتاب غائب ہوا تخت پریون نے کاندھے پر اُٹھا لیا
اُسوقت جہاندار نے کہا اے پریزادان خدمتی خداوند ذرا تھم جاؤ وہ ٹھہر گئین جہاندار نے عمرو
سے کہا کہ اے عمرو لا اب معمار کو دیدے عمرو نے کہا میرے پاس وہ کہان اُس پتلے نے تجھسے
جھوٹ کہا ہو تو ناحق کو مجھسے الجھتا ہو جہاندار نے کہا مین چالیس ہزار روپیہ تمکو دونگا اگر تم
معمار کو دیدیگا روپیہ کا نام سُنکر خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا اور کہا اے جہاندار مین کبھی معمار کو
نہ دیتا مگر روپیہ وہ بُری چیز ہو کہ آخر کو دینا ہی پڑا اچھا روپیہ منگوائیے جہاندار نے اُسی وقت
چالیس توڑے منگا کر سامنے رکھے عمرو نے کہا اب میرے ہاتھ قابو مین کر دیجیے کہ زنبیل سے معمار کو
نکالون بادشاہ نے حال زنبیل شبیہ جمشیدی سے تو سُنا ہی تھا بس فوراً اُسکے ہاتھ قابو مین
کر دیے اُسنے کمر پر ہاتھ رکھکر جال الیاسی نکالا سب جانتے تھے کہ اب یہ معمار کو نکالیگا وہ
تو سب متحیر ہوکر دیکھ رہے تھے کہ عمرو نے جال روپیہ پر مارا اور توڑے کھینچکر زنبیل مین رکھے
جہاندار نے روپیے کو غائب ہوتے دیکھکر جلد اُسکے ہاتھ پھر بے قابو کر دیے اور بغضب تمام تر
عمرو کی طرف دوڑا اور ساحرون نے غل مچایا کہ ارے وہ روپیہ بھی لے گیا لے گیا کا
جو غل ہوا عمرو ہنسا اور گویا ہوا کہ ہاتھ کھلے رکھے ہوتے مین تمسکو لیتا اور چھوڑ دیتا تھوڑی
جہاندار اُسوقت تیغہ سحر کھینچکر سر پر عمرو کے آہی تو گیا اور پکارا کہ اے عمرو قسم ہو خداوند جمشید
کی اب مین اس جرم پر تجھکو ضرور مار ڈالونگا عمرو نے کہا یا تم مار ڈالوگے یا پھر ہمین مار ڈالینگے
جہاندار نے کہا ہان یہی بات ہو تو لے یہ کہکر چاہتا تھا کہ تیغہ مارے یکایک ہان ہان کا غل
صندوق کے اندر سے بلند ہوا اور گھنٹے اور ناقوس بجے اور وہ تخت پریان لیکر بلند ہوگئین
جہاندار نے ڈر کے ہاتھ اپنا روک لیا اور عمرو نے کہا کیون رُک کیون گئے ہمارو نہ اے دیکھو

ہو کہ وہ تیغہ ہمیر پڑتا ہی یا تیر جہاندار نے پھر غصہ کھا کر قصد کیا کہ تلوار مارون لیکن وہ صندوق جو
زبان لیکر گئیں یہان سے کچھ دور پر ایک مندر ہی کہ یہ صندوق وہان رہتا ہی اور آفتاب جادو
نام ایک ساحر نائب خداوند جمشید اس مندر مین حکومت کرتا ہی جہاندار شاہ بھی اسکا مطیع
ہی اور وہ خداوند جمشید کا شاگرد اور بے باک مشہور ہی جہاندار اُسکو باپ بنا جانتا ہی بس
یہ صندوق جو وہان گیا تیلے نے آفتاب کو آواز دی کہ ارے جلد جا جہاندار عمرو کو قتل کرتا
ہی مفت کی زحمت ہم لوگون کو ہوگی کوکب اور چالاک اور سب عیارون کی اور امیر کی فوج کل
لشکر اسلام کے افراسیاب کو چھوڑ کر اسی بیابان پر چڑھائی ہوگی جان عضب مین پھنسے گی
جلد جا کر جہاندار کو اس کام سے باز رکھ اور تہدید وعتاب اُسکو منع کرین روک آیا ہون
لیکن تو جا کر اُسکو مار کے سمجھا جو راز کہ مین نے بیان کیا ہی مسلمانون کے غلبے کا وہ اُس سے
نہ بیان کرنا اور عمرو کو کوہ عقیق مین بھجوا دینا یہ سُنکر آفتاب بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور
یہان جہاندار آمادہ قتل عمرو ہوا ہی تھا کہ یکایک برق آسمان پر سے چمکی اور صدائے مہیب
آئی بعد اُن آفتون کے ایک آفتاب چمک کر زمین پر گرا اب تو سب کی آنکھین بند ہوگئین
بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی ایک ساحر کو شیر پر سوار تازیانہ مار ہاتھ مین لیے دیکھا کہ چہرہ اُسکا رنگ
آفتاب تابان ہی اور تمام بدن سُرخ کندن کی طرح دمکتا ہی مُنھ اور کان اور ناک سے آگ
نکلتی ہی اور ہر ایک رویان بدن کا شمع کی طرح جل رہا ہی بس اُسکو دیکھتے ہی ہر ایک ساحر
بہر تسلیم خم ہوگیا جہاندار نے بھی جھک کر فرشی مجرا کیا اُس ساحر نے شیر پر سے اُتر کر ایک ہی
طمانچہ جہاندار کے رخسار پر تڑاق سے لگایا اور کہا او بندہ گستاخ و بے ادب تجکو کچھ خداوند کے
منع کرنے کا خیال نہ آیا کہ جب تو عمرو کو قتل کرنے چلا تھا تو صندوق قدرت سے اُن ہان
کی آواز آئی تھی اور آخر شبیہ خداوند ناراض ہوکر چلی گئی اور ابتک ناراض ہی کیون تو عمرو
کو قتل کرتا ہی اُسنے کونسا تیرا ملک و مال چھین لیا ہی اگر معمار کو اُسنے آکر رہا کیا ہی تو تیرا کیا نقصان
ہوا ہی معمار اگر مسلمان ہوگا تو اُسکا آپ ایمان جائیگا اُسکا ثمرہ آپ وہ پائیگا تو شاہ افراسیاب
کو لکھ بھیجنا کہ مین نے آپ کے فرمانے بموجب معمار کو قتل کرنا چاہا تھا جب اُسکو قید کیا عمرو
اُسکو رہا کر لے گیا بس مین اب اُسکو اپنے دربار مین آنے دونگا آپ کو اُسکے قتل کرنے اختیار ہی بس کے

قتل سے خوش ہونگا ناراض نہونگا اور مین آپکا بدل شریک ہون لیکن امر ناچاری مین افراسیاب
بھی ناراض نہوگا اور عمرو کہ جو بندۂ خاص خداوند سامری ہی اُسکے خون مین بھی تو شریک نہوگا عمرو کا
مرتبہ تو کیا جانے ہم جانتے ہین جو کچھ کہ کتابہائے خداوندی مین اسکے مرتبہ لکھے ہین عمرو نے یہ
کلمات سُنکر کہا دیکھیے ہمارے قدرشناس آگئے سچ ہی جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی وہ ہی انسان کا رتبہ
پہچانتا ہی آفتاب جادو یہ باتین سُنکر ہنسا اور کہا خواجہ واقعی قول آپ کا صحیح ہی پھر ایک
قتلے سے کہا کہ خواجہ کو بآرام تمام اُٹھا کر سرحد کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین چھوڑ آ کیونکہ وہان خواجہ کے
مالک امیر با توقیر بھی ہین اور خداوند لقا بھی ہین یہ اُنسے وہ اپنے سمجھ لینگے ہمکو دخل دینے سے
کیا مطلب ہی بتلا یہ کلام خیر انجام آفتاب نیکنام سُنکر نیچہ بنکر خواجہ کمر مین پڑا اُسوقت
جہاندار نے اپنا سحر دفع کر دیا کہ خواجہ مسحور نہ رہے دست و پا قابو مین آگئے نیچہ تو اُدھر انکو لیکے
روانہ ہوا اور معمار زنبیلی خواجہ مین ہین اور کوکب و شنضیم بیابان گلزار سے پھر کر اپنے مقام پر آیا
بر آن کو انتظار خواجہ عمرو کے آنے کا ہی ابھی سحر تیار کرنے کو وہ نورافشان پہنچی نہین گئی ہی لشکر مہرخ
بفتح فیروزی اپنے مقام پر اُترا ہوا ہی ان سب کو اس حال مین چھوڑ کر حال لشکر لقا بیان ہوتا ہی کہ
زمرد شاہ کے پاس ملکہ زیور جادو بن سفاک جادو اپنی بارگاہ سے آکر روز بیٹھتی ہی اور اُسکا
سوار چہار اگیا ہی تو بہت پریشان حال فکر مین نئے سحر کی ہی ادھر تمام کو ہی اس بات پر آمادہ ہوئے
ہین کہ ایک جنگ ایسی کرو کہ اسمین یا تو امیر کو مار ڈالو یا سب مگر مر جاؤ اور لقا بھی تنگ
جان سے عاجز ہو چکا ہی شکستین بہت کھا چکا ہی تردد مین تخت خداوندی پر بیٹھا ہی چنانچہ اسی تردد
و تفکر مین ایک روز بیٹھا تھا کہ یکایک آسمان پر بجلیان چمکین اور سیاہی ہر طرف چھائی پھر مینہ موتیون کا
برسا لقا نے کہا تقدیر کی کہ کوئی بندۂ قدرت بہر جان نثاری آتا ہی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دو تخت دو کے ہوا
سے نیچے اُترے اُنپر دو ساحر کریہ منظر سوار تھے گلون مین مالے موتیون کے ڈالے اور تمام جواہر طلائی احمر کا
زیور بجا مناسب طور سے پہنے مشعلین آگے سلگائے ہوئے تخت سے نیچے اُترے اور سامنے خداوند
لقا کے آکر سجدہ کیا نذر دی خداوند نے خلعت عنایت کیا دنگل زرین پا کر یہ دونون بیٹھے
بختیارک نے باہر جاکر انکے ساتھ لشکر جو آیا تھا اُسکو اتروایا بارگاہ مین جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا دماغ
اُن ساحران بیحیا کا بادۂ ناب سے گرم ہوا خداوند کی خدمت مین عرض پرداز ہوئے کہ ہم قلعۂ عقیق کوہ کے متصل جو

طلسم کی سرحد ہو وہان رہتے ہین آپ سے بہت نزدیک ہین اکثر ہمارے دل مین آیا کہ خداوند کی
زیارت چلکر کرین اور انکے دشمنون سے لڑین لیکن شومی قسمت سے حاضر ہونے کا اتفاق نہوا اب
یہ شاہزادی جو آپ کے سامنے بیٹھی ہین یعنے ملکہ زیور جادو انکی مان ملکہ سفاک کا پیام ہمکو
ہو چکا کہ ای مروارید جادو وای صدف جادو جلد تر خدمت خداوند مین جاؤ اور اپنی لڑکی کو
مسلمانون کے ہاتھ سے بچاؤ ازبسکہ انکی مادر گرامی سے اور ہمسے بہت عرصے سے رسم و راہ ہو اور وہ اکثر
ہمارے پاس آیا کرتی ہین جبتک جی چاہتا ہو تشریف رکھتی ہین فرمانا اُنکا ہمکو قبول کرنا پڑا اور زیر اشتیاق
زیارت خداوند بھی تھے بس آکر حاضر ہوئے لقانے کہا کہ ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ ان دنون مین تم آکر
حاضر ہوگے اور کارہاے نمایان کروگے اُن دونون نے عرض کیا کہ خداوند آپ نے ان بندگان
خوانی کو اپنے اسقدر طاقت اور زور کیون عطا فرمایا اور اُنکے حال پر اتنا رحم کیون آپ کرتے ہین کہ
جو وہ گستاخانہ قدم حد ادب سے بڑھاتے ہین اور ملازمان خداوند کو عاجز و مجبور کرتے ہین آیا انکے
مقدر مین کیا تقدیر ایسی نہین ہوسکتی کہ وہ سب مغلوب ہو جائین لقانے کہا کہ ہم اپنی قدرت کے
کھیل کھیلتے ہین انھون نے کہا تو پھر ہمارے ارادے یہ تھے کہ خداوند کی طرف سے لڑکر بندگان
مغضوب کو سزاے واقعی دین وہ سب ارادے ہمارے بیکار ہین کیونکہ جب آپ ہی کو انکا غارت
کرنا منظور نہین تو پھر وہ ہمسے کیا اقراسیاب سے بھی نہ ہلاک ہونگے لقانے جواب دیا کہ اگر مین اُنپر رحم
نہ کرتا تو وہ پھر زندہ کیونکر رہتے مین نے تو اُنکو پیدا کیا ہو اگر مین ہی اُنسے خفا ہو جاتا تو ٹھکانا کہان تھا
تمھین خیال کرو کہ دن بھر مین کتنے گناہ میرے کرتے ہو پھر مین سب معاف کرتا ہون وہ ساحر بولے
کہ یہ آپ نے جو فرمایا تو بالکل سچ ہو اگر آپ نہ رحم فرمائین تو کون رحم کرے لقانے کہا اب مین بھی
اُنسے خفا ہوگیا ہون مگر در پردہ اُنکا غارت کرنا منظور ہو چاہتا ہون کہ کسی خاص بندہ کے ہاتھ سے
اُنکا استیصال کراؤن تاکہ بدنامی میرے واسطے نہو صدف و مروارید نے کہا یون تو ہم اُنکے غارت
کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین لیکن اگر خداوند کی نظر رحمت اور نگاہ عنایت ہمارے حال پر ہو
تو البتہ ہم دم بھر مین اُنکو مٹا دین اور قہر خداوندی سے وہ خود برباد ہو جاوین لقانے کہا ہمنے
اُن سبھون کو اب تمھارے سپرد کیا تم جانو اور وہ جانین بلکہ اُن سبکی موت بھی ہمنے تمھارے ہی
ہاتھ مین رکھی مروارید جادو نے اٹھکر مجرا کیا اور کہا اگر خداوند نے ہمارے حال پر یہ

عنایت فرمائی ہے تو پھر طبل جنگ بھی ہمارے نام پر بجوائیے اور ہماری جان فشانی کرنا ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو سہی کہ ہم کیا نئی طرح کی لڑائی لڑتے ہین بختیارک نے کہا اس بات کا تو ہمین یقین ہے کہ تم جو چاہو گے وہ کر جاؤ گے مگر عیارون سے بچے رہنا کہ وہ ساحرون کے بھی استاد ہین اُنھون نے جواب دیا کہ ملکجی ہم اُن ساحرون مین نہین ہین کہ عیار ہمارے اوپر عیاری کر سکین ہم اُنکو بھی کھا جائینگے غرض اسی طرح کے لاف و گزاف یہ دونون مرتد کیا کیے جب گوہر کواکب صدف شب کے بطن سے آبروافزاے بازار فلک ہوے اور نور افشان نگین مہر گم ہوئی چھ سیارے بُراز جیاتی تک ظاہر ہوئے کہ ابیات

سحر گذری ہوا پایا تو مخبر ان خواب
پتا کچھ مہر گردون کا نہ پایا
دکھائی ماہ نے شکل جہان تاب
قمر لیکر ستارون کو پھر آیا

سر شام حسب ارشاد لقاے بد انجام طبل جنگ بجا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوئے اور سامنے امیر بلند احتشام و بادشاہ عالی مقام زمین ادب کو چومکر عرض پیرا ہوئے قطعہ

باد بہار رو سے خزان پر طمانچہ زن
یہ خوف تیرے عدل سے فلک مین ہے پائمال
اژدر بنے ہین سہم کے یان تک ضعیف و ...
گلشن مین تیرے عدل سے ہر رگ نہال
آہو کے دشت مین جو شمتی ہو صدا سے پا
رہتے ہین اُنسے مورچہ منہ مین بصد خلال
اگر اسکو یقین کہ درندے گزند کے
چھپنے کو بیڑ ڈھونڈھتے ہین خانۂ شغال

آخر بادشاہ عالیجاہ دو ساحر مروارید و صدف نشا جادو قریب کوہ عقیق سرحد طلسم کے رہنے والے حسب استدعاے ملکہ صقال مادر زیور جادو آئے ہین بہت کچھ لاف و گزاف لب پر لائے ہین اب طبل جنگ گر بجوایا ہے باقی خیر و عافیت ہے یہ کہکر ہرکارے تو کنارے ہوئے اور حسب ارشاد جم قدر امیر نامور نے ابو الفتح عیار سے ارشاد فرمایا کہ خدا سے سازِ رگ ست تم جا کر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجواؤ اور خبر گوش دلاوران مین رزم کی پہونچاؤ ابو الفتح نے حسب دستور نقار خانہ سلیمانی و سکندری مین آکر نقارۂ اسکندری پر چوب لگائی جسکی صداے ہیبت زاسے زہرۂ عدو آب آب ہوتا تھا مروارید و صدف بھی اپنے مقام پر اچھل پڑے بختیارک نے کہا کہ یہ مسلمانون کی پہلی بسم اللہ ہے اُنھون نے کہا کہ معلوم ہوا حمزہ بڑا جاہ و جلال رکھتا ہے اور اُسکے مقابلے کے لیے بڑی ہوشیاری چاہیے یہ کہکر خداوند لقا سے کہا کہ ہم سحر تیار کرنے اپنی بارگاہ مین جاتے ہین آپ یہان اپنے لشکر کی درستی

برائین پر کھکر اپنے مقام پر اٹھکر آئے اور بعد فراغ اکل و شراب دونوں خوک کے خون سے نہائے
پھر اسباب ساحری لونگ آگ دھتورے کے پھل وغیرہ سامنے رکھکر مصروف سحر خوانی ہوئے
لشکر میں زنکے ڈہرو بجنے لگا بیر دن نے شور و غل مچایا کڑا ہیان پونون کو دی گئین ملٹنین ہو دناد
کو دی گئین منتر کی جاپ ہونے لگی لشکر اسلام مین سلح خانے کھلے بادشاہ سر شام ہی سے داخل
شبستان ہوئے سردار اپنے اپنے مقام پر آکر تیاری جدال و قتال کرنے لگے نیر دن کا آج ارادہ ہی
کہ راست بازی چھوڑ دیجیے سیدھی سیدھی تو یہ ہو کہ زبان سنان سے دشمن کو ٹیڑھی سنائیے نیر دن
نے کہا راستی دکھا کر سینون مین گھر کیجیے غارت تن سے جان عدو کو نکالکر در بدر کیجیے خنجر گلوگیری کا دشمن
کا دعوی رکھتے سرکشی کرنیکا ارادہ رکھتے تیغین مثل اہل تواضع گردن جھکائے دل مین گاٹ پھانس
کی ٹھہرائے تھے ہر طرف پلٹنون اور رسالون مین باجے بجتے نالے رزمی کا شور بلند نفیریون کی
صدا خاطر بہادران کے پسند شجاعت کا ڈنکا بجتا تلوار کا سکہ جاری ہر سمت تیاری میدان داری
گھوڑون کی رکابین اور تنگے وغیرہ درست کرائے جاتے دو پہر رات سے دلاور نہاتے ہر ایک مجاہد
کفن سر سے لپیٹے مشت خاک گریبان مین ڈالے کہ یہی خاک بجائے لحد کے ہو اسی طرح لڑتے مرنے کا
چرچا تا بہ سحر ہر بہادر کی زبان پر رہا جب وہ وقت آیا کہ زرۂ آہن شب کو ترک ڈہر نے جسم سے
اتارا اور تیغ مہر کو غلاف مشرق سے نکالکر چمکایا کہ ابیات

ہوا مشرق کی جانب آسمان لال	شفق کا رنگ چمکا خوب فی الحال	ہوا سرخی سے پیدا شعلۂ نور
ضیا شائع ہوئی نزدیک و دور		

صبحدم امیر ذوی الاحتشام مسند کبریا پر میں بیٹھے دعا کر رہے تھے
کہ جب خبر دارون نے مرکب اپنے اپنے طلب کیے تاکہ خدمت بادشاہ مین جاکر حاضر ہون شاطر
جو اصطبل مین آئے طرفہ ماجرا نظر آیا یعنے راجہ ساکباہن کا ایسا کرشمہ دیکھا جتنے گھوڑے تھان پر کھڑے
دیکھے سب مٹی کے تھے نہ دست و پا مین قوت نہ تن مین حس و حرکت تصویرین گلی تھان پر کھڑی تھین
حسرتین اُنکے چہرون سے برستی تھین سائیس روتے پیٹتے سردارون کے پاس آئے اور عرض کیا
کہ حضور جلدی ملاحظہ فرمائیں ہماری محنت آج فلک نے خاک مین ملا دی گھوڑون کو مٹی کی تصویر
بنا دی اب ہم کسکو آپکی سواری کے لیے لائین ادنا تا بڑا اگلا اسپان کہان ہو جو انعام نو مرکب ابھی
آئین سردارون نے جو اصطبل مین آکر دیکھا تو واقعی شاطرون کا بیان صحیح ہی ہر ایک گھوڑا پیکر

یہ جان ہر تصویر آزری ہی سمجھے کہ یہ جو ساحران ناکام آئے ہین اُنھون نے بزور سحر گھوڑے مٹی
کے بنائے ہین خبر دیدہ باید کرد چہ مشہود تن بہ رضینا قضا یہ کہکر سلح سجوگ سے آراستہ ہوکر جانب
مسجد کریاس روانہ ہوے یہان امیر مشغول وظائف الٰہی تھے کہ مقبل وفادار نے آکر عرض کیا
یا امیر محتشم عالی ہمم آج طرفہ ماجرا گذرا ہی کہ کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین آیا یعنے سب ساحر و غیر
ساحر لڑتے تھے تو انسانون سے لڑتے تھے مگر گھوڑون اور جانوران لشکر سے بے قصور سمجھ کر
کوئی نہ بولتا تھا آج جملہ سرداران حضور پیدل آتے ہین گھوڑے سب کے مٹی کے ہوگئے ہین
امیر نے یہ خبر سُنکر فرمایا کہ جو مرضی میرے رب کی شیطانون سے سواے شیطنت کے اور کیا ہوسکتا
ہی ساحران غدار نے یہ شعبدہ دکھایا ہی یہ فرماکر تبرکات انبیا علیہم السّلام جسم مقدس پر پیراستہ
فرماکر باہر برآمد ہوئے اشقر دیوزاد فقط مٹی کا نہوا تھا دیوانہ بن قندس نے اسکو لاکر حاضر
کیا امیر سوار ہوئے اشقر بھی اس طرح روان ہوا کہ جیسے کوئی گھوڑا خوب تھکا ماندہ ہوتا ہی امیر
کے سوار ہونے کا غلغلہ ہوا کہ صاحبقران سوار ہوئے لیکن کوئی سردار آج جلو مین نہین ہر سردار
جو پا پیادہ روانہ ہوے تھے جلد تر خدمت ولی نعمت امیر مین آئے اور مجرا کیا امیر ان سبکو پا پیادہ
دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور خلق صاحبقرانی متقاضی نہوا کہ آپ سوار ہوکر چلین بس آپ بھی اشقر پر
سے کود پڑے اور پیدل سب کے ہمراہ جلوخانۂ شاہی مین آئے یہان بادشاہ بھی شور گھوڑون کے
مٹی کے ہوجانے کا سُن رہے تھے بہت جلد تشریف فرما ہوئے پردۂ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخ پر
کھنچا جلوس سواری شاہ لشکر اسلام برآمد ہوا پھر تخت شاہی کو کہارون نے کندھیون سے بدلوایا
جب حضور عالم پناہ برآمد ہوئے امیر اور سردارون نے گردن بہر تسلیم علی قدر مراتب جھکے بعد کچھ
خم کی شاہنشاہ نے بعد سلام لینے کے ہر ایک کو پیادہ ملاحظہ فرماکر دل مین خیال فرمایا کہ جتنے جو
حال مرکبان لشکر کا سُنا تھا وہ سچ معلوم ہوتا ہی پس یہ سمجھکر مضطربانہ درج دہن سے گوہر کلام در باب
استفسار حال نکالے سردارون نے عرض کیا کہ مرکب ہم سب کے مٹی کے ہوگئے ہین بادشاہ بھی تخت پر
سے اُتر پڑے اور کہا ہم تم سب کے سردار ہین ہمکو بھی پیدل ہی چلنا مناسب ہی سردارون نے عرض کیا کہ
ہم سب کا آپکی سواری کے ساتھ چلنا باعث افتخار ہی حضور کو مناسب نہین کہ پیدل دادگاہ مصاف تک
تشریف لیجائین بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بھئی آج یونہین چلنے کو جی چاہتا ہی اور ساتھ ہین تم لوگون کے لیے

کسی کو بھی ہو گا کہ ہمارا بادشاہ آج پیدل جنگاہ مین آیا ہم کیونکر سوار ہو کر آتے خلاف ادب تھا ورنہ
ہمکو گھوڑے بہت ممکن ہو سکتے تھے سردار سب خاموش ہو رہے اور ہیبت سے محبت بادشاہ اپنی
جانب خیال فرما کر دل سے دعا کرتے تھے کہ ای بادشاہ کون و مکان و خلاق زمین و آسمان
ایسے بادشاہ عادل رعیت نواز کو بجاہ و جلال تا بروز قیام سلامت باکرامت رکھنا آج کے دن
عجب رونق اس لشکر پیادگان کی تھی کہ شاہ اسلام قلب لشکر مین پیادہ روان سر پر چتر زرین
گردش کنان سردار گرد حلقہ کیے آفتاب کو ستارے گھیرے ہوے کوس و دمامے گینڈے
اور گاوان لشکر پہ لدے تھے گھوڑے سب مٹی کے ہو گئے تھے نسیم سحری چلتی تھی شاہد شب کی
زندگی مین دو ایک سانسین باقی ہین فلک کجرفتار کا یہ ادنی ظلم ہی کہ شہسواران عرصہ امارت
و جلادت کو آج پیدل پھراتا ہی اور پا افتادگان کے سامنے ان سرکشون کو بذلت تمام لاتا ہی غرض
لشکر مع بادشاہ و امیر نامور کے عرصہ کارزار مین آکر پہونچا اور حسب دستور صفوف آرائی ہوئی
اسطرف بڑی دھوم سے سواری لقاے مردود کی آئی کوہتان اشرار گھوڑے اڑاتے تیغین
چمکاتے ہمراہ تھے مروارید و صدف اژدران سحر پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحران غدار
نیرنگیان سحر کی دکھاتے آئے ملکہ زیور جادو بھی تخت پر سوار کنیزان و مصاحبین کو ساتھ لیے
ایک طرف آکر ٹھہری اور تخت لقا کا ہاتھیون پر کھچا ہوا قلب لشکر مین قائم ہوا اور مروارید
نے جو کل لشکر اسلام کو پیدل کھڑے دیکھا لقا کے سامنے آکر مجرا کیا اور بختیارک سے کہا
ملک جی دیکھو ہمنے کیسا انتظام کیا ہی کہ آج تمام سردار امیر کے پیادہ میدان مین آئے ہین اور
ہمارے لشکر کے سامنے ادنی کی طرح استادہ ہین آج البتہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندگان مغضوب ہین
ورنہ بندگان مغضوب کا خاص بندون سے بھی زیادہ جاہ و جلال تھا لقا نے اسوقت اپنی
ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ ای بندگان قدرت یہ قدرت کی تقدیر کی ہوئی ہی تم سب نے
رات ہی بھر مین میری قدرت کو دیکھا کہ یون سے وون کر دیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہم مین
سے کون ایسا مسخرا ہی جو تجکو خداوند نہین جانتا اور تجھ مین قدرت نہین سمجھتا مگر ساتھ ہی اس قدرت
کے مین بھی تقدیر کیے دیتا ہون کہ اگر آج ہی تو نے لشکر حمزہ کو غارت کر دیا تو کر دیا ورنہ خوب
یاد رکھنا کہ پھر یہ بندگان مغضوب قلعہ عقیق کوہ سلیمانی بھی چھین لینگے اور قدرت کو تقدیر گریز کرنا

ہو گی لقا نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے مرواریدنے عرض کیا کہ شیطان قدرت آج خوش ہیں جو چاہتے ہیں
فرماتے ہیں یہ کہکر اجازت خواہ برائے حرب وپیکار ہوا لقا نے کہا کہ جا سپرد اپنے ید قدرت کے تجھکو
فرمایا یہ کلمہ سنکر وہ کافر خاسر بنان خر چھوڑکر اژدر اڑا کر میدان میں آیا اتنے عرصہ میں میدان رزم
پاک وصاف ہو چکا صفیں جم چکی تھیں نقیب بولکر ہٹ گئے تھے کہ مرواریدنے وسط میدان میں
ہو کر پکار نہیب دی کہ اے بندگان معتوب مغضوب درگاہ خداوندی آؤ میرے سامنے کیونکر تم اپنے
جاگتی جوت کے خدا کو دل سے اب بھول گئے ہو اور خداوند تمسے حد کا ناراض ہے دیکھو اور
خوب غور سے سمجھو کہ جس خداوند نے تم سبھوں کے مرکبوں کو آن واحد میں مٹی کا کر دیا اور
جان داروں کو بیجان بنایا ہے پھر وہ تم خاک کے پتلوں کو کیا مسخ نہیں فرما سکتا ہے کیوں اپنی بربادی
اور خرابی چاہتے ہو اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے جو تم سب آکر سجدہ کرو اور خداوند کو معبود برحق اپنا
جانو میں تم سب کا قصور معاف کرا دونگا اسکے جواب میں تمام لشکر اسلام نے لقا کو برا بھلا کہنا شروع
کیا اور بیجا گالیوں کا باندھ دیا اسوقت مرواریدنے کہا بس اب کچھ زبان سے نہ کہنا میں نے بہت
برا کیا جو تمکو نصیحتاً سمجھایا آؤ زبان تیغ سے اب جواب سوال کرو اور سزا اپنی زبان درازی کی پاؤ
اس کلمہ پر سردار اور فرزند امیر سب تو جھنجلائے ہوئے تھے ہی قاسم نے مشورہ کیا کہ اول تو میں چلا جاؤنگا
میرے بعد کل لشکر میرا ہر طرف سے حملہ کرکے اس مرتد کو ٹکڑے کر ڈالے غرض چالیس ہزار آدمی
اس کام کے لئے منتخب فرما کر اپنا قدم آگے بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے دست بستہ اجازت حاصل
کرکے تیور بدلتا بانکپن کی دکھاتا مقابلہ حریف میں چلا جب کچھ دور میدان کو طے کیا مرواریدنے دیکھا
کہ قریب چالیس ہزار آدمی کے اس شہزادہ کے پیچھے پیچھے آتا ہے بس یہ دیکھکر سمجھا کہ ان مسلمانوں کا
ارادہ بہت بدی کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ رات کو ان دونوں ساحران نابکار نے سحر تو تیار ہی کیا تھا
اور اس افسون کو آزمایا تھا کہ اے سحر ہمارے جا اور جلد مرکبان لشکر دشمن کو مٹی کا کردے سرداران
اسلام پر اسلیئے شب کو سحر نہ کیا تھا کہ بہت سے آدمی بارگاہ سلیمانی میں رہتے ہیں وہاں سحر جا نہ سکیگا
اور دوسرے سر میدان عالم انکے حال زار کو دیکھیگا ذلت پیدل میدان میں آنے کی ہو گی پس اسوقت
اُس نابکار نے پکار کر کہا کہ یہ شہزادہ قاسم ہیں جو میرے سامنے آتے ہیں ازبسکہ یہ نبیرۂ خداوند لقا
ہیں انکو زیادہ تکلیف دینا نہ چاہیے یہ کہکر اژدر پر سے اپنے اترا اور ایک مٹھی زمین سے اٹھا کر قاسم کے

ماہین مین کھینچکر پکارا کہ یہ شہزادہ بھی مع اپنے رفقا کے مرکبون کی طرح مٹی کا ہوجائے اس کہنے کے
ساتھہی قاسم مع اُن چالیس ہزار آدمیون کے مٹی کا ہوکر ایک ہی مقام پر جم گیا میدان جنگ
تصویر خانہ بنا مرقع لڑائی کا مصور سحر نے کھینچدیا امیر نے یہ معاملہ جو دیکھا کلیم شکستہ کو آیا اور قصد کیا
کہ اسم اعظم کا پانی ان تصویرون پر چھڑکوائین لیکن ہزارون آدمیون پر دفعتہ پانی چھڑکنا ممکن
نہ تھا دوسرے یہ بھی جانتے تھے کہ اکثر سردار سامنے ہمارے قتل ہوگئے ہین اور پھر زندہ اگر ہم سے
ملے ہین یہ مٹی کے سردار اب سحر کے پتلے ہین اصل نہین ہین یہ سمجھکر خاموش ہو رہے اور اُدھر
مروارید نے پھر نعرہ کیا کہ او ای مسلمانان تم سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے یہ
سنکر دست راست کی صف کے کل لشکر جلوہ گری پر آگئے اور دارائے دولت آرائے صاحب گرز گران
جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قدم اپنا آگے بڑھایا بادشاہ سے اجازت
میدانداری حاصل کرکے گرز کو ہلاتے ہوئے چلا اسکے پیچھے پیچھے بھی ہندیون نے قدم بڑھایا
اسلیے کہ حکم امیر بھی نسبت ساحر کے ہی کہ عیار مکاری اور عیاری کرکے بہر صورت جسطرح چاہین اسکو
ہلاک کرین چنانچہ دس ہزار آدمیون نے ہمراہ لندھور جانیکا ارادہ کرکے قدم بڑھایا تھا کہ مروارید
نے کہا یہ شخص بھی زبردست ہی مالک ہندوستان جانشین صاحبقران ہی اسکو بھی تکلیف
دینا نازیبا ہی یہ کہکر زمین پر اُتر کر لکیر کھینچدی اور پکارا کہ خط کش یہ بات ہی کہ لندھور بھی مع اپنے
ملازمون کے جو میرے سامنے آئے ہین مٹی کے ہو جائین یہ کہتے ہی لندھور اور پچاس ہزار آدمی
مٹی کا ہوکر میدان مین کھڑا رہگیا یہ حال جو امیر نے دیکھا رو دیا پھر دل سے کہا کہ جو مرضی مالک
بحر و بر کی اسطرف اب تار بندھ گیا مروارید نے پھر نہیب دی ایک ایک رومی اور مغربی وغیرہ
سردارون نے نکلکر اس خاکدان دنیا کو خاکہ تصاویر مرقع آدمیان دہر بنا دیا اسی طرح جو نکلا اوسکے
مقابلے مین اُس ساحر کے گیا مٹی کا ہوگیا اسوقت اس کافر نے پکار کر کہا کہ ای حمزہ دیکھا تو نے
کہ کیا نقشہ تیرے حامیون کا ہوا امیر نے ارشاد فرمایا کہ او کافر بدزبان تو مجھکو ایسے شعبدون
سے کیا دھمکاتا ہی مین ہرگز نہ ڈرونگا اگر ایک دم میرا باقی رہ جائیگا تو بھی تجھ پر اور تیرے
خداوند پر سوائے لعنت کے اور کچھ نہ کہونگا مروارید نے خفا ہوکر پھر مبارز طلبی کی بغرض رومی
و مغربی و گجراتی و صفہانی جو مقابل مین گیا مٹی کا ہوگیا یہ ماجرا دیکھکر بختیارک بولا

اور گویا ہوا کہ یا خداوند اب تقدیر آپ نے سیدھی کی ورگرنہ آجتک تو ہم غضب خداوندی مین
گرفتار تھے مگر اب دشمن بھی مبتلاے بلا ہوے اسی طرح لڑتے وہ دن تمامی پر آیا پر آیا شہسوار
توسن فلک نے زین زرین مہر کو پشت سبزہ فلک سے کھولنا چاہا کہ **بیت**

رہی کم دن کی باقی زندگانی		چلا پھر شہسوار آسمانی

اُسوقت طبل آسایش مرواریدؔ
نے بجوا دیا اور کہا اب پھر چلنا چاہیے کل حمزہ کی بھی مین تدبیر کرلون تو نام ان بندگان مغضوب کا
صفحہ ہستی سے مٹا دون بختیارک نے کہا یہی کرنا واجب ہی شاباش تم بڑے سمجھ کے آدمی ہو
کس لیے کہ جبتک حمزہ کی فکر نہوگی لشکر اسلام کا غارت ہونا غیر ممکن یہ باتین کرتے ہوے لشکر
لیکر پھرے اور پڑاو پر آکر لشکر نے کمر کھولی اور لقا داخل بارگاہ ہوکر تخت خدائی پر بیٹھا مرواریدؔ
اور **صدف** بھی آکر بیٹھے اُن دونون کو لقا نے خلعت گرانبہا عنایت فرمایا ساقی و مطرب
حاضر ہوئے جلسۂ عیش و مسرت گرم ہوا ادھر امیر نے بادشاہ اسلام کو سمجھا کر شبستان مین بھیجا
اور آپ اُسی مقام جنگاہ پر کہ جہان سب مٹی کے ہوگئے ہین خیمہ استادہ کراکر فروکش ہوے اور وہ
لوگ جو مٹی کے ہوگئے تھے اُن سب کے اوپر بھی خیمے استادہ کروادے لشکر اسلام مین ہر شخص ملول و غمگین تھا
اور اپنے سردارون کے لیے مصروف دعا بدرگاہ رب العالمین تھا محلات مخدرات مین بھی کہرام برپا تھا
ہر ایک شہزادی اپنے وارث کے لیے روتی تھی اور اشکون سے منہ دھوتی تھی اور دعا کرتی تھی
یہان کی یہ کیفیت ہی لیکن اُسطرف جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا بختیارک
ایک ہی نطفۂ شیطان ہی اسکو قرار کب پڑتا ہی اُسنے پھر وہی ذکر چھیڑا کہ اے مرواریدؔ ہمنے سنا ہی کہ
حمزہ آج میدان جنگاہ مین فروکش ہوا ہی پھر دیکھو کسقدر محبت اپنے سردارون سے رکھتا ہی
یقین ہی کہ وہ ہم لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے اڑا دیگا بس اُسکی فکر جملہ واجبات سے ہی
کسواسطے کہ وہ صاحب اسم اعظم ہی اور حرز ہیکل بھی اُسکے پاس موجود ہی سحر اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا بر دست
دیا ہی کہ اُسنے دیوؤن کو مارا ہی اگر آج اُسکی تدبیر نہوئی تو کل تم وہ روز بد دیکھوگے کہ کبھی کسی نے
دیکھا ہوگا یہ باتین سُنکر **صدف جادو** نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے حمزہ تو اتنا بڑا صاحب
طاقت بھی ہی اگر کوئی ضعیف سا ضعیف دشمن ہو تو اُس سے بھی غفلت سراسر حماقت کی نشانی ہی
مین جاتا ہون اور اسم اعظم بند کرکے حمزہ کو قید کیے لیتا ہون یہ کہکر اپنی سحر کی جھولی سے ایک

شیشہ نکالا اور اٹھ کر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اتفاق سے عیاران لشکر اسلام کہ ہر وقت بارگاہ
دشمن میں بامر جاسوسی رہتے ہیں اُسوقت سرہنگ مصری صورت بدلے ہوئے بارگاہ لقا
میں موجود تھے اُسنے گفتگو بختیارک کی سُنی اور صدف کو جاتے دیکھکر یہ بھی اُسکے پیچھے چلا
اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تنہائی کے مقام پر پہونچکر آواز دی کہ ای صدف جادو
ٹھہر جا جو کچھ مروارید جادو نے کہا ہو وہ سُن لے صدف اُسکے پکارنے سے ٹھہر گیا اور یہ قریب
اُسکے پہونچا اور کہا مروارید نے کہا ہے کہ رات کا وقت ہے تم بیگانے گھر پر جاتے ہو بہت ہوشیار رہنا
اور اپنے تئین عیاروں سے بچانا کہیں ایسا نہو کوئی عیار دھوکا دیکر تمھارے دشمنوں کو زک دیوے
صدف نے کہا میں بہت ہوشیار ہوں تم جاکر کہدو کہ آپ خاطر جمع رکھیں میرا کوئی کچھ نہ کریگا
اُسنے کہا کہ تم خاک ہوشیار ہو دیکھو ابھی وہ پیچھے کھڑے ہیں صدف نے اُسکے کہنے سے پیچھے پھر کر
دیکھا اُسنے ساتوں حلقے کمند کے گانٹھ کر مارے کہ اُسکی گردن میں پہنچے ہوے وہ گھبرا کر ادھر سے اُسنے
بیضہ بیہوشی منہ پر مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عیار مذکور نے پشتارہ میں اُسکو باندھکر پیٹھ پر لادا اور
لیکر بھاگا ایک صحرا میں لاکر پشتارے کو زمین پر دے مارا صدف کو کھولکر خنجر سے گردن اُسکی
رگڑی مگر کسی طرح گلا نہ کٹا جب تو یہ گھبرایا اور پھر اُسکو پیٹھ پر لادکر بھاگا یہاں تک کہ اپنے لشکر
میں آیا از بسکہ رات کا وقت تھا ایک نانبائی کا تنور گرم ہو رہا تھا اور شعلہ آتش اُسمیں سے
اٹھتے تھے اُسنے پشتارہ مع صدف اس تنور میں ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا اور بیرون تنور ایک
غل مچا یا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی نانبائی دوکان چھوڑ کر بھاگا اور سرہنگ امیر کے پاس آیا
سب حال صدف کے پکڑنے کا معرض بیان میں لایا کہ اس طرح وہ آیا تھا اسم اعظم کو قید کرنے کو آیا
تھا میں نے اُسے داخل جہنم کیا اس حال کو سُنکر باوجودیکہ امیر باتوزیج وصدر میں تھے مگر پڑھنا اور
ادھر پھر روتے ہوئے سامنے مروارید کے گئے اور پکارے کہ صدف جادو سرہنگ مصری کے
ہاتھ سے خداوند لقا کی بہشت میں گئے یہ سُنکر اُسکو ایک سناٹا آیا بلکہ یقین تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے
آب و تاب چہرہ کی جاتی رہے سوتی کی طرح گرج کر بغضب تمام تر اُس مادر قحبہ نے ایک بیضہ سحر جیب
سے نکالکر جانب آسمان پھینکا کہ وہ بیضہ اوپر جاکر پھٹا اور اُسمیں سے دھوان نکلا اور وہ دھواں ابر
بنا اور جاکر لشکر امیر پر محیط ہوا اور اُسمیں سے پانی برسنے لگا وہ پانی بھی عجیب سنگدلی کی تاثیر

رکھتا تھا کہ تمام لوگ لشکر امیر کے ادنی سے اعلی تک سب بیہوش ہوگئے سوائے امیر کے کوئی ہوشیار نہ تھا اور لمحہ بھر مین وہ پانی کی طغیانی ہوئی کہ پناہ پانی مشکل پڑی ہوا چلتی تھی وہ یون پانی کو گھیر کر لاتی تھی ہوشیاران عالم کو بیہوش بناتی تھی ہوشیاری کو خواب سحر نے بہا دیا تھا دریائے غفلت اُمڈا ہوا تھا آسمان سے پانی کے ساتھ بیہوشی برستی تھی ہوشیاری اُس لشکر مین قدم رکھنے کو ترستی تھی کہ بموجب ابیات

مانند رشک بادل اُمڈے	جسطرح سے جنگ کو دل اُمڈے	پیمانہ تحمل بھر کے چلکا
ہر چشمہ آنکھ مین تھا ڈھلکا	چھائی جو گھٹا بڑھا غم و درد	تخیر بڑھی چلی ہوا سرد
دھارا تھا ہر ایک سیف کی دھار	تھی باڑھ پر تیغ بحر زخار	سر تن کے حباب اُٹھا رہے تھے
جیسے آنکھین دکھا رہے تھے	اُس بارش اور سحر مین امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے مالک	

بر و بحر کو یاد فرماتے تھے کہ یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے بعد اُسکے کچھ شعلے چمکے مروارید جادو کو سامنے استادہ پایا اور وہ کافر خاسر پکارا کہ ہر کوئی ایسا بہادر خدا پرستون مین جو میرے سحر کو رد کر سکے اور میرا سامنا کرے امیر یہ سنکر قبضۂ شمشیر تھام کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہے ابھی تو مین تیرا سر توڑنے کو موجود ہون جب تیرا جی چاہے مجھسے لڑ مروارید نے کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا تو نہایت سخت جان ہے اب مین تیری بھی فکر کرتا ہون پھر سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرونگا یہ کہکر غائب ہوگیا اور بارگاہ مین آیا ماجرائے گذشتہ زبان پر لایا بختیارک نے حال سنکر کہا کہ اے مروارید کیا غضب تنے کیا کہ سبکو چھوڑ کر چلے آئے سبکو مار ڈالتے پھر امیر سے سمجھ لیتے مروارید نے کہا کہ یہ بات مناسب تھی مین امیر کو پکڑ لون تو سبکو قتل کرون جسمین کوئی دغدغہ باقی نہ رہے یہ کہکر بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا مگر اسم اعظم بند کرنے کی فکر مین ہے اب اسکو تو اس حال مین رہنے دو سکین دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے سُنو نظم

کہان ہے اے مرے غمخوار ساقی	مجھے بھی جو سے کر سرشار ساقی	وہ مے دے تا کہ بھولون دو جہان کو
ترقی ہو مرے کیف بیان کو	لکھون پھر مین فسانہ ایک رنگین	ہو جسکے زیور معنی سے تزئین

آرائش دہندگان عروس سخن و ہر سفت سازان زیور شاہد انجمن معشوقہ دلفریب کلام کو محفل بیان مین اسطرح جلوہ طراز فرماتے ہین اور آئینۂ مضمون کو یون دکھاتے ہین جب شاہ عیاران

عیار یکہ طراز عمرو با وقار بیابان گلزرین مین پہنچے اور معمار قدرت کو زنبیل مین قید کر لیا تو
اُسوقت جہاندار نے انکو گرفتار کرایا اور چاہا کہ قتل کرے اُسوقت شبیہ جمشید کی طرف سے
آفتاب جادو آیا اور اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو کوہ عقیق مین بھجوا دو چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے
جہاندار نے ایک بچہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر کوہ عقیق مین چھوڑ آ وہ بچہ خواجہ کو لیکر روان
ہوا اور دامن کوہ عقیق مین لا کر چھوڑ دیا اب جو اپنے تئین زیر عقیق کوہ کے پایا اور دیکھا کہ لشکر
امیر کا سامنے پڑا ہوا ہے اور بارگاہ لقا مین طبل و نقارے خوشی کے بج رہے ہین تمام کفار خوش خرم
پھر رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر اسکو یقین ہو گیا کہ خواہ مخواہ کسی طرح کی خوشی ان کفارون کے تئین
ہوئی ہے خدا خیر کرے ذرا چلکر خبر لشکر امیر کی تو دریافت کر کہ وہان تو کوئی امر رنج کا ظہور نہین کیا
ہے کہ یہ سب خوش ہو رہے ہین یہ سوچکر لشکر امیر مین جو آیا تو دیکھا کہ ہزارہا آدمی مٹی کے کھڑے ہوئے
ہین اُسکو کمال حیرت ہوئی اور وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ تمام لوگ لشکر کے مع دوکاندار
وغیرہ سب بیہوش اور مدہوش اوپر زمین کے برلب فرش پڑے ہوئے ہین یہ ماجرا دیکھکر
عمرو کو اور زیادہ تردد دامنگیر ہوا اور گھبرا کر اندر ایک خیمہ کے جو گیا تو دیکھا کہ امیر با توقیر یکہ و تنہا
کھڑے ہوئے زیر آسمان دونون ہاتھون کو اُٹھائے ہوئے ساتھ گریہ و زاری کے اس طرح سے
پکار پکار کر کہ رہے ہین کہ اے خلاق ہر دو عالم تو اس امر سے خوب آگاہ ہے کہ یہ عبد ذلیل اور حقیر
جاروب کش خانۂ کعبہ کا ہے اور یہ مرتبا اور حکومت جو کچھ کہ تونے اپنی عنایت سے اس بندہ ناچیز
کو عنایت کی ہے فقط تیری یہ بندہ نوازی تھی وگرنہ مین اس لائق کا ہیکو تھا کہ جو ایک مرتبہ بھی
ایسا مجھکو میسر آتا بس امیدوار ہون کہ اگر تونے میرے حال کے اوپر نوازش فرمائی ہے تو پھر اس میرے
نام کو برقرار رکھ اور یون تو بہر صورت تو مالک ہے مین تیرا ہر حال مین شکر گذار ہون جو کچھ کہ
میرے حقمین بہتر سمجھ وہی کر کہ مین تیرا تابعدار ہون مجھکو کیا عذر ہے اس تقریر کو عمرو نے جو
سُنا تو اُسکو تاب باقی نہ رہی کہ عاشق حمزہ کہلاتا ہے بیتاب ہو کر پکارا کہ اے آقائے عمرو یہ غلام بھی تیرا
حاضر ہے میرے جو آواز کو عمرو کی سُنا تو بیقرار ہو کر دوڑ پڑے اور عمرو کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے یار
وفادار و مونس غمگسار حمزہ قسم ہے اُس پیدا کرنے والے کی کہ جسنے ہمکو اور تمکو خلق کیا ہے کہ شب و روز
تمہاری ہی یاد مین بستر ہوتا تھا اور بے اختیار دل ملاقات کو چاہتا تھا مگر شکر ہے اس پروردگار کا

اور لاکھ لاکھ احسان ہے اُسکا کہ وقت آخیر تو ملاقات ہوگئی عمرو نے بھی یہ حال امیر کا دیکھکر اپنے تئین
بے حال کر دیا اور بعد جزع و فزع بسیار کے مستفسر ہوا کہ یا امیر خیر تو ہے امیر نے جملہ ماجرائے جنگ
مروارید بیان کیا عمرو نے کہا کہ یا گل بوستان صاحبقرانی آپ کسی بھول مین شامل ہو کے
پوشیدہ ہو جئیے مین جاکر باغ ہستی پر اُسکے خزان لاتا ہون اور نخل ہستی ساحر نابکار کو خنجر ظلم
سے قطع کرتا ہون امیر نے فرمایا کہ پوشیدہ ہونا کام بہادرون کا نہین مین خود تلوار پکڑ کر نکلتا
ہون اور اس فوج بےحیا پر گرتا ہون اگر خدا حامی و مددگار ہے تو یہ ساحر کیا نابکار ہے ان باتون مین عمرو
کی نگاہ رخسارہ بے نظیر امیر با توقیر پر پڑی دیکھا کہ گل رخسار مرجھایا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی دیر
سے کچھ نوش نہین فرمایا ہے یہ دیکھکر عرض کیا کہ یا امیر آپنے کچھ تناول نہین کیا ہے عمرو کی اس بات
امیر ہنس پڑے فرمایا کہ بھلا جسکے اوپر ایسا سانحۂ عظیم گذرے اور اُسکے جگر بند یون مبتلائے مصیبت
ہون اُسکو کھانے پینے سے کیا خاک رغبت ہو عمرو نے کہا حمزہ فرزند دلبند مرجاتا ہے جب تو
کھانا کھاتے ہین برائے خدا کچھ تو نوش کیجیے سب انشاء اللہ رہا ہوے جاتے ہین مسحور سحر کہین
یہ کہکر کچھ کلچہ اور کباب زنبیل سے نکالے اور قسم وغیرہ دے کر امیر کو کھلائے پھر بارالحمرہ کا جام دیا کہ امیر
نے پیا اُسمین بیہوشی ملی تھی امیر بیہوش ہوگئے عمرو نے آپ کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور ویران کی
جانب صحرا روانہ ہوا اور ایک درہ مین پہونچکے کھڑا ہوا اور ہاتھ کو سونگھا اور ہاتھ کی پیٹھ کو سونگھا
تین سو ساٹھ ساحر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک کو اُنمین سے پسند کیا اور رنگ و روغن عیاری کا
لگا کر صورت اپنی مثل ایک اتیت کے بنائی کانون مین کنڈل ڈالے اور ہاتھون مین لوہے کے کڑے
پہنے فولاد کی کردھنی باندھے ہوے رہار باہر نکلے ہوے لنگوٹا کسا ہوا موچھین بڑی بڑی ہاتھ مین چلم
سلگتا ہوا باین ہیئت گدائی جانب لشکر لقا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ لقا ہونچا پکار کر کہا اے
او حرامزادے لطف حرام والدالزنا مروارید جادو تو کہان گیا ہے ایسی جوتیان مارونگا کہ فرش
ہو جائیگا اُسکے گالیان دینے سے لشکر کے لوگ گرداگرد جمع ہو گئے اور کہا کہ مروارید نے تمھارا کیا گناہ کیا
ہے کہ گالیان دیتے ہو اتیت نے کہا وہ کمبخت اندھا ہو گیا ہے دیکھتا نہین ہے کہ ہتھیلی کے بیچ سے بال
نکلتی ہے اور چیونٹی انڈے دیتی ہے اسطرح کی باتین جب لوگون نے سنین سمجھے کہ دیوانہ ہے اور ہرکارے
دوڑ کر بارگاہ مین خبر مروارید کو پہونچائی کہ ایک اتیت آپ کو گالیان دیتا ہوا آتا ہے اُسنے کہ

اُسنے دیو کوئی فقر نہو کیونکہ وہ کوئی بندہ مقبول خداوند ہے اس اثنا مین اتیت اندر بارگاہ کے
کہا اور یہان بھی خوبسی گالیان مروار ید کو دین مروار ید نے کہا یہ کوئی سودائی ہے یہ کہکر کھڑا ہو گیا
اور کہا کہ آپ تشریف لائے ہین تو آئیے یہ سودائی پن چھوڑ دیجیے اتیت نے کہا سودائی تو اور تیرا
باپ مین نہو سرے لقا کے پاس سے آیا ہون بھلا یہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ لشکر مسلمانان کو لوٹنے
کیلیے کینے سے غارت کیا مروار ید نے کہا تم بیٹھو تو مین بتاؤن تم دیوانے پن کی باتین کرتے ہو
اتیت نے کہا پھر تو نے وہی کہا دیوانہ تو آپ ہوگا اسمین بختیارک نے کہا کہ اتیت صاحب انکو
گالیان نہ دیجیے انھون نے بڑا کام کیا اتیت نے کہا اسی لیے مین اسے گالیان دیتا ہون کہ ابتک
انکے سر کیون نہ کٹوا ڈالے میری عمر ایک ہزار چارسو برس کی ہے اور اسی سال امان جان نے دودھ بڑھائی
کی اب اسے لازم ہے کہ جلد سب کا کام تمام کرے مروار ید نے کہا بیلے اسم اعظم حمزہ بند کر لون پھر جیسا
آپ کہتے ہین مین وہی کرونگا ان باتون مین بختیارک کی بائین پسلی کے تلے رگ مادر بختائی پھڑکی
گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پکارا کہ یارو کچھ ہو نہو وہ آگئے جیسے ہوا پھری ہوئی معلوم ہوتی ہے یہ کہکر
کھڑا ہو گیا اور رقیدا اتار کر ناچنے لگا اور کہا اے مروار ید جلد مسلمانون کو چھوڑ دے نہین ورق الٹا چاہتا ہے
کوئی دم مین نہ تو ہو نہ لقا ہے لوگ حیران ہوے کہ ملک جی کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوا ابھی تو اچھے تھے دیوانے
کیون ہو گئے اسمین بختیارک نے اتیت سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اتیت نے کہا مجھے عمرو جادو
کہتے ہین عمرو کا نام سنکر ملک جی کا دم نکل گیا اور عمرو نے کہا ملک جی ذرا تم الگ چلو تو مجھے کچھ تم سے کہنا
ہے بختیارک انکے ساتھ گوشہ بارگاہ مین مقام تنہائی پر آیا عمرو نے نہان کہا ملک جی مزاج تو اچھا ہے
بختیارک نے کہا دعا کرتا ہون اسوقت عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا کہ بختیارک کے رہے سہے حواس
منتشر ہو گئے اور قدم پر عمرو کے گرا اور کہا حضور مین تو آپکا غلام غلام کا غلام بلکہ احتلام ہون لیے اس
لقا حرامخور کو ہر چند مین منع کرتا ہون کہ اپنی حرامزدگی سے باز آ نہین مانتا اب آپ کی جوتیان کھائیگا
تو سیدھا ہوئیگا اور غلام نے بیس ہزار روپیے بارہ ہزار اشرفی اور بہت سا جواہر بدریان دو شالون کی
حضور کے لیے لے رکھی ہین آپ تو جانتے ہین مین چھ مہینے ہمیشہ سے مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھنے لگا عمرو
نے کہا مجھی تمھارے سبب سے کچھ قرض ہمارا ادا ہو جائیگا مگر تو دو رنگی منافق ہے خبردار نطفہ حرام اگر
کسی سے یہ راز کہا تو مار ہی ڈالونگا بختیارک نے کہا کیا طاقت جو زبان پر بھی آئے یہ کہکر

عمرو وہان سے بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا بختیارک بھی آکر اپنی جگہہ پر متمکن ہوا اور پکارا کہ
صلواۃ بر محمد و لعنت بر لقا ہمسفر کو ہنسی نے کہا کہ ارے تو ہمارے خداوند کو کیون کہتا ہی بختیارک
نے کہا یہ تو قدم سے چل چلی آتی ہی ایک دن تم بھی یہی کہوگے اور لقا سے اشارون مین کہا کہ
وہ عمرو آیا ہی یہ کیسی تقدیر تو نے کی اُس گیدی نے کان مین اسکے کہا کہ اگر یہ تقدیر نہ کرتا تو کیا تم
تمکو منظور نہین کہ سب بندے میرے قتل ہوجائین بختیارک نے مروارید جادو سے سب
بیان کیا کہ جلد خبر لے عمرو آگیا اُسکو یقین نہ آیا مگر سوچا کہ اس اتیت کو گرفتار کرلینا چاہیے
پھر آگے سمجھ لینگے یہ سوچکر اپنی کرسے رقعہ جمشیدی نکالا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ سچ
ہی بس ماش کا دانہ نکالکر سحر پڑھنے لگا اور پکارا اونابکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو بھی
کرسی پر سے سنبھلکر کھڑا ہوگیا اُسنے وہی ماش کا دانہ جو مارا عمرو کے آدھے دھڑ کا دم نکل گیا عمرو
نے جلد زنبیل سے امیر کو نکالا اور ہوشیار کرکے کہا کہ یا امیر مروارید سے سمجھ لیجیے صاحبقران اس لشکر
میدان جنگ مین مسلح و مکمل آئے تھے اسوجہ سے اسوقت بھی ہتھیار لگائے تھے بس عقرب سلیمانی
کھینچکر ساحر پر حملہ آور ہوئے اور اسکے حربہ کو رد کرکے ہاتھ مارا کہ تلوار سر پہ بیٹھ کر ٹانگون سے نکلگئی دو ٹکڑا
کیا اسکے مرنے کا شور وغل برپا ہوا آواز آئی کہ مارا مروارید جادو کو تمام عالم مین تاریکی چھاگئی اسی
تاریکی مین لقا تو تخت پر سے کود کر بھاگا اور امیر نے نعرہ اللہ اکبر کہا سرداران لقا ہمیشہ سے لوہا کھائے
ہوئے ہین یہ بھی رو بفرار لائے اور امیر قتل کرتے ہوئے انکو چلے باہر لشکر لقا شور و غوغا سنکر تیار
ہونے لگا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور اسطرف مروارید کے قتل ہونے سے لشکر اسلام پر سحر اُتر گیا
سب ہیئت اصلی پر آئے اور گھوڑے بھی جو مٹی کے ہوگئے تھے بدستور قدیم جاندار ہوئے شاطرون نے
جلد مرکبون کو پاس سردارون کے پہونچایا ہر ایک شیر بیشہ شجاعت نہنگ بحر جلادت سوار ہوکر
قلزم جنگ مین بہر شناوری روانہ ہوئے یہان امیر لشکر شریر لقا سے مقابل ہوئے تھے کہ لشکریان
اسلام آگئے اور دو لشکرون مین باہم زد و کشت شروع ہوئی نعرہ بہادران سے گنبد نیلی سائبان
آسمان لرزان تھا دشت و کوہ ہلتا تھا گرد سیاہ سے دُنیا تاریک تھی تلوار کی جال ڈھال پر بہادر
مرتے تھے تیغ کے نیچے سر دھرتے تھے زبان شمشیر و سنان و تیر سے صدائے دعا وہ اور زہازہ آتی تھی
فرط خوف سے جان جاتی تھی محیط رزم مین ہر بہادر غوطہ زن تھا تلوار کا سر دوست جان کا دشمن تھا

ہر سمت کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگے تھے دریا خون کے بہتے تھے یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یکے حملہ بردند از آسمان گروہ
بہر سو روان خون خروشد زمین
ازان کافران کشتہ شد لشکرے
تلے گشت بر سان کوہ بلند
زمین سر بسر گفتی از جوشن است

بدرید از آواز ایشان گروہ
چکاچاک برخاست بانگ سران
ہران کس کہ بُد زان دلیران سرے
ہمہ قلب گہ پاک در ہم نوردید
ستارہ ز نوک سنان بر زحل جست

تو گفتی کہ دریا بجوش شد چنین
ہمان زخم شمشیر و گرز گران
ہمہ کشتگان را بہم در فگند
درفش شہیدار شد ناپدید
لقائے گمرہ مع سرداران

روسیاہ تاب مقاومت نہ لا سکا جانب قلعہ کوہ عقیق بھاگ کر روانہ ہوا غازیان دیندار و
مجاہدان تہور شعار مال و اسباب کفار غارت کرکے خیام و لگاہ جلا کر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے
طبل آسایش پر چوب پڑی امیر عمرو پر سے زر نثار کرتے ہوئے جب روانہ ہوئے عمرو نے
کہا کہ یہ مال کیوں غارت کرتے ہو جو کچھ لٹاتے ہو ہمیں کو دے دینا ایک رات کی تو ہماری
تمھاری ملاقات ہو اسیطرح کی باتیں کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئے لشکر نے کمر کھولی سردار
اپنے اپنے خیموں میں جا کر آسودہ ہوئے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوئے شب بھر آرام فرمایا
دوسرے روز جب جادو شنک ظلم شب شاہد روز نے چہرہ روشن اپنا دکھایا جہان کو منور فرمایا کہ ابیات

چو بر زد دریا درفش سفید ÷ ستارہ شد از تیرگی نا امید ÷ خروش آمد از نائے زرگاو دم
جہان نعرہ پیل و رویینہ خم ÷

صبحدم شہنشاہ گیتی ستان سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے
عمرو بھی حاضر دربار ہو کر کرسی پر متمکن ہوا سب سردار سالار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے امیر
ذنگل نادعنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمرو کو خلعت بہت بھاری عنایت کیا سب سردار گلے سے
عمرو کے ملے اور کرب غازی کو عمرو نے خوب سا گلے لگایا کرب نے حال اسد کا پوچھا
عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی داستان تھی مگر اسد زندہ ہیں کہکر حال افراسیاب و کوکب وغیرہ کا
بیان کیا غرض بادشاہ نے حکم عیش دیا صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی جام کو گردش آیا
اسطرف لقا ہزیمت خوردہ قلعہ کوہ عقیق میں آکر چھپا تھا دوسرے دن سب لشکر بھاگا ہوا
مجتمع ہوا اور اس گبر کو پھر سب نے تخت خدائی پر بٹھایا سردار وغیرہ اُسکے بھی جمع ہوئے
سلیمان عنبر بین موئے جا بجا نامہ بنا بر طلب امداد روانہ کیے اور حکم ترتیب مجلس عیش دیا

داستان شوکت بیان لوٹنا بختیارک کو عمرو کا اور ملاقات کرنا ملکہ سر سیمین تن کا اپنی زوجہ سے پھر پکڑ لیجانا امواج جادو کا عمرو کو طلسم ہوش ربا مین اور مارنا معمار قدرت کا امواج جادو کو اور چھوٹنا عمرو کا پھر عیاری چالاک کی افراسیاب پر اور آنا اژدر سوار روئین تن کا ذریعہ عیاری بیان کرنا چالاک کا لمؤلفہ

کہان ہو اے مرے ساقی کہان ہو
نہین طاقت تجسس کی بھی باقی
کرون پیر مغان کی پھر زیارت
خوشی سے رند سب بیکار بین ملکے
جدائی بزم رندان کی ہو اشتاق
خدا سے اپنے دل مین ہون یہ کہتا
کرون جلدی سے یارب غسل صحت
چلے رندون مین دور ساغر مے
نشاط و کشتی مے پر ہوا سوار
ہم رندون مین اڑنے قہقہے ہون
زبان پر ہو یہی ہر اک کے تقریر
جو پھر نکلے ہماری عیش کی راہ
انھین کے دم سے میخانہ ہو آباد
مگر باقی ہو حسرت کی کہانی
کہان تک جاوے حسرت کی یہ باتین
نہین ہی کچھ نہو تم ہو نہ غمگین

ترا میخوار اب تو نیم جان ہی
ذرا بھی قوت رفتار پاؤن
مبارک باد دینے آئی حسرت
نظر پھر آئے دختِ رز کا جوبن
صدائے قلقل پھر ہو جان مشتاق
کر اپنا فضل کر تو مجھپر یارب
بجا پیر مغان کی لاؤن خدمت
صدائے قلقل کی پھر شیشہ سے آئے
تو مجھسے رند کا بیڑا ہو پھر پار
ہر ایک آنکھون پہ پھر بٹھلائے مجکو
کہ تیرا شکر ہی اے رب تقدیر
انھین سے ہم تو میخواری ہین سیکھے
یہ وہ ہین جن سے ہی پیر مغان شاد
خدا کو دیر کیا ہی فضل کرتے
یہ غمگینی کے دن عشرت کی راتین
مسیح خوش لقا سے این روایت

کہان پاؤن تجھے اے میرے ساقی
تو سر آنکھون سے میخانہ مین آؤن
ملون یاران ہم مشرب سے اپنے
کرے عشوہ گری پھر یار پُر فن
پڑا حیب بستر غم پر ہون رہتا
عطا کر صحت کامل مجھے اب
بجے میخانہ مین چنگ و دف و نے
صراحی قہقہہ جلدی لگائے
خوشی کے ہر طرف کو چرچے ہون
شریک بزم پھر فرمائے مجکو
کہ میخانہ مین ای حضرت جاؤ
یہی استاد بر حق ہین سبھون کے
سنا ساقی یہ راز دل زبانی
جو وہ چاہے تو دم بھر مین شفا دے
زبان پر لاؤ ایک افسانہ رنگین
چنین زندہ کند مردہ حکایت

رنجوران بستر ناکامی و بیماران شفاخانہ خوش کلامی مریضان بساط داستان گوئی و حیسان امراض سرگرانی وہ مجہولی دار الشفاے تحریر مین براے علاج بے تابی دل اسطرح جاتے ہین اور حکیم خرد سے یون معالجہ فرماتے ہین کہ جب طبیب مطب خانہ عیاری و دنا اضی دار العلاج

عیاری و طراری یعنی عمرو بن امیہ ضمری کام سردار جادو کا تمام کرکے ایک دن بارگاہ سلیمانی میں مشغول عیش و عشرت رہا آخر شفا خانہ دہر سے حکیم مہر رخصت کر گیا اور مرض صفرہ مبدل بہ مرض سودا ہوا عالم میں تاریکی چھائی دن گیا اور رات آئی ابیات

تا تنے میں وہ اوج روز روشن	سوئے پستی ہوا افتادہ دامن	پیرا از رفعت گھٹا گھٹ وہ مہ اقبال
ہوا آخر بشکل گردش سال	سیاب شام نے جوبن لے کھایا	نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا
فروغ شمع نے روشن کیے گھر	طپش پر آگئے وہ دل تھے جو مضطر	قریب شام عمرو خوش نہاد خیمہ

میں ملکہ سرو تمکین تن گلفام کے برائے ملاقات آیا ملکہ مذکور بہت پیاری بی بی اسکی ہے آمد خواجہ سنکر ملکہ نے بھی خوب اپنے تئین آراستہ و پیراستہ کیا تھا بزم عشرت کو بطرز عجب زیبایش ترتیب دیا تھا شیشہ آلات سے خیمہ سجا تھا فرش بچھا تھا مسند پر تکلف آراستہ تھی کہنی ایک طرف تھی چنگیر چوگھٹے پاندان عطردان سامنے مسند کے رکھے تھے لباس زیور سے جسم نازک ملکہ گل اندام مزین و محلی تھا یہ نقشہ نظر آتا تھا کہ مسند میں

سینہ صاف تھا آئینہ صورت روشن	جانت موتی کی لڑی آئی نہیں جا بہ سخن	وقت گفتار جو ہنس پڑتا وہ غنچہ دہن
سینہ میں جھلکتی تھی [illegible] رنگ کہ عکس [illegible]	واہ کیا حسن دکھاتا ہے گلے میں مالا	موتیوں کا نظر آتا ہے گلے میں بالا
گوری گوری وہ ہتھیلی ہے کہ بلور کا جام	سرخی رنگ حنا اسمین شراب گلفام	نقرئی ظرف ہے یا جسمین کہ سونیکا ہے کام
یا نظر آتا ہے لب پر شفق ماہ تمام	صاف شنگرف کی تحریر ہے مکتوب میں ہے	رخ یوسف کی چمک دیدۂ یعقوب میں ہے

الغرض جب عمرو داخل خیمہ ملکہ نے آکر استقبال کیا مسند پر لیجا کر بٹھایا جام مے ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اسوقت کہا کہ اتنی مدت کے بعد تم طلسم سے آئے ہمارے لیے کیا تحفہ لائے خواجہ یہ سنکر آبدیدہ ہوئے اور کہا میں اسلیئے خاص کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ جو کچھ تمہارے پاس زیور ہو وہ لیجاؤں ای ملکہ میں انتہا سے زیادہ قرضدار ہوگیا ہوں کیونکہ جبسے شہزادہ اسد طلسم میں گئے ہیں قید ہوگئے ہیں اور کئی لاکھ کا لشکر جو مطیع اسلام ساحروں کا ہے وہ سب میرے ذمہ ہے ہر ایک کو تنخواہ ماہ بماہ میں دیتا ہوں پھر انمیں بڑی بڑی شہزادیاں اور سردار ہیں کہ جنکی تنخواہ کئی کئی لاکھ روپیہ ماہواری کی ہے یہ سب خرچ میرے ہی اوپر ہے اور افراسیاب ایسے بادشاہ سے مقابلہ ہے ایک ایک عیاری کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ ہوتا ہے

اس صورت مین بیچارہ مین اکیلا کہان سے خرچ لاؤن قرض دام کرکے کام نکالتا ہون
تمھین گھٹا اپنا دیدو کہ کچھ دن کٹین ملکہ یہ باتین سُنکر ہنسی اور کہا خوب مین بھلا کیا جانون
آپ محتاج ہین یا تونگر مجکو تو بینے سے مطلب بیبیون کو روٹی کپڑا خرچ اخراجات نہ ملے تو وہ کیونکر
رہ سکتی ہین یہ کہکر خواجہ کی کمر ٹٹولنے لگی اسوقت آپنے کہا ہا افسوس کمبخت عورتون کو سوا اپنے مطلب
کے اور کسی کی فکر ہی نہین اچھا صاحب ٹھہرو مین دیتا ہون یہ کہکر زنبیل سے آپنے کچھ کیلین لوہے
کی اور گرہین ہلدی کی اور کوڑیان جھنجی ٹوٹے ہتیار دیپنے گاڑھے کی ٹوپیان جھوٹے نگینے نکالے
اور کہا صاحب لو گھبراؤ نہین اگر مین یہ جانتا کہ یہان آکر اس آفت مین گرفتار ہونگا اور لوٹا
جاؤنگا تو کبھی نہ آتا ملکہ نے یہ سب چیزین دیکھکر اپنے اوپر سے صدقہ کرکے پھینکدین اور کہا دور کرو
میرے دشمن یہ چیزین لین عمرو نے وہ پھر سب اُٹھاکر نذر زنبیل کین محل مین انکی باتون سے
قہقہے اُڑنے لگے غرض بہت کچھ انکو چھیڑکر ملکہ نے حکم دیا کہ گائنین خوش گلو زہرہ جبین آئین اور
گانے بجانے لگین جام بادہ ارغوانی کا دور چلنے لگا شکر یون کی قینچیان بندھ گئین جام وگلابیان
سینہ بر آئینہ خواصین سامنے سے ہٹ گئین دونون مصروف عیش ونشاط ہوئے شب اسی جلسہ
عشرت مین بسر ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ ساقی دہر نے جام ماہ کو بادۂ نور سے خالی کیا اور
زہرہ نے دف اپنا سنبھالکر ملک پوشیدگی کا رستہ لیا کہ

ابیات

رہا باقی نہ دن ساقی نہ شیشا
سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر
ہوا حسن سحر کا شور پیدا
صدا دی طائرون نے ہر شجر پر

صبح کو دونون اٹھکر حمام مین گئے پھر خاصہ وغیرہ نوش کرکے ملکہ
سے خواجہ رخصت ہوکر شبستان امیر مین آئے یہان بیبیان امیر کی مستفسر حال شہزادہ
بدیع الزمان و اسد ہوئین انسے سب کیفیت بیان کی پھر اپنی بیبیون سے عمرو ملا اور
ہر ایک نے انکو خرچ وغیرہ مانگ کر چھیڑا آخر سب سے رخصت ہوکر خواجہ باہر آئے اور امیر سے مع تمام
سردارون کے ملکر رخصت ہوئے کہ یا امیر اب مین ذرا کوہ عقیق کی سیر کرکے طلسم مین جانے کی کچھ فکر
کرتا ہون انشاء اللہ زندہ ہون تو پھر آکر ملونگا یہ کہکر بارگاہ سے لشکر اسلام مین آیا اور ہر طرف
پھرتا ہوا کوتوالی چبوترہ مین آکر ٹھہرا یہان جتنے عیار تھے سب سے ملا پھر صورت اپنی مثل ایک
حجام کے بنائی انگرکھا پائجامہ نین سُکھ کا پہن کے سر پہ پگڑی ملازمان شاہی کیطرح باندھ کے ایک سوت

رومال مین لپٹی ہوئی بغل مین دابی ڈبیا مرہم کی کمر مین رکھی اور جانب کوہ عقیق روانہ ہوا دل
مین یہی فکر تھی کہ کسطرح اِن کافرون کو مونڈیے غرض جب دروازہ قلعہ پر آیا دربانون نے ساکن
قلعہ مذکور سمجھکر جانے دیا یہ بازار کی سیر کرتا ہوا دارالامارۃ شاہی کی طرف جا نکلا وہان لقا بھی
اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور بختیارک سے کہہ رہا تھا کہ یا خداوند عمرو نے حمزہ کو پیٹ سے نکالا لقانے
کہا ایک دن مین نے حالت نشہ مین زنبیل قدرت دی تھی یہ کہکر عنصر کو بتی سے کہا کہ تمنے اِن
بندون کی میرے بے ادبی دیکھی ہین کہان تک اِن پہ رحم کرون اگر مین چاہتا تو سب مارڈالے جاتے
لیکن مین سمجھتا ہون کہ ایک بندہ کے ساتھ میرے لاکھون بندے ہین اِس طرح دیے جاتا ہون اور
جب رہتا ہون سب اہل دربار نے کہا برحق تو ایسا ہی رحیم ہے اِس اثناء مین بختیارک کو
خیال آیا کہ ایسا نہو عمرو گھر میرا لوٹ لیجائے یہ سمجھکر دارالامارۃ سے باہر آکر خچر پر سوار ہوا اپنے گھر
کی طرف چلا راستے مین عمرو نے اسکو جاتے دیکھا پکار کر کہا کہ ملک جی ہمارا سلام ہو پہنچے بختیارک
آیا ہوا تھا پہچانا نہین اور پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ تمنے ہمین نہین پہچانا ہم وہ ہین کہ جسنے
تمہین مونڈا اور تمھارے باپ کو مونڈا ملک جی نے اب غور کر کے دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل
دکھایا ملک جی کا دم نکل گیا اور کہا آئیے آئیے غلام اُترا پڑتا ہو آپ سوار ہو کے چلئے عمرو نے کہا تم چلو
ہم بھی آتے ہین یہ کہکر بختیارک سے پہلے اُسکے خیمہ مین جا پہونچا اور توشے خانے کے داروغہ
سے کہا کہ جلد اسقدر روپیہ اور مال نکال کے رکھو ملک جی آتے ہین اِس عرصہ مین بختیارک
بھی آیا داروغہ نے اُس سے کہا کہ اِس حجام نے جو کچھ کہا ہو وہ بجا لاؤن اُسنے کہا کچھ مال الگ کر رکھا
ہی داروغہ نے کہا جی ہان ہے بختیارک نے کہا بارہ ہزار روپیہ نقد ایک چنگیر پاندان عطردان
جو گھڑے کا ہے آؤ اور جواہر نگار جو اسباب ہو اُسے الگ کر دو داروغہ نے کہا بہت خوب یہ کہکر خزانہ
کی طرف روانہ ہوا ایک خدمتگار کو ساتھ لے لیا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا بختیارک سے کہا ملک جی
تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر خیمہ کے باہر نکلا اور کچھ دور چلکر پکارا ارے بھئی ٹھہر جاؤ داروغہ اور
خدمتگار دونون ٹھہرے عمرو نے داروغہ سے کہا آپ تشریف لیچلیے مین اِس سے کچھ کہونگا داروغہ
تو آگے بڑھا اور یہ خدمتگار کا ہاتھ پکڑ کر الگ تنہائی مین لایا وہان لاکر حباب بیہوشی
مار کر اُسکو بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے لیکر آپ پہنے اور معجزہ سے صورت اُسکی ایسی بنکر کوسی

اگرہے مین ڈالدیا پھر آپ دوڑ کر داروغہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ یہ حجام کیا کہتا تھا جواب دیا
کہ ملک جی نے کچھ اسباب الگ رکھنے کو کہا ہی داروغہ نے کہا وہ کونسا اسباب ہی کہا آپ توشک خانہ
مین چلیے تو مین بتاؤن وہ اُسکو لیکر توشک خانہ مین آیا اور اسباب الگ کرکے خدمتگار سے کہا
کہ اسکو فلانی صندوقچہ مین بھرو خدمتگار اسباب بھرنے مین ہیر پھیر کرنے لگا داروغہ نے کہا ارے ہم
صندوقون مین رکھنے کو کہتے ہین تو الگ رکھتا ہی خدمتگار نے کہا کیا ڈاکا پڑتا ہی رکھدینگے جب جی چاہیگا
اور اگر مال کے لٹ جانے کا ڈر ہی تو لٹ جاے پاپوش کے صدقے سے داروغہ نے یہ سنکر اُسکو ایک
دھکا دیا خدمتگار بھی جھپٹ گیا اور ایک طمانچہ داروغہ کے مارا یہ تھا آغشتہ بدارو بیہوشی تھا داروغہ
طمانچہ کھا کر بیہوش ہو گیا عمرو تمام مال و اسباب وہان کا لیکر بختیارک کے پاس آیا اُسنے کہا سب
اسباب رکھدیا جواب دیا سب اچھی طرح رکھا آپ اطمینان رکھیں بختیارک بولا وہ تو نہین آیا اُسنے
کہا کہ آپ تو اپنی خوشی سے دیتے ہین پھر وہ نہ آئے تو کیا کیا جاے اُسنے پھر پوچھا کہ داروغہ کہان ہی
اُسنے کہا وہین ہی بلوا لیجیے بختیارک نے ایک خدمتگار کو بھیجا کہ بلا لا خدمتگار نے جا کے دیکھا داروغہ
بیہوش پڑے ہین مال لٹ گیا ہی روتا ہوا آیا ملک جی سے حال کہا ملک جی نے ہاے کرکے کلیجہ
پکڑ لیا توشک خانہ مین جا کے دیکھا ذرا اسباب نہ پایا پکارا کہ ہاے خدا اُسکو غارت کرے مجکو
لوٹ لیا اب میرے گھر مین آنا نصیب ہی خدمتگار یعنی عمرو نے کہا ملک جی کیون غم و غصہ کرتے ہو
ابھی ایسے ایسے چار حصہ اور تمھارے پاس ہونگے تم تو شعوردار ہو آدھا یون گیا آدھا دون گیا
ملک جی اُسکی تقریر سے گھبرائے آپ ہی کہا کہ خیر میری پاپوش کا صدقہ گیا عمرو نے کہا وہان دوسرا
قفل لگوا دو جہان مال باقی ہی بختیارک نے کہا تو بھی میرا قدیم نوکر ہی سچ کہتا ہی یہ کہکے اُسی مقام
پر گیا جہان باقی مال رکھا تھا عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان ہی اُسمین قفل لگا ہی اُسنے بڑھکر قفل پر ہاتھ
لگایا انگلیان اُنکی کنجیان تھین قفل کھل گیا کہا ملک جی یہ قفل جھوٹا لگا ہوا تھا اسمین دروازہ کھول کے
اندر گئے عمرو نے دیکھا بہت بڑا مال ہی کہا ملک جی بیٹے ایک حویلی کرایہ کو لی ہی وہان یہ اسباب لے کے
رکھ دو اور اگر کہو تو مین ابھی لیجاؤن بختیارک نے کہا تو کیونکر لیجائیگا عمرو نے کہا یہ کون بڑا کام ہی
ہم تو تم تک کو لیجائین اور ہم امانت دار بھی ایسے ہین کہ جو کچھ رکھواؤ قیامت تک نہ دین بختیارک یہ
گفتگو سنکر پہچان گیا یقین تھا کہ مر جاے پکارا کہ لیجیے لیجیے یہ آپ ہی کا ہی مین تو آپ کا غلام ہون اُسنے کہا

آنکھیں بند کر بختیارک ناچار آنکھیں بند کر کے کھڑا ہوا عمرو نے جال الیاسی مار کر سب مال نذر
زنبیل کیا بختیارک سے کہا آنکھیں کھولدے اُسنے جو آنکھیں کھولیں دیکھا سب مال غائب عمرو
نے کہا کہ لے تیرا شیطان حافظ ہے میں جاتا ہون یہ کہکر اُس مکان سے باہر نکلا بختیارک پیٹتا
لقا کی بارگاہ میں آیا اور سب احوال بیان کیا عمرو بھی خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ میں موجود
تھا کہ لقا نے بختیارک پر رحم کھا کے بہت سا روپیہ اور جواہر دیا اُسنے عمرو کو اپنا خدمتگار سمجھکر کہا
کہ اس اسباب کو اُٹھوا لیجا دو چار سپاہی ساتھ لے عمرو نے پھر کے بائیں آنکھ کا تل دکھایا اور کہا
کچھ آدمی کی ضرورت نہیں ہے بختیارک پکارا لیجائیے لیجائیے آپ ہی کا مال ہے لقا نے کہا کہ او شیطان
کیا کہتا ہے کہا کہتا کیا ہون تمھاری میری دونون کی تقدیر اُلٹ گئی ہے غرض یہ بکتے رہے عمرو مال
زنبیل میں رکھکر بارگاہ سے نکلگیا اب یہ تو طلسم میں جانیکی فکر کرتا ہے لیکن اب حال نکبت افراسیاب
خسران مآل بیان کیا جاتا ہے کہ بیت کنون مینو کیم یکے داستان + ببین و مشنو مغز نادر بیان +
خزمہ چشان خمخانۂ سحر و ساحری اسطرح تحریر کرتے ہین کہ افراسیاب جادو فکر جنگ ملکہ ارژنگ شیر
مین اپنے مقام پر متمکن تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر گرے اور متمثل بشکل انسان ہو کر عرض پیرا
ہوے کہ ای شہنشاہ عالی بارگاہ معمار قدرت کا حال ہمنے سُنا ہے کہ اسطرح عمرو نے جاکر بیابان گلرنز
مین اُسکو رہا کیا یہ کہکر ماجرا جہاندار کا جو کچھ اوپر بیان ہو چکا ہے عرض کیا افراسیاب نے
اہل دربار سے کہا کہ صاحبو مجھکو یقین نہین آتا کہ بیابان گلرزین عمرو جائے سب نے کہا بجا ہے
اُسوقت باغبان قدرت فہم بھی حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ آپ کتاب سامری مین
دیکھیے سب حال معلوم ہو جائیگا بادشاہ نے حسب دستور قدیم کتاب سامری کو طلب کیا اُسمین دیکھا
تو معلوم ہوا کہ اب عمرو قلعہ کوہ عقیق مین ہے یہ دیکھکر پکارا کہ ای باغبان اگر کتاب کو نہین مانتا ہون
تو ایمان مین فرق آتا ہے اور اگر مانتا ہون تو قیاس مین نہین آتا کہ عمرو کوہ عقیق مین کیونکر گیا کہان
بیابان گلرز کہان مقام کوکب کہان قلعہ کوہ عقیق مگر کتاب کی آزمایش کرتا ہون یہ کہکر ایک ساحر
معواج جادو نام کہ سرداران نغز زمین سے تھا اُسے حکم دیا کہ تم جاکر کوہ عقیق سے عمرو کو پکڑ لاؤ اور
بارگاہ حیرت مین لیجا کر ملکہ مذکور کے سپرد کرنا اور کہنا کہ اسی وقت اسکا سر کاٹ ڈالو یہ کہکر ایک
تصویر اُسکے حوالہ کی کہ جس صورت پر عمرو ہوگا یہ تصویر ویسی ہی صورت بنجائیگی معواج وہ تصویر

لیکر باغ سیب سے باہر نکلا اور اژدر سحر پر سوار ہوکر جانب کوہ عقیق چلا بعد اسکے جانے کے اجلاس
افراسیاب بھی سوار ہوکر لشکر حیرت مین آیا گھنٹے و گھڑیال بجے ساحر سجدے مین گرے غلغلہ ہوا
کہ شہنشاہ آئے حیرت بہر استقبال آئی بارگاہ مین لیجا کر تخت پر بٹھایا ساقی نے جام شراب یاد رنگ
بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت حیرت سے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے عمرو کو پکڑوا منگوایا ہی مہواج جادو
گیا ہی ہمارے سر کی قسم جسوقت وہ گرفتار ہوکر آئے اُسی وقت مار ڈالنا حیرت نے کہا سامری وہ
دن کرے کہ وہ موذی کاٹا پکڑا آوے طائران سحر ملکہ مہرخ بھی اس بارگاہ مین بامر جاسوسی بطور
مخفی حاضر تھے وہ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور جو کچھ زبانی افراسیاب سُنا تھا معرض
بیاض بیان مین لائے یہان ضرغام عیار موجود تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور خدا چاہتا ہی تو خواجہ
کو چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اثنائے راہ مین اُسکو چالاک بن عمرو ملا اُسنے اس سے سب
حال بیان کیا چالاک نے کہا تم کلال کی صورت بنو مین کالنی بنتا ہون یہ کہکر دونون رنگ و روغن
عیاری لگا کر بصورت مذکور تیار ہوئی ضرغام نے ایک انگوچھا سر پر باندھا مرزئی گلے مین پہنی
دھوتی باندھی بوتل شراب کی کمر سے لگائی اور چالاک نے پٹیان سر پر نکالین مانگ مین
سیندور بھرا مہندی ماتھے پر لگائی مسی ہونٹون پر جمائی گلوری پان کی مُنھ مین لیکر سرخ چندری
اوڑھی لہنگا گنگام کا پہنا سوائی لہنگے پر لگائی رنگ چہرے کا مہر و ماہ کو شرماتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
زہرہ فلک سے اُتر آئی ہی اُسوقت اُسکے جمال جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ جان خوبان جہان تھی
اور رشک حور و غلمان تھی قربان اُسپر مردمک مردمک چشم انسان تھی دانتون سے موتی بے آبرو ہوتا
لب لعلین سے لعل ہیرا کھاتا میم دہن کا حلقہ دل پر ارمان تھا قد بالا الف جان تھا لازم زلف پریشان تھی
جائے گیسو بلائے سر یاران تھی کہانتک وصف اُسکا کیا جاوے یہ اشعار اُسکی صفت مین کافی ہین اشعار

شعرا کہتے ہین وہ مانگ ہی سلک گوہر
کہکشان یا شب دیجور مین آئی ہی نظر
لو ذرا چلکے کرو جبہہ روشن پہ نظر
سنجر حسن عیان ہی کہ اُتر آیا ہی قمر

یا کھنچی ہی محک حسن پہ کوئی خط زر
شانہ کہتا ہی زبانی یہ نیا پہلو ہی
بدلے خورشید کے مہتاب سے پیدا ہی سحر
لوح سیمین تو اسے کیا پڑھنا کیجے

یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر
اُسی سر کی ہی قسم صبح شب گیسو ہی
کیا صفائی ہی کہ پانی ہی حجاب گوہر
غش نہ آ جائے اگر برق تجلی کیجے

اس صورت سے تیار ہوکر آگے آگے کلال اور پیچھے پیچھے کلالنی الوٹ بچھوے پانون مین پہنے

[illegible] چلی چلی راہ مین چالاک نے ضرغام سے کہا مین جلکر دہائی دونگا کہ یہ میری زوجہ ہی
اور مجھسے راضی نہین ہوتی اور تو کہنا مین ہرگز اسکی راضی نہین اور لڑنا مجکو باتین سنانا اسیطرح
سے سمجھا کر دونون لشکر حیرت مین آئے اور لڑنے لگے ضرغام نے کہا رہ تو جانا لڑادی مین
تجھے شہنشاہ کے سامنے لیجا کر ذلیل کرونگا یہ تو یارون کے پیچھے دیوانی ہو مجھے خطرے مین
نہین لاتی آج تیری سب حقیقت کھل جائیگی کلوارنی کہا دور بھڑوے تو کیا میری حقیقت کھولیگا
پہلے اپنی بہنیا کی تو خبر لے کہ جو لونڈون پر جان دیتی ہو اور لونڈے اُسے گھیرے گھیرے پھرتے ہین
ابھی پرسون کا ذکر ہو کہ سلار و مدار و کبڑیے کا لڑکا تیرے سامنے اُسکو درنی دے گیا اور وہ
اُس سے ہنسا کی موے جھڈو تو بیٹھا دیکھا کیا اتنا بھی نہ کہا کہ یہ تو کیا کرتی ہو اور آگے کیا کہون
جسکا باپ اُسکا باپ لیکن کوبڑے بیٹے سے اور بار رسائی گبھارنے سے جان جلگئی اس سبب سے
اتنا مُنہ سے بھی نکالا نہین مجھے کیا مطلب کہ مین کہون مولا سنا ہے تین پیٹ رکھوائے اور
گروائے کلوار نے کہا کہ تو ایسی کمان کی ڈال کی ٹوٹی ہو یہ کہو کہ مین طرح دے جاتا ہون نہین تو
ایک بار تیرا صبح کو پکڑ دن ایک شام کو ابھی پندرہ روز ادھر کا ذکر ہو کہ چمن کبڑیے کا لونڈا جو آیا
تو اُسے تو کوٹھری مین لیگئی وہ تو کہو مین آپڑا دونون کوٹھری سے گھبرا کے نکلے خیر اس سے کیا مطلب
ہو تو میری جورو ہو کہ نہین تجھے میری ماں بہن کے خراب ہونے سے کیا مطلب مین تجکو زبردستی اپنے
قبضہ مین لاؤنگا کلوارنی نے کہا تیری کیا طاقت جو زیادتی کر سکے مین حلال خور کے پاس جاؤنگی
تیرے پاس نہ ہونگی بھڑوے اپنے دل مین سمجھا کیا ہو کلوار نے دوڑ کے جھونٹے پکڑے کلوارنی نے
کہا دُہائی ہو شہنشاہ کی غل جو مچا افراسیاب نے بارگاہ مین سنا اور حکم دیا کہ یہ کون لڑتا ہو
بلا لاؤ کچھ ملازم آئے اور دونون کو سامنے لیگئے دونون نے سلام کیا شاہ نے پوچھا کیون لڑتے
ہو یہ کیا ماجرا ہو کلوار نے کہا یہ میری جورو ہو اور مجھسے راضی نہین ہوتی بادشاہ نے کلوارنی
سے پوچھا کہ تو کیون نہین راضی ہوتی اُسنے کہا ای بادشاہ اگر آپ غلام کے حوالہ کردین مجھے منظور ہی
اور اسکا ساتھ نہین منظور ہو یہ موا نہ روٹی دیتا ہو نہ کپڑا دیتا ہو اور مارے مارکے میری ہڈیان چور کردین
جو کماتا ہو رنڈیون مین اڑاتا ہو کلوار نے کہا بالکل جھوٹ کہتی ہو یہ خود بدکار ہو افراسیاب نے
دونون کا حال سُنکر حکم دیا کہ اچھا تم دو ایک مہینہ ہماری سرکار مین رہو جسکی بُرائی ثابت ہوگی

اُسکو سزا دیجائیگی کلوار نے کہا کہ مین اپنی دوکان رکھا چاہتا ہون مین یہان حاضر نہین رہ سکتا
مگر ہان اس عورت کمبخت کو حضور رکھین شاید آپ کے یہان رہکر درست ہو جاے بادشاہ نے
حیرت سے کہا تم اس عورت کو اپنے پاس رکھو حیرت نے اُس عورت سے اشارہ کیا تو میرے
پیچھے آکھڑی ہو وہ پشت پر جاکر کھڑی ہو گئی اور کلوار دعا دیکر باہر بارگاہ کے نکل آیا بعد دو تین گھڑی
کے افراسیاب ملکہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ایک مکان تنہائی مین چلا سب ملازم تو ٹھہرے رہے مگر یہ
عورت پیچھے چلی گئی جبکہ افراسیاب اُس مکان مین گیا وہان پردے پڑے ہوے تھے سامان
عیش و عشرت مہیا تھا حیرت نے اُس عورت سے کہا تو یہان پردے پاس کھڑی رہ کچھ کام ہوگا
تو پکار لینگے یہ وہان ٹھہری رہی بادشاہ اور حیرت دونون گے مسند پر بیٹھے بوس و کنار اور اختلاط
ہونے لگا لیکن یہان چالاک نے دیکھا کہ پردہ کے پاس ایک طرف کو چند ڈالیان دھری ہین کسی
مین میوہ ہی کوئی پھولون کی ہی اُسنے پکار کر کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو لونڈی ڈالیان لے آوے
حیرت نے کہا لے آ اُسنے ڈالیون مین میوہ آغشتہ بداروے بیہوشی اور پھول بھی بیہوشی کے بسے
ہوے لگائے اور اُسمین کا میوہ اور پھول نکال لیے پھر وہی ڈالیان سامنے لیجا کے رکھدین
اور باہر نکل آیا حیرت نے کچھ پھول اُٹھا کے سونگھے اور افراسیاب نے ایک بہی تراش کر
آپ بھی کھائی اور ملکہ کو بھی کھلائی کچھ ہی دیر مین نشہ ہوا بیہوش ہو کے گر پڑے چالاک نے
اندر جاکے خنجر کھینچا کہ دونون کو مار ڈالون اُسوقت جالنوز بن قران کہ پہلے سے خدمتگار
کی صورت بنکر اُس مکان کے گوشے مین چھپا کھڑا تھا اُسنے آتے ہی پیچھے سے چالاک کا ہاتھ
پکڑ لیا یہ جو دیکھے تو ایک سیاہ فام خدمتگار ہی پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ای
بھائی چالاک یہ کیا غضب کرتے ہو ابھی آفت برپا ہو جائیگی یہ افراسیاب جادو ہی اسکی
قضا ہی نہین ہی ورنہ ہم اب تک کب کا مار ڈالتے چالاک نے یہ سنکر جو کچھ اسباب اس مقام کا اُٹھ سکا
وہ لیا اور جالنوز نے کپڑے چاہا کہ حیرت کے اُتار لون اُسوقت صداے مہیب آئی زمین کو زلزل
ہوا یہ دو عیار اُس مقام کے سراچہ چاک کر کے بھاگے وہان مینہ برسنے لگا اور پریزادان طلسم نے زمین
سے نکلکر پکاریان حیرت و افراسیاب کے منھ پر لگائین دونون کو ہوش آیا اُس مقام کا
عجب حال ابتر اُنھون نے پایا کہ اسباب بالکل لٹ گیا ہی سمجھے کہ یہ کام عیارون کا ہی بس بادشاہ

نے منفعل ہوکر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تمکو میری جان عزیز کی قسم جسوقت وہ لک لک پاسار بان یا وہ
گرفتار ہوکر آئے خنجر طلسم سے تمھارے رہائی نپائے فوراً سر کاٹ ڈالنا اور مین ظلمات مین جاتا ہون
وہان بھیدینا یہ کہکر ظلمات کیطرف تخت سحر پر بیٹھکر چلا گیا ملکہ حیرت اُس مکان تنہائی سے
نکلکر بارگاہ مین آئی اور تخت نکہت پر متمکن ہوئی سب حال اہل دربار سے بیان کیا ادھر دونون
عیار لشکر اسلام کے بھی فکر عیاری مین گرد بارگاہ کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا ہی لیکن مواج
بعد گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر امیر باتوقیر آکر پہونچا اور تخت پر
سے اپنے اُترکر ہر طرف تلاش خواجہ کی کرنے لگا اتفاق سے ایک مقام پر صحرا مین عمرو بیٹھا ہوا
فکر عیاری کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اندر طلسم کے جاؤن اُسنے جو خواجہ کو تنہائی مین بیٹھا دیکھا تعویذ
جو لایا تھا اُسپر نظر کی معلوم ہوا کہ ہان یہی عمرو ہی بس روے ہوا سے پنجہ بنکر جو گرا خواجہ کی کمر
تھامکر بلند ہو گیا اور جب روے ہوا پر پہونچا پکارا کہ ارے مفتری بدذات ہی شرط کر تجکو یہین سے
پھینکدون یہ کہکر کئی جھٹکے خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ ادموذی مین کوئی انسان ہون یا دیو ہون
جو تو اسقدر جھٹکے دیتا ہی اور مجکو لیے جاتا ہی بہت پچتائیگا تو نہین جانتا ہی کہ مین سر بریدہ جادوگران
ہون مواج نے کہا کہ شہنشاہ نے قسم کھائی ہی کہ ابکی عمرو کو زندہ نچھوڑونگا اب تو مارا جائیگا مین
کیون پچتانے لگا یہ کہکر قندیل فلک ہو گیا خواجہ کی آنکھین تموج ہوا سے بند ہو گئین اور وہ
کچھ دیر مین انکو لیے ہوے بارگاہ حیرت مین آکر اُترا ملکہ نہ کو سریر حکومت پر جلوہ گر تھی کہ
اُسنے آکر عرض کیا یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ کو تو حکم بادشاہ تھا ہی کہ جب عمرو آئے فوراً قتل کرنا
بس تصور پذیر ہوئی کہ جلاد کو بلا کر قتل کرنے مین عرصہ ہوگا اور اسکے معین و مددگار آجائینگے
چاہیے کہ تو کسی سردار سے حکم دے کہ وہ سر اسکا کاٹ ڈالے یہ سوچکر مواج سے حکم دیا کہ ای بہادر
تمھین سر اسکا کاٹ ڈالو مواج تیغ کھینچکر آمادہ قتل ہوا تھا کہ خواجہ کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ مین
بارگاہ حیرت مین ہون سمجھے کہ اسی غیبانی نے مجکو پکڑوا بلایا ہی اور ایک ساحر کو سر پر تیغ کھینچے آمادہ
اپنے قتل پر پایا بس اس جلدی مین اور کیا ہو سکتا تھا سواے اسکے کہ زنبیل سے انھون نے
معمار قدرت جادو کو نکالا اور ہوشیار فوراً کرکے کہا کہ ای معمار یہ ساحر جو کھڑا ہی مجکو پکڑ لایا ہی اور
حیرت چڑیل کی یہ بارگاہ ہی ذرا خبردار ہو جاؤ ورنہ ہم اور تم دونون ہلاک ہوا چاہتے ہین عمرو معمار سے یہ

کہ رہا تھا کہ مواج نے یہ ماجرا دیکھا اور کہا لو اور غضب دیکھو اُسنے تو پیٹ سے پانون نکالے معما
کو نکالا لیس تیغہ تو کھینچ چکا تھا ہی آپڑا کہ خواجہ کا سر اُڑادون معمار نے فوراً ہاتھ اپنا سپر کردیا تلوار
ہاتھ پر پڑی اور اُچٹ گئی اور معمار نے اُٹھکر ایک طمانچہ سحر کا اس زور سے مارا کہ مواج کا فرق شق
ہوا سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک ہوگیا صدائے دار و گیر و دار بلند ہوئی برق چمکی تاریکی ہوئی صدا
آئی مارا مواج کو عمرو جو سحر سے مواج کے زمین سے اُٹھکر بھاگ نہ سکتا تھا وہ سحر اُسکے مرنے سے
دفع ہوگیا اس آفت کے آنے سے حیرت تخت پر سے کھڑی ہوگئی تھی سب سرداران کمر کسکے
اٹھے تھے کہ عمرو نے دوڑ کر پشت حیرت پر اپنے تئین پہونچایا اور کمند کے حلقے گانٹھکر جو مارے
ساتون حلقے پیچی ہوگئے مگر حیرت نے سحر کیا کہ سب بند الگ الگ ہوگئے اور حیرت تڑپ کے
نکلے عمرو نے پھر تو خنجر کھینچکر لوٹ ماری کہ بہتون کی ٹانگین کاٹین اور جست کرکے بہتون کے سر اُڑائے
اور خواجہ کی یہ اُستادی فن عیاری مین دیکھیے کہ جو سر کاٹا اُسکی پگڑی اور ٹوپی لی سر زمین پر گرے
ننگے تھے غلغلۂ عظیم برپا ہوا کہ بیچو گھیر لو جانے نہ دیجیو جب غوغا زیادہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ تم
گھر جاؤگے بس گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوا اور پکارا کہ اے معمار ہم تو جاتے ہین تم بھی او معمار
انسے سحر رد کرتا جاتا تھا اور لڑ رہا تھا جب یہ صدا سنی یہ بھی بزور سحر اُڑ کر چلا اُسوقت آندھیان
اٹھ رہی تھین بجلیان چمکتی تھین پیر غل مچا رہے تھے طوفان عظیم برپا تھا کچھ ساحرون نے تعاقب
معمار کرنا چاہا پھر سمجھے کہ یہان ایسا کچھ دن رات ہوا کرتا ہے کیون آفت مین اپنے تئین پھنسائین
بیکار رہے یہ سمجھکر باز رہے لشکر مین بھی قرنا ہوئی تھی اور تیاری ہو رہی تھی کہ معمار پیچھے پیچھے اور
خواجہ آگے آگے نکلکر روانہ ہوئے وہ آفت موقوف ہوئی لشکری بھی رکے اُدھر مہرخ کو بھی خبر
پہونچی کہ مواج جادو خواجہ کو پکڑ لایا لیکن خدا نے اُنکو بچایا اسطرح وہ دونون بارگاہ سے نکلکر
آتے ہین مہرخ نے چند ساحران نامی کو بھیجا کہ جلد جاکر انکی خبر لو اگر کوئی امر نو دیگر ہو تو خبر کرنا مع
لشکر مین بھی آ کودنگی سرداران گرامی یہ حکم سنکر چلے تھے کہ اثنائے راہ مین سرداران خواجہ اور معمار سے ملے
یہ بغلگیر ہوئے اور شادان و فرحان لشکر مین آئے لشکر مین بھی غلغلہ انکے آنے کا ہوا مہرخ ایسا خوش
ہوئی کہ بارگاہ سے باہر نکل آئی اور معمار سے ملی پھر اندر بارگاہ کے لاکر مقام صدر پر بٹھایا عمرو بھی
کرسی پر آ کر بیٹھا ساقی و مطرب حاضر ہوئے دور جام ارغوانی چلنے لگا مگر معمار حیران تھا

تو اپنے ملک مین تھا کوہ عقیق مین کیونکر گیا اور پھر یہان کیونکر آیا آخر خواجہ سے حال پوچھا
انھون نے سب کیفیت کوکب کی اور اپنی عیاری کی مارنا قائم جادو وغیرہ کا اور آنا آفتاب
جادو کا اور بھجوانا کوہ عقیق مین سب بیان کیا اس عرصہ مین چالاک بن عمرو بھی آیا اور
اسنے خواجہ کو بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے منھ پھیر لیا اُسنے کسوت عیاری سے ایک تاج
جسمین لعل اور گوہر شب چراغ لگے تھے خواجہ کو نذر دیا یہ کروڑون روپیہ کا مال دیکھکر خواجہ نے ہاتھ
پھیلا دیے اور گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند مجھے نہین معلوم تھا کہ تم کھڑے ہوے ہو اور بہت چرخ سے
پھر تعریف کی کہ یہ ہمارا فرزند رشید اب مثل ہمارے ہے چرخ نے انکی عیاری کا حال سنا تھا جو بھی
افراسیاب پر کی ایک خلعت بہت بھاری منگوا کر عنایت کیا اور عیار بھی آئے اور خواجہ سے مل
پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور ناچ شروع ہوا یہان تو جلسہ عشرت گرم ہوا اور ہنگامہ مسرت آراستہ
لیکن اُسطرف حیرت نے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح مواج عمرو کو لایا مین نے حکم قتل دیا
اور تلوار کھینچ کے چلا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے معمار کو نکالا اُسے مواج کو مار ڈالا اور دونون نکل
چلے تھے کہ مین نے روکنا چاہا عمرو نے کمند ماری مین تو گر پڑی اور وہ دونون نکل گئے یہ سب حال
لکھکر طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بادشاہ پاس آیا بادشاہ کو اُسوقت نشہ شراب بہت تھا نامہ پڑھکر سب نشہ
ہرن ہوگیا اور اُسیوقت تخت یاقوت نگار پر سوار ہوکر بتجمل تمامتر بارگاہ حیرت مین پھر آیا دیکھا کہ
حیرت نہایت مثل اپنی زلف کے پریشان ہے بارگاہ بھی جابجا خون سے رنگین تھی اور جلی ہوئی بادشاہ
نے ملکہ کو گلے سے لگایا تسکین و دلداری کی پھر تخت پر بیٹھا اور سحر پڑھکر دستک دی فوراً آندھی پیدا
ہوئی اور اُس آندھی سے ایک جادوگر سیاہ فام و کریہ منظر جھولا سحر کا گلے مین ڈالے شیر پر سوار
نکلا بادشاہ کو اُسنے مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے روئین تن شیر سوار کہو مزاج تو اچھا ہے اُسنے
کہا غلام دعا کرتا ہے بادشاہ نے ایک دنگل زرین دیا یہ بیٹھا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمھارا اور
چہرخ و معمار قدرت کا سامنا ہے اُسنے عرض کیا کہ آپ حکم دین تو مین سامری سے سامنا
کرون چہرخ تو کیا مال ہے اور معمار قدرت تو ایسے ہزارون بنا کے چھوڑ دیے اے شہنشاہ آپ ہی
نے اتنا تامل کیا کہ ان نمکحرامون نے یہ قدرت پائی ورنہ کیا انکی حقیقت ہے شاہ نے کہا کہ میری تلوار
تجھے اس سبب سے رحم کرتا ہون مگر اب اسد کو مار ڈالونگا وہ طلسم کشا ہے جب وہ مارا گیا پھر اسنے

کیا ہوگا اچھا اب تم اپنا لشکر طلب کرو اور طبل جنگ بجا کے اِن باغیون سے لڑو ساحر بدنور ہ اتر
شکر اپنے قلعہ کی طرف گیا اور سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم تیاری سپاہ دیا اُسی وقت ایک لاکھ
بر سوار و اژدر سوارون کا لشکر تیار ہوا شورش سپاہ سے شیر چرخ برج اسد مین چھپنے لگا بہرام فلک
کا مسکن برج حمل ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار گوش فلک کے پار ہوئی بیرون کی چارسمت کو پکار ہوئی
دُھرو بجا نرسنگا پھنکا آندھیان آئین طوفان عظیم برپا ہوا یہ اُس فوج کا نقشہ تھا کہ ابیات

چو آواز طبل آمد و کرنائے
کہ پر شد ہمہ روئے گیتی ز شور
گزیدہ ز لشکر دہ و دو ہزار
چہل سالکان خواستار انجمن

برآمد بجنبید لشکر ز جائے
ہم از جنگ آور درو روز کین
زرہ دار و برگستوان در سوار

برآنگونہ رانید یکسر ستور
بآوردگہ بر بلہ زد زمین
بجائے جوانان شمشیر زن

اِسی کر و فر و احتشام سے بعد قطع مسافت راہ بارگاہ حیرت
سے متصل ہو نچا لشکر اُسکا سرداران حیرت نے آکر اُتروا دیا یہ بارگاہ مین آیا ذنگل زرین بر نصب ہوا
بارگاہ فلک فرسا اسکے لیے بھی علیحدہ نصب ہوئی لشکر مین بازار کُھل گئی کٹورا کھنکنے لگا گرم بازاری
شروع ہوئی افراسیاب بھی اُسی مقام پر ابھی ہے اِس سے کہ اُسنے طبل جنگ بجوایا یہانتک کہ جب
مرقع دہر سے رنگ ضیا خورشید مثل طائر حواس پریشان اُڑا در تصاویر کواکب وماہ کا جلوہ نظر آیا نظم

غبار آلودہ تھا مہتاب کا رنگ
ستارہ روشنی سے خوب چمکا

مثال غنچہ دل گرمی سے تھا تنگ

ترقی پر جو اقبال قمر تھا

سر شام بحکم رو مین تن بر سوار طبل جنگ پر چوب پڑی لہر سحر
ساحرون مین بجی غلغلہ زمین و زمان مین پڑا تیاری آلات حرب و ضرب مین ہر شخص مصروف ہوا
جاسوسان لشکر مہرخ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور بعد عرض دعائے شاہی خبر آمد
رو مین تن اور بجوانا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے ملکہ موصوفہ نے بھی ارشاد فرمایا
کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے خواجہ عمرو ابھی یہان موجود تھے اُنھون نے نقارخانہ مین
جا کر طبل پہ چوب لگائی کرنا کو دم ملا زمانہ شر و فساد قریب تر آیا سرداران ملکہ مہرخ بر اسعدی
سحر اپنے اپنے خیمون مین آئے ملکہ مہرخ بھی ساحری کی فکر مین آرام پذیر ہوئی اسی اُثنا مین
چالاک بیباک اپنے مقام پر سے اُٹھکر اِس ارادے سے روانہ ہوا کہ اگر بن پڑے تو اُس
رو ئین تن حرام زادے کو پکڑ کر سامنے خواجہ کے لاؤن جب یہ بارگاہ سے نکلگیا اُسوقت مہرخ نے

خیال کیا کہ چالاک نہین معلوم ہوتا ہی فرمایا کہ چالاک ابھی موجود تھے نہین معلوم کہان گئے
عمرو نے کہا وہ بارگاہ افراسیاب مین پہونچا ہوگا اور یقین ہی کہ اس روئین تن کا کام تمام کرے
مہرخ نے کہا خداے کریم اُنکا نگہبان ہی خواجہ سچ تو یہ کہ فرزند اور شاگرد آپ کے بلاے بے درمان
ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو صورت خدمتگار کی
ایسی بنکر داخل بارگاہ حیرت جبرہ سرہوا دیکھا کہ یہان افراسیاب بیٹھا ہی مگر تخلیہ ہی شب کا وقت ہی
حیرت اور چند مقرب سردار حاضر ہین اور روئین تن ببر سوار بھی ڈنگل پر بیٹھا ہی شراب کا پیالہ گردش
مین ہی چالاک بھی ایک مقام پر چپکا کھڑا ہو رہا اور باتین سُننے لگا چنانچہ رات زیادہ آئی تھی
افراسیاب نے خاصہ طلب کیا داروغہ مطبخ خانہ نے جلد دسترخوان لاکر چنا نعمت خانہ آراستہ ہوا
شاہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھا اور کہا اے روئین تن تم بھی آؤ اُسنے کھڑے ہوکر تسلیم کی اور عرض کیا
کہ میرا اسوقت کچھ جی نہین چاہتا ہی شاہ نے فرمایا کچھ تو چلکر کھاؤ کہا بہت خوب غرض سب آکر
دسترخوان پر بیٹھے روئین تن کا واقعی کچھ جی نہ چاہتا تھا صرف کباب کھانے لگا اُسوقت حیرت نے
کہا اے روئین تن تم کچھ کھاتے نہین ہو خالی بیٹھے ہو اُسنے کہا مین ٹھہر کر کھاؤنگا مین نے پہلے ہی عرض
کیا تھا کہ میرا جی نہین چاہتا ہی شاہ دوان نے فرمایا کہ اچھا اُنکی بارگاہ مین کھانا بھیجدیا جاے
اُسیوقت سوا سو خوان کھانے کے آراستہ کیے گئے کہ جسمین انواع و اقسام کے کھانے لذیذ اور
خوشگوار تھے غرض مزدورون کے سر پر خوان رکھوا کر چوبدار شاہی ساتھ ہوا اور کھانا اُسکی بارگاہ
مین گیا چالاک نے چاہا کہ مین بھی اس کھانے کے ساتھ جاؤن اور کچھ تدبیر کرون لیکن موقع
نہ ملا وہ چوبدار جو ساتھ تھا نہایت ہوشیار تھا کہ اپنے سایہ سے بھی رم کرتا تھا چالاک
اُسکے پیچھے پیچھے آیا تو سہی مگر اسکو بیہوش نہ کرسکا خاموش ہو رہا اور ادھر پھرنے لگا اس عرصہ
مین روئین تن بھی بارگاہ شاہی سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چالاک نے اُسکو جاتے دیکھا
سمجھا کہ اب یہ جاکر طعام فرستادہ شاہ جادوان زہر مار کریگا پس اسی وقت کچھ تدبیر کرنا چاہیے
یہ سوچکر اُسنے بازار سے تحفہ مٹھا خریدی اور اُسکو آغشتہ بدارو بیہوشی کرکے قابون مین
لگا کر ایک خوانچہ تیار کیا تورے پوش اُسپر ڈالا اور ہاتھ پر رکھکر روئین تن کی بارگاہ کے دروازہ
پر آیا صورت تو خدمتگار کی ایسی بنے ہی تھا جب دروازہ پر آیا دربانون نے روکا کہ میان اندر جانے

حکم نہین ہی ہمین ٹھہرو اُسنے کہا تم تو اندھے ہو دیکھتے نہین کہ شاہ طلسم کا خدمتگار ہون اور انہین کا
بھیجا ہوا آیا ہون یہ پکوان اور مٹھائی کھانیکے ہمراہ بھیجنا بھول گئے تھے اب بھیجی ہی اچھا تم نہ جانے دو
مین جا کر عرض کیے دیتا ہون کہ وہان کے دربان بڑے شور سے پشت ہین وہ بارگاہ مین نہین جانے دیتے
ہین دربانون نے یہ کلمات سُنکر باہم کہا کہ میان جانے بھی دو کیون آفت بلایا چاہتے ہو یہ کہکر اندر جا کر
روئین تن سے عرض کیا اُسنے کہا جلد بلا لاؤ ایسا نہو کہ بادشاہ خفا ہون دربانون نے باہر آکر چالاک سے
کہا جاؤ میان جاؤ حضور بلاتے ہین چالاک بچالاکی تمام اندر آیا دیکھا کہ چند مصاحبین بیٹھے ہین اور
روئین تن کھانا کھا رہا ہے اُسنے وہ خوانچہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ شاہ جادوان نے یہ مٹھائی اور
پکوان بھیجا ہے ہمراہ طلسم اول بھیجنا فراموش کیا تھا روئین تن نے اُٹھکر اس خوانچہ کی تعظیم کی اور
اُس مٹھائی کو لیکر تھوڑی تھوڑی سبکو دی اور کچھ آپ بھی نوش کی اس عرصہ مین چالاک باہر نکل آیا تھا
اور یہان بیٹھکر اپنے پاس سے کچھ میوہ اور مٹھائی نکالکر کھانے لگا دربانون وغیرہ نے جو لوگ کہ یہان موجود
تھے اس سے کہا کہ ارے میان کسی کی صلاح بھی نہین کرتے کیا تم ہمکو پوچھتے تو ہم کھانے لگتے چالاک نے
کہا خالی صلاح سے کیا فائدہ تھا اسقدر مٹھائی تھی نہین جو مین صلاح کرتا اچھا ہمارے سر کی قسم ایک ایک
ڈلی اسپر جو ٹوکا ہے تو لو کھالو اُنھون نے وہ اُسکی خاطر سے لیکر کھالی اُدھر جب سب نے وہ مٹھائی اور
پکوان جو یہ دے آیا تھا کھایا روئین تن نے کہا میرے سر مین درد ہونے لگا شاید نیند آئی ہے لوگون نے
کہا آپ آرام فرمائین یہ جا کر پلنگ پر لیٹا اور لوگ بھی اپنے اپنے مقام پر گئے مگر وہ بھی وہان
پہونچتے ہی بیہوش ہوگئے صرف دو ایک خدمتگار جو چپی کرنے کو رہ گئے تھے روئین تن کے پاس ہوشیار
رہے یہان باہر دربان بھی ڈلی مٹھائی کی کھاکر بیہوش ہوگئے چالاک سمجھا کہ اب بارگاہ مین بھی
سب بیہوش ہونگے تو چلکر اپنا کام کر یہ سوچکر اندر آیا دیکھا تو خدمتگار چپی کر رہے ہین اور یہ چپکا بیٹھ
اُنمین اسنے کہا کہ کیا حضور نے آرام کیا مجھکو کچھ عرض کرنا تھا خدمتگارون نے کہا تم جگاؤ ہماری تو مجال
نہین جو بیدار کرین اُسنے کہا اچھا مین بھی ٹھہر جاتا ہون شاید آنکھ آپ سے کھلے یہ کہکر وہان بیٹھ
گیا اور پروانے بیہوشی کے اڑانے لگا اُن پروانون کے جلنے سے دھوان ہوا اور خدمتگارون
کی ناک مین گیا وہ بھی بیہوش ہوے اُسنے اُٹھکر روئین تن کو اور زیادہ بیہوش کیا اور فکر
کرنے لگا کہ کیونکر لیجاؤن آخر خیال مین آیا کہ اِسطرح لیچل لیں اُسنے اُسکو اُٹھا کر ایکخوان میں رکھا

بعد ازان پاؤن سمیٹ کر باندھ دیے پھر اوپر سے کسنا کسکے تورے پوش ڈالکر وہ خوان سر پر رکھکر
باہر نکلا اور جس کسی نے لشکر مین اُسکے دیکھا پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو کہا افراسیاب نے روئین تن
کو کھانا بھیجا تھا مین لیکر آیا اب افراسیاب کو اُنھون نے یہ بھیجا ہے یہان تو یہی لگا رہتا ہے آنے
جانے مین پاؤن ہمارے ٹوٹتے ہین وہ لشکری یہ سُنکر خاموش ہو رہا اور یہ وہان سے صحیح سلامت
اُسکو لیے ہوئے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا یہان جو لوگ کہ حاضر دربار تھے وہ حیران ہوے کہ یہ
تو خدمتگار شاہ طلسم ہے خوان مین کیا لایا ہے اور اُس گھبرانے کیا بھیجا ہے اس عرصے مین اُسنے
خوان کو سامنے خواجہ کے کھولا کیلیے کہ خواجہ ابھی سونے نہ گئے تھے مدت کے بعد جو ملاقات ہوئی تھی
تو مہرخ سے بیٹھے باتین کر رہے تھے کہ اُسنے عرض کیا آقا تو غلام سے ہو سکا منہ چالاک یہ گنہگار
روئین تن بیر سوار حاضر ہے مار لیے اِس حرام زادے کو خواجہ نے کہا اے مہرخ اسکو قتل ہی کر ڈالو مہرخ
نے کہا یہ روئین تن ہے یون قتل نہوگا یہ کہکر مہرخ نے چالاک کو خلعت دیا اور سمار قدرت بھی
موجود تھا یہ عیاری دیکھکر حواس باختہ ہوا عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا چالاک نے
عرض کیا کہ اچھا اسکو ابھی بیہوش رہنے دیجیے مین اور فکر مین جاتا ہون یہ کہکر پھر وہان سے
بعجلت تمامتر روانہ ہوا اور خیمہ مین روئین تن بیر سوار کے آیا جلد صورت اپنی اُسی کی ایسی بنائی
اور خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کیا اور کہا ارے نمک حرامون تم غافل ہوکر سوے ہو عیار
ابھی آیا تھا مجکو جمشید نے بچایا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بہت کچھ عتاب خطاب زبانون پر لایا باہر
نکلکر فرمایا اور سوار ہوکر بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان بلو شاہ جادوان کو نکالکر پلنگ پر بیٹھا
تھا حیرت ابھی پلنگ پر نہ گئی تھی نیچے مسند پر بیٹھی تھی اختلاط ہو رہا تھا کہ یہ جاکر ہو بخاری اور دو
نے پلنگ کے خبر عرض کی بادشاہ کو اُسکی خاطر بہت منظور تھی حکم دیا کہ اچھا بلا لو یہ سامنے گیا اور کہا
کہا عیارون نے مجھپر عیاری کی تھی خداوند جمشید نے بچایا جیسا مین غرور کرتا تھا ویسا میرے
سامنے آیا آپ میرے ملازمون سے حال پوچھیے سب نے کہا کہ ایک شخص آیا تھا اُسنے مٹھائی
کھلائی تھی پھر ہمکو نہین معلوم کہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین واقعی تم
بچگئے سامری کا شکر کرو اور اب بہت ہوشیار رہنا یہ باتین کرتے کرتے افراسیاب کے
پلنگ کے گرد پھولون کی ڈالیان رکھی تھین اُسنے کہا کہ کیا خوب خوشبو ان پھولون سے آتی ہے

مین نے کبھی ایسے پھول نہین دیکھے یہ بادشاہ کے باغ کے ہین ای ملکہ حیرت ایک آدھ درخت
اسمین کا مجکو بھی عنایت فرمائیے گا کہ مین اپنے باغ مین لگاؤنگا حیرت نے کہا اچھا تبو اسکو اٹھا کے
سونگھوائکے چند پھول اسمین سے لیکر سونگھے اور ہاتھ مین عطر بیہوشی ملا تھا وہ سب پھولون پر
ملکر کہا ای ملکہ واہ واہ وا عطر بھی ایکے سامنے گرد ہے لیجیے ذرا دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہے حیرت
نے کہا جیسی تم تعریف کرتے ہو ایسی خوشبو تو انہین نہ تھی اُسنے کہا لیجیے سونگھیے تو سہی اسنے لیکر
سونگھے اور متعجب ہوکر کہا واقعی آج تو عجب خوشبو ہے کہ مشام جان معطر ہوا جاتا ہے افراسیاب کو
بھی تعجب ہوا اور اُسنے بھی لیکر سونگھے جو لوگ کہ وہان حاضر تھے گواہی دلوانے کے لیے سبکو دو دو
چار چار پھول دیے کہ سبنے سونگھے اور کچھ عرصہ مین بیہوش ہوگئے لیکن اتفاق روزگار اتنے
عرصہ مین روئین تن کو بارگاہ چرخ مین ہوش آگیا بیہوشی اُترگئی اور اپنے تئین اُسنے بندھا پایا
سحر پڑھکر جلد کھولا دیکھا کہ چرخ کی بارگاہ مین ہون یہ کہکر اُسنے بزور سحر پر پیدا کرکے پرواز کی
کیونکہ خواجہ اور چرخ ایسے محو تھے باتین کرنے مین کہ اُسکی زبان مین نہ سوزن دیا تھا اور کوئی
انتظام اُسکی حراست کا فرمایا تھا اور یہ بھی گمان تھا کہ اب چالاک آتا ہوگا اسکو سیہ گرم کرکے
چلا دیگا الحاصل یہ کھلا ہوا تھا اُڑ کر سیدھا بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان تخلیہ پایا اور مع افراسیاب
و حیرت ہر ایک کو خواب غفلت مین مبتلا دیکھا اور ایک شخص کو اپنی ایسی صورت کا بنا ہوا دیکھا
سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے بس فوراً سحر کرکے چالاک کو بے قابو کردیا پھر آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای
خیرہ سر تیرہ روزگار پہچانا مین نے تیرے تئین او نابکار عیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا چالاک
نے جو یہ ماجرا دیکھا سوچا کہ اب مجھے لازم ہے کہ کوئی تدبیر ایسی کرو جسمین رہائی ہو ایسا کچھ جوڑ توڑ
کرکے گویا ہوا کہ ای روئین تن بہر سوار مین نے آپ کا کیا کیا ہے مجکو گرفتار کرنا بیکار ہے اسوقت
شہنشاہ جادوان نے خبر سنی کہ عیار آپ کو پکڑ لے گئے ہین بس یہ خبر سنتے ہی مجکو آپ کی ایسی صورت
کا بنا دیا اور آپ کچھ فکر مین تمھاری رہائی کے غافل ہوکر لیٹ رہے ہین انکو آپ ہوشیار کرکے
دریافت کر لیجیے جو اسمین فدا بھی سر مو فرق ہو اور فرماتے تھے کہ مجکو فکر یہ بڑی ہے کہ اب کون ایسا ہے جسکو
روئین تن کا لشکر سپرد کرون انھین فکرون مین شاید زیادہ غافل ہو گئے ہین روئین تن سوچا کہ
یہ کوئی ایسا نہو کہ مقرب بادشاہ یا ملکہ ہو تو ناواقفیت سے اسکو ذلیل نہ کرو ورنہ خرابی ہے بادشاہ

ناراض ہونگے یہ سوچکر چالاک پر سے سحر اتار کر چھوڑ دیا چالاک بچالاکی تمام بارگاہ سے باہر نکلگیا
افراسیاب کو تیلون نے سحر کے پیدا ہوکر ہوشیار کردیا بادشاہ نے دیکھا کہ روئین تن ایستادہ ہو
اور باقی حیرت وغیرہ ہر ایک بیہوش ہین یہ دیکھکر شاہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ روئین تن کوئی عیاری
چاہتا تھا کہ کچھ سحر اسپر کرے اُسوقت روئین تن نے سب حال اپنا بیان کیا اور جو کچھ چالاک
کی زبانی سنا تھا وہ بھی اظہار کیا بادشاہ نے کہا افسوس وہ عیار تھا مکر و فقرہ دیکر نکلگیا لیکن خیر تم
کچھ اندیشہ نہ کرو اب مین بھی ایک سحر ایسا تیار کرتا ہون کہ معمار قدرت مکان اور قلعہ بنانا اپنا
بھول جائے کیونکہ اب مہرخ کو بڑا بھروسا اسی کا ہے یہ کہکر رات ہی کو جانب طلسم باطن گیا اور
وہان جاکر نامہ اس مضمون کا حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ کل جب صبح کو روئین تن بہ سوار لڑنے کو
جائے تو تم بھی اُسکے ساتھ جانا اور الگ کھڑی ہوکر تماشا لڑائی کا دیکھنا یہ نامہ تیلا سحر کا لیکر بارگاہ
حیرت مین آیا حیرت وغیرہ ہوشیار ہوکر بیٹھی تھی روئین تن بھی اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ تیلا نامہ
لیے آیا ملکہ نے پڑھکر جواب لکھدیا کہ آپکے فرمانے بموجب عمل کیا جائیگا تیلا تو اُسطرف گیا وہان
چالاک بن عمرو جو اپنی بارگاہ مین گیا جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اسطرح مین سب کام
کرچکا تھا کہ تمنے روئین تن کو چھوڑ دیا مہرخ نے کہا واقعی ہمسے غلطی تو ہوئی اُسنے کہا خیر ایک دن
کے سوسائھ دن ہین ابکی سہی یہ کہکر شریک بزم ہوا اور مصروف عشرت ہوا لشکرون مین تو تیاری
آلات حرب ہو رہی تھی ہی حیرت نے اپنی سپاہ کی آراستگی کے لیے طبل جنگ و نفیر سحر کو بجوایا یہان
تو یہ حال ہوا کہ نارنج ترنج اچھلنے لگے لونگ الائچی جلنے لگی گوگل گمی کی چراہند آنے لگی اور نبولے
ماش کے دانے پھلنے لگے پردار جانور سحر کے اُڑنے لگے ابر رنگ برنگ کے آسمان پر آنے لگے
آتش سحر کا دھوان بلند ہوا نشان بان نکل گئے ترسول نیمول صاف و صیقل ہوئے نشانون
مین سے آواز تڑاقے کی آنے لگی طائر سحر نکل نکل کر جانب فلک گئے کڑاہیان چڑھ گئین ایکطرف
تلوار کے دھنی منچلے اپنا ہنر سپہ گری دکھانے لگے تلوار کے ہاتھ نکالنے تیر تودون پر لگانے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ جب دشمنون پر تیر برسائینگے کمانون کو ابر بہاری بنائینگے خنجر جانستان
بام ہستی کے لیے مقراض بنے تھے سوا سے قطع نمد [illegible] کے اور کچھ نہ جانتے تھے برچھیت
ہر مرتبہ نیزے تانتے تھے کہ یہ سنان ہے اور سینہ عدو ہے اب تو فتح یا اجل ہمسے دو بدو ہے ہر طرف

یہی شورش اور ہنگامہ برپا تھا اس رزمگاہ کا یہ نقشہ تھا کہ **ابیات**

زتیر دے آسودگی اسپ و مرد — بلیندلیشد از رزو گار نبرد — تو گفتی جہان یکسر از جوشن است
ستارہ ز نوک سنان روشن است — سپہ شد ہمہ دست از گرد شم — برآمد خروشیدن گاودم
بیاراست با میسرہ میمنہ — سپاہی ہمہ یکدل و یک تنہ — بزد طبل روئین و پر شد خروش
زمین آمد از نعل اسپان بجوش — سپہ را بیاراست و خود بر نشست — یکے گرز پرخاش دیدہ بدست

شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب چشمۂ ظلمت سے سکندر فروغ افزائے دہر باہر آیا اور جہان ظلمانی مثل روئے سفید دکھائی دیا کہ **نظم**

چو پنہان شد آن چادر آبنوس — بگوش آمد از دور بانگ خروس — چو از خنجر روز بگریخت شب
زلشکر ہمہ شاد و دل خندہ لب — تبیرہ برآمد ز ہر دو سرائے — بدان رزم خورشید شد رہنمائے

دم سحر ایک جانب سے **روئین تن** بر سوار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے کروفر سے وارد میدان مصاف ہوا دوسری جانب سے **حیرت** نابکار تخت شاہی پر سوار ہو کر فوج اپنے ساتھ لیکے نہایت احتشام سے گھنٹے اور گھڑیال بجواتی رمال و گوگل کے شعلے اڑاتی داخل رزمگاہ ہوئی اسطرف سے **مورخ** ناموز **معمار قدرت** کو ہمراہ لیکر چلی پھر تو **بہار** و **تخمور** و **لرزان** و **زلزلہ** وغیرہ بڑے آن و بان سے سمت جنگاہ چلیں شورش بحر امواج سیاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات انسان ڈگمگانے لگا یہ ماجرا تھا کہ **ابیات**

زدیبائے زربفت چینی قبائے — چو معمار پیش اندرش رہنمائے — ہمہ غرق در آہن و سیم و زر
زبا قوت پیدانہ زرین کمر — نشست از بر ابلق مشک دم — جہندہ سرافراز در دیدہ سم
سلیحش یکے ہندوئے تیغ بود — کہ در زخم چون آتش میغ بود — بدیدہ آمدش خط بر گرد عاج
چو مہرخ شہنشاہ با گرز و تاج — ہمان زخم گوپال و باران تیر — خروش یلان بردہ و دار و گیر

اس حشمت و شوکت سے یہ لشکر بھی وارد میدان جدال و قتال ہوا بہادر آپس میں باتیں ہنس ہنس کے کرتے تھے بسان گل شگفتہ تھے **معمار** کہتا تھا کہ اے ملکہ **مہرخ** بہت اچھا ہوا کہ طبل جنگ بجا اب میں طرز جنگ تو دیکھ لوں جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوئیگا **مہرخ** نے کہا آج آپ ہمارے لڑنے کا تماشا دیکھیے اسنے کہا مجھے **طرز** معلوم دیتا تھا کہ آج کی لڑائی جنگ مغلوبہ کی ہوگی **مہرخ** نے

کہا ہر چہ بادا باد اِدہر تو یہ تذکرہ ہی کہ بجا یک لشکرون مین ڈہر دبجا طبل وبوق گرگرائے علمون کے پھریرے کھلے صفین جمنے لگین صورت نگار مصور شہاب جادو ابریق گیسو سے بن شہاب طوفان ببر افگن شکوہ زرین قبا وغیرہ سرداروں کے تخت دار دربڑھکر استادہوئے نقیب چاؤش للکارے لڑنے والون کو پکارے کہ ہان ای بہادران روزگار نام کرجانا مرجانا مگر قدم نہ ہٹانا یہان تو ترتیب صفوف جدال ہونے لگی مگر طلسم نور افشان مین بران موجود تھی ابھی کوہ رخشان پر سحر کرنے نہ گئی تھی کہ کوکب نے بزور سحر بیضۂ عقاب مین دیکھکر حال معارہ بران سے بیان کیا کہ اسطرح مین خواجہ کو لیکر گیا تھا خواجہ تو زنجیر سحر بیابان گلرنگ پہاندگئے مین ناچار پھر آیا لیکن خواجہ کو کوہ عقیق مین معلوم ہوتا ہی کہ جہاندار نے بھیجدیا تھا کہ اب وہ لشکر مہرخ مین ہین ادہر حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی رویین تن ببر سوار لڑنے آیا ہی یہ معرکہ بھی قابل دید ہی بران نے سب حال سُنکر کہا بابا جان اگر فرمائین تو مین بھی اس معرکہ کو فی الحال دیکھتی جاؤن کہ ابھی تو کوہ رخشان کی طرف جانے کو مجھے منع فرماتے ہین کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی لیکن ابھی تم پوشیدہ طور پر اپنی فوج نرالی لیکر جاؤ اور حاکمان دربند کو نہ لڑواؤ بلکہ تم بھی جاؤ تو اپنے لشکر کو لڑواؤ تم نہ لڑو اُسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر قلعہ کوکب سے اپنے مقام پر آئی قلعہ ہفت رنگ مین ٹھہر کر تمام اپنی انیسون جلیسون کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تیاری کرکے جانب لشکر مہرخ چلو یہ حکم سُنتے ہی ملکہ ہماے جادو نے حکم تیاری لشکر دیا پانچ لاکھ ساحرونکا لشکر تیار ہوا مجلس جادو بھی تیار ہوئی اور کہا مین سب سے پہلے مہرخ پاس جاتی ہون یہ کہکر مع کئی سوکنیزان زرین پوش کے تخت پر بیٹھکر چلی بران بھی سوار ہوئی آفتاب تابان تخت پر چمکنے لگا باجے طرح طرح کے بجے ڈنکے پر چوب پڑی ساحران نامی بار وبط وقرقرے ہنس آتشین فیل دمان سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوئے زمانہ مین ہلچل پڑگئی دُنیا نے کہا کہ مین بیچاری ضعیفہ کچلی جاتی ہون فلک تھرایا کہ دیکھیے کیا آفت کا سامنا ہوتا ہی اس لشکر کا کروفر کیا لکھا جاے یہ حال تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت وآواز گرز	کہ ای جنگ سازان وگردان نو	ہمہ تیر وشمشیر وخنجر نہید
ہمہ یکسر ز ترک بر سر نہید	چو ہر کس کہ اورا کمانست وتیر	کمان را بزہ برنہد ناگزیر

خروشے برآمد زا سلامیان | ببستند خون ریختن رامیان | یکے تخت زرین نہادہ بروے
نشستند گردان پرخاش جوے | سپہ بود چون کوہ آہن روان | ہمہ سر پر از گرد چالاک جان
بس پشت شان زندہ پیلان مست | ہمہ کوفتند آن سپہ را بدست | اس کروفر سے یہ لشکر ادھر سے

چلا اور اسطرف بعد صفوف آرائی جدال وقتال جنگ آغاز ہوئی رو بین تن بر سوار اپنا شیر
اڑا کر لشکر مہرخ پر آ پڑا پیچھے اسکے فوج شقاوت شعار اُسکی لینا لینا کہکر چلی اُسوقت ادھر سے بھی حملہ
ہوا تلوار برق کردار سحر کی چلنے لگی ناریخ ترنج گچھے سوئیون کے ماش کے دانے کی بوچھار ہوئی چھری
چلنے لگے ساحرون کے جسم مین آگ لگی بہادرون نے باہم ایک کی دوسرے نے کمر تھام لی اور
کٹاریان کھینچ لین قرادنیان چلنے لگین سینہ گلنار ہوے دلاور مرگ سے ہمکنار ہوے مہرخ
بھی شمشیر سحر سے لڑنے لگی ایک طرف سے مصوّر نے جو تیر مارا سواسکے سینہ کو توڑ کر نکلگیا
گیسوے بن شہاب نے جو گولا مارا تخت کو مہرخ کے توڑ گیا مہرخ تخت پر سے اڑ گئی اور پھر
لپک کر ناریخ مار کر گیسوے بن شہاب کی ران کو زخمی کر دیا شہاب جادو
نے گولا مہرخ سحر چشم کے مار کر اُسکا بایان شانہ ہوا بلور جادو نے تلوار ماری کہ شہاب جادو کا
بایان ہاتھ زخمی ہوا اب مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا ماش کے دانے سحر کرنے آسمان پر مارے ایک تڑاقا ہوا
ابر گھر آیا سلیں گرنے لگین ساٹھ ستر ہزار ساحر غارت ہو گیا ایک سل ابریق کو فنگاف ہوا
بھی گری ابریق غرق زمین ہو گیا سل بھی زمین مین چلی زمین سخت ہلنے لگی ابریق تڑپ کر
باہر نکلا اُسوقت معمار نے ایک تیر مار کر ابریق کی ران کو وہ توڑ گیا پھر تو سرمایہ برف انداز
نے ماش کا چھرا مار کر جیلے لگا پار نکلگیا رعد جادو اور برق جادو بھی کار نمایان کر رہے تھے
رعد چیخین مارتا تھا اور برق تڑپکر گر رہی تھی رو بین تن بر سوار کا کئی ہزار ساحر مار گیا مہرخ
نے دوسرا گولا جو مارا ابریق کا شانہ ٹوٹ گیا لشکر حیرت پست پا ہونے لگا حیرت علیحدہ
ایک ٹیکرے پر کھڑی ہوئی صرف دید تماشاے جنگ تھی اُسنے دیکھا کہ لڑائی بگڑتی ہی بس
دریاے خون روان کی طرف اُسنے اشارہ کرکے چھڑی اُسکے ہاتھ مین سحر کی تھی زمین پر دے
ماری کہ زمین کو زلزلہ آیا دریاے خونروان جوش کھاکے کوس بھر آگے بڑھ آیا اُسوقت
حیرت نے موتیون کا مالا گلے سے توڑ کر دریا کی طرف پھینکا کہ دریا سے تیس چالیس ہزار مچھلی

بشکل خنجر تڑپ کے باہر نکلی اور منہ گاڑ کر جو چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی مارا گیا یہ حال دیکھ معمار قدرت
نے بیضہ نکالکر سحر پڑھکر زمین پر مارا ادھر حیرت نے کہا ایکی ضرب مین ان سبکو غارت کر دونگی
اور پھر کنگن ہاتھ سے اُتار کر مارا کہ سوا لاکھ مچھلی ایکی نکلی مگر بیابان گلریز کا وہ بیضہ تحفہ ہی جو معمار
نے زمین پر مارا تھا اُسکے زمین پر گرنے سے غبار زمین سے اُڑا اور دیوار سحر بنکر تیار ہوئی وہ
سوا لاکھ مچھلی جو بڑھی ہوئی چلی آتی تھی اُسنے آکر دیوار مین ٹکر ماری سبکا سر پھٹ گیا مگر دیوار کو
بھی زلزلہ آیا اور دھمک گئی ادھر مصور نے اس اجھاوے مین معمار کو دیکھکر ایک نارنج مارا کہ سر پہ
اُسکے آکر لگا اگر یہ ساحر زبردست نہوتا تو سر پھٹ کر ہلاک ہو جاتا لیکن یہ زخمی ہوا مرنے سے
بچگیا فوج مہرخ کی پھر پس پا ہونے لگی اور پیچھے ہٹی مورچہ چھوٹا حیرت نے چاہا کہ بڑھکر بارگاہ
مہرخ پر جا پڑے اُسوقت ابر نارنجی آسمان پر پیدا ہوا اور طاوس زرین بال اسمین سے نکلا
اُس طاوس پر ملکہ مجلس جادو جو سب سے آگے چلی تھی سوار تھی اُسکے آنے سے تقویت ہوئی
فوج مہرخ رکی اور ہلال سحر افگن نے بڑھکر سحر کیا کہ دس بارہ ہزار ہلال جو گرے پندرہ ہزار
فوج حیرت سے ساحر کام آئے سبکے سر قلم ہوگئے مجلس نے یہ حال دیکھکر طاوس کو ٹھوکر ماری اور
تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑی جسکو تلوار ماری دو ٹکڑے کیا مصور نے اُسوقت للکارا کہ اری او
چھوکری کیا کرتی ہی اور دوڑ کر تلوار ماری مجلس نے خالی دیکر تیر مارا کہ مصور کی انگلیان
توڑ کر نکل گیا ابتو یہ حال ہی کہ دونون طرف کے لوگ زخمی ہین مردہ پر مردہ گر رہا ہی کوئی
سسکتا ہی کوئی جان بلب ہی کسی کا سینہ زخمی ہی کوئی ہاتھ کٹائے چلا آتا ہی کوئی بھاگا جاتا ہی
کوئی کسی کے سینہ پر سوار ہی کوئی مقتول ہی کوئی قاتل ہی عجب طرح کی ہلچل ہی اسی ہنگامہ آفت خیز
و جانکاہ مین یکایک عمرو بن امیہ ضمری نے لشکر سے نکلکر ایک مقام بلند پر جاکر دعا کی کہ اے
خلاق مہر و ماہ آفرینندہ زمین و آسمان اس لشکر کفاران روسیاہ پر تو مجکو فتح عنایت فرما کہ ابیات

همی خواند بر کردگار آفرین
ثنا خواند و شاه بر پیشگاه

که چرخ آفرید و زمان و زمین
هر آنکس که او را بیزدان گزید

برآرندهٔ هور و کیوان و ماه
سرافراز ما سپاسی بباید کشید

کہ کریم کارساز وقت یاری و مددگاری ہی یہ دعا اُسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی عمرو نے دیکھا
کہ آسمان پر نوبت و نقارے بجے بجلیان ہزار در ہزار چمکنے لگین دل دشمن مین آگ لگا دی تھین

ابر رنگ برنگ کے اڑتے ہوئے نظر آئے عمرو نے دوڑ کر مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ دیکھنا یہ کیا
سامان ہے مہرخ نے کہا بڑا غضب ہوا ادھر تو آفت حیرت کر رہی تھی اسطرف سے
افراسیاب خانہ خراب آیا اب ہمارا ٹھکانا نہ لگے گا خدا تعالے اس موذی کی سر سے بچائے
یہ کہہ رہی تھی کہ لکہ ہائے ابر میں سے غول جانوروں کے نکلے اور لڑکر پھر ابر ہی میں غائب
ہوگئے مہرخ نے کہا واہ واہ کیا ابر ہیں اور کیا جانور ہیں اور ان جانوروں نے ملکہ ہمائے تاجدار
سپہ سالار لشکر بران سے کہا کہ اے ملکہ یہاں تو لڑائی ہو رہی ہے لاکھ ہا مردہ پڑا ہے ہمائے تاجدار
نے کہا کہ اے ملکہ خورشید جادو دیکھنا کہ اس جنگ کا کیا ڈھنگ ہے خورشید اپنا تخت بڑھا کر چلی
تخت اسکا یہاں آفتاب چمکتا تھا غرض اسنے آکر جو دیکھا تو لشکر مہرخ کو مغلوب پایا ادھر
لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک نورانی ابر بڑھکر آیا اسمیں سے بجلی چمک گئی سب کی آنکھ
جھپک گئی پھر ابر دو پھر گیا خورشید نے پلٹ کر ہما سے سب حال کہا ہما نے سامنے ملکہ بران
کے آکر دست بستہ عرض کیا داری مہرخ پسپا ہوا چاہتی ہے بران نے فوراً اپنی ہمشیرہ ایک
ایک پتلی اپنے جوڑے سے نکالی اور اپنے مقام پر اسکو بٹھا کر آپ غائب ہوگئی اب لشکر ملکہ بران
ظاہر ہوا ہزار ہا علموں نے جلوہ دکھایا دہر دہر ناقوس نے گنبد چرخ کو دہلایا پھر لاکھوں سوار مرکبہاے پرند پر سوار
لباس زرین سے آراستہ و پیراستہ اڑتے ہوئے نظر آئے اور ہزاروں ساحر ہنس و فیل و باز وغیرہ پر
سوار نیرنگی سحر کی دکھاتے دکھائی دیے کہ آگ پانی پتھر وغیرہ برساتے تھے ایک طرف سے
لاکھوں بہادران دوران ہتیاروں سے مسلح و مکمل جانبازی کرنے پر آمادہ دکھائی دیے
شان و شوکت پر اس لشکر کے لشکر انجم ترک فلک ہزار جان سے نثار تھا جسکا مریخ ایسا ترک
خنجر گذار فرمان بردار تھا جادوگرنیاں جوان ہنس و طاؤس زرین بال پر سوار حسن میں ماہ پارہ
ہر ایک گلبدن رشک صد بہار چمن تھی گات ہر ایک کی تبرا زجوبن تھی لباس رنگین ہر ایک کے
زیب تن و راج کانوں میں پڑے ہوئے ثمرنیں ہاتھوں میں باندھے ہوئے نارنج ترنج اچھالتی
ہوئی آئیں شورش قلزم فوج سے لشکر عدو کا سفینہ حیات ڈگمگانے لگا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

تو قید شہر دبرآمد خروش
زبس حیرہ دگرد چاچی تبر

شدہ دشت یکسر پر از جنگ و جوش
سپاہی طلسم آمدہ ہم چو آب

زبس جوشن و خود و تیغی سپر
کہ از گرد پیدا نہ بد آفتاب

برابر عدو چون صفے برکشید | ہوا نیلگون شد زمین ناپدید

مہرخ یہ سامان دیکھکر گھبرا رہی تھی کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا اور اسمین سے ایک دریچہ ظاہر ہوئی دریچے مین چہرہ پریزاد کا دکھائی دیا سبکے خیال مین ابتک یہی ہی کہ افراسیاب آیا ہی عمرو نے مہرخ سے ہنسکر کہا کہ ای ملکہ ہمتو افراسیاب کا دین اختیار کر لینگے تم کیا کرو گی مہرخ نے کہا بھیا تمکو اسوقت بھی ہنسی سوجھی ہی مین لڑون گی اور کیا کرونگی ادھر بران نقلی نے فرمایا کہ ای ملکہ قہر نگاہ جادو و ای ملکہ مہر شرر جادو و یا افق جادو کیا وقت پر ہم آگے ہو چکے اچھا پھر اب دیر کیا ہی یہ کہتا تھا کہ وہ نور جو چھایا ہوا تھا شعلہ کی طرح اڑ گیا اور ابر شق ہوا ساٹھ ستر ہزار ہاتھی نشان کے پیدا ہوے پھریرے انکے کھلے ہوے انپر نام کوکب روشن ضمیر کا لکھا ہوا ایک سمت فوج بران کی شان و شوکت سے ظاہر ہوئی آواز تراقے کی آئی اسوقت ایک لڑی موتیون کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی دکھائی دی اور ایک پتلی بلورین سوا بالشت کی پیدا ہو کر پکاری کہ منم ملکہ بران شمشیر زن وہ پتلی اُس سے لڑنے کو تھی مگر جانب فلک چڑھ گئی ہر ایک کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا تماشا طلسم ہی مہرخ کی فوج قوی دل ہو کر پھر جی توڑ کر لڑنے لگی اور قہر نگاہ نے نفیر سحر بجائی کہ ہان لشکر دشمن کو مارلو نفیر کے بجتے ہی افق جادو ایک ناگن کالی بنکر اڑی اور ہر طرف سے آوازین مہیب آنے لگین چالیس ہزار پتلا سونے کا چار سمت سے تلوار لیے پیدا ہوا اُسوقت سبنے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی اُترتی چلی آتی ہی اور اُسنے آکر زمین پر قرار لیا اُسوقت لشکر کے سوار اور ساحران وفا شعار حیرت کے لشکر پر جا پڑے اور چالیس ہزار پتلے بھی حملہ آور ہوئے پہلے ہی حملہ مین چالیس ہزار سر قلم ہوا اور بران نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا کہ ہزارہا پنجہ پیدا ہوا اُنکو حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر بحکم شہنشاہ زبانین ساحران مخالفین کی کھینچ لو پنجہ جب ساحر سحر پڑھنے کو مُنہ کھولتے زبانین کھینچ لیتے ہزارہا زبانین کھینچے لگین فوج حیرت بے بس ہونے لگی بران نقلی نے پھر ناریل مارا کہ آسمان پر ستارہ سا چمک گیا اور وہ ستارہ مصور کے لشکر مین گرا ہزارہا جادوگر ہلاک ہوا یعنی جلکر فی النار ہو گیا مصور جھنجھلا کر بڑھا تھا کہ صورت نگار نے روکا اور کہا دیکھتے نہین کہ چھوکری کوکب کی بگڑ کر آئی ہی تم خلل کچھ دیر بھڑ کر تلوار چلی اور سحر کی مار ہوئی ہزارون دشمن بے زبان ہوئے خواب عدم

مین بھی برانے سے گئے ہر سمت تیرون کی بوچھار خنجر و شمشیر و ناریل و زنبورک و تانچ کی مار تھی ایک کو ایک نہ پہچانتا تھا بیٹا باپ کے باپ بیٹے کے سینے پر سوار تھا دشت خون کا ایک بحر زخار تھا روحون کا اُس محیط بے پایان سے اُترنا اور ملک عدم مین کشتی تیغ پر بیٹھکر جانا تھا وہان بھی کہان ٹھکانا جہنم مین جانے کا بہانا تھا صدائے دہادہ و زہازہ بلند تھی جان قالب مین ہر ذی روح کی پرگز نہ تھی آفت برستی تھی امان ملنے کو جان ترستی تھی۔ نظم

سپہبد چو آتش برانگیخت اسپ
بہ پیش سپہ در نماند ایچ گرد
بفرمود تا تیر باران کنند
ز گردان جنگی پرخاش جوے
ز بیداد و وزریج افراسیاب

بیامد بکردار آذرگشسپ
فراوان ز لشکرش شیران بکشت
ہوا چون تگرگ بہاران کنند
کمانے نہ بایست کردن بزہ
کسے را نہ بُد جائے آرام و خواب

چپ لشکر ساحران را ببرد
ازان کار شد حیرت ازان درشت
برآمد دہ و دار از ہر دو سوے
نگہ ماند ایدر ز ساحر نہ مے
حبیب ہزار ہا ساحران نابکار

واصل دار البوار ہوئے پتلے سحر کے رومین تن بر سوار کے لپٹ گئے ہر چند وہ تڑپا مگر نہ چھوٹ سکا اُسکو باندھ کر لشکر بران نقلی مین لے آئے اُسنے حکم دیا کر سر اُسکا پتھرون سے کچل ڈالو بعد سوال مطیع الاسلام ہونے کے اُسکا سر کچل ڈالا صدائے مہیب اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور فوج نے اُسکی شکست کھائی اُسوقت تو حیرت بھی تاب مقاومت نہ لاسکی آخر طبل آسایش بجواکر پھری مہرخ نے شادیانے بجوائے اور لشکریون کو ہمراہ لیکر پھری کارپردازون نے لاشین مقتولون کی اُٹھوائین زخمیون کو ڈولیون مین ڈالکر بستر پر لائے ٹانکے زخمون مین لگائے فوج نے کمر کھولی آسودہ ہوئی مہرخ مع خواجہ دمعمار بارگاہ مین آکر بیٹھی بران نقلی تو غائب ہوگئی ملکہ بران اصلی ظاہر ہوکر حکم فرما ہوئی کہ لشکر مہرخ سے ہٹکر بارگاہ ہماری برپا ہو چنانچہ بارگاہ زرنگاری اُسکے لیے آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ نے لاکھون روپیہ اور جواہر عمدہ او بیش بہا خیرات کے لیے ملکہ بران پر سے ملکہ مذکور کے پاس بھیجا ملکہ نے وہ سب غریب و غربا کو تقسیم فرمایا پھر خواجہ کو بلواکر قسم خدائے پاک کی دی کہ میری دعوت کا ابھی سامان نہ کرنا اسلیے کہ مین جب بل بر زادان توڑونگی اورا اس لشکر مین تمھارے مہمان ہونگی اُسوقت دعوت بھی قبول کرونگی یہ فرماکر حکم دیا کہ دور جام بادۂ ارغوانی شروع ہو ناچ سامنے ہونے لگا یہان مہرخ نے بھی حکم ترتیب مجلس عیش دیا پھر تو یہ حال تھا۔ ابیات

پرستند آذین شہر و براہ
زمین بود دیگر چو پر تدرو
ز ایوان ہمی کودک و مرد و زن
ز مشک و ز عنبر ہمی بیختند
ہمی یال اسپان پر از مشک و مے

درم ریختند از بر رخت شاہ
چنین تا بکوہ عقیق آن رسید
براہ بت چین شدند انجمن
برآمیختہ خشتہاے خلوق
شکر با درم ریختہ زیر پے

بآسوے در راہ بیابان ہمہ رو
توگفتی زمین آسمان را نبید
ز بالا بدیشان درم ریختند
جہان پر شد از نالۂ چنگ و رباب
ز بس نالۂ نے و چنگ و رباب

جند بر زمین جاے آرام خواب

ہر طرف یہی سامان عیش و نشاط تھا جلسۂ انبساط تھا خواجہ کو فرخ اور سب سردارون نے بہت کچھ دیا تھا خواجہ بران پاس آکر جلوہ گر ہوئے تھے باتین ہوتی تھین یہ تو اس حال مین ہین لیکن حیرت بدسیرت ذلیل و رسوا نالان و گریان جب اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مصور و صورت نگار وغیرہ بھی آئے اور سب کے سب سر جھکا کر شرمندہ و غمگین بیٹھے اسوقت ابریق وزیر بھی آیا اور اُسنے دیکھا کہ یہان سامان رنج و غم برپا ہی بدلے شراب سب خون جگر پیتے ہین دل ایسے جلے ہین کہ وہی کباب بنگئے ہین عوض عشرت نالۂ جانگاہ بلند ہی پر ایک بیقرار مستمند ہوا ابریق ملکہ کے گرد پھرنے لگا اور عرض رسا ہوا کہ ای ملکۂ دوران سامری تمکو کبھی رنجیدہ نہ کرین اسقدر جو کیون آزردہ خاطر ہو یہ مقدمہ لڑائی کا ہی ورنہ تم کچھ کم ہو یا شہنشاہ کسی بات مین عاجز ہین تم تو وہ ہو کہ بران ایسی چھوکریان ہزارون بنا کے چھوڑ دو حیرت نے کہا مجکو خوف کسی شخص کا نہین ہی سلامتی رہے ہمارے شہنشاہ افراسیاب کی وہی ہر مرتبہ مجکو ذلیل کراتے ہین اور انھون نے رحم کر کے ان نمک حرامون کو یہ رتبہ دیدیا ہی ورنہ یہ چھوکری بران تو کیا تھی وہ جو اُسکا باپ کوکب شغل ضمیر ہو جو چھپے بیٹھے وہ تو میرا مقابلہ کرا ابریق نے کہا پھر اس غلام کی خاطر سے ایک جام شراب کا پیجیے ناچ کو حکم دیجیے تاکہ دشمن کے بھی دانت کھٹے ہو جائین اور وہ یہ سمجھے کہ اس لڑائی کے شکست کا کچھ رنج و غم ملازمان شہنشاہ کو نہین ملکہ نے کہا اے ابریق ان ذلتون کے اُٹھانے سے اب تو جینا رہنا بھی گوارا نہین شراب کیسی اور کباب کہان کا اور اگر جیتے ہین تو سب ہی کچھ کرینگے کھائینگے پئینگے ابریق یہ سنکر دوڑا کہ مین میخانہ آراستہ کرا کر لاؤن اسوقت ابر زنگاری روے ہوا پر پیدا ہوا اور گھنٹے ناقوس بجے شنائی دیے ہواے سرد چلی طائران سحر یا شہنشاہ افراسیاب جادو

یا شہنشاہ افراسیاب جادو پکارنے لگے ہر ایک ساحر نے کہا کہ یہ آمد شہنشاہ ساحران کی معلوم ہوتی ہے اس اثنا میں ابر شق ہوا اور اسمین سے تخت زمرد نگار نکلا جسپر افراسیاب سوار تھا سر پر اُسکے تاج گوہر نگار تھا سترہ سونا زمین پہ پیر زادان طلسم جلیں زمرد و یاقوت کی آگے پھراتی تھین ابر جو سر پر سایہ افگن تھا اسمین بجلی چمکتی ہوئی کہ روپہلی گوٹ اودے دوپٹے مین جیسے کسی معشوقہ کے لگی ہوئی ابر سے مقیش جھڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے تخت روان پر ناچ ہوتا ہوا اور بادشاہ کے ہاتھ مین ایک گنبد سبز زمرد رنگ مگر گھانس کا بنا ہوا تھا کہ اُسکو دمبدم شاہ سونگھتا اور اچھالتا جاتا تھا غرض جب سواری قریب آئی ساحر سجدے مین گر سے بعض ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے حیرت بہر استقبال اُٹھی تخت شاہی زمین پر اُترا ہر ایک کا مجرا وسلام بادشاہ نے لیا اور تخت پر بادشاہ جلوہ گستر ہوا حیرت کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگایا زبان کو بنا بر تسکین و دلداری کھولا حیرت و مصور وغیرہ نے سب حال رو رو کر روبروے بادشاہ بیان کیا بادشاہ نے کہا مین سُن چکا ہون کہ اُس چھوکری بران نے آکر بڑی بے ادبی تمھارے ساتھ اے ملکہ کی ہے چنانچہ قسم ہے سامری و جمشید کی ابھی وہ سحر کرونگا کہ آپسے آپ بران تمھارے پاس آکر حاضر ہوگا اور اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے ساحرون نے کہا بیشک آپ ایسے ہی ساحر ہین اور ہر ایک تعریف و ثنا کرنے لگا پس بادشاہ نے وہی گنبد جو ہاتھ مین تھا حیرت کو دیا اور فرمایا جو کچھ مین کہہ جاؤن وہی کرنا خبردار اے ملکہ تامل کو راہ نہ دینا وہ یہ ہے کہ جسوقت بران آئے فوراً قتل کرنا یہ کہکر مشغول میخواری ہوا بعد کچھ عرصہ کے کہا کہ مین تو اب جاتا ہون تم اس گنبد کو حکم دینا کہ اے گنبد بحکم شاہ افراسیاب بران کو پکڑ لا یہ گنبد حکم کرتے ہی جائیگا اور پھانسی بنکر اُسکے گلے مین پڑیگا اور کھینچ لائیگا ملکہ نے وہ گنبد شاہ سے لیکر بہت احتیاط سے رکھا اور فکر گرفتاری بران مین مشغول ہوئی لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ پہلے ہی سے اس فکر مین تھی کہ اگر ہو سکے تو بران کو پکڑ لیجاؤن اور اسی فکر مین صورت اپنی مثل ساحران مطیع الاسلام کے بنا کے لشکر مہرخ مین پھر رہی تھی یہان سے تحفہ و تحائف بران کے لیے جاتے تھے اور ہزارہا ساحر و ساحرہ اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر آتی جاتی تھین صرصر نے انھین سے ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ وہ کنیز ملکہ بران کی تھی پس یہ اُسکے پاس گئی اور جھک کر اُسکو سلام کیا

اُسنے کہا کہ اری بی تم کون ہو اُسنے کہا مین ملکہ لرزان پاس ملازم تھی کل مجھسے یہ خطا ہوگئی کہ
پاری دینے مین پلنگ کے اونگھ گئی مجکو موقوف کر دیا بس مین تمھارے پاس اسلیے آئی ہون
کہ مجھے ملکہ کے پاس بیجو اور اپنی سرکار مین نوکر رکھاو واُس کنیز نے کہا کہ مجکو اسقدر رسوخ نہین ہے
کہ کسی کی سفارش کرون صرصر نے کہا اچھا ذرا میری ایک بات علیحدہ آکر سن لیجیے پھر میری قسمت
مین جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا کنیز بیچاری سادہ مزاج وہ اُسکے کہنے سے ایک مقام تنہا مین آئی اُسنے
باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر دیا اور اُسکا پیرہن اتار کر اُسکو تو کسی درخت پہ
چڑھ کر باندھ دیا اور رنگ روغن عیاری لگا کر اپنی شکل اُسی کی ایسی بنائی وہ کنیز ملکہ بران اُسی
شہزادی کی تھی اسوجہ سے نہایت خوبصورت تھی صرصر نے اُسپر اور زیادہ ایجاد کیا کہ بناوٹ سے
کام لیا ایسی شکل زیبا اپنی بنائی کہ جو کوئی دیکھے دل وجان اپنا اُسپر نثار کرے ہزار جان سے عاشق
ہوکر اُسی کو پیار کرے گیسوے رسا سر پر آفت جان دام بلا براے عشاقان تھے یہ سلسلہ جور وجفا
تھا دام الفت مین اُنھین کے پھنسا ہوا نہین چھوٹتا تھا بالون مین موتی پروے ہوے گویا
شب تار مین اختر چمک کر نکلے یا شب گیسو متبسم ہوئی بلکہ سنبل گلشن حسن پہ شبنم پڑی ہو جبین
نور آگین مطلع مہر چتونون سے ٹپکتا ہوا قہر دیدہ خورشید فلک جسکے سامنے کور فرط خجلت سے روح
شعلہ طور شمع رخ کے سامنے ضیاے حسن رخسار پری زہرہ کا فور آنکھون پر نرگس شہلا بیمار بادام
اُسی کے دام محبت مین گرفتار جام مے کیا بلکہ جام زہر ہلاہل سے دونون ساغر چشم سرشاران ساغر دن
کے شربت دیدار کا جو مزا چکھے جام عمر اپنا لبریز کرے تیر مژگان کے ہونے سے یہ ظاہر کہ شہسواران
توسن عشق نے آہوون کو برچھیون مین گھیرا ہے ترچھی نظرون سے یہ ثابت کہ ہرن نے چوکڑی
بھرنے کو رخ پھیرا ہے ابروے خمدار تو گویا قدرتی حسن کی تلوار یا ماہ نو چرخ حسن پر اظہار نہین نہین وہ
کمان کہ جسکا تیر دلدوز جگر عشاق کے پار کہانتک صفت اُسکا بیان ہو حسن وجمال کا نقشہ تھا مسدس

عارض صاف غیرت صبح و مہ جبین دونون
دو شب جیسی کہ ادھر اودھر ہین دونون
حسن کا ہے یہ اشارہ طرف چشم و خم
یہی گو ہے یہی میدان یہی چوگان آئے

صاف آئینہ سے بھی پیش نظر ہین دونون
سینۂ تنگ مین کرتین اچھلے گریبان سے نظر
مین بھی حاضر ہون تمہین رکا دعوی ہو گر

رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون
اور ابھار اُسپہ ہے پستان کا غضب باید سر
ورنہ تا چند فلک سے کسی عنوان آئے

الحاصل از سرتا پا نک سک سے درست اور آراستہ ہو کر جب اوس

زیور پہنکر وہان سے اٹھلاتی ہوئی بارگاہ ملکہ بران مین آئی اور پس پشت ملکہ مذکور آگر دُال سر پر جھلنے لگی اسلیے کہ اُس کنیز سے حال اسنے پوچھ لیا تھا کہ تم کسکی خدمتی ہو اُسنے کہا تھا کہ ملکہ بران کی چنانچہ اُسنے آکر ملکہ ہی کی خدمت اختیار کی یہان خواجہ کرسی پر بیٹھے تھے اور جہتر برق فرنگی بھی ایک جانب کو بیٹھا تھا لیکن دونون ناچ دیکھنے مین مشغول تھے کسی نے اُسکی جانب کچھ خیال نہ کیا اِس عرصہ مین دن وہ تمام ہو چکا تھا وہ زمانہ آگیا تھا کہ بارگاہ فلک سے خسرو عالم آرائے مہر برخاست کر کے خوابگاہ مغرب مین گیا تھا اور شمع رخشان کواکب کو جلوہ طراز فروغ افزا خیمہ دہر مین فراش قدرت نے فرمایا تھا کہ نظم

یکایک مہر نے عزم سفر سے	زمین پر رخ کیا پیش نظر سے
فلک کا عکس سوے عارض آیا	نقاب روز نے چہرہ چھپایا

شام کو ملکہ بران عالیشان اپنے یہان کا جلسہ موقوف فرما کے بارگاہ فرخ مین گئی فرخ بہت زر و گوہر اُسکے اوپر سے نثار کیا ہر سردار رخشندہ پیشانی اِس سے ملا اُسنے ہر ایک کو گلے سے لگایا پھر تخت پر بیٹھکر جلسہ عشرت کے تماشے مین مصروف ہوئی صرصر کنیز بنی ہوئی ساتھ آئی تھی اسیطرح پشت پر ملکہ کے آکر استادہ ہوئی جب رات زیادہ گئی بران نے بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی اور خواجہ بھی اونگھنے لگے صرصر نے کان مین جھک کر کہا واری جب سے آپ لڑائی مار کر آئی ہین لمحہ بھر بھی آرام نہین فرمایا ہی مین قربان کہین ایسا نہو کہ دشمنون کا مزاج ناساز ہو جاے اب کچھ دیر آرام فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ یہین سو رہون اُسنے عرض کیا کہ یہ بھی مکان آپ ہی کا ہی لیکن جو آرام کہ اپنے مقام پر ملتا ہی کہین اور جگہہ وہ چین نہین ملتا ہی حضور اپنی بارگاہ مین آرام جاکے فرمائین تو بہت مناسب ہی بران نے کہا تو سچ کہتی ہی بس کچھ عرصہ کے بعد یہ اُٹھی فرخ نے عرض کیا کہ کہان تشریف لیجائیے گا اُسنے کہا اپنی بارگاہ مین اب مین ذرا جاکر سوؤن گی صبح کو خدا نے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اتفاق سے عمر جو اونگھتا تھا تو اٹھکر چلا گیا فرخ نے روکنا مناسب نجانا ملکہ اٹھکر بارگاہ مین آئی یہان پلنگڑی جواہر نگار آراستہ تھی جلسہ تو برخاست تھا ہی یہ اُس پلنگ پر لیٹی جو لوگ کہ موجود تھے انکو بھی رخصت کر دیا صرصر نے اُسوقت عرض کیا کہ اے ملکہ لشکر ان یہان عیاران افراسیاب کی پانچ ہین کہ وہ آکر ہر ایک کو پریشان کرتی ہین اُنسے خبرداری ضرور ہی پس اگر یہان مجمع رہیگا تو انکے ضرر سے بچ جانے کا اندیشہ ہی تخلیہ کر دیجیے تو بہتر ہی

بران نے کہا یہ بھی تو نے سچ کہا اچھا جتنی کنیزین ہین سب چلی جائین فقط دس یہان چپی کرنے کو رہجائین بموجب حکم دس کنیزین کہ جو نہایت خیرخواہ اور قدیم تھین وہ دس ہگئین اور باقی سب چلی گئین اور باہر بھی پہرا ہوگیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے غرض یہ انتظام کرکے ملکہ آرام فرما ہوئی اور وہ دسون لونڈیان پنکھا جھلنے اور پانون دبانے مین مصروف ہوئین اسوقت صرصر شمشیر زن نے ایک گلوری اپنے پاس سے نکالکر کھائی اور ایک ایک ان کنیزون کو بھی دی انھون نے کہا نہین آپ کھائیے اسنے کہا کھاؤ تکلف اچھا نہین کیا ہے موے ہرے پان کی بھی کچھ حقیقت ہے کہ کوئی اسپر گمان کرے کنیزون نے یہ سنکر وہ گلوریان کھائین اور سب بیہوش ہوگئین صرصر قریب تر ملکہ بران کے گئی مگر اس خیال سے کہ یہ ایسی ویسی ساحرہ نہین ہے مالک طلسم ہے ایسا نہو کہ سحر تجکو پکڑ لین اس خیال سے ہاتھ پانون اسکے تھرانے لگے پھر سوچی کہ تیرا تو کام ہی یہ ہے اتنی محنت کرکے یہان پہونچی ہے ہرچہ بادا باد اپنا کام کر بس اسنے غلطاک مارکر اپنے تئین پلنگ کے نیچے پہونچایا اور نوازرخسارہ انور ملکہ کے پاس کی کاٹ کر کفچہ مین داروے بیہوشی رکھکر قریب بینی کفچہ لگایا اور آہستہ سے دوپٹا ہٹا کر بیہوشی کو پھونکا کہ ملکہ بھی بیہوش ہوگئی یہ تو پشتارہ باندھنے لگی لیکن عیار تورات کو بھی کم سوتے ہین عمرو کچھ دیر آرام کرکے جو بارگاہ مین آیا بران کو اسنے نیایا تھرخ سے پوچھا کہ ملکہ بران کہان ہین اسنے کہا کہ وہ بیٹھی تھین انھون نے ایک انگڑائی لی کنیز جو انکے ساتھ تھی اسنے کہا کہ واری دیر سے تمنے آرام نہین کیا چلکر آرام کرو چنانچہ اپنے خیمہ مین ہراسکے وہ آرام گئی ہین عمرو نے کہا وہ تو کہتی تھین کہ مین تمین شب کو رہونگی اسمین کچھ فتور ہے یہ کہکر جلد تر اٹھکر چلا اور بارگاہ بران کے دروازے پر آیا یہان دربانون نے منع کیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین اور ممانعت کی ہے کہ کوئی آنے نپائے عمرو نے دلمین کہا انسے کون گفتگو کرے دیر ہوگی یہ سوچکر خیمہ کے پہلو کے سراپچہ چاک کرکے جو دیکھا تو صرصر بران کا پشتارہ باندھ چکی تھی بس اسنے فوراً معجزہ سے صورت اپنی مثل صورت صبا رفتار کے بنائی اس عرصہ مین برق فرنگی بھی عقب خواجہ روانہ ہوا تھا وہ بھی قریب بارگاہ پہونچا لیکن عمرو صبا رفتار بنکر آیا اندر بارگاہ کے سراپچہ پھاڑ کر گیا اور پکارا کہ ہان ہان بی بی یہ پشتارہ لگا کر نکلنا مشکل ہوگا کیا کرتی ہو صرصر نے اسکی صورت دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو عیار ہے بس سمجھی کہ دروازے پر پہرا ہے تو

نکل نہ سکیگی سراچہ فراکر نکلجا یہ سوچکر پشتارہ تو پھینکدیا اور آپ سراچہ فراگئی عمرو نے چالاکی
کرکے باہر بارگاہ کے آکر کمند کے حلقے مارے اور پکارا کہ ای جان جہان کہان جاؤگی
کمند آکر صرصر کی گردن وکمر مین پڑی مگر وہ بھی عیارہ ہی دوسری جست اُسنے اسطرح کی
صاف لسان نگاہ صدقہ ہاے چشم کمند سے نکل گئی اور نیمچہ اُسنے بھی گھسیٹا عمرو نے جست کرکے
پس پشت اُسکے اپنے تئین پہونچایا اور پھر کمند ماری کہ اُلجھ کر گری کس لیے کہ اُسکو
خوف بہت تھا لشکر پرایا عیار زبردست سے سامنا جست و خیز کرنے مین دست و پا اُسکے
تھراتے تھے اب جو وہ گری عمرو نے اُسکو چاہا کہ اُٹھاکر اندر بارگاہ کے لیجاؤن صرصر کے ساتھ سایہ
کی طرح اور بھی عیار نیان رہتی ہین چنانچہ صبا رفتار برق کی شکل بنکر یہان آئی تھی اُسنے جو
یہ کیفیت دیکھی دوڑکر قریب تر عمرو کے آئی اور کہا اُستاد لائیے اُستانی کو مجھے دیدیجیے اور آپ جاکر
ملکہ بران کی خبر لیجیے عمرو نے اُسکو برق سمجھ کر دیدیا وہ پشتارہ لیکر بسان برق جہندہ چلی اور کچھ
دور جاکر پکاری کہ ہم صبا رفتار یون لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین عمرو نے اُسوقت تعقب
کرنا اُسکا مناسب نہ سمجھا اور پھر کر بارگاہ مین بران کی گیا اور دربانون سے کہا کہ اچھا پہرا دیتے ہو
اسوقت غضب کردیا تھا عیارہ ملکہ کو پکڑے لیے گئی ہوتی یہ کہکر اندر جاکر ملکہ کو پشتارہ سے کھولکر نذر
زنبیل کرلیا اور ایک کنیز روم کی نرگس نام زنبیل سے نکالی اور اُسکی صورت ملکہ بران کی ایسی
بنائی اور لباس عمدہ زیب قامت اُسکے فرماکر گہنا پہناکر پلنگ پر لٹا دیا اور ہوشیار اُسکو کرکے کہا کہ
دیکھ قدرت خداوند سامری کی تجکو ملکہ بران شمشیر زن بنادیا خبردار جو کوئی تجھسے پوچھے تو
کہنا مین ہون بران شمشیر زن اور اگر تجھسے کوئی کہے کہ ہم تیرا سر کاٹ ڈالینگے ورنہ بتا کہ تو کون
ہی تو بھی تو نہ بتانا کس لیے کہ اب تیرا مرتبہ مثل خداوند سامری ہونے والا ہی بران کو خداوند
نے بلالیا ہی تو ہی بران اب مقرر ہوئی ہی لاکھون کرورون روپیہ کی دولت تیرے قبضہ مین ہی
شہزادیان طلسم نور افشان کی تیری مطیع اور فرمان بردار ہین اور ہم ہر وقت تیرے حاضر بندگی
مین وہ کنیز یہ باتین سُنکر نہایت خوشنود ہوئی اور باآرام تمام پلنگ پر لیٹی کنیزون کو عمرو نے بلواکر
حکم دیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین پانون دباؤ وہ سب حسب ارشاد اطاعت مین مصروف ہوئین اور
عمرو وہان سے پھر کر بارگاہ صرصر مین آیا کسی سے اس حوال کو نہ کہا اس عرصہ مین وہ رات بھی

شام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ عیارۂ شب نے خزانۂ اختران کو چرا کر گریز کی اور مہر زرین رخسار عمرو عیار برائے تجسس عرصۂ افلاک مین قدم زن تھا کہ **ابیات**

کہ جب اس شب نے اپنا منہ چھپایا کہ جسمین کچھ سیاہی بھی ملی تھی	دم آغاز حسن صبح آیا کہین پھیلے کہین سمٹے ابھر کر	وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی کہ جیسے گوشۂ دامان دلہن

ہنگام سحر وہ کنیز رومی بستر خواب سے اٹھی اور پکاری کہ ارے کوئی حاضر ہے کنیزین جا حاضر ہوکر سامنے آئین کہا چوکی پر جاؤن گی انھون نے آفتابہ طلائی لیجا کر چوکی پر لگایا یہان سے فارغ ہوکر جب آئی لونڈیان آب گرم لیکر منہ دھلانے کھڑی ہوئین اُسنے ایک چلو پانی لیکر اسطرح چھینٹا منہ پر مارا کہ گریبان تک تر ہوگیا کنیزین حیران ہوئین کہ آج ملکہ کو کیا ہوگیا ہے یہ منہ کیونکر دھوتی ہین اسی فکر مین لونڈیان تھین کہ اُسنے جلد ایک کنیز کی کمر سے رومال کھینچ کر تری بے عنوانی سے منہ پونچھا بران کا قاعدہ تھا کہ اشارہ کرتی تھی کنیزین پہلے ایک دست پاک دیتی تھین کہ اس سے منہ پاک کرکے پھر دوسرے رومال سے ہاتھ پونچھتی تھی کہ پانی کی تری نہ رہے غرض یہ منہ پونچھکر کرسی پر آ بیٹھی ہمائے جادو و مجلس جادو وغیرہ نے آکر مجرا کیا اور اختر نگاہ و قہر نگاہ بھی حاضر ہوئین اُسنے کسی کا بھی سلام نہ لیا تیوری چڑھائے نہایت کبر و غرور سے کرسی پر بیٹھی رہی اُسوقت سب جادوگرنیون نے کہ بہت معزز اور ناظرۂ دربند بین قیافہ سے سمجھا کہ یہ ملکہ بران نہین ہے بس آپسمین کہا کچھ ہی کیون نہو اس سے نام پوچھنا چاہیے غرض ہمائے جادو نے ہاتھ باندھکر کہا داری حضور کا اسم مبارک کیا ہے مجکو اسوقت یاد نہین رہا ہے اسوجہ سے پوچھتی ہون اس کنیز نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا جب اُسنے مکرر اور سہ کرر پوچھا تو اُسنے کہا کہ وہان کا تو نام یاد ہے مگر یہان کا یاد نہین ہا اسوجہ سے سوچتی ہون ہمانے کہا یہ آپنے کیا فرمایا وہان اور یہان کیسا اُسنے جواب دیا کہ ای توبہ بھول گئی میرا نام شمشیر زن ہے بران تو یاد نہین رہا خالی شمشیر زن کہدیا ہمانے کہا ابتو آپ فرماچکین کہ میرا وہانکا بھی ایک نام ہے چنانچہ وہ بھی ارشاد ہو کہ دوسرا نام کیا ہے اُسنے کہا وہ بتانے کا نہین ہے ہمانے عرض کیا کہ داری ہم لوگ تو جان نثار ہین ہمسے کیا پردہ ہے اُسنے جواب دیا کہ دوسرا نام میرا نرگس رومی ہے اب ہما کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ بران پر کچھ پیچ پڑا غضب ہوا خواجہ عمرو سے چھپکے بلا کر کہنا چاہیے

ورنہ سب لشکر تہ و بالا ہو جائیگا یہ تو اس فکر مین ہوئی وہان خواجہ بارگاہ فہرخ مین بیچے ہین
فہرخ بھی تخت پر ہنگام صبح جلوہ گستر ہوئی ہی ناچ ہو رہا ہی سردار آتے جاتے ہین تذکرہ لڑائی
ہوتا ہی ادھر ملکہ حیرت بھی تخت پہ آ کر بارگاہ مین بیٹھی ہی سب سردار اُسکے پاس بھی جمع ہین
کہ اُسنے وہ گنبد افراسیاب کا ہاتھ مین لیا اور پکاری کہ ای گنبد بحکم شاہ جادوان و تقیدق
سامری و جمشید یہان سے جا کر بران کو فہرخ کی بارگاہ سے یا اُسکے خود خیمے سے جہان کہین
ہو پکڑ لا گنبد ایک حلقۂ پھانسی کی طرح بنکر نظرون غائب ہوگیا اور بران نقلی کو جو کرسی پر بیٹھی تھی
اُسکے سر پر چھاسا بنا ہوا آ کر گرا اور اُسمین سے بجلی کی طرح چمک پیدا ہوئی کہ ہما اور مجلس کی
آنکھین بند ہوگئین مگر ہمانے جلد آنکھون پر ہاتھ رکھ کر اپنے گلے سے موتیون کا مالا اتار کر اُس
چھے پر مارا اُس حلقہ مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے اُس مالے کو روک لیا اور وہ حلقہ گردن
کر مین بران کے پڑ کر اُسکو اڑاتا ہوا لیکر چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ لینا جانے ساحر اُسکے
عقب مین اُڑے ہزارون نارنج و ترنج ناریل تیر سحر کے مارے مگر جسنے جو حربہ کیا وہ الٹا پلٹ آیا
اور وہ حلقہ بران نقلی کو لیکر غرق آسمان ہوگیا اُسوقت ہما کو خیال آیا کہ ملکہ جو بہکی بہکی باتین
کرتی تھین معلوم ہوتا ہی کہ بڑی دیر سے مسحور سحر افراسیاب تھین بدل کوئی نہین لے گیا تھا یہ
تعقد سحر کا باعث تھا جو نرگس رومی اپنے تئین کہتی تھین سوائے اِسکے اور کوئی امر سمجھ مین
نہین آتا ہی غرض یہ سمجھکر اُسنے کہرام مچایا تمام سردارون مین رو دحشر چلنے لگا ایک دوا اپنا گلا
کاٹنے لگے لوگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھئی دیکھو تو کیا ہوتا ہی جب ملکہ کے دشمن مارے جائین جب ہی
اپنی جان دینا بلکہ لڑکر مرجانا کہ نام بھی ہو اور فہر نگاہ افتان و خیزان بھاگ کر فہرخ کے پاس آئی
فہرخ جو دیکھے تو اُسکا گریبان چاک ہی سر پر غم کی خاک ہی پوچھا کیون خیر تو ہی اُسنے کہا خیر کیا
بران عالی مقام پر یہ سانحہ گذرا فہرخ نے کہا پھر آخر ایک دن مرنا ہی آج ہی ہم بھی جان دینگے
یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی عمرو عیار خبر بھی نہوا کہ کیون بجاتی ہی غرض لشکر
کے کئی لاکھ سردار ساحران ذیوقار سواریون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ برائے کارزار ہوئے وہ
طاؤسان زرین بال کا پر کھولکر اڑنا روے ہوا کو زرنقتی بناتا نظر آتا وہ اُنکے پرون کا پتلاپن
اور اُسمین داغہائے طلائی رنگ کا چمکنا گویا روے ہوا پر اطلس نیلگون بوٹے دار کا فرش بچھا تھا

زمین نہیں ایک آسمان اور زیر آسمان پیدا ہوا تھا اور اُس آسمان میں ستارے نکلے تھے
جادوگر نیان جوان جوان طاؤسون پر سوار گویا آسمان حسن پر زہرہ کا جمال آشکار ہو رہا
تھی چار سمت کو پھنکار رودے گیتی سب زہر دار سرداروں کے سرون پر تاج ہماے زرین رکھے ہوئے
گویا ہزار ہا سورج نکلے ہوئے طائران سحر پر کھولکر سرون پر ہر ایک کے سایہ فگن ثانی سلیمان
کے مطیع ہونے کا پتا دیتے دم اپنے مالکون کی ہواہی کا بھرتے تیر جادو کی آگ تیر برسانے
آوازین مہیب لگاتے ڈھیر وبجتے نشان کھلے ہوئے ترسول نیسول چمکتے ساحر تو اُس آن
سے روانہ تھے بہادرون کی ورد زبان جنگ نے افسانے تھے مرکب ہماے پرند پر ہر ایک سوار
سنان نیزہ کا چمکنا فلک پیر اپنے سینہ کو بچاتا کہ کہیں ایسا نہو مین نشانہ ہو کر گھائل ہون گرز
ہر ایک خانہ بدوش بہادر جنانہ جراُت کے پیمانہ نوش وہ اُنکا بانکپن وراکڑ نا طبل و بوق کا
بجنا بہرام فلک کا دل دہلتا خلاصہ یہ کہ اس لشکر کا سطرح چلتا تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت واوای مرد	که گفتی بدرید دشت نبرد	درخشیدن تیغ و بانگ ستور
همه پهلوانان چو تابنده هور	سهیل ستور و خروشی سوار	درخشیدن تیغ زهر آبدار
زمستی خرد شد چون شیر تر	دیا موج دریاے پرشور و شر	همی رانده باره چو دریا بجوش
فگنده بدشت اندرون خروش	غریوان و جوشان چو شیر ژیان	کمانے بباز و کمر بر میان
ببر گستوان باره بکردار باد	پس نامداران فرخ نژاد	همین تاختند بے زین گرز زین
سیه گرد از سم اسپان زمین	درفش سیه اژدہا پیکرش	یکے ماز ندرین فراز سرش
سواران جنگی هزاران هزار	با هن دردن غرقه اسپ و سوار	از تابیدن گونه گونه درفش
هوا گشته زرد و کبود و بنفش	چو دریاے جوشان سراسر زمین	کرباشد همه موج ادانا چنین

اسطرف سے لشکر ظفر پیکر فرخ نامور اور ہماے تاجور بقصد کو رو فر جانب حیرت خیرہ سر چلا اُسطرف
لوہ گیند بران نقلی کو لیے ہوئے سامنے حیرت کے آیا بران نقلی کو غش تھا اُسکے گلے سے اُس کنیز
کا پھندا نکالکر خوب اپنے سحر مین مسحور کر لیا پھر ہوشیار کیا جب اُس کنیز روحی کی آنکھ کھلی پکاری
کہ اری او ہماے تاجدار ومجلس ناپاک سب کہان ہو جلد مجکو تخت پر بٹھاؤ ارے یہ پہرے والیان
کدھر اڑ گئین کرما بدولت اسطرح فرش خاک پر بیٹھی ہین جسنے مجکو پکڑا تھا پہرے والیون نے اُسکو روکا

کیون نہین ارے جلد تخت طاؤسی لاؤ چنور بال ہما کا سر پر ہلاؤ حیرت اور سب ساحرون نے یہ کلمات
سنکر کہا دیکھیے عمرو کی صحبت مین رہکر عیاری بھی یہ چھوکری کو کب کی سیکھ گئی ایسی باتین کرتی ہی
جیسے بہران یہ نہین ہی حیرت اُسوقت پکاری کہ اری او دختر کوکب بڑی لڑائی تو نے آکر فتح کی اسدن
کی بھی مجکو خبر ہی اب تیرا سر کاٹونگی یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد طلب ہوئے برابر آب ریز کے بارگاہ کے
مین چبوترہ ریگ کا باندھا گیا بہران نقلی کو اُسپر بوریاے خلاکت بچھا کر بٹھایا اِس اثنا مین جاسوسان
لشکر دوڑے ہوے آئے اور حیرت بدسیرت کو بددعا دیکر عرض رسا ہوے کہ ای ملکہ عالم فوج مہرخ
و بہران بڑی عظم و شان سے آ پہونچی ہر ایک کے یہی ارادے مین ہی کہ اپنی جان دیجیے اور بہران کو
چھڑا لیجائیے یہ سنکر حیرت دروازہ پر بارگاہ کے آئی اور ایک سحر پڑھکر مشت خاک زمین سے لیکر
اُڑائی کہ اُسکے اُڑنے سے بجلی چمکی اور آواز رعد کی پیدا ہوئی اب جو دیکھا تو ایک دیوار سنگ دار گرداگرد
اسکے لشکر کے گھر گئی پھر سراچہ بارگاہ کے اُٹھوا دیے اور گرد بارگاہ کے ساحران ببرسوار و اژدر سوار
سامری کے یادگار جمشید زمانہ اپنے فن مین یگانہ حربہاے سحر لیکر استادہ ہوے جوش لشکر سے
یہان بھی تلاطم ہوا صفین آراستہ ہوئین اُسوقت خواجہ عمرو کے ذہن مین آیا کہ چلکر تو بھی اُن
ساحران مخالف و بیجا کو دھوکا دے اور عیاری کرے یہ سوچکر بارگاہ سے روانہ ہوا اور قریب لشکر
حیرت پہونچکر اُسوقت کہ جب دیوار سحر کی نہ کھینچی تھی اُسنے مقوے کا ایک سر تیار کیا اِس طرح کا
کہ اُسمین چار سر تھے اور ہر سر مین آٹھ آٹھ آنکھین تھین پیشانی پر ایک تختی ہیرے کی لگائی
جسمین کندہ کیا ہوا تھا کہ ملازم افراسیاب جادو نقالی برچی جسمین چوبک جلتے ہوئی ہار
لونگ پھول رکھے ہوے ہاتھ پر اپنے رکھکر جست کر کے اندر بارگاہ کے آیا اور پکارا منم نامہ دار
افراسیاب یہ کہکر ملکہ حیرت کو نامہ دیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا حیرت نے نامہ پڑھا لکھا
دیکھا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ ضمری اری او جنڈو حیرت جسطرح ملکہ ذیشان بہران والاشان کو
بلایا ہی اسکی سزا ہم دینا موقوف کرتے ہین بشرطیکہ نذر دیکر اور خلعت گرانمایہ سے خلع کر کے انھین بتوقیر تمام
رخصت کر دیجیے ورنہ قسم ہی جناب امیر حمزہ کی کہ تمام طلسم کو غارت کر دونگا یہ نامہ تجھے اپنے عیار چہار شکل شتر
جادو کے ہاتھ مین نے روانہ کیا ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا حیرت نے نامہ پڑھکر دیکھا تو مہر بھی
پیشانی پر عمرو کی ہوئی ہی حیرت نے نامہ تو ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا اس موے کی شامت

آئی ہو مین جانتی ہون کہ اسکے پاس گلیم غیبی ہو خیر کہان جائیگا شہنشاہ کے ہاتھ سے پھلکر گلے
سے اپنے موتیون کا مالا توڑ کر مارا عمرو تو پہلے ہی سے جست کرکے گلیم اوڑھنے نکلگیا تھا مالا
چار طرف عمرو کو ڈھونڈھ کر پھر آیا اُسوقت حیرت خود اُٹھی اور شبیہ بران تلوار لیکر دوڑی
وہ ہرچند داویلا کیا کی مگر اُسنے ایک نہ سُنا ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا اڑگیا اُسوقت خوشی مین
آکر ایک نارنج حیرت نے جانب فلک اُچھالا کہ چونسٹھ ہزار نقارہ سحر کا برابر ہوا بجگیا زمانہ
مین تزلزل پڑگیا طائر سحر مبارکباد دینے لگے اور ہر ایک سردار گلے ملنے لگا آپسمین خوشی ہونے لگی
یہان لشکر ملکہ مہرخ جو آئی تھی دیوار کو دیکھکر پس دیوار ٹھہر کر سحر کرنے لگی کہ یہ دیوار گرے بعض
ساحر اڑکر چلے مگر گر پڑے اُسطرف نہ جاسکے دیوار کے توڑنے اور گرانے کی تدبیر ہونے لگی کسی نے
گولا فولادی مارا کسی نے نارنج سے کام لیا لیکن یہ دیوار ملکہ شاہ طلسم کی بنائی ہوئی تھی گرنا اُسکا
دشوار رہا اتنے عرصہ مین عمرو عیار زیر دیوار پشت لشکر کیطرف حیرت کی بھاگ کر گیا وہان کچھ
دور پر ایک پہاڑی کنارے دریاے خون روان کے تھی اُس پہاڑی پر عمرو چڑھ گیا اور زنبیل سے
فرش مخملی نکالکر بچھا مسند مغرق آراستہ کی چنگیرین جو گوڑے وغیرہ سامنے مسند کے رنگین ڈالیان
میوون کی اور گلابیان شراب کی چنین پھر ملکہ بران کو زنبیل سے نکالا اور مسند پر بٹھاکر
ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی خواجہ کو اپنے پاس دیکھا اور پہاڑی پر اپنے تئین پایا حال استفسار
فرمایا عمرو نے سب حال بیان کرکے کہا کہ آج دشمنون کی جان پر بنگئی ہوتی جو مین عیاری
نہ کرتا اب لشکر مہرخ اور ہمارے تاجدار لیکر آئی ہین مگر راہ نہین پاتی ہین دیکھیے وہ دیوار
فولادی مشبک از زمین تا چرخ برین اُٹھی ہوئی ہی اُس دیوار کے سبب سے میرا اور آپکا نکلنا
بھی دشوار ہی بران نے سب حقیقت سُنکر کہا کہ خواجہ مین اپنے باپ سے لڑکر اس لڑائی
مین آئی ہون انھون نے یقین ہی کہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے ہونگے مین قتل ہوتی لیکن
آپ نے بڑا احسان کیا کہ ذلت سے بچایا اب آپ تما دیکھیے یہ کہکر کچھ ایسا سحر پڑھا
کہ وہین بیٹھے بیٹھے غرق زمین ہوگئی اور جہان وہ دیوار کھنچی تھی اُسکی تہ زمین مین جاکر اُسنے
قلاب زمین کو جنبش دی حیرت تو جانتی تھی کہ اسطرف کوئی نہ آسکے گا اس وجہ سے سحر کو اُسنے
زور نہ دیا تھا دیوار فوراً اسکے قلاب زمین کو جنبش دینے سے موم کی ہوکر اور آٹا اُڑکر گری اور اسکے

گرنے سے کہ کو سوزن تک جو وہ کھنچی ہوئی تھی ساٹھ ستر ہزار ساحر حیرت نابکار کا جو صفین باندھے
استادہ تھا دب کر ہلاک ہوگیا اور حیرت گھبرا کر پکاری کہ ارے یہ کونسا بدبخت ساحر تھا جسنے
دیوار میرے سحر کی گرادی یہ کہ رہی تھی کہ بران تہ زمین سے نکلی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ
بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب دشمن ضمیر حیرت اسکی طرف لپکی اور ایک طرف سے
دیوار جو گری فوج رخ اور ہمارے تاجدار حملہ آور ہوئی بقیہ فوج حیرت سے سحر کی چوٹیں اور شمشیر سحر
چلنے لگی اور بران شمشیر زن اڑکر روے ہوا پر گئی حیرت بزور سحر اڑی لیکن روے ہوا سے
ہزار ہا چاند ٹوٹ کر زمین پر گرے کہ حیرت کی آنکھیں خیرہ ہوئیں اور زمین پر اتر آئی اور
ایک نارنج سحر کی جھولی سے نکالکر ان چاندون کے اوپر مارا کہ وہ چاند سب ماند ہوگئے اسوقت
بران نے اپنے باپ کی نصیحت کے بموجب پتلی یاقوت نگار روے ہوا پر ڈبیا سے نکالی کہ وہ
پتلی بران کی ایسی صورت بنگئی اُس سے حکم دیا کہ مین تیری لڑائی دیکھتی ہون جا اور میرے
حریفون کا مقابلہ کر پتلی بران بنی ہوئی زمین پر اُتری اور حیرت پر چلی کہ ایک دو ہاتھ
مارون حیرت فوراً اسکے ہاتھ بلند ہوتے ہی سحر پڑھا کہ ایک پنجے نے پیدا ہوکر ہاتھ پکڑ لیے
بران نقلی نے سحر پڑھا کہ پنجہ موم کا ہوگیا ہاتھ چھوٹے پھر یہ ایک چابک سحر کا لیکر چلی اور
پکاری کہ روئی کی طرح سے اگر نہ دھنک ڈالا تو نام اپنا نام اپنا بران نہ رکھا حیرت نے پکار کے
کہا اری چھوکری یہ موم کا چابک لیکر آئی پس وہ چابک موم کا ہوگیا اب حیرت سحر کا خنجر لیکر چلی شبیہ
بران نے سحر کیا کہ دو پنجون نے پیدا ہوکر حیرت کے بھی ہاتھ پکڑ لیے اسوقت ایک لال از خود ظاہر
ہوکر حیرت کے کان کے برابر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ اے ملکہ بران نہین ہے جس سے تو لڑتی ہے بلکہ شبیہ
اسکی ہے یہ کہکر لال تو غائب ہوگیا اور ملکہ نے بھی ایک مشت خاک اُٹھا کر اپنے گریبان مین ڈالی کہ آپ بھی
خاک کے ڈالنے سے غائب ہوگئی اور بجاے اسکے ایک اژدر حیرت پیدا ہوکر مقابل شبیہ بران ہوئی
اسی عرصہ مین لرزان زلزلہ و رعد و برق و بہار و نافرمان شکوہ زرین قبا اور ابرق اور صعود
وغیرہ سے آکر گتھ گئے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار انھون نے لگا دیے آتش سحر نے اپنا فروغ
دکھایا دشمنون کے جان و تن کو جلایا ہزارون جہنم کے کندہ ہوئے فی النار و السقر کہکر
مسلمانون نے کنارہ کیا جادوگرنیان در گور کہکر ہٹین اور دوسری طرف لڑنے لگین

ہر طرف باران تیر اور صدائے دار و گیر تھی نیزے سینے توڑنے پر آمادہ گرز سر کچلنے پر لاف زنی کرنے
ایک سے دوسرا لپٹا ہوا بھوت سر پر جادو کا چڑھا تلوار کا آسیب جن جن کو سہتا تھا انکی
جان بھینٹ مین لیتا تھا پتھر برس کر اپنی سنگدلی دکھاتے تھے سانپ زہر اُگلتے جانے سے
موذی بن جاتے تھے دریائے خون روان تھا تحمل بڑا لگنا مشکل تھا تا دیر خوب بھڑ کر
تلوار چلی تھی فوج دشمن مین ہلچل پڑی تھی جان بچانے کو ترستے تھے کہ ابیات

دو لشکر برابر کشیدند صف
زمین تیرہ و پرنیانی درفش
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہمی
ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ
تو گفتی ہوا تیغ بارد ہمی
کہ کرگس نیارست بر سر گذشت
ز دریا ہمی خواست از باد موج
ز نعل سپاہان ز خون مرز گل

سواران ہمہ بر لب آوردہ کف
ہوا شد ز گرد سیہ آبنوس
نہنگ اندرون خون خروشد ہمی
چو برپشت خورشید دامن کشید
بخاک اندرون لالہ کارد ہمی
گردے فکندہ درون پر ز خون
سپاہ اندر آمد ہمی فوج فوج

زمین قار شد آسمان چون بنفش
ز نالیدن بوق و آوائے کوس
ز زخم تبر زین و گوپال و تیغ
چنان شد کہ کس روئے گیتی ندید
ز افگندہ گیتی بر آنگونہ گشت
دگر سر بریدہ فگندہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل

سپاہ تو اسطرح جانبازی کر رہی تھی اُدھر دونوں ساحرین بران
و حیرت کی لڑ رہی تھیں حیرت نقلی نے ایک بجلی بران نقلی پر گرائی بران نقلی نے اُف
بھی کی وہ بجلی اُلٹ کر حیرت پر گری اُسنے رد سحر کیا اور دوڑ کر تلوار ماری بران دو ٹکڑے ہوئے
اور وہ دونون ٹکڑے پھر ملگئے بران زندہ ہو کر چپٹی اور حیرت کے تلوار ماری کہ اُسکے بھی
دو ٹکڑے ہوئے لیکن وہ ٹکڑے بھی آپسمین ملگئے اور حیرت بھی زندہ ہوئی یہ خبر لبن کی افراسیاب
کو تیلون نے سحر کے پہونچائی وہ وہان سے اُڑکر چلا اور قریب لشکر جناب پہونچکر ایک سحر ایسا پڑھا
کہ پہاڑ سے کئی ہزار من کی ایک سل جدا ہو کر اُڑی یہ سل کو اُڑائے ہوئے جب سر لشکر پہونچا دیکھا کہ
اسطرح جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کہ سب آپسمین بھڑے ہوئے ہین اگر سل گراؤن گا تو اپنے پرائے سب
کام آئینگے اور دب جائینگے یہ مناسب نہین ہے چنانچہ یہ سوچکر اُس سل کو تو الگ گرا دیا اور
سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا حیرت اصلی کو جو روئے ہوا پر تھی تختہ مین اپنے ڈالکر ایک کو
لیے چلا گیا وہ ہمشبیہ حیرت بھی غائب ہو گئی اُسوقت ملکہ کے نو نے سے مصور اور صورت نگار

وغیرہ سرداروں نے طبل آسائش بجوادیا ازبسکہ مہرخ جانتی تھی کہ بران چھوٹ چلی ہی اسوجہ
سے یہ بھی بفتح و فیروزی طبل امان بجوا کر پھری اور راہ مین بہت کچھ زر نثار کیا پھر اپنے اپنے
مقام پر پہونچکر لشکروں نے کمر کھولی آسودہ ہوئے لاشین غار کھودکر گڑوادین میدان لڑائی کا
صاف کرادیا مہرخ و بہار و نافرمان برق رعد وغیرہ سب اس جنگ مین زخمی ہین انکے ٹانکے وغیرہ
دلوائے بران بھی آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو
آکر کرسی پر بیٹھا چالاک وغیرہ عیار بھی آئے اور شریک جلسۂ عشرت ہوئے چالاک نے
اُسوقت چپکے چپکے کہا کہ بھئی میری تو عقل حیران ہی یہ عجب طرح کا طلسم کا ہی کہ جسکا فتح ہونا دشوار
نظر آتا ہی بران نے اُسکو بکتے دیکھکر کہا کہ ای چالاک تم کیا بڑبڑا رہے ہو عرض کی کہ ای ملکہ مین یہ
کہتا ہون کہ یہان تمام عمر یون ہی لڑائی رہیگی یہ جگہ نہایت قلب و سخت ہی آجتک طلسم کشا اور
مہ جبین کا حال ہی نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے سوائے اسکے اور کچھ سُنائی نہین دیتا کہ گنبد نور پر
قید ہین دوسرے یہ کہ خواجہ کے عقب مین شبرنگ عیار لشکر اسلام سے چلا تھا اسکا پتہ نہین
کہ کدھر گیا یہان آکر ہمنے سُنا ہی کہ ہفت نیرنگ قلعہ کے آگے ملک لوح داران ہی مگر اُسکا حال بھی
نہین کُھلتا کہ مالک لوح کون ہی اور کیونکر دستیاب ہوگی اور تو سب رکتا رہتا تو دریافت نہین ہو سکتا کہ
پل پرِ یزدان کیونکر برطرف ہو اور یہ دریائے سحر کا جو بیچ مین حائل ہی کسطرح موقوف ہو جو راستہ کُھلے
اور ہم لوگ بیخوف و خطر جاکر وہان عیاری کرین پس جب یہ نہین ہو سکتا تو ملک لوح داران تک کون جائیگا
غرض میری عقل کام نہین کرتی ہی کہ آئندہ کیا ہوگا خدا مالک ہی جو وہ چاہیگا وہ کریگا بران تیغ شیرزن
نے کہا کہ ای چالاک حقیقت مین تمنے جو کچھ کہا بہت بجا اور درست ہی لیکن اگر بران تیغ شیرزن جیتی
ہی تو چالیس دن مین دریائے خون رواں خشک کر دیگی اور پل پرِ یزدان توڑ ڈالیگی عمرو نے کہا
ای ملکہ کار بسیت مشکل اور امر بسیت دشوار بران ہنسی اور کہا خواجہ جسطرح تم کہتے ہو یون ہی ہی
حال اسکا یہ ہی کہ جسطرح بے لوح کے طلسم نہین فتح ہوتا ہی یہ پل بھی ویسا ہی سخت ہی لیکن اسکے
احوال سے مین خوب ماہر ہون دریائے خون رواں اور یہ پل اُس طلسم سے تین برس آگے بنا ہی افراسیاب
کے دادا پردادا نے بنوایا تھا پس وہ بھی تو ساحر ہی تھے حکیم طلسم جو بانی طلسم ہین انکی شرکت
اسمین نہین ہی اسوجہ سے مین نے یہ ارادہ کیا ہی ورنہ میری کیا مجال تھی جو نگاہ کج بھی

اِس پل کی جانب دیکھ سکتی یہ کہکر ملکہ اور سب مصروف عیش و نشاط ہوے شراب کباب
کھانے پینے لگے بعد اسکے ملکہ بہاران نے کہا ای خواجہ خدا حافظ اب ہم خدمت پدر نامور مین
جاتے ہین اور ہو سکتا ہی تو اُنسے اجازت لیکر کوہ رخشان پر جائینگے اُسوقت معمار قدرت
نے بھی کہا کہ خواجہ مین بھی رخصت ہوتا ہون زخمی ہوگیا ہون شفاخانۂ سامری مین
جاؤنگا اور علاج کرکے وہان سے جو آؤنگا تو قلعہ بناؤنگا اور قلعہ کیا بناؤن مجھکو نزور کہانت
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضرور تمہجکو قلعہ بنانا ہوگا اور تالاب جمشیدی بنانا پڑیگا مگر ابھی ساعت
اُسکی نہین وہ اور وقت ہی کہ اُسکا حال مین ابھی کہہ نہین سکتا یہ کہکر سب سے رخصت ہو کر اول
معمار ہی ایک طرف کو اڑکر روانہ ہوا اسکے بعد ملکہ بہاران نے اپنے ناظمان و معتمد کو وہان
لکھا کہ تم کوچ کرکے قریب تر لشکر مہرخ کے آکر اُترو اور ہمارے تاجدار سے کہا کہ تم بھی اپنا لشکر
لیکر ملحق لشکر ناظمان طلسم نور افشان مین جاکر ٹھہرو اور میرے آنے کا انتظام کرنا خبردار
بے سمجھے بوجھے نہ لڑنا اگر کوئی آفت خدا نکردہ لشکر مہرخ پر آئے کہ جسمین تمھین لڑنا لازم و ملزوم
پڑے جب بھی تم عریضہ شہنشاہ کوکب کو لکھنا وہ سمجھ لینگے لیکن تم دخل نہ دینا ہمارے تاجدار اور
خورشید جادو وغیرہ حسب ارشاد کوچ کرکے دامن کوہ سیاہ مین جا کر اُترے اور فرمان جب ناظمان
طلسم کو پہونچا وہ بھی کوچ کرکے ملحق لشکر ہمارے تاجدار آکر اُترے دامن کوہستان مثل شہر معمور کے
آباد ہوگیا صحرا مین پچاس ہزار کہین تیس ہزار کہین بارگاہین اور کہین خیمہ استادہ ہوگئے بازارین
کھل گئین نقارے بجنے لگے جب یہ انتظام ملکہ عالی مقام فرما چکی اُسوقت مہرخ وغیرہ سے
رخصت ہوکر خدمت پدر نامور مین گئی اور سارا ماجرا معرض بیان مین لائی پھر استدعا
کی کہ مجھکو کوہ رخشان کی جانب حضور روانہ کرین کوکب نے اُسکو روکا کہ چندے تامل کرو
تمکو بھیجتا ہون یہ اپنے مقام پر بعیش و عشرت انتظار رخصت پدر مین ٹھہری ہی حال اُسکا انشاء اللہ
بیان ہوگا اب حال عشرت اشتمال حیرت بد خصال مذکور ہوتا ہی کہ اُسکو جو افراسیاب
خانہ خراب پنجہ مین مرغ ابر اٹھالے گیا تھا تو وہ سیدھا باغ سیب مین اُسکو لایا اور ہوشیار کرکے
اپنے پہلو مین بٹھایا حیرت آنکھ کھلتے ہی رونے لگی شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم میرے سمجھانے سے یہان
نہ مانو گی اب تم سوار ہو کے اپنی بارگاہ مین جاؤ مین بھی وہین آتا ہون حیرت از بسکہ رنجیدہ خاطر تھی

شاہ کے رخصت کرتے ہی طاؤس سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی اور اپنی بارگاہ میں پہونچی جہاں سردار طبل امان
بجا کر جو پھرے تھے تو انتظار ملکہ مذکور رکھتے تھے اُسکے بہت خوشنود ہوئے اور استقبال کر کے تخت پر
لا کر بٹھایا اُسنے دیکھا تو اس جنگ میں ہر سردار زخمی ہی سواے صنعت کے کہ وہ اس لڑائی میں نہ تھی
اور جو کوئی کہ موجود تھا اُسنے زخم کاری بلا زمان بران کے ہاتھ سے کھایا تھا سبکے سر پشت و
پہلو فگار تھے اُنپر مرہم سحر کی پٹیاں چڑھی تھیں حیرت یہ دیکھکر آبدیدہ ہوئی اور مقتولوں کو جو شمار
کیا تو ہزاروں ہی کیا لاکھوں آدمی مارا گیا تھا بہت بڑا رن پڑا تھا ملکہ نے کہا کہ آج چالیس دن تک
صف ماتم بچھانا چاہیے یہ سُنکر سب سرداروں نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم سامری وہ دن نہ کرے
کہ آپ صف ماتم پر بیٹھیں نظر بفضل جمشید و لقا رکھیے کچھ آپنے لڑنے میں کمی تھوڑی کی جو آپ
صف ماتم پر بیٹھیں دشمنوں کو موقع خندہ و دندان نمائی کا ملیگا سب قہقہے لگاوینگے اے ملکہ طلسم شراب
پیجیے کباب کھائیے ناچ دیکھیے دل بہلائیے یہ تو لڑائی ہی کبھی بنی کبھی بگڑی اور بگڑے
دشمنوں کی بگڑی کہ آپ تو ایسا لڑیں کہ شہنشاہ بھی ایسا نہ لڑتے یہ کہو کہ شہنشاہ نے آکر
طبل امان بجوا دیا ورنہ آج تو آپ خاتمہ کر چکی تھیں حیرت نے کہا شہنشاہ تو مالک و مختار ہیں
انھیں کا تو یہ سب کھیل بگاڑا ہوا ہی بایمان جو دا گر بران تیغ شیر زن مجکو زخمی کرتی ایسا کہ میں
قریب ہلاکت ہو جاتی تو بھی میں اُسکو زندہ نچھوڑتی یہ باتیں ہو رہی تھیں طاؤس سفید
رنگ بلور کا آیا گلے میں اُسکے نامہ بندھا تھا ملکہ نے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ خاتون
سن ہم باغ مینا میں سیر کو گئے تھے اب طلسم کی سیر کو آتے ہیں تم بھی ہمیں آؤ تمھارے ہمراہ ہم
بارگاہ میں تمھاری آئینگے یہ نامہ پڑھکر طاؤس کو رخصت کر دیا اور آپ کل سرداروں کو اپنے
ہمراہ لیکر کنارے دریاے خون روان کے گئی دروازہ طلسم اکثر بیان ہوا ہی کہ اندر دریا کے ہی
چنانچہ وہ دروازہ کھلوا دیا اور داخل دروازہ ہوئی اڑھائی سو گز کا ایک ستون بلند ہی اُسپر
اُس دروازے سے آگے بڑھکر ایک دروازہ اور تھا ملکہ اُس دروازے میں بھی قدم زن
زن ہوئی لیکن ہنوز داخل در مذکور نہوئی تھی کہ سواری بادشاہ طلسم نمودار ہوئی تیلے اور
پیر نیزہ آدان طلسم آگے آگے صداے طرقوا و دور باش لیتے چنور بال ہما کا سر پہ ہوتا سب
بلند پر بادشاہ سوار سترہ اٹھارہ سو غلام حبشی بچے ہمراہ رکاب تخت تھا جسکی سمت آسمان

سرخ رنگ چھایا ہوا بائین جانب ابرزنگاری سایہ فگن ساتھ چلا آیا ملکہ اور سردارون نے
یکے بعد دیگرے شاہ کو مجرا کیا ملکہ کو بھی حکم ہوا کہ یہ بھی طاؤس پر سوار ہوئی گھنٹے بجے اور ناقوس پھنکے
سب سردار عالی قدر مراتب بعض پیدل بعض سوار ہو کر ہمراہ چلے بادشاہ دروازہ طلسم سے نکلکر جانب
بارگاہ حیرت خود سر آیا یہان بھی ہر ایک نے بہر تسلیم سر جھکا لے بادشاہ بارگاہ مین آ کر تخت پر بیٹھا
سبکو زخمی دیکھکر افسوس کیا اور کہا بڑی لڑائی ایکی پڑی کہ سب زخمی ہوگئے اور ابھی کیا جنگ ہوئی
جب لڑائی ہوگی کہ جب ناظمان طلسم نور افشان ہمراہ کوکب آکر لڑینگے اور اسد اگر چھوٹ گیا
تو قیامت کا سامنا ہی حیرت نے کہا آپ کی رحم دلی سے جو کچھ ہو وہ تھوڑا ہی ورنہ ہم لوگون نے
کیا کوئی دقیقہ اس لڑائی مین اُٹھا رکھا ایسا کہ جو اُدھر سب زخمی ہین تو اُسطرف بھی ہین شاہ
نے کہا اسی لیے مین نے تمسے کہا تھا کہ مین تمھین بارگاہ مین سب سردارون کے سامنے سمجھا دونگا
جنا بچہ ای ملکہ برا ماننے کی بات نہین ہی بیران دختر کوکب صرف اپنی بات کے لیے لڑتی ہی
کچھ اُسکا ملک و مال نہین چھنا جاتا ہی پھر دیکھو کیا کیا جانبازی کرتی ہی اور تمھارا ملک چھنا جاتا ہی
اُسپر تم جو لڑتی ہو تو اُسکی برابری نہین کر سکتین بڑی غیرت کی بات ہی میری جان تمھارے تو دلکو
لگی ہی اُسپر یہ حال ہی کہ اُنسے کم ہی رہتی ہو اور اُسکے دل کو نہین لگی ہی اگر وہ اپنے تئین کمزور سے پائے تو
میرے پاس چلی آئے سارا ملال جاتا رہے لیکن کیا بات کا پاس ہی کہ جان سے جانا قبول جہان سے
جانا قبول ہی مگر بات جانا گوارا نہین اگر وہ تمھارے برابر بھی رہی تو میرے نزدیک وہ ہی غالب ہی
کہ تمھارا گھر چھنا جاتا ہی اُسکا کوئی گھر نہین چھین سکتا ہی اُسکے زبردست رہنے کا یہ سبب ہی کہ وہ
دن رات مشغلہ سحر و ساحری کا رکھتی ہی اور تمکو رات دن شغل عیش و شراب خواری ہی مین آج اسلیے تمکو اُسکے
مقابلہ سے اُٹھا لے گیا کہ اگر تم گرفتار ہو جاتین تو یہی نام ہوتا کہ معشوقہ شہنشاہ ساحران ایک چھوکری
کے ہاتھ سے قید ہوگئین ای ملکہ ایک مرتبہ کا گرفتار ہونا اور لات پر چڑھکر ذلت اُٹھانا کیا تمکو یاد نہین
یہ باتین شاہ کرکے مخاطب بجانب اہل دربار ہوا اور کہا کیون صاحبو مین سچ کہتا ہون یا کچھ اسمین
دروغ ہی سب نے عرض کیا کہ حضور واہ وا واہ شہنشاہون کی عقل بھی شہنشاہ ہوتی ہی واقعی حضور نے
جو کچھ کہا کنقش فی الحجر ہی حیرت نے بھی کہا جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بجا اور درست ہی مگر مین اگر غش
مین پڑ گئی ہون تو آپ خود ہی کسی ایسے ساحر کو کیون نہین ان نمکحرامون کے غارت کرنے کو بلاتے

تاکہ یہ ذلتین جانئین شاہ نے فرمایا کہ دیر آید درست دیکھو مین تدبیر اسکی کرتا ہون تم رنج وغم نہ کرو
یہ کہکر ملکہ کو گلے سے لگایا پھر ساقیان خوش ادا و مطربان ترنم سرا کو یاد فرمایا اپنے ہاتھ سے جام مے رنج ملکہ
کو پلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جا جب ملکہ خوش مزاج ہوئی اور بارگاہ مین صدائے
ہوشا ہو غل نوشا نوش بلند ہوئی اسوقت قلم سحر رقم سے ایک نامہ ملکہ صنعت سحر ساز کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای صنعت جب مین لڑنے کو نکلا تھا تو اسوقت مجکو آکر تمنے فہمایش کی اور لڑنے سے باز رکھا
اس زمانے سے ایک دو جنگ لڑے جو تم گئین تو نہین معلوم کہ وہان کیا بیٹھی کرتی ہو تمھارے
نزدیک جیسے طلسم مین کسی سے لڑائی ہی نہین ہو اب چاہیے کہ بفور دیکھنے اس نامہ کے اپنے تئین
لشکر حیرت مین پہونچاؤ اور جو کچھ تم سے درباب رزم ان باغیون کے ساتھ ہو ہوسکے قصور کوتاہی
نہ کرو تاکید جانو یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھ کر روانہ کیا اول مین لکھا ہو کہ گنبد نور کے
اطراف مین بہت بڑا ملک ہو کہ جہان کی صنعت حاکم و ناظم ہو اور لشکر کشی وہ کر چکی ہو گنبد نور
سے پشتۂ رنگین حصار کے دامن تک لشکر اسکا اترا ہوا ہو اور اسکا بھی ہزارون ساحر کام آچکا ہی
اب وہ سحر اپنا تیار کرنے اپنے مقام پر گئی تھی چنانچہ سحر تیار بھی کر چکی ہو آنے والی تھی کہ طائر نامہ
بادشاہ لیکر پہونچا ملکۂ مذکورہ اپنی دار الامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھی کہ طائر نے آکر نامہ
دیا اسنے اُسکے گلے سے نامہ کھولکر پڑھا اور اُسکے مضمون سے آگاہ ہو کر جواب مین عرضی لکھی کہ کنیز
ابھی ابھی حاضر ہوتی ہو اگر بلا زبان شوکت نشان بادشاہ ملکہ حیرت کی بارگاہ مین کچھ دیر
تشریف رکھینگے تو ملازمت میری ہو جائیگی ورنہ مین تو حاضر ضرور ہونگی طائر کو تو رخصت کیا
اور آپ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہو کر چالیس اژدرون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوئی کنیزین
انیسین جلیسین ہمراہ رکاب چلین اور یہ بعد قطع مسافت راہ حاضر بارگاہ حیرت ہوئی یہان
طائر نے عرضی لاکر شاہ کو دی تھی وہ انتظار مین تھا کہ صنعت آکر اتری اور بارگاہ مین آکر اسنے
تسلیم کی نذر دی پھر کرسی وزارت پر متمکن ہوئی شاہ نے اشارہ کیا ساقی نے جام مے ناب دیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شاہ نے فرمایا کہ ای صنعت کل کی لڑائی کا تمنے کس سے
حال سُنا اُسنے کہا کہ مین اپنے مقام پر تھی اور مصروف سحر خوانی تھی اسوجہ سے اخبار بھی نہین دیکھا
مجکو معلوم نہین اور ای بادشاہ مجکو بڑا تعجب ہو کہ نہ تو ملکہ ہم لوگون کو یاد کبھی فرماتی ہین اور نہ آپ

بلاتے ہین جسکے پاس ایسے ایسے زبردست ساحر ہون اور وہ کسی کو یاد نہ کرے شاہ نے کہا مین نے
اسی وجہ سے آج تمکو بلوایا ہی کہ اب تم بھی سامری کا نام لیکر کمر ہمت مضبوط باندھو اُسنے عرض کیا
کہ کنیز آج اسلیے حاضر خدمت ہوئی ہی صرف آپکے حکم کی دیر ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین
مگر بارگاہ تو کبھی عیارون سے خالی نہین رہتی ہی ضرغام شیر دل اور جانسوز بھی صورت بدلے
ہوئے یہان موجود تھے اور مشورۂ ساحران غدار سُن رہے تھے غرض بادشاہ صنعت کو الگ
تنہا کرکے لیگیا دونون عیار بھی راہ کترا کے بھولادہ دیگر ایک طرف کو اُس تخلیہ مین آکھڑے ہوئے
اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے الگ لایا ہون کہ اب تو سحر ان ظالمون پر کردگی
اُسنے جواب دیا کہ حضور مین نے سحر ہفت بیضہ تیار کیا ہی یہ بیضہ خاص عقاب جمشید کے ہین آپ ملاحظہ
فرمائیے گا کہ اس سحر سے اندھیر ہوگیا یا نہین شاہ نے کہا اب ذکر کسی سے اسکا نہ کرنا ورنہ یہ بیضہ بیجا ہوگا
اب مجکو اطمینان ہوا واقعی یہ سحر ایسا ہی ہی جسکو تم تیار کرکے لائی ہو یہ کہکر وہان سے پھر کر تخت
پر آکر بیٹھا صنعت بھی آکر کرسی پر بیٹھی اور تا دیر شریک جلسۂ عیش رہی پھر رخصت ہو کر
اپنے لشکر کی طرف چلی جانسوز اور ضرغام بھی اسکے عقب مین چلے اور جب وہ ڈیڑھ کوس
نکل گئی اُسوقت جانسوز بن قران ایک جادوگر کی صورت بنا کہ رنگ سے اُسکے چہرہ تاریک کی
ایسا ہی شب دیجور کو شرماتی تھی ایک ہونٹھ پرۂ بینی سے گذرا ہوا دوسرا ٹھوڑی سے نیچے لٹکا ہوا
جسم پر مثل خرس کے بال تن سیاہ کے وبال موتیون کے مالے گلے مین ڈالے یاقوت کا تاج سر پر رکھا
سانپ کا تازیانہ ہاتھ مین لیا ایسا سانپ موم کا کلدار بنایا تھا کہ دمبدم زبان نکالتا [illegible]
بادلہ کا تکلے مین ڈالا ترنج ناریل ہاتھ مین لیکر اُچھالتا ہوا جست و خیز کرتا چلا اور بہت جلد
قریب صنعت پہونچکر پکارا کہ منم نامہ دار افراسیاب صنعت نے طاؤس اپنی سواری کا روکا
اسلیے کہ ابھی شاہ نے مجکو بلایا تھا شاید کچھ اور بات یاد آئی ہو وہ کہلا بھیجی ہی غرض جب اُسنے
سواری روکی یہ قریب تو پہونچ چکا تھا ہی اُسنے کہا کہو کیا نامہ لائے ہو اُسنے کہا واہ آپ تو خوب
آدمی ہین کہ روکے ہوا پر طاؤس لیے کھڑی ہو راز بادشاہ اور مین یہان سے چیخ کر کہون اور
نہ مجکو یہ حکم ہی کہ وزیر بادشاہ سے بے ادبی کرون یعنی اُڑکر قریب طاؤس آؤن اور منہ کان سے
ملاؤن آپکو چاہیے کہ نامۂ شاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر اُتر آئین اور بعزت تمام نامہ لیتین

صنعت یہ سنکر شرمندہ ہوئی مگر ہنس پڑی اور ادھر اُدھر دیکھکر ایک کنواں تھا پختہ اونچی جگہ
اُسکی بنی تھی اُسپر اُتری طاؤس کو سحر کرکے روک دیا جانسوز نے کہا حضور نے فرمایا ہی کہ سحر
ہفت بیضہ ایسا نہیں ہی کہ کوئی اُسکو کر سکے ای ملکہ تم عیاروں سے غافل نہ رہنا صنعت
نے کہا میری جانب سے عرض کر دینا کہ لونڈی ایک دم غافل نہیں ہی جانسوز نے کہا ای ملکہ کیا
خاک ہوشیار ہو دیکھو جنکو تمھاری ممانعت تھی وہ تو پس پشت کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ صنعت
نے پھر کے دیکھا جانسوز نے حلقہ کمند کے گانٹھ کر مارے کہ ساتون بند یکجی ہوگئے وہ گھبرا کر اُدھر دیکھا
اُسنے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی حسب اتفاق یہ اکیلی لشکر کو اپنے اسلیے جاتی تھی کہ بادشاہ
نے کہدیا تھا اب تم زیادہ مجمع اپنے ساتھ نہ رکھنا تو اُسنے انیسون کنیزون سے کہا تھا کہ تم میرے
لشکر مین آنا بس یہ تنہا تھی کہ جانسوز نے بیہوش کر کے پشتارہ اسکا باندھا اور لیکر روانہ ہوا
اور بہت جلد راہ طی کر کے اپنی بارگاہ مین پہونچا اور اُدھر ضرغام نے آکر عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے
کہا کہ مزاج اچھا ہی اُسنے کہا حضور مین تو اچھا ہون مگر صنعت آئی ہی اور اسکا بیان ہی کہ مین
سحر ہفت بیضہ تیار کر کے لائی ہون عمرو نے کہا خدا مالک ہی خواجہ تو کھکر چپ ہو رہے مگر مہرخ
اور بہار وغیرہ کا رنگ رخسار زرد ہوگیا اور بدحواس ہوگئین عمرو نے اُنکے چہرے کو دیکھا کہا
کہ انکو کچھ تردد بڑا لاحق ہوا بس استفسار کیا کہ ای ملکہ مہرخ و بہار کیون خیر تو ہی انھون نے
کہا خواجہ سلامت سحر ہفت بیضہ بہت بڑا نایاب اور زبردست ہی رد اُسکا ہونا ہمسے تو کیا سامان
طلسمات سے بھی ممکن نہیں عمرو نے کہا نظر بافضال کردگار رکھو اور چپ رہو کچھ منھ سے نہ نکالو ورنہ
لشکر تمام بدحواس و بیدل ہو جائیگا یہی رہا تھا کہ جانسوز پشتارہ لیے آیا اور خواجہ کو اُسنے تسلیم
کی عمرو نے کہا کہ ای جانسوز بن قران آج تو بڑا مال لوٹ لائے کہ پشتارہ اُٹھ ہی نہیں سکتا ہی کیا
کسی مہاجن کا گھر لوٹا ڈاکہ مارا جانسوز نے کہا مال سے بڑھکر یہ مال ہی مین صنعت غیبانی کو
لایا ہون بڑا ارادہ کرکے چلی تھی مہرخ یہ سنتے ہی اچھل پڑی اور جانسوز کو گلے سے لگایا اور کہا
تو نے بڑا کام کیا اچھا پشتارہ کو کھولو اُسنے پشتارہ کھولا اتنے مین کنیزان صنعت جو عقب صنعت
چلین لشکر مین آئین دیکھا کہ یہان صنعت نہین ہی غلغلا کیا کہ نہین معلوم کہان گئین اور چپ ہوگئین
لگا تو پھر کر افراسیاب مین آئین اُسنے پوچھا کہ ای گلزار جادو و ای گلخار جادو تم کہان آئین

انھون نے عرض کیا کہ ملکہ صنعت کا پتا نہین سنتے ہین کہ ایک ساحر راہ مین انکو ملا تھا اور
نامہ دار آپ کا اُسنے بیان کیا ملکہ نے سواری روکی اور ایک کنوئین پر اُترین وہین سے
غائب ہوگئین اب پتا نہین کہ اُنپر کیا گذری شاہ نے یہ حال سنکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے
دونون ہاتھ بند کر کے کھولے اور انکو بغور دیکھکر کہا یارو کیا غضب کے عیار ہین جانسوز بن
قران صنعت کو لے گیا ہے یہ کہکر شاہ نے دونون ہاتھ اپنے بلند کیے سب نے دیکھا کہ پنجے پیدا ہوئے
اُسنے حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر جلد بارگاہ مہرخ سے صنعت وزیر کو اور جانسوز بن قران کو اٹھالاؤ
وہ پنجے جانب آسمان اُٹھ گئے اور غائب ہوگئے بارگاہ مہرخ مین پشتارہ جانسوز نے کھولا تھا اور
جانسوز کھڑا تھا مہرخ نے کہا تھا کہ ٹھہر جاؤ مین وہ تلوار لے آؤن کہ جس سے ایسی زبردست ساحرہ قتل ہو سکے
یہ کہکر اُٹھی اور جانب سلح خانہ گئی اُسوقت فلک پر بجلی چمکی عمرو نے تو جلد گلیم اوڑھ لی جانسوز نے
چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر سب گھبرا کے کھڑے ہوگئے یکایک آواز مہیب آئی اور پنجے فرستادہ
شاہ جادوان جو جھک کر گرے جانسوز کو اور صنعت کو اُٹھا لے گئے اسوقت ساحرون نے
نارنج و ترنج وغیرہ مارے اور مہرخ بھی تلوار برق کردار لیکر آئی مگر وہ پنجے قندیل فلک ہوگئے مہرخ
نے کہا یہ پنجے خاص افراسیاب کے بنائے ہوئے تھے انکا تعقب بیکار ہے ناچار خاموش ہو رہے
اور پنجون نے دونون کو لے جاکر سامنے بادشاہ طلسم کے پہونچایا بادشاہ نے جانسوز کو مسحور کر دیا
اور صرصر کو بلوا کر حکم دیا کہ انکو ہوش مین لاؤ صرصر صنعت کو ہوش مین لائی وہ ہوشیار ہو کر
حیران ہوئی کہ تو کہان آئی شاہ نے کہا کہ حیران کیون ہو یہ عیار تمکو لے گیا تھا مین نے اسطرح بلا
یا صنعت نے یہ سنکر اور غیظ مین آکر تلوار سحر کی کھینچی اور ایک ہی ہاتھ مارا اگر پڑتی تو جانسوز کا
پتا نہ معلوم ہوتا لیکن شاہ جادوان نے تلوار کو سحر سے روک لیا اور کہا ای صنعت میرے سامنے
نہ قتل کرو بغیر چند ہفتے گذرے ہوے میرے سامنے قتل کرنا نہ چاہیے صنعت نے کہا مین اس موے
کو الگ لے جاکر مارونگی یہ کہکر پنجہ مین داب کر بغضب تمامتر لے اُڑی اُسوقت جانسوز کے پکڑ آنے سے
چالاک بھی دوڑا تھا اور صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آکر ٹھہرا تھا کہ پتہ نہین لیکر آئینگے غرض اب
صنعت اُسکو لیکر اُڑی چالاک بھی پیچھے پیچھے اُسکے بطور مخفی روانہ ہوا لکھا ہے کہ دریاے خون وہان
کے پاس کچھ غار ہین اور کچھ پہاڑیان ہین کہ اُنکی گھاٹیان ہین اُنھین گھاٹیون کے قریب

ایک نشیب مین صنعت نے جانسوز کو لا کر اتارا اور خنجر نکال کر چاہا تھا کہ سر کاٹو ن
اُسوقت سحر نے خبر دی کہ اے ملکہ تمھارے پیچھے پیچھے چالاک بن عمرو بھی آتا ہی یہ اس خبر کو
معلوم کر کے تھم گئی اس اثنا مین چالاک بھی ساحر بنا ہوا سامنے آیا اور اُسنے دیکھا کہ
صنعت خنجر کھینچے جانسوز کو قتل کیا ہی چاہتی ہی یہ دیکھکر اُسنے للکارا کہ او بڑھیا ڈھڈو
لکاتہ شیطان کی خالہ کیا اِس مجبور و گرفتار کو قتل کرتی ہی ادھر آ میرا سامنا کر صنعت تو
معلوم کر چکی تھی کہ چالاک آتا ہی بس اُسنے اِسکی باتین سُنکر کہا کہ ارے مونڈی کاٹے جوانا مرگ
کیون تیری شامت آئی ہی اسوقت تو میری محنت برباد کرنے آیا ہی مگر یہ ہونا نہین ہی کیون مار ڈالتے
ہین چالاک نے بجواب ان کلمات کے کہا کہ تو کیا مار ڈالے گی دیکھ یون ہم مار ڈالتے ہین اور
مارنے والے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر ایک بیضہ غلے کیطرح غلیل مین رکھکر چالاکی تمام صنعت کی ناک
تاک کر جو مارا اسکی ناک پر پڑ کر وہ غلہ پھوٹ گیا اور اُسکو تڑاق تڑاق چھینکین آنے لگین بیہوش ہو کر
گری چالاک نے آتے ہی جانسوز کو رہا کیا اور خنجر نکالکر چاہا کہ صنعت کا سر کاٹ لے لیکن یہ ساحرہ
سخت جان وزیرہ شاہ جادوان ہی مرنا کم جانتی ہی بقدرت کردگار افراسیاب بعد فہمائش حیرت
اپنے باغ سیب کی طرف اُٹھکر چلا تھا اسطرف آ نکلا اور اُسنے دیکھا کہ ملکہ صنعت تو بیہوش پڑی ہی
اور چالاک بن عمرو قتل کیا چاہتا ہی یہ دیکھکر اُسنے نعرہ کیا کہ باشید باشید منم افراسیاب جادو
چالاک اور جانسوز یہ نعرہ سُنتے ہی وہان سے کافور ہوگئے کس لیے کہ وہان غار اور گھاٹیان
تو بہت تھی ہین یہ دونون ایک ہی جست مین کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہوگئے افراسیاب بھی اُن
عیارون کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا ہی جو پا انکا نہوا اور صنعت کو پنجہ مین دابکر کے اُڑا جب وہ
جا چکا چالاک اور جانسوز بھی گھاٹی سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آئے عمرو انکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کہا اے فرزند کیونکر رہا ہوئے جانسوز نے سب حقیقت کہی کہ اسطرح صنعت مجھکو قتل کرنے گئی تھی
مرشد زادہ نے یون جاکر اُسکو بیہوش کیا اور افراسیاب آ کر اُس قحبہ کو اُٹھالے گیا ہم دونون بھاگ کر
یہان حاضر ہوئے خواجہ نے حال سُنکر کہا شُکر ہی یہ بھی دونون شریک انجمن عشرت ہوئے اُدھر شاہ طلسم
جو صنعت کو لیکر چلا باغ سیب مین نہ گیا ایک بیابان فرحت افزا مین پہونچا کہ اُس بیابان مین وہ
بہار جان فزا تھی جسپر گل اپنی شوخی نثار کرتا تھا رنگ گلبدن زمانہ اُسپر قربان تھا ہزار جان سے بلبل

دل اپنا نثار کرتا تھا مردۂ صد سالہ وہان قدم رکھے تو زندہ ہو جائے ہوا وہان کی عیسیٰ نفسی فرمانے
جدھر نگاہ جاتی تختے لالۂ و نافرمان کے کھلے نظر آتے لالہ رخساران یاسمن پیکر کو شرماتے تھے سبزے
ہرے لہلہاتے بوے گل سے مشام جان عالمیان معطر حکم فرما باد بہار دشت تاتار کیطرح سارا جنگل
معطر جانوران خوش ادا آہو و غزال رعنا سیر کرتے چرند جانور طائران متلون رنگ کلیلین کرتے
تکیرین جنگل مین راستہ چلنے سے جو پڑی تھین جادۂ کہکشان کو شرماتی تھین شجر ہر ایک طوبیٰ سے
دعوی ہمسری کرتا ہر ایک گل کے سامنے گل خورشید کا چراغ گل ہوتا نرگس کے روبرو نرگس چشمان دم
حیران سنبل پیچان کے سامنے گیسوے جانان پریشان غنچہ کے مقابل ہونا غنچہ دہنون کا واہیات
بات ہو سوسن کے سامنے دہن مسی زیب مات ہو سرو کو دیکھکر شمشاد قامت نے نکلنے کا نام نہ لے جائے
پھول کے سامنے رخ گلرنگ نے رو پتلا ملائے کہ بموجب ابیات مسدس

کیا بہار چمن سحر کا عالم کہیے
لخت دل اسکو اسے دیدۂ پرنم کہیے
کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
شب مین سے گل شمع تجلی کا ظہور

عمر بھر اسکو جو لیجیے تو بہت کم کہیے
پتے پتے سے کھٹکتے ہین ان گل کی تڑپ
نالۂ کش گل پہ ہے دار پہ جیسے منصور
نالہ جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

گل کو گل جانیے شبنم کو شبنم کہیے
غنچہ غنچہ چٹکنے مین ہے بلبل کی تڑپ
نوک ہر خار زبان ارنی گو سر طور
پرتو سے ہین فلک دم مین جلا دیتے ہین

بیچ مین اُس صحراے فرحت بیز و دلربا کے ایک بنگلہ جواہر کا بنا تھا جسکی گرد آوری پر گنبد چرخ متزلزل
بلا گردان تھا بیچ آسمان اس بنگلہ پر تصدق ہزار جان تھا محرابین اسکی بروے خمدار حوران بزم
نور شکستہ تھین جلمین اسمین چھوٹی ہوئین مژگان یار کو شرماتین فرش پر تکلف مخمل کاشانی کا اندر
بنگلہ کے بچھا تھا سائبان زربفتی آگے کھنچا تھا چبوترہ پر آگے بنگلہ کے تخت جواہر کار گسترده تھا گرد
تخت کے کرسیان یاقوت و زمرد کی آراستہ تھین اندر بنگلہ کے مسندین جا بجا بطور آراستہ تھین سامان
عیش و نشاط وہان مہیا تھا گلابیان شراب کی کشتی مین لگی تھین خوان پر الوان نعمت بھرے تھے چنگیرین جواہر کار
روبروے مسند زرنگار آراستہ تھین غرض کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس بنگلہ مین مہیا نہ تھا مسدس

الغرض ہر بچے جو دان نوع کا سامان دیکھا
آنکھ جو رون پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا

فرش و اسباب سے آراستہ ایوان دیکھا
فرش تا دو دری اطلس و کمخواب کا تھا

گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا
ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا

اُس بنگلہ مین جب بادشاہ تشریف فرما ہوا گوشہ ہاے صحرا سے پریزادان یاسمن پیکر آکر حاضر ہوئین اور

آداب بادشاہ کو بجا لائین بادشاہ تخت پر بیٹھا اور صنعت کو ہوشیار کرکے استفسار فرمایا کہ تم جانسوز
عیار کو پکڑ کر قتل کرنے لائین تھین خود کیونکر بیہوش ہوگئین اُسنے چالاک کا آکر للکارنا اور غل
مارنا سب بیان کرکے کہا ای بادشاہ بایمان خود اب بغیر مار ڈالے اس موے چالاک کے مین
باز نہ آؤنگی کہ اُسنے مُنھ پر میرے مجکو لگاتہ اور بیہوا کہا اور اسطرح شرطیہ مجکو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اگر مین تمکو نہ اٹھا لاتا تو وہ کام تمھارا تمام کر چکا تھا صنعت نے بادشاہ کی بلائین
لین اور کہا آپ میرے مالک مختار ہین اگر آپ کنیز کی خبر نہ لیتے تو اور کون لیتا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیے گا
کہ کسطرح اُس موے کو مین ہلاک کرتی ہوں بادشاہ نے کہا تم ان نابکار عیارون کے مُنھ نہ چڑھو
سحر ہفت بیضہ جو تیار کیا ہے اُس سے سب نمک حرامون کو غارت کرو ان عیارون کی مین بیر کرتا ہون
اور تمھارا تو وہ مرتبہ ہے کہ جس سے کہو وہ ان موذیون کو مار ڈالے صنعت نے عرض کیا اب تو جو کچھ
ہو مین ای شہنشاہ بغیر چالاک باز نہ آؤنگی آپ مجکو نہ روکیے خلاف ادب ہے کہ حکم شہنشاہ نمانا
بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بچی رہنا آگے تمکو اختیار ہے یہ سنکر صنعت کچھ دیر ٹھہر کر وہان سے رخصت
ہو کر روانہ ہوئی اور کچھ دور صحرائے سبزہ زار مین سیر کرتی ہوئی پیدل آگے بڑھی تھی کہ ایک ساحر
لالہ زار جادو نام اسطرف سے آتا تھا اُسنے اسکو دیکھا اور قریب آکر سلام کیا پھر گلہائے کلام گلشن دہن
سے توڑ کر دامن حال مین یون گرائے کہ ای ملکہ آپ کہان سے اسوقت تشریف لاتی ہین صنعت نے
کہا شہنشاہ پاس گئی تھی لالہ زار نے کہا کہ میرا غریب خانہ قریب ہے وہان چلکر دو گھڑی آرام فرمائیے
پھر چلی آئیے گا کیونکہ بار بار تو آپ کا تشریف لانا اسطرف ہوتا نہین آج مین ہی سرفراز ہو جاؤنگی
زہے نصیب میرے جو وزیر اعظم شہنشاہ میرے کاشانہ مین تشریف فرما ہو صنعت نے کہا بھیا تم
سچ کہتے ہو اور ہمارے دوست ہو حقیقت مین پوچھو تو ہم تم ایک ہین اور وزارت نگوڑی کا کیا
گھمنڈ مین سر آنکھون سے تمھارے مکان پر چلتی مگر کیا کرون کہ مجبور ہون ایک کام ضروری درپیش
ہے آج تو مجکو معاف کرو پھر جب کہوگے مین حاضر ہونگی لالہ زار نے پھر اصرار کرنا مناسب جانا کہا
اچھا آپکی خوشی صنعت اُس سے بھی رخصت ہو کر اُڑی اور دریائے خون رواں سے اتر کر بارگاہ
حیرت مین آئی حیرت کو اُسکی حقیقت گرفتاری کچھ معلوم نہ تھی پریشان حال ہوئی کہ ای
صنعت ساز اسوقت یکہ و تنہا کہان آئین صنعت نے کہا مین شہنشاہ کے پاس گئی تھی وہان سے

آئی ہون اور اب جاتی ہون سحر ہفت بیضہ کرنے اور اے ملکہ کبھی تمنے عیارون کو اسطرح گرفتار
ہوتے نہ ملاحظہ کیا ہوگا جسطرح آج چالاک کو مین قید کرونگی اور بڑے عذاب سے مارونگی حیرت
نے کہا سامری ایسا کرین کہ یہ موئے غارت ہوے سبکے سب ہلاک ہون اسنے کہا آج ایسا ہی ہوگا
کہ چالاک کی خاک بباد فنا اڑائی جائیگی قسم ہے جمشید کی کہ بغیر اس موے کے گرفتار کیے مجکو چین
نہ آئیگا یہ کہکر اور دو جام شراب کے پی کر وہان سے غائب ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ ایک
خیمہ الگ سب سے استادہ کیا جائے ملازم فوراً حکم اسکا بجا لائے اسنے اوّل بارگاہ مین بیٹھکر شراب پی کچھ
کھانا زہر مار کیا پھر وہان سے اسی خیمہ مین تنہا گئی اور ہر ایک ملازم کو حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اس
خیمہ مین نہ آنے اور جو کوئی آئے ہرگز اندر آنے نہ دینا ملازم پہرے چوکی پر مقرر ہو گئے مگر خیمہ سے ہٹکر
ٹھہرے اور ادھر بارگاہ حیرت مین طائران سحر جاسوسان لشکر موجود تھے انھون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے
جاکر عرض کی کہ اسطرح صنعت افراسیاب پاس سے آئی اور لاف و گزاف بہت کچھ زبان پر لائی
اور قسم کھا کر اپنی بارگاہ مین گئی ہے کہ آج بغیر گرفتار کیے چالاک بن عمرو کے نہ رہونگی اسکا مصمم ارادہ
نسبت چالاک کے بدی کرنے کا ہے مہرخ نے کہا پروردگار چالاک کا حافظ و نگہبان ہے وہ کیا مجھ
کر سکتی ہے عمرو نے بھی یہ خبر سنی دل دھڑکنے لگا کھٹکا پیدا ہوا چالاک بارگاہ مین موجود تھا اس سے کہا بیٹا
مجھ سے تمنے سنا اب تم پانچ چار روز خیمہ سے باہر نہ نکلنا یہ ساحرہ بلا سے بے درمان ہے چالاک نے عرض کیا کہ
اے پدر عالی قدر اگر میری قضا ہے تو کوئی روک نہین سکتا ہے اور جو قضا نہین ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ مارا
مین نے اس تجربہ کو کر ابیات

دل اندر وفاے زمانہ بلند
بغم جام خواہد کلاہم ربود

ہر آنکو برآید بیا یکش مرد
کہ یکسان نگردد سپہر بلند

کسے شخص زندہ بمیسو[illegible]
مرا چرخ بسیار یاری نمود

یہ کہکر فکر مین اپنے بچاؤ کے ہوا اور ادھر صنعت سحر ساز خیمہ مین
جا کر سحر اپنا تیار کرکے باہر نکلی اور گرمی ایسی اُس سحر کی تھی کہ اسنے حکم دیا کہ ایک میدان وسیع
اور سبزہ زار دیکھکر ایسے مقام پر کہ جہان دریا کا کنارہ ہو فرش عالی گسترده کیا جائے اور سامان
عشرت مہیا ہو ملازم حسب ارشاد فرش پر تکلف لیکر چلے اور دامن کوہستان مین جھیلین بہت سے
سبزہ مین ایک جھیل کے کنارے مقام پاکیزہ و فرح افزا دیکھکر بچھایا مسند لگا دی کشتیان شراب
کی آراستہ کین گائنین خوش گلو زہرہ جبین آکر حاضر ہوئین صنعت آکر مسند پر بیٹھی اور دو جام شراب

کے پی کر ذرا آرام لیکر ایک تھالی برنجی اُسنے سامنے رکھی پھر ایک ارنا بھینسا منگوایا اُسکے ماتھے
پر سیندور کا ٹیکا دیا وہ ارنا گرد اُس تھالی کے گھومنے لگا اور اب اُسنے اتنا بڑا قد پیدا کیا کہ وہ بستون
نظر آنے لگا بلائے مبرم کو شرمانے لگا منہ مثل قعرہ جہنم کے کھلا تھا بھینسا سر اُس سے خوف کھاتا تھا کہ ابیات

بھینسا تھا کہ اژدر دہان تھا پھنکار بھی اُسکی مثل اژدر	قامت میں پہاڑ بے گمان تھا شیطان کی فوج کو بھگادے	اژدر کی طرح تھا شعلہ آور جب اپنی وہ شیطنت پر آئے

جب وہ ارنا قد آور ہوچکا **صنعت** نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر اُسکی پیٹھ پر بٹھا دیا
اور کچھ ہار ارنے کے گلے میں ڈالدیے اور سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے کہ وہ پتلا زندہ ہوگیا
پس اُس پتلے سے اور ارنے سے حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور جہاں کہیں **چالاک بن عمرو** ملے
گرفتار کرکے اپنی پیٹھ پر لاد کر لاؤ خبردار اس حکم میں میرے فرق نہ پڑے یہ حکم سنکر وہ ارنا روانہ ہوا
گویا آسمان ظلم کسی پر ٹوٹنے چلا اُدھر تو یہ ارنا چلا تاثیر سحر یہ ہوئی کہ **چالاک** کا بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے
دم گھبرایا اُٹھ کھڑا ہوا قاعدہ ہے کہ جس بات کی انسان کے لیے قید ہوتی ہے اُسی بات کو جی چاہتا ہے صدق
الانسان حریص علی ما منع غرض جب یہ اُٹھکر چلا عمرو نے کہا کہاں کا ارادہ کیا **چالاک** نے جواب دیا کہ میرا جی
گھبراتا ہے ذرا لشکر کی سیر کرونگا ہر چند عمرو نے روکا مگر اُسنے نہ مانا اور نکلکر بارگاہ سے بازار میں لشکر کی
آکر پھرنے لگا اُسوقت وہ ارنا اور پتلا لشکر میں ایک جانب سے نمودار ہوا سب نے دیکھا کہ پتلا اُسپر
سوار ہے لشکر میں اُسکی صورت زشت دیکھکر غلغلہ ہوا کہ ارے بھائی بچنا یہ نئی آفت آتی ہے خدا اس سے
بھی بچائے غلغلہ سنکر لوگ بھاگ کھڑے ہوئے دکانیں بند ہونے لگیں مگر وہ ارنا کسی سے نہ بولا
اور **چالاک** کے قریب آ پہونچا چالاک سمجھ گیا کہ یہ فرستادہ **صنعت** ہے تیری ہی تلاش میں
آیا ہے خیر رضینا بالقضا اس عرصہ میں اُس پتلے نے آتے ہی سینگ اپنے **چالاک** پر مارے چالاک
نے چاہا کہ پینترا بدلکر خالی دے مگر اُسنے سینگوں سے اچھال کر پیٹھ پر ڈالا پشت پر پتلا بیٹھا تھا
اُسنے گردن و کمر تھام لی چالاک بالکل بے قابو ہوگیا اور پتلا اور بھینسا اسکو لیکر روانہ ہوا ساحر
لشکر نے کہ چندان بدحواس نہ تھے اور بہادر تھے اُنھوں نے پیکان تیر سحر مارے ناچخ و تیغ لگائے لیکن
اُس بھینسے اور پتلے پر کچھ اثر نہوا اور اتنا غل پڑگیا کہ یارو بڑا غضب ہوا **چالاک بن عمرو** کو بھینسا
پکڑے لیے جاتا ہے ہرکاروں نے دوڑ کر خبر ملکہ مہرخ کو بھی پہونچائی بارگاہ میں بھی تلاطم ہوگیا ہر ایک ساحر اور ساحرہ

رونے لگا عمرو نے آہ کی اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ اے پروردگار عالم حافظ حقیقی تو ہی چالاک کا بچانے والا ہے کس لیے کہ اُس قحبہ صنعت نے قسم کھا کر میرے فرزند کو بلوایا ہے دیکھیے کہ اب کیا ہونا ہے یہ کہکر بے اختیار اُٹھکر آپ بھی چلا جہرخ نے کہا خواجہ میں بھی لشکر لیکر آتی ہوں عمرو نے کہا تمہاری سے یہ بات دور ہے میں جاتا ہوں جو کچھ مجھ سے نہو سکے تو تمکو اختیار ہے جہرخ اور سب سردار تو دست بدعا ہوے اور لشکر میں جو غلغلہ تھا اُنکے افسرون کو بلا کر تسکین و دلداری فرمائی کہ مقدمہ عیاران ہے تمکو بدحواس ہونا زیبا نہیں یہان تو یہ تدبیرین ہین وہان ارنا چالاک بن عمرو کو لادے ہوے سامنے صنعت کے آیا اور اُس تپلے نے پکار کر آواز دی کہ گنہگار سرکار عالی تبار حاضر ہے صنعت نے چند بچہ ہائے نوک جھٹکا کر کے تپلے اور بھیسے کو بھینٹ دیے کہ وہ تو پھر جیسے تھے ویسے ہوگئے پتلا آٹا ہوگیا اور ارنا جیسے قد کا تھا دلیا ہوا اور صنعت نے چالاک کو مسحور بیحس کرکے پوچھا کہ کیون میان چالاک مزاج مبارک حضور کا کیسا ہے چالاک نے کہا جی ہان شکر ہے خدا کا ابتک تو زندہ ہون آگے کا حال نہیں معلوم صنعت نے کہا اب کچھ فاصلہ تمسے اور موت سے باقی نہیں ہے صرف میرے لب ہلانے کی دیر ہے چالاک نے کہا سنو اے ملکہ یہ شرط انصاف کی نہیں ہے لڑائی میں ایسا ہی ہوتا ہے ہمنے تمکو پکڑ لیا تھا تمنے ہمکو قید کر لیا اُسوقت کہ جب تم قید ہوئی تھین افراسیاب نہ آجاتا تو ہم تمکو مار ہی ڈالتے اُسکا آنا تیرے جینے کا بہانہ ہوگیا اب معلوم ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی زبردست ہو سرداران شاہ طلسم ہین اور لشکر حیرت مین کوئی تمہارا ثانی نہین ہے مگر جیسی اولی العزم سردار ہو ویسا ہی انصاف بھی چاہیے میری خطا معاف کرو مین عمرو عیار کو اور امیر حمزہ کو چھوڑ دونگا اب تمہاری اطاعت کرونگا بلکہ تمام عمر غلامی سے سر نہ ہٹاؤنگا یہ کلمات سنکر قہار جادو نام ایک ساحر نے کہا کہ اے ملکہ ابتو یہ اطاعت کرتا ہے چھوڑ دیجیے عیار بھی بے نظیر ہے عمرو کی عیاریون کا اگر جواب دیگا تو یہی دیگا صنعت ہنسی اور کہا ارے یہ بڑے دغاباز ہین بھلا یہ اور اطاعت کرینگے شہنشاہ نے کئی مرتبہ ایسی باتون پر اسکے باپ سے دھوکے کھائے بعق فرنگی نے ایسی طرح فرمان برداری کا دم بھرا تھا پھر شہنشاہ کو قتل کرنا چاہا ابھی یہ اطاعت کرنے کو کہتا ہے ابھی چھوڑ دو تو ہمین کو مار کر چلا جائے گا ان مسلمانون کا یہ قول ہے کہ الولد سر لابیہ بیٹا خصلت پر

باپ کی اب اسکو مین کب چھوڑتی ہون یہ کہکر چالاک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ارے موے تو مجھکو کیون فقرہ دیتا ہے مین تیرے دم مین نہ آؤنگی بس ایسا کچھ عتاب و خطاب کرکے چالاک کو زیر تیغ بٹھایا اس اثنا مین مہتر برق فرنگی کہ بارگاہ سے غل سنکر یہ بھی ہمرہ چالاک چلا تھا اس جھیل کے کنارے دور آکر کھڑا ہوا اور گوشہ مین ٹھہرکر صورت اپنی اسنے مثل ایک پیرزاد طلسم کے بنائی زیور جواہر کا جسم پر آراستہ کیا لباس پر زر زیب جسم فرمایا صورت رعنا رنگ روغن عیاری لگاکر ایسی بنائی کہ پرستان سے صدقے ہونے آئی زلف چلیپا کی رسائی کہان سے کہانتک بیان ہو دل کے ڈس لینے کو ناگن زلف پر گمان ہو زلف عنبرین کی بو جو مسیح طبیعت مین آئی عشاق کی نئی سر سے پریشانی بڑھائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ سودائے محبت عاشقان اس کافر کے سر چڑھا ہے ایک ہی جا پر اکٹھا ہوکر رہگیا ہے پیشانی پر ابروے خمدار کا ہونا درحسن پر نصب کیا آئینہ حسن نے قتل عالم کے لیے یہ تلوارین بنائی تھین جو ہر وقت کھنچی رہتی ہین جب حیا ان انکا آتا ہے دل پر خنجر چل جاتا ہے چشم فتان کا دل عشاق بیمار نرگس کی طرح نرگسی چشمان ہزار رو ہزار دام مین ان لال لال ڈوروں کے گرفتار سامری کو انکے کرشمون سے حیرت کسی جادو مین بھلا ایسی کہان طاقت چہرہ تابان مین ہنسی کی ضیا الف نور کا مہر درخشان ہین کھنچا لب لعلین عقیق یمن کا دل خون کرے دانت ہیرے کی کنی کو ہیرا کھلائے گوہر کو بے آب و تاب بنائے دہان تنگ جانان کو دہن اسکا باتین بنائے

از سرتاپا ایک تصویر حسین کا نقشہ کہ ابیات

جان سو جان سے ہو خوبی بستان پہ نثار
سرو سے قدنے یہ کیا خوب نکالے ہین انار

ٹوپیان باز پہ دو رکھی ہین یا بہر شکار
یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن اکبار

دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا
منقلب نور کے کیا جام دھرے ہین گویا

آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہے
بات پردے کی ہے پردے مین بیان ہوتی ہے

دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہے
پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہے

یان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین
دو مہ نو کی صورت سے یہ چسپیدہ ہین

اس صورت سے تیار ہوکر نامہ شاہ طلسم کی طرف سے لکھکر مہر اسپر بادشاہ کی کرکے جست و خیز کرتا ہوا سامنے صنعت کے آیا اور راہ کترا کر بارگاہ کی طرف اسکی چلا لوگون نے صنعت کو خبر دی کہ

دیکھیے پریزاد خاص ملازمان طلسم سے بادشاہ کی منظور نظر معلوم ہوتی ہی آپ کے پاس کسی کام کو آئی
ہی اسکو معلوم نہین ہی کہ آپ یہان ہین صنعت نے کہا خبر اُسکی لو اور یہان بلا لاؤ ملازم جب شاہ
دوڑے اور برق کو بارگاہ کی طرف سے پھیر کر سامنے صنعت کے لائے برق نے آتے ہی سلام کیا
صنعت نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ میان چالاک کی کچھ خبر شہنشاہ کو پہونچی پریزاد نے کہا کہ بی بی
حضور عالم کو سب خبر رہتی ہی بھلا انکو اور خبر نہ پہونچے سارے طلسم کا واقعہ انکے پیش نظر ہی لیجیے نامہ
آپکو دیا ہی صنعت نے کھڑی ہو کر نامہ کی تعظیم کی اور پھر اُسکو وا کیا مضمون اُسمین یہ تھا کہ اے ملکہ
صنعت سحر ساز ہمنے سنا کہ تم چالاک کو پکڑ لائین واقعی جو کچھ تمنے کہا تھا وہی کیا اب جو کچھ لڑائی
ہو تو تاکید سے لکھا جاتا ہی کہ بغیر مار ڈالے باز نہ آنا اس چالاک کو کیا قتل کیا گویا عمرو کو مار ڈالا
اور لشکر مہرخ کو تمنے جیسے غارت کر دیا لیکن یہ امر ضرور کرنا کہ دشمن قریب تر ہین تمکو فریب دیکے کسی الگ
مکان مین لیجا کر قتل کرنا اور بہت ہوشیار رہنا یہ مضمون معلوم کر کے گویا ہوئی کہ جب قتل کر ڈالا اور
آپ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو پھر ڈر سکا ہی اگر انکا پنجہ قابض ہو گیا تو وہ مار ڈالینگے نہین ہم
انھین بھی قتل کرینگے لیکن شہنشاہ نے جو کچھ لکھا ہی وہ ہماری ہی بھلائی کے لیے لکھا ہی اچھا ہی ابھی یہین
تم ٹھہر جاؤ شراب پیو ذرا آرام کرو مین عرضی اس نامہ کے جواب مین لکھتی ہون یہ کہکر قلم تحریر کا لیکر عرضی لکھنا
چاہی اُسوقت خیال آیا کہ ای صنعت کہین ایسا نہو کہ یہ پریزاد کوئی عیار ہو اور مجکو دھوکا دینے
آیا ہو سابق مین بیان ہوا تھا کہ اسکے پاس ایک تختی ہی کہ جسمین حال جسکا چاہتی ہی دریافت کرتی ہی
اُسوقت بھی اسکے خیال مین آیا کہ تختی دیکھ لے پھر عرضی تحریر کرے بس اپنے گردن سے تختی اتار کر دیکھی اُسمین
معلوم ہوا کہ یہ برق عیار ہی مجکو فریب دینے آیا ہی یہ دیکھتے ہی اُسنے اپنے ہاتھ سے چوڑی اتاری برق چپکا
بیٹھا تھا اُسکو معلوم نہین کہ مجکو پہچان چکی ہی اور اُسنے چوڑی اتارتے ہی برق پر کھینچ ماری کہ وہ
چوڑی ایک بھاری طوق بنکر برق کی گردن مین پڑ گئی اُسوقت وہ پکاری کہ اے موے
برق فرنگی مین نے دریافت کیا کہ مجکو تو دم دینے آیا ہی اور مین جانتی تھی کہ تم سب چالاک کے چھڑانیکو
آؤ گے برق نے اُسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اور اُسنے خنجر لیکر اپنے تئین کا سر کاٹنا چاہا لیکن خواجہ عمرو جو
روانہ ہوے تھے کہ مین بھی جاکر برائے رہائی چالاک کچھ تدبیر کرون چنانچہ اُنھون نے آکر دور سے
صنعت کو کنارے جھیل کے بیٹھا دیکھا پس گلشن عیاری کی سیر کی ایک گل مراد ہلا یعنے نادکہ خوبی مین

بسان ہلال نوتعی زنبیل سے نکالی اور اسمین فرش بچھایا مسند آراستہ فرمائی کشتی شراب کی سامنے رکھی گلدستے بھی سامنے چن دیے پھر اپنے تئین رنگ روغن لگا کر افراسیاب کی ایسی صورت بنا تیار کیا تاج گوہر نگار سر پر رکھا قبائے قلم کار ز رو زر اندود کو زیب بر فرمایا اسطرح اپنی آراستگی کی کہ نظم

بسر بر یکے تاج گوہر نگار | کہ بودش ز شاہان ز یادگار | یکے چتر زرین بفرق سرش
کہ باشد زخور سایہ بر پیکرش | ہمان جوشن و خود و عیبہ بزر | ہویدا شید در زیر شان چون زریر

جب اسطرح درست ہو چکا مور پنکھی پر آکر بیٹھا شست ہاتھ مین لی اور مور پنکھی کو روان کیا اسمین گھنگرو بندھے تھے وہ چھم چھم بولنے لگے اور مور پنکھی روانہ ہوئی صنعت چالاک ور برق کو قتل کیا چاہتی تھی کہ یکایک آواز چھم چھم کی آئی ایک کنیز نے کہا کہ ای ملکہ صنعت ذرا اٹھ جائیے دیکھیے تو یہ آواز چھم چھم کی کہان سے آئی ہی صنعت اسکے کہنے سے تھم کر جھیل کی جانب دیکھنے لگی یکایک ایک کشتی کو دیکھا کہ بہزاران خوبی و ادا مثل رفتار معشوق کے جھیل مین روان ہی اور اسمین شاہ طلسم مسند زر نگار پر بیٹھا ہی تاج یاقوت سر پہ رکھا ہی تمام زمرد لباس مین جڑا ہی گلے مین موتیون کی بدھی پڑی ہی ہاتھ مین ایک گلابی الماس کی اسمین شراب بھری ہوئی چالیس لونڈیان دردد گوش مرصع پوش دست بستہ کھڑی ہین صنعت بادشاہ کو آتے دیکھکر کھڑی ہوگئی اور جھک کر مجرا کیا ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ تشریف لائیے افراسیاب نے فرمایا کہ تم اپنے کام مین مشغول ہو مین سیر کرتا ہوا آ گیا ہون یون ہی تماشائے آب کرتا چلا جاؤنگا صنعت نے کہا اب تو آپ تشریف لائے ہین لونڈی کی خاطر سے تشریف فرما ہو جیے دو باغی نابکار عیاران زبردست قتل بھی ہوتے ہین انکے قتل مین شریک ہو کر ثواب بھی کمائیے افراسیاب نے پھر عذر کیا کہ ای ملکہ ایک سیر ہزار سو دا تم انکو قتل کر دو مین اور کام کو جاؤنگا صنعت نے عرض کیا کہ کنیز نا بنگی ہنین حضور لمحہ بھر کے لیے ضرور آ ئین شاہ نے فرمایا خیر تمھاری خاطر ہی یہ کہکر کشتی پر سے اترا صنعت نے سوا سو کشتی جواہر کی نذر دی مسند پر لے جا کر بٹھایا کچھ نگینے الماس کے پیشکش کیے افراسیاب نے کہا مین اسی واسطے نہین آتا تھا اسکی کیا ضرورت تھی صنعت نے کہا یہ سب آپکی دی ہوئی عزت ہی اسکو قبول فرمائیے شاہ نے سب نذر قبول کی اور کہا کشتی پر ایک کنیز کو دیدو وہ سب کشتی پر پہونچا ئیگی گلابی شراب کی جو ہاتھ مین تھی اسکو دکھا کر کہا کہ ای ملکہ دیکھو یہ شراب نو کشیدہ ہی اور بہت تحفہ ہی صنعت نے بہت تعریف

فرمائی اور گلدست اور زرین دست دو کنیزین سر پر کھڑی ہوئی رومال جھل رہی تھین اُسنے کہا کہ
ہمارے یہان جو شراب کہ نئی کھنچوائی گئی ہو وہ لے آؤ وہ دونون کنیزین دوڑین اور قرابہ اُٹھا لائین
صنعت نے کہا حضور اس شراب کو بھی نوش فرمایئے اور اپنی گلابی سے ہمکو پلایئے شاہ نے
کنیزون کو جو شراب لائین تھین پانچ اشرفیان جوڑن کی انعام دین صنعت نے اُٹھکر شاہ کی
بلائین لین اور کہا اب شراب پیجیے شاہ نے گلابی جو ہاتھ مین تھی اُسکی شراب قرابہ مین ملائی اور
کہا تم تو شراب کباب کے جھگڑے مین پڑ گئین ان عیارون کو تو قتل کر لیا ہوتا صنعت نے
کہا اب آپ شراب پی لین تو قتل کرون کہا تم سحر اپنا اُتار دو مین مار ڈالون اُسنے حسب ارشاد بادشاہ
سحر دونون عیارون پر سے اُتار لیا بادشاہ نے فرمایا کہ لو اب یہ جام مین بھر کر تیار کر چکا ہون اسکو
پی لو تو پھر مین اُٹھکر قتل کرون صنعت نے وہ جام تسلیم کر کے لیا لیکن کھٹکا گذرا کہ شاہ نے پہلے مجرمون
پر سے سحر کیون دفع کرا دیا صنعت تختی دیکھ لے یہ خیال کر کے اُسنے گلے سے تختی کو اُتار کر دیکھون عمرو
سمجھ گیا کہ مقرر یہ مجھکو پہچان گئی پس اُسنے جلد دو چار حقہ ہاے نفطی بیہوشی آمیز کمر سے نکالے اور اُدھر
صنعت نے تختی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہے اور اسباب نظر آیا ہے یہ معلوم کر کے رنگ اُسکا سفید
ہو گیا اور تیور پر بل آ گیا عمرو تو پہلے ہی اپنا مطلب مفہوم کر چکا تھا بس پکار کر منم عمرو بن امیہ نعرہ
کر کے حقہ نفطی جو داغ کر مارے دود بیہوشی بلند ہوا اور صنعت گھبرا اُٹھی کہ ایسا نہو مین جل جاؤن
اُٹھنا تھا کہ یہ بیہوش ہو کر گری اور کنیزین بھی دو تین حقے مارنے سے بھاگتے وقت بیہوش گئین دونون
عیار چالاک اور برق تو فوراً حقہ مارتے ہی بھاگ کر پوشیدہ ہو گئے اور لوگ بارگاہ صنعت کے
لے دوڑے کہ کیا آفت آئی عمرو نے اُس جلدی مین کچھ اسباب نذر زنبیل جال مار کر کیا اور جھپٹ کر
کشتی پر اُسکو بھی نذر زنبیل کیا اور اپنا راستہ پکڑا ایمان ساحرون نے آ کر باران سحر برسایا گرد دھوان
ہر طرف ہو ملکہ صنعت کو ہوش آیا سبب کہا کہ بلا کے عیار ہین سب محنت میری خاک مین ملا دی
خیر یہ مونڈی کاٹے کہان جائینگے میرے ہاتھ سے کہکر اپنی بارگاہ مین گئی اور بغیظ و غضب خیال
پذیر ہوئی کہ عیارون کا تعقب کرنا بیہودہ ہے طبل جنگ بجوا کر مہرخ وغیرہ کو غارت کیجیے یہ تو
اس خیال مین بیٹھکر مصروف شراب خواری ہوئی اُدھر چالاک برق و عمرو بھاگ کر بارگاہ مہرخ
مین آئے مہرخ اور سب سردار انکو دیکھکر خوشنود ہوئے اور حال رہائی استفسار کیا انھون نے جلد

ماجرا بیان کیا مہرخ نے فرمایا کہ صنعت بہت بڑی ساحرہ ہی وہ تمسے کسی سے ماری نجائیگی اب ایسا کام نہ کرنا کہ اسکو خواہ مخواہ جاگر ستاؤ عیارون نے کہا جیسا مناسب ہوگا عمل مین آئیگا یہ کہکر شریک جلسۂ عشرت ہوئے اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ صناع قدرت نے اپنی قدرت کاملہ کی صنعت دکھائی روشنی مین تاریکی ظاہر فرمائی رات دن گنبد گردان پر شام ہوئی صنعت نافرجام نفیر سحر کو دم بلا طبل جنگی گڑگڑایا حیرت کو بھی خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی اسنے کہا کہ ملکہ صنعت دعوی کرکے طلبیدہ شاہ طلسم آئی ہین انھین کو لڑنے دو کیا ضرور ہی کہ تم دخل دو یہ تو خاموش ہو رہی صرف اتنا کیا کہ لشکر کو حکم تیاری کا دیدیا اسلیے کہ لشکر لٹ نہ جائے حفاظت ضرور چاہیے ادھر بھی ہزارہا ساحر کا لشکر تیار ہونے لگا اور جاسوسون نے جاکر یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ نوبت جنگ و جدال آئی یعنے نظم

تو ہے حشمت و جاہ جلال و قدرت خدا	فلک شکوہ ستارہ چشم خدیو جہان	ترے جلال کو کن لفظون مین کرون تعبیر
جہان مین شہرہ عطارد جو ہی فلک کا دبیر	کہ تیرے حکم کے آگے ہو سہل امر خطیر	ترے محرر دفتر کا ہو سدا محتاج
	روان ہو طبع کا گر مرکب ظفر سیر	تو تا بہ شام کرے روم و شام تک تسخیر

ای بادشاہ صنعت نے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی مہرخ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی نفیر سحر بجی طبل و بوق گڑگڑائے اب اس شب کو یہ عالم تھا کہ نظم

جلوہ ماہتاب نور فشان	پردہ سایہ ہم قماش کتان	فدہ ذرہ غبار نورانی
صبح محشر کی سی درخشانی	اس شب مجاہدان دیندار کے	یہ ولولے تھے کہ مثنوی
خدا نے مجاہد بنایا ہمین	سر قتل کفار پایا ہمین	دم اس دست بازو کو دیوے اجل
لب تیغ کی بوسے لیوے اجل	جلو مین ہمیشہ دوان ہو ظفر	رکاب اپنی پکڑے روان ہو ظفر
سعادت ہو جو جانفشانی کرے	یہان او وہان کامرانی کرے	دربار دربار مہرخ نامدار نے سوکر

سے برخاست کیا ہر ایک غازی صف شکن اپنی بارگاہ مین آیا سلح خانے کھلنے لگے ہتیار نکلنے لگے سحر خوانی ایکطرف کو شروع ہوئی وظیفے اور ربانسرہان بجین بیرون کو بھیٹین ملین کڑا ہیان چڑھ گئین ڈھرو کی آواز پر پیر فلک کا ایسا پڑا انا بیر ناچنے لگا ستمگری پر آمادہ ہوا مریخ نے بھی زحل کی شاگردی کا دم بھرا قتلو ایا مریخ پڑھا البغض و نفاق مین طاق ہوا شہرۂ آفاق ہوا آفتاب نے مریخ سے دوستی کرلی کہ ایسا نہو مجھپر آتش سحر کی آنچ آجائے یا مین حفاظت بجا رانجکے رہتا ہی

اُسی دن کے خون سے آجتک کیا قیامت تک لرزان و ترسان رہیگا ہمیشہ کانپا کریگا دنیا مین بھی ہلچل پڑ گئی زلزال دنیا کو ہمیشہ سے تیرہ روہی آجکی شب کالی ہوائی تنی غبار زمین سے اُڑتا تھا یا مجذوب دہر جوش مین آکر خاک اُڑاتا تھا ایک طرف تلوارین خون چاٹنے پر دشمن کے جوہر دانت نکالے تھین خنجر براّنے دکھاتے تھے نیزے سرکشی جتاتے تھے گرز اُٹھاتے تھے کمانین چلاتی تھین کہ اے بہادران لو شتہ لیز نامردی نہونا خطا کردارون مین نام نہ لکھوانا قربان عروس شجاعت ہوجانا کہ ابیات

یہی اب تو کچھ آگیا ہے خیال
کہ تیغ و تبر کو جاری کرو
سمجھ لو جو کچھ بھی ہے تکو تمیز
کہ آجا کے بیٹھے ہوے اپنے گھر
تو بہتر یہی ہے کہ جان کام آے

کہ گردن کشون کو کرین پائمال
ہوا مجتمع لشکر اسلام کا
نہ جان آفرین سے کرو جان عزیز
تو مقدور کسکا کہ آنے نہ دے
پس مرگ تربت مین آرام آے

بہت کوشش و جان نثاری کرو
اگر ہو سکے وقت ہے کام کا
کسی کو نہین ہے اجل کی خبر
تن خستہ سے جان لوجانے نہ دے
ابھی ہنگامہ قیامت زا مین آخر وہ

شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ کحل الجواہر شب دیدہ دہر سے یہانتک شبنم سحر دھو گیا اور مہر تابان نخشان و فروغ گستر عالم ہوا کہ ابیات

صبح کا دم بھی ڈر سے کیا نکلا
ہو گیا جون سحر ہر اک کا رنگ فق

کیا خیال و گمان کی نیرنجات
مہر نکلا تو کانپتا نکلا

اتنی بہت سا نک اور تھوڑی رات
اڑ گیا رنگ رو برنگ شفق

صبحکو مہرخ نامور لعبد کرو فر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ چلی فوج ساحران بے شمار ہمراہ ہوئی بہار و زلزلہ و لرزان و طاؤس تخت و طاؤس سحر پر سوار چمن مین رونق بخش صد بہار طائران سحر ہر اک کے سر پر سایہ فگن باطنون اور بادلو نیز چوبن منچلے دلاور نکا غل تو رات ہی سے تھا کہ ابیات

تو سی صبح دھوم اٹھائین ہم
تیرہ روزون کی شامت آئی ہے

فتنہ خفتہ کو جگائین ہم
راز شب آشکارا ہوتا ہے

غطر اب قیامت آئی ہے
شور محشر دوبارہ ہوتا ہے

غرض بہادر اکڑتے بل کرتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے بڑے جاہ و جلال سے وارد میدان قتال ہوئے اسطرف سے صنعت اپنا تخت چالیس اژدرون پر کھنچوا کے اور اُسپر اسباب ساری لیکر سوار بعزم کار زار کی فوج بے قیاس ہمراہ لائی ساحروں نے پرے جما کے صفوف آراستہ ہوئین ابر سحر برسا میدان غبار سے لبسان آئینہ پاک و صاف ہوا بجلیان گرین درخت اُڑ جو تھے جلگئے کھڑ جل ڈبوتی بجے دونون طرف دلاور بے تخت مہرخ قلب لشکر مین ٹھہرا جب آراستگی لشکر ہو چکی صنعت کی طرف سے

ایک ساحر نابکار زنار جادو اجازت حرب لیکر میدان مین نکلا اور سلحشوری دکھاکر پکارا کہ ای مہرخ
نمک حرام بھیج کسی کو میرے مقابلہ مین مہرخ نے یہ نہیب سنکر اپنے لشکر کی طرف نگاہ کی ایک ساحر کوہ مرجان
داؤدیہ کا ساکن مہ مہ مات جادو نام نکلا اور مہرخ سے اجازت لیکر اپنے ہنس آتشبار کو آگے بڑھاکے
زنار کے پاس گیا اور طالب حرب ہوا زنار نے ایک نارنج سحر پڑھکر اُسپر مارا اُسنے دستک دی کہ نارنج
زمین مین گر کر سرد ہوگیا پھر اُسنے جواب مین نارنج کے ناریل مارا کہ اُسکے سینہ پر پڑا ہرچند اُسنے رد کیا
مگر کچھ نہوا اور ناریل سینہ کو توڑ کر نکل گیا اور زنار مرکر زمین پر گرا غلغلہ اُسکے مرنیکا بلند ہوا مہ مہ مات
نے پھر مبارزطلبی کی صنعت کی جانب سے طرار جادو نام ایک ساحر اُسکے مقابلہ مین آیا اور اُسنے
آتے ہی ایک تلوار برق کردار سحر کی مہ مہ مات پر لگائی وہ شمشیر برق نہاد مہ مہ مات کے سر پر آئی
اُسنے بھی ہرچند رد کیا مگر کچھ نہوا دو پرکالے اُسکے ہوگئے یہ ماجرا دیکھکر مہرخ سے اجازت لیکر
جرار جادو نے قدم اپنا جانب جنگگاہ بڑھایا اور مقابلہ طرار مین آیا اُسنے گرز آتشین اُسپر مارا اُسنے رد
کرکے ایک پیکان سحر کا مارا کہ سیدھا جاکر طرار کے پیٹ مین در آیا اور وہ ہلاک ہوا صدائے مہیب آئین
آتش صنعت نے ایک خونخوار گرز انداز نام کو حکم دیا کہ تو جاکر معرکہ رزم مین کچھ کام کر بہادران مین اپنا
نام کر وہ نخوت شعار و بدکردار گرز سحر دوش پر رکھے شکل دیو خبیث کے کمر سے مارتا اور لبسان فیل مست
جھومتا سامنے جرار کے آیا اور آتے ہی گرز اپنا اُس بیچارے کے سر پہ لگایا ہرچند اُسنے سنبھالنا چاہا
مگر موت نے فرصت نہ دی بھیجا پاش پاش ہوگیا تڑپ کر ہلاک ہوا اُسکے مارے جانے سے جبتک
کوئی اُسکے مقابلے مین آئے آئے اُسوقت تک یہ گرز پکڑکر صف لشکر پہ جا پڑا لشکر صنعت مین ڈہول و
اور ناقوس بجنے لگے اور خونخوار نے جیسے گرز لگایا پیوند زمین اُسکو بنایا جب جھپٹ کر گرز لگاتا تھا
پانچ پانچ کے سر پھٹ جاتے تھے لشکر مین تلاطم برپا ہوا ہاہاکار سے پیدا وہ اوندھی کھوپڑی کا آدمی دشمن بیدین
بڑا غضب ڈھاتا ہے کوئی اِس بات کے سر نہین ہوتا کہ گرز مین اُسکے کونسا سحر جانگزا ہے
جس سے بھیجا پھٹتا ہے ہر ایک اپنے سر کی سلامتی منا رہا تھا اور خونخوار اپنی خونخواری دکھاکر
گرز لگاتا چلا جاتا تھا جب صف اول وغیرہ سے گذر کر اُس مقام پر پہونچا کہ جہان سرداران لشکر
استادہ تھے اور ملکہ بہار پر حملہ آور ہوا چاہا کہ ملکہ مذکورہ پہ گرز لگائے ملکہ کے ہاتھ مین ایک چھڑی
تھی آہنین ہار لئیا ہوا تھا بس وہی چھڑی گرز کو خالی دیکر جو اِس مقصد پر لگائی ہاہ۔ چھڑی سے کھلکر

گلے مین اسکے پڑ گیا ایسا بوجھ اس سحر کے بار کا تھا کہ خونخوار زمین پر بیٹھ گیا بہار اپنے تخت پر سے
اُتر آئی اور وہ قریب اسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت کی نکالی اسمین سیندور بھرا تھا
سیندور کا ٹیکا اُسکے ماتھے پر دیدیا اور پوچھا کہ تو ہمارا دوست ہی یا دشمن اُسنے اس غزال صحرا رعنائی
اور بدر کمال آسمان زیبائی کا جمال جو دیکھا دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ مین آپکے غلام کا غلام
ہون جو حکم فرمائیے بجا لاؤن ملکہ نے فرمایا کہ اگر ہمارا عاشق زار ہی تو معشوقہ تیری عازم کارزار
ہی تو ہی اسکے عوض جا کر جانبازی کر ہنر شجاعت کے دکھا اگر بجگر آئیگا معشوقہ دلنواز کو پائیگا کام
عمر مزے اڑائیگا اُسنے عرض کیا کہ پھر کس کو جا کر قتل کرون بہار نے کہا صنعت سحر ساز کا سر لاکر
میرے قدمون پر نثار کر اور بعد اسکے قتل کے اور جو اُسکے ہوا خواہ سپہ سالاران لشکر ہیں انکو ہلاک
کر اُسنے عرض کیا بہت خوب یہ کہا وہان سے اٹھا اور لشکر صنعت کی جانب چلا سینہ دیکھا خونخوار
گرز انداز صف لشکر سے بہتون کو مار گرز بھرا آتا ہی ہر ایک نے دیکھ کر خوشی کی اور کسی نے اسکو اپنا
طرفدار سمجھ کر روکا نہین اور اُسنے بھی صفوف لشکر مین کچھ غل نہ کیا جب قلب لشکر مین قریب صنعت
پہونچا پکار کر کہا ای او قحبہ نیسانی مالزادی صنعت سحر ساز خوب تو نے مجکو بہکا کر میری معشوقہ سے
جدا کر دیا ہو نا لے اسکو یہ کہکر ایک گرز آتشین شعلہ ور صنعت پر لگایا صنعت نے خیال کیا کہ اب
یہ کسی طرح ہوش مین نہ آئیگا کیونکہ مسحور کیا ہوا ایسے کا ہی کہ شاہ جادوان بھی جسکے مسحور کردہ کو ہوش
مین نہین لاسکتا ہی بس یہ سمجھ کر گرز کو تو خالی دیا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر خونخوار کے سینہ پر
کینہ پر لگایا کہ سینہ کو اُسکے وہ نارنج توڑ گیا اور وہ مر گرا صدائے آفت زا برپا ہوئی بعد ہوتے ہی
ہنگامہ گیر و دار کے صنعت پر غضب طاری ہوا اور پکاری کہ ای بہار مردار نے بڑا غضب ڈھایا کہ میرے
سردار کے باغ ہستی پر خزان لائی اور اسکی طائر جان کو مجھی سے صیادی کرا کر گرفتار قفس اجل در نشانہ
خدنگ مرگ بنایا اب مین خود اُسکا بدلا بادشاہ لشکر بہار سے لونگی یہ کہکر تخت زرنگار جانب میدان
بڑھایا اُسوقت کل لشکر کے ترسول و ترسول بلند ہوئے علمون کی وہ جلوہ طرازی سردارون کا ما پیادہ
چلنا نیا لطف دکھاتا تھا صدمے نقارہ ہائے شتری و فیل سے گوش فلک کر ہوا جاتا اتفاقاً غرض بڑے شوکت و
شان سے وسط میدان مین پہونچکر نیرنگی سحر دکھانے لگی آگ پتھر برسانے لگی پھر للکاری کہ ای مرغ آدمی سے
مقابلہ مین تمنے بہت سر اٹھایا ہی آج اس سرکشی کا مزا دیکھو مرغ نے یہ نعرہ سنکر تاج کو اتارا اور دل بادگانی

دعا کی کہ اے ظفر بخش عاجزان خالق شمش و ماہتاب ان کو فروغ دیگا تو اس عاجزہ کو سب کچھ بن پڑیگا
الٰہا مجھکو اس گروہ پر مظفر و منصور کرنا یہ دعا کر کے چاہا کہ میدان میں جائے خواجہ عمرو بھی اس جنگ میں موجود
تھے انھون نے کہا اے ملکہ یہ اچھا نہیں اگر تم اس تجمہ کے مقابلہ میں جاتی ہو تم نہ جاؤ کہ بادشاہ لشکر ہو
صرصر نے کہا خواجہ سلامت کنیز ان حمزہ صاحبقران مشہور ہو کر حریف کے پکارنے پر لڑنے نہ جائیں
یہ تو غیرت مقتضی نہیں ہے اب اس کنیز کو اجازت دیجیے عمرو اس کلام سے خاموش ہو رہا
اور ملکہ نے تخت اپنا آگے بڑھایا اسوقت بہار و مخمور وغیرہ اسطرف کے بھی سردار سب پاپیادہ
ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم لوگ آخر کس روز کے لیے ہیں ہمکو اجازت دیجیے کہ جاکر جانفروشی
کریں ملکہ نے ہر ایک کو تسکین و تشفی دیکر رخصت کیا علمون کو جلوہ ملا یہ نقارون کی صدا کا حال تھا نظم

کرتا ہے رقص تخت پر نقارخانے کے
وہ جو سب آسمانوں کے اوپر ہے آسمان

شہنائی صدا کو جوش سنکے آسمان
آوازہ دمامہ نوبت سے گونج اٹھا

غرض بہزاران کر و فر یہ رن ولا و مقابلہ صنعت میں برابر آ پہونچی
صنعت پاس ایک تلوار آبدار برق کردار کہ ہنگام ضربت وہ بجلی کی طرح کی ہوتی ہے لیس تھی کھینچکر اور
افسون اسپر دم کر کے حملہ کیا صرصر نے بھی تلوار سحر کی کھینچی دونون چلنے لگیں انھون نے سر باندھا اسنے کمر دبایا
بجلیان رن میں چمکنے لگیں آفت کی گھڑی تھی اجل دونون کی سر پر کھڑی تھی کوئی زخم کاری دونون
کے نہ لگا اسوقت صنعت کو غصہ آیا اور اسنے شمشیر زنی سے ہاتھ اٹھا کر ایک صندوقچہ اپنی بغل سے
نکالا اور اسکو کھولا سو پنجہ آہنین سے نکلے اسنے حکم دیا کہ اے پنجہ ہاے سحر اس مبارزہ کو جو مجھ سے
لڑ رہی ہے پکڑ لیجاؤ وہ پنجہ سو کے سو ملکہ صرصر کی دست و کمر و گردن میں لپٹ گئے ہرچند اسنے زور
کیا مگر انکے پنجہ سے چھوٹنے نہ پائی مگر رہائی نہ ملی اور وہ پنجے اسکو اٹھا کر جانب آسمان لگئے اور قندیل فلک
ہو گئے ہرچند کہ ساحران نامی نے کد و کوشش چھڑا لینے میں کی لیکن کچھ نہوا اور صنعت نے طبل آسایش
بجوادیا لشکر میدان سے پھرے یہان بہار و مخمور وغیرہ تمام سردارون نے غم میں گرفتاری صرصر
کے گریبان چاک کیے لشکر میں تلاطم پڑ گیا کہرام ہر جگہ برپا ہوا لشکر پھر کر اپنے مقام
آسایش پر آئے لیکن آرام لینا کیسا جان مضطر کو قرار نہ تھا خیمہ عمرو نہ لگے تھے قناتین کھینچی گئی تھیں
شمع ڈھانکے رو رہی تھیں پلٹنون میں نعرہ بہادری کے عوض نالہ و شیون برپا تھا ماتم کا ظلم مچا تھا
ڈھول و نقارے سرنگون تھے سردار آستینیں گریبان چاک کیے باتیں حسرت و افسوس کی کر رہے تھے انمیں

اس گردون دون کا عجب طور ہی ظلم کا ہمیشہ سے دستور ہی کسی گلکو پا مین دیکھ سکتا ہی گلشن کو خار غم دیا ہی برباد کیا ہی بلبل اسی کے جور سے فصل خزان دیکھکر سیاہ پوش ہمیشہ رہتی ہی رنج و غم سے نالہ و شیون کرتی ہی ڈوبتی ہی بحر مین اسی کے ستم سے جوش ہی دل سے پیدا خروش ہی پانی لبیا حل سے ہر دم سر ٹکراتا ہی کنارہ بھی کنارہ کیا چاہتا ہی غرض ایک جانب ملکہ بہار دل فگار تھی ایک جانب ملالہ زار و نا ہر جان بتقرا تھی یہ ہر ایک کا حال تھا کہ

ابیات

یہ آہین کھینچتے تھے سب مشوش
دم گرم انکی سے اکثر گئے جل
تھے انکے سوز ہجر آگ دو بیتاب
گر پڑ جاتے ہین چھالے زبان پر

غم دوری سے صرصر کے جگر خون
کئے تو ہو گیا سب دشت آتش
جلا آتش سے انکی کوہ صحرا
نہایت مضطرب تھے مثل سیماب

وہ سب آوارہ تھین ہر شکل مجنون
درخت و برگ و دریا کاہ و جنگل
ہوئے سب خشک جل اور دریا
لکھون کیا انکا سوز جان مضطر

لشکر مین جب یہ تلاطم برپا ہوا تو وہی ثمر پاک نام تھا اُسنے زبان تسلی کو پھر دلداری کو کھولا اور کہا کہ ای بہادرو کیون رو رو کر اپنی جان کھوتے ہو بارہا ایسا ہوا ہے کہ صرصر گرفتار ہوئی ہی مگر پھر خدا نے رحم کیا ہی چھوٹ آئی ہی پروردگار عالم اُسکا حامی و مددگار ہی اور وہی نگہبان ہو ایسا ہی تو اسوقت کہ جب کوئی امر نو عیار ہو تو بھی وقت حال پتا تباہ کر اب خاطر جمع رکھو مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور پتا اگر ملگیا تو چھڑا کر لاؤنگا تسے بحکم خدا ملاؤنگا یہ کہکر قلندر لباس سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور عیار بھی بہر عیاری اُسکے عقب مین چلے لیکن صنعت سحر ساز کا ایک مقام سیرگاہ ہی کہ یہ وہان جاکر سیر کیا کرتی ہی اور کچھ سحر بھی تیار کرتی ہی سامنے گلشن نگارین لگا ہی سبز اور پھولا پھلا ہی بنگلہ جواہر کا تعمیر ہی نہایت دلپذیر ہی اور یہ مقام اُس پار دریا خون رواں کے قریب شہر تا پرسان ہی چنانچہ وہ پنجہ جو صرصر کو لیکر اُڑے اسی سیرگاہ مین لائے اور صنعت بھی اپنے لشکر کو چھوڑ کر اسی مقام پر آئی اور پنجون سے صرصر کو لیکر ایک صندوق مین بند کیا اور با احتیاط تمام اُس بنگلے مین رکھا اور ایک پتلا آرد ماش کا تیار کرکے بشکل صرصر سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگیا اُسکو طوق و زنجیر پہنا کر تخت سحر پر ڈالا کر مراجعت کر کے لشکر مین آئی یہان تمام لشکر مین اُسکے نالہ و شیون مطیعان اسلام سنکر خوشی ہو رہی تھی ہر ایک اُنمین بغلگیر ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ ملکہ صنعت بڑی زبردست ہی کسی کا مقدور کب ہی کہ اُنکا سامنا کرسکے شاہ طلسم بھی اُنکی خاطر کرتا ہی یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ صنعت آکر پہونچی سب نے دیکھا کہ ملکہ صرصر طوق و زنجیر مین گرفتار ہمراہ ہی غرض صنعت نے یہان پہونچکر سامنے اپنی بارگاہ کے

دار استادہ کرائی اور جلادون کو طلب کیا چبوترہ ریگ کا بنایا گیا بوریا فلاکت بچھایا گیا اوسپر صرصر کو بٹھایا اُدھر خواجہ عمرو بھی صورت بدلے اسکے لشکر مین پھر رہے تھے صنعت کے آنے کا غلغلہ سنکر بہ ہیئت مبدل اُنکی بارگاہ مین آگئے یہان یہ سامان دیکھا کہ سراچۂ بارگاہ کے اُٹھے ہین اور صرصر قتل ہوا چاہتی ہے اُنھون نے چاہا کہ کچھ دستہ پاؤن اور صرصر کو عیاری کرکے چھڑاؤن لیکن ٹھہر گئے کہ دیکھون کیا ذکر تذکرہ ہوتا ہے اُدھر لشکر بھی تماز ہو کر گرد چبوترے کے جسپر صرصر بیٹھی تھی استادہ ہوا اور لشکر کے لوگ عیش و عشرت کرنے لگے دانشمندون کی زبان پر یہ جاری تھا کہ ابیات

کریں کیا جور گردون کی شکایت
جہان دیکھو اسی کی ہے حکایت

نہین یہ دیکھ سکتا خانہ آباد
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہین شاد

ستائے بن نہین کچھ کام اسکو
کہان ہے ظلم سے آرام اسکو

نہین معلوم منظور اسکو کیا ہے
پڑی چتون سے کاوش دیکھتا ہے

کمر بس ظلم پر رستے سے باندھی
یہ ظالم ہے گرا دینے کو آندھی

اسطرف تو یہ غلغلہ برپا تھا اُدھر صنعت کو خیال آیا کہ تو نے جو قتل کے لیے اس شبیہ مجرمہ کے اسقدر تاخیر کیا ہے اس سے کیا فائدہ ہے جلد تر قتل کرڈالنا چاہیے یہ سوچکر خود آپ اُٹھی اور جلاد کے ہاتھ سے دی ایک برق چمک کر جو گری تلوار کا کام کر گئی صرصر کی ہشبیہ کی گردن جدا ہوئی سر کو حکم دیا کہ سامنے لشکر صرصر کے لیجا کر ڈالدو سار دھڑ سرلا کر روبرو لشکر پھینکدیا مگر قہار جادو نے اس جلدی کو دیکھکر کہا کہ اے ملکہ صنعت یہ آپ نے کیا کیا کہ صرصر کو مارڈالا اگر افراسیاب چاہتا تو ابتک کب کا مار ڈالتا اُسکو کچھ کو منظور تھا جو نہ قتل کیا اب تم نے بغیر اجازت اُسکی مارڈالا بُرا کیا حیرت سے بھی اجازت نلی کہ کاش کہنے کو ہوتا یہ ہے ملکہ حیرت کے حکم سے قتل کیا ہے مگر افراسیاب جادو خفا ہوگا آپ نے پہلے اطلاع کرلی ہوتی جو حکم شاہ ہوتا وہ کرتین صنعت نے بجواب اسکے چپکے سے اُس سے کہا کہ اے قہار تم سچ کہتے ہو لیکن مین بھی بیوقوف نہین ہوں عمرو تو وہان بشکل کنیز کھڑا ہی تھا اُسنے بھی کان لگائے کہ دیکھون کیا کہتی ہے اُسوقت صنعت نے کچھ لکھکر قہار جادو کو دیا اُسنے پڑھا مگر عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے بھی پڑھا لکھا تھا کہ اے قہار مین صرصر کو قید کرآئی ہوں یہ چیلا تھا کہ جسکو مین نے مارڈالا ہے اور میری سیرگاہ جو ہے فلان مقام پر وہان صرصر صندوق مین بند ہے بہت احتیاط سے چھوڑ کر آئی ہوں مین ایسی نادان تھی کہ بغیر حکم بادشاہ مارڈالتی صرصر کچھ میری گنہگار نہ تھی یہ مضمون جو قہار نے پڑھا جونھا اُسوقت صنعت نے دیکھا کہ ایک کنیز پشت پر کھڑی ہے اُسکو یقین ہوا کہ بیشک اس کنیز نے بھی یہ مضمون

پڑھا بس سوچی کہ اسکو نگاہ سحر سے دیکھے اگر عیار ہے تو گرفتار رہیں گے اور کچھ ہوشیاری کرنا اور جو عیار نہو تو
کنیز کو بلا کر حفاظت دراب پوشیدگی راز کے تاکید مناسب ہے یہ سوچ کر اُسنے نگاہ تیز و گرم جانب عمرو دیکھا
عمرو سمجھا کہ یہ مجھکو پہچان گئی بس فوراً عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا صنعت کو یقین ہو گیا کہ یہ عمرو
عیار تھا کیونکہ فوراً غائب ہو جانا اُسی کے ہونے کی دلیل ہے اب راز آشکارا ہوا ہے ایسا نہو کہ جا کر مہرخ کو رہا کرا لائے
اب مجھکو چاہیے کہ مقام سیرگاہ سے مہرخ کو لے جا کر اور کہین رکھ دینا چاہیے تاکہ یہ پتا نہ پائے ویسا کچھ سوچ کر یہ بھی
جانب سیرگاہ روانہ ہوئی ادھر لشکر مہرخ مین بہار و مخمور وغیرہ کو بھی خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو صنعت نے
مار ڈالا اور سر کٹوا کر آپکے لشکر کی طرف پھنکوا دیا ہے یہان ماتم تو برپا ہی تھا اور زیادہ تر شیون و نوحہ کی صدا
بلند ہوئی اور سب نے ارادہ کیا کہ اب زندگی بیکار ہے چلکر لشکر صنعت تباہ کرنا چاہیے اسوقت ملکہ
بہار جادو کہ بعد مہرخ یہ بادشاہ لشکر ہوئی ہے اُسنے فرمایا کہ لڑنا ہر وقت ہو سکتا ہے اور بغیر لڑے چارہ ہی نہین
اب مسلمان ہو کر ساحرون کا ساتھ تو دینگے نہین پھر افراسیاب ضرور ہی لڑیگا اسوقت اتنی دیر صبر کرنا چاہیے
کہ جنکے ہم مطیع ہین یعنے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وہ تشریف لائین اور اُنسے پوچھ لین جیسا کچھ وہ فرمائین
اُسپر عمل کرین ہر ایک نے کہا بہت مناسب ہے چنانچہ یہ سب تو اس امر پر دل لگا کر ٹھہرے لیکن رعد جادو
اور برق ان دونون نے صلاح کی کہ جبتک اور سردار لڑنے کو جائین اُسوقت تک اپنی فوج لیکر ہم دونون
لشکر صنعت پر جا گرین کس لیے کہ ہمارا اب ٹھکانا نہین ہے افراسیاب ہمکو مار ڈالے گا پھر لڑ ہی کے
مر جائین تو بہتر ہے یہ مشورہ کر کے دونون بارگاہ کے نکلے اور لشکر سے اپنے حکم دیا کہ تم ہمارے
عقب مین تیاری کر کے آؤ ہم دونون صنعت کے لشکر پر جا گرتے ہین یہ حکم اُنکو سنا کر دونون
طرفۃ العین مین دس لشکر گمراہ کے قریب آکر پہونچے یہان تو سب خوشی ہو رہے تھے اور غافل تھے
اور علاوہ اسکے ملکہ بھی اُنکی نہ تھی بس اسی غفلت مین اُن دونون نے اُنکا کام کیا یعنے رعد
قریب لشکر ساحران آکر چیخا اس زور سے آواز لگائی کہ زیر زمین گاؤ زمین تھرائی ساحران لشکر بعض
بیہوش ہوئے بعض کے بھیجے نکل پڑے اوپر سے کڑکڑ کی صدا بلند ہوئی اور ملکہ برق جادو چمک
چمک کر گرنے لگی جب گری ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر کے خرمن جان کو اُسنے جلا دیا غضب کی بجلی گرنے لگی لشکر مین
تلاطم پڑ گیا اُس جلدی مین سواے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ آیا گروہ گروہ اٹھا بسترون سے اور خیمون سے
نکل کر بھاگے جدھر جسکا منھ اٹھا چل نکلا ہنگامہ آفت خیز و قیامت ریز برپا ہوا برق اُڑی اور

ترچھی ہو کر گرنے لگی الغرض لشکر کو برق قہر نے جلا کر خاک سیاہ کرنا شروع کیا رعد کے چیخنے اور برق کے گرنے سے غار زمین میں پڑ گئے لاشیں جھلسی ہوئی ہر طرف ڈھیر نظر آتی تھیں خیمے جل رہے تھے بارگاہیں آتش خانہ تھیں گویا زمین بھی نار آتشیں گرتی تھی ایسی کچھ دلگی لگی تھی کوئی ایسا نہ تھا جو آگ لگا کر پانی کو دوڑتا شور و قیامت زا برپا تھا کہیں عورتیں نالہ کش کسی جا لڑکے لشکریوں کے غش آفت برپا کا ابیات

لگا چھٹنے ہر اک سو توپخانہ
جوانوں نے پیالیس کی با پیکان
ہوئے ساحر بہت جل جلکے نیلنا
اڑے انبوہ جگہ سے نکل سیماب

ہراساں جسکی آتش سے زمانہ
کروں کیا دشنہ ناوک کی تقریر
ہوئے کچھ آب تیغ خونخوار

کہوں کیا میں ہوا جو تیر باران
کہ پہلو انسے تھے قندیل پر تیر
شرار برق جادو سے ہو بیتاب

یہ جنگ اسلحہ تیر و خنجر سے بھی ہو لی کہ فوج برق بھی عقب میں آکر گری تھی اور بھاگون کو مارے تلواروں کے پرزے اڑا دیا تھا دھڑ پر دھڑ اور مرد پر مردہ گر رہا تھا وہاں ملکہ صنعت سیرگاہ میں اپنی جاکر پہونچی اور صرخ الملی کو لیکر جانب لشکر راجعت کرکے آئی اسلیے کہ حیرت وغیرہ سے پوچھکر اسکا کام ہی تمام کر ڈالوں غرض یہاں جو آکر پہونچی تو عجب آفت برپا دیکھی کہ ہزارہا لاش پڑی ہیں خندق سب مردوں سے بھرا ہے سارا لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہے لوگوں کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا ہے برق جادو چمک چمک کر گر رہی ہے فوج اسکی لڑ رہی رعد برنگ رعد چیخیں مار رہا ہے یہ حال دیکھکر بغیظ و غضب تمامتر پرواز کرکے چلی اور قریب برق پہونچکے اپنے بالوں کا ایک کوڑا بنا کر جو مارا تو وہ تازیانہ دبال جان برق جادو ہوا دست و پا و کمر میں لپٹ گیا جیسے کوئی رسن ظلم میں بندھتا ہے اسطرح برق اسمیں بندھ گئی صنعت نے جھٹکا مار کر کھینچ لیا اور زمین پر آ گری رعد امان جان کہتا ہوا دوڑا اسنے اسی تازیانہ کو حکم دیا کہ باندھ لے اسکو بھی تازیانہ اسکے بھی لپٹنے چلا لیکن رعد بزور سحر بھاگ کر ایک طرف کو نکل گیا اور وہاں گر پڑا صنعت سمجھی کہ رعد بھاگ گیا لیس اُسنے اور سحر کیا کہ لشکر برق بھی متفرق ہوا اور سب بھاگ کر جانب صحرا روانہ ہوئے صنعت صرخ اور برق کو لیکر بارگاہ میں آئی اور تخت پر متمکن ہوئی غلغلہ آمد صنعت بلند ہوا بھاگا ہوا لشکر پھر مراجعت کرکے آیا عمرو جو حال دریافت کرکے گیرو صنعت کی طرف جانے کا عازم ہوا تھا چنانچہ جب صنعت خود یہاں سے گئی تو عمرو ٹھہر گیا اب جو غلغلہ آمد کا سنا بلد صورت اپنی اُسنے شکل ایک ساحر کے بنائی ماتھے کو اپنے ہلدی وغیرہ سے رنگا کنپٹیوں پر گل خوشنما بنائے ماتھے پر نام افراسیاب کا اسطرح لکھا کہ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا تھا دھوتی بادلہ نگار

باندھی تمام بدن مین سیندور کے ٹیکے دیے سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی اسنقل آتشین ہاتھ
مین لیکر بارگاہ صنعت کی آیا اور اسکو سلام کرکے کہا اے ملکہ شہنشاہ جادوان افراسیاب عالیشان نے
مبارکباد دی ہے اور یہ نامہ دیا ہے صنعت نے اٹھکر نامہ کی تعظیم کی اور نامہ طلب کیا ساتھ ہی خیال گذرا
کہ تمکو آتے دیکھا نہین اور نامہ آتے دیکھا نہین مقرر یہ ساحر کوئی عیار ہے یہ معلوم کرکے سحر سے دریافت کیا معلوم
ہوا کہ گمان اے ملکہ آپ کا درست ہے اسنے ہاتھ پھیلا دیے کہ لاؤ نامہ دو عمرو کو اگر وہ تختی دیکھتی یا انکو لوح تو
معلوم ہو جاتا کہ تجکو پہچانا وہ تو اپنے گمان سے اپنے اوپر شک کرکے نامہ مانگا انھون نے نامہ ہاتھ پر رکھکر دیا
اسنے دونون ہاتھ انکے پکڑ لیے اور مسحور بسحر کرکے پکاری کہ پاش او عیار پہچانا مینے تجکو اب کہان
جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب چاہے خفا ہو یا خوش ہو مگر تم دونون سرگردہ لشکر ہو مین تم دونون
کو قتل کرونگی عمرو نے اسکی باتون کا کچھ جواب نہ دیا مگر انکی گرفتاری کا بھی غلغلہ ہوا کہ میان ملک عالم کیا قتل
نصیب مین دیکھو عمرو کو بھی ملعونہ نے پکڑ لیا باہر بارگاہ کے برق فرنگی صورت بدلے تدبیر مین عیاری کے
کھڑا تھا اسنے جو یہ غل سنا جلد علیحدہ جا کر اپنی صورت مثل ملکہ حیرت کی شکل بنائی اور چالاک بن
عمرو بھی پھرتا ہوا اسطرف آنکلا اسنے برق کو شکل تبدیل کرکے دیکھا یہ بھی قریب اسکے آیا اور کہا بھائی
حیرت شہزادی ہو اکیلے انکی صورت بنکر تجاؤ مین خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلتا ہون
یہ کہکر برق بنے تو تاج شہریاری سر پر رکھا آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑھا پائجامہ اطلس زر اندوز کا پہنکر زیور
سے اپنے تئین آراستہ کیا اور چالاک نے چنی ہوئی چپکن پہنی پگڑی تمغہ دار سر پر باندھی پٹی پاک سے
لگایا اور ملکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ملکہ نقلی خرامان خرامان پیدل جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوئی صنعت
کو کنیزون نے خبر پہونچائی کہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین وہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ ان مجرمون کے قید
ہونے کی خبر سنکر آئی ہین پس بارگاہ سے بہر استقبال باہر آئی بادب تمام تسلیم بجا لائی اور اندر بارگاہ کے
لیجا کر تخت پر بٹھانا چاہا برق یعنے حیرت نقلی نے تعریف بہت کچھ کی کہ اے ملکہ صنعت واہ واہ کیا
کام کیا ہے اور تعریف کے بعد قریب برق جادو آئی دو طمانچے اسکے آہستہ سے لگائے اور کہا اے لعنت
ہے ساحری کی کہ شہنشاہ ایسے مالک سے تو نے بگاڑ دی پھر مخاطب بجانب صنعت ہوکر بہت کچھ ملامت اسکو بھی
کی یعنے کہا کہ کیون او ملکہ اسیہ ہماری مہربانیان اور احسان اور شاہ جادوان کی عنایت سے پرورش ہونے
بھلا دی کہ تیری تو ہستی کیا تھی ملکہ کم مالک کیا شہزادی بنایا اور تجکو ان سب حقوق کو فراموش کرکے بادشاہ سے بیجا سامنا کیا

اس لعنت ملامت کے کرنے مین چپکے سے برق اور مہرخ سے یہ بھی کہا کہ مین ہون حضرت برق فرنگی
جو کہون اسکا برا نماننا اور جو کچھ تمسے قبول کراؤن قبول کرنا میری رائے پر اسوقت رہنا مہرخ اور برق
برق کو حیرت بنا معلوم کرکے بہت خوش ہوئین اور برق بہت کچھ تھوڑی غل ان گرفتار دن پر کرکے قریب صنعت
بدسیرت جاکر بیٹھا اور چالاک سر پر اسکے رومال جھلنے لگا اسمین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عذر کیا کہ اے ملکہ
حیرت لونڈی نے جو کچھ کیا ویسا پایا خوب سزا مجکو ملی اب واسطہ سامری و جمشید کا آپ میری خطا
کو معاف کرین دوبارہ مجھسے ایسی تقصیر نہوگی جب اسنے بہت منت خوشامد کی اسوقت حیرت نقلی نے
کہا کہ اے صنعت اب تو یہ منت کرتی ہے ہمنے اسکی خطا معاف کی تم بھی معاف کردو اپنا سحر اتار لو صنعت
نے کہا کہ مین صدقے گئی آپکے فرمانے کی بات ہے آپ خطا معاف کرین اور مین نہ کردون میری مجال ہے
یہ کہکر سحر پڑھا کہ وہ کوڑا جو رسی کی طرح بندھا تھا وہ اسکی کمر سے کھل گیا جب یہ رہا ہوئی برق اس فکر
مین تھا کہ اب صنعت کو بیہوش کرکے خواجہ وغیرہ کو بھی رہا کرون لیکن جاسوسون نے خبر جنگ کرکے قید کرنے
برق کی ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی اور پھر دوبارہ یہ خبر سنی کہ آپ کی صورت بنکر ایک حیرت اور
صنعت کے پاس بیٹھی ہین اور اسنے برق جادو کو رہا کر لیا ہے اب اور کچھ فتور کیا چاہتا ہے بس یہ سنتا
تھا کہ حیرت یکہ و تنہا پرواز کرکے چلی اور ادھر صنعت کو بھی خیال آیا کہ یکایک حیرت کے آتے ہی
برق جادو مطلع بھی ہو گئی اور مجھسے سحر بھی حیرت نے اتروا لیا اسمین کچھ فتور ہے بس یہ خیال کرکے اسنے
اپنی تختی کو دیکھا وہ تو تختی دیکھتی تھی برق فرنگی نے عقلمندی کے ہاتھ گرز جو مارا سانون نیند کی ہوئے برق چالاک
نے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھی کہ پھر ہم سب قید ہو جائینگے یہ سمجھکر اسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ مہرخ ادھر دبے صنعت سحر
گر جا اور یا برق نے ایک پنجہ مین تو عمرو کو اور دوسرے مین مہرخ کو دابا اور پرواز کرکے چلی ادھر برق گلہ
مار کر چاہتا تھا کہ کھینچے صنعت وغیرہ ان خنجر اسمین سے نکلی برق اور چالاک دونون سر اٹھا کر بھاگ
بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ اے بھائی لینا جانے نہ دینا گرفتار کیجیو یہ عیار مثل برق جہندہ کوند کر نظر سے غائب ہوگئے
اور ظفر تمامی اسنے ملکہ حیرت جو اڑ کر چلی تھی اسنے بھی غلغلہ سنا اور برق جادو کو دیکھا کہ عمرو اور مہرخ کو
مین دابے لیے جاتی ہے یہ دیکھتے ہی پکاری کہ اری او مجہ کہان جاتی ہے مین بھی آپہونچی بس قریب برق
پہونچا چاہتی تھی کہ کوئی سحر کرے وہان اتفاق سے رعد جادو اپنی تاک مین پڑا ہوا تھا اسنے جو یہ ماجرا دیکھا
ایک چیخ جو ماری ملکہ حیرت کا سر چکر مین آیا اور سمجھی کہ بیہوش ہو جاؤنگی اڑنا چھوڑ کر زمین پر اتر کی تیلی تیلی

آتے آتے بیہوش ہوگئی برق از بسکہ عمرو وغیرہ کو لیے تھی اسوجہ سے وہان نہ ٹھہری اپنے لشکر کی طرف چلی
اور یہ باعث بھی طرح دینے کا ہوا کہ اسکو معلوم ہو حیرت اور افراسیاب مارے نہ جائینگے غرض برق
نے عمل کئی چالاک اور برق عیار لشکر مین آئے مگر برق جادو گھبرائی ہوئی تھی اپنی دانست مین
کو سمت لشکر چلی لیکن گمراہ اسکا اور جانب تھا گیا شاہ مارکر کوسون نکل گئی اب جس مقام پر یہ پہونچی ہے
حال اسکا لکھا جائیگا لیکن صنعت کا ماجرا سنیئے کہ یہ جو حلقہ ہاے کمند سے نکلی تو دھوان بنی ہوئی بہت
بلند ہوگئی تھی اب بعد چلے جانے عیارون کے پھر بارگاہ مین آکر پہونچی یہان کسی کو بھی مجرمون مین سے
نہ پایا بہت رنج اسکو ہوا غمگین صورت بنا کر سناٹے مین تخت پر بیٹھی اسمین قہار جادو وغیرہ بھی جو بھاگ گئے تھے
آئیں اور ان سبنے اسکو رنجیدہ دیکھکر بلائین لین کہا واری کیون چہرہ آپ کا اداس ہے صنعت نے
کہا کیا غضب کے عیار ہین کہ ہر بار مجکو انکی ذات سے صدمہ پہونچتا ہے اور ذلیل کرکے وہ چلے جاتے ہین قہار
نے عرض کیا کہ اے ملکہ آپ کی بلا پوچھے رنج کرے بھلا ہم ایسے جادوگر ہون اور ان عیارون کے ہاتھ سے
زک اٹھائیں تو عار ہے ہر آپ کو زک دینا واقعی انھین کا کام ہے مگر پھر بھی یہ نہ بھاگ [illegible] تاہم کہ ان عیارون
نے شہنشاہ ساحران کو ذلت دی حیرت کو بیہوش کئی مرتبہ کیا ہے پس یہ مقام آپ کے رنج کرنے کا نہین
ہے کوئی اس ذلت کو ذلت نہ کہیگا صنعت نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر میرا ارادہ مصمم ہے کہ اس صرصر کو دو مین
گرفتار کرکے سزا دون اسیوقت کہا واری صرصر کئی مرتبہ قید ہوچکی ہے اب وہ بھی قتل کرا دیگی خبر
لڑائی پڑی ہی ہوئی ہے حضور خاطر خوش فرمائیں آرام کرین رنج ذم جانے دین صرصر بھی قید ہوگی
اور صرصر پر کیا ہے سب ہی باغی اپنی سزا کو پہونچینگے کیا کوئی بچ رہیگا اور تو یہ شہنشاہ سے طلسم مین بھاگ کر کون
رہ سکتا ہے ہم شرط بد کے کہتے ہین کہ صرصر وغیرہ کا جاہ و جلال چند روز کا ہے ایکدن یہ سب غارت ہوجائینگے
صنعت نے ان سبکے سمجھانے سے حکم دیا کہ خاصہ تختخانہ مین چنا جائے حسب ارشاد ملکہ ملازم و غلام طبخ
عمل مین لائے دسترخوان آراستہ ہوا صنعت آکر بیٹھی اور پاس بلا کر حیرت جو مدت سے برعد سے
بیہوش ہوگئی تھی ذرا بھی آنکھ کھلی رعد و برق وغیرہ کا کہین انکے نشان بھی نہ پایا بہت خفیف ہوئی
اور خیال کیا کہ تنہا تو ناحق آئی ابر نے سب کو دھوکر چالیس چلے بنائے اور انہین بیر کو کے بٹھائے کہ وہ زندہ
ہوگئے انکو نئی کنیزین مقرر کین اور ہمراہ لیکر پرواز کرکے بارگاہ صنعت مین آئی دیکھا کہ صنعت کھانا
کھانے مین مصروف ہے اور صنعت اسکو دیکھکر بنا بر تعظیم اٹھی اور عرض کیا کہ آیئے کھانا نوش فرمایئے کہا لو سہی مگر دیا بیل

بھنا یاد کر کے آنکھ نیچی کر لی اور نہایت شرمندہ ہوئی حیرت نے اسکو خجلت زدہ دیکھکر فرمایا کہ ای ملکہ صنعت
سحر ساز کچھ فکر نہ کرو اور شرمندہ نہو ان عیارون نے کس کو باقی رکھا ہی جو ذلیل نہین کیا ہی شہنشاہ تک کو دھوکے
دیے ہین ہمپر ہزارہا عیاریان کی ہین مصور جادو نیز جمشید سامری کی تصویر لیکر بھی وہم ہجام سے
آتے مجھے انھون نے کیا کیا غوطے نہین کھلائے غرض ملکہ حیرت کے سمجھانے سے صنعت نے کھانا کھایا ہاتھ منھ
دھوکر شراب پینے لگی ادھر چالاک عیار جو بھاگ کر بارگاہ کو گیا تھا بارگاہ مین پہونچکر سوچا کہ یہان ٹھہرنے سے
کیا حاصل ہی چلکر پھر کوئی عیاری کر اور ایسے مین صنعت گھبرائی ہوئی ہی اور زیادہ اسکو پریشان کر ماد جب ہی
عقل مشہور ہی کہ زدہ را ایستادہ زن اگر اس عیاری مین صنعت پر پنجہ قابض ہو گیا اور اس قحبہ کو تو نے مار لیا
تو بڑا کام کیا ایک دشمن صعب سے گویا تمام لشکر نے تیری طرف سے نجات پائی غرض ایسا کچھ سوچکر صورت زنی شکل
ساحر کے بنائی اور جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوا یہان حیرت نے صنعت سے کہا کہ ای ملکہ تمنے وعدہ
کیا ہو شہنشاہ سے کہ مین سحر ہفت بیضہ کرونگی پھر وہ کو نہ کیا اور لڑائی کرنے لگین مین حیران ہون
کہ اس سحر کے کرنے مین کیون عرصہ کیا ہی صنعت نے کہا کہ اسمین اسباب کی ضرورت ہی اور وہ یہان آتے
نہین اور کوئی شخص ایسا نہین کہ جسکو مین تیار کرکے بھیجون کہ وہ جاکر اسباب مطلوبہ لے آئے ایک میرا
قصد ہی کہ خود ہی جاؤن اس زمانہ مین مین نے چاہا تھا کہ یون ہی کام نکلجائے تو کاہے کو سحر ہفت بیضہ
کرون مگر نہین معلوم ہوا کہ ان کمبخت عیارون نے شور و غل در پیدا کیا ہی یون یہ قتل نہونگے چالاک بن عمرو جو ساحر بنا ہوا
یہان آگیا تھا اور چھپا کھڑا ہوا ایک گوشہ مین یہ باتین سن رہا تھا اس اثنا مین ملکہ حیرت کے ملازم
وغیرہ تخت طاؤس ملکہ کا بھی لیکر یہان آئے راہ مین انکو صرصر اور صبا رفتار عیارنیان ملین پوچھا کہ یہ
کس کے لیے سواری لیے جاتے ہو انھون نے کہا کہ ملکہ عیارون نے آکر صنعت کو ستایا تھا تو ملکہ حیرت وہان
تشریف لے گئی ہین عیارون کا نام سنکر عیارنیان بھی ہمراہ ملازمان چلین کہ ایسا نہو حیرت پر بھی کوئی
عیاری عیار کرین غرض یہ سب گرد بارگاہ صنعت مین پہونچے سواری دروازے پر ٹھہری ملازمان اور
عیارنیان اندر بارگاہ کے آئین ہر ایک نے حیرت کو مجرا کیا صرصر کو حیرت نے دیکھکر پوچھا تم کہان سے
آتی ہو عرض کی ملکہ کا حال سنا حاضر خدمت ہوئی کہ شر سے عیارون کی جہان تک ہو سکے آپ کو محفوظ
رکھین حیرت نے کہا وہ جو ہم کہین دو نون عیار پہنچ ہاتھ دکھا دیے صنعت نے قہقہہ لگا کہ ای ملکہ
حیرت یہ خاک کو ہم خاک بھی نہ سمجھے حیرت نے کہا عیار صرصر و صبا رفتار وغیرہ کی بدولت نظر آتے ہین اور

شان کچھ بتا دیتی ہیں کہ مجھکو دھوکا نہو چنانچہ تمسے کیا پردہ ہے انگوٹھیان دی ہیں کہ وہ ہیں کہتی
ہون چالاک بن عمرو صرصر کے آنے سے دروازہ بارگاہ کے اندر کھڑا ہوا تھا کہ مخفی ہون لیکن
ایسے مقام پر تھا کہ سب باتیں سنتا تھا اُسنے حیرت و صرصر کا بیان بھی سُنا اور اگر عیاری کرنے لگا
ایسے میں صبا رفتار جانب دروازہ آئی وہان چالاک کو اُسنے دیکھا پہچانا اور چالاک بھی سمجھ گیا
کہ اُسنے مجھکو پہچانا پس فوراً قریب آکر کہا اے ملکہ کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو آؤ مجھکو تمسے کہنا ہے صبا رفتار
از بسکہ عیار دہیچ خوفناک بھی ہے اُسکے ہمراہ تو ہو گئی مگر ساحرون سے اشارہ کرتی گئی کہ اسکو پکڑ لو چالاک نے
صبا رفتار کا ہاتھ تو پکڑ لیا تھا اب جو اشارہ کرتے اُسکو دیکھا ہاتھ چھوڑ کر حسب کرنے باہر دروازہ
نکل گیا اُسوقت بارگاہ میں غل ہوا حیرت نے پوچھا کہ ارے یہ غل کیسا ہے صبا رفتار دوڑ کر سامنے
آئی اور عرض کیا کہ عمرو کا بیٹا جو نیا آیا ہوا ہے وہ آیا تھا اور مجھکو لگیے جاتا تھا ساحرون کے ڈر سے بھاگ
گیا یہ سنتا تھا کہ صنعت نے اپنا ہاتھ دیکھا اور عرض کی کہ مجھکو معلوم ہو چالاک کہان بھاگ گیا ہے معلوم
ہوا کہ لشکر کے کنارے ایک درخت ہے وہان اسوقت ہے بلکہ زیر درخت غافل بیٹھا ہے یہ معلوم کرکے اپنی جگہ سے اُٹھی
اور اسی درخت کے نیچے جہان چالاک تھا پہونچی چنانچہ بیخبر ہو گری گرفتار کرکے بارگاہ میں لے آئی اور ایسا سحر
ہوئی کہ چالاک پر سحر بھی نہ کیا یون ہی لانے حیرت کے لا کر ڈالدیا اور کہا اے ملکہ دوران ایسے موقع
پہ اوقات ہے جو تی خوردن کی کہ جب قصد کرون پکڑ لاؤن ایسے تو لاکھ دوڑین مگر یہ دہ ویسا مونہا ہے کہ نہ
چھو سکتے ہیں حیرت نے کہا تم کہو شہنشاہ کا پاس نہ کرو مجھے سر کی قسم لے سکا ابھی ابھی کاٹ ڈالو تو
سمجھو لونگی اگر بادشاہ مجھے کیلئے ہے قسم ہے مجھکو سامری کی کہ جو ہون کرتی ہو تو لشکر کو آگ لگا کر چلی جاؤن
اور سلطنت کو خاک میں ملاؤن یہ سُنا تھا کہ صنعت نے تہمائیجا دیکھا اسکو کا سر کاٹ
ڈال وہ جو آکر قریب پہونچی دیکھا کہ اُسکا تو رنگ زرد و سبز رنگ کا بانس لٹا ہوا ہے ہاتھ پانون میں
بالکل فالج ہیں اولا ہو رہے ہیں ایسے سر میں دیدے نکل آئے ہیں مُردنی منہ پہ چھائی ہے اسنے یہ حال دیکھکر
کہا کہ اے ملکہ میں قتل کیا کرون یہ تو مر گیا صنعت ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے مگر ڈر گئی اور پاس سے ہٹ آئی
چالاک نے میں پڑا پڑا اب بالکل نعش مُردہ معلوم ہوتا تھا حیرت نے کہا یہی منظور ہے اب کرنا کہ ایسے مر لیا
کسطرح دنیا نام ناحق کو بدنام کرنا کیا ضرور ہے یہ بھی کہا مجھے خیال آیا کہ عمرو عیار کا باپ بھی اسی طرح مر لیا تھا
اُسنے بھی عیاری شاید کی ہے بس یہ خیال کرکے صرصر تو در بارگاہ پر حاضر تھی ہی اسکو یاد کر کہا دیکھو تو

مرگیا یا جیتا ہی صرصر نے آکر جو دیکھا کہا واری مرگئے مین اور اسمین کوئی فرق نہین ہی لیکن مین بھی کنوئی کلا یک
مرنے دم چرایا ہی مرا نہین جیتا ہی اُسکو ایک ہاتھ ضرور مار دینا چاہیے کہ مرجائے ابھی حیرت نے اشارہ کیا کہ خیر اچھا
اُٹھا دو ایک ضربت صرصر تیغہ کھینچکر چلی چالاک بن عمرو کی مردم چشم خانہ دیدہ مین پاؤن کی چلمن ڈالے
ہوئے تماشا دیکھ رہی تھی اب جو ملاحظہ کیا کہ صرصر تیغہ کھینچے درپے قتل آئی ہی اسکا مسحور بیچکر تو نہ تھا لیٹے لیٹے
جست جو کی صرصر کو یہ معلوم ہوا کہ آتے ہی پیر گلا کاٹ ڈالے گا ایسی زمین پر لوٹ گئی اور چالاک نے زمین پہ پہونچکر
پھر پاؤن کی پھکی دی اور دوسری جست کرکے قریب دروازہ بارگاہ پہونچا اسمین صرصر بھی اٹھی اور پکاری
کہ لینا یہ مردہ جانے نہ پائے دروازے کے آگے دو چار دو گر کھڑے تھے وہ ٹھہر کر بغیر سحر پڑھے مارنے دوڑے
چالاک نے زمین پر پہونچکر ایکی لوٹ جو ماری تو سب حیران ہوکر خنجر سے انکی ٹانگین قلم کین کہ وہ گرے اسنے
اُٹھکر ایک ہاتھ اور لگایا اور صاف باہر بارگاہ کے نکل گیا حیرت یہ چالاکی دیکھکر بے اختیار ہنس پڑی اور تمام
اہل بارگاہ کے ہوش جاتے رہے لیکن چالاک جو بارگاہ کے باہر گیا دوسری طرح پر صورت اپنی ساحر کی سی
بنائی ماتھے پر تختی لگائی جسمین لکھا تھا کہ ملازم خاص افراسیاب جادو و لباس بھی عمدہ پہنا جول السحر کا
گلے مین ڈالکر پھر پھرتا حیرت کے اندر بارگاہ مین آیا حیرت کو آداب صنعت کو مجرا کیا اور پکارا کہ منم
فرستادہ شاہ جادوان حیرت نے کہا کہ شہنشاہ کہان ہین اُسنے جواب دیا کہ زیر دیوار طلسم سیر کرتے تھے مجھکو
مین حیرت نے کہا میری بابت کچھ فرماتے تھے اُسنے عرض کیا کہ شہنشاہ آپ سے بہت ناراض ہین باغبان کے
سے فرماتے تھے کہا تو حیرت بغیر ہماری اجازت میدان کی ڈورتی پھرتی ہین بس آ ملکہ آپکو مناسب
کہ شہنشاہ کے پاس چلی جائیے حیرت نے کہا بھائی تو میرا دوست ہی کہ تونے آکر اسکے ناراض ہونیکی مجھکو خبر دی
اچھا مین جاتی ہون چالاک نے کہا سوار ہوکر نہ جائیے اسلئے کہ عیار گھات مین ہین مفت حرام ہوجائیگی دیکھی
لوگون مین ملکر ساتھ چلے جائینگے چھپکے جانا اچھا ہی غرض اسی طرح کی باتین کر رہا ہی اتفاق سے صرصر اور صبا رفتار
دونون ایک مقام پہ جاکر کھانا کھانے لگی تھین وہ دیکھتین بس چالاک کی بن آئی دیا کچھ کہا حیرت کے
یہ اٹھ کھڑی ہوئی اور چلی جب لشکر کے باہر بیابان مین پہونچی چالاک بھی ساتھ تھا آگے
کھانا ان مین نامہ پہنا ہو لگیا تھا یہ کاغذ بھی دیا ہی دیکھ لیجئے حیرت نے کہا لاؤ اسنے کاغذ دینے کے بہانے
قریب جاکر ایک بیضہ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے پشتارہ باندھا اور لیکر چلا وہان صرصر و صبا رفتار
کھانا کھاکر جو آئین حیرت کو نہ دیکھا پوچھا کہ ملکہ عالم کہان گئین ہیچ نعمت نے حال بیان کیا کہ اسطرح ساحر آیا

ملا کر لے گیا اُدھر یہ سُنتا تھا کہ یہ بھی عقب مین چلین اور اُدھر سے چالاک شیشہ لیے چلا آتا تھا راہ مین سامنا ہوگیا
اُسکو بھی پہچانا اور نیمچہ کھینچکر للکارین کہ ارے او نابکار کہان جاویگا میرے ہاتھ سے چالاک نے بھی نیمچہ کھینچا باہم شمشیر زنی
شروع ہوئی لیکن حیرت کو عرصہ جو ہوا تو ہوش آگیا اور شیشہ چالاک کے کاندھے پر بھاری معلوم ہوا اسکو بھی
یقین کامل ہوا کہ حیرت کو ہوش آگیا ہے بس یہ سمجھ کر شیشہ اسنے کاندھے سے گرا دیا اور آپ جست کر کے بھاگا
ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہا صرصر و صبا رفتار بھی عقب مین چالاک کے چلین شیشہ توڑ کے ملکہ کو یہ سمجھ نہ نکالا کہ
یہ آپ نکل آئینگی ہم دونون تعاقب ہوکے تو عیار کو پکڑ لائین ہان اصل عیار زبان تو سمجھے چالاک کے پیچھے چلین مگر حیرت نے جا کر
نکلی اُسنے دیکھا کہ دو عیار بوضع صرصر و صبا رفتار کی بنا کے ایک طرف کو جاتے ہین یہ دیکھتے ہی اسکو گمان ہوا
کہ یہی دونون عیار انکو پکڑ لائین ہین بس آگ ہو گئی نیمچہ غضب مین پکڑ کر دونون کو لے اڑی اور غصہ مین آکر
لشکر مین اپنے لائی کہ وہان ان عیارون کو سمجھاتی اگر شہر لیتی ہین تو اُڑ کر کسی صحرا مین لیجا کر مار ڈال غرض سناٹا مارتی
بہت دور نکل آئی اور ایک درۂ کوہ مین آکر اُتری وہان دونون عیارون کو ڈال دیا دونون صبح ہوا سے
بیہوش ہوگئی تھین اُنکی بیہوشی مین اسنے چاہا کہ دونونکے سر کاٹ لون لیکن جب قتل کرنے قریب تر آئی اُنکے
ہاتھون پر نگاہ پڑی انگلیون مین پڑی ہوئی انگوٹھیان دیکھین سمجھی کہ بیشک یہ صرصر و صبا رفتار ہین
تامل انکے قتل سے کیا اور اس عرصہ مین انکو بھی ہوش آیا گھبرا کر اٹھین اور حیرت جادو کو تسلیم کرکے عرض
کی کہ واری آپ ہمارے قتل پر کیون آمادہ تھین یہ ماجرا آپ پر گذرا سارا حال چالاک کا انھون نے کہہ سنایا حیرت
نے کہا بھلے کو بچین تمکو مار نہ ڈالا تھا لیکن اس درۂ کوہ مین کچھ دیر ٹھہری عیارون نے کچھ شراب کے بیچ سے نکالی
پی یہ تو یہان ہین لیکن حال ملکہ برق جادو بیان ہوتا ہے کہ یہ جو سناٹا مار کر چلی ایک صحرای سبزہ زار اور فراخ
مین اُتری کہ گرد اس صحرا کے پہاڑ تھے جاری اُنسے آبشار تھے پھولون سے وہ کوہ رشک کوہ طور ہو رہے تھے انجمن انجمن
ہامین فرش زمردین سبزہ پر گویا وہ پہاڑ گلدستہ کیطرح دھرے تھے ہر سمت نسیم شگفتہ بہار زائل چشمے اور نہرین
رواں لیکن علاوہ گلزار درختون کے پھولونکے جو درخت تھے وہ سب انار کے تھے ہر نخل اپنی خوبی پر آیہ نخل دربان پر تھا
جو انار چٹخا ہوا تھا وہ گویا اپنی بہار پر باغ جنان کو ہنستا تھا خندۂ دندان نما کرتا تھا ہر برگ زبان شکر و دعا
سبز سبزی سے ہر نہال خوبی کا مہر تھا انار ان پر تھیلیان زر لفیتہ کی پڑی تھین درختون کے تھالے چاندی کے بنے تھے تنے
درختونکے نخوے منڈھے ہوے تھے جانور وہان خوش الحان بھی بیٹھے انارستان مین زمزمہ سرا بیان کر رہے تھے کہ ابیات

درخت وہ ہر کہ بس شوق سے چشم بلبل	اُنھی دلکش گل دیکھنے کو ہوا حول
بجوش گل یہ ہر جا خلق رہے ہر کام نظر	

اے لالہ و نرگس و گل سے ہیں بھرے دشت و جبل	لطف روئیدگی مت پوچھ کہ ہیں سقف بلند	سبزہ نوخطان ہے لب جو پہ کہ جوانی
چشم رکھتا ہے تو چل فیض ہوا کو دیکھ	نرگس اگی ہے جہاں ٹوٹی تھی دہقان کی بغل	سیر کرتا تازگی خرمی و شادابی
خشک بھی شاخ نے اب سبز نکالی کونپل	خون خمیازہ کش عاشق دیکھو گل	دو نون نکلے ہیں یہ خاک سے آب و دست و جبل

اس صحرائے نزہت خیز میں جب ملکہ برق جادو دار ہی سیر لالہ و گل دیکھا بہت خوش ہوئی اور صرصر و عمر و دیگر کے
سے چھوڑ کر ہوش میں آئی حال سب بیان کیا اور ٹھہر کر آرام لینے لگی عمر نے زنبیل سے شراب نکال کر کہا پیجئے کبھی
پی انکے ٹھہرنے سے اس جنگل میں ہوئے اثر چلی اور چند برگ خشک اڑ کر لونڈے کی طرح چرخ کھاتے ہوئے ایک طرف
چلے چنانچہ افراسیاب جادو باغ سیب میں بیٹھا تھا وہ پتے خشک سامنے آ گرے اور طائران خوش رنگ بنکر
پکارے کہ شہنشاہ کا گل اقبال مراد ہمیشہ شگفتہ رہے دشمن کے گلشن پر خزان آئے ملکہ برق جادو اور صرصر اور عمر
عیار بیابان زمارستان میں آکر ٹھہرے ہیں جیسا انکی نسبت حکم صادر ہو وہ عمل میں آئے بادشاہ نے یہ خبر سنکر حکم
کر تم جا کر ملکہ بیا بانی کنشا کو کچھ خبر نہ ہو ہم انکو گرفتار کرا لینگے وہ طائر پھر برگ بنکر اڑ گئے اور بادشاہ
جادو انکے بعد انکے جانے کے تحریر حال آندھی سیاہ آئی اس آندھی سے دو ساحر کہ منظر تیز آتشین پر سوار تھے

نظم
نابکار زشت رو تیرہ درون کہ

آنت شیطان کی تھی انکی آنت	صدہا دیگ تھا شکم اسکا	الغرض اژدہا تھا دم اسکا
کاٹھو کا سر ہے جیسے اوندھا ہوا	دانت اسکا ہے ہاتھی کا سا دانت	گال کچھ سے اور توے سے سیاہ
	توند کالی جو کھول جائے لپیٹ	آہنین ہے تنور اسکا پیٹ

بس ان ساحران غدار سے بادشاہ نابکار نے فرمایا کہ اے غضب جادو و غضبناک جادو تمکو اسلئے بلایا ہے کہ
بیابان زمارستان میں جلد جاؤ وہاں صرصر و برق جادو اور عمر و عیار وغیرہ آئے ہیں انکو گرفتار کر لاؤ یہ کہکر
غضبناک کو الگ بلا کر ایک انگوٹھی اپنی دی اور کہا صرصر اب بادشاہ لشکر عمر و بیہودہ زبردست ہو گئی ہے تو
قید نہو گی بنگام جنگ اسکو یہ انگوٹھی دکھا دینا وہ اندھی ہو جائیگی تم باندھ لینا غضبناک تسلیم کر کے انگوٹھی لیکر
پھرا اور دونو کا جو ہیں وقت حسب الحکم بادشاہ اپنے شیر پر چڑھکر چلے کچھ فوج بھی ساتھ نہ لی یونہیں دریائے خون
رواں سے اتر کر اسطرف آئے اور اسطرف سے گذرے کہ جہاں حیرت و صرصر وغیرہ کے ہمراہ بیٹھی ہوئی تھی اور
حیرت نے بھی دیکھا کہ دو ساحر شیر آتشین پر سوار اس ہیبت سے آتے ہیں کہ ایک کے ہاتھ میں تو تیغ سبز ہے اور ایک
کا ہاتھ کھلا ہے کاپڑا ہے حیرت نے انکو پہچانا کہ یہ غضب اور غضبناک ہیں اور ان دونوں نے بھی ملکہ کو پہچانکر تسلیم کی حیرت نے
استفسار کیا کہ اے غضب جادو و غضبناک جادو کدھر آئے اور کہاں جانیکا ارادہ ہے انھوں نے عرض کیا کہ برق جادو

بیابان انارستان میں گئے ہیں شاہ کا حکم ہے انکو پکڑ لاؤ چنانچہ انھیں کو قید کرنے جاتے ہیں حیرت نے کہا
جاؤ اور اس کام میں سعی کرو سامری ایسا کرے کہ تم فتحیاب ہو وہ دونوں رخصت ہو کر ملکے انارستان کی
طرف چلے اور حیرت جادو نے تخت سحر تیار کرکے صرصر اور سپار قتال کو بٹھایا اور آپ بھی سوار ہو کر
اپنے لشکر کو روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ میں بارگاہ میں پہونچکر تخت پر بیٹھی ملازم سکے مشتے فتح کر نہیں معلوم
مہمان ملکہ عالم تشریف لے گئی ہیں آپ کے آنے سے خاطر جمع ہوئی اور ملکہ شکلوہ زرین قبا مے پوچھا بھی
حضور کہاں تشریف لے گئی تھیں آپ نے کہا صنعت کی بارگاہ میں یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوئی ادھر برق
جادو اور ضرغام جو بیابان انارستان میں بیٹھی تھیں انکے فراق میں سب عدجادو بھی ڈھونڈھتا ہوا اسی مقام پر
آیا اور اپنی بہن کو ڈھونڈا اور جستجو میں برق فرنگی جو گنبد مار کر صنعت کو بھاگا لشکر میں آکر خیال پذیر ہوا کہ یہاں
ٹھہرنا بیکار ہے تو بھی چلکر عیاری کر پس یہ بھی لشکر لقا میں آیا اور جو دیکھا تو نہ حیرت تھی نہ ضرغام وغیرہ
کا پتا تھا پس یہ بھی قطرہ زن ہوا اور ڈھونڈھتا ہوا چلا یہاں تک کہ کوسوں نکل گیا اور قریب بیابان انارستان
کے یہ بھی پہونچا الحاصل جب برق بیابان مذکور میں ٹھہر کر سیر لے چلی ضرغام نے کہا کہ اے برق تم راہ بھول کر کہاں آ
نکل آئیں مقرر یہ جنگل سیرگاہ کسی دیو یا بادشاہ کی ہے کیونکہ کہ کیا آفت فرود آنگی لازم ہے کہ مہمانان بہت ٹھہرو
ضرغام نے بھی کہا کہ ہاں خوب ہے کہتے ہیں چلو یہاں سے نکل چلیں برق یہ سنکر ہمراہ انکے اپنے لشکر کی طرف
چلی لیکن وہ بیابان ایسا دلچسپ تھا کہ اڑکر جانے کو جی نہ چاہا پیادہ بہ سبب رواں ہو سیر بوستان کرتے تھے جب
ایک درہ کوہ سے گذرا تو دونوں نے سر بلند کیا اور سے غضب و غضبناک آتے تھے برق نے انکو آتے دیکھکر کہا خدا خیر کرے
معلوم نہیں کہ یہ دونوں شیر سوار کون ہیں اور کیوں آتے ہیں ضرغام نے کہا چپ رہو کہیں جا ہوگے اس اثنا میں وہ
دونوں قریب انکے پہونچے اور للکار کر کہا ہاں کہاں جاؤگے ہمارے ہاتھ سے غضب نے کہا امان انکو زندہ پکڑو
یہ تو ڈرتے ہیں معلوم ہوا کہ آمادہ بھاگنے کے ہیں یہ کہکر قریب انکے جاکر زمین سے نکلا اور ہاتھ کانوں پر لگا کے چیخ ماری
ادھر برق جادو چمک کر اوپر سے گری کہ وہ ایسے زبردست تھے کہ انکی چیخ سے بیہوش ہوا اور نہ برق کچھ
زور نکال سکی اور غضبناک جادو نے بھی منتر پڑھ کر تھا وہ ان دونوں پر پھینکی کہ رعد و برق
دونوں لپٹ گئی اسوقت ضرغام سینہ سپر کرکے مقابلہ میں آئی اور چاہتی تھی کہ حملہ کرے وہ دونوں پکارے کہ اے
ضرغام جب تک تو افراسیاب سے ملی تھی حقیقت میں کوئی تیرا سامنا نہ کرسکتا تھا تو بڑی زبردست تھی اب تو
باغی ہوئی سحر نے بیڑا جاری کہ تیرے قالب میں ہیں اور سامری تجھسے نہایت خفا ہیں تو بھلا ہمارا سامنا کیا کرے گی

اچھا سحر کر دیکھیں تو کہو ہمارا کیا کر لیتی ہے مہرخ نے کہا سامری کی خفگی ایسی ہے کہ میں وہ جو تمھارا شاہ ہے اُس سے
لڑنے کو حاضر ہوں تم کیا بیچارے ہو اُسنے تو مباحثہ ہونے لگا عمرو کے خیال میں آیا کہ یہ بھی ضرور گرفتار ہو جائیگی
بعد اسکے پھر مجھکو بھی قید کرینگے بس یہ سوچکر اُسنے جست کی اور چاہا کہ نکلجاؤں لیکن غضب جادو مہرخ کے
مقابلے سے ابھی علیحدہ تھا اُسنے جو خواجہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا وہ بھی بزور سحر اُڑا اور قریب پہونچکر اُنکی کمر میں پیٹی
بندھی تھی وہ اُسنے تھام لی کہا ارے نالائق کہاں جائیگا بھاگ کے عمرو نے دیکھا کہ تیری کمر اُسنے پکڑ لی ہے بس خود
ایک آہ جانخراش کی اور کہا ارے بیدرد میرا دم نکلا جاتا ہے ذرا تو ہاتھ ڈھیلا کر میری کمر میں پھوڑا ہے ہائے
ہائے مار ڈالا غضب نے گھبرا کر ہاتھ اپنا ذرا ڈھیلا کیا اب بھلا یہ کب رکتے ہیں اسطرح تڑپ کے اسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر سامنے ایک پہاڑی تھی اُسکی گھاٹی میں جا گرے اور دوسری جست کی قلعہ پر اُس پہاڑ کے پہونچے
اُسوقت وہ ساحر بھی کہ سحر کی طاقت رکھتا ہے اُڑ کر برابر ہی انکے پہونچا عمرو نے نعرہ کیا کہ ہم شہنشاہ عیاران
عمرو بن اُمیہ ضمری ہیں کہکے بہت جلد بیضۂ بیہوشی جو اُسکی ناک پر مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اُسکو زمین میں کھینچ لیا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر اُسکا جدا کریں لیکن مہتر برق بھی یہاں پہونچ گیا تھا اور جب غضب و غضبناک کا
مقابلہ شروع ہوا تھا تو وہ پہاڑی پر چڑھ کر تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا اور خیال میں تھے کہ اگر ہمارے
طرفداروں پر خدا نخواستہ کچھ آفت آگئی تو پھر میں عیاری کروں غرضکہ اُسنے جو خواجہ کو آمادہ قتل غضب جادو
دیکھا دوڑ کر پاس آیا اور کہا استاد یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں اسکا بھائی زیرکوہ موجود ہے اسکو کسی غار میں یا
زنبیل میں رکھو اور اسکی صورت بنکر جائیے اسکے بھائی کو بھی مار لیجئے عمرو نے برق کو گلے سے لگایا اور غضب جادو
کو زنبیل میں رکھا پھر اُسکا لباس اُتار لیا اور رنگ و روغن لگا کر اُسی کی سی صورت بنائی اور زیرکوہ چلا کہتا
جاتا تھا کہ یہ عیار نابکار اسوقت بھاگ نکلے تو بچ گئے لیکن کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے یہانتک یہاں جلاد و
غضبناک سے اور مہرخ سے مقابلہ آخر ہوا مہرخ کوئی سحر بھی عمدہ نہ کرنے پائی کہ غضبناک نے انگوٹھی
افراسیاب کی اُسکو دکھائی اُسکی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی آنکھوں میں اندھیرا آگیا چکر کھا کر گر پڑی
غضبناک نے مسحور بہ سحر کر لیا اور قید میں خوب جکڑا اور غضب جادو کو پکارا کہ بھیا کیا کرتے ہو آؤ عمرو
نے جواب دیا کہ آتا ہوں مگر نامیار عمرو کی فکر میں ہوں کہا آؤ بھی پھر سمجھ لیا جائیگا عمرو اسکے قریب آیا
دیکھا کہ مہرخ کو گرفتار کیا ہے یہ دیکھکر اُسنے کہا بھیا تمنے بڑا کمال کیا لاؤ ذرا جلد اس ساحرہ زبردست کو پکڑ لیا
کیونکر پکڑا غضبناک نے کہا مجھکو چلتے وقت بادشاہ نے انگوٹھی دی تھی کہ جب اسکو دکھاؤ گے کیسا ہی

ساحر زبردست ہوگا اندھا ہو جائیگا بس یہی انگوٹھی میں نے دیکھا کر پکڑ لیا غضب نے کہا اور یہی جو
برق و رعد کو باندھے ہیں یہ کیونکر کھلیگی اُسنے کہا جب کہو گے بحکم افراسیاب جادو وا ہو بس سحر
کھلیگا اور کھلجائیگی اور جب کہوگے کہ بحکم افراسیاب باندھے یہ باندھ لیگی عمرو جب یہ سُن چکا کہا بیٹا بڑا کام
کیا واہ وا اور ہاتھ پھیلا کر گلے سے لپٹ گیا وہ بھی لپٹا عمرو نے منھ قریب اُسکے منھ کے لا کر لیف جو کیا
شغوف بیہوشی منھ سے اُٹھا اور ناک میں چلی گیا چھینک مار کر بیہوش ہوگیا عمرو نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ
عیاران عمرو عیار اور زنبیل سے دوا سینہ پر لگا کر گرم کر کے غضبناک کو پلا دیا کہ وہ دہل جہنم ہوا اسکے
مرا ہوا ہوں بلکہ اسکے غضب کو بھی زنبیل سے نکالا اور سینہ پلا کر اسکو بھی مارا انگشتری اُتار کر ہاتھ میں پہن
اور برق جادو و رعد جادو نے کہا ہم بندے ہیں عمرو نے کہا میں سحر کرتا ہوں کہ تم بھی کھلجاؤ گے یہ
کہا انگلی شہادت کی زمین پر جھوٹ موٹ کچھ بڑبڑانے لگا اور آخر میں کہا بحکم افراسیاب ہو بس سحر کھل جا دونوں کھلگئے
اسکے ہاتھ میں تھی اُسکو زنبیل میں رکھا صرصر نے کہا بھیا تمنے کیا سحر کیا ہمیں بھی بتا دو یہ سحر تمنے کہاں سے
سیکھا سن عمرو نے کہا اس سحر کے بتانے کا حکم اُستاد کا نہیں ہے بعد فتح طلسم تمہاری خاطر بتا دونگا برق
رعد جادو صرصر سحر چشم برق فرنگی سب ساتھ ہمراہ جانب لشکر ظفر پیکر روانہ ہوئے کیونکہ صرصر کی
آنکھیں مرے غضبناک نے ابھی ہوئی تھیں اور الغرض یہ مشورہ کیا کہ پیدل چلنا نہ چاہیے بس تخت
سحر تیار کر کے سب بیٹھے اور روانہ ہوئے تو لشکر کی سمت چلے لیکن افراسیاب اپنے مقام پر بیٹھا ہوا آنے کی
راہ دیکھ رہا ہی اور خبر ایسے ہر کارہ لانے سے کہ رعد برق لا رہا ہے کہ عمرو و صرصر و برق وغیرہ پکڑ کر آتے ہیں باغبان قدرت
بھی حاضر تھا اُس سے کہا کہ حضور کے ہے باغبان قدرت کیا مقدور کسی کا کہ جو ہماری ہمسری کا دعوی کرے
غضب اور غضبناک وہ دونوں اگر مارے جائیں تو سحر رد ہو پھر اُسکا مزا کیا انکے بیکو ... ہو
باغبان نے عرض کی کہ غضب و سحر کار دیگر ناخدایان طلسمات ممکن نہیں مبالغہ تو یہ ہے کہ جمشید بھی ہو
تو وہان سے اہل دربار بھی آ ینگے ام باغبان کرنے لگے اس عرصہ میں محافظان بیابان آماشاں
کی طرف سے چلے اور حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنائے بادشاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ
لصفت نشان غضب و غضبناک جادو نے عیار صرصر وغیرہ کو پکڑ لیا تھا اور غضب عمرو کے پیچھے دوڑا تھا
عمرو تو ہاتھ نہ آیا اُلٹا پھر غضب نے غضب کیا کہ غضبناک کو مار ڈالا افراسیاب یہ خبر سنکر حیران
ہوگیا اور اہل دربار پریشان ہوئے اور شاہ نے کہا ان ساحروں نے فریب بشکل ہیں اُلٹی باتیں

نکلے میں اسباب ساحری کا پڑا سنفل آتشین جو بہ ۔ وہ شن عرض کہ ہزار دل طرح کا جو بن تخت سے اتر کر شاہ بادشاہ
آئی اور تسلیم بادب تمام بجا لائی جوش بادشاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ ای ملکہ مزاج تو اچھا ہی تمکو کبھی خبر ہمارے سلام کی
بھی نہین آتی ہی اسنے عرض کیا کہ کنیز اپنے امورات مالی و ملکی مین ایسی عدیم الفرصت رہتی ہی کہ وقتی تصور
شاہ نے فرمایا کہ اب تمکو اسلیے بلایا ہی کہ مہرخ و برق و عمر وغیرہ بحکم امام غضب غضبناک کو
قتل کرکے بیابان انارستان سے اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین تم انکی جانے کی راہ کو تین کو پیچھے جا کر دو کو
مین بھی آتا ہون غبار انگیز نے کہا بہت اچھا کنیز اسی طرح جائیگی یا لشکر لیکر شاہ نے کہا لشکر لینے مین وہ باغی
نکل جائینگے تم ادھر ہی سے جاؤ اور انکو روکو پھر حکم شاہ سنکر اپنے سحر کی دستک دی جسپر تخت پر سوار تھی وہ تو غائب
ہو گیا اور ایک طاؤس زرین بال کہ جسپر اسکا مندری تھا قد و قامت مین ہمسر لیری تھا کاٹھی زمرد کی جسپر کھنچی ہوئی
تھی میں بیکل جواہر کی جڑی ہوئی سامنے فلک سے اتر کر آیا یہ اس طاؤس پر طاؤس صحرائے رعنائی و خوبی سوار
ہوئی اور حسب خاطر بادشاہ چلی اور اسکی روانگی کے بعد شاہ طلسم نے کھانا طلب فرمایا کھانا دونون دسترخوان جب
کھانے سے فارغ ہوا ایکبار عنصر جادو نام کو کہا کہ افسوس ہمنے ناحق غبار انگیز کو تنہا بھیجا کچھ فوج ساتھ
ضرور کر دینا تھی اس خیال سے ہمنے نہین فوج ساتھ کی کہ میرا ارادہ خود بھی جانیکا ہی یہ کہکر اٹھا کہ اب مجکو چلنا
چاہیے اسوقت عنصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای بادشاہ میری یہ حقیقت نہین کہ آپ کو کسی طرح کی صلاح دون
اور آپکے کام مین دخل انداز ہون کہ بقول شاعر مصرع حقیقت کیا گدا کی بادشاہ کے سامنے لیکن از راہ
خیر خواہی اور دولت خواہی عرض کرتا ہون کہ مہرخ کے ساتھ مقابلے ڈھال ہی عمر عیار اسکے ساتھ ہی
اور دو ایک عیار بھی ضرور ہی ہونگے اور بادشاہ ہون کو لازم نہین کہ ذرا سے کام کو آپ دوڑتے پھرین
کہ آپ جری ہین لیکن یہان حضور کی نہین ہان اگر کوئی برابر کا ہوتا تو اسکے مقابل مین جانا مضائقہ
نہ تھا ہزارہا غلام آپکے موجود ہین جسکو چاہیے بھیجیے کیا مقدور ہو کوئی ان غلامون کا سامنا
کرسکے حضور صاحب ایک تابع فرمان آپ کا مین ہی ہون اگر ارشاد ہو تو جا کر انکو پکڑ لاؤن شاہ نے
فرمایا کہ ای عنصر تقریر تیری درست ہی اور تو نہایت سچا ہی اول تو ملکہ غبار انگیز ہی کا سامنا مشکل
ہی اور جبکہ دونون ایک ہوئے تو بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را بہ پھر تم بھی جاؤ اور
کام دلخواہ تمام کرو عنصر نے عرض کیا کہ جب مین انکو گرفتار کرکے لاؤنگا تو پھر کہان بھاگ سکتا ہی
کہ افراسیاب نے کہا مین نکل بسبب تشویش کے ایک جگہ تو ٹھہرتا نہین کبھی باغ سیب مین کبھی

ظلمات میں گیا ہو کسی سیرگاہ میں کہان کا تمکو پتا دون اب تمکو لازم ہے کہ لشکر حیرت میں کمین میں بیٹھ
ہوا جاؤ۔ مختار عنصر یہ کلمات سنکر تسلیم کرکے روانہ ہوا اور راز دردمان بجز خبر ہوکر چلا اور افراسیاب مع باغبان
وزیر وغیرہ کے جانب طلسم چلا جب ظلمات سے باہر نکلا وہان ایک دریا ہے کہ اُسکا صندل نام ہے اُسمین کشتی
بجرے وغیرہ لگے رہتے ہیں شاہ ایک بجرے پر سوار ہوا اور بہمراہی جاہ و حشم کے لوگ کشتیون پر سوار
ہوکر سیر و شکار کرتے چلے یہانتک کہ دریا سے اُترکر داخل شہر پرسان ہوا وہان سلاطین ساحرون نے لیکر زرین
گذرین سبکی نذرین لیتا ہوا پل پرزادان پر آیا اور اُترکر لشکر حیرت میں آیا حیرت نے خبر سنی نذر لیکر مع امیران ہمدم
کے خدمت شاہ میں پہنچی تسلیم کرکے نذر دی حال مزاج پوچھا پھر لیجا کے تخت پر بٹھایا شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ کچھ پتا
صرصر جو بڑی لڑنے والی ہیں اُنکا حال کہو حیرت نے کہا آپ کو سب کچھ معلوم ہے آمین خبردار نہیں کہ گرفتار
کیا اور دشمن کی ملکہ تمیلا رنی ہے صرصر اور برق و رعد وغیرہ و برق عیار لشکر میں نہیں ہیں مجھے
اُسکا حال نہیں معلوم کہ کہان میں ساحر تجسس کر رہے ہیں کہین پتا نہین ملتا ہے شاہ یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا کہ اے
ملکہ حیرت کچھ وہم میں وہ سب باغی پکڑ کر یہان آیا چاہتے ہیں میں اسی واسطے آیا ہون کہ آج انکی گردن
زنی کردن کا حیرت نے کہا ساحری ایسا کرین اور آپ مالک ہیں جو چاہے کرین یہ کہکر حکم دیا کہ باجے بجنے لگے
شراب کا پیالہ گردش میں آیا اور ملکہ بہار عوض صرصر تخت پر بیٹھی ہے مگر تردد میں ہے کہ نہیں معلوم صرصر کہان گئین یا
کسی کے قید میں ہین پھر کہتی ہے کہ عمرو کا قید ہونا ایسا نہیں کہ چھپا رہے کچھ حال معلوم ہی ہو جائیگا فکر دریا
کیجیے میں کہان جاؤن لاحاصل ہے۔ تو وہ اس فکر میں ہیں وہان غبار انگیز جو روانہ ہوئی تھی اُسنے آکر دیکھا
کہ صرصر وغیرہ سب چلے آتے ہیں اور اب قریب اپنے لشکر کے پہونچ چلے ہیں اُسنے تین کوس آگے بڑھکر
ایک سحر ایسا کیا کہ ایک دیوار فولادی دھوئین کے رنگ کی چارطرف گھر گئی صرصر اپنا تخت اڑائے جاتی تھی
اس دیوار کو دیکھا کہا کہ یہ دیوار سحر کی معلوم دیتی ہے عمرو بھی گھبرایا کہ لو اب اور آفت میں گھرے صرصر نے کہا
خواجہ ہم تم سحر میں گرفتار ہو گئے برق نے کہا آپ ٹھہریے میں خبر لاتی ہون یہ کہکر اُسنے پرواز کی جب
قریب دیوار پہونچی اُسکے مار دیسی لگی کہ چکر کھا کر گرنے لگی صرصر نے روکا جب ہوش آیا تو کہا اے ملکہ چارطرف میں کسی
سمت کو راہ نہیں ہے اور یہ دیوار تک آسمان سحر فولادی بنا ہے عمرو نے کہا کہ کوئی بھی صورت نکلنے کی ہے یا نہیں کہ اتنے کوئی
نہیں اُسکو صرصر پکاری کہ یہ کون ہے جو چھپا ہے کرکے اظہار ساحری کر مقابلہ کرے تو جانین یہ نعرہ سنتے ہی ملکہ
غبار انگیز طاؤس سوار سامنے آئی اور پکاری کہ تم مجھ غبار انگیز ہون صرصر نے اُسکو دیکھکر عمرو سے کہا کہ اسکی بہانی

دیوار کا توڑنا ممکن نہیں ہاں اگر یہ قتل ہو تو دیوار ٹوٹے گی سنیے کہ یہ بھی سر فلک طلسم ہے اور تیری زبردستی ہے عمرو نے
کہا افسوس اسکے کو مارنے کو جی نہیں چاہتا مرنے دیتی ایسی تصویریں بھی کم دیکھنے میں آئی ہیں یہ کلمہ غبار نے
سنا اور اپنی جو دیوار پاس آ کر کہا کہ او نابکار تو نے کیا کہا عمرو نے دیکھا لب دیوار میں ایک تصویر سی نظر آئی
عمرو گڑگڑانے لگا کہ اے ملکہ غبار انگیز خطا معاف ہوا آپ نے ہمکو ناحق قید کیا ہم تو لشکر سے اپنے ارادے سے
نکل آئے تھے کہ کوئی ہمارا حامی ہو اور ہمکو اپنے ساتھ لیجا کر شاہ جادو کے قدموں پر گرا دے اور ہمارے قصور معاف
کرا دے کیونکہ بہت کچھ سرگشتہ اور حیران ہو چکے گردو دن روپیہ کھو چکے فقیر ہو گئے اب کیا ہم بادشاہ سے
لڑینگے ایک صنعت تھے جو آ کر لڑائی ماری نہیں کا ہم کچھ نہ کر سکے بھلا ایسے زبردست بادشاہ سے کیا مقابلہ ہم ہی ہونگے
اے ملکہ تم عزت دار ہو اور شعور رکھتی ہو تم ہی ہماری سفارش کرو گی ہمکو یقین کامل ہے غبار انگیز اپنے قاعدہ سے
کبھی اس لڑائی میں آئی نہ تھی عمرو کے نفرون [?] سمجھ گئی کہ اے غبار انگیز تیرا بڑا نام ہوگا طلسم میں
کہ کسی سے یہ نہ ہو سکا تو غبار انگیز نے کہا بہتر تو ہے جو جنگ کی صلح ہو جائے یہ سوچکر دیوار سے جدا ہوئی اور اندر سے
آئی ملکہ صرخ نے کہا اے ملکہ ہمارا بھی سلام ہو بچے اُسنے کہا بی بی سلام عمرو نے بھی جھک کر مجرا کیا عمرو کی
صورت دیکھ کر خوب ہنسی اور کہا آپ کی تو عجب برزخ ہے عمرو نے کہا بی بی کیا ہنستی ہو جیسا لقا نے بنایا ویسا بنا غبار
انگیز نے کہا تو لقا سے برگشتہ ہے اُسکو کیا جانا اور اُسکے بنانے کو کیا جانتا ہوگا عمرو نے کہا واہ میں اُسکو خدا نہیں
جانتا ہوں سچ اُسکے بندے یہیں میں گرچہ نہیں ہوں اسکے لشکر میں نوکری پیٹ کے لیے کر لی ہے غبار نے کہا
اگر تم سچ کہتے ہو تو بادشاہ اس بات پر میں فیصلہ کرا دونگی کہ قید بدیع الزمان تو ملیگی نہیں کہ خدا معلوم
زندہ ہے یا مر گیا لیکن تمہارا اور جنین الماس پوش کو چھڑا دونگی عمرو نے کہا جب بادشاہ کی آقائی ہوئی تو
بدیع اور سب کچھ مطلب نہیں آپ ہمکو ملوا دیجیے غبار انگیز نے کہا اچھا ابھی یہ کہکر پاس عمرو کے آئی عمرو نے
کہا اے ملکہ ہمکو تین روز ہو گئے لشکر سے نکلے اب تک کچھ کھایا نہیں اگر کچھ غذا ممکن ہو تو ہمکو دو تاکہ پیٹ میں [?]
غبار انگیز یہ کلمہ سنکر سوچنے لگی اور تبدیل بسیار سنکر کہا کہ اے عمرو دیوار تو میں بھی جس کر تو خشک ملجائیگا مگر
جو تو نے کھانے کا نام لیا تو مجھکو گمان ہوا کہ بیشک تو نے میرے قتل کی تدبیر کی ہے عمرو نے یہ سنکر بہت قسمیں
کھائیں اُسنے کہا اب کیا ہوتا ہے یہ کہکر وہاں سے اڑ کر چلی عمرو سمجھا کہ اب یہ بیٹھے گی اُسنے بھی ایک بیضہ بیہوشی
کا تاک کر ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی بیہوش ہوتے ہی پکاری کہ ارے چاہوں لینا نکلے [?]
چند تیلے پیدا ہوئے اور اُسکو اٹھا کر لیگئے اور لیجا کر پانی چھڑکا کہ اُسکو ہوش آ گیا بس ہوشیار ہو کر [?]

دستک دی کہ پانچ پتلے پیدا ہوئے اُنکے ہاتھوں میں اُسنے خنجر دیے کہ جاؤ ان پانچوں کا سر کاٹ لاؤ خبردار دیر نہ لگاؤ یہ سنکر
سیر لیکر بادشاہ طلسم پانچوں ننگی تیلے حسب ارشاد روانہ ہوئے لیکن حضرت قران کہ ہمیشہ جنگل میں رہتے ہیں اور صبح قریب لشکر
پہونچ ہی چکی تھی یہ وہی بیشہ تھا کہ جہاں درہ کوہ میں حضرت موصوف بیٹھے کچھ ہی پکار سنا ہے تھے انھون نے بھی
آواز سنی اور باہر نکلکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی حسینہ بیٹھی ہے اور پتلوں کو حکم دے رہی ہے دیکھکر قران نے کہا کہ ہم
بنے ہی رہتے ہیں درہ سے نکلکر سامنے غبار انگیز کے آیا اور پکارا کہ منم غلام شاہ افراسیاب جادو غبار انگیز کا
قتل صرصر وغیرہ بھیج رہی تھی رہی تھی اس سبب سے اُدھر مخاطب تھی اب جو آواز قران کی سنی نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو
ایک ساحر سیاہ فام کو آتے پایا اور قران نے قریب اُسکے پہونچکر باادب تمام سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے
آتے ہو قران نے کہا جہاں سے تم آئی ہو وہیں سے ہم بھی آتے ہیں غبار انگیز نے کہا وہاں تو تم نہیں تھے قران نے کہا میں
رومال شہزادہ پر تعینات رہا تھا واہ واہ آپ کی بھی کیا نگاہ ہے ملکہ نے خیال کیا کہ شاید یونہی ہو اور تو نے یہ کیا
ہو پھر متفسر ہوئی کہ اچھا تم وہاں تھے تو بتاؤ میرا نام کیا ہے قران نے کہا میں کیا جانوں کہ تیرا کیا نام ہے بھلا تم ہی بتاؤ
کہ میرا نام کیا ہے اے ملکہ افراسیاب کے یہاں تجھ ایسی ہزاروں ہیں اور مجھ ایسے لاکھوں ہیں کون کس کے نام کو جانتا ہے
اچھا اس تقریر سے کیا مطلب ہے لو نامہ شہ آیا ہے اسکا جواب دو میں چلا جاؤں یہ کہکر نامہ ہاتھ پر رکھ دیا اُسنے
دیکھا کہ نامہ پر مہر افراسیاب کی لگی ہے بس تعظیم کرکے نامہ لیا لیکن خیال میں گذرا کہ عمرو کو تو نے اور سرداران کو
تو اُسکے قید کیا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی کوئی عیار ہو اور اُنکے چھڑانے کو آیا ہو بس تو بھی فکر کر لے یہ سوچکر اُسنے
ایک سحر پڑھا کہ اُسکے سر پر اور ایک سحر کا پیدا ہو گیا قران اس بات سے بے خبر تھا اور اُسنے نامہ لیکر سر جھکا
پڑھنا شروع کیا قران نے اُسکے سر جھکائے ہوئے پر جھپٹ کر لیگدہ مارا اور نعرہ کیا منم حضرت قران حبشی
غبار انگیز کا سر تو سحر کا تھا بندے کا کچھ اثر نہوا اور وہ بھی نعرہ زن ہوئی کہ منم غبار انگیز قران نے دل
اپنے کہا اے امردم یہ کیا غضب ہوا بس اُسکے نعرہ کرتے ہی ایک نارنج بیہوشی بجالا کے اُسکے منھ پر مارا کہ وہ
بیہوش ہوکر گری اُسوقت دو پتلے زمین سے پیدا ہو کر اُسکو کھینچ لیگئے زیر زمین لیجا کر پانی میں غوطہ دیا ہوش
ہوش آگیا تڑپ کے باہر نکلی اسکے زیر زمین جانے سے قران بھاگ کر ایک مقام پر آیا اور جلد صورت سے اپنی
دھان رنگین چہرہ گرد دھوتی باندھ کر ٹوکری لیکر گھاس چھیلنے لگا غبار انگیز جو زمین سے نکلی قران کو
ڈھونڈھنے چلی لیکن اُسکے بازو پر ایک لوح تھی رہتی ہے جسکی مان خسیبہ جادو نام نے کہا بے بدل منتر اور
کا ہنہ کی باندھ دیا تھا اس لوح کے نیچے ایک مہر لکھکر رکھ دیا تھا اُسنے وہ لوح بازو سے کھولا کیونکہ

اُسکی یہ بھی کہدیا تھا کہ اے فرزند جسوقت تجھسے اور عیاران لشکر اسلام سے سامنا ہو اور تجھکو یہ غرور آجائے
کہ مین سحر سے اُنکو پکڑ لونگی تو خبردار اس امر کا خیال دلمین نہ لانا بلکہ یہ خیال کرنا کہ مین ہیچ ہستی ہون اُنسے
بلکہ یہ غالب رہتے ہین اسمین اگر اُنکے ہاتھ سے بچ بھی جائے اور پھر ایسا پیچ پڑسکے تو بیہوش ہو اور نیلے
تجھکو بچا لیجائین تو پھر خبردار اُنسے مقابلہ کرنا کیونکہ عمرو کے ہاتھ سے تمام سرداران طلسم ہوش ربا مسلمان
ہو جاینگے اور وہ مقرر طلسم کو توڑ لگا پس لازم ہے کہ رقعہ کو آگ کے دیکھنا غبار نے رقعہ کو آگ سے نکالا اور دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ عیاروں سے ہرگز نہ لڑنا اور اُنسے بچانا اپنی جان کی ہوئی پھر نہ ملیگی اور مرکر انسان پھر زندہ نہین
ہوتا اس امر کا خیال ضرور چاہیئے غبار اس مضمون سے آگاہ ہو کر خود بھی علم نجوم مین دخل رکھتی ہے اسنے بھی ستارون
برجون کو نظر کیا اور نیت کی کہ مین شریک افراسیاب ہون یا عمرو سے ملجاؤن میرے حق مین بہتر کیا ہے اسکو
معلوم ہوا کہ اگر شراکت افراسیاب کرونگی تو تیرے واسطے بہت برا ہے عیار تجھکو پکڑ کر مار ڈالینگے اگر
تو شریک عمرو ہو کر مطیع اسلام ہوگی تو نہایت ہی تیرے لیے بہتر ہے عمرو جو خیرہ کیطرف سے جانبازی کرنے
مین جب تک بنیاد طلسم باقی ہے تو برقرار اور قائم رہیگی اور پھر بھی شکل بہتری کی ہے اسمین فرق نہو گا پس
حال کو معلوم کر کے گھبرا گئی اور پکاری کہ اے حضرت قران قسم ہے مجھکو اپنے دین و ایمان کی کہ اب
مین تم سے کسی طرح کی بدی نکرونگی تم میرے سامنے چلے آؤ اور مجھکو اپنے ساتھ لیجاکر شہنشاہ عیاران
عمرو نامدار سے ملواؤ مین عمر بھر کو تمھارا احسان مانونگی یہ صدا اسکی سنکر قران کو خیال آیا کہ شاید یہ میرے
ساتھ عیاری کرتی ہے لیکن اُٹھکر گھسیارا بنا ہوا اُسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ تم کسکو بلاتی ہو اُسنے
کہا مین اُس حبشی کو بلاتی ہون کہ وہ اگر مجھکو عمرو سے ملوادے قران نے کہا وہ ایسا احمق نہین ہے کہ جب
دشمن کے سامنے آکر اپنی جان دے کیا تمنے سنا نہین بیت بر تو افتد گر دشمن تکیہ کردن ابلہی ست پا بوس
پیل از پا افگند دیوار را۔ اگر تم اسکو پکڑ لو تو وہ بیچارہ کیا کرے غبار نے اُسوقت قسم کھائی کہ مین اُسکی
اطاعت کرونگی اور جیسا وہ کہے گا وہ بجا لاؤنگی مجھکو اب ثابت ہو چکا ہے کہ عمرو کے شریک ہونے
مین سراسر فائدہ ہے جب اُسنے اسطرح سے کہا قران نے کہا اچھا چلو میرے ساتھ مین نے ایک مقام پر
اُس حبشی کو بیٹھے دیکھا ہے مین بتا دون پھر آنا نہ آنا اُسکا کام ہے یہ کلمہ سنکر غبار تو خود عقلمند دنیا
دان ہے فوراً پہچان گئی کہ یہی قران ہے لیکن سوچی کہ اگر تو کہدیگی کہ تم ہی قران ہو تو یہ مارے
ڈر کے بھاگ جائیگا اس سے بہتر ہے کہ اسکو غفلت مین بزور سحر پکڑ لے یہ قصد کر کے ایک دانہ ناگ

مارا تو قماش قران کا بگڑ گیا اور بیہوشی سی طاری ہوئی پانون زمین پر پٹکے اُسوقت یہ دوڑ کر قدمون
پر گرا ای اور گویا ہوئی کہ میرے قصور کو آپ معاف فرمائین اور عمرو سے جاکر معافی تقصیرات کرائین لو
قران نے کہا بہت اچھا چلیے مین حاضر ہون یہ دونون ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر قران کو اپنے ہمراہ لیے
ہوئے سامنے عمرو کے آئی اور قران پر سے سحر کو دور کر دیا عمرو تو قران اور غبار انگیز کو دیکھکر متعجب ہو
گیا اُسوقت قران نے بڑھ کر سب حال غبار انگیز کا بیان کیا اور کہا کہ اسنے اطاعت بخوشی قبول کی آپ
بھی اُسکی خاطر کرین اور ہاتھ اُسکے کھلوا دین عمرو نے یہ سُنکر غبار انگیز کو گلے سے لگایا اور نہایت خاطر کی
بلکہ اُسکے صرصر نے دست شفقت اُسکی پشت پر پھیرا اور کہا تم ہماری رفیع و جان ہو ہم تمھارے ساتھ
اپنی جان لڑا دینگے اگر افراسیاب ارادہ بدی کا کریگا تو یاد رکھنا کہ کوئی دقیقہ ہم اُلٹنے مین اُٹھا
نہ رکھینگے اور اپنی جان تم پر فدا کرینگے غبار انگیز نے اُسکے جواب مین کہا خیر ای ملکہ صرصر کہنا تو فضول و
یاوہ گوئی پر محمول ہوگا لیکن تم اپنی آنکھون سے دیکھ لینا کہ مین بھی بر وقت مقابلہ صنعت سحر ساز
کس طرح اُڑاتی ہون اور کیونکر سامنا کرتی ہون صرصر نے کہا ای ملکہ تم چلکر تخت حکومت پر بیٹھو تو میرا
جی خوش ہو مین تمھارے ماتحت بیٹھون گی اور اگر طلسم فتح ہو تو ملک و مال سب تمھارا ہے
غبار انگیز نے کہا کہ ای شہریار یہ کیا آپ فرماتی ہین آپ ہمیشہ سریر حکومت پر شادان و فرمان جلوہ گر رہین وقطعہ
دانہ انجم گردون سے پرے جبتک + رشک گلکہکشان مین شب یلدا گوہر + جبتلک جوش بہار آئی ہے اُسکے دم سے
تک غنچہ یہ سر دامن صحرا گوہر + ہر برس جشن ترا تجھکو مبارک ہوئے + برسین نیسان کرم سے تیرے سالہا گوہر
دوستون کو ہو ترے گنج دگر وز نصیب + ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر + ای ملکہ طلسم ہوش رُبا ایسے
دشمن آپکا یعنی افراسیاب خانہ خراب تمھارے قتل کی تدبیرین ہے اور مجھکو ادھر بھیجکر آپ طلسم مین گیا
تمکو چاہیے کہ یہان نہ ٹھہرو اور درست سے اپنے لشکر کی طرف جاؤ یہ سُنکر خواجہ عمرو اور صرصر اور رعد
و برق مع غبار انگیز اور صرصر و برق فرنگی تختہاے سحر پر بیٹھکر جانب لشکر نصرت اثر چلے کے مدد
ہوے مگر بیان کیا گیا تھا کہ عنصر جادو کو بھی بادشاہ جادو نے عقب غبار انگیز روانہ کیا
تھا چنانچہ جب یہ سب ادھر سے چلے عنصر انکا جویان اُس طرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا برق و
رعد و صرصر و عمرو و برق عیار وغیرہ کے ہمراہ غبار انگیز ہنستی ہوئی چلی آتی ہے یہ
حال دیکھکر اُسنے اپنے دل مین کہا کہ ای عنصر غبار انگیز ملا کس سوار بہت بے نظیر

ساحر ہو واہ واہ کیا نادر سحر کیا ہے کہ آپسے آپ سب اپنی ملک ساتھ چلے آتے ہین غرض کچھ قریب
آکر کہا اے ملکہ غبار انگیز کیا خوب کام کیا ہے مجھکو شاہ جادوان نے بھی آپکی اعانت کے لیے بھیجا تھا اور حکم
سر کاٹنے کا دیا تھا لیکن تمنے تو خاتمہ ہی کر دیا غبار انگیز اُسکی اس تعریف کرنے کو سمجھی کہ یہ ہجو ملیح کرتا ہے
اور کہتا ہے کہ تم تو دعوی جنگ کر کے آئی تھین یہان آکر مل گئین بس یہ سمجھکر اُسنے جواب دیا کہ ہان پھر
ہم تو مل گئے اور یہ سمجھکر اور بھی کہ افراسیاب اپنی عیش مین مشغول رہتا ہے ہم لوگون کو لڑوا کر قتل کراتا ہے
پھر ہم جو انسے لڑتے پھرین اس سے کیا حصول ہے عنصر نے کہا اے ملکہ مین سمجھا تھا کہ یہ سب تمکو اور
تمھارے سحر مین گرفتار ہو کر ساتھ آئے ہین یا یہ کہ اُنھون نے اطاعت قبول کی ہے یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ
تم خود انکے سحر مین مبتلا ہو کر اُنسے مل گئی ہو پھر تم اور یہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جاؤگی غبار نے کہا تو
بکتا کیا ہے جو کچھ تجھ سے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر یہ سنکر عنصر مرکب بڑھا کر آگے آیا اور تیغ سحر کھینچکر
حملہ آور ہوا مہرخ غبار کے آگے آگئی اور سینہ اپنا سپر کیا وہ تلوار سر پر آئی سحر پڑھ کر مہرخ نے بھی
خالی دی غبار انگیز نے برابر سے نارنج سحر مارا کہ عنصر کے مرکب کو اس نارنج نے جلا دیا عنصر کود کر الگ ہوا
اور سنبھلکر چاہتا تھا کہ ایک وار اور سحر مارے پیچھے اُسکے آکر مہرخ نے ایک ہلال سحر مارا کہ عنصر کے دو ٹکڑے ہو گئے
غبار انگیز نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا تیز سحر کیا ہے مین تو قائل ہون اس آپ کی
پھرتی کی غرض عنصر کے مرنے کا شور بلند ہوا عمرو نے جھولا اُسکے گلے سے اتار لیا اور جیب بازو وہان پر سے
ٹٹول لیے پھر اُسکی لاش نحس پر تھوک کر سب نے آگے کا راستہ لیا اور کچھ ہی دور آگے بڑھے تھے کہ لشکر ملکہ
مہرخ کا نظر آیا ملکہ مذکور نے غبار سے کہا وہ دیکھو ہمارا لشکر دکھائی دیتا ہے عمرو نے کہا مجھے تخت پر سے اُتار دو
اُنھون نے تخت نیچا کیا عمرو جست کر کے نیچے آیا اور لشکر مین پہونچکر سب کو اطلاع دی کہ ملکہ مہرخ
سحر چشم تشریف لاتی ہین اور اُنکے ہمراہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار ملک ملک طاؤسیہ بھی
ہین یہ سنتا تھا کہ لشکر مین غلغلہ پڑ گیا کہ خواجہ سلامت اور ملکہ بھی آتی ہین سردار بہ ارادۂ استقبال
بارگاہ سے نکلکر چلے اسباب تزک و احتشام ہمراہ فوج ظفر موج آراستہ ہو گئے ڈنکے بجنے لگے بہادر
نافرمان و زلزلہ و لرزان مشکین مو بھی جا کر ان سب سے ملین پھر تو یہ عالم تھا کہ ابیات

جو کچھ اسباب جنگی ہو گئے درکار
دہانہ بجے شتر بہ سخت دشوار

ہوا سب بات کہتے ہین وہ تیار
نفیریون کی صدائین وحشت انگیز

لگی چارون طرف آتش کی بوچھار
وہ گرد کے دھاڑ بھی اور جو ریز

لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ
کہ جسمیں صرف ہفت اقلیم کا باج
ہزاروں پالکی فیل و عماری
پھریرے جھلنے لگے بال ہما کے
کوئی گھوڑے پہ چڑھ کر غیرت ماہ
کرا رہی وضع اور خوبی دوبالا

نوازش میں ہر ایک جا بر ربط و چنگ
کے تھا ایک عالم کر نثار
جواہر جنسے تھے صرف تیاری
کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تھا
رکاب دولت مہرخ کے ہمراہ
پرا باندھے کھڑے ادھر ادھر یار

مرصع سر پہ تھا مہرخ کے وہ تاج
گریبس منظور پہ فدا ہوتے ہیں تاج
جب اُنکی ایک پر بیٹھی وہ آ کے
گل نوا بر کے اوپر قمر تھا
اسی صورت سے ادنی اور اعلیٰ
چلے جسطرح سرو کبک رفتار

غرض باین تجمل و شوکت یہ نوشاہ عروس دولت بارگاہ مین آکر پہونچی چار طرف سلامی اڑنے لگی تو بجنے لگین سردار و پنج نذرین دین ملکہ بہار جادو دلگیر ہوئی مہرخ نے کہا کہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار تمہارے اوپر رحم کیا یہ سُنکر غبار کے گلے سے بہار بھی لگی مہرخ نے اپنے تخت کے برابر تخت بچھوایا اب بیٹھے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو بھی اپنی کرسی پر آکر متمکن ہوا لیکن قران بھی اس تماشے کے دیکھنے کو آیا تھا وہ تو تجمل و احتشام دیکھکر ایک سمت کو چلا گیا اور ہر کارے سحر کے خبر سُنکر روانہ ہوے مگر عرق عرق پسینے مین غرق افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا اُسنے کہا کیوں خیر تو ہے کسلیے اسطرح بدحواس آئے ہوا اُنھوں نے آنا مہرخ کا مع غبار انگیز کے بیان کیا کہ اب وہ سب خوش خرم بیٹھے شراب پی رہے ہین یہ خبر سُنکر حیرت کے حواس جاتے رہے رنگ رخسار زرد ہوگیا افراسیاب نے کہا کہ ہمکو دو گھڑی پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی کہ عنصر جادو کو مارا اور آپ غبار انگیز تیرے مہرخ ہوئی خیر کیا مضائقہ ہی خوب ہوا جو وہ ملکی نمکحرام دریافت ہوتے جاتے ہین ہین اُسکے ملک طاؤسیہ کو اب جاکر غارت کرونگا یہ کہکر اُٹھا اور اسی فکر مین اول ظلمات کو گیا پھر وہان سے کچھ ایسی تدبیر کی کہ مہرخ وغیرہ سب اپنی بارگاہ مین خوشنود بیٹھے تھے کہ یکایک ہواے سرد چلی اور پھر وہی ہوا گرم ہو لی اور ایسے جھونکے اُسکے آئے کہ ہر ایک جادوگر نے آنکھین بند کرلین بعد اُسکے جو آنکھ کھلی تو سب نے دیکھا کہ ایک پتلا بزرنگ آتش پیدا ہوا لیکن آنکھین اُس پتلے کی سبز اور پتلی سفید اور وہ بیچ بارگاہ مین آیا اور نعرہ کیا کہ منم پتلہ افراسیاب جادو جس کسیکو حوصلہ کسی طرح کا ہو وہ آکر میرا سامنا کرلے اسوقت یہ عالم سبکا تھا کہ آنکھین کھلی مگر زبان گویا تھی یہ حال تھا کہ ع شمع کی صورت زبان رکھتا ہوں گویائی نہین ۔ بصورت بتصویر سب چپ اور

خاموش تھے اس تیلے نے غبار انگیز کو پکڑ کے کہا کہ خبردار نیجا دو وہ تیلے اس کہنے کے ساتھ چلے
ہوئے اور اسکو لیکر چلے اسوقت تیلہ آتشی بھی چلا گیا اب پھر ہوا صاف ہو چلی اور ہر ایک کی
زبان گویا ہوئی تخت ملکہ غبار انگیز کا خالی پایا مہرخ رونے لگی اور کہا اے ملکہ بہار جادو تمنے
دیکھا کہ یہ کیا ہوا بہار نے بھی آہ کی اور سب نے گریبان چاک کیے شور نالہ و فغان سے یہ عالم برپا ہوا
کہ گنبد آسمان ہلنے لگا بہار نے کہا اے ملکہ یہ اور زیادہ تر ستم تھا کہ ہم سب کچھ دیکھتے تھے مگر بول نہ
سکتے تھے مہرخ نے فرمایا کہ یہ تیلا نہ تھا اسی پیرایہ میں خود افراسیاب آیا تھا یہ کہکر کف افسوس ملی
اور کہا سوا اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ فوج تیار کر کے لشکر حیرت پر ہم جا کر گریں بہار نے
کہا ابھی تامل کرو یہ خبر تمام لشکر میں مہرخ کے منتشر ہوئی کہ افراسیاب نے آکر غبار انگیز کو پکڑ لیا لشکر
میں بسبب غم و ہم ملکہ مہرخ و دیگر سرداران کہرام برپا ہوا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

جان ہمہ رنج و سراپا غم ہے
کوئی محرم ہے نہ ہمراز اپنا
لے لی چٹکی سی خلش نے دل میں
ناخن غم سے کلیجی لی چھانی
تپش دل کو لگا جان تک پہونچی
تو اجل آگ بجھانی دوڑی

رنج سا رنج ہے غم سا غم ہے
کوئی اتنا نہیں جو حال سنے
گدگدی سی کی تپش نے دل میں
ایک طوفان نالہ و افغان اٹھا
آتش سینہ زبان تک پہونچی

کوئی محرم ہے نہ دمساز اپنا
متوجہ ہو کچھو احوال سنے
شدت غم سے بھر آئی چھاتی
شعلہ کیسا دل سوزان سے اٹھا
آگ جو شعلہ اٹھاتی دوڑی

عمرو نے اسوقت مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ مجھکو سات دن کی رخصت
دیجیے یا تو ہم ملکہ کو لاتے یا غبار انگیز کے ساتھ ہم بھی خاک میں ملتے یہ کہکر جسطرف وہ تیلا گیا تھا
اسی سمت کو یہ بھی روانہ ہوا پیچھے انکے برق فرنگی بھی چلا اب حال افراسیاب سنیے کہ یہ
ملکہ کو لیے ہوئے ایک کوہ صفیہ پر آیا اور اسپر غبار انگیز کو مارا اور تیلے کی شکل بدل کر کھڑا ہوا ملکہ غبار انگیز کی
آنکھ کھلی دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا ہے اور افراسیاب نے کہا کہ اے ملکہ تم کدھر چلی
گئی تھیں اور کیا کر رہی تھیں ملکہ غبار انگیز نے کہا کہ اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا اچھا ہے تو مار ڈالے یا جلا دے
میں تو جو کچھ کہتی ہوں وہی کرتی ہوں اور جو ہمارے منہ سے نکلتا ہے وہی ہو رہے
افراسیاب نے کہا اچھا تو تیری تقصیر معاف کی اپنے ملک طاؤس کو جا لیکن ملک سے
باہر نہ نکلنا غبار نے کہا تو اگر ہزار مرتبہ قید کریگا تو بھی میں وہاں جاؤنگی اور تو سردار رہیو

ایسی باتین کرتا ہو اگر مین تجھ سے مارے ڈر کے گلی اور پھر مین نے دغا کی تو کیا مجھکو حصول ہوگا
افراسیاب نے کہا مین تجھکو دہن اژدر مین قید کرونگا کہ تمام عمر دہن اژدر سے چھوٹیگی اتفاقاً
یہ کلمات کوہ سفید پر ہو رہے تھے کہ اس اطراف مین ایک ملکہ رہتی ہی کہ نام اس ملکہ کا شوخ جادو
ہی اور افراسیاب کی طرف سے حاکم و ناظم ہی مگر سن اسکا برس سترہ اٹھارہ کا ہے نہایت
حسین و خوبصورت ہی کہ اسکے حسن کی نسبت یہ کہنا زیبا ہی نظم

عجب صورت کہ جس سے ناز ظاہر
گل افشان یعنی غنچہ دہانی
سکون سے شوخی انداز ظاہر
نشان رشک سودا نقطۂ خال
خموشی سے عیان شیرین زبانی
کہ وہ لیلے مثل تھے جسکے یہ تمثال

نازمین مہ شمائل تیغ ادا سے جسکے دل عاشق گھائل پیکر نازک اسکا ایسا کہ ہر اعضا دلکو محبوب
ایک جگہ سے دوسری جا بہت ہی خوب چتون سے پیار نکلتا جو دیکھے نہ ہو جائے شیدا کاکل
عنبرین کے آگے سنبل باغ کے پیچ کچھ نہ چلین لاکھ داؤن گھات لگائے مگر اسکے ہمسر کہلائے پیشانی
وہ نورانی کہ حضرت موسیٰ کو دیکھنے سے غش آئے آنکھین قتال چتیان خوش چشمان نرگس جسکو دیکھکر حیران
رخسار تابان کے مقابل آئینہ شمس و قمر ماند ماہ دہن تنگ کا وصف کیا بیان ہو سخن ایسی زبان کہان
ہو لب میں وہ شیرینی کہ عشاق کا جگر دانت سے ہی ایک بوسہ لیجائے اس خیال مین تمام عمر لب چبا کر

ان لبون سے جو کوئی کام رکھے
دلکشی مین ستم یک پہلو
جائے نظرون مین جو کمر باریک
پھر قیامت تا ملک ندامت ہے
قند مصری کو کیون نہ نام رکھے
یون نہین سرخ انکے ہر انگشت
ہو نہ آنکھون مین کیون یہان بیک
دبا قدم کا ستم میرے سر پر ہو
شانہ و دست و ساعد و بازو
ڈوبے ہین سرخ خون مگر انگشت
ٹک اگر جھکے تو قیامت ہے
ساق سیمین میرے کمر پہ ہو

اس رونق باغ خوبی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہ افراسیاب کوہ سفید پر آیا ہی لبس اسنے
لباس اور زیور سے اپنے جسم لطیف کو آراستہ فرمایا ایک سو ایک اشرفی نذر کے لیے لیکر
اور تحفہ بہت سے کشتیون مین لگا کر سترہ سو ہمسین اور کنیزین ساتھ لیکے تخت مرصع پر سوار ہوئی
اور خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوئی مجرا کیا نذر بادشاہ کو دی کشتیان تحفون کی پیشکش کین اور
ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ لونڈی کی سرحد مین حضور تشریف لائے ہین تو باغ مین میری قدم
افروز ہون مین نے ایک باغ نیا تعمیر کیا ہی اسکو اپنے قدم کی نگاہ سے بہار تازہ

عنایت کرین بادشاہ طلسم اسکی باتون سے نہایت خوشنود ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلو اسنے تخت پر
بادشاہ کو سوار کیا اور آپ ہمراہ رکاب نحوست مآب ہوکر چلی اور سیر اطراف کراتی ہوئی داخل باغ
ہوئی ملکہ غبار انگیز نے کوہ سفید پر دیکھا کہ بادشاہ مجھکو چھوڑکر چلا گیا اب تو اپنی راہ لیجیے یہ سوچکر
چاہتی تھی کہ روانہ ہو خیال جو کیا تو ایک حلقہ دھوئین کی طرح میرے گرد ہے یہ بھی ناچار اُسی
باغ کے سمت کہ جہان بادشاہ گیا ہے چلی اور باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و پر بہار ہے ہر سمت
لالہ زار گلزار جان دلکی جان وہ باغ تھا رضوان کہ جسکے دیکھے سے داغ تھا بلبلون کا ہر سمت ہجوم
بلبل دلکی اس جگہ کو دیکھکر یہ معلوم کہ ان گلون کی بہار لوٹیے کسی گل کے گلے کا ہار ہو جیسے ہر غنچہ دہن
تنگ سے بولا ہی چاہتا تھا اپنی خوبی پر آپ ہی مسکرا آتا تھا نہرین ہر سمت لطافت نیر بلوری
کی فرحت انگیز کہ

نظم

اس چمن مین نہ ہر گل سرخ و زرد نکہت گل چھا رہی تھی دامن کی
پھول و گل آئین نظر دیکھو جدھر ۔ لالہ و صدبرگ سب باغ نظر ۔ ان گلون کے عکس سے نہرون کا آب
آئینہ کی سطح کی رکھتا تھا بارہ دری وسط باغ مین بہت نایاب بنی ہوئی اندر اُسکے ہر طرح
کے اشیاے عیش و راحت دھرے ہوئے مسندین لگین کہانتک وصف اُسکا کیا جاے بادشاہ
کو اس شوخ یعنی شعلہ جادو نے لاکر مسند پر بٹھایا جام شراب ناب دیا رقاصون کو بلوایا ناچ ہونے لگا
جام شراب کا دور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا غبار بارہ دری کے چبوترے کے نیچے کھڑی تھی
گویا بندھی ہوئی تھی اب حال عیاران سنیے یعنی عمرو جو بارگاہ سے روانہ ہوا اُسکے رہائی کو وہ
تو ہنوز راہ مین ہے لیکن برق فرنگی بھی غبار کا جویا ہر سمت پھر رہا تھا اور دل سے کہتا تھا کہ الٰہی
بادشاہ طلسم غبار کو کدھر لیگیا مین نے تو تیلے کو طرف لیجاتے دیکھا تھا اب پتہ اسکا نہین ملتا ہے یہ
کیا ماجرا ہے اسی طرح ڈھونڈھتا ہوا یہ بھی ایک بستی کے قریب پہونچا خیال مین آیا کہ اس بستی مین چلکر تلاش کرے
اُسی طرف چلا سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ شہر کے جانب متوجہ ہوا تھا کہ آواز طبلہ بجنے کی سنائی
دی خیال کیا کہ جہان یہ طبلہ بجتا ہے پہلے وہان چلکر دیکھ لے پھر آگے جانا یہ سمجھکر اسی آواز پر چلکر
قریب باغ شوخ جادو پہونچا اور ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر اندر باغ کے آیا باغ کو فرح بخش
صد بہار پایا اور جو کچھ آگے بڑھا دیکھا کہ بارہ دری مین مسند پر شاہ افراسیاب بیٹھا ہوا ہے اور ایک
پری سامنے بیٹھی ہے ستر سو خواص اور انیس و ندیم جاہ ہر مین غوطہ زن ساغر مین تلخ ہوتا ہے

شراب کا دور چلتا ہو اُسنے آہستہ سے کہا کیون میان افراسیاب تم تو یہان آکر چین سے بیٹھو رہے
اور ہمکو اِسطرح دوڑایا اور پھر اب بھی صلاح نہین کہ لے آؤ شراب پیو راحت کرو یہ کہنا اسکا کسیکو
نہین سُنا اور اُسنے دیکھا کہ غبار انگیز چبوترے کے نیچے لکڑی ہے بندھی ہی نہین ہے سحر سے
ہر دست وپا سبقا بو مین معلوم دیتے ہین جب چاہتی ہے لکڑی ہو لی ہے یہ دیکھکر باغ مین چبوترے
قریب اُس اسیر ماہ دودی کے گیا اور کہا اے غبار تم تو صرخ نابکار سے مل گئی تھین اب کیا اُسکو بھی
چھوڑ دیا غبار نے کہا ارے لونڈی احمق بے تمیز چاہے افراسیاب مار ڈالے چاہے زندہ
رکھے جبتک میرے دم مین دم ہے بھلا صرخ کو چھوڑونگی اتیو مرنا اور جینا سب صرخ کے ساتھ ہے
ہے برق یہ کلمہ سنکر خوشنود ہو گیا اور چپکے سے کہا منہ جہتر برق فرنگی کیون ہے ملکہ پھر تم بڑی احمق ہو
یہان کسطرح سے چلی نہین جاتی ہو اُسنے کہا اے برق ایک حلقہ میرے گرد ہے اگر زمین مین بھی جاؤن تو وہ
حلقہ کھینچ لائیگا برق نے کہا زمین مین بھی جادوگر بڑے بڑے ہین گھبراؤ نہین سحر بر طرف ہو جائیگے
یہ کہکر دل مین اپنے برق سوچا کہ شاہ جادوان تو ناچ دیکھنے مین مشغول ہے اور یہان اور بھی ہے قوم
انکو بیہوش کرکے لیچل حلقہ سحر تو کیا کریگا یہ سوچکر کہا اے ملکہ اچھا چل تو سکتی ہو ذرا اس طرف کی کمک طرف
پھر مین سمجھ لونگا غبار یہ سنکر اسطرف گئی برق نے وہان لیجا کر بعنبہ بیہوشی ہوئی برق نے اسکا
پشتارہ باندھا اور لیکر چلا حلقہ اسکے بھی گرد ہو گیا اس عرصہ مین عمرو روانہ ہوا تھا وہ بھی ڈھونڈھتا
ہوا اسطرف آگیا تھا جب برق پشتارہ لیکر باہر نکلا عمرو نے پہچانا کہ برق ہے پکارا کہ لاؤ مجھی جانے دو
اِدھر بھی دیکھنا برق نے اُسکی جانب دیکھا عمرو نے اپنی آنکھ کا تل دکھایا برق دوڑ کر قدمون پر
گرا اور کہا اُستاد مین غبار انگیز کو لایا عمرو نے جست کرکے کہا مجھ سے الگ رہو تمھارے ساتھ کوئی
بلا بھی ہے یعنی حلقہ دھوئین کا گرد تمھارے معلوم ہوتا ہے یہان تو یہ باتین تھین ادھر جب برق
باغ سے نکل آیا تو اب افراسیاب کو بھی خیال آیا کہ غبار جو ساتھ آئی ہے اسکا فیصلہ کرنا چاہیے
یہ خیال کرکے غبار کو ڈھونڈھا مگر کہین باغ مین پتہ نہ پایا اسوقت اُسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا
معلوم ہوا کہ برق فرنگی لیگیا یہ معلوم کرکے اُسنے سحر کی دستک دی کہ پنجہ پیدا ہوا اُس سے کہا جا
برق کو مع پشتارہ اُٹھا لا وہ جا کر اُٹھا لایا شاہ نے پشتارہ سے غبار کو نکالکر ہوشیار کیا اور اُسکو
بہت سمجھایا لیکن سوا انکار اطاعت کے اُسکی زبان پر اور کچھ نہ آیا شاہ نے جسوقت سحر پڑھا کہ

جلاد سیہ فام تیغہ ہاتھون مین لیے آنکھین لال لال کیے سامنے شاہ کے آکر آیا اُسنے حکم دیا کہ اے
جلاد جادوان دونون کو تم باہر باغ کے لیجاؤ اور سر کاٹ لو جلاد نے غبار اور برق کے بازو
کو تھام کر پرواز کی اور باہر باغ کے آیا خیال مین اُسکے گذرا کہ یہ دونون مسلمان ہین ان
دونون کو صحراے پرخار مین لیجا کر قتل کرو تو بہتر ہے یہ سوچکر باغ سے کچھ دور ایک دامن کوہ مین آیا
کہ زمین وہان کی بالکل سنگستان تھی اور اتفاق سے اسی مقام پر خواجہ عمرو بھی فکر عیاری
کر رہے تھے اُنھون نے بھی اسکی پرچھائین دیکھی گلیم اوڑھ لی اب جو دیکھا تو ایک جلاد غبار و
برق کو قتل کرنے لایا ہے اور جلاد نے دونون کو بٹھا کر تیغہ کھینچا چاہا کہ قتل کرے عمرو نے توبڑہ
مین پتھر رکھکر جلا نے پتیر ابدلا اس پتھر کو لگایا کہ جلاد کا کاسہ سر ترش کر دور گرا صدا اسکے مرنے
کی بلند ہوئی مگر وہان کون تھا جو سنتا برق اور غبار رہا ہوگئے اسوجہ سے کہ جب قتل کرنے
انکو بادشاہ نے بھیجا تھا تو سحر انپر سے ہٹا اُتار لیا تھا غرض جب جلاد ہلاک ہوا عمرو نے کہا کہ
اب یہان ٹھہرنا بیکار ہے جلد چلو کہ دشمن اسی مقام پر موجود ہے غبار ساحر نے کہا تم اب یہی رہ جاؤ مین اپنے کام
کو جاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور سحر سے بجلی بنکر زمین مین سما گئی عمرو اور برق اپنے لشکر
کیطرف چلے راہ مین برق نے کہا کہ باغ مین جو ساحرہ کہ افراسیاب کے پاس بیٹھی ہے ستارہ نگار
نگار ہے تو ایسی حسینہ عورتین کم گذری ہین عمرو نے کہا تو پھر مین جاؤن اور دھوکے سے لیکر
پر اسکو لاؤن برق نے کہا ایک سر ہزار سودا وہان افراسیاب بھی بیٹھا ہے نہین معلوم کیا اتفاق
ہو چلیے بھی اپنے لشکر کو برق کے اسطرح سمجھانے سے عمرو جانب لشکر روانہ ہوا ادھر غبار ساحر
جادوئی سوار جو غرق زمین ہوئی بہت دور جا کر مثل غنچہ کے تہ زمین سے برنگ لالہ وگل نکلی اور خیال
کیا کہ چلے اپنے ملک مین جلکر لشکر تیار اور طبل و خزانہ ساتھ لے پھر لشکر مہرخ مین چلو سنو افراسیاب
کر سب لشکر لیگا بس یہی تدبیر پسند آئی اور بزور سحر اُڑکر اپنے ملک مین پہونچی اسکے ملازمون کو
خبر ہوئی سواری اور اسباب تزک و احتشام ہمراہ لیکر اُسکے پاس حاضر ہوئے چار سو کنیزان حسین
ومہ پارہ اُسکی ہین وہ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہوکر آئین ملکہ دار السلطنت مین اپنے آئی سب
مال و اسباب بجنسہ جیسا چھوڑ گئی تھی پایا بر مسند حکومت پر بیٹھی اور اُسکی طرف سے فوج کا مالک
تھا وہ وقار جادو نام ایک ساحر تھا اُسنے آکر تسلیم کی نذر دی جبار نے ہنسکر کہا کہ اے

کوہ وقار عجیب طرح کا مقدمہ درپیش ہے کہ جسکا بیان کرنا بھی دشوار ہے خیر جسطرح کہتی ہون تو سُنو مجھ سے اور افراسیاب مالک طلسم سے بگڑ گئی ہے اور مین مہرخ سحر چشم کے شریک فریق ہو گئی ہون کوہ نے کہا مہرخ نے جو آجتک مقابلے کئے بادشاہ کا کیا کیا آجتک اسد اور رمہ جبین قید مین غبار انگیز نے کہا مہرخ نے بہت کچھ کیا کہ بادشاہ سے لڑ گئی ہان یہ کہو کہ وہ بادشاہ کی خاک پا بھی اُسکا کچھ بادشاہ نے آجتک نہ لیا کوہ نے عرض کیا کہ غلامون کو مالک سے تقریر کرنا نہ چاہیے اچھا جو کچھ آپنے کیا بہت بہتر کیا ہم آپکے مطیع ہین جو فرمایئے وہ بجا لائین جب ملکہ مذکور نے یہ عجز اُسکا دیکھا خوش ہو کر خلعت سے اُسکو تخلیع کیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری تیار ہو اور اژدر بارگاہ مال خزانہ لاد کر روانہ کرو بموجب ارشاد اُسیوقت نفیر سحر کو دم ملا فوج نصرت شعار اُسکی مسلح و مکمل ہوئی آسمان دود سحر سے ایک دودی جہاز نظر آنے لگا ہر سمت صدائے ابوق و نفیر سے تزلزل پیدا ہوا باز و بط جانوران سحر نے ردے دہر پر کو لکر کالا کیا ایک سمت مار کے دمنی ساحر بھی اور سرمار بھی ہتھیارون کو کھڑکھڑانے اپنا جوبن دکھاتے تھے تنے ہوجاتے تھے گھوڑے انکے دنیا کو پامال کرتے

تھی سواری کے فیل کی وہ دھوم | جیسے ابر بہار آئے جھوم | آئی دولت سرا سے جو سواری
لعل ناب و گہر تھے صرف نثار | اک عماری کے ساتھ فیل نشان | آگے مانند کوہ زر کے رندان
اور ہاتھی تھے جھومتے جاتے | جلیبی کے جوان بدھواتے | لپٹین جاتی تھین برابر یون
صف مژگان دلیرون کی جون | پالتبہ رکاب مین تھے سرنگ | جلے دیکھے کمیت چرخ ہی دنگ
تھا بہت تیز گام اسپ خیال | رنگیا دیکھ کر انکھون کی چال | خلاصہ کلام غبار انگیز گلفام سبب

فوج و خزانہ لیکر تمام قلعہ کو ویران کرکے بازار بیوپاری سب لشکر مین مقرر کرکے نرگسی کوہ کی طرف سے راستہ بادشاہ کی آمد و رفت کا چھوڑ کر جانب لشکر مہرخ فرخ نامور روانہ ہوئی یہ تو یہان سے جب دور تر نکل گئی تماشہ جادوان اُسوقت ملکہ شوخ جادو کے یہان ناچ وغیرہ دیکھکر فارغ ہوا اور اُسکو خیال غبار کا آیا کہ ارے ہمنے جلاد جادو کو بھیجا تھا کہ وہ غیار اور برق عیار کا سر کاٹ لائے بڑا عرصہ ہوا کہ وہ ابتک نہ آیا جلد تر کوئی جاکر باہر باغ کے اُسکی خبر لائے پہر گیا گذری حسب الحکم ملازم شوخ جادو کے دوڑے اور ہر طرف تلاش کیا آخر ایک مقام پر جلاد جادو کی لاش پائی کہ سر شق ہو گیا ہے اور مرا ہوا پڑا ہے یہ دیکھکر خدمت بادشاہ مین آکر عرض کیا

کہ حضور جلاد مردہ پڑا ہی اور غبارہ و برق کا کہین پتہ نہین ہی یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ صاحبو مین یہ حیران ہون کہ یہان کون آیا جو جلاد کو مار کر غبارہ کو لے گیا یہ کہکر اپنی بغل سے ایک لوح نکالی اور سحر پڑھکر اُسکو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ جب غبارہ کو جلاد لیگیا اور قتل کرنے لگا وہان عمرو عیار موجود تھا اُسنے پتھر مار کر جلاد کو مار ڈالا اور غبارہ انگیز کو لیگیا بس لوح سے یہ معلوم کرکے شاہ وہان سے اُٹھا اور کہا اے شوخ تم غبارہ کے قتل کی نسبت تنگ راہ میری ہو مین ہر وقت انسان کو ناچ و رنگ بھی دیکھنا اچھا نہین اگر مین خیال کرکے پہلے ہی اسکو مار ڈالتا تو اچھا تھا مین تو مصروف عیش و نشاط رہا و دشمنون نے اپنا کام کیا شوخ نے بہت کچھ عذر کیا اور کہا مجھسے جو خطا ہوئی ہو طلا رمان جناب معاف کرین بادشاہ نے کہا کہ ہم تجھسے بہت راضی ہین مگر خیر غبارہ اگر چھوٹ گئی تو کیا ہوا میرے ہاتھ سے کہان جائیگی یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور راہ مین سوچا کہ چلکر غبارہ انگیز کا ملک تمام ویران کردے خزانہ لوٹ لے وہ محتاج ہوجائے بس یہ سوچکر سنا ہا ہوا اور پھر عقاب پر آیا وہان کشتی سحر لگی تھی سوار ہوکر پار جو اُترا ملک طاؤسیہ مین پہونچ گیا یہان جو دیکھا تو سب ملک ویران نہ فوج نہ پرندہ کا مکین ہین نہ مال ہی نہ خزانہ ہی سوچا کہ غبارہ اگر پہلے ہی نکلی ہوگی تو نے بڑی غفلت کی جو بیٹھا ناچ دیکھا کیا اب چلکر لشکر صرصر مین وہ ملیگی اُسکو مع صرصر کے قتل کی یہ خیال کرکے وہان سے رنجیدہ خاطر ہوا اور جانب ظلمات گیا اور اُسکو اختیار ہی کہ ہر مقام سے ظلمات مین چلا جاتا ہی بس ظلمات مین پہونچکر ایک نامہ اُسنے لکھا اور طائر سحر کو دیا کہ پاس ظالم گیسو دراز ظلماتی کے لیجا کے طائر نامہ کو زمانہ منقار مین دبا کر چلا اس ظلمات مین ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے دامن مین قلعہ آباد ہی اس قلعہ کا ظالم حاکم ہی چنانچہ وہ اپنے دارالامارہ مین بیٹھا تھا کہ طائر نے لاکر نامہ دیا اُسنے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے منت ظالم گیسو دراز ہمارا تمھاری ملاقات کو جی چاہتا ہی اور یہان کار ضروری ہی پس لازم ہی کہ بلفور دیکھتے اس نامہ کے مع فوج قاہرہ اپنی کے جلد تر ہمارے پاس آؤ یہ پڑھکر اُسنے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ اے منت سنج چشم افراسیاب نے بعد مدت کے ہمکو یاد کیا ہی اور ظاہر ہی کہ طلسم مین غدر بھی پڑا ہی اچھا پھر کچھ ہی ہو ہمکو بادشاہ کے حکم کی تعمیل ضرور چاہیے انجام جاؤ اور فوج کو مسلح و مکمل کراؤ سپہ سالار یہ حکم سنکر لشکر تیار کرانے گیا اور اُسنے بجواب نامہ عرضی لکھی کہ غلام حاضر ہوتا ہی طائر نے جواب لاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے عرضی پڑھکر

باغبانان وغیرہ جو لوگ گردان حاضر تھے اُسنے کہا کہ ہمنے ظالم ظلماتی کو بلایا ہی آتا ہوگا وہ جاچ لیتا۔ تو ساحرون نے کہا کہ حضور وہ بڑا زبردست ہی ہمیسے بیس ہی تعریف اُسکی سب کرنے لگے غرضکہ بہت خوشنود ہوا اور اسطرف ظالم کی فوج درست ہوئی ایک ایک مہنت جوگی جیپال اور شپیال کا پاجاما اوپہنے کرنے ہاتھون مین ڈالے منقاین سلگائے ہوئے ڈاڑھیان لٹکائے ہوے جٹا ہای خاکستری کا گٹھا سر پر رکھا ہوا گورسفید ور وچندن کی بدن مین ملے تصاویر سامری وجمشید وغیرہ سینہ وجبین پر بنائے کانون مین کُنڈل اور مندرے ڈالے بعضون کے سر پر حلقہ ہای زری کھچے ہوے رال وگوگل وغیرہ منقلون پر جلاتے دھوان ہوم کا بلند ہوم خانے اندرون پر لادے ہوے ہاتھیون پر مہنت زنگ ڈھر گم کردیے باندھے سوار گاون مین ہاتھیون کے گھنٹے بندھے ہوے کھڑکیتن نیز ہاسپاہی اٹھے مرنے وہ اسباب جہالت آرتہ گھوڑے کودتے اور عظم وشان سے روانہ ہوئے چل سواری کی سیر بھی ہی بڑی ؏ ایک خلقت ہی دیکھنے آئی ؏ چل زرلفت پوش فیل نشان

کوہ ندرسا تھا جیش پشت ہوان زری پوشون کا پشت زین پہ ہجوم آگے رودیے کے رنگینی کے ہما	گل کی پاکھر پڑی ہوئی یکبار اللہ اللہ ری اُنکی شان و شکوہ سو تی کرتے تھے طرفہ ہی نثار	ہاتھی آیا برنگ ابر بہار تو مین کتنے سونے کے سہاے تھے مگر فیل ابر گوہر بار
تھین جلو مین زنیان حاضر کوتل آگے تھے خوش جلو مین فوج نوبت کے بجنے پر تنگ	جادہ کے آسمانیان حاضر تو بنی خوش سلیقہ سادہ مین عقل ہوتی تھی بس کہ گو دنگ	تازی ترکی عراقی و عربی نے نوازمن کی جان ماری مین القصہ بڑے کروفر سے ظالم

خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوا اور سواری سے اُترکر اندر قصر قدسی کے آیا بادشاہ کو مجرا لیا نذر دی پھر اجازت بیٹھنے کی لی اور کل پر بیٹھا اور عرض کیا کہ جناب معلی نے آج جو مجھکو یاد کرکے سرفراز فرمایا کچھ سبب بھی اسکا ارشاد ہو بادشاہ نے اُسوقت سب ماجرائے گذشتہ جنگ جدال مہرخ وغیرہ کے بیان فرماکر حال غبار انگیز کی مخالفت کا بھی بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب تیغ اپنے تمکو بلایا ہے کہ جہان اور سب سیر سالکوں ارین مجھسے منحرف ہوگئیں وہان غبار انگیز بھی سہی اس سے تم ایک کیلی غبار ہوی فلک نکر ناجو جو اُسکی طرفدار ہو اور اُسکے لشکر وغیرہ سب ہی کو غارت کردینا ظالم کہا وہی غبار انگیز جو گوری گوری جوان کی ہم بشہر زمانہ مین یاقوت کی جھری رکھتی ہی شاہ نے فرمایا کہ ہان وہی ظالم

کہا حضور ذرا خطرہ نہ لیجئے کہ مین جا کر طبقۂ اعظم کا الٹ دونگا جہان سب مخالف ہین اور ہر ایک کا
بعنایت سامری مشکین باندھکر حاضر آستان کرونگا لیکن ایک بات شرم کی اور خلاف ادب سلطانی ہے
اسکو عرض نہین کر سکتا ہون اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن بادشاہ نے فرمایا کہو تمہاری
جان بخشی کی اُسنے اُٹھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ عیار کو مین پکڑ لاؤن تو مجھی کو وہ مرحمت
فرمایئے کہ مین ایک مدت سے اسیر شیفتہ اور فریفتہ ہون اور ایکدن بیچ جادۂ مہر کے بیٹھا ہون اُسکو دیکھا تھا

ہون ہوئے نا آخرین کے ساتھ
جواب نفرین ... کو جواب ملا
فتنہ خفتہ ہوا ہون سودائی
اب تو وہ بھی کمی سے کرتی ہے

رابطہ آہ آتشین کے ساتھ
بستر خاک پہ گرا ہون زار
دور پہونچی ہے میری رسوائی
نا امیدانہ گرگرون ہون نگاہ

ہونٹھ سوکھے تو خون ناب پیا
درد کا گھر ہوا دل بیمار
آہ جو ہمدمی سے کرتی ہے
دیکھتا ہون ہزار روز سیاہ

الطاف خسروانی و عنایت سلطانی سے بعید نہین کہ یہ التماس میرا درجۂ اجابت پہونچے شاہ نے
سوال اُسکا سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ سب معشوقین طلسم مین ہماری ہین کہ کوئی انمین سرفراز
ہے ہو چکی ہے اور کوئی ابھی باقی ہے انمین سے ایک یہ بھی ہے کہ ابھی میرے کام مین نہین آئی مجھکو
اور بہار کیطرح چنانچہ جب تمنائے دلی تیری ہے مجھکو وہ عنایت کی تو اب اُسکا اختیار ہے اسنے عنایت
شاہ کی دیکھکر پھر نذر دی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور لشکر ہمراہ لیکر طلسم ظاہر کی جانب چلا شاہ نے
اُسکے جانے کے قبل نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ ہمنے ظالم گیسو دراز ظلماتی کو بھیجا ہے تم جانتی ہو کہ وہ جوان
ظلمات مین سے ہے اور بڑا معتبر ہمارا نوکر ہے اور خیرخواہ بھی ہے اُسکی خاطر بہت کرنا اور
تماشا اُسکی لڑائی کا دیکھنا اور جب وہ عیار انگیز کو پکڑ لائے تو عیار کو ہمنے اُسے دیدیا ہے وہ
جو چاہے اُسکے ساتھ کرے تم دخل نہ دینا یہ نامہ حیرت پاس جو پہونچا اُسنے پڑھا اور حکم دیا
کہ جلد سر بارگاہ وسیع و عالی برپا کیجاوے کہ شاہ نے خود سفارش ظالم گیسو دراز کی فرمائی ہے
حسب ارشاد ملکہ بارگاہ دلکشا نصب ہوئی انمین خوان طعام گوناگون کشتیان شراب صاف
کی اور سب اسباب راحت و عیش بھی مہیا فرما دیا اس عرصے مین باہزاران احتشام و تجمل ظالم
گیسو دراز ظلماتی یہان آکر پہونچا ملکہ نے استقبال کرایا اور لشکر اُسکا اُترا دیا وہ جب سامنے
آیا بصد عجز و انکسار کو سامنے خاتون بادشاہ کے جھکایا خلعت ملا جھٹ شراب پینے لگا

صبح کا دم بھی ذرا سر کر گیا نکلا ٭ ڈھلا تو کا پتا نہ نکلا ٭ راز شب آشکارا ہوا ہر کہو شور محشر و و بار اہتمام بعد ہم جوخ و بہار و شکیل مو دغیرہ ہزاران کنت و شوکت تختہای سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلے ہی تھے میں نفیر و دق کا شور رہا مائل جنگ ہر صاحب زور ہوا ایکطرف سے ساحر طائر سحر و اژدر اڑا کر چلے کسی سمت بہادر ہنچلے گھوڑے کو دوڑا روانہ ہوے تختہائے زرین کا رو ے ہوا پر چلنا آفتاب کی ضو میں ہر آفتاب نکلا ہوا دکھائی دیتا ساحر کو کاروے ہوا پر کتنے نقارے بلندی پر جو بجتے گرو بیان فلک کو خیال ہوتا کہ قلعہ فلک پر بجتے ہیں یہ لوگ حملہ کرتے ہیں ہر سمت بادشاہ لشکر کی شان میں نقیب یکی زبان یہ نظم

ڈر سے جگر شیر دن کے آب
لشکری اس فوج کا ہر اک عقاب
گرد اس لشکر کی گر جائے بلند
دقت گرگ عیش نے منہ پر نقاب

دشمنوں کو رو بہانہ اضطراب
موج زن جیسے ہو یہ دریا موج
پھر زمین و آسمان میں ہو حجاب

ماہی کی صف ہر گرو نجوم کی نقاب
بستیان اس ہمت کی جیسے حباب
جاے دشمن جون ملک یا سرخ

زیر دست اسکے زمین گردن کشان تا قیامت وہ رہے مالک ترقی

رستم غلظم تحمل سے داوگاہ مضامین آکر ہیبت سنبھلے ہو بیٹھے اس طرف جلیل خباب بجو اژ ظالم لیو ور از ظلماتی اپنی بارگاہ میں آیا تھا اور سو رہا تھا صبح کو جو اٹھا لشکر جانب میدان چلنے کو تیار تھا لیکن اپنے بزرگ وزیروں پندار کہا کہ ابھی بہت سویرا ہے میں ایک دو گھڑی میں تو سب خطا کرداروں کو بلکہ ان کا لشکر آگے چلے اس بازی شطرنج کی کھیل کرتا ہون یہ کہہ کے شطرنج بچھا کر مصاحبوں سے شطرنج کھیلنے لگا زمانی کی کچھ بساط نہ سمجھا لیکن عیار عمرو کی جانب بڑے بڑے فرزیون کو مات کر چکے ہیں سب نفرق ہر جگہ دوڑاتے ہیں گو وہ خلجند مرد میں پھنسا ہوا تھا لیکن ضرغام نے رخ نہ پھیرا جادوگر بنکے اسکی بارگاہ میں گیا اس نے شطرنج کھیلتے کھیلتے ایک قہقہہ مارا اور کہا بازی ختم پائی یہ کہتا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور وہ ضرغام کے لپٹ گیا پکڑ کر سامنے لایا اس نے استفسار کیا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں ملازم حیرت جادو کا ہون اور ساحر ہون ظالم نے کہا نہیں تو عیار ہے ضرغام نے کہا میں عیار نہیں ہون اس نے سحر پڑھ کر جو پھونکا روغن عیاری اسکے چہرے سے اڑ گیا سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ ضرغام عیار ہے بس یہ دریافت کر کے اسنے نامہ لکھا عمرو کو کہ ای عمرو تم نے لاکھون ساحر مار ڈالے مگر اب میرے ہاتھ سے تم مارے جاؤ گے اگر ایسی دلیریاں کرو گے تم کو عیاروں سے دعوی جنگ چاہیے میرے مقدمہ میں دخیل ہونا مناسب نہیں میں تمھارے طرفدار ساحروں سے لڑنے آیا ہون خبردار اب ہیون مکاری کو نہ دوڑانا اور ہر سہ بوکی

کو کام تمام ہوا یہ نامہ لکھکر ضرغام کو دیا کہ اپنے اُستاد کو جاکر دینا اور خط پتری بھی شتافرمانی جا ریحان آیا ضرغام
وہاں سے چلا تھوڑی دور جاکر دل سے کہا کہ تم اس ساحر کے باپ کے نوکر تو ہو نہیں جو نامہ پہنچاؤ اور پیام سلام
کرو چلو عیاری کرو جب جاتا بارگاہ میں نامہ بھی دکھا دینا خواجہ ابھی میدان جنگ میں آئے ہونگے وہاں
نامہ کا کیا موقع ہے یہ سوچکر پھرا اور دوسری طرح پر صورت اچھی بناکر بارگاہ میں ظالم کے آیا اُسنے
پھر سحر سے دریافت کر لیا اور پنجہ کو بھیجکر گرفتار کرا لیا اور عنبت سُرخ چشم کو بلوا کر کہا ابھی تم
اسکو پکڑ کر لیجاؤ اور مہرخ کے یہاں چھوڑ آؤ عنبت ضرغام کو لیکر اڑا اور سامنے لشکر جنگ آزما
کے لاکر اُسنے چھوڑ دیا اور کہا تجھے منع کر دیا تھا کہ اب آنا تو نے نہ مانا خیر اب کبھی ارادہ نکرنا ورنہ مارا جائیگا ضرغام نے
لشکر میں آکر خواجہ کو نامہ ظالم دیا اور سب حال کہا عمر وہاں سے میدان میں کھڑا تھا اُسکو جیب ہو رہا اور
کچھ عرصہ میں ظالم بھی سوار ہو کر جہ کارزار میں پہونچا صفشکنوں کی فوج میں گھنٹے بجے ناقوس پھنکے اژدر بجے
دہان پھنکارتے نارنج ناریل اچھلتے تھے رسول مسول چلتے تھے جو جو کہ سامری کے شور بلند ان
سینے اکر پلا دیا جاتا تھا جب صفوف فوج دونوں جانب ترتیب پذیر ہو چکیں جیپال عنبت ظالم کی
طرف سے میدان میں اجازت لیکر آیا اور بعد شلیخ شوری و نیرنگی سحر دکھا نیکے مبارز طلب ہوا
سمر غدار جادو فام ملازم مہرخ نے زینا اژدر اُسکے مقابل میں نکالا اور مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اُسکے
گیا اُسنے ایک نارنج مارا سمر غدار نے خالی دیا اور ناریل اُسکے سینہ پر لگا یا اُسنے بھی خالی دیا اور خنجر
آکر اپنے کان کنڈل نکال کر جو مارا وہ کنڈل بجلی بنکر جگر دسمر غدار کو کاٹ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا
سمر غدار کا بھائی بیخو اس سانحہ کو دیکھکر تاب نلایا اور مہرخ سے اجازت لیکر بمقابلہ آیا جیپال نے اسپر بھی
کنڈل کھینچ مارا لیکن یہ بہادر زمین میں سما گیا کنڈل خالی گیا اور پشت پر جیپال کے زمین سے نکلا اور للکارا
کہ سنبھل وجبتا سمر دار ہے اُسنے ایک تلوار سحر کی لگائی کہ بجلی بنکر وہ تیغ آبدار بھی جیپال کے سر پر
گری اور اسکو بھی کاٹ گئی دھمک اور شور گیر اُسکے مرنے سے بھی بلند ہوئی یہ حال جو ظالم نے دیکھا سب لشکر
کو روک کر خود آپ بمقابلہ نکلا اور میدان میں آکر للکارا کہ اے گروہ کمزور امان آؤ میرے مقابلہ میں یہ سمجھا تھا
کہ ملکہ بہار اپنا طاؤس خوش رنگ بڑھا کر سامنے مہرخ کے آئی اور کہا اے ملکہ یہ یلو ربنے والا طلسمات کا ہے جسکو شاہ
طلسم نے غصہ میں آکر چھوڑا ہے ایسے ویسے سیاہ سے مارا نجائیگا میں اسکے مقابلہ میں جاکر نصیب آزمائی کرتا ہوں
لگے ہمیں انعام نصیب ہوا مہرخ نے اُسکو گلے سے لگا کر رخصت کیا یہ محبوبہ خوش لقا دشمن اداو دل لشکر یاں

پامال کرتی حنائی اُنگلیاں اپنی کیا دکھاتی کہ قتالۂ عالم ہونا اپنا جتاتی زلف رخسار پر اُسکے لٹکتی تھی پاکیتی تھی کہ سب دشمنوں کو پریشان کرونگی چشم فتان کا بہزاران شوخی یہ اشارہ تھا کہ حرکت غمزہ نے میرے ہزاروں لشکر دل پامال کر دیئے ہیں اب بھی خوف لشکر اعدا کو حیران بنا دونگی چہرہ میں بسان آفتاب تاباں وہ گرمی کہ جسکے مقابل آ کر کوئی سامنے ٹھہرنے کی تاب لائے ذہن تنگ لیا کہ دشمنوں کو راہ عدم دکھائے عجب حسن لاجواب کی اُسکے بہار تھی وہ آئی

سراپا وہ بہار تھی کہ ابیات

دیدۂ گل میں جا گہ اُسکی
نقش قدم تھا یاسمن اُسکا
جب وہ چہرۂ تابندہ ہوا
کاکل صبح سے خوش آیندہ

نکہت گل گرد رہ اُسکی
گل شگفتہ اُسکے رو کا
ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو
دیکھ اس رخ کی نور افشانی

چشم پرہ سارا چمن اُسکا
سنبل اک زنجیر ہے مو کا
زلف اس چہرہ پر تابندہ
شمع مجلس ہو پانی پانی

الحاصل یہ فروغ افزائے مجلس جلوہ بیانی سامنے اُس ظالم اظلم کے جا کر پہونچی اُسنے اُسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ خوب تو نے ادھر کو پیٹ سے پاؤں باہر نکالا کہ میرے مقابلہ میں آئی مجھکو بھی تو نے افراسیاب تصور کیا ہے افراسیاب تیرے عاشق ہیں وہ طرح دیجاتے ہیں لیکن میرے ہاتھ سے تو بچکر کہاں جائیگی اچھا اپنا ارمان بلکہ سحر نکال لے بہار نے یہ سنکر خیال کیا کہ یہ چلے مار چلے وہ ہے میری یہ زبردست ساحر ہے شاید مجھے مہلت سحر کی نہ دے بہتر تو یہ ہے کہ اپنا کام پہلے کر لے یہ سوچکر اُسنے طاؤس پر سے جست کی اور بیچ میدان میں کھڑے ہو کر کچھ افسون پڑھا اور پکاری کہ ای بہار آ اُس آواز کا دینا تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے لگی ہر ایک کی نیند ہو گئیں پھر جو آنکھیں کھلیں یہ سمت چمنستان بنا پایا اور اُس چمنستان میں لالۂ گل لگا پایا جوش پر فصل بہار تھی گلشن میں آمد یار تھی باغ بالکل غیرت گلستان تھا سنبل شبنم سے بوند بالوں پر چھڑک کے پریشان تھا شاخ نازک کہ تھی گلشن کے دست نازک کا گیت تھی ہر گلی کوچہ پر نازک کے پاؤں تھے اسباب عیش سمیت تھی شگوفہ گیلاس کی شکل غنچہ بلبلیں خراب کی تھیں سوسن بھی اودی بانات کی کرتی پہنے تھی رنج شکوہ کھاتی بقدرت تاب تھی جب ہوا چلتی تھی تو پتوں سے آواز ارغن بجنے کی آتی تھی لالہ نے سلامی کے لئے آتش چلائی تھی جو نار رگ ابر بہار کو کھلی کہ نسیم سحر نے ساز خوشی بنایا تھا نگر زری باجا بجایا تھا اُس گلستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

اپنی شمشیریں چمکتی ہوئی دکھانے لگے
آ کے دکھلانے لگے بلبل بھی جوہر کا فن

آ پڑے گی جو کہیں نہر میں بجلی گر
اُسکا منہ دور کو غنچہ کے گھڑے لیکے ہمارا

سینہ نور زری کے لئے دیکھ کر دہنی تھا
یاسمن تو بھی سینے میں جلے گی بن

نکہت آئیگی گل کھول کلی کی گلمرد　　ساتھ ہو لیگی نزاکت بھی جو آئیگی حسن　　حوض ہندوستی فرنگی سے مشابہ ہونگے
اُسمین ہو دینگے پریزاد بھی عکس فگن　　کیا تعجب ہے کہ فوارون کی ہو سیارگی　　رہنگے طفل حبشی ایسے کہ ہون مست ہرن

جب ایسا باغ پر بہار تیار ہو چکا ملکہ بہار اس باغ مین داخل ہوئی اور لباس پرتکلف کے اپنے اور زیور مرصع کار کے علاوہ حسن وجمال کی جھبن دکھانے لگی ہجوم مرد جو لشکری ظالم کے ساتھ تھے وہ سب جھومنے لگے اور شعر عاشقانہ ہر ایک نے ورد زبان کیے کوئی پکارا کہ اے جانی ملکہ بہار ہم تو تیرے فرمان بردار ہین بیت

یون ناکام رہینگے کب تک جی مین کام کرین　　رسوا ہو کر مارے جائین تجھکو بھی بدنام کرین

کسی نے آواز دی کہ اے میرے دل وجگر سے بہتر کیا تیرے حسن وجمال کی تعریف کرون کہ مطلع

کس سے مشابہ کیجے تجھکو ماہ مین ویسا نور نہین　　کیونکر کہیے بہشتی ہے وہ اس خوبی سے تو حور نہین

ایک اُنمین سے بولا کہ اے راحت جان عمر مطلع

دل کے گیے بعد دل کھلائے گئے دیکھیں کیا کیا ہون　　محزون ہوئین معشوق ہوئین مجنون ہوئین رسوا ہوئین

اسی طرح تمام لشکر دیوانہ وار عشق بہار مین یہ اشعار پڑھتا ہوا جانب باغ روانہ ہوا اشعار

کہان تک شوق وصلت مین سہین غم
نہین دل مانتا سمجھائین کیونکر
کہان تک سوز شوق ہمکناری
فسون خون تھان وجوش
حریف یاس اک مدت سے ہو ہین
رہے عاشق کشی تیری سلامت

نہین جی صبر کرتا کیا کرین ہم
کہان تک آرزوئے ہمنشینی
کرے یون گرم جا بر مین ہماری
کہان تک طوق دام جدائی
خبر لے جلد اے ظالم کہ ہم ہین

نہین جان ٹھہرتی ٹھہرین الگ کر
رکھے درماندہ خلوت گزینی
کہان تک اشتیاق بوسہ لب
کہان تک عرض غم کی نارسائی
نہین بچتا کہ جی پر ہے قیامت

جب لشکری اسطرح دیوانہ وار چلے تب ظالم نے کچھ خاک اُٹھا کر اپنے لشکر کی جانب اُڑا دی وہ خاک جسکے سر پر جا کر پڑی وہ چپ ہو کر ایک مقام پر کھڑا ہو رہا پھر کچھ نے شور وغوغا نہ کیا جب سب اپنے لشکر کو وہ ساکن بعیر سکون کر چکا اُس وقت پکار کر کہا کہ واہ بی بہار تمھارا کیا کہنا بس اے سحر پر تمھین ناز تھا اب اچھا ہوشیار ہو جاؤ اس نعرہ کرنے پر بہار نے اور زیادہ اپنے سحر کو زور دیا لیکن اُس ظالم کو کچھ اثر نہوا اور اُسنے اپنے گیسوئے دراز سے بالون کو توڑ کچھ افسون پڑھا کہ وہ بال مثل زنجیر بجلی کے نکلے اُس زنجیر سے اُسنے بڑھکر حکم دیا کہ جاؤ اور اس لشکر

خرچ نا کار کی نوع بنوع مرزا ران باندھے اور ایک پل اور ٹور کر کے باغ کی جانب بہار جادو کے پھینکا
کہ جا تو اس باغ کو بہار کے تاراج کرکے بہار کو مع کنیزوں کے پکڑ لا وہ پل زمین پر گر کر ایک اژدر خونخوار
بنا اور شعلہ ہائے آتشین چھوڑتا ہوا جانب باغ نگارین بہار روانہ ہوا اور باغ مین وہ بانی جب پہونچا
یہان تمام دشت ویران بنگیا جہان ایسے موذی کا گذر ہوا اور اس اژدر کا یہ حال تھا کہ ابیات

وہ تھا باغ اُسکے سبب ہولناک — دم اُسکے نے وان کی آبادی کھوئی — کہان سایہ اشجار و سبزہ کہان
درخت اُسکے جاتے رہے تھے وہان — صدای مہیب اُسکی ایسی بلند — جگر چاک تھے سب ہوا پر پرند
اُڑا اسطرح باغ مین بس غبار — کہ وہ باغ تھا ایک تاریک غار — پہونچتا تھا گردون تلک شور و شر
ہوا صاف ہو گی نہ دو دوپہر — جدھر بھر نظر دیکھیے لگ جائے آگ — دم و دم کشی لب پہ پھیلے ہی ناگ

خدا کی مار اُس پل کی گانٹھ نے اپنے دم آتش فشان سے تمام درخت اور چمنستان جلا دیے جو
شجر کہ پھولا پھلا تھا وہ اب خار آتش فشان نظر آتا تھا طاؤس باغ اور لالہ کا دل ہی آتش سے
داغی ہوا ہر حنا کا دل ہی رنج سے خون ہوا سوسن دھان گئی ہر جیسے ہی نیلی ہے سنبل
پریچ و حومین کا پتا دیتی ہے نہرین جوش کھا کر اُبلنے لگین جیسے کوئی پانی کھولتا ہے ترکیب بند

یہ گلستان سرا آئے تماشا نہیں رہا — وہ تو بہار گلشن دنیا نہیں رہا — افسوس کوئی پردہ نشین پردہ نہین
وہ حسن جس سے خلق ہوتا نہیں رہا — حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ حالی — حیف ہے کہ زندگی کا مزا تھا نہیں رہا
اپنی خرابیون کو کہان تک چھپا رہے — وہ شمع روئے انجمن آرا نہیں رہا — ہر صبح جبین آئینہ آلودہ تم سے تھی
یہ آب و تاب حسن اُسی دم کے سبب سے تھی — جب وہ باغ سب جلکر خاک ہوا اُس اژدر نے دم کھینچا کہ کنیزان ملکہ بہار

اور بہار جادو سب کھنچکر اُسکے دہن مین چلی گئین اور وہ اژدر پھر کر سامنے ظالم کے آیا بہار کو
مع کنیزان کے اُسنے اُگلدیا ظالم نے قید سحر مین مبتلا کر کے اُسکو تو لشکر یون کے حوالہ کیا اور آپ لشکر پر
آگے بڑھا اسوقت خواجہ عمرو وغیرہ عیاران نے دیکھا کہ معاملہ خراب ہے یقین کامل ہوا کہ ہمارے
لشکر کی شکست ہوگی بس یہ حال دیکھکر عیار تو سب لشکر سے نکل گئے اور وہ زنجیر جو بادون کی بنی تھی
وہ آکر لشکریون کے دست و پا و کمر مین لپٹنے لگی اور ایسی وسعت اُسکو ہوئی کہ تمام لشکر کے بند
کو اُسنے جکڑ لیا ایک ہی رسی مین یہ بچارے سب بندھے جو جو کہ بزدل تھے وہ پہلے ہی سے بروقت
نا زجی مجلس بہار جادو بھاگ گئے تھے باقیماندہ اُسوقت بندھے سے جو بچے بھاگ نکلے بازار مین

لشکر کی بند ہوگئیں وہ چل پہل اور رونق سب مٹ گئی جو جو لشکری کہ منچلا پن کرکے آمادہ لڑنے پر ہوئے ایک سو ہمت کو ہمراہ لیکر ظالم بھی اُنپر آپڑا اور تلوار چلنے لگی کچھ دیر زد و کشت کا ہنگامہ برپا رہا آخر وہ بھی گرفتار زنجیر سحر ہوئے اب ہر ایک کی زبان غم بیان پر یہ افسانہ تھا کہ ابیات

کیا ماجرا لکھوں میں کہ تاب قلم نہیں
آتا نظر وہ سلسلۂ خم بخم نہیں
ہیں نالہ ہائے صور صریر قلم نہیں
آواز ہائے ہائے کی آتی ہے متصل
وحشت مری نگاہ سے ہو کیونکر جلوہ گر
گردون ظلم گنبد ماتم سے کم نہیں

غرض اس زنجیر سحر میں بصد ستم یہ سب بستہ رنج و الم کھنچے ہوئے چلے اور سامنے ظالم کے دور تک لے آئی اُسنے ہر ایک کو طوق و زنجیر سحر پہنا کر قید کیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھر اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ انکی بارگاہوں اور مال خزانہ پر جا کر قبضہ کرلو اور جب تک کہ یہ سب قتل ہوں یا اعتاب شاہ طلسم کی خدمت میں جائیں اُسوقت تک کوئی اسباب انکا غارت نکرے بارگاہوں پر ان پہارے چپراسی مقرر ہو گیا اور یہ بھی بارگاہ حیرت میں آیا لشکر نے انکی کمر کھولی آسودہ ہوا اور اپنے حیرت کو آکر نذر دی اور عرض کیا کہ مبارک ہو میں نے سب باغیوں کو گرفتار کر دیا حیرت نے اُسیوقت عرضی خدمت شاہ طلسم میں اس فتح کی لکھی کہ اے بادشاہ ذی شان ظالم نے کار کردہ کا نمایان کیا ہے کہ زبان اُسکے وصف میں قاصر اب سب گرفتار اسیر سلسلۂ سحر ہیں اب جو کچھ حکم دیں وہ عمل میں آئے بلکہ اگر مزاج ہمایوں میں آئے تو خود قدم رنجہ فرما کر ان لوگوں کو قتل فرمائیے یہ عرضی تو تیلے کو دی کہ وہ لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور حیرت نے حکم ترتیب جشن دیا اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ ظالمۂ شب نے زنجیر کہکشان میں چرخ دوزکو گرفتار کیا کہ نظم

خواب سرخوش نے سر بار رکھا
کھل گئی ہمیہ پردہ پوشی شب
بخت بیدار نے سُلائے رکھا
رہی پوشیدہ گرمجوشی شب
رات کو ظالم نے اپنی بارگاہ میں آکر شراب خواری کرنا شروع کی جب

دماغ اُسکا شراب تلخ سے گرم ہوا بے اختیار خیال یار آیا سوچا کہ ساری لڑائی تو نے فتح کی مگر نہیں غبار انگیز جادو کا پتہ نپایا اگر اسوقت وہ ہوتی تو کس مزے سے پہلو میں سوتی وائے ناکامی کہ اتنی محنت بھی کی پھر بھی وہ جلوہ پرداز حسن نملی آہ یہ رات کیسی ہجر دلدار میں گذرتی ہے یہ سوچکر بیتابیاں کرنے لگا اور کہتا تھا کہ

تعلق و جوش منفعل کیسا کیسا
جون زمان دمبدم تغیر حال
نجم طالع کو بھی زوال ہوا
مجھ سے بیتابیاں نہ کی کیا کیا
کبھی جون سایہ خاک پر گرنا
دینا گھر خانہ و بال ہوا
کہ غم ہجر و گاہ یاس وصال
کبھی بیتاب دوڑتے پھرنا

کبھی جوش رشک طوفان بار | کبھی آہون کا باندھ دیتا تار | ابھی حالت بیقراری مین اہی بات

پر قرار پایا کہ جو کوئی شریک معرکہ ہوا وہ اُسکے لشکر مین موجود ہی اگر غبار بھی شریک رنج و راحت
معرکہ ہی تو کیون لشکر مین نہین ہی اور اگر نہین ہی تو انہین لوگون نے تیرا عاشق ہونا سنکر اُسکو کہین
چھپایا ہی تجھے درد فرقت مین اُسکے رلایا ہی انہین لوگون سے اسکا حال پوچھنا چاہیے اگر نہ بتائین
تو مار مار کے دریافت کرنا زیبا ہی بس یہ سوچکر جہان سب قید تھے وہان گیا پھر ایک اسیر سلسلۂ غم
کو زنجیر رنج و گزند سے پریشان حال قید خانہ پایا فرط غیظ و غضب سے زبان پر لایا کہ اے مفتریان مکار تم لوگون
نے عیارون کے ہمراہ رہکر جعلسازی سیکھی ہی بہتر اور لائق یہ ہی کہ جلد بتاؤ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار
کہان ہی مین خوب جانتا ہون کہ تم ہی نے اسکو کہین چھپایا ہی ایک نے یہ گفتگوے لاطائل
اور بے مغز اُسکی سنکر جواب دیا کہ ہمکو اپنے دین و مذہب کی قسم ہی کہ ہم اُسکے حال سے فی الحال آگاہ
نہین ہین کہ وہ شہزادی اب کہان ہی معلوم ہوتا ہی کہ اپنے ملک مین ہونگی یا جہان انکا جی چاہا
ہوگا تشریف رکھتی ہونگی ہمکو انکا حال کچھ معلوم نہین ہی اُسنے یہ سُنکر کچھ سحر پڑھا کہ زمین سے چند پُتلے
تازیانے لیے پیدا ہوے اُسنے حکم دیا کہ مار دہنکو اور قبول کراؤ کہ یہ ملکہ غبار انگیز کو بتائین پُتلے ساحرون
پر تازیانہ زن ہوے اُسوقت سب نے اشک حسرت رخسار پر بہاے اور کہا اے ظالم اگر تو ہمکو مار
بھی ڈالیگا جب بھی ہم واقف نہین حال غبار سے کچھ نہ بتا سکینگے اُسنے خیال کیا کہ شاہ طلسم ایسا
نہو کہ اُنکے ذلیل کرنے سے ناراض ہو اور آخر تو یہ سب مارے ہی جاوینگے پھر کیا ضرور ہی کہ تو انکو
بجبر و تعدی کرکے بے عزت کرے ناچار خاموش ہو رہا پُتلہاے تازیانہ زن کو بھی سحر سے غائب
کر دیا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی فکر عیاری مین ساحر بنے ہوے اُسکی بارگاہ مین آئے اُسکا تو سحر مقرر
ہی کہ جو کوئی عیار آتا ہی سحر اُسکو خبردار کرتا ہی چنانچہ خواجہ کے آنے کی بھی اُسکو خبر سحر نے دی اُسنے پتلۂ
سحر بھیجا کہ وہ آکر عمرو کے لپٹ گیا اُسوقت ظالم بھی آیا اور گویا ہوا کہ اے عمرو مین نے پہلے ہی تمکو نامہ
بھیجکر آگاہ کر دیا تھا کہ مجھکو عیارون سے کچھ کام نہین ہی مین ساحرون سے لڑنے آیا ہون بس مجھی ہی ہوا کہ
مین ساحرون سے لڑا اور اُنکو بافضال سامری و باقبال بادشاہ طلسم گرفتار کر لیا پھر تم ناحق اپنی جان
دینے کو آئے اچھا اگر آئے ہو تو ایک طرح سے تمھاری رہائی ممکن ہی تمھین یہ بتا دو کہ غبار انگیز طاؤس سوار
کہان ہی اسلیے کہ اس صاحب حسن و جمال پر مین ہزار جان سے شیدا ہون اور اب مین نے

افراسیاب سے اُسکو مانگ لیا ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور زار زار بزنگ ابر بہار جیب و دامن کو تر کیا اور پکارا کہ **نظم**

دل آزار تجھ بن ہی بے کل بہت
ہمارا ترا عشق ہے یادگار
مگر یون کر افسوس باقی رہے
تلف جیسے ہر دم ہو آپ روان

نہ جی کو مرے ہے ملے کل بہت
ترحم کر اب بس گیا کچھ نہین
گل تر یہ چند اوس باقی رہے
نہو جاتی اے کاش الفت کا ان

کہین یون فراموش رہتے ہیں یار
لطف کہ ہم مین رہا کچھ نہین
کٹھی جان جاتی ہے یون ہجر مین
اٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین

عمرو بھی اسکے ساتھ رونے لگا اور بولا ہوا کہ ہائے یہ عشق بھی کیا بد بلا ہی اے ظالم جب مین تمھاری معشوقہ غبار انگیز سے ملاقی ہوا تھا تو اُسکو بھی بیتاب اسی تب و تاب مین دیکھا تھا اور کہتی تھی کہ اے کاش یہ جان حزین نکلجاتی تو اچھا تھا کہ نہ منھ سے کہا جاتا ہی نہ اُس بن رہا جاتا ہی اب نہین معلوم کہ تمھاری جی وہ سودائی تھی یا یہ بلا کسی اور نے اُسکو لگائی تھی مین تو جانتا ہون کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی یہ تمھارا ہی جذب کامل تھا کہ جو اُسکو بیقرار کیے تھا سچ کسی نے کہا ہی کہ **ابیات**

محبت سے کسکو ہوا ہی فراغ
دلون کے ہین سوز سے سازہا
ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ

محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ
محبت عجب ترک خونریز ہی
گیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ

محبت اگر کار پرداز ہو
محبت بلا ہے دل آویز ہی
اے ظالم مین جانتا تھا کہ تم بہت

بڑے سادہ ہو اور مین جاؤنگا تو ضرور پہچان لوگے اب تمکو یقین آئے یا نہ آئے مگر مین آپ سے اس ماجرے کو سنکر تمھارے پاس آیا ہون کہ تم مہرخ وغیرہ کو زد و کوب کرکے حال غبار دریافت کرتے ہو بس مین نے کہا کہ جو کچھ مجھکو معلوم ہی جاکر بیان کر آؤن اس کلمہ کو سنکر ظالم خوشنود ہوا اور ہنسنے لگا پھر عمرو کو پنجہ سے سحر کے چھوڑ کر کہا غیار مین بہت کچھ تمکو دونگا اگر میری معشوقہ دلنواز کا حال بیان کروگے عمرو نے کہا کہ جب تم باغ ملکہ بہار تاراج اور برباد کررہے تھے اسوقت وہ ملکہ ایک درخت کی کوہ مین بیٹھی رو رہی تھی اور عزم اسکا یہ تھا کہ مین بھی جاکر اپنی جادو دن مگر کہتی تھی کہ اگر مین ظالم کے مقابلے مین جاؤنگی تو وہ پھر مجھ سے بسبب فرط الفت سحر نہو سکیگا اور اگر وہ مجھکو پکڑ لیگا تو جیسے یہ مین وصل اس سے کرنا چاہتی ہون وہ سب مطلب میرا فوت ہوجائیگا اس لحاظ سے اسکو نہ رفتن نہ پائے ماندن تھا ناچار ہوکر وہ تمھارے مقابلہ مین نہ آئی آخر مین نے اس سے کہا کہ اب

کہو تو مین جاکر ظالم کی خبر لاؤن کہ وہ بھی کچھ تمکو چاہتا ہی یا نہین کچھ ذکر تمھارا اپنے ساتھیون سے
کرتا ہی آہ سرد بھرتا ہی یا نہین بس یہ مین یہان جو آیا تو تمکو سرگرم نالہ و دخان پایا مرحبا ای مرد میدان
عشق یہی چاہیے جو کچھ کہ تمنے کیا المدد ای جوش خیال یار کہ کسی حال مین معشوقہ کو دل سے اپنے نہ بھولا
آپ اگر میرا اعتبار ہو تو قسم کھاتا ہون نمک کی اپنے مالک کی کہ مین جاکر اُسکو لے آؤنگا اور تجھسے
ملادونگا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ تمنے اور تو سب میرے طرفدارون کو گرفتار کرلیا ہی مجھکو
طلسم سے باہر نکالدینا ظالم نے یہ سُنکر قسم کھائی کہ مین آپ تجھکو طلسم سے باہر لیکر جاؤنگا اور لشکر
امیر مین پہونچا دونگا اور سو دو لاکھ روپے تجھکو دونگا اگر تو میرے یار دلنواز کو لیکر آئیگا اُسنے کہا
تو پھر آپ مجھکو رہا کر دیجیے کچھ دیر مین آپکی معشوقہ کو مجھ سے لیجیے ظالم اپنے دل مین سوچا کہ اگر تو
گرفتار کرنا اسکا چاہیگا تو جہان کہین یہ ہوگا پکڑ بلائیگا اُسکو رہا کر دینا چاہیے فایدہ کہ اوسمین اگر اوسنے اپنی
جان بچانے کے لیے ملکہ مذکور کو سمجھا کر لے آوے بس عاشق تو ملکہ غبار پر تھا ہی غور کرکے اُسنے عمرو کو
رہا کر دیا خواجہ وہان سے جست و خیز کرکے ایک درہ کوہ مین آئے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر پکارے
کر داد اجان خزینہ روم پر جب مین گیا تھا تو ایک پہلوان کو مع اُسکے غلامون کے اُٹھاکر مین نے
زنبیل مین رکھ لیا تھا چنانچہ وہ ہی اسوقت عنایت فرمائیے کہ خوب کنگڑا اور موٹا ہی یہ کہکر زنبیل سے
اُسی پہلوان رومی کو نکالا اور اُس سے کہا کہ مجھکو پہچانتے ہو نہ عمرو عیار وہ ڈر گیا کہ شاید
قتل کرنے کو مجھے زنبیل سے نکالا ہی بس گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ عیاران میری کیا خطا ہی
جو آپ مجھکو قتل کرتے ہین عمرو نے کہا ہم تجھکو چھوڑ دینگے اور تمھارے غلام بھی تمکو دینگے لیکن ایک
شخص کے پاس تمکو عورت بناکر لیے چلتے ہین جب وہ تمسے لپٹے اور مساس کرے اُسکو مار ہی ڈالنا
چھوڑنا نہین اُسنے کہا حضور مین ہر چند کہ قید مین آپکی بھوکا پیاسا رہا ہون لیکن ٹانگین حرامزادے
کے چیر ڈالونگا عمرو نے شاباش کہکر پشت پر اُسکے ہاتھ رکھا اور کہا جب کوئی تمسے پوچھے تو کہنا مین
ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار جادو ہون یہ کہکر اُسکو بخوبی سب حالات سے ماہر کردیا یعنے بتلادیا کہ
یہ مقام طلسم ہوشربا ہی اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اُس سے اور ہمسے مقابلہ ہی چنانچہ
اُسنے ایک ساحر ظالم نام کو لڑنے بھیجا ہی اُسنے آکر ہمارے طرفدارون کو پکڑ لیا ہی اور ملکہ غبار انگیز
پر وہ عاشق ہی اُسکو مجھ سے مانگتا ہی مین اُسکی صورت بناکر تمکو اُسکے پاس بھیجتا ہون خبردار کبھی نکر

مار ہی ڈالیا پہلوان رومی نے عشر کہا آپ دیکھیے گا کہ مین کیا کرتا ہون عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا
اور رنگ روغن عیاری اُسکے جسم پر لگا کر بعینہ بصورت ملکہ عجبار انگیز اُسکو بنایا خواجہ کا بنانا سبحان اللہ
عجبار انگیز بھی اُسکی صورت دیکھتی تو ہزار جان سے عاشق ہوتی ماہتاب سر پردہ نکالی کہ نہر کوثر ظلمات
مین گویا جاری ہوئی یا شب دیجور مین کہکشان کی روشنی طاری ہوئی جبین مبین کو جو کوئی دیکھے
نیا تماشا نظر آئے یعنے خورشید کی عوض شب زلف سے چاند نکلا ہوا پائے سحر کو مہتاب ہی آفتاب کے
عوض روشنی افروز عالم ہو آفتاب سے بہتر یہ نور مجسم قایم ہو ہمیشہ حسن کا معجزہ عیان ہو صاف
فلک سے چاند اُترا ہوا نظر آئے لوح سیمین نورانی تشبیہ ہی برق تجلی کہنے کو طبیعت خوش ہوئی ہے
نگاہ طرفہ آفت نئی بلا فسون سازی کا سارا نقشہ ان آنکھون سے اعجاز پیدا ہر گردش مین ظاہر
ہزارون ناز کبھی مارا کبھی جلایا مرگ وحیات کا پیدا اندازہ گورے گورے گال پھول سے بہتر حسن
قبول سے باغ حسن کے دو کنول دل انکو دیکھنے سے بیکل دہن تنگ مین تنگی سے جائے سخن
نہین صاف تو یہ ہے کہ پیدا دہن نہین سینہ پرستان کا ابھار نایہ شرد جانب مقابلہ مین شمس و قمر
قمقمہ نور کے دونون گیند بلور کے کیا اُسکا وصف بیان ہو کہ ابیات

مژدہ بخت عاشق کی برگشتگی
قیامت کا ٹکڑا ہوا تھا عیان
ہلے اُسکے ابرو جدھر کر کے ناز
نمایان ہوے سب یہ مرگ جہان
ہرے منفعل رنگ رخسار سے
مسیحا شہید اُسکے بیمار کا
غرض اور سب یون نہین کہنے کو ہین

نگہ ایک عالم کی سرگشتگی
وہ نازان جدھر آتی تھی اچپلی
کرے اسطرف ایک عالم نماز
وہ مُردون کو زندہ دوبارا کرے
خجل کبک انداز رفتار سے
سوا اُسکے باتون کے سب بات جین
مسیحا کے لب یون نہین کہنے کو ہین

قد و قامت اُسکا کرون کیا بیان
قیامت بھی آتی جلو مین چلی
چھپین اُسکے غمزے مین کتنے نہان
مسیحا جہان سے کنارہ کرے
خضر تشنہ ہے اُسکے دیدار کا
جسے سنکے مُردے بھی جی جاتے ہین
جب وہ پہلوان اس خوبی و

شمائل سے تیار ہو چکا اُسوقت خواجہ بھی اُسکے ساتھ ہوئے اور راہ کترا کر ظالم کی بارگاہ مین اُسکو
لائے وہ انتظار دیدار مین بیٹھا ہوا رہا لیکن منھ آب اشک حیرت سے دھو رہا تھا دیکھتے
اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ بیت

شکل نسیم ہے بجز تیری کرون ہون جستجو | خانہ بخانہ دہ بدہ شہر بشہر کو بکو

یہ کہکر ہاتھ عیار نقلی کا تھام لیا اُسنے ہاتھ چھڑا لیا اور کہا نچلے بیٹھو آخر یہ کیا ہو کہ لپٹے جاتے ہو اُسنے گود میں لیکر مسند پر بٹھا دیا اور عمرو نے کہا کہ اے ظالم تو مجھکو عنایت فرمانے کو کہا تھا وہ دلوا دیجیئے کہ میں بھی خوش ہو جاؤں اُسنے لاکھ روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیے کہ اُنھوں نے نذر قبول کیے اور وہاں سے لشکر نکر میں لشکر لوٹنے کے شہرے وہاں اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی عیار ہے کہ کوئی ہی نہیں جو غمزہ جان ستان اُسکے ساتھ نادر کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جبلی کے موافق ناز وہ کہا تا جیکا بٹھا رہا ظالم نے آپ ہی اُسکی منت کی کچھ شعر عاشقانہ پڑھے کہ اشعار

جگر میں ہو خون تو کیا خون ہے	نہیں صبر آتا تڑپے ہیں ملے
کوئے کسو کو نہ جا لاگ	کہے تو کوئی رہے سینے میں آگ
لگ کہتا پھرے ہائے دل ہائے دل	تن زار بے جان کیونکر جیے
	لہو نے جگر تک بھرے ہیں لگے
	کسو کا کسو سے نہ لگ جائے دل

یہ کہکر ایک جام شراب اُسکو دیا اُسنے لیکر پی لیا پھر اُسنے جام بھر کر دیا ظالم نے پیا اور اُسکو جب نشہ ہوا اور جانی وہ یہ عمرو زندگانی کہکر لپٹا پہلوان بھی اُس سے لپٹا ظالم کو معلوم ہوا کہ اسمین کچھ فریب ہے کیونکہ عورت کو یہ طاقت کہان اسکے لپٹنے میں تو بہت اچھے پہلوان کا زور معلوم دیتا ہے اُسنے سحر سے دریافت کیا کہ واقعی یہ عیار نہیں ہے پہلوان ہے یہ معلوم کر کے پکارا کہ اوے او فریبی کہاں جایگا میرے ہاتھ سے یہ دغا بازی میرے ساتھ پھر پہلوان رومی نے اُسکو جب دابا تھا تو وہ رومی تن تھا اُسکا بس نہ چلا تھا اب جو اُسنے زور کیا اور منہ اُسکا کھلا پہلوان رومی نے اُسکے دونوں کلوں میں انگلیاں دیکر چیرا اور زبان اُسکی ایک ہاتھ سے تھام کر جو زور کیا زبان باہر کھنچ آئی اُسنے نکال کر پھینک دی بس اب تو وہ تڑپ کر مر گیا ہو اعیاذا باللہ شور ایسا اُسکے مرنے کا بلند ہوا کہ یقین تھا آسمان پھٹ پڑے گا تفاوی بنگ تاریکی ہوئی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو اپنا ثانی نہ رکھتا تھا سحر میں ظالم گیسو دراز جسکا نام تھا لشکر میں غلغلہ اُٹھکر دوڑے تھے جگہ میں عمرو بھی گیا ہوا کیا ہوا کہتا ہوا اندر بارگاہ کے در گیا اور آتے ہی اُسنے پہلوان رومی کو جال مار کر نذر زنبیل کیا اور سر اُسکا کاٹ کر بھاگا ادھر حیرت نے لشکر جلد سوار ہوئی فوج اُسکی تیار ہونے لگی لیکن اُسکے مرنے سے لشکر میں چرخ کا سی چرخ اور حیرت وغیرہ سرداروں کے چھوٹ گیا اور سب نے غلغلہ مرگ ظالم سُنکر سجدہ شکر کیا پھر نارنج ترنج پکڑ کر یہ سب اُس قید خانہ سے نکلے لاکھوں آدمی کا ہجوم جو آگے لگے بے مروا

ظالم پر گراں بفسد دن کو بھاگ گئے راستہ غلامان نے زکیرتیغ بید دریغ رکھ لیا کشتون کے پشتے
اور لاشون کے ڈھیر لگا دیئے ظالم کا ظلم فوج کے آگے آیا جیسا کیا ویسا انھون نے پایا حیرت جو سوار
ہو کر اسکی بارگاہ کی طرف چلی تھی راہ مین اُسنے خبر سنی کہ اسطرح ظالم مارا گیا صرصر اُسکی فوج پر
گر رہی ہے یہ خبر سنکر ملکہ نہ کو رشہرگئی کہ میرے جانے سے فوج تو میری بیدل ہو رہی ہے بڑ ہل
پڑے گی اور مفت مین ذلت بھی ہوگی اگر شکست ہوگئی یہ سوچکر فوج کو تیار کر کے تھمی رہی کہ وہ غول
اسطرف اگر فساد برپا کرین یہان بھالا اور محمود و ذرلزلہ وغیرہ نے تہلکہ ڈالدیا تھا ایک ایک ا
مین صدہا کو بیجان کیا تھا تیر انکا چالیس چالیس سینے ایک ہی مرتبہ مین توڑ تا تھا کہین آتش فشانی
تھی کہین تیھر دن سے سرگرانی تھی کہین ماران سیاہ برستے تھے کہین دشمن جان بچانے کو ترستے تھے
کوئی بھاگتا تھا کوئی لڑتا تھا ملوار سحر کی شعلہ فشان تھی کمان جادو گر کو سستی تھی سینے مین غرق پیکان
تھے خنجر آلخبار تھے نیزے جگر کے پار تھے کچھ ہی دیر مین یہ عالم ہوا تھا کہ دریا خون جوش مار رہا ہے

اٹھا فوج میں بس یہ گرد و غبار
کہ منہ پر تھا خورشید آئینہ دار

سماں خشک رکھتا تھا ملک خود
زمین تنگ تھی سو تھی فرش بالا

نہ پوچھو کہ لوگون کا کیا حال تھا
جو رکھتے قدم وان تو بچ جاتے

یہی جدول تیر جس طور سے
بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر

فلک گھر سے تھا دھوان فوج
تخلل سے مطلق نہ گھٹتی تھی تاب

چلی تیغ صرصر کی اسطور سے
بہت آگئے لشکر مین ہو کر اسیر

خیمہ و بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب اس لشکر ظفر پیکر نے اُس ظالم اظلم کا لوٹ لیا اور وہ سب بھاگ کر
لشکر حیرت مین جا کر بلے مُہتت صرصر نے کہا بس مار کے بھگا یا بھر واگئے حیرت سے موکہ پڑیگا
بکچھ دیر آرام لینا اچھا ہے یہ کہکر طبل شادمانی و آسائش بجوا دیا اور لفتح وفیروزی پھری یہان
بارگاہ وغیرہ پہ جو لوگ کہ مین تھے اور بھاگے تھے وہ پہلے ہی سے خبر مرگ سردار سنکر ونقرار
لائے تھے مسکن ومقام اپنا صرصر نے آکر خالی از اغیار پایا لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا جو بازار والی
وغیرہ کہ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکر آباد اور دلشاد ہوے بارگاہ مین صرصر آکر بیٹھی جشن کی تیاری
کی یہان تو سب بعیش ونشاط مشغول آرام و حشمت ہین لیکن خوابہ نے صحرا مین جا کر پہلوان رومی کو
مع اُسکے غلامون کے زنبیل سے نکالا اور کہا اے پہلوان کار سے کردی واہ واہ کیا کہنا اچھا اب
تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ اور مین پہلے ہی تمسے کہہ چکا ہون کہ یہ مقام طلسم

ہوشربا ہے اور مین تمسے لڑنے آیا ہون لیکن بغیر طلسم فتح ہوئے کوئی باہر جا نہین سکتا
ہے اسوجہ سے مین تمکو باہر طلسم کے نہین پہونچا سکتا مگر ہان ایک بادشاہ طلسم کا کوکب روشن ضمیر
نام ہے اسنے عنایت فرمایا ہے اس سے کہکر باہر طلسم کے بھیجوا سکتا ہون اب جیسا تمھارے مزاج مین
آوے وہ قبول کرو پہلوان نے سر قدم پر خواجہ کے رکھا اور عرض کیا کہ مین اب تو آپکے قدم
کو چھوڑ کر کہین نجاؤنگا امیدوار ہون کہ زمرۂ ملازمان حضور مین مجھکو بھی منسوب
فرماوین عمرو نے سر اسکا اٹھاکر سینہ سے لگایا اور وہان سے لیکر اسکو بارگاہ حضور مین آیا
پہلے حضور کو نذر دلوائی پھر زمرۂ پہلوانان مین کرسی بیٹھنے کو دی اور اسکا کار نمایان کرنا
بیان کیا کہ اسطرح اسنے ظالم کو مارا حضرت نے بھی بہت کچھ اسکی تعریف کی اور خلعت گران قیمت
اسکو دیا پھر ماہوار بیش قرار مقرر کیا اور خیمہ اسباب سکونت و آرام کے لیے بھی عنایت فرمایا
پہلوان بھی مطمئن خاطر ہوکر ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگا اسطرف حیرت بدسیرت
بھی بعد موقوف ہونے ہنگامہ کے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور آپ آکر بارگاہ
مین بیٹھی سپہسالاران لشکر ظالم کو اسنے طلب کر کے حقیقت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ہم چار لاکھ
ہمراہ ظالم کے آئے تھے چنانچہ دو لاکھ کا سپہسالار تو حشمت سحر چشم ہے اور دو لاکھ کا حشمت
اژدر سوار ہے دو لاکھ ساحر تو اندھے سحر سے ہوگئے اور مارے گئے اب آدھی فوج باقی ہے اگر آپ
حکم دین تو ہم بھی لڑکر مر جائین جیسا آپ فرمائین ہم عمل مین لائین ملکہ نے کہا سنو صاحب ظالم
تمھارا مارا گیا تمھین لڑنے کے لیے حکم دینے کا اختیار شہنشاہ کو ہے وہ جیسا فرمائینگے دیا کرینگے
ابھی توقف پذیر ہو یا ظلمات کی طرف جاؤ وہ سمجھ ایک مقام پر اتر پڑی اور نامہ افراسیاب کے
پاس نامہ حیرت پہلے ہی پہونچا تھا کہ ظالم نے اسطرح سبکو پکڑ لیا ہے آپ آیئے تو قتل کیے جائین
یہ نامہ پڑھکر بہت خوشنود تھا اور قصد رکھتا تھا کہ جاکر سبکو ہلاک کرون کہ یکایک چند تیلے
سحر کے گریبان چاک کیے روتے ہوئے سامنے آئے افراسیاب نے کہا کیا خبر لائے ہو تیلون نے کہا خبر کیا ہے ظالم
گیسو دراز خداوند سامری کی خدمت مین پہونچے افراسیاب کے یہ خبر سنکر رنگ زرد ہوگیا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا پھر اگر کہا اے تیلو یہ تو بتاؤ کسنے میرے شیر جنگی کو ہلاک کیا تیلون
نے کہا ہمکو معلوم نہین کسنے مارا اتنا جانتے ہین کہ ظالم نے پہلے تو سبکو گرفتار کر لیا تھا

رات کو ملکہ غبار اگر طاؤس سوار آئین ڈنے اختلاط کرنے لگا تو پنج نزدیک مین آکر زبان حق
کلینچ پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا جاؤ گر خبر لاؤ کہ اب صرصر پیکر کیا کرتی ہے تیلیے پھر خبر گیری پر دو آئی ہے اور
صرصر لڑائی لڑ کر اور سب انتظام فرما کر بارگاہ مین اپنے آئی تھی اس ہنگامے مین وہ بھی زار ہو گئی
تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ پہلوان رومی نے ظالمہ شب کو خنجر صبح سے ہلاک کیا تھا کہ بیات
کہ جب بر سیاہ شب ہو گم + بڑھا نخل سپیدہ اسباب ظاہر + نو مد صبح کے پیدا ہو شور + چلا پھر دشت کو سلطان انجم
لیجیے افراسیاب صبح ہوتے ہی جانب لشکر حیرت سوار ہو کر روانہ ہوا اور صرصر نے فرمایا کہ تا
بہار کچھ دیر دربار کرین مین راحت و آرام کر لون پھر وہ آرام فرمائیگی مین تخت نشین ہو
اور نصف سردار دربار مین رہین نصف آرام کرین غرض جسکو کچھ کسل تھا وہ تو جا کر آرام پذیر
ہوا باقی دربار مین انجمن آرا رہے یہ حال سب پہلوانے افراسیاب نے دیکھا اور پھر کر چلا بادشاہ ہوشیار
ہو چکا تھا پہلے اُسکو آتے دیکھا بارگاہ حیرت مین آگئے یہان حیرت رنجیدہ بیٹھی تخت پر
آکر بیٹھی تھی کہ چار ہزار اژدر ... ہوا پر اُڑتا ہوا دکھائی دیا اور ابر زرنگاری ... نمودار
غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب اہل دربار مع حیرت بہر استقبال آئے افراسیاب
آکر بارگاہ کے دربار میں شاہ حیرت نے مجرا کیا اور سب نے مجرا و سلام ہوا شاہ تخت پر آکر بیٹھا تو
یہان خبر عرض کی کہ حضور صرصر کے یہان ایسا کچھ انتظام ہے اور خوشی ہو رہی ہے شاہ خبر سنکر غمگین
ہو گیا اور کہا اے ملکہ حیرت تمنے کچھ دیکھا کہ کیا ہو گیا اس غبار نے بڑا غضب ڈھایا ہے ناک مین دم
کر دیا ہے کہین چوکتی ہی نہین اور اس حرامزادے شہوت پرست ظالم کو بھی ایسی وقت غبار اُلٹے
کو بلا دیا تھا کہو کہ جب سے خیمہ ہو گئی تھی غبار اکیلی بیچکر کہان جاتی آخر مل ہی جاتی کیا فر چھایا کہ
آج ہی اسکو بلوایا سزا اتنی اُسکی جیسا کیا ویسا پایا حیرت رونے لگی اور کہا اے شہنشاہ آپ بجا ...
دہ فرمائین مگر اس زندگی بے غیرت پر ہماری لعنت ہے کہ وہی تو لاکھ مرتبہ اچھا ہے ذلتون پر
ذلتین ہوتی ہین افراسیاب نے کہا آج تو کیا ذلت ہوئی آگ بت کی باتین کرو صرصر کی جیتی
تھک نکلی ہو گی کہ بادشاہ طلسم کے ایسے ایسے لازم ہین اور ظالم خادم قریب تھا مارا گیا ورنہ کسکا مقدور تھا
جو نگاہ کج اسکی جانب دیکھتا اچھا اب تمھاری یہی خوشی ہے کہ حملہ لشکر پر جاؤ تو علاج مین
تو دلتا ہون یہ کہکر ساحر کی جانب مخاطب ہو کر پکارا کہ جسکو میرا سا تو منظور ہو وہ ...

باقی ابھی سے کنارہ کر جائے کیونکہ آج افراسیاب لشکر حمزہ غارت کر دیگا اور یہی ارادہ کر کے
آیا ہے پھر جنگ دوسرا دن اس سے اول ہی یہ جنگ آگاہ کر دیا یہ نعرہ اسکا لشکر چار ہزار جادوگر
تھیں سنکر اٹھا اور گویا ہوا کہ اے شہریار حیرت خردشتی کو حاضر ہیں چار قدم آگے آپ بھی
پائیگا اور سوے آلاش کے میدان میں ہمکو بھاگتے نہ دیکھیے گا ان ساحروں کا یہ کہنا تھا کہ حیرت نے
بھی لشکر کے سپہ سالاروں کو بلا کر حکم شاہ سنایا اسیوقت ہر طرف جادوگر مستعد اور انہوں نے پر تیار ہو گیا نفیر ہائے
سحر بجنے لگیں ادھر مصور صورت نگار کو خبر ہوئی کہ آج بادشاہ طلسم کو غصہ ہے لشکر حمزہ غارت کرنیکا مصمم ارادہ
بس یہ حال سنتے ہی پانچ لاکھ ساحر مصور نے بھی اپنے تیار کروائے طبل و بوق بجنے لگے زرین دران میں غلغلہ ہوا شور
محشر ایسا بلند ہوا کہ صنعت سحر ساز اپنے لشکر میں تھی اسنے بھی خبر دریافت کرائی اور یہ ارادہ بادشاہ کا معلوم کر کے
پانچ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور بہت جلد خدمت بادشاہ میں آئی بادشاہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ اسنے آکر
تسلیم کی اور دیکھا بہت بڑی تیاری دیکھی کہ لشکر بیتاب ہو کر آگے جاتے ہیں افراسیاب تیوری پر بل ڈالے
تخت پر بیٹھا ہے صنعت بھی کرسی پر آکر بیٹھی اور عرض کیا کہ کنیز بھی کچھ فوج لیکر آئی ہے بادشاہ نے کہا
اے صنعت تم لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہو اسوجہ سے فوج وغیرہ لیکر آگئے ہو ورنہ کچھ ضرورت مجھکو فوج
و لشکر کی نہیں تمنے کیا ظالم کا حال سنا نہیں کہ اسنے تنہا کیا کچھ کیا تھا صنعت نے کہا زبان
نہیں کہ جو اسکی تعریف میں کر سکوں تمام ہی ساحرہ اپنی جنت میں رہتیں اور جنتی تو وہ تھا ہی لیکن
ایسا سحر بھی ہمنے نہیں دیکھا تمام عمر نام اسکا رہیگا اے شہنشاہ قضا سے کسی کو چارہ نہیں اسکی
[illegible] یوں ہی تھی جب کو باوجود ہزاروں تن تنہا کے مارا گیا زبان اسکی ہاتھ میں آگئی افراسیاب نے
کہا کہ یہ سبب فتور عمر کا تھا اے صنعت اب ان لوگوں نے بہت کچھ سرکشیا کی ہے آج میرا ارادہ ہے کہ جا کر
سبکو ہلاک کر ڈالوں بس اتنا کہنا تھا کہ صنعت زمین پر لوٹنے لگی پچھاڑیں کھانے لگی اور پکاری
کہ ہے ہے یہ کیا غضب ہے دشمن تو پنجانے دو قتل کیا ملک سب آپکا غارت ہو گیا مال و خزانہ لٹ گیا
ہفت بلا کے حجرے خالی ہوگئے کنیزان تمامی مرگئیں حیرت دنیا سے گذر گئی مصور غارت ہوا
صنعت سحر ساز دنیا سے ناپید ہوگئی لوح طلسم اسد کو مل گئی اور وہ میدے سے بیہوش گیا کہ یاد
عالیجاہ نے ارادہ کیا ہے بادشاہ ایسے ایسے نوکر تیرے ہزاروں مارے گئے اسکے قتل نے تجھ سے ہو تو رہی تھا
ہی جو اصل مقدمہ ہے اسکو دیکھنا [illegible] یہ کہکر حیرت کیجانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے ملکہ تم

تم اپنے وارث کی حرمت گنوایا چاہتی ہو جو ہر وقت اُسکے سامنے روتی ہو اور طعنے دیتی ہو پھر وہ
تو مرد ہین اور جبا اختیار ہین اور ایسا کچھ اختیار رکھتے ہین کہ لشکر جمع کرنا کیسا نہین بیٹھے بیٹھے اُف
کرین تو مع لشکر کے جلجائے افسوس کہ تم لڑنے کو بھیجتی ہو بی بی برا نما ناخدا ہونا تو میرے منھ
پر کہنا اگر عمرو وغیرہ کے ہاتھ سے کوئی دشمنون کی حقارت ہوئی تو آبرو گئی پھر ہاتھ نہین آتی ہے
یہ کہکر اورون سے مخاطب ہوکر کہا کیون لوگو مین کچھ جھوٹ کہتی ہون تحقیق سب واسطہ سامری کا تمام
بادشاہ کو لازم ہے کہ ایسے ایسے ادنی ملازمون اور اپنی کنیزون کے مقابلہ مین جائے سبنے کہا حضور
بجا فرماتی ہین اور ہر ایک حیرت کو اسوقت سمجھانے لگا یہ سب سچ کہتی ہین پس گویا ہوئی کہ معاف
مین یہ کب کہتی ہون کہ حضور خود بہر قتل مخالفان جائین یہ کہکر بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر کہا کہ
مین تیرے صدقے قربان میری خطا کو معاف کر اور عزم جنگ سے باز آ ادھر حیرت نے اور ادھر
صنعت نے جب منت کی بادشاہ کا غصہ فرو ہوا حیرت کو گلے لگایا اور کہا مجھکو تو تمہاری خوشی
بہر طور کرنا ہے اچھا نہ جاؤنگا لیکن ان ظالم کے مارے جائیگا بدلا ضرور لینا چاہیے اور کوئی تدبیر
ساحران باغیون پر کرنا لازم ہے اسوقت صنعت نے کہا کہ مجھکو کچھ درستی کرنا سحر ہفت بیضہ مین
باقی تھی سو وہ بھی بفضل جمشید ہوگئی اب مین اسی سحر کو کرونگی اور سبکو بامدد کرنے آؤنگی آگے آپ
مالک ہین شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ تم نے کیا کہ ساحرہ ہو اگر چاہو تو باغی ایک بھی زندہ نہ رہے
سحر ہفت بیضہ کی مشق کیا ہے اچھا فتح سامری تمکو دین جلد اسکا بندوبست کر دیہ کہکر اور حیرت
کو سمجھا کر آپ جانب باغ سیب روانہ ہوا اور صنعت کچھ دیر حیرت کے پاس بیٹھکر شراب
پیا کی پھر ظالم کی فوج کو حکم بھیجدیا کہ اب تم چاہے یہان رہو چاہے اپنے گھر جاؤ بہت
سے ملازمت اختیار کرکے یہان ٹھہرے اور بہت جانب ظلمات گئے اور صنعت وہان سے
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور کوچ کرکے بمقابلہ لشکر حمزہ آکر اُتری بقیہ دن تو شغل مے خواری
اور رقص دیکھنے مین بسر کیا جب مثل عمر رواں آفتاب تابان جانب مغرب گیا اور کنارہ
آسمان کے سرخی شب نمایاں ہوئی کہ ابیات

غرض وہ دن کٹا با عیش و آرام ۔ اُڑے پا بوس کو پھر گیسوئے شام ۔ مچا سا نور تھا ظلمت مین پنہان
بڑھے اٹکھیلیون مثل جانان ۔ ہر شام صنعت ناکام ۔ بغیر سحر تو دم دیا طبل جنگی فوج شقاوت

میں من کی بجا جاسوسان لشکر حرخ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور نسبت دعا و ثنا زبان پر لائے کہ ابیات

شہا ہے بازی تیری آگے تیغ بازی گج	سر عدو بھی ہم تیغ دگوے دچوگان ہے
فرازِ دست عدو کیونکہ کیجے پاؤں تلے	کہ تیغ قبضہ سے مر جسم سے گریزان ہے
خریدے کیسے کوڑی کنار کی دے کر	متاع جان عدو آجکل یہ ارزان ہے
جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز	غضب مین برق ہے تو اور کرم مین باران ہے

اے ملکہ زوران ظالم کے مارے جانے کی خبر شنکر شاہ جادوان بعضب تھا قہر بارگاہ حیرت مین آیا اور خود عزم رکھتا تھا کہ ملازمان ملکہ عالم سے آگر مقابلہ کرے صنعت نے آکر منت سکور رکا اور آپ عہدہ سحر ہفت بیضہ کرنے کا کیا پھر اٹھکر دہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور فوج بحتیاطیہ خاو مان علی لائی طبل جنگ اب بجوایا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر جاسوس تو کنارے ہوئے اور حرخ نے دل مین کہا کہ شاہ اگر چڑھ آتا قیامت آجاتی خدا نے بڑی خیر کی ایسا کچھ سوچکر سجدہ شکر خدا بجالائی اور یہی حال ور سرداروں کا بھی ہوا الحاصل حرخ لے بھی نفیر سحر کو پھونکا کوس رزمی لشکر مین بجا بہت غلغلہ ہوا کہ بیان کل معرکہ جنگ صنعت سے درپیش ہے اور اسنے سحر ہفت بیضہ کرنیکا دعوی کیا ہے دیکھا چاہیے کہ خدا کو کیا منظور ہوا ہے تیاری آلات حرب و سلاح بہادر کرنے لگے نامرد و بزدل تو سحر ہفت بیضہ کا نام سنکر گھبرا گئے بھاگنے کا طور سوچنے لگے سچنے والا ور تن بزرون کرتے تھے کہ ہفت بیضہ اور شش بیضہ ہمارا کیا کریگا اے برادران اگر قضا آئی ہے تو بہت ہین ورنہ عروس فتح سے ہمکناری ہے اور ہمکو اپنی جان بھاری ہے نام رہجانا چاہیے جان رہے یا نرہے قضا سے ناچاری ہے آج بسبب خبر سحر ہفت بیضہ مشہور ہونے کے لشکریوں کو بیدل سمجھکر نقیب شاہ مور ہی بدست دنیا سنا ئے تر غیب دیتے تھے

ہر سمت یہ صدا بلند تھی کہ قطعہ	سنو اے عزیزان ذی ہوش عقل	کہ اس کار زار سے کرنا ہے نقل
ہمیشہ ہے شہرہ کہ دردیش ہے	جہنون کو یہی راہ درپیش ہے	کہو گے کہ آگے تھا کیا کو کی
نہین اسی سرائے رہتا کوئی	یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہا	جہان جملہ ہے ایک بزم روان
کدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار	تہ خاک بیسکا ہے دار القرار	یہ بہتر ہے کچھ نام کر جایئے

شجاعت کو دکھلا کے مرجائیے	کہ رہ جائے گا نام سے کچھ نشان	وگرنہ یہ دنیا کہاں تم کہاں

یہ صدائین سنکر ہر ایک بہادر بسان شیر نر ڈکارا اور پکارا کہ ہمارے ساتھ صنعت اور حیرت
چڑیا والی کیا ہیں جو سحر ہفت بیضہ کرینگی ضیغم زور رسیدان کو ہم باندھ لانے والے ہیں پلنگان جوش
آشام معرکہ نبرد کی گردن کے توڑ ڈالنے والے ہیں سیمرغ قاف کے ہمارے روبرو پر جلتے ہیں
نہنگ ہمارے خوف سے دریا مین اچھل اچھل پڑتے ہیں یہ کہکر کڑابیون کو چڑھایا بیرون کو ملا ملا
ڈھولون کو مجھایا اگیار کی روشنی کی جوت کے دیے جلنے لگے کلوا بھیرون نارسنگہ کی پکار ہونے لگی
چار طرف مار مار ہوئی اسی رات کو زاغ کمان نے بھی گویا پر لگائے تھے اڑا چاہتا تھا تفنگ کا طوطا
پرواز کیا چاہتا تھا ہر ایک طائر جان عدو کو صید کرنے کا عزم رکھتا ذرہ کو دام بنایا تھا کلنہ کو حلقہ صیاد
سمجھا تھا صید بندی کی اس دشت مین دھوم تھی بازون کا ہجوم بیابان بلا پر برگ چھایا ہوا دلمیں شکار
کرنے پر دل آیا ہوا ہر ایک کے بقول میر چال تھا کہ بیت کیا کشت و خون پہ اندنون میلان آگیا دہر جا بجا
دوچھا ہی کہ یان کچھ شکار ہے وہ لشکر میں تو اسطرح کا ہنگامہ برپا تھا مگر چالاک خواجہ عمرو نے انکو بیٹھے بیٹھے خیال
آیا کہ اگر صبح کو سحر ہفت بیضہ صنعت سے سب لشکر ہمارا پامال ہو گیا تو سخت مشکل پڑیگا لائق یہ ہے
کہ ابھی سے کچھ تدبیر اسکی کرون یہ سوچکر ملکہ مہرخ سے کہا کہ میرے جی میں آتا ہے آج کی شب اس تحفہ صنعت
کو بھی گور مین سلادون مہرخ نے کہا کہ ای بھائی واسطے خدا کا ایسا ارادہ نہ کرنا وہ بہت بڑی ساحرہ ہے ایسا نہو
کہ کچھ تم عاجز ہو جاؤ عمرو نے کہا میں ایسا احمق نہیں ہون وقت اور موقع دیکھکر کام کرونگا یہ کہکر پانچ چار
گھڑی رات سے گئے بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور ایک جادوگرنی کی سی صورت بنکر داخل بارگاہ صنعت
ہوا دیکھا کہ یہان ناچ ہو رہا ہے جام مے گردش میں ہے صنعت تخت پر بیٹھی ہے یہ بھی ایک گوشہ مین چھپکر بیٹھ رہا
جبکہ دو پہر رات کا عمل ہو لیا چالیس لونڈیاں جو کہ کھڑی تھیں صنعت نے بلائین اور انکو حکم دیا کہ آج تم میرے
پلنگ کی باری بھر نا جاؤ اپنے کاروبار سے فارغ ہو آؤ وہ سب لونڈیان اپنے مقام پر چلین عمرو بھی انکے عقب
مین بطور مخفی چلا اور باہر بارگاہ کے آکر ایک کنیز سے کہا بوا ذرا ٹھہر جانا مجھکو کچھ تم سے کہنا ہے وہ ٹھہر گئی
اسنے اسکو الگ لیجا کر کہا اری بی مین ہزار بار تجھ سے پوچھ چکی ہون مگر تیرا نام بس جانے کیا کمبخت میرا حافظہ
کہ تمہارا نام ہی یاد نہیں رہتا وہ کنیز اسکو بھی اپنی ملا کیا لازم سمجھی ہوئی تھی ہنس کے بولی کہ میرا نام مشک افزا
اسنے کہا ہان ہان اب یاد آیا اری مشک افزا دیکھ تو میرے ہاتھ مین یہ خوشبو کیسی آئی ہے ذرا اسکو سونگھنا تو

بیہوشی ملی ہوئی تھی وہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی اُنہوں نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور اُسکو بغل میں الگ آئینہ سامنے رکھکر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی ہرچند کہ وہ اصل تھی مگر نقل اُس سے بھی بہتر بنی چہرہ حسین اور نازک بنایا آفتاب کو اُسکے سامنے شرمایا زلفوں کو بل دیکر دوش پر چھوڑا کہ آنا کاتبین کو بھی پیچ و تاب کا ارادہ کیا آنکھوں کی شوخی نے شوخ چشموں کے کان کھولے شمع رخسار لیے سکے جسے لو لگائی پروانہ وساں اپنے دل کو جلایا لب لعلین کو دیکھکر ہوش بوسہ میں ہونٹھ کو کاٹ کاٹ کھایا چاہ ذقن کی محبت کنوئیں جھکائے دہن تنگ کی الفت میں جینے سے دل تنگ ہو جائے بیاض گردن جو کوئی دیکھے اُسکی صبح ہو جائے کہ مسدس

دلکو دھچکا ہو کمر کی جو لچک آئے نظر
درد دل چمکے جبین کی جو چمک آئے نظر
سینہ صاف جو مشرق تصور ہو جائے
دیکھیے وہ لعل سی زیب تو شامت آئے
زلف کج پیچ ہر عقدہ دل کی بھی دکھلائے
بیکلی دل میں ہو بیدا جو کلائی دیکھے

دم بچھڑک جائے جو ہتھوں کی پھڑک آئے نظر
غم سے کٹ جائے جو گیسو کی لٹک آئے نظر
شکل آئینہ ہو سکتہ یہ تحیر ہو جائے
شرمگین چشم سے آنکھوں میں اندھیرا چھائے
راستی قامت موزون کی قیامت کو مقام
کیا ملے ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھے

کانوں میں چاندی کی بجلیاں پہنیں اور دو دو بالیاں سونے کی اوپر گوٹھ لیں ہاتھ میں چوڑیاں چاندی کی پہنچی طوق ڈھولنا وغیرہ یہ سب چاندی کا آراستہ کرکے لباس بھی ویسا ہی زیب بدن کیا اپنے تن رنگ دوشیزہ گلبدن کا پائجامہ اوڑھنا پہنکر وہاں سے بہت جلد بارگاہ صنعت میں آیا اس عرصہ میں اور کنیزیں بھی اپنی اپنی ضرورت سے فراغت کرکے حاضر ہوئیں اور دو پہر رات گئے صنعت نے سب انیسوں وغیرہ کو رخصت کر دیا اور آپ پلنگ پر گئے اور حکم فرما ہوئے کہ اے نرگس جادو تو خبردار رہنا اور اے گلزار جادو تو پاؤں دابنا اور اے سوسن جادو تو پنکھا جھلنا اور عمرو کی طرف دیکھکر کہا کہ اے نیک اختر تو رومال جھلنا عمرو دل میں اپنے نہایت خوش ہوا کہ آپ ہمارا غیبانی کو بس رومال لیکر اپنے عہدہ پر آکر ٹھہرا سب کنیزیں اپنے اپنے کام میں سرگرم ہوئیں عمرو بھی وہاں جھلنے لگا اور لمحہ بھر کے بعد وہاں سے آکر پانی پیا تھیلا میں پانی پینے کے بہانے سے بیہوشی ملا دی اور پھر آکر رومال جھلنے لگا اور سب کنیزوں سے کہا کہ کیا ٹھنڈا پانی تھا معمول ہے کہ جہاں ایک نے

پانی پیا سب کو پیاس لگی وہ کنیزیں بھی جا بجا پانی پی آئیں اور صنعت جو پلنگ پر لیٹی اسکو بھی
سحر نے خبر دی کہ عمرو کھڑا ہوا وہاں چل رہا ہی اور عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزوں نے پانی پی لیا اپنے
دل میں بیہوشی ملکر چلنے لگا اس عرصہ میں کنیزیں جو پانی پی آئی تھیں بیہوش ہو گئیں صنعت بیٹھے
بیٹھے دیکھ رہی ہی کہ کنیزیں بیہوش ہوئیں اور دل سے کہتی ہی کہ کیا بلا کا عیار ہی اب تجھکو جو
بیہوش کرنے گئے تو گرفتار کرنا اور اسکی خبر بھیجیں کہ تیری بھی تدبیر ہو چکی ہی پھر سوچی کہ شاید تیرے
اوپر بھی نتیجہ اسکا عائد ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھا سحر نے خبر دی کہ آج کی شب تیری قضا نہیں ہے
بس یہ معلوم کرکے مطمئن ہوئی کہ ابھی تو نہ مرونگی اسی عرصہ میں خوشبو بیہوشی کی اسکی ناک میں بھی گئی
اور سر اسکا چکر میں آیا اسکے سرہانے جو اسباب سحر کا رکھا تھا جلد تر اسنے وہ اٹھا لیا اور بیہوش
ہو گئی عمرو نے لونڈیوں کو پکارا کہ کیوں ہوا جاگتی ہو اسکی اڑدھکی کسی نے جواب دیا سب بیہوش
عقیدہ دم عمرو نے اسوقت صنعت کے پاؤں پر ہاتھ ڈالا کہ دیکھوں بیہوش ہی یا ہوشیار پاؤں
چھونے سے معلوم دیا کہ یہ تو لوہے کی ہی اور اعضا کو اسکے چھوا معلوم ہوا کہ پاؤں لوہے کے ہیں
اور سارا بدن پتھر کا ہی عمرو سوچا کہ یہ اس قحبہ کا سحر ہی تو اسکو باندھ کر لیچل پھر سمجھ لینا یہ سوچکر چاہتا تھا
کہ اسکو باندھے اسوقت ایک آواز آئی کہ او عمرو کیا کرتا ہی عمرو سمجھا کہ یہاں ٹھیرنے میں آفت ہے
تو گرفتار ہو جائیگا بس یہ سوچا جست کرکے بھاگا اور ایک دامن کوہ میں جاکر ٹھیرا وہاں کچھ تیلیوں نے
از خود ظاہر ہوکر صنعت کو ہوشیار کر دیا اسکی جو آنکھ کھلی سحر سے دریافت کیا کہ عمرو فلاں مقام پر ہے
چنانچہ یہ بھی اپنے مقام سے اڑی اور سناٹا بھرا کرتی دامن کوہ میں آکر اتری کہ جہاں عمرو تھا عمرو نے
دل میں خیال کیا کہ یہ بھی کوئی ساحرہ ہے شاید تیری تلاش میں آئی ہی بس عیاری کرنا اسکے ساتھ بھی چاہیے
یہ سوچکر پکارا کہ اری تو کون ہی صنعت اسکے پاس آگئی اور گویا ہوئی کہ میں وہی ہوں جسکے قتل کرنے
کو گئے تھے لیکن قسم کھاتی ہوں سامری کی کہ تجھسا عیار میں نے نہیں دیکھا عمرو جو اپنے تئیں خیال کرتا تھا تو میرے
ایک دم نکل گیا ہی دل سے کہا کہ تیری تو نے نادانی کی جو یہاں بھاگ گیا اب جان گئی بس خدا سے دعا
کرنے لگا کہ اے خالق اگر تو ہی بچائیو الٰہی اور صنعت نے کہا کہ اے عمرو میں تجھکو قتل اسوقت نہ کرونگی کیونکہ قاعدہ
طلسم میں فرق آجائیگا اور دکھانا بھی تجھکو منظور ہی کہ دیکھ سحر ہفت بیضہ اسکو کہتے ہیں اسوقت جو تو مارا جائیگا
تو کل اپنے لشکر پر ماتم حسرت کون بہائیگا یہاں تجھسے یہ پوچھنے کو اور بھی آئی ہوں کہ تو نے کون کون ساحر

مار ڈالے لیکن بعد بیہوش ہونے کے کوئی بھی ایسا ہوشیار تھا جیسی کہ مین ہون اچھا صبح کو اپنے لشکر کی تباہی دیکھنا عمرو نے کہا ساحرہ تو بیشک تم زبردست ہو مگر مین سمجھا تھا کہ تم اکیلی آئی ہو یہ نہ معلوم تھا کہ کنیزون کو بھی ساتھ لائی ہو صنعت سمجھی کہ مجھکو اکیلا پا کر ازراہ محبت سے کنیزین بھی شاید چلی آئی ہین یہ سمجھکر اپنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے کمند کا تمہ کر چاری حلقہ اُسکے گردن وکمر مین صنعت کے پیچیدہ ہو گئے سحر کیا کمند تو جلگئی اور وہ تڑپ کر غرق زمین ہوگئی اب عمرو جو دیکھے تو میرے باتون مین بھی دم آگیا ہے دل سے کہا سچ کسی نے کہا ہے کہ لاتون کا آدمی باتون سے نہین مانتا جب اتور طرح بیش آیا تو باتون کو اپنے قابو مین پایا بس یہ بھی وہان سے بھاگا اور اپنے لشکر کی طرف چلا اور صنعت اگر اپنی بارگاہ مین زمین سے نکلی اور آدھی رات جاگتی رہی خوف سے عیارون کے آرام نہ کیا سحر جگایا کی یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ طائر شب کے بطن سے بیضۂ آفتاب نکلا اور میدان فلک نخل بکف دست جنا بح ہوا ید بیضا کا معجزہ نظر آیا نظم ؛ کہ جسدم زلف شب گھٹنے پر آئی ؛ سحر کی پھر گئی ہر سو دُہائی کھلا جسم فلک سے مہر کا راز ؛ ہوئی پیدا بہار کہنہ و آغاز ؛ طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا لشکر آمادۂ کارزار تھے صبح کو حرخ مرغ بصد جاہ وحشمت سوار ہوئی جلو مین فوج بے شمار رہی اسطرف صنعت سحر ساز نے ایک صندوقچہ کھولا زمین سے ایک کنٹھا نکالا کہ سات بیضے ہمین بیان گوہر شبچراغ گندھے تھے سب بیضون کا رنگ تو مثل مروارید کے تھا ایک البتہ سیاہ رنگ رکھتا تھا جب ان بیضون کو اُسنے دیکھا روئی اور کہا افسوس وہ زمانہ آگیا کہ مین نے تمکو لڑنے کے لیے نکالا غرض بصد افسوس کے وہ کنٹھا سامنے رکھکر سو اسو اشرفی پر نذر تاہری کی دلا کر نذر دت کی پھر وہ کنٹھا گلے مین پہن لیا اور باہر نکلکر سوار ہوئی پانچ لاکھ ساحر طائران سحر واژدر وغیرہ پر سوار ہو کر ہمراہ چلے ہوتی ونفیری بجنے لگی شور وغلغلہ روانگی لشکر تا بہ گنبد آسمان پہونچا اسطرف حرخ وبہار وحمخو وغیرہ بنا کر دکھائی ہوئین ہر طرف ثنت وعظمت سے روانہ ہوئین نظم

زتا چون بود گردش آسمان

گرامی کشدین دو مہتر جوان ؛ ہمہ کشور گاہ خدزین ود وشاہ ؛ دمادم بیامد زہر سو سپاہ

چو خیدوخ جو جوش بخشت ؛ بجون ریختن جنگہا را نشست ؛ بدان نیزے ازجاے برخاستند

ہمہ پشت پیلان بیار استند ؛ تہادند برکوہہ پیل زین ؛ تو گفتی ہمین جنگ جوید زمین

ہمہ شہر پُر رنگ وہندی درا ؛ ہمہ گوش برنالہ کرناے ؛ بہ لشکر گہہ آمد دو شاہ جوان

ہمہ رکف خود نہادہ روان
برآمد خروشیدن گاؤ دم
تو گفتی زمین کوہ شد یکسرہ
درفشش درفشان سرے پہاے
سپردار و شائستہ کارزار
ہمہ کام خاک و ہمہ دشت خون

سپہر اندران زرّہ چہرہ شد
ز دو رویہ آواز رویینہ خم
دو لشکر کشیدہ صف بر دو شل
یکے پیکرش بر دو دیگر ہمائے
تہ گرد مریخ وران دست جنگ
نگر ماند رون تیرہ بدر ہمچون

زگرد و ب
چشمہا تیرہ شد
بیاراست دشمن
ہمہ بیسرہ
دو شاہ سرافراز بر پشت پیل
پیادہ بہ پیش اندر دو پ
ہوا دیدہ چون پشت جنگی پلنگ
جب میدان رزمگاہ میں بہ لشکر

وارد ہونے حیرت اس سبب سے سوار ہوئی تھی کہ اول تو مہنت کو اکیلے دعوے لڑنے کا تھا شان
دہ خیر آلت کرنا منظور نہ کرے اور دوسرے یہ خیال آیا کہ مقدمہ سحر ہفت بیضہ کریگا ہی مبادا عیارون نے
پچھہ آفت وصاعی تو بہت فوج کام آئیگی اور بچانا مشکل پڑیگا پس وہ تو میدان میں نہ آئی مگر طاران سحر اور
جاسوس ہزار دن خبر کے لیے مقرر کر دیے کہ ہر دم وقت کی خبر مجھکو دیتے رہین چنانچہ میدان میں آب سحر نے
ہر لشکر کے گرد و غبار کو بجھایا رقہا سے سحر کے گرجبار کی جھنڈی کو جلایا جب میدان پاک و صاف ہوا
نقیبوں نے نکلکر یہ سنایا کہ اے جوانان مردان صف شکن دنیا چند روزہ ہے یہ معرکہ جنگ تمھارے لیے ہرا
ولسوز ہوا اگر نام کر جاؤ گے ہمیشہ یہان کسیکو رہنا نہیں ہے دکیا ہیات

وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی
پتنگون نے زیر خاک مسکن کیا
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ
زمین کا رہیگا یہی کیا سماؤ
عیان ہے کہ کتے ہیں جان کو لگا
اگر مرگئے زندہ جاوید ہو

ملے خاک میں جیتے کے گلہاے تر
چراغون نے بھی خانہ روشن کیا
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
لپیٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ
یہی آج لازم ہے اے مہربان
شہیدونکے رتبے کی امید ہو

نہ یک بوے خوش ہے ہوا ہو گئی
پریشان ہوئے مرغ گلشن کے پر
گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ
گلستان کو پا جگئے ہو کا مکان
بھلا جی کے جانے کا کیا ہے بیان
کہ دشمن سے لڑ بھڑ کے دیدینی جان
جب نقیب کہ کا کہکر ہٹے لشکر

کے صفوں پر قتل صف شکن شنا ہو گیا موت سامنے پھرنے لگی ہر ایک جان دینے پر تیار رہا اس وقت
صنعت سحر ساز خود نہاد زرو اڑ کر میدان میں آئی اور بہت کچھ لاف و گزاف زبان پر لائی پکاری کہ
اے مریخ و بہار تمنے نام سنا ہوگا سحر ہفت بیضہ کا مگر دیکھا نہوگا لو آج دیکھو یہی لو کہ سحر ہفت بیضہ
اسکو کہتے ہیں یہ کہکر گریبان سے ایک بیضہ نکالکر جانب آسمان پھینکا وہ بیضہ قتل بکنت بلند بختان بلند ہو کر

شفق ہوا وہی عروج اُسکے لیے باعث فروغ ہوا یعنے ہزارہا ستارہ اُسمین سے نکلا اور دور تک پھیل گیا
اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر ستارہ دار روے ہوا پر پھیلا دی ہے یا پیر فلک نے شادی رچائی ہے
مگر اپنے ظلم کے موافق یا اندھیر کیا ہے کہ اونکو چراغ جلائے ہین **نظم**

ناگہاں یون ہوئین تارے ٹوٹتے | دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین | اس رونق سے کھلے تارے چھوٹتے
کیا ستارے ٹوٹنے کا ہو بیان | شعلے تھے نہرون کے پیچ و تاب مین
ذوذنب جیسے ستارے ہون عیان | ایک عالم دیکھتا تھا دور سے

الغرض وہی روشنی کے نور سے یہ سب ستارے پھیل کر ہزارون سے لاکھون ہوگئے اور جانب لشکر
مہرخ مثل شہاب ثاقب چلے اُسوقت ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ یہ ستارہ گردش بخت مردمان
لشکر ہین جسکے سر پر پڑیگا وہ مثل سر و چراغان کے جلے گا مہرخ نے کہا پھر کیا چارہ ہے رضینا بالقضا
الله بہار نے کہا ایک سحر اُسکے روکا مجھکو آتا ہے شاید چلجائے اور یہ بلا سر سے ٹلجائے لیجیے
خدا حافظ مین جاتی ہون یہ کہکر اپنے طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی اور کچھ سحر پڑھ کر جانب فلک
اشارہ کیا کہ ایک بجلی چمکی مع صنعت سبکی آنکھین خیرہ ہوگئین بہار اپنی مادر کو دیکھ چکی تھی یہ سحر
اُسکے جب برق چمکی یہ نہایت خوشنود ہوئی کہ اب یہ سحر کام دیگا غرض اب جو آنکھین ہر ایک
کی کھلین دیکھا کہ ایک عورت حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ گلستان خوبی کی گل سرو باغ
محبوبی بے تامل آنکھین غزال صحراے رعنائی گیسو سنبل باغ زیبائی خال دو نون فلک
جمال کے شمس و قمر بلکہ ماند اُنکے سامنے چاند اور نیر دہن غنچہ گلشن جمال لبون مین سرخی اور
شوخی کمال غرض از سر تا پا حسن کا جھگڑا قد و قامت قیامت آفت کا ٹکڑا کہ **اشعار**

لگی لفظون سے وہ کمر باریک | ہو نہ آنکھون مین کیونکر جہان تاریک | اور کیا دل زدے کو بات آئے
کہین یارب شتاب ہاتھ آئے | تازگی اس بیان کی کیا کہیے | نبے تو ہاتھون مین لیے رہیے
وہ قدم کاش فرق سر پر ہو | ساق سیمین مری کمر پر ہو | وہ کف پا قریب ہو میرے
ٹھوکر اُسکی نصیب ہو میرے | پنڈلی نازک ہے شاخ سنبل سے | پشت پا پنکھڑی سے ہے گل کے
یون نصیبون سے ہو خشا کا نازکن | ورنہ ڈوبین ہین میرخون سے پانون | گل و بلبل سبھی ہے شائی
لگی جس طرف بہار آئی | رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو | طرز گفتار جیسے افسون ہو

الغرض زن صاحب جمال فلک سے اُتری پچکاری رنگ سے بھری ہاتھ مین لیے تھی بہار نے اُس سے

کہ اک یہ چادر ستارہ دار جو چھائی ہوئی گھٹا کی طرح ہی اُسکو رد کردہ سلام کر کے اُڑی اور قریب چادر فلک کے
پہونچکر اُسنے پچکاری اِس چادر پر ماری واہ رے نیرنگی سحر کہ وہ سب ستارے پچکاری پڑتے ہی پھول گلاب
ویاسمین کے ہوکر علیحدہ لشکر مہرخ سے زمین پر برس پڑے صنعت نے یہ طور جو دیکھا کہ بہار نے ایک
بیضہ کو میرے سحر کے خراب کیا اور زمین کو گل زمین بنا دیا قہقہہ مار کے ہنسی اور گویا ہوئی کہ میں تو سمجھی
تھی کہ اس سحر کا رد کرنے والا کوئی نہیں ہی مگر دادِ بی بہار کیا کہنا تم جو کچھ نہیں ہوا اچھا لو اب اس بیضہ کے
سحر کو بھی رد کر یہ کہکر ایک اور بیضہ مثل اختر سحری کے چمکتا ہوا گنبدے سے توڑ کر جانب فلک اچھالا وہ بیضہ
بھی بلندی پر جا کر شق ہوا اور یہ پر و بال اُسنے بید اکیے کہ ایک تو آپ اور بچے لاکھوں اُسنے جیسے جانور
خوش رنگ لعل کے برابر سرخ چادر میں کی چادر میں پھر آ اڑے اور لشکر مہرخ پر آکر گرے بہار تو جلد تر غرق زمین
ہو گئی اور مجموعہ سکین وغیرہ سردار دیکھ چھپیاں سحر کی بنا کر سر مہرخ پر جھلنا شروع کیں بعض نے طلسم سحر کا
بنا کر بچے بعض اڑ کر کسی طرف چلے گئے بعض زمین میں سمائے لیکن وہ طائر آ کر ہر ایک کے سر پر بیٹھنے لگے اب تو
اصحاب فیل کا ایسا رنگ نظر آیا جس کے سر پر طائر نے منقار رکھا دی دماغ اُسکا شق ہو گیا لشکر میں بھگدر پڑی ہر چند
مہرخ نے چاہا کہ میں فوج کو روکوں لیکن ٹھہرا کیسا لوگ پاؤں اپنے سر پر رکھکر بھاگے سردار بھی جان جانے کے
خوف سے مجموعہ جیت مہرخ کا دیکھنے لگے عمرو وغیرہ عیار تو پہلے ہی نکل گئے تھے یہان ایک تلاطم پڑ گیا بھگدر بھی
ایسی پڑی کہ جیسے دریا جوش مار کر چلتا ہی زمین پاؤں کے نیچے سے نکل جاتی تھی کہیں طائر جان کو آشیانہ ملتا تھا کوئی
ٹھکانا نہ ملتا تھا کہ صیاد اجل سے بچا وہ ہوتا ہزار ہا آدمی بچے پیٹ کچلکر گرا اور ہلاک ہو گیا شور و غل اور غریو فریاد
کوشش کر دنبا کر ہوتا تھا پھر تو جان لیوا

نظم

چلی ہر طرف اب جو آگ کی تفنگ | نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ
لگی آگ جنگل میں چار اکیا | بن آئی نہ کچھ وہ سفت مار گیا
لگے مرغ گرنے نہ پھر چل سکے | نہ جا گئے رکے نہ ٹک ہل سکے
پڑی سر پر ایسی کہ فرصت نہیں | پھر اسکو بھی کیا جھیلیں اور کہا کہیں
تحمل ہو کچھ بھی تو تدبیر ہو | الہی کیا اگر ہوں میں تقدیر ہو
اس طرف بازاریں لشکر کی بند ہو گئیں

اور صنعت نے جب یہ حال دیکھا کہ سب لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی جو بچے ہوئے ہیں انکو بھی مار لینا چاہیے
بس اپنے تھیلے سے موتی اور گنبدے سے توڑ کر جانب لشکر مہرخ پھینکا اُسکا قریب لشکر آکر شق ہو تا بعد
کہ لاکھوں پیکان آبدار لشکر پر برسنے لگے ترک دہر نے کمانداری کی تیر ستم کیا کم لگایا کرتا تھا
یہ خدنگ جانستان لگانا شروع کیے سینے اور تن فراریوں اور لڑنے والوں کے مجروح ہو گئے مجروح ہو کچھ دیر میں غربال ہو گئے

اب دبھاگنے کی طاقت نہ ٹھہرنے کا یارا ایک طرف سے مرغان سحر جان لیتے تھے یعنی بیجا کھانے جاتے تھے ایک طرف سے پیکان تیر اکر نشانہ بناتے تھے اب صنعت نے جو تھا گوہار ورنگ سے توڑا اور چاہتی تھی کہ ہمکو بس لگائے اُسوقت صرصر دیغیرہ اور سردار جو ابتک بچے ہوئے تھے اُنھون نے دست دعا بدرگاہ کبریا بلند کرکے دعا آغاز کی کہ یا ارحم الراحمین و یا غیاث المستغیثین اے بار الٰہ ہمارے حال پر کرم اور اس بلا سے ہمکو نجات دے نظم

کہون کیا مین تیری صفات و کمال	کہ ہر عقل کل یان ہو پریشان خیال	خرد کنہ مین تیرے حیران ہے
کہا یان پریشان پشیمان ہے	زمین و فلک سب یہان تیرے حضور	مہ و خور تجلی سے یان لبریز نور
یہ قدرت گر دیکھی صانع کی آئے	کف خاک کو آدمی کر دکھائے	نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہے تو
کہ ان دو جہان سب مین پیدا ہے تو	یقین کوئی اپنا ہے یان دستگیر	دعا یا شکستون کی کر تو پذیر
بچا ہمین قہر دشمن سے اپنا	الٰہی تجھ سے [illegible] طلب	یہ طلبا کر جو استغنا نہ کیا مقرون قبولیت

ہوئی یعنی ملکہ غبار انگیز جو اپنے لشکر سے چلی تھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسکو طائران سحر نے خبر دی کہ لشکر صرصر برباد ہوکر بھاگا جاتا اور صنعت نے سحر بہفت بینہ کیا ہے بس یہ معلوم کرکے مال اسباب جو اسکے ہمراہ تھا اُسکو ایک جگہ ٹھہرا کر آپ صنعت کے پاس آئی صنعت ہنوز سحر بہفت بینہ چارم نہ لگانے پائی تھی کہ اُسنے آکر سلام کیا صنعت نے نگاہ کج جانب دیکھا اور کہا او چھوکری مین نے تو سنا ہے کہ تو صرصر سے ملگئی ہے پھر اب میرے پاس کاہیکو آئی ہے شاید لشکر جو اپنے طرفدار کا تباہ ہوتے دیکھا تو کچھ فقرہ دینے آئی ہے غبار انگیز نے کہا کہ میرا بہونچنا ایسے وقت مین تیرے پاس بدرا ہے کہ جو کچھ وہ صنعت نہین عیار سے دھوکا کھا کر گرفتار ہوئی نہ کسی ساحر نے مجھکو قید کیا مگر اکیلی تھی اس سبب سے موقع و مناسب ہی ایسا تھا کہ مجھکو سوا آشتی کے کچھ بن نہ آیا ورنہ مفت میری جان جاتی اور عمر و کے ہاتھوں سے ہلاک ہوتی پس مین بچاؤ اپنا کرنے کو مل گئی تھی اب مین تمھارے پاس آئی ہون کہ فراست سے مجھکو ملوا دو صنعت سمجھی کہ یہ اسوقت دگر بارادہ دغا بھی آئی ہے تو کیا کریگی اُسکو تسکین دلا سا دیکر ساتھ رکھو بس اُسنے کہا اے ملکہ غبار انگیز یہی چاہیے کوئی مالکون اور پرورش کرنے والون کے حق نمک کو بھلاتا ہے ور اُنسے بگاڑتا ہے تو میرے بجائے فرزند کے ہے جلدی مین تجھکو شاہ سے ملوا دونگی اور کئی قلعہ علاوہ تیرے ملک کے اور دلوا دونگی غبار انگیز نے یہ باتین سُنکر اُسکو کئی اشرفیان نذر دین اور برابر جا کھڑی ہوئی ور تعریف کرنے لگی کہ اے ملکہ واہ کیا نایاب سحر کیا ہے کہ دم بھر مین آپنے ڈرے لشکر کو آپنے غارت کر دیا صنعت نے

کہا اس سحر مین میرا کچھ اجارہ نہ تھا دیکھو یہ بیضے سامری کے عنایت کیے ہوئے مین اُنکی خاصیت
کہ جس لشکر پر لگاؤ وہ لشکر تباہ و برباد ہو جائیگا عیار نے تعجب کرکے کہا ذرا مین ایک بیضہ کو دیکھون
تب ننے وہی بیضہ جو ہاتھ مین لیے تھی اُسکو دیا اور کہا کہ یہ بیضہ جو تھا ہی اور خاصیت اُسکی یہ ہی کہ اگر لشکر
پر لگاؤ اور وہ لشکر مین بیضہ اول لگانے سے برباد ہو چکا ہو تو وہ سحر بھی برطرف ہو جائیگا اور لشکر
یعنی جسے تین بیضون سے اول کام لیا ہی وہ برباد ہوگا اُسنے کہا کہ ہان ایسا ویسا لشکر جیسے کہ یہ
برباد ہوگا ورنہ جو زبردست ساحر ہوگا اُسکا لشکر تو کیا برباد ہوگا صنعت نے کہا بس آخر تو لڑکی
اری نادان یہ تحفہ عطیہ سامری ہی کہین رکھتا ہی اگر افراسیاب کے لشکر پر لگائے تو وہ بھی غارت ہو جائے
یہ حال جب عیار انگیز نے بخوبی دریافت کر لیا اُسوقت اُسنے طاؤس کی باگ لی صنعت پکاری کہ کہان
قصد ہی کیا تم اس بیضہ کو مہرخ کی بھاگی ہوئی فوج پر لگا دوگی اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ دور
ہٹ کر اُسکے لشکر سے پکاری کہ اری او مالزادی پرانی ڈھڈو دلکاتہ کہان جائیگی بچکر لے اب سنبھل
یہ کہکر وہ بیضہ اُسنے صنعت کے لشکر پر کھینچ مارا کہ صنعت کے تخت پاس آکر وہ شق ہوا اور آواز
مہیب اُسمین سے آئی صنعت پکاری کہ ارے لشکر یو بھاگو اور وہ پیکان جو لشکر مہرخ پر برس
رہے تھے وہ اُسکے لشکر پر آکر برسنے لگے اور وہ جانور جو منقارین مہرخ کی سپاہ پر لگاتے تھے اُسکے
لشکریون پر آکر لگانے لگے اور اس بیضہ کے لگانے سے آگ برسنے لگی اب تو یہ حال ہوا کہ لشکری
چرا غان کی طرح چھوٹ رہے تھے اور ہزارون کیا لاکھون واصل جہنم ہوگئے اور زمین و آسمان مین
تزلزل پڑ گیا آتشبازی نے جنگل جلا دیے یہ عالم ہوا کہ زمانہ کرہ نار بنگیا اور عیار نے اپنی فوج کو
نمودار کرکے بلا کہا کہ لینا ان باغیون کو اُنھون نے زیر تیغ سحر رکھ لیا اور جب وہ بلا دفع ہوئی
مہرخ بھی مع اپنی فوج باقیماندہ کے پھر پڑی پھر تو لشکریان صنعت کو بھاگنے کا رستہ نہ ملا کہ قطعہ

چلی بھاگ کر دامن کوہ کو | لیے ساتھ سب فوج و انبوہ کو | خطر فوج کا شور بنگاہ کا
عجب ورن کے جانے مین غم راہ کا | کہ جاد زمین کچھ ہویدا نہ تھی | کہین زمین پگڈنڈی پیدا نہ تھی
عجب کشمکش درمیان آ گئی | بہیڑ ایک بلا تھی جہان آ گئی | نہ ملنے کو جا تھی نہ چلنے کو راہ
سرون پر کھڑی فوج فیل و سپاہ | تیغ تیز نے گوہر جان لینے کے لیے جوہر سے دانت رہنے لگائے

خنجر گلے کاٹنے پر حلقہ باندھے تھے تیر سن سن چل کر یہ خبر سناتے تھے کہ سینہ چھید نے پر ہم آندھی مین

زندہ سرکشی جتائے پر باند طبع اپنی دکھاتے تجھے کمانِ لب سوفار سے کہتی تحسین کر لاؤ نقد جان
دشمنان لاؤ خطا گرفتہ لوگون کو قربان کرکے بھینٹ ہمارے لیے چڑھاؤ سحر کی تو اس جنگ مین کچھ
ضرورت نہ تھی سحر تو وہی بیضہ کا کافی تھا گرو کہ بیانت کا معاملہ گذرا تھا لاکھون آدمیون کا کھیت پڑا
تھا ایک مدعی کھیت رہا چلے تو وہ سب ہنستے تھے اب اپنے نصیبون کو روتے تھے اور جان بچانا چاہتے تھے
لیکن ممکن نہ تھا کسیکا بیجا چٹا ہر کسیکا سینہ چھدا ہر کوئی لوٹ رہا ہر کوئی جو بھاگا ہر وہ کچھ دور جاکر
گرا ہر ادہر سے آگ برس کر خانہ تن جلاتی ہر زندگی بھاگنے والونسے دو کوس آگے بھاگی جاتی ہر کہانتک
بیان کیا جاوے صنعت سے سبھی بھاگ گئے تھے یہ تو مع چند سردارونکے بچ گئی اور میدان جنگ گاہ سے کئی
کوس پر بھاگ کر آئی اس مقام پر پناہ ملی سحر پڑھ پڑھ کر اسنے دستک دی از بسکہ صناع ہفت بیضہ بھی تھی
وجہ وہ جانور اور آتش اور پیکان سب موقوف ہوئے اُدھر ملکہ مہرخ سے غبار انگیز ملی ملکہ مذکور نے اُسکو
برابر اپنے تخت پر سوار کر لیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھیری لشکر ادھر کا کم کام آیا تھا اُسنے اگر کمر کھولی او
سجدہ شکر جناب باری مین کیا مہرخ اگر سر پہ جہانبانی پر بیٹھی اور غبار انگیز کے شکریہ ادا کرنے مین
تر زبان ہوئی کہ ای ملکہ اگر ایک لحظہ تم اور نہ آتین تو کام ہمارا تمام ہوچکا تھا غبار انگیز نے کہا کہ ای
مہرخ نامورین نے کیا کیا یہ بھی سب فریب تھا ای ملکہ اب صنعت کی تدبیر کرنا لازم ہی مہرخ نے کہا
جو مرضی پروردگار کی ہم تدبیر اُسکی کیا کرین غبار نے کہا ایکی وہ غضب ڈھائیگی عمرو نے اُسوقت
پوچھا کہ ای ملکہ غبار انگیز ہمسے تو بتاؤ کہ تمنے یہ کون سا سحر کیا جس سے وہ قیامت بپا ہوئی اور
ہم پر سے خدا نے اُسکے سحر کی بلا دفع کی غبار انگیز نے کہا مین نے کوئی سحر نہین کیا مین اُسکے پاس گئی
اور اظہار اطاعت اُس سے کیا اور کہا افراسیاب سے مجھکو ملوا دیجیے وہ وقت ایسا ہی تھا
کہ مین عمرو سے مل گئی تھی اوسنے کہا تو میری بیٹی ہر مین تیری خطا معاف کروا دونگی بس اُسکے
ہاتھ مین بیضہ سحر تھا مین نے کہا یہ مین دیکھون اُسنے وہ بیضہ دیا مین نے اُسی کے فوج پر مارا اُسکا
خوض ہی یہ تھا کہ جس لشکر پر مارو وہ تباہ ہوجاوے ای عمرو سوا اسکے اور کچھ مین نے
نہین کیا عمرو نے اس تدبیر کی کمال تعریف کی پھر سوچا کہ صنعت اتنی بڑی شکست اٹھاکر
گئی ہر کہا ہی حیران ہوگی اگر اسوقت کوئی عیاری بنجاوے تو بہتر ہر یہ سوچکر اُٹھا اور مہرخ
سے کہا کہ ای ملکہ مین صنعت کی خبر لینے جاتا ہون کہ کدھر گئی مہرخ نے ہر چند روکا مگر نہ مانا

اور روانہ ہوا اُدھر صنعت صحرا سے پھر کر اپنے اس لشکر مین کہ جو لاکھون آدمیون کا دوب
ہوا ہی آئی بارگاہ و خیمہ اور اُسکے لیے نصب ہوا یہ آکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھی دریاے بالا دو چار جادو
جادو اور مختار جادو سے مخاطب ہو کر گویا ہوئی کہ کیون تمنے دیکھا اس خبار کہ نے کیا حر
ہر یہ بھی اتفاق کی بات ہی تم دیکھا کہ مین کسطرح ان سب کو ہلاک کرتی ہون جیسے ایکی بو جاگتے
ٹھکانا نہ ملتا تھا ایسا جب بھی ہوگا ساحرون نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ سچ فرماتی ہین آپ
کچھ شاہ افراسیاب سے کم ہین اب اسوقت غلامان جانباز کی عرض بھی پذیرا فرمایئے
یعنے کچھ خاصہ نوش جان کر لیجیے کہ آپکے چہرہ مبارک کا عجیب حال ہوا جاتا ہی بھر
چاہیے گا وہ کیجیے گا اُسنے جواب دیا کہ کھانے پانی سب سے مجھکو نفرت ہو گئی ہی کچھ جی
نہین چاہتا ہی اُنھون نے پھر بہ منت تمام اصرار کیا ناچار اُسنے کہا اچھا منگوا و سجا دلو
دسترخوان لاکر بچھایا صنعت آکر کھانا کھانے مین معروف ہوئی اُسوقت خواجہ جو روانہ ہوے
تھے علحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر ساحر کی ایسی صورت اُنھون نے اپنی بنائی مہر افراسیاب جادو
کی ماتھے پر اپنے بنائی اس طرح کی کہ کندہ کی ہوئی معلوم ہوتی تھی تمامی کی دھوتی
باندھے بازو پر تیلیان جواہر کی باندھکر گلے مین مالا مردار ید پہنکر نامہ افراسیاب کا
ہاتھ مین لیکر دروازہ بارگاہ صنعت پر اپنے تئین پہونچایا سب نے دیکھا کہ افراسیاب کے
یہان کا جادوگر آیا ہی یہ دیکھکر کوئی مانع نہ ہوا اور خواجہ اندر بارگاہ کے آئے صنعت کو
مجرا کیا اُسنے پلکون کے اشارہ سے سلام لیا اُنھون نے نامہ دیا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا لکھا ہوا
تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز مرحبا کیا کہنا جس طرح سے کہ ساحران زبردست لڑتے
ہین اُسی طرح سے تم لڑین مین خود آسمان سحر پر سے تماشا دیکھ رہا تھا تم ناچار رہو
کہ غبار انگیز کے قریب ہین آئین اسکا تم کچھ رنج و ملال نہ کرنا یہ نامہ جو میرا لیکر آتا ہے
یہ صرف نامہ بر ہی نہین ہی اور نہ قاصدی کرتا ہی یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی بس اسکو
مین نے اس لیے بھیجا ہی کہ تم اپنے پاس اسکو رکھنا نام بھی اسکا ہوشیار جادو ہی اسکی
خاطر بہت کچھ کرنا اور لڑنے کو جانا تو اپنے ساتھ لیتی جانا یہ بڑا کام کریگا باقی مراعات
سلطانی کی امیدوار رہو صنعت نامہ پڑھ کر خوشنود ہوئی ساحر نامہ دار کی بہت خاطر کی

کھانے کی اول صلاح کی پھر آپ چند لقمہ کھاکر تخت پر آکر بیٹھی ساحر مذکور کو کرسی بیٹھنے کو دی
پھر الگیا، راوٹی استادہ کرائی سب اسباب راحت وہان بھجدیا اور کہا ای ہوشیار جادو
تم اس راوٹی مین رہو عمرو اٹھکر اس راوٹی مین آیا میوہ تر وخشک کھایا اپنے پاس سے
شراب نکال کر پی پھر پلنگ پر لیٹ رہا تین چار لونڈیان خدمت کو حاضر تھین وہ کام کرنے
لگین بعد آنے خواجہ کے چالاک بن عمرو بھی صنعت کی فکر مین آیا تھا کنیزین جو اندر باہر
کام کاج کے لیے آتی جاتی تھین انمین سے ایک کو اسنے فقرہ سے الگ لیجاکر بیہوش کیا اور اسکی
ایسی صورت بنکر سر پر صنعت کے رومال جھلنے لگا اس اثنا مین ملکہ حیرت جو کھانا
کھانے اپنی بارگاہ مین بیٹھی اسنے حال شکرت کھانے کا صنعت کے سنا تھا
پس کچھ میوہ مٹھائی پکوان کشتی مین لگاکر صرصر عیارہ کو بلواکر کہا کہ جاکر یہ ملکہ صنعت
کو دے آ مار جا مگر اسنے فراغ دالم سے کچھ کھایا ہی یا نہین قسم ہماری طرف
سے دینا کہ اسکو کھا دے صرصر وہ کشتی لیکر روانہ ہوئی اور بارگاہ صنعت مین آئی مجرا
کیا عرض رسا ہوئی کہ یہ تحفہ ملکہ حیرت نے آپ کے لیے بھیجا ہی صنعت
نے کہا ای صرصر تو اس طرح اسوقت آئی جیسے کوئی عیار آتا ہی صرصر نے کہا
ای ملکہ پھر مین تو عیارہ ہون اگر آپکو کچھ اور شبہہ ہو تو اپنا اطمینان فرمالیجے صنعت
سحر ساز نے پانی سے منہ صرصر کا دھلوایا صرصر اصل پایا اسوقت ایک دوشالہ اور
بہت سے روپیہ انعام مین دے صرصر خلعت پاکر رخصت ہوئی لیکن دیکھتی گئی کہ
چالاک سر پہ کھڑا رومال جھل رہا ہی بس اسنے الگ جاکر پنسل کے قلم سے لکھا کہ یہ
جو لونڈی سر پہ کھڑی رومال جھل رہی ہی یہ کنیز نہین ہی عیار ہی اسکا کام تمام کر دیجیے
لکھ کے پھر آئی اور کہا ملکہ نے یہ کاغذ بھی دیا تھا مین دینا بھول گئی تھی اب یاد آیا لیجے
صنعت نے لیکر پڑھا صرصر تو چلی گئی اور صنعت حیران ہوئی دل سے کہتی ہی
کہ کیا بلاے بد عیار ہین کہ کسی وقت پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہین یہ کہکر اٹھی ادہر
چالاک کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ اری تو کون ہی چالاک نے کہا کہ مین آپ کی کنیز ہون اسنے
کہا کہ اری خیرہ سر تیرہ روزگار تو کنیز ہے یا چالاک ہی ارے پانی گرم لاکر اسکا منہ

دھو لاؤ اور کنیزین گرم پانی لیکر آئین اوسنے چالاک کا دھولایا رنگ روغن چھوٹ گیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی صنعت نے کہا میرا چابک تو لاؤ غلغلہ اُسکے قید ہونے کا بلند ہوا
عمرو جو راوٹی مین جا کر لیٹا تھا اُسنے بھی سُنا جلدی سے باہر نکل آیا اور چالاک کے پاس
آکر کہا ای اجل رسیدہ غضب کیا تھا یہ کہکر ملکہ صنعت کو چابک نہ لگانے دیا آپ ایک
چابک اُسکے لگایا صنعت نے کہا یہ موذی کاٹے کسی طرح باز نہین آتے ہین مین
اب اسکو افراسیاب کے پاس لیجاؤنگی عمرو نے عرض کیا کہ ای ملکہ میرے کام مین خلل انداز
یہ ہوا میری رائے یہ ہو کہ اسکو مجھے آپ عنایت فرمائین کہ مین اسکو قید کرون یہ کہکر اپنے
بھوٹنے سے سحر کی زنجیر نکالکر خوب چالاک کو جکڑا اور کہا مین اس سے کچھ پوچھ لون
تو مار ڈالونگا صنعت نے کہا مین نامہ افراسیاب کو لکھتی ہون جیسا وہ فرمائین عمل
مین لانا عمرو نے کہا اچھا اور چالاک کو اپنی راوٹی مین لایا وہان لاکر مشکین کھولدینا
اور کہا او جوانا مرگ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی چالاک نے کہا آج تو صنعت
نے نہ پہچانا تھا صرصر شمشیر زن آکر گرفتار کرا گئی عمرو نے کہا مین سمجھ لونگا
چالاک اُنکے کہنے سے قنات چاک کرکے نکلگیا اور عمرو ہائے ہائے کرکے زمین پر
گر پڑا اس طرح سے کہ آدھا پردے کے اندر دھڑ تھا اور آدھا باہر اُسکے ہائے ہائے
کی آواز اہل بارگاہ نے جو سُنی صنعت نے کہا جو ہوشیار جادو کو بادشاہ نے
بھیجا ہے اور وہ عمرو کے بیٹے کو قید کرنے لیگئے ہین معلوم ہوتا ہو کچھ آفت
اُنپر آئی یہ کہکر خود راوٹی مین آئی دیکھا تو ہوشیار جادو بیہوش پڑا ہی اور قنات چاک ہی
چالاک کا پتا نہین ہی لوگون سے یہ حال دیکھکر گویا ہوئی کہ دیکھو ہوشیار نے کیسا زنجیر
مین جکڑ دیا تھا بند معا ہوا گوز مار کے نکلگیا بڑے غضب کے عیار ہین اُنسے کوئی جیت نہ پائیگا اچھا
پ کوئی پانی لاکر ہوشیار پر چھڑکو کہ اُنکو تو ہوش آئے عمرو نے یہ بیان جو اُنکا سُنا سمجھے
کہ پانی چھڑکنے سے رنگ روغن نہ کہین بگڑ جائے لازم ہو کہ اُٹھ بیٹھو بس یہ سوچکر ایک آہ کی
اور کروٹ لی صنعت اُسوقت پکاری کہ ای ہوشیار جادو ہوشیار جادو کیا غافل پڑے ہو ذرا تو
ہوشیار ہو اُسکے پکارنے سے عمرو اُٹھ بیٹھا اور کہا ای ملکہ چالاک نے کیا کیا کون کہ کیا کام کیا ہو کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا

مین مرگیا ہوتا سامری نے بڑی خیر کی صنعت نے کہا اگر اسوقت کچھ تمھارے دشمنون کو ہوجاتا
تو مجھکو افراسیاب سے بڑی ندامت ہوتی لوگون نے کہا ہے ملکہ آپکا کیا خیال ہے یہ چالاک
جنے کہ افراسیاب پر عیاری کی ہے اُس سے بچے رہنا ہی غنیمت ہے اور جو ہمت اسکو قید کرے
جو کے نہین ماری ڈالے یہی بہتر ہے غرض صنعت وہان سے اُٹھکر پھر اپنے مقام پر آئی چالاک
جو نکلکر جانے سے چلا ایک درہ مین پہاڑ کے گیا وہان قریب تر ایک ساحر ہے کہ اس جگہ کی صنعت کی
طرف سے نگہبانی کرتا ہے اس ساحر کا نام بھی بھوت جادو ہے اور وہ ساحر نہایت زبردست ہے چنانچہ
چالاک جو دیکھے تو درہ کو بہت آراستہ ہے اسطرف درہ کے درخت تمام تراشے ہوئے ہین
سبزہ اُگا ہے کنوئین پختہ ہے ہین پڑی جاری گئی ہے روبرو سامنے ایک باغ کہ جس سے گلستان ارم کو
داغ بنا ہوا نظر آتا ہے چالاک اُس باغ مین آیا اُسکو بھی نہایت سرسبز پایا نرگس یاسمن تختہ تختہ
گل و سنبل چمن چمن لگے ہین اُسکی خوبی کی بہت کہنا گیا کہ ابیات ؛ دیکھا تو کچھ اور ہی ہے عالم

وہ باغ نہین بہشت ہے کم	رخسار زمین پہ سبزہ ہے سبز	ریحان خط عنبر از گلرو
از بسکہ ہے سبزہ جلوہ آرا	ہر خاک طلسم جیسے خضرا	اُن سبزہ گیا وہ جانفزا ہے
گویا خط یار دلربا ہے	تھے پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے	شاید کہ بہشت مین ہون ایسے
ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار	گلشن کی زمین ہے سخن گلزار	ہر سنگ تو رشک لالہ و گل
ہر رنگ سرشک خون بلبل		

ہر سمت نہرین جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری ایک طرف بارہ دری
مجلس بنی ہوئی بنی کی طرح بچھی ہوئی فرش پر تکلف سے آراستہ شیشہ آلات لگا ہوا سامان
عیش و راحت وہان مہیا مسند زرق بچھا ہوا اور اُسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہوا شراب زہر مار
کررہا ہے اُسکو دور سے دیکھکر چالاک صورت ساحر کی ایسی بنا اور وہ وضع اپنی بنائی
کہ جیسے وضع کے ساحر صنعت کے ملازم ہین بس اس صورت پر تیار ہوکر سامنے اُسکے گیا اور
اُسکو سلام کرکے کہا کہ ملکہ صنعت نے آپ کے پاس بھیجا ہے فرمایا ہے کہ جیسے ہم شکل کے
نے ہین جو کمبخت ہمارے مار ڈالنے کی فکر مین ہے ابھی چالاک عیار آیا تھا مجھے قید کرنا چاہا
وہ نکلگیا اب تو بہت ہوشیار رہنا اور جو کوئی عیار طرار آئے اُسکو پکڑکر مار ڈالنا بھوت اس
ساحر کا نام ہے چالاک کی تقریر سنکر وہ اپنے ملازمون کو حکم فرماتا ہوا کہ سو روپیہ اسکو لاکر دو انکو بخ

روپیہ نذر کو لا کر دیے اور بھبوت نے کہا ملکہ عالم کو میری تسلیم کہدینا اور عرض کرنا کہ آپ کی
جانب سے غافل رہیں میں بہت ہوشیار ہوں چالاک نے جب روپے پالیے کہا شیخ
ہمارے ساتھ احسان کیا ہے ہمارے باپ دادا سے بھی ایک چیز نادر چلی آتی ہے بھلا اُسکو ہم
تو دکھلا دیں لے آؤ الگ چلو بھبوت یہ سنکر اُٹھا اور اِس باغ کی ایک کنجی میں گیا ملازم
کو وہاں آنے سے منع کر دیا چالاک بھی اُسکے ساتھ گیا اُسنے کہا دکھاؤ وہ کیا چیز ہے چالاک نے
قریب پہونچکے ایک طمانچہ دست بیہوشی آلودہ کا لگایا بھبوت نے کہا اور بے ادب یہ کونسا
کیا کیا چالاک نے کہا اسیمین تو کرامات ہے تم دیکھ لینا مگر افسوس یہ کہی رہا تھا کہ وہ چکر مار کر
گرا بیہوش و مدہوش تھا چالاک نے اُسوقت تنہائی پا کر اپنی ایسی صورت اُسکی بنائی اور آپ
اور آپ اُسکی صورت پر بنا اور اُسکو پیٹھ پر لاد کر باہر نکلا تو فوج اُسکے کہا کہ یہ کون ہے اُسنے جواب دیا
کہ جمشید نے میری عزت بچائی اور جان بھی رکھ لی اپنے مجھکو مار ڈالا ہوتا یہ عیار ہے یہ کہکر بارگاہ
صنعت کے دروازے پر اُسکو لادے ہوئے لایا صنعت کو خبر ہوئی کہ بھبوت جادوگر آیا
جانب سے فلان صحرا ابن محافظ ہے وہ چالاک کو پکڑ کر لائے ہیں یہ حال سنکر صنعت اُٹھی اور
ہوشیار جادو کے پاس آئی کہا اے ہوشیار مبارک ہو چالاک پکڑا گیا بھبوت میرا ملازم لایا
ہے عمرو کی یہ خبر سنکر جان نکلی مگر بظاہر خوشنود ہوا اور جلد وہاں سے باہر نکل آیا اِس اثنا میں بھبوت
نقلی بھی داخل بارگاہ ہوا اُسکا صنعت عمرو کے ساتھ گٹھڑی تھی اُسکو مجرا کیا صنعت نے ہنسکے
پوچھا کہ اے بھبوت مزاج تو اچھا ہے کہو کسکو لائے بھبوت نقلی نے سب ماجرا بیان کیا کہ
یہ عیار مجھکو بھی فریب دیے گیا تھا میں نے پکڑ لیا ان باتوں میں یکایک خبر آئی کہ ملکہ شکوہ
زرین قبا اور شہاب جادو سیر کنان اِس طرف آئے تھے وہ آتے ہیں صنعت نے کچھ لوگ
اُنکے استقبال کو بھیجے کہ وہ دونوں بھی بارگاہ میں آئے صنعت سے ملاقات ہوئی اُسنے تواضع
کر کے بڑا اشتیاق ظاہر کیا پھر یہ بھی کرسیون پر بیٹھے جام مے گردش میں آیا اُسوقت ملکہ شکوہ نے
پوچھا کہ اے ملکہ یہ سامنے مردہ سا کون پڑا ہے صنعت نے سب احوال اُنسے بھی کہا اور کہا
افراسیاب نے ایک ہوشیار جادو نام ساحر نیکنام کو میرے پاس بھیجا ہے اور بہت
تعریفیں اُسکی نامہ میں لکھی ہیں میں اُس سے نہایت خوش ہوں شکوہ نے کہا اے ملکہ اب تم اُسکا

مار ڈالو صنعت نے کہا لڑائی کی فتح اور شکست جب ہی کہ جب حریف پکڑا جائے تو سمجھا کر
مارے لیکن آپ کے فرمانے سے مین ابھی اُسکو قتل کرتی ہون مجکو کسی بات کا دغدغہ
نہین ہر شکوہ نے کہا کہ کچھ ہی کیون نہو آپ اُسکو مار ڈالین اُسنے کہا اچھا تو شہاب جادو
نے کہا کہ ہوشیار جادو کو بھی بلائیے ہم ملاقات بھی کرینگے اور وہ اُسکے قتل کی بھی کیفیت
دیکھینگے صنعت نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ جا کر دیکھو تو ہوشیار جادو کیا کرتے ہین عمرو دیلی تو
باہر نکل آیا تھا یا پھر جا کر راوٹی مین لیٹ رہا اسلیے کہ اُٹھتے باہر آکر جو مبہوت کو دیکھا تو چالاک
کو پایا تھا غرض کنیز جو آئی دیکھا کہ آرام مین ہین اُسنے جگانے کا ارادہ کیا کنیزین جو اُسکی
خدمت مین تھین وہ گویا ہوئین کہ ابھی آرام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر ملکہ بھی آکر جگانے کا ارادہ
فرمائین تو مجھکو نہ اُٹھانے دینا کنیز یہ ماجرا اُسنکر پھر آئی اور صنعت سے آکر عرض کر دیا شہاب
وغیرہ سب خاموش ہو رہے اور صنعت نے جلاد کو حکم دیا کہ جلد تر اس نفتری کا اسی عالم بیہوشی
ہی مین سر کاٹ ڈال جلاد نے بموجب حکم دوڑ کر تیغہ مارا کہ سر مبہوت اصلی کا اڑ گیا اور پکارا
کہ مبارک ہو مین نے کام پسر عمرو کا تمام کیا لائیے انعام دلوائیے یہ تو انعام مانگ رہا ہے کہ وہان
وہان صدائے گیرو دار و دار و گیر بلند ہوئی دھوان سب طرف پھیلا آواز آئی کہ مارا مبہوت
جادو کو اُس اندھیرے مین چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک ارے قحبہ صنعت تو میرا نام
چالاک ہے تیرے ساتھون سے تیرے رفیقون کا سر کٹوا دون یہ کہکے تخت کے نیچے صنعت کے چلا گیا
کسی نے اِس تاریکی مین دیکھا نہین کچھ عرصہ کے بعد وہ دھوان برطرف ہوا سبنے دیکھا کہ مبہوت
جادو کا سر الگ کٹا پڑا ہے اور شکوہ اور شہاب جادو تو گھبرا کر باہر نکلے کہ یہ کیا آفت آئی اور
آپس مین گرم سخن ہوئے کہ غضب ہے سامری کا بھلا کیجیے کسکو کوئی مارے اور کسکو رہا کرے بھائیو ابھی
طلسم پر ادبار آیا ہے ادھر صنعت لاش مبہوت دیکھکر بدحواس ہو گئی کہ بل بے تیری ملاش کہان
پہونچا اور مبہوت کو پکڑ کر لایا یہان تو سب متحیر اور متردد ہین لیکن حیرت کو بھی طاعون بحرین
یہ سب خبر پہونچائی وہ بھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ شکوہ اور شہاب جا کر پہونچے اُنھونے مفصل کیفیت
عرض کی کہ ہمارے سامنے یہ ماجرا گذرا پھر یہ بھی بیان کیا کہ افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نامی کو صنعت
کے پاس بھیجا ہے اور بڑی تعریف اُسکی نامہ مین لکھی ہے وہ ساحر دہان موجود ہے بڑی خاطر اُسکی ملکہ صنعت کرتی ہین

حیرت نے یہ حال سُنکر کہا اری بی آمین بھی کوئی کوئی فریب معلوم دیتا ہی مین باخلہ کو نامہ لکھتی
ہون جیسا ہوگا ظاہر ہوجائیگا یہ باتین جو بیان ہوئین طائران جادو صرصر کے یہان بھی اور افراسیاب
کے یہان بھی برائے جاسوسی حاضر تھے اُنھون نے بھی سُنا اور طائران اُڑکر بادشاہ طلسم کی خدمت مین گیا اور
طائران سحر نے آکر صرصر سے جو سُنا تھا بیان کیا صرصر بہت خوشنود ہوئی اور عیار کنیز نے کہا بی بی
عیار بڑے فیلسوف اور زبردست ہین صرصر نے کہا سب ملکر چالاک کے لیے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ
اُسکو صحیح وسالم مجھے لاکر ملائے سب دست بدعا ہوے ادھر طائران جادو جو شاہ جادوان کے
پاس پہونچا جملہ ماجرا اُسنے بیان کا بیان کیا بادشاہ نے حال سُنکر گردن جھکائی اور کہا مین اسی
وجہ سے سب کو غارت کرنے جاتا تھا تو اس صنعت نے نمانا اب اچھا ہوا جو ذلتین اُٹھاتی ہی
یہ کہکر رقعہ جمشیدی مین دیکھا کہ کونسا ساحر میرا ملازم ہوشیار جادو نام ہی جو اُسکے پاس گیا ہی رقعہ
مین معلوم ہوا کہ وہ عمرو عیار ہی اگر ای بادشاہ قتل کرنا ہو تو ایسے وقت مین اُسکو مار ڈال پھر ایسا
موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رقعہ سے دریافت کرکے اُسنے باغبان کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمنے وعدہ کیا تھا
مین عمرو کو پکڑ لاؤنگا آجتک ایفاے وعدہ نہوا خیر اب تم بارگاہ مین صنعت کی جاؤ اور وہان
ہوشیار جادو بنا ہوا عمرو ہی اُسکا سر کاٹ لاؤ صنعت سحر ساز سے کہنا کہ وہ خود قتل کرکے سر
تمھین دیدیگی باغبان نے پایۂ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ انیک رفتیم و آوردیم یہ
یہ عازم رہ نوردی ہوا لیکن زوجہ اُسکی ملکہ گلچین جادو کہ عمرو سے ڈرتی ہی اسواسطے کہ عمرو جو باغبان
کو مار ڈالیگا تو مین رانڈ ہوجاؤنگی اُسنے قرآن جلش کو بھائی بنایا ہی اور اُسنے اُسکو بہن کہا ہی ہرچند
باغبان کو یہ سمجھایا کرتی ہی مگر وہ نہین مانتا ہی چنانچہ ملکہ گلچین جادو اپنے شوہر سے پہلے چادر سحر اوڑھ کر
روانہ ہوئی جلکے صنعت کی بارگاہ مین پہونچی بسبب چادر سحر کے کسی نے اُسکو دیکھا نہین عمرو
کی راوٹی مین گئی عمرو سوتا تھا اُسکو جگایا اور کہا اے خواجہ سلامت مین ہون آپکی کنیز گلچین جادو
افراسیاب کو آپ کی خبر پہونچی ہی اُسنے میرے شوہر کو صنعت کے پاس بھیجا ہی وہ آتا ہی
آپ ہوشیار ہوجائیے مین پہلے آپ سے خبر کرنے کو آئی ہون آپ کو قسم ہی اپنے خداے چالاک کی کہ
باغبان کو مار نہ لیجئے گا مین رانڈ ہوجاؤنگی لو خدا تمھارا حافظ ہی مین جاتی ہون یہ کہکر وہ آسی چلی گئی اسکی
باتونکی آواز کچھ کنیزون اور صنعت نے بھی سُنی مضمون کو کچھ بھی نہ سمجھیں لیکن صنعت نے پکار کر کہا کہ اے

یہ کہکے بیڑا اُٹھاتے ہین عمرو نے کہا یہ بیچارے مین اور کیے ہین زندہ بھی ہمکو آئے ہوئے۔ اب تدبیر
لڑنے کی ہم بھی کرتے ہین وہ دم خبر لگاتے ہین یہ کہکر باہر راوٹی کے آیا اور دیکھا کہ ایک جادوگر اژدرنگاہ
جادو نام صنعت کے پاس استادہ ہے اُسنے صنعت سے کہا کہ ای ملکہ ذرا یہ جو آپ کے
پاس کھڑے ہین اِنکو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُنسے کہنا ہے صنعت نے یہ سُنکر اژدرنگاہ
سے اشارہ کیا کہ جاؤ وہ عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا ای بھائی یہ غل کیسا ہوا تھا اُسنے کہا کیا
بتاؤن رنج بیکو پڑی ہے عمرو نے کہا ہان بھائی یہان یہی حال ہے معلوم نہین کہ ہم مارے جائین
یا تم مارے جاؤ مگر بھائی عیار کیا کام کر رہے ہین ابھی دیکھو میرے پاس ایک عیار آیا تھا اُسنے زبردستی
بغیر کچھ کہے سُنے میرے منھ پر یون ہاتھ مارا دون ہاتھ مارا ای لو اسطرح سے ہاتھ پھیر ہی تو دیا
یہ کہکر ہاتھ منھ پر نقل کرنے کے بہانے سے پھیر دیا کہ اژدرنگاہ بیہوش ہو گیا اُسنے جب اسکو
بات کرنے کے لیے بلایا تھا تو کنیزون کو ہٹا دیا تھا چنانچہ تنہائی تو تھی ہی اژدرنگاہ کو
بشکل ہوشیار جادو بنایا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو اپنے پلنگ پر لٹا دیا
اور کنیزون کو پکارا اُنسے کہا خبردار رہے ہوشیار کو نہ لینے جگانا نہین یہ کہکر آپ یا جمشید یا جمشید
کہتا ہوا صنعت کے پاس آیا اُسنے کہا ای اژدرنگاہ جادو خیر تو ہے مجھ سے تو کچھ تو کہا
ای ملکہ مین تمسے کیا کہون اب آپ ہی معلوم ہو جائیگا اُسنے اس کلمہ پر گھبرا کے کہا ارے
کمبخت بولتا نا عمرو نے دل مین کہا کہ کتاب مین دیکھا اُسنے تو حال تیرا کھل گیا بس گویا ہوا کہ ای
ملکہ تجھے تو کتاب کی غرت کھو دی ذرا ذرا سی بات پر کتاب لانا کتاب لانا کرتی ہو ای ملکہ جس
کام مین عقل کام نکرے وہ کتاب مین دیکھتے ہین تو کتاب کیا کرے گی مجھ سے میرا پیر کہہ گیا ہے کہ شاہ
جادوان کے پاس سے کوئی سو وقت آتا ہے اور ہم رتبہ و ہم پایہ تمھارا ہے اور جس کام کو آتا ہے
اسی کام کو سُنکر مین یا جمشید یا جمشید کہتا ہون اب معلوم ہی ہو جاتا ہے گھبراتی کیون ہو یہ کہہ ہی
رہا تھا کہ باغبان قدرت تہور بربل ڈھیلے ہوئے اسباب تحریر لیے ہوئے ہستی پر سوار آ کر اُسکی
بارگاہ مین اُترا صنعت برائے استقبال خود اُٹھی باغبان نے بڑی تعظیم سے سلام کیا صنعت نے
مُسکرا کر سلام لیا اور ہاتھ اُسکا پکڑ کیا مقام صدر پر برابر اپنے بٹھایا باغبان نے بیٹھتے ہی کہا کہ
شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ مین نے کب ہوشیار جادو کو بھیجا ہے اور وہ ہے کہان صنعت نے کہا کہ

جب سے آیا ہے مست شراب ایسا رہتا ہے کہ ہر وقت راوٹی میں پڑا رہتا ہے اب بھی میں آج
باغبان نے کہا وہ عمرو عیار ہے اسی وجہ سے بہت تمھارے پاس نہیں بیٹھتا کہ اپنی
فکر میں ہے تمکو مار ڈالیگا اسوقت اژدرنگاہ نقلی نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ہم تو سمجھے
ہوئے صنعت یہ ماجرا سنکر نہایت درجہ گھبرائی باغبان نے کہا حکم دیا ہے شاہ نے کہ
جلد مار ڈالو اسکو اور سر اسکا تاکہ ہے لاؤ مجھے دو کہ میں قتل کرکے سر لیجاؤں صنعت نے
اسوقت ایک جلاد کو بلا کر چپکے سے کہا کہ راوٹی میں جا اور کنیزوں کو یہاں بھیجدے اور وہ جو
پلنگ پر سو رہا ہے اسکا سر کاٹ جلاد بموجب حکم راوٹی میں گیا اور کنیزوں سے کہا جلد یہاں سے باہر جاؤ
وہ سب لرزاں ترساں باہر آئیں اور جلاد نے ایک ہی تیغ کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اژدرنگاہ
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے بھی صدائے مہیب آنے لگیں اندھیرا ہوا آواز آئی کہ لیجیو پکڑیو
مارا اسکو کہ جسکا نام اژدرنگاہ جادو تھا صنعت نے جب جلاد کو بہر قتل ہوشیار بھیجا تھا
چار ہزار جادوگر برائے حفاظت مقرر کیے تھے کہ شاید عمرو ہوشیار ہو کر نکلے تو جانے نپائے
دو ہزار جادوگر پردے ہوا پرواز کر رہا تھا اور دو ہزار گرد بارگاہ تھا بس ادھر تو صدائے قتل
ہوشیار بلند ہوئی ادھر عمرو نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو نامدار اری او تخفف صنعت
سحر ساز اگر تیرے جادوگروں کو اسطرح نہ داخل جہنم کرایا تو نام اپنا نہ رکھا صنعت نے یہ نعرہ سنکر
گرد اپنے تو حصار کیا اور پکاری کہ لینا موذی کاٹے کو جانے نپائے اندھیرا تو تھا ہی نارنج ترنج نارئیل
چلنے لگے اسوقت چالاک جو تخت کے نیچے چلا گیا تھا باہر نکلا اور آکر اسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ
ای والد ماجد راہ یہ میں نے پہلے ہی سے بنا رکھی ہے آئیے چلیے عمرو بھی غلطاں مار کر زیر تخت گیا دیکھا
تو یہاں نقب لگی ہے دونوں اُس نقب میں کودے اور روانہ ہوئے صنعت نے جب وہ اندھیرا موقوف
ہوا ہر چند تلاش کرایا کہ دیکھو یہ دونوں کہاں گئے ہیں لیکن پتہ نہ ملا بہت پریشان خاطر ہوئی اور
مختار جادو نے عقل سے دریافت کیا اور تو سب راہ رکی ہوئی تھی تخت کے نیچے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں
ہیں لہذا اُسنے تخت کو اٹھوایا دیکھا تو نقب لگی ہے پس عرض کیا کہ ای ملکہ دیکھیے وہ اس راہ سے گئے ہیں باغبان
تو یہ سب ماجرا دیکھکر پہلے ہی چلا گیا تھا اور یہاں صنعت نقب دیکھکر بہت پریشان ہوئی اور گویا ہوئی کہ
ای مختار کچھ عقل نہیں کام کرتی ہے اب تجھ کو کہہ سکتی ہوں مختار نے کہا قریب شوم یہ فرمائیے تو آخر کیا کرتا ہے

کہا باغبان قدرت جا افراسیاب کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ یہ عمرو عیار ہو بس اتنا ہو افراسیاب
بس جھوٹ بولنے لگا مختار نے کہا اے ملکہ جب ہوشیار جادو نے اژدر نگاہ کو راوٹی مین بلایا تھا اُسوقت
وہ ہوشیار عمرو ہی تھا جب اژدر نگاہ اُسکے پاس گیا اُسنے بیہوش کرکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا
آپ اُسکی صورت بنکر باہر آیا اور آپ سے باتین کین باغبان قدرت کیا کرے جو سُن آیا تھا
وہی آپسے کہا لیکن تعجب یہ ہو کہ اُسکو خبر کسنے پہونچائی کہ باغبان قدرت آیا اور صنعت نے
کہا کچھ ہی ہو مگر اب عزت سامری کی ہمین ہماری تو بے آبروئی ہوتی ہو یہان تو یہ تذکرہ ہو اور عمرو عیار
مع چالاک کے نقب سے نکلکر ہنستے ہوئے اپنی بارگاہ مین گئے مہرخ اور سب سردار دوڑے خدا کا شکر کیا کہ ہم
خدا نے تمکو پھر ملایا عمرو نے تمام کیفیت سامنے مہرخ کے بیان کی مہرخ اور جملہ سردار قہقہہ مارنے لگے اور
سب عیار بھی مع مہتر قرآن کے اُسوقت بارگاہ مین آئے اور بیٹھکر شراب پینے لگے ناچ ہونے لگا شراب کا
جام گردش مین آیا مہرخ نے کہا اب خدا وہ دن بھی کرے کہ شہزادہ اسد اور مہ جبین بھی چھوٹین اور
اسد دلاور طلسم فتح کرے عمرو نے کہا انشاء اللہ اب وہ زمانہ بھی قریب ہو ملکہ پران تدبیرین کرتی ہین
لیکن جبتک آپ دیکھیے گا کہ کیسی کیسی لڑائی پڑتی ہو اور ہم بھی چن چن کے ان نابکارون کو جیسے اچھا ہو
مارینگے یہ کہکر مصروف عیش و انبساط ہوئے ادھر باغبان کے پہونچنے کے قبل تیلکے افراسیاب کے پاس
گئے اور عرض رسا ہوئے کہ بموجب ارشاد حضور باغبان کے کہنے سے صنعت نے ہوشیار جادو کو قتل
کرایا لیکن صدائے گیر و بگیر کی بلند ہوئی دریافت ہوا کہ ہوشیار جادو عمرو نہ تھا اژدر نگاہ جادو تھا
افراسیاب نے کہا عجیب غریب مقدمہ ہو کہ جو تدبیر ہم کرتے ہین وہ برعکس ہوتی ہو یہ کہکر ایک آہ سرد دل
پر درد سے بھری اور تیلون سے کہا کہ تم جاکر پھر خبر لاؤ کہ صنعت کیا کرتی ہو اور مہرخ کس فکر مین ہو
تیلے روانہ ہوئے آگے چند تیلے تو بارگاہ صنعت مین پہونچے اور چند بارگاہ مہرخ مین آئے یہان دیکھا
تو ناچ ہو رہا ہو اور صنعت کو جو دیکھا تو غصہ مین رنجیدہ پایا اور سنا کہ وہ کہتی ہو اے مختار جادو مجھکو
افراسیاب سے بڑی ذلت ہوئی اب جی چاہتا ہو کہ اپنے تئین ہلاک کرون مختار کہہ رہا ہو کہ حضور شراب
پیئن کچھ خاصہ نوش فرمائیے یہ تو معاملات جنگ مین اسقدر تشویش نفرمائیے اُسنے کہا کہ اب کھانا تب ہی جب
کھاؤنگی کہ لشکر باغبان کو غارت کر لونگی یہ کہکر وہ بیضہ سیاہ جو گنجینے مین تھا ہاتھ مین لیکر دکھایا تیلون نے
جو یہ ماجرا دیکھا سمجھ گئے اب تو یہ آمادہ حرب و ضرب ہو لازم ہو کہ بادشاہ سے جاکر خبر کرین پھر آپ ہی کہا کہ تماشا بھی جنگ کا

دیکھ لین تو ایک ہی مرتبہ جا کر عرض کرین غرض یہ تو ادھر سے اور جاسوسان لشکر فرخ جو
موجود تھے وہ سب خبر لیکے فرخ کے سامنے آگئے اور عرض رسا ہوئے کہ ملکہ صنعت سحرساز پھر آیا چاہتی
ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ابکی بقیہ سیاہ سے کام لے فرخ یہ خبر سنکر بدحواس ہوئی پھر آپ ہی کہا کہ
اللہ مالک ہے وہی بچانے والا ہے چالاک جو شریک انجمن انبساط تھا وہ اپنی جگہ سے جم اور
جبتک اس قحبہ صنعت کو مار آؤں تم گوشمالی ٹیلی نمانگی ہیں یہ کہکر وہان سے چلا اور ساحر کی
صورت بنکر قریب بارگاہ صنعت آیا یہان صنعت باہر بارگاہ کے آکر غصہ مین کھڑی ہوئی تھی تمام
سردار اور مصاحب اُسکے گھیرے ہوئے سمجھا رہے تھے کہ اے ناظمہ کل طلسم افراسیاب کی پیاری خیر
کی راج دلاری اگر لشکر باغیان برباد کرنا منظور ہے تو فوج کو ہمراہ لیکر جا سپہ سالار فوج بھی عرض کر رہے
ہین کہ ہمکو بھی چلنے صنعت کہہ رہی ہے کہ مین اکیلی جاؤنگی اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے یہ کہکر مختار
جادو سے مخاطب ہوئی کہ تم لشکر سے اور فوج و لشکر سے خبردار رہنا مجھکو دیر نہ ہوگی ابھی گئی اور کام
لشکر حریف کا تمام کر کے پھر آئی دیکھیو وہ بقیہ سیاہ ہر کہ چھکے لگا تمہی ہزارون سانپ پیدا ہونگے اور
مفسد ڈنکو ڈس لیگا یہ کہکر بقیہ تیلی پر رکھکر بلند کیا چالاک جو لشکر مین آیا ہوا تھا اُسنے دل مین خیال
کیا کہ بس یہی وقت ہے تو اپنا کام کر یہ سوچکر اُسنے گلگوین مین پتھر رکھکر اور تیلی کو تاک کر چرخ دیکر
جو مارا پتھر اُسکے ہاتھ پر پڑا اعبار تیرے ہاتھ کا پھر انگلیان تو سب ٹوٹ گئین اور بقیہ سیاہ ٹوٹ کر وہ سردار اور
فوج کے لوگ جو مجمع ہے تھے اور ساتھ چلنے کے لیے مستعد تھے مر گئین گر معاذ اللہ قیامت کبریٰ بپا ہو گئی
اول تو تاریکی چھا گئی اور دھوان اسقدر پیدا ہوا کہ وہ مقام ظلمات سے بھی بدتر تھا چاہ بابل کی ظلمت کی
تاریکی کے آگے کچھ حقیقت نہ تھی ہزارہا ساحر دیکھا اُس اندھیرے مین دم گھٹا ہوا اور علاوہ اس اندھیرے کے
ماران سیاہ زمین سے نکلنے لگے اور روئے ہوا سے برسنے لگے تمام عالم اُن موذیون سے بھر گیا ہوا مسموم
ہو گئی اُن سانپون نے جسکو کاٹا پانی ہو کر وہ بہ گیا لشکر جو تیار ہوا تھا اُسمین بھگدڑ پڑی ہر چند صنعت
سحر پڑھتی تھی لیکن وہ آفت موقوف نہ ہوتی تھی اندھیری نے جان لی سانپون نے آفت برپا کی ان
کافرون لوگون کا جیتے جی جہنم مین بند کیا تھا کہ ہر ایک کا لاکھون کا تماشا تھا خدا کی پناہ ہر سمت پھنکار کی صدا
بلند تھی زہر دار سے نالان ہر ادھر خانہ تن کی ماہی سے مروح [illegible] سانپون کے نکل جاتی تھی غلغلہ ظلم
اسکا ماورا سے جان گئی کا بلند تھا ساحر [illegible] جمشید [illegible] کی پکار تھی یا [illegible] مدد کو آؤ

مین صداؤن کے آنے سے کوئی لمحا تھی کھلبل اور کھلبل پڑی تھی بڑی آفت کی گھڑی تھی کہ اشعار

جدھر پھر نظر دیکھیں لگی تھی آگ
ہوا سے چلے راہ وان مار و مور
صدائے مہیب انکی وہ تھی بلند
پرندے مکانون سے سب اڑ دہان
ہوئی انکی کوسون تلک ایسی صدا
اٹھے کوہ و وادی سے شیر و پلنگ
اس آواز سے جی نکل ہی گئے
تو پایا اس انبوہ کو نیم جان
زمانہ وہی آگ کا چار اور

دم و گوش اپنے پہ کھیلیں ہین ناگ
ہر اک آنکھ سے زہر ٹپکا کیے
جگر چاک ہوتے ہوا پر پرند
وحوش اس بیابان مین تھے نہ تھے
کہ آیا نہ اس رہ کوئی جز سموم
پراگندگی تھی اس انبوہ مین
جو ثابت قدم تھے نکل ہی گئے
دم دیگر اٹھے نہ کوئی رہا
ہوا گرم ویسے ہی برپا ہی شور

جہان مین وہ تھی جا بجا پر شر و شور
جلا انکے آگے کوئی کب دیا
درندون کے رہ جا نہین تھے حواس
طیور آشیانون مین جاتے نہ تھے
ہوئے ساکنان بیابان تنگ
کہ گو بنی بلائے سیہ کوہ مین
بھرا ایک دم اسنے دا کر وہان
دہی دست خالی وہی اژدہا
صنعت کی فوج اور صنعت

بزور سحر بھاگ کر بہت دور نکل گئین اور قریب دریاے سحر آکر ٹھہرین جس وقت کہ جب کوئی اس جنگل مین باقی نہ رہا وہ اژدر بھی ناپدید ہوئے مطلع صاف ہوا لیکن صنعت نے ایک مقام پر ٹھہر کر جنگلی فوج کو اپنی مجتمع کیا اور اس جاے خطرناک سے بہت دور ہٹ کر خیمہ کیا اسکی فوج اور خزانہ لاتعد ولاتحصی تھا کہ اسوجہ سے ہر بار نیا سامان مہیا ہوتا ہے چنانچہ اب بھی لاکھون ساحرون کو لیکر ایک جگہ پر اتری مگر داغ بالاے داغ آتش رنج سے جگر و دل کباب کہ یا سامری مین کس آفت مین گھر گئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے سردار جو باقی ماندہ تھے وہ آکر سمجھانے لگے کہ اے ملکہ ایک بات کے پیچھے پڑ جانا اچھا نہین اسمین بھی خرابیان ہوتی ہین دیکھیے بادشاہ طلسم سب طرح کے سحر جانتا ہی اور قدرت و طاقت سامری نے اسکو عنایت کی ہی مگر یکایک کوئی کام نہین کرتا ہے دیر آید درست آید کا معاملہ ہی آپ بھی اب چندے توقف فرمایئے پھر سمجھ لیجیے گا صنعت اپنے حال پر نالان و گریان ہو کر خاموش ہو رہی اور چالاک بن عمرو جو بقعہ کو توڑ کر روانہ ہوا سامنے فوج کے آیا یہان سبکو متردد پایا دیکھا کہ لشکر حرب تیار کر رہی ہی اور منتظر ہی کہ آفت آیا چاہتی ہی اسوقت اسنے آکر کہا اے ملکہ آپ بیٹھکر ناچ دیکھیے عیش کیجیے مین جنگ فتح کر آیا یہ کہکر حملہ ماجرا سنایا کہ اس طرح اسنے بقعہ دکھایا مین نے پتھر مار کر بقعہ اسکا توڑا

اور بیضہ اُسکی فوج مین گرا یا اب وہ بھاگ کر آوارۂ دشت ادبار ہوئی اور یقین تو یہ ہے کہ طعمۂ ناگہانی
آپ کے سر سے بلا گئی لڑائی کیسی اور لڑنے والے کجا یہ حال سنکر حمزہ اور جرخ وغیرہ شاد ہوئے
بند غم سے آزاد ہوئے بارگاہ مین بیٹھکر داد عیش و نشاط دینے لگے ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگے
ادھر ہیکلون نے جاکر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان سے یہ سب ماجرا ذکر کیا کہ اس طرح سے
صنعت کے ہاتھ سے چالاک عیار نے بیضہ گرا کر توڑا اور آفت نے صنعت کو گھیرا افراسیاب
باوجود کہ پدر پدر کی شکست ہونے سے غصہ مین تھا مگر چالاک کی چالاکی کا حال سنکر ہنس پڑا پھر
باغبان وغیرہ اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ صنعت کے دن اچھے بُرے ہین جب لڑیگی
تباہ و برباد ہوگی اب مین اُسکی لڑائی چند روز موقوف کرا کے ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ سب باغیون کو
سزاے مقتول دیگا اور جیسا ہمارے ملازم وغیرہ پریشان ہو کر روے ہین ویسا ہی اُنکو وہ ساحر
رولائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ فلک سے آتشباری ہونے لگی اُسی آگ کے شعلون مین
ایک تخت آتشین نکلا جسپر ایک ساحر سیاہ فام سوختہ بدن کندۂ جہنم جسکی شان مین یہ کہنا زیبا نظم ہے

شعلۂ در زنخ رخ روشن کی تاب	جس سے ہر مومن کو واجب اجتناب	جسم تھا یا صبح داغ مہ جبین
رو سیہ پر تیر کی ظاہر نہین	گرد وہ اک دلتنگی مایوس کا	ہر شکن خط تھا کف افسوس کا
آبروے مو سے ظاہر جلد یون	زنگ خوردہ جیسے تیغ سیم گون	یا نیام مخمل فرسودہ خواب
یا شکستہ کنہ محراب خراب	شوخی مژگان خرام ناشکیب	نرگس بیمار مرنے کے قریب
خانۂ چشم ایک صحراے خراب	آنکھ کے ڈھیلے کلوخ خوردہ آب	رشک نفخ صور آواز بلند
خندۂ صبح قیامت زہر خند	کیا کریہ الصوت جیسے شور رعد	رشک نفخ صور آواز بلند
رشک تیغ اصفہانی قد خم	خلق کا ہیبت سے نکلا جاے دم	شور آواز قدم افلاک تک
بخنک اخگین خفتگان خاک تک	بس وہ یہ درون اس تخت پر سوار تھا سامنے بادشاہ کے آکر	

ہنگام تکلم شعلے منہ سے چھوڑتا تھا بادشاہ کو تسلیم کرکے باادب تمام منتظر کلام سامنے ٹھہرا بادشاہ نے
اس مردود ازلی سے خطاب فرمایا کہ اے آتش فشان سرخ چشم جادو تم یہان سے لشکر لیکر مہرخ کے
لشکر پر چڑھ جاؤ اور اُسکو تباہ و برباد کرو خبردار کبھی پر رحم نہ کھانا اور لڑائی مین دیر نہ لگانا اور
عیارون کی مکاری بھی کچھ بیان کرکے فرمایا کہ ان لوگون سے بچے رہنا وہ گم کردہ راہ راست حسکم

بادشاہ بے کلم و کاست دو تین اطاعت پر رکھکر پھر اپنی آتش سحر مین غائب ہو گیا اور اپنے قلعہ حیرافشانیہ
مین آیا سپہ سالاران لشکر کو بلاکر حکم سنایا کہ جلد دو لاکھ ساحر تیار ہو کر میرے ہمراہ چلین کہ مین مہرخ کے یہان
لڑنے جاتا ہون بموجب حکم اُسکے لشکر مین تیاری شروع ہوئی گردان دلاور یادگار رستم و سام اور ساحران
نامور اپنے متعلقین سے رخصت ہو کر سوار ہیانے سحر پر سوار ہوئے طبل و بوق و نقارے
بجنے لگے ہودم خانے لد گئے ہر سمت آگ برسنے لگی آتش فشان بھی مثل شعلہ جوالہ کے آتش فشانی
کرتا ہوا اژدر دمان پر سوار ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ اشعار

بیدنان مست و گشته مهار
بهر کشورے در ستمگار ره
بپوشند جنگی دو دو هزار
بنیزه سواران خنجر گزار
سپهدار ایشان بر آمد بجوش
همی بود با نیزه در قلبگاه
بجنبش سپه اندر آمد چو پیل
زمین شد چو گرداب دریای نیل
چنان شد که از ساحران هزار
پدید آمد و زشت چپ یا ره
چو زه بر کشیدند پر شد خروش
شد از گرد گیتی سراسر سیاه

الغرض کرد فر سے کوچ کر کے
دریائے سحر کے پار اُترا اور قریب لشکر حیرت بدسیرت پہونچا اُسنے سردار بہر استقبال بھیجے گرد و
پیش لگئے لشکر اُسکا ملحق لشکر اُترا یا آتش فشان بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے خاطر کر کے بٹھایا اُسنے
ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر بیٹھکر شراب پینے لگا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھکو خداوند ساحران نے
بہر استیصال لشکر مہرخ بھیجا ہے اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون حیرت نے
اس حرام خور کو خوب شراب پلوائی کھانا لطیف کھلوایا جب یہ خوب سرشار ہوا اُسی نشہ کی ترنگ
مین وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور بقیہ دن تامل پذیر رہا جب آتش فشانی مہر تابان گم ہوئی
اور دنیا تمام ظلمت سرائے دہریہی ابیات

شب تیره هنگام بانگ خروش
از آن دشت برخاست آوای کوس
همه جنگ را ساز کرده بجان
همه نیزه داران و جوشن وران

ہرکارے یہ خبر لیکر بہت جلد خدمت مہرخ مین آئے اور لب بہ
دعا و ثنائے بادشاہی لائے کر نظم

کاوس و کیقباد و کیومرث یزدجرد
خاقان چین و قیصر روم و شه فرنگ
فرمان حکم تو بسر و چشم سے برند
چرد غان دمر و صفاهان رهم خجند
بیوسته در رکاب تو فخریه می زنند
از زد زبیم سطوت تو زرد و کاشغر
شمی تو شاه نادر کشورستان دهر
تا هست آفتاب دمه خط هستوا
تا طائران سد ره بر افلاک می پرند
شتے نهم بنام سکندر نمی زند
خسرو افلاک رکابا ایک ساحر

آتش فشان سرخ چشم جادو مقام فرستادۂ افراسیاب ناکام دو لاکھ ساحر کی جمعیت سے آیا ہوا اور رات
بمقابلہ ملازمان والا و دربان جناب طبل جنگ بجوایا ہر کل نکالکر میدان آتش عناد و فساد مشتعل کر کے گیا کہ
ہرکارے تو پھر بھر خبر روانہ ہوئے اور ملکہ سرخ نے توکلت علی اللہ کہکر بجواب طبل جنگ
عدو نفیر سحر کو دم دیا یہان بھی طبل و بوق بجے ناقوس پھنکے ساحرون نے سحر کے جگانے کا سامان
کیا مبارزون نے آلات جنگی کو درست کرنا آغاز فرمایا دربار سرخ نے سویرے سے برخاست کیا
ہر ایک بہادر اپنے اپنے مقام پر بہر آرام آیا تیاری لشکر ہو رہی ہوگی خواجہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ بارگاہ
سے اُٹھکر فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے اور سب عیار بھی اس اندیشہ مین چلے لیکن خواجہ
عمرو قریب بارگاہ آتش فشان پہونچکر بصورت مبدل ٹھہرے تھے کہ ایک خواص کو اُنھون نے
دیکھا کہ وہ بارگاہ سے نکلکر کسی کام کو جاتا تھا یہ اُسکے ساتھ ہوئے اور ایک جگہ
تنہائی پاکر اُسکو سلام کیا وہ بیچارہ تو وارد انکے فقرے کیا جانے اُسنے غریب سمجھکر جیب
مین ہاتھ ڈالکر چند اولے نکالے اور کہا میان صاحب اسوقت یہ موجود ہین اُنھون نے ہنسکر
کہا کہ مین یہ اولے لیکر کیا کرونگا مجھکو کچھ آپ ہی سے عرض کرنا تھا اسلیے ساتھ چلا آیا اُسنے کر
کہا فرمائیے کہا کہون کیا خاک مین تنہائی چاہتا ہون اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہین یہ حال
سُنکر اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا اُنھون نے کمند ماری کہ وہ اُلجھکر گرا اُنھون نے گرتے گرتے اُسکے منھ پر
حباب بیہوشی مارکہ وہ بیہوش ہوا پیرہن اُسکا لیکر اُسکو تو اُنھون نے کسی گڑھے مین ڈالدیا اور آپ
اسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوئے سر پر پگڑی باندھی چکن پہنی پیٹی پاک کمر سے لگایا تحویلداری کی
کپڑون کا گٹھا لیکر رومال سے باندھا اور اُس رومال کو جیب مین ڈال لیا اور جو کچھ اُسکے پاس روپیہ
پیسا تھا وہ سب لیکر اندر بارگاہ کے آئے یہان دیکھا تو ایک ساحر کریہ المنظر سیاہ فام بد انجام مسند پر
بیٹھا ہی اور شراب زہرمار کر رہا ہی خواجہ جی اور خواصون کے ہمراہ کاروبار مین مصروف ہوئے
اس عرصہ مین اُس نابکار نے پانی طلب کیا آپ نے خاصہ لاؤ عمرو جلد نمک سرکاری پانی مین ملاکر گیلاس
جھالی جڑ مین لگاکر سامنے اُسکے لیگیا اُس ناہنجار نے گیلاس کو تو اُنکے ہاتھ سے لے لیا مگر جب
پینے لگا منھ سے گیلاس لگاتے ہی ایک پتلا پیدا ہوا اور اُسنے ہاتھ مارا کہ گیلاس گر گیا اور پتلا پکارا
کہ اس پانی مین دنا تی خبر دار ارادہ پینے کا نکرنا عمرو تو یہ رنگ دیکھکر بھاگا اور اُسنے فوراً ایک گولہ

اپنی جھولی سے نکالکر مارا کہ وہ گولا شق ہوا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوکر جانب عمرو دوڑا عمرو نے
بارگاہ سے باہر آکر گلیم عیاری کو اوڑھا اس دھوین نے تپایا عمرو دل مین یا ودود کہتا ہوا پھرا
ظاہر ہوا اور رود سحر ناچار ہوکر پھر آیا ادھر تو یہ سانحہ گذرا اُدھر چالاک بھی ایک خدمتگار کی ایسی
صورت بنکر بارگاہ مین اس ساحر کی گیا اب اُسکو کھٹکا پیدا ہو چکا تھا بنگاہ کرم ہر ایک کو دیکھتا تھا
بس چالاک کو اُسنے پہچانا کہ یہ بھی کوئی عیار ہے چنانچہ ادھر تو اُسنے نگاہ سحر چالاک پر
ڈالی اُدھر اُسکو گرمی معلوم ہوی چالاک بھاگا آتش فشان للکارا کہ لینا منہ سے اُسکے شعلہ آتش
نکلکر چالاک کو پکڑنے دوڑا یہ باہر بارگاہ کے آچکا تھا کہ شعلہ کو اُسنے اندر سے آتے دیکھا یہ
گھبراکر اور تو کہین نہ جاسکا ایک غار تاریک کنوین کیطرح اُس جگہ تھا اُسمین پھاند گیا اور یہ عیار اسوجہ سے
بھاگ آتے ہین کہ اُسنے منتخب کرکے ساحر اپنی خدمت کے لیے رکھ لیے ہین اُنھین کی ایسی صورت
بنکر جاتے ہین اور دوسرے اُسنے اور اپنے ملازمون کو منع کردیا ہے کہ عیارون کے تعاقب کرنے مین جانا
ضرر ہے تم اُنسے خبر ہونا غرضکہ وہ شعلہ بھی بناچاری پھر گیا اور چالاک اُسکے پھر جانے کے بعد کچھ عرصے
مین کنوین سے نکلا اور جیسے ہی دو دم قدم چلا تھا کہ ایک ساحر کو اُسنے جاتے دیکھا اور ساحر مذکور نے بھی
اُسکو دیکھا اور سحر سے دریافت کیا کہ یہ بیشک کوئی عیار ہے اسکو پکڑ لینا بہتر ہے یہ سوچکر وہ ہنسا چالاک
سمجھا کہ یہ تجھ سے بدی کرے گا بس بھاگا اور ایک درہ کوہ مین در آیا لیکن سحر کے آگے انسان کہانتک
بھاگ سکتا ہے وہ ساحر بھی اُسی درہ کوہ مین آیا اور ایک سحر اُسنے ایسا پڑھا کہ چالاک آپ سے اُسکے
پاس چلا آیا وہ اُسکو لیجا کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا قضاے کار ہتر قران عالی وقار درہ کوہ سے
نکلکر ساحر بنے ہوئے چاندنی کی سیر کر رہے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کسیکو پکڑے لیے جاتا ہے
یہ دیکھتے ہی للکارے کہ ارے تو کون ہے اور کس شخص کو ہمارے مقام سے پکڑے لیے جاتا ہے اس ساحر
کو تو حال قران کا معلوم نہ تھا بس صاف صاف اُسنے کہدیا کہ مین اس عیار کو لیے جاتا ہون کہ اُسنے
ہمارے مالک کو بغرض عیاری پکڑنے کا ارادہ کیا تھا قران نے کہا اچھا تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم بھی تو دیکھ لین
پھر تم لیجانا یہ کہکر قریب جو اُسکے گئے تو دیکھا کہ چالاک ہے بس اُس ساحر کی تعریف کرنا شروع کی کہ بھائی
تمنے بڑے مفتری اور مفسد کو گرفتار کیا ہے اسکا قید ہونا بہت دشوار تھا مگر یہ شخص جو تمھارے
ساتھ نہ ہوتا تو اسکا قید ہونا دشوار ہوتا وہ ساحر دوسرے کا نام سنکر گھبرایا کہ مین تو اکیلا آیا تھا یہ دو

کسکو بلاتا ہے دیکھ تو سہی کہ اور کون ہے یہ سوچکر پیچھے پھر کر اُسنے دیکھا قران نے پہلو رسے لبخدا مارا کہ سر اُسکے پرانے غبار پاش پاش ہوگیا بھجا نکلپا تڑپ کر ہلاک ہوا پیرون نے اُسکے غل مچایا اُدر چالاک سے قران نے کہا اے چالاک اب تم رات بھر اسی مقام پر رہو اور تماشا اس ساحر کے اُٹھنے کا دیکھ لو پھر جیسا ہوگا دیسا سمجھ لینا چالاک قران کے پاس رہا اور عمرو کا بھی نتیجہ اس شب کو آتش فشان قابض نہوا وہ بھی پھر کر چلا آیا لشکرون مین رات بھر تیاری رہی جوان دلاور مثل گل گلزار توسن کو جو مثل شاخسار ہوا سے اُڑتے سے تھے سوار ہونے پر تیار ہوئے خزانہ مثل خزائن گل شرفی گلشن لشکر مین کھل گئے گھوڑے بر نگ لالہ لعل انگی ہوئے مشکین ہاتھیون کی اسطرح رنگین ہوئین جیسے پہاڑ گلہائے سُرخ سے رنگین ہوتے ہین چار آئینے یون شعاعت تھے کہ جیسے چار نہر جو بڑی کی باغ مین ہوتی ہے نے کیطرح کرنا کو دمبدم دم ملتا تھا تلوارین پانی کی لہرونکی طرح لہراتی تھین ڈھالین ہر ایک گرداب نظر آتی تھین آبشار کوہ کیطرح جھلم منھ پر بہادرون کے کہتا تھا کہ زندگی حباب آسا ہے آب تیغ کا جو کوئی تم مین پیاسا ہے وہ ہی دلاور ہے لبِ مرگ بھی نام آور ہے بکتر یون تن پر سجے تھے کہ جیسے تاک کے عکس جو بار گلشن پر پڑے تھے ایک طرف ساحرون مین سحر سے گلشن افسون ہرا بھرا تھا ابر جو سحر کی آتے تھے گویا دکھے ہزار رنگ کے موج ہوا کو پہناتے ہین رو رہے ہوا بھی زرہ پوش ہوا ہے بیرون کی صدا تھی یا ابر بہاری کڑکڑاتا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سبزہ خوابیدہ چونک اٹھا تھا طائران سحر مثل بلبل کے

زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک بہادر شاد و خرم سے تھے کہ اشعار

طنین پشہ صدا خیل کی ہے در رحام
جو تیری تیر کے ہوتا وہ توڑے آگا
علی بہر صف میدان ہے جنکے سب ہین غلام
حضور اُسکے کرے برق کی بھرے پانی

اگر وہ ہوئے علم اسکے سایہ کرے آگے
کمان کے گوش آتا رسے کھینچا بہرام
ترا سمند سبکرو ہے اسقدر کہ نہین
عنان اچک کے لئے گر رہے وہ گرم خرام

تری وہ تیغ کہ فتنہ کار دہر سوئے عدم
عجب نہین سپر افگن ہون اگر رستم و سام
کرون مین وصف سپر کیا کہ تیری پشت پناہ
بغیر خانۂ زین اسکے خانۂ آرام
غرض رات بھر سوزش وہنگامہ

آراستگی لشکر رہا صبحدم طبل و نفیر بجے ساحر تخت وار درو طاؤس پر چڑھکر در دولت پر ملکت مہرخ ذی عزت کے آئے مہرخ بھی لباس فرمان روائی سے آراستہ تخت پر سوار برآمد ہوئی ہر ایک نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا مجرا و سلام ہر ایک کا ہوا پھر کوس دوہل گرجے اور بجتے جانب جنگاہ سب دلاور چلے عیار بھی بہر تماشہ ساتھ ہوئے کسی طرف سے سواری برنگ باد بہاری ملکہ بہار کی

پیدا ہوئی فوج جسکو دیکھکر خورشید اہوئی ابر سرخ سر پر چھایا ہوا اسمین سے پھول گرنے ملکہ بہار
جوڑا نافرمانی پہنے ماتھے پر افشان چنی ہوئی گلدستہ سامنے رکھے ہوئے تخت کو سونے کی پتلیان
اٹھائے گرد و پیش خواصان زرین کمر کا ہجوم غرضکہ انتہا کی دھوم اسیطرح ملکہ مخمور اپنے حسن و خوبی
سے بھرپور تخت پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار میخانہ طائران سحر پر لدا ہوا ہر ایک ملازم مست و مخمور
بنا ہوا مخمور بھی دھانی جوڑا سے گلے مین پہنے لباس تمام جواہر دوز گہنا سب جواہر کا عشرت اندوز بہاران
زیب و زینت روانہ بہر حال نافرمان اور طاوس کا کہ کیا تک انکی خوبیان ہون یہ سب ماہ سپہر
شجاعت و خورشید آسمان جلادت میدان جنگ گاہ مین آکر پہونچین اُس طرف سے دو لاکھ ساحر
کا پرا ہمراہ لیے ہمہ تن شعلہ بنا ہوا آتش فشان ایک توسن آتشین پر سوار وارد میدان کارزار ہوا
ہزار ہا دہل اور دمامے بجنے نقارون کی آواز نے گنبد فلک مین ہلچل ڈالدی آگ چار طرف سی برسنی لگی
ساحران مہر رخ نے اُس آگ کے جواب مین باران سحر برسایا کہ گرد و غبار میدان بیٹھا آگ کو بجھایا
پھر جنگل سب صاف ہوا ہر ایک عازم مصاف ہو نقیبون نے نکلکر نقابت کی میمنہ و میسرہ قلب
و جناح صفین آراستہ ہوئین بعد صفوف آرائی جانبین آتش فشان آگ سے نکلا اور
ڈنڈوت کرکے سامری کو دیر تک پکارا کیا پھر جے استاد کی بول کے خود اپنے گھوڑے
کو وسط میدان مین نکالا اور نیرنگی سحر دکھا کر خوب گرما کر للکارا الحزر ہیبت مارا کہ ای فرقہ
نمکحرامان سخن ناشنو بھلا آؤ تو میرے مقابلہ کو یہ صدا سنکر مہر رخ نے بھی اپنے لشکر کے داہنے
بائین نگاہ کی ایک ساحرہ لالہ رخ جادو حسین و خوبرو سامنے آکر اجازت خواہ ہوا کہ غلام
جاکر کام اس کافر کا تمام کرتا ہے مردان عالم مین نام کرتا ہے ملکہ نے اُسکو دعا دیکر رخصت کیا جب وہ
بہادر سامنے اُس خیرہ سر کے پہونچا ہیولان ارادہ کو اپنے گرما کر طالب حرب و ضرب ہوا
اُس دغا شعار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی چمک کر اُس بیچارے کے سر پر گری
ہرچند اُسنے روکا لیکن جانبر نہوا دو ٹکڑے ہو کر گرا صدا اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور اُس
موذی نے پھر نہیب مبارزطلبی دی ایکی مرتبہ ملکہ زلزلہ جادو نے نکلکر اجازت لی اور سامنے
اُسکے آئی اور جب حربہ اُسنے طلب کیا اُس خیرہ سر نے ایک ہاتھ تلوار کا سحر پڑھ کر مارا
کہ زلزلہ کے سر پر تلوار پڑی یہی ایسی ساحرہ تھی جو بچ گئی ورنہ دو ٹکڑے ہوتی لیکن شمشیر آبدار

تادو ابرو اسکے اُڑی اُسنے دستانہ مارے کہ تلوار نکلگئی اور آپ سحر ایسا پڑھا کہ لہو سر سے نکلنا بند ہوگیا اور جادوں سے کود گئے غرق زمین ہوگئی لرزان جادو کو تاب باقی نرہی اُسنے آکر نارنج سحر اُسپر مارا وہ خفیف سا زخم دیتا ہوا نکلگیا اُسوقت آتش فشان کو غصہ آیا اور تیغہ جھنجھر لگایا کہ شانہ لرزان کا جھول گیا اُسنے بھی جلد سحر پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لے گیا اُسوقت تو پر لشکرِ اسلامیان کا بند ہوا اور فوج کو بیدل دیکھکر مہرخ نے خود ارادہ جنگ کیا تمام لشکر کے علم جلوہ کھانے لگے سردار سب پاپیادہ ہوکر دوڑے اور عرض کیا کہ گو لشکر بیدل ہے لیکن ہم جان نثاری کو حاضر ہین سرداروں کو ملکہ موصوف نے بسہل و آسانی شفقت دلاسا دیکر رخصت کیا اور آپ مقابلہ حریف مین آئی اور اُسکی تلوار کو رد کرکے اُسنے تلوار ماری کہ آتش فشان تو اُڑ گیا لیکن مرکب اسکا دو ٹکڑے ہوا اُسوقت آتش فشان جھلا کر دوڑا ملکہ یاقوت کو تاب نرہی یہ نیچہ سحر پڑھکر سدِ راہ ہوئی اور آتے ہی اُسنے ایک تختہ آتش فشان پر لگایا وہ تو مخاطب مہرخ کی طرف تھا نیچہ اُسکا اُسپر پڑا مگر وہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ نیچہ کا ہو گیا تلوار یاقوت کی کارگر نہوئی اور اُسنے پھر کر جو جواب مین نیچہ کے تلوار ماری یاقوت زخمی ہوگئی ملکہ مشکین کی آنکھ مین خون اُتر آیا اور اُسنے سامنے آکر ایک پیکان تیر مارا وہ پیکان بھی خلل گیا کچھ اثر نہوا کیونکہ اُسنے جسم اپنا فولاد کا کر لیا تھا اور اُسنے ایک تیغہ سحر کا اُسپر بھی لگایا کہ یہ بھی زخمی ہوگئے اب یہ سب مع مہرخ کے صف لشکر مین اپنے زخمی ہوکر آئین اور آتش فشان بھی میدان سے ہٹکر کھڑا ہوا اور جو کوئی اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے مار لیا یا زخمی کر دیا جب بہت سے سردار زخمی ہوگئے اُسوقت ناچار ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار اور رعد و برق نے نکلنے کا عزم کیا اور رعد نے تو راہ کسیکی پھر نہ دیکھی اور دوڑ کر ایک چیخ ماری لیکن آتش فشان کو کچھ اثر نہوا اور سے برق چمک کر گری آتش فشان نظر سے غائب ہوگیا یہ بھی دونون پھر آئے غبار انگیز نے جب رعد و برق کو مجبور دیکھا آپ ایک مشت غبار زمین سے لیکر سحر دم کرکے آگے بڑھی اس عرصہ مین آتش فشان پھر ظاہر ہوا اور پکارا کہ ای ملکہ مہرخ مین نے تم لوگون کی لڑائی بخوبی دیکھی دور کی ڈھول سہانی تم تو کسی قابل بھی نہین ہو ابھی چاہون تو تمکو ہلاک کر ڈالون اور گرفتار کرون لیکن

اتنا دن اور ایک رات مہلت دیتا ہون جاؤ اور آپس مین مشورہ کرکے اطاعت بادشاہ
طلسم کی اختیار کرو ورنہ کل مین تم سب کو روز بد دکھا دونگا خاک و خون مین سلا دونگا یہ کہکر
اپنے لشکر مین طبل امان بجوا کر پھرا مہرخ نے طبل آسائش بجوایا اور بازگشت فرمائی لشکری
بسترون پر آرام پذیر ہوئے زخمیون کی تیمارداری شروع ہوئی مہرخ بارگاہ مین آکر بیٹھی
عمرو بھی کرسی پر اپنی آکر متمکن ہوا اور ملکہ برق جادو سے کہا کہ کیون ای برق آج تم سے
بھی کچھ نہ ہو سکا اسکی کیا وجہ تھی برق نے کہا خواجہ اُس موئے کو سحر کچھ خاک بھی نہین
آتا ہی مگر اس سلسلہ پر وہ نازان ہی کہ اُسکے پاس ایک زنجیر اس طرح کی کہ جیسے عورتین توڑا
گلے مین پہنتی ہین چنانچہ وہ زنجیر سونے کی ہی کہ ہر وقت اُسکے گلے مین رہتی ہی اور وہ زنجیر
سامری و جمشید کے گلے کی ہی پس اگر وہ زنجیر اُسکے پاس نہوتی تو مثل سگ نجس کے مین
اُسکو مار ڈالتی اور اس زنجیر کا حال سوائے میرے کوئی جانتا بھی نہین ہی سب یہی جانتے ہین
کہ آتش فشان ساحر زبردست ہی اور مین اسوجہ سے جانتی ہون کہ ایک دن یہ میرے
مکان پر آیا تھا وہان کچھ تحفون کا ذکر چلا مین نے بیان کیا کہ ہمکو سحر سیکھنے مین خداوند
سامری نے یہ عنایت فرمایا کہ ہم برق بجا سکتے ہین اُسوقت اُسنے بھی بیان کیا کہ میرے
پاس یہ زنجیر ہے کہ جسکی بدولت مین ساحران عالم پر ممتاز ہون مین نے یہ سنکر
دریافت کیا کہ ای آتش فشان یہ زنجیر اگر کوئی لینا چاہے تو اُسکو ملسکتی ہے یا نہین
اُسنے بیان کیا کہ ہان ملسکتی ہی لیکن کوئی ساحران کلمات کو سحر کے علحدہ پڑھتا جاے
اور دوسرا شخص میرے گلے سے اُتارے تو بیشک اتر آئیگی اور دوسرے کو ملجائیگی
خواجہ نے کہا پھر ای برق تم تو اس سحر کو جانتی ہو الگ کھڑی ہوکر پڑھو اور مین جاکر زنجیر
اُسکے گلے سے اُتار لون کیون ای ملکہ پھر تو کوئی دغدغہ باقی نہ رہیگا برق نے کہا کہ کوئی
خوف پھر نہ رہیگا اور مین اُسکو مار لونگی عمرو نے کہا کہ پھر آج تو ہم خود تنہا بھی کوشش
کرتے ہین شاید زنجیر ہاتھ آجائے نہین تو کل بر سر میدان تو دے ہی لینگے برق نے
کہا کہ بغیر سحر پڑھے اُس زنجیر کا اُترنا مشکل ہی آپ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین عمرو نے
کہا خالی بیٹھے بیٹھے دم بھی گھبراتا ہی شغل ہی سہی یہ کہکر مصروف شراب خواری ہوا جب زنجیر

شجاع مہر گردون روزگار سبز اختری اور کہکشان کا توڑا شاہد شب نے گردن میں پہنا ابیات

خزن دل صاف کاشف اسرار + ہم فروغ ضمیر شب بیدار + لطف چرخ بلند بیشانی

دیدۂ مہ سے نے کی نگہبانی + سر شام بحکم آتش فشان ناکام نفیر سحر کو دم ملاشکر میں

طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مہرخ میں آئے اور خبر نواخت طبل جنگ عرض کنان

ہوئے اس طرف بھی طبل جنگ بجا بدستور قدیم طیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی ۔

دلاوروں میں لیکن آج کی شب کو بیم و ہراس طاری تھا کہ ساحر کسی سے زیر ہی نہیں ہوتا ہے

دیکھیے کہ خداے اکبر نے کیا چاہا ہے غرضکہ ہتھیار صاف ہونے لگے ہر شخص مصروف کار و بار درستی

اسباب جنگ ہوا طالب نام و ننگ ہوا اور خواجہ عمرو بارگاہ میں سے اُٹھکر صورت اپنی ساحر

کی ایسی بنا کر قریب بارگاہ آتش فشان آئے اُسنے اپنی بارگاہ کے گرد چند پتلے بر اے

نگہبانی سحر کرکے معین کیے تھے کہ وہ جو کوئی آئے اُسکے آنے کی خبر کردیں چنانچہ عمرو نے

چاہا تھا کہ میں اندر بارگاہ کے جاؤن کہ ایک پتلے نے پکار کر کہا کہ خبردار ہوجا نابڑا جو ٹٹا آتا ہے جو عمرو

کہلاتا ہے عمرو نے جو یہ آواز سُنی سمجھا کہ برق کا کہنا درست ہے بیکار دوڑ دھوپ کرنے سے

کیا فائدہ ہے پس یہ اُلٹے پاؤن پھرا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا اسی طرح اور عیار بھی گئے

پتلوں نے پکار دیا کہ ہوشیار ہوجاؤ چور سے کے چوٹّے آتے ہیں اور عیار بھی ذلیل مقصود

واپس آئے اور عمرو جو پھر کر آیا سیدھا خیمہ میں برق جادو کے گیا اور اُس سے مشورہ کیا

کہ کل کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے کہ رعد جادو تو چیخیں مارے اور ایک سردار چار پانچ ہزار

جادوگر لیکر آتش فشان پر گرے اور اُسکے لشکر پر بھی حملہ کرے اور تم بھی سیر گرداور سحر بھی

پڑھتی جاؤ اور میں جا کر عیاری کرون اور زنجیر گلے سے اُتار لاؤن برق نے عرض کیا

کہ انشاءاللہ ایسا ہی کرونگی جیسا آپ فرماتے ہیں پس برق نے ایک سردار کو اپنے لشکر کے بلایا

اور اُس سے کہا کہ کل جب ہم ہاں بیٹھے لڑنے کو نکلیں اُسوقت تم پانچہزار آدمی لیکر آتش فشان

پر حملہ کرنا اور اُسکے لشکر پر بھی گرنا خبردار اسمیں فرق نہو وہ سردار اس بات پر آمادہ ہو کر اپنی جگہ پر گیا

اور خواجہ بھی آکر کہیں ٹھہرے رات بھر لشکروں میں ویسا ہی غلغلہ برپا رہا پڑھتیں پڑھی گئیں

نشتروں کی جاپ رہی ہتھیار صاف ہوا کیے جب زمانہ مشعلہ افروزی مہر تابناک قریب آیا اور

فراش شب نے کنولہاے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا کہ (نظم + دہر اگر دون نے تاج مہر سر پر
ہوا رونق تخت سحر پر + اجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا + ستارے کیا قمر نے منھ چرایا)
صبحدم مہرخ عالیشان اپنا لشکر بڑے سامان سے لیکر جانب رزمگاہ روانہ ہوئی اور بنہایت احتشام
سے وارد دشت مصاف ہوکر براے جنگ وجدال صف کشی کی اس سمت سے آتش فشان بھی
ساحران بے ایمان کو ساتھ لیے ہوے آیا اُن گمراہون نے پرا جمایا بعد ازین ترتیب ہر من
میدان پاک وصاف ہوا اور آتش فشان گھوڑا اپنا بڑھا کے میدان مین آکے بعد نیرنگی سحر
دکھانے کے پکارا کہ اے ملکہ مہرخ کل تو نے دو دو چار چار ساحرون کو مجھ اکیلے سے لڑوایا
اب آج اکیلی بھی مجھے پروا نہین ہے تم چاہو سارا لشکر لیکر مجھپر ٹوٹ پڑو جب بھی میرا کچھ نکر سکوگی
اچھا جس طرح تمھارا جی چاہے میرے مقابلے مین آؤ یا کسیکو بھیجو یہ نہیب اُسکا دینا تھا کہ عمرو
نے برق برق کی طرف اشارہ کیا برق اور رعد دونون نکلکر چلے اور وہ سردار جس سے
کہہ رہا تھا با پنجہزار آدمی سے ایک طرف کو روانہ ہوا اس عرصے مین عمرو بھی ایک ساحر کی
ایسی صورت بنکر مرکب پر چڑھکر چلا خلاصہ یہ کہ رعد نے جاکر بڑے زور سے چیخ ماری
آتش فشان ہنسا اور چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو گرفتار کرے برق چمک کر گری وہ برق
کو آتے دیکھکر غائب ہوگیا اب جو زمین سے نکلا وہ سردار با پنجہزار سے آکر گرا آتش فشان
گھبرایا کہ کسکو کسکو جواب دون اور اُن لڑنے والون نے نارنج ترنج نارئیل حربہ سحری کا مارنا
شروع کیے اُسوقت تو اُسکے لشکر کو بھی تاب باقی نرہی وہ بھی دوڑ پڑے آپسمین جنگ مغلوبہ کا
سامان ہوا جب تو عمرو گھوڑا اپنا بڑھا کر سامنے آتش فشان کے آکر للکارا کہ او خیرہ سر کہان جائیگا ہمارے
ہاتھوں سے اُسنے چاہا کہ اُسپر تلوار مارون عمرو جست کرکے اول تو زمین پر اُتر پڑا اور اُسکے مرکب کی
پیٹ کے نیچے پہونچا وہ جھک کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرتا ہے وہ تو جھانکتا تھا کہ عمرو دوسری جست کرکے
اُسکے پیچھے پہنچے اُسکے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک پشتک اُسنے لگائی
ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اُتار لینے کا ہے پڑھنے لگی اور آتش فشان پیچھے پھرنے لگا کہ عجیب
طرح کا ساحر ہے کہ گاہی گھوڑے کے نیچے کبھی پیچھے پر آتا ہے وہ تو پیچھے پھرنے لگا پچاس ساٹھ ساحر جو پہلے سے
گرا ہوا تھا اُسپر حربہ لگانے لگا اُسکے روکنے مین بھی وہ مشغول ہوا اور عمرو کی بھی فکر کرتا تھا ایک طرف رعد چیخ

رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ پتھر برس رہے تھے ایسی جنگ بھی اُسنے کبھی نہ دیکھی تھی اس گھبراہٹ مین جاتا تھا کہ غائب ہو جاؤن اور سنبھلکر لڑون کہ **عمرو** نے بہت زبردست مقراض سے زنجیر اسکی گردن سے کاٹی وہ کھل کر گردن سے اُسکے پیٹ پر آئی وہ سمجھا کہ یہ ساحر جو گھوڑے کے پیچھے پیٹھا ہے اسنے کوئی چیز میرے پیٹ پر ڈالدی ہے بس یہ سمجھکر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچکر نیچے گھوڑے کے پھینک دیا ساتھ ہی **عمرو** بھی گھوڑے سے کودکر زنجیر پر آیا اور اُسکو لیکر نعرہ کرکے بھاگا کہ منم **عمرو** عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر بھاگا **مہرخ** سب فوج لیکر آگری مارا ماری ہتھیارون کی شروع ہوئی مگر اول **رعد جادو** قریب **آتش فشان** کے پہنچا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور پرسے **برق** جو کڑکڑا کر گری اسکو کاٹ کر زمین مین سمائی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور **برق** اڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی **رعد** چیخین مارنے لگا ہزارون ساحرونکا سر کٹا اور **برق** نے جلادیا **مہرخ** اور **بہار** نے بہتون کو خاک و خون مین سُلادیا مادیر بڑے زور شور سے تلوار چلی یہ حال ہوا کہ اشعار

یلانے کہ بودند خنجر گزار	بگشتند پیرامن کارزار	ز زخم دو شاہان پیکار جوے
ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے	زمین زین بدان گفت ہم آن بدین	چو دریاے خون شد سراسر زمین
ز رخشندہ پیکان و پر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب	ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت
تو گفتی سپہر روان باز گشت	ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز	نہ آرام بود و نہ راہ گریز

آخرکار سپہ سالاران لشکر **آتش فشان** نے طبل ہان بجوایا اور بھاگ کر اپنی جان بچائی **مہرخ** بفتح و نصرت لشکر لیکر پھری اور وہ ہزیمت خوردہ سیدھی بھاگ کر دریاے خون روان کے پار اُتر گئی وہان سے کچھ لوگ تو خدمت **افراسیاب** مین آئے اور بہت سے اپنے ملک کیطرف جو افراسیاب کے پاس آئے سب حال شکست کھانے کا سامنے شاہ طلسم کے بیان کیا بادشاہ کا غصہ ایک سے ننوا حصہ زیادہ ہو گیا اور کہا تم جاؤ جلد **آتش فشان** کے بھائی **سحر افشان جادو** کو میرے پاس بھیجدو وہ سب رخصت ہو کر قلعہ زر افشانیہ مین آئے **سحر افشان جادو** کی فوج جب پہلے پھر آئی تھی اُس سے مارے جانے کا اپنے بھائی کے حال معلوم ہوا تھا بہت اُسنے غم کیا تھا اب بموجب حکم بادشاہ طلسم لشکر اپنے ہمراہ کسیقدر لیکر باغ سیب مین آیا بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی خلعت پایا اور اپنے بھائی کو یاد کرکے رو دیا بادشاہ نے تسکین دی اور فرمایا کہ اب تم جاؤ **رعد جادو** اور ملکہ مادر **برق جادو**

سے بشارت عمرو تمہارے برادر کو قتل کیا ہے انکو قتل کرکے قصاص اپنے بھائی کا لو یہ کہکر ایک نامہ ملکہ
حیرت جادو کو بھی لکھا کہ حال اسکا بیان ہوگا القصہ سحر افشان بڑے کر و فر سے طبل و بوق بجاتا ہوا
لشکر اپنا درست کیے دریاے خون رواں سے پار آترا یہان ملکہ حیرت کو خبر آتش فشان کے
قتل ہونے کی معلوم ہوئی تھی اور وہ نہایت رنج مین افسوس کر رہی تھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ مصور
جادو نے اسکو مضطر دیکھکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین اور کسیطرح کا رنج و غم نکرین مین اب
چندروز مین عمرو کو مع اُسکے لشکر کے غارت کیے دیتا ہون مصور تو حیرت کی تشفی خاطر
اور دلجوئی کر رہا ہے اور اسطرف عمرو کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ چلکر بارگاہ حیرت مین دیکھو تو سہی
کہ اب کیا تدبیر ہو رہی ہے یہ سوچکر اپنے مقام پر سے چلا اور بصورت مبدل دروازہ بارگاہ پر آیا یہان
دیکھا تو ایک خدمتگار قلمدان لیے استادہ ہے اور اندر جانے کا جب ارادہ کرتا ہے لوگ اسکو اندر نہین
جانے دیتے ہین اور انکو یہ خیال ہے کہ کہین عمرو عیار نہو عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر دربانون سے کہا اے
بھائیو اسمین حجت نکرو اسکو جانے دو ایسا نہو کہ وہان قلمدان کی خواہش ہو تو اس ہمارے سر
مفت مین عتاب آئے یہ کہکر اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کونے مین لیگیا وہان لیجاکر اسکو
بیضۂ بیہوشی مارکر بیہوش کر دیا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنکر پیراہن اُسکا پہن کر قلمدان ہاتھ مین لیکر
آیا دربانون کو تو پہلے ہی سمجھا چکا تھا اب بے خطر سیدھا اندر بارگاہ کے داخل ہوا اور جاکر سر پر
مصور جادو کے استادہ ہوا اسمین شکوہ زرین قبا نے مصور سے کہا کہ ای بیٹے جمشید حقیقت
مین تو یہ ہے کہ عمرو عیار بڑے بلا ہے اور ایسے ایسے مقام پر جاتا ہے کہ جہان رستم و سہراب کی بھی
طاقت نہین کہ وہان قدم رکھ سکین تم اگر آپ اسوقت بتلا سکیں تو سہی کہ وہ عیار کس مقام پر ہے
اور کیا کرتا ہے مصور جادو کے پاس تختی ہے اسمین دیکھکر بتاتا ہے اسنے وہی تختی دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو تو
تیرے سر پر کھڑا ہوا ہے اور جل رہا ہے یہ ماجرا معلوم کرکے اسکا خون خشک ہوگیا اور منہ پر زردی آگئی
لیکن دل کو لینے تری کرکے عمرو کیطرف پھرکر جو دیکھا تو عمرو کو در حیرت جادو کے سامنے آیا اور
قہقہہ مارکر اسطرح ہنسا کہ حیرت کو بڑی غیرت ہوئی اور دل سے کہا کہ لے کیا دکھاتا ہے جو اسطرح
ہنستا ہے غرض وہ تو متحیر تھی اور سب خواجہ کیطرف تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ یکایک شکوہ زرین قبا کے
گلے سے دھکدھکی جواہر کی کھینچکر بھاگا غل ہوا لینا لینا لیکن ساحر ڈر سے ڈرے رہتے تھے کسی نے تعاقب نکیا یہ نکلا ہوا

صاف چلا گیا تمام ساحر بدحواس ہو کر ادھر پھیلا کر رہ گئے اس اثنا میں آواز طبل اور نفیر سحر کی بے گوش
ہوئی حیرت نے متوش ہو کر کہا ارے خبر تو لاؤ کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہیں کیا کوئی لشکر آتا ہے
در وہاں تھا کہ تیلے نے لا کر نامہ افراسیاب کا دیا حیرت نے اس نامہ کو بتعظیم تمام لیکر وا
اور پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ بھائی آتش فشان جادو کا اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر بلائے سحر افشان
جادو نام ہمارے پاس آیا تھا اُسکو ہمنے تمھارے پاس روانہ کیا ہے بدلا اپنے بھائی کے مرنے کا
لیگا تمکو مناسب ہے کہ تم اُسکی خاطرداری بہت کرنا اور لشکر مہرخ اُسکے ہاتھ سے غارت ک
حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہو کر نہایت درجہ خوشنود ہوئی اور سمجھی کہ یہ آواز طبل و نقارہ
معلوم ہوتی ہے کہ بلائے سحر افشان کے لشکر سے آئی ہے یقین ہے کہ وہ قریب تر پہونچ چکا ہے بس
حکم دیا کہ بلائے سحر افشان بھائی آتش فشان کا آتا ہے لوگ استقبال کو جائیں چند ساحران ذی عزت
بہر استقبال چلے دربارگاہ تک پہونچے ہونگے کہ وہ اُسطرف سے آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی
تمام اُسکو لے آئے اُسنے آتے ہی نذر دی حیرت نے دنگل زریں صدر میں عنایت فرما
بیٹھا ساقی نے لا کر جام مئے ارغوانی دیا اُسنے پیا اور دو چار جام متواتر جو پیے بھائی اُسکو یاد
آیا حال اُسکا دریافت کر کے سنا بعد ان امورات کے اپنے مقام پر اُٹھ آیا اور حکم نواختن طبل جنگ
دیا بموجب حکم اُن بدکردار طبل رزمی نوازش میں آیا ہرکاروں نے لشکر مہرخ کے خبر جا کر مہرخ سے
ادھر بھی طبل جنگ جواب میں بجا آتنا دون جو باقی تھا طبل دو یوق دونوں جانب بجا کیے جب
شام ظلام خورشید زرین خام پر آکر حملہ آور ہوا اور فوج ضیائے خورشید نے غار مغرب میں جا کر منہ چھپایا کہ ا
حنائی رنگ کا دے ساقیا جام + گرا خورشید پر پھر لشکر شام + صف آرا پھر ہوئی فوج
سیاہ انجم ہوا پھر آشکارا + شام کو لشکری دو جانب کے تو سحر جگانے لگے دربار برخاست
ذرہ بجنے لگا جاپ ہونے لگی لیکن سحر افشان ایسا کچھ رنجیدہ خاطر تھا کہ اپنی بارگاہ میں بیٹھکر شر
کھینچنے لگا اور رودن کی باتیں نشہ میں کرتا تھا کہ کل صبح کو میں سب لشکر حریف کو مات کرونگا اسطرح
لاف زنی کر رہا تھا کہ یکایک خبر ہوئی گیسوے بن شہاب تشریف لاتے ہیں یہ گیسو بن شہاب
چالاک ہے کہ صورت گیسو کی ایسی بدلکر آیا ہے غرض خبر سنکر سحر افشان نے اُسکا استقبال کرایا اور
اُسکو لا کر مسند پر زر پر بٹھایا اور کہا آپ نے سرفراز فرمایا جو اسوقت رونق افزا کاشانہ غریب ہوئے میر

آپ کی ملاقات کو بہت چاہتا تھا خوب ہوا جو ملازمت ہو گئی یہ کہکر ایک جام شراب اور دے اور
گیسو کو بھی دیے گیسو نے اٹھکر بجا لاکر نذریں دیے پھر سحر افشان باتیں لاف زنی کرنے لگا گیسو نے
کہا کہ بھائی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ امر ہی کہ اگر عمرو مارا جائے تو البتہ لطف لڑنے کا ملے اور جرأت کا
مزا حاصل ہو ورنہ یہ سب باتیں بیکار ہیں ای برادر کیا مجال ہی کسیکی کہ جو کوئی لشکر مہرخ کے ایک ادنے
ملازم کو بھی بچشم قہر نگاہ بھر کر دیکھ سکے بلاے سحر افشان نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہاں بھائی میں نے بھی
اُس ناعیار کی ایسی تعریف سنی ہی پھر کیا وہ کسی ساحر کو زندہ نہیں چھوڑتا ہی گیسو نے کہا نہیں جو اُسنے
آیا مارا گیا اُسنے کہا اچھا یہ تو بتلائیے کہ آپ آجتک کیونکر زندہ رہے اور اُسکے ہاتھ سے کیونکر بچے کیا
آپنے کوئی سحر ایسا تیار کیا ہی کہ جسکی تاثیر سے محفوظ ہیں اور وہ آپ پر قابو نہیں پاتا ہی اگر درحقیقت یہی
بات ہی تو پھر آپ احسان کرکے وہ سحر مجھکو بھی بتلائیے تاکہ میں بھی اُسکے شر سے بچا رہوں بھلا
زمانہ تنگ نہیں تو ایک ہی رات سہی پھر تو میں خاتمہ اُسکا کرہی دونگا گیسو بن شہاب نے
کہا اگر میں اسطرح سے اپنے تئیں نہ بچاتا تو اب تک ہڈیاں بھی میری گل جاتیں وہ کب کا مجھکو مار ڈالتا
خیر خاطر تمہاری ہر صورت مجھکو منظور ہی اور میں اپنا دوست صادق آپکو جانتا ہوں آپ ذرا
علیحدہ چلیں تو میں آپکو بھی اُس سحر کا نسخہ اور اُسکی بعینہٖ تبلادوں بھلا تم بھی کیا یاد کروگے
کہ نہ بتلایا بلاے سحر افشان یہ باتیں سنکر خوش ہوا اور گیسو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لے گیا
اور کہا اب تو اس مقام پر کوئی نہیں تبلائیے گیسو بن شہاب نے ایک پھول نہایت خوش رنگ
تر و تازہ نایاب زمانہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا دیکھیے سحر تو میں اور کچھ نہیں کرتا ہوں لیکن
یہ پھول جمشید کی گلدستہ کا ہی مجھکو بمشکل تمام ملا تھا میں اسکو سونگھ لیتا ہوں اسکی تاثیر سے نہ تو
بیہوشی مجھپر تاثیر کرتی ہی اور نہ کسی کی عیاری کارگر ہوتی ہی اور اگر کوئی میرے سامنے آبھی
جاتا ہی تو مجھکو خود بخود حال اُسکا ظاہر ہو جاتا ہی پوشیدہ وہ رہ نہیں سکتا ہی اگر تمہارا جی چاہے تو آپ بھی
لے لیے اسکو سونگھ لو کل پھر میں تمکو اور سنگھا جاؤنگا بلاے سحر افشان نے یہ تقریر سنکر وہ پھول
اُسکے ہاتھ سے لیکر سونگھا سونگھتے ہی تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گرا چالاک نے اُسکو اور زیادہ
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر سر بچہ چاک کرکے صاف لیے ہوئے چلا گیا یہ تو اُسکو لیکر چلا ادھر
صرصر شمشیر زن کا ماجرا سنیے کہ اُسکو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آج کی شب تو چلکر کوئی عیاری کر کیونکہ

تو تھک کر بیٹھ رہی ہے کوئی عیاری آجتک کی ہی نہیں آج برق جادو کو بن پڑے تو کر ڈالا بس یہ چکر
اپنے مقام پر سے چلی اور راہ میں آ سے برق فرنگی کی ایسی صورت بنائی اور سیدھی خیمہ میں
ملکہ برق جادو کے آئی یہ عیار تو ہر وقت آتے ہی جاتے ہیں انکو کون روک سکتا ہی عیارہ کو بھی
کسی نے نہ روکا اور اُسنے اندر آتے ہی دیکھا کہ ملکہ برق پلنگڑی پر آرام کر رہی ہی اُسنے برق عیار کو
دیکھکر پوچھا کہ کیوں بھیّا خیر تو ہی اسوقت کدھر آئے اُسنے کہا کہ خواجہ سلامت کچھ کہلا بھیجا ہی
سو آپ ذرا علیحدہ چلکر سُن لیجیے برق جادو نام خواجہ کا سنکر فوراً اُٹھی اور مقام خلوت میں برق
نقلی کو لیکر آئی اُسنے وہان آتے ہی بیضۂ بیہوشی اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسکی بھی پشتارہ باندھکر
دوش پر رکھا اور قنات چاک کرکے نکلکر چلی جب صحرا میں لشکر سے نکلکر پہونچی اُدھر سے چالاک
پشتارہ سحر افشان کا لیے آتا تھا راہ میں دونوں سے ملاقات ہوئی اور صرصر کو یقین ہوا کہ چالاک
سحر افشان کو لیے جاتا ہی اور چالاک کو بھی ثابت ہوا کہ صرصر کسی سحر ساز کو ہمارے یہاں سے لیے جاتی ہی
بس اُسنے للکارا کہ صرصر کہان جاتی ہی اور کسکو لیے جاتی ہی میں دشمن تیری جان کا آ پہونچا
صرصر نے بھی خنجر کھینچا اور پکاری کہ اگر تو آیا ہی تو میرا کیا کریگا اب دونوں میں تیغ زنی آغاز
ہوئی اور لڑتے لڑتے دونوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ پشتارے یا تو زمین پر رکھدیا یہ کہ ایک
شخص دوسرے پشتارے پر اسطرح تیغ مارے کہ گرہ پشتارے کی کھلجائے اور مالک رہا ہو جائیں
یہ سوچکر دونوں نے ہاتھ تلوار کا پشتارون پر جو مارا تو دونوں پشتارے کٹ گئے اور برق جادو
اور بلائے سحر افشان کھلگئے اور دونوں کو ہوا جلگی ہوشیار ہو گئے اور اُٹھکر سمجھے کہ عیارون کا
مقدمہ ہم تو دیکھیں تو اچھا ہی بس یہ دونوں اڑکر اپنے اپنے مقام کی طرف چلے گئے بعد کچھ عرصے کے
صرصر گھبرا گئی اور سمجھی کہ تو اس عیار کے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگی اب تجھکو نکل جانا چاہیے یہ سوچکر اُسنے
چالاک سے کہا کہ او حرامزادے معلوم ہوا کہ تو دوسرے کے بھروسے پر میرے ساتھ لڑ رہا ہی اور یہ ہی
تجھکو لڑواتا ہی چالاک نام دوسرے کا سنکر گھبرایا کہ مبادا اُسکا کہنا تو عیاری کا فقرہ نہ سمجھا اور
کوئی اور عیارہ تیری گھات میں ہو بس یہ خیال کرکے اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا صرصر تو جست کرکے
لڑتے لڑتے ہی صحرا میں سامنے سے کافور ہوگئی اور چالاک بھی ناچار ہو کر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا ادھر برق جادو
اپنے خیمہ میں آکر پہونچی اور سحر افشان اپنی بارگاہ میں آیا رات بھی دوا دوش میں تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت تھا

کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی تھی اور خورشید تابان کو رہائی ملی تھی نشانہ سیاہی شب سے رہا ہو کر بارگاہ افلاک میں آیا تھا شب تیرہ فام نے منہ اپنا چھپایا تھا کہ ابیات

ستارہ صبح کا ناہید نکلا	بھبوکا بن کے پھر خورشید نکلا
ہوئی پھولن کے افق کی بحالی	شب تیرہ پر آفت اسنے ڈالی

رات بھر طبل جنگ سے تیاری آلات حرب و ضرب ہو رہی تھی ہی ہنگام سحر مہرخ نامور لشکر اپنا بصد کر و فر لیکر جانب دشت جنگ روانہ ہوئی اس طرف سے بلائے سحر افشان بصد عظم و شان فوج گران لیکر چلا دونون سردار لشکر لیے ہوئے میدان میں آئے دلاورون نے پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے ہٹے سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے کسی نے جنگل میں آگ لگادی کسی نے دریا جاری کیا کسی نے خون کی ندی بہادی کسی نے جانوران سحر ہزارون پیدا کیے کسی نے پتھر برسادیے طبل و بوق بجنے لگے کڑکا ہونے لگا بلائے سحر افشان اژدرا پر اڑ کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا مہرخ کی طرف سے نہروان جادو مقابلہ کو گیا مگر اُسکے ناوک سحر سے جانبر نہوا پھر اُسکا بھائی کیسو دراز برائے مقابلہ نکلا وہ بھی برق آتش فشان سے اسکی مارا گیا اُسوقت برق جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت میں جانتی ہون کہ کوئی نہ کوئی چیز اسکے پاس بھی مثل تحفہ کے ہے جب کسی کا وار اُسپر کارگر نہین ہوتا ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اگر کوئی تحفہ اُسکے پاس ہوتی تو کیا معلوم تھا تم ناحق کو اندیشہ کرتی ہو کچھ بھی نہین ہے تم جا کر مار لو یہ نابکار تمھارے ہاتھ سے کہان بچکے جائے گا یہ جو عمرو نے کہا تو رعد و برق دونون تڑپ کر اپنے ابر سحر مین گئے اور وہان سے رعد گرج کر زمین پر آیا اور دامن تھا مکر چاہتا تھا کہ چیخ مارے اُسوقت برق تڑپ کر جو سحر افشان پر گری تو اسطرح سے گری کہ ابر نیچا ہو گیا اور برق نصف ابر مین رہی اور نصف باہر نکلی تھی اور رعد دامن پکڑے ہوے تھا سحر افشان کو رعد و برق کے لیے افراسیاب نے ایک سحر بتلادیا ہے کہ یہ اُنکا رد ہے پس اُسنے وہی سحر کیا اور کمند سحر کو لگایا برق جادو تو اُسین گرفتار ہو گئی اور جھٹکا جو دامن کا لگا تو رعد بھی گر پڑا دونون کو اُسنے گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور نہایت خوش ہوا یہ کہتا ہوا پھرا کہ اب مجکو کچھ کام نہین ہے مین کسی سے نہ لڑونگا جس نے میرے بھائی کو مارا تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا مین اُسکے خون کا بدلا لینے آیا ہون جبتک ان دونونکو قتل نہ کرونگا

تو بن سحر کو میدان رزم مین نہ ڈراؤ نگا ہان اگر شہنشاہ یا ملکہ حیرت کہین تو اُنکے شریک البتہ ہو جاؤ نگا
یہ کہتا ہوا اپنے مقام پر آیا سپاہ نے اسکی آرام پایا یہ خود اپنی بارگاہ سے خدمت حیرت مین آیا اور بنہایت
خوشی ظاہر کی کہ ای ملکہ مین نے اپنے بھائی کے قاتلون کو گرفتار کیا اب مین اُنکو قتل کرنے جاتا ہون حیرت
نے کہا جاؤ مبارک ہو مگر ذرا خبرداری سے اُنکو قتل کرنا کیونکہ اُنکے چھڑا لیجانے والے بھی بہت ہین
غرض یہ وہان سے اپنی بارگاہ مین آیا اور افراسیاب کو بھی عرضی اس مضمون کی لکھی کہ مین نے
رعد و برق کو قید کر لیا ہی اگر حکم عالی ہو تو دونون کو قتل کر ڈالون یہ لکھکر اُسنے تیلہ سحر کے ہاتھ
بھیجا ادھر حیرت نے بھی شاہ کو لکھا کہ برق و رعد کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہین کیونکہ سب ساحران
دونون سے ڈرتے ہین آپ اجازت اُنکے قتل کی ہرگز نہ دیجیے گا اُسنے بھی تیلہ کے ہاتھ روانہ کیا
یہان رعد و برق کو ایک تخت پر قید کر کے سحر افشان نے اپنی بارگاہ مین بٹھا دیا اور آپ بیٹھکر
ناچ دیکھنے لگا اور شراب زہرمار کرنے لگا لیکن مہرخ رنجیدہ خاطر پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور لشکر کو
حکم آسایش دیکر بیٹھی عمرو کو خیال آیا کہ تیرے کہنے سے برق و رعد لڑنے کو گئے تھے بس وہ گرفتار ہو گئے
انکو جلد رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ساحر معزز کی ایسی صورت الگ جاکر بنا بادلہ کی پگڑی باندھی تب جواہر کے
گہنے سے شانہ تک آراستہ کر کے موتیون کا مالا گلے مین ڈالکر یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا بارگاہ سحر افشان
مین آیا اُسنے خاطر کی بٹھایا اُسنے کہا مین اسی اطراف کا رہنے والا ہون آپ کی ملاقات
کو جی چاہا چلا آیا اُسنے کہا آپ نے بہت مناسب کیا آپ کا یہ مکان کفش خانہ ہی یہ کہکر ایک جام
جواہر منگا کر اپنے پاس رکھا اور کہا اب مین پانی شراب وغیرہ اسی جام مین پیا کرونگا یہ کہکر پیاس جو معلوم
دی آب خاصہ طلب کیا جبکہ خواص پانی لیکر آیا اُسنے اسی جام مین پانی لیکر پیا خواجہ سلامت نے دریافت کیا
کہ حضور یہ تو فرمائین کہ اس جام مین پانی کیون لیکر پیا اور دوسرے جام مین پینا ترک فرمایا کیا یہ جام اور
جامون سے بہتر ہی اُسنے جواب دیا کہ نہین یہ جام اورون سے بہتر تو نہین ہی مگر وصف اس مین یہ ہی کہ اگر کوئی
بیہوشی ملا کر دے تو مجکو اس جام مین پینے سے معلوم ہو جائیگا یہ وجہ ہی جو مین نے اسی جام کو اختیار کیا ای عمرو
یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور فکر مین ہوا کہ اسکو کسی طرح مار ڈالون اور رہا اُسنے کہا کہ آئیے ہم آپ شطرنج کھیلین
یہ تو اس امر کے منتظر تھے کہا بہت اچھا آئیے اُسنے شطرنج بچھائی اور کھیلنے لگا پھر تو عمرو ایسا کھیلنے والا
رومی اور فرنگی سب طرح کی شطرنج اسکو یاد تھی کیا بساط تھی جو ان ایسے فرزین سے کھیلتا یہ اکبری چال مین

فیل مست کو مار ڈالتے ہیں اور ایسے پیادہ ہیں کہ سوار کو گھیر کر قید کرتے ہیں خانہ بخانہ پھرتے ہیں ایسی
شش پنج میں اوقات بسر کرتے ہیں کبھی رُخ ایسی باتوں سے پھرتے ہی نہیں بازی بازی چال اسپر رکھی
تو وہ مات ہو گیا اور اپنے دل میں کہتا تھا تو اسی کے ساتھ دو ایک بازی شطرنج کی کھیلا کر کہ تیری شطرنج بھی
کڑی ہو جائیگی غرض یہاں تو شطرنج بازی ہو رہی ہے اور وہاں عرضی اسکی اور حیرت کی پاس جادوان کے
پہونچی اُسنے دونوں کو پڑھکر کہا کہ ملکہ حیرت کو غصہ بات بات پر آجاتا ہے عرضی جانب سحر افشان
ہے کہ اُسکا بھائی مارا گیا ہے اُسکو اختیار ہے کہ اپنے بھائی کے قاتلوں کو مارے میں حیرت کو سمجھا
لونگا لیکن اُسکو اختیار دیتا ہوں کہ وہ رعد و برق کو قتل کرے یہ کہکر کتاب جمشیدی دیکھی
اسمین بھی ظاہر ہوا کہ رعد و برق کو قتل کرنا ہی مناسب ہے مگر اندر بارگاہ کے نہ قتل کرے
باہر لا کر قتل کرے اور اُسکو آگاہ کر دینا چاہیے کہ تیرے ساتھ عمرو بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اور تو
غافل ہے لازم ہے کہ اُس دزد گردن باریک کو بھی گرفتار کرکے تینوں کا سر کاٹے شاہ نے یہ حال
معلوم کرکے جواب عرضی کا لکھا کہ اے ساحرِ وقت کیا کیا خوب تم لڑے رعد و برق کو جلد قتل کر ڈالو
لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو تمھارے ساتھ بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اب تم چال چوکو گے تو مارے
پڑ جاؤ گے لائق ہے کہ دشمن صعب کو بھی گرفتار کر لو اور سب کا سر کاٹ کر بھیجدو لیکن باہر بارگاہ
کے لا کر اُنسبکو ہلاک کرنا اندر نہ قتل کرنا یہ جواب لکھکر آسمان نشین جادو نام ایک ساحر
کو دیا کہ تو لیکر جا اور اسطرح یہ نامہ دینا کہ عمرو نہ آگاہ ہونے پائے ساحر مذکور نامہ شاہ لیکر روانہ ہوا
اور اُڑتا ہوا ایک آن میں آکر بلائے سحر افشان کے پہونچا دیکھا تو واقعی یہ شطرنج کھیل رہا ہے
اُسنے وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے بطور مخفی اُسکو پڑھا اور مضمون سے اُسکے آگاہ ہو کر دنگ ہو گیا مگر خبر
نہوا اور شطرنج کھیلنے ہی میں ایک دانہ ماش کا مارا کہ عمرو بے قابو ہوا اُسوقت وہ پکارا کہ باش اے
دزد مکار دیکھا تو نے کہ ہمنے یہ بازی کس تدبیر سے جیتی اب تم تینوں کو بڑے عذاب الیم سے قتل
کرونگا یہ کہکر عمرو اور رعد و برق کو سحر میں مبتلا کرکے بارگاہ سے لیکر چلا آسمان نشین تو نامہ
شاہ دیکر چلا گیا تھا یہ ان تینوں کو ایک درہ میں کوہ کے لایا اور وہاں ٹھہلا کر قتل کرنے کا
ارادہ کیا یہ تینوں درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے بقدرت قادر توانا مہتر قران درہ کوہ میں تھا کیونکہ
جہان میں لشکر حریف اُترتا ہے اُسکے قریب وہ شیر بیشۂ عیاری بھی رہتا ہے بس اس درہ میں غیر دگر کے

خوف سے زمین میں چھینکے اُسنے باندھے تھے اور انھیں چھینکون میں اس طرح سے سوتا تھا کہ ایک میں سر ایک میں
کمر ایک میں پانوں رکھتا تھا زمین پر سونا ترک کیا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پڑا ہوا آرام کرتا تھا برق جادو
اور رعد و عمرو کا گھر ملکر سحر افشان کی آواز کو اُسنے بھی سنا گھبرا کے اٹھ بیٹھا اور للکارا کہ ابے تو کون ہی
کہ جو اسوقت پرائے مکان میں بغیر اجازت صاحب مکان کے چلا آیا سحر افشان اُسکو چھینکون پر لیٹا
دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بڑا خداوند سامری کا تبعی ہی اور اس درہ کا مالک ہی بس گھبرا کر عرض رسا ہوا کہ مین کوئی
غیر نہین ہون مین سحر افشان جادو ہون عمرو اور برق جادو اور رعد کو کہ دشمن افراسیاب
کے ہین اُنکو پکڑ کر قتل کرنے لایا ہون قران نے کہا اگر دشمنان افراسیاب کو قتل کرنے لائے ہو تو خیر
کچھ مضائقہ نہین مگر ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی اگر اُنکے قتل مین شریک ہو جائین اور داخل ثواب ہون ہمارے
سحر افشان اُسکے کہنے سے رکا اور یہ چھینکون پر سے کود کر قریب تر اُسکے آیا اور عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ
کیون بھائی سحر افشان یہ شخص کیا رعد جادو ہی اُسنے ہنسکر کہا نہین اے برادر یہ وہی ساربان زادہ
عمرو عیار جو نامکار ہی قران کی آنکھون مین یہ کلمات سُنکر خون اُتر آیا اور کہا کہ ارے او حرامزادے
تو بڑا بے وقوف ہی اور رعد سے زیادہ احمق ہی دیکھ تو سہی کہ فرزند عمرو کا تو تجھے تیرے کھڑا ہی اور تو اُسکے
باپ کو برا بھلا کہہ رہا ہی سحر افشان نے جو نام فرزند عمرو کا سنا گھبرا کر منھ ادھر دیکھنے کو پھیرا قران نے اپنا
نوزہ کر کے ایک ہی ہاتھ بھونڈے کا مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی عمرو و
برق و رعد رہا ہوئے عمرو نے قران کو سینہ سے لگا لیا اور تعریف عیاری کی بہت فرمائی پھر
ایک تہا سا کہ جسکو چیونٹیاں کچھ کھا چکی تھین زنبیل سے نکالکر کہا کہ اے فرزند تو منھ تو میٹھا کر لو اور مجھ فقیر سے
کیا ہو سکتا ہی قران سمجھا کہ اسوقت یہ کچھ لینگے پس جلدی سے زرہ ہے بخیر اکتا ہوا فیک یا اور ایک
اشرفی ہاتھ پر رکھکر نذر دی وہ تہا سا سلام کر کے لے لیا اور رخصت ہو کر جنگل کو چلا گیا پس برق جادو
نے عمرو سے کہا کہ اب ہم آپکو اور کہین جانے نہ دینگے لشکر مین لے چلین گے یہ بھی راضی ہوے کہ اچھا کیا
مضائقہ ہی برق نے تخت سحر تیار کیا اور رعد و عمرو کو اُسپر بٹھا کر پرواز کی اور پلک جھپکنے مین
اپنے لشکر مین آئی یہان ہر ایک کو اُسکے آنے سے خوشی ہوئی خواجہ کو بہت کچھ ہر ایک نے دیا پھر انجمن عشرت
کو ترتیب دیا پر کیا طائران سحر نے یہ خبر جا کر ملکہ حیرت کو پہونچائی کہ بلائے سحر افشان بھی مارا گیا اور رعد و
برق و عمرو چھوٹ کر اپنے لشکر مین آئے وہان خوشی ہو رہی ہی حیرت سنکر سنکتا کہ اس موئے کو بھی

بڑا غرور رہا یا تھا جیسا اُسنے کیا ویسا پایا اور تتا ماے سحر نے افراسیاب کو بھی مطلع جا کر کیا کہ اسطرح بلائے
سحر افشان مارا گیا قران نے اُسکو بھی اُسکے بھائی کے پاس جہنم مین پہونچا دیا افراسیاب کو یہ ماجرا سنکر
کمال غصہ آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ اب مین خود جا کر عمرو کو پکڑے لاتا ہون اسمین کچھ ہی کیون نہ میرے
لیے ہو جاوے گلچین جادو نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ مین بھی یہ عرض کرونگی کہ آپ عمرو سے لڑنے جاوین
نامناسب ہے کہ آپ اُس سے لڑین افراسیاب نے کہا کہ مین جانتا ہون تم سب میری بہتری کے لیے
یہ باتین کرتے ہو اچھا اور کچھ تدبیر کرونگا اور آئندہ سمجھ لونگا یہ کہکر تیلہ کو سحر کے حکم کیا کہ جا کر خبر لاوے مہرخ
کی بارگاہ مین کیا ہوتا ہے تیلہ اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان جب افسران فوج بلائے سحر افشان کو اپنے
مالک کا مارا جانا معلوم ہوا تو بہت کچھ رنج والم کیا آخر جب اُس سے حیرت وغیرہ کچھ خبر نہوئی تو آزردہ
خاطر ہو کر لشکر اپنا لیکر اپنے ملک کیطرف کوچ کرکے چلے گئے اور صنعت سحر ساز جو پانچ انڈے
سحر کے کھو چکی تھی اور دو انڈے باقی تھے اُنھین کے بھروسہ پر اُس قحبہ نے پھر چاہا کہ مہرخ سے
مقابلہ کرون اور اگر یہ بھی کچھ کام ندین تو ایکی وہ جا کر بیضے لاؤن کہ تمام لشکر باغیون کا سر اپنے کاٹ ڈالے
پس اسنے وہ بیضے نکالے اور چاہتی تھی کہ ملکہ مہرخ کے مقابلہ مین جائے اُسوقت ایک عقاب سحر اڑتا ہوا
آیا کہ جسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا یہ لکھا ہوا تھا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز وزیرہ
شہنشاہ افراسیاب آگاہ ہو جیے کہ نام مہنت جادو اسطرف کو اندنون شکار کھیلتا ہوا مین آگیا ہون
اور مجکو اشتیاق آپکی ملازمت کا عرصہ سے ہے اب سنا گیا ہے کہ آپ اس مقام پر رونق افروز ہین اگر اجازت
دیجیے تو حاضر ہو کر شرف بملازمت کیمیا خاصیت ہون اور آپکے ملک اپنے مکان کو چلا جاؤنگا صنعت نامہ
پڑھکر بہت شاد ہوئی اور جواب لکھا کہ ہمارا بھی دل تمھارے ملنے کو ایک مدت سے چاہتا ہے خوب ہوا کہ جو
تم اسطرف آ نکلے کیونکہ مجکو شب و روز کی جنگ وجدال سے فرصت بہت کم ہوتی ہے جو مین تم تک آتی اب
مناسب ہے کہ جلد تشریف لا کر مجکو سرفراز فرمائیے اور راہ انتظار کوتاہ کیجیے مین منتظر آپ کے بیٹھی ہون یہ لکھکر
عقاب کے حوالہ کیا وہ منقار مین لیکر اڑ گیا اور مہنت کے پاس جا کر جواب نامہ کا پہونچایا اب حال اُس
ساحر کا سنیے کہ اُسکا مہنت سرشار جادو نام ہے اور اُسنے ایک گنبد فولادی سحر سے تیار کیا ہے اسکے اندر
رہتا ہے اور دیو اُسکے اوپر سوار ہو کر جہان جاتا ہوتا ہے چلا بھی جاتا ہے پس جب اسنے اجازت صنعت کی پائی اُسی گنبد
پر سوار ہو کر اسکے پاس چلا آیا گنبد کیا ہے کہ ڈرتا ہے جسمین یہ مغار رہا کرتا ہے جب صنعت نے سنا کہ مہنت صاحب

تشریف لائے استقبال تا دربارگاہ اسکا کیا اور لاکر مسند عزت پر بٹھایا دونون ملاقات باہمی سے بہت
خوشنود و مسرور ہوئے مہنت نے حال افراسیاب کا اور طلسم مین غدر ہونے کا پوچھا صنعت نے
اس امر وز سے کہ جب بدیع الزمان قید ہوتے تا اندم سب بیان کیا اور اس طرح کے ساتھ سارا ماجرا
کہا پھر یہ بھی کہا کہ اب مین جاتی ہون اس ارادہ پر کہ لشکر مہرخ کا غارت کرون مہنت نے سب
کیفیت سنکر کہا اے ملکہ اب تم ہفت بیضہ مین سے کسی بیضہ کو لیکر جاؤ اور اگر منظور خاطر ہے کہ نہین انھین
بیضون ہی سے لشکر دشمن برباد ہو تو کسی اور ساحر کو دو کہ وہ لے جائے اور انکو تباہ کرے صنعت نے
کلام سنکر کہا کہ ہان اے شفیق یہ بات سچ کہی آپ نے یہ فائدہ ہے کہ شاید کوئی آفت آتے تو اسکو مجکو ملامت
نہوگی جیسے کہ ہو چکی ہے بس اسیوقت اپنی ایک انیس خاص ملکہ ہلال کامل سحر جادو کو بلایا اور وہ
دونون بیضہ باقی سے دیکر حکم دیا کہ میری فوج مین سے دو لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور مہرخ سے مقابلہ کرکے
بیضہ کو تو دہنے طرف لشکر مہرخ کے اور دوسرے کو بائین طرف لشکر کے مارنا ہلال سحر نے تسلیم کرکے
وہ دونون بیضے لیے اور کہا بہت اچھا مین اسطرح عمل مین لاؤنگی کہ جیسا آپنے ارشاد فرمایا ہے یہ کہکر باہر
بارگاہ کے آئی اور نفیر سحر کو دم دیا دو لاکھ ساحر جمشید و سامری و زردشت کا ماننے والا اژدرون پر سوار
ہوکر ہمراہ رکاب ہوا ناقوس کی صدا ہر فلک کا پرانا بیر ناچنے لگا کوگل کے دھوئین نے دنیا ابھی تحالہ کا منھ
کالا کیا ایک طرف سے مبارزان صف شکن ہتھیارون سے آراستہ ہوکر اسپ و کرگدن پر سوار ہوئے نقارے
نوبت اور دن بجنے لگے دھونسون نے ڑکے کی دھونس دی ہلال کا ستارہ قسمت گردش مین آیا زندگی
اسکی آگے آگے بھاگی جاتی تھین تنگ قضا کے منھ مین یہ خود جاتی تھی روے ہوا پر لشکر کے چلنے سے

ہنگامہ عظیم برپا تھا یعشہ تھا کہ ابیات	خروشے بر آمد بگرد اندر رعد	ازین سوے تخس زنان روی سعد
برفتند لشکر ز قلب سیاہ	بلیسو کشیدند آوردگاہ	ہمہ غرق در آہن سیم و زر
سپرہای زرین و زرین کمر	سنانہاے الماس در تیرہ گرد	ستارہ است گفتے شب لاجورد
ز زربفت چینی کشیدند تیغ	سیاہ اندر آمد چو مور و ملخ	قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہلال نے

خیمہ کیا اور لشکر اتروانے کا حکم دیا ہرکارون نے جاکر خبر مہرخ کو آمد لشکر کی دی ہلال اُس روز
ملکہ حیرت کے پاس آئی اُسنے خاطر کی اس سے سب حال ملکہ صنعت کا اور اپنا بیضے لیکر
آنے کا بیان کیا پھر وہان سے اُٹھکر اپنے خیمہ مین آئی اور مصروف عشرت و نشاط رہی جب مرغ

منور آفتاب چراگاہ فلک سے پھر کر خانہ مغرب میں بند ہوا اور ماکیان شب نے بیضہ ہائے انجم ظاہر فرمانے کو نظم

تھا بزم رزم کا چمکا ستارا
ہوئے ہر جا چراغ شام روشن
شب خنگی ہوئی پھر جلوہ آرا
بنا ایوان شاہی رشک گلشن
شام کو ہلال نے طبل جنگ بجوایا

ہرکارون نے دوبارہ خدمت اقدس مہرخ نامورمین بعد عجز و انکسار عرض کیا کہ نظم

ہوئی ہین تیری حفاظت سے پھر تحجیر
کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہی ویتیر
تو تیغ کر دے جو اسکی طرف نگاہ کرے
ہوا نہ زہ کمان آجتک نشانہ تیر
تری نسیم کرم گر اس چمن مین چلے
ہلال سے بھی دو چندان ہو آفتاب حقیر
تری زمانے مین عالم مین سیر دوران
خراب پانی سے ہو کل نقش تصویر
ملکہ عالم ہلال نے طبل جنگ بجوایا ہی

اور سنا گیا ہی کہ دو بیضہ جو باقی ہفت بیضین مین سے رہگئے تھے وہ صنعت نے اُسکو دیکر بھیجا ہی کل صبح کو وہ اُنھین بیضون سے کام لیگی باقی خیریت ہی یہ خبر سنکر ملکہ مہرخ متردد تو ہوئی مگر اپنی ہمت مردانہ سے اُسنے بھی جواب مین طبل جنگ بجوایا اور چالاک بن عمرو اور ضرغام وغیرہ عیار مع عمرو نامدار کے فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے لشکر مین طبل جنگ بجنے سے تیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی گلستان شجاعت مین پھر بہار آئی تلوارون کے پھل ذائقہ دینے پر تیار ہونے لگے جوہر خنجر و شمشیر سے گلشن پھولون کا ہرا بھرا دکھائی دیتا تھا ہر سبزہ بوستان جلادت کا سرو تھا نقیبون کی صدا بلبل خوش الحان کی آواز سے بہادران کی دمساز تھی ہر ایک سنسنائی گل عباس کی صورت دکھاتی تھی طرم پر شلوکی پھبتی چھاتی تھی تھیا آبداری دیکر چمنستان جنگ کے بہادر آبیاری کرتے تھے دم شجاعت کا بھرتے تھے سوسن نے بہر نقابت دس زبانین کی تھین بہرحال زمزمہ سرائے نقیب تھا ہر نظر باز خوبی مین نرگس آسا تھا نہر ہائے باغ کی طرح دل مین ہر ایک کے لڑنے کی موج اُٹھتی تھی بہادران کا تو یہ حال تھا ساحرون مین بھی طرفہ سامان جنگ و جدال پھول سندرون پر چڑھائے جاتے تھے ہر ایک گل کیطرح شگفتہ خاطری بناتے تھے بیر دنکو جب بلاتے تھے مارے خوشی کے پھول جاتے تھے نخل تن ہر ایک کا کلمات سحر سے لدا تھا ہر شخص پھولا پھلا تھا غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب چاندنی پر سفیدی سحر نے سبقت کی اور گھڑیالی ڈنگر یالی کے سر پر آفت ڈھائی فریاد جرس بلند ہوئی شب گزر کر نوبت روز روشن کی آئی کہ ابیات

سحر کا نور اختر سے نکلے چمکا
ستارون نے لیا رستہ عدم کا
ہوا خورشید انور افشان جہان مین
اُجالا چھا گیا سب آسمان مین
ہنگام سحر بہادر لشکر دین دا بسکر تھیبار سکر خیل خیل ذیل ذیل جانب

میدان جنگگاہ روان ہوئے بہار و رعد و برق در دولت ملکہ مہرخ پر آئے ملکہ موصوفہ بھی بصد حشمت بر آمد ہوئی ہر ایک نے تسلیم کی پھر بڑے کر و فر سے جانب میدان چلی جلو مین اسکے ہزارون گھوڑے اور فیل تھے جن پر ہودج زرین اور کاٹھیان کسی تھین صبح کا وقت تھا نقیبون کا بصدا مرغوب ہونا ہر ایک دل کو بھاتا نسیم سحری کا فرانا آتا اس تجمل و شان کا کیا ذکر کیا جائے کہ اشعار.

عدو کے سر نظر آتے ہین قطرۂ باران — ز رنگ برق چمکتی ہے اسکی جب تلوار
زبسکہ ہے تری تیغ خمیدہ کی ہیبت — چلا نہ سر کو اٹھا کر یہ گنبد دوار
ہمیشہ کاٹ کا اسکے خیال رہتا ہے — ہے آگے آنکھون کے آٹھون پہر تری تلوار
کمان توس قزح ہے شہاب ثاقب تیر — فلک ہے ترکش ایک چاکر سرکار
ترے سمند کی کس سے بیان ہو چالاکی — مصورون کو ہے تصویر کھینچنا دشوار
پھرا اسے روے زمین سب وہ گام اول مین — یون جیسے صفحۂ قرطاس پر پھرے تلوار
سوار ہوئے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو — تو کہیے تو مہ تابان ہے اور وہ شب تار

غرض اس شوکت و شجاعت سے وارد دشت مصاف ملکہ عالیشان ہوئی صفوف آراستہ ہونے لگین میدان پاک و صاف ہوا ہنوز آغاز جنگ نہوئی تھی کہ ملکہ ہلال کامل نے قصد کیا کہ بیضہ دست راست و چپ کی طرف لشکر مہرخ کے لگائے پس یہ بیضہ لیکر آگے بڑھی تھی کہ ایک طرف سے آواز پیدا ہوئی باش باش ای ہلال دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم اس آواز کو سنکر ہلال نے جو پھر کر دیکھا تو ملکہ صنعت سحر ساز کو آتے دیکھا بس یہ تسلیم کرکے دوڑی اور قریب آکر عرض کیا کہ ای ملکہ عالم آپ نے کیون تکلیف فرمائی کہیے تو خیر تو ہے صنعت نے کہا ای ہلال بڑا غضب ہوا تھا مین نے بھولے سے وہ بیضہ تمکو دیدیے کہ اگر تم انکو مارتین تو وہ تمھارے ہی لشکر کو غارت کر دیتے اسوجہ سے مین گھبرا کر چلی آئی کہ مبادا تم ان بیضون سے کام لو اور لشکر تمھارا تباہ ہو جائے اب وہ بیضے میرے حوالہ کرو اور ان بیضون کو لے لو یہ کہکر وہ دونون بیضے تو لے لیے اور اپنے پاس سے دو بیضے اور نکالکر حوالہ کیے اور آپ پھر کر چلی گئی جب کوئی پاو کوس نکل گئی تو وہان سے آواز دی کہ ای ہلال سحر خبردار ہو جا کہ منم چالاک بن عمرو عیار تو وہ کرکے دہی دونون بیضے لشکر ہلال کے دہنے بائین جو مارے تو ایک بیضہ مین سے تو آندھی اس زور شور کی پیدا ہوئی کہ درخت اور مکان اڑنے لگے اور دوسرے سے سلین پتھر کی پیدا ہو کر روے

ہوا سے گرنے لگیں پھر تو یہ حال ہوا کہ ہوا نے طوفان قوم عاد کو شرما دیا ہزارہا ساحروں کو برباد کیا
طبقۂ زمین سے اُڑا دیا پردۂ دنیا سے نابود ہو گیا ہر ایک جھونکا بادِ سخت کا بادِ مرگ کا جھونکا تھا کہ جس
سے جانبر ہونا دشوار تھا جو جھونکا ہوا کا آتا تھا گویا تیرِ قضا پڑتا تھا اور علاوہ اس ہوا کے کہ جسکو
وبائی ہوا کہنا چاہیے مرگ مفاجات سے بھی زیادہ لکھنا چاہیے فلک سنگدل پتھر برساتا تھا
ہر ایک ساحر دشمن لشکر کا سر پھوڑ کر ہلاک ہوا تب بھی بے غیرتی نے پیچھا نہ چھوڑا آفت تازہ زمین و
آسمان سے پیدا تھی کہیں بھاگنے کا ٹھکانا نہ ملتا تھا اُن بعضوں نے عجب فتنہ انگیز بچھو دیا تھا جن بچھوں
نے جان لینے کے پر و بال نکالے تھے جب سب لشکری ہلال کے اس آفت میں گھرے ہلال
سر پر پاؤں رکھکر بھاگی لیکن کہاں بھاگ کر جا سکتی تھی ایک سل کئی ہزار من کی اُسکے سر پر تھی اگر
گری کہ مغز اُسکا شق ہوا اور فی النار و السقر ہوئی صرصر نے اُسوقت چاہا کہ اپنے لشکر کو لیکر ان جنگلوں
پر جا پڑوں لیکن چالاک بیٹھے مار کر لشکر میں آ گیا تھا اُسنے کہا اے ملکہ جو آپ بے مارے مر جائیں
تو کیا ضرور ہے کہ تم اپنے لشکر کو پریشان کرو اور تکلیف اٹھاؤ صرصر اُسکے کہنے سے رُکی اور اُدھر
اسقدر آندھی اور سنگباری ہوئی کہ چند اشخاص تو بھاگ کر مفرور ہوئے باقی سب ہلاک ہو گئے
اور جو زندہ بچے وہ روتے پیٹتے ملکہ صنعت کے پاس گئے اُسنے اُنکو نالاں و گریاں چاک گریبان
جو دیکھا گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا تمہارا حال ہوا اُن سبھوں نے جملہ ماجرا با نالہ و زاری ہلال کے ہلاک ہونیکا
بیان کیا سرشار صنعت بھی یہ حال سنکر رونے لگا کیونکہ وہ بھی صنعت کی ملاقات کو دوسرے
دن پھر آیا تھا اُسطرف تو صنعت نالہ و شیون کرتی ہے اور یہاں صرصر طبل فتح و ظفر بجا کر اپنی بارگاہ
ظفر پناہ میں آئی ہے لشکر نے اُسکے بہت کچھ مال غنیمت میں پایا ہے ایک ساحر غنی اور مالدار ہو گیا ہے لشکر
میں کوس ظفر بجتا ہے ٹھاٹھ ہے سب خوش و خرم بیٹھے ہیں حیرت کو بھی خبر شکستیں کھانیکی دمبدم پہونچتی ہے یہ بھی
آتشِ غم پر کباب کی طرح جلتی ہے اور جب صنعت نے حالِ شکست دریافت کیا تو پہلے ملاقات سے تھا
مگر دل نے اُسکے نہ مانا صیدِ ضیغمِ اجل ہونے کو جی چاہا ملک الموت کی ملازمت مشتاق ہوا ابلیس نے صنعت
سے کہا کہ اے ملکہ آپ کچھ رنج و غم نہ کریں میں اب لشکر ظلم ان کو غارت کرونگا آپ مجھکو نزد ملکہ حیرت جادو
کے پاس لیچلیے صنعت نے کہا اچھا چلو یہ سنکر سرشار اُسکے ساتھ ہوا اور یہ دونوں اُٹھکر سوار ہو کے
در حیرت جادو کے پاس آ کر سب ماجرا بیان کر کے اجازت طبل جنگ بجوا اپنی بنام سرشار جاحل کی مہم

وہان سے اپنے مقام پر آئے اور سرشار کے ساتھ جتنی فوج کہ شکار کے لیے ہمراہ آئی تھی اسی فوج کو لشکر اپنے
ساتھ خیمہ و خرگاہ صنعت نے بھیجدیا یہ وہان سے مقابلہ مین ملکہ مہرخ کے آیا اور خیمہ مین بیٹھکر سحر تیار کرنے لگا
جب ساحر آفتاب براے حیلہ کشی غار مغرب مین گیا اور ساحرۂ شب نے اپنی نیرنگی صنعت نظر
عالمیان ظاہر فرمائی کہ ابیات

سیاہ پوش ہوا ہے الم سے چرخ کبود
ہے چاندنی مین دلا سیل تنگ کا عالم
ہر رنگ داغ دل ماہ ہے ہر اک اختر
وفور گریہ سے ابر سفید چشم قمر
ہے ایسی شام ہوئی کہ خدا انجام بخیر کرے

غرضکہ سرشار ہمت نے اس شام کو اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ سمع ہمایون مہرخ
نامدار مین بھی پہنچی ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملا لشکرون مین پھر وہی جوشش سامان جنگ ہوا الحاصل آہن جوش
جنون ایسا ہوا کہ ایک مبارز خدنگ مین آیا بسمل گھبرائے بیتابی سے زبان پر لائے کہ کبھی ایسی نوکری سے
درگذرے جہان رزم آرائی کا سامنا ہوتا ہے کسی دن چین سے بیٹھنا نہین ملتا ہے شجاعت شعاران جلادت
قرین شاد و بشاش تھے کہ الٰہی شکر تیرا ہے کہ جس کام پر ہم ملازم ہین وہ ہر روز ادا کرنا ہوتا ہے غرض کہ
تیغ بازی کو بھی بازی طفلان سمجھے جانتے تھے تیغ کو چوگان اور سر عدو کو گوے سمجھکر تلوارون کو
تانتے تھے موج کند بھی سیل فنا تھی تیغ ہاتھ سے اور سر جسم پر سے بھاگا جاتا تھا یہ ہیبت دشمنون پر
طاری ہوئی تھی سکندر طالون کو بھی عکس تیغ ڈرا آتا تھا آئینۂ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ نظر آتا تھا جذبہ تلاطم
بہادران جذب آہن کی کیفیت دکھاتا تھا مقناطیس جان کو کھینچتا نظر آتا تھا متاع جان عدو ایسی
ارزان تھی کہ کٹاری کوڑی دے کر لے جاتی تھی کمان مین گوشۂ عافیت پانے کے لیے چلاتی تھین تیغین
سر اٹھاتی تھین گرز خودی کا دم بھرتے تھے نیزے بسان سرو اکڑتے تھے جوانان چمن شجاعت بن گئے
تھے یہی حال ساحرون کا بھی تھا کہ سحر کی نار از زہر مین بجھا کر بجلیان بناتے تھے روئی کے بعد خوبروئی
ابر بنا کر اڑاتے تھے جو آتا تھا وہی تدبیر بتاتا تھا بھینٹ مین دشمن کا خون مانگتا تھا انتہا کو پیاسا تھا
دور سے صدا آتا تھا کہ آج کی شب مدعیان تجھین امان ہے کل طبل جیل بجے گا تفرقہ جسم و جان ہر طرف ایک
ہلچل پڑی تھی قیامت کی گھڑی تھی کہ ابیات

کیا تماشا ہے کہ ہے آب آتش سیال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل
اپنی دکھلائی جھلک منھ سے کٹ جائے ہلال
آنکھ شمشیر کی ہے خون عدو رو زمیاج
سبزۂ تیغ مین جوہر سے لگا کتنا ہے جال
ابداری مین تری تیغ کی ہر برق کی موج
یہ غلط تیری دن ہوتا ہے مرد ارجلال
وہ بہادر دم ہیجا کہ اگر تیغ ان کی

اسی طرح بہادران نامی مین شب بھر تو تیاری جدال و قتال رہی جب

عرصہ گاہ فلک تیغ تیز خورشید سے پر از چمک ہوا اور ظلمت شب تیرہ فام مثل سپر کے کٹ گئی نظم
یہ کیا الم ہے جو ہے چاک چاک جیب سحر ٭ یہ کیا الم ہے جو ہے مہر تک برہنہ سر ٭ و نور غم سے تعجب نہین اگر مریخ
اب اپنا قتل کرے مانگے ہلال سے خنجر ٭ نہین معلوم کیا حادثہ درپیش ہوگا جو اس سحر نے منہ دکھایا ہے ایسی صبح
قیامت خیز کو مہرخ ذی شان بصد جاہ و بہزاران سامان خیمستان سے نکلکر سوار ہوئی اور تمام سرداران
عالیشان و بلادرت توامان کو ہمراہ لیکر چلی نیلان فلک شکوہ جو سحر سے اڑکر چلا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ
اڑے جاتے ہین یا آسمان زدے ہوا پر اتر آیا ہے ایک طرف سے مرکبان بادپا کا ڈٹنا یا لطف دکھاتا
تھا لشکر غیبی گویا ساتھ جاتا تھا ساحرون کے طائر پران تھے اژدہے آتش فشان تھے اسی کروفر سے
جب وارد میدان ہوئی اسطرف سے سرشار منت اپنی فوج نکبت موج کو لے آیا دونون جانب بلادرون
نے پرا جمایا بعد صفوف آرائی لشکر جانبین سرشار نے ملکہ کس کو میدان مین طلب کیا اور سلحشوری
دکھائی یہ ساکن باغ جوار جمشیدی ہے اسکو بہت بڑا غرور ہے بس اس تکبر خصال و نخوت شعار
نے بھی ایک بیضہ اپنی کمر سے نکالا اور کچھ سحر دم کرکے جانب آسمان پھینک دیا کہ وہ بیضہ بلندی
پر جاکر شق ہوا اور اُس مین سے دھوان نکلنا شروع ہوا تھوڑی عرصہ مین وہ دھوان اسقدر بڑھا
کہ تمام عالم سیاہ ہوگیا اور اُس دھوئین نے اب صورت ابر کی پیدا کی اور وہ ابر لشکر مہرخ پر
محیط ہوا خضر غمام اور برجالاک تو اس ابر کو دیکھکر صحرا کی جانب بھاگے اور بہت دور نکلگئے اور ایک
مقام بلند پر کھڑے ہوکر حال لشکر مہرخ کا دیکھنے لگے اور ابر سحر سے بارش آغاز ہوئی پانی موسلادھار
برسنے لگا طرفۃ العین مین یہ عالم ہوا کہ ہر سمت اندھیر برسنے لگا آسمان آنکھ کھولنے کو ترسنے لگا
چرخ کا سینہ غربال ہوا غضب برسات یہ حال کہ مینہ کی بوچھار پڑتی تھی یا تیر پڑتے تھے ساحرون کے
سحر بہے جاتے تھے خورشید کا نکلنا کیسا ستارہ قسمت ڈوب گیا تھا آسمان تک پانی بھر گیا تھا یہ خرابہ آباد
دنیا ایک گڑھا تھا ماہ و ماہی کا قران ہوا تھا زمین سے آسمان تک غرقاب تھا آفتاب بھی اس سحر کا
ایک گرداب تھا حباب ہر ایک بہی جاتی تھی ابر کی ہیبت جان کھاتی تھی بلا سر پر ڈراتی تھی کہ ابیات

تنگ آبی سے جان ست اخلاق ٭ ڈوبنے پر ہے کشتی آفاق ٭ کیسا طوفان مینہ نے اٹھایا ہے
زخم دل نے بھی سر اٹھایا ہے ٭ ابر کرتا تھا قطرہ افشانی ٭ پانی پانی رہی تھی بارانی
سقف آماج بوند پیکان ہے ٭ مینہ ہے یہ یا کہ تیر باران ہے ٭ ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے

ایک عالم غرق رحمت ہے | ہے گئی ہے جہان کو سیلاب | نقشہ عالم کا نقش برآب

اس ابر سے جو پانی کی بوندیں لشکریان مہرخ پر گرین بہار و مخمور و مہرخ وغیرہ سیلے کے کچے
ہر ایک بیہوش ہو کے خاک افتادہ ہوا کشتی جان گویا ڈوب گئی سفینہ ہوش و خرد تباہ ہوا نہ طبل رنا
رہا نہ وہ لشکر کی آرایش نہ زینت نہ مرکبان سحر کا کہین پتا نہ چتر شاہی نہ ڈنکا عجب طرح کی تباہی
سامنا سرو قدان یاسمن بو پانی مین ایسا بھیگتے تھے کہ آنکے چمنستان حسن پر اوس پڑ گئی تھی
کپڑے جو پر زر پہنے تھین وہ سب بھیگ کر تر ابور ہوئے تھے رخسار انکے اس پانی مین یون چمکتے
تھے کہ جیسے دریا مین کنول کے پھول تیرتے ہین باغ مین گلاب کا تختہ پانی مین ڈوبا ہوا نظر
تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوتے لشکر پر دیکھکر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال زار کو د
دیکھ کے روتا تھا لشکر مین بازاری بیوپاری دکاندار وغیرہ محافظان خیمہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ
کھڑے ہوئے تھے اور اشک حسرت حال پر اپنے مالکون کے بہاتے تھے اس دشت مین ذرہ ذ
تک غمگین تھا پہاڑون سے آبشار بہتا تھا گویا وہ بھی روتا تھا فرہاد کی روح گریہ کر رہی تھی جا
شیرین پر شیرین لبون کے تنگی تھی ہر نخل ایک پاؤن سے کھڑا ہوا بگل تھا حیرت مین غمزدہ بنگیا تھا

دشت ہر چند کہ بھیگا تھا مگر خاک اُڑاتا تھا یہ عالم تھا کہ سے

کہ خستری ہے خمیدار درد سوز جگر | جو دیکھو ابر کو تو زار زار روتا ہے | اب ایسا گرم ہے بازار رنج و آفت
یہ کیا الم ہے جو اب ہے نفغان ہر چشم جہان | یہ کیا الم ہے جو ہر دم مصیبت اب ہے | نظر جو کیجیے ہے برق بھی نہبت مضطر
ملک جو صبح گریبان دریدہ و لولیلا | ہر ایک گلشن عالم مین مو پریشان ہے | فلک بار مصیبت خمیدہ واویلا
ہر ایک شاخ اٹھائے ہے ہاتھ ماتم کو | ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہے | چمن مین سنبل تر زلف سوگواران ہے
| | جب تمام لشکر مصیبت باران

مین غرق ہوا سرشار جہنت نے ہر ایک کو سحر سے مسحور کر کے باران کو موقوف کیا اور
آپ بارگاہ حیرت مین آیا تسلیم کر کے نذر نچھاور کی خلعت سرخ روئی پایا اور تمام ماجرا لڑائی کا
کہکر عرض کیا کہ اب ملکہ عالم تشریف لیچلین تو مین سب کے سر کاٹ کر نذر گذرانون حیرت یہ کلام سنکر
بہت خوش ہوئی اور کہا ایک دو جام شراب کے آ دیلین تو پھر چلین کیونکہ اُنکے قتل کرنے مین
بہت عرصہ ہوگا سرشار راضی ہوا اور رنگ پر بیٹھکر باتین کرنے لگا اس اثنا مین عیارون کے
تو دل سے لگی ہوئی تھی ضرغام اور چالاک جو پہلے ہی بھاگ گئے تھے اب عقب مین سرشار کے

یہ بھی بصورت مبدل بارگاہ حیرت مین آئے اور ذکر شراب کا جو سُنا تو ان دونون ذمیخانہ کے دارو غہ
سے آکر کہا کہ ہمکو کھانا دیدیجیے گا فرمایئے تو ہم بھی حاضر ہین اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی یہ دونون جام و
صراحی لیکر اُسکے ساتھ کاروبار کرنے لگے اتنے مین سرشار نے حیرت سے کہا کہ الامر فوق الادب
ای ملکہ اب جلد شراب منگوا لیجیے چلتے ہین ورنہ فرمایئے حیرت نے فوراً حکم دیا کہ مے ارغوانی
لاؤ بموجب حکم ضرغام وچالاک صراحی وجام لیکر حاضر ہوئے حیرت نے جو دیکھا کہ قدم ان
دونون کے بطور عیارون کے پڑتے ہین بس پہچان گئی کہ بیشک یہ عیار ہین اور سرشار
صنعت کو بلایا و اشارہ آگاہ کیا کہ انکو گرفتار کرلو یہ عیار ہین اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور
پھر جو کہا ضرغام اور چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ان سے قبول کرایا کہ ہان ہم
عیار ہین سرشار نے کہا ای ملکہ کیا کہنا آپکے سحر کا اب آپ انپر سے سحر اُتار لین مین ان کو قید
کیے لیتا ہون حیرت نے انپر سے سحر رفع کردیا اور سرشار نے جو سحر کیا تو ایک رسی ازخود
ہوا ہوکر انکے لپٹ گئی اور کھینچکر انکو جنگل مین لائی اس لیے کہ یہین آکر تو ہر ایک مفسد کو سرشار
ہلاک ہی کریگا اور بارگاہ مین رکھنا انکا مناسب بھی نہ سمجھا کہ اور عیار بھی ان کے رہائی کو آئینگے
غرض جب یہ جنگل مین آکھڑے ہوئے اپنی گرفتاری پر اشک حسرت بہانے لگے اور لشکر کا حال
بھی انکے پیش نظر تھا اسوجہ سے زیادہ تر روتے تھے اور درگاہ خدا مین بعد زاری دعا کرتے
تھے ناگاہ مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان بھی اسطرف سے پھرتے ہوئے آنکلے اور ضرغام
وچالاک کو بندھے ہوئے دیکھکر متحیر ہوئے پھر قریب آکر دونون سے حال پوچھا انھون نے
حال بربادی لشکر اور اپنا قید ہونا سب بیان کیا قران کو یہ حال سنکر تاب نہ رہی بغضب تمام صورت
ساحر کی اپنی بنکر بہت جلد در بارگاہ حیرت پر آیا وہ وقت ہی کہ سرشار تو تخت پر سوار ہوچکا ہی اور
حیرت سوار ہوا چاہتی ہی کہ انھون نے آکر سلام کیا اور کہا ملکہ صنعت نے مجکو بھیجا ہی اور
شکایت کی ہی کہ ایسے وقت مین جب تم فتحیاب ہوئین تو ہمکو پوچھا بھی نہین اور کچھ اور بھی
فرمایا ہی وہ مجھی مین کان مین آپ سے کہون گا سرشار کچھ شکایت صنعت سنکر نادم
ہوا تھا جلد سر جھکادیا کہ فرمایئے کیا کہا ہی جب اسنے بات سننے کو سر جھکایا اُسنے جھپٹ کر پہلو
پر سے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور دار و گیر بلند ہوا قران نے نعرہ کیا کہ منم

صاحبقران مہتر قران اندھیرا اور تاریکی پھیل گئی حسب دستور صداے مہیب آئین
اسی اندھیرے مین قران توجست و خیز کرکے نکل گیا لشکر حیرت کے لوگ فرط خوف سے دوڑے
تو گر طرح دے گئے مہرخ وغیرہ سب قید سے لشکر نے رہائی پائی سجدۂ شکر درگاہ خدا مین
کیا اور شادان و فرحان پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے چالاک و خنجر غام بھی رسی سے کھل گئے
اور حیرت جادو کف افسوس ملکر رہگئی صنعت نے حال سُنا وہ بھی غمگین بدرجہ کمال
ہوئی فوج جو ہمراہ سرشار تھی وہ نالان و گریان اپنے شہر کو گئی سرشار کا بھائی ناقوس
اژدر سوار نام موجود تھا اُسنے ان ساحران فوج کو بلایا اور اپنے بھائی کا حال بحزن و ملال پوچھا سبنے
رو رو کر جو کچھ گذرا تھا بیان کیا بھائی اسکا بہت رویا اور بنہایت درجہ اُسنے افسوس کیا بلکہ کہا
جبتک اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیلونگا چین و آرام مجکو نہ آئیگا یہ کہکر حکم تیاری لشکر دیا کئی ہزار
فوج ساحران و مبارزان تیار ہوئی اور ناقوس اژدر سوار بڑے جوش و خروش سے اژدر پر
سوار ہو کر چلا دریا تھا کہ موج مار کر روانہ ہوا ناقوس وہان سے سیدھا صنعت کے پاس آیا اُسنے
اُسکے لشکر کو اُتروایا اور اُسکے بھائی کا پرسا دیا پھر اُسکی خاطرداری مین مصروف ہوئی شراب عمدہ
کشید کی ہوئی پلائی خوان نعمت منگا کر آب و طعام سے خوب آسودہ کیا پھر یہ وہان سے اپنا لشکر
لیکر بمقابلہ مہرخ آیا اور بارگاہ مین مجلس مئے خواری کرنے لگا جب خمخانۂ دہر سے ساغر زرین آفتاب
طاق مغرب پر ساقی روزگار نے رکھا اور انجمن کواکب کو مشاطۂ شب نے بعد فروغ و ضیا آراستہ فرمایا
(شعر) ساغر ماہ تھا لب نور سے چاندنی کا ہر اک طرف تھا وفور * سرشار نے اس شب تیرہ فام
مین طبل جنگ بجوا دیا ہر چند سب نے کہا کہ ابھی چندے توقف فرمائیے اُسنے نہ مانا اور کہا مینے
بھائی کا جبتک بدلہ نہ لیلونگا آب و دانہ مجھے حرام ہے غرض ہرکارے خدمت مہرخ مین آئے اور خبر نواخت
طبل جنگ عرض کرکے کنارے ہوئے ملکۂ موصوفہ نے بھی کوس حربی کو بجوایا لشکر کے سردار و افسر خبردار
ہوکے تیاری جنگ مین رات بسر ہونے لگی ہر سمت غوغاے لشکریان برپا تھا رات بھی ڈراونی صورت بنائے
تھی اس شب مین ہتھیارونکا چمکنا گھوڑونکا شیہہ بھرنا ایسے زہرہ دل رستم کو بھی زیر زمین دہلاتا تھا ہر ایک
بیر کلیجہ کھاون کیتا ہوا آتا تھا صداے طبل و بوق پیر فلک کے سینہ کے پار ہوئی جاتی تھی
نفیرون کی آواز موت یاد دلاتی تھی نامردون مین جان بچانیکی فکر بھاگنے کا بیان ولاورون مین رستم و سام کی

داستان مختصر یہ کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب شاہد شب کا رنگ ڈھلا اور سفیدی جمال صبح مین پیدا ہوئی نداے رخصتی گجر نے سنائی کہ شعر کہ جب جوش سحر اُمڈا زمین پر نظر آئے نئے سامان بہتر یعنی ملکہ مہرخ دلاور فوج و لشکر جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے ناقوس اژدر سوار مع فوج نابکار کے چلا لشکرون کی آمد کا میدان جنگ مین وہ غلغلہ ہوا کہ فلک بھی سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا چاہتا تھا وہ ساحرون کی آمد ہوم کا دھوان بلند زمانہ پر تاریک موردن پر جادوگرنیان سوار سامری جمشید کی پکار برقین سُرخ زرد سبز اُڑتین نارنج نارئیل اُچھلتے اژدر پھنکارتے بڑے کروفر سے دونون لشکر وارد میدان ہوئے ابیات

دلاوران سپہ بود باد و بہم
ہمہ غرق در آہن و خود و گیر
بدیشان چنین گفت کاکنون سران
بجنگ بدرون جان بدار و دریغ
کہ زیر درخشش برفتی ہزار
درفش سواران و جوشن گران

سلیح بزرگی و گنج و درم
دل مہرخ از لشکر نامدار
کہ مانند مردان جنگ آوران
اگر شیر پیش آیدش گر پلنگ
گزیدہ سواران نیزہ گزار

ہمی رفت لشکر بکردار ابر
بخندید چون گل بگاہ بہار
کسے کو گراید بگرز و بہ تیغ
ازو بر نگردد بہنگام جنگ
پدید آمد از دشت گرد سران

جب دشت کین مین پہونچے دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی

نقیبون نے نقابت کی میدان پاک و صاف ہوا اُسوقت ناقوس اژدر سوار بھی بڑھکر میدان جنگ مین آیا اور خوب نیرنگی سحر کی دکھا کر للکارا کہ ای فرقہ سرکشان و منکران آؤ تو میرے مقابلہ مین یہ نہیب سُنکر ایک ساحر ظالم سحر نگاہ جادو نام مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اُس کافر کے آیا اور طالب حرب ہوا اُسنے ایک ترنج اُسپر مارا اُسنے ترنج کو خالی دیا اور جواب مین نارنج مارا اُسنے بھی خالی دیا اور تیغ سحر پکڑکر اُسپر آگرا ہاتھ چھوٹ کے چلنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخر اُسنے ایک تلوار ایسی جھپٹ کر لگائی کہ برق بنکر وہ سر ظالم کے آگی یہ اُس سے جانبر نہوا رخت ہستی اُسکا چلا صدا ے ہران اُٹھے مرے سے بلند ہوئی ناقوس نے پھر للکار کر نہیب دی کہ اور جس کسی کو تم مین سے تمناے مرگ ہو وہ آوے ایک زلزلہ جادو نے صف سے نکلکر مہرخ سے اجازت لی اور سامنے آسکے اگر ضربت طلب کی اُسنے تیغ جادو اُسپر لگائی اُسنے تیغ کو رد کرکے ایک نوہتھڑ زمین پر مارا زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور ایسی نرم ہوئی کہ اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو غرق زمین ہو کر پیوند خاک

ہوجاتا مگر ناقوس جسطرح کھڑا تھا اُسیطرح کھڑا رہا اُسوقت زلزلہ جادو نے جھلاکر تیغ سحر مارا ناقوس اژدر پر
سے کود گیا تیغ نے اژدر ہی کے دو ٹکڑے کیے اُسوقت ناقوس نے بھی دوڑکر تلوار ماری کہ وہ تلوار خود کو
کاٹکر نادوابرو زلزلہ کے اُتری اُسنے داستانہ سحر کے مارکے تلوار کو تو رد کیا لیکن جادر خون بلبلا کر منھ پر آگئی
اُسوقت ناقوس نے چاہا کہ ین سرکاٹ لون دو پنجے فلک سے پیدا ہوکر زلزلہ کو اُٹھا لیگئے اُسوقت ناقوس نے
دستک سحر کی دی کہ زمین سے اژدر دوسرا پیدا ہوا یہ اُسپر سوار ہوا اور پکارا کہ یہ کیا لاشی پاشی کو میری مقابلہ مین
ای مہرخ بھیجتی ہو کسی زبردست کو بھیجو کہ مزا جنگ کا ملے باہم اُترجائین یا وہ کام آئے یا ہم کام آئین اِس
صدا کو سنکر ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار نے اپنا طاؤس نکالا اور اجازت مہرخ سے لیکر سامنے آئی اور
اُسکے حربہ کو اُسنے رد کرکے ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج اُسپر پڑا مگر کچھ کارگر نہوا صرف یہ ہوا کہ وہ اژدر پر سے
گر پڑا اور جھٹ اُٹھکر اُسنے بقوت تمامتر ہاتھ تلوار کا غبار انگیز پر لگایا فوراً دو پنجے پیدا ہوئے اور غبار انگیز
کو بھی اُٹھا لے گئے اب ہر ایک کو ثابت ہوا کہ یہ پنجے ناقوس کے سحر سے آتے ہین غرض
مشکین کاکل کشاد یاقوت جادو یکے بعد دیگرے نکلین اور آکر زخمی ہوئین اور پنجے اُنکو
بھی اُٹھا لیگئے اب برق اور رعد نے کڑکڑا کر اور تڑپ کر ارادہ گرنے کا کیا کہ ناقوس نے
اپنے گلے سے تار زنار کا توڑکر جانب آسمان پھینکا اور ایک دانہ ماش کا مارا اُسوقت ایک بجلی
پیدا ہوئی اور برق پر گری لیکن اُسنے بھی وہ چالاکی کی کہ اپنے تئین دامن ابر سحر مین لپیٹ کر دامن
کوہ مین گرادیا مگر بیہوش ہوگئی ناقوس جادو آج خوب لڑا جو سامنے اُسکے گیا اُسپر سحر چلا اور زخم
کھاکر گرا پھر اجب نہیب شمشیر سحر سے اُسکی دن کٹ گیا دوپہر آگئی دھوپ کی تاب نہ لایا طبل آسائش
اُسنے بجوادیا اور کہا ای مہرخ آج امان دیتا ہون کل جانبری مشکل ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ
ہوا مہرخ بھی غمگین و ملول اپنی بارگاہ کیطرف پھری لشکروں نے بستر پر پہونچکر کمر کھولی آسودہ ہوئے
سردار جو زخمی ہوگئے اُنکی زخم دوزی مہرخ نے کرائی اور فکر مین بیٹھی ادھر ناقوس شادان و فرحان
اپنی بارگاہ عالیشان مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا عیاران لشکر کے دل سے لگی تھی دختر برق فرنگی
ناقوس کی فکر مین چلا اور علیحدہ ایک مقام پر ٹھہرکر اُسنے صورت اپنی ایک زن طوائف کی ایسی
بنائی لیکن وہ حسن صبیح اپنا آشکار کیا کہ ملایک بھی اُسکو دیکھتا تو فریب کھاتا خورشید لقا تمثیل ارشق جوان
سرخی رخسارے جسکے شفق چرخ حیران ابروے اُسکے جگر عشاق کے دو ٹکڑے کرتے ایسی تلوارین ترکیہ رکھتے

بنائی تھیں کہ نگین خود دانت لگالگر سامنے اُسکے شرمائی تھیں زلف مسلسل سے گھٹے دل باندھکر کھینچ لیتیں
مژگان تیر اندازی کرین ابرو دشنہ گزاری کرے نرگس چشم ابلق باز ترک و تاز و ناز و کرشمہ غارت گر دل و جان
سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار زنخ بہی غنچہ دہن لالہ فام کہ اشعار

سرو قامت ہو گر اسکے ہو طوبی سرکشی
سیب ہے رد ہی زنخدان لب خندان فستق
مصحف رخ کتابی کو جو دیکھے اُسکے
تاکہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق

راست ہان راست ہو ہے کل طول احمق
کھلنا اسکا دہن تنگ کا ایسا مشکل
تو کہین صورت انطاس تنا و مطلق

شکر آمیختہ بادام منقشہ و ندان
جیسے دشوار ہو مفہوم کلام مغلق
رخ رنگین سے نہ پیدا ہو بیاض گردن

اسیطرح از سر تا پا وہ خورشید سیارنگ روغن لگا کر آراستہ ہوا اور لباس

پر زر زیب قامت کرکے گنا سونے کا پہنکر لشکر مین ناقوس کے ایسے مقام پر آیا کہ جہان اُسکے مجرئی کی نذ طلبن
اُتری ہوئی تھین چنانچہ ایک کسبی کے بستر پر جب آکر پہونچا دیکھا کہ خیمہ کے آگے فرش بچھا ہی نوجیان میٹھی ہین
سازندے سازملا رہے ہین نائکہ کا مسند کا دابے گلوری کلہ مین لیے اغاز سے پانچون کا ڈھیر آگے لگائے
بیٹھی ہی اسنے بھی آکر سلام کیا اور سنکر پاس نائکہ کے بیٹھ گئی اُسنے عورت جوان شکیلہ زر و زیور سے درست
جو دیکھی بخاطر تمام پیش آئی گلوری لگا کر دی اور مستفسر حال ہوئی اُسنے کہا کہ بی بی مین لشکر حیرت مین رہتی
ہون اسوقت مین نے مقصد کیا کہ ناقوس کے سامنے جاکر مجرا کرون سازندے میرے ایسے حرامزادے
ہین کہ ٹال گئے اور میرے ساتھ نہ آئے مجکو غصہ ہین تھا اور نہ پوچھا اس طرف چلی آئی کہ وہان کسی اپنی
برادری سے سازندے مانگ لونگی اور جو کچھ انعام و اکرام ملے گا وہ بھی انکو دونگی اور آپ بھی لونگی اور سچ تو
یہ ہے کہ اب مین ان موے سپڑدائیون کو نوکر بھی نہ رکھونگی جو وقت پر تیا بتا سے ہین اور ہماری پونچ
پوچھو امی جان یہی کمائی ہے پھر ہم کیونکر کمائی کرینگے بس اسیلئے تو مجھے دیکھو مین ٹھہر گئی اگر کسی صاحب
کو تمھارے یہان فرصت ہو تو ذرا دو گھڑی کو تکلیف کرین میرے ساتھ بجاوین اسکا کمال احسان
ہوگا نائکہ نے کہا بی بی یہ تمھارا گھر ہے میرے یہان کئی طرح کے سازندے ہین کام تو ایک ہی
دو سازندون سے پڑتا ہے مگر وہ قدیم سے میرے نوکر ہین مین سچ کہون اسکو بھی
کیے دیتی ہون کہ وہ بچارے بھی اپنا گھر سمجھتے ہین یہ کہکر مخدوم میان جہانگیر بخش وغیرہ نام لیکر
پکاری کہ ذرا بی صاحب کے ساتھ تم جاکر بجا دو اُنھون نے کہا بہت خوب اور ساز وغیرہ اُنھون نے
درست کیا اسی اثنا مین چوبدار بلانے آیا کہ پہلے آپکے طائفے کی باری ہے برق عیار نے مردہی صاحب کہکر

اُسکو سلام کیا اور ذرا اپنے حسن کی جھلک اُسکو دکھائی ہاتھ پکڑکر پاس بٹھا لیا گوری بنا کر دی وہ ایسا
مفتون ہوا کہ دین و دنیا کو فراموش کیا اُسوقت اُسنے کہا مردہ ہے صاحب ہمارا ابھی مجرا کرادیجیے
اُسنے کہا ابھی کیون بی صاحبہ تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا مجھکو کامنی جان کہتے ہین مردہ اُسکے پاس
سے اُٹھکر سامنے داروغہ ارباب نشاط کے گیا اور کہا حضور ایک رنڈی لشکر حیرت مین آئی ہے
زہرہ فلک بھی اُسکے سامنے شرمائی ہو وہ بھی ایسی نہو گی میرے اوپر آپ احسان فرمایئے گا جو اسکا
مجرا سامنے ناقوس کے کرا دیجیے گا داروغہ نے کہا جاؤ لے آؤ مردہ پھر کر آیا اور کہا کامنی جان صاحبہ
آیئے آپکی یاد ہوئی کامنی جان سازندون کو لیکر داروغہ کے پاس آئی اُسنے جو صورت زیبا اُسکی دیکھی شیفتہ ہوکر
عقل و حواس بیگانہ ہوا اور سوچا کہ پہلے یہ مجرا کرے تو اسکو اپنے بستر پر بٹھائینگے اور جو کچھ یہ مانگیگی دیکے
کام مین لائینگے القصہ اس زہرہ جبین کو اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اور دست بستہ حال اُسکا عرض کیا ناقوس نے
اجازت مجرا کرنے کی دی برق چمک کر سامنے آیا اور گت ناچنے لگا یہان گت پر تو یہ گت ہوئی کہ مجلس کف افسوس
ملنے لگی ناقوس نے کچھ جانور سحر بنا کر جانب آسمان اُڑا دیے تھے کیونکہ حال عیارون کا یہ کچھ جانتا تھا جنکو
ان جانورون سے اُسنے کہدیا تھا کہ اگر کوئی شخص بغیر ہماری صحبت مین عیار وغیرہ کی قسم سے بھی آجے
تو ہمکو تم خبر کردینا اور پنجہ سحر کے زمین پر مقرر کردیے تھے کہ بموجب ہمارے حکم کے تم پکڑ لینا جب برق فرنگی
آکر ناچنے لگا اُسکے ناچنے پر اہل محفل دنگ ہوئے اور صدائے تحسین و آفرین سب نے بلند کی اُسوقت
ایک طائر سحر اُڑتا ہوا آیا اور کان مین ناقوس کے کہا کہ یہ رنڈی جو سامنے ناچ رہی ہے یہ رقاصہ نہین ہے
برق فرنگی عیار ہے جلد اسکی گرفتاری کا سامان کرنا مناسب ہے ناقوس اُسکی صورت دیکھکر
عاشق زار ہو گیا تھا اور بڑی خوشی سے ناچ دیکھ رہا تھا عیار ہونا اُسکا جب اُسکو ثابت ہوا کف افسوس ملے
اور پنجہ سحر کو حکم دیا کہ اُنھون نے برق اور زمین معلوم کس مقام پر بھیجدیا تیلہ ہائے سحر نے یہ خبر
ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ برق طوائف بنکر گیا تھا اُسکو بھی ناقوس نے پکڑ لیا وہ یہ خبر سنکر مضطر ہوئی اور برق
جو آکر دیکھے تو جہان مین قید ہو کر آیا ہون اسجگہ وہ لوگ بھی ہین کہ جو میدان رزم سے گرفتار ہو کر آئے ہین
القصہ جب مہرخ برق کا حال سنکر مضطر و پریشان ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر روانہ
ہوئے اور اُنھون نے تنہائی مین جا کر اپنی ایک ساحر کی ایسی صورت بنائی اور بارگاہ ناقوس مین آئے
لیکن حال ان جانورون و طلسمون کا اُنکو بھی معلوم نہ تھا جب یہ بارگاہ مین قدم زن ہوئے ہنوز کچھ کہنے

بنائے تھے کہ ایک پتلے نے حلقۂ کمند سحر کے اُنپر مارے اگر وہ کمند کوئی عیار لگاتا تو یہ اُسمین سے نکلتے وہ کمند سحر
کی تھی یہ الجھکر گرے ہاتھوں ہاتھ اُنکو بھی پکڑ لیا اور ناقوس کے حوالہ کیا اُسنے اُنکو بھی قیدخانہ مین اسی جگہ
جہان سب قید تھے بھیجدیا اب کسی اور عیار کو خواجہ کی گرفتاری کا حال سُنکر حوصلہ جانے کا نہ پڑا
اور جب وہ دوپہر دن تمام ہوا مطرب فلک نے دائرۂ ماہ ہاتھ مین لیا اور خنجر آفتاب کو نیام مغرب مین کیا
کہ بیت رخ تیرا نور جو وہ لوچ نچ کے جھاڑے رومال بہ ہو گئی چادر مہتاب گلیم شب تار بہ سر شام
پھر ناقوس نے طبل رزمی پر چوب لگوائی ہرکاروں نے جاکر خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجا کی پھر
دونوں لشکروں مین تیاری آغاز ہوئی طبل ہر مقام پر بجا نہیں رات بھر رہی شورش جنگ برپا
رہی دہی ہتھیاروں کی صفائی دہی سحر آزمائی تھی جب نیام شب سے تیغ آبدار آفتاب ظاہر ہوئی
اور چار دانگ عالم مین روشنی پھیلی کہ بیت سحر گہ جب کہ ظاہر ہوا روز۔ تو چمکا حسن مہر عالم افروز ۔ لشکر
جوق جوق و طوق طوق بہر کارزار وارد میدان حرب ہوئے مہرخ و بہار بھی عنایت احتشام سے مع سرداران
باقیماندہ کو ہمراہ لیکر چلین اور جب میدان مین پہونچین ناقوس بھی فوج لیے ہوئے آیا دلاوروں نے پرا
جمایا بعد درستی میدان و صفوف ناقوس نے نکلکر مبارزطلبی کی ادھر سے سردار جانے لگے مگر اُنکو
روز گذشتہ کی طرح صورت پیش ہوئی یعنے زخمی ہوتے تھے اور نیچے سحر کے اُٹھا لیجاتے تھے آج کی
میدان داری مین کئی سو سوار نامی زخمی اور اسیر ہوئے اسوقت تو بہار جادو کو تاب نہ رہی یہ مہرخ سے
اجازت لیکر چلی اور سوائے اسکے مددگار کی میدانداری مین اور کون لڑنے والا باقی تھا غرض یہ
سامنے اُس تیرہ روز خزان رسیدہ کے پہونچی پہلا سحر کائنات کا اُسنے کیا پہلے تو ایک حربہ اُسکا رد کیا
پھر ایک گلدستہ اُٹھا کر زمین پر پھینکا اور کلمات سحر ورد زبان کر کے بہار کو بلایا کچھ ہی عرصہ مین بیابان

قطعہ ابیات

کلک نقاش قدرت نے گلستان مین کھینچ
قطرۂ شبنم ہوئی مینائے شراب گلرنگ

واہ کیا گلشن آفاق مین ہے جوش بہار
تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقش ارژنگ
بلکہ ہے جوش بہاران کرم سے آگے

چہچہے کرنے لگے بلبل تصویر فلک
بل بے بالیدگی عیش کہ رنگ گل زر
کیا عجب شاخ مین آ ہو گل تختہ رنگ

جوش بہار سے تختۂ لالہ و نازمان گل سے کھ مسکرانے لگے طائران زمزمہ سنج تعریف بہار کی گانے لگے شور
زمزمۂ قمری و بلبل و طوطی و گل دلکو بھاتی تھی ہوا دہان کی نرخ بڑھاتی تھی پیام یار دلنواز لاتی تھی
ناقوس کی فوج اُس ہوا کے جسم پر لگنے شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور ملکہ بہار کو

سب نے اسی باغ پر بہار مین بصد ناز و انداز چبوترہ پر بلور کے استادہ پایا ہر چند کہ باغ اسنے ایسا فرحت آگین بنایا تھا مگر حسن بھی اسکا اوسوقت ایسا تھا کہ اس باغ کے گل روبروے رخسار شرماتے تھے سنبل سامنے زلف کے پریشان و نزار تھی نرگس آنکھون کی اسکے بیمار تھی سرو نے قامت رعنا اسکا دیکھکر اپنے تئین آزاد بنایا تھا سیب و بہی و انار کو اسکے پستان نے شرمایا تھا چشم فتان بادام کو دامن لائی تھی سرخی اسکے رخسار کی لالہ کے دل کو تڑپاتی تھی ابیات

ماہ سے بے مہر بلکہ دشمن مہر
پر ستم مین ستم شریک سپہر
فتنہ استاد نرگس فتان
دل مژگان ہجوم شاگردان
رخ تعالی اللہ زلف صلی علے
قد وہ سبحان ربی الاعلے
زلف جنبان مین رخ کی براقی
کرے مشائیون کو اشراقی
گو انار بکم ز منھ سے سکے
لیک جاری زبان ہر مو سے
مچھلی بازو کی ماہی زلفین
غرقہ کش بحر خون سے مردم عین
کمر و ناف ار پہ دل زار
دشنہ کار عقدہ دشوار
رنگ پان لعل روح افزا ہے
خون ثابت کرے مسیحا پر

ناقوس بھی اس حسن کو دیکھکر اور باغ سحر سے ہوا کھا کر فریفتہ و شیفتہ بہار ہوا اور ہمراہ اپنے لشکر کے یہ کہتا ہوا چلا کہ غزل

لو آنکھ مین نہ سرمہ دنبالہ دار دے
مفتون چشم کو یونہین اگر ابار دے
پھلا نہین تو پھلے کا گل انگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
دشنام ہو کے وہ ترش بر دہ ہزار دے
یان نشہ دو نہین جیسے ترشی انار دے
کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے
کرتا ہی یون فغان دل امیدوار وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گزار یا اسے رو کر گزار دے
لے دام داغ دل کے برے سوزش آفتاب
دعوے پہ روز حشر کے پر کون ادھار دے
بے فیض گر ہی چشمۂ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار دے
عاشق نہ ہے انجم گردون بھی اپنے اشک
کیون کوڑیون کے بدلے نہ دشنام وار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

جب ناقوس دیوانہ وار اسطرح کے اشعار پڑھتا جانب باغ بہار روانہ ہوا اسیوقت ایک پتلی زمین سے نہایت حسینہ و جمیلہ نکلی اور آئینہ ہاتھون مین لیے تھی وہ آئینہ اسنے ناقوس کو دکھایا سارا نقش عشق کا مٹ گیا صورت ہی اور رکھو ہوئی ہوش اسکو آگیا اور اس پتلی نے کہا کہ ای میان ہوش مین آؤ حواس درست کرو کہان تم کہان ملکہ بہار وہ بادشاہ طلسم کے ہاتھ لگی نہین جو آج تک اپنی جان اسپر نثار کرتا ہی گو وہ دشمن ہی مگر شاہ اسکو پیار کرتا ہی اس باغ کو باغ سیر سمجھکر اپنے

باغ جوانی کی بہار نہ برباد کرو خدا سے سمجھکر بات کرنا اچھا ہی یہ کلام سنکر ناقوس نے ایک سحر پڑھا کہ ہوا گرم سموم آسا چلنے لگی اور باغ بہار مین ہر طرف آگ لگی ہر کلی پھول کی انگارا بنگئی درخت شکل چنار ہوئے گل بالکل خار ہوئے دربئے آزار ہوئے تھوڑے ہی عرصے مین یہ عالم ہوا کہ ابیات

گرم ہی یہ بہار کا عالم
کف نرگس پہ چھٹتی تھی مہتاب
غنچہ کھلنے مین یون ہو آتشبار
جیسے سلطان جلے کی لب چھوٹے
گرد صد برگ جعفری پہ نظر
ہو چکا بو کا حوض گلجن حسکر
طوطی کی گر سنے کوئی آواز

شاخ گل پھلجھڑی سے ہی کم
دستۂ گل کا کیا کہون مین رنگ
جیسے پھٹتا ہی داغنے مین انار
نہین گیندون کے چمن مین درخت
چھوٹ رہی ہین ہوائیان مخذ بر
گر گزک پر ہو میخورون کا من
سیکھلے دل ہی کچھ ایسا سوز و گداز

یہ تپا تھا چٹکتے دفت گلاب
آئین ہت پھول کے سی سارے رنگ
جلو سے دین یون جنبیلی کے بوٹے
دی ہی آتش سنار دن کو یک لخت
یھی لوسے ہین پانی بھر بھر کر
ہو رہے تھے کباب مرغ چمن
جب وہ سارا چمن جلگیا بہار پر

بیہوشی چھائی اُسوقت دو پیچے پیدا ہو کر اُسکو بھی اُٹھا لے گئے جب وہ صورت زیبا بھی سامنے سے پوشیدہ ہوگئی اور باغ بھی جلگیا لشکریان ناقوس کو ہوش آگیا بہار کو بھی وہین پنجون سے لاکر پہونچا دیا کہ جہان اور سب مقید ہین اب لشکر مہرخ مین کوئی سردار باقی نہ رہا سوائے مہرخ کے فوج و لشکر مین سب بیدل ہو کر کنارہ کشی کرنے لگے مہرخ نے قصد کیا کہ اب مین جا کر نفس نفیس لڑائی کرون اور اُس کافر سے لڑون لیکن وہ نازک دماغ بہت ہی اسیقدر سے کے رنج مین گیا اور پکارا کہ ای مہرخ اب سوائے تیرے کون باقی رہا ہی سو تیرا بھی کل خاتمہ ہی آج اور اپنے ہمراہیون سے کہے یہ روئے اور تخت سلطنت کو تختۂ تابوت سمجھے یہ کہکر طبل امان بجوا کر پھرا مہرخ نے بچشم شدۂ شکر ادا کیا کہ خدا نے آج بچا لیا کل کی کون جانتا ہی کہ کیا ہونے والا ہی فرد۔ کبھی رونی ہی چمن مین بلبل۔ کبھی گل دیکھو ہنسا کرتے ہین۔ غرض یہ ملکہ نہایت درد مین پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی دنگلون پر سردارون کے غاشیے ڈلوا دیے لشکر کبھی حالت ہم وہراس مین تماشا و رنگ سب موقوف مشوقہ رنج ہر ایک سے ماوف اُسطرف ناقوس پھر کر ملکہ حیرت کی بارگاہ مین یا لشکر اپنا بستر پر اپنے اُترا حیرت نے ناقوس کو مبارکباد دی فتح و پایا اُسنے ملکہ کو نذر دکھلائی دنگل پر شادیانے بجنے لگے جام مئے ارغوانی کا دور ہوا ناقوس نے

کہا اب کل ملکہ مہرخ کو بھی پکڑلون تو سب کو ہلاک کر ڈالون اس خوشی کا اب کل جشن بیجیے گا حیرت
نے کہا ایسا ہی ہوگا طائفے اُترنا چنے لگے صحبت عیش ونشاط برپا ہوئی اُسطرف مہرخ فکر مین سر بزانو
ہو کر بیٹھی تھی کہ مہتر قران حال قید ہو جانے ملکہ بہار کا سنکر بارگاہ مین آئے اور مہرخ کو غمگین
خاطر دیکھکر سارا ماجرا استفسار کیا اور جب کل کیفیت بربادی لشکر کی سن چکے عرض کیا کہ اب ہم بھی
جاتے ہین یا تو ناقوس کو اُسکے بھائی کے پاس بھیجتے ہین یا اپنی جان دیتے ہین یہ کہکر
وہان سے باہر آئے اور کئی سو ساحرون کو ملازمان غبار انگیز مین سے اپنے ساتھ لیا اور اُنسے
کہا کہ تم صورتین اپنی بزور سحر بدل لو وہ سب جنتون کی ایسی صورت بنے لنگوٹے سب نے باندھے
ہوئے تہار منگے لنگوٹون سے باہر نکلے ہوتے تھے ہاتھون مین سب نے لوہے
کے کڑے ولسے جٹائین خاکستری اپنی بنائین اور سرون پر لپیٹین انگیٹھیان ہاتھون مین لین لین
سیندور کے قشقے ماتھے پر کھینچے چندن سب بدن مین لگایا بھبوت سے سب بدن اپنا خاکستری
کر لیا اسیطرح مہتر قران بھی درست ہوا اُسنے جواہر کے بُت بدن پر بہت آراستہ کیے مالے
موتیون کے گلے مین ڈالے یا جمشید یا سامری ہر ایک چیلے کی زبان پر جاری اور قران کے لبون پر
تھا ان وزاری اس ہئیت سے صحرا مین جلوہ گستر ہو گیا پھر وہان سے رخ جانب لشکر حیرت کیا جب
قریب لشکر مذکور پہونچا نعرہ بلند کیا اور سر اپنا پیٹنا لگا اور کہتا تھا ہارو بتاؤ کہ میرے استاد
سرشار جہنت کو کس نے مارا ہائے وہ اُستاد میرا پیارا کدھر گیا افسوس کہ یہ سامری نے میرے
ساتھ کیا کیا ہائے وہ اُستاد جو باپ سے زیادہ شفیق تھا میرے سر سے اُٹھ گیا افسوس مین کیا کرون

ترکیب بند

بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جائے
زمین پہ گر نہ پڑے کیون یہ آسمان افسوس
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
ہو مثل سبزہ بیگانہ بوستان افسوس

فلک نے داغ دیا آہ نوجوان افسوس
انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس
خیال اُسکا جب آتا ہے رو کے کہتا ہون
کرون مین کس سے یہ احوال دل بیان افسوس
چمن مین پھیری نرگس نے آنکھ اب مجھ سے

ہم وہ ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس
ملا یا خاک مین اُس رشک ماہتاب کو
رفیق و مونس و دلدار نکتہ دان افسوس
نہ آشنا کوئی گل ہے نہ کوئی بلبل یار
تمہین نظارہ کے قابل ہین نا توان افسوس

بگریہ ایم اگر گل بباغ مے خندد
بنالہ ایم چو بلبل بباغ مے خندد

اسیطرح سب جنتون کے گریبان پھٹے ہوئے باحال پریشان گریہ کنان سینہ زنان بارگاہ حیرت

سکے دروازے پر پہونچا یہاں ناقوس پہلے سے پہنچا ہوا خراب زہر مار کر رہا ہے اور جب ساحر اسکی
خوشامد اور تعریف کر رہے ہیں کہ قران نے دربارگاہ پر پہونچکر ایک ٹکر زمین پر ماری کہ سر شق ہو گیا اور
لہو جاری ہوا اور ہائے ہائے کا شور بلند کیا کہ اے بتاؤ میرے اُستاد کو کس نے مارا و اسے
صدوا سے میں اپنے اُستاد کو کہاں پاؤں اس حال سے جو لوگوں نے وہاں سے دیکھا تو ملکہ حیرت
جادو کو خبر کی اُسنے سُنکر حکم دیا کہ ہمارے سامنے اس غمزدہ کو لاؤ لوگ بموجب حکم باہر آکر قران کو
اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ جوانمرد پہونچے تو آتے ہی قدموں پر ناقوس کے رکھدیا اور
کہا ای جو نے اُستاد درواسطہ جمشید و سامری کا سچ بتادیجیے کہ میرے اُستاد کو کسنے مارا ہے یہ ماجرا
دیکھکر حیرت جادو نے پوچھا کہ بھائی تم اپنا نام تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس کو پوچھتے ہو ذرا اپنے
تئیں سنبھالو اور ہوش میں آکر بات کرو قران نے آنسو پونچھکر کہا کہ ای ملکہ دوران مجھکو صنعت نے
ابر سیہ جادو کہتے ہیں حیرت نے نام سُنکر بہت کچھ تشفی اور دلداری کی اور کہا ای صنعت ابر سیہ جادو
جمشید کی جو مرضی تم سامری کو یاد کرو اور اسقدر گریہ و زاری نکرو تمہارے اُستاد کا عوض لے لیا جائیگا
یہ جو حیرت نے کہا اور دم دلاسا دیا پھر اور زیادہ تڑپنے لگے اور بیتاب و بیقرار ہوئے
ہچکی لگ گئی غش کر گئے حلق سے پانی اُترنا موقوف ہو گیا ناقوس نے یہ حال جو دیکھا سمجھا کہ کہیں
مر نہ جائے پس حیرت سے کہا کہ میں انکو بارگاہ میں لیے جاتا ہوں اور جو ہوسکتا ہے تو بطور تشفی
وہاں سمجھاؤں گا کہ جہاں سب نمک حرام قید ہیں کہو اسلئے کہ اس مقام پر ان کو قرار نہیں آنے کا
یہ کہکر وہاں سے اُٹھا اور اپنے تخت پر باہر آکر سوار ہوا صنعت ابر سیہ لعلی کو بھی بٹھا لیا ان کے
ساتھ جو کئی سو صنعت تھا وہ بھی ساحر تھے سب اُڑتے ہوئے ساتھ چلے جب لشکر حیرت
سے بچکے الگ آکر پہونچے اُسوقت قران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ سب گرد تخت کے آگئے
اور قران نے ناقوس سے کہا کہ دیکھیے وہ حیرت کی بارگاہ کی پشت پر کوئی عیار کھڑا ہوا
سراگیہ میں جانتا ہوں کہ چالاک تا ہوں وہ اُسکے کہنے سے بغور بارگاہ حیرت کی طرف دیکھنے لگا اور
اُنھوں نے سنبھلکر ایک ہی لبدہ پہلو پر سے اُسکے سرنچیں پر لگایا مگر وہ ایسا ساحر زبردست ہے
کہ لبدہ سے سر اُسکا شق نہ ہوا اور نوبت ہلاکت بھی نہ پہونچی لیکن ضرب سے لبدہ کے تیورا گیا
اور ریکھ نشہ ایسا آگیا کہ جھومنے لگا اُسوقت قران نے تھوڑی تمام اُسپر کمند ماری اور تخت پر سے

کو دادہ چاہتا تھا کہ سنبھلے انھون نے حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا یہ ماجرا جو ہمراہ سواری کے
ساحر تھے اُنھون نے دیکھا سب ناریل پکڑ کر آمادہ حرب ہوئے کہ اس نہنت نے جو اسقدر
روتا تھا پہلے تو بغدہ مارا اب کمند مار کر گرا دیا اور ہمارے مالک کو بیہوش کر دیا غرض جب وہ
آمادہ جنگ ہوئے قران کے ہمراہ جو نہنت تھے وہ سب اُنپر حملہ آور ہوئے اور کئی سو تارنج ترنج
جو اُنپر مارے تو وہ سب متفرق ہوگئے اور ہمراہ سواری کے تھے بھی بہت کم بس وہ سب
دوڑے کہ فوج کے افسرون کو خبر کرین ہم لوگ خادم خدمتگار کیا کر سکتے ہین الحاصل قران اُسکو
لیکر بھاگا اور سمجھا کہ مین لیکر کہان اُسکو جاؤنگا بس اِدھر اُدھر دیکھکر ایک کلوار کی دکان دیکھی کہ بھٹی
اُسکی سلگ رہی تھی اور آگ دھڑ دھڑ جل رہی تھی اور ایک کلوار بیٹھا ہوا تھا اُسنے اُس سے کہا
کہ مین دشمن افراسیاب کو لایا ہون اب حکم ہو کہ اسکو جلا دو یہ کہکر ناقوس کو کمند سے
کھول کر بھٹی مین ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کلوار گھبرا کر دکان پر سے بھاگا
اور گرد اُس دکان کے جو اور دکانین کھلین تھین اُسکے دکاندار بھی بھاگے اور قران بھی جست
کر کے نکلا وہ ساحر جو سب نہنت بنے ہوئے تھے وہ بھی اُڑ کر نکل گئے اِدھر خدمتگارون وغیرہ نے
جاکر فوج کے افسرون سے اطلاع دی کہ جلد چلیے میان کو کوئی پکڑے لیے جاتا ہے وہ
سب دوڑے لیکن بازار مین جب آکر پہونچے آواز سُنی کہ افسوس مارا مجکو کہ نام میرا
ناقوس جادو تھا یہ صدا سُنکر نالان و گریان افسران لشکر ناقوس پھرے
اور اُسکے مرنے سے عمرو اور سرداران مہرخ کہ ایک درہ کوہ مین قید تھے چھوٹ گئے
جب قید آنکی عمر سے دور ہوئی عمرو نے کہا کہ اے ملکہ غبار انگیز اب یہان سے چلو
خدا نے بڑا فضل کیا کہ ناقوس اژدر سوار داخل جہنم ہوا سب سردار عمرو کے کہنے سے شادان
و فرحان درہ کوہ سے نکل آئے اور اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین کنارہ لشکر کے
مہتر قران اِن کو ملا ہر ایک اُنسے بغلگیر ہوا اور حال لشکر کا پوچھا قران نے تمام حال اپنی
عیاری کا اور ناقوس کے مار ڈالنے کا بیان کیا ہر ایک نہایت خوش ہوا عمرو نے اور
برق نے تعریف کی اور سب ملکر بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ کو بھی نہایت
مسرت ہوئی اور اُسطرف فوج کے افسرون نے حیرت جادو سے اور صنعت سے

تمام ماجرا ناقوس کے قتل کا بیان کیا وہ دونون سنکر سکوت مین ہوگئین اور ایسا صدمہ ہوا کہ جیسے
جان تن سے نکل گئی اس عرصہ مین خبر افراسیاب کو بھی پہونچی کہ سرشار ہمت صنعت
کی ملاقات کو آیا تھا اُسکو بھی عیارون نے مار ڈالا اور مارے جانے کی خبر بھائی اُسکا ناقوس
اژدر سوار بدلا لینے بھائی کا لینے آیا تھا اُسکو بھی قران نے جلا دیا افراسیاب کو بھی یہ
سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا اب مین نے وہ تدبیر کی ہے کہ یہ گمراہ سب کے سب آپ سے آپ
مارے جائین یہ سخن ہنوز درمیان تھا کہ نامہ لقاے باختر کا اُسکے پاس آیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ یہان
مروارید وصدف جادو آئے تھے وہ بھی ہلاک ہوئے ملکہ زیور جادو کو تونے بھیجا تھا وہ ایسا
خائف عیارون سے یہان کے ہوئی کہ جنگ سے کنارہ کرکے صحرا مین چلی گئی اور مقابل جنگ
مسلمان وہ بھی نہین اب لائق و لازم یہ ہے کہ جلد تر نامہ کے پہونچتے ہی ہمارے خدمتگزاری اور
طرفداری کو کوئی ساحر جلیل القدر روانہ کرو ورنہ عتاب ایک ساحر تجھپر یہ مضمون نامہ پڑھکر اُسنے
عرض پڑھکر ایک بھبوکا چھوڑا تھا کچھ دیر مین آندھی پانی آنے کے بعد ایک ساحر اژدر پر سوار سامنے اُسکے آیا
کہ وہ مثل بلاے بد اور خبیث صورت تھا ہیبت شکل اُلو وحشیہ بیدم آدمیت تھی مثل عنقا گم
اس دیو صورت نے شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے قہر نگاہ جادو تم پاس خداوند
باختر کے جاؤ اور کام خداوند ستون کا تمام کرو مگر اس طرح سے کہ ہمارا نام نہو اور تمھاری جان بچے
عیارون سے بچے رہنا اور سوچ سمجھکر مقابلہ کرنا اُسنے عرض کیا کہ مقدر سے تو البتہ غلام مجبور ہے ورنہ
غلام آپکا ایسا لڑے گا کہ کوئی ساحر ویسا نہ لڑیگا یہ کہکر خلعت رخصت حاصل کرکے اپنے مقام پر آیا
اور اپنی فوج کو کہ ایک لاکھ ساحر کا مالک ہے حکم تیاری کا دیا طبل سفر بجوایا ساحرون کی چلنے سے
روے دہر کالا ہوگیا طائران سحر نے تمام دنیا کو پرون مین چھپا لیا سناٹا ہے نیزہ و ترسول و بیول
ہوا مین چمک دمک دکھانے لگین مرغان ہوا کو سینے چھد جانے کا خوف ہوا بہادران جنگاہ کے
گھوڑون نے شیشے بھرے منقلین ایسی روشن ہوئین کہ ہزار آفتاب نکلے نظر آتے تھے
بہادر ستنے ہوئے گھوڑے اُڑاتے جاتی تھے

ابیات

چو خورشید برزد سر از نیزہ کوہ
کہ از تیغہا تیرہ شد روے مہر

تز دستے برآمد از ایشان گروہ
بیاراست با میمنہ میسرہ

گہ گفتی زمین گشت گردان سپہر
زمین کوہ گشت آہنین یکسرہ

نماند بدشت اندرون ترس دیو سپہر از بر خاک دشمن شدہ است	بیابان ہمی جست بر کوہ راہ تو گفتی زمین کوہ آہن شدہ است	زآواز اسپان بانگ سپاہ دل شیر درندہ شد بردہ تم

غرض بڑے کروفر سے یہ لشکر مثل دریا کے جوش مار کر جانب لقا سے بدسیر روانہ ہوا اسکو تو راہ
مین چھوڑیے لیکن حال کثیر الاختلال ملکہ زیور جادو کا بیان ہوتا ہی کہ اسکی مان ملکہ سفاک جادو
کو جب چالاک کے مقابلے سے عبارہ جادو دایہ اسکی کھینچکر لے گئی تو سفاک کو دایہ نے
بہت کچھ سمجھایا کہ ای فرزند تو ایک ہی میرے دل کی قوت اور آنکھون کی روشنی باقی رہگئی ہی ان
خدا پرستون سے اور عیارون سے ہرگز مقابلہ کرنا نہین تو میرے منھ مین خاک وانی تبدی ایکدر
ہوا ہی کر کے تیرے سے دشمنون کو رہا ئیگی اور ای نور بصر قوت جان وجگر تیری بیٹی زیور جادو
ہو خدا اسے یا حسرت کی مدد کو گئی ہین انکا بھی وہان رہنا اچھا نہین ہی اسلیے کہ دیا ایک لاکھ
چوراسی ہزار عیار لشکر امیر نامدار مین ہین اور ہر ایک اپنے فن مین کا ثانی عمرو جانتا ہی انھین مین سے
دیکھو ایک چالاک یہان آگیا ہی کیا کیا فتور اور مفسدہ برپا کر رہا ہی سفاک نے کہا
وہان خداوند خود موجود ہین پھر دایہ امان ڈر کا ہے کا ہی دایہ نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ہی مین
کس طرح سمجھاؤن ای بیٹی تجھے اس خدا لقب کا کچھ اعتبار ہوگا اری وہ نگوڑا تو مرغ زرین بنا ہوا
تخت پر بیٹھا رہتا ہی اور تقریرین لگجارا کرتا ہی اسکا دوست بھی خراب اور دشمن تو خراب ہی ہی
ہان جو اسکو خدائی نہین مانتے ہین وہ البتہ شاد ہین بند غم سے آزاد ہین تم سن لینا کہنے والی
تبدی کا جیتا خدا کرے تو خبر یہ ملکہ زیور کی آیا ہی چاہتی ہی یہ کلمات وعظ و پند دایہ سے سنکر
سفاک تو بیٹی کو بہت چاہتی ہی بیقرار ہوگئی اور گویا ہوئی کہ پھر دایہ امان مین کیا کرون اسوقت
دایہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ افراسیاب کی شراکت تو چھوڑ دے دیکھا نہین
تو نے کہ ہرچند تو نے منت کی کہ میرے بیٹی کو لڑنے نہ بھیجے اسنے نہ مانا اور تجکو اسکے پاس
جانے کی اجازت دی اسکو خود تیرا رنج دینا منظور ہی اب تو نامہ بطور مخفی اپنے دختر نیک اختر کو
لکھکر بھیج اسمین یہ مضمون ہو کہ ای فرزند تجکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی نامہ کے میرے پاس چلی آؤ اگر بادشاہ
کی خفگی کا کچھ خیال تم کرو تو مطلق رہو کہ مین بادشاہ سے کہکر خطا تمہاری معاف کرا دونگی جب
صاحبزادی یہان چلی آئین تو انکو مین اور تم دونون سمجھا کر قابو خدمت مین ہر طرح سے لیچلین اور

انجمن کے شریک ہوکر اس طلسم مین رہین مجکو دو دل اس طلسم کا بدحسب معلوم ہوتا ہی یقین ہے کہ
افراسیاب ہوا در مارا جاے سفاک نے کہا کہ مجھ سے مسلمان تو نہوا جاے گا بادشاہ
مجکو مار ڈالے گا دایہ نے اسوقت ایک صندوقچہ اسکے توشک خانہ مین سے جاکر نکالا اور کنجی
اسکی جوڑے سے اپنے نکالکر دی اور سفاک ہی سے کھلوایا جب اُسکو وا کیا تو اُسمین سے ایک
کاغذ لکھا ہوا جمشید جادو نام کاہن کا کہ جو جد اعلے ملکہ سفاک کا تھا نکلا اُسکو جو سفاک نے
پڑھا تو لکھا تھا کہ یہ کاغذ اسواسطے لکھکر مین رکھے جاتا ہون کہ جو کوئی اس زمانہ مین وہ اسپر عمل کرے
اُسکے لیے بہتر ہوگا وہ کونسا زمانہ ہوگا کہ عیار مسلمان اس طلسم مین آوینگے اور اُنکے شہزادے
یہان قید ہونگے بادشاہ طلسم سے بادشاہی کی فوج بگڑ کر شریک عیاران ہوگی اور مقابلہ ہوگا انجام کو بادشاہ
مارا جائیگا اور طلسم فتح ہوگا پس جو کوئی کہ ہمارے اولاد مین ہو اُسکو لائق ہے کہ وہ جاکر شریک ہو اور
حماقت کرکے اپنی جان نہ دے کہ بادشاہی کا مطیع بنا رہے اگر خلاف اسکے کرے گا جان و مال و ملک
سب برباد دیگا یہ مضمون جب سفاک نے اس کاغذ مین لکھا دیکھا دایہ کے گلے سے لپٹ گئی
اور کہا کہ دایہ امان تمنے میری جان بچائی پس اسیوقت اُسنے نامہ اسی مضمون کا کہ جو دایہ سے
بنایا ہی ملکہ زیور جادو اپنی دختر کو لکھا اور اگیاری کرکے سحر خوانی پڑھی و رنگ کی مہر ایک
پتلہ اپنے خون سے آٹا گوندھکر بنایا اور اُسکو جاندار کیا اور اُسکو نامہ دیا کہ جاکر زیور کو پہونچائے
اُس پتلے مین ایسا زور و قوت پیدا ہوا کہ ایک بار افراسیاب سے بھی مقابلہ کر سکتا تھا
اور کسی سرحد طلسم کے نامہ نہ چھینوا دونگا غرضکہ وہ پتلہ نامہ لیکر سفاک کا روانہ ہوا یہان کا حال یہ
ہے کہ مروارید اور صدف آئی تھی ملکہ زیور جادو نشکر لقا سے اپنا لشکر ہٹا کر صحرا مین اتری
تھی اور ہر روز خوف و بیم مین بسر کرتی تھی کہ مبادا کوئی عیار آکر مجکو زحمت نہ پہونچائے طلسم مین
بخیال عتاب بادشاہ طلسم نجاتی تھی اور خوف عیاران سے لشکر لقا مین نہ آتی تھی بلکہ لقا
سے اُسنے یہ عرض کیا تھا کہ کنیز سحر تازہ تیار کررہی ہے اور چلہ مین ہے چنانچہ ایک روز وقت سحر
یہ خوابگاہ سے اٹھکر مسند پر بیٹھی تھی سراچہ بارگاہ اٹھوا دیے تھے صحرا کی رنگینی اور بہار غنچہ
و گل دیکھتی تھی مگر تشویش یہی تھی کہ روے رفتن نہ پاے ماندن کردن تو کیا کرون اسی
اندیشہ مین دیکھا اسنے کہ دو پتلے اُڑتے ہوئے سامنے آتے وہ پتلے ہین کہ جنکو پہلے ملکہ سفاک

نے اسکی خبر کے لیے بھیجا تھا پس کرن تیلون نے سامنے اسکے آکر سلام کیا اور پیام دیا کہ ای ملکہ آپ کی
مادر مہربان نے برائے حفاظت و اعانت آپ کے ہمکو بھیجا ہی اسنے پوچھا کہ ای جان اچھی تو ہین انھون
نے کہا آپ کی یاد مین غمگین رہتی ہین اور باقی تو ابھی تک اچھی ہین یہ بھی مادر کو یاد کرکے
رونے لگی اور انکو حاضر رہنے کا حکم دیا پھر مشغول شراب خواری ہوئی اسیطرح سے پہر کو بھی جنگل
سیر وشت کر رہی تھی کہ یکایک روتے ہوا پر سناٹا ہوا اور تیلا اڑتا ہوا سامنے اسکے آکر اترا
اور اسنے سلام کرکے کہا کہ یہ غلام بھیجا ہوا آپ کی مان کا ہی بھیجے یہ انھون نے نامہ دیا ہی زیور نامہ
دیکھکر شاد ہوئی اور خط کھولکر جب پڑھنے لگی تیلے نے کہا فرما دیا تھا کہ تنہائی مین اسے پڑھین کوئی
اس مضمون سے ماہر نہو اسنے اپنی انیسون وغیرہ کو وہان سے ہٹا دیا اور ان دو زن تیلون کو
بھی پاس سے سرکا دیا پھر اس نامہ کو پڑھا حالانکہ مضمون اسکا بھی پیچیدہ تھا صاف صاف
نہ لکھا تھا کہ ہم مہرخ سے شریک ہو گئے لیکن اسپر بھی احتیاط مشتر تھی کیونکہ بادشاہ
نے توڑنے کو بھیجا اور یہ آپ گرفتار ہنگی تو طلسم مین چلی جاے تو تجھکو استحکام اسکی مادر نے
کر دیا ہے جب زیور نے نامہ پڑھا جیسی تو یہ حسینہ ہی ویسا ہی حسن عقل بھی خدا نے دیا
ہی سمجھ گئی کہ اب معاملہ اور طرح کا ہی بس اسیوقت اسنے ایک نامہ مان کو اپنی لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای مادر گرامی قدر نامہ محبت آمود گرامی شمامہ آپکا تجا پہونچا میرے پھر کر طلسم مین داخل ہونے
کی خبر بادشاہ کو ضرور پہونچیگی اور وہ کسی ساحر کو میری گرفتاری کے لیے ضرور بھیجیگا اسکو
معلوم اور کچھ گذرے گا پس آپ کچھ اسکا بندوبست فرمائین تو مین اطلاع پاکر داخل طلسم ہون یہ نامہ
اسی تیلے کو دیا اور شراب وغیرہ کھینٹ مین دیکر روانہ کیا تیلا نامہ لیکر قندیل فلک ہوگیا اور سناٹا مار کر
شہر سفاکیہ مین آیا نامہ زیور کا سفاک کو پہونچایا اسنے وہ نامہ تخلیہ مین دائی کو اپنی دکھایا دایہ نے
نامہ پڑھکر کہا کہ ای سفاک ہرچند کہ وہ صاحبزادی خورد ہی مگر بات اسنے بزرگی کی لکھی ہی اسکا انتظام
ضرور چاہیے عاقبت اندیشی اچھی بات ہی سفاک نے کہا پھر اسکی تدبیر تو سوا اسے مہرخ کے
اور کسی سے نہو سکیگی دایہ نے کہا جی مین مہرخ کے پاس چھپکر جاتی ہون اور اسکو یہ حال
سناتی ہون دیکھون کہ اسکی کیا راے ہی یہ کہکر غلطین مارکر طائر بنی اور اڑکر روانہ ہوئی یہان
مہرخ بادل شاد و مسرت بخدمت رحابہ فرما تھی کہ دایہ خیمہ بارگاہ پر آکر بیٹھی اور پکاری کہ خواجہ عمرو

اگر تشریف رکھتے ہین تو ذرا ٹھہرا ہین آئین کہ اس کنیز کو کچھ اُنسے عرض کرنا ہی مین دوست ہون کوئی
دشمن نہین ہون مجھسے ڈرنا بیجا ہی عمرو بھی رہا ہوکر قید ناقوس سے یہان آیا ہوا تھا یہ صدا سُنکر
اُٹھا مہرخ نے کہا بھی کہ بھیا یکایک جانا مناسب نہین ہی مگر عمرو نے نہ مانا اور باہر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا
گیا کہ ای طائر سحر تیرے کہنے سے مین فلان کوہ کے درے مین جاکر ٹھہرتا ہون طائر یہ کلام سُنکر
اُڑ گیا سب کو ایک تعجب ہوا الغرض جب خواجہ حسب وعدہ درہ کوہ مین آئے تو ایک طرف سے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ آتی ہی عمرو حقہ ہائے نفطی کا ہیون مین داب کر کھڑا ہوا اور نہایت
چست و ہوشیار ہر سمت نگران تھا کہ اس ضعیفہ نے پاس آکر اسلام کیا اور بلائین لین اور کہا اے
شہنشاہ عیاران مین دایہ ہون ملکہ سفاک جادو کی اور اُنکو خود تمھاری محبت پیدا ہوئی ہے
اور وہ چاہتی ہین کہ مثل اور کنیزون کے مین بھی سایۂ عاطفت جناب خواجہ عمرو مین رہون عمرو
یہ سُنکر خوش ہوا اور کہا کہ پھر اُنکو کس نے منع کیا ہی خانہ خانۂ شما ست یہان جو پہنچے جوار حاضر ہین
اُس سے ہمکو کب انکار ہی بشرطیکہ جو عار اُنکو نہ ہو دایہ نے کہا کہ مین چھپکر پہلے اسواسطے
آپ کے پاس آئی ہون کہ اُنکی بیٹی ملکہ زیور جادو کو بادشاہ طلسم نے بمقابلہ لشکر اسلام عقیق
کوہ مین بھیجا تھا چنانچہ اب مادر اُسکی جو آپ کی اطاعت کرنا چاہتی ہی تو اُنکو بھی لڑنے سے منع
کر بھیجا ہی اور بلایا ہی کہ یہان تم چلی آؤ تو اُنھون نے جواب مین لکھ بھیجا ہی کہ جب مین داخل طلسم
ہونگی تو شاہ طلسم مجھسے بدی کریگا راستہ ہی مین مجکو قید کر لیگا چنانچہ آپ سے مین یہ استدعا کرتی
ہون کہ کسیطرح ملکہ سفاک کی اعانت آپ فرمائین اور اُنکی دختر جب داخل طلسم ہون اور شاہ
جادوان اُنکو گرفتار کرلے تو آپ اُنکو رہا کر کے اپنے یہان لے آئین عمرو نے کہا جو ہمارا شریک
ہی ہم اُسکے جان و دل سے شریک ہین تم اُنکو لکھ بھیجو کہ وہ کوچ کرکے وہان سے آئین اور
مین یہان سے سرحد طلسم پر جاتا ہون خدا چاہیگا تو کسی طرح کا اُنپر گزند نہ آنے دونگا اور جب وہ
ملکہ وہان سے کوچ فرمائین اُنکی مان فوراً میرے لشکر مین چلی آئین دایہ نے یہ اقرار سُنکر
عمرو کی پھر بلائین لین اور گرد پھری اور کہا واری آپ قسم کھائین تو مین ملکہ سفاک کو ابھی لے آؤن
جب خدا نے آپ کو ہمارا شریک حال کیا تو پھر اب ہمکو ڈر کا ہے کا ہی عمرو نے اُسکی تسلی کے لیے
قسم کھائی دایہ خوشی خوشی گھر مین آئی اور ملکہ سفاک سے کہا کہ بی بی تم اپنی بیٹی کو اب بلا بھیجو مین خواجہ

عمرو کو راضی کرائی ملکہ سفاک نے پھر بعینہٖ اس پتلے کو دی اور نامہ لکھا کہ ای فرزند اس نامہ کے
دیکھتے ہی تم کوچ کر کے داخل طلسم مین کرو مین نے وہ جو مجھکو تمنے لکھا تھا اُسکی تدبیر کر لی
ہی پتلا جو نامہ لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان عمرو دروکوہ سے چوطرف کر بارگاہ مہرخ مین آیا
مہرخ نے حال پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت آپ کہان گئے تھے اور کون وہ تھا جو آپ کو
بلا لیگیا تھا عمرو نے الگ لیجاکر مہرخ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی مہرخ نے کہا
خواجہ پھر جو آپ نے وعدہ فرمایا ہی تو اُسکی تدبیر کیجیے سرحد طلسم پر جائیے یا کسی کو بھیجیے
عمرو نے کہا ہان مین اسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور چیدہ اور منتخب سردارون کو
اپنے پاس بلا کر کہا کہ ای عزیزان میرا ارادہ ہی کہ مین سرحد طلسم کی طرف برائے اعانت ملکہ زلور جادو
اور اُسکی مادر نے اسطرح کا پیام مجھکو دیا ہی بس تم مین سے کون ایسا ہی کہ جو میرے ساتھ چلے گا اور
سامنے بھی مجھکو بتلائیگا اور وقت بد کے بحکم خدا کام بھی آئیگا یہ کلمات سُنکر ہلال سحر افگن اور ملکہ
مخمور نے عرض کیا کہ یہ کنیزین جان نثاری کو حاضر ہین اور آپ کے ہمراہ چلین گی اور مخمور کے دل
مین آیا ہی کہ اگر موقع ملے گا تو جاکر شہزادہ نورالدہر کو ایکبار اور دیکھ لون گی غرض عمرو نے
ان دونون کو مع چند کنیزون کے کہ وہ سب ساحرہ بے بدل ہین اپنے ہمراہ لیا اور اپنے جانیکا
غلغلہ نہ کیا علیحدہ اُنکو لیجاکر پہلے سب کی صورت بزور سحر تبدیل کرائی پھر ایک نقش خواجہ کو
کوکب نے دیا ہی کہ جب تم اسکو منھ مین رکھو گے میرے پاس چلے آؤ گے چنانچہ اُنھون نے
اُس نقش کو منھ مین اپنے دبایا ایک مرکب بادرفتار پیدا ہوا کہ وہ اُنکو اُڑا کر پاس کوکب کے آیا وہ فکر مین
اپنے کاروبار وغیرہ کے اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ خواجہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ کئی سو
آدمی ساحر ہین اور اُنسے مجھکو کار ضروری ہی آپ اُنھین بھی بلوالین فلان صحرا مین وہ سب جمع ہین مجھکو
مرکب نے آیا وہ سب وہین رہے کوکب نے تختہائے سحر بھیجکر اُنکو بھی بلوا لیا جب یہ وہان پہونچ
چکے اُسوقت عمرو نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اپنے طلسم کی راہ سے مجھکو سرحد کوہ عقیق مین پہونچا دین
کہ جلدی پہونچونگا اور جو مجھکو ضرورت درپیش ہی وہ بھی رفع کرونگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی طائران
سحر پر مخمور اور ہلال سحر افگن کو مع اُنکی کنیزون کے سوار کر کے حکم دیا کہ ہمارے طلسم سے
جاکر سرحد کوہ عقیق مین پہونچا دو خواجہ کو اندر ہی طلسم ہوشربا کے چھوڑ دینا اور تم نے اپنے طلسم کی سرحد پر

اور اُسکے منتظر رہنا خبردار بغیر کسی کام نکرنا طائران سحر سب کو لیکر روانہ ہوئے اور ادھر قلعہ پر نامۂ سفاک
کا بکر لیکر جو روانہ ہوا تو قریب قلعہ کوہ عقیق اندر طلسم ہوشربا کے ایک قلعہ ہی کہ نام اُس قلعہ کا قلعۂ طیران ہی
اور طیران جادو نام ساحر زبردست سرحد دار بھی ہی اور اُس قلعہ کی حکومت کرتا ہی اور اُسکے بزرگون
سے ایک جال سحر کا اُسکے پاس ہی کہ جو کوئی حاکم قلعہ ہوتا ہی اُس جال پر قبضہ کرتا ہی اور وہ اسکو
کام دیتا ہی چنانچہ وہ جال طیران اپنے قلعہ کے گنبد پر لگا کے رکھتا ہی کہ جو کوئی اُدھر سے طائر بنا ہوا
ساحر نکلے بغیر اس جال مین پھنسے کہین جا ہی نہ سکے جب مین حال اسکا دریافت کرلون تو جیسا مناسب
ہو وہ کرون پتلا سفاک کا اتفاق سے دو مرتبہ تو راہ سے گذر گیا اور بخیریت سے رہا اب کی مرتبہ
اس قلعہ طیرانیہ کی طرف آنکلا اسکو تو حال اس جال جنجال کا معلوم نہ تھا جب برج قلعہ کے قریب
پہونچا چاہا کہ ادھیر سے گذر جاؤن تاثیر سے دام سحر کی خود بخود کھنچا ہو گیا اور اس دام مین پھنسا ملازم جو
اس برج پر متعین تھے اُنھون نے جاکر حال اسکا طیران سے کہا وہ خود بالاے بام قلعہ آیا اور جال
سے اُس پتلے کو چھڑا کر مسحور کر لیا اور پوچھا کہ سچ بتا تو کسکا پتلا ہی اور کہان تیرے مالک نے
تجکو بھیجا ہی اُس پتلے نے سواے راست کہنے کے مفر نہ دیکھا بین پتلا ملکہ سفاک جادو کا ہون
اور اُنھون نے اپنی بیٹی ملکہ زلور جادو کے پاس مجکو بھیجا ہی طیران نے کہا کہ سفاک کیا
شریک مسلمانان ہی اُسنے کہا نہین ملازم افراسیاب اُسنے پوچھا کہ دختر اُسکی کیا خداوند لقا
کی مدد کو آئی تھی اُسنے کہا ہان پھر تجکو کس لیے بھیجا ہی اُسنے کہا خیریت اپنی دختر کی منگائی ہی
طیران نے یہ حال سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ پتلا سچ کہتا ہی لیکن اسکے
پاس نامہ بھی سفاک کا ہی طیران نے کہا اے پتلے جو کچھ تو نے کہا سراسر راست اور بجا ہی مگر تیرے
پاس نامہ بھی ہی وہ کیون نہین مجکو دیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس نامہ مین کچھ مضمون فتور کا ہی پتلے نے
ناچار ہوکر وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے اُسکو پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا سفاک نے اپنی دختر
کو لکھا ہی کہ جس بات کا تمکو اندیشہ ہی وہ انتظام مین نے کر لیا ہی اب تم داخل طلسم ہو چنانچہ اس مضمون سے
صاف ظاہر ہی کہ بغیر فتح کیے جنگ سے پھر آنا افراسیاب کے عتاب کا خوف دل مین سمایا ہوا ہی اسکی
در سنے شاہ طلسم سے دشمنون سے سازش کی ہی یہی انتظام اُسنے کر لیا ہی مجکو تو یہی معلوم ہوتا ہی پتلے
نے کہا ان باتون کو مین نہین جانتا اُسنے اس خیال سے کہ مبادا جیسا تو سوچا ہی ایسا نہو اور

بتیلے کو تو ہلاک و برباد کرے اور ملکہ سفاک کے کام مین فرق آنے اس سے بہتر ہو کہ بتیلے کو چھوڑ دے
کہ یہ تو اپنے کام کو جائے اور تو عرضی بادشاہ کو اس حال کی لکھ بھیج جیسا بادشاہ اس بارے مین فرمائی اُسپر عمل
کریں گنے ایسا ہی کیا کہ بتیلے کو تو رہا کر دیا اور ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی لکھی کہ ای شاہ شاہان شہنشاہ
ساحران دام اقبالہ ایک بتلہ اسطرح سے میرے دام سحر مین گرفتار ہوا اور اُس سے مین ذرا ایک نامہ پایا مضمون
اُس نامہ کا مین نے نقل کر لیا تھا وہ ملفوف عریضہ ہی اس بارہ مین جو حکم شرف نفاذ پائے وہ عمل مین آئی ملتمسہ
طیران جادو نمکخوار قدیم یہ عرضی ایک ساحر کو دی کہ وہ اُسکے یہان نہایت معزز تھا اور اُس ہی حکم دیا کہ بادشاہ
جادوان کو پہونچانا وہ ساحر لباس فاخرہ سے درست ہو کر عرضی لیکر روانہ ہوا اور بیابان بیابان دریائے
خونروان کو پہونچا اور پکارا کہ ای بادشاہ طلسم مجکو بلوا لیجیے کہ عرضی سرحد والے کی لیکر آیا ہون محافظان دریا
مذکور نے بادشاہ طلسم کو اُسکے آنے سے آگاہ کیا بادشاہ نے پنجہ بھیجا کہ وہ اُسکو اُٹھا لیگیا جب سامنے پہونچا
جھک کر بادشاہ کو مجرا کیا کچھ تحفے بھی اپنے مالک کیطرف سے لایا تھا وہ پیشکش کیے اور آپ نذر دی خلعت
پایا پھر عرضی طیران کی دی بادشاہ نے منشی کو دی کہ اُسنے پڑھی عرضی پڑھتے ہی بادشاہ نے نامہ دار کو
ٹھہرایا اور آپ کتاب سامری منگا کر ملاحظہ کی اُسمین معلوم ہوا کہ سفاک منحرف ہو گئی ہے اور اُسکا ارادہ ہے
کہ اپنی دختر کو یہان بلا کر لشکر حمزہ مین لیجائے اور وہ نے اُسکی جا کر عمرو سے سازش کی ہے اور یہ مکر گذرا
ہے اب عمرو بھی انکی اعانت کو مع چند ساحروں کے گیا ہے فکر اُسکی کرنا ضرور ہے کتاب سے یہ حال دریافت کر کے
شاہ ہنسا اور کہا دوست جسکو ہمنے سمجھا دشمن جان نکلا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر یہ لکا جائیگی سزا
اپنے کردار ناسزا کی پائیگی یہ کہکر کتاب تو بند کی اور ایک نامہ جواب عرضی طیران کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای طیران
ہم تمھاری خیرخواہی سے نہایت خوش ہوئے ایک خلعت ہمراہ سرفراز نامہ کے بجلدوے خیرخواہی تمکو
پہونچتا ہی چاہیے کہ تم خیال زلیور کا رکھو کیونکہ گمان تمھارا درست اور بجا ہے زلیور اور اُسکی مادر ہمسے
برخلاف ہو گئی ہے اب جو وہ طلسم مین آئے اور تمھارے قلعہ کی جانب سے گذر کرے تو اسیوقت
اُسکو گرفتار کرنا اور ہمکو اُسکی اطلاع کرانا اور ہم بھی اُسکی گرفتاری کے لیے یہان سے ساحران نامی کو
روانہ کرتے ہین وہ تمھاری مدد کرینگے اور عمرو عیار مفری و مکار مع کچھ ساحران نابکار کے سرحد طلسم پر زلیور
غدار کے بچانے کو آتا ہے اسکا بھی بہت کچھ خیال رکھنا یہ نامہ لکھا اور ایک خلعت لو اُس نامہ بر کو دیا اور ایک
خلعت گران بہا مع چند تحفون کے اُسکے حوالے کر کے حکم دیا کہ ہماری طرف سے طیران کو دینا پھر کچھ

زبانی بھی پیام دیکر رخصت کیا اور یہ پار دریاے خون روان کے پہونچوا دیا نامہ بر تو اپنے مالک کے پاس گیا
اور بادشاہ نے سرحد طلسم کی راہون پر جو ناظم اور قلعہ دار ہین اُنکو بھی فرمان واجب الامتثال لکھے یہی مضمون
اسمین بھی لکھا کہ زیور جادو جسے بنی ہو اُسکو فوراً گرفتار کر لینا یہ فرمان بہ تکمہا سے سحر کے ہمراہ روانہ کیے
کہ جملہ ناظمان دربند خبردار رہے ہو اور ہر ایک نے راستون پر خبردار مقرر کیے تاکہ زیور کے داخلکی خبر ہم کو
پہنچائین اور سپاہ کو بھی اپنی ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا اسطرف طیران کو بھی خلعت وغیرہ پہونچا اور
اور وہ بھی مستعد کار رہا اور یہان بعد انتظام قلعہ جات بادشاہ نے اپنے دربار مین ایک ساحر ضلال جادو
نام کو حکم دیا کہ تم کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور قلعہ سفاکیہ کو تاخت و تاراج کر کے ملک سفاک کو مع
دایہ غدار اور اُسکے متعلقین نابکار کے گرفتار کر لاؤ ضلال بموجب حکم بادشاہ طلسم پناہ بارہ ہزار
فوج ساحران اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن تیاری لشکر بطور مخفی کی لیکن وہ شورش روا انکی سپاہ ہونے دی
مگر قدرت خداے عز و جل دیکھیے کہ اور راہ و مقامات کا تو بادشاہ نے انتظام کیا مگر اپنے گھر کا بندوبست
نہ کیا یعنے محافظان دریاے خون روان کو اطلاع نہ دی کہ ملک سفاک کو پار نہ اُترنے دینا اور یہی سانحہ
درپیش آیا کہ ملکہ غدارہ جادو دایہ جب عمرو سے یہ قول و اقرار کر کے گئی تو اُسنے ملک سفاک سے
جاکر مروت و خلق کا مذکور کیا کہ اسطرح میرے بلانے سے درہ کوہ مین آئے اور میری عرض کو قبول فرمایا
اب اے ملکہ وہ تو ملکہ زیور کی اعانت کو گئے ہونگے ایسا نہو کہ یہان کوئی مفسدہ پردازی کرے
پس اس سے بہتر یہ ہے کہ تم لشکر مہرخ مین چلی چلو اور باسامان تمام وہان پہنچو سفاک نے اسیوقت اپنا خزانہ
بار کرایا اور اسباب وغیرہ ہمراہ لیکر فوج کو لیکر اپنی تیار کرایا اور نقد و جنس و جواہر کے خواص کی تذرکے
لیے اور جواہر بہت سا اور عیارون کے لیے اور مہرخ و بہار کے لیے تحفے وغیرہ ساتھ لیے اور تخت سحر پر
آپ سوار ہوئی کنیزین انیس جلیسین ہمراہ چلین بڑے حشم و خدم سے تمام قلعہ کو اپنے ویران کر کے جانب
مہرخ روانہ ہوئی اور یہ لوآ باجایا لشکر حیرت مین کرتی ہے محافظان دریاے خون روان مین سے
کسی نے اُسکا روکا نہین اور قلعہ سفاکیہ قریب گنبد نور ہے بس یہ صاف دریا سے اُترکر جانب لشکر مہرخ
روانہ ہوئی یہان ملکہ مہرخ اور سردار وغیرہ تو اس راز سے آگاہ ہین اُنھون نے قران وغیرہ اور عیاران
سے بھی کہا ہے کہ ذرا سفاک کی فکر رکھنا اور یہ ساحرہ سب اسی طلسم کی رہنے والی ہین اسوجہ سے قلعہ
سفاکیہ کے راستون سے ماہر ہین وہ راستے بھی عیارون کو بتلا دیے تھے عیار اب جو بالا دوی کو جاتے ہین

اسیطرف بہت جاتے ہین اور انتظار آمد سفاک رکھتے ہین ہر طرف ہوشیاری اور خبرداری ہو کہ آخرکار
لشکر سفاک پار دریا کے اُترا عیارون نے اُسکو دیکھا اور بطور رخنی اُس لشکر کے ہمراہ ہوئے اب یہ سب
مہرخ کے جانب چلے آتے ہین کہ راہ مین لشکر اضلال جادو کا ملا اور اضلال جادو دریا سے اُترنے والا
تھا کہ طائران سحر نے خبر دی اے سردار مین ملکہ سفاک اپنا لشکر لیے اس پار اُتر آئی ہو اور اُسکا ارادہ شاید
مہرخ کے جانب جانے کا ہو بس یہ خبر سنتے ہی اپنے لشکر اپنا درست کرا کر سامنے لشکر سفاک کے آکر
راہ روکی اور پکارا کہ باش اے گیسو بریدہ تو جانتی ہو کہ شاید تیری خبر شاہ جادوان کو نہین پہونچی ہو بادشاہ
سے بغاوت کر کے کہان جائیگی سفاک نے اول تو منت کیا کہ یہ تیرا خیال خام ہو ملکہ حیرت پاس جاتی
ہون لیکن اضلال نے اُسکا کہنا نہ مانا اور فوج کی صف کشتی کرائی سفاک کی فوج بھی صف آرا
ہوئی اضلال آگے بڑھا طبل و بوق بجے لشکر مین لڑکا ہوا اضلال للکارا کہ اے سفاک اب آ میرے
مقابلہ کو ورنہ مین تیرے صف لشکر پر آتا ہون سفاک اپنا طاؤس آتشین اُڑا کر اُسکے سامنے آئی اسنے
ایک بار طلق گلے سے اپنے توڑ کر مارا کہ وہ زنجیر بنکر سفاک کے آلپٹا سفاک نے سحر کی دستک دی
کہ ایک تیغہ مقراض ہوا سے پیدا ہوا اور اُسنے زنجیر کو کاٹ دیا پھر سفاک نے نارنج اُسپر مارا کہ وہ
نارنج شق ہوا اور اُس زمین سے ایک پتلہ تلوار لیے نکلا اور بڑھکر مثل قامت انسان ہوا اور اضلال
پر جا پڑا تلوارین مارنے لگا اضلال نے مشت خاک اُٹھا کر اُسکے لگائی کہ وہ پتلہ زمین مین غرق ہو گیا
اور اضلال نے کہا کہ مین گھڑی گھڑی کا جھگڑا نہین رکھتا ایک ہی دفعہ مین وار اپنا کرتا ہون یہ کہکر
پرواز کر کے سر لشکر سفاک پر آیا اور دو مشت خاک قبر جمشید نے اُس لشکر پر پھینکی کہ ملکہ سفاک امراء سرداران لشکر
وغیرہ سب بیہوش ہو گئے اُسنے زنجیر سحر مین سب کو باندھ لیا اور جمشید کے چشمہ کا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا کیون
نمکحرامان آج کے دن کی تمکو خبر نہ تھی سفاک نے کہا ارے موئے خاک قبر جمشید ہی تو زور تیرا ہے ورنہ اس سے تو ہر ساحر
ناچار ہو اگر مردانگی سحر سے لڑتا تو بتا دیتے اُسنے کہا تم نمکحرامون سے یونہی پیش آنا چاہیے یہ کہکر ہر ایک کو قید مین مبتلا کر کے
جانب باغ سیب لیچلا خیمہ و بارگاہ و خزانہ پر سفاک کے قبضہ کر لیا لشکری سب روتے پیٹتے اُسکے ساتھ ہوئے
عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا مستر قران ابن اضلال روسیاہ کی فکر مین گئی کوس آگے چل آیا اور تجویز کرتا تھا کہ
کسطرح اسکو واصل جہنم کرون بقدرت کارساز عالم ایک مقام پر جھونپڑی ڈالے ایک فقیر بیٹھا تھا اور آنے
جانے والون کو حقہ پانی پلاتا تھا ایک سامنے آگ سلگ رہی تھی چلمین گانجا پینے کی دہری تھی چکمے مین ادنیٰ

ہوئی تھین اُپلا کھڑا سا تھا دھوان ہوتا تھا فقیر لاٹھی جو ترطون کے نیچے رکھے داتا بھلا کری بیٹھا کہہ رہا تھا
قران اسکے پاس آکر بیٹھا اور کہا سائین چار کوڑیان لو اگر کہو تو ہم آگ لیکر چلم پی لین نہ کہ ہمارے پاس ہر
دم کا تماکو بھی ہے تم بھی پیو فقیر گانجے کا نام سنکر خوش ہوا اور اسکو اجازت دی اُسنے چلم بھری اور بیہوشی
اسکے تماکو مین ملا کر پہلے فقیر کو ہی دی کہ لو بابا جی پہلے تم ہی سرکرو فقیر نے چلم کو لیکر دو تین دم کھینچکر مارے
اور چلم اسکے حوالے کی مگر تھوڑی عرصہ مین سر جھکایا اور بیہوش ہو گیا قران نے اسکو تو جھونپڑیا کے اندر کچھ مین
پیال وغیرہ بچھا تھا چھپا دیا اور آپ ویسا ہی لنگوٹا باندھکر مرچین بڑی بڑی نماکر بدن کو خاک آلودہ کرکے
ضعیف کے قلعے کے نیچے بیٹھا اور تھوڑی دیر مین بھی بیہوشی ڈالتا جاتا تھا کہ دھوان بیہوشی کا بلند تھا اسی مکان
سے یہ بیٹھا تھا کہ اضلال زیور کو گرفتار کرکے اُدھر آنکلا فقیر تعلی نے کھڑے ہو کر دعا دی
کہ داتا بھلا کرے گسیان سلامت کرے سلامت رہو منصب جاگیر برقرار رہے بادشاہ کا میرے
حضور پر پیارے رہے دوست شاد دشمن پامال گھڑی کی بلا دور رہے رو بان رو بان کیر جناب کا چین مین رہے
اضلال نے یہ دعا سنکر جیب مین ہاتھ ڈال کے پانچ روپیے نکالے اور اس خیال سے کہ فقیر کو تکلیف
دینا اچھا نہین آپ ہی آگے بڑھکر دو سائین بابا لوشاہ جی نے سلام کیا اور دعا مین بہت سی دین اور ریتے
لیتے دیتے ایسی باتین بنائین کہ وہ جملہ گھڑی بھر تک ختم نہ ہوا اضلال جادو کھڑا رہا ہان ہان
کیا کیا دو دم بیہوشی تو تھیک سے اٹھی رہا تھا اضلال کا سر گھوما اور کہا سائین میرا سر درد
کرتا ہے فقیر دوڑ کر ایک پیالے مین پانی ٹھنڈا بھر کر لایا اور کہا بابا یہ پی لو گرمی سے سر درد کرتا ہے اسکو
پیاس بھی نشہ کے سبب سے تھی وہ پانی پی گیا فورا چھینک کھاکر گرا ملازم اسکے اس سے دور پیچھے
کھڑے تھے کچھ ابھی بہت دور پر پیچھے رہ گئے تھے وہ ہنستے بولتے آتے تھے کچھ ننگے بڑھ گئے تھے کچھ لوگ
اسکے ساتھ تھے وہ بھی تماشا دیکھنے میں ادھر اُدھر مشغول تھے کہ اسکے گرنے سے جنھون نے کہ دیکھا اٹھانے
دوڑے لیکن قران نے اتنے عرصہ مین بندہ جھک کر اسکے سر کو ایسا لگایا کہ سر اسکا پاش پاش ہوا اور نعرہ
سے بلند کیا کہ منم قران شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا اور تاریکی ہو گئی قران وہان سے روبفرار
دیا ملازم سب ہائے ہائے کرکے رہ گئے اور اسکے مرنے سے ملکہ سفاک جادو مع دایہ کے اور اپنے
لشکر کے چھوٹ گئی پھر تو اسنے آفت مچادی اپنی سفاکی دکھادی جان دشمنان خاک مین ملادی
[illegible]

اپنے مالک کا لشکر سب طرف سے جمع ہونے تھے اور جان پر کھیلکر سفاک سے لڑ رہے تھے مگر سفاک کا یہ حال تھا کہ اُس گھٹا مین کفر کے جیسے بجلی کوندتی ہو اسطرح چمکتی ہی تھی ہر سمت تلوار برس رہی تھی تیرون کے سائین سائین سے یہ ثابت تھا کہ ہائین یہ کیا ہوا سنانون کی زبانین جواب دیتی تھین کہ ہوا کیا اضلال جہنم مین گیا وہ مارا آفت عظیم برپا تھی کہ ابیات دو جانب کی صفین جون ابر تاریک

خروشان رعد سان آئین جو نزدیک
لگا جادو کا چھٹنے توپ خانہ
شب یلدا مین چون تیر سہابی
اٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے
لڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
ہوئے کفار کچھ لوگون سے فی النار
لگے لڑنے بہم تیر و کمان سے

جوانون سے ہیا بس آب پیکان
یہ گویا رحم نکلے تھا شتابی
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
شرار فوج زیور سے ہو بیتاب

یعنی بغیر افسر لشکر مشہور رہی کہ بیکار رہی تاب مقاومت وہ فوج نہ لا سکی

اور بجاک کروشت وکوہ مین متواری ہوئی سفاک نے مطلع صاف کرکے میدان مار لیا اور بلقیح وفیروزی نہایت عجلت کرکے جانب مہرخ رُخ کیا اسطرف بچہ بیربحر کے روتے ہوئے خدمت شاہ طلسم مین گئے اور پکارے کہ ای بادشاہ اضلال کو بطرح مہتر قران نے قتل کیا بادشاہ سُنکر آگ ہو گیا اور اسیوقت اسنے افغی قوی بازو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ تو جاکر جلد اس لکاتہ کو باندھ لا مین تجکو ایسا جانتا ہون کہ تو بغیر لشکر کے جاکر کئی لاکھ جادوگرون کو شکست دیگا اُسنے گردن جھکا کر اور مسکرا کر عرض کیا کہ یہ سب حضور کی قدردانی ہی ورنہ مین کس قابل ہون یہ عرض کرکے وہان سے غائب ہو گیا ادہر سفاک روانہ ہو کر ایک صحرا مین پہونچی تھی اور سیر کنان بیدل جاتی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نے سر نکالکر دم اپنا کھینچا سفاک نے اور اُسکے رفیقون نے ہزار ہا ترنج اور گولے سحر کے اسپر لگائے لیکن وہ سب سنے پر پھر آئے اور سفاک مع چند انیسون کے کھچکر منھ مین اس اژدر کے پہونچی وہ اژدر چاہتا تھا کہ زمین مین غائب ہو جائے یکایک سامنے سے آواز آئی کہ واہ وا ای بھائی بغیر ہمارے اکیلے تم ہی بچاؤ گے اژدر تھم گیا اور اُسنے دیکھا کہ ایک شیر ژیان کہ جسکے سبب سے شیر فلک ہراسان پنجہ اپنا تانے ہوئے پہلو پر کھڑا ہی اور لشکر سفاک مین سے جسپر غضب کی نگاہ ڈالتا ہی وہ بدحواس ہو کر سامنے بھاگتا ہی اور بعض بیہوش ہو جاتا غرض اس اژدر نے اسکو ہمزاد سمجھکر کہا کہ ای بھائی مین نے تمکو پہچانا نہین شیر نے کہا تم اسوقت کیا پہچانوگے اور مین تمکو زیادہ ٹھہراؤنگا بھی نہین جو پتا نشان بتلاؤن محفل عیش

جاؤں لیکن مجکو کچھ ضرورت تھی ایک بات کرنی تھی اسوجہ سے رکا اب تم یہاں سے چلکر وہ جو درہ کوہ ہی
وہاں مجھے پھر ٹھہر جاؤ مین اگر وہ بات پوچھ لوں پھر چلے جانا یہ سنکر اژدر ایک سناٹے مین اُس درہ مین پہونچگیا
پیچھے پیچھے شیر بھی گیا اور اُسنے کہا ای بھائی مین نے سنا ہی کہ افراسیاب تمھارا نام لیتا تھا کہ اسکو مین نے اژدر
بننا بتادیا ہی اسوجہ سے وہ ساحر کہلاتا ہی ورنہ ایک طمانچہ بھی تو ساحر کا کھا نہین سکتا ہی چنانچہ یہ بات دربار مین با
تمھارے گھر پر آکر پوچھنے کے لائق نہ تھی مین نے یہین تمکو روک کر پوچھا ہرچند کہ تکلیف آپکو ہوئی لیکن اسکا سبب بتلاؤ
تو مہربانی ہی اژدر نے کہا کہ شاہ جو کہتا ہی وہ درست ہی لیکن جسکا جی چاہے میرا امتحان کرے جسطرح چاہی آزمائے شیر نے
کہا اچھا تم اگر صورت بنو تو تمسے امتحاناً لڑوں ابھی حال کھلجائے اژدر کو غصہ آیا اور اُسنے صفاک کو اُگلا اگر سحر سے
بیہوش رکھا اس عرصہ مین شیر بھی ایک نشیب مین چلا گیا اور وہان سے ساحر بنا ہوا نکلا بعد اُگلنے سفاک کے
اژدر نے شکل ساحر بنایا ادھر شیر جو بنا ہوا تھا سامنے آیا اور کہا مین کیا خاک تمھارا امتحان کروں وہ تو بچا ہی نہین
چھوڑتے تم مجھسے لڑنے مین مشغول اور وہ سفاک کو لیجائیں تو بدنامی مجکو ہو اژدر نے کہا بھائی کون کہا اجی تم کون
لگتے ہو اور وہ ناک مین دم کئی ہوئے تو کھڑے ہی ہین یہ کہنا تھا کہ اژدر نے پیچھے پھر کر دیکھا شیر صورت نے پہلو پر سے لغدہ
لگایا کہ سر پر پڑا مغز پراگندہ ہوا اور نعرہ بلند ہوا انّم بہتر قران سفاک نیرہ کو پھر ہوش آگیا اور شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا
پھر بونڈلا بنکر لاش اُسکی اُٹھا کر لیچلے اور سفاک نے بڑی تعریف بہتر قران کی فرمائی مگر قران سامنے سے اسکے جست و خیز
کرکے روانہ ہوگیا اور سفاک پھر وہان سے فوج لیکر چلی تھی کہ یکایک آسمان پر ابر تاریک نمایاں ہوا اور اُس مین
سے تیر برسنے لگے اور آواز آئی کہ باش او نمکحرام خوب تو نے عیاروں سے سازش کر کے دیدہ اپنا دلیر کیا ہی
پھر وہ سینہ غربال کرنے لگے ساحر سفاک کے تو ولیوں سے سحر کاٹتے تھے سپرین سروں پر سایہ کر لیے تھے کہ رسی
اُس ابر سے اسطرح گری کہ جیسے پکار کے کوئی پھینکتا ہی چنانچہ وہ رسی کسی ظلم تھی کہ اُسنے درازی مثل زمانہ فراق و شب
دیجوری کی پیدا کی اور بیرنگ زلف معشوق اُسمین حلقے ظاہر ہوئے کہ وہ حلقے سفاک اور دایہ اور جملہ ساحروں کی
گردن و کمر مین پڑگئے سب بندھ گئے اسوقت سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ سرا اُس رسی کا اُسکے ہاتھوں مین تھا
آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے تھے آنکھیں لال لال کیے تھا لنگوٹا باندھے سانپ کالے بدن مین لپٹائے تھا پس
سنتے آتے ہی چاہا کہ سفاک کا سر کاٹ لے اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا کہ زار زار بر رنگ ابر بہار روتا تھا
اور کہتا تھا ہائے کوئی میری فریاد کو نہین پہونچتا ہی آہ مجکو فلک نے لوٹا ہی ہای وہ جلاد کیسا ہی مجکو جیتے جی مار گیا ہی
رسی میرا دم نکلا ہی میرا جینا دشوار ہوا ہی وہ ساحر یا تو سفاک کو قتل کیا چاہتا تھا اُسکو دیکھکر ٹھہر گیا اور پوچھا

کہ یہ بلا ورکیا نہ یا نچہ تیر گذرا ہی جو اسطرح بلبلاتے ہو اور فریاد و الغیاث کے نعرہ مارتے ہو اُسنے جواب پایا کہ ایک
عیار نابکار طرار اسامی فرخی قوی بازو کو جو مار کر بھاگا راہ میں میرا مکان پڑا مجکو اُسنے جو کچھ دھوکا دیا اُسکا بیان تو
بہت طویل ہی مختصر یہ ہی کہ وہ مجھے اپنے ساتھ کی ہیرے کی ڈبیا لیگیا کہ وہ میری تمام عمر کی کمائی تھی اور میری
روح و جان تھی یہ کہکر ایک ڈبیا یاقوت احمر کی تراشی ہوئی ایک ڈال نکالی جسکے دیکھنے سے چشم و ہم میں رشک
سے خون اُتر آئے شفق بنکر عالم کو چھا گئے اُس مقام کو اُس ڈبیا کے عکس سے سرخروئی ہوئی سبب وہ جگہ منور
و روشن ہوگئی آفتاب اُسکی ضیا سے سو بر د شرمائے جلال میں آیا فروانی نگینہ کہلایا اُس ساحر نے جو ڈبیا کو دیکھا
سفاک کو تو قتل کرنا بھولا کہا بھائی ذرا یہ مجکو دو کہ ہاتھ میں لیکر دیکھوں اُسنے کہا کیا کہوں جی نہیں چاہتا
کہ ہاتھ میں دوں وہ ساحر ہنسا اور کہا میں بے ایمان نہیں ہوں بلکہ اُس عیار سے بھی چھینکر دوسری ڈبیا تجھے
دلا دونگا جب وہ ڈبیا ملیگی اسوقت البتہ ایک میں لے لونگا ساحر مذکور نے ناچاری سے وہ ڈبیا اُسکے
ہاتھ میں دی دیتے وقت بھی ہاتھ تھرتھراتا تھا اور حسرت سے دیکھتا جاتا تھا پس جب وہ ڈبیا اُسنے ہاتھ میں لی سب
طرح سے اُسکو دیکھا اور نہایت ہی پسند کیا پھر اُسکو کھولنے لگا گر چہ کھولا وہ نہ کھلی اُسوقت اُسنے دونوں
ہاتھوں سے اُسکو مضبوط تھام کر اور سینے کے قریب رکھکر جوانی کا زور بھی شریک کرکے جھٹکا مارا کہ ایک چٹخ سے
آواز آئی اور ڈبیا کھل گئی کھلتے ہی ایک شعلہ بیہوشی الماس اُڑ کے سینہ کے پاس تک ڈبیا تھی ہی سبب وہ غبار
اُسکی ناک اور منہ میں گیا اور تڑاق پڑاق چھینکیں آئیں بیہوش ہوکر گرا ساتھ ہی ڈبیا والے ساحر نے تیغ کھینچکر
خنجر بران مارا کہ سر اُسکا تنکر الگ گرا اور نعرہ ہوا کہ نعم جعفر برق فرنگی رسن ظلم سے سفاک اور تمام لشکر ہوا برق
بجلی جست و خیز کرکے سامنے سے ناپدید ہوگیا سفاک نے سجدہ شکر بدرگاہ یزداں بجالایا اور کہا
ای دایہ امان عیاران لشکر عمرو کیا کام کر رہے ہیں باطناً ہماری حفاظت کرتے ہوئے ہمارے لشکر کے
ساتھ آتے ہیں واہ کیا صاحبان مروت لوگ ہیں کہ مہمان کی خاطرداری میں جان اپنی اُسپر فدا کرتے
ہیں اب جلد یہاں سے چلنا چاہیے یہ کہکر لشکر شام کو حکم دیا کہ سب متفرق ہوکر برسم یلغار اپنے تئیں لشکر مہرخ
نامور میں پہونچاؤ اور میں آگے چلتی ہوں یہ کہکر یہ واقعہ کرکے کمرت دایہ سے روانہ ہوئی اور وہاں لائیں تو دیکھی
شاہ جادوان کے پاس ان ساحروں کی پہونچیں وہ بھی دنگ ہوگیا کہ کیا بلا کے عیار ہیں واقعی کوئی اُنپر غلبہ
نپائے گا اب مجکو خود چلنا چاہیے یہ سوچکر عازم چلنے کا ہوا پھر سوچا کہ اب وہ اسنے عرصہ میں لشکر مہرخ
میں پہونچگئی ہوگی پھر اُس لشکر سے تو مقابلہ پڑا ہی ہے تمام ورسب باغی ہیں وہاں ایک یہ بھی مدبیر

پڑھتے ہیں یار درس حیرانی   آئینہ کے بھی گھر میں ہے پانی   اور اُس دریا کے کنارے پر اُسوقت
کوئی ہزار ساحر مسلح و مکمل استادہ تھے ہوم ہو رہے تھے سبز اُنکے لگے تھے نارنج ناریل وغیرہ اُچھلتے تھے
زیور نے اُس قلزم عمیق کو دیکھکر فرمایا کہ یہ دریا بحکم سحر کا معلوم ہوتا ہے اسپر سے اُتر کر جانا چاہیے یہ کہہ رہی
تھی کہ ناگاہ ایک ساحبکی اوپر کو جا پڑی دیکھا کہ دریا کے اس پار سے اُس پار تک تاریکی چھائی ہے آسمان
فولادی بنا ہے دریا چشمۂ ظلمت نظر آتا ہے اُسنے وہ تاریکی زیور جادوگر کو بھی دکھائی زیور نے راہ ہر سمت
سے مسدود پائی فرمایا کہ خبر ہماری مخالفت کی افراسیاب کے گوش زد ہوئی ہے اور اُسنے فکر ہماری
گرفتاری کی کی ہے خیر بہرحال توکلت علی اللہ تعالیٰ کشتیاں اور مورپنکھیاں سفینے وغیرہ ہماری سرکار کے میر
بحر سے کہو کہ دریا میں لگائے اگر یوں چلینگے جو ہوگا ہم بھی لڑینگے مالک بر و بحر ہمارا مالک و نگہبان ہے
یہ حکم دیتے ہی میر بحر نے سواری دریائی آراستہ کی ملکہ اگر مورپنکھی میں مسند پر جلوہ گر ہوئی اور افسران لشکر
زورقوں پر سوار ہوئے ملاح اور ماجھیوں نے کشتی روان کی اور ازبسکہ یہ شہزادی طرفدار اسلامیوں کی ہے
تو کہتی جاتی تھی کہ قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم غرضکہ یہ کشتیاں روانہ ہوئیں
ساحر دریا میں بھی نیرنگی سحر دکھاتے تھے آگ پانی میں لگاتے تھے عکس ماہ رویان جو پانی میں پڑا تھا چاند
نہار ہا فلک دریا میں نکلا تھا اسی طرح سیر کناں جب بیچ دریا میں پہونچی ایک طوفان عظیم برپا ہوا اُس تاریکی
سے چادریں سیاہی کی دریا پر پڑنے لگیں اندھیرا ہو گیا ہوا تند و تیز مثل غضب قوم عاد کی طرح چلنے لگی موج کو موج
دریا کی نگلنے لگی منجدھار میں اُچھلنے لگا دریا کا منجدھار سے لڑنا جان پر ہر ایک کے بنجانا آب گوہر جان
غمناکاں پر بھی نمائی ہوئی گوہر جان کی بے آبرو ہو کر ہلاکی ہوئی کشتیاں سب چکر کھانے لگیں
گرداب کی چال سے سیکھی فلک نے عجب چکر میں ڈالا لجہ و لطمہ نے سر اُٹھایا جانوران آبی اُچھلنے لگے
نہنگان خون آشام سر نکالتے تھے اس بحر آفت خیز میں آخرہ سب کشتیاں مع اُنکے ساکنوں کو ڈوبیں مثنوی

وہ سفینے تھے جو کہ دریا میں   موج زنجیر اُنکے تھی پا میں   کھنچ گئی قعر کو وہ گوہر ناب
تھی کشش ظلم کی مگر تہ آب   کہتے ہیں ڈوبتے اُچھلتے ہیں   ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں
ڈوبے جو یوں کہیں وہ جا نکلے   غرق دریائے ظلم کیا نکلے   ظلم نے آہ کھو دیا اُسکو
آخر اخر ڈبو دیا اُسکو   جب کچھ عرصہ اُنکو ڈوبے ہوئے پر گزرا تو اُنھوں نے دیکھا کہ زنجیریں
ہم سب کی گردن و کمر میں بندھی ہیں اور کھینچے ہوئے اندھیرے میں جاتی ہیں کچھ دیر تک اسی تاریکی میں چلے

پھر جو روشنی دکھائی دی تو اس پار دریا کے جو فوج اُتری ہوئی تھی وہیں اپنے تئیں بندھا ہوا
پایا اور ملکہ زیور نے دیکھا کہ ایک ساحر خیمۂ زرین میں مسند پر بیٹھا ہی میں اُسکے سامنے بندھی کھڑی ہوں چنانچہ
اُس ساحر نے کہ نام اُسکا باران بحر آشوب جادو تھا اُس ملکہ سے خطاب کیا کہ کیوں او نمک حرام شوخ دیدہ تو نے
یہ عزت و حرمت جس شاہ کے بدولت پائی اُسکی مخالفت پر کمر باندھکر نواب طلسم میں آئی ساری عزت تو نے
دریا سے سحر میں ڈبائی ملکہ نے کچھ جواب اُسکو نہ دیا اور وہ بے حیا اُسکو مع تمام اُسکی فوج کے بندھا ہوا لیکر چلا
سب ساحر جو وہاں اُترے تھے کوچ کر کے ہمراہ ہوئے اور شہر میں آکر پہونچے اُس قلعہ کو بھی بہت آباد دیکھا جوان
یہاں کا رشک شمشاد دیکھا مکانات عزت بخش طاق کسریٰ و فریدون ساکنان غیرت لیلیٰ حسین کے دل دیکھنے والے انکا
انکے عشق میں مجنون صفت شہر بہت جلد کیا گیا اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہی کہ سب کو الفت شہر دیکھتے ایسے جالیں
اشک خون بہاتی جاتی تھی مردمان شہر میں چلو دیکھو چلو دیکھو کا غلغلہ بلند تھا یہ سب پریزادی تھی وہ سب ہنستے تھے
جو وہاں بستے تھے ہجوم مردمان شہر ہمراہ بعض کے لب پر جور فلک سے آہ آہ بعض کے لب پہ واہ واہ اسیطرح دار الامارۃ
میں پہونچے فوج کے لوگ باہر ٹھہرائے گئے زیور اور اُسکے افسر اندر بلائے گئے تخت شاہی پر طیران جادو بد باطن
تیرہ درون متمکن تھا اُسنے زیور کے حسن و جمال کو دیکھکر عقل و ہوش کھو دیا لیکن کیا کرتا مجبور تھا کہ حرمت شاہی سے خاموش
ہو رہا اور کچھ دیر میں جب حواس درست ہوئے عتاب اس بیچاری پر کرنے لگا کہ کیوں او گیسو بریدہ تو نہ جانتی تھی
کہ بادشاہ کا عتاب کس غضب کا ہی اور اسکو کیا خبر نہ پہونچیگی جو برخلاف اُس سے ہو گئے زیور نے بجواب ان کلمات
کے کہا کہ او مودی بے حیا اول تو میں بادشاہ سے خلاف نہیں ہوئی اور جو تو کہتا ہے تو یوں ہی سہی تو کیا ہے
اور تیرا بادشاہ کیا تسخیر ہے طیران کو غصہ آیا اور چاہا کہ حکم قتل کا دے مگر مشیران سلطنت نے عرض کیا
کہ حضور بادشاہ طلسم کو اُسکے قتل کا اختیار ہے آپ لکھ بھیجئے اگر حکم دے کہ زندہ بھیجدو تو اسکو روانہ کر دیجئے گا اور
مارنے کو کہے تو قتل کر کے سر بھیجئے گا بادشاہ نے مشورہ انکا پسند کر کے اُسکا حکم قید کا دیا ملازم اسکے اور فوج کے لوگ
اور زیور سب ایک ہی مقام پر مقید ہوئے یہ شاہزادی اس زندان میں بہت گھبرائی مکان تیرہ و تنگ تھا جان تنگ آئی نظم

سخت دل تنگ یوسف جان ہے
کوٹھری کے حباب کے سے ڈھنگ
کبھی کوئی سینو لیا ہی پھر سے
کوئی داسا کہین سے چھوٹا ہے

گھر کہ تاریک و تیرہ زندان ہے
چار دیواری سو جگہ سے خم
کبھو چھت سے ہزار بار گرے
دب کے مرنا ہمیشہ مد نظر

کوچۂ موج سے بھی آنگن تنگ
تر ذرا ہو تو سوکھتے ہیں ہم
کوئی تختہ کہیں سے ٹوٹا ہے
گھر کہاں صاف موت کا تھا گھر

دن کو بھی دھوپ رات کو بھی اوس | خواب راحت وہان سے سو سو کوس | بس وہ حیران کار رہتے تھے

سب بے مددگار و یار رہتے تھے

اب انکو تو قید زندان ستم ظراز ان مین رکھیے لیکن حال عمرو عیار
ضمیری سنیے کہ انکو جو طائران سحر لیکر روانہ ہوئے تھے جب سرحد ملک کوکب ختم ہوئی تو اسپر
پر انھون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عیاران یہ جو دست راست کو راستہ گیا ہی طلسم ہوشربا کا ہی اور یہ جو
کی راہ ہی یہ قلعہ کوہ عقیق کو راستہ گیا ہی اور اسی طرح طلسم کو ہر گروہ ہزار برج وغیرہ کو راہین گئی ہین اور طلسم
ربا کو جو کوئی جائے قلعہ جات کے علاوہ دریاے ہفت رنگ بھی اسکو پڑیگا بغیر اسکے خاص طلسم مین جانا نہ
یہ قلعہ جات جو پڑینگے یہ دریا کے اسطرف ہین عمرو نے کہا خدا مالک و نگہبان ہی لیکن اب تم اسی طرح
مین جاتا ہون اور تلاش ملکہ زیور کرتا ہون یہ کہکر وہان اترا ملکہ ہلال سحر افگن و تخمور بھی اتر
پر آسودہ یہ سب ہوئے اور کوکب نے چلتے وقت یہ کہدیا تھا کہ سرحد قلعہ طہرانیہ پر جاکر اترنا
اسی مقام پر اترے ہین لیکن تردد مین ہین کہ دیکھیے زیور ادھر سے آئی ہی یا نہین غرضکہ جب خوب آسودہ
ہو چکے ساحرہ تو دونون طائر بنکر اڑ گئین اور خواجہ ساحر کی ایسی صورت بنکر یعنی جھولا سحر کا گلے مین ڈال
کھنی مالے سے درست ہو کر کھنور چندن کی جسم مین لگاکر جمشید جمشید کہتے روانہ ہوئے اور جب اس قلعہ
کی سرحد سے آگے بڑھے ایک نہر بہتی دیکھی اس نہر کے قریب پہونچتے ہی موجین اسکی بڑھنے لگین اور آتش
سحر شعلہ آور ہوئی خواجہ نے اس نہر مین تعویذ دیا ہوا کوکب کا ڈالدیا پھر تو چند مچھلیان اسمین سے
نکلین خواجہ کو انھون نے زبان فصیح سے سلام کیا اور ایک مچھلی آئی کہ اسکی نشست پر کا شہر اٹھنے لگا
وہ جب کنارے پر آئی خواجہ اسپر سوار ہوئے وہ غوطہ مارکر اس نہر کے پار پہونچی عمرو جست کرکے نہر کے اس پار
اترا اور آگے بڑھا کہین صحراے سبزہ زار نظر آیا کہین صحراے ہولخیز پایا کسی طرف دریا بہتے دیکھا کہین ساحرون کے
مسکن بنے تھے جادوگرنیون کو رہتے دیکھا اسیطرح سیر کنان قریب قلعہ کے پہونچا دیوار شہر پناہ بہت
مستحکم و استوار بنی پتھر کی عمارت نہایت طرحدار بنائی ہر طرف برج و مکان اسپر بنے تھے در شہر پناہ پر ساحر
بطور پاسبانون کے بیٹھے تھے عمرو بھی انھین پاسبانون کے پاس جاکر بیٹھا اور کہا بعد مدت اسطرف آنا ہوا
اب شہر مین کون جائے حقہ پانی پیکر گانون کو اپنے چلا جاؤنگا ایک ساحر نے کہا بھائی تم کہان کے رہنے والے ہو
اسنے کہا ایک گانون ہی اجر پانون نام وہان رہتا ہون اسنے کہا بھائی آجکل اندر شہر کی جانے کی روک ٹوک
بھی ہی اسلیے کہ ایک گنہگار شاہ جادوان کی مع اپنے لشکر کے گرفتار ہوئی عمرو نے کہا اسکا کیا نام ہی پاسبان نے کہا

ملکہ زیور جادو اُٹھ گئے ہین عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ شکر خدا کا ہے محنت میری ٹھکانے لگی یہ سب احوال
دریافت کر کے یہ وہان سے اُٹھا اور اُسی قلعہ کے قریب صحرا مین آکر صورت اپنی ایک جوگن کی ایسی بنائی اول تو
زلف چلیپا دراز بھی ہے اب مثل بخت رسا اور زیادہ اُسکو بڑھایا طول شب ہجر سے تشبیہ دینا باعث پریشانی
دل ہے شب دیجور سامنے اُسکے خجل ہے بہار سنبل روبرو اُسکے غلطان دیدہ موشگافی لاکھ کرے مگر بال بھر
بھی وصف اُسکا ہو اور اُسکے عشق مین دیوانے بستۂ زنجیر رہین دل کو ایسا کھوئین کہ جیسے اندھیرے
مین کچھ ڈھونڈھین اور بنائین چارہ سازی اُسکی دل کو یا دیج و فن کرنے مین وہ زلف اُستاد اس زلف کو
خاکستر آلودہ کر کے جٹائین [illegible] بنکر رخسار پر چھوڑین توسن ناز کی باگین موڑین کان کی لو کا دھوان ایسا
بلند تھا کہ وہ کاکل ہے کے نیچے اور کاکل بنا تھا دور ہر لونی سے اکٹھا ہو کر متاع دل لوٹنے کا ارادہ کیا تھا
پیشانی اُس زلف مین یون نور فگن تھی جیسے اندھیری رات مین شمع روشن تھی زہرہ جبینان دہر
پیشانی اپنی اُسکے عشق مین ٹیکا کرین ہر شام سودے مین بسر ہو تیغ ابروی اُسکے گھائل دل و جگر ہو
ابروؤن کے سامنے تیغ ہلالی نظر مرغ سے گر جائے اگر وہ تیوری چڑھائے تو گویا تیغ چرخ پر چڑھ جائے
تیر فگن کمان کو لیس کرے ہر پلک کو غیرت قیس کرے کمان خود شرم سے گوشہ گیر ہو مرغ جان عشاق
نشانہ تیر ہو نرگس بیمار کو اتو حشر تک شفا ہونا دشوار کیونکہ اُسکی آنکھون کے عشق مین بیمار ہے جادو نگاہی
مشہور ہے مگر یہان سحر سامری بھی مجبور ہے غزالان چین ختن کا سارا نشہ ہرن ہو جائے اگر وہ آنکھ کبھی
دکھلائے خوش چشمون کا چہرہ اُنھین آنکھون کے سامنے نظر ہو اکتائی کا صاد و فر حسن مین منشی نے کیا کچھ
جیتو نون سے ایسی گریزان ہے کہ قیامت اتنک شرم سے پنہان ہے رنگ رخسار وہ کہ جسکا نظیر نہین ایسی نزاکت
تنویر ہین چاند سورج تو نہین چند پر چڑھائین لیکن یہ چمک دمک رخسار مین اپنے کب پائین لب
نازک کی کوئی کیا ثنا کرے اُسی کے دھیان مین تمام عمر ہونٹھ چبایا کرے نگہ میسر جو کوئی خیال شوق بوسہ
مین دیکھے تو وہ ہونٹھ نیلا ہو جائے نازک بدن مسی زیب اپنا لب تصدق فرمائے دہن تنگ کا عقدہ
تو آجتک کسی سے نہ کھلا غنچہ کی روش زبان منہ مین لال رہے منہ پہ بات نہ آسکے حیرت سے
صاحب دید کا یہ حال رہے غرض کہ از سر تا پا آفت کا پتلا قیامت کا پورا نقشہ سمن رو یاسمن نو لالہ فام گل اندام
سراپا بہار تلو نیاز حسن مین یگانہ حسینون کی افسر دنیا بھر سے بہتر کہ قصیدہ

تاب رخسار قلق سے فرق رخسار شفق | وہ جبین ماہ مبین اسپنہ خط چین جبین

ایک خورشید لقا طرفہ جوان از حق
تھی وہ انگشت ہے جسنے کیا ماہ کو شق

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
چشم ابلق تو نگہ ترک سوار ابلق
سرو قامت ہمہ اندام گلستان رخسار
راست ہاں راست ہے یہ کل طویل احمق
لوح رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض گردن
ناف اک عکس فلک اسمین بجائے زورق
کیا کہوں ساق بلوریں کی صفائی اسکی

باندھ کر کھینچے دل زلف مسلسل کی رسن
غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارت گر
ہونٹھ گلبرگ دہن غنچہ و بینی زنبق
شکر آمیختہ بادام متقشر دندان
تاکہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق
نازک ایسی کمر اسکی کہ سمجھنا مشکل
شمع گر دیکھے اسے شرم سے آجائے عرق

تیر انداز جو مژگان تو صد دشنہ گذار
کہ چھٹیں تن عشاق میں جا لگ کے مثق
سرو قامت سے اگر اسکے ہو طوبی کو شرم
سیب فردوس زنخدان اسکی نہ عشق
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
جسطرح شعر خیالی میں ہو مضمون دقیق
جب اس صورت سے آراستہ ہو چکا

سر پر ایک حلقہ زریں بنا کر رکھا تہمد جیسوار کی طرح باندھی بھبوت منہ پر ملا موتیوں کو جلا کر اٹھر کیا ایسا چہرہ پر آب و تاب بنایا بین لیکر کاندھے پر رکھی مرگ چھالا کاندھے پر ڈالا اور ایک جھولا اپنے اسباب رکھنے کا دوش سے لٹکا لیا وہ رختہ تہا سے گنجان اُس مقام پر دیکھا چشمہ رواں کے قریب مرگ چھالا بچھا کر بیٹھا اور بین بجانا شروع کیا پھر اسکو تو الحان داؤدی خدا نے عطا فرمایا ہے تمام جانوران صحرائی گرد و پیش آکر جمع ہوگئے اور طائر ایسے محو ہوئے کہ بالکل خوف نہ رہا ہاتھ پر اور سر و دوش پر نشیمن پذیر ہوئے ہر درخت نال بین سُنکر نہال ہوا صحرا سب خوشدلی سے باغ باغ تھا سبز بختی تمام جنگل کو نصیب ہوئی چشمہ کو ہر موج شوق سے لہرا آئی ایسا جوش دل میں پیدا ہوا کہ چشمے سے بڑھکر دریا ہوا فرط عشق سے ٹہنیاں لگا درختوں کی جھومنے لگیں جھک جھک کر جوگن کا منہ چومنے لگیں وہ صحرا سے سبزی کی بہار ابر گھرا ہوا قوس قزح فلک پر نکلا ہوا چشموں کا لہرانا اور ایسی پر بہار جا پر بیٹھکر بین جوگن کا بجانا اور ایسی حسین جوگن کی چشم زمانہ نے کاہیکو یہ حسن دیکھا ہوگا اسکی مستانہ ادا اُس جا ناں گلشن کو دکھا نا قدرت خدا نظر آتی تھی کہ ابیات قصیدہ

کھلے ہی جاتے ہیں سب غنچے یہ ہے جوش نشاط
نہ رہی کلفت عصیاں سے جہاں میں ظلمت
ٹوٹے ہی جاتے ہیں گل بلبل وہ ہنسی کی شدت
اسقدر ساز طرب ساز کی آواز بلند
آج وہ جوش پہ تھی رحمت باری کہ کہیں
چھینٹیں گر تار کھرچ کا تو ہو پیدا دھیت

ازبسکہ یہاں سے قلعہ قریب تر ہے تو بہت آدمی قلعہ سے ادھر آتے اور بہت جاتے ہیں جو کوئی ادھر سے گزرا وہ جان و خرد کھو کر گھر کا راستہ بھولا بیٹھکر جوگن کا منہ دیکھنے لگا اور بیہوش و مدہوش ہوا جب ہجوم زیادہ تر ہوا جوگن نے بجانا موقوف کیا اور وہاں سے اٹھ گئی ناچار خلقت بھی اپنے اپنے گھر گئی اور قلعہ میں آکر سننے بیان کیا کہ اری میاں ایسی جوگن کبھی سننے تو کیا پیر دہر اور زال دنیا نے بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسا گانا بجانا سنا اور دیکھا یہ صورتیں کس کی قابل

دیر میں چلا اور دیکھو رکھو جو لوگ اس کے ساتھ آئے اور گانا وغیرہ بشکر جو ہوئی خبر تو چار طرف سے دیہات اور شہر میں دھوم ہو گئی عالم خدا کا اسی صحرا میں اٹھا ہو گیا میلا ابھی ایسا نہ ہو گا جیسا وہاں مجمع ہوا شہر کے امیر و غریب و فقیر سب آنے لگے اور تیر عشق جوگن کا کھا کر تڑپتے ہوئے گھر جانے لگے وزیر نے اُس قلعہ کے خبر سنی اور امیروں نے اسکو اشتعالک دی کہ حضور یہ جلسہ بھی کم ہوا ہے جواب آجکل بیرون شہر تو ہے دیکھنے کے قابل ہے جوگن کا ہے کو ہے قدرت خدا ہے یا خیر ہے سامری نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنایا ہے ایسا نقشہ کم دیکھنے میں آیا ہے وزیر مشتاق ہو کر سوار ہوا ہمراہ تمام ارکان دولت و مشیران سلطنت توڑے اشرفیوں اور روپیوں کے اپنی اپنی ہمت کے موافق سب نے ساتھ لیے یہاں جو لوگ کہ آتے تھے وہ دونے مٹھائیوں کے اور پیسے کوڑی روپیے جوگن کیلیے لاتے تھے گرد اُس حسینہ کے پیسے روپیوں کا ڈھیر رہتا تھا اور وہ آنکھ بھی نہ ملاتی تھی وہ سب مال اسیطرح پڑا رہتا تھا ہر ایک کو یہ آرزو تھی کہ ہماری جانب سیدھی نظروں سے یہ دیکھ لے اور کوئی بات کرے لیکن بات کرنا کجا وہ انکے مجمع کرنے سے درختوں میں جھاڑیوں میں پوشیدہ ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی جب اسکو ناراض پاتے تھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اور بعض وقت ہٹ جاتے تھے کوئی اُسکی تعریف میں کہتا کہ اے جان جہان میں تیرے عشق میں اپنا یہ حال رکھتا ہوں کہ شعر مثال اپنے ہے مرا حال یک کہ دم میں دم و فغان ہے میرے لیے اور میں فغان کیلیے و کوئی یہ زبان پر لاتا تھا کہ بیت دیکھ کیا فتنہ سازی میں ہو ہمسر چشم فتان سے و گرا تھا بھی اشک سرمہ آلود اُسکی مژگان سے و اسی مجمع میں آخر وزیر بھی آ کر پہنچا اور اُس جو قریب تر اُس کے آکر صورت زیبا کو دیکھا یہ حال ہوا کہ اشعار خار خار غم آشکارہ ہوا

شکل دل جامہ پارہ پارہ ہوا کیا پھر قرار نے آرام	ہو گئی بس کہ لوٹے خاک میں ہم کھو دیا اضطراب نے سب کام	حیلہ ہمرنگ کسوت ماتم سینہ کوبی سے دل فگار ہوا

تیر حسرت جگر کے پار ہوا ہمراہیان وزیر نے گلاب کیوڑا چھڑکا کہ وزیر کو ہوش آیا اسوقت جوگن نے مسکرا کر باشارہ ابرو پاس بلایا اشارہ نہ تھا تیغ دو دم تھا کہ جس نے ایک ہی وار میں دلکو سو ٹکڑے کیا مگر کچھ جان مضطر کو قرار آیا مرگ چھالی پر جا کر پاس بیٹھا جوگن نے مزاج پرسی کی اُس نے کہا جان پر بنی ہے باقی سب طرح طبیعت اچھی ہے نام پوچھا تو اُسنے آوارہ و سرگشتہ و بدنام و رسوائی خطاب اپنا بتایا اور کہا کہ افراد

انکو اس پہ جفا سے لڑائی ہے	جان کشتی قضا سے لڑائی ہے	قسمت اس بت سے جا لڑی اپنی

دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے :: جوگن نے تیوری چڑھا کر کہا کہ میاں حسن پرست ایسے ہی ہوا کرتے ہیں جعلسازی بیان حسن معشوقوں میں پیدا کرتے نہیں ورنہ میں بیچاری اس لائق کب ہوں کہ کوئی مجھ پر مرنے کا ارادہ کرے یہ کہکر اشک آنکھوں میں بھر لائی اور بین اٹھا کر ایسا پر سوز و گداز دیپک کا راگ بجایا کہ استخوان سامع کو ذنبا کر جلایا اور یہ غزل زبان پر لائی کہ غزل

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

لگا کیا اور مزہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
اسے تیر قضا اسکو یہ تیر قضا سمجھے

وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزہ سمجھے
کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ہر اک گردش میں سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
جدا ہیں بھی نہ سمجھو وہ تو اس بت سے خدا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
بگڑیں تجھ سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

تری کشتے جیوں خواب عدم سے یک بیک چونکے
مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھے مجھ سے میرے دل کے زخموں کا
حساب دوستاں در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکاں تو رہنے دے
کہ عاشق اپنے پہلو میں اسی کو دل کی جا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمر رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

بلا اس زلف کی مصرع میں ہر مضمون پیچیدہ
اسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے
کہیں ایسا نہو دے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق اسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

اس تحمل نے وزیر کو زار زار رلایا دیوانہ زیادہ بنایا جب اس نے گانا موقوف کیا اور قصد کیا کہ اب وزیر کے پاس سے اٹھ جاؤں اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کر کے قدموں پر سر رکھ کے کہا کہ اے راحت دل و جان ایک عرض میری اگر تو قبول کرے تو گویا بندہ بے درم مجکو بنائے اور سوال لے جوگن اس کے پاس پھر توقف پذیر ہوئی اس نے نہایت خوشامد سے عرض کیا کہ یہاں اتفاق زمانہ سے آپ وارد و صادر ہوئی ہیں غریب خانہ اسی شہر میں میرا ہے امیدوار ہوں کہ قدم رنجہ فرما کر اس کلبۂ احزان کو رشک قصر قیصر و خاقان بنائیے اور مرتبہ میرا اوج رتا بفلک دوار حفیظ خاک سے

ہو جاتی ہے جوگن نے ہنس کر کہا اتنی زحمت فقیرون کو کہان جو کسی کے گھر جائین بلکہ کوئی دم نہیں ٹہرین
اور نہ یہ حال ہے کہ جیسے پھر کر ادھر ادھر شہر مارا گیا قلق * لعنہ قلق کیا طرح سے وہ بی رہا قلق *
چمن ہی چلنے سے تو کچھ بھی بہلتا ہے ورنہ سکو وہ وحشت ہے کہ مجنون میرے نام سے گھبراتا ہے وزیر نے
بہت خوشامد و سماجت کی اسوقت یہ راضی ہوئی لیکن اسیوقت سواری لسان نادر بہاری تیار ہوئی اور
بکمال تزک و احتشام سے سوار کر کے وزیر لیچلا اور اپنے ایوان مین ایک مقام تنہا اور پاکیزہ دیکھ کر
اسکو اتارا اتفاقاً اور امیر وغیرہ جو وزیر کے ساتھ سے پھر گئے انہون نے یہ تذکرہ طیران جادو
بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اسیدم وزیر کو بلوایا اور فرمایا کہ ہماری خوشی یہ ہے کہ جوگن کو لاکر ہمارے
مکان مین اتارو وزیر حیران ہوا کہ بادشاہ جو اسکو دیکھے گا خود مائل کرنا اسکا چاہیگا میرا مطلب
فوت ہوگا لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات بہت خوب کہکر مکان پر آیا یہان بادشاہ نے اپنا وہ باغ خاص جو
اسکو بہت پیارا لگتا باغ عالم سے نرالا تھا اسکو جوگن کیلیے آراستہ فرمایا وصف اس باغ دلکش کا
ترتیب نظم ہو لکد سے الہی معتبر تھا سبزہ رنگ گل رخسار کے باغ کا دل بھی باغ باغ تھا ہر گل گوہر شب چراغ
تھا بلبل ترانہ مبارکباد گاتی تھی نسیم مژدہ جانفزا لاتی تھی فوارہ جوش عشرت سے اچھلتا تھا
دریا نور مسرت سے اپنی نہرین اور جھلکتی تھین سرو تن رہا تھا شمشاد قامت زیبا کی تھین
دکھاتے کو بن رہا تھا طائران نواسنج غزلخوانی کرتے تھے وصف مہمانی کرتے تھے گلون کا داغ
فرش اعلی پر بچھا ہوا تھا مشام جوانان چمن کو بسا دیا تھا عروس گلشن نے سبزی بوٹون کا
لہنگا پہنا تھا غضب کا نکھار کیا تھا نرگس چشم حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی وہ خرمی پھیلی تھی کہ سنبل
اپنی پریشانی بھول گئی تھی غنچہ منہ مین پھولے نہ سماتے تھے فرط عشرت سے کلیان پھولی تھین سوسن کو حکم
تھا کہ جائے ادب ہے چپ رہے زبان نہ کھولے کہین ایسا نہو بلبل کی بولے باغ کی بارہ دری مین تصویرین
اور شیشہ سجایا گیا تھا رحانہ جہان وہ مقام بنایا گیا فرش وہ بچھایا گیا کہ اطلس چرخ کو غیرت
آئے ساعت ترتیب بزم عشرت آئے کہ غزل * یہ جوش نسرین و سمن پہ لالہ گل کا چمن

گلشن مین گویا چھا گیا ابر سحر رنگ شفق
نشان چہرہ پر سر مہتاب جلوہ گر
بر جیسی کیفیت فزا ابر سحر رنگ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن ہر بے مستان چمن
اور دیکھو رہی تصویر جانا نور سحر رنگ شفق
وہ سیگون ایوان بہار ساقیان رنگین کھنچا

ہر سمبر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
جام بلوری مین ہر یون عکس شراب لالہ گون
لیکن جام اسمین صفا نور سحر رنگ شفق

فانوس شیشۂ لالہ گون روشن تری محفلیں ہوین گویا کہ شیشہ مین بھرا نور سحر رنگ شفق جب آراستگی باغ و مکان ہو چکی کنیزان زرین کمر بہر خدمتگزاری حاضر ہوئیں اور ہوادار پر جوگن کو سوار کرکے وزیر نے داخل باغ کیا یہ آرایش چہ در شب ہیں سنہری جلوہ گر ہوئی جسکو کہ باغ عالم سے گل آفتاب خمول وپژمردہ ہوا اور فرایش مہتاب نے فرش چاندنی کا گسترده فرمایا کہ ابیات ہنسے چراغ تو ایسے ہنسے کہ پھول جھڑے + حیا سے رنگ گل آفتاب تھا تغیر نہال شمع سے اُس شب پھنے تھی گل شبو + بہار عیش مین گلچین کیطرح سے گلگیر شام کو بادشاہ آزردہ خاطر ہوا اور اُسنے جو حسن و جمال کو جوگن کے دیکھا غش کر گیا یہ عالم ہوا کہ ابیات ؛ ضعف سے طاقت آزما غفلت

ہوش رو بہوش خود نما غفلت
غش ہے مجکو افاقہ ندرت ہے
جلوہ افروز ہے سر بالین
صدمۂ جان گسل دوبارہ ہوا

اسمین اک بوے جان فزا آئی
نہ چلے بس خدا کی قدرت ہے
چرخ نے داغ نو دیا اسکو
چون کتان سینہ پارہ پارہ ہوا

جان پر غش کہ کیا بلا آئی
دیکھتا کیا ہے ایک زہرہ جبین
والہ اُس ماہ کا کیا اُسکو
دیکھ زانو پر اُس کے سر اپنا

تھا دماغ آسمان پر اپنا ؛ غرضکہ غش سے جب افاقہ ہوا جوگن نے گھٹنا اپنا سر کے نیچے سے سرکا لیا اُس ز گرفتار دام الفت نے اُٹھکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ ابیات

ہم بتون کے دلکو جذب دل سے کھینچ جائین گے
دیکھیں تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر

پر بڑے پتھر ہین یہ مشکل ہے کھینچے جائین گے
ہم بھی نالے اُس دل سنگ سے کھینچے جائین گے

وہ قتالۂ عالم بھی مسکرائی اور چشم فتان کی گردش سے قیامت ڈھائی پھر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اور جام لالہ گون بھر دیا اور آپ بین کی طرب درست کرکے بجانا شروع کیا اور اُس غزل کو گایا کہ غزل

نالہ اس شور سے کیون میرا دُہائی دیتا
دیکھ چھوٹون کو ہے اللہ بڑائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
روشن اشک گرا دینگے نظر سے اک دن
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر

ای فلک گر مجھے اونچا نہ سنائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل مین ہے دکھائی دیتا
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا
ہے ان آنکھون سے یہی مجکو سجھائی دیتا
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

چشم سرست نے نازمین کا جل پھیلا

اتنے میں یہ حال ہوا کہ غزل
اسکیون پہ مسی کی پڑی پھیکی رنگت

لیکر انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی

ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت	بے تکلف آیا نظر حسن سحر و انجم چرخ	اٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں اپنی للت
کیسے یہ زہد کہ او زہد فروش آگ نہ پھانک	شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت	حیرت مینائی پہ اک سبز پری کا عالم
		ملنے گر باد تو یہ زہد کہن کی قسمت

بادشاہ کا یہ گانا سنکر وہ حال ہوا کہ اپنے آپ سے جاتا رہا اشک مسلسل کا تار رخسار پر بندھا کچھ دیر کے بعد جوگن نے گانا موقوف کیا انجمن برخاست ہوئی وہ رات کا بھیگنا ستارونکا چمکنا کھیت چاندنی کا کرنا درختوں کے پتوں کا چمکنا ہوا سرد کا چلنا بدن میں کچھ کچھ سردی کا لگنا شبنم کا گرنا خلوت کی رات سبحان اللہ طرفہ ان کا یہ حال ہوا کہ اکیلے میں اُس انجمن آرا سے خوبی کے گرد پھرا اپنا قدموں پر اُسکے دھرا اور چاہا کہ بوسہ لب شیرین سے لے اُسنے ایک طمانچہ منھ پر اُسکے مارا اور کہا کہ مردوے حواس میں آ گیا تونے مجکو خیلا بنایا ہے تو صاحب کسی جانگیون کی طرح ملا کر لگے اپنے مطلب کی گانے ای بابا جان خود وہ سنا دونگی کہ تو بھی کچھ دنوں کو یاد کریگا ہم فقیر سامری کے جوگی عمر کے بروگی ہمارے ساتھ یہ باتیں کرنا کب زیبا ہیں اُسکے آنکھ دکھانے سے بادشاہ ڈر گیا اور رونے لگا کچھ دیر میں یہ زبان پر لایا کہ بیت کر دیا کیا تیرے ابرو نے اشارہ ظالم * کہ قضا ہاتھ میں تلوار لیے پھرتی ہے * اُسنے جب اُسکو روتے دیکھا منھ پھیر کر ہنس دیا پھر اُسکو ڈھیٹ بنایا وہ پھر منت کرنے لگا پاؤں پر سر دھرنے لگا جوگن نے اپنا ہاتھ کوٹ لیا اور کہا یاد آتا کیوں تو نے ہم فقیروں کو ستا رکھا ہی بادشاہ نے کہا کہ ایک بوسہ لب شیرین کی امید رکھتا ہوں اُسنے انگوٹھا دکھایا اور کہا اُوند ہوں یہ بھی نہیں بادشاہ نے کہا کہ شعر بوسے کے مانگتے ہی پھیرنے چتونکو لگے * ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے * یہ کہکر بے اختیار اُسکے لپٹ گیا وہ آغوش سے مثل برق جہندہ تڑپ کر نکلی اور پکاری کہ شعر پوچھ مت راہ دغا اس نگہ پرفن سے * رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے * آخر اُسنے ایک جام شراب ارغوانی سے بھر کر اور آنکھ بچا کر بیہوشی ملا کر بادشاہ کو دیا مگر اسطرح سے کہ منھ پھیر کر پہلے جام لبوں سے آپ لگایا پھر قسم دی کہ مرا مردہ دیکھے جو میری چھوٹی ہوئی شراب نہ پیے بادشاہ مست مے محبت تھا وہ جام یک جرعہ در کشید کر گیا گویا جیتے جی مر گیا اُس نازنین نے اور دوسرا جام دیا اب تو لا ڈ لا ڈ کی صدا اُنکی بند ہو گئی اور اُسی حالت نشہ میں اُس ساقی ستم کو اُسنے آغوش میں لینا چاہا یہ اُٹھکر بھاگی وہ فرط مستی سے جہاں جہاں لپک کر اُسکے چھینٹا طمانچہ بیہوشی کا پڑا کہ سر تلے ٹانگیں اور پر اُسوقت جوگن نے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اُسکو بارہ دری کے ایک گوشہ میں دری وغیرہ سے

لپیٹ کر چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوا اور کنیزان ماہ لقا کو کہ جو ہر وقت تخلیہ چلی گئی تھین طلب کیا کہ وہ آکر ہاتھ پانون دبانے لگین اور اپنے کام مین سرگرم و مشغول ہو ئین اُسنے کسی سے کچھ نہ کہا پلنگڑی پر آرام فرمایا جسدم فروغ ماہ نے پلنگ پر عدم کے پانون پھیلا کر آرام کیا اور آفتاب بستر خواب سے بیدار ہوا کہ ابیات

اک طرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
کہ عداوت ہے اگر کیجیے ترک عادت
ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز
ایک جانب کو لگی آنے صدائے لا تب
چلے جمنا کو برہمن کوئی نیکر مورت
اُٹھے میخوار صبوحی کے لیے لیکے سبو

ہنگام سحر عمرو بستر سے اُٹھا تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہو کر دربار مین آیا وزیر امیر مشیران خوش تدبیر حاضر ہوئے جب سب مع افسران لشکر کے حاضر ہو چکے اُسوقت اُسنے باواز بلند پکار کر کہا کہ کل وزیر نے وہ نمک حرامی میرے ساتھ کی ہو کہ اگر اسکے عوض مین زن و عیال اُسکے دار پر چڑھاؤن تو بجا ہے اور کولھو مین پلواؤن تو نہایت درست ہے لیکن بغیر دریافت حال بے سمجھے بوجھے جوگن کو لے آیا اور وہ جوگن عمرو بن اُمیہ ضمری عیار تھا یہ سُننا تھا کہ وزیر کی عقل دنگ ہوئی اور تھر تھر کانپنے لگا اور تمام امیرون کا عجب حال ہوا کیونکہ یہ بھی وصف کرنے مین جوگن کے شریک تھے اُسوقت اُسنے کہا کہ تم سب خائف ہو مین نے تو ایسا عیار طرار نہین دیکھا تھا کہ دین مبین اُسکا حق ہے یہ اُسی کی برکت تھی جو اُسنے آکر مجکو گرفتار کر لیا اور مارے ڈالتا تھا مین نے دین اُسکا درست سمجھکر اطاعت اُسکی اختیار کی ہے اب تم مین سے جسکا جی چاہے میرے پاس رہے اور جی چاہے تو جدھر چاہے چلا جائے تمام ملازمون نے یہ کلمات سُنکر عرض کی کہ ہم آپ کے مطیع و فرمان بردار ہین جو راے اقدس مین آیا بہت اچھا ہوا جو آپ فرمائین وہ ہم سب بجا لائین عمرو نے کلمۂ طیبہ سبکو تلقین فرمایا کہ ہر ایک از سر صدق ایمان لایا اُسنے حکم دیا کہ زندان سے ملکہ زنبور کو باعزاز تمام لائین لوگ خوشی خوشی دوڑے اور زندان سے ملکہ مذکور کو مع افسران لشکر کے لائے عمرو نے خلعت زرین عنایت کیا اور ملکہ بیٹھی شہر مین انتظام ہونے لگا دیر بے تکلد سے گدے مسجدون کی بنیادین ہوئین تمام اہل شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے کلید خزانہ خزانہ دار نے لاکر سپرد کی منادی نے ندا کی کہ جو اطاعت خواجہ عمرو کی نہ کریگا بڑے عذاب سے مارا جائیگا غرضکہ جب خوب تسلط ہو چکا اُسوقت مع ملکہ زنبور کے عمرو اُس باغ مین آیا کہ جہان طیران کو رکھا تھا اب اُسکو دری سے نکالکر بانمین ہوزن دیگر ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اور فرمایا کہ اے طیران دیکھ قدرت خلاق زمین و زمان کو کہ کسطرح مجکو تجھ پر غالب کیا

اب کیا کہتا ہے شناخت مین اُس خداے پاک کی طیران کی عقل اس عیار کو دیکھکر حیران ہی اور دل سے
کہا کہ واہ واہ واہ سبحان اللہ کیا عیار ہے کہ کبھی یہ عورت بنتا ہے اور کبھی جسکی صورت چاہتا ہے بنجاتا ہے اور حامی
اپنے شریک کا ایسا کہ جہان کہین اسکا مطیع گرفتار بلا ہو یہ وہان پہونچتا ہے واقعی دین اسکا سچا ہے
بس اُسنے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال تو خواجہ نے سوزن زبان سے نکالی اور کھول دیا یہ
دوڑ کر قدمون پر گرا اسلیے کہ نہ ملک اسکے قبضہ مین رہا تھا نہ مال باقی تھا جسکو دیکھتا تھا دشمن جانی
دیکھا جاتا تھا عمرو نے سر اسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور مطیع اسلام کیا پھر وہان سے دار الامارہ مین آیا
خواجہ نے اب اپنی اصلی صورت سبکو دکھائی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ کیا قدرت خداے اکبر ہے صورت
تو اس انسان کی ایسی اور سیرت ایسی فطرت ہر اعضا مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے غرضکہ جب
یہ انتظام ہو چکا طران نے بہت سے صندوقچہ جواہر کے خواجہ کی نذر کیے ہلال سحر افگن و تحمو ...
بھی آکر پہونچین اور اُس سے بغلگیر ہوئین اب اُسنے زاد سفر تیار کیا اور ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ
لیکر حشم و خدم کوچ کیا اسلیے کہ افراسیاب جو اُسکا مطیع الاسلام ہونا سُنتا تو زندہ چھوڑتا غرضکہ اُسکی
سرحد کے قریب ہی تو سرحد کوکب روشنضمیر تھی چند ہی منزل کے بعد اُس سرحد مین آکر پہونچ گئے اسلیے
کہ کوئی گزند راہ مین نہ پہونچے راستہ طلسم ہوشربا کا چھوڑ دیا جب اُس سرحد مین پہونچے سواریان تو پہلے
ہی سے موجود تھین بہت سے اُن سواریون پر سوار ہوئے اور باقی سب ساحران زبردست ہین
اُنھون نے خود سواریہاے سحر درست کرکے راستہ پکڑا اور بہت جلد ایک ہفت رنگ کے قریب پہونچ گئے
اُسوقت اُسی راہ سے جو کہ بہت نزدیک کی خواجہ کے لیے کوکب نے مقرر کی ہے یہ سب آکر داخل طلسم ہفت رنگ
رہا ہوئے اور عمرو اول جا کر لشکر مہرخ مین پہونچا سفاک نے جو خبر آمد دختر کشتی خواجہ کے نثار ہوئی مہرخ
نے حکم دیا کہ لوگ جائین اور زر نثار کرتے ہوئے لائین پھر تو یہ دھوم ہوئی کہ نظم

جیسے ابر بہار آئے جھوم
رخش ایسے کہ چھوڑ اُڑ جائین
چل سواری کا جمگھٹ اصول بجاؤ
ایک دو دم بجائے جاؤ یونہین
رہگذر مین ہے رستہ رستہ گل

پلٹنین جاتی تھین برابر یون
آنکھ پھیرو تو کل سے مر جائین
چوب نقارے پر لگاؤ عجب
دلکش آواز گائے جاؤ یونہین

تھی سواری کے فیل کی یہ دھوم
صف مژگان ہون دلبرونکی جوان
تو کبھی اب طبیعتونکو خوب رجھاؤ
کہ رکھین گوش اس صدا پہ سب
پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل

غرض بتجمل تمام یہ آکر داخل بارگاہ ہوئے تخت شاہی [illegible] اس کے [illegible]

بارگاہ مین ہر ایک بغلگیر ہوا مہرخ نے جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت مین مشغول ہوئے مخبرون نے یہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور نامہ افراسیاب کو لکھا اُسنے بھی نامہ پڑھکر نہایت غم و غصہ کیا باقی تدبیر مین اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہے اُسکو تو اِس حال مین رکھیے اُدھر بران شمشیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے کہ جانب کوہ زرخشان روانہ ہوئی ہے وہ بھی کیفیت معرض بیان مین انشاء اللہ تعالی آئیگی اب ختم حال خجستہ مآل جہانگیر و عیار ہوتا ہے

داستان دلستان گہر ریزی زبان کلک عنبر فشان سے حالات طلسم شکنی جہانگیر صاحبقران عالیشان یعنی حسب نشان وہی تاریک صورت کش پہونچنا گنبد جمشیدی پر بیابان تاریک مین اور لینا تیغہ بلا کش اور چراغ جمشیدی کو اور مقابلہ ساحران قلعہ دار کے فرستادون سے اور عیاران چالاک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ عمرو کی عیاریان چالاک سے لمؤلفہ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہے
اُٹھاؤن کب تلک دوری کا مین جبر
سحاب رحمت حق گھر کے آیا
عجب کیا ہے رہے نرگس نہ بیمار
بہار عیش دیکھو تو جو اب تو
چمن مین میکشون کا ہے اجارہ
لچک ہی سرو مین جیسے قد یار
شجر لپٹے ہین باہم مثل گستاخ
ہر اک گل قہقہے یون مارتا ہے
چمن غور سے ہے کیا اسمین شک ہے
شراب ناب کی خواہش ہی لالہ
صدا آتی یہی ہے بس کہ مے لا
غزل اس طرح سے مطرب ہی گاتے

کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہے
خدا نے فضل اے ساقی کیا ہے
گلستان پر کیا ہے جسنے سایا
ہوا سر سبز سارا باغ عالم
کنارے نہر کے پھرتی کشتی ہے
گلستان ہے کہ ساقی انجمن ہے
گلون کے مثل ہین سرخ رخسار
لنبلون کی طرح سے برگ ہر گل
شراب لشکر مین جون صف کشی ہے
نشہ آنکھون مین ہے نرگس کے چھایا
لیے ہے ہاتھ مین اپنے پیالہ
چمن مین ہے جو بلبل چہچہاتی
چمن مین یون ہین طائر چہچہاتے

نہین ہو ملین اب باقی مرے صبر
چمن مین سبزہ رحمت آ گیا ہے
نہین باقی رہا اب کوئی آزار
صبا دیتی ہے خوشخبری یہ پیہم
غنیمت ہی گلستان کا نظارہ
بڑھے جوبن پران روزون چمن ہے
نشہ سے جھومتی ہی نخل کی شاخ
زمین پر لوٹتے ہین بے تامل
صدائے خندۂ گل مین نمک ہے
ہوا سنبل کو بیزاری کا سودا
دہن غنچون کا بھی جب دم بدم کھلتا
تو نکلی نکلی ہے باتین بنا کی
کہون کیا مین بہار باغ عالم

ہر اک سو جوش ہے عشرت کا باہم
دکھا دے مجکو وہ جام مینا
کہ مین بیہوش ہون کچھ بھی نہ باقی
لگاؤن طبع رنگین سے مین وہ باغ
کہ دیکھا ہو نہ ہے باغ جیسا
کرے گلگشت جو اس باغ مین آ
گل افشانی کند نخل قلم این

مجھے بھی جام گل مین دے مے ناب
کہ دل کھنچتا ہے سوے جام مینا
یہ میری بیخودی وہ رنگ لائے
کہ ہو جنت کو جسکے رشک سے داغ
اسی گلشن کا ہر اک دل ہو بلبل
کنول کھلجائے یارب اسکے دل کا

کہ ساقی اب تو میرا دل ہے بیتاب
چھلکا دے مے سے ایسا مجکو ساقی
بہار باغ افسانہ دکھائے
پھلون پھولون مین اس گلشن مین الٰہی
چنے اس باغ رنگین سے ہر اک گل
ز تاثیر ہوائے طبع رنگین

سیاحان ریاض سخن و گلگشت کنندگان گلشن علم و فن زمزمہ سنجان بہارستان سخندانی و منتزہ چمنستان معانی معطر مشامان گلہائے کلام و گل فشانان باغ کلام ندرت نظام سیاح بوستان داستان رنگین بیان اسطرح فرماتے ہین وبرنگ بلبل شیوا زبان نغمہ مسرت و سرور یون زبان پر لاتے ہین کہ جب شاہزادہ سلطان گردون سریر جہانگیر والا تدبیر بہر اراد تو قیر برای تسخیر طلسم کوکب روشن ضمیر افراسیاب بے پیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا ہر مقام پہ پاے سحر رہبری کرتے تھے جادہ اطاعت سے خلاف قدم نہ دھرتے تھے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کئی لاکھ ساحرون کا لشکر انبوہ کا کروفر تخت پر خورشید جادو سوار جلو مین فیل و اسپ کی قطار ڈنکا ہوتا نفیر سحر کو دم ملتا ابر سحر سر پر سایہ فگن لشکری دشمن شکن ہر ساحر ساحری زمانہ بہادری کا زبان پر فسانہ اسی طرح کوچ و مقام فرماتا بعد قطع منازل و طے مراحل ایک صحرا صعوبت زا مین پہونچا کہ بخت سیاہ دشمن کی طرح وہ سیاہ تھا ہوا وہان چلتی تھی یا آواز مین اسکی پیدا نالہ و آہ تھا چشم دہر گویا اندھی ہوگئین تھین شب دیجور کی سیاہیان سب لشکر اسی جا جمع تھین تاریکی ظلم کا وہان مجمع تھا اندھیر وہین سے پیدا تھا ستم و جور کو جو اپنی رونق زیادہ منظور ہو تو تاریکی وہین سے قرض لے آفتاب ادھر سے کبھی ہو کر نہ نکلے بلکہ اسی خوف سے تھرآتا ہے کہ ادھر راہ بھولکر نہ چلا جاؤن جو اندھا ہو جاؤن ہوا وہان کی دلون کو سیاہ کرتی تھی ذرہ کوہ سے ایسے تھے کہ گور جہود بھی ایسی تاریک نہوگی پھول وہان کے دیدہ آہو کی طرح کالے تھے دریا وہان کے اندھے کنوین اور نالے تھے بگولون نے کالی بلاؤن کو شرمایا تھا جھاڑیون نے جٹاؤن کو کالے جوگیون کے پریشان بنایا تھا ہر قدم پر بلا نازل ہوتی تھی غبار زمین سے بخار اٹھتا تھا مطبخ خانۂ عالم مین دھوان بھرا تھا سیاہی ہر سمت برستی تھی ہاتھ کو ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھ ترستی تھی

سیاہ قلبی دنیا کی اُسی جا سے ہویدا تھی کہ نظم	نہ صحرا خانۂ زنبور تھا وہ	کہ نیش خار سے معمور تھا وہ
نہ صحرا رشک میدان قیامت	ملا دے خاک میں شان قیامت	غضب پُرہول و پُرآشوب پُردرد
تصور سے رُخ سیاح ہو زرد	غضب پُرہول دشت لق و دق تھا	جہان ہر اک قدم پیدا قلق تھا

اس صحرا میں اُسنے خیمہ برپا کیا اور ازبسکہ زیادہ ٹھہرنا وہان مشکل تھا اسلیے خود دیکرو تنہا روانہ ہوا
ایک لمحہ بھی بارگاہ میں نہ ٹھہرا چند فرسخ کے بعد ایک گنبد کے نزدیک ٹٹولتا ہوا پہونچا یہ معلوم ہوا کہ بلائے
سیاہ اسی جگہ ساکن ہے یا کسی موکل جہنم کا مسکن ہے گنبد نہیں یہ بھی ایک مکان ساکنان جہنم کا ہے دوزخ کے
درکہ کا ایک ٹکڑا ہے کالا جہلتی نہ ہے یہ ازبسکہ اپنے پاس لوح طلسم بند رکھتا ہے اسکو گلے سے اُتار کر اُسنے
بلند کیا تو معلوم ہوا کہ نہیں گنبد بنا ہے اور بڑے بڑے حرفوں سے کچھ لکھا ہے اُسوقت افراسیاب نے
اُس سے کہدیا تھا کہ بروقت تمھارے پہونچنے کے میں بھی آؤنگا تم ان اسما کو پڑھنا اُسنے جب کچھ چارہ
نپایا اُن اسما کو ورد زبان فرمایا ایک طائر اُس گنبد کے حوالی سے پیدا ہو کر ایک طرف اُڑتا ہوا گیا
بادشاہ باغ سیب میں لیٹا تھا کہ وہ طائر شاہ کے ہاتھ پر آبیٹھا بادشاہ سمجھ گیا اور
اسی طرح بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور ایک ایسے مقام پر اپنے طلسم میں آیا کہ جہان ابر سفید کا ایک
گنبد بنا تھا اور ابر سفید ہی اُسپر سایہ کیے تھا وہان کھڑے ہو کر اُسنے سحر پڑھا کہ در گنبد کھلا اندر سے درہ کی
ایک خط باریک نہایت منور و روشن مثل خط کہکشان ظاہر ہوا بادشاہ اُس خط کے سایہ میں اندر
گنبد کے آیا اور اسطرف سے گنبد کے دروازے کو کھولا تو ایک ساحر کو استادہ دیکھا کہ سراپا نور تھا
اور منہہ میں اُسکے ایک فتیلہ مثل مشعل جلتا تھا بادشاہ نے ران اپنی کاٹ کر خون لیا اور کئی چھینٹے
اُس ساحر کے منہہ پر اُس خون کے مارے کہ وہ فتیلہ اُسکے منہہ سے چھوٹا اور وہ ساحر ایک آہ کر کے
جلگیا صدائے شور منثور قیامت برپا ہوئی اور آندھی سیاہ آئی چار سمت ہزاروں پتلے اور پرچھائیان
ظاہر ہو کر دست و پا میں بادشاہ کے لپٹنے لگیں اُسوقت اُسنے منہہ کھول دیا کہ بھق بھق شعلہ ہائے
آتشیں نکلنے لگے اور پتلے اور پرچھائیان سب نابود ہونے لگیں لیکن اُن پتلوں نے بھی
تلوارین اسقدر لگائی تھیں کہ جا بجا تن شاہ زخمدار تھا آخر وہ ابر سفید غائب ہوا اور آواز آئی کہ اے
بدکار و ناہنجار دیکھ تو کہ اسکی کیسی سزا تجھے ملتی ہے افسوس ہے کہ ہم چار میں اول ہی سے مطیع
ہمکو اور ہمارے بادشاہ کو بانیان طلسم نے تیرا کر دیا تھا خیر اب ذرا آتشی تو تند ہوا اور جنگ کھلا

غرض کہ بعد ان آوازون کے وہان بجاے روشنی کے تاریکی ہوگئی بادشاہ بہت جلد اُس گنبد
سے ادھر کو نکل آیا اور مُنھ سے اُف جو کی ایک شعلہ نکلکر فتیلہ پر پڑا کہ اُسنے کار روغن کیا
یا تو وہ بجھا چاہتا تھا اب دھڑ دھڑ جلنے لگا بادشاہ پرواز کرکے وہان سے صحراے تاریک
مین پہونچا روشنی کے باعث سے وہ تمام صحرا روشن ہوگیا خورشید جادو نے آکر ملاقات کی
اور چاہا کہ ہمراہ چلے لیکن اُسنے منع کیا کہ دشت پُرخطر ہر وقت پر خم قدم آگے بڑھانا یون نکمین
جانا یہ تو سب رُکے اور بادشاہ قریب گنبد پہونچا وہان شیر بیشۂ شجاعت مشجلع بیر
جہانگیر کو بر قرار استادہ پایا اور اُسنے شاہ کو دیکھکر سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ مرحبا اے میرے
شیر دلاور یہ کہکر اُس فتیلہ کو جو بلند کیا گنبد پر جو کچھ لکھا تھا حرف بحرف پڑھا گیا جہانگیر نے
اُسکو پڑھا اور کئی مرتبہ وردِ زبان کیا یکایک درِ گنبد وا ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر تیرہ فام کہ قد
اُسکا تاڑ سا فربہی مین پہاڑ سا تھا مُنھ سے شعلے آتش کے چھوڑتا نکلا اور اُسنے بادشاہ کو سلام
کیا بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑا اور گردن مین باہین ڈالدین کئی مالے مروارید کے کہ اصل مین
وہ بیضۂ عقاب تھے اور لک در لک سحر اُس سے پیدا ہوتے تھے اُسکی گردن مین اپنے
گلے سے اُتار کر پہنا دیے اور کہا اے برادر خوب تم آگاہ ہو کہ میرے طلسم مین عمرو عیار آیا
اور اُسنے میرے ملازمون کو بہکایا راہ راست کو بُھلایا اور وہ ملحد اور ترک پرستار خداے نادیدہ
ہو کہ جسکے نام سے ہم تم دونون نفرت کرتے ہین چنانچہ بادشاہ نے تمھارے اُسی
بیدین سے دوستی پیدا کی اور دین اپنا اور نام اپنے جد و ابا کا برباد کیا اور علاوہ اسکے
تم جانتے ہو کہ ہمیشہ سے میرے باج گزار تمھارے بادشاہ کے جد و ابا رہے ہین اور وہ
خود بھی غاشیہ بردار حکم رہا ہے پھر تمکو میری اطاعت کرنا زیبا ہے اُس ساحر نے کہا کہ اے
ملجاے ساحران جہان و بادشاہ افسون خوانان **بیت**

کہ گوشہ تیرا بچرخ برین طلسمون مین ہین تیرے جادوگران	ترا دین و آئین ہین و مہین	تو ہے قدوہ ساحران جہان
	اس ذرہ بے مقدار سے آپ کیا خدمتگزاری چاہتے ہین کہ اسکو	

بجا لانا مین اپنا فخر و افتخار جانون بادشاہ نے کہا بھائی مناسب یہ ہی کہ چراغ جمشیدی
و تیغہ بلاکش جو اپنے قبضہ مین تم رکھتے ہو وہ اس نہنگ بحر جلادت و دُردریاے فتوت

انجم سپاہ فلک جاہ شہزادہ باتوقیر جہانگیر کو حوالہ کرو کہ یہ طلسم کشا ہے یہ کہکر اشارہ کیا کہ جہانگیر بھی اُسے
کچھ باتین لجاجت کی کرے لیکن یہ بہادر یگانہ کب سر فرو لانے والا تھا کچھ اُسنے سماعت نہ کی سوائے
اسکے کہ اُس سے بغلگیر ہوا اور اُسنے بھی اسکے تیور اور شوکت و شہامت جو دیکھی بندہ بے دام بنا
اور فرمان بادشاہ قبول کیا اندر گنبد کے جہانگیر کو اجازت دی کہ جائے نام اس سلم کا وہم جادو ہے
اور اسکا بھائی ہے کہ اُسکو موہوم جادو کہتے ہین موہوم جادو بیرون گنبد برائے حفاظت
رہتا ہے اسوقت اپنے مسکن مین تھا کہ اُسنے روشنی دیکھی سحر سے حال دریافت کیا کہ افراسیاب
یہان آیا ہی چنانچہ فساد سے کوکب اور افراسیاب کے تو آگاہ تھا ہی سمجھہ گیا کہ آج
افراسیاب کا خالی از فتور نہین جلد خبر لینا چاہیے پس فوراً اُڑکر اس مقام پہ آیا اور مخفی طور
ساز کرنا افراسیاب کا اپنے بھائی سے دیکھا دل سے کہا وائے مردیم یہ کیا
غضب ہوا اُسنے پشت گنبد پر جلد تر پہونچکر سحر کی نقب لگائی اور اندر گنبد کے آیا اور جس
صندوق مین کہ تحفہ ہائے مذکور تھے اُنکو وا کرکے حاصل کیے اور نقب ہی سے نکلکر صحرا
کا راستہ پکڑا ایدہر جہانگیر جو اندر گنبد کے آیا فتیلہ سحر کی بہت روشنی تھی دیکھا تو ہزار التصویرین
یہان لگی ہین کہ سب ہستی بولتی ہین اور میز مین بھی ہین گلدستے اُنپر چنے ہین سامنے گلدستون
کے آئینہ جھمک دار لگے ہین آئینون مین پریان ناچتی نظر آتی ہین بادشاہ اُن ممالک سیر و شکار
مین مصروف دکھائی دیتے ہین صحرا و کوہ کا تماشا نظر آتا ہے بلبلونکا چہچہا تا سُنائی دیتا ہی رقص
طاؤس گلستان مین دکھائی دیتا ہی آئینہ نہین اصطرلاب جا ماسپ و جسام کیخسروی کو تر ماتی ہین
جام جم کو کوزہ سفال بتاتے ہین انہین میز گیون مین ایک یہ بھی تماشا ہی کہ کئی ہزار صندوق جواہر نگار
ور شتے کا رکھا ہی ہر ایک پر غلاف مخمل کا چڑھا ہی ہر صندوق پر جواہر کے مور کھڑے ہین دم
اپنی اٹھائے رقص کرتے ہین جو کوئی قریب صندوق جانے کا ارادہ کرتا ہے وہان مور سے
ایک پریزاد نکلتی ہی اور اپنی ادا ہائے دلفریب پر لُبھاتی ہی ہنسکر برق دندان کی چمک سے
بجلی گراتی آئینہ رخسار کا اپنے حیرتی بنالی ہے انسان محو ہو کر رہجاتا ہے کچھ دیر مین وہ پری تو غائب
ہوتی ہے جانے والا مثل تصویر گلی بے حس ہوتا ہی اور کچھ دیر مین زمین سماتا ہی جہانگیر نے وہ
اسما جو سر گنبد پر لکھے پڑھے اور لوح طلسم بند بھی پاس رکھتا تھا پس قدم جلادت تسنیم

بیٹھا اور صندوقون کے پاس آیا لیکن حیران کار تھا کہ کس صندوق کو کھولون اور کس طرح مقصد حاصل ہو
مقصد ہوان لیکن ایک صندوق جواہر کار منقش بہ نقش و نگار کو دیکھا کہ سب سے زیادہ پرتجمل
اُسکا تھا رونق مین بہتر از ماہ مبین تصدق اُسپر صندوق جواہر انجم چرخ برین اُسکا قفل
بھی کھلا دیکھا اُسنے اِسی کا پٹرا اُٹھایا اپنے مطلب کا پایا مگر اُسکے کنارون پر لکھا دیکھا کہ یہی ہی مخزن
جواہر تحفۂ طلسم بس اُسکا اُٹھانا ہی مُشکل تھا ناچار کرنا کیا باہر نکل آیا افراسیاب کو اُسوقت صدمۂ عظیم
ہوا اور سمجھا کہ شاید وہم نے دغا کی وہم بادشاہ کے تیور بد دیکھکر غائب ہو گیا افراسیاب نے
ہر چند سحر کیا کہ حاضر ہو مگر وہ ملازم اور بادشاہ کا اور سرحددار ہے وہ اسکے ادنی سحرون کی کب
مانتا ہی کہ یہ کھڑے کھڑے سحر کرے اور وہ آجائے ہان جب ہوم وغیرہ کرکے کسی طریقہ کا سحر
کرے تو اثر ہو ناچار بادشاہ تو اپنی فکر مین ایک طرف گیا اور جہانگیر نے قدم ہمت آگے بڑھایا
اُسوقت ایک پنجہ کرمین آکر اسکے پڑا کہ برو سے فلک لیکر اُڑ گیا یہان کا تو یہ ماجرا گزرا ظلم
چالاک بن عمرو بھی ساتھ جہانگیر کے آیا ہی اُسنے تلاش مین اپنے مالک کے رہ نوردی
کی اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل حسینۂ جمیلہ کے بنائی زلف کا سلسلہ سنبل باغ جنان
تک پہونچا ہوا رخسار کے روبرو گل باغ رضوان شرمندہ پیشانی شعلۂ طور کے روبرو نورانی
پیشانی آنکھین جو ساغر آب زندگی سے لبریز ابرو مستی خیز لبون پر جان مسیحا قربان رسیلا پنک
عجب آن بان اگر لیلی اُسکو دیکھے تو مجنون جسنے ہیرا ہیرے کی کنی کھائے شیرین سامنے اُسکے
پھیکی ہو جائے عذرا عارض پر مفتون ہو کر جان گنوائے نظم

ٹہلے بال چلتی جو وہ سرو ناز	قدمبوس کو آتی عمر دراز	جدھر کو وہ ٹک گرم رفتار ہو
قیامت اُدھر سے نمودار ہو	اگر گرم اُسکی جدھر جا پڑے	کہے تو کہ اودھر کو بجلی گرے
وہ کافر جبین ہو یقین ذبح جہان	کرین سجدہ اُسکا یہ اسلامیان	غضب اُس صورت پر آرائش ہے

ہو چکا لباس و زیور سے بھی مزین و محلے ہوا اور اٹھلاتا مگر گوندے کا عالم دکھاتا چلا لیکن یہ کہتا جاتا
تھا کہ یہ مرد و اثر اور عاشق باز ہے مجھکو اکیلے مین لاکر چھوڑ گیا بے مروتی سے منھ موڑ گیا اب مری کہون
اب کبھی اُس موسے سے مین بات نکرون اے اُسکے منھ کو جھلسا آگ کا لگاؤن در گور جائین
جو کہون ادھر سے دل تو اُسکا نام نلے چل اپنا کام کرین ایسے شام درے اور جب پچیس ہزار

اسی طرح اس گنبد سے چند گام بڑھا تھا کہ سامنے سیاہی دیکھی اور سیاہ پانی کا ایک چشمہ نظر آیا اُسکے کنارے جب پہونچا پانی کو اُسکے تلاطم ہوا اور بعد کچھ دیر کے ایک ساحرنے سر ابھار کے اور باہر چشمہ کے آیا یہ اُسکو دیکھا کہ چھپی اور چھائی اُبھار کر چلی اُسنے جو دیکھا کہ ایک معشوقۂ پُرفن عربدہ ساز مست مے ناز رفتار سے دل پامال کرتی بشان آہوے رم خوردہ دلفریبی دکھاتی جاتی بس وہین سے پکارا کہ بیت

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید		سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

وہ نازنین بھی پھر مسکرائی رخسار انور کی تنویر نظر آئی برق رخسار نے دل جلایا دوڑ کر وہ اُسکے قریب آیا اور کہا کہ شعر

خراماں نکلتی ہو جس راہ سے		قیامت ہے وان نالہ و آہ سے

اے یار وفادار طالب طرحدار اعل لیکر یون بھاگنا اچھا نہین ہان سچ ہے چورون کا اور کام ہی کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ چل تجھے مردوے اتنی باتین نہ بنا دل اپنی امان جان کو جا کر دے مجھ بچاری غریب سے کیا واسطہ ہے یہ تو وہی مثل ہوئی جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام اُسنے منت کی اور سر قدم پر رکھا یہ نہین نہین کیا کی آخر وہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اور آکر چشمہ مین کود پڑا جب اُسکی آنکھ کھلی ایوان وسیع و رفیع تعمیر دیکھا آراستہ برنگ تصویر دیکھا اندر ایوان کے فرش بچھا مسند مغرق آراستہ نہایت پیراستہ اسباب عیش و عشرت رکھا ہوا جام و صراحی موجود عشرت حاضر غم نابود اُسنے لاکر اُسکو مسند پر بٹھایا اور آپ سامنے بٹھا نظارہ جمال عدیم المثال سے ایسا خوش تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا آخر اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی اُسکا منت کرنا اور اسکا بگڑنا تھا پائی باہم ہونا چھوٹے کپڑے کا اوپر چڑھ جانا کبھی بندسیون کا کھلنا اُسکا آغوش مین لینا اُسکا تڑپ کر نکلنا اور کہنا کہ ای شخص گھڑی بھر کی اسوقت صحبت ہے تو مجکو ہلاک کرتا ہے غم فرقت سے دلکو چین آتا ہے نہ آرام ملتا ہے خواب و خور حرام ہوتا ہے خنجر اندوہ دل پر چلتا ہے جان پر بنتی ہے دم نکلتا ہے کہ نظم

سبب اس عشق کو عشق کہتے گئے		ستم اس بلا کے ہین سہتے گئے
اس آتش سے گرمی ہے خورشید مین		یہی ذرے کی جان نومید مین
اسی سے دل ماہ ہے داغدار		کتان کا جگر ہے سراسر فگار
		نئے اُسکے چرچے حکایت نئی

گئے شکر گلے ہے شکایت عنقی | اسی سے قیامت ہی جا بجا اُو ر | اسی فتنہ گر کا ہی عالم مین شور

اُسنے کہا ای سہ پارہ قسیم ہو ستاری کی جیب سے تجھے دیکھا ہے یہ حال ہمارا ہی کہ دشنۂ غم سے جگر پارہ

پارہ ہی دریاے اشتیاق جوش مین ہی بندہ کب اپنے ہو شگفتہ گل کا | اسی بیکس کو ای بیداد گر مارا تو کیا مارا

جو آپ ہی مر رہا اُسکو گر مارا تو کیا مارا | جگر و دل دونون پہلو مین ہین تجھی اُسنے کیا چاہا | ادہر مارا تو کیا مارا اُدہر مارا تو کیا مارا

یہ کہکر اُسکے لپٹنے لگا اُسنے دھکیل دیا کہ صاحب پرے بیٹھو اور جب دیکھا کہ یہ بدظن ہو گا بس فوراً جام مے ارغوانی بھر اور اُس اختلاط مین پہلے ہی اپنا کام کر چکا تھا یعنے شراب آغشتہ بدارو سے بیہوشی ہو چکی تھی بس وہ جام اِس کافر کے حوالے کیا بچہ نگارین خوش بنا کو دیکھکر اُسکا دم نکلا پھر ارو تھا ہی جام لیکر پی گیا دو جام پلانے سے مست و مدہوش ہو کر گرا اُسنے فوراً خنجر سے سر اُسکا جدا کیا آواز مہیب آئی کہ مارا مہو ہوم جادو کو اسطرف افراسیاب جو غائب ہو گیا تھا اُسنے ایک مقام پر پہونچکر خون اپنے بدن کا لیکر جانب فلک اُچھالا کہ وہ خون ایک زنجیر سونے کی بنکر ہر طرف پھیل گیا اور کچھ عرصہ مین وہی زنجیر وہم جادو کے گلے مین پڑی ہوئی اور جہانگیر بچہ مین دبا ہوا سامنے شاہ کے آیا بادشاہ نے اُسکو زنجیر سحر سے رہا کر کے پھر بہت کچھ سمجھایا کہ وہ سر فرو لایا اور بادشاہ کو مع جہانگیر کے لیکر روانہ ہوا اور اسی گنبد کے قریب پہونچکر جو اُسنے دیکھا تو وہ تالاب سیاہ نہ پایا اور ایک عورت کو دیکھا کہ لاش ساحر کی ڈھونڈھ رہی ہی جھولی وغیرہ تلاش کرتی ہی آفت برپا ہے زمانہ سیاہ ہی آندھیان چل رہی ہین اُسنے کہا ہاے میرے بھائی کو کسی نے مارا شاہ جادوان نے اُسکی تسکین و دلداری کی اور چاپ کو آگے سے لگایا پھر ایک حجرہ بنا دیکھا کہ وہ برباد ہو ذرہ باقی نہ رہا تھا چنانچہ اُسکو وا کیا ایک صندوق مین تیغ بلاکش اور چراغ جمشیدی رکھا پایا وہ لیکر جہانگیر نہایت درجہ خوشنود ہوا اور وہم نے ابطاعت بخوشی خاطر قبول کی اُسکو اپنے ہمراہ لیکر وہانسے مراجعت کی اور وہم شہزادہ کو اندر گنبد کے لایا اور ایک مقام پر تختہ سنگ لگا تھا اُسکو دیکھا کہ سنگ برنگ سبز تھا اور قفل آہن اُسمین لگا تھا شہزادہ نے بقوت صاحبقرانی اُسکو اُکھیڑ ادہنہ نقب کا پایا اُسوقت افراسیاب تو وہم کو لیکر پھر آیا اور اسی دشت میں کہ شہر جہان خیمہ جہانگیر کا تھا اور جہانگیر دونون یانون جاکر اُس نقب مین کہ آباد و غلطان و پیچان چلا گیا جب پانون تہ سے آشنا ہوے ایک صحراے سیاہ رنگ پھر نظر آیا اُسنے چراغ جمشیدی وہان رکھکر روشن کیا کہ تمام صحرا نورانی ہو گیا جیسے کسی کافر کے دل مین نور اسلام آگیا روشنی کی ہوتے ہی سر جادوار

شیلی پوش خبردار ہوا کہ شاید طلسم کشا آگیا بس اُسی وقت لشکر ساٹھ ہزار ساحران غدار کا لیکر جو مد دو دوڑا
صدا اُسنے بوق و دہل نے تمام دشت کو پھر آوازہ لرزلہ زمین مین ڈالا نارنج ترنج بس کی گانٹھ شکر ہزار
اُچھلنے نظر شورش دریاے لشکر نے کشتی جان کو ڈبونے کا عزم کیا بس وہ لشکر جہانگیر پر ٹوٹ پڑا اُسنے بھی
تیغ بلا کش کھینچا اور نعرہ بلند کیا اب تو یہ حال ہوا کہ نہرین خون کی جاری ہوئین فوارے جسم سے خون کے
اُچھلنے لگے کسی طرف آگ برستی تھی کہین لوہے کی لاگ تھی کسی جا کلوا اپنا کام کرتا تھا لیکن جہانگیر
یکہ و تنہا ہزارون لاکھون پر بھاری نظر آتا تھا اسنے باغبانی کرکے طرفہ باغ لگایا تھا تیغون کے پھل
نخل جسم مین لگے تھے تیر چلتے تھے بلا صبا آفت برتی تھی جوانون کے جسم پر پھولون کی طرح گلکاری تھی

نظم

جوہر شمشیر سے چمن کھلاتے تھے
ور بھی آگئی اگر صف اعداء مین
چشم خورشید فلک پر تھی مثال مکحل

مہاتسے اپنے کھسکتی تھی جو ہر اسنے تلوار
ایک دو ہاتھ کے چلنے مین پڑی تھی ہلچل

باعث تیر نگہ تھی چشم جو برق اجل
تیر کی جنبش جہان لیسکر ہو امر نگرد

اس دشت مین پہونچنے سے راہ کھل گئی تھی بادشاہ جادوان بھی مع
ملک خورشید کے آکر پہونچا اور فوج پر سرحد دار کے گرا عیاذاً باللہ بڑی گھمسان کی مار ہوئی آخر عین
گرمی جنگ مین سرحدوار شیلی پوش مقابلہ مین جہانگیر کے آکر دو ٹکڑے ہوا اور بقیۃ السیف لشکر بھاگا یہ
لشکر اور سرحد دار بارگاہ استادہ بے برائے حفاظت یہان رہتا تھا ملک مال اسکا نہ تھا ملک انجم
شاہ جادو کا ہے کہ جو بہنوئی ہو کوکب روشن ضمیر کا اور مقدمہ جو سرحد کا تھا اسلیے کوکب نے
اپنے بہنوئی کو یہ ملک سپرد کیا تھا اور اسپر بھی زیادہ تر یہ حفاظت تھی کہ گنبد دو ساحرون کو سونپا تھا
اور سرحد دار بھی مقرر فرمایا تھا یہ فوج شکست خوردہ اور زبون حال جانب انجم حصار رو بفرار
لائی اور یہان فتح کے نقارے بجنے لگے اور مال و اسباب اعدا کو سب نے لوٹ لیا پھر بارگاہ اپنی
اُس صحراے اول سے منگوا کر اسی مقام پر برپا کرائی لشکر مین جو طائفے کے ساتھ مین اُنھین حکم رقص و
سرود دیا کہ اسباب سب نشیب و فراز جہانگیر بھی رخصت ہو کر اپنے مقام پر گیا جا بجا نئے
یہان انتظام معقول کیا طلایہ قائم ہوا بازارین کھلین بالا روی پر روز جانا مقرر کیا اندر بارگاہ کے
جشن ہے صحبت ملوکانہ مہیا ہے یہ تو بعیش قرار پذیر ہین لیکن جو ساحران فراری کہ قلعہ انجم حصار مین
پہونچے انجم شاہ جادو سر پیچ کو مسند پر لیٹا دیکھ وہ جادو گستر تھا دربار مین اُمرا و وزرا ارکین سلطنت حاضر
قاعدہ ادب سے ماہر تھے اُسوقت ان فراریون نے دروازہ الامارہ پر پہونچکر فریاد و فغان کی انجم شاہ نے

سامنے طلب فرمایا اور استفسار حال کیا اُنھون نے رو رو کر سب حال گنبد کے ٹوٹنے کا اور سحر دراز کا
اور قتل ہونے کا بیان کیا ان لشکریون کو تو سرکار مین جگہ دی گئی اور بغضب تمامتر اپنے سردارون کی
جانب اُسنے نگاہ کی ایک سردار ذی احتشام مقتون جادو نام اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور آداب بجا
لایا شاہ نے اُسکو خلعت عنایت فرمایا پھر وہ اجازت سفر لیکر باہر آیا ساٹھ ہزار ساحران نامی کو اپنے
ہمراہ لیا اور آپ بھی تخت سحر پر سوار ہو کر چلا پھر وہی شور برپا ہوا زمانہ کا دل دہلا جادوگریان طاوس
اُڑاتی چلین اژدرون کی پھنکارون نے عالم کو سم اسود کر دیا اسلحہ کی چقاچاق سے دنیا بھر گئی ڈنکے
بجے ناقوس پھنکتے بڑے عظم و شان سے صحرائے تاریک مین آکر پہونچے اور خیمہ و بارگاہ سب نصب کیے
طبل فوج کے داخلے کے بجے ہرکارے خدمت جہانگیر مین آئے سب کیفیت معرض عرض مین لائے
بیان کئی روز تک مقتون کسل راہ سے آسودہ ہوا آخر ایک روز جب صحرائے تاریک سواد اعظم
شب نے مصقلہ فرمایا اور نور خورشید کو داغ سمجھکر جبین سپہر سے مٹا کے ظلم

پر مہکار روشنی کا نام آئی | نہیں ہوتے ہوس سے گل ستارے
شفق سے پھر دی شام آئی | چراغان بنگئے بالکل ستارے

سر شام مقتون خوش انجام نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے وہان دوان خدمت والا فرزند
صاحبقران مین آئے اور بعد عجز و ادب یہ زبان پر لائے اشعار

پچلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین | خطا شعاع سے اسیر جو ہو تیر | شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ
خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر | جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مسخر | فلک موقر و اختر سعید و بخت نصیر
زمین ہو سبز جو برسے سحاب بخشش سے | تو بوٹی بوٹی سحر خاک کی بنے اکسیر | طبل جنگ لشکر دشمن مین بجا ہی

باقی عافیت سب طرح ہے ادھر بھی نقیب سحر کو دم ملا لشکرون مین تیاریان آلات حرب و ضرب کی
شروع ہوئین شرارہ سحر شرارت کرنے لگا شعلہ بھڑک بھڑک اُٹھا ایک طرف شمشیر انیس جادوگری
اپنی زبان نکالے چمک سے شعلے چھوڑتی تھی کمان چلاچلا کر منتر پڑھتی تھی زبان سنان پر
سینہ چھیدون یا قوی بازو ادھر آ چھو جاری تھا تیرون کی یوں تیار ہوتی تھین گرزون کی دھال
ہوا چاہتی تھی جھنڈا شجاعت کا گڑا تھا جو منتر پڑھا آتا تھا کاوا اسے پھیرون جانے کا بی
دشمن کا لہو جانے تلوار سحر کی خوب کاٹے یہی صدائین آتی تھین جانین خوف سے جاتی تھین چار پہر یہی
ہنگامہ رہا جب مرغ سحر نے پیک نکر خبر آمد سحر دی اور غوغائے گجر نے شور طبل و بوق کو فرمایا

کہ ابیات

جو آئی پھر گھڑی سر براون کی	بدل دی صبح نے رنگت جہان کی
ہوا مہتاب کا بھی رنگ کافور	چراغ صبح کے مانند بے نور

سحرگاہ شاہزادہ والا جاہ بستر خواب سے اُٹھکر مسلح و مکمل ہوا اور دربارگاہ خورشید مر
آیا وہ بھی سویرے سے برآمد ہوا ہر ایک نے تسلیم کی پھر تخت اُسکا قلب مین لیکر بڑے
گروہ سے جانب میدان روانہ ہوئے کیا اُن کفارون کی شان و آن وہان لکھی جائے
ایک دُرِ بحر شجاعت جہانگیر باتوقیر کے سبب سے لشکر کی یہ عزت تھی نظم

وہ قیامت ہے تری فوج کہ شور محشر	دم نہ مارے کبھی سُن پائے جو گھوڑونکا صہیل
تالہ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پائون	کوچۂ صور سے گذرے جو دم اسرافیل
دون ترے گھوڑون کو مین کیونکہ پریون سے نسبت	نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

غرضکہ بہادران تجمل جب میدان مین پہونچے اُس طرف سے مقتون بھی فوجون کا پرا ہمراہ
لیے اپنی تمکنت و جلادت دکھاتا آکر پہونچا دونون لشکر مقابل مین صف آرا ہوئے اور بعد
ترتیب صفوف میدان جدال و قتال یہ نوبت پہونچی کہ ایک ساحر ستارہ پیشانی جادو نام مقتون
کی طرف سے میدان مین آیا اور نیرنگی سحر دکھاکر طالب مرد نبرد آزما ہوا اسطرف سے شہنشاہ قوی
بازو نام نے آکر اُسکا مقابلہ کیا تا دیر دونون مین رد و بدل ترنج و نارنج سحر کی رہی آخر ایک ناریل
ستارہ پیشانی کے سینہ کو توڑ گیا بھائی اُسکا زحل صورت اسکے مقابلہ مین پہونچا اور اُسنے ایک
بجلی سحر کی گرائی کہ خرمن جان شمشاد کو اُسنے جلا یا راستی کچھ کام نہ آئی جہانگیر تو منچلا بہادر ہے اُسکو
تاب کہان فوراً مرکب اپنا اُٹھاکر صف لشکر اعدا پر جا پڑا کہ یہ کہا تھا جھکڑ ۲ ہو مارا اور مرگئے پھر تو ابر سیاہ
چارطرف سے گھر آیا اور تیغہ سحر چلنے لگا دار و گیر کا زمانہ تھا اپنا پرایا سب تیغ کے مُنھ پر چڑھکر مُنھ کی کھاتا تھا جان
گنواتا تھا آتش خانۂ تن مین جادو کی لگی تھی پانی نے آبرو ساری کھو دی تھی غرق کشتی زندگی ہوئی
تھی ساری کری دھری ڈبوئی تھی اُسنے اسکو گرایا اسنے اُسکو جھکایا کوئی کسی کے اوپر غالب ہوا کوئی
مغلوب گرجتا بجا ہر سمت ساینین کی آواز جان پیاز سوز و گداز شمع ہنستی گل ہو ادا سے جھکے جھونکے
مار لو مار لو کا غل آفت تازہ برپا اندھیرا چھایا ہوا تھا تیغ اپنا پرایا ہوا مقتون نے بڑھکر کچھ جانب آسمان

پھونکا ایک ابر تیرہ گھر آیا اور چار طرف چھا کر ہر سمت سے مثل دیوار کے زمین مین سمایا ایک قلعہ سحابی
اُٹھ بنا اُسکے اندر کل لشکر خورشید کا آیا جو اُس سحاب کے قریب جاتا شعلہ آتشین تکلکر
بدن مین لپٹ جاتے تھے رخت حیات جلاتے تھے خورشید نے اُسوقت کچھ روئی الصد جوروئی
جھولی سے اپنی نکالی اور سحر دم کرکے جلا ڈالی اُسی وقت آگ اُس قلعہ مین لگی اور روئی کی طرح جلکر
رہگیا مفتون نے ایک تسمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ وہ تسمہ بظاہر مار سیاہ نظر آتا تھا اُسکے ٹکڑے
ٹکڑے کرکے جانب زمین پھینکے ہزارون ماران سیاہ پیدا ہوکر لشکریون کو ڈسنے لگے خورشید نے ایک
طاؤس موم کا بناکر کچھ پتلے سیندور وغیرہ کے اُسپر دیے پھر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور آسمان
کیطرف اُڑا دیے لحہ بھر مین ہوا تیز و تند ہوئی اور بعد ہوا کے ہزارون طاؤس آسمان پر
چھائے گُندے باندھا باندھکر زمین پر گرے اور سانپون کو چن چن کھاتے تھے اسی طرح سے
تا دیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی ہاتھونکی صفائی رہی کہ نظم

نسر طائر کو بھی وہ سمجھے ایک مسن ہوائی
طائر روح عدو کے لیے بہر پرواز

مہرہ پشت عدو مین ترا تیر صف دوز
تیر کی تیر سے صدا جیسے کبوتر کو غل

جب ہزاران غزلان ہو تیر نشان تیغ
رشتہ مہرہ تسبیح کے مانند ذلیل
آخر فوج مفتون کی پسپا ہوئی

اور تیغہ بلاکش ہے کے سامنے جب وہ جانبازی کرکے آیا ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے ہوا شور و ارو گیر تو برپا ہی تھا
اب اور بھی قیامت کا ہنگامہ ہوا افسران لشکر نے مرا گوارا کیا بڑے تجمس سے لاش اُسکی اُٹھائی اُسکو
لیکر روتے پیٹتے گریبان چاک سر پر خاک ڈالے روانہ ہوئے جہانگیر نے دور تک تعاقب کیا پھر بفتح و فیروزی
مراجعت فرمائی فوج دریا موج اُسکی اور منزل بھر بڑھ آئی پھر وہی ہنگامہ نشاط برپا ہوا ہر بہادر
دل لوٹ کر مالامال ہو گیا اور بستر پر اپنے بخوشی خاطر آرام پذیر ہوا بارگاہ مین شہزادہ فولاد کے
کے یہان جشن ہو رہا تھا اُدھر آشنائے راہ مین قافلہ شکست خوردہ روتا تھا اسی طرح
پریشان و مضطرب الحال انجم حصار مین آئے اور سامنے بادشاہ کے ہوکر سب ماجرا عرض کنان مین
لائے اُسنے جھلا کر ضرغام آہن خوار جادوگر کو بہ سپاہ کثیر روانہ کیا پھر وہی ہنگامہ سپاہ برپا تھا فوجون کا
چلنا جوانون کا مچلنا اور رتنا بیرون کا غل کرنا تھا شمشیر کی زحمت اُٹھا کر نہایت اہتمام سے یہ سبب
ولاور جب مقابلہ مین پہونچے ایک دو روز آسودہ ہوئے ایک دن جب دن کے عمر کا آفتاب لب بام

ہوا اور ضیائے خورشید کو چراغ سحری پایا کہ بیت

زمین کے سایہ سے کی پردہ پوشی ٭ مٹی مہر فلک کی گرم جوشی ٭ ایسے ہنگام میں طبل جنگ و نون ہمت بجے دلاور آگاہ و خبردار ہو کر جان لڑانے پر تیار ہو گئے کہیں ہواے افسون سے ہوا باندھی کہین پیدا ہوئی آندھی کہین تیغ تیز چمکی کہین کمان سے چلا کر خبر دی رن اور بزن کی رات بھر یہی غلغلہ رہا جب ساحر دو ہفتہ نے شعلۂ مہر کو چمکایا اور ساحرۂ شب کی شکست کا زمانہ آیا بیت اڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش پھر لڑنے والوں کے جوش ٭ صبح کو دونوں جانب سے سیاہ کینہ خواہ مقام وادگاہ پر گروہ گروہ حسب دستور شور برپا صفین کھنچ گئیں علم بلند ہوئے کڑکا ہوا طبل و بوق بجے ضرب آہن خواز علاوہ سحر کے قوت بازو کا اپنے بہت بھروسا رکھتا ہے اور سحر بھی اسی طرح شجاعت کا کرتا ہے اسنے سحر کیا ایک پہلوان صحرا سے گھوڑا اڑائے میدان میں آیا اور سلحشوری دکھا کر طالب مرد نبرد ہوا خورشید کفران سے بھی ایک ساحر نکلا مگر جو ساحر کہ اسکے مقابلہ میں آیا اسنے بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیا ساحر انتھار جوان نامی و نامور طعمۂ نہنگ شمشیر ہوئے اسوقت جہانگیر کو تاب کہاں گھوڑا اڑا کر سامنے اسکے آیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی اتفاق سے کادہ وسطے میں گھوڑوں کے عکس برج کا جو گلے میں جہانگیر کے تھی پہلوان پر پڑا وہ کانپ کانپ کر مع مرکب کے زمین پر گرا جہانگیر نے یہ ماجرا دیکھ کر ایک قہقہہ مارا افسر پر سخت نادم ہوا اور خود پلٹ کر ہو کر لمبے اس باطل کنندۂ افسون کے آیا اور نیزہ سینۂ بے کینہ پر اسکے لگایا پھر تو اس جنگ کا یہ حال ہوا کہ نظم

بگشتند با نیزہ ہاے دراز
نہ این را ظفر بد نہ آنرا ظفر
نہ جنبید گرد دلاور زجاے
گذارید دشت و از مہر کران
زآواز گوپال ہر دو سران
بشد آبلہ دست ہر دو سوار
دو شیر دلاور چو غرندہ میغ
چو کردہ بس دریدہ در کارزار

بگفتند با نیزہ بر سینہ راز
فگندند از دست نیزہ سران
بیکبار سر آورد لفشنر و پاے
نشد مرکبش گستوان چاک چاک
تو گفتی بدوش جاے آہنگران
زگوپال چون کار نامد بہ برگ
سخن بود باید گرشان بہ تیغ
غریو آمد از جان فوج فریق

لو و حملہ کردند با یکدگر
پس آنگہ گرفتند گرز گران
چنان بر سر خورد گرز گران
فرو رفت سر چار پا تیغ بخاک
ز نیروے مردان و زان کارزار
روان بر کشیدند شمشیر مرگ
بزد تیغ شہزادہ نامدار
ہمی نوحہ کردند برنا و پیر

اسوقت تمام سپاہ کینہ خواہ باہم آویزش پذیر ہوئی دلاوروں کے حملے دیکھکر بہرام فلک کا پتہ جلال و عظمت گردان پرخاشجو پر مہر چرخ تھرایا زمین خون سے رنگین ہوگئی عروس دہر کی

خونین ہوئی قبا سے سرخ ارض و غبرا نے پہنی تیرونکی مار تیرونکی بوچھار تھی کمندون سے بند بلا صحرا
مین پھیلا تھا آلہ اونپر نے راستہ زندگی کا کاٹ دیا تھا و ہادہ اور زنازہ کی آواز طلب خون مین بسنا یا ہوا

ہر ایک ارجمند کرد قسم | زبانگ تبیرہ شدہ گوش | زگردان برفتہ ہمین مغز و ہوش
سراسر ہمہ روے ہامون غنش | زتیغ سواران زرّین کفش | خروشیدن کوس و ترخ و درآے

جہان ماہی برو یکسر زجاے ❊ آخر کار تیغ بلاکش نے سحر کو چلنے نہ دیا زور و طاقت سے جہانگیر کے
دلاورون کا دم بند کیا ضرصر کی فوج بھی بہت کام آئی اور بھاگ کر بہتون نے جان بچائی مار تلوار کے ٹکڑے
اُڑا دیا جہانگیر نے جہان زیر مشت کیا جو کوئی سامنے آیا باقی نہ رہا ہنستا ہوا یہ شیر جنگی پھرا وہ اُدھر خاک
اُڑاتے ہوئے گئے اسنے ادھر آکر شادی کے نقارے بجوائے اور منزل بھر اور آگے سپاہ بڑھ آئی
نوبت خوشی کی بجائی جشن کا سامان ہوا ہر ایک خوش و خرم اُترا اُسطرف انجم شاہ سے فوج ہزیمت خوردہ
نے جا کر سب حال کہا یہ اُس مقام پر بہت پہلوان و سردار روانہ کرتا ہے داستان گو کو اخفیا ہے کہ جتنی
جا ہے جنگین بیان کرے لیکن یہ حقیر جاہ اختصار کرتا ہے کہ اب انجم شاہ نے شمع راے کو روشن کیا
اور انجمن مشاورت برپا کر کے طرح طرح کے اندیشہ ظاہر کیے آخرش راے پر وزیرون امیرون کے قرار پایا کہ
عیار کو بھیجیے اور کام لیجیے اُسنے اپنے عیار سرہنگ تیز رفتار غدار کو طلب کیا وہ ہمہ تن مکر و زور بنا ہوا
بانہ ہاے عیاری سے آراستہ و پیراستہ سامنے آیا اُسنے ترک فلک سے اُسکو آمادہ رزم پایا و ہر مکار کو
یقین ہے کہ مکر تعلیم کرے زال دنیا کو فقرہ دے جب ایسا اُسکو دیکھا کہا ای سرہنگ مین نے تجکو بچہ سا
پالا ہے اب یہ وقت جانبازی ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کی عنایت سے جو کچھ ظہور مین آئیگا وہ سب پر
کھلجائیگا میرے عرض کرنے کی کیا احتیاج ہے انجم نے اُسکو مال و زر سے بہت کچھ دیکر سرفراز کیا یہ رخصت
ہو کر چلا اور اپنے گھر مین آیا سب ملکرات کو بطور مخفی قلعہ سے نکلا اور روانہ ہوا یہاں وہ وقت ہے
کہ ابر آیا ہوا ہے کریم کی رحمت کا جنگل پر سایہ ہوا ہے باد بہاری خیمہ ابر زنگاری استادہ کر رہی ہے فراش
بنکر صحرا کو صاف کرتی ہے بوٹے بوٹے پر جوبن ہے شجر سرسبز ہین پتے لہلہاتے ہین جانور چہچہاتے
ہین کبھی سورج چمک جاتا ہے حسرت سے مزا زبان پر آتا ہے کبھی غبار اٹھے سے ہوا کے گھانس کو سون
تک لہراجاتی ہے گلون کی خوشبو کی لپٹ دماغ جان بساتی تھی دھیڑ کو کلا پہیہاسے بیچ بستاتے
ہین جدائی کی گل کیفیت دکھاتے ہین نوجوانون کے دماغ مین مستی کی دھوم طبیعتون مین لو

چشمہ اگر سوج عشرت دولون مین اُٹھاتے ہین چشمہ چشم تراوت پاتے ہین پانی کی رفتار دلون کو وہ بہاتی

ہر جا کھین وُہ بادبانی ہین نسیم
اور اسپہ وفور ابر و باران
رخنہ گر خانمان تو بہ

ابر و گل و سبزہ طرب ریز
ہنگامۂ عید بادہ خواران
زاہد کی جو وہ ہوا پہ قسمت

افلاک و زمین سرور انگیز
برباد وہ نشان تو بہ
کا ہے کو رہے ہوا سے جنت

ایسے وقت دلکش و موسم خوش مین جہانگیر کو تاب نہ رہی تیاری شکار کی کردی پھر تو باز بحری جرہ
باشہ لگھڑ چگھر طاترمتی شکاری جانور باز تیز پرواز بازدار اور میر شکار لیکر حاضر ہوسے خیمہ ڈیرہ لدگیا توجہ
ہمسن کمر باندھکر چلنے پر تیار ہوسے سامان بزم بھی ساتھ لیا رقاصون اور نازنینون کو حکم ساتھ چلنے کا دیا

مرکب بلور رفتار پر شہزادۂ والا تبار سوار ہوا ابیات

گئی چشم خورشید تک گرد فوج
ہین بیٹھے ہوئے شیر پیری لباس
دلون مین ہراس کمان و کمند

بجار و صحاری پہ ہو عرصہ تنگ
کرین لوگ خانہ فقیری کا پاس
جبکہ یہ سب ولاور صحرا سے پُرشکار مین پہونچے جانوران پرند کو اُڑا

روان بحر لشکر ہوا موج موج
مگر یان سراسیمہ ہین وان پلنگ
چکارے ہرن دونون اندیشہ مند

شکار کیا پھر چرند پر گھوڑے اُٹھائے ہزارون ہی ہاتھ آئے ابیات

نخچیر گہ آیا نظر دشت مین
ہنون مین مچی دھوم سے آکے دھوم
کہین ہاتھی نکلا ہر اژدر کہین
لب آب جاکر جو کھیلے شکار
ہواؤن سے بھاگے عقاب دلیر

سبھون مین جو تھے تازوسازِ نگ
جہان دیکھیے ہے قیامت ہجوم
اڑے مست ہاتھی جو تھے جنگلے
اسد وانکے تھے کو دکی سوار

نہ لک لک نہ تیتر رہا دشت مین
ہوسے صید یون بن پر آیا نہ تیر
کہین ارنے مارے غضنفر کہین
سُن اس شور کو چھوڑ کر بن پہ چیتے
ہوسے قر قرسے صید ہو ہو کے جمع

جب آفتاب کی تمازت ہوئی خیمون مین آکر قیام کیا اور طعام لذیذ

سے آسودہ ہوکر آرام فرمایا پچھلے پہرون کو جب دن ڈھلا سیر دشت کرنے لگے اسی شغل مین داد عیش و
نشاط دیتے تھے یہ تو یہان تھے وہان سر ہنگ ملازمان خورشید کی ایسی صورت بنکر لشکر مین آیا
اور ہرچند کہ تجسس کیا جہانگیر کو نہ پایا لشکر مین چرچا تھا کہ شہزادہ ہمارا شکار کو گیا ہی یہ خبر سنکر یہ بھی
صحرا مین آیا اور ایک مقام پر جھونپڑی فقیرون کی طرح اسنے ڈالی اور آپ ایک عورت نہایت
حسین بنا کہ زلف رسا کو اسکی مشک کا ختا ہو وہ آہو سے پیدا ہی یہ اس سے جدا ہی بیرہ شب برائے
چہرہ جبین یہ ایسا ہی جو شرم ہو دامین مثل مجنون لیلی بنکر مانگتی دعا ہی کہ یہی زنجیر کا سلسلہ پھر مجھ کو قید

حیات مین لانیوالا ہو اسی شب مین بدر پیشانی کو دیکھکر سجدہ مین جھکتا ہو کہکشان کو مانگ سے نسبت ہی کیا ہو اسمین راستی ہے وہ پھر کہتے ہیں کہ کج ہوئی ہی راہ تو کو ابرو سے پر خم اسلیے کہنا بجا ہے کہ خلق مشتاق تماشا ہے ہر جادہ ہی انگشت نما ہے کہ دیکھو وہ عید کا چاند نمایان ہو آنکھ مین وہ شرارت بھری کہ نگاہ برق پر برق گرائی گرمیان شعلے گرمی دکھاتی گردش غضب کا چکر دیتی تقدیر کو گردش مین لاتی تازہ غمزہ خوبان کو اپنا غلام بناتی رخ پُرنور مین وہ گرمی کہ دل جلون سے اور زیادہ دل مین آگ لگاتی آگ کا داغ ہی سے اچھا ہو بغیر دیکھے تاب نہ آتی لب شیرین پر شیرین فدا اس شیرینی کا مزا تلخکامی دلاتا چاہ ذقن مین اسکے عشاق کا دل ڈوب جاتا دانت موتی کی لڑی تھے بلکہ گوہر ان دانتون کو دیکھ وابستہ ہوا دلین سوراخ اسکے پیدا ہو کر

نظم

سیہ چشم اسکی وہ بدمست تھی
نگاہون سے شمشیر بدست تھی
رخ اسکا کہان اور مہ و خور کہان
تفاوت زمین آسمان کا ہو یہان
وہ لب لعل کو جس سے شرمندگی
دم حرف سرمایۂ زندگی
دہن کی جو تنگی نظر کیجیے
تو آگے سخن مختصر کیجیے
تہم تم رخ دیکھ حیران ہین
کبھی دست زیر زنخدان ہین
سراپا مین اسکے بہاری کیجیے
وہ من رو سے مقصود جان کیجیے

اس شکل و شمائل پر بالون کا جوڑا باندھے کنگھی چوٹی زلف لہرا کر رخسار پر آتی بدلی چاند سورج پر چھا جاتی تہمد باندھے ایک کرتا کمر تک موتے کپڑے کا پہنے سر کے چھلا انگلی مین پہنے بانسری چھیڑ مین لگر لیے وہ جوگی بیراگ رباست بیٹھی ایک کوسے مین بین ستار بھی چھیڑ رہی ہے دکھ لیے یہ تو اسطرح بیٹھا او جیسے کھلا دن رہا شہزادہ سوار ہوا اور جوالون سے اسوقت صحرا کا یہ عالم دیکھا کثرت کی

ہوا دلکش و ہر طرف سبزہ زار
کہ ہر سون سے کی تھی قیامت بہار
کھڑے تھے لوگ مو تماشا تھے دوان
لگی کہنے بلبل خوش زبان
کہ خاطر جنون سے خبر کیجیے بخت
خبر بھی ہے تمکو کیا آیا بنت

جب یہ سب سیر کرتے ہوئے چلے عیار طرارستے کہ یہ سب تو عید کو آتے تھے گروہ صیاد بنا ہوا دام لگائے بیٹھا تھا انکو جو تماشا دیکھا آپ بھی بین بجانے لگا اور خوش الحانی سے یہ غزل گانے لگا کہ غزل

تمھین تقصیر اس بت کی کہو میری خطا لگتی
مسلما نو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی
تڑپتے لوٹنے رونے کا باعث تجھپہ کھلجاتا
ترے دل کو بھی میری سی اگر ظالم وفا لگتی
وہ پھرے ہے گرم نظارہ کہاں تک زخم دل ٹانکون
کہ ہے ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آ لگتی

جو گریہ ترشح کرو دیتا تو جیسے نالہ کھینچا تھا	چمن مین کوہ مین صحرا مین آتش جا بجا لگتی
بلا سے جان ہو دھیان اُس سیہ کاکل کی ہولی کا	نہ لگتا دل تو دل سے کے تیرے کا ہکو بلا لگتی

یہ صدا لگانے کی اور بین کی کان مین تہانا نگر کے جو پہونچی گھوڑا اُسی طرف اُٹھایا صید خود بخود صیاد آیا قریب پہونچکر عجب حسن زیبا دیکھا کہ فلک نے کبھی ایسا نقشہ نہ دیکھا تھا گھوڑے سے کود کر قریب اُس قتالہ کے آیا اور کہا شاہ جی عشق مولا اُسنے کہا داتا بھلا ہو راج پاٹ کرو دھرم کاج کرو اُسنے کہا سائین آپ کا کہان سے آنا ہوا ہے کہا بابا جان سے سب آئے ہین کہا آپ یہین رہیے گا یا جائیے گا جواب دیا کہ جانے کو سنسار آیا ہے فقیر کیونکر رہ سکتا ہے موافق مضمون اس بیت کے

بیت

زندگانی ہین جہان کے ہم بھی ہین	ساتھ اس کاروان کے ہم بھی ہین

اُسکے پاس جاکر بیٹھ گیا اور اُسکی تیر مژگان کا صید ناوک خوردہ دل اسکا بنا اب اُسنے اداہاے دلفریب دکھانا شروع کیا کبھی منھ کو بنایا اور غنچہ دہنی سے بہت آہستہ جماہی لی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کلی چٹکلر کھلگئی کبھی دونون ہاتھ اٹھاکر انگڑائی لی کہ دونون ہاتھ دو تلوارین یقین کہ بلند ہوگئین بغل کی خوشبو آئی سفیدی اور رنگ لائی کہ جان پر بن آئی گات کے ابھار نے ستانین شکر سینہ دکھا دیا اور وہ جلدی سے چادر کو آگے کر لینا حیا کی چلمن رخسار پر پڑنا غضب کر گئی نظر مین ہونا حیا دا اللہ یہ نوجوان تھا اگر زاہد صد سالہ بھی ہوتا تو زہد و ورع طاق نسیان پر رکھتا پس اُسنے قدم پر اُسکے سر رکھدیا اور کہا کہ میر الملک و مال اس مقام پر نہین ہے ورنہ کیا کہون کہ کیا مراتب آپ کے کرتا اُس مہ پارہ نے جواب دیا کہ تارک الدنیا کو ملک و مال سے کیا مطلب رہا ہے کشور راحت فوج الم نے لوٹ لی ہمکو مال کی کیا پروا ہے فقیرون سے زیادہ ارتباط اچھا نہین اب اپنی راہ لو ملک و مال کا لالچ نہ دلاؤ اُسنے کہا ہم تیری گلی کے گدا ہین اس صحرا کو باغ جنان سے بہتر جانتے ہین اُسنے کہا یہ بھلا ہم کب مانتے ہین اُسنے کہا آج مین اپنا خون کرونگا نہین تو عرض میری قبول ہو کہ یہان سے چند کوس پر لشکر میرا ہے وہان تشریف لے چلو اُسنے جواب دیا کہ درویشون کو جا بجا دوڑتے پھرنا اچھا نہین ہے کیا مطلب جو وہان جائین اور اپنے مشرب و ملت مین دھبا لگائین اُسنے کہا ہم تمھارے کمالات کے مشتاق ہین دو گھڑی ٹھہرنا اچھا آمادہ بھی تو صحرا ہی ہے کوئی عمارت

شاہی نہیں ہو اُسنے کہا ابھی یہ راہی نہیں ہو بہت کچھ اُسنے منت سماجت کی جب وہ راضی ہوئی اسی وقت یا تو چند روز رہنے کا ارادہ تھا صحرا میں یا کوچ کیا اُس زن مہ طلعت کو بھی سوار کرا لیا اور لشکر میں پھر آئے ایک خیمہ میں اُسکو اُتارا کہ جملہ سامان عیش و راحت سے وہ آراستہ تھا مسندیں بچھی تھیں چوکی پر کشتیاں صراحیوں کی شراب کی رکھی تھیں چنگیریں چو گھڑے عطر دان پاندان مہیا تھے لنگر کی آب و تاب لگی تھی کنیزیں بہر خدمتگزاری حاضر تھیں جہانگیر نے کشتیاں جواہر و زیور کی اور لباس پر تکلف کی اُسکے لیے بھیجیں لیکن اُسنے قبول نہ کیں اور کسی طرح وہ اسباب نہ لیا آخر جب رد اسے شاہد دہر میلی ہوئی اور گرد لباس و روش روزگار نے اُتارا خیمۂ عالم میں قدم شب مشک فام نے رکھا کہ نظم

ستارے تھے کہیں چھپے ہیں لب جام
کہ آنکھوں میں پھریں غفلت کی آرام
کھلا جسم فلک سے شب کا پھر راز
ہوئی پیدا مبارکباد آغاز

شب کو ساقی و شراب سب مجتمع ہوئے شہزادہ خیمہ میں بارگاہ گلفام کے آیا انجمن آرائی ہوئی لطف چراغاں ہر سمت تھا درختوں سے پتے کھنکنے لگے ہوائیں سی آہستہ آہستہ دران پھول کو سون تک میدان میں سناٹا ہوا ستاروں کا کھیت لطف دکھانے لگا ایسے عالم میں زن حسینہ نے بین کو اُٹھا کر بجایا اور یہ گانا شروع کیا کہ غزل

اس تپش کا ہے مزا دل ہی کو حاصل ہوتا

کاش میں عشق میں سر تا بہ قدم دل ہوتا
آسمان درد محبت سے جو قابل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا
چھوٹتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل تو
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا
گر ترا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
نا دق ہوتا کہ جینا اسے مشکل ہوتا
گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبوں میں مرے
زلف ہوتا ترے رخسار پہ مائل ہوتا
بن گرفتگی اگر خاک چمن میں ہوتی
تو جہاں دیکھتے ہو غنچۂ دل ہوتا
ذوق مستی زیادہ ہوا ہوا سے

ہر خوشی سے دل بیتاب سماں بندھا ہر ایک محو بیٹھا ہوا رات کا وقت سازکی و مسازی کا عالم ہی اور تھا جب تو جہانگیر نے چاہا کہ تخلیہ ہو اور میں اور یہ اکیلے میں بادہ خواری کریں لیکن فرزند مرشد برحق یہاں موجود تھیں اُنھوں نے ایک جام بھی اُس نقرہ کے ہاتھ سے اُسکو نہ پینے دیا اور کہا میرا دل کھٹکتا ہے خراب ہاسئے ہیں اسوجہ سے پاس خاطر ہے لیکن میں آپ کو اسکے پاس اکیلے میں نہ بیٹھنے دوں گا اور اسکو یہ خیال ہے کہ بیشک یہ کوئی عیار ہے پھر سوچتا ہوں کہ اگر تفتیش حال کروں اس خیال سے کہ یہ مرد ہے اور یہ مرد نہ نکلا تو برا ہوگا کیونکہ اس ملک کی بچیوں کو میں نے عیاری

کرتے دیکھا ہی بس اگر عورت ہی تو جاسے ہی کہ وہ ایک مقام پر بیٹھی تھی کیون اسکو یہان لاسکے باین
وجود رفت چند در چند یہ تو خاموش ہی اور وہان جہانگیر پھڑک رہا ہی بیتاب ہوا جاتا ہی جب زیادہ دیر آ
آئی چابک سے نے کہا ای شہریار اب تشریف لے چلیے اپنی بارگاہ مین جہانگیر آبدیدہ ہو کر اٹھا یار سے
بمغاست ہوئی چابک سے نے بخوبی پہرا چوکی مقرر کیا تمام شب آپ جاگتا رہا نہ تو شہزادہ جاسکا نہ
عیار آسکا آخر عمر شب نے حسرت و ناکامی التماس غروب ہوا اجلال مہر آشکارا ہوا کہ دل خجل جلکر
مثل شمع بجھا یعنی زلف شب تا بزانو پہونچی بموجب شعر شعر ہوئی شایع جو نور افشانی چہرہ
بنی مشعل رخ نورانی مہر * ہنگام سحر وہ دریشہ عازم روانگی ہوئی جہانگیر نے بہت روکنا
چاہا مگر اسنے نہ مانا آخر سوار ہو کر راہی ہوئی چابک بہت خوش ہوا کہ خس کم جہان پاک کھٹکا مٹا
لیکن شہزادہ کو تاب کہان دوسری شب کو بغفلت دیگر لباس شبروی سے آراستہ ہو کر سیدھا
اس جھونپڑی مین پہونچا جوانی کے مزے ہمکو بھی جب یاد آتے ہین کف افسوس ملکر رہجاتے ہین آنکھ
کہ لینا بس ہے کہ اب ہوس ہی جب اس مقام پر پہونچا اسنے باعزاز تمام اسکو بٹھایا یہ لب پر لایا کہ قسمت
بوسہ ہمین جو لب کا وہ اپنے عطا کرے * اس بادشاہ حسن کا داتا بھلا کرے * اسنے کہا کیا خوب
اب آپ مزے مین آئے فقیرون کے سامنے راہ ادب سے آگے قدم بڑھائے اسنے منت کر کے بیٹھ جانے
کا عزم کیا اسنے جھجک کر اپنے تئین گرادیا اسنے ہاتھ پکڑ کر جب اٹھا اسنے دوسرے ہاتھ کو دابکر منھ ناز سے بنایا
پھر آپ ہی آپ اشک آنکھون مین بھر لائی صدقے قربان اپنے اوپر سے کر لیا تب ہنس دیا دیر تک بازار
غمزہ و ناز گرم رہا پھر اسنے کہا کہ ہم فقیرون کے پاس تو شراب بھی ایسی ہی کہ آپ کے لائق نہین کیا تمھاری
تواضع کرین یہ کہکر ایک گلابی شراب کی جھونپڑی سے لائی اور کاسہ چوبی مین بھر کر پیشکش کی جہانگیر
نے بے وسواس اسکو پی لیا اور بیہوش ہوا اسنے پشتارہ اسکا باندھا اور سید جابے دھڑک معہ
سپاہ و عیار لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد راہ طی کر کے داخل قلعہ انجم حصار ہوا اور جب سامنے بادشاہ
کے پہونچا اسنے آہنگر بلوا کر سرا رسن کی قید جسم پر آراستہ کی اور حکم دیا کہ اسکو لیجا کر برج صندل مین قید
کرو تیغہ بلاکش بسبب اسکے کہ مسکن ساحران غدار ہی اس مقام کو شہزادہ جانتا تھا تو کمر مین رکھتا
تھا صحرا مین بھی لایا تھا وہی تیغہ لایا تھا وہ تیغہ بھی انجم شاہ نے لے لیا صبح کو یہان لشکر مین شہزادہ
کے غائب ہونے کا غلغلہ ہوا مہتر چابک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ اس عورت کا آنا اچھا نہین

خیمہ رحمت باد آبادیہ کہکر وہاں سے صحرا میں آیا مسکن عیار کو نہ پایا اور نہ اُس عورت کا کہیں نشان دیکھا
بس یہ وہاں سے سیدھا روانہ ہوا اور جابجا کے گانوں بستیاں ڈھونڈھتا ہوا قریب قلعہ انجم حصار
پہونچا قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ نہایت مستحکم و استوار اُسنے صورت اپنی بدلکر جب اندر جانے
کا قصد کیا جیسے ہی دیوار قلعہ کے پاس پہونچا ایک چمک پیدا ہوئی آواز گڑگڑی آئی پھر جو دیکھا تو بجلی
چمک کر اسپر گری اور گردن و کمر میں مثل زنجیر کے لپٹ گئی اور لیکر بلند ہوئی غلغلہ دروازے پر جو ساحر
تھے انمیں برپا ہوا وہ برق زنجیری ہوئی سامنے انجم شاہ کے اُسکو بھی لائی اُس نے اسکو بھی قید کیا
جاسوس ملکہ خورشید تاج بخش نے لگا رکھے تھے وہ خبر لیکر گئے اور کہا ہمکو اندر قلعہ کے جانا بھی نہ پڑا
یہ ساحر اپنے بیرون قلعہ دیکھا تمام لشکر میں اسکے بھی شور انکی گرفتاری کا مچگیا ملکہ خورشید نے اُسی وقت
لشکر اپنا تیار کرایا اور برسم یلغار سامنے قلعہ کے آیا دلاوروں نے آتے ہی پرا جمایا اور حملہ کیا
جب دھاوہ پیش ہوا دیوار ہائے قلعہ کہ تار بنگی تھیں لاکھوں بجلیاں تڑپ تڑپ کر گرنے
لگیں قلعہ ابر تھا اُسمیں بجلیاں تڑپ تی تھیں میدان میں آتشبازی چھوٹ رہی تھی عجب
بہار دکھائی دیتی تھی کہ شعلہ ناچ رہے تھے جتنے کہ آگے بڑھے تھے انکا رخت ہستی بجلیوں نے جلا دیا
بہت آدمی جلے ہوے نظر آتے تھے ایک طرف برق طپان تھی ایک سمت یہ سوختہ تن نالہ جیتے
تھے شور آفت زا برپا تھا آخر خورشید وہاں سے کئی کوس اُسطرف ہٹکر آیا اور خیمہ استادہ کیا ادہر
انجم شاہ نے عریضہ بخدمت کوکب لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ عالیجاہ کیوان کلاہ ہم لوگوں کی
پشت پناہ ہمیشہ آپ پر سلیہ الکرین بصد ادب گزارش پذیر ہو کہ ان دنوں چند باغیوں نے
سر اُٹھایا از انجملہ جہانگیر لشکر لیکر میرے قلعہ پر آیا مثل مشہور ہے کہ چھوٹا منھ بڑی بات لیکن ویسے ہی
تو منھ کی کھائی خدا نے شکل عروس فتح و نصرت دکھائی اب دونوں کو یعنی عیار کو جہانگیر کے
جسکا نام چالاک ہے اور خود اسکو میں نے گرفتار کیا ہو انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہو زیادہ حد ادب نامہ
ایک ساحر کو دیا کہ وہ لیکر قلعہ کوکبیہ کو روان ہوا اور بہت جلد سب قلعہ جات کو جو اُس پار دریا
کے ہیں طے کرکے جب دریائے مروارید کے قریب پہونچا نجمہ اُسکو اُٹھا لے گیا دربار دربار
میں لایا شاہ کو سریر حکومت پر بصد کر و فر تمکن پایا مجرا کیا اور وہ عریضہ دیا بادشاہ کچھ دیر تک سوچتا
کیا پھر جواب لکھا کہ اے برادر عرضی تمہاری پہونچی جانبازی پر تمہاری صد آفرین ہے لیکن انکو قتل نہ

ارادہ نہ کرنا ورنہ مجکو خواجہ عمرو سے ندامت ہوگی مین اُسکی فکر کرتا ہون تم مضطر نہونا باقی مراعات
خسروانی کے امیدوار رہو یہ جواب لیکر وہ ساحر خلعت سے مخلع ہوکر پھر آیا اور پاس انجم شاہ کے
آیا نامہ دیا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا لیکن ایک دن اُسنے وزیرون کو بُلاکر مشورہ کیا اُنھون نے عرض
کی کہ کوکب کی عقل مین ہم کہ نہین سکتے کہ فتور ہے قید رکھنا اُنکا عقل کا قصور ہے اسکا اقدار
شاہ جادوان ہو وہ آئیگا اور غضب ڈھائیگا جان بچکر جائیگا آخر اس امر پر قرار ہوا کہ اُنکو باری
تو الناصلاح ہو خیر خواجہ حکم دیا کہ اندر قلعہ ہی کے میدان خونی تیار ہو فوراً آرہ کش جلد حاضر ہوئے
چبوترے رنگ رنگ کے بنگئے بورکیے فلاکت کے بچھ گئے خلقت مین ہر طرف چلو دیکھو چلو دیکھو کی
پکار ہوئی گرد اُس میدان کے تمام اہل قلعہ کا سیر دیکھنے کے لیے مجمع ہوگیا شہزادہ اور چالاک کے
اراپہ پر سوار کرکے اُسمقام پر لائے فوج بادشاہی براے حفاظت ونگہبانی مسلح ہوکر وہان آگئی جسپر
کسی نے کہ صورت زیباکو ان نوبادگان باغ صاحبقرانی وعیاری کی دیکھا مثل گل خزان رسیدہ کے
پژمردہ ہوگیا وہ حسن وہ صورت وہ جلادت وہ شوکت ہر ایک کہتا تھا کہ بھئی ابھی تو سبزہ بھی
رخسار پر نہین اُگا ہے چہرہ پر کیا بھولاپن ہے کوئی کہتا تھا کہ انکے والدین کے دل سے پوچھے کہ
ابھی تک طوق گلے مین منت کے پڑے ہین خدا نہ کرے کہ کوئی پودہ بھی اس طرح باغبان کا کٹے
دیکھو کیا گال پھولے پھولے گلاب کی ایسی پتی ہین بعض کہتے تھے کہ بھائیو یہ دنیا جائے عبرت
ہے یہان ایسے ہی ایسے جوان خوبصورت تیغ مرگ سے شہید ہوتے ہین ایسے ہی گل باغبان دہر توڑا کرتا ہے
اچھے ہی تو بہت جلد فنا ہوتے ہین سراے فانی مین یہی طور ہو رہا ہے دیکھو تو کیسے کیسے گلبدن رعنا
مٹ گئے اور کیسے کیسے حسین بسان سبزہ پامال قدم اجل ہوگئے مخمسہ

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجھ پاس — کہ جنکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوک اور پیاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہو ادواس — بجاے گل چمنون مین کمر کمر ہے گھاس
کہین ستون پڑا ہے کہین پڑی ہے مغول

یہ باغ کھا گئی کسکی نظر نہین معلوم — بجانے کسنے رکھا پان قدم وہ کون تھا شوم
جہان تھے سرو صنوبر وہان اُگی ہے زقوم — مچی ہے زاغ و زغن سے اب اس چمن مین دھوم
گلون کے ساتھ جہان بلبلین کرتی تھین کلول

بہان تو سب آپس مین رنج و غم کر رہے ہین ادھر انجم شاہ دار الامارۃ سے نکلکر میدان مین ٹھہرا
پلٹنون اور رسالون نے قیدیون کو گھیر لیا جلاد حکم پوچھنے لگے پھر انگریز ونچا ایک آپس مین نگاہ
حسرت کرتے تھے اور اپنے مذہب کے موافق رجوع قلب بسوئے آذر کئے تھے ان تامّلون
کے باعث سو تو جان بچگئی لیکن لو قاتل پیدا ہوا یعنے غلغلہ ہوا کہ دختر بادشاہ تشریف لاتی ہین
ہر ایک اُسی جانب دیکھنے لگا اس اثنا مین ایک قتالہ و سفاکہ کو دیکھا کئی سو خواصون کے بیچ مین کہ وہ
سب بھی کشور حسن کی شاہ اور آسمان خوبی کی ماہ تھین چلی آتی ہے رفتار سے اپنی کبک کو شرماتی
ہے کان مین جو بالا پڑا ہے چلنے سے ہلتا جاتا ہے عکس اُسکا گالون مین لہراتا ہے دیار حسن کو خوبی نے
گھیر لیا ہے آفتاب مین چاند نکلا نظر آتا ہے زلف بھی چہرے پر لہراتی ہے ناگن باغ حسن مین ادس
چاٹنے آئی ہے کمر کو سے کا عالم جسپر عشاق بیدم پائجامے مین سلوٹین پڑی ہوئین برابر ران دکھریسین
نظر آئین پیٹرو موافق سے اُبھرا ہوا سینہ پر کچونکا اُبھار جوبن دیتا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا
وہ کون ایسا تباہ تھا جو اسیر اُسوقت نہ تھا خوبان عالم کی جان تھی عجب آن بان تھی زلف سودا
بخش روح لیلی کمان ابرو مین جڑا ہوا تیر مژہ آنکھون مین سرمہ حیا کا ازل سے دیا ہوا
شاخ شجر طور سر تا قدم بنی ہوئی نخل گل باغ ارم قامت کی شان تھی گلدستہ جاہ و حشم کی آن
بان تھی دفتر رعنائی مین فرد تھی آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے اٹھلاتی ہوئی دام زلف مین دل
پھنسائے ہوئے خدا نہ کرے جو ایسی زلف کے پھندے مین کوئی پھنسے چشم تماشائی

نظم

ناظم حیرتی آئینہ رخسار ہے کہ
ایک جاگہ ہو ایک جاگہ خوب
تا کل صبح پر نظر نہ کرو
اسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعوی ہے کاذب
اسکے رخسار آئینہ سان صاف
ایک بار یک [illegible] سے دیکھا

کیا کہون کیسا قد و بالا ہے
پیکر نازک اُسکی سب مجسم
کچھ بھی نسبت ہے تمکو سرو سے
رہے سنبل کے پیچ و تاب دھرے
ویسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھئے معاف
کیا جھلکتا ہے اُسے رنگ قبول

قالب آرزو مین ڈھلا ہے
اُسکی کاکل سے حرف سر کرد
کاٹے کو سون کی بات کا کیا ہے
اُس جبین سے ہے وہ لکیر جاذب
یہ کہان مین کسو سے کھنچتی نہین
لطف بینی کا فہم سے دشوار
جیسے کھڑا گلاب کا سا پھول

پس اُس گلبدن نے قریب آکر اس گرفتار رنج و الم شہزادہ عالم کو بھی دیکھا عجب شکل خدا کی

قدرت نظر آئی فرشتہ زیب ملائک فریب سکندر صولت فلاطون حکمت کو دیکھا کہ ابھی نوجوانی کوئی گل عیش نہین چنا باغ حسن سر سبز ہوتا آتا ہے ایسی صورتین مرقع دہر مین مصور قدرت نے کم کھینچی ہین وہ دزدیدہ نگاہین وہ دل لینے کی راہین وہ چاہت کی صورت بھولے پن کی صورت پیار آنکھون سے ٹپکا پڑتا یوسف کا ایسا نقشہ بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری مچھلیان فراخ و ہموار پیشانی بلند کمان کی طرح بلند نہایت ارجمند کہ ابیات

وہ نکوخوے نکوروے خجستہ منظر
وہ سلیمان وش و موسیٰ کف و صالح اعمال
آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم
شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

وہ بلند اختر فرخ روش و فرخ فال
چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا
مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال

وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان
چشمۂ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال
خسرو جم حشم و داور کسریٰ افضال

بس صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا کہ دل خم زلف دوتا مین پھنسا سر پر نازل ہوئی بلا جوش طپش نے آرام کھویا صبر کو دل سے ہاتھ دھویا آتش شوق کی حدت بڑھی گرمی بازار الفت ہوئی اُف اُف کہکر دل تھام لیا اپنے خدا کا نام لیا طبیعت نے کہ نہ سنبھلونگی محبت نے کہا مین تمام عمر رلاؤنگی بیخودی نے استقبال کیا تیر حیرت نے تھام لیا کہ فرد

دام الفت مین گرفتار ہوئی
تلخکامی کے مزے لینے لگی
کہ سمجھتا یہ شگون غم ہے

پائے بند ستم یار ہوئی
جان دینے کی اشارت تھی
مژدۂ ولولۂ ماتم ہے

دم لیا بھی کہ نہ دم دینے لگی
مرگ نو کی یہ بشارت تھی صاف
آنکھون سے حسرت پیدا ہے

چھپائے ہوئے دلکو اپنے بس مین کیے چپ چپ پاس اپنے پدر کے آئی اُسنے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور پاس اپنے زانو کے بٹھایا دزدیدہ نگاہی ہوتی جاتی تھی چپکے چپکے دلکو روتی جاتی تھی آخر سر رشتۂ کلام کو عقد پیام دیا کہ ای پدر مین نے حال اس شہزادہ کا بخوبی سُنا یہ طرفدار شہنشاہ افراسیاب ہے اسکا قتل کرنا ناروا ہے دوسرے ماموں جان نے کچھ تو ایسا سمجھ لیا ہے جو آپکو منع کیا ہے اُنکی رائے پر اپنی رائے کو ترجیح دینا خلاف دانش عقلا ہے ایسا نہو کہ کام ہاتھ سے جائے بنا بنایا کھیل بگڑے مفت کا الزام آئے آپ خود دانشمند ہین آپ کو کون سمجھائے پدر نے اُسکے کہا آخر پھر کیا کرون اُسنے کہا کہ سوائے قید کے کوئی چارہ نہین دوسرے یہ کہ ماموں جان کیا غافل تھوڑے ہین وہ بہت جلد راہ اسکی لگا لینگے آپ کیون گھبراتے ہین بادشاہ نے کہنا اُسکا

منظور کیا اور اس اسیر سلاسل عشق کو پھر بندی خانے مین بھیجا خلق خدا شاد شاد اپنے اپنے گھر پھری وہ انجمن رنج باطل ہوئی ادھر یہ دیوانہ مجنونانہ اسیر زنجیر خانۂ زنجیر مین بھی اسکے اسیر ہونے کا قفل زخمی نگاہ سے تامل کرتا ہوا کہ واے ناکامی اتنا اور بھی جان پر آبنی اس سلسلہ سے اب چھوٹنا دشوار ہے ہم ہین اور سلسلۂ الفت یار ہے ہمسے دیوانون کو زنجیر کیا درکار ہے **نظم**

بیتابی دل سے لب پہ ہے جان / ہون کوئی گھڑی کا دم کا مہمان / اب مرنے مین میرے کیا ہے باقی
عالم مین سبھی خدا ہے باقی / باقی نہین اب تو ہم مین حالت / ہے اور ہی درد و غم مین حالت
جاری ہے ہر ایک چشم سے خون / اب ہوتے ہین نالہاے موزون / اسی طرح زندانخانۂ غم مین

تو یہ ہنسا اور حال پر اپنے روتا رہا ادھر وہ بیتاب سینہ غم سے بھرا ہوا دل آتش رنج سے کباب بھی اپنے پدر سے کچھ دیر مین رخصت ہوکر اپنے باغ مین آئی اور بستر غم پر پڑی دل تڑپتا تھا بیکلی تاب و توانائی کھوتی تھی سراپا غم کی صورت ہوگئی تھی لحہ بھر مین نہ وہ رعنائی رہی نہ زیبائی رہی خوشی نے بالکل خانۂ دل سے کنارا کیا رنج کا گھر بہت مستحکم بنا جنون نے شور صبر و سکون لوٹ لیا ربط دست و گریبان بڑھا جب جانب باغ نگاہ کرتی تھی ماتمی سوسن کی پوشاک نظر آتی اپنے گریبان کی طرح چاک گریبان گل کو پاتی جب زیادہ ہجر مین گھبراتی تو یہ زبان پر لاتی **ابیات**

دلا مین تجھسے کہتی تھی کہ زنہار / محبت ہے بری آتش خبردار / نہ سمجھا تو نہ اب عشق ہے زہر دار
ڈرے موج اسکی سے کالے کی لہر

اور جو کبھی زیادہ بیتابی ستاتی تو رو رو کر یہ سناتی **نظم**

نہین صبر آتا ترے بن ملے / لبون سے جگر تک بھرین ہین گلے / کسو سے کسو کو نہو جاے لاگ
لگے تو لگائی ہی سینے مین آگ / کسو کا کسی سے نہ لگجاے دل / کہ کہنا پڑے ہاے داغ اے دل
نہ جاتی ہے کاوش الفت ہمین / اٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین / نہ آنکھین لگی ہوتین ناگاہ کاش
کہ چھاتی کی دل تک بجاتی خراش

ادھر یہ غم کی مبتلا ادھر وزیرزادی اسکی داغ بر سینہ وہ غنچۂ گل ہے بیٹھی اپنے مقام پر طعن کرتی کہ موج سبزہ آج میرے لیے تلوار ہے سو صورت فاختہ لعینہ منصور ہو کلمۂ حق کہنے والا الحق رنجور ہے راہ وحشت مین قدم اپنے جمے جاتے ہین سب مجنون اس باغ مین سبنے جاتے ہین غرض بلبل کی طرح نالہ و شیون کرنا اور قمری کی طرح طوق محبت ڈالکر

یون زبان سے بھی فرمایا کہ ابیات
اُڑ گئے اک نین جادو کے بس کے جو نین
خوب رو نے آج ہم سے نظر ملا کر
سرمہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر
ای جانی وای بابا زندگانی کیا رہے
زمانہ کا سامان کوئی دل مین ہی کہ آپ ہی کچھ لکھا کر رہون یہ نظم
جگر غم سے یک لخت خون ہو گیا
ترکا دل کہ آخر جنون ہو گیا
سراسیمگی سے بگولا ہوا
گئے ہوش و صبر اپنے یکبارگی
پھرون اسطرح جیسے بھولا ہوا
طبیعت مین آئی ہی آوارگی
نہ جی کو تسلی نہ دل کا قرار
گئی غم مین سررشتہ اختیار
بعد کچھ دیر کے دل بہلانے کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھکر شہزادی کے

مقام پر آئی اسکو بھی زار و نزار پایا آنسوؤن کا رخسار پر نشان پایا رنگ رخ فق چہرہ اُترا ہوا
بدر کامل کا ہیدہ ہوا اور یہی حال شہزادی نے اُسکا دیکھا دونون نے بیٹھکر ٹکٹکی باندھی ایک
دوسرے کی صورت دیکھکر حیران رہین نہایت پشیمان رہین پھر شہزادی نے یہ غزل اپنے
حسب حال گائی غزل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
اُٹھا نو لاسے مجھے میری ہمنشین ہرگز
پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہے چشم براہ
رہے گا میرے عوض میرا کوے یار مین دل
بلا سے گر ہو نوالہ دہان یار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کی انتظار مین دل
وزیرزادی سمجھ گئی کہ اسکا دل بھی

کہین پھنسا اُسنے قسم دے کر پوچھا کہ ای ملکہ سچ کہو یہ سوز و گداز کیسا ہی واری ہمسے پردہ کیا ہی ملکہ رونے لگی اور کہا شعر
ہین جو دیوانے وہ آزاد ہین دیکھو پھرتے ✤ اور ہشیار ہین جو جکڑے ہین زنجیرون مین ✤ آئی ہمنشین اب
میری لحد پر انکو ہو سکے تو لا ✤ کشتہ تیغ ادا کا مزار دکھانا وزیرزادی بھی رونے لگی اور گویا ہوئی کہ دیوانی جیت
کون زندہ رہے گا کیا ہوگا ✤ آگے پیچھے جنازہ ہووے گا ✤ شاید تم اسیر طرۂ زلف شہزادہ جہانگیر ہو اور
یہی حال میرا ہی کہ مین اُسکے عیار کے تیر غمزہ کی زخمی ہون بس یہ سننا تھا کہ پردے بارہ دری سے
چھوٹ گئے دونون دیوانگان صحراے عاشقی ملکر بیٹھین باتین راز و نیاز کی ہونے لگین آخر اس بات
پر ٹھہری کہ سرہنگ عیار سے کہو گروہ کو کاہی وزیرزادی نے سرہنگ کو بلایا اسنے آکر ملکہ کو
اندیدی مقام پر بیٹھنے کو ملا وزیرزادی نے اُس سے سب ماجرا کہا وہ ملکہ کو بہت چاہتا تھا
گود مین اُسنے کھلایا تھا کہا میری جان تجھ پر فدا ابھی لے آؤنگا ملکہ اُٹھکر قدم پر گر گئی چاہا شہ
[illegible] اور قدم پر سر رکھا انگشت جواہر کے صندوقچہ اُسکو دیے اُسوقت اُسنے کہا کہ ملکہ

ایک برج کہ اسکو برج صندل کہتے ہین واقعی وہ صندل کا بنا ہی مگر بہت سخت و دشوار جگہ ہی آپ کے پدر
عالی قدر کے ہاتھ مین ایک انگوٹھی ہے اگر اسکو آپ لے آئیے تو پھر مین بہت سہل طرح سے شہزادہ
کو لے آؤن یہ کہکر رخصت ہو گیا ملکہ ایک روز ضبط بدشواری کر کے سنگ جبر مفارقت دل پر دھر کے
چپ ہو رہی دوسرے دن یہ لکۂ ابر سفید پر سوار ہو کر چلی اور ایوان خاص مین بادشاہ سے
آ ملی بادشاہ خاصہ کھانے محل مین آیا تھا کہ یہ بھی شریک طعام ہوئی بعد فراغ طعام
اُسنے جواہر کا ذکر چھیڑا اور کہا ابا جان کیسے آپ نے اپنے دست مبارک سے کوئی انگوٹھی مجکو نہ
دی اُسنے بشادہ مزاجی سے کہا کہ لو اب سہی اور ہاتھ اپنا بڑھا دیا اُسنے جو بتایا کہ سرہنگ نے
دیا تھا اُسکے سبب سے وہی انگوٹھی نگین یاقوت کی پسند کی بادشاہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا انگوٹھی
اُتار کر دیدی یہ بیٹی لیکر پھر خوشی خوشی وہان گھر مین آئی اور وزیرزادی کو انگوٹھی دکھائی
وہ بھی بہت خوشنود ہوئی پھر سرہنگ کو بلا کر وہ حوالے کی جب یہان چرخ گوہر انجم صدقہ
اُتارنے کو انجمن پر سے لایا شب وصل نے مُنھ دکھایا ہوا سے دل نے یہ مژدہ سُنایا کہ عجب
تماشا ہی کہ اس رات کو ماہ کے ساتھ آفتاب آیا ابیات — عروسانہ شب مہتاب آئی
ستارے دل سے وقت رونمائی ✦ کہ ہونگے بلبل و گل دونون یکجا ✦ چھے گا بادۂ گلگون کا جلسا
وزیرزادی اور شہزادی دونون نے حمام کیا لباس و زیور سے آراستہ ہوئین باغ مین گل ہنسنے لگے
فوارے خوشی سے اُچھلنے لگے نہرین وفور شوق سے اُبلتی تھین درخت سب بادلہ سے
منڈے گئے جوانان چمن زری پوش ہوئے بلبل ترانۂ عشرت گانے لگی سرو اپنی اکڑ مروڑ
دکھانے لگی بارہ دری مین فرش کی چین جبین گئی گلدستون سے فرش بھی ہنسنے لگا آئینہ کا
لباس در و دیوار نے پہنا پلنگ بچھ گئے مسند بچھائی گئی کنول کیا لگائے گئے کہ دل کنول ہو گیا
جھاڑ ہر ایک روشنی بار تھا مکان سراپا اعجاز نقش و نگار تھا ملکہ اور وزیرزادی چھتری ہاتھ مین لیکر
ٹہلنے لگین اور انتظار یار دلنواز کرتی تھین اُدھر سرہنگ وہ انگشتری ہاتھ مین پہنکر
برج صندل مین پہونچا اُس برج کے چار دروازے ہین اور ہر دروازے پر ہزار ہزار پاسبان
مقرر ہین وہان شہزادہ فرط الم سے سر در گریبان دل سے کہتا کہ کاہے کو وہ مغرور حسن و جمال
میرا خیال رکھتی ہوگی ناز کاہے کو فرصت دیتا ہو گا اغماز دامن کش ہو گا نگاہ اپنی طبیعت کو قوت

پھری ہوگی سب بے وفائی سمجھاتی ہو گی کبھی بیتابی سے یہ کہتا تھا کہ ابیات

چھوڑوں یہ کر نہیں جاتی ستم اچھا	فرقت کا ار تنا نہیں دونا ہی غم اچھا
اسد رجہ ستانا نہیں ہے جو صنم اچھا	بس آ تو چلی جان مری ہجر کے صدمے

اور یہی حال چالاک تیز رفتار کا تھا لیکن وہ دل ہی دل میں غم کھاتا تھا ملکہ اور شہزادہ کو سمجھاتا تھا صبر کی باتیں سناتا تھا اسی ہنگام میں یکایک ایک عیار نے آکر قدم پہ سر رکھا اور کہا ای شہزادہ یہ آگ میری ہی لگائی ہوئی ہے کہ میں آپ کو وہاں سے لے آیا آپنے کیے کا مزا اٹھایا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہے یہ سنکر وہ شہریار پھولوں نہ سمایا اور عیار طرار نے زمین میں نقب دینا شروع کی کچھ ہی دور پر دروازے سے جھنکروہن اسکا توڑا شہزادہ نے قید توڑی اور چالاک کی قید سوہن سے ریت دی یہ دونوں تو نقب کی راہ سے باہر ہوئے اور سرہنگ انکو ہمراہ لیے شادان و فرحان باغ میں ملکہ کے پہونچا غلغلہ ہوا کہ لو وہ آ گئے ملکہ نے کہا ادی یہ سرہنگ بھی کتنا بے تمیز ہے میں نے یہ کب کہا تھا کہ انکو یہاں لے آئیے میں تو ترس کھا کر حکم دیا تھا کہ قید زندان سے چھوڑ دے یہ کہکر برق کی طرح تڑپ کر بارہ دری میں گئی اور پردے اسکے دست نازک سے چھوٹ لیے لیکن شہزادہ دل از کف دادہ پیچھے داخل بارہ دری میں آیا اور کہا ای ماہ تمام کیا مجھسے خطا ہوئی جو تمنے منہ چھپایا اسنے مسکرا کے کہا واہ صاحب آپ بھی زور چیز ہیں خیر اچھا آئیے میں جانتی ہوں کہ تم ڈھیٹ ہو منہ لگائی ڈومنی ہو بہتر ہی بیٹھ جائیے پھر تو شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا یہ تمام بدن اپنا چرا کر کچھ چھپا کر سامنے مسند کے بیٹھی شہزادہ نے کہا کہ شعر

اٹھاتا عشق میں کیوں ابتدا دان جو کھوں ہے	ابھی تو مال جوکھوں ہے پھر آگے جان جوکھوں ہے

ملکہ ہنسی اور کہا کیا خوب ای صاحب مان نہ مان میں تیرا مہمان آپ سے عشق ہی کون کرتا ہے اور منہ ہی کون لگاتا ہے آپ اپنے خدا کے لیے جان جوکھوں میں نہ پھنسیے شہزادہ نے کہا کہ بیت

جنوں سے جب مجنوں بھاگتا جیسے بگولا ہے	اگر میں صورت ہوں تو وحشت کی وہ لونی کب ہوا ہے

ناخن خراش جگر کے لیے تیز ہیں باتیں ایسی جنوں آمیز ہیں یہ کہکر اس مہ پارہ کو آغوش محبت میں کھینچا ادھر سے نہیں نہیں کی صدا بلند ادھر سے ولولۂ شوق گرم ہنگامۂ راز و نیاز پیدا ایک دوسرے کا شیدا پیار چتونوں سے ٹپکتا کبھی وہ اسکے سینے پر لات رکھ دیتی یہ کہتی کہ لا حول

بہرے دلکا جنون کھوتی ہو کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا ہے سر آتا تا آپسمین جام مے ارغوانی کا چرچا
دستار وف گلعذار چابک کے ساتھ سرگرم اختلاط گاتین خوش گلو زہرہ جبین گاتین خواصان
در طلعت سرگرم کاروبار چاندنی دیکھنے کی بہار بادلہ چاندنی مین اڑا جاتا پانی نہرون کا چھلکتا
غرضکہ ہنگامہ نشاط برپا جب خاک سیہ کو آفتاب نے ادم صندلین بنایا اور ہر سیاحی میدان افلاک مین
آیا کہ بیت لیکا یک چرخ سے ٹوٹا ستارا ۔ کیا تاریکی نے شب سے کنارا ۔ صبح کو شہ ایران
گگیدر یعنی عیار و شہزادہ رشک قمر حمام مین داخل ہوے لیکن اول شہزادی سوار ہوکر سلح خانے مین گئی ہمکو
کون روک سکتا تھا تیغ بلاکش وہان سے لائی اور شہزادہ کو دیا پھر حمام کیا اور آگر داد عیش و نشاط دینے
لگی ہنگام صبح نگاہبانان برج صندلین آگاہ ہوے کہ قیدی غائب ہوا نالان و گریان خدمت
شاہ مین آئے اور عرض کیا کہ وہ گوہر گرانمایہ درج شاہی کھویا گیا یہ خبر سنکر بادشاہ انجم شاہ نے
دوبارہ نامہ لکھا کہ ای شہنشاہ جہانگیر کوئی میرے یہان سے لے گیا خبر [illegible] کردی
یہ نامہ تیلہ سحر کا لے گیا اور کوکب کو دیا کوکب نے نامہ پڑھکر مرات واقعہ طلب کیا اور کاغذ و قلم
سامنے رکھا نتیجہ پیدا ہوا اور اُسنے لکھا کہ ملکہ ماہ دُر در گوش اور گلعذار شوخ چشم نے چرا لیا اسکا باغ
اور اپنے باغ مین صحبت آرا ہین یہ معلوم کرکے اُسنے جواب لکھا کہ یہ حرکت تمھاری بیٹی کی ہے اور
اُس نامہ کو ملکہ ماہ سرخ چشم جادو کے ہاتھ انجم حصار کو روانہ کیا ادھر سے تو یہ چلی اور اسطرف
سے ملکہ ماہ دُر در گوش کی نانی سوسن زبان دراز اپنی نواسی کو دیکھنے چلی تھی سوسن [illegible]
سے تخت پر سوار تھی اُس سے اور ماہ سرخ چشم سے ملاقات ہوئی اور سارا حال دریافت کیا اور
اُسی باغ کی طرف جہان ملکہ ماہ دُر در گوش ہے روانہ ہوئی یہان فوج کو حکم انجم شاہ تیاری کا
پہونچا اُسی وقت نقارے بجے نفیر سحر کو دم ملا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور فوج موج مار کر چلی زمین و
آسمان مین بر خاک ساحران سحر کا چھایا تھا آفتاب تیرہ ہوا تھا شور تا افلاک پہونچا تھا اُن سبنے اُس
باغ کو گھیر لیا جہانگیر بھی تیغ بلاکش پکڑ کر مثل شیر غرندہ کے آیا اور اُس فوج پر گرا ابیات

همه روی بر خاک سر دست و پای
بہ آبی ز خون و بر ماه گرد
برید و درید و شکست و ببست

بزیر سم اسپ جنگ آزمای
بروز نبرد آن یل ارجمند
یلان را سر و سینه و پا و دست

فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
هزار و صد و شصت گرد دلیر

اسی گرمی جنگ مین لکایک نعرہ ہوا کہ ضرغام گلرنگ جادو اور چار	بیک زخم شد کشتہ و رنگ فقیر

ہزار ساحر سے یہ ہاد و اسباب ساحری لیے ہر ایک ساحر کال و ڈانگ ہمراہ گوگی حردل کے گھٹا مانند
آکر محیط ہوا اور ملکہ ماہ وش و سوسن ایک طرف سے جنگ آزما تھین اُسوقت کہ جب بلوہ زیادہ تر ہوا سوسن
نے کچھ سحر پڑھکر ماہ دُر در گوش کو بیہوش کیا اور اپنے تخت پر ڈالکر پرواز کی یہ تو اُسکو لیکر ہوا ہو گئی
وہان جو اسیسون سے خبر پہونچائی ملک خورشید کو کہ اندر قلعہ کے لڑائی ہو رہی ہے اور مہتر چالاک
نے ایک جمعدار لشکر و قلعہ کو کھولدیا اُسطرف سے فوج حملہ کر کے چلی اور رہان عین کارزار مین
گلرنگ جو آیا تھا تیغہ بلاکش سے دو ٹکڑے ہوا اور ایک ساحر عقاب زہر شیوہ نام ہمراہ کردہ آکی
جوانی کا ہنے والا ہی اُسوقت اسطرف سے ہو کر گذرا ملکہ گلعذار کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی یہ دیکھتے ہی مانند
کیونکا اُسوقت گاتی اُسکی بندھی ہوئی دو برچھیان سینے پر تنی ہوئین مُنہ غصے سے لال دل مین یار کا خیال
نارنج ترنج اسطرح سے لگاتی کہ جیسے معشوق گیند کھیلتے ہین یہ کافر عقاب اسپر مائل ہوا اور تخفی سحر
سے اُسکو بیہوش کر کے اُٹھائے گیا بعد کچھ عرصے کے لشکر خورشید کا آپڑا اور مہتر چالاک نے چراغ
جمشیدی روشن کیا کہ جسکی روشنی نے پردہ دنیا اور پردۂ چشم ساحران کے درمیان مین پردہ
ڈالایا اندھیر مچادیا آنکھون کو اپنی رونے لگے جان کھونے لگے اب تو عیاذاً باللہ اور سے تیغہ بلاکش
کی مار چراغ کی روشنی مین دن دہاڑے اندھیر غضب کا سامنا یہ کوکب ہی کی فوج تھی جو رکی
بھی ورنہ اُسی وقت فنا ہو جاتی لیکن بیچاری رُکی بھی تو کیا رُکی کچھ ہی دیر مین تمام تو رہرو راہ
گریز ہوئے اور نمک حلال تیغ کے گھاٹ اور کھیت رہے الغرض مے نے مرنا گوارا کیا لیکن پاؤن
میدان جنگگاہ سے نہ ہٹایا اور آخرت ضرب تیغہ بلاکش کھائی کہ جان بحق ہوا اہل قلعہ نے امان مانگی
جہانگیر نے بعد قتل و غارت امان دی بہت مال داخل خزانہ سرکار ہوا اور ایامارہ مین خورشید
آگے بیٹھا نذرین امرا و وزرا کی گذرنے لگین منادی افراسیاب کے نام کی ہو گئی لشکر ملک
خورشید کا نہایت مسرور و خندان خسرو کش ہوا ایک سمت جہانگیر کے ملازم اور مہتر
چالاک اور مہر سنگ قیام پذیر ہوئے اب جب تسلط ہو چکا اپنی مطلوبہ کو پایا پھر تو یہ حال ہوا کہ بیساختہ

ارادے ہوئے یہ دلوں ہی مین جون	کہ تھا شہر مین کام مشکل بہت	بیابان کی جانب کھچے دل بہت
کہ ای باد کہتا یہ بعد از سلام	صبا سے رہے اُسکا ہر دم پیام	لیا پھر نہ دو تون نے صبر و سکون

خیالات ملنے کے جاتے نہین ۔ قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہے یان اضطراب ۔ کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر ۔ نہ جور رحم سے ہو تو بیداد کر
تن زار بے جان کیونکر جیے ۔ جگر مین نہو خون تو کیا خون ہے
اس حال مین یہ تو ہے لیکن غرض

اس طرح کی افراسیاب کو لکھی ہے ادھر ساحران ہمراہیان گلرنگ و انجم بھاگ کر قلعہ کوکبیہ مین گئے اور دربار مین کوکب کو تخت پر بیٹھا دیکھکر بعد دعا و ثناے شاہی کل معرکہ بعرض بیان مین لائے کوکب سب حالات سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور ہزاران پریشانی اُسنے خواجہ عمرو کو لکھا کہ اے یار وفادار نوبت بانجار رسید کہ پردۂ تاریک فتح شد غرض کل حالات تحریر کیے خواجہ دربار مہرخ کے یہان تھے کہ نامہ کوکب پہونچا اور اُسمین یہ بھی مندرج تھا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے خواجہ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اب انشاء اللہ جہانگیر کو مع اُسکے لشکر کے مطیع کر کے آپکی خدمت مین حاضر ہونگا پس آپنے برق فرنگی کو اپنے ہمراہ لیا اور بالا دوی کرتے ہوے چلے ایک مقام پر اگر داڑھی چہرے پر لگائی پان کھا کر پیک اُسپر بہائی کمر خمیدہ کر لی پگڑی سر پر باندھی کمر سے دوپٹا باندھا کرتا پہنا پانچون کا پائجامہ زیب بدن کیا اور ڈنگر سے لگائی اور برق نے گال اپنے سرخ سرخ پھولے ہوے بنائے تہری کمر توق کا انگرکھا پہنا اور ہاتون مین مہندی لگا انگوٹھیان سب انگلیون مین پہنین ہوتا سا قد اپنا رکھا ایک طفل بیہ پارہ و نوجوان کی صورت بنکر ہمراہ ہوا اور خواجہ کسی مقام پر بیٹھ جاتے تو وہ اسطرح کی غزل اور اشعار گاتے ابیات

ہم ہین اور سایہ ترے کوچے کی دیوارونکا ۔ کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگارونکا
عقب گئے جو دل آزار بیچارونکا ۔ دیجیے اک جام تو ہے یار ابھی یارونکا
اسی طرح گاتے بجاتے چلے جاتے یہ راہ مین

چلے آتے تھے ادھر عقاب گلعذار کو لیکر ایک درۂ کوہ مین آیا تھا اور وہان اسنے فرش وغیرہ آراستہ کرکے اسکو بٹھانا چاہا اُسنے قصد کیا کہ بزور سحر نکلجاؤن یہ سوچکر ایک نارنج جھولی سے نکالکر مارا کہ تمام وہ مقام اندھیرا ہوگیا عقاب نے منھ سے پف جو کیا سب خس و خاشاک وہان کا شمع و فتیلہ کی طرح جلنے لگا پھر اُسنے قصد پرواز کیا عقاب نے ایسا سحر کیا کہ بس ہوا آخر فرش پر بیٹھی اب اُسنے منت شروع کی کہ اے حاصل زندگانی مجکو اپنی غلامی مین قبول کر کیونکہ اب میرا حال یہ ہے بیت

چراغ داغ لیکر دل مین ڈھونڈھا * نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا *

گلعذار اُسکو برا بھلا کہنے لگی اسی اثنا مین آواز گانے کی اُسکے کان مین آئی اُسطرف متوجہ ہوا جب عمرو کو اُسنے دیکھا عقب

بلا لایا کہ میری معشوقہ مجھسے راضی نہین ہوتی ہے تو چلکر ایسا گا کہ وہ راضی ہو جاے خواجہ وہان سے آئے اور گاتا کیسا انھون نے کہا مین یونہین راضی کیے دیتا ہون ادھر درہ کے اندر سے اسکو باہر نکالدیا جب گلعذار اکیلی رہی اسکو بڑباد اور سے بیہوشی کی دی کہ اسکو ملاکر اسکو بیہوش کرنا اسنے قبول کیا اب خواجہ باہر درہ کے نکل آئے اور عقاب کو بھیجا اسنے اپنی معشوقہ کو خندان رو پایا پاس بٹھا از بسکہ وہ عیار نہین ہے جو اپنے بدن مین ہاتھ لگانے دے فوراً اسنے جام بیہوشی آلودہ اسکو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوا عمرو نے آکر اسکو قتل کر ڈالا پھر اسکی زبانی حال ملکہ ماہ دربدر گوش کا سنا اور اسکو بھی بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا اور آگے کا راستہ پکڑا یہانتک کہ قریب قلعہ انجم حصار کے پہونچکر ایک بیابان سبزہ زار مین کہ سایہ اسوقت ڈھلا تھا جانور زمزمہ سرائی کرتے تھے پانی تراوت دے رہا تھا وہان بیٹھکر خواجہ نے نے کو بجایا اور بڑی جوش و خروش سے اس غزل کو گایا ابیات

ہونہ عاشق سوچکر اس دشمن ایمان کا	دل نگر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا	جھوٹ ہی جانون کلام اس بت بدعہد کا
ہین کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا	تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید	تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

انکا گانا تو مشہور و معروف ہی آشیانے اپنے تمام پرندے بھولے اور مسکن چوپایون سے چھوٹے شدہ شدہ خبر جہانگیر کو بھی ہوئی وہ معشوقہ کا جوگی عشق کا بروگی ہجر کے صدمہ مین پھنسا ہوا تھا اسی وقت چوبدار بھیجکر طلب کیا خواجہ بڑے اغماض سے گئے اور ادھر جہانگیر نے فرش و دیگر تکلف بچھوایا کہ جو باسے خیال سے بھی میلا ہوتا تھا مسند کو دیکھکر کسریٰ و جم رشک کرتا تھا کشتیان شراب ناب کی تھین گزک کے لیے کباب کی سامان عشرت بجا مہیا تھا کہ درویش صاحب آکر پہونچے اور خوب بھجن انھون نے گانے پھر اشعار مراد یار کے گانے کہ ابیات

وہ کون ہے جو تجھپہ تاسف نہین کرتا	پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا	کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی نزع مین انکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا	دل فقر کے دولت سے مرا ایسا غنی ہے	دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا
کچھ اور گمان گذرے نہ دل مین ترے کافر	یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا	

تمام محفل کو حالت وجد طاری ہوئی لیکن مہتر چابک تیز رفتار خواجہ کو فیض جاری کرنے کا موقع نہین دیتا ہے آخر انھون نے بیہوشی ملاکر جام شہزادہ جہانگیر کو دیا اسنے چاہا تھا کہ پیون چابک نے وہ جام لیکر پھینکدیا اور

ہونے نہ دیا اُسوقت تو خواجہ کہتے ہوے کہ بھلا او ناشدنی جوانا مرگ کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر جست کرکے پہلے چابک بھی اسکے پیچھے چلا ایک طرف برق جست وخیز کرکے نکلا پھر انکو کون پاتا ہے یہ جادوہ جا اب جب یہ تنہائی مین آئے مشورہ پذیر ہوے کہ کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے اسی فراق مین یہ قلعہ سے نکلکر ہر طرف پھرنے لگے ایک روز گذر انکا ایک باغ کی جانب ہوا کہ ہوا خوش جاے دلکش تھی نہال سرسبز و شاداب سبزہ یہ ظاہر کہ طغرا صفحہ گلشن پر تحریر اُسمین آب روان کی لکیر بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور پھول کھلے سرخروئی باغ پر گواہی دیتے وہان دوسری بلبل بھی نالان تھی یعنے سوسن کے ساتھ ماہ دُردر گوش یاد شہزادہ جہانگیر مین قمری منطوکو کرتی اور کہتی ابیات

کون وقت ای واے گذرا جی کو گھبراتے ہوے	موت پڑتی ہے اجل کو یان تلک آتے ہوے
آتش خورشید سے دیکھا نہین اُٹھتا دھوان	آگ لگ جائے ہوا مین پر ترا بال سُلگاتے ہوے
وہ نہ جاگے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کی	بچ گیا آخر جگر زنجیر کو کاٹتے ہوے

خواجہ جو مع برق اس باغ کے دروازے پر آئے سوسن نے انکو درویش کامل سمجھکر بڑی قدر و منزلت سے بٹھایا اُنھون نے اکسیر اپنے پاس سے بوٹی نکالکر بنائی پھر بچی ہوئی دوا تعریف کرکے سوسن اور ماہ کو کھلائی جب وہ بیہوش ہوئین دونون کو اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا اور پھر وہان سے آکر بیچ قلعہ مین ایک دوکان کرایہ کو لی پردہ ہاے زنبوری اُس دُکان مین لگائے جو پردہ ہفت آسمان کو ہنستے تھے فرش تکلف سے آراستہ کیا پھر ہزارہا تصویر اُس مکان مین لگاکر رشک نگارخانہ چین اس مکان کو بنادیا ابیات

دکھایا نقش حیرانی نظر کو	کی آرائش جو وہ آئینہ خانہ	شبیہ سادہ رویان زمانہ
کرے سجدہ جسے بتخانہ چین	مرقع کر دیا دیوار و در کو	وہ ایوان آفت عقل و دل و دین
	ہر اس اعجاز مین عیسی بھی حیران	کہ تصویرون سے اُسمین پڑگئی جان

نازنینان شوخ و شنگ اُس دکان مین زنبیل سے نکالکر بٹھائین سرمایہ تجارت دل و جان یقین برق کو کارگذشت مقرر کیا اور آپ خواجہ سفید مو بنکر مسند بچھاکر تکیہ لگاکر بیٹھے لوگ جو اُسطرف آتے تھے اُن نازنینون پر جان دیتے دلداری علنیہ ہوا کہ ایک سوداگر خواجہ سفید مو نام یہان آئے ہین ملکہ گلعذار شوخ چشم کی بھی تصویر اُن تصویرون مین اُنھون نے لگائی تھی ایکر ذرا

اُس تصویر کو آکر مہتر چابک نے دیکھا یہ تو اسکی معشوقہ ہے اُسکو دیکھکر بیہوش ہو گیا آخر اپنے تئین سنبھالا اور برق سے کہا اپنے مالک کے پاس ہمین لے چلو ہم یہ کنیز مول لینگے برق اُسکو اندر لیگیا اُسنے دیکھا کہ ایک مرد پیر کوئی سو برس کا سن ڈاڑھی سفید مسند پر بصد جاہ و جلال بیٹھا ہے اُسنے سلام کیا اُسنے پاس بٹھایا اور خاطر کی مزاج پرسی فرمائی پھر ذکر کنیزون کا درمیان مین آیا عمرو چابک پر خفا ہوا اور کہا صاحبزادے یہ تصویر جسے تم لینا چاہتے ہو یہ تصویر میری دختر کی ہے غلطی سے دکھا دی گئی ہے چابک آخر وہان سے اُٹھا اور روتا ہوا پاس جہانگیر کے آیا اور سب حال کہا کہ ایک سوداگر میری معشوقہ کی تصویر لایا ہے آپ دلوا دیجیے جہانگیر نے حکم دیا انجمن آرائی ہو کاربردازون نے فرش و مسند وغیرہ آراستہ کیا چوبدار سلطانی خواجہ سفید مو کے پاس بھیجا خواجہ سوار ہو کر وہان سے روانہ ہوے اور بروقت چلنے کے اپنا خیمہ وغیرہ زنبیل مین رکھا اور جہانگیر کے پاس آئے اُسنے مقام صدر پر بٹھایا اور بزرگ سمجھکر تعظیم کی اور کہا آپ کی بزرگی سے بعید نہین ہے جو اس کنیز کو دے ڈالیے خواجہ تیوری چڑھا کر اور آنکھین لال کر کے گھڑک کر بولے کہ ہم کہہ چکے کہ ہماری دختر ہے جہانگیر نے کہا آپ خفا ہوتے ہین یہ مہر ابھائی ہے آخر آپ شادی اتنی صاحبزادی کی کہین بیاہینگا پھر یہ ہمپر احسان فرمائیے غرض بعد بہت تکرار کے قبول کیا جہانگیر نے ایک باغ کہ جو بہشت برین کا چشم و چراغ تھا خواجہ کی سکونت کے واسطے دیا اور بہت سا روپیہ خواجہ نے لیا اور ایک گوشہ مین جہانگیر و چابک کو بلایا اور ایک تیغہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا تم بھی کیا یاد کروگے ای فہزادے یہ تیغہ تمہارے واسطے ہے بس جو نہین وہ تیغہ جہانگیر نے کھینچا الغرض بیہوشی کا دھواں اُڑا کہ جہانگیر و چابک دونون بیہوش ہوگئے عمرو نے ان دونون کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا تیغہ بلاکش بھی اُسکے پاس تھا وہ بھی ہاتھ آیا اب یہ مقام تنہا مین تو تھے ہی وہان سے نکلکر چلے اور صحرا مین آ کے ایک آدمی کو کوکب کے طلب کر کے نامہ لکھا کہ آپ کے مجرم اور اسکے نادرہ جو موجود ہین اُسے منگوا لیجیے چونکہ یہ قلعہ انجم حصار کی حوالی ہے یہان ساحران نامی اطراف مین رہتے ہین اور کوکب پاس جا سکتے ہین اُنھین مین سے ایک ساحر کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے جا کر کوکب کو پہونچایا کوکب وہ نامہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور بیابان بری بره کا مالک آغاق جادو نین تاجو ساحر سے واسطے ملازمت کے حاضر ہوا تھا اُسنے بادشاہ کو متردد دیکھکر پوچھا کہ آپ کو کس امر کا تردد ہے

شہنشاہ نے فرمایا کہ طلسم کشا قید ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ کوئی معتبر شخص جائے اور اُسکو لاسکے
آفاق نے کہا مجکو اجازت ہو تو مین جاؤن بادشاہ نے اجازت دی یہ وہان سے روانہ ہوا فوجون
کا چلنا ہنگامہ مشورش افزا طبل و بوق کا بجنا لشکر کا سیل فنا کی طرح روان ہونا کشتی ارض و غبرا
کو ڈگمگانا تھا بڑی عظم و شان سے یہ چلا اور اُسی صحرا مین کہ جہان عمرو تھا آیا خواجہ سے ملاقات
کی خواجہ نے جہانگیر و سوسن و دُرد در گوش او چابک وغیرہ کو مع تیغہ بلاکش سپرد کیا اور
آپ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا کہتا گیا کہ اے آفاق ذرا ہوشیاری سے قیدیون کو لیجانا انھن
ہتکڑیان بیڑیان پہنا کر قلب لشکر مین اُنکو رکھا اور لیکر پھرا وہان خورشید بھی کچھ عرصہ مین جلال
خواجہ سفید مو کے آنے کا سنکر باغ مین آیا یہان کسی کو بھی نہ پایا معلوم ہوا کہ سوداگر جہانگیر و جمال
کو لیکر غائب ہو گیا ہی سمجھا کہ کوکب نے کسی کو بھیجکر بلوایا ہی بس اُسنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت
نفیر جنگی بوق کو دم ملا جوانون نے کمرین باندھین بہادر لڑنے مرنے پر لیس ہو گئے طائران پرندیر
سوار ہو کر ساحر چلے اور بریم بلغر راہ طی کرکے قریب لشکر آفاق پہونچے پھر تو صفین جمگئین مبارز ایک
دوسرے سے لپٹ پڑے چمک برق شمشیر کی ہوئی بارش باران تیر کی ہوئی باہم زد و کشت
ہونے لگی خورشید نے ہزار در ہزار پتلے سحر کے پیدا کیے کہ جو آکر فوج کو قتل کرنے لگے آفاق نے
صدہا سواران روئین تن بنائے خورشید نے پھر آتش سحر انگیز برسا کر پگھلا دیا آفاق نے
باران سیاہ کا مینہ برسایا کہ اُنھون نے جسم مبارزان کو پانی کرکے بہا دیا تا دیر ایک دوسرے

سے لپٹا رہا یہ نقشہ ہا نظم	زمین شد ز نعل ستوران ستوہ	ہمی کوہ دریا شد و دشت کوہ
ز بس نعرہ و نالۂ کرناے	ہمی آسمان اندر آمد ز جاے	ہمہ سنگ مرجان شد و خاک خون
بسے سروران را سر آمد نگون	بگشتند چندان ز ہر دو گروہ	کہ شد خاک دریا و ہامون چو کوہ
تو گفتی ہمی خون ببارد سپہر	پدر را نہ بد بر پسر جاے مہر	اُسی گرمی جنگ مین ایک طرف

سے لشکر گران گروہ گروہ پیدا ہوا اور آگے آگے اژدرمان پر ایک ساحر نابکار داراب ظلمانی
نام ظاہر ہو کر لشکر کی پشت پر آگرا اور مکر لشکر کی آگ ماری پھر لڑائی تازہ ہو گئی فوج آفاق کی پسپا
ہونے لگی اُسوقت بقدرت کردگار عنقائے ابلق سوار پر بھائی کوکب کا آگرا اور سحر چلنے لگا
کبھی اندھیرا ہوا کبھی اُجالا ہوا مار و عقرب برسنے لگے آندھیان آنے لگین داراب نے سحر کیا

تاریکی ہو کر چادر سیاہ روے ہوا سے پڑنے لگی اور کاجل گرنے لگا ہزاروں ساحر اندھا ہوا عنقا نے چاند بہت سے طالع کیے کہ جنکی روشنی نے فروغ دیدۂ ساحرون کو بخشا اور ایک ٹکڑا چاند کا ٹوٹ کر دراب ظلماتی کے سر پر گرا کہ وہ زندگی سے بدر ہوا خضیف مرگ اُسکو حاصل تھا عنقا اب چڑھتا ہوا چلا اُدھر خورشید دباؤ کھا کر پیچھے ہٹا جب اُسنے دیکھا کہ یہان قدم نہ جمے گا یہ تو تنہا جانب افراسیاب روانہ ہوا اب آفاق کی فتح ہوئی اور یہ آگے بڑھا کچھ دور چلا ہوگا کہ نوبت ونقارے روے ہوا پر بجتے سُنائی دیے اور ساحر شیر سوار واژدر سوار ظاہر ہوے افسر انکا طیفور چہار چشم تھا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آیا اور لشکر عنقا پر حملہ آور ہوا وہی ہنگامہ عظیم دوبارہ برپا ہوا ساحرون مین سحر کی چوٹ چلنے لگی آخر عین گرمی جنگ مین عنقا سے مقابلہ طیفور کا ہوا اُسنے ایک ناریخ مارا اُسکے خالی دے کر ترنج لگایا برابر سے چوٹ چلنے لگی ایکمقام پر سحر کی تلوار طیفور نے سر عنقا پر لگائی کہ اُسنے زخم کاری کھایا اب قید جہانگیر کی قیقیہ طیفور مین یقین تھا کہ جائے اُسوقت آفتاب فلک پر طالع ہوا اور صدا آئی کہ منم کوکب روشنضمیر طیفور نے جی داری کر کے ایک ہار دجون کا اُس آفتاب پر بھی لگایا لیکن پنجہ ایک تلوار لیکر پیدا ہوا اور سر نحس طیفور جدا کیا فوجون کو شکست ملی آفاق کو کوکب نے بہت زخمی پایا مگر اُسکی فوج جمعیت اسکو تیغ بلاکش دیکر جانب بیابان برتی برہ روانہ کیا اور ایک خیمہ ملازمان کوکب نے اُسی بیابان مین استادہ کیا کہ بادشاہ مذکور تخت پر بہزاران جاہ وجلال آکر بیٹھا اور ایک قفس آہنی طلب کر کے جہانگیر کو اُسمین بند کیا چابک جی اُسی مین ہے پھر اس قفس کو ایک گنبد سحر بنا کر اسمین لٹکا دیا اور گنبد پر پہلی جو کی حارث شیر سوار جادو کی مقرر کی پھر اسکے بعد میخوار آتش خوار کو معین کیا اور گنبد کے آگے تالاب بھی آتش کا بنا دیا کہ جسمین کوئی آنہ سکے لہرین اُسکی دلون مین خیال سے آگ بھڑکاتی تھین اور لپٹین تا بفلک جاتی تھین غرض جب انتظام قیدیان کر چکا اُسوقت ماہ دُرد رگوش کو سامنے بلایا اور بغضب تمام دو طمانچے لگائے اور کہا او گیسو بریدہ لکاتہ شوخ دیدہ تیرے جلائے تو کتا بھی نہ جیے کوئی ایسی حرکت کرتا ہو کہ جیسے تو ننگ خاندان ہوئی پھر گلعذار کو بھی بہت کچھ برا بھلا کہا پھر زلف آراے سرخ چشم کے سپردان دونون کو کیا کہ اُسنے اپنے باغ مین لے جا کر ان دونون کو قید کیا اس وابستہ زنجیر رنج والم کو زلف

سنبل دیکھکر سلسلہ پریشانی ہاتھ آیا بال بال اپنا گنہگار رہا جب خاطر مضطر گھبراتی جان گھبراکے لب پر آتی تو بیقراری سے یہ سناتی غزل

پابند جون دخان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم

زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح
جوش جنون سے رہتے ہین زندانیون مین ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم

دوزخ بھی جاے نعرۂ ہل من مزید بھول
لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پھر ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

تم بھی نہین جگر مین رہے اسقدر رہے
سرگرم سوز عشق کے مہمانیون مین ہم

مطلب سے اپنے کون ہی آگاہ جز خدا
جون خط سر نوشتہ ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئنہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

سینے کا چاک سینے کی فرصت کہان ہمین
مصروف زخم دل کی پریشانیون مین ہم

جاسکتے ضعف سے نہین کوچہ مین اوسکے ذوق
بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت حکومت پر بیٹھا تھا اور اس حال کی سواے حیرت کے اور کسی کو خبر نہین کہ جہانگیر نے قلعہ انجم حصار فتح کیا ہی غرضکہ ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ جادوان مین آکر حاضر ہوے اور بادشاہ کو مجرا کیا بعد دعا و ثناے شاہی کے نذر عرض کی کہ ملکہ خورشید نہایت عالم پریشانی مین بدحواس و مضطر آکر حاضر ہوا ہی افراسیاب گھبرایا سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا خورشید روتا ہوا سامنے آیا اور تمام حال بیان کیا کہ اسطرح جہانگیر کو عمرو ار لیے گیا راہ مین مین نے جا کر روکا تھا کئی سردار اگر پہونچے آخر کوکب کے ہاتھ سے مارے گئے اور وہ خود آکر لیگیا راہ مین مین نے خبر پائی ہی کہ چابک اور جہانگیر کو احتیاط سے مقید کیا ہی یہ سنکر افراسیاب فرط غیظ و غضب سے آگ ہوگیا اور بہت بڑا صدمہ و ملال اسکو ہوا یہان تک کہ بغیظ و غضب تمام پرپرواز پیدا کرکے اڑا ہرچند سبنے منع کیا نمانا اور وہان آکر پہونچا کہ جہان وہ تالاب آتش کا بنا تھا دیکھا کہ ایک ایک موج اسکی تا بفلک جاتی ہی کرۂ نار وہ مقام نظر آتا ہی دل پیر فلک کے جل جانے کا اندیشہ ہی پانی اسکا مثل جوش طبخ جوش کھاتا ہی ساری عالم کا غصہ جسنے گویا اس جگہ

بجتمع ہوا ہی لہرین خنجر روان کی طرح چلتی ہین تیر ارے اُڑ رہے ہین یہ کیفیت دیکھکر اُسنے سحر چلا
کر ابر سیاہ آکر تالاب پر چھایا اور پانی اُسمین سے موسلا دھار برسنے لگا یہانتک کہ وہ آتش بالکل
بجھ گئی اور جہان وہ تالاب تھا اُسی جگہ سبزہ اُگ آیا آگے جو لشکر لیے ہوے عنقاے ابلق
سوار اُترا ہوا ہی اور اُسی مقام پر کوکب نے گنبد سحر سے بناکر جہانگیر وچابک کو اُسمین قید کیا ہی
بس افراسیاب میخوار کو ساتھ لیکر آگے بڑھا دیکھا کہ لشکر لیے ہوے چار لاکھ کا عنقاے ابلق
سوار پڑا ہوا ہی کرنا دے بج رہے ہین بستر پیادون کے لگے ہین سوارون کی لین پڑی ہین ہتھیارون کی قینچیان
بندھی ہین ہوم ہو رہا ہی ساحر کنوون پر نہا رہے ہین اور دھوتیان چھانٹ رہی ہین بازارین
لشکر مین کھلی ہین کٹورا کھنکتا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی سقون کے کٹورون کی جھنکار ہی دلالون
کی بول چال ہی افراسیاب جب وہان پہونچا بارگاہ فلک فرسا عنقا کی استادہ تھی سراپچہ
اُسکے اُٹھے ہوے تھے عنقا مسند پر اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا اُسنے جو افراسیاب کو دیکھا نعرہ کیا
کہ او افراسیاب کہان آتا ہی افراسیاب نے میخوار جادو کو سحر کرکے مسخر کرلیا ہی وہ اُسکے ساتھ ہے
بس عنقا نے کہا کہ او میخوار نمک حرام تو اس نطفہ حرام افراسیاب کو ساتھ لیکر آیا ہی یہ نعرہ سنکر افراسیاب
نے اشارہ کیا کہ بارے میخوار اپنی فوج کو لیکر لشکر عنقا پر جا پڑا دونون فوجین آپسمین ملگئین سحر کی چوٹین
چلنے لگین ترسول و پنسول کی چمک تا بہ اوج فلک جاتی تھی نعرہ ہل من مبارز کی صدا آتی تھی
دمبدم کرنا کو دم ملتا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہر اک سمت آندھی کا طوفان بپا
برستے تھے جادو کے ہر سمت مار
کلیجہ کہین بہر کھانے لگے
بہت سحر کی آگ مین جل گئے

لگا ابر پانی برسنے لگا
پیام اجل دے رہے تھے ترنج
پیام قضا تیر لانے لگے
کہین بھرون ناچ الکین کلو ابر

ہوے ناریل آ کے سینون کے پار
ہر اک لکو پیدا تھا اُن سب سے رنج
برسنے لگے شعلہ وان آگ کے
برستے کسی سمت آتش کے تیر

جب عنقا نے دیکھا کہ خود افراسیاب ساحرون کو قتل کر رہا ہی اُسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر
کوکب کو خبر دے اُسنے کوکب کو خبر کی کہ غضب ہو گیا افراسیاب آگیا ہی اور میخوار کے ہاتھ سی
سب کو قتل کرا رہا ہی یہ خبر سنکر کوکب غصہ مین جلا اور یہان پہونچکر دور ہی سے نعرہ زن ہوا کہ باش
او افراسیاب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب نے جو نعرہ کوکب سُنا میخوار پر تو اور زیادہ

سحر کیا وہ چابک کرانے لگا اور افراسیاب زمین مین غرق ہو کر اندر گنبد کے پہونچا اور جا کر اُسنے
پنجرا جہانگیر کا چھت مین سے اُتارا اور لیکر روانہ ہوا یہان کوکب نے جو اُسکو دیکھا تو میری فوج آپسمین
لڑ رہی ہی اور ہزارہا ساحر آپسمین کشتہ ہو کر گر پڑا ہے اور افراسیاب نہین ہے سمجھا کہ میری آمد دیکھکر چلا
گیا اب اُسنے سب فوج پر سے سحر اُتارنا شروع کیا مگر اسوقت سحاب جادو کہ نہایت زبردست
ساحرہ ہی وہ کوکب کے ہمراہ تھی کوکب نے کہا اے سحاب دیکھ تو کہ افراسیاب کدھر گیا مین
ان سب پر سے سحر اُتارتا ہون ملکہ سحاب پچاس ہزار ساحر لیکر بڑھی راہ مین اُسنے نگہبانان گنبد کو
دیکھا اور اُنھون نے کہا کہ افراسیاب پنجرا لیگیا اور وہ سامنے جاتا ہے بس سحاب بڑے زور شور سے نعرہ
کرکے افراسیاب پر جا پڑی یکبارگی ملکہ ایسا سحر کیا کہ بادشاہ جادوان گھبرا گیا پسینا آگیا اور پنجرا
زمین پر اُسنے رکھدیا اُسوقت سحاب نے سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا اور جہانگیر و چابک اُسمین سے
نکلے ملکہ سحاب نے چاہا کہ دونون کو اُٹھالے چابک تو عیار ہے یہ تو جست کرکے مجمع مین کہین چھپ
رہا مگر افراسیاب نے بہ تعجیل تمام رد سحر کیا اور جہانگیر کو اُٹھا کر پھر پنجرے مین بند کر لیا اور چابک کو نپایا
اب ایسا سحر کیا کہ سحاب کے لشکر پر تاریکی چھا گئی اور افراسیاب پنجرا لے گیا یہان کوکب سحر سب
کا اُتار رہا تھا کہ چند ساحر آئے اور کہا کہ افراسیاب پنجرا لے گیا اور وہ جاتا ہے بس کوکب نے غصے
مین ارادہ کیا کہ افراسیاب کی طرف جائے اُسوقت گود مین ایک کاغذ اُڑتا ہوا آکر گرا اُسکو جو
پڑھا لکھا تھا کہ منم برہمن روئین تن اے کوکب خبردار تعاقب افراسیاب نہ کرنا اُسکو جانے دو اور تم
میرے پاس آؤ کوکب سب کو علیحدہ کرکے جانب برہمن چلا مگر افراسیاب پنجرہ لیے ہوے جہانگیر کو
بارگاہ مین حیرت کی پنجرے سے جہانگیر کو نکالا اور کہا اے صاحبقران من کیسا مزاج ہے اُسنے
کچھ جواب نہ دیا جب تو افراسیاب گھبرایا حیرت نے کہا سحر مین ہے افراسیاب لگا سحر کرنے اسوقت
جہانگیر نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر اُٹھا افراسیاب نے ہاتھ دوڑ کر پکڑا وہ پانی ہو کر
گیا افراسیاب بڑا شرمندہ ہوا کہ یہ کیا غضب ہو گیا خورشید تاج بخش رونے لگا کہ اے شہنشاہ میرا
فرزند کیا ہو گیا افراسیاب نے طائران سحر کو حکم دیا کہ جلد جا کر خبر لاؤ کہ جہانگیر کہان ہے یہان سے طائر گئے
مگر پتا نپایا پھر آئے یہان تو افراسیاب متردد ہے مگر کوکب پاس برہمن کے پہونچا دیکھا کہ اُسکا پیر
بھائی ہے مگر بڑا زبردست ساحر ہے برہمن نے شاہ کی تعظیم کی اور بٹھایا اور کہا اے بادشاہ آج ہمکو بڑی تکلیف

ہوئی کہ ہم خود گئے اور جہانگیر کو لے آئے اور افراسیاب ہمارے سحر کا قائل ہو گیا بہت ہی شرمندہ
ہوا ہوگا یہ کہا دوست کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا کہ جہانگیر زنجیر سحر مین بندھا ہوا ہی مرزبان
نے کہا یہ جہانگیر موجود ہی مگر عیار اسکا نکلگیا وہ بہت چالاک تھا اس سبب سے نکلگیا کوکب نے
اُسی وقت جہانگیر کو قفس مین بند کیا اور برہمن سے صلاح کی کہ اسکو کہان رکھون جہان رکھونگا عیار
ضرور آکر لے جائیگا برہمن نے کہا اسکو قیصر جادو کے پاس بھیجدیجیے کہ ملک کوہستان مین ہی وہان نہ
قید مین رہیگا اور کوئی وہان جا نہ سکے گا اُسیوقت کوکب نے نہال جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اسکو قید
مین پاس قیصر کے پہونچا دے نہال جہانگیر کو لیکر روانہ ہوا مگر طائران سحر نے جاکر افراسیاب کو خبر دی
کہ جہانگیر کو قیصریہ مین بھیجا ہی افراسیاب نے بڑا افسوس کیا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا مگر وہان راہ
مین ہمارا ایک دوست ہی محیل چرخ زن مین اُسکو نامہ لکھتا ہون اُسی وقت افراسیاب
نے محیل کو نامہ لکھا کہ تیرے شہر کی طرف سے نہال جادو مع دس ہزار سوار کے جاتا ہی اور جہانگیر
کی قید اُسکے ساتھ ہی اُس سے تو جہانگیر کو چھین لے اور ہمارے پاس بھیجدے محیل کے پاس نامہ
افراسیاب کا پہونچا وہ فوج لیکر سر راہ آکر ٹھہرا کہ نہال قید لیے ہوئے اُسطرف پہونچا محیل بفوج
ہمراہ آکر جا پڑا اب آپسمین سحر کی مار ہونے لگی لیکن محیل نے ایسا سحر کیا کہ قفس جہانگیر کا ٹوٹ گیا
اور جہانگیر اُسی ہنگامہ مین قفس سے نکلکر ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپ رہا یہان ساحر آپسمین
لڑا کیے ایک نے دوسرے کا سحر اٹھایا ترسول و منسول کی مار ہی کالو بھیرون کی پکار ہی آخر
مین محیل نے ایسا سحر کیا کہ نہال جادو بیہوش ہو کر گرا اور اُسکے ساحر بھی بیہوش ہو گئے تمام
دس ہزار فوج کا بیہوش ہونا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمیون کا فرش بچھا ہی دنیا خوابگاہ مردمان ہی محیل
نے سب کو قتل کرنا شروع کیا اتفاقاً اُدھر سے قیصر کی سواری نکلی اُسنے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی دریافت
ہوا کہ ملازمان کوکب قتل ہو رہے ہین بس اُسنے وہین سے نعرہ کیا اور یہ بھی فوج محیل پر گرا اور محیل کو
اُسنے قتل کیا اور تمام فوج کو اُسکی پامال کیا اور نہال کو ہوشیار کیا اُسنے شکریہ ادا کیا اور حال اپنا و جہانگیر
کے لانے کا بیان کیا اور کہا وہ قفس ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹ گیا نہین معلوم کہان گیا قیصر نے
کہا یہ ممالک کوہستان کے ہین یہان سے نکلنا مشکل ہی وہ بدون آب و دانہ تڑپ تڑپ کے مر
جائیگا اس سرحد سے نکل نہین سکتا تم کوکب کو مطمئن کر دینا نہال یہان سے خدمت کوکب مین آیا

اور اُس سے سب حال اپنے بیان کیا کوکب نے کہا بیشک اسکا زندہ رہنا بہت دشوار ہے بیان تو
اطمینان ہوا اگر جہانگیر کا حال سنیے کہ یہ جو درۂ کوہ مین گئے تھے تو دو دن تک بخوف ساحران بے
آب و دانہ اسمین رہے تیسرے دن شدت مین بھوک کی نکلے اور بیقرار تھے غرض دو مہینہ تک
صحرا کے پھل اور پتیان کھائین اور وہان پھرا کیے ہر صبح کو دال ہوتی تھی نہ دلیا ہوتا تھا فقط یہ
کہ دل و جگر کا قلیہ ہوتا تھا فاقہ دسترخوان بچھاتا تھا کلیجہ لب پر آتا تھا ہر طرف آوارہ پھرتے تھے
اور مصیبتین اٹھاتے تھے ایک دن ایک صحرا ملا کہ سوائے ریگستان اور وہان کچھ نہ تھا اور کوسون
تک آبادی کیسی بوے عمرانات مشام جان مین فائز نہوتی تھی اُس صحرا مین بہت سختی اُنھون نے
اٹھائی اور پھل کھا کر بسر کی آخر بعد دو مہینے کے پھرتے پھرتے سب لباس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
صرف ایک جوڑا انکے پاس رہ گیا جہانگیر نے اسکو پھاڑ کر ایک تہمد اور ایک کفنی بنا کر پہنی اور مثل
فقیرون کے پھرتے پھرتے شہر قیصریہ مین پہونچا کہ جہانکا بادشاہ قیصر جادو ہے اور وہی یہ قیصر جادو
ہے کہ جسکے پاس قید انکی کوکب نے بھیجی تھی غرض بعد کئی مہینے کے اُنھون نے آبادی دیکھی اور انسان
کی صورت انکو نظر آئی جا بجا دکانون پر شیرینی اور کھانا رکھا دیکھا دل تو بے قرار ہو گیا
مگر سوال سے لب آشنا نہ کیے اسی طرح بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور شہر کی آبادی کی یہ صورت
دیکھی کہ عمارتین سربلند گچ و پختہ نہایت رفیع و مصفا تعمیر تھین سراسر پری کی تصویر تھین کرسی
ہر مکان کی کمر کے برابر تھی نیچے دکانون کے نالیان پختہ نہرون کی طرح بنی تھین درخت مولسری کے
سایہ دار لگے تھے پنجرے اُنمین جانوران خوش الحان کے ٹنگے ہر طرف گھماگھمی تھی کٹورا کھنکتا تھا
گرم بازاری ہوتی تھی رعیت دلشاد تھی بند غم سے آزاد تھی یہ عالم تھا کہ

پریزادون سے تھا آباد گلزار	عجب آراستہ چوک کا بازار	بنے تھے بے نظیر اُسمین مکانات
زمین شہر مین عالی مکانات	رفیع ایسے کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسے کہ گلزار جنان گرد
بنا باغ ارم تھا وہ زمین پر	غرض تھا مسکن حوران وہان کا	جہانگیر با توقیر اُس شہر کی سیر کرتا

پھرتا اس شہر کے کنارے ایک درویش باخدا بھی رہتا تھا کہ نام اسکا درویش بوریا نشین تھا

اور یہ اُسکی کیفیت تھی ابیات	وہان دیکھا کہ ہے اک صاحب دل	کہ جس سے بات بھی کرنا ہے مشکل
زبان ساکت ہے لب محو خموشی	خدا کی یاد مین ہے گرم جوشی	سیلی تاگے ٹھنکے منکے سے آراستہ

لباس درویشی سے مزین دلمین یاد معبود قول الست بر لب یاد پاک باطن خوش ہنسادا اس مقسام
پر کچھ چیلے اور بالکے کچھ مرید حال قال کے رہتے تھے ایک گنبد بنا تھا تلسی کا پیڑ ہرا بھرا لگا تھا
مزار کسی بزرگ کا تھا اُسپر سبز چادر اُڑھائی تھی مسہری پھولون کی بنائی تھی وہ درویش ہرشب
اپنے اُستاد کا چھاند اکیا کرتا تھا فقیرون کا مجمع ہوتا تھا آجکل بھی وہ ہی مجمع تھا سب موجود تھے
نعرہ یا حق کی صدائین بلند تھین کہین لنبی ٹوپی والے آزاد تھے کہین نانک شاہی تھے کہین گسائین
تھے ہر طرف سے صدائین یا حق یاد آتا یا مرشد کی آتی تھین دل بہلاتی تھین کوئی کہتا تھا شعر
آ ترے کاسہ کو عرش سے ہوا موجود ✤ فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود ✤ کسی کی زبان پر تھا یہ بیت

جہان گیا مراحسد مجھے وہان پہونچا لگا کے خوان کرم سر پہ آسمان پہونچا

چوکیان قوالون کی آئی حقانی گانا ہو رہا تھا عجب کیفیت اور سما تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

کہین فریاد یا ہو سے جگر چاک
تقاطر ریز ابر دیدۂ تر
کوئی تعظیم بیتابی سے اُستاد
کسی کو چہرے سے حاصل صفائی
کوئی معروف دید باطنی مین
یہی دیکھا کرین ارمان یہی تھا

کوئی افتادہ محو بوسہ خاک
کسی کی قلب کی جانب نگاہین
میان حلقہ و از خویش آزاد
کوئی مخفی کے رازون سے خبردار
کہین شیطان فکر دشمنی مین

کسی جا ضرب الا اللہ دلپذیر
لطیفے سب روان شفاف ہاین
کہین ذکر جلی سے آشنائی
کوئی القائے اُستادی سے سرشار
غرض تا نصف شب سامان یہی تھا

شہزادہ جہانگیر بھی اُن فقیرون کے جلسہ مین آیا کہ یہ بھی فقیر بنا

وہان روٹیان اور چنے کی دال بٹتی تھی وہ اسکو بھی ملی اُسنے کھائی مدت کے بعد کھانا میسر ہوا
کھا کر بیہوش ہو گیا پھر سنبھلکر بیٹھا اس عرصہ مین ہٹو بچو کی صدا سُنائی دی اور سواری بڑی دھوم
سے قیصر کی آئی فقیر کو آکر اُسنے تسلیم کی اور آکر برابر بورئیے پر بیٹھا یہ فقیر ہر طرف پھرتا رہتا تھا اور اسکا
معمول ہی کہ جس شہر مین جاتا ہی فقیرونکو جمع کرکے چھاندا کرتا ہی یہان بھی ایسا ہی کیا غرض جہانگیر فقیر
سے بہت جھک کے ملا ہر جا بجا میدان مین خیمے استادہ ہین گانا ہو رہا ہی عجیب جلسہ ہی غرض
اب جو بادشاہ آکر پہونچا اور فقیر کے پاس بیٹھا درویش نے کہا کہ ای قیصر ہم تو کئی سال کے بعد تمہارے
یہان آئے مگر ہمنے تمکو ابکی بہت پریشان پایا کچھ بیان تو کرو کہ تمکو کیا رنج ہی قیصر نے کہا کہ آپ پر سب
روشن ہی بیان کی کیا ضرورت ہی مرد درویش نے کہا کہ ای قیصر تو ملکہ گوہر جادو دختر آفاق جادو پر عاشق ہی

وہ بادشاہ بیابان بری برہ ہی اور اسی کے غم مین تیرا یہ حال ہوا ہی یہ سنتے ہی قیصر قدمون پر فقیر کے
گر پڑا اور کہا ای مرشد کامل حقیقت مین یونہین ہی اور عجب طرح کی مشکل ہی کہ وہان نہ نامہ پہونچ
سکتا ہی نہ کوئی پیام زبانی کی راہ ہی کسی طرح وصل اُس مہ پارہ آفت جان کا ممکن نہین اسے مرشد
مین نے کوکب کو بھی لکھا تھا مگر اُنھون نے کچھ توجہ میرے حال پر نہ فرمائی بلکہ جواب نامہ سے
بھی سرفراز نہ فرمایا اب مین آپ کے دامن کو نچھوڑونگا درویش نے کہا کہ ای قیصر اب جلد مدعا
تیرا بر آئیگا اور اسی محفل مین ہی وہ یہ کہ اپنے زمانے کا صاحبقران بشکل فقیرانہ یہان موجود ہے
اور اس جلسہ مین شریک ہی مجھسے ملا تھا اور اُسکو بیابان بری برہ کے جانے کی خواہش ہے
اور ضرور ہی جائے گا اور وہان پہونچے گا پس اُسی کے باعث سے تیرا مطلب بھی حاصل ہوگا
اور نہایت درویش نے تعریفین جہانگیر کی کین کہ قیصر جادو مشتاق ہوا اور کہا کہ انکو بلا دیجئے
درویش نے آواز دی کہ ای صاحبقران ہم سب آپکے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے
اُسوقت دیکھا کہ ایک گوشہ سی ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا قوی تن قوی بن دلیر
وضع نہایت وضیع وجیہ و شکیل لیکن نحیف ضعیف مگر اُسپر بھی چہرہ تابناک بسان خورشید تابان
روشن رعب و دبدبہ دیکھکر درویش و قیصر کھڑے ہوگئے اور اُسی وقت حکم ہوا کہ لباس فاخرہ لاکر
پہناؤ فوراً خلعت آکر حاضر ہوا شہزادہ نے پہنا اور محفل مین آکر مقام صدر پر بیٹھا اور درویش نے
نہایت اوصاف انکے سامنے قیصر کے بیان کیے اور بہت تعظیم و تکریم بجالایا اب جام شراب گردش
مین آیا اور قیصر نے رو رو کر اپنے عشق کا حال سامنے جہانگیر کے آخر تک بیان کیا کہ شہزادہ جہانگیر
یاد کرکے ماہ دُر در گوش کو خوب رویا مگر درویش نے تسکین دی کہ ای شہزادہ آپ اسقدر
نہ گھبرائیے سب مطلب آپ کے پورے ہونگے اور بخاطر آپ کے اور قیصر کے جسطرح بنیگا مرد بالضرور
آپکو بیابان بری برہ تک پہونچاؤنگا غرض دو دن تو جہانگیر کی دعوت کی اور تیسرے دن جہانگیر
تیاری سفر مین مصروف ہوا کہ شاہ مجکو وہان پہونچائے ہر چند قیصر نے کہا کہ مجکو آپ پر افسوس
آتا ہی آپ عمر اپنی عیش مین بسر کیجیے جہانگیر نے کہا کہ مجکو جان ہی دینا منظور ہی مین جاؤنگا ضرور اور اسی
حیلہ سے جان دونگا ہر چند قیصر نے کہا مگر جہانگیر نے نمانا آخر درویش نے شہزادہ کو مسلح کرکے
اپنے ہمراہ پیادہ جلد بمساعت ہوا اور درویش مع شہزادہ روانہ ہوا اور ایک دن کوس

راستہ طے کیا ہوگا کہ جہانگیر نے دیکھا کہ گنبد بنا ہوا ہے اندرون گنبد دیواروں پر تصویریں سا ہان جہان کی نصب ہیں اور آئینے لگے ہیں سقف گنبد میں گھنٹے ٹنگے ہیں جب یہ دونوں اندر گنبد کے آئے وہ گھنٹے از خود بجے صدا یا سامری یا سامری کی آنے لگی مگر درویش نے ایک نقش لکھکر دیوار گنبد پر لگایا کہ دیوار شق ہوئی اور ایک صحرا دکھائی دیا درویش نے کہا کہ ای شہزادہ یہ سامنے جو صحرا دکھائی دیتا ہے یہی راستہ بیابان بری بردہ کا ہے اب آپ تشریف لے جائیے خدا تعالی منزل مقصد پر پہونچائے گا اور فقیر بھی وقت پر آجائیگا شہزادہ یہ سنکر درویش سے رخصت ہوا اور آگے بڑھا وہ بیابان ہول خیز و وحشت انگیز ملا کہ جی چھوٹ گیا صحرا میں تپتی تھی کٹھپوری کی آواز سناٹا چار سمت ہوا کا سائیں سائیں چلنا درخت جھلسے ہوے پتے سوکھے کھڑکھڑا کر دل کو وحشت دلاتے جناب خضر بھی اُس دشت میں بیتاب نظر آتے وحشت کی دھوم جس طرف تو نکلا شہزادہ کے دل پر ہجوم تھا پانوں میں چھالے تھے لب پر آہ و نالے تھے پہاڑوں کے پتھر تپ رہے تھے اُنسے شرارے نکلتے تھے چشمے جوش کھا کر اُبلتے تھے درختوں کے ڈنڈ سوکھے نظر آتے تھے غول بیابان آگ سلگاتے تھے ڈراتے تھے شہزادہ یاد دلدار کرتا تھا اور بصد بیتابی یہ غزل زبان پر لاتا تھا غزل

کہاں تک اشتیاق یار جانی
سنیں کس طرح عاشق کی کہانی
بڑھیں پھر کچھ تمنائیں اجل کی
کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی
نسیم آغاز پیری میں بھی مستی

خدارا ای فلک کچھ مہربانی
ابھی ناصح توقف کر ذرا سا
گھٹا طول امید زندگانی
بجو ہو منظور رحم آنے نہ پائے
نہیں جاتا خیال نوجوانی

وہ سمجھے ہیں کچھ اپنے شکوہ چند
امنگوں پر ہے جوش نوجوانی
بجا دم بھر ابھی پہلو سے نشتر
سنو قصہ مرا اُنکی زبانی
ایسی صعوبت اُس صحرائے

آتشناک میں شہزادہ نے اُٹھائی کہ گھوڑا بھی سیقط ہو گیا اب سفر پیادہ پائی نصیب ہوا بگولے اُس وحشت کے ملے کے لیے بسادل اور چوبدار تھے نقیب آہ کے للکارتے تھے چاؤش نالۂ صدائے دور باش سناتا تھا آبلہ سینہ کا بصورت نقارہ ہوا تھا جب دل بیتاب سناتا تھا دلبر اکر یہ لب پر لاتا تھا نظم

مرا یہ حال کہدینا کسی سے
کیا بیہوش سودا نے فزوں نے

اگر قربان تھا وہ اپنے جی سے
نہیں دور فلک کو دید منظور

مگر رو کا اُسے بخت زبوں نے
رہیں ہم تم سے تم ہم سے مہجور

غرض اسی رہروی کرکے بصد مشقت و صعوبت اُس صحرا کو طی کیا اور ایک جنگل مین گذر ہوا وہان دیکھا تو بہت سے دیو اور دیونیون کو جمع پایا اور دولہا بنا ہوا روسے کے پھولون کا سہرا باندھے ایک دیو کو بیٹھے پایا شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا کہ یہان سے تماشا انکی شادی کا دیکھون لیکن وہان صورت یہ ہی کہ دیو نعمان اپنے بیٹے کی برات لیکر مکان پر دیو سر ہنگ کے آیا ہی جب برات رخصت ہوئی تو سرہنگ نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ بروقت رخصت عروس ایک آدم زاد کا گوشت کھلاینگے جب تک یہ نہوگا یہ عروس رخصت نہوگی نعمان یہ کلام سُنکر تلاش مین آدمی کی نکلا اتفاق سے درخت پر نگاہ پڑی جہانگیر کو بیٹھے ہوے دیکھا نہایت خوش ہوا اور درخت کو کولی مین دابکر اُکھیڑا جہانگیر اُسپر سے کود پڑا اور تیغہ پکڑکر ہزارون دیوزاد قتل کیے دیوون نے جو یہ آفت دیکھی بھاگے کیونکہ یہ اسکا فرزند ہی کہ جسکے بیٹے دیو بند و دیو کش ہین اور امیر حمزہ نے دیو سمندون ہزار دست کو مارا ہی ذکر اُسکا نوشیروان نامہ دفتر اول مین ہی غرضکہ شمشیر خاراشگاف جہانگیر سے تھوڑی دیر مین مطلع صاف تھا یہ صف شکن قتل دیوان کرکے آگے کو روانہ ہوا پھر وہی بلبلاتا وہی جنگل کی خاک اُڑاتا تھا اور غم یار مین بیقرار ہوکر یہ زبان پر لاتا تھا کہ **غزل**

فرقت عاشق و معشوق غضب ہوتی ہے — سحر عید غم و رنج کی شب ہوتی ہے
سامنے آنکھون کے بجلی سی چمک جاتی ہے — یاد تیرے رُخ پر نور کی جب ہوتی ہے
غم فرقت سے ترے ہے جو حلاوت پائی — ایسی لذت نہین ہاہین رطب ہوتی ہے
لب شیرین سی تیری ہے جو حلاوت پائی — ایسی لذت نہین ما مین رطب ہوتی ہے
تجھے جسوقت بچھڑنے کا خیال آتا ہی — کیا بتاؤن مجھے تشویش عجب ہوتی ہے
دن جُدائی کے تو کٹتے نہین آؤ جانی — اب ملاقات کی شب دیکھیے کب آتی ہے
چین دم بھر ہے نہین جاہ کو اب تیرے بغیر — میری قسمت بھی رسا دیکھیے کب ہوتی ہے

اسی طرح بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی دوشت گردی کرتا ہوا شہزادہ دل از کف دادہ خاک چھانتا ایک شہر کے قریب پہونچا جب اندر اُس شہر کے قدم رکھا نیا تماشا فلک کی سنگدلی کا نظر آیا یعنی ہر ایک انسان ساکنان شہر کو متحیر کا پایا شہر خوب جنس ہر ایک دلکو مطلوب دوکانین رنگین عمارتین عمدہ و مرتفع بنین مگر آدمی سب پتھر کے غضب خدا کا وہان گویا آیا ہوا ہی کسب فی

قالب انسانی پاکر جامہ پتھر کا پہنا ہی شہزادہ کمال خوفناک ہوا اور اپنے مذہب و ملت کے موافق دعا وغیرہ پڑھنے لگا اور بہت ششدر و حیران تھا نہایت پریشان تھا ہر وقت دل بھاگ جانے کو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کوچون مین وہان کے قدم اُٹھاتا تھا کوئی سا تھ نہ سنگ سنگ راہ سے بھی خوف کھاتا تھا اسی فکر و تردد مین ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون اُسطرف سے آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا شل انسان گویا ہوا کہ اے جوان اجل گرفتہ تو کون ہے جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہی جلد یہان سے جا ورنہ شل اُنھین کے تو بھی بلا مین گرفتار ہوگا جہانگیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہی غیرت بتخانۂ آذری معلوم دیتا ہی انسان شل تصاویر سنگین ہین اُسپر یہ طرہ ہی کہ بندر بولتا ہی واقعی اس شہر پر غضب خدا کا آیا ہی غرض اُسنے اُس بندر سے کہا کہ اے میمون واسطہ اپنے دین و مذہب کا بیان تو کر کہ یہ کون لوگ ہین اور تو کون ہی جب یہ اُس بندر نے سُنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہی جو بندلی ملتھے پر لگائے ہے ٹیکا سیندور کا دیے ہی گھنگھرو چندن کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنائی ہے یا نہین معلوم کر اصل ہی مین ایسی صورت ہی کہ زلف چلیپا اُسکی تا بہ قدم پہونچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہی جو انسان کا دل ڈستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہی جو دل عشاق کو مانگ رہا ہی پیشانی تابناک ہی ابرو کشیدہ شل خنجر بران ہی سحر ساز و فسونگر چشم فتان ہی رخسار گل گلزار جنان ہے یہ اُسکا نقشہ ہی کہ

نظم

کے دل مین یہی حور جان ہے
بلا آفت قیامت ہر ادا ہے

کہون کیا حسن روز افزون کو صاف
پری اسکے مقابل مین کہان ہے

بغور اسکو جو دیکھے چشم انصاف
نہایت نازنین وہ مہ لقا ہے

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لا کر فرش بچھایا اور کہا اے جوان بیٹھ تو مین تجھ سے سب احوال بیان کرون جب جہانگیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جادو ہی اور بلو شاہ جو دار الامارہ مین ہی سرور جادو اُسکا نام یہان کا بادشاہ ہی اُسپر مین عاشق ہوئی اور سوال وصل مین نے اُس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازمون کے پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجھکو یہان کا بادشاہ کرون جہانگیر نے کہا کہ مین بر سر سفر ہون جب پھر کر آؤنگا تو تجھکو قبول کرونگا یہ سُنکر اس ساحرہ نے اُس دکان کی کوٹھری کھولکر اُنکو بزور سحر قید کیا یہ وہان مجبور و ناچار بیٹھے اور اُنکو نیند آگئی اُس عالم بیہوشی مین

انھون نے خواب مین دیکھا کہ وہی درویش نور بالنشین آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے شہزادہ تم
اس ساحرہ سے آشتی کرو اور اسکے گلے مین ایک تختی ہی وہ کسی طرح اس سے لو یہ اُس تختی سے ماری
جائیگی شہزادہ کی جب یہ خواب دیکھا آنکھ کھلی بیکاری اُسنے آہ کی اور کہا **بیت**
یار اغیار ہو گئے اللہ ✽ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ✽ ہمتو اس ساحرہ کی محبت کو آزماتے
تھے ورنہ کون ایسا ہوگا جو ایسی حسین کو قبول نہ کریگا ساحرہ باہر دروازہ پر بیٹھی تھی کیونکہ اُسکے
دل کو بھی لگی ہوئی تھی جب انھون نے یہ کہا اُسنے کوٹھری کو کھولا اور انکو نکالا سحر انپر سے اُتارا
انھون نے بغور جو دیکھا تو واقعی ایک تختی کو اُسکے گلے مین پڑے دیکھا بس اُسکی گردن مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا اے جان جہان یہ تختی کیسی تمھاری گردن مین پڑی ہی اُسنے کہا ہان ہان اس
تختی کو ہاتھ نہ لگا انھون نے ناک بھون چڑھائی اور کہا واے قسمت کس ظالم پر اپنی طبیعت آئی
کہ جو ایک ذرا سی تختی کے چھونے پر خفا ہوتی ہی یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا ساحرہ کا دل تو آیا
ہوا تھا رونا اسکا دیکھ نہ سکی اور دوسرے سمجھی کہ یہ اس تختی کی تاثیر کیا جانے لیکر دیکھے گا پھیر
دے دیگا معشوق ہی ہٹ کرتا ہی اسکی ضد کو پورا کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا کہ اے جانی واے مایہ
عمر و زندگانی قربان کی تھی یہ تختی تم ناراض نہو لو یہ تختی لو یہ بھلا تمھارے کس کام کی ہی لو اچھا دیکھو
یہ کہکر وہ لوح گلے سے اُتار کر انکو دی جب انھون نے وہ تختی پائی فوراً اسکے جسم مین لگائی وہ ساحرہ
بیہوش ہوئی انھون نے گردن اُسکی کاٹ ڈالی شور دار و گیر برپا ہوا آندھی آئی تاریکی چھائی پھر صدا
آئی کہ افسوس مارا مجکو کہ نام میرا **میمون جادو** تھا کل تین سو برس کا سن رکھتی تھی مگر ہنوز باغ جوانی
سے کوئی گل مراد مین نے نہ چنا تھا غرض بعد اس آفت کے جو دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر سیاہ فام
کی لاش کو پڑے ہوے دیکھا انھون نے اُسکی لاش پر تھوک دیا اور اُسکے مرنے سے تمام شہر نے رہائی
پائی صورت اصلی پر آئے وہ جامۂ سنگین جسم پر سے اُتار ا بادشاہ یعنی مسرور شاہ نے آکر جو دیکھا تو
شہزادہ جہانگیر کو شہر مین ایک مقام پر استادہ پایا سر اپنا انکے قدم پر رکھ دیا اور کہا مصرع ای آمدنت
باعث آزادی ما ✽ قدم مبارک کو انکے بوسہ دیا اور ایوان شاہی مین لایا دعوت کا سامان
مہیا فرمایا ساقی مہ لقا حاضر ہوے جام مے گردش مین آیا پھر طعام عمدہ سے دسترخوان چنا شہزادہ جہانگیر
نے خاصہ نوش فرمایا شکر خدا کا بجا لایا اسوقت اُس بادشاہ نے حال انکا پوچھا انھون نے تمام

کیفیت بیان کی اور کہا مین بیابان بری برہ کو جاؤنگا مسرور نے کہا کہ یہ کام بہت مشکل ہے اور وہ
مقام بہت دور دراز ہی اُنھون نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین بغیر جائے باز نہ آؤنگا آخر جب اُسنے بہت
سمجھایا اور انھون نے نمانا تو مسرور نے کہا کہ بیچ مین بیران جادو کا مرحلہ ہی اور وہ میرا دوست ہی
مین اُسکو نامہ لکھے دیتا ہون یہ کہکر ایک محبت نامہ بنام بیران اُسنے لکھا اُسمین یہ مضمون تھا کہ
اے بیران دوست صادق و محب واثق من یہ شہزادہ میر المحسن ہی جو تمھارے پاس تشریف لاتا
ہی اسکی بہت خاطر داری کرنا قدم اسکے اپنی آنکھون پر دھرنا اِسنے مجکو بلاے سحر میمون جادو سے رہا
کیا ہی نئے سر سے زندہ فرمایا ہی یہ احسان اسکا مین قیامت تک نہ بھولون گا تم بھی اسکے ساتھ بہت
اچھی طرح پیش آنا دوسرے یہ شہزادہ بسا بہادر اور صاحب زور ہی وجیہ و شکیل و صاحب تدبیر شاہ
ابن شاہ ہی جہان پناہ ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا میرا کہا ماننا یہ لکھکر سب حال اپنے پتھر کے
ہو جانے کا اور اسکے رہا کرنے کا نامہ مین مندرج کرکے جہانگیر کو وہ نامہ دیا اور کہا ای شہریار وہ آپ
نے مجھپر احسان کیا ہی کہ تا زندہ ام بندہ ام پھر اپنے سحر سے ایک شیر بنایا اور کہا ای شہزادہ ہمارے
شہر مین ایک میلا ہوتا ہی اگر جی چاہے تو اسکی کیفیت دیکھکر جائیے گا شہزادہ نے منظور کیا اور
چندے وہان سکونت پذیر رہا جب وہ دن میلے کا آیا نقارے بجے مسرور نے کہا کہ لے اب چلیے
اور کیفیت میلے کی ملاحظہ کیجیے یہ کہکر خلعت فاخرہ سے شہزادہ کے جسم انور کو مزین و محلی فرمایا پھر برابر
اپنے تخت پر بٹھا کے لیکر چلا شہزادہ شہر سے باہر نکلا جب آیا خلقت کا اُس جا پر اژدہام پایا سوداگر
اطراف و جوانب سے آئے تھے خیمے اُنکے کھڑے تھے اشیاے عمدہ و نادرہ کار اعجوبۂ روزگار کا انبار
تھا خیمون کے آگے تخت بچھے تھے اُنپر فرش عمدہ کیا تھا سوداگر وہان بیٹھے تھے جواہر وغیرہ
کے ڈبے سامنے کھلے ہوے نیچے تختون کے اور دکاندار برابر برابر دکانین اپنی لگائے تھے ٹوکری لیے
بیٹھے تھے کہین سنگترین ماہ پارہ رشک شمشاد جنکے قد ڈالیان لگائے بیٹھی تھین کہین کباب
سیخون پر بھن رہے تھے کہین لونگ چڑے والے پھر رہے تھے کسی طرف گلفروش کاندھے
اور کہنی پر ہار ڈالے شوق میلے کے ہار ہین کہتے پھرتے تھے کہین ساقی حقہ پلا رہے تھے
کہین کھلونے والے بھولون کے بک رہے حلوائیون کی دکانین برابر برابر لگی تھین شیرینی کی
ہوتی تھین ہزارون طرح کا جوبن دکھاتی تھین امرتیان مسلسل اور بیحد اد یکھنے سے زبان کو

ذائقہ بخشتی تھین برنجی تھالون مین ورق لگے برفی جنی ہوئی اور ہر طرح کی مٹھائی دھری اُسپر جا
من بہی جاتا تھا کہ اسکو لیکر کھا جا گویا در بہشت کھلا ہوا تھا سامنے دکان کے زنجیرین ٹنگی تھین
گھنٹیان اُسمین لٹکتی تھین ایک طرف بساط خانہ سجا ہوا تھا کاٹھ کے کھلونے بینس ڈولی مسی
سرمہ بک رہا تھا کسی جا نانبائی دکان لگائے تھے کہین تمبولی اپنا رنگ جمائے تھے تختون پر
پان سفید سفید و ساوری اور بنگلہ رکھے ہوئے تھے کتھے چونے کے برنجی مرتبان دھرے تھے
کہین پالین تنین تھین ساقنین اُنکے نیچے بیٹھی تھین تپائی سور اخدار بچھی تھی چلمین اُسمین
گڑھی تھین نیچے لگن مین پان بھیگے تھے عاشق تن سامنے اُنکے ٹہل رہے تھے حرسون پر دم
پڑتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جانی ذرا پیڑو پیک پلانا ساقن ہنسکر جواب دیتی تھی کہ بیٹا انگلیا مین
کی پینا کوئی چڑیا پنجرہ ہاتھ مین لیے تھا گلدم اُسمین بند کیا تھا کسی دکان پر بہی پنجرہ ٹنگا تھا کاکن
کی بالی پنجرے مین دھری تھی طائر خوش رنگ اُسمین بند تھا غرض بھنگڑ تون کا طوطی بولتا تھا
دف دائرہ چکارہ بج رہا تھا میلے مین سوانگ بنکر آتے تھے سوانگیے ترسول لٹکتے جاتے تھے تختون
سوار تختون کے آگے ڈفلی بانسری بجتی جاتی تھی فقرا تیت کھپر سلگائے پھرتے تھے بعض لوگ
جلوہ بند کر رہے تھے بہت لوگ گھوڑون پر سوار نکلے تھے گھوڑون کے گلے مین ہیکلین طلاکار
پڑی تھین گھنگرو باندھے ہوئے سپاہی سرخ پگڑیان سرون پر رکھے ہٹو بچو کرتے آگے آگے گھوڑے
کے جاتے تھے فنس مین مہاجنان شہر کے لڑکے گوٹے ٹھپے کی ٹوپیان نیچے کے انگرکھے پہنے سوار
فنس مین اِدھر اُدھر کہار اُٹھائے پھر رہے تھے رئیسان شہر اونچے پر فرش بچھائے تماشا
میلے کا دیکھ رہے تھے خوب میلا جمع تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

پونڈے کی گنڈیریاں وہ نایاب
ڈلیاں مصری کی جنسے بے آب
وہ لوکرون مین ہرے ہرے بوٹ
جوسبزۂ خلد سے لڑین چھوٹ
نظارۂ نیشکر سے دل شاد
معشوق کا جیسے قد آزاد
خوش رنگ عجب مٹر کی پھلیاں
پھولون کی چمن مین جیسے کلیان
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا
لہراتے تھے سانپ یون ٹھٹک کر
جس طرح کہ دوذنب فلک پر
بازار مین قصہ گو بھی آکر
دل سے کوئی داستان بناکر
کرتا دل اہل دل کی تسخیر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر

جہانگیر نے خوب میلا وہان دیکھا دن بھر میلے مین رہا جب

وہ وقت آیا کہ مجمع کواکب عرصہ گاہ افلاک سے جلوہ فرما ہوا کہ ابیات

کہ آنکھ مین چھپا دون صورت یار ‖ ہوئین وُہ صندلی دکانین راہ و بازار ‖ سراپا بوس مین زلف شب آئی
تمنا آہ ہو کر تا لب آئی

مسرور شاہ شاہزادہ کو لیکر پھر دولتسرا مین داخل ہوا شہزادہ نے خاصہ کھایا کچھ جام شراب ارغوانی کے پیے پھر آرام فرمایا مگر نیند کیسی اور سونا کہاں لگا فراق یار مین تڑپنا اور بلبلانا شروع کیا جب زیادہ بیتاب ہوتا اسطرح روتا اور کہتا نظم

پھر بھی کوئی راہ مین نظارہ
کیا اسمین بھلا کسی کا نقصان
تن ہو گیا زار روتے روتے
دیدار کا شوق ہے نہایت
آفت مین ہے جان زار ہر دم

ہر اسمین کسی کا کیا خسارہ
یہ کہکے وہ فور اسکبار ہی
کھانے لگا راز ہوتے ہوتے
تا چند یہ صدمہ ہائے جانکاہ
ہمدم غم انتظار ہر دم

بچ جائے جو اک غریب کی جان
پھر بستر غم یہ بیقراری
فرقت کو گذر گئی ہے مدت
نکلے کوئی انبساط کی راہ
آخر کراہ کراہ کے نالہ و آہ کرکے

صبح ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ مسافر فلک بعزم طے منازل فلک یعنی خورشید تابان تیغ شعاع سے کمر باندھکر میدان آسمان مین آیا کہ ابیات

مجھے امید مطلب مین سفر ہے ‖ مبارکباد آغاز سحر ہے ‖ سفر کی اب سُنو باقی کہانی
کہ بدلا شب نے رنگ آسمانی

ہنگام سحر شہزادہ کمر ہمت باندھکر مسرور شاہ سے رخصت ہوا اور وہ شیر جو سحر سے مسرور شاہ نے بنایا تھا اسپر سوار ہو کر روانہ ہوا مسرور شاہ در شہر تک پہونچانے آیا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہزادہ آپ نے وہ احسان عظیم مجھپر کیا ہی کہ مین جان و مال سے آپکا شریک ہون ہر چند کہ مین خراج گزار کوکب تھا مگر اب اُس سے کچھ تعلق نہ رہا کیونکہ ایسا غافل بادشاہ کہ اتنے دن تک مین تھپر کا بنا رہا اور اُسنے میری خبر نہ لی شہزادہ اُسکو تسلی دیکر اور اُس سے رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہوا ایہا تک کہ وہ شیر گویا قلعہ برانیہ کا راستہ جانتا تھا کہ سیدھا شاہزادہ کو لیے ہوے اُسی قلعہ مین لایا شہزادہ نے ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا کہ دروازہ شہر کا مثل فیل مست کے جھوم رہا تھا بہت سے ساحر بعہدۂ نگہبانی دروازے پر اُترے ہوے تھے اُس شیر کو دیکھکر کوئی مزاحم ہوا شیر اندر شہزادہ کو لایا شہزادہ شہر مین آیا آبادی خوب مکانات جو دلکو مرغوب ہون دیکھے شہر وہ نہایت آباد تھا ہر ایک کا دل وہان دلشاد تھا عمارتین مصفا تھین

ساحر خوش اخلاق و وجیہ و شکیل بستے تھے جو بات بات پر ہنستے تھے دکانون مین اشیاے
نفیس کا انبار تھا دکاندار لباس عمدہ پہنے بیٹھے تھے کشور الکتا تھا کرے جو برج آسمان کو تزئین
تیرہ تھے خلاصہ کار جہانگیر کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا ہوا پشت شیر پر سوار دارالامارۃ مین آیا یہان بھی
بہت بڑا سامان تزک کا پایا خادم و خدمتگار قولے رقاصی میاول و چوبدار دروازہ پر حاضر
مین ادب سے ماہر سات ڈیوڑھیان دار امارۃ کی تھین شیر اُن سب کو طی کر کے اندر آیا یہان دیکھا
تو تخت پر ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ جلوہ فرما ہے تاج شاہی سر پر قباے فرمان روائی در بر چتر بال
ہما کا سر پر گردش مین ہی ہیران جادو ہر گروہ جیش و نگل و کرسیان بچھی ہین ساحران نامی اُن پر
بیٹھے ہین کہ جنکی آنکھ ناک کان شعلہ آتش کے نکلتے ہین جہانگیر نے شیر پر سے اُتر کے بادشاہ
کو سلام کیا اور آگے بڑھکر وہ محبت نامہ مسرور کا لکھا ہوا اُسکو دیا اُسنے پڑھا کھڑا ہو گیا شہزادہ کی
تعظیم کی اور مقام صدر پر اُسکو بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام مے ارغوانی بھر کر دیا شہزادہ
نے پیا پھر رقاصان مہر طلعت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا بعد کچھ دیر کے علیحدہ اُٹھا کر لیگیا
اور خاصہ طلب کیا اور شہزادہ کو نعمتہاے گوناگون سے آسودہ کیا اغذیہ لطیف و گرما گرم کھلائین
پھر دربار مین آکر بیٹھے اب اُسنے کہا کہ اے شاہزادہ آپ کون ہین اسنے کہا مین ملک خورشید
تاج بخش کا بیٹا ہون اور اسطرح فرستادۂ افراسیاب براے طلسم شکنی طلسم کوکب آیا ہون
لیکن فی الحال بیابان بربی ہیرہ کو جاتا ہون یہ کلمات سنکر ہیران چین بجبین ہوا کیونکہ یہ بھی
خراج گذاران کوکب ہے مگر بپاس خاطر مسرور خاموش ہو رہا اور کہا کہ اے شاہزادہ ہم لوگ
ایک درخت کو سجدہ کرتے ہین کیونکہ بعد کئی مہینے کے اُسمین سے ایک پتلا نکلتا ہے اور پکارتا ہے
کہ مین خداوند ساحر نی ہین اے شہریار تو آپ اُسکا حال تبلایئے اور نہین تو آپ بھی سجدہ کیجیے
جہانگیر نے کہا کہ اچھا تم ہمکو وہان لے چلو اور اُسکی کیفیت دکھلاؤ تو پھر ہم اُسکی تدبیر کرین اُسنے
کہا کہ آپ دو چار روز توقف فرمایئے اب زمانہ اُس پتلے کے نکلنے کا قریب ہے مین آپکو لیچلونگا
شہزادہ وہان توقف پذیر ہوا بعد چند روز کے جب ایک دن وہ زمانہ آیا کہ شہسوار زرین کلاہ
مہر چرخ اخضر پر پھلا پھولا نظر آیا کہ ابیات

طلوع سحر نور نظر سے
طرارے بھرنے کی مثل توسن ناز

صدائے رحلتی آئی سحر سے
نگاہون سے چھپی شب شوخ انداز

ہنگام سحر ان بیران سوار شہزادہ کو سوار کر کے ایک صحرا مین لایا شہزادہ نے دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار ہر
طرف اُس مقام پر بہار ہی جو درخت ہی وہ پھولون سے لدا ہی ہرا بھرا ہی سبزہ لگان دہر کو اپنی
سرسبزی کے روبرو شرماتا ہی اور اُس صحرا مین ایک درخت اور درختون سے سر بلند نہایت سرسبز
وخوشنما لگا ہی تنہ اُسکا طلاے احمر سے منڈھا ہی شاخین اُسکی جنبش ہوا سے ہلتی ہین تو یہ معلوم
ہوتا ہی کہ جوانان سبز رنگ جھوم رہے ہین طائران خوش الحان اُسپر بیٹھے زمزمہ سرائی کرتے
ہین شاہزادہ کچھ دیر وہان ٹھہرا تھا کہ یکایک تنہ اُس درخت کا شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلہ
کہ جسکا مُنہ مثل طوطی کے تھا نکلا اور پکارا کہ منم خداوند سامری بیران اور اُسکے ساتھ کے
ساحرون نے سجدہ کیا جہانگیر چپ کھڑا رہا اب جو دیکھا تو اُس شجر مین پھل لگ آئے اور بار اثمار
سے شاخین جھک پڑین وہ پھل بیران نے توڑ کر کھائے اور شہزادہ کو بھی دیئے اُسکو جو کھایا
تو بہت شیرین اور ذائقہ کے تھے غرض کچھ دیر مین وہ پتلا پھر اُسی درخت مین سما گیا اور پھر درخت کا
تنہ برابر ہو گیا بیران شہزادہ کو لیکر پھرا شہزادہ نے کہا اب تم جاؤ مین اسکا حال دریافت کر کے آؤنگا
بیران تنہا اُسکو چھوڑ کر چلا آیا شہزادہ وہان پھرا کیا جب وہ زمانہ آیا کہ بیل کہکشان کی دار بیست
آسمان پر پھیلی ہوئی ظاہر ہوئی اور ستارے مثل دانہ خرمن عرصہ فلک مین چھٹکے بالی سنبلہ کی اُگی کہ بیت
بسر اوقات کی صحرا مین دم بھر چہرہ چھپایا مہر نے جب روے الورہ شہزادہ رات کو اُس درخت
کے قریب پھر آیا وہان قدرت خدا سے نیا سامان پایا کہ ایک طرف کو فرش عمدہ بچھا ہی روشنی کنول
اور جھاڑ کی ہی جس سے وہ صحرا تمام منور اور روشن ہی فرش پر مسند مغرق بچھی ہی اور ایک ساحرہ اُس
مسند پر لباس پُر زر پہنے ہوئے بیٹھی ہی چہرہ بسان خورشید تابان روشن ہی لیکن کم سن نہین ہی
سامنے اُس ساحرہ کے ناچ ہو رہا ہی شاہزادہ بھی اُس مقام پر جا کر پہونچا اور اُس بزم مین آکر ٹھہرا
ساحرہ نے جو اُسکو دیکھا پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مسافر ہین اتفاق سے ادھر آ نکلے
آپ کو بیٹھے دیکھا ہم بھی ٹھہر گئے اُسنے جو شہزادہ کو حسین اور مہ جبین دیکھا محبت اُسکی اُسکو
پیدا ہوئی کہا آتے ہین آپ تو آئیے تشریف لائیے شہزادہ اُسکے پاس جا بیٹھا اور پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے
ساحرہ نے کہا کہ مجکو بزم جادو کہتے ہین اُسنے کہا کہ یہ تو فرمائیے کہ اِس درخت مین سے ایک پتلا نکلتا ہی
اور اِسطرح کی صدا دیتا ہی یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت وہ ساحرہ یہ کلام سُنکر ہنسی اور کہا کہ

نوجوان یہ سب میرے سحر کا ڈھکوسلا ہے مین نے سحر سے دو تیا اور یہ درخت بنایا ہے اُسنے کہا ہم تمھارے مہمان عزیز ہین اور بیران جادو سے کہکر آئے ہین کہ اس شجر کا حال دریافت کرینگے بس تم ہمکو اجازت دو کہ ہم اُس سے اس حال کو بیان کرین اُس ساحرہ نے اسکی خاطر سے اجازت دی کہ اچھا مدینا کیونکہ شاہزادہ سے اسکو محبت ہوگئی تھی بعد اجازت دینے کے شاہزادگان اُسنے نام پوچھا انھون نے سب اپنا حال بیان کیا اور نام بتایا پھر جام شراب ناب گردش مین آیا رات بھر شاہزادہ وہان رہا بزم جادو دل سے اسکی مطیع ہوئی اور شراب اُسنے اختیار کی پھر جب وہ وقت آیا کہ عرصۂ فلک سے بزم کواکب برخاست ہوئی مثل شہزادہ جہانگیر

خورشید جہانگیر ہوا کا بیات	نظر کی آسمان پہ صبح بالی	کہا رخصت کہ ہے وقت جدائی
شریک بزم جو جو تھے وہان پیا	تحیر مین تھے لطف آسمان پر	صبح کو بزم نے کہا کہ آپ چلیے

مین بھی اپنی کنیزون کو لیکر حاضر ہوتی ہون اور ایک مرکب منگوا کر شہزادہ کو دیا کہ یہ اُسپر سوار ہوکر بیران جادو کے پاس آئے اور قصۂ شنیدہ ناگفتنی زبان پر لائے اور کہا کہ ملکہ بزم جادو بھی آیا چاہتی ہین غرض بعیش و عشرت بیٹھے بعد کچھ عرصے کے بزم بھی آئی بیران نے تعظیم کی خاطر سے نہیں آیا اب بیران بھی دل سے مطیع شاہزادہ والاگہر ہوا اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ مین اب رخصت ہوتا ہون بیابان بری بر کو جاؤنگا بیران نے کہا کہ اب آگے مقام حرسان جادو کا ہے وہ مرحلہ نہایت سخت و صعب ہے اور وہ بڑا ساحر زبردست ہے اور طرفدار کوکب ہے اچھا اب چلیے ہم سب اپنا لشکر آتے ہین مگر نہین جی میں آتا ہے کہ ابھی سے ساتھ آپکے چلین غرض یہی صلاح پسند آئی ستر ہزار ساحر آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر شہزادہ جہانگیر یہان سے چلے اسیوقت نفیر سحر کو دم ملا گھنٹے اور ناقوس بجے ساحر شیر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوکر ہمراہ چلے ڈہرو کی صدا بلند ہوئی ہوم کا دھوان پرچرخ چنبری تک جانے لگا کلوا بھیرون منڈلانے لگا ہوم جلنے لگے اژدر آتشین پھنکارنے لگے روے ہوا پر چلین سحر کی منڈلانے لگین جو نین آنے لگین نظم

چلے تخت پر سحر کے ہو سوار	ہر اک سمت سے ساحر نابکار	رخ دہر آندھی سے کالا ہوا
جو تھا سحر کا مہر اجالا ہوا	چلے اژدر و فیل اڑتے ہوے	ادھر اور ادھر منہ تھے مڑتے ہوے
کسی جا تھے طاؤس جھنکارتے	کہین اژدہے سانپ پھنکارتے	غرض بعد قطع مسافت او چند

قلعہ خرسانیہ پہ سب پہونچے اس مقام پر بصد حشمت و شوکت مہر ور شاہ بھی آکر ہوئے اسی ہزار کی جمیعت سے بمقابلہ خرسان شہزادہ عالیشان آکر اترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی ساحروں کے بھی خیمے وغیرہ استادہ ہوئے اسکلین بچھے راوٹیاں سرا پردے کندلے نصب ہوئے لشکر کی چھاؤنی پڑی دریا کو پشت پر رکھکر قبضہ میں کر لیا میدان بہر جنگ سامنے قلعہ کے چھوڑ دیا طبل و نقارے داخلہ لشکر کے جو بجے طائران سحر سامنے خرسان کے آکر پہونچے وہ تخت حکومت پر اندر قلعہ کے بیٹھا تھا تاج شاہی سر پر تھا دربار جمع تھا کہ طائروں نے آکر خبر دی کہ اسطرح لشکر کثیر لیکر شاہزادہ جہانگیر بن خورشید تاج بخش آیا ہے اور قلعہ کے سامنے اترا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر خرسان نے بھی اپنے افسران لشکر کو کہ حاضر دربار تھے حکم تیاری دیا اور تین لاکھ ساحر لیکر دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر نکلا ساحر شیر و اژدر پر سوار ہو کر آئے بھبوت چندن کی بدن میں لگائے تھے منہ سے شعلہ چھوڑتے تھے رال و گوگل کے شعلے اڑاتے تھے یہ بھی آکر بارگاہ و خیام نصب کرا کر اترے دن بھر تو خیمہ میں رہے جب وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر کو ترک روزگار نے غلاف مغرب میں رکھا اور لشکر انجم لیکر ماہتاب تاباں عرصہ گاہ افلاک میں آیا ابیات

سحر سے بڑھ کے نور افشاں ہوئی شام ۔ لیا خورشید کا مہتاب سے کام
ہوئی شب شاہد مہ سے ہم آغوش ۔ ہوا صبح دم چراغ روز خاموش

سر شام بحکم خرسان طبل جنگ بجا ادھر سحر کو دم بلا دلاور آمادہ و خونخوار ہوئے تیاری اسباب سحر و ساحری کرنے لگے جہانگیر نے بھی طبل بجوایا اب دونوں طرف تیاری جنگ ہونے لگی منتروں کی جاپ شروع ہوئی بجہانے خوگ جھٹکا ہونے مرچیں سلگنے لگیں گوگل جلنے لگا گوگل کی چراہند آنے لگی بھیروں کالی خوش ہوا ہو میں تانیں گئیں ایک طرف بہادران روزگار تلواروں کو صیقل کرنے لگے منتر پڑھے جانے لگے کہ دوڑ دوڑ چل دوڑ دہائی سامری کی بیر کھائے کلیجہ چھوڑنے تو سر اڑجائے کمی کرے تو دھوبی کی گنڈ میں پڑے پڑھو منتر دیوالی کا اسیر یا چار رات بھر یہی شورش تیاری آلات جنگ رہی جب وہ وقت آیا کہ ساحر روزگار نے مشعل آفتاب کو روشن کیا اور ساحرہ شب کو بھگایا کہ بیت آناری شب نے پوشاک سیہ فام ہا بنی نور سحر سے روشن اندام ہنگام سحر دو دریا سے لشکر جوش مار کر او گاہ مصاف میں آئے دلاوروں نے پرے جمائے جہانگیر بانوقیر مسلح و مکمل ہو کر میدان میں آیا اسطرف سے خرسان

فوج بہقیاس ہمراہ الیاصفوف آرائی ہوئی ابر سحر نے گرد و غبار برس کر ٹھاما جھاڑیان جھنڈیان
کاٹ ڈالی گئیں میدان پاک و صاف ہوا اُسوقت خرسان اپنی صف لشکر سے آگے بڑھا اور اسنے
ایک سحر ایسا کیا کہ سارا لشکر جہانگیر پر تاریکی چھا گئی ظلمات کو وہ مقام مات کیے تھا میدان جنگ کا
جلوہ نما تھا ملک عدم کا پتا دیتا تھا ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا کال کوٹھری کا ایسا نقشہ تھا وہ مار
خرسان نے جو سحر دم کیا جہانگیر تک زمین میں غرق ہو گیا لشکریان جہانگیر جو سحر کے اثر
لیا لینا کہتے ہوئے آگے بڑھے اُتنے سحر بڑھا کہ سب اندھے ہو گئے خرسان نے تیغ سحر
کھینچی کا زور اپنا اُڑایا اور قتل کرنے کو آگے بڑھا اُسوقت دنیا بالکل اندھیر قسمت بد کا یعنی وہ تاریکی
شب دیجور تھی اور اُسمین تلوار روشنی یار کی چمک کا چراغ جلتا تھا ہر سمت صدائے نالہ و
آہ برپا تھی ایسی آفت میں بعض نے دعا درگاہ خدا میں کی تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون
ہوا یکایک فلک پر سے نعرہ کی صدا آئی کہ منم درویش بوریا نشین چنانچہ درویش مذکور
رو سے ہوا سے نیچے اُترے ایک چوکی صندل کی تھی کہ اُسپر بیٹھے تھے اور چوکی پر انگشت شہادت
سے ایک الف آپ نے کھینچا تھا کہ وہ اُڑتی ہوئی آئی تھی غرض اُنھوں نے آ کر ایک نقش اپنے
دست حق پرست سے لکھا اور اُسکو اپنے لشکر کے مابین میں پھینکا بقدرت خداوند بدیع مسکین
شلث نویس روز نگار وہ تاریکی لشکر پر سے دور ہوئی سبکی طبیعت مسرور ہوئی ہر ایک کی
آنکھ میں روشنی آئی جہانگیر نے قید زمین سے رہائی پائی اُسوقت خرسان نے جلا کر پھر ایک
ناریل جانب لشکر جہانگیر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا شعلے نکلکر لشکریوں پر آیا لیکن
برکت نقش سے قریب آتے ہی بجھ گیا اب درویش نے ایک نقش اور لکھکر خرسان کی
طرف پھینکا کہ خرسان کا سحر بھی باطل ہو گیا اور اُسنے سحر کو فراموش کیا درویش نے ایک
تعویذ جہانگیر کو بھی دیا کہ جسکے سبب سے سحر اثر نہ کرے جہانگیر مرکب چمکا کر سامنے خرسان کے
آیا اُسنے ہرچند سحر یاد کیا یاد نہ آیا ناچار ترسول کا وار کیا شہزادہ نے ترسول رد کر کے تیغ کا ہاتھ سر کو
تلا کمر پر لگایا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج اُسکی تلواریں کھینچکر آ گری
گھمسان کی تلوار چلنے لگی عیاذاً باللہ ایک ایک کے دو دو اور دو دو کے چار ہونے لگے شور دار و گیر بلند ہوا

کھلی بیڑی پر سے شمشیر برہنہ	کھنچیں تیغیں بندھا ہر غول کا ساتھ	زبان پتروں کی آئین تیز یوں کے

جھکے سر مرضی خالق مین اکثر ہوئی گردن کو حاصل سربلندی	لبون پر آئے کف غیظ اجل سے مٹی مغرور دل کی خودپسندی	ارادے سے بڑھے گئے دست و بغل کے خرسان تو قتل ہی ہو چکا تھا

بے سردار کے فوج کیا لڑتی آستے امان مانگی شہزادہ جہانگیر نے امان دی اور طبل بازگشت بجواکر
پھر سے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا پھر اندر قلعہ خرسانیہ کے داخل کیا وہان کے اکابرین نذرین
لیکر حاضر ہوے تمام شہر مین عملداری شہزادہ کی ہوگئی افراسیاب کے نام کی دہائی پھر گئی
جہانگیر نے جشن کیا ناچ ہونے لگا کئی دن تک مشغول عیش رہے اب درویش نے کہا اے شہزادہ
مین تمکو محمل گنبد نشین کے پاس بھیجتا ہون وہان جا کر گنبد جہان نما کی سیر کرو لشکر اپنا سب اسی
شہر مین رہنے دو اکیلے جاؤ یہ کہکے ایک نامہ بنام محمل گنبد نشین لکھا کہ اے محمل ہماری خاطر سے
صاحبقران جہانگیر کو گنبد جہان نما کی سیر کرا دینا اور اسکی بہت خاطرداری کرنا یہ نامہ لکھکر جہانگیر
کو دیا اور جہانگیر مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوے بعد طی منازل و مراحل ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچ
دیکھا کہ عجب طرح کا فرحت انداز صحرا ہی کہ سبزہ کوسون تک ملتا ہی خرگان معشوقان
سبزہ رنگ کو شرماتا ہی یہ معلوم دیتا ہی کہ شاہد ارض کے رونگٹے کھڑے ہین گلہائے خودرو کوسون
تک اُگے ہوے ہین گرداگرد اس صحرا کے کوہ اپہاڑیان چھوٹی چھوٹی پیاری پیاری پہاڑیان گلدستون
کی طرح پھولون سے لدی ہوئی ہین آبشار ہوتا ہی جھرنا جھڑتا ہی جانوران خوش الحان زمزمہ
سرا ہین چشمہ جابجا لبریز ہین ڈبرے موج خیز ہین انکے کنارے سے بگلے بنڈبیان کلنگ بائے بط
قرقرے پھر رہے ہین خلاصہ یہ کہ عجب طرح کا نکہت سبز و نزہت آمیز وہ صحرا ہی اور اس صحرا کے
بیچ مین ایک گنبد گول سڈول رشک گنبد چرخ بنا ہی گنبد اخضری فلک گردش نہین کرتا ہی
بلکہ اسپر صدقے ہوتا ہی شہزادہ در گنبد پر آیا وہان ایک مرد ضعیف کو بیٹھے پایا کہ ڈاڑھی کیسی
پلکین تک سفید ہوگئین ہین جامہ سفید پہنے ڈاڑھی تا بسینہ بڑھائے سر زانوئے تفکر جھکائے
بیٹھا ہی شہزادہ نے اسکو آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اسنے نامہ پڑھکر شہزادہ کو اٹھکر گلے سے لگایا اور
او مقام صدر پر بٹھلایا مگر یہ بھی کہا کہ افسوس درویش بوریا نشین ممالک کو کیسے غارت کراتا ہی اور بربادی
انکی چاہتا ہی اور کہا اے صاحبقران کل مین گنبد تمہین دکھلاؤنگا غرض شب بھر سو رہے محمل نے کھانا نہایت
عمدہ انکو کھلایا آرام کرایا جب وہ وقت آیا کہ گنبد چرخ متفرنس کی سیر کرنے خورشید جہانتاب آیا کہ جب خصوصت ہوئی شب

جمال صبح جلوہ گر ہوکر صبح کو دروازہ گنبد کا کہ جسمین قفل برابر ران شتر کے لگا تھا محل نے کھولا اور شہزادہ کو اندر لایا شہزادہ نے دیکھا کہ دیواروں پر آئینے نصب ہین اور طرفہ ماجرا نظر آتا ہی کہ سامنے لشکر حیرت کا اترا ہوا دکھائی دیتا ہی ایک طرف دیکھا تو اپنا لشکر اترا ہوا پایا ایک جانب کو دریاے خون رواں نظر آیا اور ممالک کوکب و افراسیاب کے سب دکھائی دیتے ہین انواع و اقسام کے تماشے نظر آتے ہین شہزادہ نے دلمین کہا کہ واقعی یہ گنبد جہان نما ہی ایک طرف اب جو نظر کی تو لشکر امیر اترا دکھائی دیا ایک جانب لقا کو اترے ہوے پایا اسی طرح مہرخ کے لشکر کو دیکھا قلعہ ہفت رنگ پر ان نظر پڑا خلاصہ یہ کہ تمام دنیا کو اسمین سے دیکھا اور عش عش کر گیا عقل دنگ ہوگئی اور دیکھا کہ اس گنبد کی دیواروں پر تصویرین شاہان گذشتہ و حال کی نصب ہین گنبد ہو یا ارژنگ نگارخانہ چین ہے اور ایک طرف دیکھا کہ کچھ تصویرین لگی ہین جو سایۂ انسان پڑنے سے بڑھ جاتی ہین اور ایک طرف دیوار مین سات آئینہ نصب ہین کہ انکے اندر ساتون ولایتین دکھائی دیتی ہین اور جہانگیر نے دیکھا کہ میری تصویر اور افراسیاب و کوکب اور شاہان طلسمات کی بھی دیوار مین چسپان ہین شہزادہ مذکور کو کمال حیرت ہوئی اور بڑی دیر تک اس گنبد کی سیر مین مشغول رہا اور تعریف کیا کیا پھر باہر گنبد کے آیا اسوقت محل گنبد نشین نے کہا کہ ای شہزادہ میرے پاس ایک فتیلہ ہی اور خاصیت اس فتیلہ کی یہ ہی کہ جب اس فتیلہ کو روشن کرو تو جس شخص کو بلانا منظور ہو اسکی نیت دل مین کرو بس ہمزاد پلنگ شخص مطلوب کا اٹھا لائے گا اس سے باتین کرو جبتک وہ فتیلہ روشن رہیگا وہ پلنگ رکھا رہیگا جب فتیلہ بجھ جائے گا ہمزاد پلنگ جہان سے لایا ہی وہین لے جا کر پہونچا دیگا شہزادہ جہانگیر نے یہ حال سنکر درویش مذکور کی منت کی کہ وہ فتیلہ مجھکو عنایت فرمائیے کہ مین اپنی معشوقہ ملکہ ماہ دُر در گوش سے ملاقات کرون محل نے اسکی منت کرنے سے وہ فتیلہ انکو دیا اور یہ اسکو لیکر گنبد کے ایک طرف کو تنہائی مین آئے اور بخورات انھون نے مہیا کرکے جلا دینے کا قصد کیا انکی تو یہ کیفیت ہی لیکن شمہ حال ملکہ ماہ دُر در گوش بیان ہوتا ہی کہ اسکو باغ مین زلف آرا نے کاکل کشا نے رکھا ہی پلنگڑی جواہر کار صحن مین باغ کی گستردہ ہی اسطرح یہ مقید ہی کہ جسطرح شاہزادے شاہزادیان قید ہوتی ہین مگر فراق مین شہزادہ کے اسکا عجیب حال ہی کہ شب و روز نالہ و شیون کرتی ہی وہ باغ تمام اسکی نظرون مین خار ہی دل مین یاد گلعذار ہی گل کو جب دیکھتی تھی رخسار یار

آتی ہی سنبل سے زلف دلدار کو یاد کرکے جان گنواتی ہی گل اُسکی نظرون مین صورت داغ ہی دل کا روغن چراغ ہی زلف سنبل سے زیادہ اُلجھن ہوتی ہی جینا وبال ہوتا ہی سرو کو دیکھکر بہت ملال ہوتا ہی سرو صورت داغ ہی دل یاد قامت یار ہی نہرین چشم تر کی صورت روان دکھائی دیتی ہین نرگس آنکھین دکھاتی ہی اور زیادہ یاد چشم جانان مین رولاتی ہی خاطر مثل ماہی بے آب طپان دل سینہ مین نالان آنسوون سے دامن تر رونے سے کام آٹھ پہر جب بیتابی دل ستاتی تو باد صبا کو اسطرح کا نامہ سناتی الغ

ای شہنشاہ کشور خوبی
سرو آزاد باغ حسن وجمال
رشک خورشید و غیرت ناہید
ایسے افعی سے ہی خدا کی پناہ
تسے چھوٹی ہون جیسے ای دلبر
اشک چشمون سی جاری رہتے ہین
آجکل اب یہ حال ہی جانی
نام سے تیرے ہی زبان کو کام
رات کو بھی نہین ہی پڑتا چین
دھیان رہتا ہی آپ کا مجکو
دل بہت بیقرار رہتا ہی
دل بیتاب کو بھی سودا ہے
دیکھیے کب تمھین خدا یان لائے
دل اسیر بلا ہوا فریاد
کیا اجارہ ہی دلبا ای جانی
جلد آ جلد ای مرے دلدار
شربت وصل آ کے مجکو پلا
تو یہ پیغام دینا مرتی ہون

ماہ تابان اوج محبوبی
اختر برج آسمان حیا
روے روشن ہی تیرا صبح عید
جانتی ہون کہ وصل اب ہے محال
ابر غم چھا گیا میرے دلبر
شرط رونے مین ابر سے بدلی
زندگانی محال ہے جانی
ہون گرفتار بیقراری مین
ہی گذرتی تڑپ کے ساری رین
جان جاتی ہی دم نکلتا ہی
رات دن انتظار رہتا ہی
تیری تیغ ادا کی بسمل ہون
عیش و عشرت کا روز پھر دکھلائے
قیس کی طرح ہون مین آوارا
مرہی جائین یہ دل مین ٹھانی
شکل ناصح سے مجکو نفرت ہی
اے مسیحا ابھی ہو مجکو شفا
یا خدا جبتلک ہی لذت غم

گل شاداب گلشن اقبال
گوہر آبدار بحر وفا
میری شامت ہی تیری زلف سیاہ
ایک باد صبا سے ہی یہ مقال
یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین
فصل بلبل نہ یہ ہوا بدلی
شام سے صبح صبح سے تا شام
دن یہ کٹتے ہین آہ و زاری مین
نہین آرام اک ذرا مجکو
ای مسیحا مری خطا کیا ہے
تیری زلفون مین جیسے اُلجھا ہی
تیرے ہی ابروؤن پہ مائل ہون
دام مین زلف کے ترے صیاد
لیلی زلف نے تری مارا
دل سے جاتا رہا ہی صبر و قرار
کاوش غم سے دلکو رغبت ہی
ای صبا اب دعائین کرتی ہون
رنج و عشرت جہان مین ہے توام

لب معشوق ہی مسی آلود
دل عاشق مین رشک سے تنگ ہی
ہوسکی جہان مین مرا شاد

رنگ عشاق ہی الم سے کبود
حسن جانان کی دھوم ہو یارب
مین ہون برباد اور وہ آباد

موج زن بحر عشق جبتک ہے
عاشقون کا ہجوم ہو یارب
اسی طرح دیوانہ وار بیقرار

یہ ملکہ ناکام روتی اور بکا کرتی تھی کسی طرح چین اُسکو نہ آتا تھا غم فراق بہت رُلاتا تھا جب انتہا سے زیادہ بیتاب ہو جاتی خواہش دل ستاتی تو وہ دُکھ کی ماری یہ زبان پر لاتی کہ نظم

نالہ اس شور سے کیون میرا دُہائی دیتا
ایک ترانہ مجھے درد جدائی دیتا
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جا کر

ای فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
تجھ مہر کو خون شفق مین ہر روز
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
غوطے کیا کیا ہے ترا دست حنائی دیتا

یہ صحنچی مین لیٹی ہوئی اس سوز و ساز مین مشغول تھی کہ نظم

کہا ای باد کہیو یہ بعد از سلام
شب و روز رہتا ہی یان اضطراب
نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
ملاقات کا رکھیے کیونکر خیال
کیا عشق یا جرم ہمنے کیے

خیالات ملنے کے جاتے نہین
کیا شوق نے کام کو کیا خراب
تن زار مین جان کیونکر بچے
رہین کیونکہ جان نا امید وصال
نہین صبر آتا ترے بن ملے

غرض یہ ماہ تمام پلنگ پر پڑی
صبا سے رہے دو طرف کو پیام
قرار و سکون دل تک آئے نہین
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر
جگر مین نہ خون تو کیونکر پیے
کہ اُس سے کہ مرتی ہی تیرے لیے
لہو نے جگر تک بھرے ہین گلے

قضارا چالاک تیز رفتار جو نجومی سے نکلکر چھپ گیا تھا وہ پھرتا ہوا اُسطرف آنکلا اور اس باغ کے در پر اُسنے فقیرون کی طرح سوال کیا کنیز وزیرزادی ملکہ کی اُسکو بھیک دینے دروازے پر آئی اُسنے اُسکو پہچانا اور حباب بیہوشی مارکر بیہوش کر دیا اور اُسکے کپڑے لیکر پہنے اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو اندر باغ کے لاکر بستر پر اُسکے ایک صحنچی مین اُسکو لٹا دیا اور آپ وہان آیا کہ جہان ماہ پُر درد گوش پلنگ پر پڑی ہوئی شعر عاشقانہ پڑھ رہی ہے جب یہ وہان آیا اور ملکہ نے اسکو آتے دیکھا فوراً آنسو پونچھ ڈالے اور خاموش ہو رہی اور کہا ای گلعذار کہو تو کیسی تھی یہ چالاک پلنگ پر آبیٹھا اور پاؤن ملکہ کے دبانے لگا ملکہ نے کہا کیون ای گلعذار نہین معلوم کہ شاہزادہ پر کیا گذری اور وہ اب کہان ہین چالاک نے کہا حضور وہ صاحب اقبال ہین ایکدن آکر کوکب کو قتل کرینگے اور آپ کو چھڑا لینگے یہ کہکر چالاک نے پاؤن دبانا شروع کیے اور ذکر جا بجا کرنے لگا کہ ملکہ کو کچھ تسکین ہو

یہان تو یہ کیفیت تھی وہان جہانگیر نے فتیلہ محمل کا دیا ہوا روشن کیا فتیلہ روشن ہوتے ہی ہمزاد
تسخیر ہوا اور آکر پلنگ ملکہ کا اُسنے اُٹھایا ملکہ خوف کھا کر بیہوش ہوگئی چابک اُسی طرح پلنگ پر
بیٹھا رہا ملکہ کی آنکھین بند ہوگئین چابک نے تو اتنا کہا کہ ملکہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ تو بیہوش ہے
جواب کون دے آخر چابک بھی بیہوش ہوگیا اور ہمزاد نے پلنگ لاکر سامنے جہانگیر کے رکھدیا
کچھ عرصہ مین ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر سامنے بیٹھے ہین اور جہانگیر بھی اُٹھے کہ ملکہ
سے بغلگیر ہون اِدھر چابک جو ہوشیار ہوا اور اُسنے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھا کہ ایسا نہو یہ دونون
شادی مرگ ہوجائین بس جیسے ہی شاہزادہ ہنستا ہوا ملکہ کو گلے لپٹانے چلا چابک جو بشکل
گلعذار تھا کود کر بیچ مین آگیا اور کہا ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا الگ رہیے پہلے مرے ساتھ دارو
مدار کیجیے ای شاہزادہ تجھپر میری جان جاتی ہے ای ملکہ اب تم اُنکے عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا اری
کچھ تیری شامت آئی ہے اُسنے کہا ای جہانگیر مین بمتر مرتی ہون ملکہ نے کہا کیون کمبختیون نے
گھیرا ہے کہ ایسے کلمات زبان سے نکالتی ہے ارے تو تو بہتر چابک پر مائل ہے چابک نے کہا وہ
فقط حیلہ تھا مین عاشق الفین پر ہون یہ کہکر جہانگیر کے قریب آئی اور گلے مین ہاتھ ڈالنے
لگی اور چاہا کہ بوسہ لون جہانگیر نے کہا کہ او شوخ دیدہ کچھ تیری شامت آئی ہے دور ہو مجھسے کبھی ایسی
باتین نہ کرنا اول تو یہ کہ تو میرے بھائی کی معشوقہ ہے دوسرے یہ کہ ملکہ کے سوا مین سب کو حرام سمجھتا
ہون یہ کہکر گلعذار نقلی کو شہزادہ نے ڈھکیل دیا اور کہا اری اب فتیلہ نصف رہگیا ہے دیکھیہ یہ
صحبت سب خواب و خیال ہوجائیگی کیا غضب کرتی ہے دلکی حسرت دل ہی مین رہجائیگی چند باتین
ملاقات کی ہین مجکو بات کر لینے دے چابک نے دیکھا کہ وہ جو آثار شادی مرگ ہونیکے تھے وہ سب
اب باطل ہوئے اُسوقت اُسنے چاہا کہ اب مین یہان سے ہٹ جاؤن اُدھر شاہزادہ نے کہا کہ ای
گلعذار تو باہر جا دیکھ تو کہ چابک وہان آیا ہے غرض اُسکو تو خود بھی چلا جانا منظور تھا یہ وہان سے
نکلگیا جہانگیر نے ملکہ کے بوسے لیے اور خوب سا گلے لگایا لیکن اچھی طرح حسرت دل نکلنے نپائی تھی
کہ وہ فتیلہ جلکر تمام ہوگیا کچھ حال شہزادہ نہ پوچھنے پایا تھا کہ فتیلہ کے بجھتے ہی اُدھر چابک بصورت
اصل سامنے آیا شہزادہ نے کہا کہ اے برادر تمھاری معشوقہ تمکو باہر ڈھونڈھنے گئی ہے اُسنے تو مجکو
نہایت تنگ کیا اور کہتی تھی کہ مین بمتر عاشق ہون چابک نے کہا کہ ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا پہلے میری

معشوقہ کو بلوایئے ورنہ مین اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا کہ لو اب وہ حرامزادی گئی تو یہ نالائق آیا یہ کہی رہی تھی اور فتیلہ تو تمام ہی ہو چکا تھا ہمزاد نے پلنگ ملکہ کا اُٹھا کر اُسی باغ مین پہونچا یا ملکہ کلفت الفراق الفراق کہتی ہوئی آئی اور اپنے مقام پر پہونچکر روئی پیٹی چلائی غمزدہ لکو زبان پر لائی کہ اے فلک تجکو اتنی صحبت بھی خوش نہ آئی کہ گھڑی بھر ہنس بول لیتی ایک لمحہ مین جدائی کرائی اور تازہ داغ دلکو دیا کہ صورت دکھا کر غم بھولا ہوا یاد آگیا یہ کہتی تھی اور بلبلا کر بیتابی دل سے یہ غزل گاتی تھی کہ غزل

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکہ یہ خراب آباد دل
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ اک چشم یار
تیرے مستون کی صف خواب غفلت ہو تو ہو

گر پڑے ہو آگ مین پروانہ سا گر ضعیف
آدمی سے کیا ہو لیکن جو محبت ہو تو ہو

انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید
مردمک اُسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو

آج اک پگڑی ہوئی تھی میکدہ مین رہن ہے
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

اسی طرح یہ بیچاری دکھ کی ماری فراق مین گرفتار اُس مقام پر ناچار ساکن ہو اور اب جو ملکہ شہزادہ کے پاس سے آئی گلعذار ہوشیار ہو کر اپنے مقام پر سے اُسکے پاس آئی ملکہ تو اُس سے بسبب عشق جتانے کے شہزادہ کے ساتھ ناراض تھی صورت دیکھتے ہی مُنھ پھیر لیا اُسنے سلام کیا مگر ملکہ منھ پھیرے رہی اُسوقت گلعذار نے کہا ملکہ میری کیا خطا ہی جو آپ مجھسے ناراض ہین یہ کہکر قدمون پر گر پڑی اُسوقت ملکہ نے کہا کیا اسطرح تو نے شہزادہ کے ساتھ جھمیلا لگایا کہ مین دو باتین بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے کہا ملکہ مین فقیر کو بھیک دینے دروازے پر گئی تھی اُسنے نہین معلوم کیا کردیا تھا کہ مین بیہوش ہو گئی جب سے ابھی ہوش مجکو آیا ہی ورنہ مین تو بیہوش پڑی تھی مین آپکے ساتھ کہان گئی مجکو خبر نہین کہ آپ کہان گئین ملکہ نے کہا حرامزادی تو میرے ساتھ تھی اب باتین بناتی ہے اری ایک گنبد بنا ہوا تھا اُسمین صاحبقران بیٹھے تھے یہ ماجرا گذرا گلعذار نے قسم کھائی کہ مین نہ تھی ملکہ نے کہا کہ شہزادہ سے تجکو دھکیل دیا پھر جابک آیا وہ تجکو تلاش کرنے لگا مین بات بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے ہزارون قسمین کھائین کہ مجکو اِس مقدمہ کی خبر نہین غرض یہ تو اِس حیرانی مین ہین کہ آتی یہ کیا ماجرا گذرا آئندہ حال انکا بیان ہو گا اب حال شہزادہ جہانگیر کا بیان ہی کہ بعد

یہ چلے آنے ملکہ کے بلبلانے لگے شور مچانے لگے زار زار برنگ ابر بہار روئے اور شعر عاشقانہ
زبان پر لائے یہ حال تھا کہ ابیات

اسوقت ہمیں جھتیں وہ جلسے
نالے کا اثر کہاں گیا آہ
تاثیر کا کچھ نہیں پتا ہے
ہے کون مجھے اُسطرف بتا دو

اب ہم ہیں قریب تر اجل سے
ہردم تھی زبان پر آہ شبگیر
اے آنسوؤن تمکو کیا ہوا ہی

ہم مرتے ہیں وہ نہیں ہے آگاہ
کمبخت کہاں گئی وہ تاثیر
تاثیر ہے کسطرف بتا دو

الحاصل رو پیٹ کر پھر یہ محمل گنبد نشین کے پاس آیا اور
یہان بھی خوب رویا محمل نے سمجھایا کہ اسقدر گریہ وزاری نہ کرو وہ جامع المتفرقین محبوبہ سے
ملائیگا جہانگیر نے تمام حال اُس سے بیان کیا کہ مین ملکہ سے اچھی طرح بات بھی نہ کرنے پایا
صرف اتنا فائدہ ہوا کہ مہتر چابک ملگیا چابک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور عرض کی کہ اے
شہریار اسوجہ سے مین نے آپ کو ملکہ سے ملاقات نہ کرنے دی کہ ایسا نہو یہ ہمزاد آپ کو بھی اُٹھا
لیجائے تو آپ جو یہانتک اس جفا سے آئے ہین وہ محنت سب آپکی برباد جائے اور غضب نازل ہو غرض
گنبد کی سیر تو کرہی چکا تھا شہزادہ محمل گنبد نشین سے رخصت ہوا اور کہا ای محمل اب جانب آفاقیہ جاتا
ہون محمل نے کہا یہ بہت مشکل ہے مین نے آپکی خاطر سے درویش بوریا نشین کی گنبد کی سیر کرا دی
اب بہتر یہی ہے کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے جہانگیر نے کہا مجکو اپنی جان دینا منظور ہے پھر جانا منظور
نہین محمل نے کہا اختیار باقی ہو اب جہانگیر نے کل لشکر اپنا یہان طلب کیا اور مع دو لاکھ آدمیون کے
اور چابک کے جانب شہر ابیہ روانہ ہوئے لشکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ڈیرہ و بجتا ہوا اساحر
اژدر و فیل پر سوار بڑے حشم و خدم سے چلے غرض طی مراحل و منازل شہزادہ کرتا ہوا قریب ایک دریا کے پہونچا
کہ پُر زخار و قہار تھا کہ شعر شور پانی کا شور محشر تھا ❊ جس سے طوفان عظیم تر اُٹھتا ❊ اُس پار دریا کے
قلعہ سہرابیہ تھا کہ جہان کا حاکم و ناظر کوکب کا خراج گزار ملک سہراب شاہ تھا غرض لشکر شہزادہ
نامور کنارے دریا کے اُترا طبل و نقارے وغیرہ داخلہ لشکر کے بجے زمین و زمان کو تزلزل ہوا ملک
سہراب اپنی دار الامارۃ مین تخت جہانبانی پر جلوہ گر تھا کہ یکایک صدائے دہل و نقارہ کانمین آئی اور
اُسی دم طائران سحر نے آکر خبر دی کہ ای شاہ نصفت نشان شہزادہ جہانگیر عالیشان آپہونچا
ملک سہراب فیلبند دروازہ پر آیا اور وہان سے کھڑے ہوکر اُسنے جاہ و جلال لشکر شہزادہ

دیکھا بہت گھبرایا اور ادھر شہزادہ جہانگیر نے میر بحر کو بلا کر حکم دیا کہ کشتیاں تیار ہوں ہم کل اس پار دریا
کے جائینگے میر بحر مصروف تعمیل حکم ہوا اور سہراب درشہر پہ سے دار الامارۃ میں گیا اور ایک نامہ
اُسنے بنام آفاق شاہ جادو حاکم بیابان تیرہ لکھا کہ ای آفاق کیا غافل بیٹھے ہو جہانگیر
فوج کثیر لیکر آگیا ہی اور ہمارے ملک کے دروازہ پر خیمہ اُسنے کیا ہی چاہیے کہ فوج لیکر تم بھی میرے پاس چلے آؤ
یہ نامہ ایک چیلے کو سپرد کر دیا کہ وہ لے گیا آفاق کو جا کر دیا اُسنے پڑھا اور بہت پریشان ہوا اُسوقت
اُسکو پریشان دیکھکر اُسکا ایک عیار ہی کہ نام اُسکا نہنگ شعلہ تن ہی اُسنے کہا کہ ای بادشاہ آپکے
آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہی نہایت مکدر ہو آپ نہ گھبرائیے اور تردد نہ فرمائیے میں جا کر جہانگیر کو
گرفتار کرتا ہوں اور سہراب کے حوالے کیے دیتا ہوں یہ کہکر بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر اسی
وقت روانہ ہوا یہاں شہزادہ جہانگیر بعد داخل ہونے بارگاہ کے شکار وغیرہ کھیلنے میں مصروف ہوا
لیکن نہنگ نے رنگ روغن عیاری کا لگا کر اپنی صورت مثل ایک فقیر کی ایسی بنائی
تہمد گیروی باندھی اُسپر تسمہ لگایا کشکول گدائی کاندھے سے لٹکایا رومال چھڑی ہاتھ میں لی بغل کا
پنجرہ لیا سیلی تاگے ٹھنکے منکے سے آراستہ ہوا اور دریا کو شناوری کرکے اس پار آیا جہانگیر کنارے دریا کے
شکار صحرا میں کھیل رہا تھا اُس فقیر نے دیکھکر کہا دوانا طلبو امعبود کا ہی شاہزادہ نے بھی کہا شاہ صاحب عشق
اللہ ہی فقیر نے جواب دیا کہ سدا راعشق ہی شہزادہ نے پوچھا کہ شاہ صاحب کہاں سے آنیکا اتفاق ہوا
اُسنے کہا جہاں سے سب آتے ہیں شہزادہ نے کہا کہاں کو جائیےگا کہا جہاں سب جائینگے شاہزادے نے
کہا آپکا استھل کہاں ہی اُسنے جواب دیا کہ بیت درویش رواں رہے تو بہتر *
آب دریا بہے تو بہتر * بجا فقیروں کا استھل کیا پوچھتا ہی شعر فقیروں کا ماوا ومسکن کہاں
جہاں تھک کے بیٹھے وہ گھر ہوچکا * غرض ایسی باتیں درویشی کی کیں کہ شہزادہ کمال ہی معتقد
ہوا اور اُس سے کہا کہ شاہ جی میں سہرابیہ فتح کرنے کو آیا ہوں آپ دعا دیجیے اور میری معشوقہ
مجھسے جلد ہی وہ ملجاے فقیر نے کہا بابا سہرابیہ فتح ہونا مشکل ہی مگر معبود چاہیگا تو تیرے سب
کام بنجائینگے اور ای شہزادہ اس دریا میں ایک نہنگ ایک مقام پر رہتا ہی اگر اُسکو گرفتار کیجیے اور اُسکا
خون اپنے پاس رکھیے اور وہ خون سہراب پر پڑیگا تو وہ مارا جائیگا اور میرے ساتھ کوہ پر چلیے یا
صبح کو آئیگا میں تو وہاں نہونگا کہ میری عبادت کا وقت ہوگا مگر وہ نہنگ اُس مقام سے نکلیگا کہ جہاں

تک یہ گرگیا ہی بس اُسکی گرفتاری کی فکر کیجئے گا یہ باتین فقیر و شاہزادہ مین ہو رہی تھین کہ مہتر چاپک
بھی آیا اُسنے جو فقیر کو دیکھا نہایت حیران ہوا اور کان مین شہزادہ کے کہا کہ اے صاحبقران
ذرا ہوشیار رہیے گا شہزادہ جہانگیر نے دل مین اپنے کہا کہ یہ ہر ایک کو بُرا سمجھتا ہی غرض خاموش
ہو رہا اور پھر کر بارگاہ مین آیا شب کو آرام پذیر رہا جب نہنگ شعلہ تن مہر دریاے اخضر فلک مین آیا کہ شوخ
کرحسن صبح نے جب مُنہ دکھایا ✤ گئین آنکھونسے نیندین ہوش آیا ✤ صبح دم شہزادہ اُٹھکر یکہ و تنہا
دامن کوہ مین کنارے دریا کے آیا وہان دیکھا تو ایک نہنگ پانی سے اُچھلا اور غوطہ مار گیا شہزادہ نے
ہرچند جستجو اُسکی گرفتاری کی کی مگر ہاتھ نہ آیا ناچار پھر آیا اور شب بھر اُسکے دھیان مین بیقرار رہا دوسرے دن
ماہی زرین مہر بجر کلان چرخ سے اُترا اور ستارے قلزم فلک مین ڈوب گئے کہ بیت بنے اختر
حباے چشم جانان ✤ نظر آسا نظر سے سبکی پنہان ✤ اُسوقت نہنگ شعلہ تن فقیر بنا ہوا
آیا اور اپنے پاس سے چارہ دیا کہ یہ دوڑ کے کانٹے مین لگا نا مین جاتا ہون میری عبادت کا وقت
ہے اُس نہنگ کے پاس ایک نہنگ کا خول چاندی کا بنا ہوا ہی کہ اُسمین داخل ہوکر عیاری کرتا ہی
غرض چارہ دیکر یہ چلا گیا اور اُسی چاندی کے خولدار نہنگ مین داخل ہوا اور دریا مین شناوری کرتا ہوا
چلا اُدھر شہزادہ کشتی پر آج بیٹھکر روانہ ہوا نہنگ دریا مین ایک مقام پر آکر اُچھلا اور غائب ہو گیا
شہزادہ اُسکو دیکھکر بیچین ہو گیا اور اُسنے ڈور ڈالی دیکھا تو وہ نہنگ پھنسا شہزادہ نے دیر تک
کھلایا پھر آہستہ آہستہ کھینچا جب وہ قریب کشتی کے آیا شہزادہ جھکا کہ اُسکو گرفتار کرے بیچ مین
نہنگ سے دو ہاتھ پیدا ہوے اور حلق کمند کے گردن جہانگیر مین پڑے اور مُنہ مین نہنگ کے شہزادہ
چلا گیا سینے جانا کہ نہنگ شہزادہ کو نگل گیا جو دو ایک آدمی کشتی پر تھے روتے ہوے پھر آئے لیکن مہتر
چاپک پہاڑ پر سے یہ سب ماجرا کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے خیال کیا کہ عیاری ہوئی لشکر جہانگیر مین کہرام
برپا ہو گیا تلاطم پڑ گیا بحر غم جوش زن ہوا دریاے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہوئی اُسوقت
چاپک نے ہر ایک کو تسکین دی اور کہا شہزادہ کو کون سمجھائے یہ بہت جلد ہر ایک کے یار ہو جاتے
ہین اور کہے مین آجاتے ہین تم سب گھبراؤ نہین عیاری ہوئی ہی وہ فقیر جو آیا تھا اُسی کا یہ سب فتور ہی
ابھی اچھی طرح کچھ سمجھ مین میری آیا نہین ہی کہ اُسنے کیا تدبیر کی بس تم لوگ سب خاموش ہو شہزادہ
زندہ ہی اور قید ہی مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور ہو سکتا ہی تو اُسکو رہا بھی کرتا ہون یہ کہکر

محل گنبد نشین کے پاس گنبد جہان نما پر آیا اور اُس سے سب احوال بیان کیا محل نے کہا ای چالاک
مین نے منع کیا تھا کہ وہان نہ جاؤ شہزادہ نے نمانا یہ عیار تھا آفاق شاہ کا نہنگ شعلہ تن
جسکا نام ہے اور یہ عیاری اُسکی مشہور ہے بس اب صبر کرو جہانگیر سے وہان کا قیدی چھوٹتا نہین چالاک
نے کہا اچھا یہ تو بتلایئے کہ کوئی راستہ بھی اُس پار جانے کا ہے محل نے کہا ہان ہے فلان صحرا سے
اگر جایئے تو راستہ ملے یہ سُنکر چالاک رنگ روغن لگا شہد فروش کی ایسی شکل بنکر تیار ہوا جیسے
کہ دہقانی کسان ہوتے ہین باہر کے رہنے والے کہ ہاتھ بھر کا جوتا پہنا مرزائی گلے مین پہنی انگوچھا سر سے
باندھا دھوتی گھٹنون تک کی باندھی اور جس صحرا سے کہ محل نے راستہ بتایا تھا اُسی طرف سے
چلکر قلعہ سہرابیہ مین آیا شہر نہایت آباد پایا رعیت کو دلشاد پایا عمارتین مرتفع و بلند نہایت ارجمند
شہر دیکھین صرافہ بزازہ آراستہ پایا شہر کی سیر دیکھتا ہوا دار الامارة مین آیا دروازہ پر ہاتھی پالکی
نالکی عمائدان شہر کی سواریان استادہ تھین خادم خدمتگار استادہ تھے اور حاجب دربان قوال
رقاصی وغیرہ موجود تھے پردۂ زنبوری پڑا تھا یہ آنکھ بچا کر اندر چلا گیا دیکھا کہ ملک سہراب
تخت پر بیٹھا ہے اور نہنگ شعلہ تن بھی موجود تھا اُسوقت مہتر چالاک نے سامنے کھڑے ہوکر
ملک سہراب کے شہد کی تعریف کی کہ مین شہد خالص لیکر آیا ہون جسکو عسل مصفی کہتے ہین
اور یہ درخت انجان پر کا شہد ہے میٹھا بے انتہا ہے چنانچہ اسقدر تعریف شہد کی کہ بادشاہ اور سب مشتاق ہوئے
اور کہا لاؤ دیکھین کیسا ہے اُسنے تھوڑا تھوڑا اسکو چکھایا جب سبنے کھایا بیہوش ہوگئے چالاک نے نہنگ
کو بھی کھلایا تھا اور دھوکا اسوجہ سے اور بھی سب نے کھایا کہ جہانگیر کے ساتھ عیار کوئی نہین ہے جانتے
تھے غرض جب سب بیہوش ہوئے نہنگ کا پشتارہ چالاک نے باندھا اور چاہا کہ بادشاہ کو
قتل کرے کہ اُسی وقت یاران جادو مصاحب سہراب واسطے شکار کے گیا تھا آگیا پہونچا چالاک
کو اور تو کچھ نہ بن پڑا نہنگ کو لیکر بھاگا اور باہر نکلکر تنہائی مین لایا یہان سہراب وغیرہ کو یاران
جادو نے ہوشیار کیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ گذرا الحاصل سب سنبھلکر بیٹھے اور ادھر چالاک
نے صحرا مین ایک مقام پر نہنگ کو اپنی ایسی صورت کا بنا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر پھر سامنے
سہراب کے آیا اور کہا یہ عیار ہے جہانگیر کا مجھے لے گیا تھا مگر مین نقرہ دیکر اُسکو لایا ہون
اب اُسکو ابھی قتل کر ڈالنا چاہیے اور جہانگیر کو بھی قتل کر ڈالنا چاہیے بلوایئے

سہراب نے جہانگیر کو بھی بلوایا اور چابک نے نہنگ کو ہوشیار کیا گلے میں اُسکے گیند عیاری
کا ڈال دیا تھا اب بول تو سکتا نہین اشارے کرتا ہی اور سب اہل دربار اُسکو چابک جانتے ہین ادہر
چابک اُسکو مار رہا ہی مار پڑ رہی لیکن آفاق نے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ دیکھون نہنگ
گیا تھا سرسبز ہوا یا نہین اور اب کہان ہی بس اُسنے اوراق سامری مین دیکھا مُنہہ اپنا پیٹ لیا
اور کہا افسوس عیار میرا قید ہو گیا ہی جہانگیر کے عیار چابک نے قید کیا ہی اب سہراب وغیرہ کو
قتل کیا چاہتا ہی کوئی ساحر جلد یہان سے جائے اور نہنگ و سہراب کو اُسکے ہاتھ سے بچائے
یہ حکم سنکر ضحاک مارگیر جادو بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ ہوا یہان جب نہنگ
کو بہت مار پڑی تو اُسنے اشارے سے کہا کہ ای چابک مین نے تیری اطاعت اختیار کی اُسنے فوراً
اُسکو کھولدیا اور شراب پلا کر سب اہالیان محفل کو مع بادشاہ بیہوش کیا یعنی کہا کہ ای بادشاہ مین سبکو
شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا بادشاہ نے منظور کیا اُسنے شراب پلائی اور سب بیہوش ہوے بس
جہانگیر کو رہا کیا اور چاہا کہ سہراب کو قتل کرے کہ فلک پر سے نعرہ ہوا کہ منم ضحاک مارگیر اور اُسنے
ہی ایک سحر ایسا کیا کہ باران سحر آسمان سے برسا لیکن نہنگ تو رہا ہوتے ہی مطیع چابک ہوکر طرف
آفاقیہ کے بھاگا اور فرار ہو گیا مگر یہان سہراب وغیرہ سب ہوشیار ہوے اور سہراب نے اُٹھکر تخت
پر سے کہا کہ لینا انکو یہ جانے نہ پائین اب جہانگیر پر بلوہ ہوا جہانگیر نے ایک آدھ کو مار کر تیغہ لیا اور لڑنا
شروع کیا بہتون کو مارا اور لڑتا ہوا باہر نکل آیا چابک بھی لڑ رہا تھا لیکن جب باہر نکلا بھاگا اور
ملازمان جہانگیر نے بھی خبر سُنی کہ جہانگیر اندر قلعہ کے لڑ رہا ہے بس جلد دریا مین کشتیان وغیرہ ڈالین اور
بزم جادو و مستورہ رو بہران بزور سحر اُڑکر اُس پار آگئے لیکن سہراب بہت زبردست تہے
اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ سب کے دست و پا بے حس و حرکت ہوگئے اور اُسنے ازروے بلوہ کے ان
سب کو گرفتار کر لیا مہتر چابک وہان سے نکلگیا اور شناوری کر کے اس پار آیا لشکر کو کہ ابھی ہزار
کا تھا لیکر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا یہان سُہراب نے مع جہانگیر پھر سبکو قید کیا اب چابک نے
صحرا مین آکر قرار لیا اور روغن نفط وغیرہ لوہے کو ڈھال کر توپین بنا کر اُسمین بھرا اور گولے بھی بنوائے
اُسمین بیہوشی بھری کہ جب وہ گولہ داغا جاے تو لشکر حریف مین جا کر شق ہو اور دھوان اُسکا
بیہوشی پیدا کرے اُن توپون کو گھر چڑھی کر کے آپ ایک ساحر کی ایسی شکل بنا اور گولہ انداز جادو

اپنا نام رکھا اور اسی ہزار ساحر وہی لشکر کے ہمراہ لیکر مقابلہ مین سامنے قلعۂ سہرابیہ سہراب شاہ کے آیا اور ملک سہراب کو نامہ لکھا کہ ہمارے صاحبقران کو رہا کر دے ورنہ لشکر لیکر رونق قلعہ آکر احوال سحر و ساحری کا تجکو معلوم ہو سہراب کو جب یہ نامہ پہونچا وہ اپنا لشکر لیکر باہر قلعہ کے نکلا اور اُترا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سہراب روز نے مُنہ چھپایا اور لشکر انجم لیکر رستم ماہ میدان فلک مین آیا کہ شعر

ہوئی قسمت ستارون کی چمک پر ٭ ہوا مہتاب پھر روشن فلک پر ٭ سر مقام طبل جنگ طرفین سے نوازش مین آیا کہ نظم

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ	کہون مردان شیر افگن اب آگاہ	قریب آیا ہے وقت جانفروشی
دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی	اجل کا صبح کو ہے گرم بازار	مقام آبرو ہے ہان خبردار
جدا ہو جائینگی روحین بدن سے	تنون کو زینتین ہونگی کفن سے	دونون لشکرون مین تیاری

آلات حرب آغاز ہوئی ملک سہراب برائے جنگ اس پار دریا کے اُترا آیا تھا سامنے لشکر چابک کے لشکر کا اُتارا تھا جانور جھٹکا ہونے لگے منہ جوڑ بڑھے جانے لگے تلوارون کی چمک خانۂ چشم مین آگ لگانے لگی آنکھون کے سامنے بجلی چمک جانے لگی تیر زبان درازی کرنے لگے سنان چلنے لگے پیکان کا ارادہ ہوا کہ جیسے بنکر دل مین گھر کرے نیزے سے سرکشی چاہکر سینون کو توڑ نکلے گرزون نے کہا کہ ہم سر کچلنے پر تیار ہین کلہ زنی کے ارادے سر بار ہین مختصر یہ کہ رات بھر شور آفت زا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ گولۂ مہر کا دہن سے مشرق کی توپ کے نکلا اور دھوان شب کا برطرف ہوا کہ ابیات

مزاج صبح جیسا کی پر آیا	رخ خورشید سے پردہ اُٹھایا	فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف
بڑھے میدان کو گردان پر الفاظ		

نفیر سحر کو دم ملا چابک کی طرف سے لشکر مین گرم سندی ہوئی میدان کارزار مین ہزاران جاہ و جلال آکر پہونچے اُسطرف سے ملک سہراب لشکر ساحران لیکر ابھیرون کو پکارتا اژدرون کو اُڑاتا فوج لیکر جنگاہ مین آیا دلاورون نے لشکر کا پرا جمایا لیکن چابک نے یہ کیفیت کی کہ بلیت لیا ہر توپ سے لقمۂ دہن مین ٭ تھین مگر اُسکے سبب روحین بدن مین ٭ یعنی وہ توپین جو اُسنے بنوائی ہین وہ مارنا شروع کین پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزارون رہکلی توپ اور شترنال	لگی اس سمت سے چھٹنے کو فی الحال	صدائے جنگی کیا کہیے کہ یکبار
ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر	ہوئے اہل جہان گنگ سب گوش کر	اُڑے سر سے برنگ طائران ہوش

زمین سے آسمان تک گیا گھون یار
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برستا سیکڑون گولون کا ہر بار
کہون بادل مین مار برق چشمک
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی

دھوون سے ہو گیا عالم دھوان دھار
وہ توپون سے تھا گولون کا نکلنا
دل عاشق سے جون مژگان خونبار
نکلتا توپ سے گولے کا خشتان
شب یلدا مین جون تیر شہابی

کڑک کر بان کا چلنا وہ اُسدم
وہان مارے من کا اُگلنا
دھوئین مین اسطرح از جار بجلک
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
جب وہ گولے ملک سہراب

کے لشکر مین جا کر گرے شق ہو گئے اور اُسمین سے دُھوان ایسا نکلکر پھیلا کہ یہ خاکدان تیرہ بالکل
ظلمات ہو گیا اور بیہوشی ایسی وہان پھیلی کہ مع ملک سہراب اور افسران لشکر وغیرہ سب
بیہوش ہو گئے چابک نے طبل فتح و ظفر بجایا اور اُس لشکر پر جا پڑا قتل کرنے کی کیا احتیاج
تھی ہر ایک کو باندھ لیا اور اپنے لشکر مین لایا طبل آسائش بجوا کر پھرا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر
آہنگرون کو بلوا کر سبکو قید سخت مین گرفتار کرا کر ہوشیار کیا اور سوال اطاعت درمیان مین لایا ملک
سہراب نے اُسوقت اُسکی اطاعت اختیار کی اور دل سے کہا کہ یہ شہزادہ صاحب اقبال ہے
ضرور کل ممالک کو کبکے قبضہ مین لائیگا پھر جان دینا بیکار ہے اطاعت کر لینا چاہیے غرضکہ
سہراب نے عرض کیا کہ اے مہتر مہتران چابک عالیشان تا زندہ ایم بندہ ایم چابک نے انکو
قید سے رہا کر کے خلعت دیا اُسنے شہزادہ کو اور بہرام اور مسرور و بہران وغیرہ سبکو رہا کیا اور بعزت
تمام تر لشکر مین لایا جہانگیر کے قدمون پر سر اپنا جھکایا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف فرمایئے جہانگیر
نے اُسکو پھر خلعت سے مخلع کیا یہ اپنے قلعہ مین شہزادہ کو لایا اور قلعہ کو بھی اُسکے قبضہ مین کر کے
ڈھنڈھورا اُسکی اطاعت کا پٹوایا دعوت بڑے دھوم سے کی کھانا عمدہ کھلایا ناچ دکھلایا جہانگیر
نے ایک نامہ افراسیاب جادو کو لکھا اور اُسمین سب حال اپنا مندرج کر کے لکھا کہ آپکے
اقبال سے مین یہانتک آ پہونچا ہون اب آگے روانہ ہون یہ نامہ ایک طائر سحر کے
گلے مین باندھکر روانہ کیا جب افراسیاب کو نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے آگاہ ہو کر بہت
خوش ہوا اور افراسیاب کا ایک اُستاد اور پیر کہ وہ فقیری کرتا ہے اور نام اُسکا شہنشاہ پیر ہے
پس افراسیاب اپنے مقام پر سے اُڑ کر ایک پہاڑ پر گیا طلسم باطن مین ایک پہاڑ ہے کہ وہان
گنبد مین وہ شہنشاہ پیر رہتا ہے چنانچہ جب یہ وہان جا کر پہونچا شہنشاہ پیر ہرن کی کھال

بچھائے گنبد کے چبوترے پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سلام کیا اور نامۂ جہانگیر اُسکو دکھایا اور کہا ای گرو شہزادہ
جہانگیر کوکب کے ملکون کو فتح کرتا ہوا شہر ابیئہ تک پہونچا ہی اب آپ جاکر اُسکی مدد جابجا کیجیے ابھی لوح
طلسم اُسکو نہین ملی ہی جب لوح اُسکو ملے گی اُسوقت البتہ کسی کی مدد کی ضرورت نہین اور ابھی تو مدد
کرنا ضرور چاہیے شہنشاہ پیر نے کہا اچھا مین جاؤنگا افراسیاب یہ وعدہ اُس سے لیکر واپس
آیا اور فکر مین ہوا کہ جہانگیر کے لیے خلعت فاخرہ بھیجون لیکن فکر مین ہوا کہ ممالک کوکب مین پہونچنا
خلعت کا ذرا مشکل ہی توقف کرنا چاہیے غرض طائران سحر کے ہاتھ نامہ کا جواب تو لکھا بھیجدیا کہ
مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای صاحبقران من شاباش مرحبا ہم تمھاری شجاعت کا حال معلوم کرکے بہت
خوشنود ہوے سامری تمکو اسی طرح ہر مقام پر فتحیاب کرے اے شہزادہ اگر ہو سکتا ہی تو عنقریب
نامہ کے مین خلعت فاخرہ بھی تمھارے لیے بھیجتا ہون یہ نامہ جب جہانگیر کو پہونچا یہ بھی بہت خوشنود
ہوا اور اب قصد آگے بڑھنے کا کیا اور اپنا لشکر کثیر جمع کیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور جانب آفاقیہ کوچ
کیا یہان ملکہ آفاق جادو مالک آفاقیہ نے کوکب کو لکھا کہ ای بادشاہ مدد سے درویش بوریا
نشین کی جہانگیر شہر ابیہ تک آگیا ہی آپ کو خبر لینا چاہیے یہ نامہ ایک بیتے کو دیا کہ وہ خدمت
کوکب مین لایا بادشاہ قلعہ کوکبیہ مین تخت حکومت جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے
آگاہ ہوکر بہت غمگین ہوا اور پریشان ہوا اور اُسکی عملداری مین ایک درویش رہتا ہی کہ نام اُسکا
خضران صحرانشین ہے اسنے اُسکو نامہ لکھا کہ ای عابد و پارسا آپ تکلیف فرماکر تشریف لے
جائین اور درویش بوریا نشین کو سزاے معقول دین کہ اُسنے میرے ممالک کی بربادی چاہی ہے
ملک خضران صحرانشین نامہ پڑھکر اُسی وقت اپنے بورے پر بیٹھا اور کچھ طلسم اُنگلی سے
اسپر اُسنے لکھا کہ وہ بوریا اُڑکر چلا اور اُسطرف سے شہنشاہ پیر فرستادہ افراسیاب بھی روانہ
ہوا لیکن جہانگیر با فوج کثیر کوچ کرکے دش لاکھ ساحرون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے اور قطع منازل
و طے مراحل کرتے ہوے آفاقیہ پر آکر پہونچے ملکہ آفاق نے جب سُنا کہ جہانگیر مع لشکر کثیر
آگیا اُسنے فوراً نفیر سحر کو دم دیا کئی لاکھ ساحرون کا لشکر اُسی دم تیار ہوا دروازہ قلعہ کا اُسنے کھلوا دیا
اور لشکر ہمراہ لیکر خود یہ باہر نکلا طبل و نقارے بجنے لگے اکھاڑے ابخایان ہوے ساحران نامی
اپنے سوار تھے غرض اُس لشکر نے بھی آکر بارگاہ خیام برپا کرائے اور مقابلہ مین شہزادہ جہانگیر کے

اُترے اودھر جہانگیر کی بارگاہ استادہ ہوئی تمام لشکر اترا اسکین بیچو بے تلنبدر بان مارکیان رہومان
کندلے سراپردے خیمے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین لشکر مین کھل گئین بہادرون کے بستر لگے
سوارون کی تین بٹی گھما گھمی شروع ہوئی گٹورا لشکر مین کھنکنے لگا ایکدن لشکر آسودہ ہو گیا
جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ روز مہر افروز مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا اور

شبنم کے دھونے کا زمانہ آیا کہ ابیات
نظر کی جانب خورشید انور

گذارا دن ہوئی آخر کو جب شام
جھکا وہ بوسہ لینے کو زمین پر

طلا خورشید کو مغرب مین آرام
ہر شام طبل جنگ نواخت

مین آیا شہزادہ نے بھی نقارہ حربی بجوایا تیاری جنگ طرفین سے آغاز ہوئی تلوار کا ہیر خون
آمادہ ہوا مستعد جنگ ہر سوار و پیادہ ہوا کھین کڑکیٹ کڑکا کہنے لگے اے بہادران اجل
ہر ایک کو آسنے والی ہے کہ ابیات

مگر فرصت کہان دام اجل سے
شرافت پیشہ و دلبند اصلی
صف دشمن مین جو آئینگے صدم
گرجتے تھے بشکل رعد مضطر

زمین مین آسنے کا نام اجل سے
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر
تہ و بالا کرینگے ایک عالم

جو مین مان باپ کے فرزند اصلی
نہین پھیرینگے منہ میدان جنگ
یہ سن کر شجاعان دلاور

ایک طرف گو سحر خوانی ہو رہی تھی ایک طرف ہاسے ہو رہے

دلیران بلند تھی بانکپن کی باتین آپسمین ہوتی تھین کوئی کہتا تھا کل ہم عدو کو للکار کر مارینگے
کوئی کہتا تھا پہلے ہی وار مین سر دشمن اُتارینگے اسی غوغا و ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ
زمانہ آیا طفلک آفتاب تیرہ خطوط شعاع مین گھرا ہوا بطن شب سے پیدا ہوا اور خنجر مہر میدان

افلاک مین چمکا کہ ابیات
ستارے چرخ پر پنہان ہوئے سب

یہ باتین تھین کہ روئے صبح دیکھا
مبارز سب اُٹھے آخر ہوئی شب

رہا باقی اثر تک بھی نہ شب کا
صف آرا ہوئے بصد کر و فر و جاہ و جلال

شہزادہ جہانگیر با اقبال لشکر وارد دشت مصاف ہوا جنگل فوجون سے بھر گیا لکہاسے ابر
چھائے ہوئے دلاور لڑنے آئے ہوئے اسطرف سے آفاق جادو بھی تخت سحر پر سوار لشکر
کئی لاکھ ساحران جرار وارد میدان کارزار ہوئے غلون کو جلوہ ملا لڑکا ہوا صفین جم گئین
نقیب نقابت کر کے ہٹے اسوقت آفاق نے اپنی جھولی سے سحر کی آرد ماش نکالا
اور اُسکا ایک شیر بنایا سحر پڑھکر اُسکو زندہ کیا کہ وہ مثل شیر ژیان کے قد آور ہوا کہ جسکو دیکھکر

چرخ خوف کھاتا تھا اور شیر گردون چکر آتا تھا بس اُس شیر کو حکم دیا کہ میدان مین جائے اور کام دشمنون کا تمام
کرے وہ شیر ڈکارتا ہوا میدان مین آیا اُسطرف سے بزم جادو میدان مین گئی مگر اُس شیر نے اُسکو
نگل لیا اور اپنے لشکر مین لے جاکر اُگل دیا اسی طرح بحران و فیروزہ وغیرہ نکلے مگر گرفتار ہوے اُسوقت
درویش بوریا نشین آکر پہونچے اور جہانگیر سے کہا یہ ابر نشین نہایت زبردست ہی بس اُنے کہا
کہ اسے شہزادہ اب پلٹ چلو شہزادہ طبل بازان بجوا کر پھر آیا درویش نے ایک عمل شہزادہ کو تعلیم کیا اور
رات بھر اُسے پڑھوایا اور ایک انگوٹھی بنا کر دی کہ اِسکو پہنو غرض جب دوسرے روز حلقۂ خاتم زرین مہرو
نگین پُرضیاے آفتاب انگشت روزگار مین چمکا کہ بیت مہ خورشید تھا پیشانی صاف ہو نظر
آیا نگینہ اُسکا سفاف ❊ صبحدم طبل غلب بجوا کر جنگ ہزدا کے عوض مین لصبد کروفر جہانگیر نامور لشکر
لیکر میدان مین آیا صبح کو ملکہ آفاق بھی اُٹھی تھی وہ بھی نفیر سحر کو بجوا کر چڑھ دوڑی جہانگیر
خود میدان مین نکلا اُسطرف سے شیر ملکہ آفاق نے پھر بھیجا جیسے ہی شیر سحر تڑپکر شہزادہ جہانگیر
کو نگلنے آیا جہانگیر نے وہ انگوٹھی درویش بوریا نشین کی دی ہوئی اُسپر کھینچ ماری شیر جلکر رہگیا
ملکہ آفاق نے پھر سحر کیا کہ آسمان سے خرس اُڑتے ہوے اسطرح اُترے کہ جیسے خرس برستے ہین
جہانگیر نے اُنپر بھی انگوٹھی کھینچ ماری اور اُسوقت اور بلندی طالع جہانگیر دیکھیے کہ ملکہ گوہر جادو جو دختر
ملکہ آفاق جادو ہی اور اُسپر قیصر جادو کہ جسکا ذکر اول ہوچکا ہی عاشق ہی اور گوہر جادو بھی اُسپر
عاشق ہی اور اس آفاق کے پاس ایک لوح ہی کہ سحر اُسکی وجہ سے تاثیر نہین کرتا ہی اور تیغہ بلاکش
بھی کہ کسی کے پاس رکھوایا ہی یہ دونون اشیاے نادرہ آفاق نے خزانے مین رکھی ہین گوہر
خزانہ مین سے چُرا لائی اور چاہا اُسنے کہ شہزادہ جہانگیر پاس اسکو بھیجون مگر حیران ہوئی کہ کیونکر
بھیجون کون لیجاے اُسوقت ننگ شعلہ تن کہ بھاگ کر چلا آیا ہے مگر مطیع چابک ہوچکا ہی
اُسنے کہا اے ملکہ لاؤ مین دے آؤن گوہر نے اُسکو دیا اُسنے صورت اپنی لڑنے والون کی ایسی بدلی اور
میدان کارزار مین آکر شہزادہ کو وہ تیغہ اور لوح اُسنے لا کر دی اُس ہنگامہ مین کسی نے اُسکو پہچانا
نہین شہزادہ نے لوح کو تو گلے مین پہنا اور تیغہ ہاتھ مین لیکر خرسون کو قتل کرنا شروع کیا ننگ تو
مخفی آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اُسنے لڑنا شروع کیا دل شہزادہ کا قوی ہوا غرض انگشتری خرسون
پر کھینچ ماری اور بہتون کو قتل کیا اور جلایا اُسوقت غصہ مین ایک ساحر ہزبر ابر نشین جادو

نام شہزادہ و پرا پڑا اسنے اسکو بھی تیغ بلاکش سے دو ٹکڑے کیا اور فوج ملکہ آفاق پر آکر شہزادہ نے
قتل کرنا شروع کیا قدرت کردگار سے ہنر بر ابر نشین کی فوج مین مسرور و ببران وغیرہ قید تھے
وہ رہا ہو گئے اور لڑنے لگے اور وہ مرنے سے ہنر بر کے رہا ہوئے غرض مار تلوار شہزادہ
نامدار نے تہلکہ ڈالدیا یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

گسستند شمشیر و گرز آن سران | برآمیخت باہم سپاہ گران | یکے گرد برخاست در دشت جنگ
کہ گر گفت ازان روے خورشید رنگ | جہانگیر گرد از جہاندار یاد | سنان دار نیزہ ہمہ بارندہ داد
برآمیخت گرز و برآورد جوش | ہوا گشت از آواز او پر خروش | بشمشیر ازان لشکر نامدار
تہ گرد بسیار در کارزار | از آو از آن گرد سالار گش | نہ بادیو جان ونہ با پیل ہش
فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل | ہمہ کشتہ بودند بر جید میل | ملکہ آفاق کی فوج نے شکست

فاش کھائی اور رو بفرار لائی اُسوقت آسمان پر ایک سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم درویش خضران
صحرانشین اور اُسنے آتے ہی درویش بوریانشین کو للکارا کہ او بیرا غولی بڑا ہی غضب
کیا کہ کوکب کی محبت ترک کرکے اُسکے ممالک کو برباد کرانا چاہا اور جہانگیر کو یہانتک پہونچایا اب تیری
کمال کا حال کھلیگا لشکر تو بھاگ گیا تھا ہی اب خضران نے نقش لکھکر اُڑایا کہ جہانگیر اُلٹا اپنے
لشکر کی طرف پھرا درویش بوریانشین نے پھر کچھ عزیمت پڑھکر دستک دی کہ خضران کے بدن میں
چنگاریان اُڑنے لگین اور خضران نے پھر کچھ پڑھکر دستک دی کہ بوریانشین کی زبان بند ہوگئی
اُسنے کچھ ہاتھون سے لکھا کہ زبان کھلی مگر خضران نے پھر ایک عزیمت پڑھی کہ جسکی تاثیر سے
ہاتھ اپنے باندھ کر بوریانشین خضران کے پاس آکر حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ مشکین باندھ لو
اسکی مشکین باندھ لین اور ایک قفس آہنی طلب کرکے اُسمین اُسکو بند کیا اور ملکہ آفاق کو
میدان جنگ سے لیکر پھرا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جہانگیر بھی پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور مہتر چالاک
فکر مین عیاری کے لشکر سے نکلا یہان خضران جب دربار مین بیٹھا تو بوریانشین کے قفس کو
سامنے بلوا کر عتاب و خطاب کرنے لگا کہ کیون اسی منہ پر دعوی فقیری بوریانشین نے اُسوقت
آہ کی اور دم نکلگیا اُسوقت خضران کو ملال ہوا اور خبر ہرکارون نے جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر
اُسی وقت تیغہ پکڑ کر اُٹھا کہ ابھی جاکر اُس خضران کو مارونگا اور وہان آفاق سے خضران نے

کہا کہ اوراق سامری میں دیکھیے تو کہ آپ کے خزانے سے لوح اور تیغہ کسنے جہانگیر کو بھجوایا اُسوقت اوراق
آفاق سے طلب کیے تھے کہ خبر ہوئی جہانگیر لشکر لیے آتا ہے اوراق کا دیکھنا موقوف رکھ اور
خفران غصے میں اُٹھا کہ ابھی جا کر اُسکا علاج کرتا ہون یہ کہکر غائب ہو گیا اور آفاق نے چاہا
کہ لشکر اپنا تیار کرون کہ آواز آئی ای آفاق تو تماشا دور سے دیکھ تیرے لشکر کی کچھ ضرورت نہین
آفاق دربارگاہ پر آکر ٹھہر رہی اور اُدھر جہانگیر جو اُٹھکر چلا تھا تو لشکر بھی فرط محبت سے گریان ہو کر
چلا تھا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک دریا پیدا ہوا اور اہالیان لشکر جہانگیر اُس دریا مین
گر کر مچھلیان بنگئے سارا لشکر اُسی آفت مین مبتلا ہوا مگر جہانگیر کھڑا ہے اور پانی بڑھتا آتا ہے جہان
جہانگیر ہے وہان ایک ٹاپو بنگیا ہے اور جہانگیر کے گلے مین لوح پڑی ہے اُسکی ہی برکت ہے کہ پانی پاس
نہین آتا ہے مگر جسطرف جانے کا قصد کرتا ہے زمین کو زلزلہ ہوتا ہے اب مرکب پر سے جہانگیر اُتر
پڑا ہے اور پانی کے سبب سے کہین راستہ نہین ملتا ہے کہ دریا سے نہنگ پیدا ہوا اور منہ کھولکر
جانب جہانگیر چلا اب یہ حیران ہوا کہ مین کدھر جاؤن کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور یہ صدا ہوئی
کہ منم شہنشاہ پیر ای جہانگیر گھبراتا نہین مین آپہونچا لوح کھینچ مار اور تیغہ برہنہ کر کے نہنگ کے سر پر
مار دے مگر قبضہ ہاتھ سے چھوڑ دینا یہ اُٹھا کر جہانگیر نے جو دیکھا تو ایک پیر کو دیکھا کہ وہ یہ آواز دے
رہا ہے بس جہانگیر گھبرایا ہوا تھا اور شہنشاہ پیر کو پہچانتا نہ تھا صرف نامہ مین نام لکھا دیکھا تھا
کہ شہنشاہ پیر آیا ہے تیری مدد کو بس جہانگیر نے لوح اور تیغہ نہنگ پر کھینچ مارا جیسے ہی لوح اور تیغہ
زمین پر گرا اُسے نہنگ نے نگل لیا اور اُس پیر نے وہین سے قہقہہ مارا اور آواز دی اے جہانگیر
منم خفران صحرا نشین دیکھ اسطرح لوح اور تیغہ چھین لیتے ہین یہ کہکر اُسی نہنگ کو اشارہ کیا
کہ اُسنے جہانگیر کو بھی نگل لیا تمام لشکر کو تو اُسی بلا مین چھوڑا یعنی مچھلیان بنا ہوا لیکن جہانگیر کو گرفتار
کر کے دربار مین آفاق کے آیا اُسوقت خبر ہوئی کہ ایک کلاونت آیا ہے قبر سامری سے خفران
نے اُسکو اندر بلوایا دیکھا کہ ایک نوجوان حسین ہے عمدہ لباس پہنے ہو آکر وہ دربار مین بیٹھا اور چند
چیزین ایسی اُسنے بین مین بجائین کہ تمام اہل دربار وجد مین آگئے اور خفران بھی بہت خوش ہوا
اور کہا آپ نہایت کامل ہین اب مین رات کو جلسہ جما کے بین سنون گا یہ کہکر نہایت دلداری سے
آپ کو ٹھہرایا اور حکم تیاری جشن دیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک نے نواز نہایت عمدہ آیا ہے یہ خبر سنکر

نہنگ شعلہ تن بھی آیا اور اُسنے پہچانا کہ یہ مہتر چابک ہے بس اُسنے بیہوشی شراب مین ملا نیکا
انتظام کیا کیونکہ یہ مطیع چابک ہو چکا تھا جب دائرہ ماہ فلک پر نمودار ہوا ابیات

کہ مثل مردمک شام سیہ رنگ	بسان اشتیاق صاحب تنگ
کشیدہ دل ہوا ایسا حسن مرغوب	ہوئی ظاہر مگر با طرز محبوب

شام کو شمع و چراغ روشن ہوئی بزم نفیس آراستہ ہوئی لیلی
خضران نے اوراق سامری اُسوقت دیکھے اور کہا ای آفاق تمھاری بیٹی ملکہ گوہر نے لوح اور
تیغہ تمھارے خزانہ سے چرا کر شہزادہ جہانگیر کو بھجوایا ہے اور نہنگ عیار دے آیا ہے اور یہ کلال فروش
چابک عیار ہے یہ کہکر ایک برق چمکائی کہ چابک و نہنگ دونون زنجیرون مین بندھ گئے اور کہا
جہانگیر کو لاؤ مین ابھی قتل کرونگا اب تو بارگاہ و لشکر وغیرہ مین تہلکہ و ہنگامہ پڑا کہ میان وہ کلال تو
عیار نکلا دیکھو گرفتار ہوا ہے میدان خونی اُسی وقت تیار ہوا جلاد حاضر ہوئے سب کو زیر تیغ
مع جہانگیر بٹھلایا جہانگیر کو یقین مرگ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اُسوقت رونے ہوا پر
نعرہ ہوا کہ منم شہنشاہ پیر اُستاد افراسیاب اور پانچ سو چیلون سے آکر پہونچا اور چابک نہنگ
و جہانگیر کو چند پنجہ بھیجکر اُسنے اُٹھوا لیا اور خضران پر کچھ عمل پڑھکر اُسنے دستک دی کہ وہ جیب میٹھا
رہا پنجون کو لیجانے دیا مجرمون کو روکا نہین پھر جو ہوش آیا اُسنے بھی کچھ پڑھکر پھونکا کہ شہنشاہ پیر
رونے ہوا سے نیچے اُتر آیا مگر سنبھلگیا اور ایسا کچھ اُسنے پڑھکر پھونکا کہ خضران اور آفاق کے
بدن مین آگ از خود لگ گئی اور یہ جلکر خاکستر ہو گئے درویش بوریا نشین کی لاش کو تو
شہنشاہ پیر نے گڑوا دیا اور اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ فلک اخضر کے بحر
مین ہی زرین مہر شناوری پذیر ہوئی کہ بیت صدا ے رخصت آئی ہر زبان سے بیچارے نو رحیلی
آسمان سے بہ صبح تک وہ دریا خضران کا بنایا ہوا مرنے سے خضران کے غائب ہو گیا لشکری سب
مچھلیون سے انسان ہوئے شہر آفاقیہ مین بھی عملداری جہانگیر کی ہو گئی قیصر جادو حاکم شہر
قیصریہ جہان کا رہنے والا درویش بوریا نشین تھا چنانچہ وہ قیصر بھی یہان آکر پہونچا شہزادہ جہانگیر
نے ملکہ گوہر دختر آفاق کی شادی اُس قیصر کے ساتھ کی عاشق و معشوق باہم ملے نہنگ کو
خلعت دیا یہ شاگرد چابک تیز رفتار ہوا جہانگیر چند روز یہان ٹھہر لشکر تیار کرکے آگے کو روانہ ہوا اور
شہنشاہ پیر نے کہا کہ ای شاہزادہ جہانگیر وہ لوح طلسم جو طلسم ہزار پیچ مین تھی اگر وہ ملتی تو البتہ

طلسم فتح ہوتا لیکن اُسکا پتا نہین کہ کہان ہو شہر آفاقیہ پر اب شہزادہ جہانگیر کے پاس بہت بڑا مجمع ہے کئی
لاکھ ساحر جمع ہین کئی قلعہ تسخیر ہو چکے ہین قلعۂ اژدر حصار سے تا بہ قیصریہ سب قبضہ مین ہین اور مسرور
شاہ و بہران وغیرہ سب مطیع ہین اب آگے اُس مقام سے قلعۂ بدخشانیہ ہی یہان سے
بارہ کوس پر مگر نہایت سخت و صعب جگہ ہے اور بہت دشوار ہے اور ایک روایت ہے صاحب دفتر کی
معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے لوح ہزار برج سے لاکے کوکب کے حوالہ کی اُسنے قلعہ بدخشانیہ مین رکھوائی
ہی غرض جہانگیر بہ کروفر تمام جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و مراحل چھائی کر کے
دوسرے دن سامنے قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا کہ قلعہ مذکور بالکل طلائے احمر کا ہی اور دروازہ اُسکا
بند ہی سر قلعہ پر ایک پتلی جواہر نگار کھڑی ہے نہایت تکلف کی آراستہ ہی اور اُسکے سر پر طائر جواہر کے
بیٹھے ہین جہانگیر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ سامنے اس قلعہ کے جائے وہ گنہگار حسب الارشاد
شاہزادہ نامدار سامنے قلعہ کے آیا جیسے سامنے قلعہ کے پہونچا پتلی نے آواز دی کہ افسوس افسوس
افسوس اور اُسکی جانب نگاہ ڈالی کہ وہ گنہگار دھڑ دھڑ جلنے لگا جلکر خاک ہوگیا یہ ماجرا دیکھکر
شہنشاہ پیر شہزادہ کو ملال ہوا کہ خبردار آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا چلو اب ہٹ چلو شہزادہ نے ٹھانا
اور کہا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر وہان خیمہ کیا دوسرے روز جب دریچۂ خاوری سے آفتاب زرین
شعاع نے سر بدر کیا کہ بیت ستارون سے قمر نے ہاتھ دھویا ✤ سحر نے جلوہ مہتاب کھویا
صبح پھر اپنے مقام سے چولا سحر کا گلے مین ڈالکر ملکہ بزم جادو اُڑتی ہوئی سامنے اُس قلعہ کے
آئی پتلی نے افسوس کہکر نگاہ ڈالی بزم بھی جلکر خاکستر ہوئی اُسکے ساحر بہت سے گئے اور جلکر
خاک ہوئے ملک خورشید جو پدر جہانگیر کا ہے وہ اپنا تخت بڑھا گیا وہ بھی جلکر خاک ہوگیا
جہانگیر اُسکے غم مین خوب رویا ساحرون نے اُس پتلی پر ہزارون نارنج و ترنج مارے کچھ اثر پذیر نہوئے
اور ہزارون ساحر جلکر خاک ہوئے جہانگیر نے غم مین اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا اُسوقت چھتر
چالاک نے آئینہ از سر تا پا ایک کپڑے پر سی کے اپنے جسم پر لگائے اور اپنے چہرے پر نقاب ڈالا اور
سامنے اُس قلعہ کے مرکب پر سوار ہوکر آیا اور اُن آئینون پر ایک کپڑا اُسنے ڈال لیا وہ کپڑا
سامنے اُس پتلی کے آکر اُسنے اُلٹ دیا پتلی نے جو اپنا چہرہ اُن آئینون مین دیکھا خود اُسکے جسم مین آگ
لگی اور دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہوگئی اُسوقت چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چھتر چالاک تیز رفتار سبنے بہت تعریف کی اور

پہچانا کہ یہ چالاک ہی کس لیئے کہ پہلے بسبب اسکے نہ پہچانا تھا کہ چالاک منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھا
جہانگیر یہ کیفیت دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لشکر لیکر اپنے مقام فرودگاہ پر آیا لشکر نے کمر کھولی آسودہ
ہوا لیکن شاہزادہ جہانگیر غم میں اپنے پدر مصنوعی کے کہ جو خورشید جادو تھا سیاہ پوش ہوا خمخانہ
الم کا جرعہ نوش ہوا اُسطرف بدخشان جادو حاکم قلعہ بدخشانیہ نے جب سنا کہ پتلی جو سر قلعہ پر نصب
تھی اُسکو عیار جہانگیر نے جلا دیا بڑا اُسکو صدمہ ہوا اور حیرت بھی بہت ہوئی کہ بھئی واہ کیا کمال کیا ہے وجہ
ہو کہ اس پتلی پر بھی طلسم بندھا ہوا تھا کہ جو کوئی اسکی صورت دیکھے جلجائے پس چالاک کو عیاری خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری کی یاد آئی اُسنے ہفت در بند فرعونیہ کا وقائع دیکھا تھا اور وہان کا وقائع یہ ہے
کہ ایک کافر خاسر ہوتا ہے ساحر مشمشش نام اُسنے کئی شخصون کے چہرے پر طلسم اسطرح کا باندھا تھا
کہ جو انکی صورت کو دیکھے وہ ہنسنے لگے اور رونے لگے اور وہ شخص نقابدار بنے رہتے تھے اور نام اُسکا
نقابدار گریان اور خندان تھا چنانچہ خواجہ نے بھی اسی طرح سر سے پا تک آئینے اپنے جسم پر لگا لیئے
اور اُسکے مقابلے مین جاکر آئینون پر سے پوشش اُلٹ دی نقابدار خندان مقابلہ حریف مین
جب آتا تھا نقاب چہرہ سے اُلٹ کر کہتا تھا کہ مصرعہ بر من نگر یہ من نگر شاید کہ بشناسی مرا انھون نے
بھی وہ پوشش آئینون پر کی اُلٹ کے یہی کہا اور نقابدار نے جو آئینہ مین اپنی صورت کو دیکھا خود بھی
ہنسنا شروع کیا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا آخر مر گیا اور ہنسی نہ تھمی بس ویسے ہی چالاک نے
بھی عیاری کی خلاصہ کلام بعد رنج بسیار بدخشان جادو کئی ہزار ساحران جرار لیکر قلعہ کا دروازہ
کھولکر باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی دن بھر توقف پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نگین بدخشانی آفتاب
حلقۂ مغرب مین جڑا گئی اور سنگ اسود رنگ شب ہمسنگ عالم ہوا کہ ابیات

کہ روئے مہر کا ہلکا ہوا رنگ ۔ گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈھک سنگ
جبین شام نے بخشی سیاہی ۔ مزاج روز پر آئی تباہی

سر شام طبل جنگ بدخشان ناکام نے بجوایا مہتر چالاک نے
اگر خبر عرض کی جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ نفیر سحر کو دم ملا تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی شب تیرہ
مثل خود سود ائیان سیاہ تھی اس شب کو تیاری سیاہ تھی تیغ آبدار کی چمک شمع تھی جسپر پروانۂ جان
نثار ہوا چاہتے تھے کوگل ساحر جلاتے تھے خوک جھٹکا ہوتے تھے مرچین جلتی تھین چار پہر رات شورش
و ہنگامہ سپاہ مین برپا رہا جب تیغ مہر کو ترک روز نے حمایل کیا کہ نظم

ہوئی صبح قیامت جب نمودار | ہوئے تیار بہر جنگ و پیکار | لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
کیے تو قلزم ہستی کی تھی موج | مصمم بر سر خونریزی جنگ | چلا بستر سے وہ شہ برق آہنگ
ادھر یہ اور اُدھر وہ صاحب ننگ | ہوئے دونوں مقابل بہر جنگ | صفیں دونوں ہوئیں آراستہ جب
کہا سب نے کہ سوا بنتی نہیں اب | دو جانب سے نقیبان سرافراز | نکلکر بولے اے مردان جانباز
دم تیغ آج یان طعمہ چشنک ہے | نکلکر کھائیے تو شرط نمک ہے | بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کریگا آفرین سارے جہان سے | کرو اب تیغ خون آشام روشن | کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
تمھارا جگ میں ہو نام نکوئی | کرو میدان میں اپنی سرخروئی | یہ نہیب نقیبان بلند آواز

سنکر بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ساحر وغیرہ جوش میں آئے دل انکے خروش میں آئے لیکن ایک سے لڑنا فضول سمجھکر بدخشان جادو فوج اپنی لیکر لشکر جہانگیر پر آپڑا ناریج ترنج ناریل وغیرہ چلنے لگے جیسے گولے برستے تھے دھوان اٹھنے لگا شعلے چمکنے لگے تیغ سحر کی بجلی چمکنے لگی ایک طرف سے برق شمشیر چمک رہی تھی ملک الموت کی گرم بازاری تھی خون برستا تھا مریخ بگڑا ہوا تھا دھڑ دھڑ پر مردے پر مردہ پڑا تھا کھچا کھچ تلوار کا بلند تھا چقا چاق شمشیر و نعرۂ دلیران سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی وہ رن پڑا تھا کہ جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا زاغ و زغن یقین ہے کہ طعمہ جوئی اب نہ کرینگے

ابیات

خروش سواران و گرد سپاه | چو شب گرد گیتی نهان گشت ماه | درخشیدن تیغ الماس گون
سنانهاے آبداده بخون | تو گفتی که برشد ز گیتی بخار | برافروخت زان آتش کارزار
ز کشته فگنده بهر سو سران | زمین کوه گشت از کران تا کران | همه غار و هامون پر از کشته بود
سر دشمن از جنگ برگشته بود | خوب تلوار چلی جہانگیر بسان شیر گرسنہ قتل کرتا ہوا اُس فوج میں

جاتا تھا تیغ بلاکش کے سبب سے سحر اُسپر اثر نہ کرتا تھا ہزارون کو خاک و خون میں غلطان کر دیا اور خواب عدم میں سلا دیا اور جب کوئی سحر بدخشان جادو تازہ تیار کرکے کرتا تو شہنشاہ سحر گرداں افراسیاب کا اُسکو نقش تعویذ وغیرہ سے مٹا دیتا تھا قریب تھا کہ بدخشان شکست فاش کھا کر راہ فرار لائے کہ یکایک برو سے ہوا نعرہ ہوا کہ منم زلزلہ سحر ساز کنیز کوکب روشن ضمیر اسے بدخشان گھبرانا نہیں میں آپہونچی اور اسنے آتے ہی ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین میں زلزلہ پیدا ہوا

تھرانے لگی کشتی ارض وعبر ڈگمگانے لگی تمام لشکر جہانگیر کا زمین میں غرق ہونے لگا اُسوقت شہنشاہ پیر
نے چند نقش لکھکر زمین پر پھینکے کہ زلزلہ موقوف ہوا اور لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا اُسوقت زلزلہ نے
ایک مالا موتیون کا اپنے گلے سے اُتار کر دانے اُسکے دست راست وچپ کی طرف پھینکدیے بعد لمحہ کے
ایک جانب سے شیر ایک جانب سے خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آتے ہی لشکر جہانگیر تباہ کرنا شروع
کیا اور نیز حربہ بھی تاثیر نہین کرتا تھا سواے تیغہ بلاکش کے اور کسی سے وہ مارے نہین جاتے تھے
اور ایک طائر سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم سحر کوکب اور اُسنے
آتے ہی جسپر اپنا عکس ڈالا وہ جلکر رہگیا فوج جہانگیر تباہ ہونے لگی ہزارون ساحر جلکر رہگیے ہزارون
تو اُس طائر نے مارے اور ہزارون شیر اور خرسون نے تباہ کیے جہانگیر اکیلا اُن خرسون اور شیرون کو
روکتا ہے اور قتل کرتا ہے اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک نقش لکھا سمت صحرا پھینکا کہ ہزار ہا گرگ
پیدا ہوے اور آکر اُن خرسون سے لڑنا شروع کیا اور شیرون سے بھی مقابلہ پذیر ہوے
کہ لشکر جہانگیر نے کسی قدر فرصت پائی اب اور کیفیت سُنیے اُس جنگ مین ایک طرف ناستر
چاپک کھڑا ہوا تھا زلزلہ نے اُسکو جو دیکھا جھک کر اُسپر گری اور پنجہ مین داب کر لیچلی جب کسی
قدر بلند ہوئی چاپک نے بچالاکی تمام اُسکے مُنہ پر جاب مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اور زمین پر گری چاپک
نے اُسکے پنجہ سے چھوٹ کر ایک خنجر اُسپر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مارا زلزلہ سحر
ساز جادو کو چاپک کی تعریف بہت جہانگیر نے کی وہ شیر و خرس غائب ہوگئے مگر اب اُس
جانور نے قیامت برپا کر رکھی ہے بہت سے ساحرون کو جلا دیا ہے اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک خیمہ
منگوایا اور اُسکو استادہ کرایا اور اپنی صورت بجنس کو اُس طائر کو دکھلا کر اور بھاگ کر اُس خیمہ مین
اپنے تئین پہونچایا اور وہان ایک دام لگاما اپنے سحر کا طائر اُسکے تجسس مین اُس خیمہ کے اوپر
آکر ٹھہرا اُسنے جال سحر کا مارا اور ایک روایت سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شہنشاہ پیر نے اپنے
سحر سے ایک چشمہ بنایا اور اپنی صورت طائر کو دکھلا کر اُس پانی مین در آیا وہ چڑیا بھی اُس پانی پر
اُسکی صورت دیکھلائی اور پانی مین اپنے تئین گرا دیا شہنشاہ پیر نے اُسکو جال مارا اور پھنسالیا
اور گرفتار کرکے اُس چشمہ سے نکلا اب لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا بدخصان جادو
شکست کھا کر وہان سے رو بفرار لایا اور وہان سے چند فرسخ پر ایک دریا کے قریب لگ گیا ہو

کہ نام اُسکا گنبد محفوظ ہے وہان آکر ٹھہرا اس گنبد کے گرد اگرد دریا بہتا ہے بدخشان جادو جب وہان پہونچا
اُسنے کوکب کو عریضہ تحریر کیا کہ اے بادشاہ جلد خبر لیجیے مین شکست کھا کر گنبد محفوظ مین آگیا ہون
قلعہ بدخشان چھوٹ گیا ہے جہانگیر نے آفت برپا کی ہے یہ عریضہ طائر سحر کی گردن مین باندھکر روانہ کیا
جب کوکب کے پاس یہ عرضی پہونچی سخت پریشان ہوا اور برہمن کو لکھا کہ جلد جا کر بدخشان
کی مدد کرو برہمن روئین تن بغضب تمام چلا اور یہان قریب دریا آکے ایک خیمہ استادہ کرکے
شہنشاہ پیر کو ایک نامہ لکھا کہ او دریوزہ گر بھیا جلد میرے پاس آکر حاضر ہو ورنہ سزا اسکی معقول دونگا
جب تیلا یہ نامہ لیکر شہنشاہ پیر کے پاس آیا اسکو کچھ بن نہ پڑا اُسی وقت حاضر ہوا جب برہمن کے
پاس یہ آکر پہونچا برہمن نے ایک بوٹی شہنشاہ پیر کے پیرہن مین لگا دی کہ شہنشاہ مثل شمع کے
جلکر رہگیا برہمن نے خاک اُسکی روئے ہوا مین برباد کردی اور بدخشان جادو سے کہلا بھیجا
کہ تم اُس گنبد مین بیٹھو اور ایک سحر ایسا کیا کہ گنبد کے گرد آگ روشن ہوگئی پس یہ تدبیر کرکے برہمن
چلا گیا اور اُدھر جہانگیر نے جو حال شہنشاہ پیر سنا بہت رویا اور لشکر لیکر چلا جب یہان آکر پہونچا
گنبد تک نجا سکا ایک دن مہتر چالاک نے کہا کہ مین تدبیر کرتا ہون پس اُسنے ایک مچھلی بہت بڑی
بنائی اور اُسمین جہانگیر و مسرور و شیران وغیرہ کو بٹھایا اور اُس مچھلی کو دریا مین چھوڑ دیا کہ وہ
بہتی ہوئی چلی یہانتک کہ بدخشان جادو گنبد کے کنارے آکر دریا مین شکار کھیل رہا تھا کہ یہ
مچھلی پھنسی اُسنے بدقت تمام اُسکو کھینچا جب باہر کھینچکر نکالا مچھلی کے دہن کے اندر سے راستہ
چالاک نے رکھا تھا سب سردار باہر نکل آئے اور تلوار کھینچی وہان بدخشان جادو نے بھی لڑنا
شروع کیا مگر تیغہ بلاکش سے کچھ بس نہ چلا آخر ہاتھ سے جہانگیر کے مارا گیا اور ساحر بھی ہلاک
ہوئے گنبد سے بہت سے ساحر رو بفرار لائے وہ مقام پاک و صاف ہوا یہان کوکب اپنے قلعہ
مین داخل ہے کہ لاش ملازم بدخشان بدخشان جادو کی اُسکے سامنے لائے کس لیے کہ بھاگتے وقت
بدقت تمام لاش اُسکی اُٹھا لائے تھے چنانچہ جب سامنے کوکب کے لاش لائے پکارے کہ اے
شہنشاہ طلسم نور افشان گنبد محفوظ مین بدخشان جادو مارا گیا کوکب کو یہ حال سُنکر
نہایت صدمہ ہوا اور اُسنے پنجہ بھیجکر عمرو کو لشکر سے اُٹھوا منگوایا اور اس سے یہ سب حال کہا عمرو نے
کہا مین اب وہان ضرور جاؤنگا اور عمرو نے پھر پنجہ بھیجا اور لشکر سے مع ہزار کنیزوں کے ملکہ بہار کو

کو بلوایا اور کوکب نے ایک ساحر مکدر جادو کو بھی حکم دیا کہ تم بھی جاؤ وہ بھی یہان سے روانہ ہوا ادھر
افراسیاب نے یہ خبرین سب سنین شہنشاہ پیر کے مرنے کا رنج کیا مگر اسقدر قلعہ کوکب کو جو
فتح ہوا ہی تو اسکو خوشی ہوئی اور بیابان تاریک کی طرف سے جدھر سے جہانگیر آیا ہی راستہ تو کھل ہی
گیا ہی اُسنے دو ساحر شجر ظلماتی جادو و بہمن ظلماتی جادو کو حکم دیا کہ تم جہانگیر کے پاس جاؤ یہ بھی
دونون کوچ کرکے روانہ ہوے اور قریب قلعہ زرافشان آئے اور زرافشانیہ گنبد محفوظ سے بھی آگے
ہے اور زرافشان جادو بھی فوج لیکر باہر قلعہ کے نکلا اُدھر خواجہ بھی مع ملکہ بہار کے آکر
پہونچے اور مکدر جادو بھی تین لاکھ جادوگر سے آئی یہان خواجہ نے کہا کہ اب مین دربار مین جہانگیر
کے جاتا ہون اور اُسکو سمجھاتا ہون اگر مان لیا تو بہتر ہے نہین تیغ اور پوچھین ہونگا مکدر جادو
نے منع بھی کیا تمانا اور یہان سے طرف بارگاہ جہانگیر کے روانہ ہوے جہانگیر کو خبر ہوئی اُسنے سردار
بہر استقبال بھیجے خواجہ نے آکر صاحب سلامت کی اُسنے بہت اعزاز سے بٹھایا اور کہا کہ آپ کہان
تشریف لائے اُنھون نے کہا کہ اے جہانگیر مین تمکو سمجھانے آیا ہون کہ تمنے بہت ظلم کیا ہے اب
مناسب ہو کہ پھر جاؤ بس اب زیادہ ستانا اچھا نہین اور تمھاری پیشانی پر خال سبز رگ ہاشمی ہے
نشانیان تم مین اولاد حمزہ کی پاتا ہون تم بہت پچھتاؤ گے کوکب کے ممالک جو برباد کروگے یقینی
تم فرزند حمزہ ہو اور کوکب ہمارا طرفدار ہے تمکو لازم ہو کہ اِس حال کو تحقیق کرو جہانگیر نے کہا اب
اب بغیر قتل کوکب مین کب پھرتا ہون عمرو نے کہا خیر تمھین اختیار ہے اُسوقت چالاک بھی
خواجہ کے قریب آیا اور باتون باتون مین عیاریان کرنے لگا آخر عمرو یہ کہکر اُٹھا کہ آج جہانگیر کو مین
پکڑ لیجاؤنگا خبردار خوب ہوشیاری رکھنا چالاک نے کہا کہ کیا مجال غرض عمرو تو چلا آیا اور شام
کو ذکر کرنے لگا اُدھر چالاک سامنے مکدر کے ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر گیا اور کہا
اے مکدر مین نامہ کوکب لایا ہون الگ چلیے تو دونون وہ علیحدہ آیا اُسنے اُسکو جاب
بیہوشی مارکر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی مقام پر چھپا دیا اور آپ اُسی
کی ایسی صورت بنکر اُسی مقام پر بیٹھ رہا اور اُسطرف جہانگیر دریا کے کنارے بیٹھا تھا کہ روے
ہوا سے ایک نازنین اُتری جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ جسکی شان مین یہ کبت لکھنا زیبا ہی کبت

سندر روپ سروپ مہا سن یون للچے جسے انگ مین بیچ	

جیون مور سجیون کی چھپ وکھت کی چھپ دیکھے ہی بنے چھجے

پان کھوات مسی او دھارس جات تو چندر کو دیکھے نہ دتے

تلک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھنگ بیٹھے ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجیے

پس اُس گلبدن نے بصد نزاکت کہا کہ منم فرستادۂ افراسیاب یہ کہکر نامہ ایک اپنی کمر سے نکالکر جہانگیر کو دیا جہانگیر نے وہ نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای صاحبقران من یہ کنیز ہمنے تمہاری خدمت کے لیے بھیجی ہی جہانگیر صورت زیبا اُسکی دیکھکر عاشق ہوگیا اور اُسی وقت دربار سے اُٹھکر الگ خیمہ مین اُسکو لایا اُس نازنین کو مسند پر بٹھایا اور چاہا کہ دست اندازی اُسپر کرون اُسنے ناک بھون تیوری چڑھائی پھر مُنہہ پھیر کر مسکرائی اور کہا لو اور سنو شہنشاہ نے مجکو کیا اسی لیے بھیجا ہی سامری کسون مین آتے ہوے پہلے ہی چلجاتی تھی میری بوٹی بوٹی کانپ رہی ہی وہ یہان اپنے حواس مین آؤ بچلے بیٹھو شہنشاہ کو تو کیا کہون کہ جنھون نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہی بس بس ای لو مین سمجھ گئی ہان ہان تمہارا اور ارادہ ہی سو یہ بخیریت ہی بندی ایسی جاتی نہین شہنشاہ نے اپنی حیرت جو بڑی جہیتی ہین اُنکو بھیجدیا ہوتا یہ باتین ایسی کین کہ جہانگیر تو مر گیا اور لگا منتین کرنے اور رونے لگا اُسوقت وہ نازنین مسکرائی جہانگیر کی جان مین جان آئی پھر چاہا کہ اُس سے لپٹون اُسنے کہا ٹھہرو صاحب تم بھی کتنے بدمزہ ہو یہ کہکر گلابی سے شراب جام مین بھری اور وہ جام جہانگیر کے مُنہہ سے لگا دیا کہ وہ بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا اُس نازنین نے اُسکو پشتارہ مین باندھا اور خیمہ سے نکلکر سیدھا مکدر جادو کے خیمہ مین آیا وہان اور ساحر بھی دوڑے اور پوچھا کہ اُستاد کیسے لائے کہا اُسی طفل بے ادب کو اور یہ کہکر مکدر سے کہا کہ ای مکدر تم ابھی اسکو لیکر کوکب کے پاس جاؤ مکدر نقلی نے کہا بہت خوب لائیے نازنین اصل مین عمرو ہی چنانچہ اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا کہ لو لیجاؤ مکدر نے پشتارہ کو کھولا کہ مین اُسپر سحر کرون عمرو نے لوح و تیغہ بھی جہانگیر کا لے لیا تھا وہ بھی وہین رکھدیا بس مکدر نے لوح گلے مین پہنا دی اور پشتارہ تو کھولدیا تھا ہی ناک جہانگیر کی ملدی چٹکی مین روغن دافع بیہوشی ملا ہوا تھا وہ ناک مین جو لگا شہزادہ ہوشیار ہوا اُسنے کہا اے صاحبقران آپ گرفتار ہوکر آئے ہین اُٹھیے جہانگیر اُٹھا اب عمرو گھبرایا سب ساحر وہان سے بھاگے جہانگیر نے تیغ و ہا ان

رکھا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک دو کو قتل کیا اور بہتون نے جہانگیر پر سحر بھی کیا مگر اثر نہوا اُسوقت
افراسیاب نے شیح ظلماتی اور بہمن ظلماتی کو جو بھیجا تھا اور راہ بیابان تاریک بسبب آنے
جہانگیر کے کھل گئی ہے بس یہ دونون ساحر بھی آکر پہونچے یہان نعرہ جہانگیر سنکر سر سواری آکر گرم
جنگ ہوے آخر کو عمرو کی طرف کے ساحر بھاگے جہانگیر پھر کر اپنے مقام پر آیا شیح و بہمن بھی اُترتے
عمرو وغیرہ سب بھاگکر قلعہ زرافشانیہ مین گئے جہانگیر نے آکر قلعہ مذکور کو گھیرا مکدر نقلی جو چالاک
بنا ہوا تھا وہ بھی بعد اس عیاری کے چلا گیا وہان مکدر کو جو ہوش آیا یہ بھی اُٹھکر قلعہ زرافشان
مین آیا لیکن عمرو نے اُس قلعہ مین آکر کہا کہ قلعہ مین بیٹھنا ہمارے لیے بڑا ننگ ہے اب مین باہر جاتا
ہون سب نے منع کیا نمانا کچھ ساحر ہمراہ لیکر باہر آیا اور ٹھہر رہا جب روزگار غدار نے مثل عیاران
لباس سیاہ پہنا یعنی شب روی کا جامہ آراستہ کیا کہ شعر ہوئی میلی ردا کو خورشید * برائی عاشقون کے
دل کی امید * سر شام عمرو نے اپنے نام پر برائے مقابلہ چالاک طبل جنگی بجوایا ادھر چالاک نے
بھی طبل بجوایا دونون لشکر رات بھر تیاری جنگ کیا کیئے اور عمرو نے کیا ترکیب کی کہ ایک ساحر کی
ایسی صورت اپنی بنائی اور یہان سے لشکر جہانگیر کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چالاک اپنے خیمہ کے دروازہ پر
بیٹھا ہے عمرو ٹہلتا ہوا اُسی طرف آیا چالاک نے کہا تم کون ہو کہا مین مردم فریب جادو ہون
مردم فریب جادو چالاک کے لشکر مین ہے چالاک سمجھا کہ سچ کہتا ہے وہی ہے غرض یہ چالاک کے
پاس بیٹھا اور باتین ادھر اُدھر کی کرنے لگا اُسی باتون مین اُسنے کہا کہ خیمہ سے آپ مجھکو ایک جام اُٹھا کر
لا دیجیے مجھکو کچھ کام ہے چالاک جام لینے اندر خیمہ کے گیا عمرو نے خنجر اُسکا رکھا تھا اُسکو چپکے سے اُٹھا کر اور کھینچکر
بیہوشی خوب سی نیام مین اسکے بھری اور پڑا اُسکا باندھکر رکھدیا اِس عرصہ مین چالاک جام لیکر آیا وہ جام
لیکر عمرو وہان سے چلا آیا کچھ ضرورت تو خنجر کھینچنے کی تھی نہین سو جہ سے چالاک نے اُسکو کھینچا نہین جب وہ زمانہ آیا
کہ رنگ روزگار سیاہی سے مبدل بہ سفیدی ہوا نیرنگی دہر ظاہر ہے کبھی تو رات ہے اور کبھی دن ہے بر سر
کاوش فلک مسن ہے کہ شعر جدا پروانون سے جسدم ہوئی شمع * غم رخصت ہوا خاموش تھی شمع +
صبح کو بہانہ ہائے عیاری سے آراستہ ہو کر چالاک و صبا رفتار میدان کارزار مین آئے کمندین تو دو دن
پر لٹکی ہوئی بندھی تھین فلاخن سر سے لپٹے تھے تو بڑا پتھر کا گلے مین لٹکتا تھا نہایت چالاک و چست
تھا جب میدان مین آیا عمرو بھی اُدھر سے آکر سامنے اُسکے ہو لیا اُسنے اسکو دیکھتے ہی خنجر کھینچا

خنجر کھینچتے ہی بکہ بیہوشی کا اُڑا کہ وہ سب غبار اُسکی ناک مین گیا اور چھینک مارکر وہ بیہوش ہوکر گرا
شہزادہ جہانگیر بھی مرکب پر سوار ہوکر بیتحاشا سے جنگ آیا تھا اور الگ کھڑا تھا اِدھر جب یہ گرا عمرو
نے اسکو اُٹھا کر کندھے پر لادا اور نعرہ کرکے کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا
جہانگیر رنجیدہ اپنی بارگاہ کی طرف گیا اور رنجیدہ خاطر و پلنگ پر بیٹھا راوی کہتا ہی کہ جب ملکہ بہار کو
عمرو نے بلوایا تھا تو اُسکی کنیزون کے ساتھ عنبر برق بھی چلا آیا تھا اُسوقت اسنے صورت اپنی
چاپک کی ایسی بنائی اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر بیٹھا ہوا تھا کہ اُسنے جو دیکھا تو چاپک کو
بارگاہ سے چلا آتا ہی جہانگیر بہت خوش ہوا اور کہا ای برادر تم کیونکر عمرو کے ہاتھ سے رہا ہوے چاپک
نے کہا یہ بھی مین نے عیاری کی ہی ایک ہم نے شبیہ اپنا تیار کرکے پکڑوا دیا ہی اب مین رات کو اُسکو جاکر
پکڑ لاؤنگا اب ذرا خلیہ مین چلیے مجکو کچھ کہنا ہی جہانگیر خوشی خوشی اُسکے ساتھ خلیہ مین آیا اُسنے وہان ایک
جام شراب اُسکو دیا کہ اُسنے پیا پیتے ہی بیہوش ہوگیا برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور پشتارہ اُسکا
باندھکر سیدھا عمرو کے سامنے آیا اور کہا لایا مین اُس طفل کو پس اُسی وقت آہنگرون کو بلوا کر قید سخت
مین چاپک اور جہانگیر دونون کو مبتلا کرکے اندر قلعہ زر افشان کے ایک مکان تنگ مین قید کیا لیکن
زر افشان جادو کی ایک دختر ہی کہ نام اُسکا قیصر تاجدار ہی وہ حسن مین عدیم المثال ہی
غزال صحرا سے رعنائی ہی طاؤس باغ زیبائی ہی یہ اشعار اُسکے حسن کی نسبت زیبا ہین ابیات

دیدہ گل مین جاگہ اُسکی — نکہت گل گرد رہ اُسکی — آگے اُسکے کبھو نہ خوش آیا
یہ رو گل نے کہان سے پایا — گل آشفتہ اُسکے رو کا — سنبل اک زنجیری مو کا

جب وہ چہرہ تابندہ ہو — ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو — وہ جہانگیر پر فریفتہ ہوئی اور
جب یہ قلعہ مین قید ہوکر آیا تو قید مین جاتے وقت اسکے وہ اپنے جھروکون مین بیٹھی تھی اُسنے
اسکو دیکھکر تیر عشق کھایا غرض جب یہ آکر قیدخانہ مین قید ہوے وہ دختر موقع پاکر قیدخانہ مین
آئی اور وہ یہ حال بھی جانتی ہی کہ اس شہر مین ایک حکیم رہتے تھے کہ نام اُنکا اشرف الحکمت تھا
اور مرد خداپرست تھے زر افشان جادو نے اُنھین خداپرستی کے جرم پر نابینا کرادیا اور شہر سے
نکالدیا کہ اب وہ ایک پہاڑ پر رہتے ہین پس وہ ملکہ اپنے دلمین سوچی کہ اگر جہانگیر اشرف الحکمت
کے پاس پہونچین تو یقین ہی کہ سب مطلب اُنکا پورا ہوجاے پس یہ سمجھکر قیدخانہ مین آئی

اُسکو کون روکے یہ دختر حاکم کی سب دربان وغیرہ خاموش رہے اُسنے سبکو حکم دیا کہ یہان سے چلے جاؤ
وہ سب ہٹ گئے اُسوقت اسنے قید شہزادہ کی اور عیارند کور کی کاٹ دی اور کہا اے شہزادہ آپ
یہان سے قلعہ کے باہر جائیے اور ایک پہاڑ ہے کہ وہان حکیم **اشرف الحکمت** رہتے ہین اُنکے
پاس اپنے تئین پہونچائیے مین جانتی ہون کہ وہ مرد خدا رسیدہ ہین آپکے لیے بہتری ہوگی جہانگیر
اُس ملکہ کے حسن وجمال کو دیکھکر غش کر گیا اور بموجب اُسکے کہنے وہان سے نکلکر چلا اور قلعہ کے
باہر جاکر دیکھا تو واقعی ایک پہاڑ ہے کہ سرکوہ سے زنجیرین لٹکتی ہین شہزادہ زنجیر پکڑکر چڑھا وہان
جاکر دیکھا کہ پہاڑ پر نہایت سبزہ زار ہر طرف پھولون کی بہار ہے جا نور چہچہاتے ہین چشمے جاری ہین
اور کنارے ایک چشمہ کے چوکی بچھی ہے اُسپر ایک مرد پیر نابینا بیٹھا ہے جہانگیر نے جاکر کہا
مین ہون جہانگیر آپکے پاس آیا ہون میرا سلام آپکو پہونچے اُسنے کہا اے جہانگیر تیرے گلے
مین جو لوح ہے وہ میری آنکھ مین لگادے شہزادہ نے لوح آنکھ مین لگادی حکیم کی آنکھین بقدرت
بصیر روشن ہوگئین اُسنے شہزادہ کو دعائے خیر دی اور پھر ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر دیا اور
کہا اب تو اکیلا فتح طلسم **کوکب** کو جانا اور اس کاغذ کو اسطرح پڑھنا سب طریقہ اُسکا تعلیم کیا
اور کچھ طریقے مسلمانی کے بھی تسلیم کیے کہ اب جہانگیر کو رجحان طرف اسلام کے ہوا غرض جہانگیر
وہان سے واپس ہوکر نیچے پہاڑ کے آیا اور اپنے لشکر مین پہونچا لیکن **عمرو** نے بھی سنا کہ حکیم اشرف الحکمت
نے جہانگیر کو کوئی کاغذ دیا ہے اور طریقہ اسکے پڑھنے کا بتایا ہے بس **عمرو** نے ایک کتاب زہر آلود بنائی
اور آپ صورت **کوکب** کی ایسی بنا اور تخت زبرجد شاہ کا زنبیل سے نکالا پھر اُس تخت پر آپ
سوار ہوکر اسکو اُڑاتا ہوا روانہ ہوا اور وہان بسبب راہ کھلجانے کے **افراسیاب** بھی پاس
حکیم **اشرف الحکمت** کے آیا ہوا تھا کہ **عمرو** جا پہونچا حکیم نے **کوکب** سمجھکر تعظیم کی **عمرو**
تخت پر سے اُترکر بیٹھا اور کہا حکیم صاحب آپ ہمارے ملک مین رہتے ہین اور ہمین سے بغض رکھتے
ہین آپ نے کاغذ جہانگیر کو دیا اور طریقہ فتاحی طلسم تعلیم کیا یہ آپ کیسے مسلمان ہین حکیم نے کہا کہ اے
کوکب مجکو **زرافشان** نے اندھا کر دیا تھا اب مین تمہاری ضد سے **سامری** پرست ہو
جاؤنگا **کوکب** نے کہا کہ دیکھیے مین نے بھی یہ کتاب عملیات کی جمع کی ہے اب مین ان عملیات کو
پڑھکر آفت برپا کرونگا حکیم نے وہ کتاب لیکر لب لگاکر ورق دینا اُسکے اُلٹے زہر نے تاثیر کی تڑپ کر ہلاک

ہو گیا اُسوقت عمرو نے تخت پر سوار ہو کر اُسکو اُڑایا اور بلندی پر جاکر نعرہ کیا کہ منم عمرو نامدار افراسیاب کو برابرنج ہوا اسنے حکیم کو دفن کر دیا اور آپ چلا گیا ادھر جہانگیر وہ مکتوب لیکر اکیلا واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہوا چالاک کو اپنے ہمراہ لیا اس مقام پر زبان راوی کا ہیکہ لوح طلسم نور افشاں جو عمرو ہزار بار پیچ سے آیا تھا وہ لوح نسکے کس مطلب کی تھی بالکل بیکار تھی پس اسنے کوکب کو لا دی تھی اور کوکب نے اسکو قلعۂ بدخشان مین ایک گلدستہ کے اندر رکھوا دی تھی جب قلعہ بدخشان جہانگیر نے فتح کیا تو اُس گلدستہ سے لوح اصلی پائی اُسی لوح کا پڑھنا حکیم اشرف الحکمت نے اسکو تعلیم فرمایا پس وہ ہی لوح لیکر یہ واسطے فتح طلسم کے روانہ ہوا ہی بہر صورت یا کاغذ لیکر یا لوح لیکر یہ جانب صحرا چلا اور اوس لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یکہ و تنہا جانب دست راست روانہ ہونا یہ دیکھکر چالاک تو فقیر بنکر ایک مقام پر بیٹھ رہا اور جہانگیر روانہ ہوا جاتے جاتے اُسنے دیکھا کہ صحرا مین ایک مقام پر ایک قصر رفیع تعمیر ہے اور قصر مین ہزارہا منظر و روزن و دریچون کے بنے ہین اور اُن روزنون مین چہرے پریزادون کے نکلے ہین اور ایک جانب سے اسطرح کی صداے چنگ آرہی ہے کہ عالم محویت کا طاری ہوتا ہی جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا راجہ اندر کا اکھاڑا ایہان جمع پایا ہزارہا نازنینان مہر جبین و ماہ سیمین وہان جمع تھین محفل عیش آراستہ تھی اور ایک بادشاہ پُر شوکت و جاہ بہزاران جاہ و حشم تخت جواہر نگار پر متمکن تھا جب جہانگیر وہان پہونچا وہ بادشاہ تخت شاہی پر سے اُٹھا شاہزادہ کی تعظیم کرکے اُسنے کہا کہ آپنے تشریف لائیے مین آپکی اطاعت دل و جان سے کر چکا ہون یہ کہکر برابر اپنے تخت پر اُسنے بٹھالیا اور اشارہ کیا کہ ایک نازنین مہ جبین نے چنگ لیکر اسطرح بجائی کہ فلک سے زہرہ سُننے کو گویا اُتر آئی جہانگیر کی آنکھین بند ہو گئین اور عالم بیہوشی طاری ہوا اور اُسی عالم غفلت مین دیکھا کہ حکیم اشرف الحکمت آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے جہانگیر یہ افتخار جادو ہی بہت جلد لوح یا اسکو کھینچ مار نہین تو یہ لوح و تیغ وغیرہ چھین لیگا جہانگیر یہ حال اُس غفلت مین دیکھکر ہوشیار ہوا اور لوح کو اُسنے چرخ دیکر اُسی بادشاہ پر مارا لوح کی ضرب سے اسکے جسم مین آگ لگی تخت اور وہ بادشاہ جلنے لگا اور آگ پھیلنے لگی یہانتک کہ دم بھر مین سب قصر اور نازنین جلکر خاک ہو گئین اور جہانگیر وہان سے آگے بڑھا جب کچھ دور چلا

سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُسپر طرح طرح کی بیلین درختون کی جڑھین جھڑنا جھڑتا تھا گھاٹیان نہایت صاف اُسکی تھین اور سر کوہ پر ایک لڑکا بیٹھا تھا کہ اُسکے ہاتھ مین ایک ڈبی تھی اور ناند پانی سے بھرا ہوا سامنے رکھا تھا وہ لڑکا اس نے کو پانی مین ڈالکر پھونکتا تھا کہ اُس پانی مین حباب بنتے تھے اور وہ حباب بلند ہوکر قندیل ہوجاتے تھے اور سر کوہ پر آکر سایہ کرتے تھے ہزارہا غبارے اُڑتے نظر آتے تھے یہ تماشا دیکھکر جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے سیارہ این عجائبات و مشاہدہ کن حالات غرائبات لوح کو لیکر تو زیر پا رکھ اُسکے رکھنے سے تو بلند ہوکر سر کوہ پر پہونچ جائیگا جب وہان تو پہونچے گا تو یہ قندیلین تیری طرف متوجہ ہونگی اور تجھپر آکر سایہ ڈالینگی انکے سایہ سے اپنے تئین بچانا اور اُس طفل تک اپنے تئین پہونچانا اور اُسکو قتل کرنا یہ حال لوح سے دیکھکر جہانگیر نے لوح کو پانوُن کے نیچے رکھا اب جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے تلوُون کے نیچے ہاتھ دیکر اور اُٹھاکر بلند کر دیا جب یہ سر کوہ پر جاکر پہونچا وہ سب قندیلین اُڑتی ہوئی اسکے اوپر آئین اور سر پر سایہ فگن ہوئین یہ تو بے اختیار تھے کہ بسبب لوح کے بلند ہوے تھے اُن قندیلون سے کیونکر بچتے آخر ایک قندیل سر پر سایہ فگن ہوگئی یہ اُس قندیل کے اندر بند ہوگئے اور وہ گھٹاٹوپ کی طرح سے انکے گرد سر سے پانوُن تک ہوگئی اُسوقت اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم حباب جادو اور لوح اور تیغ اسنے اُٹھا اُس حباب کے اندر ہاتھ ڈالکر لے لیا اور اُسوقت کہ جب یہ بند ہوگئے تو لوح انکے پانوُن کے نیچے سے نکل گئی وہ بھی اسنے لے لی اور انکو بزور سحر خوب طرح سے اُس قندیل مین بند کیا اور قیدکر لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ بھائی اُسکا صبا ے جادو نام اُس کوہ پر آیا اُسکو لوح اور تیغ اُسنے دیا اور کہا اُس قندیل کو اُڑاتے ہوے کوکب پاس لیجاؤ کہ اسمین جہانگیر بند ہے اور لوح و تیغ بھی یہ باحتیاط بادشاہ کے سپرد کرنا صباے جادو یہ حکم اپنے بھائی کا سنکر وہ اشیا لیکر قندیل اُڑاتا ہوا روانہ ہوا ادھر زر افشان حیران کار تھا کہ اشرف الحکمت کے پاس قیدخانہ سے کسنے جہانگیر کو پہونچا دیا اسی حیرت مین اُسکے پاس نامۂ کوکب آیا اُسمین لکھا تھا کہ تیری دختر قیصر تاجدار نے یہ کام کیا ہے زر افشان نے قیصر کو قید کیا ادھر تو قیصر قید ہوئی اُسطرف جہانگیر قندیل مین بند ہوے زر افشان نے سنبل جادو نام ایک ساحرہ کو ساتھ کرکے تخت پر بٹھاکر قیصر کو بھی جانب کوکب روانہ کیا اتفاق سے راہ مین مکان اور باغ ہر نگار جادو کا کہ وہ بیٹی ہے گلستان جادو کی

پس جب اُس باغ کے قریب سنبل قیصر کو لیے ہوئے پہونچی قیصر نے کہا کہ اے سنبل مجکو نگار
جادو سے محبت ہے اور تو جانتی ہے کہ مین شاہزادی ہون تو ذرا مجکو باغ مین نگار جادو کے لیچل
سنبل کو کہنے پر اُسکے رحم آیا اور یہ اُسکو لیکر اُس باغ مین آئی دیکھا تو باغ نہایت سرسبز
وشاداب ہے بلبل کی گل سے گرم جوشی ہے ہوا سرد چلتی ہے درختون کی سرتراشی کی ہوئی تختہ تختہ
گل پھولے ہوے ہین جانور زمزمہ سرا ہین روش پٹری نہایت درست ہے مالن ہر ایک چالاک
وچست ہے غنچہ مسکراتے ہین گل اپنی بہار دکھاتے ہین قیصر سیر کرتی ہوئی جب آگے بڑھی نگار
کو خبر ہوئی کہ قیصر آئی ہے وہ بارہ دری سے اُٹھکر دوڑی اور قیصر کے پاس آکر اُسکو جو قید مین دیکھا
رونے لگی اور کہا حضور یہ کیا حال آپ نے اپنا بنایا اُسنے کہا جو کچھ ہوا محبت مین جہانگیر کے ہوا
نگار نے کہا بھاڑ مین جائے محبت جہانگیر کی اور وہ موا قربان کیا تھا کہ جسنے آپ کا یہ حال کر دیا
قیصر نے کہا غرض بہن ایسا تو نہ کہو تمکو ابھی محبت کا مزا نہین جب دل تمھارا کسیکو پیار کریگا اُسوقت
یہ حال کھلیگا غرض نگار نے سنبل کو ایک مقام پر بٹھلایا اور ملکہ کو بارہ دری مین لا کر سامان
دعوت مہیا کیا یہ تو یہان بیٹھین ادھر ملکہ مذکور کی وزیرزادی مہروش جب ملکہ گرفتار ہوئی تو
تلاش مین اُسکی گھر سے نکلی راہ مین چالاک فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا مہروش اُسکو فقیر جانکر پاس آکر رونے
لگی اور تمام حال کہا چالاک نے اپنے تئین اُسپر ظاہر کیا کہ مین چالاک ہون عیار جہانگیر کا
مہروش نے جب اُسکو چالاک جانا تو کہا مجکو ایک ساحر کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ جہانگیر کو چنچل
جادو نے گرفتار کیا ہے اور طرف کوکب کے بھیجا ہو صبا سے جادو بھائی اُسکا لیے جاتا ہے چالاک
نے یہ حال سُنکر کہا کہ تو مجکو تخت ہوا بنا دے اور خود بھی ہمراہ چل مین ابھی اُسکو جا کر مارتا ہون مہروش
نے یہ سُنکر ایک تخت اُسکو بنا دیا چالاک نے رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک نازنین کی
ایسی بنائی اور اُس تخت پر سوار ہو کر چلا اور قریب اُس قندیل کے کہ جسمین جہانگیر قید ہے پہونچا صبا
نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار تخت کو اُڑاتی ہوئی آتی ہے یہ بڑھ گیا اُسوقت چالاک
نے آواز دی کہ تمہین قسم کوکب ای صبا ٹھہر جاؤ اس نامہ کو پہلے پڑھ لو صبا وہین ٹھہر رہا یہ تخت نعلی
اُسکے پاس پہونچی اور ایک نامہ کہ جسپر مہر کوکب کی لگی تھی اُسکو نکالکر دیا جب اُسنے وہ خط لیکر
لفافہ اُسکا چاک کر کے خط نکالنا چاہا اُسمین سے بیہوشی اُڑی کہ وہ بیہوش ہوا چالاک نے

اُسکو خنجر سے ہلاک کیا تخت سحر اُسکا غائب ہو گیا لوح اور تیغہ چابک نے لے لیا اور عکس لوح
قندیل پر ڈالا کہ وہ غائب ہوئی جہانگیر بیہوش تھا اب جو ہوشیار ہوا تو آپنے تئیں زمین پر پایا
لوح اور تیغہ چابک نے اُسکو دیا جہانگیر نے بہت تعریف چابک کی کی اور مہروش نے کہا کہ ملکہ
قیصر قید ہو کر روانہ ہوئین ہین اب کسی مقام چلکر ٹھہرئیے تو مین پتا لگاؤن جہانگیر و چابک
جنگل مین درخت کے نیچے ٹھہرے اور مہروش روانہ ہوئی اور جا کر اُسنے پتا لگایا کہ قیصر باغ مین
نگار کے ہے بس اُسنے آکر خبر دی کہ ملکہ باغ مین نگار کے ہے اُسوقت چابک نے کہا کہ پہلے مین جاؤنگا
اور وہان سے روانہ ہوا اور راہ مین ایک نازنین پری پیکر بنکر عقب باغ نگار جادو آیا اور ستاری
چھوٹی سی سینہ پر اپنے رکھکر لیٹ رہا اتفاق سے ایک کنیز کسی ضرورت سے اُسطرف جو آئی
اُسنے اُسکو پڑا ہوا دیکھا جا کر نگار جادو سے کہا کہ آپ کے باغ کے پچھواڑے جو کھڑکی لگی ہے مین
اُسطرف ابھی گئی تھی وہان ایک عورت قبول صورت نازک اندام ستاری سینہ پر رکھے لیٹی ہے
نگار نے دو کنیزون کو بھیجا کہ جا کر اُسکو یہان اُٹھا لاؤ وہ کنیزین گئین اور اُسکو اُنھون نے ہوشیار
کیا اور کہا چلو تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہے چابک اُنکے ساتھ اندر باغ کے آیا نگار نے اُسکو دیکھکر بہت
بہت پسند کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین ایک ملک کی شاہزادی ہون ایک دیو مجکو اُٹھا لایا
ہے اور یہان نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ مجکو ڈال گیا نگار نے کہا اچھا بیٹھو یہ سلام کر کے بیٹھا
نگار نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمکو گانے سے بہت شوق ہے چابک نے کہا گانا رونا کسکو نہین آتا ہے
ہان کچھ اپنا جی بہلا لیتی ہون گانا تو خیر صلاح ہے مجکو کچھ نہین آتا ہے اُسنے قسمین دین کہ ہمارے
سر کی قسم کچھ تو بجاؤ ہمین بھی سناؤ غرض اُسنے بعد انکار بسیار ستاری کو بجایا ملکہ بہت روئی اور
سمان بندھ گیا چابک نگار پر مائل ہوا اور خوب خوب اُسنے باتین لطیفون کی کہین اور
گلے اُسکو لگایا عجب دل لگی ہوئی اُسنے اُسکو گلے جو لگایا تو اسکو زیر ناف ایک شی سخت محسوس
ہوئی دوئی کہنکر کہا ہوا یہ کیا ہے اُسنے کہا یہ مجکو عارضہ ہے اُسکی سختی ہے الگ چلیے تو مین اُسکو دکھلاؤن
نگار اُٹھی اور الگ آئی اُسوقت اُسنے ہاتھ مین اُسکی عضو مخصوص دیدیا دیکھو یہ عارضہ ہے اور
پھر اُسکو گلے سے لپٹا لیا اور کہا اے جان من مین ہون عیار صاحبقران جہانگیر کا چابک اور تجھپر مرتا ہون
نگار بہت شرمندہ ہوئی اور لگی گالیان اور کوسنے دینے گر دلمین اپنے مائل ہوئی اور دل سے کہا

یہ اسنے غضب کیا کہ اپنا بدن مجکو پکڑا دیا غرض وہان سے یہ پھر کر ملکہ کے پاس آئی اور کہا لو مبارک ہو
کہ تمھارا معشوق بھی آیا اور یہ نازنین نہین ہی اُسکا عیار ہی ملکہ سامنے چاپک کے بہت روئی
اسنے کہا کہ مین شاہزادے کو لاتا ہون غرض مہروش اور جہانگیر کو آکر چاپک باغ مین لیگیا
جب داخل باغ ہوے سنبل کو چاپک نے جاکر ایک گلوری دی کہ اے مادر مہربان لو یہ
کھاؤ اور کسی سے اس راز کو نہ کہنا اسنے جو وہ گلوری کھائی بیہوش ہوگئی اُسکو لاکر ڈالدیا اب
جہانگیر ملکہ کے پاس آکر بیٹھا قید ملکہ کی دور کی زنجیر طلائی جو پاے ملکہ مین تھی اُسکو کاٹ دیا عاشق تنہا ہو
صحبت عیش برپا ہوئی چاپک خوب خوب گایا ساقی اصنان مہر طلعت نے آکر سمان باندھ دیا بعد اُس
صحبت کے قیصر نے کہا کہ اے نگار تمھارے باغ مین گل حیات کوکب ہی اور مین اسکی بہت مشتاق ہون
اور وہ اس شاہزادے کے کام کا ہی اگر دلادو تو تمھاری عین مہربانی ہی یہ کلمات سُنکر پہلے تو نگار
بہت کچھ سوچی پھر شاہزادہ اور ملکہ کو ساتھ لیکر اُس باغ کے ایک چمن مین آئی وہان دیکھا تو ایک
حوض سنگ مرمر کا بنا ہی جسکے لب گردان یاقوت احمر کے ہین کنارے کنارے اُسکے فوارے چھوٹ
رہے ہین پانی اس حوض مین نہایت صاف و شفاف بھرا ہی یہ معلوم ہوتا ہے گویا آئینہ زمین
جڑا ہی بیچ مین اس حوض کے ایک پھول نہایت خوشرنگ پڑا ہوا تیر رہا ہے پانی مے کے
بلبلون کا اُس گل پر ہجوم ہے گرد اُس پھول کے ہزارون مچھلیان سرخ رنگ ہجوم کیے ہین
جہانگیر لوح کو گلے مین ڈالے تھا اُسنے چاہا کہ اس پانی مین اُترکر پھول کو اُٹھا لون نگار نے
کہا ابھی ہاتھ لگاتے ہی اس پھول کو جلجاؤگی یہ پھول جبتک کہ انگشتری جمشیدی ہاتھ مین نہوگی
ہاتھ نہ آئیگا اور وہ انگشتری میرے باپ کے ہاتھ مین ہی یہ سنتا تھا کہ چاپک نے ایک پڑیا دارو
بیہوشی کی نگار کو دی کہ اے نگار یہ پڑیا لو اور اپنے باپ کو جاکر بیہوش کرو نگار وہان سے روانہ
ہوئی باپ اسکا ایوان شاہی مین جلوہ پذیر تھا کہ یہ جاکر پہونچی اسنے گلستان جادو اپنے باپ
کو تسلیم کی اُسنے دعاے جان درازی دی یہ اُسکے پاس بیٹھی اور کہا اے پدر عالی مقدار آج تو میرا
جی چاہتا ہی کہ شراب آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ اسنے گلابی شراب
کی اپنے قبضہ مین کی اور باتون باتون مین اُسکی آنکھ بچاکر وہ پڑیا دارو بیہوشی کی شراب

سے انگوٹھی جمشیدی اُتار لی اور لیکر وہان سے روانہ ہوئی پھر اپنے باغ مین آئی وہ انگوٹھی جہانگیر
کو لا کر دی جہانگیر وہ انگوٹھی پہنکر بہت خوش ہوا اور حوض کے کنارے آیا اب وہ مچھلیان جو پھول کے گرد
تھین تڑپنے لگین اور غلغلہ ہوا کہ جہانگیر گل حیات کو کب لیے لیتا ہے یہان تو یہ ہنگامہ ہوا اُدھر حال
سُنیے کہ بیر روتے ہوے حباب جادو کے پاس گئے اور کہا اے حباب صباحت جادو تیرے
بھائی کو چابک نے مار ڈالا اور جہانگیر چھوٹ گیا حباب اُسی وقت یہ خبر سنکر وہان سے چلا ہزارون
قندیلین اُڑتی ہوئی اُسکے ساتھ چلین اور یہ اُسوقت یہان باغ نگار پر آکر پہونچا کہ جہانگیر پھول
نکالنے چلا ہے کہ یکایک جہانگیر نے دیکھا کہ ہزارون غبارے اُڑتے ہوے رو نے ہوا پر آتے ہین یہ
حال دیکھکر جہانگیر ٹھہرا اور حوض سے مچھلیان تڑپ تڑپ کے بلند ہوئین اور آوازین دینے لگین
کہ ارے غضب ہوا جہانگیر پھول لیے لیتا ہے اور گل حیات کو کب پر قبضہ کرتا ہے اُنکی آوازین ایسی
بڑی تھین کہ قلعہ زر افشان مین عمرو اور بہار اور زر افشان جادو وغیرہ نے سنین اور
زر افشان نے کہا کہ اے خواجہ بڑا غضب ہوا مچھلیان چیخ رہی ہین شاید جہانگیر باغ مین نگار جادو
کے پہونچ گیا ہے اور گل حیات کو کب لیتا ہے یہ سننا تھا کہ عمرو نے کہا پھر چلکر کسی طرح بچاؤ بس اُسی وقت
بہار اور زر افشان بھی اُڑکر چلے اور آکر اُس باغ پر پہونچے اِدھر جب جہانگیر پھول لینے اس
حوض پر جھکا حباب جادو برق بنکر چمکا اور جھپٹ کر گرا جہانگیر نے لوح کو اونچا کر دیا کہ حباب اُسکے
عکس کی تاب نہ لا سکا جلد پھر بلند ہو گیا اب جہانگیر نے جھپٹ کر کنارے حوض کے اپنے تئین
پہونچایا اور جھک کر پھول اُٹھا لیا جب اُسنے پھول اُٹھایا ہزارون مچھلیان جو حوض مین تھین جل
گئین اُسوقت حباب پھر جھپٹ کر گرا لیکن کیا کرے مجبور ہے جہانگیر نے اب کی اُسی پھول کو اونچا
کر دیا وہ پھر بلند ہو گیا حباب اسی طرح چمک چمک کر گرتا ہے زندگی حباب آسنا ہے کچھ بنائے نہین
بنتا ہے نباہ پانی مشکل ہے بہار اور زر افشان آئے تو سہی مگر علیحدہ کھڑے ہین کچھ کر نہین سکتے
ہین اور ہزارون ساحرون کا ہجوم ہے اور بہت کو جہانگیر نے جلا دیا غلغلۂ قیامت انگیز وہان بلند ہے
اِدھر گلستان کو جو نگار بیہوش کر آئی تھی اُسکو بھی ہوش آیا اور یہ ایسا ہنگامہ بلند تھا کہ وہ
بھی گھبرا کر اپنے مقام سے چلا آکر جو دیکھا تو یہان آفت برپا ہے جہانگیر پھول ہاتھ مین لیے
حباب چمک چمک کر گر رہا ہے ایک طرف کو زر افشان اور بہار روے ہوا پر ٹھہرا ہی ہین جہانگیر

ادھر اُدھر دوڑتا پھرتا ہی ساحر اسیر ہوتے ہوئے ہیں اُسی معرکہ مین زرافشان نے سحر کیا کہ ہزارون مین
کی سلین برسنے لگین لیکن بسبب تیغہ و لوح و گل حیات کے باغ مین گر کر پانی ہو جاتی ہین عجب طرح
کی خزان اس گلشن پر آئی ہی ہر درخت سنتری سی بنگساہی گلگون لالہ داغی ہوا ہی گل ارغوان پوشش ہے
خون برس رہا ہے نرگس اس باغ کی محو تماشا ہی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی غرض اور تو کچھ بس نہ چلا مگر
حباب لکار جادو بیر آپڑا اور اُسکے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا لیکر چلا کہ اے آزادی یہ آفت تیری ہی برپا کی
ہوئی ہی اس حال کو اُسکے باپ گلستان نے جو دیکھا یا تو دختر سے آزردہ تھا مگر اب خون پدری نے
جوش مارا دوڑ کر حباب کو لپٹا کہ ارے ملعون یہ کیا کرتا ہی بس اُسنے ایک تیغ حباب کے سر پر مارا اُسنے
تاریخ رد کرنے کے لیے اُسکی دختر کے بال چھوڑے اب گلستان جہانگیر کی طرف سر اوٹھنے لگا اور راستہ
تو کھل ہی گیا ہی افراسیاب جادو بار آیا ہی اُسوقت بھی کتاب سامری مین حال دیکھکر وہ یہان آیا اور
آتے ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو اور پکارا کہ ای صاحبقران من کیا کہنا کارے کردی کہ کسے

عمر خود نکردہ باشد بڑا کار نمایان کیا لیکن مین بھی آپہونچا گھبرانا نہین یہ کہکر بہار و زرافشان
کی طرف چلا لیکن بیان کیا گیا ہی کہ پیران شمشیر زن ابھی کوہ رخشان کی طرف گئی نہین ہی وہ بھی
اپنے علم سے ان ہنگامون کو دریافت کرکے روانہ ہوئی اور یہان آکر پہونچی اور نعرہ ہوا کہ منم پیران شمشیر
زن ادھر بادشاہ کے یہان آنے سے حیرت بھی مشتاق ہوئی تھی کہ مین بھی چلکر حال جہانگیر کا
دیکھون وہ بھی روانہ ہوئی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے بھی نعرہ کیا کہ منم حیرت جادو اور ان سبنے
تلوارین سحر کی کھینچین اور بجلیان تلوارون کی ایک دوسرے پر گرنے لگین اور آپسمین رد سحر ہونے لگا
لیکن افراسیاب بڑا زبردست ساحر ہی اس سے ہر ایک مغلوب ہی ادھر جہانگیر کے ہاتھ مین پھول
ہی کہ اسیر ہر طرح کی ترکیب کنندہ ہی کہ اگر حریف کو زیر کرنا چاہے تو یہ اسم پڑھے تا کہ خانۂ تن مین دشمن کے
آگ لگے اور جو مارنا چاہے اس پنکھڑی کو سامنے کر دے اب یہان تلوار چل رہی ہی اسے دہوے
دلیران کی صدا بلند ہی جہانگیر نے ہزارون کو جلا دیا ہی یہ ہنگامہ پڑا ہی ہوا تھا کہ سامنے نعرہ ہوا کہ
منم برہمن روئین تن اور آگ پتھر برساتا ہوا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے
ایک بیضہ سحر کا افراسیاب پر مارا گر افراسیاب اُس بیضہ کے پڑنے سے جھوم گیا اور اُسکی
آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا اُسنے اپنی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا کہ دکھائی دینے لگا اور جلد ایک

کارد سے اپنی ران کاٹ کر اور خون ران کا چلو میں لیکر برہمن پر مارا کہ وہ خون ایک چادر سرخ رنگ
بنکر برہمن پر پڑا برہمن اپنے منھ پر ہاتھ پھیر کر اُس چادر کے اندر سے جو نکلا تو معلوم ہوا کہ آفتاب
چمکتا ہوا نکلا اور اُسکے نکلتے ہی قریب آکر ایک ترسول افراسیاب پر مارا افراسیاب نے اُسکو
خالی دیا اُسوقت جہانگیر نے پھول وہی برہمن پر کھینچ مارا کہ برہمن کے جسم میں چھالے
پڑ گئے اور اُسنے ایک آہ کی اور تڑپ کر غائب ہوگیا اور زرافشان و بہار نے یہ کہا کہ جو ہونا تھا
وہ ہو چکا اب بیکار ہے بس یہ بھی بھاگ کر وہاں سے قلعہ زرافشان میں چلے گئے بران بھی
چلی آئی افراسیاب و حیرت بھی رخصت ہوگئے اور افراسیاب کہ گیا کہ میں ہر مقام پر تیری
مدد کو آؤں جہانگیر ہوشیار ہرچند کہ سرحد غیر میں آنا شاق ہے مگر میں آؤنگا اور یہ کوکب مرد صحیح ہے
ہمیشہ سے میرا خراج گذار رہا ہے میرا کیا کریگا جہانگیر نے کہا اب میں قلعہ زرافشان کل خالی کرالونگا
افراسیاب نے کہا شاباش مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند یہ کہکر چلا گیا جہانگیر
وہاں سے قیصر تاجدار کو لیکر مع لشکر کے اپنی بارگاہ میں باغ سے آیا قیصر کو مقام عمدہ میں رکھا
اور آپ پاس اُسنے قلعہ زرافشان کے فروکش ہوا اور وہاں افراسیاب نے جاکر قہار ظلماتی
اور رضوان ظلمانی کو کہ ان سے افراسیاب سے بھائی چارہ ہے مدد کو جہانگیر کی بھیجا کہ تین
لاکھ ساحروں سے آئے اور اپنے خیمہ برپا کیے اور نامہ افراسیاب لائے تھے وہ بھی جہانگیر کو دیا اُسمیں
لکھا تھا کہ ای صاحبقران میں یہ دونوں سردار معزز تمھاری خدمت کو حاضر ہوئے ہیں اور فرزند افواج
کے پاس دو پریزاد حاکمان دربند طلسم کوکب ملکہ ظلمات پری اور یاقوت پری ساٹھ لاکھ
سے آئیں اور یہ بھی اُتریں اور عمرو کی صلاح سے یہ بھی قلعہ کے باہر نکلکر خیمہ کیا یہاں جہانگیر نے
عمرو کو نامہ لکھا اور ایلچی بناکر ایک ساحر کو بھیجا عمرو نے اُسکو بلوایا اور نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ گل
حیات اور لوح وغیرہ سب میں نے حاصل کرلی ہے تم سب آکر اطاعت کرو اور بران کو لکھا تھا
کہ ای بران میری جان تجھ پر قربان ہو تم میرے پاس چلی آؤ یہ حال پڑھکر بران رونے لگی عمرو
برق کو ساتھ لیکر اُٹھا کہ اب اس چھوکرے نے بہت سر اُٹھایا جو میں اسکو ادب دیتے جاتا ہوں
اور جاکر ایک مقام پر ایک ترکیب سے ٹھہرا اور نامہ دار کو جہانگیر کے رخصت کر دیا تھا یہاں
جہانگیر بارگاہ میں بیٹھا ہی تھا کہ چابک ... نے آکر کہا ای شہریار ملکہ ماہ دُر در گوش قید کوکب سے

چھوٹ کر آئین اور کنارے دریا کے اُنھون نے خیمہ کیا ہی جہانگیر یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور چالاک
کو ہمراہ لیکر چلا آکر کنارے دریا کے جو دیکھا تو خیمۂ سیاہ استادہ پایا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ماہ دُرد رہ
گوش نہایت نحیف و ضعیف ہو گئی ہی مگر حسن اُسی طرح ہی شکل ماہ کے چہرہ تاباں ہی جہانگیر روکر اُس
سے لپٹ گیا اُسنے کہا بس بس معلوم دیا بقول شاعر بیت یون تو منہ دیکھے کی ہوتی ہی محبت سبکو
جب مین جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے + صاحب تمکو تو معشوق قیصر تاجدار مبارک ہو جہانگیر
نے عذر کیا کہ ای ملکہ قسم ہو اپنے ایمان کی وہ آپ زندان مین آئی اور اُسنے مجھسے محبت جتائی مین کیا کرتا
ناچار تھا ملکہ نے کہا خیر بہتر کیا لیکن ای شہزادہ مین نے نذر مانی تھی کہ جب تمسے ملاقات ہوگی تو سامری کا پوجا
کرونگی جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہی پس اُسی وقت ایک ہوم خانہ علیحدہ استادہ کرایا اور اُسمین صندل
چندن گوگل وغیرہ جمع کیا ملکہ اندر گئی اور اُسنے اگیارگی ہوا کنڈے جلاکر اُسپر شراب ڈالی اور ہوم کرنا شروع
کیا جسکا دھوان بلند ہوا جہانگیر بھی سامنے اس ہوم خانے کے آیا اور کہا اے ملکہ مین بھی آؤن ملکہ
نے کہا اچھا آؤ مگر صرف تہمد باندھکر جہانگیر نے لوح تیغ وغیرہ چالاک کو دیکر آپ تہمد باندھکر اندر
ہوم خانے کے قدم رکھا وہان جو دھوان بلند تھا اس دھوئین سے بیہوش ہو گیا اسوقت
ملکہ نے پکار کر کہا کہ بیٹا چالاک دیکھنا کہ شاہزادہ کو کیا ہوگیا ہی چالاک جو اندر گھبرا کر آیا یہ بھی بیہوش
ہو گیا اُسوقت نعرہ ہوا منم عمرو و برق عمرو تو ماہ دُرد رہ گوش اور برق گلعذار بنا ہوا تھا غرض
اُنھون نے تیغ و لوح لے لیا اور اُن دونون کا پشتارہ باندھا اور لیکر وہان سے روانہ ہوئے اور
سامنے بران کے لائے تیغ اور لوح تو سامنے رکھدی اور جہانگیر کو ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا
اب جو اُسکی آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا ہوا پایا بہت گھبرایا اور کلمات درشت و سخت بران
نے اُسکو کہے یہ ہنگامہ تھا ہی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور افراسیاب پیدا ہوا اور آتے ہی
اُسنے جہانگیر اور چالاک کو بغل مین دابا اُسوقت سبنے اُسپر سحر کرنا شروع کیے کسی نے
نارنگی مارا کسی نے ترنج مارا اور اِدھر فوج جہانگیر مین بھی نفیر سحر بجی ساحر جلد جلد باز و لپلاو
قرنے وغیرہ سوار ہو کر جمشید جمشید کہتے ہوئے یہان آگئے یہان کے ساحر بھی اُٹھکر لڑنے
لگے ترسول و پنسول چلتے تھے جمشید و سامری کے نعرے بلند تھے اُسکے لگے آتے تھے وہ
ہار بیسا کے تھے ساحر مر رہے تھے دم بدم آفت کا ابھر رہے تھے لیکن افراسیاب جہانگیر کو لیے ہوئے باہر نکلا اور چالاک

کہ زمین مین غرق ہو جاے اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشن ضمیر اور اُسنے آتے ہی زمین کو سخت
کر دیا افراسیاب نے زمین پر گر کر سر مارا کہ سر شق ہو گیا مگر اُسنے اُسی وقت دونون پانون اپنے
زمین پر مارے کہ اُس مقام پر ایک چشمۂ آب پیدا ہوا افراسیاب نے چابک اور جہانگیر کو چھوڑ کر
اُس چشمۂ آب مین غوطہ مارا کوکب نے پھر سحر پڑھا کہ وہ پانی بستہ ہو گیا اور افراسیاب نے کہ
جس غوطہ مارا تھا نصف جسم تو اُسکا زمین مین رہا اور نصف اوپر پانون تھرانے لگے عمرو نے اُسوقت
کہا کہ اے کوکب مار دے اِسکو کوکب نے کہا کہ مرنا اِسکا مشکل ہے مگر مین پانون اسکے اڑائے دیتا ہون یہ
کہکر تخت سے اُتر کر کوکب نے تیغ اسکے پانون پر مارا مگر افراسیاب کی نانی ہے زمرد رنگ کہ وہ زمین
زمین آتی ہے بس وہ اپنے مقام پر سے چلی اور یہان اُسوقت آکر پہونچی اور کوکب کے تیغ مارنے پر
اُسنے ایک قہقہہ مارا کہ آواز قہقہے کی آئی اور نعرہ ہوا کہ منم ماہی زمرد رنگ اے کوکب تو نے
کسکو قتل کیا دیکھ تو جھک کے اب جو کوکب نے جھک کے دیکھا تو بیران جلدو اپنے
سردار کو کشتہ پایا اور افراسیاب کا کہین پتا نہ تھا کوکب نے کہا کیون خواجہ دیکھا تم نے
افراسیاب کے حال کو خواجہ کو بڑا تعجب ہوا اور انتشار طبیعت زیادہ تر بڑھا اور افراسیاب
کو جو ماہی زمرد رنگ لے گئی تو مع جہانگیر و چابک لے گئی اور اُسنے بہت دور بیجا کر ایک مقام پر
اسکو چھوڑا اب افراسیاب نے جہانگیر کو ہوشیار کیا لیکن ایک جملہ اور سنیئے کہ راہ تو یہان کی کھل
گئی ہے صرصر بھی پشتۂ رنگین حصار سے یہان چلی آئی تھی اُسنے بہت جلد صورت اپنی ایک
بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور جب گل اور تیغ وغیرہ لا کر عمرو نے رکھا تو وہ اُسکو آنکھ بچا کر اٹھا لے گئی
یہان افراسیاب نے جہانگیر سے پوچھا کہ اے صاحبقران گل اور تیغ و لوح وغیرہ کہان ہے اُسنے
کہا وہ وہین رہگیا ہے یہ کہہ رہا تھا ہی کہ صرصر نے لا کر لوح و گل وغیرہ اُسکو دیا اور کہا اے شہنشاہ مین
اسطرح آئی تھی اور اب یہ لائی ہون اور پھر جاتی ہون ہو سکتا ہے تو بران کو لاتی ہون جہانگیر نے
لوح وغیرہ لیکر وہان سے سہروی کی ماہیان سے بڑی دور اسکو لا کر چھوڑا تھا اسوجہ سے یہ اب
اُدھر سے آتا ہے لیکن اِس عرصہ مین جہانگیر عالم یعنی آفتاب تابان طلسم مغرب مین گیا اور

ظلمات شب عالمگیر ہوئی نباتات
نگاہین میل آسائش پہ آئین

بشکل ابر اُمڈی یہ سیاہی
ہجوم شوق سے آنکھین بھر آئین

ہوے مصروف راحت مرغ و ماہی
سر شام قمار ظلماتی و رضوان ظلماتی

نے نفیر سحر کو لشکر مین دم دیا یہ خبر زر افشان و عمرو و بران وغیرہ نے بھی سُنی اُنھون نے بھی طبل جنگ بجوایا صدا ے کوس رزمی سے گوش فلک کر ہوا آس گردون مین جھنجھناتا آیا تیاری جانبین مین ہونا آغاز ہوئی کسی نے تلوار کو صاف کیا کسی نے کمان جو خانہ کر گئی تھی اُسکو درست فرمایا کوئی سنان و پیکان کو آبدار کرنے لگا نقیب للکارنے لگے دلاورونکو پکارنے لگے کہ ہان ای جوانو ہشیار باش معرکہ رزم صبح کو درپیش ہے جی نہ ہارنا خبردار عدو کو للکار کر ڈانشکر ہار نام کر جانا کہین ساحر طبل بجا کر پکارتے تھے جمشید و سامری کے نعرے مارتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ سنان ہے کل اور سینۂ عدو ہے کوئی کہتا تھا کہ دشمن سے کل اجل دوبدو ہے ہنگامۂ قیامت از ہر طرف برپا تھا عجیب طرح کا غوغا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی یقین تھا کہ کلۂ عمود و زبان تیر اس شب کو بامین کرنے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ترک روزگار نے تیغۂ مہر کو میدان فلک مین چمکایا اور تاریکی شب کو تیغ تیز کی چمک سے قطع فرمایا ابیات

جمال شمع پر آئی اُداسی | مزاج شب مین پھیلی بدحواسی

جگر سے سوز کی آنے لگی بو | تصدق سے تھکے پروانے ہر سو

رضوان و تھمار ظلماتی بلشکر کثیر جانب جنگاہ چلے وہ طائران سحر کا اُڑنا مرکھیا سے پرندے طرارے بھرنا طاؤسان سحر کی کلیلین کرنا عجب لطف دکھاتا تھا غرض جنگاہ مین آکر ہر ایک نے صف باندھی اور نقیبون نے للکار کر دلاورون کے دل بڑھائے لڑنے کو سب نے گھوڑے اُٹھائے ایک جانب سے ملکہ بہار نے آکر سحر پڑھکر دستک دی کہ دم بھر مین سبکے سامنے ایک باغ تر و تازہ پھولون سے ہرا بھرا سبز و شاداب و لہلہاتا نظر آیا کہ اُس بوستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کوئی گل تھا بشکل جام لبریز
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان
کوئی حیران بشکل چشم عشاق
بلندی سے نقاب چہرہ کا رخ
نواسنجی مین طاؤسان خوش رنگ
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز
کوئی مصروف خندہ صورت یار
کوئی سربستہ مثل کار آفاق
زمرد گون بہار برگ شاداب
تلذذ مین کشود خاطر تنگ

عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کسی کا رنگ مثل روے جانان
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
بشکل ساعدِ نازک ہر اک شاخ
لبالب زیر دامن چشمۂ آب
ترنم ریز مرغان خوش الحان

اور گلون کا یہ عالم تھا کہ کہین نرگس شہلا مست کہین لالہ ساغ

دردست کسی جا سنبل بازلف پریشان کہین لالہ رنگین کسیجا سرخ پوش ارغوان بہار تازہ جوش کہ
قہار و رضوان نے دیکھی فوراً ایک سحر قہار ظلماتی نے پڑھا کہ بہار کے باغ بہار مین آگ لگی اور
وہ گلدستہ اور پھول جلگئے اور غصہ مین آکر اُسنے ترنج مارا کہ صدہا پتلے پیدا ہوے اور وہ آکر بہار سے
لپٹ گئے بہار اپنے سحر کے باطل ہوجانے سے بیہوش ہوجاتی ہے بس وہ بیہوش تھی پتلے اُسکو
اسی عالم بیہوشی مین کھینچتے ہوے سامنے قہار ظلماتی کے لاے لیکن بعد کچھ عرصہ کے ملکہ بہار کو
ہوش آیا اور سنبھلکر اُٹھی اور اُسنے تیغ سحر کھینچکر پتلون کو قتل کرنا شروع کیا مگر جب اُنکو قتل کیا اُنکے
سکے دو دو تیار ہوے ہر چند بہار سحر کرتی ہے مگر تاثیر نہین کرتا ہے نہایت مجبور ہو رہی ہے اس اثنا مین
ایک افسر اُن پتلون کو آگے لیکر بڑھا لکھا ہے کہ کوکب روشنضمیر سے بران رخصت لیکر جو ملکہ
زخشان کی طرف روانہ ہوئی تھی تو شہزادہ جہانگیر کے آنیکی طلسم مین خبر سنکر یہ توقف پذیر ہوئی تھی
چنانچہ وہ بھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسنے آتی ہی اختر مروارید قہار ظلماتی پر کھینچ مارا کہ وہ جلنے
لگا اور بران نے دوڑ کر پھر اختر کو لیا اور تیغہ سحر کھینچکر لڑنا شروع کیا اب رضوان ظلماتی نے
سحر کیا کہ صحرا سے شیر اور خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آکر لشکریون کو مارنا شروع کیا اُسوقت
ایک پتا از خود اُڑتا ہوا آیا اور بران کی گود مین گرا اُسمین لکھا تھا کہ اے بران اختر مروارید کھینچ
رضوان پر کھینچ مار بران نے آگے بڑھکر اختر مروارید رضوان ظلماتی کی پیشانی پر کھینچ
مارا کہ وہ بھی دھڑ دھڑ جلنے لگا اور خاکستر ہوگیا اُسوقت افراسیاب جادو آکر پہونچا اور اُسنے جو
یہ ماجرا دیکھا رضوان اور قہار کے لیے بہت رویا پھر اُنکی خاک کو آکر اُسنے جمع کیا اور اُسپر اپنی ران
کاٹ کر خون چھڑکا اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگئے اور کھڑے ہوکر لڑنے لگے اور خرس اور شیران
دشتی نے لشکریون کو کھا کر پریشان کیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ضیغم فلک کو غصہ آگیا ہے یا ترک
دہر بھرا ہوا ہے خرسون کے پشم دار بال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر سیاہ کو ازال دنیا اوڑھے ہے غرضکہ
بران نے بڑھکر پھر اختر کھینچ مارا لیکن افراسیاب جادو نے وہ اختر بڑھکر اُٹھا لیا بران
تیغہ پکڑا افراسیاب پر جا پڑی اور تیغہ مارا افراسیاب نے تیغہ روک کر ہاتھ اپنا بڑھایا کہ اُسکے ہاتھ
مین تیغہ سحر آگیا اُسنے اُس تیغہ پر تیغہ کو روکا اور پھر آپ تیغہ مارا کہ بران کی پیشانی زخمی ہوئی بران
نے دوڑ کر ایک تلوار سحر کی اُسپر لگائی مگر اُسنے خالی دی اور آپ ایک ناریل اُسپر مارا وہ ناریل بران پر

بران کے جسم مین آبلے پڑ گئے لیکن بران نے جلد اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی کہ
اُسمین خاک جمشیدی تھی وہ خاک تمام جسم مین ملی کہ آبلے جاتے رہے اور آپ پھر تیغ افراسیاب
پر لگایا اس اثنا مین راوی بیان کرتا ہی کہ نعرۂ کوکب بلند ہوا اور کوکب سامنے آتے ہی اپنے بازو پر سے
آنکھ لگا کر افراسیاب کو دیکھا کہ اُسکو غش آ گیا مگر بیہوش ہوتے ہوتے افراسیاب نے اپنے بازو پر سے
آنکھ لگا کر دیکھا کہ کوکب کو بھی غش آ گیا اُسوقت سواران زرین پوش پیدا ہو کر کوکب کو ہاتھون پر
اُٹھا لے گئے اور کچھ پریزادین طلسمی پیدا ہوئین کہ اُنھون نے افراسیاب کو ہاتھون پر روکا
اور قمار و رضوان ظلماتی نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ دونون طرف کے لشکر پھرے اور اپنے اپنے
مقام پر آرام پذیر ہوئے مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کر کے گئی تھی کہ مین جا کر بران شمشیر زن کو گرفتار
کر لاتی ہون مین جب لشکر دونون طرف کے اپنے مقام پر آ کر اُترے ملکہ بران صرصر شمشیر زن
بھی قلعہ زرافشان کے آگے بارگاہ مین آ کر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمرو بن امیہ ضمری بھی اُسکے سامنے
کرسی پر آ کر بیٹھا کہ صرصر نے صورت اپنی بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ مین آئی دیکھا کہ عمرو
سامنے بران کے بیٹھا ہی یہ اپنے دلمین خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کر کے ٹھہری رہی اور اپنے
دل سے کہا کہ اے صرصر تو ہمیشہ عیاری کیا کرتی ہی اگر اسی طرح ہر وقت عمرو سے خائف ہوگی تو کاہے کو
عیاری تجھسے ہو سکیگی غرضکہ یہان کاروبار کرنے لگی اس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ ظلم شب مین روز روشن سے
مُنھ چھپایا اور کواکب نے چمک کر فلک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

دلون مین خواہش آرام آئی
طبیعت بہر راحت کھینچ لائی
رداے دن ہوئی دیکھا تو میلی
سیاہی پھر جہان مین شب کی پھیلی

رات کو بارگاہ بران مین کنول اور جھاڑ وغیرہ روشن ہوئے
اور رقاصان مہر طلعت آ کر سامنے مجرا کرنے لگین اس اثنا مین عمرو کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی
یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ و جمیلہ دوڑ دوڑ کر کام کرتی ہی بغیر غور کر کے جو دیکھا تو پایا کہ اُسکے
پیر سے بڑے ہوئے پائے یہ دیکھ کر عمرو نے اُسکو بلایا کہ اِدھر آ صرصر عمرو کے قریب آئی خواجہ نے
مقام پر سے اُٹھ کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بتا تو کون ہی صرصر نے کہا کہ کنیز ہون میوتی میرا نام ہی عمرو نے کہا نہین
سچ بتا تو کون ہی صرصر نے کہا کہ مین سچ کہتی ہون کہ مین کنیز ہون پھر عمرو نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی
کہے گئی خواجہ نے اُسوقت آب گرم منگا کر منھ اُسکا دھلوایا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ

صرصر کا نکل آیا تو عمرو نے کہا کہ ای جان جہان و اے آرام دل مشتاقان خوب تم اسوقت ہاتھ لگین یہ کہکر اُسکو گلے سے لگایا صرصر لگی گالیان دینے کہ موتڈی کاٹے جوا مرگ خدا تجکو غارت کرے مرلیے مرتے ہو گئے تجکو گہری گور مین تو یون مجھ گلے سے لگانے والے کا مردہ نکلے ارے ستیاناس گئے یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا کہ اے جانی و اے مایۂ عمرو زندگانی معشوقون کا کوسنا بھی اچھا معلوم ہوتا ہی میری عین خوشی ہی تو یون ہی مجھکو کوسے جایہ کہکر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُسنے طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے اُسپر مارا اور باسطرح تڑپی کہ ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو ازبسکہ اسکا قتل و قید کرنا منظور بھی نہ تھا اسوجہ سے عمداً اسکا ہاتھ چھوڑ دیا غرض صرصر بھاگ کر بارگاہ سے نکل گئی اور رات بھر گرد بارگاہ کے چرخ مارا کی اور فکر مین عیاری کے پھرتی رہی مگر کچھ قابو نہ ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ شبنم نے سیاہی شب کو دھو ڈالا اور ساحر مہر جھولا زرین گلے مین ڈالکر بارگاہ فلک مین آیا کہ نظم

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی
ہوا غل رات گذری صبح آئی
ہوئی شب رخصت آغاز سحر سے
چھپا سامان محفل سب نظر سے

صبح کو صرصر پھر کر بارگاہ شہزادہ جہانگیر مین آئی اور ماجرا اُسے شمشیر زبان پر لائی اور پھر فکر مین عیاری کے چلی اور دن بھر فکر مین عیاری کے رہی لیکن کچھ نہو سکا کیونکہ عمرو وہان نگاہبان تھا اور ایک روایت مین یون ہی کہ برق بھی عمرو کے ساتھ نہ آیا تھا اُسوقت ملکہ بران شمشیر زن نے بخیال اسکے کہ مقدمہ عیاری سے اور خواجہ بالکل تنہا ہین بس اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر برق فرنگی کو لشکر مہرخ سے اُٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا اور ایک نامہ بھی اسنے لکھا ملکہ مہرخ کو اسمین مضمون یہ تھا نظم مولفہ

بہار بوستان شہریاری
گل اقبال باغ تاجداری
شہ فرخ شہنشاہ زمانہ
جو ہے دنیا مین سلطان یگانہ
رکھے اُسکو خدا زندہ ہمیشہ
ملے اُس ماہ وش کو ایک میشہ
یہان جب سے کہ ہم آئے ہوے ہین
نہایت درجہ اُکتائے ہوے ہین
لکھا ہی ہمنے تمکو اب یہ احوال
کہ ای شاہنشہ و الاخوش اقبال
یہان آئی ہون اب جس روز سے مین
جلا کرتی ہون ہردم سوز سے مین
کہون کیا مین کہ یان کیا ہی گذرتی
یہ باقی ہی کہ موت آئے تو مرتی
لکھا ہی مختصر سا تجکو احوال
کہو نگی پھر جو کچھ گذرا ہے جنجال
یہان شہزادہ ذیشان و ذیجاہ
لقب جسکا جہانگیر ہے شہنشاہ
وہ اِس قلعہ پر جسکا نام رخشان
ہی آپہونچا مع فوج فراوان
مقابل اُسکے مین اور شاہ کوکب

سپاہ ساحران سے آئے ہین اب	خدا جانے کہ کیا ہو اسکا انجام	ابھی تک تو ہوئے ہین ہم ہی ناکام
لکھا جاتا ہی اے ملکہ یہ تمکو	کہ برق عیار کو خط پڑھ کے بھیجو	کہ وہ عیاریان آکر کریگا
تو بار احسان کا سر پر دھریگا	بس آگے اور کیا ہم لکھین احوال	خدا رکھے تمھین آباد و خوشحال
رہے جبتک کہ یہ دنیائے فانی	رہے باقی زمانے مین نشانی	یہ نامہ بھی ایک بچہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر

روانہ ہوا اور اُسنے لاکر ملکہ مہرخ کو نامہ دیا نامہ پڑھکر مہرخ نے مہتر برق فرنگی کو بلایا اور مضمون نامہ سے
آگاہ فرمایا برق نے عرض کیا کہ اے ملکہ مجکو جانے مین کچھ عذر نہین ہی لیکن خیال آپکی تنہائی کا ہے اور
پھر یہ بھی خیال آتا ہی کہ اگر جاؤن تو شاید استاد وہان موجود ہین اُنکی خفگی کچھ ہو بس مین جاکر مہتر قران
سے اس امر مین مشورہ کرتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حسب اتفاق بسبب ہونے عمرو کے مہتر
قران اس خیال کہ ملکہ مہرخ کو کوئی گزند نہ پہونچاسکے بارگاہ مین آیا برق نے اُسکو سلام
کرکے کہا کہ اے خلیفہ عیاران لشکر اسلام دیکھیے یہ نامہ میری طلب کے لیے آیا ہی اس امر مین آپکی
راے ہے مہتر قران یہ کلام سُنکر کچھ دیر تو بعجب تفکر رہا پھر سر اُٹھاکر اُسنے کہا کہ اے برق اصل تو
یہ ہے کہ آجکل افراسیاب حمایت مین شہزادہ جہانگیر کے مصروف ہی ملکہ حیرت بھی وہین گئی ہوئی
ہے یہان کوئی لڑنے والا نہین تم شوق سے جاؤ اور خدمت شاہ عیاران استاد نامدار کی بجالاؤ اگر
اگر آجاتا کوئی اس مقام پر لڑیگا تو ہم اور ضرغام اور جانثار سمجھ لینگے برق یہ سُنکر تسلیم بجالایا اس عرصہ
مین بچہ فرستادہ ہیران آیا اور ایک تیلا بنائے کہ متصل ہیران وہ تیلا تھا زمین سے پیدا ہوکر ملکہ مہرخ
سے اجازت لی پھر بچے نے برق کو اُٹھایا اور بہ آرام تمام لیکر روانہ ہوا یہانتک کہ خدمت ملکہ
ہیران مین پہونچایا اسنے آکر خواجہ کو تسلیم کی پھر عیاری کرنے کے لیے کچھ دیر آرام کرکے روانہ ہوا اس
عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نگاہ اہل عالم مین نئے عالم نظر آئے
بہار شام نے نرالے رنگ دکھائے کہ ابیات

تنفر کی جانب خورشید روشن	چھپایا اُسنے عارض زیر دامن	ہوئی شام اور چھپا مغرب مین خورشید
برآئی لڑنے والون کی پھر اُمید	سر شام حکم تھا بہ ظلمانی و رضوان ظلمانی تو طبل جنگ پر چوب	

پڑی ادھر بھی ملکہ ہیران و رخشان جادو نے نقیب سحر کو دم دیا ساحران نامی اور سرداران گرامی
آگاہ و خبردار ہوئے دربار ملکہ ہیران ذیوقار و شہزادہ نامدار جہانگیر ذوی الاقتدار سے

سب اٹھکر اپنے اپنے بستروں پر آئے اور آلات حرب و ضرب کی تیاری میں مصروف ہوئے بوستان شجاعت و ساحری میں بہار آئی جوش شجاعت سے امنگوں پر طبیعت ہر سردار آئی گلستان جلادت میں ہوا تیر کی چلنے لگی ہر ایک بہادر نے کمر صف پر کسی بلبل جان کے لیے شاخ تیغ نشیمن بنی کہیں دھڑا اور بانسری بجی کہیں کڑاہی تیغ سدو کی چڑھ گئی کوئی ڈوم کی طرح سے ڈہرو کی صدا پر ناچنے لگا کسی نے اگیاری کرکے جوت کا دیا جلایا ہوم خانہ میں ہوم کیا کہ ابیات

پکارا کوئی سامری آیئے
بنا تھا کوئی سامری کا عنت
کسی جا چمکتی تھی تیغ و سنان
رملات پھرتے ہی ہر جا وہان
چلی اٹھکے اڑنے کو جنگی سپاہ
ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
ادھر سے جہانگیر با فر و شان

مدد آپ ہی میری فرمایئے
چڑھانے لگا سان پر کوئی تیغ
لیے تھے ہتھیلی پہ سب نقد جان
ہوئی رات جب دم گذر کر سحر
بڑھے سمت میدان کو سب کینہ خواہ
ہنر پہلوانی کے تھے سب کو یاد
ہوا آکے میدان میں جلوہ کنان

لگا جھومکر کوئی پڑھنے پر عنت
کسی نے کہا جان نہیں ہے دریغ
فسانہ کہا تک کرون میں بیان
فلک پر ہوا مہر پر جلوہ گر
وہ باجون کا بجنا وہ ڈنکے کا شور
ہوئے آکے میدان میں ایستاد
یعنی جب دم کہ شہنشاہ زرین کلاہ

نیزۂ خطوط شعاع ہاتھ میں لیکر میدان فلک میں آیا اور ترک شب نے عرصۂ عالم سے گریز کی لشکر خیل خیل ذیل ذیل میدان کارزار میں بہر حرب و پیکار آکر پہونچا ساحروں کے طائروں اور ہجوم سے روے دہر کالا ہوگیا تھا گرد و سیلہ سے فلک تک اندھیرا تھا آئینۂ آفتاب اندھا تھا نقاروں کی آواز نے گوش کو بیان کر دیا تھا سواروں کے گھوڑے بڑے بڑے الف ہوتے تھے نفیر و بوق و ناقوس بجتے تھے غرضکہ صفوف کارزار بہر حرب و پیکار آراستہ ہوئیں اور ستون نے نکلکر چھڑکاو کیا پھر نقیبوں نے نکلکر مذمت دنیاے فانی کو سنایا کہ ای بہادروں کہاں میں جمشید و سامری کہاں ہیں رستم و اسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہوگئے آج کے روز انمیں سے کسی کا پتا نہیں مگر ان کا نام نامی ابتک باقی ہے کہ رباعی

چغدے دیدم نشستہ بر گنبد روس
درپیش نہادہ کلۂ کیکاؤس
با کلہ ہمیگفت کہ افسوس افسوس
کو بانگ جرس ہا و کجا نالۂ کوس

کس کی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے
جو شرر دل سے اٹھا وہ جلوۂ طاؤس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کیجئے عشرت سے زندگی
مل رہا ہو دل کئی چنچل پریزادون کے ساتھ
بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے
لے گئی اِکبارگی گور غریبان کی طرف
تربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی
پوچھ تو ان سے کہ مال و مکنت و دنیا سے آج
کل تو قدرت یا سے خم رکھتے تھے تسبیح ریا

اک طرف آواز طبل اُنکو صدائے کوس ہے
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
تو جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہے
بس جگہ جو جان تمنا سو طرح مایوس ہے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
کچھ بھی اُنکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے
آج رہن جام ہے یان خرقۂ سالوس ہے

جب نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا اور ہر ایک مبارز اپنے حریف کو بنگاہ تند و تیز و بنظر ستیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑون کے یوده پر باگ کے پڑنے باگین اُٹھنے لگین یہی قصد تھا کہ حریفون پر جا پڑین پس جب میدان پاک و صاف ہوچکا قہار ظلمانی اپنا اژدر اُڑا کر میدان کارزار مین آیا اور تیر تلی سحر کی دکھا کر طالب مبارز ہوا ادھر سے بران دلاور اپنا طاؤس زرین بال بڑھا کر جسکی شان مین یہ کہنا زیبا ہے

نظم

زہے طاؤس ہمایون و مبارک پرواز
طائر سدرہ سے ہوجائے وہین وہ ہمسر
صاف آتے تھے نظر جسمین پر چاند از
اُسکا سایہ جو پڑے جائے ہما کے اوپر
بس وہ ملکہ نامور اُسی طاؤس زرین بال کو اُڑا کے مقابل مین

آئی قہار نے بران کی صورت زیبا کو جو دیکھا جسکی صورت خوش کا یہ نقشہ تھا کہ سراپا

کیا کہون کیسا قد و بالا ہے
پیکر نازک اُسکے سب محبوب
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی بات کا کیا ہے
اس جبین سے ہے دل کی کب جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
سطح رخسار آئینہ سے صاف

قالب آرزو مین ڈھالا ہے
ہوئے سر اپنے جن پہ کرنے ناز
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعویٰ ہے کاذب
پھری پلکون کی اور سبکی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگہ تو کیجے معاف

ایک جا کہ سے ایک جا کہ خوب
بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہے تجکو سودا ہے
رہے سنبل پیچ و تاب دھرے
ایسی بھنوین کشیدہ بھی مین کہین
چشم پر میری تیری چشم سیاہ
غرض اُس سراپا ناز و خوبی دیکھ

گلستان شجاعت و محبوبی نے قہار سے ضربت طلب کی قہار نے ایک تاریخ اپنے جوڑ سے

نکالکر مارا کہ وہ ناریخ آکر ملکہ بران کے سینہ پر پڑا بران نے جلد خاک اپنے اگیاری کی سینے پر لگائی کہ نارنج
کے پڑنے سے زخم پڑگیا تھا مگر اچھا ہوگیا اور نارنج ٹھنڈا ہو کر زمین پر گر پڑا اور ملکہ بران نے اختر جوڑے
سے نکالکر اُسپر مارا یہ قہار افراسیاب کا ماموں ہے اور بڑا زبردست ساحر ہے اُسنے ایک ایسا سحر پڑھا
کہ ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو اپنی منقار میں لے لیا بران نے بہت جلد اپنی زبان
کاٹ کر خون کا چھینٹا اُس طائر پر مارا کہ وہ طائر جل گیا قہار نے جلد سحر پڑھا کہ اور ایک طائر
پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو لے لیا اُس گنج خوبی نے پھر خون کا چھینٹا اُسپر مارا کہ وہ طائر بھی
جل گیا قہار کے سحر سے پھر طائر پیدا ہوا اور اُسنے اختر منقار میں لیا اسی طرح سات طائر
پیدا ہوئے اور اختر کو انھوں نے باری باری سے منہ میں لے لیا اب بران نے بلند ہو کر
ساتوین طائر پر بھی خون کا چھینٹا مارا کہ وہ بھی جلا اور بران برابر ہوچکی تھی کہ اُسنے جب اُسکے منہ سے
اختر گرنے لگا ہاتھ میں لیا قہار نے دوڑ کر ایک ہی پنجہ سحر کا بران پر مارا اور سحر پڑھا کہ کئی پنجے پیدا ہوئے
اور بران کو لپٹ گئے بران نے اختر سے اُن پنجوں کو بھی جلا دیا اور سحر کو زور دیتی ہوئی آگے
بڑھی اُسوقت رضوان نے پشت پر سے اُڑ کر آکے خاک جمشیدی بران پر ماری کہ بیہوش
ہوگئی بس رضوان نے سحر کی دستک دی کہ پنجے پیدا ہوئے اور بران کو لیکر اُسکے سامنے آگئے
اُسوقت قہار نے سحر کو زور دینا شروع کیا اور فوج پر بران کے چلی اِدھر سے مجلس فوج لیکر
بڑھی گھمسان کی مار ہونے لگی برق سحر چمک چمک کر گرنے لگی ہر طرف کلواہیروں کی ڈکار ہوئی
ہر سمت بلند صدائے مار مار ہوئی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشن‌ضمیر قہار نے فوراً کوکب
کو دیکھکر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اور پنجے پیدا ہوئے ابر نے آکر سر کوکب پر سایہ کیا یہ اسلیے کہ
کوکب بیہوش ہوجائے اور پنجے کوکب کو لپٹ گئے کوکب نے پنجوں کو تو جلا دیا اور ایک سحر
پڑھکر پانیکا چھینٹا بران کے منہ پر دیا بران کو پنجے لیے ہوئے کھڑے تھے بس پانی کے چھینٹے
پڑنے سے بران ہوشیار ہوئی لیکن اسطرح کہ جیسے کوئی نجود ہوتا ہے کوکب نے اُن پنجوں کو
جو بران کو لیے کھڑے تھے جلا دیا اور بران کو لیکر تخت پر ڈالا اور سحر کیا کہ پنجے پیدا ہوئے اُس
تخت کو لے گئے اب کوکب آگے بڑھا اور اختر دو اور پیدا قہار و رضوان نے طائر کی منقار
سے لے لیا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ان دونوں نے وہ اختر خود اُسکو دیدیا بس کوکب نے ایک

گرہ مین اُسکی کیا ہی لاسے دیکھین	مختصر یہ کہ خوب جنگ ہوئی آخر تھک کر طبل بازگشت بجوایا

لاش قہار و رضوان کی جھلسی ہوئی افراسیاب نے اُٹھوائی اور جہانگیر بن صاحبقران
جسکو ماہی زمرد رنگ لے گئی تھی وہ بھی آکر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا مگر افراسیاب جادو
بزور سحر صورت کوکب کی بنا اور ادھر عمرو بن اُمیہ کے دلمین آیا کہ ای عمرو لوح کوکب جو تیرے
پاس ہی بس لوح اسواسطے بانیان طلسم نے نہین بنائی ہی کہ وہ زنبیل مین رہی مجکو چاہیے کہ
وہ لوح کوکب کے حوالے کردے یہ سوچکے لوح اُسنے زنبیل سے نکالی اور چاہتا تھا کہ کوکب کو دے
کوکب روشنضمیر چلا گیا تھا عمرو تامل پذیر ہوا اس اثنا مین افراسیاب صورت کوکب
کی بنکر یہان آیا اور عمرو کو اُسنے الگ بلایا اور کہا کہ ای عمرو لوح میرے طلسم کی جو طلسم بزاریج کی
تم لیکر آئے ہو وہ مجکو حوالے کرو اسلیے کہ طلسم مین میرے دیکھتے ہو کہ یہ معرکہ پڑا ہوا ہی اور تم لالچی ہو
ایسا نہو کہ کوئی تمکو لالچ دے اور تم لوح کو حوالے کردو عمرو کو یہ کلام سنکر غصہ آیا یا تو اُسکے جی مین تھا
کہ ابھی اور چند روز نہ دون کیونکہ جہان اتنے دنون زنبیل مین لوح رہی وہان اور چند روز سہی
مگر اس کلمہ پر کہ ای عمرو تم تو لالچی ہو خواجہ کو غصہ آیا اور جب قسمت انسان کی بُری ہوتی ہی سب
کچھ بُرا ہو جاتا ہی پس عمرو نے بے سمجھے بوجھے لوح زنبیل سے نکال تو چکا تھا ہی شاہ جادوان کو
کوکب سمجھکر حوالے کی افراسیاب نے لوح کو لیا اور نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو عمرو نے جال الیاس
اوڑھ لیا اور افراسیاب لوح ملنے کی خوشی مین سیدھا اُٹھکر دربار مین جہانگیر کے آیا اور لوح اُسکے
حوالے کی اور کہا کہ ای صاحبقران زمانہ تو یہ لوح طلسم نورافشان کی ہی اب تمکو فتاحی طلسم
نورافشان مبارک کچھ دن آرام کرکے پھر برائے فتح طلسم روانہ ہوا ور اب میری کچھ ضرورت نہین ہی
مین جاتا ہون یہ کہکر آپ مع حیرت کے چلا گیا مگر کہتا گیا کہ ہر وقت تم اسی مقام پر نہ پہونچا جانا بعد اُسکے
جانے کے کوکب روشنضمیر اپنے قلعہ درخشانیہ مین آیا اور دن بھر آرام پذیر رہا لیکن اُسکو عمرو
نے دیکھکر منھ پھیر لیا کوکب نے اُسوقت کہا کہ کیون خواجہ میری کیا تقصیر ہی عمرو نے کہا تمنے
مجکو لالچی بنایا اور ابھی ابھی تمنے مجھسے آکر لوح لے لی یہ سنتا تھا کہ کوکب کے حواس جاتے رہے
اور اُسنے قسم کھائی کہ خواجہ بایمان خود مین اس امر سے واقف نہین ہون کوکب خاموش
ہو رہا اور عمرو نے جب یہ معلوم کیا کہ کوکب نے لوح نہین پائی پس قسم کھا کہ اُٹھا کہ ای بایمان خود

ابھی جاکر مین لوح کو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور صورت اُسنے اپنی ایک ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا
اُدھر جہانگیر کو جو لوح دیکر افراسیاب ہوا تو شہزادہ مذکور اُس لوح کو دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور
لیکر بیٹھا تھا کہ عمرو بارگاہ مین آیا اور از بسکہ صورت ساحر کی ایسی بنے ہوے تھا کسی نے اُسکو
پہچانا نہیں یہ آکر ایک مقام ٹھہرا تو سنا کہ شہزادہ جہانگیر کہہ رہا ہے اب مجھکو پروا نہین لوح مجھکو
ملگئی ہے یہ کوکب اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور
وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام نے منھ دکھایا خسرو روز کند ہوا اور شب کی سیاہی چار دانگ عالم مین پھیلی

ہوا آغاز شب دن کا تھا انجام
چھپا آغاز شب سے دن کا سب کام
صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو
بشکل موج بدلا سبنے پہلو
بجا ڈنکا ہوا تیار لشکر
کہا سبنے کہان لڑنا ہے ابتر
بجا نقارۂ حربی بس اکبار
ہوے سردار لشکر جلد تیار
نظر آنے لگا کچھ اور سامان
ہوا اُس جا یہ بس لشکر فراوان
لگے بیر آنے اور ہونے لگا ہجوم
خدا جانے کہ اب کیسا ہو معلوم

طبل جنگ بجتے ہی جہانگیر نے بھی نفیر سحر کو دم دلایا یہان بھی دربار دُربار برخاست ہوا ہر ایک
سردار اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر آیا اور تیاری آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوا اب اُس رات
تیرون کی عجب بہار تھی دو رویہ اس لشکر مین گویا سپاہیون کی قطار تھی کہ ابیات

لگے سب سحر پڑھنے ہوکے خرسند
کیا جادو سے سبنے راستہ بند
کوئی بولا کلیجہ کھا ڈالونگا مین
کوئی کہتا کہ آگے جاؤنگا مین
بلاتا تھا کوئی بیرون کو اپنے
کوئی کہتا تھا یا جمشید تو ہے
کوئی بولا کہ ہان اب کیا ہے تاخیر
چلو لڑنے کو کھینچو جلد شمشیر
کسی نے دم کیے اک لاکھ تیر کا
بھبوت اپنے بدن پر بس لگایا
ہوا بس مالک لشکر کو اک جوش
ہوا غصے سے اک عالم فراموش
پڑھا جادو جگایا سحر اُس نے
ارادہ تھا کہ اب لڑھکر کے جانے
اسی صورت سے شب بھر تھا تلاطم
وہ آفت تھی کہ جس سے عقل ہو گم

اور اُسطرف کیفیت سُنئے کہ عمرو جو ساحر کی ایسی صورت بناکر
لوح لینے کو گیا تھا ہر چند اُسنے تدبیر کی مگر نتیجہ اُسکا حاصل نہوا آخر ناچار ہوکر پھر آیا اور الگ آکر اُسنے
صورت اپنی رنگ روغن لگاکر افراسیاب کی ایسی بنائی اور تخت زرنگار شاہ زنبیل سے نکالا
اور ایک روئی کا پہل لیکر اُسکو تار مین باندھا اور سرخ اُسکو رنگا اور اُس روئی کے پہل کو بادل
ابر کی ایسی صورت بنایا پھر اُسکو سر پر اپنے سایہ فگن کیا اور ایک تاج سبز رنگ کا ہاتھ مین لیکر

اٹھاتا ہوا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا بہر استقبال اٹھا اور بمقام صدر پر
لاکر بٹھایا اسنے بیٹھتے ہی کہا کہ اے صاحبقران من لوح طلسم کوکب لاؤ مجکو دو کہ مین اسکو
ماہی زمرد رنگ کو دکھلاؤن کیونکہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار ہے اور مین یہ لوح اسی کے
پاس سے لایا ہون ایسا نہو کہ اسنے اور کچھ لوح کے بدلے دے دیا ہو جہانگیر نے اسکو از احباب
جانکر لوح حوالے کی بس اسنے لوح لیکر نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری اور وہان سے گلیم اوڑھکر غائب
ہوا اور تخت پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا لوح کو زنبیل ڈال لیا اسی عرصہ مین وہ وقت آیا
کہ شاہد شب نے برقع نورانی سحر مین منہ چھپایا زلف شب تابہ زانو ہوکر سمٹی روز روشن
نے منہ دکھایا

نظم

کواکب نے فلک پہ منہ چھپایا
کہا سبنے کہ اب لڑنے کو چلیے
بڑھے لڑنے کو لشکر سخت مضطر
ہر اک سردار تھا وان کوہ تمکین
ہوئی گرگروہ پوشیدہ زمین مین
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
کہے تو قلزم ہستی کی [illegible] موج
ہوئے تیار مردان تلوار
مسلح ہوکے نکلے سب یہ باہر
ادھر یہ اور ادھر وہ صاحب ننگ
نکلکر بولے اسے مردان جانباز
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
وہ کرتب کے دکھاؤ یون [illegible] سنائے

کہ جب نقل مکانی شب نے کی حاصل
جمال صبح نے اک نور پایا
ہوا تیار لشکر دو طرف کا
گرجتے تھے بسان رعد افسر
گرک سے اسکی جان آئی لبون پر
پڑا بل نوجوانون کی جبین مین
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
چھپین گھبرا کے روحین سینہ مین
مصمم بر سر خونریزی و جنگ
کرین داماں صحرا خون سے گلزار
صفین دونون ہوئین آراستہ جب
ہوئے دونون مقابل بہر جنگ
دم تیغ آج یان طعمہ [illegible] ہے
کہ باؤ آفرین سارے جہان سے
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی
جوانون کے ہوئے خوش [illegible]

ہوا صحن زمین خورشید منزل
اٹھے سردار لشکر بسترون سے
بڑھے لڑنے کو سب مردان الا
ہزارون ہی وہان پر برق چمکین
ہوئے سردار لشکر سخت مضطر
زبان نیزون کی آئین تیزیون پر
مٹی مغرور دل کو خود پسندی
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ
غرض سامان جنگ آراستہ کر
کہ لڑنے کے سوا بنتی نہین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نکلکر کہا ے تو شرط نمک ہے
کرو اب تیغ خون آشام روشن
کرو میدان مین اپنی سرخروئی
تو اپنے اپنے سردارون کے منہ پر

نظر کرنے لگے دونون وہ لشکر
نکل آئے غرض صف سے وہ جوشن
ہوئے قائم مقابل اُسکے آکر
ختن کے نیزے وہ دلچسپ و خوش وار
وہ کرنا نیزہ بازی وسے کے کاوا
لگا نا آکے حربہ کا بعد کد
کئے تو تھے تیغ نیزہ بازان
ہزارون ریکلے توپ اور شتر نال
ہوا اک زلزلہ روے زمین پر
زمین سے آسمان تک کیا کہون یار
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
ہوا ہستی سے بعضون کا نشان گم
غرض یون لڑتے لڑتے شام آئی

اشارہ ہم جو تک ابرو کا پائین
سلاح جنگ سب زیب بر و دوش
غرض چھیڑ اپنے اپنے رخش تازی
سنان مژگان جانان سے نمودار
انی کا نیزہ کے آنا بتا کر
وہ کرنا دوسرے کو حربے کو رد
ادھر لو دھر سے پھر ہونے لگی جنگ
دو جانب سے لگی چھٹنے کو فی الحال
ہوے اہل جہان کے گنگ سب گوش
دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
سحر پر دوسری ٹھہری لڑائی

تو پھر اکدم مین قتل عام کو ین
صف مردان سے وہ گھوڑا کوداکر
بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
وہ گھوڑے بادپا گو یا چھلاوا
نکلجانا وہ گھوڑے سے کو دبا کر
نظر مردم کی اُنکے فن پہ قربان
جسے ہو دیکھ قتال فلک دنگ
صدا ئے انگی کیا کہیے کہ یکسر
دلون مین جنگ کا پیدا ہوا جوش
کڑک کربان کا آنا وہ اُسدم
وہان مارے سے من کا اگلنا
ادھر اودھر ہوے مجروح مردم
ہزارون مردہ بے گور و کفن تھے
جسدم خنجر آفتاب بنام مغرب

مین رکھا گیا اور سپر کو شب کی ترک روز نے چہرہ کے سپرد کیا سر شام طبل بازگشت بجا لشکر پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے سینے کمر کھولی اور آسودہ ہوے جہانگیر بارگاہ مین آکر بیٹھا اُسوقت افراسیاب خانہ خراب اگر پہونچا اُسنے لوح کا حال کہا افراسیاب کو عمرو کے لوح لیجانے کا بہت بڑا صدمۂ جانکاہ ہوا اِس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ زمین ہی زمین آئی اور اُسنے آکر صرصر کو بلوایا اور کہا اے صرصر یہان قلعۂ رخشانیہ کے باہر دربتا ہر وہان کوکب بیٹھا شکار کھیل رہا ہی تو جا کر میرا نامہ ایک وہان خلوت جادو رہتی ہے اُسکو پہونچا اور ہو سکے تو کوکب کو پکڑ لا یہ کہکر نامہ لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سعادت شعار فرخندہ اطوار ہمشیرہ عزیزہ ملکہ خلوت جادو مین نے صرصر شمشیر زن عیارہ کو تمھارے پاس بھیجا ہے ہر چند کہ تم مطیعان کوکب مین سے ہوگی مین جانتی ہون کہ تم میرا پاس ضرور کروگی تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے کوکب کو گرفتار

کراونیا یہ نامہ لکھکر صرصر کو دیا صرصر وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد دینے نامہ کے ماہیان تو چلی گئی اور یہان جہانگیر ناچ دیکھنے لگا افراسیاب بھی چلا گیا بعد ناچ دیکھنے کے آرام پذیر ہوا آخر وہ وقت آیا کہ رات تمام ہوئی اور سپر شب کو ترک دہر نے پشت روز پر حایل کیا نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا
زمین نے موتیوں کے ڈھیر پائے
ہوائے سرد سے سوکھا پسینا
گل بستر نے بوسے رخصتی دی
گہر شبنم کے پھولوں نے لٹائے
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی

صبحدم جہانگیر شاد و خرم چھپر نکہت سے اٹھکر بارگاہ مین آیا اور تخت طاؤسی پر جلوہ گر ہوا پھر ہنگامۂ رقص و سرود برپا ہوا غرض وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نظم

جبین و رخ پہ عکس شام گیسو
ہوا خورشید تابان گرم رفتار
فروغ حسن مہر ابر بر رو
دلون مین خواہش آرام آئی
غرض مانند شوق عاشق زار
طبیعت بہر راحت کھینچ لائی

سر شام جہانگیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا ادھر کوکب کے کہنے سے رخشان جادو نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو بارگاہ سے نکلکر لشکر جہانگیر و کوکب دلاور اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین بر آمد ہوئے حرب و پیکار رستے گرد سپہ سے خورشید اندھا ہو گیا آئینۂ سحر مکدر رکھا ساحر چیل اور طاؤس بنکر اڑنے لگے بعض اژدر بنکر پھنکارتے تھے غرض میدان مین صفوف کارزار آراستہ ہوئین آج سب سے پہلے جہانگیر نے مرکب اپنا اڑایا ادھر سے بران شمشیر زن نے اسکے للکارنے پر تخت طاؤسی اپنا اڑانے کو بڑھایا جب دونون مقابل ہوئے اسوقت بران نے ایک نارنج سحر پر پڑھکر سینۂ بیکینۂ شاہزادہ دلاور پر لگایا شہزادہ پر بسبب تیغۂ بلاکش کے نارنج نے تاثیر نہ کی اور شہزادہ نے تلوار برق کردار یعنی تیغۂ بلاکش کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ بران تخت پر سے اڑ گئی اسوقت جہانگیر نے کہا کہ مین عورت سے لڑتے ہوئے شرماتا ہون کسی بہادر کو بھیج بران نے اسوقت نہیب دیکر دیوبال جادو کو کہ بہت بڑا سردار بھی ہے اور ساحر بھی ہے اور نہایت درجہ کا زور و قوت اپنے بدن مین رکھتا ہے بلایا جب وہ سامنے آیا شاہزادہ نے ضرب طلب کی اسنے سحر پڑھکر ایک نارنج شاہزادہ پر مارا اور تلوار کھینچ کر آ پہنچا شہزادہ نے تلوار کو خالی دیا اور نارنج نے بسبب تیغہ کے تاثیر نہ کی اور لوح بھی جو شہزادہ کو علاوہ لوح طلسمی کی ملی ہے گلے مین ہے اور وہ لوح محفوظ دافع سحر ہے غرض بعد خالی دینے تلوار کے شہزادہ نے بھی تیغۂ بلاکش اسپر لگایا دو ٹکڑے

بند سحر اُڑکر خالی دیا اور پھر ترسول شہزادہ پر مارا لیکن جب وہ ترسول مار کر پلٹا تھا فوراً ہی شہزادہ نے تیغہ بلاکش کا ہاتھ مارا کہ اُسکے دو پرکالے ہوئے غریو لشکر بران مین ہوا اور شہزادہ نے پھر نعرہ مارا کہ اور کسی کو میرے مقابلہ مین بھیجو اُسوقت بران آگے بڑھی اور شہزادۂ مذکور پر تاریخ مارا مگر بسبب تیغہ بلاکش اور لوح محفوظ کے تاریخ نے تاثیر نہ کی الحاصل خوب لڑائی ہوئی آخر طبل بازگشت بجا اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے مگر آتے ہی جہانگیر نے پھر طبل جنگ بجوا دیا کوکب کے یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہوئی جسوقت وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے بعد نازش آغوش عالم سے گریز کی اور خنجر آفتاب نیام مشرق سے نکلا ابیات

ہوئی جب صبح پیدا ادھر مین پھر
چلے لڑنے کو پھر دان ہوشمند
بجے بوق اور ہوا لشکر روانہ
پھر آیا جاہ لڑنے کا زمانہ

غرض وارد میدان کارزار ہوئے دلاور لڑنے پر تیار ہوئے صفین جنگین بہادر سینے تان کر کھڑے ہوئے ساحر اژدہون پر چڑھکر روئے ہوا پر اُڑ گئے اژدہے قلاب آتشین چھوڑنے لگے نقیبون نے صدا دی کہ اے مردان جنگ آزما ہوشیار ہو جاؤ خبردار ہو جاؤ بیت روز جنگ است ننگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب کنارہ ہوئے جہانگیر گھوڑا اڑا لکر میدان مین آیا اور للکارا کہ آئے جسکو تمنا مرگ کی ہو بران تخت بڑھا کر سامنے آئی جہانگیر نے اُچ جھلا کر گل حیرت کوکب کھینچ مارا کہ بران جلکر رہگئی اُسوقت نعرۂ کوکب بلند ہوا اور اُسنے آتے ہی شہزادہ جہانگیر پر ترسول مارا شہزادہ جہانگیر نے جھلا کر گل اُسپر بھی کھینچ مارا کوکب بھی جلکر رہگیا اتو لشکر بران مین شور گریہ و زاری بلند ہوا اور مجلس جادو لشکر لیکر فوج جہانگیر پر آگری جنگ سحر آغاز ہوئی اور تلوار سحر کی چلنے لگی بڑی گھمسان کی مار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ گرنے لگا تلوار شہزادہ جہانگیر کی بے پناہ پڑنے لگی جس سے دنیا کو بھی خوف کٹ جانے کا ہوا پیر گردون کا دل دہلنے لگا تیر سینون کے پار ہوئے جگر کی سنانون سے کلیجے فگار ہوئے یہ نقشہ تھا نظم

لرزنے لگا خوف سے آسمان
دل پیر گردون مین یہ خوف تھا
لگے تیر و پیکان چلنے وہان
ہون قتل اب غم کا مین مبتلا

بلکہ بموجب نظم حال اُس لڑائی کا تھا کہ نظم

وہ کڑکیبون کے کڑکے فتنہ انگیز
نقیبون کی صدائین وحشت انگیز
لگا چھٹنے ہر اک سو تو پخانہ
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ

دھوئین مین اسطرح اُڑجاے رنجک
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولا اسطرح نکلے تھا شتابل
جوانون نے پیالبس آب پیکان
باین صورت غرض وہ جنگ کرتے
لگی چلنے بہم دونون مین تلوار
رہے باقی سو ہوکر سخت بیدل
اُڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

کہ جون بادل مین مارے برق چشمک
وہ تھی توپون کی چھٹتی ہر طرف باڑھ
شب یلدا مین جون تیر شہابی
کرون کیا دستۂ نارک کی تقریر
بہم زخمی ہوگرتے اور مرتے
ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار
ہوئے جتنا کہ حصار اپنے مین داخل

نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی باڑھ
کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
کہ پہلو اُنسے قندیل پر تیر
در آوردہ ہوئے لشکروہ اکبار
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
شرار فوج شاہی سے ہو بیتاب

یعنی قلعہ رخشانیہ مین فوج بیران آکر داخل ہوئی اور جہانگیر بھی روتا ہوا بیران کے مرنے کے غم سے طبل بازگشت بجواکر پھر آیا اور بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا لیکن برہمن روئین تن بیربھائی کوکب کا یہان آیا اور اُسنے بیران اور کوکب پر کہ جھلسے ہوئے پڑے تھے پانی لیکر اور افسون پڑھکر چھڑکا کہ وہ زندہ ہوئے کیونکہ قضا تو اُنکی اسوقت ہی نہین اور کچھ جہانگی بھی تاثیر ضرور ہوا چاہیے بس اسوجہ یہ جلگئے تھے اب پھر زندہ ہوئے اور عمرو نے کہا کہ اے کوکب اب کہین جاکر پوشیدہ ہو رہو اور مین عیاری کرتا ہون کوکب دو تین خدمتگار دریا پر جاکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوا اور یہان نامۂ جہانگیر آیا کہ ای عمرو وای رخشان جادو دیکھو آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ کل سبکو تہ تیغ کرونگا اور بے گور وکفن خاک مین سُلادونگا عمرو نے جواب مین نامہ لکھا کہ ای جہانگیر تُنے اب بہت سر اُٹھایا ہے تمھین مناسب ہی کہ تم خود اگر ہماری اطاعت کرو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤگے ہم اس سبب سے طرح دیتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران عالیشان ہو کیونکہ نشانیان اُنکی اولاد کی سب تمھارے چہرے مین موجود ہین بس لائق و لازم یہ ہے کہ ضرور آکر اطاعت کرو اور گردن اطاعت سامنے میرے اور کوکب کے جھکاؤ ورنہ وہ روز بد دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ نامہ لکھکر تو نامہ دار کو دیا کہ وہ لے گیا اور عمرو نے زر افشان جادو کو تو بیہوش کرکے اُسی قلعہ مین ایک جگہ رکھدیا اور آپ صورت اُسی کی ایسی بنا اور ازبسکہ وہ بادشاہ قلعہ رخشانیہ ہے اس سبب سے تاج شاہی سر پر رکھا اور قباے فرمانروائی کو در بر کیا سوتی سکے مالے گلے مین ڈالے اور تخت زبرجد شاہ پر سوار ہوا اور برق فرنگی کی صورت بدلواکر

اسکو اپنا وزیر بنایا اور اُسی تخت پر بٹھایا اور وہان سے بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر اُسکو دیکھکر بہت
خوش ہوا استقبال و تعظیم کرکے مقام صدر پر اُسکو بٹھایا خواجہ نے یہان بیٹھکر بعد کچھ عرصہ کے چاہا
کہ جام مین بیہوشی بھر کر جہانگیر کو دون اور لوح اور تیغہ وغیرہ چھین کر لیجاؤن بس اُسنے آنکھ بچاکر
جیسے ہی چاہا کہ وہ جام جہانگیر خوش انجام کو دون اُسی وقت زمین شق ہوئی اور ماہیان زمرد رنگ
زمین سے نکلی مگر چھلی بنی ہوئی نہ تھی اصلی صورت بنائے تھی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جسکا سراپا بیہمتا

شکل بھونڈی سی وہ گھامڑ سا سراپا
اور بستی کا سر منہ کی کرون کیا اظہار
مثل مزبل کے بہا کرتا ہے گندا پانی

نار اوڑھ ادار تھا یا چغد کے سر کا سودا
بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے وہ پانی کا تھا
تھوکتے بھی نہین مردار پہ اتو زانی

کہ سے لے ٹیڑھے سے سپاٹ اور شاملو
ذکر کرنے سے ہو اُس چیز کے ابتر جی تھا

لیکن جیسے ہی کہ ماہیان نے
سر زمین سے نکالا اور پکاری کہ او جہانگیر کیا کرتا ہی خواجہ نے برابر تو بیٹھے ہی ہوئے تھے حباب بیہوشی
اُسکے منھ پر مار دیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی جہانگیر نے اُسوقت عمرو سے پوچھا کہ یہ کون ہے
کیونکہ یہ چھلی بنی ہوئی زمین زمین آتی تھی اصلی صورت تو جہانگیر نے دیکھی نہ تھی اسوجہ سے اُسنے پوچھا
کہ یہ کون ہے عمرو نے کہا یہ ماہیان زمرد رنگ نانی افراسیاب کی ہمکو دھوکا دینے آئی تھی اور
چاہتی تھی کہ یہ مارا جائے تم اسپر گل کھینچ مارو جہانگیر نے عمرو کے کہنے سے قصد کیا کہ مین گل کھینچ مارون
اُسوقت روسے ہوا پر نعرہ ہوا کہ ہان ہان دست خود را نگاہ دارید کہ ما ہم رسیدیم اے صاحبقران
مت کیا کرتا ہی منم افراسیاب جادو عمرو نے افراسیاب کے آنے سے گلیم اوڑھ لی اور اب
افراسیاب نے آکر ماہیان کو ہوشیار کیا برق فرنگی کو دور نکالگیا اور عمرو بھی تخت زرجد شاہ کو
زنبیل مین ڈالکر اپنے مقام پر آیا یہان افراسیاب نے جہانگیر سے کہا کہ اے جہانگیر کوئی ادنیٰ بھی ایسی
بات نہین کرتا ہی یہ کیا بے وقوفی تھی کہ تمنے ماہیان کو گل کھینچ مارنے کا قصد کیا جہانگیر کو یہ کلمات
سنکر بڑی ندامت ہوئی لیکن ماہیان اور افراسیاب نے کہا کہ اے جہانگیر اب تم جاکر کل طلسم
فتح کرو اور بن پڑتا ہے تو مین لوح کو پھر عمرو سے لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب پھر کوکب کی صورت
بنکر سحر بنا اور وہان سے قلعہ زرفشانیہ مین پاس عمرو کے آیا قلعہ زرفشانیہ کے باہر لشکر عمرو کا اور
بران کا اُترا ہوا ہے غرضکہ افراسیاب نے عمرو کے پاس آکر کہا خواجہ لوح جو طلسم ہزار برج کی
کہ جسمدم ہم افراسیاب لڑ رہے تھے تم لیکر آئے ہو وہ لوح تم مجھکو دیدو اسلیے کہ طلسم مین میرے

یہ آفت بر بلا ہے مبادا الوح افراسیاب تجسے لے عمرو تو ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا ہو اب یہ کب پھنسنے والا
ہے اور فقرے مین اُسکے آنے والا ہو بس یہ پہچان گیا کہ یہ کوکب نہین ہے اُسنے باتون مین لگا کر
ایک جام مرا رغوانی آغشتہ بداروئے بیہوشی شاہ جادوان کو دیا اُسنے خیال کیا کہ عیاری مبادا بیہوشی
اُسنے دی ہو اور مجکو پہچان گیا ہو اس سبب سے اُسنے آنکھ عمرو کی بچا کر وہ جام اپنے گریبان مین اُنڈیل لیا
عمرو نے اور جام دیا وہ بھی اُسنے گریبان مین اُنڈیل لیا عمرو نے دونون مرتبہ اُسکو وہ جام اُنڈیلتے دیکھا
اور یقین کلی اُسکو ہوا کہ یہ کوکب نہین افراسیاب ہے بس اُسنے آنکھ بچا کر اور باتون مین لگا کر
کمند اُسکے ماری افراسیاب نے سحر پڑھا کمند جلگئی اور کہا کہ ہائین ہائین خواجہ یہ کیا ہے
عمرو نے کہا باتش او مکار پہچانا مین نے تجکو یہ کہا مگر ساتھ ہی گلیم اوڑھ لی افراسیاب وہان سے
نعرہ کرکے یہ کہتا ہوا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر وہان سے پرواز کرکے
روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ کہان جائیگا اے صاحبقران مین اگر چاہا
سامری نے تو مین لاتا ہون یہ کہکر ایک نامہ اُسنے کوکب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای کوکب مین نے
بہت دنون تیری راہ دیکھی اب لائق و لازم یہ ہو کہ اگر اطاعت کرو ورنہ شاہزادہ جہانگیر سب کو دم
بھر مین قتل کرکے طلسم فتح کرلے گا یہ نامہ جب کوکب کو پہونچا اُسنے پڑھکر جواب لکھا کہ اے
افراسیاب کیون تیری قضا آئی ہے اور شامت سوار ہے لڑائی تو ہو نہی رہی ہو پھر جو کچھ تجسے
ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا اسے ماتم رگ ست یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ لیکر روانہ
ہوا اور اُسنے لاکر نامہ افراسیاب کو دیا اُسنے پڑھکر بہت ہی ملال کیا اور پھر نامہ لکھا کہ ای کوکب مین پھر
لکر سمجھاتا ہون دوستی کی راہ سے اور اسوجہ سے کہ تم میرے پیر بھائی ہو مجکو تجسے محبت ہو نصیحت
کرتا ہون کہ اطاعت کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو نہین تو روز بد دیکھو گے یہ لکھکر افتخار جادو نام
ایک ساحر ذی احترام کو دیا کہ کوکب کے پاس لیجائے وہ اس نامہ کو لیکر کوکب کے پاس آیا تسلیم بجا لا کر نامہ دیا
کوکب پڑھکر ہنسا اور گویا ہوا کہ اب مین طرح دے چکا صاحبقران دوران کو بلوا کر جہانگیر کو زیر
کرا دونگا اگر امیر کو یہ زیر کرلے گا تو البتہ جہانگیر کی اطاعت مین کرونگا افراسیاب پہلے اپنا گھر تو
اپنی جان تو بچالے تو پھر دوسرے کو سمجھائے یہ کہکر پھر جواب لکھا کہ اے افراسیاب تجکو اپنی فکر
کرنا لازم تھی پرائے گھر اور مال پر دانت لگانا نہ چاہیے تھا ہمکو کیا سمجھاتا ہے اپنی خیریت مانگ اور

جان بچا۔ اگر منظور ہو تو خواجہ عمرو کی خدمت مین اگر اطاعت اُنکی اختیار کرو ورنہ اب شہزادہ اسد کو
چھڑوا کر تیرے طلسم کو درہم و برہم کر ڈالونگا اور تجکو راہ ملک عدم دکھاؤنگا تو کس بھروسے پر بھولا اور
بھولا ہوا ہے دیکھ تیرے صاحبقران کو اپنے صاحبقران سے زیر کراتا ہون اور اُسی کے ہاتھ سے تجکو قتل
کراؤنگا اور ذلت دلواؤنگا یہ لکھکر افتخار جادو کو دیا کہ وہ لیکر خدمت افراسیاب مین آیا اور اُسکو نامہ
دیا اور کہا کہ اسے شہنشاہ کوکب تو آپکو اور اس جنگ کو کچھ خیال اور خطرہ ہی مین نہین لاتا ہے افراسیاب
نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے چیونٹی کے جب پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہے یہ کہکر وہان سے بارگاہ کو اُکھڑوا کر
کنارے دریا کے خیمہ کیا کہ وہان ایک درہ بنا ہے اور اُسکے بیچ مین ایک بجلی چمک رہی ہے اور اُسطرف
دریا کے زر افشان جادو وغیرہ قلعہ مین خوف افراسیاب سے مخفی ہوے ہین کہ اُس مقام پر بھی
یہان سے بہ کر دریا ہو اور ایک گنبد بلور کا کنارے اُس بحر کے بنا ہے کہ اُسمین بھی بجلی چمک رہی ہے
زر افشان وغیرہ اُس گنبد پر چھپکر بیٹھے ہین غرضکہ جب افراسیاب کنارے اُس بحر کے بارگاہ مین
آکر بیٹھا جہانگیر نے کہا کہ اُس پار دریا کے میرے سوا کوئی نہین جا سکتا افراسیاب نے کہا مین ابھی
سبکو اُس پار دریا کے پہونچائے دیتا ہون اور ایک ابر بناکر ہزار جوان اُسپر سوار کر کے سحر جو کیا وہ
ابر روانہ ہوا جب بیچ دریا کے وہ ابر پہونچا ایک برق چمک کر گری کہ وہ ابر اور وہ جوان جو اُس ابر پر سوار
تھے سب جلکر اس دریا مین گر پڑے اُسوقت جہانگیر نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے شاہ جادوان واہ
واہ واہ آپ کے سحر کا کیا کہنا دیکھیے یہ ہزار جوان جو آپ نے بھیجے تھے وہ اُس پار دریا کے پہونچ گئے اور دیکھیے
وہ کھڑے ہوے آپ کو سلام کر رہے ہین اور بلاتے ہین کہ اے بادشاہ آیئے دیکھیے ہم پہونچ گئے ہین
آپ بھی تشریف لایئے یہ کہکر اور بھی بہت کچھ مسخرہ کیا افراسیاب بہت شرمندہ ہوا ایسے کلمات
اُسنکے کہ شاہ جادوان کھسیانہ ہوکر آبدیدہ ہوا اور سمجھا کہ ابھی سے تو اسکا یہ حال ہے آگے
بڑھکر دیکھا چاہیے کہ یہ کیا کرتا ہے پھر آپ ہی ولسے اپنے کہا کہ جب یہ طلسم کو کبھی فتح کرلے تو اُسکو
امیر سے لڑوا ناوہ اسکو مار ڈالینگے اور اگر وہ نہ قتل کر سکین اور یہ اُنکو زیر کرلے تو ہو المراد اسکو زہر دیکر
مار ڈالنا اور امیر کو بھی قتل کرنا پھر بے کھٹکے سلطنت کرتا غرضکہ اب شاہ جادوان کو اندیشہ پیدا ہوا
اور سمجھا کہ ضروری یہ میرے ممالک پر دست انداز ہوگا عمر و سچ کہتا ہے کہ فرزند صاحبقران ہے
جب ہی تجسے اور اُس سے محبت نہین ہے غرضکہ یہ اسوقت تو خاموش ہو رہا اور اُسی شرمندگی

مین وہان سے اُٹھکر چلا گیا یہ تو گیا اوہان کوکب سے عمرو نے کہا کہ ای کوکب اسوقت تم کہین جاکر مخفی
ہوجاؤ تو مین عیاری کرون اور تمھاری صورت بنکر پھول جاکر لاؤن کوکب نے کہا اچھا اور چند
خدمتگار اپنے ساتھ لیکر اُسی مقام پر کہ جہان رخشان جادو وغیرہ چھپے ہین یہ بھی آکر مخفی ہوا اور
کنارے دریا کے کہ وہان بھی دریا بہتا ہے شکار کھیلنے لگا پس عمرو بشکل کوکب بنا قبائے شاہی
طلسمی زرانمود زیب برفرمائی تاج طلسمی گوہر نگار سر انور پر رکھا اور برق کو بصورت بران
شمشیر زن بنایا اور بہت سے سردار و امیر الامرا و دولت کو اپنے ساتھ لیا اور تخت جواہر نگار پر
سوار ہوکر روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو سُنا کہ کوکب اور بران آتے ہین بس نہایت
درجہ خوشنود ہوکر بہر تعظیم اُٹھا اور استقبال کرکے اُنکو لاکر مقام صدر پر بٹھایا جب یہ بیٹھ چکے مزاج
پرسی کی اور ناچ کو حکم دیا اُسوقت افراسیاب جو چلا گیا تھا وہ بھی آکر پہونچا شاہ کوکب نقلی نے
تعظیم کی افراسیاب بھی بیٹھا کوکب سے اور افراسیاب سے باتین ہونے لگین اور خوب
خوب باتین ہوئین مگر عمرو سمجھا کہ ایسا نہو اب افراسیاب مجھپر سحر کرے بس اپنا مطلب کرنا چاہیے
یہ سوچکر اُسنے باتین کرتے کرتے کہا کہ اے جہانگیر تمکو یہ گھمنڈ ہے کہ اس گل حیات سے مین کوکب
کو مار ڈالونگا تو یہ بخیرت ہے تم میرا کچھ نہین کرسکتے ہو بھلا یہ پھول میرے اوپر اچھالو دیکھو تو کہ اثر کرتا
ہے یا نہین اُسوقت جو مین جلکر رہگیا تھا تو وہ بھی شعبدہ تھا وقت ہے اور بات ہے اب کچھ نہوگا
اچھالے اب لگاؤ مجھپر تمھین قسم ہے دین و ایمان کی تمھارے دیکھو لوکہ مین بھی کیسا ساحر زبردست
ہون جب کوکب نقلی یعنی عمرو نے قسم دی اُسوقت تو جہانگیر ناچار ہوا اور نہ پہلے تو چاہتا تھا کہ
گھر مین اپنے جو کوئی آئے اُسکو کوئی کیا ستائے مہمان کی انسان خاطر کرتا ہے یا کہ ستاتا ہے اُسوقت
وہ گل جہانگیر نے کھینچ مارا کوکب یعنی عمرو نقلی نے اُس گل کو لیا اور بدل کر دوسرا گل جہانگیر کو
ویسا ہی دے دیا اور کہا کہین اس گل کا محتاج نہین ہون افراسیاب اور جہانگیر کو ایک حیرت
ہوئی عمرو نے وہ گل زنبیل مین رکھا اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ مین تجھکو مارتا ہون اور تجھکو
بھی جو کچھ حوصلہ ہو سحر و ستمگری کا وہ تو بھی نکال لے کسواسطے کہ تو شاہ جادوان کہلاتا ہے اور
طبل یکتائی بجاتا ہے اور سحر کرنے اگر تو عاجز آئے گا تو آج سے اپنا لقب شاہ جادوان نہ رکھنا افراسیاب
بھی اپنے دل مین سوچا کہ یہ مہمان ہے اسپر سحر کیا کرون عمرو نے اُسکو بھی قسم دلائی کہ تجھے قسم ہے جمشید

سامری کی کہ تو مجھپر سحر کر افراسیاب نے کہا کہ تم مہمان عزیز ہو ہمارے ہم تمپر کیا سحر کرین کوئی مہمان کی
عزت اور توقیر کرتا ہے نہ کہ اور اوسکو اُٹھا سکتا ہے اے کوکب دیکھو مسلمانون کے یہان بھی اُنکے
پیغمبر فرماتے ہین اکرموا الضیف ولو کان کافراً ترجمہ تعظیم کرو اور عظمت مہمان کی اگرچہ وہ کافر ہو تا کہ وہ
تمسے خوشنود ہو عمرو نے کہا کہ مین تمسے خوشنود ہون تم میرے اوپر سحر کرو افراسیاب نے کہا کہ تم لاکھ
کہو مگر مین سحر نہ کرونگا اُسوقت اُسنے پھر جہانگیر سے اُس گل کو مانگا اُسنے جب دیا تو اُس گل کو
افراسیاب کے ہاتھ مین عمرو نے دیا اور کہا کہ پہلی مرتبہ اس گل نے میرے اوپر تاثیر نہ کی تھی ابکی
مرتبہ شاید تاثیر کرے اے افراسیاب تجکو قسم ہے جمشید اور سامری کی کہ تو اس گل کو میرے اوپر لگا
افراسیاب نے ناچار ہو کر اُس گل کو عمرو یعنی کوکب نقلی پر کھینچ مارا وہ گل ایک تو بدلا ہوا تھا
دوسرے یہ کچھ کوکب تو ہے نہین پھر وہ تاثیر کیا کرتا اور گل حیات کوکب تو عمرو پہلے ہی سے چیکا اور زنبیل
مین رکھ چکا اب عمرو نے ایک پھول اور ویسا ہی کہ جیسا گل حیات کوکب ہے زنبیل سے نکالا
اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ یہ ہی پھول مین تجھپر مارتا ہون دیکھون تو کیونکر یہ تاثیر نہین کرتا اور وہ
پھول کہ جو افراسیاب پر مارا تھا وہی پھول زنبیل مین رکھ لیا اور ویسا ہی پھول آغشتہ بداروے
بیہوشی افراسیاب کو دکھلا کر کہا کہ اب سنبھل جا مین تجھپر پھول لگاتا ہون دیکھون تو یہ کیونکر تاثیر نہین
کرتا یہ کہکر اُسی پھول کو افراسیاب کی ناک پر تاک کے مارا کہ تڑاق سے افراسیاب کو چھینک
آئی اور بیہوش ہو گیا اور اُسی ہنگامہ مین عمرو نے شراب کو بھی آغشتہ بداروے بیہوشی کیا ادھر
جب افراسیاب بیہوش ہوا سب اہل دربار ہان ہان کر کے اپنی جگہ پر سے اُسٹھے کہ شاہ
جادوان کو اُٹھائین عمرو نے کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو گیا کہین افراسیاب کسی غیر جگہ چلا گیا
مین خود اُٹھائے لیتا ہون اُسے تم اپنے اپنے مقام پر بیٹھو یہ سنکر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اب
عمرو نے کہا کہ اے جہانگیر میری مرضی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اہل دربار کو شراب پلاؤن جہانگیر
نے کہا کہ اگر آپکی خوشی ہے تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ ابھی آپ نے سنا کہ مہمان کو خوش کرنا چاہیے پس شراب
پلائیے عمرو نے ایک ایک جام سب اہل دربار کو پلایا اور جب جہانگیر کو پلا چکا اور لوگون کو پلانے
لگا تو جسکے سامنے جام لے جاتا تھا وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شاہنشاہ ہین ہماری یہ مجال
نہین کہ ہم آپکے ہاتھ سے شراب پئین غرض سب نے پیا اور بیہوش ہو گئے عمرو جہانگیر کو

اور افراسیاب کو باندھ کر تخت پر ڈالکر روانہ ہوگیا اُسوقت کہ صرصر ستارہ کوکب لیکر پہونچی جو لوگ کہ وہان
موجود تھے سبکو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ابھی تو کوکب جہانگیر اور افراسیاب کو پکڑ لے گیا ہے
یہ کہان سے کوکب کو پکڑ لائی کیونکہ ابھی تو وہ راہ ہی مین ہوگا کہ اس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ
آکر پہونچی اور اُسنے کہا اے صرصر تونے بڑا کام کیا تھا مگر برہمن روئین تن آگیا اور یہ عمرو برق تھے
جو گل لینے آئے تھے جہانگیر کو عمرو لے گیا اور افراسیاب کو بھی لے گیا صرصر نے کہا مین جاکر
چھوڑاتی ہون اُسوقت ایک ستارہ لیکایک آسمان سے گرا جسنے روکا مرغلوت پر گرا کہ اُسکو جلا دیا اور
ماہیان روانہ ہوئی اور وہان کی عیاریان سنیئے ادھر سے تو ماہیان واسطے رہائی افراسیاب
روانہ ہوئی اور عمرو بڑے اہتمام سے قید افراسیاب لیے ہوئے چلا آتا ہے اور جسقدر امیر وزیر
ساتھ تھے وہ سب یہی جانتے تھے کہ یہ کوکب ہے کہ ایک طرف سے کوکب روشن ضمیر مع
برہمن اور فوجین ایک طرف پیدا ہوئین اور کوکب نے وہین سے آواز دی کہ خوب ماشاءاللہ یہ
کارنامہ تمھارے ہی واسطے تھا اب سب کو معلوم ہوا کہ عمرو مین کوکب نے اور برہمن نے کہا کہ
خواجہ اب قلعہ بلور مین چلیے وہان جاکر اسکو قید کرین غرض لیکر افراسیاب کو قلعہ بلور مین آکر
داخلہ کیا بران و مجلس وغیرہ سب موجود تھین کہ لاکر افراسیاب کو ہوشیار کیا اُسنے جو
اپنے تئین اس حال مین دیکھا بہت چلایا یہان ملازمان کوکب آئے یعنی فوج کوکب چنانچہ
شیر ہزارہا پیدا ہوئے ہیران جادو انکا افسر تھا ہزارون فیل پیدا ہوئے انکا افسر فیلان جادو
تھا ہزارون قمریان پیدا ہوگئین اور انکا افسر شمشاد تھا اسطرح کے سردار آکر حاضر ہوئے اب قصد
ہوا کہ ایک گنبد مین افراسیاب کو قید کرین کہ اُس جا سے نعرہ ہوا منم ماہیان زمرد رنگ
یہ صدا زمین سے آتی تھی مگر یہ قلعہ بلور مین اسی واسطے کوکب کو یہان لیکر آیا کہ یہان کی زمین فتح لادی
ہے تو آسمان سے یہ پیدا ہوئی مگر ہزارہا برق چمکتی ہوئی دکھائی دین ابر گرگڑاتے ہوئے آسنے اور
چاہا ماہیان نے کہ افراسیاب کو لے جاؤن کہ برہمن نے اُٹھکر ایسے سحر کیے کہ یہ ہر مرتبہ لاکر ابر
مین مخفی ہو جاتی تھی اور پھر کڑک کر نکل آتی تھی جب بڑے بڑے ساحران دونون مین ہوئے تو
اُسوقت روسے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم معمار قدرت جادو برہمن کو آواز دی کہ آپ تامل فرمایئے
مین گرفتار کیے لیتا ہون اس لکاتہ کو برہمن تو ٹھہر گیا معمار قدرت تخت اُڑاتا ہوا قریب ماہیان زمرد رنگ

کے آیا اور جیسے ہی ماہیان ابر سے نکلی اور چاہا کہ سحر کرے معمار قدرت نے ایک گولہ کھینچکر اُسکی
ناک پر مارا ماہیان بیہوش ہوئی بس معمار قدرت نے دوڑکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا
اور اُسکو لیکر اندر گنبد بلور کے سامنے کوکب کے لایا سب نے معمار قدرت کی بڑی تعریف کی
معمار قدرت نے کہا کہ آپ افراسیاب اور ماہیان زمرد رنگ پر سے سحر اُتار لین مین ان دونون
کو قلعۂ بدخشان مین لیے جاتا ہون معمار کے کہنے سے سب نے سحر اُتار لیا بس معمار قریب
افراسیاب اور ماہیان کے آیا اور بتعجیل تمام تر زبان افراسیاب سے سوزن نکالا کیونکہ عمرو نے سوزن
اُسکی زبان مین دے دیا تھا جب سوزن کو نکالا معمار نے نعرہ کیا کہ منم چالاک تیز رفتار اور کہا کہ
اے شاہنشاہ افراسیاب جادو اُٹھیے افراسیاب نے جہانگیر کو بجنین دابا کیونکہ عمرو اُسکو پکڑ لایا تھا
اور وہ وہان موجود تھا اور معمار قدرت بنکر چالاک نے جو ماہیان کو گرفتار کر لیا تھا اس وجہ سے سب
نے دھوکا کھایا غرض اب ماہیان کو رہا کر دیا اب یہ دونون کڑک کر لڑنے لگے بران اور تجلیس
اور بہمن کو زخمی کیا اور خوب زور شور سے ماہیان اور افراسیاب لڑے اب کوکب روشن ضمیر
آگے بڑھکر اپنے بازو پر سے ایک کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ افراسیاب بیہوش ہو گیا یہ قلعۂ بلور
اور طلسم پر ایا ہی ورنہ جب افراسیاب بیہوش ہوتا ہی تو اسکے لیے بہزادون طلسم کی پیدا ہوتی ہین لیکن
ماہیان زمرد رنگ نے جب افراسیاب بیہوش ہوا تو اسکو ہوشیار کر دیا افراسیاب نے
کہا کہ نانی جان اب آپ چلی جائیے مین بھی چلا آؤنگا مجھے کون روک سکتا ہی ماہیان یہ سنکر چلکر
بلند ہو گئی ایک ستارہ بنکر سیارہ جادو ملازم کوکب پر گری کہ وہ جلکر خاکستر ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم
سیارہ جادو بود ملازم کوکب اب افراسیاب اکیلا رہ گیا ہے اور ہزارون کو قتل کر رہا ہی مگر جب
چالاک نے یہ عیاری کی تھی تو خواجہ کو بہت طعن و تشنیع کی تھی کہ عیاری اسکا نام ہے اب میرے
شاگرد ضرور ہونا لہذا اب یہ سب افراسیاب پر گرے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ بہت لوگ
حیرت کی مشکین باندھے ہوئے لاتے ہین اور حیرت کا لباس پارہ پارہ ہی مگر ساحرون نے اسطرح
گرفتار کیا ہے کہ رہائی نہین ہو سکتی ہی بس یہ جو افراسیاب نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا اور آواز دی کہ ای
جان جہان یہ کیا ستم ہے جب افراسیاب وہان پہونچا وہ سب مارے ڈر کے حیرت کو چھوڑکر
بھاگے افراسیاب قریب حیرت پہونچا اور گھبرا کر لپٹ گیا گود مین جلدی سے اُٹھا لیا بس جیسے ہی

حیرت کا مُنھ سے مُنھ ملا ایک جا اب مار اخواجہ نے اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری چار طرف سے صدا اے احسنت بلند ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کوکب نے کہا بیشک عیاری اسکا نام ہے چابک بھی تھرا گیا اور خواجہ نے کوکب سے کہا کہ چابک جانے نپائے اِسکو بھی پکڑ لیجیے کوکب نے سحر پڑھ کر چابک بے دست و پا ہوا یعنی دست و پا اُسکے بحس و حرکت ہوئے چابک چلایا کہ ای شاہ جادوان مجکو بچائیے افراسیاب جھپٹا مگر ساحران نامی اور سرداران گرامی اور کوکب اور بران اور مجلس اور عمران جادو اور ملکہ اختر بنت سہیلان جادو سب افراسیاب پر ٹوٹ پڑے اور کوکب نے اپنے بازو پر سے الگ کھولکر دکھلایا کہ افراسیاب بیہوش ہوا اُسکو بھی پکڑ لیا اور زبان مین اُسکی سوزن دیا چابک پر سحر کرکے اُسکو بھی گرفتار کیا اور عمرو نے چابک سے کہا کہ او چھو کرے دیکھ عیاری اِسکا نام ہے تو جسے کہتا تھا کہ عیاری اسکا نام ہے بڑی تعلی کی لیتا تھا اب تو نے دیکھا کہ مین نے کیسی عیاری کی چابک چپکا ہو رہا اب عمرو نے زبان افراسیاب مین سوزن دیا اور اُن دونون کو لاکر گنبد بلور مین قید کیا اُسوقت ماہیان زمرد رنگ پھر پیدا ہوئی زمین قلعہ بلور فولاد کی ہے اسوجہ سے یہ اُڑتی ہوئی آئی زمین کے اندر سے نہ آسکی صورت اصلی بناتے ہوئے تھی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ جسکا یہ سراپا ہے سر اپا

شکل بھونڈی سی وہ گھاڑ سا ارغشتا
ناک چپٹی ہے کھو کا ٹکڑے مین جانبوا
کوتہ گردن ہے گلا بو لگا ہے اور بد آواز
پنجہ انگشت نما شل پریشان جاروب
فاختہ اُلو کی دم کیسے نہین سے جڑیا
ناف اُبھری ہوئی گھونگی ہے زیلوہ سخت
ذکر کرنے سے ہو اُس چیز کا لب نفرت سے آ
تھوکتے بھی نہین مردار پر اتھو زانی
پنجہ جنی کی طرح کج ہے کڑی ہے ایڑی
نام پر بار ہیے ہرجائی سے بیزار ہزار

نارہ دم دار ہے یا چندے کے سر کا سودا
ہے دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
رکھتی ہے گندہ بغل طبع کو اکثر ناساز
بال چھاتی پہ ہین اور سینہ ہے چپٹا چپٹا
کرتی ہے پرو پہ ٹپکتی ہوئی ڈھلم ڈھالا
کولے تیر تھے ہین سپاٹ اور تھالا
بن مین اژدر کے ہو جس شکل ہے پانی کا غار
ران پر گوشت نہین اور نہ سرین چھلی
انگلیان پیر کی بد قطع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی
خاک صورت پہ او کا بھی نہین نام کم نام

تنگ پیشانی ہے اور بھیڑ کا سا ہے
سب بنا کوٹ ہے نہ انداز
تار اشیدہ ہے گندھا تو دو ہاتھ مین
گول محرم نہین اور بند ہے ڈھیلا ڈھیلا
پیٹھ ہے بیٹ کے مانند سپاٹ اور کرخت
اور پستی کا سر یون کے گون کیا الہام
شل منزل کے بھاگ رہا ہے گندہ پانی
ساق پر بال ہین اور سخت ہے جیسے لکڑی
پامین چکر ہے تو مانند فلک کج رفتار
ہے سراسر وہ مخنث کی طرح بداندام

رندی سی ہی سے ہی خود کام کو طریق کلام | نام ہرجائی کا آوارہ ہے اب شب نامہ نام | ایک پرند نہیں لاکھ سے انکار نہیں
تجھ سی بدکار جہان مین کوئی مرا نہیں

پس جب ماہ میان زمرد رنگ آئی اُسنے افراسیاب کو قید دیکھا سمجھی کہ مین اکیلی ہون ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاؤن اسوجہ سے چلی گئی اب بران شمشیر زن اور ملکہ بہار سیر دریا مین مصروف ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک کشتی دریا مین بہتی ہوئی آتی ہے مگر تلاطم آب گرداب سے یقین ہے کہ ڈوب جائے ملکہ بران نے ایک جادو کو حکم دیا کہ اسے نکال لاؤ پکر جادو اُس کشتی کو نکال لایا دیکھا تو ایک عورت اُسپر سوار تھی کئی کنیزین تھین ملکہ بران نے اُنسے پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین ملکہ سرو سیمین تن ہون بران کو بڑا افسوس ہوا اور چلکے سے آکر اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ملکہ سرو سیمین تن اسطرح سے آئی ہے عمرو بھی آیا ملکہ سرو سیمین تن اُسکی پوجہ پر اُسے اُسکو گلے سے لگایا غرض سب نے مجلس عیش آراستہ کی حال ملکہ سرو سیمین تن سکندر ملنے کا بالا باختر تیسرے دفتر امیر حمزہ مین ہے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے زیور ستارون کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور خنجر آفتاب غلاف مغرب مین رکھا گیا نظم

ہوا جب شاہد شب جلوہ آرا | ہر اک دل سے دہین آرام جاتا | ستارون کی جمی گردون پہ محفل
ہوئی خورشید کی مغرب مین منزل

اُسوقت محفل عیش مین عمرو بن اُمیہ ضمری نے بجا کر گایا اور ملکہ سرو سیمین تن چنگ بجا کر گائی اور اسطرح گائی کہ زہرہ چرخ سوم پر بیہوش ہو گئی نظم

اگر مجھو بھی اُس محفل مین ہوتا | تو اس گانے کو سنکر ہوش کھوتا | جو زندہ تان سین ہوتا یہان پر
تو مجنات سے وہ سم کھاتا مقرر | جو مجھو خان بھی اس گانے کو سنتے | یقین تھا زہر کھاتے سر کو دھنتے

غرض بعد گانے کے ملکہ سرو سیمین تن نقلی نے شراب مین بیہوشی سب کی آنکھ بچا کر ملائی اور شراب سب کو پلائی سب بیہوش ہو گئے اُسنے نعرہ کیا کہ منم صرصر شمشیر زن اور اُٹھکر گنبد بلور مین آئی اور افراسیاب و چابک و جہانگیر کو اُسنے رہا کیا اور سب حال کہا چابک نے صرصر کی عیاری کی بہت تعریف کی اور صرصر نے کہا کہ عمرو وغیرہ سب بیہوش پڑے ہین انکو چلیے قتل کیجیے گر وہان سرو سیمین تن نے اسی شب کو بزور نجوم خیال کیا تو یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب وغیرہ گنبد بلور مین رہا ہوئے اور بران اور عمرو وغیرہ بیہوش پڑے ہین اور قتل ہوا چاہتے ہین بس یہ اُٹھا اور آکر پتلے بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو اگر افراسیاب نے قتل کیا اور

آپس صرصر و چابک کے تخت پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف گیا جہانگیر کو اُسکی بارگاہ مین پہونچا گیب

داستان طلسم نور افشان مین جانا جہانگیر کا اور بُلوانا کوکب کا امیر صاحبقران کو واسطے زیر کرانے جہانگیر کے اور زیر ہو کر مسلمان ہونا جہانگیر کا اور پھر مقابلہ کرنا مہرخ کا افراسیاب جادو سے اور عیاریان کرنا عیارون کی و دیگر داستان متعلق اسی بیان کے لمؤلفہ

ساقیا مے پلا شتاب شتاب
رنگ گاتی ہوئی ہزار آئی
نہیں گلشن میں دیکھ چشم حباب
سر طاؤس پر ہے عیش کا تاج
زلف سنبل بھی کرتی ہے کنگھی
بلبل باغ چہچہاتا ہے
مجھکو بھی ساقی اب پلا دے مے
کہتا ہے یہ صراحی مجکو دے
ہے گھٹا جھوم جھوم کر آئی
شوق میں مے کے یہ بھی ہے بیتاب
ساقی پیر مغان کی تجھکو قسم
جسکے پینے سے ہو یہ دل بیتاب
نشہ ہوئیگا خنجر بران
ڈرنے پھرنے سے منہ نہیں موڑون
جاہ بس پی چکے شراب کو تم
چاہیے حد سے آدمی نہ بڑھے

مطربا تو سنا دے چنگ و رباب
نہیں فوارہ یہ اُچھلتا ہے
قصہ پڑھنے کا منتظر ہے آب
داستان پڑھ رہی ہے آج ہزار
چلی آتی ہے سب گلون کو ہنسی
راگ گاتے ہین بلبل و قمری
مے کشی کی یہی بہار تو ہے
ابر اٹھکھیلیون سے ہے چلتا
دیکھو یہ بھی ہوئی ہے متوالی
باغ کیا ہے شراب خانہ ہے
دے مئے آتشین کا جام اسدم
تیز تر مانگتا ہون جواب مے
توڑون جا کر طلسم کوکب وان
لیک سالم رہے یہ میرا جسم
مے کے پینے سے عقل ہوگی گم
نکتہ سنجان داستان کہن

دیکھ گلشن مین پھر بہار آئی
حوض کا حوصلہ نکلتا ہے
چشم نرگس فسانہ پر ہے آج
سوسن دہ زبان کا ہے اظہار
غنچۂ باغ مسکراتا ہے
نرگس مست آج ہے ہنستی
لالۂ باغ جام کو لیکے
جیسے چلتا ہو کوئی متوالا
نہر مین جوش بھرا ہے آب
عیش و عشرت کا اب زمانہ ہے
تیز اور تند ایسی ہوئے شراب
مجکو کوکب سے جنگ کرنا ہے
مر چلے سب طلسم کے توڑون
کیونکہ اب توڑنا ہے مجکو طلسم
پھر بھلا کیا فسانہ لکھو گے
از زبان قلم کنند سخن

چہرہ پردازان مضامین کہن و جلوہ دہندگان عرائس سخن رہ نوردان جادۂ خیال و سیاحان منازل خیال و مقال نقش بندان نقوش افسانہ طرازی و محرران دفاتر قصہ پردازی کشافان رموز نہان و رموزدانان اسرار امتحان سخندان بلبل گلشن داستان و داستان گویان بلبل شیوہ زبان باقلم

سے اس داستان شیرین بیان کو اسطرح بیان کرتے ہین اور مسافران منازل قصہ خوانی میدان داستان مین یون قدم دھرتے ہین کہ افراسیاب اپنے ملک مین جاکر پہونچا اور یہان کوکب کو برہمن روئین تن لے گیا تو اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زلف شب کو دہرنے سمیت کر جوڑا باندھا اور چتر زرین آفتاب سر بادشاہ زمانہ پر پھرنے لگا نظم

ہوا پھر جلوہ آرا شاہد روز ۔ کواکب چرخ پر سب تھے غم اندوز ۔ جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا
سر اپنا شرق سے خور نے نکالا

اب یہان صبح کو کوکب کو حال معلوم ہوا اور برہمن روئین تن نے اُس سے کہا کہ ای کوکب کوئی ایسا غضب کرتا ہے کہ بغیر تحقیق کیے اپنی محفل مین غیر کو بلا تا ہی اور اوسکے ہاتھ شراب پیکر بیہوشش ہو جاتا ہی اگر مین وہان جاکر تیلے نہ ڈال آتا تو افراسیاب ملعون سبکو قتل ہی کر چکا تھا کوکب روشنضمیر نے بڑا شکریہ برہمن روئین تن کا ادا کیا اور اُسوقت صلاح کی کہ کسی فرزند صاحبقران کو بلاکر جہانگیر سے لڑوانا چاہیے اُسی وقت طاہر قدرت قدرت کردگار سے اور تاجدار قدرت کہ ایک بیٹا اور ایک بھائی اُسمین سے معمار قدرت آکر یہان پہونچے اور صلاح ہوئی کہ انھین کو روانہ کرو کوکب روشنضمیر نے اُنھین سے کہا کہ تم جاکر امیر کو لے آؤ یہ دونون بموجب حکم روانہ ہوے لیکن بیت ازین قصہ یکدم فراموش کن ✤ زجاے دگر داستان گوش کن یعنی افراسیاب کے پاس نامہ لقا کا آیا کہ ای افراسیاب کسی کو ہماری مدد کے لیے بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہو کر تیرے طلسم کو برباد کرینگے افراسیاب نے پیکان شعلہ تن جادو اور بادبان جادو سے کہا کہ تم یہان سے جاؤ یہ دونون حسب الارشاد روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل و طے مراحل قلعہ کوہ عقیق مین پہونچے اور یہان آکر اُنھون نے طبل جنگ بجوایا اور امیر نے بھی اُنکے مقابلہ مین کوس حربی وطبل جنگ بجایا یعنی جب وہ زمانہ آیا کہ روے دہر سیاہی شب سے کالا ہوا اور آفتاب تابان لرزان و ترسان خیمہ مغرب مین گیا نظم

ہوا غل ہر طرف کو شام آئی ۔ سیاہی کی بھری ہر سو دُہائی ۔ چھپا مغرب مین خورشید جہانتاب
پسند آیا وہان ہر دل کو پھر خواب

سر شام بحکم پیکان ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے جو بار جا مرتبہ یہان موجود تھے وہ دوان دوان خدمت امیر صاحبقران مین آئے اور زمین ادب لب بوسہ دیکر یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے نظم

چاہیے اگر کوئی دو جہانکا ستاع ہو مال ۔ تیرے گدا سے در سے کرے آکر وہ سوال

برسے ترا جو ابر کرامت زمین پر
دست تعصب اُٹھادے اسی دم گو تمان
شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا
ہو جائے خشک خون رگ یاقوت کو نشان

پیدا نجائے دانہ گہر ہون ہر ایک بال
جون موم نقشہ آن مین ہوجائے تجلی
ہیبت سے آب ہو جگر زر و جمال

مرضی سے گر چلے نہ ترے ایک دم سپہر
گر تجھ فشار پنجہ سے آگاہ ہون جبال
ہر مرد غرور کی رگ گردن مین خوف سے

پیکان بے ایمان نے بموجب حکم لقاے شیطان طبل جنگ بجوایا

کل نکل آتش فساد کو دوبالا کر لیگا باقی خیر و عافیت ہر امیر نے ابوالفتح سے کہا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہو وہ ہی پیش آنی ہے ابوالفتح نے نقارخانہ مین جا کر طبل جنگ پر چوب لگائی کہ صدا سے شر و فساد بلند ہوئی اور دربار سویرے برخاست ہوا ہر ایک بہادر ذی احتشام اپنے اپنے مقام پر آکر طیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا تلوار و نکی چمک سے اُس میدان مین چراغان تھا زبان شمشیر پہ سناتی تھی کہ بیت رستم رہا زمین پر نہ بہرام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کڑکیت کڑک کڑک کر یہ پکارتے تھے کدو ہا

یک آمے گے پت رہے اور یک پاچھے پت جاے | کاگا ایسے پوت کپوت کا کبھو ماس نہ کھاے

کمان بھی چلاتی تھی کہ صبح کو ہر سمت شورش عظیم برپا تھی تلوارین چرخ پر چڑھی تھین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آگئی تھی یہ تیرون اور سنانون کو آبداری دیجاتی تھی چمک تلوارون کی آنکھون مین سماتی تھی گھوڑون کی رکابین اور تسمے وغیرہ جو نادرست تھے اُنکو درست کیا بہادرون نے غسل کیا شمشیر تیز کی خون سے رات بھی کٹ گئی دوپہر رات گئے نقیبون نے اُٹھکر یہ صدا دی بیت جو انوجوان بخت ہشیار ہو + سلاحون سے اپنے خبردار ہو + اسی ہنگامہ مین وہ رات کٹ گئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ آفتاب کو نیام مشرق سے نکال کر ترک سپہر نے چمکایا اور شاہد شب نے برقعہ روزمین منھ چھپایا نظم

ہوا خورشید پھر مشرق سے پیدا | جہان مین ہر طرف پھیلا اُجالا | ہوا جب مہر تابان روشنی بار
اُٹھے اُٹھنے کو سب بستر سے سردار

صبحدم لشکر خیل خیل و ذیل ذیل بیرق بیرق طوق طوق جوق جوق تیپ سے تیپے دستے کے دستے بنتین اور رسالے مردان جنگ آزما لڑائی کو دیکھے بھالے سردار سب فوج کو سنبھالے جانب میدان کارزار روانہ ہوے اور جملہ سردار لشکر کو میدان مین پہونچا کر خدمت امیر مین آئے

امیر سجدہ گاہ میں ورد و وظائف سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابو الفتح اصفہانی نے آکر خدمت والا نہمت میں عرض کی کہ یا امیر کشور گیر فرد دو لشکر رسیدہ بجائے مصاف + دو بر کارہ بستند چون کوہ قاف + امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحبقرانی ہیں صاحبقران نے تسبیح صد دانہ کو رکھکر سر سجدہ میں رکھا اور دعائے فتح و ظفر مانگا

ابیات

خداوندا مجھے فتح و ظفر دے | یہ احقر کافرون کو جاکے مارے | الٰہ العالمین فریاد سن لے
مجھے ان کافرون پر فتح تو دے

غرض سر سجدے سے اٹھاکر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور موزے را آگے چار آئینے وغیرہ سے جسم پر انوار و منور کو مزین و مجلی فرماکر برآمد ہوئے یہان دیوانہ بن قندس اشقر دیو زاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا صاحبقران نے اُسکے قریب آکر انگشت شہادت سے یا علی اُسکی گردن پر لکھکر خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب منور و روشن فرمایا صداے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی جلودار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا اشقر کلائیان شیر کی طرح مارتا ہوا گھدریان کرتا ہوا جانب در عیش محل شہنشاہ اسلامیان روانہ ہوا امیر یہان آکر ٹھہرے نوجوانان تہمتن تو دے سنا کر تیر اندازی کرنے لگے کس لیے کہ ابھی بادشاہ برآمد نہوے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ جمجاہ و کجکلاہ سکندر بخت برآمد ہوئے سرخ پردہ زنبوری عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا آواز غوا بٹے کی بلند ہوئی امیر اور سب سردار کھڑے ہوگئے اور مجرا گاہ پر جاکر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی نکلا ڈنکے پر چوب پڑی صداے نصر من اللہ و فتح قریب آئی چوبدار و خدمتگار وغیرہ آگے بڑھے طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے عود برگی کا ملیٹا امیر جو نکتے ہوئے نکلے زمانہ سامان کہاریان وغیرہ تخت بادشاہ کا جو اُٹھائے ہوئے تھین وہ سب پھر گئین کہارون نے آگے بڑھکر تخت بدلوایا شہنشاہ دیجاہ و گردون بارگاہ برآمد ہوئے امیر نے فراشی مجرا کیا مردہ لکارا بادشاہ جہاںپناہ سلطان عالم ظل اللہ نگاہ رو برو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور ہاتھ سینے پر رکھا اس سے یہ مراد ہے کہ جگہ تمھاری ہمارے دل میں ہے غرض سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری جانب جنگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم عنبر شمیم کا چلنا شمعون کا جھلملانا نقیبون کا منقبت خوانی کرنا کہ

منقبت

سلمان کو چھڑایا جبرئیل کو چھڑایا | اعلیٰ ہے تیرا پایہ یا مظہر العجائب | تو ہے نبی کا سایہ یا مظہر العجائب
ہر جا تجھی کو پایا یا مظہر العجائب | چالیس مومنون کی دعوت قبول کی

تو ہر جگہ یہ پہونچا یا مظہر العجائب ہردم ڈنکے پر چوب پڑتی تھی گھوڑے ہنہناتے تھے ترک ہر جبی
لشکر کی شان وشوکت پر نثار تھا حیران کار تھا پیر گردون بھی چکرا یا تھا غرض بایں تجمل و شوکت
وارد دشت مصاف ہوئے پلٹنین جگہ جگہین سقون نے نکلکر چھڑکاؤ کیا اور گرد وغبار کو بٹھایا
فوجین جگہ جگہین صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے لشکر مذمت دنیائے فانی سنائی کہ نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ
چشم نرگس جھکی ہے سوئے زمین
جب مٹے صاحبان محفل ورد
آج وہ کل ہماری باری ہے

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان دوش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
صبح کو طائران خوش الحان

اس چمن کی ہوا سے بہمن ودی
تب ہوا سرو خوش نما پیدا
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
باغ مین آبشار روتے ہین
موت سے کس کو رستگاری ہے
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

اے بہادران ناجی تمھین چاہیے ہے لڑکر مرجاؤ نام زمانہ مین کر جاؤ یہ کہکر کنارہ ہوئے اُسوقت
پیکان نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین نکالا اور نہیب دی کہ اے فرقہ خدا پرستان واے زبردستان
تم مین سے جسے تمنائے مرگ کی ہو آئے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ نعرہ سنکر مندویل اصفہانی نے اپنا گھوڑا
صف لشکر سے نکالا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آیا ہاتھ باندھکر دست بستہ اجازت لی کہ
اے بادشاہ اجازت میدان دیجیے یا تو سر کو قدم اقدس پر سے نثار کیا یا باندھکر اس کافر خاسر کو
خدمت والا نعمت مین لایا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد پروردگار کیا مندویل گھوڑا اڑاکر سامنے
پیکان کے آیا اور طالب ضرب ہوا اُسوقت پیکان نے دستک دی کہ صحرا سے نقابدار صبح
پوش پیدا ہوا اور نقابدار نے ہاتھ ملایا کہ ہوا چلی کہ مندویل کو ہوا اڑاکر طرف آسمان کے لیگئی آسمان
پر جاکر مرکب تو گر پڑا اور ایک ابر پیدا ہوا کہ اُسمین سے ایک شعلہ چمکا کہ مندویل کو جلادیا اسی طرح
پچاس سردار جلا دیے جب تو غصہ مین آکر قاسم کے تئین نکالا امیر نے حرز ہیکل گلے مین آنکے ڈالدی
قاسم اُسکے برابر پہونچے اُسنے تیغ مارا بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اب قاسم نے تیغہ مارا
اُسنے سر آگے کردیا تلوار نے جگر تک کاٹا اور وہ نقابدار زمین پر گرا پیکان نے آواز دی کہ اے قاسم
واہ کیا ہاتھ مارا ہے مگر ذرا مُنھ کھولکر تو دیکھو کہ کسکو مارا قاسم نے جو نقاب ہٹا کے دیکھا تو ایرج پڑا ہوا ہے

پیکان نے کہا اسے کیون مارا قاسم نے اپنے تئین لاشۂ ایرج پر گرا دیا اور چاہا کہ اپنے گلے پر خنجر پھیرے کہ امیر و لندھور سب گریبان پھاڑ کے لاش پر آ پڑے اور رونا شروع کیا کافر تو خوشی خوشی ہٹ گئے صاحبقران وغیرہ لاشے کو لیکر بارگاہ مین آئے سب لاشہ سے لپٹے جاتے تھے اُسوقت خواجہ زادون نے کہا کہ یا امیر یہ لاشۂ ایرج نہین ہے کوئی اور ہے سب اُسکے پاس سے ہٹ جائین کہ لیکایک لاشہ تڑپا اور لندھور کو لیکر اُڑ گیا لوگ دوڑے دیکھا کہ آسمان پر بلند ہوا اور ایک ابر شعلہ خیز پیدا ہوا اُس ابر نے بہتون کو جلا دیا یہان تک کہ اب اُس ابر شعلہ خیز نے تمامی لشکر اسلام کو جلا دیا صرف امیر اور بادشاہ باقی رہے اُسوقت لقا نے طبل بازگشت بجوایا اور پھر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی حکم عیش دیا یہانتک کہ اب وہ زمانہ آیا کہ مسافر روز نے سفر کیا اور شب تیرہ فام یہامین مہمان ہوئی

نظم

ہوا پھر شاہد شب جلوہ آرا — شہ مہتاب کا چمکا ستارا
کواکب چرخ پر تھے روشنی بار — ہوا دل خوب راحت کا طلبگار

رات کو پیکان اُٹھا اور اُسنے کہا کہ مین امیر کا اسم اعظم بند کرنے جاتا ہون یہ کہکر نظر سے غائب ہوگیا اور اپنے خیمہ مین آیا اور ماش کے آٹے کا ایک لال بنایا اور اُسکے پیٹ مین شہاب بھرا اور اُسکو سحر پڑھکر زندہ کیا اور مٹھی مین دابکر وہان سے چلا اور بزور سحر صورت اُسنے ابوالفتح اصفہانی کی بنائی اور دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور ایک شخص سے کہا کہ ذرا امیر کو بلا لاؤ کہنا ابوالفتح حضور کو بلاتا ہے ایک کام ضروری ہے یعنی سردار جو جل گئے ہین اُنکے زندہ کرنے اور رہا کرنے کی تدبیر مین صلاح کرنی ہے وہ شخص اسکے کہنے سے صاحبقران کے پاس گیا اور پیغام ابوالفتح نقلی امیر سے کہا امیر یہان بیٹھے ہوئے غم مین سرداروں کے اشک حسرت بہا رہے تھے جب اُنھون نے مژدہ رہا ہونے سرداران کا سنا فرط بشاشت سے بے اختیار ہنس پڑے اور اُٹھکر باہر آئے ابوالفتح نقلی یعنی پیکان نے وہ لال جو بنا کر لایا تھا چھوڑا وہ لال گرد امیر کے پھرا اور پھر اُسکے ہاتھ پر جا بیٹھا اُسنے اُسکو پکڑ لیا اب امیر نے ابوالفتح سے کہا کہ یہ کیا کہتا ہے ابوالفتح نقلی نے نعرہ کیا کہ منم پیکان جادو یا امیر اسم اعظم آپ کا بند کرنے آیا تھا یاد تو کیجیے اب دیکھیے کہ یاد ہے یا نہین یہ کہکر وہان سے غائب ہوگیا اور یہان امیر بیخود ہوگئے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب اسم اعظم بند ہوتا ہے صاحبقران بیخود یا بیہوش ہو جاتے ہین اور وہان پیکان نے اُس لال کو لیجا کر ایک شیشہ مین بند کیا اور اُس شیشہ کو ایک دیو کو حوالہ کر دیا اور کہا کہ اسکو

بجاکر ابھی طرح رکھنا اور طبل جنگ بجوایا یہان امیر و شاہ تو باقی ہین اُنھون نے بھی طبل جنگ بجایا لشکر تو
تھا ہی نہین تیاری کیا ہوتی لشکر کفار مین بلا شک تیاری تھی جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان
بصد جاہ و جلال خنجر بیضاوی کینہ سوز حلقۂ مہر اور نیزہ خطوط شعاع ہاتھ مین لیکر توسن گردون پر
جلوہ فرما ہوا صبح کو امیر و بادشاہ میدان مین آئے اسم اعظم تو فراموش تھا ہی اور امیر خود بھی جگر و
دل کو سنبھال کر کھڑے ہوئے اُسطرف پیکان نے لقا رانندہ درگاہ اکرم و دو منکوب زرد شاہ
باختری چالیس ہاتھیون کو زنجیر بند کراکے موتیون کا بنگلہ ڈال کے تخت کھنچوا کر سوار ہوا ڈنکہ پر چوب
پڑی نشان شکست نشان ہمراہ چلے بیرقین سیاہ سیاہ ہوا مین اُڑتی تھین جھنڈے سر جھاڑ منھ
پہاڑ جھاڑ جھنکاڑ جلوہ دکھاتے تھے کلہ عمود و کمان چلا چلا کر لقا کو کوس رہے تھے لشکر گروہ گروہ
مثل دریا کے جوش کھاتے ہوئے جنگاہ مین مثل سیلاب فنا چلے آتے تھے ہر ایک سپاہی زرہ بے دام
مرگ مین پھنسا ہوا تھا غرض یہ میدان مین آئے بیلدارون نے پست و بلند زمین ہموار کی جھاڑی
جھنڈی کو کاٹ ڈالا سقون نے چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار بٹھایا نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مذمت
دنیاے فانی زبان پر جاری فرمائی کہ ابیات

انسان کے حق مین یہ دنیا کی چاہ ہے | اِس خوان کی نمش کف مار سیاہ ہے

دیگر

نہین آج دارا کا باقی نشان | سکندر کی باقی نہین عظم بشان

دیگر

بیاہ لے جاؤ عروس موت کو | دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

جب نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوئے اُسوقت پیکان نے چاہا کہ مین میدان مین جاؤن لیکن
پہلے سامنے لقا کے آیا اور اپنے اژدر پر سے کود کے سجدہ کیا اور پھر میدان مین آیا ہنوز لڑنے نہ نکلا تھا
کہ امیر تو باقی ہین ہر چند کہ بیخود تھے مگر سامنے تخت بادشاہ کے گھوڑا پھینک کر آئے اور کود کر گھوڑے
پر سے تخت بادشاہ کو بوسہ دیا پھر اجازت میدان مین جانے کی چاہی کہا کہ سواے میرے اور کون
باقی ہے اب مجھے مرنے کی اجازت دیجیے بادشاہ نے سپرد خدا کہا امیر منتظر ہوئے کہ جب پیکان
جادو میدان مین نکلے تو مین جاؤن اور اُدھر پیکان نے پکار کر آواز دی کہ یا امیر آپ آیئے اور
اطاعت کیجیے امیر نے جواب دیا کہ مین لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقا پر اور اُسکے پرستارون پر
پیکان خاموش ہوا اُسوقت ایک ابر پیدا ہوا اور جادو قدرت [illegible] آکر [illegible] امیر

سے ملاقات کی اور سب حال کہا امیر نے فرمایا کہ جسکے لینے کو تم آئے ہو وہ سب جلا دیے گئے پیکان
نے یہ بدعت کی ہے تب تاجدار نے کہا مین جاکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون اور اسم اعظم آپ کا چھوڑا لاتا ہون
یہ کہکے ایک گولہ طرف آسمان کے ملا دیکھا کہ ایک پریزاد آئی ہے پیکان نے جو یہ دیکھا ایک دستک دی
ایک دیو وہ شیشہ اسم اعظم کا لیے ہوے پیدا ہوا اُس پری پر چلا پری نے اُسسے چھینکر شیشہ
توڑ ڈالا اور دیو سے لپٹ گئی دیو بھی جل گیا اور آپ بھی جل گئی لیکن اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا
پیکان و بادبان طبل بازگشت بجوا کر پھرے فرہ خوف سے ساحر آگے مین لڑنا دشوار ہے تدبیر اور
مضبوطی کر کے لڑینگے غرض پھر گئے اور تاجدار نے کہا یا امیر آپ سبکو لیکر بارگاہ مین چلیے مین سردارون
کو لیکر آتا ہون یہ کہکے میدان سے غائب ہو گیا وہان پیکان نے بختیارک سے کہا کہ کل دیکھیے کیا ہو
اس اثنا مین ابوالفتح اور سرہنگ مصری صورتین اپنی بدلکر بارگاہ لقا مین آئے اور چاہا
کہ کچھ عیاری کرین لیکن سحر نے پیکان اور بادبان کو آگاہ کیا کہ دو عیار بھی آئے ہین اور وہ سامنے
کھڑے ہین پیکان نے ان دونون کو بھی پکڑ لیا اور ظاہر مین تو سردار جل گئے مگر سب زندہ ہین اور
یہان ان دونون عیارون کو بھی پیکان نے وہین قید کرا دیا اور کہا کہ مین سب سردارون کو قتل کرتا ہون
اور آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ سب سردار ایک رسی مین بندھے ہوے آسمان سے اُترا ئے پیکان
نے جلادون کو اشارہ کیا سب کے سر کاٹ ڈالے یہ خبر ہرکارون نے آکر امیر سے بیان کی امیر مع تمام
لشکر کے لشکر لقا کی طرف چلے نصف راہ مین پہونچے تھے کہ تاجدار قدرت سب سردارون کو تخت پر
بٹھائے ہوے تخت کو اڑاتا ہوا آکر پہونچا کس لیے کہ تاجدار قدرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ سردار
کہان قید ہین بس وہ مقام معلوم کر کے وہان گیا اور جو ساحر کہ وہان محافظ تھے اُنکو قتل کر کے سردارونکو
چھوڑا لا کر اور اُنھین کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر اور محافظون کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر
سحر کے زور سے اُنھین بٹھا کر اُنکو زندہ کر دیا اور آپ سردارون کو لیکر خدمت امیر مین آیا اور وہان اُنھین
پتلون کو پیکان اور بادبان نے بلا کر قتل کر ڈالا یہان تاجدار نے امیر سے کہا کہ حضور آپ کہان
جاتے ہین وہ جو قتل ہوے میرے پتلے ہو گئے تھے ادھر خبر ہوئی پیکان کو کہ ہمنے قتل کسکو کیا وہ
سردار خدمت امیر مین آ گئے پیکان غصہ مین آکر اُٹھا اور چلا اُسکے ساتھ بادبان بھی آیا یہان
تاجدار نے بہ تعجیل سحر کیا کہ ایک قلعہ تیار ہوا اُسمین سے ایک جوگی پیدا ہوا اُسنے آکر پیکان اور بادبان

کو پکڑ لیا تمام ملازم اُنکے مارے گئے وہ بھاگ کر باغ سینا میں مخفی ہوا اب امیر دربار میں آئے اور پیکان اور
بادبان نے آپسمیں صلاح کی کہ دین امیر کا برحق ہے ہمیں لازم ہے کہ مطیع اسلام ہو جائیں کیونکہ قید میں
ہیں بس یہ دونوں پکارے کہ ہم بھی مطیع اسلام ہوتے ہیں ہنوز یہ قیدخانہ میں نہیں گئے تھے
کہ امیر نے انکو خلعت منگا کر دیا اور یہ دونوں مطیع اسلام ہوئے طاہر اور تاجدار نے کہا
اب امیر کسی کو ساتھ بھیجیے امیر نے کہا کہ کوئی وجہ ایسی ہو کہ ہم بھی مقابلہ دیکھیں تاجدار نے
کہا ایرج قلعہ میں آپ مجھکو ملاحظہ فرمائیے گا سب حال آپکو ظاہر ہوگا امیر نے ایرج کو ساتھ کیا اب
طاہر و تاجدار و پیکان و بادبان ایرج کو تخت پر بٹھا کر طرف قلعہ زر افشانیہ کے روانہ ہوئے
یہاں کچھ لوگ پیکان و بادبان کے افراسیاب کے پاس آ کر پہونچے اور سب احوال بیان کیا
کہ پیکان و بادبان مطیع الاسلام ہوئے اور ایرج کو لیے ہوئے طاہر و تاجدار و پیکان و بادبان
طرف زر افشانیہ کے جاتے ہیں بس صرصر نے کہا ایک ساحر میرے ساتھ کیجیے کہ میں جا کر ایرج کو گرفتار
کروں واضح ہو کہ صرصر افراسیاب کی ایسی صورت بنکر کوکب پر عیاری کرنے گئی تھی تو اپنے ساتھ
لیگئی تھی اُسوقت بھی صرصر ایک ساحر کو لیکر روانہ ہوئی اور بعد صرصر سفاک برق نگاہ نہایت
زبردست ساحرہ ہو کہ اُسکے پاس انگشتری جمشیدی ہے بارہ سو ساحروں سے یہ بھی روانہ ہوئی
مگر وہاں راہ سے طاہر نے عرضی بخدمت کوکب روانہ کی کہ ہم ایرج کو بڑی دھوم سے لیے ہوئے
آتے ہیں آپ بران وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیے کہ صاحبقران انکے بھیجنے پر راضی
ہوتے تھے ہمارے خاطر سے اور آپ کے نام سے بھیجا ہے یہ عرضی کوکب نے پڑھی اور نامہ
بران پر خفا ہوا کہ بران کے جانے کی کیا ضرورت ہے مگر جمشید کو روانہ کیا یہاں تاجدار و خود ایرج
کو لیے ہوئے صورت عمدہ بنائے ہوئے منزل بمنزل آتے ہیں ایکدن ایکمقام پر لشکر اُترا اور
صبح اُسی سمت سیر دیکھ رہے تھے کہ ایرج کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین کی چھاتی پر قزاق سوار ہے
اور قتل کیا چاہتا ہے ایرج نے کہا اے تاجدار اس نازنین کو بچا تاجدار نے ہاتھ ہلایا کہ قزاق کا
سر اُڑکر دور جا گرا اور خاکپور شیر دل جا کر اُس نازنین کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نوجوان نے
دیکھا کہ ایک معشوقہ حسین و مہر تمکین کہ جسکی زلف رسا کے روبرو زلف سنبل کی اسیر پیچ پیشانی
نور آگین اُسکی وہ کہ اُسکی پیشانی کے سحر حسن کا ٹیکا ابرو بسان ہلال خمیدہ تیر مژگان وہ کہ جو دل و

جگر چھیدین آنکھین شراب حسن سے معمور دل عشاق پر جو خشمک کرین گال دونون مے حسن سے لال ایسے جیسے گلاب کے پھول آفتاب انکے روبرو شرمائے اگر مقابل ہوجائے دہن تنگ غنچہ سربستہ انکو دیکھکر لیتا سینہ پر چھاتیان اُبھری ہوئی گول گول انمول نہایت سڈول کہ دوہا۔ سندر روپ اور کھ اُدو اپنے وہ ایسے سڈول + کرے کرارے چکنے اونچے گورے گول + اسکے حسن کا یہ نقشہ تھا کبت

سندر روپ سروپ مہا من یون للچے جیسے انگ مین بیجے

جیون مور بجیون کی چھب دیکھت کی چھب دیکھے ہی بیجے

پان کھوات مہا ادھار س چاہے تو چندر کو دیکھے نہ جیئے

ٹک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھک میٹھی ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

ایرج اُسپر مائل ہوا اور اُسکو اپنے پاس بٹھایا اور جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تلمان غار مغرب مین گیا اور کواکب نے فلک پر انجمن آرائی فرمائی اُسوقت محفل آراستہ کی ساقی و مطرب حاضر ہوئے دور جام ارغوانی چلا ہر ایک مست و لایعقل بنا توبہ توبہ کی پرستون کے لاؤ لاؤ کی صدا ولغ مین ہر ایک کے مستی نے ٹھیکا لگایا طال اللہ کی آواز بلند نشہ مین ہر ایک ارجمند اپنی گرمی نشاط و ہنگامہ انبساط مین ہر ایک شخص بیہوش ہوا یعنی یہ عورت صرصر شمشیر زن ہی اُسنے شراب مین بیہوشی ملا کے ہر ایک کو بیہوش کیا ہی اور اُنھین کے گرفتار کرنے کو آئی تھی بس اُسنے ایرج کا انتظار ایا بندھ اُسوقت سفاک برق نگاہ بارہ ہزار ساحر سے آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن نے اپنا کام کیا اُسوقت اُسنے ایک پنجہ بھیجا صرصر کو اُٹھوا منگایا اور کہا کہ اسکو کسی جنگل مین چھوڑ آؤ صرصر افراسیاب کو گالیان دینے لگی کہ اُسنے یہ کیا وقت تھا مولینے کا مگر کیا ہو سکتا تھا اب سفاک برق نگاہ نے سب کو گرفتار کیا اور تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوئی لیکن کوکب اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ بہمن رو مین تن کا نامہ آیا کہ ای کوکب بیکران اور بادبان اور طاہر و تاجدار وغیرہ ایرج کو لیے ہوئے تمھارے پاس آئے تھے اب برق نگاہ نے اُنکو بیہوش کرکے اپنا وہ لیجا سینے کا کیا ہے خبر مہمان کی لینا چاہیے کوکب جو یہ نامہ پڑھا فوراً اُٹھا اور بتعجیل تمام سفاک برق نگاہ کو آکر اُسنے قتل کیا اور شہزادہ ایرج کو چھوڑا لیا اور لیکر اپنے ملک کیطرف چلا ابھی آنکو تو راہ مین رکھیے لیکن کیفیت سنیے کہ کوکب روشن ضمیر نے کہا کہ اے ایرج اب تو آپ منزل منزل

آتے ہین مین جاتا ہون ایرج نے کہا بہتر ہی بس یہ اپنے مقام پر آیا اور خواجہ عمرو نے لوح کو اپنی زنبیل
سے نکالا اور کوکب کو دیا اور کہا کہ ای کوکب یہ لوح تمھارے طلسم کی ہی اسکو تم حفاظت سے رکھو
کوکب نے کہا ای خواجہ ابھی تم اس لوح کو رہنے دو کیونکہ طلسم کشا موجود ہی ایسا نہو کہ وہ اسکو پا جائے
عمرو نے کہا کہ لوح اسواسطے نہین ہوتی کہ میری زنبیل مین رہے بلکہ اسلیے ہوتی ہے کہ وہ طلسم مین رہے
تا کہ طلسم کشا کے کام آئے اب مین اسکو اپنے پاس نہ رکھونگا کوکب نے ناچار ہو کے لے لیا اور
اس لوح کو ایک گلدستہ مین رکھا اور اس گلدستہ کو ایک قصر مین پہاڑ پر رکھ دیا اور ساحر بہر حفاظت
مقرر کیے اور جس مقام پر رکھی گئی ایک ابر اس گلدستہ کے اوپر چھایا پھر اسمین سے موتی برسنے
لگے اب ایک ساحر کے دلمین آیا کہ اس لوح کو اگر شہزادہ جہانگیر پائے تو مجکو بہت کچھ سرفراز کرے
یہ لوح چلکر اسکو دینا چاہیے بس اسنے اس گلدستہ کو توڑ کر اور جو ساحر کہ محافظ تھے انسے چھپا کر لوح کو
نکالا اور شہزادہ جہانگیر کے پاس آیا اور لوح کو دیا شہزادہ اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اس ساحر کو
سرفراز کیا اور آپ لوح لیکر واسطے فتح کرنے طلسم کے اکیلا چلا اور لوح کو دیکھا اسمین لکھا کہ ای
فاتح طلسم و سیارہ عجائبات دہنی طرف کو جاؤ شہزادہ جہانگیر اس طرف کو چلا یہانتک کہ آتے آتے
ایک قصر کے قریب پہونچا اور دیکھا کہ قصر نہایت بلند و رفیع ہی جہانگیر اندر اس قصر کے آیا ہر طرف دیکھا کہ
شہ نشین اور کمرے بنے ہین معمار عقل بھی اس جگہ کو دیکھکر حیران کار ہی شہزادہ اندر بارہ دری کے
آیا یہان دیکھا تو ایک تخت پر ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ تاج شہریاری بر سر و چار قب شاہنشاہی
در بر مالا ہاے مروارید گردن مین پڑے ہین چتر بال ہما کا سر پر گردش مین تخت پر بیٹھا ہے اور گرداگرد
اسکے کرسیون پر امیران سلطنت اور وزیران ابہت متمکن ہین شہزادہ نے جب خوب غور کرکے
دیکھا تو اس بادشاہ کو مع ارکین سلطنت پتھر کا پایا حیران ہوا کہ نہین معلوم یہ پہلے انسان تھے
اب پتھر کے ہوگئے ہین یا کسی نے تصویرین تراش کر یہان رکھدی ہین اس سوچ مین کھڑا تھا
کہ ایک طرف سے آواز قہقہہ کی آئی اسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ
کبک رفتار شیرین گفتار خال ہندو چشم جادو مہر تمکین زہرہ جبین گرز لف چلیپا کے روبرو سنبل
پیچ بالکل ہیچ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے شہزادہ اسکو دیکھکر مائل ہوا خنجر ابرو کا گھائل
ہوا تیر مژگان دل کے پار ہوا طائر دل شکار ہوا قریب آکر اس سے کہا کہ ای جانی و ای سرمایہ

عمرو زنگانی تم کس بات پر قہقہے لگاتی ہو اُسنے کہا کہ مین تمھارے حیرت کرنے پر آئینہ وار حیران ہون کہ اِس مکان مین ششدر مثل آئینہ متحیر کھڑے ہو آئیے تشریف لائیے بلکہ میت رواق منظر چشم من آشیانہ تست

کرم نہادم فرود آکہ خانہ خانہ تست بلا طلع
نگذاشتمے کہ پاے برخاک نہی

از آمدنت اگر خبر داشتمے
خاک قدمت زدیدہ برداشتمے

در رہ گذرت گل سمن کاشتمے
شہزادہ دل از کف دادہ تو

اُسکا ہو ہی چکا تھا بغیر دیکھے لوح کے اُس نازنین کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالے دل مضطر اپنا سنبھالی کرتا ہوا شعر لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر لوٹنے + بغل مین بیٹھ کے اُنکا حساب دیتی جا + غرض وہ نازنین شاہزادہ کو لیے ہوے اُس مکان کے ایک ایسے مقام پر آئی کہ وہان دروازہ لگا تھا جب اُس دروازہ کے اُدھر گئی تو دیکھا کہ یہان ایک باغ دل کشا نہایت فرح افزا لگا ہے ہوا یہانکی مسیحائی کا دم بھرتی ہے بلبل گل سے گفتگو کرتی ہے غنچہ مسکرا رہے ہین گل خندہ زنی کرتے ہین شاخین درختون کی جھومتی ہین شاہد ارض کا مُنھ چومتی ہین ہوا وہان کی کار مشاطگی کرتی ہے کہ شاخین جھوم جھوم کر آپسمین ملتی ہین کسی طرف نرگس مست کہین لالہ ساغر در دست فرش سبزہ زنگاری کا بچھا خیمہ ابر کا استادہ طاؤسان زرین بال سبزہ پر رقص کرتے ہین نہرین سلسبیل و تسنیم آسا چمن مین روان وزان باد بہاری سحر پھولون کی سبزۂ زنگاری پر گلکاری تھی غنچے چٹکتے نہین جامہ بہار لیتے ہین نشہ کا اُنھین اُتار ہے عروس چمن پر جوبن ہے طرفہ بہار ہے بلبلین چہچہاتی ہین فصل بہار ہے تو عروس چمن کے سہاگ گاتی ہین طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہین فاختہ کی کو کو قمری کی حق سرہ نہرون کے کنارے فوارے ساون بھادون کیطرح چھوٹ رہے ہین فوارہ کیا اُچھلتا ہے حوض کا حوصلہ نکلتا ہے نظم

کہین گیندا ہے جعفری ہے کہین
خندہ زن ہین برنگ صورت یار
حوض ہین لبریز نہرین ہین روان
یاسمن شبو و نسرین بے بدل

کہین سیوتی کے پھول ہین رنگین
سیوتی داؤدی بابونہ کنار
سب طرح پھولونکی ہین گلکاریان

ہے گلون پر عجب طرح کی بہار
ہین ہزارون ہی وہان گل بے شمار
سنبل تر اور گل یاچین گڑہل

غرض وہ عورت اس شہزادہ والا تمکین کو لب نہر ایک بنگلہ مین لائی اور مسند پر اسکو بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی پاس آپ بھی بیٹھی مگر شرمائی ہوئی لجائی ہوئی مگر ادا کو ولے کا عالم دکھاتی نیچی نگاہین کرکے مسکراتی اُسکے حُسن کی یہ کیفیت تھی کہ ماہ کامل اُسکے رخسار سے جو لڑ جاتا تو صاف مُنھ پر طمانچہ پڑ جاتا گوہر دندان کی چمک آبرو مروارید کی کھوتی آفتاب کی ضیا سامنے اُسکے شرمندہ ہوتی

سینہ پر چھاتیوں کا ابھار گول گول سڈول یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ڈبیان معجون مبہی کی ہین یا دو گنبد بلور کے ہین یا دو قمقمے نور کے ہین ابیات

عید کا چاند ہی یا ہی وہ جبین مہ پارا
ہے مہ و مہر کا نور اسکے مقابل عنقا
گورے گورے سے ہین رخسار کہ عالم تنویر
جل بجے دم ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس

رونق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما
حرف تقدیر نظر آئے تجھے پیشانی
عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جسکی ہوس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علے

صبح صادق ہی شب قدر کی یا نام خدا
آپ کے رشک سے ہی آئینہ پانی پانی
مفت ہی جان کے عوض بھی جو میسر خوش خرم
رخ سے رخ چھوٹ گئے ہورہے جاتا نکلا

پس اُسنے شہزادہ کو جام مے ارغوانی بھر کر دیا اُسوقت شہزادہ کو خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہے ایسا نہو کہ مین کسی آفت مین گرفتار ہو جاؤن پس لوح کو دیکھ لینا چاہیے اُسنے لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا کہ ای شہزادہ تو سے ظلمات جادو سے تیغ برّ آلیا کہ جو اسکے ساتھ آئے بہتر کیا تمنے جو لوح کو دیکھا ورنہ مارے جاتے اب تمکو چاہیے ہی کہ لوح اسکے جسم سے مس کرو تاکہ یہ جل جائے اور اس باغ مین بھی عکس لوح ڈالو کہ اسمین بھی آگ لگ جائے اور یہان سے اُٹھکر اُس مقام پر کہ جہان وہ بادشاہ پتھر کا تخت پر بیٹھا ہے جانا اور لوح کو اُسکے بدن سے چھوانا کہ وہ انسان ہو جائے اور اسی طرح سب اہل دربار بھی اُسکے انسان ہو جائین اور زعفرانیہ کا حاکم ہی زعفران شاہ اُسکا نام ہی یہ ساحرہ اُسکو اُٹھا لائی اور طالب وصال ہوئی جب اُسنے منظور نہ کیا تو اُسنے اُسکو پتھر کا بنا دیا اب تو اُسے انسان بنا لوح سے شہزادہ نے یہ حال معلوم کر کے اُس ساحرہ کے بدن سے لوح کو مس کیا کہ وہ جلنے لگی اور باغ مین بھی عکس لوح ڈالا کہ اُسمین بھی آگ لگی وہ سب گل گلزار ہوے جلکر فی النار ہوے سب باغ آتش بہار و برباد ہوا شہزادہ کو اُس ساحرہ کے سینہ تمی جلنے کا بہت رنج ہوا لیکن اب جو دیکھا تو اُسکا یہ نقشہ تھا کہ کبت بھینس کی ایسی کھال تو ٹھر کے ایسے بال مانون چوطے کی لاؤنی ملائی ہے ٭ کالی رات ماؤس کی ایسی سیاہی چندو توی کمان پائی شعر تابہ و ہنے سینہ بائے ٭ بو وہ دہنش چو دیگ ابنے - شہزادہ نے یہ صورت اُسکی دیکھکر لاش پر اُسکی تھوک دیا پھر والان سے اسی بارہ دری مین جہان وہ بادشاہ تھا آیا اور لوح کو چھوا کر سب کو انسان بنایا اُس بادشاہ نے سر اپنا قدم پر شاہزادہ کے رکھا اور کہا کہ مصرع اے آمدنت باعث آزادی ما + پھر اُس بارہ دری مین سب طرح کا سامان عیش و نشاط فواکہات کی ڈالیان خوش رنگ نرالیان کشتیان شراب کی تھا مین گزک کے لیے گرما گرم کباب کی موجود تھین اُس مقام پر جلسہ آراستہ کیا

شہزادہ نے شراب پی اور کباب کھائے پھر آرام فرمایا بعد کچھ دیر کے اُشعار زعفران کے ساتھ جو ساحر تھے اُنھون نے
تخت سحر تیار کیا اُسپر شہزادہ اور بادشاہ کو سوار کرکے قلعہ زعفرانیہ مین لائے یہان کے عجائبات دکھائے
اہل قلعہ کو خوشی ہوئی کہ ہمارا بادشاہ آیا سب نے نذرین دین شہزادہ نے اُس ملک کو نہایت آباد پایا
کہ عمارتین گچ اور پختہ بنی تھین کہ جو طاق کسریٰ اور فریدون کو شرماتی تھین ہر عمارت کی دیوار و نبر استرکاری
اور صیقل کیا ہوا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ

بیت

زبسے صفای عمارت کہ در تماشایش | نگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار

شہزادہ وہان دار الامارت شاہی مین آیا اُس بادشاہ نے دعوت بڑی دھوم سے کی رقاصان مہرطلعت رقص
کرنے لگین دور شراب ہوا جلسہ چنگ و رباب ہوا جب اس سے فارغ ہوے شہزادہ نے اپنا حال کہا کہ مین طلسم
کشائی کو آیا ہون غرض کئی روز وہان شہزادہ رہا ایک دن جب طلسم عالم مین طلسم کشاے آفتاب سرگرم رفتار ہوا اور
لوح آفتاب خطوط شعاع سے منقوش ہے شعر صبحدم نکلا فلک پر آفتاب ٭ پھر گیا ہر ایک آنکھون سے خواب
شہزادہ زعفران شاہ سے رخصت ہوا اور قلعہ سے نکلکر چلا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا دست راست کی
جانب سیدھے چلے جاؤ بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا شہزادہ یہ معلوم کرکے روانہ ہوا اور ایک صحرا سے
سبزہ زار مین پہونچا کہ کوسون تک سبزہ لہلہا رہا تھا کوہ بالا رشک لالہ کھلا تھا چشمے حقہ حباب مین لبریز ڈبڈبے
موج خیز چشمے کا مستون سے مخاطب ہونا پی پی لکے آپ ہی جان کھونا گلون کی سرخی سبزہ کا لہلہانا
عجب طرح کا جوبن دکھاتا تھا اُس بہار پر بے اختیار دل لوٹا جاتا تھا شہزادہ قدرت خدا مشاہدہ کرتا ہوا
قریب ایک پہاڑ کے آیا اُس پہاڑ کو پھولون سے مثل گلدستہ کے پایا پہاڑ سے جھرجھر آبشار ہوتا تھا
روح فرہاد کی اُس پہاڑ پر نثار تھی پھولون کی بیلین لٹک رہی تھین منشی بہار نے گویا خط طغرا تحریر کیا تھا
شہزادہ اُسکی گھاٹیون کو طے کرکے قلہ کوہ پر آیا یہان دیکھا تو چھوٹے چھوٹے درخت یک لخت گل اور بار سے لدے
ہین اور ایک طرف کو ایک طفل حسین بصد حسن و تزئین بیٹھا ہے ایک ناندہ پانی سے بھرا ہوا سامنے اُسکے
رکھا ہے اُس ناندے کے اندر منہ نے کا ڈال کر پھونک رہا ہے تو اُسمین سے بلبلہ اُٹھکر قندیل ہوکر بلند
ہوتا ہے صدہا قندیلین روے ہوا پر بلند ہین اور وہ لڑکا اُن قندیلون کو دیکھکر ہنستا ہے شہزادہ نے جو
یہ ماجرا دیکھا اُسکو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اور وہ تماشا بہت پسند آیا کھڑے ہوکر اُسکو دیکھنے لگے
اور ایسی بیخودی ہوئی کہ لوح دیکھنے کا مطلق خیال نہ رہا اور اُدھر اُس لڑکے نے شہزادہ کو دیکھا تو

پانی کو جلدی جلدی پھونکنے لگا کہ قندیلین بہت سی اُٹھکر شہزادہ کی طرف چلین اب شہزادہ کو خیال آیا کہ قندیلون
کا پانی سے اُٹھنا سوائے اسکے نہین کہ کچھ جادو کا شعبدہ اور ڈھکوسلا ہو ایسا نہو کہ تو گرفتار سحر ہو جائے
اسلیئے لوح کو دیکھا چاہیے کہ کہان پانی اور کہان قندیلین بس اسنے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ ای مشاہدہ کن

حالات غرائبات یہ حباب جادو ہی یہ لڑکا نہین ہے تجھکو گرفتار کریگی نہین تو جا کر لوح کو اُس
ناندے مین ڈالدے تاکہ اُسکا پانی اسکو غرق کرے شہزادہ نے جا کر لوح کو اُس ناندے مین دکھایا اُسوقت اُس
لڑکے نے شہزادہ پر بہت کچھ افسون کیا تاریخ ترنج لگائے مگر بسبب لوح کے اثر پذیر نہوئے اور پانی اُس
ناندے کا مثل دریا کے اُبل کر چڑھا تو اُس لڑکے کو اُسنے اپنے مین ڈبو لیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ
کشتی مارا نام من **حباب جادو** بود اب وہ پانی وغیرہ سب غائب ہو گیا اور لاش **حباب جادو**
کی بوندے اُڑا کر لے گئے شہزادہ نے سجدہ شکر درگاہ خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا پہاڑ کے نیچے
اُترا اور پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ سامنے کو روانہ ہو یہ اُس طرف چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک نازنین
مہجبین مع چند کنیزان خوش آئین کے ایک خیمہ کے کنارے پر بیٹھی ہی اور ایک جوان سامنے اُسکے
کھڑا ہوا باتین کر رہا ہے کہ یکایک ایک دیو لعین ڈانٹتا ہوا پیدا ہوا اور اُسنے اُس عورت سے کہا کہ بیت
سب سہینگے جو اگر لاکھ بُرائی ہوگی ٭ پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی ٭ یہ کہکر اُس جوان کی طرف
مخاطب ہوا اور کہا کہ کیون مردود تو میری معشوقہ سے ہنستا ہی یہ کہکر اُسکے قریب آیا اور چاہا کہ اُسکو ہلاک
کر ڈالون اُسوقت وہ عورت کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ہان ہان کیا کرتا ہے اُس بیچارے نے تیرا کیا لیا ہی
اُس دیو نے کہنا اُسکا نہ سنا اور اُس جوان کے لپٹ گیا اُسوقت تو وہ پکاری کہ ای شہزادہ جہانگیر آپ
دیکھتے ہین اور اِس موذی کو سمجھاتے نہین شہزادہ جہانگیر آگے بڑھے اور اُس دیو سے کہا کہ نالائق تو
کیون اِسکو قتل کرتا ہے اُس دیو نے کہا کہ یہ میری معشوقہ سے ہنستا ہے شہزادہ نے کہا کہ تو دیو اور وہ عورت
یعنی انسان تجھسے اور اُس سے کیا نسبت ہی کہ جو تو اُسکو اپنی معشوقہ بناتا ہے جا دور ہو نہین تو میرے ہاتھ
سے مارا جائیگا وہ دیو اُس جوان کو چھوڑ کر شہزادہ کے لپٹا اور اُس عورت نے اور کنیزون نے اُسکی
ظاہر مین تو شہزادہ کی بلائین لینا شروع کین لیکن چاہا کہ لوح گلے سے اُتار لین اور جب اُنھون نے
لوح اُتارنے کا ارادہ کیا شہزادہ اب سمجھا کہ یہ مکر ہے بس فوراً اُسنے ہر چند کہ وہ دیو لپٹا ہوا تھا مگر لوح کو دیکھا
اُسمین نکلا کہ اے شہزادہ یہ ساحرہ ہے اور آپ کو دھوکا دیتی ہے چاہیے ہے کہ اِسکو قتل کیجیے یہ معلوم کرکے

شہزادہ نے اُس دیو کو تو اُٹھا کر دے مارا اور پھر اُس عورت کے اوپر ہاتھ ڈال کر بال اسکے پھر کے پکڑے
اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ گردن اُسکی ٹوٹ گئی اور چرخ کھا کر زمین پر گری اور ہلاک ہوئی آواز آئی
کہ ملا غضبناک جادو کو اب وہ دیو اور وہ جوان جو متین کر اٹھا اسکے سامنے سے بھاگ گیا اور
شہزادہ وہان سے آگے چلا پھر لوح کو ملاحظہ کیا اسمین نکلا کہ اب کی دفعہ پہونچیگا ایک درخت عالیشان ملیگا
کہ جسپر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوگا اور جب وہان پہونچیگا تو اُس طاؤس کو اپنے پاس بلاتا اور
اسکی پشت پر سوار ہوتا وہ تمکو صحرا اسے عجب مین لیجائیگا شہزادہ اُس درخت کے نیچے جا کر پہونچا
اور طاؤس پر سوار ہوا وہ لیکر اُڑا یہان تک کہ ایک صحرا مین لا کر اُسنے پہونچایا شہزادہ اُسکی پشت پر سے
اُترا اور آگے چلا ایک جا پر ایک ہنڈولہ کھڑا دیکھا کہ کھٹولے اُسمین بندھے تھے اور ہر کھٹولے پر ایک
ایک نازنین بیٹھی تھی جب اُن نازنینون نے شہزادہ کو دیکھا سب ایک ایک کر کے کنوئین مین
کود گئین شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کہ اس ہنڈولہ کو تلوار سے کاٹ کر کنوئین مین گرا دیوے اور تو بھی
کود پڑ شہزادہ نے ایسا ہی کیا اور کنوئین مین کودا غلطان او پیچان چلا جب تہ پر پانون لگا ایک میدان
وسیع نظر پڑا وہان دیکھا وہی عورتین جو کہ کنوئین مین کود گئین تھین درختون مین جھولا پڑا ہے اور وہ
جھول رہی ہین پینگ اسطرح بڑھتے تھے کہ یقین ہے آسمان چھو لینگی شہزادہ نے لوح کو
دیکھا اُسمین نکلا کہ تو اُنسے راہ کترا کے ایک طرف کو روانہ ہو ہر چند یہ پکارین مگر جواب نہ دینا شہزادہ
انکی طرف سے راہ کترا کے چلا اب اُنھون نے پکارنا شروع کیا کہ اے شہزادہ جہانگیر ادھر آؤ
کہان جاتے ہو شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت تو وہ جھولہ پر سے کود کود کر انکی طرف دوڑین اُنھون نے
پھر لوح دیکھا اُسمین نکلا کہ اسی بات کا انتظار تھا کہ یہ عورتین جھولے پر سے اُتر پڑین اب تو انکو لوح
دکھا دے کہ یہ جلکر رہجائین شہزادہ نے انھین لوح کو دکھا دا وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئین شہزادہ
پھر آگے بڑھا اور دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہے وہ گنبد یاقوت احمر کا تھا اور ایک پتلی جواہر کی نہایت
زر و زیور سے آراستہ گنبد کے اوپر کھڑی ہے اور سامنے قلعہ کے چار جام جواہر نگار نہایت تکلف سے
رکھے ہین اُن جامون پر جانور جواہر کے بنے ہوئے بیٹھے ہین تاثیر یہ ہے کہ جو کوئی سامنے اُس پتلی کے جائے
تو وہ جلکر رہجائے شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اس اسم کو پڑھکر تیر سے اس پتلی کو گرا دے
اور پھر تو اندر اُس گنبد کے جا شہزادہ نے تیر سے اُس پتلی کو گرایا اور آپ اندر اُس گنبد کے آیا اور دیکھا

کہ اُس گنبد کی دیوارون پر آئینہ نصب ہین اور اُن آئینون مین تصویرین بنی ہین اور تمام دنیا کا حال
اُن آئینون مین معلوم ہوتا ہے اور دیوار پر شکارگاہین تصویرین بادشاہان زمانہ کی کھنچی ہین اور ایک
آئینہ مین تمام ولایتون کا نقشہ اور حال نظر آتا ہی شہزادہ نے کھڑے ہو کر اُس آئینہ مین سیر ہفت ملک
کی کرنا شروع کی آئینہ کیا تھا کہ جام جہان نما تھا اور بڑی دیر تک سیر دیکھا کیے پھر اپنی معشوقہ ملکہ
ماہ دُردر گوش کو دیکھا کہ ایک پلنگڑی پر پڑی تیرے عشق مین زار زار روتی ہے نہایت پریشان
حال ہے سیماب وار بیقرار ہے کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی اور کبھی یہ کہتی ہی کہ قطعہ

اشعار

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے
تو باوجود تقاضاے مرگ و شدت نزع
کہ آپ ذرہ نوازی جو مہروار کرین
ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اے باد صبا سوے دلارام
دیوانے پر تیرے آفت آئی
گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
جلد آ کہ یہ وقت جانکنی ہی

لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا

جس دن سے ہوئی تیری جُدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مینا
تجھ بن مری جان پر بنی ہے

یہ دیکھکر شہزادہ زار زار برنگ ابر بہار رویا کہ یکایک ایک آواز آئی
کہ ای شہزادہ جہانگیر والاتدبیر السلام علیکم اُسنے جو آنسو پونچھ کر دیکھا تو ایک مرد پیر نہایت ضعیف نورانی
صورت عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین پہنے کھڑے ہین شہزادہ نے انکو جواب سلام دیا اور کہا کہ ای مرد بزرگ
آپ کون بزرگوار ہین اُنھون نے کہا کہ ای شہزادہ جہانگیر تم طلسم کوکب توڑتے ہو تو بہت بجا ہو گے
کیونکہ کوکب دوست صاحبقران ہے اور تم بیٹے صاحبقران کے ہو تمکو چاہیے ہی کہ اب تم یہان سے
پھر جاؤ اور اپنے لشکر مین جا کر قیام پذیر ہو اور مسلمان ہو جاؤ کلمہ پڑھو اور انتظار آمد صاحبقران کرو جب
وہ آئین تو اُنسے لڑ کر زیر ہونا اور مسلمان ہو جانا شہزادہ نے اُسی وقت کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا
اور کہا کہ مین مسلمان تو پہلے ہی تھا لیکن اب اتنا طلسم کوکب کا مین فتح کر چکا ہون کوکب کو بادشاہت
ملک کی کیا کم ہی طلسم کو اُسکے ٹوٹ ہی جانے دیجیے اُنھون نے کہا کہ تمکو اختیار ہے لیکن تم
فرزند صاحبقران ضرور ہو یہ کہکر وہ مرد پیر تو غائب ہو گئے اور شہزادہ اُس گنبد عجائب نما سے باہر
نکلا اور آگے چلا اور قریب ایک قصر کے پہونچا اُس قصر مین ہزار ہا روزن ہین اُن روزنون سے چہرے
پریزادون کے لگے ہوے ہین اور ایک طرف سے اسطرح کی صداے چنگ و سرود آرہی ہی کہ کلیجہ تھامتا

تودی ہی جہانگیر اندر اس قصر کے آیا دیکھا محفل عیش آراستہ ہے ایک بادشاہ تخت پر متمکن ہے اُسنے جہانگیر
کی تعظیم کر کے کہا آئیے مین آپ کی اطاعت دل سے کر چکا ہون جہانگیر بیٹھا نازنینان مہ جبین نے ایسا
چنگ وغیرہ بجا کے گایا کہ بے ساختہ آنکھین جہانگیر کی بند ہو گئین خواب مین اشرف الحکمت کو دیکھا کہ فرماتے
ہین اسے جہانگیر یہ افتخار جادو ہے بہت جلد اسکو لوح کھینچ مارو ورنہ یہ لوح وغیرہ چھین لے گا جہانگیر نے
آنکھ کھولکر لوح کھینچ ماری سب جل گئے آواز آئی کشتی ہار ا نام مین افتخار جادو بود اس مرحلہ کو فتح کر کے جہانگیر
بہ ہدایت لوح آگے روانہ ہوا اور ایک دریا کے کنارے پہونچا دیکھا تو ایک ایک موج اُس دریا کی مثل کوہ کی
اُٹھتی ہے ہر حباب آنکھین دکھاتا ہے دریا مثل خاطر غضبناک کے جوش کھاتا ہے نہ کشتی ہے نہ ڈونگی ہے نہ ملاح
ہے بیڑا پار نہین ہے عقل پیر اتھین لگتا شہزادہ کنارے اُس دریا کے حیران وار کھڑا تھا کہ کیونکر اُس پار جاؤن
کہ یکایک ایک مچھلی برنگ یاقوت احمر دریا سے پیدا ہوئی کہ پشت پر اُس مچھلی کے کاٹھ کھنچا تھا اور ایک ساحرہ
اُسپر سوار تھی تمام بدن اُس ساحرہ کا مثل بلور کے چمکتا تھا وہ کنارے آئی اور اُسنے آکر شہزادہ سے کہا
کہ مین آپ کی دوست ہون دشمن نہین اور اس دریا کے اندر مین رہتی ہون آپ میرے ساتھ اندر دریا
کے چلیے کہ وہان مکان بنا ہوا ہے شہزادہ نے لوح کو اُسکے کہنے سے دیکھا اُسمین نکلا کہ یہ سچ کہتی ہے تم اسکے ساتھ
جاؤ شہزادہ نے کہا اچھا چلو وہ شہزادہ کو اُسی مچھلی پر بٹھا کر دریا مین لے گئی جب وہ مچھلی درمیان دریا کے
پہونچی غوطہ مار گئی اب شہزادہ کی آنکھ کھلی تو مع اُس ساحرہ کے اپنے تئین ایک قصر مین پایا ساحرہ نے انکو مسند پر
بہ تعظیم تمام بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی شہزادہ نے شراب پی اب اُس ساحرہ نے بھی سمجھایا کہ اے جہانگیر تم
مسلمان بھی ہوے ہو تمھین نہ چاہیے ہے کہ طلسم کو کب توڑو اب یہان سے تم واپس جاؤ شہزادہ نے منظور
کیا اور کہا اچھا تم مجکو میرے لشکر مین پہونچا دو تو اُس ساحرہ نے انکو کچھ کھلا پلا کے بہت خاطر کر کے انکے لشکر مین انکو
پہونچا دیا یہ تو لشکر مین آگئے لیکن سفاک کو مار کر کوکب نے جو ایرج کو چھوڑ دیا تھا تو افراسیاب جادو
نے ایرج کی راہ روکنے کے لیے حشمک فیل دندان جادو کو بھیجا یہ آیا اور اُسنے آکر سحر کیا کہ ایک دیوار راستہ مین
دور تک کھنچ گئی اُسوقت پیکان جادو نے کہا کہ ہم روکے گئے ہین یہ دیوار جو کھنچی ہے سحر کی ہے غرض اُس دیوار
کے ٹھہر رہے اور وہان بران شمشیر زن نے مجلس جادو سے کہا کہ اسے مجلس دیکھ تو اب
ایرج نوجوان کہان ہے اُسنے جو آنکھین بند کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ زیر دیوار حشمک جادو
سب ٹھہر رہے ہوئے ہین اُسنے بران سے اس حال کو کہا بران نے کہا کہ اسے مجلس تو جا کر

اُس دیوار کو توڑ دے مجلس وہان سے روانہ ہوئی اور آکر اُسنے ایک ناریج اُس دیوار پر مارا
کہ وہ دیوار دُھوان ہوکر اُڑ گئی اُسنے آکر ایرج نوجوان سے ملاقات کی ایرج نے دیکھا ایک لڑکی کرتینے
ناک بہتی ہوئی چلی آتی ہر اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہے طاہر قدرت نے کہا کہ یہ مجلس جادو ہے ہمیشہ لڑکی
بنی رہتی ہے مجلس نے شہزادہ ایرج کو سلام کیا لیکن چشمک نے جو یہ دیکھا کہ میری دیوار سحر کی باطل ہوگئی
یہ غصہ مین چلا اور سامنے مجلس کے آیا اور پکارا کہ او لگانہ چھوکری تو نے بڑا غضب کیا کہ میری دیوار کو باطل
کردیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگی یہ کہکر سامنے آیا اُسوقت مجلس نے اپنے سر کے بال نوچے
چشمک بھی اپنے سر کے بال نوچنے لگا اب جو فعل کہ مجلس کرتی ہر وہی یہ چشمک بھی کرتا ہر اس لڑائی
کے عرصے مین بران شمشیر زن بھی آکر پہونچی اور کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی اب چشمک نے ایک انگوٹھی
مجلس پر کھینچ ماری مجلس نے وہ انگوٹھی مچھلی بنکر مُنھ مین لے لی اُسوقت آسمان پر نعرہ ہوا کہ منسم
افراسیاب جادو اور افراسیاب کے ساتھ ناقوس جادو بھی ہر اور اُسکے پاس ناقوس جمشیدی
بھی ہر بس ناقوس نے ناقوس جمشیدی کو پھونکا کہ مع بران سب بیہوش ہوگئے مگر مجلس جادو
تڑپ کر زمین مین سماگئی اور وہان سے جو نکلی تو ایک سحر ایسا کیا کہ چشمک کے دو ٹکڑے ہوے اور پھر یہ
زمین مین سماگئی لیکن یہان سب بیہوش تھے افراسیاب نے تیلون سے کہا کہ ان سب کو باندھ لو
اُسوقت مجلس تڑپ کر مچھلی بنی ہوئی زمین سے نکلی اور ٹکر اُسنے آکر تخت افراسیاب پر ماری کہ تخت
کے کئی ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑے پر افراسیاب ایک پر ناقوس جمشید اور ایک پر خود ناقوس جادو
بیٹھا تھا مجلس نے ایک گولہ سحر کا ناقوس جادو پر مارا کہ اُسکے سینہ کے پار ہوگیا افراسیاب
گھبرا کر کھڑا ہوگیا اب مجلس افراسیاب سے چمک چمک کر لڑنے لگی اور دو چار سحر ایسے کیے کہ افراسیاب
بھی زخمی ہوگیا اور اسطرح یہ لڑ رہی تھی کہ افراسیاب کا بچنا اسیر قالقل نہ ہوتا تھا اُسوقت افراسیاب
نے نعرہ کیا کہ ارے وہ میری سمرن لاؤ کہ جو مین نے بوٹیان اپنی کاٹکر بنائی تھی اور انگشتری جمشیدی منگائی
تھی وہ سمرن لاکر افراسیاب کو ایک پریزاد نے دی بس اُس سمرن کا کہ اب یاقوت کی تھی ایک دانہ
توڑکر افراسیاب نے مجلس پر مارا کہ مجلس کے سینہ کو توڑکر پار نکل گیا بران وغیرہ اور عمران
جادو مرنے سے چشمک کے ہوشیار ہوچکی تھین انھون نے اپنے گریبان پھاڑ ڈالے
مجلس مین رمق جان باقی تھی اُسنے بران سے کچھ وصیت کی اور دم اُسکا نکل گیا افراسیاب

توچلا گیا یہ سب روتے ہوئے لاشہ مجلس کا لیکر مع ایرج سمت کوکب روانہ ہوئے روایت دیگر یہ ہے
کہ جسوقت ناقوس مارا گیا تو اُسوقت افراسیاب بدحواس ہوا مگر روے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم فخر ظلماتی ابھی
کے مرنے پر مجلس جادو زندہ ہوگی مگر اب ایرج کو لیکر کوکب اور بران وعمر وکمیطرف طاہر وغیرہ روانہ
ہوئے اور وہان افراسیاب بھی فوج کثیر لیکر چلا اور خود پاس فخر ظلماتی کے آیا اور کہا اُستاد کوکب
نے ایرج کو بڑی دھوم سے بُلایا ہی فخر نے کہا مین وہ تدبیر کرتا ہون کہ سال بھر تک زر افشانیہ پر نہ پہونچ سکے
یہ کہکر فخر تو روانہ ہوا اور افراسیاب آگر پاس جہانگیر کے پہونچا کیونکہ جہانگیر طلسم توڑنے پھر کر
آچکا ہو افراسیاب نے اُس سے کہا کہ تم اب جلد زر افشانیہ خالی کرالو اُسوقت جہانگیر کو کچھ بن
نہ آیا سوائے اسکے کہ یہ اُٹھا او کنارے دریا گئے آکر دریا مین کود پڑا اور بہتا ہوا اندر قلعہ زر افشانیہ کے
پہونچا کس لئے کہ یہ دریا اندر قلعہ کے گیا ہو اور زر افشان جادو کو خبر ہوئی کہ جہانگیر آگیا یہ گھبرا
کے اپنے مقام سے چلا اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر پر سحر کرنا شروع کیا لیکن اُسکے پاس لوح طلسمی
سحر نے تاثیر نہ کی اور جہانگیر نے تیغہ بلاکش کھینچکر قتل کرنا شروع کیا آخر زر افشان جادو تاب نہ لا
روبفرار رکھا او شکست کھا کر بھاگ گیا پھر زر افشانیہ مین عمل جہانگیر اور افراسیاب کا ہو گیا ایک گنبد
طاہر قدرت صاحبقران کے یہان بنا آیا ہی کہ اُسپر صاحبقران بیٹھے ہوے یہ سب تماشا دیکھتے
ہیں مگر کوکب نے سُنا کہ شہر زر افشانیہ خالی ہو گیا اُسکو بہت رنج ہوا اور وہان سے یہ چلا شہزادہ ایرج
کے پاس آیا ایرج نے تسلیم و تعظیم کی اب کوکب اُنکو لیکر بڑی عزت سے اپنے طلسم کی طرف چلا ڈنکا
بجتا ہوا طائران سحر سر پر سایہ فگن نقیب آوازین لگاتے ہوے بحشم و خدم چار منزل اُنھون نے راستہ
طے کیا تھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچے ایسا وہ صحرا معقول اور فرحت ناک تھا کہ ہوا اُنکی
مسیحائی کا دم بھرتی تھی ابیات

سبزہ ایسا تھا دلفریب بندہ	مردہ ہو جسکو دیکھ کر زندہ	سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار	یہ ہوائے خوش اُس پر آئی تھی	روح بالیدگی سی پائی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام	مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام	غرض یہ مسافر راہ طے کرتے ہوئے

ایک مقام پر آکے پہونچے کہ وہان گل و ریاحین بہت کچھ تھے کوکب نے کہا کہ یہ صحرا تو خشک تھا
اب سر سبز کیونکر ہو گیا یہ کہکر اُس صحرا کے ساکن کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ صحرا تو ہمیشہ سے

خشک تھا یہ گل دریا جین کہان سے آئے اسنے عرض کی کہ آج تیسرا دن گذرا ہے کہ ایک کالا ابر آسمان پر
پیدا ہوا اُسی پانی کی تاثیر سے یہ سب پھول طرح طرح کے پیدا ہوے ہین اور اِدھر بائین جانب ایک
قصر پیدا ہوا ہے اسکے دروازے پر ایک پریزاد مع ہزار بارہ سو کنیزون کے متمکن ہے اور سیر صحرا دیکھ رہی ہے بس
کوکب وبران وایرج وعمرو سب اُتر پڑے حیرت مین آگئے کہ دیکھین کہ ہماری عملداری مین کون آکر بسا
ہے آگے آگے کوکب اور پشت پر تمام سردار جب برابر اُس قصر کے آکر پہونچے دیکھا کہ حقیقت مین ایک
ایک نازنین درمائے جواہر مین غرق ہزار بارہ سو نازنینان مہ جبین اُسکی پشت پر عہدہ لیے ہوے کھڑی
ہین بس جیسے ہی نگاہ کوکب کی اُسپر پڑی بیقرار ہوگیا کوکب اور اُس نازنین نے اُٹھکر سلام کیا
کوکب قریب آیا اور پوچھا کہ تمھارا کہان سے آنا ہوا اُسنے بڑھ کر کوکب کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا
اور کہا اندر تشریف لائیے باغ کی سیر ملاحظہ کیجیے ہم مسافر ہین آپ کی سرحد مین بسے ہین یہ کہکے کوکب کو
اندر لیگئی اندر جو آکے دیکھا ایک باغ نمونۂ جنت ہے اور درخت کلان ہین کہ اُسمین سے موتی گر رہے
ہین بس سب مع بران وایرج دامن مین موتی بھرنے لگے مگر اُس نازنین نے سب سے کہا کہ یہ سب
موتی آپ ہی صاحبون کے واسطے ہین ذرا اندر چلیے اب ہر ایک سردار کے ساتھ ایک ایک ویسی ہی
نازنین ہوئی اور ہر ایک کو لاکر قصر مین داخل کیا اور ناچ ہونے لگا عمرو مع کوکب اُسی تماشے مین مصروف
ہوئے سب سے زیادہ موتی عمرو نے چُنے تھے مگر اور ایک مکان مین یہ بھی مصروف عیش ہین جو جس مقام پر
تھا اُسکا یہ قول تھا کہ ہم کبھی اس مکان سے نہ جائینگے اور خود کوکب اُسی نازنین کو پہلو مین لیے
ہوے شراب خواری مین مصروف ہے نجوم سے یہ حال برہمن نے دریافت کیا بہت رویا
کہا فخر ظلماتی نے سحر کیا ہے اُسمین جاکر یہ سب پھنسے ہین جا کر نور افشان جادو سے اُسنے ایک نقش
دیکر ایک عورت کو بزور علم روانہ کیا کہ وہ اسی مکان مین آکر پہونچی کوکب کو بیٹھا دیکھا اور
اور بیہوش بہت دیکھا غصہ کیا مگر کسی طرح سحر سے یہ نکل نہ سکے اور فخر بخدمت افراسیاب
آیا اور کہا بغیر سال بھر کے عمرو مع کوکب اُس مکان سے نہ نکل سکیگا اس عرصہ مین سب کام
کرلو اُسوقت نامہ لقا کا آیا افراسیاب پر غصہ تھا کہ کیون ملعون تو نے ہمکو
خوب فراموش کیا تب افراسیاب نے کہا اے فخر جاکر مسلمانونکا تو خاتمہ کردے وہان کوئی
ساحر نہین ہے مگر عیار بلا سے بہ ہین فخر نے کہا مین جاتے ہی خاتمہ کردونگا ایک شب بھی نہ ٹھہرونگا عیا

عیاری کرنے بادین اور وہان صاحبقران ایک برج مین بیٹھے ہوے یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے
کہ کوکب وغیرہ سب پھنسے ہوے ہین نہایت افسوس کر رہے ہین اور فخر ظلماتی وہان جاکر
پاس لقا کے پہونچا اور کہا ذرا باہر آکے تماشا دیکھیے مین نے سنا ہے کہ بڑے بڑے ساحر آکر مارے گئے
اور کسی سے کچھ نہو سکا مین ابھی خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر فخر نے جاکر سحر کیا تمام لشکر صاحبقران مین
آگ لگ گئی فریاد کی صدا بلند ہوئی اُسوقت صاحبقران تیغہ پکڑکے برج سے اوپر سے کودے اور
اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے دیکھا کہ تمام لشکر جل رہا ہے وقنا ربنا عذاب النار آگ ہر طرف شعلہ آور
ہے لشکر سے صدائین چلی آتی ہین کہ جلے کوئی کہتا ہے ہم پھکے کوئی کہتا ہے خداوندا بچانا
صاحبقران سنے دیکھا کہ ایک ساحر کنارے لشکر کے کھڑا ہے اور سحر کر رہا ہے اسی کے سحر کی یہ آگ
شعلہ زن ہے صاحبقران اُسپر جا پڑے وہ اسم اعظم سے تو آگاہ تھا نہین اُسنے چاہا کہ مین کرین
ہاتھ دیکر صاحبقران کو اُٹھا لون امیر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس
ساحر کے دو ٹکڑے ہوے تمامی لشکر نے اُسکے سحر سے رہائی پائی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
فخر ظلماتی جادو بود جب فخر ظلماتی مارا گیا تو کوکب وغیرہ نے بھی رہائی پائی اور مجلس جادو
کہ ظاہر مین ماری گئی تھی یہ باطن فخر نے اُسکو لیجا کر قمری کی شکل بنا کر پنجرے مین بند کیا تھا بس
وہ پنجرا آپ سے آپ ٹوٹ گیا اور وہ قمری بھی مجلس کی صورت ہو گئی اور ہزارون چیزین جو
سحر کی تھین وہ مٹنے لگین زوجہ اُسکی ظلمات زنار بند جو موجود تھی اُسنے دیکھا کہ شوہر کا میرے
سحر مٹنے لگا مجلس جادو قمری سے انسان ہوکر جو آگئی بس اُسکو یقین ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا
اُسنے بال اپنے نوچ ڈالے اور رونے لگی اور مجلس کے اوپر جا پڑی مجلس تو ابھی قید سے چھوٹی تھی
گھبرائی ہوئی تھی اُسنے اُسکو پکڑ لیا اور چاہا کہ قتل کر ڈالون اُسوقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم
گستاخ روشن ضمیر آئینہ وار برادر مجلس جادو اس زور مین آیا کہ مجلس کو پنجہ مین دابکر اُٹھالے گیا
ظلمات زنار بند نے آواز دی کہ او چھوکری تو کہان بچکر جائیگی اِسوقت تو مین اپنے شوہر کے
غم مین ہون مگر آنکے وہین کہ جہان تو جاتی ہے مین تجکو قتل کرونگی یہ کہکر زار زار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی بیت

لگی رونے کیا یہ نوحہ آغاز — بدرد قلب با غمناک آواز

نوحہ

مین صدقے تجھپہ مین قربان ہو ہے — میری جان میرے پر ارمان ہو ہے

نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا	ابھی سے تمنے کھوئی جان ہی ہی
نہ دھیان آیا تمھین زوجہ کا بھی کچھ	دکھایا یہ ہمین سامان ہی ہی
اکیلی مین رہی جور فلک سے	ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی
کہان آغوش زوجہ اور کہان خاک	دکھایا یہ ہمین سامان ہی ہی
خطا کیا مین نے کی کچھ تو بتاؤ	ہوے تم ایسے کیون انجان ہی ہی
فلک کے مرگ سے رنج و قلق کے	بھلا کس کس کے لون احسان ہی ہی

یہ تو اپنے شوہر کے غم مین ہی اور وہان کوکب ایرج کو لیکر اپنے مقام پر آیا اور اسکی دعوت کی اور دو روز کے بعد جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان نے گردون کی سیر کرکے غار مغرب مین منھ چھپایا اور ستارے بصد حسن و تزئین چرخ برین پر اپنی چمک دکھانے لگے کہ نظم

ہوئی جب رات وقت خواب آیا	شہ خاور نے اپنا منھ چھپایا
گیا مغرب مین پھر خورشید خاور	ستارے پھر نظر آئے فلک پر

سر شام جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے آکر ایرج کو پہونچائی کہ شہزادہ فلک جاہ جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی گڑگڑایا آلات حرب و ضرب کی تیاری مین ہر ایک بہادر مصروف ہوا سنان نیزہ کی زبان زبان درازی کرنے لگی تیر تخچیر کرنے پر آمادہ ہوے سپاہیون نے پیمانہ شراب حرب نوش کیا دلون مین لڑنے کا جوش ہوا عمود کلہ زنی کرنے لگے تلوارین صیقل ہوتی تھین کمانین جو خانہ کر گئی تھین انگو سینک کر درست کیا لڑنے پر ارادہ چست کیا یہ ساری رات تلاش و ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ غلاف شرق سے تیغ تیز خورشید کو نکالکر ترک وہ نے قبضہ مین کیا اور رات مثل فراریان رو بفرار لائی کہ ابیات

سحر گہ کانپتا خورشید نکلا	کہ دیکھا چاہیے ہوتا ہے اب کیا
بڑھی میدان کو ایرج کی سواری	چلے لڑنے کو سب مردان جنگی

الغرض صبح کو ایرج نوجوان مسلح و مکمل ہوکر بعد ادا ے فریضہ نماز سحر دمامے فتح و ظفر بانگ کر مرکب باد پیما پر سوار ہوا ہمراہ لشکر بے شمار ہوا وہ پلٹنون اور رسالون کا چلنا طبل و بوق کا بجنا دل گردون دہلاتا تھا ہر ایک سوار برچھا ترچھا کنوتی پر رکھے جاتا تھا فانوسین روشن فوج و لشکر پر جوبن منقبت خوانی نقیب کرتے کڑکیت کڑکا کرتے صبح صادق کا وقت اسلحہ کی چھاچا

بلند مسلح و مکمل ہر ایک ارجمند بر سر عظمت و شان سے بلشکر کینہ خواہ وارد دشت مصاف ہوا آنے سے
دونون فوجون کے کرۂ ہوا کرۂ خاک آئینہ سپہر مکدر طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے روے آفتاب گدلا
ہوگیا غرض جلدارون نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا نقیبون نے نکلکر نقابت کی علمون کو جلوہ
طلا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ و جناح وغیرہ آراستہ ہوئین جب نقیبون نے مذمت دنیائے
فانی زبان پر جاری کی صفون پر مثال صف مژگان کے سناٹا آگیا جب نقیب نقابت
کرچکے جہانگیر نے گھوڑا اُٹھا کر بیچ میدان میں جا کر سلحشوری دکھا کر نعرہ کیا کہ اے ایرج آ
میرے مقابلہ میں ایرج نے اسی وقت مرکب اُٹھایا اور سامنے اُسکے آیا پہلے سلام علیک کی
پھر نیزہ اُٹھا کر انکل کر کے سینہ بکینہ جہانگیر پر لگایا دونون میں لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے نظم

دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر	تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر
شہان مرا چنین سے کے بود کارزار	بہ نیکو نہ ہرگز نہ پیچید کار

سنان نیزہ زبان ہو دراز زبان کرنے لگی لیکن ایرج نوجوان
تربیت یافتہ پیر قطب دوران یعنی عمرو کا ہے اور امیر کے بیٹان کے بند جانتا ہے اسطرح کا ہاتھ لگا کر
گھوڑا اُڑایا کہ نیزہ ہاتھ سے جہانگیر کے ہوائی ہوا یعنی نکلگیا تو جہانگیر کی نیزہ آب خجالت مین
غرق ہوا اور تلوار کو کھینچکر خبردار خبردار کر کے اُسنے ایک ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کی باڑھ سے لگا کر
ملادی جبتک کہ تیغ دو ورقہ دور تھا جب سر پر پہونچا اُسنے جھٹکی دی کہ تیغ پٹ پڑا اُسنے
بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تیغ چھین لون جہانگیر نے گریبان میں ہاتھ ڈالدیا تو دیر
کشمکش کے ہوئے کہ مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت تو شاطر چلائے کہ اے بہادران
اگر کشتی لڑنا ہو تو اُتر کر نصیب آزمائی کرو یہ دونون دامن گردان کر زمین پر کودے اور زرہ اور سب
باجہائے جنگ اپنے اُتار کر لنگوٹ کسکر کشتی لڑنے لگے پھر تو نہ این راظفر نہ اور اخطر نہ اور اخطر
این راظفر دہن بہ دہن اور مشت بہ مشت کشتی ہونے لگی کبھی یہ ریل لے گیا کبھی وہ ریل لیگیا
کبھی یہ بغلی ڈوبا کبھی اُسنے لوازندیا باندھا کیلی کی دکھنی گرہ لگائی رود پھیری کوڑا باندھا آنٹی ماری اسیطرح
پانچوین دن ایرج کا کولا اُتر گیا امیر گنبد طاہر قدرت پر بیٹھے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کولا
اُتر جانے سے ایرج کے رنجیدہ ہوئے اور جہانگیر نے ایرج کو چھوڑ دیا کہ اب اچھے ہو ناتو پھر لڑنا
غرض یہ لشکر پانچ روز سے بے خور و خواب تھا اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوا مگر کوکب نور اتھا

رات امیر کو بلوایا اور طاہر قدرت نے جاکر کہا کہ یا امیر اب آپ تشریف لیچلیے ایرج کالو کو لا اُترگیا امیر یہان آئے اور جب وہ زمانہ آیا کہ اندھیرا عالم مین چھایا شاہ خاور نے پردۂ شب مین مُنہ چھپایا کہ ابیات

شہ خاور نے دربار اپنا برخاست
کیا اور آئی جب عالم مین پھر رات
ستارہ رات کے طالع کا چمکا
سر شب طبل جنگی پھر بجایا

یعنی اول شب حکم دیا جہانگیر نے کہ طبل جنگ پرچوب پڑی امیر تو اکیلے ہی تھے مگر جہانگیر کے لشکر مین تیاری رہی ساحر سحر کرتے رہے ہوم ہوا کیا بنگالیون نے دریا کے کنارے بیٹھکر ڈہرہ بجایا کلو اجبرون نارسنگہ کو بلایا نقیب چلایا کیے بہادرون کو جگایا کیے ترغیب جنگ دلایا کیے ہتھیار صاف ہوتے رہے نامرد روتے رہے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ شہ خاور یعنی آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیکر بارگاہ مشرق سے برآمد ہوکر توسن فلک پر سوار ہوا کہ ابیات

کہ شمشیر بران خورشید کو
میان سے لیا ترک گردون نے جب
بیچلے اٹھکے لڑنے کو پھر جنگجو
سپہ گھر کے آئی وہان چار سو

صبحدم لشکر امیر با توقیر کے ہمراہ کوکبہ سے کر دیا اور آپ بصد کر و فر میدان مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جب صفین آراستہ ہوچکین میدان پاک و صاف ہوا جہانگیر گھوڑا اُڑاکر میدان مین آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے میرے مقابلہ کو امیر بھی اشقر اُڑاکر اُسکے سامنے آئے تمام لشکر پیادہ ہوا علمون کو جلوہ ملا طبل و نقارے بجے امیر سب لشکر کو تسلی و دلاسا دیکر اور ٹھہراکر سامنے جہانگیر کے آئے جہانگیر نے سلام کیا امیر نے بھی جواب علیک السلام دیا پھر جہانگیر نے کہا یا امیر آئیے ہم آپ کشتی لڑکر نصیب آزمائی کرین تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہے امیر نے کہا بسم اللہ یہ کہکر اشقر پرے کو دے اور دونون لنگوٹ باندھکر لڑنے لگے اب امیر نے اُسکے زورون کو ریلون کو روکنا شروع کیا پیچ اور توڑ جوڑ و بند کا سلسلہ کس حسن و خوبی سے بندھا کبھی سر سے سر ملاکر ٹکر مارتے تھے کہ اگر تابۂ آہنی مقابل مین ہوتا تو تو تیا اور سرمہ ہوجاتا اسیطرح ساتوین دن امیر اُسکو ریل کر لیچلے اور ایک مقام پر لاکر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے امیر نے فرمایا کہ اب مین نعرہ کرتا ہون ہوشیار ہوجانا ورنہ کہنا کہ مجکو چھل کر آپ نے اُٹھا لیا جہانگیر نے کہا کہ صحرا فراخ ہے جہانتک جاہیے کھینچیے ادھر عمرو نے کہا ایہا الناس امیر نعرہ کرتے ہین روئی اپنے اپنے کانون مین دے لو یہ ایسا نعرہ کرینگے کہ حاملہ عورتون کے حمل گر جائینگے سوار بڑے بڑے گھوڑے ہٹاکر دور لیگئے اور سب نے کانون مین روئی دے لی اب امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے کہ بیت

جہان نعرہ زد مہر منزل مصاف ✤ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ✤ جہانگیر کو سر سے بلند کیا اور چرخ
دیکر زمین پر مارا پھر مشکین باندھکر شادان و فرحان پھرے اور بارگاہ مین لائے یہان گستاخ نے
راہ مین مجلس کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تم چلو مین آتا ہون مجلس تو روانہ ہوئی اور امیر پر افراسیاب
بادل بیتاب غصہ مین آپڑا لیکن امیر مالک اسم اعظم ہین انکا کچھ نکر سکا بڑان و کوکب وغیرہ لڑنے
لگے امیر نے مقابل افراسیاب آکر اسم اعظم پڑھا کہ یہ گھبرا کے بھاگا اُسوقت مجلس بھی آکے
پہونچی اور افراسیاب بھاگا جاتا تھا یہ اُس سے لڑنے لگی اُسوقت زوجۂ فخر ظلمانی کا نعرہ ہوا
کہ یہ دختر تاریک صورت کش کی ہے اور طرف سے کوکب کے برہمن روئین تن بھی
آیا اور ظلمات زنار بند اسطرح آئی کہ سب نے دیکھا کہ ایک بنگلہ فولادی اُڑتا ہوا چلا آتا ہے برہمن
نے ایک تیغ اوسکے مار دیا کہ سینہ کو اُسکے توڑ کے پار گذر گیا سینہ سے اُسکے دھوان پیدا ہوا برہمن نے
کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا اب اِس دھوئین سے کوئی نہ بچیگا وہ دھوان تمام لشکر مین پھیلا ہوا سینہ
اُسکا کیا تھا گویا چاہ بابل تھا اب نعرہ ہوا کہ منم ظلمات زنار بند کیون اے برہمن روئین تن
اب کیونکر بچیگا یہ کہکر اُسنے سحر کو زور دیا اور لشکر مین کوکب کے گھس آئی دھوان سینہ سے نکلکیا تمام
لشکر مین اندھیرا چھا گیا اور ظلمات نے اُسی اندھیرے مین سرداران کوکب کو قتل کرنا شروع کیا
ان سب کی آنکھون مین تو اندھیرا چھایا ہے اور وہ ہر طرف گرتی ہے اور ایک ایک کو اُٹھا لے جاتی ہے
اور قتل کر ڈالتی ہے اب کوکب و برہمن سب دفع سحر کرتے مین آفتاب چمکتا ہے مگر کچھ نہین ہو سکتا
اسی ہنگامہ مین پیکان و بادبان اور کئی بڑے بڑے سردار کوکب کے مارے گئے اُسوقت آسمان
سے نعرہ ہوا کہ منم گستاخ برادر مجلس آئینۂ جمشیدی ہاتھ مین لیے ہوا آتے ہی جو اُس تاریکی پر آئینہ کو چمکایا
وہ اندھیرا دفع ہونے لگا ظلمات نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر گستاخ پر آپڑی گستاخ نے وہی آئینہ سامنے اُسکے
کر دیا کہ اُسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بس گستاخ نے تیغ ماری کہ ظلمات کے دو ٹکڑے ہوئے یہ معرکہ
افراسیاب نے جو دیکھا کہ ظلمات کو گستاخ نے قتل کیا بغیظ و غضب مین گستاخ پر جا پڑا گستاخ نے
آئینہ دکھلا دیا کہ افراسیاب کو حیرت ہوئی مگر کچھ اشارہ کیا کہ آئینہ پر غبار چھا گیا اور بیچ مین دو ٹکڑے ہو گئے اُدھر آئینہ سیاہ
ہوا بس افراسیاب کے گلے مین وہ سمرن ہے کہ ہوسیار مین واسطے حصول انگشتری جمشیدی کے بنائی تھی اُسمین سے
دو دانہ نکالکر مارا کہ گستاخ کے سینہ کے پار ہو گیا مجلس تڑپ کر چلی تھی کہ ایک آندھی اُٹھی تمام زمانہ مین تاریکی ہو گئی

بعد لمحہ کے دیکھا کہ لشکر افراسیاب نہیں ہے ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے طرف سے آفاق بہار دست کے لکھا
ہے کہ اے کوکب منم آفات لے گئی سب کو اُٹھا کر ابھی مناسب نہ تھا جسدن غصہ میں آؤنگی اور مقابلہ
کرونگی ایک دم میں اے کوکب تیری سلطنت کو تباہ کردونگی یہ پرچہ کوکب نے پڑھا اور ہنسکر چپ ہورہا
اور صاحبقران نے بھائی کو خورشید تاج بخش کے لشکر جہانگیر میں بھیجا بلایا اور اُس سے پوچھا
کہ مفصل بتا جہانگیر کس کا لڑکا ہے اُسنے آشکار کیا کہ ملک خورشید تاج بخش کا لڑکا ہے غرض بعد تکرار
بسیار اُسنے کہا کہ یہ لڑکا آپ کا ہے اور چابک تیز رفتار بیٹا عمرو بن اُمیہ کا ہے یا صاحبقران ملک
خورشید تاج بخش جو کہ سوسن قلزم پرست کے مقام پر آپ کو اپنے گھر لیگیا تھا مع عمرو بن امیہ
ضمری کے وہاں ملکہ شمس پری اور اُسکی وزیرزادی دردانہ پری ان دونوں سے ایک کو آپ اور
ایک کو عمرو اپنے عقد میں لائے اور اُنسے یہ دونوں لڑکے پیدا ہوئے اور وہ دونوں شہزادی اور
وزیرزادی حاملہ ہوئیں ایک روز بیرون دنیا صحرائے خاص میں آئیں اور وہاں انکو درد زہ ہوا
اور یہ لڑکے پیدا ہوئے اُسجگہ ملک خورشید تاج بخش بھی آیا اور دونوں لڑکوں کو دیکھا اچھے
معلوم ہوئے پس فوراً ایک شیر ببر کی صورت بنا اور دوڑ کر اُن دونوں عورتوں پر دوڑا
وہ دونوں عورتیں فرط خوف سے لڑکوں کو چھوڑ کر بھاگ گئیں یہ اُنکو اُٹھا لایا اور پرورش کیا اب یہ
بیٹا آپ کا ہے اور چابک بیٹا عمرو کا ہے بس یہ سُنکے صاحبقران نے جہانگیر کو گلے سے لگایا
اور عمرو نے چابک کو گلے سے لگایا کوکب کو لوح اور تیغہ بلاکش دے دیا اور صاحبقران جہانگیر کو
اپنے ساتھ لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے لیکن حمران جادو نور الدہر کو گرفتار کر کے
لے گئی تھی وہ راستہ میں ملی اُسکو صاحبقران نے قتل کیا کیونکہ وہ طالب وصل نور الدہر سے
تھی اور یہ منظور نہ کرتے تھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ مخمور سرخ چشم معشوقہ نور الدہر یہاں
آکر پہونچی اور حمران سے مقابلہ کیا حمران نے اُسکو بھی پکڑ لیا اور سامان قتل کیا اسوقت امیر
آکر پہونچے اور حمران کو قتل کر کے نور الدہر کو چھوڑایا اور اپنے ساتھ لیا اور مخمور کو کہ یہ نور الدہر پر عاشق
ہے جانب عمرو بن اُمیہ ضمری روانہ کیا مخمور بطور مخفی نور الدہر سے ملاقی ہوئی اور صحبت عیش
آراستہ کی باہم لطف شراب خواری رہا سنگریوں کی قینچیاں بندھ گئیں گلابیاں شراب کی سینوں پر
آگئیں باہم لطف بوسہ و کنار رہا کہ بیت ۔ ایک کا ہاتھ ایک کی بالین ٭ ایک کے لب سے ایک کو تسکین

غرض بعد عیش امیر نورالدہر کو لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے اسوقت جہانگیر نے کہا کہ میری معشوقہ
ملکہ ماہ دُردر گوش کوکب کے یہان ہے اُسکو بُلا دیجیے امیر نے مقتون سے کہا
کہ تو جاکر لے آ غمورہ سرخ چشم کو اور ملکہ ماہ دُردر گوش کو مع اُسکی وزیر زادی کے اپنے ہمراہ لیکر
خدمت صاحبقران مین آئے جہانگیر کا عقد ملکہ ماہ دُردر گوش سے اور اُسکی وزیرزادی کا
عقد چابک سے کیا اب یہان محمود لشکر مین جو آئی تھی تو شاہزادہ نورالدہر سے کئی روز تک
صحبت آرائی رہی پھر رخصت ہوکر اپنے طلسم کو گئی اُدھر خواجہ عمرو اور ملکہ بہار کوکب سے
رخصت ہوکر مہرخ کے پاس آئے یہان عمرو بن اُمیہ ضمری پر افراسیاب جادو نے
ایک ایسا سحر کیا کہ عمرو خود بخود افراسیاب کے پاس چلا گیا افراسیاب نے اُسکو ایک
گنبد فولادی سحر سے بنا کر اُسمین عمرو کو بند کر کے روانے ہوا اُس گنبد کو اُڑا دیا یہ خبر ملکہ بران
شمشیر زن کو ہوئی وہ وہان سے بغیظ و غضب تمام چلی اور آکر اُس گنبد کے اوپر گرتی اور
عمرو کو پنجہ مین دابکرلے اُڑی اور ایک پہاڑ کے درے مین جا کر بیٹھی یہ تو پہاڑ کے درے
مین بیٹھی تھی لیکن افراسیاب جادو کو خبر ہوئی یہ پھر وہان سے چلا اور آکر سامنے بران کے پہونچا
اب بران کو اُسنے للکارا بران بھی ناریخ پکڑ کر اُسکے سامنے آئی اُسمین سحر کی لڑائی ہونے لگی افراسیاب
نے ناریخ مارا بران نے دستک دی وہ ناریخ اُلٹا پلٹ گیا اب بران نے ناریخ مارا افراسیاب
نے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریخ کٹ گیا پھر بران نے سحر کی کمند لگائی افراسیاب
نے دستک دی ایک پتلہ پیدا ہوا مقراض لیے ہوے کہ اُسنے وہ کمند سحر کی کاٹ ڈالی آخر افراسیاب
نے ایک سحر ایسا کیا کہ بران بیہوش ہو گئی عمرو نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن افراسیاب نے
ایسا سحر کیا کہ پانؤن اُسکے زمین نے پکڑ لیے افراسیاب نے پکڑ لیا اور سحر سے فولادی بنگلہ بنا کر
قید کیا بران شمشیر زن کو جو ہوش آیا یہ اپنے مقام سے اُڑی اور پھر آکر اُس بنگلہ پر کہ جسمین
عمرو قید تھا گری اور بنگلہ کو توڑ کر عمرو کو پنجہ مین دابا اور پھر لیکر دامن پہاڑ مین آئی کھانا کھاتی تھی وہ
اُس کوہ کا مالک ظالم دل دوسر جادو تھا ایک غار مین رہا کرتا تھا وہان تمام زمانہ کی چیزین
مہیا تھین لیکن اُسکو طلسم کی بگاڑنے سے مسلمانون سے بیر تھا اُسکو خبر ہوئی کہ تمہارے
دامان کوہ مین ایک جادوگرنی زبردست آئی ہے ظالم دل دوسر جادو نے نکل کر دیکھا کہ بران شمشیر زن

یک مرد سے باتین کر رہی تھی اُسکے خیال مین آیا کہ افراسیاب سے جو لڑائی ہوئی تھی یہ بھاگ کے
یہان آئی ہی اور بُران شمشیر زن عمرو سے کہتی تھی کہ کوکب کے پاس چلیے وہان آرام کچھ دن کیجیے
پھر سمجھ لیا جائیگا ظالم دل دو سر جادو نے سحر سے دریافت کیا کہ بران کا یہان سحر ہی یا نہین ہے
معلوم ہوا کہ اُسنے کچھ سحر نہین کیا ظالم دل کا تو وہان سحر تھا ظالم دل دو سر جادو نے اب پھر سحر پڑھ کر
تاش کا دانہ مارا وہ در سے پہاڑ کے بند ہوے سلین درون مین مل گئین بران شمشیر زن غافل بیٹھی
تھی اگر خبر بران کو ہوتی ظالم دل کا کیا مقدور تھا جو قید کرتا کوہ مین اندھیرا ہوگیا عمرو نے کہا الٰہی خیر زنا
بران شمشیر زن قہقہہ مار کے ہنسی کہا کسنے ہمکو قید کیا ہی از بس کہ بہت سا اندھیرا تھا بران شمشیر زن
نے چوٹی سے اختر مروارید نکال کر کیا تمام روشنی ہو گئی اختر مروارید کا یون بیان ہی کہ سابق مین چار سو برس
پیشتر ایک میلہ پڑا تھا باغ جمشیدی مین بران شمشیر زن کے جدو آبا نے نذر جمشید کو دی تھی تابوت
جمشید پر یہ اختر مروارید لٹکا کرتا تھا اُسکے جد و آبا نے جسوقت نذر دی تو یہ اختر مروارید جمشید سے لے دیا تھا
اور ظالم دل دو سر جادو دریا سے شور پر آیا دستک دی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسکو اُٹھا لیگیا افراسیاب
جادو بیٹھا ہے اسوقت نامہ لقا کا آیا ہی افراسیاب پڑھتا ہی لکھا ہے منکہ لقا سے بے لقا زندہ درگاہ ہرد
شاہ باختری ارے افراسیاب جادو جسطرح تو اپنے خداوند کو بھول گیا کوئی نہین اسطرح بھول جاتا خدا
پرستون نے حیران کیا ہی میرا باغ لوٹ لیگئے ایرج میر الیگیا اگر تجکو منظور ہوے تو جادو گر کوئی زبردست مقرر
روانہ کر کہ وہ اگر خدا پرستون کا کام تمام کرے اور اگر منظور نہین ہی تو ویسا لکھ بھیج مین ہفت کوہ پر چلا جاؤن
اور پھر وہان سے گلزار سلیمانی کو جاؤن افراسیاب نے یہ نامہ پڑھ کے باغبان قدرت سے کہا کہ ای
باغبان قدرت دیکھ کہ خدا پرستون نے کیا سر اُٹھایا ہی باغبان نے کہا کہ اب کسی زبردست
ساحر کو بھیجیے اور آگے تو جو ساحر جاتا تھا جالاک بن عمرو مار ڈالتا تھا اب وہ تو یہان ہی وہان اب
کون ہے جو مار ڈالیگا اے شہنشاہ سفاک روئین تن کی بیٹی بڑی زبردست اور بلا سے بے درمان
ہے اُسکو روانہ کرو کہ وہ جاتے ہی کام خدا پرستون کا تمام کردیگی افراسیاب نے کہا کہ تمنے یہ بات خوب
کہی یہ کہکر اُسنے ایک سحر کی دستک دی کہ یہ ظالمہ جادو آئی اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے کہا
اے ظالمہ تم جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو اُسنے تسلیم کی اور نذر دی اور پھر رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور
اپنے مقام پر آئی فوج بیشمار اپنے ہمراہ لی ساحر بازو لیطہ و قرقرے و ہنس آتشین و فیل آتشین پر سوار ہوے

ملکہ ظالمہ جادو بھی ایک تخت پر سوار ہو کر اور فوج کو ہمراہ لے کے چلی اُڑنے سے اُنکے دہر کا منھ کالا ہو گیا
بوم کا دھوان بلند چرخ چنبری مین وہ دھوان پیچیدہ تھا روے ہوا پر ساحر برقین ترسول ہاتھہ
مین لیے ہر ہر کرتے جمشید کا دم بھرتے ناریل نارنج تیغ اُچھالتے ترسول اور بینسول اُنکے چمک سے
آفتاب کی چمکتے بار بار ساحر کہتے کالی کلکتہ والی تیری صدا جی کبھی بعض ساحر کہتے کہ جمشید و سامری کی
صدا جر چلنے سے اس لشکر کے زمین و زمان مین ایک زلزلہ آشکار تھا روے ہوا پر مثل سیل فنا کے
لشکر چلا جاتا تھا کہ ابیات

دھوین سے رخ دہر کالا ہوا
چلا لشکر ساحران بے شمار
یقین تھا کہ خود بھی دھوان جائیگا
ہوا شور دنیا مین پھر آشکار

غرض بعد قطع منازل و طی مراحل
دو چار ہمالی کر کے لشکر لقاے بے لقا راندۂ درگاہ الہ مین پہونچی ملک بختیارک شوم کا فرزند بین
نے آکر اسکا استقبال کیا اور لشکر کو اُسکے اُتروایا پھر بارگاہ مین آکر سامنے لقا کے پہونچی اور سجدہ کیا
تخت خداوندی کے گرد پھری نذر دی خلعت پایا پھر نکل زمین پر بیٹھی اور ملک بختیارک
سے حال پوچھا کہو صاحبقران سے اور خداوند سے کس وجہ سے لڑائی ہے بختیارک
ملکہ سے مکر رنجیدہ اُتار کے دھنک دھنک ناچنا شروع کیا اے ملکہ خداوند کی بیٹی نور چکیدہ
قدرت ملکہ گیتی افروز کو شہزادہ قاسم نبیرہ حمزہ صاحبقران نکال لیگئے خداوند کی تیری
بیٹی کو شہزادہ بدیع الزمان جو تمہارے طلسم مین قید مین ملکہ جہان افروز کو وہ اپنی خدمت مین لا
یا لشکر لقاے خر کا کرا و شیطان حرامزادے لڑا تھا نطفہ حرام ان باتون کا کیا مذکور ہے
بختیارک نے کہا اچھا تمھین برا لگتا ہو نہ کہینگے ملکہ نے پوچھا تو ہمنے بیان کیا پھر اپنے مقام پر
بیٹھا اور ملکہ ظالمہ جادو نے ایک دن تو آرام کیا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ شاہ
خاور شفقت فرمائے ملک مغرب ہوا اور ساحر شب نے اپنا قدم عالم مین رکھا نظم

عکس ماہ مثل حسن جانان
نگاہ چشم سے دست و گریبان
کواکب مجتمع تھے سب فلک پر
سیاہی دے رہی تھی لطف یکسر

سر شام ملکہ ظالمہ جادو ناکام کے حکم سے طبل جنگ پر چوب پڑی
ساحرون مین نفیر سحر بجی ہر کارے دوان خدمت امیر والا تمکین مین آئے اور زمین ادب کو
لب عبودیت سے بوسہ دے کر یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے کہ اشعار

برسے تیرا جو ابر کرامت زمین پر
پیدا بجائے دانہ گہر ہون ہر ایکسال
جون خوم لقمہ آن مین ہوجائے مضمحل

گرچہ فشار پنجہ سے آگاہ ہون جبال
شمشیر گر علم ہو تری جن وانس کا
ہیبت سے آب ہو جگر زہرہ و ہلال
ہر پر غرور کی رگ گردن مین خوف سے
ہو جائے خشک خون رگ تاک و نخل کا
مارے اگر تو پھیر کرے آسمان لال

گاو زمین کے تن سے نہ لاگا ہو دوال

ایک ساحرہ ملکہ ظالمہ جادو نام ناکام و بدانجام طلسم سے بہر امداد لقا

آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجاکر آفت اُٹھائی ہے کل نکل کے معرکہ آراے نبرد ہوگی آتش عناد و فساد دوبالا کریگی باقی خیر و عافیت ہی امیر نے یہ سُنکر جانب بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ مدد ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے

ہماری قسمت مین تحریر کیا ہے وہی پیش آئی ہو کہ نظم

نقوش کلک قدرت کو ہی اندیشہ سے حرالی
پڑھا جاتا نہین ہر گز کسی سے خط پیشانی
روز یکہ قضا باشد و روز یکہ قضا نیست
روز یکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست

ابو الفتح اصفہانی بموجب حکم شاہنشاہ گرامی نقارخانہ سلیمانی مین آیا اور یہان نقارچیون سے نقارون کو سینک کر درست کر رکھا تھا اُسنے غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندر پر چوب لگائی کہ ابیات

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید
بناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است
جہان را نگر دور آخر رسید
ز آواز او گوش گردون کر است

اب طبل جنگ بے درنگ اُس لشکر مین بجا دربار شاہنشاہ ذی وقار سویرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر اور سردار اپنے اپنے مقام پر اُٹھکر آیا تیاری آلات حرب و ضرب دونون لشکرون مین شروع ہوئی اُس طرف ساحر ڈہرو بجانے لگے کڑاہیان چڑھ گئین بنگالی ساحر کانور ودیس کے رہنے والے جٹادھاری جوگی جیبال کی دیسی صورت دریا کے کنارے آکر تیاری کرنے لگے جوت کے دیے جلائے اگیاری کی بوتلین شراب کی اگیاری مین ڈالین بھیرون کو بھینٹ چڑھائی بچہ ہائے خوک جھٹکا ہونے لگے آواز مین کی بلند ہوئی مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا اسطرح منتر پڑھتے تھے کہ منتر چل دوڑ دوڑ کالا کلوا کالی رات بھیرون ہنسے کالی آئے جیپال جوگی نے بوئی باڑی ایک پھول ہے ایک پھول مین بیر تھا چل بیر کلیجہ بیری کا کھا میرا ہاتھ دیو بھینٹ پائے دشمن کا کلیجا کھائے پڑھو منتر دیوالی مین اُسپر ہا چہ ساحرون تو یہ تیاری تھی اور اسطرف بہادران عرصہ شجاعت تیغ بازان معرکہ جلادت ہتھیارون کو صاف کر رہے تھے قصد مصاف کر رہی تھی نیزی ایک پانون سے استادہ تھے اس نیستان مین یہ شیران بیشہ شجاعت ڈکارتے تھے نعرے مارتے تھی ایکطرف کمانین چلا چلا

سے دشمنون کو کوستی تھین اور روستون کو زرہ اور تحسین کرتی تھین زبان شمشیر اپنے تیزی دکھاتی تھی تیر و سنان و نیزہ و خنجر پر آبداری رکھی جاتی تھی غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب زمانہ آیا کہ نہیب شمشیر بہادران سے رات بھی کٹ گئی کہ ابیات

زمین نے نور کا سامان پایا | سحر نے جلوہ پنہان دکھایا
اٹھے لڑنے کو سب بستر سے سردار | سپاہ و فوج لشکر سب تھے تیار

صبحدم لشکر خیل خیل ذیل ذیل فشون فشون دستہ دستہ بیرق بیرق سنجق سنجق میدان کارزار کو روانہ ہوئے اور تمام سردار مسجد کبریا میں پاس امیر والا تدبیر کے آئے صاحبقران ورد و وظائف سے فراغت حاصل کرکے درگاہ خدا مین دعا کر رہے تھے کہ ابو الفتح اصفہانی نے پشت پر آکر آمین کہی امیر نے اُس سے پوچھا کہ لشکر کا کیا حال ہی اُسنے کہا کہ یا امیر لشکر میدان مصاف مین پہونچ گیا کہ شعر

رسیدند این چند لشکر بمیدان ✤ ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان ✤ امیدوار قدوم میمنت لزوم

حمزہ صاحبقران با اقبال ہین امیر نے صندوق اسلحہ طلب کرکے موزے پہنے چار آئینہ سے جسم انور آراستہ خود ہود علیہ السلام سر پر رکھا زرہ داؤد علیہ السلام کی زیب تن فرمائی نیمچہ سہراب ہاتھ مین لیا تیغ صمصام و قمقام کو ڈاب مین حمائل کیا کمان حضرت صالح علیہ السلام کی دوش پر لگائی ترکش تیرونکا مثل دم طاؤس کے چتر تھا پھر باہر برآمد ہوے دیوانہ بن قندس اشقر دیوزاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا کہ امیر نے آکر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھکر خانہ زین کو مثل آفتاب کے منور اور روشن فرمایا صدا اے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی نقارزن پر چوب پڑی علمون کو جادہ ملا سردارون نے مجرا کیا پھر ترپسے حشم و خدم سے جلو خانۂ شہنشاہی مین صاحبقران مع سرداران آئے اور انتظار آمد شاہ مین اُس مقام پر ٹھہرے کہ یکایک سرخ پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا صدا اے بسم اللہ بلند ہوئی بادشاہ نے تخت پر سوار برآمد ہوے کماران پیاری پیاریان تحفہ اور سہرے لٹکے گلون مین اور سرون پر کھلی ہوئی محفلیان کہ ابیات

ایسی بچھین اور ایسی گرما گرم | ایک ایک آئین سے شوخ دیدہ تھی
برق سیماب کو بھی آئے شرم | پردہ ناموس کا دریدہ تھی
کماروں نے تخت شہنشاہی

کو پیدا کیا زمانہ سامان سب پھر گیا طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے ہوئے عود بر کلی اسپہ جھونکتے نکلے امیر نے مجرا گاہ پر جا کر بادشاہ کو مجرا کیا اور سب سردارون نے بھی بہر تسلیم

گردن جھکائی بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دلمین ہے اب سب تخت
شہنشاہی کو قلب لشکر مین رکھکر جانب میدان مصاف روانہ ہوے خاص بردار علم بردار
برچھی دار جلوس سامان بادبہاری آگے آگے روانہ ہوا ڈنکے پر چوب پڑی دمامے قرقری اور فیلی
بجنے لگے ہر طرف سے آواز نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند ہوئی صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا گھوڑونکا
شیہہ بھرنا شمعون کا جھلملانا نقیبونکا خوش آوازی سے منقبت خوانی کرنا عجب لطف دکھاتا تھا ابیات

برآمد ہوا لشکر بے شمار | مسلح مکمل تھے مردان کار | وہ آلات جنگی کی تن پر بہن
وہ جیتون مین اک ایک کی بانکپن | یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے | عروس ظفر کے طلبگار تھے
لڑائی کی آفت دستے جھیلے ہوے | بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوے | اسیطرح وارد دشت مصاف جو لشکر ظلم
ادھر لشکر کافر پر دغل | نمایان ہوا ناگہان دل کا دل | نشان روسیاہی کے کالے علم
نشے وہ علم بلکہ تھے نخل غم | دماغون مین نخوت خوشا طلب | جبین پر شکن قہر کے بے ادب
ستمگار و بے مہر و پر مکر و زور | ستم پیشہ و بدیقین بے شعور | مسبب کرے ایک ایسا سبب
جہنم کے کندے ہون یہ سب کے سب | آنے سے دونون لشکرون کے کرۂ ہوا کرۂ خاک تھا روئے

آفتاب چھپ گیا تھا آئینہ سپہر گرد و غبار سے مکدر تھا کہ بیت ز سم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت پہ بیلچہ کار نکل پڑے میدان کی جھاڑی اور جھنڈی کاٹکر زمین کے
نشیب و فراز کو ہموار کیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر مذمت دنیائے فانی

زبان پر جاری کی اور پکار کر کہا بیت | مان دلا کر نظر بدیدۂ غور | دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بچشم بصیرت دیکھ آرائش | نہین دنیا مقام آسائش | کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے | کہین جو تھی ہے اور چلا ہے | کہین افضال حق تعالیٰ ہے

کاسۂ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور بیت ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو
بیاہ سے جاؤ عروس موت کو مصرع دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
بلکہ اے بہادران میدان شجاعت دیکھو نہ رستم ہے نہ اسفندیار ہے ابیات

نام رستم کا مٹا دو آج ہے وہ معرکہ | کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا | رستم رہا زمین پہ نہ سام رہ گیا
مردونکا آسمان کے تلے نام رہ گیا | یہ صدا دیکے نقیب کنارے ہوے صفین میمنہ و میسرہ قلب

وجلو ساقہ وکمینگاہ جو آراستہ ہوئین تھین اُنپر مثل صف مژگان سناٹا ہوگیا اور نقیب یہ کلمے پکارتے ہوے اُسوقت ظالمہ جادو اپنے تخت کو بڑھا کر سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اور باہتہ باندھکر پکاری کہ خداوندا اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت زود برو و کار مسلمانان را تمام کن تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ظالمہ یہ اجازت پاکر مرکب اپنا اُڑا کر بیچ میدان مین آئی اور پکاری کہ اے فرقۂ خدا پرستان واے زیردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ مین آئے شعر گران ہر گرا بار سر بر تن ست ٭ حکیم علاجش بدست منست ٭ یہ نعرہ سُنکے امیر والاتدبیر سمجھے کہ یہ ساحرہ ہے جو کوئی جوان اِسکے مقابلہ مین جائیگا جان اپنی گنوائیگا اِس سے یہ بہتر ہے کہ مین خود جاؤن اور اِسکو جہنم مین پہونچاؤن بس یہ سمجھکر اشقر دیوزاد کو پھیر کر خدمت والانعمت بادشاہ ذیجاہ مین آکر اشقر سے کود پڑے اور دست ببستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ ذیجاہ اجازت میدان دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ یا امیر صاحبقران آپ نے کیون تکلیف کی کیا کوئی اور نتھا جو آپ نکلے امیر نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہے بادشاہ نے فرمایا بہتر خدا کیا اور خلعت منگوا کر دیا دمامے فتح کی اور فیلی نوازش مین آئے سردار سب پاپیادہ ہوے امیر نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا تاکہ عرصہ حرلیف پر تنگ کرے پھر سوار ہوکر سردارون کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی دست شفقت پشت پر رکھا اور سردارون کو بسہل و آسانی رخصت کیا اور آپ جانب میدان رخ کیا اشقر طرارے بھرتا کلائیان شیر کی مارتا دم سے چتور راکب کے سر پر کرتا ہوا چلا

نظم

سر پر کرتا ہوا چلا	دہ چہ مرکب کہ برق یا بادی	طرفہ دیوانہ یا پریزادی
زمے گوشش وزمے کاکل	سنبل وبیدبود ستہ سنبل	تب سامنے اُس ساحرہ کے

امیر جاکر پہونچے اُسنے اُنکے سینۂ بیکینہ پر ایک ناریل مارا لیکن بسبب اسم اعظم کے اُسنے اثر نکیا اُسوقت اُسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک سوار گوشہ صحرا سے مسلح و مکمل پیدا ہوکر سامنے صاحبقران کے آیا اور سینۂ بے کینہ پر صاحبقران کے نیزہ اُسنے لگایا امیر نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر کاٹا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے امیر نے اسم اعظم جو پڑھا سوار آٹے کا پتلا ہوکر گر پڑا امیر بے اختیار ہنس پڑے اُس ساحرہ نے کہا کہ یا امیر بڑا غضب کیا تمنے کہ میرے سوار کو باطل کردیا اور وہ ساحرہ سمجھی کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے اس سے کچھ

بس نہ چلے گا لیکن ایک مرتبہ ایسا اُسنے سحر پڑھا کہ ایک دریاے آتش جوش مارکر لشکر صاحبقران مین
آیا امیر نے اسم اعظم پکارکر پڑھا کہ وہ دریا بھی باطل ہوگیا اُسوقت وہ ساحرہ سخت ناچار ہوئی اور
طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لشکر پڑاو پر آکر اُترا اور ساحرہ نے قصد کیا کہ اسم اعظم امیر کا بند کرون
اس فکر مین اپنے خیمہ مین آکر بیٹھی لیکن ابوالفتح اصفہانی ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر نامہ
ہاتھ مین لیکر جسپر مہر افراسیاب کی تھی ساحرہ کے خیمہ مین آیا وہ اکیلی اپنے خیمہ مین
نہاکے ایک تھالی سامنے رکھی ہوئی تھی اُسمین سامان پوجا کرنے کا دھوپ اور دیپ چندن
رکھا ہوا بیٹھی تھی کہ ابوالفتح نے اُسکو جاکر سلام کیا اور کہا مین افراسیاب
پاس سے آیا ہون یہ کہکر وہ نامہ اُسکو دیا لفافہ پر اُسنے مہر افراسیاب کی دیکھی کھڑی ہوکر نامہ
کی تعظیم کی پھر اُسکے لفافہ کو چاک کیا اور خط کا کونہ پکڑکے اندر سے اُسکو کھینچا لفافہ مین اُسکے بیہوشی
بھری تھی اُسنے اُسکو جو کھینچا لخلخہ بیہوشی کا اُسکے اندر سے اُڑا کہ وہ بیہوشی اوسکی ناک
مین گئی کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی ابوالفتح نے جلد خنجر کھینچکر گردن اُسکی کاٹ ڈالی
شور دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مارا نام من ظالمۂ جادو بود کل تین سو برس کی عمر تھی مگر
باغ جوانی سے کوئی پھول عیش کا مین نے نہ چنا تھا ابوالفتح کود پھاند کر وہان سے بھاگ گیا اور
ملازم اُس ساحرہ کے جو باہر خیمہ کے تھے وہ یہ آوازین سُنکر دوڑے اندر آکر جو دیکھا تو ظالمہ
جادو کو مرا ہوا پایا روتے پیٹتے سامنے لقا کے گئے اور حال کہا کسی نے ہماری ملکہ مار ڈالا لقا کو
بھی بہت رنج ہوا اور اُس گبر نے کہا کہ مین روز نوروز اسکو زندہ کرونگا وہ ساحر ناچار خاموش
ہو رہے بلکہ نالان و گریان لاش اُس ساحرہ کی اُٹھاکر جانب طلسم گئے اور امیر کے یہان نقارے
خوشی کے بجے ابوالفتح کو خلعت ملا لیکن شمۂ حال خجستہ مقال بران تمشیر زن
سُنیے یہ جو مقابلہ افراسیاب سے نکل گئی تھی تو اپنے قلعۂ ہفت رنگ مین جاکر پہونچی اور
اپنے پدر با توقیر کوکب روشنضمیر سے جانب کوہ رختشان جانے کی اجازت اُسنے حاصل کی
اور کمر ہمت مضبوط باندھکر اُسی طرف چلی اب یہ مسافر صحراے بلا قدم اُٹھائے ہوئے
چلی جاتی تھی اور از بسکہ پروردۂ مہد ناز و نعم تھی اِسوجہ سے پسینے پسینے ہوئی جاتی تھی اور ہانپتی
تھی اور بسبب اسکے کہ کوہ رختشان کے اوپر جانا اُسکو منظور رہے اِس وجہ سے سحر نکری تھی کہ آگے

مقام پر سحر کرنے سے ایسا نہو کہ کوئی آفت آئے غرض ایک بیابان تیرہ و تار آتشناک مین اُسکا
گذر ہوا کہ جنگل دھوپ سے تپ رہا تھا دشت گرہ آہنگران تھا کٹ بھڑے کی آواز صحرا کا سناٹا
ہر بگولہ دیو آتشین نظر آتا تھا ریت کے شُعلے اور ٹیکرے لگے بالو کے دریا بہتے جب ہوا چلتی
خاک اُڑکر ادھر سے اُدھر ہو جاتی مچھلیان پانی مین جوش کھاتین یہ دنیا سراب گاہ ہے دھوکے کی جگہ ہے
اسیطرح اُس جنگل مین سرابگاہ تھی یہ نقشہ اُس صحرا کا تھا **ابیات** دھرتی تھی ہوا قدم نہ وان پر
ہر ذرہ تھا آفتاب محشر گرمی سے ہر ایک اون کا جھونکا اک شعلۂ آتشِ سقر تھا
ہوائے گرم کی عنایت کا جھونکا جھونکے تھے زبان خار بحث کرنے پر طیار حلق مین پیاس سے
کانٹے پڑے جاتے تھے ذرے اُڑ اُڑکر بدن پر پڑتے تو جسم کو جلاتے تھے مسافر وہم و خیال بھی
وہان جاتے ہوئے ڈرتا تھا جا بجا درخت لنڈ منڈ فصل خزان سے نوک کی لیتے تھے کھڑکھڑاتے
ملکہ بُران شمشیرزن حیران و پریشان مرمر کے بدقت تمام اُٹھاتی تھی پسینہ مین نہائی ہوئی چلی
جاتی تھی کہ یکایک اژدر دہان منہ کھولے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا بران شمشیرزن نے
چاہا کہ راہ کترا کے بزور سحر پرواز کر جاؤن لیکن اُس اژدہے کا رعب غالب ہوا کہ سحر یاد
نہ آیا اور اُس اژدہے نے دو تین قلاب آتشین چھوڑے اور دم کھینچکر اُسکو نگل گیا اس اژدر
کے پیٹ مین کہ خدا کی مار اُس موذی پر غلطان و پیچان پیچان و غلطان جو چلی بیہوش ہو گئی اب جو
آنکھ کھلی تو اپنے تئین بیچ دریا مین غوطے کھاتے دیکھا کچھ ڈھب ڈھبلنے کا ڈھب یاد تھا الغرض
بر و بحر کو یاد کرکے شناوری کرتی ہوئی بدقت تمام یہ ماہی قلزم خوبی و گوہر بحر محبوبی کنارے پر آئی سجدۂ
شکر خدا کیا کنارے پڑا رہا کچھ دیر وہان ٹھہر کر اب جو آگے چلی تو اُسنے دیکھا کہ وہ دریا یکایک خشک ہو گیا
اور پھر وہ مقام بھی نظر سے غائب ہو گیا یہ وہان سے متعجب و متحیر آگے کو قدم زن ہوئی اب جو
دیکھا تو ایک دیو مقام بلند پر بیٹھا ہوا پایا کہ اسکا یہ نقشہ تھا **بیت** دانت اُسکے تھے گورکن قضا کے
دو نتھنے رہِ عدم کے ناکے - اُس پریزاد نے اُسکو جھک کر سلام کیا مگر وہ دیو اُسکو دیکھکر قہقہہ مار کر
ہنسا اور کھڑا ہو گیا پھر قریب اُسکے آکر ٹانگ اسکی پکڑ کے گھما کر جو پھینکا تو یہ بیہوش ہو گئی مگر
اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک طرف ایک دریا اور ایک طرف باغ ہے اور مین اُسکے بیچ مین
کھڑی ہون لیکن حیران تھی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے حیرت افزا ہے اور اس دریا کو جو دیکھا

تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک موج اسکی تا بہ کوہ جاتی تھی نہنگ و گھڑیال کنارے اسکے منھ نکالے بیٹھے تھے سونس اسمین اُچھل رہے تھے **نظم**

آب تھا یا کہ بحر تھا زخار
جسکا ہر قطرہ موج کھاتا دھار
گذرِ آب جب نہ تب دیکھا
ساحل اسکا نہ تنگ لب دیکھا

بلکہ **بیت** سہمگین آبی کہ مرغابی درو ایمن نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربودہ اب بران تمشیر زن اس باغ مین آئی تو اسکو گل و سنبل سے ہرا بھرا دیکھا بلبل شیدائی شاخ گل پر زمزمہ سرائی تھی قمریون نے کو کو کی اور فاختہ نے حق سرہ کی دھوم مچائی مصور بہار نے تصویرین زنگار رنگ گلون کے ورق پر کھینچی تھین اور منشی بہار قدرت نے فقرہ رنگین اور مصرع سرو کے صفحہ گلشن پر لکھے تھے نہرین سلسبیل و تسنیم آسا جاری چمن مین وزان باد بہاری گل ہنستے غنچہ مسکراتے طایران خوش الحان بصد شیرین زبانی ترنم سرائی کرتے کٹوری گلون کے شراب تراوت سے معمور ایکطرف چشم نرگس شہلا خمور عروس چمن پر جوبن پھولون کا بھرا ہوا گلشن **مسدس**

چشم رضوان مین کھٹکتی تھی وہ دلچسپ بہار
سبزہ خط رخ غلمان تھا طوبے اشجار
چہچہے کرتے تھے ہر شاخ پہ مرغان ہزار
خضر کے دل کو لبھاے گئین موج انہار
شور گل بانگ ہوا صاف صداے قلقل
دل بلبل یہ ادھر شور نمک خندۂ گل

ملکہ بران تمشیر زن اس باغ مین چمنستان کی گلگشت کر رہی ہی کہ یکایک تمام پھول اس باغ کے کھلکھلا کر ہنسے اسطرح کہ جیسے کوئی معشوق قہقہہ لگائے پھر وہ سب گل ٹوٹ کر از خود زمین پر گرے اور لوٹ کر پریزادان زرین پوش غرق دریاے جواہر بنکر تیار ہوئے کہ انکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ عارض کی ضیا روکش عارض خورشید دل عاشقان کی امید کی چاہ غبغب مین صد یوسف دل ڈوبے ہوئے چاہ محبت مین انھین کی انسان پانی بھرین جنت کے سبب سے رتبہ مین زیادہ سیب ذقن اُنکا شعلہ طور انکی پیشانی جسکے دیکھنے سے حضرت موسیٰ کو حیرانی غنچہ باغ جنان اُنکا دہان لعل لب پر انکے لعل بدخشان قربان گوہر دندان کی چمک بجلی کو شرماتی تھی جب وہ ہنسین تو بجلی چمک جاے خال ہندو انکا رہزن دین و ایمان جسکے دیکھنے کا فر ہون مسلمان **مسدس**

چھاتیان ابھری ہوئین اور وہ جوانی کی بہار
ایسے پستان ہون ترنج شجر قامت یار
جسے بن دیکھے ہوا محزون کی جان نثار
کھٹکے ہو جامین جسے دیکھ کے غنچے انار

وہ شکل آئینۂ قدرت یزدانی ہے — سیمگون چھوٹی سی اک تختی نورانی ہے

بس وہ پریزادیں قہقہہ مار کر ہنسیں اور ملکہ بران شمشیر زن کے گلے سے آکر لپٹ گئیں بران اُنکے
لپٹنے سے بیہوش ہوگئی اب جو اُسکی آنکھ کھلی تو ایک دامن کوہ میں اُسنے اپنے تئیں پایا اور دیکھا کہ
قلۂ کوہ سے پائین کوہ تک نرگستان اور کوہ لالہ رنگ لالہ کھلا ہے پہاڑ سے جھرنا جھر رہا ہے بران
شمشیر زن گھاٹیاں طے کرکے قلۂ کوہ پر جا پہونچی یہاں دیکھا چشمے پانی سے لبریز ہیں ڈبرے
موج خیز ہیں نہریں اُنکی مثل رفتار معشوق یا مثل زلف جانان لہرا رہی ہیں دل کو طلسم کی کھینچتی ہیں اور
بہار ہی ہیں اور ایک طرف ایک قصر عظیم الشان تعمیر ہے جو سراسر پری کی تصویر ہے گرد آوری پر اُسکے
قصر چرخ تصدق ہے دیوار و در نہایت مصفا استرکاری اُسپر کی ہوئی نشکار گاہیں بادشاہی اُسپر
بنی ہوئیں معمار عقل اسکو دیکھکر حیران کار نہایت بلند اُسکے در و دیوار بیت زہے صفای عمارت
کہ در تماشا کش ۔ نگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار ۔ ملکہ بران شمشیر زن اندر اُس قصر کے
آئی دیکھا صحن مکان میں رنگین کھمبے کھڑے ہیں سوت کے رسوں کا جھولا پڑا ہے پٹرہ رنگین جس میں
گھنگرو لگے ہیں اور دس پریزادیں اُسپر بیٹھی جھولتی ہیں محبت کے پینگ بڑھ رہے ہیں ہر بار اُنکا
ارادہ ہے کہ اسمان کو چھولیں اور اُس جھولے پر بیٹھی ہوئی ملار گا رہی ہیں تانیں لگا رہی ہیں ملکہ بران
شمشیر زن کو دیکھکر سب کی سب بولیں کہ آؤ آؤ ری بہن آؤ تم بھی جھولا جھولو بران شمشیر زن اسلیے
کمسن ہے اور بھولی نادان ہے اُنکے کہنے میں آگئی اور جاکر جھولے پر بیٹھی بیٹھنا تھا جھولے پر کہ یکایک ایک
آواز عجیب آئی جسکے سننے سے کلیجہ دہل گیا اور بران شمشیر زن بیہوش ہوگئی اب جو دیکھا تو اپنے تئیں
ایک کوئیں میں پایا کہ میں غلطان و پیچان چلی جاتی ہوں جب تہ پر پاؤں لگے وہاں ایک دروازہ دیکھا
کہ لگا ہوا ہے جب اُسکو کھولا تو ایک میدان وسیع اور صحراے فراخ میں اپنے تئیں پایا کہ جہاں ہزار ہا دیو کھڑے
تھے اور ایک طرف کو ایک دریاے آتشیں موج مار رہا تھا گویا وہ مقام کرۂ نار یا طبقۂ جہنم تھا شعلہ سر بفلک
کشیدہ ہوتا تھا بڑے بڑے انگارے دہک رہے تھے و قتار بنا عذاب النار اُن دیوؤں نے پکڑکر بران
شمشیر زن کو اُس دریاے آتش میں ڈالدیا یہ پکاری کہ ارے میں چلی یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئی
اب اپنے تئیں ایک گنبد تاریک میں بند پایا یہ شمع رخسار وہاں سر ٹکرانے لگی دم اسکا اُس اندھیرے میں
گھبرائی مگر چارہ ہی کیا تھا بعد لمحے کے دیکھا کہ اُس گنبد میں روشنی ہوئی اور ایک پیر روشن ضمیر تشریف لائے اور

فرمایا کہ اے بران دختر کوکب تو بھی تمام عمر اگر عمرو کی طرف دار ہوتی تو اس گنبد سے رہائی پاتی لیکن
حکم خدا ہوا ہے کہ جا کر بران کو کوہ رخشان پر پہونچا دو بس تو اپنی آنکھین بند کرے تو مین تجکو پہونچا دون
تو تمام عمر اگر چلتی جب بھی وہان نہ پہونچتی اور نہ اس صحرا مین سحر یاد آتا ہے اب یہ اکہ اپنے بازو پر باندھو
تاکہ ادھر سے جو پھریگی تو سحر تجھے یاد رہیگا اڑتی ہوئی باسانی تمام اپنے شہر مین پہونچ جائے گی
بران نے وہ اکہ لیکر اپنے بازو پر باندھا اور آنکھون کو بند کیا بعد لمحے کے اس پیر مرد نے آواز
دی کہ آنکھون کو کھول دو اب جو اسنے آنکھون کو کھولا تو دیکھا کہ عجب طرح کا ایک پہاڑ ہے جس پر روح
فرہاد بھی نثار ہے ہر شجر وہان کا رشک قامت یار ہے ہوا اسطے سرد چل رہی ہے باد صبا چل رہی ہے
سبزہ لہلہاتا ہے اپنا جوبن دکھاتا ہے گلہاے خودرو اور سبزہ زنگاری سے فرش مخمل سبز
بوٹے دار کا بچھا ہے طاؤسان زرین بال اسپر رقص کرتے ہین درخت گل و بار سے لدے
ہین سبزہ نوخیز کی بہار خضر کے دل کو لبھاتی ہے درختون پر بلبل خوش الحان چہچہاتے گل کے
سہاگ گاتے عروس چمن پر جوبن کہین نرگس شہلا کہین یاسمن غنچے دہان معشوق کی کیفیت
دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلکھلاتے نرگس مست کی بہار آنکھون مین کھبی جاتی ہوا وہان
کی ہواے دل بڑھاتی درخت مثل حلہ پوشان جنان سب سبز پوش تھے آپس مین مثل
معشوق و عاشق کے ہم آغوش تھے دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا خیمہ ابر رحمت
کا استادہ تھا بہار کا ہے کو تھی بہت بے نظیر باغ پھلا پھولا لگا تھا یہ عالم نظر
آتا تھا کہ

ابیات

ہواے بہارین سے گل لہلہے
روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
کہین رائے بیل اور کہین موگرا
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
سماشب کو داؤدیون کا کہین
کہین زرد نسرین کہین نسترن

چمن سارے شاداب اور ڈہڈہے
روش کی صفائی یہ بے اختیار
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
کہڑے شاخ شبو کے ہر جا لستان
جدا اپنے موسم مین سب کی بہار
عجب چاندنی مین گلون کی بہار
عجب رنگ پر زعفرانی چمن

زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
گل اشرفی نے کیا زر نثار
چنبیلی کہین اور کہین موتیا
مدن بان کی اور ہی آن بان
کہین جعفری اور گیندا کہین
ہراک گل سفیدی سے مہتاب وار
پڑے آبجو ہر طرف کو بہے

کرین قمریان سرو پر چہچہے
وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پر
دماغون مین دیتی ہر اک گل کی بو

گلون کا لب نہر پر جھومنا
گھٹا کا سا عالم گلستان پر
کھڑے نہر پر قاز اور قرقرے

اسی اپنے عالم مین منہ چومنا
خرامان صبا صحن مین چار سو
لیے ساتھ مرغابیون کے پرے

ملکہ بران شمشیر زن نے جو یہ بہار دیکھی وجد کر گئی اور ایک نہر کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ منہ دھویا اور پھر آگے بڑھی تو اس نے دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا سراسر نور کا بنا ہے اور گرد اسکے سیاہی مثل شب دیجور چھائی ہوئی ہے اور اس سیاہی مین سات ستارے اور ایک مہتاب نکلا ہوا ہے اور وہ ستارے اس گنبد کے گرد گردش کرتے ہین اور اس مہتاب سے چاندنی کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہے اور بہت سی پریزادین اس گنبد پر مورچھل جھل رہی ہین اور طاوسان زرین بال اس گنبد پر بیٹھے ہوئے یا جمشید یا سامری پکار رہے ہین اور ہزارہا گھنٹے اور گھڑیال وہان لٹکے ہین ناقوس لیے ہوئے کچھ ساحر کہ جنکے چہرے آہوون کے اور شیرون کے ایسے ہین بجا رہے ہین جب بران شمشیر زن وہان پہنچی ان ساحرون نے جو کہ پجاری سامری جمشید کے تھے ناقوس کو بجایا اور ہزارون گھنٹے اور گھڑیال بجنے لگے جے جے کا سامری کے غل برپا ہوا ابیات

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا
تھے دیوار و در اسکے آئینہ سان
دھری تھی اسمین تصویر جمشید کی
تھی مہتاب کی روشنی وان عیان

سراسر اسے کیے تھا نور کا
تھے بلور کے اسکے دیوار و در
جو برلاتی ساحر کی امید تھی
تھے اس جا پہ جو ساحر نامدار

کرون اسکی رفعت کا کیا بیان
صفائی پہ اسکی پھسلتی نظر
ستارے تھے گو اسکے گردش کنان
نشان اسنے تھا کفر کا آشکار

ملکہ بران شمشیر زن نے اس گنبد کے دروازے پر سجدہ کیا اور بعد سجدہ کر چکنے وہان سے ہٹ کر سامنے اسی گنبد کے زمین کو لیپا اور اگیاری کرکے پھول لیے اور پوجا کرنا شروع کیا یہان تک کہ وہ زمانہ آیا کہ ساحر فلک گنبد مغرب مین پوجا کرنے گیا اور ساحرہ شب نے مہتاب کا ٹیکا اپنے سر دیا کہ نظم

ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر
ستارون سے دوبالا اسکا جوبن

زمین پر چاندنی چھٹکی برابر
ہوا عالم ضیا سے اسکی پر نور

شب مہتاب رشک روز روشن
ہوئے سب شہر جنگل کوہ معمور

ملکہ بران شمشیر زن نے اب پرستش سامری کی دل لگا کے نہایت عجز و انکسار سے کرنا شروع کی اب ہر طرف سے شکلین مہیب دکھائی دینے لگین اور آوازین مہیب آتی تھین لیکن

بنا تھا جال اُسمین رشک گلزار
بچھا تھا فرش قالین اُسمین گلنار
عیان تھی اُس سے جو شان خدائی
ہوے تھے صنعت تازہ سے تیار

منقش آئین شکلین ہر طرح کی
سراسر بیل بوٹون سے وہ گلزار
بنے تھے دو ستون پر چھجے دو
میا ہر طرف تھی سبز گلزار

ہر صورت وہان صورت فرح کی
بنے نقش و نگار اُسپر طلائی
نہ پہونچے قصر باغ خلد اُن کو
ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا

ایک طرف کونے مین کسی قدر خاک ڈھیر ہے بس اُسنے اُس خاک مین سے تھوڑی سی خاک لی اور جس تخت پر کہ تصویر رکھی ہوئی تھی اُس تخت کے گرد پھر کے سامنے سے آکر تصویر کو سجدہ کیا اُس تصویر نے بصد لطف اور مرحمت فرمایا کہ ای دختر کوکب جا تجھ پہ ہماری رحمت کا سایہ ہے اسنے پھر سجدہ کیا اور وہان سے شادان اور فرحان پھری لیکن اُس تصویر کی خدمت مین عرض کی کہ یا خداوند بخشیدہ جب مین یہان آئی تھی تو بڑی مصیبت اُٹھا کے آئی تھی امیدوار ہون کہ اب مجکو میرے ملک مین پہونچا دیجیے اُسوقت اُس تصویر نے کہا کہ تو یہان سے باہر اس گنبد کے جا قریب گنبد ایک چشمۂ قدرت بہ رہا ہے آئین کو دہرانا اور یہ کہنا کہ مین اپنے ملک کو پہونچ جاؤن غوطہ مارنا تو اپنے قلعۂ ہفت رنگ مین پہونچ جائیگی ملکہ بران شمشیر زن خوشی خوشی وہان سے نکل کر اُس چشمہ پہ آئی اور کو دکر یہ ہی نیت کی کہ مین اپنے ملک کو پہونچ جاؤن اور غوطہ مارا تھوڑی دیر تک تو غلطان و پیچان پیچان و غلطان تہ کیطرف چلی پھر جو اُسنے آنکھ کھولی تو قلعۂ ہفت رنگ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر درگاہ خدا مین بجا لائی پھر اپنے باپ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی اُسنے کہا کہ کچھ دن آرام کر کے واسطے توڑنے پل پر نیادان و دریاے خون روان خشک کرنیکو جانا اب تم کامل اور اکمل سحر مین ہو گئین اور ایسا سحر مین بھی نہین جانتا ہون کہ جیسا تم کو آتا ہے ملکہ بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان مین مصروف ہوئی اور فوج کوکب تو پہلے ہی سے طلسم ہوشربا مین داخل ہے اب یہ سامان کر کے جب جائے گی تو لڑائی ہوگی اسکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب تھوڑا سا حال ندرت استمال لشکر اسلام آور وہان کے شہزادگان عالیشان کا سنئیے کہ بیت چنین گفت دانندۂ داستان ۛ بہ شیرین بیانی و لطف بیان ۛ کہ لشکر اسلام مین ایک روز شہزادہ قاسم نامور نے قصد کیا کہ جانب صحرا برائے صید افگنی روانہ ہون پس اُسیوقت اُس شیر بیشۂ شجاعت و پلنگ بادیۂ جرأت نے اپنے سرداران ذی احتشام کو حکم دیا کہ سامان شکار درست ہو اور تم سب سردار بھی تیار ہو کر

بموجب ارشاد قضا بنیاد شہزادہ دلاور اسباب شکار تیار ہونے لگا یعنے عبوق مرغ زرین مہر کو عقاب شب نے شکار کیا اور دام کہکشان کا عرصۂ فلک مین گسترده نظر آیا کہ **شعر** جب کہ تارے فلک پر عیان ۔ اڑا چرخ سے مرغ خور ناگہان ۔ بازدار باز تیز پرواز لیکر حاضر ہوئے چیتے جو دشمنون کا برا چیتے تانگون پر بیٹھے ہوے صحرا کو اسی شب روانہ ہوئے پلٹنین اور رسالے کمر باندھکر تیار ہوے خیمہ و خرگاہ لد گیا غرض یہ حال تھا کہ **ابیات**

دیا حکم کارندون کو اک بار
کسی طرح کا جانور رہ نہ جاوے
رقم یون کرون حال اُس وقت کا
ہرن کیا کہ شیرون کو کرین شکار
کسی سمت چرے کہین نہ ہرن
کہ ہو طائر روح جنکا شکار

کہ ہی شاہزادے کا عزم شکار
غرض جبکہ یہ حکم اُس کا ہوا
کہ سارا مرقع ہو صورت نما
وہ کتون کی تھین جوڑیان لاجواب
پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان

سب اسباب صید افگنی در پہ آئی
تو سامان سارا اکھٹا ہوا
سیہ گوش چیتے وہ تھے آشکار
دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب
لیے باز ہاتھون پہ وہ بازدار

جب طاؤس نور آفتاب آشیانۂ مشرق سے پرواز کرکے صحرائے فلک مین آیا اور زاغ شب کو باز تیز پرواز مہر نے شکار کیا کہ **بیت** چو خورشید برزد سر از برج شیر ۔ سپہر اندر آورد شب را بزیر ۔ صبحدم شہزادہ سوار ہوا کہ **ابیات**

غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا
تو تھے گرد امیران عالی وقار
ہزارون زرہ پوش اسوار تھے
نگاہون سے گذرا چمن کا چمن
وہ نقارہ ہاتھی پہ اُن سب کے بعد
درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور
شکارا مین ٹھہرین سب یک بار
بڑھا ماہ پیکر تھوڑا آگے ذرا
کیے صید سب قسم کے جانور
بچا تیغ سے تو گرا تیر سے

ہوا اسپ تازی پہ جلوہ نما
تفرق ہر اک سانڈنی پیش پیش
لیے خاصیان خاص بردار تھے
بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال
گرے ابر مین جیسے آواز رعد
نقیبون کی یہ بات زیب زبان
اڑا جاتا ہی مفت میرا شکار
پرندون کا جب کر چکا وہ شکار
نہ جیتا بچا ایک بھی شیر نر
نہ بارہ سنگھا بچا ور نہ چیتا بچا

چلا چھیڑ کر جبکہ وہ راہوار
کہ الف سے تھا شمار آشکا بیش
کہ تھین وردیان مختلف زیب تن
ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال
سمان صبح کا روشنی کا ظہور
بڑھے عمر و دولت بڑھے عز و شان
یہ سنتے ہی لشکر اسی جا رکا
چرندون پہ جولان کیا راہوار
کیے شیر جو رنگ شمشیر سے
کوئی جانور بھی نہ جیتا بچا

مین صید افگنی مین نظر شہزادہ کی ایک آہوے طرار و خوبصورت پر جا پڑی شہزادہ نے اُسکا شکار
کرنا چاہا وہ آہو سنبھلکر چوکڑیان بھرنے لگا شہزادہ نے بھی اُسکے تعقب مین گھوڑا اُٹھایا پیچھے شہزادہ
کے سب سردار چلے لیکن یہ اِس زور مین عقب آہو جاتا تھا کہ سردار پیچھے رہگئے اور شہزادہ بگ ٹٹ
گھوڑا اڑاے بہت دور نکل آیا آخر ایک مقام پر جوڑکر تیر جو مارا تو وہ آہو تیر کھا کر گرا شہزادہ نے
اُتر کے مرکب پر سے اُسکو بہ تکبیر پہونچایا اب جو دیکھا تو خود بھی عرق عرق گھوڑا بھی پسینے مین غرق تھا یہ کھڑے
ہوکر دم اپنا راست کرنے لگا ناگاہ ایک پاڑھے کو دیکھا کہ کنجیاتا ہوا آتا ہی شہزادہ نے اُسپر بھی ناوک
دلدوز لگایا کہ وہ بھی گرا شہزادہ نے اُسکو بھی ذبح کیا لیکن کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ کڑاکے کی سم مرکب
کے صدا بلند ہوئی اب جو دیکھا تو ایک شبدیز صبا رفتار و خوش رنگ پر ایک نقابدار عالیمقدار کو سوار
پایا کہ تیر کمان مین جوڑتا ہوا گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہی جب وہ نقابدار قریب شہزادہ والاتبار پہونچا
اور اُسنے اپنے شکار کو جو صید کیا ہوا غیر کے ہاتھ سے پایا بس بغیظ و غضب تمام نعرہ زن ہوا کہ اے
اجل رسیدہ آفت تو نے بیباکی کہ میرے شکار کو تو نے مارا اسکے عوض مین تجکو مین شکار کرونگا شہزادہ
نے دیکھا کہ ہر چند نقاب اُسکے چہرے پر پڑی ہی مگر وہ نقاب مانع حسن و جمال نہین ہی چھوٹ اُسکے حسن
کی پڑ رہی ہی شہزادہ نے اُسکے عتاب آمیز کلام کا بنرمی تمام جواب دیا کہ اے ماہ فلک خوبی و اے
آفتاب سپہر برتری یہ صید بھی حاضر ہی اور میرا شکار بھی کیا ہوا موجود ہی آپ لے لیجیے اور علاوہ اِسکے
مین عذر بھی کرتا ہون کہ مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا شکار کیا ہوا ہی اور تیر خوردہ ہی آپ معاف فرمائیے اُسنے
کہا کہ کیا مین گوشت کا بھوکا ہون جو ان دونون شکارون کو لونگی مین بغیر تیرے صید کیے نہ رہونگا
یہ کہکر نیزہ شہزادہ پر اُٹھایا شہزادہ بھی جست کرکے مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ کی سنان کو سنان نیزہ پر
اپنے روکتا نیزہ وری کے ہنر آشکار ہوے مگر ایک مقام پر شہزادہ نے گانٹھ کر گلوگاہ کو مرکب
جو نقابدار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا نقابدار غصہ مین آکر تلوار کھینچکر آپڑا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا شہزادہ نے جب تیغہ قریب آیا جھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بس اُسنے بند دست پر ہاتھ
ڈال دیا اور جھٹکا دیکر تیغہ چھین لیا اور توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر زور جو کیا قاش زین سے
اُسکو اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیا اول چرخ مین پائون سے موزہ کمر سے خنجر نکل گیا اور دوسرے
چرخ مین بند نقاب ٹوٹنے اور ہوا سے نقاب چہرے پر سے اُڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ شعر

اُٹھا اُسکے چہرے سے جسدم نقاب ٭ گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ٭ ایک نازنین مہ پارہ آفتاب آسمان حسن گوہر دریاے جمال کو دیکھا کہ شہزادہ غرق دریاے محویت و بیخودی ہوا اور مثل آئینہ آفتاب حیران رہا شکار کو آیا تھا خود اُسکی کمان ابرو اور تیر مژگان کا بسمل ہوا خنجر ابرو نے دل کو گھائل کیا زلف نے اُسکی اندھیر برپا کیا جہان روشن تیرہ و تار نظر آیا پیشانی سے قسمت کا لکھا آگے آیا ابروون نے سجدہ اپنی محراب مین کرایا آنکھین ایسی سحرکار تھین کہ سامری سے شاگرد ڈھالتے وہ کرشمے انکو یاد تھے کہ کبھی نرگس شہلا بنین اور کبھی ہرن جادوگری کے یاد انکو تھی آئینہ رخسار نے مہر و ماہ کو حیران بنایا تھا ماہ نو کا ہیدہ تھا اور آفتاب اس رشک سے اپنی آتش مین آپ جلتا تھا دہن وہ جام سرخ کہ جو آب گہر سے بھرا تھا سینہ پر چھاتیان وہ گول گول کہ جن سے گھٹ جائے ہیرے کا مول وہی وہ ماہ تمثال ایسی تھی کہ نظم

کیا آنکھین ملکر جو اس نے خیال
شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین
کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون پہ لولو عیان
کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
دیا پیچ مین لائے جان جہان
دل روشن عاشقان جہان
کمند اُسکی گیسو تھے یا جال تھے
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
عجب اسکی چتون تھی عالم فریب
دلون کو جو دیتے تھے عالم فریب
جدھر پڑ گئی نور آگین نظر
تو فی الفور بجلی گری جان پر
ہنسی مین نمایان جو دندان ہوے
تو بنیں تارے درخشان ہوے
نظارہ اُس ابروے خمدار کا
بلاشبہ کھاتا تھا تلوار کا
ہزارون اُس ابرو کی تلوار سے
شہ لافتی کی مدد سے بچے
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ زہرہ و سہیل اُسکے دو مشتری
وہ دلچسپ گیسو کے دو جال تھے
اسیر اُسکے دو فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دون یہ بتا
وہ عنبر شکن تھے وہ نافہ کشا
نہ کچھ مشک کا رتبہ زنہار تھا
کہ تا تار گیسو کا ہر تار تھا
وہ رخسار سرخ اُسکے تھی بیمثال
کہ گل زرد ہوا اُنسے ملکر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھی قند و شکر
چھپتے تھے باتون مین یکدگر
نزاکت کو موسے میان باندھ لائے
دہن ڈھونڈھے تو خود عدم کھو جائے
جو حُسن پائے نور بیاض گلو
خط صبح صادق کرے جستجو
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
مگر دو حباب اُسمین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھے محشر اُسے آپ یاد
قیامت ہی قامت کی اک خانہ زاد

شہزادہ کا اُسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہاتھ تھرایا اور وہ صنم رنگیلی ادا چھوٹ کر گری بس گرتے ہی زمین پر وہ سنبھلی اور بند نقاب جلد اُسنے چہرہ پر درست کیے اور اُسنے

مرکب پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف کو روانہ ہوئی شہزادہ دل از کف دادہ کچھ دیر تو سکتے کے عالم مین چپ و خاموش رہا جب ذرا کچھ گرمی عشق کم ہوئی تو اپنی معشوقہ کے فراق مین اشعار حسرت آلود پڑھنے لگا کہ ابیات

تصور کے آگے جو تصویر تھی
تو پھرون اسی سے یہ تقریر تھی
مروت یہ کیسی ہی ای ستمن
کہ تم عیش مین ہم کو رنج و محن
ادھر تو ہی عشرت مین ای آفتاب
ادھر جل رہا ہی مرا دل کباب
تجھے زلف سلجھانیکا دھیان ہی
ادھر تیرا عاشق پریشان ہی
ادھر ہین نگاہین تری برچھیان
جگر پر ادھر غم کی ہین برچھیان
خبر لے مری ورنہ مر جاؤن گا
اسی دشت مین مین گذر جاؤن گا
تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہین
اثر عشق صادق دکھاتا نہین

اسیطرح جب وحشت حد سے زیادہ ہوئی اور بیقراری دل کی بڑھی تو نقش سم مرکب کے نشان پر اُسنے بھی اپنا گھوڑا اُٹھایا اور روتا ہوا بیتاب و مضطر سمت دیار دلبر یہ بھی چلا یہانتک کہ ڈیڑھ پہر کامل رہروی کی آخر اسکو ایک باغ نظر آیا کہ جو باہر سے اپنی خوبی اور سرسبزی کی بہار دکھاکر دل کو ہرا کرتا تھا اور آنکھون کو تراوت دیتا تھا دروازۂ باغ مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہوا تھا شہزادہ بسان لالہ داغ بر دل اور مثل گل گریبان چاک اُس باغ مین آیا دیکھا کہ عجب تختۂ گلزار ہی پر از نقش و نگار ہی ہزارون طرح کے گل کھلے ہین بلبل گل سے باتین کرتی ہین گل بھی ہنس رہے ہین غنچہ مسکراتے ہین یاسمن و سنبل اپنی بہار دکھاتے ہین لیکن شہزادہ کا یہ حال اس گلشن کو دیکھکر تھا کہ بیت گلون کی طرف وہ جو مائل ہوا۔ تو غنچہ نمط تنگ وہ دل ہوا۔ اسی حالت مین گرتا پڑتا اپنے تئین سنبھالے جب آگے بڑھا تو اُسنے دیکھا کہ اس گلستان دلستان مین ایک بنگلہ مثل بارہ دری کے تعمیر ہی کہ اس بنگلہ کی یہ صفت ہی کہ ابیات

بہ تنگ آیا جب طبع ناساز سے
تو بنگلے کو پایا خوش انداز سے
وہ بنگلہ بلند اور وسیع ایسا تھا
کہ جیسے زمین پر فلک دوسرا
بلندی تھی اس بنگلے کی آشکار
کلس اسکا تھا ناف گردون یار
مہینہ جو سرما کی آمد کا تھا
مشجر کا فرش اسمین تھا جابجا
وہ دو سمت تھے وہ چھپرکھٹ لگے
کہ جو دیکھے تعریف کی رٹ لگے
چھپرکھٹ کے آگے تھی مسند لگی
کہ جھالر فقط موتیون ہی کی تھی
وہ مسند یہ تھا گاؤ تکیہ لگا
کہ تھا کہکشان سے سوا پر ضیا

اُس بنگلے مین اُسی ماہ پارہ کو کہ جسکی تیغ ادا کا یہ زخمی تھا یعنی جسکو شکارگاہ مین دیکھا تھا اور جسکی تجسس مین یہانتک آیا تھا پایا یعنے دیکھا کہ مسند ناز پر مثل طاؤس طنازانہ وہ عربدہ ساز جلوہ گر ہی خواصین گرد

وحوش اُسکے حاضر ہیں سامنے چنگیر جو پگر بڑے عطر دان پاندان دھرے ہیں گلابیوں کی شراب کی کشتیان
لگی ہیں لیکن وہ خانہ برانداز عاشق اُس وقت چپ اور خاموش بیٹھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ رنجیدہ ہی تیوری پر بل
پڑے جیسے دفتر حسن کے کاغذ میں شکن پڑ گئی ہی شہزادہ کو جو اُسنے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا مگر اپنی
وزیرزادی سے اشارہ کیا کہ اُسنے اُٹھکر اور قریب شہزادہ آکر شہزادہ کو مجرا کیا اور کہا آپیے تشریف
لائیے شہزادہ خندان ہوکر دیدار یار سے اندر بنگلے کے گیا اور قریب محبوب دلنواز بیٹھا دیکھا تو یہان
اندر کا اکھاڑا جمع ہی لعبتان شکل دشنگول وشاہدان چین کو یہان کا مجمع شرماتا ہی غرض شہزادہ
بیٹھا ملکہ نے آہستہ سے لبصد حسن وادا لب رشک یاقوت کو کھولا اور قند نبات کو اس طرح گھولا کہ
ای شہریار اقلیم خوبی آپ کا اس ویرانے میں کیونکر آنا ہوا اور پُرخار مقام کو کس طرح رشک لالہ زار
فرمایا شہزادہ نے ہنسکر کہا کہ ای گل باغ تمنا میں تیرا ہی گریبان چاک ہون ای لالہ رخسار میں تیرے ہی
عشق کا داغ سینے پر رکھتا ہون تیرے ہی عشق میں نسیم کردار اس گلشن میں آنے کا اتفاق
ہوا ہی ملکہ نے کہا خوب معلوم ہوا کہ آپ کچھ عقل صحیح نہیں رکھتے بھلا میں شوریدہ سر اس قابل
کب ہون کہ کوئی میرا سودائی ہو اور وہ لیلی میں کب ہون کہ مجنون اپنے تئین کہلائے
اچھا آپ مہمان عزیز ہیں آئے ہین تو تشریف لائیے یہ فرماکر ایک جام بادۂ ارغوانی سے بھر کر
شہزادہ کو دیا شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا مذہب و ملت کیا ہی ملکہ نے فرمایا کہ میں کیا بہ چینی داروغۂ
نقارخانۂ سلیمانی صاحبقران حمزہ ہیں انکی دختر ہون اور اس مقام پر ازبسکہ مدت سے لشکر امیر کوہ
عقیق پر اُترا ہوا ہی اسلیے میں نے یہ باغ اپنی سیرگاہ بنایا ہی اور میں یہان رہا کرتی ہون یہ خواصین اور
چند سوار میرے ملازم ہیں صید وشکار وسیر دشت و باغ میں دن رات بسر کرتی ہون اور عیش وعشرت
میں رہتی ہون آپ فرمائیے کہ کون ہیں شہزادہ نے فرمایا کہ میں شہزادہ ملک قاسم لال خفتان
خونریز خاور سپاہ ہون جنکے جد عالی وقار حمزہ نامدار اور پدر میرے ملک شاہ عالی
ذی تبار ہیں الحمدللہ کہ میں مسلمان ہون اور تمکو بھی مسلمان پاتا ہون شہزادہ کے اس کلام کو
سنکر ملکہ ہنسی اور اُسنے کلمہ پڑھکر شہزادہ کو مطمئن کیا شہزادہ نے جام بادۂ ارغوانی سے
سے بھر کر ایک جرعہ کشید کیا پھر تو جلسۂ عشرت جما ناچ شروع ہوا کہ نظم

شروع اس گھڑی ناچ کا ناہید		مودب الگ بیٹھی دخت وزیر		ہوا زیب مسندہ بدر منیر

کہ منظور غم کا بٹانا ہوا ہر اک راگنی کا تبدل رہا چھڑا رنج خرد اُسکا پر گی ر
اگر گایا ان رنڈیون نے ملار تو بارش ہوئی اشک کی بار بار ای ہنگامہ عیش مین ملکہ نے
کہا کہ ای شہریار جب مین نے یہ باغ بنوایا اور یہان ساکن ہوئی تو اُسکے چند روز کے بعد ایک دیو
کہ نام اُسکا خرپال گراز دندان ہی یہان آیا اور مجکو دیکھکر عاشق ہوگیا اور مجھ سے اُسنے سوال
وصل کیا مین اُسپر بہت خفا ہوئی اور اُسکو نام زلزلقان لیکر دھمکایا کہ وہ خوف زدہ ہو کر منت کرنے
لگا اور زبردستی کرنے سے باز رہا اب روز آتا ہی اور مجکو دھمکاتا ہی منت بھی کرتا ہی قدمون پر سر دھرتا
ہی کچھ دیر بیٹھکر چلا جاتا ہی شہزادہ نے یہ حال سنکر فرمایا کہ انشاء اللہ اب جو وہ ملعون آئے گا
تو اپنے کردار بد کی سزا پائیگا انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور گلشن ستارون کا فلک پر کھلا
پھولا نظر آیا مہتاب سیر کرنے باغ چرخ اخضر مین قدم زن ہوا کہ ابیات
خدا نے ہو کی مہر اُسپر کمال ہوا مہر انور کا جلدی زوال کیا شام عشرت نے جلدی ظہور
لو پروانون نے پایا شمعون سی نور شب عشرت کی عجب بہار تھی گلشن مین گل کھلے تھے ہوا سرد
چلتی تھی فوارے اُچھلتے تھے چاندنی چھٹکی تھی عاشق و معشوق یکجا تھے دور شراب ناب تمام رات
بعشرت مین کٹی اور اب وہ زمانہ آیا کہ عشرتکدۂ مشرق سے شاہ خاور سبزہ زار چمن
آیا اور اپنے رخسار پر منور سے عالم کو منور فرمایا کہ اشعار

ہوا نور کا آسمان پر ظہور

اُڑا طائر آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا

ادھر آتا تھا وہ بڑی دور سے
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
کیا دبدبہ خلق پر آشکار

وہ پر دانتین تھا پر نور سے
سیہ کی علامت ہویدا ہوا
کہ سہلے کیا زاغ شب کو شکار

شہزادہ نے فریضہ نماز سحر کو وضو کرکے بخشوع و خضوع ادا کیا پھر ملکہ سے گرم صحبت آرائی رہی پھر فلک
پر کچھ تماشا معلوم ہوا یکایک ہوا تیز و تند چلی اور ایک دیو کو دیکھا کہ باغ مین آکر اترا اور بنگلے کے
قریب آکر اُس دیو نے شہزادہ کو ہم پہلو اپنے یار کا پایا غصہ مین آکر چلاکر او انسان سیہ سر سفید
دندان بھلا مین تجکو کب زندہ چھوڑتا ہون ارے یہ غضب تو نے کیا کہ میری معشوقہ سے ہم آغوش
ہوا ملکہ تو اُس دیو کی صورت دیکھکر سہم گئی اور پشت پر شہزادہ کے چھپنے لگی لیکن شہزادہ بغضب
تمام اُٹھا اور مقابل مین اُس لعین بدکردار کے آیا تیغۂ آبدار کو کھینچکر سامنا کیا دیو نے چرخ دیکر دار شمشاد

دوسرا اس سردار کے لگایا قاسم خاور سپاہ دیو بند دو لوگش تر پھلا اس وار کا وار کپ کھاتا ہو بہنے
پتیرہ بدلکر زیر بغل اُس دیو کے اپنے تئین پہونچایا اور اسکے وار کو خالی دیا وار آکر زمین پر پڑی کہ پانی
بلبلا کر نکل آیا تمتق غبار کا بلند ہوا دیو نے نعرہ کیا کہ زیر و زبر و پست کردم مارا اور کام تمام کیا ہر گوئی دو دست
اسکا کہ غوبال بیکر جیاست ہڈیان بھی ریزہ ریزہ ہوگئی ہوتی شہزادہ نے بہلو بچت نعرہ کیا کہ گرا زدی و
گرا پست کردی حریف تو اینک رسیدیم یہ کہکر پہلو پر ٹھہرا ہی تھا قند و نبست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا
مارا کہ وار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیو شہزادہ سے لپٹ گیا کشتی لبعد دو کشتی شروع ہوئی یہان ملا
وہان پٹکا آخر لڑتے لڑتے شہزادہ نے اُسکو کرے بھوکر چو مارا چاروں شانے چت وہ دیو
گرا شہزادہ سینہ پر اُسکے سوار ہوا دیو پکارا کہ حالا در شناختن پروردگار عالمیان چہ شک ہے اُس دیو نے
کہا کہ لاکھ جانین میری نام پر اُس تیلیس خدا وند راشد شیاطین کے نثار ہین شہزادہ نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے ٹھوڑی پکڑ کے فشردہ جو کیا صاف گردن اُسکی زنجی
سے کھینچ لی دیو تڑپ کر ہلاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہوا ملکہ نے شہزادہ کے دست حق پرست کو آکر
بوسہ دیا اور سلاش کو اس بدمعاش کی کھینچوا کر بیرون باغ پھینکوا دیا پھر یہ دونون مع دختر اُس بنگلہ
مین کہ برج میزان خانہ زہرہ اُسکو کہنا چاہیے آکر جلوہ گر ہوئے اور رنگ نشاط و مسرت و کامرانی برپا ہوا
اُس زمانے مین شہزادہ کے رفیق و سردار اور لشکر ہمراہی ڈھونڈھتا ہوا یہان آیا شہزادہ اُنکی خبر
آمد سنکر باہر برآمد ہوا ہر ایک نے ملازمت کی غرض کئی روز تک جلسہ عشرت رہا آخر ایک روز صبح کی
یعنی جب وہ وقت آیا کہ ابیات

وہ صحرا کا سناٹا ٹھنڈی ہوا	وہ ہر سمت کو طائرون کی صدا
خوش آیند کھلی جو صحرا مین صبح	ہوا آسمان تارون کا ذرون پہ ہے

شہزادہ نے اسباب اُس باغ
سے سب باہر کرایا اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے مع پیران گلفام و نازک اندام کے وہان سے
کوچ کیا اور اپنے لشکر کا رستہ لیا بعد قطع منازل و طے مراحل داخل لشکر اسلام ہو کے پہلے ملازمت
امیر کی پھر بادشاہ اسلام کو نذر دی ملکہ کو محل مین اُتروا دیا پھر اپنے خیمہ مین آکر قاضی حسینی و کتابینی کو
بلوا کر خواستگاری ملکہ کی فرمائی نام اس ملکہ کا خوش قامت شکر لب ہے اُن دار و غگان نقار خانہ
نے جو ملک چین کے ایک ملک کے حاکم ہین بخوشی عقد کرنا قبول کیا اور اُسی وقت بساعت
سعید خوش قامت شکر لب کو ہمراہ شہزادہ کے والا تبار منعقد فرمایا شیدا بیدلگیر

باہم جمع ہوے اور بعشرت رہنے لگے لیکن اب حال سنیے کہ شہزادہ ملک قاسم عالی تبار دربار بادشاہ تہجاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ آسمان جاہ افراسیابی کیطرف جو روانہ ہوا اثنا راہ مین ایک پنجہ اسکی کمر مین پڑا کہ لیکر بالا ہوا گیا اور سناٹا مارکر جو چلا شہزادہ کی آنکھین بند ہوگئین بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک صحرائے پرخار مین پایا کہ لون چلتی تھی ہوا وہان کی آہ عاشقان و دلسوزان پر طعنہ زن تھی ہستی خضر کی دشمن تھی درختون کا نام و نشان نہ تھا خارہائے مغیلان اور جھنکٹیاسے بھرا ہوا بیابان تھا چیلین چلچلاتی تھین برم شوم کے گھونسلے جنکی صورتین بمشکل نظر آتی تھین کوسون تک کا چٹیل میدان تھا دھوپ کی تپش سے آتشکدہ بیابان تھا ذرے کار اخگر کرتے تھے طائر اس دشت مین قدم نہ دھرتے تھے کہ نظم

جہان انسان تو کیا سایہ بھی مسدود
مسافر میہمان مرگ ہر آن
بلائین سیکڑون اس جا تھین پیش
کہین تھے نیشتر خار مغیلان
ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا

گذر اس جا ہوا اسکا جو ناگاہ
نہ تھا جز التفات فضل معبود
یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل
نہین ہوتی تھی بیتابی کم و بیش
دھوان لون کا وہان چھایا ہوا تھا
بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا

پریشان حال دیکھی دشت کی راہ
تمازت پر فروغ مہر تابان
کہ کانٹے راہ مین تھے وانہ حائل
کہین شعلہ فشان غول بیابان
بیابان مین ہر اک سو تھا اندھیرا

شہزادہ نہایت حیران و پریشان ایک سمت کو روانہ ہوا لون کے جھونکے جسم نازک کو جلا تے تھے اسلحہ جو گرم ہوگیا تھا تو ہاتھ اور بدن مین چھالے پڑجاتے تھے پاؤن بھی آبلہ دار تھے تلوون مین جو چبھے خار تھے حلق مین کانٹے پڑگئے تھے مصیبت مین گھرگئے تھے بصد محنت و مشقت کوس بھر راہ طے کی وہ راہ ایک کوس کی کاٹے کو سون ہوگئی آخر ایک جگہ پر پہونچا کہ وہان کچھ درخت سایہ دار لگے تھے اور کسی قدر تھی الجملہ ہرے تھے اور اسکے قریب ایک چشمہ بھی پانی کا تھا شہزادہ شکر خالق بحر و بر بجالایا اور اسجگہ ٹھہرا اس چشمہ سے پانی پیا اور چاہا کہ آسودہ ہو ناگاہ یکایک ایک آندھی تیرہ و تار آئی بعد اس آندھی کے جو دیکھا تو ایک دیو حق کریہ منظر سیاہ فام بدانجام کو دیکھا کہ زنخ لول کاندھے پر رکھے زنجیر آہنی سے کمر باندھے ایک کرتا ٹاٹ کا پہنے منہ پھاڑ ساکھوے بلا کی طرح ڈراتی ہوئی وقتی شیطان کی خالہ تھی کہ ابیات

یہ تھر سے تھے کہ وہ دیوتی بلا زاد
دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا

مقابل رنگے آتی بنکے آزاد
لپک اسکی فراز آسمان پر

جبین سے تا بہ سینہ ایک قشقہ
جلا دیگی جلاؤن گی زبان پر

یہ فقرا کر وہ چلاتی تھی ہر سو
کبھی ہونٹوں کو لاتی تھی پلک تک
کبھی زنجیر جا کر کھڑکھڑاتی
کبھی بڑھتی کبھی رہتی وہیں پر

کبھی پڑھتی تھی وہ الفاظ جادو
کبھی بالیدگی بازو کو دیتی
کبھی اپنی زباں میں بڑبڑاتی
غرض اس حال میں تھی وہ ستمگار

بڑھاتی تھی کبھی سر کو فلک تک
کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتی
کبھی اک کوہ بن جاتی زمین پر
برستی تھی بشکل ابر ہر بار

شہزادہ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھا اور اس بے شرم نے پاس آ کر اول نگاہ شرم شہزادہ کو دیکھا پھر ہنس کر کہا کہ ای شوریدہ سر بڑا غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی خرپال گراز دندان کو قتل کیا ہائے افسوس کیا کروں کہ تیری آتش محبت میرے تو سینہ میں شعلہ ور ہوا اور حرف نقش محبت صفحہ دل پر ہی تھی کہ چاہتی ہوں اور جان دیتی ہوں کہ بیت رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا ہائے کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجھکو کیا ہوا اب تجھے چاہیے کہ میرا کام دل بر لا اور اپنی بغل میں سلا میں تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی مال و زر سے گھر بھر دونگی شہزادہ نے یہ کلمات فحش سنکر فرمایا کہ او قحبہ حرامزادی فاحشہ جادو دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی سر تیرا اگوہ کٹا تا پھر نگا یہ کہکر طمانچہ تیار کیا اور چاہا کہ اسکے رخسار پر ماروں وہ خیرہ سر کچھ بڑبڑائی کلمات افسوں زبان پر لائی اور گرد شہزادہ کے حصار آتش کر کے آپ غائب ہو گئی جادو کے زور دکھائی دیے اپنے دل کی لگی کو بجھانا چاہا مگر کچھ بن نہ آیا شہزادہ نے چاہا کہ اشکباری سے اس آگ کو سرد کروں مگر آہ کی ہوا نے اور دونا اسکو بھڑکایا تا بیار یہ اس حصار آتش میں اپنا دل سوختہ لیے چپکا ہو کر بیٹھا بدن گرمی میں پھنکا جاتا تھا کرہ نار زہ مقام منظر آتا تھا چار سمت آگ لگی تھی بیچ میں یہ شہزادہ بیٹھا مگر جان پر بنی تھی دو پہر کا عمل یہ احساس میں رہا حلق میں کانٹے پڑ گئے حد سے زیادہ پیاسا ہوا جسم سب پسینے میں ڈوب گیا بعد دو پہر کے پھر وہ عفریتہ آئی اور حصار شہزادہ کے گرد سے برطرف کر کے منت کرنے لگی شہزادہ نے اب کی مرتبہ تلوار کھینچی وہ تیغ ابرو کی گھائل تھی شمشیر جان گزا کو دیکھ کر ہنسی اور کچھ افسوں پڑھ کر اسکے دست و پا کو بیکار کر دیا طاقت جاتی رہی یہ پھر چپکے ہو کر بیٹھ رہے اور اسنے بہت کچھ عاجزی کی جب شہزادہ نے نہ مانا تو غائب ہو گئی اور شہزادہ خاموش بیٹھا رہا بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے دیکھا کہ دست و پا میں قوت آ گئی اور حصار بھی اپنے گرد نہ پایا بے اختیار اٹھکر ایک جانب کو قدم زن ہوا یہاں تک قریب ایک کوہ کے پہونچا دامن کوہ کے قریب ایک مہ پارہ عابد فریب زاہد کش کو دیکھا کہ حیران ایک جانب

کو نگران ہے مگر ایسی حسینہ ہے کہ اُسکے بالون کی محبت کی راہ کاٹے کو سون نظر آتی ہے پیشانی اُسکی [illegible]
سے رگڑوا تی ابرو شمشیر حسن کے دو بھل بجان عاشقان اُس سے بکل آنکھین انقلاب ہر کے وہ دو چشمے
چکے آشنا مردم وادی حسن کے قلزم مژگان وہ تیر جسکے سیکڑون دل نخچیر بینی کی صفت مین باریک بینی
درکار ہے الف کتاب رخسار جسکا نقشہ اظہار ہے دل اُسکو دیکھکر فرضاک مصحف رد لبون کی سچ پوچھو تو وہ
ناک گال دونون بجلی کی جان پر بجلی گراتے شعلۂ آتش سکے فی النار ہو جاتے دہن تنگ میم سر مدوم
ظاہر کچھ نہین فقط موہوم ہی موہوم دشوار ہے جو یہ راز ہو مفہوم سیب ذقن کو دیکھکر بھوک و پیاس جاتی
دیدۂ تحسین کی تشنگی بجھاتی بر دوش خوبی سے ہم آغوش ہاتھ کا نو خوبی کا ساتھ سینہ جو اُسکے
وہ چھاتی اچھتین دیکھکر بدلی غم کی چھاتی کیا تنگ اُسکا وصف بیان ہو یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحرکار
کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
جو دیکھے کوئی ابروے متصل
دھوان دو طرف تھا رخ خوشنما بلند
شمع بھی نہین طور کی نزد بان
چھپے جس سے لاکھون ہی دل ان [illegible]
تر و تازہ رخسار جون بن بھرے
کہ منہ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شاب
فدا غبغب سرخ پر تھی بہی

گر شاگرد ہون سامری سے تمام
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام
ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
دریچہ اگر طور تھا نور کا
تھی بینی اُسی نور کی نردبان
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
رخ آئینہ سے صاف دو چند تھا
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

یہ ادنی سا تھا اُنمین سحر ادمن
دل رستم و سام جنکے نیام
یہ اک اور تشبیہ آئی پسند
جبین سے ہین عیان نور تھا طور کا
غضب اُسکی پلکون کے تھے نشتر
مہ نو تھے ابرو شک اسمین نہین
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب
یہان طوطی آئینہ بند تھا
شہزادہ نے جو اُس ماہ پیکر کو

دیکھا اُسکے پیچھے چلا اور وہ برق وش چمک کر بجلی کی طرح اس درہ مین گئی اور اس شہریار کو دیکھکر
رو بفرار لائی شہزادہ بھی اُسکے پیچھے داخل درہ ہوا اُسمین وہ نظر نہ آئی اُسنے جب درہ سے اُس
طرف کو سر بدر کیا تو ایک صحراے پرفضا نظر آیا اور اُس صحرا مین ایک احاطہ سنگ مرمر کا کھنچا تھا
اُسکا گلشن نگارین بھلا پھولا تھا کہ

ابیات

وہ گلشن کہ جسپر فدا [illegible] بہار
اُسی مین تو ہنستے تھے ہر ایک گل

وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
بہشت بریں اُس سے بہتر نہ تھا

کھلے جاتے تھے اُسکے گل جزو کل
نظر اُسکا روے زمین پر نہ تھا

جہان ایک اصلی لگا تھا شجر
ستارے ہون جیسے فلک پر روان
وہ گل پھول اُسمین نمایان ہوے
شجر بار ور سر سے پا تک ہرے
کسی سمت پودے وہان تا بکمر
کہ رشک اُنسے جنت کے طائر کرین

جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
صفت کر سکون مین کہان نہر کی
کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوے
منڈھے تھے روپہلی تمامی سے سب
جو بربان تھی بچھین تو ارض بہشت

وہ فوارے نہرون کے اندر روان
جواہر کی تھین پٹریان نہر کی
ہر اک سو خرامان بط اور قمرے
بہار اُنکی چاندنی مین غضب
خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین

اس احاطہ مین دروازہ اقرنی لگا تھا بر رنگ چشم انتظار عاشق کھلا ہوا

تھا شہزادہ اُسکے اندر آیا دیکھا تو یہان بارہ دری بے نظیر بنی ہے فرش و فروش سے آراستہ شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر سجا ہے اور ایک مسند پر سامنے بارہ دری کے چبوترہ پر وہی ماہ تمثال جسکو دامن کوہ مین دیکھا تھا جلوہ نما ہے شہزادہ پاس اُسکے گیا اور کہا بیت ستارہ تو ہے کون سے برج کا ہے تو بے بیدھا موتی ہے کس درج کا ہے اُسنے کہا ای جوان یہان سے جا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے اُسنے کہا کہ شعر تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنے والے ٭ دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے ٭ یہ کہکر پاس اُسکے بیٹھ گیا اور مشغول اختلاط ہوا ہنگام گرم جوشی اُس نازنین نے کہا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین از خود رفتہ ہو گھبرائے ہو اُسنے کہا کہ مجکو ایک دیونی ساحرہ میرے لشکر سے اُٹھا لائی اور مجکو آوارہ دشت و بیابان کیا اب خدا جانے وہ کہان گئی ہے لیکن ای پری چہرہ تم بتاؤ کہ اس باغ مین اکیلی کس لیے رہتی ہو اور کون ہو اُسنے کہا ای شخص مجکو تنہا نہ سمجھ کنیزین میری ایک کام کو گئی ہین آتی ہونگی اور رہنے والی کی مین پری ہون اس مقام کو کہ بہار آگین ہے مین نے پسند کیا ہے اور براے سیر چند روز کیلیے یہان آئی ہون اپنا دل بہلاتی ہون پھر چلی جاتی ہون یہ سنکر شہزادہ نے اُسکے گلے مین باہین ڈالین اور چاہا کہ ایک بوسہ اُسکے لبون کا لون جب مُنھ اُسکے قریب لایا ایسی بوے بد اُسکے مُنھ سے آئی کہ روح بدن مین گھبرائی یقین تھا کہ طائر جان اُسکا پرواز کر جائے جلدی سے مُنھ اُسنے ہٹا لیا اور کہا کیون جی یہ کیا کہ تمھارے مُنھ سے تو ایسی بو آئی کہ جیسے سنڈاس کھلگیا شاید تم ساحرہ ہو اُسنے ہنسکر کہا کہ ای شہزادے منم عفریتہ سیہ زبان ای جانی مین تجھ پر مرتی ہون اب میرا کام دل بر لا مین نے تیری خاطر سے یہ باغ بنایا اور اپنی صورت کو کسطرح تبدیل کیا اب تجکو میرے اوپر رحم لازم ہے شہزادہ

نے اپنے دلمین اسکے بیان کو سنکر سوچا کہ اب کچھ مکر کرنا چاہیے اور اس قحبہ کو واصل جہنم کرنا بہتر ہے یہ سوچکر
اُسنے بھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ ای عفریتہ پیاری مین تجکو آزماتا تھا ورنہ مین خود تجھپر
شیفتہ و فریفتہ ہون اچھا اب تو لیٹ جا کہ مین تجھ سے وصل کرون یہ سنتا تھا کہ وہ شہوت پرست
زانیہ خوش ہو گئی اور سامنے شہزادے کے دراز ہوئی شہزادہ طریقہ سے بیٹھا اور ایک ہاتھ اُسکے
مُنھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُسکا یکبارگے اسطرح دبایا کہ وہ تڑپی مگر پنجہ ملک الموت مین تھی
کب چھوٹ سکتی تھی اشارے سے کہتی تھی کہ ارے یہ کونسا اختلاط ہے لیکن اس رستم وقت نے
ایک بھی سماعت نہ کی اور ایسا زور کیا کہ آخر روح نجس اُسکی بُرے مقام کی طرف سے پرواز کر گئی دریچہ
شرمگاہ سے نکلکر اس شد و مد سے نکلی کہ دناٹے کی آواز ہوئی اور جہان سُنگی خرامان اسفل السافلین
مین پہنچ گئی خدا کی پناہ آندھی سیاہ آئی دن کی رات ہو گئی آگ پتھر برسے پھر صدا آئی کہ مارا عفریتہ
سیاہ زبان جادو شہزادہ نے دیکھا کہ وہ باغ اور احاطہ سب نابود اور ناپدید ہو گیا صرف وہ جنگل
اور درہ پہاڑ باقی تھا شہزادہ نے اب جو درۂ کوہ سے سر بدر کیا اُسی دشت پُرخار مین پہونچا لیکن
اب وحدت اور گرمی اُس جنگل مین نہ تھی شہزادہ بہزار دشواری راہ قطع کرکے اپنے لشکر مین
چند روز کے بعد آکر پہونچا اور سجدہ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا اور باآرام تمام رہنے لگا ان کو اسی
حال مین چھوڑیے مگر اب تتمہ حال ملکہ بران شمشیرزن اور اہل لشکر امیر نامور کا سنیے کہ ملکہ
بران شمشیرزن اپنے مقام پر آکر لشکرکشی کے سامان مین مشغول ہے لیکن وہان نامہ لقا کا
افراسیاب کو آیا ہے کہ ای افراسیاب ہم کو خداپرستون نے بہت پریشان کیا ہے تجکو لازم ہے کہ ہماری
مدد کے لیے کسی ساحر زبردست کو روانہ کر تاکہ وہ آکر کام خداپرستون کا تمام کرے افراسیاب
نے نامہ پڑھا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحرہ سیاہ فام تیرہ رو تیرہ درون کالے کوڑیالے
و دھامن ناگن سانپ اُسکے گلے سے لپٹے ہوے آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے پیاز لہسن ہڈیون
کھوپریون کے ہار گلے مین پڑے ساری گھاروے کی باندھے ہوے قشقہ سیندور کا ماتھے
پر کھونز چندن کے سب جسم پر لگے ہوے سامنے بادشاہ کے آئی اور تسلیم بجالائی ابیات

خالہ شیطان کی وہ بدذات
کالی صورت دکھا رہی تھی

صورت ایسی کہ جیسے کالی رات
بجلی کی طرح ڈرا رہی تھی

بادشاہ نے اُس سے کہا کہ ای سیاہ تاب جادو تم یہان خداوند

کی خدمت میں جاؤ انکی بھی زیارت کرنا اور مسلمان سے لڑکر فتح خداوند کی کرا دینا یہ ساحرہ بادشاہ سے رخصت ہوکر چلنے لگی بادشاہ نے خلعت دیا اور یہ رخصت ہوکر اس طلسم میں ایک بیابان ہے کہ نام اسکا بیابان بلاخیز ہے اور اس مقام پر ایک قلعہ آباد ہے ساحران ظلم شعار ستمگار و مکار بلا سے بیدرمان آفت جہان اس قلعہ میں رہتے ہیں اور یہ ساحرہ آن پر حاکم ہے اور یہ بھی بہت بڑی ظالمہ ہے چنانچہ اسوقت یہ رخصت ہوکر اسی قلعہ میں آئی اور حکم تیاری لشکر دیا بہزار ساحر جھولی سحر کی گلے میں ڈالکر اسباب سحر و ساحری لیکر ترسول اور خبسول چمکاتے اژدرہاے سحر اور فیلان سحر آتشین پر سوار ہوے اور یہ ساحرہ بھی انکے ساتھ سوار ہوکر جانب لشکر لقا روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکل کر کوہ عقیق میں آئی لشکر کو اپنے لشکر لقا سے علحدہ ٹھہرا کر آپ کچھ تنہا جانب بارگاہ لقا روانہ ہوئی لیکن بختیارک نے ہرکاروں کی زبانی خبر اسکے آنے کی سنی بہر استقبال بارگاہ سے باہر آیا اور پیشوائی کرکے اسکو سامنے لقا کے لایا لقا نے اسکی صورت دیکھکر توپ کھایا اور اسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل بزیجی بختیارک نے لشکر کو اسکے اپنے لشکر سے ملحق کرکے اتروا دیا بازارین لشکر میں کھل گئیں ساحر خیموں میں بستر لگا کر آرام پذیر ہوے سیاہ تاب جادو کئی روز تک یہاں آرام پذیر رہی ایک روز جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہ تاب شب نے براے شہرت پیکار روز دہر عنداریں داخلہ کیا اور دن خوف سے ساحرۂ خبیث کے روبفرار لایا۔ ابیات

ہوا پہونچا منزل مغرب میں خورشید
ہوا نظروں سے پنہاں شکل ناہید
سیاہی شام کی گردون پہ چھائی
ہوئی شب طلسمی رنگ لائی
فلک پر ماہ نے جلوہ دکھایا
شب تاریک کو روشن بنایا
ہر شب ساحرہ مکار و غدار
ہوئی لڑنے پر آمادہ و طیار
نفیر سحر کو اسنے بجایا
دطبل جنگ اسنے گڑگڑایا
خبر لڑنے کی وان جاسوس لیکر
ہوے خدمت مین شاہنشہ کی حاضر
دعا یہ دی کہ اے شاہ خوش اقبال
رہے قایم ہمیشہ ملک و دربار
نفیر جنگ لشکر مین بجی ہے
ہوا اک سوا اک قیامت سی مچی ہے
سنا جب شہ نے آنسے یہ خبر کو
کمانیں بھی بجے نقارہ کہیدو
جو کچھ قسمت مین لکھا ہے خدا نے
وہی پیش آئی ہے ہر دم یہ جلنے
غرض یان بھی بجا نقارہ جنگی
صدا سے اسکی سنا ساری دہلی
سویرے سے ہوا برخاست دربار
جگہ پر اپنی سب پھر آکے سردار
لگے تیاریان لڑنے کی کرنے
تجھین لگین وہ چرخ چڑھنے
لگے ہتھیار ہونے صاف و صیقل

پڑی لشکر میں تھی ہر سمت ہل چل ۔ کماندین جو کرحنا نہ گرگئی تھین ۔ وہ بیٹھے سے درست ہونے لگی تھین

اُدھر ساحرون مین ڈمرو بجا گھیون کی بھینٹ بیرون کو دی زرد زرد مین گرائے گئے کچھ یان بھنگون کی ٹانگین بیر جر کو بیرون کو منایا تاری کا ساگ مرگوٹ کے ٹمیکرے لیکر منترون کی جاپ کرنا شروع کی یون تانے بھیرون کا ولو نا جاری کی بھینٹ دی دشمنون پر لگاڑنے کو آمادہ ہوا ابیات

کوئی کہتا تھا اے راجہ دشمن ۔ بگاڑو گے عدو کے تم نشیمن
کوئی کلوا کا وان دم بھر رہا تھا ۔ کوئی تھا منترون کی جاپ کرتا
کوئی بھیرون کی پوجا کر رہا تھا ۔ کوئی بیچ سور سے کرتا تھا چٹکا

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لشکر انجم عرصہ گاہ فلک سے رو بفرار لایا اور شہسوار توسن فلک نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیکر پشت شبدیز گردون پر سوار ہوا کہ اشعار

ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور ۔ سیاہی ہو گئی ظلمات کی دور ۔ لڑائی کی جو دل مین سب نے ٹھانی
تو نکلا شہسوار آسمانی ۔ صبح کو لشکر خیل خیل ڈیل ڈیل جانب میدان مصاف گیا سردار سب

خدمت امیر مین آئے امیر بھی مسلح اور مکمل ہو کر جانب عیش محل بادشاہ پر شوکت و جاہ آئے اور جلو خانے مین ٹھہر کے انتظار آمد بادشاہ کر رہے تھے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا سرخ پردہ چرخی پر کھینچا اور بادشاہ حجاہ مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے کہاروں نے بڑھکے تخت بادشاہ کا بدلوایا زمانہ سامان سب بچھ گیا امیر نے مجراگاہ پر جاکر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے پھر تو بہرام جمہور و فرامرزان سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے جانب میدان جنگ گاہ بڑھے نقیب و چاوش کڑکا کہنے لگے منقبت خوانیان نقیبون کی خوش الحانیان علمون کا جلوہ کھانا بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر چھوٹے چھوٹے تارے دریائے فلک مین ڈوب گئے تھے گھوڑے رستے ہوتے تھے نسیم سحری چلتی تھی شمعین جھلملاتی تھین کہ ابیات

برآمد شدہ لشکر بے قیاس ۔ زمین در تزلزل فلک در ہراس ۔ حضیض زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود ۔ خنک برگذرگاہ کین ریختند ۔ نقیبان خروشیدن انگیختند
ز رگ بر زرگ سو بسو در شتاب ۔ نہ دل در سکونت نہ در دیدہ خواب ۔ ز سم ستوران دران [illegible] دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۔ جب وارد میدان مصاف پذیر ہوئے بیلچہ کاروں نے پشت و بلند

زمین کو ہموار کیا اس طرف سے لقا چالیس ہاتھیون کو زنجیر بند کرکے تخت آسیہ کھنچوا کے بنگلہ

موتیون کا ڈول کے سوار ہو اخواص تین خواجہ گرزالدین ملکہ بختیارک شنوم کا نسر میدین بیٹھا ہوا طوق لعنت گلے مین پڑا ہوا ہمراہ اُسکے لشکر بیشمار سنجابی باختری مشتری حصاری اور جمشیدجی کیومرثی سب توین ساتھ او نچی سبنے ہوئے گھوڑون پر سوار وارد میدان کارزار ہوے ایک جانب کو سیہ تاب جادو بارہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے آئی ساحرون مین ہوم کا دھوان بلند ہوا اگیا بیتال آنے لگے اپنی روشنی دکھانے لگے نارنج و ناریل اچھالتے تھے اندھیان دم بدم اٹھی تھین ہوا تیز و تند چلتی تھی کبھی اس لشکر مین اندھیرا ہو جاتا تھا کبھی ایک جلی آفتاب کے نیچے دوسرا آفتاب نکل آتا تھا مروہان لشکر امیر کا دل جلا تا تھا غرض جب میدان ہموار ہو چکا سقے حضرت خضر کا دم بھرتے میدان مین آئے ہاتھون مین مشکیزے کتھہ مہندی چھپا تھا ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا تھا مشکون کے دہانے پہ ہزارے کا فوارہ چڑھا انھون نے اسطرح آبپاشی کیا کہ ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے کہان ہین رستم کہان ہین سام کہان ہین برزو کہان ہین بیژن کونسا دلاور نامدار ہی جو نکل کر میدان قتال مین نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کو لسان حرف غلط صفحہ روزگار سے مٹادے کہ نظم

نام رستم کا مٹا دو آج بیہودہ مکر کا
کھاو گے تلوار کا اور پھول گھوڑا ڈھال کا
رستم زمانہ زمین یہ نہ بہرام رہ گیا

مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ❊ یہ کہکر جب نقیب کنارے ہوے سیاہ تاب جادو اپنا اژدر آگے بڑھاے سامنے لقا کے آئی اژدر سے اُتر کر سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوندا اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ ای بندی قدرت جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا پھر اژدر پر سوار ہو کر بیچ میدان مین آئی اور للکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ مین آئے یہ نعرہ سنکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے صف لشکر سے اپنا گھوڑا نکالا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے آواز نقارہ کوس دم فیلی و شتری و ماہون کی بلند ہوئی شاہزادہ سامنے تخت بادشاہ کے آیا اور گھوڑے سے اُتر کر آداب بجا لایا اور دست بستہ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے تخت رکھوادیا اور جام کلہ عفریت مرحمت کیا پھر خلعت سے مخلع ہو کر اجازت دی کہ جاؤ تمھین سپرد خداوند کریم کیا شہزادہ نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا اور جست کر کے مشتر چو تیرے کہ گیرد برآید کمین ❊ بجست از زمین و برآمد بزین ❊ گھوڑے کو اڑاتا ہوا چلا ابیات

قمر وصف توسن رقم کب کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا کہون

کہ خورشید زر خامہ کا پالنگ ہی
تو کاوش کا محتاج ہو کس طرح
یہ کوہ گران ہی وہ دریا سنگ ہی

ملا ہی عجب رنگ مشکین کسے
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی
تنارے بجز تا ہوا اُس ساحرہ

تا بکار کے مقابل پہونچا اُس ساحرہ نے یہ سمجھ کے کہ امیر بلک اسم اعظم ہین اگر بظاہر سحر کرکے اُسکو گرفتار کرونگی تو وہ اگر چھوڑائے جاینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ بطور مخفی سحر کرون یہ سوچ کر اُسنے ایک سحر کیا کہ سب کی نظر بند ہوگئی امیر تو یہ جانتے نہ تھے کہ سحر سے یہ نظر کو باندہ دیگی اسوجہ سے اسم اعظم نہ پڑھا اور وہان اُسنے بعد نظر باندھنے کے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طرف کو لشکر کے ایک بنگلہ زمرد نگار پڑا ہوا دکھائی دینے لگا سامنے اُس بنگلے کے مختصر سا چمنستان لگا تھا جہان گل ہنس رہے تھے بلبل گلون سے تعشق آمیز گفتگو کر رہے تھے تختے لالہ و نافرمان کے کھلے تھے درخت مثل قامت یار کھڑے سرو لب جوئبار تھے نرگس شہلا مست لالہ ساغر در دست شراب عقیق رنگ جام عقیق نگاہ ہی دوستان چمن کو دیتا تھا سبزہ باوجود خاکساری سکے پھولون سے نوک کی لیتا تھا نظم

نظر آئے نہال سبز و شاداب
ہوا چلی تو اک جوبن دکھاتے
کہین نرگس کہین جعفری تھی

کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
بہار اپنی دکھاتا تھا ہر اک گل
گل لالہ کی وہان جلوہ گری تھی

ثمر جو شیر رنگ تھے لہلہاتے
جھکتے شاخ پر گل کی تھے بلبل
اور اُس بنگلہ کے سامنے ایک

چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا اور اُسپر مسند مغرق بچھی تھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کہ جسکا قد مصرع موزون پیشانی مطلع حسن قامت راست شمشاد نہین نہین الف نور یا الف قیامت شب دیجور کے مانند اُسکی زلف رسا وہ ظلمات کہ جسمین دل خضر کا بھٹکتا شب ہجر عشاق سے زیادہ دراز مانگ دل عاشق کا مانگتی وہ پری رو عشوہ پرداز چشم جادو وہ توسن ناز کہ ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی سرو و نبالہ دار آنکھین دیا ہوا اور اُس کا فقرہ کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کیا ساعد صاف نازنین ہے
ہر منھ کو ہنسی عدم کی تقسیم
مستی مین صورت صفا ہے
گویا ہی قرآن ماہ و خورشید

یہ سیم تو کیسہ آستین ہے
رخسار وہ آفتاب پرنور
آئینہ قدرت خدا ہے
کیا خال نے بھی نمک کھایا

لب وا ہون اگر دو نیم ہو میم
شبنم ہی جہان تجلی طور
دونون رخ صاف باغ امید
زنگی سیہ سیر باغ آیا

چشم آئی جو رخ نازک کسی کی | یان رہ گئی مردمک کسی کی | کیا وصف دہن میں کہو یہ لب
باریک سخن ہی گم ہی مطلب | نقطہ بھی وہ نقطہ ہی جو موہوم | عنقا کی طرح جہان سے معدوم
نظارہ لب ہی روح کو قوت | معجون وہ جسمین لعل و یاقوت | پس شہزادہ سے اس ساحرہ

نے کہا کہ ای شہزادے ذرا یہ جو سامنے بنگلہ کے عورت بیٹھی ہی اُسکی طرف تو دیکھو پھر مجھ سے مقابلہ کرنا شاہزادے نے جو اُسکی صورت زیبا وطلعت جہان آرا کو دیکھا ایک تیر عشق جگر کے پار ہوا اور ایک آہ سرد دل پرورد سے بھر کر ساحرہ سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو مین اس گل گلزار خوبی و غنچہ باغ محبوبی کے پاس جاؤن دو گھڑی باتین کرکے دل بہلاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ جائیے وہ آپ کی خاطر کرے گی شہزادہ گھوڑے پر سے اُترکر اُس ماہ تابان فلک حسن کے پاس آیا وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ آئیے تشریف لائیے شہزادہ بے اختیار اُسکے پاس بیٹھ گیا اب سب دیکھ رہے ہین کہ شہزادہ نور الدہر یا تو لڑنے گئے تھے یا کنارے لشکر کے اکیلے بیٹھے ہین وہ چمنستان وہ بنگلہ اور عورت نظر نہین آتی اُدھر ملک بختیارک نے جو یہ کرشمہ دیکھا تو ساحرہ کی تعریف کی کہ ای ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا اور وہان ساحرہ کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہو شہزادہ نور الدہر دکھلائی دین اور انکو امیر آکر چھڑا لے جائین بس سحر پڑھکر اُسنے شہزادہ کو بیہوش کر دیا اور اُسی حالت بیہوشی مین اپنے یہان کے ساحرون کو حکم دیا کہ طوق و زنجیر پہنا کر اسکو اپنے خیمہ مین لیجاؤ اور قید کرو اور ساحرہ نے پھر نہیب دی کہ اور تم مین سے جس کسی کو آرزو مرنے کی ہو وہ آئے اب یہان سے سرداران دست راست و چپ جانے لگے اور اس زن ساحرہ پر مفتون ہو کر قید ہوتے تھے یہانتک کہ ساٹھ ستر سردار نامی اور نامور اور بڑے بیٹے اور پوتے امیر کے شام تک جا جا کے اسیر سرپنجہ تقدیر ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار توسن آسمان شبدیز فلک سے اُترا اور ساحرہ شب نے اپنے سحر سے روز دہر کو کالا کیا کہ اشعار دبا گوشہ مین کھا تاب نکلا
نہایت کھا کے پیچ و تاب نکلا ستارون کا اُڑا بالو را سے مہر کی شب و یجور اُسنے

قبل شام طبل آسایش پر چوب پڑی اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے سپاہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوئے بادشاہ رنجیدہ دل کبیدہ داخل محل ہوئے اور امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام پذیر تھے مگر عیار ابو الفتح اصفہانی اور کابا و عراقی وغیرہ عیاری کو چلے اُدھر سیاہ تاب جادو بھی پھر کر اپنے مقام پر آئی لشکر نے اُسکے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ بارگاہ لقا مین جا کر بیٹھی بختیارک نے کہا کہ

رہی ملکہ سیاہ تاب جادو جب تک تم امیر کا اسم اعظم نہ بند کرو گی اُسوقت تک اس لشکر پر فتح پانا دشوار ہے
یہ سنکر سیاہ تاب جادو اُٹھی اور کہا کہ مین اسم اعظم بند کرنے جاتی ہون یہ کہکر اپنے مقام پر آئی اور
ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنایا پھر اس پتلے کو لیکر جانب لشکر ظفر پیکر امیر نامور چلی عیاران لشکر اسلام
جو عیاری کو آئے تھے وہ بھی اسکے ساتھ ہو لیے مگر یہ کچھ دور جاکر نگاہ سے غائب ہوگئی اور لشکر اسلام
مین آکر پہونچی اور منتظر رہی کہ امیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر مسجد کبریا مین جائین تو مین کچھ تدبیر کرون آخر یہی
ہوا کہ صاحبقران بارگاہ سے نکلکر برائے نماز مسجد کبریا کی طرف چلے ساحرہ نے آگے بڑھکر اس پتلے کو
ہاتھ سے چھوڑ دیا اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ پتلا آپ سے آپ تین بار گرد امیر کے پھرا اور اُسکے پاس چلا آیا اُسنے
اُسکو اُٹھا لیا اور صاحبقران سے آگے بڑھکر کہا کہ یا امیر مین آپکا اسم اعظم بند کیے جاتی ہون آپ یاد تو کیجیے
دیکھیے کہ یاد ہے یا نہین امیر نے جو یاد کیا تو مطلق یاد نہ تھا اور ساحرہ کے دل مین آیا کہ اس سے بہتر موقع امیر کے
پکڑ لینے کا نہوگا بس اسنے سحر پڑھا کہ صاحبقران بیہوش ہوگئے یہ امیر کو بغل مین دابکر وہان سے بزور سحر لیکر اڑی
اور جہان اور سب سردار قید تھے رہین صاحبقران کو بھی قید کیا لیکن عیارون نے باہم صلاح کی کہ ساحرہ کو
کسی طرح قتل کرنا چاہیے صلاح کرکے ابوالفتح اصفہانی ایک عورت پریزاد و حوروش ماہ تمثال بنا کہ رخسارون
سے اُسکے ماہ تابان شرمندہ ہوتا تھا اور زلف چلیپا مین ہزارون نافۂ مشک ختن کی بو پوشیدہ
تھی پیشانی اُسکی لوح سیمین آنکھون مین جادوگری بھری ہوئی دوہا

شعر

ایک تو نینان مدھ بھرے دوجے انجن سار
اسے بادرسے کو دیت ہے متوالی ہتیار
نہین سرمہ کا دنبالہ قریب چشم نگر وہے
زبان باہر نکالے حسن سے جگ سے آ ہوا ہے

سینہ پر چھاتیان اٹول گول گول سڈول جیسے دو ڈبیان تھون مہی کی اودی اودی گھنڈیان کہ بیت

سراپا

عورتون کو بھی پسند آیا ہے مردون کا لباس
اودی اودی گو بیان رکھتی ہین سر پر چھاتیان
قد الف سین کے دندانے ہین دندان تمام
لام ہونے مین نہین کاکل پُرخم کے کلام
اک الف مینی ہے تشبیہ دہن کہ سے تمام
مسلم نام جسد ہے وہ مجسم اسلام
ابروے یار تو ہین کعبۂ دین کی محراب
عاشق ردی کتابی ہین بھی اہل کتاب
گال مین اسکے قیامت وہ گاوری کا اُبھار
شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ مین چبانا ہر بار
قہر اُگال آنکا نہ دینا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا
اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

چشم بیضا مین نہین ہے یہ رگون کی سرخی
ہے خط نسخ مین تفسیر لکھی بیضاوی

آنکھ محمل ہے بعینہ تو ہے پتلی لیلی
ماہ دو ہفتہ گہن مین ہے کہ وہ ہے پتلی

یا پرستان مین بجلی کا تماشا ہے آج
یا کہ پریون کو ہوئی عرش برین پر معراج

دامنی ماتھے پہ اسکے ہے بصد خوش وضعی
جس طرح گرد مین ہو ماہ کے ہالہ کوئی

چاند وہ ماتھا ہے ٹیکے کی ہے تارہ پھبتی
زلف سے تا بہ کمر سلکی ہے موتی کی لڑی

مار گیسو ہو تو ہے کیچلی سلک گوہر
ہے وہ انداز حسینون کا تو یہ ہے زیور

اس شکل و شمائل سے درست ہو کر چھپکا ماتھے پر لگایا کہ بیت دل بیتاب کو زلفون مین پھنسا کر مارا ع سر کے جھپکے سے گرہ باز کبوتر مارا + کانون مین بالے پڑے رخسار پر پل کر تصدق ہوتے بجلیان عاشقون کے دل پر گراتے ہونٹون پر مسی لگی ہوئی لالی ان پر جمی ہوئی کہ شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے کہ آتش دھوان ہے + ایک پائجامہ کمخواب کا ٹخنون تک کا پہنے آنچل پلو کا دوپٹہ کریب کا اوڑھے سبز بادلے کی کرتی ناف سے اونچی گلے مین پہنے پائون مین آرام پائی کہ جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پایا اور وہ مین عیارون کو کنیزین بنا کر کہ وہ بھی سب شوخ و چنچل حسن مین یگانہ نکھیا اور چنگیر پھولون کی ہاتھون مین لیے کوئی دوپٹہ کا آنچل سنبھالتی کوئی پائجامہ کے پائچون کو اٹھاتی اس صورت سے یہ ماہتاب فلک عیاری خرامان خرامان چمان چمان خیمہ سیہ تاب جادو مین آئی سیہ تاب نے جو اس آرائش انجمن کو دیکھا بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ بیت گر بر سر و چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + آئیے تشریف لائیے یہ آکر برابر مسند کے بیٹھ گئی اسنے پوچھا کہ آپ گل کس کے گلستان کی ہین اور ماہ کس کے آسمان کی ہین سرو کس کے بوستان کی ہین شعر اگر شاہی ترا آخر چہ نام است + و گر ماہی ترا منزل کدام است + اس برق وش نے ہنسکر کہا کہ ای بہن مین لقا کے ایک سردار کی زوجہ ہون کہ نام انکا ضیغم ہے از بسکہ لشکر مین میرا خیمہ قریب تر تھا اسوجہ سے تمھاری ملاقات کی مشتاق ہوکر چلی آئی اور رات کا وقت تھا کسی نے مجھکو دیکھا نہین مجکو طلسم کی جادوگرنیون سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا بس مین آج آئی ہون تاکہ تم سے باتین کرکے دل بہلاؤن اسنے اس حیلے کو

کہ جس سے اسم اعظم امیر کا بند کر کے لائی تھی ایک شیشہ مین بند کیا اور اب وہ شیشہ اپنی جھولی مین سحر کی رکھا اور کہا کہ اب مجھے فرصت ہوئی جو مزاج مین آئے وہ باتین کیجیے یہ کہکر اُسنے رقاصونکو بلایا اور کہا ہمارے مہمان کے سامنے رقص کرو وہ ناچنے لگین اور تشتی شراب کی پاس کھینچکر جام مئے ارغوانی بھر کر اسکو دیا اُس عیار نے جام کو ہاتھہ بچا کر گریبان مین اُنڈیل دیا پھر رقاصون کے رقص کرنے پر ناک بھون تیوری چڑھائی ساحرہ نے پوچھا کہ آپ کو بھی گانا آتا ہے اُسنے کہا کہ گانا اور رونا سب کو آتا ہے مین بھی کچھ گاتی ہون ساحرہ نے قسمین دین کہ ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم تمکو کچھ تم بھی گاؤ جب اُسنے اصرار کیا تو اُسنے اس غزل کو موٴلف کی گایا کہ

غزل

دھیان یہ تھا کہ نہ بگڑین گے دشمن انکے
وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی
غرض گو وہ چڑھاتے ہین لحد پر تیوری

وصل مین بھی مری قسمت کی برائی نہ گئی
حالت درد جگر انکو سنائی نہ گئی
سو کے اُٹھے سحر وصل تو ہنس کر بولے
ہم جہان سے گئے پر انکی رکھائی نہ گئی

دلسے دہشت تری ای درد جدائی نہ گئی
بیخودی کا بھی چلا عذر نہ بوسہ لیکر
کمتے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی

اس گانے سے ساحرہ مست اور بے خود ہوگئی اُسنے شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور اسی کا جام بھر کر ساحرہ کو دیا کہ وہ بیک جرعہ درکشید کر گئی پھر اُسنے وہ شراب رقاصون کو بھی دی کہ اُنھون نے بھی پی تھوڑی ہی دیر مین سب بیہوش ہوگئے اُسنے ساحرہ کا سر کاٹنا چاہا لیکن دیکھا کہ وہ روئین تن ہے بس شیشہ گرم کر کے سنسی سے منھ چیر کر پلا دیا کہ وہ واصل جہنم ہوئی اور صدائے دار و گیر آنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیہ تاب جادو بود بس اس عیار نے جھولی سے اُسکی شیشہ اسم اعظم نکال کر توڑ ڈالا اور اس ساحرہ کے مرنے سے وہ پتلا بھی غائب ہوگیا تھا امیر کا اسم اعظم چھوٹ گیا الوان الفتح خیمہ کو لوٹ کے اس جلد مین بھاگا اور یہان افسران لشکر شور و غوغا ساحرہ کے مرنے کا سنکر دوڑے اُدھر دو سردار اور امیر جو خیمہ مین ساحرہ کے تھے ہوشیار ہو کر چھوٹے اور قید سحر اُنکے جسم پر سے دور ہوئی امیر نے جو اسم اعظم یاد کیا سب حرف بحرف یاد تھا پس ہان شیرانہ نعرے کرتے ہوے اپنے لشکر کیطرف چلے ساحر اور لشکری سب بدحواس تھے کسی نے اُنکو روکا ٹوکا نہین یہ وہان سے صحیح و سلامت اپنے لشکر مین آگئے اور اُس ہنگامہ مین وہ زمانہ آیا کہ خنجر روز نے سر ساحرہ شب کا جدا کیا اور عیار مہر حبشی دجالا کی خیمہ مشرق سے باہر نکلا کہ بیت

ہوا آغاز سامان سحر کا ۔ کھلا چہرہ مہر اک سو بام و در کا ۔ غرض صبح کو نقار در بختیارک ساحرہ کے لیے زار زار روئے اور ساحرہ وہان سے لاش سیہ تاب جادو کی لیکر جانب طلسم گئے مگر اب حال طلسم

سنئے کہ افراسیاب بے ایمان نے بڑے جنگ جو رخ عالیشان دو ساحران نامی کو پھر روانہ کیا وہ دونون دریاے خونخوار سے اتر کر لشکر حیرت مین آئے ملکہ حیرت جادو کو نذر دی خیمہ برپا کیے اور اترے لیکن عمرو بن امیہ ضمری لشکر سے نکل کر بلا دہی کے لیے جانب صحرا روانہ ہوا اور رستے آتے ایک پہاڑ کے نیچے آکر پہونچا وہان دیکھا تو گلہاے بوقلمون سے وہ پہاڑ نہایت رنگین ہی ہزار طرح کی تزئین ہی درختون پر طائر نواسنجی کرتے ہین جھرنا جھر رہا ہی نیچے پہاڑ کے ندیان جاری ہین چشمے جھقر لبریز ہین عمرو نے ایک چشمہ پر بیٹھ کے منھ دھویا پھر جو جی مین آیا ایک گوّیے کی صورت بنکر اور نے نکالکر بجائی اور لَے مین یہ غزل مؤلف کی گانے لگا کہ غزل

درد سر کا مرے نازک کو سہانا ہوگا
صفتین کیون نکھین سست جنابت کی
ہم کہان ہونگے کہان پھر یہ زمانا ہوگا
کرکے تزئین رخ و زلف وہ زماتی ہین

سادہ کاغذ ہمین بھیجا ہی جو بدلی خط کی
رنگ اس تمکی ہین ہمکو جتانا ہوگا
دل مضطر کو بہت شوق ہی اس کوچہ کا
جاہ کو جاہ و حشم آج دکھانا ہوگا

غنچۂ گل کے چٹکنے کا فسانا ہوگا
صاف کھلتا ہی کہ بندا کا آنا ہوگا
قصۂ عمر فقط ایک فسانا ہوگا
اٹھ کے کب دوش صبا پر یہ روانا ہوگا

چنانچہ یہ بیٹھا ہوا اسطرح گا رہا تھا کہ سمان بندھا ہوا تھا جیسا میر حسن نے کہا ہی ابیات

سمان بندھ گیا اس گھڑی کا صول
لگی دھڈین بو سے لنے واہ وا
بسیرا کو اٹھے جانور اپنا بھول
درختون سے مل مل کے باد صبا

یہان سے قریب ایک باغ بنا ہی کہ اسمین ایک ساحرہ ملکہ ماہ طلعت جادو نام نہایت حسین و خوش اندام رہتی ہی اسنے جو آواز نَے سنی بیتاب و بیقرار ہوگئی اور اپنی خواصون سے اسنے کہا کہ جاؤ دیکھو تو یہ نَے کون بجاتا ہی جسنے میرے دل کو گھائل کر دیا جو کوئی کہ گویا نَے بجاتا ہو اسکو یہان بلا لاؤ کہ مین بھی اسکا گانا سنونگی خواصین یہان سے روانہ ہوئین اور آکر جو دیکھا تو پیر زمین گیر جس کی داڑھی ناف سی سینہ تک ہی پان کھایا ہی پیک اسکی داڑھی پر بہی ہی پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہی جامہ گلے مین پہنے پائجامہ مشروع کا پانوٴن مین لیکن ایسا بوسیدہ کہ تانا اڑ گیا ہی اور بانا باقی ہی بیٹھا ہوا اپنے ذوق و شوق مین بجا رہا ہی خواصون نے آکر سلام کیا اور پھر یہ کلام کیا کہ چلیے آپ کو ہماری ملکہ نے بلایا ہی عمرو نے پہلے تو جواب نہ دیا جب دو تین مرتبہ انھون نے کہا تو اسنے تڑ کر کہا کہ جاؤ دور ہو کیسی ملکہ مین نہین جاتا اور نہ مین جاؤنگا اگر تمھاری ملکہ کو خواہش ہی تو یہین خود چلی آئین وہ دونون کنیزین یہ سنکر پھر گئین اور ملکہ ماہ طلعت جادو سے جا کر کہا کہ ایک بڈھا

نہر کے کنارے ڈی بجا رہا ہی لیکن وہ کہتا ہی کہ ملکہ کو غرض ہو تو خود چلی آئین ملکہ نے اور دو کنیزون کو بھیجا کہ جا کر بلا لاؤ وہ کنیزین کہ نام اُنکا دلارام و یاسمن تھا عمرو کے پاس آئین اور پیغام ملکہ زبان پر لائین عمرو نے اُنکو بھی ٹھرہا کہ جاؤ مین نہین آتا اُسوقت ایک نے عمرو سے کہا کہ بڑے میان جو غزل گفتہ ہو یہ ہمکو لکھدو عمرو نے کہا کہ قلم تو میرے پاس ہی تم دوات اپنی دو تو مین لکھدون وہ لگی گالیان دینے کہ ٹھرے بڑھاپے پیٹے خدا تجکو غارت کرے تو ہم سے دوات مانگتا ہی اور گالیان دیتی ہوئین ملکہ ماہ طلعت جادو کے پاس گئین اور جبکی کھڑی ہو رہین ملکہ ماہ طلعت نے پوچھا کہ کہو گئی تھین کیا پیغام لائین اُنھون نے کہا کہ واری ہم کچھ کہہ نہین سکتے کہ جو کچھ اُسنے کہا ہی اُسنے کہا کہ آخر کچھ بھی اُنھون نے کہا کہ اور تو کیا کہین لیکن وہ آتا نہین اور آپ بھی وہان بھیجیے اُسکی صورت کو جھلسا دیجیے ملکہ ماہ طلعت نے کہا تم دیوانیان ہو گئی ہو مین خود جاؤنگی اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوئی اور سامنے عمرو کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آتی ہی بیت برس پندرہ یا سولہ کا سن جوانی کی راتین مرادون کے دن ۔ آئینہ اُسکے رخسار سے حیران چہرہ پر بکھری ہوئی زلف پریشان عید کا چاند وہ مہ جبین مہ پارہ صبح صادق یا شب قدر شرمندہ اُسکے سامنے بدر لب مین اعجاز مسیحائی غنچہ مین بو پنہان یا ہونٹون مین ہنسی آنکھون مین نشہ چھایا یا شیشہ مین بند پری تطنم

آئی ہے جو زلف ٹپکے تا دوش ❊ کھوے ہوے ہے کمند آغوش ❊ وہ رخ ہی جو آفتاب صولت

مصداق طلوع صبح دولت ❊ ابرو کو کمان کوئی کہے کیا ❊ یہ گل ہی اگر تو حسن دریا

کیا خوب ہین غبغب و زنخدان ❊ ہے پیش نظر یہ گوی و چوگان ❊ کیا کیجیے وصف قد آزاد

جسکو کہ پہونچ سکے نہ شمشاد ❊ اس نازنین نے عمرو سے آکر کہا کہ ای پیر کلاونت مین نے تجکو بلایا تھا تو کیون نہ آیا عمرو نے کھڑے ہو کر دعا دی کہ اعلی اعلی مراتب رہین گسیان بناے رکھے میری شہزادی کا نصیبا بلی رہے مجھے تو کوئی بلانے نہین آیا ملکہ نے اُن کنیزون کی طرف دیکھا اور کہا کیون چڑیلو تم کیون نہین آئین اُنھون نے قسم کھائی کہ بی بی یہ موا جھوٹا ہی ہم ضرور آئے تھے عمرو نے کہا کہ موئی تم آپ ہو گی ای ملکہ یہ آئین تھین مگر وہ جو سامنے پہاڑ ہی وہان چلی گئی تھین وہان ایک دو گبرو نوجوان آئے اُنکے ساتھ یہ بڑی دیر تک ہنسا بولا کین اپنا منھ کالا کرایا اور پھر چلی گئین وہ کنیزین پھر لگین گالیان کوسنے دینے کہ ٹھروے تیری گورا لیون نے منھ کالا

کرایا ہوگا ملکہ ماہ طلعت جادو نے کہا اچھا اب مین کہتی ہون کہ آپ میرے ساتھ چلیے عمرو نے کہا بہت اچھا مین حاضر ہون مگر ای ملکہ مجھسے یون چلا نہین جاتا ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو اپنی پیٹھ پر سوار کرلے وہ آئی اور کہا کہ آؤ بڑے میان میری پیٹھ پر سوار ہو لو ملکہ تو بیٹھ کر چلی اور عمرو جو اُسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے شانہ پر سے ہاتھ لا کے دونون چھاتیان اُسکی خوب ملین اُسنے اُسکو پٹک دیا اور کہا کہ موے بوڑھا پے بیٹے تو مجھسے نہین جائیگا ملکہ نے ایک اور کنیز سے کہا وہ آئی اور کہا تم میری پیٹھ پر سوار ہو عمرو جب اُسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے سے ہاتھ نکال کے پائجامہ اسکا کھول ڈالا اور ایسا کہ اُسکو بالکل ننگا کر دیا اُسنے بھی اُنکو پٹک دیا اور کہا کہ ای ملکہ وہ می یہ بڈھا بڑا حرامزادہ ہی اب ملکہ نے ہوا دار منگوایا اور اُسپر سوار کر کے اُنکو اپنے باغ مین لائی اُنھون نے باغ دیکھا کہ شجر وگل سے ہرا بھرا ہی سرو مثل قامت یار اکڑتا ہی نرگس صرف نظارہ بازی ہی کہین سوسن زبان درازی کیا چاہتی ہی روش پٹری آراستہ زرگل سے مالا مال نظر آتی ہی نظم

ہی زیور زر گل زیب تخت ساعد شاخ	ہی شاخ سنبل تر پائے سرو مین خلخال
نہین ہی عشقہ پیچان نقاب روے نہال	بہار نے پے حفظ ثمر اُٹھائے ہین جال
مزاج نازک گل سے ہی بلبلون کو خوف	بسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہی لال
الف کی طرح سی جو شاخ کا تھا قامت راست	ہی بار گل سے لچک کر خم آج صورت دال
یہ رنگ سبزہ گل ہر طرف ہی عکس فگن	کہ سنگ ریزون پہ ہی عالم زمرد وال
قوائے نامیہ سے ہی زمین بالیدہ	کہ آسمان کو سمجھتے ہین سبزہ پامال
بنا ہی زلف لب جو جو باغ سنبل تر	ہی داغ لالہ وگل عارض چمن پر خال

اُس باغ مین ایک بارہ دری کہ جسکے ستون یاقوت نگار تھے فرش معقول اُس مین بچھا تھا آئینہ لگے تھے گھڑیان کونون پر قرینے سے جڑی تھین مسند مغرق بچھی تھی کہ ابیات

عجب فرش رنگین اُس مکان مین	کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین	نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل
بشکل آئینہ ہر شے مقابل	کہین الماس کے مینا و ساغر	طلسمی سیکڑون سامان برابر
کہون کیا کیا نظر سے جو کہ گذرا	عجب اُسوقت کچھ عالم تھا اُسکا	بچھایا اُسکو لاکر اُس پری نے

سکھلانے اُسکو الفت کی قرینے ❊ غرضکہ جب عمرو بیٹھا ملکہ نے کہا کہ کچھ آپ شغل کریں عمرو دف بجانے لگا اُسوقت کیسی

باجی اور اٹھ دھائین ۃ باجی دیکھے کو دوار آئین ۃ باجی چلین لو چھت سن مرلی - گردھر کی باجن
نا دھری ۃ دھیر باجن اپنا سنبھارے ۃ جیر باجن کی چھاتی پر واوان ۃ نل بھٹر کی باجی ہنست
بولین ۃ باجی لاگین کچھ ڈولین ۃ باجی جھین بنال بھوین سد سھر کی باجی ۃ کہین باجی باجی کہین
کہان باجی باجی کہین باجی کہون مرلی کہاجا عمرو کی شعر

قوالہ آسمان کا تھا تول ۃ	ایسا نہ تھا بار بدبھی لاحول ۃ

ملکہ ماہ طلعت زار زار برنگ ابر بہار رونی ایسا کہ ہچکی لگ گئی اسوقت عمرو کی آواز گرائی اور
نی بجانا موقوف کی ملکہ نے کہا کہ ای شخص اب نیم بسمل چھوڑنا کیا ضرور ہی اب کچھ اور بجاؤ عمرو
نے کہا ای ملکہ گستاخی معاف ہو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ نے کہا کہ واسطہ سامری کا جلد بیان

کر اسوقت عمرو نے اپنا حال اسطرح سنایا کہ نظم

آنکھوں کو جانتا ہوں پیالہ شراب کا	مستوں کو عین فرض ہی پینا شراب کا	میرا خمیر بادہ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑگیا قطرہ شراب کا	خمخانہ جہان مین وہ علام دہر ہون	دیتا ہی محتسب مجھے فتوا شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا ساقی نے میرا جام	دکھلا کے مجکو توڑا جو شیشہ شراب کا	ملکہ نے جلد کشتی شراب کی منگائی

عمرو نے اس شراب کو الٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اسی الٹ پھیر کرنے مین یعنی کنٹر کی گلابی مین
گلابی کی جام مین جام کی شیشہ مین بیہوشی ملادی اور ایک موتی کا بھبکا بچا تک سے ایک تار مین
بیل کا پائون کے انگوٹھے مین باندھ کے سرا اسکا منھ مین داب کے کھڑا ہوا گلاب شراب کی
بغل مین دابی جام کو ہاتھ مین لیا اور لبون سے نی کو بجاتا ہوا پائون کی تال دیتا منھ کے موتی اس تار مین
پروتا قریب ملکہ کے آیا اور جام کو شراب سے لبریز کر کے سامنے ملکہ کے گیا جب وہ اسکو ہاتھ پر سے
اٹھانے لگی تو آہستہ آہستہ اچھالدیا اور سر پر ردا کا اور سر آگے کر دیا کہ سرداروں کو سر سے شراب
پلاتے ہین ملکہ ماہ طلعت جادو یہ صنعت دیکھ کے عش عش کرنے لگی اور وہ ساغر لیکر پی گئی پھر
عمرو نے سب کو ایک ایک جام شراب کا پلایا سب پر بیہوشی نے اثر کیا تڑاق تڑاق چھینکین مار کر بیہوش
ہوگئے عمرو نے ملکہ کی زبان مین سوزن دے کے ستون بارہ دری سے باندھا اور اب اپنی
اصلی صورت ہو کے اسکو ہوشیار کیا اور فرمایا کہ چشم خود را واکن وحال خود را تماشا کن منم سرہنگ ہنگان
پالوس بلاد شتی و دمہ دانائے ملک لوسیدا لجم رو بند ہ بے درنگ صاحب تنتورہ و زنگ

مردان را سر ہنگ نامردان را پالہنگ قلعہ گیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب خواجہ مکرم و معظم ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ای ملکہ ماہ طلعت جادو تمھین چاہیے ہو کہ مطیع اسلام ہو اور چلکر مہرخ سحر چشم کی رفاقت کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے چلا جاؤنگا مین گویا نہین ہون عمرو ہون ملکہ ماہ طلعت نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص سچا ہی مجکو لازم ہو کہ اسکی شریک ہوجاؤن بس اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکال لو عمرو نے سوزن کو نکال لیا ملکہ نے عمرو کی بہت خاطر کی اور کچھ دیر ٹھہر کے مال و اسباب اپنا بار کروا کے ہمراہ عمرو بن امیہ ضمری مع کنیزان زرین کمر کے لشکر مہرخ سے اسکی تعظیم کی اور بارگاہ رہنے کو دی

اب بیان افراسیاب نے جو دو ساحر بھیجے تھے اُنھون نے جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے رخت سفر اپنا مغرب مین جاکر اُتارا اور شاہد شب نے گیسو اپنے کھولے

اشعار

پھر المغرب کی جانب شاہ خاور	ہو گئے خالی ضیا سے خانہ و در
نکلے سر شام گیسوئے شام مزاجون مین بھری تکلیف آرام	سر شام نسیم سحر کو دم دیا تیاری

لڑائی کی ہونے لگی یہ جا شروع ہوئی جھبیتین دینے لگے کالوا جھیرون تار سنگر کی چوکیان بٹھائی گئین ناقوس سنکھ گھڑیال بجنے لگے دلاور لڑنے مرنے پر کمر کسنے لگے چار پہر رات یہی غوغا اور ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور تاج زرین سر پر رکھ کے سر فلک پر جلوہ افروز ہوا کہ ابیات

ز نشتر گرج کی نوبت بجائی	ہوا غل رات گذری صبح آئی
مؤذن نے کہا اللہ اکبر	سفیدی سی لگی چھانے زمین پر

صبحدم ملکہ مہرخ تخت سحر پر سوار ہوئی اور ملکہ بہار و مخمور و طاؤس و نافرمان و بسنت مین مو و زلزلہ و لرزان وغیرہ سواری اژدہا سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلین ملکہ بہار کے گرد تخت کے ادبچاس بگرد تیتے پھولون کے رسّے ہوئے دعائی جوڑا یہ فقار عالم سبز گرجان سینے ابر سحر سر پر سایہ آگن ماتھے پر افشان چُنی ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہو نوکون پہ مجلس حیران آراستہ اور ساحر باز و لبط اور قرقرے ذخن آتشین وغیرہ پر سوار ہمراہ مہرخ ہاتھون سے لیے ترسل نیول

چمکاتے ابر سحر روے ہوا پر چھائے ہوئے بادل گرگڑاتے ساحر جو سامری کی ابو پتے
مہرخ سحر چشم کا تخت آگے آگے لاکھون ساحرون کی قطار پیچھے پیچھے یہ سب تخت وسواریان
اپنی اُڑاتے ہوے میدان کارزار مین آئے اُس طرف سے حیرت بصد کروفر تخت
تخت پر سوار ساحرون سے گھرے ہین جھولیان بادلہ نگار اژدرون پر سوار دارو میدان
کارزار ہوئے ایک طرف سے مفتون مردارخوار جادو وافسران شعلہ زبان
جادو بارہ ہزار ساحرون کو کہ جو اُنکے ذاتی ملازم تھے اپنے ہمراہ لیے میدان مین
آکر ٹھہرے سحر کی بجلیان گراکے جھاڑی جھنڈی کو جلا دیا مینہ ابر نے برس کر
چھڑکاؤ کیا نقیبون نے نکل کر نقابت کی اور پکارے کہ کہان ہین جمشید اور زردشت
آتش پرست اور کہان ہین کافور دو دلبس کے ساحر بنگالی کونسا ایسا جادوگر ہے
کہ جو اس معرکہ مین نکل کر کچھ کرتب اپنا دکھائے اور نام اپنا کرجائے نقیب جب کنارے
ہوے مفتون مردارخوار جادو اپنا اژدر بڑھا کے حیرت سے اجازت لیکر میدان مین
آیا اور پکار کر کہا کہ اے مہرخ بھیجیے کسی کو میرے مقابلہ مین یہ سنتا تھا کہ مخمور سرخ چشم اپنا
طاؤس اُڑا کر مہرخ سے اجازت لیکر مقابل مین آ گئی مخمور سرخ چشم نے ایک بیا
اپنے بالون مین سے نکالی آسے کھول کے پانچ چار لال اُسمین سے نکالے اور ان لالون
کو اپنی انگلی کاٹ کے خون چٹایا اور اُسنے کہا کہ جاؤ مفتون مردارخوار کا بھیجا کھاؤ وہ
لال اُڑ کر گئے اور چاہتے تھے کہ سر پر مفتون کے بیٹھیں مفتون مردارخوار و افسر
جادو نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا چھری لیے ہوے پیدا ہوا اور اُسنے ان لالون
کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا اور مفتون مردارخوار نے اژدہا اپنا بڑھایا اور ایک کمند سحر کی مخمور
سرخ چشم پر لگائی مخمور کی گردن اُسمین پھنسی اسنے اُسکو کھینچ لیا اور ایسا سحر پڑھا کہ
مخمور سحر کرنا بھول گئی اُسنے اسکو قید کیا اب کی مرتبہ ملکہ بہار نے مہرخ سے اجازت لی اور میدان
مین آئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ اے بہار بیا لیس اتنا کہتے ہی ہزارہا پھول میدان مین کھل گئے
اور سیکڑون چمن وںہالان چنروار گرتمر نظر آنے لگے حوض طلب آبشار مین جاری
طائران خوشرنگ وخوش الحان مرغوا کچی اور نغمہ سرائی کرنے لگے اور ان اشعار کو گاتی تھی کہ ایسا

چمن آتش گل سے دہکا ہوا
کریں طوطیاں بوستاں کا سبق
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
جدا اپنے موسم میں سب کی بہار
چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا

ہوائے سبب باغ مہکا ہوا
کھڑے شاخ شبو کے ہر جا نشاں
کہیں نرگس و گل کہیں یاسمن
پڑی آب جو ہر طرف کو سے
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا

درختوں نے برگوں کے کھولے ورق
مدبتاں کی اور ہی آن بان
کہیں ارغواں اور کہیں لالہ زار
کریں سرو پر قمریاں چہچہے
ملکہ بہار معشوقہ طرحدار اس

باغ میں ایک چبوترہ بلور پر چھری جواہر کی جگنو جڑی تھی ہاتھ میں لیے پانچے کلائیوں پر ڈالے سلوں میں جڑھوں میں پڑی ہوئیں بصد انداز کھڑی ہوئی اُس باغ سحر کی ہوا جو مفتون اور ساحروں کو لگی دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ عشق بہار میں پڑھتے چلے جاتے تھے کہ اشعار

دل میں تمنا داغ جگر میں
رو رہے تھے وہ سب ملکر
آبلہ دل کا جب کوئی پھوٹا تھا

شیون لب پر یاس نظر میں
روئے حسین یہ خراش ناخن
فوارہ لہو کا چھوٹا

آہ و فغاں تھی سب کے لب پر
داغوں سے خوں کے قامت گلبن

جب قریب باغ ملکہ بہار پہنچے تو وہاں سے چند کنیزیں آئیں ایک طشت اور نشتر اپنے ساتھ لائیں اور انہوں نے فصد ان سب سودا زدگان زلف بہار کی کھولی اور خون اُس طشت میں لیا اور کہا کہ جاؤ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لاؤ یہ سب کے سب اودھر سے شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے جانب لشکر حیرت چلے اور جاتے ہی لشکر حیرت پر گرے حیرت اور تمام اسکی سپاہ نے کچھ خاک جمشید اپنے اپنے منہ میں لگائی تھی اسوجہ سے کہ خوشبو ئے گلہائے سحر اُنکے دماغ میں نہ جائے اسوجہ سے وہ دیوانہ نہ ہوئے تھے بس انہوں نے نارنج اور ترنج و ترعول و صندل مارنا شروع کیے اور ہزاروں ساحروں کو دم بھر میں مار گرا دیا اُسوقت ملکہ حیرت نے مفتون مردار خوار جادو کو ایک نارنج سحر کا مار کر مار ڈالا اور اُسکے ہمراہیوں کو بھی واصل دار البوار کیا افسران شعلہ زبان نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ حیرت کے ساتھ رہنا بیکار ہے کیونکہ اسنے میرے بھائی مفتون مردار خوار جادو کو مار ڈالا بس اُسیوقت اپنے ساحروں کو ساتھ لیکر لشکر مہرخ میں چلا گیا اُسکے آنے سے طبل اور برق نے بجے بڑی خوشی کی اور ملکہ حیرت رنجیدہ اور دل کبیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوا کر پھری اور اپنے لشکر میں آئی

اس عرصے مین معمار قدرت جادو ملکہ مہرخ کے پاس آیا اور دنگل پر بیٹھا اور کئی روز تک
سکونت پذیر رہا آخر ایک دن معمار قدرت نے ملکہ مہرخ سے پوچھا کہ آپ سے معرکہ
جدال و قتال افراسیاب جادو ایسے زبردست سے درپیش ہے مگر تعجب ہے کہ اگر خدانخواستہ
کچھ پیچ پڑجائے اور نکل جانے کا اور ٹال دینے کا موقع نہو تو کوئی جا ایسی یہان نہین مل سکتی
جہان دس بیس روز بدلطفی تمام رہین اور فوج افراسیاب جادو اور حیرت جادو کی جو
بجاگے تو گنبد نور مین چھپے پس تم سب کو بھی کوئی جا چاہیے اسوقت معمار قدرت نے ایک
قلعہ فلک فرسا فولاد کا بزور سحر نہایت مستحکم بنایا اور فیل بند دروازے پر بارہ ہزار ستیلے
سوا سوا بالشت کے روئین تن سحر کے بنا کے کھڑے کر دیے اور ایک طاؤس زمرد کا اس قلعہ
کے مینار پر بٹھا دیا اور دروازے پر دو شیر سونے کے چپ و راست بٹھلائے اور اسی صورت
جو کہ وہان دروازے تھے کسی پر بارہ ہزار جن ننگے باشمشیر برہنہ کسی پر بارہ ہزار جوگی اور
اتیت شیر سوار کسی پر بارہ ہزار پریزاد اندر کا اکھاڑا جمع طبلے سارنگیان طنبورے کرتال کی
جوڑیان کسی پر بارہ ہزار دیو ننگے دار شمشاد آسیا سنگ ارہ پشت منگ وغیرہ لیے کسی پر
بارہ ہزار فقط سر جادوگرون کے منہ مین مخلیدن کی تلوارین لیے کسی پر بارہ ہزار دیو
جو اپنے ہاتھون مین گوپے فولاد کے بیضے عقاب کے لیے کسی پر بارہ ہزار نوجوان
عجیب الخلقت سر حیوانون کے دھڑ انسانون کے یا سر ہاتھی کے یا ریچھ بندر لنگور گھڑیال
سوس عقاب کے اور جسم ہاتھ پاؤن آدمیون کے کسی پر بارہ ہزار نٹ کھڑے ہوے
کسی پر بارہ ہزار اژدر قلاب آتش فشان چھوڑتے کسی پر بارہ ہزار فیل دمان کسی پر ایک
ابر آہنین ہزارہا بجلیان رنگ برنگ کی کڑکتی اور چمکتی ہوئین بارھوین دروازے پر بارہ
ہزار لال لکیرین آگ کے شعلون کی کھنچی ہوئین اور جسطرح سے فیل بند دروازے پر چپ و راست
دو شیر سونے کے بٹھا دیے تھے اسی طرح گیارھوین دروازے پر بھی چپ و راست کہین
دو گھڑیال بجانے والے کہین دو دمدمہ بجانے والے کہین دو ناقوس پھونکنے والے
کہین دو گھنٹے لیے ہوے دو جھانجھین بجاتے کہین دو تپلے پچکاریون مین رنگ بھرے
کہین دو پہلوان کشتی لڑتے کہین دو بڑھیان چرخہ آگے رکھے کاتتین کہین دو نازنین

حسین انسان تا فرق دریا سے جواہر تک غرق دو دو دستے زعفرانی رنگ کے بیے ہوئے کرسیوں
پر بیٹھی ہوئی تھیں دو دو چوبدار عصا سے زر و پیلے سنہرے ہاتھوں میں لیے ہوئے راست و چپ
کھڑے ہیں کہیں دو سوار باتیغ عریاں گھوڑوں پر سوار خونخوار پیادہ وسط بے شمار موجود ہیں
غرض معمار قدرت نے طلسم بنا کے ملکہ ماہرخ سحر چشم سے کہا کہ جب کوئی بڑی مشکل اور لڑائی
پڑے اور تمکو کہیں بھاگنے اور بچنے اور چھپنے کی جگہ نہ ملے تو تم سب سرداروں اور اپنی فوج کو
لیکر بے خوف و خطر جس دروازے سے چاہنا ان بارہ دروازوں میں سے اس قلعہ میں جانا
افراسیاب جادو اور حیرت جادو اور تمام سردار اور اُسکی فوج سر پٹک کر مر جائیں گے
جب بھی اس قلعہ میں نزدیک کیا بارہ بارہ کوس تک نہ آسکینگے اور وہ لڑنے کا ارادہ کرینگے
تو سب پتلے لڑینگے اور اُنکی فوج وسپاہ کے بڑے بڑے جادوگر اُنکے ہاتھ سے مارے
جاوینگے اور اگر لاکھ سحر کے وہ حربہ کریں اور ہزار جادو سے چاہیں کہ یہ پتلے ہماری چوٹ کھائیں
لیکن انکی ہستی کوئی نہ مٹ سکیگا نہ مٹے گا یہ کہکر جا کئے ارباب نشاط کے بلوا کے یہاں غلغلہ
شادمانی اور ہنگامہ مبارکبادی بلند ہوا ادھر ملکہ حیرت جادو باغبان اور صورت نگار
اور گلچین وغیرہ کے بچانے کے لیے گنبد اور سے نکلکر اپنے لشکر کی تیاری میں مصروف
ہوئی ملکہ مہ رخ بارگاہ سلیمانی میں پانچہزار پانچ سو کچھ سرداران فیض گنجور شہنشاہ عرش اقتدار
کرسیوں اور صندلیوں پر با ادب بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہیں اور امیر با توقیر قصور میں شاہ عیاران عمرو
بن امیہ ضمری نامدار سے مغموم و خاموش ہیں اور ابوالفتح اصفہانی اور آمیہ اور سیارہ بالادوی
اور جہانگیری کے بیٹے گلزار زنگی کوہ کی طرف پھر رہے ہیں اور لقا مع بختیارک اور عنصر کوہی
وغیرہ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہیں ناگاہ طلسم ہوش ربا کی طرف سے ایک ابر سیاہ اٹھا اور برقیں
رنگ برنگ کی کوندنے لگیں سب نے دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان تخت پر سوار ایک لاکھ
سوار ساحر کی جمعیت سے آیا اور فوج کو اپنی اُسنے لشکر میں اُتروایا آپ لقا کی ملازمت
کو آیا نذر دی خلعت پایا لقا نے کہا کہ ای بندہ قدرت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا
کہ ای خداوند مجھے افراسیاب جادو نے حمزہ پرستوں کی سزا دینے کے لیے بھیجا ہی اور حکم دیا ہی
کہ حسب الحکم خداوند لقا کے لشکر امیر کو تباہ اور برباد کر کے جلد چلے آؤ بختیارک نے

کہا کہ اپنا نام تو بتاؤ یہ باتیں تو سنیں اور معلوم ہوا کہ انگوں نے تو اپنے بہت سے ہاتھ پاؤں یہاں آکر مارے اور پھر کر ہمارے باغ بہشت میں سدھارے اب تمھاری باری آئی ہے تم بھی دو چار دن کے مہمان آئے دن بہیں شعبدے اپنے دکھاکے آخر کو باغ بہشت کی سیر کو چلے جاؤ گے اس ساحر نے کہا مجھی مجھے مروارید جادو کہتے ہیں یہ کہکر وہ دوا کیوز تک آرام پذیر رہا اور جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر خورشید سے آبرو ہو کر سیاہ ہوا اور شاہد شب نے زیور ستارون کے موتیون کا زیب جسم کیا کہ نظم

بہار شام نے پیدا کیا رنگ	نگاہون کو نظر آئے نئے ڈھنگ	لباس ہی جسم تاریکی سے کھیلی
ہوئی چادر زمین کی خوب میلی	سر شام حکم مروارید نا فرجام طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان	

خیبری دتو میان خیبری خدمت والا مین بادشاہ لشکر اسلام کی آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کر کے یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے اشعار

روشن دلون کو گر ہو مسجود در ترا	رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
یہ عدل ہے ترا کہ قوی کو ضعیف پر	کرنے سے اب تعدی کی رہتا ہے اجتناب
کنجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک	پیر گیری مین لگائیے جسکے پر عقاب
کیا تاب ہے عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور	لشکر نقیب قہر کو تیرے کہے عتاب

آج طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر لقا مین غل مچا ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے پھر تو ابیات

بجا دونون طرف سے طبل جنگی	ہوئی پھر جان کو قالب مین تنگی	لگین تیاریان ہونے بے بار
لگے ہتھیار سجنے سب دلاور	تلوارین رنج پر چڑھائی جاتی تھین کہ قتل پیر رنج کی تیغ مین آگئی	

تھی زبان سنان کا یہ قول تھا کہ دشمن کا کلیجہ چھید ینگے زبان تیر کہتی تھی کہ ہم جسم کو غربال کرینگے گلشن شجاعت مین ہوا قہر کی چل رہی تھی بہادر پھلنے پھولنے کی آرزو رکھتے تھے یہی تمنا تھی کہ گلہائے زخم نخل جسم پر کھائین خون کی نہرین بہائین وہ پہر رات گئے نقیبون نے اٹھکر صدا دی شہر جوانو جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو بہادرون نے اٹھکر غسل کیا دوست دوست سے عزیز عزیز سے باہم بغلگیر ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ ابیات

بیا امروز بنشین با من ای دوست | کہ فردا من کجا باشم کجا تو
زمانے من ترا بینم مرا تو | ندانم باز کے گردد ملاقات

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ بپا رہا جب وہ زمانہ آیا تیغ تیز آفتاب کو نیام مشرق سے ترک دہر نے نکالا اور سپر شب کو پشت پر حائل کیا کہ ۔ نظم

ستارہ یہ سحر کی ہے نشانی | پھر آفتاب کی شبنم پہ پانی
ہوا پیدا برنگ گل شجر سے | گل خورشید پھر شاخ سحر سے

صبحدم امیر کشور گیر مع سرداران با توقیر کے در دولت آسمان جاہ ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر گردون مسیر پر آئے اور جلوخانہ مین منتظر آمد بادشاہ ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے کہارون نے بڑھکر تخت بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و جمہور و فرامرز وغیرہ سب مجرا اسلام لیتے ہوئے قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی کو لیکر جانب جنگاہ روانہ ہوئے ڈنکون پر چوب پڑی بسا دل چوبدار خدمتگار آگے بڑھے خاص بردار خاصیان کاندھے پر رکھے سپاہی ساز سنگر بجا لا کر دن سے لگائے نقیب خوش الحانی سے منقبت خوانی کرتے ہوئے کہ ابیات

ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان | بسر ہر یکے راغو رے کہ ہرگز
یکے گفت در جنگ افراسیابم | یکے گفت اسفندیارم بمیدان
رسیدند این چند لشکر بمیدان | ندیدند در خواب و زمان

آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرۂ خاک ہوا زمانہ کی ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے آئینہ سپہر مکدر ہوا غرض بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا دونون جانب کی صفین آراستہ ہوئین مروارید جادو اپنے ساحرون کو لیے ہوئے بڑے کروفر سے میدان مین آیا نقیبون نے للکر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا نقیبون نے مذمت دنیا زبان پر جاری کی ۔ نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار | تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو | ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا | جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرا ردون مین | عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بارہا ان تھا نہ خزان کو کسی موسم مین | کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفریں سبحان اللہ — واہ ری تیری تنگ ظرفی بایں عز و وقار
جن پہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھومر کا عکس — آج کل وہ لب جو چھجے ہیں آئینہ دار
آنکھ سیلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے — مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندوں کو وانکے دیکھو — تکیہ گور و گور زن اب ہے سرا ک کا مزار
چیلیں منڈلاتی ہیں اڑتے ہیں بگولے ہر سمت — ہیں خیابان میں ہر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلیں نہ رنگیں نہ خود آرائی ہے — کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

ای برادران دنیا میں زندگی چار دن کی ہے کیں قدر دان بر سر نظارہ ہے یہ گو ہر یہ میدان ہے دیکھیں تو عدو کو للکار کر اور ڈانٹ کر کون مارتا ہے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہو ے اور مروارید جادو سامنے لقا کے آیا اجازت لی اور میدان میں آکر سلحشوری دکھا کر للکارا کہ ای فرقہ خدا پرستان و زبردستان تم سے جس کسی کو تمنا مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے میں یہ نہیب سنکر صف لشکر اسلام سے نہنگ بچہ دریائی سردار غلتشاہ نوجوان مرکب کو اپنے نکال کر خدمت جناب بادشاہ اسلام میں آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا حضرت شہنشاہ نے بہ کمال عطیات خسروانہ فرمایا کہ ای بہادر یہ ایسا ساحر زبردست ہے کہ شعر

انسان جو ٹکر کرے پیل دمان سے — یہ اسکی حماقت ہے اجل کی نہیں تقصیر

نہنگ بچہ نے عرض کی کہ اب تو غلام صف سے نکلا ہے اگر نہ جائیگا تو لوگ خندہ زن ہونگے کہ یہ ڈر گیا حضور مجکو رخصت دیجیے اور غلام کے حق میں دعاے خیر فرمائیے جب اس نے کمال اصرار کیا اسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ بخدائے لایزال سپرد کیا پس نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو کے مقابلہ میں چلا مرکب اسکا طرار سے بھرتا ہوا روانہ ہوا کہ ابیات

اسکے توسن کا جو لکھا خامہ سے وصف جمال — پڑھ کے یہ مطلع کہا معذور ہوں ای مہربان
حسن لطف آشفتگی سے جسکے کانوں کا بیان — بلغ میں سوسن نہیں کر سکتی با چندیں زبان
دیں خراج آنکھوں کو جسکی چشم خوبان جہان — باغ و لیرن یال و دم کو زلف جعد مہوشان
خوش کمر ایسا کہ جوں پیوستہ ہو ابرو میں حال — جامے زین ہے یہ گریبان کفل کے درمیان

آتش قدم جب دشت پر ہوا اسکی جست و خیز کا — دن غوغا اللان حرم تک گل بندی آسمان
ہے گل رنگ حنا پہ یون عرق دستے ہی بہار — لالہ زار اور پر ہو شبنم جس طرح گوہر فشان
ہے چھلاوے مین یہ اس گلگون کی دم داریکا وصف — جون لپون پھینئے سے لہراتا ہے سرو بوستان
جب قدم رکھا ہے رہ محبوب تب ہر گام پر — صدقے کرتے ہین خرام ناز آہنا و لبران
خاک اچٹ جائے عنان اسکی تو قاش زین سے — اسطرح اُڑ جاے جون چہرے کی رنگ عاشقان
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر قضا — دا پیے اسکو تو پہنچے پیش از آواز ہان
پر غلط ہے یہ کوئی اسکو دبا دے جس جگہ — صفحۂ روے زمین کا اس قدر وسعت کہان
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اسکے غرب — تک اگر راکب سکے اسوقت اتنا بھی لہان
تو پہنچے پائے صداے ہان نہ منہ سے لب الگ — ہے مگر یہ باد پایان سے ملان اور روان ہے یان

غرض نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو سے آگر ستمگار ہوا اور بعد سوال و جواب مروارید جادو نے سحر تو نہ کیا اسلیے کہ امیر مالک اسم اعظم ہین اس سے بہتر یہ ہے کہ اس سے ہتھیارون سے لڑین ناچاری کو پھر سحر کرین گے غرض اسنے نیزہ نکال کرکے سینۂ بیکینۂ نہنگ بچہ دریائی پر مارا نہنگ بچہ نے نیزہ کو سنان پر گا تھا برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی لیکن ستروین طعن مین نہنگ بچہ نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا اسوقت گھوڑون کے گشت سے ایک برج خاکی بلند ہوا اول گرد مین یہ دونون بہادر چھپے ہوے تھے سنانین بنانین ستارۂ سحری کی طرح چمکتی تھین غرضکہ جب نیزہ مروارید کے ہاتھ سے نکل گیا وہ کئی تیرہ آب خجالت مین غرق ہوا اور کہا اے خدا پرست تو نے بڑا غضب کیا نیزہ سامری و جمشید کے پرستار کا تو نے نکال دیا اب مین تجکو کب جانے دونگا اور یہ کہکر اس ساحر نابکار نے بآواز بلند کہا کہ اے ملقناطیس جادو یہ تیرا کام ہے مین ایسے ذلیل و حقیر و لاغر سے مقابلہ اور مجادلہ ننگ جانتا ہون تو آکر اسکو پکڑ لا ساتھ ہی آواز دینے کے ایک پتلہ پتھر کا پشت پر سے مروارید جادو کے پیدا ہوا اور سامنے آتے ہی نہنگ بچہ دریائی کے اوپر ہاتھ ڈالا نہنگ بچہ دریائی بھی کرب سے بھڑ گیا اور لگے کشتی ہونے ہین زالظفر اور یا خطر این زالظفر وہ این بدن مشت بہ مشت آخر پیچ دو پڑھ جنید و غیرہ کرکے کچھ عرصے مین اس پتلے نے نہنگ بچہ دریائی کو اٹھا کر دے مارا اور

مشکیں باندھکر لے گیا اب امیر وغیرہ سب نے جانا کہ کوئی انسان تھا جو نہنگ بچہ دریائی
کو باندھے گیا کیونکہ امیر وغیرہ سب دور کھڑے تھے وہ کیا جانیں کہ پتلہ پتھر کا ہے اب مروارید
نے پکار للکار کر ہیب دی کہ اور کسی کو بھیجو مقابلے کو ابھی ابرہاے دیو چنگال ایک بڑے
حرامزادے گھوڑے پر سوار اندھیری گھوڑے کے منھ پر چڑھائے بادشاہ سے اجازت
لیکر بمقابلہ مروارید نکلا اور جو انداز مروارید کی لڑائی کا تھا اُسی طرح سے اس ساحر علیہ اللعن
نے مقناطیس جادو پتھر کے پتلے کو پکار کر کہا کہ خدا پرست کو پکڑ بجادہ پتلہ پشت مروارید
سے پیدا ہوا اور ابرہاے دیو چنگال نے اپنے گھوڑے کے منھ پر سے اندھیری کھینچ لی
اور اس گھوڑے کا یہ خواص تھا کہ آدمی کے عکس کو دیکھکر کاٹنے اور مار ڈالنے کو دوڑتا تھا
جیسے ہی اس پتلے کو دیکھا فوراً ہی گردن اسکی پکڑ لی وہ پتلا اس گھوڑے سے کشتی لڑنے لگا
ابرہاے دیو چنگال نے جو پتلے سے فرصت پائی تو دوڑ کر مروارید جادو سے لپٹ گیا
اور جبتک مروارید سنبھلے سنبھلے ابرہا نے دو تین چنگل اُسکے گھوڑے کے مارے کہ تمام
گوشت پوست مروارید کے گھوڑے کا اُڑ گیا اور چیخ مار کر زمین پر گرا ابرہاے دیو چنگال
دو چنگل مروارید کے بھی مارے کہ آدھی ران اُڑ گئی اور سب پتلو لہولہان ہو گئی اور اُسنے
چاہا کہ ابرہاے دیو چنگال کو مار ڈالوں بس سحر کیا کہ ابرہا کے ہاتھ اور پاؤں سست
ہو گئے اتنی دیر میں گھوڑا ابرہاے دیو چنگال کا جو اس پتھر کے پتلے کی گردن پکڑے تھا
اور وہ پتلہ جادو کا تھا مگر پتھر کا مل کر آخر چھوٹ کر بھاگا گھوڑے نے جست کرکے مروارید
کا گلا پکڑ لیا تب وہ پتلہ پھر نمودار ہوا اور ابرہا کو پکڑ کر جلد تر لے بھاگا بختیارک نے دیکھا
کہ مروارید کا کام گھوڑے نے تمام کیا اس نطفہ حرام نے غل مچانا شروع کیا کہ تم سب کھڑے
تماشا دیکھ رہے ہو گھوڑا مروارید کا کام تمام کیے دیتا ہے چار طرف سے جادوگر دوڑ پڑے
صدق جادو اس مروارید جادو کا نائب ہے اس حرامزادے نے گھبراہٹ میں جادو
تو بھول گیا نہ کر سکا مگر ایک گولا فولاد کا مارا کہ گھوڑا مر گیا بعد ازاں سب نے مروارید جادو کو اس
گھوڑے مردے کے منھ سے چھڑایا اور لقانے طبل آسایش بجوایا دونوں فوجیں پھیر کر
اپنے اپنے بستروں پر آئیں بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام اور سردار بارگاہ سلیمانی

میں داخل ہوئے جادوگر مروارید کو پالکی میں ڈالکے لقا کے پاس لائے لقا نے اور
بختیارک نے دیکھا کہ مروارید کی گردن میں گھوڑے کے دانت پیوست ہوگئے ہیں
خون بند نہیں ہوتا ہے اور مروارید کو غش پر غش چلا آتا ہے بختیارک نے کہا کہ اقبال اسے
کہتے ہیں کہ جالوزنگ حمزہ کے لشکر کے ایسے سرہنگ ہیں صدف جادو نے عرض کی کہ
خداوند اگر کچھ قدرت نمائی فرمائیں تو پھر کیا کہنا ہے ورنہ حکم ہو تو غلام مروارید جادو کو طلسم
میں ایک ہفتے کے وعدہ پر لیجائے اور شفاخانۂ سامری و جمشید میں اسے ڈال دے
پھر گھڑی بھر میں اسکے گلے کا زخم اچھا ہوجاویگا بختیارک نے کہا کہ خداوند کی قدرت
نمائی کیا تم دیکھو گے خداوند چاہے تو تمام عالم کو مار کر پھر جلا دے لیکن وہ مرگ اور زیست
کا مالک ہے جو وہ چاہے سو کرے کوئی اسپر حاکم نہیں جو کہے کہ خواہ مخواہ یہ بات کرو تم
مروارید جادو کو شفاخانہ سامری و جمشید میں لیجاؤ جان ہے تو جہان ہے جب صحت ان کو
ہوجائے تو لانا صدف جادو نے کہا بہت خوب یہ کہ کے صدف جادو نے لقا سے
رخصت لی اور مروارید کو واسطے صحت کے شفاخانہ سامری و جمشید میں لے گیا اور بعد قطع منازل
و طے مراحل بجائی کرکے داخل شفاخانۂ مذکور ہوا تو دیکھا کہ ایک چار دیواری سنگ رخام کی
کھنچی ہے اور اندر اس احاطے کے ایک گلشن پُر بہار سراپا لالہ زار ہے جسکی ہوا شفابخش
آزار بیمار ہے درخت وہاں کے امرت پھل کے ثمر لاتے ہیں مردہ دلوں کو زندہ فرماتے
ہیں بہی سے حاصل فربہی سراسر مریضوں کو بہی سیب وہاں کا دافع آسیب درد انار
منطفی فرمائے حدت نار تپ و سُرخی بخش رخسار زرد گل احمر تپ احمر کو مفید سرو سے
کوزہ پشتی بعید گل سوسن وہ زبان گونگے کو اچھا کرے نرگس نابیناؤں کو بصارت دے
سنبل سے پریشانی دل کی دور گل و غنچہ سے طبع غمگین مسرور ہو گل سیوتی اور چاندنی
خفقان کھوئے گل داؤدی صدبرگ سیکڑوں کا یرقان کھوئے لالہ دل غمگین کا داغ
کھوئے رنج سے حاصل فراغ ہوئے نہروں کے پانی میں خاصیت آبحیوان گل سُرخ
صفرائیوں کے مزاج میں سود اڑھائیگا سنی کے پھولوں سے صفرا سودائیوں کا جاتے
گلنار سے بلغم گھٹے خون جسم میں بڑھے بلبل وہاں کی قسم باذن اللہ کہے طوطی

خوش لہجہ کی گفتار سے مردہ عجب نہین جو جی اُٹھے باغبان وہان کا کارمسیحائی کرے ہر روش
مثل قلب تندرست کے مصفا آئینہ سان خزان کی بیماری گلون کو کہان دہان غنچہ کا

پھر ایک سیار بوستان ہے یہ بیان زبان سوسن پر یہ داستان کہ نظم

ابھی ہول دل سب یہ ہوتا ہو گر — نہ کچھ خوف کیجیے گا دل ہی تو ہر
گذر ہوگا جب سوے باغ آپکا — خنک ہوگا فوراً دماغ آپکا
غرض باغ کو ہوگے جب تم سوار — وزان ہوگی اسوقت باد بہار
ہر اک گل ہنسے ایسی نزہت ہوئی — ہر اک نخل مین پیدا نزہت ہوئی
جو قد آپ کا سایہ افگن ہوا — تو آزاد وان سرو گلشن ہوا
گذر ہوے گا جس چمن کی طرف — تو دیکھینگے غنچہ دہن کی طرف
لب نہر جاوگے جو خوش صفات — تو ہو جائیگا آب آب حیات
نگہ مست اک تاک پر پڑ گئی — تو انگورون سے مے ٹپکنے لگی
ہر اک سر پھروگے جو گلشن مین دان — دھڑک دل کی کم ہوگی ناگہان

غرض صدف جادو مروارید جادو کو لیے ہوے جب اور آگے بڑھا تو اُس نے
ایک مکان چار درجہ کا تعمیر دیکھا کہ مثل قلب پاکبازان نہایت صفا رکھتا در و دیوار
اُسکے جگمگاتے آزار مندون کو تندرست بناتے فرش اُسمین بچھا ہوا شیشہ
آلات سے وہ سجا ہوا کہ ابیات

کرون قصر عالی کی تعریف کیا — کہ روز اُس سے ہوتا ہی گردون فدا
نظر جب پڑی اُسکی دیوارون پر — لگی ایک خشت سیم ایک تھی خشت زر
جلا سے جو موتی تو چونا ہوا — وہ چونا بھرا لوز دونا ہوا
وہان چار درجے دکھائی دیے — کہ درجے تھے وہ قصر فردوس کے
تھین اُن درجون پر چلمنین بھی پڑین — کہ ہر تیلی اُنکی زمرد کی تھین

ایک درجے مین تو پلنگ آہنی اور چوبی سچے تھے جو بید اور لوہے سے بنے تھے
اور اُنپر بچھونا کیا تھا مریض اسطرح کے اُن بچھونے پر لیٹے تھے کہ جن کے پانون ٹوٹے

گئے تھے یا بہت زخمی ہوئے تھے اور دل و جگر پر چوٹ آئی تھی بہت مستقی اور مفلوج تھے
اور اکثر تو کثرت سے وہی ساحر تھے کہ جو جنگ میں نارنج و ترنج پیکان تیر اور بار فلفل
وغیرہ سے زخمی ہوئے ہیں اور وہ مریض پلنگون پر لیٹے کراہ رہے تھے کوئی جمشید
کو پکارتا تھا اور کوئی سامری کی یاد کرتا تھا بعض بیمارون کے اعضا کی بندش
جراحون نے کی تھی کہ وہ چت لیٹے ہوئے تھے اور جنبش نہ کر سکتے تھے بعض کے
عزیز و اقارب پلنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھے تھے اور اُنکی تیمارداری میں مصروف
تھے نیچے پلنگ کے بھی فرش دری چاندنی کا بچھا تھا مکان مثل آئینہ مصفا
تھا غرض ایک درجہ میں تو یہ کیفیت تھی اور درجہ دوم میں الماریان لگی تھین اور
الماریون پر شیشے اور بوتلین دواؤن کی رکھی تھین اور جراح وغیرہ دوا
سازی میں مشغول تھے کچھ ادویہ کھرل ہو رہی تھین بعض نسخون کے لیے حکیم
شفائے جادو نام خود اہتمام کر رہے تھے اور اُنکو باحتیاط تمام بناتے تھے
کچھ دوائین چینی کے نانڈون میں خون انسان ڈال کر بھگوئی تھین بعض خون مرغان
طلسمی میں ترکی ہوئی تھین کھرلین سنگ سماق اور سنگ موسیٰ اور سنگ یشب
وغیرہ طرح طرح پتھرون کی رکھی تھین اور ایک درجہ میں آلات جراحی وغیرہ کے
صندوق چنے ہوئے تھے موچنے اور زنبور اور استرے اور نشتر اور کاردین
وغیرہ میزون پر رکھی ہوئی تھین اور اس درجہ میں جو دروازے لگے تھے اس میں
شیشے بہت صاف جڑے تھے اور میزون کو مخمل سبز و سرخ سے منڈھا تھا اور وہان
حکما اور جراحون کا اجتماع تھا حکیمون میں کسی کا فراست جادو اور کسی کا دانشمند
جادو اور کسی کا صحت بخش جادو وغیرہ نام تھا آدر تیسرے درجہ میں فرش
نہایت عمدہ شفاف گسترده تھا اور اس فرش پر مسندین بچھی تھین گاؤ تکیے لگے تھے
سامنے مسندون کے خاصدان اور اُگالدان رکھے تھے کہ جو سراسر بلوری کے تھے
ایک جانب کو سرمہ دانی عقیق خوشرنگ کی رکھی تھی کسی جا ابریق پانی سے بھرے
دھرے تھے اور یہ وہ مقام خاص جو سروار ادویہ کہ شفاخانہ میں حکیم حکمت مآب جادو

کا ہی کہ وہ ایک سوزنی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور کتاب حکمت کی سامنے اُنکے کھلی ہوئی رکھی تھی اور اس درجہ مین بھی الماریان لگی تھین اُنمین سب کتابین حکمت کی چُنی ہوئی برابر تھین شرح اسباب کہان تک کی جائے کارخانہ طب اکبر ہی علاوہ برین کتاب کی کیا احتیاج ہی یہ علم سینہ ہی اور اسکا قانون ہی نیا ہی خلاصہ یہ کہ حکمت مآب ارسطو وقت اور افلاطون زمانہ تھا مروارید جادو کو بھی صدف جادو نے لاکر انکی خدمت مین حاضر کیا اُنھون نے ایک جراح بقراط جادو نام کے اُسکو دیکھکر سپرد کیا اور آپ نسخہ اُسکے فرحت مزاج کا لکھدیا جراح نے پٹی مرہم جمشیدی کی اُسکے زخم کو دھو کر چڑھا دی اور ایک پلنگ پر لٹا دیا اب یہ یہان علاج اپنا کر رہا ہی اور اب ساتوین روز مروارید جادو کو لیکر صدف جادو پھر آئیگا مگر اب حال عمرو کا سنیے کہ یہ جو بالا دوی کو گیا تو اُسنے ایک مقام پر دیکھا کہ پہاڑ سونے کا بنا ہوا تھا اور چار طرف اُسکے نقرئی گھانس اور گھانس کی نوک پر گوہر شبچراغ نصب تھا وہ گھانس کوسون تک نظر آئی عمرو کے جی مین طمع بدرجہ کمال ہی دل اُسکا لہرایا اور منھ مین پانی بھر آیا بے ساختہ اُسی پہاڑ کی طرف چلا اور جسقدر کہ عمرو دوڑتا جاتا تھا وہ پہاڑ اُتنی ہی دور نظر آتا تھا عمرو نہایت حیران اور پریشان دریاے فکر مین غوطہ زن ہو کے کہتا تھا کہ مجھے جناب احدیت نے وہ طاقت دوڑنے کی عطا کی ہی کہ کوئی پہر بھر مین ہزار فرسنگ جاتا ہون مین نے بیابان بیشہ جبل القمر و بیابان حسیبہ سیارہ کو جہان سکندر بادشاہ اور جسکے ہمراہ دو پیغمبر خواجہ خضر اور الیاس علیہ السلام تھے اور جسکے مشیر ارسطو اور افلاطون ایسے وزیر وہ بارہ لاکھ سوار سے گیا اور بارہ برس کے بعد دس بارہ آدمیون سے زندہ باقی رہ کے اُس بیابان کے اُسطرف پہونچا تھا علاوہ ازین جب حمزہ کے دشمنون کو نوشیروان اور فرامرز نے عقابین پر چڑھوا دیا تھا تو مین نے تین دن مین ہند و سندھ و روم و شام و چین و ماچین عرب و عجم و ہندوستان ہفت اقلیم کے مسافت کو طے کر کے حمزہ کے تمام سردارون کو جہان تہان خبر پہونچائی اور یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ پہاڑ طلائی جسکو مین دیکھتا ہون کہ کوس دو کوس کے فاصلے سے زیادہ نہوگا اور پہر دن چڑھے سے

اسوقت تک نہ معلوم کہ تین ہزار فرسنگ راہ طے کر گیا مگر یہ ظاہر ہوا کہ مین دو فرسنگ آیا لیکن
یہ دولت لا انتہا و لازوال سونے کا پہاڑ ٹھہر آنتا ہی دور نظر آتا ہی کچھ اسرار ہی یا نہین
معلوم کہ کیا ہی اسی فکر مین کھڑا اُس پہاڑ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک مرد پیر نہایت نورانی
صورت ریش و بروت سفید ایک لنگی گھاردے کی باندھے نعلین چوبین پانوٗن مین پہنے
آفتابہ ہاتھ مین لیے نمودار ہوا اور عمرو کے قریب آکر پکارا السلام علیک ای شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار عمرو نے اُس پیر مرد کو مسلمان جانکر جواب علیک السلام دیکر
کہا کہ ای درویش اس پہاڑ کا راستہ کدھر سے ہی اُس پیر نے کہا خواجہ سلامت
ہرچند کہ طمع انسان کو مبتلاے کرتی ہی کہ مصرع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند آپ کیا کرین
کہ خواص اس چشمۂ عین الطمع کے پانی پینے کا ہی آپ نے دھوکے سے پانی
اُسکا جو پیا ہی یہ سارا خطور طمع اور دزدی وغیرہ کا اُسی پانی کا ہی ای شاہ عیاران
عیار یہ پہاڑ نہین بیابان گلرزہ کا قلعہ ہی اور راستہ اسکا بہت دور ہی جہاندار جادو
قلعہ کے مالک سے بغیر کسی کو نہین ملتا اور کبھی کوئی شخص اسکے اندر بغیر اطلاع
جہاندار جادو کے نہین آسکتا ہی کس لیے کہ اس قلعہ مین کچھ چند اور رقم خزانہ آمدنی
ممالک محروسۂ طلسم ہوش ربا اور بہت مکانات جواہرات کے در بند اور پر ند جا لوزون
کے ہین جبتک مخمور سرخ چشم افراسیاب جادو کے پاس تھی کنجیان اس قلعہ
کے گنج کی قبضہ مین اسکے تھین جبدن سے مخمور سرخ چشم جادو آپ کی اور ملکہ مہرخ
کی شریک ہوکے چلی گئی اب افراسیاب جادو وہ کنجیان اپنے پاس رکھتا ہی باوصف
اسکے کہ جہاندار شاہ جادو مالک و مختار ہی لیکن یہ اختیار اسکو نہین کہ ایک پیسہ بدون
حکم افراسیاب کے اُن خزانون کو کھول نکال سکے یا کچھ صرف کرسے حضور اگر بطور
سیر فرمائین تو مین قصور مند ناچیز ایک کمترین بندہ خدا اسے ۶ و حل کہ غلام
صحرائی میر انام ہی ایک نقش اسماے الٰہی دیتا ہون اسے زبان کے تلے
رکھ کے دست راست کو تشریف لے جائین یہان سے دو تیر کے پرتاب پر کنارے
ایک غار کے ایک اژدر آتش فشان آپ کو نظر آئیگا حضور جب اس اژدر کے سامنے جائین

اس تعویذ کو زبان سے نکال کے دکھلایئے آپ کو وہ دروازہ معلوم ہوگا بے خوف و خطر اُسکے اندر جائیے اور سیر کر کے چلے آیئے اور میں نے اس نقش کو زبان سے نکالنے اور اژدر کے سامنے جا کے دکھلانے کو بخیال اس مآل اندیشی کے کہ خدانخواستہ آپ میرے کلام کو غلط سمجھیں اور یقین نہ لاویں اور اپنے دل میں مضمون اس شعر کے شعر

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد | تو مرو در دہان اژدرہا

پس دپیش کریں اور ڈریں عرض کر دیا ورنہ کچھ حاجت اس نقش کے دکھلانے کی نہیں ہے وہ دروازہ اژدر یہ مشہور ہے آپ یوں ہی اُسکے اندر چلے جایئے کچھ مقام خوف و بیم اور ضرر کا نہیں ہے مگر حضور قصور معاف صاف صاف عرض کرتا ہوں فقیر کی بات ناراض نہو جیے گا اتنا سمجھے رہیے گا کہ اگر کسی شے کے تصرف کا آپ ارادہ کرینگے تو مبتلائے آفات صدگونہ ہونگے عمرو نے اشارہ اور کنایہ اُس پیرمرد کا سمجھکر کہا شاہ صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہیں سب مجھے لوگ دنیا کے ناحق طامع کہتے ہیں خدا محفوظ رکھے خلق کی زبان سے بیت

زعذر توبہ توان رست از عذاب خدای | ولے کہ می نتوان از زبان مردم رست

جس حالت میں کہ مخلوق نے خدا پر تہمت کی کہ عیسیٰ علیہ السلام بطن مریم سے نہ تھے خدا کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو بمقدمہ شق القمر دعا جاے شب معراج افترا سحر کا کیا اور کفاران بے دین نے اُنکو ساحر کہا تو مجھ بیچارے پیادے پر جو کچھ افترا اور اتہام اہل دنیا کرکے بدنام نہ کریں وہ تعجب نہیں ہے یا حضرت میں ایک کوڑی کسی سے نہیں مانگتا اسپر بھی مجھے لالچی اور طامع اور حریص مشہور کرتے ہیں آپ وہ نقش عنایت فرمایئے میں فقط سیر کر کے چلا آؤنگا بارے غلام صحرانشین نے وہ تعویذ عمرو نے لیکر زبان کے تلے دبایا اور رخصت ہو کر اس غار کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین منھ سے نکال رہا ہے عمرو نے اپنے دلکو مضبوط کر وہ نقش زبان سے نکال کے دکھایا دیکھا تو واقعی وہ دروازہ کھلا بسم اللہ کہکر اندر قدم زن ہوا دیکھا کہ ایک شہر پُر فضا بہت وسیع اور زرریز اور لحن خیز ہے خلقت انبوہ درانبوہ سکان

غرض ہر گروہ جوہری کا بازار بنا ہوا صراف بزازہ کھلا ہوا عمارتیں رنگ ریختہ بنی ہوئیں کہیں کنجڑنیں سنگترین
مے بارہ گجے میں جھنڈے گڑے ہوئے عمارتیں بلند بساطخانہ کی سجاوٹ کہیں نذریون کی
لگاوٹ کہیں حلوائیوں کی دوکانیں جنکی دوکان کے سامنے زنجیر میں گھنٹے لٹکے ہوئے کہیں بھٹیارنیں
بیٹھی ہوئیں **نظم** ؎ قصر اعلیٰ اس طرح آباد تھے ؎ چرخ جنپر برج کرتا تھا نثار
خم ہوں ابروئے حسینان جہاں ؎ اسطرح کے طاق تھے محراب دار ؎ عمرو سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا اس
عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ آفتاب فلک افلاک کی سیر کرکے دارالامارت مغرب میں گیا اور عیار شب نے قلعۂ دہر میں
داخلہ کیا شعر سیاہی چھا گئی ہر سو جہان میں ؎ مروت تھی جو چشم آسمان میں ؎ اب **عمرو** نے دیکھا کہ
کچھ روشنی معلوم ہوئی اور کچھ شور و غوغا سنائی دیا عمرو ایک اونچی دوکان تھی اس پر چڑھ کے اس
روشنی کو دیکھنے لگا تو آگے آگے ہزار بارہ سو مشعل شمعے سنہرے اور روپیلے جلتے ہوئے کچھ مشتری ڈیلی
ساو گرجتے بجتے ہوئے اور بہت سی سانڈنیاں اور روڈھالی سو چوبدار عمرو نے نسیب دیتے آگے کی ابیات
پاؤ نوجوانو بڑے حسب ایجو ؎ دو جانب سے بائیں بیلے آئیو ؎ ہمیشہ رہے شہ کا جاہ و حشم
بڑھے عمر و دولت قدم بقدم ؎ جہاں زان ایک تخت طاؤسی پر کہ وہ سب ایک ڈال زمرد کا
بنا تھا اور جابجا الماس اور یاقوت اور پکھراج اور فیروزہ وغیرہ جواہر بیش بہا کی گلکاری بنی
ہوئی اس تخت پر ایک شاہ بیس پچیس برس کا سن و سال نہایت خوش جمال اور زبردست ایک
تاج بہت بھاری بارہ کنگرے کا اور ہر کنگرے میں ایک ایک لعل شب چراغ نصب کیا ہوا
گلے میں پوشاک شاہانہ کمر زرتار کی باندھے دو ناریل چوبی دار آگے رکھے چتر مرصع سر پر
خود بخود گردش میں اور پشت پر دو پریزاد مروحہ بال ہما سے مگس پرانی کرتیں اور گرد و پیش
بارہ ہزار سوار ساحر تحفے گھوڑوں پر سوار چلے آتے ہیں اور وہ بادشاہ مٹھی بھر بھر کے
اشرفیاں اور جواہرات فقیروں کو بانٹتا آتا ہے عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ اگرچہ
ساحر ہے لیکن بڑا سخی ہے لاؤ انہیں فقیروں میں ملکے اشرفیاں اور جواہرات میں بھی لوٹوں بس
ایک بوڑھے محتاج کی شکل بن کے اشرفیاں اور جواہرات لوٹنے لگا اور سواری کے ساتھ
آتے آتے ایوان شاہی پر آ کے پہونچا جہاندار شاہ جادو تخت سے اتر کے اندر
محل سرا کے گیا عمرو بھی ایک ساحر کی ایسی صورت بنکے اندر گیا تو دیکھا کہ قصر عالیشان

ایک کوس بھر کے فاصلہ سے کم نہین ہو اور زمین طلائی ہو اور سامنے وہ قلعہ سونے کا جسکا پتہ غلام صحرائی نے دیا تھا نظر آتا ہو عمرو جلدی سے اُس قلعہ کے دروازے پر گیا وہان جلوخانے مین بارہ ہزار وہی سوار کہ جو سواری کے ساتھ تھے زمین پوش بچھائے بیٹھے تھے گھوڑے سب کے کھڑے تھے عمرو نے اپنے جی مین کہا یہ تو زنانی ڈیوڑھی نہین ہو مین تو یہ سمجھا تھا کہ یہین اُس بادشاہ کا ناموس ہوگا تعجب کی بات ہو کہ جہاندار جادو وہان سے کیون پیادہ پا یہان تک آیا اور اتنے بڑے میدان کو طے کر کے اس قلعہ مین گیا ہوگا اور یہ بارہ ہزار سوار تو اُسکی سواری کے ساتھ تھے جلوخانے سے یہان کیونکر آکر بیٹھے اور کدھر سے آئے شاید کہ اسکا راستہ اور کوئی بھی ہو یہ سوچ کے دوسرے دروازے پر جلوخانے کے گیا وہان چوبدار اور مردے کچھ کمرین کھول رہے تھے کچھ بیٹھے تھے عمرو وہان پر ایک مولسری کا درخت تھا اُسکی آڑ مین کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک خدمتگار بوڑھا گھبرایا ہوا باہر نکلا چوبدار دن نے پوچھا کہ حضور خاصہ پر بیٹھے ہین اُس خدمتگار نے کہا کہ نہین خاصہ اب طلب کیا ہو سو مین باورچی خانے مین جاتا ہون یہ کہکر اُسی درخت کے قریب کہ جہان عمرو کھڑا تھا تھوڑی دور پر جھکر پیشاب کرنے کو بیٹھا عمرو نے بجستی تمام ترمیضہ بیہوشی کا مارکر اُسے بیہوش کر دیا اور اُسکو کسی غار مین ڈالکر آپ اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکے کپڑے پہنے پگڑی سر پر چوبدارانہ باندھی جیکن باتھکی چُنی ہوئی پہنی عصا ہاتھ مین لیکر باورچی خانہ پوچھتے پوچھتے اندر گیا اور داروغہ سے تاکید کھانے کی تاکید کر کے آپ جلد قدم اُٹھاتا ہوا بے خوف و خطر اُس ڈیوڑھی کے اندر چلا گیا وہان دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری بلور کی بنی ہوئی ہے تیاری اُس مین بہت معقول ہو آگے اُسکے سامان زربفتی کھنچا ہوا ہو اور فرش پُرتکلف اُسکے نیچے بچھا ہوا ہو اور وہی جہاندار جادو مسند سلطنت پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہو اور گرد و پیش تخت کے ساتھ دنگل جواہر نگار لگے ہین اور بڑے بڑے جادوگر اور ساحر بیٹھے ہین اور دیکھا کہ ارباب نشاط کے حاضر ہین عمرو جہان چوبدار

خدمتگار کھڑے تھے وہان کھڑا ہوا ایک خدمتگار نے کہا کہ ای ہوشیار جادو
خاصہ کے لیے تم تاکید کرنے آتے ہو عمرو نے جانا کہ نام میرا ہوشیار جادو ہے بس
اسنے جواب دیا کہ مین داروغہ سے کہہ آیا ہون خاصہ آتا ہے اُس خدمتگار نے کہا کہ پھر تمنے
حضور مین عرض کر دی ہوتی اور آج تو تمھاری نوکری ہے تم سامنے حاضر رہو خاصہ کھلوا لینا
جب کہین جانا عمرو نے کہا صاحب جو تم مجھے نصیحت نہ کرو مجھے بھی معلوم ہے کہ آج میری
باری ہے اور نوکری کا دن ہے بھلا مین یہان سے کہان جاؤن گا اور خاصہ کے لیے
اب عرض معروض کرنے کی کیا ضرورت ہے داروغہ صاحب لیے آتے ہون گے
اس عرصہ مین شہنا نوازون کی آواز اسکے گوش زد ہوئی اور آگے آگے وہی داروغہ صاحب
اور پیچھے پیچھے کہار خوان کے لیے ہوئے تورے پوش پڑے ہوے کس نے
کسے ہوے لیے چلے آتے ہین گرد پیش دس بارہ مشعلین دستیان روشن کیے اور شہنائی
روشن چوکی بجتی چلی آتی ہے عمرو نے دوڑ کے چاہا کہ آفتابہ اور سلفچی کو اُٹھا لون ایک
فراش نے کہا کہ ای ہوشیار جادو تم دیرینہ اور قدیمی ہو رسم و آئین سے واقف ہو آج یہ
کیا خلاف دستور کرتے ہو آفتابہ اور سلفچی اُٹھانے سے تمھین کیا کام ہے ہاتھ منھ دھلوانا
ہمارا کام ہے تم رومال لو پاس خاصہ کے جا بیٹھو خاصہ اپنے سامنے چنواؤ دسترخوان
بچھواؤ عمرو نے کہا کیا مضائقہ تھا اگر مین ایک دن تمھارا کام کر دیتا تو کیا میری ذات اور
شخصیت مین بٹا لگ جاتا ہمارا اور تمھارا مقدمہ واحد ہے یہ کہکر عمرو نے اہتمام کیا خاصہ قابون مین
پیالون مین طشتریون مین نکلوا نکلوا کے دیکھنے بھالنے لگا اور بیہوشی خوب سی ملا دی
جب سب کھانے کو نکلوا کے بیہوشی آلود کر چکا تو دسترخوان بچھانے کو چلا اور خدمتگارون
نے دسترخوان بچھایا جب انداز جادو مع اپنے مصاحبون اور رفیقون و مقربین
جادوگرون کے ہاتھ دھو کر خاصہ پر آ بیٹھا داروغہ اور عمرو نے وہ سب خاصہ
چُنا اور ایک طرف داروغہ اور ایک طرف عمرو بیٹھکر مگس پرانی کرنے
لگے خواص و خدمتگار فراش جو کھڑے تھے اور جہان کہین مودب بیٹھے تھے
وہ سب حاضری کے وقت کاروبار کے لیے ہجوم کیے تھے عمرو نے یہ انتظام

و اہتمام کرنا شروع کیا کہ جو کھانا نکلا اول داروغہ سے کہا صاحب پہلے تم اسے
چکھ لو داروغہ نے تو ایک دو نوالے کھائے قابین بادیہ طشتریان پیالے گئے ہین
جو شے ہوئی کھائی ایسا کہ خود فراموش ہو گیا بعد ازان جہاندار نے اور اسکے
رفیقون نے کھانا کسیقدر کھایا عمرو نے وہ سب کھانا خواص و خدمتگار فراش جو
وہان کھڑے تھے سب کو دیا کہ لو کھاؤ سب ہوشیار جادو کی چپکے چپکے تعریف
اور خوشامد آپس مین کرتے ہوئے وہ کھانا لیکر اپنی اپنی جگہ پر آئے شاگرد وغیرہ بھی بیہوش
ہوئے اس عرصہ مین دسترخوان بڑھایا گیا اور جہاندار جادو خاصہ کھا کے ہاتھ دھونے لگا
کہ اسکو چھینک آئی اور چارون شانے چت گرا ہان ہان کرکے وہ سب مصاحب
زن و مرد اُٹھے طمانچہ لگا بیہوشی کا کہ جو جہان تھا وہ وہین لڑکھڑا کر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا
داروغہ خواص خدمتگار فراش وغیرہ بھی گرے عمرو نے کہا کہ یارو فرشتے خداوند
تعالے کے روحین قبض کرتے ہین سامری و جمشید کا قہر نازل ہوا ہے جلد یہان سے
ہٹ جاؤ جس مین کسی کو پہچانین نہین فرشتے جس کی قضا ہوئی اُسی کی روح قبض
کرینگے اور تو سب بچ جاوینگے یہ سنکر جتنے کھڑے تھے سب لیٹ گئے اور بیہوش ہوئے
عمرو نے جلد دروازہ بند کیا اور دس بارہ پندرہ قیدیون کو زنبیل سے نکال کر کہا کہ ان سب کے
کپڑے زیور وغیرہ جلد اُتار لو اور جادوگرون کو ذبح کرنا شروع کیا اور جال الیاسی
مار کے وہ اسباب کی گٹھریان جو قیدی باندھ رہے تھے زنبیل مین رکھین اور
جتنے ساحر تھے سب کو ذبح کر ڈالا اور جہاندار کی چھاتی پر جو خنجر چڑھکر مارا تو اُچٹ گیا
عمرو نے یہ سمجھکر کہ یہ روئین تن ہے اسکو زنبیل مین ڈال لون مگر جہاندار کی آنکھ کھل گئی
جیسے چاہا اُسنے کہ سحر کرون عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور وہان سے بھاگا اور کئی قدم پر تاب
پہونچا جہاندار حیران ہو گئے دیکھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہوا شاید مین سوتے مین خواب
پریشان دیکھ رہا ہون ناگاہ فرش پر دیکھا تو لاشین جادوگرون کی پڑی ہین اور
سب لہو مین ڈوبی ہوئی ہین جہاندار اور زیادہ بدحواس ہوا عمرو جو وہان سے جست
کرکے کچھ دور گیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک دروازہ ازرحات کا لگا ہے اور ایک پیشخانہ کھڑا ہے

اور جادوگر بیٹھے حقہ پیتے ہین عمرو کو دیکھکر وہ ساحر بولے کہ ای ہوشیار جادو آدھی رات آئی ہوگی
ہوگی تم یہان اسوقت کہان آئے عمرو نے کہا کہ سرکار کے کام کو جاتا ہون لاؤ ایک دو دم حقہ
کے پی لون یہ کہکر عمرو عیار ان دونون کے جا کر حقہ پینے لگا اور ایک قدرے بیہوشی
رکھ کے کہا بھائی ابھی تمباکو تیز ہے تم سلگا دان دونون نے لیکر دم جو کھینچا تو بیہوش
ہوگئے عمرو نے دونون کو چارپائی کے تلے ڈال کے اس دروازے کو کھول کر اندر گیا
تو دیکھا کہ ہزارون صندوق جواہر کے ہین

نظم

قدم دروازے مین جسوقت رکھا

تو اسمین اور بھی اک استھا
کبوتر کا ہو بیضہ جسطرح جیو
تو اسمین اسطرح کا لطف اٹھایا
زر و نقرے مین اسنے پائے
بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھایا
کہین چاندی کی اینٹین الوف مین
کہ جنکی شرح ناممکن زبان سے
کہ یارب کس قدر دولت ہی اس جا

وہان پہونچا تو کوٹھا اور دیکھا
ملا ہر اس طرح پر گوہر تر
اک الماس و جواہر لعل ہر جا
بروج تھا تھا مزی استہ دکھائے
بھرا اسکے لبد دیکھے اور حجرے
کہ ابتک آنکھ سے ویسی نہ دیکھین
غرض ہر حجرہ تھا ہر شے سے لبریز
نہین حد اسکی دکھائی یہ کیا

کہ پُر تھا موتیون ہی سب وہ حجرا
منقش دوسرا حجرہ جو پایا
برابر ڈھیر ہین جو تھہرا آتا
کہ اسمین خشت زر کا ڈھیر پایا
کہ جسمین ملک اشرفیون ہی بھرے تھے
کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے
نظر پڑتی تھی اسکی حیرت آمیز
سوا اسکے عجائب اور اکثر

نظر آتے رہے اس جا پہ شب بھر + عمرو نے جال الیاسی مار کر چار چار پانچ پانچ صندوق زنبیل
مین رکھنا شروع کیے یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی اور عیار روز نے خزانہ کو ایک کو لوٹا اور
خشت زرین ہر حجرہ شرقی سے خزانہ دار روپہر نے نکالی کہ ابیات + نگہ اٹھی تو سب ایوان سحر تھا

زبان سے لگا آنکھون کو جو جلوا
جبین سے صبح نے جلوی دکھائے
نگاہون مین سحر کے لقمے چائے

صبح ہوگئی اور وہ خزانہ کم نہ ہوا باوجود کہ جال مار مار کر لوٹ رہے تھے مگر اسپر بھی خزانے نے کمی
نہ کی ناگاہ کچھ لوگ جسوقت جہاندار جادو ہوشیار ہوا تو عمرو کے ڈھونڈھنے کو نکلے تھے
اور جہاندار شاہ نے کتاب ساعری دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو اس طرح آیا
اسنے یہ قیامت برپا کی ہے اور اب خزانہ افراسیاب مین جاکر خزانہ کو لوٹ رہا ہی جہاندار
نے جھنجھلا ہوکے وہین سے سحر جو کیا اور وہ ہوا زمین بیار سے اُٹھی عمرو کبوتر کی طرح تڑپا اور

باہر آکر جہاندار جادو وہان سے اٹھ کر دوڑا اور اسنے آکر عمرو کو پکڑ لیا اور اپنے مقام پر آیا اور جلادون کو بلا کر حکم دیا کہ اسکی گردن مارو جلادون نے نافرشہر مین عمرو کو لا کر بٹھایا اور چاہا کہ گردن مارین کہ ناگاہ پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا کر لے گیا اب جو عمرو نے دیکھا تو کوکب روشنضمیر کی بارگاہ مین بیٹھا ہون کوکب نے کہا خواجہ سلامت آپ بیابان گلمریز مین جس وقت تشریف لیگئے تھے مین نے دو پنجے لگا رکھے تھے کیلیے کہ وہ جگہ بہت نازک ہے جب جہاندار جادو نے آپکو گردن مارنے کو بٹھایا تھا تو مین نے آپکو ان پنجون سے اٹھوا منگوایا بعد ازان کوکب نے کہا کہ افراسیاب نے مروارید کو حمزہ کے لشکر پر بھیجا تھا وہ شفاخانہ سامری مین آیا تھا اور اچھا ہو کر سات دن کے عرصہ مین اب پھر گیا ہے یقین ہے کہ لشکر اسلام کو مبتلاے سحر کرے مین مرزان وزیر کو بھیجکر اسکو پکڑوا بلواتا ہون عمرو نے کہا آپ مجھی کو بھیجدین کوکب نے کہا بہتر ہے یہ کہکر ایک پنجہ کو حکم دیا کہ حمزہ کے لشکر مین عمرو کو پہونچا آئے پنجہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا لیکن جبتک خواجہ کو پنجہ لیکر آئے اسوقت تک حال مروارید سنیے کہ یہ لطف سے شیطان شفاخانہ سامری سے ایک ہفتے مین صحت پا کر خدمت لقا مین پھر آیا اور ایک دو روز مقیم رہا ایک روز جب آفتاب تابان بیمار ہو کر شفاخانہ مغرب مین گیا اور طبیب شب نے نجوم کہکشان نسخہ سوداوی لکھا کہ ابیات ❊ کہ ناگہ آفتاب نور افشان ہوا جو پردہ مغرب مین پنہان ❊ عروس شام نے جلوہ دکھایا ❊ زمانہ شام ہونے کا پھر آیا سر شام مروارید ناکام نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم محکم مروارید لطف سے خدام طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان خیبری و نومیان خیبری خبر نواخت طبل جنگ سنکر خدمت والا درجت شہنشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بعد عجز وادب یہ زبان پر لائے نظم

وہ سلطنت کا نمونہ جو ہو خدائی کا
کہ فرق کر نہیں سکتے بہم امیر و فقیر
عجب نہیں ہے کہ جو طالب تہی کرے مریخ

کرے ہے غرق تہی تا طوب ہر صغیر و کبیر
بیان مین کرون تیری شجاعت اب جسکو
اگر وہ چرخ پہ چڑھتے سنے تری شمشیر

غنی ہوا ہے یہ تیرے کرم سے ہر محتاج
یہ کہتے مین صف مردان مین کیا جوان دلیر
اسوقت مروارید شفاخانہ

سامری سے جو آیا ہے اسنے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر بادشاہ نے امیر کی طرف دیکھا امیر سیف الیول ابو الفتح سے حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی

طبل جنگی بجی ابوالفتح نے نقارخانۂ سلیمانی میں جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی نظم

بجا نقارۂ جنگی پھر اس جا | ہوا دنیا میں شور حشر برپا | پڑی ہلچل گئی یعنی لرزنے

ہوا پیدا دلوں میں خوف سب کے ❊ غرض دربار سویرے برخاست ہوا بادشاہ داخل شبستان ہوئے دریائے شجاعت بہادران جوش میں آیا تلواروں کی لہریں آب و تاب دکھاتی تھیں سپریں گرداب کی طرح نظر آتی تھیں آب تیغ تیز رواں ہوا چاہتا تھا موت کے گھاٹ سب کا اُتارا تھا دلوں میں شجاعت کی موج اُٹھی تھی نامردی سے سب نے کنارہ کشی کی تھی دل مرد زیر ڈوبا ہوا تھا ہر بہادر شناور دریائے جرأت تھا کہیں خنجر صاف ہوتے تھے کہیں نیزے چمک رہے تھے غرض چار پہر رات یہی شور و غوغا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چشمۂ خورشید عالم میں موج زن ہوا اور رات نے

بحر عدم میں غوطہ لگایا نظم

ہوئی شائع جو نورافشانی مہر
قمر نے جلکے طے کیں منزلیں چار
ہوئی مشعل رخ نورانی مہر
ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار
صبحدم امیر کشورگیر مسلح و کمل

ہوکر جلوخانۂ بادشاہی میں مع سرداران ذی رتبہ کے آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے زنانہ سامان سب پھر گیا کمارمن نے تخت شاہی بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و فرامرز و جمہور وغیرہ کا مجرا و سلام لیکر جانب جنگگاہ چلے گلشن لشکر میں سردار مثل گل ہنستے اور بلبل کی طرح زمزمہ سرائی کرتے تھے نسیم سحری چلتی تھی سپروں کے پھول چمکتے تھے دلوں میں ہوائے شجاعت بھری تھی گل ہستی پر یہ دعا تھی کہ خزاں نہ آئے خدائے تعالیٰ سرسبز و دشمن پر فرمائے بسان سبزہ و عدہ کو پامال کریں بار مصیبت و رنج مدعی پر دھریں نظم ❊ غرض میدان میں پہونچے سب آکر

صفیں آراستہ کرکے وہ لشکر
کیا شوق دلیر جھوٹ کا جو دوان
پکارے یوں کہ مردان شجاعت
نہیں باقی ہیں دیکھو رستم و سام
کہ یہ ملک اور یہ ہے مال میرا
ہوا اک شور محشر آشکارا

ہوا اُٹھنے پہ آمادہ جو اک سار
ہوا شقاف جنگی سارا میدان
نہ اس دنیا پہ تم مغرور ہونا
اگر باقی ہے تو مردوں کا ہے نام
تھا بھی فوج لیکر اُس طرف سے
جما میدان میں لشکر وہ سارا

زمیں کی بیلچہ کاروں نے ہموار
نقیبوں نے نکلکر کی نقابت
نہ حسرت اپنی اس میدان میں کھونا
کہاں ہیں وہ کہ جو کرتے تھے دعوا
ہوا میدان میں وارد بس آکے
ہوئیں جنگی صفیں جس وقت تیار

بڑھا لڑنے کو سردار سید ناچار ❊ اور اُس نے وسط میدان میں پہونچکر للکار کر نہیب دی کہ یا امیر

باتوقیر نکلیے میرے مقابلہ مین کسکو اسطرف سے شاہزادہ گلشیاہ گھوڑا اُٹھا اور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر مقابل مین اُسکے گئے اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ شہزادہ علیشاہ گھوڑا اڑال کر سیدھے جنگل کی طرف روانہ ہوے امیر اور سب سردار ہان ہان کرتے رہے مگر اُنھون نے ایک کا کہنا نہ سُنا اُسوقت عیار اُنکا ملک بلیطاقی بھی لنکے ساتھ چلا مرداربد نے جو اسکو جاتے دیکھا ایک سحر پڑھا کہ وہ بھی اُنھین کی طرح سے دیوانہ اور وحشی مزاج ہوگیا اب پھر یہان سے مالک اژدر مقابل مرداربد کے جانے لگے تو کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقارے لشکر کے بجنے لگے یہ بادشاہ سے اجازت لیکر روانہ ہوے تو اس وقت گھوڑا انکا جست وخیز کرتا ہوا چلا

نظم

کیا تصور باد بہار نے اسکی
ترے حضور کروں جست وخیز کی تقریر
رکھا نہ ہو سدا اسکی چال کی خوشبو
جہانکے باغ مین نقاش تیری گلگونی
اگر قیاس مین ٹھہری تو کھینچے تقریر
ہمین ہو مرکز خاکی پہ اسکی چالاکی کا
وہ مانع آہوے تاتار پر زرو ستبیر
جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
نہ ذہن لگا اسکو مین تشبیہ برق و آتش کی
بحر طبیعت مشوق کچھ عدیل و نظیر

لیس جب یہ جاکر اسکے سامنے پہونچے اُسنے سحر پڑھکر انکو بھی جانب صحرا روانہ کیا اب لشکر لندھور بن سعدان اپنے فیل کو ہول کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور ہاتھ باندھکر اجازت لی بادشاہ نے پھر رخصت کیا یہ بھی جاکر جب اُسکے سامنے پہونچے انکو بھی جنگل کی طرف بھیجا اسیطرح سے محمل نامی و گرامی سرداران و پہلوانان اُسکے مقابل مین جب گئے اُسنے سب کو جنگل کی طرف روانہ کیا اور پھر ایک پتلہ سحر کا بناکر اور اسکو گھوڑے پر بٹھاکر کہ اب وہ مثل سواروں کے معلوم ہوتا تھا مقابلہ امیر باتوقیر مین بھیجا کہ وہ گھوڑا اڑال کر للکارتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا امیر اُدھر سے اشقر کو بڑھا کر بھڑے اُس پتلہ نے امیر پر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا تو اسکے جگر تک تلوار سنے کا تا جب تلوار جگر پر پہونچی تو اُس مین سے ایک طوطی زرین بال خوش گفتار نکلی اور گرد امیر کے اُس نے چیخ مارا اور پھر اُڑکر مرداربد کے پاس گئی اُسنے اس طوطی کو پکڑ کر ایک شیشہ مین بند کیا اور طبل بازگشت بجواکر پھرا اور امیر و بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ دل کبیدہ خاطر داخل شبستان ہوے اس زمانہ مین عمرو کو جو نیچے سے گر چلا تھا وہ آکر یہان پہونچا اور کوہ عقیق گذار سلیمانی مین اُسنے لاکر چھوڑ دیا عمرو بن امیہ

وہاں سے لشکر اسلام میں آیا حال لشکر اسلام سب تباہ اور پریشان دیکھا بس یہ ایک ساحر کی صورت
بنا یعنی دھوتی پتمبری باندھی کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے سے لپیٹے اور کھور
چندن کی بدن میں لگائی آنکھیں چار بنائیں قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھینچا تلسی کا مالا ہاتھ میں لیا
اور کھڑاؤن پاؤن میں پہنیں اور سید عامر وارید جادو کے پاس آیا مروارید جنگ سے پھر کر
خیمہ میں اپنے آرام کو آیا تھا اسنے جا کر اسکو سلام کیا وہ بہر تعظیم اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ کا کہاں
سے آنا ہوا اسنے کہا کہ تم الگ چلو تو میں کہوں مجھے افراسیاب نے بھیجا ہے یہین
خلیہ کرادو اس نے سب نوکر اور مصاحب وغیرہ کو اپنے حکم دیا کہ باہر خیمہ کے چلے جاؤ وہ سب
باہر چلے گئے عمرو اسوقت اسکے پاس بیٹھا اور کشتی کھینچکر اسکی آنکھ بچا کر تمام بیہوشی اسمیں
ملائی اور ایک جام شراب اسکو پلایا کہ وہ بیہوش ہوگیا عمرو نے اسکو دری میں لپیٹ کر پلنگ کے
نیچے چھپا دیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنا اور صیدف جادو اور جتنے کہ اسکے مصاحب تھے
ان سب کو بلوایا جب وہ سب آئے وہی شراب بیہوشی آلود اسنے سب کو دی کہ وہ سب بیہوش ہوگئے
عمرو نے سب کے سر خنجر براں سے کاٹ ڈالے اور مروارید کو بھی دری سے نکال کر ذبح کر ڈالا
اور شیشہ اسم اعظم کا جھولی سے نکال کر اس طوطی کی ٹانگیں چیر ڈالیں کہ اسم اعظم صاحبقران کا
چھوٹ گیا عمرو وہاں سے جست و خیز کرکے بھاگا اور شور و غل صیدف اور مروارید کے
مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے ملازم مروارید دوڑے لیکن عمرو کو نہ پایا اور خبر بختیارک نے
لقا سے کہا خداوند آپ نے دیکھا کہ وہ مارا اس اثنا میں ساحر روتے پیٹتے ہوئے سامنے لقا کے
آئے لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی اب لاش اسکی تم طلسم میں لیجاؤ وہ لاش لیکر روانہ ہوئے
اور عمرو پھر کر بارگاہ امیر میں آیا وہاں سب سردار جو جنگ میں چلے گئے تھے وہ لشکر میں آئے غلغلہ
شادی و طنطنہ مبارکبادی بلند ہوا عمرو امیر سے ملا اور سب سرداروں سے ملاقات کی
پھر وہاں سے ملکہ سرو سیمتن کے پاس آیا اور ملکہ سرو سیمتن نے بیت
بٹھایا اپنی جا مسند پر اسکو بٹھا دیا شیشہ شراب بھر کر ساغر اسکو دیا اس عرصہ میں چراغ مہتاب
قصر فلک میں روشن ہوئے اور تارہائے انجم نے ایوان فلک میں جلسہ جمایا اشعار
شب نے عروج اپنا دکھایا ۔ فلک کو تختۂ گلشن بنایا ۔ عیان تھی کہکشان سے نہر کی شان

صبا سب ہوا خلوت کا سامان
تھا تخلّل خواہش سے جو بنی شاخ
صفت میں گلفشاں ہے شاخ خام
ہوئی جب دام تند اپا کرن سو شعلہ ور
نہ تھا بوسے کسی کو تحسین رستہ
کرا فوارہ فشاں صدف پر
پھٹا یا پھوڑن کا اشتعال نے ہار

تھا پاؤں نے جب رنگ صحبت
کر دوڑے سوری پستان دست گستاخ
پری نے بال کھولے مہر پرواز
ہوا پیدا ستارہ اسمین مدار
یہاں نکلی تھی وہ شاخ گلفشاں تیر
مثال تیر جسم ہو پہنچا ہدف پر

حیا نے بھی دیا پیغام رخصت
کلی وار اسکا تھا جو پا سے جامہ
شگفتہ گل کی صورت اسکا تھا اندرو
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
چھپا تھا گوشہ سے جو یہ بیگمان تیر
وہ غنچہ گل ہوا کھل کر تب اکبار

جب یہ فارغ ہو سکے تو عمرو بن امیہ عمری دہاں سے نکلکر چلا کہ اب جا کر ملک بختیارک سے ملاقات کرونگا تاکہ دو چار کرشمے کار روزگار ہو جائے غرض باہر آکر ایک خدمتگار کی ایسی صورت بنائی ہاتھ کی لٹی پگڑی سر پر باندھے چکن پہنے پیٹی باندھے کمر سے گھر سکر روانہ ہوا اور دھر ملک بختیارک دم بدم کہتا تھا کہ آج اس شخص کی رگ و لد الزنائی پھڑک رہی نہیں معلوم پیر و مرشد تشریف لانے کو ہیں پھر کہتا تھا کہ وہ طلسم میں ہیں میں مہمان کیونکر آئینگے آخر گھبرا کے بارگاہ سے باہر نکلا اور خچرے پر سوار ہو کر اپنے خیمہ کی طرف چلا اور اپنے خدمتگار رفیق سے کہتا جاتا تھا کہ بھائی جو کوئی نیا آدمی آئے تم اسکو فوراً پکڑ لینا کہ اس اثنا میں عمرو نے جا کر سلام کیا کہا ملک جی ہمارا بھی سلام ہے اتنا اسنے جلدی سے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ کب تشریف لائے عمرو نے اسکی کمر پہ ہاتھ کا حلقہ کیا اور بغل میں نشتر دیا تھا وہ چبھو نے لگا اب ملک بختیارک آہ کرتا ہے اور رہجاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ شخص تو غلام کا غلام کا غلام بلکہ آپ کا غلام ہے یہ کہتا ہے کہ ملک جی اب چلے چلو باتیں نہ بناؤ یہانتک کہ دروازے خیمہ پر آئے تو وہ ملازم بختیارک جو پکڑنے دوڑے تو بختیارک نے منع کیا کہ ہاں ہاں انکو نہ گرفتار کرو یہ اس شخص کے واد اسکے وقت سے نوکر ہیں وہ جو سگ سفید تھا وہ ملازم بختیارک کو گالیاں اپنے دل میں دینے لگے کہ آپ ہی تو حرامزادہ کہتا تھا کہ جو کوئی نیا آدمی آئے تو تم اسکو گرفتار کر لینا اور آپ ہی منع کرتا ہے غرض عمرو و بختیارک اندر خیمہ کے آئے اور بختیارک ایک چادر اوڑھکر لیٹا اور پکارا کہ پیر و مرشد یہ بتلائیے کہ اب میں بچونگا یا نہیں عمرو نے کہا کہ دیکھو اس تلوار کا چارانگل پھاچرا ہوا ہے اور بات یہ بھی بہت دردری ہے کوئی صورت تمھارے بچنے کی

مین جو کچھ مال ہو دلوا دو توشک خانہ سے جادو بختیارک یہ سنتے ہی اٹھا اور کچھ بدریان دو شالون کی اور
توڑے اشرفیون کے اور ڈبے جواہر کے لاکے عمرو کی نذر کیے عمرو نے بعد مال لینے کے اسکے خیمہ کو
اسطرح لوٹا کہ نقش بوریا نہ چھوڑا اور دو عدد رطب تازہ نکالکر بختیارک کو دیے کہ یہ خانہ کعبہ سے ہم لائے تھے
اور تم اپنے تئین مسلمان کہتے ہو پس انھین کھاؤ تبرک سمجھکر بختیارک نے چار وہ رطب کھالیے اور
بیہوش ہوا عمرو اسکا پشتارہ باندھ کے دوش پر رکھ کے خیمہ کی قنات کو چاک کر کے اسکی سیدھ ہو کے
جنگل مین آیا پھر کپڑے اسکے اتار کے ایک لنگوٹی بندھوا دی اور پھر ہوشیار کیا اور خنجر
ہاتھ مین لیکر کہا کہ ٹھاک جی گڑھا کھودو ٹھاک جی گڑھا کھودا جب وہ کمر تک کھود چکے تب کہا
کہ اسمین اترجاؤ بختیارک لگا منتین کرنے لیکن عمرو نے کہ ای حرامزادے اگر نہ اترے گا تو ذبح
کر ڈالونگا مجبور ہو کر اسمین اترا عمرو نے اسکو تو دبا کے گلے سینے سے سر تک نکلا رکھا بختیارک
نے کہا کہ مجھے جانور ستائینگے عمرو نے گھنگرو لیکے اسکے سر مین باندھ دیے اور کہا جب کوئی جانور آدمی
تم سر ہلانا یہ گھنگرو بولینگے وہ بھاگ جائیگا اور ایک پیالے مین پانی بھر کر سامنے رکھ دیا اور سوکھے
ٹکڑے روٹی کے رکھ دیے اور آپ وہان سے اسی کی صورت بنکے روانہ ہوا اور رسید بارگاہ مین
آیا لقا ہر چند کہ رات زیادہ ہو گئی تھی مگر ابھی دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ عمرو نے آکر یہین اپنے تئین پہنچایا
یہ تو وزیر اعظم لقا ہی کیونکہ بختیارک بنا ہوا ہی پس اسنے سب شراب مین بیہوشی ملا دی اور
ساقیون سے حکم دیا کہ یہی شراب سب انجمن کو پلاؤ ساقیون نے لا کر سب کو وہ شراب
پلائی اور بختیارک نے خادم خدمتگار چوبدار فراش سب کو حکم دیا کہ باہر چلے جاؤ
وہ سب باہر چلے گئے اور میان بارگاہ مین بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک جوتی پیزار
لڑنے لگا کسی نے کسی کی مونچھ پکڑ کر اکھاڑ لی اسنے کہا کہ ارے میان یہ کیا تو اسنے کہا
کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے ایک نے کہا کہ دیکھو بھائی دریا لہرین مارتا ہوا آتا ہے
مگر شناور ہون تیر کر نکل جاؤنگا یہ کہکر ناک پکڑ کے جو غوطہ مارا تو غرق دریا
لعنت ہوا اسی طرح سے سب اہل محفل بیہوش ہو گئے عمرو نے سب کے
کپڑے اتارے اور میز کرسی دنگل فرش شیشہ و آلات جو کچھ وہان تھا سب لوٹ کر نذر زنبیل
کیا پھر لقا کی داڑھی مونڈی مگر اسمین دو بال رہنے دیے ایک بال کو رقعہ لکھکر باندھ دیا کہ

اِن کار خواجہ عمرو اور ایک بال مین گھنگرو باندھ دیے اور پھر اُسکے بھی کپڑے اُتار لیے اور
ڈھلون کو تانت سے باندھکر ستون مین باندھ دیا جوتیون کا ہار اسکے گلے مین پہنا دیا اور جتنے ساحر
اور سردار وہان تھے سب کو تفات سے بارگی لگا کر بٹھا دیا اور یہ شعر لکھکر اُنکے ماتھے پر لگا دیا شعر

لڈو مین نہ پیڑون مین نہ ادرون مین مزا ہے
جو مرد مجرد کے گھولون مین مزا ہے

اور لقا کے ہاتھ مین ڈگڈگی دے دی اور پھر آپ وہان سے آکر ملکہ سرو سیمتن کے
پاس سو رہا یہانتک کہ جب بیضۂ زرین آفتاب مشرق سے نکلا اور شب تاریک نے ملک
عدم کا رستہ لیا اشعار

فروغ صبح کے سامان دیکھے
کہ شب رخصت ہوئی اور صبح چمکی
کواکب چند دم مہمان دیکھے
نظر آنے لگی تصویر شبنم کی
صبح کو صبا جیتر [illegible] ان سے

رخصت ہوکر سرو سیمتن سے اور سردارون سے بھی مرخص ہوا عمرو نے بادشاہ کوکب
روشن ضمیر کا تعویذ اپنے دانتون کے نیچے دبایا پھر آکر عمرو کو اُٹھا لیگیا اور یہان صبح کو کاہش
اور ہیزم فروش جو صبح یہان آئے تو بختیارک کو انھون نے دفن دیکھا خون کھا کر زمین پر
لکڑیان مارنے لگے اور ہاے ہاے کرتے تھے بختیارک نے غل مچایا کہ واسطہ خداوند لقا کا مجھکو
زمین سے نکالو آخر انھون نے اُسکو کھودکر زمین سے نکالا اور اپنے پاس سے ایک چادر اوڑھا دیا
کہ یہ اُسکو باندھکر بارگاہ لقا مین آیا تو یہان اور ہی سامان دیکھا کہ لقا اور سردار برہنہ
پڑے ہین ڈاڑھیان سب کی منڈی ہین بختیارک نے سبکو ہوشیار کیا لقا جو ہوشیار ہوا
کمال ہی شرمسار ہوا آخر چارہ ہی کیا تھا اُسنے اور خلعت پر زر منگا کے پہنا اور سب
سردارون نے اُسکے کپڑے پہنے اور ڈھاٹے باندھ باندھکر بارگاہ مین آکے لقا نے کہا کہ اے
قدرت مین نے عمرو اپنے بندے کو ایسی ہی طاقت دی ہے سب نے کہا یا خداوند بجا اور
درست ہے غرض یہ سب بے عزت تھے سب مصروف عیش و نشاط ہوے اور وہان پہنچ
عمرو کو کوکب کے پاس لے گیا اور افراسیاب جادو نے سرشار اژدر سوار
اور مسیحا آزما ماہی گیر کو واسطے گرفتاری ملکہ مہرخ سحر چشم روانہ کیا یہ دونون دریاے
خون روان کو اُترکر لشکر مہرخ مین آئے بارگاہ نصب کروائی اور اُترے کئی روز تک
آرام پذیر رہے آخر ایک دن جب سیاہی پھیلی اور شب سے جہان روشن کالا ہوا اور

آفتاب عالمتاب منزل گزار مغرب بنا اشعار

پھر آئی شام موج انجم کی لیکر | صفین اسنے جمائین آسمان پر | دکھائی شام نے صورت پھر آکر

کھلا گلشن کی رونق تارے فلک پر

سر شام سرشار و سحر‌وار نے نقارۂ سحر کا بجایا یہ خبر ملکہ مہرخ نے سنی تو اسنے بھی طبل جنگی اپنے یہان بجوایا دونون طرف تیاریان ہونے لگین منتریون کی جاپ ہونی کڑا ہیان چڑھنگین گوگل دھوپ دیپ چندن صندل لونگ کافور ارماش رائی ہونے لگین گیلین دونے مروے کے تپتے آگ دھتورے کے پھل برنجی تھالیون مین ساحرون نے جمع کیے ڈھول جھومنے لگے پڑھنت پڑھی جانے لگی ہوا شجاعت کی ہوائے جنگ خاطر بہادران مین بڑھانے لگی گل بوستان شجاعت کے کھلنے لگے سکتے تھے نہرون کی طرح سے خون دشمن کا بہانے لگے فوارے خون کے چھوٹین گے آفت کا مینہ برسائینگے بیاربہر رات یہی غوغا اور ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ساحر سحر نے آفتاب کے گیند کو مشرق کے جھولے سے نکالا اور ساحر شب نے رخ اپنا جانب عدم کیا اشعار

کہ طاؤس سحر نے داسکے پر | گذشت گذری ہوا عالم منور | سحر ہر شب کی ہو آخر نمایان

ہوا خورشید تابان نور افشان

صبحدم ملکہ مہرخ ذیشان تخت سحر پر سوار ہو کر مع ملکہ بہار و شکیل و طاؤس و نافرمان جانب عرصہ‌گاہ چلی ابر سحر سب کے سر پر سایہ کیے ہوئے تھے آہین برتین چمکتی تھین اژدہے پھنکارتے تھے ہوا سحر کی چلتی تھی بیرغل مچاتے تھے اشعار

سراسر سحر کے سامان وہان تھے | طلسمی سب زمین و آسمان تھے | اندھیرا تھا کبھی گاہے اجالا
رخ دنیا ہوا آندھی سے کالا | اٹھے باہم برابر گرد لشکر | سجے میدان مین مردان دلاور
نقیبون نے دیا پھر وان پہ کڑکا | کہ منھ کی کھائیگا کچھ دل جو دھڑکا | صدائے طبل جنگی کا ہوا شور
بڑھے دونون طرف سے صاحب زور | چمک شمشیر کی پہونچی فلک پر | لبون پر آ گئے دلہائے مضطر
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب | ارادہ تھا نہ بہے خون مثل گرداب | پکارے سب کہ ہان یارو خبردار
سنبھل جاؤ یہی ہے وقت پیکار | کھلے جب جب کہ شمشیرین ہاتھ | تھمین تیغین نبرد ہر غول کا ساتھ
زبان نیزون کی آہن تیزیون پر | جھکے سر مرضی خالق مین یکسر | ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
مٹی مغرور دل کی خودپسندی | تھکے رفتار سے پا ایک جا پر | نظر پڑنے لگی فضل خدا پر

ہوئے افزائش جرأت سے بیتاب
ارادہ بڑھ گئے دست اجل سے
کہ ای خالق زبان آبرو سے
مبارکباد دی خواب عدم کی
ہوئی گر کر وہ پوشیدہ زمین مین
ہوئے نعرے کہ بس ہے فضل معبود

ہوئے رخسار انکے آتشین تاب
سینہ پھر گئین سینہ اُبھار سے
نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے
گرا کس سے اسکی جان آئی لبون پر
ٹپا بل نوجوانون کی جبین مین

نیون پر آیا کف غیظ اجل سے
سرون سے خود یہ کہکر اتار دے
یکایک اک طرف سے برق چمکی
ہوا اسوار لشکر سخت مضطر
دلون نے دی صدا تھہ آلود

بجلیان سحر کی گراکر جھاڑی جھنڈی میدان کی سب کٹوا ڈالی پستہ

بلند زمین ہموار ہوئی صفین جم گئین نقیب کڑکا ایکر ہٹ گئے اسوقت میخوار اپنا اژدر رام اکر ناف میدان مین آیا اور پکارا کہ ای مہرخ بھیج کسیکو ہمارے مقابلہ مین یہ نعرہ کر ہی رہا تھا کہ وہان کوکب روشنضمیر نے گرداب جادو کو حکم دیا کہ تو جا سرشار اژدر سوار میخوار ماہی گیر سے مقابلہ کر اسوقت عمرو نے کہا کہ ای کوکب مین بھی جاؤنگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض گرداب کے ساتھ یہ بھی وہان سے روانہ ہوے اور یہ تو صحرا مین ٹھہر گئے جو ٹریا زنبیل سے نکال کر انھون نے ڈالی اور آپ فقیر کی صورت بن کے بیٹھے سامنے آپ نے آگ سلگائی اور دو تین چلمین گانجا پینے کی ٹھیک کرکے اوندھا دین آگ پر بیہوشی دوا سے اپنے لگے کہ دھوان اُسکا بلند ہوا اور گرداب جادو مقابل میخوار آیا سب نے دیکھا کہ ایک برق چمکی اور ایک ساحر اُن مین سے نکل کر زمین پر اُترا اور اُسنے آکر ایک دوہتڑ مارا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا اور اُسمین ایک ناؤ تیرنے لگی وہ ساحر اُس ناؤ پر جا بیٹھا اور اُس چشمہ کا پانی بڑھنے لگا اسوقت میخوار نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ وہ چشمہ خشک ہو گیا گرداب زمین پر گر کر لوٹا اور گولا فولاد کا بنکے میخوار کے اوپر چلا میخوار جلد فولاد کا پہاڑ بن گیا وہ گولا اُس پہاڑ سے ٹکرا کے الگ گرا اور انسان ہو گیا اُسوقت سرشار نے ایک نارنج سحر پڑھکر گرداب کی چھاتی پر مارا کہ وہ اُسکے سینے کے پار نکل گیا گرداب جادو مارا گیا اب سرشار جادو نے وہ سحر کیا کہ تمام ساحر مہرخ کے بے حس و حرکت ہو گئے جیسے اُنکے دست و پا مین دم بھی نتھا بس سرشار جادو مہرخ و بہار و شکیل اور طاؤس وغیرہ کو گرفتار کرکے ارابے پر بٹھا کر جانب افراسیاب لیکر روانہ ہوا اور قضا سے ایک جادوگر یہان سے

بھاگ کر خدمت گوکب مین گیا اور اسنے کہا کہ گرداب مارا گیا اور مہرخ اور بہار وغیرہ کل
سردارون کو سرشار و میخوار گرفتار کیے ہوے جانب افراسیاب جاتے ہین گوکب یہ سنکر
فکر مین کسی ساحر کے بھیجنے کے ہوا اور یہان سرشار اژدر سوار اور میخوار ماہی گیر مہرخ
وغیرہ کو لیکر چار کوس پر پہونچے تھے کہ قضاے کار گہین برق فرنگی جاتا تھا ان سبھون کی قید
جاتے دیکھکر اپنی صورت ساحر کی ایسی بنائی ہاتھون مین لوہے کا کڑا ڈالا اور جٹا مین خاکستری
کین کنڈل کانون مین ڈالے دھرتی بھیری باندھی سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی ماتھے پر شبیہ
سور کی کھینچی پھر وہان سے سامنے سرشار کے آیا اور دو سیب لیکر سرشار و میخوار
کو دیے اور کہا افراسیاب نے تمھارے سحر کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ کیا خوب
لڑائی تمنے فتح کی اسواسطے یہ آتش خاص تمکو بھیجا ہے ان دونون جادوگرون نے سیب لیے
لیکن اپنا سحر جو یاد کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی عیار ہے وہین سرشار نے کہا کہ ای زمین بگیر
برق فرنگی کے پانون زمین نے پکڑ لیے بعد اسکے پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اسنے کہا کہ مین
برق فرنگی ہون غلام عمرو کا مین تجھے مار چکا تھا مگر تو بچ گیا سرشار نے برق کو بھی پکڑ کر ساتھ
اپنے لیا اور جب قریب دریاے خون روان کے دونون ساحر مع اپنے قیدیون کے پہونچے تو
دیکھا کہ ایک ٹیکرے پر مندھی کسی فقیر کی ہے سرشار نے میخوار سے پوچھا کہ یہ کس کی مندھی ہے
میخوار ہنسا اور کہا کہ ای بھائی تمنے نہین پہچانا یہ عمرو عیار آکے یہان گھات مین بیٹھا ہے
یہ بات سنکے برق فرنگی کا تو دم نکل گیا اور بہت افسوس کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ عمرو کو پکار کر
خبردار کر دے لیکن اسنے دیکھا کہ میری زبان بند ہو گئی ہے بس وہ دونون مادر قحبہ جادوگر اس
ٹیکرے پر جہان کہ عمرو بیٹھا تھا گئے عمرو لکڑیان سلگا رہا تھا اور بیہوشی جلا رہا تھا مرگ چھالے
پر بیٹھا تھا کہ یہ دونون جادوگر مصلحت کر کے سامنے آئے اور ارادہ کیا کہ عمرو کو دوڑ کر پکڑ لین
خوب سا مارتے ہوے سے چاہین مگر انکی ناک مین دھوان بیہوشی کا گیا تو دونون کو چھینک
آئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گرے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عیاران عیار اور دونون کا
سر خنجر سے کاٹ ڈالا اور مہرخ اور شکیل اور بہار وغیرہ کو قید سے چھوڑایا برق فرنگی
آکر پانون پر گرا اتفاقاً باغبان قدرت وزیر افراسیاب کا کہ مدت سے

عمرو کی فکر میں تھا وہ یہاں آگیا بڑ بڑا کر سرشار کی لاش پر دو دو اسے ہاتھ کے پڑھکر مارے
تو لاشہ سرشار کا طاؤس بن گیا اور جب تک عمرو سنبھلے سنبھلے وہ طاؤس عمرو کو منہ میں
دبا کے آسمان کی طرف روانہ ہو گیا مہرخ وغیرہ سب کچھ نہ کر سکے اور ناچار گریبان پھاڑ کر
روتے پیٹتے اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن لوہ رخشان سے جو ملکہ بران شمشیر زن
بہر کرائی تھی تو اسنے اس خبر کو سنا کہ عمرو نے سرشار اور منیخوار کو مارا
مگر باغبان قدرت نے سرشار کی لاش کو طاؤس بنا دیا وہ طاؤس عمرو کو پکڑ کر جانب
افراسیاب لے گیا بس اتنا سنکے ملکہ بران شمشیر زن نے ملکہ عمران
کو قسم دے کر آپ افراسیاب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی پیچھے پیچھے اس کے
مجلس آرا جادو اپنی ماں سے چھپکے چلی مگر وہ طاؤس مع باغبان قدرت
باغ سیب میں کہ جہاں افراسیاب آئینہ میں تھا اور ابریق و سرمایہ وغیرہ سب حاضر
دربار تھے کہ طاؤس نے عمرو کو لا کر سامنے ڈال دیا اسوقت افراسیاب نے
کہا کہ عمرو سچ بتا اب تو کہاں جائے گا عمرو نے کہا اللہ مسبب الاسباب ہے کہ شعر

بوقت بے کسی اللہ یار است	سر دشمن بزیر ذوالفقار است

یہ سنکر افراسیاب نے ایک ساحر شیرین جادو نام سے کہا کہ صرصر شمشیر زن کو لشکر
حیرت سے جا کر بلا لا شیرین جادو لشکر حیرت میں آیا اور صرصر کو ڈھونڈھا نہ پایا تلاش
کرتا ہوا سمت صحرا روانہ ہوا یہاں دیکھا تو ایک پہاڑ کے درے میں صرصر شمشیر زن
بیٹھی ہے مگر بد حواس ہے شیرین جادو سامنے آیا کہا اے شمشیر زن تمکو حضور نے یاد کیا ہے
صرصر نے کہا اسوقت مجھے نہ لے چلو اسنے نہ مانا اور صرصر کو افراسیاب کے سامنے لایا
صرصر نے جو دیکھا تو عمرو گرفتار بیٹھا ہے آہین افراسیاب نے ایک جادوگر سے کہا کہ تو عمرو
کو اپنے پاس رات بھر کے لیے رہنے دے اسنے انکار کیا اور کسی نے اقرار نہ کیا یہی جواب دیا
کہ حضور یہ تو عیار بلائے بے درمان آفت روزگار ہے باغبان قدرت نے بھی
سر جھکا لیا مگر صرصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کو دیجیے میں اپنی قید میں عمرو کو
رکھونگی افراسیاب نے کہا کہ لے جا صرصر نے عمرو کو بیہوش کیا اور سمت صحرا روانہ ہوئی

اور ایک درے کوہ میں لا کر عمرو کو بشمار رکھ دیا اور نبلد رفع بیہوشی عمرو کو دیکر ہوشیار کیا عمرو نے
پوچھا کہ تو کون ہے یہ پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں غلام نمک پروردہ قدیم معتبر برق ہوں عمرو نے
گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند واہ واہ کیا عیاری کی ہے سبحان اللہ غرضکہ عمرو اور برق فرنگی دونوں
روانہ ہوئے مگر الگ الگ قضائے کار عمرو کو راہ میں ایک ساحر ملا اور پکارا کہ باش باش کہاں
جائیگا جب ساحر قریب آکر بایاں ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا عمرو نے دہنے ہاتھ سے خنجر مارا کہ سر دھڑ کے
اوپر سے اڑ گیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مرن مضراں جادو بود اور عمرو کہا گیا اور جاتے جاتے
ایک درے پہاڑ میں بیٹھا کہ ذرا دم لیکر پھر چلوں کہ یکایک وہاں کی زمین شق ہوئی اور زمین سے
ایک جادوگر نے نکل کر عمرو کو پکڑا اور ایک جھٹکا مارا کہ عمرو منہ کے بل آرہا بس جادوگر
نے چاہا کہ عمرو کا سر کاٹ لوں کہ اوپر سے کسی نے حلقہ کمند کے مارے کہ وہ جادوگر چاروں شانے
چت الٹ گرا اور برق فرنگی نے نعرہ کرکے ایک خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا آواز داروگیر کی
بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام مرن فاش جادو بود اب عمرو کو پھر ہوش آیا اور برق کو بہت سا پیار
کیا اور دونوں باتفاق سمت دریائے خون رواں روانہ ہوئے یہاں افراسیاب کو سب
خبر بتفصیل وار پہونچی کہ کل رات کو شہر حیرت میں شمشیر زن کی صورت بنکر برق فرنگی عمرو کا شاگرد عمرو کو
چھڑا لے گیا اسی وقت دو ساحر گئے اور تلاش کیے کہ جہاں کہیں عمرو اور برق فرنگی ہاتھ آئے
پکڑ لاؤ عمرو اور برق چلے جاتے تھے انکے پیچھے پکڑے گئے اور باغ سیب میں افراسیاب کے
لائے افراسیاب نے حکم دیا کہ ابھی دونوں کو باہم باندھ کے لیجا کر گردن مارو اسوقت
تو تمام ساحران غدار کا مجمع ہوا باغ میں ہر ایک کلی بسورنے لگی نخل ہر ایک نخل ماتم ہوا گلوں نے اپنے
گریبان چاک کیے نہروں کے فوارے روتے تھے سوسن کا لباس کبود ہوا صرصر چلنے لگی مسدس

صرصر جادو اس باغ میں کیسا چلتی ہے
آتش گل سے گلستاں کی ہوا جلتی ہے
شاخ میووں کے عوض آبلوں پھلتی ہے
برق آفت سر اشجار سے کب ٹلتی ہے
داغ سینے کے ہیں جو میووں کی نیبار کے ہیں
زخموں کی نہریں ہیں اور خون کے فوارے ہیں

پھول کہتے ہیں کہ باغ زرد ہے اس باغ میں آہ
دل لالہ خود رنگ ہے وحشت ہے گراہ
زلف سنبل جسے کہتے ہیں وہ ہے بخت سیاہ
ہے وہ اس داغ میں سوزش کہ عیاذاً باللہ

لالہ کہیے نہ ہے آگ کا پرکالہ ہے	شعلۂ شمع جرأت سے بھی لالہ ہے

جلادون نے جو تیرہ نوبت کا بجایا بوریا فلاکت کا بچھایا عمرو کو اُس پر بٹھایا آنکھون مین چاہا کہ پٹی
باندھین عمرو نے ایک ہاتھ اُلٹا مارا اور کہا کہ کیا بہادرون کو مرنے سے ڈراتا ہی جلد اپنے کام مین
مصروف ہو جلاد نے پوچھا کہ ای گنہگار تیرا جو کچھ جی چاہتا ہو وہ کھا لے پی لے کہ اب تھوڑی ہی عرصہ
مین پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہوا چاہتا ہی اور سررشتۂ حیات منقطع جو کچھ نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کرلے
کہ مین تیغ آبدار رکھتا ہون اور بازوے پُرقوت ایک ہی ہاتھ مین سررشتۂ حیات قطع ہو گا
عمرو بولا کھانے کو لخت دل اور پینے کو خون جگر ہمنے بہت کھایا پیا ہی اور وصیت ہماری
یہ ہی کہ کوئی حمزہ سے جا کر کہے کہ غلام تیرا افراسیاب کافر کے حکم سے طلسم ہوشربا مین مارا گیا
آپ عوض ہمارے خون کا ضرور لیجیے گا جلاد نے کہا یہ نصیحت تیری کوئی نہین سُنے گا یہ کہکر منتظر حکم
گردن زدنی ہوا اور عمرو نے رجوع قلب سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو پکارا کبت

سنگر و سنسار پکارت ہی جبرئیل کو امر تو ہی سے کھا لیو
تین ہی برس نبی جی سکے آگے ناہر سے سلمان کو چھڑا لیو
خیبر پڑی جب کھیبر پر تب عنتر مار کے سین چالیو
مین تتی گردن سنگ آ کہ میری بار کو کیون بیر لگا لیو

دعا اسکی مستجاب ہوئی اور یکایک ایک ابر آسمان کی طرف نمایان اور ہوا سرد چلی اور چند
بوندین پانی کی پڑین اور ایک آواز مہیب رعد آسا آئی اور اولا پڑنے لگا وہ اولا جس کے سر پہ
پڑا پار نکل گیا غل و شور چار طرف برپا ہوا گویا وہ ابر گولیان مارنے لگا از غیبی مار ان کافرون پر
پڑنے لگی زمانہ نے سرد مہری دکھائی اب اولے کی سلین کی سلین برف کی پڑنے لگین بڑے
بڑے پتھر فلک سنگ دل نے برسا دیے پتھر پڑین اُن کافرون پر کہ جو عمرو کو قتل کرتے تھے تماشائین
اور جلاد اور ساحران غدار جو جو کہ وہان موجود تھے وہ سب سر پر پاؤن رکھکر بھاگے نا ظلم پڑگیا
ہر طرف بھگدڑ پڑگئی یہی صدائین آتی تھین کہ یا سامری بچانا یا جمشید بچانا مگر اسپر بھی
ہزارون ساحر مارا گیا لاشین ہر سمت پڑی تھین جلاد تیغہ پھینک پھینک کر بھاگ گئے اب
جو دیکھا تو ایک چاند پیدا ہوا جسکے سبب سے اس جنگل مین کوسون تک روشنی ہوگئی

درخشاں ہوئی ساحر و ساحرہ تماشہ دیکھ رہے ہین کہ وہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور زمین کی طرف جھکا ایک ٹکڑا تو جلادون پر گرا کہ انکو اسنے جلا کر خاک کر دیا اور دوسرے ٹکڑے مین دو پنجے پیدا ہوئے کہ ان پنجون نے عمرو اور برق فرنگی کو لیا اور سمت فلک جا کر غائب ہوئے اب جو دیکھا ساحرون نے کہ بدستور پورنماشی کا ایسا چاند بنکر ایک طرف کو وہ روانہ ہوا اسوقت باغبان قدرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران دیکھیے عمرو کو دختر کوکب لیے جاتی ہی بس افراسیاب نے ایک بیضہ مرغ کا لیکر دو ٹکڑے کیے اور سمت آسمان اسکو پھینکا وہ دونون ٹکڑے برابر اس چاند کے جا کر ملگئے اور وہ چاند اس بیضے مین بند ہوگیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ جیسے چاند کو گہن لگجاتا ہی اس طرح سے وہ بیضہ برج بنکر گھٹا ٹوپ ہو گئے افراسیاب ڈر کے ہوا اپر اس چاند کو قید کیا ساحرون نے یہ ماجرا انجام کو کب روشنضمیر سے جا کر بیان کیا کیونکہ بران کے تیچھے ساحر بھی آئے تھے غرض جب انھون نے کوکب روشنضمیر سے اس ماجرے کو بیان کیا پس کوکب نے ایک ساحرہ مہوش پرگیر کو ایلچی کر کے افراسیاب کے نامہ تحریر کیا نامہ

جھکا سر ای قلم حمد خدا مین | کہ ہو ایجاب عرض مدعا مین | وہ مالک ہی مرا خلقت کا خلاق
کہ ہی قبضے مین جسکے جان آفاق | وہ ہی معبود یکتا دو جہان کا | وہ ہی خالق زمین و آسمان کا
وہی ہی حاکم ارواح و اجسام | وہی ہی باعث آغاز و انجام | لکھون تعریف پھر مین مصطفے کی
کہ جس نے دین کی دولت عطا کی | وہ ہین محبوب حق حق انکا محبوب | جنھون نے رہبری دنیا کی خوب
وہی ہین بادشاہ دین و ایمان | انھین کا ہی روان عالم مین فرمان | انھین کے نور سے عالم ہی پیدا
انھین سے دین کیا سب مین ہویدا | ہی بعد از حمد و نعت ای شاہ اعظم | تو ہی سب ساحرون مین ہی مکرم
ملک تو خسرو شیرین زبانی | عیان فرمائے اسرار نہانی | شگفتہ رو شہنشاہ بے رنج
شہ والا گہر سلطان سخن سنج | معین بیکسان و دردمندان | شہنشاہ زمان سلطان ذیشان
نہال گلشن افضال باری | بہار بوستان شہریاری | درخشان اختر اوج سعادت
درفشان ابر دریا بار رحمت | عدو غمگین محبش شاد و بادا | ہمیشہ ملک اور آباد بادا
تمھین لکھتا ہون یہ نامہ مین ای شاہ | ہی لازم دوستی کی سیکھنا راہ | کیا ہی قید جو دختر کو میری
مناسب ہی کہ وہ پا کے رہائی | تمھیں الانسب ہی خلعت دیکے اسکو | ہماری سمت کو فی الفور بھیجو

تمھاری نجر دی اسکی خطا کو ملا
برائے جنگ ہین موجود افسر
ملیگی خاک مین افراسیابی
وہ ہینے کر دیا بس تمکو آگاہ
نبجے ٹو تمکا زمانے مین تمھارا

عنایت کرکے لازم ہی کہ بخشو ملا
وہ سب دم بھر مین جملہ ساحرونکو
نہ لاؤ ملک پر اپنے خرابی
زیادہ اسکے آگے کیا لکھین ہم
فلک پر اوج کا چمکے ستارا

وگرنہ ہی یہان تیار لشکر
کرینگے قتل افسانہ یاد رکھو
ہمارا کام سمجھانا تھا ای شاہ
رہے آباد تیرا ملک دائم
یہ نامہ عتاب شمامہ لکھکر مدہوش

ببر گیر کو یاد کیا کہ وہ لیکر اس صورت سے چلا کہ بارہ ہزار ساحر سامری و جمشید کا ماننے والا طائران سحر پر سوار ہوا اُن طائرون پر زین پُر زر ڈالے اور ساحرون نے بھی لباس پُر تکلف دربر کیا تاج ترنج اچھالتے جے سامری کی بولتے روانہ ہوئے مدہوش نے نامہ کو سر سے باندھ لیا اور رخش آتش بار کو مہمیز کیا بڑے کر و فر سے یہ تو روانہ ہوا کہ اسکے جاہ و حشم کو دیکھکر چرخ فتنہ گر بھی رشک کھاتا تھا اور یہ نامہ لیے چلا جاتا تھا مگر یہان لشکر مہرخ مین بھی آکر ایک ساحر نے کوکب کے یہان سے بیان کیا کہ مدہوش ببر گیر نامہ لیکر روانہ ہوا ہی اتفاق سے عیار قران اُسوقت بارگاہ مین موجود تھے انھون نے اس ماجرے کو سُنکر فرمایا کہ ای ملکہ مہرخ ہمکو بھی بارہ ہزار ساحر دو کہ ہم پہلے مدہوش کے آنے سے اُسکی ایسی صورت بنکر شاہ جادوان کے پاس جائین مہرخ نے کہا کہ بھیا قران تمکو کس نے منع کیا ہی ہم سب تمھارے تابعدار ہین قران نے اُسوقت بارہ ہزار ساحران نامی کو حکم دیا کہ تم سب صورتین اپنی بزور سحر مثل ساحران ملازم کوکب کے بنالو وہ سب اسی طرح بن کے تیار ہوئے گلون مین سب نے جھولیان اسباب سحر کے رکھنے کی بادلہ نگار ڈالین دھوتیان پُر زر باندھین بالون کے جوڑے باندھے ترسول و نیشول کاندھے پر رکھے اور طاؤس و عقاب و قُقنس پر سوار ہوئے اور قران مدہوش ببر گیر کی ایسی صورت بنا اسکو ملکہ مہرخ نے زبان سے بیان کرکے تصویر مدہوش ببر گیر کی کھینچدی غرضکہ جب یہ اُسی صورت پر بنکر تیار ہوا مہرخ نے کہا کہ بھیا سبحان اللہ کیا کہنا واقعی مدہوش ایسی ہی صورت رکھتا ہی بس قران ایک تخت پر سوار ہوا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مگر اپنے لشکر سے نکل کر سب نے گھنٹے بجائے اور تخت کو قران کے ساحر اڑاتے ہوئے کنارے دریاے خون رواں کے لائے ادھر افراسیاب بے ایمان نے سُنا کہ ایک ایلچی ملکہ کوکب روشن ضمیر نے بھیجا ہی وہ

آتا ہے بادشاہ نے یہ خبر سنکر باغبان قدرت کو بہر استقبال بھیجا باغبان کچھ ساحر لیکر آیا اور
آئے اگر قران کو اس پار دریاے خون رواں کے اتارا اور ملاقات کی بغلگیر ہوا اور باغبان
نے کہا کہ اے مدہوش دیکھو تو کیا کیا لڑائی پڑی ہے مدہوش نے جواب دیا کہ بھائی یہ آپس کی لڑائی ہے
یہ دونوں باہم ایک ہیں ان سے لڑائی بکھیڑا کیسا اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے دونوں باغ
سیب میں آکر داخل ہوئے مدہوش نے افراسیاب کی تصویر جو آئینہ میں تھی اسکو سلام
کیا اور سندر دی کرسی بیٹھنے کو ملی اسی آئینہ کے برابر جس میں تصویر افراسیاب کی تھی کرسی بچھا کر
جلوس کیا اب ایلچی نے کہا کہ کوکب نے کہا ہے کہ ہم تم ایک ہیں اگر تمکو عمرو کا مارنا منظور تھا تو انہیں
بھی حکمت تھی ہر کام کیلیے ایک سلیقہ چاہیے عیب بھی کرنے کو اے شہنشاہ ہنر چاہیے اب آپ
بران کو بلوائیے افراسیاب نے کہا اچھا سمجھا جائیگا لیکن حکم دیا کہ ایلچی کے سیئے عطردان
چنگر چوگھڑے آئے اور حکم دیا کہ ناچ شروع ہو شراب کا پیالہ گردش میں آیا یہ تو یہاں
بیٹھا ہے مگر مجلس آرا جادو جو روانہ ہوئی تھی تو دریاے خون رواں پر آئی اور یہاں بارہ کوس کا
پاٹ ہے یہ تیرہ کوس بلند ہو کر پار اتری وہاں پانسو جادوگر چوکی پر تھے مجلس آرا کو
دیکھکر دوڑے مجلس آرا ابھی بلا کی جادوگرنی ہے اسنے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا توڑ کر ان بے
آبروؤں پر دانے اسکے مارے جسپر وہ دانہ پڑا سینہ اسکا وہ ذلیل نہ توڑ گیا غل و شور پیدا ہوا جادوگر
ابتو بھاگنے لگے آوازیں مہیب آنے لگیں غرض سب ساحروں کی جان اس نے لی یہ خبر بھی
افراسیاب کو پہنچی افراسیاب نے مدہوش ایلچی کی طرف دیکھکر کہا کہ کیوں صاحب تمنے
دیکھا یہ حالت ہے پس یہ کہکر سحر کیا اور گرز اپنے ہاتھ کا آسمان کی طرف پھینکا کہ وہ طوق بنکر مجلس آرا
جادو کے گلے میں جا پڑا اور مجلس آرا کو گرفتار کر کے سامنے افراسیاب کے
لے آیا ناچار مجلس آرا چپ لیکن ایلچی نے برابر اپنی کرسی پر بٹھلایا کہ افراسیاب نے بموجب
عرض ایلچی کے پھر سحر آسمان کی طرف کیا کہ وہ بیضہ بھی دو ٹکڑے ہوا اور ملکہ بران شمشیر زن
کو ربع عمرو اور برق فرنگی کے سامنے افراسیاب کے لے آیا یہ بھی آکر چپ بیٹھی اب
مدہوش بہرگیر نے بران کو سلام کیا اور کہا جو آپ کے بابا جان نے کہا ہے وہی سیکھیے
بران نے کہا میرے باپ نے تو یہ کہا ہے کہ تم افراسیاب سے مقابلہ کرنا مدہوش نے کہا کہ یہ

کبھی نہ ہوگا تم اپنی طبیعت سے کہتی ہو بران نے کہ تم چلو مین تحقیق دریافت کرا دون مدہوش نے
کہا کہ اچھا اب تم افراسیاب جادو کو تسلیم کرو ان سے اپنی خطا کو معاف کراؤ بران نے
کہا کہ یہ مجھ سے کبھی نہوگا اُسوقت مدہوش نے کہ ای شاہ جادوان آپ اپنی عنایت پر نظر کیجیے اور
ان صاحبزادی کو اور عمرو کو مع برق کے رہا کر دیجیے افراسیاب نے ایلچی کی خاطر سے مجلس
اور بران اور عمرو اور برق کو چھوڑ دیا اب مدہوش نے عطر بیہوشی کا لاؤ اور عرض کیا کہ اے
شہنشاہ حضور کے دیکھنے کی اور زیارت کرنے کی غلام کو نہایت آرزو ہی آپ بھی آئینہ سے
نکلکر تخت پر بیٹھیے افراسیاب بپاس خاطر ایلچی تخت پر بیٹھا ایلچی نے افراسیاب و باغبان قدرت و صنعت
سحر ساز اور جو حاضر دربار تھے سبکے عطر بیہوشی ملا سب تڑاق پڑاق چھینکین مارکر بیہوش ہوگئے اور گر پڑے
اُسوقت مہتر قران نے عمرو سے عرض کیا کہ خانہ زاد مہتر قران ہی عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا
اور کہا کہ ذرا مجھے دو چار پیسے کما لینے دے کچھ تیرا اسمین نقصان نہین بلکہ تو بھی شریک ہوجا لیکن
خبردار کسی کپڑے مین دھبہ نہ لگنے پائے کیونکہ مین دھلوائی کمان سے لاؤنگا اب انھون نے
جال الیاسی مارکر اور کچھ قیدیون کو زنبیل سے نکال کر سب مال و اسباب وہان کا لوٹا اور داخل
زنبیل کیا جب سب لوٹ چکے تو چاہا کہ افراسیاب کا سر کاٹ لین اُسوقت زمین وہان کی شق
ہوئی اور دو ساحر زمین سے پیدا ہوے انھون نے نعرہ کیا کہ منم مہران جادو دوسرے نے
نعرہ کیا کہ منم قہرمان جادو قہرمان تو افراسیاب کو پکڑ کر فلک کی طرف روانہ ہوا اور مہران
نے ارادہ کیا کہ ملکہ بران شمشیر زن کا سر کاٹ لون اُسوقت بران ہوش مین آچکی تھی اُس نے
ایک ناریل چوٹی دار مارا کہ مہران کے سینہ کو توڑ گیا اور وہ داخل جہنم ہوا بس ملکہ بران شمشیر زن
سب قیدیون کو اپنے ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ روانہ ہوئی مگر راہ مین حیران تھی کہ اُس پار دریاے
خون رواں کے کیونکر جاؤن اُسوقت مجلس آرا جادو ایک اژدر کی شکل بنکر اُس دریا پر گری
اور پل بنگئی کہ سب کے سب دریا کے اُس پار اُتر گئے مجلس جادو نے بھی چاہا کہ مین بھی نکل جاؤن
مگر ناگہان ایک ساحر کہ نام اُسکا نہنگ جادو تھا وہ دریا سے نکلا اور مجلس جادو کو نہنگ بنکر
نگل گیا مجلس جادو نے آہ کی اور بہت تڑپی مگر چھوٹ نہ سکی اُسوقت بران شمشیر زن نے
چاہا کہ پلٹ کے جاؤن اسکو مار ڈالون لیکن عمرو نے منع کیا کہ تم طرح دو ملکہ بران شمشیر زن نے

نہ مانا اور راضر مروارید جو کھینچکر مارا خونشنگ کے سینے کو توڑ گیا مجلس آرا اُسکے شکم سے نکل کر
بران کے پاس آئی اُس یار و دیار کے مہرخ سحر چشم اور بہار اور شکیل وغیرہ بہت منفعل. بران
اُنسے ملے سبھون نے بران شمشیر زن کی بلائین لین اور تخت الماس پر بٹھاکر بیٹھے ڈنکے بجنے لگے
لگے ابر کے سر پر سایہ فگن ہوئے جانوران سحر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ سب داخل بارگاہ ہوئے ملکہ
بران کو سبھون نے نذرین دین اس اثنا مین خبر پہونچی کہ مدہوش ببر گیر برہم ایلچی گری افراسیاب
کے پاس جاتا ہے شکیل جادو نے کچھ ساحرون کو بھیجکر اُس ایلچی کو اپنے یہان بلوایا جب وہ ایلچی
اہلی مہرخ کی بارگاہ مین آیا تو ایلچی نقلی کو دیکھکر ششدر اور حیران ہوگیا ملکہ بران شمشیر زن نے سارا
ماجرا قران کا بیان کیا مدہوش ببر گیر جھاک کر رہگیا غرضکہ عجب صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی کہ نظم

ہوا سامان رقص مہ جبینان	کسی جا لطف بزم نازنینان	کوئی سرور فیض انجمن سے
صدائے قلقل کی شیشون کے دہن سے	کسی نے لب سے چسپیدہ لب جام	کوئی بیہوش محو خواب آرام
کوئی نادم کرین سنتے تو بہ کیون کی	کسی کے لب پہ کب سنتا ہون ایسی	کوئی گویا کہ مے ٹپکا دہن مین
ملا ہے حیتانہ ا انجمن مین	کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو	نہ کچھ باقی رہے جو روبرو ہو
کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی	نہ ایسا ہو کہ ہم رہجائین باقی	کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی
کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی	غرضکہ دور شراب کا چلا کہ اس اثنا مین وہ زمانہ آیا کہ گلشن افلاک	

مین گل خورشید مرجھایا اور کشت کواکب مزرعۂ آسمان مین پھولا ہوا نظر آیا نظم

چراغ مہر کو افسردہ پایا	قریب ختم طول روز آیا	شباب شام ہوئے اوج آیا
فلک نے اور ہی سامان دکھایا	اسی عیش و عشرت مین جب رات ہوئی چاندنی کھیت کیا	

جنگل مین گل کھلے ہوئے نظر آتے تھے سامنے دریا لہرین لے رہا تھا اُسکے کنارے قرقرے
ایک پاؤن سے کھڑے ہوئے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی ذرے ریگ کے چمکتے تھے اُسوقت
عجب عالم بہار کا تھا دشت اور در پر خوب ہی نکھار نظر آتا تھا اب تو بران شمشیر زن نے خواجہ
عمرو سے کہا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم نے بجا کر گاؤ عمرو نے بران کی خاطر سے نَے کو نکالا اور دہن سے لگا کر پھونکا

اور اس غزل کو گایا غزل	مشہور ہین جنون کی مری بیقراریان	جاتی ہین لامکان کو دل شب کی زاریان
چہرے پہ جیسے زخم ہے ناخن کا پر خراش	اب بیدلی ہوئی ہین مری دستکاریان	سو بار جیسے گل کی کھلی ہے چمن کے بیچ

بھرتے ہیں آپ چشم سے راہ لوگ بیابان	گھنٹے کی اسکے خاک پڑی جسم زار پر	جاتی نہیں ہیں لطف سے کہو کی تھاریان
تربت پہ عاشقوں کی نہ اٹھا کبھو غبار	حق بیٹھنے کی دینے لگین زار و داریان	اب کس سے اپنی خواہش مردہ کو رو دیجے
تھین اس سے ہاتھ کو سیکڑوں امیدواریان	گل سے نے ہزار رنگ سخن سر کیا ہے	دل سے گئین نہ باتین تری پیار پیاریان
نیچ بجاتا ایک رات جو کٹ جاتی اور تیرا	کاٹی تھین کہ کس نے بہت باتین پیاریان	غرض اسی ہنگامہ عیش مین بھر رات

گذری عمرو نے ڈکا بجانا موقوف کیا سب آرام پذیر ہوئے ملکہ بران شمشیر زن کو احتیاج پیشاب کی ہوئی ایک لونڈی شمع لیے ساتھ ہوئی اور ایک پیچھے آفتابہ لیے ہوئے ملکہ جسوقت چوکی پر بیٹھی چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گر پڑی بس وہ مشعل اور آفتابہ والی دونوں عیارہ بچیان تھین ایک تو صرصر شمشیر زن اور دوسری عیار رفتار غرضکہ صرصر شمشیر زن ملکہ بران کو لیکر روانہ ہوئی دریاے خون رواں پر پہونچی کہ قران نے آواز دی کہ باش کہاں لیجاے گی صرصر نے لپشتارہ چھوڑ کر خنجر عیاری لیکر قران کا سامنا کیا خنجر زنی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلبلین گتھی ہوئی تھین خنجروں کی بجلیاں چلتی تھین چھناٹا بلند تھا خنجر اس طرح چمکتے تھے کہ جس طرح بجلیاں چمکتی ہین اس اثنا مین لشکر مین بھی غلغلہ ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی لیگیا اسوقت عمرو اور برق اور مہرخ اور شکیل بھی اٹھکر دوڑے یہانتک کہ اتنی رات صرصر سے اور قران سے خنجر اور تیغچہ چلا کبھی بیضہ عیاری کے مارتے تھے اور حباب بیہوشی کے منہ پر لگاتے تھے مگر دونوں مین کوئی فتح نہ پاتا تھا یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ نسیم عنبر شمیم سحر وزان ہوئی اور شب تیرہ تمام عالم سے روان ہوئی کہ بیت

چھپے مثل حیا آنکھوں سے تارے	ہوئے صدقے سحر پر سب ستارے	لگی خورشید روشن کو رہائی
گئی شب روشنی عالم مین چھائی		

جب صبح ہو گئی تو صرصر گھبرائی اور قران نے دیکھا کہ یہ کسی طرح ہاتھ نہیں آتی اور نہ گھات پر چڑھتی ہے اور قران طرح بھی دیتا تھا اس لیے کہ یہ اسکے استاد کی معشوقہ ہے اب قران نے ایک خنجر اسکی چھاتی پر مارا کہ گرہ لپشتارے کی کٹی زمین پر لپشتارا گرا اور صرصر نے جانا کہ مین قتل ہوئی بس یہ بھاگ کھڑی ہوئی قران نے دوڑ کر لپشتارہ کھول دیا اتنے مین مہرخ اور عمرو اور شکیل وغیرہ سب پہونچے اور ہر ایک نے قران کو گلے سے لگایا اور ملکہ بران شمشیر زن کو بھی ہوش آیا تھا کہ حسین جادو افراسیاب کی طرف سے یہان آکر پہونچی اور اس ملکہ نے سحر کیا کہ عمرو نے دیکھا کہ ہمارے سب کے گرد احاطہ فولاد کا کھنچ گیا ہے اور کہین

نکلنے کو راستہ نہیں ہے اور افراسیاب نے پیچھے پیچھے حسین جادو کے ظلمات آسمان سحر
کو بھی روانہ کیا تھا یہاں سب قیدی چاہتے تھے کہ احاطہ سے باہر نکل جائیں لیکن کوئی نکل نہ سکتا تھا
قضائے کار جو حسین سحر کر رہی تھی اس سے صرصر نے آکر کہا ای حسین جادو میں لا چکی تھی ملکہ بران
کو مگر یہ کلموا حبشی سدراہ ہوا حسین نے کہا کہ ای صرصر پھر کیا ہوا اگر وہ تجھ سے چھوٹ گئی تو میں
کب چھوڑتی ہوں بس اسکا اتنا کہنا تھا کہ ساتوں حلقہ کمند کے اسکی گردن میں پڑ گئے اور ایک
جھٹکا مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر یہ گر پڑی اسوقت نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی اور ایک
خنجر اسنے مارا کہ حسین ہلاک ہوئی اور آوازیں گیر و دار کی آنے لگیں آندھی سیاہ آئی پھر مطلع صاف
ہوا اور ملکہ بران اور مہرخ اور شکیل اور عمرو اور قران وغیرہ سب احاطہ سے باہر نکلے برق فرنگی
کو عمرو نے گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی اور ارادہ چلنے کا کیا کہ وہ نطفہ حرام ظلمات آسمان سحر
یہاں آکر پہونچا اور اسنے سحر کیا کہ ایک آسمان سیاہ مانند چادر ظلمات کے ان سبھوں پر آگرا اوسے دہر
کالا ہوا ہر طرف تاریکی پھیل گئی یہ ظلمت سرا سے دنیا بالکل تاریک تھی اندھیرا ہر طرف چھایا تھا یہ حالت تھی
کا وہ مقام نمود تھا اب حال سنئے کہ رعد جادو اور برق جادو اپنے خیمے سے جو صبح کو نکلے تو یہ بھی
مہرخ کو ڈھونڈتے ہوئے روانہ ہوئے اور جب صحرا میں پہونچے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک
آسمان سیاہ زمین پر جھکا ہوا نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی ایسی آتی ہے کہ وہ کہ رہا ہے
کہ اے مہرخ میں بحکم افراسیاب تم سب کو ایک آن واحد میں ٹکرا کر مار ڈالونگا جب تمام
مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا ازبسکہ حالت عشق کی مہرخ اور عمرو سے انکو تھی بس بے ساختہ
رعد اور برق جادو نے اپنا سحر کیا یعنی ایک ابر نمایاں ہوا اور برق چمک کر کڑ کڑا کے آسمان
پر سے گری کہ ظلمات آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ لاشہ سامنے عمرو اور مہرخ کے
گرا آوازیں مہیب آئیں کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر جادو بود اور وہ تاریکی سب دفع
ہوئی رعد اور برق جادو کو عمرو اور شکیل اور مہرخ نے گلے لگایا اور عمرو بہت خوش ہوا
ملکہ بران بھی بہت خوش ہوئی اور بغلگیر ہوئی اب یہ سب وہاں سے داخل بارگاہ مہرخ عالیشان
ہوئے بران نے پوچھا کہ مدہوش ببر گرگان ہے سب نے عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گم اگر وہ بھی باہر
نکل گئے انکے ساتھ بارہ ہزار ساحر بھی ہیں یہ سنکر بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو

مدہوش کی خبر کے واسطے جا لیکن مدہوش جب کنارے دریائے خون رواں کے پہونچا تو زنار جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ جادوگر مقابل مدہوش بر گیر آئے اور سامنا کیا غرض زنار جادو تو مدہوش کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش بہر گر سے سحر کی ٹکرین چلنے لگین اور دونون کے سر جھپٹ گئے اور وہ دونون غش کھا کر گر پڑے ادھر سے اور ادھر سے بارہ ہزار ساحر مدہوش بر گیر گئے اور دو لاکھ ساحر ناقوس کے آ پڑے لگی ہاتھ شمشیر چلنے حال ہوا کہ نظم

نہ تھی فرصت انھین دام اجل سے

زمین پر آ گئے بام اجل سے | نہ دیتی انکو مہلت شمشیر | کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
اجل کا وان ہوا تھا گرم بازار | مقام آبرو تھا ہاں خبردار | جدا ہونے لگین روحین بدن سے
تنون کو روحین ملتین کفن سے | جو پڑتی سر پہ تیغ برق آہنگ | لباس روح بھی تھا گور مین تنگ

سحر کے تیر چھپے چھید سے نکلے نار کے سے بکر تیغ حاصل ہوتا تھا ناریل جگر کے پار ہوتا تھا بجلیان گرتی تھین آفت کا ہنگامہ برپا تھا وہ بارہ ہزار ساحر خاص ملکہ کوکب کے تیار کیے ہوئے تھے جنکے تلوار سے اسکے بدن سے آتش پیدا ہوکر جلا دیتی تھی ہزارہا جل گئے دو لاکھ جادوگر ناقوس کا لاک ہوا چاہتا تھا بھاگے کہ ایک ناقوس بجا سنائی دیا اور نفیر سحر کو دم ملا ملکہ حیرت بصد جاہ و حشمت تخت سحر پر سوار آ کر پہونچی اور اُسنے آ کر مدہوش اور ناقوس کو اپنے ساتھ لیا اور روانہ ہوئی یہ خبر افراسیاب کو پہونچی اُسنے عقاب جادو کو دو لاکھ ساحر دیکر روانہ کیا کہ وہ ساحر دریائے خون رواں کے پار آیا اور بڑے حشم و خدم سے لشکر حیرت مین آیا بارگاہ اپنی نصب کرائی اور آکین اُتر کر آرام پذیر ہوا اُسوقت وہ ساحر کہ جسے بران نے خبر کو بھیجا تھا آیا اور اُسنے تمام و کمال یہ ماجرا بیان کیا اور پھر کر خدمت بران مین گیا اور سب حال بیان کیا کہ اسطرح عقاب دو لاکھ ساحر لیکر آیا ہے بران شمشیر زن اس ساحر کا حال سنکر اُٹھی اور سحر کا ایک گولہ آتشی بنا کر سمت آسمان روانہ ہوئی اسکے پیچھے مہرخ شکیل برق فرنگی چلے عمرو نے برق جادو کو تو بارگاہ مین چھوڑا اور آپ بھی پیچھے ملکہ بران کے روانہ ہوا لیکن پہلے ملکہ بران شمشیر زن وہان پہونچی کہ جہان عقاب خیمہ زن تھا اور یکچہ سحر کر کے واسطے ماش کے زمین پر پھینکے عمرو بھی وہان جا پہونچا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک غول جانورون کا پیدا ہوا

کہ جسم تو سب جانورون کا زرد کا تھا اور چہرہ لال کا یاقوت رنگ اور ایک طرف سے ایک پنجہ پیدا ہوا کہ اُسکے پنجہ مین ایک چھیپی نہایت پُر تکلف تھی پس وہ چھیپی اُس پنجہ سے بلائی اور غول جانورون کا عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر کے سر پر وہ لال جا بیٹھا بھیجا نکل گیا قریب دو لاکھ جادوگرون کے عقاب کا مارا گیا تھا غلغلہ برپا ہو گیا ان لالون سے ہر ایک کو جہنم رسید کیا ہر ایک کی زندگی سے ہاتھ دھو گئی اب ہر سمت لاشین تڑپنے لگین بسمل سسکنے لگے سامری و جمشید کی پکار ہوئی نظم

گرتا تھا پڑا میدان مین کوئی کو
کوئی بسمل کوئی جی چھوڑتا تھا
نہ آئی کام کچھ اُن کے نکوئی
بھرا تھا وہ رنگ لاشون سے میدان
سسکتا تھا کوئی دم توڑتا تھا
ہر اک کافر تھا اپنی جان سے حیران

عقاب جادو اس آفت مین ایسا گھبرایا کہ تاب نہ لا سکا بارگاہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور جانب افراسیاب بے ایمان چلا اب ملکہ بران شمشیر زن نیچے رو سے ہوا پر سے اُتری مہرخ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائین لین عمرو نے بہت تعریف کی غرضکہ اب اُسی عقاب کی بارگاہ مین عمرو وغیرہ سب آکر مع بران بیٹھے اور عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا حال اپنی فوج کی شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ اے ظلمات فیل دندان جادو تو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو کے جسقدر کہ وہان لوگ ہون سب کو پکڑ لا ظلمات فیل دندان یہ حکم پاکر اپنے اژدر آتش فشان پر سوار ہوا نا قوس کی صدا بر آسمان کا ایسا پر انا بیر نلسجنے لگا عالم مین تاریکی چھا گئی نفیر اور جھانجھ کی صدا سے گوش کر دبیان کر ہوا وہ ساحرون کا ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر چلنا ترسول اور زنبول کا چمکنا نارنج اور ترنج کا اُچھلنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ نخل دہر مین یہ پھل لگے ہین جرجو کا سامری

اور جمشید کا غل تھا نظم
کبھی پڑھتے تھے جادوگاہ افسون
نہ مہلت بات کرنے کی بھی دیتے
اسی صورت سے جب پہونچے وہان پر
ہوا سے تند کے جھونکے تھے آتے
یہ پیدا تھا زبان سے انکے مضمون
ہزارون رنگ کے دیو ستمگار
تو دیکھا یا نظر بران کا لشکر
ہر اک ساحر تھے جو کا غل مچاتے
کہ ہم جاکر عدو کو مارلین گے
لگے سب کرنے اپنے اپنے وان وار
مگر وہان عمرو و برق فرنگی وغیرہ

جو بارگاہ مین مع ملکہ بران بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ رو سے ہوا پر تاریکی نمودار ہوئی اور جادو ظلمات چہار طرف سے اندھیری گھر کے چھا گئی ہر عمرو گھبرا کے گلیم اوڑھکر بھاگا یہ تو غائب ہو گیا

اور برق فرنگی بھی ایک سمت دامان کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہوا لیکن لشکر بران اور مہرخ پر
چادر ظلمات چھا گئی سب جادوگرون نے دیکھا کہ ایک فیل مست بہت بڑا اور اُسکے پیچھے بہت سے
ہاتھی آتے ہین اور اُن ہاتھیون نے آکر چارطرف سے خیمہ ملکہ بران کا گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ
خیمہ کو گھیرے ہوے ہین اُسوقت عمرو نے برق فرنگی سے کہا کہ ای فرزند ملکہ بران کا کوئی کفیل
حال نہین ہی جلد کچھ تدبیر کرین ورنہ سب قید ہو چکے ہین یہ کہکر عمرو وہان سے مہرخ کی بارگاہ
مین آیا وہان جو دیکھا تو برق چشمک زن رو رہی ہی عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق چشمک زن
نے کہا کہ ای خواجہ مین اسواسطے روتی ہون کہ ظلمات فیل دندان کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا
اُسکی موت ہی نہین مگر ایک معشوق افراسیاب آئین گلنارپوش اگر وہ ہوتی تو یہ مارا جاتا
اور شاید کہ ملکہ کوکب روشن ضمیر کے سحر سے کہ وہ بادشاہ طلسم نورافشان ہی یہ مارا جائے عمرو
نے کہا کہ ای ملکہ برق ہم اُسکو انشاء اللہ تعالے قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سمت صحرا چلا جب
چند قدم چلا دیکھا کہ سامنے اُنھین ہاتھیون مین سے ایک مست ہاتھی سامنے عمرو کے جھومتا
ہوا آتا ہی پس عمرو کو دیکھکر وہ ہاتھی انسان کی زبان مین بعبارت فصیح گویا ہوا کہ ای عمرو کیا مقدور
تیرا کہ جو تو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو یہ سنکر اُدھر سے پھرا اور بدحواسی مین ایک سمت کو بھاگا
جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف پہاڑیان ہین یہ گھبرا کر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا وہان ایک
پتھر کی چٹان پر نماز پڑھنے لگا اور بتضرع و زاری کمال بے قراری سے رو رو کر اور بجناب
باری دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار انس و جان خلاق دو جہان تو میری مدد کر شعر
گنہگار ہون تجھ سے امید ہی + کہ ساحر کو جا کر کرون آج قید + مجھ مور ضعیف مشت استخوان
سے اور اس ہاتھی سے کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہی یہ کہکر عمرو سو گیا خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ کسی
شخص نے اس سے کہا کہ ای عمرو داہنی طرف اُٹھکر جا وہان تیرا مطلب پورا ہوگا عمرو یہ خواب
دیکھکر اُٹھا اور بموجب الہام غیبی دست راست کی طرف روانہ ہوا وہان جاکر دیکھا تو ایک
پہاڑ ہی اور اُسکے درے مین راستہ ہی عمرو اُس درے مین داخل ہوا جب اُس پار نکلا تو
دیکھا کہ ایک میدان قریب دو تین کوس کے نظر آتا ہی اور جابجا آئین مکانات اور عمارات
تمیر نظر آتے ہین اور بہت سے دروازے ہین عمرو ایک رنڈی کی شکل بنا یہ صورت زیبا

اُسکی بھی کہ سنبل اُسکی زلف کو دیکھے تو پریشانی حاصل ہو اور نرگس مست جو اُسکی چشم شہلا کو دیکھے تو شرم سے آنکھ چرائے سوسن وہ زبان اُسکی زبان کے سامنے گونگی بنجائے گل اُسکے رخسارون کے دیکھے گریبان چاک کرین چتون مین وہ شرارت بھری ہوئی تھی کہ جسکے سامنے خوش چشمون کا بھی دنظری تھا آنکھون مین سرمہ دیا ہوا نگینہ چشم کا سلیمانی بنا ہوا پتلیون کی وہ جلوہ گری کہ جیسے شیشے مین بند پری

مسدس

لب وہ لعل کہ یاقوت کی پھرے نہ نظر
جان بلب جوہری ہو لب کی جھلک دیکھے اگر
کھائے غیرت سے عقیق یمنی خون جگر
زرد پکھراج کے مانند ہو چہرہ یکسر
اسکی باتون مین جو اعجاز مسیحائی ہے
لعل کی طرح سے لب سرخ ہین جان آئی ہے

رنگ رخ ہے وہ جھلانی کہ نہون جسکا نظیر
جلوہ اس شوخ کی رنگت کا قیامت ہو شریر
ہو بجا خاک عناصر کرے جو دیکھے اسیر
مہر پہنچے مغرب کی جسکو نہ قمر کی تنویر
رنگ رخسار کا شعلہ جو بھڑک جاتا ہو
آتش حسن مین کندن سا چمک جاتا ہو

اسکے عارض ہین وہ رنگین کہ خجل ہو گلزار
عارض حسن پہ نازان ہو عبث گل ہر بار
دل رہے جسکے تصور سے سدا باغ و بہار
دیکھے ان پھولون کو بلبل تو ہو آنکھون مین خار
رو سے گل ہے یہ نہین خار وہ رخساری ہین
ایک رخ کیا گل اس رخ سے تو رخ سارے ہین

زر و زیور سے آراستہ ہو کر یہ وہان سے روانہ ہوا جو اس نے دیکھا چار سو عورتین پریزاد قامت اُنکے رشک شمشاد دُر و رگوش مرصع پوشش کہ ایک ایک اُنمین فلک حسن کی تارا ماہ پارا کہ اُنکے بھی حسن کا یہ نقشہ تھا

مسدس

ورق نور وہ رخ صفحۂ تنویر وہ رخ
تیری جسکے ہو وہ ہر تجھے تصویر وہ رخ
اختر بخت وہ رخ کوکب تقدیر وہ رخ
قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ
دیکھین خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہون
ماہ و خورشید بھی اس شمع کے پروانے ہون

عضو سے عضو یہ کہتا ہے کہ یکتا ہون مین
کرتا تجلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین
بند سے بند کا یہ قول کہ زیبا ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین
رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمکو
قول زلفون کا کہ دو سب سے دو بالا ہمکو

یہ عورتین روئے ہوا پہ اڑتی ہوئی آئین اور سواسو ہاتھی کہ ان پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ و خرگاہ بار کیا ہوا وہ بھی سب آکر زمین پر آترے بارگاہین اور خیمے کھڑے ہوئے اور کئی ہزار غضبان اور سقے آکر آب پاشی کرنے لگے بعد اسکے کئی ہزار حاجب اور دربان اور چوبدار آگئے آکے ٹھہرے ہوئے اور ایک تخت مرصع کار یکہ جو مکلل بہ زر و گوہر و مغرق بجواہر تھا اسپر ایک شہزادی سر پر تاج بادشاہی رکھے ہوئے تنبلے فرمانروائی پہنے سر پر چتر بال ہما کا گردش مین نہایت حسین ومہ جمال کہ سامنے اسکے ناقص بدر کامل چہرے کا کمال مین شوخی اور شرارت بھری آنکھون پر فتنہ دہر تھا رنگ گل رخسار پر اسکے بلبل تصدق ہزار اشعار

لب سرخ اسکے وہ گل برگ تر | چھپے جن مین دندان کے سلک گہر
تبسم مین اپنے وہ برق بہار | دم حرف ہوتے گہر آبدار
دہن غنچہ ناشگفتہ سے کم | سخن رہبر راہ ملک عدم
تبسم ذرا گر وہ دلکش کرے | تو گلشن مین گل صد چمن غش کرے
کمر اسکی ممکن نہین ہاتھ آئے | مگر صاحب دست غیب اسکو پائے
نہ رنگ حنا ہی فقط تن پہ تھا | کہ مینا کا خون اسکی گردن پہ تھا
کیا اسنے پامال فتنون کا خون | ہوا اسکے ہاتھون سے کتنون کا خون
خرامان خرامان جدھر آگئی | قیامت بھی گویا ادھر آگئی
اسی بت کا ہر ایک جا ذکر ہے | خدا کو خدائی کی اب فکر ہے
چڑھاوے اگر ہاتھ مین آستین | تو پھر دست موسیٰ کا کچھ بھی نہین
شاہان سے سوا وقار اسکا | تھا مرد باشہریار اسکا
قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال | خاقان کا کہان یہ بخت و اقبال
آغاز شباب واقف راز | گل چہرہ جوان سبزہ آغاز
کم عمر ہر ایک فن مین کامل | فیاض جری شجاع عادل
تھا گرم جمال کا یہ بازار | تھا مشتری فلک خریدار
خدام و مصاحب و اراکین | پہنے ہوئے جامہ ہائے زرین
یون تخت نشین وہ شاہ شاہان | خاتم مین نگینہ سلیمان

وہ نازنین تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئی گرد پیش اسکے چار سو پریزاد عمدے ہاتھوں مین سینے باادب استادہ این مگر وہ بھی عورت کی صورت بنے ہوئے تھا ایک مقام پر اکٹھا ہوا

اشعار

وہی سامان جو تھا مرغوب خاطر | ہوا اک بات کے کہنے مین حاضر
حسینان پری پیکر گل اندام | لیے ہاتھون پہ پیالی شیشہ و جام
غرض جب بزم نے زینت بپائی | نگہ نے ہوئی کیفیت اٹھائی

ناچ گانا شروع ہوا اسوقت مگر وہ بھی گمان بن کر جا بیٹھا

اور ذی نوازی کرنے لگا کہ جسے آواز اسکی سنی بیکل ہوگیا اور دل تمام مجلس کا بیتاب تھا اسوقت ملکہ نے
اس ذی نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا مین حضور کی کنیز ہون اُس ملکہ نے کہا کہ اچھا پھر ذرا بجا تو عمرو
نے بانسری اٹھائی اور ایسی بجائی کہ تمامی انجمن کو بیہوش کر دیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہے غرض جیسے
عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ نے ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ تھوڑا سا پانی تو لاؤ عمرو جو حواس ہوا آئین ایک
لونڈی نے یاقوت کے گلاس مین پانی لا کر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ پڑھ دم کر کے ایک چھینٹا عمرو
کے منھ پر مارا کہ عمرو کی اصلی صورت نکل آئی اسوقت ملکہ نے کہا کہ یون اور روگردان باریک لک لک
سار بان زر دے تو اپنی جان کو ہتیلی پر لیے پھرتا ہے خبر تجھ لون گی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ عمرو
کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کر کے چلا اور جتنی ساتھ والیان تھین وہ بھی سب روانہ
ہوئین کوئی دو گھڑی کے بعد عمرو نے دیکھا کہ ایک بارگاہ مین سب جا کر داخل ہوئین اس عرصہ مین
وہ زمانہ آیا کہ بادشاہ خاور داخل بارگاہ مغرب ہوا اور رات نے خیمہ رہنا عالم مین کیا نظم
عروج مہر آیا سوئے پستی   ہوا خالی ضیا سے ملک ہستی   قریب شام نے پیدا کیا زنگ
ہوئے امیدوار دید دل تنگ   اسوقت ایک بارگاہ باغ مین استادہ ہوئی نہایت پر فضا چار طرف
اُس باغ کے تھی اور اس باغ کے بہار کی یہ کیفیت تھی اشعار

بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
بلندی سے نقاب چہرہ کا رخ   زمرد گون لباس رنگ شاداب   لبالب زیر دامن چشمۂ آب
نوانجی مین طاؤسان خوشرنگ   تلذذ مین کشودہ خاطر تنگ   ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان   کوئی گل تھا بشکل جام لبریز   کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کا رنگ مثل روئے جانان   کوئی نار کبدن ہمدم کا ہمان   غرض ملکہ شکوہ زرین قبا وہان

اگر تھی رات کو اس باغ مین چاندنی دیکھنے کی بہار تھی کنیزین بادلہ جھولی مین بھرے ہوئے
اڑاتی تھین کہ زمین پر ستارے سے چمکتے نظر آتے تھے فوارے چھوٹ رہے تھے نہرون کی کنارے
بط اور مرغابی اور قرقرے اور بگلے بیٹھے تھے درختون کے پتے چاندنی مین چمکتے تھے جانور کبھی کبھی
آشیانون مین چہکتے تھے اب ملکہ نے وہان خاصہ نوش فرمایا اور حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا ملکہ شکوہ زرین قبا
چار چھ گھڑی رات گئے تک جلسہ دیکھ کر چھپر کھٹ پر لیٹی اور عمرو کو اپنے قریب ایک پلنگ پر سلایا مگر
قید سحر مین مبتلا رکھا اسلیے کہ یہ بھاگ نہ جائے جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی اُسوقت ملکہ نے

قمر جادو سے کہا کہ چلو پہاڑ پر چلکر سیر شب ماہ کی دیکھیں اور عمرو سے بانسری بجوا کر سنیں یہ کہکر محبوب جادو کو اپنے ساتھ لیا اور عمرو کو جگایا کہ اے عمرو چلو پہاڑ پر چلکر سیر کریں عمرو نے کہا کہ دن رات کو تم نے میری نیند حرام کی ہو میں نہیں جانے کا ملکہ کی منتیں کرنے اُسوقت عمرو اسکے ساتھ پہاڑ پر آیا وہاں آکر اُسنے عمرو سے فرمائش کی کہ خواجہ بانسری بجاؤ اسکے ساتھ مدام وہمراز ین جو ایک جان ودو قالب تھیں وہ ساتھ آئیں تھیں خلاصہ یہ کہ پہاڑ پر یہ آکر بیٹھیں اور ملکہ شکوہ زرین قبا سیر شب ماہ میں مشغول ہوئی ہو اور دیکھی کچھ گانے بجانے کا چرچا عمرو کے تئیں آغاز ہوا ہی کہ دفعتہً ملکہ شکوہ نے جو دیکھا تو اسطرف میدان میں پہاڑ کے ایک بارگاہ نہایت عمدہ استادہ ہی اور فوج بھی اُتری ہوئی ہی محبوب سے کہا کہ میں جاکر ذرا دیکھوں تو یہ کون ہی جو ہمارے علاقہ میں با این فوج و لشکر بیکران آکر اُترا ہی یہ کہکر پھر آپ ہی کہا کہ اچھا تم ٹھہرو میں خود جاتی ہوں اور عمرو و محبوب کو وہیں چھوڑ کر آپ وہاں گئی تو اس مقام پر دیکھا ایک بادشاہ پُر شوکت و جاہ کہ نام اُسکا شاہ ساحران ماہ تاجدار جادو ہی ملک کوکب روشنضمیر سے مع تین لاکھ فوج ساحران سکے احوال بران کا سُنکر کہ ظلمات فیل دندان نے قید کر لیا ہی آیا ہی اور مرزان جادو وزیر ملکہ بران شمشیر زن کا اسکے ساتھ ہی اسکی بارگاہ علیحدہ استادہ ہی اور اندر بارگاہ کے چار سو کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہی جادوگر بیٹھے ہیں ملکہ شکوہ زرین قبا سامنے اس بارگاہ کے آئی اور دیکھ رہی تھی کہ دفعتہً نگاہ ملک تاجدار کی ملکہ نذر پر جا پڑی بس دیکھتے ہی اُسنے ایک تیر عشق کھایا ایسا کہ جگر و دل کو توڑ گیا اور اسنے اندر دلہین سے کہا قطعہ: زہے قسمت کہ یہ خاتون ذیجاہ: نہیں چشم فلک تک جس سے آگاہ

وہ تم سے ہم بغل ہونے کو آئے | محبت کی کشش یہاں کھینچ لائے | کرو سجدے کہاں یہ دن میسر
کہ ہو شب باش معشوقوں کی افسر

ادھر ملکہ شکوہ بھی قتیل خنجر ابرو و ذبیح ناز و ادا ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی کیونکہ سر دیکھے تو آنکھیں ہی ہوئے تھے یہ جاکر پاس ماہ تاجدار کے پہونچی وہ اُٹھ کھڑا ہوا اگر عالم تھا تحیر جھجک کر جھجک رہ گئی ایکبار ۔ ہوئیں لاکھ ادائیں جھجک پر نثار ۔ غرض ملکہ شکوہ برابر ماہ تاجدار کے ایک کرسی جواہر کار پر بیٹھی اور ساقی نے جام اُسکو بھر کر دیا یہ تو عاشق ہو ہی چکی تھی شراب پیتے ہی بہوش سے عاشقی ہوئی اور یہ نقش تھا کہ اشعار

ادا و ناز و غمزہ کا ہوا دور | نظر آنے لگے کچھ اور ہی طور | شراب لالہ گوں کے جام چھلکے

جگمگا شیشے بھا ہر خم اہل کے
تن بیکے ہوستہ انکے زبان ہو

و نو کروٹ سے آنکھیں ہو گئیں بند
رہی تا دوپہر رزش زبان سے

طبیعت خوش مزاج قلب خورسند
کبھی پڑھتی تھیں نعت کی نگاہیں

کبھی لب تک جو آجاتی تھیں آہین
اجترا وہ تاجدار نے تخلیہ کرا دیا لکیا ملکہ شکوہ زرین قبا کو لیکر

بیٹھا اسوقت تو یہ عالم ہوا نظم
ہوئی گویا کہ جاتی دم ذرا سے
ہوئی راغب بر اسے بوسہ خاک
کبھی دیتی تھی لپتان کے ٹھوسکے
جگے موقع سے اتنے بھر گئے طاق
ہوا موجود تھا یا سب نے باہم
کرایا وقت آئین نصف شب کا
گلون سے نکلے شعر آواز کے ساتھ

کبھی وہ تو اس سے ہو کے بیتاب
ٹھہری اور بھی دو چار پیاسے
کبھی لیتا تھا وہ اسکو آغوش
کبھی کہتی تھی کیون پیارے یہ دھمکے
طعام عمدہ دسترخوان شفاف
پھر اسکے بعد جو کچھ تھا فراہم
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

پھر تو اس حسرتون سے چشم پر آب
کبھی جوش طرب سے ہو کے بیباک
کبھی کہتا تھا ہم ہین خود فراموش
بلورین جام شیشے صاف براق
بشکل حسن جانان پاک اور صاف
رہا موقع سے استعمال سب کا
غزل ٹھہری کی نقطام کی زبان تک
اسوقت ملکہ نے یہان ہی پہاڑ پر

جاکر اسی حالت عشق میں عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم کچھ شغل کرو عمرو نے ساتون فقلیان درست کر کے نے بجانا اور اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

گل اس نگہ سے زخم رسیدہ کہین ملگیا
کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین ملگیا
اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دیدار
مثل رحیم استغنا مین میرون مین ملگیا

یہ بھی ہو لگا کے شہیدون مین ملگیا
دکھلا کو گلشان سو فاک یاک سپید وقت
عاشق آئینہ کا دیدہ تندیدون مین ملگیا

گر بود فقر بھی جنگ و دنیا ہوا فقیر
اس با ہوس کے سینہ و سپیدون مین ملگیا
تحسین زرق و شوق کہ جس سے مر

وہ اسوقت پہاڑ سے آبشار ہو رہا تھا اور نے کے بجانے سے جانور تمام خواجہ کے گرد آکر جمع ہو گئے تھے ریگ کے ذرے جنگل مین چمکتے تھے گو یا صحرا ابھی آنکھیں بچھائے تھا سناٹا ہوا کا اور فراتا وہ سنسان جنگل اور راہین اس محبوب ماہ وش کا جھمکڑی کو شنا غضب ڈھا رہا تھا اس ہنگامہ عشرت خیز مین افراسیاب کو جو خبر اس حال کی پہونچی کہ ملکہ شکوہ زرین قبا تاجدار پر عاشق ہوئی ہے بس سنتے ہی اس خبر کے شاہ جادوان برہم ہو کر اٹھا اور ایک ہی سناٹے مین وہان پہونچا کہ جہان ملکہ شکوہ بیٹھی تھی عمرو نے اتفاق سے اسکو آتے دیکھا یعنی یہ معلوم ہوا کہ رو سے ہوا پر ایک ستارا چمکا عمرو تو اچک کر بھاگا اور گلیم

اُسنے اوڑھلی اور افراسیاب نے نعرہ کیا کہ منم شاہ جادوان اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور
مجوب جادو کے بال سر کے پکڑ کر پھر سوئے آسمان روانہ ہو گیا یہ تو اُدھر گیا اور عمرو اتنی رات
وہاں ٹھہر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ کوہ خاور سے شاہ تاور براے گرفتاری شاہد شب بصد جلال
نکلا اور رات نے حلقۂ طوق ماہتاب کو گردن سے اُتارا اشعار

یہ ساماں تھا کہ بدلا حال شب کا　　دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا
ضیا افزا ہوا صحن زمین پر　　جو بس گزری وہ شب بھر منور

عمرو ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور وہاں
سے ماہ تاجدار کی فوج میں آیا اور معلوم کیا کہ ملک کوکب روشن ضمیر شاہنشاہ جادو نے
ماہ تاجدار اور مرزان جادو وزیر کو واسطے رہائی بران کے بھیجا ہی عمرو مرزان جادو کا نام
سنکر ہیئت اصل بنا اور بارگاہ مرزان میں آیا مرزان عمرو کو دیکھکر سروقد بہر تعظیم اُٹھا اور ماہ
تاجدار سے عمرو کا حال کہکر ملاقات اُسکی کرائی اور عمرو کو تخت پر بٹھلایا لیکن عمرو نے دیکھا کہ
ماہ تاجدار کا رنگ زرد ہی آنکھوں میں تری ہی حواس میں ابتری ہی چشم پر آب ڈبڈبائے ہوے
آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا شعر جسے عشق کا تیر کاری لگے + اُسے زندگی جگ میں بھاری
لگے + اور کبھی کہتا ہی کہ دوہرہ - آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل ہو جلجاے + پاپی جیرا نا جلے
کہ جسمین آہ سماے + اور کبھی کہتا ہی روبا - جومین ایسا جانتا کہ بیت کرے دکھ ہوے +
نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ بیت نہ کریو کوے + اور کبھی یہ زبان پر جاری تھا شعر مرا دردیست اندر دل
اگر گویم زبان سوزد ۔ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ۔ عمرو نے اپنے دل میں سوچا کہ
یہ شخص کسی پر عاشق ہی غرضکہ اُدھر اُدھر کا تذکرہ عمرو کرنے لگا بعد اسکے عمرو نے اپنی کیفیت
بیان کی اور کہا کہ رات کو ملکہ شکوہ زرین قبا اور میں اس پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ افراسیاب
آکر ملکہ کو مع اُسکی وزیرزادی مجوب جادو کے چوٹی پکڑ کر کھینچ لے گیا اور پھر قید ہونے کا ملکہ
بران شمشیرزن کے حال بیان کیا کہ اسطرح ظلمات فیل دندان آیا اور اسطرح سحر ملکہ کی بارگاہ
گیا وہ قید ہو گئیں یہ حال سُنکر ماہ تاجدار طیش میں آیا اور تیغہ سحر پکڑ کر تین لاکھ ساحروں سے
کہ جو اسکے ساتھ آئے تھے سمت ظلمات فیل دندان روانہ ہوا اور مرزان جادو بھی عمرو کو ساتھ
ساتھ لیکر روانہ ہوا اُسطرف سے ظلمات فیل دندان بھی مقابلہ کرنے کو نکلا اب دونوں لشکر

مقابلہ میں اترے اور جب فیل شب کی پشت پر جھول ستارہ دار کواکب کی پڑی اور فیل خانۂ مغرب میں فیلبان

خورشید نے قدم رکھا کہ نظم
کمال شام تاریکی پہ آیا
سر شب عکس کا مہ تو رچھ گا
اندھیرا عارض عالم پہ چھایا
ہوا سامان رزمی سب مہیا
سر شب نفیر سحر کو ماہ تاجدار نے

بجایا ظلمات نے بھی نقارہ جنگی بجنے کا حکم دیا وہ گڑگڑایا ساحروں نے تیاری سحر کی آغاز کی افسون خوانی ہونے لگی پڑھنت پڑھی جانے لگی بیر غل مچانے لگے عالم میں تہلکہ پڑ گیا سحر کا اندھیرا بہت چھایا بھیروں ناچتا آیا بازو سے سبھی ساحروں نے کوڑے قمریں وٹھانے کی ہر ایک کو فکر ہوئی ستون بارگاہ شجاعت جنگی لشتیان سحر ساحری تھی دروازۂ جنگ کھلا باب آشتی مسدود ہوا تیر نگاہ سینۂ دشمن میں روزن کرنے ارادہ ہوا لڑنے میں ہر ایک طاق تھا غرض چار پہر رات یہی غلغلہ بپا رہا جب قصر فلک میں مشعل خورشید کی روشنی ہوئی اور شمع مہتاب ایوان افلاک

بجھ گئی کہ اشعار
کیا لطف فلک نے شب کو نمایاں
دکھایا صبح نے حسن جبین کو
ہوئی ہر طرح کو تکلیف بیداد
کیا تابندہ رخسار زمین کو

صبح کو ایک طرف سے ظلمات ای فوج لیکر اور ایک جانب سے ماہ تاجدار اپنے گروہ لشکر کو لیکر نظم

نکل فیل اسکو سب نے پایا
ہوے پیدا کئی سو فیل بدمست
گھر آیا ابر اور ہر سمت چھایا
ہوے موجود سر اپنے کیے پست
اندھیرا ہو سکے بس ظلمات آیا
اندھیرا سامنے آنکھوں کے آیا
زمین میں جیسے خرطوموں کو گاڑا
اکھاڑے نخل صحرا کو اجاڑا

غرض یہ دونوں فوجیں موج مارتی ہوئی مقابلے میں آئیں نقیبوں نے نقابت کی صفیں کھنچ گئیں میدان پاک صاف ہوا اسوقت فیل دندان فیل بنا ہوا میدان میں جھومنے لگا اور بہ زبان انسان پکار کر اُسنے آواز دی کہ ای ماہ تاجدار میرے مقابلہ میں آیا تاجدار شیر آتشین پر سوار برق ہاتھ میں لیے اور اُسکو جلوہ دیتا سامنے اُسکے گیا ظلمات فیل دندان نے ایک سحر ایسا کیا کہ چار پہاڑ چار طرف سے ماہ تاجدار پر آکر جھکے ماہ تاجدار نے چار سنگریزے اٹھا کر ان چاروں پہاڑوں پر مارے کہ وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ گئے اب کی ظلمات نے پھر سحر کیا کہ ایک دریا جوش مار کر زمین سے پیدا ہوا طغیانی آب سے کشتی جان غرقاب تھی بحر میں ایک تلاطم برپا تھا دریا بھی مینڈھے لڑاتا تھا نظم : ہر کنارے بلا ہر ایک گرداب
لجہ سرمایہ بخشش تیرہ سحاب : موج دریا بلا سے ہم آغوش : تھا تلاطم سے آب بھی ہمدوش

وہ دریا جب موج مارتا ہوا ماہ تاجدار کے پاس آیا تاجدار نے سحر پڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا
کہ پانی دریا کا جم گیا اور اسنے سحر کیا کہ چار شیر غران دم اپنی علم کیے ڈکارتے اور طمانچے مارتے ہوے
ظلمات فیل دندان پر آ پڑے ظلمات ہاتھی تو بنا ہوا تھا ہی اس نے اُن چارون کو سونڈ مین
لپیٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرون سے مار ڈالا پھر ماہ تاجدار نے سحر کیا کہ ظلمات فیل دندان نے دیکھا کہ ایک
بارہ دری ہی اور اُس مین ایک عورت بہت خوبصورت بیٹھی ہی لیکن یہ ساحر بلا سے بے درمان آفت
روزگار ہی اسنے ایسا سحر کیا کہ وہ بارہ دری اُس عورت کے سر پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہو گئی اور
تجلا کے اسنے ایک جو سحر پڑھا تو ایک چادر ظلمات کی ماہ تاجدار اور عمر وا ور مہ رزان کے
اوپر آ کر چھا گئی اور سب اُس اندھیرے مین مثل بران شمشیر زن کے قید ہو گئے آنکھون مین تاریکی
چھائی ہر طرف صدا یا ربا مستغیثا کی بلند ہوئی اُس اندھیرے مین ظلمت شب دیجور کو شرمندہ دیا
دم بھر ایک کا اختفا ہوا اور ظلمات فیل دندان خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور رقعہ نام افراسیاب
کو اس مضمون کا لکھا کہ ای شہنشاہ کیوان کلاہ مین نے ماہ تاجدار اور عمر وا ور مہ رزان کو گرفتار کیا ہی
اور پہلے ملکہ بہار شہنشین کو گرفتار کر چکا ہون آپ تشریف لائین تو اُن سب کے قتل کی تدبیر
ہو جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ چلکر مین سب کو قتل کرونگا
لیکن باغبان قدرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب میری خاطر سے ملکہ شکوہ زرین قبا
کی تقصیر معاف کیجیے افراسیاب نے اُسکی خاطر سے خطا کو اُسکی معاف کیا اور مع محبوب جادو
کے ملکہ شکوہ زرین قبا رخصت ہو کر اپنے مکان پر آئی اور وہان آکر محبوب جادو سے اُسنے
کہا کہ ای محبوب یہ تو تو خوب جانتی ہی کہ کسی کا دل جو بے قابو ہو جاتا ہی تو پھر وہ سنبھل نہین سکتا
اور افراسیاب نے ہمکو اس جرم پر مقید کیا تھا لیکن میرا ارادہ ہی کہ مین ظلمات فیل دندان کو قتل
کرون اور ماہ تاجدار کو چھڑا لاؤن محبوب نے کہا بی بی گستاخی معاف ہو حواس کی باتین
کرو کہان ماہ تاجدار اور کہان تم یہ سب باتین خواب خیال کی ہین اگر انکی قسمت مین رہائی ہی
تو آپ رہا ہو جائینگے ملکہ نے اُسکے ہجر مین بیقراریان کرنا شروع کین منھ کو دوپٹہ سے ڈھانپ کر رونے
لگی رخسار کو آنسوؤن سے دھونے لگی دل سے اپنے تنگ ہوئی بخت واژگون سے جھگڑتی
اور کبھی کہتی تھی کہ لوگو بلبل کا معشوق تو گل ہی وہ اُسکے پاس بے تامل ہی پھر یہ کیون نالے کرتی ہی

ایسی ساحرہ ہو اور اسکا یہ مرتبہ کہ ملکہ کو بیہوش زمین لاکر برابر اپنے تخت پر بٹھایا جب ملکہ شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا اور سامنے دیکھا کہ میں صورت نگار جادو کے پاس بیٹھی ہوں فوراً مع محبوب جادو سحر کر کے سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرایا اور صورت نگار اپنی زوجہ پر خفا ہونے لگا کہ حرامزادی تجھے شکوہ زرین قبا کے ہوشیار کرنے سے کیا مطلب تھا اور خفا ہو کر آپ پیچھے ملکہ کے اڑا اور برابر پہونچکر ایک سل سحر کی ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ پیچھے میرے سحر کی سل آتی ہے اسنے الٹ کر جو سحر کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ ہو کر بارگاہ میں مصور جادو کے گری اور جیسے سر پر سنگریزہ اسکا لگا وہ بیچارہ جان سے گیا زندگی پر پتھر پڑے ایک سنگریزہ مصور جادو کے بھی لگا یہ گھبرا کر بھڑا یا اور شکوہ زرین قبا اور محبوب دونوں بھاگ کر سمت صحرا گئیں لیکن افراسیاب جادو نے قیصر جادو کو حکم دیا کہ کچھ فوج لیکر جاؤ اور مرزان و ماہ تاجدار اور عمرو ان سب کے سر کاٹکر میرے پاس لاؤ قیصر جادو حسب الحکم بادشاہ فوج لیکر وہاں آیا اشعار

بہت سے ساحر گمراہ و بدخواہ
بڑا ساماں شوکت اُنکے ہمراہ ؛ جب پہنچے آگے وہ بدذات و مردود
لڑائی کا ہوا ساماں موجود
یعنی قیصر جادو ماہ تاجدار کی فوج پر آگرا ماہ تاجدار کا لشکر ہر چند کسبے سردار تھا لیکن خوب لڑا آپس میں تلوار سحر کی چلنے لگی نظم ؛ لیے ساحر دہان شمشیر خون ریز

بشکل برق روشن اور بہت تیز
لگی آپس میں چلنے برق شمشیر
کوئی بولا کہ پھر اب کیا ہے تاخیر
چمک برق سے چمکے گرز و شمشیر
صف دشمن پہ بس پڑنے لگے تیر
جدا ہونے لگے یاں سر و دست
کوئی خستہ کہیں تو رے کہیں جست
کہیں سیلاب خون سے سرخ راہیں
کہیں زخمی تو خون کی سرد آہیں
چمکتی تھی برابر برق شمشیر
اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر
گرے گردان شیر افگن زمین پر
کہیں تن سر کہیں اور تن کہیں پر
نہال نخل قامت خم زمین پر
ہوا ٹھنڈا دل چرخ ستمگر
اٹھے باہم برابر گرد و لشکر
گھٹے پل پل کے مردان دلاور
سر مثل کاسہ گدائی کے ٹھوکریں

کھاتے تھے دھڑ دھڑا دھڑ خون میں نہاتے تھے کہیں سر کٹ کر گرا تھا تو اس نے زمین کو دانتوں سے پکڑ لیا تھا کہیں ہاتھ کٹ کر گرا تھا گریبان گیر خاک ہوا تھا کہ افسوس ہم سے کچھ نہ ہو سکا زرہ پوشوں کے بازو جو قطع ہو کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیاں دام میں پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں اور پاؤں جو کٹ کر گرا تھا تو سہو ملک عدم ہوا تھا آخر کار ماہ تاجدار کی فوج تاب لڑائی کی نہ لا سکی

بھاگ کھڑی ہوئی اُس طرف ملکہ شگوفہ زرین قبا اور محبوب صحرا میں چلی جاتی تھیں بس اُس فوج سے ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے انھوں نے کہا کہ ہم لوگ ملازم ماہ تاجدار جادو کے تھے قیصر جادو نے آکر ہمکو لوٹا اور بارگاہ چھین لیے جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ ملکہ شگوفہ زرین قبا نے سحر کیا اور مانند برق کے قیصر جادو کے اوپر آئی اور پکاری کہ اے قیصر جادو کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے قیصر جادو نے ملکہ شگوفہ زرین قبا کو جو آتے دیکھا ایک ناریخ سحر کا مارا کہ ملکہ کو حیرانی ہوئی اور وہ ران پر ایسا لگا کہ جس سے زخم ہوا لہو بہنے لگا ملکہ نے چٹکی اسی خون میں گوندھکر ایک سوار بنایا اور تلوار اُسکے ہاتھوں میں دی اور کہا کہ میرے خون کی تجکو قسم کہ جا کر قیصر جادو کو مار آ اور زندہ اُسکی فوج کو نہ چھوڑنا سنتے ہی وہ سوار تلوار لیکر فوج قیصر جادو میں در آیا اور مارنا شروع کیا اب تو یہ حال ہوا کہ کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے پشتارے انبار لگا دیے اور دریا خون کا جاری ہوا اشعار

درخشیدن تیغ الماس گون	سنانہائے آبدار دادہ بخون	بگرد اندرون تیغ چو ابر پر آب
کہ شنگرف بارد برو آفتاب	پر از نالہ کوس شد مغز میغ	پر از آب شنگرف شد جان تیغ
تو گفتی کہ الماس جان فشاند	سپہ مرجان کہ درکین بمن جان فشاند	ہر چند کہ قیصر نے سحر کیا لیکن وہ

سوار قریب آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قیصر جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اور یہ غل جہنم ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار لیکر جاتا تھا صفوں کی صفیں اُلٹ جاتی تھیں تین پہر کامل وہ سوار لڑا دو لاکھ ساحروں میں سے ہزاروں تو مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ کر جانب افراسیاب روانہ ہوئے ملکہ شگوفہ زرین قبا اور محبوب جادو فتح کرکے بارگاہ میں ماہ تاجدار کے آئیں بارگاہ استادہ کرائی اور اُس بارگاہ میں بیٹھکر چالیس پتلیاں اور سحر کی تازہ تیار کرکے اُنکے ہاتھوں میں آئینے دیے کہ وہ اپنے تئیں آئینہ رخسار کو آئینوں میں معائنہ کرنے لگیں اور اپنی یکتائی کی بہر صورت گواہی دیتی تھیں پھر ملکہ نے دو دانہ ماش کے پڑھکر اُن پتلیوں پر مارے کہ وہ پتلیاں پتھر کی بن گئیں اور اُس سوار کے گلے میں اپنا موتیوں کا مالا اُتار کر ڈالدیا اور پھر سحر کیا کہ وہ سوار ایک چاند کی صورت بن گیا اب اُدھر بارگاہ کے کئی سو ستارہ اور بیچ میں ایک چاند جلوہ گستر ہے غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب پھر ایک طرف کو روانہ ہوئیں لیکن خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی جو پہونچی تو افراسیاب نے باغبان قدرت کو

روانہ کیا باغبان قدرت شکوہ زرین قبا کے پاس آیا اور اُسنے آواز دی کہ ای ملکہ
شکوہ زرین قبا نیکی برباد گناہ لازم یہ جو ہم نے تمھاری خطا معاف کرائی تھی تم نے اُسکا بدلا لیا
ملکہ شکوہ نے اس بات کا تو کچھ جواب نہ دیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر اُسپر مارا باغبان حریف
زبردست تھا یہ بھلا کب نارنج کھاتا تھا اُسنے اُسکو خالی دیا اور ایک مدھ زمین پر مارا کہ ملکہ شکوہ
نے محبوب کے پانون زمین نے پکڑ لیے باغبان قدرت ان دونون کو بجا لائی تمام گرفتار
کر کے جانب افراسیاب روانہ ہوا جب قریب دریاے خون رواں کے پہونچا تو اموجت ایک
ساحر کہ جسکی جبا ہاے خاکستری زرین مین تو تین بال اُسکے فتیلہ فتیلہ نکلے آنکھین مثل مشعل کے روشن
قریب باغبان آیا باغبان اُسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ کچھ بات کرے لیکن اُس ساحر نے
ایک بیضہ بیہوشی کا باغبان کے منھ پر مارا کہ وہ چرخ مار کر زمین پر گرا اور اُس شخص نے
آواز دی کہ شتم نظر کردہ حیدر کرار عیار قران نامدار محبوب اور شکوہ تو چھوٹ کر الگ کھڑی ہوئی
اور عیار قران نے وہ لکڑی ایک بغدا باغبان کے سر پہ مارا وہ بغدا اگر پہاڑ پر پڑتا تو پہاڑ کے پرزے پرزے
اُڑ جاتے مگر باغبان پر اُسنے اثر نہ کیا اور یکایک دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک بجلی زمین سے نکلی
اور باغبان کو لیکر غائب ہو گئی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو پھر ایک طرف کو روانہ
ہوئین کہ اس اثنا مین ایک ساحر غدار موراج جادو انکو ملا کر یہ دونون نہایت زبردست تھے بس
اسنے انکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ ایک دریا پیدا ہوا کہ یہ دونون غوطہ کھانے لگین اُس وقت موراج
ان دونون کو پکڑ کر ملکہ حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا کہ ای شکوہ زرین قبا
و محبوب یہ بتاؤ کہ اب کہان جاؤ گی یہ کہکر طوق و زنجیر منگا کر بغیر سحر کے چاہا کہ انکو قید کرین لیکن
محبوب اور ملکہ شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا یہ تڑپ کر سیدھی سمت آسمان پرواز کنان روانہ ہوئین
دو ہزار ساحر ملکہ حیرت جادو نے انکے تعاقب مین روانہ کیے کہ یہ اُڑکر دریاے خون رواں پر پہونچے
ملکہ شکوہ زرین قبا نے اپنا مالا توڑ کر دریا مین پھینکا اور یہ آپ جست کر کے علحدہ ہوئین بس
مالا پھینکتے ہی مچھلیان اُس دریا کی اُڑین اور وہ جو دو ہزار جادوگر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے
اُن سب کو پکڑ کر وہ مچھلیان بیچ دریا مین جا کر غائب ہو گئین اور یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچی اُسنے
کہا کہ بڑا غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر آپ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوئی راستے مین

اس نے دیکھا کہ ایک ساحر بیدل جادو نام ایک مقام پر بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو
شکوہ زرین قبا ابھی ابھی اسطرف گئی ہین یہ سُنکر حیرت جادو ڈھونڈھتی ہوئی مانند برق چمک کر
ملکہ شکوہ کے قریب پہونچی اور اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ یہ دونون بےحس وحرکت ہوگئین پس حیرت
جادو ان دونون کو گرفتار کرکے وہان لائی کہ جہان وہ ساحر بیدل بیٹھا تھا اُس نے کہا
کہ ای ساحر بیدل تو نے مجھے خوب راہ بتائی نہین تو یہ دونون صاف نکل گئی تھین اُس ساحر نے
کہا کہ ای ملکہ مین اب بھی آپ کو منع کرتا ہون کہ آپ اسطرف سے نجائیے گا کیونکہ وہان کئی عیار
گھات مین لگے ہین ملکہ حیرت نے کہا کہ پھر کدھر سے جاؤن اُسنے کہا کہ ادھر سے جیسے ہی حیرت
نے منھ پھیر کر اُس طرف کو دیکھا کہ ساحر نے حلقہ کمند کے مارے ملکہ حیرت چارون شانے چت
زمین پر گری اور ساحر نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی شکوہ و محجوب تو چھوٹ کر ایک طرف کو
روانہ ہوئین اور برق نے چاہا کہ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لون لیکن ایک پنجہ چمک کر فلک کی طرف
سے جو گرا تو ملکہ حیرت کو اُٹھا لے گیا اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محجوب ایک درے
کوہ لاجورد مین آئین کہ دم بھر یہان ٹھہرین اور دم لین مگر پہاڑ مین دو عملہ ہین آدھے مین عمل ہے
افراسیاب کا اور آدھے مین عمل ہی کوکب روشن ضمیر کا غرض کہ وہان یہ دونون بیٹھکر سحر کی تیاری
مین مصروف ہوئین لیکن وہ پنجہ جو ملکہ حیرت کو لیگیا تو سامنے افراسیاب کے لایا حیرت جادو
نے سب احوال ملکہ شکوہ زرین قبا و محجوب کا خدمت افراسیاب مین بیان کیا افراسیاب
نے فرمایا کہ حیرت جادو تم لکڑیون کا جا کر انبار صحرا مین لگاؤ مین شکوہ زرین قبا اور محجوب کو
لاکر جلادونگا حیرت یہ سنکر اپنے لشکر مین آئی اور بموجب حکم افراسیاب اسنے لکڑیون کا انبار لگایا اور
افراسیاب شکوہ زرین قبا و محجوب کے پکڑنے کو پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن حال مجلس جادو کا
سُنیے کہ یہ بران کا گرفتار ہونا سنکر بیقرار ہوئی اور اپنے مقام پر سے جو چلی تو دریاے خون روان کی
طرف آئی وہان نہنگ جادو کہ جسے اسکو پہلے نگل لیا تھا اور بران نے اُسکو اختر سے قتل کیا تھا
چنانچہ وہ اصل مین قتل نہ ہوا تھا اُسوقت کنارے دریا کے پھر رہا تھا کہ اُسنے مجلس کو آتے ہوے دیکھا
بس فوراً نہنگ بنکر اُس نہنگ لاڈلی کو نگلگیا اور وہان سے خدمت افراسیاب مین آیا بادشاہ کو
تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ ای نہنگ مین شکوہ زرین قبا کے ہاتھ سے تنگ ہون نہنگ نے

عرض کیا کہ آپ گھبراتے نہیں مین شگوہ زرین قبا کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر نہنگ جادو بغضب
تمام بخدمت افراسیاب سے روانہ ہوا اور صحرا مین آکر اُس نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ا سے
آب جادو و حباب جادو آکر حاضر ہو یہ دونون اُسکے کارندے ہین جب وہ اُسکی خدمت
مین آکر حاضر ہوے تو اُسنے کہا کہ تم ملکہ مجلس آرا جادو کی قید سے خبردار رہو مین آتا ہون یہ کہکر
آپ بہر گرفتاری ملکہ شگوہ زرین قبا و محبوب روانہ ہوا اور یہان آب جادو نے بزور
سحر ملکہ مجلس آرا کو تا بہ کمر زمین مین غرق کردیا اور حباب جادو ایک طرف واسطے نگہبانی
کے بیٹھا قضاے کارساز روزگار رودبار۔ ان ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوسے؛
ان ہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوے۔ برق فرنگی اُس جنگل مین آنکلا دور سے اُسنے
نہنگ جادو کی گفتگو حباب سے جو ہو رہی تھی سنی بس اُسیوقت نہنگ جادو کی ایسی
صورت بنکے سامنے ان دونون جادوگرون کے آیا اُن دونون نے پوچھا کہ کیون اتنا جلد آپ
پھر آے اُسنے کہا کہ مجکو کچھ کام ہی غرض آب اور حباب دونون کھڑے ہو گئے اور نہنگ
نقلی نے کچھ میوہ اپنی کمر سے نکالکر ان دونون کو دیا کہ انھون نے کھایا اور بیہوش ہو گے
برق نے بہت جلد ان دونون کے سر خنجر بران سے جدا کیے اور مجلس آرا جادو کو قید سحر سے
رہائی دی مجلس جادو برق فرنگی کے پاؤن پر گری اور گویا ہوئی کہ شگوہ زرین قبا اب
ہماری طرف ہو گئی ہی اور اُسکو نہنگ جادو قید کرنے گیا ہی یہ باتین کرتے ہوے آپس مین
ایک سمت کو روانہ ہوے لیکن یہان نہنگ جادو نے اُس مقام پر کہ جہان شگوہ زرین قبا
اور محبوب جادو پہاڑ کے درے مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی تھین پہونچکر سحر کرنا شروع کیا اور شگوہ
زرین قبا پر اُسنے ایک ایسا سحر کیا کہ آندھی تیرہ و تار آئی تمام عالم مین تاریکی چھائی وہ تاریکی
سُرمہ دیدہ شگوہ و محبوب ہوئی یہ دونون بالکل اندھی ہو گئین نہنگ نے ان کو
پکڑ لیا اور قید سحر مین گرفتار کرکے پھر جانب افراسیاب روانہ ہوا مگر اُس طرف سے برق فرنگی
اور مجلس آرا جادو آتے تھے بس جیسے ہی نہنگ نے مجلس کو دیکھا بیتاب ہوکر دوڑا اور بزور
سحر اژدر دہان بنکر ایک دم ایسا کھینچا کہ مجلس کو نگل گیا مجلس اپنے دل مین سوچی کہ یہ ہر مرتبہ
مجکو گرفتار کرلیتا ہی کوئی تدبیر تو ایسی کر کہ یہ ہلاک ہو سوچتے سوچتے اسکو یاد آیا کہ ایک نشتر

تیر سے باوجود ستمہ بھی ہونے اس نشتر کو جوڑے سے نکال کر نہنگ کے پیٹ میں مارا کہ نہنگ
کا پیٹ شق ہوگیا صدائے دار وگیر برپا ہوئی اور مجلس نے اُسکے پیٹ سے نکل کر شکوہ زرین قبا اور
محبوب کو چھڑا لیا اور انکو اپنے ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوئی راہ میں ماہ تاجدار پر اپنا عاشق ہوتا اور
ملکہ بیران شمشیر زن کا قید ہونا سب بیان کیا مجلس آرا بیران شمشیر زن کا حال سنکر
بدحواس ہوئی اور شکوہ کو اپنے ساتھ لیے جس مقام پر کہ ظلمات فیل و ندان تھا پہونچی اور للکاری
کہ او ظلمات بدذات آ میرے مقابلے میں ظلمات بارگاہ سے باہر نکلا مجلس نے ایک نارنج
سحر کا ظلمات پر مارا لیکن ظلمات نے اُسکو خالی دیا اور یہ مادر بچہ ظلمات خاک جمشیدی
اپنے پاس رکھتا ہے بس اسنے وہی خاک جمشیدی کا ایک ٹکٹا مجلس آرا پر مارا اور شکوہ زرین قبا
اور محبوب ان دونوں پر بھی اُس خاک کو چھڑکا کہ تاریکی چھاگئی اور یہ بھی تینوں قید ہوئیں
اب یہ نطفۂ حرام اپنی بارگاہ میں آیا اور اس ماجرے کو قران نے دیکھا مگر اس فکر میں ہے
کہ اسکو قتل کرون غرض سمت صحرا روانہ ہوا اب یہ تو جانب صحرا جاتا ہے اور بیران و شکوہ
وغیرہ قید ظلمات فیل و ندان میں ہیں لیکن انکو اس حال میں چھوڑ کر کیفیت لشکر امیر بیان
کی جاتی ہے کہ امیر اپنی بارگاہ میں داخل ہیں اور پانچ ہزار پانچ سو کپین سرداران نامی اور پہلوانان
گرامی بارگاہ سلیمانی میں زیب دہ کرسی زرنگار ہیں تہمتوں کے جنگل میں اُدھر لقا کے یہان
بارگاہ میں منصور زاغ کوہی اور عنصر کوہی وغیرہ کہ رہے ہیں کہ اگر کوئی مقابلہ میں خدا پرستون
کے نہ نکلے گا تو ہم ابکی مرتبہ ان خدا پرستون سے مقابلہ کرینگے بختیارک کہ رہا ہے کہ ای بھائیو
کیون نادان بنتے ہو خداوند لقا تقدیر الٹی کرتے ہیں یہ مسلمانون کے طرفدار ہیں تھالی
کے بیگن ہیں کبھی ادھر کبھی اُدھر لقا نے کہا ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ کوئی بندہ میرا اگر سب
خدا پرستون کو مارے گا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نامہ تہماران کوہی کا آیا نامہ دار نے لاکر خداوند
لقا کو دیا خداوند نے بختیارک کو دیا اُس نے پڑھا لکھا تھا کہ میں مدت سے مشتاق زیارت
خداوند ہون اور چاہتا ہون کہ کام خدا پرستون کا تمام کرون لیکن خداوند نے مجھے کبھی یاد نہ فرمایا تو
اب میں حاضر ہوا ہون اس نامہ کو دیکھکر لقا نے حکم دیا لوگ بہر استقبال جائیں ملک بختیارک
شوم بہر تعظیم و استقبال روانہ ہوا اور تہماران کو بارگاہ میں لیکر آیا لشکر کو اُسے

مقام پاکیزہ پر اتروایا اور مہاران نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ دنگل پر بیٹھا
بختیارک نے کچھ حال زبردستی امیر کے لشکر کا بیان کیا اور کہا کہ خداوند کی بیٹی نور چکیدہ
خالص قدرت شہزادہ قاسم کے ساتھ اور ملکہ جہان افروز تری بیٹی شہزادہ بدیع الزمان
کے ساتھ نکل گئی ہین یہ سنتا تھا کہ لقا نے ایک دھول اُسکے سر پر ماری کہ زمیدہ اُسکے سر پر سے
گر پڑا بختیارک نے اُسکو اٹھا کر چوما چاٹا پھر سر پر رکھا اور کہا کہ دھول دھپے مین اگر گزر جائے
تو بہت اچھا ہو مگر اب کہا سنا میرا سب معاف کر دین کیونکہ بچینگے نہین لقا نے کہا
کہ اے مہاران تم اسکی باتون پر نہ جاؤ یہ شیطان ہماری درگاہ کا ہے اسی طرح کی باتین بناتا ہے مہاران
نے کہا آپ سچ فرماتے ہین لیکن دل تو بہل جاتا ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور کئی روز تک
کسل سفر سے آسودہ ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ ستارون نے آنکھین اپنی راہ مہتاب مین بچھائین
اور گردون نے دستار مہتاب اپنے سر پر سجی۔ **اشعار** ستارون سے کھلا پھر گلشن شام
ہوئی پھر چاندنی سرکی دل آرام ؛ قمر نے پھر لباس نور پہنا ؛ ستارے بن گئے پھولون کا گہنا
سر شام کو حسب حکم مہاران ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے خدمت والائے صاحبقران
مین آکر حاضر ہوئے اور بصد ادب یہ اشعار زبان پر لائے **اشعار** ؛ عمدہ تو اسقدر ہو سر کا رچ تیرے

حور و پری سے زیادہ محل ملازمان ہو
گر ملک چاہتا ہو تو تخت پچ تیرے
قبضے مین ہے زمین اور زیر آسمان ہو

جاہ و جلال یا ملک پوری تجھے زمانہ
ہندوستان سے لیکر تا چین و عمان ہو

جب ہو تری سواری صد جبل پر نشان ہو
آ گئے ترکیا کمون مین دل چاہتا ہو تیرے

آج مہاران کو ہی نے طبل جنگ بجوایا ہی ہو گہ آرا سے بزم دہوگا باقی

خبر یہ ہے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے جو جانب امیر دیکھا امیر نے ابوالفتح سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ یہان
سے بھی طبل جنگی بجوادو ابوالفتح نے جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگائی پھر تو یہ حال ہوا **نظم**
گر دو کوٹ قلعہ روے زمین پر دہل گئے بلکہ زمین ہلگئین برج کنگرے بھی ہلگئے ؛ سنگین محل مکان جو بنے تھے پھل گئے
اینٹون کے ریزے بکھر گئے پتھر پگھل گئے ؛ بجا طبل جنگ بیدرنگ اُس عرصہ کارزار مین دلاوران روز ہیجا و
امیران بیشہ وغا آگاہ و خبردار ہوے دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور تیاری
آلات حرب و ضرب کرنے لگے نخل ہستی بہادران آج کھلا پھولا نظر آتا تھا تیغون کے پھل ہرایک
کھانے کا ارادہ رکھتا تھا سپرون کے پھول بہار دکھاتے تھے گلشن زندگی مین عنادل

اسی طرح بہادر چھپاتے تھے گلگون صبا رفتار اپنی شوخی دکھا رہی تھی ہوا سے شجاعت کے جھونکے آ رہے تھے نیزے بسان سرو استادہ تھے مائل جنگ سوار اور پیادہ تھے نہرین خون کی بہا چاہتی تھین نرگس و یاسمن سپاہیون کے لیے دعاے سلامتی منانی تھین غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چادر شب کو شبنم سحر نے دھویا اور رنگ‌ریز روز نے پارچۂ نیل سے سیاہی کو دور کیا اشعار

کھلا آخر معمائے زلف شب کا | اٹھا دھندلا غبار اک سو غضب کا | وہ مثل نور عارض صبح روشن
عمل تھی پاکیزہ دامن | جبین ماہ کی صورت فروزان | بسان دلربا کچھ لحظہ مہمان
ہوئے جب جانب مشرق سے ظاہر | ہے اے امتحان فکر شاعر

ہنگام سحر امیر والاحشم مسجد گریبان مین نماز سے فراغت کر کے مشغول دعا تھے مصروف گریہ و بکا تھے کہ ابوالفتح نے آ کر عرض کیا بیت فوج میدان کے سمت جا پہونچی ؛ منتظر ہے امیر والی کی ؛ امیر صاحبقران نے صندوق اسلحہ طلب فرما کے اسلحہ زیب جسم انور فرمایا اور باہر نکلکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اشقر کا یہ حال تھا نظم

مین خوش باد پا کی نے شکل کیا کیون | بچہ تو حور کا ہے دلکش ورس بد نام | اٹھتے غبار سم سے نہ دیکھا کہ جب عنان
چمکے جو قاش زین سے زین پر لگام | پہونچے نہ اسکا سایہ بھی اسکے قدم تلک | جو اٹھکے تونے روکین عنان کو بیانہ تھام
اعداے بد خصال کی تنبیہ کے لیے | اس برق وش کی پشت پہ پیارا جب قیام | ہو ظفر تو امان ترا اقبال پیش و پس
نصرت کرے جلو تری اور فتح اہتمام

بس امیر بافوج ظفر مع سرداران والا تدبیر کے جلو خانہ بادشاہ گردون سریر مین آئے اور منتظر آمد ظل سبحانی تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوے شعر

امیر اور سردار جتنے تھے حاضر | جھکے بہر تسلیم وہ سب سر بر | بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھ

اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین رکھکر سب سردار جانب جنگاہ چلے انکے جاہ و حشم کو دیکھکر ترک دہر بھی ثنا خوان تھا اور یہ ابیات پڑھتا تھا ابیات

صورت و قہر کی آگئے یون دیو سیاہ | آنچ ہے آگ کی خون ناب مین آجائے ابال | روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے گا
کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال | مشرق سے غرب تلک عکس سے نیزے کا | دھاک ہے تیغ جری کی ترے تا بشمال
کی خونریزی یون فوج عدو گھونگھٹ کھا | جون مہ نو سے محرم کے پلٹتا ہے سال | کافر و حربی و مرتد و منافق و ملحد

ایک چورنگ ہی چارہ نگاہ استیصال
شب نبرد ان سے تیرے ہو عدو کب جانبر

کیا بیان تجھسے کرون وصف سپر کا تیرے
دام انگشت قضا تیر کی تیرے ہی بحال

سایۂ مہر نبوت ہی تری پیٹھ پہ ڈھال
آسی شوکت و جاہت سے یہ لشکر

سرداران اسلام کا میدان جنگگاہ مین پہونچا یہان غبار زمین برادۂ آہن تھا طائر ہر ایک بندوقون سے کے طوطے نظر آتے تھے اور قلۂ کوہ سے پائین کوہ تک نرگستان کواکب اور کوہ پالہ رشک لالہ کھلا ہوا تھا ہوا سے سرد کے جھونکے آتے تھے اور ہوا سے شجاعت خاطر بہادران مین بڑھاتے تھے یہان آتے ہی حکم ہوا کہ پست و بلند زمین ہموار ہوئے اس طرف سے سواری لقا کی بڑے جاہ و تجمل سے آئی فوج نے اسکی صف اپنی جمائی سقون سنے دو طرف سے نکل کر آبپاشی کی اور نقیبون نے

مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کیا ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایۂ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
اس خیابان مین ہر اک نخل ہے نخل ماتم
ٹھنڈی سانسین وہ بھرے جسکے لیے باد صبا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط
نغمۂ ساغر و مینا بھی بھول سے گئے

نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
اسکی اس بزم مین بجھ گئی ہے شمع اقبال
کف افسوس ہے پتا جو ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکا غبار
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا

رتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جسکو گل کرگئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہین کھلتے تھے جو
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
رابطۂ اخلاص کے باہم تھے جو سو بھول گئے

جب نقیب نقابت کرکے میدان سے کنارے ہوئے اسوقت عیاران کوہی نے اپنے گنبد کو طبل مار کے سامنے لقا کے اپنے تئین پہونچایا اور ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا لقا نے اسکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ میدان مین آیا اور سلحشوری دکھا کر اسنے نعرہ مارا کہ اے فرقۂ خداپرستان آؤ میرے مقابلہ کو اس صدا کو سنکر اس طرف سے شہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو تازیانہ کرکے سامنے تخت بادشاہ بادشاہ کے آئے اور مرکب سے کود کر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کالکفرت مرحمت فرمایا خلعت دیا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے انکے سردار سالم شیر شکار سلیم شیر شکار زرہ بدلے جوشن پوش مالک تیر کے سفید جامہ و مغفر سب پیادہ ہوئے نقارے بجنے لگے شہزادہ دلاور نے دست شفقت ہر ایک کی پشت پر رکھا اور آستین مرحمت کو جھاڑا اور بشکل تمام ہر ایک کو رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے اجازت لیکر زریں تنگ گھوڑے کا

درست کرکے سوار ہوکر سمت حریف چلا مرکب اسکا جست وخیز کرتا ہوا سامنے مہاران کے آیا
اسنے ایک لگا ور ماری کہ گھوڑا اُسکا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور اتنا ہی زور زمین آکر اسکا پیش قدمی کرکے
بڑھ گیا اُسنے نیزہ سینہ بے کینہ شاہزادہ پر لگایا شاہزادہ نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر لگایا تھا اب نیزہ بازی
شروع ہوئی نظم

سنان وار نیزہ بدو نیم گشت بود
زگرد سواران جہان ناپدید بود
بینداخت قاسم چو آن گرز کوہ
بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

کہ قاسم بر آورد تا او بہم
مہاران ز قاسم پر از بیم گشت
بکین اندرون تیغ بر ہم شکست
کہ از زخم او شد مہاران ستوہ
سبک تیغ تیز از میان برکشید

بہ نیزہ بکردار شیر دژم
بزد دست آن تیغ بران کشید
سوے گرز بردند چون باد دست
بزین اندر از زخم بیہوش گشت
کہ قاسم مہاران را سر برید

اس کیفیت کو دیکھکر قہرمان اژدر نگاہ کو ہی مقابلہ قاسم مین آیا اور ابدلاف وگزاف بسیار اسنے
گرز سر قاسم پر لگایا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا اور آپ بجواب گرز ایک گرز مارا کہ اسنے بھی گرز
پر روکا مگر ہر بُن مو سے اُسکے پسینہ ٹپکنے لگا اور بیہوش ہوگیا عیار نے اُسکے منھ پر
پانی کا چھینٹا مارا کہ وہ ہوشیار ہوا تب قاسم نے نظم ۔ بزد نیزہ قاسم چو زد بر سرش
بخون جگر غرق شد مغفرش ۔ بہ نیزہ ہمیدون ز زین برگرفت ۔ ز لشکر بدو ماند اندر شگفت
زدش بر زمین ہمچو یک لخت کوہ ۔ بر از بیم شد جان دشمن گروہ ۔ اب تو لینا لینا کہکر فوج لات
لشکر اسلام پر آپڑی ادھر سے سرداروں نے حملہ کیا تلوار کھنچی اور بڑے زور و شور سے شمشیر زنی
آغاز ہوئی سروں پر نعل ترسن بجنے لگا آہن کی جھنکار سے خاطر بہادروں کو ہوشیار کیا سر موت کے
بھر سے آگاہ ہوے مرگ اُنکے حال پر خندہ زن تھی کشتے بے گور و کفن پڑے تھے سر کاسہ گدائی کیطرح
ٹھوکرین کھاتے تھے تیغ تیز نیام مین بلا سے بے درمان تھی لسان اژدہا اُس سے نے نکلکر ہزاروں
کو کاٹا ایک حملہ مین دو جہان کو چورنگ کیا دل دشمن لوہا مان گیا رستم کی روح ڈر کے ملک عدم
مین نہان ہوئی موت سے ڈبھکر تلوار چلنے لگی عالم عالم آب تیغ کا پیاسا ہوا ہر طرف خون کا دریا
بہ گیا ترک فلک کو بھی اسکا بیم تھا دل جوزا دو نیم تھا صبا و اجل تلوار کا نام تھا قتل کرنے
سے اسکو کام تھا کوچہ سلامت بگڑ تیار ہوا لاشین تڑپنے لگین لیکن کیفیت سنیے کہ قریب
فیروزہ کوہ جو طلسم کے ٹانڈے پر ہے وہان قہرمان اژدر نگاہ رہتا ہے وہ فوج و لشکر لیکر

پہلے سے روانہ ہوا تھا اُسوقت اثناے راہ مین خبر اپنے باپ کے مرنے کی سنکر برسم یلغار سے ہزار سوار
لیکر یہان آیا اور عین جنگ کے وقت پر پہونچا یہان لقا سے بختیارک کہہ رہا تھا کہ جلد تدبیر
مراجعت فرمائیے ورنہ قیامت ہوا چاہتی ہی خاتمہ تمام لشکر کا ہی لقا نے کہا کہ مین تقدیر کرتا ہون کوئی
خدا پرست زندہ نہ بچیگا یہ کہہ رہا تھا کہ فرامرز عاد مغربی گھوڑا اڑاکر صفون کو کتراتا ہوا تلوارین مارتا
قریب اُن فیلون کے پہونچا کہ جنپر لقا کا تخت کھنچا ہوا تھا بس اسنے چاہا کہ گھوڑے کو اڑا کر مین لقا
کو تخت پر سے جا کر اٹھا لاؤن اُسوقت ایک لکہ ابر آکر چھایا اور بجلی چمکی ہوا گرم چلی اور قہرمان
بن اژدر نگاہ ظاہر ہوا اور اسنے آتے ہی ایک نارنج سحر کا مارا کہ لشکر اسلام کو گرمی معلوم ہوئی
اور ہوا بڑے زور و شور سے چلی ایسی کہ آندھی مین لوگ اڑے جانے لگے ہر جھونکا ہوا کا ہواے
قوم عاد کا تھا اور ایسا شور تھا کہ طبقہ زمین کا اڑا جاتا تھا یہ ہوا چلتے چلتے تاریکی ہوگئی اُسوقت ہاتھ کو
ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا دنیا تمام کالی تھی اندھیرا پڑا تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ
تاریکی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو لشکر لقا سامنے نہین ہی دروازہ قلعہ عقیق
کوہ بند ہی جب یہ کیفیت دیکھی ناچار ہو کر سب میدان سے پھر آئے اور وہان ہوا سے
سحر لقا کو اندر قلعہ کے لیگئی سب کافرون نے کہا کہ ہم مارے جاتے تھے خداوند نے بچا لیا
اِس اثنا مین قہرمان آیا لشکر اسنے اپنا اتروایا باہر قلعہ کے لشکر کی اسکے چھاؤنی پڑی اور یہ سامنے
خداوند کے باغ مینا مین آیا سجدہ کیا نذر دی اور رونے لگا لقا نے تسکین دی اور خلعت
عنایت فرمایا یہ دنگل پر بیٹھا اور کہا کہ مین اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا ہون لقا نے کہا تو میرا نظر کردہ ہی
اور مین تیرے باپ کو روز نوروز زندہ کرونگا قہرمان اٹھکر تخت کے گرد پھرنے لگا اور
سجدہ کیا لقا نے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اور ساقی نے اُسکو جام مے ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ اُسکا
بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت بختیارک نے کہا کہ ای قہرمان جو کوئی یہان آتا ہی وہ
پہلے ایسی ہی باتین بناتا ہی پھر آخر مارا جاتا ہی دیکھو اژدر نگاہ بھی کیسے جوان خوبصورت تھے اور
بڑے زبردست تھے بڑی رسوائی سے مارے گئے اور مسلمانون کی پشتم گندہ نہ کر سکے
مسلمان بڑے زبردست ہین اور امیر مالک باطل السحر ہین تم برا نہ ماننا مین تمھارے باپ کو
ابھی نہین بناتا ہون مگر حال کہتا ہون قہرمان نے کہا ملک جی تمھین قارورے مین بھی بھاری

نظر آتے ہین تم دیکھنا مین ان مسلمانون کو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہون انھین باتون مین وہ
دن تمام ہوا اور کواکب فلک راہ کہکشان پر روانہ ہوے اور عروج ماہ آسمان پر چمکا نظم

اڑا ہے آج رنگ چہرۂ شام | قمر ہے مثل شمس اُلٹا ہوا جام | اداسی کچھ ہے چھائی چاندنی پر
نہین ہے بے سبب یہ مہ مکدر | سر شام بحکم قہرمان طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے خدمت

امیر مین آئے اور دعا دیکر خبر نواختن طبل جنگ عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی نظم

بفرمود تا کوس روئین ونائے | بیا زند در پیش پردہ سرائے | برآمد زدر نالہ کرہ نائے
سراسر بجنبید لشکر زجائے | اب تیاری آلات حرب وضرب لشکرون مین شروع ہوئی

اس طرف لقا بھی مع لشکر کے فوج قہرمان مین جو باہر قلعہ کے اُتری ہوئی تھی آیا اور خیمے
وبارگاہ مین برپا کرائے اس طرف بھی تیاری ہتھیارون کے صفائی کی شروع ہوئی اُس وقت
وہ آراستہ فوج تھی گویا بحر شجاعت وظفر کی موج تھی بہادران نامی جنہین شجاعت کی تمامی فلک پر
علم افراختہ مریخ بر تیغ آختہ جنکے خوف سے آشوب زمین مین سمایا ہوا فتنہ کا ہاتھ آستین مین آیا ہوا
خنجر ہر ایک بجلی سے زیادہ تیز تلوار ہر ایک خونریز تیر جو طعن پر آئے تو سنان مہرۂ پشت کے پار اُتر
جائے دشمن اگر تلوار کے مُنھ پر آئے تو مُنھ کی کھائے اُس فوج مین نیزون نے پاے شجاعت
گاڑ دیے کمانین چلا چلا کر ٹیڑھی سُنانے لگین چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ
طائر شب نے آشیانہ وہر سے پرواز کی اور طاؤس زرین بال خورشید نے کاشانہ مشرق سے

پروبال نکالے اشعار

مزاج شمع مین سردی جو آئی | کہ مرغان سحر ہر سو سے چہکے | اُٹھے بستر سے سب اللہ کہکر
تو پروانون کی گرمی پھر نہ پائی | شب رخصت طلب سرعت کماکر
پھبی مثل سرور آنکھون مین آکر | بصبحدم امیر کشور گیر مسجد کبریا مین سے جلوخانۂ بادشاہی مین آئے

بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا سب سرداروں کا مجرا اسلام لیتے بادشاہ
جانب جنگاہ چلے اشعار

خروشیدن زنگ وہندی درائے | سپہبد سوی جنگ بنہاد روے | یکے ساختہ لشکر جنگ جوے
برآمد زدہلیز پردہ سرائے | ہزاران ہزبر و دلیران کار
چو شیران جنگی گہ کارزار | دران دشت برخاست آواز کوس | ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

به پیش سپه اندرون پیل و شیر | پس زنده پیلان پیلان دلیر
ز گرد سواران هوا بست میغ | چو برق درخشنده پولاد تیغ

جب یہ میدان مین پہونچے اُس طرف سے لقا فوج و لشکر لیکر میدان مین آیا اور لشکر نے پرا جمایا زمین ہموار ہوئی نقیبون نے نقابت کرکے دل بہادرون کے بڑھائے کڑکیت کڑکا کہکر کنارے ہوئے اُس وقت قہرمان نیچہ سحر کا آگے رکھے ہوئے منقل آتشین تخت پر رکھے اور اُسی تخت پر آپ سوار مالے موتیون کے گلے مین ڈالے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے قارن بلند کمان بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک اژدہا آتش فشان پیدا ہوا اور اُسپر ایک پتلہ تیغ کا سوار سامنے قارن بلند کمان کے آیا اور قارن کو اُس نے للکارا قارن نے تلوار کھینچکر اُسپر جا پڑا وہ پتلہ اژدر کو اپنے پھیر کر سمت صحرا روانہ ہوا قارن بھی اُسکے پیچھے چلا یہانتک کہ صحرا مین دونون جاکر غائب ہو گئے پھر اُدھر سے اور ایک سردار فرامرز عاد مغربی نکلا اسکو بھی وہ پتلہ آکر اسی طرح لیگیا اُسوقت تو امیر کو تاب نہ رہی تلوار کھینچکر چلے اُس طرف سے فوج لقا اور قہرمان کی چلی آپسمین جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی اور یہ ہوا کہ تیغون کے جھنکاڑے سے چرخ پیر بھی لرزنے لگا نظم

ہوا را تو گفتی ہمی برفروخت | چو الماس روئے زمین بالشیوت | بمغز اندرون بانگ پولاد خاست
با بر اندرون آتش و باد خاست | دو لشکر بہم باشده سخت کوش | بگردون در افتاد بانگ خروش
زخون روئے صحرا چو جوئے روان | ز بانگ سواران جہان پر فغان | دران کین و آشوب دار و بکش
نہ با اسپ و زور نہ با مرد ہش | بکشتند از ایشان دہ و دو ہزار | ہمین دود آتش بر آمد چو قار
ہمہ روئے دریا شدہ قیرگون | ہمہ روئے صحرا شدہ رود خون

غرض تلوار خوب چلی آخر قریب شام قہرمان طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا امیر بھی پھر کر اپنے لشکر مین آئے دلاورون نے کمر کھولی آسودہ ہوئے اور اُس طرف قارن اور فرامرز کو جو وہ پتلہ اژدر سوار لیگیا یہ جب جنگل مین پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ وہ پتلہ نگاہ سے غائب ہو گیا یہ بھی مایوس ہو کر وہان سے پھرے شاید یہان جنگ مغلوبہ جو ہوئی اس وجہ سے وہ پتلہ غائب ہو گیا الحاصل یہ بھی دونون لشکر مین آئے امیر انکو دیکھکر شاد کام ہوئے مگر اب اور کیفیت سنیے کہ غضنفر بن اسد صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک پتلہ اژدر سوار درۂ کوہ مین گیا ہے غضنفر یہ دیکھکر اُسکی

تلاش مین روانہ ہوا لیکن وہ کہین اژدر سوار ٹھہرا نہین دور اسکو جاتے دکھائی دیا ناچار انھون نے
گھوڑے کو تو چراگاہ مین چھوڑا اور آپ ٹھہر گئے کہ کوئی انسان یا پریزاد آئے تو پوچھون کہ یہ مقام
کون ہے اور یہ اژدر سوار کون ہے کہ اتنے مین ایک درخت پر دو جانور عجیب و غریب اس طرح
کے آکر بیٹھے کہ ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اور وہ باتین کرنے لگے کہ اے بھائی ہمکو اس مقام پر بہت
مدت مدید رہتے گزری مگر ہمنے کسی مسافر کو نہین دیکھا یہ جوان نہین معلوم کہان سے آیا ہے اب
اسکی زندگی نہین معلوم ہوتی ہان شاید کوئی دوست اسکا ملجائے تو جان اسکی بچے ورنہ
اس طلسم سے اسکا نکلنا دشوار ہے اور یہان ابھی تو پہر دن چڑھا ہے کچھ عرصہ مین ایک عقاب
تیز پرواز آئیگا اور اسکو اپنی منقار مین پکڑ کر لیجائیگا اور اسکو ایک باغ مین لیجاکر قید کرنا چاہیگا اگر یہ
اسکو خنجرماریگا تو ہاتھ پاؤن اسکے بیکار ہوجائینگے یہ اسکو خنجر نہ ماریگا اسے چاہیے کہ ہمارے
کہنے پر عمل کرے یعنی جسوقت وہ عقاب اسکو اندر باغ کے لیجائے اور قریب
بارہ دری کے چھوڑے تو یہ چپکا بیٹھا رہے اور جب وہ رسی لینے کو ساحر کی صورت بنکے اندر
بارہ دری کے جائے تو یہ ہر سمت کو باغ کے نگاہ کرے ایک درخت قریب اس بارہ دری کے
اکیلا لگا ہوگا کہ اسکے قریب کوئی درخت نہوگا پس یہ اس درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہوجائے
وہ عقاب رسی لیکر جو آئیگا تو اس ماہرے کو دیکھکر خوش ہوگا اور رسی سے اسکو اس درخت
مین باندھے گا اور آپ چلا جائیگا بعد اسکے جو کچھ ہونا ہوگا وہ یہ خود دیکھ لیگا ہمارے کہنے کی کیا
احتیاج ہے اگر اس طرح اسنے عمل کیا تو اچھا رہیگا اور اسکے حق مین بہتر ہوگا ورنہ کام تمام ہے
یہ کہکر جانورون نے کہا کہ بھائی چلو ایسا نہو کہ عقاب آجائے اور ہمین ندامت ہو بس وہ
جانور اُڑ گئے اور غضنفر وہان سے آگے بڑھا اور دل مین کہتا تھا یہ عجب مقام ہے کہ
یہان کے جانور بھی بولتے ہین فی الجملہ جب یہ کچھ دور گیا وہ عقاب تیز پرواز پیدا ہوا اور
اسکو پنجہ مین داب کر اڑا اور باغ مین لا اسنے اس باغ کو دیکھا کہ نہایت ہی آراستہ ہے درخت
پھولون سے لدے ہین مثل معشوقون کے پھولون کا گہنا پہنے ہین ہوائے سرد کے جھونکے آتے ہین اشعار

ہر برگ پہ پس یہی رقم ہے
نظارہ ہے بسمل چمن زار

باد سحری مسیح دم ہے
پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا

کیا آنکھیں ہون فیضیاب دہ آ
گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا

ہوں لوٹ خطا سے اک قلم بالک | میخوار جو پائیں سایۂ تاک | اشجار کی کس قدر ہے کثرت
ہر نخل چمن ہے خوان نعمت

وہ عقاب غضنفر کو بارہ دری کے قریب چھوڑ کر رسی لینے گیا یہ جب کمنے اُن جانوروں کے ہر طرف دیکھنے لگا دیکھا تو واقعی ایک درخت قریب بارہ دری کے اکیلا لگا ہے یہ اُٹھ کے درخت کی آڑ میں کھڑا ہو گیا اب عقاب نے آکر جو درخت کے پاس انکو دیکھا بہت خوش ہوا اور اُسی رسی کو گھما کر جو مارا تو خود بخود پاؤں انکے بندھ گئے وہ درخت شمشاد کا ہے وہ عقاب تو انکو باندھکر چلا گیا اور اِنھوں نے چاہا کہ میں زور کرکے چھوٹوں کھل نہ سکے آخر آبدیدہ ہوئے بصد عجز و انکسار درگاہ پروردگار میں اِنھوں نے دعا کی کہ اے سرسبز فرمانے باغ ہستی و تازگی بخش گلشن حیات مجکو رہائی دیکر نہال فرما یہ دعا اِنکی گلشن قدرت میں سرسبز ہوئی اِنھوں نے دیکھا کہ درخت کی ٹہنی پر لکھا ہے کہ جو کوئی قید سحر میں گرفتار ہو اِس دعا کو پڑھے رہا ہو جائیگا اِنھوں نے بصحت الفاظ و اعراب اُس دعا کو پڑھا اُسی وقت ہاتھ اِنکے رسن سحر سے کھل گئے بس یہ وہاں سے اُٹھ کر بارہ دری میں آئے دیکھا تو بہت آراستہ ہے ابیات

دالان کے در ہیں خلد کے باب | مانند ہلال در کے محراب | ہر جا پہ لگی ہے مسند زر
تکیے ہیں دھرے ہوے برابر | پتھر کے مکان وہ چشم بد دور | فرہاد ہے جسمیں ایک مزدور
ہے نقش و نگار سے وہ گلزار | مانی بھی جہاں ہے نقش دیوار

غضنفر وہاں کی سیر کرکے نز... باغ کی آئے اور وضو کر کے دوگانہ نماز کا پڑھا اور شکر خدا بجالائے پھر باغ کا میوہ کھایا اور آگے بڑھے لیکن دروازہ اُس باغ کا نہ ملا ناچار یہ ایک درخت پر چڑھ کے دیوار باغ پر پہونچے اور اُس طرف کو دپڑے چوٹ ذرا بھی نہ لگی یہ وہاں سے چلے دیکھا تو آگے بڑھ کر انکا گھوڑا بھی چر رہا ہے وہ انکو ملا یہ اُس پر سوار ہوے اور چلے یہاں تک کہ راستہ طے کرتے ہوئے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اِنکے پاس تیغۂ سحر اور انگشتر مہروفا اور اسپ بادخور ہے غرض اِنھوں نے اُس پہاڑ کے قریب ایک گوزن کو آتے دیکھا تیر کمان میں رکھکر جو مارا وہ گوزن تو چرنے میں مشغول تھا تیر اُسکو توڑ گیا وہ گوزن ہلاک ہوا اور آواز آئی کہ مارا گوزن جادو کو اب یہ حیران ہوے کہ میں نے گوزن کو مارا اور وہ ساحر نکلا یہ عجب طرح کا تماشا ہوا اسی حیرت میں کھڑے تھے کہ ایک برق تڑپ کر گری انکو اور اِنکے گھوڑے کو لپیٹ کے اڑا لے گئی

اور اُسنے ایک پہاڑ پر لیجاکر اُنکو اُتارا یہ اُس بجلی کی چمک سے اور اُڑکر آنے سے بیہوش ہو گئے تھے
اور یہ برق ساحرہ ہی کہ نام اسکا دراز چشم جادو ہی بس اُسنے تیغہ اور انگوٹھی اُس بیہوشی مین
لے لی اور ہوشیار کرکے اِن سے کہا کہ او موئے تو نے میرے خاوند کو مارا اب تجھے مین زندہ
نچھوڑونگی غضنفر نے یہ سُنکر چاہا کہ مین اس ساحرہ پر حملہ کرون لیکن دست و پا قابو مین نتھے
تا چار دعا کرنے لگا اُسوقت روے ہوا پر غلغلہ شور و غل کا ہوا اور دیکھا تو ملکہ شمشاد قامت جادو
ایک تخت پر سوار گرد اُسکے ساحرون کی قطار تاج سر پر رکھے پنجہ ہاتھ مین لیے جاتی ہے
اُسنے جو غضنفر کو دیکھا اپنے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور اُس جوان کو لے آؤ اُن ساحرون
مین سے ایک ساحر مکارہ جادو نام اُس نے جاکر عرض کیا کہ مین جاکر لاتا ہون
ملکہ شمشاد قامت نے کہا کہ اچھا جاؤ اور اگر یہ ساحرہ تجھ سے کچھ بولے تو مارنا اُسکو
مکار یہ سُنکر وہان سے روانہ ہوا اور اُسنے آکر شہر اوسے کی کمر مین پنجہ دبا اور لیکر اُڑا
دراز چشم بھی اُسکے ساتھ اُٹھی یہ بسبب تیغے اور انگوٹھی کے اُڑ نہ سکی تیغہ اور انگوٹھی
اُسنے وہین رکھ دی اور آپ اُڑکر مکار کے پاس آئی اور ایک پنجہ سحر کا مارا کہ مکار کے زخم
لگا مکار نے بھی ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دراز چشم کے دو ٹکڑے ہو گئے اب تو شمشاد
بھی اپنا تخت زمین پر اُتار لائی اور غضنفر کو سامنے بُلا کے اُسنے پوچھا کہ تمہارا مکان کہان ہی
اور کیا دین اور آئین تمہارا ہے غضنفر نے فرمایا الحمد للہ مین مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھا
ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا ہم تمہارے گھر بھیجدینگے کیونکہ افراسیاب دشمن
ہو رہا ہے کہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر تمکو گزند پہونچائے مگر اس شرط سے کہ جو تم طلسم کشا
اور صاحبقران کے عزیزدار ہو یہ کہکر سارا حال قید بران اور اسد کا آنا ملکہ مہجبین کا
عاشق ہونا شمشاد قد نے بیان کیا غضنفر نے کہا کہ اے شمشاد قد تم منتی ہوکر
صاحبقران کے عزیز تم ہو مین تو بیٹا ہون اسد کا کہ جو طلسم کشا ہے اور
حمزہ صاحبقران میرے نانا ہین مین افراسیاب کو قتل کرونگا اور اُسکی کیا مجال ہی
کہ وہ مجھے بہ نگاہ کج دیکھ سکے شمشاد نے کہا کہ اگر تم فرزند شاہزادہ اسد ہو تو مین تمکو قید
کرونگی یہ کہکر اپنے دل مین سوچی کہ اے شمشاد ایسا نہو کہ یہ کچھ فتور کرے اُسنے ایک

قفس آہنی منگوایا اور اُسمین اُس ہماے اوج صاحبقرانی کو بند کیا اور روے ہوا پر لٹکا د
اُنھون نے ہرچند چاہا کہ ہین پتلیون کو توڑون مگر ٹوٹ نہ سکین اُسوقت یہ پکارے ملولف
گرتوانائی مین ہوتین اپنے لبس کی تیلیان ٭ توڑکر پرواز کرتے ہم قفس کی تیلیان ٭ آخر یہ
بیقرار اور بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ اے خلاق زمین و آسمان و جان بخش ہر جان تو مجکو اس

قفس سے رہائی عطا فرما اشعار ‖ یارب ہے کریم نام تیرا ‖ خالق ہے رحیم نام
کیا بات ہے جو کرم کرے تو ‖ ملجائے ابھی رہائی مجکو ‖ یہ تو یہان دعا کر رہا ہے اور ملکہ

شمشاد شمس کوہ کی حاکم ملکہ شمشیر جادو کے پاس گئی اور اُس سے بیان کیا کہ مین نے
غضنفر بن اسد کو گرفتار کرکے ایک قفس آہنی مین بند کیا ہے اور قفس ہوا پر لٹکا دیا ہے یہ کہ
وہان کچھ دیر بیٹھی دو چار جام شراب کے پیے پھر وہان سے اپنے مکان پر آئی اور ایک نامہ افراسیا
بگرفتاری شہزادہ غضنفر لکھا اور یہ بھی لکھا کہ آپ جیسا کچھ اُسکی نسبت فرمائین وہ کیا جا
یہ نامہ تو ایک ساحر کو دیکر جانب افراسیاب روانہ کیا اور آپ مشغول عیش و نشاط ہو
لیکن ملکہ شمسہ تاجدار کی ایک دختر ہے فلک خوبی کی اختر ہے اُسنے جو حال گرفتاری
غضنفر سُنا تو مشتاق دید ہوئی اور وہان سے آکر اس نے غضنفر کو قفس مین بند دیکھ
پلٹ کر اپنے مکان پر آئی یہ دختر نہایت حسینہ اور جمیلہ ہے جسکی آنکھون کو ترکتازی آتی ہے
جان اُسکے ادائے دل فریب پر عاشقون کی جاتی ہے زلف بل کھاکے دل عشاق پیچ
لاتی ہے کمر اُسکی راستہ ملک عدم کا بتاتی ہے قد و قامت سے اُسکے قیامت برپا نگاہ ناز آفت
زا پیشانی سے لوگون کو حیرانی مانگ نے ہزارون کے دل مانگ لیے بہتون نے چاک گریبا
کیے چاہ زنخدان اُسکا کنوین جھنکوا تا خنجر تبسم گلوے عاشق پر پھیر جاتا ادائین اُسکی جوہر شمشیر
قضا نگاہ مست خوابی قصر دل عشاق کی بنا چین جبین پُرنور ورق آفتاب رخسار مین شمع
تجلی طور کی تاب چشم بیمار درد دل عاشق کی دوا پنجہ مژگان اُسکا دست شفا آنکھ مین سرمہ کی
تحریر مست کے ہاتھ مین کھنچی ہوئی شمشیر بہت خوش رنگ کہ خندہ زنی پر لعل خون ہوئے

شمشیر تبسم پرداشتہ ہم سنگ سنگ بنے مسدس

دہن تنگ مین تنگی سے نہین جاے سخن ‖ شرم ہے چوز مگر اُس نے چُرایا ہے دہن

بدپچھپائے سے کہین چھپتے ہین ایسے بھی چلن
بات پوشیدہ نہین ہر سندین ظاہر ہین
نار غبغب سیمین یہ اگر جائے خیال
لب انگور مئے گلرنگ کے مانند ہین لال
کوا نچنے کی نہین راہ خدا خیر کرے
سینہ دیکھین کہ رہین اسکے گریبان پہ نظر
حسن کا ہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آؤ
وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
ثمر آتشی نخل سر طور ہین یہ
آشنا آنکھ سے جسم ورزیدہ اگیا ہوجائے

حسن دعوی جو کرے صاف ہو مضمون روشن
ہونٹ دونون تو گواہی کے لیے حاضر ہین
متعجب ہو کہ ہر ماہ باآغوش ہلال
ست و یکھین چہ غبغب کو تو ہون گرم مقال
قرب میخانہ ہے یہ چاہ خدا خیر کرے
اور ابھار اسپر ہے پستان کا غضب بانی شر
ہین بھی حاضر ہون تمھین نور کا دعوی ہے اگر
سینہ کو بلی سر میدان پہ چوگان آؤ
کہتے ہین شمس و قمر قمقمۂ نور ہین یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہین یہ
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہوجائے

بس وہ دختر اپنی مان کے پاس آئی مگر غمگین صورت بنائے تھی سمجھی کہ راز میرا افشا ہو جائیگا وہان سے یہ اپنے باغ مین آئی بلبل شوریدہ نے اور زیادہ شوریدہ سری بڑہائی یہ گل انار کو دیکھکر نار ہجر مین جلنے لگی دل کو بیکلی ہوئی بسان فاختہ کو کو کرتی تھی نہین نہین کی اوکہ او کہتی تھی درد فرقت سے بھین لب پہ تیون و سیین چشمۂ چشم آنکھون سے جاری اب بہ نہایت بیقراری گل اسکو سب خار نظر آتے تھے غنچے منہ چڑھاتے تھے نخل ہر ایک نخل ماتم بنا تھا لالہ وار داغ دیتا تھا اشعار

موج اندوہ و غم کی بھرآئی تھی
پہاڑ سے کھاتا تھا اب پلنگ آہ
ہر شکن موج سے تھی افزون تر
بوجھ تھی جسم زار پر پوشاک
آنکھون سے نیند کو اڑائی تھی

آہ کو عرش تک رسائی تھی
چھت کے قلابے تھے تنگ آئے
تن بدن کی خبر نہ تھی اسکو
شکل دامن ہوا گریبان چاک
حلقۂ چشم حلقۂ گرداب

ہجر سے دل پہ کیا گذرتی تھی
اشکون نے گو متی بہائی تھی
پاٹ دریا کا بن گیا بستر
شام سے بڑھکے تھی سحر اسکو
بیکلی دل کو جب ستاتی تھی
پردۂ چشم پر تھی چادر آب

یہ بیقراری اور بیتابی ملکہ کے دل کی اسکی وزیرزادی نے دیکھی لیکن فرط ادب سے کچھ نہ کہتی

اور اُدھر ملکہ قمر طلعت دل مین اپنے سوچی کہ اے قمر طلعت یہ شہزادہ افراسیاب کا
دشمن کا بیٹا ہے اس سے دل لگانا جان آفت مین پھنسانا نہ چاہیے لیکن حضرت عشق کی اُسپر
عنایت تھی یہ کب رُکتی بیتاب اور بیقرار ہوکر پکارہی کہ افسوس صد افسوس **بیت**
کہون کیا تجھسے اے ہمدم بڑا ہے ہاے پچھتانا * دل اُسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا
غرض عشق مین خواب وخور حرام ہوا دل ناکام مبتلاے صد آلام ہوا اور کہا کہ مین دین خدا
پرستی اختیار کرتی ہون اس عرصہ مین اُسکی اَنّا کو کاہے **یاسمن جادو** نام اُسنے حال ملکہ کا
زبون دیکھکر بہ کمال اصرار پوچھا کہ اے ملکہ یہ تمہارا کیا حال ہوا اسوقت ملکہ اپنا دل نازک
رکھتی تھی رونے لگی اور کہا دوہا کاکون کاسے کہون کہون سو کو بیتیا ہے * گونگے کا سا سپنا کر
سمجھ سمجھ پچھتاے **بیت** کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی * رگ رگمین نیش غم ہے کہیے کہان کہان کی
اسے **یاسمن** جادو مین شہزادہ **غضنفر** پر عاشق ہون اُسوقت **یاسمن** نے کہا کہ میری مادر
اگر چاہین تو مطلب آپ کا حاصل ہوجائے یہ کہہ رہی تھی کہ توسن جادو انا بھی اُسکی آئی **یاسمن** نے
اپنی مان یعنی **توسن** سے حال ملکہ کے عشق کا **غضنفر** سے بیان کیا اور کہا وہ تسپے مارے
شرم کے نہین کہتی ہین **توسن** یہ کلمہ سُنکے خوش ہوگئی کہ اللہ ملکہ کو میرا ایسا پاس ہے کہ جان دینا
قبول ہے اور مجھسے کہنا منظور نہین غرض یہ ملکہ کے پاس آئی اور تسکین دی کہ مین تمہارا کام
سر آنکھون سے کردون گی ملکہ نے کہا مین تمکو اپنی مان سمجھتی ہون اور یہ کہکر رونے لگی **توسن** بیقرار
ہوئی غرض سمجھی کہ **شمشاد** میرا سر مونڈ ڈالیگی اگر اُسکو مین یار سے ملا دونگی ملکہ اور **یاسمن**
انا کے قدمون پر گرین اور اُسکو راضی کیا اُسنے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر مکان پر اپنے آئی اور
یاسمن کو بلوا کے اس سے کہا کہ اب مین اس بارہ مین کیا تدبیر کرون اُسنے کہا کہ تم طلسم کشا کے
فرزند کی رفاقت کرو کس لیے کہ طلسم کا فتح ہونا ضرور ہے **قمر طلعت** اور **غضنفر** ایک جا ضرور
ہونگے باہنان طلسم لکھ گئے ہین **توسن** نے کتاب جمشیدی دیکھی اُسمین بھی یہی نکلا
کہ رفاقت طلسم کشا کی کرنا اچھی ہے **یاسمن** سے انا نے کہا کہ تو جاکر ملکہ کو مژدہ دے مین جاکر آتی
ہون **یاسمن** گئی اور اُسنے جاکر ملکہ کو خوشخبری یہ پہونچائی اور **توسن** ایک طائر تیز پرواز کی صورت
بنکے اُڑی اور لمحہ بھر مین سناٹا مار کر کوہ شمشاد پر پہونچی اور پوشیدہ ہوئی اور صورت انسان بنی اسلیے

کہ کوئی نگہبان نہ گیا اس نے سحر ایسا پڑھا کہ وہ سب نگہبان ہوا سے سحر کے چلنے سے بیہوش ہو گئے
بس اسنے قریب قفس پہونچکر چاہا کہ اسکا اُٹھائے وہ نہ اُٹھا اسنے ایک ماش کا دانہ مارا مگر وہ دانہ ماش کا
نکال گیا اور غضنفر نے جو اسے دیکھا تو حیران ہوا کہ یہ ساحرہ کہان سے آئی ہے لیکن تو سن نے کہا
کہ آپ خوف نہ کھائیے خدا نے آپ پر فضل کیا مین آپ کو چھڑانے آئی ہون یہ کہکر ایک ایک نشتر
اپنے جوڑے سے نکال کر اسنے پنجرے کی تیلیون پر مارا کہ وہ کٹ گئین اسنے غضنفر کو نکال لیا اور تخت
سحر پر بٹھا کے چلی اور پاس ملکہ کے شمس کدہ مین آئی اور باغ مین غضنفر کو لائی باغ اُنھون نے
بہت ہرا بھرا دیکھا کہ عروس چمن پھولون کا گہنا پہنے ہے ہر طرف نسیم مشکبیز فرح افزا لانی ہے

نہال سبز مرغان نوا سنج
زمرد گون مطلا جا بجا فرش
کہین گلہائے خود رو رنگ رنگ
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
سنور صورت خورشید اطراف
لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

بہار چشمہ لبریز سیلاب رنج
لگا ہو نکو طراوت جس سے آسمنے
کہین کچھ اور ہی صورت سے ٹھنگ
بڑھا جب اور دیکھا قصر عالی
مصفا فرش جیسے روئے شفاف

زمین پر سبزہ نو خیز کا فرش
دل بیتاب کیفیت اُٹھائے
کوئی گل خندہ زن تھا صورت یار
لگرداب بشر سے صاف خالی
مسہری پر اودھ بچھے خوب براق

اور دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہنستی مسکراتی ہوئی کمر کوسے کا عالم
دکھاتی ہوئی اسطرف آتی ہے شہزادے نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ اشعار

رہے قربان جسکے جان جو پیارے
یہ لب وہ جن پہ صدقے ہر گل تر
اترین گھر دل مین ایسے تیر مژگان

ہین صدقے قمر واہ کیا آنکھیں ہین قربان
فدا دندان پہ لاکھون بار گوہر
نہ کیونکر قتل عاشق کا سبب ہو

زیادہ حسن کا ہو نور پیارے
انھیں کا سیکڑون دل پر ہے احسان
وہ عارض مہر تابان جن پہ قربان
نہ جب اسکی نظر سو سو غضب ہو

شاہزادی نے جو یہ صدا اشعار پڑھنے کی سُنی شاہزادے کو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو ایک جوان رعنا باغ حسن کا

گل چمن عاشقی مین بلبل مسدس

ابروؤن مین جو بل آئے تو نصیب اعدا
کوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہے حیا
شیر سے بھی نہین اللہ جھپکتی ہے پلک
خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان

قوس کا تیغ ہلال آکے اُتارے چلا
آنکھ جس بت پہ پڑی اُسکو مسخر ہی کیا
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک
چاند سے چہرے پہ اس خط کے تھا سبزی کا گمان

حسن خط نور سے چہرے پہ عیان راجہ بیان — مصحف رو پہ ہر خط شانِ نزولِ قرآن
خط سے پہلے تو دل حور پھسلتے دیکھا — آج پروانہ ہے پریون کا بجا طغرا

ملکہ قمر طلعت غضنفر کو دیکھکر بیہوش ہوگئی کنیزون نے جلد جلد گلاب چھڑکا کہ ملکہ کو ہوش آیا اور اپنے شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری مین لائی مسند پر بٹھایا اور آپ پہلو مین بیٹھی کشتی شراب کی اپنے آگے کھینچکر جام شراب سے بھر کر شہزادے کو پنجۂ نگارین خوشنما پر رکھ کے دیا شہزادے نے فرمایا کہ ای ملکہ جب تک تم مسلمان نہوگی یہ شراب ہمپر حرام ہے ملکہ نے شہزادے کی خوشی کے لیے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا شہزادہ غضنفر بہت خوش ہوا پھر ملکہ کو گلے سے لگایا بوسہ لب شیرین کا لیا اور وہ جام مے ارغوانی لیکر پیا اب تو دور جام بے دغدغہ نیرنگی ایام چل نکلا اسمین وہ زمانہ آیا کہ دن مائل پرواز ہوا اور شب عشرت نے منھ دکھایا نظم

نکہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب — نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب — خواصون نے کیا پھر قصر روشن
ہوا صحن زمین پر نور دامن — کنول جھاڑ اپنے موقع پر لگائے — فروغ شمع سے پروانے آئے

شام کو حکم ہوا کہ رقاصان مہر طلعت آکر حاضر ہوئے سامنے ناچ ہونے لگا گانیون نے اس غزل کو بصد حسن و ادا گایا غزل

کہون کیا جو گذرتے مین ہجر مین صدمے الم میرے دل کی کسیکو خبر نہین — مرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا اسے حال پہ میرے نظر نہین
نہ تو آئی ہے نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون — شب ہجر کی کس سے درازی کہون اسی شب کی تو ہوتی سحر نہین
مین جہان سے کے چمن کو جو دیکھا نہین قابل سیر یہان کی ہوا — جہان کل گل سرو سہی تھا بپا وہان دیکھو تو آج قمری نہین
ہے الم سے ہوس ترا حال ہون عبث تجھے دعوی عشق و جنون — شب ہجر مین کیسا تو رویا تھا خون ترا دامن جیب تو تر ہی نہین

غرض صحبت بادہ نوشی برپا ہوئی اور شب بھر اختلاط اور گرمجوشی رہی کبھی یہ باہر بارہ دری کے آکر روش گلشن پر ٹہلتی تھی اور کبھی بالاے بام جاکر یہ ماہ تمام ماہتاب کو دیکھتی تھی اور پھر بارہ دری مین آکر جام عیش و نشاط پیتی تھی اسی طرح سے وہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عارض شب پر غازہ سحر مشاطۂ دہر نے ملا اور دستار زرین کو نوشاہ روز کے سر پر سجاکر اشعار

رہا گل کی طرح یہ حرج کا ڈھنگ — ہوا مہتاب پھر مغرب مین روپوش — عروس شب کا بالکل فق ہوا رنگ
کھلے غنچے جو تھے اس جا پہ خاموش

صبحکو شہزادہ غضنفر اٹھکر نماز سحر بجالاے اور پھر صحبت مین پاس ملکہ کے بیٹھے ناچ گانا

شروع ہوا خاصہ تناول فرمایا لیکن اب حال شمشاد قد کا سنیے کہ صبح کو دربان ہوشیار ہو کر کھانا و
پانی لیے ہوے غضنفر کے لیے آئے قفس کو ٹوٹا پایا قیدی کا کہین نشان نہ دیکھا بہت حیران
ہوئے نہایت پریشان ہوگئے اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگے آخر ملکہ شمشاد قد سے جا کر کہا کہ کوئی
قیدی کو لے گیا وہ ان دربانون پر بہت خفا ہوئی غرض عتاب اور خطاب اور جرمانہ کر کے حکم دیا
کہ جلد اُسے ڈھونڈھو کس لیے کہ مین عرضی اُسکے قید ہونے کی افراسیاب کو لکھ چکی ہون
ساحر ہر طرف ڈھونڈھنے لگے اور ملکہ شمسہ کو بھی خبر پہونچی اسنے بھی ڈھونڈھوانا شروع کیا
اور اس سے سب نے کہا کہ کوئی مہرخ کے یہان کا ساحر یہان آگیا ہوگا وہ شہزادے کو لیگیا
علاوہ اُنکے مالک کا بیٹا ہی مہرخ کو یہ کب گوارا ہوگا کہ شہزادہ غضنفر قید رہے اب کیفیت
سنیے کہ ایک روز شہزادہ غضنفر کے دل مین آئی کہ بالاے بام چاندنی چلکر دیکھین بس اس نے
دن ہی سے وہان بچھونا کرایا اور بزم عیش کو ترتیب دیا بشمشعہ بیاد شراب انجم و شمع
مہتابی پہ شام سے ہوے جمع + ہنوز اچھی طرح فرصت نہونے پائی تھی کہ ایک ساحر غدار شہار
جادو نام ملازم ملکہ شمسہ تاجدار یہان آیا اور انکو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوے بالاے بام دیکھا بس
بس ہنسا اور پکارا بیت یار در خانہ و من گرد جہان میگردم * آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم
یہ کہتا ہوا وہان سے خدمت ملکہ شمسہ تاجدار مین آیا اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم تقصیر معاف ہو
تو مین کچھ عرض کرون شمسہ نے فرمایا کہ بیان کر تیرے قصور کو مینے معاف کیا اس ساحر نے کہا
کہ مین ابھی ابھی اپنی آنکھ سے دیکھ آیا ہون کہ شہزادہ غضنفر ملکہ قمر طلعت کو لیے ہوئے کوٹھے پر
اُنکے باغ کے بیٹھے ہین بس یہ سُننا تھا کہ شمسہ آگ ہوگئی آتش غضب سینے مین ایسی مشتعل
ہوئی کہ اُسنے دل و جگر کو جلا دیا اُسی غصہ مین بزور سحر یکہ و تنہا باغ مین قمر طلعت کے آئی اور
پوشیدہ ہو رہی اسلیے کہ دیکھون قمر طلعت اور غضنفر مین کیا باتین ہوتی ہین اس عرصہ مین وہ
دن مثل لب تر خشک ہوا اور شاہد خورشید نے منھ اپنا ایوان مغرب مین چھپایا کہ اشعار

ہجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غل دن گیا لو رات آئی	چراغ شمع کے جلوے ہر اک سو
دلون مین گھر کرین مانند جادو	کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز	کہین معشوق نوازی بس خوش آواز
لیا آغوش مین پہلو بدل کر	ہوا عقدہ کشا لیکن سنبھل کر	کبھی لب لب سے لذت آشنا

کبھی کچھ اور جوشش مدعا تھا	کبھی سینے پہ سینے کی رگڑ تھی	کبھی رخصت پہ گھباتی تھی جی کو
کہ شب تھوڑی مزون کو جوش ایسے	بھلا ارمان سب نکلیں گے کیسے	اب زیادہ رات جو گئی تو چاندنی

چھٹکی اور چکور چاند پر دوڑنے لگے نہرون مین فوارے چھوٹتے تھے ہوا سرد جو چلی پانی نہرون کا لہرین لینے لگا پتے درختون کے چاندنی مین چمکتے تھے گل بوٹے ہوئے سرخ سرخ جوبن دکھاتے تھے گل شبو سے بھینی بھینی خوشبو آتی تھی بیلے کی کلیان کھلکر عجب بہار دکھاتی تھین ایسی بہار مین معشوق کے ساتھ کوٹھے پر شہزادہ بوسے لے رہا تھا داد عیش و نشاط دے رہا تھا نظم

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب	شجر کی شاخ مثل دست محبوب	نہال باغ سب نقش افشان
نگاہین دیکھنے والون کی قربان	چمن کے پھول مثل عارض یار	برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
قریب آئے بیلے بوسے دہن کے	مزے دیکھے جو اس رشک چمن کے	گلے ملکر لیے بوسے جو دو چار
ہوئے پیلے نزاکت سے وہ رخسار	ترقی پر طرح کیف آیا	مزا جوش جوانی نے دکھایا
لیے بوسے لب جانان کے حاصل	جدائی سے کبھی تھا مستنزل	دونون شیدا باہم داد عیش

نشاط دے رہے تھے کہ اس اثنا مین قمر طلعت کسی ضرورت سے نیچے کوٹھے کے اتری ملکہ شمسہ تو یہ حال دیکھ رہی تھی بس اسنے اسکو گرفتار کیا اور دو طمانچے اسکے منھ پر مارے اور فرمایا کہ او خام پارہ کواری موئی ٹھنکاری ہتیاری تیرے جیسے تو لگا بھی نہ جیسے اری یہ غضب کیا تونے کہ ابھی پندرہ برس کا توسن اور اسپر یہ حال کہ یار کو لیکر پہلو مین بیٹھی حرمت سب برباد کی غضنفر نے جو یہ حال کھٹے پر سے دیکھا تیغہ پکڑ کر کوٹھے سے نیچے آیا اور آتے ہی اسنے ایک تلوار شمسہ کے لگائی اسوقت توسن نے کہا کہ اے ملکہ شمسہ خدا معلوم کہ یہ مردوا کہان سے آیا ہے ہماری کچھ اسکی واقف نہین ملکہ شمسہ تلوار شہزادے کی کھاکر بیہوش ہوگئی اور توسن نے خیال کیا کہ اسکا رہنا اب یہان اچھا نہین بس یہ سمجھکر اسنے شہزادہ کو جو اٹھا کر پھینکا تو یہ جادو کے زور سے ہوا سے طلسم مین جا کر گرے اور اسطرف شمسہ کی جو آنکھ کھلی تو وہ اٹھکر شہزادے کو ڈھونڈنے لگی لیکن شہزادے کی خبر اس باغ مین ہونے کی سنکر ملکہ شمشاد قامت بھی اسوقت یہان آکر پہونچی اور اسنے شمسہ کو جو ڈھونڈتے ہوئے پایا تو ہنسکر فرمایا کہ اے شمسہ معلوم ہوتا ہے کہ تم غضنفر کی عاشق ہو شمسہ نے کہا فیح دو بار میرے دشمن مدعی واہ بہن تم بھی خوب ہو جو جانتی ہو

کہ اُسپر البتہ تم فریفتہ ہو جب تو اُسکے لیے یہان آئی ہو شمشاد نے کہا جی بیشک آپ کی خجالت میرے سر آنکھون پر الحاصل یہ ڈھونڈھکر یہان سے چلی گئی اور ملکہ قمر طلعت اسکے غم مین مبتلا ہوئی ہوئی ہی رونا اور بلبلانا نازنین کو باغ کی سیر پہ اُٹھانا اور یہ زبان پر لانا **نظم**

مجھے آئینہ منھ لگاتا نہین

یہ حیران کسدن بناتا نہین | گلستان بھی نظرون مین زندان ہے | مجھے شہر آباد ویران ہے
گل ولالہ سے دل مین اک داغ ہے | جہنم سے بڑھکر کہین باغ ہے | مجھے شہر آباد ویران ہے
نظر مین خزان ہے چمن کی بہار | یہان کسکو اب بھوک اور پیاس ہے | ملائے خدا تمسے یہ آس ہے
کیا ہجر نے تیرے غمگین مجھے | نہ کیون تلخ ہو جان شیرین مجھے | یہ تو اِس طرح بلبلاتی ہے خاک

اُڑاتی ہے لیکن وہان حال شہزادہ غضنفر سُنیے کہ یہ جو صحراے طلسم مین جاکر پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہے اور چاندنی دور تک میدان مین چھٹکی ہے کوڑیالا صحرا مین پھولا ہوا ہے فرش سبزہ پر بوٹیان سفید مین چشمے لہرین لے رہے ہین شہزادہ کو کوڑیالا دیکھکر اپنے دل کے داغ یاد آئے اور آنسو بہانے لگا اِس اثنا مین ایک پیر بارتش سفید عباے عنابی پہنے ہوئے اُسکے سامنے آیا شہزادہ نے اُسکو سلام کیا اور باادب تمام کہا کہ ای پیر بہر خدا تو مجکو منزل مقصد پر پہونچا دے اُسنے کہا کہ ای فرزند دوانہ مجھول مین دیو **عنکبوس** ہون تجکو کھانے آیا ہون مگر اب کیا خاک کھاؤنگا تجکو نسیم **جالندری** کے پاس لیے چلتا ہون کہ اسکو مین اُٹھا لایا ہون کس لیے کہ تو اگر کھانا پکالے تو شاید وہ اُسکے نے وہ کھانا نہین کھاتی ہے تجھسے راضی ہوگی تو البتہ کھائیگی یہ کہکر **غضنفر** کو پنجہ مین دباکر ایک باغ مین لایا کہ وہان کے گلون کی یہ کیفیت تھی **اشعار**

کوئی معروف خندہ صورت یار

کوئی مانند عاشق سینہ افگار | کوئی حیران بشکل چشم عشاق | کوئی سر بستہ مثل کار آفاق
نظر معروف تھی ہر دیدہ گل پر | عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر | چمن دیکھا نیا ہر پھول کا رنگ
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ | وہ خوشبو تھی کہ جی لوٹے بشر کا | رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا

غرض دیو **عنکبوس** ملکہ نسیم کے پاس شہزادے کو لایا شہزادے نے جو اسکی صورت زیبا کو دیکھا تیر عشق کھایا یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف گرہ گیر اُسکی دام طائر دل عشاق ہے مانگ سے اُسکی کہکشان صاف ہے پیشانی کو اُسکی دیکھکر جناب موسیٰ لنترانی بھول جائین کمان ابرو سے تیر عاشق دلبر کھائین اِس محراب مین سر پہ سجدہ جھکائین تیر مژگان کا یہ ارادہ کہ ہم سینۂ عاشق توڑین

آنکھین چشم غزال سے چشمک کرین نرگس کو شرمائین اُن آنکھون کے سامنے ہرن چکارہ ہو جائین گل باغ تمنا سامنے اُن گل رخسارون کے مرجھائین آفتاب و ماہ داغی نگینے کہلائین لب نازک خجل پستہ کا پستا عقیق یمن کا دل خون ہوتا دندان کے روبرو گوہر بے آبرو کہلاتا چاہ ذقن مین دل ڈوبتا چھاتیان اپنے عشق مین چھاتی پھٹواتین گول گول نظر آتین

نظم

بلا سے اپنا جان مجسم
کوئی مردہ انداز حیا پر
مشکل تھی وان جائے سخن کی
دونون لب اُسکے لعل بدخشان
خورشید اُسدم ڈوب ہی جائے
دور چشم بد ہے اسکا جیب سے
اُس چہرے سکے ہو نہ مقابل

عیسے کو گر لب دکھلا دے
چشم اُسکی تھی پشت پا پر
کرکے شمیم زلف گذارا
دست حنائی پنجۂ مرجان
پاردلون کے خدنگ مژہ کا
فتنہ سوتا نہین ہے تپ سے
دیکھ اُس رخ کی نور افشانی

لب اُسکے جان بخش عالم
ہرگز اُسکو بات نہ آوے
کچھ مت پوچھو تنگی دہن کی
پھیلادی ہے عنبر سارا
جسدم برقع مُنہ سے اُٹھائے
کاوش کم کم تنگ مژہ کا
ہو ہر چند کہ بدر کامل
شمع مجلس پانی پانی

غرض اس دیو نے نسیم سے کہا کہ اے ملکہ تم اس انسان سیہ سر سفید دندان سے پوچھو کہ تجکو کھانا پکانا آتا ہے غضنفر نے کہا کہ ادیو مین کچھ باورچی تو ہون نہین مین تو بمجبوری یہان چلا آیا ہون نسیم اسکو دیکھکر فریفتہ ہو چکی تھی اُس نے اشارے سے کہا کہ یہ نکہو بلکہ اقرار کرو اور اس دیو سے کہا کہ یہ تیرے ڈر کے مارے نہین اقرار کرتا ہے تو اسے چھوڑ جا مین کام اس سے دم دلاسا دیکر لونگی وہ شہزادے کو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے ان سے اُسوقت سب حال کہا کہ شہر جالندریہ کی مین رہنے والی ہون اور قلابہ چینی اور کبابہ چینی جو ہین وہ میرے باپ اور چچا ہین اور یہ دیو مجکو عاشق ہوکر اُٹھا لایا ہے مین اسکی قید مین ہون واضح ہو کہ شہزادہ غضنفر بسبب انگشتر مہر و ماہ اور تیغہ کے اڑتے ہین ورنہ مثل اپنے باپ کے صاحب طاقت و قوت نہین ہین باپ بھی جبتک نظر کردہ نہوئے تھے کم زور تھے غرض شہزادہ نے ہمت مردانہ باوجود اس کم زوری کے فرمایا کہ انشاء اللہ مین اس دیو لعین کو مارونگا ملکہ نے کہا وہ یون قتل نہوگا مگر اسکے پاس ایک نیمچہ ہے کہ اُسکو نیمچۂ سلیمانی کہتے ہین اور اسکو اسنے دخمۂ جمشید مین پوشیدہ کیا ہے اور وہین کے چشمہ مین وہ اسکو دھوتا ہے اگر وہ نیمچہ تمھین ملتا تو وہ نیمچہ کش ہے تم اسکو مارلوگے

غضنفر نے کہا کہ پھر وہ نیمچہ مجکو چلکر دلا دو ملکہ نے کہا یہان سے تھوڑی دور پر ایک تہ خانہ ہے
اُسکے در پر کئی سو من کا پتھر رکھا ہے پہلے کوئی اُس سنگ گران کو بقوت تمام اُٹھائے پھر زینے
کی راہ سے تہ خانہ مین جائے تو وہان کئی صندوق رکھے ہین مگر دست راست کو جو صندوق ہی
اُسمین جواہر بھرا ہے اور بائین پر جو صندوق ہے اُسمین زرہ آہنی رکھی ہے اور بیچ کے صندوق مین
کئی سو من کا قفل لگا ہے بس اُسکو جو کھولے تو اُسمین نیمچہ رکھا ہے وہ لے لے غضنفر نے کہا کہ مجکو
لے چلو ملکہ نے کہا کہ مین تمکو وہان پہونچائے دیتی ہون لیکن میرا ٹھہرنا وہان مناسب نہین یہ کہکر ملکہ
انکو لیکر اُسی صحرا مین آئی شہزادہ نے دیکھا کہ چار طرف پہاڑ ہین کہ دست اُنکے مثل دہان
اژدر کھلے ہوے ہین اور جھاڑیان بہت دور تک لگی ہین صحرا تمام سنسان جھاڑ جھنکار ہے اور
اُس مقام پر کئی سو من کا ایک پتھر رکھا ہے شہزادے نے اُسکو ایک رسن مین باندھا اور ملکہ
ور اُنھون نے ملکر کھینچا اور دعائی از بسکہ یہ فرزند صاحبقران ہو اور چندان کمزور بھی نہین ہے
بقدرت کارساز عالم وہ پتھر اپنی جگہ سے اُکھڑا شہزادے نے اُسکو دور پھینکا اور ملکہ وہان سے
چلی گئی شہزادہ خوشی خوشی اندر اُس تہ خانہ کے اُترا تو اُسنے دیکھا کہ داہنے طرفکے صندوق مین
جواہر بھرا ہے اور بائین مین زرہ آہنی رکھی ہین اور بیچ کے صندوق مین جو قفل دیا ہوا تھا اُسکو
اُنھون نے توڑا اور اُسکے اندر سے نیمچہ نکالا اور اُسکو کھینچ کر جو دیکھا تو بہت خوش ہوے نظم

اُس تیغ سے جلوہ گر ہین جوہر
کھینچنے مین تھی صاف دامن یار
یاد آئے اگر یہ تیغ شمشیر
تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جاسے

یادامن کہکشان مین اختر
اکدم جو ہو اُس سے صحبت قیس
مانی کو ذرا بوقت تصویر
گردش مین جو روز آسمان ہے

جلنے مین وہ ہے زبان طرار
لیلی سے ہو قطع الفت قیس
اول تو قلم کا سینہ پھٹ جاے
اُس تیغ کے واسطے فسان ہے

شہزادہ غضنفر اُس تیغہ کو دیکھکر ایسا محو ہوا کہ اُسی مقام پر کھڑا رہا اس عرصہ مین دیو عنکبوس
کو یہ خبر پہونچی کہ وہ نیمچہ دشمن کو ملگیا بس وہ آندھی کی طرح سے آیا اور اُسکے آنے سے تمام صحرا
اور پہاڑ تاریک ہوگئے بجلی چمکی رعد گرجا باوجود کہ یہ ہنگامہ ہوا مگر شہزادہ غضنفر کو کچھ خبر نہوئی
اور اُس دیو نے آکر تہ خانہ مین جھانکا تو نیمچہ غضنفر کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوف کھایا اور
اُس خوف کی حالت مین اور تو کچھ نہ بن آیا مگر وہی پتھر اُٹھا کر اُسنے تہ خانہ کے مُنھ پر رکھ دیا اور

بڑے بڑے پتھر اُسکے اوپر رکھکے آپ بیٹھا کہ اندر اِسکے بے آب و دانہ تڑپکر ہلاک ہو جائیگا پس
جب یہ ہلاک ہو جائیگا اُسوقت مین اُٹھونگا غرض یہ تو یہان بیٹھا اور غضنفر قید ہوئے لیکن
حال افراسیاب سُنیے کہ اِسکے پاس عرضی مرسلۂ ملکہ شمشاد پہونچی اُس عرضی کو پڑھکر اُسنے
اہل دربار سے کہا لو صاحبو کوئی بیٹا طلسم کشا کا اِس طلسم مین آیا تھا اُسکو ملکہ شمشاد قامت
نے گرفتار کیا ہے سب نے کہا کہ یہ حضور آپکا اقبال ہے غرض افراسیاب نے عرضی کے
جواب مین نامہ لکھا کہ اے ملکہ شمشاد قامت ہمکو حال گرفتاری غضنفر معلوم ہوا تمکو چاہیے ہے
کہ اُسکو بحفاظت و حراست تمام ہمارے پاس بھیجدو یہ نامہ غدار جادو کو دیا کہ اُسنے سر سے نامہ کو
باندھا اور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل شمشاد قامت کے پاس آیا یہان ملکہ نہین تھی ملازمان
ملکہ نے اُسکو ایک مکان مین اُتارا اور سامان دعوت و ضیافت کیا اُسنے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون
نے کہا قیدی چھوٹ گیا ملکہ اُسکے ڈھونڈھنے کو گئی ہین غدار نے کہا کہ تم اپنی دعوت و
ضیافت رہنے دو مگر ملکہ شمشاد قامت کو بلا دو کیونکہ نامہ افراسیاب کا لیکر آیا ہون
ملازمون نے عذر کیا کہ اے غدار جادو ہم معذور ہین نہایت مجبور ہین جبتک وہ قیدی ملیگا نہین
ملکہ گا آنا غیر ممکن ہم اُنکو کہان بلانے جائین غدار یہ اُنکی باتین سنکر نہایت پریشان ہوا آخر
ناچار ہو کر یہان سے پھر گیا اور مسافت راہ طے کرکے خدمت افراسیاب مین آیا اور اِس سے
کہا کہ ملکہ شمشاد قامت مجکو نہین ملی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھپ رہی بادشاہ یہ باتین سنکر
بہت منغص ہوا اور باغبان قدرت اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تو جاکر ملکہ شمشاد اور ملکہ شمسہ
تاجدار دونون کو پکڑ لانا اور دریافت کرتے آنا کہ وہ قیدی کیا ہوا باغبان وہان سے
تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور باعظم و شان تمام شمشاد کے پاس آیا شمشاد اسکو وہان نہ
ملی یہ وہان سے شمس کوہ پر آیا ملکہ شمسہ تاجدار نے اسکا استقبال کیا اور ایوان شاہی مین لاکر
اِسکو بٹھایا رقاصون کو حکم دیا کہ ناچ سامنے باغبان کے ہونے لگا جلسۂ دعوت رہا بعد اسکے
باغبان نے کہا کہ اے شمسہ تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہے شمسہ نے کہا کہ آپ چلیے ہم اور
شمشاد دونون آتے ہین اور ادھر شمسہ جو پھر کر اپنے مقام پر آئی تو ملازمون نے اُسکے خبر دی کہ باغبان
وزیر بادشاہ کا آیا تھا اور ابھی یقین ہے کہ گیا نہین ہے شمس کوہ پر ہے شمشاد یہ کلام سنکر گھبرائی کہ دیکھا چاہیے

اب افراسیاب کیا کرے اسوجہ سے یہ بھی شمس کوہ پر پاس باغبان قدرت کے آئی اور اُس
سے ملاقات کی باغبان نے کہا کہ اے ملکہ شمشاد شاہ جادوان بہت غضبناک ہے تمکو لازم ہے
کہ جلد اُس قیدی کو حاضر کرو ورنہ تمہاری جانین جائینگی اور کچھ نہ ہوگا ملک و مال سب برباد جائیگا یہ
دونون ان باتون کو سنکر گھبرائین اور کہا کہ ای باغبان وہ قیدی کھو گیا پھر مجبور ہین کیا کرین
بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے وہ سزا دے باغبان سوچا کہ شہزادیان یہ دونون اولوالعزم ہین
اور بے قتل جادوگرنیان ہین کیا ضرورت ہے ان سے فساد کرنا تو چلکر بادشاہ سے کہدے جو کچھ کہ کہتی
ہین بادشاہ جیسا مناسب جانے وہ کرے بس باغبان یہ سوچکر رخصت ہوا اور افراسیاب کی
پاس آکر اسنے سب حال بیان کیا کہ اے بادشاہ یہ دونون شہزادیان مجبور ہین قیدی کھو گیا
ہے اس سبب سے ناچار ہین بادشاہ نے بغضب تمام فرمایا کہ وہ فقرہ دیتی ہین اور یہ کہکر اُسنے سحر پڑھا
کہ ایک ساحر زرد ہشت جادو نام سامنے اسکے آیا اُسکو اسنے حکم دیا کہ اے زرد ہشت تو
فوج لیکر جا اور کوہ شمشاد اور شمس کوہ سے ملکہ شمشاد اور شمسہ دونون کو پکڑ لا زرد ہشت
اُسوقت بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا فوج اسکی باز و چیل وغیرہ بنکر اُڑتی ہوئی چلی راہ
مین لونڈے کبھی بنکر ساحر اُڑتے تھے کبھی آندھی چلاتے تھے آگ برساتے تھے بیرقین
اُڑاتے تھے بجلیان گراتے تھے اسی طرح شعبدہ بازی سحر کی دکھاتے تھے اور چلے جاتے
تھے یہانتک کہ بعد چند عرصہ کے شمشاد کوہ پر زرد ہشت آکر پہونچا اُسوقت شمشاد اور شمسہ نے
خبر سنی کہ بادشاہ جادوان نے فوج بھیجی ہے پس انھون نے باہم مشورہ کیا کہ اب لڑنا مناسب ہے یا
صلح کرنا غرض یہی صلاح ٹھہری کہ لڑنا ہی مناسب ہے پس یہ بھی تیاری کرنے لگین اور شمشاد
کوہ شمس سے کوہ شمشاد پر پہونچی یہان زرد ہشت جادو نے شمشاد کوہ کو ملکہ شمشاد قامت
سے جو خالی پایا تو لڑائی آغاز کی شمشاد کوہ پر ایک قلعہ فلک فرسا بنا ہے اُسپر توپین چڑھا دی گئین
گولہ انداز برق انداز خشت انداز النگ مستعد جنگ ہوئے بہت لبا بر توپ نے لقمہ دہن مین
چھین تکبیر اسکے بردھین سب بدن مین + سحر کی ہوائیان چھوٹنے لگین جسکی وجہ سے ہوائیان
منھ پر اُڑتی تھین اس زمانہ مین ملکہ شمشاد یہان آکر پہونچی اور اُسنے دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا اور فوج
ساحران لیکر آپ ایک طاؤس پر سوار ہو کر باہر نکلی اور مقابل زرد ہشت آئی فوج ساحران نے

صف کارزار آراستہ کی اور شمشاد نے میدان مین آکر زرد ہشت کو للکارا وہ بھی سامنے آیا شمشاد نے ایک ناریل مارا زرد ہشت نے اُسکو اشارہ کیا کہ وہ کٹ گیا پھر ایک اژدہا ماش کے آٹے کا بنا کر شمشاد پر چھوڑا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین چھوڑ کر شمشاد پر جھپٹا شمشاد نے ترسول اُسپر مارا کہ وہ اژدہا پھر ماش کے آٹے کا ہوگیا اور شمشاد نے ایکی ایک ناریل مارا کہ زرد ہشت کی ران زخمی ہوگئی نظم

وہ بندوقون کا چھٹنا ہر طرف بارہ	کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی بارہ	برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
دل عاشق پہ جیون مژگان خونبار	زمین سے آسمان تک کیا کہین یار	دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
ہزارون رہکلا توپ اور شترنال	دو جانب سے لگین چھٹنے جو بالحال	وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
دہان مار سے من کا اُگلنا	کڑک کربان کا آنا وہ اُسدم	گھٹا مین جس طرح بجلی کا عالم
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش	اُڑے سر سے بزنگ طائران ہوش	ہزارون ناریل جادو کے جلتے
ہزارون ہی ترنج اُسجا اُچھلتے	ہزارون ہی پڑی تھین لاشین اُسجا	لگا تھا رقص بسمل کا تماشا

غرض زرد ہشت بھاگ کھڑا ہوا اور شمشاد قد خیمہ و بارگاہ اُسکا لوٹ کر داخل قلعہ ہوئی اور افراسیاب حال زرد ہشت کے لڑنے کا اور زخمی ہوکر بھاگ کھڑے ہونیکا سُنکر کمال رنجیدہ خاطر ہوا اور کہنے لگا کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ جو جاکر شمشاد کا سر لاوے یا اُسکو زندہ پکڑ کے میرے سامنے لاوے اس کلمہ کو سُنکر سرگشت جادو نے ارادہ کیا تھا کہ مین اجازت لیکر جاؤن کہ الکبارگی افراسیاب کو خیال پھر غضنفر کا آگیا بس کتاب جمشیدی سے تو اس کافر کو سب سب حال غضنفر کا معلوم ہو چکا تھا کہ توسن جادو نے اُسکو دامن کوہ مین پھینکدیا ہے اور اب وہ اندر تہ خانے کے ہر دیو عنکبوس نے اُسکو گرفتار کیا ہے اور آپ اوپر دروازے کے بیٹھا ہوا ہے اُسنے کلکال جادو کو حکم دیا وہ بموجب حکم افراسیاب کے غضنفر کے گرفتار کرنے کو چل نکلا اب حال سُنیے وہان کا کہ وہ عنکبوس دیو اوپر دروازے تہ خانہ کے بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا کہ دفعتہً کلکال جادو بھی جاکر پہونچا اُس حرامزادے نے اُسکو جو دیکھا تو نہایت متوحش ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ یہ ساحر اُس مقام پر کس واسطے آیا ہے آخر گھبرا کے کلکال سے پوچھا کہ تم کسواسطے آئے ہو اُسنے کہا کہ غضنفر کے لینے کو بحکم افراسیاب آیا ہون عنکبوس نے کہا وہ اس مقام پر نہین ہے تم کسکو لیجاؤ گے اس کلمہ پر کلکال نے خفا ہوکر کہا کہ دور ہو مردک

تو کہتا کیا ہے ارے وہ تو تہ خانہ مین موجود ہے اور تو ہم سے پوشیدہ کرتا ہے یہ کون حرکت ہے یہ کہکر
طرف تہ خانہ کے چلا کہ دروازے کو کھولکر غضنفر کو نکال لون عنکبوس نے جو یہ رنگ دیکھا تو اسکو
ڈر تو اسبات کا لگا ہوا تھا کہ پاس غضنفر کے پنجہ سحرکش موجود ہے اگر وہ نکلے گا تو مار ہی ڈالیگا
یہ سوچکر عنکبوس لپٹ گیا اور پاس تہ خانے کے جانے دیا آخر ساحر تو دونون تھے ہی لڑائی
ہونے لگی لڑتے لڑتے وار ششمشاد عنکبوس نے ماری اسنے خالی دیکر گرز فولادی سحر کا مارا کہ وہ
عنکبوس کے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑ کر پار نکل گیا عنکبوس چرخ کھا کر گر پڑا اور مرگیا اسوقت
کلکال نے بزور سحر اُس پتھر کو اُٹھا کر آواز دی کہ ارے او قیدی نکل آ مین تجکو پاس افراسیاب
کے لیچلون غضنفر بجمع قلب سے درگاہ خدا مین دست بدعا تھے کہ دفعتہ یہ آواز گوش زد
ہوئی اور روشنی بھی نمایان ہوئی انھون نے روشنی کو دیکھکر دو رکعت نماز شکرانہ
ادا کی اور اسی پنجہ کو ہاتھ مین لیے ہوے باہر تہ خانے کے نکلے تو دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہے
اور وہ دیو زاد مرا ہوا بروے زمین پڑا ہے انکو اسوقت کمال غصہ آیا اور کلکال سے پوچھا کہ
ارے میرے اس شکار کو کسنے قتل کیا ہے کلکال یہ سنکر ہنسا اور اسطرح سے ہمکلام ہوا کہ ارے
او خدا پرست تیرا خیال کدھر ہے مین نے اسکو مارا ہے اور اب تجکو بھی پکڑکر پاس افراسیاب کے
لیجاؤن گا تو سمجھا ہوا اپنے دل مین کیا ہے غضنفر نے اسکے جواب مین یہ کہا کہ تو نے بہت سا جھک
مارا جو اسکو ملا زیادہ گو وہ نکھا دور ہو میرے سامنے سے بھلا تیری یہ مجال ہے کہ جو تو مجکو پکڑکے لیجائیگا
وہ غصہ مین تو بھرا ہوا تھا اور ایک چھڑی اسکے ہاتھ مین تھی اسیکو پکڑ کر واسطے مارنے کے دوڑا اگر
جو نہین قریب انکے آکر پہونچا کہ دونہین انھون نے پنجہ سحرکش کا ہاتھ جو اسکے سر پر مارا تو وہ ساغری
کی راہ سے نکل گیا برابر دو پر کالے اسکے ہوئے اور آواز دار و گیر کی بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
روشنی ظاہر ہوئی تو ملکہ نسیم جالندری کو غضنفر نے دیکھا کہ ایک طرف کو کھڑی ہوئی ہے اور اسنے
جو انکو دیکھا تو آکر تصدق ہوئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای شہریار اب حضور اس مقام پر
زیادہ ٹھہرنیکا ارادہ نکرین مرکب حاضر ہین ایک مرکب کے اوپر سوار ہولین اور یہان سے روانہ
ہو جاوین انھون نے سنکر دو مرکب بہت تیز و چالاک عمدہ ساز اور یراق سے آراستہ و
پیراستہ منگوائے ایک مرکب پر تو ملکہ نسیم جالندری کو سوار کروایا اور دوسرے کے اوپر آپ سوار ہوے

اور سب ملکر چل نکلے تھوڑی دور گئے اور پر جاکر ایک آہو نظر آیا انھون نے اُسکے پیچھے مرکب کو ڈالا اور چاہا کہ
شکار کرون مگر وہ گھوڑے کو دیکھکر جو بھاگا تو برابر دن بھر چلا گیا اور انھون نے بھی اُسکا پیچھا چھوڑا
آخرکو قریب شام وہ تو غائب ہوگیا یہ بھی ناچار ہوکر ہاتھ منھ دھو نے لگے اب انکو تو اس حال
مین چھوڑو اور دو کلمہ داستان دلستان لشکر اسلام کے سنو کہ یہان قہرمان بن
اژدر جادو نے ایک روز کہ جب سامان ضیائے آفتاب پر سیاہی آئی اور جمال شمع پر رونق ہوئی اشعار

قضارا اطاقیں مہر چھپا نہاں تاب | ہوئی غائب نظر سے جس طرح خواب | گھٹا دن صورت احسان کم ظرف
نگاہون سے چھپا ہر دامن حرف | طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے آکر خدمت بادشاہ نامور مین عرض

کیا کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس طرف بھی طبل جنگ بجے اب تو پہر بہادر
دربار سے اُٹھکر اپنے مقام پر آئے ہتھیارون کو صاف کرنے لگے نقیبان جانباز نکل کر پکارے نظم

دم تیغ آج یان طعمہ جنگ ہے | نکل کر کھاے تو شیر نہنگ ہے | چلین تیار مردان نمک خوار
کرین دامان صحرا خون سے گلزار | غرض سامان جنگ آراستہ کر | مسلح ہوکے سب نکلے برابر
بڑھین آگے لڑین تیغ وسنان سے | کریا وین آفرین سارے جہان سے | کرین اب تیغ خون آشام روشن
کہ جسمین انکا لبس ہو نام روشن | یہ کرکے جو نقیبون نے سنائے | جوانون کے لہو نے جوش کھائے

تلوارون پر سب نے قبضہ کیا تیرون نے دشمن کے دل توڑنے کا دعویٰ کیا تیغ ہر اک موج بحر
آتش تھی دشمن خصم سرکش تھی خنجر ہر ایک شعلہ فگن تھا دشمن کی جان کا دشمن تھا تیغ کی جا
ہر چند کہ کمر مین تھی لیکن نہین دیدۂ ظفر مین تھی تلوار مثل زبان طرار چلتی تھی بصورت دامن یار
کھنچتی تھی دشمن کے دل مین اُسکا گھر تھا مژگان تیر اُسکا جوہر تھا خنجر ہر ایک کا خون چاہتا تھا خنجر
گردون کا بھی گلا کاٹنے کا ارادہ تھا چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہی شب

کی دھوان ہوکر چلی اور مزاج شمع مین بجھو اسی پھیلی اشعار | اٹھی افسرانیش کیف شبینہ
بھرا حسرت سے مشتاق تھا سینہ | کواکب نے سفر چاہا فلک سے | سفیدی چھائی چہرون کی جھلک سے

صبحدم امیر کشور گیر بعد نوبت مسلح و مکمل ہوکر در دولت بادشاہ ذی جاہ پر آئے اور جلوخانہ مین
ٹھہرے کہ یکا یک بادشاہ کے تخت کو کہاران اُٹھائے باہر آئین کہارون نے تخت کو بدلوایا
امیر نے اور سب سردارون نے مجرا کیا پھر تخت بادشاہ قلب لشکر مین رکھکر جانب جنگگاہ چلے نظم

همی رفت لشکر گروها گروه | چو دریا بجوشید هامون و کوه | چنان تیره شد روز روشن ز گرد
تو گفتی که خورشید شد لاجورد | ز کشور به کشور آمد سراسر خروش | همی کر شده مردم تیز گوش
خروشیدن تازی اسپان بدبخت | ز بانگ تبیره همین در گذشت | ازان شست بر پشت سان تخت بند
بزر اندرون چند گونه گهر | دلیران یکایک چو شیر ژیان | همه بسته بر کین منفد میان
همان نامداران جوشن وران | برفتند با گرزهای گران | به پیش اندرون اژدهای درفش
نهنگ اندرون تیغهای بنفش | یہ سب لشکر میدان جنگ مین آکر پہونچے پست و بلند زمین

ہموار ہوئی سقون نے آبپاشی کی صفین جم گئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے اشعار

سنو اے عزیزان ذی ہوش و عقل | کہ اس کاروان گہ سے کرنا ہے نقل | تغیر ہے شہ ہو کہ درویش ہے
سبھون کو یہی راہ درپیش ہے | کہو گے کہ آگے تھا کہتا کوئی | نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش | یہ منزل نہین جائے بود و باش | گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار

تہ خاک سب کا ہے دار القرار　ای بہادرو کو نشا ایسا دلاور نامدار ہے کہ جو آج نکلکر میدان مین سرخرو ہو نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اس کڑکے کو شنکر لشکر کی صفون پر اور لقا جو لشکر لیکر آیا تھا اور دلاورون کا پرا جمایا تھا اُسکے لڑنے والون پر مثل صف مژگان کے سناٹا چھا گیا علم لشکر کے جلوہ گر ہوئے اُس طرف لقا کے ہاتھی قلب لشکر مین قائم ہوئے اسطرف امیر چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے علم اژدہ پیکر کے چھتیس شقے ابو المعدن گرد و طوق حران گردنے سر پر کھول دیے تمام میدان پر از مشک و عنبر ہوگیا اور اُن کلہ ہائے ہیجان سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی قلب لشکر مین تخت بادشاہ جمجاہ قائم ہوا اب قہرمان بن اژدر نگاہ نے اژدر اپنا اُڑا کر بیچ میدان مین آکر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران کسیکو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجے یہ نعرہ سنکر ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ نے اپنے مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو نکالا سردار لشکر کے پاپیادہ ہوئے اُنھون نے سبکو بسہل آسانی رخصت کیا علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے اور یہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرما کر سپرد خدا فرمایا شہزادہ گھوڑا اُٹھا کر برائے مقابلہ قہرمان بن اژدر روانہ ہوئے گھوڑے کا اُنکے یہ حال تھا اشعار

وہ اسپ کہ صورت پری تھا
جھپکے جو ذرا پلک یہ آئے
صورت مین پری چمک مین شمشیر
خورشید سے بھی کہین منور

طالع مین بلند اختری تھا
تصویر جو اُسکی ہو بسنگ
دوڑے تو کڑی کمان کا تیر

واہو جو مژدہ فلک یہ جائے
پرواز کرے ہزار فرسنگ
سم بدر بے چار چند بہتر

پہ جاکر سامنے جب اُس کافر خاسر کے پہونچے اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پیلہ تجھر کا جنگل کی طرف سے ایک اژدر پر سوار آیا اور شہزادہ ملک قاسم پر ایسا اُسنے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہو گئے وہ لٹکے تو ڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر اُٹھا لیگیا بعد لمحہ کے قہرمان نے پھر آواز دی اس طرف سے جمہور جہان سوز طوس بہادر شہنشاہ تبرزن نکلا اُسکو بھی وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لیگیا اسی طرح سے فرامرز عاد مغربی مالک اژدر لندھور بن سعدان اور اور سردار یکے بعد دیگرے گئے اور سبکو وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لے گیا جب کوئی سردار باقی نہ رہا تو اسوقت امیر کشور گیر نے خود نکلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے ایک نقاب دار پیدا ہوا کہ اُسکے ساتھ فوج بھی تھوڑی تھی آکر اُسنے امیر کو مجرا کر کے عرض کیا کہ حضور تامل فرمائین مین جاکر اُس ساحر کو قتل کرتا ہون مگر اس طور سے کہ آپ اس امر کا اقرار کرین کہ جس شئے کو تو پسند کر کے لے لے گا مین منع نہین کرون گا اور بخوشی تمام حوالے کر دون گا امیر نے فرمایا کہ مجکو منظور ہی مین نے اس امر کو بسر و چشم قبول کیا اس کلمہ کو سُنکر نقابدار ہنسا اور اُڑ کر چلا گیا بس اسکا جانا تھا کہ ہاتھ امیر کے سست ہو گئے اور اعضا شکنی معلوم ہوئی اور اسم اعظم کو جو یاد کیا تو اُسکو بھی لوح دل سے محو پایا اُسوقت سمجھے کہ وہ ساحر تھا بزور سحر اسم اعظم کو بھی بند کر گیا اور میرے اوپر بھی سحر کر گیا القصہ امیر تو اس فکر مین متحیر تھے کہ اُس اژدر سوار نے امیر کا نام لیکر ہیبت دی جب تو ناچار ہو کر امیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُس کافر سے ہم تگاور ہوے کہ یکایک وہی اژدر سوار پھر اسے پیدا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سیاہہ اپنا دکھا کر جنگل کی طرف بھاگا امیر بھی اُسکے پیچھے چلے اور اشقر کو ڈالے ہوے جنگل مین آئے مگر وہ اژدر سوار ہاتھ نہ آیا اور انکو اتنی دور لگا کر لے گیا کہ لشکریون کی نظر سے دونون غائب ہو گئے بس اسنے ایک درۂ کوہ مین جاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ اُٹھانے کا ارادہ کیا تو ہاتھ نہ اُٹھ سکا گھبرا کر درگاہ خدا مین دست بدعا ہوے اور اُس اژدر سوار نے ایک انٹی کچے سوت کی اپنے

لباس سے نکالی اور چار سر کنڈے چارون کونون پر گرد امیر کے گاڑ کر بزور سحر طلسم بنانے لگا اس خیال سے کہ امیر کو اس طلسم مین قید کر جاؤن اور مین جا کر قہرمان سے عرض کرون وہ جو کچھ کہ حکم دین مین اُسطرح سے عمل لاؤن اب اِسکو تو اس فکر مین رہنے دو کہ طلسم تیار کرتا ہے مگر حال سنو کہ جب لشکر امیر اور سردارون سے خالی ہوا تو قہرمان حربہ سحر کا پکڑ کر لشکر امیر نامور پر آ پڑا اور مارنا شروع کیا بادشاہ جمجاہ کو تو اُسنے بیہوش کر دیا اور چاہا کہ گرفتار کرون لیکن ملازمان بادشاہی شہنشاہ کو لیکر اُسی حالت بیہوشی مین جانب کوہستان روانہ ہوے خیمے اور بارگاہون مین آگ لگی بہت سے لشکری رو بفرار لائے قضا و قدر نے نئے سامان دکھائے بہت سے لشکر کے لوگ اُن ساحرون سے لڑ کر جان فروشی کر رہے تھے سینہ سپر کر کے مر رہے تھے وہ تلوار چلی تھی کہ یقین تھا نوک مژگان سے اور تیغ ابرو سے بھی تلوار چلے گی ترک چرخ بھی حالت لشکر اسلام دیکھ کر چرخ کھاتا آفتاب تابان کا چہرہ زرد تھا تھراتا تھا ہوا پہاڑ سے سر ٹکراتی تھی زاغ و زغن کا سناٹا جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا اشعار فسردہ ز خون پنجہ بر دست و تیغ

چکان قطرہ خون تاریک میغ	تو گفتی ز بس موج خواہد زدن	وزان موج بر موج خواہد زدن
بر آویختہ یک بدیگر سپاہ	جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ	زمادہ خروشش آمد دار و گیر
ہوا دام کرگس شد از پر تیر	ز گرد سواران و آواے کوس	ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

لشکری اپنی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بھاگے بعض عورتین بچون کی اُنگلی پکڑے ہوے ننگے سر اور ننگے پیر چلی جاتی تھین لڑکا دوپٹہ کا آنچل پکڑے ہوے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے ناک بہتی چلا جاتا تھا لشکر مین بیوپاری دوکاندار سب مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے تھے مقبل وفادار نے جلد جلد ملکہ مہر نگار تاجدار و ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش و ملکہ گردیہ بانو وغیرہ کل بیبیون کو صاحبقران اور اُنکے فرزندون کی سوار کر لیا اور طبل آسایش بجایا اور بارگاہ حشامی مین آ کر بیٹھا لیکن وہ نقابدار کہ جو امیر کا اسم اعظم سند کر گیا تھا اُسنے ایک شیشہ مین گولہ بنا کر رکھا اور سمت طلسم روانہ ہوا وہ جا کر بحکم کریم کارساز اُس جھیل پر پہونچا جہان شہزادہ غضنفر بن اسد ہاتھ منہ دھو رہے تھے بس پانی کو دیکھکر اِسکو بھی پیاس معلوم ہوئی کنارے جھیل کے اُتر پڑا غضنفر نے جو شیشہ اُسکے ہاتھ مین دیکھا پوچھا اُس سے کہ اِس شیشہ مین کیا شی ہے اُسنے کہا کہ اسمین جان لشکر

اسلام ہے غضنفر کو یہ کلام سنکر غصہ آیا پنجہ پکڑ کر اُٹھا اور کہا کہ کمین تیری قضا تو نہین آئی ہے اُسنے کہا کہ بس ذرا زبان کو سنبھال کر بات کرو ورنہ ابھی ساری سپہ گری بھلا دونگا خبردار میرے سامنے بل کی نہ لینا شہزادے نے کہا کہ ابے او نابکار تیری بھی یہ اصل ہے کہ ہمسے ہمکلام ہوتا ہے بھلا مین تجھسے کیا بل کی لونگا جا دور ہو میرے سامنے سے او مردک اس کلام کو سنکر وہ جھلایا اور انکی طرف مثل برق کے تڑپکر آیا انھون اُسے پنجہ کا ہاتھ جو کھینچکر مارا تو اُسکے دو پرکالے ہوے بس وہ شیشہ اُسکے ہاتھ سے گر کر دو ٹکڑے ہو گیا اور شور نشور قیامت بلند ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سحر نگاہ جادو بود بس اسکا واصل جہنم ہوتا تھا اور شیشہ کا ٹوٹنا تھا کہ اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا اور جو اژدر سوار جادو طلسم باندھ رہا تھا اور امیر بے حس و حرکت کھڑے تھے دفعتہً دست و پا مین قوت آگئی اور اسم اعظم بھی صفحۂ سینے پر منقوش نظر آیا پھر تو امیر نے درگاہ خدا مین سجدۂ شکر ادا کیا اور عقرب سلیمانی کھینچکر اُس اژدر سوار پر جھپٹے وہ اژدر سوار ظاہر مین تو سحر کا پتلا تھا مگر اصل مین ساحر تھا بس اُسنے جو یہ حال دیکھا تو آگے بڑھکر چھڑی امیر پر ماری کہ او نالائق مانتا نہین امیر نے وہ چھڑی خالی دیکر ایک ہاتھ جو عقرب سلیمانی کا مارا تو بسان خیارہ دو ٹکڑے اُسکے ہو گئے غل و شور ہوا تاریکی ہوئی پھر آواز آئی کہ مارا اژدر سوار کو اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو اشقر کھڑا ہے امیر اُسپر سوار ہوئے اور بسم اللہ کہکر چلے اب جو دیکھا تو سب سردار بھی آکر حاضر ہوے کہ وہ اسی ظرفہ مین اسیر تھے امیر نے اُسکو قتل کیا تو وہ بھی سب چھوٹ گئے اور ہمراہ امیر کے روانہ ہوے اور سمت لشکر ظفر پیکر چلے یہان قہرمان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھا ہوا اور سب لشکر تباہ و برباد ہو گیا ہے ہزارون خداپرست بدرجۂ شہادت جا پہونچے ہین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان مین لگے ہین کہ امیر آکر پہونچے اور نعرہ رعد آسا بلند کیا بختیارک نے کہا کہ مرگ تو مبارک باشد مرلیا باجی لقا گھبرا گیا اور قہرمان گھبرا کر باہر نکلا امیر نے اُسکو دیکھکر للکارا کہ بانی اوکافر بیحیا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ نعرہ سنکر تمام ساحران نابکار مین جلد جلد کمر بندی ہو گئی اور لقا و بختیارک بھی باہر نکل آئے اور لگی سحر کی مار ہونے مگر امیر نامور نے اسم اعظم پڑھا کہ سحر تو چل نہ سکا مگر تلوار کھینچی اور شمشیر زنی شروع ہوئی پھر تو یہ عالم ہوا کہ نظم

زجا اندر آمد چو آتش قبا

بخنبید لشکر چو دریا زباد | برآمد خروشیدن دار و گیر

وز خشیدن خنجر و زخم تیر

ہمان ترک زرین و زرین سپر
ز شرف نیرنگ زو بر ترنج
غریوبدن مرد و غرندہ کوس
دریدہ دل شیر و چرم پلنگ
فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
ہزار و صد و شصت گرد دلیر

غمین شد سراز چاک تبر
دو لشکر بہم اندر آویختند
ہمیکرد بر رعد غرآن فسوس
ہمہ روے صحرا سر و دست و پاے
بماہی تم خون و بر ماہ گرد
برید و درید و شکست و بہ بست
بیک زخم شد کشتہ در جنگ شیر

تو گفتی کہ ابرے برآمد ز گنج
تو گفتی مبیلدکر آمیختند
ز آسیب شیران پولاد جنگ
بزیر سم اسپ جنگ آزماے
بروز نبرد آن یل ارجمند
یلان را سر و سینہ و پا و دست

قہرمان بے ایمان اس جنگ مین جو سامنے امیر با توقیر کے آیا امیر نے اُسکے حربہ کو رد کر کے جو عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تو اسکے کاسہ سر پر بیٹھکر تلوار اژدر کو کاٹکر زمین مین در آئی مع اژدر و قہرمان چار ٹکڑے ہوے شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ مارا قہرمان کو اندھیرا چھاگیا بختیارک اور لقا بھاگ کر اندر قلعہ عقیق کوہ کے چلے گئے بھگدڑ ہو گئی تمام کافر شکستہ سلیح و گسستہ کمر نہ بوق نہ کوس و نہ باد و نہ علم بھاگ کر کے قلعہ مین آئے اور لاکھون آدمی مارا گیا لقا نے دروازہ قلعہ کا بند کرالیا یہان طبل فتح و ظفر بجا اُدھر صحرا مین بادشاہ کو ہوش آیا انکو اور ناموس مہر کو عیار لیکر آئے بازاری بیوپاری سب اگر پھر آباد ہوے نئے سرے سے بستی ہوئی خاندان محل مین رتجگے اور صحنکین ہونے لگین بارگاہ مین ناچ و راگ و رنگ ہونے لگا اُدھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ مین فتح تو میری ہوگئی تھی مگر قہرمان جادو اپنے دل مین سمجھا کہ مین نے اپنے سحر سے غلبہ خدا پر ستون پر پایا ہی اور وہ میری خداوندی کی کچھ حقیقت نہ سمجھا اس وجہ سے مین نے خفا ہو کر اُسکو غارت کر دیا اور وہ کتے کی موت مارا گیا اگر غرور نکرتا تو وہ ہی فتحیاب ہوتا اس کلام کو سُنکر تمام کافر سجدہ کرنے لگے اور گویا ہوے کہ آپ خداوند برحق ہین آپ ہی کی تقدیر سچ ہے کہ وہ مارا گیا غرض اب اُسکو تو رنج مین چھوڑو اور امیر کو عیش کرنے دو لیکن حال غضنفر بیان کیا جاتا ہی

داستان دلستان غضنفر کا ساحران افراسیاب سے اور مقابلہ مہرخ کا مہران جادو سے اور لقا کا اڑنا اور آنا لموط کج گردن کا اور مقابلہ کرنا حیرت بد سیرت مع عیارون اور عمرو کا عیاری کرنا اور حسین جادو سحر مخمور کا مقابلہ پھر غضنفر کا برق بلا افگن کو مارنا و ملکہ شمشہ و شمشاد کا

اگر شریک مورخ ہونا اور افراسیاب سے مقابلہ کرنا اور ملکہ بران کا لشکر بیشمار جمع کر کے آنا اور داستان مین متعلق اسی مضمون کے لمولفہ

رندو کمی ہو تو ہی جان ساقی
وہ بادہ جو کرے مجھے مست
جس سے کہ بر آئین سب مرے کام
ہر لالہ چمن مین صورت جام
میخوارون کو بیچ مین ہے لاتی
ہے پنبۂ مینا دیکھو بادل
پیتے ہین ہرے ہرے نمودار
رندون کا ہے باغ مین اجارا
ہے سرو بصورت صراحی
اے ساقی بزم بادہ خواران
ساقی مجھے کر دے خود فراموش
گلشن مین کھلے ہین پھول ساقی
ہان یہ ہی تو وقت میکشی ہے
مہمان ہے بہار زندگانی
کچھ ساقیا مجکو بیخودی ہے
مضمون سے شکل یار لیتون
اٹھ مجکو پلا دے ساغر مے
زندہ کن مردۂ مضامین

وہ مے کہ جو کھولے سرگرانی
وہ مے کہ عدو بھی جس سے ہو پست
گلشن مین کھلے ہین پھول خوش رنگ
اور نرگس باغ مست خودکام
انگور کو تاکتے ہین میخوار
غنچہ ہے ہر ایک مے کی بوتل
پانی کو ہے موج نشۂ مے
میخانہ بنا ہے باغ سارا
سوسن کی زبان ہو جو خاموش
ای راہ نمائے میگساران
واعظ کی نصیحتین نہ مانون
لا تو بھی پلا دے پھول ساقی
مرغان چمن ہین چہچہاتے
دے مجکو شراب ارغوانی
جھومون قدم اپنے ہوش مین
افسانہ عجیب تر مین لکھون
بس پی چکے جاہ خوب کر کو
جان قصہ را او ورکرد ترین

ہان ای میرے مہربان ساقی
وہ مے کہ جو ہووے ارغوانی
اس مے کا پلا دے ساقیا جام
بلبل کے ترانے مین ہے آہنگ
سنبل کی ہے زلف پیچ کھاتی
ہین بنت عنب کے عاشق زار
پھولون سے بھرے ہین رخسار
متوالون کی طرح جھومتا ہے
کلیان لیتی ہین سب جماہی
ساقی یہ بھی ہوئے ہین بیہوش
وہ دے مجھے مے کہ ہون مین بیہوش
ساقی ساقی ہی مین پکارون
اودی اودی گھٹا گھری ہے
دخت رز کے سہاگ کا ہے
ہان تو یہ شکن پلا مجھے مے
اور صدقے ہون اپنے خوش سخن
جینے کا تو لطف میکشی ہے
اب اک رنگین فسانہ لکھو
مشاطہ زادان تحفہ رنگین شاہد سخن

زہے مہر سخت سازان زیور عرائس مضامین زینت دہ انجمن آرندگان شیرین زبان کلام نمکین مطلوب معانی وشیفتگان گیسوے جانان تقریر دلپذیر خوش بیانی گلدستہ طرازان سر رشتہ سخنوری ورونق دہندگان بزم افسانہ گستری مہمان داستان کو کاشانۂ بیان مین اسطرح

متمکن فرماتے ہین اور صحرا سے تقریر مین صید مضمون کو یون شکار کرتے ہین کہ شہزادہ غضنفر
جسوقت اُس ساحر کو مار چکے اور اسم اعظم کو بھی اسیر سے رہا کر چکے تو اُنکو اشتہا غالب ہوئی
اور مارے بھوک کے بیقرار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئے اُنکو تو راہ مین چھوڑو مگر حال سنو
ملکہ شمسہ اور شمشاد قد کہ انھون نے زرد ہشت جادو فرستادہ افراسیاب جادو کو جو واسطے
پکڑنے کے آیا تھا اور لڑکر زخمی ہو گیا تھا اور شکست کھا کر ان دونون کے ہاتھ سے بھاگ کر
چلا گیا تھا اور اُسوقت شمشاد قد اپنے قلعہ مین جا کر متمکن ہوئی تھی اور شمسہ جادو بھی اُسی
مقام پر نہایت مضطر اور پریشان بیٹھی ہوئی تھی اور یہ حال جو اُسکو زبانی ساحران زرد ہشت
کے معلوم ہوا تھا کہ تیری دختر قمر طلعت نے توسن جادو سے ملکر غضنفر کو بلوا لیا تھا تو اسوجہ سے
اُسکو کمال شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی تھی بس اُسنے جھلا کر قمر طلعت کو اندر تہ خانے کے
قید کیا اور توسن جادو کو بھی قید سخت مین رکھا اور آپ سوار ہو کر شمشاد کوہ پر پاس شمشاد
کے چلی گئی اور جا کر اُس سے کہا کہ اے بہن تقدیر سے سب ناچار ہین اور کسی کا بس حکم خدا سے نہین
چلتا ہے مین کیا حال اپنا کسی سے بیان کرون مجھکو تو اُس گیسو بریدہ نے کہین کا نہ رکھا اور سب کے
روبرو ذلیل اور خوار کر دیا اور تمسے بھی مجھکو زرد رو ہونا پڑا یہ کہکر تمام حال قمر طلعت کا بیان کر دیا
شمشاد قد نے سنکر کہا کہ بہنا اب تو جو کچھ کہ ہونا تھا وہ ہو گیا رنج اور غم کھانے سے کیا ہوتا ہے کسواسطے کہ
افراسیاب سے تو بالکل بگڑ گئی ہے عذر خواہی بھی کرینگے تو وہ سماعت نہین کرنے کا اس سے یہی مناسب
ہے کہ اپنی جان پر کھیل جاؤ اور جو کوئی کہ اُسکی طرف سے آئے اُسکو بلا تامل مارو اسمین جو چاہے وہ
ہو جائے مین تو اپنے دل مین یہی ٹھان چکی ہون شمسہ جادو نے اس تقریر کو سنکر کہا کہ میرا بھی یہی
ارادہ ہے کیونکہ مرنا تو ایکدن مقرر ہے پھر پڑے نہ موئے ڈر موئے اسکے سوا اب کوئی تدبیر حقیقت مین
بہتر نہین ہے یہ کہکر اور آپسمین مشورہ کرکے اپنے اپنے سحر کو تیار کرنا شروع کیا اور سب اپنے ملازمون سے
بھی کہدیا کہ آمادہ مرگ ہو جاؤ اور جہانتک کہ تمسے ہو سکے سحر کو تیار کر لو اب یہان تو دونون لشکر وغیرہ
تیاری ہو رہی ہے اور وہان افراسیاب کو جو یہ خبر پہونچی کہ زرد ہشت تو زخمی ہو گیا اور ملکہ شمسہ
اور ملکہ شمشاد دونون آمادہ بزم پیکار ہین تو وہ نہایت برہم ہوا اور گلزار جادو کو حکم کیا کہ تم جا کر
دونون کے سر کاٹ کر جلد لے آؤ وہ اُسی وقت چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہو کر روانہ ہوا اور

آکر سامنے شمشاد کوہ کے فروکش ہوا ملکہ طبل جنگ بجوادیا شمشاد کو جو حال معلوم ہوا تو اُسنے بھی طبل جنگ پر چوب دلوائی پھر تو طرفین سے تیاری حرب و ضرب کی ہونے لگی اور افراسیاب کو خیال آیا کہ شمشاد قد کے ہمراہ تو شمسہ جادو بھی ہوگئی ہو اور تو نے تنہا گلزار کو بھیجا ہے ایسا نہو کہ اُسکی شکست ہوجائے کسی اور کو بھی اُسکی مدد کے واسطے روانہ کردے کہ وہ جاکر کوہ شمس کو برباد کرے یہ سوچکر اُسنے پیکار جادو کو حکم کیا کہ تم جاکر کوہ شمس کو برباد کردو کہ اُسکا نشان تک باقی نرہے اور وہان سے جو پھرنا تو شمشاد کوہ کے اوپر آکے ٹھہرنا اور دیکھنا کہ اگر گلزار جادو نے اُسکو فتح کرلیا ہو تو پھر تم خیر نہونا اور تم بھی گلزار جادو کے شریک ہوجانا اور قرار واقعی لڑکر سبکو قتل کر ڈالنا پیکار جادو نے کہا کہ بہت اچھا اور رخصت ہوکر بیس ہزار ساحر سے روانہ ہوا اور برسم بلغار جاکر کوہ شمس پر پہونچا ملکہ شمسہ جادو تو اس مقام پر نہ تھی اُسنے میدان خالی پاکر شمسہ کے لوگون کو مارنا شروع کیا وہان بھی بڑے بڑے ساحر زبردست تھے اُنھون نے بھی حربہ ہاے سحر پکڑے اور پیکار کے ساتھ سرگرم پیکار ہوے نارنج ترنج رائی سرسون اُرد ہوے مٹر کے دانے ہار فلفل گچھے سوسو تونبے مارنا شروع کیے طرفین سے چوٹ چلنے لگی ہر سحر کے غل مچانے لگے ساحرون کا کلیجہ کھانے لگے آندھیان اُٹھین بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے آگیا بیتال شعلہ بن نکلے ڈراتے تھے ایک طرف سوار کارزار کررہے تھے بہادر مررہے تھے تلوار چل رہی تھی کشتی جان بہادران بحر مرگ مین ڈوبی تھی خنجر اگلون نے جان ہر ایک کی لی تھی کہ اشعار

سپہ گشت بر چرخ بہرام پیر	دو لشکر برآمد زیک سو بجاے	برآمد یکے ابر برسان قیر
برآمد ز ہر دو سپہ بوق کوس	زمین کرد تا آسمان دست بوس	نہ پیدا بود پیدا سپہ را نہ پاے
زمین چون فلک خواست رفتن ز جاے	سر نوک نیزہ ستارہ بہ برد	ز نعل ستوران پولاد ساے
		سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

سب ملازمون نے ملکہ شمسہ جادو کے صلاح کی کہ ہماری مالکہ تو اس مقام پر ہے نہین اور لڑائی بیطرح بڑی پھر بے سردار کے کہانتک لڑینگے ایسا نہو کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہے اِس سے ہمارے نزدیک تو یہ امر بہتر ہے کہ توسن جادو کو ملکہ قید کر گئی ہین اور وہ نہایت زبردست ساحرہ ہے اُسکو رہا کردو اور ملکہ قمر طلعت کہ روشنی چشم اور چراغ خانہ شمسہ ہے اُسکو بھی رہا کردو اور کسی طرف کو لیے ہوے چلے چلو شاید کچھ پیچ پڑگیا تو پھر غضب ہوجائیگا اور ملکہ سواے

اسباب کے اور کچھ نہ کہینگی کہ تمنے میری لڑکی کو جان بوجھکر ہاتھ سے کھو دیا اور لڑائی مین کسی کا اجارہ نہین ہی خدا جانے کہ کون فتح پائیگا اور کسکی شکست ہوگی غرض سب نے اس بات کو پسند کیا اور اُسی وقت توسن جادو اور قمر طلعت کو قید سے سب ساحرون نے رہا کردیا توسن جادو نے جو دیکھا کہ لڑائی ہورہی ہی تو وہ خود مقابلہ کو نکلی اور سرگرم کارزار ہوئی آخرکار پیکار جادو کے اوپر سحر غالب نہ آیا تو اسوقت سب ساحر شمسیہ کے بدحواس ہوے اور ارادہ بھاگنے کا کیا قمر طلعت نے جو یہ حال دیکھا تو زار و نزار رونا شروع کیا اور طرف آسمان کے ہاتھون کو اُٹھاکر اس طرح سے مصروف دعا ہوئی کہ اے پروردگار عالم مین تازہ مسلمان ہون اور وہ دستگیر میرا مجھسے چھوٹا ہوا ہے تو واسطے اپنے حبیب کا کہ میرے وارث کو جلد میرے پاس پہونچا دے کہ مین لطفیل اُسکے اس عذاب الیم سے رہائی پاؤن القصہ قمر طلعت تو مصروف دعا تھی کہ بقدرت بے نیاز غضنفر بن اسد جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آنکلے اور کوہ شمس کو جو دیکھا تو بیقرار ہوگئے مرکب کو اُڑایا اور آکر اوپر کوہ کے پہونچے دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی بس انھون نے باگ مرکب کی کی اور پکارے

اشعار

شہنشاہ دوران یل نامدار
غضنفر منم ابن اسد شہسوار
کنم روے کشور ہمہ بے سپاہ
سنانم گذر کرد از چرخ و ماہ
ہمہ کراہ ورستم پلنگ آورم
سر سرکشان زیر چنگ آورم

یہ نعرہ کرکے اُس تیغ سحر کش کو انھون نے نیام سے لیا اور فوج ساحران پر گرے اب تو نخل تن سب کے قطع ہونے لگے سر مثل برگ خزان کے جھڑتے تھے موت کی ہوا گلہاے ہستی کو مرجھا رہی تھی بستان سرو قامت آزاد تھے شجر قامت برباد تھے نہر خون کی جاری تھی زخمون کی گلکاری تھی اشعار

سپہر و سپہر یافتہ دشت و راغ
بہ افروختہ شمع زوصد ہزار
کنند از نگین بر زجا میگرفتہ
چو باران بیارید زو بین و تیر

زنالیدن بوق و بانگ سپاہ
درخشیدن تیغہا چون چراغ
زخون خاک میدان کہن گشتہ تیر
زگرمی روان را روان میگرفت
زبس نیزہ و تیغ زہر آبدار

تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ
جہان سربسر گشتہ دریاے قار
زشمشیر شیران ہمی ریخت سیر
بر آمد خروشیدن دار و گیا
ہمہ تیرہ بد چشم خنجر گزار

ہے پیوستہ گرد چو ابر سیاہ | کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ

غرض اُسی ہنگامہ کارزار مین پیکار جادو کو للکارا اور اُسنے غضنفر کو دیکھا ایک ہاتھ سحر کی تلوار کا مارا انھون نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار سحر کش کا مارا تو اُسنے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر اُس تیغ نے کہ ساحر کے خون کا پیاسا ہے سپر کو کاٹ کر اُسکے سر کو سراسر کاٹا اور زمین مین آکر ٹھہرا اُسکے مرنے سے آواز گیرودار کی بلند ہوئی اور اندھیرا ہو گیا بعد اُسکے آواز آئی کہ مارا پیکار جادو کو اب جو ملکہ قمر طلعت کو حال معلوم ہوا کہ پیکار جادو مارا گیا تو یہ سجدۂ شکر خدا مین جھک گئی اور اُدھر ساحرون نے پیکار جادو کے بھاگنے کا ارادہ کیا تو توسن جادو ساحران شمسیہ کو ہمراہ لیکر انکی سدراہ ہوئی اور غضنفر نے تیغ سحر کش پیچھے سبکو رکھ لیا آخر ہزارون مارے گئے بقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوئے غضنفر اُنکے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ کر ملکہ قمر طلعت کے باغ مین آیا اشعار

نئے سر سے آئی چمن مین بہار	غضنفر بھی اور ملکۂ گلعذار
وہی ساقی و جام مینا وہان	وہی گلبدن اور وہی بوستان
لگا پھر سے چلنے آپسمین دور شراب	لگے بجنے محفل مین چنگ ورباب

اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ خورشید دیوانکدہ چرخ سے دربار برخاست کرکے کاشانۂ مغرب مین گیا اور زاغ شب نے پر پرواز اپنے کھولا نظم

فراغت کش مکش سے پائی سب نے	سیاہی دی اُبھر کر بخت شب نے
سمجھکر قصہ خورشید جانتا ب	بڑھا مغرب کے جانب مائل خواب

رات کو شہزادہ غضنفر نے جلسۂ عشرت آراستہ کیا لب نہر شہزادی کو لاکر بٹھایا دور جام مئے ارغوانی کا چلنے لگا پھر تو یہ عالم ہوا کہ اشعار

کبھی کچھ اور جوش مدعا تھا	کہین سینہ سے سینہ کی رگڑ تھی	کہین لب لب سے لذت آشنا تھا
کہ شب تھوڑی ضرورن کی خوشی سے	بھلا ارمان سب نکلینگے کیسے	کہین رغبت یہ سمجھاتی تھی جی کو
مئے خوشرنگ چھلکا کر بھرا جام	ملا لب سے کہا یہ اسکو جانی	کہ اتنے مین بھرا اک جام گلفام
سہارا عمر مین معشوق و ساغر	یہ خالق نے دیئے تجکو برابر	کہ حاصل کچھ ہو لطف زندگانی
مزوک اسوقت پیارا ہے جیکو	لب گلگون کا بوسہ اک مین دے	غنیمت جان لطف زندگی کو
		کہ دیکھین حوصلے کیسے مین تیرے

سامنے رقاصان مہرطلعت رقص کرنے لگین اب چاندنی سے کی دل آرام ہوئی ہر طرف چادر نور

بچھی تھی اور خواصین ملکہ کی بادہ جھولے مین بھر بھر کے اُڑا رہی تھین باہم شاہزادہ اور ملکہ مین اختلاط ہوتا تھا اوس گر رہی تھی رات بھیگتی تھی فلک پر تارے جھلکے ہوئے تھے پروانون کے جگر سے سوز کی بو آتی تھی اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین وہ شب گذری اور وہ زمانہ آیا کہ رنگ سحر کافوری ہوا اور جمال شب نے سفیدی پیدا کی اشعار

اُٹھا سامان اجازت چاہی ستارون نے
کہ جب جوش سحر اُمڈا زمین پر نور کا
یہ باتین تھین کہ رخصت چاہی شب نے
نظر آنے لگے سامان بھیرو

ہنگام سحر شہزادہ غضنفر نے نماز سحر کو ادا کیا اور پھر وہان سے میر شکار کو بلا کر سامان شکار کی درستی کا حکم دیا پھر تو اشعار

بحار و صحاری پہ ہر عرصۂ تنگ
دلون مین ہراس کمان و کمند
روان بحر لشکر ہوا موج موج
گریان سراسیمہ بین وان پلنگ
کہین گرگ وادی کو فکر گریز
گئی چشم خورشید تک گرد فوج
شکار سے ہرن دو لونین فکرمند
نظر ادھر اودھر کرے تیز تیز

یہ شہزادہ سوار ہو کر برائے شکار جانب صحرا روانہ ہوا اور بہت سے جانورون کو صید کر کے ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اور تمام دن پیچھے چلے مگر ہاتھ نہ آیا آخر ایک مقام پر ٹھہر کر آسایش کی اور پھر وہان سے اُٹھکر ایک سمت کو روانہ ہوئے لشکر سے چھوٹ گئے اب انکو اودھر جانے دیجئے لیکن حال ملکہ نسیم جالندھری کا سُنو کہ یہ جو اُس روز غضنفر سے جدا ہو گئی تھی تو پیچھے ایک درخت کے حیران اور پریشان کھڑی ہوئی ادھر اُدھر بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی ناگاہ اُسکی نظر طرف آسمان کے جو گئی تو دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر مرکب کو اُڑائے ہوئے بروے ہوا چلا جاتا ہے یہ تو اُسکو دیکھکر خوف زدہ ہوئی اور اُسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین زیر درخت مثل آفتاب تابان کی ایستادہ ہے تو اُسنے اپنے گھوڑے کو فوراً قریب اسکے اُتارا اور پاس آکر کہنے لگا کہ ای جان جہان تو گل کس گلستان کی ہے اور شمع کس محفل بزم افروزی کی ہے اور اس مقام پر تیرا آنا کس وجہ سے ہوا ہے اور میری تو جان تجھکو دیکھکر نکل گئی ہے عمر بھر غلامی مین تیری حاضر رہونگا تو مجھکو اپنے غلامون مین منظور نظر کرلے اور اس گھوڑے پر میرے سوار ہو لے کہ یہ ہزار کوس زمین سے اونچا اُڑتا ہے اور اسپ بادخور اسکا نام ہے کیا مجال ہے کہ کسی دیو زاد یا پریزاد کی کہ جو برابر اسکے اُڑسکے اس تقریر کو سُنکر ملکہ ایک تو پریشان اور حیران ہو رہی تھی اب اور مضطر ہوئی اور روبرو اُسکے منت اور سماجت کر کے کہنے لگی کہ اے میں جان سے اپنی عاجز ہو رہی ہون

تو میرے پیچھے نہ پڑ اور میرے خیال سے درگذر مین تیرے ساتھ نہین جاؤنگی غرض ہرچند ملکہ نے
منت اور سماجت کی مگر اُس کافر نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ اگر تو ساتھ سہولیت کے میرے
ساتھ چلنے مین عذر کریگی تو پھر مین تجھکو بجبر لیجاؤنگا اور میرا کوئی کچھ نکر سکے گا مین کسی سے نہین ڈرتا
ہون تیرا کدھر خیال ہے یہ کہکر دست درازی پر موجود ہو گیا اُسوقت ملکہ نے کہا کہ ارے ظالم
اظلم مین لاوارث نہین ہون تو میرے جسم کو خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی ہاتھ تیرے جل
جائینگے اور مفت مین تو مارا جائیگا اُسنے کہا کہ میرے تئین کوئی پائیگا کہان کہ جو مجکو ماریگا مین تجکو
اپنے آگے اور اپنے مرکب باد خور کے بٹھالونگا وہ زمین سے ہزار کوس اونچا ہوا پر جاتا ہے پھر
اُسکو کوئی شخص کیونکر پائیگا کہ جو ماریگا اور تو اُسکے ہاتھ آئیگی اس سے بھی تو بہر صورت مطمئن رہ اور
میری ساتھ چلی چل مین سارے اپنے گھر کا تجکو مالک اور مختار کرونگا اور اگر کوئی وارث تیرا
پیدا ہوگا تو اُس سے بھی مین سمجھ لونگا تو خوف اور اندیشہ کسی امر کا نکر میری جان تیری جان کے
ساتھ اب تو دل کو لگی ہوئی ہے القصہ اس طرح سے بکڑ کر جو اُسنے کہا تو ملکہ مایوس ہوکر درگاہ خدا مین
دست بدعا ہوئی بقدرت پروردگار عالم ملکہ بروے آسمان نظر حسرت سے دونون ہاتھ اُٹھائے
ہوئے دعا کر رہی تھی کہ یکبارگی غضنفر جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آکر پہنچے ملکہ تو دیکھکر
غضنفر کو مانند گل خندان ہو گئی اور اُس کافر سے بکشادہ پیشانی اس طرح سے ہمکلام ہوئی
کہ ارے او حرامزادے دیکھ کہ وارث وہ نمودار ہوا تو بکتا کیا تھا اُسنے جو پلٹ کر دیکھا تو ایک نوجوان
کمسن کو مثل نیر اعظم اور اسپ باد رفتار کے فی الواقعی آتے ہوئے پایا مگر یہ سمجھ کے کچھ خیال بھی اُسنے
نکیا کہ یہ کیا مال ہے اسمین غضنفر کی نگاہ جو اوپر ملکہ کے پڑی تو دیکھا کہ پریشان اور مضطر زیر درخت
کھڑی ہوئی ہے اور ایک ساحر کچھ باتین سینہ زوری کی کر رہا ہے بس انکو تاب باقی نرہی بیقرار
ہوکر طرف ملکہ کے باگ مرکب کی لی اُس ساحر نے جو انکو آتے دیکھا تو یکبارگی اُٹھکر کھڑا ہوا اور
پکارا کہ او چھوکرے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نکرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا غضنفر نے کہا
کہ او مردک کیون تیری شامت آئی ہے یہ کہکر اُسکے قریب آئے اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھون
نے اُسکے وار کو خالی دیکر بیچہ سحر کش جو مارا دو پرکالے ہوئے شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور شہزادہ
نے مرکب سے اُتر کر ملکہ نسیم جالندری کو گلے سے لگایا اور بہت تشفی و دلداری کرکے ایک درخت

سایہ دار کے نیچے آکر بیٹھی ملکہ نے اُس اسپ بادخور کی تعریف کی اور کہا کہ اے شہریار یہ مرکب بڑے ہوا جاتا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی مرکب ہے خدا نے مجکو دلوایا القصہ وہ رات اور دن صحرا مین بسر کی اور دوسرے روز اپنے مرکب پہ ملکہ کو سوار کیا اور آپ اسپ بادخور پر سوار ہو اور وہان سے چلے انکو تو راہ مین چھوڑو مگر اب ذکر افراسیاب جادو کا سنو کہ بیکار جادو کو غضنفر نے قتل کیا تھا تو اُسکی لاش کو اُسکے لوگ لیکر طرف افراسیاب کے بھاگے تھے وہ چورو سے پیٹتے لاش کو اُس نابکار کی۔ لیے ہوے اور بردر دولت افراسیاب کے پہونچے اور دُہائی دیکر دادخواہ ہوے وہ غل اور شور کو سُنکر بدحواس ہو گیا اور ان سبھون کو بلا کر سامنے اپنے پرسان حال ہوا اُنھون نے جو کچھ کہ ماجرا گزرا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ غضنفر نے آکر بیکار کو مار ڈالا ورنہ وہ کوہ شمس سے چکا تھا افراسیاب نام غضنفر کا سُنکر برہم ہوا اور ہیکل جادو کو حکم کیا کہ جلد جاؤ اور جاکر شمسہ اور شمشاد قد اور غضنفر کا سر کاٹ کر لے آؤ خبردار بھاگ کر جانے نپاوین ہیکل جادو چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہوکر فوراً روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑو اور حال سُنو شمشاد قد کا کہ وہان جو گلزار جادو نے طبل جنگ بجوایا تھا تو رات کو تیاری سحر مین دونون لشکر مصروف رہے ہر دنکو بھینٹین ملین اور جھٹکے کیے گئے ڈھولے جھومنے لگے سنگاتی ڈہرو بجانے لگے مسان کی مٹی لیکر جوت کا دیا قائم کیا زرد ٹین اُڑانے لگے کہین منترون کی جاپ تھی لونا چماری اور دھنترا اور جوگی جیپال کی دہائی دیتے تھے کوئی منتر پڑھتا تھا کہ کالی کالی مہاکالی کالی کلکتہ والی بیتال کا بانی بیتی دشمن کی جان لیتی آگ لگانے سرگ کو جانے جو بیری ہو مارا جائے پڑھو دیوالی مین ایسا باجا جو ہمارا کام نہ کرے تو وہ دھوبی کے گنڈ مین پڑے غرض اسی ہنگامہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے دریاے نور سحر مین غوطہ مارا اور ساحر آفتاب تیغ زرین لیکر میدان مین آیا۔ اشعار

وہ دھندھلاپن سا پیش نظر سے
ہوا افسانۂ شب جب فراموش
نگاہین لڑ گئین حسن سحر سے
صدا آئی گجر کی تا لب گوش

ملکہ شمسہ و شمشاد قد دونون تخت سحر پہ سوار ہوکر عرصۂ کارزار مین آئین اُدھر سے گلزار جادو بھی اپنے اژدر پر سوار ہوکر مقابلہ مین آیا دونون جانب کو صف آرائی ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجے جے جے سامری کا غل ہوا ابر سحر برساکر گرد غبار کو بٹھایا میدان کارزار مثل آئینہ بنایا ڈنکے گرجنے اور زنہ بجنے لگے ترسول اور بنسول بلند ہوے

نقیبون نے نکل کر صدا دی کہ ای ساحران نامی دیکھو کہ یہ سامری ہے نہ زردہشت نہ ساحر مشہور ہے
دنیا کا یہ حال ہے کہ نظم

شگون یہان کا دیکھا سراسر شتاب — پہ چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جہان ایک ماتم سرا ہے عجب — نہین جائے باش ہے یہ جا عجب
نہ جدول رہیگی نہ نہر روان — گلستان کو یا مینہ گیا ہو کا مکان

کونسا دلاور نامدار ہے کہ جو آج نکل کر میدان مین اپنا ہنر دکھائے یہ کہکر نقیب تو کنارے
ہوئے اور گلزار اپنے اژدر کو اُڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای شمسہ جادو آ تو میرے
مقابلہ کو شمسہ تخت اپنا اُڑا کر سامنے اُسکے گئی اُسنے ایک گولہ سحر کا مارا کہ تخت ملکہ کا ٹوٹ گیا
اور شمسہ جادوگر پڑی اُسوقت شمشادا نے اپنے مرکب سحر کو نکالا مگر وہ مرکب بھی مارا گیا
اور گلزار جادو غالب آیا اور تلوار سحر کی کھینچکر سپر کو چہرہ کی پناہ کر کے لشکر شمسہ کی طرف
چلا اُسوقت شمسہ جادو اور شمشاد قد تلوار سحر کی کھینچکر اُسپر آ پڑین اور دونون طرف سے
ہاتھ تلوار کے چلے شمشاد نے سپر کو سحر کی آڑ کیا مگر وہ تلوار سپر کو کاٹ کر خود پر اُتری گلزار نے
داستانہ سحر کا مار کر تلوار کو دور کیا اور اُسکے جواب مین آپ تلوار ماری شمشاد نے وہ تلوار
خالی دی مگر ہلکا سا زخم شانہ پر آیا یہ ماجرا دیکھکر شمسہ نے درمیان مین آکر شمشاد کو تو ہٹا
دیا اور آپ ایک تلوار گلزار کے ماری اُس روسیاہ نے ترسول سحر پر اُسکو روکا مگر ترسول کے
دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت اُسنے گھبرا کر انگوٹھی جمشید کی دکھلائی کہ اسکی چمک سے شمسہ
بیہوش ہوگئی اور اُسی عالم مین گلزار نے چاہا کہ مین سر کاٹ لون یہ ماجرا جو لشکر شمسہ نے دیکھا
تو بدحواس ہو کر لینا لینا کہتے ہوئے دوڑے اُسوقت بقدرت خدا غضنفر بن اسد گھوڑا
اُڑائے ہوئے یہان آکر پہونچے اور انھون نے دیکھا کہ تاریخ تریخ سحر کے اُچھل رہے ہین اس
زور و شور سے کہ جیسے آگ لگی ہوئی ہے بس انھون نے اپنے اسپ بادخور کو جو اشارہ کیا تو
وہ اُڑ کر بروئے ہوا بلند ہوا اور وہان سے جو انھون نے دیکھا تو شمسہ تاجدار کو بیہوش پایا
اور ایک ساحر سیہ رو کو دیکھا کہ وہ سر اُسکا کاٹا چاہتا ہے بس یہ دیکھکر مثل ہوا کے قلب لشکر مین
سر پر گلزار جادو کے آکر اُترے اور نعرہ کر کے للکارا کہ ای خیرہ سر تیرہ روزگار دست خود را نگہدار

کہا ہم سیدیم اُسنے جو اس آواز کو سُنا تو بغیظ و غضب تمام شمشیر سحر کو مار اُنھون نے اُسکے وار کو خالی دیکر چو نچہ سحر کش مارا تو اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے پھر تو لشکر اُسکا الفینا الفینا کہکا شہزادہ پر اُٹڑا شاہزادہ نے زیر نیچہ سحر کش رکھ لیا رستخیز قیامت زا برپا ہوئی پھر تو اشعار

بہادر بسیار در کارزار
از آواز آن گرد سالار کش
بہ شمشیر ازان لشکر نامدار
نہ بادیو جانے نہ باپیل ہُش

کشیدند شمشیر و گرز آن سران
برآمیخت باہم سپاہ گران
یکے گرد برخاست در دشت جنگ
کہ بگرفت ازان روی خورشید رنگ

فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل
ہمہ کشتہ دیدند بر چند میل

غضنفر نے سبکو بیک چشم زدن مار رکھا دیا اور سبکو ہٹا کر قریب شمسہ جادو کے آیا اور اُسکے لہو کو رومال سے پاک کیا اور کہا اے ملکہ شمسہ جادو آپ کچھ اندیشہ نہ کرین افراسیاب کی کیا مجال جو بنگاہ کج دیکھ سکے اب آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے اسی اثنا مین گلزار جادو بے ساحرون نے آگھیر لیا شاہزادہ نے پھر اُنکو درہم اور برہم کیا اب جو وہ بزور سحر اُڑ کر بھاگے تو اُنھون نے بھی اپنے مرکب باد خور کو اشارہ جو کیا تو وہ بھی بلا کی طرح اُنکے پیچھے اُڑا اور غضنفر نے مارے تلوارون کے ہزارون لاشون کو گرا دیا یہ رنگ جو غضنفر کا شمشاد اور شمسہ نے دیکھا کہ بروئے ہوا یہ ساحرون کو جو رنگ کر رہا ہے تو یہ دونون تعریفین کرکے دست بدعا برائے غضنفر ہوئین اور ان دونون کے ملازم جو ساحر تھے وہ تعریفین کرنے لگے اور پکارے کہ اے شہریار سبحان اللہ کیا کہنا ہے اب پھر آئیے مگر اُنکو اُسوقت رن چڑھا ہوا ہے یہ اُن ساحرون کو مارتے ہوے پیچھے چلے جاتے ہین اُنکو تو اِس حال مین چھوڑو مگر حال نسیم جالندری کا سنو کہ ہیکل جادو جو افراسیاب کے حکم سے طبل و بوق بجاتا ہوا چلا تو آتے آتے وہان آکر پہونچا کہ جہان ملکہ نسیم جالندری غضنفر کے مرکب پر سوار چلی آتی تھین اور غضنفر اسپ باد خور اُڑا کر آگے چلے آتے تھے یہ پیچھے رہ گئی تھین چنانچہ ہیکل جادو نے جو اُسکی صورت کو دیکھا ہزار جان سے عاشق اور فریفتہ ہوا مرکب کو اُتار کر اُسکے پاس آیا اور گویا ہوا کہ اے سرو روان باغ خوبی اِس صحرا سے سنسان مین تو اکیلی تنہا کدھر کو جاتی ہے اور تو بلبل کس گلستان کی ہے سچ بتا تجکو اپنے دین و ایمان کی قسم ہے گو نکمین ہزار بندہ بے دام ہون اگر تجکو اپنی غلامی مین قبول کرے تو مین تمام عمر غلامی سے گردن تابی نکرونگا ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہے جا اپنی راہ لے میرا مالک اور وارث نمکار کو گیا ہے کہین ایسا نہو کہ وہ

آجائے تو جان تیری مفت جائے اور علاوہ اسکے پرائی ناموس سے ایسی باتیں کرنا انسان کو لازم
نہیں اُس کافر نے ملکہ کے کہنے پر مطلق خیال نکیا اور قریب آکر ایک ساحر سے کہا کہ نام اسکا فرجاد
تھا کہ تم اس عورت کو اپنے ساتھ مرکب پر سوار کر لو جب ہم کہیں قیام کرینگے تو سمجھ لینگے پس فرجادو
نے اسکے کہنے سے ملکہ مذکور کو پکڑ کر زبردستی اپنے مرکب پر سوار کیا اب ہیکل جادو شادان و فرحان
وہاں سے چلا طبل و نقارے بجنے لگے صداے طبل غضنفر کے کان میں پہونچی پس وہاں سے اسپ
باد خور اڑا کر جو آیا تو اُسنے دیکھا کہ ملکہ نسیم جالندری ایک ساحر کے مرکب پر سوار ہے اور ایک لشکر بیشمار
چلا آتا ہے مگر ملکہ کا یہ حال ہے کہ ہر دم یہی چاہتی ہے کہ اپنے تئین گھوڑے پر سے گرا دون اور آنسو آنکھ سے
جاری ہیں وہ ساحر گرنے نہیں دیتا ہے دونوں ہاتھوں سے تھامے ہے یہ حال دیکھکر غضنفر تھرا گئے
اور وہیں سے باگ مرکب کی لی اور ہیکل جادو پر آپڑے مگر وہ قریب کوہ شمس پہونچ چکا تھا جہاں ملکہ
شمسہ اور شمشاد قد موجود تھیں بلکہ شمشاد جو زخمی تھی تو پالکی میں لیٹی تھی اور انتظار غضنفر کے
آنیکا کر رہی تھی کہ ہیکل نے آکر سخت و سست کہکر حملہ کیا اور فوج غضنفر کے ہاتھ سے جو گرفتار
کی بھاگی تھی وہ بھی آکر شریک ہیکل ہوئی اور بروے ہوا قائم ہو کر پکاری کہ ای ہیکل کلاہ ار کو غضنفر نے
قتل کر ڈالا ہے اب تم نیچے رہنا اور ہم جاتے ہیں شاہ جادوان سے اطلاع کرینگے تم غضنفر سے لڑو ہم جاکر
اور ساحر کو تمھاری مدد کے لیے بھیجتے ہیں یہ کلام سُنکر اس ساحر نے کچھ جواب ندیا اور تلوار کھینچکر
شمشاد قد پر جا پڑا شمشاد ہر چند کہ زخمی تھی مگر جی واری کر کے یہ بھی لڑنے لگی اُدھر نسیم جالندری
نے جو غضنفر کو دیکھا تو پکاری کہ ای شہریار یہ کافر مجکو زبردستی پکڑ لایا ہے اب اللہ تعالی نے میری آبرو
بچانیکو آپکو بھیجدیا ہے آپ اسے جلد قتل کریں کہ میں رہائی پاؤں غضنفر یہ سُنکے نعرہ کرکے فرجادو
پر آئے اُسنے تاریخ سحر کا مارا مگر بسبب تیغہ سحر کش کے اُسنے تاثیر نہیں کی اور غضنفر نے جو نیمچہ سحر مارا
تو مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوئے بس اُسکو مار کر ملکہ نسیم کو اُسنے اپنے مرکب پر بٹھا لیا قضا کار
توسن جادو کو بھی خبر معلوم ہو چکی تھی کہ شمشاد کوہ پر ملکہ شمسہ اور شمشاد قد دونوں
افراسیاب سے لڑ رہی ہیں بس وہ بھی مع فوج وہاں سے چلی اور یہاں آکر
جو پہونچی غضنفر کو اُسنے سلام کیا اور کہا واہ واہ کیا کہنا حضور کی شجاعت لیکن اب آپ
ایک کام کیجیے کہ ملکہ نسیم کو تو میرے حوالے کیجیے اور آپ ان کافروں کے پیچھے غضنفر نے

توسن کو اچھی طرح پہچانکر ملکہ نسیم کو تو اُسکے حوالے کیا اور کہا کہ یہ میری محسن ہے اور ناموس بچی ہے
اس سے بہت ہوشیار اور خبردار رہنا ایسا نہو کہ اسکو کسی طرح کی تکلیف ہو یہ سنکے توسن نے
کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں میں انکی کنیز ہوں مثل قمر طلعت کے توسن جادو غضنفر سے
یہ کہہ رہی تھی کہ ساحروں نے ہیکل جادو سے اطلاع کی کہ غضنفر نے آکر تیری معشوقہ کو چھین لیا اور سرو
جادو کو مار ڈالا وہ سنکر نہایت بیتاب ہوا اور شمشاد قد کو چھوڑ کر غضنفر کی جانب پھر پڑا اور
مرکب سحر کو اُڑا کر برابر غضنفر کے آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھوں نے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغ برش کا
مارا تو اُسنے بھی خالی دیا اب طرفین میں لڑائی ہونے لگی اُسنے اپنے مرکب کو بر روئے ہوا بلند کیا
انھوں نے مرکب بادخور کو اپنے ایڑھ کی اور برابر اُسکے پہونچکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا اور مرکب کو بلند کیا
اور اُسکے ساتھ کا لشکر زمین پر چلا جاتا ہے آخر ایک مقام پر غضنفر نے دباؤ ڈالکر ایک ہاتھ جو بیچ کا الا اللہ کہکر
مارا تو اُس کافر کے دو ٹکڑے ہوئے شور دار و گیر برپا ہوا اور اُسکی فوج میں دونوں ٹکڑے اُسکی لاش کے
آگرے اب تو غضنفر نے مرکب کو اپنے تیز کیا اور سب کو مارنا شروع کیا کہ اشعار

برآمد درخشیدن تیغ تیز	زمین از نہیب آمد اندر گریز
سپر بر سپر تیغ ہندی گذشت	ازان نامداران دو بہرہ گشت
بغرید چون رعد در کوہسار	و یا شیر جنگی گہ کارزار

غرض سب کو مار کر بھگا دیا اور غضنفر نے انکا پیچھا کیا جب وہ سب بھاگ گئے تو اب
غضنفر کا فرط جوع سے بہت حال غیر ہوا یہ ایک صحرا میں اُتر پڑے اور آہو کو شکار کیا
اور جھیل پر بیٹھکر اُسکے کباب کھائے اور میان شمشاد اور شمسہ نے کہا کہ اس وقت
غضنفر نے آکر بیشک جان بخشی فرمائی ورنہ ضرور ہم مارے جاتے یہ باتیں کرتی
ہوئیں دونوں اندر قلعہ کے داخل ہوئیں اور سب ساحروں نے کہا کہ غضنفر ہمارا آج
سے جان بخش ہوا وہ ساحر بھی سب ثناخوان ہوئے اس اثنا میں توسن جادو بھی آ پہونچی
اور اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح میں نسیم جالندری کو لائی ہوں اس میں
شمشاد نے شمسہ سے پوچھا کہ کیوں بہن اب کیا صلاح ہے شادی میں ملکہ قمر طلعت
کی اُسنے کہا قصور معاف میں نے تو کتاب جمشیدی میں دیکھا ہے کہ قمر طلعت کی شادی

غضنفر کے ساتھ ہوگی اور وہ حاکم یہاں کا بنے گا اب مناسب ہی کہ ملکہ مہرخ کے
پاس اسباب خیمہ ڈیرا لاد کر چلو اور اس ملک کو چھوڑو کیونکہ افراسیاب سے عہدہ برا ہونا
مشکل ہی اور وہان بہت بڑا لشکر ہے اور غضنفر کا نانا عمرو بن امیہ ضمری وہان موجود ہی بس
مرگ انبوہ جشنے دارد یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت خیمہ ڈیرا لاد کر مال و اسباب اپنا ہمراہ
لیکر مع عزیز و اقارب کے جانب مہرخ روانہ ہو مین اب انکو تو راستے راہ مین چھوڑ دیے لیکن
حال سنیے کہ لشکر حیرت بد سیرت مین مہران جادو نام ایک ساحر جانب افراسیاب سے
آیا اور اسنے راحت و آرام کر کے جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین چشمہ آفتاب خشک ہوا اور
ستارون کے چراغ روشن ہوے نظم

چو خورشید در جامہ نیلگون — نہان شد چو زنگی شب آمد برون
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن — کشادہ سیہ مار گردون دہن

مہران نے طبل جنگ بجوایا
مہرخ سحر چشم نے بھی خبر سنکر طبل جنگی بجوایا لشکرون مین تیاری سحر کی شروع ہوئی ہندوے
زحل ساجوگی فلک ہفتم پر آسنی بچھا کر تپسیا کرنے لگا اور منگل منگلا چاری کرنے مین مصروف ہوا
بدھ کی سدھ بدھ سب جاتی رہی شکر اپنا بچار کرتی تھی سورج کی جوت اس رات مدھم ہوئی چندرما مین
کا بل کھرا برسپت نے کہ برہمن فلک ہی اپنا جنم پترا نکالا آسمان آج کی شب کو دشمن ہر پیر و جوان
بنا لشکرون مین بیر غل مچانے لگے بھینٹ پانے لگے ڈھرو بجا برنجی تھالی مین لونگ پھول ہار
دونے مرو کے پتے جمع کیے گئے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نخل سحر مین گل آفتاب
پھولا اور قصر شب کی بنیاد برباد ہوئی کہ اشعار

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا — دھوان ہلکا ہوا شب کے جگر کا
نگاہون سے چھپی شب شوخ انداز — طرارے بھر کے مثل توسن ناز

صبح کو مہرخ نامور بصد کر و فر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ روانہ ہوئی اسکے ساتھ ملکہ بہار
اور مخمور اور جملہ سردار سالار گردون کش مع فوج بے شمار وعدہ گاہ مصاف مین آئے
دلاورون نے پرے جمائے اس طرف ڈھرو بجا اور ناقوس پھنکتا ہوا ترسول اور منبول
چمکتے ساحر اژدر اور طائران سحر پر سوار اور مہران جادو ایک فیل آتشین پر سوار ہو کر
اژدر دمان کو کوتل اپنے ساتھ لیکر میدان مین آیا تھالیان برنجی چھکنے لگین اور ساحرون نے
صف آراستہ کی اور نقیبون نے نکل کر آواز لگائی کہ اے ساحران نامی اشعار

جوانی گئی موسم شیب ہے
کسی نے نہ بجتا سنایان مقام
کسی شے کو یان کی نہیں ہے ثبات
کہ رہجائے دنیا مین باقی نشان
کیا اس جہان سے سبھون نے سفر
تو دولت شہادت کی تمکو ملی

شہود ایک دو روز کو غیب ہے
یہ سمجھے جو مین سامنے ہین کہان
گئے دن جوانی کے گذری حیات
سکندر نہ باقی ہے نہ طوس ہے
یونہین تم بھی اک روز جاؤ گے مر
تمھین چاہیے آج ہے نام و ننگ

بجا ہی کیا کوس رحلت مدام
جہان جا ہے ایک بزم روان
ہے لازم کہ اب دیدو لاکھیر کی جان
نہ جمشید دارا نہ کاؤس ہے
لڑائی مین لڑ بھڑ کے گر جان دی
عدو کو کرو زندگی سے بتنگ

غرض یہ صدا دیکے نقیب کنارے ہوئے اور مہران نے اپنے ہاتھی کو کچھ بانگ مار کر آگے بڑھایا اور ناف میدان مین آکر آواز دی کہ ای مہرخ و بہار مین تمکو سمجھاتا ہون کہ وہ شہنشاہ جسنے تمکو خاک سے پاک کیا تم اُس سے مقابلہ کرتی ہو تمھین لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو کہ مین تمھارا قصور سعی کر کے معاف کرا دون ورنہ تم اپنے کیے کی قرار واقعی سزا پاؤ گی مہرخ نے جواب دیا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار افراسیاب کیا ہماری خطا معاف کریگا انشاء اللہ ہم اُسکو باقبال شہنشاہ عمرو داخل دار البوار کرینگے یہ سُنکر مہران کو غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ اچھا تو پھر بھیجو کسی کو میرے مقابلہ مین یہ کہہ رہا تھا کہ ایک ساحر نامہ افراسیاب کا لیے ہوئے مع اسّی ہزار ساحرون کے اسکے پاس آیا اور نامہ اسکو دیا اور کہا کہ خداوند ساحران نے یہ ساحر تمھاری مدد کو بھیجے ہین اسنے کہا کہ مجکو کسی کی اعانت درکار نہین ہے انسے کہدو کہ یہ کسی مقام پر اُترین مین جب لڑائی ختم کر لونگا پھر سے بھی ملاقات کرونگا یہ سُنکر وہ سب ساحر اُس جگہ کہ اور فوج پڑی تھی اُترے اور مہرخ کی طرف سے ایک ساحر اور نگ جادو نام برائے مقابلہ مہران بدانجام نکلا جب سامنے آیا مہران نے ایک ہاتھ تیغہ سحر کا اُسکو مارا کہ وہ تیغہ بجلی بنکر گرا اور خرمن ہستی کو اُس ساحر کی جلا دیا پھر ارژنگ جادو نکلا اُسنے اُسکو ایک ترنج مار کر ہلاک کیا پھر غدار جادو نے نکل کر سامنا کیا مہران نے ایک اژدہا جنگل سے بلایا کہ وہ غدار کو آکر نگل گیا اب تو باری باری بہت سے ساحر اُسکے مقابلہ مین گئے مگر مارے گئے آخر کو مہرخ موئے کا کل کشتا اپنے ہنس پر سوار ہو کر دھائی گئی

پہنے حسن کی کھیتی ہری ہنس پر اپنا جوبن دکھاتی ہوئی سامنے مہران کے آئی مہران نے
ایک ناریل جوئی دار سحر پڑھ کر مارا سرخ مو نے اسکو دستک دے کر الٹا پھیر دیا
اور اپنی کاکل کو کھولا کہ اُسمین سے ستارے نکل کر بلند ہوئے اور سر پر مہران کے گرے
مہران نے سات سپرین سحر کی سر پر سایہ کین ان ستارون نے چھ سپرون کو توڑا
مگر پھر ماند ہو کر گر پڑے اب مہران نے ایک تیغہ جو سر پر مارا تو سرخ مو کے تا دو ابرو
اُترا پھر تو جنگ مغلوبہ شروع ہوئی دونون لشکر مین تاریخ تریج چلنے لگے سوئیون کے
لچھے مرچون کے ہار پیکان تیر ساحرونکے جسم مین پیوستہ ہوئے **نظم**

کسی نے کسی کے لگائی تھی آگ
کہین یہ صدا تھی کہ اب جلد بھاگ — برسنے لگی آتش تیروان — ہوا ابحر زخار جادو روان
بجانے لگے شور جادو کے بیر — برسنے لگا آب پیکان تیر — لگے پڑنے تاریخ وان اور تریج
کہ تھا ساحرون کو گزند اور رنج — کہین ہار فلفل تھے سوئیان کہین — کہین خنجر تیر و پیکان کہین
لگانے لگے آگ وان سحر کار — غضب کی تھی برپا وہان گیرودار — اسی ہنگامۂ جنگ مین شعلہ

سنکر مہران مہرخ سحر چشم پر آگرا کہ مہرخ سحر چشم کے جسم مین اسکی سوزش سے آبلے
پڑ گئے بس بہت جلد مہرخ سحر چشم دریا بن گئی اور اس آتش کو سرد کیا اور تمام لشکر مہران کا
اُس دریا مین ڈوبنے لگا مہران نے یہ حال دیکھ کر ایک گولہ فولاد کا زمین پر مارا کہ زمین
شق ہوئی اور ایک اژدر نکل کر اُس پانی کو پی گیا از بسکہ دریا تو مہرخ
ہی بنی ہوئی تھی یہ بھی اُسکے پیٹ مین سما گئی اِس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ اژدر شب
منہ کھولے ہوئے ظاہر ہوا اور مہتاب کا سن اُسنے اگلا کہ شعر غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام
نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام ✤ شام کو مہران طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر مہرخ تباہ حال
پریشان و بدحواس اندوہ و الم مین گرفتار اپنے مقام پر آیا اور اُدھر مہران اپنی بارگاہ مین جا کر
خوش و خرم پہونچا اور سلاح حرب کو جسم سے دور کر کے لباس بزم کو آراستہ بدن پر کیا اور
ہاتھ منہ دھو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور ہر چہار طرف کو پہرے مقرر کر دیے اور وہ پتلے سحر کے
جو بنائے ہین کہ وہ سب کو دیکھتے ہین مگر آپ کسی کو نظر نہین آتے ہین اُنسے بھی تاکید کی
کہ خبردار اگر کوئی عیار آئے تو اُسکو گرفتار کر لینا اور ہمکو اطلاع کر دینا وہ پتلے بھی اپنی اپنی

جگہ پر ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے قائم ہوئے اسکے بعد مہران نے آواز دی کہ ای اژدر جادو
جلد آ کر حاضر ہو وہ پکارتے ہی آکر حاضر ہوا اور سلام کرکے سامنے استادہ ہوا اُسنے اُسوقت مہرخ
کو اُس سے طلب کیا وہ سنکر ایک طرف کو بھاگا ہوا چلا گیا اور ادھر سے مہرخ کو طوق اور زنجیر
مین گرفتار کیے ہوے سامنے مہران کے لے آیا مہرخ کو ہوش تو بالکل تھا نہین بیہوشی مطلق
تھی اُسنے اوپر ایک تخت فولادی کے مہرخ کو سامنے مہران کے لٹا دیا اور کہا کہ یہ حاضر ہی
جیسا کچھ کہ اسکے باب مین حکم ہو مین اُسکو بجا لاؤن مہران نے کہا کہ بس یہی حکم ہی کہ اسکو بہت
ہوشیاری کے ساتھ قید مین رکھنا ایسا نہ ہو کہ یہ کسی طرح کا پڑ جائے اژدر جادو نے کہا کہ بہت
اچھا یہ کہکر پھر مہرخ کو اُسی حال سے لیے چلا گیا اور یہان مہران نے اپنے طور پر بندوبست
کرکے کھانا زہر مار کیا اور خواب مرگ مین اوپر بستر آرام کے دراز ہوا اب اسکو تو اس حال
مین رہنے دو اور دو کلمہ داستان عیاران مہرخ کے سنو کہ جب برق فرنگی کو اس حال
کی اطلاع ہوئی کہ مہرخ گرفتار ہو گئی تو اسکو نہایت تشویش ہوئی اور چھڑانے کے لیے
چلا اور بارگاہ مین جانے کے لیے صدہا صورتین کین مگر نہ جا سکا آخر خیمہ سے کوئی پانو کوس پر جا کے
نقب کھود کر مُنہ نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور فتیلہ رفع بیہوشی کو اندر ناک کے رکھکر سر کو نقب
سے بدر کیا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اندر خیمہ کے پہرے پر بیٹھے ہوے جاگ رہے ہین اُس وقت
برق نے پروانہ بیہوشی کے دہن سے اُڑائے وہ جا اوپر شمع کے گرے اور جلکر دھوان کا
پھیلا سب کے دماغون مین پہونچا وہ لوگ چھینکے اور پہرے کے بیہوش ہو کر گر پڑے پھر تو برق
بفراغت تمام نقب سے اندر خیمہ کے ایک صحنچی تھی اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ مہران پڑا ہوا پلنگ پر
سو رہا ہی یہ دل کو مضبوط کرکے بعد جرأت و دلاوری قریب اُسکے پلنگ کے بیٹھ کے
چاہتا تھا کہ بیہوشی کو کفچہ عیاری مین رکھکر اُسکے نتھنون سے لا کر پھر پھونکے مگر وہ جاگ رہا تھا
اسیر اُسکے بتلا سحر نے بھی آکر بتلا دیا کہ یہ برق فرنگی ہی وہ تو خود بھی جاگ رہا تھا لیکن یہ
نہ جانتا تھا کہ برق اب جو اسکو زبانی اپنے پتلے کے معلوم ہوا کہ یہ برق ہی تو پھر جلدی سے
ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور پکارا کہ ارے او دزد برق بڑا غضب کیا تو نے کہ مجھکو پکڑ ہی لیا
تھا مگر اب بتلا کہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اس کلمہ کو سنکر برق کی تو روح نکل گئی

او بدحواس ہو کر کہنے لگا کہ ای مہران کیا کہون اسوقت ساعت بد تھی اور قضا بھی تیری نہین تھی اسوجہ سے مین تیرے ہاتھ لگ گیا ورنہ کیا مجال تھی تیری کہ جو تو مجکو پکڑ سکتا مگر خیر کچھ مضائقہ نہین ہی یار زندہ صحبت باقی پھر سمجھ لونگا مہران نے سنکر جواب بھی ندیا اور مشکین باندھکر آواز دی کہ ای ہمنکال جادو جلد آکر حاضر ہو قضا سے کار ہمنکال جادو تو اسوقت کہین گیا ہوا تھا مگر ہولناک جادو موجود تھا اُس نے کہا کہ ای شہریار ہمنکال تو کہین گئے ہوے ہین الاغلام حاضر ہی جو کچھ کہ حکم عالی ہو اُسکو بجالاؤن مہران نے کہا کہ خیر اگر وہ نہین ہی تو تمہین آؤ اور آکر اس برق کو لو اور اپنے پاس بحفاظت تمام قید مین بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجاکر رکھو ہولناک جادو نے کہا کہ بہت اچھا اور برق کو پکڑ کر اپنے خیمہ مین لے گیا اور قید آہن مبتلا کرکے آپ سناٹے مین اور بستر غم کے پڑا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کروٹین ادھر اُدھر لینے لگا اور شعر عاشقانہ پڑھکے رونے لگا برق نے اُسکا رنگ دیکھکر اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ یہ مقرر کسی پر عاشق ہی اسوجہ سے رنگ چہرہ کا اُسکے زرد ہوگیا ہی اور حلقے آنکھون مین پڑے ہوے ہین غرض یہ تو خود ہی گرگ باران دیدہ ہین کچھ سوچ کر اُس سے پوچھا کہ ای ہولناک جادو خیر تو ہی مزاج تمھارا اسوقت کیسا ہی اور آنکھون مین آنسو تمھارے کس واسطے بھرے ہوے ہین اگر خفا نہ ہو تو مین تم سے اس بات کو پوچھتا ہون تم صاف صاف بتاؤ کیونکہ کوئی مرض دنیا مین ایسا نہین ہے کہ جسکی دوا خدا نے پیدا نہین کی ہی مگر مرض عشق کی دوا تو البتہ ممکن نہین ہی بھائی صاحب مین بڑا بول نہین بولتا ہون لیکن خاک چاٹ کر کہتا ہون کہ مین وہ شخص ہون اگر کسیکو یہ مرض بھی ہوجاے تو مین شربت دیدار اُسکو ایسا پلاؤن کہ وہ بالکل اُسکے پینے سے اچھا ہوجاے اور مرض عشق نام کو بھی باقی نرہے اور سواے اسکے اور تدبیرین بھی ایسی مجکو یاد ہین کہ عاشق کو وصل دلارام کا اُس تدبیر سے حاصل ہوجاتا ہی اس تقریر کو سنکر ہوش و حواس ہولناک جادو کے جاتے رہے اور صورت برق کی دیکھنے لگا اور یہ بات گھبرا کر کہنے لگا کہ ای برق حقیقت مین لوگ سچ کہتے ہین کہ تم روشن ضمیر ہو اور سب لوگون کے دلون کا حال تمکو بغیر بتلائے بخوبی معلوم ہوجاتا ہی واقعی بات یہی ہی کہ مین مرض عشق مین

مبتلا ہو گیا ہون اور کچھ علاج اس مرض لا دوا کا مجھ کمبخت بد نصیب سے نہین ہو سکتا ہی آخر کو ایک روز اسی غم مین مر کر رہجاؤن گا برق نے سنکر کہا کہ خیر اسکا کچھ مضائقہ نہین ہو وہ کون ایسا بشر ہی کہ جو اس مرض مین مبتلا نہو گا اب تم مجھ سے چھپاؤ نہین بلکہ صاف صاف بیان کرو شاید کوئی تدبیر وصل کی نکل آئے ہولناک اس کلمہ سے بہت خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ نظم

خواہش جگر سے ہی چھاتی مین درد	کہ جس سے ہوا جاتا ہی رنگ زرد
ترے غم مین ای آفت روزگار	ہزارون بلائین ہین یان روبکار
جلاتی ہی آتش تری میرے تئین	کیا داغ کس شعلہ نے تیرے تئین

ای برق ایک لڑکی عمران جادو نے بیکر پالی ہی لیکن وہ فتانہ عالم سفاکہ جہان حسن مین غیرت وہ ماہ و مہر رشک بدر ہی کہ سامنے اُسکے شمس و قمر نقاب ابر مین منھ چھپائین اور خوبان جہان غیرت سے آب خجلت مین ڈوب جائین پیشانی اُسکی وہ نورانی کہ مطلع صبح انوار اور زلف سیاہ مشکین غیرت بخش شب دیجور سراسر چشم فتان کے روبرو آہوے چین چین بول جائے محراب ابرو مین تمام عالم سر جھکائے اشعار

نگہ گردش چشم سے فتنہ ساز	مژہ آفت روزگار دراز	عجب رنگ پر سطح رخسار کا
مگر تھا وہ آئینہ گلزار کا	جو آنکھ اُسکے سینے سے جا کر لڑے	دم تیغ پر راہ چلنی پڑے
مکان گنج لب خواہش جان کا	تبسم سبب کاہش جان کا	سراپا مین جس جا تصرف کیجیے
دہن عمر ابدی بسر کیجیے		

اس حسینہ پر مین شیفتہ اور فریفتہ ہون اور اُسکو جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتا ہون لیکن کچھ میرا اجارہ اُسکے وصل مین نہین مین اُسکے جمال جہان آرا سے دیدۂ دل اپنا روشن کر لیتا تھا مگر اب چند روز دن سے عمران خود دل دادہ اور فریفتہ ہو گیا ہی اسوجہ سے اُسکو باہر نکلنے کی ممانعت کر دی ہی پس جس روز سے مین نے اُسکو نہین دیکھا ہو نہایت دل بیقرار ہی اور سوداے مرجانے کے اور کوئی تدبیر بن نہین آتی برق نے کہا کہ بھائی صاحب یہ امر تو کچھ مشکل نہین ہی اگر مین رہا ہوتا تو ایسی تدبیر کرتا کہ وہ آپ چلی آتی غرض برق نے اُسکو باتون مین لگایا اور اپنی قید کو سہن سے عیاری سے کاٹکر جست کر کے خیمہ کے باہر پہونچا کیونکہ اُسکو

زنجیر مین ہولناک جادو نے باندھا تھا سحر کی قید اُسکے جسم پر تھی جب یہ بھاگا تو ہولناک بھی
اِسکے پیچھے دوڑا اور برابر پہونچکر چاہتا تھا کہ پکڑے برق نے ایک طمانچہ بیہوشی ہاتھ مین بھر کر جو
مارا تو وہ بیہوش ہوکر گرا اُسنے اُسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ
اُسکے کپڑے پہنکر اسی کی ایسی صورت بنکر مہران کے پاس آیا اُسنے اسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون
آیا ہی ہولناک برق کو کہان قید کیا اور وہ کس طرح ہی برق نے کہا کہ اُسکو تو مین نے
ایک صندوق مین بند کرکے زمین مین دفن کردیا ہی اس خیال سے کہ نکلکر کہین چلا نہ جائے
مہران تو سنکر خاموش ہورہا مگر انھون نے اُسکو اس حیلہ سے کہ مجکو ایک بات پوچھنی ہی آپ
ذرا الگ چلین تو پھر مین اُسکو دریافت کرلون کہ وہ بات سب کے سامنے پوچھنے کی نہین ہی
الگ دوسرے خیمہ مین لیجاکر بیضہ بیہوشی کو مارکر اُسکو بھی بیہوش کردیا اور کھینچکر چاہتا تھا کہ سر اُسکا
کاٹ ڈالے دفعتہً وہی پتلہ کہ جس کو مہران نے بزور سحر بناکے پوشیدہ واسطے حفاظت
کے مقرر کیا تھا اور وہ کسی کو نظر نہ آتا تھا اُسنے آکر ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور مہران کو ہوشیار
کردیا اُسنے جو آنکھ کھول کر برق کو خنجر برہنہ لیے اپنے سینہ پر پایا اور دیکھا کہ پتلہ میرا ہاتھ
اُسکا پکڑے ہوے ہی بس مارے خوف کے رنگت چہرے کی تو زرد ہوگئی اور رعشہ اندام مین
ظاہر ہوا اور سوچا اپنے دل مین کہ یہ بڑا غضب ہوا تھا کہ اسوقت جان مفت مین گئی تھی
حقیقت مین یہ عیار بلاے بیدرمان و آفت روزگار ہی یہ تصور کرکے جلدی سے سحر جو کیا
تو برق سینے پر سے گر پڑا اُسنے اُٹھکر پکڑ لیا اور کہا کہ اب تجکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا ابھی مار ڈالونگا
برق نے اُسکے جواب مین کہا کہ مہران کیا مجال ہی تیری اکہ جو تو مجکو مار سکے کیونکہ مجکو تو مرنے سے
خوف ہی نہین ہی القصہ اب خوف برق کا مہران پر غالب ہوا اور خوف زدہ ہوکر اپنے دل سے
کہا کہ تیرے حق مین یہ بہتر ہی کہ برق کو تو چھوڑ دے اور گناہ اپنے اس سے معاف کرا اور
لشکر مہرخ مین چل افراسیاب جادو نے مہرخ کا کیا کرلیا جو تیرا کرے گا اور سواے
اسکے افراسیاب کی طرف سے جو ساحر بامید سحر لڑنے آیا وہ بہرصورت مارا گیا اور جو کوئی
افراسیاب کو چھوڑکر مہرخ سے ملگیا وہ اب تک زندہ اور سلامت موجود ہی اُسکا رونیان بھی
میلا نہین ہوا بس یہ سوچکر برق کے قدمون پر مہران گرا اور کہا کہ اے برق مین تمھارا غلام ہون

جو کچھ خطا مجھسے سرزد ہوئی ہو وہ معاف فرمایئے اور مین مطیع اسلام ہوا اور سب پر مین نے لعنت کی
اور سمجھا کہ دین آپ ہی کا برحق ہے برق اس کلمہ کو سنکر شاد ہو گیا اور مہران کی تعریف کر کے اُسکو گلے
سے لگایا مہران نے مہرخ کو اُسی وقت چھوڑ دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم حضور
میری طرف سے ملال نہ کرین کہ اپنے مجکو قید کیا تھا کیونکہ یہ مقام ملال کا نہین ہے لڑائی مین یہی ہوتا
ہے اب مین آپ فرمانبردار ہون مہرخ نے اُسکی بہت تشفی کی اور فرمایا کہ تو ہمارا قوت بازو
ہے اور ہمکو تجھسے عداوت نہین ہے نقا نے مہرخ کو جو مہربان دیکھا تو اپنے افسران لشکر کو بلا کر
سمجھایا کہ بھائیو مین نے تو لقا پر لعنت کی کہ وہ سراسر جھوٹا ہے اور دین اسلام کو قبول کیا اب تمکو
جو میرا ساتھ دینا منظور ہو تو دین اسلام کو قبول کرو ورنہ جہان چاہے چلے جاؤ مین جبر نہین کرتا
اُن سردارون نے کہا کہ ہمکو بھی مسلمان ہونا منظور ہے مگر آپ کو چھوڑنا منظور نہین یہ کہکر سب مطیع
اسلام ہوئے لیکن اس حال کی خبر وہ فوج جو افراسیاب نے بہر امداد مہران بھیجی تھی اُسکو فکر
ہوئی اور اُن سب نے چاہا کہ مہران کو گرفتار کرلین مگر مہران مع اپنی فوج کے سوار
ہو کر اُس لشکر پر گرا اب تو ہزارون ساحرون کو اسنے جلا کر خاک کر دیا نظم

بجی نائے ترکی ہوا شور و شر
بڑھا سحر جب جانین جانے لگین
پڑھی ایسی مہران نے اک پڑھنت
ہوئین خاک تن سے جانین روان

گرین بجلیاں سحر کی فوج پر
لگی خانۂ تن مین جادو کی آگ
کہ مارے گئے جس سے صد ہا منت

بلائین بگولون کی کھانے لگین
ہوئی سحر کو روح اور تن سے لاگ
تڑپکر لگین گرنے وان بجلیان

غرض سب کو مار کر مہران نے بھگا دیا اور ہزارون کو آتش
سحر سے جلا دیا اور سب کو قتل کر کے برق کے پاس آیا برق نے اُسکی تعریف کی اور
ملکہ مہرخ و مہران کو مع اُسکی فوج کے ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین چلا آیا مہرخ آکر داخل بارگاہ ہوئی
طبل اور نقارہ خوشی کے لشکر مین بجنے لگے سب سردار مہرخ کے مہران سے بغلگیر
ہوئے اور بہ آرام اُسکے ساتھ پیش آئے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ایوان فلک مین بادشاہ
خاور نے قدم رکھا اور روز و شب گرفتار ہو کر کالے جیل خانے مین گیا شعر

یہ انداز سخن تھا راحت گوش
اذان زاہد نے دی شیطان بھاگا

کہ وہ شب صورت دلدار روپوش
چھپی محفل مین بخت صبح جاگا

صبح کو برق نے جا کر گڑھے سے ہولناک جادو کو نکالا

اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اُسکو ہشیار کرکے کہا کہ ای ہولناک ملاک تیرا مہران جادو تو ہم
لوگون کا شریک حال ہوگیا اور اسی کی دختر متبنی پر تو عاشق ہوا ہے اگر تیرا جی چاہے تو چلکر اُسکی
ملازمت کر اور مین سعی کرکے اس دختر کو تجھے دلا دون اور یہ بھی کہون گا کہ ای مہران مسلمانون
مین یہ جائز نہین ہو کہ وہ اپنی دختر سے بہستر ہون پس یقین ہو کہ وہ تجکو اسے دیدے گا
ہولناک یہ سنکر برق کے قدمون پر گر پڑا اور اُسکے ساتھ خدمت مہران مین آیا اور مہران نے
اس سے پوچھا کہ کہان تھے اسنے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح برق نے مجکو بیہوش کرکے
گڑھے مین ڈالدیا تھا اب آپکی خدمت مین آیا ہون غرض یہ عرض کرکے ہولناک دنگل پر
بیٹھا شراب کا جلسہ شروع ہوا مہران نے کہا کہ رات بھر کا جاگا مین ہون اب آرام کرون گا
یہ کہکر اُٹھ گیا اور تیسرے پہر تک سویا کیا جب دن کی عمر نہ رہی یعنی تیسرے پہر کا وقت آیا
اُسوقت یہ اُٹھکر بارگاہ مین آیا مہرخ کو تسلیم کرکے تخت پر بیٹھا اُسوقت کہ جب دماغ اسکا
بادۂ ناب سے گرم ہوا برق فرنگی اسکے سامنے آیا اور بہت عجز سے اُسکو سمجھا کہ اے
مہران اب مسلمان ہوا اور مسلمان کو لازم نہین کہ اپنی متبنی کے ساتھ شادی کرے کس لیے کہ جبکہ پالا
پھر اُسکا ستر دیکھنا کیا اب تم اپنی دختر متبنی کو میری خاطر سے ہولناک کے ساتھ منعقد کردو مہران
نے کہا کہ ای برق وہ دختر تو کیا مال ہو آپ فرمائین تو مین جان تک دیدون برق نے
اُسکو دعا دی کہ خدا ے تم کو سلامت باکرامت رکھے اور دعا دیکر اُسنے ہولناک کو دولھا بنایا
اور دختر کا مہران کی عقد اسکے ساتھ کیا جب وہ زمانہ آیا کہ عروس شب بن ٹھن کر بینے
چاندنی کی تمرکی لگاکر اور زیور ستارہ دار پہنکر عالم مین آئی کہ **اشعار** گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن

چڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن	چھپا صحن زمین پر شام کا رنگ	ہوئے دود و سیاہی عارض سنگ

رات کو ہولناک بادل بیتاب خلوت سرا مین آیا اس دختر کو بھی عروس بنایا تھا زیور جواہر کا پہنایا
تھا اُسنے آکر اسکی بلائین لین اور تصدق ہوا وہ شوخ آفت زا تڑپ کر آغوش سے نکلی اسنے
پھر اُسکو گود مین اپنی لیا اور چھپر کھٹ پر لاکر لٹایا بہت کچھ بہلایا اور سمجھایا آخر

یہ نوبت پہونچی **اشعار** بہم تھے بادۂ مستی سے بیہوش	پڑا بیساختہ شلوار پہ ہاتھ وہ گل کھلے دہان ہوکر ہم آغوش	کھلا عقدہ سر انگشت کیساتھ نقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ

نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ مہ و خورشید تھے دونوں ہم آغوش	دل ساحر ہوا خواہش سے بیتاب مگر جب آب انسان آگیا ہوش	بنے آغوش رشک برج مہتاب صف مژگان پہ آیا لشکر خواب
در آیا زیر فرمان کشور خواب	لیکن شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ ہے کچھ ہی دیر انھون نے آرام کیا	

تھا کہ وہ زمانہ آگیا یعنی موذن نے ندائے اللہ اکبر سُنائی اور رات نے شرما کر منھ اپنا چھپا لیا
روز روشن ہوا اشعار
یکایک چرخ پر پھیلا اُجالا کیا منھ اپنا روشب نے کالا
گئی منھ اپنا سا جو رات لیکر دھری اُس ماہ نے اُنگلی زبان پر
دم سحر ہونا گ نے اُٹھکر حمام کیا اور پھر آکر بارگاہ مہرخ میں بیٹھا مگر یار دلنواز کے لیے بیقرار تھا رات کا انتظار تھا لیکن بارگاہ میں ناچ ہونے لگا جام مئے ارغوانی کا دور آغاز ہوا دل اسکا بہل گیا اور شکیل جادو نے اپنے خیمہ سے آکر مہران سے ملاقات کی اور کہا کہ ای بابا ہم تو غم میں خوبصورت جادو کے ہلاک ہو رہے ہین اور اُسکے غم مین مثل ماہی بے آب تڑپا کرتے ہین طاقت دل طاق ہے ملاقات سب دوستون کی شاق ہے مہران نے کہا کہ ای شکیل خوبصورت تو قید ہین اور چھوٹنا اسکا بہت دشوار نظر آتا ہے ہان اگر افراسیاب مارا جائے اور راسعد بن کرب کو لوح طلسم ملجائے تو شاید وہ رہا ہو ورنہ اُسکا چھوٹنا ممکن نہین اور ای شکیل آستا مین جانتا ہون کہ لوح طلسمی دریائے نیل مین ہے افراسیاب خود ہی اُسکو نہین جانتا ہے یہ باتین تھین کہ بکاول نے لاکر طعام عمدہ نعمت خانہ مین چنا مہران اور ہر ایک سردار نے طعام نوش فرمایا اور اس طرف کا حال سُنیے کہ مہران نے فوج افراسیاب کو قتل کیا تو ساحر جو قتل سے بچے تھے وہ نالان و گریان خدمت شاہ جادوان مین گئے اور اُنھون نے عرض کیا کہ ای بادشاہ ساحران مہران مہرخ سے جاکر ملگیا اور ہم سب کو مار کر تہ و بالا کر دیا افراسیاب یہ حال سنکر سناٹے مین آگیا آخر ان سب سے کہا کہ اچھا تم جاؤ اپنے مقام پر مین اُس ناہنجار سے نمک حرام سے سمجھ لونگا وہ ساحر تو چلے گئے اور بعد ایک ساعت کے ملکہ حیرت کی بارگاہ مین افراسیاب آیا اور اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت برق بلا فگن کو بلوانا چاہیے ملکہ حیرت نے کہا کہ وہ تو مجھ سے کچھ ناراض ہو کر یہان سے چلی گئی افراسیاب نے کہ جس طرح ہو تم اُسکو سمجھا کر یہان بلواؤ حیرت نے کہا بہت مناسب ہے پس اپنے آدمی برق کے بلانے کو روانہ کیا

لیکن شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار جو ظلمات فیل ومدران کی قید مین ہمراہ بدران
ہین انھون نے ایک روز رجوع قلب سے درگاہ خدا مین دعا کی پس انکو بشارت ہوئی کہ ای
عمرو اس دعا کو پڑھکر جسطرف جا ہے چلا جا عمرو اس بشارت سے فرحناک ہوکر اس دعا کو
پڑھتا ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا تھا رکار اثنا رراہ مین انھون نے دیکھا کہ بہت سے
نٹ چلے جاتے ہین پس یہ بھی ایک لنگوٹ باندھکر بانس کندھے پر رکھکر گلے مین نیلہ ڈورا
لپیٹ کر خم بجاتے ہوئے نٹون مین مل گئے اُنھون نے پوچھا کہ تم اکیلے کیون پھر رہے ہو
اور تمھارے ساتھ والے کہان ہین انھون نے کہا کہ مین نے اُن نٹون کا ساتھ اس لیے
چھوڑ دیا کہ وہ حصہ زیادہ طلب کرتے تھے اور کام کرنے مین کاندھی دیتے تھے اب تم لوگون
کے ساتھ ہون کہ جہان تم تماشا کرنے کو جاؤ گے وہ مین بھی کچھ تماشا کرون گا یہ کہکر اُنکے
ساتھ روانہ ہوا یہ سب پھرتے ہوئے مصور جادو کے لشکر مین پہونچے اور
ڈھولک بجا نا شروع کی اتفاقاً ملکہ برق بلا افگن بھی وہان آئی مصور اور
صورت نگار بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے کہ آواز ڈھول کی اُن کے
کان مین آئی ملکہ برق بلا افگن نے کہا کہ ان نٹون کو بلاؤ مصور نے آدمی بھیجکر بلوایا وہ
آئے اور تماشا کرنے لگے ہر طرف سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور خواجہ بھی ایک طرف کو کھڑے
ہوئے تھے اسمین ملکہ برق نے اُن نٹون سے پوچھا کہ یہ نٹ کیون نہین تماشا کرتا سب نے
متفق اللفظ کہا کہ یہ ہمارا استاد ہی ہم سب کے بعد یہ تماشا کریگا برق بلا افگن خاموش
ہو رہی جب وہ نٹ تماشا کر چکے تو عمرو میدان مین خم پر خم مار کے آیا اور پکارا کہ ملکہ عالم ہمارا تو
یہ تماشا ہی کہ ایک لوٹ مار کر جو زمین لگے تو اس بار صف کے گرینگے اور پھر ایک ایک
پھول چالاکی سے سب کے ہاتھ مین اس سرے سے اس سرے تک برابر دیجائینگے پس سب کو
چاہیے کہ اپنے اپنے ہاتھون مین اُن پھولون کو مضبوط پکڑے رہین بھاگنے نہ دین اور اُنکو
سونگھین وہ سونگھتے سب کے ہاتھ سے غائب ہو جائینگے یہ کلام سنکر سب ساحرون
نے کہا کہ یہ بات ہماری عقل مین نہین آتی اسلیے کہ جب پھول ہمارے ہاتھ مین ہونگے پھر اُن کا
غائب ہونا ممکن نہین عمرو نے کہا کہ اُن پھولون کی کیا اصل ہی اگر تم کہو تو مین آدمی کو غائب کردون

بلکہ بارہا غائب کرچکا ہون کیونکہ مین فقط نٹ نہین ہون منٹ کھٹ بھی ہون آمین جو اور نٹ
کھڑے ہوے تھے انھون نے کہا کہ اس تکرار سے حاصل کیا ہی جو امر کہ ہوگا وہ آپ ہی ظہور مین
آئیگا عمرو نے کہا کہ ہان سچ ہی یہ کہکر پہلے تو تڑاق پڑاق دو ایک قلابازیان کھائین اور پھر جست
جو کی تو خیمہ کو پھاندکے اس پار نکل گیا اور پھر اودھر سے جست کرکے جب ادھر آیا تو تازے تازے
پھول زنبیل سے بہت خوشبودار نکالے ایسے کہ جیسے ابھی درخت سے توڑکر منگائے ہین غرض وہ
پھول سب کے ہاتھ مین برابر دیتا چلا گیا اور نٹون کو بھی دیے نٹ اور سب ساحر حیران ہوے
کہ یہ پھول اتنے عرصہ مین تازے تازے کہان سے لایا لنگوٹا تو یہ باندھے ہی اور پھول اسکے
پاس کوئی نہ تھا معلوم نہین کہ اسنے کیا کرتب کیا عمرو نے کہا کہ صاحبو ان پھولون کو مضبوط پکڑے رہنا
جانے نہ پائین یہ پھول ان درختون مین جو سامنے لگے تمھارے ہاتھ سے نکل کر لگ جائینگے مصور
جادو نے کہا کہ حقیقت مین یہ نٹ بڑا استاد ہی اور ساحر عمرو سے کہنے لگے کہ میان نٹ یہ پھول
ہمین بھی دو عمرو نے تھوڑے تھوڑے پھول سب کو مع مصور جادو و برق بلا افگن اور
صورت نگار وغیرہ سب کو دیے انھون نے ان پھولون کو مضبوط ہاتھون مین اپنے پکڑکر سونگھنا
شروع کیا اور عمرو نے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای نٹو آج تو جو میان بھر بھر کے روپیہ لو اور ان پھولون
کو خوب ساول لگا کر سونگھو یہ کہکر الٹی سیدھی قلابازیان کھانے لگا اور ان پھولون پر عطر بیہوشی
چھڑکا ہوا تھا اسکے خوشبو جو سب کے دماغون مین پہونچی تو مارے خوشبو کے دماغ معطر ہوگیا اور سب نے
خوب سونگھے بس یکایک سبکو دردسر پیدا ہوا اور ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ میان
دیکھو وہ پھول غائب ہوگیا اسنے کہا کہ تم سچ کہتے ہو وہ آسمان پر اڑا جاتا ہی اور نٹون پر جو غلبہ
بیہوشی کا ہوا تو وہ سب کے سب ڈھول بجاتے بجاتے ڈھیری ہوگئے اور مصور جادو
جو گھبرا کر اٹھا تو اسکو دیکھکر سب ساحر اٹھ کھڑے ہوئے بس کھڑے ہونے کی تو دیر ہی تھی مصور
جادو تو تھرا کر گر پڑا اور ساحر تڑاق پڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہوگئے جب سب بیہوش ہوگئے
تو عمرو نے بفراغت تمام مال اور اسباب مصور جادو کی بارگاہ کا لوٹ لیا اور سب ساحرون کو
برہنہ کرکے خنجر نیام سے کھینچکر چاہا کہ مصور اور صورت نگار اور برق بلا افگن وغیرہ سب کے
سر بدن سے جدا کرون کہ دفعتہ ایک آواز آسمان سے پیدا ہوئی کہ باش اوخیرہ روزگار کب

ہوسکتا ہی کہ تو میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جائے مثم حسین جادو یہ نعرہ کرکے ایک گولہ فولادی آتش فشاں بنکر جوگری تو خواجہ کے حواس جاتے رہے اور انھون نے جلدی گلیم کو اوڑھ لیا اور غائب ہوگئے مگر وہ جو گری تو اس زور سے غصہ مین گری کہ اندر زمین کے غرق ہو گئی اور تمام بارگاہ کی زمین تھرانے لگی بعد تھوڑی دیر کے حسین جادو زمین سے نکلی دیکھا اُسنے کہ بارگاہ مین نقش بوریا تک باقی نہین ہو سب اسباب عمرو لوٹ لیگیا اور اکثر ساحر اور سب لوگ برہنہ پڑے ہین اسنے ابر سحر برسایا کہ سب کو ہوش آیا اور اپنے حال زار کو ہر ایک دیکھکر نادم اور غمگین ہوا اور مصور کو بہت شرمندگی حاصل ہوئی اور حسین جادو نے کہا کہ ای مصور باوجود کہ تصویر عمرو کی آپ کے گلے مین پڑی ہی مگر اسپر بھی آپ نے اُسکو نہ پہچانا اور اس طرح بیہوش ہو کر اُسکے ہاتھ سے دھوکا کھایا وہ تصویر کیسی تھی کہ جسنے آپ کو خبر نہ دی اسی بھروسے پر آپ دعوی کرتے ہین کہ مین کشندہ عمرو ہون مصور جادو نے خجل ہو کر کہا کہ ای ملکہ حسین جادو عمرو بڑا صاحب اقبال ہی خیر اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا تم دیکھ لینا کہ ایک روز مین نے اُسکو زندہ زمین مین نہ دفن کیا تو اپنا نام مصور جادو نہ رکھا یہ کہکر اسی وقت آپ بھی پوشاک تبدیل کی اور سب ساحرون کو جوڑے منگا کر پہنائے اور بارگاہ کو نئے سر سے آراستہ کیا اور پھر برق بلا افگن وغیرہ کے افراسیاب کے پاس آیا اور سب حال عمرو کی عیاری کرنے کا بیان کیا اور کہا آج تو اُسنے سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حسین جادو نے آکر ہم سب کی جان بچائی وگرنہ کوئی زندہ نہ رہتا برق بلا افگن نے کہا کہ واقعی عمرو اپنے فن مین یکتائے روزگار ہی حیرت نے کہا کہ ای برق بڑی بات کہ آج بھی تمنے پہچانا کہ عمرو ایسا آفت کا پرکالہ ہی ارے صاحب وہ تو بلائے بے درمان آفت روزگار ہی سامری ہی جان بچاتے ہین تو بچتی ہی وگرنہ کوئی صورت جانبری کی نہین ہی برق بلا افگن نے کہا کہ اگر وہ موا مجکو کہین راہ گلی مین مل جائے گا مین سر اُسکا ضرور توڑ کاٹ لونگا آئین چاہے کوئی خوش ہو اور چاہے کوئی ناراض مگر مین زندہ نہ چھوڑون گی افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ تمکو منع کون کرتا ہی یہ امر ہمکو منظور ہی لو جاؤ ہمنے بھی تمھین اختیار دیا تم اُسکو جاکر قتل کر ڈالو ہم بھی دیکھین کہ تم کیسی زبردست ساحرہ ہو برق بلا افگن نہایت خوش ہوئی اور اسی وقت بجلی بنکر رباے

تلاش عمرو مین روانہ ہوئی اب عمرو کا حال سنیے کہ وہ جو بارگاہ مصور کو لوٹ کر خوف جسین جادو
سے نکل کر بھاگا تو وہ چرخ کی بارگاہ مین آیا اور چھپکر باتین ادھر ادھر کی کرنے لگا چران جادو
سے ملاقات کی کہ دفعۃً ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی بس عمرو گھبرا کے اُٹھا اور پکارا کہ یہا الناس
خبردار ہو جاؤ کہ کوئی نہ کوئی آفت آتی ہے یہ کہکر باہر بارگاہ کے بھاگا چاہتا تھا کہ وہ برق جو آکر گری
تو بار ڈالنا مناسب نہ سمجھی عمرو کو لپیٹ کر سمت آسمان بلند ہوگئی اور ایک درہ کوہ مین جاکر اُتارا
عمرو نے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئین مردی سے جنگل مین پایا ہوش جاتے رہے مارے ڈر کے
پھر آنکھین بند کرلین برق بلا افگن نے کہا کہ اب تو کیا آنکھین بند کرتا ہے دیکھ تو مین تجھکو کس عذاب
الیم سے ہلاک کرتی ہون یہ کہکر خنجر کو نیام سے کھینچا جب تو عمرو کو بھی غصہ آگیا اور پکارا کہ اے
برق بلا افگن تو خوب جانتی ہے کہ مین نے ساحر شمشاد اور ہزار شکل چرخ گردان کو ایسا
چرخ دیکر مارا کہ روح اسکی چرخ مین آئی اور نمرود شکالی کو قتل کیا اور ہزارون ساحر انکو
مین نے داخل جہنم کیا کوئی بھی میری نشیم گندہ نہ کر سکا بھلا تیری کیا اصل ہے جو تو مجھے مارے گی
اگر خدا نے چاہا تو مین ہی تجھکو قتل کرون گا اس کلمہ پر برق کو غصہ آیا اور وہ اپنے خنجر کو سنگ پر تیز
کرنے لگی اس اثنا مین برق فرنگی بھی پھرتا ہوا اسطرف آپہونچا تو اُسنے عمرو کو قید دیکھا اور برق بلا افگن
کو خنجر تیز کرتے پایا فوراً صرصر کی صورت بنکر قریب برق بلا افگن آیا اور کہا کہ افراسیاب نے مجکو آپکے
پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تلاش کرکے جہان کہین برق بلا افگن ملین ہماری طرف سے انکو دعا کہنا اور
کہنا کہ عمرو سے ہمکو کچھ دریافت کرنا ہے بس اگر وہ ہاتھ آجاے تو ہمارے پاس ایک دم کے واسطے
لے آو اس سے ہم دو باتین کرلین تو پھر قتل کر ڈالنا برق بلا افگن نے کہا کہ اچھا چلو مین وہین چلکر
اس بھیا کا سر کاٹونگی یہ کہکر اُٹھی برق فرنگی نے کہا کہ اچھا آپ تشریف لے چلین مین ادھر طرف سے
جاؤن گا یہ کہکر قریب آکر چالاکی تمام ایک بیضہ بیہوشی کا اُسکے خود پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر دھم سے
گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور عمرو کو چھوڑا دیا کیونکہ برق بلا افگن نے قید بہ
سحر کی تھی عمرو نے برق فرنگی کی تعریف فرمائی اور گلے سے لگایا اور خنجر کھینچ چاہا کہ
سر برق بلا افگن کا جدا کرین اُس وقت دو پنجے روے ہوا سے پیدا ہوے اور
برق بلا افگن کو اُٹھا کر لے گئے عمرو اور برق ناچار وہان سے پھرے اور عمرو نے کہا

کہ انشاء اللہ آج ہی رات کو برق بلا افگن کا سر کاٹین گے یہ کہکر مع برق بلا افگن جانب
بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور ملکہ مہرخ سے آکر سب حال گذرا ہوا بیان کیا مہرخ نے بھی
تعریف برق کی فرمائی اور وہان نیچون نے برق بلا کو ایک دریا کے کنارے پہونچایا
اور ریانی چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا اور پھر سحر کے بر بنکر سامنے آکر سب حال عمرو اور برق کا
بیان کیا کہ اس طرح برق آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا ہم نے آکے اس ماجرے کو سنکر
اس لکاتہ کو غصہ آیا اور تڑپ کر سمت فلک گئی اور ابر سیاہ بنکر جانب لشکر مہرخ چلی
جب وہان پہونچی تو سب نے دیکھا کہ گھٹا دھوان دھار تیرہ و تار سیاہ بڑے زور شور سے
چلی آتی ہے اور بجلی بڑے غضب کی اس گھٹا مین چمک رہی ہے سب ساحرون نے خوب غور
کر کے اس گھٹا کو دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک عورت پریزاد سنہرا لباس پہنے اور
سنہرا اسکا بدن بھی ہے شمشیر برہنہ بنی ہوئی ابر مین چمکتی چلی آتی ہے وہ سب ساحر دیکھ رہے تھے
کہ برق آکر گری ساٹھ ستر ساحر جلکر خاک ہوئے اور پھر چالیس گز کی شمشیر بنکر گرنے لگی
تو صفون کے صفون کے سر قلم اسنے کیے غرض تین چار بار گر کے صدہا ساحرون کو ہلاک
کر ڈالا اور پھر لشکر حیرت کی طرف چلی گئی یہان بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر لاشین وہ
اٹھا کر دفن کرادین اور مہرخ نے کہا افسوس یہ تھا کہ رعد اور برق لشکر مین نہ تھے ورنہ
وہ برق بلا کو بتلا دیتے ٹھٹھیرے بدلائی ہوئی عمرو نے کہا ای ملکہ تم گھبراتی
کیون ہو اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مین بران کو بھی قید ظلمات سے چھڑاتا ہون اور
برق بلا کو مارتا ہون یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ادھر برق بلا افگن جو لشکر حیرت
مین آئی تو افراسیاب کو نہ پایا یہ سیدھی باغ عیش مین گئی وہان شاہ جادوان تخت
حکومت پر بیٹھا تھا سب ساحر عذار گرد و پیش مین اسکے حاضر تھے برق بلا بھی جاکر
ایک مقام پر بیٹھی اور جو کچھ کہ حادثہ گذرا تھا وہ روبرو ے افراسیاب بیان کیا اسنے
کہا کہ مجھکو اول ہی خبر اس حال کی ہو چکی ہے کچھ تمھارے بیان کی ضرورت نہین ہے برق نے
کہا کہ ای شاہ اب مین اپنا خیمہ زیر دیوار طلسم برپا کراؤن گی اور جو کچھ مین نے تجویز
کیا ہے وہ امر مین کرون گی یہ کہکر اسی وقت دریاے خون رو ان کے اس پار آکر

دیوار شہرپناہ شہر نازپرسان کے نیچے اس نے خیمہ استادہ کرایا مصور جادو بھی اُسکی بارگاہ مین جاکر بیٹھا اور کھانا وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور عمرو کو بھی معلوم ہوا کہ برق بلا نے تمہارے قتل کا بیڑا اُٹھایا ہے عمرو اس خبر کو سنکر بدحواس تو ہو گیا مگر جوہدار کی صورت بنکر بارگاہ برق بلا افگن کے دروازے پر پہونچا اور یہ لوگون کے ساتھ مل کر اندر بارگاہ کے جو آیا تو اُسنے دیکھا کہ بارگاہ نہایت خوبی سے آراستہ ہے اور برق بلا اپنے تخت پر بیٹھی ہے اور گرد تخت کے چار شنگرفی مرصع کا نیچی ہے اور صدہا خواصین زرین کمر اور زرین لباس زیور پہنے دست بستہ استادہ ہین عمرو نے تجویز کرنا شروع کیا کہ کس کی شکل بنون جو مطلب حاصل ہو اس اثنا مین ایک خواص نے برق بلا افگن سے کہا کہ واری اب حضور آرام فرمائین کہ صبح کو معاملہ بدڈھب ہے نہین معلوم کیا اتفاق پڑے اُسنے اس کے جواب مین کہا کہ اری مجھکو نیند کیونکر آئیگی کہ آج سامنا اُس شخص سے ہے جسنے کشمیر کا شہرہ عظلی آباد و ام الجبال و اندرکوٹ و چاہ ماران وغیرہ برباد کر دیا چراغ ساحرونکے گل کر دیئے بھلا مجھکو نیند اُسکے خوف سے کیونکر آئیگی یہ کلام سنکر وہ خواص خاموش ہو رہی اور ایک خواص بارگاہ سے نکلکر درۂ کوہ کی طرف چلی عمرو بھی اُسکے ساتھ ہوا اور کچھ دور پر جاکر اُسکو بیہوش کیا اور زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سب خواصون مین مل گیا اس عرصہ مین ایک خواص نے آکر عرض کیا کہ واری مین بیخبر سو رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر لباس میرا اُتار لیا میری جو آنکھ کھلی تو اُسکو پکڑ کر مین نے پلنگ کے تلے سحر کرکے ڈالدیا ہے قربان جاؤن آپ دریافت تو فرمائین کہ وہ کون شخص ہے برق بلا نے کہا اری موئی وہ عمرو ہے کہان خود اُٹھکر دوڑی پیچھے اسکے دو چار کنیزین اور بھی ہو لین اُس خواص نے کہا کہ واری ان کنیزون کو منع فرمایئے کہ یہ نہ آئین کیونکہ سب اپنے دل مین یہی کہین گی کہ ملکہ ڈر گئین جب تو کنیزون کو ساتھ لائین برق بلا افگن نے سب کو منع کر دیا کہ خبردار سوا میرے کوئی نہ آئے خواصین ناچار ٹھہر گئین اور وہ خواص ملکہ کو لیے ہوئے ایک پلنگ کے پاس آئی ملکہ برق نے جھک کر دیکھا کچھ نہ معلوم ہوا اُس وقت سمجھی کہ اوچھا پڑگیا سبب نہین معلوم ہوتا ہے پس اُس نے اوچھا اُٹھا کر جو پلنگ کے نیچے سر ڈالا وہان حلقہ کمند ...

وہ گردن میں پہنکر بجی رہے اور یہ خواص جو برق کو لگی ہے عمرو ہے بس اسنے فوراً بیضۂ بیہوشی
مارکر بیہوش کرکے پشتارہ اسکا باندھا اور لیکر اُسکو درۂ کوہ مین آیا اور چاہتا تھا کہ سر اسکا
جدا کردون اُسوقت برق فرنگی بھی آکر پونچا اور پکارا کہ واہ واہ اُستاد کیا کہنا کیا خوب
آپنے اسکو گرفتار کیا ہے لائیے مین سینہ گرم کرکے اِسکو پلادون عمرو نے یہ سُنکر اسکے
حوالے کیا برق فرنگی نے پشتارے کو کھولکر زور سے ناک برق بلا افگن
کی ملدی اور کہا کیون بے لگا تو میرے اُستاد کی فکر مین تھی کہ اسکو ہلاک کردون کچھی
مین رفع بیہوشی اسکی تھی اور یہ برق فرنگی نہین ہے صرصر ہے بس برق بلا نے
سانس جو اوپر کی لی بیہوشی اُتر گئی اور ہوشیار ہوکر اُٹھی صرصر نے کہا کہ اسنے ملاحظہ کیجیے
یہ عمرو آپ کو پکڑ لایا تھا اِسکو اب جلد گرفتار کیجیے عمرو یہ سُنکر بھاگ کر درۂ کوہ مین
چلا گیا لیکن وہان صبار رفتار نے حلقہ کمندون کے لگا رکھے تھے اسمین پھنسا اور
صبار رفتار نے اُن حلقون کو جھٹکا جو مارا تو عمرو منہ کے بل گرا اُسوقت اسنے نعرہ
کیا کہ منم صبار رفتار برق بلا بھی پیچھے عمرو کے دوڑی چلی آتی تھی اسنے دیکھا کہ صبا
رفتار نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہے بس اسے کہا ای صبا رفتار بڑا کام تونے کیا کہ اس
موئے کو قید کیا لیکن لا اب مجکو اُسے دے کہ مین قتل کرواؤن صبار رفتار نے کہا کہ
بی بی مینے تو بڑی بڑی عیاریان کی ہین اِس عیاری کی کیا حقیقت ہے کوئی ہمارا قدردان
سلامتی مین شاہ کی نہین ہے اب ہمارا جی عیاری کرنے کو نہین چاہتا ہے ای ملکہ آپ
تشریف لے چلین مین اسکو اور راہ سے لیکر آتی ہون اس کلمہ پر برق بلا کو شک گذرا
اور صبار رفتار عمرو کو لے کر چلی گئی مگر برق بلا افگن نے اب جو غور کرکے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ یہ صبار رفتار نہین برق فرنگی ہے بس یہ گھبرائی کہ سحر کرنا بھولی اور برق یعنی
صبار رفتار نقلی بھاگ کر درۂ کوہ مین گیا صرصر اور برق بلا بھی اس درہ مین آئین یہان
ضرغام اور جانسوز نے حلقے کمند کے لگائے تھے جیسے ہی درۂ کوہ مین آئی حلقون
مین پھنسی ضرغام نے دوڑکر بیضۂ بیہوشی برق بلا کے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اور
صرصر کو اسنے باندھ لیا اور برق فرنگی نے عمرو کو پشتارے سے نکال کر

ہوشیار کر کے کہا کہ اُستاد میں نے آپ کو اِس طرح سے پکڑ کے برق کو پکڑنا چاہا تھا مگر وہ ہوشیار
ہو گئی لیکن الحمد للہ کہ اب وہ مع صرصر کے پکڑی گئی ہے عمرو نے سب عیاروں کو گلے سے
لگایا اور پھر سل پتھر کی برق پر اُٹھا کر دے ماری اُسکو اثر نکیا پھر خنجر مارا اُس سے بھی کچھ
ضرر نہ پہنچا آخر کار اُسکو لے کر مہرخ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ملکہ اِس ملعونہ کو ہم مع
صرصر کے پکڑ لائے ہیں آپ کو اختیار ہے چاہیے قتل کیجیے چاہیے قید میں رکھیے ملکہ
مہرخ یہ حال دیکھکر شاد ہوئی اور خنجر سحر بکف کر برائے قتل برق بلا افگن اُٹھی حسب
اتفاق صبا رفتار کمند انداز اسوقت اندر بارگاہ کے موجود تھی اُس نے دیکھا کہ اب برق بلا
اور صرصر کسی طرح بچتے نہیں معلوم دیتیں ادھر مہرخ نے کچھ سحر پڑھکر دستک جو دی تو
ایک پریزاد نیمچہ لیے ہوے کہ وہ نیمچہ سلیمانی تھا پیدا ہوئی مہرخ نے وہ نیمچہ اُس کے
ہاتھ سے لیا اور پینترا بدل کر برق پر چلی اُس وقت صبا رفتار نے کہ یہ خدمتگار
بنی ہوئی تھی کہا کہ حضور ذرا ٹھہریے گا ملکہ ٹھہر گئی اور صبا رفتار نے آگے بڑھکر جلد تر
برق بلا افگن کی ناک کو بھر دیا کہ اُسکو چھینک آئی اور آنکھ اُسکی کھل گئی اور اپنے
تئیں گرفتار ہوا اُس نے پایا تو پکاری کہ او نابکار عیار تو نے میرے ساتھ بڑی دغا کی ہے
مگر کیا کروں ناچار ہوں کہ ہاتھ میں میرے اسوقت تلوار نہیں ہے ورنہ تم سب کو مزا چکھا دیتی خیر
اگر چاہا سامری و جمشید نے تو کل تمکو مزا چکھا دونگی یہ کہکر سحر جو پڑھا کمند تو جل گئی اور یہ [illegible]
اڑتی ہوئی جانب آسمان چلی گئی اور کوئی اسکا کچھ نکر سکا اور اُس ہنگامہ میں صبا رفتار
بھی بھاگ کر چلی گئی اور عمرو برق بلا کے ہوشیار ہونے سے بھاگا تھا اور مہرخ اور سب
ساحر متوجہ جانب برق بلا افگن تھے بدین سبب صبا رفتار نے صرصر کو بھی کمند سے
کھول دیا تھا القصہ یہ بھی بھاگ کر نکل گئی اور افراسیاب کے پاس برق بلا آکر پہنچی
وہ بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ برق بلا نے آکر مجرا کیا اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان
کیا اور صرصر کی بہت بڑی تعریف کی اور کہا اے شہنشاہ اب مجھکو لشکر مہرخ کا ساحر یا عیار
جو کوئی ملجائیگا بغیر مارے نچھوڑونگی آپ یہ نہ فرمائیے گا کہ بغیر اجازت میرے کیوں مار ڈالا
آپ مجھکو اپنی مہر سے اجازت نامہ لکھدیجیے کہ میں آزردہ نہوں گا اگر آپ یہ مضمون تحریر

نہ فرمائیگے تو مین اپنے گھر چلی جاؤنگی کیونکہ مجکو یہ اذیت گوارا نہین افراسیاب نے اس
تقریر کو سنکر فوراً اجازت نامہ لکھدیا اور مہر کرکے اسکے حوالہ کیا اور یہ لیکر اپنی بارگاہ مین آئی
اور صرصر کا بھی خیمہ اپنی بارگاہ کے پاس استادہ کرایا اور آپ بارادۂ جنگ آمادہ ہو کر بیٹھی
اسکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر حال لقاے باختر سنیے کہ یہ کافر خاسر بعد چندے
کے باغ مینا سے لشکر جمع کرا کر باہر قلعہ عقیق کوہ سے نکلا اور بارگاہ اس نے برپا کرائی
لشکر اس کا آراستہ بارگاہ مین آکر داخل ہوا تمام لشکر آسودہ ہوا بختیارک نے اُسوقت
اس سے کہا کہ یا خداوند یہ تو فرمایے کہ مسلمانون کا روکنے والا آجکل سرکار مین کون ہے
لقا نے کہا او شیطان تو کیون خوف کھاتا ہے دیکھ تو مین ایسی تقدیر کرتا ہون کہ خداپرستون
کو جان بچانا دشوار ہوگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک نامہ دار نے آکر خداوند
کو سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند مین نامہ بر ہون حشام کوہی کا اور کوہ شام خونریز
سے آیا ہون لقا اس نامہ بر کو دیکھکر خوش ہوا اور پکارا کہ اے بندگان
مشاہدہ کنید تماشاے قدرت من دیکھے کیا جلدی تقدیر کی ہے سب نے سرون کو سجدہ
مین جھکا دیا اور پکارے کہ سچ ہے یا خداوند تو خداوند برحق ہے تجکو سب طرح کی قدرت ہے
غرض نامہ بر تو بیٹھا اور نامہ پڑھا گیا لکھا تھا کہ یا خداوند وہ شخص بندہ ہے تیرا حشام کوہی نام جاکم
کوہ شام خونریز مین نے سنا ہے کہ خداوند کو خداپرستون نے بہت تنگ کیا ہے ایسا کہ خداوند
اُنکے ہاتھ سے شہر بشہر دربدر و قریہ بقریہ بھاگتے پھرتے ہین اور حیران و سرگردان
ہین مگر کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہے پس مین عرض کرتا ہون کہ اگر مجکو اجازت
ہو اور خداوند طلب فرمائین تو مین آکر تمام خداپرستون کو قتل کرون اور حمزہ
کو وہ سزا معقول دون کہ وہ بھی عمر بھر یاد کرے اور جتنے ملک خداوند کے ہین اُن کو
دلا دون یہ نامہ جو لقا نے سنا جواب لکھا کہ عرضی تمہاری ہمکو پہنچی ہم تم سے بہت خوش ہوے
ہمنے نو سے ہزار برس پیشتر یہ تقدیر کی تھی کہ جب ہم پر مصیبت پڑیگی تو حشام کوہی آکر شریک
حال ہمارا ہوگا اب تمکو مناسب ہے کہ جلد آکر حاضر ہو اور جان اپنے خداوند کی بچاؤ یہ
نامہ لکھکر اُس نے نامہ بر کو دیا کہ وہ لیگیا حشام کوہی پہلوان زبردست اور لاثانی ہے ایسا

زبردست ہے کہ وہ زنجیرین فولادی بہت بھاری اپنے کمر مین نہین ہوا کر اڑھائی سو آدمیون سے
کہتا ہے کہ تم سب ملکر اسکو کھینچو وہ سب ملکر زنجیرین پکڑتے ہین اور کھینچتے ہین مگر وہ اپنی جگہ
سے نہین ہلتا یہانتک کہ وہ سب عاجز ہو جاتے ہین بس اس گبر نا ہنجار کو اپنی زور و طاقت
کا نہایت غرور ہے رستم زمان اپنے تئین جانتا ہے غرض اب جو نامہ لقا کا اسکو پہونچا تو اسکو
پڑھکر گدہے کی طرح پھول گیا اور اسی وقت سامان سفر درست کرکے فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور
نقارہ کوچ کا بجایا لشکر مثل مور و ملخ روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل مرحلہ پیمائے
کرکے قلعہ عقیق مین پہونچا بختیارک اسکے استقبال کو آیا اور اسنے دیکھا کہ حسام کوہی کا
بچانوے ارنج کا قد ہے دیو ہیکر قالب انسان مین اترا ہوا ہے رانین اسکی بھینسے کی جیسا ہوا
اور شراب زہر مار کرتا ہوا آتا ہے اور کرگدن مست پر سوار ہے غرض بختیارک نے لشکر کو
اسکے اتروایا اور یہ وہان سے خدمت خداوند مین آیا سجدہ کیا نزدیکی خلعت پایا دنگل پر
بیٹھا لقا نے خاطر اسکی حد سے زیادہ فرمائی اور ساقی کو اشارہ فرمایا کہ اسنے جام مے ارغوانی
دیا اسنے سلام کرکے جام کو پیا پھر بختیارک نے سب حال لقا کے بھاگنے کا اول
سے آخر تک کہا اور ایسے کچھ کلام حسام بد انجام سے اسنے کہے کہ اسکو گرمایا بھی اور
ٹھنڈا بھی کیا جب کئی روز اسکو گذر گئے ایک روز جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اور وہ زمانہ آیا کہ ہستی روز کی تمام ہوئی اور خلاق دہر نے دختر شب کو پیدا کیا کہ اشعار
سراپا بوس مین زلف شب آئی ؛ تمنا آہ ہو کر تا لب آئی ؛ چھپاؤن اُس جگہ پھر صورت یار
ہوئین ڈھندلی دوکانین اور بازار ؛ سر شام حسام ناکام نے طبل جنگ بجوایا تو میان خیری
تو میان خیری نے خدمت امیر کشور گیر اور بادشاہ مین آکر سر مجرا جھکا کر ان اشعار کو دعا مین پڑھا
ہو تماشای جبین میری ہی ہوتا ہے ہلال ؛ بسکہ یان چہرہ کی مشتاق ہین اہل کمال ؛ وہ در ہو کہ جہان آکے ہم پہونچا
شبہان ہما ہر مگس ہے پر و بال ؛ ہاتھ کا تیرے اگر عکس پڑے دریا پر ؛ در مکنون سے ہو شست صدف مالا مال
چاہیے ابر گہربار پسارے دامن ؛ پانچہ پھیرے سے عرق جھٹکے جو ان کا رومال ؛ اے شہریار حسام کوہی آیا ہے
اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ سنتا تھا کہ امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے بس
بموجب حکم حکم قضا شیم طبل جنگ پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا امرا وغیرہ

آکر ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف ہوئے تلواریں جرخ پر چڑھائیں کمانیں سینکیں گردست کین گرز ارشجاعت ہرا بھرا ہوا بلبلان بوستان شجاعت زمزمہ سنج جرأت ہوئے شعر نام ہمارا آن کا باقی نہیں دنیا میں نشان کل کے دن دیکھنا ہان ہے یہی گو اور میدان پھول سپر دن کے اس شب تار میں چمکنے لگے کیا کر لڑنے مرنے کی بو دیتے تھے نیزے سرو کی صورت تھے راستی اپنے دکھاتے تھے تلواروں کے پھل بہادر دشمن کو چکھاتے تھے جوہر شمشیر و خنجر سے گلستان شجاعت پھولا پھلا تھا لڑائیاں اکثر مقام پر بیان کی گئی ہیں اس وجہ سے ہر جگہ طول دینا اچھا نہیں جار پہر رات دونوں لشکروں میں تیاری آلات حرب و ضرب رہی جب سرو زند شب کا خنجر سحر سے جدا ہوا اور شاہ خاور بصد کر و فر بایں نگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا شعر

کہ جب وہ صبح مثل صبح رخسار	سرور حسن سے تھی جو کہ سرشار	ہوئی روشن بشکل روئے جانان
تو نکلے لڑنے کو حمزہ بصد شان		

لیے حمزہ صاحبقران و دولت بادشاہ ذی شان برائے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر مجرا کیا سب سرداروں کا مجرا و سلام لیتے ہوئے جانب میدان معاف روانہ ہوئے نظم

چلا لڑنے کو میدان میں وہ لشکر	ہوئے تیار مردان دلاور	بجا نقارہ قرنا کا ہوا شور
بڑھے میدان کی جانب جانب بحر	نقیبوں کا غلغل لحانی ہمہ پڑھنا	علی مرتضیٰ کی مدح پڑھنا
کہ اک جیب کہ تھے اعدا نیر	فلک خورشید پھولا تھا سراسر	دلاور مرکب پر تن بہ تھے
چلے جلتے تھے سب میدان میں لڑنے	غرض جنگاہ میں پہنچے سب آکر	لقا آیا ادھر لشکر کو لے کر
صفین دونوں طرف آراستہ تھیں	سلاح جنگ سے پیراستہ تھیں	غرض نقیب نے نقابت کی

اور سقون نے چھڑکاؤ کیا جب صفیں جنگ کی آراستہ ہو چکیں حشام نے لقا سے اجازت میدان لیکر اپنے گینڈے کو وسط میدان میں نکالا اور کھڑے ہو کر تمام لشکر اسلام کو بغور دیکھا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستان خرقہ زیر دستان جس کسی کو آرزو موت کی تم لوگوں میں ہے وہ آئے میرے مقابلہ کو اس کلمہ کو سنکر بلوچ گردان نے اپنے مرکب کو علمشاہ رومی کی صف میں سے نکالکر اجازت میدان امیر کشور گیر سے حاصل کی اور آکر اس کافر نا سر سے بعد گفتگوے بسیار کے

نوبت جنگ و جدال کی پہونچی کیا کیا چشم زخم نہ پہونچا آخر کو جب نوبت تلوار کی آئی تو حشام نے ہاتھ
تیغ کا مارا بلوط نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور تیغ جو اس جوان زبردست کے ہاتھ کا پڑا تو سپر
کو کاٹ کر کوئی چار انگل کا نسمہ سر میں اتر گیا اگر دستانہ فولادی کو بلوط نہ مارے تو وہ تیغ سر اسپر
کاٹ جاوے لیکن دستانہ جو مارا تو تیغ نکل گیا اور چادر خون چہرے پر آئی عیاران لشکر اسلام اُسکو
گھیر کر لیگئے بعد اُسکے تین سردار علمشاہ کے اور باری باری نکلے وہ بھی حشام کے ہاتھ سے
زخمی ہو گئے اُنکو عیار پھیر کر لیگئے جب تو علمشاہ کو تاب باقی نہی خود واسترالاگرد کو اُشارہ کر واسطے
اُسکے مقابلے کے آئے اور آنے کے ساتھ ہی نگاہ جو ماری تو گینڈا اُسکا دس قدم پر جا رہا
بختیارک تو یہ ماجرا دیکھکر صلوٰۃ پڑھنے لگا لقا شنکر نہایت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ ارے
تو بکتا کیا ہے اُسنے اُسکے جواب میں کہا کہ یا خداوند میں اس امر کو کیا کروں زبان تو میری اس
امر سے آشنا ہو رہی ہے آپ سے بیساختہ میری دہان سے یہ کلمہ نکل جاتا ہے میں
مجبور ہوں آپ ناحق مجھے آزردہ ہوتے ہیں اِس سے اور لقا سے تو ادھر یہ تقریر ہو رہی ہے
اور اُدھر علمشاہ اور حشام کے نیزے بازی ہونے لگی سب دیکھ رہے تھے کہ قریب
دو سو طعن کے طرفین سے ردو بدل ہوئیں اور کوئی غالب نہ ہوا دونوں لشکروں میں صدائے تحسین
و مرحبا کی بلند تھی علمشاہ رومی نے جو دیکھا کہ اتنا عرصہ ہو گیا نیزہ حشام کے ہاتھ کا ہوائی
نہیں ہوتا ہے سب لوگ اپنے دل میں یہ تعریف ہجو ملیح تصور کر رہے ہیں حقیقت میں تعریف
نہیں کرتے ہیں بڑی ندامت کا سامنا ہے پس یہ تصور کر کے بند صاحبقرانی کو اُسکے گلوگا
پیکانہ کر کے نیزہ چپ کو جو مارا تو وہ اُس بند سے عاری ہو گیا اور کھول نہ سکا آخر کو نیزہ اُسکے ہاتھ
سے مثل تیر شہاب کے نکلکر روئے آسمان صاف چلا گیا اور وہاں سے آکر اودیرہ میں
کے کوس بھر کے فاصلہ پر گوشہ صحرا میں گڑ گیا پھر تو لشکر اسلام میں طبل اور نقارے
خوشی کے صفوں میں بجنے لگے اور حشام نیزہ بھر اب خجالت میں مارے ندامت کے غرق
غرق ہو کر رہ گیا اور جھلا کے قبضہ تیغ کے اپنے فیصلہ میں کر کے مرکب ملا کر مرکب سے علمشاہ
کے ایک ہاتھ اِس زور سے مارا اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی مثل کاہ کے قلم ہو جاتا مگر علمشاہ نے خیال
بھی نہ کیا اور آنکھ میں آنکھ ملا کر جو ہیں تیغ برابر سر کے آیا وہیں بند دست کو اُسکے پکڑ کر ذرا

جو خشم وہ کیا تو تیغہ ایسے ہاتھ سے چھوڑ دیا اگر نہ چھوڑ دیتا تو ہاتھ بیکار ہو جاتا لیکن تیغہ کو تو چھوڑ دیا
اور ہاتھ گریبان مین ڈالکر دھر کھینچا علمشاہ نے گرز بجیر کو اسکی بائین ہاتھ سے تھام کر داہنے
ہاتھ سے زور جو کیا تو پشت مرکب سے وہ جدا ہو کر اوپر زمین کے آیا یہ بھی ساتھ اسکے کود پڑے
اور کشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ کہ اسکو بھی بھروسا اپنی زور و طاقت کا لا انتہا تھا قرار واقعی لڑا
اس زور و شور سے کہ تین شبانہ روز کشتی مین بسر ہو گئی آخر کو چوتھے روز علمشاہ نے زیر کرکے
اسکو ایسا پیچ باندھا کہ اس پیچ سے وہ نکل سکا اور انھون نے نعرہ اللہ اکبر دل سے کھینچکر لنگر کو
اسکے توڑا اور سر بلند کرکے پہلے تو مثل گھن چکر کے دو تین چکر دیے بعد اسکے زمین پر مار کے
مشکین اسکی باندھ لین اور ابوالفتح کے حوالہ کیا پھر تو تمام لشکر اسلام مین واہ واہ کا غل ہوا اور
بختیارک نے اسکی فوج کو اشارہ کیا کہ حریف تمہارے مالک کا تھکا ہوا ہے ایسا وقت پھر
ہاتھ نہین آئیگا مار لو اسکو اس نطفۂ حرام کے کہنے سے تمام فوج اسکی اور سب کو ہی تلوارین پکڑ
کے اوپر علمشاہ کے آپڑے یہ ماجرا دیکھکر امیر نے بھی باگ اشقر کی لی پیچھے امیر کے تمام سرداران
امیر بھی اپنے نعرہ کرکے مثل شیر غران کے آپڑے اور جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار بھر کر چلنے لگی
سردارون نے نعرہ بلند کیے ایک طرف سے نعرہ ہو الغزے

امیر عرب حمزۂ شیر دل — گزو گشتہ سہراب و رستم خجل
امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد
ہمہ دیوان ز بیمش فراری شدہ — ہم عفریت از تیغم عاری شدہ

منم صاحب عمود جانشین حمزہ دیر گردان — شہ ہندوستان رستم نشان لندھور بن سعدان
جزیرہ ہای دریا را گرفتم از جوان مردی — گریزان شد ز ضرب من ہر کفار را ہستی

منم مالک اژدر خشمگین — سپہدار در لشکر اہل دین
منم گرد بہرام خاقان چین — کہ از نعرۂ من بلرزد زمین
منم مقبل شیر نو جوان — غلام وفادار صاحبقران

علمشاہ رومی شہ فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
من آنم کہ نامم زہرا انجمن نخوانند جز رستم پیلتن
ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ ز تیغم برابر بنشستہ پناہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین ہمہ باختند سر بزیر زمین

جہان پر آئے کف خطا اجل سے
سرون سے خود یہ کھاکر اتارے
کہین بس تیغ چلنے برق آہنگ
سر فوج کی روح پابوس اجل تھا
کہین لنڈہور کا گرز گران سنگ
ہزارون کی مٹی تھے ہر استخوان کے
کہین بہرام کی شمشیر بران
جدا اُسنے لڑائی مین کیے تھے
کہین سیلاب خون سے سر خرامین
اجل جھک گئی انہیں چلے تیر
رہا یہ معرکہ تا شام بہ دوش
بس اب کل یہ نظارہ دن سے آئی
گرے جب نخل کم قامت زمین پر

اڑا دی بڑھکے ظلمت دشمن سے
کہ ای خالق زمان آبرو ہے
لباس روح بھی تھا گور مین تنگ
ہزارون گر گئے تھے وان ستمگار
کہ جھکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
کہین مالک نے تھا نیزہ کو مارا
کہ جس سے روح رستم بھی گئی لرز
جدا ہونے لگے پا و سر و دست
کہین زخمی تنونکی سرد آہین
گری گردان شیر افگن زمین پر
ہوا گھبرا کے آخر مہر روپوش
پھرے گھر کو بہادر اپنی صف سے
ہوا ٹھنڈا دل چرخ ستمگر

لگا مین لڑائین سینہ پہاڑ سے
نہین پروا مدد گر نیزہ تو ہے
زبان ضرب سر بر سر جل تھا
غضب کی آنچ بجلی تھی بچکا
جو پڑتا تھا وہ سر پر جوانون کے
عدو کو قاش کرتے تھا اڑتا
اسی تلوار سے سر پیکرون کے
کوئی خستہ کہین مردہ کہین پست
چمکتی تھی برابر برق شمشیر
کہین تن سر کہین توسن کہین پر
صدا رخصت کی نقارون سے آئی
ہوئین نہرین لہو کی دو طرف سے
جب ترک وزنگار کا سر اڑا گیا

اور سرہنگ شب نے تیغ کہکشان کو حائل کیا لقا طبل بازگشت بجواکر پھر گیا لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے بختیارک نے لقا سے بارگاہ مین جاکر کہا کہ یا خداوند بڑے افسوس کا مقام ہے کہ خشام ایسا زبردست پہلوان اور یون گرفتار ہوا وے اب مثل اُسکے پہلوان خداوند کو عمر بھر ممکن نہوگا بلکہ مین تو جانتا ہون کہ علمشاہ جب خشام کو گرفتار کر لیگئے تو اب اُنکے اوپر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے خداوند اُن سے سرسبز نہون گے لقا یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور جواب سوچنے لگا اور وہان امیر کشور گیر بادشاہ اسلام

پرسے زر و گوہر تصدق کرتے ہوئے اور علمشاہ پر سے موتی لٹاتے ہوئے اندر بارگاہ کے
شادان و فرحان آکر پونچے ناچ ہونے لگا امین ابوالفتح خشام کوہی کو طوق اور سلسل کر کے
سامنے امیر با توقیر کے لائے آپ نے اسکو دیکھ کر اوبر و نگل آہنی کے اشارہ بیٹھنے کا کیا
اور فرمایا کہ اے خشام کیا کہنا ہے تمہارا حقیقت مین تم خوب لڑے کیواسطے کہ یہ مجال کسی پہلوان
زمان کی نہ تھی کہ جو علمشاہ سے تین شبانہ روز برابر لڑ سکتا ہم تم سے بہت راضی ہوئے فی الواقعی
کہ تم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہو اس مین فرق نہین ہے الا ہم تم سے اس بات کو پوچھتے ہین
تم بھی جو کچھ کہ واجبی ہو وہی بات کہنا خبردار ہمارے ڈر سے کوئی کلمہ زبان پر نہ لانا اور
وہ بات یہ ہے تم صاف صاف بتلاؤ کہ علمشاہ نے اسوقت تمکو مردانہ وار اپنے زور و
طاقت سے زیر کیا ہے یا مکر و فریب سے تم کو اسنے گرفتار کر کے قید کیا ہے خشام کوہی
نے کہا اے شہریار علمشاہ نے غلام کو اس طرح سے زیر کیا ہے کہ جس طرح بہادر بہادرون
کو زیر کرتے ہین اصلا دغا و فریب نہین کیا بس امیر با توقیر نے فرمایا کہ پھر تم مسلمان
کیون نہین ہو جاتے اب تم کو عذر کیا ہے جو تامل کرتے ہو خشام نے کہا کہ غلام کو
اب کوئی عذر و انکار نہین اور مجھکو انکے ہاتھ سے زیر ہونے کی ذلت ہے کیواسطے
کہ علمشاہ نے جب مرزوق کو اٹھا کر مارا کہ اندر آب خندق کے غرق ہو گیا اور کپتان
ایسے فرنگی کی لڑائی کو فتح کیا کہ تمام عالم کا جی چھوٹ گیا پھر میری کیا اصل ہے ان کے
تو زور و طاقت کی شہرت اقلیم مین دھوم ہے اور یہ فرزند آپ کا حقیقت مین
بہادر اور دلاور ہے کہ آج اسکا مثل نہین مجکو ہر صورت اطاعت ان کی دل اور
جان سے منظور اور قبول ہے اسوجہ سے کہ ایسا آقا اور خداوند قسمت سے اسی شخص
کو ملتا ہے کہ جو صاحب نصیب ہوتا ہے امیر سنکر نہایت خوش ہوئے اور اسیوقت
خشام کو قید سے رہا کر کے گلے سے لگایا اور خلعت سلیمانی سے خلع فرمایا وہ کلمہ پڑھکے از سر
صدق مسلمان ہوا علمشاہ نے قریب اپنی بارگاہ کے خشام کے واسطے بھی ایک بارگاہ بہت
پر تکلف استادہ کرا دی اور کہا کہ اب اس بارگاہ مین تم قیام پذیر ہو وہ فوراً لشکر درگاہ مین
داخل ہوا اور خوش و خرم رہنے لگا اس عرصہ مین جنگل بارہ ہزار سوار بھی پاس خشام کے

چلے آئے اور دین اسلام کو قبول کر کے رہنا اختیار کیا اور باقی سب لوگ لقا سے رخصت ہو کر طرف حشام کوہ کے روانہ ہو گئے قضا کار حسب اتفاق روزگار ایک بھائی حشام کا کہ نام اُس کا آہن بدن ہے اور درہ گلنار کا رہنے والا ہے وہاں ایک ساحرہ رہتی ہے کہ نام اسکا گلنار جادو ہے وہ آہن بدن پر دل و جان سے عاشق اور فریفتہ ہے سو اُس آہن بدن کو اُس حال کی اطلاع نہ تھی کہ حشام بھائی میرا خداوند لاغر کی مدد کو گیا ہے مگر یہ حال معلوم تھا کہ وہ چلا گیا ہے غرض سوار ہو کر واسطے سیر کے کسی طرف جاتا تھا اور وہ جو سے لوگ حشام کے بھی آتے تھے انھون نے جو دیکھا قریب آکر سلام کیا آہن بدن نے اپنے بھائی کا احوال اُن سے پوچھا انھون نے جو احوال گذرا تھا وہ سب روبرو اسکے بیان کیا اُس نے سُنکر حال علمشاہ کی طاقت کا کہا کہ خیر معلوم ہوا مین اب اُس علمشاہ سے بدلہ لونگا یہ کہکر درہ گلنار مین چلا گیا اور سارا حال علمشاہ کی طاقت کا اور حشام کے مسلمان ہو جانے کا اُس ملکہ گلنار جادو سے کہا اُس نے پوچھا کہ پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے اپنے دل کا حال بیان کرو آہن بدن نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین جا کر بدلا اپنے بھائی کا لونگا اور اُن خدا پرستون سے جہانتک کہ میرا زور اور بس چلے گا موافق اپنی سعی کے بہر صورت لڑونگا اور اپنے بھائی کو چھڑا لونگا گلنار جادو نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہے تمہارا تم جلد جاؤ مین بھی آکر شراکت کرونگی پس آہن بدن نے اُس سے اجازت لے کر چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے اور اُسیوقت وہان سے روانہ ہوا اور بعد چند روز کے مسافت راہ کو طے کر کے لشکرگاہ لقا کے داخل ہوا اور سجدہ کر کے کہا کہ مین بھائی حشام کا ہون اور آیا ہون کہ علمشاہ کو گرفتار کروں یہ سُنکر لقا نے قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ اے آہن بدن شہزادہ علمشاہ نوجوان کی شان مین ایسا کلمہ بیہودہ اپنی زبان سے نہ نکال آہن بدن نے کہا کہ اچھا اب تم کو آپ ہی اسکا حال معلوم ہو جائے گا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور آرام پذیر ہوا اور ایک روز تک آسایش کی جب کسل سفر سے آسودہ ہو چکا اور کرن آفتاب کی دریا سے مغرب مین ڈوبی اور بحر ظلمت عالم مین جوش زن ہوا اشعار

	سیاہی مثل زلف یار پھیلی		میان کوچہ و بازار پھیلی	

اک ابر نیلگون غرب سے آیا | فروغ مہر دامن مین چھپایا

آہن بدن نے حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارے دوان دوان خدمت بادشاہ اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنا شاہی زبان پر لائے۔ نظم

پرورش کسکو یون ضعیفون کی | تجھ سوا زیر آسمان ہوئی | دیدہ دولت سر آنکھ بہتر ہے
پا پیچ پشتہ تو پہلوان ہوئے | کہین سے گردون کی عمر بھر رہے دور | جسپہ اکرم تو مہربان ہوئے
دی ہے جو حق نے تجکو حشمت و جاہ | فہم وان تنگ سالمان ہوئے | دہر مین محسن خلق سے بہتر ہے
خلق رطب اللسان جہان ہوئے | |

اے شہریار حشام کے بھائی آہن بدن نے آکر اقامت کے یہان طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ نے امیر سے اشارہ فرمایا امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے ابو الفتح نے جاکر نقارۂ سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی صدا سے قلعۂ چرخ مین تزلزل پڑگیا اور بہرام فلک الامان پکارا سردار اور بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر تیغ اور خنجر وغیرہ کو درست کرنے لگے بحر آہن روان ہوا دیدۂ جوہر شمشیر دشمنون کے گھورنے کو کھل گئے کلہ ہاے عمود لاف زنی کرتے تھے سنانون کی زبانین تیز یان کھاتی تھین ترک فلک کو بیم تھا جوزا کا دل دو نیم تھا روح رستم خوف سے ملک عدم مین پنہان تھی تیغ شعلہ بار آتش فشان تھی بہادرون کے دل مین مثل بحر پر جوش جوش تھا سپر مین سنگ پشت اور گرداب مین تھین ہر بہادر آب تیغ کا جرعہ نوش تھا تلوارین مثل موج بحر کے لہراتی تھین پانی کی روانی دکھاتی تھین تلوار کا گھاٹ دریا کا گھاٹ تھا کشتی تیغ پر روح سوار ہوکر بحر ہستی کے پار اترتی کہ مختصر اس کا پاٹ تھا اُس طرف لقا کے یہان بھی آہن بدن کی فوج تیاری اپنے اپنے ہتھیارون کی کر رہے تھے لیکن یہ خبر حشام کو جو ہوئی کہ آہن بدن آیا ہے بس اُس کو یہ یقین ہوا کہ گلنار جادو اسکے ساتھ ضرور آئی ہوگی یہ معلوم کرکے اُسنے امیر سے عرض کیا کہ اے شہریار دل مین ہی اُس آہن بدن سے لڑونگا پھر میرے بعد جیسا کچھ مناسب آپ سمجھیے گا وہ کیجیے گا امیر نے اُسکے جواب مین کہا کہ تمھارا لڑنا مناسب نہین ہے تم اس خیال سے درگذرو یہان سب سردار موجود ہین وہ اُس سے سمجھ لین گے حشام یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا اور رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب

وہ زمانہ آیا کہ اختر اقبال خورشید چمکا اور ستارون نے راستہ عدم کا لیا اور اشعار

وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا
جہان کو نور کا عالم بنایا
ہوا پیدا جو شاہ چرخ اختر
جلوس اُسنے کیا تخت سحر پر

صبح کو امیر با توقیر مسجد کریاس سے نکلکر اشقر پر سوار ہوئے سرداران نامی پہلوانان گرامی ہمراہ چلے اور در دولت بادشاہ پر آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا اور سب سرداروں کا مجرا لیکر جانب میدان بصد کروفر روانہ ہوئے غرض میدان مین آکر پونہچے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین ہموار کی اور سقون نے چھڑکاؤ کر گرد و غبار کو بٹھایا پھر نقیبون نے میدان مین آکر نقابت کی اور پکارے کہ ہان ای برادران روزگار اشعار

نہ سہراب ہی اور نہ بروزی یان
نہ گودرز ہی اور نہ کاؤس ہے
اجل کا یہان گرم بازار ہے
یہی وقت ہے نام اور ننگ کا

نہ شبنکل نہ ہے رستم سیستان
کسیکا بھی باقی نہین ہے نشان
وہ کون ہے جو لڑنے پہ تیار ہے
لڑائی مین جا مین لڑتے رہو

زبان جنگی ہے نے طوس ہے
ہوئے جا کے سب تیغ کے میہمان
جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
نمک خوار دو تلوارین کھاتے رہو

پیکر کا کہکر نقیب تو کنارے ہو گئے اور صفین میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین اور آہن بدن سامنے لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند اجازت میدان کی دیجیے لقا نے کہا جا تجکو مین نے دست قدرت کے سپرد کیا وہ گھوڑا اوڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کرکے مبارز کو طلب کیا حشام کوہی نے اپنے مرکب کو نکالا امیر نے فرمایا کہ ای حشام آخر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اور جلدی کی مگر خیر اب تم نکلتے ہو جاؤ سپرد کیا خداوند کریم کے بادشاہ نے بھی اسکو جام کلاہ عزت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا حشام نے مرکب کو تازیانہ کرکے سامنے آہن بدن کے اپنے تئین پونہچایا اول تگا در چلی پھر اُسنے اُسکو سمجھانا شروع کیا مگر اُسنے نمانا آخر کو نیزہ بازی دونون مین شروع ہوئی سنان پر سنان اور زبان پر زبان بجنے لگی لیکن حشام نے بسبب جرئت اسلام چند طعنون مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا لشکر اسلام مین نوبت اور نقارے خوشی کے بجنے لگے اور صدا احسنت اور مرحبا کی بلند ہوئی آہن بدن نے شرمندہ ہوکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا حشام نے اُسکے وار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا ملاکر مرکب کو برابر سے جو مارا تو سپر کو

کاٹ کر تلوار نے خود کو کاٹا اور بھیلا کاسہ سر میں جا آیا آہن بدن زخمی ہو گیا اس عرصہ میں گلنار
جادو بھی آگئی اور آکر اُسنے سرداری لقا سے ملاقات کی اور آہن بدن کو زخمی دیکھکر بیقرار
ہو گئی اور اجازت میدان کی طلب کی یہ ماجرا دیکھکر بختیارک اپنے دل میں سمجھا
کہ آہن بدن کو جو اسقدر عرصہ تھا اور اپنی زور و طاقت کا گھمنڈ کر رہا تھا سو اسی کے
بھروسے پر علمشاہ کو کہتا تھا کہ میں گرفتار کرونگا کسواسطے کہ یہ بھی پیروں کی آنچ سے تڑپکر دیکھو تو
سہی کہ کسقدر جلد آئی ہے مگر خیر کچھ مضائقہ نہیں ہے اس کا اُچھلنا اسوقت بہت خوب ہو گیا
اب ایک آدھ روز اگر لڑائی تھم جائے تو کیا عجب ہے ورنہ فیصلہ تو آہن بدن کا بھی ہو چلا تھا
غرض یہ تو ایسی فکر دل سے اپنے تصور کر رہا ہے اور گلنار جادو لقا سے رخصت لیکر مثل
بجلی کے تڑپکر سر آسمان پونہچی اور اُدھر حشام نے چاہا کہ آہن بدن کو زخمی تو کر چکا ہون
اب کمربند پکڑ کر پشت مرکب سے اُٹھالون اور مار دون زمین پر کہ ہڈیان پسلیان سب چور ہو جائین
ہاتھ اُسکی کمر تک پونہچا تھا کہ دفعۃً پنجہ و دست تو بے قابو ہو گیا اور آنکھین خود بخود بند
ہو گئین پھر تو آہن بدن نے حشام کو پکڑ کر مشکین باندھ لین اور اپنے شاطر کے حوالہ کیا
سب کو نہایت تعجب ہوا مگر علمشاہ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور استر بالا گرد کو
اُڑا کے ایرا تو فیرے اجازت میدان کی حاصل کی اور مثل شیر نیستان کے آکر آہن بدن سے
ہمکاور ہوے اُسنے فوراً ہاتھ تلوار کا مارا اُنکو تو غصہ حد سے زیادہ تھا خفا ہو کر تلوار کو تو اُسکے ہاتھ سے
چھینکر پھینکدیا اور ہاتھ ڈالکر کمربند میں چاہا کہ اُسکو اُٹھا لیوین وہ گھبرا کے لپٹ گیا تھوڑی دیر تک
تو زور ساتھ سینہ زوری کے آپس میں ہوا کیے آخر کو جب علمشاہ نے چاہا کہ اُٹھا کر سر سے بلند کرون
کہ ادھر سے گلنار جادو نے سحر جو کیا تو ہاتھ پاؤن علمشاہ کے سست ہو گئے اسطرح سے کہ گویا دم نکلگیا
بس آہن بدن نے علمشاہ کو مثل پھول کے اُٹھا کر سر سے بلند کر لیا اور باندھکر عیار کے حوالہ کیا اُسوقت
امیر کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ زرد ہو گیا اور تمام لشکر اسلام کو سکتا سا ہو گیا اور لشکر کفار
مین شادیانے بجنے لگے اور جعفر کوہی نے باواز بلند پکار کے منصور کوہی زور کوہی اور ناصر کوہی
اور منظفر کوہی وغیرہ سے کہا کہ علمشاہ کو دیکھو آہن بدن نے کس خوبصورتی سے ساتھ سہولیت کے اُٹھا لیا
ہے کہ رستم بھی نہ اُٹھا سکتا پھر تو تمام لشکر کفار مین غل ہوا واہ واہ کا اور تعریفین آہن بدن کی

کرنے لگے اور بختیارک نے جلدی سے طبل آسایش اس خوف سے بجوا دیا کہ کہین امیر جنگ مغلوبہ کا حکم نہ دیدین اور آپ مالک باطل السحر ہین آکر آہن بدن کو قتل نکرڈالین اور علمشاہ کو چھڑا کر لیجائین غرض طبل بازگشت کا بجاتھا کہ دونون لشکر جدا ہوا اور پھر کر اپنے اپنے مقام پر چلے اسوقت امیر کو تو نہایت ملال ہوا اور تمام لشکر اسلام کو کمال تردد لاحق ہوا اور ایسا رنج عظیم و صدمہ تھا کہ جسکا کچھ حساب نہین اور لقا طبل و نقارہ خوشی کا بجواتا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور آہن بدن کی خاطر و داہی کر کے نگل زین پر بٹھایا گلنار جادو بھی آکر شمکن ہوئی شاطر علمشاہ کو مطوق اور مسلسل کر کے سامنے لقا کے لایا اسوقت علمشاہ کو بختیارک نے دیکھکر کہا کہ آج کا دن بہت مبارک ہے کہ علمشاہ سا بہادر گرفتار ہوا ہے پس مناسب ہے کہ ابھی اسکو قتل بھی کرڈالو عرصہ نکرو کہین ایسا نہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاوے تو پھر مشکل پڑے اور سوائے اسکے یہی خوف ہے کہ دو چار گھڑی کے بعد کچھ فساد نہ برپا ہو لقا نے سنکر گلنار جادو سے قتل کرنیکا حکم دیا اسنے کہا کہ ہمارے یہان یہ دستور نہین ہے کہ جسکو گرفتار کرین اور بغیر چالیس دن گذرے قتل کرڈالین اسوجہ سے مین خلاف آئین قتل نہین کرونگی اگر آپکو یہی منظور ہے تو لیجئے مین اپنا سحر اتارے لیتی ہون آپکو اختیار ہے آپ جو چاہین اسکے حق مین کرین یہ کہکر گلنار جادو نے تو سحر اپنا علمشاہ کے اوپر سے اوتار لیا اور اسیوقت رخصت ہوکر درہ گلنار کو چلی گئی یہان لقا نے قید سخت مین گرفتار کر کے علمشاہ کو حکم دیا جلادون کو کہ جلد اس کو قتل یہ ماجرا خشام کوہی نے دیکھکر علمشاہ سے کہا کہ اے شہریار اب تو گرفتار ہی ہوگئے ہین سوائے قتل ہونے کے کوئی صورت رہائی کی معلوم نہین ہوتی ہے اگر حضور ارشاد کرین اور خلاف مرضی مبارک بھی نہو تو یہ آہن بدن بھائی ہے میرا مین اس سے ازراہ مکاری کے کہون کہ اب مین تیری تابعداری اختیار کرتا ہون تو مجھکو قتل نہ کر کیا عجب ہے کہ بھائی سمجھ کے وہ مجھکو رہا کرا دیوے اور کہتا میرا مان لیوے کس واسطے کہ سوا اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر نہین ہے اور جب انکو حکم گردن مارنیکا ہوا تو تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ بھائیو چلو دیکھو خشام اور علمشاہ کی گردن ماری جاتی ہے ایک میدان مین خلق خدا کا ہجوم ہوا انمین بعضے عبرت کرتے تھے اور بعضے عشرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائیو سرکشی کا یہی نتیجہ ہے خداوند لقا سے ان مسلمانو نکا لڑنا اور انکو عاجز کرنا پھر آخر کبتک انکو بھی غصہ آہی گیا بعضے کہتے ہین کہ افسوس

گردون دون اور سپہر دو قلمون ہمیشہ سے جفا اندیشہ ہے اسکا یہی شیوہ ہے بڑے بڑے سرداران اولو العزم ہلاک
ہوئے تہ خاک ہو حشام نے علمشاہ سے جب یہ مشورہ کیا تو علمشاہ نے کچھ اسکا جواب نہ دیا
حشام نے سپاہیون سے کہا کہ مجھکو تم آہن بدن کے پاس لے چلو وہ لوگ اُسکو آہن بدن کے
پاس لائے اُسنے اُس سے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کو حاضر ہین آپ ہمکو قتل کیجیے آہن بدن نے یہ
کلام سنکر چاہا کہ لقا سے سفارش کرون مگر بختیارک نے کہا کہ اے آہن بدن خبردار حشام کو رہا
نکرنا ورنہ بہت پچھتاؤگے یہ چھوٹکر بہت بڑا فساد کرینگے اس اثنا مین جلادون نے چبوترہ ریگ کا
باندھا اور بوریا فلاکت کا بچھایا علمشاہ اور حشام کو کشان کشان لاکر بٹھایا پھر تو تمام خلق خدا
کا اژدہام تھا اور جلاد ہار ناک کان کٹے ہوئے کانپتے ہوئے تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر قریب
علمشاہ آیا اور بیاض گردن پر خط کوئلے کا کھینچا اور پکارا کہ ای بندگان گنہگار خداوند باختر جو کچھ تمکو
کھانا ہو کھالو اور جو پینا ہو پی لو کہ کوئی دم کے مہمان ہو جو نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کر لو کہ
پیمانہ عمر تمھارا لبریز ہوا اب سوائے خداوند لقا کے اور کوئی تمھارا حامی و مددگار نہین علمشاہ کو
اس کلام پر غصہ آیا اور فرمایا کہ ای جلاد کیا گوہ کھاتا ہے وہ خداوند خیر کیا اور تو کیا ہے جلاد یہ کلمہ سنکر
سمجھا کہ اسوقت یہ قید ہے میرا کیا کریگا بس اُسنے یہ سمجھکر کہا کہ او بندہ گستاخ تو خود گوہ کھاتا ہو عیاذاً باللہ
یہ سنتا تھا کہ شہزادہ علمشاہ کو تاب نہ رہی جلادنکے کان کاہیکو آشنا ایسی بات سننے کے ہین فقیر
سنی نہین کبھی گالی کہ آشنا ہون کان ۔ ذرا ہچکار کے پھر کیسے مہربان کیا کیا ۔ اُنھون نے غیظ و غضب مین
آکر ایک جھٹکا جو مارا تو قید کو بسان تار عنکبوت توڑکر پھینکدیا اور اُٹھکر ایک طمانچہ جو جلاد کے مارا تو
سر اسکا اسطرح پھٹ گیا کہ جیسے ہنڈی پھٹتی ہے اور غلغلہ ہوا کہ ایہا الناس قیدی بگڑ گیا یہ حال
دیکھکر تمام تماشبین بھاگے کہ اب آفت آیا چاہتی ہے اور جلاد تیغہ پھینک کر روبہ فرار لائے
اور فوج لقائی تو ہمیشہ ایسے معاملے دیکھتی رہی ہو وہ بھی کنارہ کر گئی کوئی سنمو پر علمشاہ کے نہ چڑھا
اور جو کوئی جرأت دکھانیکو سامنے آگیا تو اُسکو اُنھون نے واصل جہنم کیا اس عرصہ مین حشام نے جو
دیکھا کہ میرے آقا نے قید کو توڑا اور لڑ رہے ہین اُسنے بھی قید کو توڑا اور ہتکڑی پکڑ کر پیترے بدلتا ہوا
چلا پھر تو لقا بھی بارگاہ سے نکلکر بھاگا اور شور برپا ہوا کہ ارے میان لینا جانے نہ دینا غضب کیا
ان مسلمانون نے کہ جلادون کو مارکر اب آفت برپا کر رہے ہین خلق خدا فوج سپاہ ان دونو کے

ہاتھ سے تنگ ہے بختیارک چیخ رہا ہے کہ ائے نامردو دو آدمیوں کے ہاتھ سے تم سب بھاگے جاتے ہو خبردار انکو جانے ہرگز نہ دو مگر کون سنتا ہے سب بدحواس و لغزاں لاشے اور اندر قلعہ کو عقیق کے چلے گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اُس وقت حشام اور علشاہ نے ناچار ہو کر دو گھوڑے سواروں کو مار کر لیے اور ہتھیار بھی لیے اور انھیں مرکبوں پر سوار ہو کر لڑنا شروع کیا ادھر بختیارک کے کہنے سے فوج ان پر ٹوٹ پڑی اب تلوار برسے زور و شور سے چلنے لگی علشاہ نے قتل کرنا شروع کیا نظم

بیفگند علشہ سپہ را سران	بر آمد درخشیدن تیغ تیز	بہ تیغ و بہ گوپال و گرز گران
دلیران بکوشش شدہ اندرون	بروبال یاران ہمہ غرق خون	زمین از نہیب اندر آمد گریز
تو گفتی کہ بستند خورشید تفت	بکشتند چندان زکینہ وران	تہمتن بہ لب ہا بر آوردہ کف
فگندند چندان بہر جاسے بر	کہ غرقہ شدہ کوہ تا کمر	کہ دوی زمین گشتہ پنہان دران

اور یہ لڑتے ہوئے قلعہ کے اندر در آئے تھے اب جو کافروں نے دروازہ بند کیا تو حشام اور علشاہ نے لاشوں سے اُس قلعہ کو پاٹ دیا یہ خبر امیر کو پہنچی امیر بھی سوار ہو کر دروازہ قلعہ پر آگئے اور نعرہ اللہ اکبر کیا انکے نعرہ کی صدا جو شہر کو سن جاتی ہے ابو بختیارک نے گھبرا کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور ملازمان لقا سامنے سے علشاہ اور حشام کے بھاگے یہ دونوں قلعہ سے نکلکر باہر آئے اور امیر کی ملازمت حاصل کی امیر انکو دیکھکر شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے زر سرخ اور سفید نثار کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئے شہزادہ نے غسل کیا لباس تبدیل کر کے اپنے دنگل پر بیٹھا اور یہاں لقا کو نہایت رنج و ملال ہوا اُس وقت بختیارک نے کہنا شروع کیا کہ ہماری نزدیک تو خدا پرستوں سے زیادہ بہادر کوئی نہیں ہے کس واسطے کہ دو آدمی لاکھوں آدمی سے لڑکر کیا صاف نکل گئے اور کسی سے کچھ نہ ہو سکا غرض انکو تو اس حال میں چھوڑ ادھر حال طلسم کا سنو کہ بارگاہ میں مہرخ کی تاج رنگ تو نہیں ہے گرد و رجام ارغوانی چل رہا ہے ہر ایک شاد و خرم بیٹھا ہے اور ملکہ برق بلا جو اپنی بارگاہ میں آئی تو اُسنے صرصر کا خیمہ بھی اپنی بارگاہ کے برابر استاد کرایا اور اُس سے کہا کہ ای صرصر تجھسے اتنا بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ تو کسی سردار مہرخ یا عمرو کو پکڑ لائے اور اُن کے عیاروں کو دیکھو کہ وہ کیسے کیسے کار نمایاں کرتے ہیں تجھے لازم ہے کہ جا کر عمرو کو پکڑ لا صرصر اور صبا رفتار یہ کلام سنکر برای تلاش عمرو روانہ ہوئیں اور صورت میں اپنی بدلکر بارگاہ میں مہرخ کے آئیں لیکن یہاں عمرو کو نہ پایا ناچار وہاں سے پھر کر بارگاہ مصور میں آئیں تو دیکھا کہ عمرو ایک خیمہ بدار کی شکل بنا ہوا دروازہ پر

بارگاہ کے کھڑا ہے یہ دونون دیکھکر اُسکو خوش ہوئین اور صرصر الگ جاکر چوبدار کی صورت بنی اور حقہ بھر کر
پہنچی ہوئی عمرو کے پاس آئی اور کہا لو مرد بے حقہ پیو عمرو نے لیکر ایک دم جو کھینچا تو تیورا کر گرا صرصر جادو
عیاری بچا کر پشتارہ عمرو کا باندھکر صاف چلی آئی اتفاق سے کوئی عیار بھی عمرو کا راستہ مین نہین ملا یہ سیدھی
برق بلا کے پاس پہنچی اور تسلیم کر کے کہا لیجیے مین عمرو کو لائی یہ حاضر ہے یہ کہکر پشتارہ عمرو کا سامنے اسکے رکھدیا
وہ عمرو کا نام سنکر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اسکو پشتارہ سے نکالو مین دیکھون تو عمرو ہے یا اور کوئی ہے صرصر نے
پشتارہ کھولا اور کہا ملاحظہ کریجیے عمرو کو جو ہوا لگی تو اُسنے آنکھ کھولدی عمرو کو صرصر نے باندھا نہ تھا بس یہ اُٹھکر
جست کر کے بھاگا برق بلا سحر کرنا تو بھولی اسکے پیچھے دوڑی پانون جو اسکا پشواز مین اُلجھا تو منہ کے بل گری
اور صرصر نے تعاقب کیا عمرو اسکو آتے دیکھکر ایک درہ کوہ مین چلا گیا صرصر نے بھی جب درہ مین جانیکا
ارادہ کیا تو وہان سے آواز آئی کہ منم صبا رفتار صرصر نے صبا رفتار کی صدا سنکر اندر درہ کوہ کے جا کر چاہا کہ
پوچھون عمرو کو تو نے گرفتار کیا یا نکلگیا درہ کوہ مین حلقے کمند کے لگے تھے وہ اُسکی گردن مین پھنسے اور صبا رفتار
عملی نے جھٹکا دیا وہ گری اور اُسنے نعرہ کیا منم ضرغام شیر دل صرصر نام ضرغام کا سنکر گھبرائی مگر پکاری کہ
ارے موے میرا گلا گھٹا جاتا ہے ایسا نہو کہ دم نکلجائے ذرا تو حلقہ ڈھیلا کر ضرغام کو یقین ہوا کہ بیشک اسکا
دم گھٹا جاتا ہے ایسا نہو کہ یہ مرجائے تو خواجہ سلامت مجھکو مار ڈالین بس اُسنے کمند کو ڈھیلا کیا صرصر جست
کر کے اُس حلقہ سے نکلی اسطرح کہ جیسے حلقہ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہے یا گل سے بو نکلتی ہو ضرغام تو یہ دیکھتا رہگیا
اور وہ نکل چلی گئی ادھر برق فرنگی برق بلا کی صورت بنا ہوا افتان و خیزان چلا آتا تھا اُسنے اس سے پوچھا
کہ ای صرصر عمرو کو تو نے پایا یا نہین صرصر نے کہا کہ لے بی بی درہ کوہ مین ہے اتنا کہنا تھا کہ برق نے قریب
آکر ایک بیضہ بیہوشی اسکے منہ پر مارا یہ بیہوش ہو کر گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور صرصر کو باندھنے
لگا اسوقت برق بلا بھی آکر پہنچی اور اُسنے دیکھا کہ کوئی میری صورت بنا ہوا صرصر کو باندھ رہا ہے
اُسنے یہ ماجرا جو دیکھا تو سحر کر کے دونون کو پکڑ لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی وہان آکر صرصر کو تو ہوشیار کیا اور برق
فرنگی کی مشکین باندھکر ایک ستون سے پیچیدہ کردیا اور آپ تخت پر بیٹھکر شراب پینے لگی اسمین صرصر تو جانے
لیکر عمرو کی فکر مین گئی مگر مہتر قران کو جو برق کا حال معلوم ہوا تو وہ ایک ساحر کی صورت بنکر دربارگاہ ملکہ
برق بلا پر آکر اسطرح چلایا کہ دہائی ہے برق بلا افگن کی مجھ بے قصور کی بارگاہ کے پیچھے لوٹ لیا ملکہ برق
بلا نے قران کو اندر بلایا قران نے برق عیار کو دیکھا تو ستون سے بندھا پایا اُس نے بغور جو دیکھا تو معلوم

ہوا کہ سحر میں گرفتار نہیں ہے کیونکہ رنگ برق عیار کا زرد نہیں ہے اور بڑا سبب یہ تھا کہ برق بلا نے
سر پر سے سحر جو اُتارا تو اُسکے ساتھ برق فرنگی کا بھی سحر اُتر گیا برق بلا کو کچھ خیال نہ رہا قران نے یہ ماجرا
دیکھکر قریب برق عیار آکر رسی کو جلد سے کاٹ ڈالا کہ جس سے برق عیار رہا ہو کر بھاگا اور قران بھی وہاں سے
ست کر کے بھاگا ساحروں نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ قیدی چھوٹکر بھاگا جاتا ہے سب دوڑے اُسوقت قران نے
سنگ مارنا شروع کیا کہ دھڑ پر دھڑ اور سر پر سر گرنے لگے مار کر یہ تو بھاگا مگر سیماب نے ایک نارجیل جو زمین پر
مارا تو برق عیار کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے آواز غل و شور کی عمرو کے کان میں جو گئی تو یہ بھی درہ کوہ سے باہر
نکل آئے اور انہوں نے گوپھن میں پتھر رکھکر جو مارا تو سیماب کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے صدا گیر و دار کی بلند
ہوئی برق عیار کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیے سیماب کے مرتے ہی بھوے برق بلا کو بڑا صدمہ ہوا اور اسی
حسین تیغ تاد کھاکر چمکتی ہوئی لشکر مہرخ پر جا گری اور کئی سو ساحروں کو اُسنے قتل کر ڈالا لشکر مہرخ کا تہ و بالا
ہوا اس عرصہ میں عمرو بھی آکر پہنچا مہرخ نے عمرو سے کہا کہ خواجہ افسوس کی جگہ ہے کہ برق سبکو قتل کر رہی ہے
اور برق و رعد یہ دونوں مہرخ سے رخصت ہوکر اپنے مکان کو گئے تھے اور حسین جادو انکے مکان پر گئی
وہ سفید پوکر رعد و برق دونوں ٹھہرے حسین انکے گھر سے پھر کر اُسی کوہ پر آئی رعد و برق سے اسنے
ملاقات کی تو برق نے اس سے کہا کہ اے حسین جادو تم بھی چلکر شریک مہرخ کی ہو جاؤ حسین جادو
کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اُسنے خاک قبر جمشید چھڑک کر ان دونوں کو بیہوش کیا اور پکڑ کر وہاں سے
اپنے گھر لائی اور اپنے نوکر سے کہ نام اُس کا وہم جادو تھا کہا کہ اے بھائی تم برق و رعد کو اپنی قید میں رکھو
اور ان سے بہت خبردار رہنا کسواسطے کہ آجکل بہت تیلے سحر کے مجھسے منحرف ہوئے جاتے ہیں اگر میں انکی
بجا نہیں کرونگی تو وہ میرے قابو سے جاتے رہینگے اسوجہ سے میں انکی فکر میں جاتی ہوں تم ان دونوں سے
ہوشیار رہنا بلکہ برق و رعد کو توحوالہ وہم جادو کے کیا اور آپ چلی گئی بعد اسکے جانے کے رعد نے
برق سے کہا کہ اے اماں جان حسین جادو تو چلی گئی ہے اور وہم جادو کی کیا اصل ہے کہ وہ ہمکو روک سکے گا
ذرا اسکو تو مارو یہ ہے کسی طرح اثر نہیں سکتا ہے یہ کہکر رعد جادو جو گرجا اُسکا گرجنا سنتے ہی وہم جادو کو
غش آگیا اور برق جو گری تو وہم جادو کے دو ٹکڑے کالے ہوے بعد اسکے دونوں ملکر طرف لشکر مہرخ کے
روانہ ہوئے جب قریب لشکر کے پہنچے تو دیکھا برق بلا چمک چمک کر لشکر مہرخ پر گر رہی ہے بس یہ ماجرا
دیکھکر دونوں کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور غضب کر کے اوپر طلسم کے پہنچی کسیکو خبر بھی نہیں اُسنے سنہری اور طلسم کے

چھایا اور آپس میں کڑک اور چمک بجلی کی ہوئی تو سب ساحر حیران ہوئے کہ یہ ماجرا کیا ہے مگر حیرت جادو
پکاری کہ ای برق بلا غافل خبردار ہو جاؤ کہ برق و رعد آپہنچے برق بلا حیرت جادو کے کہنے سے
جب تک کہ سنبھلے سنبھلے تب تک برق اور رعد نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہمارے لشکر پر تو برق
گری ہوئی ہے آؤ ہم اسکے لشکر پر گریں یہ مشورہ کرکے برق جادو لشکر پر برق بلا کے جو گری تو ایک ہی
حملہ میں پانچ چھ سو ساحروں کو غارت کر دیا بعد اسکے چمک کر پھر جو آڑی ترچھی ہو کر گری تو تمام ستونوں
کے اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہ ماجرا دیکھکر برق بلا بھی چمک کر سامنے برق جادو
کے للکارتے ہوئی آپہنچی اب ان دونوں میں چوٹیں چلنے لگیں لڑائی برابر کی پڑ گئی افراسیاب
باغ بلور میں بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا کہ طائران سحر نے جاکر اسکو بھی خبر پہنچائی اور کہا کہ ای شاہ ساحران
ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ کہ دونوں رقیبیں آپس میں لڑ رہی ہیں نقشہ بیڈول معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی سننے
اس خبر وحشت اثر کے اُسنے بھی وہاں سے پرواز کی اور آکر طلسم میں جو دیکھا تو فی الواقعی دونوں رقیبیں لڑ رہی
ہیں ہر طرف سے برق چمک رہی ہے افراسیاب نے برق جادو کو دیکھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ ان ملن
بہنوں کو تو میں جادو پر اسکے لگی ہے کیا وہ ماری گئی جو یہ دونوں چھوٹ کر چلے آئے ہیں حیرت جادو نے کہا کہ وہ
تو زندہ ہے مگر نہیں معلوم کہ کیا ایسا پیچ پڑا کہ جو یہ دونوں رہا ہو کر اس مقام پر آئے میری بھی عقل اس امر میں
حیران ہے افراسیاب نے اس حالت کو دیکھکر کہا کہ خیر کچھ اسکا مضائقہ نہیں ہے اگر رعد اور برق چلے
آئے ہیں تو کیا قباحت ہے مگر اب میں خود جاکر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہوں اس میں برق بلا
نے جو وہاں سے افراسیاب کو پاس ملکہ حیرت جادو کے بیٹھے دیکھا تو پھر آپ بھی چمک کر پاس افراسیاب
کے چلی آئی اور سر کو جھکا کیا اُسنے اسکو دیکھکر کہا کہ ای برق بلا خوب ہوا جو تم چلی آئیں کسواسطے
کہ اب تم ذرا ٹھہر جاؤ کہ بہت لڑ چکی ہو میں جاکر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہوں برق بلا نے
اُسکے جواب میں کہا کہ ای شہنشاہ ساحران میں نے تو ان سبھوں کو مار لیا تھا مگر کیا کروں
ناچار ہوں نہیں معلوم کہ رعد اور برق کہاں سے آگئے جو میں گھبرا گئی اب حضور تامل فرمائیں میں سب کو
مار سکتی ہوں آپ تکلیف کا ہیکو کریں یہ کہکر پھر جو تڑپی تو جاکر لشکر مہرخ پر گری یہ ماجرا
دیکھکر رعد اور برق بھی دونوں برابر اسکے پہنچے اور مہرخ کو جو حال افراسیاب کے
آنے کا معلوم ہوا تو اُسنے اُٹھکر رعد و برق سے کہا کہ تم اب ذرا ہشیار جادو دیکھو تو سہی کہ خدا کیا

کیا کرتا ہی مین برق بلا سے اب خود سمجھونگی مہرخ کے کہنے سے رعد اور برق تو کنارے ہو گئے اُسوقت
مہرخ نے ایک سحر تیار کر کے دستک دی تو دستک دیتے ہی کاسے چار پانی سے لبریز پیدا ہوے برق
بلا چمک کر جو گری تو انھین کاسون مین گر کر سرد ہو گئی اور لاکھ لاکھ تدبیرین کین کہ جسمین نکل جاؤن اور
بدستور شعلہ افروز ہون مگر کچھ نہو سکا آخر کو عاجز ہو کر طرف افراسیاب کے فرط حسرت سے دیکھنے
لگی اُسنے فوراً ایک پتلے کو تیر و کمان دے کر کہا کہ تو جا کر اس کاسے مین ایک تیر اس زور سے مار کہ وہ
تیر کاسے کے پار نکل جاوے وہ پتلا بموجب حکم افراسیاب کے تیر و کمان سے لیس ہو کر میدان مین آیا
اور کھڑے ہو کر ایک ہی تیر کاسے کو تاک کر مارا وہ تیر جا کر پڑا تو سہی اوپر کاسے کے مگر اُسکو توڑ نہ سکا بلکہ فوارے
اُسمین سے چھوٹنے لگے یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب کو کمال غصہ آیا اور خفا ہو کر ایک گولہ سحر فولادی کا کاسے
پر مارا اور دوسرے راوی نے یہ لکھا ہے کہ خود گولہ کی صورت بنکر اوپر کاسے کے گرا کہ وہ کاسہ
تو ٹوٹ گیا اور افراسیاب تڑپکر پکارا کہ خیر آج تو مین تم سب نمک حرامون کو چھوڑے جاتا ہون
مگر کل آکے ضرور سمجھونگا اسکو یاد رکھنا ارے یہ شل تمھین لوگون پر اور ٹھیک ہے کہ ہمارے
گھر سے تو آگ لائے اور نام رکھا بیشندر عمرو نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ خیر اب تو چلے جاؤ
ہم حاضر ہین جب تمھارا دل چاہے آکر ہمسے لڑلینا ہم بھی باہر نہین ہین مہرخ نے بھی عمرو کے
کہنے کی تائید کی غرض افراسیاب اس تقریر کو سنتا اور جرأت دلاوران دیکھتا ہوا پاس حیرت جادو
تک چلا گیا اُس سے کہا کہ مجھکو اسوقت ایک کام ضروری ہے مین تو جاتا ہون مگر تم ایک کام کرو
کہ برق بلا کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر اندر اس طلسم کے بلا کر رکھو اسواسطے کہ اب ہم خود مہرخ سے سمجھ لینگے
کچھ احتیاج دوسرے کی نہین ہے سامنا ہمسے ہو گیا ہے یہ کہکر طرف ظلمات کے چلا گیا بعد اسکے جانیکے
حیرت جادو بھی مع برق بلا کے اندر طلسم کے چلی گئی اور جا کر اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہو کر
بیٹھی اب اسکو تو اسمقام پر رہنے دو اور دو کلمہ داستان حسین جادو کے سنو کہ وہ اُس مقام پر پہونچا بات سے
فرصت حاصل کر کے باہر درہ کوہ کے نکلی تو اُسکو برق و رعد کے رہا ہو کر چلے جانیکا اور دو ہم جادو کے
مارے جانیکا حال جو معلوم ہوا تو نہایت صدمہ گذرا اور غصہ بھی کمال آیا پیچ و تاب کھا کر طرف اپنے چیلے کے
چلی اور حال اُس چیلے کا راوی نے سطور یہ لکھا ہے کہ اُسنے ایک لڑکے کو مثل فرزند کے پالا ہے اور نام اُسکا طوفان
گرز فلکن رکھا ہے اور سحر بھی اُسکو قرار واقعی سکھایا تھا اور ایک پہاڑ سحر کا واسطے اُسکے رہنے کے تیار کر دیا ہے اُسی پر

وہ شیطان ہتھاری غرض حسین جادو نے قربت مین کوہ کی جاکر ایک گولہ سحر کا مارا وہ اُسکے صدمے سے پھٹ گیا اور
طوفان کو خبر ہو گئی کہ ملکہ حسین جادو آتی ہین بس وہ اُسکے پاس آیا اور تسلیم کر کے پرسان حال ہوا حسین
نے برق و رعد کے وہم جادو کے مار کر چلے جانے کا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ آپ نے مجکو خبر کیون
نہ کی کہ مین آکر سمجھ لیتا غرض اُسنے اسباب اور سامان وغیرہ اپنا بار کروایا اسمین حسین کے پاس افراسیاب کا
نامہ آیا لکھا تھا کہ تم برق و رعد کے چھوٹنے کا رنج نکرنا ہمارے پاس چلے آؤ جیسا مناسب ہوگا کرینگے حسین
نے طوفان سے کہا کہ ای طوفان افراسیاب نے مجکو طعنہ دیا ہے مگر عرضی لکھی کہ ای شہنشاہ کنیز حاضر ہوتی ہے
جو کچھ گزرا ہے عرض کریگی نامہ بر تو نامہ لیکر گیا اور طوفان کوہ عقیق اور کوہ نیلم و کوہ لاجورد اور بیابان گلزار کی
سیر کرتا ہوا ایک لاکھ ساحرونکو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور حسین ستر سو خواص مرصع پوش دریاے جواہر اور
مروارید اور الماس مین غوطہ مارے ہوئے ہمراہ لیکر تخت مرصع پر سوار ہو کر افراسیاب کے پاس آئی وہ اسکو دیکھ
ہنسا یہ مجرا کر کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی افراسیاب نے کہا کہ طوفان تمہاری اطاعت سے باہر تو نہین ہے
اُسنے کہا وہ نہایت سعادتمند ہے غرض کچھ دیر بیٹھکر اور باتین کر کے روانہ ہوئی اور سامنے لشکر مہرخ کی آکر چار
کوس کے فاصلہ پر ایک بارگاہ مخمل سرخ کی استادہ کرائی اُسی بارگاہ مین طوفان بھی آکر پہنچا حسین نے طوفان سے
جرات کو نذر دلوائی افراسیاب بھی آیا اور اُس سے طوفان نے اجازت لی کہ مین جسطرح چاہون لشکر
مہرخ کو قتل کرون غرض اقرار لیکر جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید منزل مغرب مین پہنچا اور سیاہی شب نے
عالم کو کالا بنایا اشعار آبدار

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر | صفین اُسنے جمائین آسمان پر
بلا جو دن پہ لائی کاکل شام | اُتر شانہ سے آئی کاکل شام | شب کو اُسنے طبل جنگ بجایا

ملکہ مہرخ کو بھی طائران سحر نے جاکر خبر کی اُسنے بھی نفیر سحر کو پھونکا ساحرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی
پون تانے گئے الگیا بیتالون کو جوت کا دیا جلا کر دشمنون پر بھیجا اور بنگالی ڈھیرو بجانے لگے کلوا بیرن نارسنگھ کی
چوکیان بٹھانے لگے لونا چاری کو دھنتر کے ماس کی بھینٹ دی گوگل مرچین جلائین اسیطرح چار پہر رات
ہنگامہ عظیم دونون لشکر مین بلند رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سحر نے جامہ نور زیب تن کیا اور گوی خورشید گریبان صبح مین نکالا گیا

کہ ناگاہ جانب مشرق سے اکبار | ہوا اسباب نورانی نمودار | فلک پر زین زرین تاب دھر کر
ہوا پیدا سوار چرخ اخضر

صبحکو لشکر ملکہ بہار اور ملکہ مہرخ اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئین اور
روانہ جانب میدان کارزار ہوئین اسطرف سے طوفان گرز افگن اور ملکہ حسین جادو فوج لے کر میدان جنگ

مین آئے ساحروں نے پرے جمائے بجلیان گرا کر جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ ڈالی آب سحر برسا کر
چھڑکاؤ کیا پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی کہ کہاں ہیں سامری زردہشت جمشید فرعون شاہ نمرود شاہ
کون ایسا ساحر ہے کہ جو آج نام اپنا روشن کرے اور ہنر کرتب کھلاوے اشعار

دل مردون کا ہر جنگ پھٹکا
رنگ ہے نہ آب ہے سام باقی
ہان نامور وہ نام کرتا
مردونکا فقط ہے نام باقی
کڑکیتوں پہلے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے ہنوز وہ کام کرتا
کڑکیت جب کڑکا کھکر ہٹ گئے

اسوقت ابی سرسون مٹر کے دانے اچھلنے لگے اژدہے قلابہ آتشین چھوڑتے تھے اس اثنا مین طوفان
نے اپنے مرکب کو اڑایا اور وسط میدان مین پہنچکر نعرہ کیا کہ ای نمک حرامو اب بھی کچھ نہین گیا ہی تمہارے
حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے ساتھ پاس افراسیاب کے چلو مین سعی کرکے قصور تم سب کے معاف
کرادونگا اگرنہ میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤگے اور کوئی فریادرسی تمہاری نہین کریگا
مہرخ نے اسکے جواب مین کہا کہ ارے اولونڈے لے پالک تیری بھی یہ اصل ہے تجکو بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ جو تو ہماری سامنے ایسے کلمے زبان سے نکالتا ہے بس دور ہو میرے سامنے سے مین
بھلا اس افراسیاب کی کیا اصل سمجھتی ہون جو تو مجھکو اسکے پاس لیجائیگا کیون دیوانہ ہوا ہے جا چلا
جا کچھ شامت تو تیری نہین آئی ہے جو کلمے واہیات بکتا ہی قصہ کوتاہ کہ پہلے تو بہت سی تو تو مین
مین مہرخ سے اسنے کی آخر کو ناچار ہوکر سرخ چشم نامے ایک ساحر مہرخ نے بھیجا اسنے جھپٹ کر ایک
ناریل سحر کا طوفان پر مارا اسنے بھی ایک نارنج سحر کا مارا دونون نے وار کو خالی دیا بعد اسکے طوفان
نے گرز مارا سرخ چشم نے سپر سحر کی اوسکو روکا مگر وہ جو پڑا تو سپر کو توڑکر سر پر سرخ چشم کے پہنچا اسکی
ضرب سے سرخ چشم زمین کا پیوند ہوگیا اسکے بعد چالیس ساحر مہرخ کے باری باری شام تک نکلے سبکو
طوفان نے مار لیا اور طبل آسایش بجوا کے چلا گیا جب تو مہرخ کو نہایت رنج و ملال ہوا اور غمگین ہوکر اپنی
بارگاہ مین چلی گئی عمرو نے مہرخ کو رنجیدہ خاطر دیکھکر کہا کہ ای ملکہ تم اندیشہ نکرو مین جاتا ہون مہرخ نے
پوچھا کہ بھیا تم کہان جاتے ہو ہمسے بھی تو بتلادو کہ ہم فلانے مقام پر جاتے ہین عمرو نے کہا کہ مین ایک
دو ہزار روپیہ کے فکر مین جاتا ہون کسواسطے کہ بغیر روپیہ کے کوئی کام بن نہین آتا ہی اگر کسی دوکاندار یا مہاجن
سے ملجائینگے قرض تو بہی جاکر طوفان کو مارتا ہون مہرخ نے اسکے جواب مین کہا کہ آپ روپیہ کسی سے
قرض کاہیکو لیں کیا یہان کچھ توڑا ہے روپیہ کے توڑونکا جو آپ قرض کی فکر مین ارادہ جانے کا کرتے ہین

یہ کہکر دو ہزار روپیہ اُسیوقت منگوائے عمرو نے وہ روپے تو لیلیے اور مہرخ سے رخصت ہو کر طرف بارگاہ
طوفان کے روانہ ہوا اور ایک چوبدار کی صورت بنا چپکن پہنی عصا ہاتھ مین لیا اور در بارگاہ طوفان پر
آیا لوگون سے پوچھا کہ ابھی اندر بارگاہ کے طوفان کیا کرتے ہین اُنھون نے کہا کہ ملکہ حسین جادو افراسیاب
کے پاس گئین ہین جب وہ آجاینگی تو اندر بارگاہ کے جانا ہوگا عمرو یہ سنکر سمت صحرا روانہ ہوا اثنا راہ مین برق
فرنگی ملا اُسنے کہا کہ اُستاد کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ طوفان کی بارگاہ مین گئے تھے وہان جانا نہین ہوا برق
یہ سنکر ایک ساحر کی صورت بنا اور دو کشتیان میوہ سے بھری ہوئی ساتھ لیکر عمرو و برق دونون چلے اور دروازہ
بارگاہ طوفان پر آکر پہونچے برق کو تو دروازہ پر چھوڑا اور آپ اندر بارگاہ کے چلا اور کشتیان میوونکی طوفان
کو دین کہ آپکو شہنشاہ نے بھیجی ہین اُسنے خوش ہو کر عمرو کو خلعت دیا اور وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گیا
عمرو نے خنجر اُسکو مارا خنجر کی نوک ٹوٹ گئی مگر اُسکے کارگر نہوا اسمین افراسیاب نے کتاب جمشیدی دیکھی تو معلوم ہوا
کہ عمرو نے طوفان کو میوہ کھلا کر بیہوش کیا ہے اور قتل کیا چاہتا ہے اور یہان عمرو نے طوفان کو پشتارہ مین باندھا
اور لیکر روانہ ہوا اس عرصہ مین حسین جادو بھی آئی اور اُسنے عمرو کو نہ دیکھا اور نہ طوفان کو پایا اُسنے بزور سحر دریافت
کیا معلوم ہوا عمرو فلان پہاڑ کے درہ مین ہے پس وہانسے اُڑی اور پہاڑ کے درہ مین پہنچی وہان عمرو نے طوفان پھر خنجر مارا
کہ خنجر ٹوٹ گیا اس اثنا مین حسین جادو بھی آکر پہنچی اور اُسنے اپنے لے پالک کو بیہوش دیکھا کہا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار
اب مین کب تجکو زندہ جانے دونگی یہ کہکر سحر جو کیا عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور عمرو نے گھبرا کر حسین جادو
کو دیکھا اور کہا کہ آپنے مجکو کیا سمجھ کے مبتلائے سحر کیا ہے اور کس گناہ پر مقید کیا ہے حسین جادو نے سنکر کہا کہ ارے موذی تو
میرے فرزند کو تو پکڑ لایا ہے اور اسکو قتل کیا چاہتا تھا اس سے زیادہ گناہ اور کیا ہوگا اور پھر یہ دیدہ دلیری تیری ہے کہ مجھسے
کہتا ہے کہ مجکو کیون قید کیا ہے عمرو نے کہا کہ مین تو اس حال سے آگاہ بھی نہین ہون مگر اتنا البتہ جانتا کہ اسکو ایک شخص
لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین لیا آپ آتی ہین کیا جانون کہ وہ کون تھا اور کیون اسکو لیے جاتا تھا آپ ناحق میرے اوپر
بہتان کرتی ہین حسین جادو نے اُسکے جواب مین کہا کہ ارے مین تیری ذاتی اور مکاریسے خوب آگاہ ہون میرے سامنے
یہ مکاری تیری نہین چلنے کی مین اب سحر سے تجکو مار ڈالونگی عمرو نے ناچار ہو کر کہا کہ اے حسین جادو اختیار ہے مگر اتنا کہے
دیتا ہون کہ تم اس امر سے خوب آگاہ ہو کہ جو کوئی مجکو قید کرتا ہے وہ مارا بھی ضرور جاتا ہے پس تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ
تم مجسے اب لیجاو اور مجکو چھوڑ دو کسواسطے کہ ابھی حال کسیکو معلوم نہین ہے مین تمہارے بیٹے کو کتا ہون کہنا میرا مان لو
کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو دیکھنا کہ پھر پچتاوگی اور کچھ تمسے نہو سکیگا حسین جادو نے اسکے جواب مین کہا

کہ بھلا او مونڈی کاٹے دیکھ تو سہی کہ ہونا کیا ہے یہ کہکر طوفان کو ہوشیار کردیا اُسکی جو آنکھ کھلی تو اُسنے اپنا
حال سُنکر پوچھا حسین جادو سے کہ کیون آن جان حال میرے گرفتار ہوجانے کا سب کو معلوم ہو چکا ہے یا
کسیکو ابھی اطلاع نہین ہوئی ہے حسین جادو نے کہا ابھی تک تو کسیکو معلوم نہین ہوا ہے آیندہ دیکھا جائیگا
طوفان نے کہا کہ اگر میرا حال ظاہر نہین ہوا ہے تو عمرو کو جلدی قتل کرڈالو کسواسطے کہ اگر یہ زندہ رہیگا
تو پھر سبکو معلوم ہوجائیگا کہ عمرو طوفان کو پکڑ لیگیا تھا پس مناسب ہے کہ اسکو لیجا کر زیر طلسم کنارے دریا
خون رواں کے قتل کرڈالو حسین جادو نے کہا کہ بہت اچھا جیسا کچھ مناسب سمجھو ویسا کرو القصہ دونون
عمرو کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین داخل ہوے پھر تو تمام لشکر مین حسین جادو کے غل ہوا کہ عمرو
کو ملکہ حسین جادو پکڑ کے لے آئین سب ساحر عمرو کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور حسین جادو
نے عمرو کو قید کرکے اُسیوقت ایک عرضی افراسیاب کو اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ لونڈی
نے عمرو کو گرفتار کیا ہے اگر حکم ہو تو خدمت مین حضور کی لے آؤن اور اگر ارشاد ہو تو اسی مقام پر
سر میدان اُسکو قتل کرون جسوقت کہ یہ عرضی افراسیاب کو پہنچی تو اُسنے عرضی کو پڑھکر اپنے دل مین
تصور کیا کہ اگر عمرو کو مین یہان بلوالون کہین ایسا نہو کہ بیچ کسیطرح کا پڑجائے اور وہ بچ جائے مثل
سابق کے تو پھر مجکو نہایت ذلت ہوگی اس سے یہ امر بہتر ہے کہ جواب مین عرضی کے یہ لکھدو کہ یہان لانا
اُسکا بیکار ہے تم وہین اُسکو قتل کرڈالو تمکو اختیار ہے مگر دریافت قرار واقعی کرلینا کہ عمرو ہو کہین اور کوئی
نہو کہ ناحق کو خون ناحق مین ہم اور تم مفت مین گرفتار ہون اسکا خیال ضرور رکھنا القصہ یہی مضمون
لکھکر نامہ بر کو حوالہ کیا اُسنے جواب عرضی کا لاکر حسین جادو کو دیا وہ پڑھکر نہایت خوش ہوئی اُور اُسیوقت
جلاد کو طلب کیا بعد اُسکے عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین پہنچی تو
عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین طوفان کو مار ہی ڈالا تھا
الا خداوند نے بچا لیا کہ اُسکی قضا ابھی نہ تھی لیکن تیری قضا آگئی اب بتا کہ تو کیونکر زندہ بچیگا عمرو نے
اُسکے جواب مین کہا کہ ارے تو بکتی کیا ہو دیکھ تو سہی کہ خداوند کریم قادر علی الاطلاق ہے وہ مجکو کیونکر بچاتا ہے کہ تو
بھی حیران ہوجاؤ اور مین تجھی کو مار ڈالون اس کلمہ پر اُسکو غصہ آگیا اور جلاد کو حکم گردن مارنیکا دیدیا
جلدی سے رنگ کا چبوترہ باندھکر عمرو کو اُسکے اوپر بٹھایا اور گردن پر خط کوئلے کا دیکر تیغ کو سنگ پر چٹانے
لگا اُسوقت عمرو کو اپنی زندگی سے یاس ہوگئی اور قبلہ رو ہوکر بالحاج وزاری مصروف دعا ہوا

اور اُدھر جلاد تیغ پکڑ کے واسطے قتل کرنیکے چلا تھا کہ مہرخ کو اطلاع ہو گئی کہ عمرو اب کوئی دم کا مہمان
ہے اس جا تماشا بازار میں حسین جادو اسکو پکڑ کر لیگئی ہے تو جلاد قتل کیا چاہتا ہے مہرخ اس خبر کو سنکر
بیتاب ہو گئی اور ارادہ خود چلنے کا کیا تھا کہ مخمور سرخ چشم نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ آپ نہ جائیں
میں جاکر عمرو کو لیے آتی ہوں مہرخ خاموش ہو رہی اور مخمور وہان سے بزور سحر جو اڑی تو اُس
میدان میں پہونچی کہ جہان عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا اور جلاد سر پر باتیغ برہنہ موجود تھا اور رو
بقبلہ عمرو بیٹھا ہوا دعا کر رہا تھا یہ حال عمرو کا دیکھکر خون مخمور کی آنکھوں میں اُتر آیا پنجہ بن کے
جو گری تو عمرو کو اُٹھا کر لیگئی یہ حال دیکھکر جلاد پکارا کہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہے یہ سنکر حسین جادو
بھی پنجہ بنکر روانہ ہوئی یہان مخمور نے عمرو کو لاکر ایک درۂ پہاڑ میں چھپا دیا اور آپ وہان سے گیرو سے
کپڑے پہنکر فقیرنی بنکر صحرا میں بیٹھی اس میں حسین جادو پنجہ بنی ہوئی آکر پہونچی اور اُس نے اس سے
کہا کہ سچ بتا تو نے عمرو کو کہان چھپایا ہے مخمور نے کہا کہ اے حسین جادو کچھ تو احمق ہوئی ہے بھلا
میں کیا جانوں کہ عمرو کہان ہے تو اپنی عقل کے ناخن لے میں جب سے کہ افراسیاب کے پاس سے
آئی ہوں اس صحرا میں فقیرنی بنی بیٹھی ہوں اس عرصہ میں ملازم بھی حسین کے آگئے حسین نے اُنسے
کہا کہ میں اس مخمور سے پوچھتی ہوں کہ عمرو کہان ہے تو یہ نہیں بتاتی ہے لوگوں نے کہا کہ اسکو نہ معلوم ہوگا
آپ آگے بڑھکر تلاش کریں حسین سبکو ہمراہ لیکر آگے بڑھی اور مخمور نے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمہارا جدھر
جی چاہے چلے جاؤ عمرو نے کہا کہ میں حسین کو قتل کرونگا یہ کہکر آپ تو ایک ساحر کی صورت بنا اور ایک
قیدی زنبیل سے نکال کر اُسکو اپنی صورت کا بنایا اور پشتارہ اُسکا باندھکر روانہ ہوا یہانتک کہ حسین جادو
جدھر گئی تھی وہین یہ بھی پہونچا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ یہ شخص میرے گھر میں گھس آیا تھا میں نے اسکو پکڑا تھا
آپ دیکھیے تو کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی حسین نے جو پشتارہ کھولکر دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئی اور
عمرو سے کہا کہ افراسیاب سے نہ کہنا کہ میں نے عمرو کو پکڑا ہے یہ کہکر اُس عمرو نقلی کو ایک صندوق میں
بند کیا اور لیکر چلی بارگاہ میں مصور کی آئی مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ ساحر جو اسکے ساتھ
آیا ہے عمرو ہے مصور نے اشارہ سے حسین کو مطلع کیا کہ یہ ساحر جو تمہارے ساتھ ہے عمرو ہے حسین تو
اسکا اشارہ نہیں سمجھی مگر عمرو نے جست کر کے ایک دھپ اُسکے ماری اور تاج لیکر بھاگا اب مصور
اور صورت نگار و حسین وغیرہ سب حیرت جادو کے پاس گئے اور طوفان نے غصہ میں آکر

جب وہ زمانہ آیا کہ آسمان پر ماہ نے جلوہ دکھایا اور حکیم شب نے طلسم کواکب کا بنایا اشعار
اُداسی بھی تھی کچھ گردونپہ چھائی + کہ لٹکائے ہوئے منہ شام آئی + ہوئی پھر شام جادو آشکارا
تو طبل جنگ طوفان نے بجایا + رات کو پھر تیاری سحر کی لشکروں میں ہونے لگی اگیار کی جوت کا دیا
جلایا زرد ڈیوں کو اُڑایا ڈھولی جھوٹنے لگی شراب کی بوتلیں اگیاری میں ڈھلنے لگیں کلچڑیاں بھنگ کی
بھینٹ بونوں کو دی گئیں دھوپ سب چندن صندل لونگ دھتورا دونے مروے کے بیچ رائی سرسوں
کے دانے سحر پڑھکر تیار کیے بجہ بارے خوک فی ہوکر خون سے انکے ساحر نہائے کھنور چندن کے جسم پر لگائی
چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بیاض سحر پر نقطۂ آفتاب دیا گیا اور کتاب شب کو

منشی قدرت نے بند کیا اشعار		ستاروں نے اتارا جبۂ نور
ہوئی بالکل ضیائے ماہ کافور	ہوا سینہ فلک کا ناگہاں چاک	ہوا اس سے نمایاں مہر افلاک

صبح کو مہرخ نامور اور ملکہ بہار بصد کر و فر تخت سحر پر سوار ہوکر جانب میدان چلیں ساحران نامی اور
ساحرہ انکے ساتھ تھے اور فوج بیشمار ان کے ہمراہ تھی بیرقیں سرخ سبز زرد چمکاتے اور اُڑاتے طاؤس
وہنس آتشیں اور فیل واژدر آتشیں باز اور بط و قرقرے و شیر پر ساحر سوار میدان کارزار میں آئے
صف آرائی ہوئی نقیبوں نے نقابت کی اور پکارے کہ اے بہادران نامی اور ساحران گرامی دنیا چندروزہ ہے
کیا تمنے نہیں سنا ہے خمسہ

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اسجا بمضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

یہ کہکر نقیب کنارے ہوئے اور طوفان ساٹھ ہزار ساحر لیے میدان میں آکر صف آرا ہوا اور للکارا کہ اے
فرقہ نمکحراماں آؤ میرے مقابلہ کو یہ سنکر اژدر جادو نے اجازت مہرخ سے لیکر طوفان کا سامنا کیا طوفان
نے اسکو ایک گرز سحر کا مارا کہ وہ پیوند زمین کا ہوگیا مہرخ نے کہا کہ پانچ گھڑی تک تو طوفان پر سحر کام
نکریگا پھر اسکے بعد میں سمجھ لونگی یہ کہہ رہی تھی کہ مہتر قران صحرا سے آئے اور انہوں نے کہا کہ میں جاکر اُس کو
سر میدان قتل کیے ڈالتا ہوں عمرو نے کہا کہ اے فرزند ہمارا کام تو چوری چھپے اندھیرے اجالے میں
کرنیکا ہے سر میدان تم نکلنے کا ارادہ نکرنا قران نے کہا بہتر ہے میں تو جاتا ہوں یہ کہکر ایک ساحر کی

صورت بنا کہ جٹا ہای خاکستری کھلی ہوئی کمنور چندن لگے ہوے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بت گنی سے
تا بہ شانہ بندھے کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے مین دھوتی تامی کی بندھی بغدا کاندھے پر رکھا
ہوا سامنے طوفان کے گیا اور پکارا کہ ای طوفان لاضرب مردان عالم طوفان نے سحر توڑ کیا مگر آمیر ایک
گرز مارا قران نے گرز خالی دیا اور اُسکے سامنے سے بھاگا قران نے راہ مین ایک گڑھا خس پوش کر رکھا
تھا اُسکے گھوڑے کا پانون اُس گڑھے مین گیا اور وہ اُس مین سما گیا طوفان نے چاہا کہ مین جست کرکے
اس مین سے نکلون جیسے ہی باہر اُسنے سر نکالا قران نے اُسے بغدا مارا کہ سر اسکا ہزار ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک
ہوا صدا و دار و گیر ہونا کت نے لگی اور لشکر مہرخ آکے لشکر پر آکے گرا اسکو قتل کرنا شروع کیا نارنج نے
ہزاروں سکھے مینہ بوڑے ناریل نے بہتون کی جان لی ابر سحر گرگڑا کر آئے دریای سحر تلاطم پذیر ہوی آخر فوج
طوفان کی کچھ ماری گئی کچھ ڈوبتی اُچھلتی کنارہ گئی اور ملکہ مہرخ نقارہ فتح کے بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ
مین آئی وہان قران بھی آیا اُسکی بہت تعریف کی اور سب خوشنود ہو کر بیٹھے اور اُدھر افراسیاب
کے پاس حسین جادو مصور صورت نگار یہ سب بیٹھے ہین کہ افراسیاب نے حسین سے کہا کہ ای
حسین قران نے طوفان کو مار ڈالا اب تم جا کر رعد و برق کو گرفتار کر لاؤ حسین وہان سے رخصت
ہو کر چلی با حال پریشان اپنے خیمہ کے دروازہ پر پہونچی وہان عمرو بھی آیا تھا وہ ایک ضعیف کی صورت
اسطرح بنا کہ کوئی دو سو برس کا سن پلکین بھوین سفید آنکھون سے بھی کم سجھائی دیتا تھا آنسو صدف
چشم سے جاری دروازہ بارگاہ سے ہٹ کر لیٹ رہا جب حسین قریب آئی تو لیٹے لیٹے اُس سے کہا
کہ اے ملکہ میری بھی عرض قبول ہو ملکہ نے کہا کہ تو کون ہے اور کیون روتا ہے اُسنے کہا کہ مین طوفان کے لیے
روتا ہون کہ افسوس اُسکی جوانی مفت برباد گئی اور مین اس پہاڑ پر رہتا ہون اور وہان قدرت سے
خداوند سامری کی عمرو خود بخود چلا آیا مین نے اُسکو پکڑ لیا مگر حیران ہون کہ مین اندھا ہون اُسے افراسیاب
کے پاس کیونکر لیجاؤن پس تمہارے پاس آیا ہون کہ تم اُسکو افراسیاب
کے پاس لیجاؤ حسین جادو نے کہا اے بڑے میان بواسطہ سامری و جمشید کا تو مجکو اُسے بتلا دے کہ مین
طوفان کے عوض مین اُسکو قتل کر ڈالون عمرو نے کہا تو چل مین نے اُسکو ایک سل کے نیچے بند کیا ہے
تم سل اُٹھا کر اُسکو نکال لینا حسین جادو عمرو کے ساتھ چلی اور پہاڑ پر آئی جیسے ہی جھک کر سل اٹھانے لگی
عمرو نے حلقے کمند کے مارے اور چاہا کہ اسکو باندھون مگر وہ موئی کا گالا بنکر ان حلقون سے نکلی اور پکاری کہ او موئے

موذی کاٹے فیلسوف تو ہی عمرو ہے مین تجھے زندہ نچھوڑونگی عمرو نے کہا کہ مین عمرو نہین ہون کو مجھے چھوڑ دے اس عرصہ مین آواز آئی پشت پرسے کہ ای ملکہ حسین اسکے فقرے مین نہ آنا پس اس نے اُس صدا کو سنکر پیچھے پھر کر دیکھا ویسے ہی بیضہ بیہوشی کا منہ پر پڑا کہ بیہوش ہو گر گئی نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی لیکن عمرو نے کہا کہ ای برق اس کو یہین رہنے دو اور ہم تم بھاگین کس لیے کہ ہمکو کمینگاہ معلوم ہوتا ہے عمرو اور برق یہ سنکر بھاگے اور پہاڑ پر ایک ہاتھ زمین سے نکلا اور حسین پنجہ مین دابکر پھر زمین مین سما گیا وہان زمین کی سردی سے یہ ہوشیار ہوئی اور وہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور ملکہ برق نے افراسیاب سے کہا کہ اگر حسین رعد اور برق کو پکڑ لائین تو مین لشکر مہرخ کا خاتمہ کرون افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تم جاؤ اور حسین سے کہو کہ رعد اور برق کو پکڑ لاؤ ملکہ حیرت یہ کلام سنکر روانہ ہوئی اور حسین کے پاس آئی حسین نے اول اپنا حال برق اور عمرو سے جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا کہ بسبب حکم حضور کے مین رعد و برق کو گرفتار کر لاؤنگی یہ کہکر زیور سحر صورت اپنی بدلکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو ساحرنیے ہین ناچ ہو رہا ہے یہ بھی ناچ دیکھنے لگی یاقوت جادو نے سرخ مو سے کہا کہ ملکہ سلطان عنبرین مو سُنا ہے کہ وہ کسی خداپرست پر عاشق ہوئی ہے اور وہ خداپرست طلسم مین بھی آیا ہے سرخ مو نے کہا اگر اُس گیسو بریدہ نے ایسی حرکت کی ہے تو مین اُسکو کھود کر دفن کر دونگی حسین نے جس حال کو سنا تو سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ رعد و برق دونون بیمار ہین اور اپنے خیمے مین ہین پس یہ وہان سے اُنکے خیمے مین آئی دیکھا کہ وہ دونون لیٹے ہوے ہین اور واقعی بیمار ہین پس اپنے تئین ظاہر کیا اُسوقت رعد نے کہا ای حسین یہ تو بے حیائی ہے کہ تم ہمکو بیماری مین گرفتار کرنے آئی ہو حسین نے کہا دشمن کو جسطرح پاسئے مار ڈالیے یہ کہکر برائے گرفتاری آگے بڑھی اُسوقت برق باوجود کہ علیل تھی تڑپی لیکن وہ سحر اپنا پہلے ہی سے کر چکی اُسوقت اُسکے سحر سے دو پنجے پیدا ہوئے اور رعد و برق کو پکڑ لے گئے اپنے اپنے خیمے مین آکر عرضی افراسیاب کو لکھی کہ مین رعد اور برق کو پکڑ لائی ہون افراسیاب نے برق بلا سے کہا کہ لو صاحب برق اور رعد تو پکڑ لے اب تمہارا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا کہ مین اب جا کر سب کو آپکے اقبال سے غارت کیے دیتی ہون کیا مجال کسی کی کہ جو سامنا میرا کر سکے افراسیاب نے

کہا کہ خیر بہتر ہے تم جاؤ اور میں بھی باغ میں جاکر بنگلۂ زمردین پر بیٹھکر تماشا لڑائی کا دیکھتا ہوں برق
بلا نے کہا کہ بہت اچھا آپ اُسطرف کو جائیں میں بھی لشکر مہرخ کو جاتی ہوں یہ کہکر چل نکلی بجلی کے
جا بجے افراسیاب بھی تخت مرصع پر سوار ہوا اور سوا لاکھ ساحروں کی جمعیت سے چلا اس عرصہ
میں برق بلا لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحروں سے جاکر قریب لشکر مہرخ کے پہنچی اور خیمہ استادہ کرا کے
بیٹھی جب شاہد روز نے شکل اپنی مثل صورت یار چھپائی اور زلف شب درازی پر آئی

اشعار

ہوا مضطر جو تکلیف سفر میں — چھپا احسان وا مان نظر میں
بڑھا دن فتنہ رفتہ مثل ہستی — گھٹا آخر بشکل عمر ہستی

برق بلا نے طبل جنگ بجوایا مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ پر چوب دلوائی اور نفیر سحر کو بجایا اشعار

جو تھے اُس جگہ ساحری کے منتر — وہ پڑھنے لگے اسطرح کی پڑھنت
کلیجوں میں بھر کانے لگے — پڑھا سحر جیبوں لگا ناچنے

ڈفلی اور خنجر بان ساحر بجانے لگے گوگل جلانے لگے بیادہ تیغ و خنجر کمر کھول کر اُڑانے
لگے تلوار کی چمک فلک پر جاتی تھی خنجر کی بجلی چمکتی نظر آتی تھی تیغیں سان پر چڑھائی تھیں ترسول اور
پنسول صاف ہوتے تھے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ مزاج شمع میں سردی
آئی اور پروانے کو پروانہ رخصت کا ملا اشعار

نو اسنجان گلشن نے صدا دی — دلوں سے سرد آہوں نے ہوا دی
شکست گیسوے جانان کی آئی — فراغت محنت شب سے پائی

صبحکو مہرخ اور بہار و شمور اور طاؤس باز بلقیس ہنس
آتشین پر سوار میدان کارزار میں آکر پہنچیں پہلیاں سحر کی گرائیں جھاڑیاں جھنڈیاں جلاویں نقیب
نقابت کرنے لگے اور کریت کڑکا کہنے لگے اشعار

کہ جمشید باقی ہے نے سامری — یکایک فنا سب کو بس آگئی
شہ جادوان کا نہ ست جائے راج — سمجھ لو کہ مرجائینگے ہم ضرور
گرو نام سیدا نہیں دشمن تم آج — لڑائی میں لازم نہیں ہے قصور

یہ کڑکا نقیب کہکر کنارے ہوئے اور برق بلا چمک کر آسمان پر گئی اور وہاں سے کڑک کر لشکر
مہرخ پر گری ساحروں کو اُسنے جلا دیا اور اسی طرح تین چار بار گرنے سے چھ ہزار ساحر جل کر خاک
ہوئے لشکر میں غدر پڑا برق فرنگی اور قران وغیرہ ایک طرف بھاگے اور افراسیاب نے
جو بنگلہ مینا سے یہ شکست دیکھی تو فرط عشرت سے اچھل پڑا دروازے طلسم کے کھل گئے

لوگ مبارک باد دیکر بغلگیر ہوتے تھے اور برق بلا نے سنبھال آمد اسباب مہرخ کا لوٹ
لیا مگر بارگاہ کو ہاتھ نہیں لگایا اور مہرخ نے عمرو کو ایک درۂ کوہ میں پوشیدہ کیا اور آپ بھی
ایک مقام پر چھپ رہی مگر ضرغام صحرا میں چلا جاتا تھا مگر حیران تھا نہیں معلوم یہ کون صحرا ہے
جو تو نے نہیں دیکھا اس اثنا میں نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک کوہ میں آفتاب چمک رہا ہے جب
وہاں گیا ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ اسکا بسان آفتاب روشن ہے وہ جوان اس درہ سے نکلکر
ایک جبل کے کنارے پر آیا ضرغام نے دیکھا کہ یہ غضنفر بن اسد ہے پس اس نے اس سے
کہا کہ اے شہزادہ غضنفر اسد کو تو افراسیاب نے قید کیا ہے اور برق بلا نے تمام لشکر
کو مہرخ کے تباہ و برباد کر دیا غضنفر کو تو یہ سنکر اسپ باد خور پر سوار ہوکر چلا لشکر مہرخ
میں آکر برق بلا کو للکارا کہ او حرامزادی ٹھہر تو جا کہاں جاتی ہے برق بلا نے کہا کہ او اجل رسیدہ
تو کون ہے کہ مجھکو حرامزادی کہتا ہے یہ کہکر چوگری غضنفر کو تو بسبب نیمچہ سحر کش کے جلا نہ سکی
اور صورت اصلی ہوگئی انھوں نے جو نیمچہ مارا تو اسکے دو ٹکڑے ہوئے جہان روشن تیرہ و تار
ہوگیا اور عمرو نے مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ اب درۂ کوہ سے نکلو کہ غضنفر نے برق بلا کو مارا مہرخ
ہنستی خوشی نکلی اور بھاگی فوج سب جمع ہوگئی نارنج ترنج پکڑ کر وہ فوج لشکر برق پر گری اور غضنفر
نے نیمچہ سحر کش سے قتل کرنا شروع کیا عیاذاً باللہ دھڑ پر دھڑ مردہ پر مردہ گرتا تھا بیر دل جاتے
تھے اور آندھیاں آتی تھیں نہریں خون کی جاری تھیں آخر سب فوج کو مارکر بھگا دیا اور
ایک تخت مرصع کار پر غضنفر کو بٹھلا کر بارگاہ میں لائی ساقیان سیمین ساق اور مطربان
خوش آواز مہر جبیان مینا کار اور جام جواہر نگار لیکر حاضر ہوئے ساغرے گردش میں آیا غضنفر
نے حال طلسم پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا غضنفر نے کہا خدا چاہے گا تو میں بابا جان
کو چھڑا لوں گا اور ادھر افراسیاب جو نقارہ خوشی کے بجوا رہا تھا وہ باغ سیب
سیب میں گیا تماشا کر چلا گیا اور اسنے حکم دیا کہ برق اور رعد کو لشکر حیرت میں لیجا کر گردن مار دو حسین
جادو نے ان دونوں کو لشکر حیرت میں زیر دار بٹھلایا اور جلادوں نے تیغ کو اپنے سنگ چٹایا
اور منتظر حکم افراسیاب کے ہوئے اور افراسیاب نے قتل نامہ برق و رعد
کا لشکر حسین کو روانہ کیا یہاں لشکر مہرخ اپنا تیار کرکے نفیر سحر اور ناقوس بجاتی ہوئی

جاکر لشکر حیرت میں پہنچی غضنفر بھی ساتھ تھا غرض وہاں پہنچکر اُسنے نارنج ترنج مارنا شروع کیے
ملکہ حسین جادو نے غضنفر کو للکارا غضنفر اپنا اسپ باد خور اُڑا کر سامنے اُس للکارنے کے آئے
اُدھر برق جادو اور رعد جادو نے قید اپنی سحر سے جلادی اور دونون چھوٹ گئے پس رعد
تو چیخا اور برق تڑپ کر حسین پر گری اِدھر غضنفر نے پنجہ سحر کش مارا کہ حسین کے چار ٹکڑے
ہو گئے تمام لشکر کو حیرت اور حسین کے غضنفر نے مارنا شروع کیا یہانتک کہ ہزارون
کو مار کر اپنی بارگاہ مین آئے حیرت کا لشکر تباہ ہوگیا اُسوقت افراسیاب نے
ہومان سحر دست کو حکم دیا کہ وہ دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے راستہ طے کرکے
لشکر مہرخ کے سامنے آیا اور آتے ہی اُسنے نفیر سحر کو بجایا ملکہ مہرخ کو خبر ہوئی اُس نے بھی نفیر
سحر بجائی اور غضنفر نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا تم ہراسان کیون ہو مین انشاء اللہ تعالےٰ
سب کو قتل کرونگا مہرخ نے کہا واری تم سچ کہتے ہو حقیقت مین تمہارا سامنا کوئی نہین کرسکتا ہے
لڑائی کو دیکھو پھر مقابلہ کرنا غضنفر چپ ہو رہا اور لشکر میدان کارزار مین آیا ہومان اپنے
مرکب کو اُڑا کر میدان مین آکر للکارا کہ اسے فرقہ گمراہان آؤ میرے مقابلہ کو ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو
گیا اُس نے ایک دانہ ماش کا اُسپر مارا کہ اُسکے بدن مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگیا بعد اُسکے
وہ ساحر بہت سے باری باری اُسکے مقابلہ کو آئے مگر اِسی طرح سب کو اُس نے قتل کر ڈالا
جب زبرق جادو نے ارادہ نکلنے کا کیا مہرخ مانع ہوئی اور کہا کہ اے بہن تمہارا جانا
کسیطرح سے مناسب نہین ہرگز نہ جاؤ کسواسطے کہ ہومان فقط تمہارے ہی واسطے
آیا ہے مجھے تمہاری جدائی کا رنج اُٹھ نہ سکیگا اِس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے مین جاکر اُس سے لڑون
تو پھر بعد میرے جو کچھ تم سے بن پڑیگا وہ تم کرلینا برق جادو نے کہا کہ مجھ سے بھی نہین ہوسکتا کہ مین
بیٹھی رہون اور تمکو دہن اژدر مین جانے دون غرض اِن دونون مین یہ تکرار ہو رہی تھی
کہ ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا نے بال اپنے کھول دیے اور طاؤس سحر کو اُڑا کر عرصہ کارزار مین پہنچی
مہرخ حیران ہوگئی اور برق بھی آئینہ وار دیکھنے لگی اور ملکہ سرخ مو نے قریب جاکر ہومان کے
ارادہ مقابلہ کا کیا اُسنے بہت سمجھایا مگر اُسنے نمانا بلکہ برا بھلا کہا جب تو وہ خفا ہو کر نارنج سحر مارا وہ نارنج
قریب ملکہ سرخ مو کے پہنچا اُسکے بالون مین سے ایک گوہر نکلا اور اُس نارنج کو اُس نے

پکڑ لیا بعد اُس کے اُس گوہن کو سرخ مو نے چیخ ویکر وہی نارنج پلٹ کر ہومان پر مارا اگر وہ پڑتا
ہومان تو خاک سیاہ ہوجاتا لیکن وہ ساحر زبردست تھا اُسنے بھی نارنج کو جو آتے دیکھا فوراً نارنج کو
مارا وہ دونون آپسمین ٹکرا کے پھٹ گئے اور ہومان نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا سرخ مو
نے سپر سحر کے روکا پھر تو سب سے تلوار چلنے لگی اور آسمان پر سے بارش تیر و تفنگ کی شروع ہوئی
لشکر ہلاک ہونے لگا آخر بیٹنے اوپر سپر سحر کے روکے وہ سپر سحر کو بھی توڑ کر ساحرون کو تباہ اور برباد
کرنے لگے قیامت برپا ہوگئی اُدھر ہومان اوپر ملکہ سرخ مو کے غالب آیا اور چاہا کہ اُسنے کمر کب
کو ملا کر ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے سرخ مو کے ہو جائین کسطرح سے بچ نہ سکے مگر تلہ جو اُسکے
ساتھ ہے اُسنے آواز مہرخ کو دی کہ جلد آکر ملکہ کو بچا و یقین ہے کہ وہ جام شہادت نوش کرین یہ سنکر
مہرخ بیقرار ہو کر چلی اُدھر سے لشکر ہومان کا مثل دریا کے موج مارتا ہوا آیا سرخ مو نے ایک
سحر ایسا کیا کہ بادلون سے سیاہی اسقدر پیدا ہوئی کہ ہومان کو دکھائی دینے سے رہگیا اُس وقت
ہومان نے سرمہ جمشیدی آنکھون مین لگایا اور لشکر مہرخ پر آیا لیکن شمسہ اور
شمشاد قد مع لشکر بیشمار آکر پہنچین دیکھا کہ ہومان اور مہرخ سے تلوار چل رہی ہے شمشاد
اور شمسہ آفتاب نکر سامنے اُسکے آئین تو اُسکی آنکھونمین چکا چوندآئی وہ تو آنکھین ملنے لگا اور
غضنفر نے جو ہاتھ تیغہ کا اُسکی کمر پر مارا اُسکے دو پرکالے ہوے اور سے تیر شمشاد قد کا جو پڑا تو نکر پار
نکل گیا غل دار و گیر کا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا آخر شمسہ اور شمشاد قد سے لشکر ہومان تاب نہ لا سکا رو
بفرار لایا اور مہرخ نقارہ شادمانی بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی شمسہ اور شمشاد قد کو مسند پر بٹھایا
اور کہا تمنے ہمپر احسان عظیم کیا ہے اُنھون نے کہا ہم کس لائق ہین جو احسان کرینگے مہرخ قہقہہ مار کر ہنسی
اور کہا کہ جو کچھ مال اور اسباب ہے یہ سب تمھارا ہے شمشاد قد نے غضنفر سے کہا کہ خدا انھین سلامت
رکھے انھون نے ہماری جان بچائی اور انھین کے سبب سے ہمارا آنا ہوا غرض صحبت عیش
برپا ہوئی اور ملکہ شمسہ سے غضنفر نے پوچھا کہ قمر طلعت کو کہان چھوڑ آئین اُسوقت غضنفر خیمے
کی قنات کو چاک کر کے تلاش مین قمر طلعت کے نکلے اور شمسہ قمر طلعت کو مع توسن جادو
اور چند خواصون کے ایک صحرائے پر فضا مین پہاڑ پر بارگاہ سرخ استادہ کرا کے چھوڑ آئی تھی
توسن جادو انکا آنا سنکر چلنے پر آمادہ ہوئی اور غضنفر کے پاس آئی اُن کی بلائین لین

کہا کہ واری ملکہ قمر طلعت پہاڑ پر جلوہ فرما ہیں غضنفر پہاڑ پر آئے اور اُس سرو قد کو اپنے گلے سے
لگایا وصلی کی طرح چسپان ہو کر خوب پیار کیا پھر وہان سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے
اثنا راہ مین ایک باغ نہایت تر و تازہ اور شاداب دیکھا کہ نہرین جا بجا جاری فوارے
چھوٹ رہے ہین نہالان وزدن دگلہاے بوقلمون طائران خوش الحان نواسنجی اور زمزمہ
سرائی کرنے مین مصروف ہین یہ سیر باغ کرتے تماشا جانوران خوشرنگ و خوش آہنگ
کا دیکھتے ہوے چلے آخر ایک مقام پر چبوترہ سنگ مرمر کا بنا تھا اُس پر فرش قاقم اور سنجاب
کا بچھا تھا مسند جواہر نگار لگی تھی یہ اُسپر بیٹھ گئے پھر وہان سے کچھ دیر کے بعد ہاتھ منھ دھو کر
میوہ کھا کر ایک سمت کو چلے یقین ہوا کہ ہم طلسم مین قید ہو گئے ناچار ایک درخت کے نیچے پہنچے
ایک جانور اُس درخت پر آ کر بیٹھا انکو دیکھکر اُسنے قہقہہ مارکر کہا کہ آپ ناحق کو اب جستجو اس باغ
سے باہر جانے کی کرتے ہین کسواسطے کہ یہ طلسم گلنار جادو کا ہے یہان سے رہائی بہت دشوار
ہے لیکن ہان اگر وہ صورت ہو جائیگی تو پھر تمہین مالک ہو یہ کہکر وہ طائر تو اُڑا ہوا چلا گیا اور غضنفر
بن اسد نے اُس جانور کی زبان سے یہ ماجرا سُنا تو نہایت فکرمند ہوے اور اُسکے اُڑجانے
سے مایوس ہو کر سوچے اپنے دل مین کہ یا خداوندا وہ صورت کونسی ہے کہ جس سے رہائی بھی
ہوگی اور مین مالک بھی ہو جاؤنگا غرض یہ تو اسی فکر مین اندر باغ کے حیران و سرگردان
پھر رہے ہین اب حال سُنیے بارگاہ کا کہ وہان جو لوگون نے صبح کو اُن کو نہ پایا سب پریشان
ہوے اور تمام لشکر مہرخ مین غلغلہ برپا ہوا عیار و ساحر ہر طرف کو واسطے تلاش کے روانہ
ہوے اور حیران ہین کہ کون لیگیا کدھر کو چلے گئے ملکہ شمسہ کو بھی نہایت رنج و ملال دامنگیر
ہوا اب اِنکو بھی اسی فکر مین چھوڑو اور دو کلمہ داستان **افراسیاب** کے سُنو
افراسیاب نے سات ساحرون کو کہ وہ سردار نامی تھے حکم دیا کہ تم جا کر بے تامل ابھی
لشکر مہرخ کو غارت کردو مین بھی پیچھے تمہارے آتا ہون اور عمرو جہان ملے اُسکو پکڑ لاؤ بلکہ مین اُسکی تلاش
مین جاتا ہون جس مقام پر کہ وہ مکار ملیگا اُسکو لے کر آتا ہون وہ ساتون ساحر اُسیوقت سحر سے
آراستہ ہو کر اپنی اپنی فوج کو ہمراہ لے کر روانہ ہوے طرف لشکر مہرخ کے نام اُن ساتون
کے یہ تھے مسمار جادو خدنگ جادو ناوک انداز جادو کمان کش جادو

شمشیر سحر جادو باران جادو برف انداز جادو غرض یہ تو لاکھ لاکھ ساحرون کی جمعیت سے چلتے ہین اور حال سنیے لشکر مہرخ کا کہ وہان جو سب نے خبر اسد دلاور کے قتل ہونے کی سُنی اسیوقت سے سب مرنے پر تیار اور مستعد کارزار اس خیال سے بیٹھے ہین کہ جسوقت اسد کی خبر سُنین کہ زیر تیغ بٹھایا ہے اسیوقت سب اکبارگی تلوارین پکڑ کے جا پڑو آیندہ جو کچھ کہ ہونا ہے وہ ہوگا اس امید پر سب مرکب سحر پر سوار ہین اور ان سب کے سرون پر جنگ سوار ہے انکو اس حال مین چھوڑو اور دو مدکوکب کے سنو کہ وہ جو اپنا سحر تیار کرنے کو گئے تھے اُس نے جا کر زور سحر لشکر بیشمار کو درستی کے ساتھ غول آراستہ کیے اسطور پر کہ ہماسے جادو کو لاکھ سوار ساحر جرار سے روانہ کیا لشکر مہرخ کی طرف واسطے مدد کے اور کہا جو نقشہ فساد کا دیکھنا تو فوراً نارنج آتش فوج افراسیاب کو مارنا بعد اسکے اور فوج بھی مین عقب مین تمہاری مدد کو روانہ کرونگا اگر وہ پہنچے تو ایک طرف سے تم مارنا اور دوسری طرف اُس کو کر دینا جہانتک کہ مارا جائے مارتے چلے جانا ہماسے جادو نے کہا بہت اچھا فوراً روانہ ہو گئی بعد اس کے ملکہ تاجدار گوہرپوش کو لاکھ سوار سے روانہ کیا اُس کے پیچھے ملکہ طاؤس زرین لباس کو حکم کیا وہ بھی راہی ہو گئی اُسکے بعد ملکہ مشتری طلعت کو روانہ کیا جبکہ وہ بھی جا چکی پھر ملکہ اختر شمار ستارہ پوش کو لاکھ ساحرون سے اور ملکہ زمردپوش گردون نشین کو آگے پیچھے روانہ کیا ان سب کے بعد مجلس جادو کو کہا کہ تم بھی جاؤ مگر خبردار بہت ہوشیاری کے ساتھ جو کچھ کہ کام کرنا وہ کرنا مین بھی تم سب کے پیچھے آتا ہون القصہ یہ سب آگے پیچھے چلے جاتے ہین کوئی کوس کوس بھر کے فاصلے سے یہ سب جا چکے تھے اُسوقت آپ بھی نقارہ کوچ کا بجا کر روانہ ہوا اور طائران سحر کو حکم کیا کہ سب آگے جاؤ اور منزل بمنزل کی خبر ہمکو لا کر پہنچاؤ تاکہ حال ہمکو اپنی فوج کا مفصل معلوم ہو جائے طائران سحر بھی بموجب حکم کے روانہ ہو گئے اِن سبھون کو تو راہ مین چھوڑو اور حال سُنو اُن ساحرون کا کہ جنکو افراسیاب نے واسطے بربادی لشکر مہرخ کے روانہ کیا تھا جبکہ وہ جا چکے تو افراسیاب نے اپنے دل مین کہا کہ اب تو چلکے عمرو کو پکڑ لاؤ اور اس سے طلسم کشا کو چھین لے کہ واسطے کہ اگر طلسم کشا رہیگا تو پھر مقرر کوئی نہ کوئی مفسدہ برپا ہوگا یہ سوچکر اس نے بھی ارادہ چلنے کا کیا اسی عرصہ مین وہ ساتون ساحر راہ کو طے کر کے قریب لشکر

مہرخ جو پونچے تو آواز شور و غل کی اور صدا نقارونکی آسمان سے زمین تک پونچی مہرخ غل اور
شور کی صدا سنکر گھبرا گئی اور سمجھی کہ کوئی نہ کوئی آفت مقرر آئی پس یہ تصور کرکے مرکب بادپیما پر سوار
ہوئی اور ساتون ساحرون کے برابر پونچی وہ بھی مہرخ کو دیکھکر واسطے مقابلہ کے مستعد ہوے
بلکہ مسمار جادو نے گولا فولادی مہرخ پر مارا وہ جو گرا زمین پر پھٹا ہزارون ساحر
مہرخ کے زخمی ہوگئے ادھر سے بھی ایک ساحر نے تارنج سحر کو مارا اُس کے صدمہ
سے بہت سے ساحر مسمار وغیرہ کے بھی داخل جہنم ہوے آخر کو دونون طرف سے نارنج
ترنج چلنے لگے اور یہان تک نوبت پونچی کہ آپس مین کھٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی خون
کا دریا بہ نکلا اور انواع اقسام کے سحر ہوے مسمار جادو کی مدد کو خدنگ جادو اور ناوک
انداز جادو آپونچے تینون ساحرون نے ملکہ لشکر مہرخ کو قتل کرکے پراگندہ کردیا مہرخ بدحواس
ہوگئی عمرو نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا کہ ملکہ خبردار ہراس کو اپنے پاس نہ آنے
دینا نظر بخدا رکھنا دیکھو وہ عالم الغیب پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے جہانتک کہ تم سے
لڑا جائے لڑے جاؤ ہم تمھاری شراکت کو حاضر ہین انکی کیا اصل ہے کوئی دم مین سب کو مار
لیتے ہین یہ کہکر سب عیارون کو ہمراہ لیا اور جان بیچکر حقہ ہاے آتشبازی جو مارنا شروع کیے
وہ حقے جس ساحر کے سینے پر پڑے اُسکو جلا کے خاک کردیا اور دھوان اُن حقون کا پھیلا
ہزارون ساحر اندھے ہوگئے اُن کو عیارون نے جوتیون سے مانند مور و ملخ کے مار لیا مگر اسپر
بھی وہ کم نہوئے اسوجہ سے کہ لاکھون گرے تھے کہانتک اُنکو عیار مارتے آخر کو مارتے مارتے
حیران ہوگئے اور تھک کر خود بھاگ کھڑے ہوئے یہ حال دیکھکر مہرخ نے بال اپنے سر کے
کھولدیے اور بلبلا کے زیر آسمان مصروف دعا ہوئی اور اس رباعی کو وردِ زبان کیا رباعی

ای مظہر اسرار جلی ادرکنی
ای معدن نور ازلی ادرکنی
عمریست کہ من نادِ علی میخوانم
یا حضرت مرتضیٰ علی ادرکنی

غرض مہرخ اس طرحسے دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر
پونچا ملکہ بہار سے جادو فرستادہ کوکب لاکھ سوار جرار سے آکر پونچی اُس نے جو دیکھا کہ مہرخ
سے لڑائی ہو رہی ہے اور لشکر اسکا بدحواس ہے اکبارگی پنجہ سحر کو مع لاکھ سوارون سے پکڑا اور
اوپر سے گری دو چار ہی حملون مین لاکھون ساحر مار کر ڈالدیے قتل کرنا شروع کیا جب

اس خیال سے دم بخود رہے اور یہ سمجھے کہ وہ سردار جو ہمارے ساتھ آئے ہین یہ لوگ انھین کے
ہان ہماری مدد کو آئے ہین مگر اب جو دیکھا کہ لاکھون ساحر انھون نے ہمارے مار ڈالے بدحواس
ہو کر چلائے کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ کون ہین اور کسکی مدد کو
آئے ہین ہمارے طرف تو دار نہین معلوم ہوتے یہ تو ہمین کو قتل کر رہے ہین اس صدا کو
سنکر وہ بھی لڑنے لگے جمگلے مہرخ نے یہ ماجرا دیکھا حیران ہو گئی کہ یہ فوج کہان سے آئی
اور کاہیکو لڑنے لگی یہ سوچکر بزور سحر بلند ہو کر دیکھنے لگی کہ ملکہ تاجدار بھی آئی اسنے
دیکھا کہ ہمارے جادو سے تلوار غضب کی چل رہی ہے بس اسکو بھی تاب باقی نہ رہی وہین
سے نعرہ کیا کہ اے ہمارے جادو خبردار گھبرانا نہین مین آپہونچی یہ کہکر تلوار سحر کو نیام سے
لیا اور لشکر مسمار پر گری قتل کرنا شروع کیا ہمارے جادو گرار واقعی لڑ چکی تھی ملکہ
تاجدار کو دیکھکر الگ ہو گئی ملکہ تاجدار نے مثل برق جہندہ کے تڑپ تڑپ کر قتل کرنا شروع کیا
اسوقت ملکہ مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ سلامت ذرا جاکے آپ خبر لائین مجھکو یہ فوج
اور سردار کوکب کے معلوم ہوتے ہین عمرو ساتھ ہی سننے کے مثل برق اور باد کے بھاگا
اور صفون کو چیر کے عرصہ کارزار مین پہونچا تو دیکھا کہ تمام علم اور نشان کے پھریرون پر نام
کوکب کا لکھا ہے اور تعریف کوکب کی رقم ہے پس خوش ہو کر الٹے پاؤن پھرا اور جا کر
مہرخ کو خبر دی وہ سنکر شاد ہو گئی پھر لڑنے لگی دفعۃً ایک گرم ہوا آسمان سے پیدا
ہوئی اور وہ جو تھا ساحر کمان کش جادو مرکب سحر اڑا کر افراسیاب کے پاس سے پہونچا
اسکو حال لڑائی کا معلوم نہ تھا کہ کون لڑتا ہے کسکی فوج سے لڑائی ہو رہی ہے کوکب
کی فوج کا اسکو گمان بھی نہ تھا غرض اسنے دیکھا ہمارے ساتھ کے سردارون سے لڑائی ہو رہی ہے
نعرہ کرکے ارادہ کیا کہ اوپر سے چلکر مع لاکھ سوار دونکے گرد یہ تصور کرکے پر آسمان آتا تھا
کہ ملکہ طاؤس زرین لباس سردار کوکب کی بھی آکر پہونچی اسنے دیکھا کمان کش
جادو نعرہ کرتے لشکر پر ملکہ تاجدار کے گرا چاہتا ہے فوراً نعرہ کیا اور پکاری کہ او دشمن ستمگر
روزگار ٹھہر ارے کہان جاتا ہے مین بھی آپہونچی اس کلمہ کو سنکر وہ پلٹ پڑا اور مرکب سحر کو روکا
طاؤس سے لڑنے لگا اور فوج سے غث پٹ ہو گئی برق آسمان تلوار چلنے لگی اور قطرات

خون مانند قطرہ باران کے زمین پر گرے سر کٹ کٹکر مثل اولون کے دھڑا دھڑ گرنے لگے
اور بروے آسمان شور وغل پیدا ہوا نارنج اور ترنج بھی چلنے لگے زمین اور آسمان دھوان دھوان
ہو گیا تلوار زیر و بالا چل رہی ہے شور نشور قیامت برپا ہو اور یہ حال ہو کہ اوپر سے سر جو کٹکر
گرتا ہے تو نیچے والون کے دھڑ پر دھڑا کا ہوتا ہو اور کسی کا دھڑ کسیکے سر پر اور نیچے والی لوگو نمین
سے اگر دھڑ کسی پر گرتا ہو دہلکر مرجاتا ہو صدہا لوگ اسی طرح مر گئے اور کسی کی تلوار اگر ہاتھ سے چھٹکر
گری جسکے سر پر پڑی اُسکے پار نکل گئی وہ جہنم کو چلا گیا کسیکے خود پر برچھی جو گری وہ راکب اور مرکب کو
توڑکر نکل گئی غرض فوج زمین پر جو لڑ رہی تھی اس حال کو دیکھکر ساری لڑائی اپنی بھول گئی سب آسمان
کی طرف متوجہ ہوے اس خیال سے کہ یہ بلاے آسمانی کیسی نازل ہوئی ہے خدا اس سے بچاے
کسواسطے اگر حریف سے جان بچ جاتی ہے پھر تیر آسمانی سے جان جاتی ہی یہ نیا ماجرا ہے اس کا
کیا علاج کرین یہ تو اس فکر مین تھے اور سارے لشکر مین تہلکہ برپا تھا کہ پانچوان سردار
افراسیاب کا سحر جاد و بھی آکر پہونچا اسنے دیکھا لڑائی بروے آسمان ہو رہی ہے دیکھا
کہ فوج کوکب کی آگئی وہی لڑ رہی ہے سحرا نے نعرہ کر کے دبا دا اپنا ملکہ طاؤس پر ڈالا تھا کہ ملکہ
مشتری طلعت سردار کوکب کی آپہونچی اسکو دیکھکر ملکہ طاؤس کی فوج داہنے بائین
ہو گئی اور اسکی فوج کو راہ دی یہ فوج تازہ دم آکر گری کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے قصہ کوتاہ کہانتک بیان کرون اسی طرح تمام فوج کوکب اور افراسیاب
کی آئی اور تلوار زور و شور سے بروے آسمان چلا کی آخر کو لڑتے ہوے زمین پر آئے لاشونکو انبار
لگ گئے اور نعرہ سردارون کے ہونے لگے فوجین سمٹ سمٹ کر اپنے غول مین جدا ہوکر ملنے
لگین اور لڑائی گھمسانکی ہوئی عیار بھی حقہ ہاے آتشبازی کو داغ کر آگ برسانے لگے طائران
سحر نے جاکر افراسیاب کو اطلاع دی وہ بھی فوراً دوڑا یہان سب جنگ و جدل مین
متوجہ ہوے کہ اکبارگی دیکھا سب نے کہ رنگ آسمان کا دگرگون ہو گیا اور سارے مین سیاہی
پھیل گئی یہ ماجرا دیکھکر عمرو نے ملکہ مہرخ سے کہا خبردار ہو جاؤ افراسیاب آپہونچا مہرخ
تو عمرو کے کہنے سے طرف آسمان کے متوجہ ہوئی اور عمرو سب عیارون کو ہمراہ لیکر لشکر
سے نکل گیا اس عرصہ مین افراسیاب نے آکر دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بے رنگ ہے

جلدی سے جو جو سردار مہرخ کے تھے انکو پنجۂ سحر مین پکڑ کرلے اڑا اور اپنی جانب کے سردارون کو
چھوڑ دیا اور لیجا کر سبکو ایک مقام پر بزور سحر گنبد فولادی تیار کیا اور سب سردارون کو
مہرخ کے مع مہرخ و لشکر کے بروے آسمان اندر اس گنبد کے قید کیا اور مثل سرپوش کے گنبد کو
سب کے اوپر ڈھانکدیا اور آپ اندر اس طلسم کے چلا گیا یہان جو تاریکی اور گرمی سبکو
معلوم ہوئی اور دھوان کثرت سے پھیلا سبکا دم گھٹنے لگا اور جانون پر بنگئی بلکہ ایسے جو اس
مین کہ ساحر زبردست اپنا اپنا سحر کرکے تھک گئے اور اڑ اڑ کر سارے گنبد مین ٹکرین کھائین
مگر کچھ نہ ہوسکا اور اس گنبد سے نہ نکل سکے آخر کو ناچار ہو کر دیکھا کہ اب سوا مرجانے
کے چارہ نہین ہے ہراس سبکو غالب ہوا اقتضاے کار حسب اتفاق وہ طائر سحر کہ جن کو کوکب
نے یہ حکم دیکر روانہ کیا تھا کہ منزل بمنزل کی خبر ہمکو پہونچانا وہ آکر پہونچے اور یہ ماجرا دیکھا کہ
مہرخ وغیرہ سب قید افراسیاب مین پھنسے ہین وہ فورًا بھاگے اور جا کر کوکب کو اطلاع
دی وہ سنکر مثل برق جہندہ کے ایک آن واحد مین تڑپکر برابر اس گنبد فولادی کے آیا گنبد دیکھکر
تیر سحر مارا وہ تیر اس گنبد پر لگا تو سہی مگر کارگر نہوا چھٹکر اڑ گیا کوکب نے جھلا کے گولہ فولادی
اس زور سے اسپر مارا کہ اگر وہ گولہ کوہ پر پڑتا تو اسکو بھی ریزہ ریزہ کر دیتا اور کوہ سرمہ
ہو جاتا لیکن گنبد پر مطلق اثر نہ کیا اور گولہ بھی چھٹکر سرد ہو گیا جب تو کوکب غصہ آیا غضبناک
ہو کر تخت سحر سے اٹھکھڑا ہوا اور تڑپکر سوے آسمان بلند ہوا اور وہان سے مانند برق کے
بصورت شمشیر اس گنبد پر گرا تو اسطرح سے اس گنبد فولادی کو کاٹا جیسے چکنی کو تار کاٹتا ہے
بس دو ٹکڑے ہو گئے اور تھراکے گر پڑا اب جو مہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ گنبد اڑا اور میدان
صاف ہے تلوارین تو سبکے ہاتھو مین تھین فوج افراسیاب کو قتل کرنا شروع کیا
یہانتک قتل کیا کہ کشتون کے پشتے لگادے اور سردارونکو تو افراسیاب اپنے پہلے
ہی لے گیا تھا فوج بے سردار کی تھی تاب مقاومت نہ لاسکی بھاگ کھڑی ہوئی بلکہ بہت
سے ساحر اسمین صاحب فوج بھی تھے کہ دس دس بیس بیس سوار انکے دائمی ملازم
تھے وہ سب مع اپنی ملازمون کے آکر قدمون پر مہرخ کے گرے اور اپنا اپنا قصور معاف کر
نے لگے کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین ہم حضور کی تابعداری اور فرمانبرداری مین

حاضر ہیں کسواسطے کہ افراسیاب اور سب سردار ہمکو موذی کہیںگے اور دس ہزار زمین چھوڑ کر چلے گئے بلکہ قید کر گئے کہ جسمین ہم بھاگ نہ سکیں خود بخود سب مر کر رہ جائین یا کہ مار جائین اب یہ امیدوار ہم جان نثار ہین کہ ہمکو اجازت ہو کہ رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہین مہرخ نے اس کے جواب مین کہا کہ بھائیو تمھارا گھر ہے مین کیا تمکو منع کرتی ہون شوق سے تم میرے ساتھ رہو کسواسطے کہ تم کوئی غیر تھوڑے ہو ہم اور تم تو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین تم ہمسے خوب واقف ہو اور مین تمسے آگاہ ہون مجھے احتیاج تمھارے پوچھنے کی نہین ہے مین ہر صورت سے حاضر ہون غرض بہت سے لوگ تو شریک مہرخ کے ہوگئے اور بہت سے مارے گئے ہزارون بھاگ بھی گئے اس مقام پر بعضون نے لکھا ہے کہ افراسیاب نے مہرخ کو مع لشکر کے اندر اس گنبد فولادی کے قید کیا تھا اور بعضون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے اپنے لوگون کو جائے امن تصور کر کے اندر اس گنبد کے رکھا تھا کہ جسمین کوئی قتل نہ کر سکے اب جو کوکب نے آکر انکو رہا کیا تو وہ سب جو جو کہ عقلمند تھے انہون نے اطاعت مہرخ کی قبول کی مہرخ نے خوش ہو کر سب کو رکھ لیا بعد اسکے کوکب سے ملاقات کی اور بغلگیر ہو کر نقارے خوشی کے بجوائے ہوئی اپنی بارگاہ مین داخل ہو کر صحبت عیش آراستہ کر کے ناچ و رنگ مین مصروف ہوئی غرض آدھی رات گئے تک محفل عیش و عشرت برپا رہی بعد اسکے کوکب رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کو اٹھکر چلا تمام شاہزادیان بھی اسکے ہمراہ ہو مین یہ سیر مہرخ کے بازار کی کرتا ہوا آگے بڑھا ایک میدان وسیع ملا اسنے اسکو طے کیا تو دیکھا کہ لشکر میرا پڑا ہوا ہے اور جس مقام پر مین نے بازار کو کہا تھا وہان بازار ہین آراستہ ہین اور جہان پر کہ بارگاہ کو حکم کیا تھا وہان بارگاہ استادہ ہے اور گرد خیمے ڈیرے بچھے قلندریان اسکین راوٹی مارکیان کندلے وغیرہ تمام برپا ہین کوسون اور منزلون تک لشکر پڑا ہے سیکڑون نشان ہین اسی طور سے کہ جسطرح مین نے حکم دیا تھا غرض لشکر کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوے وہ شاہزادیان رخصت ہو کر سب اپنے خیمون مین گئین اور آرام کیا ادھر کوکب روشن ضمیر نے بھی استراحت فرمائی جب صبح ہوئی تو اٹھکر ہاتھ منھ دھو پان کھایا اسوقت خواجہ سلامت بھی

رونق افروز ہوئے اور کوکب سے کہا کہ مین غضنفر بن اسد کو گنبد توڑ کے ادہر سے لے آیا ہون مگر ایک مقام پر بیہوش کرکے مین نے ان کو رکھا ہے اور کسی سے اظہار ابھی تک نہین کیا اور نہ اس لڑائی مین ہوشیار کیا اس خیال سے کہ کچھ ضرورت نہین ہی مگر عنایت الٰہی سے لڑائی بھی فتح ہو گئی اور تم بھی آ گئے ہو کوکب یہ سنکر شاد ہو گئے بند غم سے آزاد ہو گئے اور ادھر اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن جو براے ملاقات آئی تھی وہ قید ہو گئی تھی چنانچہ وہ اب ظاہر ہوئی مختصر ایک درہ پہاڑ پر دیکھا کہ آسمان سیاہ زمین پر نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی آتی ہے کہ اے مہرخ تم سب کو دو گھڑی مین تکرا کر مار ڈالونگا بحکم افراسیاب جبکہ نام مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا از بسکہ ایک حالت عشق کی ملکہ مہرخ سے اور رعد و برق جادو سے قدیم تھی اور عمرو سے وہ ربط محبت ہی کہ جسکا حد حساب نہین بے ساختہ رعد و برق جادو نے اپنا سحر کر کے ایک طرف کو ایک ابر نمایان کیا اور ایک طرف سے کڑک کر بجلی اس آسمان پر گری کہ ظلمات آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ لاشہ سیاہ سامنے عمرو و مہرخ کے گرا اور آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر بود وہ تاریکی سب رفع اب رعد اور برق و مہرخ و شکیل عمرو کے سامنے آ کر بیٹھے اور سبھون نے گلے لگایا عمرو نہایت خوش ہوا رعد و برق کی ملاقات ملکہ بران شمشیر زن سے کرائی اور گرم اختلاط ہو کر اب سب مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے عمرو و بران و شکیل سب آ کر بیٹھے اس مین بران نے پوچھا کہ مدہوش ببر گیر کہان ہے سب نے عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گھبرا کر وہ بھی بارہ سو سوار لیکر روانہ ہوا تھا یہ سنکر ملکہ بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو مدہوش کی خبر کے واسطے بھیجا در کلمہ مدہوش ببر گیر کے سنو کہ مدہوش ببر گیر کنارے دریاے ظلمات کے پہونچا کہ اسمین زنا جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ جادوگر لیکر سے مقابلہ مدہوش ببر گیر مین آیا اور سامنا کیا غرض زنا جادو تو مدہوش ببر گیر کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش ببر گیر سے سحر کی ٹکرین ہو رہی تھین

کہ دونون کے سر پھٹ گئے دیکھا کہ غش کھا کر گرے اور ادھر سے دو لاکھ ساحر ناقوس کا بارہ سو
ساحر پر کہ مدہوش کے تھے آ پڑے اور تلوار چلنے لگی مگر بارہ سو جادوگر خاص کو کسب
روشنفیر کے تیار کیے ہوئے تھے جسکے تلوار لگی دیکھا کہ اسکے بدن سے آتش پیدا ہوئی
ہزارہا جادوگر ادھر کا جلا دیا دو لاکھ جادوگر ناقوس کے ساتھ کا مارا جا چکا تھا کہ حیرت
جادو آکر پہونچی اور وہ مدہوش اور ناقوس دونون کو اپنے ساتھ لے گئی یہ خبر
افراسیاب کو پہونچی اسنے عقاب کو دو لاکھ ساحرون سے روانہ کیا آکر جہان
میدان تھا وہان خیمہ کیا اسوقت وہ جادوگر ملکہ بران شمشیر زن کا جو خبر لینے چلا تھا
پہونچا اور خبر تحقیق کرکے پھرا اور آکر ملکہ بران شمشیر زن سے سب حال بیان کیا وہ
اٹھی اور سحر سے ایک گولہ آتش کا طرف آسمان کے روانہ کیا مہرخ و برق اور شکیل و
عمرو و برق فرنگی نے برق اور رعد جادو کو بارگاہ مین چھوڑا اور پیچھے پیچھے آپ روانہ ہو
مگر اول ملکہ بران شمشیر زن وہان پہونچی اور کچھ سحر کرکے دانہ ماش کے زمین پر مارے عمرو
نے دیکھا کہ غول جانورون کا پیدا ہوا چشم تو جانورون کی زمرد کی ہے اور چہرہ لال کا یاقوت
رنگ اور ایک طرف ایک بچہ پیدا ہوا وہ بچہ ایک چھیپی نہایت پر تکلف لیے تھا
اسنے وہ چھیپی ہلائی جانورون کا غول عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر
کے سر پر وہ لال بیٹھا ویسا پھٹا گیا دو لاکھ جادوگر عقاب کے مارے گئے عقاب جادو
بھاگ کر افراسیاب کی بارگاہ کیطرف چلا ملکہ بران شمشیر زن آسمان سے نیچے
اتری مہرخ وغیرہ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائین لین عمرو نے بہت تعریف کی
غرض عقاب جادو کے خیمہ مین بران شمشیر زن مہرخ شکیل برق فرنگی
وغیرہ سب آکر بیٹھے عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا
حال اپنی فوج کے شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ ہان ظلمات
فیل دندان جادو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو وغیرہ جتنے وہان ہین سب کو
گرفتار کر لا ظلمات فیل دندان سوار ہو کر چلا مگر وہان جو عمرو و برق فرنگی وغیرہ
بارگاہ مین مع ملکہ بران بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ آسمان پر تاریکی سی نمودار ہے اور

چار طرف سے اندھیری چھگئی ہی عمرو تو گھبرا کر گلیم اوڑھکر بھاگا اور برق فرنگی بھی ایک سمت
دامان کوہ مین جاکر چھپا لیکن لشکر بیران اور مہرخ کے دیکھا کہ چادر ظلمات پھیل گئی اور
سب جادو گردن نے دیکھا کہ ایک سمت ہاتھی بہت بڑا ہی اسکے پیچھے بہت ہاتھی ہین انہون
نے آکر چار طرف سے خیمہ ملکہ بیران وغیرہ کا گھیر لیا عمرو نے برق فرنگی کے پاس جاکر کہا کہ
بیٹا سب قید ہو گئے چلو کچھ تدبیر کرین یہ کہکر عمرو مہرخ کی بارگاہ مین آیا برق چشمک زن
کو روتے ہوئے دیکھا عمرو نے پوچھا کہ کیا یہ ماجرا ہے برق چشمک زن نے کہا
ظلمات فیل دندان کسی سے نہ مرے گا مگر ایک معشوق افراسیاب کی ہے
اسکے ہاتھون اسکی موت ہے یا سحر ملک کوکب روشنضمیر کا ہو تو مارا جاے عمرو نے
کہا کہ اے برق چشمک زن انشاء اللہ تعالے ہم اسکو مار پچھے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور
سمت صحرا چلا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے افقین مین سے ایک ہاتھی مست جھومتا چلا آتا ہی
اور وہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے عمر کیا مقدور تیرا جو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو ادھر سے
بھاگا ادھر اسی مین ایک سمت کو بھاگا جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف کچھ پہاڑیان ہین گھبرا کر
ایک پہاڑ پر چڑھگیا اور وہان ایک چٹان پر عصر کی سجادہ بچھاکر عصر کی نماز پڑھی اور تضرع
وزاری زور روکر بجناب باری ملتجی ہو کر بخضوع و خشوع پکارا کہ اے مالک میرے اسوقت
مین تو مدد کر ورنہ مجھ مور ضعیف سے اس مست ہاتھی کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہی یہ کہتے کہتے
عمرو کو غنودگی آئی اور سو گیا خواب مین دیکھتا کیا ہی کہ کسی شخص نے آواز دی اے عمرو
دامن پہاڑ کیطرف جا وہان تیرا مطلب ہو گا عمرو گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور بموجب الہام
غیب دست راست کو روانہ ہوا دیکھا کہ پہاڑ مین راستہ ہی جب اس پہاڑ مین گیا دیکھا
کہ ایک میدان دو سو کوس کا نظر آتا اور جا بجا اسمین مکانات اور عمارات نظر آتے ہین
اور دروازہ ایک ہے عمرو ایک رنڈی کی صورت بنکر چلا گیا دیکھتا ہی کہ چار سو
عورتین پریزاد در در گوش مرصع پوش اسمان کیطرف سے اڑتی ہوئی آتی ہین اور
سو سوا سو ہاتھی ہین کہ ان پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ خرگاہ بارہ دہ سامنے ایک
زمین پر آترے اور بارگاہ کھڑی ہوئی اور سقے آب پاشی کر گئے بعد ازان کچھ حاجب

چوبدار آگے آگے بڑھے ہوئے اور بیچ مین ایک تخت مکلل بجواہر اسپر ایک شہزادی بیٹھی ہوئی
موتچھل ہوتا ہوا اور گرد و پیش چارسو سارمے چارسو پریزاد اس بارگاہ مین آکر مجلس آرا ہوئی
عمرو بھی ایک لونڈی کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے کھڑا ہوگیا وہ ملکہ ایسی خوبصورت ہے
کہ عمرو بھی یہ نگاہ حسرت دیکھتا ہی غرض اب ناچ رنگ گانا بجانا شروع ہوا تب عمرو
بھی ایک گائن بنکر کو جا بیٹھا اور نے نوازی کرنے لگا اسنے جو آواز سنی بیکل ہوگئی اور تمام
مجلس بیتاب تھی کہ ملکہ صاحب مکان نے اس نے نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا
کہ مین مصور جادو کی لونڈی ہون ملکہ نے کہا کچھ گاؤ عمرو نے پھر بانسری اٹھائی اور ایسا
بجایا کہ تمام صحبت والیون کو محو مطلق کر دیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہے جب
عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ ہنسی اور ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کوئی تھوڑا سا پانی لائے عمرو بیخواب
تھا کہ ایک لونڈی نے ایک گلاس مین یاقوت کے پانی لاکر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ سحر
کرکے ایک چھینٹا پانی کا عمرو کے منھ پر مارا اصلی صورت عمرو کی نکل آئی ملکہ نے کہا کہ کیون اے
عمرو سار بان زادے تو اپنی جان کو ہاتھ پر رکھے پھرتا ہی خیر تجھے لونگی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ
عمرو کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کرکے چلا اور جو ساتھ والیان سب روانہ ہوئین کوئی دم کے
بعد عمرو نے جو دیکھا تو ایک بارگاہ میں پہاڑ پر اترا اور اسوقت شام بھی ہوگئی ہے کہ باغ مین وہ
بارگاہ ہے ملکہ وہان چار چھ گھڑی تک جلسہ دیکھکر پلنگ پر دراز ہوئی اور عمرو کو ایک پلنگ پہ
سلایا مگر بقید سحر رکھا کہ کہین بھاگ نجائے جب آدھی رات کا عمل ہوا تب ملکہ نے مجھو سے کہا
کہ چلو پہاڑ پر چل کے شب ماہ کی سیر دیکھیں اور عمرو سے بانسری سنین یہ کہکر ملکہ نے مجھو سب کو
ساتھ لیا اور عمرو کو جگا کے بلایا اور ایک پہاڑ پر جا کر فرش آراستہ کرایا اور عمرو وہان گایا اس
اثنا مین عمرو اور شکوہ زرین قبا اس پہاڑ پر سے اترکے واسطے مقابلہ فیل دندان کے آئے
اور مرزان و عمرو اور ماہ تاجدار بھی ساتھ ہی دو گھڑی کامل لڑائی سحر کی رہی کہ ایک
مرتبہ وار ماہ تاجدار کے خالی دیکر ظلمات فیل دندان نے کچھ ایسا سحر کیا کہ چادر سیاہی
کی ماہ تاجدار پر گری اور مع عمرو و مرزان و ماہ تاجدار قید مین آگئے تو عالم کہ ملکہ
بران کا ہوا تھا ہی حال ماہ تاجدار کا بھی ہوگیا اور بعد قید کرنے کے نامہ افراسیاب کو

اس مضمون کا لکھا کہ میں نے ماہ تاجدار و عمرو اور مرزان جادو اور لاکھ ساحر گرفتار کیا ہے
پہلے ملکہ بران شمشیر زن کو قید کر چکا ہوں اگر آپ تشریف لائیں تو ان کے قتل کی تدبیر ہو جب یہ
نامہ افراسیاب کو پہونچا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ کل چلکر سب کو قتل کر دونگا جب حال
گرفتاری کا ماہ تاجدار کی باغبان قدرت نے سنا اسنے افراسیاب سے ملکہ
شکوہ زرین قبا کی تقصیر معاف کرائی اور مع محبوب شکوہ زرین قبا کو رخصت کیا
غرض جس مکان میں شکوہ زرین قبا رہتی تھی وہاں محبوب آئی اور سارا حال سب بیان
کیا کہ غضب اس جرم پر قید افراسیاب نے کیا عتاب میرا ارادہ ہے کہ ظلمات فیل دندان
کو مار کر ماہ تاجدار کو چھڑا اون محبوب نے ہر چند منع کیا مگر ملکہ نے نہ مانا غرض یہ دونوں وہاں سے
روانہ ہوئیں دو پہر رات کو کوہ نیلم سے اتر کر سمت ظلمات بہ تعجیل تمام چلیں کہ ایک آواز آئی
کہ تیری کنیز حاضر ہوں اے ملکہ خوشی کر وہ کر ملکہ سہیل جادو آئی ہے ملکہ جو پلٹ کے پیچھے دیکھی سہیل نے
حلقہ کمند نے محبوب اور ملکہ کے گلے میں تھے اور دونوں بیہوش ہو کر گریں اسنے آواز دی کہ تم
مرصر شمشیر زن نے پشتارہ دونوں کا لیکر افراسیاب کیطرف روانہ ہوئی از بسکہ صبح ہو گئی تھی
افراسیاب کی بارگاہ تک پہونچنا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا تھا کہ مصور جادو
کی بارگاہ میں پہونچی سامنے مصور جادو کے آکر پکاری کہ اے مصور جادو اپنے دل میں
اندیشہ نکر تا جرات اور مردانگی سے میں شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو کو پکڑ لائی ہوں
اور پشتارہ کھولکر سامنے دونوں کو ڈالدیا صورت نگار کو خوف آیا اور کہنے لگی کہ قدرت خدا
کی ہے کہ ملکہ شکوہ زرین قبا کا کیا مرتبہ ہے یہ سوچ کے ملکہ کو ہوش میں رفع بیہوشی دیکر لائی اور
برابر اپنے تخت کے بٹھایا جیسے ہی ملکہ شکوہ کو ہوش آیا محبوب کو دیکھا کہ ساتھ ہی سحر کرکے مع محبوب
سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرا کر پیچھے دوڑ پڑا برابر ملکہ کے پہونچکر ایک سل سحر کی
ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ میرے پیچھے سحر کی سل آتی ہے اسی حالت میں سحر جو کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ
ہو کر بارگاہ میں مصور جادو کے گری اور پیچھے سر پر سنگریزہ لگا جان سے جاتا رہا یکبیک
مصور جادو کے بھی لگا سر مصور جادو کا پھٹ کر لہو بہنے لگا یہاں سب گھبرا کے
بھاگنے لگے ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب دونوں بھاگ کر صحرا کیطرف روانہ

ہوئیں اب دو کلمہ داستان افراسیاب کے سنیے کہ اسنے چار لاکھ جادوگرون سمیت قیصر جادو
کو روانہ کیا کہ جاکر ماہ تاجدار وغیرہ اور قمرزان جادو سب کو قتل کرکے سر انکے میرے پاس لا
قیصر جادو فوج لیکر جہان بارگاہ ماہ تاجدار کی تھی پہونچا اور پہلے وہ جو دو لاکھ جادوگر ماہ
تاجدار کے تھے انپر آکر گرا ہر چند کہ وہ فوج بے سردار تھی لیکن بناچاری لڑی زخمی ہوئی اور بھ
بھاگ کھڑی ہوئی قیصر جادو نے بارگاہ ماہ تاجدار کی لٹوا کے ارادہ چلنے کا کیا لیکن جدہر
فوج زخمی ہو کر بھاگی جاتی تھی قضاے کار اسطرف سے ملکہ ماہ تاجدار اور محبوب صحرا مین آتی
تھین ملکہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے لوگون نے کہا کہ ہم لوگ ملازم تھے ماہ تاجدار کے قیصر جادو
نے آکر ہمکو مارا اور بارگاہ چھین کر لے جاتا ہے بس یہ سنتے ہی ملکہ ماہ تاجدار نے سحر کیا اور
مانند برق کے قیصر جادو پر آئی اور پکاری کہ اے قیصر کہان جائیگا قیصر جادو نے ماہ تاجدار
کو دیکھکر ایک نارنج سحر کا مارا کہ ران پر آکے لگا اور لہو جاری ہوا ملکہ نے کچھ مٹی گوندھکر اپنے
خون سے ایک سوار بنایا اور تلوار اسکے ہاتھ مین دیکے کہا کہ مار تو قیصر اور اسکی فوج کو
بس اتنا سنتے ہی وہ سوار ملکہ کا مع تلوار فوج پر قیصر کی گرا اور جسکے دوڑ کر اسنے تلوار ماری
دو ٹکڑے ہوتا رفتہ رفتہ ہزارون جادوگرون کو مارکر برابر قیصر کے پہونچا ہر چند قیصر جادو
نے سحر کیا اور آپکو بچایا لیکن اس سوار نے آتے ہی ایک تلوار ماری کہ قیصر جادو واصل جہنم کو
پہونچا پھر تو یہ حال تھا کہ جدہر وہ سوار تلوار پکڑ کر جا پڑتا تھا صفین کی صفین الٹ جاتی تھین
غرض ایسا لڑا کہ تین پہر کے عرصے مین دو لاکھ ساحرون کو مار کر بھگا دیا ساری فوج قیصر جادو
کی بھاگی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو فتح کرکے بارگاہ مین ماہ تاجدار کی بہرنے
اور بارگاہ استاد کرا کے بیٹھین اور بعد اسکے چالیس پتلیان سحر کی تازہ بنا کر کے ہر ایک کے
ہاتھ مین آئینہ دیا کہ وہ منہ اپنا دیکھنے لگین بعد ازان لہوا نے ماش کے پھکران :
پتلیون پر مارے کہ وہ پتلیان پتھر کی بنگئین اور سوار کے گلے مین موتیون کا مالا اتار کے
ڈالدیا اور سحر کیا کچھ کہ وہ سوار اوپر بارگاہ کے آیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوپر بارگاہ کے
گویا ستارے ہین اور بیچ مین ایک چاند جلوہ گر ہے غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب روانہ ایکطرف
کو ہوئین جب خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی پہونچی افراسیاب جا سنے

باغبان قدرت کو روانہ کیا باغبان قدرت ملکہ شکوہ زرین قبا کے سامنے
آیا اور آواز مہیب دی ملکہ نے دیکھا باغبان حریف زبردست ہے بس ناریخ اسپر نہ مارا
اسے خالی دیکر ایک پتھر زمین پر مارا کہ ملکہ کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اور کھینچی تمام باغبان
قدرت ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب کو پکڑ کر سمت افراسیاب روانہ ہوا جب
قریب دریاے نور کے پہونچا کہ داہنی طرف سے کسی نے آکر ایک بیضہ بیہوشی کا اسکے منھ پر
مارا کہ چرخ مار کر باغبان زمین پر گرا اسنے آواز دی کہ منم نظر کردہ حیدر کرار رعد قران
عیوث کے ایک جا ٹھہری اور رعد قران نے دوڑ کر ایک بغدا مارا اگر پہاڑ پر مارتا تو ریزے
ریزے ہو جاتے مگر کچھ اثر نہ کیا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین پھٹ گئی اور زمین سے ایک بجلی
نکلی اور باغبان قدرت کو لیکر غائب ہو گئی اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو
کو دوبارہ پکڑ کر حیرت جادو کی بارگاہ میں لائی حیرت جادو نے کہا کہ اب کہان
جاؤ گی یہ کہکر طوق زنجیر منگا کر بدون سحر کے چاہا تھا کہ شکوہ و محبوب کو قید کرا لیتا میں
محبوب و ملکہ کو ہوش آیا سمت آسمان پرواز کر گئیں پیچھے پیچھے ملکہ شکوہ کی دو ہزار ساحر بحکم
ملکہ حیرت جادو کے دوڑ پڑا جیسے دریاے خون رواں پر آئی ملکہ شکوہ زرین قبا
نے ایک مالا توڑ کر دریا میں پھینک دیا اور آب اس طرح پہونچی مچھلیاں اس دریا کی اٹھیں اور وہ جو دو
ہزار جادوگر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے ان سب کو نگل کر بیچ دریا میں غائب ہو گئیں حیرت جادو
کو جو خبر ہوئی پکاری غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر حیرت جادو آپ دوڑ پڑی جا کر
جا کے دیکھا ایک ساحر کہ نام اسکا ساحر بیدل ہے وہ ایک مقام پر بیٹھا ہے اسنے کہا کہ اے ملکہ
حیرت جادو شکوہ زرین قبا ابھی اسی طرف گئی ہے مع محبوب جادو کے یہ سنتے ہی حیرت
جادو مانند برق کے چمککر برابر ملکہ شکوہ کے پہونچی دفعتاً ملکہ اور محبوب جادو کو بغل میں دابکر
پھر کر وہان پہونچی جہان وہ ساحر بیدل بیٹھا تھا اس سے کہا بیدل تو نے مجھے خوب راہ
بتلائی نہیں تو یہ دونوں صاف نکل گئی تھیں ساحر بیدل نے کہا کہ اسطرف سے نکالا وہان کون سا
بھی اگر رستہ میں ملا حیرت جادو نے کہا کہ کسطرف سے جیسے ہی حیرت نے کہا کس طرف سے کہ ساتھ ہی
کسی نے حلقہ کمند کا مارا کہ چاروں شانے چت حیرت زمین پر آرہی اور وہ پکارا کہ منم برق فرنگی

اب شکوہ زرین قبا جادو و محبوب جادو تو یہ مجھو ٹکر ایک دن کوہ لاجورد مین آئین
کر دم بھر شہر مین دم لین مگر یہان مین ادھا عمل افراسیاب کا اور ادھا لوگ کا ہر غرض
دہان آکر سحر کی تیاری مین مشغول ہوئین لیکن حیرت حضور مین ملکہ افراسیاب نے آکر اسب
احوال ملکہ شکوہ کا بیان کیا اسوقت افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تو جا کر انبار لکڑیون کا
اسنے طرف لگایا صبح کو ملکہ شکوہ کو میدان مین جلادونگا حیرت جادو نے یہ سنکر طلسم ہوشربا مین
بموجب حکم افراسیاب کے لکڑیون کا انبار کروایا اور یہان افراسیاب ملکہ شکوہ کے [illegible]
روانہ ہوا لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ شہزادہ غضنفر بن اسد جو صحرا مین عمرو نے [illegible]
[illegible] نے کہا کہ اے شہریار ایک جادوگر ہے کہ اسنے ہم سبکو قید کیا ہے مع عمرو و مہرخ کی اگر تم
اسکے مارنے [illegible] احوال معلوم ہو شاید علیا اسی کی قید مین ہون غضنفر تیغہ لیکر اٹھا اور مرکب
باد خود پر سوار ہوکر قران کو اپنے ساتھ لیکر دم بھر مین برابر ظلمات کے پہونچا اور تیغہ [illegible]
[illegible] علم کرکے اس اندھیرے مین یہ معلوم ہوتا تھا شب تیرہ و تار مین ایک چاند نکل
آیا ہے ادھر سے ظلمات فیل دندان نکلکر سامنے غضنفر کے سحر کرنے لگا غضنفر
بن اسد کے پاس انگشتری مہر و ماہ ہے کہ اس پر کوئی سحر اثر نہین کرتا غضنفر نے یا علی اول
کہکے اپنے مرکب کو برابر ظلمات کے ملاکر ایک تیغہ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے کر خنجر کو لیتا ہوا
گردن سے مثل قطرہ سیماب کے نکلکر صندوق شکم کے دو ٹکڑے کئے اور گرد نامہ کی تلے سے اس
ساحر کے تیغہ نکل گیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی کہ مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود رسیدیم افسوس
کشتی مرا نام من ظلمات فیل دندان بود اور بعد گھڑی بھر کے روشنی چار طرف سے نمایان
ہوئی ایک سمت سے مہراوج عیاری مہرخ اور شکیل جادو اور ملکہ بران شمشیر زن غرض
جتنے قیدی تھے سب ساحر [illegible] نے دوڑ کر غضنفر کی بلائین لین عمرو نے غضنفر کو
گلے سے لگا لیا غضنفر نے جب اپنی معشوق کو وہان نہ پایا اسی حالت وحشت مین باگ اٹھائی اور
ایک سمت روانہ ہوا قران اسکو ڈھونڈھنے گیا [illegible] باقی جہان بیٹھے تھے وہین حالت پر غضنفر کی
افسوس کرتے تھے اب اور حال سنیے کہ یکایک [illegible] ہوئے سحر کے اور عمرو نے دیکھا کہ ایک [illegible]
[illegible] اور ایک ایک مع عمرو و بران اور شکوہ و مجلس آرا و مہرخ اور شکیل

بہار جادو و ماہ تاجدار چمن مین کھڑے ہین پھر دیکھا کہ ایک ایک گھڑی فولاد کی بڑی بڑی سیجون
نے وہ کمر ہیان سے لیکر گھاس چمنون کی چھیل کر کہنے لگے کہ دیکھین کون جلد گھاس چمنون کی چھیلتا
ہے غرض یہ سحر باغبان قدرت جادو وزیر افراسیاب جادو کا ہے کہ سب اسمین مجبور
ہو گئے ہین ورد کلمے داستان کوکب روشن ضمیر کے بیان ہوتے ہین کہ کوکب کو خبر ہوئی افراسیاب نے سیلان
جادو اور قہرمان کو روانہ کیا اور ملکہ زبردست جادو کو بھی روانہ کیا اور یہ سب لشکر دشمن طلسم مین
آکر اُترا ورد کلمے افراسیاب کے سُنیے کہ افراسیاب نے صنعت سحر ساز اور باغبان کو بلایا اسوقت
مصور بھی آیا اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے مصور کو داہنی طرف کا مختار کیا اور صنعت سحر ساز
کو بائین طرف کا مالک کرکے روانہ کیا یہ تو گئے مگر باغبان قدرت کیطرف دیکھکر کہا کہ تو قوت بازو میرا
ہے مین کچھ تجھ سے کہونگا ٹھہر جا یہ کہکر افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کو تن سے اکھیڑا اور آواز دی
کہ اے باغبان مین غلام ہون افراسیاب کا جو بیس برس سے اُسنے مجھکو قائم کیا تھا اپنے مقام پر
اور آپ خدا پرستون کی فکر مین گیا ہے لیکن وہ بہاؤ کی لڑائی سے غافل نہین اُسکو سب بیان انکا حال
مفصلاً و مشروحاً معلوم ہے خبردار آج وہ تشریف لائیگا یہ کہکر وہ جل کر خاک ہو گیا لیکن ایک جانور
اُس خاک سے نکل کر سوے آسمان اُڑ گیا باغبان قدرت یہ تماشا دیکھکر حیران ہو کر دیکھ رہا
تھا دیکھے تو سامنے ابر سرخ پیدا ہوا اور ہوا سرد چلنے لگی زمین مین زلزلہ آیا اور زمین پھٹ گئی
دیکھا باغبان قدرت نے ستر بادشاہ تاج شاہی بر سر و جارب شاہنشاہی در بر ہاتھون مین
مورچھل لیے ہوے زمین سے نکل کر سمت آسمان گئے اور کچھ بات نہ کی پھر ابر بارہ کی آواز تند رعد
کے آئی اور ایک پریزاد نے کرسی الماس کی لاکر بیچ میدان مین بچھائی اور اُس ابر سرخ سے ایک لکہ
ابر نمایان ہوا اور اُس کرسی پر سے آواز آئی کہ منم افراسیاب جادو غرض وہ بادشاہ کہ جو زمین سے
نکلے تھے سب گرد اُس کے مورچھل ہلاتے چلے آتے ہین باغبان کو پھر آواز سنائی دی کہ اے باغبان
قدرت حکم ہمارا یہ ہے کہ خبردار رہنا سامنے طلسم کے یہ کہکر وہ کرسی طرف آسمان کے روانہ ہوئی
اور وہ ستر بادشاہ پھر زمین غرق ہو گئے باغبان قدرت یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھا اور اسی
پریشانی مین صنعت سحر ساز کے مکان پر آیا خیمہ مین صنعت سحر ساز کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا
کوہ زرد کیطرف گئی ہے باغبان قدرت اُدھر چلا غرض راہ مین ملاقات ہوئی باغبان قدرت نے

صنعت سحر ساز سے کہا کہ افراسیاب کا یہ ماجرا مین نے دیکھا صنعت سحر ساز نے کہا کہ ابھی
مین نے بھی یہی تماشا دیکھا ہی غرض صنعت سحر ساز اپنے مکان کو گئی اور باغبان قدرت گلچین
کے مکان کی طرف روانہ ہوا گلچین جادو جو روی باغبان قدرت کی وہان جاکر باغبان نے
ایک جادوگر کو دیکھا کہ بیٹھا ہی دو قدم بھر کے ہنسا اور گیند پھولون کا اس جادوگر کے سامنے
باغبان نے پھینکا پھول بکھر گئے وہ جادوگر پھول چننے لگا باغبان قدرت نے پوچھا تو کون ہی
اُس نے کہا مین برق فرنگی ہون باغبان قدرت نے اسکو قید کیا اور آگے روانہ ہوا راہ
مین ضرغام کھڑا تھا مگر چھپا ہوا جیسے ہی باغبان قدرت برابر پہونچا ضرغام نے حلقہ کمند کے
مارے جھٹکے کے ساتھ ضرغام کی آنکھ جھپک گئی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کمند ایک درخت پر گری ہی
ناچار اس نے کمند کو کھولا وہین باغبان قدرت نے وہی گیند پھول نکالا اُسپر بھی پھینکا اور پکارا تو
کون اُس نے کہا ضرغام شیر دل عیار ہون باغبان نے اسے بھی قید کیا آگے روانہ ہوا ریگستان
مین چلا مگر آگے آگے تو باغبان جاتا تھا اور پیچھے پیچھے قران حبش تھا باغبان پہاڑ مین پہونچا
اور قران نے دیکھا کہ جانسوز رہزن قران آیا تکا باندھ کر نے قران کی ذرا آنکھ بچی دیکھ جانسوز
نے قران پر ساتون حلقے کمند کے مارے ساتھ ہی حلقے پڑنے کے قران یون حلقون مین سے نکل گیا
جیسے حلقۂ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہی مگر قران نے جو حلقہ کمند کے مارے تو وہ چارون شانے چت
گر کر قران چھاتی پر چڑھا پوچھا تو کون ہی اس نے کہا مین صبا رفتار غرض قران نے اسکو باندھ کر
ایک درخت سے چھوڑ دیا اور آپ آگے روانہ ہوا پیچھے قران کے صرصر شمشیر زن پہونچی اس نے
صبا رفتار کو درخت سے بندھا دیکھا احوال سنکر اسے چھوڑایا اور یہ بھی چلی مگر قران جاتے جاتے
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں کی فضا کا کیا کہنا اور اسطرف کو ایک دیوار شیشی کی دیکھی قران پہاڑ
سے اُتر کے اس دیوار کے قریب آیا دیکھا کہ وہان ایک غار ہی قران اُسمین گیا مگر باغبان قدرت
گلچین کے مکان پر آیا اور دستک دی چنانچہ اُس مکان کی سب زمین شیشی کی تھی وہ زمین
پھٹی اور گلچین جادو نکلی باغبان نے احوال افراسیاب کا سب اس سے کہا ابھی بیٹھا تھا
کہ آواز آئی اے باغبان افراسیاب نے تجکو یاد کیا ہی دربار سے پرچہ بس یہ سنتے ہی
باغبان قدرت روانہ ہوا دربار کے نزدیک گیا دیکھا کہ تخت گاہ شاہی کی کھڑی ہی اور گرد

فوجین بڑی ہین اور بازار آراستہ ہوتا جاتا ہی ایک آدمی سے باغبان قدرت نے پوچھا
کہ بارگاہ افراسیاب کی کونسی ہی اُس نے کہا یہ بارگاہ ہین اُس کے غلام کی ہین جو شہنشاہ
سور جھل کرتے ہین ایک پنجہ باغبان کو اڑا کے روانہ ہوا اور ایک دم مین میدان مین جا کر
اُتارا باغبان قدرت نے دیکھا کہ گرد ہرے ہرے درخت ہین اور اُن مین پھول نرگس کے
لگے ہین بیچمین میدان خالی ایک تخت پر چار پریزاد لیے ہوے آسمان سے زمین پر آئے ہین
اُسپر ایک پتلہ الماس کا بیٹھا تھا اُس نے کہا ای باغبان قدرت اسنے کہا حاضر وہ پتلہ بولا
شہنشاہ افراسیاب ای نمکحرام تو نے عمرو کو قید کیا سر کیون نہ کاٹا جلد جا اور سر کاٹ لا اس نے کہا
بہت خوب یہ کہکر باغبان قدرت عمرو کے سر کاٹنے کو پھر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ ذرا
چلکر گلچین کے پاس ہو آؤن ایکدم مین اپنے مکان کو آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ مین عمرو
کا سر کاٹنے جاتا ہون ہر چند اُس نے منع کیا اِس نے نہ مانا تب گلچین جادو نے کہا قران تیرے پیچھے
لگا ہی یہ کہکر باغبان اور گلچین دونون ایک میدان مین ہٹنے اور ایک جادو گر کو نقب مین
سے گلچین نے نکلتے دیکھا پکاری یہ قران ہی لیکن قران بھاگا گلچین اور باغبان قدرت
حیران رہگئے دو کلمہ داستان سیلان و قہرمان جنکو کوکب نے بھیجا ہے بیان ہوتے ہین
کہ جب وہ طلسم مین چار لاکھ جادوگر سے آئے یہ خبر افراسیاب نے سنکر سحران دونون پر ایسا
کیا کہ آپس مین لڑنے لگے اور دونون طرف سے فوجین آپس مین لڑکر ماری گئین اور
سیلان و قہرمان لڑکر زخمی ہوگئے کہ پیچھے سے ملکہ زبردست جادو بھی وہان پہونچی اور
یہ تماشا دیکھکر سیلان و قہرمان دونون کو اُسی حالت زخمداری مین اٹھا کر کوکب کے
پاس لائی اور سب ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ الکو دربار یوصحت پر لیجاؤ بعد اِس کے کوکب
نے مرجان جادو سے کہا کہ عمرو کو لاؤ مرجان زبردست عمرو کے لینے کو چلی اور جلد عمرو کے
لانے اپنے مکان کو گئی دو کلمے داستان باغبان کے سنیے کہ آگے آئے تو باغبان اور گلچین
قران جاتا تھا قران نے برابر بھونکا ایک بند اُسپر مارا گر کچھ اثر نکیا قران تو شل برق ایکطرف
بھاگا اور باغبان وحشت زدہ چار طرف دیکھنے لگا اُسوقت مرجان زبردست ایک پنجہ عمرو کی
کمر مین ڈالکر قید سے سوے آسمان لے نکلی باغبان نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کچھ نہ بن سکا ناچار

سمت کو روانہ ہوا کہ اسمین چالیس ساحر آتش بدن ہاتھو نمین زنجیرین لوہے کی لیے ہوے
پہونچے اور آتے ہی باغبان نے سحر کیا اُن پر اثر کیا اور وہ پکارے کہ ہم غلام افراسیاب
کے ہین یہ کہتے ہوے الدم مین اُس پار دریاے نور کے پہونچے ستر بادشاہون کی بارگاہین
کھڑی تھین سلیمان تاجدار کے پاس کہ شاہون کا مالک ہے غرض وہ جادوگر باغبان کو پکڑے
ہوے ایک جنگل مین لیگئے وہان آسمان سے ایک تخت اُترا افراسیاب بانقبل نیلے کے تھا پکارا
کہ اے باغبان تجھے ہمارا ابھی خوف نہ آیا کہ تونے عمرو کو قتل نہ کیا اور پنجے پیدا ہوے کہ دو کوڑے
وہ پنجے لیے تھے وہ باغبان پر پڑنے لگے باغبان توبہ توبہ کرتا تھا کہ وہ پنجے غائب ہوگئے اور زمین
سے ایک ساحر نکلا اور باغبان کو سامنے اُٹھاکر افراسیاب کے پاس لایا اسوقت افراسیاب
کی تپلی نے ایک ٹھوکر باغبان کے ماری پھر جو باغبان دیکھتا ہے تو ایک دریا مین ڈوبا جاتا ہون پھر کچھ
بعد کنارے جا نکلا وہان سواری بادشاہ کی ایسی کھڑی ہے مع تخت کے غرض سواری کے
لوگ دوڑے اور باغبان قدرت سے کہا کہ آپ کو سلطنت عنایت ہوئی پوشاک پہنا کر باغبان کو
تخت پر سوار کیا باغبان حیران تھا کہ ایک جادوگرنی آئی اور مجرا کر کے کہا کہ افراسیاب نے
تمکو اس ملک کا بادشاہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کچھ خیال نکرنا کارخانہ ہماری قدرت کا ہمین خوب
جانتے ہین اور کسیکو نہین معلوم نیکی بدی اپنے سے ہوتی ہے لیکن وہ ساحرہ باغبان کو اسی شہر
مین لیگئی اور اُس عورت کا نام ملکہ رستم جادو ہے ہمراہ لیکر باغبان کو آئی باغبان وہان آکر
بارہ دری مین بیٹھا ناچ اور رنگ ہونے لگا اور کلمی گلچین جادو کے سنیے کہ گلچین کو خبر ہوئی کہ
باغبان قید ہوا بےحواس ہوکر دریاے نور کے کنارے آئی ایک شخص سے پوچھا باغبان پر کیا گذری
اُس نے کہا مارا گیا گلچین یہ سنتے ہی روتی ہوئی صحرا کیطرف جاتی تھی قریب ایک پہاڑ کے جادوگر سامنے
سے آیا گلچین نے دیکھکر کہا اے قران مین نے تمکو پہچانا اور مین ایک لونڈی تری کردونگی تمکس لیے کہ میری
خاوند کو افراسیاب نے مار ڈالا اب اگر آپ شریک ہوجیے تو مین چلکر افراسیاب کو مارون اور بدلا
اپنے خاوند کے خون کا لون قران نے سوچا کہ ڈالی تو ٹوٹی ہے یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ یہ تمہاری
شریک ہوئی جاتی ہے ایسی گفتگو گلچین اور قران سے ہوئی غرض گلچین قران کو لیکر اُس پار دریا
نور کے پہونچی دیکھا کہ فوج پڑی ہے اور ستر بارگاہین کھڑی ہین بیچ مین ایک بڑی بارگاہ سلطان تاجدار

لی ہو کہ یہ سب بادشاہون کا مالک ہے اور سب بادشاہ اسکی اطاعت کرتے ہین اور بعد اسکے محبت مین
غرض یہ دونون اس فکر مین ٹھہری کہ آج رات کو اسکی تلاش کرینگے اور قران جادوگر کی شکل بنکر اُس
فوج مین چلا اور گلچین زمین مین غرق ہو کر ساتھ قران کے ہولی وقت شام کو قران نے دیکھا کہ ایک مجہولی
رنڈیون کی طرف سلیمان تاجدار کی بارگاہ کے جاتی ہے اور پیچھے اُسکے ایک لونڈا گڑگڑی لیے ہے
غرض کہ قران نے اُس لونڈے کو بیہوش کیا آپ اُس لونڈے کی صورت بنکر پیچھے مجہولی کے
روانہ ہوا ایکدم مین بارگاہ کے دروازے پہ پہنچے وہ مجہولی ٹھہری اور وہ رنڈی پکاری کہ او نور اللہ
جلد آ اُس نے کہا حاضر غرض وہ لونڈا نور اللہ یعنی قران ساتھ اُنکے داخل بارگاہ ہوا پہر رات گئی
تھی کہ فقیر اللہ ایک فراش تھا اُسے حقہ کی تلاش ہوئی وہ اُس لونڈے کے پاس آیا اور حقہ پیا
پینے کے ساتھ ہی بیہوش تھا کہ نور اللہ لونڈا یعنی قران اپنی صورت تبدیل کرکے اب فقیر اللہ فراش
بنا اور اپنی شکل اُس فراش کو بنا کر محفل مین داخل ہوا اور گلگیر سے گل کترنے لگا ایک دو گھڑی
کے بعد آنکھ فقیر اللہ کی کہ جو اب نور اللہ بنگیا ہے کھلی کیا دیکھتا ہے کہ مین جوتیون کے پاس
بیٹھا ہون گھبرایا اور منھ پر جو اپنے ہاتھ پھیرتا ہے تو داڑھی مونچھ نہین حیران ہوا اور چلایا کہ مین فراش
بادشاہ ہون ایک رنڈی نے مار کر کہا تو دیوانہ ہوا ہے تجھے افراسیاب سے کیا کام اُس لونڈے نے
کہا او حرامزادی تو کسے مارتی ہے مین فقیر اللہ فراش ہون اُس نے کہا موئے تجھے کیا ہو گیا ہے
مین نے تجھے ٹکڑے کھلا کے پالا ہے آج تو فقیر اللہ فراش بنگیا غرض غل ہوا اور یہ خبر سلطان
تاجدار کو ہوئی اُس نے اپنے سامنے بلایا اور پوچھا اُس نے کہا کہ مین حقہ پینے اُس
لونڈے کے پاس گیا تھا خدا جانے کیا ہو گیا پھر فقیر اللہ فراش کو لوگون نے دیکھا گلگیر سے
شمعون کے گل کترتا پھرتا ہے لیکن سلطان تاجدار نے حکم کیا کہ اس لونڈے کو قید مین رکھو
باقی باتین فقیر اللہ اصلی اور فقیر اللہ نقلی اور حیرانی لوگون کی کیا بیان ہون غرض فقیر اللہ نقلی
حضور مین حاضر دو پہر رات تک رہے کہ اسمین سلطان تاجدار نے آرام کیا چار گھڑی
رات باقی تھی کہ اُسوقت فقیر اللہ نقلی یعنی قران نے دیکھا کہ سلطان غافل سوتا ہے کچھ عیاری
مین بیہوشی رکھ کے برابر سلطان تاجدار کی ناک سے لایا دفعتہً کسی نے ایک چھینکی اندر قران
نے دی کہ بیہوشی گر پڑی اور سلطان تاجدار کو کسی نے چونکا دیا کہ سلطان اُٹھ بیٹھی

اور پکارا لوگون کہ قران نے ایک خنجر سلطان تاجدار کے مارا مگر سپر مطلق اثر نہ کیا سلطان
تاجدار خنجر کھا کر پکارا بس کہان جائیگا اور غل ہوا کہ لینا لینا مہتر قران کا تو یہ عالم تھا کہ بہت
تھملہ تھا اور آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے یہ کبت پڑھتا تھا کبت سکرو سنسار پکارت
ہے جبرئیل کو انتر تمھین سکھایو + سا تو ہی دیکھا کہ آسمان سے آواز رعد کی ایسی آئی اور
ایک برق گرد قران کے چمک کر وہ ساحر جو سلطان تاجدار کے خیمے مین تھے ان پر گری
جسکے سر پر گری دو ٹکڑے تھا اور ایک پنجہ پیدا ہوا کہ قران کو اٹھا کر سوے آسمان روان
ہوا چنانچہ یہ تھا کون جو برق ہو کر گرا اور قران کو لے گیا یہ باغبان قدرت کی جورو تھی
یعنی گلچین جادو غرض قران کو بار دریاے نور کے لیجا کر پہونچایا اور کہا سبحان اللہ واہ
ای مہتر قران عیار کیا کہنا مین نے سب عیاری تمھاری دیکھی بارے سجدہ شکر قران
نے ادا کیا بعد ازان گلچین اور قران مین یہ اقرار اور قول و قسم ہوا کہ اب نیلے
طلسم ہوشربا مین چل کر حیرت جادو کو گرفتار کرین بعد اس کے جیسا موقع ہوگا ویسا دیکھا جائیگا یہ کہکر
طلسم کیطرف چلے تھے جیسے ہی درہ کوہ سے باہر نکلے کہ دیکھا صرصر شمشیر زن عیار بچی افراسیاب
کی آتی ہے گلچین کو دیکھ کر پکاری کہ ای نمکحرامہ تو نے خصم کو مار کر قران کا ساتھ کیا ہے لعنت ہے
تجھ پر یہ کہکر چلی قران نے گلچین سے اشارہ کیا کہ تم ادھر سے جاؤ اور مین ادھر سے یہ کہکر الگ ہو کے
اور چند قدم دونون گئے تھے کہ اتنے مین نظرون سے غائب ہوی صرصر قران کی صورت بنکر
گلچین کے پاس آئی یہ تو غافل تھی کہ برابر پہونچنے کے صرصر نے کمند ماری اور پشتارہ باندھ کر
طلسم کی طرف روانہ ہوئی اور بہت جلد پاس حیرت جادو کے گنبد نور پر پہونچکر پکاری کہ مین
گلچین کو پکڑ لائی حیرت نے باہر گنبد سے نکلکر کہا کہ اسے ہوش مین لا گلچین نے ہوش مین
آکر حیرت کو دیکھا حیرت نے کہا ای گلچین تو نے بھی نمکحرامی پر کمر باندھی گلچین نے کہا حضور
صرصر بڑی فاحشہ حرامزادی ہے مین نے عیاری کر کے ارادہ کیا تھا کہ قران کو پکڑ لاؤن اسنے ناحق آ کر
مجھے ذلیل کیا حیرت نے کہا قسم ہے سامری و جمشید کی مجھے بھی تیرا ملنا خدا پرستون سے یقین نہیں
آتا تھا صرصر وای اور دیوانی ہو گئی ہے استغفار ای صرصر جلد چھوڑ دے گلچین کو یہ کہکر گلچین کی
قید کھولدی اور گلچین ہاتھ پاؤن کھلوا کر کہنے لگی کہ اگر کہیے تو مین جا کر قران کو فریب دے کے

لاؤن حیرت جادو نے کہا کہ تم بڑا کام کرو اگر اُس بڑھی کو کوئی کالے حبشی لکھو ہے کو پکڑ لاؤ لیس یہ کہکر
گلچین جادو کو رخصت کیا اور گلچین وہان سے نکلی چہین کہتی ہوئی کہ اتنی عیاری بھی قران کی
صحبت کا اثر ہو گیا ہے خوب ہی بچی غرض وہان پہونچی جہان قران بیٹھا تھا قران نے پوچھا گلچین
کہان چلین گلچین نے قران سے ملاقات کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مین تمکو لینے آئی ہون
قران نے کہا واہ کیا خوب عیاری بن پڑی چلو مین نے مارا حیرت جادو کو یہ کہ کر قران نے
ایک غریب کو کچھ روپئے دی اور کہا کہ تجکو بادشاہ طلسم کرینگے تو اپنا نام قران بتلانا یہ
بچارہ مفلس نہایت خوش ہو کر گویا ہوا کہ خداوند سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین اچھا
مین راضی ہون اپنا نام قران بتاؤنگا قران نے اُسکو اپنی صورت بنا کر اور آپ
ایک جادوگر کی صورت بنکر اسکو بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ اُسکا کاندھے پر رکھکر ہمراہ
گلچین جانب طلسم روانہ ہوا لیکن اب حال عمرو کا سنئے کہ زبردست جادو عمرو کو لیکر
کوکب روشن ضمیر کے پاس آئی حکم ہوا کہ انکو جمشید روشن جمال بن کوکب کے پاس لیجاؤ
مرجان جادو عمرو کو جمشید روشن جمال کے پاس لایا عمرو سے اور جمشید سے ملاقات
بھلی ہوئی اسوقت ایک ساحرہ آئی اور اُس نے کہا کہ مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے آئی ہون
وہان ایک میدان مین لشکر لقا کا اور ایک میدان وسیع مین لشکر حمزہ کا اُترا ہوا ہے
دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا ہے لڑائی بڑی دھوم سے ہو رہی ہے لقا کیطرف سے ہومان
جادو روئین تن نکلا ہے اُس کے سامنے حمزہ کے لشکر سے جو بہادر آتا ہے ہومان پر کوئی حربہ اثر
نہین کرتا ہے اور ہومان سبکو زخمی کرتا ہے یا پکڑ لیجاتا ہے یہ حال سنکر عمرو کی حالت تباہ ہوئی اور اُس نے
کہا کہ اے جمشید مجھے اب لشکر حمزہ مین بھجوا دیجئے جمشید نے کوکب سے کہلا بھیجا وہانسے زبردست جادو
آئی تھا وہ زبردست دونون لیکر روانہ ہوئین چار گھڑی دن باقی تھا کہ عمرو آکر وہان پہونچا
عمرو نے دیکھا کہ ایک طرف لشکر حمزہ صاحبقران ہے اور ایک طرف لشکر لقا ہے
اُس طرف سے علمشاہ نکلے اور مقابلہ ہومان روئین تن کے گئے انھون نے اُسکا حربہ
رد کر کے تلوار ماری مگر وہ اس طرح پڑی کہ جیسے گھڑیال پر موگری پڑتی ہے اور اُسنے علمشاہ
پر نیزہ مارا واللہ اعلم کیا تھا کہ علمشاہ گھوڑے سے گر پڑے اور ہومان نے انکو قید کر لیا

عمرو یہ ماجرا دیکھ کر سامنے صاحبقران کے گھبرایا ہوا آیا اور مجرا کیا اتنے میں بختیارک نے تیل باتش سحر کانون میں لگا کر اور کچھ اشیر پھونک کے عمرو کے پاس بھجوائے اور طبل آسائش بجوا کر لشکر پھیر لیگیا امیر اور عمرو بارگاہ میں آئے امیر نے احوال طلسم کا پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی اور یہاں لقا بارگاہ میں آکر بیٹھا اور بختیارک نے ہومان نیزہ باز سوئیں تن سے کہا کہ اب طبل نہ بجوائیے اسمیں ہومان نے پھر آپ ہی کہا کہ کیوں نہ بجوائیں بختیارک نے کہا اب مرشد تشریف فرما ہوئے ہیں اب تم کوئی چار پہر رات کے مہمان ہمارے لشکر میں ہو اپنے تئیں چراغ سحری سمجھو پیر و مرشد نے بہتوں کی داڑھیاں پیشاب سے مونڈ ڈالی ہیں خداوند کی داڑھی بھی مونڈی ہے غرض ہومان نے جھنجھلا کے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجواؤ چنانچہ جب وہ وقت آیا کہ مغرب کی طرف سے سیاہی عالم میں پھیلی اور آفتاب دریای مغرب میں ڈوبگیا اشعار

شفق کی آگ بھڑکی سر شام	ہوا لبریز آفتاب روز کا جام
ہوئی مہتاب سے روشن در و بام	ستاروں سے کھلا پھر تختۂ شام

سر شام طبل جنگ بجا عمرو نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے امیر نے ہرچند منع کیا مگر عمرو نے نہ مانا غرض نام پر عمرو کے طبل جنگ بجا اور یہ خبر بختیارک کو پہونچی اُس نے گھبرا کر کہا کہ ای ہومان لیجیے انا للہ و انا الیہ راجعون اب خاتمہ ہے تمہیں تو بھیجے جو اللہ گور کیا فاتحہ خیر کا پڑھتے ہیں ہومان نے کہا کہ ملک تمہیں تھا رو رو کے مین بھالے دکھائی دیتے ہیں غرض اب تیاری لڑائی کی ہونے لگی تلواریں صاف ہوئی تھیں اور خنجر آبدار ہوتے تھے کمانیں سینک کر درست کیجاتی تھیں تیر زہر آبدار ہوتے تھے گھوڑوں کے تسمے زین وغیرہ سب درست ہوتے تھے بہادر غسل تازہ کرتے تھے نقیب دو پہر رات سے پکارتے تھے خودوں کو خود ہی سمائی تھی زرہ اپنی راہ پر آئی تھی چار پہر رات ہتھیاروں کی صفائی رہی اور غلغلہ برپا تھا جب چشمۂ آفتاب عالم میں موج زن ہوا اور نشان خط سحر ملک پر ظاہر ہوا اشعار

کہ جب اس رات نے انجام پایا	سحر کی روشنی نے نام پایا
کہ اوڑھی شب نے سر پر چادر نور	صبحگو لشکر چیل جبل دیل فشون فشون جانب

ہوا اس سے فروغ ... مسید ...

کلرزار روانہ ہوا صاحبقران با اقبال جلوخانۂ ظل اللہ سبحانی اسلامیان مین آئے بادشاہ
بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا صاحبقران تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین لیکر جانب
میدان مصاف روانہ ہوئے ابو الفتح نے عرض کی کہ خدا دعیاران عیار رات سے خیمے مین نہین
کہین نکل گئے امیر نے سمت کرب دیکھکر کہا کہ بھائی دیکھو عمرو نے مجھے کیا ذلیل کیا ہر اسوقت لاحول
لا قوۃ الا باللہ یہ اُنسے کہتے کہا تھا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوا و کرب نے فرط خجالت سے اپنی آنکھین
نیچی کرلین غرض جانب میدان روانہ ہوئے وہ صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا بڑے
بڑے تارے آسمان پر ظاہر اور چھوٹے چھوٹے پوشیدہ صحرا مین سبزہ لہلہاتا
فلک کوہ سے بائین کوہ تک کو ٹریا لا اور زنگستان کو اکب کھلا ہوا جب یہ لشکر آکر میدان مین
پہونچا اُسطرف سے لقا اور ہومان نیزہ دار اور ضیغم خون آشام و یاقوت شاہ
وغیرہ سب میدان مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے نہو وہ کام کرنا

دل مردو نکا بہر جنگ پھڑکا
رستم ہی نہ اب سام باقی

ہان نامورو وہ نام کرنا
مردون کا فقط ہے نام باقی

جب نقیب کنارے ہوئے ہومان روئین تن نیزہ دار گھوڑے کو بڑھا کر ناف میدان
مین آیا اور مرد مبارزہ طلب کیا اُسوقت کرب غازی میدان کی رخصت لینے کو چلے اور
عرض کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا مجھے حکم ہو تو اس ولد الزنا ہومان کو سزاے اعمال پہونچاؤن
ابھی صاحبقران نے مارے طیش کے جواب ندیا تھا کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد بر خاست
اور اُس گرد مین سے ایک سوار نہایت مفلس اور شکستہ حال کہ گھوڑا بھی اُسکا بیت دبلا اور
حقیر ایک پاؤن سے لنگ اگام کی جگہ بان بندھے سوار کے پاس جو نیزہ ہر اُسکی سنان بھی زنگ آلود
تلوار کی نیام کی کوتھی گر گئی پھل نکلا ہوا اور ایک سو بیس آدمی بطور تمد ویکے ساتھ جنکے بدن پر
کپڑا ابھی نہین درست جانگھیان اور ٹوپیان اور چادرین گاڑھے کی سرخ اوڑھے اُسکے
ہمراہ غرض آتے ہی سواروں نے ہومان سے نیزہ بازی شروع کی کبھی عمرو کا گھوڑا بھاگکر
الگ ہوجاتا ہر کبھی سامنے آتا ہر غرض تین سو طعنین رد و بدل ہوئین اُسوقت عمرو نے گھوڑا
اپنا بھگایا ہومان نے اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا لیکن نیزہ دار کا گھوڑا ایک خندق مین گرا

وہ شہدے جو ساتھ تھے اُنھون نے بہت سے پتھر اُس خندق پر مارے یہانتک کہ ہومان کو
مار ڈالا اُسے قتل کرکے عمرو امیر کے پاس آیا اور لقا طلب آسایش بجا لاکر پھر گیا امیر عمرو کو لیکر
بارگاہ مین آئے عمرو نے حال طلسم کا بیان کیا اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ای عمرو علمشاہ وغیرہ
سب پہلوان ہومان کے یہان قید مین اُنکی کچھ فکر کرو عمرو نے احوال اپنی مفلسی کا بیان کرکے
کچھ روپیہ صاحبقران سے لیا اور فکر مین قیدیون کی چھڑانے کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
پہاڑ پر چڑھکر جو دیکھے تو ایک سمت فوج پڑی ہے عمرو نے پہاڑ سے اُتر کر اُسی فوج مین جاکر ایک شخص سے
پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہے اُسنے کہا کہ یہ لشکر فیروزشاہ کا ہے عمرو نے کہا فیروزشاہ کون ہے اُسنے کہا
دودہ زنگی کا بیٹا فیروزشاہ ہے اُسنے ملکہ ماہ آرا و عادل شاہ کہ فیروزشاہ کا بھائی تھا
اور نورالدہر حمزہ صاحبقران کے پوتے کو قلعہ فولاد مین قید کرکے اب اپنے باپ کے
پاس جاتا ہے یہ سنکر عمرو نے فراش کیصورت اپنی بنائی اور فیروزشاہ کی بارگاہ مین آیا
غرض چار گھڑی رات باقی تھی کہ عمرو نے فیروزشاہ کو بیہوش کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر
اُسے نذر زنبیل کیا اسمین وقت صبح کا ہوگیا عمرو بارگاہ سے نکلکر تخت پر بیٹھا قاقم زنگی سپہ سالار
فوج تھا اُسنے آکر مجرا کیا تمام مصاحب و ارکان دولت حاضر ہوئے کہ عمرو یعنی فیروزشاہ نقلی نے کہا
ہم اپنے قلعہ کو پھر جائینگے کچھ ایسا ہی کار ضروری ہے یہ کہکر وہین سے سوار ہوا اور پھر قلعۂ فولاد مین جاکر
فولاد زنگی وہان کا مالک تھا اُسے بلایا اور کہا عادل شاہ میرے بھائی اور نورالدہر کو جلد لا
غرض نورالدہر اور عادل شاہ کو بلاکر قید سے چھڑا دیا اور پاؤن پر نورالدہر کے سر رکھکر کہا
کہ مین آپکا غلام ہون تمام حبشی اور فوج میران تھی بعد ازان فولاد زنگی سے کہا کہ ہمارے خزانے
کی کنجیان منگا اُسنے کنجیان منگا کر حاضر کین اور وہ کنجیان لیکے خزانے کی طرف روانہ ہوا لیکن فولاد
زنگی و عادل شاہ دونون ساتھ گئے تھے پس جہان یہ داخل ہوا وہان فولاد اور عادل شاہ
و نورالدہر جو دیکھین تو تمام صندوق غائب ہوئے جاتے ہین وہ دونون حیران ہوگئے
مگر نورالدہر عمرو کو پہچانکر گلے سے لپٹ گیا عمرو نے سب حال بیان کیا نورالدہر تو نہایت
خوش ہوا لیکن عادل شاہ ما در بخطا گھبرا کر اپنے خیمے مین سوچا کہ غضب ہوا
ہم آپسمین بھائی بھائی لڑتے تھے پھر لڑاتے تھے یہ عمرو خداپرست سے دشمن لقا کا تمام گھر ہوا

غارت کردیگا یہ سوچکر کہنے لگا کہ واہ وا واہ حضور نے کیا خوب عیاری کی کیا کہنا آپکا مگر یہ تو فرمایئے
کہ فیروز شاہ کو آپنے کیا کیا عمرو نے کہا میرے پاس موجود ہے اُسنے کہا نکالیے عمرو نے
زنبیل سے فیروز شاہ کو نکالا فتیلہ رفع بیہوشی دیا چھینک آئی وہ ہوش میں آیا غرض
عادل شاہ نے فیروز شاہ سے کہا کہ عمرو کو فریب دو اور بظاہر مسلمان ہو جاؤ ورنہ یہ قتل کریگا
یہ فکر کرکے دونوں ازراہ دلدارانی مسلمان ہوئے اور کھانے میں بیہوشی دیکر عمرو اور
نور الدہر کو قید کرکے عادل شاہ و فیروز شاہ اور فولاد زنگی مع چار لاکھ سواروں کے ملک
دودہ باختر کی طرف روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان ایرج و جمہور اور شاپور شیر دل کے
سنیے کہ ایرج و جمہور و شاپور شیر دل بھی وہاں پہونچے اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر
کسکا ہے اُسنے کہا یہ لشکر ہے فیروز شاہ و عادل شاہ کا کہ بیٹے ہیں دودہ زنگی کے کوئی شخص
عمرو ہے اور نور الدہر و ملکہ ماہ انکو قید کیے ہوئے دودہ باختر کو جاتے ہیں مگر وقت شام کا ہو گیا تھا
ایرج و جمہور و شاپور اور فولاد زرہ پوش یہ سنکے کوئی پہر رات گئے بطور شبخون کے اُس
فوج پر جا پڑے اور لگی تلوار چلنے تمام رات تلوار چلی وہ چار لاکھ اور یہ تین پہلوان چوتھا عیار صبح
ہوتے ہی ایرج نے تو عادل شاہ کو جہنم واصل کیا اور فیروز شاہ ہاتھ سے جمہور کے فی النار
والسقر ہوا انکے مرنے کے ساتھ ہی دیکھا کہ تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا غرض ایرج و جمہور و شاپور نے
نور الدہر و عمرو اور ملکہ ماہ کو قید سے چھڑایا قریب پانچ ہزار سوار کے ایرج کے پیچھے ہوا لیکن ملکہ ماہ
نے اس قید ہستی سے کوچ کیا یعنی قضا کی اسمیں عمرو وغیرہ سب چلے چند قدم پہونچے تھے کہ ابو الفتح
اصفہانی بھی سامنے سے چلا آتا تھا عمرو سے ملاقات کی ابھی باتیں دونوں کرتے تھے کہ عمرو نے
دیکھا سامنے ایک دیوار نظر آتی ہے عمرو نے ابو الفتح سے کہا کہ جناب دیکھو تو یہ دیوار کہاں تک ہے
ابو الفتح جیسے ہی اُس کے سامنے پہونچا ایک ہوا کا جھونکا ابو الفتح کو لگا کہ ابو الفتح پتھر کا ہو گیا
اور عمرو نے دیکھا کہ ایک جادوگر میرے سامنے آکر کہنے لگا اُستاد مجرا غلام کی آج موت آرہی ہے
آپ مجھے دفن کرنے جائیے گا اور بعد میرے یہاں ایک دریا پیدا ہوگا اور کشتیاں ہونگی اُنپر سب کو
سوار کرنا اور آپ بھی سوار ہونا مگر ڈرنا نہیں یہ دریا کوکب روشن ضمیر کا ہے یہ کہکر وہ مرگیا عمرو
نہایت حیران ہوا ناچار اُسے دفن کیا دم بھر کے بعد دیکھا دریا پیدا ہوا اور بجرے بہت تختہ

گھوڑے ہین غرض نور الدہر کا لشکر اور مع فوج ایرج کو اُسپر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوا پھر اُس
دریا مین ایک طرف کو وہ بجرے چلے بعد کچھ دیر کے کنارہ نمودار ہوا وہان سب اُترے جب
سب اُتر چلے اور ناوین خالی ہوئین عمرو نے چاہا کہ مین بھی اُترون کہ ایک تڑاقے کی آواز
آئی اور عمرو نے دیکھا کہ تمام ناوین اور بجرے ڈوب گئے اور جہانتک نظر کام کرتی ہے پانی پانی
نظر آتا ہے مگر ایک کشتی پر تو تنہا ہی عمرو نہایت حیران و بدحواس ہوا اُسوقت طغیانی دریا کی
اور بدحواسی عمرو کی وہ بیکسی کا عالم کیا بیان ہو غرض عمرو نے دیکھا تو دریا کے بیچ مین ایک بنگلہ
معلوم ہوا بلور کا کہ چلمنین چاندی سونے کی بندھی ہین کشتی عمرو کی وہان جا کر لگی عمرو کشتی سے
اُتر کے اُس بنگلے مین آیا وہ کشتی ڈوب گئی عمرو نے دیکھا کہ سامنے بنگلے کے ایک بارہ دری بھی
یاقوت کی معلوم ہوتی ہے مگر بہت دور ہے پھر دیکھا اُسی دریا مین سے کئی ہزار مچھلیان نمود ہوئین
اور ہر ایک مچھلی پر ایک ایک پریزاد سوار ہاتھ مچھلیون کے سر پر رکھے ہوئے بعد ازان عمرو نے
دیکھا کہ وہ بارہ دری خودبخود ادھر کو چلی آئی ہے اور اسمین کوئی بادشاہ ہے وہ بادشاہ جب بارہ دری
برابر اُس بنگلے کے پہونچی تو بارہ دری سے نکل کر عمرو کے پاس آیا غرض یہ بادشاہ ملک کوکب
ہے عمرو سے ملاقات ہوئی ملک کوکب روشنضمیر نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیئے بلایا ہے کہ یہان
عجب ماجرا ہے ملکہ مہرخ سحر چشم کا آج سر کٹیگا عمرو یہ سنتے ہی حیران ہوا کہ تڑاق سے آواز آئی
عمرو جو دیکھے تو مع بنگلے دریا مین گر کر ڈوب گیا اب جو عمرو کے پانون تہ زمین پر پہونچے دیکھا کہ ایک
مکان نفیس مین جمشید روشنجمال بیٹھا ہے اُسنے اُٹھکر عمرو سلام کیا غرض عمرو و روشن جمال
دونون بیٹھے عمرو نے دیکھا کہ دو ہزار ہرن زین بندھے اور آگے ایک سوار نہایت خوبصورت
آتا ہے جمشید نے کہا کہ اے عمرو یہ ملک کوکب ہے پھر عمرو و کوکب سے ملاقات ہوئی اور کوکب
نے کہا چلو سر کٹنے کا مہرخ کے ہمراہ دیکھین بس ایک تخت پر سوار ہوکر کوکب و جمشید اور عمرو
طرف ہوشربا کے چلے جب قریب طلسم ہوشربا کے پہونچے سنا تو غل ہے دیکھا کہ مہرخ سر
جھکائے بیٹھی ہے اور جلاد تیغ کھینچے کھڑا ہے عمرو بیتاب ہوا ہرچند عمرو نے کوکب سے کہا کہ مجھے جانے دو
مگر اُسنے جانے نہ دیا عمرو بیتاب ہو کر اُڑا لیکن اُڑا نہ گیا اُسی تخت پر آ گرا اتنے مین جلاد کو حکم پہونچا
جلاد نے تلوار ماری مہرخ کا سر کٹ گیا اُسوقت عمرو نے خنجر کھینچا چاہا کہ خنجر مار کر اپنے تئین ہلاک کرے کوکب روشنضمیر

۲۰

نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہاں ہاں ای خواجہ سلامت تمسا عاقل ہوکر حرام موت مرنے کا
ارادہ کرے استغفار یہ حرکت کیا ضرور ہے اور دیکھو تو سامنے آسمان پر کون آتا ہے جسوقت عمرو
نے سمت آسمان دیکھا تو اول ایک آواز آئی کہ ای افواج افراسیاب خبردار باش منم ملکہ
مہرخ سحر چشم یہ کہکر بارہ ہزار سوار اور ساحر ساتھ لیکر جو فوج پر گری تو مارے تلواروں کے
ہزاروں جادوگروں کو مار کر لٹا دیا اور اسوقت افراسیاب کی فوج نے جھرمٹ کھایا اور بھاگ
کھڑی ہوئی یہان کوکب روشن ضمیر نے عمرو کو ایک گھوڑا دیا اور کہا کہ آپ مہرخ سحر چشم کے
ساتھ جاییے فتح کرکے بارگاہ میں داخل ہوجیے غرض عمرو سوار ہوکر آیا اور بعد فتح کے ملاقات مہرخ
سحر چشم سے کی عمرو کو دیکھکر مہرخ سحر چشم نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ تین دن سے مکان میں
کوکب کے تھی عمرو نے اپنا سارا حال بیان کیا اور باتیں کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے
مہرخ نے کہا کہ ملکہ بران شمشیر زن کے واسطے ملک کوکب نہایت غمگین ہیں اور وہ قید میں
ہے غرض یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ شام ہوئی ناچ رنگ گانا بجانا شروع ہوا رعد و برق چشمک زن ہوئیں
اور عمرو و مہرخ سحر چشم متوجہ محفل عیش ہوئے اب دو کلمے داستان قران اور گلچین کے سنیے
کہ وہ جو قران نے ایک راہگیر محتاج کو پکڑ کر اپنی صورت بنایا تھا اور آپ ایک جادوگر کی صورت
بنکر ساتھ گلچین کے روانہ ہوا تھا تو رفتہ رفتہ سیر جنگل کی کرتی ہوئی گلچین مع قران اور نشان
قران نقلی کا لیے ہوئے طلسم میں آئی اور قران نقلی کو ملکہ حیرت جادو کے سامنے ڈالدیا حکم
حیرت کا ہوا کہ سر کٹوا کے باہر طلسم کے پھکوا دو غرض قران نقلی کا سر کٹوا کر باہر طلسم کے
پھکوا دیا اور گلچین کرسی پر آکر بیٹھی قران پشت پر اسکی کھڑا رہا جب پہر رات گئی تو جادوگر
افراسیاب کے ملکہ بران شمشیر زن کو حیرت کے سامنے لائے اور کہا کہ اسکا سر بھی
کٹوا کے پھکوا دینا سنتے ہی حیرت جادو اٹھی اور بران شمشیر زن کو بٹھایا اور چار طرف جادوگر
کھڑے ہوئے مگر قران اور گلچین حیران قران لاکھ لاکھ فکریں کرتا ہے کہ اتنے میں جلاد
آیا مگر اس قید میں بران شمشیر کا یہ عالم تھا زیر شمشیر کہ جس طرح سے ماہ کامل پر ہلال نمود
ہوجائے غرض تعریف ملکہ بران شمشیر زن کے حسن کی کیا لکھوں شعر

کہ حیران پریشان ژولیدہ مو || تاسف پہ حسرت و آبرو || جیسے ہی چاہا جلاد نے تلوار مارے

کہ قران کو تاب نہ رہی آتے ہی برابر بران کے قران نے کمند ماری اور اُن جادوگرون کے ہلوہ مین سے یون لیکر صاف نکلا کہ جیسے حلقہ چشم سے نظر نکل جاتی ہے اور ایک غل ہوا لینا لینا مع حیرت سب دوڑے مگر قران جیسے بجلی کوند گئی سب مجمع سے نکالکر الگ ایک غار مین پہونچا اور حیرت وغیرہ سب جادوگر ہر طرف ڈھونڈھا کیے آئے اور سب حیران تھے کہ یہ کون تھا تب صرصر عیار نے حیرت سے کہنے لگی کہ مین بران شمشیرزن کو لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور قران اُس غار مین بیٹھا ہے اب دو کلمے داستان ابوالفتح کے کہ وہ جو برابر سونے کی دیوار کے بموجب حکم عمرو کے گیا تھا اور ہوا کا جھونکا لگ کر پتھر کا ہوگیا تھا بیان ہوتے ہین کہ وہ دریا کو کب روشن ضمیر کا جب پیدا ہوا تو بہہ کر اُسمین چلا جاتا تھا کہ ایک ساحر نے کوکب کو خبر دی ایک آدمی آپ کے دریا مین بہتا آتا ہے کوکب نے کہا کہ اُسکو پکڑکر نام پوچھو اُس جادوگر نے ابوالفتح کو پکڑکر پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اُسنے کہا میرا نام ابوالفتح ہے مین شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار کا بھانجا ہون جادوگر نے ملک کوکب سے سب حال آکر کہا حکم ہوا اُسے لاؤ ابوالفتح جہان بیٹھا تھا وہان سے ایک پنجہ لیکر بارگاہ مین کوکب کی لایا ابوالفتح جو دیکھے تو سامنے عمرو بیٹھا ہے دوڑکر پاؤن پر گرا ابھی کچھ ابوالفتح اور عمرو سے باتین ہوئی تھین کہ ایک جادوگر نے پکے کان مین کہا کہ یہ عمرو نہین ہے ملک کوکب ہے اُس نے اپنی صورت عمرو کی بنائی تھی اور یہ خبر اُس جادوگر نے کہی ملک یاقوت پر فوج افراسیاب کی واسطے ہمارے جادو کے آئی یہ سُنکر عمرو نقلی یعنی ملک کوکب نے کہا کہ یہ لڑائی تم جاکر فتح کرو اور ایک گھوڑا عنایت ہوا غرض چار سو جادوگر لیکر ابوالفتح چلا اور ملک یاقوت مین آیا وہان دیکھا تو لڑائی کچھ بھی نہین یہ پھر وہان سے چلا آیا اور ابوالفتح کے ہاتھون حال سب ملمنبر کرکے ایک ساحر کے ساتھ روانہ کیا اور ملک کوکب نے عمرو کو ایک خط اِس مضمون کا لکھا کہ ابھی کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ امیر کا آیا اُسمین لکھا تھا کہ ابوالفتح اگر تمھارے طلسم مین پہونچا ہو تو جلد روانہ کرو عمرو نے وہ خط پڑھکر ایک ساحر کے ساتھ ابوالفتح کو لشکر صاحبقران مین بھیجدیا اب ابوالفتح تو بارگاہ مین امیر کی چال کہتا ہے مگر حال صرصر عیارہ کا سُنیے کہ قضا کار صرصر اُسی غار مین آئی جہان قران ملکہ بران شمشیرزن کو لایا تھا اتفاقاً اُسوقت قران

واسطے پیشاب کے غار سے باہر نکلا تھا اور اسلیے بھی کہ راستہ دیکھے کس طرف ہے کہ صرصر غار مین
پہونچی دیکھا تو پشتارہ کسی کا بندھا پڑا ہے ذرا سا کھول ملکہ بران شمشیر زن کو پہچانا وہ چستی و چالاکی
پشتارہ بران شمشیر زن کا لیکر بھاگی قران نے دور سے دیکھا دوڑا اور تیغچہ زنی کر کے پشتارہ
چھین لیا مگر صرصر چمک کر صحرا کی طرف نکل گئی ہاتھ نہ لگی اور اس نے جا کر سارا
ماجرا حیرت جادو سے کہا حیرت نے کہا مین اب جا کر دونون کو پکڑے لاتی ہون
غرض حیرت جادو چلی اور قران نے ملکہ بران شمشیر زن کو ایک جنگل مین لا کر
کھولا اور وہین گلچین جادو بھی پہونچی کہ اتنے مین سامنے سے حیرت نمود ہوئی یہ تو سب
گھبرائے کہ دفعتہ دیکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور حیرت کو پکڑ کر سوے آسمان لیگیا قران نے
غنیمت جانکر ملکہ بران شمشیر زن اور گلچین کو ساتھ لیا اور سوے صحرا روانہ ہوا مگر یہ
پنجہ افراسیاب مادر بخطا خود تھا جو حیرت جادو کو لیگیا اور دم بھر مین باغ سیب مین لیجا کر حیرت
کو چھوڑ دیا اور کہا ای حیرت سلیم جادو کو اپنے ساتھ لیجا اور قران و بران کو قتل کر۔ یہاں
قران اور بران شمشیر زن و گلچین چلے جاتے تھے دیکھا سامنے سے حیرت اور
سلیم جادو نمود ہوئے اور آتے ہی سب کو پکڑ کر طلسم مین لائے اور قیدیون کو پاس پاس
بٹھا کر سلیم جادو نے تلوار کھینچی مگر کوکب کو معلوم تھا کہ سحر باغبان قدرت مین بران ہے
یہ باغبان قدرت کے مکان پر آیا اور گلدستہ توڑا جسمین بران شمشیر زن قید تھی ساقی گلدستہ
توڑنے کے ملکہ بران کے ہاتھ پاؤن کھل گئے اور سحر یاد آیا جیسے ہی سلیم جادو نے تلوار پکڑی اور
سامنے ملکہ بران شمشیر زن کے آیا ملکہ نے کہا تو اپنا گلا کاٹ اُس نے ملکہ بران شمشیر زن
کے سحر مین مسحور ہو کر اپنا گلا کاٹ ڈالا اور ملکہ بران گلچین اور قران کو ساتھ لیکر زور
سحر طرف آسمان کے چلی مگر ہر چند چاہا کہ دونون کو لیکر طلسم سے باہر نکل جاؤن
لیکن جا نہ سکی اور یہ دونون ملکہ بران کے ہاتھ سے چھوٹے یہ بھی گرا ہی چاہتی ہے کہ ایک
پنجہ ملکہ بران کو لیگیا اور ایک جنگل مین لا کر ڈال دیا جب ملکہ کو ہوش آیا دیکھے تو افعی اژدر
سوار سامنے بیٹھی ہے یعنی خالہ ملکہ بران شمشیر زن کی وہ کہنے لگی بیٹی مین تجھے لائی ہون تو
بڑے غضب مین پڑی تھی لیکن ان دونون نے جانا کہ طلسم سے باہر نکلے اور افراسیاب

نے حیرت جادو کو اُسیوقت لکھا جب حیرت نے وہ نامہ پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے حیرت
جادو ملکہ بران شمشیرزن اور واقعی اژدر سوار وہ داہنی طرف دروازہ طلسم کے پہونچے
ہمکو سے میرے تو جا اور تخت الماس پر سوار کر کے طلسم مین لا اور باغ عشرت مین لیجا کر بڑی خاطر
داری کرنا یہ سُنتے ہی حیرت جادو اسباب بادشاہی لیکر روانہ ہوئی اور بران و واقعی اژدر سوار
کو دروازہ طلسم پر دیکھکر صاحب سلامت کی اور تخت پر دونون کو سوار کر کے داخل باغ عشرت
ہوئی یہ دونون تو سحر مین افراسیاب کے پھنسے تھین یہان قران اور گلچین دونون طلسم مین
گھوم رہے تھے قران ایک جادوگر بنکر قضا رکار اُسی باغ مین آیا دیکھا تو عجب باغ ہے
سامنے ایک بارہ دری زمرد کی ایک ڈال اُسمین تخت الماس پر ملکہ بران شمشیرزن
اور واقعی اژدر سوار کو دیکھا کہ بیٹھی ہین اور ایک کرسی پر حیرت جادو بیٹھی ہے ناچ ہو رہا ہے
دو گھڑی دن تھا کہ قران نے دیکھا ابر زرد نمود ہوا اور ہوا سے سرد چلنے لگی آندھی زرد سامنے سے
اُٹھی اور اُس آندھی مین ہزارہا بلور کے گیند اُچھلتے ہوئے نظر آتے ہین بعد ازان قران نے
دیکھا کہ ایک جام الماس کا لبریز پانی سے بھرا آسمان سے پیدا ہوا اور پانچ ہزار پانچ سو پتلہ بلور کا
اُس جام کے گرد ہے اتنے مین حیرت جادو اُٹھی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگی اور ملکہ بران
شمشیرزن اور واقعی جادو دونون اُٹھین اور مورچھل بال ہما کے جھلنے لگین حیرت
نے مجرا اُس جام کو کر کے بلائین لین اور کچھ زر و جواہر نثار کیا اُس جام کو ایک تخت الماس کا
جو بیچ مین بارہ دری کے ہے اُس تخت پر لا کر جام کو رکھا جام مین سے آواز آئی کہ منم افراسیاب
اے بران دیکھا تو نے کہ مجھکو کیا قدرت دی ہے جمشید و سامری نے لیکن اے ملکہ بران خیر
اب تک جو تو نے کیا سو کیا مگر تجھے کیا کام خدا پرستون سے جو تو نے عمرو کے شریک ہو کر مجھے بگاڑی
کیون ملکہ اب مین چاہون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ایک پتلے سے حکم دیا کہ وہ قران استاد ہو تو جا کر
بلا لا وہ پتلہ آیا اور قران سے کہا کہ تمکو بلایا ہے قران اُس جام کے آگے آیا جیسے ہی قران پہونچا
وہان ایک لو آگ کی اُس پانی سے نکلتے ہوئے قران نے دیکھی اور دم بھر مین اُس لو سے آگ
کی سمت ایک پتلا تیار ہوا آگ کا اور پکارا کہ منم افراسیاب اے قران دیکھا تو نے کہ
کیونکر چھپ کر تو آیا تھا اب بتلا مجھے کیونکر بیہوشی دیگا قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے افراسیاب

تو بڑا جادوگر ہے کیا مقدور کسی عیار کا کہ مجھے بیہوش کر سکے مین پہلے جانتا تھا کہ افراسیاب ساحر
زبردست ہے اور مین نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تھا کہ طلسم ہوشربا سے نکل چلو اور اب تو مین نے
تیرا جلوہ دیکھا یقین کامل ہوا کہ تیرا سامنا کرنا بہت مشکل ہے اگر تو مجھے چھوڑ دے تو مین عمرو کو
طلسم سے لیکر باہر نکل جاؤن افراسیاب نے کہا خیر مگر قران خبردار عمرو سے کہدینا کہ طلسم سے
نکل جاوین نہین تو جان نہ بچے گی تو مفت مین مارا جائیگا غرض افراسیاب نے چالیس کشتیان
جواہر اور اشرفیون کی عمرو کے واسطے قران کو دین بعد ازان ملکہ بران شمشیر زن سے
کہا کہ اختر مروارید مجھے دے ملکہ نے کہا میرے پاس نہین ہے تب افراسیاب نے
جھنجھلا کے حیرت جادو سے کہا کہ تمہین میرے سر کی قسم بران کو لکڑیون کا انبار کر کے
طلسم ہوشربا کے سامنے جلا دو اور قران کو طلسم سے باہر نکلوا دو غرض قران کو باہر طلسم کے
بھیجا اور وہ جام بابی کا بھر آسمان کی طرف روانہ ہوا حیرت ملکہ بران کو ساتھ لیکے اژدہا
سوار قید کر کے سامنے طلسم کے انبار لکڑیون کا کرا کے آپ اپنے مکان مین گئی اور
کہا کل دونون کو صبحدم جلا دونگی اور یہان قران و عمرو سے ملاقات ہوئی عمرو نے پکار کر
کہا میان قران یہ اسباب کسکا لے چلے قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ آپ کیواسطے
افراسیاب نے بھیجا ہے آپ قبول کرین مگر اس طلسم سے نکل چلیے عمرو نے وہ اسباب
تو لیا اور کہا اچھا بھائی نکل جائینگے یہ کہتے ہوئے قران و عمرو ایک سمت کو چلے جاتے تھے
دیکھا سامنے انبار لکڑیونکا لگا ہے قران نے کہا حضور یہ انبار لکڑیون کا ملکہ شمشیر زن کے
جلانے کے واسطے ہے افراسیاب نے حیرت کو اپنے سر کی قسم دلا کے کہدیا کہ بران کو کل جلا دینا
یہ سنکر عمرو نے کہا اے قران وہ افراسیاب کیا ولد الزنا ہے او حیرت کیا قحبہ ہے مین ملکہ
بران کو چھڑا لونگا غرض ایک طرف عمرو اور ایک سمت قران روانہ ہوئے عمرو ایک کوہ کے
درہ کیطرف جا نکلا دیکھا تو اکیس خیمے میدان مین کھڑے ہین اور اکیس بادشاہ مین ہر ایک
خیمے کے گرد چالیس چالیس ہزار بیٹھے معلوم ہوتے ہین غرض دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ عمرو
ایک جادوگر بنکر بارگاہ مین گیا اُس بارگاہ کی مالک کا نام ملکہ غزال جادو ہے عمرو نے لوگونسے دریافت
کیا کہ یہ جادوگر افراسیاب کی طرف سے آئے مین کل ملکہ بران شمشیر زن کو جلا دینگے اور افراسیاب

بھی کل صبح کو آئیگا عمرو نے کہا خیر غرض ڈھائی پہر رات گئی کہ ایک سناٹا پچھلے پہر کا ہوا اور لشکر
جادوگرونکا غافل پڑا سوتا تھا عمرو پچھواڑے بارگاہ ملکہ غزال جادو کے آیا قضا را کہ وہان
پہونچا جہان ملکہ غزال جادو کا پلنگ لگا ہے اور ملکہ غزال جادو غافل سوتی ہے کہ عمرو
پیچھے سے میخ قنات کی اُکھیڑ کر خیمے مین آیا دیکھا کہ سب سوتے ہین عمرو نے شمعون کو چادر عیاری
سے گل کر دیا اور ملکہ غزال جادو کو بیہوش کرکے سامنے ایک صندوق تھا اُسمین لپیٹ
کر رکھدیا اور آپ اُسکے تمام کپڑے پہنکر اُسکی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا وقت صبح کے جور
جادو ملکہ غزال کی سواری لیکر آئی یہ جور جادو خواص ہے اس قطامہ کو کیا خبر کہ رات کو یہان
یہ تماشا ہو گیا غرض ملکہ نے اُٹھکر منہ ہاتھ دھویا جور جادو نے کہا کہ افراسیاب بھی
تشریف لائے ہین آپ بھی چلیے بران شمشیر زن کو لوگ لینے گئے ہین عمرو نے
دیکھا کہ ہرن سامنے سے آیا پر زمرد کے لگے ہوئے اور زین سونے کا مغرق بجواہر کسا ہوا عمرو
اُسپر سوار ہوا وہ پر نکالکر آسمان کیطرف اُڑا اور تمام فوج اُسکی ساتھ ہوئی راہ مین عمرو نے
دیکھا کہ ایک سو ساحرہ شہزادیان اسی طرح ہر ایک جانور پر سوار چلی آتی ہین اکیس ساحرون سے
صاحب سلامت کی سب مع غزال یعنی عمرو کے میدان مین آئے اور عمرو نے دیکھا کہ طلسم کے
بیچ ہجوم ہے اور ملکہ بران وافعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اور عمرو نے دیکھا کہ ایک برج ہے
زمرد کا اُسمین تصویر یاقوت کی بنی ہے حیرت جادو اُسے مورچھل ہلا رہی ہے غرض بران اور
افعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اسوقت افراسیاب نے پھر کہا کہ ای بران اگر تو اختر
مروارید کو دے تو مین تجھے چھوڑ دون ملکہ نے کہا تو مجھے قتل کر کہ میرے پاس اختر مروارید نہین ہے
افراسیاب نے حکم دیا کہ آگ لگا دو ساحرون نے آگ لگائی اُسوقت غزال نقلی یعنی عمرو نے
اپنی سواری کا ہرن آگے بڑھایا اور افراسیاب سے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بجھاؤن اور اختر مروارید
کو لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ غزال انبار پر لکڑیون کے آئی اور بران شمشیر زن
سے کہا کہ مین عمرو ہون بران نے کہا سبحان اللہ آپ نے کیا کام کیا ہے
عمرو نے ایک سیب ملکہ اور ایک افعی اژدر سوار کو دیا اور کہا کہ تم اسے کھا لو
اُنھون نے کھایا اور بیہوش ہوئین عمرو نے دونون کو جلدی سے نذر زنبیل کیا

سب جادوگران نے یہ تماشا دیکھا کہ سامنے سے عمرو نے جست کی اور پکارا کہ منم مہر اوج عیاری
شاہ عیاران عیار عمرو اے افراسیاب تو نے دیکھا کہ مین نے کس طرح سے چھڑایا ملکہ بہاران شمشیر
زن کو یہ سنتے ہی غل ہوا کہ لینا لینا عمرو کو جانے ندینا لیکن عمرو نے جس جادوگر کو دوڑکر خنجر مارا
وہ سیدھا جہنم کو پہونچا غرض عمرو اُس دریائے حیرت خیز سے بفضل ایزدی اور تائید ربانی
صحیح وسالم پار نکل گیا اور مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اب دو کلمے داستان افراسیاب
کے سُنیے کہ افراسیاب نے یہ تماشا دیکھکر صرصر عیارہ کو بلایا اور کہا کہ دیکھا تو نے ایسے عیار ہوتے
ہین تجھسے کچھ نہین ہوسکتا تو قابل گردن مارنے کے ہے صرصر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ لونڈی کوئی دم مین
عمرو کو یا بہاران کو لاتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور افراسیاب اپنے مکان پر گیا حیرت جادو
حیرت مین اگر ہاتھ ملتی ہوئی داخل طلسم ہوئی عمرو نہایت خوشی خوشی داخل ملکہ مہرخ کی
بارگاہ مین ہوا اور ملکہ بہاران وافعی اژدر سوار کو زنبیل سے نکال کر سامنے بٹھلایا اور
فتیلہ رفع بیہوشی دیا مہرخ سحر چشم اور ملکہ بہاران وافعی اژدر سوار سب باہم گلے ملین ناچ
گانا بجانا شروع ہوا اتنے مین ملکہ بہاران واسطے مشاب کے گئی وہان صرصر لگی ہوئی تھی
ملکہ کو بیہوش کرکے باندھ پشتارہ روانہ ہوئی لونڈیون نے دیکھا غل کیا عمرو نے
سنا پتیرے سے معلوم کیا کہ صرصر لے گئی ہے اُسی وقت عمرو و برق فرنگی دونون نکلکر پیچھے
چلے اور صرصر نے ایک جنگل مین لاکر پشتارہ رکھا اور سامنے درہ کوہ تھا وہان صرصر نے نقب
لگا رکھی تھی اور اُسی جگہ صبا رفتار کنند انداز بیٹھی ہے پس صرصر نے کہا کہ اے صبا رفتار
عمرو اور برق میرے پیچھے آتے ہین پشتارہ سے خبردار عمرو اور برق جو وہان پہونچے یہ
پشتارہ لیکر پہاڑ مین غائب ہوئی عمرو اور برق دونون ڈھونڈھنے لگے ادھر صرصر شمشیر زن
نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوئی پہر رات باقی تھی کہین قضا رکار ملکہ قریشیہ سلطان
کی سواری اُسطرف سے نکلی اسنے دیکھا کہ ایک عورت کسی کا پشتارہ لیے جاتی ہے اِسنے
حکم دیا کہ اسے ہمارے آگے بلاؤ ایک پریزاد نے صرصر کو پکڑکے ملکہ قریشیہ سلطان
کے سامنے کھڑا کر دیا صرصر سے ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا تو کون ہے اور اس گٹھر مین
کیا ہے صرصر نے کہا اے صاحب مین عیارہ ہون اور اِس پشتارے مین ملکہ بہاران ہے

جسنے دین جمشید پرستی چھوڑ کر خدا پرستون کی شراکت اختیار کی ہے اور عمرو کا ساتھ دیا ہے
اسکو مین پکڑ کر قتل کے واسطے لیے جاتی ہون ملکہ نے وہ پشتارہ اُس سے چھنوا لیا مگر صرصر وہ
پشتارہ ڈالکر مانند ہوا کے بھاگی غرض قرلیشیہ سلطان نے بران کو ہوشیار کیا اور پوچھا
کہ تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا بران شمشیر زن مجھے کہتے ہین قرلیشیہ سلطان
نے کہا کہ تم عمرو و صاحبقران کی شریک ہو اُسنے کہا مین اُن دونون صاحبون کی
جان نثاری کفش برداری مین ہون قرلیشیہ نے کہا مین بیٹی ہون حمزہ صاحبقران کی یہ سنتے
ہی بران دوڑ کر گلے لپٹ گئی بعد ازان ادائے شکر احسان قرلیشیہ سلطان کا کر کے
ملکہ بران شمشیر زن سمت صحرا پرواز کنان روانہ ہوئی اور تلاش مین فوج جمع کرنے کے
سحر کرنے لگی عمرو اور برق ایک صحرا کی طرف سے آئے تلاش مین ملکہ بران کی
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان مین بارگاہ استادہ ہے نہایت بلند اور مرصع مخمل سرخ کی
اور گرداگرد ساحرونکی فوج ہے عمرو اور برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنکر بارگاہ کی طرف آئے دیکھا
ساحرنے پانچ سو پریزادین تخت لیے ہوئے نمودار ہوئین اور عمرو سے کہا کہ آپ اسپر سوار
ہون عمرو حیران تھا کہ ایک جادوگر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ یہ بارگاہ ملکہ بران کی ہے آپ کو
یاد کیا ہے غرض عمرو اُس تخت پر سوار ہو کر داخل بارگاہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ بارہ تیرہ لاکھ
ساحر کا لشکر پڑا ہے اور سامنے تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما ہے اور گرد
بارہ سو کرسی الماس کی ہر ایک پر ایک ایک جادوگر زبردست چارون طرف بیٹھے ہین بعد
ازان عمرو اور ملکہ بران سے ملاقات ہوئی عمرو نے دیکھا کہ دس کرسیان برابر تخت
بران کے بچھی ہین اُنپر جادوگرنیان بیٹھی ہین عمرو نے پوچھا یہ کون ہین ملکہ نے نام بتائے کہ ہلال
سحر چشم ملکہ طوفان قہر چشم صدران جادو خندان جادو اخگر جادو مجمر جادو مجلس جادو
ملکہ شہیال شاہ ملکہ زلفین کاکل کشا ملکہ جیپال شاہ ہین غرض عمرو نے
دو گھڑی شغل شراب پی بعد ازان ملکہ نے کہا کہ خواجہ بعد تین روز کے خیمہ ہمارا سامنے طلسم کے
ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مگر جلد آئیے گا کہ مہرخ سحر چشم حیران ہے افراسیاب کی لڑائی سے
یہ کہکر عمرو اور برق بران سے رخصت لیکر سمت صحرا روانہ ہوئے اب دو کلمے داستان افراسیاب

سے کے سُنیے کہ گلچین قران کے ساتھ طلسم ہوش ربا مین تھی کہ افراسیاب اپنے مکان مین پہونچا اور باغبان
کو بلایا اور کہا کہ تو نے کچھ اپنی جورو کا حال معلوم کیا باغبان نے کہا کہ آپ مالک ہین آپ پر روشن ہوگا
افراسیاب نے کہا کہ تیری جورو کی کچھ تقصیر نہین مگر اسنے تیرے مرنے کا حال سنا تھا اس سبب سے
مجھ سے پھر گئی ہے اب بلواتا ہون یہ کہکر نخچہ سحر کا روانہ کیا یہان گلچین جادو طلسم ہوش ربا مین ایک
مقام پر بیٹھی تھی کہ نخچہ اسکو لیکر ایک دم مین افراسیاب کے پاس لایا گلچین نے افراسیاب کو دیکھکر
مارے ڈر کے مجرا کیا اور بلائین لین دیکھتی کیا ہے کہ داہنے طرف باغبان قدرت زندہ صحیح و سلامت
بیٹھا ہے باغبان قدرت نے کہا کہ تمنے یہ کیا حرکت کی کہ قران کی شہ اکت کی گلچین نے
کہا اسکا احوال افراسیاب کو معلوم ہوگا غرض افراسیاب نے دونون جورو خصم کو پھر گلے
ملوایا اور کہا گلچین خبردار اب کبھی جمشید و سامری سے نہ پھرنا غرض افراسیاب
نے وہ مکان یہ دونون جہان رہتے ہین ایسا بزور سحر آراستہ کرکے دیا ہے جہان سحر انکو
آنے جانے کا راستہ نہین معلوم ہے اب یہ اُس مکان کی بارہ دری مین آکر بیٹھے اور کھانا
کھا کر دونون پلنگ پر گئے وہان عالم تنہائی تھا کوئی غیر شخص نہ تھا اُسوقت گلچین جادو
نے ہاتھ باندھکر باغبان قدرت سے کہا کہ ایک بات مین کہتی ہون اگر میری جانبخشی
کرو اُسنے کہا کہو گلچین نے کہا عمرو کے ہاتھ سے افراسیاب نبچیگا نہین اور حیرت
جادو بھی ضرور ماری جائیگی اسواسطے مین یہ صلاح دیتی ہون کہ آپ عمرو سے ملجاوین
اور قسم ہے تمہارے سر کی کسی صورت سے افراسیاب کی فتح نہوئیگی مین نے سب زمانے
عیارون کے دیکھے بلا کے انسان ہین اگر عمرو سے تم ملجاؤ تو صورت زندگی کی ہوتی ہے گلچین کے
کہنے سے باغبان بھی نیم راضی ہوا یہ دونون تنہا بیٹھے تھے اور اکیلا سمجھ کے باتین
کرتے تھے کہ دفعتہً دیکھا سامنے سے افراسیاب نے جادوگر بھیجا اس نے کہا افراسیاب
نے بلایا ہے یہ دونون افراسیاب کے سامنے گئے افراسیاب نے ترچھی نگاہ سے کہا بیٹھو پھر پوچھا
کہ کیون سچ بتاؤ رات کو کیا باتین کرتے تھے مجھے سب خبر ہے باغبان قدرت نے ہاتھ باندھکر
کہا کہ اے افراسیاب عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے اسنے کہا تھا کہ شریک عمرو کے ہو مگر قصور ہوا
افراسیاب نے کہا اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون فلان پہاڑ کے دو

جادو دیکھو تو وہان تمکو کیا تماشا نظر آتا ہی لاکھ جادوگرون سے شہنشاہ جادو کو کوکب
روشنضمیر نے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا ہی مین کیونکر اُنکو قتل کرتا ہون بس یہ سنکر
دونون کھڑے ہوئے اور دو پنجے دونون کی کمرین ہاتھ دے کر سوے آسمان لے گئے جب
جب آنکھ کھلی دونون کی دیکھا تو ایک پہاڑ بہت بلند ہی اُسپر یہ دونون ٹھہرے اب دو کلمے
داستان کوکب روشنضمیر کے سنیے کہ کوکب نے شہنشاہ جادو کو سچ ہے کہ لاکھ
ساحرون سے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا تھا اور اُسی پہاڑ کے سامنے شہنشاہ پڑا ہوا
تھا دفعتہً شہنشاہ نے دیکھا کہ سوا سو جادوگر برق شمشیر کھینچے ہوئے یہ پکارتے ہین کہ ہم
غلام افراسیاب کے ہین اے شہنشاہ خبردار اب کہان جائیگا شہنشاہ حیران ہوکر
کہنے لگا کہ یہ مادر بخطا سوا سو ساحر ہمارا کیا کر سکینگے ہمتو لاکھ ساحر ہین غرض شہنشاہ جادو
سوار ہوا لگی تلوار چلنے اسوقت افراسیاب نے کچھ ایسا سحر کیا کہ خود بخود لاکھ ساحرون نے
شہنشاہ کے اپنی اپنی تلوارون سے اپنے اپنے سر کاٹنا شروع کیے اور تمام فوج کا شہنشاہ
کی خاتمہ ہوگیا اُسوقت آواز آئی کہ اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون
نے دیکھا باغبان و گلچین نے افراسیاب کو سجدہ کیا بعد ازان دیکھا کہ ایک سواری
بڑے دھوم دھام سے آئی جسوقت قریب پہونچی تو باغبان و گلچین نے دیکھا
کہ ہماری صورت کا ایک باغبان اور ایک شخص دیگر دونون تخت پر بیٹھے ہوئے
آتے ہین بارگاہ خالی مین شہنشاہ جادو کی داخل ہوئے یعنی اُسی شہنشاہ کی
بارگاہ مین جو کوکب روشنضمیر کی طرف سے آیا تھا جب یہ دونون بارگاہ مین جا چکے
تب باغبان اور گلچین اصلی کو جو پہاڑ پر کھڑے تھے دو پنجے پیدا ہوئے دم بھر مین
افراسیاب کے سامنے لاکر اُتار دیا دونون نے کہا اے افراسیاب تو برحق ہی کیا
طاقت کسیکی جو تیرا سامنا کر سکے تب افراسیاب نے کہا کہ ان دونون کو انکے مکان پر
پہونچا دو غرض یہ دونون اپنے مکان مین آئے مگر حیران تھے افراسیاب نے
نامہ مصور جادو کو لکھا کہ ای مصور جادو جس طرح سے ہوسکے عمرو کا سر کاٹ کر میرے
پاس بھیجدے مصور نے وہ نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ بحکم سامری اور جمشید عنقریب

عمرو کا سر کاٹ کر بھیجتا ہون اور مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون آپ خاطر جمع رکھین اور مصور جادو
عمرو کے قتل کی فکر مین روانہ ہوا اور عمرو بران شمشیرزن سے رخصت ہو کر ایک صحرا
مین چلا جاتا تھا کہ اثناء راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی عمرو نے گلے سے لگایا اور برق
فرنگی گلے لپٹ کر رو دیا عمرو نے کہا خیریت ہے برق نے کہا کہ افراسیاب نے مصور کو
نامہ بدین مضمون کا لکھ بھیجا ہے کہ حضور کا سر کاٹ لائے سو وہ فکر مین آپکی ہے اللہ تعالے آپکو
ہمارے سر پر سلامت رکھے اُسوقت سے غلام کی عجب حالت ہے اب غلام اس فکر مین ہے
کہ جس طرح سے ہو غلام آپ پر سے پہلے تصدق ہو جائے عمرو نے کہا بیٹا خبرداری سے جانا
مصور جادو بڑا زبردست لطفہ حرام ساحر ہے غرض یہ گفتگو کر کے برق فرنگی عمرو
سے علیحدہ ہو کر ایک صحرا کی طرف نکل کر مصور جادو کی بارگاہ کو چلا اور عمرو ایک صحرا کی طرف
چلا کر برق صورت تبدیل کیے ہوئے مصور کی فوج مین ملحق ہو کر عین ملکہ صورت نگار کی
بارگاہ کی قنات کے پیچھے پہونچا اور صورت نگار جورو مصور کی ہے اسمین کوئی پہر رات
گئی ہے اور پیچھے قناتون کے جو جادوگر نوکری پر تھے برق فرنگی نے سب کو بیہوشی دیکر
دو پہر رات کے قریب قنات کی میخ اُکھاڑ کر صورت نگار کے پلنگ کے
برابر آیا اور ایک لونڈی صورت نگار کی چمپی کرتی تھی مگر اونگھ رہی تھی برق
اُسکو بیہوش کر کے اُسکی صورت آپ بنا اور ملکہ صورت نگار کے سرہانے آ کر
رومال جھلنے لگا دو ایک مرتبہ ملکہ کے مُنھ پر سے بال سرکائے ہاتھ مین بیہوشی تھی جیسے ہی
برابر دماغ ملکہ کے پہونچی تڑاق سے چھینک آئی ملکہ بیہوش ہو گئی اور برق فرنگی نے
اپنی صورت صورت نگار کی ایسی بنائی اور صورت نگار کو وہان لایا جہان لکڑیون کا
انبار تھا اُن لکڑیون کے تلے جا کر ملکہ صورت نگار کو دبا دیا پھر وہان سے آ کر اُسی بارگاہ مین
بصورت صورت نگار سب جادوگرون کو جگایا اور کہا کہ میرا جی گھبراتا ہے مصور جادو
کے پاس اسوقت چلونگی غرض صورت نگار نقلی سوار ہو کر مصور جادو کے پاس آئی اور
یہان مصور جادو ایک لونڈی سے اختلاط کر رہا تھا دیکھتے ہی صورت نگار کو ڈر گیا اور
اُس لونڈی کو ہٹا دیا آپ اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ اسوقت تم کیونکر تشریف لائین

کسی نے آپ سے کچھ جاکر شاید کہدیا صورت نگار نے کہا میاں مجھے تمہارے فعلوں سے
کچھ کام نہین تمھارا جو جی چاہے کرتے پھرو مین تمھاری تابعدار ہون بارے مصور جادو نے
گلے لگایا اب صورت نگار اور مصور جادو سے اختلاط شروع ہوا اور دونون
پلنگ پر آکر لیٹے قضارا کار مصور جادو تصویر کو عمرو کی دیکھ رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ عمرو اسی
پہاڑ کے درہ مین ٹہل رہا ہے اسنے صورت نگار سے کہا کہ بی بی کیا غضب کے عیار ہین آؤ
ملکہ چلو پہلے عمرو کو پکڑ لائین بعد ازان ہم تم عیش کرین گے صورت نگار سے اور کچھ نہ بن پڑا کہا
بہت خوب پس یہ دونون پہاڑ کے تلے اُترے وہان بیچ بیچ عمرو ایک جادوگر بنا پھرتا تھا اسمین
مصور اور صورت نگار برابر عمرو کے پہونچے آواز دی مصور نے کہ اے عمرو اب
کہان جائیگا یہ کہتے ہی زمین پر ایک دوہتڑ مارا عمرو نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پانو کا دم نکل گیا
ساتھ ہی ایک پنجہ پیدا ہوا عمرو کو لیکر سوے آسمان غائب ہوا غرض صورت نگار
نقلی اور مصور جادو ناچار ہوکر اپنے مکان پر آئے برق نے چاہا کہ عیش کی صحبت مین
تصویر عمرو کی گلے سے مصور جادو کے اُتار لیجیے غرض یہ دونون جورو خصم آکر مسند پر بیٹھے اور
شراب چلنے لگی انکو تو اس فکر مین چھوڑو اور وہ پنجہ جو عمرو کو اُٹھا لے گیا وہ پنجہ سحر کا کوکب
روشن ضمیر کے تھا غرض عمرو کو اُس پنجہ نے بعد گھڑی بھر کے ایک میدان مین جاکر اُتارا اب
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان نہایت خوبصورت ہے چار کوس کے گرد مین چار پہاڑ ہین ایک طرف
سونے کا اور ایک طرف زمرد کا اور ایک سمت یاقوت کا اور ایک سمت بلور کا اور کئی پہاڑ
مین ایک ایک دروازہ ہے اور سارے میدان مین گھاس سنہری اور پتون پر مانند مینا کے
خوشرنگ سبزی ہے سویرا ہوتے ہی ہوا سرد سرد چلتی ہے عمرو اکیلا چلا جاتا تھا لیکن نہایت حیران
کہ کہین ایسا نہو یہ مکان افراسیاب کا ہو کہ دفعۃً اُس سونے کی پہاڑ کی طرف آیا ناگاہ
وہان سے سو رنڈیان نارنجی پوش ایک تخت سونے کا لیے ہوئے سامنے آئین اور ایک
عورت نے عمرو کو آکر مجرا کیا اور نامہ عمرو کو دیا عمرو جو دیکھے تو اُسپر کوکب
روشن ضمیر کی مہر ہے لکھا ہے کہ ہمنے تمکو بلایا ہے عمرو یہ دیکھکر نہایت خوش
ہوا غرض عمرو تخت پر سوار ہوا ایک دم مین داخل اُس پہاڑ مین سونے کے

ہوا جب اُس پہاڑ کے باہر آیا ایک باغ دیکھا کہ تمام چاردیواری سونے کی زمین سونے کی
درخت سونے کے ٹہنیاں اور پھول منقش کے لیکن ہر پھول پر جگر زمرد کا بنا اور بیچ مین
ایک بنگلہ سونے کا تحریر مین زمرد کی سوا سو پریزاد سنہری پوشش بنگلے مین اور چار سو
پریزاد تمام باغ مین پھیلی ہوئی ہین اور بنگلے سے آواز طبلے اور گانے کی آتی ہے عمرو
سامنے بنگلے کے پہونچا تو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر بہشتی جوڑا پہنے ہوئے ہے اور چار طرف
سے سنہری پاؤں کی سو چھیل لیے کنیزان کھڑی ہین عمرو جلد کو بڑا کوکب نے اُٹھکر عمرو کو
گلے سے لگایا کوکب نے کہا خواجہ تم بڑے غضب مین گرفتار ہوئے تھے اگر خدانخواستہ مصور
جادو تحسین بلکہ کرتا تو مار ہی ڈالتا عمرو نے یہ سنکر ادا اسے احسان کوکب کا کیا اور کہنے لگا کہ
اے ملک میرا شاگرد برق مصور جادو کی جورو کی صورت بنا ہے یعنی بشکل صورت
نگار مصور کے پاس ہے یقین ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ عیاری کریگا اب مجھے بھی آپ یہان سے بھیجیے کہ
مین وہان جاؤن غرض کوکب نے عمرو کو کھانا کھلوا کر ایک گھوڑا سحر کا منگایا عمرو اُسپر
سوار ہوکر دو گھڑی مین مہرخ سحر چشم کی بارگاہ مین پہونچا عمرو نے مہرخ سے ملاقات کی کرسی
بیٹھکر کچھ گفتگو آغاز کی اب دو کلمہ داستان برق فرنگی کے سنیے کہ برق بصورت
صورت نگار پاس مصور کے بیٹھا ہوا ہے اختلاط ہو رہا ہے اور شراب چل رہی ہے کہ
وقت دوپہر کا ہوا اسمین صرصر شمشیر زن آئی صورت نگار نقلی نے کچھ ڈالیان زمرد کی
اور ایک مالا موتیون کا صرصر کو دیا بارے وہ سب اسباب لیکر وہ آئی اور مصور جادو
کو شراب کا خوب نشہ ہوا اور چھینک آئی وہ بیہوش ہو گیا برق اسوقت اُٹھا اور
تختی تصویر کی مصور جادو کے گلے سے نکالکر اپنے قبضے مین کی اور بارگاہ سے باہر نکل کر
بھاگا برابر بارگاہ مہرخ سحر چشم کے پہونچا کہ پیچھے سے صرصر نے پیچھا برق کا پہچانا اسوقت
عمرو کی صورت بنکر صرصر پیچھے برق فرنگی کے مہرخ کی بارگاہ مین آئی جیسے ہی برق
نے دیکھا کہ اُستاد آگئے ہین پکارا کہ اُستاد مین تصویر آپ کی مصور جادو کے
گلے سے لایا عمرو یعنی صرصر شمشیر زن نے وہ تصویر دیکھا بہت خوش ہوکر برق
فرنگی سے لی اور مثل برق برق سے الگ ہو کر پکاری منم صرصر شمشیر زن یہ کہکر

بھاگی برق فرنگی نے کہا بڑا غضب ہوا یہ سوچکر پیچھے صرصر کے چلا قضا را کار کمین ضرغام
شیردل اُس طرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا کہ صرصر عیار کی صورت بنی ہوئی پکارتی آتی ہے کہ
سنم صرصر اور پیچھے اُسکے برق فرنگی بدحواس آتا ہے ضرغام شیردل پہلے صرصر شمشیر زن
سے مصور جادو کی بارگاہ مین گیا کیا دیکھا کہ مصور جادو بیہوش مثل مردے کے پڑا ہے ضرغام
شیردل جوانمرد نے نہایت عجلت کے ساتھ مصور کو اور زیادہ بیہوش کر کے پلنگ پر
ڈال دیا اور دری سے چھپا دیا اور آپ مصور جادو کی صورت بنکر بیہوش ہوکر جلدی سے لیٹ
رہا کہ اتنے مین صرصر شمشیر زن پہونچی اور آتے ہی نوکرون چاکرون سے کہا کہ اے نکھٹے منہ اس
طرح غافل ہوکر سو رہتے ہو یہ کہتی ہوئی مصور کے پلنگ کے برابر آکر مصور نقلی کو فتیلہ رفع
بیہوشی کا دیا اور صرصر نے کہا کہ آپکی تصویر برق فرنگی لے گیا تھا مین دیکھیے کیا
عیاری کر کے لائی ہون یہ سنکر مصور نقلی نے صرصر کو گلے سے لگا لیا اور وہ تصویر
ہاتھ مین لی اور گلے مین اپنے ڈالی صرصر کو خلعت دیا صرصر تو گئی اب دو کلمے داستان
صورت نگار کے سُنیے کہ وہ جورو مصور جادو کی ہے جسے برق نے انبار کے تلے ڈال
دیا تھا جب ایک رات اور ایک دن ہوا تو صورت نگار کی بیہوشی رفع ہوئی
آنکھ کھول کر اپنے تئین وہان پڑا دیکھا گھبرا کر اُٹھی اور مصور جادو کی بارگاہ مین آئی
آتے ہی کہا میان مجھے تو بیہوش کیا لیکن تمکو خدا نے بچایا مصور نقلی نے کہا خدا نے تمکو بھی
بچایا اور مجھے بھی بچایا اسوقت صرصر نے ایسا کام کیا غرض دونون جورو خاوند یعنی مصور نقلی
اور صورت نگار اصلی دونون بیٹھے بعد ایک لمحہ کے ایک سمرن صورت نگار نے اپنی لیکر
مصور نقلی سے کہا کہ یہ سمرن تم اپنی لو چنانچہ وہ سمرن سحر کی ہے اور اُسمین یہ خواص ہے کہ ان دونون
جورو خاوند کے سوا کوئی اُسکو اگر ہاتھ لگاوے تو اُسکا ہاتھ جل جاوے ضرغام شیردل مصور نقلی تو
یہ حال جانتا نہ تھا جیسے ہی اُسنے اس سمرن کو لیا اُسکا ہاتھ جلنے لگا وہ سمرن ہاتھ سے پھینکدی
صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا سچ بتا تو کون ہے ناچار ضرغام نے اپنا نام بتایا تب صورت
نگار نے کہا کہ تو نے میرے خاوند کو کیا کیا ضرغام شیردل نے عیاری سے کہا کہ فلان پہاڑ مین ہے
ضرغام کو صورت نگار لیکر وہان گئی وہان نہ پایا پھر صورت نگار نے کہا اگر تو میرے خاوند کو بتا دے تو تجھے ابھی چھوڑ دون

ورنہ جان سے مار ڈالونگی غرض ضرغام نے بہت جگہ اُسے عیاری سے دھوکھا دیا لیکن گھات رہائی کی
اُسنے نہ لگھی ناچار صورت نگار ضرغام کو پھر اپنے خیمے مین لائی اس عرصہ مین مصور جو پلنگ کے
تلے پڑا تھا اُسکی بیہوشی اُترگئی وہ جو اُٹھکر دیکھے تو میری جورو کے پاس ایک شخص میری صورت کا
ہے اُسکی مشکین باندھی ہین اور خفا ہو رہی ہے مصور جادو نے اُٹھکر اپنی جورو کو گلے سے لگایا اور
پوچھا یہ کیا ماجرا ہے اُسنے سارا حال بیان کیا مصور و صورت نگار نے اب تدبیر اُسکی گردن
مارنے کی ٹھہرائی کہ اسی خیمہ مین گردن مارین عمرو نے جب سُنا کہ برق فرنگی تصویر میری مصور کے
گلے سے بڑی عیاری سے لایا تھا ضرور میری صورت بنکر برق کو فریب دیکر لیگئی اسوقت بارگاہ مصور
کی طرف آیا وہان احوال ضرغام کی عیاری کا سنا غرض عمرو افراسیاب کی صورت بنکر مصور
کی بارگاہ مین گلیم عیاری اوڑھے چالیس گز اُڑکر نمود ہوا مصور اور صورت نگار دونون نے مجرا
کیا افراسیاب نقلی بارگاہ مصور مین آکر تخت پر بیٹھا اور ضرغام شیر دل اور مصور و صورت نگار کو
ساتھ لیکر باہر بارگاہ کے آیا جنھون نے دیکھا کہ افراسیاب ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور ایک
طرف مصور و صورت نگار کو پکڑے سمت صحرا روانہ ہوا جب دیکھا کہ ایک جنگل سنسان ہے
نہ کوئی آدمی نہ درند نہ پرند وہان آکر ایک سیب دونون جورو خاوند کو دیا کہ تم کھا لو اُن دونون نے
وہ سیب کھایا چھینک آئی بیہوش ہو کر گر پڑے ضرغام دوڑ کر عمرو کے پانون پر گرا عمرو
گھسیٹ کر خنجر چاہتا تھا کہ مصور اور صورت نگار کو جہنم واصل کرے لیکن اتفاق سے
افراسیاب اُس میدان مین آ رہا تھا ضرغام نے دیکھا عمرو نے نہ دیکھا تھا ضرغام تو بھاگا عمرو رہ گیا
افراسیاب نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پانون کا دم نکل گیا افراسیاب نے عمرو کو پکڑا مصور
اور صورت نگار کو ہوشیار کیا یہ دونون اُٹھے پانون پر گر پڑے اور عرض کیا کہ آپ کے تصدق سے
ہماری جان بچی افراسیاب نے دونون کو خیمے مین بھیجدیا مگر عمرو کو پکڑ کر دم بھر مین دریاے قہر مین
ایک ٹاپو تھا اُسمین لایا اور عمرو کو بٹھلا کر کہا اے ساربان زادے تجھے ایسی جا پر قید کرون گا
جہان سے کوئی لیجا نہ سکے یہ کہکر دستک دی کہ ایک پنجہ ہاتھ مین ڈوری ریشم کی لیے ہوے پیدا
ہوا افراسیاب نے اُس ڈوری کو لیکر آسمان کیطرف پھینک کر سحر کیا جھولا سا بنگیا تا معلق
ہے اُسی جھولے مین عمرو کو قید کیا پھر کچھ سحر کیا کہ وہ ٹاپو تمام پانی پانی ہو گیا عمرو نے دیکھا کہ تلے تو

دریا سے تھا اور اُسپر وہ جھولا معلق ہوا ہے جو اُسپر مین بیٹھا جھولتا ہون بس افراسیاب اپنے مکانکو
چلا گیا جب عمرو کو افراسیاب نے قید کیا جھولے پر دریا مین قضاءِ کار ایک دن مصور ایک
جنگل مین آیا مخمور سرخ چشم کو دیکھا اور سمجھا کے اپنے ساتھ لیچلا چنانچہ وہ ضرغام تھا اُسنے مصور
جادو کو پھر بیہوش کیا چاہا کہ سر کاٹون وہین صورت نگار آئی اور جھٹ پٹ ضرغام کو بزور
سحر پکڑا اور چاہا کہ لیکر چلون سامنے سے برق فرنگی صرصر بنا ہوا آیا اور آکر مصور و صورت نگار
دونون کو کمند ماری اور ضرغام کو چھڑایا اب ان دونون نے چاہا کہ مصور و صورت نگار
کو ذبح کر ڈالین کہ ساتھ ہی افراسیاب نے آکر گرا اور مصور و صورت نگار اور ضرغام و برق
کو اپنے ساتھ لیکر چلا راہ مین افراسیاب کو از راہ سحر معلوم ہوا کہ بران شمشیر زن آتی
پہاڑ کے درہ مین ہو مصور جادو کو ضرغام اور برق کو دیا اور آپ بران کے سامنے آیا
دونون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی بران نے تمام سحر افراسیاب کے اختر مروارید کو دکھا کر نوبت
یہان تک پہنچی کہ افراسیاب بیہوش ہوکر گرا اور بران روانہ ہوئی اور یہان چالاک افراسیاب
بنکر مصور سے دونون عیارون کو لیگیا مگر دونون کے پانون مین زنجیر سحر کی تھی ناچار چالاک
دونون کو ایک پہاڑ مین بٹھا کر آپ روانہ ہوا وہان افراسیاب کو ہوش آیا یہ اُٹھکر مصور
جادو کے پاس آیا پوچھا وہ دونون عیار کہان ہین مصور نے کہا ابھی تو آپ مجھسے لیگئے تھے
یہ چپ ہوکر بارگاہ مین حیرت کی اور مصور اپنے مکان آیا اقسام کو مع مہرخ و بہار کے
حیرت کی بارگاہ مین افراسیاب نے بھاگتے پایا اور کہا کہ جلد انکو قتل کرو دفعتہ دیکھا کہ ملکہ
بران شمشیر زن حیرت جادو کی بارگاہ مین سامنے افراسیاب کے آئی اور آتے ہی
پانون پر گر پڑی اور کہا مجھسے قصور ہوا اب آپ میری تقصیر معاف کیجیے یہ بران نہ تھی چالاک
تھا افراسیاب سے فریب کرکے مہرخ و بہار اور اقسام کو لے گیا مہرخ وغیرہ تو بزور سحر پرواز کرکے
اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین مگر چالاک کو بزور سحر پہچان کر افراسیاب نے پھر گرفتار کیا
اور حیرت کی بارگاہ کیطرف لیچلا یہان جانسوز بن قران صرصر بنکر پاس صنعت سحر ساز
کے آیا اور کہا کہ جلد آپ الگ چلیے تو مین کچھ عرض کرون غرض جانسوز نے صنعت سحر ساز
کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اور آپ صنعت سحر ساز بنکر چالاک نقلی کار کا [illegible] صنعت سحر ساز

کو صندوق مین بند کرکے سرچالاک کا لیکر حیرت کی بارگاہ مین لے گیا اور صنعت سحر ساز نقلی نے
حیرت سے ملاقات کی حیرت نہایت خوش ہوئی اتنے مین افراسیاب چالاک کو پکڑے ہوئے حیرت
کی بارگاہ مین آیا صنعت سحر ساز نقلی افراسیاب دیکھتے ہی بھاگی سب نے جانا کر کوئی عیار
تھا لیکن صنعت سحر ساز نقلی یہان اپنے لشکر مین آکر بیٹھی ایک دم کے بعد پھر حیرت کیطرف
آئی اور افراسیاب مجرا کیا افراسیاب نے بزور سحر جانسوز کو پہچان لیا اور کہا صنعت سحر ساز
کو تو نے کیا کیا جانسوز نے کہا کہ مین نے فلان پہاڑ پر رکھی ہے افراسیاب جانسوز کو ساتھ لیکر اُس
میدان مین جا کر پہونچا جس میدان مین جانسوز ملا تھا صنعت سحر ساز کو یہان گاڑ دیا تھا
اب افراسیاب اور جانسوز دونون وہان کھڑے مٹی سرکانے لگے مگر جانسوز نے اسطرح سحر
مٹی کو اڑانا شروع کیا کہ اُس مٹی مین بیہوشی ملا آیا تھا وہی دماغ مین افراسیاب
کے گئی اور افراسیاب تڑاق سے بیہوش ہوکر گرا جانسوز نے افراسیاب کو تو جلدی دم مین
چھوڑ دیا مگر آپ افراسیاب کی صورت بنکر حیرت کی بارگاہ مین آیا اور چالاک کو لیکر روانہ ہوا ایہان
افراسیاب کو ہوش آیا گھبرا کر صنعت سحر ساز کے پاس آیا بزور سحر دریافت کیا کہ صندوق
مین بند ہے صندوق کھولکر صنعت سحر ساز کو نکالا وہ پاؤن پر گری اور کہا مین پکڑے لاتی
ہون کہان جائیگا افراسیاب اپنے باغ سیب مین گیا مگر صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار
وہان آئین جہان برق و ضرغام پہاڑ مین بیٹھے تھے قید زنجیر سحر مین ناچار اور مجبور صرصر نے آکر
دونون کو ہوشیار کیا اور لیکر ساتھ چلی قضا کار راہ مین چالاک و جانسوز اُدھر سے آتے تھے
اُنھون نے دیکھا اور صرصر و صبا رفتار گھبرا گئین تیغہ زنی اور خنجر زنی ہونے لگی وہین دو
پنجے پیدا ہوئے دونون عیار بچیون کو لیکر سمت فلک روانہ ہوئے مع برق اور ضرغام آب
چالاک و جانسوز ناچار ہوکر پھرے صنعت سحر ساز نے سب راستے بند کر دیے تھے کر
آتے ہی چالاک اور جانسوز دونون کو دم بھر مین کسی نے قید کر لیا اور صنعت سحر ساز کے
سامنے لاکر ڈالدیا صنعت سحر ساز انکے قتل کی فکر مین ہوئی اور برق اور ضرغام کو جو پنجہ اُٹھا کر
لیگئے تھے وہ افراسیاب کا سحر تھا غرض افراسیاب نے لاکر ایک باغ مین
انکو رکھا اور آپ باغبان قدرت کے مکان مین آیا باغبان اور گلچین نے مجرا کیا

افراسیاب نے سب حال ان دونون سے کہا اور آپ اپنے مکان کو چلا گیا غرض گلچین نے
خداوند کو بیہوش کرکے برق و ضرغام کو چھڑایا اور ایک درہ کوہ مین لاکر بیٹھی تھی کہ سامنے سے مہرخ
اور بہار کو جاتے دیکھا گلچین نے اُنسے ملاقات کی مہرخ نے سحر کی زنجیرین برق و ضرغام کی
کھولین اور گلچین کو اپنے ہمراہ بارگاہ کی طرف لیکر روانہ ہوئی اور افراسیاب کو
یہ خبر پہونچی کہ صنعت سحر ساز نے چالاک کو گرفتار کیا ہے وہان آیا چالاک و جانسوز کو صنعت
سحر ساز سے لیکر اپنے مکان کو چلا راہ مین قضا کار مہرخ اور ضرغام و بہار اور برق فرنگی کو
جاتے دیکھا اُنسے انکو پھر گرفتار کیا لیکن عمرو کو جو بران چھڑانے چلی ہے اسنے راہ
مین دیکھا افراسیاب مہرخ اور بہار و برق اور ضرغام کو پکڑے لیے جاتا ہے بران نے
مقابلہ افراسیاب کا کیا قضا کار افراسیاب اُسوقت زبردستی پر آگیا جیسے ہی بران
زمین پر چاہے کہ گرے ویسے ہی ایک جادوگر سامنے سے پیدا ہوا اُسنے منہ پر بران کے ایک
چٹکی خاک کی ماری کہ بران بیہوش ہوکر گری اور وہ پکارا کہ اے افراسیاب ہم ایسے سحر
غلام موجود ہین تو ناحق تکلیف کرتا ہے یہ کہکر برابر افراسیاب کے آیا افراسیاب دیکھتا تھا
کہ ساتھ ہی کسی نے ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ افراسیاب کو تراق سے چھینک آئی اور بیہوش
ہوکر زمین پر گر پڑا اور اُس ساحر نے بران کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اے ملکہ مین ہون قران غرض بران
نے اختر مروارید کو نکالا اور مہرخ وغیرہ کو ہوشیار کیا اور تخت بزور سحر تیار کرکے سبکو اُسپر سوار کرکے
روانہ ہوئی اور قران وہان سے درہ کوہ مین آیا جب افراسیاب کو ہوش آیا معلوم کیا کہ یہ
کوئی عیار تھا ناچار اپنے مکان پر چلا آیا یہان بران شمشیرزن سب کو لیکر بارگاہ مین آئی
مہرخ اور بہار اپنی بارگاہ مین آئین برق فرنگی اور چالاک و ضرغام اور جانسوز وغیرہ سب
عیاری کو نکلے مگر برق فرنگی مصور جادو کی فکر مین اُسکی بارگاہ مین آیا اور ملکہ بران عمرو کے
چھڑانے کی فکر مین پھر روانہ ہوئی اور ایکدم مین کنارے دریاے خون رواں کے پہونچی اور عمرو کے
اُسی سحر کی حالت مین بران کو دیکھا کہ یہ شعلہ آتش بنکر اس دریا مین کہ جسمین عمرو قید تھا گری
دریا خشک ہوگیا اور عمرو کو بران شمشیرزن نے چھڑایا اور کنارے پر آئی عمرو خوش ہوکر
بران سے باتین کرتا تھا کہ سامنے سے افراسیاب پیدا ہوا اور اُسنے جھپٹ کر ایسا سحر کیا

کہ غفلت مین بران اور عمرو گرفتار ہو گئے افراسیاب نے دونون کو ارادہ قتل کا کیا لیکن عشاق
سبزہ رنگ ایک جادوگر اُستاد افراسیاب کا جو اُسنے ملکہ حیرت اور افراسیاب کو نامہ لکھکر
ایک قندیل سحر مین نامہ دار کو بٹھاکر کہ نام اُسکا طوماس جادو تھا روانہ کیا اور کہا کہ یہ قندیل وہان
جائے کہ جہان افراسیاب ہو غرض یہ قندیل اُڑتی چلی قضاء کار راہ مین طوماس نے قندیل
کو تھاما اور اُسکو احتیاج پیشاب کی ہوئی قندیل سے نکلا اُسنے الگ جاکر پیشاب کیا قضاء کار
یہان چالاک بن عمرو بیٹھا تھا اُسنے کلگوہن مین پتھر رکھکر جو مارا طوماس کا سر پھٹ گیا چالاک
اسکی صورت بنا اور اس سے پوچھ لیا تھا کہ تم کہان جاؤگے اسنے کہا کہ مین نامہ لیکر عشاق کا پاس
افراسیاب کے جاؤنگا اور خاصیت اس قندیل کی یہ ہے کہ جہان افراسیاب ہوگا وہین جائیگی
جب یہ پوچھ لیا تو پیچھے ہٹکر پتھر سے ہلاک کیا اور آپ اوسکی صورت بنکر نامہ لیکر روانہ پیش
افراسیاب ہوا کہ اسمین وہ قندیل جہان افراسیاب عمرو اور بران کے قتل کی فکر مین تھا
وہان آکر اُتری چالاک نے وہ نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب نے جیسے چاہا کہ لفافہ
کھولے اس لفافے سے لُقہ بیہوشی کا اُڑا افراسیاب چھینک مارکر بیہوش ہو گیا چالاک
نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو غرض بران نے عمرو اور چالاک کو اپنے ساتھ لیا اور بارگاہ مین
آئی یہان افراسیاب کو ہوش آیا نہایت خفا اُٹھا اور باغبان قدرت کے مکان پر آیا
اور اُس سے کہا کہ اسے باغبان تو مجھسے پھر گیا اُسنے بہت سا عذر کیا اُسنے نمانا اُسنے کہا کہ مجھکو اپنی
جورو سے کچھ کام نہین ہے لیکن افراسیاب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحرون نے گرفتار کیا اور
افراسیاب اسکو ایک جنگل مین لایا اور وہان اسکو ایک درخت سے باندھ دیا اور ایک سمت
روانہ ہوا یہان برق فرنگی جو مصور کی بارگاہ مین آکر کھڑا ہوا مصور نے صندوقچہ
سحر کو کھولکر طومار جادو کو دیا اور کہا کہ خبرداری سے اسکو لیجانا وہ اُسے لیکر واللہ اعلم کہان لیجانیکا
قصد رکھتا تھا مگر پہلے اپنے مکان پر آیا پیچھے اسکے برق بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر
اسکے مکان مین آیا اور کہا کہ بھائی مصور جادو نے کہا ہے کہ اس صندوقچہ سے بہت خبردار
رہنا اُسنے کہا بہت خوب باتون مین لگاکر بیضہ بیہوشی کا اسکے منہ پر مارا کہ طومار بیہوش
ہو کر گرا برق فرنگی نے طومار کا سر کاٹکر اُس صندوقچہ مین دیکھا تو تصویرین بانی اُن تصویرونکو

پھاڑ ڈالا اور آپ بھاگا یہان مصور کو خبر ہوئی اور جلد تر باس برق فرنگی کے پہونچکر از راہ سحر
پکڑ لیا ارادہ قتل کرنے کا کرتا تھا کہ افراسیاب اُسیوقت پہونچا اور اُسنے برق کا سر کاٹ کر
طلسم کے کنگرے پر لٹکا دیا یہ خبر ایک جادوگر لیکر بران کی بارگاہ مین آیا اور اُس سے بیان کیا کہ
افراسیاب نے برق فرنگی کا سر کاٹ ڈالا یہان ماتم برپا ہوا عمرو پچھاڑین کھا کر اپنے تئین
ہلاک کرنے لگا اور بران نے کہا جو شدنی تھی وہ ہوئی مگر خاطر جمع رکھو مین عوض مین خون برق
کے مین پریزادان تو ڑونگی غرض مہرخ اور بہار کو رخصت کیا اور عمرو کو ایک پوڑی سحر کی دیکر کہا کہ اسپر
کسیکا سحر اثر نہین کرتا آخر الامر عمرو سامنے طلسم کے آیا بران نے نقارہ کوچ کا کیا اور ہلال سحر
افگن و طوفان قہر چشم کو دو لاکھ ساحر سے روانہ کیا بعد اسکے غبار جادو و اظہار جادو و مشتری
سحر زلفین کاکل کشا و مجم الست ملکہ حسین زرین دست اجگر جادو و سہیل اژدر
سوار سہیل کج گردن ملکہ شعلہ شمشیر زن ملکہ کاکل مدہوش سحر خرس پیشانی ظہیر دلو کش
گلفام جادو و مرزبان و زیر سبکو دس لاکھ ساحرون سے روانہ کیا اور آپ بھی سوار ہوئی اسکے ساتھ
مجلس آرا جادو و محبوب جادو و سلیمان عنبرین مو ملکہ اختر بن شہپال فیل زور
شمشیر زن مہرخ سحر چشم شکیل جادو و برق جادو و رعد جادو و عقاب جادو و عمرو و چالاک
ضرغام جانسوز ملکہ مہرخ کو ہراول لشکر کیا بصد دم ملکہ بران بارہ لاکھ ساحرون سے سامنے طلسم ہوشربا کے آئی اُسطرف سے
ملکہ حیرت جادو مع فوج اور لشکر کے سوار ہوئی اور مصور جادو بائین ہاتھ کو اہلیل جادو و فیل جادو و ملکہ
شگوفہ سحر جادو و آماس جادو و قیماش جادو و سرمایہ برف انداز ابریق کوہ شگاف ماہ جادو و
مہتاب جادو تیرہ لاکھ جادوگرون سے دست راست کو اور صنعت سحر ساز چار لاکھ ساحرون سے اب
یہ فوجین ہین اور لشکر ہے کہ دریا ہے گرد و غبار فلک پر چھایا ہے روے آفتاب گندلا ہوگیا ہے گاو زمین کی کمر مین
وہ کسک آئی ہے کہ اگر وہ شاخین بھی کھچوائے جب بھی یہ کسک نہ جائے مرکز دائرہ خاک مین لچک
آجائے برادہ ریگ اُس مقام کا برادہ آہن تھا طوطے اُسجگہ کے بندوق کے طوطے تھے وہ صبح کا وقت
نسیم سحری کا فراٹا اسلحہ کی جھاجھاق بلند ارض و عنبرا مین تزلزل غرض یہ لشکر مثل مور و ملخ کے
میدان کارزار مین پہونچا اور برقین گرین صحرا کی جھاڑیان جھنڈیان میدان کی جلادین سقون
نے چھڑکاؤ کیا کہ آبرو کو ابر نوبہار کی کھو دیا بادلہ نگار لنگیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون مین

کتھ مہندی تھپا ہوا ہزارے کا فوارہ مشکیزے کے دہانے پر چڑھا ہوا اُنھون نے میدان کو اختیار کیا
پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی گویون کے لڑکے پٹلی دستاربن سرون پر باندھے اُنھون نے ہاتھ
کانون پر رکھکر فرقت دنیاے فانی زبان پر جاری کی نظم

عاقلان باغ یہ نہیں دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ
چشم نرگس جھکی ہے سوئے زمین

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان خاطر
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

اس چمن کی ہوا سے ہمن دسکے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین

شعر
ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید

روز جنگ ست باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب کرتکا کنارے ہوئے غرض بران آگے بڑہی اور سحر کیا تو آسمان سے دو لاکھ تلوارین
خودبخود لشکر حیرت پر گرے اُسکے بھی دو تین لاکھ ساحر واصل جہنم ہوئے پھر تو دونون مین
لڑائی سحر کی ہونے لگی یہ دونون لڑہی تھین کہ افراسیاب بھی آکر پہونچا اور برابر اُسکے عشاق
جادو اُستاد بھی اُسکا آکر داخل ہوا افراسیاب نے اُسکو دیکھکر سلام کیا اور باتین کرنے لگا
بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب اور عشاق آگیا تو اُسوقت ایک مچھلی کیصورت بنکے
اور پل پریزادان کے جو گری تو اُسکو توڑ ڈالا اور ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کرکے اپنے تخت
سے آئی اُسمین پل جو اندر دریا کے ٹوٹ کر گرا تو پانی کو دریاے خون روان کے تلاطم ہوا
ہوا اور بران گنبد سامری سے ایک حوض یاقوت کا لائی ہے چنانچہ ذکر اُسکا ہوچکا ہے پس
مچھلی کا برن اُسنے بدلا اور اُس حوض کے اندر گری اور مع اُس حوض کے بلند ہوئی اب
وہ حوض چکر کھاتا ہوا قریب دریاے خون روان کے پہونچا اور اُس حوض مین سے بران کہ
مچھلی بنی ہوئی ہے تڑپکر پل کے اوپر گری پس پل کے اوپر گرکر دریا مین ڈوبی وہان جو دیکھا تو
نہنگ جادو اور صدف جادو اور سرطان و سنگ پشت جادو وغیرہ سے وہ مقام
تمام مملو ہی اور باغات و عمارات اُس مقام پر ہین کہ جسمین وہ ساحر رہتے ہین پس وہ ساحر سب
اُٹھکر اُس سے لڑنے لگے اور ہزارہا مچھلیان اُسکے جسم مین لپٹ گئین اور آواز رعد و برق کی
پیدا ہوئی لیکن وہ پل کہ حصین کا تھا اور سحر کا بنا تو باطل ہوگیا اور دریا

خون روان خشک ہوگیا خاک اُڑنے لگی اور بران کے جسم مین مچھلیان ایسی لپٹین کہ
یہ بیہوش ہوگئی اُسوقت عشاق نے ایک سحر ایسا کیا کہ سر اسکا جدا ہوگیا لوگ رونے پیٹنے لگے
نعش کو اُسکی اُٹھا لائے اور ماتم تازہ برپا ہوا لیکن ملکہ خوبصورت جادو جو قید تھی اُسکو بران
لینے آئی تھی اور وہان پل جو ٹوٹ کر گرا تو چار لاکھ ساحر افراسیاب کے وہان کھڑے تھے مچھلیان
جو اُڑین تو اُنکے سینون کو توڑ گئین چار لاکھ ساحر مارے گئے اور فوج جو حیرت کے ساتھ آئی تھی
وہ لشکر مہرخ سے لڑنے لگی آپسمین جنگ مغلوبہ ہوئی اشعار

از آواز اسپان و گرد سیاہ — بشد روشنائی ز خورشید و ماہ — ز گرد سیہ روز روشن نماند
ز تیرہ ہوا جز بجوشن نماند — ستارہ سنان بود خورشید تیغ — از آہن زمین بود در گرد میغ
بترقید زاواے گردان زمین — دگرز و سنان آسمان آہنین — ز تنگ تبیرہ ز سنگ اندرون
بدرید دل در شب تیرہ گون — سپہ را سوے میمنہ کوہ بود — ز جنگ دلیران پُر اندوہ بود
سوے میسرہ رود آبے روان — جہان در خور اند کہ تن را روان — ہمین دون پیادہ نبس تیرہ دو
ابا جوشن و تیر آہن گذار — پیادہ کہ بد در خور کار زار — بہ فرہود تا پیش روے سوار
صفے برکشیدند نیزہ دران — سپردار با باد پایان سران — کمانہا فگندہ بہ بازو درون
ہمین باز جگر سان بجوشید خون — پس پشت ایشان سواران جنگ — گز آتش بہ خنجر بیز ندر نگ
پس پشت شان زندہ پیلان چو کوہ — زمین از پئے پیل گشتہ ستوہ — فوج حیرت نے گھونگھٹ کھایا

اور بھاگی افراسیاب کو کمال صدمہ ہوا اور چاہا کہ سحر کرون اسمین عشاق جادو نے کچھ
سحر ایسا کیا کہ زمین و آسمان دفعتہً سبز ہوگیا اور جو ساحر جس مقام پر کھڑا تھا وہ بیہوش
ہوگیا غرض بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی تو مین کیا حال اُسکا بیان کرون سبنے دیکھا کہ
ملکہ بران کی نعش پڑی ہے اوپر تخت کے اور مطلق دم نہین ہے پھر تو عمرو وغیرہ سب رونے لگے
اور گریبان چاک کر ڈالے ایک کہرام برپا ہوا آخر کو ناچار ہو کر دیکھا کہ اب کوئی تدبیر بن نہین آتی ہے
سوائے صبر کے چارہ کیا ہے بران کی نعش کو لیے ہوئے با دیدۂ گریان و سینۂ بریان اندر بارگاہ کے
گئے اور بیچ بارگاہ مین نعش کو رکھکے سب گرد نعش کے حلقہ زن ہوئے اور عشاق نے جس مقام
پر کہ لڑائی ہو رہی تھی دمین خیمے برپا کیے اور فوج کو جا کے آپ اندر خیمے کے بیٹھکر افراسیاب سے باتین کرنے لگا کہ [illegible]

تو پوچھا اُسنے افراسیاب سے کہ باغبان آج نظر نہین آتا ہے وہ کہان ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ مجھسے برگشتہ
ہو گیا ہے مین نے اُسکو واسطے چشمہ بینائی کے اندر ایک صحرا کے جاکر درخت مین لٹکا دیا ہے مشتاق
نے حال باغبان سنکر نیلم جادو کو حکم کیا کہ جاکر باغبان کو تو جلد رہا کر کے پاس ہمارے لے آ
نیلم جادو بموجب اسکے حکم کے اسوقت راہی ہو گیا اور حال سنو باغبان کا کہ اُسکو گلچین نے
جاکر رہا کیا اور کھڑے ہو کر سمجھانے لگی وہ تو سمجھا رہی تھی کہ نیلم جادو بھی جا کر پہونچا اور دیکھا کہ باغبان
تو چھوٹا ہوا ہے اور گلچین بھی موجود ہے پس اسکو خوف معلوم ہوا اسنے پیچھے سے جا کر دونون کو تڑسے
پکڑ لیا اور لیکر طرف افراسیاب کے چلا قضاکار اُدھر سے چالاک آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ باغبان
و گلچین کو ایک ساحر پکڑے ہوئے لیے جاتا ہے تو یہ حیرت کی صورت بنکر پاس نیلم جادو کے آیا اور
اُسکو قتل کیا باغبان و گلچین کو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ اِس احسان کو ہمارے فراموش نکرنا وہ دونون
تو راہی ہو گئے اور دوسری روایت مین یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ چالاک اپنے ساتھ لیے ہوئے دونون کو
پاس عمرو کے چلا آیا ان دونون نے عمرو سے ملاقات کی اور بران کی نعش کو دیکھکر افسوس کیا
اور کہا کہ خواجہ اب ہم بھی تمہارے پاس چلے آئین گے یہ کہکر بیٹھے تھے کہ جمشید بن کوکب بھی آکر
ٹھہرا حال بران کا سنکر نہایت متحیر ہوا اتنے مین معمار قدرت نے آکر جمشید کو نذردی اور عرض کیا
کہ ایک تالاب گرداب غلام نے بنایا ہے تو اُسمین تابوت بران کا چلکر رکھدیجیے کہ وہان سحر افراسیاب
کی بھی مجال نہین ہے جو اُسکو لے جا سکے کسواسطے کہ یہ کشتہ سحر ہے ضرور زندہ ہو گی القصہ جمشید
نے معمار کی راے کو پسند کیا اور بموجب اُسکے کہنے کے بران کو اندر تابوت کے رکھکر اندر طلسم
کوکب کے لیگئے اور اُس تالاب مین رکھکر پھر آئے اور آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھے وہان افراسیاب
کو جو خبر ہوئی کہ نیلم جادو مارا گیا اور باغبان و گلچین دونون پاس عمرو کے بیٹھے ہوئے خوش اور خرم
باتین کر رہے ہین یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور حیرت سے کہا کہ آجتک تو نے کوئی تیاری نہین کی
اور اُنکے عیارون نے ہزارون مرتبہ ہم سب کو ذلیل کیا حیرت کو جو غیرت معلوم ہوئی تو
یہ وہان سے چل نکلی اور نسترین لونڈی گلچین کی بہن کی تھی اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ
جمشید کے آئی اور آکر گلچین کو اشارے سے بلایا اور کہا کہ یہان سب لونڈیان حضور کی آتی ہین
وہان مین بھی آپکی خدمت گزاری کو حاضر ہون اگر آپ کا دل چاہے تو آپ میرے

ساتھ چلین اور اپنی سب لونڈیون کو بھی لے آئین کروہ سب افراسیاب کے خوف سے ایک
درۂ کوہ مین پوشیدہ بیٹھی ہوئی ہین گلچین کو یقین ہوا اور ساتھ اُسکے ہولی اُسنے اندر درہ کوہ کے
لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اور باندہ پشتارہ روبرو حیرت کے لیگئی اور کہا کہ لیجیے گلچین تو حاضر ہے وہ دیکھکر
نہایت خوش ہوئی اور گلچین کو سامنے ایک ستون تھا اُسمین باندھکر کھڑا کر دیا اس حال کی خبر
باغبان و ضرغام کو جو ہوئی تو وہ دونون آگے پیچھے بیقرار ہو کر واسطے رہائی گلچین کے اُٹھکر دوڑے
مگر پہلے ضرغام مکان مین حیرت کے آکر داخل ہوا اور چاہا کہ کوئی عیاری کرون صرصر بھی موجود تھی
اُسنے اسکو پہچان لیا اور حیرت سے اشارے مین کہدیا اُسنے بزور سحر اسکو بھی گرفتار کیا اتنے مین
باغبان بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ گلچین و ضرغام دونون گرفتار بلا ہین بس اسکو تاب باقی نرہی
اُسنے گلدستہ سحر کو بیچ بارگاہ کے پھینکدیا اُسکی جو خوشبو پھیلی اور سب ساحرون کی ناک مین پہونچی تو
وہ ازخود رفتہ ہو کر عالم نشہ مین جھومنے لگے باغبان نے آکر ضرغام اور گلچین کو رہا کیا اور لیکر چل
نکلا مگر حیرت کو غفلت کچھ کم تھی اُسنے جو دیکھا کہ باغبان ضرغام اور گلچین کو لیے جاتا ہے تو وہ
پیچھے اُسکے دوڑی جب تو ناچار ہو کر یہ بھی پلٹ پڑا اور دونون مین لڑائی سحر کی ہونے لگی حیرت
سحر مین باغبان سے بہت زبردست تھی اسوجہ سے باغبان عاجز ہو چکا تھا کہ صرصر آکر
موجود ہوئی اور اُسنے کہا کہ ای ملکہ آپ کا ہیکو ساتھ اسکے مقابلہ کرتی ہین مین اسکو گرفتار کیے لیتی ہون
آپ ہٹ جائین حیرت صرصر کو سمجھکر جدا ہو گئی اور اُسنے بیضہ بیہوشی نکالکر دکھلایا تو باغبان کو
اور مارا حیرت کے ناک پر دماغ مین جو بو اُسکی گئی چھینک آئی اور تڑاق سے زمین پر گر کر بیہوش ہو گئی
اُسوقت صرصر نے نعرہ مارا کہ منم چالاک بن عمرو صرصر کہان رہتی ہے باغبان اب آپ چلیے
یہ کہکر تینون کو ہمراہ اپنے بارگاہ جمشید مین لے آیا باغبان نے تعریف چالاک کی سب سے
کی اور آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اُدھر حیرت کو ہوش جو آگیا تو وہ ذلیل ہو کر اپنی بارگاہ مین چلی گئی
مگر اس حال کو بیان نہ کیا اسمین عشاق تو رخصت ہو کر اور گنبد سامری کے چلا گیا کہ وہ وہین
رہتا تھا اور افراسیاب کو جو غصہ آیا تو یہ لوگ اندر زمین کے اس ارادے سے جا گیا کہ چلکر طلسم
کو کب کو توڑیے یہان حیرت فقط تنہا بارگاہ مین حیران اور پریشان بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے
آکر عرض کیا کہ شیشتور بن تمیز بھتیجا خداوند ساحران کا آتا ہے حیرت نے سنکر جلدی جلدی بارگاہ کو

آراستہ کروادیا کوئی دو گھڑی نہیں گذری تھی کہ سواری اُس کافر کی آپہونچی اور وہ اژدر سحر کے اوپر سے
اوپر سے اُترکر اندر بارگاہ کے آیا اور حیرت کو سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا اور پریشان حال ہوا لوگون نے
تمام حال پل کے ٹوٹنے کا اور لڑائیونکی شکست ہونے کا روبروُ اسکے بیان کیا وہ سنکر بہت برہم ہوا
اور اُسیوقت آمادہ جنگ ہوگیا ہر چند حیرت نے کہا کہ آج تامل کرو شراب و کباب اور کھانا قدرے
نوش کرو اگر یہی ارادہ تمھارا ہی تو کل سمجھ لینا مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ مین جمشید کا سر جبتک نہ کاٹ لونگا
میرے اوپر دانہ پانی حرام ہی یہ کہکر اژدر سحر پر پھر سوار ہوا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف جمشید کے چل نکلا
عیارون نے دوڑ کر اسکو بھی اطلاع دی وہ بھی معاً سوار ہوکر مع اپنی فوج بیقیاس کے نکلکر سامنے اسکے آیا
اور آکر صف بستہ ہوا اُسنے جمشید کو دیکھکر افراس جادو نامی ایک ساحر تھا اُسکو اشارہ کیا اُسنے نکلکر
نصب دی جمشید کیطرف برق لامع نے آکر ایک چشم زدن مین مار لیا بعد اسکے زرد ہم جادو
منقوش جادو وغیرہ چند ساحر انکے لشکر سے باری باری نکلے اور سامنا برق لامع کا کیا اُسنے اُن
سبکو آتش سحر سے جلا کر خاک کردیا جب تو شیتور بدحواس ہوگیا اور خود جھلاکے میدان مین آیا جمشید نے
اُسکو دیکھکر برق لامع کو بلایا اور آپ اُسکے مقابلہ کو آیا اب اِن دونون مین سحر چلنے لگے مگر کوئی ظفر یاب
نہوا برابر کوئی پہر بھر کے لڑائی سحر کی رہی القصہ شیتور کو جب یہ ثابت ہوچکا کہ اب مین جمشید سے کسیطرح جیت نہ سکونگا اور یہ مقرر مجھکو گرفتار کرلیگا تو اُسوقت اُسنے خاک جمشیدی کو نکالکر اور جمشید
کے ماری اور تھوڑی سی فوج کے اوپر مٹی بھی پھینکدی اُسکی تاثیر سے جمشید اور اُسکے سب ساحر
بیہوش ہوکر بگئے شیتور نے جمشید کو بفراغت تمام باندھ لیا اور بارگاہ حیرت مین پکڑ کر اسی حالت
سے آیا اور وہان فوج کو جمشید کی بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا اور جمشید کو نہ دیکھا تو نہایت
حیران ہوئی آخر کو معلوم ہوا کہ شیتور پکڑ کر لے گیا ہے پس سبکو ندامت حاصل ہوئی اور ہر ایک
مرنے پر مستعد ہوکر واسطے رہائی جمشید کے چل کھڑا ہوا یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے سب کو روکا اور کہا
کہ تم ٹھہر جاؤ مین جاکر جمشید کو اکیلا لے آتا ہون وہ سب تو اُسکے کہنے سے ٹھہر گئے اور یہ تو تنہا بصورت
معمد کی بارگاہ حیرت مین آیا یہان صرصر بھی کھڑی تھی اُسنے اسکو بنظر اول پہچان کے زخم کیا جست
کرکے نکل گیا اور پھر صورت بدلکر آیا اُسنے پھر پہچان لیا یہ پھر چلا گیا غرض تین مرتبہ چالاک جرأت کرکر آیا
صرصر نے پہچان لیا اسوقت قرغام شیر دل بھی کھڑا تھا اُسنے یہ حال دیکھکر اپنی صورت عیار فتار کی بنائی اور صرصر کو اٹکا

لیجا کر کسی حیلے سے بیہوش کیا اور لیجا کر ایک صحرا مین باندھکر ڈالدیا اور آپ پھر کر پاس چالاک کے آیا اور
کہا کہ اب تم لبفراغت تمام عیاری کرو مین صرصر کو باندھ آیا ہون اس حال کو سنکر چالاک تو ایک
باغبان کی صورت بنکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا اور صبا رفتار واسطے بالا دو کے نکلی ہوئی تھی یہ
پھرتی ہوئی اُسطرف کو پہونچی کہ جہان صرصر بندھی ہوئی تھی بس اُسنے دیکھکر اُسکو کھولدیا اور ہمراہ اپنے
لیئے ہوئے اندر بارگاہ کے چلی آئی یہان آکر صرصر نے چالاک کو جو دیکھا کہ سامنے حیرت کے کھڑا ہوا ہے
تو یہ بھی برابر چالاک کے کھڑی ہوئی اور چپکے سے کہا کہ ای چالاک تو جان بچکر آیا تو اس مقام پر واسطے
رہائی جمشید کے مگر تو اُسکو کیونکر رہا کر سکیگا کسواسطے کہ اُسکے تو گرد قنات فولادی کھنچی ہوئی ہے اُسکے اندر
وہ قید ہے چالاک نے کہا کہ ہم تو اُسکو رہا کر لیوینگے تم دیکھا کرو اور ساتھ منصفی کے ہم لوگونکی عیاری کی داد
دو اس کلمے کو سنکر صرصر نے ارادہ کیا تھا کہ چلکر شیتور سے چالاک کو گرفتار کرا دون کہ دفعتہً وہ قنات
فولادی خود بخود گری اور اندر زمین کے غرق ہو گئی اس حال کو دیکھکر سب ساحر مع شیتور کے اُٹھکر
دوڑے تو دیکھا کہ اُسمقام پر ایک غار عظیم الشان ہو گیا ہے اور وہ صندوق نہین ہے کہ جسمین جمشید کو
قید کر کے رکھا تھا اور تہ دیوار کا ہے سبکو نہایت تعجب ہوا اور وجہ صندوق کے غائب ہونے کی یہ تھی کہ
مہتر قران نقب کی راہ سے صندوق کو لیگئے اور دیوار اندر نقب کے جا رہی چالاک نے جو یہ رنگ
دیکھا تو وہ بھی نکلکر چلا گیا اور سمجھا کہ قران جمشید کو لیگئے القصہ شیتور وغیرہ سب ساحر ناچار ہو کر اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور قران نے اُس صندوق کو اندر ایک درہ کوہ کے لیجا کر دیکھا اور جمشید کو باہر صندوق
کے نکالکر ارادہ ہوشیار کرنیکا کیا تھا کہ اکبارگی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھا کر جمشید کو لیگیا قران کو کمال صدمہ
ہوا اور حال سُننے پنجے کا کہ وہ نہنگ جادو تھا اسی مقام کا رہنے والا اور حال اُسکو جمشید کا معلوم تھا وہ
دیکھکر لیگیا غرض نہنگ تو جمشید تو عالم بیہوشی مین لیے ہوئے چلا جاتا تھا اور اُدھر سے چالاک بھی چلا
آتا تھا اتنا راہ مین دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر جمشید کو لیے جاتا ہے بس دیکھکر ایک ساحر کی صورت بنگیا اور
پاس نہنگ کے جا کر پوچھا کہ کیون بھائی آج تم کسکو لیے جاتے ہو اُسنے ساحر سمجھ کے کہدیا کہ جمشید بن کو لیے
لیے جاتا ہون یہ کہکر چل نکلا چالاک نے پیچھے سے جا کر حلقہ کمند مار کر اُسکو دھر کھینچا اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا
اُسمین جمشید کو ہوش آگیا وہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوا چالاک نے سب حال قران کا اور اپنا روبرو جمشید کے
بیان کیا اور باتین کرتا ہوا آگے بڑھا تھا کہ افراسیاب آپہونچا اور جمشید کو دیکھکر اُسنے ناریل سحر کا مارا چالاک

تو جست کرکے اُڑ گیا اور جمشید نے ایک نشتر اپنے ماتھے پر مار کے ایک بوند لہو کی نکالکر اُس ناریل کے اوپر ڈالی
ساتھ ہی مارنے کے وہ ناریل پھٹا اور اُسمین سے ایک گولہ فولاد کا نکلکر افراسیاب کی چھاتی پر
لگا کہ تمام بدن اُسکا ہل گیا اُسنے بھی خفا ہوکر ایک چٹکی خاک جمشیدی کی اوپر جمشید کے ماری
کہ اُسکی تاثیر سے پھر بیہوش ہوگیا افراسیاب نے پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا چالاک نے رنگ دیکھکر
اپنی صورت حیرت جادو کی ایسی بنائی اور سامنے افراسیاب کے آکر پہونچا کہ آپ کہان تشریف
لیگئے تھے اور اب کدھر کو جایئے گا اُسنے کہا کہ مین طلسم کوکب کے توڑنے کو گیا تھا مگر وہان جاکر جو دیکھا تو
طلسم نہایت مضبوط ہی بڑے تردد سے ٹوٹے گا اسوجہ سے پھر کر چلا آیا اتنا اور راہ مین جمشید کو جاتے ہوئے
دیکھا تو اُسکو پکڑ لیا ہی اب تمھارے ساتھ مین چلتا ہون القصہ چالاک نے باتون مین لگاکر حباب بیہوشی کو
اُسکے مُنھ پر مارا کہ وہ تو بیہوش ہوگیا اور چالاک جمشید کو اُٹھاکر اُسکی بارگاہ مین لیگیا سب ساحر جمشید کے
نہایت خوش ہوئے اور تعریف چالاک کی کرنے لگے مگر ہرچند چاہا کہ جمشید کو ہوش مین لاوین وہ کسی طرح
ہوشیار نہوا اور وہان افراسیاب کی جو آنکھ کھُلی تو نہایت متحیر ہوا آخر کو ناچار ہوکر بارگاہ حیرت مین
پہونچا اور سب حال بیان کیا حیرت وہ کو سنکر حیرت ہوئی اُسمین چار سو ساحر نیزان سُرخ جوڑی
پہنے ہوئے آئین اور آکر اُس کافر کو مجرا کیا یہ سب اُسکی خواصین تھین بعد اِسکے شیتور نے بھی آکر سلام
کیا اِسنے گلے سے لگایا اور پیار کرکے پاس اپنے بٹھالیا شیتور بدمزاج تو حد سے زیادہ ہے اور بیٹا بھی افراسیاب
کے بڑے بھائی کا ہی اِسنے بیٹھکر افراسیاب سے کہا کہ کیون اے چچا جان آپ نے اتنی سی لڑائی
کو اسقدر طول کیا سمجھکے دیا ہے اور ان عیارون کو بھی آپنے اسقدر طرح دے کے سر چڑھا یا ہے
کہ وہ اپنے نزدیک فرعون بے سامان ہوگئے بھلا اُنکا برباد کردینا کوئی بڑا کام تھا جو آپنے اُنکو چھوڑ بھی چھوڑ دیا
افراسیاب نے کہا کہ اے فرزند تم ابھی عیارون سے آگاہ نہین ہو وہ بڑے زبردست اور شہور نشست
مین گیا مجال کسی ساحر کی جو اُنکو گرفتار کرسکے وہ اپنے نزدیک کیا کسی کی اصل جانتے ہین جہان جسکو
تاکا اُنھون نے وہان بس فوراً اُسکو مار ہی ڈالتے ہین اسمین کیسا ہی ساحر زبردست ہوئے شیتور
نے سنکر کہا کہ آپکو اُنکا ڈر غالب ہوگیا ہی اسوجہ سے آپ جو چاہین فرمائین ہین آپکو جھوٹا نہین کہسکتا
ہون مگر اتنا تو البتہ کہتا ہون کہ اگر فرمایئے تو مین ادنی سحر سے جس عیار کو کہیے پکڑ لاؤن یہ گفتگو شیتور
کررہا تھا کہ حیرت نے جھلا کے کہا کہ بھلا چالاک کو پکڑ تو بلاؤ دیکھین تو سہی کہ کیسے تم ساحر زبردست ہو شیتور

شیتور نے فوراً تھوڑی سی آگ منگوا کے اُسکے اوپر کچھ پڑھکے گوگل کو جو ڈالدیا تو وہ جل گیا اور اُسمین سے
دھنواں پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دھنواں مجسم ہوکے صورت پتلہ کی ہو گیا اور ایک طوق و زنجیر
ہاتھ مین لیے ہوئے سامنے شیتور کے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ کیا حکم ہے اُسنے کہا کہ جلد جا اور جس مقام پر
کہ چالاک ہو اُسکو پکڑ کر ہمارے پاس لے آ وہ پتلہ یکبارگی چل نکلا اور تلاش کرتا ہوا چالاک کو اندر
بارگاہ جمشید کے پہونچا وہان چالاک جمشید کو لیکر جو آیا تھا تو وہ بیہوش تھا اُسکے ہوشیار کرنے کی
فکر مین سرہانے اُسکے کھڑا تھا یہ پتلہ جو اُسکی طرف کو چلا تو سب ساحرون نے دیکھکر پتلہ کو نارنج ترنج
گولہ فولادی مارے اور وہ سب پڑے اُسکے اوپر مگر وہ اُنکے ضرب سے اُسوقت تو ہٹ گیا اور
پھر قریب چالاک کے پہونچا اور اُس طوق کو گردن مین ڈالکے کھینچتا ہوا لے چلا اور شیتور کے
پاس لایا وہ دیکھکر چالاک کو نہایت خوش ہوا اور اُس پتلہ سے لیکر چالاک کو سامنے اپنے بٹھایا اور
چاہا کہ قتل کرون چالاک تو بدحواس ہو کر مصروف دعا ہوا اور شیتور نے کہا کہ کیون چالاک اب
بتا کہ مین تیرا کیا درجہ کرون ارے تجھکو اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ تھا کہ جو تو نے آکر ہم لوگون سے سامنا
کیا ہے اُسنے کہا کہ کیا مجال ہے کسی ساحر کی جو ہمکو قتل کر سکے بلکہ جو ہم کو بلاتا ہے وہ گویا قضا بلاتا ہے ہم جہان
آئے اور وہ مارا گیا چالاک شیتور سے دو بدو گفتگو کر رہا ہے اور حال سنیے قران کا کہ وہ
پیچھے چالاک کے گئے ہوئے تھے اور دل سے فکر رہائی کی کرتے چلے آتے تھے قضا کار حسب اتفاق
عجیب جادو نامے ایک ساحر ہے اُسنے ناوک جادو کے ہاتھ عرضی شیتور کو روانہ کی تھی وہ بھی عرضی کو
لیے ہوئے چلا آتا تھا قران نے جو اُسکو دیکھا تو چاہا کہ اُسکو کسی تدبیر سے قتل کرو اور پھر اُسکی صورت
بنکر پاس شیتور کے چلو لیکن لاکھ لاکھ تدبیرین کین وہ ساحر گھات نہ آیا آخر کو ناچار ہو کر قران
بھی ساتھ اُسکے اندر بارگاہ کے آئے تو دیکھا کہ سامنے شیتور کے چالاک مایوس بیٹھا ہوا ہے
قران بھی بصورت ساحر بنے ہوئے کھڑے دیکھنے لگے اسمین ناوک جادو نے سلام
جو کیا تو افراسیاب اور حیرت کو شبہہ عیار کا گذرا اور سمجھے کہ اکثر عیار بصورت مبدل آتے
ہین اور اپنے طرفدار کو رہا کر کے صاف لیجاتے ہین کیا عجب ہے کہ یہ بھی کوئی عیار ہوئے اور
چالاک کیواسطے آیا ہو یہ تصور کر کے شیتور سے کہا کہ خبردار اِس ساحر کو قریب اپنے نہ بلانا یہ مقرر کوئی
عیار ہے شیتور نے بموجب اُنکے کہنے کے ایک نارنج سحر کا اوپر ناوک کے مارا وہ تو حقیقت مین ساحر تھا

اسنے اسکو رد کرکے گولہ فولاد کا اوپر شیشتور کے مارا وہ زمین پر گرکے پھٹا اور کئی ساحر مارے گئے جب
تو گھبرا کے سب ساحر اُٹھ کھڑے ہوئے اور چہار طرف سے ناوک کو گھیر لیا قران نے جو دیکھا کہ بھیڑ
ہوگئی تو انکو فرصت ملی انھون نے جلدی سے چالاک کو اُٹھا لیا اور لیکر بھاگے کسی نے خیال بھی نکیا قران
نے بارگاہ جمشید مین لاکر چالاک کو چھوڑ دیا چالاک نے دیکھا کہ جمشید اُسیطرح سے بیہوش پڑا ہے یہ بیچ چالاک
برابر اُسکے کھڑا ہوا تھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور آواز تراقے کی آئی اور تاریکی ہوگئی اُسی تاریکی مین دونون
پنجون نے جمشید اور چالاک کو اُٹھا لیا اور لیکر ہوا پہ چلے گئے اب انکو تو اُدھر جانے دو اور دو کلمے
داستان شیشتور کے سنو کہ اُسنے جو ناوک جادو کو پہچانا تو اوسکی خاطرداری کی اور حال اپنے لشکر کا
بیان کرکے اُسکو بٹھلایا مگر چالاک جو ندیکھا تو کمال حیران ہوکر افراسیاب سے پوچھا کہ چالاک کو کون
لیگیا اُسنے کہا کہ مین تو تمسے پہلے ہی حال عیارونکا بیان کرچکا ہون اُنھین مین سے کوئی عیار آیا ہوگا
اُس کو لیگیا اِس کو مین کیا کرون شیشتور یہ سنکر برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اسے چچا جان اب جبتک کہ
مین جمشید کا سر نکاٹ لونگا تب تک آب و دانہ سب میرے اوپر حرام ہے ہرچند افراسیاب
نے سمجھایا اور منع کیا لیکن اُسنے نمانا اور طبل جنگ بجوا دیا یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب
تو اندر طلسم کے چلا گیا اور شیشتور نقارہ کوچ کا بجوا کے سوار ہوا اور تمام اپنی فوج کو ہمراہ
لیکر اوپر لشکر جمشید کے چڑھ آیا یہان تو سب غافل تھے اُسکو دیکھکر فوراً ہوشیار ہوگئے اور
تیار ہوکر آمادہ رزم و پیکار ہوئے یہ خبر ملکہ مہرخ اور ملکہ اختر بنت سہیلان فیل زور کو ہوئی
وہ بھی سب تیار ہوگئین اور آکر شریک فوج جمشید کی ہوئین اُدھر سے الوان جادو نے آکر مبارز
طلبی کی ادھر سے وہم جادو نے اُسکا سامنا کیا بعد سحر آزمائی کے وہم مارا گیا بعد اسکے بہار جادو
نے بڑھکر ایک ہی ترنج سحر کا اوپر الوان کے مارا کہ وہ اُسکے منھ کو توڑکر پشت کے پار نکل گیا الوان
جادو کو بہار جادو نے مار لیا حیرت جادو نے اپنی بہن کو جو دیکھا تو جھپٹ کے خود مقابلے کو نکلی
اور آتے کے ساتھ ہی ایک نارنج اوپر بہار کے مارا اسنے نارنج کو آتے دیکھکر کچھ اسم رد سحر کا پڑھا انگلی کو
جو اپنی اُٹھایا تو وہ نارنج بیچ مین سے پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا بعد اُسکے بہار جادو نے ایک ناریل کو
اپنے ہاتھ مین لیکر توڑ ڈالا اُسمین سے پھول اوپر زمین کے جو گرے تو حیرت جادو کو نشہ معلوم ہوا
اور جھومنے لگی اب جو حیرت نے دیکھا کہ مین اسکے سحر سے بیہوش ہو جاؤنگی اور سر برہنہ ہوکے

تو بد حواس ہوکر دستک دی ساتھ ہی دستک دینے کے دو پنجے پیدا ہوئے اور حیرت کو بروئے آسمان لیگئے یہ ماجرا دیکھکر شیشور کے یہ خیال مین گذرا کہ ایک سے ایک ساحر کہان تک لڑے گا اسکو تو عمر بھر چاہیے اور فیصلہ لڑائی کا نہین ہوگا یہ تصور کرکے مرکب سحر کو اپنے اُڑایا اور اپنی فوج اور حیرت کی فوج کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ چنانچہ سات لاکھ فوج نے اس کا ساتھ دیا یہ اوپر فوج جمشید کے جا پڑا پھر پنجے سحر کے چلنے لگے اور برف اور آتشباری ہونے لگی اسوقت آسمان شرر ریز تھا اور زمین آفت خیز معلوم ہوتی تھی گولے فولادی بھی چل رہے تھے اور ہوائیان سحر کی بھی اُڑ رہی تھین پچھے سوئیون کے پڑ رہے تھے کسی کی کسی کو خبر نہ تھی دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش گر رہی تھی اسمین اگر کوئی ارادہ بھاگنے کا کرتا تھا تو سوائے کوچہ فنا کے راہ جانے کو نہ ملتی تھی تلوار کیا تھی کہ شمع تھی پروانہ جان نثار ہوتے تھے دلال اجل درکار ملک الموت ایک کی روح قبض نہ کرنے پاتا تھا کہ دس مر گرتے تھے اشعار

همه تیغ و ساعد ز خون گشته لال
همین آفتاب اندر آن خیره گشت
کفن شد کنون مغفر و جوشنش

خروشان شده خاک در زیر نعل
خروش سواران و اسپان بدشت
ز خاک افسر و گور پیراهنش

ز تیزه ز پیکان هوا تیره گشت
ز بهرام و کیوان همین بر گذشت

یہ رنگ لڑائی کا ہو رہا تھا اب

انکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن حال جمشید اور چالاک کا سنو کہ ان دونون کو پنجے جو لیگئے تھے تو وہ کوکب روشن ضمیر کے بھیجے ہوئے تھے انھون نے ایک آن واحد مین لیجا کر ان دونون کو زمین پر فضا مین آتار دیا جمشید تو مطلق بیہوش تھا مگر چالاک نے آنکھ کھولکر جو دیکھا تو مکان عالیشان اور جائے پُر فضا پر اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ تمام گھاس اُس زمین کی سنہری برنگ طلا ہے اور پتے تمام درختون کے مثل کندن خالص کے نظر آتے ہین ہوا سرد چل رہی ہے دل کو تقویت اور روح کو تازگی دیتی ہے چالاک بنظر غور اُس میدان کی کیفیت کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک زمین وہان کی شق ہوئی اور اُسمین سے ایک عورت ماہ طلعت ایک پھول کسی شئے کا اپنے ہاتھ مین لیے نکلی اور اُسنے قریب جمشید کی لایا اُسکی بو جو دماغ مین پہونچی جمشید گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور ہوشیار ہوگیا اُس عورت نے سلام تو اُسکو کیا گر غائب ہو گئی یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے جمشید نے کہا کہ بھائی چالاک تم اندیشہ کسی امر کا

نکرو یہ مکان ہمارا ہی چالاک کچھ اور پوچھا چاہتا تھا کہ سامنے سے پانچ سو عورتین زمرد پوش اُس میدان
طلائی مین آتی ہوئی دکھائی دین اور پیچھے اُنکے تخت زمرد پر کہ الگڈال زمرد کا تھا کوکب کو دیکھا کہ
وہ سوار چلا آتا ہی غرض وہ تخت بہت قریب آگیا جمشید نے اُٹھکر سلام کیا کوکب نے کہا کہ برخوردار
چالاک نے بھی ارادہ سلام کرنیکا کیا تھا کہ ایکبارگی ہوا ایسی چلی کہ اُس کی نظرون کے تلے تیرگی سحاب
ہوئی یہ ٹھہر گیا بعد اُسکے روشنی جو ظاہر ہوئی تو دیکھا چالاک نے کہ وہ عورتین ہین نہ کوکب
ہے نہ کچھ سامان سواری کا ہے جب تو یہ اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا تھا یہ تو اِس فکر مین
تھا کہ داہنی طرف سے اڑھائی سو عورتین لباس یاقوت کا پہنے ہوئے اور ایک تخت یاقوت کا
ہمراہ اپنے لیے نمودار ہوئین اور آکر سامنے جمشید کے ہاتھ باندھکر سب نے مجرا کیا کہ آپ کو آپکے
والد بزرگوار نے طلب کیا ہی جلد تشریف لے چلیے جمشید ساتھ ہی سننے کے اُٹھ کھڑا ہوا
اور اوپر تخت کے سوار ہو کر چالاک کو بھی برابر اپنے بٹھا لیا اور تخت کے پھر تو اُن عورتون نے
تخت کو اُٹھا لیا اور لیکر چلین جبکہ اُس میدان کو طے کر چکین تو دیکھا چالاک نے کہ ایک دیوار
آئینہ کی سامنے کھنچی ہوئی ہے اور اُسمین دروازہ بلور کا لگا ہی وہ عورتین تخت جمشید کو دروازہ کی
اندر لیکر داخل ہوئین وہان جاکر چالاک نے دیکھا کہ باغ ہے گویا کہ بہشت کا چشم و چراغ ہی روش
بندی سے آراستہ پیراستہ نہایت خوب دلکو مرغوب اسطرح کا کہ اگر رضوان بھی اُسکو دیکھے تو داروغگی
بہشت کی ترک کردے سنگریزے یاقوت زمرد کے جابجا پڑے ہوئے ہین اور ہزارہا من مقیش
کترا ہوا تمام باغ مین پھیلا ہوا ہی اور فوارے ہیرے کے اُنپر ہزارہا یاقوت و زمرد کے جڑے ہوئے
نہرون مین نصب ہین

نظم

کوئی خون جگر کی طرح رنگین ۔ کوئی گل مثل روے ماہ براق ۔ ادا ہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کسی مین ایک اک جلوہ ہویدا ۔ کسی مین اور ہی صورت کی تزئین ۔ کسی مین جا بجا سبطرح کے رنگ پیدا
نوازن جابجا مرغان خوشرنگ ۔ لبالب آب سے نہرین ہر اک ہو ۔ جو لیجائین دل شائق سے قابو
ہر اک کے زمزمے کا ہو نیا رنگ

گل اور پھول ہزارہا طرح کے تمام
باغ مین شگفتہ اور شاداب ہو رہے ہین اور خوشبو اسطرح کی آتی ہی کہ دماغ جہان کو قوت حاصل
ہوتی ہی کہ وہ عورتین اُس تخت کو اندر ایک بارہ دری کے کہ وہ الگڈال زمرد کی تھی لیگئین وہان
چالاک نے دیکھا کہ تخت مرصع پر کوکب جلوہ افروز ہے اور ہزارہا قندیل مرصع یا جھاڑ [illegible]

سقف مین آویزان ہین اور فرش تمامی کا گستردہ ہے میرفرش زمرد اور یاقوت کے جابجا رکھے
ہین اور چھت و پردے زربفت کے لگے ہین غرض جمشید نے تخت سے اُتر کوکب کو مجرا کیا اور
کرسی پر بیٹھ گیا کہ وہ قریب تخت کوکب کے نصب تھی دوسری کرسی پر چالاک بھی بیٹھ گیا اور
کوکب نے جمشید سے کہا کہ اسی بھروسے پر تم افراسیاب سے اُٹھنے کو گئے تھے دیکھا کہ شیتور نے
کیسا سحر اور تمھارے کیا کہ تمکو بیہوش کرکے پکڑ لیا اور تمسے کچھ بھی نہو سکا اب پھر اُسکے ساتھ ارادہ
مقابلہ کا کروگے جمشید نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکی مہربانی اگر میرے حال پر ہوگی تو مین لاکھ مرتبہ
سامنا کرونگا اور اقبال سے حضور کے اُسکو مارونگا اِس کلمہ کو سُنکر کوکب نے کہا کہ اسوقت
بھی تمھاری فوج پر شیتور گرا ہوا ہے اور قتل و قمع کر رہا ہے پس تم اِس انگشتری کو لو اُسکے اوپر اسم
جو کندہ ہے اُسکو جاکر اوپر فوج اور لشکر شیتور کے اسوقت پڑھ مارنا تاکہ جسوقت شیتور خاک جمشیدی
تمھارے لشکر پر مارے اور وہ سب بیہوش ہوجائین اور ای فرزند میری تو جان غم مین بران
کے فنا ہورہی ہے کہ وہ تمام عمر کی کمائی میری ہے اِسوجہ سے سحر وغیرہ سب مجکو بھولا ہوا ہے اور جہان
پیش نظر اندھیر معلوم ہوتا ہے اور بران کی فکر مین یقین ہے کہ صبح وشام مین عمرو تدبیر کرکے گنبد سامری
مین جائیگا اور عشاق جادو کو مار کر مقر آئے گا پس جسوقت کہ وہ آئے گا تو پھر مین بھی
کوچ کرکے تمھارے پاس آؤنگا تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر ایک ساحر کو کہ نام اُسکا فولاد قوی بازو
تھا اسی ہزار ساحرون سے ہمراہ جمشید کے روانہ کیا اور کہا کہ جلد جاؤ ایسا نہو کہ لشکر تمھارا برباد
ہوجائے جمشید نے سلام کرکے اُس انگشتری کو لے لیا اور فولاد کو ہمراہ لیکر مع سب ساحرونکے
سوار ہوکر سمت طلسم ہوشربا روانہ ہوا اور حال سنیے وہان کا کہ شیتور جنگ مغلوبہ
مین مصروف ہے اور لشکر جمشید کو قتل کر رہا ہے مگر اُسکے بھی ساتھ شریک مہرخ اور بہار
برق و رعد بڑے بڑے ساحر زبردست جو شریک ہین تو اُنھون نے لڑائی کو روک رکھا
ہے اور شیتور سے قرار واقعی جنگ سحر ہو رہی ہے کہ وہ بھی عاجز ہوگیا ہے اور یہی اپنے دل مین
کہتا ہے کہ یہ بھی سب ساحر زبردست ہین دیکھا چاہیے کہ اِنسے سربر ہونا کیونکر ہوتا ہے آخر کو عاجز
ہوکر اُس کافر نے خاک جمشید وسامری کو ایک مٹھی بھر کر سمت آسمان اُڑایا وہ جو چلی تو
اُسکی وجہ سے زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا اور ہوا گرم ایسی چلی کہ سبکو یہ معلوم ہوا کہ جہنم کا در کھل گیا ہے

ہوا کی تاثیر سے آٹھ لاکھ ساحر جمشید و مہرخ اور بہار و مجلس جادو وغیرہ کا سب بیہوش ہو گیا
اور شیتور نے اپنی فوج کو حکم کیا کہ اب سب کے سر کاٹ لو اس اثنا مین حیرت جادو بھی آکر پہونچی
سبکو بیہوش دیکھا شیتور کی تعریف کی کہ واہ وا کیا کہنا تیرے سحر کا اسوقت تو تمنے وہ کام کیا
ہو کہ اگر جمشید و سامری بھی ہوتے تو تمھارے قدم لیتے یہ تو تعریف شیتور کی کر رہی ہے اور وہ
مثل گدھے کے پھولا ہے اور لشکر جمشید کے سر کاٹنے کو فوج اسکی خنجر بکف ہو کر متوجہ ہوئی
وہ تو سب بیچارے بیہوش پڑے تھے ان کافرون نے دس بارہ آدمیونکے سر ایک آن واحد
مین کاٹ ڈالے کہ بحکم قادر لم یزل جمشید بھی اسی ہزار ساحرون سے آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ستم
ہو رہا ہے سب ہمارے جان نثار تو بیہوش پڑے ہین اور لوگ اُنکے سر کاٹ رہے ہین بس دیکھتے ہی آگ
ہو گیا اور تخت پر سے کود کر اپنا نعرہ کیا اور اُس اسم کو پڑھکر انگشتری کو زمین پر پھینکا پھینکتے ہی ایک آواز
شرنقے کی آئی اور وہ نگینہ کہ جو انگشتری پر رکھا تھا دیکھا کہ بشکل آفتاب ہو گیا اور روشنی اسمین پیدا
ہوئی اور ہوا سرد ایسی چلی کہ گویا دروازہ بہشت کا کھل گیا اور خوشبو کی لپٹین آنے لگین اور ہوا کی
تاثیر سے ہوا گرم جو چل رہی تھی فوراً برطرف ہو گئی اور سب ساحر جمشید کے ہوشیار ہو کر اُٹھے اور
جمشید کو دیکھکر کمال مسرور ہوئے اور جمشید نے اُس آفتاب کے اوپر جو نگینہ کا بنا ہوا تھا تارنج سحر کو
مارا وہ ٹوٹ کر ریزے ریزے ہو گیا اور مثل چنگاریون کے اُسکے ریزے ہو کر سارے لشکر مین
چھٹک گئے حیرت اور شیتور کی فوج پر جا کر گرے شیتور تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ چنگاری
جسکے سر پر پڑی پیچھے سے نکل گئی اور جسکے سینے پر لگی پشت کو توڑ کر پار نکل گئی پھر تمام فوج بیہوش
ہو کر بھاگی شیتور کی بھی خبر نہ لی اور حیرت جادو بھی بھاگ کر اپنی بارگاہ مین داخل ہو گئی یہان
جمشید نے شیتور کو اسی عالم بیہوشی مین تخت پر اٹھا کر بٹھا لیا اور اپنی بارگاہ مین لا کر ارادہ
گردن مارنے کا کیا اور وہان تمام فوج شیتور کی جا کر اپنے مقام پر پہونچی کر کھولی آسودہ ہوئی
اور افراسیاب بھی پاس حیرت جادو کے آیا اور سب کو پریشان دیکھا اس کافر نے حیرت
سے کہا کہ کیون ای ملکہ ہم نہ کہتے تھے شیتور سے کہ ابھی جلدی نکرو آخر اسنے ہمارا کہنا نہ مانا گرفتار ہو گیا
اب مجکو بہت دشوار ہے کہ مین اُسکے باپ کو کیا جواب دونگا خیر مین خود جاتا ہون اُسکے چھڑانے کو
حیرت نے اس تقریر کو سنکر کہا کہ آخر جاتے تو ہو تھوڑا کھانا کھا لو آپ نے کہا کہ بغیر چھڑائے اُسکے آب و دانہ سب

مجھپر حرام ہو یہ کہکر زمین پر گر کر لوٹا اور ایک اژدر آتشین بنکر سمت بارگاہ جمشید روانہ ہوا وہان جا کر زمین سے سر نکالا ساحرون نے جو اسکو دیکھا حربے سحر کے اُسپر کرنے لگے مگر کسی کا وار اُسپر کارگر نہوا اور اُسنے قریب شیتور پہونچکر دم جو کھینچا تو اُسکو اپنے شکم مین لے لیا اور قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا جدھر سے آیا تھا اُسیطرف کو راہی ہوا کسی ساحر سے کچھ نہو سکا اُسوقت جمشید نے کہا کہ خیر لیجانے دو مین پھر سمجھونگا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور حال سنو تمیز جادو کا کہ جسوقت شیتور گرفتار ہوا تھا اسوقت ایک ساحر نے جا کر تمیز کو اطلاع دی کہ تمھارے فرزند کو جمشید نے پکڑ لیا اور قتل کیا چاہتا ہے یہ سنکر وہ بدحواس ہوا اور دو اژدر آتش فشان واسطے لینے شیتور کے روانہ کیے اور اُنسے کہدیا کہ شیتور جسجگہ پر ہو اُسے وہانسے لے آؤ غرضکہ وہ دونون اژدر سحر شیتور کو تلاش کرتے ہوئے نیچے زمین کے چلے آتے تھے اور اُدھر سے افراسیاب اژدر بنا ہوا اُسکو نگلے ہوئے چلا جاتا تھا اُن اژدرونسے سامنا ہوا وہ تو سحر کے بنے ہوئے تھے اُنھین معلوم ہوا کہ شیتور اسکے یعنی اژدر کے پیٹ مین ہے اژدر اُس سے چھین لینا چاہیے یہ تصور کرکے اُن دونون نے اسکو گھیرا اسکے خیال مین گذرا کہ شاید یہ اژدر سحر جمشید کے ہین یہ سوچکر اسنے سحر کیا اس ارادہ سے کہ انھین مار لون مگر وہ اُسکے بھائی کے بھیجے تھے اور وہ دو تھے یہ اکیلا تھا اسوجہ سے اپر فتحیاب نہوا آخر کو ناچار ہو کر باہر زمین سے نکل آیا اور یہ جو یہان کسی زمیندار کی تھی اُسمین شیتور کو اگل دیا اس خوف سے کہ کہین پھر اُسکا دم نہ نکل جائے وہ تو بیہوش تھا اُسنے تو اُسے اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آگے پھر مقابلہ اُنھین اژدرون کا کیا چونکہ یہ ساحر زبردست تھا اسنے تھوڑے ہی عرصے مین اُن دونون اژدرون کے سر پکڑ کر کچل دیے کہ نیچے اُنکے نکل پڑے لیکن وہان بقدرت کردگار ضرغام آکر پہونچا کہ جہان شیتور بیہوش پڑا تھا اسنے جو دیکھا تو شیتور کا پشتارہ باندھکر جانب بارگاہ جمشید روانہ ہوا اس عرصہ مین افراسیاب اُن دونون اژدرون کو مار کر واسطے لینے شیتور کے جو آیا اُسکو نپایا نہایت حیران ہوا اور فکر اسکو دامنگیر ہوئی کہ یہان سے کوئی لے گیا آخر کو دل مین سوچتا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوا اور اُس سے سب حال شیتور کے لانے کا اور غائب ہوجانے کا بیان کیا اُسنے سنکر کہا کہ آپ فکر کسواسطے کرتے ہین کوئی عیار لیگیا ہوگا بس عیار کا نام سنکر آگ ہو لیا اور اُسیوقت طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا اقتضاء کار یہ تھا کہ قران بارگاہ پر کھڑے ہوے یہ باتین سن رہے تھے اب جو اُنھون نے دیکھا کہ افراسیاب غصے مین بھرا ہوا جاتا ہے تو

انھون نے اپنے دل مین کہا کہ ای قران یہی وقت ہے اگر بن پڑے تو کسی عیاری سے اسکو مار تو کہ
تنہا جاتا ہے یہ سوچکر پیچھے اُسکے چلا مگر دور دور اُس سے بحر تفکر مین عیاری سوچتے ہوئے چلے جاتے
ہین اور وہ آگے آگے چلا جاتا ہے تھوڑی دور پر جاکر اسکو برابر ایک درہ کوہ کے صرصر عیار بچی نے
آکر مجرا کیا افراسیاب نے اسکو دیکھکر پوچھا کہ تو کہان گئی تھی اور کہان سے آئی ہے صرصر نے کہا قربان
جاؤن لونڈی بھی شیتور کی فکر مین گئی تھی مگر آپ تو فرمائین کہ اسوقت آپ کہان جاتے ہین
لونڈی تصدق ہو جائے اگر واسطے شیتور کے آپ جاتے ہین تو مجھے حکم دیجئے مین اسکو لیکر حاضر
ہوتی ہون اس تقریر کو سنکر اُسنے کہا کہ مین بھی تیرے ساتھ چلونگا مگر نظرون سے سب کی غائب
ہونگا صرصر تو خاموش ہو رہی اور چل نکلی افراسیاب بھی ہمراہ ہو لیا قران پیچھے اسکے یہ
ماجرا دیکھتا ہوا چلا آتا تھا اب جو صرصر کو اسنے دیکھا تو سمجھا کہ عیاری نکر سکونگے اور صرصر نے قریب
ایک درہ کوہ کے پہونچکر افراسیاب کو غافل جو پایا تو اس چالاک نے بیحساب بیہوشی مار اگر وہ
چھینک مارکر بیہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا صرصر نے آواز دی کہ منم جانسوز بن قران یہ
ماجرا دیکھکر قران نے دوڑکر اپنے فرزند کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ سبحان اللہ ای جانسوز کار یہ
کردی یہ کہکر ایک ہی نعرہ اور بسر افراسیاب کے ارادہ مارنے کا کیا تھا کہ وہین دو پنجے پیدا ہوئے
اور آکر ہاتھ قران کا پکڑ لیا نعرہ انکا مارتے رہا قران کو اسوقت یقین ہو گیا کہ یہ ابھی نہین مرے گا
اتنے مین ہاتھ بھی پنجے نے چھوڑ دیے قران اور جانسوز افراسیاب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے
ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا اور ضرغام جو پشتارہ شیتور کا لیے ہوئے چلا جاتا تھا حیرت جادو
کو جو خبر ہوئی اپنے دو فرزند اژدر سحر کے مارے جانے کی تو اب وہ خفا ہو کر واسطے شیتور کے
چل کھڑا ہوا تھا قضا را کار اسطرف کو آ نکلا کہ جدھر سے ضرغام پشتارہ شیتور کو لیے ہوئے
چلا جاتا تھا پس پشتارے کو دیکھکر اسنے بزور سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہے اور شیتور کو لیے
جاتا ہے نہایت اپنے دل مین برہم ہوا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عیار خدا پرستون کے بڑے زبردست ہین
اور کیا دل گردے رکھتے ہین دیکھو تو سہی کہ ہمارے ہی شہر مین تو آئے ہین اور یہ غضب ہے کہ ہمارے
فرزند کو لیے جاتے ہین کس جرأت سے کہ مطلق ہراس اور خوف چہرے پر معلوم نہین ہوتا ضرور
افراسیاب کو بھی یہ قتل کرینگے یہ سوچکر اپنے فرزند کے واسطے بیقرار تو ہو چکا تھا خنجر نکال کر [illegible]

ڈالکر ضرغام کو مع پیشتارے کے اُٹھالیا اور لیکر طرف آسمان کے راہی ہوا اور ایک آن واحد
مین لیجاکر اپنے مکان مین چھوڑ دیا وہان ضرغام نے پہونچکر دیکھا کہ ایک احاطہ فولاد کا بنا ہوا ہی
اور اندر اُسکے چالیس بنگلے اژدہات کے پڑے ہین اور ہر ایک بنگلے مین ایک ایک اتیت فقیر
بیٹھا ہی آگے اُنکے منقلین لوہے کی آگ سے بھری رکھی ہین اپنے اپنے سحر کو ہوم دے رہے
ہین اسنے عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب ملازم تمیز جادو کے ہین القصہ تمیز جادو اُس احاطہ کو
طے کرکے اندر اپنے مکان کے ضرغام کو مع شیتور کے جو لے گیا تو وہان ضرغام نے دیکھا کہ
ایک باغ ہی اور چاردیواری اسکی سنگ مرمر کی کھنچی ہوئی ہی اور روش پٹری کو سنگ سُرخ سے
درست اور تیار کیا ہی اور دو تین سو عورتین لباس پر تکلف رنگ برنگ کا پہنے ہوئے دریائے
جواہر مین غوطہ زن خرامان خرامان سیر کنان ہین اور ایک بارہ دری سنگ بلور کی ایک ڈال تراشی
ہوئی اُس باغ مین اسطرح کی بنی ہی کہ اُسکے اوپر تمام گل و بوٹے طلائی بنے ہین تمیز اُسی بارہ دری
مین داخل ہوا اور شیتور کو پشتارہ سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکے اُسپر دم کیا کہ وہ ہوشیار
ہوگیا اور اُٹھکر اپنے باپ کو مجرا کیا تمیز جادو نے دعا دیکر کہا کہ اے فرزند تمکو اس سے کیا حاصل
ہوا کہ جو تمنے جاکر ناحق کوکب سے سامنا کیا کسواسطے کہ وہ نہایت زبردست ہی اُس سے لڑنا
بہت محال ہی بس تمکو کیا کام ہی کہ جو اپنے مقام پر جاؤ شیتور نے کہا کہ افراسیاب ہمارا حاکم ہی
اور ساتھ اُنکے مقابلہ کر رہا ہی پھر ہمکو یہ امر کب مناسب ہی کہ بیٹھ رہین اور پچا ہمارا مارا جائے تمیز نے
کہا کہ تمکو تو اسکا خیال اسقدر ہی اور اُسنے تمھاری خبر بھی نہ لی بیٹھا ہوا چین کر رہا ہوگا آخر کو
ہمین نے اسقدر مشقت اپنے اوپر گوارا کی اور حیران ہوکر تمھاری تلاش کو نکلے اور
جاکر بعد گھر سے آئے وگرنہ یہ عیار تمکو بہر صورت لیجاکر قتل کر ڈالتا اسوقت ہمارا تو گھر برباد
ہوجاتا اور افراسیاب کا کیا بگڑتا شیتور نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے والد بزرگوار ہمارے
لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین اور یہی وقت ہی حکومت کرنے کا اگر ہمنے اس لڑائی کو فتح کرلیا
تو افراسیاب مقرر آدھا ملک اور مال و اسباب ہمکو بلا تامل بانٹ دیگا اور سوائے اسکے
ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند تمیز نے ہرچند منع کیا اور سمجھایا کہ
تم اس لڑائی مین دخل ندو کوکب سے لڑائی بہت بیڈھب پڑ جائیگی مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ آپ

تو اب ضعیف ہو چکے ہین اور سب طرح کا عیش کر چکے ہین اسوجہ سے آپ کو حوصلہ کسی شی کا
باقی نہین ہی اور ہم ابھی جوان ہین ہمکو شوق ہر ایک شی کا ہی اور خواہش نمود کی رکھتے ہین اسوجہ سے
اسکو دل ہمارا چاہتا ہی کہ ہم بذات خود بھی ثروت پیدا کرین اور یون تو بدولت آپکے ہمکو احتیاج
حقیقت مین کسی بات کی نہین ہی اور نہ کمی کسی شی کی ہی تمیز نے سنکر کہا کہ خیر اگر یہی مرضی تمھاری
ہی تو پھر تمکو اختیار ہی ہم اب نہ منع کرینگے یہ کہکر طرف ضرغام کے متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ کیون ای عیار
کیا تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ تھا کہ جو تو نے میرے فرزند کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا اب تبلا کہ تیرا کیا درجہ
کرون اسنے کہا کہ اگر ہمکو اپنی جان عزیز ہوتی اور خوف تمھارا غالب ہوتا تو ہم بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر
اندر طلسم ہوشربا کے کیون آتے اور تم لوگون پر کیون عیاریان کرتے تمیز نے اس تقریر کو سنکر
کہا کہ مین تجکو قتل کرونگا اسنے کہا کہ کیا مجال ہی کسی ساحر کی جو ہمکو بغیر حکم پروردگار کے قتل کر سکے یا ایک
بال ہمارا بیکا کر سکے یہان تو یہ تقریران دو نو مین ہو رہی تھی اور وہان افراسیاب جادو کو جو ہوش
آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ حقیقت مین عیار عمرو کے بڑے زبردست ہین کہ
مجھ ایسے شہنشاہ ساحران کو دھوکا دیا اور ہر ہر عیار نے کیصورت بنکر اپنا کام کیا اور مجھسے کچھ ہو سکا
اب اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہی یہ سوچکر ایک پہاڑ جو قریب کا تھا اُس پر چڑھ گیا اور وہان جھنجھلا کر سحر کرنے
لگا اس ارادے سے کہ شمیتور کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ اسوقت کس مقام پر ہی اور حال اسکا کیا
ہوا القصہ کچھ پڑھ پڑھا کے اسنے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا کے تیار کیا اور اُس آٹے کو اپنے لہو سے
گوندھا تھا بعد اسکے دو دانہ ماش کے کچھ پڑھکر اُسکے اوپر جو مارے تو اُس جانور نے پر پرواز پیدا کیے اور
مجسم ہو کر آواز دی کہ شمیتور کو تمیز اپنے مکان پر مع ضرغام کے لیگیا ہی تو وہ دونون اُسکے پاس بیٹھے
ہین اس حال کو سنکر افراسیاب اُسی جانور پر چڑھ کے اور سوار ہو کے ایک چشم زدن مین جا کر تمیز کے مکان پر
پہونچا تو دیکھا اسنے کہ شمیتور اور ضرغام دونون سامنے تمیز کے بیٹھے ہین غرض تمیز دیکھکر افراسیاب
کو خوش ہو گیا اور گلے سے لگا کر پاس اپنے بٹھلایا اور پوچھا کہ کیون ای برادر میرے اُن اندرون کو وہ کون
ایسا ساحر تھا کہ جسنے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ یہ قصور تو بھائی صاحب مجھی سے ہوا ہی کہ مین نے انکو اپنے
غصہ مین قتل کیا کہ شاید کوکب کے یہ اژدر مین یہ کہکر افراسیاب نے ضرغام سے پوچھا کہ ای شمیتور
کو کہان سے لایا تھا اور کسکے پاس لیجانیکا قصد تھا ضرغام نے جہان سے لایا تھا وہانکا نشان بتایا اور کہا کہ پاس

کے لیے ہوئے جاتا تھا کہ ایک پنجہ مجکو اس مقام پر لے آیا ہی افراسیاب سنکر خاموش رہا اور تمتمر سے کہنے لگا
کہ بھائی صاحب لڑائی تو کوکب سے بہت بیڈھب آپڑگئی ہی دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہی مگر مین نے قسم کھائی ہے
کہ جبتک شیتور کو نہ لے آونگا آب و دانہ سب مجھ پر حرام ہی اب شیتور کو تم میرے حوالے کرو تاکہ میرا نام
ہو شیتور نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ آپ تشریف لیجائین کل صبح کو مین خود مع لشکر کے خدمت مین حاضر
ہونگا افراسیاب نے قبول کیا اور اسیوقت شیتور و ضرغام کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ حیرت کے چلا آیا
اور تمتمر نے کہا کہ مین بھی کل صبح کو پاس تمھارے مع لشکر آکر پہونچونگا غرض حیرت نے جو دیکھا کہ افراسیاب
شیتور کو لے آیا تو بہت مسرور ہوئی اور اٹھکر دونون ہاتھون سے بلائین لیکر پاس اپنے بٹھایا اور ضرغام کو
باندھ دیا افراسیاب نے اپنی جگہ پر قائم ہو کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل و نقارے خوشی کے بجا دو
کہ شیتور کو خداوند ساحران لے آئے یہ کہکر ضرغام کے قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا کہ حیرت نے کہا آپ نے
تیسرا پہر آپنے کھانا دو روز سے نہین کھایا ہی پہلے کچھ نوش کر لیجیے تو پھر ضرغام کو قتل کیجیے افراسیاب راضی
ہو گیا حیرت جادو نے بیر بر جادو کو بلا کر کہا کہ خوان خاصہ کے اگر تیار ہو نہین تو جلد لے آوہ فوراً حسب
حکم کے روانہ طرف باورچیخانہ کے ہوا قضا را کار چالاک بھی اس مقام پر موجود تھا اسنے جو یہ حال سنا تو ایک
دیگ شو کی صورت بنکر جلدی سے باورچی خانے مین جا کر داخل ہوا وہان بکاول کہ استاد زمانہ تھا وہ بیٹھا ہوا
مرغ پلاؤ کو دم دے رہا تھا اور اسمین داغ لگ چکا تھا اسکو خبر نہ تھی چالاک نے بوپا کر اسکو اطلاع کر دی
وہ اس سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ارے تجکو بھی معلوم ہوتا ہی کہ کھانا پکانے مین بہت دخل ہے
اسنے کہا کہ مین سب طرح کے کھانے تیار کر سکتا ہون اسنے سنکر انکو بھی شریک اپنا کر لیا پھر تو انھون نے
ہر ایک پتیلی اور دیگچے کے سرپوش کو اٹھا کر دیکھنا شروع کیا اور اسمین بیہوشی کو ڈالدیا غرض جتنے کھانے اور
سالن تیار تھے سب مین بیہوشی کو ملا دیا اسمین بیر بر بھی آکر پہونچا اور کہا اسنے کہ جلد خاصہ لے چلو داروغہ
نے سوا سو خوان کھانے کے کسوا کر اکیس باورچی ہمراہ لیے اور کہارون سے وہ خوان اٹھوا کر سامنے
افراسیاب کے لے گیا اور مجرا کرکے دسترخوان کو بچھایا اور کھانا سب قسم کا چُن دیا چالاک
بھی ہمراہ تھا اسمین حیرت جادو نے کہا کہ سب لوگ باہر اب نکل جائین کوئی شخص سوائے
انکے کہ جو شریک دسترخوان کے ہین نہ رہے اس کلمے کو سنکر سب لوگ تو باہر چلے گئے تھے وہی سکھر
جو کھانا ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے اور باورچی بھی دور جا کے کھڑے ہو گئے پھر تو افراسیاب

اور شیشتور و حیرت وغیرہ سب اوپر دستر خوان کے آکر بیٹھے اور کھانا کھانے لگے کھانا کھاتے کھاتے
شیشتور کا سر جو پھرا تو اُسنے طرف افراسیاب کے ہاتھ روک کر دیکھا وہان اُسکا بھی مع حیرت کے
یہی حال تھا غرض حیرت نے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہو گیا ضرور کسی نے بیہوشی
ہم سبکو دی یہ کلمہ سنکر مع افراسیاب وغیرہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے واسطے تلاش عیار کے
ساتھ ہی اُٹھنے کے سبکو چھینک آئی اور تڑاق سے اوپر زمین کے گر پڑے یہ ماجرا دیکھکر باورچی تو یہان
حیران ہوئے کہ یہ کیا سبکو ہو گیا وہ تو حیران تھے اور چالاک نے پکار کر کہا کہ ارے سب جلدی سے
لیٹ جاؤ کہ آفت آسمانی نازل ہوا چاہتی ہے وہ سب اُسکے کہنے سے خوف زدہ ہوکر آنکھیں
بند کرکے اوندھے لیٹ رہے اُسوقت چالاک نے اپنا نعرہ کیا اور ضرغام کو اُٹھا لیا مگر
دیکھا کہ اُس سے کھڑا نہین ہوا جاتا ہے سحر مین مبتلا ہے اسیر بھی اسکا پشتارہ باندھکر اُٹھا اور طرف بارگاہ
جمشید کے روانہ ہوا باہر کے ساحرون نے اسکا پیچھا کیا مگر نہ پایا یہ صاف لیے ہوئے چلا گیا اثناء راہ
مین صرصر نے اسکو پشتارہ بدوش دیکھا لیکن خبر نہ ہوئی سیدھی اندر بارگاہ حیرت کے چلی آئی یہان
آکر سبکو بیہوش جو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اُسنے اُٹھکر بزور سحر ایک لکہ ابر کا پیدا
کیا اور اُسمین سے ترشح ہونے لگا اُسکی بوند جس ساحر کے اوپر پڑی وہ ہوشیار ہو گیا اور اُٹھ کھڑا
ہوا غرض سب ساحر ہوشیار ہوئے تو نہایت پریشان ہوئے کہ ہمکو کس نے بیہوش کیا تھا اور ہم
کیونکر از خود رفتہ ہو گئے تھے افراسیاب نے سبکو متحیر دیکھکر کہا کہ تم کاہیکو فکر کرتے ہو ارے
سبکو چالاک نے بیہوش کیا تھا وہ تو سنکر خاموش ہو رہے مگر نہایت شرمندہ ہوئے اور حال سنو
ضرغام کا کہ اُسکو چالاک لیے ہوئے سامنے جمشید کے پہونچا سب ساحرون نے ضرغام کو
دیکھکر تعریف چالاک کی کی لیکن ضرغام نے جو دیکھا کہ میرے پانؤن مین طاقت نہین ہے تو ضرغام
نے کہا کہ اب اس زندگی سے مر جانا بہتر ہے کسواسطے کہ جب پانؤن بیکار ہو گئے تو پھر لطف
زندگی کا کیا باقی رہا جمشید نے سنکر کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم تمہارے پانؤن درست کر دینگے یہ کہکر ضرغام
کو اندر ایک مکان کے لیگیا کہ وہان کوکب نے ایک تالاب بنایا ہے اور نام اُس تالاب کا تالاب
قدرت رکھا ہے اسوجہ سے کہ اُسکے پانی مین یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی مسحور ہو گئے تو اُسکو ذرا سا
پلا دو وہ اچھا ہو جاتا ہے غرض ضرغام کو بھی اُسی تالاب پر لیجاکر اُسکا پانی تھوڑا سا پلا دیا پانؤن ضرغام کے

کھل گئے اسنے خوش ہو کر ہاتھ جمشید کا پکڑ لیا اور ارادہ چلنے کا کیا ساتھ ہی چلنے کے پاؤن ضرغام کا پھسلا ہر چند جمشید نے روکا مگر اُس سے نہ رک سکا بلکہ یہ ساتھ ضرغام کے یہ بھی اندر تالاب کے گرا اور دونون تحت الثرے کو چلے گئے بعد گھڑی بھر کے دونون کے پاؤن زمین پر قائم جو ہوئے تو وہان ایک دروازہ نظر آیا یہ دونون اندر اُسکے داخل ہوئے تو پھر ایک میدان وسیع انکو دکھائی دیا کہ اُسمین تمام دوب لگی ہوئی تھی اِسطرح کی کہ وہ بالکل سنہری منقش معلوم ہوتی تھی اور ہزارہا درخت عود و عنبر کے اُسکے بیچ مین لگے ہوئے تھے اور عجب طرح کی کیفیت دکھلاتے تھے کہ بیان سے باہر ہے یہ دونون کھڑے ہو کر اُس میدان کی سیر کرنے لگے بس ایکبارگی مرتبہ ہوا چلی اور قدرے گرد اُڑ کر ان دونون کے بیچ رانون مین آئی اور آکر اُس گرد نے جسم گھوڑون کے پیدا کیئے اور ان دونون کو لیکر اُڑ گئے بعد تھوڑی دیر کے ایک چار دیواری عقیق زرد کی انکو نظر آئی کہ اندر اُسکے ہزارہا من منقش کترا ہوا پڑا تھا اور ہوا سے اُڑ کر ہر چہار طرف کو جو وہ پھیلتا تھا تو گویا ستارے چھٹکے ہوئے تھے غرض وہ گھوڑے اُس پار دیوار کے ان دونون کو جو لیگئے تو دیکھا انھون نے کہ ایک بارہ دری وہان بنی ہوئی ہے اور اُسمین پانچ سو عورتین حسین اور صاحب جمال آپس مین ہولی کھیل رہی ہین اور ایک ایک اُنمین فلک حسن و جمال کی زہرہ و مشتری شمس و قمر انکے رخسارون پر بلا گردان شب دیجور انکے زلف سیہ پر قربان مسدس

گول گول ابھرا کڑا اونچا نکیلا سینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
حسن خوبی کے ہین یہ دونون خزانہ معمور
رشک نرمی سے ہو امیدہ کا آٹا گیلا
جان دے مر مر کے اگر دیکھ لے مردہ صفا
بحر خوبی ہے صنم اور شکم صاف حباب
کر کلک مین آئے گا نہین گر لچکا
مو شگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
گرنہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو اختفا

گنج خوبی کا ہے وہ مہر بر گنجینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور
رنگ قاقم کا مکدر ہو قمر کا پھیکا
قلزم نور کے شکم ناف ہے گرداب بلا
فرش ہو جائے پھرے پیٹ کو پکڑے سیماب
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چیتا
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون [illegible]

کوئی نافہ بھی اُسے کہتا ہے از راہ خطا	صدف گوہر عشرت ہین بہم دو اک جا
غنچہ باغ جہان کی نہ لگی جیسا ہوا	دون وہ تشبیہ لا جستند کے سنگ صبا
چاک دامان صبا کا ہے یہ گل پر سایا	عکس جاتیہ مین ہے جسم پری اُترا

پچکاریان جواہرات کی ہاتھون مین چڑھی ہوئی ہین دف بج رہے ہین قمقمہ عبیر و گلال کے بروے آسمان اُڑ رہے ہین اور وہان سے بڑی دور تک ایک بنگلہ زنگاری ہے کہ اُسکے اوپر تو سو عورتین زنگاری پوش کھڑی ہین القصہ ان دونون گھوڑون نے سامنے اُس بنگلے کے ان دونون کو لیجاکر اُتار دیا اور آپ غائب ہو گئے یہ اندر اُس بنگلے کے جو داخل ہوئے تو دیکھا کہ کوکب تخت طلائی پر بیٹھا ہوا ہے ان دونون نے سلام کیا اور جاکر کرسیون پر متمکن ہوئے ضرغام اس بنگلے کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا کہ ویسا بنگلا عمر بھر مین نہ دیکھا تھا اتنے مین کوکب نے جمشید سے کہا کہ ای فرزند تم ہمارے تالاب سحر مین تو ٹھہر نہین سکے اگر تالاب افراسیاب کا ہوتا تو پھر تمسے کیا ہو سکتا سوا اسکے کہ غرق ہو جاتے اسکو خوب یاد رکھو کہ سحر کرنا بہت مشکل ہے جمشید تو خاموش ہو رہا مگر ضرغام نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین حقیقت مین یہ ہے کہ برابر آپکے سحر کرنا بہت محال ہے کوکب نے خوش ہوکر ایک انگشتری اور جمشید کو دی اور کچھ کان مین کہکر رخصت یہ دونون اوپر طاؤس سحر کے سوار ہوکر روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑ دو اب دو کلمے شیتور کے سنو شیتور کو جو دولت حاصل ہوئی تو اُسنے چھلا سے اپنے واسطے ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اور اُسمین چالیس ساحر اپنے ہمراہ لیکر بیٹھا اور اسم سحر کا پڑھنے لگا اور رائی سرسون گوگل وغیرہ آگ پر ڈالنا شروع کیا وہ جو جلی تو ایک شعلۂ آتش پیدا ہوا اور صورت تیلہ کی ہو گیا اُسکو دیکھکر شیتور نے کہا کہ چالاک کو جلد جاکر پکڑ لا وہ تیلہ اِدھر سے چلا اور اُدھر چالاک بارگاہ جمشید مین بیٹھا ہوا تھا اس تیلہ نے جاکر زنجیر کو اُسکی پکڑ لیا اور وہ کھینچا ہوا گئے ساحرون نے یہ ماجرا دیکھکر ناچخ ترنج گولہ فولادی اُس تیلہ کے اوپر مارے مگر وہ مارا نہ گیا بلکہ یہ حال ہوا کہ جہان ناچخ وغیرہ اُسکے اوپر پڑتا تھا وہ مثل شعلے کے شق ہو جاتا اور پھر بدستور ہوکر چالاک کو لیے چلا جاتا تھا آخر کو کسی ساحر سے کچھ نہ ہو سکا اور وہ لیے ہوئے سامنے شیتور کے چلا گیا اُسنے چالاک کو دیکھکر اندر ایک پنجرۂ آتشین کے قید کرکے لٹکا دیا اور آپ سامنے پنجرے کے بیٹھ گیا اُدھر جمشید مع ضرغام جو چلا جاتا تھا تو

بھی آکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور تخت سحر پر اُس طاؤس سے اُتر کر متمکن ہوا سب ساحرون
نے حال چالاک کا بیان کر کے کہا کہ تیلہ شیشتور کا اُسکو پکڑ کر لیگیا ہی ہمنے ہر چند چاہا کہ لیجا نے
نہ دیوین مگر وہ لے گیا جمشید نے سنکر نہایت افسوس کیا اُسمین قرآن اور جانشور بھی آکر
پہونچے اور کہا اُنھون نے کہ شیشتور نے اپنے واسطے بارگاہ علیحدہ کھڑی کروائی ہی اور اندر
اُسکے چالاک کو لیے بیٹھا ہی اور قفس آہنی مین قید کیا ہی ہمنے لاکھ لاکھ تدبیرین کین اور چاہا
کہ اندر بارگاہ کے جا کر چالاک کو رہا کرلائین مگر کسی طرح سے پاس بارگاہ کے نہ جاسکے اسوجہ سے
کہ جب ہم قریب بارگاہ کے پہونچتے ہین تو اُدھر شعلۂ آتش نکلکر ہمارے جسم کو جلا دیتا ہی ہم ناچار ہو کر
پھر آئے ورنہ چالاک کو لے آتے اِس حال کو سنکر جمشید تھرا گیا اور غصہ مین آکر کہنے لگا قسم
ہی مجھکو اُسی پیدا کرنے والے کی کہ اب مین بغیر لائے چالاک کے کھانا نہین کھانے کا مین نے
سب پینے اور حرام تصور کر لیا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ شیشتور کی طرف چلا اور اندر بارگاہ کے
داخل ہوا وہ چالیسون ساحر جو کرسیون پر بیٹھے تھے اُسکو دیکھا اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک
تیغ ناریل مارنے لگے جمشید نے سب کے وار کو روک کر کچھ وا سنے مانتش کے انبوہ سے
تمام بدن مین اُنکے آگ لگ گئی اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا یہ ماجرا دیکھکر شیشتور
خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ناریل سحر کا اُسنے مارا اُسنے ناریل کو دیکھکر اسم رد سحر کا پڑھکر
پھونکا تو وہ ناریل اثناء راہ مین دو ٹکڑے ہو کر رہ گیا اُسکے پاس تک نہ آسکا پھر اُسنے گولہ
فولاد کا شیشتور پر مارا اُسنے بزور سحر اُسکو موم کر دیا اور آپ ایک فیل مست کی صورت بنکر حملہ آور ہوا
جمشید بھی جلد لوٹ کر فیل مست بنا آپس مین ٹکر چلنے لگی جمشید کو غصہ تو حد سے زیادہ
تھا ایک ٹکر اِس زور سے ماری کہ شیشتور کو چکر آگیا اور تیورا کر گرتے بیہوش ہو گیا اسوقت
جمشید لوٹ کر بصورت انسان ہو گیا اور قفس کو چالاک کے اُٹھا لیا اور اپنے ہمراہ بارگاہ
مین اپنی لایا اور خوش و خرم اپنے تخت پر متمکن ہوا اُدھر خبر شیشتور کی حیرت کو معلوم ہوئی
وہ سنتے ہی فوراً چلی آئی اور آکر دیکھا کہ شیشتور مطلق بیہوش پڑا ہوا اُسنے آب سحر کو چھڑک
کر ہوشیار کیا اور احوال پوچھا شیشتور نے احوال جو کچھ گذرا تھا اُس سے بیان کیا اُسے سنکر شیشتور
کو اپنے ہمراہ لیا اور بارگاہ مین آئی دلداری اور دلجوئی کرنے لگی اس اثناء مین ایک ساحر

تمیز جادو کا نامہ لیکر حیرت کے پاس آیا حیرت جادو نے نامہ کو لیکر کھولا اور پڑھا تو لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت جادو بدان آگاہ باش کہ مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون آج پانچ کوس پر خیمہ زن ہون کل تمھارے پاس سامری کی مدد سے ضرور پہونچ جاؤنگا حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہوکر خود واسطے پیشوائی کے سوار ہوکر روانہ ہوئی اور جاکر تمیز سے ملاقات کی اور اُسکو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آئی اور تخت پر بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا لاکر تمیز کو دیا ارباب نشاط آکر حاضر ہوئے سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا اُسوقت افراسیاب بھی بڑی عظم و شان سے آیا کہ چار سو عورتین یاقوت پوش چکیان الماس کی پھرائی ہوئین گگریان سونے کی کمر پر رکھے ہوئے ابر سرخ سر پر چھایا ہوا موتی برستے صدا جمشید و سامری کی بلند یہ بھی آکر تمیز سے ملا دونون بھائی آپسمین بیٹھکر باتین کرنے لگے جب وہ زمانہ آیا کہ بیضۂ زرین آفتاب جھولی مین مغرب کی رکھا گیا اور ساحرۂ شب نے عالم مین قدم رکھا اشعار

جو کین خورشید نے طے منزلین چار	گیا دن آئی شام روشنی بار	ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر	شام کو تمیز جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت	

نقیر سحر کو دم ملا یہ خبر ملکہ مہرخ سحر چشم کو پہونچی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاری سحر کی دونون لشکرون مین شروع ہوئی بنگالی کانو دیس کے ساحر ڈمرو بجانے لگے اگیاری کرتے تھے پڑھنت پڑھتے تھے بعض ساحر خون خوک سے نہاتے تھے بچہ ہائے خوک جھٹکا ہورہے تھے مسان کی مٹی لاتے تھے کلجیان بھنگنے مصنٹ مین چڑھاتے تھے نقیب آوازین لگاتے تھے ساحران نامی کو غیرت دلاتے تھے ہنگامۂ عظیم برپا تھا منتر جنتر موہنی جو ہی پڑھی جاتی تھین یہ منتر ہر ایک کے ورد زبان تھا چل دور کلوا بیر نوچا ٹ جان مانگ دشمن کا کلیجہ پران لوٹھا سے کلیجہ لیوے جان پڑھو منتر دیوالی مین الیسر یا جیا جو ہمار اکام نکرے دھوبی کے گندھے پر سے ٹوٹ جار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا آخر زلف شاہد شب کا جوڑا بندھا اور رخسار محبوبۂ عالم منور اور روشن ہوا اشعار

خبر دی صبح کی مرغ سحر نے	بجایا شور اور تو غا گجر نے	ستارون پر بلا لائی سفیدی

رخ افلاک پر آئی سفیدی | صبح کو مہرخ اور ملکہ بہار مع فوج اور لشکر بیشمار کے جانب میدان مصاف روانہ ہوئین بحر فوج تلاطم پذیر تھا نہنگان بحر شجاعت و شناوران قلزم جلادت میدان مین جاتے تھے چنانچہ جب میدان مین پہونچے

نظم

زتیغ و زگرز و زکوس و زگرد | سیہ شد زمین آسمان لاجورد | تو گفتی بدام اندر است آفتاب
دگرگشتہ خم سپہر اندر آب | ہمین چشم روشن جہان را ندید | سپہر و ستارہ سنان را ندید
زدریا تو گوئی کہ برخاست موج | سیہ اندر آمد ہمین فوج فوج | برقین گر اکر جھاڑیان جھنڈیان

جلادین اور ابر سحر برسا گرد و غبار چھایا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ اور کمین گاہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر نقابت کی کہ کہان ہین جمشید و سامری اور کہان ہین زرد ہشت کونسا ایسا دلاور نامدار ہی کہ جو اس میدان مین آکر اپنا کچھ ہنر اور کرتب دکھائے اور نام کرے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے ملکہ حیرت جادو بھی ہمراہ شیشتور کے بافوج قاہرہ میدان مین آئی اور زغال جادو تمیز جادو کی طرف سے میدان مین حیرت سے اجازت لیکر آیا اور ادھر جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور مہر نے جاکر زغال کے ایک ناریل سحر کا مارا اُسکے سینے کو توڑ گیا اسمین تمیز جادو نے کہا کہ ایک ایک ساحر لڑیگا تو برسون مین فیصلہ لڑائی کا ہوگا بس مناسب ہی کہ مین خود جاؤن یہ کہکر خود میدان مین آیا

نظم

اندھیرا ہوکے وہ میدان مین آیا | بشکل شیر اسکو سب نے پایا | ادھر سے مہرخ ذی ہوش و ذیجاہ
کہ ہی جادو کے فن سے خوب آگاہ | گئی میدان مین لڑنیکو اُس شے | کیے جادو کے اسنے اُسپہ حملے
کہا اُسنے کہ او موذی بد کیش | قضا اب ہوگئی ہی تیری درپیش | یہ کہکر بال اکھیڑے اپنے سر سے
ہوئے پوشیدہ وہ اُسکی نظر سے | بنا کچھ دم مین وہ شمشیر خونریز | بشکل برق روشن اور بہت تیز
کہین بنتا تھا وہ کچھ اور کہین یہ | غرض طالب ہر اک صورت مین تھا یہ | پھر آخر بنکے بچھو آگئے آیا
نہایت قہر و غیظ اُسنے دکھایا | پھر وہ صورت انسان کی بنا اور ایک ناریل سحر مہرخ پر مارا

کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہوگئی لوگ اسکو لشکر مین اُٹھا کر لے آئے اُسوقت بہار جادو نے نکلکر اپنے سحر سے تمیز کے ناریل کو توڑ ڈالا اُسمین سے چند پھول کسی شے کے نکل کر زمین پر گرے اور فوراً کھلا گئے اُسوقت بہار نے پکار کر کہا کہ اے بہار آؤ فوراً زمین سے غبار زرد

اُڑا اور دور تک چمن ہاے طولانی لاثانی پیدا ہو گئے اشعار

مکان مثل دل عارض مصفا	پھسل جائے نظر وقت تماشا
جو لیجائین دل عاشق سے قابو	لبالب آب سے نہرین ہر اک سو

پپیہون کا شور کرنا بلبلون کا چہچہانا ہوا سے سرد کے جھونکے تاک انگور پر عجب بہار گل کھلے ہوئے ہزار در ہزار کہین نرگس مصروف نگاہ بازی کہین سوسن کی زبان درازی کہین سنبل پر پیچ بہار لالہ و گل نظر غارت مین ریج فوارے سرکشی اور ابداری پر آمادہ آمادہ ساون بھادون نام فوارے چھوٹتے ہجوم ماہرویان ہر قدم پر نظر آتا تھا کہ دل بیتاب ہوا جاتا تھا اشعار

نظر آئے نہال سبز و شاداب	کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ہوا چلتی تو وہ جوبن دکھاتے	ثمر خوش رنگ سبھی لہلہاتے

ملکہ بہار پاجامہ کمخواب کا بڑی آب و تاب کا پہنے پائینچے کلائیون پر ڈالے ماتھے پر افشان چنی ستارے فلک حسن مین چھٹکے ہوئے آنچل بلو کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے زلفین چہرے پر پیچ کھاتین چاڑھون مین پاجامہ کی سلوٹین پڑی ہوئین بوٹ مینائی جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پائی چھڑی جواہر کی جگنو جڑی ہاتھ مین لیے ایک چبوترہ بلور کے استادہ ہی اور کنیزین اسکی تمیز وغیرہ ساحرون کو پکار رہی تھین کہ ای عاشقان ثابت قدم آؤ گلچینی گلشن جمال ملکہ بہار کرو ہواے باغ سحر جو وزان ہوئی اور خوشبو گلہاے سحر کی دماغ مین تمیز وغیرہ کی جو گئی تو وہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے جانب میدان روانہ ہوئے اشعار

تو آنکھ مین نہ سرمہ دنبالہ دار دے	مفتون چشم کو یونہین اک وار مار دے
چھلا نہین تو چھلے کا گل ای نگار دے	کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
دشنام ہو کے ترش وہ مہر و ہزار دے	ہان وہ نشہ نہین جسے ترشی اتار دے
کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے	مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات	ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے
ہے وام داغ دل سے سحر سوز آفتاب	وعدہ پہ روز حشر کے کوئی ادھار دے
بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا	کیون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے
اس جبر پر تو ذوق نشہ کا یہ حال ہے	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

غرض سب مستانہ وار جھومتے ہوئے در باغ سحر پر آئے لیکن اُسوقت اوز اسباب آگیا اور اُسنے
جو یہ ماجرا دیکھا تو کچھ سحر پڑھکے دستک دی کہ باغ ملکہ بہار مین آگ لگ گئی اور بہار بیہوش ہو گئی
اُسوقت جمشید کو غصہ آیا اور بہار کے بیہوش ہونے سے تمیز اپنے قابو مین آگیا اور
جمشید نے اُسکو للکارا اُسنے بزور سحر ایک شعلۂ آتش جانب جمشید دوڑایا جمشید نے رد سحر
کیا وہ شعلہ زمین مین غرق ہو گیا اور پھر اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا تو تمیز گر پڑا اور قالب زبان نکالتا ہوا
برابر جمشید کے آیا اُسنے چاہا کہ نارنج ماروں تا کہ کام اسکا تمام ہو جائے مگر وہ لوٹ کر
اژدہا بنگیا اور جمشید کو اُسنے نگل لیا اور اُڑکر جانب آسمان روانہ ہوا اور پکار کر کہا کہ اے
حیرت جادو اب آپ پھر کر چلی آئیے کچھ ضرورت لڑنے کی نہین ہے کسواسطے کہ مطلب
جس شخص سے تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا تم کاہے کو کھڑی رہو حیرت اس کلمے کو سنکر مع اپنی
فوج کے چلی گئی ادھر کا بھی لشکر پھر آیا دلاوروں نے کمرین کھولین آسودہ ہوئے اور تمیز نے جمشید کو
اپنی بارگاہ مین لاکر اُگل دیا اور حیرت سے کہا کہ کل صبح کو اس نمک حرام کو زندہ جھوڑونگا ادھر تو
اُسنے یہ ارادہ کیا اور اُدھر فوج جمشید کی ناچار و مجبور ہو کر اپنے مقام پر چلی گئی اور آپس مین
بیٹھکر سب ساحروں نے کہا کہ اب جمشید کی جان دیکھا چاہیے کہ کیونکر بچتی ہے ضرغام و چالاک
اور جانسوز نے جو دیکھا کہ سب ساحر جمشید کے پریشان ہین تو یہ جدا جدا آپسمین مشورہ کرکے
تینون واسطے رہائی جمشید کے روانہ ہوئے مگر سب سے پہلے ضرغام اندر بارگاہ تمیز کے ایک
خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا اور کھڑے ہو کر عیاری سوچنے لگا تمیز نے اسکو دیکھکر بنظر اول پہچان
لیا مگر واسطے امتحان کے ایک نارنج سحر کو آگے پھینکدیا اور کہا کہ اے خدمتگار اس نارنج کو اُٹھالا
اُسنے جو ہاتھ اوپر نارنج کے ڈالا ہاتھ اسکا جل گیا تمیز نے اُٹھکر پکڑ لیا اور شیتور کے حوالہ کیا
اُسنے ضرغام کو باندھکر کہا کہ واقعی عیار عمرو کے بڑے فیلسوف اور مکار ہین اُنسے ہر صورت
ڈرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ حیرت مین چلا گیا اور جاکر اُس سے ضرغام کا حال بیان کیا اُسنے سنکر
کہا کہ بہت خوب بات ہوئی کہ جو ضرغام عیار تمھارے ہاتھ لگ گیا اب اسکو جیتا چھوڑنا شیتور
نے کہا کہ اب بھلا مین اُسکو کب زندہ جانے دیتا ہون یہ کہکر خاموش ہو رہا اور وہان جانسوز
اسکی صورت بنکے پاس تمیز کے پہونچا پھر تمیز کے پاس آیا اور آکر اس سے کہا کہ دو پہر آچکی ہے اب کچھ

کسواسطے بیٹھے ہوئے ہین اُٹھکر اندر مسہری کے لیٹ رہیے تمیز اسکے کہنے سے اُٹھکر اوپر پلنگ کے لیٹ رہا شیتور علی بھی برابر پلنگ کے بیٹھ گیا وہ تو اپنا فرزند سمجھ کے خبر بھی نہوا اور اسنے ایک شیشی عطر کی اپنے پاس سے نکالکر کہا کہ مجکو حیرت نے دیا حضور بھی تو دیکھین کہ کیا عمدہ ہے تمیز نے اُس عطر کو لیکر ارادہ سونگھنے کا کیا تھا کہ ایک تیلی پیدا ہوئی اور آکر اُسنے ہاتھ تمیز کا پکڑ لیا اور کہا کہ خبردار اس عطر کو نہ سونگھنا یہ تمھارا بیٹا نہین ہے عیار ہے جانسوز زن قران اسکو بھی پکڑ لو تمیز نے اس حال کو سنکر جانسوز کو بھی پکڑ لیا اور آکر اندر بارگاہ کے بیٹھا اور فراشون نے کہا کہ شمعین بہت سی جڑہادو مین صبح تک خود بیٹھا ہونگا کہ عیارون نے بیڈھب پیچھا لیا ہی فراشون نے سُنکر داروغہ سے جاکر سب طرح کی شمعین طلب کین اُسنے دیدین اُنھون نے لاکر وہ بھی شمعین گل باندھکر جڑھادین اور وہ جلنے لگین کوئی دو گھڑی نہین گذری کہ تمیز سر پھرنے لگا آخر کو سب بیہوش ہوکر رہگئے اُدھر چالاک نے دیکھا کہ اب کسیکو ہوش نہین ہی کسواسطے کہ یہ عیاری اسنے کی کہ داروغہ کو بیہوش کرکے آپ اُسکی صورت بنا تھا اور شمعین بیہوشی کی فراشون کو دی تھین انھون نے نادانستہ روشن کردی تھین القصہ چالاک نے آکر پہلے تو سر تمیز کا خنجر سے کاٹ ڈالا کہ وہ جہنم واصل ہوا صدا اسے دار و گیر بلند ہوئی زمانہ روشن سیاہ ہوگیا آندھی آئی اور آگ پتھر برسے اُسکا مرنا تھا کہ ضرغام و جانسوز بھی چھوٹ گئے اور جمشید کو بھی ہوش آگیا وہ تو اُٹھکر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور چالاک بھی ضرغام و جانسوز کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ جمشید کے آیا اُدھر تمیز کے مارے جانے کی خبر شیتور اور حیرت کو ہوئی تو وہ بیقرار ہوکر دوڑے آئے دیکھا کہ حقیقت مین تمیز کی لاش پڑی ہی پھر تو سب نے طرح رونا پیٹنا شروع کیا اور لاش کو اُٹھا کر حیرت کی بارگاہ مین لیگئے اس عرصہ مین افراسیاب بھی یہ خبر سُنکے آیا اور اپنے بھائی کے واسطے خوب رویا اور شیتور کی تسلی کی اُسنے ناچار صبر کیا اور نعش کو تمیز کی اپنے طور پر جلا پھونک دیا اُسوقت افراسیاب تو چلا گیا اور شیتور بارگاہ مین حیرت کی بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ بطور چار خشم جادو کا اسکے پاس آیا اسنے اُسکو پڑھکر حیرت سے کہا کہ ملکہ بلو بھی کل حضور کے پاس حاضر ہونگی وہ سُنکر خوش ہو گئی اور اُسنے اُس نامہ کی پشت پر تمیز کے مرجانے کا حال لکھکر نامہ بر کے حوالے کیا وہ تو لیکر چل نکلا مگر عیاران لشکر اسلام کو کب چین تہا جانسوز بھی ...

تھا اُسنے سب حال سنا اور وہ چھے اُس نامہ بر کے روانہ ہوا جب وہ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا تو جانسوز نے ایک ساحر کی صورت بنکر اُس سے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اُسکو یقین ہوا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہمارے ساتھ کا ہی اُسنے حال بلور چشم کا بیان کیا جانسوز نے سب کیفیت سنکر حلقہ ہاے کمند مارکے اُسکو پکڑ لیا اور جلد اُسے بیہوش کرکے آپ اُسکی صورت ہو گیا اور چاہا کہ خنجر مارون تب پیچھے سے آکر کسی نے دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے اُسنے جو دیکھا تو قران کو پایا جلدی سے اُٹھکر سلام کیا قران نے کہا کہ برخوردار خبردار اُسکو ابھی قتل نہ کرنا بیہوش پڑا رہنے دے اور جس کام کو جاتا ہی پہلے جاکر اُسکو انجام دے پھر اس سے سمجھ لینا یہ امر خلاف عیاری کے ہی اور یہ ہوا اسکے بتلانے تو تمہی کہ تیرا ارادہ کیا ہی اور تو نے اسکو کیون گرفتار کیا ہی جانسوز نے کہا کہ کوئی بلور چشم نامے ساحرہ آئی ہی تو یہ اُسکا نامہ بر تھا اسکو اس خیال سے پکڑا ہی کہ مین اسکی صورت بنکے اُسکو جاکر قتل کرون قران نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہی تو اسکو اور زیادہ بیہوش کر یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوئے جانسوز نے اسکو قرار واقعی بیہوش کرکے اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ اُسکی صورت بنکے بموجب اُسکے کہنے کے اُس پار جو درہ کوہ کے پہونچا تو دیکھا کہ لشکر عظیم الشان پڑا ہوا ہی اور خیمہ بارگاہین استادہ ہین اور اندر بازار کے بارکون مین شیر آتشین اور اژدرو ہرن وغیرہ پھر رہے ہین اور ہر ایک جگہ پر بنگلے نور کے پڑے جگمگا رہے ہین اور جابجا فوجین پڑی ہوئی سحر مین مصروف ہین یہ بفراغت تمام سیر کرتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچ گیا کیسینے نامہ بر تصور کرکے اپنے مالک کا منہ کا یہ بکشادہ پیشانی سیر بارگاہ کی جو کرنے لگا تو دیکھا اُسنے کہ چار سو کرسی مگر وہان شیر دہان اور بصورت مار و اژدر وغیرہ کی بچھی ہوئی ہین اُنکے اوپر ساحر زبردست کال ڈال بشکل ہیبت ناک بیٹھے ہوئے ہین اور ایک تخت پر مرصع کے بلور چشم بھی بیٹھا ہوا ہی جانسوز نے بڑھکر اُس نامہ کو اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے نامہ پڑھکر حال تمتیز جادو کا جو دیکھا تو نہایت رویا اور کہنے لگا کہ خیر مین کل چلکر اُن عیارون سے سمجھ لونگا جانسوز نے سنکر کہا کہ شیتور نے کچھ اور زبانی بھی عرض کیا ہی تو اسکو علیحدہ چلکر سن لیجیے بلور اپنا ساحر تصور کرکے فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور الگ گوشہ مین لیجا کر جانسوز سے پوچھا کہ شیتور نے اور کیا کہا ہی اُسکو جلد بیان کرو جانسوز نے باتون مین لگا کر ارادہ اُسکے بیہوش کرنے کا کیا تھا کہ وہان ایک کوہی

اُترکر اُس ساحر کو بیہوش جو دیکھا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کردیا اُسکو جو ہوش آیا تو اُسنے اُٹھکر ایک ہی
گھونسا اُس بیچارے کو اس خیال سے مارا کہ شاید اُسنے بیہوش کیا تھا وہ تو مفت مین جان بحق
تسلیم ہوگیا اور وہ ساحر کہ نام اُسکا پیک جادو تھا فوراً بھاگا ہوا بارگاہ بلور پر آیا یہان سب
اسکو دیکھکر حیران ہوئے کہ ابھی تو یہ اندر بارگاہ کے گیا تھا پھر باہر کیونکر نکل آیا مگر خاموش ہو رہے
یہ سیدھا اندر بارگاہ کے اُس مقام پر چلا گیا کہ جہان بلور اور جانسوز باتین کر رہے تھے اب جو بلور چشم نے
اسکو دیکھا تو یہ بھی پریشان ہوگیا اور اس سے پوچھا کہ ارے تو کون ہے اِس نے سب حال
اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین پیک جادو ہون اور یہ نہین معلوم کہ کون شخص ہے
جانسوز نے چاہا تھا کہ نکل جاؤن مگر نکل نہ سکا اسوجہ سے کہ وہ دو ساحر ہوگئے تھے آخر
کو بلور چشم نے جانسوز کو پکڑ لیا اور حال بھی اسکا دریافت کر لیا کہ عیار ہے اور آکر اپنے تخت پر
بیٹھا اور سب ساحرون سے کہا کہ یہ عیار یہان بھی عیاری کرنے کو آیا تھا مین نے پکڑ لیا ہے اب اسکو
اے ملا آہنگ جادو تم پاس شیشتور کے جلد پہونچاؤ وہ کافر جانسوز کو لیکر اُسیوقت روانہ ہوگیا
اور لیے ہوئے اُسطرف کو آیا کہ جدھر مہتر قران تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ میرے فرزند کو ایک ساحر لیے
جاتا ہے تو جلدی سے ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے ملا آہنگ کے آئے اور اُسکو باتون مین لگاکر ایک ہی خذہ
اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ مر گیا جانسوز کو قران نے رہا کرکے چھوڑ دیا قضارا کار چالاک
بن عمرو یہ ماجرا ایک درہ کوہ سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ اکبارگی افراسیاب کے غلام کی
صورت بنکر بھاگ کر بارگاہ مین بلور کے پہونچا اس ہیئت سے کہ نام افراسیاب کا
اوپر ماتھے کے کندہ تھا اور تصویر گلے مین پڑی ہوئی تھی بلور چشم نے اسکی صورت کو
دیکھا اُسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ افراسیاب نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا کہ اب جس عیار کو
تم پکڑنا تو خبردار اپنے ساتھ لے آنا کسواسطے کہ ملا آہنگ تمھارا مارا گیا اور وہ جانسوز عیار چھوٹ
گیا اس حال کو سُنکر بلور چار چشم نے واسطے ملا آہنگ کے نہایت افسوس کیا اور چالاک کو
غلام افراسیاب کا تصور کرکے بہت بھاری خلعت عنایت کیا اُسنے خلعت کو پہنکر عرض کیا
کہ غلام اب حضور ہی کے ساتھ چلے گا کون ضرورت ہے کہ رات بھر کے واسطے چلا جاؤن بلور نے
کہا بہت اچھا یہ کہکر اوپر پلنگ کے پہر رات گئے جاکر لیٹ رہا اور دوسرا پلنگ واسطے چالاک

سے کے برابر اپنے بچھوا دیا یہ اُسکے اوپر لیٹ رہا اور اُسنے قنات اپنی اور اُسکے درمیان مین کھنچوا دی
بھلا اسکو کب نیند آتی ہی یہ لیٹا ہوا جاگا کیا جب کوئی دو پہر رات آئی تو اُسوقت اُٹھکر طرف بلور کے
چلا نگہبانون نے اسکو روکا اسنے اُنسے کہا کہ مجکو اُنسے کچھ بات ضروری کہنا ہی اسواسطے جاتا ہون وہ سب
سُنکے خاموش ہوگئے یہ سیدھا اندر قنات کے چلا گیا اور وہان جاکر بلور کو بیہوش کیا کہ وہ سو رہا
تھا بعد اسکے پشتارہ اُسکا باندھکر پشت پر لگایا اور نقب دیکر اُسی راہ سے لیے ہوئے صاف
نکل گیا اور جاکر بڑی دور نکلا وہان سے ایک چشم زدن مین اندر بارگاہ جمشید کے پہونچ گیا
اور ہاتھ باندھکر جمشید سے کہا کہ مین اُس بلور چار چشم کو لے آیا کہ جسکا بڑا شہرہ تھا یہ کہکر
پشتارے کو رکھدیا اور چاہا کہ کھولون اس عرصے مین اُسکو بھی ہوش آگیا تھا وہ خود بخود پشتارے
مین سے نکل آیا اور بزور سحر سانپ بنکے چالاک سے لیٹ گیا اور لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین
چلا گیا اور پہونچکر سب سے حال بیان کیا وہان جمشید کو جو صدمہ ہوا تو وہ بھی پیچھے اُسکے
دوڑا اور چالاک کے رہا کرنے کو بلور کی بارگاہ مین چلا آیا اور چالاک کو بندھے دیکھا آگ ہوگیا
اور ایک گولہ فولاد کا اوپر بلور کے مارا اُسکے اوپر مطلق اثر نہوا اور اُسنے سحر کرکے اُسکو بھی پکڑ لیا
اور اُسیوقت کوچ کرکے دونون کی قید کو ہمراہ اپنے لیا اور لیکر وہان سے چل نکلا تھوڑی دور پر
جاکے میدان مین خیمہ کیا اور گرد فوج کا پہرہ مارے خوف کے مقرر کیا قضا کار کوکب روشن ضمیر کو
جو خبر ہوئی کہ بلور چار چشم نے میرے فرزند کو گرفتار کیا ہی تو وہ جھلا کے خود آیا اور آتے کے ساتھ
ہی سحر اس طرح کا کیا کہ لوگ بلور کے آپس مین لڑنے لگے اور تلوار زور و شور سے باہم چلنے
لگی پھر تو کوکب نے سامنے بلور چار چشم کے جاکر اپنا نعرہ کیا اسمین ایک پنجہ پیدا ہوا
اور بلور کو اُٹھا کر طرف آسمان کے لیے ہوئے چلا گیا بعد اسکے دو پنجے پیدا ہوئے ایکنے چالاک کو
اُٹھا لیا اور دوسرے نے جمشید کو وہ دونون بھی ان دونون کو لیکر راہی ہوئے اور لیجاکر کوکب
کے مکان مین چھوڑ دیا جمشید نے کوکب کو دیکھکر سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا اور دیکھا کہ بلور
بھی سحر مین گرفتار سامنے کوکب کے کھڑا ہوا ہے اسکو تو کمال خوشی ہوئی اور اُدھر
افراسیاب کو جو خبر ہوئی وہ بھی سبکی نظرون سے پوشیدہ ہوکر مکان مین کوکب کے آیا اور پنجہ بنکر بلور چار
چشم جادو کو اُٹھا کر لیگیا یہ کہتا ہوا کہ منم افراسیاب جادو لیے جاتا ہون اپنے طرف دار کو کوکب ماجرا دیکھکر

خاموش ہو رہا جمشید اور چالاک کو کچھ سمجھا کے رخصت کر دیا یہ دونون اپنی بارگاہ مین چلے آئے
اور وہان افراسیاب نے بلور کو اُسکے لشکر مین پہونچا دیا وہ تمام اپنے لوگون کو لیکر بارگاہ
حیرت مین داخل ہوا اور اُس سے ملاقات کی مگر صدمہ جو اپنے گرفتار ہونے کا تھا تو اسوجہ
سے نہایت آزردہ خاطر تھا اُسیوقت طبل جنگ بجوا دیا جمشید کو یہ خبر ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوا دیا
صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے اور قاطر جادو بلور کی طرف سے نکلا ملکہ اختر بنت سہیلان
فیل زور شمشیر زن نے ادھر سے نکلکر اُسکو ایک ہی تیغ سے مارا کہ وہ جل گیا دوسرا ساحر اور
نکلا اُسکو بھی مار لیا غرض شام تک چالیس ساحر بلور کے نامی ملکہ اختر نے واصل جہنم کیے اور طبل
آسایش بجوا کے پھر گئی جمشید نے زر و جواہر بیشمار ملکہ اختر کے اوپر سے خوش ہو کر نثار کیا
اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر میخواری مین مصروف ہوا اُدھر افراسیاب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
کہ صرصر نے آکر مجرا کیا اُسنے اسکو دیکھکر کہا کیون اے صرصر تجھسے ان عیارون کے باب مین اب کچھ
نہو سکے گا اُسنے کہا کہ لونڈی سے سب کچھ ہو سکے گا اگر فرمائیے تو ابھی ملکہ اختر کو جا کر لے آؤن افراسیاب
نے کہا کہ خیر بہتر ہے جاؤ اُس کو لے آؤ صرصر رخصت ہو کر بصورت چالاک بنی اور بارگاہ جمشید
مین پہونچکر ملکہ اختر کو اشارے سے بُلا کر گوشہ مین لیگئی وہ چالاک کے شبہہ مین چلی گئی صرصر نے اسکو
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر بارگاہ حیرت مین لے آئی اور کہا کہ لیجئے ملکہ اختر حاضر ہے مین اسکو
لائی حیرت جادو وغیرہ دیکھکر بہت خوش ہوئین اور تعریف صرصر کی چالاک دربار گاہ پر کھڑا
ہوا تھا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا تو نہایت حیران ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ تو بڑا ستم ہو گیا کہ صرصر
ملکہ اختر کو لے آئی اسکو بہر صورت لیچلو یہ تو اس فکر مین تھا اور افراسیاب نے صرصر کو واسطے
مصور جادو کے روانہ کیا کہ جا کر بلا لا وہ جو اُس طرف کو بارگاہ سے نکل کر چلی تو چالاک صبا رفتار
کی صورت بنکر اُسکے پیچھے ہوا مگر قابو عیاری کرنے کا نہ ملا وہ سامنے مصور کے پہونچ گئی اور اُس سے
کہا کہ آپ کو افراسیاب نے یاد کیا ہے جلد تشریف لیچلیے اُسنے سنکر کہا کہ تم چلو مین آتا ہون
بس صرصر کا جانا تھا کہ صبا رفتار سامنے مصور کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ صرصر مجکو واسطے
تمھارے ہمراہی کے چھوڑ گئی ہے تو اب مین تمھارے ساتھ چلونگی مصور جادو خاموش
ہو رہا اور ایک قنات صحن مین کھنچی ہوئی تھی اُٹھکر اندر اُسکے چلا گیا صبا رفتار عمداً بھی

ساتھ اُسکے چلی گئی اُسنے دیکھکر کہا کہ تو کاہے کو آئی ہے اسنے کہا کہ مین بھی یونہین چلی آئی ہون اگر آپکا
اگر آپکا کچھ ہرج ہو تو مین چلی جاؤن وہ صبا رفتار سمجھ کے چپ ہو رہا اور کپڑے پہننے لگا اس نے
پیچھے سے جا کر حلقہ اسے کمند مار کے اُسکو بیہوش کر کے ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے باہر نکلا
اور صورت نگار کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا وہ اپنا خاوند سمجھ کے باتین کرتی ہوئی
اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوئی اور افراسیاب کو مجرا کر کے دونون اپنے مقام پر بیٹھ گئے افراسیاب
نے مصور کو دیکھکر کہا کہ ملکہ اختر کو صرصر پکڑ لائی ہے سو یہ موجود ہے مصور علی نے سنکر طرف
ملکہ اختر کے دیکھا اور کہا کہ ای خداوند ساحران اسکو میرے حوالے کیجیے مین اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا افراسیاب نے کہا بہتر ہے تمھین اسکو قتل کرو بس مصور نقلی اُٹھکر
پاس ملکہ اختر کے پہونچا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ مین مصور نہین ہون چالاک ہون تمھارے
رہا کرنے کو اس صورت سے آیا ہون اب تم ایک کام کرنا کہ جسوقت سحر تمھارے اوپر سے مین اُتروا دون
تو تم اُسوقت نکل جانا پھر مین بھی چلا آؤن گا ملکہ اختر یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ
بہت اچھا القصہ چالاک ملکہ اختر کو تعلیم کر کے اُسی صورت سے پاس افراسیاب کے
آیا اور کہا کہ اب تم اپنا سحر اُتار لو ملکہ اختر کے اوپر سے مین اپنے سحر مین گرفتار کر کے قتل کرونگا
افراسیاب راضی ہو گیا اور سحر اپنا اُتار لیا ملکہ اختر نے اپنے جسم کو سبک جو پایا تو اُڑکر سوئے آسمان
روانہ ہوئی پھر تو چالاک بھی جست کر کے مثل برق کے نکل گیا اور جا کر بارگاہ جمشیدی مین
برابر ملکہ اختر کے پہونچا مہرخ وغیرہ ان دونون کو دیکھکر شاد ہو گئین ملکہ اختر نے چالاک کی
تعریف کی اور کہا کہ مجکو مصور کی صورت بنکر رہا کر لایا ہے یہ کہکر اپنے مقام پر قائم ہوئی اور
وہان افراسیاب کو جو معلوم ہوا کہ چالاک ملکہ کو رہا کر لے گیا تو نہایت شرمندہ
ہوا اور حیران ہو کر دل مین فکر کرنے لگا اتنے مین صورت نگار نے رونا شروع کیا اور کہنے
لگی کہ میرا تو گھر اُجڑ گیا اور راج سہاگ سب برباد ہوا نہین معلوم کہ چالاک نے مصور کو کیا کیا زندہ
بھی چھوڑا یا کہ مار ڈالا یہ کہکر اُفتان وخیزان باحال پریشان واسطے چالاک کے روانہ ہوئی مگر پہلے
اپنے مکان مین آئی دیکھا تو مصور بیہوش پڑا ہوا ہے فوراً پانی سحر کا چھڑک کر ہوشیار کر دیا
اور آپ پھر فکر مین چالاک کے نکلی یہان مصور نے اُٹھکر لوگون سے پوچھا کہ ملکہ صورت نگار

کہان گئی ہوئی ہین الغفون نے کہا کہ وہ تو آپ ہی کے ساتھ گئی تھین مجھسے آپ کیا سمجھ کے پوچھتے ہین
میں اتنا جو سُنا اس لیے تو سمجھ گیا اور کہا کہ وہ صبا رفتار نہ تھی کوئی عیار تھا میری جورو کو میری
صورت بنکے شاید لے گیا یہ سوچکر دیوانہ وار گھبرایا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا وہان جاکر دیکھا کہ
صورت نگار بھی چلی آتی ہے تو اُس نے اسکو روک لیا اور پرسان حال ہوا صورت نگار نے
تمام حال چالاک کی چالاکی کا بیان کیا اور کہا کہ مین پکڑنے کو جاتی ہون تم کیون چلے آئے
القصہ مصور تو پھر کر اپنی بارگاہ مین صورت نگار کے کہنے سے چلا آیا بلکہ اُسکو بھی جانے
نہ دیا اور سمجھا کر ساتھ اپنے پھیر لایا کہ وہ کہان جا سکتا ہے ہم سمجھ لین گے صورت نگار بھی ساتھ اُسکے
چلی آئی اور آکر اپنی بارگاہ مین یہ دونون بیٹھے اور افراسیاب بارگاہ حیرت جادو مین
بیٹھا ہوا تھا کہ جوڑی ہرکارے کی آئی اور آکر الغفون نے دعا دیکر کہا کہ میخوار دوسر جادو یہ
حضور کے آتا ہے وہ کہی رہے تھے کہ میخوار بھی آکر پہونچا افراسیاب نے خوش ہو کر اُسکو گلے
سے لگا لیا اور برابر اپنے کرسی پر بٹھایا اس وجہ سے کہ یہ ساحر زبردست ہے اور افراسیاب اسکو
اپنا قوت بازو جانتا ہے القصہ جب میخوار بیٹھ چکا تو افراسیاب نے تمام حال عیارون کی
سینہ زوری کا اور جمشید کی زبردستی کا روبرو اُس کے بیان کیا اُس نے سُنکر کہا کہ آپ ناحق کو
جمشید سے ڈرے جاتے ہین اگر فرمایئے تو مین ابھی پکڑ لاؤن اُسکی اصل کیا ہے افراسیاب
نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر اُسکو پکڑ لاؤ تو گویا فیصلہ لڑائی کا ہو گیا میخوار نے سُنکر
اسقام جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ جمشید بن کوکب کو اُسکی بارگاہ سے جلد جاکر
پکڑ لاوہ بموجب اس کے حکم کے فوراً روانہ ہوئی اور بارگاہ جمشید مین جاکر پہونچی اور بآواز بلند
پکار کے کہا کہ مین جمشید کے لینے کو آئی ہون تم مین سے جس ساحر کو دعوے ہو وہ
جمشید کو روک لیوے اس کلمہ کو سُنکر سب ساحرون نے حربہ اے سحر کے وار کیے اور روکا
اسکو مگر کوئی سحر کارگر نہوا اُسوقت چالاک نے جمشید کو اشارے سے الگ بلا کر ایک کمرے
مین چھپا دیا اور کہا کہ جب تک مین نہ آؤن تم اسی مقام پر بیٹھے رہنا اُس نے منظور کر لیا
پھر تو چالاک جمشید کی صورت بنکر باہر آیا سامنے اسقام کے اور کہنے لگا کہ تو مجکو لیا لے
جائے گی چل مین تیرے ساتھ خود چلتا ہون وہ جمشید کو سمجھکر خاموش ہو رہی اور اُسکے ساتھ

لیے ہوئے خوش وخرم چل نکلی اثنا راہ میں چالاک نے اُس سے کہا کہ میں بہرصورت افراسیاب سے راضی ہوں مگر نہیں معلوم کہ یہ لڑائی آپس مین ناحق کو کسکی وجہ سے ہوئی اور مطلق حال نہیں کھلتا ہی غرض اسطرح کی باتین کرتا ہوا دربارگاہ تک پہونچ گیا اور کوئی تدبیر اور ڈھب نہ لگا کہ اسکو راہ ہی مین مار لیتا آخر ناچار ہوکر اندر بارگاہ کے جب جانے لگا تو اسکو آگے کیا اور آپ اُس کے پیچھے ہو لیا جبکہ دو چار قدم کا فاصلہ ہو گیا تو اُسوقت کلاگوپن مین پتھر رکھکر جو مارتا ہی تو وہ پتھر اُس کے سر پر پڑا اور سر اُسکا پھٹ گیا چیخ کھا کر زمین پر گر پڑی فوراً مرگئی سانس بھی نہ لی پھر تو چالاک مثل برق کے جھک کر بارگاہ جمشید مین آیا اور اُسنے کہا کہ مین نے اُس لکاتہ استغام کو خدمت مین سامری کے پہونچا دیا جمشید سنکر شاد ہو گیا اور اپنے تخت پر قائم ہوا چالاک بھی کرسی پر متمکن ہوا اور اُس کا فر افراسیاب کو جو اطلاع ہوئی کہ استغام کو بھی چالاک نے آکر دردولت پر مار ڈالا تو وہ نہایت برہم ہوکر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مین خود جاکر اُس ناعیار کو ابھی پکڑ لاتا ہون میخوار نے منع کیا اور کہا کہ آپ کیون تکلیف کرین مین اُسکو لیے آتا ہون ہر چند افراسیاب نے منع کیا مگر اُس نے نمانا اور چالاک کی فکر مین بزور سحر اُڑکر بارگاہ مین جمشید کی آیا چالاک تو اُسکی آمد مین نکل گیا اور اُس نے تمام بارگاہ مین تلاش کیا لیکن اُسکو نپایا آخر کو ناچار ہوکر ڈھونڈھتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا وہان قِران ایک ساحر کی صورت بنے ہوے استادہ تھے اِس نے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ ادھر سے کوئی بھاگا ہوا تو نہین گیا ہی قران نے کہا کہ ایک عیار کو تو مین نے اندر ایک درہ کوہ کی ابھی باندھ کر چھوڑ دیا ہی تم چلکر دیکھ لو اُسکا نام سے آگاہ نہین ہون میخوار نے کہا کہ مین تو چالاک کی فکر مین نکلا ہون ذرا چلکر دکھلا دو شاید کہ وہی ہو قران نے کہا کہ بہت اچھا چلیے یہ کہکر اندر درہ کوہ کے میخوار کو لے گیا اور وہان جاکر کوئی دو قدم پیچھے رہ گیا اور حلقہ ہاے کمند مار کے اُسکو کھینچ لیا بعد اُس کے جلدی سے بیہوش کرکے اُسکو پشتارے مین باندھ لیا اور لے کر طرف بارگاہ جمشید کے سیدھا چلا گیا اسکو تو راہ مین چھوڑ دو اور چالاک طرف بارگاہ حیرت کے ایک ساحر کی صورت بنکر اِس خیال سے چل کھڑا ہوا کہ کوئی عیاری اگر بن پڑے تو اُسکو عمل کر کیجیے اِسی خیال مین جانے جانے طرف بارگاہ گوہر جانزو کے جو نکلا تو دیکھا اس سنے کہ گوہر جادو داخل

بارگاہ میں بیٹھی ہوئی ہے اس نے اسکو دیکھ کر جلدی سے اپنی صورت ایک مُغنی کی لڑکی کی ایسی بنائی اور
قلابازیان کھاتی ہوئی روبرو گوہر کے پہونچی اُس نے اسکو دیکھ کر سامنے اپنے بلایا اور پوچھا
اس سے کہ تو اکیلی ہے یا کوئی تیرا وارث بھی ہے اس نے کہا کہ مین تو اکیلی ہون اور کوئی میرا عزیز
واقارب نہیں ہے دن بھر مین جو کچھ کہ میسر آجاتا ہے اسکو کھا کر جس مقام پر جگہ پاتی ہون رات
کو پڑ رہتی ہون گوہر جادو نے سنکر کہا کہ ہمارے پاس تو رہیگی اس نے کہا کہ مین تو خدا
سے یہی چاہتی ہون کہ کوئی مجکو اپنے پاس رکھ لیوے خداوند سامری اور جمشید حضور
کا بھلا کرینگے جو آپ میری پرورش فرمائینگی مین حاضر ہون گوہر جادو نے فوراً اُسکو
حمام کروا کے کپڑے اپنے پاس سے بہت بھاری اسکو پہنائے اور کہا مین نے
اپنی دختر تجکو کیا یہ کہکر پاس اپنے بٹھا لیا اور نہایت خاطرداری کی پلنگ اپنے برابر
اُسکے سونے کے واسطے بچھوا دیا جبکہ رات ہوئی تو کھانا اپنے ساتھ کھلایا اور برابر اپنے
پلنگ کے جو پلنگ بچھوایا تھا اُس کے اوپر کہا کہ آرام کرو یہ اُس نے اوپر جا کے لیٹ رہی وہ
اپنے پلنگ پر دراز ہوئی چالاک نے پہر رات گئے اسکو تو بیہوش کر کے کسی کونے مین ڈالدیا
اور آپ اُسکی صورت بنکر پکارا کہ ارے ساحرو دوڑو آؤ وہ لڑکی نٹ کی نہ تھی کوئی عیار تھا
وہ بھاگ گیا مگر بڑی خیر گذری کہ مین اُس کے ہاتھ سے بچگئی لوگون نے سنکر زر و گوہر
تصدق اُتارا اسمین صبح ہوگئی اور گوہر نقلی سوار ہوکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچی اور اپنی
جگہ پر سلام کر کے متمکن ہوئی اور قران کہ وہ جو پشتارہ سیخوار کا لیئے ہوئے طرف بارگاہ
جمشید کے چلا آتا تھا بسبب سحر کے پشتارہ اسقدر بھاری ہوگیا تھا کہ قران کو چلنا دشوار
ہوگیا آخر کو تھک کر قران نے پشتارے کو تو ایک مقام پر گوشہ مین رکھدیا اور
آپ بارگاہ مین چھوڑ کر اکیلا چلا آیا اُدھر اسکو بھی ہوش آگیا وہ اُٹھ کر سیدھا طرف بارگاہ
حیرت کے روانہ ہوا اور جا کر اندر بارگاہ کے چپکا بیٹھ رہا چالاک بھی بصورت گوہر
بیٹھا ہوا تھا کہ صرصر بھی آکر پہونچی اور اُس نے بنظر اول چالاک کو پہچان لیا کہ گوہر
جادو نہیں ہے مقرر چالاک ہے یہ سوچکر قریب چالاک کے آئی اور کہنے لگی کہ ارے
غضب کیا تو نے کہ اتنے ساحرون مین اس طرح سے آکر بیٹھا ہوا ہے اور کچھ خوف نہ

خطر تجکو نہین ہے یہ کہکر ارادہ اِس نے کیا کہ حیرت سے کہدون مگر افراسیاب بھی بیٹھا ہوا تھا
اِس لیے کہنا مناسب نجانا اور یہ سوچی کہ صنعت سحر ساز سے چلکر اطلاع کرون وہ اُسکو گرفتار
کریگی یہ تصور کرکے پاس صنعت کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ چالاک گوہر جادو کی صورت
بنا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے بیٹھا ہوا ہے ضرور کسیکو آج قتل کریگا آپ جاکر پکڑ لیوین صنعت سحر ساز
ساتھ ہی سُننے کے سوار ہوکر چل کھڑی ہوئی قضا رکار ملکہ اختر بھی بارہ سو ساحر ہمراہ لیے
ہوے واسطے سیر کے نکلی تھی اثنا راہ مین اندر ایک صحرا کے سامنا صنعت سحر ساز سے
ہوگیا چالیس ہزار ساحر ہمراہ صنعت کے بھی تھے اختر نے جو اسکو روکا تو لڑائی ہونے لگی
اُس کے ساتھ چالیس ہزار ساحر تھے اسوجہ سے بارہ سو ساحر ملکہ اختر کے سب مارے گئے
صرف اکیلی ملکہ اختر رہگئی اُسوقت صنعت اور ملکہ اختر سے سامنا ہوگیا قرار واقعی اسمین
لڑنے چلین آخر کو دونون بیہوش ہوکر اوپر زمین کے گر پڑین اسمین افراسیاب بھی
خبر اسکی سُنکر چل کھڑا ہوا تھا اُسوقت آکر پہونچا تو صنعت اور ملکہ اختر کو بیہوش پڑے
زمین پر دیکھا دونون کو اُٹھا کر ایک کوہ پر لے گیا اور وہان لیجاکر صنعت کو تو ہوشیار
کیا اور اُس سے احوال پوچھا اُس نے کہا کہ چالاک بن عمرو تمھاری بارگاہ مین گوہر
بنا ہوا بیٹھا ہے تو اسکی خبر سُنکر مین اُس کے گرفتار کرنے کو چلی تھی اثنا راہ مین ملکہ اختر سے
ملاقات ہوگئی وہ لڑنے لگی آخر کو میرے اور اُس کے سامنا ہوگیا وہ میری ضرب سے
بیہوش ہوئی اور مین بھی اُسکی ضرب سے بیہوش ہوکر رہگئی تو آپ اُٹھا لائے اِس
حال کو سُنکر افراسیاب نے کہا کہ خیر حال معلوم ہوا اب تم تو اپنے لشکر مین جادو وہان سے سوار
ہوکر چلی آنا اور مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین یہ کہکر ملکہ اختر کو لیے ہوے اندر
بارگاہ حیرت کے چلا آیا اور صنعت سحر ساز اپنے لشکر مین چلی گئی افراسیاب
نے یہان آکر چالاک کو بھی پکڑ لیا اور اُس سے پوچھا کہ گوہر جادوگر کہان ہے اُس نے کہا
کہ مین گوہر سے آگاہ بھی نہین ہون کہ وہ کہان رہتی ہے اتنے مین گوہر کو بھی ہوش آگیا
وہ بھی آکر بارگاہ مین بیٹھی افراسیاب کو اطمینان حاصل ہوا پھر تو ملکہ اختر اور چالاک
کو اُس نے باندھکر سامنے اپنے استادہ کیا اور حال سُنیے صنعت کا کہ وہ جو طرف اپنے

لشکر کے جاتی تھی تو اُسکو ضرغام نے اندر ایک صحرا کے جاتے ہوئے دیکھا فوراً ایک ساحرہ
کی صورت بنکے ہمراہ اُسکے ہو لیا وہ خواص افراسیاب سمجھکر خاموش ہو رہی اور پوچھا کہ تمکو
افراسیاب نے کسواسطے بھیجا ہی اُسنے کہا کہ واسطے آپ کی حفاظت کے مجکو روانہ کیا ہے
اِس خیال سے کہ کوئی عیار راہ مین دغا نہ کرے صنعت نے اِس کلمے کو سنکر ہمراہ
اپنے ضرغام کو لیلیا اور تمام حال اپنی لڑائی کا اس سے بیان کرتی ہوئی جاتی تھی یہ بھی ہان
مین ہان ملاتا ہوا تھوڑی دور تو چلا گیا بعد اسکے غافل کر کے حلقہ ہاے کمند مار کے
اُسکو پکڑ لیا اور بیہوش کر کے اندر درۂ کوہ کے اُسکو تو ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے
اُسکے لشکر مین پہونچا اور سبکو دیکھ بھال کے اُسکے تخت پر سوار ہوا اور بڑے عظم و شان
سے آکر بارگاہ افراسیاب مین داخل ہوا اور سلام کر کے اوپر کرسی کے بیٹھ گیا افراسیاب
نے پوچھا کہ مزاج تو آپکا اچھا ہے اسنے کہا کہ آپکی عنایات سے اچھی تو ہون مگر عیارون سے
ناک مین دم آگیا ہی امیدوار ہون کہ چالاک اور ملکہ اختر کے اوپر سے آپ سحر اپنا اُتار لیوین
اور مجکو اجازت دیوین کہ مین اِن دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کر کے اپنے مکان مین لیجاؤن
اور وہان سر ان دونون کے کاٹ ڈالون افراسیاب نے کہا کہ بہت اچھا اور سحر اپنا
دونون کے اوپر سے اُتار لیا صنعت عملی نے پاس دونون کے جاکر چپکے سے کہا کہ مین ضرغام
ہون اب تم کسواسطے کھڑی ہو جلد جاؤ پس چالاک و ملکہ اختر کو کمال خوشی حاصل
ہوئی اور اُڑکر ملکہ اختر سوے آسمان روانہ ہوئی اور چالاک بھی جست کر کے صاف نکل گیا
جبکہ دونون جا چکے تو اُسوقت ضرغام نے بھی اپنا نعرہ کیا اور نکلا ہوا چلا گیا یہ ماجرا دیکھکر
افراسیاب کو بڑا صدمہ ہوا اور پریشان ہو کر حیرت سے کہا کہ صنعت کو نہین معلوم کہ
ضرغام نے کیا کیا ہے اب مین خود اُسکی تلاش کے واسطے جاتا ہون یہ کہکر سر بصحرا روانہ ہوا
اُسکو تو اُدھر جانے دو اور حال ضرغام و چالاک اور ملکہ اختر کا سنو کہ تینون بارگاہ جمشید
مین پہونچے ضرغام نے سارا حال صنعت سحر ساز کے بیہوش کرنے کا ملکہ اختر سے
بیان کیا اور کہا کہ وہ ساحرہ زبردست ہی اسوجہ سے ہم لوگ اُسکو قتل نہین کر سکتے ہین اگر تمسے ہو سکے
تو تم چلکر اُسکو قتل کرو کہ مین ایک درہ پہاڑ مین اُسکو بیہوش کر کے ڈال آیا ہون اِس حال کو

سنکر ملکہ اختر نے کہا کہ مین اسکو قتل کرونگی تم چلکر بتاؤ ضرغام ملکہ اختر کو ہمراہ لیکر طرف اُس درہ کوہ
کے روانہ ہوا کہ جہان صنعت کو ڈال آیا تھا مگر اس صورت سے کہ آپ تو اوپر زمین سے
چلا اور ملکہ اختر بزور سحر اسکو دیکھتی ہوئی بروے ہوا چل نکلی جبکہ ضرغام قریب اُس کوہ کے
پہونچا کوئی کوس بھر کل راہ طے کرنی باقی رہگئی تھی کہ افراسیاب بھی اُس درہ کوہ مین پہونچا اور
صنعت کو ہوشیار کرکے اپنے ساتھ لیکر باہر درہ سے نکلا اور طرف اپنے لشکر کے روانہ
ہوا ضرغام نے جو دیکھا کہ صنعت کو افراسیاب لیے جاتا ہی تو اُسنے ساحرہ کی صورت بنکر
ارادہ عیاری کرنے کا کیا تھا کہ اُسنے اسکو پہچان کر پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا ملکہ اختر نے آسمان
پر سے جو دیکھا کہ ضرغام کو افراسیاب پکڑے لیے جاتا ہے اور صنعت سحر ساز بھی ہمراہ
ہی تو بجلی بنکر صنعت اور افراسیاب پر گری مگر افراسیاب تو بچ گیا اور صنعت زخمی ہوئی
افراسیاب نے ملکہ اختر کو بزور سحر پھر گرفتار کرلیا اور صنعت کے زخم کو اسم سحر کا پڑھکر اچھا کردیا
اور کہا کہ تم اپنے مکان پر چلی جاؤ وہ تو رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کو چلی گئی اور یہان افراسیاب
نے آواز دی کہ اے فتراک جادو جلد آکر حاضر ہو وہ فوراً اُسکے سامنے آکر موجود ہوا اُسنے کہا
اُس سے کہ تم اس عیار کو اور ملکہ اختر کو بارگاہ حیرت مین ساتھ ہوشیاری کے لیجاؤ اُسنے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ آپ ذرا تامل فرمائین مین اُس درہ کوہ مین جاکر ذرا سر کو دھو ڈالون تو پھر
لیے جاتا ہون یہ کہکر فتراک اندر اُس درہ کوہ کے جو داخل ہوا تو وہان چالاک موجود تھا
یہ تو اپنا سر دھونے لگا اور چالاک نے اُسکو گرفتار کرکے بیہوش کردیا اور آپ اُسکی صورت
بنکے سامنے افراسیاب کے آیا حال تو سب اسکو معلوم تھا وہ کہ چکا تھا کہ لائیے
دونون کو لیجاؤن اُسنے ضرغام اور ملکہ اختر کو اُسکے حوالے کردیا اور سحر بھی اپنا اُتار لیا
اور تاکید کردی کہ بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجانا اُسنے کہا کہ بہت اچھا اور اپنا نعرہ کرکے
دونون کو ہمراہ لیکر بھاگا اب جو افراسیاب کو معلوم ہوا کہ یہ چالاک تھا عیاری
کرگیا تو یہ پیچھے چالاک کے دوڑا مگر نسکو نپایا اسوجہ سے کہ چالاک پہاڑ پر دونون کو لیکر
چڑھ گیا تھا ناچار ہوکر اوپر ایک کوہ کے یہ بھی چڑھ گیا لیکن نہایت فکر مین بیٹھا اور وہان
ملکہ اختر نے چالاک اور ضرغام سے کہا کہ میرا تو اب یہ ارادہ ہی کہ مین چلکر لشکر حیرت کو

چلے

تباہ کردون یہ کہکر ایک تخت الماس کا بزور سحر اسنے اُسی مقام پر پیدا کیا اور صرصر غام و چالاک کو اُسکے اوپر سوار کرکے سحر جو کرتی ہی تو وہ تخت بسوے آسمان دونون کو لیکر اس طرح سے اُڑا کہ قندیل فلک ہو گیا وہان پر ملکہ اختر نے سحر جو کیا تو ایک لکہ ابر سرخ کا اوپر اختر کے سایہ فگن ہوا اور ملکہ اختر مانند برق کے چمکتی ہوئی چلی اور وہ تخت ہوا پر بلند ہونے لگا صرصر غام اور چالاک نے دیکھا کہ ملکہ اختر اوپر لشکر حیرت کے اُسی طور سے پردے مین ابر کے جاکر پہونچی اور ایک آواز تڑاقے کی ابر سے پیدا ہوئی اور چالیس ہزار پیکان فولادی ساتھ ہی آواز ہونے کے اُس ابر سے نکل کر مانند تیر قضا کے لشکر حیرت پر جاکر گرے تو جسکے سر پر پڑے ساغر کی راہ سے نکل گئے ایک ہی وار مین چالیس ہزار ساحر فی النار ہوئے اس حال کی اطلاع حیرت کو جو ہوئی تو وہ مثل آئینہ حیران اور ششدر ہو گئی کہ یہ آفت تازہ کہان سے نازل ہوئی اسیقدر مین افراسیاب بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ ہزار لاشین پڑی ہین اور ایک ابر سرخ کڑکتا ہوا چلا آتا ہی اسنے ملکہ اختر کو اپنے سحر کے زور سے دریافت کر لیا مگر اُس تخت کو نہ دیکھا کہ جسکے اوپر صرصر غام اور چالاک بیٹھے ہوئے سوئے آسمان بلند ہوتے چلے جاتے تھے پس اسکو تاب باقی نہ رہی غصے مین آکر سحر جو کیا تو وہ ابر اوپر لشکر جمشید کے جاکر برسنے لگا اور اختر کو اسنے پکڑ لیا غرض اُس ابر مین سے اسقدر پیکان فولادی اوپر لشکر جمشید کے برسے کہ دو لاکھ ساحر ایک چشم زدن مین جان بحق تسلیم ہو گئے اور وہ ابر بھی خالی ہو گیا کوئی پیکان اُسمین باقی نہ رہا اُسوقت افراسیاب نے ملکہ اختر کو تو اندر بارگاہ کے جاکر حیرت کے سپرد کیا اور کہا کہ تم اس سے خبردار رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون اُسکو کر آؤن تو پھر آکر اس اختر سے سمجھون یہ کہکر افراسیاب تو اُڑ کر طرف آسمان کے چلا گیا اور حیرت جادو نے ہاتھ ملکہ اختر کا پکڑ لیا ایوان دوسر جادو نامے ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تھا اُسکو جو وحشت دامنگیر ہوئی تو اُسنے بیقرار ہوکر چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن آخر وہ زمانہ آیا کہ فلک پر عارض مہر زرد ہوا اور شام سوسنی رنگ نے گیسو اپنے وا کیے اشعار

جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ　ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ بے سنگ
بڑھا قصر زمین کو مہر انور　بشکل رنگ عاشق زرد ہو کر

سرشام ایوان دوسر نے اس خیال سے کہ جبتک شاہ جادوان یہان آئین مین جمشید
کو گرفتار کرلون بس اُسنے طبل جنگ بجوایا اس حال کی اطلاع جمشید کو جو ہوئی تو اُسنے
بھی نفیر سحر کو بجایا دھنوان ہوم کا بلند ہوا ساحر سحر کرنے لگے ہر ایک کے دل سے لگی ہوئی تھی
بیر بند پر تیار آتے تھے کڑاہیان چڑھی تھین شعلہ بلند تھے ہر ساحر اشتان گیسان
دھیان مین مصروف تھا سحر و ساحری سے مالوف تھا اشعار

کوئی سامری کا بنا تھا صنت	کوئی بیٹھا پڑھتا تھا خالی منت	کہین ڈفلی بجتی کہین بانسری
کڑھائی کہین شیخ سدو کی تھی	کوئی تانتا تھا کسی پر فون	کسی کو تھے کچھ یاد جادو کے فن

غرض چار پہر رات اس خاکدان عالم مین یہی شورش عظیم برپا رہی جب کلو شب کا شق
ہوا اور شاہ خاور تاج زرین مہر کو سر پر رکھکر ایک زرنگاری فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

اٹھائی صبح نے جو چادر شب	تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب
ضیا نے کردیا عالم کو معمور	ہوا کچھ دیر مین رخ اُسکا پر نور

ہنگام سحر جمشید و مہرخ اور بہار وغیرہ تخت ہائے سحر پر
باز لیطاقر سے ہنس آتشین فیل آتشین پر سوار ہوکر وعدہ گاہ مصاف مین آئے صف
آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا ایوان دوسر نے ناف میدان
مین آکر مبارزطلبی کی ادھر سے توسن جادو نام ایک ساحر ذی احتشام اُسکے
مقابلہ کو گیا اُسنے ایک ناریل توسن پر مارا توسن نے اُس ناریل کو خالی دیکر ایک
ترنج مارا لیکن ایوان نے اُس ترنج کو خالی دیکر ناریل مارا کہ وہ توسن کے سینے کو توڑ گیا یہ حال
دیکھکر جمشید کو قرار نہ رہا خود اُسکے سامنے آیا اُسنے ایک گولہ فولادی مارا جمشید نے اُسکو
موم کا کردیا اور نارنج سحر کو جھپٹ کر اُسکے سینے پر مارا اُسنے بھی خالی دیا اور خفا ہوکر زمین پر
گر کے لوٹا اور پتلہ فولاد کا بنکر جمشید کی طرف چلا جب تک کہ یہ قریب پہونچے پہونچے اُسنے
مثل سد سکندری کے اپنے تئین دیوار فولادی بنایا اُس پتلے نے غصہ مین آکر ایک ٹکر اس
دیوار پر ماری اس زور سے کہ اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی یقین تھا کہ شق ہوکر گر پڑتا لیکن اُس
دیوار کو خبر بھی نہوئی اور ایوان اپنی اصلی صورت پر پھر آیا اور دوبارہ جو ٹکر ماری
تو خود بخود آپ ہی تیورا کر گر پڑا جمشید نے اُسکو باندھ لیا اور گرفتار کرکے اپنی بارگاہ مین

لے گیا اسکو قید سخت مین گرفتار کیا اسکی فوج نے جو یہ رنگ دیکھا تو کنارہ کیا اور پھر کر اپنے
مقام پر چلی آئی اس عرصہ مین افراسیاب بھی بارگاہ حیرت مین آکر داخل ہوا الوان جادو
کے قید ہونے کا حال سنکر بہت برہم ہوا اور اُسیوقت ملکہ اختر ارابہ پر ڈالکر قتل کرنے کے
لیے میدان سیاست گاہ مین بھجوایا یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی تو اسکو بڑا صدمہ ہوا آخر وہ
بھی الوان جادو کو ارابے پر بٹھلا کر افراسیاب کے سامنے لایا اور کہا کہ اگر تم اختر کو قتل کرو گے
تو مین بھی اسکو قتل کرونگا یہ سنکر افراسیاب کا غصہ کم ہوا اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی سوا
اسکے کہ خاموش ہو رہا اور قتل اختر موقوف رکھا اسکو تو اس حال مین رہنے دو
مگر حال چالاک و ضرغام کا سنو کہ وہ جو دونون ملکہ اختر کے تخت پر سوار تھے تو وہ
تخت اسوجہ سے بلند ہوتا جاتا تھا کہ اختر تو گرفتار ہو گئی ہے اب اُس تخت کو اُتارے
کون ضرغام نے یہ حال تخت کا دیکھکر چالاک سے کہا کہ ای برادر ملکہ اختر تو مبتلاے
بلا ہوئی ہین اور یہ تخت دمبدم اونچا ہوتا جاتا ہے مفت جان گئی اب کیا تدبیر کیجائے یہ کہکر
دونون نے آپس مین اس خیال سے کہ کہین کوئی ساحر دیکھکر گرفتار نہ کرلیوے بفن عیاری
ساحرون کی ایسی صورت بنے اور بہ قدرت کردگار چالاک کی صورت ایک فقیر ہیئت
جہنت جادو کی ایسی ہو گئی اور ضرغام کی شکل اُسکے بالکے او تار جادو کی ایسی
ہو گئی یہ دونون اس ہیئت سے اُس تخت پر سوار مضطر اور پریشان بلند ہوتے جاتے
تھے کہ دفعۃً نگاہ افراسیاب کی اینڑی اُسنے جو سر کو واسطے دیکھنے جمشید کے اُٹھایا
کہ وہ بلندی پر کھڑا تھا تو اُس تخت پر نگاہ پڑی یہ اُس تخت کی روشنی کو دیکھکر متحیر ہو گیا اور
دل مین اپنے سوچا کہ یہ کون شخص ایسے صاحب کمال ہین کہ جو اسقدر بلند اپنے تخت کو لیے
جاتے ہین اور مانند آفتاب کے تخت روشن اور منور ہو رہا ہے انسے ضرور ملاقات حاصل کر کے
حال انکا دریافت کیا چاہیے کیا عجب ہے کہ اپنا مطلب بھی کچھ انسے نکل جائے یہ تصور کر کے
اُسنے بھی بزور سحر اپنا تخت اُڑایا اور قریب تخت ضرغام و چالاک کے پہونچا اُن دونون
نے تو اسکو پہچان لیا مگر اُسنے بالکل نہین پہچانا بلکہ یہ سمجھا تو یہ سمجھا کہ ایک تو امین جہنت ہے
اور دوسرا بالکا ہے یہ سمجھکر اُسنے دونون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو کدھر کو جاتے

ضرغام اور چالاک نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم تو غلام جمشید او سامری کے ہین مگر بموجب
حکم خداوند کے آسمان وا لے ساحر ہے واسطے سوال و جواب کرنے کے اپنے خداوندون کی طرف
سے جاتے ہین تاکہ اسکو قائل و معقول کر کے خداوند سے ملا دیوین اس حال کو سنکر افراسیاب
بدحواس ہوگیا اور اس کافر کو یقین ہوگیا کہ یہ سچ کہتے ہین انکو اپنے مکان پر کسی طور سے لیجا کے
اور معرفت انکے خداوند سے اپنی بھی صفائی کیجیے تاکہ نجات اس مشیت سے ملجاوے یہ
تصور کر کے اس مادر قحبہ نے چالاک سے کہ وہ بھی بصورت مہنت کے بنا ہوا تھا کہا کہ اگر
آپکو تکلیف نہوئے تو غلام نوازی میرے حال پر فرمائیے آج کے دن مہربانی کر کے
دعوت کو قبول کیجیے اور مہمان رہیے مین عمر بھر ممنون احسان اور مرہون منت آپکا
رہونگا اور جو کچھ کہ عرض کرنا خداوند سے مجکو منظور ہے وہ بھی آپ سے گزارش کرونگا چالاک
نے سنکر کہا کہ ہمکو فرصت تو اسقدر نہین ہے کہ جو ہم کہین ٹھہر سکین مگر خیر تم کہتے ہو ہمکو بھی دل
شکنی تمھاری گوارا نہین اسوجہ سے کچھ مضائقہ نہین خاطر ہے تمھاری تم لیچلو ہم حاضر ہین یہکہ کہا
تو سہی ان دونون نے مگر پھر ٹھہر گئے اس خیال سے کہ تخت تو ہمارے اختیار مین نہین
ہم اسکو اُتارین تو کیونکر اُتارین یہ تصور کر کے کچھ اور بات تو بن نہ آئی کہ جو اسکو کہتے آخر کو چالاک
نے کہا کہ اے شہریار یہ تخت تو اِسی مقام پر رہیگا کس واسطے کہ اِسکو حکم خداوند کا واسطے بلند ہونے
کے تھا اسوجہ سے یہ تو اب بغیر حکم خداوند کے نیچے اُتر نہین سکتا ہے پھر ہم تمھارے ساتھ چلین تو
کیونکر چلین ہان ایک امر سے البتہ ہم چل سکتے ہین کہ اگر سواری ہمارے واسطے تم کوئی منگا دو تو ہم
اوسکے اوپر سوار ہوکے چل سکتے ہین افراسیاب نے سنکر دونون کو اوپر اپنے تخت کے بلا لیا
یہ اپنے تخت کو چھوڑ کر پاس اُسکے چلے آئے اُسنے تخت کو اپنے اندر بارگاہ حیرت کے
اُتارا وہ افراسیاب کو دیکھکر خوش ہوگئی مگر ان دونون کو دیکھکر متحیر ہوئی اور افراسیاب
سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہین افراسیاب نے کہا کہ جمشید اور سامری کے خاص
خدمتگار ہین اور انھین کے پاس رہتے ہین مہنت جادو اور اوتار جادو انکا نام ہے یہ کہکر
خاطرداری اور مدارات مین دونون عیارون کے مصروف ہوا چالاک نے ملکہ اخترکو
قید مین جو دیکھا تو اسکو نہایت صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اسمین ایک ابر سرخ اوپر آسمان کے

نمودار ہوا چالاک اور سرغنام حیران ہو کر اس ابر کو دیکھ رہے تھے کہ ایکبارگی وہ ابر شق ہوا اور اسمین
سے ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسکے اوپر ایک ساحرہ سوار تھی اور چالیس ہزار خواصین بھی ہمراہ
تھین غرض وہ تخت آکر اندر بارگاہ کے اُترا اور اُس ساحرہ نے افراسیاب کو مجرا
کیا اسنے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون اے شوخ جادو مزاج تو تمھارا اچھا ہے اُسنے ہاتھ باندھکر
کہا کہ دعاگو ہون آپکی جان و مال کو مگر یہ تو فرمائیے کہ ایوان کہان گیا ہوا ہے حیرت جادو
نے کہا کہ اسکو تو جمشید بن کو کب پکڑ کے لے گیا ہے وہ تو اُسکی قید مین ہے شوخ جادو
اس خبر کو سُنکر افراسیاب جادو سے زمین مین غرق ہو گئی نیچے نیچے اندر بارگاہ جمشید کے
جا کر نکلی تو دیکھا کہ ایوان جادو قید مین بیٹھا ہوا ہے اور گرد اُسکے قنات سحر کھنچی ہوئی ہے اسنے
یہ لوٹ کر بصورت عقاب ہو گئی اور ایوان کو لیکر لیے ہوئے چلی آئی اس حال کی اطلاع
جمشید کو بھی ہوئی اُسنے سنکر کہا کہ لے جانے دو کہان جا سکتا ہے مین پھر اسکو
پکڑ لاؤن گا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور شوخ جادو ایوان کو لیے ہوئے بارگاہ افراسیاب
مین داخل ہوئی اُسنے سحر کو ایوان کے اوپر سے اُتار لیا وہ بھی خوش ہو کر کرسی
پر بیٹھا اور تعریف شوخ جادو کی کرنے لگا اسمین افراسیاب نے ملکہ اختر سے
کہا کہ اب بھی تم شرائط ہماری اختیار کرو تو ہم تمکو رہا کر دیوین اور اسقدر سلوک تمھارے ساتھ
کرین کہ تم کوکب کو بھول جاؤ ملکہ اختر نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم نمک حرام نہین ہین کہ جو اپنے
مالک کا ساتھ چھوڑ دین افراسیاب نے خفا ہو کر اوتار جادو سے کہا کہ آپنے
اسکی تقریر کو سماعت فرمایا کہ اسنے کیا جواب صاف مجکو دیا ہے اوتار
نے سنکر افراسیاب سے کہا اگر آپ فرمائین تو مین اسکو سمجھا کر راضی کرون اُسنے
کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر آپ اپنی مہربانی فرمائین تو بڑا احسان ہوگا اوتار نے
اُٹھکر ہاتھ اختر کا پکڑ لیا اور لیکر طرف کمرے کے چلا کہ وہ علیحدہ تھا مگر ساتھ اُسکے ایوان
جادو اور مہنت جادو کو بھی کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ آؤ اسکے کہنے سے وہ بھی دونون
اُٹھکر ہمراہ ہوئے اسنے ایوان کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر اندر اُس کمرے کے چلا اسوقت
ایوان نے افراسیاب سے کہکر ملکہ اختر کے اوپر سے سحر بھی اُتروا لیا اسمین صرصر

بھی آکر پہونچی اور اسنے چالاک کو پہچان کر اپنے دل مین کہا کہ بڑا غضب ہوا اب ایوان کو تو یہ
مار ڈالے گا اور ملکہ اختر کو مقرر رہا کر دیگا یہ تصور کر کے صرصر نے تو ارادہ کیا کہ افراسیاب
اطلاع کر دون اور چالاک جلدی سے اختر اور ایوان کو اندر اُس کمرے کے لیگیا
اور اختر سے کہا کہ مین اس ایوان کو قتل کرتا ہون تم فوراً چلی جا مین چالاک
بن عمرو ہون یہ کہکر دو چار دانے انگور کے اپنے پاس سے نکالکر ایوان کو دیے
اور کہا کہ یہ خداوند کے باغ کا تبرک ہے اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چکھ لو اُسنے چوم
چاٹ کر وہ انگور لیلیے اور تبرک سمجھکر کھا گیا ساتھ ہی کھانے کے بیہوش ہو کر گر پڑا چالاک
نے جلدی سے سر اُسکا خنجر سے کاٹ کر جدا کر ڈالا اختر اور قمر غام تو فوراً راہی ہو گئے
اور یہان غل دار و گیر کا بلند ہوا اُسی ہنگامے مین چالاک بھی اپنا نعرہ کر کے روانہ ہو گیا
اُدھر صرصر نے افراسیاب کو اطلاع کی تھی کہ غل دار و گیر کا بلند ہوا افراسیاب خود
اُٹھکر پیچھے چالاک کے دوڑا وہ بھاگا ہوا اوپر ایک کوہ کے چڑھگیا یہ بھی دوڑ کر اوپر اس
کوہ کے چڑھنے لگا تھا کہ قران نے نکل کر حلقہ ہاے کمند مار کے اِسکو گرفتار کر لیا کہ اُسوقت
وہ بھی اندر درۂ کوہ کے بیٹھے ہوئے تھے القصہ اُسکو بیہوش کر کے قران نے اپنی
کمند کو کھولکر چاہا کہ قتل کر ڈالون اِسمین ایک شیر ببر سامنے پیدا ہوا اور آکر سر پر
افراسیاب کے استادہ ہوا قران تو جست کر کے علیحدہ ہو گیا اور اُس شیر نے ایک
چیخ ماری کہ افراسیاب ہوشیار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور شرمندہ ہو کر بارگاہ حیرت مین چلا گیا
یہان آکر شوخ جادو کی تشفی کی اور ساتھ خاطرداری کے اُسکو رکھا بعد اِسکے حیرت جادو
سے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو کل ہماری فوج بیشمار آئیگی اور سب نمکحرامون کو قتل کریگی یہ کہکر
روانہ ہو گیا اب اُسکو اُدھر جانے دو اور مصور جادو کو وہ صورت نگار کو
ہمراہ لیکر بڑی عظم و شان سے سوار ہو کر بارگاہ حیرت مین آیا اور آکر پاس حیرت
جادو کے بیٹھا اور اُس سے پوچھا کہ افراسیاب کہا چلے گئے اُسنے کہا کہ ابھی تشریف
لیگئے ہین یقین ہے کہ کل تک آئینگے مصور نے سنکر کہا کہ خیر وہ تو چلے گئے مگر مین نے بڑی محنت
سے تصویرین بنائی ہین اگر وہ ہوتے تو اُنکو دکھاتا کہ وہ میری محنت کی داد دیتے لیکن مجھ

مضائقہ اسکا نہین ہے تم بھی تو اُنکے قائم مقام ہو تھین اُسکو دیکھو اب کیا مقدور ہے جمشید
بن کوکب کا جو میرا سامنا کر سکے مین اکیلا جا کر ابھی اُس سے سمجھے لیتا ہون یہ کہکر سب
تصویرین حیرت کو دکھلائین اور اوپر تخت سحر کے سوار ہو کر صورت نگار کو پاس
اپنے بٹھلایا اور ارادہ چلنے کا کیا اُسوقت حیرت نے منع کیا اور کہا کہ اکیلے تم نہ جاؤ مصور نے
کہا کہ قسم ہے مجکو جمشید اور سامری کی کہ اُس جمشید بن کوکب کو اگر اکیلا جا کر قتل نکیا
تو اپنا نام مصور نرکھا لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو تو کیا
خوب بات ہے کہ اپنی آنکھ سے ہمارے سحر کی طاقت کو ملاحظہ کرو اور دیکھو کہ ایسے
بھی سحر کسی نے تیار کیے ہین القصہ حیرت جادو بھی اُٹھکر تخت پر پاس مصور کے
جا بیٹھی اور اُسنے تخت کو سحر کرکے بروے ہوا اُڑایا اور جا کر دربارگاہ جمشید پر پہونچا اور آواز
دی کہ منم مصور جادو جس کسیکو کہ آرزو موت کی ہو وہ آج آئے میرے مقابلے کو
دیکھون تو سہی کہ کون ایسا ساحر ہے کہ جو میرے سحر کو رد کرتا ہے اِس کلمے کو سنکر جمشید و
مہرخ اور ملکہ اختر وغیرہ سب ساحر بارگاہ سے اُٹھکر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ مصور جادو
اور صورت نگار و حیرت جادو تینون اوپر تخت سحر کے سوار کھڑے ہوئے ہین اُنھون
نے اُنکو دیکھکر ارادہ کچھ پوچھنے کا کیا تھا کہ مصور نے باواز بلند پکار کے کہا کہ اے جمشید
بن کوکب تو نے ناحق کو افراسیاب سے سامنا کیا ہے ارے وہ خداوند ساحران مشہور
ہے تو اُس سے بہر نوع زیر ہو جائے گا یہ کہکر مہرخ وغیرہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا
کہ ارے نمک حرامون اب بتاؤ کہ آج میرے ہاتھ سے تم بچکے کہان جاؤ گے اِس کلمے کو سنکر تمام
ساحران جمشید نے متفق ہو کر نارنج ترنج گولے فولادی وغیرہ سب حربہ ہاے سحر مصور پر
اس خیال سے مارے کہ اُسکو مہلت نہ لینے دو مگر کوئی حربہ اُسکے اوپر کسی ساحر کا کارگر نہوا پھر
تو اُسنے جھلا کے صندوقچے کو کھولا اور اُسمین سے چھ ہزار تصویرین نکالکر باواز بلند پکار کے کہا
کہ اے نمک حرامو اب دیکھو تماشا اپنی سرکشی کا کہ مین تم سب کا کیا درجہ کرتا ہون یہ کہکر یکبارگی قینچی
سے پانچ ہزار تصویرون کی گردن قلم کر ڈالی اور کہا کہ او جمشید دیکھلے کہ ہزار سر تیرے ہمراہ
جو جادوگرنیان تھین انکے سر کٹے ہوئے اور برزمین سکے پڑے ہوگئے ہین جمشید و مہرخ

اور بہار وغیرہ نے اُسکے کہنے سے طرف اپنے لشکر کے جو دیکھا تو فی الواقع ہزارہا سرانکی جادوگرنیون کے
اوپر زمین کے لوٹتے ہوئے پائے جب تو بدحواس ہوکر اُنھون نے بھی ارادہ سحر کرنے کا کیا تھا
کہ مصور نے پانچ تصویرین اور انکا کر طرف مہرخ کے پھینکدین اُنمین سے ایک تصویر تو مہرخ
نے اُٹھالی اور دوسری کو بہار نے تیسری طاؤس نے چوتھی برق جادو نے اور پانچوین
رعد نے لیکن ساتھ ہی اُٹھانے کے پانچون ازخود رفتہ ہوگئین ایک کو ہوش باقی نرہا یہ ماجرا
دیکھکر جمشید کو غصہ آگیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ مارلون مصور کو مصور نے فوراً ایک تصویر کو نکالکر
سامنے اسکے بھی ڈالدیا اور پکار کے کہا کہ اے جمشید یہ تصویر تمھارے حصہ کی ہے تم اسکو
اُٹھالو اسنے اُس تصویر کو تو ہاتھ بھی نہ لگایا اور رد سحر کرکے اوپر اژدر کے سوار ہوکر
سامنے مصور جادو کے پہونچا اسنے دیکھکر دستک جو دی تو ایک پتلہ کاغذ کا شمشیر برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوئے آسمان سے اُترا اور آکر اُسنے ایک ہی ہاتھ تلوار کا اژدر کے سر پر مارا
کہ سر اُسکا کٹ گیا اور جمشید اوپر زمین کے گر پڑا پھر تو مصور قہقہہ مار کر ہنسا اور جمشید
سے کہا کہ اب جا کر اس تصویر کو اُٹھالو کہ وہ تصویر تمھارے ہی حصہ کی ہے یہ کہکر
کچھ اسم سحر کا بھی پڑھکر دم کیا اُسکی وجہ سے جمشید نے اُس تصویر کو اُٹھالیا اور سحر مین
مصور کے مبتلا ہوگیا اسوقت مصور نے کہا کہ کیون ای جمشید اسوقت ہم جو کچھ کہ
تم سے کہین تم اُسکو کروگے یا کہ اب بھی کوئی عذر درمیان مین لاؤگے اسنے کہا کہ جو کچھ تم
کہو مین بسر و چشم بجالاؤن اس کلمے کو سنکر مصور نے کہا کہ اگر یہ منظور ہے تو تم اپنا خنجر اپنے
گلے پر پھیر لو جمشید نے ساتھ ہی کہنے کے خنجر کو اپنے گلے پر رکھ لیا مصور جادو نے یہ حال
دیکھکر حیرت جادو سے کہا کہ دیکھا آپنے سحر کو اگر فرمائیے تو مین ابھی اسکا سر اسکے
ہاتھ سے جدا کرادون مگر ابھی مجکو منظور نہین ہے یہ کہکر جمشید سے کہا کہ خیر جاؤ خاطر سے
تمھاری آج کی رات تو مین نے تمکو فرصت دی تم جاکر اپنے دل سے اور سبسے ملکر ایسی
باتین کرلو اور سب طرح سے نشیب و فراز زمانہ کا سوچ کر ملکہ حیرت جادو کی خدمت
مین آکر حاضر ہو اور اب آنکی اطاعت تم سب قبول کرو یہ کہکر وہ تصویرین مہرخ وغیرہ
سے لیلین اور پھر کر بارگاہ حیرت مین چلا گیا کمال شاہ ان اور فرجان اوپر کرسی کے مثل گدھے کے

بھول کر متمکن ہوا اور حیرت نے تو اسقدر خاطر اور مدارات کی کہ اگر اُسکا حال لکھون تو سامعین
سنتے سنتے گھبرا جائین اور قصہ تمام ہوئے اسوجہ سے چھوڑ دیا غرض بیان تو یہ بہت خوش ہو
رہا ہے اور سب تعریف اسکے سحر کی کر رہے ہین اور وہان جمشید اپنی بارگاہ مین جو پھر گیا تو
اُسکو نہایت صدمہ ہوا اسمین چالاک اور ضرغام نے جو آکر اسکو متفکر دیکھا تو پریشان حال
ہوئے اسنے کہا کہ ای چالاک مین کیا حال آج کی لڑائی کا بیان کرون اگر مجھکو پہلے سے اس
حال کی اطلاع ہوتی کہ مصور نے ہم سب کی تصویرین کھینچی مین تو مین بھی اپنی فکر کرتا
لیکن کیا کرون ناچار ہون اگر اب کوئی جائے اور ان تصویرون کو لے آئے یا مصور
کو پکڑ لائے تو البتہ مطلب حاصل ہو چالاک نے سنکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین جا کر
لاتا ہون یہ کہکر چالاک و ضرغام دونون جانب مصور روانہ ہوئے اور حال سنیئے انکا
کہ جانسوز بن قران بھی خدمتگار بنا ہوا مصور کے سر پر کھڑا اُن تصویرون کی فکر مین
رومال ہلا رہا تھا اس عرصے مین دانۂ انجم فلک پر بویا گیا اور بیل کہکشان کی دار بستہ
آسمان پر پھیلی شعر

یکایک چرخ اخضر چرخ کھایا		گیا دن سبز رنگ شام آیا	

یعنی رات ہوگئی اور حیرت جادو نے کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا اور
کھانا سب قسم کا چنا گیا اُسوقت تصویرین مصور جادو کے ہاتھ مین تھین یہ جو
کھانا کھانے لگا تصویرون کو زانو کے نیچے رکھ لیا اور اپنا کھانا کھانے مین مصروف ہوا
کہ تصویرون کا خیال نرہا بھول کر زانو کو جو بدلا تو وہ تصویرین کھل گئین اُسوقت جانسوز
نے کہ جو رومال ہلا رہا تھا اُن تصویرون کو جھک کر اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور کہتا گیا کہ منم
جانسوز بن قران لیے جاتا ہون اس کرامات کو جسکے بھروسے پر تم سب مغرور تھے اس
کلمہ کو سنکر مصور خود دوڑا مگر نپایا آخر کو ناچار غمگین اور ملول ہوکر پھر آیا اور کہنے لگا کہ اے
ملکہ حیرت جادو بڑا ستم ہوا کہ ساری محنت میری برباد ہوگئی اب مین کیا تدبیر کرون یہ کہکر
مع صورت اپنی بارگاہ مین چلا آیا اُدھر جانسوز نے جا کر وہ تصویرین سب جمشید کے روبرو
رکھدین اور کہا کہ یہ تصویرین حاضر ہین حضور انکو جو چاہین وہ کرین جمشید ان تصویرون کو دیکھکر

خوش ہوگیا اور جالنسوز کو گلے سے لگالیا اور اُن تصویرون کو پھاڑ ڈالا ساتھ ہی پھاڑنے کے
مہرخ وبہار وغیرہ سب ہوشیار ہوگئین اور جنکے سر جدا ہوگئے تھے وہ بھی سب زندہ ہوگئین
پھر تو جمشید نے کہا کہ مصور نے ہم سب کو بسبب اُنھین تصویرون کے مسخر کرلیا تھا اب
مین اکیلا جاکر اُسکو بارگاہ مین ذلیل کرتا ہون دیکھون توسہی کہ میرا اب وہ کیا کرسکتا ہے یہ کہکر
اُٹھ کھڑا ہوا قِران اور چالاک وغیرہ سب عیار بھی موجود تھے اور ساحر بھی حاضر تھے ہمراہ
ہونے چلے ساتھ اسکے چلنے کا کیا اُسنے سب کو تقسیمہ روک دیا اور کسیکو بھی ہمراہ نہ لیا یکہ و تنہا
اوپر ہنس کے سوار ہوکر طرف لشکر مصور کے روانہ ہوگیا مگر ملکہ اختر نے تماشا یہ بھی اوپر طاؤس
سحر کے سوار ہوکر چلی اور پیچھے پیچھے روانہ ہوئی وہان مصور و صورت نگار دونون اپنی
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے سحر تیار کررہے تھے کہ جمشید نے اُسکے لشکر مین پہونچکر سحر جو کیا
تو ایک کڑاکے کی مانند رعد کے پیدا ہوئی اور ساتھ ہی اُسکے گولہ فولادی بارہ ہزار آسمان
برسا وہ گولا جس ساحر کے سر پر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا بارہ ہزار ساحر مصور کے
ایک ہی وار مین واصل جہنم ہوگئے مصور کو اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ گھبرا کے
باہر نکلا مگر جب تک کہ وہ باہر آئے پھر ایک آواز کڑاکے کی آئی بارہ ہزار گولہ برسا
بارہ ہزار ساحر اور گر پڑا جب تو مصور نے بدحواس ہوکر طرف آسمان کے دیکھا اور پکارا
کہ ارے تو کون ہے کہ جو میرے لشکر کو تباہ کیے دیتا ہے اگر دعوی لڑائی کا رکھتا ہے تو میرے
سامنے آکر حاضر ہو مین بھی تو دیکھون کہ تو کون ہے اس کلمے کو سنکر جمشید نے بھی اپنا نعرہ کیا
اور سامنے مصور کے آکر پہونچا اور ایک ہی ناریل اوپر مصور کے مارا اُسنے خالی دیکر نارنج سحر کو
مارا اُسنے بھی خالی دیا اسوقت مصور نے کہا کہ اے جمشید اگر تصویرین میرے پاس
نہین ہین تو مجھکو کچھ پروا نہین ہے ابھی بہت سحر میرے پاس تجھسے لڑنے کو موجود ہین تم
ناحق کو میرے ساتھ ہمسری کرنے کو آئے ہو یہ کہکر ایک دو ہتڑ اوپر زمین کے جو مارا تو زمین
کو لغزش ہوئی اور مصور کے سحر مین گرفتار ہوکے جمشید اُسکی طرف دوڑا مگر جونہین قریب
اُسکے پہونچا کہ وہین اُسنے دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور چاہا کہ جھٹکا مار کے گرفتار کرلون یہ
حال ملکہ اختر نے جو دیکھا تو مثل اجل کے سینے پر مصور کے گری اور جمشید اُسکے

ہاتھ سے چھوٹ گیا ملکہ اختر اٹھا کے لیگئی اور ہوشیار کر دیا وہ پھر سامنے مصور کے آیا اور
اور صورت نگار نے دیکھا کہ کوئی ساحر اور بھی ہمراہ جمشید کے ہے وہی اُسکو چھوڑا کر لیگیا
یہ سمجھ کر صورت نگار بھی میدان مین آئی اب جمشید تو مصور کے مقابلے کو مستعد
ہوگیا اور ملکہ اختر صورت نگار کے سامنے آئی اُسنے سپر فولادی کی اوجھڑ اوپر اختر کے
ماری اُسنے خالی دیکر بھالا فولادی کو اُسکے اوپر مارا سب دیکھ رہے تھے کہ ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ اُسکے ہاتھ مین سپر تھی اُسنے بھالے کو اوپر سپر کے روک لیا اور صورت نگار کو بچایا
غرض ادھر تو یہ دونون برابر لڑ رہے ہین اور اُدھر مصور جمشید بھی برابر لڑ رہے ہین آخر
کو چارون مین زور و شور سے ٹکر جو ہوئی تو ایک دوسرے کی تاب نہ لا سکا چارون غش
کھا کر گر پڑے بس انکا گرنا تھا کہ ایک آواز ترلتے کی ہوئی اور چار پنجے پیدا ہوئے چارون کو
اٹھا کر بروے آسمان لیگئے اور لیجا کر اوپر ایک کوہ کے چارون کو روبروے افراسیاب کے رکھدیا
کہ یہ پنجے اُسکے تھے اُسنے مصور اور صورت نگار کو ہوشیار کر دیا انھون نے اٹھکر مجرا
کیا اور کہا کہ آپنے ہماری جان آج بچائی ہم ممنون احسان ہوئے یہ کہکر مصور اور صورت
نگار تو بیٹھ گئے اور افراسیاب نے جمشید کو ہوشیار کرکے کہا کہ اب تم میرے ہاتھ سے بچ کہان
جاؤگے تیرے باپ نے آکر میرا سامنا کیون نکیا جو تجکو بھیجا اب اگر تمام مکان اور طلسم کو
تیرے باپ کے برباد نکیا تو اپنا نام افراسیاب نہ رکھا یہ کہکر مصور اور صورت
نگار سے کہا کہ تم اپنی بارگاہ مین جاؤ وہ رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین چلے گئے اور افراسیاب
جمشید اور ملکہ اختر کو اپنے سحر مین گرفتار کر کے حیرت جادو کی بارگاہ مین لیگیا اُسنے
بآبروے تمام اُسکو بٹھایا اُسنے حیرت سے کہا کہ مین جمشید اور ملکہ اختر کو لایا ہون ابھی
دونو نکو قتل کر دونگا مگر اب تم ایک کام کرو کہ تمھین کو معلوم ہے اور سواے تمھارے کوئی واقف
نہین ہے وہ جو سات کوٹھریان طلسمی ہین اُنمین سے اندر ایک کوٹھری کے ایک پتلا زمرد کا ہے
کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر ہر وقت رہتا ہے اور معمول طلسم کا ہے کہ قیدی طلسم کو بعد چالیس روز کے قتل کرنا
چاہیے اور اگر کسیکو یہ منظور ہو کہ قیدی طلسم کو ہر وقت پکڑنے کے مار ڈالے تو اُسکو مناسب ہے کہ اُسی
پتلے کے ہاتھ سے قتل کرائے پس تم جاکر اُس پتلے کو لے آؤ تو پھر مین ابھی ان دونو نکا خاتمہ کر دون

اِسطرح سے جو افراسیاب نے پکارکے سرِ بارگاہ کہا تو سارے طلسم مین یہ خبر مشہور ہوگئی کہ آج افراسیاب بن جمشید بن کوکب اور ملکہ اختر کو قتل کریگا شدہ شدہ یہ خبر بارگاہ جمشید مین بھی پہونچی وہان جتنے ساحر کہ ملازم جمشید کے تھے وہ سب اور مہرخ بہار برق رعد ملکہ بلال سحر افگن بلکہ طوفان شعلہ بدن قاتل قتیل شکیل طاوس سوسن وغیرہ سوار ہو کر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئے آپسمین یہ باتین کرتے ہوئے کہ آج چلکر مرجائیگے یا اختر و جمشید کو چھڑالائینگے القصہ قریب آٹھ لاکھ ساحر کے یہ سب سامنے لشکر حیرت کے پہونچے وہان بھی آٹھ لاکھ ساحر اُسکے موجود تھے وہ بھی مستعد ہوگئے اور تلوار زور و شور سے چلنے لگی طرح بطرح کے ابر اوپر آسمان کے دوڑنے لگے اُنمین سے تیر و پیکان اور گولے فولاد کے برسنے لگے کہین پتھر اور برقین چمک کر گرنے لگین دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش ساحرون کی گرتی ہوئی چلی جاتی تھی مگر فوج جمشید قدم پیچھے کو نہین ہٹاتی تھی اور یہی ارادہ تھا کہ اندر بارگاہ کے گھس جاوینگے اور جمشید کو چھڑا لائینگے اِس خیال سے جان توڑ کر لڑ رہے تھے اور بڑھتے ہوئے چلے جاتے تھے بلکہ تین طرف سے اُسکی بارگاہ کو گھیر لیا تھا کہ حیرت گھبرا کے خود باہر نکل آئی بہار جادو نے اُسکو دیکھا اور ایک گیند پھولون کا اُسپر مارا کہ اُسکو غش آگیا خواصین اُٹھا کر اندر لیگئین سامنے افراسیاب کے اُسنے فوراً ہوشیار کردیا اور کہا کہ ای ملکہ حیرت ہمارے نزدیک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج لڑائی بگڑ گئی ہے کسواسطے کہ فوج مہرخ وغیرہ کی آج دیکھو تو سہی کہ جان توڑ توڑ کے کیونکر چلی آتی ہے مگر مین اب کب بڑھنے دیتا ہون یہ کہکر کچھ دانے ماش کے ہاتھ مین لیے اور تھوڑا سا کاجل مٹھی مین داب کر باہر نکلا اور اوپر فوج مہرخ وغیرہ کے وہ دانے اور کاجل پھینکدیا ساتھ ہی پھینکنے کے ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی اور ایک چادر ظلمات گرد بارگاہ حیرت کے ہوگئی اُسکی وجہ سے یہ عالم ہوا کہ جو جہان لڑ رہا تھا وہ اُسی مقام پر اُلجھ گیا کیا مجال کسی ساحر کی کہ جو چادر ظلمات کے اسطرف آسکے اُسوقت افراسیاب نے ملکہ اختر اور جمشید کو سحر مین گرفتار کر کے حیرت جادو سے کہا کہ تم اِن قیدیون سے خبردار رہنا مین جاکر اُس پتلے کو لے آؤن کسواسطے کہ اب اِس مقام پر کوئی آ نہین سکتا ہے تم خاطر جمع سے بیٹھی رہو یہ کہکر آپ تو طرف طلسم کے اُس پتلے کے لینے کو گیا اور حیرت قیدیون کی

حفاظت میں مصروف ہوئی اب انکو تو اس حال میں رہنے دو اور کوکب کا حال سنو کہ اُسنے
ایک ساحر کو پوشیدہ جمشید کے ساتھ یہ کہکر دیا تھا کہ اگر کوئی آفت میں جمشید گرفتار ہو جائے
تو مجھکو آکر تو اُسیوقت خبر کر دینا اب جو اُسنے دیکھا کہ جمشید کو افراسیاب قتل کیا چاہتا ہے
تو وہ بھاگا ہوا پاس کوکب کے پہونچا اور جاکر اُسنے دیکھا کہ ایک میدان میں تمام گل لالہ پھولا
ہوا ہے اور زمین وہاں کی یاقوت احمر کی ہے اور بارہ سو عورتیں لباس یاقوتی زیب بدن کیے ہوئے
دست بستہ کھڑی ہوئی ہیں اور کوکب خوش اور خرم بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اس ساحر نے
بر عکس مجرا کیا کوکب نے جو اپنے ساحر کو دیکھا تو گھبرا کے پوچھا کہ خیر تو ہے اُسنے تمام حال جمشید کے گرفتار ہونے
کا اور مہرخ وغیرہ کے لڑنے کا واسطے رہا کرنے کے لشکر بسبب سحر افراسیاب کے وہاں تک
نہ پہونچنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب افراسیاب تیار زرد کو لینے گیا ہے کہ اُسی کے ہاتھ سے جمشید و
اختر کو قتل کرائے گا کوکب اس حال کو سنکر اٹھ کھڑا ہوا اور طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا
ایک گھڑی بھر کے عرصے میں جاکر قریب بارگاہ کے پہونچا تو دیکھا کہ قرار واقعی تلوار چل رہی ہے
اور مہرخ بہار بلال سحر افگن مخمور ملکہ حیات خنجر گذار ملکہ زمرد پوش ملکہ سمن ناز آتش
افگن ملک شمیال شاہ ملک گردن سوار ظلمات فیل زور مجلس جادو وغیرہ
اور فوج حیرت سے گھرے ہوئے ہیں اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں عمل و منتر پڑھے ہوئے
آسمان پر ابر کے اڑ رہے ہیں طرح طرح کے اور باران سحر برس رہا ہے کوکب نے یہ ماجرا
دیکھکر مہرخ اور بہار کی فوج پر قائم ہوکے آواز دی کہ منم کوکب روشن ضمیر بس اُسکی آواز
سنکر جتنے ساحر کہ مہرخ وغیرہ کے تابعدار تھے سب نے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ اے شہریار ہم تو بچا
ہیں اس چادر ظلمات سے کہ یہ اسطرف کو نہیں جانے دیتی ہے ورنہ کوکب کا جمشید کو رہا
کر لیا ہوتا کوکب نے سنکر اُس چادر ظلمات کو دیکھا اور کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میں جاتا ہوں جمشید کو
لیے آتا ہوں یہ کہکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ سامنے سے افراسیاب کو دیکھا کہ دونوں ہاتھ اپنے
رومال سے باندھے ہوئے چلا آتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہ ماجرا دیکھ کر تمام ساحر
مہرخ اور حیرت کے حیران ہوئے مگر راہ دیدی وہ سیدھا اُس لشکر کے ادھر چلا گیا کہ جسپر
کوکب کھڑا ہوا تھا ساحر اسکے پیچھے ٹھہر گئے اُسوقت افراسیاب نے کوکب سے کہا کہ میں آپکا

تابعدار ہون مجکو آپ سے لڑنا منظور نہین ہے آپ میرے قصور کو معاف فرمائین مین ہر صورت
حاضر ہون جو کچھ کہ آپ فرمائین مین اُسکو بسر و چشم بجا لاؤن کوکب نے اس تقریر عجز آمیز کو سنکر
گلے سے دھوکے مین افراسیاب کو لگایا اور سمجھا کہ افراسیاب نے شاید دیکھا اسوجہ سے
چلا آیا اور وہ افراسیاب نہ تھا صرصر عیارہ تھی اُسنے بھی کوکب کو زور سے کھینچا اور جو داب
بیہوشی کلائیون مین دبا ہوا تھا اُس ہاتھ کو منھ پر کوکب کے مل دیا ساری بیہوشی
دماغ کو چڑھ گئی کوکب بیہوش ہوکر گر پڑا یہ ماجرا دیکھکر ساحرون نے ارادہ اوپر چڑھنے کا کیا
جو تلے کھڑے ہوئے تھے مگر جبتک کہ اوپر جائین جائین وہ پشتارہ بدوش ہوکر کوکب کو
لے بھاگی پھر تو ساحرون نے بزور سحر چاہا کہ گرفتار کرلین لیکن سحر نے بھی اُسکے اوپر اثر نکیا
اسوجہ سے کہ انگشتری افراسیاب کی دی ہوئی اسکے پاس موجود تھی غرض وہ تو نکل گئی
اور حیرت جادو کے ساحرون نے بھی مہرخ وغیرہ کو روک لیا اور پاس صرصر کے نجانے
دیا اور تلوار پھر دونون لشکرون مین چلنے لگی اس عرصے مین صرصر نے کوکب کو علحدہ لیجاکر
اوپر ایک کوہ کے پشتارے کو رکھدیا وہان برحسب اتفاق ضرغام شیر دل
موجود تھا اُسنے صرصر کو دیکھکر للکارا اور کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہے اور یہ پشتارہ کسکا ہے
اُسنے سنکر کہا کہ او موئے مونڈی کاٹے تجکو اس تحقیقات سے کیا مطلب ہے تو جس
کام کو جاتا ہے چلا جا ضرغام نے کہا کہ اب بھلا یہ ہوسکتا ہے کہ مین بغیر دیکھے ہوئے اس
پشتارے کے تجکو جانے دون اور طرح دیکر چلا جاؤن صرصر بھی تو عیارہ تھی بڑی چالاک
اور زبردست تھی بیجھجک اُسکے مقابل ہوئی اور ضرغام کو پست پاکر اُسکے لیے ہوئے
مع پشتارے کے بڑھتی تھی کہ چالاک نے بقدرت پروردگار اوپر سے آکر حلقہ ہائے
کمند کو مارا کہ وہ صرصر کی گردن مین پڑی ہوئی چالاک نے جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گری
اور کوکب کو ہوش آگیا اُسنے جو اپنے تئین گرفتار بلا دیکھا تو تڑپ کر اڑا اسکے ساتھ ہی
اُڑنے کے حلقہ ہائے کمند پرزے پرزے اڑگئے کوکب بزور سحر اڑکر سوئے آسمان
روانہ ہوگیا اور صرصر بھی رہا ہوگئی وہ بھی اُٹھکر بھاگی القصہ کوکب بروئے آسمان
پروازکنان اس فکر مین چلا جاتا ہے کہ مین کیونکر گرفتار ہوگیا تھا اور یہ ماجرا کیا تھا اسکو

تو اس حال مین رہنے دو اور افراسیاب کا حال سنو کہ وہ کافر خاص کر جو اُس پتلے کے لینے
کو گیا تھا تو راہ طے کر کے اندر طلسم کے پہونچا اُس مقام پر کہ جہان وہ ساتون کوٹھریان
تھین مگر دیکھا اسنے کہ سب کوٹھریون مین قفل سحر لگے ہوئے ہین یہ ماجرا دیکھکر ارادہ اُنکے
کھولنے کا کیا اور صدہا تدبیرین کین کہ جسمین قفل کھل جائین لیکن نہین معلوم کہ وہ قفل کس
طور سے بانیان طلسم نے لگائے تھے اور کیا تدبیر اُنکے کھولنے کی رکھی تھی کہ اس کافر
سے ایک بھی قفل نہ کھل سکا جب تو یہ ناچار ہوا اور سوچا کہ تو اپنے ہاتھ سے چلکر دونونکو
قتل کر ڈال اسمین جو چاہے وہ تیرے لیے ہو جائے یہ تصور کر کے باہر طلسم کے
نکل آیا دریاے خون رواں تو اسکا خشک ہو چکا تھا اور پل بھی پیزادان بھی ٹوٹ چکا
تھا راہ صاف پڑی ہوئی تھی اسوجہ سے قران بھی اپنے تینون ساحرونکی لڑائی سے بچائے
ہوئے اسطرف آ کھڑے ہوئے انھون نے جو افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا تو ایک
ساحر کی صورت بنکر سامنے لپکے آئے اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای خداوند ساحران آپکو ملکہ حیرت
جادو نے جلد بلایا ہے حضور تشریف لیچلین یہ قران کے قریب مین آگیا اور اپنے انجام سے غافل
ہو کر کہنے لگا چلو مین تو خود انھین کے پاس جاتا ہون یہ کہکر قدم کو بڑھایا قران بھی ہمراہ ہو لیے
بس چند قدم بڑھکے بیضہ بیہوشی کو اسکے منھ پر جو مارا گھبرا کے اسنے اوپر کی سانس لی بیہوشی
دماغ کو چڑھ گئی اور چھینک مارکے یہ بیہوش ہو گیا اسوقت قران نے اسکو اور اپنے دوش
کے اٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور حال سنو کوکب کا کہ اُسنے خفا ہو کر اپنے دل مین خیال کیا کہ اس
چادر ظلمات کو افراسیاب کی بچھائے کے اندر بارگاہ حیرت کے چلو اور جمشید و اختر کو رہا
بھی کراؤ کہان تک حیران اور سرگردان رہو گے یہ تصور کر کے کچھ اسم سحر کا پڑھکر مثل برق کے
چمک کر اوپر اس چادر ظلمات کے جو گرا تھا ہی تو اسکو توڑکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا
اور نعرہ کیا کہ منم کوکب روشن ضمیر بس اسکی آواز کو سنکر تمام ساحر حیرت جادو کے
دہل گئے اور کسیکو حوصلہ نہوا کہ سد راہ ہو سبھون نے سر اپنے مارے ڈر کے ٹانگون مین
ڈال لیے مگر حیرت نے دلکو قوی کر کے کہا کہ ای کوکب خبردار ہو جاؤ کہ افراسیاب بھی آ پہونچا ہی اسکے
کو سنکر ایک طمانچہ کوکب نے اس زور سے مارا کہ حیرت تو غش کھا کے گری اور ادھر

قران جو افراسیاب سے لیے چلے آتے تھے اُسکی بیہوشی اتر گئی اور آنکھ اُسنے کھولکر اپنے تئین جو گرفتار پایا تو تڑپ کر اڑ گیا اور اُسکی جھڑپ سے قران اوپر زمین کے گر پڑا مگر اُٹھکر اُس چالاکی سے بھاگا کہ افراسیاب سحر نہ کرسکا اسوجہ سے کہ اُسکو بھی جان کا اپنی خیال تھا کہین قران مار نہ ڈالے کہ یہ بھی نظر کردہ بڑے زبردست کا ہے غرض افراسیاب سوے آسمان اُڑا ہوا فکر مین جاتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ چادر ظلمات بدستور بارگاہ کے حائل ہے اور دونون لشکرون مین تلوار دُرّارو واقعی چل رہی ہے اس عرصہ مین کیا دیکھتا ہے کہ کوکب جمشید اور اختر کو سینے مین دابے ہوئے باہر بارگاہ حیرت کے لیے ہوئے اُس چادر ظلمات کے اندر سے نکلا اور لشکر مہرخ سحر چشم پر قائم ہو کے پکارا کہ اے مہرخ واسے بہار جادو منم کوکب روشن ضمیر لیے جاتا ہون جمشید اور ملکہ اختر کو تم بھی پھر جاؤ اور اب ہرگز کسی سے لڑنے کا ارادہ نکرنا اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے بھی آواز دی کہ منم افراسیاب ٹھہر تو رہ او کوکب کہ مین بھی آپہونچا ہون کہان جاتا ہے کوکب نے اُسکی آواز کو مطلق نہ سنا اور چلا گیا اگر سنتا تو فوراً ٹھہر جاتا کبھی نہ جاتا القصہ کوکب تو دونون کو لیے ہوئے اپنے طلسم کے اندر چلا گیا اور یہان مہرخ بھی جدا ہو کر اپنی فوج کو لیے ہوئے پھری اور افراسیاب ناچار ہو کر بارگاہ حیرت مین داخل ہوا تو دیکھا کہ حیرت بیہوش پڑی ہے اُسنے لوگون سے حال پوچھا اُنھون نے کوکب کے طمانچے مارنے کا حال بیان کیا اور کہا کہ جمشید اور اختر کو لیگیا اسے سنکر حیرت کو ہوشیار کردیا اور اپنے تخت پر سوار کرکے اُس چادر ظلمات کو برطرف کردیا اور سب فوج کو اپنی بُلا لیا بعد اسکے حیرت سے کہا کہ اب ہمارا خیمہ اور لشکر پرسون ضرور آئے گا تم جبتک خبردار کسی سے ہرگز مقابلہ نکرنا اور مین بھی جاتا ہون میرا بھی انتظار کرنا یہ کہکر روانہ ہوگیا اور حیرت اپنی بارگاہ مین آکر قایم ہوئی تھی کہ ایک لکہ ابر کا نمودار ہوا اور آکر اوپر دربارگاہ کے شق ہوا تو اُسمین سے چالیس ہزار ساحرہ پیدا ہوئین اور ایک تخت پر ملکہ نیلم جادو ظاہر ہوئی حیرت نے دیکھا کہ یہ تو خالہ میری تشریف فرما ہوئی ہین بس خوش ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور نیلم جادو کو ہاتھ پکڑ کے اپنی بارگاہ مین لے آئی اور بعزت تمام برابر اپنے تخت کے بٹھلا لیا اُس کافرہ نے ساتھ ہی بیٹھنے کے نہ تو کچھ بات کہی اور نہ

کچھ حال کسی طرف کا دریافت کیا سب سے پہلے یہی کہا کہ کیون ای چھوکری تو نے ذرا سی لڑائی کا
اسقدر بکھیڑا نکالا ہی کہ سارے طلسم کو درہم اور برہم کر رکھا ہی کہ کسیکو قرار نہین ہی اسکی کیا وجہ
ہی حیرت نے کہا کہ فرمانا آپکا سب بجا ہی لیکن ابھی آپکو حالات سے اس لڑائی کے آگاہی نہین ہی
اسوجہ سے آپ یہ کلمہ ارشاد فرماتی ہین ورنہ ہرگز زبان پر نہ لاتین ای خالہ امان مہرخ وغیرہ
کی تو فی الواقعی کچھ اصل نہین ہے الا عیاران لشکر بڑے غضب کے شورہ پشت اور زبردست
ہین کہ اُنسے کسی ساحر اور عیار کا بس نہین چلتا ہی اور وہ جسکو تاکتے ہین پھر اُسکو زندہ نہین
چھوڑتے ہین فوراً قتل کر ڈالتے ہین اُنسے سب کا دم ناک مین آگیا ہی نیلم جادو نے
کہا کہ ہمارے اور تمھارے سامنے وہ کیا غضب برپا کر سکتے ہین تمھارے اوپر جو خوف اُنکا
غالب ہو گیا ہی اسوجہ سے تم اُنکا کچھ نہین کر سکتی ہو اور اگر مجھسے کہو تو مین جسکو تم بتاؤ ابھی
جاکر پکڑ لاؤن بلکہ دیکھو مین جاکر کسی عیار کو ابھی ابھی لاتی ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑی
ہوئی ہرچند حیرت نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا اور بارگاہ سے نکلکر طرف ہوا کے روانہ ہوئی
اور جاکر ایک کوہ پر بیٹھی اور ارادہ سحر کرنے کا کیا قضاء کار قران اُس کوہ کے اوپر موجود
تھے اور حال نیلم جادو کا سن چکے تھے اب جو اسکو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب
کی صورت بنکر روبرو نیلم جادو کے پہونچے اُسنے افراسیاب کے شبہہ مین اُٹھکر سلام
جھک کے کیا اُنھون نے جو ہین وہ جھکی وہین حلقہ اسے کمند مارکے اُسکو گرا دیا اور بیہوش
کرکے پشتارے کو اوپر پشت کے لگایا اور لیکر طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضاء کار ادھر
سے صبا رفتار چلی آتی تھی اُسنے جو قران کو جاتے ہوئے دیکھا تو آکر سد راہ ہوئی اور کہنے
لگی کہ ای قران مین اس پشتارے کو ہرگز نہ لیجانے دونگی بس یہی بہتر ہے تمھارے حق مین
کہ پشتارے کو تو رکھدو اور آپ چلے جاؤ قران نے اُسکے جواب مین کہا کہ تیری کیا مجال
ہے کہ جو تو اس پشتارے کو نہ لے جانے دے ہم تو بہر صورت لیجاینگے اس کلمے پر صبا
رفتار نیمچہ پکڑ کے آپڑی قران نے بھی بغدے کو سیدھا کیا اب ان دونون مین وار عیاری کے
ہونے لگے اور صبا رفتار نے قران کو روک لیا اسمین شرارہ نقب زن بھی آ پہونچی اور
دیکھا اُسنے کہ قران اور صبا رفتار سے چوٹ چل رہی ہی وہ بھی شریک ہوکر صبا رفتار کیطرف سے لڑنے لگی

تو دونون لڑ رہی ہین اور قران تنہا دونون کو جواب دیکر اپنے تئین بچاتا ہوا چلا جاتا ہی مگر پست ہوتا ہوا اور گھبراتا ہوا اتنے مین صرصر شمشیر زن بھی آ پہونچی اور اُسنے بھی قران کو حیرت ہوئے دیکھکر تیغہ عیاری کو میان سے لیا اور آواز دی کہ اے صبا رفتار روای شرارہ خبردار قران کو نہ جانے دینا کہ مین بھی آپہونچی ان دونون نے جو دیکھا کہ مالک بھی ہماری آپہونچی تو پھر جرأت کرکے تیغہ اوپر قران کے بڑھ بڑھ کے مارنے لگین اور صرصر پیچھے سے آکر حلقہ کمند کو اوپر دونون کے مارا کہ دونون گرفتار ہو گئین یہ ماجرا دیکھکر قران تو نہایت حیران ہوا اور اُسنے پکار کر کہا کہ منم جانسوز بن قران پھر تو قران کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور دونون عیار بچیون کو اُسی صحرا مین باندھکر چھوڑ دیا اور آپ بہ شتاب نیلم جادو کا بھیکر طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا اور ادھر سَشمار جادو نامے ایک ساحر تھا وہ جو سیر کرتا ہوا نکل آیا تو اُس کافر نے دیکھا کہ دو عیار بچیان درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہین وہ دیکھکر قریب اُنکے آیا اور پوچھا اُنسے کہ تم کون ہو اور نام تمھارا کیا ہے انھون نے کہا کہ ہم عیار بچیان افراسیاب کی ہین ہمکو عیار باندھکر چلے گئے ہین سشمار جادو اس کلمے کو سنکر تنتنایا اور کہنے لگا کہ اری تم مجھکو بھی دغا دیا چاہتے ہو مین خوب تمسے واقف ہون کہ تم شاگرد عمرو کے ہو تمکو اب زندہ نہ چھوڑونگا اس طرح سے جو اُسنے دھمکایا اور ان دونون نے لاکھ لاکھ طرح سے منت اور سماجت کی مگر اُسنے نہ مانا اور کہا تم جھوٹ کہتے ہو تم دشمن افراسیاب کے ہو مین تمکو ضرور قتل کرونگا یہ کہکر دونون کو مبتلا سے سحر کرکے اندر ایک درۂ کوہ کے لیگیا اور کہنے لگا کہ مین اب تمھارے کباب بھونکر کھاؤنگا یہ دونون بدحواس ہوئین اور منت عاجزی کرنے لگین مگر اُسنے ایک ایک بوٹی ان دونون کے جسم کی کاٹ کر آگ پر ڈالی وہ دونون تڑپنے لگین قضاءکار چالاک بن عمرو اُس درہ مین موجود تھا اُسنے جو دیکھا کہ درۂ کوہ مین سے دھوان اُٹھ رہا ہے تو پوشیدہ ہوکر دیکھنے لگا اور اُسنے پہچانا کہ یہ دونون عیار بچیان ہین بس ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے سمار جادو کے آکر بولے تو خوب ہنسا پھر کہا بھائی صاحب ہم بھی کباب کھائینگے سمار جادو سمجھا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا چالاک نے باتین

کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے سر اسکا کاٹ ڈالا صدا اے وارو گیر
بلند ہوئی کہ مارا اشتہار جادو کو صبا رفتار اور شزارہ کو رہا کر کے آپ بصورت چالاک بنا اور کہا
اے صبا رفتار و شزارہ تم ہمارے ساتھ کہاں کہاں عداوت کرتی ہو اور ہمنے تمکو رہا کر دیا اگر ہم
نہ آتے تو وہ آج تمکو زندہ چھوڑتا یہ احسان ہمارا بھول نجانا صبا رفتار سنے چالاک کی بلائین لین
اور خوش ہو کر روانہ ہوئین تھوڑی دور پر جا کے شزارہ تو مفسد تھی اسنے صبا رفتار
سے کہا کہ ہم لوگون کا تو یہ دستور ہے کہ مکاری کرین اب یہی وقت ہے چالاک کو مکر میں پھنسانے کا
صبا رفتار نے کہا کہ ارے کمبخت اسنے تو اتنا بڑا احسان کیا ہے اور تیرا یہ ارادہ ہے مجھسے یہ امر
ہرگز نہوگا اسنے کہا اچھا اگر تمہاری یہ مرضی ہے تو تم اور راہ سے جاؤ مین اور سمت سے جاتی
ہون یہ کہکر جانب چالاک چلی اور اسکے ارادہ فورا اسکے پاس چلا آیا اس خیال سے کہ مین
نے تو اسکی جان بچائی ہے یہ دغا مجھسے نکریگی اور آکر پوچھا کہ کیا کہتی ہو اسنے کہا کہ آپ نے
ہماری جان بچائی ہے مگر ہم بھی تمہارے ساتھ سلوک کیے دیتے ہین خیر تم بھی کیا
یاد کروگے تو سن لو کہ یہ جو تمہارے پیچھے ہین انکی سوت حیرت جادو کی اگر تم اسکو
قتل کیا چاہتے ہو تو انکو دیکھ بھال لو انھین کو قتل کرو چالاک نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا اسنے
حلقہ ہاے کمند مارے مگر چالاک بھی ان حلقون مین سے نکلا کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی
ہے شزارہ بھی حیران ہو گئی اور ناچار ہو کر بھاگی مگر چالاک کب جانے دیتا ہے اس نے
اسکے منھ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہو کر گری اسنے اسکو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا کہ
شزارہ مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو تو نے میرے ساتھ یہ عداوت کی یہ کہکر
خنجر کھینچکر چاہا کہ اسکو قتل کرون وہین زمین شق ہوئی اور پلنگ جادو بصورت شیر پیدا ہوا
اور ان دونون کو لیکر ایک صحرا کی طرف چلا چالاک تو حیران ہوا کہ یہ ہوشیار تھا اور اس ساحر
نے دونون کو ایک پہاڑ پر لاکر انکو توڑ الدیا اور پوچھا کہ تم کون ہو شزارہ کو بھی ہوش آگیا تھا
اسنے کہا کہ مین تو کنیز ہون افراسیاب کی شزارہ عیارہ ہون اور یہ دشمن ہے انکا چالاک
بن عمرو اسکے کلے کو سنکر چالاک نے دیکھا کہ دست و پا میرے قابو مین ہین اور شزارہ
نے تدبیر میرے قتل کی کی ہے یہ سوچکر جست جو کرتا ہے تو کوئی سو گز پر جا گرا پلنگ بھی پیچھے اسکے

دوڑا اور شہر ارو نے بھی وسمت باغ اپنی راہ لی چالاک کو پلنگ نے بنایا ادھر مہتر قران گھات لگا کر
سنو کہ انھوں نے پشتارہ نیلم جادو کا لیجاکر سامنے جمشید کے رکھدیا اور سب حال اسکا
بیان کیا جمشید نے جو پشتارہ اسکا کھولا تو اسمین تیلہ پتھر کا بند تھا قران تو اس پتلے کو دیکھکر
ہوا ہو گیا اور جمشید نے جو بغور دیکھا تو غش کھا کر گرپڑا یہ حال دیکھکر ساحران ملازم جمشید دوڑ
اور پتلے نے تڑپ کر آواز دی کہ منم نیلم جادو ارے ساحرو جلد بتاؤ وہ کہان ہے کہ جو مجھکو پکڑ لایا ہے
یہ کہکر ایک ٹکر زمین پر ماری زمین شق ہوگئی اور پانچ سو ساحر زمین مین غرق ہو گیا اس
ماجرے کو دیکھکر مہرخ نے ایک گولہ سحر کا نیلم جادو پر مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا اور خون
جاری ہوا اسنے اپنے خون کو ہاتھ مین لیا زمین پر نہ گرنے دیا اور جانب فلک اچھالدیا اور
سحر پڑھکر دم کیا کہ ایک چادر سیاہ ظلمات کی بارگاہ پر چھا گئی اور تمام بارگاہ نشین اسکی
تاثیر سے بیہوش ہو گئے نیلم جادو سب کو مسحور کرکے حیرت کے پاس گئی اور
اس سے کہا کہ چلو مین تمکو تماشا دکھاؤن مہرخ اور جمشید کے ساحرون کو مع مہرخ و جمشید
کے مین بیہوش کر آئی ہون اور وہ سب قید سحر مین گرفتار ہین حیرت یہ سنکر اٹھکر ساتھ
ہوئی مگر ملکہ اختر بارگاہ مین نہ تھی وہ جو آئی تو اسنے سب کو بیہوش دیکھکر اسم رد سحر کا دم کیا
کہ وہ تاریکی موقوف ہوئی اور سبکو ہوش و حواس آیا خوش ہوکر سب ساحر اندر بارگاہ کے
بیٹھے کہ نیلم جادو آکر پہونچی اور سب کو ہوشیار دیکھکر حیران ہوئی اور حیرت سے کہا کہ یہ
کون ایسا ساحر تھا کہ جسنے میرے سحر کو رد کیا حیرت وہان سے پھری اور کہا کہ مجھکو عیارون
عیارونکا خوف ہے یہ کہکر سمت صحرا روانہ ہوئی اور نیلم جادو اور جانب چلی گئی قضاء
کار ضرغام نے حیرت کو جاتے دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے اسکے آیا اور کہا
کہ افراسیاب نے کہا ہے کہ ای ملکہ ہم نے تمکو ہر چند منع کیا مگر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اسکی کیا وجہ
ہے کہ تم اکیلی سر بصحرا آئی ہو حیرت نے قصد جواب دینے کا کیا تھا کہ ضرغام نے بیضہ بیہوشی اسکے
منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام نے پشتارہ اسکا باندھا اور ارادہ لیجانے کا کیا تھا
کہ دفعتہ دو پنجے پیدا ہوئے اور ضرغام کو مع پشتارے اٹھا لیگئے یہ پنجے حیرت کے تھے
اور اسنے اسی واسطے پہلے ہی انکو بزور سحر تیار کیا تھا اور کہدیا تھا کہ جب مجھکو عیار بیہوش

کرین تم اُٹھا لانا وہ اُسکو ایک رات اور ایک دن لیے ہوئے پھرا کیے ضرغام سمجھا کہ اب جان
نکلے معلوم نہین دیتی اسنے حیرت کو ہوشیار کردیا حیرت کو جو ہوش آیا اسنے بنگاہ قہر
ضرغام کو دیکھا اور کہا تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور کسطرف کو جاتا ہے ضرغام نے اپنا
نام بتایا ملکہ حیرت اسکو بچون سے لیکر پہاڑ پر آئی اور کہا اے ضرغام آج تو نے بڑا غضب کیا تھا
مجکو مار ڈالا ہوتا ضرغام نے کہا اے ملکہ ذرا ادھر تو ملاحظہ کیجیے کہ وہ بھی آپہونچے حیرت نے یہ سنکر گھبراکر
اودھر دیکھا ضرغام نے حلقہ ہاے کمند مارے کہ وہ گر پڑی مگر ساحرہ زبردست تھی اسوجہ سے
اسنے جہان حلقے کہ پہونچے تھے وہان سے سحر پڑھکر کمند کو جلا کر نکلی ضرغام کمند
چھوڑکر بھاگا حیرت بھی خوف زدہ ہوکر صحرا کی طرف چلی وہان افراسیاب سے ملاقات ہوگئی
مگر افراسیاب کو شک گذرا کہ یہ حیرت نہین کوئی عیار ہے اور حیرت بھی یہی سمجھی کہ افراسیاب
نہین مقرر کوئی عیار ہے یہ تصور کرکے افراسیاب کو دوڑ کر اسنے خنجر مارا اُسنے دونون ہاتھ اسکے
اسکے پکڑ لیے اور اب یقین کامل ہوگیا کہ یہ عیار ہے جب تو اسنے خنجر مارا یہ خیال کرکے اسنے ایکہا
جوتی سر پر حیرت کے ماری اسنے بدحواس ہوکر سحر جو کیا تو اُسوقت افراسیاب
نے پہچانا کہ یہ ملکہ حیرت ہے اور اسنے بھی افراسیاب کو پہچان لیا آخر کو دونون باتین کرتے
ہوئے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے اور آکر تخت شاہی پر بیٹھے مگر سوچ مین اور اس تدبیر مین
ہین کہ عیارونکو کیونکر گرفتار کرین اسمین مصور جادو اور صورت نگار بھی آکر اندر بارگاہ کے
پہونچے اور مجرا کیا افراسیاب کو اور اپنی جگہ پر قائم ہوئے شیتور بن تمیز بھی اوپر کرسی کے
بیٹھا ہوا تھا کہ افراسیاب نے مصور جادو سے پوچھا کہ کیونکر تصویرین تمہارے پاس
سے عیار لیگیا اسنے سب حال لیجانے کا بیان کیا اور کہا کہ خیر ان تصویرون کو تو عیار چرا کر
لیگئے مگر اسکو ملاحظہ کیجیے کہ مین نے جمشید کی پھر تصویر کھینچی ہے یہ کہکر افراسیاب کو
دیدی اسنے حیرت کو دیدی اُسنے دیکھکر دوسرے ساحر کے حوالے کی القصہ وہ تصویر تو اب
دست بدست چلی جاتی ہے اور ہر ایک ساحر دیکھ رہا ہے اسمین مصور جادو نے کہا کہ اے
شہنشاہ ساحران اب جمشید کو ہرگز زندہ چھوڑنا نہین چاہیے اسنے بھی کہا کہ تم سچ کہتے ہو میری بھی یہی
راے ہے اس عرصے مین وہ تصویر شیتور کے بھی ہاتھ مین پہونچی کہ اُسکی کرسی کوئی دس گز ہوگی

بعد بھی ہوئی تھی غرض شیتور تو اس تصویر کو دیکھنے لگا اور چالاک اُسکے سر پر بصورت خدمتگار بنا
ہوا رومال ہلا رہا تھا اُسنے تصویر کو اُچک کر ہاتھ سے شیتور کے لیلیا اور طرف دروازۂ بارگاہ
کے بھاگا لوگ اسکے پیچھے دوڑے تو سہی مگر مارے خوف کے باہر بارگاہ نہ نکلے اندر ہی دوڑکر ٹھہر گئے
اور چالاک صاف نکلا ہوا چلا گیا افراسیاب نے مایوس ہو کر سبکو بلا لیا وہ آکر بیٹھے اسوقت
مصور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ ای افراسیاب مین نے اس تصویر کو بڑی مشقت سے کھینچا تھا
لیکن بڑے غضب کے عیار ہین کہ یون مفت مین لیگئے افراسیاب نے سنکر مصور کی دلدہی
کی اور ساتھ خاطرداری کے تسلی دیکر بٹھلایا اس عرصہ مین چالاک نے اُس تصویر کو تو باہر جاکے پھاڑ ڈالا
اور آپ پھر خدمتگار کی صورت بنکے اندر بارگاہ کے آکر موجود ہوا اور ادھر اُدھر پھرنے لگا افراسیاب
نے مصور کو آزردہ خاطر دیکھکے کہا کہ ای مصور جادو میرے پاس ایک قلم ہفت رنگ ہے کہ اسکو [illegible]
اور سامری کہتے ہین تو ہم تمکو وہ دیوینگے اسوجہ سے کہ اُسمین یہ وصف ہے کہ وہ سات رنگ بروقت
تحریر کے پیدا کرتا ہے مصور جادو نے سنکر مجرا کیا اور قدر دکھائی اُسنے اسیوقت قلم منگوا کے حوالے کیا
مصور اُس قلم کو لیکر رخصت ہوا اور سوار ہو کر مع صورت نگار کے اپنی بارگاہ مین ملول
اور غمگین جاکر بیٹھ رہا یہان چالاک قلم کا حال تو سن چکا تھا اور دیکھا بھی تھا کہ افراسیاب
نے مصور کو قلم دیا ہے بس فوراً ایک ساحر کی صورت بنکے سات قلم کے منھ درست کرکے ہاتھ
مین لے لیے اور آکر سامنے مصور جادو کے پہونچا اور جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ یہ قلم افراسیاب
نے واسطے آپکے اور بھیجے ہین انکو لیجیے کہ بہت تحفہ ہین اور قابل اُسکے ہین کہ آپ تصویرین اُس
سے کھینچے مصور نے وہ قلم لے تو لیے مگر غور کرکے جو دیکھا تو کچھ تحفہ نہ تھے جب تو نہایت
حیران ہوا اور سوچا کہ افراسیاب نے کیا سمجھ کے یہ قلم مجھکو بھیجے ہین یہ تصور کرکے مریخ
جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ تم ان قلمون کو پاس افراسیاب کے لیجاؤ اور اُنسے میری
طرف سے کہو کہ آپکو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ آپ نے یہ قلم کیسے مجھکو عنایت کیے ہین یہ تو
بالکل کسی کام کے نہین ہین وہ تو قلم لیکر طرف افراسیاب کے چلا گیا اور یہان مصور
جادو کو شک گذرا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہے یہ سوچکر طرف چالاک کے گھور کر جو دیکھا تو وہ
بھاگ کھڑا ہوا پھر تو یقین کامل ہو گیا مصور کو کہ یہ عیار تھا بہت آزردہ خاطر ہوا اور بدترین

صورت نگار سے یہ کہنے لگا کیونکر عیارون کے ہاتھ سے جان بچیگی یہ تو کسی طرح سے مجھے
نہین چھوڑتے ہین اب مین کیا فکر کرون میری عقل تو حیران ہے یہ دونون اس فکر مین مشغول
ہو رہے ہین اور چالاک پھر ایک ساحر کی صورت بنکے آیا اور کہنے لگا کہ ای نبیرۂ جمشید خداوند
افراسیاب نے فرمایا ہے کہ وہ قلم مین نے ہرگز نہین بھیجے ہین بہت ہوشیار رہنا کیا عجب
ہے کہ وہ کوئی عیار ہو سکے اور ساتھ تمہارے دغا کر جاسکے خبردار اسکو جانے نہ دینا اور پکڑ لینا
اس کلمے کو سنکر مصور بدحواس ہو گیا اور اُٹھکر چالاک کو ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا جب نہ پایا
تو لوگون سے پوچھا کہ ابھی تو وہ کھڑا ہوا تھا کدھر کو چلا گیا اتنے مین اس ساحر نے کہ جو پیغام لیکر افراسیاب
کا آیا تھا کہا کہ آپ ذرا گوشہ مین چلین تو مجھکو کچھ اور بھی عرض کرنا ہے مین اسکو بھی گوش گزار آپ کے کرون
مصور جادو اندر ایک کنج کے ہاتھ پکڑ کے لیگیا اور کہا کہ بولو اس بات کو بھی کہدو کہ میرا دم
گھبراتا ہے چالاک نے باتون مین لگا کر اسکو بیہوش کر دیا اور لپیٹ پشتارہ بدوش ہو کر طرف صحرا کے
مصور جادو کو لیکر بھاگا یہ تو ادھر کو چلا گیا اور ادھر صورت نگار کو وہم دامنگیر ہوا کہ یہ ساحر بھی کہین
عیار نہ ہوسے جاکر خبر تو لے کہ وہ علیحدہ کسواسطے لیگیا ہے یہ تصور کر کے اُس کنج کے اندر جو گئی
تو مصور جادو کو نہ پایا بس یقین ہو گیا کہ عیار لیگیا دھاڑ دھاڑ پیٹنے لگی اس عرصہ مین مرغ جادو
نے بھی جاکر افراسیاب سے زبانی مصور جادو کے جو کچھ سنا تھا وہ سب بیان کیا
وہ سنکے مع حیرت جادو کے اُٹھکر بارگاہ مصور جادو مین چلا آیا تو دیکھا کہ صورت نگار
پریشان حال بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور صورت نگار نے جو ان دونون کو دیکھا تو اور زیادہ رونے
لگی اور پکاری کہ اے افراسیاب مین تو لٹ گئی میرا راج سہاگ سب جاتا رہا اب مین کیا کرون
ان دونون نے اسکی تشفی کی اور اپنے ساتھ لیکر مصور جادو کی تلاش کو روانہ ہوا اور جاکر اُسی
طرف کو یہ تینون بھی پہونچے کہ جدھر چالاک لیے ہوئے جاتا تھا مصور کو بس افراسیاب
نے دیکھکر چالاک کو تو گرفتار کر لیا اور مصور جادو کو لیکر ہوشیار کر دیا صورت نگار تو اپنے
خاوند کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور افراسیاب چالاک کو واسطے قتل کرنے کے اوپر ایک
درہ کوہ کے لیکر چڑھ گیا برابر اسکے صرصر عیارہ بھی بھاگ کر پہونچی اُسنے اسکو دیکھکر اس خیال سے کہ یہ بھی کوئی
عیار ہو کہا کہ خبردار میرے پاس نہ آنا الگ کھڑی رہ صرصر اس کلمے پر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہنے لگی کہ ای شہریار

مین تو آپکی لونڈی ہون آپ مجھسے کا ہیکو اندیشہ کرتے ہین اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے اپنے سحر سے دریافت کرلیا کہ حقیقت مین یہ صرصر ہے تو پھر خاموش ہو رہا یہ بھی برابر چالاک کے آکر کھڑی ہوئی اسوقت افراسیاب نے مصور جادو سے کہا کہ تمھین چالاک کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو اپنے ارادہ تلوار مارنے کا کیا تھا کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی افراسیاب نے اُسکو بھی اپنی کف دست کو دیکھکر علم سحر سے دریافت کرلیا کہ یہ بھی صبا رفتار ہے کوئی عیار نہین ہے خاموش ہو رہا اور صبا رفتار نے دوڑ کر افراسیاب کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا کہ قربان ہوجاؤن اسوقت آپکے ہونٹھ کسوجہ سے خشک ہو رہے ہین اور جمشید و سامری کی نہین معلوم کہ حضور کے اوپر کیا خفگی ہے کہ جو اس مصیبت مین آپ کو گرفتار کیا ہے کہین یہ موسے عیار خدا پرستون کے جلد غارت ہون تو پھر آپ اور ہم سب خاطر جمعی سے بیٹھین یہ کہکر دو چار خوشے انگور کے اپنے پاس سے نکالے اور کہا کہ اگر حضور کا دل چاہے تو یہ انگور حاضر ہین اسکو نوش فرمائین تاکہ حدت دفع ہوے افراسیاب نے وہ انگور لیکر چند دانے تو آپ کھالئے اور ایک ایک دو دو اور ونکو بھی کھلائے ساتھ ہی کھانے کے ایک دم بھر مین تو وہ سب بیہوش اور مدہوش ہو کر گر پڑے اسوقت صبا رفتار پاس چالاک کے آئی اور کہا کہ ہم اور تم دونون برابر ہوئے ہماری جان تو تمنے اُس مقام پر بچائی تھی اور اب تمنے تمھاری جان کو اس مقام پر بچایا ہے جاؤ اب جدھر تمھارا دل چاہے اُدھر کو چلے جاؤ چالاک نے سنکر ارادہ چلنے کا کیا تو ہاتھ پاؤن مین بالکل طاقت نپائی ذرا بھی جنبش نہ کرسکا یہ حال دیکھکر صبا رفتار نے چالاک کو پشتارے مین باندھا اور پشتارہ بدوش ہو کر کہا کہ چل مین تجکو بارگاہ جمشید مین بھی خیر پہونچا دون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا اس مضمون سے لکھکر اُسی مقام پر ڈالدیا کہ ای افراسیاب دانا اور آگاہ ہو کہ منم مہتر قران نظر کردہ علی عمران اگرچہ تو مرے خلیفہ کو پکڑ لایا تھا لیکن مینے بھی اپنے تئین پہونچایا اور خلیفہ کو اپنے رہا کرکے تیری قید سے لیگیا خبردار ایسی حرکت اب نکرنا ورنہ مین تجکو مار ڈالونگا غرض پرچہ کو تو وہین چھوڑ دیا اور آپ چالاک کا پشتارہ لیکر روانہ ہوئی کوئی دو کوس کے اوپر صحرا مین پہونچی تھی کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھا کر صبا رفتار کو مع پشتارے کے اوپر ایک کوہ کے لیگیا اور وہان جا کر ساحر کی صورت بنا اور پوچھا صبا رفتار سے کہ کسکو تو لیے جاتی ہے اسنے کہا کہ مین چالاک کو لیے جاتی ہون

پاس افراسیاب کے تجکو کیا کام ہی کہ جو تو مجکو اُٹھا کر لے آیا ہی اور پریسان حال ہوتا ہے اُسنے سُنکر کہا کہ مین اسواسطے لے آیا ہون کہ میرا بھی ارادہ تیرے ساتھ چلنے کا ہی صبار رفتار اِس کلمے کو سنکر نہایت حیران ہوئی آخر کو بحر عیاری مین غوطہ زن ہوکر سر کو اُٹھایا اور کہنے لگی کہ خیر تم بھی میرے ساتھ چلو اور انکو بھی اپنے ہمراہ لیتے چلو کہ جو تمھارے پیچھے کھڑے ہوئے ہین اُسنے اِس کلمے پر مڑکر جو دیکھا تو صبار رفتار نے حلقہ ہاے کمند مارکے اُسکو گرا دیا اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور چالاک کو پھر لیکر روانہ ہوئی مگر دل مین ڈرتی تھی کہ کہین پکڑی نہ جاؤن یہ تو اس فکر مین مضطر اور پریشان چلی جاتی تھی کہ قران نے اثناے راہ مین آکر گھیرا اور پکار کر کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہو اُسنے کھڑے ہوکر سارا حال چالاک کا بیان کیا اور رکھو لکر چالاک کو سامنے قران کے رکھدیا مہتر قران نے سنکر چالاک کو اُٹھا لیا اور پشتارہ بدوش ہوکر طرف بارگاہ جمشید کے چل نکلا اور وہان افراسیاب کو اور اُن سب ساحرون کو ہوش جو آیا تو وہ حیران ہوکر اُٹھ بیٹھے اور دریاے ندامت مین غرق ہوکر اپنے اپنے مکان کو چلے گئے اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین جاکر بیٹھا اور متحیر ہوکر حیرت سے کہنے لگا کہ عقل میری گم ہی کہ چالاک کو اُٹھا کر کون لے گیا یہ کہکر مارے ڈر کے اُسیوقت طرف ظلمات کے اُٹھ کر چلا گیا حیرت جادو بارگاہ مین بیٹھی رہی کہ دفعتہ ایک ٹکڑا ابر کا سرخ رنگ سامنے سے اُسکو نظر آیا یہ اُسکو دیکھکر کمال حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ یہ ابر کیسا ہی یہ تو اِس فکر مین تھی کہ وہ ابر شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحرہ پیاری جوڑا پہنے ہوے نمودار ہوئی اور آکر اُسنے حیرت کو مجرا کیا اور کہا کہ خالہ افراسیاب کی ملکہ اندر جادو تشریف لاتی ہین حیرت جادو سنکر نہایت خوش ہوئی اور سوار ہوکر واسطے پیشوائی کے روانہ ہوئی اور جاکر اثناے راہ مین ملاقات کی ساتھ اپنے بہ آبروے تمام اندر بارگاہ کے لیکر آئی اور اُوپر دنگل کے نزدیک بٹھلایا اُسکو تو بارگاہ مین چھوڑدو اور مہتر قران کا حال سنو کہ وہ جو پشتارہ چالاک کا لیکر چلے تھے تو جاکر اندر بارگاہ جمشید کے پہونچے اور چالاک سامنے جمشید کے رکھکر سب حال بیان کردیا اُسنے سنکر سحر افراسیاب کو چالاک کے اوپر سے اُتارا

ہاتھ پاؤن اُسکے کھل گئے وہ اُٹھا اور کرسی کے بیٹھا اور حال صبا رفتار کا بیان کیا کہ آج اُسنے مجبور کیا ورنہ مین بڑی مصیبت مین گرفتار ہوگیا تھا یہ کہا اور باتین کرنے لگا قران اور جانسوز اور ضرغام وغیرہ آکر تمکین ہوئے اور حال سنئے اندر جادو کا کہ اُسنے بیٹھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ تمنے طلسم کا آجکل کیا عالم کر رکھا ہی کہ ہر چہار طرف کو غدر برپا ہو رہا ہی اُسنے کہا کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی مین بھی ناچار ہون کہ عیار خدا پرستون کے بڑے زبردست ہین کوئی اُنکا سامنا نہین کر سکتا ہے اسوجہ سے غدر طلسم مین برپا ہی کہ وہ عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہین اور اُنسے زور کسی کا نہین چلتا ہے اندر جادو نے کہا کہ جمشید تو ایسا زبردست نہین ہے کہ اُس سے بھی کوئی سامنا نکر سکے پھر اُسکی کیا وجہ ہے کہ جو ابھی تک اُسکو بھی تمنے گرفتار نہین کیا حیرت جادو نے کہا کہ حقیقت مین اُسکی کچھ اصل نہین ہی مگر بسبب عیارون کے اُسکے اوپر بھی ہم قابو نہین پاتے ہین اندر جادو نے اس حال کو سنکے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بس جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار فلک توسن چرخ سے اُتر کر بارگاہ مغرب مین گیا اور ردائے شام جانب خاک گستردہ ہوئی نظم

بشکل بخت زاہد اک اندھیرا
اُٹھا مغرب سے ہر جانب کو گھیرا
ہوئے تابان جمال شعلہ ہر سو
ملا جلنے کو پروانون کو قابو

سر شام طبل جنگ پر چوب پڑی طائران سحر جو اس مقام پر بام جاسوسی رہتے ہین وہ اُڑ کر بارگاہ مہرخ مین گئے اور بزبان فصیح دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے اشعار

یا الٰہی جو یہ تیرا ہی چراغ دولت
تا ابد اس سے منور رہے قندیل فلک
تا قیامت رہے مسجود خلائق جگ دو
مسند جاہ کی تیری تجھے جسپر تو شاک
جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر
اُسکی تمثال کبھی ہوتے نپائے منفک
کاٹ دے دست قضا شکل عدو لیکن تیرے
صفحہ ہستی سے جون حرف غلط کردے حک

لشکر ملکہ حیرت مین طبل جنگ بجا باقی خیر و عافیت ہی مہرخ سحر چشم نے بھی اس خبر کو سنکر نفیر سحر کو دم دیا دلاور جو کہ ساحر نامی تھے آگاہ اور خبردار ہوئے اور سحر کی تیاری کرنے لگے ہتھیار صاف صیقل ہوتے تھے اور ڈھر و بجتا تھا تلوارین اسطرح خم تھین کہ جیسے کشتی ہوتی ہی مگر لگا ٹ انکا

سو کھا ہوا تھا آبداری اُنکو دیجاتی تھی کمان ہر ایک کڑکتی تھی چلاتی تھی کلہ عمود کلہ زنی کرتے تھے ایک طرف ساحر سحر پڑھتے تھے برنجی تھالیون مین آگ دھتورے کے پھل دونے مردے کے بیج کیلین اور لونگین جمع کی تھین بچہ ہاے خوک جھٹکا ہوتے تھے ایکطرف نقیب آوازین لگاتے تھے شور جوانوجوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو چار پہر رات یہی ہنگامہ جانبین مین برپا رہا آخر عمر شب تمام ہوئی اور گل خورشید بہ اعانت نسیم سحری چمنستان دہر مین شگفتہ ہوا اشعار جمال شمع پہ آئی اُداسی مزاج شب مین پھیلی مطلوبی پڑی سامان ظلمت پر تباہی دھنوان ہو کر چلی شب کی سیاہی صبحکو مہرخ سحر چشم اور بہار جادو فوج کثیر لیکر مع شہال سحر افگن اور طوفان قہر چشم و شکیل جادو وغیرہ کو لیکر میدان کارزار مین آئین جمشید روشن جمال بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر عرصہ نبردگاہ مین آیا اسوقت بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے چھپ گئے تھے قلۂ کوہ سے پایٔن کو فلک زنگستان کواکب اور کوڑیالا رشک لالہ کھلا تھا کرن خورشید کی نکلتی آتی تھی لشکر مین باجا جنگی بجتا تھا اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی برقین سرخ سبز جلوے دکھاتی تھین ساحر طاؤسان آتش بار اژدران مردم آزار پر سوار تھے غرض پست و بلند زمین کو بیلچہ کارون نے ہموار کیا ابر برسا گرد و غبار کو بٹھایا میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری کی

ابیات

غافلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن ان چراغ عقل پہ ہے
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
باغ مین آبشار روتے ہین
موت سے کسکو رستگاری ہے
دو طلاق اس زندگی کی موت کو

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
عندلیبو سنکے ہین یہی الحان
آج وہ کل ہماری باری ہے

اس چمن کی ہوا سے ہمین جو دے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
خاک مین کمر خان جو سوتے ہین
غافلو کل من علیہا فان
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو

نقیب جب کڑکا کہکر کنارے ہوئے تو اُس طرف ملکہ اندرا جادو مع حیرت جادو کے میدان مین آئی تھی اسنے اپنے طاؤس سحر کو اُڑایا اور ناف میدان مین آکر مہرخ سحر چشم کا نام لیکر پکاری کہ اری او نمک حرام مہرخ ناکام تجکو بھی یہ طاقت

اور قدرت ہوئی کہ تو افراسیاب کا سامنا کرے مہرخ کو یہ نہیب سنکر تاب نرہی اور تخت اپنا اڑا کر اُسکے مقابلہ مین گئی آپسمین نارنج ترنج چلنے لگا مہرخ سحرچشم نے ایک سحر ایسا کیا کہ دریائے ذخار و ہمار پیدا ہوا مہرخ سحرچشم ایک کشتی پر جا بیٹھی اور وہ دریا بڑھنے لگا اُسوقت ملکہ اندرجادو نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی دریا کا جم گیا اور ناؤ ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئی مہرخ سحرچشم پوشاک ایک اژدرد ماں بنی اور پھنکار کر ملکہ اندرجادو پر آئی ملکہ اندرجادو ایک عقرب بنی اور نیش زنی ہونے لگی اسی طرح تا شام دونون آپس مین لڑا کین لیکن کوئی فتحیاب نہوا جب ساحر فلک عرصہ چمن سے رو بفرار لایا اور ساحرۂ شب نے قدم اپنا جبگاہ روزگار مین بڑھایا اشعار

غرض وہ دن کٹا باعیش و آرام	بڑھی پابوس کو پھر گیسوے شام
بشکل ابر اُمڈی کچھ سیاہی	ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی

طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر اپنے اپنے بستر پر آئے گھڑی آسودہ ہوئے مگر ظفریاب نہونے کا دونون کو ملال رہا اُسوقت چالاک بن عمرو نے مہرخ سحرچشم سے کہا کہ آپ رنج نکرین مین جا کر ملکہ اندرجادو کو لاتا ہون یہ کہکر طرف بارگاہ اندرجادو کے نکل کر روانہ ہوا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکے سامنے ملکہ اندرجادو کے پہونچا اور اُسکو مجرا کیا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آئی ہے اس نے کہا کہ مجھکو افراسیاب نے پاس آپ کے بھیجا ہے اور کچھ کہدیا ہے آپ ذرا الگ چلین تو مین اُس بات کو کہدون ملکہ اندرجادو سنکر اسکو الگ جو لے گئی تو اُس نے بفن عیاری اُسے بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف بارگاہ جمشید کے نکل کر روانہ ہوا اثناے راہ مین صرصر سے ملاقات ہو گئی اُسنے پہچان کے چالاک بن عمرو کو روک لیا پھر تو دونون مین خنجہ عیاری چلنے لگے صرصر نے کہا کہ تو ناحق میرے ساتھ لڑتا ہے مین یہ پشتارہ تجھکو نہ لے جانے دونگی بہر صورت چھین لونگی اس نے کہا کہ پشتارہ تو مین اُٹھا کر ضرور لیجاؤنگا تو گھبراتی کاہے کو ہے تجھکو بھی زندہ نہین چھوڑونگا یہ گفتگو دونون مین ہو رہی تھی اور برابر سے لڑ رہے تھے کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی

اور کہا اُسنے چھرچھرے کہ مین بھی آپہونچی تم گھبرانا نہین یہ کہکر وہ بھی لڑنے لگی اب چالاک
تو اکیلا ہے اور وہ دونون اسکے اوپر وار کر رہی ہین یہ دونون کو جواب بھی دیتا ہے اور
دونون کے وارون کو بھی روک رہا ہے لیکن حیران ہے اسوجہ سے کہ ایک تو تھک چکا ہے
اور دوسرے بوجہ پشتارے کا بھی ہے آخرکار ناچار ہوکر یہ بیٹھ گیا اور سپر کو چہرے کی پناہ
کیا اُن دونون نے تلوارین اوپر سپر کے جو مارین تو وہ کٹ گئی اُسمین بھی بیہوشی تھی وہ
جو اُڑکر دونون کے دماغ مین پہونچی تو چھینک مارکے بیہوش ہوگئین اور اوپر زمین کے گرین
چالاک نے اُنکو وہین چھوڑا اور آپ پشتارہ اندر جادو کا لیے ہوئے روبرو جمشید
کے پہونچا اور پشتارے کو کھولکر چاہتا تھا کہ حال بیان کرے اندر جادو
کی بھی آنکھ کھل گئی اسوجہ سے کہ بیہوشی اسکی بھی اُتر گئی تھی اُسنے جو اپنے تئین گرفتار
بلا دیکھا تو سحر کرکے شعلہ آتش بنی اور نکل کر طرف آسمان کے روانہ ہوگئی چالاک
اور جمشید ناچار ہوکر رہگئے اور اندر جادو بارگاہ حیرت مین جاکر پہونچی مگر نہایت مضطر
اور بدحواس کچھ احوال اپنے پکڑے جانے کا اور رہا ہوکر آنے کا کسی سے اظہار نہ کیا آتے ہی
ایک ساحر مصور جادو کا آیا اور آکر اُسنے حیرت سے کہا کہ آپ کو مصور جادو نے سلام کہا ہے
اور کہا ہے کہ مین سب تصویرین کھینچ چکا ہون کل جمشید سے مین مقرر لڑونگا دیکھون
تو سہی کہ وہ میرا سامنا کیونکر کرسکتا ہے حیرت جادو نے سنکر کہا کہ ہماری طرف سے بھی جاکر
سلام کہنا اور کہدینا کہ تمنے جو کچھ کہ سامان کیا ہے وہی بہتر ہے اچھا کل لڑلینا وہ ساحر تو وا
لیکر اُدھر کو روانہ ہوگیا اور ادھر کو جاسوسان جمشید نے جاکر اُسکو بھی اطلاع کی اور
کہا کہ مصور کل آپ سے مقرر لڑیگا کہ تصویرین بھی کھینچ چکا ہے جمشید تو اس خبر کو
سنکر سُن ہوگیا اور رنگ چہرے کا زرد ہوگیا چالاک نے جو دیکھا کہ جمشید کا لہو خشک
ہوگیا اس خبر کو سنکر یون کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اور اندیشہ کسی امر کا نکرین مین
جاکر ان تصویرون کو ابھی لیے آتا ہون یہ کہکر چالاک اور ضرغام دونون طرف
بارگاہ مصور جادو کے چلے پھر کچھ دل مین آیا تو چالاک پھر کر پاس جمشید کے
چلا آیا اور ضرغام اُدھر کو چلا گیا ادھر چالاک نے آکر اپنی صورت اندر جادو کی

بنائی اور دو سو جادوگر بنیان جمشیدی سے لیکر اپنے ہمراہ لین اور اوپر تخت روان کے سوار ہوکر دربارگاہ مصور پر پہونچا اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ اندر جادو تشریف لائی ہین تو وہ سُنکر مع صورت نگار کے واسطے پیشوائی کے دوڑا اور دربارگاہ پر آکر دونون نے مجرا کیا اور زرین دیکر ملکہ اندر نقلی کو اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لیگئے اور اوپر کرسی کے بٹھلا کے مصور تو داہنے پر بیٹھا اور صورت نگار بائین ہاتھ کو متمکن ہوئی اور ارباب نشاط کو اشارہ کیا وہ رقص و سرود مین مصروف ہوئے ادھر چالاک نے دیکھا کہ صندوقچہ تصویرونکا مصور اپنی رانون کے تلے دابے ہوئے ہے اسنے دیکھکر صدہا تدبیرین کین اور چاہا کہ صندوقچہ کو لیلون مگر کوئی تدبیر پیش رفت نگئی آخر کو ناچار ہوکر خاموش ہو رہا قضاءً کار دو صوبہ دار واسطے سیر کے بارگاہ مصور کی طرف چلے آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ اندر جادو اندر بارگاہ مصور کے داخل ہوئین تو وہ گھبرا کر اپنی فوج مین چلے گئے اور جاکر اُنھون نے تمام اپنے لوگون سے کہا کہ ارے اندر جادو پاس مصور جادو کے تشریف لیگئی ہین ادھر تم لوگون مین سے کوئی ساتھ سواری کے نہین گیا اِسکی کیا وجہ ہے وہ سب اس حال کو سُنکر بدحواس ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپکو کچھ خبر بھی ہے ملکہ تو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی خاصہ تناول کر رہی ہین اس حال کو سنکر صوبہ دار حیران ہوئے اور فوراً اندر بارگاہ کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ فی الواقعی ملکہ اندر جادو کھانا کھا رہی ہین انکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور وحشت دامنگیر ہوئی اندر جادو نے جو ان دونونکو دیکھا کہ خلاف دستور اندر بارگاہ کے پریشان خاطر استادہ ہوئے ہین تو اِسنے پوچھا کہ ای سمار جادو خیر تو ہے بھلا تم اسوقت کیون آگئے ہو اِنھون نے سنکر جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ سب مفصل بیان کیا اور کہا کہ ہمنے تو آپ کو بارگاہ مصور مین جاتے ہوئے دیکھا تھا آپ اسقدر جلدی کیونکر چلی آئین اندر جادو اِس مضمون کو سُنکر سمجھی کہ کوئی میری صورت بنکر مصور کے قتل کے لئے گیا ہے یہ سوچکر جلد ہاتھ دھوکر اکیلی اوپر طاؤس سحر کے سوار ہوکر اندر بارگاہ مصور کے پہونچی تو دیکھا کہ حقیقت مین میری صورت کی ایک عورت اوپر بیٹھی ہوئی ہے تب اسنے بارگاہ مین کھڑے ہوکر آواز دی کہ منم اندر جادو یہ کہکر چالاک کو

بند سحر پکڑ لیا اور طاقت اُسکے ہاتھ پاؤن کی زائل کردی اور مصور جادو سے کہا کہ یہ کوئی
عیار تیری صورت بنکے آیا تھا قتل ہی تمکو کرچکا تھا وہ تو بڑی خیر ہو گئی کہ مجکو
اطلاع ہو گئی تو مین نے آکر اُسکو گرفتار کر لیا یہ کہکر اوپر تخت متمکن ہوئی اور چالاک
سے پوچھا کہ ارے تیرا نام کیا ہے اور تو کون ہے اسنے کہا کہ مین عیار ہون اور نام میرا چالاک
بن عمرو ہے مصور جادو اور صورت نگار دونون تو پاس اِسکے بیٹھے ہوئے تھے اب
جو نام سُنا تو بدحواس ہو کر تخت کے نیچے اُتر پڑے اور صندوقچہ کو مصور مارے گھبراہٹ
کے بھول گیا وہ اوپر تخت کے رہ گیا اسوقت ضرغام شیر دل نے اُس صندوقچے کو
اُٹھا لیا کہ وہ بھی بڑی دیر سے ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا صندوقچے کی فکر مین برابر
تخت کے کھڑا ہوا تھا لیکر ایک ہی جست مین باہر بارگاہ کے پہونچا اور پکارا کہ منم ضرغام
شیر دل او مصور دیکھ لے کہ مین لیے جاتا ہون اُس شے کو کہ جسکے بھروسے پر تو غرّا
کر رہا تھا اس کلمے کو سنکر مصور اور صورت نگار دونون اُسکے پکڑنے کو دوڑے
مگر یہ نکل گیا اور مارے ڈر کے باہر بارگاہ کے نہ نکلے کہ کہین کوئی عیار اور نہ پکڑ لیوے در
بارگاہ پر سے پھر کر چلے گئے اور جا کر اندر جادو سے کہا کہ ہماری تو ساری محنت برباد
ہو گئی اب ہم کسی کام کے نہ رہے یہ کہکر بیٹھ گئے اور اندر جادو کو بھی کمال
فکر دامنگیر ہوئی اور چالاک کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور
سب حال چالاک کی عیاری اور ضرغام کے صندوقچہ لیجانے کا بیان کیا اور
کہا کہ چالاک کا سر تو مین مقرر کاٹون گی یہ کہکر دو ساحرون کو حکم دیا کہ قرطاس جادو
کو جا کر بلا لاؤ وہ تو اُسکے بلانے کو چلا اور ضرغام شیر دل نے صندوقچہ لیجا کر
جمشید جادو بن کوکب روشنضمیر کے حوالے کیا اُسنے اُسی وقت اُن تصویرون کو
نکال کر پھاڑ ڈالا اور ضرغام شیر دل پھر جانب بارگاہ حیرت جادو
روانہ ہوا راہ مین اُن دونون ساحرون کو جاتے دیکھا جو کہ قرطاس جادو کے بلانے
کو جاتے تھے اُسنے اُنکو باتون مین لگا کر اُنسے سب حال گذرا ہوا قرطاس جادو کا دریافت
کیا اور اُنھین کے ساتھ قرطاس کے پاس آیا اُن دونون ساحرون نے قرطاس

تو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ اندر جادو بلاتی ہین جلدی تشریف لے چلیے قرطاس یہ
سنکر ایک صحنچی مین کپڑے پہننے کو گیا ضرغام بھی اندر اُسکے گیا اور اُسکو بیضۂ بیہوشی مارکر
بیہوش کردیا اور آپ اسکی صورت بنکر کپڑے وغیرہ اُسکے پہنکر اُسکو تو وہین چھوڑا اور آپ باہر نکلا
ہمراہ اُن دونون ساحرون کے جاکر اندر جادو کے پاس بیٹھا اُسوقت شتیور نے کہا
کہ یہ عجیب و غریب تماشا ہے کہ جو ساحر آتا ہے اُسکو اتنا بھی کسی سے نہین ہو سکتا ہے کہ
دریافت تو کرلین کہ یہ ساحر ہے یا کوئی عیار اُسکی صورت بنکے چلا آیا ہے یہی باعث ہے
کہ سب دھوکا کھاکے مارے جاتے ہین اس کلمے کو سنکر حیرت جادو کو کھٹکا گذرا
کہ حقیقت مین اکثر ایسا اتفاق ہوچکا ہے کہین ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تب یہ تصور کرکے
اندر جادو سے کہا کہ آپ سحر سے دریافت کرلین کہ یہ قرطاس جادو ہے یا
کوئی عیار ہے اُسوقت اُسنے کہا کہ اے ملکہ تمہین دریافت کرو حیرت نے ایک دانہ
موتی کا زمین پر پھینکا اور کہا کہ اے قرطاس اسکو اُٹھالاؤ ضرغام نے اُس دانے کو
اُٹھانا چاہا مگر وہ اُٹھ نہ سکا یہ زور کرکے ناچار ہو گیا اُسوقت حیرت نے ہنسکر
ضرغام کو پکڑ لیا اور اندر جادو نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہے ضرغام نے کہا
کہ مین وہ ہون جو مصور جادو کا صندوقچہ لے گیا تھا مجھکو ضرغام شیردل
کہتے ہین اب مجھکو بھی مین صبح و شام مین قتل کیا چاہتا ہون اندر جادو اس
کلمے کو سنکر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ اے بدذات تو نے قرطاس کو کیا کیا اُسنے کہا
وہ بارگاہ کی صحنچی مین ننگا پڑا ہے جاکر دیکھ لے اندر جادو کو اور زیادہ غصہ آگیا اور اُسنے
ایک پنجے مین چالاک کو اور دوسرے پنجے مین ضرغام کو دابا اور اپنی بارگاہ کی
طرف روانہ ہوئی لیکن قران ساحر بنے ہوئے بارگاہ حیرت مین موجود تھے
اور یہ باتین سُن رہے تھے وہ بھی روانہ ہوئے اور جاکر پشت بارگاہ پر نقب
کھود کر صحنچی مین آئے کہ جہان قرطاس بیہوش پڑا تھا پس اُسکو تو نقب مین ڈالدیا
اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسی طرح سے ننگا مادرزاد بیہوش ہوکر لیٹ رہا
اسلیے کہ جو کوئی دیکھے بیہوش سمجھے اور یہان اندر جادو نے اپنی بارگاہ مین آکر

چالاک اور ضرغام بزور سحر گرفتار کر دیا اور آپ وہان سے اُسی صحنچی مین آئی جہان
قرطاس بیہوش پڑا تھا دیکھا کہ قرطاس جادو بیہوش پڑا ہے اسنے جھٹ
پانی کا مارا کہ قرطاس ہوشیار ہو کر اُٹھا اندر جادو نے اُسے تنگا کیکر منھ
اپنا دوپٹے سے چھپالیا اور کہا کہ ای قرطاس تو اپنا ستر ڈھانک بعد ازان
مین بخشنے حال کہونگی قران نے اُٹھنے کے ساتھ ہی ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ اندر
جادو بیہوش ہو کر چارون شانے چت گری قران نے اسکو خوب جکڑ کر ایک
بتی بیہوشی کی اُسکی ناک پر چڑہائی اور پشتارہ باندھکر نقب مین کود کر مع قرطاس
سیدھا بارگاہ جمشید کی طرف بھاگا اثنا راہ مین ایک درہ پہاڑ کا دیکھا خیال مین
قران کے آیا کہ چالاک اور ضرغام کو بھی لے آنا چاہیے ایسا نہو کہ اُنکو حیرت
پکڑ لیجائے یہ سوچکر قران نے اندر جادو کا پشتارہ تو دامان کوہستان مین چھوڑا
اور آپ پھر اُسی نقب کی راہ سے ارادہ کرتا تھا کہ کیونکر جاؤن اور کس شکل سے
جاؤن یہان کا حال سُنیے کہ جانسوز اندر جادو بارگاہ مین حیرت جادو کی
شکل بنکر آیا اور چالاک و ضرغام کو بندھا دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ ای موئے عیارو
تمنے قیامت نازل کی ہو دیکھو تمھارا کیا حال ہوتا ہے تمام جادوگرنیان حیرت کو دیکھکر
اُٹھ کھڑی ہوئین بعد ازان حیرت نقلی نے پوچھا کہ اندر جادو کہان ہے
سبھون نے کہا کہ اس راوٹی مین اکیلی تشریف لیگئی ہین اور کوئی وہان نہین ہے
آپ تشریف لیجائیے آپکو ممانعت نہین ہے جانسوز بیساختہ اندر راوٹی کے
گیا وہان جو دیکھا قران متفکر ہین جانسوز نے کہا کہ قبلہ کس فکر مین ہین قران نے جانسوز
کو گلے سے لگایا اور پہچان کر کہا کہ بیٹا تم اندر کی شکل بنو اور چالاک و ضرغام اس
راوٹی مین لاؤ اور اسی نقب کی راہ سے میرے ساتھ چلو جانسوز نے کہا بہت خوب
غرض جانسوز بصورت اندر بنا اور راوٹی سے باہر نکلتا نکلا کہ ہو احسنت ان
عیارون کی تمھارے نزدیک اصل و حقیقت ہے مین ان عیارون کو دیکھو تو
کس طرح قتل کرتی ہون یہ کہتی ہوئی برابر چالاک و ضرغام کے آئی اور چالاک

وضرغام کو پکڑکر اُسی طرح اُسی راوٹی میں لیگئی اور باہر ساحرنیون سے کہدیا کہ کوئی میرے پاس راوٹی مین نہ آنے پائے اندر لاکے سامنے قران کے کھڑا کردیا قران کو دیکھکر چالاک وضرغام دونون خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے تو ہاتھ پانون سحر مین مسحور ہین قران نے ایک بیضہ بیہوشی کا دونون پر مارا کہ دونون بیہوش ہوگئے ایک پشتارہ قران نے لیلیا اور ایک پشتارہ جانسوز نے دونون لیکر نقب کی راہ سے باہر نکلے اور لے بھاگے اب احوال اندر اور قرطاس کا سُنیئے کہ وہان جو درۂ پہاڑ مین دونون پڑے تھے کہین قضاراً کوئی ساحر بھی کہ نام اُسکا تیش جادو ہے وہ قدیم نوکر کوکب کا ہے ہمراہ جمشید کے اسی فکر مین ہے وہ کہین بطور سیر اُس پہاڑ مین جانکلا اُسنے دیکھا کہ اندر اور قرطاس دونون بیہوش بندھے پڑے ہین تیش نے اُسی حالت بیہوشی مین دونون کو خوب جکڑ کر ایک پتھر کی چٹان سے باندھا اور پٹی بیہوشی جو بندھی تھی اُسکو دماغ سے اندر کے کھول ڈالا اور خوب سا کپڑا اُسکے دوپٹے کا مُنھ مین بھرا اور ازار بند پاجامے کا نکال کر اندر جادو کے گلے مین خوب کھینچکر باندھا اور قرطاس کچھ ایسا ساحر زبردست نہ تھا غرض باندھکر کوڑا مارنا شروع کیا جب اندر پر کوڑا پڑنے لگا اُسوقت اندر کی آنکھ کھلی اب سحر کو پڑھ نہین سکتی کیونکہ گلا بندھا ہوا ہے اور مُنھ مین بھی کپڑا بھرا ہوا ہے مگر مارے مارے پھڑک پھڑک کر تڑپ رہی ہے اور قرطاس کی جو آنکھ کھلی تو اُسنے دیکھا کہ تیش جادو زبردست ساحر ہے بعد ازان قرطاس دُہائی دُہائی توبہ توبہ مچانے لگا اسوقت تیش نے جھنجھلا کے ایک تیغہ مارا کہ قرطاس کا سر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من قرطاس جادو بود بعد ازان دوسرا تیغہ دوڑ کر اندر پر مارا کچھ اثر نکیا اُسوقت ماسنے کوڑا مارنا شروع کیا اور کوڑے کی آواز تڑاق تڑاق کی دور تک جاتی تھی اتفاقاً کہین صرصر عیارجی نے آواز کوڑے کی سُنی وہ گھبرا کر اُس پہاڑ مین جاکر چھپ کر دیکھنے لگی دیکھے تو اندر جادو بندھی ہے اور ایک لاشہ برابر اُسکے پڑی ہے اور ایک ساحر کوڑے مار رہا ہے اِس قطامہ نے اپنی صورت ملکہ مہرخ کی بنائی اور سامنے تیش کے آکر پکاری واہ واہ اے تیش کیا سزا اُسنے معقول تمنے دی

یہ کہکر برابر نفیش کے پہونچی اور اندر کو جو دیکھا تو بیہوش و بیدم مارے کوڑون کے ہوگئی
ہے غرض صرصر نے برابر پہونچتے ہی نفیش کے ایک بیضۂ بیہوشی کا نفیش پر مارا کہ یہ تو
چارون شانے چت گرا مگر خوف سے چالاک و ضرغام قران جانسوز عیارون کے
اسنے جلدی سے اندر کو کھولکر باندھ پشتارہ روانہ ہوئی نفیش کو وہین پڑا رہنے دیا چند
قدم نہین پہونچی تھی کہ سامنے سے قران اور جانسوز دونون چالاک اور ضرغام
کے پشتارے لئے چلے آتے تھے انھون نے للکارا کہ خبردار اے صرصر کہان جانے پائیگی صرصر
بدحواس ہوئی قران اور جانسوز نے دونون اپنے پشتارے تو زمین پر رکھدیے جانسوز
سے قران نے کہا کہ تم پشتارون سے خبردار ہو مین پشتارہ اس سے چھینے لاتا ہون
جانسوز تو چالاک و ضرغام پر مستعد کھڑا ہے اور قران نے آکر صرصر کو گھیر
اب صرصر گھبرائی مگر خنجر زنی کرتی جاتی ہے کہ اکبارگی قران نے جست کر کے حلقۂ
کمند کا صرصر کی گردن مین مارا وہ چارون شانے چت گری چاہتا ہے قران کہ جھپٹ کر
اندر کے پشتارے کو اُٹھالے کہ ایک بچہ پیدا ہوا صاف پشتارہ لیکر سوئے آسمان غائب ہوا
ناچار قران نے صرصر کو چھوڑدیا اور آپ چالاک کا پشتارہ اور جانسوز ضرغام کا پشتارہ
لیکر جمشید کی بارگاہ مین پہونچے جمشید نے چالاک و ضرغام کا سحر دور کیا قران کو گلے
سے لگایا وہان نفیش کو ہوش آیا یہ گھبراتا ہوا جمشید کی بارگاہ مین آیا اور سارا حال اپنے بیان
کیا غرض قران چالاک ضرغام جانسوز چارون عیار اور تمام جادوگر جمشید کی بارگاہ
مین بیٹھے ہوئے ہنس رہے تھے مگر حال اندر کا سنو کہ وہ بچہ ایک ساحر ملازم اندر کا تھا
کہ وہ لیکر اندر کو حیرت کی بارگاہ مین لایا اور سامنے حیرت کے اندر کو ڈالدیا گھڑی بھر
بعد صرصر بھی آکر پہونچی حیرت نے دیکھا کہ اندر کا تمام بدن پاش پاش ہو رہا
ہے اور بیہوش ہے کچھ جان باقی ہے مگر آنکھ چھینٹے پانی کے حیرت نے دیئے ایک گھڑی کے
بعد اندر کو ہوش آیا حیرت نے احوال پوچھا اندر نے سارا حال اپنا کہہ سنایا پیٹ پیٹ
کر کیا اور کہنے لگی کہ قسم ہے سامری جمشید کی ہم نے ایسے حرامزادے زبردست عیار
نہیں دیکھے جنکو اپنے مرنے کا بھی کچھ ڈر نہین حیرت بھی یہی کہ رہی تھی کہ کیا کرون تمھیں مین تو اپنی زندگی

تنگ ہون اسقدر عیارون کے ہاتھون سے مجھے ایذا اور صدمے پہونچے اور پہونچتے جاتے ہین
غرض اندر و حیرت دونون یہی دُکھڑا روہی تھین کہ افراسیاب مع لشکر قاہرہ جادوگرون
کے آیا اور تعریف لشکر کی کیا لکھی جائے القصہ حیرت استقبال کو نکلی غرض بڑی
شان و شوکت سے افراسیاب تخت پر آکر بیٹھا اندر کو دیکھا کہ آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے نہایت بیزار خفا بیٹھی ہے افراسیاب نے پوچھا کہ خیر باشد تمھارا کیا حال
ہے اندر نے از ابتدا تا انتہا سب حال بیان کیا بعد ازان کہنے لگی کہ اب جاکر مقابلہ کرونگی
افراسیاب نے ہرچند منع کیا اُسنے نمانا آخر افراسیاب نے کہا کہ آپ بزرگ ہین
جو چاہے کرین یہ خاموش ہوئی جب افراسیاب ظلمات چلا گیا اور ہستی روز
تمام ہوئی اور زن دہر نے دختر شب کو جنا اشعار

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام
اُٹھا دھندلا غبار اُس غضب کا
نظر آنکھون مین آیا حرص شام
کھلا آخر معما زلف شب کا

اندر جادو نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر مہرخ و جمشید کو ہوئی
انھون نے بھی طبل جنگ بجوایا ساحر سحر تیار کرنے لگے اُس شب ساحرہ گیتی کو خوف ہوا کہین
مجبور افسون پردازی ہو کہین میری نہ بربادی ہو بنگالی ڈہرو بجا کر یون تانتے لگے کالوا
بھیرون نارسنگ کو ماننے لگے گلستان دہر مین نسیم سحر وزان ہوئی صرصر قرب چلنے لگی ڈفلی
اور بانسری بجنے لگی کڑھائیان چڑھ گئین سپاہیون مین ہتھیار صیقل اور مصقیل
ہونے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا طبل ہر مقام پر بجا کیے جب وہ زمانہ آیا کہ شمشیر بہادر
سے رات کٹ گئی اور نیزہ خطوط شعاع مہر لیکر ترک فلک توسن چرخ پر سوار ہوا شعر
کہ جب نقشہ مٹا شب کے قدم کا + جھنڈا نور کا ہر سمت چمکا + صبح کو مہرخ و جمشید اور
بہار و مخمور باز لبط قرقرے ہمس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوکر جانب میدان
جنگ گاہ روانہ ہوئے اُس طرف سے اندر و حیرت فوج لیکر آئی دلاورون نے
نقارے گرجنے اور بجنے لگے اندر جادو کی طرف سے کہلاب جادو نکلا اور جمشید
کی طرف سے نیش جادو نکلا کہلاب نے پیکان سحر نیش پر مارا اُسنے خالی دیکر ناوک مارا
کہلاب کی چھاتی کے پار نکل گیا کہلاب جہنم واصل ہوا اسیطرح سے چالیس ساحر

نیتش سے مارے آخر کو اندر نے اپنے تخت پر سے وہ تلوار جو اُسکے آگے دھری تھی اُسے کھینچا
جیسے ہاتھ اُٹھایا تھا کہ ایک وار کرے نیتش کے دو ٹکڑے ہون اُسنے خالی دیا بعد
ازان اندر تخت پر سے کود پڑی اور دونون مٹھیون خاک سامری جو جمشید کی فوج پر ماری جیسے
خاک اُڑی کہ تمام لشکر مع جمشید بیہوش ہو کر گر پڑا اندر نے دوڑ کر جمشید کو پکڑ لیا اور
سمت آسمان اُڑ کر پکاری کہ ای حیرت مجھے جس سے کام تھا اُسکو مین لائی اب تم
بھی چلی جاؤ اپنی بارگاہ مین یہ سنکر حیرت پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی ملکہ اندر جمشید کو
لیکر جنگل کی طرف روانہ ہوئی لشکر جمشید کا حال سنیے کہ دو گھڑی کے بعد تمام ساحرونکی
آنکھ کھلی جمشید کو تخت پر نپایا ایک عجب تہلکہ پڑا مہرخ بہار اختر بن سہلان
وغیرہ سب کی سب پھر کر بارگاہ مین جمشید کی آئین اختر نے کہا کہ مین جاتی ہون جمشید کو
لیے آتی ہون ادھر قران چالاک ضرغام یہ تینون عیار روانہ ہوئے لیکن پہلے اندر
جادو کا حال سُنیے کہ اسنے خوب سحر کر کے جمشید کو ایک درہ کوہ مین اُتارا اور کہا
کہ ای جمشید مین تیرا سر کاٹے لیتی ہون یہ کہکر اندر الگ جا کر بیٹھی اور ایک پتلہ سحر کا دیا
اور کہا کہ جا کر جمشید کا سر کاٹ ڈال اُسوقت ملکہ اختر پہونچی دیکھا اُسنے کہ اندر الگ بیٹھی ہے
اور جمشید علیحدہ ہی لیکن ایک پتلہ سحر کا تلوار کھینچے جمشید پر آتا ہے اختر عقاب
بنکر جو گری تو جمشید کو اُٹھا لیچلی اندر نہایت زبردست ساحرہ تھی یہ بلا ہو کے پیچھے دوڑی
غرض ملکہ اختر نے کہین بچاؤ نپایا نہ دیکھا ایک جھیل تھی پہاڑ کے تلے اُس جھیل مین
کود پڑی مع جمشید اندر غائب ہو گئی اندر نے سحر سے معلوم کیا اور کنارے جھیل کے آکر
اندر نے ایک چٹکی خاک کی لیکر سحر کر کے جھیل مین چھوڑ دی کہ تمام پانی جھیل کا خشک ہو گیا
اور اندر نے دوڑ کر اختر اور جمشید کو پھر پکڑا اقتضاء کار چالاک نے وہان پہونچکر یہ
تمام ماجرا دیکھا چالاک نے وہین اپنے تئین حر حر بنا کر کہا کہ واہ ای ملکہ اندر کیون نہو
سبحان اللہ کیا کام کیا ہے یہ کہکر برابر پہونچا تھا کہ بیقہ بیہوشی کا مارا اندر چارون شانے
چت گر پڑی چالاک نے خنجر اُسکے سر پر مارا سر اُسکا نہ کٹا جمشید اور اختر دونون اُسکے سحر مین گرفتار
تھے قضا کار سامنے سے حر حر پہونچی چالاک تلوار چلانے لگی اس عرصہ مین اندر کی پھر آنکھ کھل گئی

بس اسنے انگوٹھا کھانے کے ساتھ ہی چالاک بزور سحر پکڑ لیا غرض جمشید اور اختر و چالاک
کو پکڑ کر پھر آپ چلی اور صرصر کو رخصت کیا سامنے چند قدم پر ۲ اسکو صبار فتار ملی اندر نے
جانا کہ یہ کوئی عیار ہے اندر نے صبار فتار پر سحر کیا کہ یہ کمر تک زمین مین غرق ہوئی ہر چند
صبار فتار نے کہا کہ مین افراسیاب کی لونڈی ہون اندر نے نہ مانا اور جمشید و اختر و
چالاک تینون کو پکڑ کر ایک پہاڑ مین لیگئی وہان کہین قران جا پہونچا یا لگا ہوا تھا اُسنے دیکھا
ایک ساحر کی صورت بنکر برابر اندر کے آکر کہنے لگا کہ واہ واہ ملکہ کیا کام کیا ہے جیسے ہی اندر کی آنکھ
اُدھر کو اُٹھی کہ ساتھ ہی قران نے ایک لنجہ مارا کہ کھوپری اندر کی چار ٹکڑے ہوئی اور
یہ چیخ مار کر گری اور پکاری کہ کشتی مرا نام مین اندر جادو بود اب ملکہ اختر اور جمشید و چالاک
تینون قید سحر سے چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آکر بخوشی و خرمی تمام بیٹھے القصہ جب اندر
جادو ماری گئی تو صبار فتار بھی چھوٹ گئی اور سمجھی کہ ملکہ اندر ماری گئی اُسنے آکر یہ حال ملکہ
حیرت سے کہا حیرت غش ہو گئی اور افراسیاب کو خبر ہوئی افراسیاب روتا پیٹتا وہان
نعش پر اندر کی آیا خوب رویا بعد ازان نعش کو اندر کی جلادیا اتنے مین صنعت سحر ساز بارگاہ
مین افراسیاب کی آئی اور ماتم پرسا اندر کا دیکر کہنے لگی کہ اے افراسیاب کل تو مجھے حکم ہو کہ
مین بھی جاکر ذرا میدان جنگ کا تماشا دیکھون افراسیاب نے کہا بہت اچھا صنعت
نے طبل جنگ بجوایا اُدھر جمشید نے سنا وہان بھی طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان
جنگ مین آئے ابھی صنعت نہین نکلی تھی کہ طرفدار صنعت کے قریب چار سو جادوگر کے
قسمیہ ہوئے کہ چلکر جمشید کے لشکر کو غارت کر دینگے وہ سب میدان مین نکل کھڑے ہوئے ارادہ
جنگ مغلوبہ کا کیا تھا کہ ادھر جمشید کی طرف سے باغبان قدرت جو آکر ملگیا ہے وہ نکلا
اور اُسنے ایک گلدستہ پھولونکا بزور سحر بنایا اور میدان مین لاکر صنعت کی فوج کو دکھایا
اور پتی پتی بوٹا بوٹا اُسکا تمام توڑ کر پھینک دیا پھینکنے کے ساتھ جتنے ساحر صنعت کے ساتھ
میدان مین کھڑے تھے سبکو غنودگی آئی کہ اونگھکر زمین پر گر پڑے بعد ازان باغبان کچھ دانے
اُردو مونگ رائی سرسون کے پڑھکے میدان مین پھینکدیے کہ ایک جنگل بڑے بڑے فلک فرسا
درختون کا مگر سرسبز بہت گنجان کہ جسمین اگر کوئی جائے تو کہین جھلک آفتاب کی نظر نہین پڑتی

تھی اور ایک تاریکی اندھیرا ساتھا کہ اپنا ہاتھ اپنے تئین نہین سوجھتا تھا دم بھر مین تیار کیا اور کئی ہزار
ساحرون کو صنعت کے اس سحر نے لق و دق مین بزور سحر قید کرکے پھر اٹھا کہ اسمین شام کا وقت
ہوگیا اور افراسیاب نے کہا کہ اب طبل آسائش بجوا دو کل سمجھ لونگا بارے ادھر بھی طبل آسائش
بجا دونون لشکر پھرے اپنی اپنی بارگاہون مین آئے رات کو افراسیاب نے صنعت سے کہا
کہ مین تجھے ایک نارنج اپنے سحر کا دیتا ہون کل تو جاکر اس نارنج کو باغبان پر مارنا اور بعد اسکے
افراسیاب نے کچھ اور سحر صنعت کو سکھا دیا غرض افراسیاب بھی اپنی بارگاہ مین جاکر
سو رہا ادھر صنعت بھی اپنی بارگاہ مین آکر سوئی جب وقت صبح کا ہوا افراسیاب حیرت
صنعت وغیرہ سب ساحر میدان مین نکلے ادھر سے جمشید مع اپنے لشکر باغبان کو لیے میدان مین آیا
باغبان نے میدان مین نکلکر پکارا کہ ای افراسیاب کون جادوگر ہے کہ آوے میرے مقابلے کو یہ سنکر
صنعت اسی نارنج کو لیکر میدان مین آئی اور بیساختہ زمین پر مارا کہ دیکھا سب درخت
باغبان کے بطرفۃ العین خشک ہوکر زمین پر گرے اور جلکر خاک ہوگئے اور جتنے ساحر صنعت
نے قید مین تھے وہ سب چھوٹ گئے باغبان نے صنعت پر پھر سحر اپنا کیا لیکن بسبب
افراسیاب کے سحر کے باغبان کا سحر صنعت پر اثر نہ کیا صنعت نے وہ سحر جو
افراسیاب سے سیکھا تھا وہ باغبان کے منہ پر پڑھکر پھونکا باغبان اندھا ہوگیا
صنعت نے دوڑ کر باغبان کو پکڑ لیا بڑی خوشی افراسیاب لشکر مین ہوئی لاکھون
ساحر افراسیاب کے جمع ہوگئے حیرت افراسیاب وغیرہ سب باتفاق ہوکر آئے
اور ایک آہن کا چبوترہ بنوایا اسیر باغبان کو قتل کرنیکے واسطے بٹھایا اور اسطرف سے عمرو
بھی روانہ ہوئے کہ مین جاکر دیکھون تو کیا ماجرا ہے از بسکہ دریاے خون روان خشک ہوگیا ہے اور
پل پر پرواز بھی ٹوٹ گیا ہے یہ جاکر قریب باغبان پہونچے وہان گلچین زوجہ باغبان کو خبر
گرفتاری باغبان پہونچی تھی وہ غم مین اپنے شوہر کے گریان و نالان زار مثل ابر بہار کے
تھی کہ عمرو وہان ایک ساحر کی صورت بنکر آیا کیونکہ اس ہنگامۂ نوحہ و شیون مین اسکی جانب
کچھ توجہ نکی اور اسنے گلچین کو جال الیاسی مارکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ معجزہ طلب کرکے
اسکی ایسی صورت بنا پھر تو دخان باغ کو اسنے اکھیڑنا شروع کیا اور اپنے تئین اٹھا اٹھا کے

دے دے مارتا تھا کنیزین ہر چند سمجھاتی تھین مگر اسکو تاب نہ آتی تھی گریبان گل اسکے غم مین
چاک تھا سنبل کی زلف پریشان تھی لالہ کے دلمین داغ تھا سرو اُسکی نظر مین صورت دار
تھا عجب کیا تھا جو نرگس بھی رونے لگے بیقراری سے نوحہ کرنے لگے گریبان پھٹا ہوا بکھارے بال
ہوئی سر پیٹتی ہوئی سینہ کوٹتی ہوئی بادل بریان و دیدہ گریان داد بیداد کنان بآہ زاری
شور و فغان باغ سے نکلکر چلی اشعار

ہوئی جوش وحشت میں جیسے سی سیر
چلی سر کو ٹکراتی ہو لا علاج
گیا نوچکر سر کے بالون کا ڈھیر
وہ نازک طبیعت وہ نازک مزاج
اسیطرح سے یہ صنعت کے سامنے آئی صنعت نے سناکہ

باغبان کی جورو آئی ہے اسنے ایک ساحر سے کہا کہ گلچین سے جاکر پوچھو کہ اگر تو لڑنیکو آئی ہو تو موجود
ہون اور نہین جو تیرا مطلب ہو صاف صاف کہدے گلچین نے رو کر کہا کہ مین بیوہ بیکس کیا لڑونگی
مرا کیا مقدور کہ مین تمسے مقابلہ کرون واسطے جمشید و سامری کے میرے خاوند اور مجکو الگ ہی چلکے
قتل کرو کیلئے کہ جس روز سے بر اور باغبان کا ساتھ ہوا ہو وہ کبھی دم بھر جدا نہین ہوا اور جو
تم مانو گی تو مین ستی ہو جاؤنگی مگر نعش اور سر کو میرے خاوند کے مجھے دے ڈالنا صنعت
نے رونا پیٹنا اور گریہ و زاری گلچین کی سنکر گلچین کو سامنے بلالیا اور کہا ای گلچین جادو کیا
تجھے یہ دن معلوم نہ تھا خیر جو ہوا سو ہوا مگر اب بھی جو افراسیاب سے پھر جاؤ تو مین تمہاری جان بخشی
کرادون گلچین نے کہا کہ یہ تو ہو گا کہ مین افراسیاب کی تابعداری کرونگی غرض ہمکو اگر تم چھوڑ دو
تو ہم اور کسی شہر مین نکل جائینگے نہ ہمکو کوکب روشن ضمیر سے واسطہ نہ افراسیاب کا
ساتھ ہمکو قبول ہے اسمین صنعت نے کہا کہ اگر تم تابعدار تھی افراسیاب کی ہوگی تو مین
باغبان کو قتل کرونگی گلچین نے کہا کہ خیر جو مرضی سامری و جمشید کی اچھا صاحب مبارک ہو ہمکو قتل
باغبان کا یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ لکڑیون کا ڈھیر لگا دو مین ستی ہونگی اسمین یہان
تیاری گلچین کے ستی ہونے کی لاکھون ساحر دونون طرف سے جمع ہو گئے وان حیرت و افراسیاب
کو خبر پہونچی وہ دونون سوار ہو کر آئے یہ تماشا دیکھا اور گفتگو گلچین جادو کی سنی افراسیاب نے
کہا کہ لاؤ گلچین جادو کو میرے سامنے کہ اتنے مین دیکھا کہ کئی ہزار ساحر اور لاکھون تماشائی مین
آئے مین اور شاہ و گدا صغیر و کبیر امیر و فقیر سر گروہ ازخرد تا کلان تاجران و ملازمان دولت ایک

حشر کی طرح کا مجمع کثیر انبوہ عظیم سامنے سے نظر آیا اور کچھ جلوس برات کا ایسا کہ قریب سو سوا سو طائفہ رقص نواز اور نوبت خانہ بجتا ہوا اور سحر کرتے ہوئے اور ڈنکے بجتے ہوئے ٹکورے نوبت کے بھلے معلوم ہوتے تھے اور کئی سو منقلین عنبر و عود اور عبیر کا لپکتا پڑتا ہوا جنکی خوشبو سے نسیم عنبر شمیم جو چلتی تھی تو دماغ جان معنبر اور معطر ہوتا تھا اور قریب سوا سو سقون کے کہ بادلے کی تھیلیان انکے کاندھون پر پڑین اور لنگوٹ تمامی کے بندھے کانون مین اودراج پڑے ہزارے کا فوارہ مشکیزہ پر چڑھا کانٹے طلائی تسمون مین لگے ساون بھادون کی ایسی گھٹا برستی ہوئی اور بیچ مین ایک تخت پر زر مکلل بجواہر پر گلچین جادو سوار اور اُسپر کئی سو گلدستے طرح بطرح کے رکھے ہوئے اور گرد و پیش تخت کے چار سو باغبان بچیان چنگیرین پھولون کی لیے ہوئے لنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہاتھون مین کرے گردوان پڑے اور گلچین جادو جوڑہ شاہانہ پہنے مگر ابھی نہا کے جو سوار ہوئی ہے تو وہ کھلے کھلے بال جنسے بوندین پانی کی ٹپکتی چلی آتی ہین آنکھوں کا اُسکی یہ حال ہے کہ نشہ عشق مین شوہر کے گلابی ہو رہین اشعار

قرہ ہے غیرت ناوک بھوین ہین رشک کمان
ہی خط نسخ مین لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل

ہین آنکھین نرگس کالیے ہوئے جھا
جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک سے خون تھوکے
گلون کو نوچ لے منقار سے کرے غوغا

وہ بینی اُس بت پرفن کی دیکھے جو وہ لکھے
تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا
کبت دامن جھپ جاب

دیکھو وا کو مسکیات چاند سورج مین بھلا کہان یہ سندرتائی ہے + پان مین نہ پھول مین نہ کنول مین نہ مکھ ملین دیکھت مرجھائے وہ تو یہ کر ملتائی ہے + کیوڑا اور سیوتی گلاب کی ایسو واکی سی سوگندہ تو عطر ہو نہ پائی ہے + کہو سے بزدگن سکے پیچھے ہے جو لالی تا پہ پانون وا سکے جیسے مہندی سی لگائی ہے +

نظم

لبون پہ ہے مسی وہان کا عجب عالم
ہزارون خون ہوئے جو دیکھے اُسکے بانکا کا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو بہکے
جو ہوئے محرم راز اُس سے چاہے صاف کہا
نقاب و زرہ پوش پاکر سے تھے دو

رخان و شعلہ کہ جسطرح ہو تہ بالا
ہزارون دیکھے شکل گلیم تھے مشتاق
اور جو انکو ہے سانچے مین نور کے ڈھالا
کہ حالدار قنادیل نور تھے محرم
کہ ملک حسن کے کشور تھے دونون دو ہالا

ہزارہ انکی مسی الف نہ ہر کھانے لگے
گلو سے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف عنبرین مویں
وہ اُسمین شمعین بھین کا فوری دونون جلوہ نما
کہ دودو ابلی جو بنگلے اُسکے تھے آسکے

دکھاتے تھے شان اپنی ہر اک بے پرچھا
کہ جس سے مہ کو تھی نسبت تجاحل البیان کو
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہو اور ستر رہ ہو شرم و حیا
وہ ساق سیمین اور پاکیزہ نور کی صورت
جو دیکھے مہر منیر اسکا ایک ناخن پا
جو ذکر اُس قد موزون کا باغ خلد میں ہو

جگر کو تھام ہاتھون سے رہ گئے لاکھون
وہ پُر نزاکت و بیداغ چاندنی وہ صفا
نشان نہ پایا کسی نے کمر کا اُسکی جب
کمر جو اسکی مگر اس زمانہ میں عنقا
جلا دے مردہ کو ٹھوکر سے جسم میں قدرت
پری کی شکل وہ اُس حور کا ہر اک اعضا
مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے
تو سر نگون ہو خجالت سے قامت طوبیٰ

حباب اُسکا وہ شکم صاف خلق نے دیکھا
وہ ناف اُسکی ہو گرداب بحر حسن جمال
تو عقل گم ہوئی اسطرح جیسے ہو بگولا
اب آگے بڑھ کے ہوئی ہو تعریف مین گستاخی
حجر بری رستم کو آتے ذکر مین اسکا
فلک پہ کاہش غم سے ہلال بنتے تھے
جو دیکھے اُسکو ملک کہ اُٹھے وہ عشق کے
ناریل اور نارنج اُچھالتی ہوئی

کئی سو ساحر عزیز و اقربا اُسکے تخت کے گرد و پیش تال ملعانہ باد ام چھوہارے وغیرہ لٹاتے ہوئے
ڈھیرو بجاتے گھڑیال ناقوس بجتا ہوا اس تہنیہ اور ارادے پر چلی آتی گیت

للج اور سلوچ چھانڈ پر بھوگ جوگن ہین سیلی گرے گار بستر گردی رنگاؤن گی
ہر دے کی کھٹائی سہونگی دھیا اترے تن من سب مار بھسم و نجھ کو جراؤن گی
کام ہو نہ رام اور رحیم کے نام سے آنسوؤن کے مالا پر اعین کا نام گاؤن گی
پیارے کے درسن کی بھچیا کے مانگنے کو آنگمن کے پھیرے چار اور دھاؤن گی

اِدھر تو باغبان قدرت کو صنعت سحر ساز نے قتل کیا اِدھر مین اُسکے ساتھ ستی ہوجاؤنگی غرض اسطرح سے برابر افراسیاب کے لشکر کے اور سامنے صنعت سحر ساز کے پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی وہ حیرت جادو کے پاس آیا اور یہان آکر جو دیکھا تو گلچین ستی ہوتی ہے افراسیاب نے اُس سے کہا کہ اے گلچین ہم دو سوال تجھسے کرتے ہین اسکا جواب ہمین دے اول سوال تو یہ ہے کہ کوکب اور جمشید اور عمرو سے الگ ہوجاؤ اور اُنکا ساتھ چھوڑکر تابعداری ہماری قبول کرو تو ہم تم دونون کو بدستور مالک و مختار کردین لیکن چھ مہینے باغبان قدرت کو قید رکھ کر اُسکے مافی الضمیر کو دیکھ لینگے گلچین نے کہا کہ مجھے کوکب و جمشید اور عمرو کا ساتھ منظور نہین ہے نہ تمھاری تابعداری قبول ہے مجھے تو یہ خوشی ہے کہ اگر تم میرے حال پر رحم کرو تو باغبان قدرت اور مجھے دونونکو طلسم سے باہر نکلوا دو کسلیے کہ جہان انسان باعزت

ومروت حکمرانی اور سلطنت کرتا ہو وہاں جس حالت مین کہ ذلت اٹھائی اور ایسی رسوائی ہوئی کہ ادنے اور اعلی سب کو معلوم ہو گیا کہ افراسیاب نے باعنبان کو ذلیل کیا پھر وہان رہنے کا اب کیا لطف رہا افراسیاب نے کہا کہ اب دوسرا سوال یہ کرتے ہین کہ جس حالت مین کہ ہمسے تجھے نفرت ہے اور ہماری اطاعت تو اگر نہ کرے گی تو ہم ضرور باعنبان کو قتل کرینگے ہمین تیرے مرنے اور جینے سے کیا کام رہا لیکن یہ تو بتا کہ مرنے والے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا کروڑون بندہ خداے باختر کے پیدا ہوئے اور مر گئے اور مرتے ہین کسی کا بیٹا اور کسی کا باپ کسی کا بھائی کسی کی جورو بہن بیٹی مان مر نہین گئی اور نہ کسی کے مرجانے سے کوئی جی اٹھتا ہے بنظر غور تو ہی دیکھ کہ خداوند باختر اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا ہے اور اُسنے گلزار جہان کو کیا رونق دی ہے اور کیسے کیسے لطف اور نعمتے اپنے بندون کے واسطے پیدا کیے ہین یہ قصدا سے دنیا اور بہار زندگانی بعد ازمرگ پھر کہان

بیت

عدم مین یہ دنیا کی لذت کہان　　یہ چہلین کہان یہ حلاوت کہان

اور علاوہ اسکے ذرا غور کر کہ ابیات

ایسا دلچسپ مکان ہے کہ جدھر جاے نظر　　ہو وہ مطرب و ساقی شب مہ نور نظر
جو کہ شے ہے وہ ہے مرغوب دل پیر و جوان　　سبزہ و ابر و ہوا لالہ جیسے اگل تر
دیکھ صحرا کو کہ کیا سبز زمردگون ہے　　دیکھ دریا کو کہ ہے موجون سے زنجیر بہ بر
قطرہ باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہے　　لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر
برق جون چشم بتان ابر پہ چشمک زن ہے　　رعد مین نالۂ عشاق کا پیدا ہے اثر
شفقی جامہ پہنتے ہین جو بادل سرشام　　ہوتی ہے جملہ زمین بوقلمون سرتاسر
تیسے خوبون کا یہ عالم ہے کہ ہر رنگ سے روز　　پیستے ہین دل عشاق بہ انداز دگر
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا ناز خرام　　ایک سے ایک رقیبان جہان چابک تر

اے گلچین قسم ہے سامری جمشید کی مین فی الحقیقت باعنبان کو اب قتل کرونگا کسی طرح نہ چھوڑونگا لیکن اگر سچ پوچھو تو میرا دل اسوقت تیری طرف مائل ہو گیا ہے تیری بیقراری اور بے چینی مجھے گوارا نہین قسم ہے مجھے خداوند باختر کی کہ مین لاکھ جان سے شیدا ہے

بال پری تمثال تیرا ہون مجھے اپنا شہید خنجر ابرو اور ذبیح تیغ ادا سمجھ اور تو ارادہ مرنیکا نہ کر مین
تجھے سلطنت ہفت اقلیم کی بخش دونگا یہ دیوانے پن کی حرکت نادانی سے نہ کر۔

سُن اے نادان دوہا
سچ بتلا ہمین کیا مزہ من سجن بچھوائے
جیتا ہو کیون جلے موئے ہو جگ کرے ستائے

جبکہ یہ باتین افراسیاب جادو کی زبانی گلچین نے سنین تو اُسنے ہنسکر کہا کہ اے افراسیاب
یہ جو تو نے فضائے دنیا اور بہار گلشن دہر کا ذکر کیا سچ ہے لیکن اے نادان ذرا یہ بھی جان کہ اسباب حیات

مشتاق ہے اسکی جدائی دیکھ سکو لیکن
لطف لاکھون ہین پر افسوس کہ ہے نقش بر آب
چھوڑ دین اسکی محبت کہ جو ہین صاحب ہوش
اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان الفت کیا

عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر
آبشاری مین سدا توجہ کر اس گلشن کی
وہ دن آئیگا کہ بیٹی کو نہ ہو مان کی خبر
بے بسی مین بھی جو ہو عشق تو ہین لا کر

سُن اے افراسیاب یہ دنیا سراے فانی ہے نہین جانتا نظم

کدھر آج ہے عدل نوشیروان
کہان ہے وہ دارا کا لشکر سپاہ و تاج
نظر کر ذرا اس دیر بازیچہ رنگ
کہین طوطیان خوش لحن کی دھوم
کہین سبزہ ہین سنبل چمن
کہین کانٹون سے آراستہ غنچہ

ہوا پر وہ تخت سلیمان کہان
کہان اب کیومرث کا نام ہے
کہ بشکست چون طاق کسریٰ ایک سنگ
کہین شور و غوغاء عندلیب
کہین زلف سنبل و بال چمن
کسی شے کو یان کے نہین اعتبار

کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہان اب وہ جمشید کا جام ہے
کہین شور کرتے ہین یان چغد و بوم
کہین بہر گل نالہ واجب
کہین نخل گلشن برومند ہے
خزان کے تصرف مین ہے یہ بہار

اور تو نے یہ بات کہی کہ مردے کے ساتھ جلنا کیا ضرور مین شہنشاہ ساحران عالم ہون
مجھے تو قبول کر سن اے افراسیاب کبت

چین باجن باجے پیا کو موہ لین اب بجاوت ہم چلین پیا کو بدیو دین جاکے سنگ سکھ اور
آنند لی اسی سے تا کو چھوڑ کہو کا کو ملو جو دیئے تجھے سب راگ رنگ تجھے سکھین کے سنگ یان
پران ہمارے پران ہوتے ہاتھ دھوئیے جاکے سہاگ بھاگ ہوئی ہے اتنک اور اگ
تاکو آدھین ہو کیا رانڈ ہو کے رہئے جاکے سنگ چاندنی سی راتن مین جاگت تھی تاکے
سنگ اکبار آگ ہو کے سوئیے ٭٭

اور سن ای افراسیاب جادو اب جو تجھے کرنا ہو بسم اللہ دیر نہ کر اور تو جو اپنے سحر و ساحری پر
متکبر اور مغرور ہوا استغفار یہ تیرا خیال خام ہی کوکب روشن ضمیر تجھ سے کچھ سحر مین کم نہین ہے
سردار ان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ عیار کشندۂ ساحران عالم ہی جسنے کافور کشمیر بنگالہ
کافور رو دیس اندر کوٹ جاہ ماران جاہ الماس فرعون شداد ہامان نمرود لات منات تیتا کیتا
دم خیستا لوٹم لوٹم جھوم جھوم جھوٹانک پوٹے دو سو خدائیان برباد کر دین در کرب نمازی اُس شخص کا
نواسہ ہی کہ جسے امیر با توقیر سلطان ظفر احتشام حمزۂ عالی مقام کہتے ہین اور
بارگاہ نوشیروان ملک العادل کسریٰ کے جسکے چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی
نشین اٹھارہ سو عہدہ داران سلطنت چوبیس سو پہلوان پایۂ تخت کے کرور سوار کے
افسر جسکے دربار مین بیٹھے تھے ان سبکو غارت کر دیا اور لقا خدا سے باختر کو بھگاتے بھگاتے
نوبت بجدے رسید کہ اس زمین مین قدم نحس شوم اُسکا آیا پھر تو یہ سمجھ و دیکھ کر اب تو
بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام ہی تجکو لازم ہی کہ اس سودا ے خام اور تصور ناتمام کو دماغ
سے نکالکر اطاعت شاہزادہ اسد بن کرب کی قبول کرے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ
فتنہ ملک سنجان و باختر اور ملکہ تصویر جادو اور مہ جبین الماس پوش کو قید سے رہا کر دے اور

سن ای افراسیاب کہ ابیات

بقا کس کو جز ذات پاک خدا ہے
یہ جاہ و حشم عارضی ہی جہان مین
بقا مین فنا ہی فنا مین بقا ہے
مُندی آنکھ تب پھر خدا ہی خدا ہو

بس یہ سنتے ہی آتش غضب کی لو سینے مین افراسیاب کے مشتعل ہوئی جسکا دود
بدو ماغی جان سے نکل گیا اور پکارا کہ او اے مردیم ای گلچین تو نصیحت نامے کی کتاب میرے
واسطے لیکر بیٹھی ہی اور میری اتالیق بنی ہی دیکھ تو سہی مین تجھے او اجل رسیدہ کیا سلوک
کرتا ہون خیر اچھا تو میرے سامنے زندہ باغبان کو لیکر چلی اور پھر تو نہ جل گئی تو مین تجھے
جلا جلا کے مار ڈالونگا یہ کہکر کہا کہ لاؤ باغبان قدرت کو بس ساحران غدار
کشان کشان اُسکو سامنے افراسیاب کے لائے افراسیاب نے کہا کہ ای باغبان
تیری جورو تیرے لیے ستی ہوتی ہی پھر اب کیا ضرور ہی کہ جو مین اب تیری گردن ماروں

اِس سے بھی بہتر ہی کہ تم دونون کو لکڑیون کے انبار پر بٹھادون کہ ساتھ ہی جل جاؤ
باغبان قدرت نے کہا کہ ای افراسیاب زینے سے ڈرنا کیا جو کچھ منشی تقدیر
اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے ترقیم کیا ہی وہ ہی پیش آنی ہی افراسیاب
نے خفا ہوکر لکڑیان جمع کروائین اور باغبان قدرت اور گلچین کو اُسپر بٹھادیا
اور گرد انبار ہیزم کے افراسیاب نے چار طرف سحر بند کردیا اور کہا آگ لگادو لیکن
مہتر قران نامدار کا حال لکھا جاتا ہی کہ یہ لکڑیان بڑی دیر سے جمع ہورہی تھین
تو اُنھون نے اُسکے نیچے نقب کھودی اور سر انقب کا بیچ مین لکڑیون کے نکالا اور دوسرا
سرا اُتین کوس پر جدھر لشکر جمشید بن کوکب کا پڑا ہی اُدھر رکھا جب لکڑیون مین
آگ لگائی گئی معاذ اللہ عجب طرح کا تلاطم اور تہلکا دونون لشکرون مین برپا ہو
کہ مہرخ سحر چشم اختر بن فیل زور شمشیر زن ہالال سحر افگن شکیل جادو بہار جادو
طاؤس جادو نافرمان جادو سرخ موے کاکل کشا خونخوار کاکل کشا
سب سرِ زانو و سینہ کوبان داد و بیداد کنان تھے اسطرف بھی لشکر ساحرون کا ہر چند کہ
وہ سب دشمن جمشید کے تھے لیکن افسوس کرتے تھے ہان یہ ظاہر خوف سے افراسیاب
کے کچھ بول نہ سکتے تھے کہ اسمین دھنوان لکڑیون کا بلند ہوا اور ضرغام و جانسوز
وغیرہ جو عیار اور عزیز و اقربا گلچین کے تھے اور تال کھانہ اور میوہ اُچھالتے ساتھ آئے
تھے اُنھون نے رال کے چھرّے کہ وہ تمام بیہوشی آغشتہ تھے آگ پر ڈالنا شروع کیے
شعلے آگ کے بلند ہوئے اور دھنوان پھیلا اب افراسیاب و حیرت و صنعت
اور جسقدر لشکری تھے وہ سب بیہوش ہوکر گرے اندر لکڑیون کے تو کوئی جا نہ سکتا تھا
کہ افراسیاب نے وہ جگہ سحر بند کر رکھی تھی اور نہ عمرو باغبان کو لیکر باہر آسکتا تھا
بس اسنے باغبان کو زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اُسی نقب کی راہ سے باغبان کو
لیکر بارگاہ جمشید مین آیا اور بعد ازان قران اور آپ ناک بند کرکے اُسی غول مین کہ
عالم خفتگان نظر آتا تھا مع افراسیاب اور حیرت وغیرہ بیہوش پڑے تھے آیا یہان جو
دیکھا تو ضرغام شیر دل اور جانسوز بن قران و چالاک بن قران و چالاک بن عمرو

دامن گرداتے تجنجر زنی کر رہے ہین پہلے تو نامی و نامور ساحرون کا گلا کاٹ ڈالا پھر اور ساحرونکو
قتل کیا بہتون کو مارا اور قران نے آکر پشتارہ افراسیاب باندھا اور کہا کہ ای جانسوز
حیرت کا پشتارہ باندھکر چلو بارگاہ جمشید مین اور عمرو نے کہا کہ ای بیٹا ضرغام اور
اوجو نامرگ چالاک خبردار کسی ساحر کا اسباب خراب ہونے پائے اور کپڑے بھی میلے نہ
ہونے پائین مین جملہ انکہان سے دونگا غرض قران اور جانسوز تو دونون پشتارونکو
لیکر چلے باقی اسباب اور جواہر کار زیور وغیرہ جو عورتین کہنے تھین وہ عمرو نے اتار
لیا اور جال مارکر سب نذر زنبیل کیا اور وہان جمشید کو خبر ہوئی کہ اس طرح کا سانحہ گذرا
بس یہ اپنے لشکر کو لیکر چڑھ دوڑا اور آکر لشکر افراسیاب پر گرا پھر وہان جو لشکر
ہوشیار تھے اُنسے تلوار چلنے لگی

نظم

ز ہر نای روئین و از بیت کوس	ہوا نیلگون شد زمین آبنوس	درخشان بہ گرد اندرون تیغ
تو گفتی برآمد ہمین رستخیز	تو خورشید روے ہوا تیز	بہ خورشید گفتی براند دوده
بجنبید دشت و بترقید کوه	ز بانگ سواران ہر دو گروه	غرض وہ لشکر تمام بھاگا جمشید

نے خیمہ و بارگاہ تاخت تاراج کیا اور فتح کرکے بخوبی تمام داخل بارگاہ ہوئے اب
حال سنیے قران افراسیاب کا پشتارہ باندھکر لیکر چلا اور جانسوز پشتارہ حیرت
لیکر روانہ ہوا تو اثنائے راہ مین بیہوشی افراسیاب کی اُتر گئی اور اسنے دیکھا کہ مین پشتارہ
مین بندھا ہوا چلا جاتا ہون اب سحر جو یاد کرتا ہی تو یاد نہین آتا ہی بس یہ برق بنکر تڑپا قران
گھبرا کر پشتارہ لیکر بھاگا لیکن جانسوز جو پیچھے پیچھے حیرت کو لیے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا
کہ کچھ برق سی قران کے پشتارے مین سے چمکی اُسنے گھبرا کر ایک غار مین پشتارہ
حیرت جادو کا پھینک دیا اور آپ ایک جادوگر کی صورت بنا در پہاڑ کی جانب چلا
گیا مگر افراسیاب جادو سے سوائے بھاگ جانے کے اور کچھ نہ بن پڑا یہ بھاگ کر باغ
سیب کی طرف گیا اور وہان جاکر بزور سحر اپنے لشکر ساحرون کا پھر تیار کیا اور ازراہ
بے حیائی کوچ کی تیاری مین تھا کہ اب جاکر حیرت جادو کو ڈھونڈ لاؤن اور
یہان حیرت جادو کو جانسوز نے غار مین ڈال دیا تھا تو وہان صبا رفتار

کمندانداز عیار نجی آنکلی اُسنے دیکھا کہ ایک پشتارہ بندھا پڑا ہی اُس پشتارے کو کھولکر
جو دیکھا تو حیرت جادو کو پایا یہ اُسکو لیکر بہت دور ایک جنگل مین آئی اور فتیلہ دفع بیہوشی کا
اُسکو سنگھایا کہ ہوش آیا صبا رفتار نے حیرت جادو سے کہا کہ بی بی تم اسطرح بندھی
پڑی تھین اُسنے اپنا مُنھ پیٹا اور رو دھوکر ذلیل ہوکر بزور سحر آسمان کی طرف روانہ
ہوئی اور گنبد نور مین آئی یہان آکر باقیماندہ جو ساحر تھے اُنکو بلایا اور لشکر تیار کیا اس
عرصے مین افراسیاب بھی آیا اور یہ دونون ملکہ بیٹھے اور فوج کشی کرنے مین مصروف
ہوئے قریب تین لاکھ ساحر کے جمع ہوگئے اور وہان جانسوز نے جب پشتارہ حیرت جادو
کا غار مین نہ پایا تو پھر کر بارگاہ جمشید مین آیا لیکن بَران شمشیرزن کو جو عشاق
جادو نے سحر سے مار اتھا اور اُسکو تالاب معمار قدرت کے بنائے ہوئے مین رکھا تھا
بَران مری نہین ہی سحر مین بیہوش ہی لیکن بظاہر مردہ ہی غرض کہ کوکب روشنضمیر
نے ایک پنجہ سحر کا عمرو کے لینے کو روانہ کیا عمرو یہان جمشید کی بارگاہ مین بیٹھا تھا
اور ملکہ مہرخ وغیرہ سب جشن کر رہی تھین مقابِ طبلے پر پڑتی تھی گانے بجانے کی صدا
بلند تھی کہ دفعتہً ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا کر سوے آسمان لے گیا اب جو عمرو
کی آنکھ کھلی کہ ایک صحرا لالہ زار ہی گلہاے بوقلمون کی بہار ہی اُسکے بیچ مین ایک بارہ دری
بلور کی بنی ہی جسکے دروازے پر پتلیان کھڑی ہین عمرو اندر بارہ دری کے آیا تو دیکھا کہ
کوکب روشنضمیر تخت پر بیٹھا ہی اور ایک طرف ایک بنگلہ فیروزہ کا ستون اور گھونگھیان
بلور کی ہین اور کھپرے چاندی کی ہین اُسمین چار سو زنڈیان پوشاکین پُرتکلف پہنے
ہوئے بیٹھی ہین غرض عمرو دنگل پر بیٹھا اور کوکب نے تعریف عمرو کی کی کہ خواجہ
تمنے کیا خوب عیاری سُستی کی کرکے افراسیاب کے لشکر کو غارت کیا اور ساحران
نامی کو مارا واہ کیا کہنا ہی لیکن افسوس صد ہزار افسوس ای شہنشاہ عیاران بَران
شمشیرزن مردہ پڑی ہوئی ہی اور مین مردہ اپنی آنکھون سے دیکھون ایسا بھی کبھی
خدا کریگا کہ وہ زندہ ہوگی عمرو بھی بَران کو یاد کرکے رونے لگا اُسوقت کوکب نے کہا کہ
آپ ارادہ کرین تو بَران شمشیرزن کی جان بچتی ہی اور دوبارہ گویا مان کے پیٹ سے

پیدا ہوتی ہی عمرو نے کہا کہ مین حاضر ہون کوکب نے کہا کہ اگر تم عشاق کو مار ڈالو تو ترّان
زندہ ہو عمرو نے پوچھا کہ عشاق جادو کہان رہتا ہی کوکب نے کہا کہ گنبد جمشید مین عمرو نے
کہا کہ مجھے گنبد جمشید تک پہونچا دو کوکب نے ایک جانور سحر کا تیار کیا اور عمرو کو اُسپر سوار
کرکے جمشید کے گنبد کی طرف روانہ کیا عمرو کو وہ جانور ایک پہاڑ پر لیجا کر بیٹھا یہ
عجب غضب کا مکان ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک صحرا سبز معلوم دیتا ہی اور ہر ایک گھاس
کی جڑ مین سے شعلۂ آتش کا نکلتا ہی اور گرد اُس گھاس کے پھر کر طرف آسمان کے
وہ شعلہ رجوع ہوتا ہی عمرو حیران ہو کر میدان کو دیکھ رہا تھا کہ عشاق جادو کو خبر پہونچی
کہ ایک جانور ایک آدمی کو لیے پہاڑ پر بیٹھا ہی یہ عشاق اُستاد افراسیاب کا ہی
اور بڑا زبردست ساحر ہی اپنے مکان سے اُٹھا اور مشیر بن ظہیر جادو سے کہا کہ جا کر تو دیکھ
تو آکہ کون آیا ہی جو کوئی ہو اُسے پکڑ لا میرے پاس مشیر بن ظہیر جادو عمرو کے قریب پہاڑ
پر آیا اور بنگاہ اولین عمرو کو اُسنے پہچان کر پکڑ لیا اور عشاق جادو کے پاس لایا عمرو سے
عشاق جادو نے پوچھا کہ تو یہان کیون آیا عمرو نے کہا کہ تیرے مارنے کو تو نے بڑا غضب
کیا ہی کہ ملکہ ترّان شمشیر زن کو بیہوش کرکے ڈال رکھا ہی مین اُسکے بدلے مین تجھے قتل
کرنے آیا ہون یہ سنکر عشاق جادو نے درہم و برہم ہو کر ایک پنجرا فولاد کا منگا کر عمرو کو اُسمین
بند کیا اور ارزان جادو کو بُلا کر کہا کہ اس پنجرے کو یہ حضور لقا سے خدا سے باختر
لیجا کر میری طرف سے عرض کرنا کہ یہ دزد آپکا حاضر ہی آپ میری خاطر سے اس بدذات
کو ابھی قتل کرا دیگا اور سر اُسکا قلعہ کوہ عقیق مین لٹکا دیجیے گا لاش گھسٹوا کے پھکوا دینا
ارزان جادو عمرو کے پنجرے کو لیکر کوہ عقیق سلیمانی کی طرف آیا اور بارگاہ لقا خدا ے
باختر مین پہونچکر لقا کو مجرا کیا لقا نے عمرو کو دیکھکر کہا کہ ای بندگان قدرت من چہ تقدیر
کردیم دیکھا تمنے کہ بیت

ہستی نظارہ گاہ جہان جلوہ گاہ ہی	یہ دونون ملک میری ہین اور حق کہان نہین

بھلا دیکھو تو یہ بندہ گستاخ کہان سے کہان جا کر پہونچا بختیارک بھی نہایت خوش تھا
مگر بختیارک نے اشارہ کیا کہ اسکا سر وہین کیون نہ کٹوا ڈالا یہان بھیجنا کیا ضرور تھا

غرض لقا نے ارزان کو تو بہت بھاری خلعت دے کر روانہ کیا مگر اب عمرو کے قتل کی تیاری لقا نے کی اور جلادوں نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا خلقت کا اُس مقام پر ہجوم ہو رہا تھا اور لشکر تیار ہو کر یہاں آگیا اسلیے کہ کوئی عمرو کو چھڑا نہ لیجائے چبوترہ نکبت کا بنایا اور بوریا فلاکت کا اُسپر بچھایا مگر اس خبر کو نامیان خیبری و قیمیان خیبری و سر ہنگ مغربی و ابو طاہر خون ریز نے سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جا کر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر اسطرح دعا و ثنا بادشاہ کی کرکے عرض کیا نظم

ترا قیام حکومت رہے قیامت تک — ہمیشہ نذر تجھے دیوین ساکنان آفاق
مطیع خلق کو تیرے سدا کرے خلاق — بسر کرے جو ترا دوست ہو بعشرت و عیش
کرو رعید کی شادی نصیب ہو ہر سال — عدو ترا ہو زمانے کا مورد شلاق

اسوقت عمرو کو طلسم سے قید کرکے وہان کے ساحرون نے لقا کے پاس بھیجا ہے اور اُسکو وہ قتل کرتا ہے باقی خیر و عافیت ہے بس یہ سننا تھا کہ سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام اُٹھ کھڑے ہوئے پھر تو بادشاہ بھی نکلکر بارگاہ سے سوار ہوئے لشکر تیار ہوا پانچ ہزار پانسو پچپن گردان گردن کش شجاعت شعار روانہ ہوئے اور وہان عمرو دست بدعا بدرگاہ کبریا بلند کیے ہوئے پکار رہا تھا شعر

خداوندا بپائے آل پیمبر — رہائی مجکو دشمن سے عطا کر

یہ دعا کر رہا تھا کہ صدائے نقارہ کان میں آئی وہان جلاد حکم پوچھ رہے تھے کہ یکایک گرد و غبار کا تتق بلند دیکھا جسمین سنانہائے نیزہ کی بجلیان چمک رہی تھیں اور اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی عمرو تو خوش ہوا کہ یقین ہے حمزہ صاحبقران لشکر لیکر آتے ہین اور وہان تہلکہ پڑا تماشائی بھاگے کہ یکایک صدا نعرہ کی سُنی اور ہر پہلوان اور سردار نے لشکر امیر کے اپنا اپنا نعرہ بلند کیا از بسکہ نعرے مین نے کسی مقام پر بیان نہین کیے ہین اسوجہ سے اس مقام پر چند نعرے لکھے جاتے ہین

نعرہ ہائے سرداران

امیر عرب حمزہ نامدار — سپہدار جم قدر و رستم توان
عم مصطفےٰ شاہ اشتر سوار — منم شاہ سلطان صاحبقران

منم سعد فرزندهٔ قباد شاه
منم شاه شاهان فریدون حشم
چراغ شبستان صاحبقران
تجلی دهٔ فوج اسلام و دین
علم شاه رومی شه فیل زور
چو خم گشته کین برکشم از غلاف
ملک قاسم آن شاه خاور سپاه
ز تیغم لبسے ملک اسلام شد
منم شیر صولت یل صف شکن
ز تیغم بمیدان جنگ آوران
منم ایرج نامور دلپذیر
چو اسفندیارم شه نامدار
بصحرائے کین شیر صید من است
جهان پهلوان شاه گیلان منم
یل نامور اشجع دین منم
شهنشاه داراب کشور کشا
منم گرد فوج افگن و شیرگیر
شه کشور کشا زیبندهٔ تاج جهانگیر
منم آن هژبر ژیان پیل مست
کرب پر حرب نامور نامدار
منم زیبندهٔ اورنگ و تاج و چتر سلطانی
چراغ محفل اسلام و شمس دودهٔ اقبال
منم صاحب عمود و جان نثار حمزهٔ دوران

شهنشاه اسلام و عالم پناه
بهار گلستان کاوس و جم
فروزندهٔ تاج و تخت کیان
یل نامور رستم بزم کین
که بر تخت مرزوق افگنده شور
تزلزل فتد در میان مصاف
زنم تیر بر ابروے بدخواه
که سر فتنه باخر تمام شد
شه نامور ہاشم تیغ زن
بهر سو شود الامان الامان
که شاه ضیا نیم و آفاق گیر
شده در جهان نام اسفندیار
گریزان ز نامم شود پیل مست
ز تیغم بجنگت قیامت کنم
بدشت و غا شاه شیر افگنم
یل نامور شیر دشت و غا
کمند و کمان دارم و گرز و تیر
منم سلطان سعد ابن عمرو ابن حمزهٔ
یل نامور سر در حق پرست
نظر کردهٔ شاه دلدل سوار
گل گلزار عم احمد محبوب سبحانی
عدوی دین کفاران عالم رستم ثانی
ملک لندهور بن سعدان شجاع دوران

فلک بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من
جزیرہ ہای دریا را اگر فتم از جوانمردی
چو عیند زیر رانم فیل میمون مبارکہا
عمودم چون بہ ضرب ہفت مصعد من شکوہ جنبان
نعرہ چشم اژدر کنام آدرم
بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج
جہان پہلوانم یل نامدار
بمیدان جنگاہ رستم نژاد
شہ عالم شجاع عصر نور الدہر عالیشانم
مہ برج شجاعت آفتاب برج تمکینم
نہنگ بحر رزمم دست بر قبضہ چو بگذارم
شہ کشور کشا زیبندۂ تاج جہانبانی
منم گرد بہرام خاقان چین
زخون ریزی تیغ من وقت جنگ
نامم شدہ در سلک یلان بہمہ پوشن
یل طہماس شیر بیشۂ رزم گلنگانم
بجنگ از دست من بر دست ملک الموت افغانہا
غلام حمزہ ام شاہم چو نور الدہر عالیشان
صد شکوہ کجکلاہان بستہ گشت از صولتم
ضیغم دشت وغا شیر نیستانم چو زال
اژدر آتش فشانم جنگ و بدبیل ست
مظفر منم وصف رزم و جنگ
یکے از غلامان میر عرب

بفرمانم بیلے نہصد ہزار و ملک ہندستان
نہنگ بحر رزمم اژدر صحرای خون ریزان
بزیر چرخ گرد صورت گاو زمین لرزان
شود چو مند از رخ صد لقا و فوج کفرستان
شجاع عرب مالک اشترم
سنانم ز ترک فلک تخت و تاج
پسر خواندۂ شاہ اخقب سوار
شہنشاہ مغرب فرامرز عاد
سپہر حشمت صاحبقران دہر جہانبانی
کشند از لشکر من فوج اعدا چشم حیرانی
شود از آب تیغم لشکر کفار طوفانی
ہنر برد و لوکش نامم عمرو بن حمزہ یونانی
کہ از نعرہ ہای من بلرزد زمین
شود تختۂ گل زمین لالہ رنگ
جمہور جہان سوز شہنشاہ قیرانم
پدر من عنقو بل و دیو پرور رستم ثانی
بمیدان حریم این ساطور قہرناک نیز لے
عدوی کافرانم عاشق دین مسلمانی
بندۂ میر عرب شاہ سلیمان قارسم
رستم دستان بلرزد روز کین از صولتم
خصم من بسیار از بن خواب پریشان دیدہ
بدریا نہنگ و بہ صحرا پلنگ
بہ باریدن تیغ ابر غضب

اگر مسلک شم تیغ کین از غلاف — ز ہیبت بلرزد عدو در مصاف
ایچو خجان شش گزی حلقہ گوانم — عفریت را سر بر کنم آن رستم دستانم
منم سر فروش ابلین جان نثار — علمدار فوج شہ نامدار
ابوالمعدان کوہ پیل دمان — یل شیردل پیشوائے یلان
منم آنکہ در قاف زنجیر خوار — کہ فرق عدو را بکوبم چو مار
غزالست در چنگل من ہژبر — شود گاہ جنبش افواج غیبر
زال عالم آموز رستم صف شکن تیغ افگنم — جنگ دیدہ ترک جوشن پوش نام آورم
رہ ز میدان لاف مردان بست تیغ آتشیں — بازے طفلانہ جنگ ہمچو روئین تنم
در میان عالم چون آفتاب مشہورم — شیر بیشہ رزم فضل بن گیا ہورم
یل عادیان پور شداد یان — منم آن عمرو عادی پہلوان
گران ہر کرا بار سر بر تن است — حکیم علاجش بدست من است
منم مقبل شیر نر نوجوان — غلام وفادار صاحبقران
چو بر شاخ آہو کشم چرم گور — بدوزم سر مور بر پائے مور

[illegible]

جلادوں کا یہ عالم ہوا کہ ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا تلواریں پھینک پھینک کر بھاگ کھڑے ہوئے اور چار طرف سے عنصر کو بھی اور منصور کو بھی و ضیغم خون آشام و جالوت رعد آواز و یاقوت شاہ و فرامرز نابکار اور افسران لشکر سب لشکر امیر سے لڑنے لگے اور تلواریں چلنے لگیں ادھر بھی مالک اژدر کے لوگ داڑھیاں دانتوں کے تلے دبائے اصفہانی اور خراسانی اور سیستانی اور ایک طرف سے لشکر ہندوستان یہ سب لڑنے لگے ابیات

مہاراجہ ہند انجم سپاہ
شجاع و جوان مرد شمشیر زن
بسمت یمین راؤ بودہ ملک
ز فوج دکن یکصد و سی ہزار

بہ غرید بر خود چو ابر سیاہ
بجوشش غضب آمدہ شاہ سند
نہادہ کلہ گوشہ بر فلک
سہ لک راجپوتان مرد دلیر

مہاراجہ جیپال لشکر شکن
برآورد فوج شجاعان ہند
عنان رو ملک سند بسمت یسار
بدشت وغا ہمچو غرندہ شیر

همه خنجر و تیغ زهرین بدست
همه بر سپهر خرد آفتاب
همه تیغ زن کوه پیکر همه
همه رزم جویا به خون ریختن
بجنبید دریا و صحرا و کوه
چنان دید در عرصهٔ کارزار
چنان نیزه با نیزه آمیختند
غمان را چنین سے بود کارزار
به فوج عدو شد اجل خنده زن
شده خویش و بیگانه پهلوی هم
یکے بود در خواب مرگش رسید
یکے مرگ را از خدا خواسته
یکے داشت در سر هوای گریز
یکے بر برادر یکے بر پسر
سر مرده در زیر نعل ستور
زمین شد به پیکار گردون زحل
صدا ها برون آمد از طبل جنگ
سر از جادهٔ مهر پیچیده چرخ
چنان گرم گردید بازار جنگ
که زهره بلاک بدن شد تلف
یکے چشم بر زخم چو بنمایداشت
بیامد از زیر خاکش جنگ آوران

همه شیر افگن همه پیل مست
همه غرق رزم و همه کینه جو
سر افراز او رنگ و افسر همه
زمین آمد از نعل تازی تنگ
بجان آمده گاو و ماهی ستوه
یکی را به بازو یکے را به سر
سنان یک بدیگر در آویختند
شکسته صدها به گوپال سر
همین کرو پرواز جانها ز تن
یکے بود بے پا و بے سر یکے
اجل را یکے در دم تیغ دید
یکے را روان خون ز زخم سنان
یکے چاره جو از دم تیغ تیز
گل اسپ هر سو هزاران هزار
شده سرمهٔ دیدهٔ مور گرد
ز آواز جانکاه رو بنه خم
درنگا درنگ و درنگا درنگ
کشیده یکی تیغ کین از غلاف
کری سوخت پرهای تیر خدنگ
یکے نیم بسمل تپان بر زمین
یکے بر لب از سوز دل ناله داشت

همه نامداران با جاه و آب
همه رستم بخت و سهراب خو
همه یکدل و یکزبان و سخن
نهان شد به گرد آسمان چو درنگ
کشیدند از میان تیغهٔ آبدار
یکے را به پشت و یکے بر کمر
که برهم نبه چند زان گونه بار
برون مغز صدها شده از تبر
زمین کشته افتاده پهلوے هم
یکے کشتهٔ تیغ و خنجر یکے
یکے را ز پیکان جگر کاسته
بمیدان یکے تشنه لب داده جان
یکے بود گریان بحال پدر
همین گشته در دشت چون بیقرار
ز غریدن طبل حیرت فزا
دل شش جهت از میان گشته گم
ز بیم سنان ناف دزدیده چرخ
پئے قتل کفار و اهل خلاف
تحیر از فغان سر شد از هر دو صف
به دشت عدم شد گمرواه چین
نقیبان بفریاد از هر کران

کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگ گئے دریاے خون
جاری ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب عمرو کے آکر پہونچے اور قید کو اسکی کاٹ دیا عمرو بھی

لشکر خنجر کسی مردے کا لیکر ڈانٹے لگا لوٹ مار مار کے ٹانگیں سپاہیوں کی کاٹتا تھا اور کاندھوں پر چڑھ چڑھ کر سر جدا کرتا تھا لقا رو بفرار لایا اور اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا آیا بہت فوج اس لڑائی میں کام آئی جب لقا بھاگ گیا اور اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کرا لیا تو امیر عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر پھرے اور بارگاہ میں آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا عمرو سب سرداروں سے ملا پھر ملکہ سرو سیمین تن کے پاس گیا اور شب بھر اُسکے پاس رہا یہاں کوکب روشن ضمیر نے ایک پتلہ اُسکے ساتھ کرکے گنبد جمشیدی کی طرف بھیجا تھا اس پتلہ نے آکر کوکب کو خبر دی کہ عمرو کو عشاق نے گرفتار کرکے لقا کے پاس بھیجا ہے کوکب نے ایک ساحر لشکر لقا اور امیر کی طرف بھیجا کہ جاکر دیکھے کہ عمرو پر کیا گذری چنانچہ وہ ساحر جو آکر پہونچا تو اُسنے یہاں لڑائی دیکھی جب امیر عمرو کو چھڑا لائے اُسنے جاکر کوکب سے کہا کہ امیر عمرو اس طرح چھڑا کر لے گئے کوکب نے ایک عرضی خدمت میں صاحبقران کے لکھی اور اُسمیں یہ لکھا کہ عمرو کو میرے پاس بھیجدیجے جب وہ عرضی امیر کے پاس آئی صاحبقران نے عمرو کو اُس ساحر کے ہمراہ روانہ کردیا چلتے وقت ملکہ سرو سیمین تن نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ نشانی ہمکو دیتے جاؤ عمرو نے ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ہلدی کی گرہ نکال کر دی ملکہ سرو سیمین تن نے کہا کہ تمھاری خست نہیں جاتی ہے غرض بڑی دیر تک ہنستی رہی پھر آخر عمرو وہاں سے روانہ ہوا اور وہ ساحر اسکو کوکب کے پاس لایا لیکن اب یہاں حال سُنیے کہ ملکہ جام جادو کہ جو طلسم آئینہ میں رہتی ہے اور طلسم آئینہ کی مالک ملکہ مرآت جادو ہے چنانچہ جام جادو اپنے مقام سے واسطے اعانت لقا کے کوہ عقیق میں آئی بختیارک نے لشکر کو اُسکے اُتروایا اور اُسنے آکر خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر بیٹھی لقا اپنی فوج کو لیکر مع جام جادو کے پھر لشکر تیار کرکے باہر قلعہ کے نکلا بارگاہ نصب کرائی اور فروکش ہوا اور جب جام زرین مہر پیمانہ فلک سے اُٹھا کر پیر مغان دہر نے طاق مغرب میں رکھا اور انجمن سیارگان

ایوان آسمان میں ترتیب پذیر ہوئی الخ

شروع شب کے گیسو و تا سے　　چھپا رخسار عالم جابجا سے　　عروس شام نے گیسو کیے وا

بڑھا آہستہ آہستہ اندھیرا　　ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت

طبل و کوس رزمی پر چوب پڑی ہرکارے دوان دوان خدمت صاحبقران مین

دعا و ثنا و شاہی لائے کہ اشعار

زید رہا ہمین در دولت سر اکرمان　　تا کام ہمسا آنکے ہوتا ہے کامیاب　　قطرہ تجھ ابر فیض سے ہوئے جو بحر

جانے نہ زنہ بجز خاکو موج و زخوش آب　　دریا کو سیر کشتی سے تیری ہے بیہ تجت　　لائے عجب نہین جو ہما بیضہ حباب

اسوقت ایک ساحرہ غدار ادق سے یہان آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ بات خبرت ہوا امیر نے یہ خبر سنکر ابوالفتح سے کہا کہ تم و ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجے ابوالفتح نے جاکر طبل سکندر پر چوب لگائی جس سے دنیا تھرائی دربار سو یرے سے برخاست ہوا تھا اوران روزگار آلات حرب و ضرب کو تیار کرنے لگے سلح خانے کھل گئے گلشن جنگ مین پھر بہار آئی سپرون کے پھول کھلے نیزے ہر ایک سرو بن گئے کمند ہر ایک زلف سنبل تھی خون کی نہرین صبح کو جاری ہونگی گلہاے زخم جسم پر کھلینگے طول ہر مقام پر جا بجا چار پہر رات غلغلہ دونون لشکرون مین برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لباس شب آب شبنم سحر سے دھو گیا اور آفتاب خواب سے

سوکر اُٹھا　**نظم**　مزاج صبح صبا کی پہ آیا　　رخ خورشید سے پردہ اُٹھایا

فلک کا سینہ تا روشن ہوا صاف　　چلے لڑنے امیر نیک اوصاف　　یعنے صاحبقران مسیح کرباس

سے اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر مع تمام سرداران نامی اور نامور کے در دولت آسمان جاہ فضل الصمد سلطان لشکر اسلام پر آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا کہارون نے تخت بدلوایا زنانہ سامان سب محل مین پھر گیا امیر نے اور سب سرداران نے مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی لکر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحر وزان تھی نقیب منقبت خوانی کر رہے تھے بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے تارے چھپے تھے لشکر کے علم جلوہ دکھاتے تھے اسی طرح سے بصد کر و فر وار د و شت

مصاف ہوئے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا نشیب و فراز جہان کا بہادروں کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا سقون نے نکلکر آب پاشی کی آبرو ابر نوبہار کی ڈبوئی اور اُس طرف سے لقا مع ملکہ جام جادو کے وارد میدان کارزار ہوا صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مذمت دنیا سے فانی زبان پر جاری فرمائی نظم

گل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے　　کیا ہی ملک روم ہی کیا سرزمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی　　اک طرف آواز طبل اک طرف صدائے کوس ہے
مل رہا ہو دل کوئی چنچل پریزادون کے ساتھ　　شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے　　تو جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہے
لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف　　جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
تربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی　　یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاوس ہے
پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت و دنیا سے آج　　کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

ای بہادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہے لڑ بھڑ کر نام اپنا کر جاؤ سا کھے اور بہادری سے مر جاؤ رئیس قدردان بر سر نظارہ ہے بھلا دیکھین تو کس نے کس کو مارا ہے یہ کہکر نقیب کنارے ہوئے اور ملکہ جام جادو لقا سے اجازت لیکر ناف میدان مین آئی اور پکاری کہ ای خداپرستان وزبردستان ہر کرا آرزوے مرگ است پیش ما بیاید امیر نے چار طرف خیال کیا اسمین جمہور جہان سوز اپنا مرکب جولان کرکے روبرو آیا اور کہا کہ لا کیا حربہ لائی ہے جام جادو نے طرف آسمان کے دیکھا اور دستک دی سامنے سے گرد پیدا ہوئی گرد کا دامن پھٹا ایک جادوگر گاؤسوار پیدا ہوا ملکہ جام جادو نے کہا کہ اسے مدہوش گاؤسوار لڑنے کو جادہ اپنے مرکب کو بڑھا کر روبرو آیا اور جمہور جہان سوز پر سونٹا مارا جمہور نے سپر پر روکا کچھ زور نہ معلوم دیا لیکن غش کھا کر گر پڑا لوگ دوڑے باندھ کے لے گئے اسی طرح چالیس پچاس آدمی قید کر لیے بختیارک نے کہا وقت دوپہر کا ہے بہتر یہ ہے کہ اب طبل بازگشت بجوا دیجیے جام جادو نے کہا اچھا کل سمجھ لینگے چنانچہ طبل بازگشت بجوا کے بخوشی تمام داخل بارگاہ ہوئی لقا اپنے تخت پر بیٹھا

اور ملکہ جام جادو اور مدہوش گاؤ سوار کی نہایت خاطر داری کی خلعت سے
سرفراز کیا ناچ رنگ شراب کباب مین مشغول ہوئے وقت شب جام رخصت
ہوکر اپنے خیمے کو گئی یہان امیر بانوقیر داخل بارگاہ ہوئے لیکن فکر مین سرنگون تھے
ابو الفتح نے دل مین کہا ای ابو الفتح تو نوکر امیر کا ہے اگر تجھسے اتنا کام نہ نکلا تو سب کی
آنکھون مین حقیر ہو جائیگا جس طرح ہو سکے اسکا کام تمام کر یہ سوچکر بانے عیاری کے
بدن پر آراستہ کرکے چلا جاکے جو دیکھے تو مدہوش گاؤ سوار بیٹھا ہے اور ایک لونڈا
خوبصورت ساقی گری کرتا ہے ابو الفتح نے ایک شرابی کی صورت بنکر آنکھین سرخ سرخ
ایک پانؤن مین جوتا ایک مین نہین منہ کھلے ہوئے بکتا ہوا برابر مدہوش کے
جاکر گر پڑا مدہوش نے کہا شراب خوب چڑھی ہے دیکھو تو کیا نشہ کیا ہے اور پانی لیکر چھینٹا
دیا ابو الفتح اُٹھا مدہوش نے پوچھا تو کون ہے کہا جادوگر ہون مدہوش نے کہا شراب
پینے کا یون کیا لطف ہے جب تک کباب نہون اور اُس سے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اُسنے کباب
منگائے ابو الفتح نے کہا کہ جہان کباب منگائے ہین لیمون بھی چاہیے یہ کہکر ایک لیمون
اپنی کمر سے نکالا اور کہا کہ ہمنے بھی سیکڑون روپیہ شراب مین گنوائے ہین اب مفلس ہوگئے
ہین تو کیا ہوا ای مدہوش لو اسکو نچوڑ کر کھاؤ یہ کہکر کبابون مین وہ لیمون نچوڑ دیا اُسنے
شراب پی کباب کھائے بیہوش ہو گیا اُسوقت بارگاہ مین کوئی نہ تھا ابو الفتح نے
سیسہ گرم کرکے مدہوش کو پلا دیا کہ وہ ہلاک ہوا صدا اے گیرودار بلند ہوئی ابو الفتح تو بھاگ
گیا اور جام جادو کو خبر ہوئی کہ مدہوش مارا گیا اور سردار جو گرفتار ہوئے تھے وہ چھوٹ
گئے اور زندان سے نکلکر نگہبانان زندان کو قتل کرکے اپنے لشکر مین چلے آئے آخر اسی
غم و الم مین وہ رات بسر ہوئی اور قیدی اندر زندان مشرق سے نکلا اور ساحرہ
شب نے روبہ گریز رکھا نظم

سحر نے کردیا رنگ قمر فق — زمین کو کردیا خورشید نے شق
ہوئی کاوش ستارون نے غضب کی — اُڑائی دھجیان بھر جیب شب کی

صبح کو امیر بانوقیر دربار مین ذنگل ناد عنبر پہ آکر بیٹھے ابو الفتح
کو خلعت سے مخلع کیا اور کہا کہ ای ابو الفتح ہمنے تمکو جب بارگاہ مین نہین دیکھا تھا جب ہی

ہم سمجھے تھے کہ تم کسی فکر مین گئے ہو اب ملکہ جام جادو کو جا کر قتل کرو تو البتہ تمھارا نام ہو اُسنے
عرض کی کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اُسکو بھی مارونگا امیر نے اس کلمے پر ہزار روپیہ
اور عنایت کیئے یہان ملکہ جام جادو سے بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ تم جو ساحر
لائین تھین وہ تو مارا گیا اب کیا ارادہ ہے اُسنے کہا کہ ہم ایک ساحر کے محتاج نہین ہین ہا
ابھی تو بہت سے ہین اور لقا سے کہا کہ لونڈی آج اور کل کی رخصت مانگتی ہے پرسون
حاضر ہو گی لقا نے کہا پرسون ضرور آنا جام جادو نے کہا لونڈی کو چین کب پڑے گا
لڑائی کا سامنا ہے پھر گھر کا جانا شاق ہے یہ کہکر تخت پر سوار ہو کر چار سو جادوگر زبردست
اور چار سو ساحرہ چیدہ روزگار ہمراہ لیکر طلسم آئینہ کو رخصت ہو گئی بعد چھ سات گھڑی کے
دروازہ طلسم آئینہ پر پہونچی جادوگر جو طلسم آئینہ مین چوکی کو بیٹھے تھے اُنھون نے کہا تم کون
ہو اور کہان سے آئینگا اتفاق ہوا بغیر حکم مرأت جادو کے یا شیشہ جادو کے کہ بیٹی
اُسکی ہے ہم جانے نہ دینگے ملکہ جام جادو نے کہا کہ تم خبر کرو کہ ملکہ جام جادو افراسیاب
کے پاس سے آئی ہے کچھ لوگون نے کہا ارے میان کون خبر کرے کہدو کہ نہین ہین کچھ
لوگون نے کہا کہ یہ ملکہ ہے عزت دار معلوم دیتی ہے ایسا نہو ملکہ مرأت جادو خفا ہو وین چلو
خبر کرا دیوین چنانچہ دو جادوگرون نے جا کر خبر کی اُسنے ملکہ جام جادو کا نام سنتے ہی کہا ارے
جلد بلا لاؤ میری طبیعت بہت گھبرائی تھی بھلا طلسم کا احوال پوچھونگی لوگ دوڑے آگے
عرض کی کہ اے ملکہ جام جادو جلد چلیے یاد فرمایا ہے ہمسے آزردہ نہونا ہمکو معلوم نہ تھا ہم لوگ
اسی واسطے ہین کہ خبر کرین ہماری طرف سے ملال خاطر مین نہ لانا او لے گئے چنانچہ دروازہ
مرأت پر پہونچی سترہ سو جادوگر کان پھٹے حلقہ زمرد کے کانون مین پڑے بیٹھے تھے ایک
دروازہ عالیشان ہے تمامی کا پردہ کھنچا ہوا مرأت جادو کو خبر ہوئی دو ہزار جادوگر
اپنے ہمراہ لے کے پیشوائی کو نکل آئی اور ملکہ جام جادو نے سلام کیا وہ بغلگیر ہوئی
اور کہا مزاج تو اچھا ہے کہا دعا کرتی ہون دیکھا کہ مرأت جادو باغ مین کہ در و دیوار آئینہ
کا ہے ایک بارہ دری مرأت جادو کی ہے اُسمین ایک تخت آئینہ کا بچھا ہے اُسپر
جا کے دونون بیٹھین ملکہ مرأت جادو نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ جام جادو نے

پہلے ابتدا سے انتہا تک عیارون کی سب کیفیت مرأت جادو سے بیان کی اور پھر لڑا
ہوائی کا اور مدہوش گاؤسوار کے مارے جانے کا سب بیان کیا اور کہا مجھکو بدرجۂ
کمال ذلت ہوئی اب تمہارے پاس آئی ہون کہ کوئی پہلوان طلسمی زبردست ایسا دیجیے
کہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ بیہوش ہو ملکہ مرأت جادو نے کہا بہت اچھا لیکن
آپ کے واسطے بارگاہ عالیشان تیار ہوئی اسمین بیٹھو چند روز آرام کرو طلسم کی سیر دیکھو
مین ضیافت کرون میرا بھی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا تھا ہم تم طلسم کی باتین کرین ذرا دل بہلے گا
ملکہ جام جادو نے کہا مجھکو فرصت نہین کس واسطے کہ ایسی ذلت مین نے اُٹھائی ہے جب
تلک اُنکو نہ مارونگی چین نہ آئے گا ملکہ مرأت جادو نے کہا مین نے ملکہ بلور جادو
کو بلایا ہے اُسکو نہایت آرزو ہے کہ طلسم کے باشندون سے ملاقات کرون یہ کہتی تھی
کہ اُسنے جو دو جادوگر کہ بھیجے تھے وہ آئے کہا کہ ملکہ بلور جادو سوار ہو گئین ہین ہم کہہ آئے
ہین کہ جسوقت آوین کہدینا کہ ملکہ بلور کو اُنکی یہان سے یاد کیا ہے ملکہ جام جادو نے کہا
اگر میری خوشی منظور ہے تو پہلوان قدرت کو میرے ساتھ کیجیے ملکہ مرأت جادو
نے کہا او اثر جادو وہ جو طلسم کے چارون برج ہین اُنمین ایک ایک پہلوان رہتا ہے
ایک پہلوان کو بلا لا اثر جادو ایک برج مین گئی دیکھا کہ پہلوان لنگوٹا کسے ہوئے ورزش کر رہا ہے
مگدر لیزم دھری ہے ایک طرف کڑاہی چڑھی ہے دودھ جوش ہو رہا ہے
میوہ کے خوان دھرے ہین حلوا ایک رکھا ہے میوے کے پھنکے مارتا جاتا ہے ڈنڈ
کرتا ہے اثر جادو نے کہا کہ آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد فرمایا ہے پہلوان قدرت
سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کے ایک چوبدست ہاتھ مین اُٹھا کے
بارگاہ مرأت جادو مین حاضر ہوا مجرا کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا تھا
مرأت جادو نے کہا خداوند لقا نے حکم کیا ہے کہ باشندگان طلسم مرأت سے
ایک پہلوان زبردست آوے سو ملکہ جام جادو کے ہمراہ [illegible] اسکی تابعداری کرنا جو حکم
کرین عذر نہ کرنا پہلوان نے کہا وہ ہین لقا جنہنے پیدا کیا ہے ملکہ مرأت جادو
نے کہا وہ ہی خداوند ہے خدا پرستون سے لڑائی ہو رہی ہے اب جلد جا پہلوان [illegible]

مجھے آرزو ہے کہ کسی مقام قلب پر پہنچو کہ مین تابع دار ہون اسمین ملکہ جام جادو نے اور
مرأت جادو نے کھانا کھایا بعد فراغ طعام و شراب کے ملکہ جام جادو نے کہا مین
رخصت ہوتی ہون اگر چاہا لقا نے تو جب فراغت ہوگی چند سے تمھارے پاس رہونگی
اور سب احوال طلسم ہوش ربا کہونگی یہ کہکر روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو نے پانچ جادوگر
پانچ جادوگر ہمراہ کیے کہ خبر بھیجا کرین قصہ مختصر ملکہ جام جادو داخل بارگاہ
لقا ہوئی لقا کو نذر دی سات مرتبہ گرد تخت کے پھر کر کرسی پر بیٹھ کے ناچ دیکھنے لگی
جام نے کہا کہ اب ہم دیکھین کہ کون مارا جاتا ہے اور کیون کر بیہوش کرتا ہے لقا
نے کہا کہ یہان لڑائی کا کیا طور ہے جام جادو نے کہا کہ پہلے تو طبل جنگ بجتا ہے ہتھیار
ہتھیار وغیرہ درست ہوتے ہین صبح کو صف آرائی ہوتی ہے غرض دور جام ارغوانی
شروع ہوا جب بیاض آسمان پر سیاہی شب سے نکتے انجم کے دیے گئے اور آفتاب عالمتاب
پردۂ مغرب مین پنہان ہوا نظم

کہ ناگہ آفتاب نور افشان	ہوا جو پردۂ مغرب مین پنہان	عروس شام نے جلوہ دکھایا
لقا نے طبل جنگ کو بجایا	تمامیان اور تومیان ہرکارے	خدمت بادشاہ اسلام مین

حاضر ہوئے اور بادشاہ کی تعریف کرنے لگے ابیات

جہان پناہ تری درگہ عدالت مین	کسی کو دیوے اذیت کوئی معاذ اللہ	جلے جو شام کو پروانہ بزم مین تیری
تو صبح شمع کے آتا ہے سر پہ روز سیاہ	رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ	بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ

لشکر لقا مین طبل جنگ بجا باقی خبر صلاح ہوا امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل
جنگ بجے یہان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے پھر ہنگامہ اور غلغلہ
ہوشیاری لڑائی کی ہونے لگی بحر شجاعت جوشش زن ہوا تلوار کے گھاٹ سب کو
دکھانا صبح کو ہوگا اب تو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی جان طوفانی ہوئی تلوارین چرخ
پر چڑھین لگین سنان و خنجر آبدار ہوئے دوست سے عزیز عزیز سے ملنے لگا ہر ایک
کہتا تھا دیکھیے کل پھر دن دو دن [illegible] کر انگ دکھاتا ہے کون
بجاتا ہے اور کون مارا جاتا ہے [illegible] ہوئی [illegible] رنگ کی شبانہ [illegible]

آتشین اور جادوش ہر طرف دلاوروں کو پکار رہے تھے نعرے مار رہے تھے خوب زور شور سے دونوں

یک آگے بیت رہے اور یک پاچھے بیت چلے | کاگا ایسے پوت کپوت کا کبھو ماس نہ کھائے

ہان اے بہادران کل معرکہ جنگ ہے اور نام و ننگ ہے اسلحہ اپنا صاف کر رکھو عازم مصاف ہو رہو
چار پہر رات یہی ہنگامہ اور غلغلہ برپا رہا لیکن ابوالفتح اصفہانی اس رات کو اپنے دل مین
سوچا کہ ای ابوالفتح دیکھا چاہیے کہ کس کس کی قضا آئی ہے اور کون کون مارا جاتا ہے اور اگر
ہو سکے تو چلکر کام جام جادو کا تمام کر یہ سوچکر روانہ ہوا اور ایک خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ
مین لقا کی آیا یہان دیکھا کہ ملکہ جام جادو بیٹھی تھی اور پہلوان طلسمی بھی دنگل پر بیٹھا تھا
اسمین بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جام جادو پہلوان طلسمی سے خبردار رہنا اور اسکو
بچائے رہنا اُسنے کہا کہ مین خوب خبردار ہون آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر مع پہلوان کے
اپنی بارگاہ مین آئی اور سب کو رخصت کر دیا مگر ایک تیس چالیس آدمی بیٹھے رہے ابوالفتح
بھی یہان آیا ہے اُسنے دیکھا کہ ایک شخص کو احتیاج پیشاب کی ہوئی وہ باہر بارگاہ کے پیشاب کو
نکلا ابوالفتح نے پشت پر آکر کمند اُسکے ماری جب وہ پلٹا تو اُسنے حباب بیہوشی مار
دیا کہ وہ بیہوش ہوا یہ اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا اس عرصہ مین پہلوان نے
کہا ارے لاؤ شراب لاؤ ابوالفتح دوڑا اور دو قرابے شراب سے بھرے دھرے تھے
اُن دونون مین بیہوشی ملاکر جام تیار کر کے لایا پہلوان نے کہا کہ یہان سب برابر
ہین تم ایک سرے سے پلاتے آؤ اُسنے سب کو وہ شراب پلائی جب ایک دو دور ہو چکے
تو بیہوشی نے اثر کیا جسکا ہاتھ جہان تھا وہین رکھا رہا اور جسکی گردن جھکی تھی جھکی رہ گئی ہان پہلوان
طلسمی کو بیہوشی اثر نہ کرتی تھی مگر نشہ ہوتا تھا یہ بھی نشے مین چور آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھا
تھا ابوالفتح کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسکو بیہوشی اثر نہین کرتی ہے بس یہ خنجر لیکر برابر جام جادو
کے آیا اور پکارا کہ زدم و نیست کردم مارا اور کام تمام کیا پہلوان کے کان مین آواز جو اُسکی
گئی تو اُسنے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص خنجر لیے ملکہ جام جادو کے برابر کھڑا ہے
اُسنے کہا کہ تو کون ہے او خیرہ سر ابوالفتح نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کر کے
پکڑ لیا مگر اُسوقت داہنی طرف سے قنات چاک ہوئی اور ایک شخص پیدا ہوا کہ

سونیون کا مالا گلے مین پڑا تھا اور ہاتھون مین کڑلے طلائی اور بازو دن پر نورتن بندھے تھے
کمر مین زنجیر طلائی تھی اور زمرد کے پر بازو دن پر لگے تھے جیسے لقا کے پس پشت فرشتہ کھڑے
ہوتے ہین غرض اُسنے آکر کہا کہ اے پہلوان طلسمی مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اور
مجکو خداوند لقا نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ابوالفتح اصفہانی کو پہلوان طلسمی نے گرفتار
کیا ہے تم جاکر اُسکو میرے پاس لے آؤ تو آپ اپنا سحر اُتار لیجیے مین اُسکو لیجاؤن اُس نے
سحر اُتار کے فرشتہ قدرت کے حوالے کیا وہ لیکر چلا باہر آکر اُسنے کہا کہ مین ہون
عمران خطائی تمہارا بھائی ابوالفتح نے کہا کہ خوب وقت پر پہونچا اور وہان خبر لقا کو ہوئی
کہ پہلوان نے ابوالفتح کو پکڑا ہے اُسنے بختیارک کو بھیجا کہ تو جاکر لے آ بختیارک پہلوان
کے پاس آیا اور کہا کہ لاؤ ابوالفتح کو خداوند نے مانگا ہے پہلوان نے کہا کہ اُسکو تو مین نے
فرشتہ قدرت آیا تھا اُسکے حوالے کیا بختیارک ہنسا اور کہا کہ کوئی
عیار لے گیا ہوگا غرض سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور ملکہ جام جادو نے
کہا کہ تمہارے سبب سے سب کی جان بچگئی غرض اب باقی رات ناچ رنگ مین
کٹی جب مشعل خورشید روشن ہوئی ستارون نے ملک عدم کی راہ لی نظم

چھپا جو صبح کا نظرون سے تارا	ہوئی شکل سحر جو آشکارا
ہوا روشن زمین سے تا بہ افلاک	ہوا پُرنور سارا اقالیب خاک

صبح کو امیر کشور گیر جلوہ خانہ شاہنشاہی مین آئے اور
سردار بھی سب اُس مقام پر جمع تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوئے سب نے مجرا اور
سلام کیا اور قلب لشکر مین تخت شاہی رکھکر میدان مصاف کی طرف چلے اُسنے
سے دونون فوجون کے گرد ہوا کرۂ خاک ہوا روے آفتاب گندلا ہو گیا زمانے کی
ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے میدان مین صف آرائی ہوئی نقیبون
نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُسوقت ملکہ جام جادو پہلوان کو لیکر میدان
مین آئی اُدھر بھی فوج نے صف کشی کی پھر جام نے لقا سے اجازت لیکر پہلوان کو
میدان مین بھیجا پہلوان نے آکر مبارز طلبی کی اُدھر سے فرامرز عیار مغربی بادشاہ
سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے ایک سنٹا اُسکے سحر پڑھکر مارا کہ بیہوش

ہوگیا وہ اسکو پکڑ لے گیا پھر اور سردار اسکے مقابلے مین یکے بعد دیگرے گئے لیکن یہ سب کو اسیر
کرنے گیا قریب شام طبل بازگشت بجوا کر لشکر پھرے اور لقا اپنی بارگاہ مین آیا یہان
ابوالفتح اصفہانی نے امیر سے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم اس پہلوان کا کام تمام
کرین امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا غرض یہ اور عمران خطائی دونون ملکر بہیئت قتل
پہلوان روانہ ہوئے لیکن اب حال سنیئے کہ عمرو جو کوکب کے پاس جاکر پہونچا
تو اسکی زنبیل مین باغبان قدرت اور گلچین دونون ہین اُسنے انکو زنبیل سے نکالا
اور دیکھا کہ باغبان قدرت کی آنکھین اچھی ہوئی ہین باغبان قدرت
نے کوکب کو نذر دی اور عرض کیا کہ آج سے مین غلام خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا
ہوا کوکب نے اُسکی دعوت اور ضیافت کی پھر اُسکو مع عمرو اور گلچین کے لشکر
چرخ مین بھیجدیا اور عمرو چلتے وقت کہ گیا کہ مین گنبد جمشید کو دیکھ آیا ہون انشاء اللہ
عشاق جادو قتل کرونگا آپ اطمینان رکھیے اب یہ بارگاہ چرخ مین آکر پہونچا انکو
تو اس مقام مین رہنے دیجیے او حال غضنفر کا بھی بیان کیا جائیگا مگر کچھ حال لشکر امیر
کشور گیر کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہان ابوالفتح اصفہانی اور عمران خطائی اپنے لشکر مین
سیر کرتے پھرتے ہین اور انھون نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ پہلوان کے واسطے بڑی
دھوم دھام تیاری ہو رہی ہے عمران خطائی نے کہا کہ ای بھائی ابوالفتح ہمنے سنا ہے
کہ پہلوان طلسمی کو جام جادو نے طلسم بند کیا ہے دیکھیے کہ وہ مارا جاتا ہی یا نہین یہ کہکر
صورت ساحرون کی بناکر داخل بارگاہ لقا ہوئے جام جادو نے دو پتلے بنا رکھے تھے اسلیے
کہ جو کوئی عیار آئے اُسکو تم پکڑ لینا انکو تو یہ حال معلوم نہ تھا فی الفور دو پتلے پیدا ہوئے
اور ان دونون کے ہاتھ پکڑ لیے ہرچند انھون نے زور کیا مگر نہ چھوٹے اور لیکے روبرو لقا
کے چلے بختیارک نے کہا ارے یہ کون ہے اور کیا مقدمہ ہے جام جادو قہقہہ مارکر
ہنسی اور کہا بختیارک دیکھو کیا معاملہ ہے وہ پتلے جام جادو کے پاس آئے ملکہ جام جادو
اٹھی اور پانی کا چھینٹا دیا رنگ و روغن عیاری اُتر گیا بختیارک نے دیکھا کہ عمران خطائی
اور ابوالفتح ہے کہا ارے عیارو تمکو اپنی جان کا خطرہ نہین ہے اور یہ دن معلوم تھے

نے بختیارک سے پوچھا کہو انکو کیا کرین بختیارک نے کہا انکا سر کاٹ ڈالو بس اس
سے بہتر اور کوئی بات نہین پھر کوئی مارے عبرت کے آنہ سکے گا جام جادو نے کہا ایک
لاکھ چوراسی ہزار عیار ہین اگر دو کو مار ڈالا تو کیا کمال کیا دو کے مارے جانے سے لشکر خالی
نہو جائے گا مثل مشہور ہے کہ سوپ کے اتارے سے ناؤ ہلکی نہین ہوتی بختیارک نے
کہا چھوٹین ہوئین تالاب بھرتا ہی اسمین ملکہ جام جادو نے ابو الفتح اور عمران خطائی
کی مشکین بندھوا کے دو جادوگرون کے ہاتھ لشکر مین امیر کے بھجوا دیا اور کہا امیر کہدینا
کہ ان عیارون کو قتل ناحق کراتے ہو یہان کسی کی عیاری نہ چلے گی بعد دو تین گھڑی کے
دونون جادوگر لیے ہوئے لشکر مین امیر باتوقیر کے داخل ہوئے لوگون نے دیکھا کہ دو شخص
عیارون کو مشکین باندھے لیے آتے ہین لیکن لقا کی طرف کے ہین تمام لشکر مین چرچا ہوا
ایک سے ایک کہتا تھا کہ یہ کیا مقدمہ ہی چوبدارون نے امیر کشور گیر سے عرض کی کہ اسطرح کا
مقدمہ ہے امیر نے فرمایا آنے دو کوئی نہ روکنا چنانچہ دروازۂ بارگاہ پر آکے جادوگرون نے
کہا کہ ہم دونون جام جادو کے جادوگر ہین لقا نے بھیجا ہی لوگون کو آگے ہی خبر ہوئی تھی اور
انھون نے کہا نہ روکو کیونکہ امیر نے فرمایا ہی کہ کوئی نہ روکے غرض کہا کہ جاؤ جا کے دونون جادو
گرون نے مجرا کیا اور عرض کی کہ ان دونون عیارون کو ملکہ جام جادو نے پکڑا تحفۃً
حضور مین بھیجا ہی کہ انکو آپ ناحق بھجواتے ہین یہان کوئی غافل نہین ہی اگر اب کوئی آئیگا
تو مارا جائے گا امیر نے کہا بہت بہتر مجھے عیار لکھکر نہین جاتے ہین دونون جادوگر رخصت
ہوئے امیر نے کچھ روپیہ اور خلعت سے سرفراز کیا اور عمران خطائی سے پوچھا
کہ تم کیونکر گرفتار ہوگئے عرض کی ای شہریار جسوقت ہم بارگاہ مین گئے دو بچون سے ہاتھ
پکڑ لیا امیر خاموش ہو رہے لیکن جب نگاہین میل آسایش پر آئین اور پابوس زمین کو
گیسوے شب کے ٹلے

نظم

اٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی
ہوئی بڑھکر نقاب قصر شاہی
طلسمی نقش ہر دیوار چمکے
چراغ و شمع کے رخسار چمکے

ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم کے
طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی کہ امیر

بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اسطرف بھی طبل سکندری پر چوب پڑی جسکی
صدا چرخ ہشتم کو س تک جاتی تھی بہادر اور سردار گردن کش تلوارون کو صیقل
مصیقل کرنے لگے تیرون اور سنانون اور خنجرون کو آبداری سے لگی کمانین جو خانہ
تھین انکو سینک کر درست کیا پرانے پرانے تیر ترکشون سے نکال ڈالے اور نئے تیر
داخل کیے گرزون کو سربلندی ہوئی بہادرون کو فرحت سے ارجمندی ہوئی کمانین کڑک
کر چلاتی تھین زبان تیر تیزیان دکھاتی تھین رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب مثل احسان
کم ظرف رات گھٹی اور چادر شب لپیٹی گئی ابیات

کمی دیکھی ستارون کی چمک مین | اداسی پائی شعلے کی لپک مین | فراق شب مین رو دی شمع سوزان
نثار یار پروانون نے کی جان ۰ نوبت کے گجر کی صدا آنے لگی چھوٹے چھوٹے تارے چھپ
گئے ہوا کا سناٹا چلنے لگا جانور صحرائی صفت و ثنائے الٰہی کرنے لگے اُسوقت امیر با توقیر وضو و نماز
سے فراغت کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے قندس دیوانے رکاب کو پکڑ لیا ایکطرف سے مقبل
وفادار کا چالیس ہزار تیرانداز سے مجرا ہوا ایکطرف سے بہرام گرد خاقان چین نے مجرا کیا داہنے کو
عمران خطائی بائین کو ابوالفتح اصفہانی اشقر دیوزاد کے ہوئے سواری مانند نسیم عنبر
شمیم کے روانہ ہوئی جسوقت نقارخانہ بلورین پاس سواری باد بہاری امیر کشورگیر کی
پہونچی سامنے سے پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا بادشاہ سعد تخت طاؤس پر
بیٹھے ہوئے برآمد ہوئے سترہ سو فانوس مینا کار آگے آگے عود سوز عنبر سوز روشن
لخلخے کے لوٹے لیے ہوئے طفلان ماہ پیکر نقیب چوبدار عصابردار آگے آگے امیر با توقیر
اشقر سے نیچے اترے نقیب نے پکارا بادشاہ سلامت جہان ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو
امیر نے جھک کے مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر کشورستان
گیر آداب بجا لا کے سوار ہوئے پھر علم شاہ و قاسم کا مجرا ہوا قصہ مختصر مشرقی اور مغربی و
جنوبی و شمالی و اصفہانی و ترکستانی و بلخی و شیرازی و کشمیری سب کا مجرا ہونے لگا غٹ
کے غٹ پلٹنین کی پلٹنین گروہ انبوہ قشون قشون قشون دستے کے دستے آنے
لگے اسی نوع سی ہزار سے بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے لڑکیان تمامی کی باندھی ہوئے مشکون کے

دہانون پر فوارے ہزارے کے طلائی چڑھے ہوئے کٹورے کمرون مین گُھنے گرد کو بٹھاتے ہوئے جاتے تھے جب اسطرح سواری حضور کی میدان حرب مین قائم ہوئی اُدھر سے دروازہ کوہ عقیق سلیمانی کا کھلا لقا و بے لقا رانده درگاه آله زمرد شاه باختری اکیس ہاتھی کے تخت پر سوار ہوکے بختیارک مگس رانی کرتا ہوا ساٹھ لاکھ سوار سے آیا ایک طرف سے اسی ہزار جادوگرنیون سے ملکہ جام جادو آئی صفین دو جانب سے تیار ہوئین اسمین پہلوان طلسمی آیا اور لقا کو مجرا کیا لقا نے پوچھا مزاج تو اچھا ہی آداب بجا لا کے تخت کو بوسہ دیا سات مرتبہ تصدق ہوکے اجازت خواہ میدان کا ہو القا نے دست حمت پشت پر پھیر کر کہا اپنے دست قدرت کو سونپا پہلوان طلسمی مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا لشکر امیر کشور گیر کا آراستہ تھا پکارا ای خدا پرستو و زیر دستو ہر کرا آرزوے مرگ است بیاید بمیدان تم لوگ خداوند لقا کو بھول گئے جسنے تم کو پیدا کیا مثل مشہور ہی صبح کا بھولا جو شام کو آئے اُسکو بھولا نہین کہتے ہین اب بھی اطاعت لقا کی قبول کرو تمہاری عفو تقصیرات ہو جائیگی لشکر اسلام مین سے ایک ایک نے کہا ارے خیرہ سر تیرہ روزگار کیا جھک مارتا ہی لعنت ہی تیرے لقا پر تجکو بھی مارینگے اور خداوند لقا کو بھی جہنم واصل کرینگے یہ کہکر ایک مرتبہ مغربیون کے علمون کو جلوہ ہوا فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اجازت لیکے میدان مین آیا مرکب کو اڑا کے لگا دردی اور ایک تلوار ماری تلوار اُچٹ گئی برابر سے پہلوان طلسمی نے چوبدست ماری فرامرز عاد مغربی بیہوش ہوکے گر پڑا لوگ دوڑے باندھکر لے گئے ایک پہر کے عرصے مین ساٹھ ستر جوان مغربی بندھ گیا ملکہ جام جادو نے کہا ای ملک بختیارک وزیر اعظم شیطان درگاہ اب وقت دوپہر کا آگیا ہی اگر اجازت ہو تو طبل بازگشت بجوا دین کل سمجھ لینگے بختیارک نے کہا یہی بہتر ہو کہ روز چالیس و پچاس کو باندھ لیا کرو لیکن عیارون کی تدبیر سے غافل نہونا جام جادو نے کہا مجکو عیارون کا کچھ ڈر نہین ہی یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے روانہ ہوئی امیر اپنے خیمے مین آئے لیکن متفکر اور بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے کہا یارو کسی تدبیر سے یہ کافر نہین مارا جاتا کیا فکر کرون اور لقا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جاتے ہی ملکہ جام جادو

نے نامہ مرأت جادو کو لکھا کہ تمھارے پہلوان نے دو تین میدان داریان خوب کین
چنانچہ سوا سو جوان مغربی قید کر لیے یقین ہوتا ہے کہ کل سب کو باندھ لیگا وہ جو
جادوگیر ملکہ مرأت جادو نے خبر کے واسطے ساتھ کر دیے تھے اُنھین سے ایک کو نامہ دیکے
روانہ کیا بعد پانچ چھ گھڑی کے وہ جادوگر نامہ لے کے مرأت جادو کے پاس پہونچا آداب
بجالا کے نامہ دیا مرأت جادو پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا ارے ملکہ شیشہ جادو تشریف
لائی ہین لوگون نے عرض کیا کہ باغ شیشہ مین ہین مرأت جادو نے کہا جلد بلا لاؤ لوگ
دوڑے اور ملکہ شیشہ جادو سے کہا آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد کیا ہے ملکہ شیشہ جادو
بارہ سو لونڈی دُر در گوش مرصع پوش کو ہمراہ لے کے داخل مکان مرأت جادو ہوئی
دیکھا کہ مرأت جادو بیٹھی ہین لیکن نہایت خوش ملکہ شیشہ جادو نے مان کو مجرا کیا مان
نے سر چھاتی سے لگایا مزاج پوچھا کہا دعا اور آپکی یاد مین مشغول رہتی ہون کہا بیٹا خدا
پرستون سے اور ہم سے لڑائی پڑ گئی شیشہ جادو کچھ کام تو خداپرستون سے نہ تھا
کہا اماجان خداپرست کہان ہم کہان کہا بیٹا تمکو یہ احوال معلوم نہین یہ کہکر سب حال
جام جادو کے آنے کا اور پہلوان کے پہنچنے کا اُس سے بیان کیا اور نامہ ملکہ جام جادو
کا اُسکو دکھلایا ملکہ شیشہ جادو نے کہا پہلوان طلسمی کا کون مقابلہ کر سکتا ہے خوب ہوا
کہ بغیر ہمارے گئے خداوند لقا کی مہربانی ہوئی یہ کہکے اُسنے کہا کہ اماجان میرا جی گھبراتا ہے
اور آپ فرمائین تو مین بیابان زمرد رنگ کی سیر کرون بیابان زمرد رنگ مین جھیل ہے
مکان فضا کا ہے مرأت جادو نے کہا کہ بیٹا تمھارا گھر ہے شوق سے جہان مزاج مین
آئے سیر کرو پھرو چلو کون منع کرتا ہے یہ سنکے ملکہ شیشہ جادو رخصت ہوئی اور بارہ سو
کنیز دُر در گوش مرصع پوش غرق دریائے جواہر اور اپنی وزیرزادی حور چہرہ کو ساتھ
لیکر روانہ ہوئی صحرائے زمرد رنگ مین آئی یہان کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا کوڑیالہ
رنگ لالہ کھلا ہوا تھا کنارے کنارے چشمون اور جھیلون کے بگلے قاز قرقرے مرغابیان
پنڈبیان بیٹھی تھین اور غوطہ بازی سے کلیل کر رہی تھین نظم

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ | مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار

تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
بس نظر کرتی تھی جہان تک کام
بڑھ گئی بس دماغ کو سردی
اک طرف کوہ سبزۂ نوخیز

یہ ہوائے خوش اُس سے آئی تھی
مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان
اک طرف کو زمین عنبر بیز

روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری
ہون اسی سبزہ زار غلطان

ملکہ کا خیمہ تمامی ایک جھیل کے کنارے استادہ ہوا اتفاق سے یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بھی شکار کھیلنے آئے تھے اور ایک درہ مین پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے یہ شاہزادی جو یہان آئی تو اُسنے دیکھا کہ ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا قوی تن قوی سن بال بھورے بھورے مُنھ پر پڑے ہوئے درشت چنگال ہاتھ پانوئن گول گول اور آنکھین بڑی بڑی جٹی بھوین چہرہ رشک آفتاب و مہتاب سے کہ روشن اشعار

خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان
حسن خط نور کے چہرے پہ عیان راحت جان
خط سے پہلے تو دل چور پھسلتے دیکھا

چاند سے چہرے پہ اُس خط سے ہوا ہالہ کا گمان
مصحف روپہ ہے خط شان نزول قرآن
آج پروانہ ہے پریون کو بخط طغرا

گورا گورا رنگ خود ٹیڑھا سر پر رکھے بیٹھا ہے اور اُدھر شاہزادے نے بھی اُس ملکہ کو دیکھا کہ جسکی زلف رسا سنبل کی دھنوین اُڑاتی تھی بال بال سنبل گنہگار نظر آتی تھی پیشانی مین آئینہ کی سی وہ چمک کہ صدقہ جبین آفتاب فلک بھوین اُسکی خمدار شمشیر دودم جو کرین اشارے مین قتل عالم آنکھین نشۂ حسن سے سرشار دل اُنکے محبت مین لوگون کا گرفتار نرگس اُن آنکھون کو دیکھ کر آنکھین چرائے اور غزال ختن صدقے ہو جائے رُوئے تابان شمع انجمن حسن حسینان یا ماہ درخشان و مہر تابان اقلیم حسن اُسکے زیر فرمان لب لعلین پر لعل بدخشانی ہیرا کھائے گوہر دندان کی چمک کے آگے موتی بے آبرو ہو جائے ذقن اُسکا سیب جنت سے کہین بہتر چاہ ذقن مین یوسف دل ڈوبا ہوا سراسر ہے سینہ اُسکا دریائے حسن کے حباب جان مضطر عشاق جسکو دیکھنے سے بیتاب گول گول اُبھرا ہوا لڈو کیلا اوچا گنج خوبی کا گنبد باقبہ نور حسن سے معمور شکم صاف بعینہ آئینہ ماہ فلک آفتاب ہے اُسکے سامنے بے نور نرمی مین مثل مخمل و سمور رگ گل برگ سے زیادہ تر پتلی اُسکی کمر جادۂ ملک عدم نظرون سے

ہر ایک سے کم آگے جاسے حیا تھی مگر لوح الماس مین درز پڑی ہی یا دو ہلال ایک جا مین قبۂ
ایوان لطافت سر پستان دو کوہ سیمین آئینۂ زانو کو مشت بن ماہ کہنا نازیبا ہی برق تجلی نام انکا ہی
سینہ دولت خداداد کا گنجینہ سقف افلاک صباحت کے زینہ ابیات

موے سر ایسے جی بھی کرے نثار
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے بکھرے
صبح صادق کا دعویٰ ہی کاذب
کہون چتون کے دیکھنے کا طور
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
غنچۂ ناشگفتہ سے بھی کم
کوئی جانقش یون سکے تو کہے
منھ نہین دیتے لعل و مرجان کو
نہین دیکھے مسی ملے دندان
کاش سنتے یہ رکھدے عمر یان ہی
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
ہو نہ آنکھون نہین کیون جہان تاریک
ناخن پاحنائی ہین ایسے

بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا ہی
رہے سنبل کے پیچ باریج دھرے
ایسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین
اِس قیامت پہ ہی قیامت اور
لطف بینی کا فہم ہی دشوار
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
برگ گل سے زبان ہے نازک تر
ہم تو مرتے ہی ان لبون پہ رہے
ایسی ہوتی نہین ہی سرخ لبی
برق ابر سیہ مین ہی خندان
چھدرے کنارے سے لے تا ناف
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
پنڈلی نازک ہی شاخ سنبل کی
برگ گل پاس سرو ہون جیسے

اُسکی کاکل سے حرف سرنہ کرو
کالے کوسون کی بات کا کیا ذکر
اُس جبین پر جو دل ہوا جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
صفحۂ رخسار آئینہ سان صاف
لیک باریک بینی ہے درکار
اُس نے گل کیا چنے ہر کوے عدم
پھول جھڑتے ہین بات بات ہی
جب وہ کھاتے ہین بیڑہ پان تو
رنگ گویا ٹپک پڑیگا ابھی
وہ کف دست راحت جان ہے
جیب کی جا گہ ہی کیون کہیے صاف
گئی نظر دیتے وہ کمر باریک
پشت پا نکھڑی سی ہی گل کی

ایرج اُسکو دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ وہ عورت بارہ پندرہ برس کا سن زیور الماس مین غرق آنکھون مین سرمہ لگا ہوا ہونٹون پر پان کا لاکھا جما ہوا گلے مین موتیون کا مالا ماتھے پر افشان چنی ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی پور پور مین چھلے دل بیتاب کو چھل لیتے ہاتھون مین دست بند بازوؤن پر نورتن کان مین بالا ہلال کی طرح پڑا پانؤن مین گھنگرو دن کا چھاگل کڑے دل کو نرم کرتی چلی آتی ہی شہزادہ ایرج کنکھارا عقیشہ جادو نے

دیکھا کہ آفتاب تابان درہ مین بیٹھا ہی اور دیکھتے ہی تیر مژگان سینے کے پار ہوا سلطان عشق نے
اقلیم دل مین خیمہ کیا نشان محبت کے برپا ہو گئے لشکر غم نے چیڑھائی کی
مزرعہ سرسبز دل کو پامال کیا نہال امید جو فصل بہاری سے شاداب تھا خزان ناامیدی
سے ٹھٹھر ہو گیا باغ جوانی پر پالا پڑا آنکھون سے جوے آب روانہ ہوئی آنکھین بسان نرگس
بیمار رنگ سرخ بریدہ مثل گل پژمردہ مگر ضبط کر کے خیمے مین داخل ہوئی وہ جھیل کا کنارا
اور کوسون تلک سبزہ زمردی کا فرش کیا ہوا کوہ زمرد پر کوڑیالا پھولا ہوا تھا لیکن یہ
بہار آنکھون مین ملکہ شیشہ جادو کے بدتر خزان سے معلوم ہوتی ہی دل مین کہتی ہے
ای ملکہ بڑا غضب ہوا یہ کیسا تیر تھا کہ دار پار ہو گیا کیون آئی تھی وزیرزادی حور چہرہ نام
ہمکڑی تھی دیکھتی ہی کہ ملکہ کی رنگت سفید ہی آنکھین ڈبڈبائی ہین ہونٹھ خشک ہین
آہ سرد ہی عشق کے آثار ہویدا ہین کہا قربان گئی آپ کا کچھ رنگ تغیر معلوم دیتا ہی خیر تو
ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کچھ میرا دل بیچین ہی حور چہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آتش
عشق نے تمام بدن پھونک دیا ہی کہا بلا لون تمھارا تو بدن جلتا ہی خداوند لقا و جمشید
وسامری سلامت رکھین آپ کی کیا حالت ہی پلنگ پر تشریف فرما ہو جیے دریا کا کنارہ
ہی کوسون تک سبزہ زار ہی ہواے سرد آتی ہی مزاج کو فرحت ہو گی شیشہ جادو نے
کہا اچھا یہ کیکے سناٹے مین گئی حور چہرہ نے دیکھا کہ بلاے مبرم مین گرفتار ہی ہاتھ پکڑ کر اٹھا
کہتے ہین کہ حور چہرہ کا ہاتھ گرمی عشق ملکہ سے جل گیا تھا حور چہرہ نے کہا بلا لون
تمھاری عجب حالت ہی سودا گر پچھون پر شاہ زادیون پیچ پڑتا ہی لیکن محرم راز
سے نہین چھپاتے ہین آپ بھی فرمائیے ایک مرتبہ ملکہ شیشہ جادو کے صدف چشم
سے در آبدار اشک مسلسل چلنے لگے کہنے لگی ای حور چہرہ وہ جھیل کے کنارے جو درہ
کوہ مین جوان بیٹھا تھا جس وقت سے دیکھا ہی دل بیچین ہی لاکھ لاکھ تدبیرین کرتی ہون
دل کو سمجھاتی ہون کچھ بن نہین آتا ہی حور چہرہ نے کہا ملکہ بڑی بات کا غرہ برا ہی آپ کے
مان باپ کو خبر ہو گی تو غضب نازل کرین گے وہ جوان طلسم کا رہنے والا نہین معلوم
دیتا ہی نہین معلوم کس مکان سے آیا ہی آپ کے مان باپ پوچھینگے آپ کہ کر جائینگی ہم پر آفت آئے گی

ملکہ نے کہا ای حور چہرہ اگر زمانہ الٹ جائے گا مین نہ پھرون گی لازم ہی تجھ کو میرے اس زخم جگر پر مرہم لگا حور چہرہ نے خیال کیا کہ اسکی حالت غیر ہی ایسا نہو پھڑک کر دم نکل جائے تیر عشق کاری لگ چکا ہی کہا اچھا قربان گئی مین لاتی ہون وہ ہی جوان جو درہ کوہ مین خود سر پر رکھے ہوئے بال بھورے بھورے منھ پر پڑے ہوئے ہاتھ مین تیغہ پکڑے بیٹھا تھا ملکہ شیشہ جادو نے کہا ہان ہان یہ کہکے حور چہرہ چلی ملکہ نے خیمے مین پلنگ جواہر نگار بچھوایا فرش معقول کرایا عطر دان پاندان چنگیرین پھولون کے گلدستے رکھوا دیے قناتین لگا دین چوکی کی جو ہمراز تھین اُنھین تو خیمے مین رہنے دیا باقی سب کو رخصت کیا اس عرصے مین حور چہرہ درہ مین کوہ کے پہونچی دیکھا کہ ایک جوان خورشید طلعت بیٹھا ہی لیکن آثار عشق چہرے سے ظاہر ہین گرفتار دام بلا ہی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت اسطرف کو آتی ہی حور چہرہ دہنی طرف کو ٹال کر دیکھنے لگی پھیر پھرتی ہوئی ایرج کی طرف کو آئی سلام کیا اور کہا کہ آپکا کہان سے آنا ہوا اور کدھر جاتے ہین اور آپ کون ہین اور کہان سے آئے ہین ایرج نے کہا ہم راہ بھول کر ادھر کو نکل آئے مگر عجب طرح کا کوڈھب رستہ ہے کہ نکل نہین سکتے ہین حور چہرہ نے ہنسکر کہا کہ ارے مردوے کیا مکاری کی باتین بناتا ہے چل تجکو ہماری ملکہ نے بلایا ہی شہزادہ اُسکے ساتھ ہوا اور خیمے مین ملکہ کے پاس آیا وہ اِسکو دیکھکر بہت شرمائی لجائی پھر آخر کو یہ مسند پہ بیٹھا ملکہ نے جام مے ارغوانی سے بھر کر اُسکو دیا شاہزادے نے کہا کہ ای ملکہ یہ شراب ہمپر حرام ہی تاوقتیکہ تم اسلام نہ اختیار کرو اب ملکہ خاموش ہوئی اور بعد تھوڑی دیر کے کچھ سوچکر کہا کہ اچھا صاحب مین کلمہ پڑھتی ہون پھر ایسا ہی ہی تو کچھ کفارہ اِسکا دیدو نگی شاہزادے نے کہا کہ نہین ایسا نہ کرنا صدق دل سے تمام عمر کے لیے مسلمان ہو اور کوئی کسی طرح سے لالچ دے یا دھمکائے ڈرائے جب بھی اسلام کو نہ ترک کرنا ملکہ نے ناچار ہو کر از بس کہ فریفتہ اسیر ہو چکی تھی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی پھر تو دور جام مے دعد غۂ نیرنگی انجام چل نکلا اور ملکہ نے طوائفون کو بلوایا اُنھون نے آکر بصد حسن و خوبی اس غزل کو گایا کہ ابیات

تیغہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا — موت کے جی مین مزے یہ نیم جان لینے لگا
تہ چٹکی مین لیا اُسنے سیئہ جانِ عدو — رشک میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روزِ حشر — مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
ہی جو غنچون کا چٹکنا انگلیون کیسی چٹاپ — یہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینے لگا
جھنے کی اس میکدے مین بیعت دست سبو — وہ قدم تیرے لب ای پیر مغان لینے لگا
لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار — اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
موت اُسکو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور — یون تیرا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
رات کو ای ذوق اُسکی نوک مژگان کا خیال — تن پہ ہر موسے مری کار سنان لینے لگا

لبان شیرین کی گزک چلنے لگی شکریون کی قینچیان پڑگئین گلابیان شراب کی سینے پر آگئین اُسوقت شہزادۂ ایرج نے کہا کہ ای ملکہ ہمارے لشکر مین تمھارے یہان سے ایک پہلوان گیا ہی کہ وہ ہر ایک کو قتل کرتا ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کہ ای شہریار تم اِسکا کچھ غم نکرو مین تمکو تلوار اُسکے مارنے کے لیے لادونگی بس تم اُسکو لقا کیطرف سے قتل کرڈالنا واقعی وہ بولنہ مارا جائیگا شہزادے نے کہا کہ اگر ایسا کرو تو احسان ہی شیشہ جادو اُسی وقت یہانسے روانہ ہوئی اور ایک تہخانے مین صندوق کے اندر وہ تیغہ رکھا تھا اُسکو نکالکر لائی اور شاہزادۂ ایرج کو دیا اور یہان جب وہ زمانہ آیا کہ تیغۂ مہر غلاف مغرب مین رکھا گیا اور سپر شب کو ترک دہر نے منھ پر آڑ کیا نظم

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اک بار — ہوئی ساقط بشکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی — اُبھر کر مثل ابر زلف آئی

ملکہ جام جادو نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر سے جاکر خبر کی صاحبقران نے بھی طبل بجنے کا حکم دیا یہان طبل حشامی اور سکندری نوازش مین آیا دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا پھر اُسی طرح ہتھیار صاف ہونے لگے شب بھر تیاری رہی جب حسن شب کا رنگ تبدیل ہوا اور جمال صبح نے نور پیدا کیا کہ ابیات

کہ اُٹھا عکس زلف شب زمین سے — گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے
کمی کی تلخی مے نے دہن مین — بت جھکے شرما کے ساغر انجمن مین

صبح کو امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر کے جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ برآمد ہوئے
ہر دو بہ پکارا سلطان عالم مہابلی ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو امیر نے مجرا کیا
پھر تو بہرام و جمہور و فرامرز سب کا مجرا ہوا اور سواری ظل اللہ کی میدان مصاف مین
چلی فوج پہلے ہی گروہ گروہ انبوہ انبوہ عرصۂ رزم مین جا چکی تھی غرض یہ بھی جاکر
جنگاہ مین پہونچے اُدھر سے لقا مع جادو اور پہلوان طلسمی کی فوج کثیر لیکر آیا
صفوف لشکر آراستہ ہوئین اور پہلوان طلسمی لقا سے اجازت لے کر میدان مین
آکر للکارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان و زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے مین آئے ادھر سے سردار جانے لگے اور سونٹے کھا کھا کے بیہوش ہوتے تھے مگر
وہان سے ایرج نوجوان وہ تیغہ لیکر دو گھڑی رات سے اپنے لشکر کی طرف چل نکلا تھا
اور ملکہ شیشہ جادو کو اُسی مقام پر چھوڑا تھا یہان دو چار سردار اسیر ہوئے تھے کہ یکایک
دامن صحرا سے گرد اُڑی اور شہزادہ ایرج نوجوان پیدا ہوئے اور آتے ہی اُنھون
نے مقابلہ اُس پہلوان طلسمی سے کیا اُسنے سونٹا مارا اُنھون نے خالی دیکر ہاتھ ایک
تیغے کا مارا وہ تو جانتا تھا کہ مرونگا نہین اُسنے سر سامنے کردیا تلوار جو سر پر بیٹھی تنگ کے
رستے سے نکل گئی غریو جان کفاران سے نکلا اور رجام جادو نے للکارا کہ ارے ہان
لینا فوج ایرج پر گھر کر چار طرف سے آئی یہ بہادر تھا تا دار پکڑ کر اُس دریا سے فوج مین
ڈوبا پھر تو امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور تمام سپاہ لینا لینا کہکر
آ لیسمین غٹ پٹ ہو گئی تلوار چلنے لگی اشعار

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
چڑھے منہ پہ تلوار کے جنگ جو
لگے کٹنے مرنے جری چارسو
کہین تیغ چلی کسی جا سنان
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان
یہ کافر گرا اور وہ غازی بڑھا
وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
بھرے تھے قتیلون سے دشت و در
کسی پر تبر کسی پر تھی سنان
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
جری سب تھے خونین نہائے ہوئے
گرے تھے گھوڑے اُٹھائے ہوئے
چلی غازیون کی اجل بار تیغ
برسنے لگی موت مانند میغ
ہوا منقطع کافرون کا ثبات
کٹی ایک دم مین دو در چھیات

امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر | بدن سے کہا جان نے اس سر کی خیر | مجھے چھوڑ دے اب نہ بیٹے گا نہ ساتھ
بلاق اُٹھا کر سپے وہ تیغ ہاتھ | غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز | نہ جائے امان تھی نہ پائے گریز
ہجوم عدو میں پڑا انتشار | ہوئے سب کے سب اپنی جگہ سے فرار | غنائم کو پھر لے کے با صد طرب

پھر اپنے مورچہ پہ جیش عرب لیکن شہزادہ ایرج نوجوان کو ملکہ جام جادو نے سحر کر کے پکڑ لیا کس واسطے کہ یہ سب سے پہلے لڑنے لگے تھے اب جو لشکر یہاں پھر کر آئے شاہزادہ ایرج نوجوان نہ آئے تو امیر کو انتشار ہوا اور وہاں ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ ایرج کو قتل کر ڈالیے لقا نے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر ہونے ہزار برس پیشتر کی تھی اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ میدان سیاست تیار ہو اُسی وقت ارہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوئے غریو لشکر میں پڑ گیا ہر شخص عبرت اور حسرت کرنے لگا بعضے کہتے تھے میان سرکشی کا یہی نتیجہ ہے بعض کا یہ قول تھا کہ بھائی خدا کرے کہ کوئی جلیل ذلیل ہو اور بختیارک نے جام جادو سے کہا کہ اے ملکہ امیر ضرور ایرج کو چھوڑا لے جائینگے اسکی فکر کرنا چاہیے اُسنے سحر سے ایک دیوار آتش کی دور تک اُٹھا دی اور شہزادہ ایرج نوجوان درگاہ خدا میں دعا کرنے لگا شعر

اسیر بلا ہون میں پروردگار | کرم سے مجھے اپنے کر رستگار

وہان ملکہ شیشہ جادو جو صبح کو اُٹھی تو اُسنے حور چہرہ سے کہا کہ شہزادہ یہاں سے گیا ہے نہیں معلوم کس آفت میں مبتلا ہے مجکو جانا چاہیے اسلیے کہ میرا دل اسوقت مضطر ہے حور چہرہ نے کہا کہ واری اب تو تمنے تلوار اُنھیں دیدی ہے پھر اب کیا غم ہے اُسنے کہا کہ نہیں کوئی آفت ضرور آئی ہے جب تو مجکو بیتابی ہوئی ہے یہ کہکر ایک تخت بلور پر سوار ہو کر اور اپنی چند خواصون کو ہمراہ لیکر پرواز ہوئی جب یہاں آکر پہونچی تو اُسنے دیکھا کہ دیوار آتش اُٹھی ہوئی ہے اور شاہزادہ ایرج چبوترہ پر کست کے بیٹھا ہے خلقت جمع ہے جام جادو قتل کیا چاہتی ہے بس یہ دیکھکر اُسنے جادو پاک حور چہرہ نے سحر پڑھا اور وہ دیوار باطل ہوئی اور اُسنے شہزادہ ایرج کو تخت پر اُٹھا کر بٹھایا جام جادو نے اسے دیکھکر فوج کو حکم دیا کہ ان لینا جانے نہ دینا فوج اُسکی

لیا اُسکو لیکر چلی اُسوقت اُسنے کچھ پتلے سحر کے پیدا کیے اور اُن پتلون سے کہا کہ مارو اِنکو
پتلون نے مارنا شروع کیا اُسوقت جام جادو للکارتی ہوئی آگئے آئی حور چہرہ
نے ایک تیغ اُسکو مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا قرنج تو بھاگی اور شیشہ جادو ایرج کو لیکر چلی
گئی ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ اب مین پھر مرأت جادو کے پاس جاتی ہون چنانچہ
روانہ ہوئی یہان تو ملکہ مرأت جادو باغ مین بیٹھی تھی لوگون نے جاکر کہا کہ ملکہ جام جادو
آئی ہین ملکہ مرأت جادو نے کہا شاید حمایت کو آئی ہین اُسنے طلسم کا بچا لیا ہے اسمین سامنے سے ملکہ
جام جادو آئی سلام کیا آنکھون سے آنسو جاری رنگ چہرہ سفید ہاتھ کٹا ہوا خون مین ڈوبی ہوئی کہا جام جادو
خیر تو ہے یہ کیا آفت پڑی جام جادو نے کہا ہم تو تمھارے پاس کفالت معاملت کو آئے تھے یہان اُن
طلسمی آپنے دیا تھا اُسنے بہت سے خداپرست پکڑے آخر مارا گیا مین حیران تھی کہ تلوار کہان سے آئی
معلوم ہوا آپکی بیٹی نے تلوار دی تھی چنانچہ مین ایرج کو پکڑ لائی تھی چبوترے پر بٹھا کے
گردن مارا چاہتی تھی ایک حکم خداوند لقا کا ہوا دوسرے کی منتظر تھی کہ آپ کی بیٹی ملکہ
شیشہ جادو پہونچی میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پتلے سحر کے پیدا کرکے ہزارون جادوگر میرے
قتل کیے ایرج کو اُٹھا کے لے گئی ملکہ مرأت جادو نے کہا ارے کیا کہتی ہے ملکہ شیشہ جادو
دو پہاڑ مین شکار کر رہی ہے کوئی اور ہوگا اُسکو ان باتون سے کیا کام وہ کیا جانے
ابھی بچہ ہے ارے بیگانی بیٹیون پر تہمت لگاتی ہے جام جادو نے کہا ملکہ مرأت جادو
کیا مین ملکہ شیشہ جادو کو پہچانتی نہین ایک طرف لشکر لقا کا تھا بختیارک نقاب
عقیق کوہ سلیمانی پر بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف لشکر حمزہ کھڑا تھا مین نے ہر سے
دیوار آتش کھڑی کر دی تھی کوئی خداپرست نہ آسکتا تھا سب کے سامنے اُٹھا
لائی مرأت جادو کی رنگت سفید ہو گئی کہا ارے دو تین لونڈیان جاکے خبر تو
لائین ملکہ شیشہ جادو خیمے مین ہین یا نہین دو تین لونڈیان گئین جاکے خیمے مین دیکھا
کہ لونڈیان بیٹھی ہین پوچھا ملکہ شیشہ جادو کہان ہین کسی نے کہا شکار کو گئی ہین
کسی نے کہا ابھی یہان کھڑی تھین کسی نے کہا پچھواڑے گئی ہین لیکن مفصل کسی نے
نہ کہا وہ لونڈیان جو دیکھین لوگ انہین منھ جوڑے ہوئے کچھ باتین کرتے ہین چارطرف کو

چرچا ہو رہا ہے یہ بھی کہ ملکہ مرأت کے پاس آئیں مرأت جادو نے کہا اری کہو تو ملکہ شیشہ جادو
تو لونڈیوں سے کہا کہ ہاں جائیں ہم گئے تھے ملکہ شیشہ جادو خیمے میں نہ تھیں لیکن لوگ
آپس میں باتیں کرتے تھے چپکے چپکے چرچا ہو رہا ہے ہمنے سب سے پوچھا کسی نے کہا شکار کو
گئی ہیں کسی نے کہا ابھی کھڑی تھیں لیکن کچھ مفصل نہ کہا ملکہ مرأت جادو سوار ہو کر
خیمے میں گئی اور لونڈیوں کو بلا کے کہا اگر احوال تفصیل نہ کہا تو ایک ایک کی گردن مارونگی
پیٹ پھاڑ ڈالونگی ناک چوٹی کاٹ ڈالونگی اور جو تحقیق کہا تو قسم ہے سامری اور جمشید کی
کچھ نہ کہونگی دو چار جو لونڈیاں تھیں انھوں نے کہا ملکہ ایک جوان خوبصورت کو حور چہرہ
گرفتار کر کے لائی تھی دو روز خیمے میں رہا شراب کباب ملکہ نے ساتھ کھایا پیا تین روز
سے وہ نہیں آیا کہیں گیا ہے آج حور چہرہ نے ملکہ کے کچھ کان میں کہا بس ملکہ شیشہ
جادو چلی گئیں مرأت جادو نے کہا ارے دو ایک جادوگر وہ عقیق سلیمانی اور حور چہرہ
کے لشکر کی خبر لائیں اور دریافت کریں ملکہ شیشہ جادو کہاں ہے جادوگروں نے کہا کہ
دو چار جادوگروں سے کب تلاش ہوگی ملکہ نے کہا ایک بیس جادوگر جاویں چنانچہ جادوگر تو روانہ
ہوئے اور مرأت جادو جام جادو کے علاج معالجہ میں مشغول ہوئی اور وہ جادوگر
کہ وہ عقیق سلیمانی کو سب ڈھونڈھ کر لشکر امیر میں گئے وہ دو چار ہر ایک بازار کوچہ
میں خیمے میں ڈھونڈھنے لگے دو چار جادوگر اس طرف بھی ڈھونڈھتے تلاش کرتے
جا نکلے دیکھا کہ ایک بارگاہ بڑی دھوم دھام کی ہے گھڑی گھڑی لوگ آتے جاتے ہیں ناچنے
ناچنے والیوں کو انعام میں دوشالے مل رہے ہیں بڑی کیفیت کا مکان ہے وہ جادوگر
بھی اپنے تئیں پوشیدہ کر کے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا ملکہ شیشہ جادو تخت زریں پر
بیٹھی ہوئی ہے ایک جوان تیغہ پکڑے ہوئے زانو بزانو بیٹھا ہوا ہے حور چہرہ پنکھا
ملکہ کے منہ کو جھل رہی ہے تیچھے اڑاتی ہے ایک رنگ کا جوڑا گلے میں پہنے ہے جو اس میں
غرق موتیوں کا مالا پڑا ہوا ہے لبوں پہ لاکھا پان کا جما ہے سفید سفید دانت مانند سلک
مروارید چمکتے ہیں جب ہنستی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شفق میں برق چمک جاتی ہے وہ
آنکھوں کی پتلیاں جسکو دیکھتے جمشید و سامری کی پتلیاں پتھر کی ہو جاتی ہیں اور

ایک بدھی موتیے کے عطر مین بسی ہوئی ران پر پڑی ہی عطردان پاندان دھرا ہی عطردان
بطور فوارے کے چھوٹ رہا ہی خاصدان مین گلوریان اس وضع سے چنی ہین جیسے طاؤس
رقص کرتا ہی سات آٹھ لونڈیان ململ کے دوپٹے اوڑھے ہوئے کرتیان ململ کی پائجامے گلنار
گلبدن کے ڈھیلے ڈھیلے پائنچے کے پہنے ہوئے پیڑوون پر ازاربند لٹکے ہوئے ہاتھون مین
موٹے موٹے کڑے سونے کے پڑے ہوئے دست بستہ سامنے کھڑی ہین ملکہ شیشت
جادو کے گلے مین چنپا کلی کا یہ عالم ہی کہ جیسے ستارون کی لڑی چمک رہی ہی ایک نے کہا یارو
انیسی ملکہ خوش بیٹھی ہین کہ کبھی طلسم مین اسطرح نہین دیکھا ایک نے کہا ایسی مان شفیق مہر ملکہ کو
خفا کر کے آئی ہین تمام عالم مین رسوائی ہی گھر غارت گیا کہان خداپرست کہان لقاپرست
سنیے کہا چلو میان خیر کرین ایک نے کہا بھائی ہمارا کیا حرج ہوتا ہی نہ کہو خدا جانے کسی آفت
مین گرفتار ہوجانے گی ایک نے کہا ہمتو کہینگے غرض آپسمین حجت کرتے ہوئے روانہ
ہوئے شیشت جادو بہت شاد ناچ دیکھ رہی ہی لیکن یہ گردون نیرنگ ساز ایک رنگ پر مانند
بوقلمون کے نہین رہتا ہی گاہے دھوپ ہوتی ہی گاہے چھانون ہوجاتی ہی ملکہ فکر مین ہی کہ
رات کو عیش کرینگے مثل ہی کہ مصرع من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ٭ راہ مین ان
جادوگرونکو اور جادوگر ملے کہا بھائی ہم بھی دیکھ آئے غرض ہمراہ ہوگئے طلسم مرأت جادو مین
پہونچے ملکہ مرأت جادو کو خبر کیا مرأت جادو نے کہا کیون دیکھ آئے کہا ملکہ مرأت جادو
جام جادو جو کہتی تھی سچ ہی ملکہ ابرج کی بارگاہ مین بیٹھی ہی زانو بزانو ہی اور حورچہرہ کھڑی
ہی ملکہ مرأت جادو کے کانون سینے مین آگ بھڑکی اس غضب کا شعلہ اٹھا کہ
دماغ مین جا پہونچا کہا واہ جمشید و سامری عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہوا عجیب وضع
کا سامنا ہوا جو گھمنڈ تھا کہ ہماری بڑی عزت ہی کوئی مکروہات زمانے کا درپیش نہوگا
وہی سامنا ہوا قسم ہی جمشید و سامری کی کہ اگر لاکر منھ مین اژدر کے نہ ڈال دیا تو نام اپنا
مرأت جادو نہ پایا ایسی آفت و بلا مین گرفتار کرون کہ تمام عمر تڑپتی رہے یہ کہکے جو
سنانے مین آئی نہ کسی سے کہا نہ سنا سناٹا مارکے روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو
کوہ عقیق سلیمانی کو کبھی نہ آئی تھی معلوم نہ تھا کہ کیسا ہی کوہ عقیق مین جسوقت پہونچی

دیکھا کہ کوہ عقیق نہایت آباد ہے دروازے کھُلے ہین بازار آراستہ ہے کٹورا بج رہا ہے دیکھے
تو ایک طرف ہزار ہا ستارے اور آفتاب مہتاب سفید و سرخ و زرد و سبز رنگ
برنگ کے چمکتے ہین دلمین کہتی ہے کہ آسمان زمین پر اترا ہے یا جگنو کا جنگل ہے یہ کیا اسرار ہے
اور یہ تھا کیا کہ گلشن لشکر کی بارگاہون کے تھے کہ کوئی آفتاب کی صورت کوئی ستارے
کی صورت کوئی بشکل مہتاب کے سونے روپے جواہر کے ہر ایک سردار کی بارگاہ پر دھوم
دھام ہو رہی ہے کٹورے سونے روپے کے کھنک رہے ہین آبپاشی ہوتی ہے ہر ایک دوکاندار
مالا مال بیٹھا ہے دوکانمین گلدستے دھرے ہین صرافا بزازا جوہری بازار کھلا ہوا ہے جواہر و مخمل
اسا و ری مشروع ململ بک رہا ہے خریدار کھڑے ہین ایک طرف کو گدڑی لگی ہوئی ہے
تیتر بٹیر کلنگ کبوتر بکتا ہے ایک سمت تلوارین بک رہی ہین ہزار در ہزار نشان کھلے ہین
پھریرے پھرا رہے ہین کوئی جگت بولتا ہے کوئی تلچ دیکھتا ہے کوئی رنڈی کے پاس
کھڑا ہے چھیڑے ہو رہے ہین وہ دھوم دھام ہے کہ بیان مین نہین آتی بہتر بازارین بہتر جھنڈا کھڑا
ہے ایک بازار سے ایک بازار اونچا ہے جس مقام پر بازار ہو چکا ہے وہان سات
بنگلے ہین ایک دروازہ ہے نوبت بج رہی ہے بہتر دروازہ کھلا ہوا ہے حیران
ہے کہ کیا لشکر ہے کہ از مشرق تا مغرب لشکر ہی معلوم دیتا ہے اور جو آگے بڑھ کے دیکھا
تو ایک نفیس خیمہ استادہ ہے سہ پہر کا وقت ہے تمامی کا فرش ہے سونے روپے کی
چلمنین بندھی ہین تمام فرشی رنگین لالٹینین چمن بندی کی وضع پر دھری ہین بیچ
مین شمعدان سنہرے روپہلے لگے ہوئے جھاڑ بلور کے لگے گلدستے مومی دھرے
ہین واسطے روشنی کے ٹٹیان چاندی کی کھڑی ہین دروازے بنگلے بارہ دریان
سجی ہوئی ہین جھولے ہنڈولے آتشبازی جابجا گڑی ہوئی ہے بڑے بڑے
جو درخت تمام تمامی سے منڈھے ہین مقیش کے گیند بٹے ہین گچھے لٹک رہے ہین
طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے بھانڈ بھگتیے ناچتے ہین دوشالے انعام ملتے جاتے
ہین مچھولیان کھڑکھڑیان رنڈیون کی آتی جاتی ہین ہر ایک کا مجرا ہو رہا ہے شراب
کا پیالہ گردش مین گزک کے خوان دھرے ہین لوگ خوش ہین ملکہ مرآت جادو

نے کہا ارے صاحبو یہ بارگاہ کسکی ہے لوگون نے کہا یہ بارگاہ ایرج نوجوان کی ہے یہ
سنکے بارگاہ کے اندر آئی دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت پر بیٹھی ہے پاس ایرج بیٹھا ہی
حور چہرہ کھڑی تکا کہا قی ہو آگ لگ اُٹھی پکاری اری شوخ دیدہ گیسو بریدہ آفت
رسیدہ تو کہان جاتی ہے حور چہرہ آواز سُنتے ہی کانپ گئی شیشہ جادو سے
کہا ملکہ مرأت جادو کی آواز آتی ہی ایک مرتبہ مرأت جادو روبرو آئی کان پھٹے
ہوئے سیندور لگا ہوا ایک دانت بڑا سا نکلا ہوا جوڑا اندھا ہوا ایک ناریل ہاتھ
مین لیے ایرج نوجوان تیغ پکڑ کے اُٹھا چاہا کہ لو بھڑ کر اپنی معشوقہ کو اس ساحرہ سے چھوڑا
ون لیکن وہ جو تڑپ کے گری ایک ہاتھ مین ملکہ شیشہ جادو کو ایک ہاتھ مین حور چہرہ
کو پکڑ کے طرف آسمان کے یکایک پرواز کر گئی اور وہان سے ملکہ شیشہ جادو
پکاری لو ایرج تمھین خدا کو سونپا ہم تو دنیا سے اُٹھ چلے دل کی ہوس دل مین رہی
رات کو روشنی بھی نہ دیکھنے پائے فلک کجرفتار نے نہ چاہا ہم کو بھول نہ جانا فاتحہ سے یاد کرنا
ایرج کے درد اُٹھا کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا ہائے کہ کے بیہوش ہو گیا جہان ہاتھ تھا وہین
رہ گیا جہان پانون پڑا تھا وہین پڑا رہا سکتے کا عالم ہو گیا دانت بیٹھ گئے شاپور شیردل
نے گلاب چھڑکا آنکھ کھلی کہا شہریار جی ٹھہرائیے کوئی اتنی بیقراری کرتا ہے کہا ہائے یہ کیا
غضب ہو گیا یہ خبر علمشاہ و قاسم کو ہوئی اور ملکہ مرأت جادو ملکہ شیشہ جادو
کو لیکے ایک بیابان ویران کی طرف گئی کیسا بیابان کہ چغد کی آواز آ رہی ہی جنگل سائین
سائین کرتا ہی درخت کے ٹھنڈ کھڑے ہین لومڑی گیدڑ بھیڑیے بھاگے جاتے ہین ہڑ سیاہ
معلوم ہوتے ہین ہوا سے گرم چلتی ہی پتون کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آتی ہی جھیلین خشک
پڑی ہین گدھون نے جو مُردون کو کھایا ہی ہڈیان پڑی ہین وہان ملکہ شیشہ جادو کو چھوڑ
دیا کہا ارے یہ کیا حرکت تو نے کی گھر غارت کر دیا میری عزت مین خلل کر دیا ارے
جو کوئی ایسی حرکت کرتا ہی تو چھپ سکے کہ ہرگز کسیکو خبر نہین ہوتی دو دن کی صحبت
مین یہ عشق بہم پہونچا یا کہ ملکہ جام جادو کا ہاتھ اُڑا دیا پہلوان طلسمی کو قتل کرایا ایسی
اندھی ہو گئی ملکہ شیشہ جادو نے کہا امان جان فی الحقیقت مین اندھی ہو گئی تھی کوئی

عشق کرتا ہے چین اٹھاتا ہے عیش کرتا ہے میری قسمت مین پہلے ہی رسوائی تھی جو ہوا
سو ہوا آپ اپنے گھر بار سے تصدق کر کے مجکو اُسی کے حوالے کر دیجیے مرات جادو
غصہ آیا ایک طمانچہ مار کے کہا اری گیسو بریدہ اب جو تو چاہے کہ زندہ و سلامت رہو
جاؤن یہ تو ہوگا یہ کہکے دستک دی ایک درخت حنا کا پیدا ہوا اُسمین حور چہرہ کی
کمر مین زنجیر باندھکے پھر دستک دی ایک اژدر نکلا منہہ کھولا ہوا شعلہ آتش کے نکلتے
ہوئے مرات جادو نے ملکہ شیشہ جادو کو پکڑ کے اُس اژدر کے منہہ مین ڈالا اژدر
غائب ہوگیا یہان قاسم و علمشاہ جو آئے دیکھا ایرج کی حالت تباہ ہے ہرچند سمجھایا
ایرج نے نمانا کہا مجکو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ بغیر طلسم کے توڑے نہ پھرونگا قاسم نے کہا
مین بھی چلون ایرج نے کہا آپ کیا کیجیے گا پہلے خبر منگوا لیجیے گا یہ کہکے مانند سودائیون کے روانہ
طلسم آئینہ کے ہوا شاپور شیر دل فوج لیکر چلا قاسم نے کہا یا امیر بانوقیر ایرج پکڑ و تنہا گیا ہی
ہرچند کہ ہمنے سمجھایا نمانا اُسکے باپ دادا پردادا اون نے بہت طلسم توڑے ہین اور وہ بھی
توڑیگا لیکن مجکو ہر گھڑی بُری بات کا دھیان آتا ہے طلسم بڑا زبردست ہے ایسا نہو کچھ پیچ
پڑجاے غلام کے دلکو تاب نہین ہے ہرچند دل کو روکتا ہون لیکن نہین رکتا غلام کو اجازت
ہووے کہ غلام بھی جاوے امیر کے آنسو بھر آئے ہرچند ضبط کیا لیکن نہوسکا آنسو ٹپک پڑے
کہا بیٹا اب تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ فرزند کی آنچ ایسی ہوتی ہے مین کس طرح سے کہون تم بھی
جاؤ میرے دلمین کیا خیال بدنہ آئیگا لیکن یہ بھی نہین جی چاہتا کہ ایرج کے دشمنون پر کچھ
پیچ پڑے لو جاؤ خدا کو سونپا یہ سنتے ہی مجرا کر کے مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا پیچھے لشکر بھی
چلا لیکن سواری ایرج نوجوان کی ہمراہ شاپور شیر دل مع لشکر ظفر پیکر تنہا ایک بیابان
ریگستان مین پہونچی لیکن احوال معلوم نہین ہے کہ کون سا مقام ہے ایکمقام اُس بیابان مین
کیا دوسرے دن کوچ کیا بعد از طے مراحل و منازل ایک قلعہ عظیم الشان معلوم دیا جہانتک
نظر کام کرتی تھی دیوار قلعہ کی نظر آتی تھی دل سے کہا ای ایرج یہ بہت بڑا قلعہ ہے کچھ انتہا
نہین معلوم ہوتی دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہے یہ کہکے وہین روبرو قلعہ کے خیمہ استادہ کرایا فوج
دریا موج اُتری خیمے استادہ ہوگئے ایرج نوجوان بارگاہ سے دروازے پر بیٹھ گیا چنانچہ

وہ قلعہ درہ طلسم آئینہ ہے طوفان شاہ بادشاہ ہے اُسکا ایک پہلوان فیل جہان زور ہے
اُسکے سبب سے بادشاہت کرتا ہے طوفان شاہ کو خبر ہوئی کہ فوج کسی شاہ و شہریار کی
برو قلعہ کے اُتری ہے طوفان شاہ نے جوڑی ہرکارے کی بلا کے کہا اے تیز رفتار و تیز نگاہ
دریافت کرو کہ یہ لشکر کس کا ہے کون ہے کہان کا عزم ہے کسواسطے آیا ہے کوئی شکار کھیلتے کھیلتے
راہ بھول گیا ہے جلد خبر لاؤ جوڑی ہرکارے کی روانہ ہوئی سامنے تو لشکر پڑا تھا داخل
ہوئے احوال دریافت کرنے لگے ایرج نوجوان کو خبر ہوئی کہ جوڑی ہرکارے کی
قلعہ سے آئی ہے پوچھتی پھرتی ہے ایرج نے کہا ہمارے پاس بلا لاؤ لوگ دوڑے جا کے
بلا لائے ہرکارون نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت قوی ہیکل نیک شکل شاہ و شہریار
دروازے بارگاہ کے بیٹھا ہے جُھک کے مجرا کیا عرض کی کہ یہ ملک طوفانیہ نام رکھتا ہے
یہان کا بادشاہ طوفان شاہ ہے آجتک کوئی شاہ و شہریار اسطرف نہین آیا اُسکو خبر
ہوئی ہے کہ ایک لشکر آیا ہے ہمکو بھیجا ہے کہ خبر لاؤ کون شخص ہے کیا نام ہے کیون آیا ہے کدھر کا
عزم ہے یا شکار کو آیا تھا راہ گم کر کے اسطرف کو نکل آیا ہے بڑے بڑے بہادر تلوار لے
شجاع سخی گذرے ہین لیکن اسطرف کوئی نہین آیا یہ قلعہ طلسم آئینہ کا ہے یہان آ کے
کوئی پھرا نہین اگر کوئی اور ارادے پر آپ آئے ہین تو بہتر یہ ہے کہ پھر جایئے ایرج نوجوان
نے کہا بھائی مین پوتا ہون امیر حمزہ کا بیٹا ملک قاسم کا ہون پوتا علمشاہ رومی کا
ہون ہرکارون نے کہا آپ کے منھ پر ایک دبدبۂ شجاعت دریافت ہوتا ہے یہ
طلسم آئینہ ہے اُسکو توڑنا بہت مشکل ہے کسی بادشاہ نے فتح نہین پائی ایک پہلوان ہے
فیل جہان زور کسینے آج تک اُسکو زیر نہین کیا بیس بیس چالیس چالیس بکرون
کے کباب کچے پکے کھا جاتا ہے تنگ کے تنگ شراب کے پی جاتا ہے اُسکے زور پر شاہ د
بادشاہت کرتا ہے پہلے تو اُسی سے لڑائی پڑیگی اگر اُس سے فراغت ہوئی تو آگے بہت سی قصے
بکھیڑے ہین ہم کچھ روکنے کو نہین آئے ہین ازراہ دولت خواہی کے عرض کرتے ہین کہ آپ چلے جایئے
ہرگز ہرگز ارادہ نہ کیجئے ایرج نوجوان نے کہا اگر ہماری قسمت مین توڑنا طلسم کا ہے تو توڑینگے یہ سنکے جوڑی ہرکارے
کی طوفان شاہ پاس گئی طوفان شاہ نے کہا کہو دریافت کر آئے عرض کی کہ خداوند نعمت ایرج نوجوان

بیٹا ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ کلاہ ہے پوتا علمشاہ کا پردہ تا امیر حمزہ صاحبقران دوران کا ہی اِس ارادے سے پر آیا ہے اور ہمنے بہت سا سمجھایا مگر ایا مگر نہین مانتا از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا طوفان شاہ نے ایک وزیر کو کہا ای عزیز ایرج کو جاکر سمجھا کہ معلوم دیتا ہے کسی دشمن نے تمکو بہکا کے بھیجا ہے کوئی اِس مکان سے جیتا اور سلامت نہین گیا تم کیون اپنی کشتی حباب کو طوفان مین غرق کرتے ہو بہتر یہی ہی یہان سے کنارہ کرو وزیر سوار ہوکر روانہ ہوا خبر ایرج کو ہوئی ایرج خیمے مین آ بیٹھا گرد کردن کش بہادر تلوارین پکڑ پکڑ کے آن بیٹھے اسمین سواری وزیر کی آئی دروازے پر اترا خبر ایرج کو ہوئی کہا بلالو چوبدار اُسکے وزیر کو لیے گیا بارگاہ مین جاکے مجرا کیا نذر دی کرسی عنایت ہوئی آداب بجالا کے کرسی پر بیٹھا عرض کی ای شہریار طوفان شاہ مالک اِس زمین کا ہی ہرکارے خبر لیگئے تھے کہ ایرج نوجوان طلسم کے توڑنے کو آیا ہے چنانچہ مجکو طوفان شاہ نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے اور کہا ہی کہ بہت سے بادشاہ اور بہادر آئے ہین اڑے ہین آخر مارے گئے ہین اور جو طلسم مین گیا پھر باہر نہ نکلا تم اپنی جان کو کیون تہلکے مین ڈالتے ہو چند روز کی زندگی ہی اسکو ضایع نکرو اب چلے جاؤ اِسکا فتح کرنا بہت مشکل ہے ایرج نے کہا ہمارے بھائی بند بزرگون نے جس کام کے کرنے پر قدم مارا ہی اُسکو انصرام کیا ہی اور نہین تو مارے گئے ہین اگر ہماری قسمت مین طلسم توڑنا ہی تو توڑ ڈالین گے اور نہین تو مرجانا ایکدن تو ہے ہمسے تمسے ملاقات تو ہوئی تم اگر راہ دو ہم تمھارے قلعے سے نکل جائین تمھارا احسان ہوگا آگے جو ہماری قسمت مین ہوگا وہ ہو رہیگا خیر تمھاری ملاقات سے یہی حصول ہوا وزیر نے کہا ای شہریار پہلوان فیل جان زور کب خیال مین کسی کو لاتا ہی جسوقت مین گیا اور کہا اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیگا اور ایسا کوئی شخص زمین مین نہین جو اُسکو مار سکے آپ کی جوانی پر ہمکو رحم آتا ہی آپ ہمکو دشمن جانتے ہون گے ہم دشمن ابھی تو نہین ہین آپ چلے جائیے ایرج نے کہا اے وزیر مرد جس بات پر قدم مارتے ہین پھر نہین پھرتے ای عزیز جسدن سے پیدا ہوئے طبل جنگ کی آواز ہر روز سنا کیے تمنے ہماری دوستی سے کہا لیکن ہمکو منظور نہین ہے اسیطرح سے کہدینا غرض وزیر رخصت

ہو کے طوفان شاہ پاس آیا اور سب حال بیان کیا طوفان شاہ نے کہا جبکہ طلسم
ٹوٹا پھر آسکو لو اور رنگین معلوم دیگی دریاے رنگین نظر پڑیگا آگے طلسم آئینہ ہی جمشید سامری کا
گنبد ہے بڑا غضب ہوگا یہ تو گھر کا گھر مٹ گیا بلاؤ فیل جہان زور کو لوگ گئے اور پہلوان
فیل جہان زور کو بلا لائے طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے سب احوال
کہا فیل جہان زور کو گھمنڈ اپنے زور کا سمایا ہوا تھا کسی کو نہ سمجھتا تھا بے تامل
طبل جنگ بجوا دیا طبل گڑگڑانے لگے ایرج کو خبر ہوئی طبل جنگ بجوا دیا دونوں لشکر مین
تیاری ہونے لگی شاپور شیردل کہتا ہے کہ عجب کارخانہ ہی کیا تدبیر کیجے مقدمہ
جادوگرونکا ہی آگے طلسم آئینہ ہی پہلوان زبردست کا سامنا پڑا ہے کیا ہوگا طوفان
شاہ کو بھی فکر ہے کہ شکنندۂ طلسم آگیا ہے دیکھیے کیونکر سامنا ہوتا ہی اسمین وقت صبح کا ہوا
آفتاب عالمتاب طلوع ہوا ایرج نوجوان خود تیغہ دو بلغہ زرۂ اصفہانی چار آئینہ
موزے پہنکے شمشیر سپر لگا کے مرکب پر سوار ہوا پیچھے فوج دریا موج روانہ ہوئی میدان
حرب پر مرکب کھڑا ہوا دروازہ قلعہ کا کھلا طوفان شاہ فوج لیکر تخت پر سوار ہوکے نکلا
داہنے ہاتھ کو فیل جہان زور کھڑا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ساٹھ بینتیس ایرج کا قد ہی آہنی
گرز ہاتھ مین دوڑ اسکے طوفان شاہ کے تخت پاس گیا اجازت مانگی کہا جمشید و سامری کو
سونپا اور میدان مین آکے پکارا ای ایرج نوجوان تمھاری بہادری شمشیر زنی سخاوت
شجاعت مین کوئی شبہہ نہین ہے لیکن طلسم آئینہ کو کوئی فتح نہین کرسکا ہمارا کام سمجھانیکا
نہین ہی لیکن کہتا ہون کہ پھر جاؤ اگر تمنے سامنا کیا تو مارے جاؤگے اور اگر پکڑے گئے تو
ابد الابد قید سے نہ چھوٹوگے ایرج نوجوان نے کہا ای فیل جہان زور کیون لاف زنی
کرتا ہی بحکم پروردگار توڑا طلسم کو یہ سنکے اب فیل جہان زور برچھا لیکر کے سامنے آیا ایرج
نے بھی برچھا اٹھا لیا ایرج نوجوان عمرو کا سکھایا ہوا تھا طعن نیزہ کی چلنے لگی بعد دو تین
گھڑی کے ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کے نیزہ باد ہوائی کردیا سن سے نیزہ ہاتھ سے نکل گیا فیل
جہان زور کا رنگ زرد ہوگیا کیا ای شہریار نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جمال بازی
ہم تم کشتی لڑین یہ کہکے گھوڑے پرسے کود پڑا ایرج نوجوان بھی کود ا دونون نے ہاتھ ملائے

کشتی ہونے لگی جب خوب زور ہوئے فیل جہان زور نے خیال کیا کہ ایرج زبردست ہو پکڑا نہ جائیگا ایسا نہو کہ مجکو ذلت ہو اور تمام عمر کو خفت ہو چاہیے کہ سحر سے گرفتار کرلے بس یہ سوچکر اُسنے سحر کیا ایرج کے دست و پا بے قابو ہوگئے فیل جہان زور نے کمر مین ہاتھ دے کر اُٹھا لیا شاپور کا رنگ سفید ہوگیا اور طوفان شاہ نے ایرج کی فوج سے کہا کہ یارو اب تم پھر جاؤ کہ تمام عمر تمھاری شہزادے سے ملاقات نہوگی بالکل لازم ہے کہ اطاعت کرو کس لیے کہ معمول ہے کہ جسکا سردار مارا جاتا ہے یا پکڑا جاتا ہے تو اُسکی فوج اطاعت کرتی ہے اُسوقت شاپور شیر دل نے کہا کہ ای طوفان شاہ یہ تمنے سچ کہا کہ تمنے ایرج کو اسوقت پکڑ لیا ہے مگر آج تین دن ہوے ہین کہ اسنے نکھانا کھایا ہے نہ شراب پی اور تمھارے پہلوان کھانا بھی کھایا اور شراب بھی پی ہے آج تم ایرج کو چھوڑ دو اگر کل پکڑ لے جاؤ گے تو ہم تمھین جانینگے کہ بیشک تمنے مردی اور بہادری سے پکڑا ہے ہم سب تمھاری اطاعت کرینگے طوفان شاہ نے ایرج سے اُسوقت پوچھا یہ تمھارا کون ہے ایرج نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور جو یہ کہتا ہے سچ کہتا ہے طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے کہا کہ اسکو آج چھوڑ دو کل سمجھ لینا وہ اپنے زور پر مغرور تھا اُسنے کہا کہ ای شاپور کل تو کچھ تقریر نہ کروگے شاپور نے کہا نہین بھائی آج ہم کھلا پلا دین گے تمھارے تابعدار ہین ہمارے بھی دل کی ہوس نکل جاے اُسنے ایرج کو چھوڑ دیا اور سحر اُتار لیا شاپور نے کہا کہ روز جنگ روز آشتی آشتی ہم بھی تمھارے یہان سیر کو آئینگے غرض ایرج اپنے خیمے مین آئے اور شاپور نے کہا ای شہریار اس ملعون نے سحر کیا تھا جسوقت آپکے دست و پا بے قابو ہوئے تھے اُسی وقت غلام سمجھا تھا ایرج نے کہا کہ اچھا کل پھر کیا کرینگے شاپور نے کہا کہ ای شہریار گھڑی مین گھڑیال ہے پلک مین دریا ہے دیکھیے کل خدا کی کیا مرضی ہے آج تو چھوٹ گئے فیل جہان زور نے یہان سے جاکے طبل جنگ بجوایا ایرج کو خبر ہوئی یہان بھی طبل جنگ بجا شاپور نے اپنے دل مین کہا کل پھر سحر کرکے پکڑ لیجاے گا آج کی رات جسطرح سے ہوسکے پکڑ لاؤ اور گاڑ دے کہ کہین ٹھکانا نہ لگے اور کسی پہلوان کو اُسکی صورت بناکے چھوڑ دے لیکن کسی سے کچھ نہ کہا اور خیمے مین خود برہنہ طپشہ ہوکے جاکے کہا ہم تمسے ایک بات کہنے کو آئے ہین اگر ایرج نوجوان پکڑا گیا تو قہر ہوگا مجکو کسیطرح فتح نہین معلوم ہوتی

کہا ای شاپور ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہین کہو کیا کہتے ہو شاپور نے کہا ہم فیل جہان زور
کو پکڑ کے لائے ہین اور تمکو اُسکی صورت بناتے ہین صبح کو جسوقت لڑائی ہوگی سمجھ لینا
خود برہنہ طیشی نے کہا کہ مین حاضر ہون چلیے شاپور نے کہا کہ پہلے مین پکڑ لاؤن تو تمھے
لے چلون یہ کہکر روانہ ہوا اور قلعہ کے دروازے پر آیا وہان کے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ
آپ نے اجازت لے رکھی ہے جایئے غرض یہ اندر قلعہ کے گیا بازار اور کوچون کی سیر کرتا
ہوا مکان کی طرف فیل جہان زور کے آیا اس عرصہ مین منزل مغرب مین خورشید گیا
اور سیاہی شام نے عالم مین قدم رکھا شعر کہ ناگہ چھا گئی تاریکی شام * گیا قلعہ مین شاپور
خوش انجام * شاپور قلعہ مین ادھر اُدھر پھرا کیا جب چار گھڑی رات گذری فیل جہان
زور دن بھر کا تھکا ماندہ تھا سو رہا شاپور ایک خدمتگار کی شکل بنکر اُسکے مکان مین داخل
ہوا دیکھا تو ایک مکان الگ ہے کہ اُسکے صحن مین قناتین گڑی ہین میخ قنات کی اُکھاڑ کر
اندر گیا تو دیکھا کہ فیل جہان زور سو رہا ہے اُسنے کانٹے سے دو ستا آبر کا کر کے کنفے مین داروے
بیہوشی رکھکر اُسکی ناک مین پھونکدی کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا شاپور نے چادر عیاری
بچھا کے اُسکا پشتارہ باندھا اور وہان سے نکل کر بیجادہ جا قدم مارتا ہوا جب دروازہ قلعہ پر پہنچا تو لوگون نے
گٹھری کیطرح پکڑ لیا اور چلا کسی نے روکا نہین جانا کوئی چیز لیے جاتا ہے یہ اُسکو خیمے مین خود برہنہ طیشی کے
لایا اور وہان پشتارہ رکھکر خود برہنہ طیشی کی اُسکی ایسی صورت بناکے اور ایک بڑا سا
غار کھودکر فیل جہان زور کو دفن کردیا پھر خود برہنہ طیشی سے کہا کہ اب تم
مُنہہ وغیرہ اپنا لپیٹ لو اور میرے ساتھ چلو چنانچہ اُسکو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اُسکو
بھی کسی نے نہ روکا اور شاپور نے اُسکو پلنگ پر لاکر لٹا دیا اور وہان سے پھر آیا جب وہ
وقت آیا کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی اور خورشید روشن کو رہائی ملی کہ بیت

ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور	سیاہی ہوگئی ظلمات کی دور	صبح کو طبل جنگ تو بج ہی

چمکا تھا طوفان شاہ فیل جہان زور نقلی کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج میدان مین
آیا اسطرف سے ایرج نوجوان بھی سوار ہوا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارہ
بجنے لگے غرض بڑے جاہ وحشم سے یہ بھی میدان مین آگئے اور شاپور نے طوفان شعلہ

سے جاکر کہا کہ ہمنے کھانا بھی کھلایا اور شراب بھی پلائی اور جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب کوئی عذر باقی نہین ہے اگر آج تم پکڑ لیجاؤ گے تو ہم سب تمھاری فرمانبرداری کرینگے غرض فیل جہان زور نقلی میدان مین آیا اور ایرج بھی گھوڑا اوڑا کر چلے جب میدان مین پہونچے مرکب پر سے کودے اور کشتی دونون مین شروع ہوئی پیچ اور توڑ جوڑ ہنید ہونے لگے آخر ایرج نوجوان چھاتی مین مر دے کر ریل لیجا یہان مارا وہان ٹیکا اوسکو دس بیس قدم ریل کے جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اوٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا اور چرخ دیا سر سے خود ہاتھونسے داستانی پانون سے موزے نکل گئے چاہتا تھا کہ زمین پر ٹپکے شاپور پکارا کہ ای شہریار زمین پر نہ مار یے گا اس سے بہت سے کام نکلینگے طوفان شاہ کا تو رنگ سفید ہو گیا کیونکہ اسی کے بھروسے پر وہ سلطنت کرتا تھا آخر کچھ بن نہ آیا ہاتھون کو رومال سے باندھکر ایرج نوجوان کے آگے قدم پر گرا اور کہا کہ اے شہریار مین نے اطاعت قبول کی ایرج نے گلے سے لگا لیا اوسنے کہا قلعہ مین تشریف لیچلیے ایرج نے کہا تم چلو مین آتا ہون یہ کہکر خیمے مین اپنے آیا شاپور نے اوسوقت کہا کہ مین نے یہ عیاری کی تھی ایرج نے کہا کہ تمنے بہت برا کیا ہمارا خدا حافظ اور نگہبان ہے ہم یون ہی کسی نہ کسی طرحسے پہونچ جاتے یہ کہکر سوار ہو کر مع لشکر قلعہ مین داخل ہوا طوفان شاہ نے حکم دیا طائفہ آسنے ناچ ہونے لگا لیکن اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا ہے وہ شکار کو گیا ہوا تھا اوسکو خبر ہوئی کہ تمھارا باپ مسلمان ہو گیا اور ایرج کو قلعہ مین لایا ہے جب اوسنے سب حال سنا تو غصہ آیا اور کہا قسم ہے جمشید اور سامری کی کہ ابھی جاتے ہین اوسکو قتل کرینگے لوگون نے کہا کہ اے شہریار آپ کے باپ نے اطاعت قبول کی ہے آپ کو بھی مناسب ہے کہ ملجائیے کیونکہ جب ایسے پہلوان کو ایرج نے پکڑ لیا کہ جسکے بھروسے پر آپکے باپ سلطنت کرتے تھے تو اور کوئی کب ہو سکتا ہے بعضے بعضے حرامزادون نے کہا کہ ابھو ملجائیے پھر دعوت کرکے بیہوشی دیکر پکڑ لیجیے گا یہ کلمہ سنکر اوسنے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو یہ تدبیر اچھی ہے پس یہ وہان سے آکر قلعہ مین داخل ہوا چلتے تو اسنے باپ کو مجرا کیا

ایرج کو اور کہا کہ اے شہریار میرے باپ نے اطاعت اختیار کی ہے اسلیے مین نے بھی اطاعت
اختیار کی اب میرے یہان آپ کی دعوت ہے یہ کہکر اپنے گھر چلا گیا اور تیاری دعوت
کی کی شراب کباب پلاؤ قلیہ پانی وغیرہ سب مین بیہوشی ملائی اور ایک دن ضیافت کا
ٹھہرا کر ایرج کو لیگیا ایرج اور طوفان شاہ مع اپنے رفیقون کے اور شاپور کے
گیے ناچ دیکھا کیے پھر دسترخوان چنا گیا سب نے کھانا کھایا شاپور تو یہ جانتا ہی تھا کہ اسکا
باپ مسلمان ہو چکا ہے بس غفلت مین سب نے کھانا کھایا بعد کھانے کے پھر ناچ ہونے
لگا اس عرصہ مین شاپور کو چلا آیا اور پکارا اے اعظم شاہ تو نے دغا کی غرض سب بیہوش
ہو گئے اوسنے سب کو گرفتار کر لیا اور صندوقون مین بند کیا اور فوج جو باہر ایرج کی
پڑی تھی اوسے کہلا بھیجا کہ ہمنے ایرج اور شاپور اور اپنے باپ کو پکڑ لیا ہے تم سبکو
چاہیے کہ ہماری اطاعت کرو جو افسران فوج نے سنا تو وہان سے کوچ کرکے جانب
لشکر امیر روانہ ہوئے اور اعظم شاہ اون صندوقون کو ارابہ پر رکھکر جانب طلسم آئینہ
روانہ ہوا پچاس ساٹھ ہزار سوار اور جادوگر ہمراہ لیے اور کہتا جاتا تھا کہ ایہا الناس مین حیران
ہون کہ پہلوان فیل زور کو کیا کیا یہ کہتا ہوا ایک پہاڑ کے درہ مین اترا اور کچھ ناشتا
کرکے پھر روانہ ہوا اور وہان سنیے کہ افسران فوج جو وہان سے روانہ ہوے تھے اونکو رستے
مین شہزادہ قاسم ملے اونھون نے شہزادہ مذکور سے کہا کہ اے شہریار ایرج کو اعظم شاہ
نے پکڑ لیا ہے قاسم نے جو یہ سنا تو اوسیوقت جانب قلعہ طوقانیہ روانہ ہوے اعظم شاہ
صندوقون کو لیے چلا جاتا ہے کہ یکایک گرد تیرہ و خیرہ سرگردیہ آسمان رسیدہ دیا ہی گرد
نہ مین دور بدہ نمود ہوئی اعظم شاہ نے کہا کہ خبر لینا یہ گرد کیسی ہے مگر ہوا نے بار اگرد
کو گرد نے ہوا کو سامنے سے نشان یاقوت رنگ پیدا ہوے اور سی نوے ہزار جوان
یاقوت پوش نظر آئے اور قاسم نے سیارہ بن عمرو سے کہا کہ خبر تو لا یہ خزانہ کیسا ہے
سیارہ وہانسے سنا ماہر کر اعظم شاہ کی فوج مین آیا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ خزانہ
کہان جاتا ہے اور تم کون ہو اور کہان جاؤ گے اونھون نے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آئے ہو سیارہ نے کہا ہم تو شکار کھیلنے آئے ہین اونھون نے کہا کہ بھائی ایرج حمزہ کا پوتا

اوسنے آکے قلعہ طوفانیہ کو لیا یا اور طوفان شاہ اوسکا مطیع ہوا اعظم شاہ بن طوفان شاہ شکار کو گیا تھا وہ خبر سنکے آیا اور اوسنے ضیافت کرکے بیہوشی کھلا کر سب کو پکڑ لیا اب طلسم آئینہ کو جاتا ہے سیارہ نے پوچھا کہ ان صندوقوں میں کیا ہے اونھوں نے کہا کہ ایک میں ایرج ہے اور ایک میں شاپور اور ایک میں اعظم شاہ کا باپ سیارہ یہ خبر تحقیق کرکے خدمت قاسم میں آکر پہونچا اور اوس سے سب حال بیان کیا قاسم کو یہ خبر سنکے تاب باقی نرہی تلوار کھینچکر مرکب اوٹھایا اور اوس لشکر پر آکر گرا پھر قیماس خان خاوری اور حسن خان خاوری و فیروز خان خاوری سب نے تلواریں کھینچکر گری تلوار چلنے لگی دھڑ سر دھڑ اور مردی پر مردہ گرنے لگا نظم

جری کھینچا جس وہ خونی حسام
لگے قصہ گھر کرنے تمام
قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی
کہ جس سمت یہ آئی صفائی ہوئی
سب ہو گئی اوس جاکی ٹھہر سب
کیا خاک پر شکل ماہی تڑپ
لگا خون سے تا صف فوج تمر
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر
ہدف سے کمان تک تھی بیداد تو
جڑے تیر تھے شکل تیر نگاہ
صفوں پر وہ چلتی تھی تیغ فوج
روان سطح دریا پہ جیسے ہو موج
کیا قصد مرگ کہ وہ دراز
کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز
ستون پر تھا ہر سمت جوش نگاہ
لب زخم تھے ساحل جویبار
بھری ہوئی خاک دشت نبرد
ہوا پر بجز خون نہ اوٹھتی تھی گرد
وہ آمد تھی اوس کی کہ طوفان مرگ
برستی تھی شمشیر سامان مرگ
زمین پر گری تن سے اڑ اڑ کے سر
ہوا سے درختوں کے جیسے ثمر

بس وہ فوج صندوقوں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگی قاسم نے کسیکو سنبھلنے نہ دیا اور اعظم شاہ گھبرا گیا دو چار جمعدار صوبہ دار جو ساتھ تھے اونسے کہا کہ مجکو درہ پہاڑ میں پہونچا دو غرض یہ بھی بھاگ نکلا اور قاسم نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سب لوٹ لیا اور صندوقوں کو کھلوایا اور ایرج و شاپور و طوفان شاہ وغیرہ کو نکلوایا سیارہ بن عمرو نے فتیلہ رفع بیہوشی سبھوں کو سنگھایا کہ ہر ایک کی آنکھ کھلی قاسم کو ایرج نے تسلیم کی اور شاپور سے سیارہ نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے شاپور نے کہا یہ طوفان شاہ ہے اور طوفان شاہ نے قاسم سے کہا کہ اے شہریار قلعہ میں تشریف لے چلیے قاسم نے کہا کہ آج اسی مقام پر قیام کرینگے غرض وہیں خیمہ استادہ ہوے بارگاہ میں سب بیٹھے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش میں آیا اور اعظم شاہ

دو تین آدمیون کے عرق عرق پسینے مین غرق گرد مین آلودہ پانون سوجے ہوے ننگے پانون
ننگے سر بدحواس کوہ رنگین مین پہونچا وہان کی مالک ملکہ رنگین جادو تھی لوگون
نے دیکھا کہ اعظم شاہ اس حال آیا ہی اونھون نے کہا کہ ای شہریار خیر تو ہی فرمائیے
کہ کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ ہان خیر ہے ملکہ رنگین جادو کو جاکر جلد خبر کرو کہ قاسم
نے میری فوج سب غارت کردی مین بھاگ کر یہان آیا ہون لوگون نے جاکر ملکہ رنگین جادو
سے کہا کہ اعظم شاہ اس شکل سے آیا ہی اور یون کہتا ہی اوسنے کہا کہ جلد لاؤ اسکو کیون روکا
سب نے کہا کہ ہمنے روکا نہین اوسنے آپ ہی کہا کہ خبر کرو غرض لوگ اوسکو لیگئے ملکہ رنگین جادو
نے مقام صدر پر بٹھایا اور مزاج پرسی کی اوسنے کہا کہ ای ملکہ رنگین جادو ایرج پوتا صاحبقران
کا طلسم توڑنے کو آیا پہلے میرے باپ سے لڑائی ہوئی وہ اوسکا مطیع ہوگیا مین شکار کو گیا تھا
راہ مین مجھکو خبر ہوئی مین نے آکر دعوت کرکے بیہوشی دیکر پکڑ لیا اور قید کرکے طلسم آئینہ
کو جاتا تھا راہ مین ایرج کے باپ ملک قاسم نے آکے ایسی تلوارین مارین کہ سنبھلنے نہ دیا
بھاگ کر مین تمھارے پاس آیا ہون اور اوسنے قید بھی چھین لی رنگین نے کہا کہ ایرج قاسم
کون ہین اوسنے کہا کہ قاسم تو پوتا حمزہ کا ہی اور ایرج قاسم کا بیٹا ہی رنگین
نے کہا کہ وہی حمزہ جسنے لقا کے ملک چھین لیے ہین اچھا مین جاکے پکڑے لاتی ہون کہکر
اوٹھی اوسوقت غدار جادو ایک کنیز کھڑی ہوئی تھی اوسنے کہا کہ ای ملکہ آپ کو ذرا سے
کام مین جانا نہ چاہیے ہم فرمانبردار کس لیے ہین رنگین جادو نے کہا کہ ای غدار جادو
اچھا تو ہی جاکر پکڑ لا غدار چار سو ساحر ہمراہ لیکے روانہ ہوئی جب کہ اوس بیابان مین
پہونچی تو دیکھا اوسنے کہ خیمہ استادہ ہین فوج اتری ہی یہ پکاری کہ ارے خداپرستو درپردہ تم
وہ ہو کہ تمنے خداوند لقا کو حیران کیا ہی جسنے کہ تمکو پیدا کیا ہی اوس سے لڑتے ہو یہ کہو کہ اوسکے
مزاج مین رحم ہی اسوجہ سے بچ جاتے ہو نہین وہ چاہے تو غارت کردے اور اب تمنے ارادہ کیا کہ
طلسم آئینہ کو جلائینگے گناہ رم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روید مین لشکر
مین سنکے دوت و تاب تباتی شاپور شیردل اور سیارہ بین عمرو ساحرنیون کو دیکھکر بھاگ گئی
اور ان چار سو جادوگرنیون کی جھولیون مین رائی مرچون سرماش کی دانے آگ دھتورے کی پھل بھرے تھے

جو بس اونھون نے تاریخ تریخ لشکر پر مارنا شروع کیا اور عذار جادو نے ایک تاریلی اپنی بغلی سے نکال
کر جانب آسمان اوچھالا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اور دھوان ہوکر چادر ظلمات لشکر پر چھا گئی
تمام لشکر ڈھک گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا اور گرمی ہوئی اور غل ہوگیا
لوگون کا پیاس کے مارے دم نکلنے لگا ایسا ماہی بے آب تڑپنے لگے مقام ظلمات وہ
جگہ بن گئی ایرج اور قاسم یا دو دو کو پکارتے تھے چاہ بابل اوس جگہ سے مشہور شدہ تھا عذار جادو
نے کوس بھر کا میدان دیگر خیمہ آراستہ کیا اور کہا ارے لونڈیان انکا کیا ہلکو قتل کرون یہ آپ ہی مارے
پیاس کے تڑپ تڑپ کر مرجائینگے اور دو جادوگرنیون کو بھیجا کہ ملکہ رنگین جادو سے
یہ حال کہہ آؤ کہنا کہ آپکے اقبال سے مین نے فتح کی اون دونون جادوگرنیون نے آکر ملکہ
رنگین جادو سے عرض کی کہ مبارک ہو عذار نے لڑائی فتح کی رنگین اوسوقت کھانا کھا رہی تھی
یہ حال سنکر خوش ہوگئی ساتھ ستر خوان کھانے کے مع شراب وکباب عذار جادو کیواسطے
دو جادوگرون کو بلا کے روانہ کیے چنانچہ شاپور وسیارہ بن عمرو جو لشکر کیطرف آئے دیکھا
کہ چادر سیاہ پڑی ہے غل ہو رہا ہے بھاگے اور ایک درہ پہاڑ مین جا کے بیٹھے دیکھا کہ سامنے
کچھ خوان کھانے کے آتے ہین دونون دہقان کی شکل بنکر آئے پوچھا یہ کھانا کہان جاتا ہے
اون دونون جادوگرون نے کہا عذار جادو کیواسطے ملکہ رنگین جادو نے کھانا بھیجا ہے اس
سبب سے کہ دریافت ہوا تھا لشکر ایرج کا عذار جادو نے غارت کیا ہے شاپور نے یہ سنکر سیارہ
سے کہا بھائی وقت ہے پھر ایسا وقت نہ ملیگا اور ایک پہاڑ مین جا کے دونون جادوگر
کی صورت بنکر پیچھے دوڑے کہا بھائی ٹھہر جانا اور قریب آکے کہا ملکہ نے بلایا ہے اور حکم
فرمایا ہے کہ تم کھانا پہونچاؤ اون دونون کو جلد بھیجدو یہ سنکے اونھون نے خوان کھول کھول
کر دکھلائے شاپور اور سیارہ نے دیکھنا شروع کیے وہ دیکھنا کیا تھا کہ سب کھانے مین
بیہوشی ملائی وہ تو چلے گئے یہ دونون کھانا لیکر آئے خبر ہوئی کہ ملکہ نے کھانا بھیجا ہے عذار
جادو کو یہ دن کب نصیب ہوئے تھے خوش ہو کے کہا میرے واسطے کیون نہ بھیجتین
مین نے ایسا ہی کام کیا ہے لونڈیون نے کہا بلانون ملکہ بہت خوش ہوئی ہونگی اور آپ سے
نہایت رضامند ہین آپ جو چلیے گا تو خلعت ہوگا اس عرصہ مین لے کے بارگاہ مین

دونون آئی غدار جادو وہ اوٹھکری ہوئی آداب بجالائی لونڈی پھول کے آپ مین نرگی
بشل گوجی کے پھول کے بیٹھی تھی کہ دسترخوان بچھوا کے چارسو لونڈیون کے ساتھ کھانا کھانا
شاپور و سیارہ بیچ دسترخوان کے آبیٹھے قابین اوٹھا اوٹھا کر دیتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ ملک
بہت تحفہ پکا ہی اور یہ خوش ذائقہ ہی یہ مٹھائی ملک کی کھانیکی ہی غرض سبنے پیٹ بھر بھر کی
کھایا اور شراب پی بعد لمحہ کے بیہوشی نے اثر کیا سب کو برابر چکر آیا ایک مرتبہ پر چارسو لونڈیان
آئی سب کے سب بیہوش ہوئین ایک طرفسے شاپور شیر دل خنجر کھینچکر دوڑا ایک طرفسے
سیارہ بن عمرو خنجر لیکر چلا پہلے تو غدار جادو کا سر کاٹ ڈالا بعدہ چارسو کنیزون کے
سر کاٹ ڈالے دار وگیر کی آواز بلند ہوئی لشکر پری جادو رجاتی رہی روشنی ہوئی سبکو ہوش
آیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا لگی قاسم اور ایرج نے سجدہ کیا بارگاہ مین بیٹھے شاپور و سیارہ جو آرائش
و تمیت جادوگرنیون کا اوتار کے بارگاہ مین آپہونچے قضاء کار وہ دونون جادوگر ملکہ
رنگین جادو پاس پہونچے مجرا کیا ملکہ نے کہا ارے تم دونون کھانا کھلا آئے دونون نے عرض کی کہ
آپ نے یاد فرمایا تھا ہم حاضر ہوئی کہا اری کس نگوڑی کمبخت ستیاناس گئی نے بلایا تھا عرض کی
کہ ہم کھانا لیے جاتی تھی دو جادوگر پیچھے سے آکے کہنے لگے کہ تمکو ملکہ نے یاد فرمایا ہی ہم اونکو کھانیکے
خوان دیکے حاضر ہوئی رنگین جادو حیران ہوئی اور کہا اری کوئی جاکے غدار جادو کی خبر
لائے دو جادوگر روانہ ہوئی جاکر سر کٹی پڑی ہین گھبر کے بھاگے خبر کی ملکہ نے کہا ارے یہ سچ کہتے ہو
کہا چشم خود دیکھا ہے رنگین جادو اوٹھی اور آپ کتاب جمشید و سامری منگوائی
اور دیکھی معلوم ہوا کہ ایک تو شاپور ہی اور ایک سیارہ ہی ان دونون نے سب کے سر کاٹے
ہین اعظم شاہ نے کہا ملکہ بڑے زبردست عیار ہین تلوار بیے ہین کسیکو خاطر مین نہین
لاتے رنگین جادو کے آگ لگ گئی باغ گلزار مین جاکر پہونچی ایک دیو کو اسنے پالا ہی اوسکو
وہان رکھا ہی بڑا زبردست ہے بیس پچیس اونٹ کے کباب کھاتا ہے چالیس پچاس
منگ شراب کے پیتا ہے اور عیش شبانہ روز کرتا ہے اوسکے پاس ملکہ جا پہونچی
اوسنے مجرا کیا کہا امان جان آج کیونکر آنا ہوا رنگین جادو نے سب حال
بیان کیا اوسنے کہا اماجان آپ ہی کے دن کیواسطے ہین آپ نے بہت بہتر

کیا کہ غلام کو خبر کی غلام جا کے سب کو پکڑ لاتا ہی یہ کہکر اوٹھا پس سر اوسکا تا بہ فلک رسیدہ
اور پا بہ زمین دوزیدہ تھا ایک چوب دست لئی ہزار من کی ہاتھ مین لیکے روانہ ہوا یہان
بارگاہ مین سب بیٹھے ناچ دیکھ رہی تھی شراب کا جام گردش مین تھا کہ وہ دیو آپہونچا لوگون نے
دیکھا کہ ایک گولہ پیچ و تاب کھاتا ہوا آتا ہی اوسنے برابر آکے ایک چیخ ماری کہ ارے خدا پرستو
میری خبر لاؤ کہ تم ہو میرا سامنا کرو آج مین تمکو کھانے آیا ہون یہ خبر قاسم کو ہوئی کہ ایک دیو
آیا ہی اور یون کہتا ہی قاسم نے سیکڑون دیو مار ڈالے تھے ارادہ کیا کہ اسکو مار ڈالون ایرج
نے کہا قبلۂ عالم آپ نے ہزارون دیو مارے ہین غلام کو ہوس ہی آج حضور ملاحظہ فرمائین
کہ کسطرح سے اسکا کام تمام کرتا ہون اور ملکہ رنگین جادو نے کچھ جادوگر واسطے خبر کیساتھ
کر دی تھی چنانچہ ایرج یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا کہا ارے
تیرہ سر کیا لاف زنی کرتا ہی اور بڑبڑا رہا ہی لا کیا حربہ لایا ہی دیو نے بے تامل وہ چوب
دست ایرج پر ماری ایرج نے خالی دی پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی
پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی جھنجھلا کر تیسری مرتبہ چوبدست ماری
ایرج نے پھر بھی خالی دی مگر اس زور سے ماری تھی کہ زمین مین غار پڑ گیا جبتک
چوبدست کو پھر اوٹھائی ایرج نے مرکب کو دبا کے ایک تلوار ماری کہ دیو دو ٹکڑے ہو کے
گر پڑا غل و شور مچایا اور ایرج پکارا منم ایرج نوجوان زدم و لیست کردم بحکم پروردگار
عالم وہ جادوگر جو ہمراہ رنگین نے واسطے خبر کے کر دیے تھے وہ بھاگے اور جا کے رنگین
جادو کو خبر دی کہ ایرج نوجوان نے دیو کو مار ڈالا اوسنے کہا ارے کیونکر مارا کہا پہلے تو دیو نے
تین چوبدست ایرج نوجوان پر ماری ایرج نے خالی دیکر ایک شمشیر ایسی ماری کہ مانند خیار کے دو
ٹکڑے دیو کے ہو گئے رنگین جادو نے کہ یہ سنتے شعلے اوٹھنے لگی پکاری منم رنگین جادو اگر ایرج کو نہ مارا
کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر تڑپ کر سنا نا مار کر رہی لیکن کچھ لوگ ساتھ ہو گئے جا کے جو دیکھا تو دیو کے
دو ٹکڑے پڑے ہین چوٹی سے ناپل نکال کے آسمان پر مارا کہ تڑاقا ہوا ایک برق گری کہ بہتونکو جلا دیا بہت
سے مارے پڑی قاسم نے کہا یارو یہان سے چلو یہ بد دل آفت ہی سیارہ اور شایلو
تو پہلے ہی بھاگ گئی تھی پھر تو جسکا منھ جدھر کو اٹھا اودھر بھاگا جب کہ سب چلے گئے رنگین

قاسم اور ایرج کو پکڑ لیگئی جادوگروں سے کہا کہ بارگاہ اور اسباب ایک جگہ انبار کردو یہ کہکے
اپنے کوہ پر لیجا کے چھوڑ دیا اعظم شاہ آیا کہا اے ملکہ تم طوفان شاہ کو نہ لائیں جسکا
طوفان تھا کہا وہ کہاں جائیگا سمجھ لونگی یہ جو فوج بھاگی ایسا کہ آٹھ نو سو جوان خوارزمی
اور طوفان شاہ ایک دری میں چھپے ہیں اعظم شاہ نے کہا اے ایرج ایک طوفان کو تابعدار
کرکے سبت خوش ہوے تھے اس آفت کی خبر نہ تھی رنگین جادو نے قید سخت میں گرفتار
کیا اور کہا ارے اب تمکو زندہ اور سلامت کب چھوڑنے کی ہوں تمنے چار سو لونڈی ساحرہ
زبردست قتل کی ہیں ایرج نے کہا ہمنے نہیں مارا انکو رنگین جادو نے کہا تمنے کہا ہیکو
مار تمہارا عیاروں نے قتل کیا ایرج نے کہا ہمکو چھوڑ دو نہیں تو تجھپر کوئی آفت آیا چاہتی
ہے رنگین جادو نے غصہ کھا کر حکم کیا کہ کوہ رنگین کے بیچ چبوترہ نکبت جلد تیار ہو میں گردن
مارونگی آٹھ نو سو جادوگر کوہ کے نیچے اوترے قاسم نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا کہ یہ میرا بیٹا ہے میں
آنکھوں سے نہ دیکھوں کہ یہ مارا جاے ایرج نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا رنگین نے قاسم سے کہا کہ ایرج
دیو کو مارا ہے میں پہلے ایرج کا سر کاٹونگی کہ تیرے دل کو لگے لیکن ایک طرح چھوڑ
دیتی ہوں کہ ہمارے پاس لقا اور جمشید و سامری برابر ہی چیز وہ کیا مسخرے ہیں ایکبار
کہکے پھر جینا نہیں تو شوق سے گردن مارو ہمارا پروردگار ہماری جان کا نگہبان اور بچانیوالا
ہے یہ سنکے رنگین جادو دونوں کو پکڑ لائی اور چبوترہ پر بٹھایا سامنے بھاگے ہوے
سردار پہاڑ میں تھے یہ حال دیکھکے تلوار پکڑ پکڑ کر آگرے لڑائی ہونے لگی اے
کہا تم قیاس خان خاوری اور منتم شہزادہ کج گردن نفیروں کی آواز بلند ہوئی
چار طرف سے آکر گرے سیکڑوں جادوگر مار ڈالے اوس وقت رنگین جادو نے
سحر کیا آسمان پر ایرج نوجوان اور قاسم کو لے کے پہاڑ میں بھاگی شاہ پور
نے دیکھا کہ وہ کوہ میں گئی ہے ایسا شور بار ڈالے ایک لونڈی زخمی کی شکل بنکر
لہو بہتا ہوا روتی ہوئی بدحواس پیچھے دوڑی ملکہ نے سب کو منع کیا تھا کوئی ساتھ نہ آئے
وہ پانچ لونڈیاں دوڑ دوڑ چلی آتی تھیں ملکہ رنگین جادو نے کہا ارے یہ کیا ہوا کسنے تجھکو زخمی کیا کہ
ملکہ میرا جی چاہتا ہے کہ انکی بہو ماتھ سے بوٹیاں کاٹوں تو ٹھنڈک پڑے رنگین جادو نے کہا تو ہی

مارڈال لونڈی نے کہا ملکہ تبسم و سامری تمکو سلامت رکھے ان موذون نے کیا مرا اوٹھا یا ہے ہمکو نہ
وارث سمجھے ہونگے جسطرح میرے شانے سے خون بہتا ہے اسی طرح سے ان ستیاناس
گیون کا لہو بہتا ہوا دیکھون تب چین آوے یہ کہکر کہا بی بی میرے پاس کوئی ہتھیار نہین ہے
رنگین جادو نے دستک دی ایک تلوار پیدا ہوئی وہ تلوار لونڈی کو دی لونڈی نے تلوار
لیکے کہا ہے پاکر پہلے انکو ماردون یا تمکو ماردون کہا ارے چڑ دکیا کہتی ہے شاپور نے کہا چڑ دیتو
اور تیری مان یہ کیا بکتی ہے رنگین جادو نے ایک دوہتڑ زمین پہ مارا ساتھہ دوہتڑ کے شاپور
نے ایک تلوار ماری کہ مانند خیار تر رنگین جادو کے دو ٹکڑے ہوے دار وگیر کی اواز بلند ہوئی
لیجیو پکڑیو کشتی مرا نام ہے رنگین جادو بود ادھر پکارا منم شاپور شیر دل ایرج نے دوڑ کر
گلے لگالیا اور سبکو جمع کرکے بٹھایا اور کہا آپ آرام کیجیے مین فوج کے ڈھونڈھنے کو جاتا ہون
یہ کہکے شاپور شیر دل روانہ ہوا فوج کی فکر مین اب سنیے کہ وہان کارخانہ سحر رنگین جادو
برطرف ہوا تھوڑے سے جادوگر جو وہان تھے اونھون نے اطاعت قبول کی شاپور شیر دل
جو گیا تو ہر ایک مقام پر درہ پہاڑ مین لوگ چھپے بیٹھے تھے اونسے کہا یارو تمھارے شہریار نے فتح کیا یہ کہکے
سب کو چارطرف سے جمع کرکے لے آیا ایوان شاہی یعنی جو مکان رنگین جادو کے رہنے کا تھا
وہین قاسم و ایرج بیٹھے تھے شاپور سب کو لایا ہر ایک اپنے مقام صدر پر بیٹھے اب کہ
رنگین پہ ناخن کا نیوالے آتے ہین مجرا ہوتا ہے گانا ہو رہا ہے ہر ایک کو موافق اوسکی حوصلہ کے
انعام ملتے ہین ایک سمت کو طوفان شاہ بیٹھا ہوا ہے مگر اعظم شاہ جو بھاگا تو صحرا ے کالک سے
نکلکر قلعہ نیستان مین گیا وہانکا بادشاہ نیستان شاہ ہے اعظم شاہ دروازہ قلعہ پر پہونچا
لوگ پہچانتے تھے کہ طوفان شاہ کا بیٹا ہے دیکھا کہ ٹوٹا مارا خستہ حال کپڑے پھٹے ہوے تاج تباہی
سر پر رکھا ہوا پانون سوجے ہوے دو تین آدمی ساتھ حیران سرگردان چلا آتا ہے لوگون نے کہا
اعظم شاہ آپکی کیا حالت ہے کچھہ فرمایئے تو کہا یارو مین کیا کہون جو قسمت مین تھا وہ ہوا کس کس
سے احوال بیان کرون تم جاکے نیستان شاہ کو خبر کردو لوگون نے کہا آپ بادشاہزادے ہین آپ
کے باپ سے ہمیشہ ملاقات رہی ہے آپ جایئے اعظم شاہ نے کہا جو ہمارا دور تھا وہ کہان اب بحال
افلاس ہین مفلوس نہین وہ بادشاہت نہین دو آدمی ٹوٹے مارے ساتھ ہین میری یہ حالت ہے کہ تنہا

کسی اور کی ہنو گی اس سے بہتر یہ ہی کہ سبکو بےخبر کردو تمھارے واسطے بھی خبر کر دینا بہتر ہی کسواسطے کہ تم تعینات ہو لوگون نے کہا بہت اچھا ہمارا کیا مقدور جو آپکو روکین لیکن بموجب حکم آپکے ہم جاتے ہین ہرکارے کی جوڑی روانہ ہوئی نیستان شاہ بیٹھا ہوا تھا تخت سلطنت پر آٹھ نو سو سردار ہاتھ باندھے کھڑے چار وزیر گرد تخت کھڑے ہوے تھے مورچھل بال ہما کا زرین تھا دروازے پر چوبدار عصا بردار کولائے رقاصی بیٹھے تھے کہ جوڑی ہرکارے کی جاکے پہونچی مجرا لیا عرض کی جہان پناہ سلامت اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا در بند اول کا جو بادشاہ ہی آیا ہے کہتا ہے مجھے کیون روکا جلد لاؤ لوگ دوڑے اور لیگئے نیستان شاہ نے دیکھے عجب حالت تباہ سے آیا ہے کرسی بیٹھنے کو دی اعظم شاہ آداب بجالا کے بیٹھا نیستان شاہ نے آنکھیں نیچی کرلین فکر مین ہے کہ یہ کیا ہوا اور اس لئے کیونکر پوچھون کہ تیرے اوپر کیا گذری بعد دو گھڑی کے پوچھا کہو تو اعظم شاہ کیا معاملہ ہے تمھارے باپ نے تمکو نکال دیا کوئی آفت پڑی یہ مال خزانہ ملک و مال حکم حاصل پھر تعجب ہے کہ تم اسطرح سے آئے کچھ تو احوال بیان کرو اعظم شاہ رو دیا اور کہا اے عمو جان مین تو شکار کو گیا ہوا تھا بعد میرے ایرج نوجوان پوتا صاحبقران دوران کا آیا میرے باپ سے لڑائی ہوئی فیل جہان زور کو مار لیا میرا باپ تابعدار ہوا مجکو اثنا راہ مین خبر ہوئی مین نے آکے ضیافت کی سب کو کھانے مین بیہوشی کھلا کے قید کر کے صندوقون مین بند کر کے طلسم آئینہ کو لیچلا راہ مین ایک گرد نمود ہوئی قاسم نے مار کر اور دنکی وہ قیدی چھوڑا لیے وہان سے مین کوہ رنگین مین ملکہ رنگین جادو پاس آیا ملکہ رنگین جادو سے لڑائی پڑی رنگین جادو پکڑا لائی عیارون نے اوسکا کام تمام کیا ایرج آیا ہے توڑنے کو آیا ہے ہمارا گھر غارت کیا چاہتا ہے مین جاکے پکڑ کے لاتا ہون اعظم شاہ کو حمام کراکے پوشاک نفیس پہنائی حکم کیا سواری جلد حاضر ہو نقارہ کوچ کا ہوا نیستان ستر ہزار جادوگر لیکے مع اعظم شاہ روانہ ہوا دو چار کوچ مقام کرکے آ پہونچا یہان قاسم و ایرج نوجوان باتین کرتے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ سامنے سے گرد نمود ہوئی گرد بر طرف ہو کر سواری معلوم ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ کوئی بادشاہ اس طرح پر آیا ہے ساتھ اوسکے

اعظم شاہ نے ایرج نوجوان ملک قاسم حملہ مین پیرآراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوکے میدان مین
آئے کسب لشکر تیار ہوکر میدان مین آیا ایرج نوجوان کھڑا ہوا تھا کہ تخت نیستان شاہ
کا میدان حرب و ضرب پر قائم ہوا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہوا
ہوا سات صفین آراستہ ہوئین بیلدارون نے زمین پست و بلند ہموار کی نشیب و فراز جا بجا
بہادرون کی آنکھون مین بھر گیا سقے آبپاشی کر گئے نقیبون نے نقابت کی کہ اے
جوانو دلیرو و بہادرو آج کا دن لڑائی کا ہے اپنے اپنے باپ دادے کا نام کرو ابیات
روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + تا شود مرد حاضر میدان
تنگ بر اسپ تنگ باید کرد + کڑکا ہونے لگا نقیبون کی آواز بلند ہوئی نیستان شاہ
تخت سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو اس سرزمین پر
جو کوئی بہ ارادہ رزم آیا وہ زندہ اور سلامت نہ گیا اگر تمکو اپنی زندگانی درکار ہے تو پھر جاؤ
اور ایک چھوٹا ہمارا تمھارے پاس یعنی طوفان شاہ آیا ہے اوسے بھجوا دو کیونکہ اسی کی
یہ سب خرابی کی ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ ارے کیا لاف گزاف کرتا ہے اگر تو لڑنے
آیا ہے تو ہوس اپنی نکال لے اور کہین جاتا ہے تو چلا جا ہمارے جدا بانے بہت طلسم
توڑے ہین ہم بھی حکم پروردگار عالم اس طلسم کو توڑینگے طوفان شاہ ہمارا بھائی ہے
رفیق ہے خدا نے اوسکو گمراہی و راہ ضلالت سے نکالا راہ راست پر پہونچایا تو اب ہم
اوسکو بھلا کب دینگے یہ سنکے نیستان شاہ نے کہا کہ اے خدا پرستو بھلا تم اب ماننے والے ہو جبتک
کہ اپنے کی سزا نہ پاؤگے ایرج گھوڑا ڈال کر اوسکے سامنے آیا اوسنے کہا کہ اے ایرج بھی
تم کوئی دو طلسم سمجھے ہوکے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت ببرد ایرج نے کہا
ارے او بیہودہ کیا بکتا ہے کہ بیت زبان درکش و تیغ کش از غلاف کہ جای سخن نیست اندر مصاف
بس اوسنے اٹکل کرکے نیزہ سینہ بے کینہ شہزادہ ایرج نوجوان پر لگایا شہزادہ نے سنان نیزہ
کو نیزہ کی سنان پر لیا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی چنگاریان آگ کی جھڑ پڑین کہ ابیات
یکایک ہوئے دونون گرم ستیز + غضب کی تھی آویزش مرگ خیز + تہ ران دبا کر بہ قہر و عتاب
ستور صبا سیر در شکل عقاب + قضا سے چھٹی ہے دونون وہ گرد قیامت تھی گھونگھٹ نکلی آورد و برد

اوچھل کود مین تھی بلا را ہوا
وہ سینے وہ لپکے یہ ٹھسکے مری
ہو گرد اک دو بچھیرے کی جری
جو دل اوسنے تاکا تو اوسنے خبر
سنان اوسنے جوڑی تو اوسنے نظر
ملائی سنان سے نگاہین تھی سپر

نہین ملکہ برق جندہ شرار
جو خود تھی وہ تھی دلربا دلفگار
دکھانے لگی لطف چالش گری
عجب گھات سے تھی بہم زد و گشت
جو تیغ اوسنے باندھا تو اوسنے کمر
ہنر سے نہ خالی تھی دونو کی وار

یہ آئے وہ بھونچے یہ چمکے اوڑے
بناوٹ دم رزم تا تل غریب
کھلے رن مین نیزہ دری کے ہنر
یہ سینہ پہ آیا تو وہ سوی پشت
تماشے مین تھی گرم رزم عجب
بہادر تو تھے ہو گئے بیقرار

دو گھڑی کامل نیزہ بازی رہی بعد دو گھڑی کے ایک مقام پر جو نیزہ گھستے ہین تو نیزہ منیتان شاہ کی ہاتھ نکل گیا وہ تیغہ پکڑکر آ گرا اور تلوارین جھپٹ جھپٹ کر مارنے لگا ایرج نوجوانون نے خالی دینا شروع کیا اوسوقت وہ گھوڑے پر سے کود پڑا اور کہا او ہم تم کشتی لڑین ایرج بھی کود اسلحہ اور زرہ جوشن اوتار کے الگ رکھدیا کشتی ہونے لگی سر سے سر ملاکر ایک ٹکر لی اگر تابہ آہن مقابل مین ہوتا تو وہ بھی ٹوٹ گیا اور سرمہ ہو جاتا پیچ اور توڑ جوڑ ہونے لگے جہان اُٹک کر لڑتے تھے تپلے پینے کے بندھ جاتے تھے اسیطرح پہر بھر کامل کشتی رہی ایرج نے دیکھا کہ پہر بھر ہو گیا اور یہ زیر نہین ہوتا بس سینے مین سر اڑاکر بیجا بیجان مارا وہان پٹکا بس چالیس قدم ریل کے لیگیا اوسنے چاہا کہ لنگر مار کر سنبھل نہ سکا اوسوقت اوسنے سحر کرکے اُف جو کیا ایرج کے دست و پا بی حس و حرکت ہوی بیدلیطرح کا پینے لگا زور بالکل جاتا رہا منیتان شاہ نے کمر مین ہاتھ دیکر اوٹھا لیا اور زمین پر مارکر مشکین باندھکر اپنے لشکر مین بھیجدیا یہ حال دیکھکر قاسم مرکب اڑاکر آیا اوسنے بھی کشتی ہوئی اونکو بھی بزور سحر اوسنے باندھا اور پکار کر افسران لشکر قاسم و ایرج ہمنے تمہارے مالکون کو بزور مردی پکڑ لیا تمھین چاہیے کہ اطاعت کرو اونھون نے کچھ جواب نہ دیا لیکن قیماس خان خاوری ہاسون قاسم کے اوسکے سامنے آئے اوسنے بھی کشتی ہوئی انکو بھی اوسی طرح اوس نے باندھا اور طبل آسایش بجواکے پھر گیا خیال کیا کہ ان تینون کا سر کاٹ کے ملکہ مرادت کے جادو کے پاس بھیجوا دون غرض طبل گرد کرتا ہوا بیابان کلک سے نکلکر قلعہ مین داخل ہوا اور جلد ہی دروازہ قلعہ کا بزور سحر بند کرلیا شاپور شیردل اور سیارہ بن عمرو بھی پیچھے

نیستان شاہ کے روانہ ہوئی تھی یہ چارطرف قلعہ کے پھری مگر کہین راستہ نہ ملا ناچار ہوکر ایک دو
دین کوہ کے آئے اور وہان نیستان شاہ سے اعظم شاہ نے کہا کہ آپ طوفان شاہ
کو کہان چھوڑ آئے اوس نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو مین انکی گردن مارلون تو پھر طوفان
شاہ کہان جائیگا مین اوسکو بھی قید کرونگا دو چار مہینے مین آپ ہی ڈھیلا ہو جائیگا یہ کہکر
کہا کہ یہ خداپرست بڑے نحس قدم ہین انکا رکھنا اچھا نہین لاؤ مین گردن مارون اوس نے
قیدیون کو بلوایا اور دارالامارت سے باہر جلادونکو طلب کرکے حکم دیا کہ انکی گردن مارو ان تینون سے
کہا کہ کیون تم طلسم توڑنے آئے تھے مگر تمہارا ہی طلسم ٹوٹ گیا اب جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو ایرج
نے کہا کہ تو نے ہمکو زور سے نہین پکڑا کہ جو ہم تیری تابعداری کرین یا کچھ تجکو نہ کہین تو جادوگر ہے اور
ہم جادوگری پر لعنت کرتے ہین نیستان شاہ یہ سنکر جلگیا اور کہا کہ تم خداپرست بھلا
کب ماننے والے ہو اوسوقت جلادونکو حکم دیا انکو لیجاؤ اور گردن مارو جلاد انکو کشان
کشان دارالامارت کے باہر لائے چبوترے ریگ کے تپائے بوریے فلاکت کے بچھائے انبوہ
خلقت کا اژدہام ہوا لوگ عبرت کرنے لگے ایک حکم ہو چکا تھا دوسرے حکم کی دیر تھی کہ یکایک
آواز طبل اور نقارہ بجنے کی آئی بہرن نیستان شاہ شکار کو گیا تھا وہ آیا اور اوسنے باپ کو
مجرا کیا یہ جوان بہت خوبصورت ہے کشتی لڑتی اور لکڑی کا بہت شوق ہے نیستان نے اوس
سے پوچھا کہ بابا کہان سے آتے ہو اوسنے کہا کہ بابا جان شکار کو گیا تھا اور اوسنے چہرۂ قاسم
و ایرج اور قیماس کو دیکھا تو پوچھا کہ کیون بابا جان یہ کون ہین اور کیا معاملہ ہے نیستان شاہ
نے کہا بابا یہ شکنندۂ طلسم ہین یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین نے ان کو بہ قوت بازو
پکڑا ہے ہر چند کہتا ہون کہ تم جمشید و سامری کو سجدہ کرو یہ نہین مانتے ہین بہرن نیستان
نے اوسوقت ان لوگون سے کہا کہ جوانو تمکو جس حالت مین کہ بقوت بازو و بزور شمشیر گرفتار
کیا ہے تو پھر اطاعت کیون نہین قبول کرتے ہو ایرج نے کہا کہ اگر اوسنے ہمکو بقوت بازو
گرفتار کیا ہوتا تو ہم اطاعت کرتے اوسنے تو ہمکو بزور سحر گرفتار کیا ہے اگر ہمکو چھوڑ دے
اور کشتی لڑے اور سحر نہ کرے اور گرفتار کرے تو ہم اسکی اطاعت کرین بہرن
نیستان نے کہا کہ آپ انکو چھوڑ دیجیے یہ باتین ہوتین کہ یکایک ایک تڑاقا ہوا اور پانچ

پیچھے پیدا ہوئی ایرج اور قاسم و غیستان و قیماس خان و بہرن غیستان کو اوٹھا کر
اور لیجا کے ایک مقام پر رکھدیا یہان جو دیکھا تو ایک بارگاہ کھڑی ہی اوسمین ایک مہنت بیٹھا
ہی ماتھے پر کھریے کا قشقہ کھنچا ہوا بیچ مین سیندور بطور ترسول لگا ہوا بازوون پر اور چھاتی
پر صندل کے کھنور کیے ہوئی ہین کان پھٹے کنڈل کانون مین پڑی ہوئی بال چھاتی پر جٹائین
خاکستری توند بڑی سی بغلون کے بال بڑھے ہوئے ایک لنگوٹا باندھے بیٹھا ہی اوس نے کہا
کہ انکو چھوڑ دو جب کہ چھوڑ دیا اور سحر اوتار لیا تو اوسنے پوچھا کہ تم کیون آئی تھی ایرج نے کہا
کہ طلسم آئینہ توڑنے کو مہنت نے کہا اہو عزیزا اپنی جان کیون کھوتا ہی کسی نے بھی طلسم آئینہ
توڑا ہی بہتر تو یہ ہی کہ چلے جاؤ اور اگر یہی مزاج ہی کہ طلسم کو توڑ دینگے تو یہی طلسم آئینہ ہی اگر
تمسے جایا جائی تو اس درہ مین پہاڑ کے چلے جاؤ آگے طلسم ملیگا اور لوگون سے لڑنے
اور قتل کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ سننا تھا کہ ایرج اور قاسم و قیماس خان
اوس درہ پہار مین گھسے ایک شعلہ آگ کا آیا کہ اونکے بال جل گئی ناچار ہو کر پھر آئے
مہنت نے کہا کہ کیون صاحبو آخر نہ جا سکے خیر جانے کی ہوس تو نکل گئی اب چلے جاؤ اور
اگر نہین جانا منظور ہی اور لڑنا تو مین اکیلا بہت ہون بہرن غیستان نے کہا کہ مہنت صاحب
آپ انکو انکی فوج مین پہونچا دیجیے اور اگر نہ گئے تو مین سمجھ لونگا یقین تو ہی کہ چلے جائین
القصہ انکو انکی فوج مین پہونچا دیا غیستان شاہ اپنے مکان مین آیا اونکی ہمراہ
بہرن غیستان بھی آیا اور سب بیٹھے شاپور و سیارہ بن عمرو بھی آئی جب کہ سب
بیٹھ چکے تو بہرن غیستان نے کہا کہ صاحبو مجکو ہمیشہ سے جوان خوبصورت اور بہادر سے شوق ہی
لکڑی خوب سیکھا ہون کشتی خوب لڑتا ہون برچھا ہلاتا ہون جو جو فن سپاہ گری کے
ہین سب یاد ہین اور ہمیشہ کی تلاش رہتی ہی تمھاری بہادری کا کیا مذکور ہے تم تو بادشاہ
لیکن مین بھی اپنے ملک کا شہزادہ ہون اگر اپنا دوست تصور کرکے میرا کہنا مانو تو ایک بات
مین کہون اسپر عمل کرو مین یہان کا باشندہ ہون مجھے یہان کا سب حال معلوم ہی جو تمھارا
مقصد ہے راست راست کہدو اگر ارادہ جانے کا ہی تو ویسا کہو اور اگر جان بچانے کا سبب
تو جدھر سے آئی ہو چلے جاؤ کیون ناحق اپنے تئین ہلاک کرتے ہو ایرج نوجوان نے قسم کھائی کہ ابھی

مین بغیر توڑے طلسم کے ہرگز نہ جاؤنگا اسمین جاہے کچھ ہی کیون نہو جبر نے کہا کہ ای ایرج میرا تمھارے ہمراہ ہونے کا یہ سبب ہے کہ اگر تم نہین جاتے ہو تو یہان ایک میلہ ہوا کرتا ہی اوس میلے مین ملکہ مرات جادو آتی ہین اور اونکے ہمراہ ایک حباب جادو ہی کہ وہ آتی ہی اور مین اوسپر عاشق ہون چنانچہ جب میلہ ہوا کرتا تھا تو ہمسے اور حباب سے ملاقات ہوا کرتی تھی اب جب سے کہ مرات جادو کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مجکو آنے نہین دیتی ہی اگر تم طلسم توڑتا تو حباب جادو کو مجھے دینا شہزادہ ایرج نے کہا کہ بھائی مجھے قسم ہے پروردگار کی کہ حباب کو مین تجھے دونگا یہ کہکر جبر بن نیسان نے کہا کہ فی الحال صلاح یہ ہی کہ یہان سے مع لشکر کوچ کر جائیے تاکہ سب کو معلوم ہو کہ ایرج کوچ کر گیا دست راست کو جو بیابان ہی اودھر سے راہ طلسم آئینہ کی ہی اودھر مین لیجاؤنگا آپکو اور اگر اور طرف سے ارادہ کیجیگا تو تمام عمر اسی قصہ لڑائی مین گذر جائیگی ایرج نے قبول کیا اور بارگاہ لدوائی اور مع لشکر دست راست کی طرف روانہ ہوئے یہ خبر نیسان شاہ کو ہوئی کہ لشکر ایرج کا دست راست کی طرف جاتا ہی پس اوسنے خیال کیا کہ اودھر سے بھی توراہ طلسم کی ہی ضرور جبر ملگیا ان خداپرستون کا یہی دستور ہی توڑ پھوڑ کا ہی ایسا نہو اوسنے اٹھارہ ملک باختر چھین لیے اور مرکب پر سوار ہو کر برسم یلغار پہونچا اور پکارا کہ ای خیرہ سر کہان جاتے ہو مجکو تمھارا ارادہ معلوم ہوا بھلا مین کب جانے دیتا ہون اور جبر بن نیسان سے کہا کہ کیون او ملعون تو ملگیا مثل مشہور ہی کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یہ کہکر برچھا پکڑ کر سامنے آیا اوسوقت تو ایرج کو تاب نرہی اوسنے جبر کو تو ہٹا دیا اور آپ لڑنے لگا چندہی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے اوسنے ہوائی کیا اور جبر کے بازو پر ایک اژدہا تھا کہ جس سے سحر اثر نکرتا تھا وہ اوسنے ایرج کے بازو پر باندھ دیا غرض بعد نیزہ بازی کے کشتی ہوئی ایرج پر اوسنے سحر کیا کچھ اثر نہوا اور ایرج نے ایک لمحہ بھر مین اوسکو کمر زنجیر پکڑ کر اوٹھا لیا اور تین چکر دے کر زمین پر مارا اور مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالہ کیا اور آپ بارگاہ مین اپنی آیا نیسان شاہ کو بلوا کر کہا کہ اگر ہماری اطاعت قبول کر تو چھوڑ دین نیسان شاہ کلمہ پڑھکر دلمین کینہ رکھکر طوطی کیطرح مسلمان ہوا ایرج نوجوان نے چھوڑ دیا اور ایک بارگاہ عنایت فرمائی یہ اوسمین اکر بیٹھا جبکہ قیدی مہر کی میعاد پوری ہوئی اور جام زرین آفتاب طاق مغرب مین رکھا گیا

شعر پھر آئی روکش دیو سہ شام ٭ فراق یار مین کیا ماہ کا کام ٭ رات کو منیتان شاہ بھاگ کر روانہ ہوا اور چاہا اسنے کہ ملکہ مرات جادو سے چل کر یہ سب حال بیان کرون اور یہان بارگاہ مین بعد فراغ طعام ناچ ہونے لگا شراب کا دور چلنے لگا شب بھر جلسہ عیش و عشرت رہا جب گل خورشید شاخ سحر سے شگفتہ ہوا اور مہتاب پر شبنم کا پانی پھرا ابیات

جیسے مثل حیا آنکھون سے تارے + ہوے صدقے سحر پر سب ستارے + سر دامن یہ زلف شب جو پکڑی
یکایک کھل گئین آنکھین سحر کی + صبحکو قاسم و ایرج و بہر وغیرہ نے خبر منگائی منیتان شاہ

کے لوگون نے کہا کہ وہ خیمہ مین نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھاگ گیا بہرن منیتان نے کہا کہ اسکی قسمت مین تباہی ہے معلوم ہوا کہ ملک آئینہ کو مرات جادو سے کہنے گیا اب مناسب نہین ہے یہان رہنا کیونکہ مرات جادو بڑی زبردست ساحرہ ہے اور اوسکے قبضہ مین زمین و آسمان طلسم ہین اگر آپ کو طلسم توڑنا ہے تو یکہ و تنہا چلیے مین آپ کے ہمراہ ہون غرض مشورہ کرکے قاسم و ایرج و قیماس و بہرن منیتان روانہ ہوے عیار بھی ساتھ چلے بعد قطع منازل و طے مراحل ایک بیابان نرگس زار مین پہونچے کوسون تک تختہ نرگس شہلا نصت لگی ہوئی تھی ہوا سرد اوس جنگل مین چل رہی تھی چشمہ چتر چاہ لبریز تھے ڈیرے موج خیز تھے کنارے کنارے اونکے بگلے بنڈوبیان بط مرغابی سرخاب بیٹھے تھے اور ایک طرف کو اوس بیابان کے ایک نقارہ سونے کا رکھا تھا اور اوسی پر چوب بھی اوسکی رکھی تھی اوس مقام پر سات کوہ ہین اور سات باغ ہین اور سات بیابان نرگس زار ہین چنانچہ حال اونکا بیان ہوگا اب ایرج نے پوچھا کہ کیون اے بہر یہ نقارہ کیسا ہے بہرن منیتان نے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ جو شخص طلسم توڑنے آئے وہ چوب اس نقارہ پر لگائے آگے ہمین نہین معلوم کہ کیا ہوا ایرج نے یہ سنکر ارادہ کیا قاسم نے منع کیا لیکن ایرج نے وہ چوب اوٹھا کے اور اللہ کہکر اوس نقارے پر لگائی آواز بلند ہونا تھا کہ دہنی طرف سے ایک آندھی سیاہ اوٹھی اور بیک چشم زدن تمام عالم مین پھیل گئی اور ایک پنجہ پیدا ہوا وہ ایرج کو اوٹھا لیگیا ایک آہ کی تو آواز آئی پھر کچھ معلوم نہ ہوا کہ کیا کیسے آسمان پر سے الگ دھڑ الگ گر پڑا قاسم نے چاہا کہ دوڑ کر اوٹھا

کر وڈ کر اوٹھالون آواز آئی کہ باش یہ خوراک باشندگان طلسم کی ہی بس اوسوقت جادوگر آگے
اور اوٹھا لیگئے قاسم کا تو رنگ سفید ہو گیا مگر بہرن پیلتنان نے کہا کہ اے قاسم تم اسقدر
بدحواس کیون ہوتے ہو یہ طلسم کا کارخانہ ہی ایرج ابھی زندہ ہی یہ تو اسطرح ہین مگر اب
حال سنیئے کہ افراسیاب جادو جو شکست کھا کر گیا تو اوسنے ملکہ حیرت سے کہا کہ اگر عمرو بن امیہ
ضمری مارا جای تو یقین ہی کہ پھر کوئی گردن نہ ہلا سکے اور ارجادو ایک ساحر کہ وہان موجود تھا
اوسنے عرض کی کہ حضور اگر ارشاد فرمائین تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اے
بھائی بڑی بڑی زبردست ساحر پکڑنے کو عمرو کے گئی مگر مارے گئی اب نہین جی چاہتا کہ کوئی
مارا جاے اور ارجادو نے کہا کہ اگر قضا سیری نہین ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا ہی افراسیاب نے کہا کہ
مضایقہ ہی بس یہ سنکر اوسنے تسلیم کی اور روانہ ہوا اوسکے جانے کے بعد مظہر جادو کیطرف دیکھکر
افراسیاب نے کہا لازم ہی کہ تم بھی جاؤ یہ بھی روانہ ہوا اظہر جادو مظہر کا بیٹا کھڑا تھا اوسنے
عرض کی کہ غلام کو بھی اجازت ہو افراسیاب نے کہا کہ اچھا تم بھی جاؤ غرض آگے پیچھے گھڑی
گھڑی بھر کے بعد یہ سب چلے اور افراسیاب نے مصور جادو کو نامہ لکھا کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو
سمجھتے ہین تم ہماری سلام کو بھی کئی روز سے نہین آئے اسکا کیا سبب ہے اور میان عمرو ایک جادو
بنکر سیر کو نکلا ایک رہ پہاڑ کیطرف چلا اودھر سے اور ارجادو آتا تھا اوسنے عمرو کو دیکھا اور عمرو نے اوسکو
دیکھکر گردن نیچی کرلی کہ یہ پہچانے نہین لیکن اوسنے عمرو سے اگر پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا
مجکو حواس جادو کہتے ہین اور ارجادو نے اپنی بغل سے ایک تختی نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا
کہ یہ عمرو ہی تیری قسمت زبردست تھی کہ جو یہ اسطرح ملگیا اتنے اسے گرفتار کرے اوسنے
ایک دانہ ماش کا جو پڑھکر مارا تو عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور ارنے ہاتھ پکڑ کر کہا
کہ اری خیرہ سر چوٹے دغاباز ستم اور ارجادو آج افراسیاب کی بارگاہ مین بیڑا اوٹھا کے
آیا تھا جمشید و سامری نے حرمت رکھی مین اب تجھے افراسیاب پاس لیجاؤنگا عمرو نے
یہ سنکر طمانچہ مارا طمانچہ کیا تھا کہ قضا کا طمانچہ تھا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی اور ارجادو کو چھینک
آئی بیہوش ہو کر گر پڑا عمرو نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا پانون اسکے کھل گئے بھاگا پیچھے مظہر جادو
آتا تھا اوسنے دیکھا کہ اور ارکی لاش پڑی ہی سمجھا کہ عمرو نے مارا بس یہ آگے بڑھا عمرو کو تو معلوم

نہین کہ اور کوئی آتا ہی اسمین مظہر نے عمرو کو دیکھا پکارا کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہی مین نے پہچانا عمرو نے
جو پھر دیکھا تو ایک جادوگر کو لوٹتے ہوے پایا اوسنے کہا کہ تم عمرو عیار ہو یہ کہکے اوسکی طرف آیا اور
ٹوپی اتار کے قدم پر گر پڑا مظہر نے کہا کہ تو نے کیا حرکت کی اوس نے کہا کہ مجکو افراسیاب کے
رفیقون مین کوئی ایسا نہ ملا کہ جو افراسیاب سے میری تقصیر معاف کرا دے مین نے اس جادوگر
سے بہی کہا تھا کہ تو میری تقصیر معاف کرا دے اوسنے میرا کہنا نہ مانا اور مجکو کھینچتا ہوا لیچلا میرے کسی
شاگرد نے اسکو مار ڈالا ہے مظہر جادو نے کہا کہ مین چلتا ہون بہتر یہ ہی کہ افراسیاب کی
اطاعت کرنا ضرور ہی تو عقلمند ہی کہ تو نے اطاعت افراسیاب کی قبول کی یہ باتین کر رہے
تھے اور وہان ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ کوئی جاکے خواجہ کو بلا لائے کہ کچھ کہنا ہی ایک جادوگر جا کے
تمام خیمون مین ڈھونڈھ آیا کہین پتا نہ پایا اوسنے آکر مخمور سے کہا کہ خواجہ کسی خیمہ مین نہین ہین
مخمور کو ہول ہوا اور یہ ڈھونڈھنے چلی اور یہان مظہر جادو نے کہا کہ اے عمرو یہ سچ ہی کہ تو اطاعت
کریگا عمرو نے کہا کہ اے مظہر بغیر اطاعت کیے جان نہ بچیگی یہ تو مین ہی ایسا شخص تھا جو اتبک
اپنے کردار سے بچتا رہا اسی طرح باتون مین لگا کے کمند اسپر ماری اور جھپٹ مار کر بیہوش
کیا مگر اوسوقت ایک تراقا ہوا اور زمین سے ایک پنجہ پیدا ہوا مظہر کو لیکر غرق زمین
ہوگیا مظہر کو جو سردی زمین کی معلوم ہوئی تو آنکھ اوسکی کھلگئی بیتے تڑپکر زمین سے
نکلا اور سحر سے دریافت کیا کہ عمرو ادھر کو جاتا ہی بس یہ بہی اودھر ہی کو چلا مگر صورت کو
سحر سے تبدیل کر لیا دیکھا اوسنے کہ عمرو بھاگا جاتا ہی بس اوس نے دوڑ کر کمر مین ہاتھ ڈال
دیا اور طمانچہ مارا کہ عمرو بیہوش ہوگیا اوسنے ایک زنجیر آہنی مین اوسکو باندھا اور ہوشیار
کیا اور کہا کہ مین مظہر جادو ہون اے عمرو تو مجکو دم دیکر کمند مار کے بھاگا عمرو نے کہا اے مظہر تو
مجکو چھوڑ دے میرا گرفتار کرنا تیرے حق مین برا ہی مظہر نے کہا کہ مین افراسیاب پاس تجکو لیجاتا مگر
اب نہ لیجاونگا تجکو یہین قتل کر دونگا خنجر نکالکر تیز کرنے لگا قضا ہی کار مخمور سرخ چشم اسطرف
جا نکلی یہ ماجرا دیکھ کے سحر کرکے بطور نسیم چلی مظہر کے منھ کو ہوا جو لگی تو اوسنے پھر کے دیکھا
معلوم ہوا مخمور سرخ چشم آئی ہی پس اوسنے کہا کہ او ننگ راسہ تو ہی مخمور سرخ چشم ہی اوسنے کہا کہ او نطفہ حرام
کیا گوہ کھاتا ہی مظہر نے کہا کہ افراسیاب نے مجکو ہی بہیجا تھا کہ تو عمرو کو پکڑ لا اوسنے اور ارکو

مارا اور مجبور دم دیگر کمند کا حلقہ مارا اب تو اوسکی طرف سے دشمن ہو کر آئی ہے محمور نے کہا کہ مین
تیری دشمن اور افراسیاب کی دشمن ہون یہ تو باتین کر رہا تھا کہ ادھر سے اظہر جادو
آتا تھا اوسنے یہ تماشا دیکھا اور چھپ کر اونکی باتین سننے لگا محمور نے کہا ارے کیون اپنی جان
کے پیچھے پڑا ہے تو ہمارا شریک ہو جا اظہر کو تو اور کچھ بن نہ آیا افراسیاب پاس دوڑا گیا
سب حال کہا افراسیاب نے کہا ارے مارا تو نہین گیا اظہر نے کہا کہ وہ مارا تو مارا گیا لیکن
مظہر ابھی جیتا ہے اور محمور سرخ چشم کہتی ہے کہ تو میرا شریک ہو جا محمور کا نام سنتے ہی افراسیاب
جل گیا اور چاہا کہ چلون لیکن ٹھوکرین بہت سی کھا چکا تھا ذلیل ہو چکا تھا اوسنے مارے خوف
کے جانے کی سامنے مار اژدر خوار سیاہ چشم کھڑا تھا اوس سے کہا کہ تو جا کے
عمرو کو مع محمور پکڑ لا یہ رخصت ہو کر چلا یہان مظہر نے ارادہ کیا کہ بھاگ جاے کہ ایک بڑا سناٹا ہوا
جیسے آندھی آتی ہے یا نسیم چلتی ہے عمرو تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا مار اژدر خوار سانپ کا
چابک ہاتھ مین لیے ہوئے شراب کے نشہ مین اژدر کے کباب کھاتا ہوا محمور کے سامنے آیا پکارا
منم مار اژدر خوار کے گذرم کز دست من زندہ و سلامت رودی محمور سرخ چشم نے ناریل
فولاد کا مارا مار اژدر خوار نے خالی دیا پکارا ارے لونڈی احمق ہم جانتے ہین کہ تو افراسیاب
پاس رہتی ہے لیکن ہم بھی غلام افراسیاب کے ہین ایسا نہین ہے کہ ہمین کوئی مار ڈالے
غرض ہونے لگا اور مار اژدر خوار چابک گلے مین ڈال کے زمین پر گر پڑا اور کالا سانپ بنکے پھنکارا
محمور گر پڑی یہ تڑپ کر پھر آدمی بنا اور محمور کو باندھ لیا مظہر اور اظہر تو دونون تالیان بجانے
لگے اور کہا کہ کیون اے محمور اب تم کہان جاوگی لیکن افسوس کہ عمرو نکل گیا یہ کہکے کوس کوس بھر عمرو
کو ڈھونڈھا جب نہ پایا تو محمور کو لیکر چلے ادھر عمرو اپنے دلمین کہتا ہے کہ محمور نے مجکو بچایا ہے تجھ سے
اگر ہو سکے تو محمور کو بچا یہ سوچ کر تو پیچھے پیچھے چلا مگر کوئی عیاری نہ بن پڑی قضاے کار سامنے سے برق فرنگی
آتا تھا اوسنے دور سے پہاڑ کے دیکھا کہ محمور بندھی ہوئی جاتی ہے ایک جادوگرنی کی صورت
بنکر مظہر و اظہر کے پاس آیا اور کہا کہ مین دریاے نور کے اس پار رہتی ہون میرا نام بنفشہ جادو ہے کنیز
ہون افراسیاب کی افراسیاب کا حکم ہوا ہے کہ جادوگر محمور کو لیے آتے ہین ایسا نہو کہ عمرو بیہوش کرے
جا کہ یہ تین گلوریان اون تینون کو دو تاکہ بیہوشی اثر نہ کرے از بسکہ جادوگرون کو تو عیارونکا

کھٹکا لگا رہتا ہی اژدر خوار نے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہی اوسنے ایک ناتن کا دام
مارکر بانون برق کی زمین نے پکڑ لئے مظہر اور اظہر قہقہہ مار کر ہنسے اور مار اژدر خوار نے اوس سے
پوچھا کہ تو کون ہی برق نے کہا مین برق فرنگی ہون محمور کو چھڑانے آیا تھا مگر گرفتار ہو گیا
عمرو نے دیکھا کہ برق بھی گرفتار ہو گیا پس یہ سناٹا مار کے ایک طرف چلا دیکھا تو ایک جادوگر
بیمار دبلا چلا آتا ہے اوسنے ایک بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے اپنی صورت ایک جادوگر کی سی
بنا کے اور اوسکو اپنی صورت کا بنایا اور کندھے پر لاد کر سامنے مار اژدر خوار کے آیا اور پکارا کہ
ای افراسیاب کے غلام جسکی فکر مین تم تھے اوسکو لایا ہون اژدر خوار کے آیا اور پکارا
کہ اے افراسیاب بہت خوش ہوگا عمرو نے کہا کہ بھائی مین نے صبح سے کچھ کھایا نہین ہی اور
میرے گھر کے پاس کسیکا ایک باغ ہی کہ اوس مین انار بہت سے لگے ہین تو مین انار توڑ لایا ہون
اوسکے دانے نکالکر چاہتا تھا کہ بال بچون کو دون مگر اب مارے بھوک حالت تباہ ہی وہی دانے
کھاتا ہون یہ کہکر دانے نکالے اور کھانے لگا وہ سرخ سرخ دانے تازے تازے دیکھ کے سبکا
جی للچاتا اور کہا کہ ہمین دو عمرو نے ایک ایک مٹھی سبکو دے ہر ایک نے کھائے اور کہا کہ کیا خوب شیرین
دانے ہین کہ کلیجہ سرد ہو گیا غرض چند قدم چلے تھے کہ چھینک آئی اور گر پڑے عمرو نے نعرہ کیا کہ ہم
عمرو امیہ ضمری بھلا اب مین کب چھوڑتا ہون یہ نعرہ کر کے خنجر سے ہر ایک ساحر کا سر کاٹ
ڈالا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی اور صدا آئی کہ کشتی مرا نامم من اظہر و مظہر و مار اژدر خوار
بود محمور و برق فرنگی چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آئے ادھر خبر افراسیاب کو ہوئی کہ مظہر
وغیرہ سب مارے گئے اوسنے صرصر وغیرہ عیارنیون کو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ عمرو کو گرفتار کر لاؤ یہ یہان
سے چلین مگر یہان محمور نے مہرخ سے سب حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ میری مان کو
ظلم پر رہتی ہی کہ جہان گھاس نیلی لگی اور بقیش کے پھندے اوس گھانس مین لگے ہین عمرو نے کہا انشا
اللہ ہم جا کر تمہاری مادر کو لا رکھینگے اور ادھر خرس دندان جادوگر کو افراسیاب نے بہر گرفتاری عمرو
روانہ کیا اور عمرو بھی سیر کرنیکو نکلا صرصر کو تو افراسیاب نے بھیجا ہی تھا یہ خواجہ کی فکر مین چلی تھی اوسنے عمرو کو
دیکھا بس فوراً برق کی ایسی صورت بنکر سامنے عمرو کے آئی اور ہاتھ پکڑ لیا کہ مجھکو کچھ آپ سے کہنا ہی بس الگ لیجا کر باتین
لگا کی ایک بیضہ مارا عمرو کو چھینک آئی اور گر پڑا صرصر اوسکو پشتارہ باندھ کر لیچلی مگر محمور انتظار مین تھی اوسنے برق سے کہا کہ

کچھ حال نہین معلوم کہ کہان ہین برق نے کہا مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون ادھر صرصر عمرو
کو مصور کے خیمہ مین آئی مصور نے کہا کہ ای صرصر تو کسکو لائی اوس نے کہا عمرو کو اور عمرو
پشتارہ سے نکالکر ہوشیار کیا اوسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مصور بیٹھا ہی اور صرصر کھڑی ہی سمجھا کہ
صرصر مجھکو پکڑ لائی ہی اور مصور نے کہا کہ کوہستان سے جا مین اسکا سر کاٹونگا صرصر نے کہا سر کاٹنے
مین جنگل اور گھر کی کیا ضرور ہی آپ سر کاٹیے یہ سنکے مصور عمرو کو لیکر چلا صرصر بھی اوسکے پیچھے
چلی مصور عمرو کو ایک درہ مین کوہ کے لائی لایا اور تیغہ کھینچکر چاہتا تھا کہ مارے اوسوقت ایک
پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اوٹھا لیگیا مصور نے کہا بڑا غضب ہوا اب افراسیاب کو خبر ہوگی تو وہ
ناراض ہوگا بس اوسنے ایک پتلا عمرو کی صورت کا بناکے سر کاٹا قضا سی کردگار ضرغام
شیر دل آتا تھا اوسنے دیکھا کہ مصور جادو ایک سر رومال مین باندھے لیے جاتا ہی خیال
کیا کہ سر اوستاد کا سر ہے بس اوسنے آکر دہنی طرف سے ایک بغدہ مصور کے مارا کہ مصور گر پڑا
ضرغام نے رومال کھولکر دیکھا تو عمرو کا سر پایا دل سے کہا کہ ہای یہ کیا غضب ہوا بس اوسنے
خنجر کو نکالکر چاہا کہ مصور کا سر کاٹ ڈالون وہین ایک پنجہ پیدا ہوا اور مصور کو اوٹھا لیگیا ضرغام
شیر دل رومال لیکر بھاگا اور جانب بارگاہ چلا مگر عمرو کو جو پنجہ لیگیا تو عمرو دلمین کہتا ہی کہ خدا
کرے کسی دوست کا پنجہ ہو مگر یہان سب تیرے خون کے پیاسے ہین یہ پنجہ ضرور کسی دشمن کا ہی
یہ کہتا ہوا جاتا تھا ایک جنگل ہی عطر کی بو آنے لگی اور گلہای رنگا رنگ کھلے تھے اوس پنجہ نے عمرو کو وہان
لاکر چھوڑ دیا عمرو حیران تھا کہ یہان کون ایسا تھا جو مجھکو اوٹھا لایا ای عمرو یہ کوئی دوست معلوم ہوتا
ہی نہ دشمن دیکھا چاہیے اب کیا ہوتا ہی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ چالیس عورتین ور در گوش مرصع پوش
سراپا غرق دریاے جواہر ایک تخت اپنے ہمراہ لیے ہوے آئین اور اونھون نے عمرو کو سلام کیا عمرو
نے اونسے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ تخت کسنے بھیجا ہی اوسنے کہا افراسیاب نے بھیجا ہی جلد سوار ہوکر چلیے
افراسیاب کا سنکے عمرو کی جان نکل گئی دلمین کہتا ہی کہ یہ تخت تختہ تابوت سے بدتر ہی اسے
عمرو بھاگ سیانسے پھر کہتا ہی کہ اگر بھاگونگا تو کہان جاونگا یہانسے پکڑوا منگایا وہ پھر کیا اور کہین سے
نہین منگا سکتا ہی خیر لو اب مرضی پروردگار عالم کی جو کچھ تیرے حق مین بہتر ہوگا وہی خدا کریگا وہ ظا
لم زیان بچانے والا ہی بس یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا وہ عورتین لیکر چلین عمرو بھی

ایسا شخص تھا کہ جو سوار بھی ہوا اور نہ دو سرا ہوتا تو کلیجہ پھٹ جاتا اب دلمین لاکھ تدبیرین کرتا جاتا ہے مگر کوئی بن نہین پڑتی غرض

نظم

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ　　نظر آیا وہین یک قلعہ کا رنگ
کرتا ہنسرہ ہے مثل مہر انور　　جڑے ہین زر کے دیوارون مین گوہر
زمین شفاف رستہ صاف دروا　　نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ　　نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی اونمین زمرد سے تھا خوش آب　　کوئی مانند لعل سرخ نایاب
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار　　چمک تیون مین جیسے عارض یار
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد　　کہ جنکو دیکھکر حیران ہو بہزاد
قریب اک حوض اوسمین خون لبریز　　کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کمین تیھر کے انسان وہ بھی گویا　　اسے دیکھا تو سارا باغ رویا

اس باغ مین ایک بارہ دری جواہر سے بھری آگے اوسکے نمگیرہ باسلک مروارید استادہ تھا تین سرخ مخملی بیل بوٹہ حوض خاشیہ جواہر کا وہ تھا تین کھڑی ہولین درخت تمام باغ کے بادلہ سے بندھے ہوے سقیش کے پھندنے اور قمقمے لٹکتے نمگیرے کے نیچے فرش تمامی کا بچھا ہوا اگر سوز عنبر سوز روشن عطردان پاندان خپگر چوگھڑے گلابیان شراب کی کشتیان ڈالیان میوون کی بلور چین ہندی کے آراستہ اور تخت طاؤسی بچھا ہوا اوسپر افراسیاب جادو بیٹھا ہوا ناچ سامنے ہوتا تھا تھاپ طبلے پر پڑتی تھی کہ اون عورتون نے تخت کو لاکر سامنے رکھ دیا اور عمرو سے کہا اتر و یہ مقام مجرا کرنے کا ہے عمرو اتر پڑا اور افراسیاب کو جھک کر مجرا افراسیاب مسکرایا اور لوگون نے کہا عجب طرح کا جادوگر افراسیاب نے بلایا ہے مگر ایک کرسی آکر الماس کی بچھی عمرو کو اوسپر حکم بیٹھنے کا دیا عمرو سلام کرکے بیٹھا اور افراسیاب سے کہا خداوند سامری و لقا تمھاری عزت رکھے جیسا تم غریبون کی عزت کرتے ہو افراسیاب نے کہا خواجہ کہان تھے عمرو نے کہا تم پر سب روشن ہے مین بارگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا کہ صرصر شمشیر زن مجکو پکڑ کر مصور کے پاس لیگئی اوسنے

میرے قتل کی تدبیر کی مجھ مجکو اوتھالایا ہمارے منھ سے ایک بات نکل گئی تھی اس سبب سے تیرا
شہرہ سن رکھے ہین ورنہ کیا مقدور کسید کا کہ تجسے لڑسکو اے افراسیاب زمین و آسمان تیرے
قربان ہین ہین جسوقت تیرے مزاج مین جوآئے وہ کرے افراسیاب نے کہا کہ مین نے اسواسطے
تجکو پکڑ بلایا ہے کہ مہرخ سحر چشم کو اب مین غارت کرونگا پس تجکو بھی اوسکا قید ہونا دکھاؤن
عمرو نے کہا کہ مہرخ پر کیا منحصر ہے تو جسکو چاہے دم بھر مین غارت کردیوے فی الحقیقت کیسی
کیسی ذلتین میرے ہاتھ سے ہوئین سیکڑون جادوگر میرے ہاتھ سے مارے گئے تیری بارگاہ مین آکے
تجکو ذلیل کیا لوٹ لیگیا بارہا تجکو بیہوش کیا مگر آگے جو کچھ ہوا سو ہوا اب افراسیاب نے کہا کہ تو اپنی
حرکتون سے باز نہین آتا اے عمرو مین تیرا دشمن ہون تو میرا دشمن ہے اگر اپنی زندگی چاہتا
ہے مہرخ کو نامہ لکھ کے یہان بلالے مین شکیل جادو کی معشوق بخش دونگا لیکن اسد
کی معشوق کہ یہ قیدی طلسم ہے بخشونگا یہ باتین ہورہی تھین کہ نجم مصور جادو کو لیکر
آیا مصور نے افراسیاب کو مجرا کیا مصور نے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہے حیرانک ہوکر
دیکھنے لگا افراسیاب نے کہا کہ اے مصور تصویر تو دیکھو کہ عمرو یہی ہے یا نہین مصور نے
تصویر کو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عمرو ہے اوسنے کہا کہ مین اسکو قتل کرنے لیگیا تھا آپکا بچہ اسکو اوٹھالایا
یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک لکہ ابر کا نمودار ہوا اور بجلی چمکنے لگی آگے آگے سترہ سو عورت زیور یاقوت
مین غرق چلتی یاقوت کی پھراتی ہوئین قمقمے عبیر و گلال کے اوچھالتی ہوئین آٹھ سو لونڈیان
آگے پیچھے عہدے لیے ہوے اور ایک تخت پر ایک عورت نہایت حسین سوار آتی ہے
بس وہ ابر جھکا اور وہ تخت اترا وہ عورت تخت سے اوتری اور افراسیاب کو مجرا
کیا پھر وہ تخت دہنی طرف افراسیاب کے بچھ گیا وہ عورت اوسپر بیٹھی افراسیاب نے
اوس سے پوچھا کہ اے ملکہ مشتری ہفت سحر مزاج تو اچھا ہے اوسنے عرض کیا کہ دعا کرتی ہون
پھر اوسنے عمرو کو دیکھا شرمائی منھ پھیر لیا اور کہا کہ اے افراسیاب یہ کون ہے افراسیاب
نے کہا کہ یہ عمرو عیار ہے مشتری ہفت سحر نے کہا کہ یہ وہی عمرو ہے کہ جسنے اٹھارہ ہزار ملک باختر غارت
کیے مردود شداد و ہامان اور دو سامرہ کو مارا اوسنے کہا کہ ہان مشتری ہفت سحر نے پھر مصور سے
پوچھا کہ تیرا مزاج تو اچھا ہے مصور نے کہا کہ اچھا ہون اے ملکہ مشتری ہفت سحر تم عمرو کو جو پوچھتی ہو لیکن

یہ آپسے نہین آئے ہین افراسیاب کے بلائے ہوئے آئے ہین عمرو نے کہا ای افراسیاب تم مجکو بارگاہ صرخ
مین بھجوا دو مین سب جادوگرون کو سمجھا کے لاتا ہون ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا جانے دیجیے
افراسیاب نے کہا اگر تو پھر جائے تو کیا کرین عمرو نے کہا اگر مین پھر جاؤن تو سر کاٹ لینا ملکہ مشتری
ہفت سحر نے کہا خواجہ تمہارے قول کا اعتبار ہے یہ کہکے دو سو روپے اور ایک لڑی موتیون کی دی
افراسیاب نے کہا ای عمرو مین نے جو انکو بلایا ہے یہ وہ مشتری ہفت سحر ہین کہ کوئی لاکھ سحر
کرے کچھ نہو سکیگا یہ مالک ہفت سحر ہین کوئی ایک سحر رد کریگا دو کریگا کہان تک رد کریگا اور
عمرو کو ہمراہ جادوگر کے بھجوا دیا مصور جادو نے کہا اب عمرو عیار نہین آئیگا بارگاہ مین جا کے
صرخ کو بھڑکائیگا احوال سب کہیگا ادہر مشتری ہفت سحر اوٹھی اور سحر کر کے کچھ
رنڈیان اور ایک رنڈی اپنی صورت کی بنائی وہ غائب ہوگئین آپ آکے افراسیاب
پاس بیٹھی اور اون جادوگرون نے عمرو کو ایک جنگل مین چھوڑ دیا عمرو نے کہا ای عمرو افراسیاب
کہتا ہے کہ ملکہ مشتری ہفت سحر ہفت برق سے بہتر ہے نہایت زبردست ہے ہفت سحر کی مالک
ہے سوائے حیرت کوئی سامنا نہین کر سکتا ہے بیدل آئی ہے عمرو بھاگا اور صرخ سے یہ کہتا ہوا کہ مین
چھپا جاتا ہون پہاڑ مین گھستا ہوا جنگل کو طے کرتا ہوا نکلا دیکھا کہ سامنے ایک در مین ملکہ
مشتری ہفت سحر کھڑی تھی دس بارہ خواصین ڈر در گوش ایک چبوترہ پر استادہ ہین
مکان مین چلنین شبیہی ہین فرش کیا ہوا ہے عمرو نے خیال کیا کہ افراسیاب تو ادہر گیا ہے
مشتری ہفت سحر اپنے مکان مین آئی ای عمرو ایسے مقام پر جو کہنا کیا ہے کام تمام کر مالک
ہفت سحر ہے کو کیا ہوا بس ایک رنڈی کی صورت بنا کر آنکھیا سکی ہوئی کرتی پھٹی ہوئی دوپٹہ کی دھجیر
اوڑھی ہوئی پائجامہ پھٹی پھٹی جوتیان کیچڑ مین بھری ہوئین کچھ کہتا ٹوٹا ہوا نیچا ہوا بیٹھکے رونے لگی
کان مین ملکہ کے آواز گئی کہا اری دیکھو تو یہ کون روتا ہے ایک عورت نے نکل کے دیکھا ایک
رنڈی خوبصورت روتی ہے پاس آکر شانہ پکڑ کے کہا بی تو کیون بیٹھی روتی ہے ایک مرتبہ
پوچھ کر کہا اری تم ٹھگ تو نہین ہو وہ عورت ہنسی اور کہا اری بی دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہے
کہا اری مین تو یہ نہین کہتی ہون مین سوداگر بچی ہون میرے مان باپ لیے جاتے تھے راہ مین ٹھگ
آگرے سب لوٹ لے گئے مین ایک قنات اوکھیڑ کے بھاگی دور سے بھاگی ہون مار

فاقون کی بری حالت ہوئی ہے آج یہاں پہونچی ہوں نہیں معلوم یہ مکان کون ہے تم کون ہو
اس لونڈی نے ملکہ کو خبر کی مشتری ہفت سحر نے کہا جا کے بلا لا لونڈی گئی اور کہا اے سوداگر
بچی تمکو ہماری ملکہ نے بلایا ہے دل میں تو عمرو یہی چاہتا تھا لیکن ظاہر میں کہا مجھ کمبخت نصیبوں
پھوٹی کو کون بلائیگا اور میں جا کر کیا کرونگی میرا باپ مارا گیا گھر غارت ہوا مال سب لٹ گیا
غلام نوکر چاکر مارے گئے خیر تمہاری خاطر سے چلتی ہوں یہ کہکر ساتھ اوسکے گئی رو برو جا کے
صاحب سلامت کی آہ کرکے بیٹھ گئی اور سب احوال کہا ملکہ نے کہا بی بی تو آہ کرکے
کیوں بیٹھی کہا ملکہ تین روز ہوئے کہ فاقہ سے ہوں کچھ میسر نہیں ہوا کبھی دالان سے باہر نکلنے کا اتفاق
نہوتا تھا سو تین روز ہو گئے چلتے چلتے پانوں میں چھالے پڑ گئے ملکہ مشتری نے حکم کیا اری کچھ تیار
ہووے تو جلد لاؤ اسوقت کباب تیتر بٹیر کبوتر مرغ کے تیار تھے لا کے موجود کیے ملکہ نے جو کباب دیا
کھا کے چپکی بیٹھ رہی ملکہ نے کہا تم چپ کیوں ہو رہیں کہا ملکہ بغیر شراب کے کیا مزا ہے حکم کیا ارے
شراب لاؤ ایک قرابہ شراب کا لا کے رکھدیا عمرو نے ٹھوں کے دیکھا دیکھتا کیا تھا کہ نمک مہر کاری
داخل ہو گیا غرض سب نے وہ شراب پی عمرو نے بھی دو تین جام پیے لیکن جب جام پیا بغل
سونگھ لی نشہ نہو جب کہ خوب پی چکی ایک مرتبہ سبکو نشہ ہوا چکر آیا بیہوش ہو گئی عمرو نے
اوگلدان پاندان عطر دان خنگیر دان فرش فروش چلمن پردے سب اسباب داخل زنبیل کیا ایک
مردو در زنبیل سے نکال کے عتاب کیا اور کہا ان سب کے کپڑے اوتارے خبردار بھیجے نہ پائیں
اور آپ خنجر لے کے مشتری ہفت سحر پر دوڑا پاس جا کے تمام گہنا اوتار لیا اور خنجر آبدار نکال
کے چاہے کہ سر کاٹوں ایک مرتبہ تڑاقا ہوا بجلی چمکی دو پنجے پیدا ہوئے عمرو اور مشتری کو اوٹھا لیا
یعنے عمرو نے دیکھا کہ طبقہ زمین کو جنبش ہوئی اور اکھڑ کے چلا یہاں افراسیاب مصروف ملکہ
مشتری ہفت سحر بیٹھی ہیں ناچ ہو رہا ہے کہ وہ طبقہ پہونچا لوگوں نے کہا اے آسمان پر سے کچھ آفت
آئی ہے افراسیاب نے کہا اے کچھ احمق ہو گئے ہو کیا کہتے ہو چنانچہ وہ طبقہ نیچے لا کر رکھدیا مشتری
ہفت سحر نے دیکھا کہ عمرو خنجر لیے کھڑا ہے اور وہ مشتری کہ جسکو مینا گر بنا آئی تھی بیہوش پڑی
ہے لیس اوسنے کمر میں عمرو کی زنجیر باندھی اور افراسیاب نے جھنجھلا کر ایک طمانچہ عمرو کے مارا اور اوس
سندی کو ہوشیار کر کے حال پوچھا اوسنے کہا کہ یہ سوداگر بچی جبسے آیا تھا اوسوقت کہا کہ اری

جلاد کو بلایا تاکہ اسکا سر کاٹے عمرو نے کہا کہ اب مجھے چھوڑ دیجئے پھر ایسی حرکت کبھی نہوگی ہنسے تو ملکہ کے دشمنون
کے قتل کی فکر کی تھی افراسیاب نے کہا کہ مین اب نچھوڑونگا اوسوقت عمرو گھبرایا پھر اپنے
دل سے کہا کہ اے عمرو پروردگار تیرا حافظ اور نگہبان ہے اور افراسیاب سے کہا کہ اے افراسیاب
مین جو تیری منت سماجت کرون تو اسقدر اپنے پروردگار کی کیون نہ منت کرون کہ وہ خالق لم یزل ہے
تو کیا مجکو بچائیگا میرا خدا بچانے والا ہے افراسیاب نے کہا ارے وہ خداوند لقا خود مجھسے بیزار
ہے عمرو نے کہا کہ ارے تیرے لقا پر اور تجھپر لعنت ہے میرا خدا وہ ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے
اور عمرو رو دیا مشتری ہفت سحر نے حکم کیا وہ جادوگر اوٹھے عمرو کو پکڑ کے کشان کشان لیچلے
لاکے چبوترے پر بٹھایا حکم کیا کہ سر کاٹو جلاد تیغ آبدار کھینچ کے سر پر آیا کوئلے کا خط گردن پر
کھینچا عمرو رو دیا اور کہا حقیقت مین زندگی پر حرف آیا رو رو کر مناجات کرنے لگا ابیات

بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفی ؐ	بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضی ؐ	ز حالات شب معراج دائم یا الٰہی
چرا دستم نہ گیری یا علی بہر خدا کی	افراسیاب پکارا ارے دیکہ پڑھتا ہے اور سحر کرتا ہے عمرو نے	

کہا میں ساحر پر لعنت کرتا ہون میرا اسولا بچانیوالا ہے اسمین تیسرا حکم ہوا تیغہ کھینچکے جلاد کہا اب
جو مانگنی کی ہوس ہو مانگ لو عمرو نے کہا ارے مسخرے ہوس تجکو ہو گی یا افراسیاب حرامزادہ
کو ہوگی دیکھہ تو کیسی ہوس نکلتی ہے اور جلاد نے ہاتھ اوٹھایا ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اوٹھالیگیا
افراسیاب جادو و ملکہ مشتری ہفت سحر مصور جادو حیران رہگئی کہا معلوم ہوا کہ مجھو ر
سرخ چشم یا مرخ متر لیگئی افراسیاب نے کہا قسم ہے خداوند لقا کی سمجھ لونگا ملکہ مشتری
ہفت سحر نے کہا مین پکڑ لاتی ہون اور جو پنجہ لیگیا وہ کون تھا کہا ملکہ قریشیہ سلطان
ملک زرنگ سے آتی تھی قضا کا راسی طرف سے گذری دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور جلاد سر کاٹا
چاہتا ہے لیکن عمرو کی خبر نہ تھی اسمین آنکھ عمرو کی کھلی مجرا کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا
خواجہ تم طلسم مین کہان گئے تھے عمرو نے سب حال بیان کیا ملکہ قریشیہ سلطان
نے کہا اے خواجہ اگر فرمائیے تو ابھی اتر کے طلسم کو غارت کیے دیتی ہون ایک
دیو سیکڑون کو کھا جاتا ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عمرو کو اس بڑھاپے مین جوتیان کھلوایا
چاہتی ہو اگر حمزہ چاہتا تو گوہر نژاد و کمر نژاد کو بلا کے غارت نہ کروا دیتا اوسکو منظور

نہین چاہتا ہی کہ آدمی سی آدمی لڑی اور مین یہ حکم پروردگار عالم طلسم توڑونگا اب یہ کہ مجھکو حکم دیجیے کہ مجھکو مہرخ کی بارگاہ مین پہونچا دی اور تم کہان جاتی ہو ملکہ قرتیشہ نے کہا مین طلسم سفید بوم کو جاتی ہون یہ کہکر ملکہ نے کہا اے ملکہ آئینہ پری تم خواجہ سلامت کو پہنچا دو یہ سنکر ملکہ آئینہ پری تخت پر عمرو کو بٹھا کے روانہ ہوئی مہرخ کی بارگاہ کے قریب جبکہ عمرو پہونچا تخت پر سے اوتر کے خیمے مین گیا ملکہ مہرخ و مخمور بہار و شکیل و نافرمان سب انتظار مین تھے کہ خواجہ نہین آئے ایک مرتبہ عمرو سامنے سے آیا مہرخ سحر چشم دیکھتے ہی دوڑی گلے لگایا ہاتھ پکڑ کے کرسی پر بٹھایا کہا خواجہ سلامت کہان تشریف لے گئے تھے عمرو نے صرصر کی عیاری مصور پاس جانا اور افراسیاب کا حال ملکہ مشتری ہفت سحر کی کیفیت قرتیشہ سلطان کا اوٹھا لیجانا سب بیان کیا مہرخ نے کہا کہ خواجہ خدا تمکو لایا مشتری ہفت سحر بلا کی جادوگرنی ہے اور مالک ہفت سحر ہے کوئی اوسکا مقابلہ نہین کر سکتا عمرو نے کہا یقین ہے کہ وہ آج آئے مہرخ نے کہا کہ مقدمہ لڑائی کا ہے نہین معلوم کیا افتاد پڑے یہ باتین ہو رہی تھین کہ آواز طبل اور نقارے کے بجنے کی کان مین آئی یعنی مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان آتی ہین یہ طبل اور نقارے اونھین کے داخلے کے بجے تھے ملکہ مہرخ نے ایک جادوگر اوسکے خبر کے روانہ کیا اوسنے آکر خبر دی کہ حیرت اور مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان ساحر باز و بیط قرقر ہمنس آتشین فیل آتشین پر سوار ہو کر آئی تھی چنانچہ بارگاہین اور خیمے نصب ہوئے لشکر اترا گھوڑا کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی اور ملکہ مشتری ہفت سحر نے نامہ ملکہ مہرخ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہرخ سحر چشم افراسیاب مالک و مختار ہے اور ہم سب تابعدار ہین جسوقت ہماری تمہاری درمیان جنگ قصہ ہوا تو کچھ فرق نہ رہا لازم یہ ہی کہ آشتی کرو اور اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ ہماری تمہاری جنگ ہے یہ نامہ لکھکر اور مہر کر کے ایک جادوگر کو دیا وہ مہرخ پاس لایا ملکہ مہرخ نے نامہ پڑھا اور جواب لکھا کہ اے مشتری ہفت سحر بہت سے جادوگر یہان آئے اور مارے گئے چنانچہ اب ہمسے تم امید ملنے کی نہ رکھو اور جو کچھ تمسے ہو سکے قصور اور کوتاہی نکرو یہ لکھکر بھیجدیا جب مشتری ہفت سحر نے یہ پڑھا تو بہت کچھ برہم ہوئی اور کہا اللہ رے غرور کہ ایسا کچھ جواب ہمکو لکھا غرض جب دامن مغرب مین مہر تابان نے عارض اپنا چھپایا اور دن نے

نقارہ کوچ کا بجایا کہ نظم | بہار شام نے پیدا کیا رنگ | لگا ہونے نظر آنے نئے ڈھنگ
شعاع مہر مثل زلف جاناں | لگا ہونے سے لگی ہونے پریشاں | ملکہ مشتری ہفت سحر نے

طبل جنگ بجوایا مہرخ نے بھی خبر سنکر نفیر سحر کو دم دیا تیاری دونوں لشکروں میں سحر و ساحری کی اور آلات حرب و حرب کی ہونے لگی کڑاہیاں چڑھگئیں بیروں کو بھیٹیں ملیں اوس لشکر دریا سحر جوش زن تھا زندگی حباب آسا نظر آتی تھی کشتی حیات طوفانی ہوتی جاتی تھی ہر ایک کے دل میں لڑنے کی موج اوٹھتی تھی تلوار کا گھاٹ آج بار ڈھر پر تھا کہیں خنجر چمکتے تھے کہیں تیر و سنان آبدار کیے جاتے تھے چار پہر رات دونوں لشکر میں غلغلہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ سامان ظلمت پر تباہی پڑی اور شب کی سیاہی و نمنمون ہوکر رہی ابیات

ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار | پڑھی یاداش قسمت کو گنہگار | گھٹی جب رات مثل عمر مشتاق
شعاع مہر چمکی سوی آفاق | سیکو ملکہ مشتری ہفت سحر تخت پر سوار ہوئی چار لاکھ اسی ہزار

چودہ سو جادوگر ہمراہ لیکر کہ وہ سب طائران سحر پر سوار تھے اور آگ دھتورے کے پھل اوچھالتے ہوئے نارجیل و نارنج ترنج ہاتھوں میں لیے ماش رائی سرسوں کے دانے جھولیوں میں بھرے آتش بگولے اوٹھتے ہوئے یہ سب میدان حرب میں آکر قائم ہوئے پیر قبین سرخ و سبز و زرد ہوا میں اڑانے لگیں حرج کارکا ساحری سے عمل ہوا ادھر ملکہ مہرخ اور مخمور و نافرمان و بہار سب اپنے اپنے تختوں پر سوار ہو کئی لاکھ جادوگروں کی جمعیت سے میدان کارزار میں آئیں صفوف لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے ذکر کا کہا کہ ہاں اے ساحران نامی یہ یاد رکھو کہ کوئی ہمیشہ دنیا میں نہ رہا۔ نظم

کجا شد فریدون و ضحاک و جم | نباشد کسے در جہان پائدار | ہمہ نام نیکے بود یادگار
زبہرامیان و ز اشکانیان | جہان عرب خسروان عجم | کجا آن بزرگان ساسانیان
فریدون فرخ ستایش نہ برد | نکوہیدہ تر شاہ ضحاک بود | کہ بیداد گر بود و ناپاک بود
سخن بیشتر از گوہر شاہوار | تہ مرد او وہ جادو یہ نامش قم | سخن ماند اندر جہان یادگار

تم بھی آج کے دن لڑو دشمن کو تہ تیغ کرو یہ کہکر نقیب تو کنارے ہو گئے ادھر ملکہ مشتری ہفت سحر تخت بڑھا کے آگے آئی اور پکاری کہ اے مہرخ تیری عقل ماری گئی ہے کہ جو تو نے میرا سامنا کیا یہ میرا سامنا نہیں کیا ولیا کا سامنا کیا ہے سیکڑوں لونڈی غلام وغیرہ ادھر تیرے غمخوار ہیں انکو موجود ہیں اچھا بھیج کسیکو

مقابلے کیلئے اس للکار دے مہرخ کیطرف سے ناگ جادو نکلا اور برابر تک اوسنے ایک تارچل مارا ملکہ
مشتری ہفت سحر نے فالی دیگر دیک فولاد کا گولہ مارا کہ ناگ جادو کی ران توڑ کر نکل گیا پھر
اعظم جادو آیا اور اوسنے آکر ایک چکر مارا اوسنے فالی دیگر ایک تیغ مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا پھر کو نکلا
وہ زخمی ہوا مہرخ نے ارادہ کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ ابھی ارادہ نہ کرنا لڑنے کا جادوگر موجود ہیں
لاکھوں ساحر کا لشکر پڑا ہوا ہے مہرخ نے کہا اے خواجہ مجکو کسی طرح فتح ہوتی نہیں معلوم دیتی عمرو نے کہا
اگر یقین ہے کہ میں نہ رہ سکونگی تو مقابلہ نہیں ہے مہرخ نے کہا ہے بڑی زبردست اسنے شکست پیدا کے
اختیار ہو لیکن جو نکلتا ہے زخمی ہو جاتا ہے پکڑا جاتا ہے آخر کیا ہوگا عمرو نے کہا اے ملکہ اگر تم زخمی ہو گئین
یا ماری گئین تو تمام کھیل بگڑ جائیگا میں بھی ڈھیلا ہو جاؤنگا میں ڈھیلا ہو جاؤنگا جب تلک یہ لڑائی
ہے جادوگروں کو لڑنے دو مجکو عیاری بخوبی سوجھی ہے میں مقررات کو کام کرونگا اسمین مہرخ کیطرف
تیس چالیس زخمی ہو گئے چالیس پچاس گرفتار ہو گئے مہرخ نے طاؤس بڑھا کو کہا اے ملکہ مشتری
ہفت سحر سبحان اللہ خوب لڑیں مشتری نے کہا اے مہرخ تمنے جسکو بھیجا اوسکو مینے زخمی کیا تمنے ارادہ
نہ کیا مہرخ نے کہا اے مشتری ہفت سحر اب ہماری تمہاری لڑائی ہے پھر لینگے مشتری نے کہا میں
کہا آج تو طبل آسایش بجوا دو کل سر میدان مہرخ کو دیکھ لونگی یہ خیال کرکے طبل آسایش بجوا
پھر گئی تمام جادوگر خوش تھے اور کہتے تھے کہ اے ملکہ خوب لڑیں معلوم ہوتا ہے کہ مہرخ تمہارا سامنا
نہ کریگی ملکہ مشتری خیمہ میں داخل ہوئی حیرت جادو طلسم سے آئی باتیں ہونے لگین
افراسیاب ظلمات کو گیا ہوا تھا وہ بھی طلسم میں داخل ہوا حیرت کو خبر ہوئی حیرت
نے افراسیاب سے تمام احوال کہا افراسیاب نے کہا تم جا کے ملکہ مشتری ہفت سحر کو
بلا لاؤ حیرت سوار ہو کے آئی مشتری کو لیگئی مشتری ہفت سحر نے مجرا کیا افراسیاب نے
مشتری کو گلے لگایا تخت پر بیٹھی کہا اے افراسیاب مہرخ نے میرا سامنا نہ کیا میرا ارادہ ہے کہ
کل مجکو پہلے مہرخ کو للکاروں افراسیاب نے کہا تم مختار ہو اتنے میں کھانا آیا مشتری کو
کھلایا شراب کباب کھلا پلا کے تحفے طلسم کے دئے اور کہا اے مشتری ہفت سحر تمنے بڑی
لڑائی ماری ہے عیار نابکار لگے ہونگے آج کا دن تم یہیں رہو ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤ ماری جاؤ
کچھ چوٹ چپیٹ آ جاوے تو غضب ہو جاویگا ملکہ مشتری نے کہا آپ نے دیکھ لیا کہ مین سے

اسطرح عمرو کو پکڑوا بلوایا تھا ایسا کیا کر سکتا ہی مین خبردار ہون یہ کہکے رخصت ہوئی اپنے خیمے مین گئی
افراسیاب نے صرصر شمشیر زن صبا رفتار کمند انداز شرارہ نقب زن شمیمہ سنگ انداز تیز نگاہ
خنجر زن کو بلا کے کہا اے صرصر تو جانتی ہی کہ ملکہ مشتری ہفت سحر نے کیسی لڑائی ماری ہی کہ مہرخ
کا منھ نہ پڑ سکا اب وہ اپنے خیمے کو گئی ہی عیار مکار فکر مین لگے ہونگے تم پانچون خبرداری
کرو اگر کچھ پیچ پڑ گیا تو قسم ہی خداوند لقا کی صبحکو تم پانچونکا سر کاٹ ڈالونگا صرصر نے کہا اے
افراسیاب جادو ہم اپنی سی کوتاہی نہ کرینگے آگے جو ہماری قسمت مین ہی اوس سے ناچاری
ہی غرض صرصر کو خلعت دیکر روانہ کیا راہ مین صرصر نے صبا رفتار کمند انداز سے کہا کچھ سنا
افراسیاب نے کیا کہا خبردار رہنا آج اوسنے قسم کھائی ہی اگر کچھ پیچ پڑا تو مقرر مار ڈالیگا اور
عمرو بھی جانبازی کریگا اور مشتری کو مار ڈالیگا اور افراسیاب نے مشتری سے کہلا بھیجا کہ
مین نے پانچون عیارچیان تمھارے چوکی پہرے کو بھیجی ہین اسمین پانچون عیارچیان
جا پہونچین اور داخل بارگاہ ہوئین جاکے مجرا کیا مشتری ہفت سحر نے کتاب سامری
دیکھی معلوم ہوا کہ پانچون عیارچیان ہین کہا حاضر رہو میان عمرو عیار چار گھڑی رات گئے
رخصت ہوکے مہرخ سے چلا مہرخ نے خدا حامی و خدا حافظ کہا عمرو نے منظور کیا قبطورہ
زربفتی دیتیا وہ سقرلاتی گوپن عیاری سے چست و چالاک ہوکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی
ملا کہا مین بھی حاضر ہون غرض جسوقت نزدیک بارگاہ کے گیا دیکھا کہ خدمتگارون کی آمد و رفت
تھی ایک خدمتگار کی صورت بنکر صاف خیمے مین داخل ہوکے خدمتگارون مین بیٹھ گیا بعد
دو ایک گھڑی کے بارگاہ کے ستون سے الگ کے کھڑا ہوا ادھر سے صرصر شمشیر زن
صبا رفتار کمند انداز آتی تھین پہچانا کہ عمرو کھڑا ہی عمرو نے بھی تیورون سے
دریافت کیا کہ ان دونون نے پہچانا ستون سے الگ ہوکے کمال چستی سے کھڑا ہوا
صرصر نے کہا صبا رفتار عمرو پر ہرگز ارادہ نہ کرنا عمرو عیار گلیم عیاری اوڑھکے غائب
ہوگیا صرصر و صبا رفتار ڈھونڈھنے لگین شرارہ نقب زن سامنے کھڑی تھی اوسکو
معلوم نہ تھا مشتری ہفت سحر نے کہا ارے تم کیا ڈھونڈھتی ہو صرصر نے کہا بلا بون
ابھی جو ستون سے خدمتگار کی صورت بنا کھڑا تھا وہ عمرو عیار تھا لیکن

صاف نکلگیا مشتری ہفت سحر سنبھل بیٹھی کہا مین بھی رات بھر نہ سوؤنگی سامنے شہزادہ
بھی کھڑی تھی صرصر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے برق فرنگی تو کہان جائیگا برابر سے کمند کے حلقے مارے
بیلا عیاری کا صرصر کے ہاتھ مین رہگیا برق فرنگی صاف نکل گیا مشتری نے دیکھا کہا
ارے یہ کون تھا کہا یہ برق فرنگی تھا صرصر نے کہا ارے شہزادہ شمیمہ کا کچھ حال
نہین معلوم عمرو نے کہا کچھ نہین معلوم ہے صرصر نے پھر کے دیکھا اور تلوار کھینچ کے دوڑی
عمرو نے بھی خنجر کھینچا تلوار چلی مشتری ہفت سحر نے سحر کرنے کا ارادہ کیا عمرو نے بھی تا
صاف جست کرکے نکل گیا صرصر نے کہا بدنہاد نقشہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اسمین دیکھتی
ہے کہ باہر سے شہزادہ شمیمہ چلی آتی ہے صرصر نے نشانی اپنی دیکھ کے سب
احوال کہا اسمین آسمان پر سے ایک کڑاکا ہوا ایک جادوگر زرین پوش آیا اور مشتری
کو نامہ دیا کہ افراسیاب نے یہ نامہ بھیجا ہے صرصر نے کہا ای صبا رفتار عمرو
تو سوتے چلو دیکھ آوین صبا رفتار و صرصر چلین داہنی طرف شمیمہ کھڑی تھی کہا ارے
کہان جاتی ہے اور حباب مار کر بیہوش کر دیا لیکن صرصر کو بڑھکر صبا رفتار نے فتیلہ رفع
بیہوشی دیا صرصر کی آنکھ کھلی صبا رفتار نے کہا بالون اسوقت وہ شمیمہ نہ تھی کوئی
اور تھا مشتری ہفت سحر نے کہا کیا واہ اے لو کوئی لڑاتی ابھی شوخی عیار بڑے حرامزادے
ہین اور مشتری نے نامہ پڑھکے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا ہم نہایت
خبردار ہین وہ جادوگر پھر آئے وہین صرصر آپہونچی پہچانا کہ عمرو ہے دوڑ کے کمند کے حلقے مارے
عمرو اگر سیدھا نکلتا تو پھنس جاتا لیکن عمرو ٹیڑھا ہو کے نکلا داہنی طرف صبا رفتار کھڑی
تھی پانچون حلقے مارے لیکن جلدی کے مارے کمند کی گرہ نہ کھل سکی ایک حلقہ عمرو
کی گردن مین پڑا دھم سے آرہا برابر سے صرصر نے دوڑ کے تیغہ مارا کمند کا حلقہ کٹ گیا
بچارا متہم ضرغام شیر دل غل ہوا پھو پکڑو صرصر نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلتے چلتے عمرو کہہ
گیا تھا اگر صبح کے ہونے ہوتے مشتری کا سر نہ کاٹا تو عمر نام نہ پایا غل ہو رہا تھا
مشتری نے کہا ارے کیا غل ہے عمرو نے کہا مشتری ہفت سحر تم سحر نہین کرتین کہا ارے
مین کس پر سحر کرون ابھی شہزادہ کھڑی تھی ابھی شمیمہ کھڑی ہے صبح افراسیاب سے

کھونگی کہ آپ ہی کا مقدور ہے جواب ان عیاروں سے کر سکے ہیں صرصر نے کہا ہمیں آپکی چوکی دیتی
ہوں پانچ عیار بچیاں چوکی کو موجود ہیں آپ آرام کیجئے ہم پلنگ کے گرد بیٹھی ہیں اور خیمے
کے گرد خبردار باش ہوشیار باش کی آواز بلند ہے مشعلیں جابجا روشن ہیں یہاں عمرو جو جا چکا
ہے صرصر کی بارگاہ میں پہونچا صرصر کہا خواجہ کہاں سے آتے ہو عمرو نے سب احوال کہا اور
کہا صرصر ہمارے ساتھ ایک پچاس ساٹھ جادوگرنیاں کر دو صرصر نے کہا خواجہ بہت اچھا اور
عمرو عیار صورت نگار کی صورت بنکے ایک تخت پر سوار ہو گرد جادوگرنیاں ہیں مشعلیں غلام
دستیاں روشن نقیب پکارتا ہوا چلا جاتا ہے اسی طرح سے خیمے میں مشتری ہفت سحر کے
داخل ہوئی خبر ہوئی صورت نگار جادو آئی ہیں غل ہے لشکر میں عیاروں کا صورت نگار نے
کہا اری عیار بچیاں کیا کرتی ہیں اور کیسے کچھ نہو سکا عمرو کے نام سے بھاگتی ہیں دیکھا کہ مشتری
پلنگ پر لیٹی ہیں لیکن شراب کا خوب نشہ ہے صرصر سامنے سے آئی مجرا لیا ہر ایک خال و خط پہچانا
لیکن کچھ نہ پہچانا صرصر نے صبا رفتار سے کہا اری تو تو دیکھ یہ صورت نگار ہے صبا نے
خوب دیکھا کہا صرصر رخصت ہو کے آئی ہوں کہ میں بھی رات کو چوکی دونگی میں اپنے خاوند سے
پوچھ کے آئی ہوں میں رات کو نہیں رہونگی صرصر نے پھر گھور کے دیکھا اور کہا ملکہ آپ
تشریف آرام کیجئے یہ بارگاہ خالی ہے صورت نگار جادو یہ بارگاہ خالی ہے صورت نگار جادو
اپنی جادوگرنیوں کو ہمراہ لیکے خیمے میں جا بیٹھی پانچوں عیار بچیاں مشتری کے پلنگ کے گرد
بیٹھیں جب کہ پہر رات باقی رہی صورت نگار جادو نقلی نے پانچ چار جادوگرنیوں سے
کہا تم یہ بیہوشی لیکے شمعوں پر ڈالتی ہوئی چلی جاؤ اسوقت عیار بچیوں کو بھی کچھ غنودگی
ہے جادوگرنیاں بیہوشی ڈالتی ہوئی چلی گئیں بعد دو گھڑی کے خیمہ و قنات چاک کرکے
مشتری کے خیمے میں گیا دیکھا پانچوں بیہوش ہیں عمرو نے سب جادوگرنیوں سے کہا جب
میں خیمے کے باہر نکلوں تم مارتی ہوئی نکل جانا غرض خنجر سے مشتری ہفت سحر کا جوڑا
پکڑ کے سر کاٹ ڈالا غل ہوا پانچوں عیار بچیوں تک کھلی عمرو بھاگا جادوگرنیاں جادو کر کے
مارتی ہوئی جہاں نکل گئیں غل ہوا مشتری ماری گئی خبر افراسیاب کو ہوئی کہا یہ کیا غل
ہے حیرت جادو نے کہا مشتری ہفت سحر کا سر کاٹا گیا افراسیاب نے کہا قسم ہے مجھکو

عیارنیون کا سر کاٹونگا اور تپلے پر جمشید کے ہاتھ رکھا اور پرواز کرکے اوڑا جب کہ اوس
خیمے مین آیا دیکھا مشتری پڑی ہے عیارنیان کھڑی ہین افراسیاب نے کہا ارے تم کہان
جاؤگی مین تم پانچون کی گردن مارونگا صرصر نے کہا اے افراسیاب جادو اگر مشتری
بچ گئی ہو تو حضور خوش ہودینگے یہ کہکے پلنگ کا اوپچہ جو اوٹھایا مشتری پڑی تھی افراسیاب
نے کہا ارے صرصر یہ کیا کیا کہا بلا لون یہ ہمنے مشتری ہفت سحر کو بیہوش کرکے پلنگ کے
تلے رکھا تھا اور مشتری کی صورت بناکے سلادی تھی افراسیاب نہایت خوش ہوا
اور کہا مشتری ہفت سحر کو فتیلہ رفع بیہوشی کا دیکر طلسم مین لے آؤ یہ کہکے افراسیاب
نے باغ عیش مین آکر ملکہ حیرت جادو سے کہا عمرو نے ملکہ مشتری ہفت سحر کو مار ڈالا تھا لیکن
اسطرح سے بچی حیرت جادو نے کہا مار ڈالنے مین باقی کیا تھا اوسکی عیاری مین کچھ فرق نہین
افراسیاب نے کہا بھلا صرصر کے باعث سے بچ تو گئی اوسمین پانچ عیارنیان مشتری
ہفت سحر کو لیکے پہونچین افراسیاب نے صرصر شمشیرزن کو خلعت دیا اور کہا شاباش
ہے تو نے بڑا کام کیا ہم جانتے ہین وہ شاہنشاہ عیاران اور دو ہزار برق فرنگی ساتھ ہوتے
آج کام کیا ہے صرصر نے عرض کی اے شہریار لونڈی کیا کرے ادھر تو حضور خفا ہوتے ہین
اودھر ایسے کا سامنا ہے لونڈی کیا کرے افراسیاب نے کہا صرصر مین غافل نہین ہون اب
مہرخ کو غارت کرتا ہون یہ تذکرہ کرکے صرصر تو باہر نکلی اور مشتری کو خلعت دیا اور جلیہ
ماجرا جو گذرا تھا بیان کیا کہا حقیقت مین عمرو نے کام تمام کیا تھا لیکن بچ گئین مشتری
بد حواس ہو گئی اور کہا افراسیاب جادو جسدن مہرخ کو مار ڈالیگی اوسدن سرخرو ہونگی
لیکن مشتری کا دل دھڑکتا ہے کہ عمرو بہت زبردست ہے اور افراسیاب پاس سے رخصت ہوکے
روانہ ہوئی اور عمرو جو مہرخ کی بارگاہ مین آیا سب احوال بیان کیا مہرخ نے کہا مشتری کو مارا
عمرو نے کہا مین نے جتنے جادوگر مارے دار و گیر کی آواز بلند ہوئی مشتری کو جو مارا کچھ آواز نہ
ہوئی مہرخ نے کہا کہ خواجہ مشتری نہین ماری گئی عمرو نے کہا یہ ہماری عیاری سیکھ گئی ہین کوئی اور
مشتری بنائی ہوگی اور مشتری اپنی خیمہ مین داخل ہوئی ضرغام شیردل آیا اور کہا ملکہ مشتری
ہفت سحر خیمہ مین داخل ہوئین عمرو نے کہا مہرخ تم تو یہی کہتی ہو مین مشتری کی بارگاہ کی خبر لاتا ہون اور مشتری نے

کو اب مین فرخ کو غارت کرونگی مگر اب کیفیت طلسم آئینہ کی بیان ہوتی ہے کہ وہ پنجہ جو ایرج
کو اوٹھا لیگیا ایرج نے دیکھا کہ مجھکو ایک پنجہ لٹکائے ہوئے لیے جاتا ہے اسمین ایک میدان نظر آیا اور
اکیس اتیت فولاد کے تخت پر بیٹھے ہین اوس پنجہ نے ایرج کو اتیتون کے بیچ مین بٹھا دیا
اتیتون نے کہا تو کون ہے کہان سے آیا ہے اور کیا ارادہ ہے کہا مین ایرج بن قاسم
ہون طلسم آئینہ توڑنے کو آیا ہون ایک اتیت نے کہا تم اس مقام پر کیونکر آئے
قیدی بادشاہ طلسم ہو چکے تمام چھوٹ چلے طلسم آئینہ توڑنے کی ہوس رہجائیگی ایرج نے کہا
انشاء اللہ توڑونگا اتیتون نے تدبیر کی کہ اوسکو مار ڈالیں لیکن پہلے ملکہ مرأت جادو کو اطلاع
کیجیے جسطرح پر وہ کہین عمل مین آوے ایک اتیت نے ملکہ مرأت جادو سے کہا کہ طلسم مین
ایرج بن قاسم گیا ہے آگے اوسنے نقارہ بجایا تھا پنجہ سحر ہمارے پاس اوٹھا لایا ہے مرأت
جادو نے کہا اوس موئے مونڈی کاٹے کو چین نہ آیا پیچھا چھوڑا اتیتون نے کہا جو حکم ہووے
کرین مرأت جادو کے روبرو ایک لونڈی ابرک جادو نام سفید پوشاک پہنے کھڑی تھی
کہا اے ابرک جادو اتیتون کے مکان پر ایرج آیا ہے تو سر کاٹ لا چنانچہ اتیت کے ساتھ
ابرک جادو جا پہونچی دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہے لیکن جوان خوبصورت حسین ہاتھ پاؤن بھرے
بھرے دلمین کہا اسکی کیا تقصیر ہے کہین سے نکل آیا نقارہ دھرا تھا بجا دیا اوسکو گردن
مارنے کو کہا ہے اے ابرک جادو اوسکو قتل کرکے کیا لقا و جمشید و سامری کو منھ دکھائیگی
پاس جاکے کہا حکم کیا ہے مرأت جادو نے کہ سر کاٹ کے لے آ ایرج نے کہا ارے احمق اگر ہماری
زندگی ہے تو کس کا مقدور ہے جو سر کاٹ سکے اور ایرج کو ابرک جادو کمر مین ہاتھ دیکر لے
اڑی اپنے مکان مین بٹھا دیا ایرج نے دیکھا کہ ایک مکان چھوٹا سا ہے پانچ چار درخت انار و
امرود کے لگے ہین ایک دالان پختہ چھوٹا سا ہے دو لونڈیان نیلی سوسی کا پاجامہ پہنے بیٹھی ہین
انھون نے ابرک جادو نے کہا اے ایرج ملکہ مرأت جادو کا حکم تھا کہ سر کاٹ لاؤن مین
تمکو اوٹھا لائی ہون لازم تو یون ہے کہ جو کوئی جسکے واسطے جفا کھینچے اوسکی وہ خاطر کرے ایرج
نے کہا ہم تابعدار تمھارے ہین سوا تمھارے ہمارا کون ہے ابرک سمجھی کہ مجکو چاہتا ہے کہا ارے لونڈیو
تم انسے خبردار کسی بات کا تصدیعہ نہونے کا کام خدمت مین حاضر رہنا کسی شی کی تکلیف نہوئے لونڈیون نے

کہا خدا نے ہمارے ہماری بی بی کا گھر آباد کیا ہم خدمت کو موجود ہیں ابرک جادو تو گئی
اور لونڈیوں نے پلنگ جھاڑ کر بچھا دیا شراب کباب موجود کیا اور ابرک جادو ایک سر لاش
کے آدمی کا بنا کے سحر کر کے رومال میں باندھ کر لیتی ہے در سحر لہو ٹپکنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی
سر کاٹ ڈالا ہے اور مرات جادو پاس لائی میاں شاپور شیر دل کو شانا ہو کر دل میں کہتا
ہے کہ خدا نے ایرج کو داخل طلسم کیا تو میاں رہ گیا کسی ترکیب سے چل یہ سوچ کے چلا
جاتے جاتے ایک دروازہ معلوم دیا اوسمیں ایک پیر مرد نہایت ضعیف بیٹھا تھا
شاپور نے نزدیک جا کے کہا کیوں بڑے میاں یہ کون ملک ہے اور کہاں کی سرزمین
ہے اوسنے تو یہ کہا لیکن ایک تڑاقا ہوا اور ایک پتلی پیدا ہوئی ہاتھ میں چابک لیے اوسنے
کہا کہ بڑے میاں یہ عیار ایرج کا ہے اسکو پکڑو تو بی النور شاپور یہ سنکر بھاگا اور دوڑ نکلا گیا
مگر وہاں بھی بڑے میاں ببر سوار چلے آتے تھے شاپور کے تو حواس گئے اور اوسنے ببر سے
اوتر کے شاپور کے ایک چابک مارا اور پکڑ کے ببر پر ڈالکر طلسم میں داخل ہوا مرات جادو
باغ میں تھی یہ ببر سوار شاپور کو لیے ہوئے داخل ہوا مرات جادو نے پوچھا کہ اسے کسکو لایا
ہے اوسنے کہا یہ شاپور عیار ایرج کا ہے اوسے چھڑانے کو آیا تھا اور پوچھا تھا کہ یہ کون ملک ہے اوسوقت
ایک پتلی پیدا ہوئی اوسنے کہا کہ یہ عیار ہے اوسکو پکڑو تو میں پکڑ لایا مرات جادو نے
یہ حال سنکر حکم دیا کہ اسکو قید کرو ہیں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پانوں میں بیڑیاں گلے میں طوق
بغلوں میں خاردار لٹو رانوں پر جوڑے فولاد کے اور پاہوں پر جوڑے فولاد کے کمر میں
زنجیر ڈالکر قید سخت میں گرفتار کیا ببر سوار تو چلا گیا اور مرات جادونے شاپور سے کہا کہ کیوں او
موذی تو شہزادے کو چھڑانے آیا تھا شاپور نے کہا کہ ملکہ پیٹ بڑی چیز ہے میں نوکر ہوں اوسکا نہ
آتا اگر اوسکی رہائی کو تو کیا کرتا مگر اب آپ کا تابعدار ہوں اس سے کچھ کام نہیں مرات جادو
نے کہا ارے موذی تو مجکو دم دیتا ہے یہ باتیں تھیں کہ ایک جادو رومال میں سر باندھے ہوئے لیکر آئی
اور مرات کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ معبود سامری جمشید آپ کے دشمن کا سر لائی ہوں مرات نے
یہ سنکر حکم دیا کہ اسکو کنگوری پر چڑھا دو شاپور کا تو دم نکلتا دل میں کہتا تھا کہ جسکے واسطے یہ
عیاری کی تھی وہی مارا گیا پھر اب زندگی کی کیا حلاوت ہے اور مرات جادو نے کہا کہ یہ عیار خوب وسیلہ ہے

ایرج کا تو نے سر کاٹا ہے تو اسکا بھی سر کاٹ ابرک یہ سنکر شاپور کو بیچ راہ مین شاپور نے کہا کہ اے
ملکہ مین تمہارا غلام و فرمانبردار ہون تمہارے گھر کا کام کاج کرونگا مجکو چھوڑ دو ملکہ ابرک جادو
ہنستی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ ارے شاپور کیون گھبراتا ہے محبت کا یہی مزا ہے جو حالت اسکی ہوئی وہی
تیری بھی ہوگی اب شاپور سمجھا کہ ایرج زندہ ہے جب تو یہ کہتی ہے کہ جو حالت اوسکی ہوئی وہی
وہی تیری بھی ہوگی غرض جب یہ مکان مین آئی شاپور نے دیکھا کہ ایرج پلنگ پر بیٹھا ہے
اسمین ابرک نے کہا کہ اے شاپور مین ایرج پر عاشق ہون سن ابرک جادو کا ساڑھے چار سو
برس کا ہے سحر کے سبب سے پندرہ سولہ برس کی بنی ہوئی غرض ابرک نے حکم دیا کہ کھانا لاؤ اوسیوقت
دسترخوان لگا کچھ اور خشکا دو سالن کے پیالے اور ماش کی تھوڑی دال اور کچھ چپاتیان
آئین ایرج نے ایک پیالہ سالن کا اور کچھ روٹیان کھانے کا ارادہ کیا اور دل مین کہا کہ یہ وہ مقام
ہے کہ جہان کچھ میسر نہوتا تھا شکر ہے کہ کھانا تو ملا اوسوقت ابرک جادو نے کہا کہ اے ایرج
جادو نے کہا کہ اے ایرج ہمارے ساتھ تم نہ کھاؤگے کہین عاشق اور معشوق نے الگ الگ
بھی کھایا ہے ایرج کی ناک مین بو بد آئی ایسی کہ جیسے شوربا سڑ گیا بس ایرج کو نفرت
ہوئی کھانے سے طبیعت بھر گئی ایرج نے کہا میرا جی نہین چاہتا ابرک جادو نے کباب
اوٹھا لیا اور آدھا کھا کے ایرج کو دینے لگی اور کہا کہ اے پیارے آدھا ہمنے کھایا آدھا
تم کھاؤ اوسنے کہا مین نہ کھاؤنگا اوسوقت اوسنے کہا ارے میوہ لاؤ لونڈیان جاکر انگور
رنگترے وغیرہ لیکر آئین ایرج نے وہ کھایا اور تھوڑا سا شاپور کو دیا پھر گلابی شراب کی آئی
اور ابرک نے کہا کہ لو صاحب ایسا نہو کہ ہمارے منہ کا کچھ لگ جائے ایرج نے کہا کہ خدا نہ کرے
بھلا تمہارے منہ کا کیا لگ جائیگا ابرک نے جو نشہ شراب کا ہوا ایرج کے گلے مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا اے جانی مین تجکو بچا لائی اپنی جانکا خطرہ کیا ملکہ حیرت جادو نیکی تو مار
ڈالیگی اور تم ہمسے اختلاط بھی نہین کرتے ایرج نے کہا اسوقت مین فکر مین ہون ابرک
نے کہا تمکو کس بات کی فکر ہے تمام طلسم کی کنجیان میرے پاس ہین تم کیون فکر کرتے
ہو یہ کہکر ایرج کے گلے مین پھر ہاتھ ڈالدیا ایرج نے کہا ارے چل اختلاط کی خوبی مین تیرا کہنا
نہین مانتا ابرک نے کہا او خیرہ سر مین نے تیرا سر نہین کاٹا بچا کے لائی گھر سے آئی کہ تو میرا مقصد

پورا کریگا تو یہ باتین کرتا ہے مین تجکو اب کب چھوڑتی ہون یہ کہکر تلوار لینے دوڑی وسوقت ایرج
نے شاپور نے کہا کہ خدا کے واسطے اے شہریار جان بچایئے یہ کہکر سکھایا کہ آپ یہ کہیے گا کہ دریا کا
کنارہ ہو شکار ماہی کھیلتے جایئے اور شراب پیتے جایئے کباب کھاتے جایئے جب خاطر بھی خوش آتا ہے
غرض جب وہ ابرک جادو آئی شاپور نے کہا کہ اے ملکہ یہ اسطرح کہتے ہین کہ دریا کا کنارہ ہو صید ماہی
کرتے جایئن اور شراب پیتے جایئن اوسنے کہا کہ پھر یہ کیون نہین کہتے اور شاپور و ایرج کو لیکر روانہ
ہوئی ایرج نے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت لگے ہین دریا کا کنارہ ہے تخت بچھے ہین ڈونگے
کو لے دھرے ہین اس تخت پر آن بیٹھے شکار کھیلنے لگے شاپور نے جو دیکھا تو ایک تہ کچھ پانی مین
اچھلا اور ایک جانور نکل کے اوڑ گیا شاپور چھوٹا ہوا تو تھا ہی کسی سے اسنے کچھ نہ کہا اٹھکر
ایک جھنڈی مین چھپ رہا لیکن وہ جو اچھلی تھی مچھلی سحر کی تھی بس وہ مرات جادو کے پاس
گئی اور اوس سے کہا کہ اے مرات جادو دریا سے بحر یا ابرک جادو ایرج کو لیے بیٹھی
ہے مرات نے کہا رے کیا کہتی ہے وہ تو سر کاٹ لائی تھی مچھلی سحر نے کہا چلو دیکھ لو
مرات جادو پرواز کرکے چلی جا کے جو اوسنے دیکھا تو ایرج کو شکار کھیلتے ہوے پایا پس آونچے
روبرو ابرک کے جا کر کہا کہ ارے چڑو یہ تو عیش کرنے اپنے دھگڑے کو لائی تھی ابرک نے
کہا پھر ابھی تو میرا مطلب پورا نہین ہوا مرات نے یہ سنکے ابرک کو مار ڈالا اور ایرج
کو لیکر چلی شاپور دیکھ رہا تھا وہ بھی پیچھے روانہ ہوا مگر وہ چلی گئی اسکو پتہ نہ ملا آخر یہ ایک
درہ کوہ مین آکر بیٹھا اور مرات ایرج کو لیکر باغ مین آئی اور وہان قید کیا کہا صبح کو قتل
کرونگی کتاب سامری مین دیکھا اوسمین لکھا تھا کہ تم اسکو قتل نہ کرسکوگی اوسنے کہا مین
آج رات کو پہرا چوکی دونگی کنیزون نے کہا اسکو کسی پنجرے مین بند کردیجیے ہم پہرا دینگے
آپ آرام فرمایئے یہ باتین تھین کہ یکایک خبر پہونچی زیور جادو تمھاری بھانجی آتی ہین چنانچہ
چالیس حبشی اوسکے ہمراہ تھے اوسنے آکر تسلیم کی اور کہا خالہ جان مینے سنا تھا کہ آپ کچھ آزردہ
ہین اسلیے مین آئی ہون کہ آپ کو راضی کرون اور زیور نے پھر کر جو دیکھا تو ایک نوجوان
کو بیٹھے پایا پوچھا کہ خالہ جان یہ کون ہے مرات جادو نے سب احوال بیان کیا اور کہا مین
پہرا دونگی اور صبح کو اسے قتل کرونگی زیور نے کہا تم کاہیکو بے آرام ہو لاؤ مجھے دو

مین لیجاؤن غرض بہت کچھ تکرار کرکے زیور اوسکو اپنے ساتھ لیگئی اور اپنے باغ مین لیجا کے
بٹھلایا لیکن شاپور جس درے مین بیٹھا تھا اوسی راہ سے لیکر نکلی تھی شاپور پیچھے چلا تھا ایک
زنڈی بنکے آیا زیور جادو ایرج کو بٹھا کے باہر آئی تھی شاپور نے مجرا کیا اور ایک خوشہ انگور
کا دیا کہا ملکہ مرات جادو نے یہ دیا ہے زیور جادو نے انگور اوٹھا لیے کچھ دانے آپ کھائے
تھوڑے لوگونکو بانٹ دیے اور ہاتھ اوس نڈی کا پکڑ کے کہا چلو دیکھ لو میں نے ایرج کو کس مقام
پر قید کیا ہے شاپور کو لیکے اندر گئی انگور تو کھا چکی تھی نشہ ہوا چکر آیا چھینک مار کر تڑاق سے
گر پڑی شاپور نے خنجر نکال پکڑ کے چوٹا سر کے دو ٹکڑے کیے آواز دار و گیر کی بلند ہوئی مکان
باغ سب اوڑ گیا غل شور آندھی اوٹھی شاپور نے ایرج کی قید کاٹی کہا شہریار اس اندھیرے
مین نکل چلیے یہ کہکے ہاتھ ایرج کا پکڑ کے شاپور روانہ ہوا کہا شہریار توڑنا طلسم کو اب خدا کرے
جلدی یہان سے چلنا ہوئے اور مرات جادو کو خبر ہوئی کہ ملکہ زیور جادو ماری گئی
ایرج نہین معلوم کہان گیا مرات جادو نے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہا ارے بڑا غضب ہے
مین سمجھی تھی کہ فقط ایرج آیا ہے لیکن عیار بھی آئے ہین جتنے جادوگر کھڑے تھے سب سے
کہا کہ جو ایرج کے عیار کا سر لائے گا نہال کردونگی سیکڑون جادوگر تفحص کو ایرج اور
شاپور کے روانہ ہوے اور ایرج و شاپور ایک جگہ آئے تھوڑی رات جو باقی
تھی وہ گذر گئی گریبان سحر چاک ہوا نماز پڑھکے ایرج نے دعا کی الہی سوا تیرے کون مدد
کرنے والا ہے تو کریم ہے رحیم ہے شاپور سے ایرج نے کہا اے شاپور جیسے کنتھا گھر رہے
ویسے رہے بدیس کیسی گانون اور کسی باغ مین چلکے رہیے تھوڑی جو رات تھی وہ گذر گئی اب
یہان گذارا نہین یہ کہکے ایرج اور شاپور چلے جبکہ تھوڑی راہ طے کی ایک دیوار باغ نظر آئی لیکن
دروازہ بند ہے یہ نزدیک گئے اور شاپور سے ایرج نے کہا آواز لوگون کے بولنے کی آتی
ہے پھر بند کیون ہے شاپور نے کہا اکثر باغبان دروازہ بند کرلیتے ہین اسواسطے کہ آپ لوگ
کام مین رہتے ہین کوئی آکے کچھ توڑ نہ لے ایرج نے چول مین ہاتھ دیکے دروازہ اوکھیڑ ڈالا
اور اندر داخل ہوے دیکھا باغ بہت آراستہ ہے گل مہندی کے تختے کھلے ہوے ہین گرد انگور
کی دار بست ہے کیلے لٹکتے ہین انار کولا رنگترے لگے ہوے ہین مکان سجے ہوئے ہین چار کونون

بیا برج ہین چار بنگلے ہین باغبان سونے روپے کے بیلچے کھرپیان لیے ہوے روش بندی
کرتے ہین ہاتھون مین سونے کے کڑے گلے مین ہنسلیان دھوتیان بندھی ہین گلے مین جنیو
پڑے ہوے کمر مین زنجیرین روپے کی ہین وہان ایک باغبان نے سلام کیا ایرج کو دیکھکے
پہلے ہنسا پھر رو دیا شاپور نے کہا تو نے ہنسکے جو رو دیا اسکا کیا سبب ہے باغبان نے کہا
تمکو اس سے کیا مطلب ہے خیر تم سیر کو آئے ہو سیر کرو شاپور نے کہا بھائی تم رحم دل معلوم
ہوتے ہو تم نہ کسی کے دوست ہو نہ دشمن کچھہ تو سبب ہے کہ تم نے رو دیا باغبان نے کہا اسلیے
عزیز بغیر بھیجے مرات کے جو یہان آتا ہے پھر نہین نکل سکتا دوسرے نے کہا دروازہ تو بند تھا
یہ کیونکر آئے جاؤ دیکھو باغبان نے جاکے دیکھا تو دروازہ ٹوٹا پڑا ہے آکے پوچھا صاحبو تم جو
آئے دروازہ بند تھا یا ٹوٹا ہوا تھا یا تم توڑ کے آئے ایرج نے کہا ہم جھوٹ نہین بولتے
باغ کی سیر کو جی چاہتا تھا تمھاری آواز سنی اور دل چاہا کہ سیر کیجیے دروازہ بند پایا ہمنے چول
کو جو اکسایا کچھہ چول سڑ گئی تھی دروازہ گر پڑا شاپور نے کہا شہریار چلو نکل چلین ایسے
مین دروازہ ٹوٹا ہوا ہے ایرج نے کہا اچھا یہ کہکے چلے دیکھا کہ دروازہ ہے لیکن جب
نزدیک پہونچے دروازہ نہ معلوم رہا دیوار کھنچی ہوئی تھی اسیطرح سے چار طرف پھرے دروازہ
نہ ملا شاپور بحر فکر و دریاے حیرت مین غرق ہے کہتا ہے اے شاپور تو نے بڑی بڑی عیاریان کین
یہان آکے گھبرا گیا اور ایرج کو یہ طلسم اول تھا اسمین وقت دوپہر کا آیا سب باغبان ایکدرخت
سایہ دار کے تلے آبیٹھے اور آپسمین کہتے ہین تو جا ایک کو ایک کہتا ہے کہ تو جا وہ کہتا ہے کہ
تو جا شاپور نے دیکھا کہ کچھہ باتین ہو رہی ہین لبراتے کہا تم کہان جانیکو کہتے ہو باغبان نے
کہا کچھہ پروا نہین ہے ہم جاکے ملکہ مرات جادو کو خبر کرینگے شاپور نے کہا بڑا غضب ہوا وہ مقرر
آئیگی اسمین ایک باغبان نے کہا مین جاتا ہون اور اٹھکے ایک برج پر گیا وہان ایک طاؤس تھا
اور موتیون کا مالا دھرا ہوا تھا باغبان نے جاکے وہ مالا طاؤس کے گلے مین ڈال دیا وہ طاؤس
باغبان کو لے اڑا اور مرات جادو جہان بیٹھی تھی اور کہتی تھی کہ مینے شیشہ جادو کو اژدر کے
منہ مین ڈالدیا زیور جادو یون ماری گئی کیا بلا کی طلسم پر آفت آئی ہے کہ وہ باغبان جاپہونچا
مجرا کیا مرات جادو نے پوچھا اسے خیر تو ہے عرض کی کہ دو شخص باغ سحر مین آئے ہین جیسے

دریافت کیا تو ایک ایرج ہے اور دوسرا شاپور ہے دروازہ باغ کا توڑ کے چلے آئے اب نکل نہین سکتے ہین مین خبر کو آیا ہون مرات جادو نے لے اختر جادو و عتاب جادو تم ہمارے ساتھ چلو ہمارے قیدی کہان جا سکتے ہین ہم پکڑ لائینگے اور تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جبکہ نزدیک باغ کے پہونچی لگے ابر کے معلوم دینے لگے ایرج و شاپور باغبانون سے باتین کر رہے تھے شاپور کو خیال آیا کہ وہ باغبان گیا ہوا ہے مقرر کچھ آفت آیگی یہ سوچ کے دو باغبان بچون کو بلا کر کہا ارے ایک خوشہ انگور کا مین دیکھ آیا ہون تم چلکے توڑ دو باغبانون نے کہا ہم نہین توڑ سکتے تمکو ممانعت نہین ہے تم جا کے آپ توڑ لو شاپور نے کہا میان ہم آپ توڑ لینگے لیکن تم ہمارے ساتھ چلو تم کھڑے رہنا مین توڑ لونگا غرض بہت سی حجت کر کے دو باغبان کو لے گیا جسوقت انگور کی تاک کے تلے پہونچے ایک بیضہ بیہوشی دونون پر مارا دونون گر پڑے شاپور نے ایرج کو اشارے سے بلا کے کہا اے شہریار زندگی کی کوئی صورت نظر نہین آتی ان دونون کا بھیس بدلے دیتا ہون ایک کی صورت مین بنون ایک کی صورت آپ بنیے اور آپکو معلوم ہے کہ عمرو عیار جو صاحبقران کو کہتا تھا وہ قبول کرتے تھے آپ بھی میرا کہنا قبول کیجیے چنانچہ ایرج کو بصورت باغبان بنایا مگر ایرج نے کہا شاپور مین زنار نہ پہنونگا کہا شہریار حق تعالے کو دریافت ہے کہ جان بچانے کے لیے پہنتا ہے اور یہ توڑتا گاہے اور جان بچانے کے واسطے قسم کھاتے ہین جھوٹ بولتے ہین معاف ہے شاپور نے زنار کو دو تین جگہ سے توڑ کے گانٹھ دیکے پہنا دیا اور اپنی صورت باغبان کی بنا کے اور دونون باغبانون نے بیہوشی کی باندھ کر بھس مین گاڑ دیا پھر آئے شاپور نے کہا اے شہریار مین تمسے پوچھتا جاؤن آپ جواب دیتے چلیے چنانچہ کہا شاپور نے کہ بھائی یہ آدمی تھے یا کوئی ساحر تھے کون تھے کہ غائب ہو گئے یا آسمان پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے ایرج کو جھوٹ بول نہ آتا تھا کہے تو کیا کہے کہا بھائی شاپور مجھ سے تو جھوٹ نہین بولا جاتا شاپور نے کہا تم پوچھو مین کہونگا ایرج نے پوچھنا شروع کیا شاپور نے کہا ہان بھائی بڑے تعجب کی بات ہے نظرون سے غائب ہو گئے ہین معلوم نہین آسمان پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے باغبانون نے کہا ارے کیا ہوا شاپور نے کہا ارے میان وہ تو اڑ گئے ایکبارگی سامنے سے غائب ہو گئے وہ جو املی کا درخت ہے اوسپر کچھ کھٹکا سا

معلوم دیا تھا پھر نہیں معلوم کیا ہوا دو ایک باغبان نے کہا کل بھی کچھ ایسی ہی درخت پر کچھ
معلوم ہوئی تھی ایک باغبان نے کہا اگر ملکہ پوچھینگی تو کیا کہینگے اوروں نے کہا ہم کہدینگے کہ دیکھا
تو نہیں ہونگے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ملکہ مرات جادو باغ میں آئی اور باغبان نے مجرا کیا وہ باغبان
جو خبر کو گیا تھا وہ بھی اوسی برج سے اترا ملکہ مرات جادو نے کہا ارے وہ دو شخص آئے تھے
وہ کہاں ہیں کس مکان میں ہیں ایک نے کہا صاحب ابھی اسطرف گئے ہیں مرات جادو نے کہا
جاؤ ڈھونڈھ لاؤ سب باغبان مع ایرج و شاپور ڈھونڈھنے کو گئے لیکن کہیں پتا نہ پایا آکے کہا ملکہ
وہ تو نہیں ملتے کہیں نکل گئے مرات جادو نے کہا ارے احمق ہو آج تک یہاں سے کوئی نکلا بھی ہے
ارے ڈھونڈھو تو غرض سب مکان کونے کترے ڈھونڈھے گئے پتا نہ لگا ملکہ مرات جادو نے
کہا ان سب کی مشکیں باندھ لو میں لیجاؤنگی یہ کہکے کہا ارے یہ بلائے کہاں جاینگے میں ابھی سیر کو نکلی
کہ تڑپ تڑپ کے مارے پیاس کے مر جائیں یہ کہکے جو سحر کیا تالاب کنوئیں کا پانی خشک کر دیا اور
باغبانوں کو لیکے اپنے مکان پر چلی گئی لوگوں نے پوچھا ملکہ انکو کسلئے باندھ لائی ہیں انکی کیا تقصیر ہے
مرات جادو نے کہا فی الحقیقت انکی کچھ تقصیر نہیں ہے لیکن میں اسلئے لائی ہوں کہ رات کو ہو ہم کر کے
سحر کرینگی یہ سب اپنے دل کا احوال کہدینگے شاپور نے کہا اب بگڑے گئے مفت جان بھی
جائیگی شاپور نے کہا ملکہ ہم تو بعد اسکے بھاگ کے کہاں جائینگے کچھ تقصیر نہیں گناہ نہیں کیا
کہ ہم ڈریں ہماری مشکیں کھول دیجیے ہم حاضر ہیں اختر جادو نے عتاب جادو سے کہا انکی مشکیں
کھول دو لیکن خبردار کہیں جانا شاپور و ایرج فکر میں ہیں کہ انکی آنکھ بچے تو نکل جائیے اور
قاسم و طوفان شاہ بیٹھے ہوئے کہا اے سیارہ بن عمرو کئی دن ہوئے کہ گوشت نہیں میسر ہوا ہے اتنا
جی چاہتا ہے کہیں شکار ہوئے تو شکار کریں سیارہ بن عمرو نے کہا میں خبر لاتا ہوں یہ کہکے روانہ ہوا
تھوڑی دور جاکے دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ میں کچھ نیل گائیں کھڑی ہیں لیکن بہت سی ہیں سیارہ
یہ دیکھ کے آیا اور کہا قاسم مرکب پر سوار ہوا اور کئی نیل گاؤ شکار کرکے خیمے میں لے آیا
کباب طیار ہونے لگے اور اس جنگل کا جو جادوگر تھا وہ مرات جادو پاس آیا مجرا کیا عرض کی
کہ حضور نے شکار کی نیل گائیں روکی تھیں قاسم باپ ایرج کا شکار کرکے بہت سی
لے گیا مرات جادو نے کہا اے آفت چشم جادو تم جاؤ اور سب کو غارت کر دو اور

قاسم کو پکڑ لاؤ مین قید کرونگی آفت چشم نے کہا حکم ہو تو سوا سو لونڈی جن کے لونڈی
لیجائے مرات جادو نے کہا اچھا چنانچہ لونڈیان جنکے لیچلی ادہی غل مین ایک لونڈی کی صورت
بنکے شاپور چلا گیا لیکن ایرج رنڈی نہ بنا اس طرح نکل گیا باہر نکلکے ایرج نے شاپور سے کہا
بھائی تم عیاری مکاری سے نبٹتے ہو مجکو آتی نہین لو خدا حافظ مین تو اس پہاڑ کے درے مین
جاتا ہون شاپور نے کہا شہریار تڑپ کر مر جائیگا یہ فوج تمھارے باپ کے قتل کرنیکو جاتی ہے
آپ ادہر جاتے ہین تو ذرا ٹھہر جاؤ ایرج نے کہا مجکو کسی سے کچھہ کام نہین ہے مین تو جاتا ہون
یہ کہکے چلا گیا شاپور نے کہا ارے اب زندگی ناحق ہے تو بھی جی کے کیا کریگا بھلا یہان تو ایک نام
کر دے کہ سوا سو لونڈی کو ایسے مکان پر غارت کر دے مع آفت جادو کے کہ مرات جادو
حیران رہجائے قلعہ چھوڑ دے آفت چشم جادو نے ایک بارگاہ کھڑی کی تھی شاپور جو آگے
جا کے دیکھتا ہے تو لونڈیون کے بیچ مین بیٹھی ہے سحر کی تیاری ہو رہی ہے سیندور گوگل لوبان جل رہا ہے
جا بجا آگ پڑی تھی شراب جل رہی تھی سحر جگاتے تھے شاپور الگ جا کے مٹھائی کچھہ دونون
مین لگا کے ایک بڑی سی ٹوکری مین رکھکے آیا دستک دی آفت چشم جادو نے کہا ارے
تو کون ہے کہا ملکہ مرات جادو کی کنیز ہون آفت چشم نے کہا بی تو چلی آ تجکو کسنے روکا
کیا کوئی تنہی ہے یہ سنکے شاپور وہ مٹھائی لیکے اندر گیا آفت چشم نے سر سے پانون تلک دیکھا
سب آپس مین باتین کرنے لگین شاپور نے کہا ارے تم کیا باتین کرتی ہو ملکہ مرات جادو بیٹھی
کتنی کچھہ ڈالیان باغبان لائے تھے کہین سے مٹھائی آئی تھی مجسے کہا ہے آفت چشم کو
بڑے کام پر روانہ کیا ہے تو یہ پہونچا آ تو مین لیکے آئی ہون آفت چشم نے کہا تو ملکہ کے پاس
سے آئی ہے اور ہاتھہ پکڑ لیا کہا سچ بتا کسنے بھیجا ہے آفت جادو نے ایک دہول ماری
اور کہا اری ملکہ نے مجسے کہدیا تھا کچھہ کھانا نہین اور وہ چیز کھلائی تھی کہ تین روز تلک
بھوک پیاس نلگیگی سچ بتا دے کہ کسی دشمن کے پاس سے آئی ہے یہ سنکے شاپور خوب قہقہہ
مار کے ہنسا ایسا ہنسا کہ سب ہنسنے لگے کہا اری آفت تیرے صدقے تیرے
قربان تم ہماری سنگھی ہو ملکہ نے فقط امتحان کو بھیجا تھا آفت کی خاطر جمع ہوئی اور اپنا سحر تیار
کر کے جگا کے آگے کو چلی شاپور نے کہا آفت اگر تم کہو تو ہم بھی ساتھہ چلین اب کیا کرین

ملکہ پاس جاکے آفت کی خاطر جمع تھی کہا اچھا ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے چلی جاتے جاتے ایک بیابان
مین پہونچی سوا سو لونڈی ایک طرف چلی جاتی تھین آفت شاپور کا ہاتھ پکڑے الگ سب سے چلی
جاتی تھی قضائے کار ایک غار راہ مین ملا جبکہ برابر غار کے پہونچی برابر سے شاپور نے کمند کے حلقے
مار کے اوسی غار مین گرا دیا پہلے تو ارادہ کیا کہ سر کاٹ ڈالے پھر کہا کہ دار و گیر کی آواز ہوگی بہتر
نہین ہی بیہوشی دیکے اوسی غار مین ڈال دے غرض بیہوشی دیکر غار مین اوسنے ڈال دیا اور آپ
اوسکی صورت بنکے غار کے باہر نکلا لونڈیان تعجب مین تھین کہ بی بی ابھی نہین آئین کدھر گئین
کہ سامنے سے جاکے پوچھا ارے تم کیا دیکھتی ہو کہا بی بی ہم تمکو ڈھونڈتے تھے شاپور نے کہا ارے
لونڈیو بہت افگار آئے ہین کہ راہ مین کچھ کھانے کے نہین لیکن ابھی سے کلیجہ ملا جاتا ہے اور پیاس
معلوم دیتی ہے لونڈیون نے کہا بلاؤن سحر مین یہ کونسا سحر ہے کہ کچھ کھانے پینے کے نہین
ملکہ ہماری بھی بری حالت ہے کسی نے کہا ہمکو پیاس لگی ہے کسی نے کہا بھوک سے بری حالت ہے
ملکہ نے کہا بیٹے شاپور نے کہ کچھ تدبیر کیا چاہیے ایک مرتبہ جو دیکھا کہ دو زمیندار چار بیل شکر کے لیے
آتے ہین شاپور نے کہا ارے لونڈیو اگر انکو لاکھ روپے قیمت شکر کی دوگی تب بھی یہ زمیندار
اس جنگل سنسان مین ہرگز نہ بیچین گے تم سحر کرکے انکو مار ڈالو اور شکر کا شربت بنا کے سب پیو
لونڈیان دوڑین اور سحر کرکے اونکو مار ڈالا اور بیل شکر کے ہمراہ اپنے لے آئین ایک جھیل پر جاکے
بیلون پر سے چیز اوتار کے شاپور نے اپنے ہاتھ سے شکر کا شربت کیا تمام بیہوشی ملائی اور کہا ارے
لونڈیو کوئی پیالہ آبخورہ نہین ہے تین تین چلو سب پیو سوا سو لونڈی آن گرین چلو سے ملک کو
دھو کے پی گئین بعد ایک گھڑی کے چکر آیا ایک ایک چھینک آئی تراق تراق بر زمین افتادہ
ہوئین شاپور نے خنجر نکال کے سر کاٹنے شروع کیے دار و گیر کی آواز موافق اپنے اپنے سحر کے بلند
ہوئی جبکہ دو تین سر رہ گئے آفت چشم کی غار مین آنکھ کھلی بیہوشی رفع ہوئی باہر نکلی دیکھا کہ لونڈیان
نہین ہین ایک مرتبہ بھاگی راہ وہی تھی قدم مارے چلی جاتی تھی یہان شاپور سبکا سر کاٹ چکا
ہر ایک جادوگرنی کا سر کاٹنے کو باقی رہا ہے کہ آفت چشم جادو جا پہونچی شاپور نے دیکھا
فی الفور روغن عیاری ملکے اور اپنے گلے مین خنجر ذرا چبھو کے کسب مین پڑ گیا آفت چشم نے پاس
آکے دیکھا کہ سوا سو لونڈی سر کٹی پڑی ہے ہاتھ پر ہاتھ مارا ایک ایک کا نام لیکے رونے لگی ہائے

فلانی ہاے ڈھکی ہاے اکی دیکھتے دیکھتے وہان پہونچی جہان شاپور پڑا تھا دیکھا کہ سر نہین کٹا
ہی کہا ای جمشید و سامری تیرے صدقے تیرے قربان اس لونڈی کا سر نہین کٹا یہ جیتی ہی اور پاس
بیٹھکے کلیجے پر ہاتھ رکھا کہا ارے شکر ہے جیتی ہی سر اٹھاکے گودی مین رکھا شاپور نے آنکھ کھولکے
پھر بند کرلی ملکہ نے کہا ارے لونڈی مین ہون آفت چشم تو آنکھین کھولدے خیر تیرا جینا غنیمت
ہوا ان سبکا بدلا جلکے قاسم کے لشکر سے لونگی شاپور نے آنکھین کھولدین ملکہ نے پوچھا اوسنے
سب احوال کہا کہتے کہتے کہا ارے وہی آتا ہی جسنے مارا تھا آفت چشم پھرکے دیکھنے لگی دیکھنے
کی ساتھ ہی کمند کے حلقے مارے چھاتی پر چڑھکے خنجر نکال کے سر کاٹ ڈالا آواز آئی کشتی مرا
کہ نام مین آفت چشم جادو بود ایک آندھی اوس غل مین شاپور تو نکل گیا مرات جادو
کو خبر ہوئی کہ آفت چشم مع سواسو لونڈیون کے ماری گئی یہ سنکر حیران ہو گئی اور کہنے لگی اے
مرات جادو عجیب طرحکا مقدمہ پڑا اگر غافل بیٹھتے ہین تو طلسم غارت ہوتا ہی اگر تو نے لڑائی
ڈالی تو تمام عمر لڑائی پڑی رہیگی اے مرات جادو تدبیر یہ ہے کہ ایک سوار طلسمی کو بارہ
ہزار سوار سے لقا کے پاس روانہ کر کہ صاحبقران کا لشکر غارت کرے قاسم اور ایرج یہان
آئے ہین طلسم مین اونسے لڑائی ہوئی وہان دس سوار سے لڑائی ہو دونون کو غارت کردے
خداوند لقا سے رسوخیت ہوگی اور خداوند خوش بھی ہونگے ایک ہی مرتبہ سب کا کام تمام
کردے بس اپنے سوار خیل زور بدن کو بلایا اور کہا کہ اے سوار طلسمی ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی
کہ تم جانتے ہو کہ خداوند لقا نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے اور اب سامنا خدا پرستون سے
پڑا ہی تم حضور مین لقا کے جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو غرض اوسنے سوار طلسمی کو بارہ ہزار سوار
سے خوب سمجھا کے روانہ کیا اور ملکہ مرات جادو نے ساحرون سے حکم کیا کہ جس گانون مین یا جس
مقام پر ایرج و شاپور جس کسی کے ہاتھ لگین پکڑ لاؤ ہمارے پاس ہم اونکو نہال کر دینگے
اور جس کسی نے چھپا رکھا ہوگا اوسکا گھر مع عیال و اطفال غارت ہو جائیگا یہ خبر چار طرف ہو گئی
چنانچہ ایرج شاپور سے جدا ہو گیا اور ایک رہ مین پہاڑ کے بیٹھا تھا چنانچہ تمام رات وہی
پہاڑ کے درہ مین یہ رہا جبکہ مثل مرض رات گھٹنے لگی اور آفتاب تابان جبین سے چمکا نظم
جمال صبح چمکا بھینا بھینا + ہوا سر دے سو کھا پسینا + گل بستر نے بوے رخصتی دی

بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی + ایرج نماز پڑھ کے ایک سمت کو چل نکلا تھوڑی سی راہ طے کر کے
ایک بیابان مین ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان پچاس ساٹھ درخت گنجان تھے اور اونپر عجیب
طرح کے جانور بولیان بول رہے تھے ایرج کو وہ بولنا جانورون کا نہایت خوش آیا
درخت کے نیچے جا کے دیکھا تو رنگ برنگ کے جانور ہزارہا بول رہے تھے اور ایک کنوان
اوس مقام پر تھا کہ اوسکا تمام چبوترہ آئینہ کا تھا اور پٹ ابھی آئینہ کا لگا تھا مگر بند تھا ایرج
وہان بیٹھ گیا اسوقت ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ اسکی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی
تو دیکھا کہ چار ہنڈولے کھڑے ہین اور اونپر تیس تیس چالیس چالیس عورتین زیور پہنے
ہوے بیٹھی ہین ایرج وہان سے آگے چلا اسلیے کہ یہ طلسم کا کارخانہ ہے ایسا نہو کہ کسی آفت
مین گرفتار ہو جاؤن ان عورتون نے کہا بھلا اے جوان ایسے مقام پر آ کے کوئی جاتا ہے
بیٹھو سیر کرو یہ وہ کہہ رہی تھین کہ ایک مرتبہ آواز نقارہ کی آئی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک
عورت ادھیڑ سفید پوش محمودی کی چادر اوڑھے ہوے تخت پر وہان اوتری پریزادین
نکلین اور فرش کر گئین وہ عورتین اوس فرش پر جا بیٹھین پھر اوس کنوین مین سے سات
رنڈیان نکلین کسی کے ہاتھ مین سارنگی کسیکے ہاتھ مین طبلہ کوئی مرچنگ لیے کوئی تال کی
جوڑی لیے ہوے آئین اور جا کے ناچنے لگین تمام جنگل مین سناٹا ہو گیا چرند و پرند
اپنے مقام پر سب جھومنے لگے ایک عورت نے کہا کہ اے جوان ہماری بی بی نہایت رحمدل
ہے نہ کسی سے بغض ہے نہ بیر تم چلو بیٹھ کے گانا سنو ایرج محو ہو رہا تھا فرش پر بیٹھ کے گانا
سننے لگا جبکہ گانا ہو چکا وہ ساتون کنوین مین چلی گئین اوس عورت نے کہا اے شخص
معلوم ہوا تو ہی شکنندہ طلسم ہے ایرج نے کہا طلسم توڑنے کو آیا ہون اوس عورت نے کہا
ارے احمق اگر دو چار ہزار ہون تو طلسم نہ توڑ سکینگے لیکن ایرج سحر مین گرفتار ہو گیا ہے جب
اوٹھنے کا ارادہ کرتا ہے جی نہین چاہتا ہے کہ اٹھ جائے اوس عورت نے کہا تم نے گانا نہین سنا
ہمارے طایفے خوب گاتے ہین سنو یہان کی مالک مرات جادو ہے ہمین نہ مرات جادو سے
کام ہے نہ طلسم سے کام ہے میرے گھر چلو گانا سنو اگر طلسم تم توڑوگے تو ہمسے ملاقات رکھنا یہ کہکے
اپنے مکان پر لیچلی دس بیس قدم چلا ہو گا کہ ہوا آئی ایرج کی آنکھ بند ہو گئی بعد ایک گھڑی کے

جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان ہی بڑی تیاری کا دروازہ کھلا ہوا ہے طبلے کی آواز آتی ہی چھت پردے
تمامی کے لگے ہوے ہین آٹھ سو نو سو لونڈی کھڑی ہین جبکہ باغ مین داخل ہوے لونڈیان
روبرو سے ہٹ گیئن ایرج نے آگے جا کے دیکھا کہ ایک تخت پر مرات جادو بیٹھی ہے
ایرج حیران ہوگیا مرات جادو نے دیکھا اوس جادوگرنی نے مجرا کیا کہا ہی ملکہ مرات جادو
یہ بیابان طایران مین پہونچا تھا مین پکڑ لائی مرات جادو نے کہا اے ملکہ سفید جادو یہ بڑا
زبردست ظالم ہے طلسم توڑنے کو آیا ہی سفید جادو نے کہا ملکہ دیر نہ کیجیے سر کاٹ ڈالیے
مرات جادو نے کہا میرا بھی یہی جی چاہتا ہے یہ کہکے کتاب جمشید و سامری منگا کر دیکھا
کہ ایرج کو گردن مارو لکھا ہوا تھا اے مرات جادو آج کی رات قید کرو کل سوا پہر دن چڑھے
گردن مارنا مرات جادو نے کہا ملکہ سفید جادو سحر راہ نہین دیتا اگر کہتے ہو تو رات بھر
اپنے مقام پر لیجا کے قید کرو یہان رکھنا مناسب نہین ہے ملکہ سفید جادو نے کہا مین تمام رات
جاگتی رہونگی ملکہ سفید جادو تخت پر اپنے پاس بٹھا کے لیچلی اپنے مکان مین داخل ہوئی لونڈیان
بہت سی ایسی تھین جو اپنے ہاتھ سے کھاتی پکاتی تھین کتنون سرکار سے کھانا پکا ہوا مقرر تھا
سب اپنے اپنے کام کو روانہ ہوئین قضاے کار ادھر سے شاپور ایک عورت کی صورت
بنے ہوے آتا تھا دلمین کہتا تھا ای شاپور ایرج نے تیرا کہنا نہ مانا تجھسے الگ ہوگیا اگر کسی
آفت مین گرفتار ہوا تو بڑا غضب ہوگا چنانچہ کئی لونڈیان قہقہہ مارتی ہوئین شراب پینے کو
کلال کے گھر جاتی تھین آپس مین کہتی جاتی تھین کہ آج جو یہ گرفتار ہوا ہے کہین صبح کو سر
کاٹا جایگا تو طلسم کا کھٹکا مٹ جایگا لونڈیون نے دیکھا کہ لونڈی چلی آتی ہے کہا بہینا
تم بھی شراب پینے آئین شاپور نے کہا ہان مین بھی آئی ہون لونڈیون نے کہا بہینا ہمارے
ساتھ چلو کل سے عذاب مین تھے آج فرصت ملی شاپور نے کہا بہینا طلسم مین کیا ہی
لونڈیون نے کہا تمکو نہین معلوم شاپور نے کہا مین کل سے شراب پینے کو گئی تھی لونڈیون
نے کہا ہماری بی بی ایرج کو پکڑ کے ملکہ مرات جادو پاس لگیئن تھین مرات جادو نے
کتاب مین دیکھا اوس مین معلوم ہوا کہ کل سوا پہر دن چڑھے قتل کرنا سو آج کی رات ہماری پاس
قید ہے کل گردن مارا جایگا شاپور نے کہا خوب ہوا یکدم گیا وہ تو شکنندۂ طلسم تھا ہمارا گھر غارت کیا

کیا چاہتا تھا یہ کہکے اونکے ساتھ ہولیا جبکہ شراب پی چکین ہمراہ اونکے مکان مین داخل ہوا دیکھا
کہ ایرج فولادی پنجرے مین قید ہی سامنے کے درمین پنجرا لٹک رہا ہے شاپور نے کہا بڑی ظالم ہے
ذرا رحم نہین ہی ایسے شکیل خوبصورت بہادر کو پنجرے مین قید کیا ہی اوسمین سفید جادو کو نیند
آئی حکم کیا کہ پلنگ پر جاتی ہون خبردار کوئی میرے پاس آئے اور ہاتھہ سے پنجرا اوتار کے
چھپر کھٹ کی چھت مین لٹکا دیا اور آپ لیٹ رہی اور شاپور آنکھہ بچا کے برابر ایک صحنچی تھی
اوس مین لیٹ رہا سفید جادو کروٹین لیتے لیتے اوٹھہ بیٹھی دیکھا کہ ایک لونڈی لیٹی ہے
اوسکے ہاتھہ پکڑ لیا کہا او حرامزادی تو چپکے سے آلیٹی ہے یہ کہکے رقعہ جمشید و سامری کا دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ اے سفید جادو نصیبا تیرا بڑا زبردست تھا یہ شاپور شیردل عیار ہے جس نے
سوا سو لونڈیان مع آفت جادو مار ڈالین یہ دیکھ کے پکاری ای علامہ جادو - علامہ جادو
ہوم کر رہی تھی آواز سنکے چلی آئی سفید جادو کو مجرا کیا سفید جادو نے کہا اے علامہ جادو یہ وہ
شخص ہی جسنے آفت چشم کو مع سوا سو لونڈی کے غارت کیا تم اسکو باہر لیجا کے گردن مارو علامہ
جادو ہاتھہ پکڑ کے لیچلی شاپور نے پکار کے کہا کہ ای ایرج نوجوان ہم تمہارے چھوڑانے کو آئے تھے
لیکن نصیبا ہیٹا ہوگیا تمتو قید ہوے اور ہم دنیا سے اوٹھہ چلے اسمین شاپور جب باہر گیا
کہا اے علامہ جادو اگر تو مجکو ہماری مرآت جادو کے پاس لیچلے تو ایرج کو قسم دلوا کے طلسم
توڑنے کے لیے نکال لیجاؤن علامہ نے کہا ارے عیار تو مجکو دم دیتا ہی مین تجکو مار ڈالونگی وہ ہاتھہ
پکڑ کے کھینچتی ہوئی لیچلی لیکن شاپور شیردل نے اپنے دل مین کہا کہ ای شاپور تو امیر کا بیٹا ہے
ہین تجھپر سحر کیا ہی تو مین جو گرفتار ہے اور ماش سکے آنے کا پتا نہ چلا جاتا ہی اسکا کیا سبب
ہے لازم ہی کہ کام اسکا تمام کرے سوچکے اوسنے کہا کہ اے ملکہ ذرا ادھر دیکھنا یہ کیا ہے علامہ جادو
نے جو پھر کر دیکھا اوسنے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ منھہ پر پڑا علامہ جادو کو چھینک آئی اور بیہوش
ہوگئی شاپور نے سجدۂ شکر خدا کیا اور پٹی دار و سے بیہوشی کی اوسکی ناک پر باندھتے
پہاڑ کے درے مین ایک غار تھا اوسمین ڈالدیا اور اوسکی صورت بنا کے نیچے اوسی کے پہنکر دروازے
پر باغ کے آیا کنیزون نے کہا کہ کیا شاپور کو مار ڈالا اوسنے کہا کہ مینے ایک پتھر مار
بھڑوے کا سر پیٹ کیا کنیزون نے کہا مبارک ہو کہ شاپور کا کام تمام کیا سفید جادو نے

پوچھا کہ شاپور کو کیونکر مارا اوسنے کہا کہ بلالون پتھر سے مارا کہ اوسکا سر پھٹ گیا لیکن کہا اے
سفید جادو مین نے عجب طرح کی خبر پائی ہو کہ کہین نہین دیکھی جمشید و سامری کی قدرت کا
تماشا ہی ایک پھول گیندے کی صورت کا ہی کہ اوسکی اودی پتیان ہین اور سنہری تحریر ہی گھانس
کی جھنڈی مین پانچ چار کلیون کا ایک پھول کھلا تھا مین توڑ لائی ہون اور عجب خوشبو آتی
ہے سفید جادو نے کہا لے علامہ وہ کہان ہے علامہ نے ایک پھول وہی طرحکا اوسکو
نکال کے دیا اوسنے اوسکو نکال کے دیا اوسنے اوسکو سونگھا بیہوش ہو گئی شاپور نے خنجر
کھینچکر سر اوسکا کاٹ ڈالا اصدا دار و گیر کی بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سفید جادو
بو دلونڈیاں جو ماش کے آٹے کی تھین وہ تو گر پڑین اور جو اصلی تھین وہ لاش سفید جادو
کی لیکر مرات جادو پاس آئین اور وہ پنجرہ فولادی ٹوٹ گیا مرات جادو نے حکم دیا
کہ لاش اسکی میدان مین پھونک دو اور اب مین آپ پکڑ لاؤنگی پھر آپ ہی اپنے دل مین
کہتی ہے کہ جاؤن یا نہ جاؤن یہ تو اس فکر مین ہے اور وہان ایرج سے شاپور
نے کہا کہ اے ایرج وہ سامنے سڑک معلوم ہوئی ہے ادھر چلو کیونکہ بغیر ہاتھ سے نوح
طلسم کے طلسم فتح نہ ہوگا یہ کہکے اسی جانب روانہ ہوئے مگر وہ سوار طلسمی بارہ ہزار سوار سے
کوہ عقیق گلنار سلیمانی مین پہونچا خبر لقا کو ہوئی کہ مرات جادو نے ایک سوار طلسمی آپکی خدمت
کے لیے بھیجا ہے اوسوقت لقا نے بختیارک کی طرف دیکھ کے کہا کہ اے شیطان درگاہ دیدی قدرت
بختیارک نے کہا کہ کئی روز سے بارگاہ مین سناٹا تھا ایک آدہ قتل کرانے کو آپنے بلوایا لقا
نے کہا کہ یہ سوار قدرت ہے کسکا مقدور ہے جو اسے قتل کر سکے اس عرصہ مین سوار طلسمی آکر
داخل ہوا بختیارک نے لشکر اوسکا اوتروایا اوسنے لقا کو نذر دی سجدہ کیا اور سات بار گرد
تخت خداوندی کے پھرا کرسی بیٹھنے کو ملی جب یہ بیٹھا تو بختیارک نے کہا کہ تم مین یہ تبا دو کیا
وصف ہی اوسنے کہا کہ نہ کوئی تلوار مجھپر اثر کرتی ہے اور نہ کسی شخص سے کشتی مین زیر ہونگا
لقا نے کہا کہ مینے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین بختیارک نے کہا کہ ہمتو جانتے ہین کہ تیرے یہ
بندے سب کم زور ہین اور ادھر کے سب زور آور ہین غرض یہ باتین کچھ دیر رہین سوار طلسمی کئی
روز تک آسودہ ہوا کیا ایک روز جب سر شام آنکھون مین لگا شل احسان کمظرف زن گھٹا نظم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا | فروغ مہر دامن مین چھپایا | سیاہی مثل زلف یار پھیلی
میان کوچہ و بازار پھیلی

سر شام حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارہ پر چوٹ پڑی ہرکارون نے اگر امیر کو خبر دی یہان بھی نقارہ جنگی بجا دلاور آگاہ و خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا ہتھیار صاف ہونے لگے دریائے شور و فساد جوش پر تھا دلون مین لڑنے کی موج اٹھتی تھی پھرین گرداب بنتی تھین تلوارین آبدار ہوتی تھین بہادر تلوار کے گھاٹ اوترنا چاہتے تھے خنجر کا پانی آج خون کا پیاسا تھا کہین تیغین صیقل ہوتی تھین کہین کمانین چلا رہی تھین لشکر مین غلغلہ برپا تھا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ مرنے پر آمادہ لیس تھی چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ مزاج شمع مین سردی آئی اور مرغان سحر ہر طرف چہکارے

نظم

کیا نور سحر نے گرم بازار | سفیدی سی لباس شب مین پائی
شب تیرہ ہوئی رخصت تیار | زبان صبح کی اوسنے آشنائی

صبح کو امیر کشور گیر سعد بن قباد کو لیکر روانہ ہوئے لشکر گروہ گروہ انبوہ انبوہ سرق سرق سنجق سنجق علم علم حشم حشم میدان کارزار مین آئے گرد و غبار سے دنیا بھر گئی اس طرف سے لقا کی سواری آئی جھاڑی جھنڈی بیلدارون نے کاٹ کر میدان کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی آبروے ابر بہار کی کھو دی صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ کمینگاہ قلب و جناح اگلا ہراول پچھلا چنداول آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی گوتون کے لڑکے لپٹی دستارین سرون پر باندھے کرکا کہنے لگے اور مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کی جب نقیب بھی کرکا کہہ چکے تو اوسوقت صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آیا اور سوار طلسمی نے لقا سے اجازت لیکر میدان مین قدم بڑھایا اور پکارا کہ اے خدا پرستان واے زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے مین ادہر سے فرامرز عاد مغربی بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اوسکے گئے اور ایک گدا ماری کہ گھوڑا اسکا چھ سات قدم ہٹ گیا اور لاد تنا ہی مرکب اوسکا زمین پر جھکگیا اوسوقت سوار طلسمی نے ایک سونٹا اونکے مارا کہ یہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اسیطرح جیسے کئی سو سردار بیہوش ہو کر گرفتار بلا ہوئے دن بھر لڑائی رہی جب دن مثل حیا آنکھون سے چھپ اور شاہد شب نے اپنی زلف کو کھولا بیت

رداے شام پھیلی جانب خاک	نگاہوں سے چھپے سامان افلاک

طبل آسایش بجواکے سوار طلسمی پھر گیا اور جاتے ہی اوسنے پھر طبل جنگ بجوایا یہان بھی طبل جنگ بجا اور پھر تیاری جنگ شروع ہوئی اور چار پہر رات یتیغین صاف ہوا کین کرہ کیست کرکے کہا کیے ہر شخص آپس مین بغلگیر ہوتے تھے کہ دیکھا چاہیے کل گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے **ابیات**

کہ حسن صبح نے جب مُنہ دکھایا	کھلین آنکھوں سے نیندین تو تن آیا	بنے اختر حیاے چشم جانان
نظر آسا نظر سے سبکی پنہان	صبح کو امیر کشورگیر بعد توقیر فریضۂ رب قدیر سے فارغ ہوکر	

جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر اور سب سرداروں کا مجرا ہوا لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون میدان کارزار کو گیا بادشاہ بھی مع صاحبقران اور سردارونکے جنگاہ مین آئے حسب دستور اوسی طرح صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کرکیتون نے کڑکا کہا جب نقیب کنارے ہوے اوسوقت لقا بھی فوج لیکر میدان مین آیا تھا سوار طلسمی نے اوس سے اجازت لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور پھر نہیب دی کہ اے حمزہ پرستان ہر کرا تمناے مرگ باشد بیاید بہ میدان ما یہ کہتا تھا کہ لشکر اسلام سے مغرچیون کے علمون کو جلوہ ملا اور جنوبی ہندوستانی و ترکستانیون کے بھی علم جلوہ دکھانے لگے امیر نے دیکھا کہ سبکی طرف علم جلوہ دکھا رہے ہین اور نقارے بج رہے ہین کہیں ایسا نہو کہ آپس مین بگڑ جائے اور اوسکے سبب نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس سوار طلسمی کو جیتا نجانے دینگے بس خود چاہا کہ واسطے لڑنے کے جائین آواز سم مرکب کے کڑاکے کی آئی اور دیکھا تو ایک سوار جواہر مین غرق گھوڑے کی کنوتی پر برچھا رکھے پیدا ہوا اور پکارا کہ ہان ہان اے حمزہ پرستان یہ شکار میرا ہے مین نہ تمہارا دوست ہون نہ لقا کا ہون مین تم دونون سے سمجھونگا امیر نے تو جانا میدان مین موقوف کیا اور اوس جوان نے کہا کہ اے لقا پرستو وہ خدا اور ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اگر لقا حمزہ سے نہین ہٹتا ہے تو میرے خدا کی پرستش قبول کرے بختیارک نے کہا کہ یہ کون جوان ہے اور کہان سے آیا ہے لقا نے کہا ایسی ایسی آوازین بہت آئی ہین اسمین لگا ورزنی ہوئی دونون طرف سے تنا

پڑنے لگا اسکا سونٹا اوسپر اوسکا اسپر اور ان سونٹون سے چنگاریان اڑنے لگین وہ مانند تیغ
دو سونٹے سرخ ہوگئے اوسوقت تو ان سونٹون کو پھینکدیا اور سوار طلسمی نے لقا کی طرف
تلوار ماری اوسنے سپر پر روکی اور اوس جواہرپوش نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود دوپلتہ زرہ توڑ
عرق جبین کو کاٹ کر صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کرکے زین و نمد کب کو کاٹکر
زیر تنگ تلوار نکل گئی آدھا ادھر آدھا اودھر مجنیبا رک پکارا کہ صلواۃ بر محمد و لعنت بر
لقا وہ مارا اور وہ مرکب کو موڑکے سوار چلا امیر نے کہا کہ اے عزیز اشتیاق ملاقات کا ہے یہ سنتا
تھا کہ اوس جواہرپوش نے دستک دی کہ مرکب تو اڑ گیا اور وہ اشقر کے پاؤن پر گرپڑا امیر نے
اشقر سے کودکے سر اوسکا سینہ سے لگایا اور کہا یا صاحبقران مین لونڈی آپ کی حنظل
حنظل جادو و مادر نرگسی چشم ہون جسنے اپنی دختر قاسم کو دی ہے امیر نہایت خوش ہوے
اور کہا یا رو قسم ہے پروردگار کی کہ مین اس ملکہ سے بہت خوش ہون اوسوقت طبل و نقارے
بجنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ حنظل تم اپنی بیٹی کے پاس محل مین رہو اوسنے عرض کی
کہ اے شہریار آپ کے فرمانے سے آجکے دن تو مین یہان رہتی ہون لیکن پانچ چار روز مین لشکر
پر آفت آیا چاہتی ہے مین جاتی ہون پھر جو آونگی تو رہونگی امیر نے کہا اچھا اپنی دختر سے تو
ملاقات کرتی جاؤ ملکہ قاسم تو گیا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ چلو بارگاہ مین وہان سب حال
کہینگے غرض طبل بازگشت بجا وہ بارہ ہزار سوار جو طلسم آئینہ سے آئے تھے اونسے کہا کہ
طلسم آئینہ کو جاؤ مرات جادو سے کہدینا کہ سوار طلسمی مارا گیا غرض لقا میدان سے پھرا
ادھر امیر حنظل کو بارگاہ مین لیکر آئے لشکرون نے کمر کھولی امیر دنگل نا دعبر پر بیٹھے بارہ
بارہ پہلوان دنگل پر بیٹھے اور حنظل نے کہا کہ اے شہریار یہ سوار طلسمی تھا اگر سو برس بھی
آپ لڑتے تو مارا نہ جاتا امیر نے کہا آگے بھی ایک سوار آیا تھا اوسکو ایرج نے مارا
اب وہ طلسم آئینہ کو گیا اور اوسکے پیچھے قاسم بھی گئے ہین اسمین نرگسی چشم کو
خبر ہوئی کہ میری مادر نے آکر سوار کو مارا ہے اور بارگاہ مین بیٹھی ہین اوسنے آدمی بھیجا کہ جاکے
بلا لاؤ آدمی آیا اوسنے آکر کہا کہ اے حنظل جادو آپکو آپکی بیٹی نے بلایا ہے امیر نے کہا جاؤ
نرگسی چشم سے ملاقات کر آؤ حنظل خیمے مین نرگسی چشم کے آئی اوسنے مجرا کیا

حنظل نے دیکھا کہ اسکی طبیعت کچھ مکدر ہے رنگ رخ سفید بال او جھے ہوے میلے ہین آنکھون
مین آنسو ڈبڈبائے ہوے ہین اور اوسنے کہا امان جان ایرج نوجوان طلسم آئینہ
کو گئے ہین ونکے پیچھے آپ کے داماد بھی گئے ہین طلسم آئینہ مشہور جگہ ہے بڑا قلب مکان ہے
افسوس ہی کہ مجکو سحر نہ آیا حنظل نے کہا کہ بیٹا مین جاؤنگی امیر سے رخصت ہو کر آئی ہون
نرگسی چشم نے کہا آپ کا جانا بہتر و انسب ہی کہ قاسم کی جان بچائیے حنظل نے کہا
اگر میرا سامنا ہو گیا مرات جادو کا تو مین بھی لڑونگی کچھ اوس سے کم نہین ہون نرگسی چشم
نے خاصہ طلب کر کے مان کو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا پان ڈلیان دیکر رخصت کیا یہ امیر کے پاس
آئی اور کہا اے شہریار بیجی کے دیکھنے سے تو نہایت طبیعت فکر مند ہوئی اب مین طلسم آئینہ
کو جاتی ہون امیر نے فرمایا کہ خدائے کریم کو سونپا اور خلعت عنایت کیا حنظل جادو
رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور اپنے مکان مین گئی اور وہان بارہ ہزار جادوگر اور چار سو لونڈیا
چنین اور کہا جسکو مرنا ہو لڑنا ہو وہ میرے ساتھ چلے سب نے کہا کہ ہم حاضر ہین بس اوسنے
نقارہ کوچ کا بجایا اور کوچ و مقام کرتی ہوئی تیسرے دن ایک پہاڑ کے درے مین
پہونچی کہ جہان قاسم اور ایرج کا لشکر پڑا ہوا تھا اس مقام پر اوسنے بھی خیمہ کیا لشکر
اوسکا اترا قاسم کو کچھ فکر تھی قیماس خان اور تہمتن خان وغیرہ بیٹھے ہوے
تھے ذکر و مذکور ہو رہا تھا اور ملکہ مرات اپنے مقام پر فکر مین تھی اور آب جادو ایک جادوگرنی ہی
کہ وہ ہمیشہ آیا جایا کرتی ہی اس پہاڑ کے درہ مین وہ جو آب آئی تو اوسنے لشکر اوترے دیکھا اوسکے
ساتھ چار سو کنیزین ہین غرض یہ مرات جادو کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ اے مرات جادو
یہ لشکر کسکا فلان مقام پر اترا ہوا ہے مرات جادو نے کہا اے آب جادو تو نے سنا ہوگا
کہ شیشہ جادو نے جو کچھ سلوک کیا ہے اب ایرج طلسم توڑنے آیا ہی اسکے باپ کا لشکر
پڑا ہی آب جادو نے کہا کہ اے مرات جادو بھلا تجھسے یہ نہین ہو سکتا کہ اسکی فوج کو غارت کر دو اگر تجھسے
نہین ہو سکیگا تو مجکو حکم دو کہ مین اونکو غارت کر دون اور قاسم کو قید کر لون ایرج کو پکڑ لاؤن
اگر یو نہین تم غافل رہوگی تو سب کھیل بگڑ جائیگا ایسا نہو کہ لوح طلسم ہاتھ لگ جائے پھر بڑا
غضب ہوگا مرات جادو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون آب جادو نے کہا جو مالک

سلطنت ہوتے ہین اونکو آرام نکرنا چاہیے آپکے لونڈی غلام بہت سے ہین جسکو فرمائیے وہ دم بھر مین غارت کردے مرآت نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ کوئی مجھسے جدا نہو اچھا اگر تمہارا ارادہ لڑنے کا ہی تو کیا مضائقہ ہی جاؤ لڑو آب جادو دس ہزار جادوگر ہمراہ لے گئے رخصت ہوئی اور قاسم کے لشکر میں خبر پہنچی قاسم کو خبر ہوئی کہ کچھ جادوگر اس سمت کو آتے ہین اسنے کہا کہ بحکم پروردگار عالم ہم اونکو قتل کرینگے یہ کہکر قاسم اور قماس خان اور فرامرز خان وغیرہ تلوارین ٹیک کر اوٹھے اور قاسم نے کہا کہ خدا بچانے والا ہی اس عرصہ مین آب جادو آپہونچی دس ہزار ساحر اسکے ساتھ کال وڈاک تھے ناریل اور نارنج و ترنج اُچھالتے ساتھ آتے تھے غول برپا تھا باز و بط و مرغابی پر ساحر سوار آب جادو آگے آگے یہان آکر آپہونچی اسوقت قاسم خیمے سے نکلا اوسکی بھی فوج نے کمر باندھی ہل چل پڑگئی دنیا دہلنے لگی طبل و نقارہ بجنے لگے تمام لشکر کمر باندھکر لڑنے کو مستعد ہوگیا اوس وقت آب جادو نے پکارکر کہا کہ اے قاسم اگر تجھکو زندگی درکار ہے تو ملکہ مرات جادو کے پاس چل اور ہاتھ باندھکر اوس سے عذر کر اور امیج کو سمجھا کے لے آ اور اگر تجھکو نہ منظور ہو تو مین مشکین باندھکر باندھکر لیجاؤنگی قاسم نے کہا کہ او کتیا ناکارہ حرامزادی تو کیا بکتی ہے آب جادو نے جھلاکر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہنس اڑاکر نکلا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آو مجھسے لڑنے کو فیروز خان گھوڑا اپنا اڑاکر میدان مین آیا اور کہا لا کیا حربہ لاتا ہے جادوگر نے دوڑکے ایک سونٹا مارا سپر پر روکا لیکن سحر کا سونٹا تھا فیروز خان بیہوش ہوکے گر پڑا اوس جادوگر نے باندھکے لشکر مین بھجوادیا دوبارہ تہمتن خان خاوری نکلا اوسنے قریب آکے تیغہ مارا جادوگر نے تیغے کو روک کے سونٹا مارا بیہوش ہوکے یہ بھی گرا اوسنے اسکو بھی باندھکے لشکر مین بھیجا پھر قماس خان خاوری نے آکر تلوار ماری اوس جادوگر نے خالی دیکر سونٹا مارا کہ بیہوش ہوا اسکو بھی باندھکر بھیجا اور پکارا کہ اے قاسم تو نکل کھڑا کیا دیکھتا ہے قاسم مرکب کو دوڑاکے میدان مین آیا اوسنے اسپر بھی سونٹا مارا قاسم نے خالی دیا اوسنے دوہی چڑھکے جو سونٹا مارا انھون نے پھر خالی دیا اوسنے جھنجھلاکے پھر سونٹے مارنا شروع کیے قاسم نے مرکب کو کاوے ایڑن پر لگاکے خالی دینا شروع کیا جب اوسنے سمجھا کہ سونٹا نہین کھاتا اوسوقت اوسنے تلوار ماری ملک قاسم نے تلوار بھی خالی دی یہ گھبرائے

پڑے کود پڑا قاسم بھی کودے اور چینگٹ دہ سحر کرے کرے اونھون نے اسکی کمر مین ہاتھ دیکر اوٹھا لیا
ملک قاسم نے تین چکر دیکر زمین پر مارا کہ یہ چار دن شانے چت گرا اور اسکا پیٹ پھٹ گیا اوس وقت
رعد جادو نے ایک ناریل مارا کہ تڑاقا ہوا دھوان نکلا کہ تمام لشکر پر پھیل گیا سب بیہوش
ہوے قاسم بھی بیہوش ہوگئے آب جادو نے کہا کہ انکو یون ہی رہنے دو مین ملکہ مرات جادو
کو دکھا دونگی اور قاسم کو پکڑ کے مع قیماس خان و فیروز خان و تہمتن خان وغیرہ کے لیگئی
لیکن حنظل جادو یہان آکے پہونچی ہے وہ ایک منزل پیچھے اس لشکر سے آتی تھی اب وہ
کوچ کر کے جو آگے بڑھی تو اوسنے دیکھا کہ ایک لشکر یہان اوترا ہوا ہے بارگاہ سرخ مخملی قاسم
کی استادہ ہے مگر فوج بیہوش پڑی ہے جو جس حالت مین ہے وہ اوسی طرح ہے سیارہ
بن عمرو کہ یہ بھاگ گیا تھا وہ آکر یہان پہونچا اور اوسنے حنظل کو پہچانا اور کہا اے ملکہ
حنظل یہ سب سحر مین گرفتار ہین ملکہ حنظل نے کہا کہ قاسم کو تو ڈھونڈھو کہ وہ کہان
ہین سیارہ نے ہر چند تلاش کیا مگر قاسم کو نہ پایا اوسنے کہا کہ قاسم تو نہین ملتے اب یہان
پوچھین تو کس سے پوچھین حنظل جادو آگے بڑھی تو اوسنے دیکھا کہ کچھ جادوگرنیان
بیٹھی ہین اور آگے جا کے جو دیکھا تو ایک خیمہ استادہ ہے اور دس ہزار ساحر ایک طرف کو
اوترا ہوا ہے اور تخت پر ملکہ آب جادو بیٹھی تھی ابھی مرات کے پاس لے نہین گئی ہے کونے دہکتے
ہین اور یہ کہہ رہی ہے کہ کیسے مین لاؤ مین کباب لگاؤنگی حنظل جادو اپنے دل مین کہتی ہے کہ یہ
کیا اسے کیسے لگاؤنگی ادھر آب جادو نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر اوس طرف سے چلے آتے ہین
فکر مند ہوئی کہ یہ کون آتا ہے اسی عرصہ مین حنظل جا کر پہونچی اور اوسنے کہا کہ اے آب جادو
یہ میرا داماد ہے تو اسکو میرے حوالے کر تاکہ مین لیجاؤن تمھارا گنہگار اگر ہے تو لا سچ ہے
آب جادو نے کہا کہ تم خداے ستون سے رشتہ داری کر کے اب انکی حمایت کو آئی ہو حنظل نے
کہا کہ تو سمجھی کیا ہے مین زبردستی لیجاؤنگی آب جادو یہ سنکے کھڑی ہو گئی اور تلوار اوسکو ماری اوس
تلوار کو روک کے آپ بھی تلوار لگائی اسکی کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہو گئے ساحر اوسکے دوڑے اوسکے بھی
ساحر آگے آپس مین نارنج ترنج ناریل چلنے لگے غرضکہ آب جادو کے ہمراہی بھاگ گئے اور یہ قاسم کو
اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئی قاسم نے سب احوال بیان کیا اور کہا کہ جیتک [illegible]

کیسے جائینگے اوسپر آب جادو کے ملازم جو بھاگ گئے تو مرات جادو کے پاس گئے اوسنے کہا ارے
کیا خیر تو ہے تم زخمی کیون ہوا ون لوگون نے کہا کہ ملکہ آب جادو و قاسم کو مع رفیقون کے پکڑ کے
دره کوه مین لائی تھین اور طناب لگانا چاہتی تھین انکو آکر حنظل جادو نے مارا اور قاسم کو لیگئین
مرات جادو کے یہ سنکے آگ لگ گئی اور کہا کہ کہان یہ کوه عقیق کی رہنے والی اور کہان آئی ہی
اگر مینے سر نہ کاٹا تو نام اپنا مرات جادو نہ پایا یہ کہکے سواری طلب کی ادھر شاپور شیر دل اور
ایرج نوجوان جو چلے تھے راه مین ایرج نے کہا کہ اے شاپور کہین سے کچھ ہاتھ لگے تو کھانے کو لاؤ شاپور
تو اس فکر مین چلا لیکن وہم جادو ایک ساحر بھی کہ اوسکا مکان اوسی جگہ ہے اوسنے ایرج
کو جو دیکھا تو دریافت کیا یہی شکننده طلسم ہے جادو نے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین اوسنے کہا کہ مین
ایرج بن قاسم ہون بس اوسنے ایک نارنج کا مارا کہ ایرج کے پانون زمین نے پکڑ لیے یہ ایرج
کو گرفتار کر کے مرات جادو کے پاس لیگیا وه سوار ہوا چاہتی تھی ایرج کو دیکھکر تھم گئی اور کہا وہم
جادو مین بہت خوش ہوئی تو نے بڑا کام کیا اور خلعت دیا پھر ایرج سے کہا کہ اے ایرج
کیون تمنے طلسم توڑا ایرج نے کہا کہ اگر قسمت مین ہے تو توڑونگا مرات جادو ایرج کو تخت پر بٹھا کے
ایک دره مین پہاڑ کے لیچلی لوگ پہلے ہی روانہ کیے تھے دھوم دھام ہو رہی تھی کہ مرات جادو کے
آئی قضائے کار ملکہ حنظل جادو کے کچھ لوگ اوس مقام پر کسی کام کو آئے تھے اونھون نے جو سنا
تو آکے ملکہ حنظل جادو کو خبر کی کہ مرات جادو ایرج کی گردن مارا چاہتی ہے یہ خبر سنکے قاسم
اوٹھ کھڑا ہوا حنظل جادو نے کہا کہ تمہارے جانے سے بکھیڑا پڑیگا مین تمکو بچا لونگی یا اونکی
فکر کرونگی تم یہین رہو مین جاتی ہون یہ کہکر بارہ ہزار جادوگر لیکر چلی بوق اور نفیر بجتے ہوے لگے
ابر کے اوڑتے ہوے ساحر بادو دیا قرقرے پر سوار چلے جاتے جو دیکھا تو غلغلہ ہو رہا ہے مرات
جادو ایرج کا سر کاٹتی ہے اور مرات جادو نے کہا کہ یہ فوج کسکی آتی ہے لوگون نے کہا کہ حنظل
جادو کی مرات نے کہا کہ روکو اسکو لیکن حنظل نے وہان پہونچکر ایک نارنج مارا کہ تیرگی
چھا گئی اوس اندھیرے مین ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر پرے اوڑی اور اراده کیا کہ لشکر کو چلون
لیکن ذرا جو ترچھی ہوئی ہر قلعہ طلسمی مین جا پڑی اور شاپور شیر دل ایک دره مین پہاڑ
کے بیٹھا تھا وہان ایک جادوگر آیا اور اوسنے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ مین بھاگ جاؤن

اوس جادوگر نے شاپور کو پکڑ لیا یہ کہکر خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا اور کہا کہ تو عیار ہے مین تیرا سر
کاٹونگا قضارا ادہر سے حنظل جادو آتی ہی اوسنے دیکھا کہ ایک جادوگر ایک شخص کی چھاتی
چڑھا بیٹھا ہی قریب آکے جو دیکھا تو شاپور کو پایا بس اوسنے للکارا کہ باش اے نابکار ساحر غدار کے
گزارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی یہ کہکر ایک نارییل مارا کہ اسکی چھاتی کے وار پار
نکلگیا شاپور کی آنکھ کھلی دیکھا تو ملکہ حنظل جادو کھڑی ہی اوسنے کہا کہ اے ملکہ تمنے میری
جان بچائی یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے راہ مین شاپور نے کہا کہ ایک جگہ لوح کا پتا ملا ہے
مگر دریا بیچ مین حائل ہی تم ہمکو وہان پہونچا دو حنظل جادو نے کہا اچھا بس شاپور وایرج کو
لیکر روانہ ہوئی راہ مین اوسنے کہا کہ اب مین تمہاری نظرون سے غایب ہوئی جاتی ہون جسوقت
کسی جادوگر سے سامنا ہوگا پہلے تجھسے مقابلہ ہوگا ایرج نے کہا جسطرح تم مناسب سمجھو بس نظر سے
غائب ہوگئی اور شاپور وایرج ایک سمت کو روانہ ہوے دیکھا کہ ایک درہ کوہ کا ہے مگر نہایت
پر تکلف سرخ سلیمانی ایرج نے کہا شاپور یہ کیا خوب پہاڑ ہے صاف ورنگین وقطعدار
ہے شاپور نے کہا اے شہریار یہ درہ طلسم ہے جو کچھ عجائبات وغرائبات نظر نہ آوین تو تعجب ہے
ایرج سیر کرتا ہوا اوس درے کے باہر نکلا شاپور نے کہا اے شہریار کسی جادوگر کی آپ شکل بنیے
اس اثنا مین ایک جادوگر نظر آیا ایرج ادھر سے رستہ کاٹ کر چلا وہ جادوگر سامنے ایرج کے آیا اور
اوسنے کہا کہ تم کہانسے آئے ہو اور کہان جاوگے اور تمہارا نام کیا ہے ایرج نے کہا بشر مین راہ
بھول گئے آگئے ہین تین دن سے خراب سرگردان پھرتے ہین رستہ نہین ملتا ہی جادوگر نے کہا میرے
ساتھ چلو مین رستہ بتا دون ایرج نے شاپور کیطرف دیکھا اوسنے کہا چلیے کیا مضایقہ ہے
وہ جادوگر اونکو ساتھ لیکر اپنے مکان مین آیا ایرج نے دیکھا کہ ایک باغ ہی اوسمین اوس کی بیٹھک ہے
جادوگر نے اوس بارہ دری مین اونکو بٹھایا اور کہا مین تمہارے واسطے شراب وکباب لینے جاتا
ہون غرض اونکو بارہ دری مین بٹھا کے آپ ایک شیر آتشین پر سوار ہو کے چلا ایرج اس فکر
مین تھا کہ وہ آپ شراب وکباب لاتا ہوگا کہ یہ سامنے سے شیر پر سوار آیا شاپور نے کہا اے
شہریار ذرا سنبھل بیٹھیے تیور اسکے برے معلوم ہوتے ہین اور یہ جادوگر پکارا کہ اے خیرہ سران
اب مجھے معلوم ہوا کہ تم طلسم غارت کرنے آئے ہو شاپور نے کہا کہ ہان بھائی

سحر ہی دیکھو تمہارے پیچھے کون آتا ہے اوسنے پیچھے پھر کے جو دیکھا تو اوسنے کلہ کو بیچ میں پتھر سے کھینچ کر مارا جو دیکھا اسکا کلہ چور ہو گیا یہ تو سیدھا جہنم کو پہونچا آواز آئی کشتہ مرا نام میں بسرام جادو پسر بہرام جادو و اسکا بھائی ہے وہ جو نکلا تو اوسنے دیکھا کہ اسرام مرا پڑا ہے اور ایرج اور شاپور وہان سے چلے پس بسرام نے ایک انناس کا مارا کہ شاپور اور ایرج کے پانون زمین سے پکڑے اور کہا اوسنے کہ تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو بے تقصیر مارا ایرج نے کہا کہ تیرے بھائی نے پہلے ہماری رفاقت قبول کی پھر شیر پر سوار ہوکے آیا اور ہم کو للکارنے لگا ہمنے مار ڈالا اوسنے کہا کہ ان باتون سے میری تسلی نہین ہوتی مین بدلا لونگا یہ کہکر شاپور اور ایرج کی کمر مین زنجیر باندھکے چلا حنظل جادو تو کہہ چکی تھی کہ جس ساحر سے سامنا ہوگا مین پہلے لڑونگی پس یہ ظاہر ہوکے پکاری کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہے بسرام سمجھا کہ کوئی طلسم رہنے والے ہین مگر یہ مجھکو خیرہ سر کیون کہتے ہین پس اوسنے ایک ناریل حنظل کے مارا حنظل نے خالی دیکر ایک نیچہ سحر کا مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوئے صدائے دارو گیر پیدا ہوئی ایرج نے کہا کہ اے ملکہ تمنے احسان کیا ہے حنظل نے کہا کہ مین تمہارے پردادا کی لونڈی ہون مگر تم خبردار رہنا کہ یہ راہ بڑی عجب بہت ہی شاپور نے کہا کہ اے حنظل ہمکو تم ایسی راہ سے لیچلو کہ جہان کچھ کھٹکا نہو حنظل نے سحر سے دریافت کیا کہ کدھر لیچلون معلوم ہوا کہ اس سمت سے لیچل اور وہان جو حنظل فوج لیکر ایرج کو چھڑانے گئی ہے تو وہ فوج بھی ہزار ہزار دو دو ہزار متفرق ہوکر ہر طرف کو چل نکلی اور خبرداروں نے مرات کو خبر پہونچائی کہ شکستہ بطلسم کو حنظل جادو نوح کی فکر مین لیے جاتی ہے اوسنے کہا کہ یہ کہان جائیگی اگر مین نے اسکو نہ مارا تو نام اپنا مرات جادو نہ پایا یہ کہکے بیس ہزار جادوگرنیان اور بیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئی لیکن اب حال طلسم ہوشربا کا سنیے کہ جسوقت مشتری ہفت سحر کو پانچون عیار بیجان لیکے افراسیاب پاس گئین مشتری نے مجرا کیا لیکن آنکھین نیچی کرلین افراسیاب نے کہا اے مشتری کس بات کی فکر ہے مشتری نے کہا ای افراسیاب جادو چرخ کی بارگاہ مین سب بیٹھے تھے لیکن میرا سامنا کوئی نکر سکا آپ جو فرماتے تھے کہ عمرو عیار بڑا عیار ہے فی الحقیقت اگر صرصر نجاتی تو وہ مارچکا تھا عیار کے ہاتھ سے مارے جاتے

بہتر یہ ہے کہ شمشیر زنی کیجیے یا تو مہرخ کو غارت کر دیجیے یا مارے جائیے اور دیکھوں عمرو اب کیونکر آتا ہے آگے چار طرف قناتیں خیمے کے لگی ہیں اب دو طرف کی کھول دونگی افراسیاب نے کہا مشتری ہفت سحر کیوں جہالت کرتی ہو وہ عیار بڑا زبردست ہے افراسیاب سے کہا میں بہایت خبرداری کرونگی اور رخصت ہو کے خیمے میں آئی آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہاں مہرخ کو خبر ہوئی مہرخ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تیاری ہونے لگی ملکہ مشتری ہفت سحر سوار ہو کے چار لاکھ جادوگر سے چلی مہرخ کو خبر ہوئی بہار و نافرمان و مہرخ اپنے اپنے تختوں پر سوار ہو کے میدان میں آئیں سامنے سے مشتری ہفت سحر آئی کیا کہوں صاحبو تمنے ہمارے مار ڈالنے کی فکر کی ہے تمکو کچھ سحر کا زور نہیں ہے غیر شخص کا بل ہے ارے بل تو اپنا بل لگا نابل جا جل آ دیر اسامنا کرو بہار جادو کی طرف سے نیستان جادو نکلا فولاد کا گودہ مشتری پر مارا مشتری نے خالی دیکے ایک پتھر مارا نیستان کے سینے سے پار ہو گیا مشتری نے کہا اے مہرخ تو میرا سامنا کر یہ سنکے بہار جادو نے داہنی طرف سے نکلکے ایک گیند پھولوں کا مارا مشتری نے خالی دیکے ایک ناریل مارا غنچہ بنا ناریل روک لیا مشتری نے کہا اے تو نے میرا گولہ روک دیا جھنجھلا کر تلوار ماری بہار نے روکی بہار نے تلوار مشتری کے ماری اڑ گئی اگر اڑ نہ جاوے تو کوچیں اڑ جائیں دستک دی داہنے بائیں طرف سے زمین پھٹی سو ہاتھی ادھر سے اور سو ہاتھی ادھر سے نکلے لشکر مہرخ پر آ کے گرے فوج لپیا ہوئی بہار جادو نے گچھا پھولوں کا مارا بہت سے ہاتھی مر گئے بہار جادو نے ناریل مارا مشتری کا چہرہ جھیلتا ہوا نکل گیا مشتری نے دستک دی ایک ٹکڑا ابر کا پیدا ہوا اور برسنے لگا تمام لشکر کا یہ عالم ہوا کہ اپنا اپنا سر پکڑ کے ہر ایک بیٹھ گیا مہرخ و بہار و نافرمان تختوں پر سے گر پڑیں مشتری ہفت سحر کاری زدم و بیست کردم آتی سی لڑائی پر اتنا سر اوٹھایا تھا افراسیاب کو یہ تماشا دکھاؤں ان سبکو یونہیں رہنے دو پھر مشتری ہفت سحر طبل و بوق خوشی کے بجواتی ہوئی خیمے کو روانہ ہوئی خیمے میں اترکے ایک تختے پر مہرخ و بہار و نافرمان کو قید کیا اور ایک جادوگر کو نامہ لکھ کے دیا کہ افراسیاب جادو کے پاس لیجا وہ جادوگر نامہ لیکے طلسم کو گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ افراسیاب جادو ظلمات

کیا ہے نامہ محجوبہ دیدہ وجادوگر نے نامہ حیرت کو دیا حیرت جادو نے نامہ پڑھا نہایت خوش ہوئی
اور کہا زمرد و یاقوت ملکہ مشتری ہفت سحر نے لڑائی ماری اور مہرخ و بہار و نافرمان کو
پکڑ لائیں اسواسطے سوار ہو کے خیمے مین مشتری کے آئی کہا ملکہ مزاج تو اچھا ہے مشتری نے کہا
اچھا ہے دیکھو تو مین انکو پکڑ لائی کہ جنکو کوئی نہ پکڑ لایا حیرت نے کہا اگر افراسیاب ہوتا تو ابھی
سر کاٹتا اپنے پاس رہنے دو عیار بچیون کو بلاتی ہون یہ کہکے عیار بچیون کو بلایا اور دو سو
جادوگر زبردست طلسم کے بلا کے کہا صرصر تم خبرداری کرنا جبتک افراسیاب آدمی بھیجے چنانچہ
دو سو جادوگر طلسمی و سو مشتری کے پانچو عیار بچیان جو حاضر تھین اونکو سونپ کے حیرت
جادو روانہ ہوئی کہا مشتری ہفت سحر جمشید و سامری کو سونپا عمرو عیار سے خبردار رہنا
مشتری ہفت سحر نے کہا قسم بے لقا کی مین آپ خبردار سونگی تمام رات نہ سوؤنگی غرض
حیرت جادو تو سب کو خبردار کر کے رخصت ہو گئی مشتری نے چار سو جادوگر دقیدیون کے
بٹھا دیے اور عمرو عیار نے جو آ کے دیکھا کہ تمام لشکر گردن جھکائے بیٹھا ہے اور بہار و نافرمان
و مہرخ نہین ہین بارگاہ مین آکر شکیل جادو سے دریافت کیا اور قنطورہ زرلفتی یا تابہ سقرلاتی ملیہ
ناحق سے حیست و چالاک ہو کے مشتری ہفت سحر کے خیمے کیطرف روانہ ہوا اور ایک فراش
کی شکل بنکے چلا پگڑی سر پر سات پاٹ کا جامہ کمر مین گلگیر میلا سا رومال ہاتھ مین لیکر داخل
بارگاہ مشتری ہفت سحر ہوا دیکھا کہ بخشانے دو شاخے روشن ہین گلگیر سے نکالکے گل کترنے لگا
قضا کار صرصر شمشیر زن وہان آئی اور اوسنے پہچانا کہ عمرو گل کاٹ رہا ہے پکاری ارے
ہونڈی کاٹنے تو یہان بھی آیا ارے اس فراش کو لینا جانے نپائے صرصر نیمچہ پکڑ کے آگری عمرو نے
نیمچہ کھینچا نیمچہ بازی کرتے کرتے اوچک کے خیمے کے باہر گلیم عیاری اوڑھ کے غایب ہو گیا مشتری
نے کہا یہ کون تھا صرصر شمشیر زن نے کہا عمرو تھا جان بچی پھرتا ہے اوسکے سردار تم پکڑ لائی
ہو وہ حتی الوسع جانے نہ دیگا ایسی ہی ہوشیاری سے رات گذر جائے تو بہتر ہے اور عمرو نے
باہر جا کر دیکھا کہ شرارہ کا ہاتھ ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا ہے شرارہ نے عمرو کو پہچانا عمرو نے
جست کی شرارہ نے کہا خواجہ کہان چلے دس جادوگر نے ہاتھ چھوڑ دیا دونون عمرو کے پیچھے
دوڑے جب شرارہ ایک پہاڑ کے درے مین پہونچی ساحر نے پیچھے سے کمند کے حلقے مارے شرارہ کی

مشکین باندھ لین پکارا منم برق فرنگی عمرو خوش ہوا کہا بیٹا بڑا کام کیا عزت رکھلی عمرو شرارہ
کی صورت بنا اور شرارہ کو پہاڑ کے درے مین باندھ دیا برق فرنگی نے کہا استاد صرصر سے بچے
رہنا عمرو نے کہا جاؤ پھر ڈیڑھ پہر رات جا چکی ہے اگر افراسیاب آگیا تو غضب ہو جائیگا اپنی دانست
مین تو بچونگا آگے جو مقدر یہ کہکے خیمے کو آیا شرارہ تو بنا ہوا اور پانچون عیار بچیون کا بندوبست
تھا صاف خیمے مین چلا آیا صرصر نے کہا شرارہ تو کہان گئی تھی کہا بلاؤن خیمہ کی گرد آوری کرتی
تھی صرصر نے کہا میرا اسباب دے شرارہ نے کہا جلدی کیا ہے اب نہین دو گھڑی کے بعد لینا صرصر نے
پہچانا یہ عمرو ہے پکاری لیجیو یہ عمرو ہے چار طرف سے جادوگر آگرے عمرو نے خیمہ کھینچکر مار ہٹایا
جب لوگ متفرق ہوئے صاف گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو گیا صرصر نے کہا شرارہ کی قسمت
مین خدا جانے کیا تھا نہین معلوم کیا کیا مشتری اوٹھ بیٹھی کہا ارے قیدیون کے میرے
پلنگ کے برابر لاؤ پلنگ کے برابر تخت لے گئے چار سو جادوگر کی چوکی کو ہٹا کہا ایک سامنے
کی قنات کھول دے اور کوئی آنے نہ پاوے عمرو جو بھاگا دل مین کہتا ہے یاد اجان کوئی
عیاری بتاؤ ہوا کے پلٹنے مین دیر لگتی ہے وہین عیاری سوجھی پکارا وہ مارا خیمہ مین شکیل کے
آیا صاحب سلامت کی وہان بیٹھ کے سو دو سو جادوگرون کو بلایا برق فرنگی کو ایک دولھا
بنا کے گھوڑے پر بٹھایا تاشہ مرفہ ڈھول لیکے روانہ ہوا جبکہ مشتری کے خیمے کے نزدیک پہنچا
ایک مرتبہ پچاس نخل روشن کروا دیے باجا بجنے لگا برات لیکے چلا جادوگر دوڑے کہ برات آتی ہے
مشتری بھی دیکھنے لگی صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن تیز نگاہ سب دیکھنے لگین عمرو نے
زنبیل سے سو اسو انار بیہوشی کے نکال کے دیے کہ چھوڑتے چلو لوگ کہتے ہین کیا خوب انار ہین اور
برات خیمے کی طرف دبتی آتی ہے برابر خیمے کے آکے بہت سے انار بیہوشی چھوڑ دیے ملکہ نے کہا کیا رنگ
کھلی معلوم دیتی ہے لیکن گندھک کی بو نے سر پھرا دیا عمرو عیار برات لیے ہوئے ایک پہاڑ کے درے
مین گیا سب جادوگر حیران ہین کہ عمرو نے کیا عیاری کی برات لیے ہوئے چلا آیا اور عمرو نے
جادوگرون سے کہا لو اب تم جاؤ برق سمجھا کہ جو کچھ عیاری تھی وہ انارون مین تھی برق نے
کہا مین تو نجاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم رہجاؤ عمرو عیار برات رخصت کرکے خیمے مین آیا دیکھا تو
سب بیہوش پڑے ہین پکڑ کے خنجر کہا بیٹا برق فرنگی کاٹو سر چار منزد ور

زنبیل سے نکال کے کہا خبردار بندہ کو ٹٹنے پاوے اور آپ خنجر پکڑ کے گھسا چار سو جادوگرون کا سر کاٹ
ڈالا مہرخ و بہار وغیرہ سے کہا منم شاہ عیاران عیار یون چھوڑا لیجاتے ہین اور خنجر پکڑ کے
مشتری ہفت سحر کا چوٹا پکڑ جیون ہی خنجر مارا خنجر جہٹ گیا اور جا بجا سے کر گیا پھر تو سب
تخمون کو جمع کر کے پھونک دیا زنبیل سے کڑاہی نکال کے سیسہ گرم گرم کر کے مشتری کے
حلق مین چھوڑ دیا مبرز کی راہ نکل گیا غل ہوا کہ کشتی مرا نام من مشتری ہفت سحر بود مہرخ
و بہار و نافرمان کا سحر اوتر گیا لشکر یا آگرے سیکڑون ہزارون جادوگر مار ڈالے حیرت
جادو کو خبر ہوئی مشتری ماری گئی عمرو عیار مہرخ و بہار و نافرمان کو لیکے طرف خیمے
کے روانہ ہوا جسوقت مہرخ اپنے خیمے مین پہونچی نہایت خوش ہوئی افراسیاب کو خبر ہوئی
کہ مشتری ہفت سحر ماری گئی سُن ہو گیا دلمین کہا ای افراسیاب عجب طرح کا مقدمہ ہے
جو گیا جیتا نہ پھرا بعد فتح کے شکست ہوتی ہے کہا ای حیرت جادو اب کچھ تدبیر بتا و حیرت
جادو نے کہا آپ مالک و مختار ہین افراسیاب نے کہا مجکو مشتری کے مارے جانے کا
یہ رنج ہوا ہی کہ بیان مین نہین آتا جب عمرو پکڑا جاتا ہی مجکو دم دیکے چھوٹ جاتا ہے اب جی
چاہتا ہے اسکو خوب ایذا دون یا اسکا کوئی شاگرد مار ڈالون جب چین آوے یہ کہکے کہا ملکہ
حیرت جادو جاؤ اسوقت مین ظلمات کو جاتا ہون کل آکے عمرو کا کام تمام کرونگا اور سوار
ہو کے ظلمات کو گیا ملکہ حیرت جادو اپنے مکان پر گئی اب یہان مہرخ نے عمرو عیار سے کہا
ہمارا ارادہ یہ تھا کہ کوکب کے مکان مین جائین اور بران شمشیر زن جو مردہ ہے اسکے لیے کچھ
تلک کرین مشتری ہفت سحر کے مارے جانے سے افراسیاب کو قلق ہوا ہوگا کچھ نہ کچھ آفت
آئیگی بیلکہ خاموش ہو رہی اسکو تو رہنے دیجیے مگر اب حال ایرج کا سنیئے کہ وہان تاکہ بندی
ہو رہی ہے اور مرات جادو کا حکم ہے کہ جسکے ہاتھ شاپور اور ایرج لگین وہ پکڑ لائے
کہ بہت سا کچھ انعام پائے اور شاپور اور ایرج ایک سمت کو چلے جاتے ہین ملکہ حنظل جادو
نظرون سے غائب ہین ایرج کو راستے مین ایک جادوگر ملا اور اوسنے کہا کہ ای لڑکے جیسے
تم بے سلیقے بہادر ہو کچھ کہا نہین جاتا ہے مگر جو تم طلسم فتح کرنے آئے ہو تو یہ ممکن نہین کیونکہ یہ
طلسم ایسا ہے کہ جسکو کوئی توڑ نہین سکتا ہے ایرج نے کہا اب تو ہم آگئے بغیر طلسم کو توڑے

کہان جا چھپے شاپور یہ کلمہ سنکر جادوگر تو ایرج سے باتین کرتا تھا یہ بھاگ کے کسی غار مین چھپ رہا او
اوس جادوگر نے ایرج سے کہا کہ بیٹے تو مجھے پوچھ لے پھر طلسم توڑنا یہ کہکر دستک دی کہ ایرج
کو لنڈ آیا ایرج بیٹھ گیا اوس جادوگر نے کہا کہ بس اتنی ہی کا ستک پر طلسم توڑنے آئے تھے
یہ کہکر ایرج کو اپنے ہمراہ لیا اور مرات جادو کے پاس لیکر چلا ایرج نے کہا ابھی کہ تو میرا کیا
حال ہوگا مگر اوسنے نہ مانا شاپور غار مین حیران ہے کہ ایرج کدھر گیا غرض یہ غار سے نکلکر ایک
سمت کو چلا اور حنظل جادو ایک درے مین پہاڑ کے گئی تھی پانی پینے کو وہان دیکھتی کیا ہے
کہ ایک ساحر پانی بھر رہا ہے حنظل نے کہا کہ مین پیاسی ہون اوسنے کہا کہ لو پانی پیو اوسنے پانی پیا
پانی پیتے ہی اسکو تھرتھری آئی اور اوس ساحر نے کہا کہ اے ملکہ تو مجھکو نہین جانتی ہے اور مین تجھے
جانتا ہون تو نے ہی تو گھر غارت کیا حنظل نے کہا ارے تو کون ہے اوسنے کہا مین کوئی ہون مین
تجھے پکڑ کر مرات جادو کے پاس لیجاؤنگا چنانچہ جو پانی پلایا تھا وہ پانی سحر کا تھا حنظل کا کچھ بس نہ
چل سکا اور یہ اوسکو گرفتار کرکے لے چلا راہ مین شاپور نے یہ حال دیکھا اور دل مین کہا کہ یہ بھی قدرت خدا
کی ہے کہ حنظل پکڑی گئی یہ کہکر ایک جادوگر بنکے اوس جادوگر کے پاس آیا اور کہا العزیز شاباش
ہی کیا کام کیا ہے مرات جادو کو خبر ہوئی کہ ایک جادوگر حنظل کو پکڑ لایا ہے وہ بہت خوش ہوئی
ہین اور مجکو بھیجا ہے کہ تم جاکر اوسکو لے آؤ کوئی چھڑوانے نہ پائے جادوگر نے کہا کہ دیکھیے ملکہ جادو
کیا سلوک کرتی ہون شاپور نے کہا کہ وہ سلوک ہوگا جو کبھی کسیکے ساتھ نہوا ہوگا یہ کہکے تو تجھے
بہشت کے کمند کے حلقے اوسکے کہ ساتون بند اوسکے کچے ہوگئے اوسنے جھٹکا مارا وہ اوندھے منہ گرا
اوسنے اوسکا سر کاٹ ڈالا حنظل جادو حیران تھی کہ یہ کون ہے گر حنظل کا سحر اوتر گیا ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ وہ شاپور کو اوٹھا لیگیا حنظل جادو گئے پیچھے پرچھائین کے اور ہی دیکھتے دیکھتے وہ غائب
ہوگیا حنظل نے بلند ہوکے دیکھا کہ ایک بارگاہ تمامی کی میدان مین معلوم دیتی ہے دو چار ہزار جادو
کی بھیڑ بھاڑ ہے وہ خیمہ اوس طرف جاتا ہے حنظل جادو نیچے اوتری دیکھا کہ مرات جادو ایک تخت
الماس پر سوار سترہ اٹھارہ سو جادوگرنیوں سے چلی آتی ہے اور آکے اوس خیمے مین اوتری دو
جادوگر شاپور کو لیکے آئے کہا ملکہ آپکے حکم سے شاپور کو پکڑ لایا ملکہ مرات جادو بہت خوش ہوئی
اور کہا ایک کا کام تو بخوبی تمام ہوا حنظل فکر مین کھڑی ہے کہ ذرا ہاتھ سے

چھوٹے تو صاف اوٹھا کے اندر چلون حنظل اس فکر مین تھی کہ مرات جادو نے کہا اسکو چھوڑ دو
جادوگر نے چھوڑ دیا حنظل جادو نے خیال کیا کہ شاپور اوسکے سحر مین گرفتار ہے پہلے اسکو
مار ڈال پھر نیچی یہ سوچکے حنظل جادو نے ایک گولا فولادی اوس جادوگر کے مارا جادوگر
گر پڑا سر اوڑ گیا مرات جادو حنظل کی پرچھائین پر دوڑی حنظل یہان شاپور سے ہاتھ
پاؤن کھل گئے شاپور مرات کے پیچھے پیچھے دوڑا مانند گرد کے اڑ گیا مرات جادو نے
پکارا اری حنظل کہان جاتی ہو حنظل جادو نے ایک نارنج مارا مرات جادو نے خالی دے کر
ایک تیر مارا حنظل نے خالی دیا حنظل نے ایک نارنج مارا زمین پر پاؤن ہاتھون سے زمین
کھسکنے لگی تھی شاپور نے پیچھے سے کمند کے حلقے مارے ساتون بند بھی ہو گئے جھٹکا مارا زمین
پر گر پڑی ایک مرتبہ آسمان پہ سے تڑاقا ہوا جیسے کوئی پچکاری چھوڑتا ہو اور کچھ بوند پانی
شاپور و مرات جادو پہ پڑین مرات جادو و شاپور دونون پتھر کے ہو گئے حنظل جادو
ایک پہاڑ کے درے مین چھپ کے دیکھنے لگی بعد دو گھڑی کے دو سو جادوگر تخت لیے
ہوئے آئے اور مرات جادو کو اور شاپور کو اوس تخت پر بٹھا کے لیچلے حنظل جادو
یہ دیکھ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئی دلمین کہتی ہے کہ اے حنظل جادو اگر تجھپر بھی بوندین
پڑتین تو تو بھی پتھر کی ہو جاتی کہ سامنے سے ایک دریاے مواج نظر آیا وہ جادوگر آ کے
او تخت رکھکے سر ننگا کرکے دعا کرنے لگے چنانچہ وہ تخت پانی مین غائب ہوا اور ایک بھنور
پیدا ہوا اور یہ سب ساحر کود کر جا بیٹھے حنظل نے خیال کیا اگر تو نہین جاتی تو شاپور کا
ٹھکانا معلوم نہ ہوگا یہ سمجھ کے یہ بھی کود کے بھنور پر گئی سو سے غائب تو تھی ایک جادوگر
نے بھنور اچھلا تو پکارا کہ تو کون ہے جو بھنور پہ آیا حنظل جادو گھبرا گئی اوس ساحر نے سحر
خوب دریافت کیا مگر کچھ معلوم نہ ہوا اب حنظل پھر اتری اور لنگر پکڑ کے لٹک گئی اسکی
عجب حالت ہے پانی کے تھپیڑے لگتے ہین ہاتھ چھل چھل گئے ہین غرض جاگے جب تو حنظل
نے دیکھا کہ ایک دیوار بنی ہوئی ہے اور اوسمین تین در ہین اور اوسکے ایک در مین اژدہا
اژدہا اور ایک مین ببر اور ایک مین جنت بیٹھا ہے ناگ کے آگے کی مچھلیان نہ بہا کے
دریا مین پھینکتا جاتا ہے اور اون درون کے برابر پانی ملا ہوا ہے یہانتک کہ وہ بھنور ابھی اوس

باہر پہونچا اوسوقت وہ اتیت اوٹھ کھڑا ہوا اور وہ بجرا ڈوبنے لگا حنظل کو اور کچھ تو بن نہ آیا اوچکر اوس دیوار پر جا بیٹھی یہان جو اوسنے دیکھا تو ایک باغ ہے بہشت برین کا چراغ ہے تختہ تختہ گل و لالہ کھلے ہین جوانان چمن جھوم رہے ہین زمین وہانکی آئینے کی ہے درختون مین بھی آئینے لٹکتے ہین ایک بارہ دری آئینے کی ہے اور باغ مین سنبل پیچ پیچ کی بہار ہے کہین لالہ با دل داغدار ہے

نظم

گرے شاخ شبو کے ہر جا نشان
کہین رائے بیل اور کہین موگرا
ہوے بہارین سے گل لہلہے
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
کہین جعفری اور گیندا کہین
عجب رنگ پر زعفرانی چمن

ادن بان کی اور ہرے آن بان
زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
چمن سارا شاداب اور ڈہڈہے
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
سمان شب کو داؤدی بو کا کہین

چنبیلی کہین اور کہین موتیا
روش پر جو اسرگا جیسے سنگ
چمن ہے بہار باغ گل سے چمن
جدا اپنے موسم مین سبکی بہار
کہین زرد نسرین کہین نسترن

اور سترہ سو عورتین الماس پوش کہ ایک ایک حور جنت سے بھی بہتر ہے اس بارہ دری مین بیٹھی تھین اس عرصے مین وہ نہنت دو تیلون کو لیکر اوس باغ مین آیا اور دو سو جادوگر جو بجرے پر سوار تھے کچھ تو اڑ گئے اور کچھ مچھلیان اور نہنگ بنکے اوس دریا مین کود کر غائب ہوے اور ادن تیلون کو اوس نہنگ نے بارہ دری مین رکھا اور ایک انار توڑ کے کچھ قطرے اوسکے تیلون کے ہونٹھون پر ٹپکائے اور کچھ انگیٹھی مین ڈالے کہ دھوان ہونے لگا اور ایک نار ریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک چشمہ پانی کا پیدا ہوا وہ دھوان شاپور اور مرات کو لگا کہ یہ دونون انسان ہو کے اوس چشمے مین گرے اور پانی نے چرخ کھایا ایک کشتی پیدا ہوئی دبہ کچھ عرصے کے وہ چشمہ تو غائب ہو گیا ملکہ مرات جادو ایک کرسی پر کہ جس مین آئینے جڑے تھے بیٹھی اور وہ سترہ سو لونڈیان جو اوس بارہ دری مین تھین ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئین اور ایک طرف شاپور طوق و زنجیر مین گرفتار دو ساحر چابک مارتے تھے نہنت نے مرات جادو کو مجرا کیا اوسنے کہا مزاج اچھا ہے نہنت نے کہا دعا کرتا ہون پھر کہا کہ اے ملکہ یہ جمشید و سامری کا باغ ہے کبھی کسی خدا پرست کا قدم یہان نہین آیا پر چھائین نہین پڑی

یہ تم طلسم پر کیا آفت لائین ملکہ نے کہا کہ مین کیا آفت لائی مہنت نے کہا اگر تم جام جادو
کے ساتھ پہلوان طلسمی کو نہ کر دیتین تو یہ آفت کبھی نہ ہوتی اور اے ملکہ یہ کون ہے ملکہ نے
کہا کہ یہ عیار ہے ایرج کا اور حنظل جادو اپنی دانست مین دیوار پر چھپی بیٹھی تھی اور یہ
تماشا دیکھ رہی تھی لیکن پرچھائین دیوار پر معلوم ہوتی تھی مہنت نے کہا کہ اے ملکہ
یہ دیوار پر کون بیٹھا ہے مرات جادو نے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ پرچھائین حنظل جادو
کی معلوم ہوتی ہے لبسادو نے ہنسکر کہا کہ اے مہنت اسکو پکڑ لے کیونکہ اسنے جو سلوک کیا
ہے وہ کاہیکو کوئی کرتا ہے اب حنظل جادو نے چاہا کہ مین کود پڑون مگر دیوار نے پیر پکڑ
لیے اور مرات نے کہا اے مہنت اسکو دیوار پر سے اتار لائین دونون کا سر کاٹون گی
مہنت اوٹھکے وہان آیا جہان پرچھائین نظر آتی تھی اور قلم کو گل سرخ مین ڈبو کے تصویر
کھینچی اور ماش کے دانے پڑھکے مارے دیوار تڑقی اور پتلہ پیدا ہوا اوس پتلے سے مرات
جادو نے کہا کہ جا اپنے ہمنام کو پکڑ لا وہ پتلہ اوڑا اور دیوار پر سے حنظل جادو کو اتار
لایا اور سامنے مرات جادو کے چھوڑ دیا حنظل جادو بدحواس ہونٹ خشک برہنہ سر
کھڑی تھی کہ مرات جادو نے اوس پتلے سے کہا کہ جا اپنے مقام پر وہ پتلہ اڑ کر پھر اوسی
دیوار مین سما گیا اور مہنت نے حنظل جادو سے کہا کہ اپنے تئین ظاہر کرو ہم تم ساحر دونون
ایک ہین یہ تمھاری کیا کمبختی تھی کہ جو تم ہم سے لڑنے کو آئین حنظل نے کہا کہ انکے مرات جادو
مین آئی تھی تمھاری ملاقات کو مجھکو کسی نے طلسم مین آنے نہ دیا اور کہین مقام پہنچنے کا نہ ملا
سامنے فوج قاسم کی پڑی تھی مین اوسمین گئی قاسم نے میری بہت خوشامد کی مین
اسکے شریک ہو گئی مرات جادو نے کہا کہ اگر ایسا مجھ سے ہے تو شاپور کا سر کاٹ ڈالو حنظل
جادو کا رنگ سفید ہو گیا دل مین کہا کہ اب تو کیا کرنگی عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہوا ہے مرات
جادو نے کہا کہ خدا پرست کا ذبح کرنا ثواب ہے حنظل نے کہا فی الحقیقت ثواب ہے لیکن اگر یہ تیری
اطاعت قبول کرے تو تقصیر تو اسکی معاف کر مرات جادو نے کہا کہ اس کام سے ہوتا ہے کہ تو ملی
ہوئی ہے حنظل نے کہا مین تیری تابعدار ہون جو تیرا جی چاہے تو کر مہنت نے یہ سنکے کہا کہ اسکو
آج قید کر دیں لبسادو نے ایک کوٹھری مین اسکو قید کر دیا کہ اوس مین ایک لونڈی بھی قید تھی

چنانچہ دو جادوگرون کو حکم کیا کہ وہ دونون حنظل اور شاپور کو کوٹھری مین بند کر آئے وہان ایک
اندھیر الظلمات تھا جب یہ وہان قید ہوئے تو اوس لونڈی نے پوچھا کہ تم کون ہو شاپور
نے کہا ہم کمبخت تھے جو پھنس گئے لیکن اب طلسم ضرور توڑینگے اوسنے کہا تم نفیسون کے جرے
بلی ہو کہ جو طلسم توڑنے کو آئے حنظل نے اوس وقت سب احوال بیان کیا اور اوس سے
پوچھا کہ تو کون ہے اپنا حال بیان کر اوسنے کہا کہ مین کنیز ہون مرات جادو کی اوسنے
مجھپر تہمت لگائی کہ یہ زہر دیتی ہے بس اوسنے مجکو قید کیا ایک دن بیچ کرکے ایک لونڈی
آتی ہے کھانا اور پانی دیجاتی ہے چنانچہ کل جو آئی تھی اوسنے کہا تھا کہ مین تجکو نکالونگی
اور یہان اوس کنیز سے کہ جو کھانا پانی لیجاتی ہے حکم ہوا کہ آج اوس قید خانہ مین تین
حصے لیجانا وہ کنیز سب کو کھانا پانی پہونچاتی ہے تین حصے لیکر اوس کوٹھری مین اون
لوگون کو دے گئی اور کوٹھری کو بند کرکے چلی گئی راوی کہتا ہے کہ یہان سات اتیت
رہتے تھے اور سبکو کھانا پانی پہونچاتے ہین چنانچہ ایک اتیت کیطرف جو وہ کنیز گئی تو اوسنے
دیکھا کہ وہ ایک تختی مین دیکھتا ہے اور روتا ہے اوسنے کہا کہ میان اتیت تم کیون روتے ہو اتیت
نے کہا کہ مین جو روتا ہون تو تجھے کیا کنیز پاؤن پر گری اور کہا واسطے لقا اور جمشید کے
سچ بتاؤ کہ تم کیون روتے ہو اوسنے کہا کہ آج کے ساتوین روز یہ طلسم ٹوٹ جائیگا کنیز نے
کہا تو تم بھی اسیواسطے روتے ہو مہنت نے کہا ہان مین اسی فکر مین ہون لیکن اگر تو کسی
سے نہ کہے تو مین تجھسے ایک بات کہون اوسنے کہا کہ مین کسی سے نہ کہونگی مہنت نے کہا کہ جس
بندی خانے مین وہ کنیز قید ہے اوسمین دو شخص اور بھی قید ہین کنیز نے کہا کہ یہ تو مین جانتی ہون
بلکہ آج کھانا بھی اونکو دے آئی ہون مہنت نے کہا کہ یہ جو دونون قیدی ہین یہ طلسم کشا کے
رفیق ہین اور یہی شکنند طلسم ہے اوسپر سات پہر بھاری ہین بعد اسکے ڈنکا بجا کے فتح کریگا
کنیز نے کہا کہ میرے پاس کنجی ہے اوس کوٹھری کی چلو تو اونکو نکال دو مہنت یہ سنکے وہ مہنت
اوٹھا اور قید خانے کی کنجی کھول کے اندر گیا اور حنظل جادو کا ہاتھ پکڑکے کہا کہ اے
حنظل اگر تم طلسم آئینہ کی مالک ہونا تو ہمکو بھول نہ جانا حنظل نے کہا مہنت جی مین تمکو
بڑا آدمی کرونگی مہنت نے کہا کہ یون تو نکلنا نہ ہوگا مگر مین ایک اژدر بنتا ہون اور تمکو

نکل جاتا ہون ایک بیابان مین کچھ کوچ کا احوال مجکو معلوم ہے وہان لیجاونگا اوس لونڈی نے
کہا پھر مین بھی تمہارے ساتھ چلون اوسنے کہا کہ تم جاؤ ن بیٹھے رہو یہ کہکے وہ خستہ اژدہا
بنا اور پانی مین گر کے ایک طرف کو روانہ ہوا دل مین کہتا ہے کہ جہانتک پانی کی شورش ہے تو
چلا چل اب انکو تو جانے دیجیے لیکن حال سنیے کہ ملکہ مرات جادو ملکہ مہلک جادو کے پاس
بیٹھی ہے اور مرات نے مہلک جادو سے کہا کہ عجب طرح کا تماشا ہے کہ ایسے دشمن جانی شکندہ
طلسم ہاتھ لگین اور قتل نہ کیے جائین اوس وقت مہلک جادو نے کہا کہ اچھا کتاب تو دیکھو
مرات جادو نے کتاب اوٹھا کے سات ورق اولٹ کے دیکھا لکھا ہوا تھا کہ تمہارے ملک کا
جو آفتاب جادو اتیت ہے وہ قیدیون کو لیکر نکل گیا مرات جادو حیران ہوگئی اور مہلک جادو
کا منھ دیکھنے لگی اوسنے کہا کہ تم میرا منھ کیا دیکھتی ہو مرات نے کہا کہ تم کتاب دیکھو اوسنے کتاب
دیکھی تو معلوم ہوا کہا اے مرات جادو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے گھر کے لوگ تو مل کے خراب
کرتے ہین اچھا تم لڑو ہم جاتے ہین دیکھین کم آفتاب جادو کہان جاتا ہے یہ کہکے پہلے تو چھپن
حجرے اوس باغ مین آکر صنتون کے دیکھے اور جا کے اوس کوٹھری کو دیکھا تو وہ
کھلی پڑی تھی لبرا اوسنے کہا کہ اے ملکہ تم میرے مکان مین بیٹھی رہو مین جاتی ہون آفتاب
جادو کو مع قیدیون کے پکڑے لاتی ہون یہ کہکے غوطہ مار کے پانی مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی لیکن
ایرج نوجوان کو ایک ساحر عظام جادو نام رستے مین ملا اور وہ انکو اپنے ساتھ اپنے گھر پہ
لایا اور خیال کیا کہ اسکو اپنے یہان رکھنا بہتر نہین ہے ایسی جگہ رکھنا چاہیے کہ جہان کوئی نہ جائے
اسکی ایک آئی ہی قہر چشم جادو اوسکو بلاکے کہا کہ اسکو مین لایا ہون تو قید کر اوس دائی
نے ہتکڑیان وبیڑیان پہنا کے قید کیا اور آپ ایک تخت پر آکے بیٹھی حقہ پینے لگی اور ایک لونڈی
دس گٹھرا کھیلنے لگی اور عظام جادو کا دل گھبرایا جی مین آیا کہ شکار کھیلنا چاہیے دو چار
غلام ہمراہ لیکر شکار کو روانہ ہوا اور ایک دریا اسکو نظر آیا کہ موج مارتا تھا حباب اوٹھ رہے
تھے پاٹ دریا کا بیان آئینہ سطح و مصفا

نظم

آب تہ دار اور تیرہ بہت — لہر اٹھتی جو تھی سو خیرہ بہت
ہوش جاتا تھا دیکھ جوش آب — گوش کرتا تھا کر خروش آب

سے نکلے کا کیا کہوں میں اوج	پانی میں کرتی تھی آسمان سے موج

شراب کا نشہ تو اوسکو خوب تھا دل میں آیا کہ ماہی کا شکار کیجیے اور تازہ تازہ کباب مچھلی کے
کھائیے بس اوسنے مہاجال دریا میں ڈالا اُدھر سے آفتاب جادو آیا تھا وہ جال میں پھنسا
عظام نے جال کو کھینچا اور غلاموں نے جھٹکا مارا دیکھا کہ کوئی مہا شیر پھنسا ہے یا گھڑیال ہے
یا نہنگ ہے غرض جال کو کھینچا جبکہ باہر نکلا دیکھا کہ ایک اژدہا ہے کہ سفید ٹیکا اوسکے ماتھے
پر دیا ہے عظام جادو نے کہا کہ یہ تو کوئی جادوگر ہے یا کسی ساحر نے سحر کیا ہے اور
آفتاب جادو نے دیکھا کہ عظام جادو ہو کہ مجھے ملجائے تو صورت اصلی بنوں یہ سوچکر
پہلے تو شاپور اور حنظل اور لونڈی کو اگل دیا اور آپ تڑپ کر صورت اصلی بننے لگا عظام نے دیکھا
کہ اس میں ایک خداپرست ہے اور دو طلسم کی عورتیں ہیں مگر ایک اون میں غیر ہے عظام جادو
نے ان تینوں کو تو غلاموں کے ساتھ بھجوا دیا اور آپ خنجر پکڑ کے آفتاب جادو کے سر پر آیا دیکھا
جلد اصلی صورت بنا اور اوسنے دیکھا کہ عظام خنجر پکڑے ہوئے کھڑا ہے بس اپنے کہا کہ اے عظام
میں نے ان لوگوں کا ساتھ کیا ہے تم بھی مل جاؤ عظام نے ایک ناریل اسکے مارا آفتاب
جادو نے اوس ناریل کو کاٹ دیا اور ایک تیل مارا کہ عظام کے سر کے دو ٹکڑے ہوئے اب
یہ غلاموں کو مارنے لگا اون سب کو بھی مار ڈالا پھر وہاں سے ایک قلعہ کے دروازے پر آیا اور
ایک گرز فولادی اوس قلعہ کے دروازے پر آیا اور ٹوٹ گیا قلعہ میں پانچ ہزار جادوگر رہتے
تھے اوسنے اون سب کو مار کے بھگا دیا جمعدار رسالدار جو تھے وہ سب آفتاب جادو کے
پانوں پر آگرے یہ غل دوانے عظام جادو کی سنا ارادہ کیا کہ چلیے پھر خیال میں آیا کہ
ایرج کی قید کس کے حوالے کروں وہاں ایک پہاڑ تھا اوسپر محبوب جادو نام ایک ساحرہ
رہتی تھی برس اٹھارہ ایک کا سن زلف گرہگیر اوسکی سر حلقہ دلپریشان روے تابان
نیسان ماہ درخشان چھاتیاں انول گات سڈول **نظم** جب بناگوش دسنے دکھلایا

تیغ کا سا سان نظر آیا	کنج لب آرزوے خال و دل	آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہر تبسم سے لعل کا دل خون	سینے دیکھا تھا سو مجھ پر جنون	نازکی اوس میان کی کیا کہوں
ہنسی تو ہاتھوں ہی میں لے جیسے	ابھک اگر جھکے تو قیامت ہے	پھر قیامت تلک اٹھ قامت ہے

دوا جادو کے اُسکو بلا لائی اور اُس سے کہا کہ اے محبوب جادو قلعہ مین کچھ غل ہو رہا ہے بس تم
ایرج خبردار ہو یہ قیدی پرسون کا آیا ہوا ہے مین جا کے لاتی ہون یہ کہکے چلی گئی محبوب جادو
نوجوان ہے اور ایرج بھی نہایت خوبصورت ہاتھ پاؤن گول گول سانچے مین ڈھلے
ہوئے رخ سرخ و سفید کہ مسدس

دام دلہائے حسین حلقۂ گیسوئے دراز
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ ہری بانکی
تار مو کا فرسودائی کے حق مین زنار
اور ٹیڑھی سی وہ ٹوپی پر مغرق زرتار
صاف پیشانی سے تھا بخت بلندی پیدا
چاند ماتھا تھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

محبوب جادو اسیر فریفتہ ہوئی اور ایرج بھی عاشق ہوئے سلطان عشق نے دونون کے دل پر

چڑھائی کے ڈیرے ڈالدیے لشکر
بھیجکر کوچہ بکوچہ دہ بدہ فوج جنون
ملک دل پر عشق نے جب آکر ڈنکا کیا
کر کے تسخیرات پھر اپنا عمل برپا کیا
گھر لیا املاک پر اور جا بجا دعوی کیا
محبوب جادو نے ہرچند ضبط

کیا مگر نہ ہوسکا ایک آہ کی اور زبان سے نکلا کہ بیت تیر ازان ناوک پر فتنہ جست ✤ بر جگرم
آمد و تا پر نشست ✤ ایرج نے بھی شعر عاشقانہ پڑھے ابیات

اس تپش کا ہی مزا دل ہی کو حاصل ہوتا
آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا
دل گرفتو نکی اگر خاک چمن مین ہوتی
کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آئنہ دل ہوتا
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا

محبوب جادو نے بیساختہ کہا کیون صاحب یہ کیا پڑھا ایرج نے کہا جو تمنے پڑھا وہ ہمنے بھی پڑھا
ایرج نے دل مین کہا کہ طلسم مین ہمتو قید ہوئے مگر اب ہمتو قید تھے ہی دل بھی ہمارا قید ہوا
اور محبوب اپنے دل مین کہتی ہے کہ دوا آئیگی تو ایرج کو لے لیگی پھر کچھ تدبیر کر سوچتے سوچتے
کہا کیون صاحب تمھارا نام کیا ہے ایرج نے کہا میرا نام ایرج بن ملک قاسم لقب
خقتان خاور سیاہ علمشاہ کا پوتا ہون اور امیر حمزہ صاحبقران کا پرپوتا ہون محبوب
نے کہا یہ تو مقدور نہین کہ طلسم سے مین تمھارا ساتھ دون مگر سامنے وہ جو پہاڑ ہے اسپر میرا مکان
ہے اور کسی کا دیا لیا نہین کھائی ہون تابعدار نہین ہون تم میرے مکان مین چلو بخوبی بیٹھے رہنا
یہ کہکے محبوب نے ایک مٹھی کے آٹے کا پتلا بنا کے زندہ کر کے ہتکڑی بیڑی پہنا کے ایرج کی

قید تو دفع کر دی اس پتلے کو وہی ہتکڑی بیڑی پہنا کے ایرج کو سحر سے غائب کر کے کنیزون کو
طلب کیا اور کہا مین کسی کام کو جاتی ہون تم خبردار رہنا یہ کہکر ایرج کو لے گئی اور اپنے مکان
مین لائی وہان تمام اشیا اسباب عیش و آرام مہیا تھا کنیزین خدمت کو حاضر تھین گلابیان
شراب کی کباب کی قابین چنگیردان چوگھڑے عطردان پاندان وغیرہ سب موجود تھا چنانچہ
ایرج وہان بیٹھا ناچ ہونے لگا ایرج نے محبوب سے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو مین شراب
پیون وہ مطیع اسلام ہوئی اب دور جام مے ارغوانی چلنے لگی جلسۂ عشرت آراستہ
ہوا یہان دوا جو قلعہ مین آئی دیکھا کہ عجب طرح کی تباہی ہے لوگ بھاگے جاتے ہین غل ہے اُسنے
ایک آدمی سے پوچھا کہ کیون یہ غل کیسا ہے اُسنے کہا کہ عظام مارا گیا آفتاب جادو کے
ہاتھ سے اور آفتاب جادو نے یہان آکر اور ساحرون کو مارا یہ اُسی کا غل ہے دوا نے یہ سُنکر
ایک ناریل سحر کا تیار کیا اور چلی حنظل جادو اور شاپور خوشنود بیٹھے تھے کہ دوا سامنے سے
نظر آئی وہ ساحر جو لگ گئے تھے اُنھون نے کہا کہ عظام جادو کی دوا آتی ہے اے آفتاب جادو یہ
بڑی آفت برپا کریگی یہ وہ ساحر کہہ رہے تھے کہ دوا نے آکر ناریل آفتاب جادو پر مارا آفتاب
جادو نے خالی دیا لیکن پیچھے جو دس بارہ ساحر کھڑے تھے وہ ناریل انکو توڑ گیا شاپور
جست کر کے دوا کے برابر آیا دوا نے اُسکے ایک تلوار ماری آفتاب جادو نے جو جست کی
شاپور کے تلوار نہ پڑی مگر اُسکی ایڑی کٹ گئی اور حنظل جادو نے گولا فولاد کا مارا وہ دوا کی
داہنی ران لگا توڑ گیا دوا نے اب چاہا کہ مہلک جادو کو خبر کرون بس یہ وہان سے
چلی آفتاب جادو نے کہا کہ یہ ضرور کہین گر کر مر جائیگی اور مہلک جادو دو تین کوس
تو پانی مین آیا بعد اسکے پانی سے نکلا اور حیران کھڑا ہے کہ آفتاب جادو زمین مین گھس گیا
اُڑ کر آسمان پر گیا کیا ہوا اور دوا چلی جاتی ہے اُسکو پیاس معلوم دی اور کچھ بھوک ہوئی خیال مین
آیا کہ دریا پر مرغابیان بیٹھی ہین چلکے شکار کر انھین کے کباب کھا اور پانی دریا کا پی یہ سوچ کر
جانب دریا چلی مگر ران جو زخمی تھی تو گر پڑی اور اُسنے دیکھا کہ مہلک جادو کھڑا ہے اور
مہلک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت گر پڑی دیکھا جو سہی تو عظام کی دوا ہے پکارا کہ ارے تجکو
کیا ہوا پس اُسنے کہا کہ جمشید و سامری نے مر بھی اے مہلک قلعۂ عظامیہ مین یہ حال کر

کہ عظام جادو کو آفتاب جادو نے مار ڈالا یہ کہکر سب حال بیان کیا مہلک جملہ کیفیت
سُنکر قلعہ کے برابر آیا اور اُسنے برف گرائی کہ وہ تین سو ساحر ہلاک ہوا پھر پتھر برسائے شاپور
اور حنظل حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہے اور ددا نے کہا اے مہلک دیکھیے وہ چارون جادوگر
کھڑے ہین مہلک نے سحر کر کے چار گھڑی مین سبکو قید کیا اور جو شریک ہو گئے تھے
وہ مہلک کے پانون پر گرے مہلک سب کو باندھ کر لیچلا ددا نے کہا اے مہلک ایرج بھی
میرے پاس ہے مہلک یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور مہلک کو اپنے مکان مین لائی نذر دی
اور کہا بلالون اندر دالان مین چلیے مین محبوب جادو کو چھوڑ گئی دالان مین جا کر دیکھے
محبوب جادو کو نپایا کنیزون سے پوچھا کہ محبوب جادو کہان گئین کنیزون نے کہا ابھی کہین
گئی ہین مہلک نے آگے بڑھ کے جو دیکھا تو ایرج کی آنکھ نہین پھرتی ہے مہلک نے کہا کہ
ددا یہ تو سرد ہو گیا ددا اوہ ہاتھ پکڑ کے دیکھے تو واقعی مر گیا ہے ہوا جو لگی ددا کے ہاتھ مین آٹا لگا تھا
خشک ہو گیا مہلک نے کہا کہ ارے تیرے ہاتھ مین ماش کا آٹا لگا ہے اُسنے کہا صدقہ گئی کل
یہ پکڑا آیا تھا آج کیا سڑ گیا مہلک نے ایک لکڑی سے ایرج کے پتلے کو ڈھکیلا وہ ماش کا پتلا
تھا گر پڑا سر الگ دھڑ الگ ہو گیا مہلک نے کہا یہ تو ماش کا آٹا ہے اے ددا چلو
محبوب کے پاس وہان محبوب جادو نے خوب شراب پی تھی ایرج کو نشہ تھا بارہ دریمین
پردے ڈال کے ایرج کے ہاتھ پر سر رکھے لیٹی تھی ایرج نے اُسوقت دیکھا کہ محبوب کی
چوٹی سے کچھ کھل کے تیرے ہاتھ پر آ رہا اُٹھا کے جو دیکھا تو کاغذ پایا اُسمین لکھا تھا کہ شاید یہ
کاغذ ایرج کے ہاتھ لگے یہ صندوق مخملی جو دھرا ہے اِسمین ایک تلوار ہے ایرج اُٹھا برابر
محبوب نے آنکھ کھولی کہا ایرج کہان جاتے ہو کہا پیشاب کو جاتا ہون محبوب جو دیکھے کہ چوٹی
کھلی ہے بے اختیار کہا ہائے میری مان نے کہا تھا کہ تیری چوٹی جو کھلی وے تو جان نکل تیری
جان گئی اور ایرج صندوق پاس پہونچا کہا ارے کمبخت کہان جاتا ہے میرے مارنے کا ارادہ ہے
اور دوڑی ایرج یہ نجانتا تھا کہ اُسکی قضا اس تلوار سے ہے محبوب نے ایک نارنج مارا
ایرج نے دوڑ کے ایک تلوار ماری محبوب جادو دو ٹکڑے ہو گئی سب مکان باغ بارہ دری
اُڑ گیا دیکھے تو میدان ہے خیال جو کرے قبضہ پر لکھا ہے کہ جسکے ہاتھ تلوار لگی ہو سکی

قسمت بڑی زبردست ہے اسی طلسم کے تہخانہ مین ایک گھوڑا ہے اُسپر سوار ہوکے جادو کی
لوح کا ٹھکانا لگیگا ایرج نوجوان تہخانہ کو لگے دیکھنے دیکھا ایک طرف گھوڑا مع ساز و یراق کھڑا ہی
ایرج بسم اللہ کہکے سوار ہوکے طرف مشرق کے روانہ ہوا دل مین کہتا جاتا ہے کہ دیکھیے کہ مقدر
لیے جاتا ہے چنانچہ ایک بیابان ملا دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا ہے اُسپر چار عصا بردار عصا ہاتھون
مین لیے کھڑے ہین پہاڑ پرسے اُترے اور ایرج کو سلام کیا کہا ہم جانتے ہین کہ تم شکنندۂ
طلسم ہو لیکن کسی نے طلسم آئینہ فتح نہین کیا ہمکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے اے عزیز
ان درون مین ایک درہ ہے بہتر یہ ہے کہ نکل جا ایرج نے کہا اگر ہماری زندگی ہے اور قسمت مین ہے
تو فتح کرینگے اگر نکلجانے کا ارادہ ہوتا تو کیون آتے یہ کہکے ایرج ایک سمت کو چلا عصا بردارون نے
کہا بھائی اسکا نصیب زبردست ہے اُسی سمت جاتا ہے جدھر کچھ فائدہ ہو رہیگا غرض ایرج
کو جاتے جاتے ایک بیابان ملا دیکھا ایک باغ ہے دروازہ کھلا ہوا ہے پہلے تو ارادہ کیا
کہ باغ مین جاکے سیر کیجیے پھر خیال مین آیا کہ اے ایرج ہاتھ پاؤن کھلے ہوے ہین
مرکب پر سوار ہو باغ مین جاکے کسی آفت مین جو گرفتار ہو جاؤ اس سے نہ
جانا بہتر ہے یہ سوچ کے ایک سمت کو چلا اور مہلک جادو جو محبوب جادو کے
مکان پر آیا دیکھا کہ محبوب ماری گئی مہلک نے کہا ارے دوا یہ کیا ہوا دوا نے کہا زندگی غرض
مین آگئی دوست دشمن نہ سمجھی آخر اپنی جان کھوئی مہلک جادو نے کہا میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا لیکن ان قیدیون کو ساتھ لیے چلنا مناسب نہین ہے انکو قید کیجیے مہلک جادو
کو سب احوال طلسم معلوم ہے یہ ایک جنگل مین گیا وہان ایک مکان بنا ہوا تھا اُسکا دروازہ
کھول کے حنظل جادو و آفتاب جادو و شاپور اور دونون لونڈیون کو قید کیا اور آپ ایرج
کی فکر مین چلا اور ایرج پہر دن رہے ایک بیابان مین پہونچا کہ وہ جنگل باغ کی طرح روش
پٹری سے آراستہ درخت گنجان سایہ دار لگے ہوئے کوزیالہ رشک لالہ پھولا ہوا
سبزۂ زمردین لہلہاتا ہوا چلتی تو جو بن دکھاتا **نظم** ؎ زمین شفاف ستے صاف دروا
نہال سبز مثل باغ پیدا ؛ درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ ؛ نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
نواذن جابجا مرغ خوش آہنگ ؛ ہر اک کے زمزمہ کا کچھ نیا ڈھنگ ؛ لبالب آب سے نہرین ہر اک سو

جو لیجائین دل عاشق سے قابو + کوئی گل شکل روے اہ براق + اداہٹ مین کوئی مشہور آفاق
وہان ایک نقاب دار مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا تھا اور پیچھے اسکے اُسکے آٹھ دس سوار کھڑے تھے اور
ایرج نے دیکھا کہ نہایت خوب برچھا ہلاتا ہے اور کس خوبصورتی سے برچھے کے ہاتھ نکلتے ہین کہ طبیعت وجد
کرتی ہے بس اُسنے آگے بڑھ کے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب برچھا ہلاتے ہو اور کیا خوب کثرت بہم
پہونچائی ہے اسی مین گھوڑے نے جو جست کی جھٹکا جو پڑا نقاب کے بند ٹوٹ گئے ایرج نے
دیکھا کہ ایک عورت ہے جسکا چہرہ بسان آفتاب تابان اور مہر درخشان تابندہ ہے مانگ سے اُسکی
کہکشان منفعل زلف مین اُسکی شب قدر کا منفعل دل خنجر مژگان سے دل عاشق
ٹکڑے ٹکڑے چھریان کلیجے پر چلین چشم فتان مفسدہ پرواز گردش مردمک چشم مضمون سیاہ
بینی سے گل شبّو کا ناک مین دم عارض تابان سے ماہ مہر نادم ذقن سیب جنت سے بہتر انار
سینہ انار بہشت سے خوشتر ناف ساغر حسن شکم لوح سیمین آئینہ کف پا حنائی رنگین ابیات

چشم کرشمہ جان تغافل
غمزہ نے اک خنجر مارا
ہنسنے مین وہ صفائی دندان
غیرت افزا آئینہ کی

سامان اُسکے شان تغافل
رخصت دے گر عشوہ گری کو
برق خرمن عالم امکان
شکل جبین مین یہ نازکہان ہے

بانی ہے ابرو کا اشارا
ایک ہی جلوہ بس ہے پری کو
آہ صفائی اُس سینہ کی
صورت ہے انداز کہان ہے

ادھر تو اسکے بند قبا ٹوٹے اُدھر ایرج کا دل ٹوٹ گیا اور اُس عورت نے اپنے سوارون سے کہا
کہ عجب بات ہے کہ سالہا سال سے یہ نقاب بندھی رہتی تھی کبھی بند نقاب نہین ٹوٹے
آج کیا ہے کہ یہ ٹوٹ گئے یہ کہکے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے ایرج نے
کہا مجھے ایرج بن قاسم کہتے ہین اُسنے کہا کہ اے عزیز یہ طلسم سیر کا مقام نہین ہے یہان
جو آیا پھنسا جیتے جی باہر نہ نکل سکا تم ناحق آئے ایرج نے کہا کہ ہمارے تمہارے راہ میں ملاقات
ہوئی اگر اپنے گھر لے چلو تو سب حال بیان کرین یہ شہزادی کہ نام اِسکا مینا ہے جادو
سے اُسنے کہا کہ اچھا چلو ایرج اُسکے ساتھ ہوا راہ مین اِسنے کہا کہ اے ایرج دس
بارہ دن ہوئے ہین کہ قلعہ مینا کی کچھ خبر نہین معلوم اور مین اپنے بھائی آسمان جادو
کو قائم مقام کر کے شکار کو نکلی تھی ایرج نے کہا کہ خیر و عافیت ہوگی کچھ گھبراؤ نہین مگر

حال سُنیئے کہ ایک جلاد جادو ہے کہ وہ قزاقی کیا کرتا تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی تو چالیس ہزار قزاقون
کو ہمراہ لے کر قلعہ مینا پر چڑھ آیا آسمان جادو نے قلعہ بند کر لیا جلاد جادو نے قزاقون سے
کہا کہ تم اگر ارادہ کرو تو مین نہ جاؤن اور نہین تو مین جاتا ہون اور اُدھر قلعہ کے خندق
عمیق اور پُر آب ہے توپین لچھر دلچھڑ قلعہ پر لگی ہین تیل کے کڑھاؤ گرم ہو رہے ہین پُر اپنے
پرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین رہکلے اور انجنیقے چو چلے چلکستا قلعے پر رکھے ہین گولہ انداز برق انداز جنگ
انداز تو پون کے دہنے بائین ٹہل رہے ہین آسمان جادو زیر نگیرہ زرتار تاج شاہی سر پر
رکھے کرسی پر بیٹھا ہے کہ

نظم

ہوا اک بات کہنے مین وہ تیار
کیا سب بند و بست ایسا تیار
لگین ہر سمت توپین اور بندوق
بنایا قلعہ کو آتش کا صندوق
کہ جانا جسکے منہ پر سخت دشوار
غرض در بند و خندق کر کے پر آب
جو کچھ اسباب جنگی ہوے درکار
نہ پائے جسمین لشکر غنیم کا راہ
رکھی چارون طرف آتش کی وہ مار
مہیا جنگ کا تھا سارا اسباب

جلاد جادو مرکب کو دوڑا کے چلا قلعہ والون نے ایک نامہ لکھکر تیر مین باندھ کر پھینک دیا اسمین
لکھا کہ اے جلاد جادو کیون اپنی جان دیتے ہو پھر جاؤ نہین تو ہم گولے مارینگے تمھارا کہین ٹھکانا
نہ لگیگا جلاد نے اُس نامہ کو پڑھا اور کہا ع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است
اور گھوڑا ڈال کے چلا قلعہ پر سے گولون کی بوچھار ہونے لگی اور جھکا جھکا کر توپین گولے
مارنا شروع کیے کہ وہ میدان تمام آتش بہار ہو گیا لیکن جلاد جادو گولون کو بچاتا ہوا اور
سحر سے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور خندق کو فرش آگیا اسوقت چھپرون مین آگ
لگا دی گئی تیل کے کڑھاؤ ہانڈیان بارود کی پڑنے لگین اینٹین اور سنگ قلعہ دار مارنے لگے ابیات

لگا چھٹنے قلعہ کا توپخانہ
کہ جون بادل مین ہو بارق چمک
وہ بندوقون کی چھٹنا ہر طرف باڑھ
شب یلدا مین جون تیر شہابی
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
کہ شمشیر اجل مین آ نسے تھی باڑھ
دھوئین مین اسطرح اُڑتے تھے گولے
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولہ سے نکلتے تھا شتابی

جلاد جادو نے سپر فراخ دامن چہرہ پر رکھ کے ان بلاؤن
کو جھیلا اور گرز مار کر پھاٹک توڑا اُسوقت تو فوج بھی اُسکی لینا لینا کہکے چلی اور مٹی کی
ٹوکریون سے خندق کو پاٹنا نردبانین لگا لگا کے قلعہ پر چڑھ گئے کچھ لوگ دروازے سے

داخل ہوے ادھر کی فوج بھی آئی اور تلوار چلنے لگی کہ پھر تو اشعار

جوانون نے پیا لبس آب پیکان
کرون کیا دشنۂ نازک کی تقریر
ہوا ہستی سے بعضونکا نشان گم
ہوے کفار کچھ گولون سے فی النار

در آوردہ ہوا لشکر وہ اکبار
کہ پہلو اُنسے تھے قندیل پر تیر
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
ہوے کچھ آب نوش تیغ خونخوار

کہون کیا مین ہو جو تیر باران
لگی چلنے بہم دونون مین تلوار
اِدھر اودھر ہوے مجروح مردم
ہزارون مُردے بے گور و کفن تھے

عین گرمی جنگ مین آسمان جادو کا جلاد جادو سے مقابلہ ہوا آسمان جادو نے تلوار ماری جلاد جادو نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا تو سپر کو کاٹ کر خود و طغہ زرہ ٹوپ کو کاٹ کر تا دو ابرو تلوار اُتری آسمان جادو نے واسطے مارے کہ تیغہ جھنا کے نکلگیا مگر جلاد جادو نے کمر مین ہاتھ دے کر آسمان جادو کو اُٹھا لیا اور چکر دے کر زمین پر مارا اُسوقت سب فوج بھاگ گئی اور اُسنے آسمان جادو کی مشکین باندھین اور اپنی فوج کے حوالے کیا پھر وہان سے دار الامارت شاہی مین آیا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوے اُسنے اُنسے کہا کہ ای رئیسو شریفو ایک رنڈی ہے میناے جادو وہ میرا کیا کر سکتی ہے جسکو کہ میری اطاعت کرنا ہو وہ تو قلعہ مین رہے اور جسکو نہ کرنا ہو نکل جاے کچھ لوگ تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے جو باقی تھے اُنھون نے اطاعت کی شادیانے عشرت کے بجنے لگے اور جلاد جادو نے خزانہ کھلوا کے روپیے لوگون کو بانٹے اور بعشرت تمام بیٹھا لیکن ملکہ میناے جادو جو ایرج کو لیے آتی تھی راہ مین اُسنے خیال کیا کہ ایرج پوشاک اور کپڑے طلسم کے نہین پہنے ہے بلکہ جیسے خدا پرست پہنتے ہین وہ لباس پہنے ہے یہ ضرور خدا پرست ہے اس قسم دے کے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کر ایرج سے کہا کہ تمکو قسم اپنے دین و مذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو ایرج نے سب حال بیان کیا انکو ڈر کسکا تھا میناے جادو نے اپنے دل مین کہا کہ شکنندۂ طلسم ہے گھر غارت کرنے آیا ہے اسکو چلکر کسی درے مین زیر کر کے مار ڈالیے اسی فکر مین تھی کہ ایک درہ پہاڑ کا معلوم دیا اُسمین اُتر کے کہا کہ کوئی شراب لائے وہ جو سوار ساتھ تھے گھوڑے دوڑا کے گئے اور گلابیان شراب کی لائے میناے جادو کی ہوئی مین ہمیشہ زہر کی رہا کرتی ہے اُسنے ایک گلابی مین زہر کو ملایا اور ایرج سے کہا کہ لو شراب پیو ایرج نے کہا کہ پہلے

نشہ خوب ہے اور مین پیتا بھی کم ہون اس اثنا مین دیکھا تو بہت سے جادوگر گٹھریان بقچیان
لیے ہوے زخمی برہنہ پا برہنہ سر کچھ عورتین کچھ بچے کچھ لڑکے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے مان کا
دامن پکڑے مان اسکی نہتیار رہے بھیا ارے کہتی چلی آتی ہین مینا سے جادو نے پہچانا کہ یہ
تو تیرے قلعہ کے لوگ ہین پس یہ بدحواس ہوئی اور پکاری کہ تمکو کیا ہوا کس نے زخمی کیا اُن لوگو
نے جو مینا سے جادو کو دیکھا تو کل حقیقت بیان کی ملکہ نے کہا کہ مین کیا کرون وہ مرد ہے میرے
اُسکے مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ ای ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا ہے کہ اسوقت شراب پلائی ہو اور گھر لیے
چلتی ہو تم مجکو لے چلو مین بحکم خدا ایک ہی ضرب مین دو پرکالہ کر دونگا ملکہ سمجھی کہ جمشید اور
سامری نے اسی واسطے اسکو بھیجا تھا اگر فتح ہوئی جب تو تیرا ملک ملا اور ناحق تو اُسکو زہر
دیتی ہے پھر یہ یون ہی مرجائیگا مار ڈالنے سے اسکے مطلب ہے کیا مضائقہ ہے لے چل یہ
سوچ کر گلابی زہر کی اسنے پھینک دی ایرج نے کہا تمنے شراب کیون پھینک دی کہا مین اُٹھاتی
تھی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی قصۂ مختصر سوار ہو کے دونون چلے جبکہ دو تین کوس پر قلعہ
رہگیا دیکھا کہ گانون گراون دیہ قریہ اطراف جوانب سب کو لوٹ لیا ہے جبکہ نزدیک قلعہ کے
پہونچے قلعہ پر لوگ دوربین لگائے ہوے بیٹھے تھے دیکھا کہ مینا سے جادو ایک سوار کو لیے
چلی آتی ہے دوڑ کے جلاد جادو کو خبر کی جلاد جادو نے کہا ایک رنڈی کے واسطے دروازہ بند کرنا
بہادری سے بعید ہے ارے میرا مرکب لاؤ اور سوار ہو کر چلا اسمین مینا سے جادو آپہونچی جلاد
پکارا ارے تیرے سپاہی کو مین نے مارا کام تمام کیا قلعہ بزور شمشیر مین نے لیا اگر تو
چاہے تو تجکو ایک حویلی پختہ قلعہ کے باہر بنوا دون بخوبی روٹیان کھایا کر ایرج نے کہا
جو بہادر ہوتے ہین وہ روبرو لڑتے ہین یہ نہین کہ ملکہ تو شکار کو گئی مکان خالی دیکھ کے لیا
پھر کہتا ہے بزور شمشیر لیا اب اگر لے لیوے تو ہم جانین کہ بزور لیا جلاد نے کہا ارے تو کون
ہے نام تو بتا کہا منم ایرج بن قاسم لعل ختنان خاور سیاہ تیری قضا مجکو یہان لائی
ہے جلاد جادو نے طیش کھایا برچھا پکڑ کے سامنے آیا ایرج نے ملکہ کے ہاتھ سے برچھا لیکے
سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نے ایک جگہ اُسکی نیزہ سے نیزہ ملا کے
جو جھٹکا مارا صاف جلاد کے ہاتھ سے نیزہ نکلگیا جلاد نے دو ہتھے تلوار ماری ایرج نے سپر روک لی

تلوار ماری جلاد جادو نے سحر کیا داستانے مارے لیکن اُنگلی کاٹ کے نکل گئی چادر ختون کی
منہ پر چھوٹنے لگی جلاد جادو مرکب سے کود ایرج بھی کود اکشتی ہونے لگی بعد بہر بھر کے جلاد
جادو نے دیکھا کہ ایرج زبردست ہے ایسا نہو کہ باندھ لے سحر کرکے پکڑ لے یہ سوچ کے سحر کیا
ایرج کے ہاتھ پاؤن ڈھیلے ہوگئے جلاد جادو پکڑ کے لیچلا ملکہ مینا سے جادو نے کہا ایسے
جوان بہادر کہان پیدا ہوتے ہین جو بگانے واسطے اپنی جان دین دوڑ کے پکاری اے شہریار
دل کا حال کہو کیا ہوا ایرج نے کہا ملکہ دغا کی مینا سے جادو تجھی سحر مین گرفتار ہوگیا
ایک پچکاری پانی کی سحر کرکے ماری تھوڑا پانی ایرج کے منہ مین گیا ایرج پر سے سحر اُتر گیا
مینا سے جادو کے بازو پر یک بندھا ہوا تھا کہ سحر اثر نہ کرتا تھا ملکہ نے ایرج کے بازو پر باندھ
دیا جلاد نے ہر چند سحر کیا کچھ اثر نہوا مینا سے جادو نے اے شہریار ماریے اسکو ایرج نے
شانے پکڑ کے ایک جھٹکہ دیا چھاتی مین سر دے کے لیچلا یہان مارا یہان پچھاڑا چند قدم لیجا کے
کمر مین ہاتھ دے کے اُٹھا برابر ایک غار مین مارا ہڈی پسلی برابر ہوگئی ایرج نوجوان تلوار
کھینچ کے قلعہ کے اندر گھسا مینا سے جادو کی فوج نے جلاد کی فوج کو جو تھی مار تلوارین بھگا
دیا اور بہت سے لوگون نے اطاعت قبول کی مینا سے جادو زرنثار کرتی ہوئی ایرج کے
داخل قلعہ ہوئی کہا اے ایرج نوجوان پہلے مین تیری دشمن تھی لیکن اب تیری دوست ہون
مقرر تو طلسم فتح کریگا یہ کہکے کہا باغ عیش مین جشن کی تیاری ہوئی جبکہ تیاری ہو چکی خبر ہوئی
ملکہ مع ایرج سوار ہوکے باغ مین گئی تخت پہ بیٹھی دیکھا نہایت پُر تکلف باغ تیار ہے ناچ
ہونے لگا راگ کا سمان بندھا بعد ناچ کے دسترخوان چُنا گیا ملکہ و ایرج نے کھانا کھایا شراب
کباب اُڑ رہے ہین جو آتا جاتا ہے ایرج کو نذرین ہوتی جاتی ہین اور وہان مہلک جادو
فکر مین ایرج کی دوا سے کہتا جاتا ہے کہ کہین ایرج کا ٹھکانا نہ لگا چنانچہ کچھ آدمی زخمی
معلوم دیے مہلک جادو نے ایک دو نشتر زمین پر مارا ایک اژدہا پیدا ہوا
مہلک سحر کا اسباب آراستہ کرکے چلا دو دا بھی چلی جبکہ قلعہ مینا پر آیا اژدر قلعہ پر بلند ہوا
لوگون نے خبر مینا سے جادو کو پہونچائی لیکن اکہ ایرج کے بازو پر بندھا ہوا تھا ملکہ بھی
بھول گئی تھی ایرج تلوار پکڑ کے اُٹھا اور سامنے مہلک جادو کے آیا مہلک نے کہا

منم مہلک جادو کہ گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بروی ایرج نے کہا منم
ایرج نوجوان مہلک سب اژدرہا کے آگے آیا اژدر کے منہ سے آگ نکل رہی تھی بہت
سے جادوگر جل گئے مہلک جادو نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے سپر پر روکی سپر کے دو
دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے خالی دیے کے برابر سے ایسی ایک تلوار ماری خود دو بلغہ غرق
چین کا ٹکر مع اژدر دو ٹکڑے کیے لینا کہ شنا کشتی مرا نام من مہلک جادو بود دوا جو دیکھے تو
مہلک مارا گیا مرات جادو جاگی اور ایرج کو ضیاے جادو کے مکان میں آئی ایوان
شاہی میں تلاطم ہونے لگا ضیاے جادو کہتی تھی عجیب مقدمہ ہے اب تو مہلک جادو
مارا گیا آگے دیکھیے کس طرح پر سامنا ہوتا ہے لیکن ضیاے جادو کو نہایت خوشی
تھی اور جس وقت مہلک جادو مارا گیا گنبد میں سے شاپور شیر دل و حنظل جادو
و آفتاب جادو دونوں لونڈیاں چھوٹیں حنظل جادو نے کہا جسنے قید کیا تھا تو وہ مارا گیا
پانچوں اسکے مزاج میں رحم آیا کہ چھوٹ گئے یہ کہکے پانچوں شخص وہاں سے چلے ایرج نوجوان کی سب
کو فکر ہے مہلک جادو مرات جادو کو اپنے مکان میں بٹھا آیا تھا جسوقت مہلک جادو
مارا گیا وہ دریا خشک ہو گیا مرات جادو کہ یہ حال دیکھکر بسان آئینہ حیران ہو گئی
ہر ایک کا منھ دیکھنے لگی دل میں کہنے لگی مہلک جادو ایسا نہ تھا کہ مارا جاوے جھوٹ
ہے پھر کہتی ہے کہ اگر مارا نہیں گیا تو دریا خشک کیوں ہوا مقرر مارا گیا اسے ملکہ مرات جادو
غضب خان چوب زن کو نامہ لکھ یہ خیال کرکے پانچوں آتیوں کو بلا کے وہ مکان
ہونکے کہا میں غضب خان چوب زن کو لکھتی ہوں دس بارہ روز سے وہ
شکار کھیلنے کو گیا ہے میں مقرر بلاتی ہوں یہ کہکے وہاں سے سوار ہو کے اپنے مکان میں
آئی لوگوں نے مجرا کیا کہا ملکہ دو روز سے تم نہیں آئیں ہمارا دل لگا ہوا تھا طبیعت
نہایت متفکر تھی دیکھا کہ مرات جادو حیران ہے آنسو بھرے ہوئے ہیں ایک نے عرض
کی ملکہ ہمکو آپ کی طبیعت متفکر معلوم دیتی ہے کیا باعث ہے مرات جادو نے کہا تقدیر
مقدر یوں معلوم دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاوے یہ کہکے نامہ غضب خان چوب زن کو
لکھا کہ طلسم آئینہ میں حمزہ کا پوتا بردتا آیا ہے چنانچہ مہلک جادو مارا گیا حنظل جادو سے

بہت لوگ ملگئے ہین معلوم یہ دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاویگا بہتر یہی کہ اپنے تئین جلد پہونچاو
اور ایک جادوگر کو بلاکے کہا جلد یہ نامہ غضب خان چوب زن کے پاس لیجاوہ شکار کو
طرف کوہ عقیق سلیمانی کے گیا ہی اور غضب خان کوہ عقیق کے جنگل مین شکار کھیلکے خیمہ مین
داخل ہوا تھا وہان کباب لگ رہے تھے شراب پیتا تھا اور کباب کھاتا تھا چالیس ہزار جادوگر
بارہ ہزار سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا تمام لشکر مین نیل گاو ہرن چیتل بارہسنگھا ہرنکے کباب ہو
رہے تھے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کوئی کباب لگاتا تھا کوئی قورمہ پکاتا تھا کسی نے پلاو پکایا
تھا کوئی قلیہ پکارہا تھا دھوم دھام تھی خلقت کا اژدحام تھا کہ وہ جادوگر نامہ لیکر آیا خبر
ہوئی کہ مرات جادو کے پاس سے ایک جادوگر نامہ لایا ہے غضب خان نے کہا
کہ بلالو وہ آیا اور اسنے سلام کرکے نامہ دیا اسنے نامہ پڑھا رنگ اسکا سفید ہو گیا اور کہا کہ اے
قاصد حال تو بیان کر کیا مقدمہ گذرا اسنے سب حال بیان کیا غضب خان کو ایک
سناٹا آیا اور قاصد نے کہا کہ جلد تشریف لیچلیے دیر نہ کیجیے لیکن غضب خان نے کہا کہ ای
طوفان جادو یہ کونسا مکان ہی کہ جہان ہم شکار کھیل رہے ہین طوفان نے کہا کہ کوہ
عقیق ہی اور یہان لقا بھی اترا ہوا ہے خدا پرستون سے سنا ہے غضب خان نے کہا
کہ اے بھائی ایرج نے تمہارا طلسم مین زوال رکھا ہے مولک مارا گیا مرات جادو
نے نامہ مجکو لکھا اور طلب کیا ہی جی چاہتا ہے کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرون بعد اسکے طلسم
مین چلکے ایرج سے سمجھ لینگے طوفان جادو نے کہا کہ سنا ہے ایرج سے ڈر کر ملکہ مرات
جادو حیران ہی بہتر یہ ہے کہ طلسم کو چلیے ادھر سے جب پھر ہیے گا تو سمجھ لیجیے گا اسنے کہا کہ مین
ایکدن خداوند لقا کے پاس رہونگا دوسرے دن چلونگا اسمین قاصد نے کہا کہ کل تو تم
چلوگے ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے پس غضب خان سوار ہو کے مع قاصد اور لشکر کے
قلعہ کوہ عقیق کو روانہ ہوئے جاسوس غضب خان کا حال دریافت کر کے لقا
پاس گئے اور لقا بادشاہ کے عرض کی کہ ایک شخص غضب خان چوب زن
چالیس ہزار جادوگر اور بارہ ہزار سوار سے آیا ہے باشندہ طلسم آتا ہے لقا نے منصور
کوہی عنصر کوہی زاغ چشم کوہی بختیارک وغیرہ کو استقبال کو بھیجا بختیارک نے آکر لشکر اسکا اتروادیا

بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا آہستہ نذر دی تخت کو بوسہ دیا تخت کے گرد پھر ادہنگل بیٹھنے کو ملا
آداب بجالا کے بیٹھا سب نے دیکھا کہ نہ سپر ہے نہ تلوار ہے نہ گرز ہے ایک چوب کاندھے پر دھری
ہے بختیارک نے کہا کہ کیون غضب خان مزاج تو اچھا ہے خداوند کل فرماتے تھے کہ غضب خان
کو مین یاد کرونگا کہ غضب خان نے کہا ہم بندے تابعدار ہین خداوند نہ یاد کرین گے
تو کون یاد کریگا لقا قہقہہ لگا کر ہنسا اور کہا کہ دیکھی قدرت مرا بختیارک نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ
سے سمجھتے ہین اور جو آپ نے فرمایا تھا وہ آج سامنا ہوا غضب خان سے کہا کہ خداوند
لقا کو تو سب معلوم ہے لیکن ہم سے بیان کیجیے کہ آپ کا مکان کہان ہے اُسنے کہا کہ مین
طلسم آئینہ کا باشندہ ہون اُسمین آج گیا ہوا ہے مجھکو مرأت جادو نے بلا بھیجا تھا
مگر میرے خیال مین یہ آیا کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرلون تو پھر جاؤن بختیارک ہنسا اور
کہا آج بڑا صاحب نصیب ہے آگے خدا نے یہ تدبیر کی کہ غضب خان یہین
مارا جاے اور طلسم فتح ہو جاے اے غضب خان تم چوک گئے پہلے طلسم کو
جانا تھا اب بھی چلے جاؤ اگر وہان مارے جاؤگے تو دفن کفن اچھا ہوگا اور یہان مارے تو جاؤ ہی
گے غضب خان نے کہا کہ تو بڑا بدزبان ہے لوگون نے کہا کہ یہ بختیارک وزیر اعظم شیطان
درگاہ خداوندی ہے جو چاہتے ہین وہ کہتے ہین تمیز کیا ہے خداوند کو بھی کہتے ہین غرض یہ ایک
روز تو آسودہ ہوا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ روے شاہد روز سیاہ ہوا اور دامن روز تار ہوا پھر کیا لکھا

یکایک مثل بخت ناتوان مین	ہوا خورشید پھر محتاج تمکین	فلک پر مہر کا عارض ہوا زرد
ہوا مغربی سنے دل کیے سرد		

حکم سے غضب خان کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان
دوان خدمت والاے صاحبقران مین حاضر ہوے اور دعا و ثناے شاہنشاہی بجا لا کے ابیات

جم حشم انجم سپہ گردون شکوہ	مرجع خرد و کلان عالم مآب	دست ہمت گر نہ ادر بار ہو
پانی پانی شرم سے ہوئے سحاب	فخر سام و رستم انکی بندگی	داخل خدام ہان افراسیاب
جس سے جرات سے کھینچی تو ز تیغ	ڈھال رکھے منھ پہ نکلا آفتاب	رزم گے عرصہ مین ہل چل پڑ گئی
آسمان کے خیمہ کی کاٹی طناب		

غضب خان جادو نام ایک ساحر ناکام نے طبل جنگ
بجوایا ہے باقی خیر و عاقبت امیر نے حکم دیا ابوالفتح نے طبل سکندری پر چوب لگائی تو آ

شر و فساد بلند ہوئی دربار سویرے سے برخاست ہوا آلات حرب و ضرب صیقل ہونا شروع ہوئے تیر اور سنانوں کی زبانیں تیز ہوئیں بر آئین گرزوں کو سربلندی حاصل ہوئی دلِ مغرور کی خود پسندی مٹی تلواریں چمکنے لگیں اسطرح لہریں لیتی تھیں کہ جیسے دریا کی موج ہوتی ہے تلوار کا گھاٹ ملک عدم کا راستہ تھا اجل کا فرشتہ لڑنے والوں پر ہنستا تھا بہادروں کے لبوں پر کف غیظ اجل آگئے تھے ارادے دست و بغل کے بڑھے تھے طول ہر مقام پر بجا ہی شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب فروغ شمع مٹ گیا اور مشعل خورشید روشن ہوئی نظم

کہ جب اُس رات نے انجام پایا
سحر کی روشنی سے نام پایا
ہوا حسن فروغ صبح مشہور
جو لی پھر شب نے سر پہ چادر نور

صبح کو امیر با توقیر ورد و وظائف فراغت کرکے در دولت آسمان جاہ ظل اللہ پر تشریف لائے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے ابیات

ہوئی صبح قیامت جب نمودار
کیے تو قلزم ہستی کی ہر موج
چلے تیار مردانِ نمک خوار
ہوئے دونوں مقابل بہر جنگ
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نکل کر کہا یہ تو شرط نمک ہے
گرداب تیغ خون آشام روشن
کرو میدان میں اپنی سرخروئی

ہوئے تیار بہر جنگ و پیکار
مصمم بر سر خونریزی و جنگ
کیا دامان صحرا خون سے گلزار
صفیں دونوں ہوئیں آراستہ جب
نکل کر بولے ای مردانِ جانباز
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن
وہ کہہ کے جب نقیبوں نے سنائے

لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
چلے واں سے امیر برق آہنگ
لقا بھی اور امیر صاحب ننگ
کہ لڑنے کے سوا اب کچھ نہیں اب
دم تیغ آج یاں طعمہ جنگ ہے
کرو یاد آفریں ساری جہاں سے
تمہارا جگ میں ہو نام نکوئی
جوانوں کے لہو نے جوش کھایا

میدان میں جب صفیں آراستہ ہو چکیں نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے لیکن وہاں شغف جادو سے در اُترت جادو نے کہا اے شغف دیکھ تو قاصد غضب خان پاس پہونچا یا نہیں شغف روانہ ہوا یہاں آکر جو دیکھا تو اُسنے صفیں آراستہ پائیں غضب خان نے لقا کے تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگی اُسنے کہا میں نے تجکو اپنے ید قدرت سے پیدا کیا زود بزود کام مسلمانان تمام کن شغف نے آکے سلام کیا اور کہا کہ اے غضب خان ملکہ تمہارے لیے بیقرار ہیں تمکو جو دیر لگی تو مجکو خبر کو بھیجا ہے غضب خان نے کہا کہ تم

جا کے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا مین یہان پہلے امیر کے لشکر کو غارت کر لون تو پھر آؤن
تنقق تو رخصت ہو گیا اور یہ میدان مین آکر للکارا کہ ای فرقۂ خداپرستان و زبردستان تم
مین سے جس کسی کا مرنے کو جی چاہتا ہو وہ آئے میرے مقابلہ مین یہ نعرہ سُنکر مرزبان خراسانی
مرکب اُڑا کر سامنے تخت شہنشاہ اسلام کے آیا بادشاہ نے جام کلۂ عفریت مرحمت کیا
اور فرمایا کہ جاؤ خداے کریم کے سپرد کیا یہ گھوڑا اڑا کر میدان مین آیا اور بعد تگاور زنی
غضب خان نے اُسپر وہی چوب لگائی وہ چوب سحر کی تھی مرزبان کو غش
آیا جادوگر دوڑے باندھ کے لیگئے اب تو سردارون نے نکلنا شروع کیا اور گرفتار ہونے
لگے تیسرے پہر تک کئی سو سردار گرفتار ہوے پھر طبل آسائش بجوا کے دونون لشکر پھرے
بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا خوب لڑے لشکرون نے بستر پر آکے کمر کھولی امیر کو ایک
سناٹا ہے لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش اور شاد بیٹھا ہے شراب کا پیالہ گردش مین ہے
اور لقا کہ رہا ہے کہ کیون تمنے میری قدرت کو دیکھا سب نے کہا کہ تو مالک و مختار ہے تیرے
غضب کا ٹھکانا کہان اور وہان مرأت جادو نے غضب خان کو نامہ لکھا کہ وہ لیکر آیا
اور اُسنے لقا کو سجدہ کیا غضب خان کو نامہ دیا اور کہا کہ ملکہ مرأت جادو نے اور ار
جادو سے کہا ہے کہ کچھ لوگ اُدھر بلکئے ہین تو اسے اور ار تو اُنکا سامنا کر اور تمکو جلد بلایا ہے
غضب خان نے اُسوقت لقا سے کہا کہ مین مرأت جادو کا تابعدار ہون اگر حکم دیجیے
تو جاؤن اور فتح کر کے وہان سے پھر آؤن بختیارک نے کہا وہین جانا بہتر ہے کیونکہ جاؤ گے
وہان تو مارے جاؤ گے دنیا کے دھندھون سے چھوٹ جاؤ گے اُسنے کہا کہ او بدزبان تو کیا
بکتا ہے اُسنے کہا کہ ہم سچ کہتے ہین جنکی عرش پر چھوتی تھی اور جانتے تھے کہ ہمسا ایسا اور کوئی نہین ہے
وہ تو مارے گئے یہ تم جو سوکھی سی لکڑی کندۂ ناتراش باندھ کر آگے ہو اُس سے کیا
ہوتا ہے ارے میان امیر مالک اسم اعظم ہین جب وہ نکلین گے تب قدر و عاقبت کھلیگی
غضب خان نے اُسکو تو کچھ جواب نہ دیا اور رخصت ہو کر چلا امیر کو خبر ہوئی کہ
غضب خان طلسم کو گیا سنتے ہی امیر کو فکر ہوئی کہ ایسے وہان سے فرمایا ارے کوئی
عیار ہے کہ اُسکا راہ مین کام تمام کرے سرہنگ مصری کمر اٹھا کر اب بجالایا خلعت

ہوا رخصت ہو کر چلا لشکر میں غضب خان کے جاکے جو دیکھا کہ تیاری ہو رہی ہے فراشس
اژدروں پر خیمہ لاد کے دو فراش بیٹھے ہیں اور اژدر اڑا جاتا ہے سرہنگ مصری فراش کی
صورت بنکے مل گیا غرض دو چار خانے تین لاد کے ایک فراش کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا ادھر
مرات جادو کو خبر ہوئی کہ حنظل جادو و شاپور کی لونڈیاں جاتی ہیں مرات
جادو نے اورار جادو کو کہا جلد جاکے انکا کام تمام کرو پچاس ہزار سوار سے روانہ ہوئی جبکہ
اُس مقام پر پہونچا چار طرف محاصرہ کرلیا حنظل کو خبر ہوئی کہ اورار جادو نے تمام جنگل گھیر لیا
حنظل جادو نے سحر کر کے ایک سختی آسمان پر ماری تیس چالیس درخت فوج پر اورار
کے گرے اورار جادو سوار ہو کے آیا ایک ناریل مارا آفتاب جادو کا شانہ
چھیلتا ہوا چلا گیا آفتاب جادو نے ترنج مارا اورار نے خالی دیا حنظل جادو
نے جو ڈھول کے کاغذ کے پتلے نکالے ماش کے دانے پڑھ کے مارے چالیس پتلے تلواریں پکڑ پکڑ کے
جا گرے تمام لشکر تہ وبالا کردیا ایک ایک پتلے پر سو سو آگرے تلواریں مارنے لگے لیکن پتلے کو کچھ
نہ ہوتا تھا اورار جادو نے برابر سے آکے حنظل جادو کو ناریل مارا حنظل جادو
نے خالی دیا پیچھے سے آفتاب جادو نے جو ایک نارا اورار جادو کے جو بیٹھا
وار پار نکل گیا پتلے جو تھے وہ مارے گئے باقی بھگا دیے حنظل جادو بارگاہ میں اورار جا
دو کے آ بیٹھی تمام مال خزانے لیا اورار کے لوگوں نے اطاعت قبول کی اسکی خبر
مرات جادو کو ہوئی کہ اورار جادو مارا گیا مرات جادو اسی ہزار
جادوگر سے تخت پر سوار ہو کے چلی ایک سمت سے دیکھا کہ فوج آتی ہے پیشانیوں پر
تعریف لقا کی لکھی ہے خبرداروں نے خبر دی کہ ملکہ مرات جادو غضب خان آیا
اور غضب خان کو کہ ملکہ خود سوار ہو کے جاتی ہیں تخت اُڑا کے آیا نیچے اترا کیا تاج اتار کے
مرات جادو کے پاؤں پر رکھ دیا کہا آپ کی لونڈی غلام ایسے ہیں کہ پکڑ لاویں گے
ذرا سے کام کیواسطے آپ نے ارادہ کیا ہے مناسب نہیں ہے آپ تشریف لیجائیے غلام انکو پکڑ
لاتا ہے یا انکا کام تمام کرتا ہے کہکے منت و سماجت مرات جادو کو پھیر دیا اور اپنا خیمہ استادہ کردیا سرہنگ
مصری تو بارگاہ میں ہے اور غضب خان چوب زن سوار ہو کے میدان میں آیا خبر

حنظل جادو کو ہوئی وہی تیلے لے کے آئی غضب خان نے کہا ارے نادان ایسے
مقام پر آ کے یہ حرکت ناشائستہ کرنی بہتر نہین ہے اپنے بالون کی لٹ کر کے مرأت جادو
کے پاس چل نہین جیتا نہ چھوڑونگا حنظل نے کہا ارے موئے کیا بکتا ہے ہم شریک
رفیق ایرج نوجوان کے ہین ہمکو مرأت سے کیا کام آفتاب جادو نکلا غضب خان
سے کہا ارے آفتاب بیٹھے تھے یہ کیا نمک حرامی کی آفتاب جادو نے کہا ارے کیون احمق
ہوا ہے ہمارا ساتھ کر یہ طلسم ٹوٹ چکا ہے ہم مالک ہونگے غضب خان نے کہا ارے
نمک حرام تو یہی سمجھ کے ملگیا ہے کہان جاتا ہے آفتاب جادو نے تلوار ماری غضب خان نے
خالی دے کے وہ چوب دست ماری آفتاب بیہوش ہو گیا پکڑ لیا حنظل نے دستک
دی وہ تیلے گر پڑے مار مار کے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے غضب خان نے دیکھا یہ مارے
نہین چلتے دستک دی چالیس پنجے پیدا ہوئے چالیسون تیلون کو اٹھا لے گئے حنظل نے
دوڑ کے تلوار ماری خالی دے کے چوب ماری بیہوش ہو گئی پکڑ لی گئی غرض سبکو باندھ لیا
شاپور شیر دل بھاگ کے ایکطرف نکل گیا غضب خان خیمہ مین آیا ارادہ کیا کہ
ابھی ان سبکو مرأت جادو پاس لیجلے اور مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ غضب خان نے
سب کو گرفتار کر لیا کہلا بھیجا کہ تم آنے کا ارادہ نکرنا مین آپ آتی ہون جادوگرنی نے
آکے غضب خان سے کہا غضب خان نے کہا بہت بہتر جو ملکہ کی
خوشی اور خیمہ مین بیٹھا اور مرأت جادو سوار ہو کے چوجلی داخل ہوئی غضب خان
نے مجرا کیا ملکہ مرأت جادو نے آفتاب کو دیکھا کہا لعنت ہے کیا حرکت کی آفتاب
نے کہا اب حرکت معلوم ہو گی اور جو کچھ کیا اپنی جان پر کیا کسی کو کیا اور شاپور چلا جاتا
تھا راہ مین دو جادوگرون نے پکڑا گرفتار کر کے مرأت جادو پاس لے آئے مرأت نے
کہا شکر ہے جمشید و سامری کا کہ یہ بھی کھٹکا مٹا اور پنجرے مین قید کر کے مرأت نے کہا چلیے انکا
سر کاٹیے غضب خان نے کہا مین تھکا ماندا ہون آپ قلعہ مین تشریف لیجلیے مین کل
انکو لیکے حاضر ہونگا مرأت جادو تو چلی گئی اور غضب خان نے کہا ارے کوئی ہے
اس راوٹی مین پلنگ بچھا دے میری طبیعت سست ہے قضاے کار وہان برق
مصری موجود تھا اُسنے پلنگ بچھا کے چادر پر بیہوشی چھڑک کے بیٹھ رہا اور غضب خان جا کے لیٹ

جب آئینۂ آفتاب تاریک ہوا اور چراغ و شمع کے رخسار نے جلوہ دیا **بیت** عروج شام کا اقبال
چمکا + لیا خورشید نے رستہ عدم کا + چار گھڑی رات گئے بیہوشی کی خوشبو دماغ میں **غضب خان**
کے پہونچی یہ چھینک مارکے بیہوش ہوگیا کچھ فراش چوکی پر بیٹھے تھے اُنھوں نے کہا کہ یارو کچھ بھوک اور
پیاس تو نہیں ہے لیکن حقے کو جی چاہتا ہے طبیعت بیچین ہے سرہنگ مصری نے کہا
بھائیو مجھکو بھی لت ہے یہ کہکے ایک چلم نکال کے تمباکو بھری جھوٹ موٹ پیتا ہوا آیا اور فراشوں کو
دیا تو سب نے ایک ایک دم لگایا بیہوش ہوگئے **سرہنگ مصری** نے پہلے
تو **غضب خان** کی خوب ناک مروڑی اور خنجر سے اُسکو ذبح کرنا چاہا لیکن خنجر جھڑ گیا پھر تو اُنسے
وہ شمعیں جو وہاں جل رہی تھیں سب کو ایک جا کرکے چربی پگھلائی اور کیسۂ عیاری
سے ہتوڑا نکال کے وہ چربی جوش کھائی ہوئی پلا دی غضب خان جادو تڑپ تڑپ کر
مر گیا جہان خانی تیرہ و تاریک ہوگیا آندھی پانی کے بعد قدرے حنظل وغیرہ سب چھوٹ گئے
اور فراشوں کو بھی قتل کر ڈالا حنظل نے کہا کہ اب کیا تدبیر ہے سرہنگ نے کہا کہ اب چلکے
ایک پہاڑ میں بیٹھو پھر سمجھ لینگے چنانچہ ایک درۂ کوہ میں آکر بیٹھے اور شاپور نے کہا کہ اے سرہنگ
آنا کیونکر ہوا اُنھے سب احوال بیان کیا شاپور نے کہا کہ خدا نے بڑی خبر کی کہ جو تمہارا آنا ہوا
ہماری زندگی باقی تھی ورنہ یہ ہمکو پا لیتا تو مرأت جادو قتل کر ڈالتی حنظل جادو نے کہا
کہ اے آفتاب جادو تم باشندۂ طلسم ہو ایسا کچھ کرو کہ ایرج سے ملاقات ہو اور کوئی
صورت لوح کی نکلے آفتاب نے کہا کہ ایرج کا تو کچھ احوال معلوم نہیں مگر لوح طلسم کا دستیاب
ہونا ممکن ہے لیکن بڑی مشکل سے ملیگی حنظل جادو نے کہا جبتک لوح ملے جبتک
ہماری آبرو خدا رکھے اسمیں شاپور اور سرہنگ نے کیسۂ عیاری سے کچھ میوہ نکالا
اور آفتاب حنظل اور اِن دونوں عیاروں نے کھایا اور باتوں میں مشغول ہوئے اُدھر خبر
داروں نے مرأت جادو کو خبر پہونچائی کہ غضب خان چوب زن مارا گیا یہ حیران ہوئی اور
آنکھوں میں آنسو بھر لائی رفیق بھی سناٹے میں آگئے ایک عالم سکوت کا ہوگیا ہر ایک یہی کہتا
کہ اب طلسم پر آفت آئی چنانچہ ایک سرے پر طلسم کے مرأت جادو ہے اور ایک طرف کو جم زرین
کلاہ بادشاہ ہے مرأت جادو کو خیال آیا کہ جم زرین کلاہ کو اس معاملہ کی خبر بالکل

نہیں ہے ایسا نہو کہ وہ ناراض ہو اُس سے جلد اظہار کرنا چاہیے یہ تصور کرکے سواری مانگی اور
چھ سات ہزار جادوگر ہمراہ لیکر چلی اور جاکر اُسکے قلعہ پر پہونچی دیکھا تو قلعہ نہایت خوبصورت بنا ہے
چاروں کونوں پر چار باغ ہیں گرد قلعہ کے چھاؤں درختوں کی ہے خندق پُر آب ہے پل تختہ پڑا ہوا ہے
اُدھر جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ ملکہ مرأت جادو آئی ہیں جم زرین کلاہ ایک بارہ دری میں
بیٹھا تھا آٹھ نو سو ساحر کرسیوں پر گرد اگرد بیٹھے تھے یہ خبر سنکے اُٹھا اور کہا الفت اسکو کہتے ہیں
مدت ہوئی ہے کہ ہم نہیں گئے تھے وہ آپ آئیں بیٹا جم زرین کلاہ کا گلزار زرین تاج
بیٹھا ہوا تھا اُس سے اُسنے کہا کہ جاؤ ملکہ مرأت جادو کو لے آؤ گلزار زرین تاج آیا ملکہ کو اُسنے
سلام کیا ملکہ نے کہا مزاج تو اچھا ہے اُسنے کہا کہ دعا کرتا ہوں آپکے آنے سے نہایت خوشی
ہوئی بلکہ قبلہ گاہ کہتے تھے کہ دیکھو الفت اسکو کہتے ہیں کہ ہماری ملاقات کو مرأت جادو
آئی ہیں مرأت جادو نے اشارہ کیا گلزار زرین تاج سوار ہوا باتیں کرتے ہوئے قلعہ میں
آئے اور وہ پانچ چھ ہزار سوار بھی ایک مقام پر اُترے اور مرأت جادو جم زرین کلاہ
پاس آئی اُسنے اسکو تعظیم کرکے بٹھایا جام شراب ارغوانی دیا ناچ کا حکم ہوا اور جم زرین
کلاہ نے کہا کہ اے ملکہ آج ہمنے تمکو آگے سے اسوقت زیادہ دُبلا پایا اسکو تو خبریں پہونچتی رہتی ہیں
لیکن اسوقت اجنبی سے لگے اُسنے پوچھا کچھ فکر اُداسی چہرے پر معلوم ہوتی ہے ملکہ نے کہا
آپ کو معلوم نہیں کہا ہاں وہ جو ہمنے سُنا تھا کہ آپکے دروازے سے کوئی خدا پرست
آیا ہے چند جادوگر مارے گئے ہیں سمجھا تھا کہ نکل گیا ہوگا یا مارا گیا ہوگا اب تلک
موجود ہے ملکہ مرأت جادو نے کہا اے جم زرین کلاہ قاسم آیا ہے ایرج ہے دو عیار
ہیں خنظل جادو ہے یہ سب لوگ متفق ہو گئے ہیں غضنب خان چوب زن
مارا گیا مہلک مارا گیا میری عقل میں طلسم غارت ہوچکا ہے جم زرین کلاہ نے کہا اے ملکہ
اِن سب کی قضا لائی ہے طلسم سے کوئی زندہ اور سلامت گیا ہے کہ وہ جاوینگے
یہ سُنکے کہا ایک جادوگر سے کہ زغادہ خوک پیشانی کو جلد لاؤ دو جادوگر گئے زغادہ خوک پیشانی
شراب کے نشہ میں پڑا مار رہا تھا اور دو بکرے ثابت کے کباب بھنے پکے دھرے تھے دو تنگیں شراب کی
دھری تھیں خبر ہوئی کہ بلایا ہے پہلے تو بڑبڑایا کہا کہ عیش میں میری خلل آیا اور بیزہ ہو کے

کرگدن پر سوار ہو کے چار سو جادوگر لیکر یہان آیا مجرا کیا دنگل پر بیٹھا شراب کباب موجود
ہوا پینے لگا بعد کچھ دیر کے کہنے لگا کہ انشاء اللہ آج تو یہان مرآت جادو آئی ہین جم زرین کلاہ
نے سب حال کہا زغادہ خوک پیشانی نے کہا کہ غضب خان چوب زن اپنے برابر
کسی کو نہ سمجھتا تھا اور نہ کسی کو ساحر جانتا تھا کیسی مردار موت مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا
کہ مجکو شاپور شیر دل اور حنظل وغیرہ کی خبر معلوم نہین ہے اگر ملجاتی تو کام انکا تمام کرتے اب
برج کی تلاش کرتا ہے زغادہ نے کہا کہ مین خبر منگاتا ہون یہ کہکے ایک طائر سحر کا بنا کے
کہا کہ جلد خبر لاوہ طائر اڑ گیا اور سب کہین بیابان اور کوہ وغیرہ مین ڈھونڈھا مگر کہین ٹھکانا
نہ ملا آخر یہ پھر آیا دل مین کہتا ہے کہ چلکے کہدے کہ ملاقات نہین ہوئی قضاے کار اسی طرف
گذرا کہ جدھر یہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے تھے یہ دیکھکے چلا گیا حنظل نے دیکھا کہ جیسے
کوئی کسی کی تلاش کرتا ہے یہ طائر اسی طرح دیکھ کے گیا ہے اسنے شاپور سے کہا کہ یہانسے حیلہ
چلیے تو شاپور اٹھ گیا پھر برہنگ مصری اور دونون دو طرف چلے گئے طائر نے جا کے
زغادہ سے کہا کہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین مین دیکھ آیا ہون زغادہ اٹھ کے
میدان مین آیا اور دو تختیان سحر کی بنا کے ماش کے دانے انپر مارے کہ وہ تختیان اڑ کر پہاڑ
کے دونون درون مین لگ گئین پہاڑ مین اندھیرا ہو گیا آفتاب جادو نے کہا مرآت جادو
نے رستا بند کیا ہے عیار پہلے ہی نکل گئے تھے آفتاب جادو نے کہا اے حنظل مین
تکو چھوڑونگی مجکو نہ چھوڑیگی کہ اسکا گھر مین نے غارت کیا ہے زغادہ جادو نے ارادہ
چلنے کا کیا ایک ساحر زاغ چشم جادو غلام زغادہ کا ہے اسنے عرض کی کہ اے شہریار
ذرا ذرا سے کام پر آپ کو جانا مناسب نہین جسکے غلام ہم ایسے موجود ہون وہ آپ ارادہ
کرے تو تعجب ہے ہم پھر کس دن کام آئینگے حضور بیٹھین غلام آپ کا پکڑے لاتا ہے زغادہ
نے زاغ چشم کو پالا تھا نہایت انس رکھتا تھا اسکا جانا منظور نہ کیا وہ منت سماجت کر کے
بدقت تمام طائر کو لے کر چلا زغادہ نے کچھ جادوگر ساتھ کر دیے جبکہ درے مین پہونچے زاغ
چشم نے ایک ناریل مارا کہ وہ تختیان لوہے کی الگ ہو گئین اسوقت تو حنظل نے
ایک ناریل زاغ چشم کے مارا زاغ چشم نے خالی دیا اور ہنسا پھر ایک نارنج مارا کہ دو شق ہوا اور

چادر ظلمات پھیل گئی سبکی آنکھون مین اندھیرا آگیا جادوگرن نے آفتاب و حنظل کو باندھ
لیا زاغ چشم نہایت خوش خوشنودی کہنے لگے کہ واہ کیا لڑائی ماری ہی کسی کا کیا مقدور ہے جو اب
سامنا کر سکے زاغ چشم سب کو لیکر روانہ ہوا یہان شاپور نے جو آکر دیکھا تو دور سے
مین کسی کو نہ پایا دل سے کہا کہ افسوس ہے شاپور یہ دونون مفت مارے گئے
آخر یہ ایک سمت کو چلا اور ایک جنگل مین آکر پہونچا یہان دیکھا تو سوا سو جادوگر
چلے جاتے ہین خیال مین آیا کہ باشندگان طلسم ہین کسی طرف جاتے ہونگے اور وہ زاغ چشم
کے ساتھ کے تھے شاپور بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر چلا تو اُسنے دیکھا کہ حنظل و آفتاب
بندھے جاتے ہین اور وہ جادوگر اُسکو دیکھکر پکارے کہ ارے میان جادوگر ادھر آنا شاپور
وہین سے الگ ہوا اور ایک درخت کی اوٹ کہ وہان پہاڑ بھی تھا چھپ رہا اور جب وہ چلے
گئے تو یہ بھی پیچھے پیچھے چلا اور دل سے کہتا ہے کہ اگر قسمت زبردست ہی اور نصیبون نے
یاوری کی تو کہین تو یہ ٹھہرینگے وہان کام نکل رہیگا غرض جاتے جاتے اب بستی مین
پہونچے اور وہان ایک کلال کی دوکان تھی اُسکو خبر پہونچی کہ زغادہ کا غلام زاغ چشم آتا ہے
پچاس ساٹھ کشتیان گلابیان شراب کی اُنمین لگا کے اور کچھ کباب مٹھائی خوانون مین
لگا کے مزدورون کے سر پر زاغ چشم کے پاس لایا تسلیم کی زاغ چشم نے پوچھا کہ تو کون ہے
عرض کی مین کلال جو سردار اسطرف سے گذرتا ہے غلام کا معمول ہے کہ نذر لگاتا ہے زاغ چشم نے
یہ سُنکر کہا ارے فرش بچھاؤ ہم شراب پئینگے اُسی جا زمین مین فرش بچھ گیا زاغ چشم
بیٹھا شراب پینے لگا کلال نے عرض کی کہ غلام امیدوار ہے کہ ملکہ کے یہان پر سے یہان کی شراب
بجا ہے اگر دیکھیے تو کیا چوکھی بنائی ہے یہ کہا کہ یارو میرا سر پھرتا ہے اب تو سب لوٹتے ہوا اور بیہوش
ہونے لگے ایک نے کہا پہاڑ ہے دوسرے نے کہا دھوان اُٹھ رہا ہے زاغ چشم نے کہا
لکّے ابر کے ہین لوگون نے کہا سچ ہے ایک نے کہا زمین ہلتی ہے غرض سوا سو جو تھے چھینک
مار کر گرے اور کیفیت یہ ہوئی ہے کہ سرہنگ نے ایکسی بستی مین آکر کلال بیہوش کیا ہی اور
آپ کلال بنکر بیٹھا ہے یہ اُسی کی عیاری ہے بس سرہنگ مصری اور شاپور کہ جو پیچھے پیچھے
آتا تھا وہ پکارا کہ بھائی سرہنگ واہ کیا کام کیا ہی اور دونون نے خنجر کھینچکر سب کے سر کاٹ ڈالے

صدائے دار و گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی حنظل اور آفتاب جادو کی قید چھوٹ گئی اور اُنھوں نے
کہا ای سرہنگ تجھے جان بچائی سرہنگ نے کہا چلو یہان سے زغادہ نے ایک ساحر کو خبر
کے لیے ساتھ کر دیا تھا وہ خبر لیکر گیا اور زغادہ سے اُسنے جا کر کہا کہ ای شہریار زاغ مارا گیا
زغادہ کا رنگ سفید ہو گیا کہا ارے سنخرے دیوانہ ہوا ہے وہ ایسا کون ہے کہ جسنے اُسکو
مارا تو ساتھ نہین گیا شاید کوئی اور مارا گیا ہے اُسنے کہا اجی میرے سامنے شراب پلائی اور سر کاٹا
میرے ساتھ کسی کو کردو تو مین دکھا دون گلزار زرین کلاہ نے کہا کہ اے زغادہ
اب ہم سمجھ لینگے اُسنے کہا جو کل ہو وہ آج ہے یہ کہکر اُسکے آنسو بھر آئے اور کہا اگر خون کا بدلہ نہ لیا
تو اپنا نام نہ پایا یہان آفتاب اور حنظل جو چلے تو ایک بیابان مین پہونچے وہان کچھ جادوگر
تھے اُنھون نے پہچانا اور کہا بھائی یہ بادشاہ کے چوٹے جاتے ہین اِنکو پکڑ لو یہ کہکر ایک ساحر
نے ناریل مارا حنظل نے خالی دے کر ایک نارنج مارا کہ اُسکا سینہ توڑ گیا وہ مر گیا آفتاب جادو
نے دوسرے ساحر کو مارا پھر تو سبکو نارنج ترنج مار کر مارا اور آگے چلے اُسوقت ایک ساحر اژدر پر سوار
اور ایک طرف سے آیا تیغہ آبدار اُسکے ہاتھ مین تھا اور پکارا کہ اے گنہگاران شاہ کہان
جاؤگے میرے ہاتھ سے اور اژدر کو اُڑا کر ایک ناریل مارا کہ تمام جنگل مین چنگاریان پھیل گئین
اور زمین سے شعلے اُٹھنے لگے شاپور سرہنگ تو بھاگے یہ زغادہ ہے جو اژدر پر سوار
ہو کر آیا غرض اُسنے ایک طمانچہ آفتاب کے مارا اور اُسکو پکڑ لیا اور حنظل کو طمانچہ مار کر گرفتار
کیا اور اُن دونون کنیزون کو بھی پکڑا اور اژدر پر ڈالکر چلا سرہنگ اور شاپور تو بھاگ گئے تھے
اور یہان بڑی دھوم سے جم زرین کلاہ نے باغ زرین مین تیاری دعوت مرأت جادو
کی ہے طوائف چلے آتے ہین ناچ ہو رہا ہے کہ خبر ہوئی زغادہ جوک پیشانی حنظل اور آفتاب
کو پکڑ لایا ہے غرض زغادہ انکو باغ مین لایا سلام کیا جم زرین کلاہ اور مرأت کو جم زرین کلاہ
نے کہا ای زغادہ تجنے بڑا کام کیا اُسنے کہا آپ کے اقبال سے مین اِنکو پکڑ لایا ہون اور اِنھون نے
وہ حرکت کی ہے کہ اگر لاکھ آدمی مارے جائین جب بھی خون زاغ حیشم کا داغ مٹےگا
مرأت جادو نے کہا زغادہ اب صبر کرو زاغ حیشم لقا کی بہشت مین گیا غرض حکم
ہوا کہ جلاد کو بلا لاؤ اور شاپور و سرہنگ پھر یہان سے جا کر پہونچے ساحر بنکر قلعہ مین گئے

اور اُس باغ مین جاکر یہ بھی پہونچے اور سرہنگ نے شاپور سے کہا کہ بھائی ایک عیاری سے
چاہو تو جو کہو اُٹھاؤ شاپور نے کہا کہ مین حاضر ہون کہا اچھا تم ایرج کی صورت بنو اور مین جادوگر
تو بنا ہوا ہون ہی تمکو مین مرأت کے سامنے لیجاؤنگا شاپور نے کہا اچھا اور ایرج کی صورت
بنا سرہنگ مصری جادوگر بنکے پشتارہ باندھ روانہ ہوا یہان جلادون کی فکر ہے دونون سحر
مین جکڑے بیٹھے ہین زغادہ نے کہا وقت قتل کے سحر نہین رکھتے غرض سحر اُتار لیا اسمین جلاد آگے
ایک حکم ہو چکا جلادون نے تیغ گردن پر کھینچی خنظل کہنے لگی کہ اے پروردگار عالم تو ہی بچانے والا ہے
کچھ دل مین آرزو نہین ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ اور صاحبقران کے قدم نہ دیکھے سامنے
لوگ کیا دیکھتے ہین کہ ایک پشتارہ جادوگر لیے آتا ہے اُسنے آکر مجرا کیا جم زرین کلاہ نے
کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا ہون اسکا سر کاٹو جم زرین کلاہ نے کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا ہون
اسکا سر کاٹو جم زرین کلاہ نے کہا تمہارا کام کیا جمشید اور ساحری نے اور پشتارہ کھولکے رکھا
مرأت جادو پہچانتی تھی کہا یہ ایرج ہے حکم کیا گردن مارو مرأت جادو نے کہا ہول
کیا ہے ٹھہر تو چلے مین چلے کتاب تو دیکھ لو کتاب منگا کے دیکھی معلوم ہوا لکھا
ہے کہ آج کے دن اگر طلسم مین خون گرا تو طلسم غارت ہو جائیگا انھون
نے یہ نہ دیکھا کہ یہ ایرج ہے یا نہین مرأت جادو نے کہا دیکھا اگر مار ڈالتے تو غضب
آچکا تھا زغادہ نے کہا مین اپنے پاس قید رکھونگا وہ جادوگر جو ایرج کو لایا تھا کہا اگر
حکم ہووے تو غلام اپنے پاس رکھے زغادہ بھی ڈرا ہوا تھا کہا بہتر صبح کو لے آنا تجکو انعام ہوگا
جاگیر ملیگی جادوگر نے کہا اپنا سحر اُتارو تو مین لیجاؤن جسکا سحر تھا اُسنے اُتار لیا جادوگر نے جھوٹ موٹ منتر
کے دانے پڑھکے مارے آفتاب نے خنظل کو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ پاؤن کھل گئے پاس جاکر کہا بس چپکے چلی چلو یہ کہکے
سبھون کو لیچلا جبکہ شب گذر چکی صبح ہوئی سب کو خوشی ہے کہ آج گردن ماری جائیگی اور جلادون کو بلا
تمام شہر مین غل ہی ہر ایک دیکھنے کیواسطے آتا ہی ایک میلہ ہو رہا ہے اور سب منتظر بیٹھے ہین کہ وہ جادوگر اب آتا ہے
جبکہ عرصہ گذرا زغادہ نے کہا مین اب ڈھونڈھنے کو جاتا ہون قصہ مختصر یہ تلاش کو چلا اور خنظل جادو
و آفتاب جادو و دونون عیار ایک بیابان مین پہونچے آفتاب جادو نے کہا خنظل جادو
تم ٹھہرو مین ایک بات کہون خنظل نے کہا سامنے درہ پہاڑ کا ہے وہان بیٹھیے چنانچہ وہان

جاکے آفتاب جادو نے کہا یہاں کوئی جگہ ٹھہرنے آرام کرنے کی نہیں ہے اور ابھی طلسم ٹوٹتا
معلوم نہیں دیتا ہم تم دونوں شریک ہو کے ایک مکان سحر کا تیار کریں بھلا بیٹھنے کی جگہ تو ہووے
حنظل نے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ حنظل جادو و آفتاب جادو نے متفق ہو کے ٹھیرے کا گوٹے
کچا سوت باندھا کچھ ماش کا آٹا لے کے در و دیوار بنائے سحر کرنے لگے بعد گھڑی بھر کے ایک
آندھی آئی تیرگی ہو گئی کچھ کھڑکھڑاہٹ ہوئی بعد چند عرصہ کے آندھی برطرف ہوئی ایک احاطہ
سنگ موسیٰ کا تیار معلوم دیا ایک دروازہ نہایت خوبصورت چاروں کونوں پہ چار برج بنگلے
پڑے ہوئے بیچ میں بارہ دری عالیشان چھت پردہ چلمن فرش پلنگ شیشہ آلات
سب لگا ہوا جو پڑ کی نہر پانی سے بھری ہوئی فوارے چھوٹتے ہوئے ایک تالاب پختہ گرد درخت
لگے ہوئے شاپور و سرہنگ مصری دروازے پر بیٹھے ہوئے آفتاب جادو و حنظل جادو
اندر مکان کے گئے ماش کے آٹے کے بیشتر سو پتلے بنائے سحر کیا بعد دو گھڑی
کے کچھ لونڈیاں کچھ جادوگر تیار ہوئے آفتاب نے جو باہر آکے دیکھا کہ دو عیار بیٹھے ہیں سرہنگ
نے کہا ملکہ عجب کارخانہ ہے دم بھر میں مکان بنا لیا غرض سب کچھ موجود شراب پی کباب کھائے
شاپور نے کہا ملکہ جس وقت ہمارا جی چاہے کہ مکان میں جائیں تو ہم آسکتے ہیں یا نہیں ملکہ حنظل نے
کہا جس وقت تمہارا جی چاہے چلے آؤ کوئی نہ روکیگا بعد اسکے دونوں عیار ایک سمت کو
چلے سرہنگ مصری کو معلوم دیا سرہنگ مصری بھاگ کے ایک بیابان
میں نکل گیا اور زعفادہ خوک پیشانی تلاش میں اُس
جادوگر کی جو پھرتا تھا مرات جادو کے مکان کی طرف سے نکل کے
اُسطرف جا پہونچا جدھر قاسم کا پڑا تھا زعفادہ نے پوچھا یہ
کسکا لشکر ہے لوگوں نے کہا یہ لشکر ملک قاسم لعل خفتان خاور سیاہ کا
ہے پوچھا ملک قاسم کون ہے کہا باپ ایرج نوجوان کا زعفادہ نے دل میں کہا ایرج
نے تیرا بیٹا مارا تو بھی ملک قاسم کا سر کاٹ ڈال بھلا خون کا بدلہ تو لے سوا اسکے مسلمان کا مارنا
ثواب عظیم ہے یہ سوچ کے آگے چلا ارادہ کیا کہ سب کو پکڑ لیجیے قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے
مرکب مانگا سیارہ بن عمرو نے کہا شہریار یہ طلسم ہے جتنے ہیں سب جادوگر ہیں آپ

بیٹھے رہین جانا بہتر نہین تھا سم نے کہا سیارہ بن عمرو تم سچ کہتے ہو لیکن یہ بہتر ہے کہ پکڑ لیے جاوین
سیارہ نے کہا جس طرح مناسب ہووہ کیجیے اس عرصہ مین قاسم سوار ہوا فیروز خان
خاوری و تہمتن خاوری سوار ہو کے باہر آئے زغادہ نے کہا اے خدا پرستو ہر گراز
روے مرگ است پاید بمیدان مارے جسطرح تم لڑتے ہو مین بھی لڑتا ہون سحر نہین کرتا
ہون بزور لیجاتا ہون قاسم نے ارادہ کیا فیروز خان خاوری نے کہا پہلے میرا
سامنا ہونے دیجیے دیکھین کسطرح یہ لڑتا ہے قاسم نے قبول کیا فیروز خان نے مرکب دوڑا کے ایک
تگاوردی زغادہ نے اوجھڑ ماری فیروز خان نے سپر پر روک کے تیغہ مارا اُچٹ گیا مرکب سے کود پڑا
فیروز خان بھی کودا زغادہ نے کمر بند مین ہاتھ دے کے اُکھیڑ لیا باندھ کے جادوگرون کے
حوالہ کیا تہمتن خان خاوری نکلا اُسکو بھی اسی طرح باندھ لیا قیماش خان نکلا آکے تلوار ماری
اُسنے روک کے باندھ لیا قاسم نے مرکب دوڑا کے تگاوردی زغادہ تیغہ مارا قاسم نے
خالی دے کے تلوار ماری سپر پر روکی لیکن سپر کو کاٹ کے مُنھ پر پڑی اور جیسے لگھن پر سے
اُچٹ جاتی ہے اسطرح سے اُچٹ گئی زغادہ نے مرکب ملا کے کمر مین ہاتھ دیکے اُٹھانا
چاہا تھا کہ پہلے قاسم کا پنجہ کمر مین پڑا زور کر کے اکھاڑ لیا تھا کہ زغادہ سحر کیا مانند
لشمۂ فولاد کے بنگیا قاسم نے دیکھا کہ مانند پہاڑ کے جم گیا زغادہ نے قاسم کی کمر مین
ہاتھ ڈال کے اُکھاڑ لیا اور باندھ کے حوالے اپنے جادوگرون کے کیا سیارہ بن عمرو ایک سمت کو
بھاگ گیا تمام فوج کا رنگ سفید ہو گیا زغادہ نے کہا ارے جوانو بہادرو مین جانتا ہون تم
نوکر ہو رشتہ دار ہو تھے من نے اُنکو پکڑ لیا یہ مکان طلسم ہے ہم غلام جمشید و سامری کے
ہین ساحر ہین یہ قدرت رکھتے ہین کہ جسکو چاہین بکری بھیڑ گائے ہاتھی کتا بنا دین
قاسم کو موا سمجھو یہ جو بارگاہ ہے لادکے حمزہ پاس لیجاؤ کہدینا کہ ایرج اور قاسم مارے گئے
آج تک طلسم آئینہ سے کوئی جیتا نہین گیا جو یہ جائینگے کسی نے کچھ جواب نہین دیا
اور قاسم کو ایک آرابہ پر ڈال کے داخل طلسم ہوا قضاے کار سیارہ بھی
اُنہین ملا ہوا داخل ہوا مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ زغادہ خوک پیشانی ملک قاسم کو پکڑ لایا
رنگی رفیق بھی ہین مرأت جادو نے کہا ارے کوئی جا کے بلا لاوے ایک جادوگر گیا اور بُلا لایا

زغادہ آیا ملکہ نے کہا زغادہ کیا کام کیا ہی کہ تعریف نہین ہو سکتی زبان قاصر ہے بہو زغادہ
نے کہا امیدوار ہون کہ میرا بیٹا جو غادہ جم زرین کلاہ کے سامنے مارا گیا ہے وہین لیجا کے گردن مارو
مرات جادو نے کہا میری بھی یہی خوشی ہے لیکن شراب تو پیو زغادہ بیٹھ گیا
اور شراب پینے لگا ایک معشوق کو احتیاج ہوئی باغ مین ایک چنبیلی کے جھاڑ کے تلے پیشاب
کرنے لگی سیارہ بن عمرو نے بیہوشی کا بیضہ مارا اُسکی صورت آپ بنکے شراب پلانے لگا
لیکن سادی شراب پلائی زغادہ نے کہا ارے ایک جام میرے واسطے لا سیارہ ایک جام
لبریز کرکے لیگیا اور زغادہ نے اُٹھا لیا کہ داہنی طرف سے پنجہ نے ہاتھ پکڑ لیا زغادہ نے سیارہ
کی طرف دیکھا دیکھنے کے ساتھ سیارہ جست کرکے چلا پھکی دے گئے اُڑا جاتا تھا زغادہ نے
سمجھ گیا جیسے جانور کو گولی لگتی ہے اسطرح سے سیارہ آرہا جادوگر دوڑے پکڑ لیا کہا اسکو قید کرو
قاسم سامنے بیٹھا تھا سیارہ نے کہا غلام چھڑانے کو آیا لیکن گرفتار ہو گیا زغادہ نے کہا
مین اسواسطے نہ ٹھہرتا تھا عیار زبردست ہین اگر مین غافل ہوتا تو ابھی پیچ پڑ چکا تھا اور ارا بے پڑا ال کے
سیارہ کو بچا سیارہ نے کہا ارے زغادہ ہمکو چھوڑ دے اگر زندگی درکار ہے زغادہ نے
کچھ جواب نہ دیا اور روانہ ہوا قضائے کار اُسی سمت سے نکلا جدھر حنظل جادو کا
مکان تھا زغادہ نے پوچھا ارے یہ مکان کسکا ہے جاکے دریافت کرو اور ہمارے پاس
بلاؤ چنانچہ لوگ گئے اور حنظل جادو سے کہا ایک جادوگر آیا ہے اور بلاتا ہے حنظل کو زغادہ
کی خبر نہ تھی حنظل جادو باہر نکلی دیکھا کہ زغادہ خوک پیشانی ہے حنظل جادو کی جان
نکلگئی زغادہ مرکب پر سے کودا اور کہا ارے جادوگر جس طرح تمہارا جی چاہے مجھ سے لڑو مین
ایسا نہین ہون کہ مارا جاؤن حنظل نے ناریل مارا زغادہ نے خالی دے کے دو ہتڑ زمین پر
مارا زمین تڑقی دو پنجے پیدا ہوئے حنظل کے پاؤن پکڑ لیے آفتاب جادو نے کہا
ارے نمک حرام تو کہاں جائیگا تو نے مہلک کو مار ڈالا غارت کیا غرض آفتاب کو
بھی پکڑ لیا زغادہ نے سجدہ کیا کہ اے جمشید و سامری آج کا دن نہایت نیک تھا اور مین اچھی
ساعت گھر سے نکلا تھا سب میرے ہاتھ آئے اب جم زرین کلاہ پاس لیجاؤنگا یہ کہکے انکو بھی قید
کرکے لیچلا اسمین وقت شام کا ہوا جم زرین کلاہ تلک یہ نہ پہونچنے پایا کہ رات ہو گئی شب ماہ

تھی فراش ماہ نے فرش چاندنی کا بچھایا تھا دس بارہ کوس سے مکان جم زرین کلاہ نظر آتا تھا
زغادہ نے کہا اس مقام پر خیمہ کرین صبح کو جا ملینگے اُسی وقت خیمے استادہ ہو گئے زغادہ
اُتر اقیدیون کو بلایا اور کہا ارے جادوگرو آج کی رات اور تمھاری حیات ہے صبح کو گردن مارونگا
ارے او آفتاب جادو تو سمجھا تھا کہ آج طلسم توڑیگا اب مین تمکو قتل کرلون تو اُسکی
فکر کرون سب نے کہا ارے ہماری قضا آئی ہے تو کوئی بچا نہین سکتا اور اگر قضا نہین ہے تو تیرا کیا
مقدور جو ہمکو مار سکے غرض شراب مانگی پہلے شراب پینے لگا اور سرہنگ مصری
جو شام کو خنظل کے مکان پر آیا دریافت ہوا کہ کوئی جادوگر پکڑ لیگیا سناٹا کرکے آگے چلا بڑھ کے جو
دیکھے تو ایک طرف کو کچھ روشنی ہے خیمے استادہ ہین سرہنگ مصری نے کہا خدا جھوٹ
نہ کرے یہی پکڑ لایا ہے اور سرہنگ مصری ایک جادوگر کی صورت بنکے نمگیرے کے تلے کھڑا
ہو رہا دیکھا کہ قاسم اور فیروز خان و بہمن و قیماش و سیارہ و خنظل جادو و
آفتاب جادو اقید بیٹھے ہین جبکہ پہر رات گئی زغادہ خوک پیشانی نے کہا مین پیشاب
کو جاؤنگا ایک جادوگر نے شمعدان اُٹھا لیا اور سرہنگ مصری نے آفتابہ لیا زغادہ
چلا سرہنگ مصری نے آگے جا کے آفتابہ رکھدیا اور زغادہ خوک پیشانی جو کی
بیٹھا جبکہ پیشاب کر چکا آفتابہ اُٹھا کر آبدست کیا چاہتا تھا جیون ہاتھ ڈالا چاہتا تھا ویسا ہی کمند کا حلقہ
مین پڑ گیا ایک کم مین ایک ہاتھون مین جیون چٹاخے کی آواز سُنی سرہنگ نے کہا
حاضر ہوا جادوگرون نے کہا ارے تو جو بکتا ہے کب بلا ہے سرہنگ مصری نے کہا
بھائی تمنے سُنا بھی نہین اپنے کام مین رہتے ہو یہ کہکے جا سے ضرور مین گیا دیکھا کہ پھندے
پڑے ہوے ہین لیکن پیچ گرہ کھولتے ہین سرہنگ تو بھاگا اور پیچون سے گرہین کھولین
زغادہ پھر آیا وہ خدمتگار جو کھڑے تھے بے تامل مار ڈالے وہان سے آگے بیٹھا
کہا ملک قاسم تمھارے عیار نابکار لگے ہوے ہین لیکن تمکو کب چھوڑتا ہون ابھی کسی
عیار نے کمند کے حلقے مارے تھے مین بچ گیا اور سب بیان کیا سیارہ نے کہا زغادہ کہا مان
کوئی تجکو مار لیگا رات یہ نہ گذرے گی اور سرہنگ مصری ایک بیابان مین نکل گیا دل
مین کہا اے سرہنگ اگر ایسا ہی بھاگنا تھا تو کیون آیا تھا چل کچھ عیاری کر یہ سوچ کر وہان سے

آباد دیکھا جادوگر بیٹھے ہین ایک جادوگر کی صورت بن حقہ بھر کے آیا چنانچہ سب کو پلایا جب سب بیہوش
ہوئے جمعدار کی صورت بنکے خیمے کے اندر آیا لوگون نے کہا جمعدار کیون آئے کہا یارو عیار لگے ہوئے ہین
دیکھنے کو خبردار رہنا سامنے زغادہ پڑا ہے لوگون نے کہا جمعدار ایک گھونٹ ہم کو بھی دو کہا جاتی
ابھی بھرا ہے ذرا اسمین لگا دو سب نے ایک ایک گھونٹ پیا سب بیہوش ہو گئے اسمین
سرہنگ زغادہ پاس گیا بیہوشی اتھ پر رکھے اڑانے لگا دو مرتبہ اڑائی کہ وہ بیدار
ہوئے ایک نے ہاتھ پکڑ لیا ایک نے شانہ پکڑ لیا ایک نے زغادہ کا شانہ
پکڑ کے ہلانے لگا زغادہ خوک پیشانی کی آنکھ کھلی دیکھا تو پچہ ایک جادوگر کو پکڑے ہے
چیلے نے ماجرا کہا سب حال بیان کیا اسی وقت زغادہ نے کوچ کیا دو چار گھڑی رات
باقی تھی چلا جاتا تھا چنانچہ گریبان سحر چاک ہوا کچھ اندھیرا ہے صاف روشنی نہین معلوم ہوتی شبنم
پڑتی ہے ہر ایک گھاس پر شبنم کا یہ عالم ہے کہ موتی جڑ دیا ہے چڑیان بولتی ہین ڈارین بگلون
کے جھیلون پر اترے ہین مرغابیون کے غول جا بجا بیٹھے ہوئے ہین زغادہ خوک پیشانی
قید لیے ہوئے بارہ ہزار سوار سے چلا جاتا ہے ایک مرتبہ آفتاب عالمتاب مرکب پر سوار
نکلا سب نے دیکھا کہ آفتاب صاحبقران ہے تلوار ہاتھ مین مرکب طلسمی پر سوار قضائے
کار وہ اکہ بندھا ہوا ہے ایک مرتبہ سامنے آیا بہت سے لوگ پہچانتے تھے انھون نے کہا
ایرج نوجوان یہی ہے زغادہ نے کہا عجب آجکا دن ہے کہ جسکا کھٹکا تھا وہ بھی آپ سے بغیر
تجسس ہاتھ لگا ایرج نے جو دیکھا کہ قاسم و سرہنگ و سیارہ و حنظل جادو و
آفتاب جادو سب قید ہین ایرج نوجوان نے نعرہ کیا ارے خیرہ سر کجا میروی بازدست
من سیارہ نے قید مین سے کہا وہ مارا زغادہ نے ایک ناریل ایرج پر مارا ابلا بھاگی
کے آگے گر پڑا تیر دو پیکان مارا ایرج کے نہ لگا جب تو جھنجھلا کے زغادہ نے تلوار ماری ایرج نوجوان
نے خالی دے کے وہ محبوب جادو والی تلوار مرکب کو چمکا کے برابر آ کے ماری مع مرکب
چار ٹکڑے ہوئے اندھیری اور تیرگی چھا گئی ایرج نوجوان فوج پر آیا جادوگرون سے مع قاسم
اور فیروز خان خاوری و تہمتن خان خاوری و قیماس خان کے ہاتھ پر لگ گئے
پھر تو ان لوگون نے تلوارین پکڑین اور فوج پر آ گئے حنظل دکھا ایرج سبحان اللہ فوج ماری بڑی کچھ بھاگ گئی

حنظل جادو نے کہا ای ایرج نوجوان خوب ہوا تجھ سے ملاقات ہوئی سامنے درہ پہاڑ کا ہے
وہاں چلکے کچھ تدبیر کیجیے سب ملکے درہ پہاڑ مین چلے اور فوج جو بھاگی طرف تہم زرین کلاہ کے گئی ایرج
نوجوان و ملک قاسم و آفتاب جادو و حنظل جادو و سیارہ و سرہنگ مصری و
شاپور پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین قاسم نے کہا نہین معلوم فوج کا کیا حال ہوگا حنظل جادو
نے کہا جوان طلسم کی رہنے والی ہے تمھارے ساتھ اڑنا مرنا اختیار کیا اور شکنندۂ طلسم ہے ایرج
نوجوان اے ملک قاسم تمھارا رہنا خوب نہین ہے مین آفتاب جادو کو آپکی فوج مین
پہونچائے دیتی ہون ایسے ویسے علاوہ گرن سے لڑنے کو بہت ہے قاسم نے کہا جیسطرح
تمھاری خوشی حنظل جادو ملک قاسم کو اور آفتاب جادو کو لیکے چلی اور سیارہ
کو بھی لیا آفتاب جادو کو راہین تو معلوم تھین اور ساحر بھی تھوڑے عرصہ مین پہونچے
حنظل نے کہا ای آفتاب جادو تم اپنے تئین ظاہر نہ کرنا جب کوئی آفت آوے اسوقت
ظاہر کرنا اسمین جان رہے یا جاوے یہ کہکے حنظل جادو رخصت ہوکے ایرج کے پاس
آئی کہا مین پہونچا آئی لیکن اے ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہین کیا
یا تمپر سحر اثر نہین کرتا ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہین کیا یا تمپر سحر اثر نہین
کرتا ایرج نے اُسکا احوال نہ کہا اتنا کہا کہ وہ جادو نکرنے پایا تھا کہ پہلے میری تلوار پڑی حنظل نے
کہا بغیر تدبیر لوح ٹھکانا ملتا معلوم نہین دیتا ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ حنظل اگر مقدر مین ہے تو
طلسم توڑتے ہین یہ کہکے مرکب پر سوار ہوا شاپور شیردل اور سرہنگ مصری
نے عرض کی ہم جان دینے کو حاضر ہین لیکن جدھر حضور جاوین وہ سمت معلوم ہووے ہم چلنے
ہو لگے اور وہ فوج جو بھاگی تھی تہم زرین کلاہ سناٹے مین آیا اور کہا ارے کیونکر مارا گیا ہی لوگون
نے سب حال بیان کیا تب اُسنے کہا اے سیلان خرس سوار جاکے خدا پرستونکا کام
تمام کر وہ پانچ سو سوار سے روانہ ہوا جس درے مین ایرج تھا اُسی طرف راہ تھی ایرج
بر مرکب پر سوار حنظل جادو سے باتین کر رہا ہے سرہنگ مصری اور شاپور شیر
دل کھڑے ہین کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایرج نے کہا ملکہ حنظل جادو فوج آتی معلوم دیتی ہے
حنظل جادو نے کہا ہمارے واسطے آتی ہے یہ باتین تھین کہ سامنے سے سیلان خرس سوار نمود ہوا

ادھر ایرج نے مرکب طلسم کو ڈپٹ کے نعرہ کیا منم ایرج نوجوان اور جادوگرون نے نارنج ترنج مارے
ایرج وہی تلوار پکڑ کے ہاتھ سو جادوگرون مین گھس گیا جسکے دو رکے ماری دو ٹکڑے کیے چار
طرف سے نارنج ترنج چلتے تھے سحر ہو رہا تھا لیکن کچھ اثر نہ کرتا تھا جبکہ چالیس پچاس جادوگر
مارے گئے سیلان خرس سوار مرکب کو بڑھا کے آگے آیا پکارا ان غریب جادوگرون
کو تو نے مار لیا میرا مقابلہ کر اور ایک ناریل مارا ایرج نے خالی دیا تلوار طلسمی جو
ماری دو ٹکڑے کیا آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان خرس سوار جادو بود جتنے جادوگر تھے
بھاگے جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ سیلان خرس سوار مارا گیا گلزار زرین تاج بیٹھا تھا
کہا ایسے ایسے جادوگر مارے جاتے ہین دیکھیے جمشید و سامری کیا کرتے ہین اسین ایک
ابر معلوم ہوا ایک تخت پر ایک پریزاد اٹھے نو سو رنڈی زرد رنگ پوش مرصع پوش ہمراہ جم زرین
کلاہ نے کہا کون آتا ہے کہ وہ تخت ٹھہرا اتر کے ملکہ اختر زرین کلاہ نے سلام کیا پوچھا
مزاج تو اچھا ہے عرض کی کہ دعا گو ہون آکے کرسی پر بیٹھی شراب کا پیالہ گردش مین آیا جبکہ
نشہ ہوا اختر زرین کلاہ نے پوچھا اس مقام پر کس طرح سے لڑائی پڑی کہا اے ملکہ ایرج
نوجوان شکنندۂ طلسم آیا ہے زغادہ خوک پیشانی اور سیلان سوار مارا گیا کہا اے شہریار
مین اسی واسطے آئی ہون اب سامنا نہ کیجیے گا لڑائی بیڈول پڑی ہے اسکو لوح کی فکر مین پھرنے
دو مجکو احوال معلوم ہے جب گھر کے لوگ بربادی کی فکر کرین پھر تم کیا کرو گے جم زرین کلاہ
نے کہا کہو تو وہ احوال کیا ہے ملکہ اختر زرین کلاہ نے کہا وہ مینا سے جادو گئی تھی اسنے
انگشتری جمشیدی دیا تھا دستے کے بھول گئی اسکے باعث کوئی سحر یا تلوار اثر نہین کرتی جم زرین کلاہ کا
رنگ سفید ہو گیا جم زرین کلاہ مع اختر مرأت جادو کے پاس آیا مرأت جادو
خود حیران بیٹھی تھی دمبدم خبر ایرج کی منگاتی تھی کہتی تھی غضب ہو جاتا ہے وہ مارا جاتا
ہے اسین جم زرین کلاہ مع اختر کے پہونچا مرأت جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ زغادہ
خوک پیشانی مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا تم ملکہ اختر سے دریافت کرو ملکہ نے سب
احوال کہا مرأت جادو نے کہا اگر میرے قلعہ مین یا تمھارے قلعہ مین گھس آوے تو کوئی سامنا
نہین کر سکتا مگر کچھ تدبیر کیا چاہیے اختر نے کہا مین اسکی تدبیر کرتی ہون اگر ایک سمت کا

مال اسباب مجکو دو چنانچہ جم زرین کلاہ نے ایک طرف کا مال آمدنی سب لکھ دیا اختر نے
کہا جب ایرج گرفتار ہووے مناسب یہ ہے کہ اوس اسباب جادو واپس بھیجو اور وہ سمجھ لیگا یہ
کہکے اختر جادو چلی ایک بیابان مین خیمہ استادہ کروایا کوئی سوا سو لونڈی ساتھ لے لی بعد دو تین
گھڑی کے اختر جادو ہاتھ مین جریب سحر کی پکڑ کے اکیلی روانہ ہوئی اور سحر سے دریافت کیا کہ
ایرج اس سمت کو ہے اسطرف جا پہونچی تماشا یورا اور سربنگ مصری ایک سمت کو چلے
گئے تھے حنظل جادو ایرج سے باتین کرتی تھی اختر نے ایرج کو اور حنظل کو مجرا کیا اور حالت
سے دیکھنے لگی ایرج نے جو دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت نیلے کپڑے پہنے ہوئے ہے حنظل
سے کہا یہ جادو گرنی ہے ایرج نے کہا خدا جانے والا ہے اختر نے شکر ہے خداوند جمشید و
سامری کا جسکو مین ڈھونڈھتی تھی وہ آج ملا پھر ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا
کہ یا ملک لوح طلسم آئینہ ہون جسوقت سے طلسم بنا تھا لوح پر نام ایرج کا لکھا سنتی ہون
کہ آج وہ مار لیگا اور مین نے خیال کیا کہ آخر شکنندہ طلسم میرے پاس آئیگا اور مجکو مار کے
لوح لیجائیگا پس اس سبب سے مین آپ ہی حاضر ہوئی اسوقت حنظل جادو نے ایرج
سے کہا کہ ای شہریار تمہارا نصیب بزاز بردست ہے اس آسانی سے لوح کسی کے ہاتھ نہ لگی ہوگی
پھر حنظل نے اختر سے کہا کہ اسے ملکہ اختر مین کوہ زرنگین کی رہنے والی ہون اور حنظل
میرا نام ہے اسکے باپ کے ساتھ میری بیٹی کی شادی ہوئی ہے ای ملکہ اب جو تم یہان آئی ہو تو بہت
چین سے رہو گی اختر نے کہا کہ یہان سے میرا خیمہ قریب ہے وہان چلکے بیٹھے ایرج اور حنظل چلے
اور ایک دو گھڑی کے بعد خیمہ مین داخل ہوئے اختر جادو آکر تخت پر بیٹھی ان دونون کو بھی
مقام صدر پر بٹھایا کنیزین خدمت کے لیے حاضر ہوئین اور اختر نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے
شہریار اب مجھ سے دغا نہ کیجیے گا ایرج نے کہا کہ ہم خدا پرست ہین دغا مطلق نہین جانتے
اختر اسوقت اٹھکر حمام مین گئی اور نہا دھو کے کپڑے نفیس پہنکر مسی کا جل لگا کے
آئی اور ایرج کی طرف نظر محبت دیکھنے لگی حنظل جادو کو ثابت ہوا کہ شاید یہ ایرج کو
چاہتی ہے اور اختر کرسی پر آکر بیٹھی اور کہا اے شہریار اب تو مین آپکی کنیز ہون تمام زمانہ
میرا دشمن ہوگا اور مرات جادو کو خبر ہوگی تو وہ بھی میری جان کی دشمن ہوگی اب دیکھین

کہ آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں حنظل نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو تمہارے لیے سب سے
زیادہ بہتر ہوگا غرض تھوڑی دیر کے بعد اختر نے اشارہ کیا کہ الگ چلیے یہ کہکر شاہزادہ ایرج کا
ہاتھ پکڑ کر الگ ایک درسے خیمہ میں لائی حنظل جادو سمجھی کہ اگر یہ عاشق نہوتی تو آپ سے آپ
ایرج سے کیوں آتی اور وہاں شراب کا پیالہ گردش میں آیا ایرج نے کہا کہ تم مسلمان
ہوجاؤ تو میں تمسے ابھی بیاہ کرلوں اُسنے کہا آمین سوقع اسلام ہوئی اور اس طرح اختلاط ٹک
کی طرح مدت کے عاشق و معشوق ہوتے ہیں جب خوب نشہ ہوا ایرج ہنسکر پلنگ پر لیٹے
اور ایک گلابی بیہوشی شراب آپ پی اور باقی ایرج کو دی اور کہا میرے سر کی قسم پی
جاؤ ایرج نے وہ بھی پیالہ خوب نشہ ہوا آنکھ بند ہوگئی اختر نے غافل پاکر باندھ لیا دو گھڑی
لپیٹ کر روانہ ہوئی اور حنظل جو الگ بیٹھی تھی اُسکے خیال میں آیا کہ اے حنظل السیا
عشق میں دیکھا کہ آتا ہے جب ہوجاتے یہ سوچ رہی تھی کہ ایک سناٹا معلوم ہوا حنظل نے
جانا کہ ایرج کو اختر لیے جاتی ہے لیکن معلوم نہیں کہ ایرج خیمہ میں ہیں کہ نہیں یہ اسکو
یقین ہے کہ ایرج کو لیے جاتی ہے اور وہاں مراۃ جادو و چتر زرین کلاہ اور سو جادوگر
سب کو بیہوش بیٹھے ہیں اور باتیں کرتے ہیں کہ اختر آتی ہوگی اور حنظل قریب آتے ہوئی
اور کہا کہ او [illegible] روسیاہ تو نے غضب کیا [illegible] فریب کیا اختر نے دیکھا کہ حنظل آتی ہے اُسنے کہا
تیرا ایسا معدوم ہے کہ جو تجھکو روک سکے یہ کہکر جلدی تمام روانہ ہوئی برابر قلعہ کے پہونچی اسوقت
حنظل جادو نے اپنے دل میں کہا کہ اے حنظل تو امیر حمزہ صاحبقران کو کیا منہ دکھائیگی
افسوس کہ ایرج مارا گیا اب [illegible] دوڑی اور قلعہ میں غل ہوا کہ اختر جادو آتی مراۃ جادو
چتر زرین کلاہ سب اُٹھ اُٹھ کے دیکھنے لگے اختر قریب اُس باغ کے پہونچ گئی تھی
بخاری کہتی تھی لیکن ایک بلا میرے پیچھے لگی ہے اسوقت حنظل نے جھپٹ کے
ایک تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے مراۃ جادو نے کہا زہے اقبال تو لیا
پر کیا [illegible] حنظل تو اُسکو مارنے وہاں سے بھاگ نکلی ہوئی اور [illegible] ساحرہ تھی
اسوجہ سے کسی اہل قلعہ نے بھی نہیں روکا اور وہاں ایک کنیز آئی اُسنے جو دیکھا اختر کی بڑی [illegible] تھی
ہاتھ میں اسکے ایک زرد کاغذ ہے اُسنے لیکر کمر میں رکھ لیا اور کہا میں قصد ابھی کسی [illegible] خدمتگار سے

ملکہ ہیج لونگی اژدہا اُسکو دونگی اژدہا مین لونگی اور وہان سے آگے مرات جادو سے کہا کہ اختر ماری گئی ہم زرین کلاہ نے حکم دیا کہ لاش اختر کی پھونک دو اُسکو تو پھونک دیا اور حنظل جادو جو بھاگ کے خیمہ مین آئی تو اختر کی کنیزون کو مار کے اُسنے بھگا دیا اور اُس خیمہ مین جا کے جو دیکھا تو ایرج بیہوش پڑا ہے نشہ مین چور ہے اُسنے پانی وغیرہ چھڑک کے اُسکو ہوشیار کیا جب ایرج کی آنکھ کھلی تو حنظل نے سب ماجرا بیان کیا ایرج نے بازو پر اگر دیکھا رنگ سفید ہو گیا حنظل نے کہا خیر تو ہے ایرج نے کہا جو کرامات تھی جس کے باعث سے جان بچتی تھی وہی نہین ہے اور حنظل سے اُسکا حال بیان کیا حنظل نے کہا افسوس تم ہمکو غیر سمجھے پہلے نہ ہم سے کہا اچھا اب چلکے اُس خیمہ مین بیٹھو ایرج نے کہا کہ کہان تک بیٹھے رہین گے یہ کہکر سر بسجود ہو کے رونے لگا اور دعا کرنے لگا بعد گریہ وزاری ونالہ وبیقراری پکارا کہ اے پروردگار عالم واسطہ اپنی خدائی کا اور واسطہ اپنے دوست کے نور کا میری آبرو تیرے ہاتھ ہے اور جو میرے بھائی ہین اُنھون نے طلسم فتح کیے ہین مین بھی تیری ہی ذات امیدوار ہون کہ تو میرے حال پر رحم کر یہ کہتے کہتے غنودگی آئی آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک بیابان پُر فضا ہے جہان گلہائے بوقلمون بیشمار کھلے ہین اور وہ صحرا تمام نورانی ہے خوشبو آرہی ہے صدائے سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کی بلند ہے اور ایک مرد پیر بارلیش مقدس لباس سبز پہنے ہوئے استادہ ہین ابیات

کہ جن سے بات بھی کرنا ہے مشکل
جھکا تسلیم کو یہ دست بستہ
بہت مدت سے مجھکو جستجو ہے

زبان ساکت ہے لب محو خموشی
کہا اے داروے دلہائے خستہ
کہ جون موئے قدم آنکھین ملو مین

وہان دیکھا کہ ہین اک صاحب دل
خدا کی یاد مین ہے گرم جوشی
غریبون کو کرم کی آرزو ہے
بہائے عمر رفتہ اپنی لو مین

اُنھون نے فرمایا کہ اے فرزند سوائے پروردگار عالم کے کوئی کسی کے کام نہین آتا ہی دعا تمھاری قبول ہوئی طلسم تم توڑو گے لیکن اس جادوگرنی کے ساتھ سے الگ ہو جاؤ کسلیے کہ فتح ایک ہی شخص کے نام ہوتی ہے جب الگ ہو جاؤ گے تو ایک طرف کو جانا ایک دریا ملیگا تم کشتی پر مع گھوڑے کے سوار ہو جانا آگے جو کچھ مرضی خدا کی یہ خواب دیکھ کے ایرج کی آنکھ کھلی سجدہ شکر ادا کیا حنظل نے کہا کہو کیا دیکھا اُنھون نے سب حال خواب کا بیان کیا حنظل نے

کہا کہ اب فتح ضرور ہوگی یہ کہکر حنظل سے رخصت ہوا مرکب پر سوار ہوئے اور ایکطرف کو
چلے ایک بیابان سبزہ زار نظر آیا آگے جو بڑھے تو ایک دریا کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہتا پایا نظم

پانی پانی تھا شور سے طوفان | دیکھ دریا کو سوکھتی تھی جان | ہر ہر موج سیکڑون گرداب
ساتھ تھے سب تری کے حباب | جزر و مد سب حواس کھوتا تھا | خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا

ایرج وہان کنارے دریا کے حیران کھڑا تھا کہ یکایک ایک کشتی ایکطرف سے اسطرف آتی نظر
آئی یہان تک کہ وہ کشتی کنارے پر آ لگی ایرج گھوڑا جما کر کشتی پر چڑھا اور وہ کشتی اسکو لیکر
چلی دریا مین درخت بہت سے معلوم دیتے تھے ایرج قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی
لغفور الرحیم پڑھتا ہوا اور دل سے کہتا جاتا تھا کہ دیکھا چاہیے یہ کشتی کہان لیکر جاتی ہے چنانچہ وہ
کشتی بہتے بہتے ایک درخت کے پاس پہونچی وہ درخت جھومے کہ کشتی مین تہلکہ پڑا غرق ہونے
لگی اسوقت دو پیر مرد دریا سے نکلے اور انھون نے کہا کہ ای شہسوار کشتی غرق ہوتی ہے تم مرکب
اڑا کے نکلجاؤ ایرج نے اپنے دل مین تصور کیا کہ پیر مرد سچ کہتا ہے لیکن مین گھوڑے کو پیرا کے
نکلجاؤنگا یہ خیال کرکے مرکب کو جو ایڑ دی وہ ترارا بھر کے دریا مین گرا مگر بہت دور پر گرا کہ وہان
گھٹنون گھٹنون پانی تھا دونون پیر مرد نے کہا کہ اے شہریار ہمکو نہ بھول جائیے گا ایرج نے کہا
کہ بھائی یہ کام ہمارا نہین ہے کہ جو بیکسی اور تنہائی مین ہمارے کام آوے اسکو بھول جاوین باتین
کرتے ہوئے کنارے پر آئے اور آگے چلے تو ایک بیابان ریگستان نظر آیا اور ان دونون پیر مردون نے
کہا کہ اے ایرج آپ شکنندہ طلسم ہین ہمارے ساتھ آپ چلین لیکن اس بیابان
سے گذر کے ایک باغ ہے کہ اسکو باغ سلیمانی کہتے ہین جو کوئی راہ بھول جاتا ہے
اور روٹی میسر نہین ہوتی وہ اس باغ مین جاتا ہے اسکو وہان سب کچھ ملتا ہے آپ
بھی جائیے ایرج نے کہا اچھا غرض راستہ طے کرکے اس باغ مین آکر پہونچے تو دیکھا کہ باغ تھا

پر بہار ہے نسیم مشکبار مژدۂ جانفزا لاتی تھی ہواؤن سے دل بہلاتی تھی ایسا

نظر آتے ہین ہر غنچہ مین نئے ڈھنگ | جو دروازہ ہے باغ جانفزا کا | شجر گلبرگ مین ہین سیکڑون رنگ
طلسمی جانور طائر ہین گویا | دُر و یاقوت سے لبریز ہے جا | تماشا ہے وہان ہر مدعا کا
وہ ہین غنچون کے اکبہون دکھائین | کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا | ہوائین ہر دم عطر آمیز ہین
 | | ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا

بہت سے تھے چمن پھولوں سے لبریز ۔ بہت دلچسپ خوشبو مین گر تیز ۔ نہال و برگ گل تھے اسمین نایاب
غرض وہ باغ تھا سرسبز و شاداب ۔ لبالب آب سے نہرین تھین جاری ۔ عجب صورت کی پیدا آبداری
بنی تھی اس جگہ بارہ دری بھی ۔ نظر آتی تھی بس قدرت خدا کی ۔ کنول روشن در و دیوار تابان
مصفا فرش ہر جانب گرا ن ۔ نہ پایا صاحب خانہ کو اسجا ۔ بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا

وہان دیکھا ایرج نے دو پیر مرد آئے اور اُنھون نے کہا اے ایرج سلام علیک ایرج نے کہا علیکم السلام اُنھون نے کہا حضور تشریف لائین اور بیٹھین مکان حضور کا ہے ایرج مسند پر آکے بیٹھا اور شراب پینے لگا اب انکو تو یہان بیٹھا رہنے دیجیے لیکن حال طلسم ہوشربا و افراسیاب کا سُنیے کہ افراسیاب جادو اور حیرت اور ابریق و سرمایہ برف انداز و زنار جادو وغیرہ یہ سب بیٹھے ہوے ہین اور افراسیاب کو مشتری ہفت سحر کے مارے جانے کا بہت رنج ہے اور دل سے کہتا ہے کہ اے افراسیاب لوح کا حال تو کسی کو معلوم نہین اور اسد گنبد جہان نما پر قید ہے پھر وہ جو چھوٹیگا اور یہ طلسم ٹوٹیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ باران سنگ انداز جادو کا نامہ آیا اور مصور جادو بھی آیا اور افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا کہ باران سنگ انداز کے جی مین کیا آیا کہ جو یہان آیا ہے لیکن اے حیرت جادو ایک جادوگر عزت دار کو ہر پیشوائی روانہ کرو حیرت نے دو جادوگرون کو روانہ کیا اُنھون نے آکے جو دیکھا تو خیمہ اژدر پر لدا ہوا تھا بردار مرکب بردار ہوا پر اُڑتے ہوے بازلط ہنس قرقرے فیل آتشین پر جادوگر اور جادوگرنیان سوار باران سنگ انداز آگے آگے ایک اژدہے پر سوار آتا ہے بادلہ کا جھولا گلے مین پڑا ہے کنڈل کانون مین کمر مین سونے کی زنجیر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھنور چندن کے بازوون پر لگے ہین مگر سیاہ و کالی ڈاک یہ ساحر ہر کان و آنکھ و ناک سے شعلے آتش کے نکلتے ہین غرض دریاے خونزوان تو خشک ہو گیا ہر جہان وہ دریا تھا وہین خیمہ ایستادہ کرا کے اُترا اور آپ افراسیاب کے باغ مینا نگار کو گیا دو بیٹے اُسکے ساتھ تھے اُسنے اور اُن دونون نے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے خلعت سے سرفراز کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا جام شراب گردش مین آیا چار گھڑی تک یہ

بیٹھے رہے افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ ایک بارگاہ مخملی اور باورچخانہ ہمارے یہاں سے
جائے حیرت جادو نے اسی وقت حکم دیا کہ بارگاہ استادہ ہوگئی باورچخانہ کی تیاری ہونے لگی خاصہ
تیار ہوا باران نے افراسیاب سے کہا کہ اے شہریار جیسا طلسم ہوشربا ہے ایسا کوئی
طلسم نہین ہے جو جو عجائبات اور غرائبات کہ اسمین ہین کہین نہین ہین لیکن برا نہ مانیے تو کہون
الامر فوق الادب آپ کو رحم ان نمک حرامون پر نہ چاہیے آپ ایسا شخص اور اسطرح ناچار ہوجائے
اے شہریار یہ ملعون خبر اڑ گئی ہے کہ افراسیاب ناچار ہے ان کو اسطرح قتل
کیجئے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال زار پر روئین افراسیاب نے کہا کہ میں جی
انکے قتل کرنے کو نہین چاہتا اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہے اب مین اسے قتل
کرونگا لیکن یہ جانتا ہون اور سب جتنے ساحر ہین وہ میری اطاعت قبول کرین باران
نے کہا امیدوار ہون کہ یہ لڑائی میرے سپرد کیجیے اور مصور جادو سے کہا کہ تم مالک تصویر ہو تمنے
کیون نہ عمرو کا سر کاٹا مصور نے کہا وہ میرا اسا سنا نہین کرتا ملکہ حیرت نے کہا کہ اے
بھائی باران عمرو انکے خیمہ مین آیا اور ان کے گلے سے تصویر لیگیا اور انکی جورو کو قنات
مین لپیٹ دیا اور پھر روتے ہوے میرے پاس آئے لیکن یہ غافل نہین ہین
باران نے کہا کہ ہمارے نام پر طبل جنگ بجوائیے غرض ایک روز تو یہ آسودہ ہوا دوسرے
روز جب وہ زمانہ آیا کہ مثل مرض دن گھٹا اور زرد اسے خورشید میلی ہوئی نظم

کہ روئے مہر کا ہلکا ہوا رنگ	گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک تہ سنگ
مزاج روز پر آئی تباہی	جبین شام نے بخشی سیاہی

سر شام بحکم باران ناکام نفیر سحر کو دم دیا گیا یہ خبر مہرخ سحر چشم
کو ہوئی اسنے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر کی دونون طرف ہونے لگی لیکن یہان
علامہ شوخ چشم بیٹھا تھا اس سے باران نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے اسکو ہمراہ
لے کے اپنے لشکر مین آمادہ ہو دیکھے تو ایک بارگاہ مخمل کی استادہ ہے اسنے پوچھا کہ یہ بارگاہ
کسکی ہے لوگون نے کہا کہ افراسیاب نے یہ بارگاہ اور باورچخانہ تمہارے لیے بھیجا ہے
علامہ نے کہا کہ اے باران افراسیاب جیسی تمہاری خاطر کرتا ہے کسی کی نہین کرتا اگر
تمنے کوئی لڑائی فتح کی تو اور بھی زیادہ خوش ہوگا اور وہان عمرو نے ملکہ مہرخ سحر چشم سے

پوچھا کہ باران سنگ انداز کیونکر لڑتا ہے اُسنے کہا کہ وہ ساحر زبردست ہے دیکھا چاہیے کہ خدا کیا کرتا ہے اب یہان بنگالی منتر جنتر پڑھنے لگے فسون سازی اور شعبدہ بازی شروع ہوئی اگیاری ہونے لگی جوت کے دیے جلائے گئے زرد زرد ٹینین اُڑا ئے گئے چار پہر رات ہنگامہ شر و فساد برپا رہا جب کو الب حباے چشم جانان مین اور نقطہ کی طرح سب کی نظر سے پنہان ہوئے اشعار

جمالِ صبح سے نے کی بارشِ نور
فلک پر مہر جو بن ٹھن کے چمکا
جبین خاک چمکی مثل بلور
ہوا آغاز ہر اک بیش و کم کا
صبح کو ملا مہرخ سحر چشم

و بہار و نافرمان و زلزلہ کئی لاکھ ساحر طائران سحر و تخت ہاے سحر پر سوار ہو کر میدان معرکہ مین آئے اسطرف سے باران سنگ انداز اپنی فوج لیکر جنگ گاہ مین آیا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر سحر کو برسایا گرد و غبار کو بٹھایا بجلیان گرا کر جھاڑی جھنڈی سب انکی کاٹ ڈالی میدان مثل آئینہ پاک و صاف ہوا اُس وقت نقیب کڑکا کہنے لگے ابیات

جہان ایک ماتم سرا ہے عجیب
شہود ایک دو روز کو عیب ہے
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
یہ منزل نہین جاے بود و باش
بجا ہی گیا کوس رحلت مدام
نہین جاے پاس اور جا ہے عجب
سکون یان کا دیکھا سراب شتاب
گلستان کو پائینگے ہو کا مکان
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
کسی نے نہ آ کر کیا یان مقام
جوانی گئی موسم شیب ہے
چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
جہان جملہ ہے ایک بزم روان
اجی بہادران اب نہ سامری ہے

جمشید ہے آج اور جنگ ہے کچھ اپنے اپنے ہنر اور کرتب دکھا اس دنیا مین نام کر جاؤ یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے اور باران سنگ انداز میدان مین نکلا اور پکارا کہ اے مہرخ سحر چشم تمہاری نواسی مہ جبین الماس پوش مالک طلسم تھی اور اُسکو سب سجدہ کرتے تھے اور تمہاری وہ عزت تھی کہ جو بیان مین نہین آتی کوئی شاہ و شہزادہ تمسے مقابلہ نہ کر سکتا تھا اب یہ تم نے کیسی نمک حرامی کی ہے جو افراسیاب سے لڑتی ہو افراسیاب نہین چاہتا کہ تم لوگ مارے جاؤ اگر عزت درکار ہے تو افراسیاب پاس چلو مین تمہاری خطا معاف کرا دونگا مہرخ نے پکار کر کہا کہ اے باران جادو جو کچھ ہماری زبان سے اکثر نکل گیا سو نکل گیا اب بار بار کہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ اب ہمارے تمہارے جواب سوال تلوار سے ہو باران نے

کہا کہ میں تجھسے کچھ کم نہیں ہوں یہ سنکر کہا کہ خبردار نہ کیا تھا خبردار باش یہ کہکر ارادہ کیا کہ صف لشکر
مہرخ پر جا پڑوں اسوقت فہم جادو اژدر جھکا کے اُسکے پاس آیا اور کہا کہ آپ تامل کیجئے میں
میں سب کو مارے لیتا ہوں بس اُسنے للکارا ادھر سے مخمور سرخ چشم تخت اپنا اڑا کے
سامنے فہم کے آئی فہم نے ایک ناریل مارا مخمور نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے
ہو گیا اب مخمور نے ایک گولہ فولادی فہم کے لگایا اُسنے خالی دیا مخمور نے ایک مار اژدر دہا
پیدا ہوا وہ اژدر فہم پر حملہ آور ہوا اُسنے ہر چند چاہا کہ یہ ہلاک ہو مگر نہ ہوا اور اُس اژدر نے
فہم کو نگل لیا بعد چند عرصے کے سینے دیکھا کہ اژدر تو غائب ہو گیا مگر نعش فہم کی پڑی ہے اس
ماجرے کو دیکھکر کمان چشم میدان نکلا ہاتھ میں لئے تھا کہ وہ کمان سونگ کی ہو جاتی تھی
بس وہی کمان اُسنے مخمور سرخ چشم پر ماری مخمور نے دستک دی کہ ایک پتلا پیدا ہوا
فولادی اور اُس پتلے نے کمان کو پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ ٹوٹ گئی وہ پتلا کمان کو لیے چلا گیا
پھر زابجہ فیل پیشانی آیا اور اُسنے مخمور پر ناریل مارا مخمور نے خالی دے کر تلوار سے اُسکو
دو ٹکڑے کیا اُسوقت زباران نے کہا کہ ارے بڑا غضب کیا کہ تین ساحر مارے
یہ کہکر خود میدان میں آیا اور کہا کہ خبردار باش اور ایک ناریل مارا مخمور سرخ چشم نے
انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اب مخمور نے گولہ فولادی مارا زباران
نے خالی دیکر اب کی جو گولہ فولادی مارا تو تخت پر پڑا مخمور تو تخت پر سے اُڑ گئی مگر تخت
تختہ تختہ ہو گیا مخمور نے چوٹی سے اپنی ناریل نکالکر یاران سنگ انداز پر لگایا اور پکاری
کہ اے ظلم آسمانی لینا بس دھواں پیدا ہو کر فلک پر گیا اور ابر گھر آیا پتھر برسنے لگا
دو چار ہزار ساحر اندھے ہو گئے مہرخ سحر چشم نے کہا کہ اے مخمور اب تم چلی آؤ مخمور
نے اُسوقت زمین پر دو ہتڑ مارا چار پتلے فولاد کے تخت لیے پیدا ہوئے اُنسے کہا کہ تم پیلو
روک نکتلے جو اُترے تو آسمان معلوم دینے لگا مخمور نے پھر گچھا سوئیوں کا چوٹی سے نکال کر
مارا کہ پانچ ہزار ساحر کے سینوں کو اُن سوئیوں نے توڑا اور وہ ہلاک ہوئے ایک سوئی
یاران کے چٹنے کے بھی لگی مگر اُسکے شانے کو اُسنے توڑا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ مخمور نے آسمان
فولاد کا بنایا اُسنے ایک گولہ فولاد کا زمرد جادو کے ہاتھ بھیجا کہ زمرد جادو نے وہ گولہ

باران کو دیا اور اُس سے کہا کہ اِس گولہ کو اِس آسمان پر مارو اور آج لڑائی بگڑ گئی ہے کل کچھ
لینا باران نے وہ گولہ اُس آسمان پر مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اُڑ گیا مخمور نے اُسوقت کہا
کہ اے باران یہ سحر افراسیاب کا تھا جس سے یہ آسمان ٹوٹا اور کسی کا مقدور نہ تھا
جو اُسکو توڑتا اور تجکو شرم نہیں آتی کہ پرائے سحر پر لڑتا ہے باران نے کہا آج تو میں جاتا ہوں کل
تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا لوگوں نے اُس سے کہا کہ آپ نے
تدبیر بُری کی فتح پر شکست ہوئی پہلے سحر کیجیے پھر لڑائی لڑیے غرض یہ بارگاہ میں پہونچا شراب
پینے لگا مہرخ اپنی بارگاہ میں آئی عمرو نے کہا کہ اے مہرخ میں سیر کو جاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا
اور ایک ساحر کی صورت بنکر خیمہ میں باران کے بیٹے کے آیا وہ لڑائی پر سے جو آیا تھا تو
بارگاہ میں اکیلا بیٹھا تھا اِسنے اُسکو ایک گلوری نکالکر دی کہ یہ افراسیاب نے دی ہے اور
کہا ہے کہ اسکو کھاؤ تو سحر اثر نہ کریگا اُسنے جانا کہ سچ ہے بس اُس گلوری کو کھایا اور بیہوش ہوا
یہاں باران نے کچھ دیر کے بعد کھانا مانگا دسترخوان بچھا وہ کھانے لگا عمرو اُسکے بیٹے کو
پلنگ کے نیچے چھپا کر آپ اُسکی صورت بنکر باران کی بارگاہ میں آیا اور اُسکے ساتھ کھانا
کھانے لگا اور جتنے کہ رفیق تھے وہ بھی ساتھ کھانے لگے افراسیاب نے کتاب سامری
کو دیکھا تو اُسمیں معلوم ہوا کہ باران کا جو فرزند ہے وہ تو اپنی بارگاہ میں پلنگ کے نیچے بیہوش
بندھا ہوا پڑا ہے اور عمرو عیار باران کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے افراسیاب نے خیرت
سے کہا کہ تم جلد جاؤ اور باران جادو کو بچاؤ وہ باران کے پاس آئی عمرو نے اپنے دل میں
کہا کہ خیرت کا آنا بے سبب نہیں اگر مجکو اُسنے پکڑ لیا تو پھر چھوٹنا دشوار ہے فوراً اُسنے
باران سے کہا کہ بابا جان افراسیاب کے اچار کیا اچھے ہیں ہمنے جو اچار بنایا تھا وہ
خوب ہے یہ کہکر اُٹھا کہ لے آؤں اور اپنی بارگاہ میں کہ باران کا فرزند بیہوش پڑا تھا
آیا اور اُسکو قتیلہ مع بیہوشی دیا اور آپ جلد مجرہ طلب کرکے جادوگر کی صورت بنا اور اُس
سے کہ تمہارا باپ کھانا کھاتا ہے تم دو یہ اچار رکھے ہوئے ہیں لیجاؤ اُسکا پچھلا کچھ ذکر نہ کرنا اگر
تمہارا باپ پوچھے تو کہنا میں اچار لینے گیا تھا اُسنے کہا میں سوتا تھا مجکو کیا معلوم اُسنے کہا تمہارے باپ نے
تمہاری صورت کے بیٹے بنائے ہیں غرض وہ اچار لیکر آیا اور بیٹھکر کھانا کھانے لگا اُسوقت

ملکہ حیرت جادو آئی اور اُسنے کہا کہ اے زمرد دیکھ تو موے کا دیدہ کیسا چشمک کرتا نکلا رہا ہے اور
اُسکے ہاتھ مین ایک چابک سحر تھا وہ چابک اُسنے برابر لگا مارا باران جادو کا بیٹا ایران
پکار اُٹھا کہ ہائے مین مرا باران نے اُسوقت حیرت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تجنے کیون اسکو
مارا اُسنے کہا یہ تیرا بیٹا نہین ہے عمرو ہے یہ کہکر چابک مارتی ہوئی اسکو لیکر روانہ ہوئی اُسوقت
عمرو سامنے آیا اور پکارا کہ اے باران مین عمرو ہون پہلے تیرا بیٹا بنا ہوا تھا اور سب حال بیان
کیا جا کیری پاپوش کے صدقہ مین اسکو چھڑا لایا لیکن جب تک وہ اُسکو گرفتار کرے یہ گلیم اوڑھ کے
غائب ہوگیا اور حیرت نے لیجا کر ایران کو ٹیکا دیا اور افراسیاب سے کہا کہ اے
بادشاہ اسکا سناٹ افراسیاب نے کہا اچھا اور دیکھا کہ سرکار تون اُسوقت باران
پہونچا اور کہا ہائے یہ میرا بیٹا ہے ایران جادو جب ہی تو ملک غارت ہوا ایسی ایسی
بخریان کرنے سے افراسیاب نے کہا یہ تیرا بیٹا نہین عمرو ہے ہمنے کتاب مین دیکھا ہے کہا
پھر کتاب مین دیکھو اُنکی جو کتاب منگا کے دیکھا معلوم ہوا کہ اسی طرح عمرو اُسکی صورت
بنا تھا سب حال معلوم کرکے خلعت دیا اور بہت خاطر کی اور کہا اب مین عمرو کا سر کاٹے بغیر
نہ رہونگا یہ کہکر باران جادو رخصت ہوکر خیمہ مین آیا اور ایران سے پوچھا کہ بیٹا کچھ حال
تو کہو کیا ماجرا گذرا اُسنے کہا مین سوتا تھا مجھکو جگا کر اسی طرح بھیجا باران کا بھائی
طہماس جادو ہے اُسکو خبر ہوئی کہ باران اسطرح گیا ہے اُسنے کہا افسوس مجھکو خبر نہ کی
لشکر اپنی نوّے ہزار سا لیکر روانہ ہوا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر باران سے ہمارے آنے کی
خبر کرو وہ ساحر آیا اور اُسنے باران کو سلام کیا اور کہا آپکے بھائی آتے ہین باران
پیشوائی کو گیا طہماس سے ملاقات کی گلہ شکوہ کرتے ہوے خیمہ مین آئے باران نے
سب حال بیان کیا طہماس نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین باران نے کہا کہ
بھائی پہلے افراسیاب کی ملاقات کرنا چاہیے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا اور کہا کہ حیرت کو
کہنا طہماس جادو براے قدمبوسی شاہ جادوان حاضر ہوے ہین امیدوار باریابی ہین
وہ ساحر گیا اور حیرت سے اُسنے اطلاع کی حیرت نے افراسیاب سے کہا افراسیاب
نے کہا آئین اُنکا گھر ہے اور انھون نے بہت بہتر کیا جو آئے حیرت نے نفس ساحر سے کہا کہ

بلالا وہ جادوگر آیا اور کہا افراسیاب نے یاد کیا ہے باران طہماس کو لیکر آیا طہماس نے
مجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز ہوا دنگل بیٹھنے کو ملا طہماس نے کہا اے شہریار یہ نمک حرام
کیونکر پھر گئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا طہماس نے کہا غلام کو اجازت ہو کہ ایک
لڑائی غلام بھی لڑے افراسیاب نے کہا جس طرح تمہارا جی چاہے یہ کچھ دیر بیٹھکر رخصت
ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ شاہد روز نے ردائے سیاہ شب کو اوڑھا اور چہرہ رنگ آفتاب
ایوان فلک مین جھگیا ابیات + ہوئی نیلی ردائے نور خورشید + بر آئی عاشقونکے دل کی امید
جمال شمع نے پیدا کیا نور + ہر اک پروانہ بولا چشم بددور + قمر سحر کو طہماس نے بجایا یہ
خبر طائران سحر نے مہرخ کو پہونچائی اُسنے بھی نقارہ رزمی کو بجایا تیاری سحر کی ہونے لگی لشکر
مین دیے جلنے لگے بھینٹ بیرون کو دی گئی منتروں کی جاپ ساحر کرنے لگے طول دینا
نہیں چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب زنگ شب مبدل بنور سحر ہوا اور جامہ شب دھویا گیا ظلمت
گئی شب صبح کا جلوہ عیان ہے + سراپا نور صحن آسمان ہے + گر شبنم کے پھولون نے لٹائے
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے + صبح کو مہرخ نامور تخت شاہی پر سوار ہوکر
مع مخمور و بہار و زلزلہ ولرزان وغیرہ لشکر کثیر ہمراہ لے کر میدان کارزار مین
آئی عمرو ایک ساحر کی صورت بنکر کھڑا ہو رہا اُدھر سے طہماس سوار ہوکر چلا باران
نے کہا مین بھی چلتا ہون اُسنے کہا تمہارا جانا مناسب نہیں تم لشکر مین رہو اگر بیچ مین پڑے
گا تو آنے کا تمہارا مضائقہ نہیں یہ کہکر چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اور ساٹھ ستر ہزار
ساحر باران کے لیکر میدان مین آیا اور ابر سحر برسا گرد و غبار صحرا کا بیٹھا یا صفین آراستہ
ہوئین عمرو نے مہرخ سے کہا کہ تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اُسنے کہا کہ مین بھی جانتی ہون کہ اور
ساحر لڑینگے غرض طہماس مرکب کو دوڑا کر میدان مین آیا اور طالب مرد نبرد ہوا مخمور
کو عمرو نے قسم دی کہ تم نہ نکلنا شعلہ چشم جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور سامنے
طہماس کے آکر ایک بیضہ فولادی اُسکے مارا طہماس نے خالی دیکر دستک دی آسمان
سے کڑاکا ہوا اور ایک پتلا پیدا ہوا کر تلوار اُسکے ہاتھ مین تھی اُسنے شعلہ چشم کے تلوار لگائی کہ شعلہ چشم کے
دو ٹکڑے ہوے پھر اختر چشم نکلا اور جب سامنے طہماس کے آیا اُسنے پتلے سے کہا کہ مار اسکو

اُسنے تلوار ماری کہ اختر چشم کا شانہ زخمی ہوا ایک نفر جادو نکلا اور روبروے طہماس آکر کہا کہ
اے طہماس تو خود مقابلہ کر یہ کیا لطف ہے کہ پتلے کو لڑواتا ہے یہ کہکر ایک تیر اُسنے مارا طہماس
نے تیر کو مقراض سحر سے کاٹ ڈالا اور دستک دی کہ وہی پتلہ پیدا ہوا اور اُسنے چاہا کہ تلوار
مارے مہرخ پکاری خبردار اے نفر جادو مخمور سُرخ چشم اُسوقت اُڑی اور پتلے کو پکڑ کے آسمان
پر اُڑ کر چلی مخمور نے جو دیکھا کہ پُتلہ جاتا ہے کیونکہ پتلہ تڑپ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا بس
اُسنے تلوار ماری کہ پُتلے کے دو ٹکڑے ہوے طہماس پکارا مخمور سرخ چشم کہ گذارم کہ
از دست من زندہ بردی مخمور نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہے مین تیرے سامنے سے کیا
بھاگ گئی مخمور سرخ چشم کود کے سامنے آئی طہماس بھی کودا طہماس نے گولہ فولادی مارا
مخمور نے خالی دے کے پیکان تیر مارا شانے مین طہماس کے لگا توڑ کے پار نکلگیا طہماس
نے جھنجھلا کے ناریل مارا ناریل پھٹا چادر آتش جو مخمور پر گری لپیٹ کے آسمان پر لیچلی
مخمور پکاری افسوس ہوئی مہرخ نے کہا ہاے یہ کیا غضب ہوا دوڑ کے ایک ناریل مارا
ناریل پھٹا چادر آب ہوکے گری آتش بجھ گئی لیکن مخمور غش مین ہوگئی اور تمام بدن مین آبلے
پڑگئے مخمور کو جادوگر اُٹھا کے خیمہ مین لیگئے طہماس نے کہا اگر مین زخمی ہوا تو کیا ہوا جسکا جی
چاہے میرا سامنا کرے موجود ہون اور طہماس نے سحر کرکے خون بند کیا خاک جمشیدی لگائی
باران سنگ انداز کو خبر ہوئی کہ طہماس زخمی ہوا باران آیا کہا بھائی مین نے سُنا تمھارے
دشمن زخمی ہوے آپ خیمہ کو تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا طہماس نے کہا بھائی مین نے لڑائی
اُٹھائی مہرخ کو للکارا مہرخ نے ایک چکر مارا طہماس نے خالی دیا زمین پر مہرخ نے دو ستارہ
زمین پھٹی اور طہماس غرق ہوا چاہتا تھا کہ کود کے بھاگا لیکن مرکب دھنس گیا طہماس نے دو تیر زمین
پر مارا مہرخ تا کمر غرق ہوئی تھی کہ دو پنجے پیدا ہوے مہرخ کو کھینچ لیگئے مہرخ تلوار کھینچکر دوڑ
پڑی باران جادو نے بیس ہزار پیکان کا گچھا مارا دس بارہ ہزار جادوگر مہرخ کے مرگئے
اور زخمی ہوے بہار جادو نے کہا اب تو دغا کی لڑائی ہوگئی دستک دے کے کہا ارے
جادوگرو کیا دیکھتے ہو چالیس پتلے پیدا ہوا کہا منم غلام بہار جادو پلا پکڑ کے تیر و کمان لشکر مین
جا جب مارے تیرون کے تمام لشکر کو تیر باران کردیا نعش پر نعش دھڑ پر دھڑ مردے پر مردا

گرا دیا اور ملکہ بہار نے فرمایا بیت

کمان را بزہ کرد و بکسر بہ تیر
بدین نیستان ماہی گشت گرگ
سنان ہاے خشتان و تیغ سران
زمین یکسر از لعل و از خون است
دل چرخ گردان ہمہ چاک شد
زبس گرد گرز و مگہ بردمید
بران لشکرش تیر باران گرفت

لقب سر بود تا تیر باران کنید
کہ پیکانش را دادہ بد زہر شیر
بباریدہ الماس از تیر و تیغ
غرانیدن گرزہاے گران
چو دریاے خون شد ہمہ دشت و راغ
ہمہ کام خورشید پر خاک شد
زبس نالہ کوس با گرد ناے
چپ و راست جنگ آوران تو...

ہوا را چو ابر بہاران کنید
ہمین تیر بارید چون تگرگ
ہمین آتش ... افروخت ... تیغ
ہوا گفتی از گرد و از آہن است
جہان چون شب و تیغہا چون چراغ
چنان شد کہ کس ... [illegible]
ہمین کس ندانست سر از پا
طہماس نے ... اسکے کہا یاران

تو نے لڑائی بگاڑ دی بہار جادو نے کہا کہ اگر ان چالیس پتلون سے تم سبکو غارت نہ کر دیا تو نام
اپنا پتلا حیرت جادو بھی افراسیاب کے پاس سے اٹھکر یہان آئی اور ایک ناریل اسنے
مارا ناریل پھٹا جادو آتش گری وہ چالیسون پتلے مانند انار کے چھوٹ گئے بہار جادو
نے کہا اے حیرت جادو چوری سے لڑائی لڑتی ہو اگر تم سے لڑو تو حقیقت معلوم ہو جاے
حیرت تو چلی گئی طہماس نے کہا یاران سے لڑائی بگاڑ دی مہرخ سحر چشم میدان مین کودی
جو جادوگر بنا کھڑا تھا پیچھے چلا طہماس نے کہا مہرخ تم لڑنے کو آئی ہو یا یہ جادوگر مہرخ نے
جو دیکھا عمرو آتا ہے کہا خواجہ ٹھہر جاؤ ایسا نہو کچھ پیچ پڑ جاوے سحر کی لڑائی ہے عمرو نے کہا تم
چلی جاؤ مین نہین آتا مہرخ آگے چلی طہماس نے ناریل مارا اُسے خالی دے کے مہرخ نے
ناریل ماری پتلا پھر لپکا نکلا سپر چار ٹکڑے ہوئی مہرخ نے نارنج مارا طہماس نے خالی دیکے
تلوار ماری سر پر جو لگی دو پارہ ہوا عمرو کی جان نکل گئی مہرخ خنجر پکڑ کے دوڑی دو بچے پیدا
ہوے مہرخ کا ہاتھ پکڑ لیا طہماس دوڑا تلوار پکڑ کے عمرو نے کہ برابر ہی تھا کمند آصفا باصفا
ماری ساتون بند یکجا ہو گئے جھٹکا مار کر گرا دیا خیال کیا کسی پہاڑ مین لیجا کے مار ڈالو پیٹھ پر لادکے
لے بھاگا یاران تیغ فوج اگر اتلوار چلنے لگی نارنج ترنج چلنے لگا مہرخ نے کہا بہادرو جوانو جادو
گرو [illegible] حیرت جادو و افراسیاب بیٹھے تھے گلگون چشم کھڑی تھی
افراسیاب نے کہا عمرو کو پکڑ لا گلگون چشم پیچھے چلی برابر پہونچکے آواز دی اے خواجہ

کہان جاتے ہو عمرو کے خیال مین آیا کہ مہرخ نے کوئی جادوگرنی بھیجی ہے گلگون چشم نے پھر کہکے
ایک ماش کا دانہ مارا عمرو کے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا پکاری او دزد نابکار ٹک ٹک یا
سیاریان زادے کہان جائیگا غضب کیا لیکن عمرو نے اسی حالت مین ہاتھ کند کے جتنے ڈھیلے
کرکے کھینچ لی گلگون چشم دونون کی کمر مین پنجہ دے کے لے اڑی قضا سے کار مہرخ اپنی
فوج کو ہانکا رہی تھی سناٹا ہوا گردن اٹھا کے دیکھا ایک پنجہ طہماس کو اور عمرو کو لیے جاتا ہے
پرواز کرکے چلی پکاری اری حرامزادی کہان جاتی ہے گلگون کے دونون ہاتھ گرکے جو
سے خیال کیا کہ عمرو کو چھوڑ دے زمین پر گریگا ہڈی پسلی ایک ہوجائیگی اور عمرو کو چھوڑ دیا
مہرخ نے دیکھا کہ عمرو زمین پر گریگا تو ہڈی چور چور ہوجائیگی اسواسطے مہرخ نے زمین روکا
بہار بھی قریب پہنچ گئی تھی اسنے بھی عمرو کو روکا مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا گلگون کے ہاتھ
لگا طہماس چھوٹا باران نے روکا افراسیاب نے کہا جلد طبل آسایش بجوادو لڑائی بند
ہوگئی اسواسطے طبل آسایش بجا دونون طرف غنیمت ہوا عمرو کو لیکے پھر آئے ادھر طہماس
کو لیکے پھر گئے طہماس نے کہا مجھکو کونسا جادوگر لے گیا تھا باران نے کہا عمرو عیار لیگیا تھا
طہماس نے کہا مین جاتا ہون ابھی سر کاٹے لاتا ہون باران نے کہا افراسیاب کی
طبل آسایش بجوادیا ہے گلگون جادو کو افراسیاب نے تمھارے چھڑانے کو بھیجا تھا
وہ ماری گئی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ طہماس نہین مانتا ہے افراسیاب نے کہا حیرت
تم جاکے سمجھاؤ حیرت جادو آئی کہا طہماس جادو لڑائی تو لگی ہوئی ہے کل سمجھ لینا حیرت
نے سمجھایا حاکم گیا دونون لشکرون کے زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی حیرت جادو طہماس کو
و باران کو افراسیاب پاس لیچلی افراسیاب باغ مینا مین ناچ دیکھ رہا تھا طہماس نے
اور باران جادو نے مجرا کیا افراسیاب نے کہا تمھاری فوج اور تم خوب لڑے طہماس
نے کہا مار لیا تھا لیکن عمرو پکڑ لیگیا افراسیاب نے کہا گلگون کی کیسا مفت مین قضا
آگئی طہماس نے کہا جتنی عزت پیدا کی تھی سب مٹی مین ملگئی بڑی ذلت ہوئی افراسیاب
نے کہا کوئی عمرو کے ہاتھ سے نہین بچا جمشید و سامری نے تمکو بچا لیا طہماس نے کہا ای
افراسیاب واللہ پانی حرام ہے جب تلک عمرو کو نہ پکڑ لاؤن حیرت نے کہا عمرو وہ ایسا

ہر کہ پکڑ لاویگا افراسیاب نے کہا بھلا شراب تو پیو طہماس نے کہا حرام ہو چکی ہر چند
سمجھایا نہ مانا یاران نے شراب پی کباب کھائے رخصت ہوکے خیمہ مین آیا وہان سے
طہماس جو خیمہ مین آیا یاران نے کہا اب یہان کھانا کھاؤ کہا مین نے قسم کھائی ہے یاران
تو حیران ہین بعض کہتے ہین اسکی قضا آئی ہے بعض کہتے ہین عمرو کو پکڑ لائیگا چنانچہ یکہ و تنہا طہماس
چلا لیکن پوشیدہ ہوکے یہان سب بیٹھے ہوئے ہین مخمور سرخ چشم لیٹی ہے طہماس
نے عمرو کے نام پر سحر کیا اور عمرو کا دل گھبرایا عمرو نے کہا مین ذرا لشکر کو دیکھ آؤن مہرخ نے
کہا عمرو باہر نجاؤ تمنے کام ایسا کیا ہے کسی پیچ مین نہ آجانا عمرو نے کہا خدا اے ما بزرگ است
یہ کہکر عمرو باہر نکلا ہر ایک جادوگر کہتا ہے خواجہ سلامت آیئے بیٹھیے عمرو ایک جادوگر کے پاس
بیٹھا تھا طہماس ایک جادوگر کی صورت بنکر عمرو کے پاس جا بیٹھا قضاے کار عمرو اٹھکر
فوج کے کنارے پر گیا ایک مرتبہ یہ پنجہ مین پکڑ کے لیچلا پہلے خیال مین آیا کہ افراسیاب پاس
لیچلو پھر دل مین آیا کہ کئی مرتبہ عمرو افراسیاب پاس گیا اور چھوٹ آیا کسی پہاڑ مین لیچل کے
مار ڈالو یہ سوچ کے ایک درے مین پہاڑ کے اترا طہماس نے کہا ای عمرو عیار دیکھا ایک دن
تم ہمکو پکڑ لیگئے تھے گلگون کو مار ڈالا آخر ہم تمکو پکڑ لائے ہین اب تمھارا ہم کام تمام کرینگے عمرو کا
تام قران حبشی کے کان مین گیا اُس درہ پہاڑ مین قران پھری بیکار ہاتھ نکل کے دیکھے
استاد بیٹھے ہین اسمین طہماس خنجر لیکے چلا قران حبشی سامنے آیا کالی صورت لال لال
آنکھین تھین طہماس سمجھا کہ کوئی جادوگر ہے پوچھا او جادوگر تیرا نام کیا ہے کہا سیاہ روکہتے ہین
افراسیاب جادو نے یہان رکھا ہے مدت سے تعینات ہون طہماس نے کہا عمرو کو پکڑ لایا
ہون اب مار ڈالونگا قران نے کہا سرراہ کیا ضرور کہ گردن مارو اس کوہ مین غار ہے اُسمین مار کے
گاڑ دیجیے کہا سرکاٹ کے افراسیاب پاس لیجاؤنگا قران حبشی نے کہا یہ دشمن افراسیاب
کا ہے خوب کیا قران نے خیال کیا کہ بیہوش کرنے اور مارنے مین عرصہ ہوگا ایک بغدا مار
ساتھ ہی خیال آجانے کے برابر سے ایک بغدا مارا طہماس کے سر کے چار ٹکڑے ہوگئے کلنا
پکڑنا کی صدا بلند ہوئی کہ کس نے مارا نام من طہماس جادو بود اندھیرا ہو گیا بعد دو گھڑی کے
روشنی ہوئی قران نے کہا استاد اب بھاگئے کچھ بلا آئی کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایک طرف

قران حبشی گیا ایک سمت عمرو عیار روانہ ہوا معمول قران حبشی کا یہ ہے کہ ہمراہ نہیں رہتا
اور کسی عیار کے ہاتھ نہین لگا لیکن گاہے گاہے ساحر کو قتل کیا طلسم مین کوئی مقام ایسا نہیں
کہ ساحرون نے طائران سحر سب مقام پر سحر سے بنا کے خبر کے لیے متعین نہ کیے ہون غرض
باران کو خبر ہوئی کہ طہماس مارا گیا اُسکے حواس جاتے رہے زار زار مرنگ ابر بہار خوب رویا
اور لباس سیاہ پہنا اُدھر افراسیاب کہہ رہا تھا کہ طہماس خوب لڑا اُسوقت ایک جادوگر
آیا اُسنے کہا کہ اسنے بادشاہ طہماس جادو عمرو کو پکڑے لیے جاتا تھا قران حبشی پہاڑ کے
درے مین بیٹھا تھا اُسنے نکلکر ایک نعرہ مارا کہ طہماس کا سر پھٹ گیا افراسیاب کو یہ سنکے نہایت
رنج ہوا اور حیرت نے کہا کہ باران سے کہلا بھیجیے کہ وہ نعش طہماس کی جلا دے باران نے
حسب فرمائش افراسیاب نعش طہماس کی جلا دی اور طہماس کے ملازم جو تھے وہ ایک ساحر کہ
افسر شعلہ زن پہاڑ مین رہتا ہے اُس سے کہا کہ طہماس جادو مارا گیا اُسنے کہا کہ کسنے مارا کہا کسی جادوگر نے
مار ڈالا لوگون نے کہا کہ پہلے تو ایسا ہوا کہ مہرخ سحر چشم کے دانت کھٹے کر دیے پھر نہین معلوم کسنے مار ڈالا
افسر شعلہ زن خوب رویا اور کہا کہ عمرو کی قضا میرے ہاتھ ہے پھر چالیس ہزار کی جمعیت سے
روانہ ہوا باران جادو کو خبر ہو گئی کہ افسر شعلہ زن آتے ہین سوار ہو کے پیشوائی کو گیا
ملاقات ہوئی گلے لگ کے خوب رویا پھر وہان سے آکے خیمہ مین داخل ہوئے افسر نے پوچھا کہ یہ
کیا مقدمہ درپیش ہوا باران نے سب حقیقت بیان کی پھر وہان سے افسر شعلہ زن اور
باران افراسیاب کے پاس گئے مجرا کیا نذر دی ڈنگل پر بیٹھے خلعت لیے سرفراز ہوئے

افراسیاب نے کہا کہ دنیا مین جو آیا ہے اُسکو ایکدن فنا ہے

نظم

ہے یہ دنیا اک سرائے نابکار — جسمین رہتے ہین مسافر بیشمار
ایکدن آخر کو سب اُٹھ جائینگے — کچھ نہ نیک و بد سوا لیجائینگے

افسر شعلہ زن نے کہا کہ ای شہریار یہ طلسم ایسا ہے کہ جو اسے اور ہو گا جسمین تکیہ سلیمانی
سیرگاہ جمشیدی ساٹھ مرحلے ساٹھ عقدے ساٹھ بادشاہ زادیان ساٹھ بادشاہ ہفت دریا
ہفت باغ آپ ایسا شہریار زبردست پر تعجب ہے کہ ایسی جگہ سے عمرو نکل جائے لیکن میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا اسمین حیرت جادو نے کہا کہ عمرو کا نام نہ لو مہرخ کا ذکر کرو عمرو کا نام لینا بہت مشکل
ہے مصور جادو جو صاحب تصویر مین اُنسے تو کچھ ہو ہی نہین سکتا تم کیا کر لوگے

افسر شعلہ زن نے کہا اے ماہ جو اپنا دشمن ہو اسکا نام کیون نہ لین حیرت کو یقین ہوا کہ افسر شعلہ زن کی قضا آئی ہے پھر افسر شعلہ زن نے کہا کہ غلام کو لڑائی تو نہین لڑاتی لیکن جسطرح پر جی چاہتا ہے لڑونگا لیکن مجکو عمرو کا خون معاف کردیجیے جی چاہے مارڈالون اور جی چاہے حضور مین لے آؤن افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہے ہمنے تمھاری ہی طبیعت پر رکھا غرض کچھ دیر وہان بیٹھکے رخصت ہوئے اور باران وافسر وغیرہ خیمہ مین آئے باران نے کہا کہ کھانا تیار ہے کچھ نوش کرلیجیے افسر نے کہا کہ آپ دسترخوان بچھوائیے مین آتا ہون یہ کہکے وہانسے چلا اور پیکان تیر بنکر مہرخ کی فوج پڑی ہوئی تھی اُسپر جاکے گرا اور بہت آدمیون کے سینون کو توڑا پھر بھال بنکر دوسری طرف گرا بہت جادوگر مارے گئے لشکر مین جلد جلد کمربندی ہونے لگی کہ یہ تیسرے غول مین گرا اور قریب سو جادوگر کے وہان بھی مارے پھر وہان سے پھرکے اپنے خیمہ مین آیا خون کی چھینٹیں پڑی تھین یہ نہاکے کپڑے بدل کے سیندور کے ٹیکے لگاکے آیا باران نے کہا کہ تم کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ کہین نہین اور وہان خبر مہرخ کو ہوئی کہ افسر شعلہ زن کے ہاتھ سے چار ساڑھے چار سو جادوگر لشکر کے مارے گئے اور ادھر خبر باران کو بھی ہوئی اُسنے افسر سے کہا کہ آپ اسی واسطے گئے تھے افسر نے کہا قسم ہے جمشید کی اگر مین نے انکا دم نہ بند کردیا تو نام نہ پایا اور یہان مخمور نے مہرخ سحر چشم سے کہا کہ دیکھو تو مین کیا کرتی ہون یہ کہکے ایک گولہ بنکے زمین مین غرق ہوگئی عمرو عیار بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر وہان دسترخوان باران کے یہان بچھا ہے اور افسر اور باران جادو کھانا کھارہے ہین کہ یکایک لشکر مین زمین شق ہوئی اور گولہ آن کر نکلا عمرو یہان جادوگر بنا ہوا آیا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گولہ زمین سے نکلا اور اُس گولے نے ساحرون کی چھاتیان توڑنا شروع کین جو گرا اُسکی پگڑی اور جھولی و کردھنی وغیرہ عمرو نے لیکر زنبیل کی اسی طرح سے مخمور نے دوسرے غول مین اور تیسرے غول مین گرکے بہت سے ساحر قتل کیے اور پھر کے اپنے خیمہ مین چلی آئی باران کو خبر ہوئی کہ یہان چھ سو جادوگر مارے گئے لیکن جتنی لاشین پڑی ہین پگڑی اور ٹوپی اور کردھنی کسی کی نہین ہے اور مخمور سرخ چشم جو خیمہ مین گئی تو مہرخ نے پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا اور عمرو بھی آیا اُس سے مہرخ نے کہا

کہ خواجہ تم بھی گئے تھے انھون نے کہا کہ ای ملکہ کبھی مجھ سے کوئی چیز ضائع نہین ہوئی لیکن ابکی مین ایسا گھبرایا کہ انگرکھے اور پاجامے اور دھوتیان سلطان مازم افسر کی چھوٹ گئین اب مجھسے چند روز کچھ کام نہین ہوگا اس رنج مین ہم بیمار ہوجائینگے مہرخ نے کہا کہ اے خواجہ یہ مال سو پچاس روپیہ کا آپ مجھ سے لے لیجیے عمرو نے کہا کہ ملکہ تم تو دوگی جو ہمارا ہے وہ ہمارا ہی جو تمھارا ہے وہ ہمارا ہے ملکہ ہنسی اور کہا کہ اے مخبر جادو ہزار روپیہ خواجہ کو لاکے دو عمرو نے کہا کہ ملکہ مین مو ضعیف تھا لیکن اب ہاتھی ہوگیا انشاءاللہ آج رات کو کام افسر کا تمام کرونگا اور وہان خبر افراسیاب کو ہوئی پہلے اسطرح افسر نے مہرخ کے لشکر مین جاکے جادوگرون کو مارا پھر مخمور سرخ چشم نے گولہ بنکے افسر کے لشکر مین جادوگرون کو مارا لیکن پگڑیان اور ٹوپیان اور کردھنی وغیرہ نہین معلوم کون لے گیا افراسیاب نے کہا اے حیرت تمنے معلوم کیا کہ کون لے گیا حیرت نے کہا کہ یہ کام عمرو کا ہے اور یہان جب رنگ خورشید لاجوردی ہوا اور آفتاب بشکل چہرہ راز پوشیدہ ہوگیا نظم

اُٹھا اک ابر تیرہ آسمان پر	بسان حسرت عاشق برابر
ہوا روے زمین ظلمت افشان	چھپا جسطرح نور روے جانان

باران نے نفیر سحر کو بجایا مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر و ساحری کی ہونے لگی سپہر اور ستارے پر از آواز نقارہ تھے تلوارون کی چمک بجلی گراتی تھی زمین نعل اسپان سے طوق پوش ہوئی تھی نیزون سے وہ مقام نیستان تھا پیکان اور گرز اور تروہین اور تیر سے روے زمین مثل دریاے قیر کے تھا اور منترون جنترون کی جاپ ہوتی تھی کڑاہیان چڑھی تھین موہن بھوگ تیار ہوتا تھا ہر طرف ہاے ہوے دلیران بلند تھی شعلے اُٹھ رہے تھے بیرون کو بھینٹ چڑھائی جاتی تھی رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ستارے حیاے معشوق کی طرح چھپ گئے اور مسافر شب کمر کسکر چلنے پر آمادہ ہوا اشعار

سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش	ہجوم شوق کر ٹھنڈے ہوئے جوش
اُٹھے عاصی کہ شرمائیں خدا کو	زبانیں لائیں عرض التجا کو

صبح کو مہرخ اور بہار لشکر بیکران لیکر جانب میدان کارزار روانہ ہوئین نظم

خرو شیدان آمد زپردہ سرائے	ہمہ نالہ کوس با کرنائے
چو خورشید بر چرخ لشکر کشید	شب تار تاریدہ شد ناپدید
ہوا شد زبس پر نیائی و فرش	

چو بازار حسن سرخ و زرد و بنفش
بر افگند شاہان و لشکر زجاے
ز بس رنگ و آرائش نامی کوس
زبرجد نشانده به تخت اندرون
بہ زرین درع و خر ساده رنگ

سپاہی برفت اندران دشت رزم
ہوا پر شد از نالہ کرناے
زپیلان نہادند پیچ تخت
زدیباے زربفت پیروزہ گون
ز افسر سر پہلوانان پر نگار

کز افشان ہمین آرزو خواست بزم
زمین شد بکردار چشم خروس
سراسر زدیباے چینش درخت
بہ زرین ستام و جناح پلنگ
سر پاک با طوق و بالو شوار

یہ لشکر اس کر و فر سے میدان مصاف مین آیا اُسطرف سے باران وافسر شعلہ زن جبل وقہار سے کو گرانے لشکر ساحران بیقیاس اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئے صفین جم گئین ابر سحر برسا کے غبار زمین بٹھایا پھر نقیبون نے کرکا سنایا جب کرکیت بھی کرکا کہکر ہٹ گئے اُسوقت افسر شعلہ زن میدان مین آیا اور پکارا کہ اسے جادوگرو دنیا چند روز ہے آخر مارے جاؤ گے افراسیاب کو غنیمت جانو ایسا مالک پھر میسر نہ آئیگا اسطرف کی ساحرون نے افراسیاب پر اور اُسپر لعن وطعن کی اور کہا تو کیا جھک مارتا ہے اور گوہ کھاتا ہے اور مہرخ نے مخمور سے کہا کہ تم ابھی لڑنے کا ارادہ نہ کرنا کیونکہ تم ایک لڑائی لڑ چکی ہو اُسنے کہا کہ یہ مجھ سے نہ ہوا ہے اور نہ ہو سکیگا ادھر عمرو ایک جادوگر کی صورت بنکر ایک طرف کو کھڑا ہو رہا اس اثنا مین افسر نے اشارہ کیا کہ خونخوار جادو نکلا اور مہرخ کی طرف سے ظلمات کاکل کشا نے آکے سامنا کیا خونخوار نے ایک خنجر ہی کا مارا کہ ظلمات زخمی ہو گئی پھر سرخ موے کاکل کشا نکلی خونخوار نے ایک ناریل مارا کہ اُس ناریل سے ران سرخ مو کی زخمی اُسوقت مار اژدر پیشانی جادو نے آکر سامنا کیا خونخوار نے اُسپر بھی ایک ترنج مارا مار نے خالی دے کر ایک تلوار سحر کی ماری کہ وہ تلوار بجلی بنکر گری اور خونخوار کے دو ٹکڑے کیے افسر جادو ٹال رہا ہے اور باران کہہ رہا ہے کہ تمام زمانہ ہے لیکن عمرو معلوم نہین دیتا اُسنے کہا کہ بغیر سحر کے دریافت نہین ہوگا عمرو ایسا تھوڑی ہے کہ اُسکو کوئی پکڑ لے مگر مین نے ایک تدبیر کی ہے کہ مصور جادو کے پاس جاکے دریافت کرون جس صورت پر عمرو ہوگا اُسکی تصویر وہ بناتا ہے یہ کہکے کہا اے باران جادو تم اس لڑائی کو روکو مین جاتا ہون باران وہان میدان مین آیا اور افسر مصور کے پاس گیا مصور نے کہا کہ افسر آتا ہے صورت نگاری کہا ذرا تصویر

دیکھ لینا ایسا ہو کہ ذات شریف افسر ننگے تشریف لائے ہون مصور نے تصویر کو دیکھا اور کہا
کہ عمرو جادوگر بنا ہوا میدان جنگ مین ٹھہرا ہی یہ کہہ رہا تھا کہ افسر آیا مصور نے تصویر دکھادی
افسر وہان سے پھر کر میدان مین آیا اور عمرو کو گھورنے لگا عمرو نے اپنے دل مین کہا دیکھ
بھرے یہ لڑتا تھا تو اسنے نہین دیکھا تھا اب کیا ہی جو گھورتا ہی ضرور اسنے پہچانا ہی اور افسر
نے باران سے کہا مین انگلی سے تو نہ بتاؤنگا وہ جو جادوگر ایسے کپڑے پہنے کھڑا ہے
وہی عمرو ہے اور عمرو غائب ہوکے مہرخ کے تخت کے نیچے آیا ایک عورت بنکر سامنے
کھڑا ہو رہا افسر نے جو دیکھا کہ عمرو نہین ہے پھر مصور کے پاس گیا اور کہا عمرو نہین معلوم
دیتا ہے مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو عورت بنا ہوا کھڑا ہی مصور نے تصویر دکھائی اور
کہا بھائی تمام عمر تو نہین دوڑو گے عمرو کو نہ پاؤ گے وہان سے افسر نے آکے کچھ روپے
اشرفیان پھینک دین کہا یارو لوٹ لو دنیا چند روزہ ہے اور اس لڑائی مین ہم بچتے
نہین معلوم ہوتے بھلا تم چند روز تو بیٹھ کے کھاؤ گے عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا اور چلا
مہرخ منع کیا چاہتی تھی پھر کے جو دیکھا عمرو نہین ہی اور عمرو نے لوٹنا شروع کیا افسر نے پہچانا تا
کود کے عمرو کو پکڑ لیا اور بارگاہ کی طرف چلا پکار کے کہا طبل آسائش بجوا دو باران نے طبل
آسائش بجوا دیا قضائے کار برق فرنگی کو جو بھوک لگی افسر کے باورچی خانہ
مین جا کے کھانے کو لکڑیون کے ڈھیر مین دبا دیا آپ کباب لگانے لگا آدھا کھاتا جاوے
آدھا رکھتا جاوے اور افسر نے بارگاہ مین جا کے بغیر سحر کے عمرو کو ستون سے باندھا
خبر اڑی کہ افسر عمرو کو پکڑ لایا باورچیخانہ خیمہ کے متصل تھا برق نے سنا کباب چھوڑ کے
چلا لوگون نے کہا میان کبابی کہان جاتے ہو کہا مین بھی عمرو کو دیکھ آؤن اور یہان
افسر نے کہا کہ اے عمرو تونے طہماس کا خون کیا عمرو نے قسم کھائی کہ مین نے طہماس
کو نہین مارا باران جادو نے کہا اے پھٹے منہ سو دفع سنار کی تو ایک دفع لوہار کی اب تم
بچ کے یہان سے نہین جاؤ گے اس عرصہ مین برق نے آکر دیکھا کہ عمرو ستون سے
بندھا کھڑا ہی مگر سحر اسیر نہین ہے بس اسنے پشت بارگاہ پر جا کے نقب کھودنا شروع
کی ایک مہرہ نقب کا لشکر کے باہر اور ایک بارگاہ کے اندر لگایا اور باہر نقب سے نکل کر جلد

عمرو کی رسّی کاٹ دی عمرو اور برق دونون نقب مین کود کے بھاگے افسر جادو نقب مین
کودا وہان برق نے کمند لگائی تھی یہ اُسمین پھنسا اور پکارا کہ یارو بچانا اب کوئی نقب مین
نہین کودتا یاران کودا برق و عمرو تو نکل گئے لیکن افسر کو یاران باہر نقب سے لایا اور کمند
کے حلقہ کاٹ کے بٹھایا اور پوچھا کہ مزاج اچھا ہے آپکی حالت غیر ہوگئی جمشید و سامری
نے بچالیا افسر کا رنگ سفید ہوگیا خجالت زدہ آنکھین کسی سے نہین ملاتا دل مین کہتا ہے
سچ افراسیاب کہتا تھا حقیقت مین عیار بڑے زبردست ہین خبر افراسیاب کو
ہوئی حیرت جادو کو افسر کی خبر کے واسطے بھیجا حیرت جادو آئی کہا ای افسر شعلہ زن
افراسیاب نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور کہا کیا احوال گزرا یاران نے حال بیان کیا
مہرہ نقب کا دکھایا حیرت جادو نے کہا ایسا بھی ہوجاتا ہے کچھ مضائقہ نہین اے افسر جادو
افراسیاب جھوٹ کہتا تھا اور ہمارے کہنے کا تو بہت سا بُرا مانتا تھا افسر نے کہا ملکہ سچ
کہتی ہے یا تو ہمنے عمرو کو مارا یا عمرو نے ہمکو مارا حیرت جادو نے کہا کیون گھبراتے ہو اور جادوگرونکا
سامنا کرو ایک عمرو کا سامنا ہوا تو کیا ہوگا یاران نے کہا اگر ہمنے جادوگرون کا سامنا کیا
عمرو تو غریب سے ہے وہ سامنا نہ کریگا اس سے عیارون کا پہلے سامنا کرنا مناسب ہے
یہ کہکے حیرت جادو و افسر جادو دونون افراسیاب پاس گئے افراسیاب نے احوال
پوچھا سب عرض کیا افراسیاب نے کہا خاطر جمع رکھو کوئی نہ کوئی تدبیر ہوجائیگی پانچون عیار
پہچان رکھے ہین افراسیاب نے کہا ای افسر شعلہ زن یہ عیار پہچان ہین انکو دعوے عیاری
کا ہے خاک نہین ہوسکتا عمرو کو کبھی نہ پکڑلائین نہ مہرخ کو پکڑلائین نہ کوئی جادوگر مارا گیا نہ پکڑا
گیا صرصر شمشیر زن نے کہا لونڈی کے نصیب و قسمت مین لکھی ہے کئی بار مہرخ کو پکڑ لائی
عمرو کو پکڑ لائی ایسا مقدمہ ہوتا ہے کہ چھوٹ جاتے ہین آپ گردن نہین مارتے ہمکو حضور
کے کہنے کا کچھ رکھا نہین آپ خاوند ہین مالک ہین خفا بھی ہوتے ہین سرفراز بھی کرتے
ہین خراب لونڈی سے جو ہوسکیگا کوتاہی نکریگی صرصر صبا رفتار افسر جادو رخصت ہوکر
اپنے اپنے خیمہ مین آئے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز قنطورہ زرلقی پیادہ سقرلائی
کمند عیاری حیلہ ساز ناحق سے آراستہ ہوکر یاران کی بارگاہ مین آئین یاران نے کہا یہ بھی کچھ

کم نہین ہی صرصر نے کہا کئی مرتبہ عمرو کو مہرخ پکڑ لائی افراسیاب نے زمار افسر جادو نے کہا
اگر عمرو کو پکڑ لائے تو بہت کچھ انعام دونگا اور طلسم مین تیرا نام ہو جائیگا صرصر شمشیر زن نے
کہا مین لائی یہ کہکے عمرو کی فکر کو چلی اور عمرو جو نقب سے نکلا برق فرنگی کو گلے سے لگایا برق
فرنگی نے کہا حضور میرا کہنا مانئین تو عرض کرون عمرو نے کہا کہو برق نے کہا حضور کو تمام زمانہ
نے لالچی سمجھ لیا ہے حضور اس مقدمہ سے باز رہین عمرو نے کہا بھلا کچھ اشرفی روپیہ کا لالچ میرے
مزاج مین ہی اور ادھر اُدھر سے نلاؤن تو کام کیونکر چلے تم سمجھتے ہوگے کہ زنبیل مین دس بیس
ہزار روپیہ ہوگا دیکھو تو پھوٹی کوڑی نہین ہی برق نے کہا حضور سچ فرماتے ہین لیکن چند روز سے
اسطرف خیال نہ فرمائیے گا یہ باتین کرتے ہوے عمرو عیار اور برق فرنگی چلے جاتے تھے
کہ سامنے سے مصور جادو کی سواری آگئی برق نے کہا مصور آتا ہی الگ ہو جائیے عمرو
نے کہا اسکے واسطے شہر چھوڑ دون اور ایک حاجب کے لڑکے کی صورت بنکے ساتھ مصور
کے چلا مصور تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو عیار دروازہ پر لگ رہا بارگاہ مین آٹھ تو سو دنگل
بچھا تھا جادوگر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا عمرو خدمتگار کی صورت بنکے اندر آیا دل مین لاکھ لاکھ
تدبیرین کرتا ہی کہ کسی تدبیر سے تصویر لیجائیے اور سر کاٹ ڈالیے مصور کو خیال رہتا ہی ہر مرتبہ
تصویر دیکھتا ہی خیال جو آیا تصویر پر ہاتھ ڈالا عمرو بھاگ کے ایک غار مین پڑ گیا مصور جادو تصویر
دیکھ کے چپ ہو رہا مصور نے کھانا مانگا دسترخوان چنا گیا مصور کھانا کھانے لگا عمرو پھر خدمتگار
کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا فکر مین ہی کہ اگر مصور پانی مانگے تو خوب شورہ مین جھل کے پلا مصور
نے کھانا کھاکے ہاتھ دھوئے گلوری کھائی اور آب خاصہ طلب کیا عمرو نکل کر آبدارخانہ مین
گیا اور تھالی جوڑ سرپوش اُٹھا لیا دس بارہ آدمی آبدارخانہ والے بیٹھے تھے ایک نے عمرو کو
پکڑ لیا کہا ارے میرا ہاتھ کیون پکڑتے ہو مصور جادو نے آب خاصہ مانگا ہے لوگون نے کہا
ہمکو مصور نے سب پتے دے رکھے ہین عمرو نے اچھل کے ایک پاؤن مارا موزون مین کانٹے
لگے ہوے تھے ایک کانٹا چھاتی مین لگا جست جو کرتا ہی پگڑی لیکے یہ جا وہ جا آبدار ہائے کرکے
بیٹھ گیا دیکھین تو تھالی جوڑ نہین ہے کہا یارو پگڑی کو کیا رو رہے ہو تھالی جوڑ لیگیا غل ہوا کہ
جلد آب خاصہ لاؤ آبدارخانہ والے پانی پانی ہوگئے اُس زخمی کو لے کے آئے عمرو جو بھاگتا ہے

ایک دفعہ پہاڑ مین مہنت کی صورت بنکے انگیٹھی دہکاکے بیٹھ رہا دل مین کہتا ہو کہ مصور دیکھیگا
تو بہت خوش ہوگا اسمین وہ آبدار آئے کہا ارے کیا ہو لوگون نے سب مقدمہ بیان کیا
مصور نے کہا ارے میرا پانچ ہزار روپیہ کا تھالی جوڑ تھا تم آپ ہی چراتے ہو عمرو کا نام لگاتے ہو
اور مصور نے جادوگر بھیجے ہین چار کوس تلک دیکھ آئے عمرو کو نہ پایا لوگون نے کہا آپ کا
خدمتگار گیا تھا مصور نے کہا بھلا وہ خدمتگار کیسا بنا تھا صورت نگار نے کہا کئی دن
کے بعد عمرو نے کروٹ لی تھی مصور نے تصویر دیکھی معلوم کیا کہ ایک پہاڑ مین مہنت بنا
بیٹھا ہو جبدن سے کہ عمرو تصویر لے گیا ہے مصور نے تصویر مین چار گنڈے لگاکے چار زنجیرین
لگائی ہین وہ کمر مین بندھی رہتی ہین اور ڈورا گلے مین رہتا ہے صرصر اور صبا رفتار جو
عمرو کی فکر مین مہرخ کی بارگاہ مین گئین عمرو کو نہ پایا صرصر ضرغام شیردل کی صورت
بنکر چلی برق فرنگی آتا تھا کہا بھائی کہان سے آتے ہو استاد کا احوال معلوم نہین برق
نے کہا استاد مقرر مصور کی طرف گئے صرصر کا رنگ سفید ہوگیا برق نے صرصر کو پہچانا
کہا ضرغام اور بھی کچھ سنا عجیب غریب مقدمہ ہے اور برق نے قدم آگے بڑھایا صرصر نے
کہا اب کیا ہوتا ہے برق نے کہا صرصر عمرو نہایت خفا ہی یاران سے لڑائی پڑی ہے صرصر کہتی
ہے احمق ہو عمرو سے مل نہین جاتے یہ کہکر کہا مین عمرو کو پکڑ کے لاتی ہون آگے آگے صرصر
اور پیچھے پیچھے برق چلا ایک درے مین صرصر جو گھسی دوسری طرف راہ تھی نکلگئی برق نے
کہا ارے برق ایسا نہووے کہ کڑکیان لگا گئی ہو تو عیاری سے ماہر ہو برق دیکھتا ہوا چلا
اور صرصر داہنی طرف سے جو نکلی خیال مین آیا بارگاہ خالی ہے عمرو تو مصور کی طرف گیا ہی
تو مہرخ کو پکڑ لاؤ اور عمرو کی صورت بنکے مہرخ کے پاس کی کرسی پر بیٹھی مہرخ نے کہا اے
عمرو عیار وہ جو تمنے وعدہ کیا تھا وہ ہوا کہا کیا وعدہ کیا تھا مہرخ نے دیکھا صرصر اٹھ کے بھاگی
مہرخ نے کہا ارے لینا صرصر بھاگ کے نکلگئی اور ایک جادوگر کی صورت بنکر خیمہ مین
آئی مہرخ سے بہار نے کہا یہ کیا معاملہ تھا مہرخ نے کہا عمرو نے ہمکو ایک انگشتری
اور ایک الہ دکھایا تھا اور کہا تھا کہ اے مہرخ سوائے میرے اور تمہارے یہ نشانی کسی کو نہین
معلوم اگر کوئی عیار بھی آوے تو اسکے سبب دریافت ہوجائیگی صرصر کھڑی سنتی تھی باہر

جامہ عمرو کی شکل بنکے آئی پسینہ پسینہ عرق عرق قہقہہ مار کے کہا ملکہ صرصر کو خوب پکڑا تھا مہرخ
نے کہا یا صرصر ہی تھی یا عیار تھی عمرو نے کہا کہ وہ صرصر تھی کہ جال بازی کر تی تھی اگر
مین انگشتری اور انگے نہ دے جاتا تو لیگئی تھی اے ملکہ اب ایک تیاہ و ردیتا ہون تمام اعضا
بدن کے دکھاتے ہین جو ہمارے لوگ ہمراز ہین انکو معلوم ہے اور مہرخ کو لیکے خیمہ مین چلی جب
خیمہ مین آئی برابر سے بیضہ مارا تڑاق چھینک آئی بیہوش ہو گئی چادر عیاری مین ڈال
کے صاف جست کر کے نکل گئی ارادہ کیا کہ بارگاہ باران مین سے چل اتفاقاً برق فرنگی وہان
کوہ سے نکلا صرصر کو نہ دیکھا دل مین کہتا ہے اے برق فرنگی صرصر کہان گئی ایک مرتبہ نظر و نسے
غائب ہو گئی ایک آدھ کوس پر درخت تھا آڑ مین کھڑا ہو رہا پانون کے نشان معلوم دیئے
ارے برق ایسا نہو مہرخ کو پکڑ لیجائے یہ سوچ کے برق فرنگی خیمہ کی طرف چلا اتفاقاً
مہرخ کو صرصر لیے آتی تھی برق فرنگی نے دور سے پشتارہ دیکھا جبکہ صرصر نزدیک سے
نکلی برابر سے نعرہ کیا صرصر کہان جائیگی سامنے لشکر باران کا پڑا تھا صرصر پکاری ارے
جادوگرو مجکو بچالینا مین مہرخ سحر چشم کو لائی ہون برق فرنگی نے دوڑ کے تیچہ مارا
صرصر نے خالی دیا غل ہوا لینا پکڑنا جب تک جادوگر دوڑین صرصر کا پانون پھسل گیا صرصر
گر پڑی قضا سے کار پشتارہ کی ایک گرہ کھل گئی جیسے اٹھی پشتارہ گر پڑا جادوگر دوڑ پڑے
برق فرنگی نے سبکو مارا کسی کا ہاتھ اڑا دیا کسی کا پانون اڑا دیا جادوگرون نے کمند ذو حلقے
مار کے پکڑ لیا کچھ جادوگر پشتارے پر جا گرے پشتارہ کھول کے مہرخ کا ہاتھ رسی سے باندھ لیا
مہرخ کو جو ہوا لگی اور آنکھ کھولی دیکھا کہ آٹھ نو سو جادوگر ہین اور مجکو باندھے لیے جاتے ہین
مہرخ سحر چشم کو غصہ آیا سردار تھی رعب اسکا تھا تو گرون کی کیا حقیقت جو سامنا کرتے کہا
ارے او نطفہ حرامو جادوگرو چھوڑ دو جادوگرونکے ہاتھ سے رسی چھوٹ گئی ملکہ نے چوٹی مین
سے ایک گولہ نکال کے مارا جسکی چھاتی مین لگا پار ہو گیا مہرخ نے دوڑ کے اس جادوگر کو طمانچہ
مارا جو برق کو لیے جاتا تھا برق کو اسنے چھوڑ دیا مہرخ نے دستک دی ایک ناریخ آسمان پر مارا
سات سو ساحر گرے اب ناریخ تیغ مہرخ پر پڑنے لگے باران شعلہ زن و افسر جادو
وابران جادو دوڑ پڑے چار طرف سے مہرخ پر سحر ہونے لگا پھر کے ایک تلوار ایک

جادوگر نے ماری مہرخ زخمی ہو گئی قضائے کار خیمہ مین خبر پہونچی بہار و نافرمان لشکر سے کر روانہ ہوئین ایک مرتبہ آگ زبانہ برنج ترنج آگ دھتورے کے پھل رائی نون گوگل مانش کا چھڑا جلنے لگا جبتک معلوم ہو گیا غل ہوا افراسیاب نے کہا ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہے لوگ دوڑے افراسیاب نے کہا حیرت جادو آئین کیا ابھی نہین مہرخ کو تخت پر ڈال لیا تھا بہار جادو نے لفر کی جو لو دلیر جادوگر کو مار لیا ہے نہ چھوڑنا سب آکر باران پر گرے چنانچہ فوج جو آکے گرتی ہے خیمہ کی طنابین کاٹ دین اسباب لوٹ لیا باورچی خانہ مین جو دیگین دیگچین لگن رکابی کفگیر چمچے سونے روپے کے ہین لوٹ لیے حیرت جو آئی اُسنے یہ رنگ دیکھا افراسیاب کو خبر دی افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو یہ ناریل باران کو دے کہ فوج پر مارے قران حبشی درہ پہاڑ مین سوتا تھا غل سے جو آنکھ کھلی لغدا لیکے دوڑ پڑا جسکے لغدا مارا کام تمام کیا قضائے کار ایک گودکسی جادوگر کا باران کے لگا تخت پر لوگ پہونچے قران حبشی نے جو دیکھا کہ باران کو لیکے جاتے ہین تُرّان کی شکل بنکے اُڑنی لگا حیرت جادو کود کے باران پاس آئی وہ ناریل دیا اور کہا افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا ہے یہ ناریل دیا ہے کہ مہرخ کی فوج پر مار تمام جل کے خاک ہو جائینگے لیکن حیرت جادو کی قضا نہ تھی اگر قران حبشی لغدا مار بیٹھے تو کام تمام ہو چکا تھا قران کے خیال مین اُسوقت نہ آیا قران حبشی نے ناریل لے لیا اور مہرخ کی فوج کی طرف چلا حیرت جادو نے کہا بس یہان سے ناریل مار اُسنے اپنی فوج مین جا کے کہا منم قران حبشی ارے ناریل بحکم افراسیاب جادو جو کام ہے دہ کر اور ناریل مارا باران کی فوج پر حیرت تو بھاگی اور ناریل پھٹا چنگاریان پھیل گئین تمام بیابان گلزار ہو گیا شعلے اُٹھے جادوگر جلنے لگے بارگاہ مین آگ لگ گئی افراسیاب نے کہا ارے کمبخت لعنت خدا کی پھٹے مُنھ یہ کیا کیا حیرت نے کہا میرا پاپوش جلنے کو تو نے دیا تھا مین دے آئی مین آپ جلی جاتی ہون خدا جانے جمشید بھی کہ یا نہین اور قران نے کہا اب چلو یہان سے افراسیاب نے دو منتر مارے لکہ ابر کا پیدا ہوا برسنے لگا تمام آتش بجھ گئی بارگاہ جل کے خاک ہو گئی مہرخ مع قران حبشی و برق فرنگی خیمہ مین داخل ہوئی افراسیاب طلسم کے نیچے اُتر آیا باران کے جادوگرو نکو

جمع کروایا مہونات دیا کہا اب کل مجھ لونگا مہرخ سحر چشم بھی خیمہ مین گئی سب فوج کو ایک سا تقسہ
انعام دیا سب کہتے ہین کہ صاحبو مہرخ سحر چشم نہایت عقلمند ہے اسی کے ساتھ رفاقت کرنا
مناسب ہے نہین ہو کیسی عزت اور حرمت کرتی ہے اور افراسیاب جو شکست کھا کے گیا حکم کیا بارگاہ
کا اسباب اور جادوے ایک بارگاہ عالیجاہ مع اسباب کے آکے استادہ ہوئی وہ جو زخمی تھے انکا
علاج مرہم پٹی ہونے لگی افراسیاب نے کہا باران جادو کو بلالاؤ افسر جادو سے کہا پھر عزت
غیرہی شکست فاش ہوئی ذلت زدہ ہوے ہر ایک کی آنکھون مین ذلیل ہو گئے باران
نے کہا بھائی ابھی لڑائیان بہت ہین کیون گھبراتے ہو افسر نے کہا ہمکو لڑائی سے کچھ مطلب نہین
عمرو سے کام ہے جس طرح سے پکڑا جائیگا مین اسکو پکڑونگا اسمین جادوگر آیا کہا کہ افراسیاب
نے یاد کیا ہے باران و ابران و افسر سوار ہوکے چلے افراسیاب مینا مین بیٹھا ہے ناچ
ہو رہا ہے افراسیاب وہ چکنا گھڑا ہے کہ بوند پڑی پھسل گئی اپنے غرور مین کچھ خیال نہین
باران نے جانا تھا کہ افراسیاب کو نہایت غم ہوگا فکر ہوگی آکے جو دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے گیند پے چلتے ہین
قہقہے چلتے ہین ملکہ حیرت جادو جو فکرمند ہوتی ہے تو کہتا ہے ای ملکہ تم چپکی کیون بیٹھی ہو ایسی لڑائی
کا کچھ غم نہ کرو حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ آپ نے لڑائی ڈال رکھی ہے افراسیاب نے
کہا اے افسر شعلہ زن ہمنے ناریل بھیجا تھا عیار کے ہاتھ وہ لگ گیا نہین آج کام تمام تھا
افسر نے کہا مجکو نہ لڑنے سے کام ہے نہ مہرخ سے مجکو تو عمرو سے کام ہے یا تو میری جان گئی یا مین نے
عمرو کو مارا یہ کہکر رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا حیرت بھی افسر کے خیمہ مین آئی اسمین صرصر
شمشیر زن آئی اور کہا مہرخ سحر چشم کو مین پکڑلائی تھی مگر چھوٹ گئی پھر یہ بھی میری قسمت
کا لکھا ہو تمہارے سردار کے چلتے چلتے بات افراسیاب کہتا ہے کہ اس سے کچھ ہو نہین سکتا پھر مین
کیا کرون یہ باتین تھین کہ مصور جادو آیا اور اسنے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ
چلتے چلتے تھا لی جوڑے گیا اس ذکر مین افراسیاب بھی آیا اور اسنے مصور سے کہا کہ بڑا
تعجب ہے کہ تم تصویر عمرو کی اپنے پاس رکھتے ہو اور اسکو گرفتار نہین کر سکتے اسنے کہا کہ مین نے
چار تصویرین بنائی ہین مہرخ اور مخمور اور عمرو اور برق فرنگی کی اور خواص انکا یہ ہے
کہ جس تصویر کی گردن کاٹ ڈالو اسکی گردن کٹ جاے اور جس تصویر کے ہاتھ کاٹ ڈالو

ہاتھ کٹ جائے افراسیاب نے کہا وہ تصویرین کہان ہین کہ عاقل جادو میرا استاد ہوا اسکے
پاس ہین جبتک وہ نہین لاتا ہے اسمین خیر ہے جسوقت اُسنے ارادہ کیا پھر کوئی سامنا نہین
کرسکتا حکم ہوئے تو غلام طبل جنگ بجوادے افراسیاب نے کہا اچھا مصور جادو نے جو
دیکھا کہ حیرت جادو کچھ بگڑی ہو کہا ملکہ مزاج اچھا ہے حیرت نے کہا بھائی یہ مین جانتی ہون
کہ کل جو نایل مین قران کو دے آئی تو لوگ طعنہ دیتے ہین مصور جادو تمھارے پاس تصویر
عمرو کی ہو تم بھی دھوکا کھا جاتے ہو کئی مرتبہ افراسیاب کو دھوکا دے کے چلا گیا
یہ مین جانتی ہون کہ تمام طلسم کا مال دولت خزانہ عیش و آرام تمھارے واسطے ہے
مصور نے کہا ملکہ تمھارا خیال کدھر گیا ہم جو کہتے ہین جھک مارتے ہین حیرت نے کہا
مصور ہم جانتے ہین تم کسی کے نوکر چاکر نہین ہو اپنے ملک کے مالک و مختار ہو مصور
نے کہا کہ جو سردار ہوتے ہین اُنکو لوگ بُرا کہتے ہین اب مین جا کے طبل جنگ بجواتا ہون
یہ کہکے اپنے خیمہ مین آیا اور دن بھر تامل پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بسان نصیب ناتوان بین
کے خورشید سپہر محتاج تمکین ہوا اور ردا اے ظلام جانب زمین پھیلی سامان افلاک نگاہون

سے پوشیدہ ہوئے کہ ابیات | مثالِ تنگ ظرف و بے مروت | نکلتی اُس روز کی اسدرجہ ہمت
کہ لا ہو کر ملا مضمون لا مین | چھپایا انتہا کو ابتدا مین | تر شام مصور نے طبل جنگ

بجوایا خبر مہرخ کو ہوئی اُسنے نقیر سحر کو دم دیا تیاری سحر کی دونون لشکرون مین آغاز ہوئی
چار پہر رات منتر جنتر پڑھے گئے جب وہ وقت آیا کہ جلوہ سحر نمایان ہوا اور شب مثل فکر

مخمور گھٹ گئی کہ اشعار | کہ وہ شب گھٹ گئی مثل عمر دشمن | ہوئی جب سدم جہان مین گرم ہون
رہا باقی نہ تاریکی کا انجام | چھپائی چادرون نے زلف کی شام | صبح کو لشکر لیکر مہرخ نامور وارد

دشت مصاف ہوئی عمرو بھی آیا مہرخ نے اُس سے کہا کہ بھیا مصور نے کوئی زبردست
سحر تیار کیا ہو اسی کے بھروسے پر لڑتا ہے لیکن کیونکر اُسکا احوال دریافت ہو ضرغام شیر دل
نے کہا کہ مین جا کے خبر لاتا ہون اور روانہ ہوا وہان جاکر دیکھا صرصر و صبار فتار خیمہ مین ہین
اور کوئی نہین ہے یہ شرارہ نقب زن کی ایسی صورت بنکے ایک رومال زرد
منہ پر رکھکر خیمہ مین گیا صرصر نے کہا ای شرارہ تو کہان گئی تھی کل سے نہین

دیکھا اُسنے کہا اے ملکہ میری آنکھین دُکھتی تھین صرصر نے کہا کہ حضور نے چار تصویرین بنائی ہین مہرخ
مخمور و برق و عمرو کی جس تصویر کا جو عضو کاٹے صاحب تصویر کا وہی عضو کٹ جائیگا اور
عاقل جادو معمور جادو کا اُستاد ہے اُسکے پاس وہ تصویرین ہین یہ سُنکر شرارہ وہان سے چلی
صرصر نے کہا کہان جاتی ہو اُسنے کہا پیشاب کرنے جب یہ چلی گئی تو شرارہ اصلی آئی صرصر نے
کہا کہ تیری آنکھین اچھی ہو گئین اُسنے کہا کہ میری آنکھون کو کیا ہوا تھا صرصر نے کہا کہ تو وہ کوئی
عیار ہو گا جو ابھی آیا تھا اور صرصر نے جائے عمرو سے سب احوال بیان کیا عمرو بھی وہانسے
چلا یہان آکر جو دیکھا تو خیمہ کے دروازے مین تکمہ لگا ہوا ہے اور چوکی پہرے بیٹھے ہین طائر سحر
کے اُڑ رہے ہین عمرو وہان سے پھر آیا اور معمور جادو میدان جنگ مین ابھی نہین آیا
عاقل جادو کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ آج مہرخ و مخمور و برق و عمرو
کا سر کاٹون عاقل نے کہا کہ کیا افراسیاب مین ایسی قدرت نہ تھی کہ جو اُسکو مارتا معمور
نے کہا کہ وہ چاہے تو زمین آسمان کے قلابے ایک کر دے اور سبکو غارت کر دے عاقل نے
کہا کہ بس کچھ تو ایسا ہے جو وہ غارت نہین کرتا ہے از معمور جسطرح ہم کہین وہ کرو اگر مہرخ مل جاوے
تو خیر اور نہین تم سب ملکے افراسیاب پاس چلو اور خوب پختگی کر کے قتل کا ارادہ کرنا آج تو مہرخ
کو سمجھاؤ دھمکاؤ کل ایسا ہی ہو تو قتل کرنا معمور نے کہا اُستاد آپ سچ فرماتے ہین اور
خیمہ مین آکے تخت پر سوار ہوا چار لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر چلا نشان ہان سحر کے کھلے ہوئے
گھنٹے گھڑیال بجتے بوقون اور نفیرون کو دم ملتا برقین سرخ سبز زرد جلوہ دکھاتی ہین جادوگرنیان
ساریان باندھے کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی مانگ مین
سیندور بھرا ماتھے پر ٹیکا صندل کا دیا گاتیان بندھین طاؤس اور ہنس باز و بط وغیرہ پر
سوار ہر ہر کرتی ہاتھی سحر کے مرکب سحر کے پرواز کرتے اژدر اُڑتے ہوئے ماش کا چھڑہ جلتا
شعلے رال و گوگل کے اُڑتے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل آگ دھتورے کے پھل اُچھلتے
گوگل کی چراند پھیلی ہوئی اس سامان اور تجمل سے یہ میدان مین آیا ایک طرف باران
جادو سے اپنی فوج لے کر علیحدہ کھڑا ہوا کوس دمامے گڑگڑانے لگے افراسیاب
جادو بنگلہ مینا پر جاکر بیٹھا معمور نے جاکر اُسکو مجرا کیا اور پھر وہانسے آیا مہرخ و نافرمان و بہار بھی میدان مین

ابھی چکی تھین اور عمرو ایک جادوگرنی کی شکل بنکر ایک غول مین ساحرون کے مصور کے قریب
کے کھڑا ہوا مصور نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور پکارا کہ اے مہرخ و نافرمان و بہار وغیرہ
افراسیاب جادو اگر چاہے تو ایکدم مین تم سب کو غارت کر دے اسکے حکم مین زمین
و آسمان کوہ و بیابان ہین آؤ مین تمہاری تقصیر معاف کرادون جادوگرون نے اودھر سے
دوزدمک بتائی اور مہرخ نے کہا جب تک دم مین دم ہی ہم لڑے جائینگے مصور جادو نے کہا
تو آؤ میرے مقابلہ مین یہ کہکے اپنے تخت کو بڑھایا اودھر سے مہرخ بھی تخت بڑھا کر چلی مصور
نے ایک پتلہ مہرخ کی صورت کا اپنی جھولی سے نکالا اور کہا مہرخ دیکھ یہ کسکا پتلا ہے یہ
کہکے اس پتلے کے ناخون کاٹے مہرخ کے بھی ناخن کٹ کے گر پڑے اسنے کہا دیکھو اب بھی
سمجھ جاؤ ابھی کچھ نہین گیا ہے افراسیاب سے ملجاؤ ورنہ ہلاک کیجاؤگی یہ کہکے عمرو کا
پتلہ نکالا اسکے شانہ مین سوئی چبھوئی عمرو کے شانہ مین درد ہوا عمرو نے ہاتھ پھیر کے دیکھا
کہ سوئی چبھی ہوئی ہے خون نکل آیا ہے اسنے اس سوئی کو چاہا کہ نکال لون مگر نہ نکل
سکی مصور نے کہا اے مہرخ آج تو مین تمکو یہ نمونہ دکھائے جاتا ہون اگر تمنے نہ مانا تو کل یا
پرسون تمکو قتل کرونگا یہ کہکے طبل آسائش بجوا کے پھر گیا لشکر تو جا کر اترا اور مصور نے افراسیاب کو جا کر
تسلیم کی یہان مہرخ اپنے خیمہ مین آئی لیکن ہونٹھ خشک بدحواس ہر ایک کا منہ دیکھتی ہے عمرو نے کہا
اے مہرخ مزاج تو اچھا ہے کسواسطے فکرمند ہو وہ خالق لم یزل کریم و رحیم ہے مہرخ نے کہا جب افراسیاب
سے لڑنے کا ارادہ کیا پھر مصور کیا ہے لیکن عمرو تیرا غم ہے دیکھ تو میرے ناخن کٹ کے گر پڑے اور
عمرو خاطر جمع کرتا ہے مصور جادو جو ہین پہونچا صورت نگار نے کہا عاقل جادو کو بلا کے تصویرین
حوالے کیجیے اپنے پاس نہ رکھیے گا مصور نے عاقل کو بلایا لوگ جا کے بلا لائے جبکہ عاقل
آیا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان مین کھڑا ہے اسنے ایک انگوٹھی پھینک دی
عاقل نے اٹھالی عاقل نے کہا کیا غضب ہے کہ ایک عیار کے سبب آپسین آزمائش ہوتی
ہے مصور نے کہا استاد یہ تصویر لیجائیے عاقل جادو تصویرین لیکے اپنے مکان مین آیا اور
ایک تکیہ مین رکھ کے بغل مین تکیہ لگا کے بیٹھا اور برق نے یہ سب ماجرا دیکھا تھا ایک جادوگر
کی صورت بنکے آیا کہا اے مصور جادو افراسیاب نے کہا ہے کہ مقرر آج تعاقب کریگا تصویرین

اپنی جان سے برابر رکھنا مصور نے کہا آداب کہنا اور کہتا ہون مین سے اپنے استاد کو وہ صورت لیکن
ہوشیار رہو دیکھتے جاؤ یہ کہکے عاقل کو جو آیا وہ تکیہ لیتا ہوا آیا مصور نے کہا ٹھیک ہے خود
دیکھتے جاؤ کہ اسکے پاس تصویرین ہین برق فرنگی جسنے کہا گویا اسی تکیہ مین تصویرین ہین
عاقل نے جو تھیلی سونگھی سحر سے خبر دی کہ یہ برق فرنگی ہے عاقل نے ناخن کا دانہ مار اُٹھا
یہ برق فرنگی ہے مصور نے کہا ارے تیرا ستیاناس جاوے او عیار بدذات مارا گیا جاگر پھر
برق نے کہا ستیاناس تو جا چکا ہے لیکن رات تیرے سے بھی نہین تلی معلوم دیتی اور کہا اے
مصور جادو تصویر تیرے پاس ہی نہین تو حقیقت معلوم ہو جاتی اگر زندگی درکار ہے تو عمرو دل جان سے
ہے سب سلطنت طلسم کی مجھے ملیگی مصور قہقہہ مارکے ہنسا کہا دیکھو تو کیا گھمنڈ ہے ایک خاک
ہوا پکار کر آواز دی ہم غلام افراسیاب جادو اور کہا یہ برق فرنگی ہے تصویرین لینے کو آیا ہے
غافل نہ رہنا خبردار چھوڑ نہ دینا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان مین
ہے مصور نے کہا عاقل جادو تم ہمارے پاس ہو نہ جاؤ یہین رہو اتنے مین لوکری دنگل
بچے ہوئے تھے برابر ہو آکے پکارا ہم قران حبشی ایک لقد مارا سر کے چار ٹکڑے ہو گئے بھیجا
نکل پڑا اسپد ہوا جہنم کو پہونچا لوگ دوڑ پڑے وہ تکیہ گر پڑا قران نے اُٹھا لیا غل مچ گیا
اسمین عمرو برق طرار آ پہونچا تو بارگاہ کے اوپر سے ایک سر دیگ حقہ آتشبازی کا مارا پکارا ہم شہنشاہ
قدرت اور ایک جال مارا برق فرنگی کو اور قران حبشی کو لیجا کہا یار ان دونون کو طلسم
مین لئے جاتا ہون مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا عمرو ہی پکارا لیجیو لیجیو عمرو سناٹا کرکے
صاف نکلگیا اور افراسیاب جادو باغ سینا مین بیٹھا ہوا حیرت جادو سے کہتا ہے کہ اب
لڑائی تمام ہو چکی یا تو یہ سب تابعداری کرتے ہین یا کل مارے جاوینگے مصور نے خوب تدبیر کی
لیکن تعجب کا مقام ہے کہ باشندگان طلسم جو ہین انکو ہراس ہے یہ نہین جانتے کہ افراسیاب
مالک ہے حیرت جادو نے کہا کہ ناحق گھبراتے ہین کل جیسا ہوگا ظہور مین آجاویگا یہ ذرا تھوڑی
جوڑی ہرکارے نے آن عرض کی کہ شہریار وہ جو چار ہین تصویرین بنائی تھین کام تمام ہو گیا
حیرت جادو کا دم ٹوٹ ہو گیا اور ان ہرکارون نے کہا کہ عمرو اور برق فرنگی اور قران حبشی
آئے اور تصویرین لے گئے اور عاقل جادو کو قران حبشی نے بغدا مار کر سر بھیجا نکالا

سنکے رونے لگی اور یہان عمرو بارگاہ مہرخ مین آیا اور اُسنے کہا کہ تم ایسا خوش ہو کہ جیسے
مصور کو مار ڈالا عمرو نے کہا کہ پروردگار وہ بھی دن کریگا اور وہ تکیہ نکال کے ڈال دیا مہرخ
نے کہا کہ خواجہ اسمین جواہر ہے یا مال ہے یہ کیسا تکیہ ہے عمرو نے وہ چارون تصویرین
دکھائین مہرخ نے قہقہہ مارا کہا خواجہ سچ تو یون ہے کہ افراسیاب کا کیا مقدور کہ تیرا سامنا کرسکے
لیکن وہ ساحر ہے اور تم نہین ہو اسی بات کا خطرہ ہے یہ تصویرین بڑی محنت سے تیار ہوئی ہونگی
اور بہت سے روپیے عمرو کو دیے برق کو قران کو خلعت دیا مصور جادو افراسیاب
پاس گیا سب احوال کہا باران جادو ابران جادو افسر جادو بھی گئے عرض کی اخضر
جادو بڑے بھائی افسر جادو کے آتے ہین افراسیاب نے کہا کہ آنے دو جب آئے
افراسیاب نے کہا ہمنے سنا تھا کہ دنیا کو ترک کرکے بیٹھے ہین افسر جادو نے کہا ہمسے بھی
ملاقات ترک کی تھی دو سو غلام پاس ہین وہ پہاڑ جمشید و سامری کی پرستش کیا کرتے ہین
طہماس جادو کا جو مرنا سُنا ہے سو آتے ہین افراسیاب نے حکم دیا کہ کوئی اخضر جادو
کو نہ روکے اور بارگاہ مین جاوے اسمین اخضر جادو دس بارہ ہزار کی جمعیت سے خیمہ مین آیا
لوگون نے عرض کی کہ آپکے بھائی افراسیاب کے پاس ہین آپ بھی تشریف لیجائیے اخضر جادو
روانہ ہوا اور افراسیاب جادو باغ مینا مین بیٹھا تھا تمام باغ طلائی تکیے زمرد کے جڑے
ہوئے تمام روش پٹری پر نگینے جڑے ہوئے تخت طاؤس پر افراسیاب بیٹھا ہوا تھا اخضر
جادو نے مجرا کیا کہا مزاج تو اچھا ہے اور جتنے جادوگر تھے تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوے اخضر جادو نے
افراسیاب جادو کو نذر دی دنگل بجنے کو لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا افراسیاب نے کہا تمہارے
مزاج مین کیا آیا جو آئے کہا سُنا تھا کہ خدا پرست آئے ہین عجب احمق ہین کہ ایسا خداوند حاضر حضور ہووے وہ خدائے
نادید کو پرستش کرے افراسیاب نے کہا کہ خداوند لقا کے حوالے بندے ہین اٹھارہ ہزار
ملک باختر بخشش دیے اب ملک غربیہ و شمالیہ رہگیا ہے اخضر نے کہا جو طلسم مین رہنے والے
ہین اپنے اپنے لڑکون بالون کو لیے ہوئے نکلے ہو جاتے ہین ای افراسیاب جادو عمرو جو آیا
ہوا ہے اُسی کا فتور ہے امیدوار ہون کہ طبل جنگ کا میرے نام پر بجے افراسیاب نے کہا
تم ہمارے مہمان ہو دو چار دن ضیافت کھاؤ ناچ رنگ دیکھو آرام کرو بعد اسکے سمجھ لینا

حیرت جادو نے کہا کہ جسطرح آپکی مرضی ہووے وہ کرین اخضر نے کہا ایک لڑائی لڑلون تو
چین آوے افراسیاب نے کہا جس طرح تمہارا مزاج چاہے لڑو غرض رخصت ہوکے
خیمہ مین آیا افراسیاب نے کچھ کشتیان کچھ کھانا کچھ ڈالیان بھیجین سب نے ملکے کھانا کھایا پھر
پوچھا کہ طہماس کیونکر مارا گیا افسر شعلہ زن نے کہا کہ شہنشاہ عیاران عمرو نے مارڈالا غرض یہ منتظر
رہا جب وہ زمانہ آیا کہ دن کی عمر تمام ہوئی اور دختر شب بطن دہر سے پیدا ہوئی ابیات

اسی عرصہ مین مہر عالم افروز
کہ تھا جو اس جہان سے بہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ
بڑھا تابان شب کا شادیانہ

اخضر جادو نے طبل جنگ بجوایا مہرخ کو خبر ہوئی اُسنے بھی
نفیر سحر کو دم دیا دونون لشکرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی لیکن حیرت نے صرصر سے
کہا کہ تو جا کے اخضر کی خبرداری کر اور ضرغام شیر دل کو خیال گزرا کہ مدت سے عیاری نہین کی
بس اُسنے جانسوز سے کہا کہ آؤ بھائی چلین اخضر کو پکڑ کے اُستاد کو دین دونون مشورہ کرکر
چلے جا کے دیکھا کہ لشکر مین جادوگر سحر تیار کر رہے ہین بعضے کنوین پر نہاتے ہین چندر بان کو
بلی دیتے ہین بعضے چار طرف کنڈے سلگا کے بیچ مین آپ بیٹھے ہین اور منتر پڑھ رہے ہین
جوگیون کے کانون مین کنڈل پڑے ہین بنگالی ڈہرو بجا رہے ہین گھنٹے ناقوس بجتے ہین آج کی
شب مہتاب بھی رال کا گولہ ہر ستارے رائی سرسون کے دانے کہکشان سحر کا جال ہر زحل یعنی
فلک کا جوگی پربت پر ساتوین آسمان کے تن من مار کے سا بیٹھا ہر طرف ہنگامۂ عظیم برپا ہے
دونون ساحر کی صورت بارگاہ مین اخضر کی آئے یہان دیکھا تو شراب کا پیالہ گردش مین
ہے ناچ ہو رہا ہے اس عرصہ مین یہان بھی آگئین صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز
نے آکر تسلیم کی کہا افراسیاب نے آپ کے چوکی پہرہ کے لیے ہمین بھیجا ہے اخضر نے رقعہ
جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عیار بچیان ہین اُنسے کہا کہ بیٹھ جاؤ صرصر نے کہا ہمارا کام بیٹھنے کا نہین
اسمین افسر شعلہ زن نے اخضر سے کہا کہ صبح کو لڑائی ہے اب آرام کیجیے تو اچھا ہے ملک
اخضر سبز پوش اُٹھا دربار بھی برخاست ہوا اخضر پلنگ پر لیٹا جا بجا بند و بست ہو گیا
ضرغام شیر دل اور جانسوز یہ ایک طرف کو بیٹھے تھے چنانچہ جانسوز تو اُٹھ کے پنکھا
جھلنے لگا اور ضرغام شمع کے گل کترنے لگا صرصر جو پہرہ کے لیے آئی ہے اُسنے انکو پہچانا

اور صبا رفتار سے کہا کہ ان موون کی ڈھٹائی تو دیکھتی ہو بس اُسنے ملک اخضر سے کہا کہ یہ دونون
عیار ہین اُسنے ضرغام اور جانسوز کی طرف دیکھا اُسوقت جانسوز اور ضرغام نے جست کی
اور بھاگے ملک اخضر نے کچھ سحر کیا کہ جانسوز تو پلنگ کے پاس گر پڑا اور ضرغام دروازے کے
اوپر گرا لوگ دوڑے ضرغام کو پکڑ لیا لیکن جانسوز لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے گھس گیا
لوگون نے کہا کہ بھائیو دوسرا عیار کہان گیا کسی نے کہا کہ یہان گرا تھا کسی نے کہا نکلگیا ہوگا لیکن
ضرغام کو ستون سے باندھا صرصر نے کہا ملاون بارگاہ مین رکھنا مناسب نہین ہے کسی جادوگر
زبردست کو بلاکے اُسکو حوالے کیجیے اخضر نے ایک جادوگر کو بُلا کے اُسکے حوالے کیا اور اپنا سحر
اُتار لیا وہ ساحر اپنا سحر کرکے لیگیا اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور زمانہ نے پوشاک
نورانی زیب جسم کی تخت سحر ترقی پر آیا

قطعہ

ہوئے قصر و مکان ہر سو منور | دکھایا صبح نے حسن جبین کو
فروغ مہر چمکا بام و در پر | کیا تابندہ رخسار زمین کو

صبح کو طبل گڑگڑانے لگے مہرخ و بہار وغیرہ تخت ہاے سحر پر سوار ہوکر جانب میدان کارزار
روانہ ہوئین تخت طاؤسی پر ملکہ مہرخ سوار تھین اور ملکہ بہار تخت زرنگار پر بیٹھی تھین
گرداگرد گلدستے جو گلزار ارم کو ہنستے رکھتے تھے اسی طرح ملکہ نافرمان و سرخ موے
کاکلکشا و مخمور سرخ چشم وغیرہ عقاب اور طاؤس اور ہنس پر سوار تھین چنانچہ اسی طرح
اور تمام لشکر سوار و پیدل کا آراستہ و پیراستہ جانب جنگ گاہ روانہ تھا اور غلغلہ عظیم
دنیا مین برپا تھا ابیات

زگرد سپہ روشنائی نماند | زخورشید شب را جدائی نماند
ز نیزہ ز پیکان ہوا تیرہ گشت | ہمین آفتاب اندران خیرہ گشت | خروش سواران و اسپان بخاست
ز بہرام و کیوان ہمین در گذشت | دو لشکر بروا اندر آورد رو | زگرد ان قشبہ پیش ملک جنگجو
بکوہ لشکر بسیار استند | درفش خجستہ بپیراستند | چو با میسرہ راست شد میمنہ
ہمہ ساقہ و قلب جاے بنہ | بر آمد خروشیدن گرونا ے | سپہ چون سپہر اندر آمد بجاے

اسطرف سے ملک اخضر اور افسر شعلہ زن سوار ہوئے اور طبل و نقارے بجاتے ہوے
میدان کارزار مین آئے جانسوز بن قران جو پلنگ کے نیچے تھا جب یہ بارگاہ سے
چلے آئے تو وہ بھی لوٹ مار کے نکلگیا غرض صفین آراستہ ہوئین نقیبون نقابت کی

ملک اخضر میدان مین نکلا اور پکارا کہ ای نمک حرامو آؤ میرے مقابلہ کو مہرخ کی طرف سے
طولان دراز قد اُسکے سامنے آیا اخضر نے ایک گرز سحر کا اُسکے لگایا کہ وہ غرق زمین ہو گیا
پھر ملان جادو آیا اسی طرح بہت سے ساحر غرق زمین ہوئے اور اخضر نے پکار کر مہرخ
سے کہا کہ مجھ سے کام ہے یہ نعرہ سُنکے مہرخ میدان مین نکلی اخضر نے گرز اُسکے بھی لگایا کہ مہرخ
ہو غرق زمین ہو گئی اخضر پکارا کہ زدم و پست کردم لیکن مہرخ سحر کرکے زمین توڑ کے نکلی اور
جہان اخضر کھڑا تھا یہ جست کرکے وہان پہونچی اور اُسکے مرکب کی کونچے کاٹ ڈالے اخضر
جو کہ تاہی قضا اسکا گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا خونخوار گرز افگن مہرخ کا جادوگر کھڑا تھا
اُسنے دوڑکر گرز اُٹھا لیا اخضر نے گرز پکڑا آپسمین زور ہونے لگا اخضر نے سحر کیا آسمان
سے ایک زنجیر پیدا ہوئی اور گرز مین لپٹ گئی دونون کے ہاتھ سے گرز نکل گیا صاف آسمان
کو وہ زنجیر گرز کو لیگئی مہرخ نے دوڑ کے تیغہ مارا اخضر کے دو ٹکڑے کیے غل ہوا بچہ پکڑ لو
کشتی مرا نام من اخضر جادو بود عمرو نے آکر کہا سبحان اللہ کیا کام کیا ہے تمام طلسم مین نام ہو گیا
سیماب جادو اخضر کا غلام تھا اُسنے دوڑ کے گولہ مارا مہرخ کے رخسارے کو چھیلتا ہوا
نکل گیا ایک مرتبہ سیماب جادو چادر سیماب بنکے مہرخ پر گرا مہرخ بیہوش ہو گئی اور
سیماب جادو مہرخ کو لے کے بھاگا جدھر باران تھا اُدھر چلا اور پکارا مین مہرخ کو پکڑ لایا
باران بھی طبل آسائش بجوا کے پھر گیا اور سیماب نے فولاد کی زنجیر گلے مین ڈالی اور
ایک کمر مین باندھ کے بارگاہ کو لے گیا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ اخضر مارا گیا اور سیماب جادو
مہرخ کو پکڑ لایا افراسیاب نے کہا ہمارے پاس لے آؤ مین سر کاٹونگا جادوگر لیگئے اور
مجرا کیا پھر افراسیاب نے کہا میرے نزدیک لاؤ گردن مارونگا اور ایک کشتی مین خلعت
اور ایک کشتی مین جواہرات افراسیاب نے بھیجا جادوگرون نے آکے کہا افراسیاب نے
یہ کشتیان اُسکو عنایت کی ہین جس نے مہرخ کو پکڑا ہے اور سیماب زنجیر کو پکڑے ہوئے
سحر کرتا تھا ایک مرتبہ سیماب کو خبر ہوئی کہ کشتیان آئی ہین مارے خوشی زنجیر چھوڑ کے دوڑا
کہ خلعت پہن کے کچھ جواہر مینا بائی کو کہا تو شتاب خانہ مین داخل کر دو بعد لمحہ کے مہرخ کی
آنکھ کھلی جب تلک سیماب آوے مہرخ نے ایک پاؤن تخت پر مارا لوٹ کر سحر کر کے

غرق زمین ہوگئی اور ایک مقام سے نکلکے کہا ارے جادوگرو کی گذاردیم کہ از دست من زندہ وسلامت
بروید مہرخ کی بغل مین ایک صندوقچہ تھا اُسکو کھولا اُسمین سے ایک شیر آتشین مع سوار
پیدا ہوا اور کود کے تلوار ماری اسمین عمرو بھی آپہونچا پکارا ملکہ یہ خفیہ سوار رکھتی ہو اُسکی
خبر ہمکو نہین ہی مہرخ نے کہا وقت پر موقوف ہے افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا تھا مہرخ نے
کہا خواجہ سلامت اِس سوار کو افراسیاب مار یگا لیکن ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی لیس
یہان سے بھاگو عمرو نے کہا ملکہ تم بھاگو مین تماشا دیکھتا ہون سحر کرکے مہرخ تو غرق زمین
ہوگئی اور افراسیاب نے انگشتری پھینکی ایک مچھلی بڑے بڑے نگ جڑے ہوے
اور ایک جوان خوبصورت سوار تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے لبسان برق آیا اور
وہی تیر مارا کہ سوار مہرخ کا مرگیا اور وہ تیر ایک پہاڑ کو توڑ کے درخت مین رہگیا عمرو نے
کہا مہرخ نے کہا تھا ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی کہ شاید اسی تیر کو کہا تھا عمرو نے دوڑکر
تیر درخت سے نکالا اور اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ عاقل جادو
مارا گیا او عمرو تصویرین لے گیا افراسیاب نے کہا جائیے مصور جادو کو بلا لیجیے
ایک جادوگر گیا اور مصور کو بلا لایا افراسیاب کو مجرا کیا لیکن خجالت زدہ خفیف ہوکے
کہا اے افراسیاب جادو بڑی محنت سے یہ تصویرین کھینچی تھین لیکن اس طرح پر
مقدمہ ہوا نصیبا اُنکا زبردست معلوم دیتا ہے افراسیاب جادو نے کہا مصور جادو
تصویرین تمسے تھین یا تم تصویرون سے تھے اسمین نامہ کمیت فیل دندان کا آیا لکھا تھا
کہ غلام کو احوال معلوم ہی جہان تک مرحلے ہین جہان تک شہزادیان ہین سب نے
آنے کا حضور مین ارادہ کیا ہے غلام بھی حاضر ہوا چنانچہ کوہ نیلم پاس پہونچا ہون حیرت
جادو نے کہا جتنے جادوگر ہین سب حاضر ہون گے واسطے جان نثاری کے باران جادو
و ابران جادو و افسر شعلہ زن بیٹھے تھے حکم کیا کہ تم پیشوائی کو جاؤ یہ تینون سوار
ہوکے چلے میدان مین نکل کے دیکھا کہ کمیت فیل دندان ایک فیل منگلو سے پر
سوار لاکھ ساحر کی بھیڑ ساتھ فیل سوار اور مرکب سوار و اژدر سوار و کرگدن سوار زرین کلاہ
زرین پوش چلے آتے ہین جبکہ نزدیک آپہونچے باران سے ملاقات ہوئی کمیت نے

کہا باران جادو مدت ہوئی جسدن کہ نوروز ہوا تھا میلہ مین ملاقات ہوئی تھی کہو طلسم کا کیا احوال
ہے لشکر اونہون نے کیا غدر مچایا ہے کیا تدبیر کی ہے باران نے سب احوال کہا جسوقت چلے کہ سب
فوج تو وہین چھوڑی چار سو جادوگر دو سو غلام ہمراہ لیکے طلسم مین داخل ہوا باغ مینا مین جا کے
افراسیاب جادو کو مجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز کیا نکل بیٹھنے کو عنایت کیا کمیت فیل
وندان بیٹھا افراسیاب نے کہا اے کمیت فیل وندان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا
ای شہریار مین نے خبر لڑائی کی سنی اسوجہ سے چلا آیا حیرت جادو نے کہا اگر سچ پوچھو تو باقی
فساد عمرو ہی ہے اگر عمرو نہوتا تو مہرخ کی کچھ حقیقت نہین غرض افراسیاب نے کہا کہ
کمیت فیل وندان کے واسطے بارگاہ استادہ کراؤ اور خاصہ وکباب وشراب لیجاؤ بارگاہ استادہ
ہوئی برابر بارگاہ باران کے سامان شراب وکباب موجود ہوا کمیت فیل وندان رخصت
ہو کر بارگاہ مین آیا شراب پی کباب کھائے خاصہ نوش کیا ناچ ہونے لگا یہان مہرخ
سحر چشم کو خبر ہوئی کہ کمیت فیل وندان آیا ہے عمرو سے کہا کہ ملکہ یہ کیونکر لڑتا ہے کہا ہاتھی پر
سوار ہو کر لڑتا ہے مین نے کبھی لڑتے نہین دیکھا عمرو نے کہا اے مہرخ جی چاہتا ہے کہ اسکو
پکڑ لاؤن مہرخ نے کہا ذرا بچے رہنا اور خبرداری سے کام کرنا عمرو یہ سنکے رخصت ہوا اور چلا جب
قریب پہنچا دیکھا کہ بارگاہ باران کے کمیت کی بارگاہ استادہ ہے اور لشکر جرار اترے
ہوئے ہین مرکب سحر کے ہرن سحر کے اژدر اور طاؤس سحر کے پھرتے ہین عمرو ایک فقیر
آزاد کی صورت بنکے سیلی تاگے گھنگرو منکے سے آراستہ ہوا تہمد باندھی تسمہ لگایا رومال چھڑی
ہاتھ مین لی بلبل کا پنجرا لئے کر صدا لگاتا ہوا بیت کہتا ہے میرا ایمان تیرا کوچہ ہے +
کوئی دم کا ہی بسیرا پھر اٹھاؤن ہے + اس لشکر مین پھرنے لگا جب اسنے دیکھا کہ کوئی صورت
بارگاہ مین جانے کی نہین پیدا ہوئی تو ایک خدمتگار کی صورت بنا چپکن پہنی گولیدار پگڑی
سر پر دی بر کے پائنچے کا پاجامہ پہنا پیٹی پاک کمر سے لگایا اور بارگاہ مین کمیت کی آیا کمیت
کے سر پر ایک خدمتگار اور کھڑا رومال جھل رہا تھا اسکو احتیاج پیشاب کی معلوم ہوئی عمرو
خدمتگار بنا ہوا تو تھا ہی وہ خدمتگار عمرو کو رومال دے کر چلا گیا اب عمرو رومال جھلنے لگا اور
مصور جادو سے صورت نگار نے کہا کہ ای مصور بیدو تم غافل نہ رہا کرو لازم ہے کیا

دمبدم تصویر دیکھا کو مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ کمیت کے سر پر رومال عمرو چنچل رہا
ہے وہ تصویر صورت نگار کو دکھلائی کہ ای ملکہ دیکھو تو کیا بے کلیجے ہے یہ کہکے اُٹھ کھڑا ہوا
صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بیگانی بارگاہ مین اکیلے جانا بہتر نہین ہے کچھ جادوگر ساتھ
لے لو چنانچہ سوا سو جادوگر ہمراہ لے کے چلا جبکہ بازار مین پہونچا ہرکارون نے خبر کمیت کو دی
کہ مصور جادو سوا سو جادوگرون سے آتے ہین اور مصور جادو نے کچھ بھیڑ بھاڑ ڈنکا نقارہ
ساتھ نہین لیا کہ عمرو کو خبر ہو جائیگی تو بھاگ جائیگا اور عمرو نے ایک خدمتگار سے کہا
بھائی تم رومال ہلاؤ ہم آتے ہین اُسکو رومال دے کر ایک فراش کی صورت بنکے کھڑا ہو رہا
مصور جادو آیا سب تعظیم کو اُٹھے اور مصور نے اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور [illegible] دزد
[illegible] لک لک یا مین کب چھوڑتا ہون کمیت فیل دندان نے پوچھا مصور جادو کیا ہی
کہا عمرو عیار ہو اُسپر ایک ماش کا دانہ مار کے چھوڑ دیا کہا صاحبو تم بھی تصویر دیکھ لو یہ تک
جیون تصویر دیکھی خدمتگار نہ تھا مصور جادو نے خجالت سے تصویر ڈھانپ لی کمیت جادو
اور باران جادو نے کہا ہم بھی تصویر دیکھین مصور نے کہا یارو قسم ہے لقا کی مین نے جسوقت
تصویر دیکھی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عمرو خدمتگار کی صورت بنا ہوا تھا کمیت فیل دندان
نے کہا کہ اب پھر اسوقت تصویر دیکھیے یہ کلمہ عمرو سنکے بارگاہ کے باہر نکل گیا اور یہان مصور
نے پھر تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو فراش بنا تھا لیکن اب صورت اصلی ہو کر لشکر
مین پھر رہا ہے تم اُسنے کمیت سے کہا کہ عمرو کا ہاتھ آنا دشوار ہے غرض مصور تھوڑی دیر بیٹھ کے
وہان سے چلا آیا اور عمرو نے صورت اپنی شکل نازنین مہ جبین کے بنائی کہ زلف رسا اُسکی
شب دیجور کو شرماتی تھی شب قدر صاف نظر آتی تھی مانگ دل عاشق کا مانگتی کہکشان
بھی ایسی نہوگی واقعی ظلمات کی راہ تھی رخسار پر خال جیسے چاند کے اندر داغ کہ جسکے دیکھنے
سے دل عاشق کو غم سے فراغ پیشانی عید کا چاند بلکہ وہ بھی اُسکے سامنے مانند صبح صادق کی
روشنی کا اظہار افق مطلع انوار ابرو طاق خانہ کعبہ قاب قوسین کا اُنکو حاصل رتبہ چشم
فتان توسن ناز ابلق لیل و نہار کا انداز سرمہ دنبالہ دار تازیانہ نہین نہین تو وہ شاخ آہو فر حسن پر
نقشی قدرت نے صاد کیا تھا بادام کا ایسا رتبہ کہان تھا مژہ نردبان حسن یا دو زینہ ذ جسپر

شب معراج مین پیغمبر خدا گئے تھے شین ہین یہ انگشت پیغمبر خدا مصحف پر رکھی گئی تھی گورے گورے طائم رخسار جنکے بوسہ کی ہوس عمر بھر دل سے بجائے اُس رُخ کو دیکھکر حور سے رخ چھوٹتے ہین لب حوض کوثر یا لب چشمۂ حیوان دکھائی دیتے ہین دندان کے سامنے انجم بالکل بیکار الماس انگشت بدندان موتی اُن دانتون پر قربان ذقن کو دیکھکر یہ خیال آتا ہے کہ سرو مین سیب لگا ہوا ہے یا یہ چاہ کنعان ہے جسمین یوسف دل ڈوبا ہوا ہے گردن نہایت مصفا صراحی دار گلا اونچے شانون سے خدا کی شان پیدا کلائی اُسکی شاخ بلور ہتیلی افق نور چھاتیان سینہ پر گول گول اُبھری کڑی اونکیلی ڈبیان معجون مبہی کی گنجینہ حسن شکم لوح سیمین ناف گرداب بلا رنگ قمر سامنے شکم کے پھیکا کمر بالکل معدوم کچھ حال اُسکا نہین معلوم ناف نافۂ آہو قد اُسکا سرو لب جو رامین بستان آئینہ مصفا قد رعنا نخل طوبے ابیات

نگہ ایک عالم کی سرگشتگی
شکن اسکے کاکل کی دام بلا
مہ نو کی گردن ڈھلک جاتی تھی
آنکھونکی مستی سے اسکو خبر
طرفہ تھی اپنی ہی چشم تھی
فتنہ موجب قتل جمع کثیر
کہ حسن مانی خوبان نوشاد نے
اگر جلوہ گر ہو وہ محشر خرام
ستم اُسکے کوچہ سے بچ کر چلے

ہین سودائی اُس زلف تاریک کا
ہر اک حلقۂ زلف کا م بلا
کمان اُسکے ابرو کی عاشق کمین
خرابی تھی عاشق کی مدنظر
شہید اُسکی چتونکی دلخستگان
غرض سب تھے یہ ایک نرگس کشیدہ
ادا اُسکی عاشق کے جی کی بلا
تو معلوم ہے اس جہان کا قیام

طرہ بخت عاشق کی برگشتگی
ہر اک مو سبب ریج باریک کا
اگر اُسکی ابرو چمک جاتی تھی
خدنگ اسکی مژگانکے سب دلنشین
نگہدار تھی سرخی اُس چشم کی
نشانہ نگاہونکے دل بستگان
جبین کھول دی اُس پریزاد نے
ہماری تمھاری سبھی کی بلا
ترحم کو پاؤن تلے وہ ملے

آسی صورت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر لباس و زیور پہنکر اٹھلاتی ہوئی اپنی آن بان دکھلاتی ہوئی روانہ ہوئی جب کرن آفتاب کی دریاے مغرب مین ڈوبی اور ہر ایک چہرے نے عکس سے رنگ کبودی دیا اشعار: جمال شمع نے پیدا کیا نور ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور: سحاب شام نے عالم کو گھیرا: نگاہون سے ملا ہر سو اندھیرا رات کو بارگاہ مین شمع و جھاڑ و کنول روشن ہوئے مسند مغرق آراستہ تھی کمیت خیل و تیوان بیٹھا تھا کہ یہ نازنین خرامان خرامان جہان اُسکی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو ابیات

چراغ و شمع کا جلوہ ہر اک سو	دلون مین گھر کرین مانند جادو	کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز
کہین معشوق نوازش خوش ادا ناز	چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام	حسینان پری پیکر گل اندام

یہ شب اُس بارگاہ مین حاضر تھے کہ اُس نازنین نے کمیت کو آکر ایک نامہ دیا کمیت نے
جو اُسکو پڑھا تو افراسیاب نے لکھا تھا کہ اے کمیت فیل دندان اس نازنین کو جو نامہ
لے کر آئی ہے ہمنے تمہاری خدمت کے لیے بھیجا ہے اس سے خدمت لینا اور ہوشیار رہنا
کمیت نے جو اُسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا بیک نگاہ شیفتہ و از خود
رفتہ و فریفتہ ہوا اور مسکرا کے ہاتھ پکڑ کے اُسکو اپنے پاس بٹھالیا اور تخلیہ کرا دیا کسی کو
اُس جگہ ٹھہرنے نہ دیا بارگاہ کے دروازہ مین تکیہ لگا کے یہ مسند پر آکے بیٹھا اور اُس نازنین
سے اختلاط کرنے لگا اُس نازنین نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ایلو کمبختی کی نشانی تم مجھکو
کیا چھنال یا بیسوا سمجھتے ہو اُسنے اُسکو گلے سے لگایا یہ تڑپ کر مثل سیماب کے الگ ہوئی
چھوٹے کپڑے ڈھانکتی جاتی تھی دوپٹہ سنبھال سنبھال کر اوڑھتی تھی وہ سینہ پر جوبن کا
اُبھار نئی بہار دکھاتا تھا اور یہ کہتی تھی کہ جمشید کسون مین رونے لگونگی لو صاحب تمنے میری
جان ہلکان کر ڈالی شہنشاہ کیا اسی واسطے مجھے بھیجا تھا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لائی کمیت
نے اپنے ہاتھ سے آنسو پونچھے اُسنے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے منہ پر لگایا اُسنے اُسکو
پھر گلے سے لپٹایا یہ مثل برق چمک کر علٰحدہ ہوئی اور کہا مجکو ایسی دل لگی خوش نہین
آتی غرض اُسنے ناز اور کرشمہ مین کمیت کی آنکھ بچاکے گلابی مین شراب کی بیہوشی اُسے
ملائی اور ایک جام مے ارغوانی سے بھر کر پنجۂ نگارین خوشنما پر رکھکر اُسکو دیا یہ کافر تو فریفتہ
تھا ہی اُس جام کو لے کر بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی جی گیا پھر اُس سے لپٹنے لگا وہ نکل
بھاگی یہ اُسکے پیچھے اُٹھ کے دوڑا تاچہ بیہوشی کا لگا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے گرا عمرو
نے سیسہ گرم کرکے منہ اُسکا سنسی سے کھول کے پلا دیا کہ یہ کافر تڑپ کر سرد ہوا صدائے
دار و گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی عمرو وہان سے نکلکر بھاگا ساحر باہر تھے دوڑے آکر
جو دیکھا کمیت فیل دندان مرا پڑا ہے یہ تو سب رونے پیٹنے اور عمرو جو یہان سے
بھاگا تو صرصر کی صورت بنکے افسر شعلہ زن اور باران جادو کے پاس کہ وہ دونون

ایک ہی بارگاہ مین تھے اسلیے جاکر ان دونون سے کہا کہ کمیت فیل دندان مارے گئے
مین ابھی وہین سے آتی ہون اُنھون نے کہا کیونکر مارے گئے اُسنے کہا کہ آپ علیحدہ چلیے
تو مین بتادون یہ دونون بارگاہ سے اُٹھ کے باہر آئے دیکھا کہ غل ہو رہا ہی ہر شور کر رہے ہین
آندھی کالی اُٹھی ہی صرصر نے ان دونون کو الگ لیجا کے کہا کہ آپ ذرا کمیت فیل دندان
کی بارگاہ مین چلیے تو پھر مین بتاؤنگی یہ اُسکے کہنے سے اُسی طرف روانہ ہوئے اُسنے اثنائے
راہ مین ایک کے مُنھ پر بیضۂ بیہوشی اور دوسرے کے مُنھ پر ایک طمانچہ مارا ادھر یہ اُدھر وہ
دونون بیہوش ہو کر گر پڑے عمرو نے دونون کے سر خنجر سے کاٹ ڈالے اور وہان سے بارگاہ
مین مہرخ کی آیا اس ہنگامہ مین رات بھی کٹ گئی تھی اور خنجر آفتاب نیام مغرب سے
نکلا تھا شعر جبین صبح سے تھا نور پیدا ❊ ہوا خور بھی بہ شکل حور پیدا ❊ عمرو نے مہرخ
سے تمام ماجرا بیان کیا مہرخ نے کہا خواجہ تم بڑے دلاور ہو اُدھر افراسیاب کو خبر ہوگئی
کہ ماران وافسر و کمیت تینون مارے گئے اُسکو نہایت رنج ہوا ملکہ حیرت نے لاشین
اُنکی پھنکوادین اور سحر تازہ کرنے کی فکر مین مشغول ہوئی لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری صورت
ملکہ حیرت کی بنا اور یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر جا کے تعویذ کوکب کا دیا ہوا اسنے
زبان کے نیچے رکھا کوکب روشنضمیر کو از بس عشاق جادو کے قتل کرانے کی غرض ہی
اسوجہ سے وہ خود یہان آیا آکے جو دیکھا تو ملکہ حیرت کو استادہ پایا یہ حیران ہوا کہ حیرت
کو میرا دیا ہوا تعویذ کہان سے ملا بس اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو آپ یہان کہان
حیرت نے ہنسکر کہا کہ مین افراسیاب سے خفا ہو کر آئی ہون کوکب نے اپنے دلمین
کہا کہ یہ دشمن جانی ہے اس سے دوستی کرنا عین نادانی ہے کچھ سحر کرکے آزمانا چاہیے کہ حیرت
ہی یا نہین بس اُسنے ایک مالا موتیون کا نکالا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت اس مالے کو لیکر پہنیے
اور میرے ساتھ میرے ملک مین تشریف لیچلیے عمرو نے اس مالے کو لیکر جال الیاسی مین
رکھ لیا کوکب تو سمجھا تھا کہ جب یہ مالہ پہنے گی تو اسکے بدن مین آبلے پڑ جائینگے لیکن جب انھون
نے جال الیاسی مین رکھ لیا تو کوکب ٹھہر گیا پھر کوکب نے ایک پنجہ سحر کا پھینکا لیکن
عمرو نے اُس پنجہ پر بھی جال الیاسی مارا کہ وہ پنجہ غایب ہو گیا اب تو کوکب کو نہایت

درجہ اندیشہ پیدا ہوا اُسوقت خواجہ نے ہنسکر کہا کہ اسے کوکب مین حیرت نہین ہون عمرو
بن اُمیہ ضمری ہون اُسوقت کوکب ہنسا اور کہا خواجہ تمنے بڑا کمال کیا کہ جو حیرت بنکر آئے
اُسنے کہا کہ اب مجکو آپ ایک طاؤس سحر پر بٹھا کے گنبد جہان نما پر کہ جہان عشاق جادو
رہتا ہے بھیجد یجیے کوکب نے کچھ پتلے سحر کے اُسکے ساتھ کیے اور کچھ ورق اس طرح کے کہ
جیسے سامری اور جمشید کے ہوتے ہین اُنکو دیے اور کہا خواجہ جب تم وہان جاؤ گے تو
عشاق جادو اوراق سامری و جمشید کو ضرور دیکھے گا اسلیے کہ پہچانوں یہ حیرت ہے
یا نہین پھر تم اُسوقت اُن ورقون کو چالاکی سے بدل لینا یہ کہکر ایک طاؤس آتشین اپنے
بنایا اور اُسپر اُنکو سوار کیا اور وہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے اور اُنکو روانہ کیا چنانچہ وہ طاؤس
اُنکو لیے گنبد جمشید مین کہ جہان عشاق سبز رنگ رہتا تھا لایا اُنھون نے دیکھا کہ اس گنبد
مین تصویرین شاہان جہا کی نصب ہین اور شمع ہانڈیان چھاڑ کنول اُس نور کے + رو سینے
مہرو مہ جبین تنار + اُس مقام پر لگے ہین چنانچہ عشاق سبز رنگ نے جو حیرت کو دیکھا تو تعظیم
کر کے مسند مغرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کو منگایا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگا کہا ای ملکہ تم کیونکر
یہان آئین اُسنے کہا کہ اُستاد میرا جی آپ کے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اسلیے چلی آئی یہ عشاق
ملکہ حیرت پر مدت سے عاشق ہے لیکن بوجہ خوف افراسیاب کے کچھ نہین
کر سکتا تھا اب اُسنے دیکھا کہ یہ آپ سے آئی ہے اختلاط کرنے لگا اور کہا کہ شراب پیو عمرو نے
اُسکی آنکھ بچا کے جام شراب کو گریبان مین انڈیل لیا پھر یہ اُس سے باتین کرنے لگا اُن
باتین کرنے مین اسکو خیال آیا کہ ایسا نہو کہ عمرو حیرت کی صورت بنکر آیا ہو بس اُسنے وہ
صندوق کہ جسمین ورق سامری و جمشید کے تھے طلب کیا چار پتلے اُس صندوق کو اُٹھا کر
لائے عمرو نے دیکھا کہ مخمل کاشانی سے وہ صندوق منڈھا ہوا ہے اور جواہر اُسپر جڑا ہے بس
عشاق نے اُس صندوق کے پٹرے کو کھولا اُسمین ملکہ حیرت نے کہا کہ لاؤ مین تو دیکھون
یہ کہکر اُس صندوق پر جا گئی اور جھک کے دیکھنے لگی اُس دیکھنے مین سینہ کی آڑ
تو تھی ہی اُسنے وہ ورق کوکب کے دیے ہوئے رکھدیے اور وہ ورق جو اُسمین رکھے
تھے نکال لیے اور دوپٹہ مین چھپا کے زنبیل مین رکھ لیے اب عشاق نے اُن ورقونکو

نکالا اور اُسمین دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ یہ ملکہ حیرت جادو ہے بس اُسنے اور کچھ زیادہ نہین
دیکھا پھر اُن ورقون کو صندوق مین رکھدیا پُتلے وہ صندوق اُٹھا کے لیگئے اور عشاق
پھر حیرت نقلی سے باتین کرنے لگا اُس باتین کرنے مین عمرو نے اُسکی آنکھ بچا کے بیہوشی
شراب مین ملائی اور ایک جام اُسکا عشاق کو بھر کر دیا کہ وہ پی گیا لیکن اور ماجرا سُنیے کہ
وہان ملکہ حیرت نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو میری صورت بنکے
عشاق کے پاس گیا ہے اور اُسکو قتل کیا چاہتا ہی بس یہ طاؤس پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہوئی
اور جیسے ہی آکر گنبد کی دیوار پہ پہونچی ہی عمرو نے جو دیکھا تو دل سے کہا کہ بڑا غضب ہوا
کہ حیرت آگئی بس گھبرا کے یہ اُٹھا جیسے وہ دیوار کے نیچے اُتری ہی کہ اُسنے جال الیاسی
مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا عشاق تو نشۂ شراب مین بیہوش اور مدہوش
تھا اُسکو کچھ تمیز نیک و بد باقی نہین تھا یہ بھی گھبرا کر اُٹھا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت تم کہان گئی تھین
اُسنے کہا کہ مین تو کہین بھی نہین گئی چنانچہ وہ بیہوشی تو پی ہی چکا تھا دو قدم جیسے ہی چلا بیہوش
ہو کر گرا اور ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہی اور اکیلا اس گنبد مین رہتا ہی ملازم اُسکے سب بیرون گنبد
رہتے ہین عمرو نے جب یہ بیہوش ہوا تو اُسکو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے طاؤس پر سوار
ہو کر کوکب پاس ملک کوکبان مین آکے اور وہان عشاق کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین
اُسکی سوزن دیا پھر اُسکو ہوشیار کیا اُسنے جو دیکھا سامنے کوکب کو اور ملکہ حیرت کو
بیٹھے ہوئے پایا ازبسکہ زبان مین سوزن دیے ہوئے تھا اسوجہ سے کچھ نہین کر سکتا تھا کوکب
نے کہا ای عشاق چشم خود را وا کن و حال خود را تماشا کن دیکھا تو نے قدرت خداوند عالم کو
اسطرح تجکو گرفتار کیا ہی عشاق جواب کیا دیتا آخر کوکب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحر
گرداگرد آکے جمع ہوگئے اور اُسوقت ایک کڑھاؤ تیل کا گرم کرا کے جب خوب تیل کڑکڑایا تو
عشاق کو اُسمین ڈالدیا کہ وہ اسمین تل گیا صدائے دار و گیر کی بلند ہوئی آندھیان سیاہ
آئین بیرون نے غل مچایا بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور نیران جو کشتۂ سحر عشاق
تھی وہ زندہ ہوگئی لیکن اتنے دنون تک جو مری پڑی رہی تھی اسوجہ سے آنکھین بسان
نرگس شہلا تھین رنگ رخ متغیر صورت مین نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی کچھ دیر کے بعد اُسنے عالم

کیا اور وہان سے سوار ہو کر کوکب کے پاس آئی خواجہ یہان اصلی صورت بنے تھے اُنسے ملاقات کی کچھ دن خواجہ پاس رہی پھر وہان سے رخصت ہو کر مہرخ کی بارگاہ مین آئی عمرو نے یہان ملکہ حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اُسکے بھی سوزن دیا لیکن افراسیاب جادو کو اس بات کی خبر ہوئی کہ عمرو نے عشاق کو قتل کیا اور اب حیرت کو بارگاہ مین لا کر باندھا ہی اور قتل کیا چاہتا ہی بس افراسیاب اپنے مقام سے بغیظ و غضب تمام چلا اور بارگاہ مہرخ پر آکے ٹھرا یا دیکھا تو حیرت ستون بارگاہ سے بندھی ہی اور عمرو کوڑا لیکر کھڑا ہی افراسیاب نے نعرہ کیا کہ باش ماہم رسیدیم عمرو نے تو جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا اور افراسیاب جھوکڑا اگرا حیرت کو پنجہ مین داب کر لے اُڑا جتنے ساحر کہ وہان موجود تھے سب دنگ بیٹھے رہے جب حیرت کو افراسیاب لیگیا اُسنے حیرت کی زبان سے سوزن نکالی اور بارگاہ مین لاکر پہونچایا اور کہا ای ملکہ تم دیکھنا مین ان باغیون کو کیونکر قتل کرتا ہون حیرت رونے رونے لگی اور کہا ای شہنشاہ اب میری یہ عزت رہگئی ہے کہ لوگ مجھکو پکڑے جاتی ہین افراسیاب نے بہت کچھ اسکی دلداری کی پھر ظلمات کو چلا گیا یہان بعد لیجانے حیرت کے عمرو نے گلیم اُتاری اور مہرخ سے کہا ای ملکہ دیکھا تمنے کہ افراسیاب کس طرح لے گیا اب خدا وہ دن کرے کہ شہزادہ اسد رہا ہون اور افراسیاب کو مارین غرض اب سب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے انکو اس حال مین رکھیے لیکن اور حال سُنیے کہ غضنفر بن اسد جو برق بلا افگن کو قتل کر کے چلے تھے تو انکو ایک مقام پر باغ ملا یہ اندر اُس باغ کے گئے تو دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے بلبلین وہان کی باب پنجم گلستان کا سبق پڑھتی ہین قمریان حق سرہ کا دم بھرتی ہین درخت سب ہم رنگ طوبے ہین قامت یار کا نقشہ پیدا ہی سنبل تر زلف گرہ گیر معشوق کو شرماتی ہوا سرو آتی ہی نرگس بعینہ چشم یار ہی لالہ بادل داغدار ہی ساغر می کا لطف لالہ دکھاتا جام بادہ تر ہوت سے لبریز نظر آتا ہی انگور کی دار بست کا عجب بندوبست ہی تاک لگائے انکی مے پرست ہی نہرین جاری ہین بگلے اور قرقرے و مرغابی کنارے نہرون کے بیٹھے خوشی سے کلکیل کرتے ہین فوارے ساون بھادون کے نام سے چھوٹ رہے ہین سامنے ایک بارہ دری مصفا بہتر از روے حور و پری جواہر جڑی شمیر پر نور کی تصویر ہی پردے زنبوری بندھے ہوے

رہیں اندر اُس بارہ دری کے فرش مصفا بچھا ہے چھپرکھٹ مرصع نگا بچھا ہے گلدستے گلزار ارم کو ہنستے رکھے ہیں کھڑیاں کوتوں پر چڑھی ہیں جھاڑ کنول شیشہ آلات تمام اُسمیں آراستہ ہیں کہ ابیات

زمین کا کروں واں کی کیا میں بیاں
کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیاں
بنی سنگ مرمر سے جو پیڑ کی نہر
گئی چار سو اسکے بالی کی نہر
قرینہ سے گرد اُسکے سرو سہی
لب اک طرف دور اُس سے سیڑھی بھی
کہوں کیا میں کیفیت دار و بست
لگائے رہیں تاک واں ہو بہت
زمرد کے مانند سبزہ کا رنگ
روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ
روش کی صفائی پہ بے اختیار
گل اشرفی نے کیا زر نثار
لیے ہاتھ میں پنکھے مالنیں
چمن کو لگیں دیکھنے بھالنیں
وہ کیلوں کی اور مولسریوں کی چھاؤں
کھڑی جابجا اسمیں لچکا اون
خوشی سے گلوں پر سدا بلبلیں
تعشق کی آپسمیں باتیں کریں
صبا جا بجا ڈھیریاں کرکے پھول
پڑے ہر طرف مولسریوں کے پھول
عمارت کی خوبی درونکی وہ شان
لگے جسمیں زر لفت کی سائبان
چھتیں اور پردے بندھے زرنگار
دروں پر کھڑی دست بستہ بہار
کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا
کوئی زہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوریاں سربسر
کہ مہ کا بندھا جسمیں تار نظر
صفونکا تماشا تھا آنکھوں کا جال
نگہ کو وہاں سے گذرنا محال
سنہری مخرق چھتیں سائبان
وہ دیوار اور در کی گلکاریاں
دیے ہر طرف آئینے جو لگا
گیا جو گیا لطف اُسمیں سما
وہ مخمل کا فرش اُسکا ستھرا کہیں
بڑے جسکے آگے نہ لیے ہوس
رہیں کھلے اسمیں روشن مدام
معطر شب و روز جس سے مشام
چھپرکھٹ مرصع کا ڈالا ان میں
جھمکتا تھا اسطرح ہر آن میں
صدا قمروں کی لبطوں کا وہ شور
درختوں پہ بگلے منڈیروں پہ مور

شہزادہ غضنفر حیران کار کہ الٰہی یہ کس بادشاہ کا باغ ہے جسمیں خوبی کا روشن چراغ ہے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے تو اُنھوں نے دیکھا کہ ایک مہ پارہ غزال صحراے رعنائی طاؤس دشت زیبائی ماتھے پر اسکے افشاں چنی ہوئی آسمان خوبی کے تارے چھٹکے ہوئے مسی لبوں پر لیے ہوئے شام حسن کی کیفیت دکھائی لالی اُسپر شفق پھولی ہوئی زلف چلبیا ناگن آنکھوں سے نرگس بیمار میں بادام بے مغز ہے جو آنکھ ملاتا ہے تیر مژہ سے دل چھیدا جاتا ہے چتوں میں اُسکے شوخی و شرارت بھری رخساروں پر شمس و قمر قربان گل خورشید ایسا کہاں لب پر نزاکت سے رنگ پان گراں دہن تنگ کا خندہ کھلنا دشوار ہے نکتہ موہوم ہے غنچہ ہے یا میم حسن کا اسرار ہے لب لعلین سے

عقیق یمنی خون جگر کھائے غنچے کی زبان انکو دیکھکر لال ہو جائے گلا نور کے سانچے مین ڈھلا چاہ ذقن
مین دل عشاق ڈوبا ہوا سینہ وہ سینہ کہ حسن صفا اسپر قربان شجر طور پر نور کے پھل جان لگے
دیکھے سے بشکل دریائے حسن کے دو حباب لطافت اور خوبی مین لاجواب نرالا دربائین

اسکی شاخ طوبی سے سراسر معمور شمع محفل حسن جمال کف پا خلخ لال

اک الف نور کا ہی وہ رخشان مین کھنچا
لب ہی وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے
سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالی ہین ابھار
و یہ گلدستہ لب نام دھرے ہین گویا
ایسی رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل
رنگ لانے کی غضب طبع مین رنگینی ہے

گوش وہ گوش کہ مین کان جواہر سے سوا
دانت وہ دانت کہ ہیرے کی کنی خم کرے
ٹوپیان بازو پہ رکھی ہین یا ہین شکار
منقلب لب لغز کے یا جام دھرے ہین گویا
نازک ایسی ہے کمر چلنے مین سو کھائے بل
دور ابھی نام خدا دھیان پر خود بینی ہے

اسطرح چہرہ تابان مین ہر طرح کی ضیا
آئینہ گرد ہے رخسار نے پائی وہ صفا
جان سو جان سے ہر خوش لبستان ستا
پا ہوئے قمقمے دو نور کے یہ شکل کہا
ہر سراپا جو قیامت تو ہے آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل جو بل
غضنفر اس حور جنت کو دیکھکر غش

کر گیا اس نازنین نے گلاب اسکے منہ پر چھڑکا کہ اسکو ہوش آیا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا مسکرا کے ناز و انداز دکھا کے
لمر کوے کا عالم دکھاتی چلی اور غضنفر کو بارہ دری مین لا کے مسند پر بٹھایا کشتی شراب کی طلب کی
جام مے ارغوانی سے بھرا اور تیخہ خانہ آلود رشک تیخۂ آفتاب پر رکھکر دیا غضنفر نے کہا کہ ای ملکہ میت لگ شاہی
ترا آخر چہ نام است ✽ و گر ماہی ترا منزل کدام است ✽ اسنے ہنسکر کہا کہ مین ملکہ سرخ موسے
کاکل کشا کی بیٹی ہون میرا نام سلطان عنبرین مو ہے اور مین بسبب اپنی مان کے مطیع اسلام ہون
یہ سنتا تھا کہ غضنفر نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ شروع ہوا ایام چل نکلا باتین محبت
آمیز ہونے لگین تنہزادہ سنگلے مین ہاتھ ڈالدیے اور ملکہ کے بوسے لیے ملکہ کا شرم سے عجب حال ہوا پسینہ
آگیا شرما کر سر جھکا لیا کنیزین دُر در گوش مرصع پوش وہان حاضر تھین طوائفین رشک زہرہ اور خوش
گلو فن رقص سے ماہر تھین وہ گانے لگین سما بندھ گیا ملکہ سلطان عنبرین مو اشکال جادو
ایک ساحر ہے اُس سے منگنی ہوئی ہے چنانچہ ایک کنیز نے یہان سے جاکر اُس سے کہا کہ ای اشکال ایک شہزادہ
باغ مین ملکہ سلطان عنبرین مو کے آیا ہے اور بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اشکال غصہ مین آکر وہان سے
چلا اشکال ملک یاقوت رنگ مین رہتا ہے کہ وہ ملک بھی یہان سے چند فرسخ پر ہے چنانچہ وہ بغضب
تمام یہان آکر پہونچا اور اُسنے آتے ہی للکارا کہ ای باش او خیرہ سر یہ تو میرے معشوق سے کیون سرگرم اختلاط ہے

غضنفر اسکے للکارنے پر تیغہ ٹیک کر اُٹھے اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ ملکہ سلطان عنبرین مو کا دم
نکل لیا جب ملکہ کا دم نکل چکا تو وہ ساحر پر پرواز پیدا کر کے اُڑ گیا اور غضنفر اسکی فکر مین مرکب پر
سوار ہوکے چلے لیکن اشکال جادو و ملک یاقوت رنگ مین آکر وہ ملک سرخ موے کاکل کشا
کا ہی تمام ساحر جو وہان رہتے ہین انکو قتل کرنا شروع کیا دو ساحر وہان سے بھاگے اور ملکہ سرخ موے
کاکل کشا کے پاس آئے اُسنے اُنکو دیکھا کہا کہ ارے کیا ہوا اُنھون نے کہا کہ اے ملکہ اشکال
جادو نے تمام ملک تہ تیغ کیا ہو اور آفت برپا کر رکھی ہے چنانچہ ہمنے قلعہ بند کر لیا ہے اب آپ تشریف
لیچلین نہین تو قلعہ لٹ جائے گا سرخ موے کاکل کشا وہان سے بیقرار ہوکر روانہ ہوئی
اسکو راہ مین غضنفر ملے انکو ہمراہ لیکر یہ چلی انکو تو جانے دیجئے لیکن اور ماجراے تازہ سنیے
کہ افراسیاب جادو ایک روز سیر کرنے ملکہ یاقوت گلال چشم کہ جو شاگردہ آفات چہار دست
ہی اُسکے یہان گیا یاقوت نے تعظیم و استقبال کیا اور مسند پر تکلف پر بٹھایا سامان عیش و نشاط مہیا
کیا شراب وکباب منگایا سامنے بادشاہ کے ناچ ہونے لگا اور گلال چشم نے پوچھا کہ ای شہنشاہ مزاج
کیسا ہی اور آج کس طرف بھول پڑے افراسیاب نے کہا کہ ملکہ ان دنا شب و روز تردد مین بسر
ہوتی ہے آج میرا جی تمھارے دیکھنے کو چاہا اسوجہ سے اسطرف چلا آیا یاقوت نے کہا کہ زہے نصیب
میرے جو آپکو میری یاد آئی ورنہ آپنے تو اپنی سنگیتر ملکہ لعل سخندان کی خبر نہ لی اور وہ ملکہ آجتک بیکار
بیٹھی رہی افراسیاب نے کہا کہ حقیقت مین مجھسے غلطی ہوئی اور ای ملکہ آج کل چند ساحر باغی ہو گئے
ہین یعنی مہرخ و بہار اور جتنے کہ ساحر ہین ان سب کا نام اسنے بتایا بس اُنکی لڑائی کی وجہ سی مجھکو خیال
لعل سخندان کا نہ رہا ملکہ یاقوت نے کہا کہ مہرخ وغیرہ آخر کسکے بھروسہ پر لڑتی ہین افراسیاب
نے کہا کہ عمرو اور برق اور قران اور جانسوز اور ضرغام لشکر اسلام سے یہان آکر داخل ہوئے
ہین اور شہزادہ اسد اور بدیع الزمان کو جو قید کیا ہی یہ سب حال تمام و کمال داخلہ عیاران کا اسنے
بیان کیا یاقوت نے کہا کہ ای شہنشاہ بہار و مہرخ وغیرہ کی یہ طاقت اور لیاقت ہوئی کہ آپسے مقابلہ
کرتی ہین افراسیاب نے کہا کہ ای ملکہ اتنو بہار نے آفتین برپا کر رکھی ہین اسیطرح بہت تعریف
سحر بہار کی افراسیاب نے کی یاقوت نے کہا کہ اب اسمین بھی اشتیاق ہوا کہ لشکر حیرت
مین جاکر اُنسے مقابلہ کر کے سحر بہار وغیرہ کا دیکھین القصہ بڑی دیر تک افراسیاب وہان بیٹھا

صحبت مے نوشی رہی پھر وہان سے رخصت ہوکر باغ سیب مین آیا اور ایک نامہ ملکہ حیرت کو
لکھا کہ ملکہ یاقوت گلال چشم شاگردہ آفات چہار دست تمھارے پاس آتی ہین اُنکی بڑی
تعظیم کرنا یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر پاس ملکہ حیرت جادو کے گیا ملکہ نامہ پڑھکر تخت سحر پر سوار
ہوکر استقبال کو گئی اور طبل شادمانی بجواتی ہوئی لشکر مین آئی اور یاقوت کو بڑی عزت سے
لاکر داخل بارگاہ کیا یہ آکر دنگل پر بیٹھی حیرت نے بھی سب کیفیت لڑائی کی بیان کی
اور کہا عیارون نے ناک مین دم کیا ہے کہ ہر وقت وہ دربار مین رہتے ہین کوئی فراش
اور کوئی خدمتگار بنے رہتے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہین ملکہ یاقوت گلال چشم نے
اُسوقت اپنے جوڑے سے ایک حباب نکال کر زمین پر مارا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ
حباب بڑھکر ایک گنبد کلان ہو گیا اور اُسنے کہا کہ یہ زندان خانہ مین نے لشکر حریف
کے لیے بنایا ہے اسمین ان سب کو بند کرونگی پھر ایک صندوقچہ اُسنے منگایا اور اُسے کھولا
جو اُسمین سے ایک پتلی سونے کی نکلی اور بڑھکر مثل زن حسینا و جمیلہ ہو گئی اور اُسنے یاقوت
کو سلام کیا اور عرض کیا ای ملکہ جو کچھ آپ ارشاد فرمائین بجالاؤن یاقوت نے کہا کہ تو ان
لوگون کو جو یہان بیٹھے ہین پہچانتی ہے اُسنے حیرت جادو کو بھی سلام کیا اور سرمایہ
اور ابریق جو جو کہ وہان موجود تھے سب کے نام فردا فردا بتائے اتفاقاً برق فرنگی اور جانسوز
اور ضرغام صورت بدلے ہوئے یہان کھڑے تھے پتلی نے انکا نام بھی بتایا
اور کہا کہ فلان فلان عیار یہان کھڑے ہین اُسوقت برق نے یاقوت کو بڑھکر سلام
کیا اور کہا کہ ہم بھی واسطے دیکھنے آپکے حاضر ہوئے ہین یہ کہکر چند پھول ہاتھ پر
رکھکر نذر دی اور کہا مصرع

برگ سبز است تحفہ درویش ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف ؎ یاقوت نے ہنسکر وہ
پھول لے لیے قاعدہ ہے کہ جب کوئی پھول پاتا ہے تو اُسکو سونگھتا ہے کیونکہ وہ بنے ہی اسی کام
کے ہین یاقوت نے بھی اُسکو سونگھا اور بیہوش ہو گئی حیرت نے ہوشیار کر دیا ق
نے بہت تسلیم کی اور کہا ای ملکہ جو کام کہ ہم کرتے ہین وہ آپ کو دکھلا دیا یاقوت یا تو خفیف
تھی یا تو اُسکی باتون پر ہنس پڑی اور کہا اے برق تو نے بہت خوب عیاری کی اچھا جب

حال مہرخ و بہار وغیرہ بھی بیان کر اور اُن سے کہدینا کہ ملکہ یاقوت گلال چشم آئی ہیں
سب کو اس حباب میں بیہوش کرینگی برق نے کہا آپ جانیے اور ملکہ مہرخ جانیں
لیکن مجکو اس عیاری کا کچھ انعام دیجیے کسلیے کہ ہم کیا یاد کرینگے کہ اتنی بڑی شہزادی نامی گرامی
یہاں آئی تھیں مگر ہمکو کچھ عنایت نہ فرمایا یاقوت نے پچاس پچاس روپے عیاروں کو
انعام میں دیے اور رخصت کیا اور دوسری پتلی اُس صندوقچہ سے نکالی کہ وہ بھی اسیطرح
عورت بنی اور اُسنے بھی حیرت اور یاقوت وغیرہ کو تسلیم کی اور کہا اگر حکم ہو تو میں جا کے
کل لشکر مہرخ کا غارت کردوں یاقوت نے کہا ابھی نہیں کل پرسوں میں تجکو لڑنے کیلیے
بھیجونگی پھر یاقوت نے تیسری پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر شکل زن حسینہ و جمیلہ کے ہوگئی اُسنے
بھی کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو میں عمرو کو پکڑ لاؤں یاقوت نے کہا کہ ابھی نہیں پھر میں سمجھ لونگی یہ
کہکے چوتھی پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر شکل ایک عورت خوبصورت کی ہوگئی اُسنے حیرت کو
سلام کرکے کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو میں طبقہ اُلٹ دوں غرض کہ تین پتلیاں یاقوت نے
پھر صندوقچہ میں بند کردیں اور ایک پتلی کو رکھ لیا اور کہا کہ صرف یہی سبکی گرفتاری کو
کافی ہے پھر برق وغیرہ عیاروں سے کہا کہ اب جاؤ سب ہمارا حال مہرخ سے کہدینا
برق وغیرہ عیار بارگاہ مہرخ میں آئے اور یہاں طائران سحر نے خبریں مہرخ
کو پہونچائی تھیں لشکر میں تلاطم ہو رہا تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یاقوت گلال چشم آئی ہے
یہ ساحرہ بڑی زبردست ہے غرض کہ عیار یہاں آکر پہونچے اور انھوں نے کل ماجرا
گلال چشم کا مہرخ سے بیان کیا اور روپے بھی انعام کے دکھائے
عمرو بیٹھا ہوا تھا اسکے منہ میں پانی بھر آیا اور اُسنے کہا کہ ہمارا حصہ نہیں ہے اب ہم
تم سب سے زیادہ لاتے ہیں اور اُٹھکر چلا مہرخ نے کہا خواجہ وہاں نہ جاؤ وہ بڑی زبردست
ہے جیسا اُسنے کہا ہے وہی ہوگا ہمسے کسی سے کچھ نہو سکے گا اور وہ اُس حباب میں سب کو
بند کرلیگی کسلیے کہ وہ شاگرد وہ آفات چہاردست کی ہے عمرو نے کہا کہ کچھ پروا نہیں
میں ضرور جاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوئے یہاں یاقوت بیٹھی ہے کہ خواجہ نے
ایک کاونٹ کی شکل اپنی بنائی پاجامہ شروع کا پہنا جامہ گلے میں ڈالا اور ایک ڈھولک

بجاسار کی لکڑی کی کہ جسکے اندر بیہوشی بھری تھی لیکے بارگاہ حیرت مین آئے دربانون سے کہاکہ ہماری خبر کردو کہ ایک کلاونت آیا ہی اُنھون نے جاکے حیرت سے عرض کیا یاقوت نے کہا کہ بلالو لوگ اُنکو بلا کے لیگئے سب نے دیکھا کہ لباس مین پیوند لگے مین مشروع کے پاپجامہ کا تانا اُڑگیا ہو بانا باقی ہی ڈھولک گلے مین ڈالے ہی کلاونت نے آکر سلام کیا اور دعا دی کہ چراغ سامری و جمشید روشن رہے عالی عالی مراتب ہون ملکہ نے اس سے کہاکہ اے کلاونت ہمکو محظوظ کر کہ ہم تجکو بہت سا کچھ انعام دین کلاونت نے کہاکہ حضور یہ ڈھولک بجاسار کی لکڑی کی ہے مین نے بنائی ہی اوندھی خوب بجتی ہی اسکو آپ بجائین تو مین گاؤن ذرا ملاحظہ فرمایئے ایسی ڈھولکین بھی کم دیکھنے مین آئی ہونگی یاقوت نے ڈھولک اُس سے لیکر کڑیان اُسکی درست کرکے اُسکے پورے پر ہاتھ بجانے کے لیے لگایا جیسے ہی ہاتھ لگایا اُسمین سے بیہوشی کا غبار نکلا اور چمک شعلہ کی ایسی ہوئی اور حیرت اور ملکہ یاقوت گلال چشم اور اور ساحر جو گرد و پیش مین قریب تر بیٹھے تھے چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے مگر وہ بجلی جو ملکہ یاقوت نے نکالی تھی اُسنے یہ ماجرا دیکھا تو منہ سے اوفت جو کیا تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا عمرو چپکا کھڑا رہا اس عرصہ مین اور ملازم وغیرہ جو آئے اور سبکو بیہوش پایا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور بجلی نے وہ تاریکی دفع کی اُسوقت عمرو نے ملکہ یاقوت کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم قدردانی حضور کے ہاتھ ہیچ فرمایئے کہ یہ کیسی عیاری مین نے کی میرے شاگردون کو حضور نے انعام دیا اب مین بھی امیدوار ہون کہ مجھے بھی عنایت فرمایئے یاقوت نے کہاکہ حقیقت مین تم لوگ بڑے زبردست ہو اور عیار ہو تو ایسا ہو کہ یہ کہکر سو روپیے اُسنے عمرو کو انعام مین دیے عمرو بھی وہانسے رخصت ہوکر بارگاہ مہرخ مین آیا لیکن جب وہ زمانہ آیا کہ آہوے فلک صحرائی آسمان سے غار مغرب مین گیا اور سرا پردۂ مغرب مین ساحر فلک نے نزول کیا اشعار

چھپاون مہر نے رخصت طلب کی
نظر مین پھر گئی تصویر شب کی
جبین شام پھولی ہر طرف سے
چلے مشتاق اپنی اپنی صف کی

ملکہ یاقوت گلال چشم نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر ملکہ مہرخ سحر چشم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بزبان فصیح اس طرح دعا دینے لگے نظم

یا الٰہی جو یہ تیرا ہے چراغ دولت
مسند جاہ کی جسپر ہے تجھے تیری تو شک
کاتب دست قضا شکل عدو کی ہے ہر

تا ابد اُس سے منور رہے قندیل فلک
جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر
صفحۂ ہستی سے جون حرف غلط کر دے

تا قیامت ہو مسجود خلائق و محک
اُسکی تمثال کبھی ہو نہ پلٹے منفک
ملکہ یاقوت گلال چشم نے

طبل جنگ بجوایا باقی خیریت ہے یہ خبر سُنکے سب عیار تو جنگل کو چلے گئے اور مہرخ سحر چشم نے نقیبوں کو بجایا طبل اور نقارے بجنے لگے صداے طبل نہ تھی صداے کوس رحیل تھی مگر بہادران اور منچلے سحر کی تیاریاں کرنے لگے مریخ سا جادوگر اور زہرہ سی جادوگرنی آج فلک پیر کانپتی تھی گلستان سحر پھلا پھولا تھا کڑھائیاں شیخ سدو کی ہوتی تھیں کلوا بیرون نار سنگھ کی پکار تھی کالی لونا چماری دھنتر وغیرہ کو بھینٹ دیے جاتے تھے بنگالی کانور و دیس کے ساحر اگیار کر رہے تھے ڈھرو بجتا تھا شب بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ رات مثل دہان تنگ معشوق کے آنکھوں سے پنہان ہوئی اور ستارے سب مردہ ہوے اشعار

کہ جب اُس شب نے مُنہ اپنا چھپایا
کہ جسمین کچھ سیاہی بھی ملی تھی
کہیں پھیلی کہیں سمٹی اُبھر کر

دم آغاز حسن صبح آیا
بشکل عکس زلف و نور رخسار
کہ جیسے گوشۂ دامان دلبر

وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
بہم ہو کے بڑھی جیسے کبھی ہار
صبح کو ملکہ مہرخ سحر چشم

اپنا لشکر لیکر جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی مگر بڑے تجمل و احتشام سے یہ لشکر چلا ہے اشعار

ز بس تخت فیروزہ بر پشت پیل
ہمہ یارہ و افسر ہمہ تخت و تاج
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
زمین دل برآورد گفتی ز جاے
سپہبد بر و پاے روئینہ خم

درخشان بگردار دریاے نیل
ہمہ افسر پیلبانان و زر
کہ اندر جہان آن ندیدست کس
پر از خاک شد چشم کام و سپہر
خروشش آمدہ نالہ گاو دُم

ز پیلان و آرایش تخت عاج
ہمہ طوق و زرین و زرین کمر
خروشیدن زنگ و ہندی درآے
تو گفتی بہ فیر اندر اندود چہر
غرض یہ میدان مین جا کے

سب پہونچے اور صف لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف سے ملکہ یاقوت گلال چشم مع حیرت جادو کے سوار ہو کر گھنٹ اور ناقوس بجواتی ہوئی میدان مین آئی فوج نے اُسکی بھی پرا جمایا نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُس وقت ملکہ یاقوت گلال چشم نے وہی تیلی جو نکالی تھی اُسکو حکم دیا کہ جا مہرخ اور بہار وغیرہ کو پکڑ لا

وہ پتلی چمک کر میدان مین آئی اور اُسنے پکارا کہ اے مہرخ مین اور کسیکو نہین جانتی سوا اسکے کہ تو
میرے سامنے آ کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کرنہ دم گاؤ دم نقارون کی بلند ہوئی اور مہرخ
اپنا تخت بڑھا کر سامنے اُس زن سحر کے آئی اُس زن سحر نے گردن اسکی جست کر کے پکڑی
اُسوقت مہرخ کو ایک عالم محویت تھا کچھ اُس سے نہو سکا اور اُس پتلی نے مہرخ کو اُسی
گنبد مین بند کر دیا یعنی یاقوت نے سحر کیا اُس گنبد کا در کھلا اُسمین مہرخ کو بند کیا یہ
ماجرا دیکھکر ملکہ بہار اور باغبان قدرت گلچین یہ تینون تو اُڑ کر کسی طرف کو چلے گئے اور
زلزلہ جادو نے زمین مین غرق ہو کر طلاب زمین کو جنبش دی پتلی نے ناریل زمین پر مارا کہ وہ
سخت ہونے لگی زلزلہ تڑپ کر نکل آئی پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑ کر گنبد مین بند کر دیا پھر ملکہ
مشکین مو کاکل کشا نے اپنی کاکل کو کھولا کہ ستارے اُسمین سے گرے لیکن پتلی نے
اُف جو کیا ایک آفتاب نکل آیا وہ ستارے ماند ہو گئے پھر پتلی نے اُسکی بھی گردن پکڑ کر اُسی
گنبد مین بند کیا پھر ہلال سحر افگن نے طوق اپنا گلے سے کھینچکر مارا پتلی نے ایک دستک دی کہ
طوق پلٹ کر پھر ہلال ہی کے گردن مین پڑ گیا اُس پتلی نے اُسکی بھی گردن پکڑ کر اُس گنبد مین بند
کیا پھر رعد نے آکر چیخ ماری اور برق جادو چمک کر کڑکڑا کر اُسپر گری لیکن پتلی کو نہ رعد کے چیخنے کا
کچھ اثر ہوا اور نہ برق اُسکو کاٹ سکی اور اُسنے ایک جال سحر کا برق پر مارا کہ وہ اُسمین پھنسی
اور رعد جادو کی گردن پکڑ کر اُسنے ان دونون کو اسی گنبد مین بند کیا اب تو جتنے سردار
نامی اور نامور تھے وہ سب اسکے سامنے یکے بعد دیگرے آئے مگر سب گرفتار ہوئے اُسوقت
بقیہ لشکر وہ قلعہ کہ جو معمار نے بنایا ہے اُسمین چلا گیا اور گلال چشم اور حیرت اپنا لشکر
لیکر پھرین لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ دونون بارگاہ مین آکر ناچ دیکھنے لگین اور حیرت
نے عرضی اس حال کی افراسیاب کو لکھی کہ ملکہ یاقوت نے سب باغیون کو گنبد
سحر مین بند کیا ہے یہ عرضی ایک عقاب کو دیکھکر بھیجی اور حیرت نے کہا کہ اب عیار باقی ہین ملکہ
یاقوت نے اُس پتلی سے کہا کہ جا عیارون کو پکڑ لا پتلی یہان سے روانہ ہوئی برق اور
ضرغام و جانسوز یہ تینون ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھے تھے کہ پتلی آکر پہونچی اور اُسنے کہا کہ اے
عیارو جلو کہ تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عیارون سے کچھ بن نہ آیا پتلی کے ساتھ بارگاہ مین حیرت کے آئے

پتلی نے ان تینون کو بھی اُسی گنبد مین بند کیا اب یاقوت پھر اُس زن بحر سے حکم دیا کہ عمرو کو بھی
جا کے پکڑ لاؤ وہ روانہ ہوئی یہان عمرو نے ایک درہ کوہ مین صورت اپنی لوناچماری کی ایسی
بنائی بال سر پر جھار جھنکار آنکھین لال لال جیسے دو طاس خون ماتھے پر سیور کی تصویر کانون مین
چھڑیان پڑین دانت مثل دندان فیل کے باہر بڑے بڑے نکلے ہوئے تھے تہمد کھاروے
کی باندھے چھاتیون کے تکے لٹکتے جیسے انیر پڑے ہوئے جیسے بیگن اپلا ہوتا ہے ایک جھولا
اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے یہ وہان بیٹھا ہڈیون کھوپریون کے ہار پیاز لہسن کی گٹھیان
گلے مین ڈالے تھا اور مہتر قران جوگی بنکے یعنی ایک لنگوٹ باندھکر ہاتھ مین لوہے کا کڑا ڈالکر
کانون مین کنڈل بالون مین کھڑاون کھو چندن کی جسم مین لگا کے سر پر عمرو کے رومال جھلنے لگا
اور چالاک بن عمرو کو عمرو کی صورت بنا کے مشکین باندھ کے اُسی مقام پر ڈالدیا اُس
عرصہ مین وہ پتلی آئی اور اُسنے کہا کہ لاؤ عمرو کو مجھے دو عمرو نے اُس پتلی کو اور ملکہ یاقوت دونو
کو گالیان دینا شروع کین اور کہا کہ اُس قحبہ مال زادی بیسوا چھنال یاقوت سے جا کر
کہدے کہ لوناچماری آئی ہین اور تجھے بلاتی ہین اُس پتلی نے اُسکا کہنا نہ سنا اور عمرو پر حملہ کیا عمرو
نے منڈھی کو حضرت دانیال علیہ السلام کی نکال کر استادہ کیا کہ وہ پتلی اُس منڈھی مین آکر الٹی
لٹک گئی جب اُس پتلی کو عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم نے دوسری پتلی بھیجی اُسنے آکر جو
دیکھا تو پتلی کو الٹا لٹکے ہوئے پایا پس یہ بھی غصہ مین آگئی عمرو پر حملہ آور ہوئی جب منڈھی کے اندر پہونچی
یہ بھی اُلٹی لٹک گئی جب اسکو بھی عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم تیسری پتلی کو بھیجا وہ جو آئی
اور اُسنے ان دونون پتلیون کو لٹکتے ہوئے دیکھا پس وہ بھی عمرو پر غصہ کر کے چلی جب اندر
منڈھی کے آئی اُلٹی لٹک گئی اسی مرتبہ چوتھی پتلی کو یاقوت گلال چشم نے بھیجا وہ بھی آکر اُلٹی
منڈھی مین اُلٹی آویزان ہوئی اب عمرو نے تخت زبرجد شاہ کا نکالا اور اُسپر سوار ہوا
قران کو بھی اسی طرح سے اُسپر سوار کر لیا اور چالاک جو عمرو بنا تھا اُسکو بھی آگے ڈال لیا
اور اُس منڈھی کو تخت پر قائم کر کے تخت کو اُڑایا اور سامنے بارگاہ حیرت کے آیا اور نعرہ کیا
کہ مین لوناچماری حیرت اور یاقوت گھبرا کر باہر نکل آئین عمرو نے یاقوت کو ڈانٹا کہ کیون
او قحبہ یہ تو نے سحر کی پتلیون کو ہمپر بھیجا تھا اُسنے عرض کی کہ میری کیا مجال ہے جو آپ پر انکو بھیجتی

عمرو نے ایسا اُسکو گھر کا اور ڈانٹا کہ یہ رونے لگی اور عمرو نے تخت اپنا زمین پر اُتارا اور لیجا کے
پاس آؤ تو ہم کچھ سحر تعلیم کرین اور عمرو کو ہمنے پکڑ لیا ہے دیکھو یہ موجود ہے یاقوت یہ سنکے تسلیمین
کرتی ہوئی اندر منڈھی کے گئی اور اُسوقت افراسیاب بھی اور یہ سب پونچا اُسکا کرتے ہین اور
یاقوت شاگردہ آفات چہاردست ہے چنانچہ آفات چہاردست نے کتاب سامری مین
اِس حال کو دیکھا کیونکہ وہ ہر روز بلاناغہ مثل تلاوت قرآن اُسکو ثواب سمجھکر ہر روز پڑھتی ہی
چنانچہ آج جو اُسنے پڑھا تو اِس حال کو دیکھا کہ عمرو لونا چماری بنا ہوا حیرت کے پاس گیا ہے
اور اُسنے تیلیون کو یاقوت کی گرفتار کرلیا ہے بس اُسنے ایک نامہ لکھکر ایک تیلی کو دیا کہ وہ
لیکر افراسیاب کے پاس آیا نامہ مین مضمون یہ تھا کہ ای افراسیاب بدان و آگاہ باش کہ یہ
لونا چماری نہین ہے یہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہے خبردار اِسکو پکڑ لینا ورنہ دغا پائیگا چنانچہ وہ تیلی
جب نامہ لیکر افراسیاب کے پاس آیا تو عمرو بھی کچھ سمجھ گیا بس اُسنے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن
اُمیہ ضمری یاقوت جو منڈھی مین کھڑی تھی اُسنے چاہا کہ مین سحر کرکے پکڑلون خاصہ منڈھی
یہ ہے کہ جو کوئی ارادہ بدی کا خواجہ سے کرے وہ اُسمین لٹک جاتا ہے بس جب اُسنے سحر کا قصد
کیا یہ بھی اُلٹی لٹک گئی اب افراسیاب اور حیرت و سرمایہ و ابرق ساحرون نے گولے فولادی
مارے آگ برسائی بجلیان گرائین پتھر بڑے بڑے منڈھی پر گرائے مگر کچھ اثر نہوا اور وہ منڈھی
اُڑتی ہوئی ایک طرف کو روانہ ہوئی یہانتک کہ درۂ کوہ مین آگر عمرو نے یاقوت سے سوال
اسلام کیا یعنی کہا کہ ای ملکہ کیا کہتی ہو شناخت مین پروردگار عالم کی کیونکہ ایسا پروردگار وہ ہے کہ
جسنے صفحۂ خاک کو انسانون سے رونق دی اور ورق افلاک کو ستارون سے زینت بخشی ابیات

جہان اُسنے یک کن سے پیدا کیا
کہ جسنے کیا کن مین کون و مکان
وہ ہے مالک ملک دنیا و دین

مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
دیا عقل و ادراک اُسنے ہمین
ہے قبضہ مین اُسکے زمان و زمین

وہ معبود یکتا خدائے جہان
کیا خاک سے پاک اُسنے ہمین

یاقوت گلال چشم نے کہا کہ
لاکھ جانین میری نقش پائے جمشید و سامری پر سے فدا ہین عمرو نے یہ سنکے اُسکو ذبح کرڈالا
صدائے گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ملکہ یاقوت گلال چشم جادو
بود مرنے سے اُسکے اندھیرا ہو گیا اور وہ گنبد جسمین سب قید تھے ٹوٹ گیا اور جتنے کہ ساحر اُسمین

قید تھے وہ سب چھوٹ گئے اور لشکر حیرت پر گرے صدہا جادوگرون کو قتل کر کے اپنی اپنی بارگاہون مین آئے اور وہ لشکر جو قلعہ مین چلا گیا تھا وہ بھی نکل کر باہر آ کے اترا کارسازی لشکر کی ہونے لگی اور عمرو اور سب عیار بھی آئے اور عمرو نے وہ تعویذ دیا ہوا کوکب کا زبان کے نیچے رکھا لڑکا بچہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا لیگیا وہان اسوقت جمشید بن کوکب بھی آیا ہوا تھا اسنے کہا کہ لشکر امیر مین ملکہ جام جادو آجکل لڑ رہی ہین عمرو نے کہا کہ ای جمشید تم مجکو بھی لشکر حمزہ مین پہونچا دو جمشید نے زبردست جادو کو حکم دیا کہ انکو لیجاؤ چنانچہ زبردست جادو و نرگس جادو اور ہنگامہ پرداز جادو عمرو کو لیکر روانہ ہوئے اور لا لشکر حمزہ صاحبقران مین چھوڑ دیا یہان شام کو جب وہ زمانہ آیا کہ دریائے فلک مین حباب سیارگان ابھرے اور چادر زمین سیاہی شب سے متلی ہوئی

کہ ناگہ حدت خورشید روشن
بڑھی غربت مین جیسے نبض بیمار
جو تھی سوئے زمین افتادہ دامن
گئی جسطرح تقدیر گنہگار

شام کو طبل جنگ لقا کے یہان ہمان جادو نے بجوایا ہر کارون نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر دعائے و ثنائے شاہنشاہی کو ادا کیا اشعار

تا زیر آسمان ہو زمانے مین صبح و شام
بدخواہ کے نصیب ہو روز خوش کبھو
اپنی ہی یہ جناب الٰہی سے آرزو
روشن ہو بزم دوست کا ہر شب چراغ عیش

اسوقت طبل جنگ بجا ہے باقی خیریت ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارے پر چوب پڑی صدا اسکی تمام عالم مین پھیلی دربار برخاست ہوا آلات حرب و ضرب کی تیاری ہونے لگی تلوارین چرخ پر چڑھائی گئین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی خنجر جان ستان کی چمک نگاہون کو خیرہ کرتی تھی چار پہر رات غلغلہ اور ہنگامہ برپا رہا اور عمرو بن امیہ ضمری خدمت والائے صاحبقران مین آیا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کا پوچھا عمرو نے تمام ماجرا بیان کیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے کوچ کیا اور رومی روز کشور مین قدم زن ہوا اشعار

چو خورشید تابان ز بالا بگشت
خروشیدن زنگ و ہندی درآ
بیامد سپہ را بہامون کشید
شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

خروش تبیرہ برآمد ز دشت
سپاہش نشستند بر پشت زین
سراپردہ و پیل بیرون کشید

بہ شہر اندرون کوس باز کنا
سر پر کین ابروان پر ز چین
سپہ اندر آمد بہ پیش سیاہ

امیر جلو خانہ شاہنشاہی مین مسجد کر پاس سے تشریف لائے

بادشاہ لشکر اسلام بھی برآمد ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند ہوئی سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی اُس طرف سے لقا فوج بلا زن ہمرہ لیے میدان کارزار میں آیا بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب کڑکا کہکر وہ ہٹ گئے تو اسوقت جام جادو اپنے اژدر کو اُڑا کر سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور اجازت میدان میں جانے کی چاہی لقا نے حکم دیا کہ جا تجکو میں نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا پس یہ اژدر اُڑا کے میدان میں آئی اور پکاری کہ ای فرقۂ خداپرستان و زیردستان جسکو مرنا منظور ہو وہ آئے میرے سامنے یہ نعرہ سُنکے شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے گھوڑا اپنا صف لشکر سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کو عفریت دہمت کیا خلعت دیا پھر خدائے کریم کے سپرد کیا شاہزادے نے گھوڑے کو زیر تنگ درست کرکے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن اور منور کیا اور گھوڑے کو اُڑا کے سامنے جام جادو کے گئے اُسنے کہا کہ ای شہزادے تمنے روز الست کیا اقرار اپنے پروردگار سے کیا تھا یہ اسباب جہالت دور کرو اور جانب صحرا جاؤ یہ کلمہ سحر کے تھے کہ شاہزادہ نور الدہر گھوڑے سے اُتر کے تمام اسلحہ زرہ وغیرہ پھینک کے جنگل کی طرف چلے گئے پھر دوبارہ فرامرز مغربی آئے انکا بھی یہی حال ہوا اسی طرح جمہور منڈویل اصفہانی مہلیل جنگ عراقی وغیرہ سب صحرا کی طرف ایک کے بعد دوسرا روانہ ہوا کئی سو سردار اسیطرح جنگل کو گئے قریب خاتمہ طبل آسایش بجوا کے ملکہ جام جادو پھری لشکر آسودہ ہوئے سب نے کمر کھولی عمرو بن امیہ ضمری نے جب وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے اس عالم مین قدم رکھا اور روز کا سایہ مغرب مین جاکر آرام پذیر ہوا

اشعار

بہار شام نے پیدا کیے رنگ
ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ
چھپی عریانی جسم پریشان
صدا آنے لگی احسان صد احسان

ایک جادوگر کی شکل اپنے تئین بنایا اور وہان سے ملکہ جام جادو کے خیمہ مین آیا جام جادو جنگ گاہ سے پھر کر پہلے تو بارگاہ لقا مین آئی تھی پھر وہان سے بسبب خستگی کے اپنے خیمہ مین آئی اور آرام پذیر ہوئی عمرو بن اُمیہ ضمری اسکے پاس آئے وہ پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی انکو دیکھ اُٹھ بیٹھی اور پوچھا

کہ تم کون ہو عمرو نے کہا کہ مین طلسم ہوشربا سے آیا ہون افراسیاب نے بھیجا ہی تمکو دعا کہی ہے
اور یہ نامہ دیا ہی یہ کہکر ایک خط نکال کر اسکو دیا اسنے جو اسکے لفافہ کا مُنھ چاک کرکے
چاہا کہ اس خط کو نکالون وہ نہ نکلا اُسوقت اُسنے دونون ہاتھ سینہ کے نیچے رکھکے ایک جھٹکا
دیا کہ لقمہ بیہوشی اُسمین سے اُڑا اور دماغ مین اُسکے غبار بیہوشی گیا کہ یہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی
اتفاق سے اسوقت اُس خیمہ مین کوئی نہ تھا عمرو نے جب یہ بیہوش ہوئی تو اُسکا سر
کاٹ ڈالا ہنگامہ عظیم برپا ہوا آندھیان سیاہ آئین بیرون نے غل مچایا عمرو تو کود پھاند کر
بھاگ گیا اور اُدھر بختیارک نے کہا کہ وہ مارا خداوند وہ آپکی بندی گندی ٹانگ پسار کر
جہنم مین پہونچی یہان ملازمان جام جادو نے لاش اُسکی اُٹھائی اور پھونکدی وہ سردار جو جنگل
کو چلے گئے تھے ہوش مین آگئے اسلحہ اور گھوڑے اُسکے تو امیر نے اُٹھوا لیے تھے اب
وہ بھی سب لشکر مین آئے اور حمام کرکے لباس زیب بدن کیا اسی ہنگامہ مین وہ رات
بسر ہوئی کہ شب نے زخم جگر پیدا کیا اور نور سحر پردل خلق کا شیدا ہوا شعر چھٹین پھر چھپ کواکب
کی نگاہین * نظر آنے لگین آنکھون کو راہین * صبح کو عمرو و ملکہ سرو سمن اپنی زوجہ سے
ملکر جانب طلسم چلا اور تعویذ کوکب کا اپنی زبان کے نیچے رکھا ایک بچہ پیدا ہوا اور اسکو
اُٹھا لیگیا اور کوکب کے پاس لایا یہ وہان کچھ دن رہے پھر وہانسے کوکب نے انکو لشکر
مہرخ مین بھجوا دیا جب یہ یہان آکر پہونچے تو ایک روز واسطے بالادوی کے بہت دور
نکل گئے وہان جو دیکھا تو ایک جنگل ایسا ہی کہ جسمین درخت بہت گنجان لگے ہین اوجھاڑ بیان
بیشمار ہین اُنھون نے اُن درختون کو نیمچہ نکال کے کاٹنا شروع کیا مگر اس محنت کرنے
مین پیاس کی شدت جو معلوم ہوئی تو مشکیزہ سے پانی لیکر پیا یہان تک کہ وہ پانی بھی
ہوچکا اب عمرو کا عجب حال ہے اس فکر مین ہین کہ کہین پانی ملے کہ سامنے سے ایک
چشمہ پانی کا نظر آیا اور یہ جلدی سے جاکے چشمہ پر پہونچے اور پانی کو ہاتھ سے ہلا کر چاہا کہ پین
اور اُس پانی سے مشکیزہ بھرا کوئی دس قدم چلے ہین کہ پیچھے سے آواز آئی کہ اے عمرو کہان
جاتا ہی بس یہ حیران ہوے کہ یہ آواز کہان سے آئی پھر چلے پھر آواز آئی ارے سنتا
نہین اور اُس پانی کو تلاطم ہوا اور ایک برق چمک کر اُن درختون پر گری اور چار طرف

پھیل گئی اُن درختون سے آگ نکلی اور اُن سعلون نے چاہا کہ عمرو کو گھیرین عمرو نے گلیم اوڑھ لی
اور پھر اُسی چشمہ کے طرف چلا اُس چشمہ پانی کو تلاطم ہورہا تھا اب اُسمین سے ایک ساحر
نکلا اور انکو ڈھونڈھنے لگا یہ گلیم اوڑھے تھے جب اُسنے نہ پایا تو ناچار ہوکر پھرا اُسوقت عمرو نے
قریب اسکے آکے گلیم اُتاری اور نعرہ کیا کہ ہاش او کافر مین آپہونچا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے
اُنھون نے جھک کر ایک خنجر مارا کہ سر اُس کافر کا کٹ کر زمین پر گر پڑا غل و تاریکی ہوئی کہا مارا
اُس شخص کو کہ نام جسکا عفریت جادو تھا اُس چشمہ کا پانی دھوان ہوکر اُڑ گیا اور نعش اُسکی
پیر لیکر جانب افراسیاب چلے اور عمرو اور آگے بڑھے جب کوئی تین فرسخ راستہ طے کیا تو
دیکھا اُنھون نے کہ ایک خیمہ بہت بڑا ہے کہ اسکو دس پندرہ آدمی استادہ کر رہے ہین آپ نے گلیم
اوڑھی اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ چار گلاس ہین کہ اُنمین چار گلدستے رکھے ہین اور وہ چار
گلاس چار طرف ہین اور بیچ مین ایک تخت تکیہ دار جواہر نگار بچھا ہے اور گرد اُسکے کرسیان بچھی
ہین اور اُس تخت پر ایک مسند بچھی ہے اب اُن آدمیون نے ایک منقل لیجاکے سامنے
تخت کے رکھی اور ایک کرسی قریب تخت بچھائی ہر ایک مٹھے و مقوے کے بعض اُس تخت
پر رکھے جب یہ سامان ہوچکا عمرو نے دیکھا کہ تخت کے گرد ایک اوقچہ رکھا ہے آپ نے
جلدی سے اُس اوقچہ کو اُٹھا کے تخت کے نیچے جاکے دو سوراخ کرکے دیکھنا شروع کیا
اب جو دیکھا گنبد نور کی جانب سے ایک ساحر کو آتے ہوئے پایا کہ وہ خرس پر سوار ہے
اور خرس سفید رنگ کا ہے لیکن نہایت دراز قد ہے اور وہ بھی نہایت قوی ہیکل ہے
جھولے گلے مین سحر کا پڑا الغلون کے بال بڑے بڑے کان آنکھ سے شعلے آگ کے نکلتے
ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے مین ترنج اس ترنج کو اُچھالتا ہوا آیا اور اُن آدمیون سے
اُسنے پوچھا کہ کوئی دشمن تو یہان نہین آیا اُنھون نے عرض کی کہ کوئی یہان نہین آیا
اب اُسنے سحر کیا کہ اُن گلاسون مین سے آگ نکلنا شروع ہوئی اور وہ چار طرف پھیل گئی
اور رستہ اُسنے روکا یہ ساحر خرس سے اُتر کر تخت پر بیٹھا اور ایک چار سو ساحر اور آئے اور وہ
اُس خیمہ مین کرسیون پر بیٹھے اور دیکھا ایک تخت بہت بڑا ہے کہ اُسپر ایک ساحر قوی ہیکل بیٹھا
ہوا آتا ہے کہ بال اُسکے اسقدر بڑے ہین کہ جو تخت کے گرداگرد پڑے ہین اور بغل کے بال

بھی بہت بڑے بڑے ہین جھولا سحر کا گلے مین پڑا ہے سینہ پر تصویر سورج کی بنی ہے ماتھا سیندور
سے رنگا ہے یہ بھی آکے یہان بیٹھا وہ جو پہلے آیا ہے یہ خرسان جادو ہے اور جو اب آیا ہے اسکا
نام پیر خود پرست ہے چنانچہ پیر خود پرست نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن اپنا بچا اور رہائی
جگہ ہے پس خرسان جادو نے پھر اُن آدمیون سے پوچھا کہ کوئی آیا تو نہین انھون نے عرض
کی کہ ہم جسوقت سے آئے ہین اُسوقت سے تو کوئی نہین آیا پھر خود پرست نے اپنی
ناک پر انگلی رکھکر کچھ بچار کیا اور کہا کہ حقیقت مین حریف آیا ہے اُسوقت دھیان آیا عمرو کو
اب کچھ عیاری کرنا چاہیے پس آپ اُس تخت کے نیچے سے گلیم اوڑھے ہوئے نکلے اور الگ
جاکر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی کہ زلف رسا پر عاشق کا دل سودازدہ قربان ابروکمان
انار پستان خال ہندو چشم جادو سینہ زنخدان اشعار

جبین مین تھے شکن گیسو کے پُر خم
بلا لائے ہوئے جسکے نظارے
لب گلرنگ خون خاطر چند
نگاہ مست کے ایمان تھے سنبھلے

نظر معروف جلادی ہر اک دم
ادا مین دلربائی مثل انداز
نہ چاک دل کو کرنے دین جو پیوند
لپکتی تھی دمک غرض کی ہر سو

غضب ابرو کی چتون کے اشارے
نگاہ مین تو ظاہر گھات مین ناز
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دلکو
نہایت تیز تھی شمشیر ابرو

اس صورت پر تیار ہوکر کے زر و زیور سے آراستہ ہوئے اور بجرہ سے اونچے ہوئے اور حقۂ
آتشین واسطے کہ اُسمین سے آواز تڑاق تڑاق کی بلند ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے پس
آپ نیچے آئے اور سامنے پیر خود پرست کے جاکے سلام کیا اور کہا کہ مجھے بھیجا ہے خداوند
قابیل نے یہ کہکر ایک کاغذ نکال کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے پیر خود پرست
نے جو اس کاغذ کو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے پیر خود پرست ہمارا نائب اس صحرا مین آیا
ہے اُسکے پاس جاؤ جو وہ کہے وہ کام کرو یہ پڑھکے پیر خود پرست اُٹھا اور صحرا کی طرف چلا دو ساحر
چار سو اسکے ساتھ چلے اور یہان عمرو نے پہلے سے جاکر ایک چٹان پتھر کی تھی اور اُسکے
قریب ایک تعمیر بنائی گا تھا وہان اپنی صورت ایک ساحر کی سی بنائی کہ چار آنکھین چار ہاتھ
درست کیے کالے گوڑیالے دھامن ناگن سانپ موم کے گلے مین لپیٹے آنکھین طاس
خون کی طرح سرخ تھین اور نہایت ہیبت زدہ صورت بناکر اس پتھر کی چٹان پر بیٹھے اور

ادھر سے پیر خود پرست جو چلا تو اُسنے اُن ساحرون کو منع کیا کہ تم میرے ساتھ نہ آؤ مین پہلے دیکھ آؤن کہ نائب خداوند کہان ہین وہ ساحر سب ٹھہر گئے اور یہ چلا اور تھوڑی دور جاکے پکارا کہ اے نائب خداوند آپ کہان ہین کیا مین اب جہان مین نہ رہون مجھے آپ کے بندے دق کرتے ہین اُسوقت عمرو نے پکار کے کہا کہ ادھر آؤ اور ایک تختی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی کہ اسمین جو لکھا ہو اُسپر عمل کرنا وہ تختی اُسنے لیکر آنکھون سے لگائی اُس تختی مین روغن بیہوشی ملا ہوا تھا جب اُسنے آنکھون سے لگایا تو بو اُسکے دماغ مین گئی عمرو تو گلیم اوڑھکے غائب ہو گیا تھا پیر خود پرست اُسکی بو کے جانے سے بے ہوش ہوا بس آپنے اُسکو اُٹھاکے زنبیل مین ڈال لیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر کچھ دور چلے اور ساحرون کو پکارا کہ آؤ وہ چار سو ساحر اُنکے پاس آکر حاضر ہوے اور اُنھون نے کہا کہ تمسے ملاقات ہوئی نائب قابیل سے عمرو نے کہا ہان اور یہ تختی مجھے دی ہے اور فرمایا ہو کہ اس تختی کو دھوکے پی لو چنانچہ اِس تختی کو دھو کر سب ساحرونکو پانی اُسکا پلادیا اور کہا عمر تمھاری ہزار ہزار برس کی ہوگی اور وہ دشمن بھی گرفتار ہوگا یہ سب خوش ہوے اور اُس پانی کو پیتے ہی بیہوش ہوگئے آپنے خنجر سے سب کے سر کاٹ ڈالے اور پیر خود پرست کو زنبیل سے نکال کے خنجر مارا مگر اُچٹ گیا آپنے ہتھوڑا حضرت داؤد علیہ السلام کا نکالکر جو مارا تو اُسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے پس آپنے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور اُن نعشون مین ایک جگہ ٹھہرے لیکن خرسان جادو جو خیمہ مین بیٹھا ہوا تھا وہ کچھ دیر کے بعد اُٹھکے وہان سے چلا تو آگے دیکھا کہ مع پیر خود پرست چار سو ساحر مرا پڑا ہے دیکھکر اُسنے ایک چیخ ماری اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگا دل سے کہتا تھا کہ افسوس یہ کیا غضب ہو گیا اور ایک برق اُسکے سحر سے چمک کر اُن نعشون پر گرتی تھی اور غائب ہو جاتی تھی کچھ دیر مین وہ برق غائب ہوگئی اور آپ گوپھن مین پتھر رکھکر ظاہر ہوے اور پکارے کہ او کافر کسے ڈھونڈھ رہا ہے وہ دوڑا کہ اسکو پکڑ لون اُنھون نے وہ پتھر جو چرخ دیکر مارا تو اُسکے سر کے بھی ہزار ٹکڑے ہوے آگ جو چارطرف خیمہ کے پھیلی ہوئی تھی وہ بجھ گئی آپنے گلیم اوڑھ لی اور دل سے کہتے ہین کہ دیکھیے گنبد نور پر کیونکر جانا ہوتا ہو کہ اسد کو چھوڑا ئین کیونکہ وہ طلسم کا ہو یہ اس فکر مین تھے کہ گنبد نور کی طرف سے ایک قاز اور اُسپر ایک ساحر سوار ایسی صورت کے

کہ خدا کی پناہ سیاہ کفنی گلے مین پڑی مانگ مین سیندور بھرا پھٹے پھٹے دیدون مین کاجل ریل پیل لگا
تھی کہاروں کا بند معایہ آکر اس مقام پر پہونچی اور رونے لگی اور پکاری کہا کہ اے پدر بزرگوار یہ آپ تھی
تخفات نے جو کچھ کیا سو کیا پھر اسنے یہ کہا کہ یہ تو اب اس قابل نہین ہی جو اسطرح جائے خود
قاز پر سے اُترکے نعش کو چٹان پر پتھر کی درست کرکے رکھا اور ایک دوات قلم جوڑہ سے
نکالکر کچھ کاغذ پر لکھا اور وہ کاغذ اُس پیر خود پرست کی چھاتی پر رکھکر کچھ اسم پڑھا بس نعش اسکی
دیون نے اٹھالی اسنے کہا کہ لیجاؤ اس نعش کو شہر خودپرستان مین اور گنبد حسری مین کہ وہان جو
اسکے پیر مرلی کے پاس انھون نے خود کہا تھا اپنی زندگی مین کہ اگر ایسا اتفاق ہو کہ مین مارا جاؤن تو
میری نعش کو میرے پاس بھیجدینا کہ وہ کچھ اسم پڑھکے کام کرینگے یہ حکم سنکے دیو نعش لیکر چلے اور اسنے ایک
سحر کیا کہ وہ جو چار سو نعشین پڑی تھین وہ بھی اٹھکر جانب گنبد نور چلین اسوقت آکر یہ قاز پر سوار ہوے
بس عمرو و توکلیم اوڑھے ہوئے کھڑے تھے یہ بھی اس قاز کی دم پر سوار ہوئے اب آگے آگے نعشین جاتی ہین
اور پیچھے پیچھے یہ جب جاکے گنبد نور پر پہونچے وہان نعش تو آگ ہو گئی اور یہ خود اس حد مین پہونچے
یعنی گنبد نور پر تو وہان سے شرارے اڑ اڑ کر اسپر گرنے لگے اسوقت تو قاز جادو جھنجھلا کے کچھ
دانے سرسون کے پھینکنے لگی کہ وہ شرارے جب یہ دانہ پھینکتی ہی تو آگ ہو جاتی ہین اور پھر آ کے
گرتے ہین اسوقت اسنے کہا کیا کوئی دشمن میرے پاس ہی آواز آئی کہ اے قاز جادو تیرے ساتھ
دشمن بیٹھا ہی اسوقت اسنے سحر کیا کہ ایک تخت اڑتا ہوا آیا یہ اس تخت پر بیٹھی عمرو بھی دم پر
جست کرکے اس تخت پر آئی قاز جادو نے ایک ترنج اس قاز پر مارا کہ اس قاز کے تین
حصے ہوے اور وہ قاز جلنے لگا اس قاز نے کہا اے ملکہ تمنے مجھے ناحق مارا مگر تمھاری بھی خیر
نہین کہ دشمن تمھارا تمھارے پاس تخت پر موجود ہی بس سنتے یہ جو سنا رنگ اسکے چہرے کا
زرد ہو گیا اور یہ چاہتی تھی کہ اڑے تخت پر سے کہ عمرو نے اسوقت گلیم اتار کے نعرہ کیا کہ منم
عمرو باش کی گذارم ترا یہ نعرہ کرکے پاس تو اسکے بیٹھے ہی تھے خنجر اس زور سے اسکی
گردن پر مارا کہ سر اسکا کٹ کر نیچے گرا اور دھڑ کو عمرو نے خود پھینک دیا اور جلد فسر غول اور
بادمہرے جبرئیل علیہ السلام کے پاؤن مین باندھے مرنے سے قاز جادو کے وہ تخت
بھی غائب ہو گیا لیکن عمرو مہرے تو باندھ چکا تھا نیچے اترا اور گلیم اوڑھ لی یہان ایک دیوار

از زمین تا چرخ برین بلند اور کھنچی اور اس دیوار کے اسطرف پشتہ نور اور گنبد نور اور شہر نا پرسان وغیرہ ہین قاز جادو کے مرنے کا غل جو ہوا تو نور جادو مالک گنبد نور اور تین چار لاکھ ساحر اسکے مطیع فرمان ہین اور خرسان جادو جو مارا گیا کوتوال تھا گنبد نور کا اور اسکی عزیز تھی قاز جادو غرض اسوقت نور جادو ایک تخت پر سوار اور اسکے پس پشت بہت سے ساحر اسلیے آئے کہ دیکھین یہ کیا ہوا اور عمرو قدرت خدا سے اُن ساحرون کو قتل کر کے چلا اور نور جادو کے ساتھ کے ساحر یہان آئے جب قریب پہونچے تب یہان کوئی چیز سفید مثل کہربا کے تھی اور نور جادو اور اُن ساحرون نے قاز جادو کی نعش کو اٹھایا اور عمرو جو چلے تو معجزہ سے ایک مقام پر پہونچے ہوے تو دیکھا انھون نے کہ ایک سفید پہاڑ ہے مثل موتی کے اسپر ایک دیر نور کا بنا ہے اور ایک بت ہے فولادی وہ اسکے اندر تخت پر بیٹھا ہے اور ایک ساحر ہے کہ اسکا نام تنزبل جادو ہے اور یہ تنزبل جادو صندل جادو کے ساتھ کا ہے ایک کرتہ چرمی پہنے اور اسکے سامنے بت اوندھے پڑے رو رہے تھے اور چیخ رہے تھے کہ یا خداوندا واسطے لونے دو سو خدا کا میری فریاد کو پہونچیے اور عمرو نے آپکو اس دیر مین پہونچایا اور پانی چشمۂ جمشیدی کا گلیم اُتار کے اسپر چھڑک دیا کہ وہ بیہوش ہوے اُسنے اپنے تنزبل کو زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنے اور چھینکین مارنے لگے پھر وہان سے نکل کر آگے چلے لیکن بسبب اُسکی دیوار کے ہر چند انھون نے چاہا کہ مین اس طرف جاؤن مگر ممکن نہوا ناچار ہو کر یہ وہان سے چلے اور بہت زمانہ مین لشکر مہرخ مین آکر پہونچے اب کچھ دیر یہان ٹھہر کر پھر صحرا کی طرف روانہ ہوئے اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تو وہان دیکھا کہ سامنے سے ایک ابر دھوان دھار ایسا تاریک ہے کہ جسکا بیان نہین اور اسمین برقین ہزارون چمکتی ہوئی اسطرف کو آتا ہے جب وہ قریب آیا تو اسمین سے سواری بران شمشیر زن کی نمود ہوئی مرزان وزیر ساتھ تھی اور تخت پر بران سوار تھی مگر رنگ چہرہ کا زرد کیونکہ مدت تک یہ مردہ پڑی رہی ہے اسوجہ سے یہ بیمار اور لاغر ہے غرض بران کو دیکھکر عمرو اُسکے پاس گیا اُسنے ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مزاج تو آپکا اچھا ہے عمرو نے کہا کہ دعا کرتا ہون بران نے کہا خواجہ اس افراسیاب کو جی مین آتا ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے اور ریزے ریزے اڑاؤن عمرو نے کہا کہ اے ملکہ مین نے تنزبل جادو کو زنبیل مین ڈال لیا ہے تو اُسکو نکال کر قتل کرنا چاہیے یہ کہکر عمرو نے

تمغۂ ڈیل کو زنبیل سے نکالا تو اسوقت یہ معلوم ہوا کہ کسی نے پیر ہو شانیکو کھینچا اور انھون نے پیٹھ پھیر کے
دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک آئینہ ہے بالشت بھر کا اور اسمین ایک پتلی ہے طلائی نہایت خوبصورت اور
تمام جواہر مین غرق ہے وہ کہتی ہے کہ یہ آپنے کیا کیا اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہان آپنے مارا ہے پیر خود پرست اور
خرسان جادو کو اب تو عمرو گھبرایا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن اسوقت پھر ایک چمک ہوئی اور تخت
نمودار ہوا کہ اسپر کوکب بیٹھا تھا اور کوکب نے آکر کہا کہ اے خواجہ عمرو سلام علیک انھون نے
کہا وعلیک السلام یہ کہا اور گلیم کو اوڑھ لیا کوکب نے پکارا کہ خواجہ کہان جاتے ہو جب انھون نے
جواب نہ دیا کوکب نے ایک سحر کیا کہ وہ پتلی اور آئینہ سب دھوان ہو کر جاتا رہا یہ کوکب
ویران و مرزان افراسیاب و ابرلق و سطریہ مین اور وہان حیرت جادو سوار ہو کر شہر
ناپرسان کو چلی جب بازار مین پہونچی تو صرصر عیار نے عرض کی کہ مصور جادو و صورت نگار
جادو نے آپ کی چھوٹنے کی نہایت خوشی کی ہے اور اب وہ گنبۂ نور کے پاس جو باغ ہے وہان مین
اور آپ کو بلاتے ہین حیرت جادو یہ سنکے اس باغ مین آئی مگر حال سنیے کہ برق فرنگی جو گیا تھا
واسطے دریافت کرنے حال لشکر کفار کے اور سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ اسکے پاس ایک چادر ہے
جمشیدی اسکو اوڑھے ہے اور چونکہ دریائے خون روان خشک ہو گیا ہے تو شہر ناپرسان کے دروازہ
سے داخل ہوا اور بازار مین جب پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک چوبدار دوڑا آتا ہے اور ایک مکان مین
ایک عورت خوبصورت بیٹھی ہے برق بھی اس چوبدار کے پاس آیا اس چوبدار نے اس عورت سے
کہا کہ چلو تمکو ملکہ صورت نگار نے یاد کیا ہے بس اس عورت نے آئینہ سامنے رکھکر سنگار کرنا شروع
کیا اور کشتی پوشاک کی جو پاس دھری تھی اسمین سے دیکھا جو دوپٹہ اچھا ہو وہ اوڑھے اسوقت
برق نے اوڑھ کے چادر طلسمی صورت اپنی ایک حبشی کی ایسی بنائی آنکھین لال لال بال سر کے پیچدار
اڑے ہوئے رنگ سیاہ کر کے یہ تو چلے اور وہ چوبدار اس عورت کو پیغام دیکے چلا گیا اسوقت
یہ آکر پہونچے اور اس عورت کو سلام کیا اور پاس اسکے بیٹھے اور اپنی کمر سے کچھ میوہ نکال کر کھانے لگے
پھر اس نازنین سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ اسنے پہلے تو انکار کیا پھر انکے کہنے سے کچھ دانہ انار کے اور ایک
سیب لیکر کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گئی برق نے پٹی دارو بیہوشی اسکے دماغ پر چڑھا کے
کپڑے اتار لیے اور اسی چادر مین لپیٹ کر کنوین مین ڈال دیا اور آپ اسکی صورت سنکے اپنی

اثنا میں ایک چوبدار اور آیا کہا چلو تمھیں بلایا ہی تمنے دیر کی اسنے کہا میں اپنی سازندون کو ترا پیچ ساتھ لے لون یہ کہکر اور دوسرے مکان مین سازندے بیٹھے انکو اپنے ہمراہ لیا اور اس چوبدار کے ساتھ آکر باغ مین پہونچی صورت نگار و حیرت وغیرہ کو سلام کیا صورت نگار نے کہا کہ اے یاسمن تمنے نوبت دیر لگائی اسنے عرض کی کہ کنیز نہاتی تھی اس وجہ سے یہ شاگرد رشید ہے خواجہ عمرو کا اسنے گانا اور ناچنا شروع کیا اس وقت آمد ہوئی افراسیاب کی ابر سفید پیدا ہوا اسمین سے بارش مروارید ہوتی ہوئی یہ بھی آکر محفل مین پہونچا مصور و صورت نگار و حیرت نے استقبال کرکے تخت پر لاکر بٹھایا افراسیاب نے بیٹھتے ہی یاسمن کی طرف دیکھا اور بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عیار ہی بس اسنے ایک سحر جو کیا تو ایک چوکی نور کی بنکے تیار ہوئی اسوقت اسنے کہا کہ اے یاسمن تم اس چوکی پر بیٹھ کے گاؤ برق نے جو دیکھا تو ایک چوکی نور کی ہی اور کہیں اطلائی لگا ہی اور کہیں مخمل کاشانی کا بست بر قدم بچھا ہے یاسمن ناچار ہو کر بیٹھی جیسے ہی وہ بیٹھی چوکی اونچی ہوئی تین سو گز زمین سے بلند ہو گئی اسوقت افراسیاب نے مصور سے کہا کہ تمنے پہچانا برق عیار اور وہ چوکی کبھی ہزار کوس ادھر جاتی ہی کبھی ہزار کوس ادھر جاتی ہی اور یہ برق اسپر ناچار بیٹھا ہی بیٹھے بیٹھے افراسیاب ایک سحر جو کیا تو ایک ساحر سیاہ فام آکے موجود ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہے افراسیاب نے فرمایا کہ اے لوزنہ تیرہ رو وہ تیرا ہر کہان ہی کہا حاضر ہی بس کہا افراسیاب نے کہ ہمنے حکم دیا تمھیں کہ تم جاکر لشکر اسلام پر گرو اور سب کو باندھ کے لاؤ جو کچھ اور طور ہو تو سر حاضر کرو اسوقت لوزنہ تیرہ رو نے سحر کیا کہ یہ غائب ہوا اور ایک صحرا مین آکے پہونچی وہان پر اسنے سحر کیا کہ بندر بہت بڑا مثل لنگور کے تھا وہ آکر موجود ہوا بعد اسنے سحر پڑھ کر دستک دی کہ کئی سو ٹوکری مٹھائی کی اور موہن بھوگ آکر موجود ہوا لوزنہ تیرہ رو نے وہ مٹھائی اور موہن بھوگ اس بندر کو کھلانا شروع کیا ایسا کہ پچاس ٹوکری مٹھائی کی اسنے اسکو کھلائیں وہ بندر بہت خوش ہوا اور کہا مجھے کیا حکم ہے اسنے کہا کہ اے بندر خوشی ہے شہنشاہ طلسم کی کہ کچھ نمک حرامون نے دشمنی پر کمر باندھی ہے اور مجکو حکم دیا ہی کہ انکو جاکر قتل کرو مجھے وہان جلد پہونچاؤ بس یہ بندر پشت کی طرف سے آکر بغل کی طرف پہونچا اور لوزنہ تیرہ رو کو اپنی پشت پر سوار

کرکے اڑا اور بات کہتے مین لشکر مہرخ کے کنارے پر اُتار دیا بوزنہ نے کہا کہ ای مالک وہ جو آپ کے پاس سیندوری طلسمی اسکا ٹیکا میرے ماتھے پر دیدیجیے کیسی ہی تکلیف آپ کو کیون نہو گھبرا نجایئے گا مین کام تمام کرتا ہون اور وہان افراسیاب نے جب بوزنہ تیرہ رو کو بھیجا بعد اُسکے پہونچنے کے پھر دستک دی دیکھا تو اور ایک ساحر آکے موجود ہوا اُس سے کہا کہ ای زعفران رعد آواز مین نے بھیجا ہی بوزنہ تیرہ رو کو مگر تم بھی جاؤ اگر اس سے کام بن آیا تو خیر اور جو دیکھنا کہ معاملہ نوعدیگر ہی تو تم اُسکی مدد کرنا یہ سنکر زعفران بھی آداب بجالا کر چلا حال اُسکا بھی بیان کیا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ جب اُس بندر نے ٹیکا دینے کو کہا تو بوزنہ تیرہ رو نے اپنی جھولی سے ایک ڈبیا سیندور کی نکالی اور ٹیکا سیندور کا اُسکے ماتھے پر دیا اور یہ بندر چلا یہان بارگاہ مہرخ مین بہار تخت شاہی پر تھی اور سب سردار یعنی نافرمان مشکین موے کاکل کشا شکیل جادو رعد جادو برق جادو طاؤس لرزان زلزلہ باغبان قدرت گلچین جادو وغیرہ سب بیٹھے ہین کہ بس اس بندر نے چاہا کہ بہار کو اُٹھا کرلے چلین تخت بہار کے سامنے پیچہ رکھا تھا اُسے اُٹھا کر مارا کہ بندر کے سر پر پڑ کر تا دو ابرو اُترا اور اُسکے سر سے دھوان پیدا ہوا کہ وہ دھوان جسکی آنکھ مین لگا اندھا ہوگیا سب نابینا ہونے لگے تلاطم تمام لشکر مین پڑگیا اور یہ بندر چارطرف لشکر کے دوڑ رہا ہی اور دھوان جوق جوق نکل رہا ہی اور خلقت اندھی ہوتی جاتی ہی یہان مہرخ معابد جمشیدی مین چلا کھینچنے گئی تھی چنانچہ اُس معابد مین پہونچکر ٹھہری اور کچھ دانے ماش کے ایک جا پر رکھے کہ وہ دانہ بیر بنگلے مجکو خبر دین لشکر اسلام کا جب یہ حال ہوا کہ لشکر اسلام کا سب نابینا ہوا تو ایک دانہ ماش کا اُچھل کر سامنے آیا اور پھٹا اُسمین سے آواز آئی کہ ای ملکہ مہرخ صاحب آپ تو یہان بیٹھی ہین اور سحر کرہی ہین اور وہان بوزنہ سب کا خاتمہ کرچکا بوزنہ تیرہ رو بھیجا ہوا ہی افراسیاب کا لیکن اُسنے کچھ دھیان نہ کیا اور پھر پڑھنے لگی اُسوقت دوسرا دانہ اُڑکر سامنے آیا اور شعلہ بنکے آواز دی کہ جلد چلیے نہین ایک کو بھی زندہ نہ پایئے گا جب تو گھبرا کر اُس معابد سے باہر آئی اور سحر جو کیا تو ایک طاؤس زرین بال آکے موجود ہوا زین پر زر اُسپر کھنچا تھا یہ اُسپر سوار ہوئی

اودما نے لشکر کی طرف چلی پھر بھر مین آکر پہونچی لوزنہ تیرہ رو تو باہر تھا اور وہ بندر اندر رستم
کر رہا تھا اور اس بندر نے اور اس لوزنہ تیرہ رو نے ایک گنبد بھی دھوئین کا بنایا تھا کہ وہ مثل
دولاد تھا نہ کوئی اندر آسکتا تھا اور نہ کوئی باہر لس مہرخ قریب آکر پہونچی اور اس بندر نے اس گنبد سے
سر نکالا پھر ہاتھ پانوں سب باہر کیے اور لوزنہ تیرہ رو سے کہا کہ ای ملکہ مین ان سبکو قید کر لیا ہی
اور سب اندھے مین بے ہین سو اسواسطے آیا ہون کہ اگر مجھے حکم کیجیے تو مین خالی سب کے سر
آپ کی خدمت مین لاکر حاضر کر دون یہ وہ کہی رہا تھا کہ مہرخ جو قریب آکر پہونچی تھی اسنے کہا
کہ باش او کافر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے ذرا ادھر دیکھ اسکو تو اسنے سحر پر گھنٹا ہی
لس وہ پھرا اور اسنے کہا کہ ای مہرخ تیری کیا حقیقت ہی جو تو ہمسے مقابلہ کرے یہ کہکر چاہا
کہ تجکو یارون خاک سیاہ کر دون مہرخ نے کچھ دانہ معابد جمشیدی مین بنائے ہین ان دانون کو جھولی
سے نکال کے اس بندر پر مارے کہ انمین سے شعلہ آگ کا نکلا وہ بندر کے سر پر آکے پڑا اور اسکے
سر سے شعلہ آگ کا نکلا کہ وہ لوزنہ تیرہ رو پر پڑا کہ یہ دونون جلکر خاک ہوے لس مہرخ چاہتی تھی
کہ اندر جائے کہ نعرہ ہوا کہ او مہرخ غضب کیا تونے کہ مارا ان شخصون کو جو اپنا ثانی نہ رکھتے تھے
اور کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے لس مہرخ چلی کہ مین اسے بھی مار دون اسنے جو نعرہ کیا
یہ بیہوش ہوکر گری اسنے جلد اسے لیکر زبان مین اسکی سوزن دیا اور لیکر چلا کہ اسے مار کر شہنشاہ
کے پاس سر لیکر چلین چنانچہ یہ جاکر ایک پہاڑی پر اترا اور چاہا کہ دم لیلون تو مار دون یہان جو
دیکھا تو ایک چوکی ہی اسپر ایک نازنین عورت سوار ہی لس یہ ایک دل چھوڑ ہزار جان سے
عاشق ہوا اور اسنے سحر کیا کچھ نہ ہوا کیونکہ یہ سحر ہی افراسیاب کا اور یہ وہی چوکی ہی کہ جسپر برق
بیٹھا ہوا ہی اور وہ چوکی ہزار کوس ادھر اور ہزار کوس ادھر جاتی ہی اب اسنے جھنجھلا کر بال اپنے
سر کے نوچے اور اپنی انگلی کاٹ کے خون نکالا اور ان بالون پر ڈال کے بالون کو چوکی پر
پھینکا کہ وہ جال بنکر چوکی کو لپٹ گئے اسنے کہا کہ ای نازنین تو کون ہی برق نے کہا
کہ میان مین ایک طوائف ہون مجھے گانے کو بلایا تھا مصور جادو اور اسکی زوجہ صورت نگار
نے پھر صورت نگار نے کہا کہ تو مصور جادو پر عاشق ہی اور مصور سے کہا کہ کیون جی
تمہاری آشنا ہی مصور نے قسمین کھائین مگر اسنے نہ مانا اب کل کا ذکر ہی کہ مین کمرہ پر بیٹھی تھی

سواری صورت نگار کی اُدھر سے نکلی مجھپر جو نگاہ پڑی تو جھنجھلا کے میرے اوپر سحر کیا کہ مین
اس چوکی پر بیٹھی ہون اور یہ مجھے لیے پھرتی ہے صورت نگار نے کہا بھی تھا کہ تو بغیر دانہ
پانی اس چوکی پر مرجائیگی پس حقیقت مین کل سے اسوقت تک میرے منہ مین اُڑ کر کھیل بھی
نہین گئی زفران رعد آواز نے کہا کہ تم کچھ غم نکرو مین تمھین لیے چلتا ہون شہنشاہ کے سامنے اپنے
کہونگا کہ اسطرح صورت نگار تمھاری رعایا کو دق کرتی ہے اور جان مارتی ہے اُس نازنین نے کہا
کہ میرے صاحب خداوند سامری تمھارا بھلا کرے تمنے مجھے عمر دوبارہ بخشی زفران نے کہا
اے نازنین اگر شراب ہوتی تو پیتے لیکن میرے پاس ایک بوتل ہے کہ اُسمین شراب ناقص ہے
اُس نازنین نے کہا اے بیان گندم اگر ہم نرسد جُبس غنیمت ست اُسنے اُس بوتل کو اسکے
کمنے سے نکالا اُس نازنین نے اُس بوتل کو لیکر سونگھا پھر اُسکی آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی اور کہا
میرے پاس ایک قلم شراب کی ہے کہ دوزین نے چلتے وقت لیلی تھی اگر تم کہو تو وہ بھی مین اسمین ملادون
اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے برق نے وہ قلم شراب کی بھی بوتل مین ملادی اور جام شراب سے
بھر کر اسکو دیا اور کہا یہ جام محبت ہے اسکو نوش کیجیے زفران نے ایک جرعہ درکشید کیا کوئی تین
جامون کی نوبت پہونچی ہوگی کہ زفران نے کہا اے نازنین مجھے تو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہے
برق نے کہا اُسکے پیجیے بس یہ اٹھ کر ٹہلنے لگا کہ مارا طمانچہ بیہوشی نے کہ سر نیچے ٹانگین اوپر
دھم سے گرا برق نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا غل و شور کیا رنگی ہوا آواز ہوئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام
تھا زفران رعد آواز نعش اُسکی بیر اُٹھا کے یعنی بونڈے چکر دیتے ہوئے جانب افراسیاب روانہ ہوئی
یہان جو بارگاہ مہرخ مین دھوئین سے چاہ بابل تھا اور اندھے اپنی آنکھون کو رو رہے تھے اور
سمیع و بصیر کو یاد کر رہے تھے چنانچہ وہ دھوان تو برطرف ہوا اور سب کی آنکھین اچھی ہوگئین
اور برق مہرخ کو لیکر بارگاہ مین آیا یہان خوشی ہوئی جشن کی تیاری ہوئی ناچ ہونے لگا
اور نعش زفران رعد آواز اور بوزنہ تیرہ رو کی شہر نارسان مین افراسیاب کے پاس
جاکر پہونچی اور بیرون نے آواز دی کہ بوزنہ تیرہ رو کو مارا ہے مہرخ نے اور زفران رعد آواز
نے مہرخ کو پکڑ لیا تھا مگر چوکی پر برق بیٹھا تھا اُسنے مارا زفران رعد آواز کو یہ حال سنکے
افراسیاب کو نہایت رنج ہوا ان دونون کی نعشون کو پھکوا دیا اور خود چاہا کہ کچھ سحر کرون مگر

اور کیفیت یہ ہے کہ حیرت جادو نے ایک بیٹا کیا ہے کہ اُسکا نام ہی مواج جادو اور یہ امون خوبصورت
کا ہوا جب خوبصورت قید ہوئی تو اُسنے چاہا کہ مین کوئی صورت نکال کے اُسکو چھڑا دون
مگر حیرت نے منع کیا کہ تم اس مقدمہ مین دخل نہ دو شہنشاہ کو اختیار ہی کہ کیا اُمر اُسکے
جگر کا وہ ٹکڑا نہین ہی موکج نے کہا مجھسے دیکھا نہین جاتا لیکن خیر اب کچھ نہ کہونگا حیرت جادو
نے از اسباب سے کہکر کوہ تاریک کے ملک کی جگہ اُسکو دلوائی ہی یہ وہین رہتا ہی اور بہت سے
ساحر اسکی تابعداری مین حاضر رہتے ہین اور یہ کوہ تاریک مین سُنا کرتا تھا کہ کچھ مفسد عیار لشکر
امیر سے آئے ہین اور یہان طلسم مین بھی ملازمان شہنشاہ نے نمکحرامی پر کمر باندھی ہی عجب طرح کا
مقدمہ درپیش ہی کہ جو سر دار جاتا ہی وہ مارا جاتا ہی اُسنے ارادہ نہین کیا اسلیے کہ شہنشاہ مجھے خود
بلاینگے جب اُسنے دیکھا کہ شہنشاہ نے نہین بلایا تو یہ خود چلا کوئی تین سو ساحر زبردست اسکی ساتھ مین
اور عملہ بھی کوئی چار پانچ ہزار آدمی کا ہی اس تزک سے یہ چلا ہی اور اسکے خیال مین ہی کہ چل کے
اس فساد کو دفع کیجئے اُدھر مہرخ جو سالار فوج ہی اُسکے باعث سے اس فساد کو ترقی ہوتی
جاتی ہی اگر شکیل کے ساتھ خوبصورت کا عقد ہو جاے تو یہ فساد جاتا رہی اسکو یہ نہین
معلوم ہی کہ خوبصورت کو بران شمشیر زن چھڑا لائی ہی اور دریاے خون روان بھی
خشک ہی اور پل پریزادان ٹوٹ گیا ہی القصہ جب یہ گنبد نور کے قریب پہونچا تو اسکو
دھیان آیا کہ تو یہین خیمہ کرلیں گنبد نور سے چار کوس ہٹ کر اُسنے خیمہ استادہ کرایا اور منتظر اس امر کا ہی
کہ کوئی استقبال کو آئے تو مین چلون چنانچہ اُسنے جہان خیمہ کیا ہی وہ مقام کوہ ارم ہی کہ جہان
ملکہ بہار جادو حاکم ہی لیکن بسبب ٹوٹ جانے پل پریزادان کے اور دریاے خون روان کے
خشک ہو جانے سے راستہ کھل گیا ہی یہ مقام نزدیک ہو گیا ہی ورنہ بہت دور تھا اور اب
یہان کا سرحد دار شیر جادو ہی پس یہ مواج تو اس فکر مین ہی کہ کوئی استقبال کو آئے خیمہ مین
بیٹھا اور اُسنے دیکھا کہ ایک پہاڑی چھوٹی سی ہی کہ طول مین دس کوس اور عرض مین پانچ
کوس اور اُسپر ایک بارہ دری بنی ہی کہ جسمین کوئی دو سو دروازے ہین اور سب کمرے جدا جدا ہین
اور شیشہ آلات میز کرسی دنگل کوچ وغیرہ سے آراستہ ہی مواج جادو بیٹھا ہوا تھا کہ شیر
جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ آیا اور آداب بجا لایا اور عرض کی کہ آپ چلیے اور اُس

بارہ دری مین چل کے بیٹھے مولج سفید پوش ڈنڈا اُسکے ساتھ اُس بارہ دری مین آیا اور وہ
جزیج کا دیو تھا اُسکے آگے ایک تکیۂ زرتار رکھا ہی یہ اُس در مین بیٹھا اور سب کمر دن مین اور سب
سردار بیٹھے مولج نے کہا ای بھائی منیر تمھین قسم ہی ہمارے سر کی جو تم خبر کرو دیکھو تو کوئی آتا ہی
یا نہین غرض بیان ناچ ہونے لگا بڑی عیش و عشرت مین یہ اُس مقام پر بیٹھا ہی لیکن اب
حال بیان کیا جاتا ہی کہ ضرغام شیردل جو عیار ہی شہزادہ اسد کا وہ ساحر کی شکل بنا اور بہت
سانپ اُسنے موسوم سے بناکر کالے ناگن اور دھامن سر وگلے مین لپیٹے اور آپ اکتارہ
بجاتے بھجن گاتے چلے رستہ مین برق ملا اُس سے انھون نے سارا حال مولج سفید پوش
کے آنے اور کوہ ارم مین اُترنے کا بیان کیا برق نے کہا کہ تم جاؤ اور آپ چلا بارگاہ کی طرف
اور بہار سے آکر چپکے سے کہا غرض کہکے یہ تو چلا گیا اور بہار نے نافرمان سے کہا کہ میرے
سر مین درد ہی مین جاتی ہون اپنے خیمہ مین اور یہ آئی کنیزون سے کہا کہ خبردار کوئی آنے نپائے
اور آپ آکر پلنگ پر لیٹی دو پھول گجرے کے توڑکر خیمہ کی چھت کی طرف مارے وہ چھت شگافتہ
ہوئی اور یہ نکل برق کے نکل کے چلی وہان برق فرنگی پہلے ہی سے آگیا تھا اُسنے کہا کہ ای
ملکہ بہار آپ تو بنیے ملکہ یاقوت کی صورت اور مین صرصر کی صورت بنتا ہون آپ مجکو وہان
چھوڑکر چلی آئیے گا اسوقت بہار نے کچھ پھول گجرے کے توڑکر آسمان کی طرف مارے کہ ایک
ابر سرخ رنگ آکر موجود ہوا اور اُس ابر سے تین سو انیسین جلیسین اور چار ہزار عملے کے لوگ یعنی
خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ موجود ہوے اُسوقت برق صرصر کی صورت بنکے تیار ہوا اور
بہار جادو بزور سحر یاقوت کی صورت بنی اور آگے سامنے گنبد نور کی طرف سے روانہ ہوئی
اور جب قریب پہونچی تو مولج سے لوگون نے خبر کی کہ ملکہ یاقوت وزیرزادی حیرت کی
آتی ہی مولج نے کچھ لوگ استقبال کو بھیجے یاقوت نقلی اور صرصر نقلی آکر سامنے پہونچین اور
بہت جھک کر آداب بجالائین کیونکہ یہ فرزند ہی ملکہ حیرت کا مولج نے بہار کا سر چھاتی سے
لگایا اب یاقوت نقلی بیٹھی اور کہا کہ ملکہ حیرت آپ کی والدہ نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور کہا
ہی کہ مین نہایت خوش ہوئی جو آپ آئے اب آپ اس صرصر کو اپنے پاس رہنے دیجیے کیونکہ
لشکر اسلام کے عیار بہت ہین صرصر آپ کی نگہبانی کرے گی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی شربت کباب کی

صحبت رہی پھر وہاں سے یہ تو چلی اور صرصر رہ گئی مواج بہت خوش ہے اور کہتا ہے ہر بار
منیر جادو سے کہا کہ والدہ نے میری بہت عزت کی غرض جب وہ زمانہ آیا کہ سفیدی در سیاہی
شب سے ہم آغوش ہوئی اور شاہد شب نے پیشواز ستاروں کی زیب جسم کی اشعار
نگاہوں نے کیا آنکھوں میں آرام ؛ چلے ہر سمت مشتاقان خود کام ؛ سیاہی بڑھتے بڑھتے ہو گئی شام
کہ جیسے مشک گیسوئے دل آرام ؛ جب رات ہوئی تو مواج نے کہا کہ بی صرصر تمہیں کوئی کہانی
بھی آتی ہے صرصر نے کہا کہ سردار صاحب ہاں کچھ ٹوٹی ماری کہانی کہہ لیتی ہوں مگر مجھے ساقی گری
خوب آتی ہے اس نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے کچھ قرابے اور شیشے منگا کر اسکے حوالہ کیے اس نے ان قرابوں
میں کچھ الٹ پھیر کر کے بیہوشی ملا دی اور جام بھر بھر کے ہر ایک شخص کو دینا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا شعر
اڑا کر کاگ بوتل کا منہ کا گاؤں نکلتی ہے + شراب کی بزم میں ہنسا ہنسیں تو ہوا چلتی ہے + اور کبھی کہتا تھا شعر
ساقیا برخیز و درده جام را + خاک بر سر کن غم ایام را + کبھی کہتا تھا شعر — پلا ساقی
شراب ارغوانی + غنیمت ہے بہار زندگانی + اسی طرح سے سب عملہ کو اور خود سردار
کے انکو شراب پلائی اور کہا کہ یہ صحبت رندان ہے اور جلسۂ مے پرستان ہے اس میں
امیر و غریب کسی کا لحاظ نہیں ہے مواج تو نشے میں بیخود ہو رہا تھا اس نے بھی کچھ نہ کہا اور اب ایسا
نشہ ہوا کہ جھومنے لگا اور کہا کہ اے صرصر میں نے دیکھا کہ شہنشاہ خود میری ملاقات کے لیے
آئے ہیں اس نے کہا کہ تعظیم کو اٹھیے یہ کہکر اٹھا چاہا تھا کہ بیہوشی نے سر نیچے ٹانگیں اوپر
اسکے اٹھانے کو اور لوگ جو اٹھے وہ بھی چھینکیں مار مار کر بیہوش ہو گئے غرض کل اہل محفل
اور سردار اور مواج سب بیہوش ہوئے برق نے مواج اور چند سرداران نامی کا سر کاٹ ڈالا
اور وہاں سے چلا اب کچھ دیر میں وہ وقت آیا کہ جمال صبح عالم کو نظر آیا اور رات نے دامن سمیٹا اشعار
گہر شبنم کے پھولوں نے لٹائے ؛ زمیں نے موتیوں کے ڈھیر پائے ؛ جدا پروانوں سے ہونے لگی شمع
لیکر رخصت جو تھا خاموش تھی شمع ؛ افراسیاب نے وہاں کتاب سامری میں دیکھا تو یہ دیکھا
کہ مواج سفید پوش آکر کوہ ارم میں اترا ہے اس نے کہا کہ اے ملکہ حیرت جادو تمہارا بیٹا
آیا ہے اور کوہ ارم میں اترا ہے یہ کہکر یہ تو چلا گیا قلعۂ طلسمی میں اور یہاں ملکہ حیرت نے رات کو
کتاب سامری میں جو دیکھا تو یہ وہ وقت ہے کہ برق صورت صرصر کی بنا ہوا خنجر لیے ہوئے

اُسکا سر کاٹنا چاہتا ہی بس اُسنے دونون ہاتھون سے سر تھام لیا کہ تاج سر سے گرا ملکہ یاقوت نے
اُسکو اُٹھا کے سر پر رکھا اور کہا ملکہ خیر تو ہی آپ تو اس طرح بدحواس ہوجاتی ہین کہ یہ تاج سر سے
گر پڑا حیرت نے کہا کہ ارے کوئی جاے اور بچاے میرے بیٹے کو برق کا نام سن کر خوف جان ہی
ہر ایک کو کسی نے کچھ نہ کہا مگر ایک کنیز نے حیرت کی کہ اُسنے حیرت کو پالا ہی اور معراج کو بھی [illegible]
کیا ہی اُسنے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر وہ چلی اور یہان آکر جو دیکھا تو اندھیرا ہی اور جون جون سحر
کاٹے جاتے مین آوازین مہیب آتی ہین اور تاریکی بڑھتی جاتی ہی جب تین سو ساحرون کے
سر برق کاٹ چکا اور صبح ہو گئی روشنی ہوئی تو اُسوقت ضرغام جو اکتا رہا تھا ہوا چلا تھا وہ بھی
آ پہونچا اور اس کنیز نے نعرہ کیا کہ او موے ناچار تونے مارا اُس شاہزادے کو کہ اپنا ثانی نہ رکھتا تھا
یہ کہکر سحر کیا کہ برق کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور اُسنے چاہا کہ مین برق کو قتل کرون چونکہ
اُسکا برق کی طرف تھا پیچھے سے ضرغام نے خنجر مارا کہ سر اُسکا جسم سے جدا ہو گیا نعش لیکر یہ
چلے سامنے حیرت کے لائے اُسنے اپنا عجب حال تباہ کیا جو کہ قتل سے بچ گئے تھے وہ بھی آکر
پہونچے اور کہا دہائی ہی کہ ہمارا سردار مارا گیا اُسنے نعش اُسکی بڑے دھوم سے اُٹھوائی اور ان
لوگون سے کہا کہ تم جاؤ باغ مین یہ کہکے انکو ایک باغ مین بھجوا دیا اور آپ قلعہ طلسمی مین آئی
وہان افراسیاب بیٹھا تھا اور ابرق و سرمایہ و مصور و صورت نگار یہ سب بیٹھے تھے اُسوقت
حیرت نے اپنا گریبان تا بدامن چاک کیا اور سامنے افراسیاب کے پیٹنے لگی اور کہا میرے
بیٹے کو اس موے برق نے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ ہی کوئی ایسا جو جاکے پکڑ لاوے برق
کو یہ حکم سنکر ابرق کوہ شگاف وزیر اُسکا اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور عرض کی کہ مین جاکر لاتا ہون
افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ یہ روانہ ہوا اور برق فرنگی و ضرغام چادر طلسمی اوڑھے کوہ ارم سے
اپنے لشکر کو چلے مین راستہ مین برق نے دیکھا کہ یہان کوئی نہین ہی بس اُسنے چادر طلسمی کو اُتار ڈالا
اور ابرق جو چلا تو اُسنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس طرف عیار جاتے ہین پس یہ بھی اسطرف
چلا اور جاکے جب قریب برق پہونچا تو ضرغام تو بھاگ گیا مگر ابرق نے کمند سحر کی برق پر ماری
کہ گلے مین حلقہ اُسکے پڑے ہوئے برق نے جلدی سے چادر کو لیکر لوٹ مین رکھا اُسوقت ابرق
نے اُسکو باندھ لیا اور ضرغام نے دور سے دیکھا کہ برق قید ہو گیا یہ گھبرا کر چلا کو راستہ مین قران

ملا اُس سے ضرغام نے کہا کہ ای خلیفہ عیاران لشکر اسلام برق اس طرح قید ہو گیا قران نے
کہا کہ اچھا تم جاؤ مین سمجھ لونگا پس یہ گلچینی گلشن عیاری کی کرنے لگا آخر ایک گل مراد ہاتھ آیا
یعنی ایک درخت چندن کا ایک مقام پر لگا تھا اسنے اُسی ٹہنی کر تراش کر ایک طاق اُس درخت
مین بنایا اور ایک چبوترہ اُس درخت کے نیچے پتھر کا بناکے ایک لوح کہ اُس لوح مین یہ لکھا کہ یہان
آکے سامری و جمشید بیٹھتے ہین یہ بڑا معابد ہے اور اُس لوح مین عطر بیہوشی کا لگایا اور آپ علیحدہ ایک
طرف کو بیٹھے مگر اُسنے صورت ایسی بنائی کہ آدھا بدن سرخ رنگا اور آدھا سفید اور ٹیڑھے دیکھ بہت
بڑے بڑے دانت بنائے آنکھین لال لال خون کبوتر کی طرح سرخ اور مثل مشعل کے روشن
سر پر بالون کی جٹائین لٹکے ایک جگہ پر بیٹھ رہا ابرلیق کوہ شگاف جو برق فرنگی کو لیے
ہوئے آتا تھا اس مقام پر آکر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک درخت بنا ہے لو ایسی بو خوش آتی ہے کہ
دماغ جان معطر و عنبر سوا جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ جگہ کوئی خاص ہے آگے بڑھ کر قریب اُس درخت
کے آیا اور برق فرنگی کو ایک مقام پر ڈال دیا کہ یہ بندھا ہوا پڑا ہے پس اس تختی کو آنکھون سے
لگایا بوسے دیے بیہوشی جو دماغ مین گئی بیہوش ہوے قران نے آکر مشکین برق کی کاٹ
دین اور ابرلیق کی زبان مین سوزن دیا اور ہوشیار کیا اور اُس سے کہا کہ تجھے کیا دخل ہے ہمارے
کارخانہ مین ہمنے اپنا قہر نازل کیا ہے تمام طلسم ہوش ربا پر یہ کہکر چاہتا تھا کہ اسکو قتل کرے
اُسوقت افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابرلیق کوہ شگاف کو قران
قتل کیا چاہتا ہے پس تہ وہان سے بیقرار ہو کر اُٹھا لوہ اور پہونچا اور پکارا کہ باش لو نا عیار
یہ نعرہ سنتے ہی قران کے پاس ایک دعا ہے کہ اسکے پڑھنے سے مہر دق جن اُٹھائے جاتا ہے
اور تاج نور البصار بھی انکے پاس ہے کہ اسکے پہن لینے سے غائب ہو جاتے ہین بمجبوری
اُنھون نے اُس دعا کو پڑھا اور تاج نور البصار کو سر پر رکھا کر غائب ہوے اور برق نے
چادر طلسمی اوڑھ لی افراسیاب ابرلیق کوہ شگاف کو اُٹھا لیگیا اور برق اور قران وہان سے
اپنے لشکر کی طرف آئے وہان ابرلیق کوہ شگاف کی زبان سے سوزن نکالا اور اُسنے کہا کہ
ای شہنشاہ عیار بڑے زبردست ہین غرض یہ ٹھکرلیج دیکھنے لگے اور شراب پینے لگے مگر حال
سنیے کہ باغبان قدرت جو مطیع اسلام ہے وہ ایک وقت صحرا مین برای شکار آیا اور صید غزالان

کرنے لگا وہاں افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھکر معلوم کیا کہ اسوقت باغبان
قدرت شکار طلسم ہوا ہے اسنے قینچی سے دو پتلے کاغذ کے کاٹے اور سحر پڑھکر انکو مثل انسانون
کے بنایا اور اُن سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت تمکو فلان صحرا سے پکڑ لاؤ وہ دونون پتلے چلے
اور آکر باغبان قدرت کے لپٹ گئے اسکو کھینچتے ہوئے سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ
اسوقت باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا پس اُسنے دستک دی کہ ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور
تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی تو سامنے جو چمن ہے اُسمین بہت سے درخت لگے ہین اور ایک
درخت نارنگی ہزاری کا لگا ہے کہ اُسمین سُرخ سُرخ نارنگیان لگی ہین چنانچہ افراسیاب نے
باغبان قدرت سے کہا کہ اس درخت سے نارنگیان توڑ لا باغبان قدرت نے آکر اسکی
ایک نارنگی توڑنا جو چاہی تو دیکھا کہ مثل فولاد کے ہے اسنے زور کرکے اسے توڑا جیسے یہ ٹوٹی ویسے ہی
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور ایک شعلہ نکلا اندھیرا ہوگیا باغبان بیہوش ہوکر گر پڑا اسوقت
افراسیاب نے دستک دی کہ ایک ابر گرجتا کڑکتا روبرو ہوا پر آیا اور اُسمین سے ایک شخص
پیدا ہوا سیاہ رنگ اور اُترکر سامنے افراسیاب کے آکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے
افراسیاب نے کہا کہ اے لشہیرے لے اس باغبان قدرت کا سب اسباب لیں اسنے آکر پاس
باغبان قدرت کے جھولا سحر کا اور ہاتھون کے کڑے اتار لیے اور سامنے افراسیاب کے
لاکر حاضر کیے باغبان قدرت کو ستونون سے بادہ دری کے باندھ دیا پھر اُس سے کہا
افراسیاب نے کہ تو جا اور پھر دستک دی افراسیاب نے کہ ایک ساحر اور پیدا ہوا کہ جسکا تمام
بدن شیشے کا تھا اور ہاتھ مین اسکے ایک شیشی پانی کا تھا افراسیاب نے اُس سے کہا
کردے پانی کا چھینٹا باغبان کو اسنے پانی کا چھینٹا دیا اور غائب ہوگیا باغبان ہوش
مین آیا اور اُسنے دیکھا کہ مین بندھا ہون پس اُسنے افراسیاب سے کہا کہ اے شہنشاہ مین نمک حرام تھا
مگر آپنے مجھے نمک حرام بنایا اور آنکھ سے آنکھ افراسیاب سے یہ ملائے رہا افراسیاب نے کہا
کہ آنکھ نیچی کیون نہین کرتا باغبان نے کہا کہ مین نے کوئی حرکت ایسی نہین کی کہ جس سے
مین آنکھ نیچی کرون اُسوقت افراسیاب نے ایک ترنج جانب آسمان اُچھالا وہ پھٹا
اور آواز تڑاقے کی ہوئی اور ایک ابر گھر آیا تاریکی ہوگئی پھر جو دیکھا تو وہ درخت جو نارنگی

کا تھا اُسمین سے پانی نکلنا شروع ہوا اور زمین بھی شق ہوئی اُسمین سے بھی پانی نکلنے لگا یہانتک
کہ کچھ دیر مین پانی مثل دریا کے موج مارتا تھا اب ایک بجرا اُس پانی مین بہتا نظر
آیا کہ بالکل بجلی کے تھا اور مانجھی ڈنڈا پکڑے ہوئے ہین ادھر سے اُدھر کھیتے چلے آتے
ہین جب وہ بجرا قریب آیا تو اُسمین سے دھوان نکلا اور ایک آواز تڑاقے کی ہوئی پھر
اُسمین سے ایک عورت سیہ فام کریہ منظر تیرہ رو تیرہ دردن پیاز لہسن کی گٹھیون کی ہڈیان
کھوپریون مردون کے ہار گلے مین ڈالے دانت مثل دندان خوک باہر نکلے ہوئے میل
آنپر جمتا زرد مثل ہلدی کے تھے تہمد کھاروے کی باندھے چھاتیون کے تکے لٹکتے سامنے
افراسیاب کے اُس بجرے سے نکلکر آئی افراسیاب نے کہا کہ اے قیر جادو دے اِس
باغبان قدرت کی آنکھ مین سلائی اُسکے ہاتھ مین ایک سلائی اور چھوٹی سی سرمہ دانی
تھی چنانچہ اُسنے سحر جو کیا باغبان بیہوش ہو گیا اُسنے اُسکو ستون سے کھول کر چھاتی پر چڑھ کے
اُس سلائی کو تین بار سرمہ دانی سے رگڑ کے باغبان قدرت کی آنکھ مین دیا اسی طرح
دوسری آنکھ مین بھی سلائی کو پھیر دیا اور پھر باغبان قدرت کو ہوشیار کر دیا اور آپ کود
اُس بجرے پر گئی اور غائب ہوئی اور افراسیاب نے باغبان سے کہا کہ کیون او نمکحرام
اب پہونچا اپنی سزاے اعمال کو اِسنے کہا ابتک تو مین نمکحرام نہ تھا مگر اب بیشک ہوا افراسیاب نے
اسکو ایک حجرے مین بند کیا اور آپ جا کر ایک محل مین سو رہا مگر چالیس ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر
کر دیا لیکن خواجہ عمرو جو گلیم اوڑھ کر کوکب نقلی کے پاس سے جو بھاگے تھے تو اُنھون نے
دیکھا ایک صحرا مین کہ برق چلا آتا ہے اور چادر جمشیدی اوڑھے ہے مگر سر کھلا ہے عمرو نے کہا کہ اے برق
کہان جاتے ہو برق نے سلام کیا اور کہا اِس طرح ابریق کوہ شگاف نے مجھے قید کیا تھا مگر
قران نے مجھے چھڑایا عمرو نے کہا اچھا جاؤ مگر تمکو کچھ باغبان قدرت کی بھی خبر ہے برق نے
کہا نہین یہ کہکر عمرو جانب باغ سیب روانہ ہوئے راہ مین کچھ ساحر جاتے تھے اُن سے سنا کہ
باغبان قدرت کو افراسیاب نے اِس طرح قید کیا ہے اور اب وہ جلا دیا جائیگا پس عمرو نے
کوکب کا دیا ہوا تعویذ منھ مین رکھا کہ ایک پتلا اُنکو اُڑا کر لے گیا جب یہ پہونچے پاس کوکب کے تو دبا نکی
زمین شق ہوئی اور ایک پتلی یاقوت نگار بالشت بھر کی زمین سے نکلی دو کاغذ اِنکے ہاتھ مین دیے

اور کہا ان کاغذون کے بموجب کام کیجیے گا بس یہ خوشی خوشی وہان سے چلے یعنی کوکب نے انکو اپنے
تخت سحر پر بٹھا کے قریب باغ سیب پہونچا دیا اب کیفیت سنیے کہ ایک کوتوال ہے شہر ناپرسان کا
اسفل شب گرد جادو نام لور ایسا زبردست کافر ہے کہ صورت اپنی بدلکر نکلتا ہے اور جہان کوئی
مسلمان ملجاتا ہے اُسے قید کرکے خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ جب مین ہزار مسلمانون کو مارونگا تب اپنی
شادی کرونگا چنانچہ وہ شب گرد آج شہر ناپرسان سے نکل کر باغ سیب کی طرف آیا ہے ادھر بیان
عمرو نے اپنی صورت ایک بڑھیا کی ایسی بنائی ہے سر سفید بکا پائجامہ سوسی کا گراہین آستین
دی ہوئین گاڑھے کی چادر کی چادر اوڑھے دانت ٹوٹے ہوے گالون مین جھریان پڑی ہوئین
کہتی ہوئی کہ خدا وہ کون دن کرے گا جو مین اپنی ملکہ مہرخ کے پاس پہونچونگی بس یہ سنکر اسکے
بدن مین آگ جو لگی تو سر مین جا کے بجھی اور چلا کہتا ہوا کہ او بڑھیا کہان جاتی ہے میرے ہاتھ
سے اور برابر پہونچکر چاہتا تھا کہ مارے ایک لات کہ بڑھیا کا کام تمام ہو بس آپنے خالی دیکر
ایک اَنٹی جو ماری تو یہ گرا منھ کے بل آپنے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا اپنی دارو
بیہوشی کی اسکی ناک پر باندھی اور لٹو خاردار اسکے گلے مین اُتار کے اب آپ نقب دیتے
ہوے چلے یہان تک اُس حجرہ مین کہ جسمین باغبان قدرت قید تھا پہونچے باغبان
مارے درد کے بیہوش ہو گیا تھا اور اُس حجرے مین ایک تخت تھا کہ باغبان مارے درد
کے اُسکے کٹہرے سے سر لگاے بیہوش پڑا تھا بس آپ نے بیہوشی دیکر اُسکو زنبیل مین ڈالا
اور اسفل شب گرد کو نکال کر باغبان کی صورت بنا کر لٹو خاردار تہ گلے مین اتار ہی چکے تھے
اُسکو وہین لٹا دیا اور وہ کاغذ جو تیلی نے دیے تھے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکا اور وہان اسفل کو
ہوش جو آیا تو اُسنے سانس لی تو وہ لٹو خاردار نیچے اُتر گیا اُسکے صدمہ سے اسکی جان نکل گئی
اور ادھر اُس کاغذ کو خواجہ نے پھاڑ کر پھینکا کہ یکایک آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم وجان دادیم
وبمطلب خود نرسیدیم لشتی مرا کہ نام من باغبان قدرت جادو بود غل اور شور اس طرح
کا ہوا کہ شب گرد کے مرنے کا بھی غل معلوم نہ ہوا وہ جو چالیس ہزار دربان بیٹھے تھے اُنھون
نے کہا کہ باغبان قدرت مر گیا اور ایسا غل ہوا کہ افراسیاب اپنے محل مین جاگ پڑا
اور اُسکو بھی رنج ہوا باغبان کو سنکا خواجہ اُس نقب کی راہ سے نکل کے صحرا مین آئے

اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور یہان صبح کو جب وہ زمانہ آیا کہ شب نے نقارہ
رخصت کا بجایا اور مثل پری زاد کے پردۂ عدم مین منھ چھپایا **اشعار**

یہانتک مرغ مطلب یا تا گوش | کہ رخصت کا ہوا اُس لعبت کو جوش | بشکل قلب عاشق تنگ ہو کر
رخ عشاق سے ہمرنگ ہو کر | اڑی جسطرح خون تیغ جلاد | چھپے یون جیسے پردہ مین پریزاد

صبح کو حجرہ کھول کر نعش باغبان کی نکالی اور اُسکو پھونک دیا اور یہان عمرو جب آکر
پہونچا تو گلچین جادو نہایت رنجیدہ زار زار رو رہی تھی کہ عمرو نے آکر باغبان کو
زنبیل سے نکالا اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ آپ کی آنکھین کیونکر اچھی ہون باغبان
نے کہا سب سامان سحر کا میرے لیے قہر جادو نے کیا ہو مگر ایک تعویذ تھا کہ وہ
میرے بازو پر بندھا رہتا تھا وہ اب نہین ہو اگر وہ ہوتا تو کچھ حال معلوم ہوتا خواجہ عمرو نے
کہا کہ ایک تعویذ تو میرے پاس ہی یہ کہکے ایک تعویذ نکال کے دیا اُسوقت باغبان
قدرت نے گلچین جادو سے کہا کہ اری بی تم وہ عمل کرو جو پہلے کیا کرتی تھین گلچین نے
چوکا دیکر تعویذ عمرو کا دیا ہوا رکھ لیا اور آپ اُس چوکے مین بیٹھی اور کچھ پڑھنے لگی بعد
ایک گھڑی بھر کے دیکھا تو ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہو گئی سب کی
آنکھین بند ہو گئین اب جو دیکھا تو ایک جانور انگارے کی تو مین استادہ ہی
اور جواہر کا ہی گلچین نے اُس سے پوچھا کہ اے طائر طلسمی بتا کہ کیا صورت ہو جو آنکھین
باغبان قدرت کی اچھی ہوئین اُسنے کہا کہ جب تک قہر جادو ماری جائیگی آنکھین
نہ روشن ہونگی اور وہ رہتی ہی کوہ فنا کے پاس پس یہ کہکر وہ جانور تو غائب ہو گیا اور گلچین نے
وہ تعویذ اُٹھا لیا اور باغبان قدرت کو دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ بہت مشکل ہے
جانا وہان عمرو نے کہا خدا مین سب قدرت ہی اور بہار جادو سے کہا کہ تم چلو میرے ساتھ
بہار نے ایک طاؤس زرین سحر سے بنایا اور اُسپر سوار ہوئی بہ تو رو سے ہوا پر چلی اور
عمرو پیچھے پیچھے چلے قہر جادو کی فکر مین اور مہرخ نے کہا کہ مین بھی جاتی ہون چنانچہ یہ بھی
چلی کوہ فنا تختۂ تاریک کے قریب ہی پہونچی تو ایک میدان سیاہ رنگ کا نظر آیا اور بہار بھی
سیاہ نظر آتا ہی یہ خوش ہوئی اپنے دل مین کہ باغ مینا نظر آیا آگے جو بڑھی تو دیکھا کہ ایک دیوار

سیاہ اٹھی ہوئی ہوا اسکے دوسری طرف ایک پہاڑ ہے عمرو اس پہاڑ پر چڑھ گیا تو وہاں سے بھی وہی جالی
نظر آیا غرض ناچار ہوکے نیچے پہاڑ سے اُتر آئے اور دیوار کے پاس پاس چلے تو اس دیوار میں
بیچ بنے ہیں پہلے جو بیچ علاوہ بند تھا جب دوسرے بیچ کے پاس پہونچے وہ بھی بند تھا جب
تیسرے بیچ کے پاس پہونچے تو اسمیں جالی بنی تھی اور اس جالی میں انھوں نے جھانک کے
دیکھا تو اس طرف چمن بندی کی ہوئی تھی گلہائے بوقلمون کھلے ہیں جانور زمزمہ سرائی
کر رہے ہیں انواع اقسام کے درخت لگے ہیں سرو اپنی اکڑ فوں دکھلاتا ہے لالہ رنگین داغدار
نظر آتا ہے کہیں نرگس یاسمن سے بہار پر عروس گلشن کا جوبن ہے سنبل زلف معشوق کو شرماتا ہے
نرگس نگاہ باز ہے نظم

نظر آئے نہال سبزہ شاداب
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
کوئی خون جگر کی طرح رنگین
کسی میں اک نیا جلوہ ہویدا
صدائے غنچہ سے نغمے ہویدا
تھا اور کہیں بجائے آب

کہ جنکے دیدے خاطر ہو بیتاب
کوئی گل مثل روئے ماہ براق
کسی میں اور ہی صورت کی ترنگیں
ثمر کی جا گر سب میں نمودار
سر ہر شاخ سے بارش تھی پیدا
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد

ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے
ادا ہٹ میں کوئی مشہور آفاق
کسی میں سب طرح کے رنگ پیدا
چمک پتوں میں جیسے عارض یار
زمین جنبش میں مثل قلب بیتاب
چمن خندان لب بلبل پہ فریاد

علاوہ ان درختوں کے اور اس عجائبات کے ایک درخت ہے تاڑ کا کہ پتے ہیں بشکل شمشیر کے
اور پھل آدمی کے چہرہ کی طرح اب انھوں نے جالی میں جھانکنا شروع کیا تو دیکھا کہ یہاں
عجب سیر ہے کہ جتنے چمن ہیں اُنمیں بجائے درخت کے کسی جگہ ہاتھ ہیں آدمی کے لیے اور کسی
جگہ پاؤن ہیں آدمی کے مگر کٹے ہوئے اور پر ہیں اور اُنمیں نیچے ہیں خون بھرا اور کہیں دھڑ ہیں اُنمیں یہ
یہ معلوم دیتا ہے کہ تازہ خون لگا ہے اور کسی جگہ سر تازے کٹے ہوئے رکھے ہیں اور اُس طرف
کو روش ہے اُسپر بجائے سرخی کے تلوارین جڑی ہیں یہ جو دیکھا تو گھبرا کے عمرو ایک طرف
کو بھاگا اُسوقت آواز آئی کہ اے عمرو کہاں جاتا ہے ذرا ٹھہر عمرو نے نہ تو پیچھے پھر کے دیکھا
اور نہ کچھ اُس آواز کا جواب دیا چلتے چلتے ایک میدان نظر آیا عمرو نے وہاں نماز پڑھی اور دعا
درگاہ الٰہی میں مانگی رونے لگا بسیار رویا کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بزرگ

فرماتے ہین اے عمرو اُٹھ تو قیر جادو کو مارے گا عمرو کی آنکھ تو یہ اُٹھ کر چلے تو دیکھا انھون نے ہزارہا
درخت ناریل کے لگے ہین اور اُنمین ناریل بھی بے گنتی اور بے حساب لٹک رہے ہین یہ دیکھے
عمرو ایک پہاڑ کے پاس پہونچا وہان دیکھا تو ایک درہ ہے یہ اُس درے مین چلے کوئی پاؤ کوس
پہونچے تھے کہ ادھر ایک پتھر کی چٹان درے مین لگی تھی یہ اُس چٹان کے پاس پہونچے تو آواز آئی
کہ آتے کیون ہین ہوس یہ گلیم اوڑھ کے باہر درے سے نکل آئے اب کوئی چار ہزار بندر اور لنگور
اور درے سے نکلے اور اُن درختون پر چڑھے اور ناریل توڑ توڑ کر کھانے لگے اور اُنکے پتے
اپنے گلون مین باندھے اور پھر اُن درختون سے اُتر کے اُسی درے مین چلے گئے عمرو بھی گلیم
اوڑھے اُن بندرون کے پیچھے اس درے مین چلا اب اس جگہ پہونچے کہ جہان پتھر کی چٹان لگی تھی
تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہین یہ باہر درے کے نکلے تو ان بندرون نے اُس چٹان کو درہ مین پھر
لگا دیا اور بند کر دیا اور وہ بیٹھے بھی اِس سبب سے تھے کہ اُسکو ہٹا کے بندر اُس طرف آئے
تھے اب پھر جب اُدھر گئے تو پھر بند کر دیا القصہ عمرو وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا اُسنے
کہ ایک درخت ہے بہت بڑا اور اُسکے نیچے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہے اور اُسپر ایک ساحر
بیٹھا اکتارہ بجا کے بھجن گا رہا ہے اور تو ہر یہ بندر اور لنگور سامنے اُسکے پھرتے رہے اور عمرو بھی ایک
جگہ بیٹھا رہا جب دوپہر دن آیا تو اُس ساحر نے اکتارہ کو درخت پر رکھدیا اور بت کو نکال کر سامنے
رکھا اور کچھ چاول سرسون رائی کے دانے اُسپر چڑھائے اور ڈنڈوت اور سجدہ کیا اور دیکھا
عمرو نے کہ ایک ابر کالا کہ دہنی طرف چھایا ہوا ہے غرض جب فراغت ہوئی تو وہ ساحر اُٹھا اور چلا
جب کوئی آدھ کوس زمین طے کی تو وہان سوا میدان کے اور کچھ نظر نہ آیا اور اُس ساحر
نے وہان کھڑے ہو کر کچھ دانے سرسون کے پڑھ کے چار طرف پھینکے تو ایک چمک ہوئی کہ
آنکھین خیرہ ہو گئین اور ایک دیوار سیاہ رنگ کی نظر آئی اور ایک دروازہ اُس دیوار مین لگا تھا
یہ ساحر جا کے اُس دروازے کے قریب ٹھہرا اور اسنے کچھ پڑھنا شروع کیا کہ وہ لنگور اور بندر اُچک
اُچک کر اُس دیوار پر جانے لگے اور گرد دیوار کے بھی وہ بندر اور لنگور پھرنے لگے یہ ساحر اندر اس
دروازے کے گیا تو دیکھا عمرو نے کہ ایک چشمہ ہے سیاہ پانی کا مثل قیر کے اور اُسپر ایک ابر
بھی چھایا ہوا اس ساحر نے کچھ پڑھ کے اُس چشمہ مین ماش کے دانے ڈالے تو ایک چمک اس طور پر ہوئی کہ

بجلی چمکی ہو اور آواز گڑگڑاہٹ کی آنے لگی اور وہ چشمہ بڑھنا شروع ہوا یہان تک بڑھا کہ دریاے ذخار
مثل آفت زا لطمہ سنج ہو گیا ابیات

جذر و مد سب حواس کھوتا تھا	خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا	موج اُٹھنے لگی جو طوفان زا
کچھ نہ آیا نظر سو عمان زا	ریلا پانی کا جب لگا آتا تھا	خوف سے جی ہی ڈوب جاتا تھا

اب اُس پانی مین ایک جہاز ایک طرف سے پیدا ہوا اور دیکھا تو اُس جہاز پر بجلی چمکتی ہوئی اور لکہ ابر
گڑگڑاتا ہوا اور بجلی آآکر پانی پر گرتی تھی اور پھر بلند ہو جاتی تھی پانی کو بھی تلاطم تھا ایک
شور عظیم برپا تھا پانی کا رنگ سیاہ اور لکہ ابر بھی اُسپر کالا چھایا ہوا خدا کی پناہ سواے تاریکی کے
کچھ اور نظر نہ آتا تھا جب جہاز وہ کنارے پر آیا تو اُسمین چمک ہوئی اور ایک درجہ اُسکا کھلا
اور اُسکے اندر سے ہزارہا پریزاد نکلے کہ اُنکا اوپر کا جسم پری کا تھا اور نیچے کا مچھلی کا اور ایک مگر
نکلا کہ وہ سو گز کا تھا اور اُسپر ایک ساحرہ سوار تھی کہ تمام بدن اُسکا سیاہ تھا تہمد کھاروے
کی باندھے کانون مین سندرے پڑے ہاتھون مین لوہے کے کڑے اور جھولی جواہر دوز کامدار
پر ڈالے مگر پر کاٹھ کھنچا اور اوسپر وہ سوار تھی چنانچہ اُتر کر کنارے دریا کے ایک چوکی جواہر نگار
پر آکر مسند پر بیٹھی اور وہ پریزاد ہین کہ جنکا بدن مچھلی کا تھا یہ اُسکی اُسمین جلیسین ہین القصہ جب یہ بیٹھ
چکی تو وہ ساحر کہ نام اُسکا ہوشمند جادو ہے ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اور وہ سندرو
لنگور چار طرف دیوار پر اور نیچے دیوار کے کھڑے ہین اور وہ مگر جو جہاز سے اُترا ہے اور اُسکی
سواری بھی کنارے دریا کے ٹھہری ہے اب عمرو نے چاہا کہ کوئی تدبیر کرون پس اُنھون نے
اپنے تئین پریزاد بنایا پر جواہر کے کاندھے پر لگائے پیشواز پہنی دوپٹہ آنچل پلو کا اوڑھا اور
قرغول اور باد بہرے جبرئیل علیہ السلام کے پلوؤن مین باندھکر اونچے ہوئے اور وہان
حقہ آتشین داغ کر پھینکا تو صدا اُڑ جانے کی بلند ہوئی اور آپ نیچے اُترے اور ایک خط
کہ جسپر مہر افراسیاب کی تھی وہ لاکر اُس قہر جادو کے ہاتھ مین دیا اور کہا منم فرستادہ
افراسیاب غرض یہ اُٹھی اور آداب بجا لائی اور خط ہاتھ مین لیا اُسے کھولا تو اُسمین لکھا
تھا کہ اے قہر جادو یہ بہن ہے حسین جادو کی جسے ہمنے بھیجا ہے اور یہ نہایت سحر مین دخل
رکھتی ہے پس آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو داغ فنا کے پاس آکے پہونچا پس عمرو کا نام پڑھنا تھا کہ سوکھ گئی

قمر جادو کو خلجان ہوا یہ اٹھکے اُس اژدر پر سوار ہوئی اور وہ اژدر جہاز پر گیا اور جہاز چل نکلا ہوشمند
جادو کھڑا دیکھ رہا تھا اور خیال اُسکا اُس طرف تھا عمرو نے دیکھا کہ قمر جب دور تو
گئی پس انھون نے خنجر نکال کے ایک ہاتھ جو مارا تو سر ہوشمند کا کٹ کر گر پڑا غل ہوا تاریکی
ہو گئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام ہوشمند جادو تھا اور قمر جادو جو گئی تو اُسنے
ایک جگہ پر ایک خط افراسیاب کو سے لکھکر بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شہنشاہ
معلوم ہوا کہ عمرو باغ فنا کے قریب پہونچا ہے اب آپ مہربانی سے دم بدم کی خبر عمرو کی
مجھکو لکھتے رہیے اور جس پری کو کہ آپ نے بھیجا ہے وہ یہان آ کے پہونچی لیکن مین نے
کچھ توجہ اُسکے حال پر نہین کی اور یہان اب جو دیکھا تو وہ دریا اور دیوار سب غائب ہو گئی سوا
جنگل کے اور کچھ نظر نہ آیا اور عمرو اُدھر چلے کہ جدھر سے آئے تھے جب ایک کوس بھر کا راستہ
انھون نے طے کیا تو اُنکی پشت کی طرف آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی اور اسقدر گرمی ہوئی کہ یہ
بیچین ہو گئے اور پشت کی طرف جو انھون نے دیکھا تو جیسے چراغ جلتا ہے کبھی بجھ جاتا ہے کبھی
روشن ہے اور جہان سے کہ یہ آئے ہین وہان سے یہان تک برابر جلتا چلا آتا ہے پھر جو دیکھا تو ایک
شیر گیارہ ہاتھ کا بہت فربہ اور اُسپر کاٹھ کھنچا ہوا اور ایک ساحر سوار ہے اور وہ شیر اسطرف
کو آتا ہے اور ایک کھوما ہے سیاہ کہ وہ شیر اُسکے قریب آیا اور خواجہ بھی ایک پتھر کے پرتاب پر آگے
چلے تو آواز آئی کہ اے ببر سوار ذرا ادھر دیکھ اُس ببر سوار نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو ایک
نازنین بہت خوبصورت حسین کو استادہ پایا پس اُس نازنین نے کہا کہ اے ببر سوار بہت
خبردار اور ہوشیار رہنا کہ عمرو آ پہونچا ہے عمرو وہ گلیم اوڑھے ہوے تھے اُنکو تو اُسنے دیکھا
نہین لیکن آپ ایک کنوان تھا اُسمین کود کر غائب ہو گئی اور عمرو آ کر اُسی جگہ ٹھہرے
اور وہان ایک ٹیکرا ہے چھوٹا سا اور اُسی ٹیکرے پہ دس بارہ درخت آگ رہے ہین کہ اُنمین
سفید پھول کھلے ہین کلیان لگی ہین اور کچھ پھل سبز ہین اُس ٹیکرے پہ خواجہ عمرو بھی آئے
کہ اس ببر سوار نے اُس شیر کو اشارہ کیا کہ اُسنے وہان خاک پانوؤن سے ہٹانا شروع کی
اب عمرو حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر خاموش ہے غرض ایک پٹان پتھر کی جب خاک کے نیچے
تو نکلی اب دیکھا خواجہ عمرو نے کہ ایک تہخانہ ہے اور اُسمین صندوق اور چاندی رکھی ہے اور اُس

بر سوار نے اُس صندوق کو کھول کر ایک قالین نکالا اور اسکو بچھا کے مسند زرتار بچھائی اور بوتلین
شراب کی اور جام نکال کے رکھے اور ایک جامدانی کھول کے ایک خفتان بہشت بہاری
نکال کے پہنی اور ایک مندیل جواہر نگار پہنی اور ایک صندوق کھولا اسمین سے بت جواہر نگار
طلائی و نقرئی بہر کے نکال کے سامنے رکھکے پوجا کرنا شروع کیا اور جہان سے یہ آیا تھا وہان تک لو
لگتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اب جو اسنے سحر کیا تو ہر ایک تختہ آگ کا روشن معلوم ہوتا ہے اور تمام
صحرا آگ کا ہے اور سامنے اسکے کچھ دانے مارے کہ وہ زمین پھٹ گئی اور کچھ دانے مارے کہ تین طرف
اُسکے دیوار سیسے کی بنکے تیار ہوئی اور گرد اُسکے اس طرح پھر رہا ہے کہ جیسے کوئی پہرہ دیتا ہے جب یہ
سب اپنی نگہبانی کر چکا پھول اور چانول بتون پر چڑھا چکا تو اسنے پھر ایک صندوق نکالا اور
اُسکے شیشے کو سحر پڑھ کے کھولا تو اُس صندوق کے اندر سے ایک پریزاد قامت رشک شمشاد
آنکھین غزال صحرا سے رعنائی رخسار آفتاب فلک زیبائی بال اُسکے پیچ پیچ کہ سنبل کے پیچ اُسکے
سلسلے میں تمام جواہر کے گہنے مین لدی ہوئی پوشاک نفیس و نادر پہنے نکلی اور ایک طنبورہ بہت
تحفہ نکالا اور اُس ساحر کے ہاتھ مین اُس پری نے دیا اور جام شراب سے بھر کر اُس پری نے آپ
بھی پیا اور اُسے بھی پلایا اسوقت خواجہ عمرو بھی پاس آن بیٹھے اور اُنہنے بیہوشی شراب مین ملا دی
اور اُس پری کے کان مین کہا کہ ای پریزاد مین ہون خواجہ عمرو کہو کہ تمہارا کیا حال کرون وہ پریزاد
حیران ہوئی کہ کوئی نظر تو آتا نہین یہ آواز کہان سے آتی ہے اسنے اُس ساحر سے کہا کہ ای شخص سُنتا
تو نے کوئی کہتا ہے کہ مین ہون خواجہ عمرو اسنے کہا تو دیوانی ہے عمرو کے آنے کی خبر جو سُنی ہے یہ اسکا
خیال ہے یہ پریزاد چپ ہو رہی اور شراب ان دونون نے پی تھی کہ آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے
اور طنبورہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹا یہ جھکا اُسکے اُٹھانے کو بیہوش ہو گیا ادھر وہ جو شہر ہے وہ اسی
ساحر کے سحر کا ہے اسکے بیہوش ہونے سے وہ بھی چپ ہوا اُسوقت خواجہ نے گلیم کو اُتارا اور
اُس پری کو ہوشیار کیا اور کہا کہ ای ملکہ تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیونکر اس کافر کے بس مین
آئین اور تمہارا نام کیا ہے اور زنبور مین بھی دیکھا تھا کہ نام اُسکا گلبدن ہے شہپال
مین شہرخ خواجہ کو یقین ہوا کہ یہ رشتہ مین ہوگی آسمان پری کے اس سبب سے
تاکید اُسنے پوچھا اُس پری نے کہا کہ نام میرا اور دانہ گوہر لوش ہے اور گوہر نگار جو ملکہ ہے

وہ میری ماں کا ہے شامت اعمال میری کہ شہیال بن شہرخ کا عرس ایک مقام پر ہوتا ہے
اور وہاں سب ساکنان قاف جمع ہوتے ہیں اور ناچ ہوتا ہے اُس عرس میں میں بھی
گئی دیکھا تو یہاں تمام پریزادیں اور جن جمع ہیں میں بھی بیٹھی کچھ دیر کے بعد خبر سنی کہ قہقہہ
سحر حبشی کی اولاد میں جو دیو ہیں اُس وقت فوج لیے آتے ہیں اور شب خون ماریں گے
بس سب پریزاد اُٹھ اُٹھ کے ہر طرف کو روانہ ہو گئے اور میں بھی اپنے تخت پر
سوار ہو کر شب تاریک میں چلی تو راستہ بھول کر اس جنگل کی طرف آنکلی اس
ساحر نے مجھکو دیکھ کر گرفتار کیا اور اسکا بھائی تھا ایک ہوشمند جادو نام
اُسنے جو سحر کیا تو میرے دیو بھاگے اور میں اسکے قید میں آئی اور اسنے اسکے مجھے
اسطرح رکھا کہ جسطرح تمنے مجھے دیکھا اب مجھکو بارہ برس قید ہوئے گذرے اور یہ سنکر
عمرو نے کہا کہ تمہیں کچھ حال یہ بھی معلوم ہے کہ قیصر جادو کہاں رہتی ہے اُسنے کہا کہ دیکھو
سامنے وہ کنواں ہے سیاہ اُسکے اندر ایک ساحر ہے کہ نام اُسکا ہر راز جادو اُسکے
پاس قیصر جادو اکثر مشورہ ہر ایک بات کا کرتی ہے اور کچھ کنیزیں ہیں کہ اُنکے پاس جو زیور ہے
وہ سحر کا ہے اور اُن زیوروں میں کسی میں منھ کتے اور لنگور اور بندر کا بنا ہے اُسوقت خواجہ
عمرو نے ایک کنیز کو صورت نگاری زنبیل سے نکال کے جام حضرت الیاس علیہ السلام کا
لیکے چھینٹا پانی کا اُسکے منھ پر دیا اور کہا کہ یا حضرت الیاس اسکی صورت دردانہ پری کی ہو
جاے بس اُسکی ویسی ہی صورت بن کے تیار ہو گئی اُس سے انھوں سنے کہا کہ تو جانتی
ہے کہ میں تیرے سر پر ہر وقت موجود ہوں ایسا نکرنا کہ جو میں تجھکو قتل کر ڈالوں تجھے چاہیے
ہے کہ یہ ساحر کہ نام جسکا بیران ببر سوار ہے اور یہ جو پریزاد بیٹھی ہے دردانہ ہے اسپر
یہ عاشق ہے بس نام تیرا دردانہ پری ہمنے رکھا تو اس ساحر کو جسطرح ہو سکے قتل کر ڈالنا
یہ کہکے پڑیا داروے بیہوشی کی اسکو دی اور دردانہ پری کے کپڑے اُتار کے اسکو
پہنائے اور دردانہ کو داخل زنبیل کیا پھر فتیلہ رفع بیہوشی بیران ببر سوار کو دیا اور
آپ گلیم اوڑھ لی بیران چھینک مار کے ہوشیار ہوا اُٹھ بیٹھا اُس وقت کنیز نقلی
دردانہ نے کہا کہ تو نے تو اب خوب طور نکالا ہے کہ جا کے اور جگہ شراب خواری کرتا ہے اور یہاں ہو گیا

ہو ہو کر گرتا ہی بیران ببر سوار نے کہا کہ مجھے قسم ہے جمشید اور سامری کی جو مین کہین جاتا ہون
مجھے فرصت ہی کہان ہوتی ہے یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک کنیز سامنے سے پیدا ہوئی کہ اُسکے
گلے مین جو طوق ہے اُسکا مُنہ کُتے کا سا ہے بجائے چاند وہ کنیز سامنے بیران ببر سوار کے آئی
اور کہا کہ تمکو یاد کیا ہی ملکہ قیصر جادو نے اُسوقت بیران نے کہا روانہ پری سے کہ تم
ذرا یہان ٹھہرو مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکے یہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمرو نے گلیم اُتار کے
اُس کنیز کے جباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری طوق اُسکا اُتار کر گلے مین پہنا اور اُسکی
صورت آپ بنے اِس عرصہ مین بیران ببر سوار آیا اور اُسنے روانہ نقلی کو تو صندوق مین بٹھایا
اور سحر کیا تو بڑا سند ہو گیا اُس صندوق کو اُٹھا کے دونون ہاتھون سے سر پر رکھا اور شیر پر بیٹھ
کے چلا خواجہ جو کنیز بنے تھے یہ بھی چلے اور جا کر پہونچے اُس کنوین پر کہ جسکو روانہ نے بتایا
تھا بیران جھم سے کود پڑا خواجہ بھی کود سے غلطان و پیچان پیچان و غلطان جب
تہ پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہی اُس دروازے مین جب گئے تو دیکھا مکان بنا ہوا ہے
اور اُس مکان مین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر ایک ساحرہ یعنی رازدار جادو بیٹھی ہے
اِس بیران ببر سوار نے وہ صندوق رازدار کو دیا اور کہا ای ملکہ اسے اپنے پاس رکھیے مجھے
آجکل نہایت اندیشہ و فکر ہی کسیلیے کہ وہ کنہ دزد آیا ہی رازدار جادو نے وہ صندوق لیکر
ایک الماری اُس مکان مین تھی اُسمین رکھا اور سحر سے اس الماری کو بند کر دیا اور بیران ببر سوار
نے رازدار جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب چلو قیصر جادو کے پاس اِسنے کہا اچھا چلو بس
اِسنے ایک تخت سحر سے بنایا اور اُسپر کچھ میوہ مٹھائی رکھ لی عمرو نے کہا کہ ای بی بی
مین مین بھی چلون کیونکہ اب تو کچھ کام نہین اسنے کہا چلو بس اُس تخت پر بیٹھ کے مع
چار کنیزون اور ببر سوار اُس مکان مین ایک دروازہ ہی اُسکو کھول کے روانہ ہوئی عمرو
اپنے دل مین کہتا ہے کہ حقیقت مین کیونکر آتا ہوتا اس جا تک مگر خدا نے پہونچایا اب کچھ دور
چلا تھا وہ تخت کہ ایک دھوان معلوم ہوا کہ جیسے رستہ نہین ہے رازدار نے سحر
پڑھا کہ وہ دھوان شق ہوا اور وہ تخت آگے چلا اب ایک دیوار سیاہ رنگ کی معلوم
ہوئی اُسپر بھی رازدار نے سحر پڑھا کہ دروازہ معلوم ہوا اُس دروازہ مین وہ تخت گیا

پھر ایک میدان میں پہونچی اور وہان بھی ایک دیوار نظر آئی راز دار جادو نے سحر پڑھ کے
دروازہ اُسمین بھی پیدا کیا اور وہ تخت چلا اسی طرح دس دیوارون مین دس دروازہ
پیدا کر کے راستہ کیا اور جب اُن دیوارون سے نکلی تو کنارے پر سمندر
کے پہونچی وہان راز دار جادو نے تخت کو روکا اور کچھ سحر پڑھ کے پاشش
کے دانے سمندر مین پھینکے شعلۂ آتش سے نکل نکل کے غائب ہوئے اور کچھ زمانہ گذرا
تھا کہ شور و غل سمندر مین پیدا ہوا اور پانی کو اسقدر تلاطم ہوا کہ کشتی آسمان
اُسمین ڈوب جاتی تو عجب نہ تھا اب جو دیکھا تو ایک مگر ہے بہت بڑا کہ وہ حست کر کے
کبھی سیدھا کبھی ترچھا ہوتا ہوا آتا ہے جب وہ کنارے پر پہونچا تو ایک بجلی چمکی اور
آواز ہوئی کہ سب کی آنکھین بند ہو گئین اور ایک دیوار آتشین نکلتا ہوئی عمرو نے دل
مین کہا کہ قدرت خداے لایزال کی ہے کہ جو اُسنے مجھے یہانتک پہونچایا ہین تو کوئی
صورت ہونے کی نہین تھی اور کسقدر اسنے اپنی حفاظت کی ہے الحاصل جب دیوار
آتشین بھی اٹھ چکی تو اُس مگر نے مُنھ کھولا اور اُسمین سے ایک قصر زادہ نکلی اُسوقت
عمرو کو خوف معلوم ہوا اور اسنے الگ جا کے اُس کنیز کو زنبیل سے نکالا کہ جو بلانے پران پر ہوا
کو گئی تھی اُسے کپڑے پہنا کے اور طوق گلے مین ڈال کے ہوشیار کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ
لی وہ کنیز حیران ہوئی کہ مجھے یہان کون لایا اور اسی حیرت مین وہان سے چلی اور کسی سے
کچھ نہ کہا اور یہان قیصر جادو نے سحر کیا کہ شعلہ آسمان سے گرا کہ بہیران بیہوش
بیہوش ہوا اور پانچون کنیزون پر شعلہ گرا کہ وہ بھی بیہوش ہوئین یہ اُسنے
اسواسطے کیا کہ یہ لوگ میرے راز کو نہ سُنین جب یہ بیہوش ہو گئیں تو راز دار جادو
جو کھانا اور مٹھائی لائی تھی وہ اُسنے بھی کھائی اور قیصر جادو نے بھی کھائی جب کھانے
سے فرصت ہوئی تو کہا اُسنے اے راز دار جادو مین پہلے کچھ دن ہوئے ہین کہ عرس مین
خداوند قابیل کے گئی تھی اور مجھے افراسیاب نے نہین پوچھا تھا مین
چاہتی تھی کہ مجھے وہ خود بلائے اور مجھسے کچھ کام لے اور میری قدر کرے چنانچہ
اُس عرس مین بھی دعا مین نے مانگی تھی وہ دعا میری قبول ہوئی کہ افراسیاب

نے اتنا بڑا کام مجھسے لیا کہ باغبان قدرت پر مجھکو فوق دیا لیکن عیارون سے مجھکو نہایت خوف خصوصاً یہ کہنہ دزد عمرو بن امیہ ضمری تو کسی چارہ نہین کہ تاب مین پھر جاؤنگی خداوند قابیل کے معابد مین اور دعا کرونگی کہ کوئی شے ایسی مجھکو ملے کہ وہ میری حفاظت کو کافی ہو اور دست ظلم عیاران سے نجات ملے جب تک خداوند قابیل اپنے مُنہ سے نہ فرمائینگے کہ جا ہمنے تجھکو یہ شے عنایت کی اُسوقت تک مین ہرگز نہ مانونگی اور وہین رو رو کر اپنی جان دونگی اسمین رازدار جادو نے کہا کہ چند روز بہت خراب ہین اور حضور کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائین اُسمین تو سب کے راس اور دن لکھے ہین قہر جادو نے کہا کہ تمنے خوب بتایا یہ کہکے جھولی مین سے اوراق سامری و جمشید کے نکالے اور اُنکو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ وہ دن آج ہی کا ہے کہ جو ناقص ہے اب مین جاتی ہون خداوند قابیل کے معابد پر یہ کہکے اسنے تخت سحر بنایا اور اُسپر بیٹھ کے چلی اور رازدار جادو اپنے تخت پر روانہ ہوئی راستہ مین انواع انواع طرح کے سحر کرتی جاتی تھی کہین جنگل مین آگ لگادیتی تھی اور کسی جا موتی برساتی تھی اسیطرح سے جب یہ معابد قابیل پر پہونچی تو وہان دیکھا کہ بہت سے گنشیشان اور رہبان اتیت جوگی بڑے بڑے ساحر زبردست بیٹھے ہین اور ایک گنبد بلور بنا ہے گرد اُسکے احاطہ کھنچا ہے اُس احاطہ مین درخت انواع اقسام کے طلسمی لگے ہین کہ اُن درختون مین پھل کی جگہ انسانون کے سر لٹکتے ہین اشعار

قریب ایک حوض اسمین خون لبریز ۔ کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا ۔ اسے دیکھا تو سارا باغ رویا
پکارا ایک نے آ اسطرف کو ۔ کہا اُس دوسرے نے دور بھی ہو
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ ۔ نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
زمین شفاف رستہ صاف و رواں ۔ یہاں سبزہ مثل باغ پیدا
کوئی پتھر زمرد سے بھی خوشتر آب ۔ کوئی مانند لعل سحر بنایا ہے

اِس گنبد بلور مین گھنٹے لٹکے تھے آفتاب سحر نکلا ہوا تھا ایک تپلہ شیر کا ایک تخت [illegible]

رکھا تھا اور چوکیوں پر چھوٹے چھوٹے بت تپتا پیتا دم خیتا سرا لگا سے کا بچھڑا لقا سے کا بچھڑا
لقا سے زرین تن لاثانی منات معلی تابوت معلق صندوق معلق فرعون شاہ نمرود شاہ شداد
ہامان لوٹم لوٹک جھوم جھوٹک ادھوبد ھو خداوند مینارہ نشین وغیرہ رکھے تھے عمرو
نے کہ گلیم اوڑھے ہوئے ہیں اُس بت کے کہ جو قابیل کی شبیہ ہے پیٹھ کے
پیچھے اپنے تئین پہونچایا اور کھڑے رہے اُسوقت قمر جادو آئی گھنٹے اور ناقوس
بجے جے جے کار کا اتیتون اور جوگیون نے خداوند قابیل کے قبل کیا اور ملکہ قمر جادو نے
جاکر اُس بت کے پانوُن پر سر رکھا اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ یا خداوند قابیل میری فریاد
کو پہونچیے ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالون گی یہ کہکر خنجر اسنے نکالا اُسوقت عمرو نے اُس بت کے
مُنہ سے مُنہ ملا کے کہا کہ او قحبہ یہ ہمارے سامنے مُرچپرا ہن کرتی ہے اسنے ہاتھ باندھے
اور کہا کہ یا خداوند مین کیا عرض کرون جو میرا حال ہے اُس کنہ وندے کے مارے
ڈرکے کوئی چیز ایسی عنایت کیجیے کہ جس سے مین محفوظ رہون پس اسنے حقہ آتشین
داغے کہ چمک مثل برق کے پیدا ہوئی اور آواز تڑاق تڑاق کی آئی اور کہا کہ اے
مالزادی تو اِس قابل تھوڑی ہی کہ جو ہم کچھ تجکو دین اسنے پھر منت کی اور سجدہ کیا
اُسوقت آپ نے کہا کہ اچھا ہم اپنی ایک حور قدرت کو تیرے پاس بھیجین گے
کہ وہ تیری حفاظت کرے گی قمر جادو نے کہا کہ یا خداوند قابیل
مین تیرے تصدق بھیجیے آپ اُس حور کو اسنے کہا کہ اچھا تو جا مین بھیجتا ہون
پس یہ وہان سے پھری اور پھرتے وقت اسنے کئی ہزار اشرفیان پانچ
بت چڑھائین اور نہایت خوش اور بشاش ہو کر باہر گنبد کے آئی اُس
وقت خواجہ عمرو گنبد کے باہر نکلے اور علیحدہ جاکر اُنھون نے صورت اپنی
حور کی ایسی بنائی کہ بدر کامل پیشانی کو دیکھکر سجدہ کرے اور حیران رہے
خال ہندو چمنستان رخسار مین لبان غنچہ گل ہے نہین نہین حور کی آنکھ کا تل ہے یا
ہندو بھی حافظ قرآن ہے روے کتابی پر دہ تل بعید خوبی نمایان ہے ابرو
پُر خم مہ نو بین قاب قوسین کا مرتبہ عیان ہے یا کشیدہ کمان بھی زلف ہوا کو مشک

ختن کہنا خطا ہے عاشقون کی گردن کی زنجیر ہے لیلی دل کو مجنون کی طرح اسی کا سودا ہے رخسار دونون آئینہ حلبی ہین سراپا خوبی ہین دہن تنگ درج گوہر ہے دندان سنگ مروارید ہمسر ہین سینہ صاف پریون کا ابھار نیا جوبن اور نئی بہار مسدس

لب شیرین کا وہ عالم ہے کہ شیرین ہے فدا
لیلی زلف سے لیلی بھی ہے زنجیر بپا
شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا
سامنا ہیرا اسی حسن پہ اچھا اچھا
شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت
آپ بھی اتنے ہوے واہ خدا کی قدرت

در پیشانی کو دیکھے تو جھکے سر بہ سجود
کہکشان کو ہے نقط مانگ کی نسبت سے نمود
خال ہندو کا ہوا گلشن عارض مین ورود
سو نگھکر بو پڑھے مومن کی طرح کیون نہ درود
قل سید روے کتابی پہ نمایان دیکھو
طفل ہندو بھی ہوا حافظ قران دیکھو

دل کیا فکر کیا جسکو اشارا اسنے
غم مین ڈوبا وہ کیا جس سے کنارا اسنے
سیکڑون کو نگہ ناز سے مارا اسنے
تیغ کے گھاٹ ہزارون کو اتارا اسنے
تیغ ہے ابروے پر خم تو مژہ ٹیڑھی ہے
قدر انداز بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے

برق بیتاب گرائے وہ شرارت اسمین
گرمیان شعلہ کی سیماب کی خصلت اسمین
نازکی وہ کہ سوا گل سے نزاکت اسمین
ماہ کنعان مین کہان ہے جو صباحت اسمین
گردش چشم فسون ساز غضب چکر دے
بوٹی بوٹی کے پھڑک جان کو بسمل کر دے

اس صورت سے بنکر جائے سبز ہین کہ اس حلہ کا ایسا رنگ تھا جسکی سبزی آنکھون مین کھبی جاتی تھی اور یہ خاص باغبین کے واسطے ہے کہ یہ زنبیل ہے کہ جس مین سات شہر سات بیابان اور باغ و دریا ہین نکال لیتے ہین بس تخت زبرجد نگار پر سوار ہوکر وہ تخت اڑتا ہے یہ ملکہ قیصر جادو کے پاس اسی گنبد بلور کی طرف سے آئے اور پکارے کہ منم حور قدرت خداوند قابیل قیصر جادو انکو دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی اور اس حور نے کہا کہ ای ملکہ تم اپنی آنکھیں بند کرلو تو مین یہ تخت بھجوا دون رازدار جادو اور قیصر جادو نے

آنکھون کو بند کیا عمرو نے تخت کو زنبیل مین ڈال کر کہا کہ لو آنکھین
کھول دو غرض قیر جادو حور قدرت کو لیکر چلی وہ تخت اڑتا ہوا
چلا حور قدرت کو بھی اسنے پاس تخت پر بٹھا لیا اور کنارے سمندر کے راستہ
طے کرکے آئی عمرو اپنے دل مین بہت ڈرا کہ ایسا نہو کہ یہ مجھکو سمندر مین
پھینکدے بس انھون نے کہا کہ اے ملکہ قیر جادو تمھین اب کیا غرض ہے کہ تم
سمندر مین جاؤ کسی کی کیا طاقت ہے جو تمھاری طرف آنکھ اٹھا کے دیکھے اس
کہنے سے اسکی خاطر جمع ہوئی اور یہ اب چلی بہ ہمراہان پر سوار اور کنیزون
جو وہان بیہوش تھین انکو بھی ہوشیار کرکے ساتھ لے لیا اور اس مکان مین
جہان رازدار جادو رہتی تھی آئی اور اس سیاہ کنوئین سے نکل کے
باہر جو آئی تو دیکھا کہ میدان آتش خیز نظر آتا ہے آگ ہر مقام پر لگی ہوئی ہے
اب اسنے چاہا کہ مین تخت پر سے اترون اس وقت تین طرف سے ابر پیدا ہوا ایک تو
گنبد نور کی طرف سے ایک طلسم باطن کی طرف سے اور ایک ادھر سے
جہان بربل پریزادان تھا اور وہ ابر آتے آتے اس میدان کے روبرو ہوا پر آیا
قیر جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ جا دریافت تو کر کہ یہ ابر کیسے ہین وہ ساحرہ
اڑ کر گئی اور پھر آئی تو اسنے کہا کہ شہنشاہ نے آپ کی حفاظت کے واسطے زر افشان
جادو کو کہ جو وزیرزادی ملکہ ظلمت نور چشم کی ہے بھیجا ہے دو سردار اور بھی اسکے ساتھ
ہین یہ سنکے اس قیر جادو نے ایک پتھر سیاہ نکال کر اسپر پڑھا اور ایک طرف کو
پھینکا کہ بجلی چمکی اور آنکھون مین ہر ایک کی چکاچوندھ آئی پھر جو آنکھین ملکر دیکھا تو ایک
بنگلہ تنا ہوا سیاہ رنگ کا پایا اس عرصہ مین زر افشان جادو بھی مع ان سردارون کے
اور جنود سیاہ کے اسکے پاس آئی اسنے کہا کہ اے زر افشان تم اس بنگلہ مین ٹھہرو اسنے
کچھ سحر پڑھکے اور ایک پتھر پر دم کرکے پھینکا تو اور چمک ہوئی کہ آنکھین سبکی خیرہ ہو گئین اور
ایک محلسرا بنکر تیار ہوئی پھر اسنے تیسری طرف ایک پتھری سحر پڑھکر ماری کہ چہل ستون
بنکر تیار ہوا اسمین ان سردارون کو اور فوج کو رہنے کا حکم دیا وہ سب اترے اب قیر جادو

نے سحر کیا کہ ایک چوکا ستون کا اُس میدان مین بچھ گیا اور اُسپر فرش بچھا کر مسند زرتار بچھائی اور اُسپر
قیر جادو بیٹھی اور سامنے وہ حور بیٹھی اور وہ دونون سردار مع دو سو ساحرون کے آگے بیٹھے
اور اُن سردارون نے کہا اے ملکہ قیر جادو شہنشاہ نے ہمکو تمھاری حفاظت کے لیے
بھیجا ہے اور اب ہم ہر طرف دیکھتے رہینگے اور حفاظت کرینگے القصہ اُس حور قدرت نے
مین بجانا شروع کی اور کشتیان شراب کی آئین اُسوقت عجب سمان بندھا پھر اُس حور قدرت
نے کہا کہ ای ملکہ جو مین کہون وہ کیجیے اُسنے کہا کہ مین تابعدار ہون حور نے کہا تو پھر شراب
منگوائیے اُسوقت قرابے شراب کے اور گلابیان مئے ارغوانی کی موجود ہوئین خواجہ نے
اُس شراب کو کنٹر مین اور جام مین اور صراحی مین اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ
پھیر کرنے مین بیہوشی ملادی اور وہ بیہوشی ایسی قاتل تھی کہ خدا اپنی پناہ مین رکھے اور جام
بھر کے قیر جادو کو دیا پھر تین جام تو اُسکو پلائے باقی زر افشان اور راز دار جادو اور سران
سپہ سوار وغیرہ سب کو دو دو ایک ایک جام اُسنے پلائے کہ اُس نشہ کی حالت مین ہر ایک
کو تماشہ عجیب و غریب نظر آنے لگا قیر جادو نے کہا کہ خداوند قابیل تشریف لائے ہین
حور نے کہا کہ تعظیم کو اُٹھیے یہ گھبرا کے اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے
گری اُسکے اُٹھانے کو جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا سب محفل بیہوش ہو گئی اُسوقت خواجہ نے
خنجر نکال کر سب کے سر کاٹ ڈالے اور قیر جادو کو سید گر کے سفنی سے منہ کھول کر ملا دیا
صدا کے گیرو دار و دار و گیر آنے لگی پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا قیر
جادو تھا نعشین انکی بجھو اوم خوم آ کے لیگئے اور کچھ برکالۂ آتش گنبد نور کی طرف چلے اور کچھ طلسم باطن
کی طرف یہان اوراسباب تخت شاہی پہ بیٹھا تھا کہ کچھ شرارے باغ فنا کی طرف سے اور
میدان آتش خیز کی طرف سے آئے مین بس یہ اُٹھلے چلا جب پانچ چار کوس نکل گیا تو
وہان اُسنے دیکھا کہ باغ فنا کی طرف اندھیرا ہے بس یہ خاک پر بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنے لگا پھر اپنے
ہاتھ ملے اور دو انگلیون کی قینچی بنا کے جو دیکھا تو اُسکو اندھیر انظر آیا اُسنے اپنی چھنگلیا کاٹ کے خون
نکالا اور اُسکو ہتھیلی مین ملا اب اُسکو صاف نظر آیا دیکھا اُسنے کہ قیر جادو مری پڑی ہے اور
صدہا ساحرون کی نعشین پڑی ہین اور ایک نازنین کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر خون آلود ہے

کھڑی ہی یہ دیکھکر اُسکو غصہ آیا اور چاہا اُسنے کہ مین خود جاؤن لیکن چھینک آئی اور تاج سر سے گر پڑا بد شگونی جو ہوئی یہ خود تو نہ گیا مگر اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا کہ وہ زمین پھٹی اور اُسمین سے تین ساحر نکلے ایک کا نام مریخ جادو دوسرے کا طیفور جادو تیسرے کا چار چشم جادو کہ اوسکی دو آنکھین کنپٹی کے پاس ہین اور مثل شعلہ کے چمکتی ہین افراسیاب نے اُنسے کہا کہ تم تینون جاؤ اور ان باغبان کو مارو بس یہ تینون چلے راوی کہتا ہے کہ عمرو نے چلتے وقت گلچین جادو کو بھی زنبیل مین ڈال لیا تھا اب عمرو نے چقماق پتھری نکال کے ایک کاغذ نکالا اور اُسکو لپیٹ کر جلایا منہ کے پاس رکھدیا پھر جادو کے پھر گلچین کو زنبیل سے نکالا اُسنے جو دیکھا تو کہا خواجہ آپ ہی کے واسطے عیاری ہے عمرو نے اُس میدان مین جہان کنوان تھا اُس مقام پر کچھ مکان کچے کچے بنے تھے مگر بسبب سحر کے نظر نہ آتے تھے اب دکھائی دینے لگے اور گلچین چلی ایک مقام پر جاکے جو پہونچی تو دیکھا کہ چمن ہے گلاب کا اور ایک درخت اُس چمن کے بیچ مین لگا ہے اور اُسمین ایک پھول ہے گلاب کا بہت بڑا گلچین جو اُس چمن مین آئی ان درختون سے آوازین عجیب و غریب آنے لگین لیکن اُس گلچین نے اُس پھول کو توڑا اور عمرو نے باغبان قدرت کو بھی زنبیل سے نکالا اور اُس پھول کو جلا کر دھوان اُسکا آنکھون مین باغبان قدرت کے دیا آنکھون سے پانی نکلنا شروع ہوا اور عمرو نے ایک کنٹھا زنبیل سے نکالا کہ اُس کنٹھے کو گلے مین باندھا اور گلیم اوڑھے ہوسے یہ سر پر باغبان قدرت کے کھڑے ہین اب کنٹھے پر کچھ شمار کرنا شروع کیا اُسوقت مریخ جادو آ کے پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین باغبان قدرت کو پکڑلون باغبان قدرت کی آنکھین روشن ہو چکی تھین اُسنے اٹھکر ایک تلوار سحر کی جو مریخ جادو پر ماری تو وہ ٹانگون کے راستے سے نکلگئی صداے دار و گیر برپا ہوئی اُسوقت طیفور جادو آ کے پہونچا اور اُسنے ایک تیغ سحر کا باغبان قدرت پر مارا لیکن لشکر اسلام کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اور ملکہ نافرمان جادو اُتر کر پہونچی باغبان قدرت نے طیفور جادو کے ناریخ کو سحر سے کاٹ دیا اور نافرمان جادو نے کچھ دانے سرسون اور رائی کے طیفور جادو پر مارے اُسنے بھی سحر پھکر دستک دی کہ وہ دانے اُلٹے پلٹ گئے اور اُسنے ایک تیغ نکال کر

جھولی سے نافرمان جادو پہ مارا کہ نافرمان جادو بیہوش ہو گئی اسوقت ملکہ بہار جادو
جو چلی تھی وہ آکر پہونچی اور اُسنے ایک گجرہ پھولون کا طیفور جادو پر مارا کہ طیفور جادو بیہوش
ہو کر گرا بہار جادو نے اُسکا سر خنجر سے کاٹ ڈالا افراسیاب نے یہ حال جو دیکھا کہ دو ساحر
زبردست مارے گئے ابرق کوہ شگاف کو بُلایا کہ اُسنے آکر ایک صندوقچہ کھولا کہ اُسمین سے
ایک جواہر کی نکلی اُسوقت سرمایۂ ہرف انداز بھی آیا اور افراسیاب خاک پر بیٹھا ہوا اور
یہ دونون کھڑے ہین افراسیاب نے بارہ ہزار پتلے طلسمی طلب کیے کہ وہ آکر موجود ہوئے
اور یہان چارچشم جادو اور بہار جادو کا سامنا ہوا اور چارچشم نے چاہا کہ بازو تخت
سے پکڑ کر کھینچ کر لون اُسوقت بہار نے تیغ اُٹھا کر مارا کہ وہ اُسکے بازو ابرو اُترا اور بجلی چمکی
آنکھین سب کی خیرہ ہوئین اب جو دیکھا تو ایک پتلی ہے ابر مین غرق اور اُسکے ہاتھ مین
ایک آئینہ ہے اُس آئینہ کو اُس پتلی نے بہار جادو کو دکھلایا یہ آئینہ رو اپنی زلفین
بنانے لگی اور نافرمان جادو بھی اپنے بال سنوارنے لگی اور یہ چارچشم جادو
ہنسنے لگا اور باغبان قدرت کے پاس آیا اور کہا کہ او نمک حرام اب تیری آنکھین اچھی ہوئین
یہ کہکے قریب پہونچا اُسوقت گلچین جادو نے نعرہ کیا کہ او چارچشم جادو کہان جائیگا
میرے ہاتھ سے اب چارچشم جادو نے کہا کہ اے ملکہ تم بھی سنگار کرو اُسنے ہاتھ سے
گلچین نے کہا کہ باش کی گذارم ترا اور اُسنے ایک پھول نکالکر اُسپر مارا اُس پھول سے شرارہ
جو نکلا تو چارچشم جادو پر پڑا یہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گیا عمرو نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سبحان اللہ
کیا کہنا بہار جادو اور نافرمان جادو بھی ثناخوان ہوئین اور یہ سب یکجا ہوئے اور لشکر اسلام
کی طرف چلے قہر جادو نے راستہ کو پھیر دیا تھا باغ فنا کی طرف سے اب سیدھا راستہ
ہو گیا ہے راستہ مین وہ پتلے جو افراسیاب نے بارہ ہزار طلب کیے ہین اُنکو اسطے گرفتاری
ان لوگون کے بھیجا تھا وہ اُنکو سے اُن پتلون پر عمرو بن امیہ ضمری نے جال الیاسی ڈالا وہ سب
اُس جال مین پھنسے اُنکو زنبیل مین ڈال لیا اور مع بہار جادو و نافرمان جادو اور باغبان
قدرت و گلچین جادو وغیرہ کے یہ روانہ ہوئے اور ایک جگہ پر پہونچے کہ جہان
تین پہاڑ ہین اور تین واڈے ہین کہ تین طرف کو راستہ گیا ہے ایک تو جانب دریا کے

ہفت رنگ کہ اُدھر طلسم نور افشان قلعہ کوکب روشن ضمیر ہے اور ایک شہر ناپرسان
کی طرف اور ایک کوہ گلزار کی طرف کوہ گلزار کے وہان پہونچکر باغبان قدرت نے
ایک گنڈلہ گول زمین پر کھینچا اور ایک اور گنڈلہ بڑا کھینچکر ایک مین گلچین کو بٹھایا اور
ایک مین آپ بیٹھا اور ایک مالہ تلسی کا ہزار دانے کا گلچین کے ہاتھ مین دیا اور ایک اسم بتایا کہ
اسکو پانچ ہزار دفعہ پڑھو اور آپ بھی رائی سرسون آرد بنولے ماش مٹر کے دانے سامنے
رکھکے تلسی کا مالا لیکر کچھ پڑھنا شروع کیا یہان تک کہ گلچین جادو نے اشارہ سے کہا کہ اب
پانچہزار بار پورا ہوچکا بس باغبان نے کچھ اسم سحر کا پڑھکر ایک انگلی اپنی ڈورے سے
باندھی اور اُس اُنگلی پر پھر کچھ اور پڑھا کہ وہ اُنگلی سیاہ ہوئی اُسکو چھری سے کاٹا تو ایک
بوند سیاہ خون کی اور ایک بوند زرد خون کی اور ایک بوند سرخ خون کی نکلی اور ایک چمک ہوئی
کہ جس سے سب کی آنکھین خیرہ ہوئین اُسوقت باغبان قدرت نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آپ
نکال لیجے اب اُن پتلون کو عمرو نے جال مین ہاتھ ڈالکر کھینچا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے آدمی کا گلا
ہوتا ہے ایسی کوئی چیز ہاتھ مین آگئی لیکن عمرو نے کھینچ کھینچ کر باہر اُن پتلون کو ڈالا تو وہ
اُڑکر آسمان کی طرف چلے اُسوقت باغبان قدرت نے وہ رائی سرسون مٹر وغیرہ کے دانے
جو آگے رکھ لیے تھے اُن پتلون پر کھینچکر مارے کہ ایک بجلی چمکی اور دھوان ہوا اور بو چراینڈ
کی ایسی آنے لگی کہ جیسے گوشت جلتا ہے غرض وہ سب پتلے جلکر خاک ہوگئے اندھیرا ہوگیا
اور آوازین عجیب و غریب آنے لگین کہ افسوس صد ہزار افسوس مارا اُن شخصون کو کہ جنکا ثانی
نہ تھا پھر کامل اندھیرا رہا قیامت برپا رہی پھر روشنی ہوئی باغبان نے کہا ای خواجہ آپ
خاطر جمع رکھیے عمرو نے ایک خمہ زنبیل سے نکالا اور ورزش کیا پھر ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر
شراب لائے وہ جاکر کسی بستی سے شراب لایا عمرو نے باغبان نے گلچین نے اور
ساحرون نے پی گلچین نے باغبان سے کہا کہ اے میرے وارث آپکو لازم ہے کہ خواجہ
صاحب کو ایسا کچھ بتادیجیے جس سے یہ ہر مقام پر زبردست رہین یہ کلمہ عمرو کو ناگوار ہوا
اسلیے کہ وہ سمجھا کہ یہ دونون جانتے ہین کہ عمرو کے کیے کچھ نہین ہوتا ہے پھر آپ ہی اپنے
دل مین کہا کہ غرور کرنا زیبا نہین ہے اسکو بتانے تو دو دیکھو کیا بتاتا ہے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا اور باغبان نے

گلچین سے کہا کہ تو احمق ہو گئی مین بھلا خواجہ کو کیا بتاؤن وہ خود اپنے وقت کے اُستاد ہین

داستان رنگین و بیان دلنشین آنا متین جادو و بلاس پوش آدم خوار و افیر جادو و مردم خوار جادو و شبو کا اور بیہوش کرنا مہرخ و باغبان قدرت و گلچین جادو کو باعانت صرصر شمشیر زن و صبا رفتار عیار نیون کے پھر عیاری عیاران لشکر اسلام کی اور مارا جانا ان ساحران مذکور کا اور آنا قہار شعلہ بدن کا اور منگوانا لباس طلسمی افراسیاب کا اور چاک ہو جانا چادر جمشیدی کا برق کے پاس سے اور مارا جانا تنویر آہن کلاہ کا جانا افراسیاب کا مزرعۂ گندم اور نہر حلیمون پر اور وہان جانا قران کا عصا سے درخت اراک لیکر اور ملاقات ہونا حوت تاجدار فرزند ماہی زمرد رنگ سے اور مارا جانا کرسی نشین جادو اور مہتر جادو کا مزرعۂ گندم میر اور رہائی پانا کوکب و حیران و عمرو کا مزرعۂ گندم سے اور فتح کرنا کوکب کا دشت فنا کو اور مارنا غضنفر کا اشکال جادو کو اور ملاقات کرنا ملکہ سلطان عنبرین موسی اور جانا لقا کا جانب بردہ قاف وہان ایک اژدہے کو اُڑا دینا بارود سے اور ایک دیو لولی شے ملاقات کرنا پھر اپنے لشکر مین آنا المولفہ

ساقی مرا مے سے منھ دُھلا دے
مے دینے مین کر نہ مجھ سے تکرار
دل کہتا ہی لا مجھے بھی دے جام
باقی نہین دل کو اب میری صبر
بغیر از نشہ ہی بیکار ہستی
نہین مے پینے سے ہی دل مرا سیر
بہت بیتاب ہے یہ جان مشتاق
خدارا ساقیا دے اب مے ناب
نویسی کی نغز و نو داستان

نیند آئی ہے مے مجھے پلا دے
خاطر مین ہے میرے جوش ساقی
ساقی ترا نیک ہووے انجام
دیگر اشعار آبدار
کرین مجرا مجھے گردن جھکا کر
ہنو شیشے مین مے قسمت کا ہی پھیر
وفور شوق سے بیخود ہوا ہون
کہ اپنی جان مضطر ہی بیتاب

بے نشہ کے زندگی ہے دشوار
اس دل کو ہی عزم نوش ساقی
ہر عزم کہ اندون صورت ابر
طلب کرتا ہی دل میرا یہ مستی
جھکے تسلیم کو شیشے برابر
بغیر از مے کہ اب ہی زندگی شاق
شراب اک جام پانی سی جیا ہون
ہنو شید سے مے جاہ رنگین جان

شیفتگان گیسوے جانان تقریر دل پذیر خوش بیانی

دوادرفتگان شیرین زبان کلام رنگین مطلوب معانی زینت فزایان مجلس سخن و رونق دہندگان
بزم کلام کہن صدر نشینان انجمن کلام ہوا بار یابان دربار سخن مدرسۃ القیام شاہد عاشق
مضامین و مشتاقان کلام رنگین و شیرین آرائش دہندگان محفل علم و ہنر و سحر ران و ساحر
بنگسر شہزادہ سخن کو اقلیم مضمون کے تخت پر اسطرح بٹھاتے ہین اور حکم دریاے خوش
کلامی یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بے ایمان جب باغ سیب مین آیا تو ہر طرف نگاہ کی اور تخت
پر جاکے بیٹھا ابریق کوہ شگاف و سرمایۂ برق انداز اور ساحران نامی گرامی بیٹھے ہین اس
وقت ملکہ حیرت جادو مع صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار کمند انداز کے آئی ان عیار
بچون کے پاس نمونہ ہے اور کچھ اسم بھی پڑھتی ہین کہ جسکی وجہ سے جہان کہین افراسیاب
ہوتا ہے یہ پہونچ جاتی ہین اب جو یہ آئین افراسیاب نے پوچھا کیونکر آئین حیرت نے
کہا کہ میرے ساتھ آئین یہ کہکر حیرت پہلوے افراسیاب مین بیٹھی پاندان سونے کا کھولا
ایک گلوری بنا کر بادشاہ کے منہ مین دی لیکن افراسیاب بسبب ہلاک ہونے ساحران
نامی کے رنجیدہ تھا حیرت بادشاہ کو چھیڑنے لگی اور دلجوئی کرنے لگی اسوقت ایک ابر اٹھا آسمان
سیاہ رنگ آکر چھایا اور اس ابر سے آوازین عجیب عجیب آنے لگین پھر آواز آئی کہ مارا ان
شخصون کو کہ جو خاص شہنشاہ کی فوج تھی مع پتلے اور کچھ خاک سیاہ رنگ کی تخت پر بادشاہ
کے اور سامنے تخت کے گری تخت کے سامنے چار منقلین ایک تو فولادی دوسری طلائی
تیسری نقرئی چوتھی جواہر نگار رکھی تھین افراسیاب نے وہ خاک مٹھی مین اٹھا کر منقل فولادی
پر ماری ایک آواز بڑے زور سے چرانے کی آئی اور منقل مین سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ
عمرو نے ایک ایک کرکے پتلون کو جال سے نکالا اور انکو مارا ایا غضبان قدرت نے
یہ سنکر افراسیاب نے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار سے کہا کہ تم سے کوئی کام ایسا
نہوا کہ جو موجب تمھاری ناموری کا ہوتا صرصر نے عرض کی اے شہنشاہ ہمارے پاس وہ
چیزین نہین ہین جو عمرو کے پاس ہین اگر ہمارے پاس بھی ہون تو آپ دیکھین کہ ہم کیا کام
کرتے ہین سرکار ہی ہمکو کوئی ایسی چیز دیدے تو ہم مہرخ وغیرہ کو باندھکر لے آئین اور
کچھ ساحر ہمکو ملین وہ ساحر کہ جنکے عمرو زنار سے اگئے ہین انھین ہمکو دے دیجیے کہ

اُنھون نے ذلت اُٹھائی ہی افراسیاب نے کہا اچھا اور دربار مین چند ساحر حاضر ہین اُنمین سے
نفیر جادو کہ جسکو چالاک نے ذلت دی تھی لقا کے سامنے اور دوسرے شبو اور تیسرے
نافرمان یہ نافرمان افراسیاب کی طرف کی ہی اور نفیر جادو نے سحر ایسا تیار کیا ہی اب کوئی
اسکا جواب دینے والا نہین اور تین سردار ہین نفیر جادو کے ایک کا نام ہستین جادو
اور دوسرے کا نام پلاس پوش جادو اور تیسرے کا نام مردار خوار جادو چنانچہ ان تینون
سردارون نے اور نفیر اور نافرمان اور شبو نے صرصر سے کہا کہ ہم سب تمھارے ساتھ چلنے
کو حاضر ہین اور صرصر برف انداز نے کہا کہ مین بھی چلونگا تمھارے ساتھ اور جہان جو
چیز درکار ہوگی مجھسے طلب کرنا مین موجود کرونگا صرصر اور صبا رفتار ان سب ساحرونکو
لےکر روانہ ہوئین مگر یہ سب ساحر الگ الگ چلے اور جس مقام پر کہ پل پری زادان تھا
پہونچکر نفیر جادو نے ایک کاغذ نکال کے آسمان کی طرف اُچھال دیا کہ اسمین چمک ہوئی
اور شعلے نکلے وہ کاغذ غائب ہوا تھوڑے عرصہ مین پھر اُڑتا ہوا جو آیا تو اُسمین نفیر جادو
نے لکھا ہوا پایا کہ گلزار مین خیمہ استادہ ہے اور باغبان قدرت اور بہار اور گلچین اور
نافرمان یہ سب چند نازنین کے بیٹھے ہین صرصر نے کہا اے نفیر جادو ملکہ مہرخ کی بھی خبر منگوائیے
کہ وہ کیا کرتی ہین نفیر نے اُسی کاغذ کو کاٹ کے آدھے کو ایک طرف اُڑا دیا اور آدھے کو
دوسری طرف اُچھال دیا وہ دونون ٹکڑے کاغذ کے شعلہ بنکے غائب ہوگئے بعد کچھ دیر کے
جو آئے تو نفیر نے لکھا ہوا دیکھا کہ مہرخ سحر چشم و ہلال زرین سحر جادو و ہلال طوق افگن
جادو اور یاقوت زرین پنجہ و خورشید زرین رکاب وغیرہ بہت سے سردار مہرخ کے
ہمراہ ہین اور وہ جانب کوہ گلزار جاتی ہے اور دوسرے کاغذ مین لکھا پایا کہ بارگاہ مہرخ مین
اور لشکر مین اُسکے بہت سے ساحر ہین کہ وہ بھی بیٹھے ہوئے خوشی کر رہے ہین نفیر
نے یہ پڑھ کے ان دونون پرچون کو جھولی مین ڈال لیا اور اپنے سحر کو زور دیا کہ ایک
چادر نفیری بنکے تیار ہوئی اور اُس چادر پہ صرصر و صبا رفتار اور نفیر بیٹھ کر چلے ادہر ساحر تو
اور طرف سے آتے ہین لیکن یہ اسطرف سے چلے ایسا کہ جب کوئی دو کوس مہرخ
رہی اور اُدھر باغبان قدرت وغیرہ رہنے تو صبا رفتار نے صرصر شمشیر زن سے کہا کہ ای ملکہ

تم تو باغبان قدرت کی طرف جاؤ اور مین مہرخ کی طرف جاتی ہون بس نفیر جادو اور شبو
یہ تو صرصر شمشیر زن کے ساتھ ہوئے اور نافرمان و متین اور پلاس پوش اور آدم
خوار یہ سب چلے صبار فتار کے ساتھ اور تھوڑی دور جاکر صبار فتار نے اپنی شکل باغبان
قدرت کی بنائی اور متین جادو بزور سحر بہار کی صورت بنا اور سب سرداروں کو جو ساتھ مین
صبار فتار کے اُدھر کے سرداروں کی ایسی شکل بزور سحر تیار کرایا اور کچھ گلدستے بیہوشی کے
بنا کر تخت سحر پر اپنے سامنے رکھ لیے اور چلی یہان تک کہ قریب مہرخ پہونچی اُسنے دیکھا کہ
باغبان قدرت آتا ہے بس یہ نہایت خوش ہوئی اور باغبان قدرت نے جلد تخت کو نیچے
اُتارا مہرخ نے بڑھ کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا باغبان قدرت نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکے اُس مقام
پر کہ فرش بچھا تھا لیگئے اُسکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھا اور خورشید و بلال و یاقوت وغیرہ سب سردار یہ بھی
آکر بیٹھے اور باغبان قدرت نقلی نے کہا کہ اے ملکہ کیا کام کیا ہے خواجہ صاحب نے کہ جاکے
قہر جادو کو مارا یہ ذکر و تذکرہ ہو رہا تھا کہ کچھ ساحروں نے سحر بھی کیا اور کچھ اُن گلدستوں کی خوشبو
سے مہرخ کو غش آنے لگا اور اُسنے باغبان قدرت سے کہا کہ مجھکو کچھ گرمی معلوم ہوتی ہے باغبان
قدرت نے کہا واقعی گرمی ہے مہرخ گھبرا کر اُٹھی اور اُٹھتے ہی گری اور سردار بھی گرے اب متین
جادو اور پلاس پوش جادو اور آدم خوار وغیرہ نے وہ جو چھتیس ہزار کا لشکر مہرخ
کے ہمراہ تھا اُنپر سحر کرنا شروع کیا کہ ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور پانی برسنے لگا جس ساحر پر
بوند پڑی وہ بیہوش ہوا یہان تک کہ سب بیہوش ہو گئے اور وہ بیچارے بھی جو تھے اُنھین کیا
معلوم کہ باغبان قدرت ایسا کچھ کریگا جب یہ سب بیہوش ہوئے تو مہرخ کی زبان مین سوزن
دیا اور تخت پر ڈال لیا اور سحر سے ایک احاطہ گرد اُس لشکر کے کھینچ دیا پھر مہرخ کو تو جانب
بادشاہ ایک ساحر کے ساتھ روانہ کیا اور یہ پھر یہان سے چلے تو راستہ مین صرصر شمشیر زن
اور نفیر جادو اور شبو یہ اُنکو ملین پس صرصر نے اپنی شکل مہرخ کی ایسی بنائی اور صبار فتار
نے خورشید زرین سحر کی ایسی بنائی اور نفیر جادو نے یاقوت زرین سحر کی ایسی بنائی
غرض یہ سب کے سب صورتین تبدیل کر کے باغبان قدرت کی طرف چلے جب قریب
پہونچے تو باغبان قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم آتی ہین بہار نے کہا کہ

اے باغبان قدرت آپ جانتے ہین کہ خواجہ صاحب نے ملکہ مہرخ کو بادشاہ لشکر کیا ہے
اور مین بھی ہون حیرت جادو کی لیکن رتبہ ملکہ مہرخ ہی کا بلند ہے آپ کو استقبال اُنکا
کرنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا مجھے خود منظور ہے کہ قدمبوسی ملکہ کی کرون یہ کہکر
باغبان اُٹھا مہرخ تو قریب آہی چکی تھی یہ جاکر بغلگیر ہوا اور اُسنے پاے ملکہ کو بوسہ بھی
دیا اب یہ سب آکر خیمہ مین بیٹھے اور شراب وکباب کا جلسہ ہوا اس عرصہ مین شباب
روز مبدل بہ پیری ہوا اور قیر جادوے شب درازی سرہون شہر کو الٹے لیکر عالم مین آئی ابیات

کھلا مانند گیسوے شام کا رنگ	نظر آنے لگے کچھ اور ہی ڈھنگ
نہ ٹھہرا اسطرح بیتابی دل	چلا دن مثل عمر بہ تعجیل

رات کو شمع ہاے مومی وکافوری گلکاری کی کہ صرصر نے انکو جلایا
تھا اور اُنمین بیہوشی کو ملایا تھا روشن کی گئین کہ اُنمین سے خفیف سا دھوان نکلا اور بو
پیدا ہوئی اور باغ مین وہ بو ہر ایک کے گئی باغبان قدرت نے دیکھا کہ میرا دن بوجھل ہو
جاتا ہے اور گلچین جادو جو ٹھہری تھی تو اُٹھ کر چلی اُٹھتے ہی گر پڑی اور بہار نے کچھ پھول بجر کے
کے توڑ کر گریبان مین اپنے ڈالے اور باغبان نے تین دفعہ چٹکی بجائی لیکن سب
محفل بیہوش ہوگئی اُسوقت شتین اور شبو اور نافرمان نے اپنے اپنے سحر کو زور دیا اور ایسے
سحر پڑھے کہ دس زنگی آدمخوار پیدا ہوے اور اُن زنگیون سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت
کو اُٹھالاؤ وہ زنگی اُٹھانے کو جو آئے تو ایک پھول گلاب کا اوپر سے گرا اور پنکھڑیان اُسکی
الگ ہوگئین اور تیر شہاب نکلکر اُن دسون زنگیون پر پڑے تو وہ جلکر خاک سیاہ ہوے
اور کچھ زنگی شتین نے بناکر گلچین کی طرف بھیجے جب وہ زنگی اُسکی طرف پہونچے تو ایک بجلی
چمکی اور انکو بھی جلاکر خاک کیا پھر آدمخوار نے کچھ زنگی بناے اور انکو بہار کے اُٹھانے کے لیے
بھیجا مگر ملکہ بہار بھی اسقدر بھاری تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہلی کیونکہ اُسنے کچھ اپنے گریبان مین
ڈال لیا تھا اب زمین سے شعلے پیدا ہوئے اور اُن زنگیون کو اُن شعلون نے جلا یا
اسوقت صبا رفتار نے کہا کہ ایک کام کرو کہ ہلال اور خورشید و یاقوت پران سبکو
ڈالو بس باغبان قدرت پر یاقوت زرین سحر کو ڈالا بقدرت خداوند عالم ایک
پھول آکر باغبان کے پاس صرصر نے گرا کے مثل کٹورے سے کتا مر تو جست کرکے علیحدہ

ہوئی اور اُس پھول سے شہزادے پیدا ہوئے کہ اوجو ساحر تھے اُنکو جلایا اُس وقت سرمایہ برف انداز آکر پہونچا لیکن حال سُنئیے کہ عمرو اُس مقام پر نہین ہے خواجہ یہان سے واسطے لینے مہرخ کے گئے تھے اور مہرخ وہان سے چل چکی تھی جب عمرو لشکر مین جاکر پہونچا تو اُسنے خبر سُنی کہ ملکہ مہرخ تو باغبان کی طرف گئی ہین یہ لشکر مین کچھ دیر ٹھہر کر پھر وہان سے چلا یہ تو راستہ مین آتا ہے مگر یہان سرمایۂ برف انداز جو آیا تو شیر پر سوار ہے اور تیس انیس جلیسین خوک صحرائی پر سوار ہین اس سے صرصر نے کہا کہ ای وزیر اعظم شہنشاہ ہمنے اتنا تو کام کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا ہے لیکن اب ہمسے یہ اُٹھ نہین سکتی ہین سرمایہ نے اُسوقت ایک صندوقچہ منگا کر کھولا کہ اُسمین سے بجلی چمکی اور ستارہ نکلکر جانب آسمان گئے اور فلک کی طرف سے کچھ موتی اور پھول گرے اب سرمایہ نے اور سحر کرنا شروع کیا یہ تو سحر کر رہا ہے اور وہان عمرو بن اُمیہ ضمری چوب چلے آتے ہین جب کوئی تیس فرسخ راہ طی کی تو دل نے گواہی آگے جانے کی نہ دی آخر ناک پر اُنگلی رکھکر تین چکر اُنھون نے کئے لشکر مہرخ کی طرف منہ اُنکا اُٹھ گیا اُسی طرف چلے جب ایک پہاڑ کے قریب آکے پہونچے تو اُس پہاڑ کے درّے مین قران ملا اور اُسنے کہا کہ اُستاد بڑا غضب ہوا کہ صرصر و صبار فتار نے آکر سبکو قید کیا ہی عمرو نے سب کیفیت سُنکر دل سے کہا کہ خوب ہوا جو مین اُسطرف نہین گیا ورنہ میرا عمرو جانا ہی پڑیگا ان اتنا ہی کہ پہلے بیخبر تھے اب ہوشیار رہین پس قران تو اُنسے حال کہکر چلا گیا اور یہ آگے جو چلے تو برق فرنگی ملا اُس سے سب حال کہکے اُسکو اپنے ساتھ لیا اس ہنگامہ مین چشم شاہد شب مین سفیدی آئی اور دیدۂ خورشید منور روشن ہوئے نظم

از پئے رفع شب ہوئی جب صبح آغاز
کھلا عالم پہ ہر سو پردۂ راز
ہوئی ظہور اکہین کوئی کہین پر
گذرگاہین ہوئین روشن زمین پر

اُسوقت عمرو نے دیکھا کہ لشکر کی طرف سے گرد اُٹھی اور اُس گرد کے بطور چتر پر دوست خود ارہوا اور آکر اُسنے خواجہ کی قدمبوسی کی اور کہا کہ مجھے یہ فرمان کوکب روشن ضمیر آیا ہی کہ ہمنے تجکو خواجہ عمرو کی اطاعت مین دیا اگر وہ کہین کہ نفر سے کو سلام ورنہ سے بھی تو سلام کرنا اور دیکھیے یہ فرمان میرے پاس موجود ہے عمرو نے جو اُسے پڑھا تو اُسمین یہی لکھا تھا کہ اے عمرو وہان سرمایہ برف انداز آیا ہوا ہی اور اسطرح سب

ساحر بیہوش ہین تو آپ اُسکی فکر کرکے باغبان قدرت کو لیکر ہمارے پاس آئیے اِسکو پڑھکے
عمرو نے برق سے کہا کہ بیٹا ایک چٹان پتھر کی کوئی بیس گز سے تیس گز تک لنبی اور چوڑی
ہو تلاش کرو یہ کہکر اپنی شکل افراسیاب کی ایسی بنائی تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور ایک ابر
روئی کا بناکر لیئے اُس روئی کے بیچ کو سُرخ رنگا ہے اور اُسکے بیچ مین کمند آصفا باصفا
کو باندھا ہے اور بلور چار دست کو صورت کسی ساحر زبردست کی بناکے اور برق کو حیرت
کی شکل بناکے اُس چٹان پتھر کی آپ بیٹھے اور حیرت کو پہلو مین بٹھایا اور بلور سر پر
رومال کھڑے ہوکر جھلنے لگا اور بلور سے اُنھون نے کہا کہ چٹان کو سحر سے اُڑا اور اُس ابر کو
بھی سر پر میرے سایہ فگن کر بلور نے چٹان پتھر کی اُڑائی اور اُس ابر کو بھی سحر سے اُڑایا اور
اُس چٹان پر پتھر کے گلدستے سامنے افراسیاب کے رکھے ہین اور وہ چٹان اُڑتی ہوئی
چلی اتفاق سے وہ ساحر کہ جو مہرخ کو لیکر جانب بادشاہ روانہ ہوئے ہین وہ انکو ملے اور
اُنھون نے انکو بادشاہ افراسیاب سمجھکر سلام کیا عمرو نے مہرخ کو جو تخت پر بیہوش پڑے
دیکھا خیال مین آیا کہ ساحرون کو قتل کرنا چاہیے یہ سوچکے عمرو بادشاہ تو بنا ہوا تھا ہی اُن
ساحرون سے پوچھا کہ تم مہرخ کو کہان لیے جاتے ہو اُنھون نے کہا حضور ہی کے پاس
لاتے تھے افراسیاب نے بلور سے اشارہ کرکے چٹان کو زمین پر اُتروایا وہ تخت بھی
ساحرون نے اُتارا اُسوقت افراسیاب نے ہنسکے کہا کہ تمنے بڑا کام کیا ہے مین خلعت کچھ
دونگا مگر اسوقت میرے ہاتھ سے دو دو جام شراب پی لو یہ کہکے دو جام شراب زنبیل سے نکالکر انکو
دیے کہ اُنھون نے پیتے ہی کچھ دیر مین بیہوش ہو گئے عمرو نے اُنکے سر کاٹ ڈالے
مہرخ ہوشیار ہوئی زبان سے اُسکی سوزن نکالا اور اُس سے کہا کہ تم یاقوت جادو جو
وزیرزادی حیرت کی ہے سحر کے زور سے اسکی صورت بنو مہرخ یاقوت کی شکل بنکر تیار
ہوئی اور افراسیاب نقلی یعنی عمرو کے ساتھ اُس چٹان پر پتھر سے ہوکر روانہ ہوئی اور
اب وہ وہان سے چلکر سرمایہ برف انداز جو یہان سحر کر رہا تھا پہنچے سرمایہ نے چاہا ہے
کہ اپنی زبان کاٹے اُسوقت افراسیاب نقلی آکر پہنچا اور اُسنے کہا کہ ابتک ان لوگونکو
لیکر کیون نہ حاضر ہوئی صرصر نے کہا اے شہنشاہ یہ لوگ نشے سے اُٹھتے نہین افراسیاب نقلی نے کہا دیکھو لیکن

سب کو اُٹھائے دیتا ہون یہ کہکر بلور سے کہا کہ اُسنے صرصر و صبار فتار کو پکڑ لیا اور مہرخ
اور بلور نے ملکہ جو سحر کیا تو سرمایہ برف انداز کو بھی گرفتار کر لیا اب تیمو ونا فرمان و نفیر جو
باقی تھین اور اپنے دل مین حیران تھین کہ یہ افراسیاب کو کیا ہوا ہے کہ جو انکو گرفتار کراتا ہے چنانچہ
تھین دیلا س پوش و مردم خوارہ سب حیران کار تھے افراسیاب نقلی نے حکم دیا
کہ انکو بھی باندھو کوئی فرط خوف شاہنشاہی سے دم نہین مارتا انکو بھی بلور و مہرخ وغیرہ نے
باندھکر زبانو نمین سبلی سوزن دیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری اب
تو سب گھبرائے لیکن کیا کر سکتے تھے کہ بندھے ہوئے تھے اور سوزن در زبان تھی اب سب
سردارون کو یعنی باغبان و گلچین کو آب سحر چھڑک کر ہوشیار کیا اور اُن سردارو نکو
کہ جنکو قید کیا ہی بیہوش کر دیا اسلیے کہ کوئی فتور نکرین غرض جب سب تیار ہو چکے تو کہا کہ یہان
رہنا مناسب نہین ہے بس اُسی وقت خیمہ اُکھاڑ کے عمرو نے زنبیل مین ڈالا اور مہرخ
اور صرصر و صبار فتار وغیرہ ساحرون کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے لشکر کی طرف چلے
جب کوئی دو فرسخ لشکر باقی رہگیا تو وہان جاکر برق نے خبر کی کہ اُستاد اور سب سردار تشریف
بس لشکر کے سوار و پیدل سب سردار جلیل القدر برائے استقبال چلے لشکر سے جہان تک کہ
باغبان قدرت وغیرہ چلے آتے تھے آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا اُسوقت عمرو نے کہا
کہ چوبیس ہزار کا لشکر مہرخ کا بیہوش پڑا ہے اور احاطہ سحر کا گرد اُس لشکر کے کھنچا ہے کوئی ایسا
ہے کہ جو اُس لشکر کو ہوشیار کرے اور اُس احاطہ سحر کو مٹائے یہ سنکر باغبان قدرت نے
و بلور چہار دست اور ملکہ بہار نے کہا کہ ہم ایسا کر سکتے ہین چنانچہ اُس مقام پر آکر بہار نے
ایک گجرا پھولون کا اُس احاطہ پر مارا کہ وہ دھوان ہو کر اُڑ گیا اور بلور چہار دست نے ابر سحر
برسایا کہ جیسے پانی کی بوندین پڑین وہ ہوشیار ہو گیا جب سب ہوشیار ہو چکے تو یہ بھی سب
لشکر کی طرف چلے اب عجب طرح کی خوشی ہے طبل شادیانی بجتے ہین اور یہ طرار کہ جب
افراسیاب کا باغبان قدرت نے اسلیے اشرفیان اور روپے بہت کچھ لٹائے کہ درویش
غنی ہو گئے القصہ طبل و نقارہ بجاتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے آکر بارگاہ مین پہنچے
لشکر جو چوبیس ہزار کا تھا اُسنے تو باہر ہی کمر کھولی اور بستر لگائے اور سردار سب بارگاہ مین آئے اور

باغبان قدرت نے کہا کہ مجھے ایسی جگہ بٹھائیے کہ جہان آپکی مرضی کے موافق ہو عمرو نے
کہا کہ مین تجکو تخت پر بٹھاتا لیکن اب جب چھوٹیگا طلسم کشا یعنے شہزادہ اسد نوجوان دیو
اُس سے ملاقات ہوگی تو اُسوقت سمجھا جائیگا مگر طریق ہے صاحبقران کی بارگاہ کا کہ چار طرف
کرسیان و دنگل بچھتے ہین اور بیچ مین بادشاہ کا تخت اسلیے کہ سب بزرگوار بادشاہ کی ہین
بس تمکو بھی تخت مرصع کے قریب دنگل بیٹھنے کو مین دیتا ہون باغبان نے کہا کہ مجھے سب
طرح منظور ہے جیسی آپ کی خوشی پس عمرو نے باغبان قدرت کو دنگل پر قریب تخت مرصع
بٹھایا اور گلچین اُس کے پاس بیٹھی اور مرصع تخت پر متمکن ہوئی پھر تو سب سردار اپنی اپنی جگہ
پر بہار و نافرمان و مشکین مو وغیرہ بیٹھے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز پیالہ ہا ے
جواہر نگار و صراحیان مرصع کار لیکر حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش
و نوشا نوش بلند ہوئی جب دماغ ہر ایک کا بادہ ناب سے گرم ہوا تو اُسوقت عمرو نے باغبان
سے کہا کہ کیا کہتے ہو صرصر و صبار فتار و سرمایہ وغیرہ کے مقدمہ مین باغبان قدرت نے
کہا بہتر ہے کہ اُنکو زنبیل سے نکال کر باندھیے اور سوال اسلام کیجیے اگر نہ مانین تو قتل کروا دیجیے
عمرو نے ان سب کو زنبیل سے نکالا اور ستون بارگاہ سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی سب کو دیا
کہ آنکھ ہر ایک کی کھلی عمرو نے ہر ایک سے سوال اسلام کیا اور کہا کہ اے گمراہو پروردگار عالم
کو وحدہٗ لاشریک جانو کہ جس نے شجر و حجر ماہ و سیارہ بحر و بر نباتات و جمادات انسان و جن
وغیرہ ہر ایک کو پیدا کیا ہے ابیات گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین
وہی نور ہے سب طرف جلوہ گر اُسی کے یہ ذرے ہین شمس و قمر وہی مالک الملک ہے دنیا و دین
ہے قبضہ مین اُسکے زمان اور زمین وہ معبود یکتا خداے جہان کہ جسنے کیا کُن مین کون و مکان
نصیحت سُنکر کسی نے جواب نہ دیا بلکہ سب نے گردن جھکالی مگر سرمایہ نے اشارہ کیا کہ میری زبان سے
سوزن نکال لو عمرو سمجھا کہ شاید یہ راہ راست پر آیا اُس نے دوڑ کر سوزن زبان سے کھینچ لیا
بس اُس نے سحر پڑھا کہ جس کمند سے یہ بندھا تھا وہ جل گئی اور اُس نے انگڑائی لی تیور بدل
ڈالا عمرو کو گھور کے دیکھا اور سحر پڑھکر جو پھونکا تو صرصر و صبار فتار کی بھی کمندین جل گئین
اُن کی زبان مین تو سوزن تھا نہین کس واسطے کہ وہ ساحرہ نہین ہین بس یہ چھوٹتے ہی

جست کرکے سرنجہ بارگاہ فراگئین اور سرمایہ بھی اڑکر چلا اور اسطرح جاتا تھا کہ جیسے بجلی چمکتی ہو
اُسوقت گلچین نے کہا کہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر اڑی اور ایک پھول گلاب کا تھا
وہ اُسنے سرمایہ پر کھینچ مارا کہ چمک ہوئی اور ایک زنجیر طلائی از خود آکر سرمایہ کے لپٹ گئی سرمایہ
نے اپنی جھولی سے ایک نارنج جو مارا تو وہ زنجیر کٹ کر اور دو ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گری
اُسوقت گلچین نے دو چھریان چھوٹی چھوٹی سرمایہ پر مارین اُس وقت پھر چمک ہوئی اور
وہ دونون چھریان سر پر سرمایہ کے پڑین اور ایک حباب نکر تیار ہوا اور اُس مین سرمایہ
بند ہوگیا بس سرمایہ نے کچھ سرسون کے دانے نکال کر مارے کہ وہ حباب دھوان ہوکر برطرف
ہوگیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ اے بیرو تم چالیس ہزار فوج شاہی سے آئے ہو تو کیا کرتے ہو ارے
گلچین پر تیر مارو بیرون نے تیر مارنا شروع کیے اور بیرون کا غلغلہ بلند ہوا اُسوقت گلچین
جادو نے ایک سنگریزہ نکال کر مارا کہ اُس سنگریزے کے ہزارون ٹکڑے ہوے اور
وہ ٹکڑے تیر شہاب نکر اُن بیرون کے لگے کہ وہ سب جل کر خاک ہوگئے اور بو چراندھی
آنے لگی اُسوقت ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب یہان آگیا اور اُس نے
ایک ترنج گلچین پر آکر مارا کہ اُس ترنج سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے کہ اُنھون نے گلچین کے
جسم کو جلایا لیکن لڑائی کو طول جو ہوا تو باغبان قدرت اور بہار اور بلور بھی بارگاہ سے
اُتر کر آئے تو دیکھا کنارے لشکر کے لڑائی گلچین سے ہو رہی ہے بس یہ بھی آکر لڑنے لگے
لیکن گلچین زخمی ہو چکی تھی اور ابریق اور سرمایہ کی مدد کو اور فوج بھی آگئی ادھر سے
بھی اور سردار جاکر پہونچے لشکرین کمربندی ہونے لگی اُسوقت بہار اور باغبان نے
دیکھا کہ اب لڑنا بیکار ہے چنانچہ طبل آسایش بجوایا اور اپنے لشکرین پھر آئے گلچین کے
مرہم صحت لگایا کہ زخم اُس کے اچھے ہوے باقی سب باعیش وعشرت تمام
تمام ہوگئے بعد کچھ دنون کے عمرو واسطے یالادوی کے صحرا مین آیا تو اُسنے دیکھا کہ طلسم نور افشان کی طرف
سے ایک تنہا شیر سوار طلائی آتا ہے اور ایک رقعہ اُسکے ہاتھ مین ہے وہ رقعہ اُس نے عمرو کو دیا عمرو
نے جو پڑھا لکھا تھا کہ اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد سلام نیاز کے معلوم ہو کہ اسی وقت
اپنے ساتھ باغبان قدرت کو لے کر ہمارے پاس تشریف لائیے ضرور وہان پہنچے

کا ارادہ نہ کیجیے گا رقیمہ شوق کوکب روشنضمیر عمرو وہان سے اُس پتلے کو لے کر بارگاہ مین
آیا اور باغبان قدرت سے کہا کہ بھائی دیکھو یہ رقعہ کوکب روشنضمیر نے لکھا ہے اس امر
مین تمھاری کیا صلاح ہے باغبان قدرت نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہے وہی میری
صلاح ہے بمصداق مصرع ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ۔ عمرو نے کہا میری
رای تو یہ ہے کہ چلنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا اچھا اُسوقت اُس پتلے سے کہا کہ ایک
چٹان پتھر کی تو ہمین لادے اُس نے لادی عمرو اُس پتھر کی چٹان پر بیٹھا اور باغبان و گلچین
اپنے تخت سحر پر بیٹھے اور چلے کچھ دور چلے تھے کہ قلعہ طلسمی کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا
اور چالیس ہزار ساحرون کو دیکھا کہ تیر کمانون مین جوڑے چلے آتے ہین اور مار و مار
کی صدا بلند ہے چنانچہ اُنھون نے آکے ایک باڑھ تیرون کی ماری اُس پتلے نے ایک تختی تھی
یاقوت رنگ اُسکو دیکھا اُس تختی سے ہزار ہا تیر شہاب نکلکر اُن ساحرون پر پڑا کچھ ساحر جلکر خاک
پر گرے لیکن جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنھون نے پھر تیرونکی باڑھ ماری اُس پتلے نے وہی
تختی پھر دکھائی کہ وہ تیر از خود کٹ کر زمین پر گرے جب دیکھا اُن ساحرون نے کہ تیر کام نہین
کرتے تو تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے جب قریب پونہچے تو اُسوقت اُس پتلے نے وہی تختی پھر دکھائی
کہ اُسمین سے پھر تیر شہاب پیدا ہوے اور اُن ساحرون کو اُن تیرون نے جلادیا عمرو اور
باغبان و گلچین پھر وہان سے چلے وہ پتلہ شیر سوار ساتھ ہے یہان تک کہ دریاے
ہفت رنگ پر آکر پونہچے اُس دریا مین سات رنگ کا پانی بہتا ہے اور ہزار ہا مگر و سوس
اور رنگ برنگ کی مچھلیان نکلکر اچھلنے لگین اسلیے کہ ساڑھے تین رنگ دریا کے تو افراسیاب
کے قبضہ مین ہین اور ساڑھے تین رنگ کوکب کے قبضہ مین ہین بس اُن مچھلیون اور
سوسں اور مگر نے چاہا کہ انکو ہم زمین پر کھینچ لین اور پلٹ جائین اُس وقت اُس
پتلے نے وہی تختی یاقوت رنگ جو دکھائی تو شعلے اُسمین سے نکلے کہ وہ سب جانور جل کر خاک
ہوے اور یہ صحیح و سلامت اُس طرف روانہ ہوے یہ تو اُسطرف چلے لیکن حال سُنیے افراسیاب
کا کہ یہ تخت شاہی پر بیٹھا ہے کہ ابرق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز اور
صرصر و صبا رفتار آکر پونہچے تو یہ عرق عرق پسینے مین غرق تھے افراسیاب نے

کہا کہ اے سرمایہ تجارت کیسے کچھ بھی نہوا اُسنے عرض کیا غلام چالیس ہزار فوج لے کر اب جائیگا تو حضور کے قدم پر سر اپنا نثار کریگا یہ ذکر تھا کہ چالیس ہزار ساحر اور آکر یہان موجود ہوئے لیکن افراسیاب کو رنج نہایت تھا اُس نے چاہا کہ مین خود جاکر کام مہرخ کا تمام کرون لیکن جیسے ہی اٹھنے لگا تاج سر سے گرنے لگا اُسنے روکا اور ہاتھون کو اپنے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسوقت ساعت بُری ہے بس یہ رنجیدہ ہو کر چپ بیٹھا رہا لیکن کچھ سوچتا تھا جب وہ چالیس ہزار ساحر اُسکے سامنے سے چلے گئے تو اُسنے ایک دستک دی اور کہا کہ حاضر ہو بس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور پانچ آدمی اُس مین سے نکلے ایک کی تو آنکھین چھوٹی تھین اور اسقدر سرخ تھین کہ جیسے خون کبوتر اور دوسرا جو ہے وہ ارزق چشم ہے کہ بالکل مثل کہربا کے اُسکی آنکھین ہین اور ایک کے ہاتھ نہین ہین کُہنی سے اور چوتھے کے پانون نہین ہین گھٹنے سے اور پانچوین کی آنکھین نہین ہین لیکن دو سوراخ ہین سوئی کے ناکے کے برابر اُنکے اندر ایک شمع جلتی ہے ایک کا نام ہے قہرنگاہ اور دوسرے کا نام ارزق چشم اور تیسرے کا نام ہے فتنہ انگیز اور چوتھے کا نام ہے بادانگیز اور پانچوین کا نام ہے شورانگیز چنانچہ ارزق چشم اور قہرنگاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے شہنشاہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا کہ عمرو اور باغبان قدرت اور گلچین نہین ہین تم جاکے لشکر اسلام کو تباہ کرو ان دونون نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو جو معاہدہ آپ کا ہے اُسمین دو دن ہوم کرنے کی اجازت ملے افراسیاب نے کہا جاؤ کتنے دن کیا ہے یہ دونون اُس معابد مین آئے اور ہوم کرنا شروع کیا ڈہرو بجاتے تھے اور بوتلین شراب کی اگیاری پر لنڈھاتے تھے دو دن یہ وہان رہے اور بعد دو دن کے نکلے تو خدمت افراسیاب مین آئے افراسیاب نے اُنھین خلعت دیا اور رخصت کیا یہ چلے بعد انکے جانے کے اُن تینون ساحرون سے افراسیاب نے کہا کہ تم بھی جاؤ اُنکی حفاظت کو وہ تینون بھی زمین مین گر کر غائب ہوگئے اور یہ دونون جب چلے تو جس مقام پر دریا سے خونروان تھا وہان آئے سامنے شہر نایرسان تھا ان کے جی مین آیا کہ چلکر شہر نایرسان مین حیرت سے ملاقات کرین کہ وہ آج کل وہین ہے بس یہ آئے

شہر نا پرسان مین ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ قہر نگاہ اور ازرق چشم آئے ہین اُسنے اُنکو بلا کر خلعت دیا اور حکم دیا کہ تیار رہے مین خود جاؤنگی لڑنے کو اور اُسنے کچھ فوج کو تیار کیا اور سوار ہو کر ان دونون کو لیکر چلی اور اُن دونون نے دو ابر بنائے ایک سفید اور ایک سیاہ رنگ اور اُن ابرون کو اُڑاتے ہوئے یہ بھی چلے کہ وہ ابر اُنکے سر پر سایہ فگن تھے کنارے پہ شہر کے پہونچکر سواری ملکہ حیرت جادو کی ٹھہری اور ایک ٹیکرے پر خیمہ استادہ کرا کے دوربین سحر لگا کے دیکھنے لگی اور یہ دو ساحر اُس شہر سے باہر نکلکر لشکر مہرخ کے پاس آئے اُسوقت دربار مین مہرخ تخت شاہی پر بیٹھی تھی اور بہار و نافرمان و مشکین موسے وغیرہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کہ چوبدار ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق سامنے آکر حاضر ہوئے اور دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے نظم

نکہت گل سے پریشان ہو دماغ بلبلان	طوطی تصویر آپکے سامنے کرتی ہے نطق	از نسیم زلف کا تیری چمن میں ہے بیان
شہر عشاق پہ بیداد نہیں ہے روز تیرہ	ناز نے تیرے کیا پامال زہد زاہدان	ہو جو دیدار کا تیرے ہوا آئینہ جان
چاہیے ہو زیب اس سے جفائے آسمان		جلوہ کرتا ہے ترا جو کچھ جہانکے سیر

شہنشاہ کی عمر دراز و دشمن کجنہاد کا مزاج ناساز ہو قہر نگاہ و ازرق چشم آئے ہین فوج کثیر ساتھ لائے ہین یہ خبر سُنکر مہرخ نے نفیر سحر کو دم دیا بہار و نافرمان و مشکین موسے وغیرہ تمام سردار جھولیان سحر کی گلے مین ڈالکر باز بد فرقرے فیل آتشین ہنس آتشین عقاب تیز پرواز طاؤس زرین بال اژدر خونخوار شیر ژیان پیروان تخت ہائے سحر پر سوار ہو کر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے شعلے سحر کے اُڑتے تھے برقین سرخ سرخ جلوہ دکھاتی تھین نارنج ترنج اُچھلتے تھے اسی طرح میدان مین پہونچکر صف آرائی ہوئی اُسطرف سے قہر نگاہ و ازرق چشم فوج سحر اپنے ساتھ لے کر میدان مین آئے برسر میدان صفین کھنچ گئین نقیب و چاؤش للکاری ساحرون کو سحر کے لڑنے کی ترغیب دی بعد ازان قہر نگاہ نے اپنے ابر کو اشارہ کیا کہ وہ گرجا اور چمک کر برسنے لگا سب اور نگاہ اُٹھا کر دیکھنے لگے جسکی آنکھ مین بوند پڑی وہ اندھا ہو گیا اُس وقت بہار نے ایک گلدستہ اُٹھا کے مارا کہ ابر طلائی آکے موجود ہوا اور برسنے لگا مگر اُس ابر نے قہر نگاہ کے ابر طلائی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُسوقت بہار نے ایک سنگریزہ مارا ایک ابر سیاہ رنگ فولادی آیا لیکن اُس ابر کو بھی قہر نگاہ کے ابر نے توڑ دیا پھر مہرخ نے ایک

گلدستہ اُچھالی کے مارا آپ تو غائب ہوگئی اور ایک پتلا اسکی شکل کا بنکے تیار ہوا اور تخت پر بیٹھا
باقی سب نابینا ہوسے اور لگے ٹٹولنے بس یہ ارزق چشم فرط خوشی سے اُچھلنے لگا اور کہا کہ وہ
مارا اور قمر نگاہ نے اپنے ابر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ گرگرایا اور چمک ہوئی اور ایک حباب بنکر
تیار ہوا اور وہ حباب بڑھکر ہر طرف چھاگیا اور سب سردارون کے گلے مین ایک ایک سی
پڑگئی اب یہ ارزق چشم چلا انکو لیکر خوشی خوشی اور وہان سے حیرت بھی خیمہ اکھڑوا کے اپنے
لشکر مین آئی لیکن برق فرنگی نکلگیا تھا وہ ایک ساحر کی شکل بنکے خیمہ حیرت مین آیا اور اُسکو
آداب بجالایا حیرت نے جانا کوئی ساحر ہوگا بس اُسنے کہا کہ تم اپنی حفاظت رکھو لیکن برق
سمجھا کیون عیاری نہ بنے گی بس یہ خیمہ سے نکلگیا اور اُسنے اپنی صورت مثل صرصر کے
بنائی اور ایک فرمان نقلی بناکر اور اُسکی پیشانی پر مہر افراسیاب کی کرکے خیمہ مین حیرت
جادو کے پہنچا وہان ایک ساحر ہے کہ نام اُس کا دربان جادو ہے اُسنے کہا کہ ای بھائی
قمر نگاہ اب تم ہوشیار رہو کہ کوئی خیمہ کے اندر نہ آنے پاوے اُسنے کہا بہت خوب صرصر
نے وہ فرمان بادشاہ کا جو جعلی بنایا ہے اُسکو دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای قمر نگاہ
واہی ارزق چشم اسوقت ہم کتاب سامری دیکھ رہے تھے تو معلوم ہوا کہ دو عیار نکل گئے ہین
قران اور برق وہ آکر ضرور ان قیدیون کو چھڑا لینگے بس ہمنے صرصر کو تمھاری حفاظت کے
لیے بھیجا ہے خبردار اسکے کہنے پر عمل کرنا اور یہ تمھاری بہت خبرداری کرے گی یہ پڑھکر
اُسنے کہا کہ لے صرصر آؤ اندر خیمہ کے بیٹھو اور یہ قمر نگاہ ہمیشہ سے اسے پیار کرتا ہے اور اکثر
اس سے باتین محبت آمیز کیا کرتا ہے مگر صرصر چپ ہو رہتی ہے اسلیے کہ یہ سردار شاہی ہے کیا
ضرور ہے کہ اسکو ناراض کرون غرض اب اندر خیمہ کے اسکو لیکر بیٹھا اور شراب کے شیشے کشتیان
وغیرہ آکر موجود ہوئین اور ناچ ہونے لگا برق نے اُلٹ پھیر کرکے شراب مین دارو
بیہوشی کو ملایا اور قمر نگاہ کو جام بھر کر دیا لیکن وہان سنیے کہ افراسیاب نے کتاب
سامری مین یہ حال دیکھا اور صرصر کو پھر بھیج کر بلایا اُسنے کہا کہ جلد تو جا برق تیری شکل بنا ہوا قمر نگاہ
کو بیہوش کیا چاہتا ہے یہ سنکر صرصر وہان سے چلی جب یہان آکر پہنچی تو دربان جادو
دروازہ پر تھا اُس نے دیکھا کہ ایک صرصر تو اندر ہے دوسری کیسی آئی معلوم ہوتا

ہے کہ یہ کوئی عیار ہے پھر اُس نے کہا کہ اسکو بھی گرفتار کرلون صرصر نے اُسکی نگاہ کو پہچانا
اور یہ اور طرف چلی اور جاکر پشت خیمہ پر اُسنے نقب لگائی لیکن قہر نگاہ کو بیہوشی نے تاثیر کی تھی
اور ارزق چشم بھی جھوم رہا ہے اور جام اُسکے ہاتھ مین ہے ایک پیا ہے اور ایک نہین پیا ہے
کہ صرصر نے نقب سے منہ نکالا لیکن جہان اُس نے نقب لگائی ہے وہان قران آکر پہنچے یہ بھی
اُس نقب مین کودکر چلے صرصر اس عرصہ مین باہر نکل آئی تھی کہ قران بھی آکر سر نقب پر پہنچے
اور یہ ہوشیار و عقلمند ہین اُنھون نے سر نکالا باہر نہین نکلے لیکن صرصر نے انکا سر دیکھ لیا
یہ تو بھاگی اور وہان **قہر نگاہ** اور ارزق چشم دونون بیہوش ہوے برق و **قران** نے
دونون ساحرون کے سر کاٹ ڈالے اور بھاگے اور جتنے سردار تھے وہ چونکے غل دار و گیر کا بلند
ہوا اندھیرا ہوگیا سوارون نے مارنا شروع کیا نارنج ناریل پڑنے لگے ساحر مرنے لگے کچھ سوید نکلے
اور بارم چونکے پڑتے تھے شعلے اُٹھتے تھے اور بیر غل مچاتے تھے ابر گھر گھر کر آتے تھے بارش ہو رہی تھی
آگ پتھر برستے تھے اُسوقت باد انگیز جادو نکلا کہ اُسکو بھی افراسیاب نے بھیجا تھا اور اُس نے سحر کیا کہ
برف برسنے لگی لیکن خورشید سحر افگن نے ایک ترنج مارا کہ وہ اُسکے سینے پار ہوگیا پھر شور انگیز جادو آیا
اور اُسنے ایسا سحر کیا کہ سب ساحرون کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اُسوقت بہار آکر پہنچی کہ وہ غائب
ہوگئی تھی اور اُس نے آکر ایک گجر مارا کہ شور انگیز جادو نے دیوانہ ہوکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا
پھر باد انگیز آیا اور اُسکی آنکھ سے شرارے نکلے کہ وہ جس پر پڑے اُس کو جلا دیا بہت سے آدمی
مارے گئے اُسوقت مہرخ جو غائب ہوگئی تھی وہ آکر پہنچی اور اُس نے ایک ترنج باد انگیز
کے مارا کہ وہ سینہ کو اُسکے توڑ گیا یہ حال دیکھ کے اور فوج بھی آگئی اور دونون طرف لڑائی سحر
کی ہونے لگی اُسوقت ملکہ حیرت جادو نے طبل آسائش بجوادیا سب طرح قتل و کم اور لوٹ
مار کرکے اپنے خیمون مین آئے مہرخ تخت پر بیٹھی اور بہار و نگار
یہان ملکہ حیرت نے اُن ساحرونکی نعشون کو اُٹھواکر افراسیاب کے پاس بھیجا اور ایک عریضہ بھی تحریر
کرکے روانہ کیا اُس عریضہ مین یہ حال لکھا ہے کہ اے شہنشاہ دوران بادشاہ طلسمات
یہان برق نے صورت صرصر کی بنکر اُن ساحرون کو مارا نعشین اُن کی آپ کے پاس پہنچتی
ہون یہان جنگ عظیم ہوئی اب مہرخ قتل و غارت کرکے اپنی بارگاہ مین گئی ہے

باقی خیریت ہے یہ عرضی اور نعشین جب افراسیاب کے پونہچین یہ تخت شاہی پر نہایت
خوشنود بیٹھا تھا کہ اب ساحر گئے ہین کام نکرامون کا تمام کر کے آتے ہونگے جب یہ نعشین پونہچین
تو یہ آبدیدہ ہوا اور بہت اپنے افسوس کیا پھر اُن نعشون کو پھنکوا دیا اور آپ قصد کیا کہ مین چلکر
مہرخ وغیرہ کو غارت کردون بس اپنے ہاتھون کو آگے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو ساعتین منجم
کی یعنی پانچ گھڑی نہایت بد ہین اس کے بعد جہان جی چاہے جانا بس یہ ٹھہر گیا اور پانچ گھڑی
کے بعد اُس نے انگڑائی لی اور شعلے کی طرح چمک کر غائب ہوا اب اہل دربار کی آنکھین
بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو اُنھون نے دیکھا کہ **افراسیاب** نہین ہے اور افراسیاب
جا کے ایک پہاڑ ہے کہ نام اُس کا گلزار ہے اُس پر اُترا اور چار طرف اُس نے نگاہ کی اُسوقت
وہان آواز آئی کہ اے شہنشاہ آپ یہان کہان اُس نے پکار کر کہا اے گلزار جادو
جلد آ کہ ما بدولت کی خدمت مین حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر نوجوان سیہ فام
تیرہ رو تیرہ باطن جھولا سحر کا گلے مین ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے سامنے آیا اور آداب بجالایا
اور کہا کہ اے شہنشاہ چلیے میرے مکان پر بادشاہ اُس کے ساتھ ہوا اُس نے کچھ دور چلکر
سحر پڑھکر دستک دی کہ دروازہ ایک باغ کا نمودار ہوا جوڑی دروازے کی مثل فیل مست
کے جھوم رہی تھی چوبون مین جواہر کی کاری کیا ہوا تھا دیوارہاے باغ مثل آئینہ کے مصفا
بادشاہ اُس باغ کے اندر گیا گل دریا چین سے اُس باغ کو مملو پایا روشین پٹری
آراستہ چارون کونون پر چار بنگلے چمن مین سبزہ نو خاستہ مصور وبہار نے تصاویر رنگارنگ
ونقوش بوقلمون صفحۂ گلشن پر کھینچے تھے اور منشی بہار نے فقرے رنگین تختۂ قرطاس چمن پر
تحریر کیے تھے گلاب کیوڑا نسرین ونسترن کی آن وبان بہار پر جوہی کیسی مگن ہان
نسترین ہر سو روان بلبل شور بپا غنچہ لرزان سرو مثل قامت یار سنبل
کی زلف پیچدار ایک سمت لالۂ خونی جگر رنگین پیالہ انگور کی دار بست جس پر تاک لگائین ہے بسعت
نرگس بیمار شگوفے باندھے دیکھتی چمن کی بہار **ابیات**

رخصت جو ہوئے بیچ شاہ منزل
شہزادہ ہوا ایک شاخ پہ بولے

سرسبز ہے خوشنما ہے بوٹا
قمری ہے وہ جیسے خود ہو شیدا

ہر شاخ شجر پہ عنادل
طوطی کہین بولتا ہے طوطی
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی

ہر پھول نے جان تازہ پائی ٭ ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے ٭ باد سحری مسیح دم ہے
بادشاہ کو اُس باغ مین لاکر چار چمن کے بیچ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا تھا کٹہرا طلائی اُسپر جڑا تھا مسند مغرق بچھی تھی اُسپر بٹھایا اور یہ گلزار جادو سامنے دوزانو بیٹھا اور عرض کی کہ یا شہنشاہ یہ چند مفسد نکوحرام جو جمع ہوے ہین مین سنتا ہون کہ جو ساحر ادھر جاتا ہے وہ مارا جاتا ہے اسکا کیا سبب ہے **افراسیاب** نے کہا کہ ہمارے یہان کے کچھ لوگ ملگئے ہین وہ خبرین پونہچاتے ہین اور باقی **سامری و جمشید** بھی کچھ ہمسے خفا ہین ورنہ ان نمک حرامون کی کیا حقیقت تھی ایک دم بھر مین اُنکو غارت کردیتا **گلزار جادو** نے آنا پوچھکر کشتیان شراب کی قابین کباب کی گزک کے لیے گلدستہ پھولون کے ڈالیان میوون کی منگائین بادشاہ نے شراب پی میوہ کھایا پھر گلزار جادو نے عرض کیا کہ آپ اب یہ مشہور کیجیے کہ جس مقام پر دریاے خونزدان تھا وہان مکان ان پانچون ساحرون کے جو مارے گئے ہین یعنے قہر نگاہ وغیرہ ان مکانون کو مینے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے لے لے خواہ امین دوست ہو یا دشمن جب آپ یہ مشتہر کیجیے گا تو یقین ہے کہ لشکر عمرو عیار سے کچھ لوگ اُنکے لینے کو آئین پھر اُسوقت آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کرتا ہون میں سنے کیا **افراسیاب** نے کہا اچھا اور ایک نامہ بال کبوتر مین باندھا اور کبوتر سے کہا کہ جا ملکہ **حیرت** کو یہ نامہ پونہچا وہ کبوتر سبک پر تیز پروازی کرکے بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نے یاقوت وزیرزادی اپنی سے کہا کہ نامہ اس کبوتر کے پر سے کھول اُس نے کھولکر ملکہ حیرت کو دیا کبوتر اُڑ گیا اور نامہ ملکہ **حیرت** نے پڑھا لکھا تھا کہ اسے ملکہ تم ڈھنڈھورا پٹوا دو کہ قہر نگاہ وغیرہ کے جو مکانات ہین اُنکو جسکا جی چاہے لے ہمکو کچھ غرض نہین ہے یہ پڑھکر اُسنے منادی کرنے کیلیے حکم دیا اُسی وقت ڈھنڈھورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم **افراسیاب جادو** کا مکانات **قہر نگاہ دارزق خشم و شور انگیز و فتنہ انگیز** کے جو ہین اُنکو جس فرد بشر کا جی چاہے لے لے آواز جو ڈھنڈھورا پٹنے کی **بہار و مخمور و نافرمان** وغیرہ نے سُنی کچھ دیر کے بعد یہ ایک کے پیچھے ایک اُٹھ اُٹھکر روانہ ہوئین اس خیال سے کہ دیکھین تو وہ مکانات کیسے ہین یہان **مہرخ** اور **بلور چہار دست و شکیل** وغیرہ چند ساحر تو رہگئے اور باقی سب چلے گئے جب وہان جاکے پونہچے تو دیکھا کہ پانچ باغ ہین اور پانچ محلسرا ہین کہ اُس مین بیچ اور کمرے تعمیر ہین یہ سب

ساحران باغون مین پھرنے لگے دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہاے بوقلمون کھلے ہین فاختہ
سرو پر کوکو کر رہی ہے جانوران باغ زمزمہ پیرا ہین نہرون کے کنارے فوارے نصب
ہین ساون بھادون کی جھڑی لگی ہے نہرون پر شیشے لگے ہوے ہین فوارے اُن پر چوٹ
کر گرتے ہین اُن شیشون مین تصویرین غوک اور صفدع کی بنی ہین نہرون مین مچھلیان رنگ
برنگ کی شناوری کر رہی ہین لب گردانی نہر کی یاقوت احمر کی بنی ہے بلبل شوریدہ کا شور
چمن مین رقصان مور ہواے سرد کے جھونکے آتے ہین دل میکشون کا بہلاتے ہین طغرا
نویس قدرت نے عشق پیچان کی بیلون کا طغرا لکھا ہے اور کاتب بہار نے چشم نرگس
کا صاد دفتر باغ پر کیا ہے

ابیات

نظارہ ہے سنبل چمن زار
گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس
خیری سے تمام باغ کی خیر

اٹھے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا
ہے افسر گل کہ تاج کاؤس
ہین سُرخ جو ہر طرف شقائق

کیا آنکھین ہون فیضیاب دیدار
گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا
شبو کی بہار قابل سیر
گلبیر مینون پہ ہین وہ فائق

غرض ایک باغ مین جو یہ سیر کرتے ہوے آنکلے تو دیکھا کہ بارہ دری صورت مین پری بنی تھی
چبوترہ اُس بارہ دری کے آگے بنا ہے کُرسیان اُس پر بچھی ہین اور بارہ دری مین پردے
پڑے ہین آگے چبوترہ کے جو چار چمن لگا ہے چوگلا کلغا ہزارا اُس مین کھلا ہے یہ سب سر دار جا کر
کُرسیون پر بیٹھے گوشہ باغ سے کچھ باغبان نیلچے ہاتھون مین لیے سامنے اُنکے آئے آداب
بجالائے بہار جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم باغبان ہین قہر نگاہ
کے پھر بہار نے استفسار کیا کہ اس بارہ دری مین پردے کیون پڑے ہین اُنھون نے عرض
کی کہ ہمارے مالک نے جہان جہان سنا کہ جانور آتے ہین وہان سے اُنھین منگا کے اِس
بارہ دری مین رکھا ہے قفس اُنکے اِس بارہ دری مین ہین اور کچھ جانور چوپایہ چھوٹے
چھوٹے یون بھی چھوٹے ہوے ہین آپ سیر دیکھین تو ہم دکھائین یہ کہکر اُن باغبانون نے اُس
بارہ دری کے پردے باندھے اب جو اُنھون نے دیکھا تو ہزارہا طائر قفس مین بند ہین اور
بہت سے جانور چوپایہ زمین پر پھر رہے ہین دھانواکر بلاکو کلاڈھیر بدا تیتر لوا بٹیر پلک محولا لال
بیا چرو اکبوتر طاؤس طوطی بلبل لوطا مینا اگن ہریل ست رنگا وغیرہ پنجرون مین بند

تھے اور قفس اُنکے بارہ دری کے قلابے مین آویزان تھے آہو خرگوش بوزنہ لنگور وغیرہ بیٹھے تھے اور جتنے کٹہرون پر بیٹھے تھے وہ جانور سب ان ساحرون کو دیکھکر خوش فعلیان کرنے لگے اور ایک طاؤس زرین بال سامنے آکر ملکہ بہار اور سب سردارون کے ناچنے لگا اور ایک آئینہ جہت نُما مثل دیوار کے جو بارہ دری مین نصب تھا اور جو کٹہرا اُس کا طلائی تھا وہ اُن آئینہ رویون کے سامنے باغبانون نے لاکر لگایا اب یہ سب محو ہوکر جھومنے لگے اور اشعار پڑھتے تھے کوئی کہتا تھا شعر زباغ رفتی وگردید عارض گلہا ۔ برنگ چہرۂ سنگین زشرم مہمان سرخ ۔ کسی کی زبان پر تھا کہ بیت داغ خوشی اُفتاد زعشق تو بدستیم ۔ این لالہ بہ از آبش وستارہ زمستیم ۔ کسی نے یہ شعر پڑھا تھا کہ شعر دیدم سحر زمرغ چمن زاد ورقفس ۔ نالید سے کہ زار زار افتاد در قفس ۔ کسی نے اس شعر کو ورد زبان کیا تھا بیت از نالۂ ام آخر بہ قفس آتش زد ۔ کس چنین نالۂ مرغان گرفتار ندید ۔ اسی طرح سے سب بیخود ہوکر جھومنے لگے اور حالت سرشاری مین مُنہ شاہد ارض کا چومنے لگے اُسوقت بقدرت کردگار ایک ساحر نامدار لشکر مہرخ کا اُس طرف سے اُڑتا ہوا نکلا اور اُسنے ان سبکی حالت پریشان کو دیکھا خائف ہوا کہ ایسا نہو مین بھی آئینہ کو دیکھ کے محو حیران ہو جاؤن بس وہان سے بعجلت تمام خدمت مہرخ نامور مین آکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپ یہان بیٹھی کیا کرتی ہین باغ مین قہر نگاہ جادو کے سب سردار آپ کے گرفتار ہین بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین اور حالت بیخودی مین شعر پڑھتے ہین اب یقین ہے کہ سب قید ہو جائین مہرخ یہ سُنکے اُٹھی اور بلور چہار دست کو اپنے ساتھ لیا اور اُس سے یہ سب حال بیان کیا اور یہ دونون اُسی باغ مین آئے اور دور سے کھڑے ہوکر تماشہ کو دیکھا کہ سب سردار کرسیون پر بیٹھے جھوم رہے ہین بس اُنھون نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک دیوار اُس مقام پر اُٹھ گئی بلور چہار دست اور مہرخ اُس دیوار کے پیچھے بیٹھی لیکن حیرت جادو نے بھی سنا ہے کہ گلزار جادو نے سرداران اسلام کو اسطرح سے قید کیا ہے بس تخت پر سوار ہوکر چلی اور آکر جو پوچھی تو دیکھا عجیب کیفیت ہے کہ سب سردار بیہوش اور مدہوش ہین حیرت نے پکارا کہ اے گلزار جادو تم کہان ہو جلد ہمارے پاس آؤ کسی نے جواب نہ دیا اُس وقت حیرت نے اپنے سر سے تین سوزنگی بنائے اسطرح کہ مٹی گوندہ کر اُسکے پتلے بنائے اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوکر

زنگی ہو گئے اُنسے حکم کیا کہ جاؤ گلزار جادو کو بلالاؤ قریب ڈیڑھ سو کے روانہ ہوئے مہرخ جو
پس دیوار بیٹھی تھی اُسنے ایک ترنج مارا کہ وہ زنگی سب جلکر خاک ہو گئے حیرت حیران ہوئی
کہ یہ ترنج کس نے مارا کسلیے کہ مہرخ نے دیوار مین شگاف کر کے دیکھا بھی تھا اور ترنج بھی لگایا
ملکہ حیرت جادو نے اُن باقی ڈیڑھ سو زنگیون کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور گلزار کو بلالاؤ یہ بھی چلے
مہرخ نے پھر ایک ترنج مارا ترنج پھٹا اور اُس مین سے شرر نکلکر اُن زنگیون پر پڑے
کہ وہ جلکر خاک ہوئے اُسوقت حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی اور اُس نے سحر جو کیا تو گلزار
جادو ایک کوٹھری مین بیٹھا وہان سحر کر رہا تھا اُس کو اسکے سحر سے بینائی ہوئی اس کوٹھری
مین تصویرین باغ و مکان و جانور ون کی بنی ہین حیرت کے سحر کرنے سے وہ نکل آیا
اور اُس نے حیرت کو سلام کیا اور کہا اے ملکہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ مین سحر کو زور
دے رہا تھا جو آپ نے بُلایا لیکن اب مین ان سب کو دیوانہ کر چکا ہون اب انھین
قتل کیجیے یہ تو کھڑا ہوا ملکہ حیرت سے باتین کر رہا تھا کہ بلور چہار دست نے عین غفلت
مین سحر کر کے برق اپنے نیین بنایا اور چمک کر جو اُس پر گرا تو کاٹ کر ٹانگون کی راہ سے نکلگیا
غل و شور و تاریکی ہو گئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو جسکا نام گلزار جادو تھا حیرت جادو
تو بحر حیرت مین غوطہ زن ہوئی مگر اپنی حفاظت کے لیے جلد زمین مین سما گئی بعد کچھ دیر کے
زمین سے نکلی تو وہ جانور و باغ دبارہ وری کہ سحر نمود بے بود تھی غائب ہو گئی لیکن وہ دیوار
مہرخ کی بنی رہی اور حیرت نے دیکھا کہ اُس دیوار کے پیچھے مہرخ بیٹھی ہوئی ہے بس
اُسنے اُسکو دیکھ کر ایک ناریل مارا کہ جسکی تاثیر سے ملکہ مہرخ بیہوش ہو گئی اور حیرت
پھر زمین کے نیچے جا کر طبقہ کو زمین کے اُکھیڑ کر بلند ہوئی اُسوقت بلور چہار دست نے
دیکھا جتنے ساحر ہین وہ بیہوش ہین اور بلور بھی تو اُسی زمین پر کھڑا ہوا تھا اُسکو بھی حیرت
آگئی اسکے ہونے سے اُسوقت دیکھا کہ ایک پتلہ شیر پر سوار چلا آتا ہے اور اس پتلے نے آکر بلور
چہار دست کو ایک شقہ دیا کہ لے یہ شقہ خاص اور ایک موتی بھی دیا اور کہا کہ اس موتی کو
پڑھ کر یہ لوگ کہ جو بیہوش اور سحر مین اُنپر مارو بلور نے وہ موتی سحر پڑھکر جو مارا تو ایک چمک
ہوئی اور سب کو ہوش آگیا اور ہر ایک نے دیکھا کہ ہمکو حیرت طبقہ زمین کا اُکھیڑ کر

لیے کھڑی ہے بس ہر ایک پر پرواز سحر سے پیدا کر کے اُڑ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت
حیرت نے طبقہ زمین کو اُلٹ دیا اور غصہ مین آکر ایک تلوار اُس شیر سوار نِلے پر لگائی اُسنے
کہا دیکھیے اچھا نہین ہے لیکن حیرت کو غصہ تھا یہ کب مانتی ہے جب اُسنے تلوار ماری
نِلے کے سر سے دُھوان نکلا کہ وہ حیرت کی ناک مین گیا اور یہ بیہوش ہوئی اُدھر افراسیاب
کو جو خبر ہوئی تو یہ بھی اُٹھکر اپنے مقام سے چلا اِدھر بلور جہار دست اور وہ نِلا شیر سوار
دونون اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے یہان آکر افراسیاب نے حیرت کو اُٹھایا اور بہت
کچھ سمجھا کے بارگاہ مین لا کے تخت پر بٹھایا اور آپ ظلمات کو چلا گیا لیکن قہار شعلہ بدن
نام گلزار جادو کی زوجہ ہے اور اُسکی ایک لڑکی ہے پانچ برس کا اُس کا سن ہے اور یہ اُسکو
بہت پیار کرتی ہے اور اُسنے جو سُنا کہ میرا شوہر مارا گیا تو یہ شہر نا پرسان سے روتی پیٹتی روانہ ہوئی
اُس لڑکی کو بھی ساتھ لے لیا اور ایک کوہ پہاڑی پر یہ آکر اُتری اِدھر برق جو بالا دی کو گیا تو اُسی
پہاڑی پر یہ بھی پہنچا اور اُس نے اِس ساحرہ کو دیکھا کہ کچھ کنیزین اس کے ساتھ ہین ایک
لڑکی پانچ برس کی اُس کے ہمراہ ہے برق نے چادر طلسمی اوڑھ لی اور اُس ساحرہ نے اُس
پہاڑ پر تخت کو بچھایا اور اُس پر بیٹھ کے غم مین اپنے شوہر کے گریہ وزاری کرنے لگی اُس سے اُس
لڑکی نے کہا کہ مجکو پیشاب لگا ہے دو کنیزین اُسکے ساتھ ہوئین اور پیشاب کرانے لے چلین
کچھ دور اُس پہاڑ پر جا کر اُس لڑکی نے کہا کہ اب تم یہان ٹھہرو مین کسی گوشہ مین بیٹھکر پیشاب
کرون وہ کنیزین ٹھہر گئین وہ لڑکی تو جا کے ایک غار مین پیشاب کرنے لگی لیکن برق نے جو
دیکھا اِس کیفیت کو تو چادر اُتارا ایک ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا اُن کنیزون کے پاس آیا
اور اُنمین سے ایک کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو الگ چل تو تجھسے ایک بات کہون وہ بھی
کہ نہین معلوم یہ کون ساحر ہے مگر جو کہتا ہے وہ سُن لینا چاہیے بس ساتھ اُسکے چلی آئی اُس نے
الگ لیجا کر حباب بیہوشی اُسکے منہ پر مارا یہ بیہوش ہوئی اُسکے کپڑے اُتار لیے اور اپنی صورت
اُسی کی ایسی بنائی اور پٹی دارو سے بیہوشی کی اُسکے دماغ پر چڑھا کر ایک گڑھے مین اُس کو ڈال
دیا اور آپ وہان سے اُس دوسری کنیز کے پاس آیا اِس عرصہ مین وہ لڑکی بھی پیشاب
کر کے آئی اُسکو لے کر یہ دونون کنیزین قہار شعلہ بدن کے پاس لے کر آئین وہ لڑکی بھی پیشاب

گھٹنے پر سر رکھ کے سو گئی لیکن اُسکی بہن ہے زنار گوہر پوش وہ بھی اُسکے ساتھ آئی ہے برق جو کنیز بنکے آیا تو اُسنے زنار گوہر پوش کو دیکھا کہ ایک طرف ایک خیمہ استادہ ہے مسند پر زنار گوہر پوش بیٹھی ہے برق فرنگی نے ایک کنیز سے انجان بنکے پوچھا کہ نام ان ملکہ کا بھول گئی ہوں اسوقت یاد نہین آتا ہے تم بتاؤ اُسنے کہا کہ او بی تم ایسی تھی نادان ہو کہ نام بھول جاتی ہو ارے یہ بہن ہے قمار شعلہ بدن کی نام اس کا زنار گوہر پوش ہے برق یہ سنکر زنار گوہر پوش کے پاس گیا تسلیم کی اور رومال مین عطر بیہوشی لگاکر اُس کے سر پر جھلنے لگا خوشبو جو اُسکی ناک مین گئی تو گاؤ پر سر رکھ کے بیہوش ہو گئی اُس نے اور جو دو ایک کنیز مین تھین اُن سے کہا کہ ملکہ سو گئین ہین اب یہان تخلیہ کر دو کیونکہ تم غل مچاؤ گی ملکہ کی نیند پریشان ہوگی وہ کنیزین خیمہ سے باہر نکل آئین اور برق نے اُسکے دماغ پر بھی پٹی بیہوشی کی چڑھائی اور پیرہن اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنے تئین بنایا اور اُسکو اُس مقام پر ایک صندوق مین بند کر کے قفل لگا دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ کر سو رہا یہان افراسیاب نے ظلمات مین جا کے اژدر چشم جادو ایک ساحر کو بلایا اور اُس کے ساتھ کئی ہزار ساحران نامی کر کے براے گرفتاری مہرخ روانہ کیا یہ ساحر بارگاہ حیرت مین آکر پونچا دو کئی ہزار تو ایک مقام پر اُترے اور یہ حیرت کی بارگاہ مین بیٹھا رہا چنانچہ ایک روز تو اسی طرح وہ ہوا دوسرے روز جب وہ زمانہ آیا کہ بحر عالم مین حباب پھوٹ گیا اور بحر اسود شب مین موجزن ہوا شعر جہان گشت چون چہرۂ اہرمن۔ کشادہ سیہ مار گردون دہن۔ اژدر چشم جادو نے نفیر سحر کو دم دیا یہ خبر ہرکارون نے مہرخ سحر چشم کو پونچائی کہ اژدر چشم جادو نے نفیر سحر بجایا ہے اُسنے بھی طبل جنگی کو بجوایا تیاریان اب دونون طرف ہونے لگین ایک طرف ہتھیار صیقل و مصیقل کیے جاتے تھے ایک جانب ساحر سحر کر رہے تھے ڈھولے بجتے تھے منتر جنتر سراہی جو ہی پڑھی جاتی تھین ہیرون کی زبان پر قلقل جاری تھا کمانین چلا کر نصر من اللہ فتح قریب پڑھتی تھین لب سوفار زہ بازہ کی صدا دیتی تھی سنان نیزہ کی زبان بڑھ بڑھ کر طعن کرتی تھی چار پہر رات ہنگامہ و غلغلہ برپا رہا آخر وہ رات آخر ہوئی جمال شمع پرکواسی آئی اور مزاج شب مین برواسی پھیلی ابیات

چو خورشید زد علم بر آسمان	پراگند بر لاجورد ارغوان	چو خورشید بر زد سر از تیغ کوہ
بیامد سبک مرد افسون زردہ	ملکہ مہرخ صبح کو شبستان سے برآمد ہوئی سپید سر ازدن	

نے ظہور کیا پھر دہل و نقارہ بوق و نفیر گنگنے اور ناقوس بجتے ہوئے ساحر بالا اڑان سحر پہ سوار جھولی سحر
کی ہر ایک کے گلو میں زرتار بہار اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی گرد اسکے پچاس گلدستے پہنے ہوئے
ماتھے پر افشان لگی ہونٹوں پر مسی عمدہ آراستہ جوڑا زرچاند ہوا سبزہ رنگ جوانی کی بہار
جوڑا اسکے میں چڑھائی اٹھتا جوبن نئی جوانی ایک طرف مخمور سرخ چشم جوڑا ارغوانی پہنے
طاؤس زرین بال پہ سوار ایک جانب ملکہ طاؤس جادو کہ جس کے گلے میں موتیون کا
ہار پڑا ہوا اسی طرح سرخ مو اور ملکہ مشکین کاکل کشا وغیرہ باز و بط و قرقرون پر سوار سحر
ہر ایک گرد بیشمار وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحری چل رہی تھی جمال صبح بھینا بھینا یونہی سی
خنکی دریاے فلک میں تارے ڈوبے جاتے تھے جنگل میں درخت لہلہاتے تھے شہنا نواز دم
بازی کے ساتھ بھیرون بہاس کی تانیں اڑاتے تھے نوبت کی ٹکور جنگل میں ٹھیکا کھاتی تھی شہنا
سے یارب کی صدا آتی تھی اسی طرح سے یہ لشکر میدان میں آکر ٹھہرا اس طرف سے اژدر چشم
حیرت جادو کی فوج بیشمار ساتھ لیے جنگاہ میں آیا سب ساحر زمین پر اتر آئے اور صف کشی
ہوئی ابر سحر برسا یا گرد و غبار کو بٹھایا پھر کڑکیتوں نے کڑکا کہا اور مذمت دنیاے فانی کو زبان پہ
جاری کیا پکارے اے نوجوانو اس دنیاے فانی کو مثل حباب بحر سمجھو کشتی عمر گرداب میں غرقاب
ہے دیکھو جو لوگ کہ مر گئے دنیا سے گذر گئے اب انکو کوئی بھی نہیں کہتا کہ وہ کدھر گئے اور انکا
بھی یہ حال ہے

نظم

سو کیسے منہ ایک بھی نہ کھولے	دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے	کیا دخل کر کر کوئی سخن ایک
گھر ایک پیند پیرہن ایک	تقویم کہن تو اسے جانی	تہ کردہ کتاب زندگانی
سوختن کے بوریا برابر	بیگانہ و آشنا برابر	مطلب نہ سرور سے نہ غم سے
کچھ کام نہ ہیچ سے نہ دم سے	تربت پہ چڑھا دگل انھیں کیا	ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا

اسی طرح سے تم بھی ایک روز گذر جاؤ گے آج جائیں لڑائی میں لڑا دو دولت جان دے کر
متاع نام کو خرید لو یہ کہکر وہ تو کنارے ہوئے اژدر چشم جادو حیرت سے

اجازت لیکر میدان مین آیا یہ ساحر ظلمات کا رہنے والا ہے اور وہ کالا ہے کہ جسکے کاٹے کا منتر نہین
کردھنا سونے کا باندھے آنکھین اژدہے کی مگر لال لال ولیکن طیش کمال ایک ہونٹھ ترو بینی سے
گزرا ہوا دوسرا ٹھوڑھی سے نیچے اُترا ہوا تمبر زربفت کا باندھے ترسول ہاتھ مین لیے اژدر پر سوار
تشعرتا ہے دہنے سے زبانے بودہ وہنش چو دیگدانے پکارا اے مہرخ ایک ایک سے
فرداً فرداً لڑنے مین بہت طول ہوگا اس سبب سے ہوشیار رہو جاؤ کہ مین تم پر سحر کرتا ہون یہ کہکر
اُس نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ کئی ہزار پتلے زمین سے زنجیرین فولادی لیے ہوے پیدا
ہوا پھر ایک ابر سُرخ رنگ آسمان پر گھر آیا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی ترک دہر کا جسم
جلنے لگا خانۂ دنیا مین آگ لگی وقار بنا عذاب النار عجب آفت کی گھڑی تھی کہ یکایک ایک طرف
دریاے زخار و قہار لطمہ سنج آفت زا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا تکلف یہ کہ وہ آگ اُس
دریا کے پانی سے نہ بجھتی تھی ہر طرف شعلۂ جوالہ سر بفلک کشیدہ تھا ساحران مہرخ نے ہزارہا
سحر پڑھے کہ اُس آگ کو بجھائین اور دریا کو خشک کرین مگر ممکن نہوا اب لشکر مین جسقدر بڑی خیمہ
اور بارگاہین سب ڈوب گئین مگر کئی ہزار سردار باقی رہے کہ ابتک پانی نہ آیا اور انھون نے
سپرین سحر کی آڑ کین اور بنگلے سحر کے بنائے مگر اُسپر بھی پناہ نہ ملتی تھی آخر اُس آتش کے برسنے
سے سب بیہوش ہوگئے اُسوقت اُن پتلون نے کہ جو زمین سے نکلے تھے فولادی زنجیرون
مین باندھ لیا اور اژدر چشم کے سامنے لائے اژدر چشم نے ہر ایک کو ہوشیار کیا اور
اپنی فوج کو اُسی جگہ چھوڑکر اُن سب کو لیے ہوے شہر نازپرستان مین آیا دریاے خونروان کے
خشک ہونے سے اور پل پریزادان کے ٹوٹنے سے راستہ کھلگیا ہے اِسوجہ سے یہ اِنکو
شہر نازپرستان مین لایا وہان ایک باغ ہے اُسمین چار برج ہین اور بیچ مین اُس باغ کے
ایک محل بستون بہت نادر بنا ہے افراسیاب مع حیرت جادو کے اُسی باغ مین
آیا اور اژدر چشم اِن سب قیدیون کو سامنے شاہ کے لایا حیرت جادو آکر محل مین بیٹھی اور
بادشاہ نے اِن قیدیون کو درختون مین لٹکوا دیا اب ہر ایک کی آنکھین تو کھلی ہین اور زبانین
مین سوزنین دی ہین بیچارے آفت کے مارے لٹکے ہوے ہین اِن کے نزدیک
زمانہ برگشتہ ہے اِنقلاب دنیا کو ہوا ہے آنکھون سے ہر ایک کی آنسو جاری ہین بیقراری

دلون پر طاری ہے اور بیان افراسیاب جہل ستون مین جو آکے بیٹھا ہے تو اُس نے حیرت
جادو سے کہا کہ اے ملکہ تمنے دیکھا آج تک مین خود نہ چاہتا تھا کہ اُنکو غارت کرون اب اُنکو
قتل کرنا چاہیے حیرت نے بادشاہ کی بلائین لی کہ لے میان مین تیرے صدقے اب جلدی
اُنکو مار ڈالیے اِس اثنا مین خبر پہونچی کہ ملکہ قہار شعلہ بدن اور اُن کی بہن زنار گوہر پوش
اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر آپ کے پاس آتی ہین ادھر قہار شعلہ بدن اُس پہاڑ
پر سے کوچ کرکے جو چلی تو وہ صندوق جسمین زنار گوہر پوش بند ہے برق نے اپنے
ساتھ لے لیا اور یہ آکے شہر ناپرسان مین پہونچی جب قریب اُس باغ کے کہ جسمین بادشاہ
بیٹھا ہے پہونچی تو بادشاہ نے سرمایہ برف انداز سے کہا کہ تم جاکے لے آؤ سرمایہ برف انداز
نے کہا کہ آپ نے جو حصار باندھا ہے اُس باغ مین جانیکا مانع ہے افراسیاب نے
انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر دی اور کہا کہ لو اس انگوٹھی کو اُسے بھی دکھانا اور تم بھی اِسی
حصار سے نکل جاؤ گے سرمایہ برف انداز اُس انگوٹھی کو لے حصار سے باہر نکلا وہان قہار
شعلہ بدن ننگ نکر جو چلی تو اُس حصار سے نکل نہ سکی اسکو اِس بات کا بہت ملال ہوا
اِس عرصہ مین سرمایہ پہونچا اور اُس نے وہ انگوٹھی اُسکو دکھائی قہار شعلہ بدن نے کہا کہ اے
سرمایہ برف انداز ہمارا شوہر تو رفاقت مین شہنشاہ کی قتل ہوا اور ہمکو بادشاہ نے روکا
سرمایہ نے کہا کہ آپ کو روکا نہین بلکہ بلایا ہے اور سب مفسد بھی قید ہوکر آئے اب آپ
تشریف لے چلیے بس اُسنے تخت بڑھایا اور صورت اپنی اصلی بنائی اور اُس حصار کے اندر
آئی سامنے بادشاہ کے آکر آداب بجالائی اُسکے ہمراہ اُسکی بیٹی اور ملکہ زنار گوہر پوش
بھی مع چند کنیزون کے آئی غرض یہ سب نگلون پر بیٹھے اُسوقت حیرت کا دل خون ہو گیا
اور افراسیاب کو خلجان ہوا اور اُس نے اپنے آدمیون کی طرف دیکھا پھر بغور قہار
شعلہ بدن کو اور اُسکے آدمیون کو دیکھا اور پوچھا ملکہ زنار گوہر پوش کو کہ یہ کون ہین قہار نے
کہا کہ یہ میری بہن ہین اور یہ جو میرے جلو مین بیٹھی ہے یہ میری بیٹی ہے اور یہ جو استادہ ہین کنیزین
ہین اور یہ چند مصاحبین ہین افراسیاب نے زنار گوہر پوش سے کہا کہ اے ملکہ ماشاءاللہ
تمہاری بیٹی ہے جب بیٹھی رہی قہار نے کہا اُن کو شرم بہت ہے افراسیاب

خاموش ہو رہا مگر حیرت جادو کے دل کو قرار نہ آیا اور اُسنے کہا کہ اے شہنشاہ میرے دل کا
اسوقت عجب حال ہے افراسیاب نے کہا کہ لاؤ کتاب سامری اب برق گھبرایا کہ ضرور
حال کھُلجائیگا بس اُسنے قمار شعلہ بدن سے کہا کہ اے بہن مجھے پیشاب کی احتیاج ہے اُسنے
کہا چپکی رہو یہ دربار شہنشاہ ہے پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہے اُسنے کہا کہ میرا تو عجیب حال ہے
حیرت جادو نے اس کا کہنا سُن لیا اور کہا ای قمار یہ کیا کہتی ہے اُسنے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ اِن کو رفع احتیاج کی ضرورت ہے حیرت نے کہا کیا مضائقہ لیجاؤ ہماری چوکی پر بس یہ
اپنے مقام سے اُٹھی پانچ کنیزیں اسکے ساتھ ہوئیں اس چہل ستون کے سامنے ایک کمرہ ہے
اُسکے کمرہ کے برابر چوکی لگی ہے قناتیں گھری ہیں چوکی مخمل کاشانی سے منڈھی ہے قرابہ گلاب
وکیوڑے کے مُنہ کھلے ہوے رکھے ہیں آئینے قنات میں لٹکتے ہیں زنار گوہر پوش جو چلی
تو اُسنے ایک کنیز سے کہا کہ جا بڑا آفتابہ لیے آ پھر تھوڑی دور چلکر دوسری کنیز سے کہا کہ قمار شعلہ
بدن کو بلا لا اور اُن تینوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو وہ ٹھہریں اُسنے چادر جمشیدی اوڑھ لی اور
چھپ گیا کنیزیں کچھ دور ٹھہر کر چوکی کے پاس آئیں اور پکاریں بی بی آئیے بی بی ہوں تو بولیں
جب جواب نہ پایا تو اُنھوں نے اندر قناتوں کے جا کر دیکھا کہ وہاں کوئی نہ تھا یہ پھر کر آئیں اور
قمار شعلہ بدن سے کہا کہ ملکہ زنار گوہر پوش غائب ہو گئیں قمار گھبرائی اور بادشاہ
نے کتاب سامری منگا کر دیکھی تو اُسمیں معلوم ہوا کہ برق تھا اور اُسنے ایک کنیز کو بیہوش کر کے
پہاڑ پر غار میں ڈالدیا ہے اور زنار کو صندوق میں بند کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ اے
قمار یہ تو برق تھا جو تیری بہن کی شکل بنا اور زنار کو صندوق میں بند کیا ہے بس یہ سُنکر
قمار رونے لگی اور صندوق سے زنار کو نکلوایا اور اُس نے کہا کہ میں اب رخصت
ہوتی ہوں افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ اب کچھ کام تو ہے نہیں یہ تو رخصت ہو کر
اور حصار سے نکلکر باہر روانہ ہوئی اور یہاں برق فرنگی نے آکر ایک جھپٹ ملکہ حیرت جادو
کے لگائی کہ تاج جو پہنے ہوے تھی وہ اُسکے سر سے گرا حیرت گھبرائی برق نے ایک لات
کس کے جو ماری تو یہ گری برق نے دوپٹہ چھین لیا اُسوقت حیرت نے کہا کہ میں اپنی جان
دے دونگی اس موے نے مجھے نہایت ہی ذلیل کیا ہے افراسیاب نے کہا خاطر جمع

رکھو مین اِسکی تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے جوڑے سے ایک ترنج نکالا اور اُس ترنج کو اُچھالدیا
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور بجلی چمکی اب جو دیکھا ایک اژدہا بہت بڑا تخت کے گرد دُم اپنی منہ مین
لیے ہے برق اُس اژدہے سے علیحدہ ہٹ گیا لیکن بسبب حصار کے باہر نہین جاسکتا ہے
اب افراسیاب نے ایک اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈہرو بجانے لگی اور کچھ بھجن
گانے لگی کچھ دیر کے بعد بجلی چمکی اور آواز مہیب آئی پھر جو دیکھا ایک ضعیف سیاہ رنگ تخت
پر بیٹھے ہوے یہان آکر پونہچے افراسیاب نے حصار آتش کر دیا تھا اُنھون نے کچھ پڑھ کے
پھونکا کہ وہ آگ دو طرف ہوگئی اب سامنے افراسیاب کے آکر اُنھون نے سبقت
سلام کی کی افراسیاب نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اے مفتی طلسم آپ کا مزاج کیسا ہے
اُنھون نے جواب دیا کہ شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کرتا ہون فرمایئے مجھے اِسوقت کیون طلب
کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ جو چادر جمشیدی جاتی رہی ہے وہ ایک عیار برق فرنگی
کے پاس ہے اور اُسنے ہمکو دق اور پریشان کیا ہے مفتی طلسم نے کہا کہ آپنے ایک نالائق کو ایسی
شے کیون دی افراسیاب نے کہا کہ مین نے نہین دی بلکہ ایک ساحرہ کو مار کے اُسنے خود ہی حاصل
کی مفتی طلسم نے کہا کہ اچھا آپکو سب طرح کا اختیار ہے لیکن یہ سحر پڑھیے یہ کہکر کچھ سحر تعلیم کیے کہ
افراسیاب اُنکو پڑھنے لگا اور ملکہ حیرت نے ڈہرو بجا کے گانا شروع کیا بعد کچھ دیر کے مغرب
کی طرف سے ایک تخت اور نمودار ہوا اُسپر ایک ساحر نہایت کریہ منظر فربہ اندام ایک دست
سامنے رکھے بیٹھا تھا جب وہ ساحر یہان آیا تو آگ سے حصار کے اوپر ایک دانہ رائی کا مارا تو
برطرف ہوگئی یعنی دھوان ہوکر غائب ہوگئی اور اُس ساحر نے افراسیاب کو آکر سلام کیا اور
مُفتی طلسم کے برابر بیٹھا افراسیاب نے کہا کہ لاؤ دست بقچہ اس ساحر نے وہ دست بقچہ
جواہر نگار کہ تمام نگینے اُس مین یاقوت و الماس اور زمرد کے جڑے تھے بادشاہ کو دیا بادشاہ
نے اُسکو کھولا تو اُسمین سے بہت سے لباس کارچوبی نکلے اور ایک جامہ اطلس کا نکلا پھر ایک
سیاہ چادر محمودی کی نکلی اور ایک جامہ برنگ شنجرفی اور ایک دستار نکلی افراسیاب نے
کہا کہ اسے مین پہنون مفتی طلسم اور اُس ساحر نے کہا کہ سوا سنہ آپ کے کسکی مجال ہے جو اسکو
پہن سکے جمشید نے اس جامہ کو اپنے گلے مین پہنا تھا اور ہزار ہا اُسپر جو کی پہرے تھے اب

آپ مالک ہین جاہے پہنیے جاہے نہ پہنیے افراسیاب نے اُس جامہ کو گلے مین پہنا اور
دستار کو سر پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ برق فرنگی کے سر مین
درد ہونے لگا کہ اسکی جان پر بنگئی مگر چپکا ایک طرف کو چادر اوڑھے بیٹھا ہے افراسیاب نے
پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈہرو بجانے اور گانے لگی افسون پڑھکر دستک دی
کہ انکی یہ حال ہوا برق کا کہ جیسے کلیجہ نکلا پڑتا مگر اُسنے ضبط کیا اور افراسیاب نے پھر اسم
پڑھنا شروع کیا اور ایک موتی صراحی دار نکالکر ہاتھ پر رکھا مفتی طلسم نے کہا کہ ہان پھونکیے اسکو
بس اُسنے اُس موتی کو مُنھ سے لگا کے جو دم دیا تو ایک بجلی چمکی اور وہ بجلی جامہ افراسیاب
پر گری کہ وہ جا بجا سے پُرزے پُرزے اُڑ گیا برق فرنگی نے چادر کو مثل عبا کے اوڑھ لیا ہے
کہ چار طرف سے جسم اُسکا ڈھنکا ہے کچھ دکھائی نہین دیتا ہے اب جو دیکھا تو وہ چادر بھی پُرزے
پُرزے ہوکر جہان جہان سے کہ وہ جامہ پھٹ گیا تھا اُس مین لگی اور یہ برق بالکل برہنہ ہو گیا
اب تو حیرت نے ڈہرو اسکے سر پر مارا کہ وہ چکی کے پاٹ کی طرح ہوکر اُسکے گلے مین پڑ گیا کیونکہ
اُس پاٹ مین جوف بھی تھا اور حیرت نے کہا کہ او موذی کاٹنے جوانا مرگ اب کہان جائیگا
میرے ہاتھ سے برق فرنگی نے کہا میرا خدا مالک ہے اب افراسیاب نے اُس
جامہ کو چادر سیاہ پر رکھا اور مفتی طلسم نے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون اور اسم جو پڑھا تخت
مفتی طلسم کا اُڑکر روانہ ہوا پھر وہ دست بقچہ والا ساحر بھی روانہ ہوا ان دونون کے جانے کے بعد
طلسم باطن کی طرف سے کچھ شعلے چمکتے ہوئے پیدا ہوے اور صدا گڑگڑاہٹ کی آئی اور دیکھا کہ ایک
بیضہ بہت بڑا اُڑتا ہوا آتا ہے اور روشنی اُسمین ایسی ہے کہ نگاہ خیرہ ہوتی ہے وہ بیضہ سامنے تخت افراسیاب
کے گرا اور پھٹا جیسے دروازہ کھلتا ہے اتنا بڑا شگاف اُسمین پیدا ہوا اور ایک برم سیاہ رنگ
اُسمین سے نکلا اور سر پر افراسیاب کے آکر ٹھہرا اور کہا ای شہنشاہ چلیے طلسم باطن
مین ملکہ نسات جادو بیٹھی ہین صندل جادو کی اور بہت سی شہزادیان جلیل القدر وہان
بیٹھی ہین اور آپ کو بلایا ہے بس افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو دیکھا تو اُس مین لکھا تھا کہ
اے افراسیاب جلد جا کوئی چار گھڑی کے واسطے پھر چلا آنا افراسیاب نے حیرت
جادو سے کہا اسوقت حیرت نے وہ جامہ اور چادر جمشید کو اپنے پاس پہلو مین رکھا اور

افراسیاب یہاں سے روانہ ہوا لیکن عمرو اور باغبان قدرت جو چلے تھے جب دریا سے ہفت رنگ پر پونچے اُنھوں نے ایک قلعہ دیکھا اور وزیر مرزان جلوس شاہی لے کر حاضر ہوا جہولس نے آکر خواجہ کی تعظیم کرکے عرض کی کہ اے عمرو حکم شہنشاہ کو کیب کا ہے کہ باغبان قدرت جاکے قلعہ شیشہ میں رہے اور یہ آپ کی خاطر ہے جو ایسا اُنھوں نے فرمایا ہے ورنہ افراسیاب اور شاہان طلسمات کو تو اس قلعہ کا دیکھنا نصیب نہیں ہوا اور آپ جائیے پاس پران کے پس عمرو نے باغبان سے کہا کہ آپ جہان پر حکم کوکب ہے جائیے پس یہ تخت پر بیٹھ کے مع گلچین کے روانہ ہوا اور سب فوج شاہی باجے خوشی کے بجاتی ہوئی چلی جب دروازہ میں قدم رکھا تو وہ قلعہ آنکھوں سے ناپدید ہوگیا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ قلعہ شیشہ کا ہے یہ جاکر ایک قصر شاہی میں اُترے تو اب سب قلعہ نظر آنے لگا ایک روز کے بعد مرزان وزیر مع پران شمشیر زن کے آگے آگے قرنا بجتی ہوئی جلوس شاہی ساتھ سامان پادبہاری ہمراہ یساول مرو ہے چوبدار لباس زرق برق پہنے ہمراہ ہیں پلٹنیں اور رسالے جنگ کے دیکھے بھالے ساتھ ساتھ آتے ہیں ڈنکا بجتا ہوا نقیب آوازیں لگاتے بڑھے عمرو دولت کی صدائیں دیتے جریب شاہانہ ٹیکتے ہوئے چال ادب پڑتا ہوا ابیات

سواری کے آگے پے اہتمام
یہ آپس میں کہتے تھے ہر دم پکار
بلا نوجوانو بڑھے جائیو
بڑھے عمرو دولت قدم با قدم

لیے سونے روپے کے عصا تمام
اُسی اپنے معمول و دستور سے
دو جانب سے باگیں لیے آئیو

نقیب اور جلودار اور چوبدار
ادب سے تفاوت سے اور دور سے
بڑھے جائیں آگے سے چلتے قدم

عمرو پہلو سے پران شمشیر زن میں بیٹھا تھا کہ یہ سب کر باغبان کے پاس پونچے اور اُس سے ملاقات ہوئی پھر اسکو لیکر باغ مروارید میں آئے سامان اور جلوس شاہانہ تو سب ٹھہر گیا اور یہ اُس باغ میں کہ جسکی بہار رشک فردوس بریں تھی چبوترہ بلور پر فرش بچھوا کر بیٹھے اور اُس باغ کی کیفیت دیکھنے لگے کہ درختان سایہ دار میں ثمر کی جگہ موتیوں کے گچھے لگے ہیں ہوا کار مشاطگی کرتی ہے کہ شاخوں کو آپس میں ملاتی ہے نسیم عنبر شمیم جو چلتی ہے تو بدن میں جان تازہ آتی ہے درخت آپسمیں ہم بغل ہیں اسطرح کہ جس طرح عاشق و معشوق لپٹے ہوتے ہیں باغبانان لنگے قیمت کے لنگے پہنے بیلچے ہاتھوں میں لیے چمن کو دیکھی

بیالتی ہین ابیات

شاخین ہین یہ تازگی سے تمام
ہر برگ زبان شکر داور
ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی
دل جسے وہ زبان ہے سوسن

ہو جاتی ہین بار رنگ سے خم
ہے ایک سے ایک بڑھکے زردست
بو غنچون مین نافۂ ختن کی
ہین اوج پہ تخت جھومتے ہین

ہر گل ہے چمن مین صاحب بزم
چشمک زن لالہ نرگس مست
آرائش بوستان ہے سوسن
مستی سے درخت جھومتے ہین

اب بیان سنیے ہوسے عمرو کو دس بارہ دن ہوے ہین کہ دیکھا ایک چیلہ شغیر سوار آکر موجود ہوا یہ سب بیٹھے ہوے تھے کہ اُس چیلے نے ایک کاغذ حیران کو دیا اُس نے جو اُسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ اے خواجہ مین جو آپ کی ملاقات کو نہین آیا تو اُسکا باعث یہ ہے کہ میری طبیعت بست علیل ہے آپ دعا کیجیے کہ مجھے جلد شافی مطلق صحت عنایت کرے یہ کاغذ پڑھ ہی رہی تھی کہ ایک چیلہ اور آکر موجود ہوا اُسنے حیران شمشیر زن کو نامہ دیا اُس نامہ مین لکھا تھا کہ ای حیران افراسیاب نے مہرخ اور سب سردارون کو قید کیا ہے اُسکی فکر تمکو لازم ہے پس یہ پڑھکر عمرو کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے پڑھا اور کہا کہ مجکو آپ پہنچا دیجیے تاکہ مین وہان جاکے کچھ تدبیر کرون حیران نے کہا کہ تم ٹھہرو دیکھو مین اسکی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر خود اُٹھ کر چلی سب کو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر اُسکی ایک انیس ہے کہ وہ عاشق ہے اُسکی اُسکا نام زعفران زعفرانی پوش ہے وہ چلی پیچھے پیچھے یہان برق فرنگی سامنے حیرت کے قید بیٹھا ہے اور ایک چھڑی جواہر نگار ہے کہ اُس سے وہ مارتی جاتی ہے جہان وہ چھڑی پڑجاتی ہے آبلہ پڑجاتا ہے اور برق کا حال ابتر ہوتا جاتا ہے کہ ادھر سے ملکہ حیران دریای ہفت رنگ کے پار اُتری اور قریب شہزادیان پہنچکر زمین مین سما گئی اور اُسی باغ مین کہ جہان سب قیدی ہین زمین سے نکلی اور ادھر زعفران بھی آکر پہنچی حیران نے حیرت کو ڈانٹا کہ او قحبہ تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ تو نے برق کو قید کیا ہے حیرت اُٹھکر اُس سے لڑنے لگی اُس نے ایک ترنج حیرت کے مارا اُسنے خالی دیکر ایک ناریل مارا ان دونون مین لڑائی ہونے لگی اور زعفران جو آئی تھی اُسنے وہ چادر جو تخت پر رکھا تھا برق فرنگی کو اُٹھا کر دے دیا برق کے گلے سے وہ چپکی کا پاٹ کٹ گیا اب حیرت چاہتی ہے کہ کچھ سحر کرے اُسوقت ایک آئینہ حیران

نے نکالکر حیرت کو دکھایا کہ وہ بیہوش ہو گئی بران نے زعفران پوش سے کہا کہ
اسکی شکلیں باندھ لو اُنھے اسکی شکلیں باندھیں اور بران نے مہرخ دبارو تافرمان
وغیرہ جتنے سردار تھے لیکے اُنکی زبانوں سے سوزن نکالی اور درختوں سے کھولا اور اُنسے
کہا کہ اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ ہم آپ ملکہ حیرت کو تخت سحر پر ڈال کر مع زعفران
زعفران پوش کے اپنے طلسم کی طرف روانہ ہوئی یہ تو اُدھر چلی اور بیان افراسیاب جو
روانہ ہوا تھا تو ایک دریا ہے کہ نام اُسکا دریاے گوہر بار ہے اور اُس دریا کے اُس پار دو
ساحر رہتے ہین کہ نام ایک کا گوہر جادو اور دوسرے کا نام ناسب جادو ہے اور یہ دونون
خوبصورت ہین افراسیاب اُنکے پاس آکر یوچھا ابھی وہان نہین گیا ہے کہ جہان اُسکو جانا
منظور ہے یہ دونون ساحر اپنے مکان مین بیٹھے ہوے تھے انھون نے افراسیاب کی تعظیم
کی بٹھایا اُسوقت چند ساحر شہر ناپرسان سے آئے اور اُنھون نے کہا کہ اے شہنشاہ بران
شمشیر زن نے آکر سب قیدیون کو چھڑایا اور ملکہ حیرت کو پکڑ لے گئی افراسیاب نے
یہ سنکر ایک چیخ ماری اور کہا بڑا غضب ہوا اب اپنے جہان کہین جانا تھا وہان جانا موقوف
رکھا اور واسطے رہائی حیرت کے روانہ ہوا لیکن حال سرداران لشکر مہرخ سحر چشم کا سنیے
کہ یہ جو یہان سے روانہ ہوے تو پر پرواز پیدا کرکے اُڑے یہان تک کہ اثنا راہ مین اُنکو ایک
باغ ملا کہ جو فردوس برین کا چشم و چراغ تھا درخت بار ثمر سے پھلے پھولے گھٹا سے بیشمار کھلے
شاہد بہار گویا زیور جواہر آگین سے مزین و مجلی ہے و شاخ نونہال پھولی پھلی ہے ہوا مین وہان
کی خاصیت دم عیسی ہے شعر جان تازہ بدن مین آتی تھی ۔ روح بالیدگی سی پاتی تھی ۔ ایک
بارہ دری برنگ عروس شب اول نئی سنہرے پردے اُسمین زنبوری بندھے فرش
مخمل کاشانی کا بچھا ہوا جھاڑ کنول شیشہ آلات سے وہ مکان سجا ہوا شعر
ہانڈیان جھاڑ کنول اس نور کے ۔ روشنی ہر سو جہ خیز تھا ۔ بیچ مین ایک تخت جواہر نگار
گستردہ اور کرسیان دنگل یاقوت و زمرد کی بچھی ہوئین یہ سب سرداران باغ مین آکر اُترے
اور اُن کرسیون پر سب سردار بیٹھے اور تخت پر ملکہ مہرخ جلوہ فرما ہوئی اُس باغ مین چھڑکاؤ
عطر اور بید مشک کا تھا کہ جس سے دماغ جان معطر و معنبر ہوتا تھا یہ سب بیٹھے ہوے ہین

کہ ناگاہ ملکہ مہرخ کی ایک طرف کو جو نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی لٹک رہی ہے اور
اسمین کچھ لکھا ہے مہرخ نے اس تختی کو لے کر پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای سرداران لشکر اسلام
حیرت جادو کو توران شمشیرزن لیگئی اور اُسے قید کیا ہے اور باغ شہنشاہ نے راستہ
مین بنوادیا ہے اسمین جب تک تمہارا جی چاہے رہو باغ کے اندر رہو گے اور سیر دیکھو گے
تو تمکو کوئی نہین دیکھنے کا ہان باہر قدم رکھو گے تو تمکو سب دیکھین گے جی چاہے ایک دن
رہو چاہے برسون رہو یہ جگہ فضا کی ہے اور جو لشکر مین جانے کا جی چاہے تو یہ اسم جو تختی پر
لکھا ہے پڑھکر تین مرتبہ دیناسب سامان آکر حاضر ہوگا اور تمکو لشکر مین بخوبی پہونچادیگا یہ جو
مہرخ نے پڑھا تو بہار نے کہا بہتر یہ ہے کہ لشکر ہی مین چلو مہرخ نے کہا بہتر ہے اور صحن
مین آکر مہرخ نے اس اسم کو پڑھا جو تختی مین لکھا تھا اور تین دستکین دین اسوقت
ایک تخت مہرخ کے واسطے اور کئی تخت بہار و نافرمان و شکیل جادو وغیرہ کے لیے
آئے کہ سب اُن تختون پر سوار ہو جیسے ہی وہ تخت کچھ دور چلے ہین کہ کچھ گھوڑے عربی ترکی عراقی
دلمنی کا ٹھیاوار سازو یراق جواہر نگار سے درست آکر موجود ہوے اُنپر سب سردار سوار
ہوے اور وہ تختی کہ جس پر اسم پڑھا تھا اُسمین آواز تڑاقے کی ہوئی اور دھوان نکلا اور دھوے
سے کاغذ نکلکر طرف طلسم نورافشان کے اُڑتا ہوا چلاگیا جب باغ کے دروازے سے باہر
نکلے تو باغ بھی مثل آتش بازی کے جلنے لگا اور دیوارون سے آتش انار چھوٹنے دیوار
اور دروازہ اور وہ باغ و بارہ دری سب غائب ہوگیا بارہ سو فوج جنگی داہنے اور بارہ سو
فوج جنگی بائین بیچ مین کچھ سردار چند ہزار آدمیون کی جمعیت سے یہ سب چلے آتے ہین اور
ازبسکہ شہر ابرسان سے تو یہ آگے ہی تھے اب سامنے گنبد نور دکھائی دینے لگا بہار نے کہا
کہ تو گنبد نور کی طرف آئے اے ملکہ مہرخ حیرت جادو تو قید ہے اور افراسیاب گیا ہے شہر
خالی ہے چلو شہر مین بن پڑے تو طلسم کشا کو چھڑالین مہرخ نے کہا کہ اے بہن یہ تمہارے کہنے
کی بات ہے گنبد نور ایسا تھوڑا ہی ہے کہ جہان کوئی جاسکے بہار جادو نے کہا چلو تو سہی سمجھ لینگے مہرخ نے
کہا میرا دل نہین قبول کرتا اب کیفیت سنیے کہ گنبد نور کی چار سمتین ہین دو کوس ادھر اور دو کوس
ادھر ایک سمت مین جو کوئی جاتا ہے وہ قید ہوتا ہے طلسم کے زندان مین اور جو دوسری طرف سے

جاتا ہے اُسے قتل کرتے ہیں اور جو تیسری طرف جاتا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو چوتھی طرف
جاتا ہے تو اُس سمت ایک دشت ہے اور اُس دشت میں ایک باغ ہے جانیوالے کو اُس
باغ میں چھوڑ دیتے ہیں تو وہ تمام عمر خراب رہتا ہے اور ایک حاکم ہے افراسیاب کی طرف سے
کہ نام اسکا تموزیرا آہن کلاہ ہے اور مالک ہے تمام گنبد کا اور ایک ساحر معز جادو نام کہ وہ طلسم باطن
میں بادشاہ ہے اُس سے اور تموزیرا آہن کلاہ سے دوستی اور محبت ہے تو تموزیر بسبب محبت اُسکے وہیں رہتا ہے
اور سحر و ساحری کے سوا اور کچھ کام نہیں کرتا ہے اسقدر اُسے سحر میں مہارت پیدا کی ہے کہ ایک مرتبہ یہ
افراسیاب سے بھی لڑسکتا ہے کبھی کبھی یہ افراسیاب کے سلام کو بھی آتا ہے اب جو اُسنے سُنا کہ طلسم
میں غدر مچا ہے اور آفت برپا ہے تو معز جادو کے پاس سے رخصت ہو کر اُسنے بھی گنبد نور پر
آکر رہنا شروع کیا ہے اور گنبد نور سے علیحدہ دو کوس پر ایک مینار اُسنے نور کا بنایا ہے کہ وہ ایک
ڈال نور کا ہے اور اُسکے سات درجے ہیں اور ایک مکان بلور کا کہ وہ بھی سراسر نور کا معلوم
ہوتا ہے معلق مابین زمین و آسمان اُسنے بنا کر قائم کیا ہے کہ اُس مکان کے چاروں طرف
تین تین سو دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ایک ایک نازنین خوبصورت مثل چاند کے استادہ
ہے پوشاک جواہر نگار اور زیور مرصع کا زیب بدن کیے ہیں اور بیچ میں جو دروازہ ہے
قفل بند اُس میں کچھ چوبدار خاص بردار وغیرہ عملہ شاہی رہتا ہے اور اندر سے آواز گانے کی آتی
ہے اور ایک طرف میدان میں چار چمن ہیں کہ اُس میں سرخی کٹی ہے اور پھلدار درخت لگے ہیں خانچہ
سرداران لشکر اسلام اِس ارادے سے چلے کہ شہزادہ اسد بن کرب غازی کو چھڑالیں چلتے تو آکر اُسی
چمنستان میں پہنچے گنبد نور وہاں سے بہت دور ہے اور ایک ابر سفید ایسا چھایا رہتا ہے
کہ جنگلی وحشی کی وجہ سے وہ گنبد نظر نہیں آتا ہے الحاصل جب یہ چمنستان میں پہنچے ایک بجلی
چمک کر انکے سروں پر گری کہ اِن لوگوں کی زبانیں بند ہوئیں اور ایک حجاب پیدا ہو کر آتا
بڑا ہوا کہ یہ سب اُسمیں سما گئے اُسوقت ایک ابر سیاہ طلسم نور افشان کی طرف سے پیدا ہوا اور گرجتا
ہوا اسطرف کو آیا جوں جوں قریب آتا گیا چھوٹا ہوتا گیا جب اِس چمنستان پر آکر پہنچا تو ایک بجلی
چمک کر گری کہ وہ حجاب ہنوان ہو کر اُڑ گیا اور یہ سب سردار چھوٹے اور وہ جو قصر معلق ہے اُس میں
پڑ رہے ہیں اور بیچ میں جو دروازہ اُسمیں ہے اُسکے اندر سے تین ہزار ساحر زبردست

ترسولے ہاتھون مین لیے نکلے اور آکر چاہتے تھے کہ اُن سردارون کو ماریں وہ جو طلسم نور
افشان کی طرف سے ابر آیا ہے اُسمین سے ایک آواز مہیب ہوئی اور ایک سوار رولادی شیر
پر سوار ہاتھ مین ترسول لیے پیدا ہوا اور اُسنے آکر ایک ترسول کو پتھر پر مارا کہ اُس پتھر کی
ہزار شرارے نکلے اور اُن ساحرون پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگئے پھر دیکھا تو اسی دروازے
سے چھ ہزار ساحر اور نکلے لیکن اُس سوار نے پھر ترسول کو پتھر پر مارا کہ وہ بھی جلکر خاک ہوے
اُسوقت تنویر آہن کلاہ خود آیا اور اُسنے کہا کہ او تیلے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اور
اسم سحر کا پڑھ کے اپنی اُنگلی کو کاٹا اور تین بوندین لہو کی اور کچھ دانے سرسون کے لے کر اُن
دانون پر لہو ٹپکایا اور اُن سب دانون کو جانب قصر معلق اُچھال دیا کہ اُس قصر سے ایک ٹکڑا
مکان کا جدا ہو کر اُس تیلے کے سر پر آیا ایک دیوار اُسکی اُسکے پانون کے نیچے آگئی اور چھت
سر پر اور یہ دبا اور جتنے سردار ہین وہ بھی سب قید ہوے یعنی ایک حباب ہے مثل سرپوش
کے کہ اُسمین سب بند ہین اور کچھ کسی کے کیے سے نہین ہو سکتا تنویر آہن کلاہ ہنس رہا
ہے اُسوقت برق چمکی اور پھر طلسم نور افشان کی طرف سے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور بہت
جلد بڑھتے بڑھتے یہان تک آکر پہونچا اور اب پے در پے بجلیان چمکنے لگین پھر ایک شعلہ
نکلا اور وہ ابر اُٹھا آدھا تو سر پر آیا اور آدھا زمین پر اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے کہا کہ اے
شخص یہ کون بات ہے کہ تو چھپ کے آیا ہے شعلے سے نکلکر مرد میدان ہو ابھی یہ کہتا تھا کہ ایک
تڑاقے کی آواز ہوئی اور وہ شعلہ پھٹا ایک نازنین خوبصورت غرق دریاے جواہر بال چہرے
پر بکھرے ہوے ماتھے پر افشان جیسے آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوے ۔ نظم

رُوکش عارض خورشید تھی عارض کی ضیا :: خال کا نقطہ لیے تا حبش تھا شہرا :: چاہ غبغب کبھی گر دیکھلے یوسف اُسکا
عمر بھر چاہ محبت مین رہے اُسکی چھپا :: غیرت سوزدن سیب ذقن تھا اُسکا :: شعلۂ طور جسے کہیے بدن تھا اُسکا

ایک تخت جواہر نگار پر سوار سامنے آکر پکاری کہ او تنویر تو نے کیا کہا کہ مرد میدان ہو ہمارے
کوکب روشن ضمیر وہ بادشاہ جلیل القدر ہے کہ اُسکا مثل نہین ہے اُسکے خادم اور کنیزین
جو چاہین وہ کرین بہتر تیرے حق مین یہ ہے کہ چل کر خدمت شہنشاہ کوکب مین حاضر ہو
کہ تیری جان بھی بچے اور مال بھی ملے نہین تو کتے کی موت مارا جائیگا تنویر نے جھنجلا کر

ایک ناریل چوٹی سے نکال کر مارا اُس نازنین پر کہ اُسمین سے ہزارہا ستارے پیدا ہوے
اور وہ ستارے گرنے لگے لیکن وُہ نہ پائین گرتے ہین اِس نازنین پر نہین پڑتے اور نام اُس
نازنین کا ملکہ زرافشان جادو ہے بس اُسنے بھی اپنی چوٹی سے ایک موتی چھوٹا سا صراحی دار
نکالکر آسمان کی طرف مارا کہ اُسمین سے ہزارہا بوند پانی کی پیدا ہوئی اور سب ستارون
کو دھوان کر کے اُڑا دیا پھر تنویر آہن کلاہ نے غصہ مین آکر ایک ناریل مارا کہ اُسمین سے
ہزارہا پتھر پیدا ہوے اور اِس نازنین پر گرنے لگے اِس نازنین نے ایک پتھری چھوٹی سی
نکالی اور اُس کو اُس قصر معلق پر کھینچ مارا کہ وہ قصر معلق اور یہ پتھر جو گر رہے تھے سب دھوان
ہو کر اُڑ گئے اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے اپنے سر سے خون نکالا اور اُس خون کو ہاتھون
پر لے کر اُس نازنین پر مارا کہ وہ خون شعلہ ہو کر قریب تھا کہ اُس نازنین پر گرے اُس نے اپنی
دو زلفون کو بل دیا کہ اُسمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے اور اُن شعلون کو اُن شرارون
نے مٹا دیا اور پھر اُس نازنین نے ایک پتھر چھوٹا سا نکال کر مارا اُس مینار پر جو سات
درجے کا تھا وہ مینار بھی دھوان ہو کر اُڑ گیا اُسوقت تنویر غلطک مار کر اژدہا بنا اور اُس
نازنین پر پھنکارتا ہوا چلا اُسنے ایک ڈبیا نکالکر کھولی اور کئی ہزار آدمی آتشین بنا لیے اور
اُنکے ہاتھون مین گرز دیے اور کہا مارو اِس اژدہے کو اُن سوارون نے کہ جبھی جو اُس اژدہے
پر مارے وہ تو اپنی صورت اصلی پر آگیا اُسوقت اُس نازنین نے خنجر جمشیدی نکال کر جو مارا
تو گردن تنویر آہن کلاہ کی کٹ گئی آواز دار و گیر کی بلند ہوئی صدا آئی کہ اے شخص مارا تونے
اُسکو کہ جو اپنا ثانی نرکھتا تھا اِسکا دوست عزیز جادو طلسم باطن مین بادشاہ ہے وہ ضرور بدلا
اِسکا لیگا اب مہرخ و بہار وغیرہ سب سردار مع اُن بچے کے چھوٹے زرافشان نے
کہا کہ تم لوگ کیون دیوانے ہوے ہو جو گنبد نور کی طرف جاتے ہو ابھی نہین جب وقت
آئیگا تو آپ ہی اسد چھوٹ جائینگے اب اپنے لشکر کی طرف چلو چنانچہ یہ سب کو سمجھا کے تخت
سحر پر سوار کر کے اُنکو لیکر روانہ ہوئی جب لشکر مین آکر پہونچی تو یہان بسبب سحر اژدر چشم
کے لشکر بھاگ گیا تھا اب آکر پھر جمع ہوا ہے خیمہ اور بارگاہین استادہ کرا کے یہ سب کے
سب اُتر سے ڈھنڈورا پھروا دیا کہ اب امان ہے لوگ آکر آباد ہون ملکہ زرافشان

کو سب سرداروں نے نذرین دین اور مہرخ نے کچھ کشتیاں جواہر کی منگا کے چاہا کہ زرافشان کو دوں اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہوگا آپ ہماری مالک ہین اور ہمین ہر جا یہ اختیار ہے کہ جو چاہین منگا لین یہ کہکر اُسنے ایک اسم سحر کا پڑھا ایک ابر طلائی آکر موجود ہوا اُس مین سے کچھ فوج کشتیان جواہر کی لیے ہوے نکلی وہ کشتیاں زرافشان نے لے کر مہرخ کے سامنے رکھین اور کہا کہ اسکو قبول کیجیے مہرخ نے کہا کہ جب تم نہین لیتین تو ہم بھی ان کو نہین لین گے غرض بعد حجت بسیار مہرخ نے وہ کشتیاں لین اور زرافشان نے ایک سحر جو پڑھا تو وہ فوج اور تپلہ شیر سوار سب غائب ہوگئے مہرخ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ تو بعیش و عشرت اُس مقام پر بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جادو جو برائے رہائی ملکہ حیرت جادو روانہ ہوا تھا تو جاکر یہ ایک پہاڑ بلند و وسیع پر پہونچا اور اُس پہاڑ پر بیٹھا اُسکی محبت مین سراپا برق انداز وغیرہ چند سردار بھی آکر بیٹھے اُسوقت قلعہ ظلمات کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا بڑی چمک دمک سے قریب آکر پہونچا بیٹھا تو دیکھا کہ دو اژدہے ہین بہت بڑے بڑے ایک اژدہے پر تخت کھنچا ہے اُس پر ملکہ عنقاے جادو نام ایک ساحرہ سوار ہے اور یہ بہن ہے چندن جادو کی کہ جس کا قتل کرنا جلد اول مین اسی طلسم ہوشربا کی لکھا گیا ہے آئی دوسرا اژدہا مثل چتر کے اُسکے سر پر سایہ کیے تھا ملکہ عنقاے جادو بڑی ساحرہ زبردست ہے بعد اسکے دو زبان جادو اور اندر جادو کہ جو اُسی پہاڑ پر رہتے ہین آئین اور بادشاہ کو ان تینون نے سلام کیا اور عنقاے جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ یہ کیا آپ نے لڑائی کا طور کر رکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ سب تقدیری امورات ہین ملکہ عنقاے جادو نے اُس اژدہے کی طرف اشارہ کیا کہ اُسنے پانون اپنا زمین پر مارا کہ زمین اُس جگہ کی شق ہوگئی اور ہزارہا خیمہ جواہر نگار ساحرے لے کر نکلے ان خیمون کو استادہ کیا اور افراسیاب سے کہا کہ چلکے بیٹھیے ان خیمون مین پھر اژدہے کو اشارہ کیا کہ اُس نے زمین کا پانون مارا اکی مرتبہ کچھ دکانین طلائی و نقرئی نکلین اور تیسرے پانون کے مارنے سے حلوائی نان بائی وغیرہ جتنے پیشہ ور ہوتے ہین وہ سب موجود ہوے اور چوتھا پانون مارنے سے ساحرون نے نکل کر بند و بست کر لیا گمان کیا مسم

بیان ہونے لگی اب افراسیاب نے کہا کہ مجکو خود جانا منظور ہے حیرت بیگم نے چھوڑنے کو مقتضا ہے
جادو نے کہا کہ نہین اول کسی اور کو بھیجیے تو بہتر ہے اُسوقت سرمایہ برف انداز نے کہا کہ
غلام جائیگا افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ سرمایہ نے خیمہ سے باہر نکلکر ایک ابر تیار کیا اور
کچھ فوج ساتھ لی کہ برف کے آدمی تھے اور یہ ابر بہت دور تک پھیلا ہے غرض یہ سب چلے
اور جاکر دریای ہفت رنگ پر پہنچے تو ساڑھے تین رنگ جو قبضہ مین افراسیاب کے ہین
انکو جب طے کیا تو اُسطرف کوئی بھی مزاحم نہوا سرمایہ بہت خوش ہوا اور اُدھر اتر گیا تو ایک پہاڑ
طلا برف کا اسپر سب فوج کو جو برف کی تھی اُتارا اور آپ بھی یہان اُترا ارادہ آگے چلنے کا کرتا ہے
آگے دیکھیے کیا ہو مگر یہ خبر بران شمشیر زن کو پہنچی کہ سرمایہ آتا ہے بران شمشیر زن حیرت
کو یہان عمرو کے پاس لاچکی تھی اور بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک پتلہ شیر پر سوار آکر موجود ہوا اور ایک
کاغذ بران کے ہاتھ مین دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ای بران سرمایہ برف انداز
آتا ہے تمہین لازم ہے کہ یہی کاغذ جسپر نامہ لکھا گیا ہے اُس شیر کے ماتھے پر کہ جسپر پتلہ سوار ہے لگا دینا
اور جو اسم کہ اس مین لکھا ہے اُسے پڑھنا بران نے وہ کاغذ پڑھکر شیر کے ماتھے پر لگا دیا اختر
مروارید کو بالون سے نکال کر سات لوین اُسکی کاٹین اور اُس پتلے پر وہ لوین مارین کہ سات
فانوسین روشن ہوگئین اور اُس پتلہ سے بران نے کہا کہ تم جاؤ اور سرمایہ کو روکو پتلہ یہان
سے چلا سرمایہ دریاے ہفت رنگ اُتر آیا تھا کہ یہ پتلہ جاکر پہنچا اور اُسنے للکارا کہ ای
سرمایہ کہان آتا ہے ٹھہر اسی جگہ سرمایہ نے اُس پتلہ کو دیکھکر ایک ڈھیلا برف کا کھینچ مارا کہ وہ
ڈھیلا زمین پر گرا اور ہزارہا برف کے پتلے نکل طیار ہوے اور اُس شیر سوار کی طرف چلے اُسنے
اپنے ہاتھون کو اونچا کیا کہ پانچ انگلیون سے پانچ شرارے نکلے اور اُن پانچ شرارون سے
ہزارون شعلے نکلا اُن برف کے پتلون پر پڑے کہ وہ سب پگھل گئے اُسوقت سرمایہ نے
جھنجھلا کر اور ایک ٹکڑا ابر کا اُس پتلے پر مارا کہ وہ آکر اُسکے سر پر پڑا اور ایسی ہوا سرد پیدا
ہوئی کہ جس سے وہ پتلہ جھومنے لگا اور اُسنے ایک ترنج نکالکر مارا کہ وہ ہوا سرد موقوف ہوئی
اور ایک ابر گھر آیا پھر اُس پتلے نے ایک چھوٹا سا پتھر سیاہ رنگ کا لیکر کچھ پڑھکر مارا تو وہان
ایک پہاڑ تھا اُسپر سب فوج سرمایہ کی تھی بس گڑگڑاہٹ ہوئی اور وہ ابر جو گھر آیا تھا

پتلا ہو کر اُس پہاڑ پر گرا کہ وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور یہ سرمایہ نیچے کو چلا اور جو وہ سات
فانوسین تھین اُسمین سے ایک گنبد بنکر طیار ہوئی اور اُس پتلہ نے سرمایہ کو دوڑکر پکڑ لیا اور
وہ جو اسکی فوج تھی وہ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونیسے کچھ دب کر ہلاک ہوئی اور باقی جو بچی بھاگ
گئی اور یہان غضب ہوا تو افراسیاب نے دو اُنگلیون کی قینچی بناکر دیکھا معلوم ہوا کہ سرمایہ
پکڑا گیا اُسنے کہا کہ پتلے کا تو فقط دھوکا ہے پردہ بپردہ بران نے پکڑا ہے اُسوقت
اریق کوہ شگاف نے کہ یہ وزیر پایۂ تخت سوم ہے اِسنے عرض کی کہ مجھے بھیجئے افراسیاب
نے کہا جاؤ یہ اُٹھکر وہان سے چلا تو اِسنے دو پہاڑ بنائے ایک تو چھوٹا ہے کہ اُسپر سب
فوج پتھر کی ہے اور دوسرا پہاڑ جو بہت بڑا ہے اُسپر یہ خود بیٹھکر چلا یہان بران
کے پاس پھر ایک پتلہ شیر سوار آیا اور اُسنے کاغذ بران کو دیا بران نے اُس کاغذ کو
پڑھکر اپنے گھر سے پھر لین کاٹ کے اُس پتلے کے بدن مین لگائین اور کہا جاؤ اریق
آتا ہے اُسے مارو یہ پتلہ روانہ ہوا یہان اریق جو چلا تھا دریاے ہفت رنگ کے
پار اُترا آیا کوئی مزاحم نہوا یہ بہت خوش ہوا کہ شاید میرا خوف ساحران دریا نے مانا پس جب
اُس حد پر پہونچا کہ جہان سرمایہ قید ہوا تو پتلہ آکر پہنچا اور اُسنے کہا کہ ای اریق تمہاری
بجائی سرمایہ تو قید ہین اور تمھین لازم ہے کہ چلکر خواجہ عمرو کی پابوسی کرو اور دین
اسلام ملت برحق کو قبول کرو اریق کو غصہ آیا اور ایک اسم جو سحر کا پڑھا تو وہ پہاڑ جسپر
یہ بیٹھا تھا اُسکا ایک ٹکڑا علیحدہ ہوکر اُس پتلے کے اوپر آیا اور ہزارہا پتھر گرنے لگے اِس
پتلے نے اپنے دونون ہاتھون کو جنبش دی کہ آسمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوکر اُن پتھرون پر
پڑے کہ وہ سب دھوان ہوکر غائب ہوے اُسوقت اریق خود پہاڑ پر سے کود پڑا اور پتلے
کی طرف چلا پتلے نے ایسا اسم سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ غائب ہوا اور ایک پہاڑ اور پیدا ہوکر
چند پتھر اریق کے سرپر اور چند نیچے پانون کے آگئے اور یہ اریق بیچ مین اُنکے دبا اور وہ
پتلا آنکھ سے آنکھ ملائے اریق سے کھڑا ہے اور اریق بیہوش ہے یعنی آپ مین نہین ہے
اب افراسیاب نے پھر جو اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اریق کوہ شگاف بھی قید
ہوا اب اسکو غصہ آیا اور یہ خود اُٹھ کے چلا اُسکے ساتھ بہت سے ساحر ہین اور عجب غصہ مین

وہان سے آتا ہے اور ایک تخت ہے کہ اُسکا دور ہفت میل ہے اور ایک ایک پایہ
مین پچاس پچاس پایہ لگے ہین چار سو پایہ سب ہوئے ہر جانور کی شکل اُن پایون مین بنی ہے اور یہ اُسکے
ساتھ ہے عنقا سے جادو اور سرواب جادو اور اژدر جادو اور دوزبان جادو وغیرہ
اور یہ ساحر بڑے زبردست ہین اب یہ اُن کے دریاے ہفت رنگ کے کنارے پر پہونچا
وہان جو اُسکے ساحر ملازم ہین وہ آکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوے اُنہین سے کسی کا سر سوس
کا کسی کا نرگا کسی کا ماہی کا ہے اُن سب نے عرض کی کہ ہم ناچار ہین ہمین نکلا مون نے بہکا دیا
اور یہ کہا کہ خبر نہ تھا خود شہنشاہ کو منظور ہے کہ بہکا دل دیکھے اسوجہ سے ہمنے کچھ لوگون کو جانے
دیا افراسیاب جادو کو غصہ تو تھا اُسنے ہاتھ ہلایا کہ برق چمکی کہا جل جاؤ بس یہ مُنھ سے
نکلنا تھا کہ آگ پیدا ہوئی اور ساحر جل گئے اُسوقت عنقا سے جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ
غصہ کو جانے دیجیے افراسیاب جب ہور ہاتھیان آکر موجود ہوئین یہ سوار ہوکر چلے جب
اُسنے ساڑھے تین رنگ طے کر چکا تو اسطرف کے رنگون کا یہ حال ہوا کہ لاکھون آدمی شیشہ پر
کود کود کر دریا مین آپ سے آپ گرے اور وہان کے ساحر دریا سے نکلکر لڑنے لگے لیکن
پران کا حکم پہونچا کہ انکو منع نہ کرو آنے دو القصہ یہ سب کے سب بموجب حکم ملکہ پران
کے مطمئن ہوے اور ساحرون نے مزاحمت نہ کی تو اُس پار نکلگئے جب اُدھر کو پہنچے تو دیکھا
کہ کچھ درخت ہین مولسری اور ہار کے فوج تو افراسیاب کے ساتھ اسقدر تھی کہ جہانتک نگاہ
کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے سب شمشیرین باندھے ہوے ترسول ہاتھ مین لیے تھے
وہان افراسیاب نے ایک گولہ فولادی نکال کر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ پارہ پارہ ہوا اور بجا
ہوا اور چمک ہوئی مگر وہان ایک دیو رہتا ہے کہ قد اُسکا تین سو گز کا ہے اور ایک قرنا اُسکے
ہاتھ مین ہے کہ وہ بھی تین سو گز کی ہے پس اُس قرنا کو جو دیو نے دم دیا تو اُسمین سے ذرا ذرا
آواز نکلی کہ کچھ آدمی جلکر مرے اُسوقت افراسیاب نے عنقا سے جادو سے کہا کہ دیکھا
تمنے اس دیو کی حرکت کو عنقا سے جادو نے ایک بیضا اپنے جوڑے سے نکالا اور اُسے
آسمان کی طرف مارا کہ وہ ہما بنکر اُس دیو پر چلا اور چاہا کہ اُسکو مارے اُس دیو نے ایک تیر چھوٹا
ساکمر سے نکالکر اُس ہما پر مارا لیکن جب وہ تیر ہما پر پڑا تو اُس مین سے شرارہ نکلا اور

تو غائب ہو کر چلا آگے آگے عجوز جادو اب یہان عنقا سے جادو اور سب فوج مع افراسیاب
کے چلنے کے پھر گئی اور یہان افراسیاب نے کچھ دور جا کے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے سیاہ رنگ
کا اور راستہ نہین ہے اور ایک دیو اُس پہاڑ پر کھڑا ہے افراسیاب نے نکال کر ایک ترنج
مارا کہ وہ دیو اور پہاڑ غائب ہوا پھر آگے چلے تو دیکھا کہ ایک دریا ہے اور اُس دریا مین ایک
نگ سبز نکالے کھڑا ہے اور اُسکے سر پر پانون رکھے ایک پریزاد کھڑی ہے افراسیاب
نے وہ ثمرن جو بوٹیان کاٹ کے بنائی ہے اب اُسکے دانے یاقوت احمر کے ہین اور سات
دانے ہین چنانچہ ایک دانہ اُسنے اُس پری پر کھینچکر مارا کہ وہ پری اور نگ جل کر خاک ہو گئے
اور دریا کا پانی بھی اُڑ گیا اسی طرح راستہ مین کئی بلائین آئین مگر اُس نے سب دفع کین
اب حال سُنیے کہ بران نے حیرت کو لا کر ایک ستون سے کہ پہاڑ پر چہل ستون بنا ہے باندھا
اور سر کوہ پر بند و بست کر دیا ہے اِسوقت ایک پتلا نامہ لیکر کوکب کا آیا کہ اے بران جلد خبر لو
کہ افراسیاب اُس پہاڑ پر پہونچگیا ہے بران اپنے مقام سے اُٹھی اور اُس پہاڑ پر آئی کرسی
بچھا کر سامنے چہل ستون کے آ بیٹھی اُسوقت افراسیاب جادو جا کر پہونچا جو لوگ کہ سر کوہ
پر متعلق تھے اُن کو تو اُسنے جلا دیا لیکن ملکہ بران شمشیر زن نے عجوز جادو
کو دیکھکر کہا کہ او نمک حرام تو نے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ افراسیاب کو لے کر یہان آیا ہے
یہ کہکر ایک ہاتھ تلوار کا اُٹھکر جو مارا تو عجوز جادو گر پڑا خواجہ عمرو بھی یہان آئے ہین مگر بران
سے پوشیدہ گلیم اوڑھے ہوے ہین افراسیاب نے حیرت جادو کو ستون سے جلد تر
کھولا بران نے ایک نیمچہ افراسیاب کے بھی مارا افراسیاب نے کچھ پڑھکر دستک دی
کہ کئی ہزار پتلے پیدا ہوا بران نے اختر مروارید کی لوین کاٹین اور ان پتلون کو جلا دیا اُسوقت
افراسیاب نے ایک آئینہ نکالکر بران کو دکھایا کہ یہ بیہوش ہوئی عمرو نے
جو یہ ماجرا دیکھا تو جال الیاسی نکال کر اور گلیم اُتار کر جو افراسیاب پر مارا تو مع حیرت و افراسیاب
اور تین سو پتلون کو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا لیکن ہمان مرزبان نے کچھ فوج ساتھ لے کر
عنقا وغیرہ کا تعاقب کیا آخر ایک مقام پر لڑائی ہونے لگی نارنج ترنج ناریل چلنے
لگے پچھے سوئیون کے اسمرجون کے پڑنے لگے رائی سرسون اور دھوتے

سکے دانے جل رہے تھے دھوان اُٹھتا تھا شعلے بلند تھے بیرغل مچاتے تھے ہر طرف آواز
ہاے ہجو دلیرون کی بلند تھے مُردہ پژمُردہ نعش پر نعش گر رہی تھی اُسوقت عنقاے
جادو نے کیا کام کیا کہ دونون ہاتھون سے کچھ ماش پڑھ پڑھ کے مارنا شروع کیے اب
ہزارون سر کٹ کٹ کے گرنے لگے اور ایک ابر سبز رنگ پیدا ہوا اُسمین سے آواز تڑاقے کی
آئی اور ایک حوض فولادی چکر کھاتا ہوا اُسی ابر سے نکلا لیکن عنقا نے اپنے ہاتھون کو بلند کیا
کہ پانچون اُنگلیون سے پانچ شرارے پیدا ہوے اور اُن پانچون شرارون سے بہت
سے شعلے نکلکر ادھر کی فوج پر پڑے کہ بہت سے آدمی جلے اور ایک شاگرد ہے
عنقاے جادو کا عقاب جادو نام اُسنے ایک تیر اور ایک ترنج مار اکر بران
کے بہت سے ساحر ہلاک ہوے اُسوقت طرف سے ظلمات کے ایک ابر سیاہ
رنگ پیدا ہوا اُس ابر مین سے یہ آواز آئی کہ ای نمک حرامون تمنے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ اب بادشاہ
طلسم ہوش رُبا طلسم نور افشان سے لڑتا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا اور اُسوقت ایک دریاے
آتش جوش مارکر پیدا ہوا سب سردارون عنقاے جادو واندر جادو وابرلیق کوہ
شگاف وسرمایہ برف انداز وغیرہ نے اپنے تئین اُس دریاے آتش مین گرا دیا اور
وہ ابر ایک طرف کو چلا باقی اور لوگ جو تھے وہ دریاے ہفت رنگ کی طرف چلے اور وہ
ابر اب کوہ نور کی طرف جاتا ہے لیکن حال سنیے کہ عمرو جو جال مین حیرت وافراسیاب
کو ڈالکر چلے تو انکو ایک تاریکی معلوم ہوئی اور یہ اُسمین چلے جاتے ہین کہین اونچا کہین نیچا ملتا ہے
بعد کچھ دور کے روشنی معلوم ہوئی اور آواز آئی ای خواجہ صاحب خاطر جمع رکھیے مارا ہے
سب فوج افراسیاب کو کہ وہ سب بھاگے اور آنکے واسطے اب بڑی تیاری ہو رہی ہے
عمرو نے دیکھا تو کوئی آواز دینے والا معلوم نہوا یہ آگے چلے تو ایک میدان سبز و خیز انکو نظر
آیا کہ کوڑیالہ رشک لالہ دور تک کھلا ہے درخت سایہ دار ہین چشمہ جا بجا ہین لبریز ڈیرے موج
خیز کنارے دریا کے جانوران آبی کا مجمع ہے ہوای سرد عیسی نفس چل رہی ہے جب جھونکا
ہوا کا آتا ہے دماغ جان معنبر و معطر ہو جاتا ہے اشعار

آئی ہے بہار مرغ گلزار	کرتی ہے نوای سینہ افگار	گل پلہ صبا کی تا کمر ہے

دامان بلند ابر تر ہے | آئی ہے بہار ہر خیابان | ہے لطف ہوا گل بدامان

اور اس صحرا میں ہزار ہا جیسے استادہ ہیں اور بیچ میں ایک بارگاہ نصب ہے کہ وہ جواہر نگار ہے اور عجب تزک اُس بارگاہ کا ہے جب یہ قریب پونہچے تو دیکھا کہ دو سو آدمی اس بارگاہ سے نکلے اور اُنھون نے کہا کہ اس بارگاہ میں چلیے اب جو یہ بارگاہ کے اندر آئے تو دیکھا کہ کیارہ کشتیان جواہر سے بھری رکھی ہیں اور تورہ پوش اُٹھے ہوے ہیں اُن آدمیون نے کہا کہ ان کشتیون کو لیجیے اور لٹائیے یا کسی کو دیجیے یا آپ لیجیے عمرو نے وہ کشتیان لے لین پھر جو وہان سے نکلکر چلے تو دیکھا کہ بارہ ہزار جلاد تیغے جوڑے باندھے ہار ناک کان کٹے کا گلے مین پہنے کردھنی باندھے ایک طرف کھڑے ہین اُن آدمیون نے کہا کہ یہ اسواسطے آئے ہین کہ دشمنون کو گردن مارین عمرو یہ سُنکر چند قدم اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ تین سو شاہزادے ہین اُنکے سرون پر تاج جواہر نگار ہین اور پوشاک نفیس جواہر دوز ہے جسم ان کے مزین و مجلے ہین اور تین سو شاہزادیان ہین کہ اُنکے بھی سرون پر اور گلون مین تاج اور لباس عمدہ مرصع و آراستہ ہے اب یہ سب سامنے اس بارگاہ کے آئے اب جو دیکھا تو وہ تخت بست نادر اور کرسی یاقوت احمر کی بیچ بارگاہ مین بچھی ہے اور کرسی پر ایک شخص بیٹھا ہے کہ عمامہ اُسکے سر پر ہے اور کلغی بال ہما کی عمامہ مین لگی ہے اور پوشاک بھی پُر زر گلے مین ہے عمرو کو دیکھکر وہ آدمی اُٹھا اور قریب آکر اُسنے عمرو سے کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ فوج افراسیاب نے شکست کھائی اور دون بخش کوکب روشنضمیر کے نکل گئے طبیعت اب اُنکی اچھی ہے خدا کی عنایت سے بادشاہ مذکور خوش ہوے ہین آپ بھی ان قیدیون کو زنبیل سے نکال لیجیے ورنہ عمرو جا کر تخت پر بیٹھا اور خوشی مین آکر پہلے تو افراسیاب اور حیرت اور خیال جادو کو زنبیل سے نکالا پھر ہلیون کو بھی افراسیاب کی نکال کر باہر چھوڑ دیا اور بران و مجلس ادراک بھی ان تینون کو فراغت سے رہنے دیا اُسوقت وہ جو آدمی تھا کہ جسکے سر پر کلغی تھی اسوقت دل خواجہ کا گھبرایا اور دیکھا اُس شخص کو کہ رنگ رُخ سیاہ معلوم ہوتا ہے وہ جو منھ پر اُسکے سُرخی تھی اور داڑھی سفید تھی تو داڑھی تو لال ہے اور ہاتھ سیاہ فقیر ہین خواجہ یہ دیکھکر یا ہتے تھے کہ گلیم اوڑھ لین اُس وقت

ایک سونی صراحی دار اُس آدمی نے نکالا اور سامنے اِنکے اُسکو پھونکا کہ یہ بیہوش ہوگئے اور
اُسنے ایک سحر جو کیا تو ایک زنجیر طلائی عمرو کے گلے مین اور دست و پا مین پڑ گئی اور افراسیاب
و حیرت اور خیال جادو جو کہ ساتھ تھے وہ سب ہوشیار ہوئے اُسوقت اُس
آدمی نے کہا کہ اے افراسیاب تو نے اپنے تئین غارت ہی کیا تھا وہ تو خداوند دیجور
نے اپنی کتاب مین دیکھا اور اُسنے مجھے بھیجا کہ مین نے آکر تجکو چھڑایا اور اُسکو گرفتار کیا اب جلد
یہان سے چل افراسیاب نے کہا کہ مین عمرو کو مار لون تو چلون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر سیاہ
پیدا ہوا اُس ابر مین سے ایک کوا نکلا اور اُسنے ایک کاغذ اِس کرسی نشین کو دیا اور افراسیاب
نے کہا کہ اِس جینے سے تو مرنا بہتر ہے مین نہین جاؤنگا جب تک عمرو کو نہ مار لونگا یہ کہکر
خنجر کھینچا اور چاہا کہ قتل کرے اُس کرسی نشین نے ہاتھ پکڑا اور ایک ابر قلعۂ نور افشان کی طرف
سے پھر نمودار ہوا اِس کرسی نشین کا نام نائب راشد الشیاطین ہے غرض جب وہ ابر
قریب پہنچا تو اُس کوے نے بازی کرنا شروع کی اور آوازین تڑاق تڑاق آنے لگین جو جو
آواز آتی ہے ہزار ہا کوا پیدا ہوتا ہے چنانچہ ایک کوے نے مُنہ کھولا اُسکے مُنہ سے ایک پری
نکلی چھوٹے قد کی اور پاؤن پنجہ پر کوے کے رکھکر کھڑی ہوئی اور بزبان فصیح افراسیاب
سے کہا کہ اے شہنشاہ چلیے آپ کو مزرعۂ گندم پر چلنا ہوگا بس یہ کہکر اُسنے ایک قلابازی کھائی
اور تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا نہ عمرو ہے نہ افراسیاب ہے نہ وہ کرسی نشین ہے
ایک دیوار سُرخ رنگ شمال سے جنوب کی طرف چلی گئی اور اُس دیوار کے اُدھر میدان ہے
کہ اُسمین سر ہین کٹے ہوئے تازے کہ گز بھر زمین سے اونچے اِستادہ ہین اور ہزارون ہاتھ اور
ہزارون پاؤن ران سے تازہ کٹے ہوئے زمین پہ ہین اور ہزارون دھڑ ہین کہ زمین پر اِستادہ
ہین خون تازہ ان سب سے بہتا ہے اِس میدان مین اور ایک ابر قلعۂ نور افشان
کیطرف سے یہان آیا اور وہ ابر شق ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار خرس سوار اور بارہ ہزار گاؤ سوار
اور بارہ ہزار خر سوار اور بارہ ہزار شیر سوار کہ سب مسلح و مکمل تھے پیدا ہوئے اور ایک تخت
جواہر کار پر کوکب روشنضمیر سوار ہے پشت پر اُسکی ابر طلائی گڑگڑاتا ہوا آتا ہے کوکب
کا منہ بسبب بیماری کے زرد ہے آب ایک چمک ہوئی اور ایک براق پشت پر ابر طلائی کے

سفید نمودار ہوا اور اُس ابر سے ایک تخت کہ جسمین جواہر تعبیہ کیا ہوا تھا نکلا اس تخت پر ایک
مرد پیر نہایت مقطع اور مہذب بزرگ ریش سفید تا بہ سینہ عمامہ سر پر عبا گلے مین بیٹھے تھے وہ تخت
جب قریب تخت کوکب روشنضمیر آیا کوکب نے اُٹھکر اُس پیرمرد کی تعظیم کی اور ہاتھون
کو بوسہ دیا مرد پیر نور افشان جادو قطب طلسم اُستاد کوکب روشنضمیر ہے اُس پیر نے
کچھ اسما کوکب کو تعلیم کیے اس عرصہ مین ایک سوار سبزہ آغاز آیا اور اُسنے کوکب کو سلام
کرکے کچھ اسم تعلیم کیے پھر یہ دونون چلے گئے اور کوکب نے اب قصد کیا کہ دشت فنا کو فتح
کرون اس قصد سے اُسنے وہ اسم جو نور افشان نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع کیا اُسوقت
وہان سے ایک سر بلند ہوا اور اُن خرس سوارون پر گرا کچھ خون کی بوندین اُس سر سے
ٹپکین اور مثل تیر شہاب کے وہ بوندین ہوکر اُن خرس سوارون پر گرین کہ وہ جلکر خاک ہوے
پھر ایک ہاتھ اُٹھا کر اور آواز دھماکے کی ہوئی اور ہزارون بوندین خون کی تیر شہاب بنکر
شیر سوارون پر گرین کہ وہ بھی جلکر خاک ہوے اور خر سوار و نیل گاؤ سوار تلوارین کھینچکر کوکب
کی طرف چلے کوکب اسم پڑھتا تھا کہ ایک پانون بلند ہوکر اور اُس مین سے بوندین خون
کی نکلکر تیر شہاب بنکر خر سوارون پر وہ تیر پڑے کہ وہ بھی جلے پھر دھڑون سے خون کی بوندین
تیر شہاب بنکر نیل گاؤ سوارون پر پڑین وہ بھی جلے اُسوقت کوکب نے کچھ سحر پڑھکر دستک
دی کہ لاکھون آدمیون کی فوج آکر حاضر ہوئی کہ وہ سب فوج جھولیان سحر کی گلے مین ڈالے
تھی اور ترنج ناریل نارنج اُچھالتی ہوئی آتی تھی اب تخت کوکب نے آگے بڑھایا
تو ایک دیوار بنی ہوئی دکھائی دی کہ اُس دیوار مین خون بھرا تھا جب تخت اُس دیوار کے
قریب پہنچا تو آواز تڑاقے کی ہوئی اور بجلی چمکی اور اُس دیوار مین دروازہ پیدا ہوا اور اُس
دروازے سے ایک آدمی نکلا کہ اُسکے تین سر ایک گدہے کا ایک سور کا ایک آدمی کا مگر
اسقدر خوف زدہ صورت کہ شیطان بھی اُسکی صورت کو دیکھکر خوف کہا مر جاتے پانچ ہاتھ
مین ایک ہاتھ مین تلوار ہے ایک مین لکڑ آگ کا ایک ہاتھ مین نیزہ ہو ایک ہاتھ مین تیر ہے اور ایک
ہاتھ مین سر تازہ کٹا ہوا ہے نکلکر دروازے سے اس سر کو پھینکا جانب آسمان کہ اُس مین
سے ہزار ہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور فوج کے ہزارون آدمی دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوے اور اُس نے

تلوار انکے سرون پر پھیری کہ وہ کٹ گئے اور زمین پر گر کر گھومنے لگے اور وہ سر جو کہ بیچ قلعہ
وہ چار طرف پھرنے لگا اور زبان نکالکر دیکھتا تھا اُسوقت کوکب روشن ضمیر نے قلمدان
سے ایک کاغذ نکالا اور اُس کاغذ پر کچھ اسم پڑھکر اسکے چند ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اُس
آدمی پر کہ اُسکا ہاتھ کٹ کر زمین پر گر پڑا بس اُدھر اسکا مار مار کرتا ہوا اچھلا کر اُسطرف وہ دوڑا
اور پیچھے اُسکے ایک شیدی ہے کہ وہ جامہ پہنے ہے پگڑی باندھے قلمدان ہاتھ مین لیے ہے
کہ اُس قلمدان پر بہت سی فردین رکھی ہین وہ بھی آتا ہے اُدھر کوکب نے ایک پرچہ کاغذ اور اُس
آدمی کے مارا کہ دوسرا ہاتھ اُسکا کٹ کر زمین پر گرا پھر وہ آدمی آگے بڑھا اور چاہتا تھا کہ کوکب
سے لپٹ جاے کوکب نے وہ چارون کاغذ مارے کہ وہ جلکر خاکستر ہوا اب شیدی نے چاہا
کہ مین حرکت کرون فرد کاغذ کی اُٹھانے نہ پایا تھا کوکب نے وہ ایک پرچہ کاغذ کا باقی جو
بچ رہگیا ہے اُسپر بھی مارا کہ یہ جلکر خاک ہوا اور پھر دو پرچے کاغذ کے نکال کر اُس دیوار
اور میدان فنا کے سرون اور ہاتھون پر مارے کہ وہ بھی سب فنا ہوے یعنے جلکر خاک
ہوگئے اب صحراے خوفناک رہگیا نہ وہ دیوار خون آلودہ ہے نہ وہ سر ہین دو ساحرون کی
لاشین البتہ وہان پڑی تھین اُسوقت کوکب آگے چلے دشت فنا کو فتح کرکے یہانتک کہ ایک درہ
پہاڑ کا انکو ملا اس درے مین بالکل اندھیرا تھا ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم دیتا تھا فوج جو کوکب نے
بلائی تھی وہ بھی اسکے ساتھ ہے اب کوکب اس درہ مین قدم زن ہوا جب نصف راہ
طے کیا تو پکارا کہ او قہقہا جادو یہ کہتا تھا کہ آواز آئی حاضر اور آکر وہ حاضر ہوا ایک ساحر تھا
کہ جھولی گلے مین سحر کی ڈالے تھا کوکب نے اُس سے کہا کہ ہان روشنی کر قہقہا نے ایک
گولا سحر جھولی سے نکال کر سحر پڑھا کہ وہ روشن ہوا اسکو لیکے ایک طرف پھینکا اور وہ درہ سے
باہر نکلے تو دیکھا یہان بھی اندھیرا ہے مگر ایک ابر سیاہ رنگ گھر آیا کہ اُسمین ہزارہا چاند ہین اور
ہر چاند مین ایک مشعل روشن ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا اور دیکھا کہ ایک سڑک ہے کہ اُسی
سڑک پر سنگ موسیٰ لگا ہے اور دونون طرف سڑک کے درخت ہین جوہی اور کیتکی کی بوی
خوش آتی ہے کوکب سیر دیکھتا ہوا چلا وہ پہر کامل سواری اُسکی چلی تو ایک درہ پہاڑ کا
بہت بڑا ملا کہ اُسمین ہزارہا محراب بنے تھے اور عرض اُس درہ کا کوس بھر کا اور طول دو کوس کا

اور ہر محراب مین ایک ایک موتی بہت بڑا لٹکا ہوا ہے پس جیسے ہی سواری اس درہ مین پہنچی وہ
موتی تڑاق تڑاق چٹخے اور غبار نکلکر اُس لشکر پر چھایا اور چھت سی بندھ گئی اور ایک درخت
بہت بلند اس مقام پر تھا کہ اُسپر ایک چیل بیٹھی تھی اُسوقت کوکب نے قہقہا جادو سے کہا
کہ مار تو حربہ اپنا بس اُسنے نکالکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ اُس چھت مین ہزارہا چھید
پڑے لیکن اس چیل نے ایک آواز مہیب ودہی بہت زور سے چلائی اسکی آواز کا دینا تھا کہ
بجلی چمکی اور ہزارہا انگارا اُن چھیدون سے گرنے لگا اور تمام لشکر مین تلاطم ہوا اُسوقت
کوکب نے آواز دی کہ او کرگس حاضر ہو آواز دیتے ہی سب نے دیکھا کہ پشت کی طرف
سے ایک پرزاد چلی آتی ہے اور آکر سامنے کوکب کے استادہ ہوئی کوکب نے کہا کہ او
کرگس طلسمی جا مار تو اس چیل کو یہ حکم سنکر چلا اور کچھ دور چلکر گدھ بنا اور اُس نے اِس چھت کو مثل
آسمان گھری تھی اپنے پرون کو مارا کہ وہ چھت شگافتہ ہوئی اور یہ گدھ جاکر قریب چیل کے پہنچا
چیل نے چاہا کہ مین اُسکو مارون لیکن گدھ نے گلا اُس چیل کا منقار سے پکڑا اور نیچے
سے داب دیا تاریکی ہو گئی غل ہوا کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام تھا عصفور جادو اور نگہبان
تھا اُس جا کا اب جو دیکھا تو ایک نعش ساحر کی پڑی ہے طوق زمردین گلے مین ہے کوکب
نے کرگس سے کہا کہ یہ طوق لے لے تیرے کام آئیگا گدھ نے جاکر وہ طوق لے لیا اُسوقت آواز آئی
کہ مارے یہ اندھیر دیکھو کہ مارا بھی اور طوق بھی لے لیا پرائے گھر مین آکر خیر کہان جاؤگے اب
ایک ریچھ پیدا ہوا کہ وہ لاش عصفور کی اُٹھا لے گیا اب سواری آگے چلی تھوڑی دور چلے تھے
کہ دیکھا ہزارون خرس چلے آتے ہین اور ایک ریچھ پر ایک ساحر سوار ہے اور اُسنے
آکر قہقہا جادو کے آدمی کو مارنا شروع کیا کوکب نے اُسوقت پکار کر کہا کہ اے ارکان
حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ دیکھا ایک شیر چلا آتا ہے وہ شیر قریب آکر ڈکارا کہ اُس خرس سوار کا
سر پھٹ گیا اور جلکر خاک ہو گیا اب سواری آگے بڑھی کوس بھر زمین پہنچے ہونگے کہ دیکھا ایک
شخص قوی ہیکل منھ بندر کا دو ہاتھ پیٹھ پر بندر کے اور دو ہاتھ جو آگے ہین وہ آدمی کے سامنے
سے آکر پکارا کہ کیون شامت آئی ہے بہتر یہی ہے کہ پھر جاؤ نہین تو مارے جاؤگے پس قہقہا
جادو نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے جادو ہو اُسنے وہ ہاتھ جو پیٹھ پر تھے منھ کے پاس لاکر

کچھ پڑھ پھونکا تو ایک بجلی چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہو گئین اور غبار زمین سے اُٹھکر شکل سرپوش کے
بنا اور اُسنے دوسری مٹھی جو کھولی تو چمک ہوئی اور دیکھا کہ ہزارون بندر چلے آتے ہین اور
بندرون نے صف باندھی اور غلطک کھائی کہ وہ دو دو پھر ایک بندر کے پیدا ہوے اور سر
آدمیون کے ایسے پیدا ہو گئے اور ایک شیشہ زمین سے نکلا اب اُن چند بندرون نے قیامت
برپا کر دی چار چار پانچ پانچ آدمی فوج کے پکڑے اور اُس شیشہ پر مارے کہ وہ آدمی غائب
ہوے اُسوقت کوکب نے نور افشان کے قلعہ کی طرف دیکھکر کہا کہ آئینہ جمشیدی یعنے مرآت
واقع جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی چند ساحر ایک آئینہ قد آدم لے کر سامنے کوکب کے حاضر ہوے
کوکب نے ایک کاغذ اُس آئینہ کے سامنے کر دیا اُسمین سے ایک پنجہ نکلا کہ شکل پنجہ آفتاب
کے روشن تھا اُنگلیان سُرخ سُرخ گول قلمی ہتھیلی بھری ہوئی جب وہ پنجہ نکلا کوکب نے
قلم اُس پنجہ کو دیا دوات سامنے رکھی اور بس پنجے نے کاغذ پر لکھا کہ وہ موتی جسپر سامری نے
ہوم کیا تھا تمھارے مالے مین ہے اُسکو توڑ کر اُسپر مارو کوکب نے اُس موتی کو مالے سے توڑ کر
ہاتھ مین لے کر اُن بندرون اور اُن آدمیون کو جنکے ہاتھ بندر کے ہین دکھایا وہ بندر یا تو ڑ رہے
تھے یا بنے آنکھین بند کر لین یہ خود بوزنہ جادو پھر کر چلا لشکر مین غل ہوا کہ بھگوڑا بھاگا جاتا ہے
اُسوقت تو بوزنہ کو غصہ آیا اور یہ پھر لشکر کی طرف پھرا کہ ساتھ ہی کوکب نے تیر مارا کہ وہ اُسکے
سینہ پر پڑا اور اُسمین سے شعلے آگ کے نکلکر بندرون پر پڑے کہ وہ سب جلکر مع بوزنہ جادو
کے خاک ہوے اب تخت کوکب کا اور آگے چلا تو دیکھا کہ کھال شیر کی چالیس گز کی لمبی کھچی
ہے اور اُس کھال پر ایک چوکی فولادی بچھی ہے اور اُس چوکی پر ایک ساحر بیٹھا ہے
کہ سب بدن اُس کا سیاہ ہے اور وہ کچھ بیٹھا پڑھ رہا ہے جب فوج کوکب کی وہان پہنچی تو
اُسکے بالون مین سب آدمی بندھ گئے اب وہ چوکی زمین سے پچاس گز اونچی ہوئی اُسوقت
قہقہا جادو نے کہا کہ او بالدار جادو بہتر ترے حق مین ہے کہ تو اطاعت شہنشاہ کی قبول کر
تیرے واسطے بہت بہتر ہوگا ورنہ تو تنہا کہان تک لڑیگا اُسنے کہا کہ تو نے مجھے تنہا سمجھا تو فوج
میری دیکھیگا یہ کہکر چوٹی سے کچھ خاک نکال کر اُسپر افسون پڑھکر بائین طرف اُسے پھینکا یہ خاک
سفید ہے پھر کچھ خاک زرد دہنے نکالی اور اُسپر افسون پڑھکر دہنی طرف پھینکا اور کچھ گولی

سی اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکو کسی طرف پھینکا تو چمک پیدا ہوئی اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا
ہزارون پتلہ طلائی رنگ کے دہنی طرف آکر صف کشیدہ ہوے اور بائین طرف نقرئی پتلون
کی فوج آکر استادہ ہوئی اور پشت کی طرف سے اژدہے ہزارون آکر سیاہ رنگ کے موجود ہوے
اور یہ بالدار جادو نہایت خوش ہے اور تخت اپنا بڑھا کر آگے چلا ہے اور اُن اژدہون نے
منہ کھولکر ہزارون آدمیونکو نگلنا شروع کیا اُسوقت کوکب نے آواز دی اے بساط جادو
جلد حاضر ہو یہ صدا دینا تھا کہ ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور بہت جلد قریب آیا اور گھٹ کر چھوٹا ہوا
سب نے دیکھا کہ ایک بساط ہے طلائی اسپر ایک شخص سُرخ و سفید جسیم قامت چٹ لنگوٹ
باندھے جانگھیا پہنے جیسے کوئی کثرت کرتا ہے اُس بساط پر بیٹھا تھا جوڑہ سر پر بالون کا
بندھا تھا وہ قریب کوکب آیا اور سلام کرکے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہے کوکب نے کہا کہ
جا مار بالدار جادو کو وہ آداب بجالا کے چلا اور پہنچا قریب بالدار جادو کے اور اُسکی
بساط کھال پر شیر کے چڑھ گئی بالدار جادو نے کہا کہ تیری یہ طاقت ہوئی کہ میری کھال پر اپنی
بساط کو چڑھایا یہ کہکر اُسنے تیر لیکر مارا بساط جادو نے اپنا سر سامنے کر دیا اُس تیر نے
ناودا بر دکھاٹا اور ایک انار چھوٹتا ہوا معلوم ہوا پھر وہی انار شعلہ بنگیا اور اس شعلہ مین سے ایک
پری پیدا ہوئی اور بساط کے ہاتھ مین ایک آئینہ تھا کہ اُس نے اِس آئینہ کو دکھایا کہ آئینہ مین
سے ایک شعلہ نکلا اور وہ شعلہ بالدار جادو کے سر پر پڑا اور اُس کے سر سے جو شعلہ نکلا وہ آکر
طلائی اور نقرئی فوج اور اژدہون پر پڑا کہ یہ سب جلکر خاک ہوے بس سواری آگے
بڑھی اُسوقت اُس پری نے عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے کہا کہ جا اپنے مقام
پر وہ پری سر مین بساط جادو کے سما گئی اور وہ ابر طلائی بھی مع بساط جادو کے چلا گیا
اور کوکب یہان سے آگے بڑھا تو ایک بیابان گلزار مین پہنچا اور اُس نے حکم
دیا کہ یہان مقام کیا جاوے اُسیوقت ہزارہا خیمہ اور بارگاہین استادہ ہو گئین کوکب اور کچھ سرداران
فوج داخل خیام بارگاہ ہوے اب یہ تو یہان بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جو لیکر غائب ہوا تھا عمرو
کو اور کرسی نشین جادو اُسکے ساتھ ہے اور سب فوج اُسکی یعنی عنقا سے جادو و سرمایہ
ابریق وغیرہ کو جو وہان سے بھاگ کر چلے ہین وہ بھی اِس طرف کو آلے ہین اور یہان

ایک پہاڑ ہے سفید اس پہاڑ کے اُسطرف میدان ہے کہ اُسمین ہزارہا درخت ہین گندم کے مثل
اُن درختون کے کہ جو بڑے بڑے ہوتے ہین اور ایسی بوی خوش اُنمین آتی ہے کہ دماغ جان معطر
ہوتا ہے اور ایک طرف ایک نہر ہے کہ وہ مثل دریا کے جوش زن اور موج خیز ہے اُس میدان کا نام
کہ جسمین درخت گندم ہین مزرعۂ گندم ہے اور اُس نہر کا نام جلیمون ہے اور کچھ تھوڑی سی زمین ہے
کہ اُسپر ایک دیر بنا ہے فیروزہ کا اُس دیر کے چار دروازے ہین کہ ہر دروازے کے پٹ یاقوت
کے ہین اور چوکھٹ بازو زمرد کے اور کیلین طلائی اُسمین جڑی ہین اب اس نے یعنے کرسی
نشین نے پکارا کہ اے منیر جادو آئیے کہ بادشاہ طلسم تشریف لاسکے ہین پس اس کا یہ کہنا
تھا کہ ابر سفید پہاڑ کی طرف سے اٹھا اور سب طرف محیط ہوگیا اور دیکھا کہ اس
پہاڑ مین ہزارون درے پیدا ہوگئے اور اُن درون مین کرسیان بچھی ہین اور بیچ کے درہ مین سرے پر
ایک کرسی بچھی ہے کہ اُسپر ایک ساحر بیٹھا ہے رنگ تو اُسکا سفید ہے اور تہمد نیلی باندھے ہے عمامہ سرپہ
کالا باندھا ہے پس اُسنے اُٹھکر کرسی نشین سے صاحب سلامت کی کرسی نشین نے کہا کہ اے
برادر بادشاہ طلسم تشریف لائے ہین آپکی ملاقات کو منیر جادو نے کچھ خاک سفید نکالکر نہر مین
پھینکی اور تھوڑی سی اُس میدان مین نہر کے پانی کو تلاطم ہوا اور ہزارہا مچھلیان نکلکر پریزادون کی شکل
بنین اور کچھ مچھلیان جوان سبزہ رنگ بنکے تیار ہوئین تاج مکلل بجواہر سر پر سبز پوشاک نفیس جواہر دوز
نگلون مین یہ سب آکر صف باندھکر کھڑی ہوئین اُسوقت ابر افراسیاب کا گرگراتا ہوا اور اُسمین
سے بارش مروارید ہوتی ہوئی آیا اور افراسیاب بہت خوش ہے اور تخت پر سوار ہے جب
قریب پہنچا تو وہ پریزادین مبارکباد گانے لگین افراسیاب نے اپنے لبون پر انگلی رکھی کہ خاموش
رہو اُسوقت کرسی نشین جادو سے منیر جادو نے کہا کہ ہمکو کچھ طور اچھے معلوم نہین ہوتے
ہین اس بادشاہ نے اپنی حرکتون سے تمام طلسم مین رخنہ ڈالا ہے یہ جا خوشی
کی ہے یا یہ کہ منع کرتا ہے بادشاہ کہ چپ ہو ہمنے اپنے بزرگون سے سُنا ہے کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ بادشاہ
طلسم عاجز ہوگا اور دشمن اپنا کام کرینگے اور کچھ خون آکر اس نہر جلیمون اور مزرعۂ گندم مین
گرے گا بس یہ فکر تھا کہ تخت افراسیاب کا نیچے اُترا اور منیر جادو سے اسنے ملاقات
کی اور تین سو پیادے ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہوے اور اُنھون نے عرض کی کہ

بادشاہ اعظم نبیرے کوکب روشن ضمیر نے آکے بالدار جادو اور بوزینہ جادو اور عشقفور کو مارا
اور درخت فنا کو فتح کیا اور اب خیمہ اُنکا دشت گل‌زار مین استادہ ہے افراسیاب کو جو غصہ آیا
تو اُسنے ایک مٹھی خاک کی اُٹھا کر اُن پر ماری اور کہا جل جاؤ وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگئے
اب اور خیر خواہون نے ڈر کر آپس مین کہا کہ ہمکو کیا غرض ہے جو ہم خبر دین بادشاہ خود باخبر ہے
منیر جادو نے کرسی نشین جادو سے کہا کہ یہ کیا حرکت کی بادشاہ نے اب اس کا
ادبار ہے خبر جو ہوا وہ ہوا اب چلکر خداوند سے اپنا حال عرض کرین یہ کہکر دو جو گنبد فیروزہ کا
ہے اُسکا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک خرس ہے فولادی بہت بڑا اُسپر ایک پتلہ فولادی سوار ہے
زبان مُنہ سے نکلی ہے باہر کچھ بت ہین چھوٹے چھوٹے کہ وہ چوکیون پر رکھے ہین سب نے اُسکو سجدہ
کیا مگر افراسیاب نے سجدہ نہ کیا اور اسے غرور آیا دل سے کہا کہ مین سجدہ کرتا ہون خداوند
دیکھو کر اسکو کیون سجدہ کرون اُسوقت کرسی نشین جادو سے منیر جادو نے سر
سجدہ سے اُٹھا کر کہا کہ اے برادر معلوم ہوتا ہے کہ زوال سلطنت ہے کہ اس بادشاہ سے جو
حرکت ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے یہ کہکر گنبد کے باہر نکلا اور نہر طلسمون کے کنارے آکر آواز
دی کہ ای رازدار جادو جلد حاضر ہو اُسوقت نہر کے پانی کو جنبش ہوئی اور ایک مچھلی نکلی کہ مُنھ
اُسکا آدمی کا تھا اور تہمد باندھے ہوئے اور جواہر نگار گہنا پہنے ہوئے اور اُسنے آکر کنارے
مزرعہ گندم کے گانا شروع کیا کہ سب آدمی جھومنے لگے اور محو ہوئے اور وہ جو خرس پر سوار ہے
وہ اسی طرح غصہ مین بیٹھا ہے اُسوقت منیر جادو نے افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ اب
کوئی تدبیر کیجیے کہ خداوند خوش ہون افراسیاب نے وہ جو قیدی کہ طلسم مین آکر عرصہ بعید
اور مدت مدید سے قید ہوئے ہین اُنکو طلب کرنا چاہا پکار کر کہا کہ اے عیار یار ریگ رنگ
قیدیان طلسم کو لیکر جلد حاضر ہو اور تاج کو اُتار کے طرف آسمان کے پھینکا اب جو دیکھا ایک
ابر پیدا ہوا اور اُسمین برق چمکتی ہوئی جب وہ آکر قریب پہنچا اور نیچے اُترا تو دیکھا کہ ایک بساط ہے
کہ اُسپر کچھ قیدی زنجیرون مین بندھے ہوئے بیٹھے ہین بس جلادون کو طلب کرکے حکم دیا کہ ان
قیدیون کو قتل کرو جلاد حکم پوچھنے لگے لیکن ملکہ باران شمشیر زن اور مجلس جادو یہ اپنے
مقام سے اُٹھکر دونون چلین اور اُنھون نے کہا آج تو جی مین آتا ہے کہ مزرعہ گندم

اور نہر چلیمونا پر چلیں مجلس نے کہا وہان جانا مشکل ہے بران نے کہا چلو تو خدا مالک ہے
یہ کہکر دونون چلیں جب اپنے طلسم سے نکلکر آگے بڑھیں تو ایک دیوار سیاہ رنگ انکو نظر آئی
کہ اُس دیوار پر بہت سی چلیں بیٹھی تھیں وہ اِنکو دیکھکر چلچلائیں بہت سے شعلے نکلے کہ وہ آگر
مجلس اور بران پر پڑے کہ اِنکے جسم مین آبلے پڑ گئے لیکن بران نے اختر مروارید اپنے
بالون سے نکال کے لوین اُسکی کاٹین اور اُن چیلون پر مارین کہ وہ چیلین جلکر خاک ہو گئین
اور وہ دیوار بھی اُڑ گئی اب یہ آگے چلیں تو ایک دریا قہار و زخار ملا کہ جہان نہ کشتی نہ ڈونگی
نہ ملاح تھا اُسکی ایک موج اُسکی اُٹھ کر سر کوہ تک جاتی تھی بران نے مجلس سے کہا اِس
دریا کے پار کیونکر اتریں اُسنے اپنا دوپٹہ اتار کے دریا مین ڈالا وہ دوپٹہ کشتی بنگیا یہ دونون
اُس کشتی پر سوار ہوئیں بران اختر مروارید ہاتھ پر رکھ لیا اب غلغلہ بلند ہوا کہ بیمو پکڑیو دیکھیو
ہزارون مچھلیاں اور سوس مگر گھڑیال دریا سے نکل نکل کر کشتی پر چلے مگر بسبب
اختر مروارید کے کوئی کشتی تک نہ آیا اور یہ دونون صحیح و سلامت پار دریا کے اتریں
اور جب وہان سے اُترکر آگے چلیں تو راہ مین اِنکو ایک دیو ملا کہ کئی سو گز کا اُسکا قد
تھا منہ پھاڑ سا کھولے ہاتھ ہر ایک برگد اور پیپل کا ٹھنا تھا ٹانگین اتنی بڑی بڑی کہ جیسے
محل کی کڑی سینہ چبوترہ سر قلعہ کے برج کی طرح وہ ان دونون پر لپکا مگر بران نے
اختر مروارید سے لوین کاٹ کر جو مارین تو وہ دیو جل گیا اب یہ آگر اُسی جگہ کہ جہان
افراسیاب ہے پہونچین راوی کہتا ہے کہ عمرو نے حیرت زنبیل سے جو نکالا تھا تو بعد اسکے
مزرعہ گندم پر آیا لیکن حیرت اپنے لشکر کی طرف گئی اور یہان بران اور مجلس جو آکر
پہونچین تو افراسیاب اور منیر جادو نے سحر اُنکے اوپر کیا اور از بسکہ یہ جگہ غیر ہے
منیر جادو نے نہر چلیمون کا پانی لیکر بران اور مجلس پر چھینٹا دیا تو یہ دونون بیہوش
ہو گئین اِنکو بھی پکڑ لیا اور مجلس و بران کو زیر تیغ بٹھایا اور افراسیاب نے
کہا کہ پہلے انھین کی گردن مارنا چاہیے جلاد قریب بران و مجلس کے تیغہ لے کر آیا اور
چاہا کہ ہاتھ تیغے کا مارون بران کے پاؤن کے نیچے سے ایک تیلہ طلائی پیدا ہوا اُس تیلہ نے
آکر جلاد کے ہاتھ سے تلوار چھین کر جو ماری تو سر بدن سے اُسکا جدا ہو گیا اور پھر وہ تیلہ

غائب ہو گیا پھر دوسرا چلا و چلا اُسکو بھی اُسی طرح اُس پتلے نے مارا افراسیاب جادو
کچھ پڑھنے لگا اور تاج کو اُسنے اچھال دیا اور تین بار کچھ پڑھکر دستک دی اور منیر جادو سے
کہا کہ مجکو کچھ طور برے معلوم ہوتے ہین غرض وہ تاج جو اُچھالا تھا مثل سرپوش کے
آکر بران و مجلس و عمرو پر ڈھک گیا اور افراسیاب پہاڑ پر جا کر بیٹھا اور وہان خون
توک سے بہایا اور قید بان طلسم کو اسنے بھیجدیا کہ لیجاؤ انکو قید کرو اور یہان حیرت
جادو آکر بارگاہ مین پہونچی اور اُسنے یہان یاقوت جادو اپنی وزیرزادی سے کہا
کہ مین نے سُنا ہے کہ کوکب بہت قریب آگیا ہے تو جا کر خبر لا کہ کس جگہ ہے یہ تو خبر کو چلی کہ
مہتر قران کا حال سُنیے کہ یہ ہمیشہ پہاڑ مین رہتے ہین ایک دن درہ کوہ مین سو رہے
تھے کہ انھون نے خواب مین خواجہ عمرو کا قید ہونا دیکھا جب انکی آنکھ کھلی تو یہ روئے
اور پھر دعا مبلا کر مانگی اور اُٹھکر اپنی جگہ سے چلے طلسم باطن کی طرف روانہ ہوئے اور ہوا
کی طرح سے جلتے تھے جاتے جاتے ایک پہاڑ سیاہ انکو ملا تو یہ اُس پہاڑ پر چڑھ گئے
چارطرف انھون نے دیکھا تو طلسم باطن کی طرف ایک ابر سیاہ رنگ نظر آیا اُسوقت
انکو رقت طاری ہوئی اور نیچے پہاڑ کے جھک کر جو دیکھا تو وہ اسقدر بلند ہے کہ نیچے کے آدمی
بالشت بالشت بھر کے معلوم ہوتے ہین قران نے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اور
پکارا کہ خداوندعالم تو میرے حال پر رحم کر میرے اُستاد کو قید سے نجات دے اور مجکو ان کا فرون
پر فتحیاب کر ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی اور غش کر گیا اُس عالم رویا مین بھی یہ ایسا رویا کہ
چونک پڑا اور پھر خواب مین دیکھا کہ گنبد نور کی پشت کی طرف سے ایک ہلال نمودار
ہوا اور بڑھکر وہ بدر کامل بنا اور بلند ہونا شروع ہوا یہانتک کہ گنبد نور سے بہت اونچا ہو گیا
بعد کرن اُسمین سے پیدا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ جیسے چاند کے گرد موتی لگے ہین پھر وہ گنبد نور
مین آکر سمایا اور اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد بیچ آسمان پر وہ چاند آکر نکلا اور چلا جاتے
جاتے وہ ابر جو سیاہ معلوم ہوتا تھا اُس جا پہونچا اور ایک چبوترہ اُس ابر کے نیچے دیکھا کہ
بنا ہے اُسپر گنبد بلور کا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے الماس تراشا ہے یہ جا کر اُس گنبد مین سمایا
اور وہ گنبد مثل فانوس کے روشن ہوا بعد کچھ دیر کے دروازہ اُس گنبد کا کھلا اور ایک

مرد نورانی صورت ریش تا بہ سینہ عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین کفش پاؤن مین عصا ہاتھ مین
وہ چلے آتے ہین اور ادھر ہی کو آتے ہین قران کے خیال مین گذرا کہ یہ گنبد بہت دور ہے
نہ مین پہونچ سکتا ہون اور نہ یہ پیر آسکتے ہین اس اثنا مین اسکی پشت کی طرف آہٹ ہوئی تو
اُسنے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پہلو کی جانب جو خیال کیا تو اُنھین مرد بزرگ کو استادہ دیکھا یہ
جھک کے آداب بجالایا اور کہا اے بزرگ آپ میری برائے خدا اعانت کیجیے اُستاد میرے
قید ہین وہ کسی طرح رہائی پائین اُن مرد بزرگ نے ایک کاغذ یعنے مکتوب خوش اسلوب اسکو
دیا اور کہا کہ اسکے لکھے کے بموجب کام کرنا یہ کہا کہ چمک ہوئی اب جو دیکھا تو وہ مرد پیر نہین ہین مگر
مکتوب میرے ہاتھ مین ہے اُس مکتوب کو جو کھولا تو اُسمین بعد بسم اللہ لکھا تھا کہ ہم قطب طلسم
ہین اس اسم کو چالیس دفعہ پڑھکر سامنے جانا گو خوف کی جگہ ہو مگر نہ ڈرنا قران نے وہ اسم ورد
زبان کیا اور سامنے کی طرف چلا چالیس مرتبہ اُس اسم کے پڑھنے کی تعداد تھی وہ تعداد جب
ختم ہوئی تو دیکھا اسنے کہ پہاڑ مین غار ہے اور راستہ نہین ہے اُسوقت اُسنے پھر مکتوب
کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ یہ اسم دس مرتبہ پڑھو اسنے اُس اسم کو پڑھا تو ایک سڑک بنکر تیار
ہوئی یہ اُس سڑک پر سے جاکر پہاڑ کے نیچے اُترا تو ایک جنگل خاردار اسکو ملا جھاڑیان
مثل دل بخیل کے تنگ تھین اور کانٹے برابر اُسکے گتھے ہوئے تھے مگر قران اسم پڑھکر اُن
جھاڑیون کو طے کر گیا کانٹے نہ چبھے جب اُن جھاڑیون سے نکلا تو دیکھا کہ میدان مین ایک
درخت ہے اور بیچ مین اُس درخت کے روشنی ہے اور پتے اُسکے مثال خنجر کے ہین اور ہزارون
سانپ اُس درخت سے لپٹے ہین اور جو سانپ کہ سرخ ہین اُنکی آنکھین الماس کی ہین اور
جو سفید ہین اُنکی آنکھین یاقوت کی ہین اور جو سیاہ ہین اُنکی آنکھین زمرد کی ہین اسی طرح
ہزارون سانپ زمین مین پھر رہے ہین اور ہزارون سر بلند کیے کھڑے ہین اور قصد کرتے
ہین کہ مارین قران کو مگر جب چلتے ہین تو اُسی جا رہ جاتے ہین اُسوقت قران نے پکار کے
کہا کہ اے مارافگن چینی تمھارے حق مین بہتر یہ ہے کہ تم اطاعت خواجہ عمرو طلسم کشا کی کرو
اور یہ سند دیکھو میرے پاس موجود ہے اور یہ حکم ہے ماہ فلک چینی کا جو قطب طلسم ہے یہ کہکر
قران نے وہ کاغذ دکھایا اُسوقت چمک ہوئی اور تاریکی ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ سانپ

بالکل غائب ہو گئے اور اُنکی جگہ پر السنان ہین مسلح اور مکمل اُن آدمیون سے قران نے کہا
کہ تمہارا سردار مار افگن چینی کہان ہے اور مجھے ماہ افلاک چینی نے بھیجا ہے ابھی یہ کہتا تھا
کہ ایک جوان رعنا عفص گردن بلند بالا قوی تن قوی من درشت چنگال قران کے سامنے آیا
اور کہا مین حاضر ہون اُسوقت قران نے کہا کہ مین تمکو خوب جانتا ہون تم وہ نہین ہو اور جو تمھارے
پاس یہ سند موجود ہے یہ کہکر وہ کاغذ دکھایا اُس کاغذ کا یہ نقشہ ہے کہ جو حاکم اُسمین سے نکلتا ہے وہ غائب
ہوجاتا ہے اور آگے حرف اُسمین پیدا ہوتے ہین چنانچہ وہ کاغذ دیکھتے ہی چمک ہوئی اور درخت
کی جڑ سے ایک جوان نکلا بہت خوبصورت کہ آگے بازوبند جڑے تھے انگوٹھیان لعل و الماس کی
ہاتھ مین پہنے اُسنے آکر قران کو سلام کیا اور کہا کہ فرمائیے کیا کہتے ہین تب قران نے کہا
کہ اب تمھین لازم ہے کہ دین اسلام قبول کرو مار افگن چینی نے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ سبب اُسکا
طلسم کشا طلسم کشا یا کوئی سردار و رفیق اُسکا اُسے ہمارے مسلمان کرنے کا اختیار ہے اُسوقت
مہتر قران نے دیکھا اُس کاغذ کو ایک اسم لکھا تھا اُسکو پڑھکر پھونکا کہ سب کی ہیبت کالی
ہوگئی اُسوقت مار افگن چینی مہتر قران کے قدمون پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا سینہ
سے لگایا مار افگن چینی نے کہا کہ مجھے حکم ہو کہ مین پھر اپنی صورت اصلی پر آجاؤن مہتر قران
کچھ پڑھکر پھونکا کہ وہ سیاہی جاتی رہی اب سب آدمی تو اچھی طرح غلطین مارکر سانپ بن گئے
مگر مار افگن یونہین کھڑا رہا اُس سے قران نے کہا کہ تو مجھے لیچل جہان قطب اعظم کے اُس نے
کہا چلیے اور لیکر چلا کوئی دس بیس قدم اس درخت سے آگے چلے ہونگے کہ نام اُسکا اراک ہے
تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہے سنگ سیاہ کا اُسے کھولا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ تہ خانہ ہے اور زینہ
لگا ہے اُس زینہ سے جو اُترے تو ایک چھت دکھائی دی اُس چھت سے جب نکلے تو ایک مکان نظر
آیا اُس مکان مین کئی دالان تھے اور تخت فولادی ایک دالان مین بچھا تھا اُسپر ایک مرد مقدس
کو دیکھا کہ بیٹھا ہے سامنے اُسکے قلمدان رکھا ہے اور ایک کشتی کہ تمام سامان ہر طرح کے رکھے تھے
بس جیسے ہی یہ بڑھے اُس مرد نے کہا کہ ٹھہرو اسی جگہ اور لاؤ کاغذ بس قران نے وہ کاغذ
اُسکے ہاتھ مین دیا اُس کاغذ کو جو کھولکر دیکھا تو جو مقام کہ پڑھتے ہین وہ سفید ہوجاتا ہے اُسمین لکھا تھا
کہ اسطرح خواجہ عمرو قید ہوئے اور یون برات اسیر ہوئی اور اب سرپوش اُسکا ڈھکا ہے

قران نے اُنسے پوچھا کہ اے قطب اعظم آپ کو غذا کہاں ملتی ہے اُنہوں نے کہا کہ مجکو پانچ روٹیاں
اور پانچ آبخورہ پانی ملتا ہے اور تیرا کیا مطلب ہوا ہے قران میں بھی ایک طرح سے قید ہون
جس دن وہ قید جاتی رہیگی میں چھوٹ جاونگا قران نے کہا کہ میں چاہتا ہون کہ خواجہ عمرو
کو چھڑا دون اُس مرد بزرگ نے کہا اچھا اور یہ کہکر مار افگن چینی سے کہا کہ تو دین اسلام قبول
کر تیرا بہت بڑا رتبہ ہوگا اور نا جو تجھے دینا ہو وہ دے اُس وقت قران نے دیکھا کہ وہ درخت
ایک جو لگا ہوا تھا اُسکی جڑ اُس مرد بزرگ کے سر پر آگئی اور اُس مرد بزرگ نے اُس جڑ کو ہاتھ بڑھا کر
کھینچا اور کچھ تھوڑی دور پر سے کاٹ کے مہتر قران کو عصا بنا کر دیا اور کہا کہ تمھارے
کام آئیگا اُس سے ہر ایک بلا کو دفع کرنا اور مار افگن چینی سے کہا کہ انکو محیط آہن کلاہ کے
پاس لیجاؤ اور اُس سے کہنا کہ انکو قطب کوچک کے پاس پہونچا دے پس یہ سلام کرکے وہ
باہر نکلے اور کوئی دس قدم آگے چلے ہین دیکھا کہ ایک حوض ہے ہشت پہل اور پانی اُسمین
سیاہ رنگ کا بھرا ہے اُس حوض کے کنارے مار افگن چینی آکے پکارا کہ اے محیط آہن کلاہ
حکم ہے قطب اعظم کا کہ ان مہتر کو قطب کوچک کے پاس پہونچا دو یہ کہنا تھا کہ اُس پانی کو
ایک جوش ہوا اور اُبلنے لگا اور سامنے کی طرف وہ پانی چلا تو ایک جھیل سی بنتی جاتی ہے یہانتک
کہ نظرون سے غائب ہوگیا پھر کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک کشتی ہے سیاہ رنگ کی اور اسقدر چھوٹی
ہے کہ ایک آدمی کھڑا رہے وہ اُس حوض مین آئی اور قطب اعظم جو وہ کاغذ مانگ لیا ہے کہ
جو خواب میں ملا تھا ایک کاغذ اپنے پاس سے دیا کہ یہ تمھارے کام آئیگا جب سامنا ہوگا قطب
کوچک کا وہ کاغذ انکے پاس ہے اب مار افگن چینی نے اُنسے کہا کہ جائیے آپکو خدا اور علی
کے سپرد کیا قران جاکر اُس کشتی مین کھڑے ہوئے عصا سے اراک انکے ہاتھ مین ہے
مگر کشتی سے عصا اونچا ہے اسکو ٹیکتے نہین اسواسطے وہ تو اسلیے ہے کہ جو بلا آئے تو اُس سے
کام لین اب وہ کشتی مثال ہوا کے چلی اور آوازین آنے لگین کہ یہ کون جاتا ہے غرض جاتی جاتی
ایک پہاڑ نظر آیا سیاہ مثل قیر اور ایک درہ ایسا ہے کہ یہ کشتی اُسمین گئی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہین
سوجھائی دیتا ہے ایسا اندھیرا ہے مہتر قران نے وہ کاغذ جو کہ اُسکو دیا تھا دیکھا اُسمین سے
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا کہ دو طرف دیواریں

ہیں اور ایک چھت ہے غرض ایسا کوئی کوس بھر کا محل وہی حال رہا اب جو اُس سے کشتی نکلی
تو دیکھا کہ ایک تالاب ہے سنگ یشب کا نہایت نادر اور گرد اُسکے مکان بنے ہیں کہیں بارہ دری
ہے کہیں بنگلہ کہیں چالستون اور سامنے ایک برج ہے کہ وہ ایک ڈال یاقوت کا ہے اور دروازہ
بند ہے مگر جب کشتی قریب پہونچی تو اُسکا دروازہ کھلا اور دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہے جواہر نگار
اُسپر ایک مرد بزرگ جسکو خواب میں دیکھا تھا وہی صورت اِس بزرگ کی ہے بس عمر
قران نے سلام کیا اور اُتر کے کشتی سے اندر گنبد کے گئے تو اُس بزرگ نے کہا کہ تمھارے پاس
تھا سے رخصت ہوا ایک ہم عمر قران نے عرض کیا کہ حاضر ہے اُس بزرگ نے پکار کے کہا کہ اے
شعبان حاضر ہو ایک پری زاد آکر حاضر ہوئی اور سلام آداب بجالائی اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے
کہا ہے کہ میں بادشاہ کے کام میں ہوں مجھے فرصت نہیں ہے اور میں حاضر نہیں ہو سکتی
ہوں پھر قطب نے کہا کہ جاؤ اور لیکر حاضر ہو بس وہ گئی اور پھر حاضر ہوئی غرض اسطرح
پھر وہ نہ آئی تھی یہ مرد بزرگ کہتا تھا کہ نہیں کہو وہی حاضر ہو بس جب وہ نہیں آئی تو قطب
نے جھنجھلا کر کہا کہ تو جل جا بس وہ جلتی ہوئی بھاگی اور ایک مقام پر جا کے گری اور مر گئی اب
جو دیکھا تو ایک تخت جواہر نگار پر ایک عورت بہت خوبصورت چالیس برس کا سن تاج
جواہر نگار سر پر رکھے زیور جواہر نگار سے دریا میں غرق تخت پر بیٹھی ہوئی آکر پہونچی اور بہت جھک
کے آداب بجالائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح فرصت نہ تھی کہ بادشاہ نے چاروں طرف
بندوبست کیا ہے اور اب حضرت کے قدم کے پاس پہنچے ہوئے ہجوم کر رہے ہیں اور ابریق کو وہ
لشکر عظیم مایہ برف انداز منیر جادو عنقا سے جادو یہ سب وہاں حاضر
ہیں اور ہوشیاری ہو رہی ہے آپکا جو عتاب ہوا تو یہ کنیز حاضر ہوئی قطب کوچک
نے کہا کہ اب وہ زمانہ آیا ہے کہ تو دین اسلام قبول کر اور مہرہ حفا لا کر دے اب اسکو
ایک تردد ہوا اُس وقت قطب کوچک نے کہا کہ کیوں تو بھول گئی ہمارا آداب اسنے ہاتھ
باندھ کر عرض کی کہ کنیز کو کسی طرح عذر نہیں ہے جو آپ کی خوشی ہو پھر اُسنے ایک قلابازی
کھائی اور وہ از خود اُٹھ گئی آئی اور غائب ہوئی بعد پھر پھر کر دیکھا کہ ایک ناگن ہے سیاہ اور منہ میں اُسکے
ایک دانہ جیسے مہرہ سیاہ کا ہوتا ہے وہ اُسنے ڈال دیا قطب کوچک نے قران سے کہا

کہ تو اٹھا لے اسے اور اپنے پاس رکھ اسی ناگن نے غلطکین ماریں اور اپنی اصلی صورت پر
آئی اور کہا کہ مین مطیع اسلام ہوئی اور رخصت ہوتی ہون یہ کہکر تخت پر بیٹھکر چلی گئی قطب
کوچک نے ایک تصویر نکالکر اپنے پاس سے دی اور قران سے کہا کہ اس عصا کو گنبد پر
مار قران نے بحکم قطب کوچک وہ عصا گنبد پر مارا اور ان دھنوان پیدا ہوا اور اس
دھنوین سے ایک مچھلی پیدا ہوئی کہ لوٹتی چلی آئی ہر قطب نے کہا کہ اس مچھلی پر سوار ہو قران
اس مچھلی پر سوار ہوئے اور وہ ہوا کی طرح چلی گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک میدان
چھوٹا سا ہے اسمین چارون طرف مکان جواہر نگار بنے ہین اور ایک مکان مین ایک صحن دالان
ہے کہ اسمین ایک تخت بچھا ہے اور اسپر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہے مگر تہ اسکا مچھلی کا ہے تاج
جواہر نگار سر پر موتیون کے ہار گلے مین پڑے ہین اور دونون طرف سوار اسی طرح کی گھوڑی
مچھلیون کے ہین بس اسکی نظر پڑی قران پر وہ غصہ مین آکر اٹھا اور کہا کہ تو یہان کہان سے
آیا قران نے کہا کہ مین جو آیا ہون تمھارے کام کے واسطے آیا ہون یہ تصویر دیکھیے کسکی ہے
یہ کہکر وہ تصویر دکھائی وہ قران سے لپٹ گیا اور کہا کرم کیا جانو یہ کسکی تصویر ہے
اختر بن نسل سہیل کی اور ای حوت تاجدار یہ طاقت خواجہ عمرو مین ہے کہ وہ چاہین
تو تمھارے پہلو مین بٹھین بس اسنے کہا کہ اچھا وہ کیونکر آئین مگر قران نے کہا کہ
ہران شمشیر زن اور مجلس جادو قید مین مزرعہ گندم پر کہے تم وہان پہونچا دو یہ حوت
تاجدار بیٹھا ہے ماہی زمرد رنگ کا اور وہ بیمار ہے اسکے سر مین درد ہے کہ جو کوئی بات
کرتا ہے تو ناگوار معلوم ہوتا ہے اور وہ یہان سے کچھ دور پر کوہ ہے کہ وہان ہے حوت تاجدار نے
کہا کہ اے قران چلو مین لیچلون تمکو قران نے کہا چلو حوت انکو لیکر چلا مگر حال کوکب کا یہان
کیا جاتا ہے کہ انھون نے جو دشت گلزار مین خیمہ کیا تھا دو روز تو انھون نے مقام کیا تیسرے
دن حکم دیا کہ فوج چلے فوج تیار ہو کر روانہ ہوئی آگے آگے اور پیچھے تخت پر بہادر جاہ کوکب
سوار ہو کر چلا ایسا کہ کوئی تین فرسخ چلے ہونگے کہ دہنی طرف سے غبار سرخ رنگ اٹھا اور
لشکر کوکب کے پاس آکر بیٹھا اور اسمین سے ایک لال نکل کر پھیلا اسکا پھیلنا تھا کہ ایک
تیرگی ہوئی اور سب کی آنکھین بند ہو گئین اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دیو [illegible] سرخ کھڑی ہوئی ہے

چاروں طرف لشکر کے اور سب فوج اُسکے بیچ مین ہے اُسوقت کوکب نے کچھ پڑھکر پھونکا ایک بیضہ
طلائی پیدا ہوا اور وہ بیضہ شق ہوکر اُس دیوار کے برابر جا بیٹھا اور اُسمین سے ایک لال نکلکر زمین پر پھیلا
ساتھ ہی اس آواز کے وہ دیوار دھوان ہوکر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو نقش ایک ساحر کی
پڑی ہے یہ فوج آگے چلی تو زمین سفید رنگ ملی بعد اُس زمین کے اور جو زمین ہے اُسمین سات
رنگ ہین برابر پس جیسے ہی لشکر وہان پہونچا زمین سے غبار اُٹھا اور تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی
تو دیکھا کہ زمین ہفت رنگ پر ایک دیوار ہفت رنگ کھنچی ہے اور زمین سفید رنگ خالی ہے
اور مثل غبار کے ہے اور اُدھر ایک عورت تخت فولادی پر بیٹھی ہے اور تمام سامان سحر سازی
آگے رکھا ہے جب یہ سب جا کے وہان پہونچے تو اُس عورت نے پکار کے دیوار ہفت رنگ
کے پاس کہا کہ ای بہار خوش رنگ یہ مرد سحر آئی آپہونچا ہے پس وہ دیوار تڑقی اور ایک دراز پڑی
اور آواز آئی کہ اے بہن تمکو لازم ہے کہ کام پر بادشاہ کے مستعد ہو اور جہان تک ہوسکے لڑائی
مین جان لڑاؤ بعد اس آواز آنے کے وہ دیوار ہموار ہوگئی اور یہ فوج قریب اُس عورت کو
پہونچی تو اُسنے نشتر اُٹھا اپنے گلے کے پاس مارا اور جگر سے ناف تک چیر ڈالا اور خون اپنا
دونوں ہاتھوں مین لیکر ناچنا شروع کیا پس جسپر اُس خون کی بوند پڑگئی وہ مردہ
ہزار سال تھا اُسوقت کوکب نے پشت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ جلد حاضر ہو دیکھا
تو تخت پر ایک پری سوار آکر حاضر ہوئی کوکب نے اُس سے کہا کہ جا مار اِس قحبہ کو وہ پری
اُسکی طرف چلی اور اُسنے وہی خون اُچھالنا شروع کیا اُس خون کی کچھ بوندین اُس پری کے
بھی بائیں ہاتھ پر پڑین کہ ہاتھ مین اُسکے آبلے پڑگئے اور اُسنے بھی ایک تلوار آبدار اُسکے ماری
کہ سر پر پڑی کے آنکھوں کی راہ سے نکل گئی غل و شور تاریکی ہوئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو جو
بہن تھی خوش رنگ جادو کی اُسکے مرنے سے وہ دیوار ہفت رنگ جاتی رہی اور دیکھا کہ ایک
ساحر ہے وہ تخت پر بیٹھا ہے گرد اُسکے چھ سو کرسی دھرے اور چھ سو پائین بچھی ہین اُنپر جوانان
تہمتن مسلح و مکمل بیٹھے ہین جب فوج وہان پہونچی تو یہ خود اُٹھے اور جھولی سے نکالکے
دانے ماش کے مارنا شروع کیے وہ دانے جسپر پڑے شعلے بدن سے نکلے اور جلکر خاک ہوا اب
ایک غل و ہنگامہ برپا ہے اُسوقت کوکب نے تخت پر جو سامنے اسباب سحر رکھا تھا

اسمین سے ایک قلم اور ایک تختی فولادی اُٹھا کر تختی پر کچھ اور قلم کو آسمان کی طرف پھینکا بجلی چمک
پیدا ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل خرس پر سوار نیزہ ہاتھ میں لیے چوبے پیدا ہوا اور وہ
خوش رنگ جادو کی طرف چلا خوش رنگ جادو چلا آتا ہی اور جسپر وہ واسطے پڑھتے ہیں وہ
سنگ پنہاں ہو جاتا ہے کہ یہ خرس سوار پہونچا اور اُسنے نیزہ سینہ پہ مارا کہ توڑ کے پشت کے
پار ہوا اور ایک شعلہ نکلا خوش رنگ جادو سے کہ اُس شعلے کے بارہ سو حصے ہوگئے اور
بارہ سو آدمی وہ جو کہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اُنپر پڑے کہ وہ سب جلکر خاک ہوئے اب
آگے اور بڑھے تو دیکھا مزرعہ گندم سامنے سے نظر آتا ہی بس منیر جادو کچھ اسم تیار کر چکا تھا
اُسنے جو دیکھا کہ فوج آتی ہی تو ایک بال توڑ کر اپنے سر سے کچھ پڑھکر اسپر پھونکا اُسوقت بوئے خوش
دماغ میں کچھ لوگوں کے آئی اور بیہوش ہوئے اور کوکب نے اپنا تخت بڑھایا اور راستے
بھی کچھ لشتہ سا ہوا اور منیر جادو نے ایک خوشہ گندم کا توڑ کر اور کچھ اسم پڑھکر پھینکا زمین پر
اندھیرا ہو گیا پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نازنین دُر در گوش مرصع پوش سر تا پا دریائے
جواہر میں غرق تاج جواہر نگار سر پر رکھے قد و قامت قیامت از سر تا پا وہ شب شوخ و چنچل
دست و پا میں ہر ایک کے حنا ملی ہوئی ہاتھوں میں ایک ایک کشتی طلائی لیے
کہ اسمین جواہر اور شیشہ ہائے عطر کی رکھی ہوئی تھیں دیکھنا تھا اُن نازنینوں کا کہ سب لشکر کے
آدمی فریفتہ ہوئے اور جنہوں نے وہ گندم کھائے پیاس کی شدت ہوئی نہر حلیموں کا پانی جا کر
پیا تو سب دہائی حضرت خضر علیہ السلام کی دینے لگے اور ایک نازنین قریب کوکب
آئی اور کوکب سے کہنے لگی کہ تجکو مزرعہ گندم نے نامبری کوکب نے ہاتھ بقوت اُٹھا کر
تاج کو سر سے اونچا کیا کہ اُسمین سے شعلے آگ کے نکلے اور وہ آگے اُن نازنینوں پر پڑے کہ وہ
جلنے لگیں اور چمک ہوئی اور ایک فانوس شیشے کی کوکب پر آئی کہ یہ اُسمین سما گیا اور تمام
فوج بیہوش ہو گئی اور کوکب فانوس کے اندر بیہوش ہے اب یہ منیر جادو فخر کرنے
لگا اور بادشاہ جادوان سے عرض کرنے لگا کہ چلیے کوکب کو قتل فرمائیے بلکہ ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑیے افراسیاب کا کچھ اسم باقی تھا آگرہ : اسم جو پورا ہو جانے نوبت
مشکل ہو خوشی میں آکر اُٹھا اور چلا تو اُسی طرف چلا اور منیر جادو جس طرف اور کرسی نشین جاتا

سامنے کو چلا یہ سب غرض دشمن کوکب چپ و راست و در و برو سے تشنہ خون و جگر سنہ جان
کوکب ہین مگر قران جو چلے ہین تو حوت تاجدار انکے ساتھ ہے کچھ دور چلے تھے کہ انکو ایک
حوض ملا کہ پانی اُسکا سیاہ تھا اور قران سے جو دیکھا تو پانی اُسکا جیسے برف کے ڈھیلے ہوتے
ہین ایسا ہے حوت تاجدار نے وہان پکار کے کہا کہ اے موش صحرائی تیرا سردار کہان ہے
اُسے جلد حاضر کر اب جو دیکھا تو ایک چوہا برابر فیل کے حوض مین کودا اور اُس حوض کے
پانی کو تلاطم ہوا اور ایک چوہا دیو کی صورت کا نکلا اور عرض کی کہ اے صاحبزادے یہ کیا ہے
حوت تاجدار نے کہا کہ حکم ہے اباجان کا کہ اس شخص کو پہونچا دو وہان جہان عمرو اور برق ان
قید مین اس چوہے نے کچھ تامل کیا تھا اسوقت حوت نے کہا کیون قضا آئی ہے جو مین کہتا
ہون وہ کر اسوقت اس چوہے نے دو ڈھیلے برف کے نکال کے اُس حوض پر مارے وہ
سڑکین بلور کی بنگئین سامنے کہا لیجے جائیے یہ راستہ ہے قران اور حوت تاجدار چلے کچھ دور
پہونچے تھے دیکھا یہان ایک دیوار ہے فولادی حوت تاجدار نے کہا کہ اے جہتر قران دیکھیے
کاغذ کو قران نے اسم کو پڑھا اور مارا عصا ٹکڑا ہوا اور اُس دیوار مین ایک در پیدا ہوا حوت تاجدار
نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپ جائیے قران چلے تو دیکھا سر پر ایک چھت ہے اُسے
بھی اسم پڑھکر توڑا اور سر اپنا نکالا تو دیکھا کہ خواجہ عمرو بیہوش پڑے ہین اور برق ان
بیہوش پڑی ہے اور سرپوش ڈھکا ہے قران نے عصا سے درخت ایک کو اس سرپوش
پر مارا کہ وہ نقع ہوا اور عمرو و برق ان کو ہوش آیا اور عمرو نے کہا کہ اے قران کارے کردی قران نے کہا
کہ آپکا اقبال ہے اور عصا اور کاغذ اور مہرہ نذر کیا اور آخر مرواریدبرق ان نے اپنی کاکل سے نکالا
اور مہرہ کو دم دیا اور قران بھی نعرہ پکار کر چلا ایکطرف سے عمرو چلا نعرہ اللہ اکبر قران نے
کیا اور برق ان نے آخر کو اچھالا افراسیاب تو پہاڑ پر تھا اسوجہ سے دور تھا اب جو
صدا اسنے سُنی تو گھبرایا اور یہان تلوار چلنے لگی اور یہ قریب پہونچا قران اور منیر جادو
کے مارا وہی عصا کہ سر پھوڑا اسکا پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز آئی کہ مارا اُس
شخص کو جسکا نام تھا منیر جادو اور کرسی نشین جادو کے خواجہ نے گوپھن مین پتھر
رکھکر مارا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اسوقت نہر حلیمون کو جنبش ہوئی اور ایک ساحر نکلا کہ

عمرو نے خنجر سے اسکو بھی ہلاک کیا اب ابریق اور سرمایہ وغیرہ تو بھاگے اور بیران آکر سر پر
کوکب کے پکاری کہ حضور ہوش مین آئیے وہ تو فانوس مین بند تھا قیران
نے عصاے درخت اراک کو مارا کہ وہ فانوس دفع ہوئی اور کوکب ہوشیار ہوا
افراسیاب نے کچھ سحر کر کے دانے ماش کے مارے اور اپنے گنٹھے سے ایک دانہ توڑ کر مارا
کوکب نے اسوقت قلم اٹھا کر مارا کہ وہ دانہ اور ماش وغیرہ سب دھنوان ہو کر اڑ گئے افراسیاب
نے اسوقت اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ چھ چند ساعتین بھاری ہین یہ دیکھکر اسکو
بڑا رنج ہوا اور ایک تخت زمرد کا اسنے بنایا دو پتلے پیدا کر کے اسپر بٹھائے اور ہزار ہا پنجہ پیدا ہوکے
کہ وہ سب فوج اور سردارون کو لیگئے اسوقت کوکب نے جلدی یاد کیا آئینہ جمشیدی
کو وہ آیا تو اسکے پنجے نے لکھا کہ خبردار اب یہان نہ ٹھہر جا اپنے ملک کی طرف اسوقت
کوکب نے ایک قہقہہ مارا کہ منھ سے اسکے بجلی نکلی اور اب جو دیکھا تو ایک بساط
ہے بہت بڑی اسپر تمام لشکر کے سردار سوار ہین غرض کوکب اور وہ سرداران لشکر
طرف طلسم نور افشان کے چلے خواجہ عمرو و بران شمشیر زن و مجلس جادو یہ بھی سب
قلعہ ہفت رنگ مین آئین اور عمرو نے کہا کہ ای بران اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسد کو جلد
گنبد نور سے چھڑا لین بران نے کہا جب تمہارا جی چاہے تب چلو مین حاضر ہون اسوقت
فولاد بدن نام ایک ساحر ہے اسنے بھی کہا کہ بہتر تو ہے اگر چلیے گا تو مین بھی چلونگا عمرو فولاد
آہن بدن کو اور قلعۂ غنچے سے ماعتان قدرت و گلچین کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر
سوار ہو کے دریاے ہفت کے پار اتر کر اپنے لشکر مین آئے اور سب سے بھی مشورہ
کیا کہ اب اسد کو تو گنبد نور سے چھڑانا چاہیے اسوقت بہار نے کہا کہ خواجہ مین جو ایسی چال چلونگی
کہ روشنی گنبد نور کی گل کر دونگی اسی طرح سے مخمور و زلزلہ و لرزان وغیرہ سب نے
ایک ایک کام کرنے کے لیے کہا کہ وقت پر انکا بیان ہوگا افراسیاب یہان جو آکر باغ
سیب مین پہونچا تو بسبب رنج کے اپنے حواس مین نہ تھا کچھ دیر مین جب حواس ٹھکانے درست
ہوئے تو اسنے سب فوج اور سردارون کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور اپنے ہاتھون کو دیکھا
معلوم ہوا کہ جو ساعتین کہ نحس تھین اب وہ نکل گئین یہ دیکھکر اسنے پر پرواز پیدا کیے

اور مزرعہ گندم اور نہر حلیمان پر پھیر آیا تو دیکھا نہ وہ رونق ہی نہ وہ زیبائش ہی اور وہ جو گنبد
تھا جسمین شبیہ خداوند قابیل تھی وہ بھی غائب ہی اُسکو بہت تراریخ اور صدمہ ہوا اور
چار طرف مشرق و مغرب جنوب و شمال کوکب روشنضمیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا دکہ
وہین کو بہی راہ اسنے طی کی مگر کہین پتا کوکب روشنضمیر کا نہ ملا ناچار ہو کر پھیر آیا اور
باغ سیب مین اپنے تخت پر بیٹھا جو سردار کہ وہان حاضر تھے اُنسے کہا کہ اس جنگلی نے
کوکب روشنضمیر نے بہت سر اُٹھایا ہی بدولت اسکے ٹکڑے کر کے پرزے پرزے اُڑا
دینگے یہ تو یہان یک جھک رہا ہے مگر طلسم کوکب مین ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا ہومان روئین
تن ہی جس وقت کہ خواجہ نے بران شمشیر زن سے براے رہائی اسد مشورہ کیا تھا یہ
اُس مقام پر موجود تھا اُسکے دل مین بدی آئی اور اسنے اپنے مکان پر جا کر جو لوگ کہ اسکے
رشتہ دار ہین اُنسے کہا اسنے کہ تمنے سُنا اب بران کا یہ ارادہ ہی کہ گنبد نور پر جا کے لڑاے
چنانچہ تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جو عرضی میری مخفی طور پر افراسیاب کے پاس لیجاے ایک
بھائی نے اُسکے کہا کہ لائیے مین پہنچا دون پس اسنے عرضی افراسیاب کو لکھی اوسمین لکھا کہ ای
شہنشاہ آگاہ ہو جائیے کہ یہان کوکب اور بران کا ارادہ اسد کے چھڑا لینے کا ہی اور وہ امروز فردا
مین آیا چاہتے ہین باقی خیریت ہی یہ عرضی اپنے بھائی کو اسنے دی کہ وہ لیکر چلا اور اپنی دانست
مین بہت احتیاط کرتا ہوا افراسیاب کے پاس آیا تسلیم کی اور وہ عرضی اُسکو دی افراسیاب
نے پڑھکر اُسکو خلعت دیا اور کچھ تحفہ ہومان روئین تن کے لیے بھی اسکے ہاتھ بھیجا اور
حیرت سے کہا کہ تم شہر ناپرسان مین دار کھڑی کرا آؤ تاکہ مین طلسم کشا کو قتل کر ڈالون حیرت
نے کہا بہت مناسب یہ کہکر اُٹھی اور جانب شہر ناپرسان روانہ ہوئی اور اسنے یاقوت جادو کو
جو خبر کے لیے بھیجا تھا تو یاقوت جادو نے بھی آکر اسی خبر عرض کی کہ کوکب اپنے
ملک مین ہی القصہ حیرت تو شہر ناپرسان مین آئی اور قتل اسد کی تدبیر مین مشغول ہوئی
لیکن حال غضنفر بن اسد کا سُنیے کہ انکو ملکہ سرخ مو سے کاکلکشا لیکر روانہ ہوئی تو
شہر یاقوت رنگ مین آئی یہان اشکال جادو کہ جسکے ساتھ منگنی ملکہ سلطان عنبر مو
کی ہوئی تھی وہ موجود ہی اور ملکہ سلطان عنبر مو خواب باغ مین بیہوش پڑی ہی غش

جب شاہزادہ غضنفر بن اسد ہمراہ سرخ مو کے ملک یاقوت رنگ میں پہنچے تو
اشکال جادو اپنی فوج لیکر قلعہ کے باہر نکلا ساحر اژدہا سے خونخوار پر سوار جھولی سحر کی اُسکے گلے
میں زنار نپی ناریل نارنج تیغ اُچھالتا میدان میں آکر صف کشیدہ ہوئے اور سرخ مو کے آنے
سے ازبسکہ قلعہ یاقوت رنگ اسی کا تھا تو جو فوج کہ یہاں تھی وہ بسبب اسکے ہونے کے
اشکال جادو کی مطیع ہو گئی تھی اب جو یہ آئی تو وہ سب فوج اسکے پاس چلی آئی اور غضنفر
بن اسد کے پاس انگشتری مہر و ماہ اور تیغہ سحر کش و اسپ بادخور ہے بس اُس فوج کو لیکر یہ بھی میدان
میں صف بستہ ہوئے دونوں طرف دہل اور دمامے اور نقارے بجنے لگے اور بجلیاں چمکنے لگیں
ایک طرف سوار پرا جمائے ہوئے تھے کہ جو سحر نہیں جانتے تھے ایک طرف پیادے جنگ پر
آمادہ کھڑے تھے جب صفیں آراستہ ہو چکیں تو نقیبوں نے نقابت کی اور کڑکیتوں نے کڑکا
کہا جب کڑکا کہکر وہ ہٹ گئے اُسوقت اشکال جادو جو میدان میں آیا اِس طرف سے
غضنفر اسپ بادخور کو اُڑا کر سامنے اُسکے گیا اثر بسبب انگشتری مہر و ماہ کے کوئی سحر تاثیر
نہیں کرتا ہے اشکال جادو نے کئی نارنج ابر لگائے مگر وہ قریب سینہ آکر شق ہو گئے اور
اُسمیں سے کاہو میں لونگیں ہلدی کی گرہیں وغیرہ ادھر اُدھر گر پڑیں جیسے کوئی سوئی نثار کرتا ہے
یہ عالم ہوا اُسوقت اشکال جادو گھبرایا مگر یہ سپاہی بھی ہے اب اُسنے نیزہ اُٹھا کر وار کیا
غضنفر نے نیزے کو نیزہ کی سنان پر لگا لیا نیزہ بازی ہونے لگی چند ہی طرح رد و بدل ہوئی تھیں
نیزہ ہاتھ سے اشکال کے ہوائی ہوا اُسوقت اسنے تیغہ آبدار کھینچا شاہزادہ غضنفر بن اسد
پر لگایا شاہزادے نے تیغہ کو بقوت بازو رد کیا اور آپ تیغہ سحر کش کھینچکر خبردار خبردار کہکر نعرہ
اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر جو ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کیسی تیغ
کا ناگ کاٹنے کا تھا کہ جو سر پر چڑھا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسہ سر میں در آئی گلے چہرے کو توڑ کر
صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کرتی ہوئی شکم کے ادھ جوڑ کو کاٹ کر زین
مرکب پہ تنگ ہوکر زمین پر تلوار نے آکر بوسہ دیا راکب اور مرکب چار ٹکڑے ہوئے آندھی
تیرہ و تار رنگ اُٹھی اور صدا ہائے مہیب پیدا ہوئیں کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم کشتی مرا کہ نام من اشکال جادو بود مرنا تھا اسکا تمام فوج اسکی لینا لینا کہکر

غضنفر پر چلی اسطرف سرخ مو بھی اپنے لشکر کو لیکر اس فوج پر حملہ آور ہوئی دونوں لشکر
ملگئے اور تلوار چلنے لگی ساحروں مین ناچ تیغ نا ریل کی مار ہوئی مار لو مار لو کی پکار ہوئی دھڑ پر
دھڑ مردہ پر مردہ گرنے لگا تیغ جان ارزان تھا پیر نود سالہ و کودک دہ سالہ کا بچاؤ ایکسی
لگا تھا تلوار مثل شمع کے روشن تھی پروانہائے جان نثار ہوتے تھے رن کے کھیت بھر
بھر سے تھے تار نفس کی جھوے پر سے تھے نقیب کوئل کی طرح کوکتے تھے دریائے خون جاری
تھا سروتن مین جدائی باپ و بیٹے سے لڑائی اشعار

خروش آمد از نالۂ کرنا
بخورشید پیدا نہ تابندہ ماہ
بہ گرد اندرون نیزہ ابر پر آب
پر از آب شنگرف شد جان تیغ
زمین شد ز گرد اور دریائے قیر

بجنبید چون کوہ لشکر ز جای
درخشیدن تیغ الماس گون
کہ شنگرف بارد برو آفتاب
چکاچاک گرز آمد و تیغ و تیر
ہمہ مو خروش از خنجر و گرز و تیر

از آواز اسپان و گرد سپاہ
سنان ہائے الماس دادہ بخون
پر از نالۂ کوس شد مغز میغ
ز خون یلان دشت گشت آبگیر
آسقدر شمشیر زنی ہوئی کہ وہ

فوج بے سردار کے تاب جنگ نہ لائی آخر بھاگ کھڑی ہوئی اور غضنفر دلاور منصور و مظفر ہو کر قلعہ
یاقوت رنگ مین داخل ہوئے مرنے سے اشکال کے ملکہ سلطان عنبرین مو بھی ہوشیار
ہوئی اور شاہزادہ غضنفر اُسکے پاس گئے جلسۂ عشرت جمع با عیش و آرام بیٹھے یہ تو یہان
با عیش و آرام متمکن ہین لیکن اب حال بران کا سُنیے کہ یہ اپنے قلعہ ہفت رنگ مین بیٹھی
ہوئی تھی بیٹھے بیٹھے اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر عمرو کو اُٹھا لائے اُسنے خواجہ کو خلعت دیا اور
پھر جلسہ ناچ و رنگ کا ہونے لگا اُسوقت ایک ابر زرد رنگ نمایان ہوا ملکہ بران نے پہچانا کہ یہ آمد
میرے باپ کی ہے یعنے کوکب روشن ضمیر آتا ہے کہ اس عرصہ مین ملکہ نے دیکھا کہ سحاب جادو
مصاحب کوکب روشن ضمیر آگے بڑھا ہوا آیا اور کہا کہ عمرو کہان ہے کہ اسمین عمرو بھی برابر پہنچا
سحاب جادو نے کہا کہ اے شاہ عیاران عیار کوکب نے فرمایا ہے کہ آپ پہلے ایک کام کرین بعد ازان
مین افراسیاب اور حیرت جادو سے سمجھونگا عمرو نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے سحاب جادو
نے کہا کہ کوکب نے کہا ہے کہ اسد بن کرب گنبد جان نثار پر قید ہے اُسے آپ اول چھڑا لیجیے
عمرو نے کہا بھائی یہ کام تو بہت مشکل ہے سمجھا جائیگا لیکن صرصر شمشیر زن عیار بچی کو حیرت

نے بلاکر کہا کہ اے صرصر دیکھ تو عیاران لشکر اسلام کیا کام کرتے ہیں مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا صرصر
نے کہا کہ کونسا آپ کا حکم ہے کہ میں بجا نہیں لائی کونسا کام ایسا مشکل ہے کہ لونڈی نہیں
کر سکتی حیرت نے کہا کہ جاکر بران کو پکڑ لا صرصر نے کہا کہ ابھی لائی بس یہ کہکر طرفۃ العین
میں بران کی بارگاہ میں پہونچی اور ایک ساحرہ لونڈی کوئی بران کی ہے کہ نام اُسکا خمار چشم
ہے اُسے ایک جا پکڑ کر بیہوش کیا اور باندھ کر اُسکو ایک غار میں ڈال دیا بعد ازان آپ بہ
اُسکی شکل بنکر بارگاہ میں بران کی حاضر رہی دو پہر رات گئے جب بران نے آرام کیا تب
اُسنے بران کو بیہوش کیا سراپچے قنات کے چاک کرکے پشتارہ بران کا باندھ سیدھی
روانہ ہوئی اور حیرت کی بارگاہ میں پہونچی جب بارگاہ کے دروازے پر پہونچی اُسی وقت
ایک بچہ پیدا ہوا کہ صرصر کو مع پشتارے بران کے پکڑ کر آسمان پر لیگیا وہ بچہ افراسیاب
کا ہے غرض افراسیاب نے صرصر کو ایک میدان میں اُتار کر پوچھا کہ یہ پشتارہ کسکا ہے صرصر
نے ہاتھ باندھکر کہا کہ بران شمشیر زن کو لونڈی پکڑ لائی ہے یہ سُنکر افراسیاب
نہایت خوش ہوا اور پشتارہ کھُلوا کے بلکہ بران کو نکالا اور اُسی حالت بیہوشی میں بران
پر خوب سحر کرکے جب دیکھا کہ بالکل اب بران میں سکت مُنھ ہلانے کی نہیں رہی تب ہوشیار
کیا جیسے ہی بران کی آنکھ کھُلی دیکھا کہ قضا بر قفا و اجل بر جبین ایکطرف افراسیاب ایکطرف
صرصر عیارہ کھڑی ہے آخر افراسیاب نے کہا کہ کیون بران اب کہو میں تجھے کس طرح سے قتل کرون
بران نے قلب کو اپنے سمت خداے عزوجل متوجہ کرکے کہا کہ سبحان اللہ اشعار

دل ظالم بفکر کشتن ماست	دل مظلوم من بسوے خداست	او درین فکر تا مرا چہ کند
من درین فکر تا خدا چہ کند	بعد ازان افراسیاب سے کہا کہ اے افراسیاب تو جو خدائی	

خدائی اور تجھے کیا جواب دون افراسیاب نے کہا کہ اگر اب بھی عمرو کا ساتھ چھوڑ دے
تو میں تیری تقصیر معاف کر دیتا ہون بران شمشیر زن نے کہا کہ جب تک دم میں دم ہے
میں شریک عمرو کی ہون خواہ جیون خواہ مرون اے افراسیاب تو مجھے مار ڈال میرا
باپ بچہ سے سمجھ لیگا یہ سُنکر افراسیاب نہایت جھنجھلایا اور پکارا کہ اے ذوالجرام جادو
وہ بولا کہ حاضر افراسیاب نے کہا کہ بران کو لیجا کر چاہ ظلمات میں قید کر جہان برق فرنگی ہے

کہا بہت خوب لیکن ایک تکرار اور عذر ہی کہ غلام اُس اندھیرے مین کیونکر بیجا دیگا افراسیاب
نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کردی اور کہا کہ اسکی روشنی مین تو چلا جائیو اُسنے وہ انگوٹھی
لیکر مجرا کیا غرض افراسیاب نے اپنا سحر بران پر سے اُتار لیا اور وہ ذوالجرام جادو ملکہ بران
کو لیکر بیہوش کرکے ڈھائی پہر مین اُس چاہ پر آیا جہان برق فرنگی قید ہی غرض آدھی
اُس کنوئین مین اُترا وہان برق فرنگی کی جو آنکھ کھلگئی تو کچھ روشنی سی معلوم ہوئی یہ
اُٹھ بیٹھا اور جی مین اپنے کہتا تھا کہ شکر ہی خدا کا بعد مدت ایک روشنی معلوم ہوئی پھر برق
کے خیال مین آیا کہ روز تو دو شخص پیدا ہوتے تھے ایک کے ہاتھ مین آبخورہ پانی کا ایک کے
ہاتھ نان خشک میرے لیے آتی تھی آج یہ کون ہی اور کسلیے آیا ہی اُسمین ذوالجرام جادو
نے پشتارہ بران شمشیر زن کا وہان لاکر کھولا جب برق نے بران کو دیکھا نہایت
افسوس کیا اور کہ برق فرنگی کی ٹوٹ گئی غرض ملکہ بران ذوالجرام کے سحر مین گرفتار تھی
اسمین برق فرنگی کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ آپ کا کیا نام ہے ذوالجرام نے کہا مجھے ذوالجرام کہتے
ہین برق نے کہا کہ ای ذوالجرام ہماری تقصیر افراسیاب سے معاف کرادو برق فرنگی
یہ کہتا تھا لیکن فکر مین تھا کہ ذوالجرام کو کیونکر ماروں غرض برق کو ایک عیاری سوجھی اُس
نے کہا کہ ای ذوالجرام تمھارے ساتھ پیچھے کون ہی جیسے ہی ذوالجرام پیچھے پھر کر دیکھنے
لگا وہین برق نے کمند ماری کہ ذوالجرام سامنے چت گرا برق نے خنجر مارا کہ ذوالجرام کے
دو ٹکڑے ہوئے آواز دارو گیر کی بلند ہوئی غرض ذوالجرام کا سر کٹتے ہی بران شمشیر زن
ہوش مین آگئی اور اُٹھ بیٹھی طرف برق کے دیکھا برق نے مجرا کیا بران نے بڑی تعریف
برق فرنگی کی کی بعد ازان برق نے وہ انگشتری افراسیاب والی ذوالجرام کی انگشت
سے اُتار لی بران نہایت خوش ہوکر کہنے لگی کہ تم اس کنوئین سے باہر نکل سکو گے مین ساحرہ
ہوں مین تمکو بزور سحر لیے چلتی ہوں یہ کہکر بران شمشیر زن نے برق فرنگی کو کنوئین سے باہر
نکالا اور بصورت عقاب بنکر برق فرنگی کو پکڑ کر صاف آسمان کی روانہ ہوئی اور یہان حال
بارگاہ بران یہ ہی کہ صبح کے وقت غل ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی رات پکڑ لیگیا عمرو نے
جو یہ ماجرا سُنا نہایت مغموم اور اندوہگین ہوکر پچھاڑین کھاتا تھا اسمین چار گھڑی دن چڑھا تھا

کہ ملکہ بران برق فرنگی کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئی تمام ساحر بارگاہ کے دوڑ پڑے ایک
ایک اُس ملکہ سے ملاقات کرتا تھا اور برق فرنگی کو دیکھکر سب کے سب خوش ہوئے کیونکہ
برق فرنگی کے چھٹنے کی امید کسی کو بھی نہ تھی مدت ہو چکی تھی کہ برق کا سر کنگورے پر طلسم کے
لٹکا تھا غرض معلوم ہوا کہ وہ سحر کا سر کاٹا گیا تھا غرض ملکہ بران عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئی برق
کو عمرو نے گلے سے لگایا دونون ملکر خوب روئے تمام فوج مین شادیانے بجنے لگے بارگاہ
مین ناچ گانا شروع ہوا وہان افراسیاب نے سُنا کہ ذوالہام مارا گیا اور بران شمشیرزن
برق فرنگی کو لیگئی نہایت خفا ہو کر حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا اور کہنے لگا کہ دیکھو
شمشیرزن نے بڑا کام کیا تھا لیکن ذوالہام جادو نے فریب کھایا اور مفت مارا گیا
لیکن اے حیرت جادو مجھے کھانا حرام ہے کہ جبتک مین بران شمشیرزن کا سر نہ کاٹون یہ
کہکے طبل جنگ کا بجوایا یہان ملکہ بران نے طبل جنگ کا بجوایا صبح کو افراسیاب
تخت جنگی پر سوار ہوا ہر چند حیرت جادو نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور سات لاکھ جادوگر سے
اور بلایا اسے ابر عجیب عجیب ساتھ لیکر ملکہ بران شمشیرزن کی فوج پر آیا یہان ملکہ بران شمشیرزن کی
مع عمرو اور ساحرون کے میدان جنگ مین آکر قائم ہوئی افراسیاب کی طرف سے سمک جادو
نکلا مبارز طلب کیا ہمتن جادو نکلا اور ان دونون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی اُسوقت سمک
نے گولہ فولادی ہمتن جادو کے مارا کہ اُسکی چھاتی کے پار نکلگیا اُسوقت افراسیاب نے خود
ارادہ نکلنے کا کیا کہ سامنے سے ایک لکہ ابر پیدا ہوا اُس ابر مین سے چار ہزار عقاب برنگ سفید
اور آنکھین اُنکی مثل یاقوت سُرخ کے اور بیچ مین ایک عقاب بہت خوشرنگ پر ایک ساحر
سوار افراسیاب کے سامنے آیا افراسیاب نے دیکھا اور پہچانا کہ گلاب عقاب سوار
جادو چچازاد بھائی افراسیاب کا ہے غرض اُسنے بھی عقاب پر سے اُترکے گلاب نے افراسیاب
کو مجرا کیا افراسیاب نے گلے لگایا گلاب نے دیکھا کہ میدان جنگ طرفین سے آراستہ ہے
پوچھا کہ بھائی صاحب یہ کیا ماجرا ہے افراسیاب نے ابتدا سے انتہا تک سب حال مفصلاً
ومشروحاً تمام وکمال بیان کیا کہ پہلے اس طور سے ملکہ شرارہ جادو بدیع الزمان کو پکڑ لائی پھر
تصویر جادو اُسکی بیٹی اُسپر عاشق ہوئی پھر عمرو آیا اُسنے یہ کیا پھر اسد آیا اسیر [illegible]

عاشق ہوئی اُسنے فلان فتور برپا کیے اب چہارم طلسم شریک اُن لوگون کے ہو گیا ہے
اور کوکب روشنضمیر طرفدار اُنکا ہو کلاب عقاب سوار نے پوچھا کہ اسد کہان ہو جو شکنندہ
طلسم کہلاتا ہو افراسیاب نے کہا وہ میرے پاس قید ہو تب پھر کلاب نے کہا کہ آپ پھر
اب کسلیے لڑتے ہین اب چھ مہینے تو ہو چکے ہین اسد کو جلد قتل کرین کہ جھگڑا ہی رفع ہو جائے
جب شکنندہ طلسم کو مارا تو طلسم کشائی کیونکر کوئی کریگا ان سب کی آس ٹوٹ جائیگی یہ بات
افراسیاب کو بہت پسند آئی اور کہا کہ واہ بھائی کیا خوب تدبیر تمنے مجھے بتلائی غرض افراسیاب
نے طبل آسائش بجوا کر اپنے لشکر کو پھیرا اُدھر ملکہ بران شمشیر زن مع اپنے لشکر کے
پھر کر داخل بارگاہ ہوئی مگر افراسیاب گنبد جہان نما پر جہان اسد قید تھا وہان جا کر
مع کلاب جادو بیٹھا اور کہ رہا تھا کہ رات گذر جائے صبح کو اسد کو قتل کرینگے بعد ازان تمام
ساحرون کا مجمع گنبد جہان نما جو ہو تو اسکی دیوار طلسم مین ہے اور ہشت پہل چار در اسکے
طلسم کے اندر ہین اور چار باہر طلسم کے فی الجملہ یہان تو اس فکر مین ہین کہ رات
گذرے تو صبح کو قتل اسد ہے لیکن ایک جادوگر نے بران شمشیر زن کو خبر دی کہ افراسیاب
اور کلاب عقاب سوار اور چند سوار مع فوج و لشکر کے گنبد جہان نما کے نیچے جا کر اُترے
ہین اور وہان ہجوم ساحرون کا ہوتا جاتا ہے کل صبح کو اسد کے دشمنون کے قتل کی فکر ہو یہ
سنتے ہی عمرو ایک سکتے کی حالت مین رہگیا ملکہ بران نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو رو دیا اور
کہا کہ نیند شب کی حرام ہو یا تو صبح دم اسد کو مین جا کر چھڑا لاتا ہون یا سُن لینا کہ عمرو بھی مارا گیا
بران شمشیر زن عمرو کے گلے سے لپٹ گئی غرض بعد دو گھڑی کے کوئی چار گھڑی دن باقی ہو گا
کہ عمرو بران سے رخصت ہو کر فکر رہائی اسد بن کرب غازی مین روانہ ہوا قران حبشی
و برق فرنگی بھی الگ الگ چلے اور سبھون نے کہا کہ حضور سے تو بڑے بڑے کام نکلین گے
ہم سب غلام بھی شریک ہین عمرو نے ہر چند منع کیا مگر قران اور برق نے نمانا اور اپنی شکلین
تبدیل کیے ہوئے ساحر بنے ہوئے گنبد جہان نما کے برابر پہونچے تو دیکھا کہ یہان ہجوم جادوگرون
کا ہے یہ بھی فکر مین ہر طرف پھرنے لگے اب چھوٹنا اسد کا انشاء اللہ پانچوین جلد مین بیان
کیا جائیگا کہ یہ کس طرح رہا ہوے مگر اب تھوڑا سا حال لشکر صاحبقران کا سُنیے کہ

لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای شاہ جادوان اب ہم ناراض ہوکر
جانب کوہستان چلے جاینگے کیونکہ تمنے ہماری خبر نہ لی تمھین لازم ہی کہ کسی ساحر کو ہماری مدد کے لیے جلد
تر روانہ کرو یہ نامہ جو افراسیاب کو پہونچا تو اسکو پڑھ کر ایک فکر ہوئی اُسوقت حکم جادو نام ایک
ساحرہ جو بیٹھی تھی اُسکو افراسیاب نے ایک خط لکھکر دیا کہ تو لیجا اپنی بہن نازک چشم کے پاس اور اُسکی
زبانی بھی کہدینا کہ جاؤ خداوند لقا کی مدد کو کوہ عقیق مین حکم جادو وہ خط لیکر نازک چشم کے پاس
آئی نازک چشم نے وہ خط اپنے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور اُسکو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا
کہ ای نازک چشم ہم تم سے بہت خوش ہین اب تم فی الحال خداوند لقا کی مدد کو جاؤ جب وہان سے
پھر آؤگی تب ہم تمکو سرفراز کرینگے یہ مضمون پڑھکر نازک چشم بہت خوش ہوئی اور اپنی
انیسون جلیسون کو طلب کیا کہ وہ سب دریاے جواہر مین غرق تھین سب انیسین سامنے اسکے
حاضر ہوئین اب یہ تخت جواہر نگار پر سوار ہوئی اُس تخت کو دو شیر طلائی اُٹھا کر لیچلے بعد قطع
منازل و طی مراحل یہ آکر بارگاہ لقا مین پہونچی اسکے آنے سے آندھی اُٹھی بجلی چمکی اور بارگاہ
مین اُتری لقا کو اسنے سجدہ کیا تخت کے گرد پھری نذر دی خلعت ذنگل پر بیٹھی بختیارک
نے اسکے لیے بارگاہ استادہ کرائی اور انیسون کے لیے خیمے نصب کرائے کئی روز تک یہ
آرام پذیر رہی ایک دن جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر آفتاب درج مغرب مین رکھا گیا اور
شمع و چراغ نے اپنا جلوہ دکھایا اشعار

کہ اس عرصہ مین دن سمٹا یہانتک | کہ مشکل ہوگیا آنا زبان تک || عرض مثل مرض گھٹنے لگا دن

چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو طبل جنگ لشکر لقا مین بجا ہرکارون نے جاکر یہ خبر خدمت
امیر نامور مین بجنے کی عرض کی امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجے
ابو الفتح نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی جسکی صدا سے دنیا
دہل گئی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہتھیار صاف اور صیقل ہونے لگے سلاح خانے
کھلگئے تلوارون کی چمک موج دریا تھی نیزے راست بازی چھوڑکر سینۂ عدو چھیدنے
کے مشتاق تھے چار پہر غلغلہ و ہنگامہ دونون لشکرونمین ملبند رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ردای
شب بمقراض سحر قطع ہوئی اور جامۂ نورانی حنا کو خورشید کادون نے پہنا اشعار

ہوا آغاز صبح نو نمودار ۔ سو مغرب بڑھا خورشید خاور
چھپا سے مہ بیلی شکل چادر

رہی ہر جنیم وا معروف دیدار ۔ صبح کو لشکر گروہ گروہ میدان مصاف کی جانب روانہ ہوا امیر
مسجد کر پاس سے نکلکر جلوہ خانہ شاہنشاہی مین مع سردار نامی کے آئے بادشاہ بھی مورچے
سے برآمد ہوئے سبھون نے مجرا اور سلام کیا تخت بادشاہ کا دل کی طرح قلب لشکر مین معرکہ
رزمگاہ کی طرف چلے اُسوقت نقیبون کی منقبت خوانی اسلحہ کی جھنکار کی جھاجاق ہوا اور چلتی
تھی بڑے کرو فر جاہ وحشم سے وارد دشت مصاف ہوئے اُسطرف سے لقا ہاتھیون پر تخت
کھنچوا کے سوار ہوا اور فوج بیشمار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان قتال مین آیا سوارون کی بڑی
بڑی گھوڑے الف ہوتے تھے باجے جنگی بجتے تھے بیلچہ کارون نے پست وبلند زمین کو
ہموار کیا سقون نے گرد وغبار چھڑکاؤ کرکے بٹھایا صفوف لشکر میمنہ ومیسرہ آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی اُسوقت صفون پر شکل صف مژگان سناٹا آگیا امیر چالیس قدم
سرداری کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین قائم ہوا ملکہ نازک حشم تخت پر
سوار وہ شیر طلائی اُس تخت کو اُٹھائے اور ایک طاؤس پر ایک نازنین خوبصورت جواہر مین غرق
تین سو جادوگرنیان جو اُسکی انیسین ہین وہ اسکے ہمراہ اور یہ جو نازنین طاؤس پر سوار ہے
اسکا نام الماس زرجد پوش ہے اور یہ بیٹی ہے نازک حشم کی اسنے اپنی مان سے کہا کہ مین
لڑنے کو جاتی ہون اُسنے ہرچند منع کیا مگر اسنے نمانا اُسوقت نازک حشم نے ایک چھڑی گلاب
کی کہ جسکے سرے پر پھول گلاب کا لگا ہے وہ اسکو دی اور کہا لقا سے اجازت
لیکر جاؤ یہ سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر اجازت لڑائی کی مانگی
اُسنے کہا کہ اے بندی قدرت جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا سب مسلمانون کی موت
تیرے ہاتھ مین ہے الماس زرجد پوش وہ چھڑی لیے ہوئے تا وسط میدان مین آئی
اور پکاری کہ ای فرقہ خداپرستان وای زبردستان تم مین سے جو آرزو مرنے کی رکھتا ہو وہ آگے
میرے سامنے اسکا نعرہ کرنا تھا کہ صف لشکر اسلام سے فرامرز عاد مغربی نے اپنا
گھوڑا نکالا اور سامنے بادشاہ کے آکر مرکب سے کود کے اجازت مانگی بادشاہ نے جام
کلہ عفریت اُسکو دیا اور خلعت سے مخلع کیا فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ مرکب بنا اُڑا کر سامنے

الماس زرہ جد پوش کے آیا الماس زرہ جد پوش نے کہا کہ مین پہلے کیا وار کرون تو اپنا حوصلہ نکال لے میرا وار خدا کا قہر ہے فرامرز نے کہا اپنا معمول پیش دستی کا نہین ہے تو اپنا وار کر جب ہمکو خدا بچائیگا تو پھر ہم بھی وار کرینگے اُسوقت اُسنے ہنسکر اُسی گلاب کی چھڑی کو اُسکے سر مارا اُسنے سپر کو سامنے کیا مگر سپر اُس چھڑی کے پڑنے سے جلگئی اور سر پر وہ چھڑی جو پڑی تو تا بناف اُسکو کھینچا یس ناف تک آنا تھا کہ فوارہ خون نکلا اور گھوڑے پر سے گرا فرامرز ایک سرخاب بہت بڑا اُسکو آکر اُٹھا لیگیا اور جو سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے انکا بھی یہی حال ہوا شام تک قریب چار سو سرداروں کے اسی طرح سے مارے پڑے جب زرغا تہ آسمان چشمۂ مغرب مین غوطہ زن ہوا اور زاغ شب نے عالم مین آکر آشیانہ کیا اشعار

چو خورشید در جامۂ نیلگون ❊ نہان شد چو زنگی شب آمد برون ❊ یکے رزم تا شب بر آمد نہ کوہ نگردند نا مردل از کین ستوہ ❊ شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوئے بادشاہ اور امیر کو سرداروں کا بہت رنج ہے عیار اس فکر مین پھرتے ہین کہ حال دریافت کرین سرداروں کے مرنے کا لیکن انکو کچھ ثابت نہین ہوتا ہے اسی تردد مین وہ رات تمام ہوئی اور لباس شب پارہ پارہ ہوا اور بطن کلاغ شب سے بیضۂ آفتاب نکلا شعر چو خورشید بر کشور لاجورد ❊ سرا پردۂ زر زد دیبائے زرد ❊ صبح کو بادشاہ ذی تبار دربار مین سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئے اور خواجہ زادوں کو بلا کر حال سرداران دریافت فرمایا اُنھون نے قرعۂ عقل کو تختۂ تفکر پر پھینکا اور اشکال سعد و نحس کو ملاحظہ کرکے بعد خوض و غور بسیار سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یہ سب شعبدہ سحر کا ہو یا امیر سردار زندہ ہین آپ کچھ تردد نہ فرمائیے غرض اسی اندیشہ مین وہ دن تمام ہوا خواجہ زادوں کو تو خلعت دیکر رخصت کیا اور جب مثل مرض دن گھٹا اور طبیب روزگار نے نسخۂ گلستان لکھا شعر

چو شد روے گیتی بکردار قیر ❊ شتابید ناہید با بہرام و تیر ❊ سر از موج ماہی بر آورد ماہ بدر آید تا ناف شیر سیاہ ❊ شام کو نازک چشم نے طبل جنگ بجوایا امیر بالتوقیر سے آکر ہرکاروں نے بعد از دعا و ثنائے شاہنشاہی خبر عرض کی اور یہ اشعار ثنا و صفت امیر شہنشاہ مین پڑھے اشعار

توئی پرورانندہ تاج و تخت
سپہر و زمین و زمان زیر تست
تو پرویز پیکان کلک تو شیر

فروغ از تو گیرد جہاندار بخت
ز تیغ تو خورشید بریان شود
بروز بلا گردد از جنگ سیر

دل چرخ در نوک شمشیر تست
ز گرز تو ناہید گریان شود
نازک چشم نے طبل جنگ

بجوایا امیر نے بحکم بادشاہ حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی نقارۂ رزمی بجے یہاں بھی کوس
حربی پر چوب پڑی شعر ز نالیدن کوس با کرنائے ٭ ہمی آسمان اندر آمد ز جائے ٭
تیاری آلات حرب و ضرب ہونے لگی سنانیں چمکنے لگیں سپاہ مانند دریا کے جوش مارنے لگی
روے گیتی کثرت سپاہ سے سیاہ تھا روے ہوا بیرقوں سے زرد و سرخ و سبز ہو گیا تھا
خنجر گلوگیر خود دشمن تھے نیزے مثل جوانان تہمتن کے سیدھے ہو کر تنتے تھے کمانیں
خمیدہ ہو کر پڑھی سیدھی لب سوفار سے چلا کر سناتی تھیں چار پہر رات ہنگامہ برپا رہا جب
عقاب آفتاب نے پر بہر پرواز عالم میں کھولا اور علیوا ز شب مثل عنقا معدوم ہوئی ابیات

چو خورشید برخ لشکر کشید
ز ناموس بر آمد خروش چکاؤ
ز بانگ ستیزہ زمین و سپہر

شب تار تا زندہ شد ناپدید
تبیرہ بر آمد ز پردہ سرائے
بلرزید زیشان ببرید مہر

چو خورشید زد پنجہ بر پشت گاؤ
برفتند گردان لشکر ز جائے
امیر با توقیر عبادت الٰہی سے

فراغت پا کر اشقر پر سوار ہو کر جلوخانۂ بادشاہ میں آئے جب بادشاہ برآمد ہوئے امیر نے
مجرا کیا مرد باکار بادشاہ عالی سلطان عالم ظل اللہ صاحبقران با اقبال نگاہ
روبرو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا امیر نے تسلیم کی شاہ نے ہاتھ اٹھا کر سینہ
رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل میں ہے سواری بادشاہ کی حلقہ میں سرداران تہمتن کے
جانب میدان جنگگاہ روانہ ہوئی شعر سوے دشت شہ کی سواری چلی ٭ کہے تو کہ باد
بہاری چلی ٭ بڑے جاہ و جلال سے وارد دشت قتال ہوے اسطرف سے لقا مع نازک
چشم کے عرصۂ نبردگاہ میں آیا فوج بیشمار اپنے ہمراہ لایا اشعار

بر آمد ز ہر دو سپہ بوق کوس
عقاب اجل سوی اوج اندر ست
از آن روے لندھور بر میمنہ

نماند ایچ راہی فسون و فسوس
ہمین لرزلرزان شدہ دشت و کوہ
ہمہ فوج او زندہ پیل و تنہ

تو گفتی کہ دریا بموج اندر ست
زمین شد ز سم ستوران ستوہ
بر میسرہ لشکر آرائے بند

زرہ دار در جنگ رومی پر تمد
سو مسیرش مالک باد بود

بقالب اندرون جای سلطان سعد
نہفتہ تنش زیر پولاد بود

شدہ آسمان تار و جنبان زباد
ہمین دود آتش بر اندر آب

نہ بیند جہان جنگ جنگی بخواب

جب صفوف لشکر آراستہ ہو چکین اُسوقت نقیبون نقابت کی اور کڑکیتون نے کڑکا کہا اور سنر نگی دنیا سے فانی کو تنہا پر جاری کیا اور پکار نے کہ اُس

سپاہ اور دنیا کا یہ حال ہے نظم
رکھتا ہے پر غرور کو جون نیزہ سر بلند

روشن ہے شمع کشتہ کی پھر کر جلائی سر
جون جادہ خاکسار کو دی ہم زمین ڈال

بیٹھنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہے محال
آج روز جنگ ہے وقت نام و ننگ

ہے لڑائی مین جان لڑا دو نام اپنا کر جاؤ لڑ بھڑ کر مرجاؤ یہ کڑکا کہکر ہٹ گئے ملکہ الماس زرجامہ پوش طاؤس زرین بال کو اُڑا کر اجازت لقا سے لیکر میدان ناف میں آکر ٹھہری اور طالب مرد نبرد ہوئی اُسطرف سے مندویل اصفہانی مرکب اپنا اڑا کے سامنے بادشاہ کے آیا اور اجازت طلب کی بادشاہ نے اُسکو خلعت سے سرفراز کرکے رخصت فرمایا اور یہ سامنے الماس زرجد پوش کے آیا اُسنے وہی چھڑی اُسپر لگائی سر سے تا بناف شگافتہ ہوا اور یہ گھوڑے پر سے گرا ایک سرخاب آکر اُسکی نعش کو اٹھالیگیا اسی طرح سے بیس سردار سامنے اُسکے آئے اور ہلاک ہوئے اور وہی سرخاب نعشین اُٹھا اُٹھا لے گیا اُسوقت صاحبقران کو تاب نہ رہی اور اُنھون نے اشقر اپنا آگے بڑھایا نقارے لشکر مین بجنے لگے کل علم لشکر کے جلوہ گری پر آئے تمام سردار پیادہ ہوکر دوڑے امیر نے سب کو بتسلی و آسانی رخصت کرکے اشقر کو اڑاتے ہوئے چلے گھوڑا انکا طرارے بھرتا ہوا روانہ ہوا اشعار

گرد جولانگاہ کو اُسکے کون کیا مین دماغ
چھانگے ہے ہفت آسمانکو جلدی اُسکی ہر قدم
بگڑا ہی جاتا ہے یا تو زمین جلد لینے کے وقت
اسمین بھی تک گرم ہوا آیا تو بس ہے اڑ گیا

عارض خوبانکے خط ہونے سے جسکو تنگ ہے
بسکہ عرصہ شش جہت کا اُسکے اوپر تنگ ہے
نکلا ہی پڑتا ہے زالون سے یہ اُسکا رنگ ہے
ہے تو گھوڑا ہی یہ کچھ سیماب کا سا ڈھنگ ہے

جب یہ سامنے الماس زرجد پوش کے پہونچے تو وہی چھڑی صاحبقران کے بھی ماری ابو الفتح صاحبقران کے ساتھ آیا تھا اُسنے کہا کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ چھڑی خالی گئی اور امیر نے عقرب سلیمانی کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ سر پر پڑ کے

طاؤس سے نکلگیا تاریکی ہوگئی آواز آئی مارا الماس زبرجد پوش کو نازک چشم رونے لگی اور اپنا تخت بڑھا کر چلی اُسوقت ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور قریب آکر وہ پھٹا گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور اُسمین سے ایک شیر سونے کا نکلا کہ اُسپر ایک ساحر فربہ اندام جوڑا باندھے سامنے امیر کے آیا اور کہا میرا مقابلہ کیجیے امیر نے فرمایا کہ تو اپنا وار کر اُسنے تلوار صاحبقران پر لگائی امیر نے خالی دی اور عقرب سلیمانی کھینچکر جو ہاتھ مارا تو اُسکے سر پر پڑا کہ سر سے اُسکے شعلہ نکلا اور لاش اُس شعلہ کی بندھ گئی اور اُس لاش سے ایک جانور سونے کا نکلکر گرد صاحبقران کے پھرا کہ امیر کا رنگ زرد ہوگیا اور اب جو اسم اعظم کو یاد کیا تو بالکل یاد نہ تھا اُسوقت امیر بیہوش ہوکر گرے اور ایک ابر پیدا ہوا وہ ابر آکر چھا گیا اور اُسمین سے دھوان نکلا کہ تاریکی ہوگئی امیر اُس تاریکی مین غائب ہوگئے اب تو بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سردار نالان و گریان چاہتے تھے کہ جنگ مغلوبہ کرین لیکن لقا نے طبل آسائش بجوا دیا دونون لشکر پھرے اور اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے اور ملکہ نازک چشم جو چلی تو کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین ایک باغ ہے کہ خلد برین کو جسکے رشک سے دل مین داغ ہے چمن مین درخت جواہر نگار لگے ہین بلبل شاخ گل پر چہچہے کرتی ہے تختہ گلہاے بوقلمون کھلے ہین سورج مکھی کے منھ کو چار چاند لگے ہین اشعار

نسرین و سمن بہار پر ہین
جلتی ہے روش پہ لڑکھڑاتی
ہے قہقہہ کبک کا دوچندان

سرو قد نو خطان شجر ہین
بلبل کو دماغ باغبان ہے
طاؤس بروش روش پہ رقصان

مستی سے صبا ہے بل کھاتی
رشک سبد گل آشیان ہے
سبزہ سے چمن کا ہے یہ انداز

معشوق ہے کوئی سبزہ آغاز

ملکہ نازک چشم اُس باغ مین آئی اُسمین ایک بارہ دری ہے اخوبی تعمیر سے اشعار

ہے گرچہ فلک مکان عالی
وہ گھر ہے کہ منزل قمر سے

وہ قصر کہ رشک قصر گردون
ہے کرسی آستان عالی
دیکھی نہین ایسی جاے عالی

ششدر ہو جو دیکھے افلاطون
کیا نور و فضا وہ تازہ گھر ہے
ایسی ہے کہان بناے عالی

نازک چشم اُسی بارہ دری مین جاکر بیٹھی تاکہ خفقان میرا رفع ہو ناچ کو حکم دیا رقصان ماہ جبین و زہرہ تمکین آکر حاضر ہوئین اور ناچنے لگین لیکن دل اُسکا کچھ شگفتہ نہوا اور اداس

اثنائین رہ زمانہ آیا کہ رخت سیاہ لیل کا ترک روزگار نے پہنا و چشم آفتاب ہائی خواب ہو کر بند ہوئین **نظم**
چنین تار شب تیرہ اندر کشید :: درخشندہ خورشید شد ناپدید :: چو آمد شب و روز شد در نہان
سیاہی گرفتش سراسر جہان :: کچھ رات گئے چاندنی نے کمیت کیا ملکہ نازک چشم بارہ دری سے
اٹھکر دریا کے کنارے آئی اور بیٹھکر سیر دیکھنے لگی ہوا چلتی تھی چاند پانی مین ہو رہین لیتا تھا بگلے اور
سرخاب اور مرغابیان کنارے دریا کے بیٹھی تھین پانی کا لہرین لینا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین جم
اٹھ گیا ہی اور مہتاب آئینہ کیطرح اسمین چمک رہا تھا نازک چشم نے دریا مین شست ڈالی لیکن
لشکر اسلام سے عمران خطائی جو چلا تو اسنے صورت اپنی ایک زن جمیلہ اور حسینہ کی ایسی بنائی
زلف مسلسل کے پیچ دل عشاق کو پیچ مین لاتے رخسار تابان آئینہ کو اپنے روبرو شرماتے دہان
تنگ غنچہ خلد برین لبرن پر مستی سے تزئین یہ اشعار اسکے وصف مین کافی ہین **اشعار**

حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم
چہرہ میں ایسی ہے گرمی کہ شب و روز جیسے
زلفیں یوں چہرہ پہ بکھری ہوئی ناگن تھیں دل
سجدہ وہ قمر کہ بیننے میں ہرن جسکے ہر لہر
ناگنی بیچ میں آ نکلے ذرا سے پانی
زنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی دمک

پلک پلکے بکھر نور بجا ہے وہ پلک چند جھلک
یاد کرتی ہی رہ رہ کے اس مژگان کی جھپک
جسطرح ایک کھلونے پہ تھین دو بالک
گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا کی امڈ
کھیل جاری ہے دہن کا لاجود سی اسکی لٹک
آگے غنچے کی خجالت زدہ سونگی ڈلک

اس شکل سے تیار ہو کر پیرہن ہر چند کہ معقول اور عمدہ تھا مگر جابجا سے پھٹا ہوا پہن کر کنارے دریا
کے کچھ دور نازک چشم سے ہٹ کر بیٹھا اور چیخین مار مار کے رونے لگا نازک چشم اٹھکر اسکے پاس
آئی اور اس نے دیکھا کہ ایک عورت صاحب جمال برس بیس ایک کا سن و سال با حالت پر ملال بیٹھی
رو رہی ہے یہ بھی پاس اسکے بیٹھ گئی اور مستفسر ہوئی کہ اے بہن یہ کیا تمہارا حال ہے کونسا صدمہ
و ملال ہے جو یون تم بلک بلک کر روتی ہو جان اپنی کھوتی ہو اس عیار نے کچھ زخم کے نشان اپنے
بدن پر بنائے تھے وہ زخم اسکو دکھائے اور کہا **شعر** چہ گویم از سر و سامان خود عمری
است چون کاکل :: سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم :: مین ایک سوداگر کی بیٹی ہون
اسکو ذاتون سے آکر مارا خدا اسکو مجھے بچانا منظور تھا کہ اسوقت کچھ فوج خداوند لقا کی وہان آگئی

اُس فوج کے خوف سے قزاق بھاگ گئے مین نے اپنے باپ کی نعش مع گماشتون کے اِس
دریا مین بہادی اور مین آکر اُنھین کو یاد کر کے روتی ہون نازک چشم نے کہا کہ اے بہن اب
صبر کرو خداوند لقای جو مرضی انسان مجبور ہی کیا چارہ لو آؤ میرے ساتھ باغ مین چلو یہ کہکر اسکو
تسکین کرکے اُسی باغ مین لائی دوا ایک روز مین زخم اُس کے اچھے ہوے کیونکہ وہ شعبدہ
عیاری کا تھا نشان زخم کے اِس نے مٹا ڈالے اِسکو تو ملکہ نے باغ مین رہنے دیا اور آپ
اُٹھ دربار لقا مین آئی ایک روز نازک چشم نے پوچھا کہ کیون بہن تم کو کچھ کام بھی آتا ہے
اِس نے کہا کہ مجکو گانے سے بہت شوق ہی ہرچند کہ باپ میرا مر گیا ہی مگر پھر بھی جی گانے کو چاہتا ہی
اور ساقی گری بھی خوب کرنا جانتی ہون نازک چشم نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے لو آج تمھین
شراب پلاؤ اور ہمارے سامنے بیٹھ کے کچھ گاؤ یہ کہکر کشتیان شراب کی طلب کین
گلابیان شراب کی کہ جن کے ٹکڑے سونے سے بندھے تھے اِس نازنین کو دین اِس نے
اُس شراب کو کچھ الٹ پھیر کرکے بیہوشی ملائی پھر انیسون کو اور سبکو وہ شراب پلائی اور بیٹھ کے
گانے لگی کچھ دیر مین بیہوشی نے اثر کیا نازک چشم اور اسکی انیسین سب بیہوش ہو گئین اِس نے
انیسون کے تو سر کاٹ ڈالے اور نازک چشم کے جو خنجر مارا تو خنجر اُچٹ گیا اِس نے چاہا کہ مین سیسہ
گرم کرکے پلادون مگر نازک چشم کو پنجے اُٹھا لیگئے اور بارگاہ لقا مین لائے اُسی وقت عمران
خطائی بھی ڈر کر وہان سے بھاگا کہ مبادا پنجے مجکو بھی اُٹھا لیجائین تو بڑا غضب ہوگا یہ تو بھاگ
کر اپنے لشکر مین چلا آیا اور اُس ہنگامہ مین وہ رات بھی تمام ہوگئی ایوان دنیا مین سفیدی ضیای
آفتاب کی پھیری گئی اور خشت زرین خورشید قصر فلک مین معمار قدرت نے جڑی اشعار

سپیدہ چو از جاے خود بر دمید :: میان شب تیرہ اندر خمید :: چو پیدا شدہ چاک روز سفید
دو د سرایہ بنمود روز سفید :: صبح کو لقا آکر تخت پر بیٹھا بختیارک بھی آیا نازک چشم
نے اُس سے سب ماجرا بیان کیا وہ کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہا کہ ای ملکہ شکر کرو خداوند لقا
کا کہ تم بچ گئین غرض اُس نے نعشین انیسون کی اُٹھوائین اور آپ اپنی انیسون اور بیٹی کے
غم مین کئی روز تک خیمہ مین پڑی رہی اب حال سُنیے لشکر اسلام کا کہ توریج بن ہاشم
شکار کو گئے تھے راہ مین اُنھون نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا سانپ ہین توریج کو بڑی

حیرت ہوئی کہ ایک جگہ ان سانپون کا اکٹھا ہونا کچھ نہ کچھ اسرار ہی لیکن یہ راہ کترا کے اور طرف
چلے اور ایک مقام پر خیمہ استادہ کرا کے اُترے کچھ رات لشکر اسلام کے اسطرف کو آنکلے اور نوعن
نے حال لشکر اسلام بیان کیا تو رج نے کیفیت لشکر اسلام کی سنکر درگاہ خدا مین استغاثہ کیا
اور رونے لگا روتے روتے جب سو گیا تو اس نے عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے
ہین کہ اس اسم کو پڑھ تجھ سے اور باران چینی سے ملاقات ہوگی اور وہ لیجائے گا تجھکو
امانت دار چینی کے پاس امانت دار چینی کے پاس ایک تلوار ہی اُس تلوار سے قضا
نازک چشم کی ہی یہ کہکر وہ اسم تعلیم کیا آنکھ تورج کی کھل گئی دیکھا تو وہ اسم یاد تھا اس نے اسکو
پڑھا ایک سانپ بہت بڑا سامنے اس کے آیا اور غلطکین مار کر صورت انسان بنا اور اس سے
کہا کہ فرمایئے مجھے کیا حکم ہی تورج نے کہا مجھے امانت دار چینی کے پاس لیچل اس نے کہا چلیے
تورج اس کے ساتھ ہوا اور ایک مقام پر آکے دیکھا کہ ہزارہا سانپ اُس جگہ تھا باران
چینی نے اُن سانپون سے کہا کہ امانت دار چینی کو بلا لاؤ اُس مین سے چند سانپ ایکطرف
کو گئے کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا جب وہ اژدہا سامنے آیا تو وہ بھی آدمی کی شکل
بنا اور باران چینی سے کہا کہ اے برادر تمنے مجھے کیون بلایا اُس نے کہا کہ مین نے نہین بلایا
یہ جو میرے ساتھ ہین انھون نے طلب کیا ہے اے امانت دار چینی تم مسلمان ہو ہر چند
کہ بتبع افراسیاب ولقا کے ہو مگر کچھ پاس دین اسلام کا بھی چاہیے نازک چشم اہل اسلام
سے لڑنے آئی ہے تمکو چاہیے کہ وہ تلوار جس سے اسکی قضا ہے انکو دو امانت دار چینی نے
پہلے تو بہت کچھ انکار کیا آخر کار ایک صندوق اُٹھا کر لایا کہ اُس مین وہ تلوار آبدار قضبی بلکہ
نازک چشم تھی اُس تیغہ کو تورج کے حوالہ کیا تورج اُس تیغہ کو لے کر بہت خوش ہوا
امانت دار چینی کو تو رخصت کر دیا اور آپ وہ تیغہ لے کر جانب لشکر اسلام چلا اور کہا کہ آخر تو
چلتے ہین پھر شکار کیون نہ کھیلین اب یہ شکار کھیلتا ہوا چلا راہ مین ایک ہرن ملا اِس نے
اُس ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اور بہت دور نکل گیا اس کے ساتھ کے سردار بھی سب
چھوٹ گئے کوئی دو فرسخ پہونچا ہوگا دیکھا کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اُس کے
قریب ایک دیوار اُٹھی ہے یہ ہرن جب دیوار کے قریب پہونچا اسوقت تورج نے ایک تیر

مارا وہ ہرن گرا توریج نے اسے تکبیر ہو بچائی اور چقماق پتھری سے آگ نکال کر کباب لگانے اور
ایک جھیل کے کنارے آکر وہ کباب کھانے لگا اُس وقت ایک ابر طلائی ایک طرف سے
اُٹھا اور آکر اُس جھیل پر اُترا اور تمام جھیل پر چھا گیا اور اُسمین سے ایک چمک پیدا ہوئی کہ
آنکھیں توریج کی بند ہو گئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک خر بیٹھا ہے اور سامنے اُس کے ایک
شیشہ رکھا ہے کہ اُس شیشہ مین کچھ زرسا چمکتا ہے توریج کو خیال آیا کہ تمنے خبر تو سُنی ہے کہ اسم اعظم
صاحبقران بند ہوا ضرور اِس شیشہ مین اسم اعظم امیر ہے بس سمجھ کر اس نے ایک تیر کمان مین
جوڑ کر جو مارا اُس شیشہ پر پڑا تو وہ شیشہ ٹوٹ گیا اور وہ نور مٹ گیا اِس ساحر کو پہلے تو خیال
تھا کہ یہ جو بیٹھا ہے کوئی آدمی ہوگا لیکن اب جو اِس نے دیکھا کہ شیشہ ٹوٹ گیا تو چیخ اُس نے ماری
اِس عرصہ مین سردار بھی توریج کے آئے اور اُس ساحر نے ایک ترنج پانی پر مارا کہ وہ پانی بہ کر
چلا اور آکر سرداروں کو مع توریج کھینچ لے گیا اُس وقت گلباد غراقی کہ عیار
توریج ہے اُس نے صورت ایک ساحرہ کی بنا کے بال اپنے پریشان کیے ہڈیوں کھوپروں کے ہار
گلے مین ڈالے تہمد کھاروے کی باندھی بڑے بڑے کانون مین ترکیان پہنین اور کہتی ہوئی چلی
ہے ہے غضب دیکھو کہ نبیرہ حمزہ نے تمام ساحروں کو مارا اُسوقت اُس ساحر نے اِس کو
دیکھکر کہا کہ جان من یہ کیا حال ہے تیرا اُس نے کہا کہ اے سردار کیا حال بیان کرون میرے گھر
مین چراغ جلانے والا نہیں رہا اب مین اطمینان سے بیٹھون تو اپنی کیفیت بیان کرون
اُس ساحر نے کہا کہ تو آ میرے ساتھ چل مگر پہلے ان لوگون اور اِس مفسد کو قتل کر آ
چاہیے گلباد ساحرہ بنا ہوا اُس کے قریب گیا اور بیٹھکر باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے
ایک حباب بیہوشی اُس کے مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اِس نے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غل و شور
ہوا تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا اُس شخص کو جو نگہبان اسم اعظم تھا توریج اور سب سردارون نے
رہائی پائی سجدۂ شکر کیا اور وہان سے چلے یہ تو ادھر سے چلتے ہین اور وہان جب عقاب آفتاب
آشیانۂ مغرب مین جا کر بیٹھا اور کوکب انجم رشتۂ کہکشان مین پروئے گئے شعر خورشید
تابندہ نمود دشت ۔ ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت ۔ سحر شام نازک چشم نے
طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی بادشاہ نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس رزمی پر چوب پڑی صداے شر و فساد بلند ہوئی تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی ہتھیار صاف ہونے لگے بہادر عازم مصاف ہوے ہر ایک نے غسل کرکے کفن سر سے لپیٹا اور مشت خاک اُٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ ای خاک تو ہی لحد ہو جیو شب بھر غلغلہ دو نون لشکرون مین برپا رہا آخر بستر خواب سے آفتاب اُٹھا اور رات نے بستر اپنا لپیٹا اشعار

چو خورشید برزد سر از نیزہ کوہ | جہان را بیفزود فر و شکوہ
چو خورشید برزد سر از پشت زاغ | جہان گشت از وی چو نوروز باغ

صبح کو بادشاہ بارگاہ سے مسلح و مکمل ہوکر برآمد ہوے اور مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوکر اور لشکر کو لیکر وعدہ گاہ مصاف مین آئے اُسطرف سے لقا مع نازک حشم کے میدان مین آیا دلاورون نے پرے جمائے جب میدان پاک و صاف ہو چکا اور نقیب نقابت کرچکے تو نازک حشم لقا سے اجازت لے کر سامنے لشکر اسلام کے آئی اور پکاری کہ ای بادشاہ آپ کا بہت بڑا رتبہ ہی آپ کو لازم ہی کہ خداوند لقا کے پاس چلے آیے آپ کے شراب پینے کو کچھ مقرر کردیا جاوے اُودھر سے کچھ سردارون نے گھوڑے بڑھاکر لعن و طعن کی اور کہا کہ او فحبہ کیا بکتی ہی اُسوقت نازک حشم کو غصہ آیا اور اُس نے ایک ترنج جانب آسمان اُچھال دیا وہ ترنج پھٹا اور اُسمین سے ایک شعلہ نکلکر آفتاب بنا سبکی آنکھین بند ہوگئین اب جو دیکھا تو آفتاب نکلا ہوا ہی وہ آفتاب آکر لشکر اسلام پر تابندہ ہوا اُسوقت مع بادشاہ سبکو شدت تشنگی ہوئی اور سب نے اپنے اپنے خدمتگارون سے پانی منگایا خدمتگار گلاسون مین پانی لے کر آئے جب اُس پانی کو پینا چاہا اور گلاس منھ تک لائے وہ پانی شرارہ بنکر اُڑ گیا اور گلاس پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے زبانین سب کی منھ کے باہر نکل آئین پیاس کے مارے سب کا عجب حال تھا اُسوقت ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اُسمین بجلی چمکتی ہوئی یہ آیا یہ آیا قریب آکر لشکر اسلام کے شق ہوا اور اُسمین سے ملکہ برق جادو بھانجی ملکہ دامہ جادو کی پیدا ہوئی اور اُس نے آکر بادشاہ کو سلام کیا نذر دی اور کہا کہ صاحبقران کہان ہین بادشاہ لشکر اسلام نے کہا کہ ای برق جادو یہ حال صاحبقران و سردارون کا ہی برق نے اپنے جوڑے سے ایک موتی نکالا اور وہ موتی اُس آفتاب پر مارا کہ اُس آفتاب پر

تیرگی آگئی یہانتک کہ آنکھون سے ناپدید ہوگیا پیاس کی شدت جاتی رہی سب نے پانی پیا
اور نازک چشم نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ او برق تو نے یہ طاقت پیدا کی کہ اب ہماری سحر
کو رد کرتی ہی یہ کہکر ایک ترنج پھر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ ترنج پھٹا اور چمک ہوئی کہ سب کی
آنکھین بند ہوگئین اب جو دیکھا تو ایک قندیل ہی اسمین شمع جل رہی ہی اور وہ قندیل گری
اگر برق پر اور یہ برق غائب ہوگئی اور اُس قندیل سے کچھ شعاعین پیدا ہوئین کہ برق
کے ساتھ کچھ انیسین جلیسین تھین اُنکے گلون مین وہ شعاعین پڑین اور لٹکتی ہوئی چلین
اور وہ قندیل اونچی ہوئی اور بیچ آسمان کے جا کر ٹھہری سرداران لشکر اسلام پکار اُٹھے کہ او
قحبہ تو سحر سے لڑتی ہی ہم دیکھتے ہین کہ تیرا یہ سحر کب تک چلیگا نازک چشم نے کچھ اُس
بات کا جواب نہ دیا اور اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف کہ گینڈا پیدا ہوا اور اُسپر زین کسا تھا
اور ایک جنگلی خاک کی نازک چشم نے لیکر اُس کر گدن پر ماری اُسوقت ایک عورت نہایت
قوی ہیکل چوڑا باندھے زرہ گلے مین پہنے اُس گینڈے پر آکر سوار ہوئی اور میدان مین آکر
پکاری کہ اے سرداران لشکر اسلام تم یہ نہ جاننا کہ صرف ساحر ہون نہین بلکہ مین پہلوان بھی
ہون نازک چشم یہ جانتی ہی کہ میری قضا نہین ہی اس وجہ سے زیادہ تیان کرتی ہی الحاصل ابھی
کوئی لشکر اسلام سے نکلنے نہ پایا تھا شعر از دامن دشت عاج اور رنگ + گردی برخاست
تو تیار رنگ + سر گرد باسمان رسیدہ رہا ے گرد بزمین دوز دیدہ غلطان و پیچان و پیچان و غلطان پیدا
ہوئی جب ہوا نے اُس گرد کو اور دامن گرد چاک ہوا تو اسمین سے شہزادہ تورج بن ہاشم مرکب
بحری پیکر پر سوار پشت پر انکی بہت سے سردار پیدا ہوے اور قریب لشکر اسلام آکر بادشاہ
کو سلام کرکے اجازت لے کر گھوڑا ڈالا اور سامنے اُسی زن سحر کے آئے اُس زن سحر نے
گینڈے کی نگاہ وردی اسی کا گینڈا اپنا ہوا کجک مار کر اس نے گینڈے کو آگے بڑھایا اور تلوار
اس نے شہزادہ تورج پر ماری تورج نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو یہ عورت اور
گینڈا غائب ہوگئے کیونکہ سحر کے تھے اُس وقت نازک چشم للکارتی ہوئی آگے بڑھی اور
اس نے آکر ایک ترنج شاہزادہ تورج پر مارا تورج پر بسبب اس کے کہ وہ تلوار جس مین اسکی
قضا ہے اس کے پاس تھی ترنج نے اثر نہ کیا اور اب تورج نے وہی تلوار آبدار کھینچ کر جو ایک

ہا تھ مارا تو سر پر پڑ کے ٹانگون کے راستہ سے نکل گئی شور و غل پیدا ہوا آگ بھڑ کنے
لگے بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اُس وقت بختیارک نے کہا کہ امیر اور کنجیہ
سردارنین میں یہی وقت ہے انکے مارلینے کا یہ کہکر سپاہ کو اشارہ کیا فوج لینا لینا کہکر چلی
تو سچ تلوار پکڑ کر اُس دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا اس طرف سے بادشاہ نے بھی
گھوڑا اُٹھایا اور نعرہ کیا اشعار

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس جم | بمن میرسد باروی بہمنی
کہ اسفندیارم برومین تنی

پھر تو اور سرداروں کے نعرے بلند ہوئے آب تیغ کی طغیانی
ہوئی کشتی حباب بہادران طوفانی ہوئی تلواروں کی چمک بڑھی دریا خون کا جاری تھا سر
اسمین مثل حباب تیرتے تھے دھڑ دھڑ ادھر خون مین غوطہ کھاتے تھے کسی مقام پر جو
سر کٹ کے زمین پر گرا تھا وہ ٹھوکرین کھاتا تھا سچ ہے اس دنیاے فانی کا یہی نقشہ ہے
شعر کاسۂ چینی یہ ای منعم نہ کر اتنا غرور دہ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو اشعار

برآمد خروشیدن دار و گیر | درخشیدن خنجر و زخم و تیر | بران ترک زرین و زرین سپر
غمے شد سر از چاک چاک تبر | تو گفتی کہ ابرے برآمد ز گنج | ز شنگرف و زنگ زد بر ترنج
دو لشکر بہم اندر آویختند | تو گفتی بیک دیگر آمیختند | چکا چاک گرز آمد و تیغ و تیر
زخون یلان دشت گشت آبگیر | جہان یکسرہ ہمچو دریا بجود | نہنگ اندر و گرز و شمشیر بود
سواران چو کشتی روان اندرو | برو اندر آورد از کینہ رو | ہمین گرز بارید بر خود و ترگ
چو باد خزان بارد از بید برگ | فراوان سر افتاد مانند گوی | دل و سینہ ہا چاک و خون بد بجوی

تھا کی فوج تاب نہ لائی آخر اُس نے طبل امان بجوایا لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور
آسودہ ہوے اور مارے جانے سے نازک حشم کے امیر اور سردار کہ جو لقا ہر ہلاک
ہو گئے تھے وہ ایک درہ کوہ مین قید تھے چنانچہ اب امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور طبیعت
بشاش ہوئی اُنھون نے اسم اعظم پڑھا قید سحر کی جاتی رہی اور جو ساحر کہ وہان معین تھے
انکو انھون نے قتل کیا اور مع تمام سرداروں کے اُس درہ کوہ سے نکل کر اپنے لشکر مین
آئے انکے آنے سے یہان طبل شادیانی پر چوب پڑی ہر ایک بسان گل شگفتہ خاطر ہوا

اور سبب انکے مارے جانے کا یہ تھا کہ ملکہ الماس نے رجد پوش سحر کے زور سے ان سردارون کی
تو کرلو والیتی تھی یعنی ایسا سحر کرتی تھی کہ لشکر اسلام کے سب سردار غافل ہوجاتے تھے اُس وقت
وہ ایک پتلا سحر کا مع مرکب قطع کرکے کہ وہ اُس نے پہلے ہی سے قطع کر رکھے تھے میدان مین
چھوڑ دیتی تھی اور اُنھین کو پھر قتل کرتی تھی اب وہ حال کھلگیا اور امیر اپنے لشکر مین
آگئے لیکن لقا یہان سے جو اپنی بارگاہ مین گیا تخت شاہی پہ بیٹھا تھا کہ دفعۃً ایک آندھی
سیاہ پیدا ہوئی اور اُس آندھی سے دو دیو نکلے اور اُنھون نے آکر لقا کو سلام کیا
اور کہا کہ پردۂ تاریک مین قہقہہ سہ چشمی کا بیٹا کرتب بن قہقہہ جو ہے اُس نے آپ کو بلایا ہے
لقا نے بختیارک سے کہا بختیارک نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے چلیے بختیارک اپنے دل
مین کہتا ہے کہ وہان چل کر اگر ہو سکے تو کچھ دیون کو لا کر امیر سے لڑوائیں غرض بختیارک
نے کہا کہ حمزہ سے اپنے جانے کے لیے کہلا بھیجیے کہ خداوند کچھ دنون کے لیے پردۂ قاف
جاتے مین لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی بختیارک نے وسواس و خناس دو عیارون
کو بلا کر کہا کہ جاؤ اور حمزۂ صاحبقران سے یہ پیغام کہو آؤ وہ دونون بارگاہ امیر مین آگے
اور پیغام لقا کا دیا امیر نے فرمایا کہ بعد چند روز کے اگر وہ چل آئے تو کیا مضائقہ ہے جائے
وسواس اور خناس نے آکر لقا کو یہ بد دعا دی نظم

کا ہی سرت سبز تا خزان بچرند
بر سر تو موکلان بہ زنند
شکست طبل تا سگان بہ رند
اگر ز آتش ہزار رنگا رنگ

بختیارک نے کہا بشارت کہو کیا خوشخبری لائے انھون نے
پیغام امیر کا لقا کو پہونچایا اب ملک بختیارک اور لقا تخت پر سوار ہوے اور اُن دیوون نے
تخت اُٹھا لیا اور چلے یہان تک کہ پردۂ تاریک مین لا کر پہونچایا جب وہان پہونچے تو ایک
باغ مین اُس تخت کو لا کر اُتارا اشعار

ریاحین و گل اُس مین انواع کے
خیابان کی ہی کو لطفی نہیان کرسی گھر
کرے جو چمن بیچ وان اس لطافت بہی جو ہے
وہ سرفی ذکر میگا اسمین خط سبز

طلسمات گل اُس مین انواع کے
سطلا منقش مشبک تمام
کہ زرد لگا جون زعفران ہو کہ وہ سب
زمین میں انکی ساری جواہر لگا ہے

طلسمات کے اُسمین دیوار و در
یہ کیا ہو جو ہو دھو لگا اسمین نام
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر
ادھر مین چمن اور ہوا مین بہار

تھا اُس باغ مین اُترا کرتب بن قہقہے نے آکر ملاقات کی اور اُسکی دعوت اور ضیافت مین مصروف ہوا کچھ دن یہ یہان رہا پھر کرتب نے کہا کہ یا خداوند یہان شبیہ ہے خداوند راشد الشیاطین کی کہ اُسمین خود خداوند شیطان آکر بولتے ہین چلیے اور اُسکی زیارت کیجیے لقا نے کہا کہ وہ بھی ہمارا بھائی ہے اور بندۂ قدرت ہے اچھا چلو یہ کہکر کرتب کے ساتھ ہوا کرتب اُسکو لیکر ایک صحرا مین لایا کہ وہان ایک پہاڑ تھا سیاہ اور اُس پہاڑ کے درہ مین ایک گنبد اُس گنبد مین ایک گدھا چوکی پر پتھر کی بیٹھا تھا اور وہ گدھا بھی سونے کا تھا اُس خرنا شخص یعنی کرتب نے جاکر اُسکو سجدہ کیا اور لقا سامنے کھڑا رہا اس لیے کہ یہ تو خود خداوند ہے یہ کیونکر کیونکر سجدہ کرنے لگا مگر بختیارک نے سجدہ کیا کچھ دیر تک وہان ٹھہرے بعد اس کے کرتب نے کہا کہ مین نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ یہان ایک اژدہا رہتا ہے کہ جس کے زہر کے اثر سے پانچ کوس تک زمین سبز ہی اُس کے مارنے کی کوئی تدبیر بتلایئے لقا نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک نے کہا کہ ہم تدبیر اُس کے قتل کی بتلا دینگے تم ہمکو وہان لیچلو کرتب اُنکو لے کر چلا اور ایک پہاڑ پر لایا اُس پہاڑ سے ہر چند کہ وہ مقام جہان اژدہا رہتا ہے دور ہے لیکن انھون نے جو قلہ کوہ پر چڑھکر نگاہ کی تو ایک کنوین سے دیکھا کہ اژدر نے سر نکالا سر اُسکا بہت بڑے مینار کے برابر تھا اور اُس اژدر نے فلاب آتشین چھوڑی کہ وہ جنگل سب تپنے لگا یہ دیکھکر بختیارک نے کہا کہ کچھ بارود لاؤ کرتب بن قہقہے نے بارود منگوائی اُسوقت پانچ کوس تک نقب لگا کے بارود کو بچھایا اور اُسمین فتیلہ لگا کر ایک گنہگار واجب القتل کو بلا کے کہا کہ اس مین آگ لگا دو اگر بچ جاویگا تو ہم تجکو چھوڑ دینگے اُس گنہگار نے اُس فتیلہ مین آگ لگا دی اور بھاگا یہ تو بھاگ کر بچ گیا اور وہ طبقہ زمین کا مع اژدر اُڑ کر فلک پر پہونچا وہان سے بختیارک اور لقا پھر اُسی باغ مین آئے ایک روز برائے سیر جانب صحرا روانہ ہوے ایک باغ مین آکر پہونچے اُس باغ مین میوہ کثرت سے پھلا تھا درختون کے پتے چاندی سونے سے منڈھے تھے ڈالیان زمین مین بار اشجار سے جھوم رہی تھین منھ شاہد ارض کا چوم رہی تھین ایک طرف لالہ بصورت پیالہ شراب شبنم مانگ رہا تھا کہین نرگس کا دیدۂ حیران کھلا تھا کہین سنبل کی زلف پریشان تھی کہین جعد بنفشہ عطر آگین تھا سرو لب جو اپنی اکڑ مروڑ دکھاتا تھا شمشاد سے

قامت ناز شرمندہ نظر آتا تھا اشعار

وہ زلف بنفشہ مشک آگین	ملتا ہے نہیں دماغ تزئین	عبہر سے عیاں ہے شان جمشید
ہر سرو بجائے چتر خورشید	ہوں لوث و خطا سے کیونکر پاک	یخوار جو پائیں سایۂ تاک
اشجار کی کس قدر ہے کثرت	ہر نخل چمن ہے خوان نعمت	سو جان سے رنگ و بو پہ ہیں غش
جلنے کہ جہاں میں ہیں پریوش		

اس باغ میں ایک بارہ دری بنی تھی ہشت آلات سے آراستہ
تھی فرش عمدہ اسمین بچھا تھا لقا اور بختیارک اس بارہ دری میں آئے تو وہاں ایک دیونی
بیٹھی تھی اور اس کے پاس چند دیونیاں حاضر تھیں سینگ اس کے سر پر تھے مگر تو جوان تھی
چھاتیاں دونوں مثل مشک پر آب کے پھولی ہوئی تھیں ایک ساری پر نور باندھے اور کرتی
پہنے تخت پر بیٹھی تھی لقا کا قد بھی ایک سو پچانوے ارنج کا ہے دیو ہے کہ قالب انسان میں
سمایا ہے اس دیونی کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور وہ دیونی بھی اپنے تمام سر اٹھی اس نے کہا کہ اے
بندی قدرت مزاج اچھا ہے اس نے ہنسکے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ مردوے
نخرے کیوں کرتا ہے آ اس تخت پر بیٹھ بختیارک نے کہا کہ اب خوب چھنے گی غرض لقا آ کے
تخت پر بیٹھا اس نے دیونیوں سے کہا کہ ارے شراب لاؤ وہ بگلے شراب کے جام
ہو میں اور ایک کاسہ بہت بڑا لا میں اس دیونی نے کہ عفریت مردار خوار اس کا نام ہے
لقا اور بختیارک کو شراب پلائی جب دو دو تین تین جام پے نشہ ہوا اس حالت نشہ میں
بختیارک اور دیونیاں چلی گئیں لقا نے اس کے ساتھ اپنا منہ کالا کیا پھر اس نے ناچ کو حکم دیا
کہ کچھ دیونیاں پاؤں میں بجانے گھنگرو پھر باندھ کے آئیں اور رقص کرنے لگیں پھر کچھ اپنی زبان
میں گایا کہ جسکو لقا نہ سمجھا مگر کچھ دیر یہاں بیٹھا پھر وہاں سے اٹھکر جب چلنے لگا تو اس دیونی نے
کہا کہ میں تمہارے پاس آیا جایا کرونگی لقا قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ اے جانی وائے مایۂ عمر و
زندگانی اب تم فی الحال میرے ساتھ چلو اس نے کہا کہ میں ابھی نہیں جا سکتی ہوں کس لیے کہ بڑا
ایک بھائی ہے وہ ملکہ آسمان پری سے جو زوجۂ امیر صاحبقران گیتی پناہ ہیں ان سے
لڑنے گیا ہے وہ آ لے تو میں چلوں لقا یہ سنکر وہاں سے روانہ ہوا اور گرتب میں
قہقہہ کے پاس آیا کرتب اسکو ایک دن صحرا میں شکار کے لیے لایا وہاں بہت سے

اژدر و شیران ژیان کو قتل کیا اور آگے جو بڑھے تو ایک دریا ملا اُس دریا کا پاٹ کئی کوس کا
تھا اُسوقت کشتیاں بڑی بڑی منگا کر سوار ہوے اور سیر کرتے دریا مین چلے غرض کئی روز تک
اُس دریا مین سیر کرتے پھرے پھر کرتب بن قہقہہ نے لقا کو رخصت کیا اور اُنکو دیو لیکر چلے رستے
مین ایک پہاڑ ملا کہ اُس پہاڑ پر ایک گنبد بنا تھا اور اُس گنبد مین ایک مرد درویش رہتا تھا کہ وہ مرد
خدا پرست ہے لقا نے دیوون سے کہا کہ اِس گنبد کے قریب مجھے اُتار دو دیوون نے اُسکو
اُتارا اُس نے جو دیکھا تو دریا کے پر بچھا ہے اور اُسپر ایک مرد صاحب کمال جنگلی داڑھی تا بناف
ہے اور پلکین بڑھکر رخسار پر پڑی تھین عبا گلے مین پہنے عمامہ سر پر باندھے صحیفۂ ابراہیمی کی
تلاوت کر رہے ہین لقا کے پاؤن کی آہٹ پا کے اُنھون نے سر اُٹھایا اور کہا کہ اے لقا تو یہان
کیون آیا جا یہان سے لقا بھی اُسکو مرد خدا پرست سمجھ کر تخت پر سوار ہو کر اپنے
لشکر مین آیا

تمت